

دفترا قباب شجاعت

منہجہ دفتار

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد ہفتم لعل نامہ سے ملتا ہے یعنی جلد نہ کور میں یہاں تک بیان ہوا ہے کہ صاحبقران ثانی سے کسی چالیس ہزاروں کے طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوئے ہیں اور بدیع الملک کو لقب صاحبقرانی اور اپنا دھنجل حجت فرما کر واسطے قتل آئینہ اندام جادو کے ہایت کی ہے چنانچہ اس دفتر کی جلد اول و دوم میں وہ سب حالات مرقوم ہیں چنانچہ اب اس جلد میں سلسلہ سخن اس عنوان سے آغاز کیا گیا ہے کہ

یہ جانا خواجہ کا ایوان نہ طاقی کو بعد رہا کرنے عیاروں کے نذر زنبیل کر کے دربار مندر شاہ سے طرف صحرا کے دہان پہنچ کر رہا کرنا سب عیاروں کو انکا ایک سمت کو روانہ ہونا اور خواجہ کا ملکہ ایوان کو زنبیل سے نکال کر کند آصفیہ باز حکم وحدانیت خدایان کرنا ہکا بعد گفتار سے بسیار مطیع اسلام ہونا اور خواجہ سے رخصت ہو کر اپنے مقام کی طرف جانا خواجہ کا اس سے کہہ کر دریائے سحر ٹھانا ایوان کا سب سرداروں کو رہا کرنا جو کہ دریائے سحر میں قید تھے صاحبقران کا اعظم کھولنا صاحبقران کا ہوش میں آنا سب کا خوش ہونا بادشاہ کا حکم جشن دینا۔ مندر کا برہم ہو کر خود اسے مقابلہ آنا اور جنگ نہ عاشاق استاد مندر کا قتل ہونا اور مندر یہ کافح ہونا مع دیگر داستانوں سے تعلق جنگیں پانی و خوش حالی کیے پروردگار

جلد سوم

جسکو طویل ہزار داستان چین فصاحت گل بہستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیوار زبان شیعہ تصدیق حسین صاحب داستان گوشت حسب حکم رئیس عالیہ قمار ملک التجار گوہر بحر مروت قدر شناس علم و ہنر جناب نشی پراگ زرائع صاحب بانک مطبع کے باعانت مولوی محمد اسماعیل صاحب اثر زبان اردو میں ترجمہ کیا اور بار اول

مطبع نامی منشی نو کشت واقع لکھنؤ میں بحسن و خوبی طبعی

۱۹۰۷ء

اطلاع۔ اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہیں قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیبل پیج کے تین صفحوں سادے ہیں ان میں بعض کتب قصہ جات تشریف و نظم اردو درج کرتے ہیں تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اس فن کا ادراک بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانوں کو آگاہی کا مزید ذریعہ حاصل ہو

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
	۱۴۔ طلسم ہوشربا۔ جلد پنجم حصہ دوم		قصہ جات نشر
	۱۵۔ جلد ہفتم		داستان امیر حمزہ صاحب قرآن۔ جسکی ترتیب و
	۱۶۔ جلد ہفتم		ترتیب آٹھ دفتر و نون میں ہے جسکو ابو الغیض نعیمی
	۱۷۔ بقیہ طلسم ہوشربا۔ جلد اول مصنفہ		فیاضی وزیر اکبر بادشاہ نے شہنشاہ اکبر کی
	منشی احمد حسین صاحب تخلص بہ قمر۔		تفریح طبع کے لیے یہ مہبوط داستان تصنیف
	۱۸۔ ایضاً حصہ دوم۔		کی اور امرا و سلاطین کے درباروں میں
	۱۹۔ صندوق نامہ۔ دفتر ہفتم۔		داستان گوؤن کے حسن بیان سے تا این
	۲۰۔ توحج نامہ۔ جلد اول دفتر ہفتم		زبان یادگار زمانہ رہی۔ چونکہ شے نایاب
	داستان امیر حمزہ۔		نھی ہر شخص چاہتا تھا کہ اسکا ترجمہ اردو میں
	۲۱۔ جلد دوم		ہو جائے لہذا مطبع منشی نو لکشور میں دفتر
	۲۲۔ لعل نامہ۔ جلد اول دفتر ہفتم		اول سے دفتر ہفتم تک ترجمہ ہو کر طبع ہوا
	۲۳۔ جلد دوم		جسکی قیمت درج ذیل ہے۔
	طلسم فتنہ نور افشان۔ جلد اول جسکی	ع	۱۔ نوشیروان نامہ۔ جلد اول
	خوبی و بدگی ملاحظہ پر موقوف ہے۔	ع	۲۔ جلد دوم
	۲۔ جلد دوم	ع	۳۔ ہر فر نامہ۔ متعلق نوشیروان نامہ جلد دوم
	۳۔ جلد سوم	ع	۴۔ ہومان نامہ۔
	ایضاً کامل جلد یکشت ہر سہ جلد کے لیے۔	ع	۵۔ کوچک باختر۔
	طلسم ہفت پیکر۔ مصنفہ منشی احمد حسین	ع	۶۔ بالا باختر۔
	صاحب تخلص بہ قمر۔ جلد اول	ع	۷۔ امیر حج نامہ۔ جلد اول
	۲۔ جلد دوم	ع	۸۔ جلد دوم
	۳۔ جلد سوم	ع	۹۔ طلسم ہوشربا۔ جلد اول
	طلسم خیال سکندر ری۔ جلد اول مصنفہ	ع	۱۰۔ جلد دوم
	منشی احمد حسین قمر۔	ع	۱۱۔ جلد سوم
	ایضاً جلد دوم	ع	۱۲۔ جلد چہارم
	ایضاً جلد سوم	ع	۱۳۔ جلد پنجم کا حصہ اول۔

فہرست نفس کتاب دفتر آفتاب شجاعت جلد سوم

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲	ترجمہ سنی عند لیب قلم در گلستان منقبت جناب امیر المومنین مظہر العجاوب و مظہر الغرائب مولانا و مقبدا حضرت علی بن ابی طالب صلوٰۃ اللہ والسلام۔		کیا تھا سب عیاروں کا حاضر ہونا و برق ثانی و قرآن ثالث کا اپنی اپنی عیاری رو بردہاں دربار و بادشاہ و صاحبقران کے عرض کرنا بادشاہ کا خوش ہو کر حکم جیشن دینا اُدھر سمندر شاہ کا بارگاہ گرداب وغیرہ سے یہ کہہ کر کہ جب ہم ٹکڑے ہو کر بر کرین اسوقت مقابل کرنا مع سرداروں کے سمندر بخ کو جانا وہاں ہو چکر ایک روز آرام کر کے دوسرے دن دربار کرنا اور یہ فکر کرنا کہ کیا تدبیر کیجائے اُدھر ایوان کا خواجہ سے رخصت ہو کر اپنے مقام پر جانا۔ اور ترک دنیا کر کے گوشہ نشین ہونا اس کی خبر طائران سحر کا اگر سمندر کو دینا اسکا برہم ہو کر ایک ساحر کو روانہ کرنا کہ تو جا کر ایوان کو میرے پاس لے آؤ اسکا جانا ایوان کا آنا سمندر کا اس سے برائے مقابلہ اہل اسلام کہنا اس کا انکار کرنا سمندر کا سمجھنا اسکا نہ قبول کرنا سمندر کا برہم ہو کر حکم قتل ایوان دینا منادی کا ندا کرنا سب کو معلوم ہونا خواجہ کا اہل حال سے آگاہ ہونا اور عیاری کر کے ایوان کو بچانا سمندر کا برہم ہو کر خود برائے مقابلہ آنا اور جنگ ہونا عشاق استاد سمندر کا قتل ہونا اور سمندر یہ کافح ہونا سمندر کا بطرف طلسم گنجور سلیمانی کے فرار کرنا و دیگر حالات مشفق داستان ہذا۔
۳	آرائش ہودس داستان و آغاز بیان این نگارستان بلبل خامہ اس قصہ کو یوں آغاز اپنی زبان میں کرتا ہے کہ جانا خواجہ کا ایوان نہ طائی کو بعد رہا کرنے عیاروں کے نذر زنبیل کر کے وزیر شاہ سے طرف صحر کے وہاں ہو چکر رہا کرنا سب عیاروں کو انکا ایک سمت کو نظر ہونا اُدھر خواجہ کا ملکہ ایوان کو زنبیل سے نکال کر کند اصفاسے باندھ کر وحدانیت خدا کا بیان کرنا اسکا بعد گفتگوے بسیار مطیع اسلام ہونا اور خواجہ سے رخصت ہو کر جانا طرف اپنے مقام کے خواجہ کا اس سے کہہ کر ایک سحر مٹوانا ایوان کا سب سرداروں کو رہا کرنا جو کہ دریائے سحر میں قید تھے صاحبقران کا اسم اعظم کہو لانا صاحبقران کا ہوش میں آنا سب کا سرور ہونا خواجہ کا مع سرداروں کے بارگاہ میں آنا سب کا خوش ہونا ان سرداروں کا بھی داخل بارگاہ ہونا جنگو برق نے عیاری کر کے رہا	۳۳	اب شمعہ حال لشکر اسلام کا اور سمندر کا اور آنا خواجہ کا سب سرداروں کو لیکر اور صحت پانا صاحبقران کا باد آنا اسم اعظم کا اور آنا سب

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	سرداروں کا اور عیاروں کا ہر ایک کا اپنا حال بیان کرنا صاحب قرآن کا خوش ہو کر سب کو انعام و خلعت دینا اور حکم جشن فرمانا سمندر کو حال ایوان سے آگاہ کرنا اسکا اسیر کرنا خواجہ کا اس حال سے آگاہ ہو کر عیاری کرنا اور پھر ایوان کو رہا کرنا و دیگر حالات متعلق داستان ہند اغزل بجائے ساتی نامہ۔		مع لشکر ہو چکا اور ایک طرف فروکش ہونا اور ارزنگ سے مقابلہ ہونا بعد کئی جنگ کے باہم صلح ہونا اور دونوں کا شریک ہو کر برہمیں سے مقابلہ کرنا آخر بعد جنگ بسیار باہم صلح ہوئی اور عینوں کا فرون کا ایک کروڑا سی لاکھ کا لشکر لیکر خروج کرنا اور ممالک اہل اسلام پر قبضہ کرنا اور انکو کفر آباد کرنا اور اسی طور سے سب ملکوں کو تباہ کرنے ہوئے طرف مذاق کے روانہ ہونا و دیگر حالات متعلق داستان ہند اساتی نامہ۔
۶۱	اب شمعہ حال بدست کا تحریر کیا جاتا ہے۔	۲۹۹	اب شمعہ حال شہر آفتاب نامہ بر حبیب آفتاب پرست یعنی خداوند بر حبیب کا ملاحظہ فرمائیے۔
۹۶	اب شمعہ حال لشکر اسلام کا تحریر ہوتا ہے۔	۴۶۳	اب شمعہ حال شہر فرنگوشیہ کا سماعت فرمائیے۔
۱۰۲	اب سمندر شاہ وغیرہ کے حال میں قلم فرمائی ہوئی ہے۔	۴۶۷	اب شمعہ حال آمد بر حبیب و نامہ و پیام و بیان بر حبیب و محکوم شاہ و حالات مقابلہ و دیگر حالات متعلق داستان ہند
۱۱۳	اب حال ملکہ ایوان جادو میں تسلیم فرمائی کی جاتی ہے۔	۴۸۶	اب شمعہ حال شہر فرنگوشیہ اور محکوم شاہ وغیرہ کا سماعت فرمائیے۔
۱۳۰	اب شمعہ حال سمندر اور نامہ بر کا تحریر ہوتا ہے و دیگر حالات۔	۴۹۲	اب شمعہ داستان سہراب ثانی سپر رستم ثانی کا ملاحظہ فرمائیے کہ یہ جو اپنے باب یعنی رستم ثانی کو خواب میں دیکھ کر اور بوقت شب اس خیال و قصد سے تن تنہا بدون اطلاع اپنی ماں و نانا سمندر لکھ کر برائے نفع طلسم چل چلا سلیمانی روانہ ہوئے تھے جہاں کہ رستم ثانی و شہر یار عالیو قار کو دلو ہا مان شفی نے دھوکے سے پھنسا دیا تھا اور رہائی انکی شہراب کے ہاتھ سے تھی اور فتح طلسم بھی شہراب ثانی تھے اور حالات طلسم اور کیفیت مضرب بری و اخضر پر مینا د اور جو کہ انکی مفارقت میں گزری و دیگر حالات متعلق داستان ہند۔
۱۵۰	اب شمعہ حال لشکر اسلام و اس منادی و دونوں ناموں کا تحریر کیا جاتا ہے و دیگر حالات قصہ ہند۔		
۲۶۱	چند کلمہ داستان ارزنگ تن زمرہ کے کہ وہ جو کوچ کر کے مع لشکر طرف شہر آفتاب نما کے اس قصد سے روانہ ہوا تھا کہ میں جاگیر اپنی شادی ملکہ سہمتن سے کروں خواہ بر حبیب آفتاب پرست بخوشی کرے خواہ بجز اگر مقابلہ کر لیا تو رہا بیا کرونگا پس اس سے راہ میں مقابلہ ہونا بنیرہ طماس سے اسکا شریک ارزنگ ہونا اور ارزنگ کا قریب شہر آفتاب نہا ہو چکا اسکی خبر ہونا بر حبیب کو اور ایسا ہوتا مرد و پیام نہا اسے بعد جنگ و بیکار ہونا اسی حالت جنگ میں چترنگ بن زمرہ کا		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۹۵	اب شمعہ حال قلعہ یاقوت نگار و اخضر بریزاد و مضر اب پری کا سماعت فرمائیے کہ انھوں نے مفارقت سہرا اب ثانی میں اپنا کیا حال کیا	۶۳۷	اب شمعہ حال قلعہ قمر بخش کا ملاحظہ فرمائیے
۵۰۵	اب شمعہ حال سہرا اب ثانی کا تحریر کیا جاتا ہے کہ ان پر کیا گزری اور کیونکر طلسم فتح کیا و دیگر حالات داستان ہذا	۶۴۰	اب دو کلمہ داستان حال پرسیاے فرنگی و نامہ بر کے پہونچنے میں اور دیگر حالات ملاحظہ ہوں۔
۵۱۲	اب شمعہ حال بادشاہ طلسم و قلعہ طلسم کا ملاحظہ فرمائیے۔	۶۴۲	اب شمعہ حال سکندر رستم خوکا بیان ہوتا ہے
۵۱۲	اب شمعہ حال داستان قلعہ یاقوت نگار و حالات اخضر بریزاد کہ خبر باطلسم کے فتح ہونے کی اور شاہزادے کے جمع خدام و حشم ادھر آئینکی اخضر بریزاد کا یہ خبر سیکے خوش ہونا اور یہاں استقبال پر ہزار دن کو روانہ کرنا شاہزادے کا مع رستم ثانی و شہر یار عالیوقار و امیرج نامدار و کل لشکر کے داخل قلعہ ہونا ناما اور مان سے ملنا انکا خوشی کرنا اور محفل عیش کا برپا ہونا بعد اختتام جشن بصلاح امیرج نامدار و شہر یار عالیوقار سفر کرنا برائے روانگی پردہ قاف و دیگر حالات متعلق داستان ہذا۔	۶۴۴	اب شمعہ حال ان ناموں کا سماعت فرمائیے کہ جو منہج آفتاب علم نے اپنے بھائی اور اپنے نائب سہمن جادو کو تحریر کیے تھے اور انکا مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر اور لشکر لیکر برائے ملک روانہ ہونا سمندر یہ کی جانب اور اس نامہ کا جو کہ فیصر صاف باطن نے اپنے نائب کو جو کہ اسکی طرف سے طلسم مرآة العدم کا حاکم ہے اور اسکا بھی مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر برائے ملک روانہ ہونا اور ان سب کا عین دقت پر پہونچنا و دیگر حالات۔
۶۳۷	اب دو کلمہ داستان ناموں کا رستم خان بن گنجاہ کے ہر ایک ملک کے بادشاہ کے ایاس پہونچنا اور اسکا اپنے ملک کا بندوبست کر کے طرف نطق کے روانہ ہونا اور خود رستم خان کا لشکر لے کر روانہ ہونا اور ہیرام خاوری کا اور شاہزادہ تومان خاوری کا مع ناموس کے ترکستان میں پہونچنا اور سب حال بیان کرنا اور وہاں سے پھر خاور میں آنا اور اپنا بندوبست کر کے طرف نطق کے روانہ ہونا و دیگر حالات متعلق داستان	۷۰۰	اب حال اس نامہ بر کا تحریر ہوتا ہے کہ جو آفاق شاہ کا نامہ لیکر طرف آفاقیتہ کے گیا ہے۔
۶۳۸	اب شمعہ حال اس تہلی کا سماعت فرمائیے کہ جسکو سمندر شاہ نے نامہ دیکر طرف طلسم انجورہ سلیمانی کے روانہ کیا ہے۔	۷۰۱	اب راوی پیامبر کا حال تحریر کرتا ہے کہ جو حکم سمندر شاہ کے نامہ لیکر طرف اشفاق جادو برادر آفاق جادو کے روانہ ہوا ہے۔
		۷۱۲	اب شمعہ داستان ملک ایوان نطانی کی اور اور کیفیت حیران جادو کی قلم بند ہوتی ہے

صفحہ	مضون	صفحہ	مضون
	ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔		اور عاشق و معشوق کا وصل سے شاد ہونا صاحب قلم
۲۵	اب شمعہ حال الطاف جادو وزیر سمندر شاہ	۳۶	کا جشن خوشی کرنا اُس سے دریافت کر کے اور
	کا سماعت فرمائیے۔		ملکہ نسیم سمین کو حاکم سمندر یہ کار کے صاحب قلم
۳۰	اب دو کلمہ داستان سمندر شاہ کا جواب نامہ		کا عقب سمندر شاہین طرف طلسم کے روانہ ہونا
	گنجور شاہ سے آگاہ ہونا اور اُس نامہ برکا آنا		و دیگر حالات متعلق داستان ہذا۔
	جو کہ طرف اشفاق شاہ کے گیا تھا اور عرض		اب شمعہ حال گرداب شاد کا سماعت فرمائیے
	کرنا کہ اشفاق شاہ مع لشکر حاضر ہوتا ہے		اور لشکر اسلام کا۔
	اور اُسکی عرضی دینا پھر خبر آنا کہ چند پہلوان		اب شمعہ حال ملک ایوان نہ طاقی کا سماعت
	غیر ساحر آئے ہیں اُن کا دربار میں آنا اور		فرمائیے کہ یہ جو لشکر لیکر اپنے اہل شہر کو مسلمان
	سب حال مشکے لاف و گداز کرنا اُن کو گون		کر کے اور حیران بادلو پوش کو شکست دیکر جو
	کا آکر سمندر شاہ سے حال اشفاق شاہ بیان		کہ سمندر شاہ کی طرف سے اُسکے ملک کو غارت
	کرنا جو کہ شہر اشفاقہ سے فرار کر کے چلے آئے		کرنے آیا تھا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی
	تھے سمندر شاہ کا حال اشفاق شاہ کا شکے		و دیگر حالات داستان ہذا۔
	برسم ہونا اور کہنا کہ میں جنگ مسلمانان سے		اب ناوی شمعہ حال ملک سوماق برق مزاج بھانجی
	فراغت کروں تو ان سب کو سزا دوں گا اور		ایوان کا قلمبند کرتا ہے اسکو سماعت فرمائیے
	حکم دینا کہ پیش خمیہ روانہ کیا جائے پرسوں		اب شمعہ حال ملک نسیم جادو و خرمندر شاہ
	مہم کوچ کرینگے برائے مقابل اہل اسلام و		کا ملاحظہ فرمائیے قلمبند ہوتا ہے۔
	طیاری لشکر کا حکم دینا اُس لشکر کا بھاگ کر		اب دو کلمہ داستان شاہزادہ رفیع البخت
	آنا جو کہ حیران جادو کے ہمراہ ایوانیہ پر گیا تھا		بسر صاحبقران ثالث اعنی بدیع الملک
	اور حال جنگ سے و قتل حیران سے سمندر		نوجوان کہ یہ جو ملک محرابیہ سے جبکہ برائے
	شاہ کو آگاہ کرنا پس افسوس کرنا سمندر شاہ		ملک نقابدار زمر و پوش نیکر آئے تھے اور
	کا اور لشکر کے کرب و نون شہر آنا اور اہل اسلام		بعد فتح ملک محرابیہ صاحبقران پر پڑو ہو خواب
	کا مقابلہ ساحرون و غیر ساحرون سے اور ہر		کہ یہ امر ظاہر ہوا تھا کہ یہ نقابدار میرا فرزند ہے
	ایک مددگار سمندر شاہ کا و اہل اسلام کا عین		اور نقابدار پر یہ امر ظاہر ہوا تھا کہ صاحبقران
	وقت پر پہنچا عشاق حجرہ نشین کا ہاتھ		میرے والد بزرگوار ہیں اور یہ بھی نصیب
	سے سوماق برق مزاج کے مارا جانا اور جنگ		ہوا تھا کہ یہ لڑکا لطن ملکہ نادرک نکلن سے
	مغلوب ہونا سمندر شاہ کا شکست کھا کر طرف		سے بس باہم میل ہوا تھا باب بیٹے سے دیر
	گنجورہ سلیمانی کے فرار کرنا صاحبقران کا بعد فتح		بیٹا باب سے ملا تھا سب حال بیان کیا
	شہر سمندریہ پر قبضہ فرمانا اور ملکہ نسیم سمین خیر		پس رفیع البخت بموجب وصیت نامہ لکھا لیکر
	سمندر شاہ کا ساتھ سہراب جادو کے عقد ہونا		برائے فتح طلسم نورالکین روانہ ہوئے تھے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	صاحبقران سے رخصت ہو کر مع اپنے لشکر کے اب ان کا حال قلمبند ہوتا ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں و دیگر حالات متعلق داستان ہذا مختص بجائے ساقی نامہ۔	۱۱۵۲	اب شمعہ حال سہراب ثانی کا ملاحظہ فرمائیے۔
۱۰۱۳	اب شمعہ حال عیار شداد شاہ و قلعة کشوریہ و مقہور کا سماعت فرمائیے۔	۱۳۲۳	اب دو کلمہ داستان سمند جادو کے یعنی ہکا طلسم میں پہونچنا و دیگر واقعات و داستان صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک نوجوان کا داخل طلسم ہونا اور فتح کرنا طلسم کو و دیگر حالات جلالت عنوان قلم بند ہو کر پیشکش ناظرین ہوتے ہیں ناظرین ملاحظہ کریں اور محب کو میری عرق ریزی و جان کا ہی کی داد عنایت فرما کر میرے غنیمت دل کو شگفتہ فرمائیں۔
۱۰۴۷	اب شمعہ حال نقابدار باقوت پوش میں قلم فرسائی گئی جاتی ہے ملاحظہ ہو۔		اب شمعہ حال سمند رجا و قلم بند ہوتا ہے اس کے بعد حال صاحبقران ثالث حوالہ قلم عجلت رقم ہو گا و باقی دیگر حالات متعلق داستان ہذا غزل بجائے ساقی نامہ۔
۱۰۵۷	شمعہ حالات داستان برجیں آفتاب پرست ملاحظہ ہوں۔	۱۳۳۴	تقریباً از جانب مصنف کتاب ہذا۔ خاتمہ الطبع۔
۱۱۰۲	اب دو کلمہ داستان جلالت عنوان شیریشہ صاحبقرانی ملاحظہ فرمائیے غزل بجائے ساقی نامہ		
۱۱۷۳	اب شمعہ حال سہراب ثانی کا ملاحظہ فرمائیے۔ سہراب ثانی کا مع بارگاہ طلسمی و دیگر اسباب طلسمی کے پردہ دنیا پر آنا و دیگر حالات ان کے قلم بند ہوتے ہیں ملاحظہ ہوں۔		
۱۲۳۰	اب دو کلمہ داستان سیارہ ثانی و شہر زرب جھا وزیر و مان تاجدار و زرنگار شاہ وغیرہ کی ملاحظہ فرمائیے و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بعد اسکے یہ فقیر حال حضور کج کلاہ و آنا زرومان تاجدار کا مع لشکر کے خدمت سہراب ثانی وغیرہ میں اور مقابلہ ہونا مصروف کج کلاہ کے لشکر سے زیر ہونا مصروف دیوانے کا مع لشکر کے		

دفترا قباب شجاعت

منہجہ دفتار

داستان امیر حمزہ صاحبقران

اس دفتر کا سلسلہ جلد ہفتم لعل نامہ سے ملتا ہے یعنی جلد نہ گورین یہاں تک بیان ہوا ہے کہ صاحبقران ثانی سے کہو چالیس سرداروں کے طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوئے ہیں اور بدیع الملک کو لقب صاحبقرانی اور اپنا دھنل حرکت فرما کر واسطے قتل آئینہ اندام جادو کے ہایت کی ہے چنانچہ اس دفتر کی جلد اول و دوم میں وہ سب حالات مرقوم ہیں۔ اب اس جلد میں سلسلہ سخن اس عنوان سے آغاز کیا گیا ہے کہ

یجانا خواجہ کا ایوان نہ طاقی کو بعد رہا کرنے عیاروں کے نذر زنبیل کر کے دربار سمندر شاہ سے طرف صحرا کے وہاں پہونکر رہا کرنا سب عیاروں کو انکا ایک سمت کو روانہ ہونا اور خواجہ کا ملکہ ایوان کو زنبیل سے نکال کر کند آصف سے باز حکم و حدایت خدایان کرنا بعد گفتگو سے بسیار مطیع اسلام ہونا اور خواجہ سے رخصت ہو کر اپنے مقام کی طرف جانا خواجہ کا اس سے کہہ کر دیا ہے سحر شانا ایوان کا سب سرداروں کو رہا کرنا جو کہ دریا سے سو میں قید تھے صاحبقران کا اعظم کھولنا صاحبقران کا ہوش میں آنا سب کا خوش ہونا بادشاہ کا حکم جشن دینا۔ سمندر کا برہم ہو کر خود برائے مقابلہ آنا اور جنگ و عاشاق استاد سمندر کا قتل ہونا اور سمندر یہ کافح ہونا مع دیگر داستانے تھانہ جنگی رنگیں مانی خوش مقامی کہنے پر

جلد سوم

جبکہ طبل ہزار داستان چین فصاحت گل بہستان بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیوار زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گوشت حسب حکم رئیس عالیہ قار ملک التجار گوہر مروت قدر شناس علم و ہنر جناب نشی پراگ زائن صاحب ملک مطیع کے باعث مولوی محمد اسماعیل صاحب اثر زبان اردو میں ترجمہ کیا

بار اول

مطبع نامی فشی نو کشت واقعہ کہ صوفیہ حسن بی طبع تی

۱۹۰۴ء

اعلان - حق تالیف اس ترجمہ کا پانی نو کشور پریس محفوظ و محدود ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ستائش اور ہر اُس خالق برحق کو کہ جس نے اس طلسم جہان کو خلق فرمایا اور طرح طرح کے نیرنجات و عجائبات و مآثرات خلق فرمائے انسان کو ایک قطعہ بخش سے خلق کیا اور کیا کیا عجائبات اُس میں پیدا کیے کہ جن کے دریافت میں عقل کو حیرانی ہو اس جہان کا عجب کارخانہ ہے جو حیرتوں سے صفت خالق پیدا اور ہویدا ہے وہ خالق سب کا مالک ہے اُسکی کائنات کے دریافت میں انبیاء و اوصیاء عاجز رہے اور ہمیشہ کلمہ بخیر زبان پر لائے اور اُسکی صفت و ثنا کرتے رہے وہ خالق یکتا کہ جسکا کوئی ہمتا نہیں ہے وہ وحدہ لا شریک ہے اُس نے اپنے بندوں کے لیے کیا کیا انبیاء و مآثرات پیدا کیے یہ اُسکی قدرت ہے کہ کبھی شام ہے اور کبھی پردہ شب سے روز روشن پیدا ہوتا ہے شب براسے آرام خلق فرمائی اور دن براسے ضرورت و زیوی خلق کیا اسی طور سے اور بہت سے اُن دھڑکے نیرنجات ہیں کہ جن کے دریافت میں عقل بالکل بیکار ہے اسی سے اُسکی ذات کا ثبوت ہوتا ہے کہ کوئی ان سب کا پیدا کرنے والا ہے وہ اپنے بندوں پر نازل و الٰہین کے حقیقت کرتا ہے بلکہ اُس سے زیادہ یہ اُسکی قدرت ہے کہ اُس نے ہماری ہدایت کے واسطے نبی خلق فرمائے اور انہی خالق اور یکتا کی کے ثبوت کے لیے اُسے فرمایا کہ تم ہمارے بندوں پر یہ امر ظاہر کرو کہ کوئی تمہارا پیدا کرنے والا ہے اور انکو راہ نیک بتاؤ تاکہ وہ ضلالت کو ترک کریں اور میری طرف رجوع کریں اُس نے اپنی قدرت سے بہشت و دوزخ خلق کی اور فرمائے کہ اُن کے ہم میرے بندوں کو راہ ہدایت دکھا کر اس امر کا وعدہ کرنا کہ اگر تم راہ نیک اختیار کرو گے تو تم کو اُس کے انعام میں بہشت کی سیر نصیب ہوگی ورنہ برخلاف اس کے اگر ضلالت میں مبتلا ہو گے تو سزا ملے گی اُن انبیاء و اوصیاء نے طلسم جہان میں اگر علم ہدایت بلند کیا اُسکی وحدت کے ثبوت میں کوشش کی بندوں کو اُسکی طرف رجوع کیا جو جو تکالیف اُنکو اس امر کے رواج دینے میں پہنچیں اُن سب کی برداشت کی اُس کے سب سے اُس کے حضور سے اُنکو مرتبہ اعلیٰ ملا بس ثابت ہوا کہ اُسکی نعمات اور برودش کا کوئی شکر یہ ادائیہ نہیں کر سکتا ہے ہم کیا ہیں جب کہ نبی و وحی بھی عاجز رہے کہ جن کو اُس نے وہ حجت عطا فرمائے کہ حلقہ دیکھنے سے ملائک غیب کر تے تھے اُس نے اپنی قدرت سے ہمارے لیے وہ نبی خلق کیا کہ جو سب سے افضل و اعلیٰ تھا اُسکو خاتم المرسلین کا خطاب عطا فرمایا اُسکی شان میں یہ فرمایا کہ لولاک لما خلقت الافلاک اُسکو اپنا حبیب مقرر کیا لوح اس طلسم دہر کی اُسکی قبضہ قدرت میں دی ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے کلید نظامت سے اسرار اس ظلم کے ہم سب پر ظاہر کیے اور ہم کو راہ نیک بتائی انکو وحی بھی
ایسا مرحمت کیا کہ جو تمام خلق سے افضل ہو اسکا کوئی ہمتا نہیں ہو اسنے انہی تیغ سے تمام عالم سے ظلمت
کفر کو برطرف کیا اور دین نبی کے رواج دین میں کو شمش کی بددینی و علی کے اعلیٰ اولاد و مجاہدیکے بعد و ایک
جانشین ہوئی آئی یہاں تک کہ گیارہ امام اور ہم کو عطا فرمائے جو کہ نسل میں بھی و علی کے تھے انھوں نے بھی
دین اسلام کے قائم رکھنے کی کوشش کی اور حرمت اسلام کو باقی رکھا کہان تک اس خالق کی صفت و ثنا
کی جائے کہ جس نے اپنے بندوں کے لیے یہ نعمات خلق فرمائے کہ جنکا شکر یہ اور نہیں ہو سکتا ہو جسکے
بیان اور تعریف میں زبان انسانی کو عجز ہے اسشب قلم کو میدان حمد و ثناء میں دوڑنے کی طاقت نہیں ہے
وہ بھی عاجز ہو بھلا کون ایسے خالق کی صفت کر سکتا ہو جو کہ ہمتا ہو اور اسکا کوئی شریک نہیں ہے وہ وحدہ
لا شریک نہ ہو بس اب میں عنان اسشب قلم کو طرقت میدان نعت کے پھرتا ہوں اور اسکی حمد و ثنا کو
ان ایات پر ختم کرتا ہوں ایات

ولا کر حمد و تعریف اس خدا کی کبھی ہر صبح کہ شام سپہ رو کوئی ہو دل سے جانان کے دل شاد صدائے نغمہ بلبل عیان ہے کسی کو دیکھتے ہیں صاحب تاج گھڑی بھر میں جو دیکھا ہے فقیر کوئی کیا جائے اسکی مصلحت کو	ظلم دہر کی جس نے بنا کی دگر گون کیوں نہ ہو رنگ زمانہ کسی لب پر شب بھر ان میں فریا کبھی دیکھا تران دیدہ ہو گلشن کوئی نام شبینہ کو ہے محتاج یہ سب ہے اسکی قدرت کا اثنا یہ لازم ہے صفت حضرت کی لکھو	عطا کی اسنے نیرنگی جہان کو ظلمی ہے جہان کا کاخ خانہ کبھی دیکھا تو فصل گل نہان ہے لب بلبل پر ہے فریاد و شیون ابھی حاصل نسی کو ہے امیری وہی بکریل ہے سارے دکھاتا
مفسر موجودات شفیع المنین بین یون بلبل خانہ نغمہ زن ہوئی ہے موجب شمار	نعمۃ للعالمین جناب محمد مصطفیٰ احمد نبی صلی اللہ علیہ وآلہ الطاہرین اہل بیتین	ابن شہن نعت سرور کائنات و

حبیب کبریا سرور دارین نہو تے خلق پہ چرخ مقرر نس شہ لولاک و تختار و دو عالم ہوئی عرش برین کی زینت و زین جناب مالک جبریل درضوان بتوں نے بھی ٹرھا حضرت کا کلمہ نشان کفر دنیا سے مٹا یا پدر سے بھی سوا ہر اک یہ شفقت	شہ جن و شبہ مختار کو بین شفیع المنین شاہ رسولان معظم از ہمہ عالم و آدم نسیم آفیض حضرت سے ہر ملک قسم مار و خلد و جور و غلامان ظلم کفر کو دم بھون توڑا بتوں کو کلمہ حق بھی سکھایا درد و اب بھیج کر انپر ہر اک آن	نہ ہوئی آپ کی کردات اقدس جناب مصطفیٰ محبوب بزوان شب معراج میں حضرت کی نقیلین بہار افرار ہوا ہے باغ ایمان خدا نے آپ کو بخشا وہ ترسہ تہ بت چھوڑے نہ دین کفر چھوڑا جہان کے واسطے رحمت حضرت کون نیم مدح شاہ مردان
---	---	--

زفر مہ سنجی عند لیب قلم در گلستان منقبت جناب امیر المومنین منظر العجائب و منظر الغرائب مولانا و مقتدانا حضرت علی ابن ابی طالب صلوٰۃ اللہ علیہ منہ بموجب اشعار	زبان کو آب کو تر سے بین دھوک علی نے درخبر اگھاڑا قدم حضرت کے تھے دوش نبی پر	کرون تحریر اس جا و صفت حیدر علی کے زور کا سکہ ہے جاری علی کا ترسہ اللہ اکبر
	علی نے مرتب و عارف کو مارا کہ جس نے کفر کی بستی اُجاڑی فریز ناب حق شاہ مردان	

ہوے مشکل کشا ہے جی انسان | جہان میں کون تھا حضرت کا ہم سر | خدا نے تیغ دی احمد نے دست
کردن کیا وصف میں ہوا علی کا | ادب سے فاسی ہر مجبور سب

ترجمہ سرائی طوطی خوش بیان در شکرستان تالیف و تصنیف ابن بہار بوستان بھڑان
بعد جو اہر وزواہر حمد و ثناء و لوہے نعت و گوہر ابد از منقبت کے شاید قضاہ کو یون
فرین و فریب کیا

یہ کلمہ کوہ راہ نشہ سنجی و ہرزہ گرد کو چہ میداشتی خاک پاے اہل دست گاہ یعنی شیخ تصدق حسین لکھنوی
خدمت میں والا نشان عالی بارگاہ و بلند رتبہ گمان والا دست گاہ کے عرض رسا ہے کہ اول میں کچھ یادہ گوئی نسبت
تحریر دفاتر تو کشمیر و ان نامہ وغیرہ اس حقیر نے کی تھی بعد اہتمام ان دفاتر کے جب کہ آپ صاحبان
والا نشان کی نظر کیمیا اثر سے وہ یادہ گوئی میری گزری اور جب کہ آپ نے اسکو ملا خطہ فرمایا اور جس کو
آپ ناظریناں عالی فہم والا فطرت و دقت کسبجہان با حکمت نے اپنی قیغ معنی شناس و خاطر دانش اہل
سے پسند فرمایا اور اس حقیر کو ایوان کلام میں مسند تو صیف و تعریف پر بجا با محمد اللہ بموجب عہد
ہمہ فسانہ ما در دو ماہ پہنچ بہ دل سے آپ سب حضرات کا شکریہ یہ پہنچ مدان ادا کرتا ہوں کہ آپ حضرات
نے میرے کلام ناقص کو زینت تو صیف سے آراستہ فرمایا اور عہد مدح گستری میں مرکب تفریر دوڑایا
انشا طراز و ہر آپ کے مطالب دلی بر لائے اور صفحہ ہستی پر نقش حیات آپ کا تازمانہ قیامت شفقش
رکھے جب کہ وہ دفاتر مذکورہ الصدر تمام ہوئے تو پہنچ مدان گوشہ بیکارخی میں بیٹھا ہوا آپ لوگوں کی
مدح و ثنا کرنا تھا اور جناب بابو صاحب دم اقبال کی ترقی جاہ و اقبال کی اپنے خالق پر حق دعا کرتا تھا اظہار
یہ کہ بعد اہتمام دفاتر مذکورہ کو چہ گرد و بار نادانی گوشہ تغفل میں یہیم اور کلین رہا اور گوئی کار دیوی نہ کیا نہ بگر
لکھنا نہ جڑا بعد عرصہ بعد ایک روز جناب بابو صاحب دم اجلالہ نے اس حقیر کو طلب فرمایا جب کہ یہ
حقیر حسب اطلب انجناب حاضر خدمت ہوا تو آپ نے زبان بجزریان سے ارشاد فرمایا کہ بعل نامہ تو
جو گیا گیا اب کوئی اور دفتر ان دفاتر سے نہیں ہے کہ جسکام تو تمہ کو وہ سنکے میں نے دست بستہ عرض کیا
کہ داستان امیر حمزہ وہ دریائے ناپید کنار ہے کہ جسکا بیان احاطہ تحریر سے باہر ہے جو آپ نے
ارشاد فرمایا کہ کیا کوئی اور دفتر نہیں ہے کہ جسکام ترجمہ کرو کیون نہیں ہے حضور ابھی تو دفتر آفتاب شجاعت
بانی ہے کہ جسکام یہ اس جہیز ہے جلد دم بعل نامہ میں دیا ہے کہ جو آج تک نہیں چیا جس میں صاحب خزانہ
بی بیع الملک کی ہر روزی سی داستان میں ہیں اور جسے کسے ہیں اور عیار بیان جو کہ ان دفاتر میں نہیں ہے
ہوئی ہیں وہ دفتر ان سب دفاتر سے عمدہ ہے اور دست سے مفادات ہے ہیں یہ جو میں نے عرض کیا تو ارشاد
فرمایا کہ اچھا تم اسکا ترجمہ کرو یہ حکم سننا تھا کہ میرے جو اس جابے رہے ہیں نے اپنے دلی میں خیال کیا کہ
بعد ان دفاتر کے اسکا تحریر کرنا ایک امر مشکل ہے اور میں نے اپنے میں اتنی لیاقت نہیں پاتا ہوں کہ اس
امر مشکل کی برداشت کر سکوں بلکہ انکار بھی کرنا مناسب نہ جاتا کیونکہ الامر فوق الادب کا خیال آما عرض کیا
کہ اگر خدا نے دنیا فضل شامل حال فرمایا اور آپ کی عنایت نے میرے حال زار پر مہربانی کی تو آپ کے اقبال
سے میں اسکا ترجمہ آپ کے حسب الارشاد کر دینگا فرمایا اس امر کا خیال رہے کہ عبارت زمین ہو طول بجا
نہ ہو فحش سے پاک ہو میں نے جواب میں عرض کیا کہ میں امر و ن کی بابت ارشاد ہوا ہوں امر و ن کا خفقہ

خیال رہے گا یہ عرض کر کے اور نصرت ہو کر اسے مکان برآیا اور فکر کرنے لگا کہ کیونکر اس نامہ نامی کو تصنیف کروں
گو اس وقت تو خدا بے کریمی کی ذات پر تکیہ کر کے اقرار کر لیا تھا مگر جبری وقت ہوئی چونکہ اس کے پیر و سر پر اس اعرام
کا اقرار کیا تھا اس نے اپنے فضل و کرم سے آسان کیا بموجب شعرے مشکلی غیب کہ آسانی نشود و ہر دہاید
کہ ہر آسان نشود و ایک طریقہ جدید خیال میں آیا فوراً حسب الارشاد فیض بنیاد و قدر دان نہر مند ان مرتبہ
سخناس و انش و ان صدر نشین ایوان جاہ و جلال صاحب فضل و کمال کو ہر برج سخا و خیر آسمان و سخا
صدت بحر عطا مخزن جو دھر بانی حاتم فریدون تربت دار آسمت عالی منزلت ہو بیستم

التمہ برج عظمت و جلال	گو ہر درج دولت و اقبال
دار کشور سخا و فی	مصلح انوری و خاقانی
آفتاب سپر جو دوسخا	دار کشور وفا و حیا

ترتیب بخش چار با شغرت در وقت افزا سے بساط دانش عالی جناب علی القاب و الاخطاب شریف پرور
کرم ستر جناب منشی بر اکبر ان صاحب دم اقبالہ و جلالہ قلم اٹھا کر تحریر کرنا شروع کیا بفضل و کرم
خداوند خلیل سے دو جلدیں تحریر کر کے حاضر خدمت کیں جن کو منشی صاحب موصوف نے طبع فرما کر ضائع فرمایا
یقین ہے کہ نظر کیمیا اثر ناظرین سے گزری ہوگی اور جو مقامات اس فقیر نے اپنی عقل سے لکھے انکو ناظرین نے پسند
فرمایا ہوگا اب یہ جلد سوم دفتر آفتاب شجاعت بایک سہ و پنجاب بطور جدید لکھنا آغاز کی تاکہ یہ دفتر بھی تمام
ہو پس رحمت و جلال شامل چاہیے تاکہ یہ جلد سوم بھی اختتام کو پہنچے اور جو مقامات و عجائبات کہ
مجلو تسلیم کرنا بین میں اس میں تحریر کروں فضل خدا شامل حالی ہونا چاہیے تاکہ یہ نامہ نامی اور فسانہ گرامی اپنی
مراد کو پہنچے اور لباس طبع سے مزین ہو دے میں نے جو جو مقامات کہ رہ گئے ہیں وہ اس میں بطور نو تحریر کیے ہیں
امید ہے خداوند کریم سے کہ یہ شاہد رعنائی و دلنریائی و دلربائی و دل مشتاقان بہ ہزاران کرشمہ و ماز اپنا جلوہ دکھائے
اختیاق افزا سے ہر پیر و جوان ہو اور ناظرین نکتہ بین پسند فرمائیں اور مجھ کو خلعت تحسین و آفرین سے از سر نو
سر فراز فرمادین التماس ضروری خدمت ناظرین و الاحمال میں یہ ہے کہ جب اس نامہ نامی افسانہ گرامی کو لکھنے
کو تو میری اس عرق زیری کی داد عطا فرمادین اگر کوئی عیب عبارت میں ہو تو اسکو پر دہ دل میں چھیدہ
فرما کر میری جان نشانی کی داد دین کیونکہ انسان تو از سر تا پا خطائے مرکب ہی میں ہے اپنے نزدیک کسی مقام پر
اسکو بے ربط نہیں ہونے دیا ہے اس گلستان سے موسم خزان میں طرح طرح کے بھول لکھائے ہیں اس نامہ کو
فحش سے پاک رکھا ہے کسی مقام پر حسن و عشق کی تقریر ہے کہیں پر فراق کا ذکر ہے کسی جاسحر کی خبر لگیاں ہیں
کسی مقام پر ظلمات کی عجائبات جہان جنک و جدل کا ذکر آیا ہے و مان پر تصویر کشیح کرد کھائی گئی پس
میں نے بہت سرگرمی سے اس فسانہ نو کو تحریر کیا ہے میری خداوند کریم سے یہی دعا ہے کہ پسند ناظرین ہو۔
آمین یا رب العالمین علیہ توکلت و یتوکلون

آراش عروس داستان آغاز بیان بن نگارستان بلبل خامہ اس قصہ کو یوں آغاز
اپنی زبان میں کرتا ہے کہ جانا خواجہ کا ایوان نہ طاقی کو بعد رہا کرنے عیار و ن کے
نڈرز بغیل کر کے دربار سمندر شاہ سے طرف صحرا کر کے دمان پہنچ کر رہا کرنا سب
عیار و ن کو اٹکا ایک سمت کو روانہ ہونا اور خواجہ کا ملکہ ایوان کو زبغیل سے

نکال کر کمند صفا سے باندھ کر وحدانیت خدا کا بیان کرنا اُسکا بعد گفتگو سے بسیار
 مطیع اسلام ہونا اور خواجہ سے رخصت ہو کر جانا طرف اپنے مقام کے خواجہ کا
 اُس سے کہہ کر دریا سے سحر ٹوٹنا ایوان کا سب سرداروں کو رہا کرنا جو کہ دریا سے سحر میں
 قید تھے صاحبقران کا اسم اعظم کھولنا صاحبقران کا ہوش میں آنا سب کا خوش ہونا
 خواجہ کا مع سرداروں کے بارگاہ میں آنا سب کا خوش ہونا اُن سرداروں کا بھی دخل
 بارگاہ ہونا جنکو برق نے عیاری کر کے رکھا تھا سب عیاروں کا حاضر ہونا و برق ثانی و
 قرآن ثالث کا اپنی اپنی عیاری رو برو ہل دہار و بادشاہ و صاحبقران کے عرض کرنا بادشاہ
 کا خوش ہو کر حکم جشن دنیا سامان جشن ہونا اُدھر سمندر شاہ کا بارگاہ گرداب وغیرہ سے یہ
 کہہ کر کہ جب ہم تم کو تحریر کریں اُسوقت مقابلہ کرنا مع سرداروں کے سمندریہ کو جانا دمان
 پہونچ کر ایک روز آرام کر کے دوسرے دن دربار کرنا اور یہ فکر کرنا کہ کیا تدبیر کی جائے
 اُدھر ایوان کا خواجہ سے رخصت ہو کر اپنے مقام پر جانا اور ترک دنیا کر کے
 گوشہ نشین ہونا اسکی خبر طائران سحر کا آکر سمندر کو دینا اسکا برہم ہو کر ایک ساحر کو روئے
 کرنا کہ توجہ کر ایوان کو میرے پاس لے آ اُسکا جانا ایوان کا آنا سمندر کا اُس سے برہم
 مقابلہ اہل اسلام کہنا اُسکا انکار کرنا سمندر کا سمجھانا اُسکا نہ قبول نہ کرنا سمندر کا برہم
 ہو کر حکم قتل ایوان دنیا منادی کا ندا کرنا سب کو معلوم ہونا خواجہ کا اس حال سے آگاہ
 ہونا اور عیاری کر کے ایوان کو پہچانا سمندر کا برہم ہو کر خود برائے مقابلہ آنا اور جنگ
 ہونا عشاق استاد سمندر کا قتل ہونا اور سمندریہ کا فتح ہونا سمندر کا طرف طلسم گنج سلیمانی
 کے فرار کرنا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا

ساتی نامہ

<p>نہ وہ جلسہ نہ وہ یاروں کی صحبت نہیں شیشوں کا اب اسے دین باز پڑا ہوں بہتر غم پر نہیں تسائی غرضِ نعمت کے ہر بلبل کا شیشوں حد ار اب بلا ساتی سنئے جام عرے پہلو میں دختِ بزمِ آرائی بجین بیجانہ میں جنگ و دوز دلِ زندان ہوائے غم سے خالی ہوئی ہر بعدِ مدت کے رمانی دکھاؤں رنگ میں شرمین آکر تلمِ رقصان ہوں فرشِ کاغذی پر کہ جسے زندہ ہن نخل میں بیٹھے عیان ہوں شاہِ معنی نہاں</p>	<p>کہ ترکِ اجباب کی صحبت ہوئی ہر نہیں اب قتلِ مینا کی آواز کرے زائدِ ضحیٰ دیکھے سے فریاد خزان دیدہ ہوا عشرت سے گلشن نہیں معلوم فصلِ گل کب آئی رمانی قیدِ توبہ سے ہر مانی وہی زندون کا ساتی چم کھٹا ہو کردنِ چرخِ شبنم میں ترتیبِ عالی سلاسل سے رمانا توبہ کے میں بند مئے نلیں کا دے ہر بحر کے ساغر کہ جس سے ہو دلِ ناشاد بھی خوش لکھے الفاظ ہوں سب اہلِ طرح سے بھرے سب بادۂ مضمون سے کبر زبانِ کلک سے یوں ہوں غلغوان</p>	<p>مرے ساتی بہت مدت ہوتی ہر نہ وہ جنگ و باب و سازِ عشرت کہاں وہ بخی رشک پر ہی زاد نہیں ہر شاہِ عشرت ملائی کچھ ایسی بخود ہی ہر دل پہ چھائی کہ فصلِ گل کے پھرائے ہیں بام وہی جلسے ہوں بیجانہ سجا ہو خیمِ حر کی طرح دلِ جوش میں ہر شیرِ بیت نے کیا تھا محلو یا بند یہ قسمت مگر کہے میں کھینچ لائی لکھوں وہ قصہ رنگین و دلکش صریرِ کلک کن جوشِ سراسر دو اتر حرق کے ہوں شکلِ ساغر</p>
--	--	--

غزل

<p>کھلی ہیں باغ میں عشرت کی کلبان صدائے شیشوں کی بھی قفلِ پیرائی کہ جو جگرِ حیران کا تلامذہم قدمِ ملکِ اسکی بھی کمالِ پیرائی کہاں تاکہ ہوگی ہر رنگین بیانی چنین آغاز کردہ این فسانہ</p>	<p>بہارِ کیف جوشِ ملی پیرائی ہوے ہیں دشمن میں جامِ خندان بہارِ لالہ و سبیلِ عجب آرائی شبِ ہجرت سحر ہوئے نہ پائی چمن میں ہر طرف بیلِ پیرائی سختہ ان دشمن قسم و زبانہ</p>	<p>کہ ہر ساتی ہر فصلِ گل پیرائی چمن میں انغمہ زن بیلِ پیرائی دلِ ہر داغ کی آئین ہر گیسو مری کشتی قریبِ پلِ عجب آرائی پتہ یا پانہ میرے نخل کا آئنے نئی کر کے تازہ کسانِ بیانی</p>
---	---	--

یافغانان چمن خیالِ دگل چنیان حدِ نقہ مقالِ مبارانِ عرصہ سخنِ ستیری و تلمیذ کشان میدانِ مکتہ پروردگار
وفا برسانِ مغمما رطلات و طلاوتِ شیرانِ نبرد گاہِ شجاعتِ مصورانِ حصارِ خندانِ تپا ہ گزنیانِ قلند
معانی غازیانِ عرصہ خیر و مجادلانِ قتل گاہِ تسلیم و جادو گرانِ عرصہ تقریر و ساحرانِ نبرد گاہِ تحریرِ شمشیر
مضامینِ آبدار سے ہمراہ افواجِ حمالفِ جہالت کے نبردِ آزار ہونے ہیں شاہِ شکستِ میدانِ کشتی کو
یوں شکست دیتے ہیں اور اس طور سے آہستہ فاسد کو میدانِ مضامین میں جولان کرتے ہیں کہ جلد دوم
میں یہاں تک تحریر ہوا ہے کہ خواجہ ثالث یعنی خضران بن عمر ثنائی نے خداوندِ سامری کی عبادت
کر کے پہلے اپنے سب عیاروں کو افوان سے لے کر نذرِ بیل کیا اسکے بعد افوان کو مع اس کے
سرداروں کے یہ فقرہ دے کر نذرِ بیل کیا کہ تم کو سیرِ بہشت کرادوں چنانچہ وہ تو فقرے میں آگئی ملک
سمندر بھی مع اپنے سرداروں کے چلا تھا کہ نرِ جل ستارہ چشم نے سمندر کو خبردار کیا اور اس بلا سے
نجات دی چنانچہ خواجہ بعدِ تھوڑی دیر کے اپنی منہی آڑا کر بارگاہِ سمندر سے چلے تھے یہ بھی بیان

ہو چکا ہے کہ سمندر گرداب شاہ وغیرہ کو سمجھا کر مع زحل اپنے دوست و دیگر سرداروں کے طرف
 سمندر پر کے روانہ ہوا ہے یہ بھی اُس جگہ میں تحریر ہوا ہے کہ جن ساحروں کو برق ثانی نے عیاری
 کر کے رہا کیا تھا وہ سب کے سب چند محلے لشکر ایوان پر کر کے اسکو تباہ کر کے اسی عالم میں ایک
 طرف کو روانہ ہوئے ہیں یہاں تک تحریر ہوا ہے کہ صہاجتقران بسبب فراموش ہو جانے اسم اعظم کے
 کے سحر ایوان میں مبتلا ہیں انکی حالت بہت خراب ہے نصف سے زیادہ لشکر اسیر سحر ایوان
 ہو چکا ہے جو چھ باقی ہے وہ صہاجتقران کے غم میں مبتلا ہے لشکر میں ایک کھرم بریا ہے ناموس میں
 غلام ہے یہ حال ہے لشکر اسلام کا اب پہلے میں حال خواجہ ثالث کا تحریر کرتا ہوں اور خواجہ کے حال
 سے اس جگہ کو آغاز کرتا ہوں ناظرین ملاحظہ فرما دیں کہ خواجہ جو اُس منڈھی کے ذریعہ سے دربار
 سمندر شاہ سے نکلے اپنے منڈھی سے کہا کہ محکوفلان صحرائین پہونچا دے پس وہ منڈھی سننا ملا کر
 اُس صحرائی طرف چلی یہاں لشکر میں ایک ہلڑم گیا کہ وہ خواجہ ملکہ ایوان کو اسیر کر کے لے
 جاتے ہیں گوئی کو خواجہ کا کچھ نہ کر سکا کیا غضب کے عیار ہیں کس دلیری سے عیاری کرنے ہیں بھائیو
 بڑا غضب ہوا تھا وہ تو بادشاہ کو بھی اسیر کر کے لے جاتے تھے خبر ہوئی اُنکے ایک دوست نے آکر
 بچا لیا اُنکو اس جگہ سے آگاہ کیا جب سب کو معلوم ہوا سب نے سحر کیا کسی کے سحر نے اثر نہ کیا آخر کار
 سب عاجز ہوئے خواجہ نے اپنی راہ لی دیکھو وہ جاتے ہیں بھائیو اتنے دن اور رات میں کئی طیارے
 ہوئیں برق ثانی نے عیاری کر کے اپنے سب سرداروں کو رہا کیا قرآن ثالث نے عطار کو قتل کیا
 برق نے لشکر بلا کو تباہ کیا ملکہ وہ چند سردار باقی رہے تھے اُنکو خواجہ گرفتار کر کے لے گئے ہم سب وہ
 ان عیاروں کے ہاتھ سے بہت پریشان ہیں کوئی صورت اُنکے ہاتھ سے مفر کی نظر نہیں آتی خداوند تصور
 نے اچھے لوگوں سے سنا کر دیا ہے کہ جن کے افعال ہمارے خیال میں نہیں آتے ہیں ہم ہر مرتبہ دھوکا
 کھاتے ہیں دیکھئے اسکا انجام کیا ہوتا ہے ایک نے کہا کہ ہم پر کیا منحصر ہے بادشاہ خود دھوکا کھاتے ہیں
 تو ہماری کیا فصل ہے ہم کو تو انجام اسکا اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے ضرور ہم کو شکست ہوگی کیونکہ جو تدبیر
 ادھر سے ہوتی ہے وہ اول تو خوب ابتداء تک دکھائی ہے بعد میں ایسی خراب ہو جاتی ہے کہ کچھ نہیں
 ہو سکتا ہے یا جو ساحر زبردست ادھر آتا ہے اول تو وہ اگر لشکر اسلام کو تباہ کرتا ہے انجام اسکا یہ ہوتا ہے
 کہ یا تو کسی ساحر کی ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوا اگر ایسا نہ ہو تو عیاری کر کے قتل اسکو کیا یا وہ
 اُنکا شریک ہوا ہم تو یہی واقعہ دیکھ رہے ہیں کہ یا تو قتل ہوئے جو کہ مطیع نہ ہوئے اور جو شریک
 ہوئے وہ قتل ہونے سے بچے ہم کو تو اسکا انجام اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے کس اہل لشکر کفار باہم یہ
 تقریر کر رہے ہیں اُنکو تو یہاں چھوڑا جاتا ہے اب حال خوارم کا تحریر ہوتا ہے کہ خواجہ کو منڈھی نے لاکر
 اُس صحرائین اتار دیا کہ جسکا انھوں نے پتہ دیا تھا کہ اسی منڈھی مجھ کو صحرائے رحمت افزا میں پہونچا دے
 جو کہ سمندر پر کے شمال کی طرف تھا وہ مقام بہت رحمت افزا ہے وہاں اکثر سمندر جا کر سیر کیا کرتا تھا
 وہ مقام بہت شاداب اور فراہ ہے اُسکی رحمت اور رحمت فضا کے سبب سے سمندر نے اُسکا نام
 فرحت افزا رکھا تھا اُنکا نظم ساحر ولی کش نے اسے سمندر کی طرف سے ہے اس صحرائین ایک
 مقام پر رہنے کے لیے ایک مکان سحر تیار کیا ہے آسمان ہمہ وقت رہتا ہے بہت بڑا ساحر زبردست
 سب ضابطہ اسوقت بیرون بارہ درسی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے نہ کوئی خادم ہے نہ خدمتگار کہیں بلکہ
 جب سے اسنے سنا ہے کہ خدا پرستوں کا لشکر قریب سمندر پر آ گیا ہے کئی مقابلہ ہو چکے ہیں اُنکے

ہمراہ عیار ہیں وہ بڑے غضب کے ہیں عیاری کر کے ساحر کو قتل کرتے ہیں جسکی چاہتے ہیں صورت اُسکی
 بن جاتے ہیں اُس نے اُس دن سے سب ملازموں کو چھوڑا دیا اور سب کا رخا نہ سحر کا تیار کیا کہ جس کام کی
 ضرورت ہوتی ہے اُس نے پتلے سحر کے تیار کیے ہیں اُنکے ذریعے کام لیتا ہے اُسیر بھی عیاروں کی طرف سے
 بے خوف نہیں ہے ہمہ وقت ہوشیار رہتا ہے اسوقت سے بٹھا ہوا سحر کرنا ہے کہ اسنے دیکھا کہ ایک
 غبارہ بالاسے آسمان بڑی تیزی سے جاتا ہے اس نے اسکو دیکھ کر خیال کیا کہ شاید کوئی ساحر جاتا ہے ہلو
 اپنے پاس طلب کر کے کچھ حال جنگ و بیکار کا دریافت کرنا چاہیے بس یہ اپنے دل میں خیال کر کے اسنے
 دستک دی کہ ایک تپلا سدا ہوا اُس نے اُس پتلے سے اشارہ کیا کہ یہ جو غبارہ بالاسے آسمان چلا جاتا ہے
 اسکو میرے پاس لے آؤ تپلا کھینچتے ہی فوراً اُس غبارے کے چلانا ظہین کو معلوم ہو کہ وہ غبارہ
 نہ تھا بلکہ وہ منڈھی تھی جب کہ یہ تپلا قریب پہونچا اسنے آواز دی کہ اے میرے دل سے نکلے جا تھو میرے
 مالک نے طلب کیا ہے چونکہ جب یہ قریب پہونچا تھا تو اس نے دیکھا کہ زمین ایک شخص دُلا تپلا دراز قد
 بیٹھا ہوا ہے اسی سبب سے اُس پتلے نے یہ منڈھی تھی جب منڈھی اُسکی خواجہ کے کان میں پہونچی اور
 خواجہ نے سراٹھا کر دیکھا اور منڈھی سے کہا کہ اے منڈھی اسی مقام پر قائم ہو جا منڈھی قائم ہو گئی خواجہ
 نے دیکھا کہ ایک تپلا سحر کا میرے طرف چلا آتا ہے یہ کلمہ اُس پتلے ہی نے کہا ہے کہ اے میرے دل سے
 نکلے جا میرا مالک تجھے طلب کرتا ہے خواجہ نے خیال کیا کہ ضرور یہ کسی کے سحر کا تپلا ہے اُسکی طرف مخاطب
 کہا کہ کیا بکتا ہے تو کون ہے اور میرا مالک کون ہے جو میں نے غاروں خداوند ساحری کی خدمت میں جاتا ہوں
 مجھکو اُنھوں نے ایک ضرورت سے پردہ دیا ہے مجھ کو اتنا ہشت سے میں اُس ضرورت سے فراغت کر کے جاتا ہوں تو ہوتا
 کون ہے میرا روکنے والا جا میرے سامنے سے چلا جا کہیں ایسا نہ ہو کہ تجھ پر غضب خداوندی نازل ہو اور
 تو دم بھر میں جل کر خاک ہو جائے یہ جو منڈھی خواجہ نے زور سے دی دلکش جاؤ نے سُنی چونکہ اب
 خواجہ اُسکے قریب پہونچ چکے تھے جب یہ منڈھی دلکش نے سُنی کہ کوئی یہ بکتا ہے اسکو خیال ہوا کہ تو خود
 چل کر دیکھ کہ یہ کون ہے کہنیں ایسا نہ ہو کہ کوئی بزرگان دین سے ہو یہ تپلا جا کر روکے اُنکو غصہ آئے کوئی
 بلانا زل ہو تو بڑی خرابی ہو بس یہ دل میں خیال کر کے سحر کیا کہ پریدا ہو سے یہ اڑ کر طرف اُس غبارے
 کے چلا کیونکہ یہ دیکھ چکا تھا کہ یا تو وہ تیزی کے ساتھ جارہا تھا یا جیسے میرے سحر کا تپلا قریب اُس کے
 پہونچا وہ غمگینا اور یہ صد آئی اُس غبارے سے یہ اُس صد اسنے ہی سحر سے پریدا کر کے چلا تھا یہ ابھی پہونچا
 نہ تھا کہ پتلے نے آواز دی کہ اے شخص میں مجھکو جانے نہ دینا جب تک میرے مالک کے پاس نہ چلے گا خواجہ
 نے کہا کہ کیا تو زبردستی مجھکو لے جانے کا اسنے کہا کہ مان خواجہ نے کہا کہ ہم نے دیکھا نہیں ہے ہم لوگ غلام ہیں
 خداوند ساحری کے ہم پر کوئی زیادتی نہیں کر سکتا ہے تیری کیا اصل ہے تیرے مالک کی تو کچھ حقیقت ہے نہیں
 تو تو کیا ہے بھلا زبردستی لے تو جاؤ ہم بھی تو دیکھیں خواجہ اس بات کے تو استناد نہیں کہ کسی کو گرام دنیا
 ایک اذنا ہے پس جیسے خواجہ نے یہ کہا کہ ہم نے دیکھا نہیں ہے کہ کوئی زبردستی لے جانے وہ تپلا یہ
 کہہ کر کہ دب دیکھو تو جست کر کے منڈھی کی طرف چلا دلکش چلا آتا ہے بلند ہوتا ہوا اسنے جو دیکھا کہ میرا تپلا
 منڈھی کی طرف تیزی سے چلا آواز دی کہ اے غلام میں غمگینا جاؤ میں خود آتا ہوں گو پتلے نے یہ صد اسنے چونکہ
 خواجہ گرام چلے گئے یہ کب رکتا ہے ایک سماعت نہ کی جب تک دلکش پہونچے پہونچے یہ جاڑا جیسے اسنے
 قصد کیا کہ جست کر کے منڈھی کے اندر جاؤں وہاں ندیر ہو چکی تھی پہلے ہی جیسے در کے اندر پہونچا اُلٹا
 شک گیا خواجہ نے باقر بڑھلکھو اسکو پکڑ کر نڈر زبیل کر لیا یہ لاکھ میچا تپلا کچھ بھی نہ ہوا اتنے عرض میں دلکش

آگیا وہ ہی خواجہ اسکو نذر نیکل کر رکھے تھے کہ دلکش نے دیکھا کہ ایک بچہ بیڑا کے اندر ایک مرد
 بزرگ بیٹھے ہیں راوی نے بیان کیا ہے کہ خواجہ نے اسے عرصہ میں اپنی صورت بدل لی تھی ایک مرد بزرگ
 کی صورت پر تیار ہو گئے تھے جب اس نے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں اور خواجہ نے دیکھا کہ ایک
 صاحب دست حسین جوان نام جس پر رکھے ہوئے چلا آتا ہے یہ سنہل بیٹھے انھوں نے فوراً پہچان لیا کہ یہ
 بتلا اسی کا تھا کہ وہ جب قریب پہنچا سر کر کے اس نے اپنے کو ہوا پر قائم کیا اور بالائے ہوا وہ
 منہ می قائم ہو کر اس نے اپنے کو قائم کر کے اور اُدھر دیکھا جب اپنے خیلے کو نہ پایا تو حیران ہوا
 کہ میرا بتلا کیا ہوا مگر خاموش ہو رہا چونکہ اسے اسکو منہ می کی طرف جست کرتے دیکھا تھا مگر یہ نہیں
 دیکھا تھا کہ وہ اندر منہ می کے جا کر غائب ہو گیا ہے اس نے اس خیال سے خاموشی اختیار کی کہ ان مرد
 بزرگ سے دریافت کر لوں گا اور ان مرد بزرگ کا ایسا کچھ رعب غالب تھا کہ کلام نہیں کر سکتا ہے خاموش
 ہو حیران ہو ہو کر دیکھ رہا ہے جرات کرتا ہے کہ کلام کروں مگر اپنے میں اتنی قوت نہیں پاتا ہے کلام کرتے
 ہوئے خوف آتا ہے جب کچھ عرصہ ہوا تو خود ان مرد بزرگ نے کہا کہ تو کون ہے اور کیوں میری راہ روکے
 کھڑا ہے جا جہر تجھ کو جانا ہو میرا ہرج ہوتا ہے میں اپنی طرف جاؤں جب یہ اس نے سنا تو کسی قدر دل کو تکی
 کر کے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میں آپ کی راہ روکے نہیں کھڑا ہوں بلکہ اپنے غلام کی تلاش میں آیا ہوں میں نے
 آپ کو دیکھا کھڑا ہو گیا حیران ہوں کہ میرا غلام ابھی یہاں تھا وہ کیا ہو گیا یہ سننے لے انھوں نے ایک
 قہقہہ لگایا اور جواب دیا کہ وہ بتلا تیرا غلام تھا تو نے ہم کو اس کے ذریعہ سے طلب کیا تھا کیا تو نے سچ سے
 دریافت نہ کیا تھا کہ ہم کون ہیں بدون دریافت کیے تیلے کو روانہ کیا تھا تو نے غری غلطی کی بہت بڑا دھوکا
 لگایا یا تجھ کو اپنے سحر اس قدر غور ہوا ہے کہ ہم غلامان خداوند کے روکنے کو تیلے ہاے سحر روانہ کیا تجھ کو
 لازم تھا کہ پہلے دریافت کر لیا ہوتا کہ یہ کون جاتا ہے پھر اس کے بعد یہ حرکت کی ہوتی ہم لوگ تو اکثر از حد سے
 آتے جاتے ہیں اگر ایسا ہی کیا ہوتا تو کسی صاحب یافت کو بھیجا ہوتا کہ وہ ساغر یافت کے تقرر کرتا
 اس نے تو اگر اپنا داؤد والا میں نے پہلے اس سے کہا کہ ہم ضرورت سے جاتے ہیں خداوند نے ایک کام کو
 پروردگار دنیارہ دانہ کیا تھا ہم تیرے ساتھ نہیں چل سکتے ہیں اس نے جواب دیا کہ ہم زبردستی لے
 جائیں گے بھلا پھر ہمارے روپر دہی کی زبردستی کیا چل سکتی ہے کیونکہ ہم غلامان سامری ہیں جیسی اس نے
 گستاخی کی اسکی ہنر باکی بکاملنا نہایت مشکل ہے تجھ کو بھی سمجھائے دیتے ہیں اور اس وقت تیرے
 حال پر رحم کرنے ہیں اب کبھی ایسی حرکت بدون سمجھے ہونے نہ کرنا ورنہ تیری خرابی ہوگی اس امر کا خیال
 رہے کہ ہم لوگ اکثر تیرے سے ضرورت دینا پر کچھ خداوند آتے ہیں اسی راہ سے اب کبھی نہ روکنا ورنہ
 پہنچائے گا کسی نہ کسی کے ہاتھ سے سزا دینے کا اگر تو نہ آتا تو میں ضرور جا کر خداوند سے تیری شکایت
 کرتا وہ تیرے اوپر عذاب نازل کرنے لگتا ہے آنے سے مجھ کو تیرے اوپر ترس آگیا ہے اب تو جائے مقام
 پر میں خدمت خداوند میں جاتا ہوں یہ جو اس نے سنا ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ مجھ سے بہت بڑی خطا ہوئی
 میں یہ نہ جانتا تھا ورنہ کبھی اس امر کا تمکب نہ ہوتا معاف فرمائیے اور جو سزا میرے حق میں آپ تجویز
 فرمائیے مجھ کو اس جرم میں دیکھیے اب کبھی ایسی حرکت نہ ہوگی خوب کیا کہ آپ نے اسکو سزا دی وہ بہت
 گستاخ تھا دراصل ہم لوگوں کی آپ کے روپر دہی اصل ہے یہ نسبت خاک را با عالم پاک ہے خواجہ
 نے جواب دیا کہ ہم نے تیری خطا بدون تیرے کے معاف کی صرف اس خیال سے کہ تو بالکل نادان تھا
 اگر کوئی اور ہوتا تو ضرور سزا دیتے اور خداوند سے شکایت کرتے خیر اب توجہ ہو اسو ہوا مگر اب خیال

رکنا اُس نے جواب دیا کہ ضرور خیال رکھو نگاہیں کھولیں خواجہ نے کہا کہ اے تو جا اُس نے کہا کہ میں ایک امر کا ہمدرد
 ہوں اگر قبول فرمائیے خواجہ نے کہا کہ بیان کر اُس نے کانپ کر عرض کیا کہ میری خواہش یہ ہے کہ دو چار
 منٹ کے لیے زمین پر تشریف لے چلے تاکہ میں کچھ آب کی تندر کروں اور خدائے باریک خداوند بطور
 تندر و تندر کر دے تاکہ خداوند میرے اوپر نظر مہربانی و تندریش رکھیں اور کچھ خداوند کی بندگی آپ کے روبرو
 کروں یہ جو اُس نے کہا خواجہ نے جواب دیا کہ اس وقت ہم کو نفلت نہیں ہے ہم کو عرصہ بہت ہوا ہے خدا
 میرے انتظار میں بیٹھے ہوئے اگر اور عرصہ ہو گا تو خدا ہونے لگے ہو یہ خوف ہے کہ کہیں میرے اوپر ایسا عذاب
 نہ نازل کریں اُس نے دست بستہ عرض کیا کہ بہت عرصہ نہ ہو گا اب بھی تشریف لے جائے گا
 صرت میں آپ کا درشن کر لوں بھلا میرا یہ مقدر کہاں کہ اب پھر آپ کی زیارت نصیب ہو میرے نزدیک
 جیسے آپ کی زیارت کی ویسے خداوند کی کی کیونکہ آپ ہر وقت خدمت خداوند میں تشریف فرما رہتے ہیں
 میں کچھ آپ کی خدمت کر لوں تاکہ میری نجات کا سبب ہو اور بہت کچھ اُس نے اصرار کیا تب تو خواجہ
 نے جواب دیا کہ ہم کو بھی تیری خاطر منظور ہے لہذا ہم صرت تیری خاطر سے مجرمین برہمے ہیں ورنہ کبھی
 نہ چلتے اگر سمندر بھی کتا تو ہم نہ قبول کرتے مگر چونکہ تیری تقریر نے ہمارے دل پر ایسا اثر کیا ہے کہ ہم کو
 قبول کرنا پڑا خیر عرصہ نہ کرنا بہت جلد جو کچھ تجھ کو دینا ہو دینا تاکہ میں خدمت خداوند میں جلد پہنچ جاؤں
 یہ کہلر مندھی کی طرف اشارہ کیا کہ زمین پر تجھ کو پہنچا دے بس مندھی طرف زمین کے متوجہ ہوئی اسکو
 اعتقاد اور ہوا پہلے ہی اسکو اعتقاد ہوا تھا کہ یہ کیا امر ہے یہ کیونکر ہو ابر قائم ہے صورت کو دیکھ کر یقین
 ہو گیا تھا کہ یہ ضرور غلام ہیں خداوند سامری کے بہشت سے آئے ہیں بس جب مندھی زمین کی طرف
 چلی یہ بھی عقب میں مندھی کے آیا بیان تک مندھی زمین پر آکر قائم ہوئی یہ بھی اُترا اور مانعہ جوڑ کر کہا
 کہ بارہ درسی میں تشریف لائے خواجہ نے کہا کہ میں اسی مقام پر بیٹھا ہوں جو کچھ تم کو دینا ہو اور خداوند
 کی خدمت میں عرض کرنا ہو کر و تاکہ میں جاؤں میرا بارہ درسی میں کوئی کام نہیں ہے اُس نے کہا کہ جہاں
 آپ نے اس قدر مہربانی فرمائی اتنی پرورش اور فرمایے میری عزت بڑھائیے خواجہ نے خیال کیا کہ وہاں
 جانے میں کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ میرا فقر اس پر اثر کر چکا ہے کہا کہ تم بہت پریشان کرتے ہو اگر میں یہ
 جانتا تو کبھی زمین پر نہ آتا آج ضرور میرے اوپر عتاب خداوند نازل ہو گا مگر خیر جو کچھ ہو صرت مجھ کو اس امر
 کا خیال ہے کہ شاید میں یہ حال خداوند سے بیان کروں وہ فرمایا کہ تم نے اسکی دلی شکر کیوں کی اُسکے
 پاس کیوں گئے اُس کے کہنے پر کیوں نہ عمل کیا کیونکہ خداوند اسے بندوں کو بہت عزیز رکھتے ہیں ہمیشہ اپنے
 بندوں کی تعریف فرماتے ہیں پس اس جہاں سے میں تیری خاطر کرتا ہوں یہ کہلر اُٹھے وہ ایک طرف
 کو چلا آپ نے کہا کیا کہ کلیم اوڑھ لی اُسکی نظروں سے غائب ہو گئے وہ حیران ہوا کہ یہ کہاں ملے
 گئے ادھر ادھر دیکھنے لگا ادھر خواجہ بارہ درسی میں آئے اسکو خوب آراستہ یا مانعہ بارہ درسی کو
 دیکھ کر ہر باہر آئے وہ حیران کھڑا تھا کہ رکھا ہو اُڑی کرامات ان میں ہے کہ یہ غائب ہو گئے کہ آپ نے
 بارہ درسی میں سے آواز دی کہ اے بھائی بھائی آدین تو یہاں پہنچ گیا تم بھی تک اسی مقام پر کھڑے ہو
 یہ صدا جو اُس نے سنی بلٹ کہ دیکھا کہ وہ مرد بزرگ بارہ درسی کے درمیان کھڑے ہیں یہ کہانت دیکھ کر
 وہ اور حیران ہوا دوڑ کر آیا خرمون پر کرا بوسہ دیے آنکھوں سے لگائے دل میں کہا کہ میں کیا خوش قسمت
 تھا کہ ایسے مرد بزرگ سے ملاقات نصیب ہوئی کہ جو ہمہ تن کرامت میں تو یہاں کھڑا رہا وہ بارہ درسی میں
 پہنچ گئے میں تلاشی کرنا رہا ان سے جس امر کی خواہش ظاہر کرونگا یہ خداوند سے کہلر ضرور اسکو راہیگی

کیونکہ یہ ضرور مقرر ہیں خداوند سے ہیں لہذا خدمت خداوند میں بڑے مرتبہ معلوم ہوتے ہیں جب تو خداوند نے
انکو ایسی کرامت مرحمت فرمائی ہے کہ جس وقت جاہل چشم مردم سے پوشیدہ ہو جائیں یہ دل میں خیال
کر کے عرض کیا کہ تشریف لے چلے پس خواجہ اُس کے ہمراہ بارہ درویش تشریف لائے اُس نے بڑی
عزت سے سمندر پر لا کر بٹھا یا آپ دست بستہ سامنے کھڑا ہوا خواجہ نے کہا کہ تم بھی بیٹھ جاؤ اُس نے
کہا کہ میری یہ مجال نہیں ہے کہ آپ کے روبرو بیٹھ جاؤں خواجہ نے کہا کہ ہم حکم دیتے ہیں وہ سلام کر کے
بائیں طرف سمندر پر بیٹھ گیا خواجہ نے کہا کہ مان جلد بیان کرو کہ تمہاری کیا خواہش ہے اور تم کو کس
خدمت خداوند میں عرض کرنا ہے اُس نے کہا کہ آپ کو زحمت تو بہت بڑی ہوئی مگر آپ مہربانی فرما کر
میری عزت سے یہ امر خدمت خداوند میں عرض کر دیجئے گا کہ وہ جو آپ کا بندہ دلکش جاوہر اور
صحرا سے زحمت افزا میں سمندر کی طرف سے منتظم ہے اُس نے عرض کیا ہے کہ اے خداوند آپ کے مہربانی
اور بردباری سے مجھ کو دولت دنیا کی کوئی ضرورت نہیں ہے بہت کچھ میرے پاس ہے مگر دو امر دن کی
خواہش ہے ایک تو یہ کہ اگر آپ کی مہربانی ہو تو میری جیات زیادہ زمانے اور دوسری خواہش میری
یہ ہے کہ میں نے آج تک اپنی شادی نہیں کی ہے صرف اس خیال سے کہ کوئی عورت حسین و خوبصورت
ہو تو شادی کروں گو اسوقت قدرت خداوندی سے اس دنیا پر بہت سی عورتیں ہیں جو کہ اپنے حسن و
جمال میں دنیا مثل و بغیر نہیں رکھتی ہیں مگر مجھ کو پسند نہیں آتی ہیں میں جیسی معشوقہ چاہتا ہوں ویسی
ممکن نہیں ہوتی ہے پس خداوند اپنی مہربانی اور قدرت سے ایک عورت خلق فرمائیں کہ جو میرے
پسند آئے تاکہ میں اُس کے ساتھ اپنی زندگی بسر کروں یہ صدقہ مجھ کو ہلاک کیے ڈالتا ہے کہ میری عمر تمام
ہوئی جاتی ہے میں نے آج تک اپنی شادی نہیں کی کسی کو اپنا معشوق نہ بنایا پس یہ دو خواہشیں میری
میں میں اسی دو امر دن کا خداوند سے امیدوار ہوں خواجہ نے کہا میں ضرور عرض کروں گا اور بہت
اچھی طرح سے عرض کروں گا اے دلکش جاوہر مجھ کو اس وقت تمہارے کہنے سے یاد آیا کہ اکثر
اوقات خداوند سامری تمہارا ذکر کیا کرتے ہیں اب تمہارے نام سے واقف ہوا کہ وہ دلکش جاوہر
تم ہی ہو کہ جسکی بابت خداوند یہ اپنی ہم صحبتوں سے فرماتے ہیں کہ ایک بندہ میرا دنیا پر ہے کہ جو مجھ کو
بہت دوست رکھتا ہے اور میں نے اُسکو اپنی قدرت سے مال دنیا سے بہت کچھ دیا ہے مگر ایک امر کی
خواہش اُسکو ہے آج تک میں نے اُسکے خراج کے موافق کوئی عورت نہیں دید اگلی ہے پس میں ایک عورت
ایسی خلق فرماؤں گا کہ جو اُسکو پسند آئے اے دلکش اس امر کا خداوند کو تمہارے لیے خود خیال ہے اب
میں عرض بھی کروں گا بس یقین ہے کہ خداوند ضرور ایسی عورت خلق فرمائیں کہ جو تم کو پسند آئے یہ جو
خواجہ نے کہا اُس نے منس کر اور دانت نکال کر کہا کہ خداوند میرے حال پر بہت مہربان ہیں بہت
میں میرا ذکر فرماتے ہیں خواجہ نے کہا کہ مان پر دہ دنیا پر چند بندے ایسے ہیں کہ جن کے حال پر خداوند
بہت مہربان ہیں ایک تو تم دوسرے سمندر شاہ تیسرے اُنکا استاد عشاق اور اسی طرح سے اور
بہت سے بندے ہیں کہ جن کے نام خداوند کے دفتر میں ساتھ اس لفظ کے تحریر ہیں کہ یہ سب معشوق
خداوند ہیں انہیں معشوقوں میں تم بھی ہو خوب ہوا کہ میں تمہارے کہنے سے چلا آیا اگر خداوند سے جا کر سب
حال عرض کروں تو خداوند سنتے تو ضرور جواب فرماتے کہ ہمارا معشوق تم کو اپنے مکان پر لیے جاتا تھا ہم اُسکو
ناراض کر کے چلے آئے اب خداوند بہت خوش ہوئے اے دلکش میں تم سے ایک بات عرض کرتا ہوں اگر
تم مانو تو بیان کروں دلکش نے کہا کہ فرمائیے میں بسر و چشم قبول کروں گا خواجہ نے کہا کہ میرے پاس

چند تصویر بنائیں جو کہ عورتیں اب خداوند سدا کرنے لگی کیونکہ طریقہ یہ ہے کہ جب کوئی مرد یا عورت پیدا
کی جاتی ہے قبل اس بات کے کہ اسکا لفظہ تشکیم مادر میں صلب ہر سے قرار پائے چند فرشتہ اس امر پر خداوند
کی طرف سے مقرر ہیں کہ وہ تصویر بنائیں کر کے ہیں جو تصویر مرد یا عورت کی خداوند کو پسند آتی ہے وہ ان
فرشتوں کے لئے بنتے ہیں اور میرے پاس رکھ دیتے ہیں جب کہ ایک سو تصویر بن عورتوں کی اور ایک سو
مردوں کی جمع ہو جاتی ہیں اس وقت خداوند ان تصویروں کو دیکھ کر ان فرشتوں کو دے دیتے ہیں جو کہ اس
کام پر مقرر ہیں جب مرد عورت باہم ہم صحبت ہوتے ہیں وہ اس وقت جا کر اس تصویر کا عکس ڈالتے ہیں
پس پس قدرت خداوند سے اسی صورت کا مرد یا عورت رحم عورت میں وہ لفظہ اسی صورت پر قائم ہوتا ہے بطریقہ
ان بندوں کی سدا ایش کا ہے جو کہ خوبصورت پیدا ہوتے ہیں یوں تو دن رات یہ امر جاری رہتا ہے کہ ہزاروں
بندے پیدا ہوتے ہیں انکی سدا ایش کا یہ طریقہ ہے کہ فرشتوں نے تصویر بنائیں اور ان فرشتوں کو دن کہ
جو لے جا کر عکس ڈالتے ہیں انہوں نے جا کر عین وقت پر انکا عکس ڈالا لفظہ نے اسی صورت پر قرار کیا
پس ان تصویروں میں سے میرے پاس چند تصویر بن ہیں اگر تم کو کوئی تصویر پسند آئے تو تم بیان کرو میں خداوند
سے عرض کروں گا کہ میں نے تصویر بن دکھائی تمہیں یہ تصویر پسند کی ہے یہ عورت بہت جلد خلق فرمائیے تاکہ
دلکش جادو انبی مراد کو پہونچے یقین ہے کہ خداوند تیری خاطر سے اسکو پیدا کریں اور تو انبی مراد کو پہونچے
دلکش نے ہنس کر کہا کہ آپ کی بڑی مہربانی ہوگی خواجہ نے کہا کہ اے دلکش جو کچھ تم کو نذر دینا ہو خداوند
کو لاؤ تاکہ میں تم کو تصویر دکھا کر غور آجلا جاؤں کیونکہ عرصہ بہت ہوا ہے دلکش نے کہا کہ تجھ ایش تو فرما ہے
خواجہ نے کہا کہ ہم لوگ بہشت کے رہنے والے ہیں ہم کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں مرنے ہماری زندگی اسی طور سے
بسر ہوتی ہے اگر کھائیں یا کھیں لیکن تو بہشت میں نہ جانے یا میں پس اس امر سے مجھ کو معاف فرماؤ اس نے عرض کیا
کہ کچھ میوہ وغیرہ کہا کہ یہاں کا میوہ کیا حقیقت رکھتا ہے جو کہ میوہ بہشت کا ہے جس کے دیکھنے سے سیری ہوتی ہے
کھانے کی کیا ضرورت ہے میں دنیا پر کا میوہ بھی نہیں کھا سکتا ہوں اسنے کہا کہ اچھا ایک جام شراب نوش
فرمائیے کہا کہ ہلوگ شراب بہشت جیتے ہیں یہاں کی شراب ہم پر حرام ہے یہ تم لوگوں کے واسطے ہے اگر ہم یہاں کی شراب
پی لیں تو خدمت خداوند میں نہ جانے یا میں پس مجھ کو ان سب امروں سے معاف فرماؤ دلکش نے کہا کہ جو
مرضی آپ کی میں زیادہ امر نہیں کر سکتا ہوں یہ کلمہ اٹھا اور ایک کمرہ گھولا آسمان سے چند صندوقچہ آٹھا کرایا
اور ساتے رکھے اور کہا کہ یہ تین صندوقچہ تو آپ کے نذر ہیں اور یہ سات صندوقچہ خداوند کے نذر ہیں خواجہ نے
انکو دیکھا کہ کہا کہ ان میں کیا ہے اس نے کہا کہ جو اہرات ہیں خواجہ نے کہا کہ اسکا بہشت میں کیا کام ہے یہ تو
بالکل بیکار ہیں وہاں خود ہر مقام پر مثل کنکر پتھر کے انبار لگے ہوئے ہیں ہاں کوئی اور چیز ہوتی تو کیا معنائتہ تھا
اسنے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ سوائے اس صندوقچہ اور روپیہ شرفیوں کے میرے پاس کیا ہے آپ اسکو
قبول فرمائیں اور خداوند سے بھی میری طرف سے یہ عذر کر دیجئے گا کہ میرے پاس اور کچھ نہ تھا کہ میں نذر خداوند کو
روانہ کرنا جو کچھ میں رکھتا تھا اسکو قبول فرمائیے یہ کلمہ اور بھی ٹھاکر صندوقچہ گھولے خواجہ نے ہر صندوقچہ کو
جو اہرنا درات سے ملبو پایا پانی منہ میں بھرا یا اور خیال کیا کہ ہر مالدار ہر شخص ان سب کو دیکھا کہ کہا کہ اچھا میں
عرض کروں گا کہ اے دلکش ایک اور امر میرے خیال میں آتا ہے اگر تم بھی پسند کرو اسنے عرض کیا بیان فرمائیے
کہا تم کو لازم ہے کہ چند صندوقچہ خواجہ کے ان فرشتوں کو میری معرفت روانہ کرو کہ جو تصویر بنائے ہیں میں
انکو دوں گا تمہاری طرف سے اور یہ کہہ دوں گا کہ ہم کو دلکش جادو نے بطور نذر کے دیے ہیں اور اتنا کہا ہے
کہ میں نے فلاں عورت کی تصویر پسند کی ہے آپ آسمان اور کچھ فراغت اور حسن زیادہ کر دیجیے پس وہ اور زیادہ

کر دینگے جو تصویر تم پسند کرو گے اُس میں اور چند صند و قچہ اُن فرشتوں کو دوں گا کہ جو نطفہ پر عکس ڈالتے ہیں اُن سے کہوں گا کہ دلکاش جا دو ایک بندہ خداوند کا ہے جس نے یہ جواہر تم کو نذر دیا ہے اور عرض کیا ہے کہ آپ اس تصویر کا عکس اُن مردوں کے نطفہ پر ڈالیے گا کہ جو خوبصورت ہوں اور اُن کا نطفہ بھی صاف و شفاف ہو تاکہ اُس کا اثر بھی اس عورت میں آگے اور اس تصویر کا عکس بخوبی نطفہ میں ظاہر ہو تاکہ کوئی بات رہ نہ جائے اس سے یہ امر ہو گا کہ تمہاری زوجہ ایسی خوبصورت ہوگی کہ آج تک کسی کی نہ ہوگی آئندہ تم کو اختیار ہے یہ جو خواجہ نے کہا اُس نے نہیں کر جواب دیا کہ ہر اسے تو آپ نے خوب دی میرے بہت پسند آتی ہے کہ کمر اپنے مقام سے اٹھا اور جا کر صند و قچہ اور لایا اور کہا کہ اُن فرشتوں کے لیے ہیں جو کہ تصویر بناتے ہیں اور یہ اُن کے لیے ہیں کہ جو عکس تصویر نطفہ پر ڈالتے ہیں اس خواجہ ثالث نے وہ سابق کے صند و قچہ اور یہ صند و قچہ اُس کے روبرو نذر فرمایا کیے وہ حیران تھا کہ یہ سب کیونکر نے جائیں گے جب یوں غائب ہوئے تو وہ اور حیران ہوا اس کو بھی کرامات سمجھا نتیجہ ہو کر دریافت کیا یہ تو فرمایا کہ یہ سب صند و قچہ آپ نے کیا کیے کہ ایک مرتبہ غائب ہو گئے جواب دیا کہ میں نے بہشت کو روانہ کر دیے اُس نے کہا کہ کیونکر کہا کہ میرے ہمراہ بھی چند فرشتے رہتے ہیں جو کہ حکم خداوند میری خدمت کے لیے مقرر ہیں میں ہر ایک چیز اُن کے ذریعہ سے بہشت سے طلب کرتا ہوں جب میں دنیا پر ہوتا ہوں اور جو چیز چاہتا ہوں اُنکے وسیلہ سے بہشت میں روانہ کر دیتا ہوں بس اُنھیں کے ذریعہ سے یہ صند و قچہ بھی روانہ کیے جب میں جاؤں گا مجھ کو مل جائیں گے اُن اسی دلکاش جا دو یہ بیان کر دہ کہ یہ جواہرات اصلی ہیں یا تم نے سحر سے تیار کیا ہے دلکاش نے عرض کیا کہ اسی خداوند کے نائب بھلا میں ایسا بیوقوف نہ تھا کہ آپ کے اور خداوند کے دیکر اہل بہشت کے نذر کے لیے جواہرات نقلی دیتا کیا کوئی مجھ کو دھوکا دینا تو تھا نہیں کوئی آپ نے مجھ سے خواہش نہ کی تھی کہ میں دھوکا دیتا یہ سب اصلی ہیں سب پر کیا منحصر ہے جس قدر میرے پاس مال و دولت ہے یہاں تک کہ یہ بارہ دری و دیگر اشیائے آرائش سب اصلی ہیں بعض ان میں سحر کی ہیں مگر کم مجھ کو کما ضرورت ہے کہ میں سحر کی چیزیں تیار کروں جب کہ مجھ کو خداوند نے اپنی قدرت سے دیا ہے سحر کی چیزیں وہ تیار کرے گا کہ جسکے پاس اصلی دولت کا سامان نہ ہو گا خداوند کی عنایت سے مجھ کو اس امر کا خوف بھی نہیں ہے کہ کوئی یہاں سے لوٹ لے جائے گا کیونکہ میں نے وہ تدبیر کی ہے کہ کوئی یہاں نہیں آسکتا ہے اس قصد سے کہ سحر کر دین یہ آپ نے ملاحظہ کر لیا ہو گا کہ نہ میرے پاس کوئی خادم ہے نہ ملازم مان یہ سب کام میں جو کہ خادمہ و خدمتگار و نگہبان کے ہیں تلک ہا سے سحر سے لیتا ہوں وہی سب کام میرے کرتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ جب سے میں نے شہناجہ کو اہل اسلام کا لشکر قریب خضر سمندر یہ آکر فروکش ہوا ہے اور مقابلہ ہو رہا ہے اُس دن سے میں نے سب کو چھوڑا دیا اس خیال سے کہ میں نے یہ شہناجہ کہ اس لشکر میں بڑے غضب کے عیاں ہیں اُنکی یہ ادنیٰ حرکت ہے کہ وہ جس صورت پر چاہتے ہیں تیار ہو جائے ہیں کوئی اُنکی شناخت نہیں کر سکتا ہے اور وہ ساحر کے ذمہ مانی ہیں بس اُس کو قتل کرتے ہیں پس میں نے خیال کیا کہ اگر وہ ادھر بھی آئے اور میرے کسی ملازم کی صورت پر میرے پاس آئے تو بڑی خرابی ہوئی میری ہی جان لگتی اس سے ان سب کو چھوڑا دیا ہے اور تلک ہا سے کام لیتا ہوں اُنکی تو کوئی صورت بن کر نہ آئے گا بس اُس دن سے میں نے یہ تدارک کیا خواجہ نے کہا کہ تم نے خوب تدبیر کی سوائے اس تدبیر کے کوئی صورت عمدہ نہ تھی تم نے خوب اپنی حفاظت کی صورت نکالی ہے کیونکہ یہ ساحر زبردست ہوں و عاقل ہوں میں تمہاری تعریف خدمت خداوند میں کر دینگا بلکہ یہ کہوں گا کہ اگر آپ دلکاش کو سمندر یہ کا بادشاہ مقرر فرماتے تو بہتر تھا کہ وہ سمندر سے زیادہ لائق اور بہت انجام میں ہو یہ سن کے

دلکش نے کہا کہ یہ صرت آب کی غلام نوازی ہے در نہ میں پس لائق ہوں ایک میری اور گزشتہ ہی اگر اسکو
بھی قبول زمان میں تو میں ہر بانی ہے خواجہ نے کہا کہ وہ کیا عرض ہے میں نے جواب عرض نہ کرو اس نے عرض کیا
کہ اگر خلافت طبع عالی نہ ہو تو اپنے نام نامی و رسم گرامی سے اس حقیقہ کو آگاہ فرمائیے آپ کی بڑی ہر بانی ہوئی
خواجہ نے کہا کہ تم کو اس سے کیا عرض ہے میرا نام کیوں دریافت کرتے ہو تمکو میرے نام کے دریافت کرنے
کی کیا ضرورت ہے اور میرے نام کے دریافت سے تم کو کیا فائدہ ہوگا اُس نے عرض کیا کہ میں اسکو لکھ کر اپنے
گلے میں بطور تعویذ کے اپنی حفاظت کے لیے ڈالوں گا میرا یہ اعتقاد ہے کہ اسکی برکت کے سبب سے میں ہر لحاظ
سے محفوظ رہوں گا دوسرے جب میں خدمت سمندر میں جاؤں گا تو اس کے دربار میں یہ سبب عالی بیان
کروں گا آپ کا نام لوں گا اس سبب سے میری بڑی عزت ہوگی دربار سمندر میں خواجہ نے کہا کہ کوئی
ضرورت نہ تھی مگر مجھ کو تیری خاطر دشمنی منظور نہیں ہے میں تمہارے دینا ہوں اگرچہ میرے نام سے سوا سے
خداوند کے کوئی واقف نہیں ہے مگر مجھ کو تیری اسی قدر خاطر منظور ہے کہ مجھ کو بھی میں آگاہ کرتا ہوں پس میرا
نام خواجہ روح کش ہے اُس نے کہا کہ کیا آپ روح کشیچے ہیں جواب دیا نہیں ہے امر نہیں ہے بلکہ میرا
نام ہی ہے یہ جیسے میرا نام دلکش ہے کیا تو دل کشیچے لیتا ہے اُس نے جواب دیا کہ جی نہیں کہا پس اسی
طور سے میرا جی نام ہے یہ کہہ کر کہا کہ میں جانتا ہوں اُس نے کہا کہ آپ نے تصویر نہ دکھائی کہ میں پسند کرنا کہا
کہ لو میں بھول گیا تھا یہ کہہ کر فوراً ماتر کو بغل کی طرف لے گئے وہاں سے جو ماتر نکالا تو ماتر میں ایک لفافہ
تھا وہ اسکو دیا یہ اور حیران ہوا کہ یہ لفافہ آپ کے پاس کہاں سے آگیا اس نے دل میں خیال کیا کہ یہ فرما چکے ہیں
کہ چند درختے ہیں کہ جو میں حیران سے بہت میں چھتا ہوں وہ ہونچا دیتے ہیں یا جو حیران بہشت سے
طلب کرتا ہوں لے آتے ہیں پس انھوں نے لادھی ہوئی یہ خیال کرتے وہ لفافہ لیا خواجہ نے کہا کہ اس
لفافہ کے اندر تصویریں ہیں تم اپنے ماتر سے اسکو کھولو اور تصویریں دیکھو پسند آئے پس نشان بنادو یہ جو
خواجہ نے کہا اُس نے لفافہ لے کر چاک کیا جیسے چاک کیا ایک بھاری اس لفافہ سے نکلا وہ اُس کے دماغ
میں ہونچا فوراً اسکو جھینک آئی وہ ہوش ہو کر گرا انھوں نے نہ کہہ کیا کہ وہ مارا خوب دھوکا کھایا یہ کہہ
آئے اور خنجر کمر سے نکال کر ایک ماتر مارا کہ اسکا سر تڑپے اڑ گیا تاریکی ہو گئی سیاہ آندھی اٹھی پیر غل کوٹے
ایک غلام برکا ہوا صدر میں قیاس آنگین بعد تھوڑے عرصہ کے وہب تاریکی برطرف ہوئی آواز آئی کہ مارا
جوان مجھ کو کہ نام من دلکش جاو بود منتظم صحرائے فرحت افزا افسوس مر دم و جان دادیم مطلب خود
نہ رسیدیم جب یہ سدا آجلی مطلع صاف ہو گیا سب علامت برطرف ہوئی اب خواجہ نے دیکھا کہ سب
سامان اسی طور سے ہے پس جو اشیاء ان میں سرکری نشین وہ تو مٹ گئیں اور باقی موجود ہیں خواجہ نے
خوشی خوشی سب سامان اٹھا کر نذر زمیں کیا کہ کچھ سے اس میں سے بہت سارے وہب و بھرتی و جواہرات
و دیگر اشیاء تھوڑے آئین انکو بھی نذر زمیں کیا بعد اس کے خواجہ نے جو خیال کیا تو بارہ دری کو اسی طور سے
برقرار یا بس خواجہ نے خیال کیا کہ یہ مقام خوب ہے اسی مقام پر ایوان کو نکال کر قتل کرو یہ اپنے
دل میں خیال کر کے خواجہ نے پہلے سب جہازوں کو زمیں سے نکالا اور انکو ہوش میں لائے جب
انکو ہوش آیا انھوں نے اپنے کو ایک بارہ دری میں پایا خواجہ کو کھڑا ہوا دیکھا حیران ہوا کہ یہ کیا واقعہ
ہے کیونکہ ہم تو پنجہ اٹھانے گیا تھا ہم بالائے آسمان جا کر بے ہوش ہو گئے تھے پھر ہم کو نہ معلوم ہو کہ
ہم کہاں گئے اور ہم پر کیا گزری اور خواجہ تک کیونکر پہنچے یہ سب کے سب حیران تھے کہ خواجہ نے کہا
کہ تم لوگ حیران نہ ہو میں سب حال تم سے دربار میں جانتا کروں گا اور تمہارا واقعہ سنو گا یہاں تم نہ ٹھہرو

اپنی اپنی راہ لویہ جو خواجہ نے کہا ہر ایک بموجب علم خواجہ آتم اشکر خواجہ کو سلام کر کے اس فکر میں وہاں سے روانہ ہوا کہ یہ کون مقام ہے اور یہ کیا امر ہے اور کیا سبب ہے کہ خواجہ نے ہم سے کہا کہ تم چلے جاؤ ہر ایک یہی خیال کرتا ہوا وطن لشکر اسلام کے روانہ ہوا کوئی اس مقام پر نہ ٹھہرا انکا حال پھر تحریر ہوا تھا اُسکے بعد خواجہ نے قرآن تالکث کو بھی ربیل سے نکالا انکو بھی خواجہ نے یہوش کر کے جب ایوان کو داخل ربیل کیا ہے اور سمندر پر یہ حال ظاہر ہوا ہے ساحرون نے سحر کرنا چاہا تو ربیل میں اس خیال سے داخل کیا تھا کہ یہ تو جاہل ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی ساحر جاڑے تو بڑی خرابی ہو مفت میں اسکی جان جائے پس اس امر سے ہتر کوئی امر نہیں ہے کہ اسکو نذر ربیل کر دینا نذر ربیل کر لیا تھا چنانچہ قرآن کو بھی نکالا ہوش میں لائے اب جو قرآن نے دیکھا کہ خواجہ کھڑے ہوئے ہیں میں زمین پر ہوا ہوں نہ دربار سمندر پر نہ اہل دربار میں دوسرا مقام ہے نہ خواجہ کی منہدی ہے قرآن بہت حیران ہوا کہ خواجہ نے کہا کہ اے قرآن تم اس وقت یہاں سے چلے جاؤ میں کل تم سے بیان کر دوں گا تمہارے ٹھہرنے کا یہاں موقع نہیں ہے نہ اس قدر جلتا ہے کہ میں کل واقعہ بیان کر دوں پس تم جاؤ یہ جو خواجہ نے کہا قرآن بھی اشکر اور سلام کر کے باہر بارہ درسی کے آئے قرآن خود حیران تھے کہ یہ کون مقام ہے یہ بارہ درسی کیسی ہے مگر قرآن اس مقام سے نہ گئے ایک گوشہ میں پھیدہ ہو گئے اس خیال سے کہ نہ معلوم یہ کون مقام ہے کسی ساحر کے رہنے کا تو مقام نہیں ہے کہ خواجہ یہاں ہیں اور وہ آجائے اور خواجہ کو غافل یا اگر گرفتار کرے تو خرابی ہو اس سے تم بیان ٹھہرے رہو جب کوئی موقع آئے تو کچھ کام کرنا کہ جسکے سبب سے خواجہ کی جان بچے اگر نہ آئے تو چلے جانا یہ اپنے دل سے باتیں کر کے پوشیدہ ہوئے تھے یہاں خواجہ نے جب عیاروں کو رخصت کیا خود اکیلے رہے باہر بارہ درسی کے منہدی کو اٹھا کر نذر ربیل کیا اُسکے بعد بارہ درسی میں آئے پس ایوان نہ طاقی کو نذر ربیل سے نکالا اور اشکو کندہ صفا دبا صفا سے خوب قیضوٹا باندھ کر ایک ستون نورانی سے باندھ دیا اور اشکی زبان میں سوزن دی خواجہ نے جو دیکھا تو اشکی منشائی کو نور اسلام سے روشن پایا دل میں خیال کیا کہ یہ ضرور مطیع اسلام ہوگی اگر یہ شریک ہو جائے تو بڑی قوت ہو جائے گی کیونکہ سارا زبردست ہے زمانہ سابق کی سارہ سے خداوند کریم اسکے دل میں اپنے فضل و کرم سے شمع اسلام کو روشن کرے رنگ کفر و کافری کو برباد کرے یہ دعا کر کے خواجہ نے فیلہ زرع ہوشی دیا کہ اشکو چھینک آئی خند قطرے گندہ اسکے ناگ سے گرے اشکو ہوش آیا اسنے اپنی آنکو کھولی دیکھا کہ نہ سمندر نہ آسکا دربار ہے نہ میرے سردار ہیں ایک مقام غیر میں بندھی ہوئی کھڑی ہوں سائے خواجہ کھڑے ہیں اسنے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ کیا واقعہ ہے میں تو دربار میں تھی خداوند سامری تشریف لائے تھے مجھ کو اپنے قریب طلب کیا تھا خواجہ اور کل عیاروں کو مجھ سے لے کر میرے روبرو داخل دوزخ کیا تھا فرشتہ عذاب کے ذریعہ سے مجھ کو طلب کیا تھا کہ تم مع سرداروں کے آؤ تو میں تم کو سیر بہشت کرادوں میں و سمندر اور کل اہل دربار اپنے اپنے مقام پر سے اٹھکے چلے تھے کہ سیر بہشت کریں پھر نہ معلوم کیا ہوا کیا خواب خراب دیکھا بھلا میں کہاں اور خواجہ کہاں یہ خیال کرتے آئیں میں بند کر لیں اور خواجہ نے کوڑا حضرت اسحاق کا ہاتھ میں لے کر یہ خیال کیا کہ یہ کم بخت یہ خیال کرتی ہے کہ میں خواب دیکھ رہی ہوں پس خواجہ نے کہا کہ اے ایوان ہوشیار ہو اور خبردار یہ خواب نہیں ہے عین بیداری ہے میں تجھ کو دربار سمندر شاہ سے خداوند سامری بن کر کھڑا لانا تھا میں نے تو چاہا تھا کہ سمندر کا بھی کام تمام کر دوں مگر کیا کروں ابھی اشکی فضا نہ تھی زندگی باقی تھی کہ اُسکے کچھ دوست نے آکر اشکو ہوشیار کر دیا وہ بچ گیا مگر مجھ کو گرفتار

کر لایا میرا کوئی کچھ نہ کر سکا بڑے بڑے ساحر تھے کسی کا سحر نہ کار گر ہوا ای ایوان ہم خواجہ ثالث حضرات
 بن عمر ثانی شمس ریش تراشہ ساحران و سرزندہ جادوگران و فاعل کا فرمان شمس شاہ عیار یک طرار ابن
 شاہ عیاران و ابن شاہ عیاران خواجہ عمر بن امیہ ضمیری شاہزادہ دلایت اول ہون دیکھا سکو عیاری
 کہتے ہیں کیونکہ میں نے تیرے سحر کی تلبیان اسے قبضہ میں لیں پہلے کیونکہ تیرے سحر کو ہٹا کر میں نے غارت
 کیا پھر تلبیان اپنے قبضہ میں لایا تو میرا چھوڑ کر سکی بڑے بڑے ساحر تھے کسی نے نہ بچا نا کہ میں عیار ہوں
 سب کو یقین ہوا کہ سامری ہوں ای ایوان سامری کہا وہ کسی قصر دوزخ میں پڑا ہوا جلتا ہوگا
 وہ مرتد کہاں اس نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا ہے اس کے لیے ہمیشہ آتش دوزخ ہے وہ کیونکر آسکتا ہے یہ
 بھی ایک عیاری تھی کہ میں نے اسکی صورت پر عیاری کی کیونکہ میں نے خیال کیا کہ تم لوگ اب اور کسی فقرے
 پر نہ آؤ گی سوائے اس کے پس میں نے یہ عیاری کی تھوڑا سا فقرے سے اپنے خرب ملا کر کہ او سیر شست کرادین
 نذر زبیل کیا سب لوگ اسی خوشی میں مہوش و بدحواس ہو گئے تھے کسی نے نہ دیکھا کہ میں نے کیا کیا تیرے
 سب سردار میرے پاس ہیں میں سمندر کو بھی لیتا ملنا چار ہو گیا کہ اسیر حال کھل گیا ای ایوان تو نے
 ہمارے خدا کی قدرت دیکھی کہ کیونکر ہم سب کو تیرے شر سے بچا یا اور کیونکر تیری ان اشیاء سے سحر کو
 کہ جن پر تجھ کو بڑا بھروسہ تھا غارت کیا اور ان پر میرا قبضہ کر لیا کیونکہ میرے شاگردوں کو تیرے ہاتھ سے امان
 اور قتل ہونے سے محفوظ رکھا اور کیونکر تیرے لشکر کو ایک پل میں غارت کیا اور کیونکر تیری محمد سے شکر اسلام
 کے ان سرداروں کو رہا کیا کہ جو توجیمہ میں قید کر آئی تھی اور اپنے نزدیک خوب پرہ چوکی مقرر کر آئی تھی کس چالاک
 سے میرے شاگرد برقی ثانی نے عیاری کی کہ تیرے بنائے کچھ نہ بن سکا وہ اپنا کام کر کے چلا گیا تو پیمان نہ
 سکی کس چالاک سے میرے حلیفہ قرآن ثالث نے تیری درباری عطار د خلک شیر کو قتل کیا وہ بہت تیری
 ساحر تھی تو اس نے بھی کچھ قرآن کا نہ کر لیا ای ایوان دیکھ میں کیونکر دربار سمندر سے بچ کر چلا آیا کہ میرا کوئی
 کچھ نہ کر سکا سمندر منہ دیکھ کر رہ گیا تجھ کو بھی لے آیا تو نے میرے خدا کی قدرت دیکھی کہ کیونکر اس نے سب
 لشکر کی جان بچائی اب تجھ کو قتل کرونگا جو تیرا سحر ہے سب برطون ہوگا جو سردار تیرے سحر میں مبتلا ہیں وہ رہا
 ہوں گے صاف حق ان کو اسم اعظم یاد آئے گا یہ میرے خدا کی قدرت ہے کہ اتنی تری ساحرہ کو زیر کر لیا وہ نہ
 تو نے تو لشکر کا خاتمہ کر دیا تھا ای ایوان اس وقت تیرے خداوندوں نے کچھ تیری کمک نہ کی یہ بلا کر رد
 نہ کی ای ایوان میرا تو ایک خدا ہے اسیں تو اتنی تری قدرت ہے تیرے تو فو نے دو سو خدا ہیں انہیں سے
 ایک نے اگر تیری مدد نہ کی اور وہ جو کہ اس وقت موجود ہیں تو جسکی بندگی کرتی ہے جس کچھ شیطان نے اپنے
 کو خدا مشہور کر رکھا ہے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا ہے سب اسکو خداوند کہتے ہیں وہ ایک مرتد ہے
 بچہ شیطان نے اس نے سب کو بہکا یا ہے ای ایوان سوائے معبود کے کوئی دوسرا خدا نہیں ہے وہی
 سب کا خالق ہے اسی نے ہر ایک کو پیدا کیا ہے وہی سب کا راز ہے اسی نے یہ سب اشیاء خلق
 کی ہیں ہم سب اس کے بندے ہیں وہ وعدہ لا شریک لہ ہے اسکا کوئی شریک نہیں وہ اکیلا ہے یہ اسکی
 قدرت ہے کہ وہ ہر جگہ موجود ہے وہ بڑا معبود ہے یہ جتنے مرتد گذرے سب اس کے بندے تھے انھوں نے
 بسبب اپنی کم عقلی اور نادانی کے دعوے اور جہت و خدا کی کیا انکے بہکانے سے ایک عالم گمراہ ہوا
 جہت پید ملعون و ساحری مردود کیا حال ہوا کہ اب تک آگ میں جل رہے ہیں ایوان تو نے
 تواریخ میں لقا سے بے بکا ماندہ درگاہ کبریا کی خدا کی کا حال دیکھا ہوگا کہ اس کا فرما سکر اٹھا رہ
 ہزار ملک باختر کے باشندے سجدے کرتے تھے بخدا انی مانتے تھے وہ مرتد ہر دن کے بعد کبند جہان نما میں

آکر اپنا چہرہ سب کو دکھاتا تھا بڑے بڑے پہلوان اُسکے مطیع تھے اُس نے بہشت و دوزخ بنائی تھی اُس نے
 اپنے عزیزوں کے نام رکھے تھے کوئی جبریل قدرت کوئی میکائیل قدرت کوئی اسرافیل قدرت
 کسی کو اُس نے اپنا بی بی مقرر کیا تھا ایک عالم اُسکی پرستش کرتا تھا دور دور اُسکی خدا کی کا ڈھکاج رہا تھا
 اُس نے علم کفر و نفاق بلند کیا تھا۔ مگر جب صاحبقران اول نے اُس پرستش کشی کی پہلے اُسکو دین سلام
 کے قبول کرنے کی طرف رغبت دلائی اُسکے بعد جب اُس نے نہ قبول کیا تو مقابلہ ہوا میرے دادا
 خواجہ عمر عیار نے اُسکی ریش پر موت کر موند اُسکو خبر نہ ہوئی یہ کیسا خدا تھا کہ بندے نے اُس کے ساتھ
 چرکت کی اور اُسکو خبر نہ ہوئی اُس نے اُنکے شہم کا ایک بال بھی نہ کندہ کیا اُنسی دن سے اُنکا لقب ریش
 تر کشندہ کا ذرا مشہور ہوا پھر تو اُسکا یہ حال ہوا کہ وہ غیظ و غضب خدا کی چھوڑ کر ہر ایک مقام پر نیاہ
 گزین ہوتا تھا اور صاحبقران اول اُس کے عقب میں جاتے تھے اور اُس ملک کو تباہ کرتے تھے کہیں
 مقام پر نہ گیا مگر کہیں نیاہ نہ ملی کیونکہ ایسا ہی خدا ہوتا ہے کہ بندے سے بھاگے اور نیاہ نہ ملے آخر کو
 صاحبقران نے اُسکو قتل کیا کچھ بس نہ چلا اسی طور سے زبردشاہ و عمروشاہ و فرعون فی خدا
 مٹائی یہ کیسے خدا تھے یہ سب حال تم نے کتابوں میں دیکھا ہو گا ان سب واقعات کو تم نے سنا
 اور دیکھا کچھ عرصہ بھی ہوا اسی طور سے صاحبقران ثانی نے بھی بہت سی خدا بیگان بر باد کیں خیاخہ
 زمر و ثانی وغیرہ نے چاہا تھا پھر کستان سلام کو بر باد کریں اور بجائے کلمہ اسلام کے فارکفر و بدعت
 کو لگائیں مگر اُسکو صاحبقران ثانی نے نہ لگاتے دیا اپنی بیخ صاعقہ بار سے قتل کیا صاحبقران
 نے اُنکے چراغ کفر و نفاق کی روشنی کو نہ بھیلنے دیا اپنی ہوا سے تیغ سے گل کر دیا ابھی کچھ زمانہ نہیں
 ہوا ہے کہ آئندہ اندام حاد و جو کہ ظلم آئندہ میں خدا بکڑھٹھا تھا اور اُسکو اہل ظلم اپنا خدا مانتے تھے
 جب مقابلہ ہوا کچھ خدا کی کام نہ آئی آخر کو زار ہو گئے نہ طاق میں آکر نیاہ گزین ہوا ہے جسکے عقب
 میں ہمارے صاحبقران ثالث ہو جب ارشاد صاحبقران ثانی اس طرف تشریف لائے ہیں
 ایوان نہ طاقی خیال تو کرو یہ کیسے خدا تھے یہ سب سامان جو کہ ان سب نے درست کیے تھے سچے تھے
 جب وہ سب مٹ گئے اسی صورت سے یہ خداوند تصور بھی ہے کہ جسکی تم پرستش کرتی ہو سو
 یا در کھو یہ بھی مثل اُنکے بیخ صاعقہ بار صاحبقران سے قتل ہو گا اُسکی بھی خدا کی برباد ہوگی کیونکہ
 اُسے کو حالت کفر میں قتل کر دئی ہو یہ خیال کر لو کہ اب تم میرے ہاتھ سے زندہ ہو محال ہے میرے
 خدا کی قدرت کو دیکھو کہ کیونکر اُسے تمہارے ہاتھ سے محکوم کیا یا اور تم کو میرے قبضہ میں دیا یہ
 کب امید تھی اب تم اپنے خدا سے اس امر کی درخواست کرو کہ وہ تم کو میرے ہاتھ سے بچائے یا
 مجھ کو اس امر کی سرادے کہ جو میں نے تمہارے ساتھ کی اے ایوان سوائے خدا کے جو حق کے کہ جو سب کا
 خدا ہے اور کسی میں یہ قدرت نہیں ہے وہ ابھی چاہے تو کوہ کو کاہ کرے اور کاہ کو کوہ اگر وہ چاہے
 تو ابھی ایک قطرے سے دریائے و خارید اہوا بھی ایسا بڑا کر محیط ہو کہ جس سے بارش سردا رید
 ہو یہ اُنسی میں قدرت ہے کہ وہ سنگ سے لعل بدیشان پیدا کرتا ہے اور دیکھو اہرات زمین سے پیدا
 کرتا ہے یہ اُسکی قدرت کا ادنیٰ حیل ہے کہ وہ صدف سے موتی پیدا کرتا ہے اُس نے آسمان و زمین
 بہشت و دوزخ سمجھ و غم و دیکھ کشا سے نادرات خلق فرمائے یہ عین اُسکی کبریائی ہے کہ وہ
 پردہ شب سے روز روشن کو پیدا کرتا ہے اور روز روشن سے شام ظاہر کرتا ہے دن کے لیے آفتاب
 عالم تاب کو خلق کیا تاکہ اہل دنیا اُسکی روشنی میں اپنے حوائج ضروری سے فراغت کریں رات

کے لیے اجتناب و تدارے خلق فرمائے ہم لوگوں کی راحت کے لیے وہ وہ اشیا خلق فرمائیں کہ جن کی تعریف زبان سے نہیں ہو سکتی ہے وہ ایسا راز حق مطلق ہے کہ تیرے اندر جو کچھ ہے اسکو بھی رزق ہوتا ہے یہ سوائے اُس کے کوئی نہیں کر سکتا ہے اُس نے غلہ پیدا ہونے کے لیے ابر بنا لئے تاکہ وہ بر سین ان کے سبب سے زمین سے غلہ پیدا ہو اور درخت سرسبز رہیں اُس نے ہم بندوں کی راحت کے لیے ہوا خلق کی گلاہائے خوشبودار پیدا کئے کہ جن کے سبب سے دماغ نشتر مظهر ہوتے ہیں اور ایوان اسکی قدرت اسی امر سے ظاہر ہے کہ اُس نے ہم کو گوش و چشم لب و زبان مانتھو یا توں صدر و کمر و حرکت فرمائے کہ جس کے سبب سے ہم شن سکتے ہیں و دیکھ سکتے ہیں یہ دریافت کر سکتے ہیں کہ یہ چیز شیریں ہے یا تلخ عقل عطا فرمائی کہ جس کے ذریعہ سے نیک و بد کا امتیاز کر سکتے ہیں اس امر پر اُس نے اکتفا نہ کیا اُس نے بزرگان دین و نبی پیدا کئے کہ وہ ہم کو راہ نیک بتائیں اور کفر و ضلالت سے بچائیں اُنہو جو ظلم اعدائے دین نے کئے اُنہو نے اُس پر صبر کیا جسکے سبب سے اُنکو قربہ اعلیٰ ملا یہ خیال کرنے کا مقام ہے کہ جو امیرین نے بیان کئے کسی نے ان خدا یوں سے کیے ہیں کہ جو اپنے کو خدا کہتے ہیں یہ اسکی شان عدالت تھی کہ اُس نے اُنکو پیدا کیا اور عقل و خرد سے بہرہ مند کیا تمام نعمات دنیا اُنکو دین اس پر اُنہو نے کفران نعمت کیا اور اُس کے ساتھ ہمسری کا دعویٰ کیا خود خدا کی کرنے لگے اُس نے بھی اُنکو انکے حال پر رہنے دیا کہ کبھی تو اُنکو خیال آئے گا یہ کب خیال کرتے ہیں اور زیادہ تر بد اعمالی پر کمر باندھی اور ایوان خیال تو کر و کہ جو قطرہ بخش سے پیدا ہوا اور اسکی غذا بھی ایک مدت تک وہ چیز ہو جو کہ جس سے ہو وہ خدا کی دعویٰ کرے اور ایوان خداوند کریم ان افعال و خواص سے بری ہے جو کہ بندوں کے لیے ہیں اور میرے خدا کو ان میں یہ سب خواص تھے خدا کی صفت یہ ہے کہ نہ اُس کے مانتھو ہوں نہ باتوں نہ گوش و چشم نہ صدر و کمر نہ شکم و پشت ایک بقعہ نور ہو دیکھنا سب کو اور اسکو کوئی نہ دیکھے شنتا سب کی ہو ہر مقام پر موجود ہو ہر ایک بندے کے دل کا حال اس پر روشن ہو تیرے خداؤں میں یہاں تک کہ ان میں اور تیرے خداوند تصویر میں یہ صفت کہاں ہے وہ تو سب مثل ہم سب کے تھے اور یہ تیرا خدا بھی مثل ہم سب کے ہے ہمارے خدا ہر ایک دل کا حال روشن ہے تیرے خدا کو اپنی پشت کی بھی خبر نہ ہوگی کہ پس پشت کیا ہوتا ہے خدا کی صفت یہ ہے کہ وہ کسی سے نہ بنا ہوا اُس کے سبب سے ہوں نہ اُس کے مان ہوں نہ باپ نہ بھائی نہ بہن نہ زوجہ نہ بیٹا نہ بیٹی وہ ان سب باتوں سے بری ہو یہ سب باتیں ہمارے خدا میں ہیں نہ اُس کے مان ہے نہ باپ نہ بیٹا نہ بیٹی نہ بھائی نہ بہن تمہارے خدا کو ان کے تو مان بھی تھی باب بھی مثل بھی بیٹی بھی بھائی بھی وہ مثل ہم سب کے اپنی زوجہ سے مباشرت کرتے تھے یہ صفت خدا کی نہیں ہے کہ مثل بندوں کے اسکو بھی سستہ ضروریہ کی ضرورت ہو وہ ان سب خواہشوں سے مبرا ہے یہ سوائے بندوں کے اور کسی میں نہیں ہے بس یہ اوصاف خدا کے ہیں خدا کے اوصاف میں سے یہ بھی ایک صفت ہے کہ وہ علوی ہو ظالم ہو ظلم نہ پسند کرے حی ہو یعنی ہمیشہ زندہ رہے اسکو مثل بندوں کے فنا نہ ہو ہمیشہ قائم ہو بس اپنی عقل سے دریافت کر و کہ یہ جو اوصاف میں نے بیان کئے ہیں یہ سب تمہارے خداؤں میں تھے میں نے جان تک دیکھا اور سنا ان میں سے کوئی صفت انہیں نہ تھی اور ایوان خیال تو کر و کہ بندے کو اُس نے کس طبع سے پیدا کیا اور نوماہ تک کیونکر اسنے شکم مادر میں اسکی پرورش کی اور قبل ولادت کے کسی دن بیشتر لیٹان مادر میں وہ شیر پیدا کر دیتا ہے اور کیونکر اسکی پرورش کرنا ہے اگر وہ یہ محبت نہ دے تو کبھی پرورش اولاد کی نہ ہونے لگے

اگر کوئی یہ کہے کہ انسان عقل رکھتا ہے وہ اس خیالی سے کہ یہ ہمارے خون سے بنا ہے اس سبب سے
پرورش تا ہو تو حیوان کو دیکھ لو کہ وہ کیونکر اپنے بچوں کی پرورش کرتے ہیں جب تک وہ اس قابل نہیں
ہوتے ہیں انکی پرورش کی کوشش کرتے ہیں جہاں وہ اپنی فکر معاش کے قابل ہوے پھر انکو جسد
کر دیتے ہیں پس یہ لغت جو والدین کے دل میں ہوتی ہے یہ خدا کی طرف سے ہوتی ہے اگر وہ نہ لغت دے
تو کبھی نہ پرورش ہو سکے پس ان سب امدون سے ثابت ہوا کہ وہی خالق ہے جو سب کو پیدا کرتا ہے اور ہماری
پرورش کرتا ہے جس نے یہ سب نعمات خلق فرمائے وہ وعدہ لا شریک لہ ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے وہ
بیتا ہے اسکا کوئی بیٹا نہیں پس ایسے خدا کی بندگی لازم ہے نہ اس خدا کی کہ جو مثل ہم سب کے جو
ضروری رکھتا ہو اور وہ بھی مثل ہم بندوں کے پیدا ہو جسے یہ سب اشیا خلق فرمائی ہیں وہی سب کا
خدا ہے برحق اور مطلق ہے ہم سب اس کے بندے ہیں ہم کو اسکی بندگی لازم ہے اس نے اپنی قدرت
سے جن داس و ملک پیدا کیے ہیں انسان کو خاک سے جن کو آگ سے ملک کو نور سے ہم کو آتش مخلوقات
کا خطاب عطا فرمایا ہم کو عقل سلیم عطا فرمائی کہ جس کے سبب سے ہم حرام و حلال کی تمیز کر سکتے ہیں
اس پر خداوند کریم نے نبی خلق فرما کر ان نیز و لے ہم کو آگاہ کر دیا کہ جو ہم پر حلال ہیں اور حرام ہیں اگر انسا
ن نہ ہوتا تو ہم بھی مثل حیوان غیر ناطق کے ہوتے ہم کو اس نے جو ان ناطق مقرر فرمایا مگر ہماری جنس کو
جنس حیوان سے جدا کیا ہماری ہدایت کا طریقہ دوسرا مقرر کیا پس ہم اسکی صفت و ثناء نہیں کر سکتے
ہیں ہماری یہ لیاقت نہیں ہے کہ ہم اسکی حمد و ثناء کر سکیں مگر ہم اسکو وعدہ لا شریک جانتے ہیں اور اپنا
خالق برحق ہم پر کیا منحصر ہے جمادات و نباتات بھی اس کے وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں بوجہ شہرہ
ہر گیا ہے کہ از زمین روید و وعدہ لا شریک لہ گوید پس ایسے خالق کی بندگی لازم ہے اور وہی سب
کا خدا ہے یہ سب خدا ہے باطل سے صرف دوسرے شیطانی سے ان سب نے ایک عالم کو مگر اکر کھانا تھا اکر
الوان جب کہ قیامت کا دن ہوگا اور جو جرم گئے ہیں سب زندہ کیے جائیں گے اس دن یہ حال ہوگا کہ زمین
تو آہنی ہوگی آسمان سسی ہوگا آفتاب سوا نیر سے ہوگا ابھی تو آفتاب کی پشت اس طرف ہے بر و ز
قیامت اسکا منہ اوپر کو ہوگا تمازت آفتاب سے یہ حال ہوگا کہ ہر ایک انسان جلا جاتا ہوگا از سر تا پا
پیسے میں ہر ایک ڈوبا ہوگا خداوند کریم تخت عدالت پر جلوہ فرما ہوگا ہر ایک اعمال نیک و بد کی پرکشت
ہوگی جن کے اعمال نیک ہوں گے جنھوں نے اسکی راہ میں جہاد کیا ہوگا جنھوں نے اسکو بخدا کی
مانا ہوگا ان کے اعضا گواہی دیں گے کہ اس نے ہم سے افعال نیک کیے ہیں ہم سے اس نے عینہ نیک
کام لیے ہیں اے ایوان وہ دن ایسا دن ہوگا کہ سب نفسی نفسی ہونگے اپنے اعضا اپنے دشمن ہوں گے
کوئی کسی کا دوست نہ ہوگا میرا عدالت سامنے ہوگی سب کے اعمال تو لے جاتے ہوں گے پس جب
اعضا ان کے گواہی دیں گے اور ان کے اعمال بھی نیک ہوں گے وہ داخل بہشت کیے جائیں گے جن کے اعمال
بد ہوں گے اور ان کے اعضا یہ گواہی دیں گے کہ اس نے ہم سے بد اعمال کرائے ہیں چونکہ ہم اس کے
قابو میں تھے بدین سبب ہم ناجائز تھے پس وہ داخل دوزخ کیا جائے گا زشتگان عذاب اسکو کھینچ کر
دوزخ میں لے جا کر ڈالی دیں گے اسکو آتش دوزخ جلا دے گی اسی دن ان سب خدا دن سے دریافت
کیا جائے گا جنھوں نے دنیا پر اکر گمراہی اختیار کی اور ہر ایک گمراہ کیا ہے ہر ایک کے ساتھ ایک مجمع
لئے بندگی کرنے والوں کا ہوگا خداوند کریم دریافت فرمائے گا کہ ہم نے تم کو دنیا پر اس واسطے خلق فرمایا تھا
کہ تم ہماری برابری کرو اور دعویٰ خدا کی کرو اور ہمارے بندوں کو گمراہ کر دیا اس لیے پیدا کیا تھا کہ ہماری

عبادت کرو اسکا جواب دو اس وقت وہ تمہاری خدا کی کیا ہوئی کہ جو تم دنیا پر کرتے تھے وہ لوگ جو کہ بیان
 خدا کی کرتے تھے یا کرتے ہیں کچھ جواب نہ دینگے خاموش سر جھکائے کھڑے رہینگے یہ خطاب احدیت کی طرف
 سے حکم ہوگا کہ بیان کرو اس وقت کیوں نہیں اپنی خدا کی قدرت دکھاتے ہو تمہارے بندگی کرنے والے
 بھی تمہارے ساتھ ہیں ان سب کو سوائے خاموشی کے کچھ جواب بن نہ آئے گا جواب بھی دینگے توہ دینگے
 کہ ہم سے خطا ہوئی ہم نے ضرور ایک عالم کو گمراہ کیا سو اب تیرے کوئی خدا نہیں ہے تو بیشک خدا ہے
 برحق ہر ہم سب گمراہی پر تھمے بالکل دعویٰ باطل کیسے تھے ہم بھی تیرے بندے ہیں اور یہ بھی مگر
 اُس وقت اس اقرار کرنے سے کیا ہوگا ایک مدت تک تو اپنی کفر و نفاق میں بسر کی اب اس اقرار سے
 کیا ہوگا جب وہ اقرار کرینگے کہ ہم بندے ہیں اور تو خدا ہے ہمارے دعوے باطل تھے صرف طمع دنیا کے
 لیے تھے ہم یہ نہ جانتے تھے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ ہم کو اس افعال کی سزا ملے گی اگر ہم یہ جانتے تو
 کبھی ایسے دعوے نہ کرتے اُس وقت خدا کی طرف سے خطاب ہوگا کہ ہم نے نبی خلق فرمائے اور ایسے
 بندے خلق فرمائے کہ جنہوں نے ہماری راہ میں جہاد کیے اور ہم سب کو طرف دین اسلام کے رغبت دلائی
 تم نے اُنکے کہنے کو نہ سنا بلکہ انہیں ظلم و ستم کیے کہ وہ تمہارے ہاتھوں سے پریشان ہوئے مگر وہ تمہاری بند
 نصیحت سے باز نہ آئے اس وقت تم کہتے ہو کہ ہم اس امر سے واقف نہ تھے اس وقت تو کچھ اور خدا کی دکھاؤ
 کوئی قدرت نہائی کرونا کہ یہ سب بندے جو تمہارے پیرو ہیں تمہاری خدا کی کا کرشمہ دیکھیں یہ لوگ سر جھکا
 لیں گے اُس وقت فرشتگان عذاب کو حکم ہوگا کہ انکو لے جا کر انکے افعال کی مع انکے بندگی کرنے
 والوں کے سزا دو قصر دوزخ میں ڈال دو جیسی انہوں نے دنیا پر جا کر ہماری ہم سری کی اور ہمارے
 اس قدر بند دن کو گمراہ کیا اسکی سزا پائیں اُس وقت میدان خشر میں تلاطم ہوگا بندگان معتب کو
 فرشتگان عذاب نشان نشان حرف دوزخ کے لے جائیں گے اُس وقت اُنکا کوئی بچانے والا نہ ہوگا
 وہ ہر طرف چشم حسرت و یاس سے دیکھیں گے کہ کوئی تو ہم کو بیاہ دے مگر کوئی نہ ہوگا اے ایوان یہ حال بروز
 قیامت اُن خداؤں اور انکے بندگی کرنے والوں کا ہوگا اور جنہوں نے دین اسلام قبول کیا ہوگا اور
 اس مذہب باطل کو ترک کر کے کفار سے مقابلہ کیا ہوگا اور کفار کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہوں گے تمہارا مرتبہ
 ہوگا اُن کو بہشت میں جگہ ملے گی غلمان و حورین خدمت کے لیے ہوں گے میوے جنت کے کھانے کو قصر
 اعلیٰ رہنے کو آب سبیل کو تر پینے کو ملے گا جن لوگوں نے دنیا پر اپنے خالق کی وحدانیت اور اُنکے
 اکل کاموں کو تعقل کے ذریعہ سے پہچانا ہوگا اور یہ جانا ہوگا کہ یہ سب منتفہ ہمارے خدا کی ہی جس نے
 ہم کو پیدا کیا ہے اُسکا برا مرتبہ ہوگا پس میرے نزدیک تو بہتر یہ ہے کہ تو بھی اس مذہب باطل کو ترک کر اس
 امر کو اپنے دل میں تو خیال کرے کہ فضل خدا سے سمندر ضرور شکست کھائے گا اور ہاتھ سے اہل اسلام کے
 قتل ہوگا سمندر یہ پر اہل اسلام کا قبضہ ہوگا نہ طاق بھی فتح ہوگا خداوند تصویر بھی تیغ صاعقہ بار
 سے اہل اسلام کے واصل جہنم ہوگا نہ طاق پر بھی اہل اسلام کا قبضہ ہوگا آئندہ اندر بھی صفا جعفر ان
 کے ہاتھ سے مارا جائے گا ایوان تاجدار قتل ہوگا نہ طاق برباد ہوگا سمندر یہ کے تو دن بھر ہو گئے
 سمندر شاہ کا خاتمہ ہوا جاتا ہے ایوان تو اپنی جان کو غنیمت جان اور دین اسلام قبول کر میری
 اطاعت کر در نہ یاد رکھ کہ تیرا جان بڑھا میرے ہاتھ سے غیر ممکن ہے اور یہ بھی یاد رکھ کہ اب یہاں دین اسلام
 کا دنگا نہ بچے ظارح از اسکان ہے آئندہ جھگو اپنے فعل کا اختیار ہے تو اپنے فراج کی تمہاری یہ جو خواہ
 نے کیا ایوان خاموش آئینہ بند کیے ہوئے سنا کی پہلے تو خیال کر رہی تھی کہ میں خواب دیکھ رہی ہوں

جب خواجہ نے یہ تقریر کی تو اس نے انکو کھول کر دیکھا اب اسکو معلوم ہوا کہ خواجہ بھکواسیر کر لائے ہیں اور
بیان بھکوا بندھ دیا ہے اور میری زبان میں سوزن دی ہے جب یہ امر اس پر ثابت ہوا اس نے یہ بھی خیال اپنے
دل میں کیا کہ دراصل اہل اسلام کا خدا بڑا زبردست و برحق ہے اور یہ سب خدا جو بیان کیے جاتے ہیں
باطل ہیں یہ خیال کر کے خواجہ کی طرف اشارہ کیا کہ میری زبان سے سوزن نکالے تاکہ میں کچھ کلام
کروں یہ جو اشارہ سے ایوان نے کہا خواجہ ثالث یعنی حضرات بن عمر ثانی بھی بڑے بے خوف
مثلاً اپنے باپ اور دادا کے ہیں فوراً بڑھ کر اسکی زبان سے سوزن لے لی اب اسکی زبان قابو میں
آئی چونکہ ابھی تک یہ مسلمان تو ہوئی نہ تھی جب زبان قابو میں آگئی تو اس نے کیا خیال کیا کہ سحر کر کے
کمند کو جلا دوں اپنے کو قید سے رہا کروں خواجہ کو اسیر کروں اس حرکت کی سزا دوں سحر جو یاد کرتی ہے
بالکل یاد نہیں بسبب برکت کمند آصفا و باصفا کے اسنے قصد کیا کہ کمند کو خوب زور کر کے توڑ
ڈالوں جس قدر زور اور طاقت کرتی ہے اسی قدر اور کمند کستی جاتی ہے جب اس نے دیکھا کہ نہ میرا
سحر کام دیتا ہے نہ طاقت جب تو ناچار ہوئی اور خواجہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے خواجہ یہ جو
تم نے بیان کیا کہ خدا ہمارا ایسا ہے اور ایسا ہے اور ہمارے خداؤں کی خدمت کی یہ سب تقریر تمہاری
بہت درست اور راست ہے مگر ہمارے خداؤں میں بھی وہ قدرت تھی کہ جس کے سبب سے انھوں نے
زمین و آسمان خلق کیے ہم سے بندے پیدا کیے اور بہت سی قدریں دکھائیں اور جواب ہمارے خدا
ہیں انکی قدرت ظاہر ہے جس طور سے تم اپنے خدا کی تعریف کرتے ہو اور کہتے ہو کہ یہ سب اشیاء ہمارے
خدا نے خلق کیں اور جو ہمارے خدا تھے اور ہیں وہ سب باطل تھے اور ہیں ہمارے خدا کے بندے ہیں
مثلاً ہمارے اور تمہارے بس یہی دلیل ہم بھی بیان کرتے ہیں کہ یہ سب چیزیں ہمارے خداؤں نے پیدا
کی ہیں انہی قدرت سے پس کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں ایسے جاگتی جوت کے خداؤں کو چھوڑ کر خدا نے
نادیدہ کی پرستش کروں اور اپنے مذہب قدیم کو ترک کروں یہ تو کبھی نہ ہو گا یہ بھکرا ایوان نے جھوٹ
سچ بہت سی تعریف اپنے خداؤں کی کی خواجہ نے کہا کہ اے ایوان میں نے میرے رب و
خداوند کریم کی وحدانیت بیان کی مگر تیرے دل پر کچھ اثر نہ ہو کسی شاعر نے سچ کہا ہے شعر
کلمیم نجت کے را کہ یافتند سیاہ باب ز قزم و کوثر سفید نہ توان شد کیونکر ہو سکتا ہے کہ
تیرے قلب سیاہ پر میری تقریر اثر کرے یہ کیونکر ہو سکتا ہے جس کے مقدر میں دین اسلام سے مشرف
ہونا نہ تحریر ہو وہ کیونکر مسلمان ہو تیرے مقدر میں قتل ہونا میرے ہاتھ سے کاتب تقدیر نے تحریر کیا ہے
اور تیری فضا آگئی ہے پھر کیونکر تو ظلمت کفر سے نکلے اور روشن اسلامی تیری انکھیں روشن ہوں تیرا
قلب اس قدر تاریک بسبب ظلمت کفر کے ہو رہا ہے کہ وہ شمع اسلام کے نور کو قبول نہیں کرتا ہے خیر میں
اتمام نجات کے لیے پھر خند کلمہ بیان کرتا ہوں اگر ابکی مرتبہ تو نے قبول کیا تو خیر در نہ قتل کرونگا کیونکہ میرے
قلب پر سانپ لوٹ رہے ہیں کہ صابق قرآن تیرے سبب سے سحر میں مبتلا ہیں اور بہت سے سرداران
اسلام دریا سے سحر میں قید ہیں جب تو قتل ہوگی وہ لوگ رہائی پائیں گے یہ کہہ کر خواجہ نے اور خند کیے
وحدانیت خدا میں بیگانے اور ہر طرح ثابت کیا یہ تقریر خواجہ نے اس طور سے بیان کی کہ نوراً
ایوان کے دل پر سے رنگ کفر بڑھ رہا تھا خواجہ نے اپنی آپ تقریر سے رنگ کفر کو صفحہ دل ایوان
پر سے دھو دیا خواجہ کی تقریر سننے والے ایوان نے جو خیال کیا تو اس کے دل نے اس سے کہا کہ خواجہ
سچ کہتے ہیں کہ یہ سب خدا سے باطل تھے کسی نے میری اگر کمک نہ کی اور خیال کرنے کا مقام ہو کہ اہل اسلام

کس بلا میں مبتلا تھے اور کیونکر وہ رہا ہو؟ میں نے سب عیاروں کو اسیر کر لیا تھا وہ کیونکر میرے قبضے سے نکل گئے اس سے دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کیونکر مجھ کو اسیر کر لایا کیونکہ جہان میں منجھی ہوئی تھی وہاں بڑے بڑے ساحر و جادوگر دست تھے یہ کیونکر مجھ کو گرفتار کر لایا گو یہ امر عجوبی ظاہر ہے کہ خدا نے نادیدہ نے کس طور سے اُن سرداروں اور عیاروں کو بجا ما اور کس آسانی سے عطار و میری ذریزادی قتل ہوئی کہ جسکی نسبت یہ گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ کوئی اسکو قتل کرے گا اور یہ سب رہا ہون کے بلکہ کس آسانی سے برق ثانی نے عیاری کر کے سب کو رہا کیا اور میرے لشکر کو تباہ کیا کہ کوئی باقی نہ رہا اور قرآن کریم نے کس عیاری سے عطار کو قتل کیا کہ مجھ کو خبر بھی نہ ہوئی دراصل یہ سب اہل اسلام کے خدا کی برکت ہے اگر تمہارے خدا برحق ہوتے تو کبھی ایسا نہ ہوتا ضرور خبر لیتے اور اُن دشمنوں کی طاقت ہم نہ ہوتی اور یہ نوبت نہ ہوتی میں نے کس تدبیر سے عیاروں کو اسیر کر لیا میری تیلیوں نے سب کو اسیر کر کے میرے حوالہ کیا مگر جب خواجہ و قرآن کو پکڑنے گئیں تو غائب ہو گئیں ایک بھی نہ آئی جب میں بہت پریشان ہوئی تو سامری بہشت سے شریف لائے وہ تیلیاں اُن کے پاس تعین بلکہ خواجہ و قرآن بھی اُن کے پاس تھے یہ کیا ہوا کہ میں اسیر ہو گئی میں تو بوجب سا فری کے زمانے کے بہشت کی اسیر کو اُن کے قریب آئی تھی پھر مجھ کو خبر نہ ہوئی کہ کیا ہوا یہ امر اپنے دل میں خیال کر کے یہی تقریر خواجہ سے کی خواجہ نے جواب دیا کہ اے ایوان تو بڑی نادان اور احمق ہے ہر بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جب تک اُنکی قضا نہ آتی وہ کیونکر تیرے ماتھے سے مارے جائے بلکہ تیرے لشکر اور عطار کی قضا آگئی تھی کہ وہ لوگ مارے گئے اسی سے قدرت خداوند کریم ظاہر ہوا ہے ایوان تو ہنسی دیکھ کہ تو نے کس طور سے عیاروں کو اسیر کیا اور میں نے کیونکر تجھ سے لے لیا اے ایوان تجھ کو اپنی تیلیوں پر بھروسہ تھا وہ بھی میرا کچھ نہ کر سکیں میں نے اُنکو بھی اسیر کر لیا اور تیرے اور عیاری کی تو ایسی احمق ہے کہ تو نے یہ بھی نہ خیال کیا کہ بھلا سامری کہاں درپردہ بنا کہاں فرض کر دے کہ وہ بوجب ہم سب کے گمان ناقص کے خدا تھے اور بہشت میں جا کر مقیم ہوئے تھے تو اُنکو کیا غرض تھی کہ وہ بیان آتے اور دربار میں شریک ہوتے بس یہ خیال ان میں کرتے تھے اُنکو کیا ضرورت تھی کہ وہ بند دیکھے پاس آتے یہ نہیں ہو سکتا ہے پس اگر ایسا ہوتا تو وہ کیا بیان آتے جس بندے کے بھلانے کی ضرورت ہوتی وہ اسکو طلب کر لیتے ارے ایوان یہ سب عیاری ہی میں نے اسی سبب سے یہ عیاری کی تھی تاکہ میں تیرے اور قبضہ گروں یہ کہ سب اپنی عیاری کی حالت بیان کی اور کہا کہ میں نے تجھ کو اس تدبیر سے اسیر کر لیا میں تو سمندر اور گل اہل دربار کو اسیر کر لیتا آج سبکا خاتمہ کرتا مگر ابھی اُنکی زندگی باقی تھی انکار شدہ حیات ابھی منع نہ ہوا تھا کہ سمندر کو اُس کے ایک دوست زحل جادو نے آکر خبردار کیا وہ ہوشیار ہو گیا اور لاکھ لاکھ تدبیر کی کہ مجھ کو اسیر کرے یا قتل مگر کوئی میرا کچھ نہ بنا سکا میں بلا خوف چلا آیا اے ایوان تیرے اور تیرے سرداروں کا پیمانہ عمر بھر نہ ہو گیا تھا کہ میں نے اُن سب کو اسیر کر لیا تیرے سب سردار میرے پاس اسیر ہیں اری ایوان سامری دو پکڑ سا حراں جو کہ دعوے خدا کی کرتے تھے وہ سب بچہ شیطان تھے اور جو کہ اب موجود ہیں وہ بھی اسی قسم سے ہیں ان سب پر لعنت کر اور دین اسلام قبول کر یہ تقریر خواجہ نے کی اور وہ نہایت خدا بیان کی زندگی کفر آئینہ دل ایوان سے تو دور ہو چکا تھا اور نور اسلام انہما جلوہ کر چکا تھا شمع اسلام نے اپنی روشنی سے اُس کے قص قلب و دل کو روشن کر دیا تھا خواجہ سے کہنے لگی

کہ امر خواجہ بین دین اسلام اس شرط سے قبول کرتی ہوں کہ تم مجھ سے اس امر کی امید نہ رکھنا کہ میں
 تمہاری شریک ہو کر سمندر شاہ سے مقابلہ کروں اور اسکو یا اس کے اہل لشکر کو قتل کروں کیونکہ اسکے
 کسی سبب میں اول تو یہ کہ میری بھائی سے اور سمندر شاہ سے بڑی ملاقات تھی اور میں سمندر شاہ
 کو مثل بھائی کے خیال کرتی ہوں بھلا تم ہی بناؤ کہ کسی میں نے آج تک اپنے بھائی کو قتل کیا ہے جو میں
 قتل کروں اور دوسرے مجھ کو خود اس کے ایک اس دلی اور محبت قلبی ہے میں کیونکر یہ گوارا کر دیتی کہ جس سے
 محبت ہو اس سے ساتھ بدی کے مثل ڈنی اور اسکو قتل ہوتے دیکھوں میں جو یہاں آئی تھی تو صرف محبت
 سمندر میں آئی تھی اس کے دشمنوں کو قتل کرتی صرف یہ بہانہ تھا کہ میں اپنے بھائی اور نانی کے خون
 کا عوض لینے آئی ہوں اگر یہ ظاہر کرتی کہ سمندر کی کمک کو آئی ہوں تو سمندر کو غور ہوتا کیونکہ اس نے
 اکثر مجھ کو اور میرے بھائی کو طلب کیا مگر میں نے اور میرے بھائی نے چند سیموں سے انکار کیا اول تو ہم اور
 وہ ایک مدت تک ایک بادشاہ کے یہاں رہے ہم ملازم تھے اور وہ بادشاہ کا لے مالک تھا مگر ہمارا اور
 اسکا مرتبہ ایک تھا جب اسکو یہ غروت اور حشمت نصیب ہوئی ہم نے اور بھائی نے یہ خیال کیا کہ اب
 سمندر سے ملنا محض نادانی ہے کیونکہ وہ ہم کو نظر حقارت سے دیکھتا اور کچھ وقعت نہ کرے گا ہم کو صدمہ
 ہو گا بس اس سے کنارہ کشی بہتر ہے اس سبب سے کوئی عذر مفلوک کر دیا دوسرے ہم نے اور بھائی نے
 ملازمت خداوند نہ طاق کی ترک کی اور اپنے مقام پر آکر سچ کو اپنے درست کرنا شروع کیا ایسی محنت
 و مشقت کی کہ ہمارے مثل کوئی نہ تھا بھائی نے وہ اپنے تیار کیا کہ اس کے سبب سے ہم نے سرکشی کی خداوند
 کو خراج دینا موقوف کر دیا اس سبب سے کہ یہ امر ہم کو بہت ناگوار ہوا کہ سمندر کو خداوند نے ہم پر فون
 دیا گو ہم لوگ عرصہ بعید سے خداوند کے نیک خوار تھے اور بہت سی خیر خواہیاں کیں اسکا کچھ خیال
 نہ کیا بس ہم نے سرکشی پر کسی بڑی بڑی کوشش کی گئی کہ ہم خراج دین مگر کچھ نہ ہوا اسی سبب سے
 ہم کو سمندر کے بھی رنج تھا گو وہ بے ظاہر اسکی کوئی خطانہ تھی دوسرے یہ خیال کیا کہ ہم لوگ تو خداوند
 سے سرکشی پر آمادہ ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ سمندر ہم کو غافل یا کر اور اسیر کر کے خداوند کے سپرد کر دے
 ہم تو اسکی محبت اور دوستی پر اس سے غافل ہوں وہ یہ وہ الفت میں ہم سے عداوت کرے صرف
 بخیال خیر خواہی اور نیک طبعی کے اس وجہ سے ہم ہمیشہ اس کے پاس آنے سے انکار کرتے رہے
 جب بھائی صاحب برائے علاج نانی امان یہاں آئے اور سمندر نے انکی قدر و منزلت کی اور کوئی
 کبر و غرور کی بات نہ کی بہت اچھی طرح سے پیش آیا بہت عزت و ابرو کی اور بڑی خاطر سے ملاقات کی جو کچھ
 بھائی صاحب نے کہا اس نے بے سر و چشم قبول کیا اسکی ہم کو امید نہ تھی امر خواجہ ہم خود وقت ہو خیر
 طور سے سمندر پیش آیا اس نے بھی وہی طریقہ برتنا جیسا کہ قبل میں ہمارے اس کے برتاؤ تھے یہاں
 تم نے بھائی صاحب کو قتل کیا بھائی صاحب قتل نہ ہوتے نہ وہ اپنے ایسے سحر کو یوں برباد کرنے یہ صرف
 الفت سمندر اور اس کے برتاؤ نے کیا جب مجھ کو اس امر کی خبر ہوئی جو کہ میں تو سمندر کے ملاقات
 کی مشتاق تھی یہاں آئی اس نے ابھی تک میرے ساتھ کوئی بڑائی نہیں کی نہ کسی قسم کی میری بے غری
 کی نہ میرے ساتھ کوئی خراب برتاؤ کیا بلکہ وہ اپنا بزرگ مجھ کو خیال کرتا ہے اور بہت عزت کرتا ہے اسی کے صلہ میں
 میں نے بھی اپنی جان لڑائی اور اس نوبت کو پہنچی کہ مثل گنگاروں کے تمہارے روبرو بندھی ہوئی کھڑی
 ہوں اور کچھ نہیں کر سکتی ہوں صرف اسکی الفت اور عزت کرنے کا سبب ہے نہ وہ اس طور سے پیش آتا ہے
 ہم کو اس امر کی جرأت ہوتی ہے میرے سمندر میرے سامنے کا بچہ ہے میں نے اسکو گودیوں میں پالا ہے

بھرہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں تمہاری شریک ہو کر اُس سے مقابلہ کروں چوتھے میں نے اُسکا نمک بھی کھایا ہے
 پس ایسی حالت میں اُس سے مقابلہ کرنا بالکل خلاف ہے اور نمک خرامی ہو جان اگر وہ کوئی بے عنواری
 کرتا اور میری عزت و آبرو نہ کرتا اُس وقت میں ایسا ہو سکتا تھا پس اس امر سے میں آپ کے شریک
 ہو کر سمندر سے مقابلہ نہ کرونگی بلکہ جب کسی اور سے مقابلہ ہوگا اور کوئی وقت سخت آپ پر یا آپ کے
 لشکر پر پڑے گا آپ مجھ کو یا دُعا میں گئے یا مجھ کو خبر ہوگی میں اگر ضرورت کمک کرونگی اور اپنی جان عزیز آپ پر
 اور صدا جعفران پر تیار کرونگی کیونکہ میں آپ کے احسان سے سر نہیں اٹھا سکتی ہوں اول تو یہ کہ آپ
 نے مجھ کو دین اسلام بتایا جو کہ سچا دین ہے اور کفر و ضلالت سے نکالا دوسرے یہ بہت بڑا احسان کیا
 کہ مجھ کو قتل نہ کیا اگر آپ قتل کر دیتے تو میں کیا کرتی کسی کو خبر بھی نہ ہوتی سوئے جہنم چلی جاتی وہاں آگ
 میں جلائی جاتی پس یہ دونوں آپ کے احسانِ ماحیات اپنے میں فراموش نہ کرونگی اور آپ کی بندہ
 احسان رہوگی اور آپ کے دشمنوں سے علاوہ سمندر کے مقابلہ کرونگی جہاں تک ممکن ہو گا اپنی جان
 عزیز نہ کرونگی اُن کے قتل کی کوشش کرونگی کیونکہ بھی تو صدا جعفران کو بڑے بڑے مرحلہ طر کرنا ہیں کوئی
 سمندر یہ پر غامض اس جنگ و جدل کا نہیں ہے اور اس امر سے بھی آپ اطمینان رکھیں کہ اگر آپ کے
 شریک ہو کر سمندر سے مقابلہ نہ کرونگی تو میں اسکی بھی شریک ہو کر آپ سے مقابلہ نہ کرونگی میں یہاں سے
 سیدھی اپنے مقام کو چلی جاؤنگی اور ایک گوشہ میں بیٹھ کر عبادت خدا کرونگی اور اس مقام پر سے کبھی
 یا جہزہ آؤنگی مان جب کوئی وقت سخت آپ پر آئے گا اُس وقت ضرور آؤنگی یا جو کوئی بلا آئے والی
 ہوگی اور مجھ کو معلوم ہوگا اُس سے آگاہ کرونگی پس اگر آپ کو ان دونوں شرطوں سے میرا مسلمان ہونا
 قبول ہو تو یہ فرمایے ورنہ آپ کو اختیار رہے میں ان شرط سے مسلمان ہوں خواجہ نے یہ تقریر
 ایوان کی سنگے تال کیا بعد غور سے دیر سے کہا کہ ایوان یہ مجھ کو کیونکر یقین آئے کہ تو سمندر کی
 شریک نہ ہوگی اور نہ مقابلہ کرے گی سمندر کی طرف سے کیونکہ جب یہ امر میرے اور ظاہر ہو چکا ہے کہ تو
 سمندر سے الفت رکھتی ہے اور اُس الفت کے سبب سے میری شریک ہو کر اُس سے مقابلہ نہیں کرتی ہے
 پس جب تیرا اسکا سامنا ہوگا اور تو اسکو مانوس پائے گی ضرور اسکی شریک ہو کر مقابلہ کرے گی
 پس اُس وقت جب میں تجھ کو یاد دلاؤنگا کہ تو نے کیا اقرار کیا تھا تو اُس وقت جو مناسب ہوگا تو جواب
 دے گی مجھ کو پھر تیرے اسیر کرنے کی تکلیف ہوگی تو تو دھوکا کھا چکی ہے میرے مکر میں مشکل سے اچھی لگ رہی
 وہ عیار ہوں کہ تجھ کو پھر اسیر کرونگا یہ امر میری دماغی کے خلاف ہے کہ اس وقت تو میں تیرے مکر
 میں اگر تجھ کو مارا کروں اور اپنے کو آئندہ رحمت میں مبتلا کروں ورنہ گمان تھا جو کہ تیرے ماتحت سے اس وقت
 میں لشکر صدا جعفران کے قتل ہوں اُنکا خون اپنے سر پر لون میں ایسا نادان نہیں ہوں کہ تیرے
 فریب میں آؤں میں خود ہزاروں کو فریب دیا کرتا ہوں ایسے ایسے مکر میرے روبرو دہمہ وقت حاضر
 رہتے ہیں پس میں تو کبھی یہ امر قبول کرونگا دیدہ و دانستہ اپنے کو الفت میں نہ مبتلا کرونگا یہ خواجہ
 نے تقریر کی ایوان نے کہا کہ ای خواجہ تم اس امر سے مطمئن رہو کہ میں اپنے قول کے خلاف کروں
 اس وقت تم سے اپنی جان بچانے کے لیے مکر کر کے مسلمان ہوں اور تم سے جھوٹ بولوں اور اپنی جان
 بچاؤں جب تم مجھ کو مارا کرو دین تم سے منحرف ہو جاؤں اور میرے مقابلہ کروں ای خواجہ میں یہ امر کر کے
 اپنے کو تمام عالم میں ہمدرد و دیکھنا دشمن مشہور کروں اور مثل ہلال عید کے انگشت نما ہوں ہر ایک
 صاحبِ میری صحبت سے احتیاط و پرہیز کریں اور میرے قول کو دروغ جانیں ای خواجہ انسان کے

جسم بحرین ایک زبان ہے اسی زبان کے ذریعہ سے لسان ہر امر کا اقرار کرتا ہے اور لوگ اسکی زبان پر اعتبار کرتے ہیں پس جب زبان ہی کا ٹھیک نہ ہو اور وہ اپنے قانون میں نہ ہو تو بیکار ہے کہ کسی وقت کچھ کہا اور پھر اُس کے خلاف کیا جو صاحبان وضع ہیں وہ جو زبان سے کہتے ہیں کبھی اُس کے خلاف نہیں کرتے ہیں چاہے پھر ستر سے جدا ہو جائے جو اقرار کیا کبھی اُس کے خلاف نہ کریں گے جو کہ عالی خاندان ہیں اور جن کے حسب و نسب میں فرق نہیں ہے وہ کبھی اپنے قول و قرار سے نہیں پھرتے ہیں جان جانے کو اچھا جانتے ہیں مگر اپنی بات سے پھرنے کو بُرا خیال کرتے ہیں اور خواجہ جس کے باب یا مان میں فرق ہوتا ہے اسکی دو زبانیں ہوتی ہیں اور جو ایک مان اور ایک باب سے ہوتا ہے اسکی ایک زبان ہوتی ہے کس میری تو ایک ہی مان اور ایک ہی باب تھا میں اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر میری جان بھی جاتی رہے گی تو اب میں کبھی سمندر کے شریک ہو کر اسکی اسلام سے مقابلہ نہ کر دنگی تم پر کیا منحصر ہے جو کوئی اہل اسلام سے ہو اور تمہارے مقابلہ کا تو دل میں خیال ہی نہ لاؤنگی مان اگر میرے باب یا مان میں فرق ہوتا تو میں ایسا کرتی اور خواجہ جس کے باب دو ہیں اسکی زبانیں بھی دو ہیں اگر سمندر مجھ کو قتل کرنے پر بھی آمادہ ہو گا اور قتل ہی کر ڈالے گا مگر میں اسکی شرکت نہ کر دنگی قتل ہونا گوارا ہے مگر میں اپنے قول سے نہ پھرونگی جو تم سے قول کر لوں گی اُسکے خلاف کبھی نہ کر دنگی اسوقت کا قول و قرار میرے سر کے ساتھ ہے اسی طور سے اگر تم مجھ کو اس وقت خواہ اور کسی وقت قتل کر دیا یہ کہو کہ میں اس شرط سے مجھ کو قتل نہ کروں گا کہ تو سمندر سے مقابلہ کر اور اسکو قتل کر تو اپنا قتل ہونا قبول کر دنگی مگر سمندر سے مقابلہ نہ کر دنگی کیونکہ سمندر نے میرے ساتھ اسوقت تک کوئی بُرائی نہیں کی ہے پس کیوں میں اُس کے ساتھ بُرائی کروں اور اپنے کو انکشت نہ کر دوں کہ الو ان نے بخون جان اہل اسلام کی شرکت کر کے سمندر سے مقابلہ کیا اور برسوں کی ملاقات کا خیال نہ کیا مان اگر سمندر کوئی بُرائی بھی کرتا تو اس وقت بھی میں ایک مرتبہ طرح دے جاتی اور اسکو سمجھاتی اگر وہ خیال کرتا اور کوئی حرکت نہ کرتا تو خیر ورنہ اُس وقت میں جب اُس سے دور نہ میرے خلاف طبع حرکتیں ہوتیں اُسوقت ضرور دشمن ہو جاتی دوسرے اگر اب کوئی میرے خلاف فراج سمندر سے حرکت ہو اُس وقت مان مجھ کو موقع ہے کہ میں پہلے اُس سے عذر کروں وہ اگر اسیسز نام ہو اور قائل ہو تو خیر ورنہ اُس وقت میں اپنی رائے سے کام لوں جو اسے میری رائے سے اُسے شہر عمل کروں پس میں ایسی حالت میں سمندر سے خلاف نہیں ہو سکتی ہوں نہ اب اُس کے شریک ہو سکتی ہوں اسکی تو شرکت غیر ممکن ہے کہ میں اُسکے شریک ہوں کیونکہ میرے اُسکے زمین آسمان کا فرق ہے کیونکہ وہ کافر ہے اور میں شیخ اسلام ہوتی ہوں بس کافر اور مسلمان کی شرکت کیسی اور خواجہ میں اس امر کا خیال نہ کرنا کہ میں اس وقت تم کو دھوکا دے کر اپنی جان بچا لوں یا خون جان سے بھر کر دنگی ہوں میں مرنے سے نہیں ڈرتی ہوں نہ خون جان سے بھر کر دنگی ہوں کہ اس وقت تم مجھ کو مار کر دواؤ میں تم سے دعا کروں اور اپنے ذمہ یہ الزام لوں کہ الو ان نے خون جان سے خواجہ سے مل کر کیا اور ایک چھوٹا اقرار کر کے اپنی جان بچائی یہ بُری سکارہ ہے اسکی بات کا اعتبار نہیں کر ضرور اسکے باب میں فرق تھا جب تو اسکی زبان میں بھی فرق ہوا اگر یہ خواجہ کے محوٹ نہ بولتی تو اسکو خواجہ رہا نہ کرتے ضرور قتل کرتے اس نے اپنی بات کا کچھ خیال نہ کیا جو کہ صاحبان لیاقت اور صاحبان وضع ہیں اُن کے نزدیک میری کچھ قدر نہ ہوگی اور کوئی میری عزت نہ کرے گا اگر میں اپنے قول پر قائم رہونگی تو سب قدر کریں گے اور میرا نام نہایت ہمیشہ دنیا پر قائم رہے گا تو ناوان برا کہیں گے اُنکے کہنے سے کیا ہوتا ہے وہ اپنا سر کھائیں گے اور خواجہ اگر میں اپنے قول کی صادق نہ ہوتی اور میں یہ خیال کرتی کہ مجھ سے باندی

ہمدرد کی جائے گی تو میں کبھی اس امر کو تم سے نہ کہتی نہ کبھی ایسی تقریر کرتی دوسرے طریقہ سے اپنی جان
 بچاتی تم سے لڑ کر تھی اب یہ بین بھی نہ گردن گی کہ مسلمان ہو کر پھر کفر اختیار کروں اور اپنے کو راہ ضلالت
 میں سرگردان کروں یہ کام عقل مندوں کا نہیں ہے اگر خواجہ جو بین اس وقت کہتی ہوں اسی پر قائم
 رہوں گی اس کے خلاف نہ کروں گی اگر خواجہ جب آپ مجھ کو دیکھ کر نیلے میں یہاں سے سیدھا اپنے مکان
 پر جاؤں گی ایک گنبد بنا کر اسی میں بیٹھ کر عبادت کروں گی کبھی باہر نہ نکلوں گی مان جب آپ طلب کریں گے
 اس وقت کی تو رسم نہیں کھاتی ہوں یا جب مجھ کو یہ معلوم ہوگا کہ اہل اسلام پر کوئی ملامت ہے اس وقت
 ضرور اس گنبد سے باہر آؤں گی ورنہ کبھی نہ باہر آؤں گی نہ اب میں سمندر کے پاس جاؤں گی کہ مجھ کو اسکی
 صورت دیکھ کر خیال ہونے میں اپنے حال سے سمندر کو آگاہ کروں گی سیدھی اپنے مقام کو جاؤں گی جو کچھ
 بالی و سباب میرا یہاں ہے سب میں نے سمندر کو دیا اس سے بھی مانگو دیا کیونکہ جب مجھ کو دنیا سے کوئی
 عرض نہیں ہے تو بالی دنیا میرے کس کام کا اگر خواجہ اب آپ چاہے میرے قول پر اعتبار فرما لے
 چاہے نہ فرمائے جو کچھ مجھ کو عرض کرنا تھا میں نے عرض کیا قبول فرمائے گا آپ کو اختیار ہے جب یہ تقریر
 ایوان نے اپنی ختم کی خواجہ خاموش کھڑے کھائے جب وہ ختم کر چکی خواجہ نے اسکی تقریر دل
 لگا کر سنی اور خیال کیا تو اس کے کلام سے بڑے صداقت پائی گئی اور سارا کلام اسکا صداقت
 سے خواجہ نے ملوایا اور اسکی پیشانی پر نور اسلام کو بھی پایا اور اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ جو کچھ
 کہتی ہے سچ کہتی ہے اور اپنے قول پر قائم رہے گی اور کبھی اپنے عہد سے نہ پھرتے گی قول کی دہنی معلوم
 ہوئی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان بھی ہوگی کیونکہ اسکے چہرے پر آثار اسلام پائے جاتے ہیں
 یہ تصور کر کے اور مجھ کو دیر فکر کر کے خواجہ نے سزا اٹھا کر کہا کہ اگر ایوان ہم لوگ تو ظاہر پرست ہیں
 گوہر ایک کے دل کا حال بخوبی جانتے ہیں کہ یہ لڑکھاتا ہے باسچ کتا ہے مگر شرع سے مجبور ہیں کہ ہماری خبر میں
 یہ امر ہے کہ جو دین اسلام قبول کرے اسکو قتل نہ کرو خواہ وہ کسی طور سے قبول کرے خواہ لڑکھاتا ہو خواہ
 دراصل اسلام قبول کرنے پر راضی ہو تم اسکو مار کر دو خدا فرماتا ہے کہ ہم اُسکے حال سے واقف ہیں اگر
 وہ بُرائی کرے گا ہم اسکو بدی کی سزا ضرور دینگے اگر ایوان تو نے جو کچھ کہا میں نے قبول کیا مگر سزا
 دو شرطوں کے اول تو یہ کہ تو اسم اعظم صا جقران رما کر دے اور اپنے دریا سے سحر کو شاد دے اور سب
 اہل اسلام کو رما کر دے اُنہرے اِنسا سحر اتارے اور صا جقران پر سے بھی اور یہاں سے چلی جا اور جو کچھ
 تو نے کہا ہے پھر پابند رہ دوسرے یہ کہ اب کبھی سمندر یہ بین نہ آنا اگر تو اسکے خلاف کرے گی تو یاد رکھ
 کہ میں ابکی مرتبہ مجھ کو زندہ چھوڑ دینگا ایوان نے جواب دیا کہ خواجہ میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ
 میں اب سمندر پر نہ جاؤں گی نہ سمندر کے شریک ہوں گی جب میں اقرار کرتی ہوں تو پھر کیوں میں اپنے
 اقرار کے خلاف کروں گی یہ بھی نہ ہوگا کہ اقرار کے خلاف کروں دوسری شرط کا آپ کے میں خود قسمہ اقرار
 کر چکی ہوں پہلے شرط کا آپ کے یہ جواب ہے کہ میں نے پہلے ہی اس امر کا اپنے دل میں قصد کر لیا تھا کہ
 جب آپ مجھ کو رما دے میں پہلے اسم اعظم امیر رما کر دوں گی اسکے بعد اُنہرے اِنسا سحر اتار دوں گی
 دریا سے سحر کو شاد دے گی اہل اسلام کو رما کر دوں گی کیا میں یہ کرتی کہ ان سب کو اسی وقت میں مبتلا
 چھوڑ کر چلی جاتی پھر میرے مسلمان ہونے سے آپ کو فائدہ کیا ہوتا اس امر کا آپ کو ظاہر کرنا چاہتا تھا
 میں نے یہ دونوں شرطیں آپ کی بدل قبول کیں خواجہ نے جواب دیا کہ میں نے تمہاری دونوں
 شرطیں قبول کیں مگر اگر ایوان اس امر کا خیال رہے کہ جب کوئی وقت سخت ہم پر آئے ضرور

اگر ملک کرنا ایوان نے کہا کہ ای خواجہ آب الطینان کہیں کہ یہ کینہ ضرور حاضر ہوگی یہ لکھرا ایوان نے عرض کیا کہ ای
خواجہ ایک اور میری عرض ہے خواجہ نے کہا کہ وہ بھی بیان کر دایوان نے عرض کیا کہ وہ عرض یہ ہے کہ جب
کوئی بلا میرے اوپر نازل ہو یا میں کسی آفت میں مبتلا ہوں اور آپ کو معلوم ہو تو ضرور ملک فرمائیے گا خواجہ
نے جواب دیا کہ ای ایوان تو اس امر سے اطمینان رکھو جب ہم کو تیرے حال سے آگاہی ہوگی کہ تو فلان
آفت میں مبتلا ہو تو ہم ضرور تیری کمک کریں گے اور میرے اور کیا شخص ہر سب اہل اسلام تیری کمک کو موجود
ہوں گے خود صاحبقران تیری کمک کو تیرے مقام سکونت پر آئیں گے یہ سننے ایوان نے عرض کیا
کہ اب آپ مجبور ہو کر ہوں اور طریقہ دین اسلام اپنی زبان سے فرمائیں تاکہ میں اس سے آگاہ ہوں یہ سننے
خواجہ نے ایوان کو ہرگز نہ کہنے اصفاء و باصفائے را کیا اور کہا کہ لے میں نے تجھ کو چھوڑ دیا تو اپنے قول
پر ثابت قدم رہنا یہ لکھرا خواجہ ایوان کے پاس سے ہٹے اس وقت ایوان نے اپنے دل میں خیال
کیا کہ ذرا خواجہ کا امتحان تو لو کہ اب یہ تو رہا کر چلے ہیں اور میں انکے قبضہ میں نہیں ہوں گو میں اقرار
کر چکی ہوں کہ بدی نہ کر دوں گی نہ دراصل اب میں بدی نہ کر دوں گی انکو اسیر کر کے رہا کر دوں گی یہ خیال اپنے دل
میں کر کے اب جو سحر کا خیال کیا تو سحر بھی یاد تھا ناظرین بردار صبح ہو کہ یہ جو حرکت ایوان نے کرنے کا قصد
کیا ہے صرف خواجہ کے امتحان کے لئے کہ یہ اب میرا کیا کر سکتے ہیں کیونکہ میں تو رہا ہوں یہ امر اس نے خیال
کر کے خواجہ کی طرف میں یہ جبین ہو کر کہا کہ ای خواجہ تم نے اس وقت بڑا دھوکا کھانا تم سادانا میرے دام
نزدیر میں پھنسا دیکھو یوں دھوکا دیتے ہیں تم کو یہ خیال باطل نہ آیا کہ میں صرف اس کے کہنے پر اسکو رہا
کے دیتا ہوں اگر کوئی یہ بدی کرے اور رہا ہو کر اپنے قول سے پھر جائے تو کیا ہو کوئی بھی اس طرح اپنے دشمن
کو صرف اسکی تقریر سننے بون چھوڑ دیتا ہے کوئی عقل مند ایسا نہ کرے گا ایسے عدو کو کہ جس کے قتل پر آمادہ ہو
اسکو صرف اسکی تقریر پر رہا کر دے اور اپنی جان کا کچھ خیال نہ کرے اب تم میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاؤ گے
میں اسوقت مجبور بھی کہ تمہارے قبضہ میں تھی جو تم نے کہا میں نے قبول کیا اور تم سے نہ کر کیا اپنی جان
بچانی بھلا تم ہی خیال کرو کہ میں کیوں اپنا مذہب آبائی ترک کرتی اور دین اسلام قبول کرتی صرف یہ بدیر
جان بچانے کی تھی اب تو میری جان تمہارے ہاتھ سے بچ گئی اب تم میرا کیا کر لو گے ایک جنبش لب میں
میں تمہارا کام تمام کر دوں گی اس وقت تو تم میرے ہاتھ سے بچ گئے یہ جو تقریر اسکی خواجہ نے سنی اور اسکے
تو رہا کر کے اپنے دل میں خیال کیا کہ ای خواجہ تم نے بڑا دھوکا کھانا کہ بدو نہ سمجھے اور بونٹھے صرف
اسکی تقریر سنکر آدرچہ پر اتار نور اسلام دیکھو اور اس کے قول کو سچ جان کر رہا کر دیا اب اس کے ہاتھ
سے جان کا بچنا محال ہے بڑی نادانی کی خیر جو مرضی خدا یہ اپنے دل میں لکھو اور دل سے کہا کہ اگر اسی کے ہاتھ
سے قضا آئی ہے تو کیا چارہ ہے میں نے تو موت کا خیال ہی ابھی تک نہیں کیا ہے نہ کبھی کر دوں گا ای دل میں
بھی تو مثل اپنے دادا عمر اول کے موت سے خون کرتا ہوں ایسی میری خیر سے ڈرتا ہوں اس وقت اسی کا
سامنا ہے یہ خیال دل میں کر کے اور دل سے باتیں کر کے ایوان کی طرف بے غرض و غضب دیکھا اور انکو
سے انکو ملا کر کہا کہ توجہ کتنی ہے کہ میں تیرے قبضہ میں ہوں مگر یہ اگر غیر ممکن ہے میرا خدا میرا حامی و مددگار
ہے اسی کی ذات کا ہر دم بھروسہ ہے یہ لکھرا اپنے دست راست کو اٹھایا اور کہا کہ تو کیا مجھ کو قتل کرے گی
اور کیا مجھ کو ایسے عذاب سے مکر کرے گی یہ بھی ایک غباری کپاچ تھا ایوان نے جواب دیا کہ ای خواجہ یہ
باتیں اور کسی سے کر داب میں تمہارے مکر میں کب آنی ہوں بدو نہ قتل کیے ہو اب تمہاری رہائی
غیر ممکن ہے میں بھی دیکھتی ہوں کہ تمہارا خدا اب تمہاری کیوں نہ کر ملک کرنا ہے اور کیوں نہ کر میرے ہاتھ سے تم کو بچانا ہے

خواجہ نے پچھلے سنکے جواب دیا کہ اولکاتیر تو مجھ کو کیا ڈراتی ہے میں ڈرنے والا نہیں ہوں میرا خدا غرور میری
کماک کرے گا پھر تجھ کو میرے قبضہ میں اسیر کرے گا میں تیری جان کا قاتل ہوں یہ بھی ایک جج عیاری کا
تھا کہ میں نے تجھ کو رہا کر دیا تو میرے ہاتھ سے کچھ کر کہاں جا سکتی ہے یہ لکھ جو ہاتھ کو گردش دی اور ہاتھ
نے خواجہ کے گردش کھائی یا چون کھائوں سے پانچ جاب چھوٹ گئے ایوان کے منور پرے اور بوسے
اور بیہوشی دماغ میں ایوان نے بیہوشی اسکو چھینٹ کر ڈی اور بیہوشی نے اپنا اثر کیا ایوان چرخ کھا کر
زمین پر گری خواجہ نے نعرہ کیا اور نیت کر کے ایوان کی زبان میں سوزن ڈی اور پھر کندہ آصف اور ہامنا
سے اس کے دست و پا باندھے اور اسی ستون سے باندھ دیا کوڑا ایک ہاتھ میں لیا اور ایک ہاتھ میں بھر لیا
اور قبیلہ رفع بیہوشی اسکو دیا اس کے ناک سے چند قطرے گرم گرنے اس کے بعد اسکو ہوش آیا اپنے کو
پھر اسی طور سے بندھا ہوا پایا زبان میں سوزن یا کی آنکھ کھول کر دیکھا تو دیکھا کہ خواجہ بغیر غضب ایک
ہاتھ میں خنجر دوسرے ہاتھ میں کوڑا ایسے ہوئے کھڑے ہیں چہرے سے آثار غم و غضب عیاں ہیں جب اسکو
ہوش آیا خواجہ نے ڈنٹ کر کہا کہ اے ایوان دیکھ تمہارے خدا کی قدرت کہ اس نے پھر تجھ کو میرے قبضہ میں
کر دیا اور میں نے پھر تجھ کو اسیر کر لیا اب تو میرے قبضہ میں ہے یا میں تیرے قبضہ میں ہوں ہے مترکہ ایک
ہاتھ لگاؤں کہ تیرا سر تن پر سے اڑ جائے ہاتھ ہی سے اس سخت کلامی کی اس کوڑے سے تجھ کو سزا دوں
تیری کھال گرادوں اسی ایوان وہ اپنے بندوں کا ہر وقت حافظ ہے وہ تجھ ایسے نابکاروں کے
ہاتھ سے اپنے خاص بندوں کی خون ریزی کرتا گوارا نہیں کرتا ہے جب اسکو یہ امر گوارا نہیں ہے پھر وہ
کیونکر تجھ کو میرے اوپر غالب کرتا ہے ایوان تو یہ خیال کرے کہ جب تو پھر کے گی کہ مجھ کو رہا کر دو میں رہا
کر دوں گا ادھر تو نے رہا ہو کر میرے قتل کرنے کی فکر کی میں نے پھر تجھ کو گرفتار کر لیا اگر تو ہزار مرتبہ یا دس
ہزار مرتبہ اسی طور سے کہے گی میں رہا کر دوں گا اور پھر اسیر کر لوں گا میں تیرے اسیر کرنے کو کافی ہوں تو
میرا کیا کر سکتی ہے یہ جو خواجہ نے کہا اور ایوان نے خواجہ کی نظر دیکھی بد پائی اشارے سے کہا کہ
اے خواجہ میری زبان سے سوزن نکال لو تو میں کچھ کلام کروں خواجہ نے کہا کہ اب میں تیرے نعرے میں
آنے والا نہیں ہوں میں تیرے حال سے بخوبی واقف ہو گیا کہ تو بڑی ہمارہ ہو کر کرتی ہے اب یہ دھوکا دو
کسی کو دنیا اس نے یہ تقریر سنکے اشارے سے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ خواجہ تم سوزن زبان سے نکال لو تو میں
کلام کروں اور منت کرنے لگی خواجہ نے جب دیکھا کہ یہ منت کرتی ہے دل میں خیال کیا کہ اے خواجہ
سوزن اس کے زبان سے نکال لو اور سنو کہ یہ کیا بیان کرتی ہے یہ خیال دل میں کر کے سوزن آگے بڑھ کر
اسکی زبان سے نکال لی جب اسکی زبان سے خواجہ نے سوزن نکال لی اور زبان اس کے قابو میں
ہو گئی ادھر اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ دراصل وہ خدا کیسا رحیم و کریم اور کیسا اپنے بندوں کا
حافظ ہے میں نے تو دل میں خیال کیا تھا کہ خواجہ اب مجھ کو اسیر نہ کر سکیں گے مگر کس قیال کی سے
اس نے اسیر کر لیا کہ مجھ کو بالکل خبر نہ ہوئی وہ کیا اسکی قدرت ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ اب اسکا
اعتقاد اور زیادہ ہوا اور خواجہ دل میں خیال کر رہے تھے کہ اس وقت میرے قیاس نے غلطی کی
اور عقل نے رائے نہ دی کہ یہ لڑکھاتی ہے اے خواجہ اسکی منتانی سے تو اتنا نور اسلام پیدا تھے یہ کیا
ہوا کہ پھر رہا ہوتے ہی برخلاف ہو گئی میں نے تو کبھی ایسی غلطی نہ کی تھی جیسی اسوقت کی مگر خدا نے
اپنا فضل کیا کہ پھر اسیر کر لیا اور نہ بڑی خرابی ہوئی اس کے ہاتھ سے بچنا دشوار تھا خواجہ یہ خیال کر رہے تھے
کہ اس نے خواجہ سے کہا کہ اے خواجہ ماشاء اللہ کیا کتا دراصل آپ کے مثل پردہ دنیا پر کوئی عیار

نہ ہوگا کیا کام کیا اور کس جالا کی سے محکوم کیا کہ میں بالکل واقف نہ ہوئی واقعی آپ کا خدا سچا اور
 برحق ہے میں صرف آپ کا امتحان کرتی تھی کہ دیکھوں اب خواجہ تو محکوم رہا کر کے میں میں ان سے بگڑا اور انکو
 اسیر کر لوں گو میں پہلے ہی مذہب اسلام اختیار کر چکی تھی صرف آپ کا امتحان منظور تھا کہ دیکھوں اب کیونکر محکوم
 خواجہ اسیر کر چکے جیسا تھا ویسا ہی پایا آپ عیار بنے بدل میں میں اپنے قول پر اسی طور سے قائم ہوں آپ
 کچھ خوف نہ کریں اور اپنے قول پر قائم رہیں میں نے یہ کلام آپ سے کس کے بدنی کی راہ سے کیا تھا بلکہ منظور
 آزمائش کے آپ محکوم رہا کر دین اور اپنے قول پر قائم رہیں خواجہ نے جواب دیا کہ اے مکارہ پہلے آئیے بھلا
 اب میں کب تیرے شکوہ میں آنا ہوں ایک مرتبہ دھوکا کھا چکا اب محکوم تیرے کسی قول کا اعتبار نہیں ہو تو نے
 خرا دھوکا دیا تھا مگر وہ تیرا خیال بچا تھا تو اگر ہزار مرتبہ رہا ہوگی اور مجھ سے آمادہ فساد ہوگی میں اپنے خدا کی
 قدرت سے ہر مرتبہ تجھکو اسیر کر لوں گا تو بیکار نہ رہ کر رہی اب میں تیرے کہنے پر عمل نہ کروں گا اگر تجھکو میرا امتحان پھر
 منظور ہو تو کہدے میں تجھکو رہا کر دوں اور پھر اسیر کر دوں جو مرتبہ تو کے ایوان نے کہا کہ خواجہ قسم ہے مجھکو
 اپنے بھائی کے سر کی اور اس کی روح لی کہ اب میں تم سے دغا نہ کروں گی یہ صرف تمہاری آزمائش تھی تم رہا
 کر کے دیکھو خواجہ نے کہا کہ تو کیا ہے اور تیرا بھائی کیا تھا وہ بھی کا فر تھا تو بھی کا فر ہے میں کیونکہ یقین مانوں کہ
 تو اس کے روح کی سچ قسم کھاتی ہے اب یہ دھوکا اور کسی کو دنیا ایوان نے دیکھا کہ خواجہ کو غصہ آگیا اب تو
 وہ پریشان ہوئی اور سوت کرنے لگی اور کہنے لگی کہ خواجہ اب ایسی خطانہ ہوئی اسوقت خواجہ نے کہا کہ اے
 ایوان مجھکو اسوقت یقین آئے گا کہ جب دریا کے اوپر چل کر دریا کو باد رکھے گی اور صابا جفران کا
 اسم اعظم پھونکے گی اور سب اہل اسلام کو رہا کرے گی صابا جفران پر سے ہسم ہجر کے سحر کو ذبح کرے گی
 اسوقت مجھکو تیرے اسلام لایکا یقین ہوگا ایوان نے کہا کہ آپ مجھکو بے طہین میں موجود ہوں اگر رہا ہوتی تو
 میں خود آپ کو بے چلتی اب آپ مجھکو بے طہین یہ سننے خواجہ نے کہا کہ اچھا اور یہ کہہ سہرا کہندے تھے اور
 باصفا کاستوں سے کھولا اور لے کر چلے راوی نے بیان کیا ہے کہ خواجہ اس بارہ درسی سے ایوان کو لے کر
 باہر آئے ایوان کی یہ صورت ہے کہ خاموش سر جھکا ہے جو بے گندہ سے بندھی چلی آتی ہے اپنی حرکت نہ مقول
 پر بہت نادم ہے جو اپنے کو بہت ملاست کرتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ تو نے کیا حرکت کی تجھکو کیا فائدہ ہوا جو کوئی دیکھے گا
 کیا کہے گا یہ تو یہ دل میں خیال کرتے ہوئے چلے آئی ہے خاموش خواجہ سر اٹکے ہوئے ہیں بیان ملک کہ جب
 خواجہ اس صحرا کو طے کر کے طرقت شکر اور دریا کے چلے آئے اس وقت ایوان نے خیال کیا کہ زرا غصیب ہوا کہ
 ہر ایک مجھکو اس حالت میں دیکھ کر ہلے گا اور طعنہ زنی کرے گا باوجود اسے کہ مذہب اسلام بھی قبول کیا ہے
 بھی مجھے خواجہ اس ذلت سے لائے اور کج عزت نہ کی یہ تصور کر کے خواجہ نے کہا کہ اے خواجہ اب آپ
 میری خطا کو معاف فرمائیے اور میرے قصور سے درگزر فرمائیے جیسی میں نے خطا کی اسکی سزا پائی اے خواجہ مجھکو
 اس حالت سے نہ چلیے میں ہر ایک کی نگاہ میں ذلیل ہونے لگی ہر ایک مجھکو نفرت و عداوت سے دیکھے گا اور طعنہ زن
 ہوگا کہ دین اسلام بھی قبول کیا ہے پھر بھی خواجہ نے کج عزت نہ کی مثیل نیدیوں کے رکھا اے خواجہ میری
 بھی ذلت ہے اور آپ کی بھی ذلت اس طرح لے جانے سے یہ کہہ کر منت کر لے لگی اور رونے لگی اسوقت
 خواجہ کو بھی اس کے اس گھٹنے سے خیال آیا کہ سچ تو کہتی ہے کہ اتنی بڑی سحرہ کو اس حالت سے بے ہوشا چھا
 نہیں ہے اے خواجہ اسوقت یہ تھا کہ بس میں ہر جس طور سے چاہو لے جاؤ اور جو چاہے کام لو جب
 یہ صابا جفران وغیرہ کو رہا کر چکے گی اور دریا سے سحر منڈا لے گی اس وقت ہم کو رہا کرنا ہوگا
 موافق اپنے اقرار کے جب یہ رہا ہوگی اور سکون خیال آیا کہ خواجہ اس ذلت سے دریا تک مجھکو لائے ایسے کی

شرکت بیکار ہے جب یہ اپنے قول سے ہر گے اور میرے کہنے پر قائم نہ رہے اور مجھ کو چھوٹا جاتا تو تو کیوں اپنے قول پر قائم رہ سکتا رہی شریک ہو کر خواجہ سے مقابلہ کرے خواجہ یہ ساحر زبردست ہے بیکار کو بندگان خدا کا خون ہو گا اتنی سی بات پر جو کہ اس وقت دوستی پر آمادہ ہو اسکو دشمن کرنا کام عقل مندی کا نہیں ہے اس خواجہ اس کے چہرے سے نور اسلام بھی ظاہر ہوتا ہے پھر کیوں اس پر رکھو خدا پر تکیہ کر کے رہا کر دو اور ہوشیار رہو ایک جو بدی کرے اور تمہارے قابو میں آجائے ضرور قتل کرنا ایک نہ شستہ یہ خیال کر کے خواجہ نے اس سے کہا کہ اے ایوان یہ نہ کہنا کہ میں نے دھوکا دیا اور تم میرے دھوکے میں آئے میں صرف تیرے منت پر خیال کر کے تجھ کو رہا کرتا ہوں میں تیرے قریب میں نہیں آتا ہوں ایوان نے کہا کہ اے خواجہ آپ اطمینان رکھیں میں اب آپ سے وفانہ کر دیتی ہوں خواجہ نے ایوان کو کند آصفا اور باصفا سے رہا کر دیا جسے ایوان رہا ہوئی دوڑ کر خواجہ کے قدموں پر گری یا توں کو بوسہ دیا انکھیں قید مون پر ملنے لگی اور رونے لگی خواجہ نے اسکا سر قدم پر سے اٹھا کر سینہ سے لگایا اور کہا کہ اے ایوان میں تجھ سے بہت خوش ہوا یہ کہہ اس کے آنسو اپنے دامن سے پاک کیے اور بہت تشفی و دلاسا دیا اس نے کہا کہ مجھ کو مطیع اسلام فرمائے خواجہ نے اسکو طریقہ دین اسلام تعلیم کیا وہ مطیع اسلام ہوئی ناظرین بظاہر ہو کہ ابھی ایوان نے کلمہ طیبہ نہیں پڑھا ہے اس سبب سے کہ اگر کلمہ پڑھو گی تو سحر فراموش ہو جائے گا پھر بیکار ہے خواجہ سے عرض کیا تھا کہ اگر میں کلمہ پڑھتی ہوں تو سحر فراموش ہوتا ہے اور ابھی آپ کو ترے بڑے مرطے کی کرنا ہیں ایوان نہ طاق کے ساحرون سے مقابلہ کرنا ہی دمان کے ساحر بڑے زبردست ہیں پس جب نہ طاق دیگر مقامات سے کہ جہان جہان ساحر ہیں صاحبقران کو فرشت ہوئے کی سب سے خواہ قتل ہوں خواہ مطیع صاحبقران ہوں اس وقت میں کلمہ پڑھوں گی اگر اس وقت پڑھوں گی تو پھر میں کسی کام کی نہ رہوں گی جسے آپ دیے ہیں بلکہ آپ تو اپنی جان بھی بچا سکتے ہیں میں تو اس قابل بھی نہ ہوں گی سوائے اسکے کہ کوئی قتل کر ڈالے پس حالت میں میرا شریک ہونا اور نہ ہونا بیکار ہے یہ جو ایوان نے کہا خواجہ نے بھی خیال کر کے ایوان سے کہتی ہے پس خواجہ نے ایوان کو مطیع اسلام کیا جب ایوان مطیع اسلام ہو چکی اس نے سحر سے نجات بنا با اس پر خود بھی بیٹھی اور خواجہ کو بھی بٹھا ماتحت کو سحر سے اڑا کر طرہ اس دریا سے سحر کے چلی جو کہ اسنے سحر سے بنایا تھا اور اس میں اہل اسلام مبتلائے سحر اسیر تھے اور اس اسم اعظم بھی اسی دریا سے سحرین صاحبقران کے دل پر سے محو کیا ہوا ایک شے میں بند تھا یہ تو خواجہ کو لے کر اُدھو چلی ادھر ذرا نالت نے جو کہ وہ خواجہ کے شریک ہوئی بہت خوش ہوئے اور اس سحر اسے طرہ اسنے شکر کے ملے اور عیار بھی کہ ان سب کا حال آئندہ سحر کیا جائے گا رادی نے بیان کیا ہے ایوان تخت سحر اڑا کر اس میدان میں آئی کہ جہاں شکر اسکا اتر تھا وہاں آکر دیکھا کہ ہزاروں لاشیں چلی ہوئی تری ہیں اور راکھ کا انبار ہے ایک طرف خیمہ وغیرہ سوختے پڑے ہوئے ہیں ایک جانب دور در شکر گرواب وغیرہ اتر اہوا ہے دریا سے سحر پھرتا ہے درمیان شکر اسلام و شکر کفار کے اس طرہ شکر کفار میں تو سب راحت سے بیٹھے ہیں مگر شکر اسلام سے صدا سے گریہ و زاری آ رہی ہے ایک تلامذہ برہا ہے دریا سے رونے کی صدا آ رہی ہے یہ انہماخت بلندی سے زمین پر لائی اور کنارہ دریا کے آگئی اسنے سحر کیا کہ دریا میں ایک حربہ تلامذہ پیدا ہوا اور مانی دریا کا نیزہ بلند ہوا اور شعلہ نکلے بعد بطرت ہونے تلامذہ کے وہی حباب پیدا ہوا جس میں چراغ روشن تھا اور وہ پانی پر کرا قائم ہو اس ایوان نے ایک تنکے کی کمان بنائی اور اس کمان میں تنکے کا سر جوڑا اور اسم سحر پڑھا جو اس ناوک کو رہا کیا وہ جا کر اس حباب پر پڑا جیسے حباب پر پڑا حباب ٹوٹا ہوا اسکا

مجھ کا آیا وہ چراغ گل ہوا اس نے سحر کے طاق لشکر اسلام کے دم کیا اور اپنا سحر صا جعفران پر
 سے اُتار لیا اور وہ چراغ گل ہوا صا جعفران کا اسم اعظم رہا ہوا جب وہ جناب کو نور بلی اور شیخ
 کو گل کھلا اور صا جعفران پر سے سحر کو دفع کر چکی اُس کے بعد اُس نے اپنا سحر کیا اور دریا بردم کیا کہ وہ
 دریا دروان ہو کر ایک آن میں اُڑ گیا اب خواجہ نے دیکھا کہ تمام اہل اسلام ساحر و غیرت ساز خیزین پر
 ترے ہوئے لوٹ رہے ہیں ہر ایک کے جسم میں آبلے ترے ہوئے ہیں اور خدا سے آہ آہ ہر ایک
 کے منہ سے بلند ہے یہ جو خواجہ نے دیکھا ایوان سے کہا کہ ان پر سے سحر دفع کرو کیونکہ انکی تکلیف اب
 مجھ سے نہیں دیکھی جاتی ہے یہ جو خواجہ نے کہا ایوان نے اسم سحر بڑھ کر جو دم کیا اُنکے جسم سے
 تمام قید سحر بڑھ ہو گئی ابلی اس نے اسم سحر بڑھا کہ وہ سب کے جسم سے آبلہ دور ہوئے سب کو
 ہوش آیا ہر ایک نے دیکھا کہ ہم خاک پر ترے ہوئے ہیں نہ لشکر ہے نہ صا جعفران ہیں اب جو غور
 کر کے دیکھا تو دیکھا کہ خواجہ روبرو کھڑے ہوئے ہیں اور برابر خواجہ کے ایوان جاؤ بیٹھی ہوئی کچھ
 پڑھ رہی ہیں ان سب نے خیال کیا کہ ہم تو پہلے صا جعفران کے بغاوت ایوان کا دو جو کہ خواجہ
 کے برابر بیٹھی ہی میدان میں آئے تھے صف آرائی ہمارے روبرو ہوئی ایوان کے سپہ سالار نے
 کل کر مقابلہ کیا تھا اسکو آئینہ اندام کی بجائی منور جا دوئے قتل کیا تھا کہ ستارے آسمان پر
 سے گرنے لگے بہت ساحرون کو وہ ستارے آسمان پر گئے اُس کے بعد خود ایوان نے نکل کر میدان
 میں دریا سے سحر پیدا کیا تھا اُس دریا سے کشتی پیدا ہوئی تھی اُس میں ایک مازنین تھی اُس نے ہم کو آئینہ
 دکھایا تھا ہم اُس آئینہ کو دیکھ کر دریا میں کود پڑے تھے یہ تو غیر ساحرون نے خیال کیا کہ اُسی گنبد سے
 ہم کو چراغ دکھایا تھا کہ ہم دریا میں کود پڑے پھر خبر نہ ہوئی کہ کیا ہوا اب جو ہم کو ہوش آیا تو اپنے کو خاک
 پر پڑا ہوا پاتے ہیں نہ لشکر ہے نہ صا جعفران نہیں نہ لشکر اسلام ہے نہ کفار یہ کیا امر ہے تو ہوش
 اُڑے جاتے ہیں یہ ہر ایک نے اپنے دل میں خیال کر کے باہم اشارے کیے اور یہی تقریر کی اُس کے
 بعد خواجہ کو اور ایوان کو جو دیکھا ہر ایک وہاں سے خواجہ کے قریب آیا خواجہ کو سلام کیا خواجہ
 نے جواب سلام دیا اور حال دریافت کیا انھوں نے وہی تقریر بیان کی خواجہ نے کہا کہ شکر خدا کرو
 کہ اُس نے تم سب پر رحم کیا اور مجھ کو ملک غالب کیا ملک کو میں نے اپنا مطیع کیا انھوں نے اگر تم سب کو
 رہا کیا یہ سبکے ہر ایک نے ملک کی طرف دیکھا اور سلام کیا ہر ایک نے ایوان کی بہت تعریف کی خصوصاً
 ساحرون نے ملک نے جواب دیا کہ یہ سب آپ کی عنایت اور بندہ پروری ہے ورنہ میں کس قابل ہوں
 سب نے جواب دیا کہ ملک اسوقت تمہارا سحر و ساحری میں مثل و نظیر نہیں ہے بس خواجہ نے ملک سے
 کہا کہ اب آپ میرے لشکر میں چلیں اور صا جعفران اور بادشاہ سے ملاقات کریں ملک نے مانتا ہو کر
 عرض کیا کہ ابھی میں چند مدت میں صا جعفران کے نہ جاؤنگی مجھ کو صا جعفران سے شرم آتی ہے مان
 جب کوئی ایسا کارنمایاں کر دنگی اُس وقت صا جعفران کی قدم بوسی حاصل کر دنگی ابھی معاف فرمائیے
 بس ہر ایک سردار اور خواجہ نے بہت بہت ایوان کی نہ طائی سے کہا اُس نے منظور کیا آخر عاجز
 ہو کر خواجہ نے اُس سے کہا کہ بس یہ تم تشریف لے جاؤ مگر اپنے قول پر قائم رہنا اور ثابت قدم
 ایوان نے جواب دیا کہ جان جاتی رہے مگر میں اپنے قول سے نہ ہر ذلی خواجہ آپ بھی اپنے قول پر
 قائم رہیے گا خواجہ نے کہا کہ ضرور بس ایوان نہ طائی خواجہ سے رخصت ہو کر اور بس سرداروں
 سے مل کر خواجہ کو سلام کر کے تخت سحر پر سوار ہو کر طاق اپنے مقام کے روانہ ہوئی کہ اسکا حال آئندہ خبر

ہو گا جب ایوان جا چکی سب سرداروں نے خواجہ سے دریافت کیا کہ آپ نے کیونکر ملکہ ایوان کو گرفتار کیا اور ہم سب کو رہا کیا خواجہ نے جواب دیا کہ جیو لشکر میں لشکر کا تو حال دیکھیں اور سب کیفیت رو برو صاف جعفران کے دربار میں بیان کرونگا سن لےنا یہ کہ خواجہ سب سرداروں کو ہم سب راہ لے کر ظن لشکر کے چلے اب کوراہ صاف سے صحن دریا سے بحر درمیان میں تھا جو اس بار جانے نہ دیتا تھا اب کیا ہے اور خواجہ چلے اور سب عیار اپنے اپنے مقام سے چلے اور وہ ساحر بھی کہ جن کو برق ثانی نے رہا کیا ہے وہ بھی ظن لشکر کے آتے ہیں اب ان سب کا حال آئندہ تحریر ہو گا خواجہ اور ان سب کوراہ میں رکھا جاتا ہے اور کچھ حال لشکر اسلام کا تحریر ہوتا ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ اب دامن کیا واقعہ گذرا

اب شہ حال لشکر اسلام کا اور سمندر کا اور آنا خواجہ کا سب سرداروں کو لے کر اور صحت پانا صاف جعفران کا یاد آنا اسم اعظم کا اور آنا سب سرداروں اور عیاروں کا ہر ایک کا اپنا حال بیان کرنا صاف جعفران کا خوش ہو کر سب کو انعام و خلعت دینا اور حکم حسن فرمانا سمندر کو حال ایوان سے آگاہ کرنا اسکو اسیر کرنا خواجہ کا اس حال سے آگاہ ہو کر عیاری کرنا اور پھر ایوان کو رہا کرنا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا غزل شجائے ساقی نامہ

غزل

ساقی ادھر کو پھر دے شہر آفتاب کا
ہو دور جلد یہ نہیں پردہ نقاب کا
ہو جس طرح سے آگ پہ عالم کباب کا
ہوں منتظرین در سے خط لے جواب کا
پردہ اٹھا نہ یار سے رخ سے نقاب کا
ہی جو دھوین کے جان پہ دہن سحاب کا
پر تو ترے جو آئین رخ لا جواب کا
گردون کے سمت پھر کیا شہر آفتاب کا
اٹھا خوارہ کس ترے خانہ خراب کا
اب تک ہوں منتظر ترے خط کے جواب کا
ساقی ہماں بھی دے کوئی ساغ شراب کا
کرے مقابلہ میری چشم پر آب کا
باتا نہیں اثر بھی میں آنکھوں میں خواب کا
یار بھرا ہو اس دل خانہ خراب کا
وصلت کی شب محل نہیں شرم و حجاب کا

رند دن کو شوق یہ بہت ہے شراب کا
ہی شوق حد سے دید رخ لا جواب کا
یہ سوز غم سے عشق فرہ میں ہر دل کا حال
تقد لے کے جلد جواب آئے نامہ
امید ہی امید میں خشر بھی ہو چکا
بکھری ہے زلف کب رخ پڑ گویا رہا رہا
ہر جو ہر آئینہ کا دکھائے چراغ طرز
جب نور رخ سے تیرے زمین کو لاؤغ
تیری گلی کی خاک میں سب مل کے رہ گئے
شہر الی گھنٹہ کتنی ہیں یہ مرتے دم کہ ہیں
فصل بہار آگئی اب صبر مانا کے
بے یار ابر تر سے یہ برسات میں بہت
فرقت کی شب کو تیرے تصور میں ہی رہی
اُس بت کے ہجر میں مجھے سودا کی کر دیا
تکلیف کی ہر نو کوئی بوسہ بھی دے

باغ جہان میں غور سے بلیں نگاہ کر
ہم میں بنا بھی اور مگر بھی کیا غریب
غش آنے سے سکڑے اون کو طوطا سا ہاڑ
رگس میں جب کہ قطرہ شبنم نظر پڑا
جسکی نگاہ اُس رخ رشندہ پر پڑی
ساتی بہار آنے کی ہر دے زنا خیر
جب ہر قسم نار و جان آل مصطفیٰ

آنسو بحر سے آنکھ کٹورا گلاب کا
کچھ رنگ تو نے بحر میں دیکھا جاب کا
جب بند گیل گیا ترے رخ کے نقاب کا
آنکھو گمان ہو امری چشم پر آب کا
جھپکی نظر گمان ہو آفتاب کا
اٹھا یہ جھوم جھوم کے ہر سو سحاب کا
کیا خوف ہر ہفت نے روز حساب کا

بیت

چنین آرد مستاع نکتہ دانے

سخن آرا سے گلزار معانی

آرویان خوش مقال و ہاکیان عدم المثال و مشاطان عروس سخن و سیحان مرض اندوہ و سخن
ور آشگران بزم سخن و سکاران میدان معنی و عیاران سخن دانی اس داستان ندرت بیان کو صفحہ قرطاس
صد آفت اساس پر نوک خامہ سے یوں تحریر و تبصیر کرتے ہیں کہ یہ داستان جلد دوم میں بیان تک بیان
ہوئی ہے کہ بعد مقابلہ کرنے کے اور بعد اسیر ہونے کے اہل لشکر کے دریا سے سحر میں مبتلا ہونے صاب جقران
کے سحر ایوان میں جب کہ ایوان نے دیکھا تھا کہ میں نے صاب جقران کو اسے سحر میں مبتلا کیا اور نصف
لشکر سے زیادہ میں نے غرق دریا سے سحر کر دیا یہ کلمہ بل باز گشت پر چوب لگائی تھی کہ اے اہل اسلام میں غم کو
آج رات بھر کی اور ملت رہتی ہوں اس شب بحر میں تم تاہم صلاح کرو اگر اسے فرار پائے تو صبح کو
اگر میری اطاعت کرنا ورنہ میں کل تم سب کا خاتمہ کر دوں گی یہ کلمہ واپس گئی تھی اپنی فرود گاہ پر رادی نے
بیان کیا ہے کہ بہت عیار اس طرف رہ گئے تھے بہت سے صحرا میں منتشر ہو گئے تھے بہت سے لشکر کفار
میں تھے رادی نے حال ایوان و عیار بیان عیاروں کی درخواست کی اور کہا کہ اسے سحر سے نجات دلانا اور ایوان
مطیع کرنا ایوان کو خواجہ کا اور سرداروں و صاب جقران کو اس کے سحر سے نجات دلانا اور ایوان
کا طرف اپنے مقام کے خواجہ سے رخصت ہو کر جانا آخر جلد دوم و شروع جلد سوم میں بیان ہو چکا ہے
اب حال صاب جقران تحریر ہوتا ہے کہ جلد دوم میں بیان تک تحریر ہوا ہے کہ جب ایوان میدان سے
واپس ہو کر گئی تھی تو بادشاہ اُس باقی ماندہ لشکر کو لے کر اور صاب جقران کو اُس حالت سے لے کر فرود گاہ
پر واپس آئے تھے یہ حال جو ناموس کو معلوم ہوا تھا ایک کمرامح گیا تھا تمام لشکر میں تلاطم تھا ہر ایک
صاب جقران کے لیے بیقرار تھا کوئی ایسا نہ تھا کہ استیبار ہو کسی کو اپنی جان کی فکر نہ تھی صاب جقران کی
فکر تھی ہر ایک رو رہا صاب جقران کی صحت کی دعا کر رہا تھا عجیب ایک عالم تھا کہ وہ حال خدا کسی کو
نہ دکھائے کہ جو حال اُس دن لشکر اسلام میں تھا ناموس میں الگ کمرامح تھا ہر ایک ایسا سر و سپہ
پیٹ رہا کوئی گریبان چاک کیے ہوئے ہر کے بال کھوئے ہوئے صحن خمیہ میں کھڑی مسجد کر رہی تھی کوئی
اپنی پیشانی نورانی خاک پر رکھے ہوئے یوں اپنے خدا سے ملتے تھے کہ اے کریم ہم سب کے سر پر صاب جقران
کو سلامت رکھو دہی ہم سب کے والی ہیں انھیں قدم سے اس لشکر کی رونق ہے خدا انھیں آستہ اگر انکا
دم نہ ہو مگر تو یہ لشکر تباہ ہو جائے گا ہم سب در بدر خاک بسر ہوں گے کوئی خبر نہ لے گا کوئی بال کھوئے ہوئے
پیشانی پر خاک ملے ہوئے خدا سے کہہ رہے تھے کہ اے فریادرس بلکسان میری فریاد کو شن لے میرے درخ
دو والی کو بچائے کہس بلا سے کل اہل لشکر کو نجات دے اے کریم صاب جقران کو صحت دے ایوان

کے ہاتھ سے نجات دے اگر خدا نخواستہ صاجقران کی کوئی دوسری نوبت ہوگی تو بادشاہ اپنے کو زندہ نہ رکھیں گے ہلاک کرینگے کیونکہ بادشاہ کی شاہی صاجقران کی وجہ سے ہر اور اس لشکر کی رفیق بھی انہیں دودھوں سے ہر جب کہ صاجقران نہ ہوں گے تو بادشاہ کبھی اپنے کو زندہ نہ رہنے دیں گے ہلاک کرینگے لشکر بھی تباہ ہوگا اگر کیم ہم سب پر رحم کر ہم سب کی مالک و کوکو کو نہ اچاڑا دیے کسوں کے والی ای زیادہ رسوں کی زیادہ سننے والے ہم سب کی زیادہ سننے کے کوئی مشکل کشا کو بکار لاتی تھی کوئی دونا پیرایکا ایک کا مان رہی تھی کوئی کوئٹے مان رہی تھی کوئی صحنک مان رہی تھی کوئی کتنی تھی کہ اگر صاجقران پر سے یہ بلا نکل جائے سب لشکر جمع جاسے تو میں صحنک مذکور کوئی خاک پر بچھاؤں کھا رہی تھی کوئی تڑپ رہی تھی خواتین محل کا یہ حال تھا جو کہ خواصین اور پیش خدمتین تھیں وہ اپنی جان دے رہی تھیں ہر ایک اپنے مالک کے ساتھ رو رہی تھی جو کہ باہر نکلتی تھیں وہ اس جیمہ میں گھڑی گھڑی آتی تھیں تھیں جہاں صاجقران کو لیے ہوئے بادشاہ بیٹھے ہوئے تھے سب سردار سر بالین صاجقران جو کہ باقی تھے موجود تھے اور رو رہے تھے یہ حال دیکھ کر وہ عورتیں محل میں جا کر کتنی تھیں خواجہ بزرگمہر کی پوسنے سر بالین صاجقران بیٹھے ہوئے تھے گھڑی گھڑی رخصت دیکھ رہے تھے بادشاہ سے کہتے تھے کہ آپ پریشان نہ ہوں کوئی مقام خون نہیں ہے ابھی تک نبض اچھی ہے صرف صاجقران سحرالو الہین بسبب اس عظمیٰ موش ہو جانے کے مبتلا ہو گئے ہیں اگر الہوان قتل ہو جائے تو ابھی صحت ہوگا اور سب طور سے بہتری ہے چند دن صاجقران کے سخت ہیں چند ستارے خراب آگئے ہیں یہ انکی خوشحالی اب وہ دفع ہوئے جاتے ہیں جاتے کے خانہ سب درست ہیں جان کا خوف کچھ نہیں ہے بادشاہ فرماتے ہیں کہ یہ ستارے خراب کب تک رہیں گے اور صاجقران کی یہ حالت کب تک رہے گی اس خواجہ صاحب اب تو دم بدم تر تری ہوئی ہے خواجہ دادا عرض کرتے ہیں کہ اب زمانہ نخواستہ برطرف ہوا جاتا ہے اس حضور اگر صاجقران کا بال بیکار ہو تو ہم نے اپنا خون حضور کو بھل کر دیا ہے حضور ہم کو قتل کریں اور آج سے ہم علم رمل سے کوئی کام نہ لیں یہ تقریر سن کر وہ عورتیں یہ خبر خواتین محل سے کہتی تھیں کہ خواجہ زادہ بادشاہ سے یہ عرض کر سکتے ہیں محل دار دم بدم بادشاہ سے آکر عرض کرتی ہیں کہ حضور ناموس آپ سے عرض کرتے ہیں کہ پردہ کرا دیجئے تاکہ ہم آکر صاجقران کو دیکھ لیں بادشاہ فرماتے ہیں اچھا مگر سردار صاجقران کے پاس سے نہیں بتاتے ہیں بالین پر بیٹھے ہوئے دعائیں کر رہے ہیں بعض رو رہے ہیں راوی کہتا ہے کہ محل میں ناموس بقرار و شکستہ ہیں بارگاہ میں سب سردار تڑپ رہے ہیں شکاری جدا اپنی جان دے رہے ہیں لشکر میں کھرام برپا ہے ہر طرف صدا ہے گریہ و زاری بلند ہے جو عیار لشکر سے نکل گئے تھے وہ جوشکر میں آگئے ہیں یہ تلاطم جو دیکھا ہل لشکر سے دریافت کیا انھوں نے سب حال کہا بارگاہ میں آگئے صاجقران کی حالت دیکھی بادشاہ کو دیکھا کہ گریبان چاک منہ پر خاک جو اس پریشان لیون پر آئے انھوں میں اشک بالین صاجقران بیٹھے رو رہے ہیں اپنے کو زمین پر دے مارتے ہیں بچھاؤں کھا رہے ہیں سردار کیٹے ہوئے بیٹھے ہیں صاجقران مسہری پر ناموش ڈرے ہیں انکے میں بند ہیں فرق منت منت بھر کے بعد منہ سے صدا آتی ہے غشی طاری ہے ہاتھ پاؤں سرد رخ زرد ہے ہونٹ خشک ہیں صرف بانس کی آمد و شد کا شمار ہے عجیب طرح کا انتشار ہے یہ حال دیکھ کر وہ عیار بھی رونے لگے چالاک ثانی وغیرہ جو بیرون بارگاہ اس فکر میں نکلے تھے کہ کسی طور سے ہزار الہوان پر عیاری کریں خواجہ کو اس حال سے آگاہی کریں تاکہ وہ باہم کچھ عیاری کر کے الہوان کو قتل کریں صاجقران اس بلا سے نجات پائیں انکو پتیلیاں اٹھانے

گئی تھیں راوی نے بیان کیا ہے کہ لشکر کے جو سردار اور سپاہی اسیر ہوئے تھے خشکے ناموس ہمراہ
تھے انکے ناموس میں کھرام تھا جن کے ناموس نہ تھے ان کے ملازم انکو یاد کرنے رو رہے تھے ہزاروں
جیموں میں کھرام برپا تھا صدائے گریہ گوش فلک کہ ہوئے جاتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ میدان خشر
ہو لشکر میں عجب حالت ہر ایک کی تھی اگر بس غم و اہم کی حالت تحریر کی جائے تو طول بچا ہوا دراصل
مطلب رہ جائے خلاصہ یہ کہ وہ دن بعد رنج و اہم تمام ہوا آفتاب بجال پریشان غم کدہ مغرب کو رہی
ہوا مانتا بجا ک گر بیان سرخا کی غم خانہ مشرق سے نکلا ستاروں کا یہ عالم تھا کہ لے نور تھے جاندنی
میلی تھی کہ نشان نہ تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ رات نے نشان ماتم بلند کیا ہے ستاروں کی بھی انکھیں رنج
و اہم سے پر غم تھیں شب بسبب صدمہ رنج و اہم کے ایسی تاریک تھی کہ تجھ نہ معلوم ہوتا تھا آسمان اشک
شبنم سے روٹا تھا ملائکہ صدائے گریہ و بکا اہل لشکر کی شبنم سے مقرر ہوئے تھے یہاں لشکر میں گریہ و بکا کا
وہی عالم تھا صا جقران کی وہی حالت تھی ناموس میں الگ ماتم تھا سردار الگ بقرار تھے
بادشاہ الگ انتکبار تھے نہ کھانے کا ہوش تھا نہ پانی پینے کا خیال تھا غم سے عجب حال تھا یہاں
تک کہ وہ رات اسی عالم انتکباری و بقراری میں کٹی آثار سرخ فلک پر نمایاں ہوئے مانتا بجا بعد
رنج و ملال طوفان ماتم کدہ مغرب کے کمال پریشان جاک گر بیان روانہ ہوا انکھیں درہم درہم ہوئی
ستارے نہاں ہونے لگے نیم سحری کے چھوٹے آنے لگے مگر یہ حال تھا کہ جال اشک عجب طرح کی
تھی ہر مقام پر گری پڑتی تھی قطرے شبنم کے جو زمین پر پڑے تھے یہ ثابت ہوتا تھا کہ گویا زمین رو رہی ہے
سبزہ تمام پر مردہ تھا گو وقت سحر تھا اشجار صحراب بسبب نیم سحری کے جو حرکت کرتے تھے اور برگھاسے
اشجار جو ملتے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گف افسوس بل رہے ہیں طائران صحرائے اشیانوں سے نکل کر
درختوں پر بٹھکے بعض نمہ کے انہی انہی زبان میں نوحہ گری کر رہے ہیں بلکہ کچھ چہ زنی بھول گئی تھیں
نوحہ کر رہی تھیں دریا و تالاب کا پانی اس صدمہ سے خوش زن تھا جناب جو آب بھر کر بالائے آب
آنے لگے یہ ثابت ہوتا تھا کہ آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے ہیں مومین اس رنج سے مضطرب تھیں یا
بیان دریا بھر آئی تھیں گویا پانی میں تھیں مگر اس طور سے تڑپ رہی تھیں اس دریاے بحر شجاعت کے
غم میں جسے بے تڑپ کے سبب سے بھدیاں خشکی میں طیان ہوتی ہیں ہر شے کو صدمہ تھا یہاں تک گر بیان سحر
اس غم میں چاک ہوا آفتاب بعد اضطراب مشرق سے برآمد ہوا اپنے نور جمال سے عالم کو روشن
کیا مگر دھوپ کا یہ عالم تھا کہ میلی تھی راوی نے بیان کیا ہے کہ اس روز ہر ایک کو صدمہ تھا کہ زبان
قلم و قلم دوزبان سے تحریر نہیں ہو سکتا ہر اس سنگ دریاے جرات کے صدمہ سے اور کل کلشن شجاعت
کے ابتلا کے سے ہونے سے ہر شے کو اضطراب تھا ہر ایک صاحب زبان و غیر زبان سب بقرار تھے اور
ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہے تھے جب کہ باغون و صحرا و دریا کا یہ حال تھا خیر بجانب ہر ان لوگوں کا
جو کہ اس درج کے درنگاں تھے یا وہ لوگ جو کہ اس معدن بحر سخا و بہادری سے وسیلہ ملازمت
رکھتے تھے انکا جو حال نہ ہو سکا ہے اب راوی اس داستان غم و اہم کو کہان تک تحریر و تسلیم کرے
چشم قلم سے شغل ابرسیہ نے اشک جاری ہوتے ہیں صغیر قلم جو کاغذ پر بلند ہوتی ہے اس سے صدمہ
نوحہ بلند ہوتی ہے قلم کا بھی دل اس رنج سے شکافہ ہر کاغذ اشک انشائی قلم سے ہم یہ صا جقران
کا اہم ہے خلاصہ یہ کہ وہ رات اہل اسلام کو اسی حالت سے بسر ہوئی اسی صدمہ رنج و اہم سے سحر ہوئی نہ
کسی نے گھانا گھایا نہ پانی پیا نہ ٹیکہ پر سر رکھا رات بھر گریہ و زاری میں بسر کی اور دروگر مناجات

میں سحر کی ہر ایک چشم سے اپنا خون دل بذریعہ اشک کے بہاتا تھا اُن لوگوں کو بجائے طعام لذیذ کے سخت جگر غذا تھی اور بجائے آب سرد کے خون دل تھا ایک دانہ سوا سے دانہ اشک کے لب آتش نہ ہوا تھا مجب عالم تھا راوی نے بیان کیا ہی اسی حالت رنج و محن میں وہ پیر بھردن اور ایک شب بسر ہوئی کہ سب کے سب اُسی حالت میں مبتلا تھے ایک کو ایک کی خبر نہ تھی سوائے سلامتی صا جعفران کے دوسری لفظ زبان پر نہ تھی یہ نہ معلوم تھا کہ کون کون لشکر میں ہی اور کون نہیں ہی اور کون معرکہ جنگ میں شہید ہوا کون مبتلا ہے سحر ہی باب کو فرزند کی اور فرزند کو باب کی خبر نہ تھی سب برائے تندرستی صا جعفران درگاہ جناب باری میں دعا کرتے تھے اور گھر میں مان بہن ناموس سب دعا کر رہے تھے کہ شے والوں کے دل آپ آپ ہوئے جائے تھے جو کہ سنگ دل تھے اُن کے دل بھی موم کی طرح سے پگھل جاتے تھے اکثر مسافر جو ادھر سے نکلتے تھے وہ ناموس کی بین دل خراش سننے روئے لگتے تھے انسان کا کیا ذکر جو ان تک گریبان تھے یہ تو ذی روح ہیں جو کہ خیر ذی روح تھے وہ گریبان تھے دریا و نہر میں جناب کے آنسو دن اور موجوں سے روتے تھے درخت بار بار کف آنسو سے ملتے تھے ہمارا ہم نگر آتھ تھے زمین سے دم بدم غبار بلند ہوتا تھا ہاتھ سے ایشا رنہ جاری تھا صا جعفران کے رنج بین وہ اپنے دل سے پانی بہا رہا تھا یا اُس کے اشک تھے راوی نے اس طور سے روایت کی ہے کہ جب وہ دن بھی اسی عالم میں قریب اختتام پہنچا اور اہل اسلام نے ملک ملک کر تندرستی صا جعفران کی دعا کرنی شروع کی بادشاہ نے تاج اتار کر صا جعفران کی صحت کے لیے دعا کی اور یوں بعد گریہ و زاری بدرگاہ جناب باری عرض کرنے لگے اور یہ چند شعر مناجات کے زبان پر جاری کیے مناجات

اکیسین بندہ گنہگار ہوں ترا ایک بندہ ہوں میں بے ہنر اکیس مرتبے حال پر ختم کر مری عرض کو جلد کر آب قبول عطا کر تو صا جعفران کو خفا	حقوت کرے جو سزاوار ہوں ترے بعد اظہر کا ہوں میں بسر گناہوں سے میرے تو اب درگزر بحق و محبت و آل رسول مرے حال پر رحم کر اسے خدا
بادشاہ نے یہ مناجات شروع کی اور ادھر سردار و غیر سردار اندرون بارگاہ دبیرون بارگاہ ہر ایک سوار و پیادے نے بھی دعا کے لیے سر بلند کیا دریاے رحمت امدی نے جوش مارا دعا ہر ایک کی مستجاب فرمائی چونکہ وقت اجابت دعا کا بھی پہنچا تھا ساعت خمس جو کہ صا جعفران پر بھی برکت ہو چکی تھیں درمیان آسمان کشادہ تھے تیر دعا ہفت اجابت پر پڑا سب نے قوت پ کر دعا کی خدا نے رحم فرمایا اُن سب کی دعا کو قبول فرمایا یکا یک صا جعفران کو ہوش آیا انکھیں کھولیں انصار سے پانی غلاب فرمایا خواجہ زادے جو برابر بیٹھے تھے آنھوں نے جو یہ حالت دیکھی ایک مرتبہ بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور کو مبارک ہو کہ صا جعفران کو ہوش آیا ہی پانی طلب فرماتے ہیں یہ سننا تھا کہ بادشاہ فرط خوشی سے شاد ہو گئے چہرہ سُرخ ہو گیا اسی طور سے سر پر ہنہ قریب صا جعفران شریف لائے ملاحظہ فرمایا کہ صا جعفران چشم مبارک کو کھولے ہوئے ہیں اور بنظر حیرت ادھر ادھر دیکھ رہے ہیں یہ دیکھ کر بادشاہ نے خود جزا دون سے فرمایا کہ اب آپ کی کیا رائے ہے پانی دیا جائے یا نہین آنھوں نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ اب اتار دیا جائے وہ وقت میں سرد	

کر کے بید مشک کیوڑا وغیرہ ڈال کر تاکہ قلب صا جعفران کو زحمت ہو جو گرمی بسبب سحر کے قلب پر ہے وہ
 بر طرف ہوتا کہ اس صا جعفران درست ہون کیونکہ کل سے سحر میں مبتلا تھے اور سحر بھی زبردست اُس نے
 تمام دل و جگر پر اپنا اثر کیا جو خدا نے اتنا بڑا فضل کیا کہ اُس وقت سے سخاوت دہی یہ سُننا تھا اُسی
 وقت بادشاہ نے حکم فرمایا کہ بہت جلد انار شیریں اور دواخانہ سے بید مشک وغیرہ لاؤ اور خانہ سے
 بر طرف لاؤ یہ حکم فرمانا تھا کہ ملازم دوڑ کر گئے اشیائے مطلوبہ لا کر حاضر کین بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے
 انار کو افشردہ کیا اُس کا عرق نکالا اور کسی سر در نے برف کو جھل کر گیل اس میں ڈالا کسی نے جھٹ پٹ
 بید مشک کی بوتلی سے بید مشک و کیوڑا نکالا اب انار کو جام بھر کر کے گیل اس بلورین میں رکھا اور بید مشک
 وغیرہ ڈال کر اور برف سے سرد کر کے بادشاہ خود اپنے ہاتھ میں لے کر فریب صا جعفران آئے
 صا جعفران اسی طور سے بستر پر لیٹے ہوئے آنکھیں کھولے ہوئے دیکھ رہے تھے صا جعفران سے
 بادشاہ نے فرمایا کہ بانی حاضر ہے بہ سُننا تھا کہ صا جعفران نے سُنو کھولا اور اشارہ کیا کہ بلا دو
 بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے چیمہ میں لے کر سُنو میں ڈالا چند لمحہ ڈالے تھے کہ صا جعفران کے قلب کو
 زحمت ہوئی وہ حالت بر طرف ہوئی اور قلب پر کی گرمی دور ہوئی جو اس قسم درست ہوئے وہ
 گیل اس بادشاہ نے صا جعفران کو بلا دیا اُس کے پیٹے سے کچھ تسکین ہوئی صا جعفران نے
 اشارہ سے بادشاہ سے کہا کہ اپنے کان میرے سُنو کے برابر لائے فوراً بادشاہ انماکان صا جعفران
 کے لب کے پاس لے گئے صا جعفران نے بادشاہ سے کہتے ہوئے یہ فرمایا کہ میرے قلب و جگر میں آگ
 لگی ہوئی ہے خود اب سرد اور بلائے بہ سُنو کے بادشاہ نے خواجہ زادوں سے کہا کہ اب صا جعفران
 پہ فرمانے ہیں انھوں نے عرض کیا کہ اب انار اور دیکھو یہ کہل کر عرض کیا کہ حکم صادر فرمائیے کہ بخنی تیار
 کی جائے جس طرح سے ہم غرض لیں بادشاہ نے فرمایا کہ جلد داروغہ مطبخ سے کہو کہ حاضر ہو یہ فرما کر اب
 شہر میں انار بنانے والے اُدھر نہروں سے زادوں نے سُنو بھر کر کیا کہ داروغہ مطبخ کو ایک چوہدار جا کر بلا لیا اُس نے
 اگر بھر کیا اور دست بستہ دیکھ کر عرض کیا کہ غلام حاضر ہے کیا حکم ہوتا ہے بادشاہ نے اشارہ کیا کہ خواجہ زادوں
 کے پاس جاؤ جو وہ زمانہ میں سُنو بھلاؤ وہ اُن کے قریب آیا انھوں نے داروغہ سے کہا کہ ایک مرغ
 کی بخنی اس طور سے تیار کر لاؤ کہ یہ ادویہ اسپین ڈال کر بخنی تیار کرو سُنو مطبخ کو اس کے بعد اُسکو کسی
 چیز نفی کو آگ میں گرم کر کے اکیس مرتبہ اُسے بخنی میں ڈالنا اور تیار کر کے جلد حاضر کرو داروغہ بہت خوب
 کہل کر فوراً سُنو لے کر دواخانہ میں آیا اور ادویہ لے کر فوراً دواخانہ میں گیا اور مرغ کو ذبح کر کے اور
 صاف کر کے اُس میں جواشیا کے ساتھ فکر کمانے کی عین مثل الٹھی و طباشیر و زہر مہرہ وغیرہ کے ڈال کر
 پکایا اور بخنی کو توڑا اُس کے بعد اُسکو صاف کر کے خوشبو یا تمشک وغیرہ اور اجڑا سے
 مقوی جو کہ سُنو میں خریدے گئے اُسے اور بخنی ذات نفی میں پکائی گئی تھی کیونکہ حکم تھا اُس کے بعد
 اُس نے مطبخ کو ناشر و ریا کیا جس طور سے کہ حکم ملا تھا اسی طور سے تیار کر کے طرف بارگاہ کے لئے کر
 چلا یہاں بادشاہ نے اب انار کا گیل اس تیار کر کے پھر صا جعفران کو بلا لیا اُس کے پیٹے سے
 یہ حالت ہوئی کہ صا جعفران کے اب ہوش و حواس بالکل درست ہوئے وہ آگ بھی کم ہو رہی
 تھی ہستہ سے کہا کہ مجھ کو اٹھا کر بھاؤ بس سرداروان نے بغلون میں ہاتھ دے کر اٹھا یا اور شبت کی
 طرف نکلا ونگا دیا کہ پھر بادشاہ نے گیل اس شربت انار کا تیار کر کے دیا ابکی صا جعفران نے اپنے
 ہاتھ میں لے کر نوش کیا اس گیل اس کا نوش کرنا تھا کہ وہ حالت بالکل جاتی رہی طاقت آگئی گرمی

قلب کی برطرف ہوئی کہ اتنے عرصہ میں داروغہ بخنی نے کراخا ہوا عرض کیا کہ یہ بخنی حاضر ہو خواجہ زادوں نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور بخنی صاحبقران کے روبرو پیش کیجئے کہ وہ نوش دیا لیکن تاکہ طاقت آئے پس ایک سردار تے بخنی داروغہ سے لے کر درو صاحبقران کے پیش کی صاحبقران نے اس کے ہاتھ سے لے کر نوش فرمایا خادم نے آفتاب وغیرہ حاضر کیا صاحبقران نے کالی کی بوجہ کہنے خواجہ زادوں کے بانی سرد کیا ہوا نوش کیا اس بخنی کا نوش کزاتھا کہ اس قدر طاقت قلب و دیگر اعضا میں پیدا ہوئی کہ بسم اللہ کہہ کر مسہری پرستے آئے سرداروں نے قصہ کیا کہ ہاتھ پکڑ لین فرمایا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے میں چھا ہوں یہ فرما کر مسہری پرستے آکر مسند پر آکر جلوہ فرما ہوئے بارگاہ کی عجب حالت پائی جیسے ویران ہوئی ہے ہر سردار کو پریشان ملاحظہ کیا بادوہ سے کہ سب کو خوشی تھی اس پر جہردن کا یہ حال تھا کہ پریشان تھے اسوقت تک کسی کے جو اس درست نہ ہوئے تھے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ کیا حال تم سب نے اپنا بنا یا تھا بادشاہ نے فرمایا کہ پہلے یہ آپ فرمائیں کہ اب آپ کا فراج مبارک کبسا ہے صاحبقران نے فرمایا کہ اب میں سب طرح سے اچھا ہوں یہ سنتا تھا کہ بادشاہ نے حکم فرمایا کہ نوبت قانونین حکم دیا جائے کہ شادی کی نوبت سجاد گو لندازوں کو حکم دیا جائے کہ توہین فیر کریں جو بداروں نے یہ حکم قضائیم ہو چکا دیا تو عین خوشی کی بجائے لیکن توہین فیر ہوئے لیکن اب سب اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ صاحبقران نے صحت پائی ہر ایک کے ہوش جو اس درست ہوئے اس خوشی میں ہر ایک اپنے عزیز و گمانے کی یاد بھول گیا وہ جو ہر خیمہ سے صدائے گریہ و زاری بلند تھی موقوف ہوئی ہر ایک نے یہ خیال کیا کہ اگر ہمارے وارث مارے گئے تو خدا نے انکو درجہ شہادت عطا کیا ہوگا اور حق تک سے ادا ہوئے خیر خواہ مشہور ہوئے غازیوں میں لگے گئے ہم کو صدمہ تھا کہ وارث بھی مارے گئے ان کے بعد جسکا بھر دسا اور سہارا تھا جو ہم سب کا دلی اور وارث بعد خدا کے تھا اس کے بھی جان رہی ہے ہم کو اسکا صدمہ ہر پس جب یہ سب کو معلوم ہوا کہ صاحبقران نے فضل خدا سے صحت پائی ہر ایک اپنے دل میں نہایت خوش ہوا اور صدمہ و رنج برطرف ہوا اس امر سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک صاحبقران کے لئے چاک گریبان تھا نہ کہ اپنے عزیزوں کے لئے ان سب حالات کی خبریں مخلصانہ ناموس میں پہونچا لیکن یہ خبر خوش سننے ناموس کے جو اس درست ہوئے سب کو خوشی ہوئی ہر ایک عورت ادنیٰ و اعلیٰ اور ہر ایک بی زمین پر برائے سجدہ شکر چھلکی اور اپنی منشائی خاک پر رکھ کر یوں عرض کرنے لگی کہ اے میرے مالک و آقا تو نے ہم سب کے حال پر رحم فرمایا تم سب کی دعا کو قبول کیا ہم کو خوشی کی خبر سنائی ہم کو تو امید نہ تھی سجدے سے سر اٹھا کر مخلصانہ سے کہا کہ جا کر خبر تو لا اب کیا حال ہے وہ لکھی اور خبر لائی کہ حضور اب تو صاحبقران مسند پر جلوہ فرما ہیں سب سردار گرد و اطراف حاضر ہیں صاحبقران ہر ایک سے باتیں کر رہے ہیں لشکر میں خوشی کی نو بین سج ہی ہیں توہین فیر ہو رہی ہیں یہ سنکے ہر ایک شاہزادی وغیرہ نے جو کہ صاحبقران سے قربت رکھتی تھیں اس مخلصانہ کو انعام دیا وہ انعام پاکر بہت خوش ہوئی یہاں تو محل میں خوشی ہو رہی ہے اور بارگاہ میں صاحبقران مسند پر جلوہ گر ہیں بادشاہ تشریف فرما ہیں اور سب سردار جو کہ باقی تھے اور قید ہونے سے بچے تھے سب اپنے اپنے مرتبہ سے حاضر ہیں خواجہ زادے روبرو موجود ہیں کہ صاحبقران کی کیفیت دریافت فرمائے بادشاہ نے سب حالت جو چمک گزری تھی بیان کی ابوان کا سر سے دریا پیدا کرنا صاحبقران

نے فرمایا کہ اس امر سے تو میں بھی آگاہ ہوں کہ اُس نے دریا پیدا کیا تھا اور ایک کشتی پیدا ہوئی تھی اُس کے بعد ایک جہاز کہ حسین چراغ روشن تھا کہ جس کا رنگ اور روشنی میرے اوپر پڑی تھی کہ جس کے سبب سے مجھ کو اسم اعظم فراموش ہو گیا تھا بالکل لوح قلب سے محو ہو گیا تھا زبان گفت رفت تھی ایک حرف بھی نہ یاد تھا پھر مجھ کو خبر نہ ہوئی کہ کیا ہوا مجھ کو خوش آگیا اُس کے بعد نہ معلوم کہ کیا ہوا بادشاہ نے فرمایا کہ پھر یہ ہو کہ جب ہم نے آپ کی یہ حالت دیکھی آپ کو اُس مقام پر سے الگ لے گئے اُنہی دریا سے ایک کشتی پیدا ہوئی اُس پر ایک نازنین سوار تھی اُس نے قریب کنارے آکر ہم سب سے کہا تم ملکہ ایوان سے صلح کر لو ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہو گئے ہم سب نے انکار کیا اُس نے آئینہ خنجر سحر و ن کے پیشکے دکھایا کہ وہ اُنہی کے ہاتھ میں تھا جس پر اُس آئینہ کا عکس پڑا وہ دیوانہ وار چلا اور جا کر اُس دریا میں غرق ہو گیا نصف سے زیادہ اُس نے سرداران لشکر و سواران لشکر و سیدوں کو غرق دریا کیا اتنے سحر میں مبتلا کر کے اُس کے بعد وہ کشتی غرق ہو گئی پھر ایک گنبد پیدا ہوا اُس میں بھی ایک نازنین تھی ایک نازنین ایسی خوبصورت تھی کہ حسن نے اس کی بلایا میں لپک اور اُڑانے اس کے ادا کی فہمیں کھا کر یہ اشعار پڑھنا شروع کیے

قد اے حسن و جمال تو کھنڈار آئند

اسیر حلقہ زلف تو بختہ کار آئند

خواب بادہ لعل تو ہوشیار آئند

ہر سچ و باطن نہ تھا سمجھان خیز

مگر کشفتم اگر آشفتم و چین مجھ میں

کہ غنڈ لیب تو از طرف ہزار آئند

اُنکی گردن ہے کہ اک نور ہے سائے میں کھلا

آبداری سے جو مہلو نظر آیا وہ کھلا

جس نے دیکھا وہ گلا آپ سے باہر وہ چلا

ریشک کی برت سے کیا جسم مرا جی کا کھلا

سوئے سے خانہ گل اسکا اگر منہ موڑے

ہو کے ہرست نخل شیشے کی گردن توڑے

غرض وہ گنبد بھی حسین و نازنین ریشک میں حسین تھی اُس طرف آکر قائم ہوا اور سحران لشکر اسلام صف باندھے ہوئے کھڑے تھے اُس نازنین نے اُن سے بھی مثل نازنین اول کے تقریر کی انھوں نے بھی جواب صاف دیا اُس نے شمع یا چراغ روشن کر کے دکھایا کہ جس کے اوپر اُنکی روشنی پڑی مثل غیر سحر و ن کے دیوانہ ہو کر غرق دریا ہوا نصف سے زیادہ جب سحر غرق ہو چکے کہ ایوان نے اشارہ کر کے کہا وہ گنبد غرق ہو گیا اُس کے بعد ایوان نے یہ کلمہ طیل بارگشت بجا دیا کہ میں نے آج کے شب کی تم سب کو ہلٹ دی تم سب باہم صلاح کر کے صبح کو میدان میں آؤ اگر تم سب کی رائے اس امر پر قرار پائے کہ باہم صلح کر لی جائے تو اگر میری اور سمندر شاہ کی اطاعت کرنا ورنہ میں کل تم سب کا خاتمہ کر دوں گی ایک کو زندہ چھوڑ دوں گی اور صاف جھڑپ تو رات میں تمام ہو جائیگی کیونکہ اُن پر میں نے ایسا سحر نہیں کیا ہے کہ وہ جان برہوں یہ کہہ کر اور وہ اپنے لشکر کو لے کر زدگاہ پر چلی گئی اُس کے جانے کے بعد میں بھی باقی ماندہ لشکر کو اور آپ کو لے کر اپنی زدگاہ پر آیا اور جو حال کہ آپ کی علالت اور بے ہوشی کے سبب سے ہمیشہ گذر رہا تھا پھر روشن ہوا اور جو حال اہل لشکر کا آپ کے رنج و الم میں تھا اُن کا واقف خدا ہو خلاصہ جیسا کہ ہو کہ آپ کے کسی نے ایک دانہ نہیں کھایا ہے نہ کئی رائے پھر دیا ہے اسے روئے اور دعا کرنے کے

و دوسرا کام نہ تھا یہی حال ناموس کا تھا جب آپ کے جو اس درست ہوئے ہیں جب سب کو ہوش آیا کہ یہ و
 زاری موقوف ہوئی ہو ورنہ یہ حال تھا کہ صدائے گریہ سے ایک کھرم برپا تھا یہ کلمہ بادشاہ نے فرمایا کہ ملاحظہ
 تو فرمائیے اسم اعظم یاد آیا یا ابھی نہیں یہ سنکے صا جعفر ان نے جو خیال کیا تو اسم اعظم حرفت یاد تھا
 بادشاہ سے فرمایا کہ اب تو بفضل خدا اسم اعظم مجھ کو یاد ہو یہ سنکے بادشاہ اور سب سرداروں کو خوشی
 ہوئی بادشاہ نے صا جعفر ان سے فرمایا کہ جیسا ہم نے ان خواجہ زادوں کو ہر فن میں کامل پایا ویسا
 تو ہم نے آج تک کوئی نہیں دیکھا انھوں نے آپ کی حالت ملاحظہ فرما کر فرمایا تھا کہ سب سرخ سے
 صا جعفر ان کے جان کی خیر ہر حرفت چند سارے کس آئے ہیں ان کے سب سے صا جعفر ان اور
 لشکر پر پہنچتی ہو وہ دفع ہوئی جاتی ہے ویسا ہی ہوا ہے صا جعفر ان یہ لوگ علم نجوم میں بھی کمال
 رکھتے ہیں اور طبیب بھی حاذق ہیں صا جعفر ان نے جواب میں فرمایا کہ اس کا یہ لوگ مثل اپنے
 باپ و دادا کے ہر فن میں کمال رکھتے ہیں جیسے کہ خواجہ نیر جمہر حکیم حاذق درمال کامل تھے اسی طور
 سے ان کے فرزند خواجہ درمال دل خواجہ امید تھے ان کے مثل یہ بھی ہیں ان کا کیا کتنا ان کے
 علم و کمال کی کوئی برابری کر سکتا ہے یہ لوگ بڑے مرتبہ کے ہیں ہم سے ان کی قدر نہیں ہو سکتی ہے جیسے کہ
 صا جعفر ان اول دشمنی نے ان کے بزرگوں کی قدر فرماتے تھے ہم تو اس کے مثل نہیں کر سکتے ہیں یہ
 صرف ان صاحبوں کی اہمیت ہے جو ہمارے ساتھ ہیں ورنہ ہم اس لائق کہتے یہ تقریر جو صا جعفر ان
 نے فرمائی اور بہت تعریف کی اس کے جواب میں خواجہ زادوں نے عرض کیا کہ یہ صرف آپ کی غلامی وازی
 اور ذرہ پروری ہے ورنہ ہم کسی لائق نہیں ہیں صرف بزرگوں کے نام کو بدنام کرنے والے ہیں ہم تو ان کے
 غلاموں کی برابری نہیں کر سکتے ہیں وہ کمال بھلا ہم کو کہاں نصیب وہ صاحبان کمال سے تھے اور بزرگ
 خدا تھے بموجب مصرعہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک ہمارے ان کے زمین آسمان کا فرق ہے یہ جو کچھ ہے
 صرف ان کی جوتیوں کا صدقہ ہے ان کا نام لے کر جو کام کرتے ہیں فضل خدا اور آپ کے اقبال اور ان کے
 نام کی برکت سے درست ہو جاتا ہے ورنہ ہم کہاں اور یہ امر ہم و شکل کہاں جو ہماری رائے میں آتا ہے وہ
 عرض کرتے ہیں خدا اس کو انہی رحمت سے بنا دیتا ہے صا جعفر ان نے فرمایا کہ سب آپ کا انگسار ہے ورنہ
 آپ کا بھی مثل و تفسیر نہیں ہے انھوں نے یسینکے بادشاہ اور صا جعفر ان کو تسلیم کیا صا جعفر ان نے
 سرداروں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ میں بڑی دیر سے خیال کر رہا ہوں کہ خواجہ کہاں ہیں برقی ثانی
 قرآن ثالث چالاک ثانی ضرغام ثانی چل نسوز ثانی زانچہ بن عمران میں سے کسی کا یہ نہیں ہے
 خصوصاً خواجہ جو کہ میرے عاشق و شہید تھے ان کا نشان نہیں ہے ہم پر یہ معرکہ گذر گیا اور وہ نہ آئے
 سرداروں نے عرض کیا کہ حضور جب کل صفت آرائی ہوئی تھی تو کل عیار لشکر سے نکل گئے تھے خواجہ ثالث
 بھی تشریف لے گئے تھے اس وقت سے ان اخصاص کا یہ نہیں ہے کچھ عیار تو لشکر میں آئے وہ موجود ہیں
 بلکہ کل تو چالاک ثانی بارگاہ میں آئے تھے آپ کا یہ حال دیکھ کر چند عیاروں سے کچھ مشورہ کر کے باہر
 بارگاہ کے گئے تھے پھر اس وقت سے ہم نے نہیں دیکھا کہ آئے یا نہیں ہم کو اپنے ن بدن کا ہوش نہ
 تھا کسی کی کیا خبر لیتے صا جعفر ان نے اور سرداروں سے خواجہ و عیاروں کا حال دریافت کیا ہر ایک
 نے یہی جواب دیا جو کہ بادشاہ نے فرمایا سب سے صا جعفر ان نے یہ تقریر سنکے فرمایا کہ میں قسم کھا کر
 کتا ہوں میرے دوست صادق و بار جانی خواجہ ثالث نے عیاری کر کے ایوان جاؤ کو قتل
 کیا ہے اور میرے سب سرداروں کو رہا کیا ہے ضرور اسی سبب سے مجھ کو صحت ہوئی اور مجھ کو اسم اعظم یاد

آیا اورین نے سحر ایوان سے نجات پائی یہ کام میرے دوست کا ہے وہ اسی فکر میں ہو گا اسی سبب سے لشکر میں نہیں آیا اور یہ سب بیمار بھی اسی فکر میں ہوں گے جس طرح سے خواجہ عمر اول کو صاحبقران اول سے الفت تھی اور وہ ان کے لیے اپنی جان کو عزیز نہ کرتے تھے اسی طور سے ان کے فرزند عثمانی کو صاحبقران ثانی سے الفت تھی وہ بھی ہمہ وقت صاحبقران ثانی پر تیار ہونے تھے مثل ان دونوں صاحبزادوں کے خواجہ ثالث خضران بن عثمانی کو میرے ساتھ الفت ہے انھوں نے اپنی جان لڑا کر ضرور ایوان کو قتل کیا کیونکہ ان کے جان پر بنی ہوئی میری حالت دیکھ کر سب سردار دن نے عرض کیا کہ حضور بجا ارشاد کرتے ہیں یہ کام سوا سے خواجہ کے اور کسی کا نہیں ہے سچ ہے کہ نہ ایوان قتل ہوتی نہ خواجہ اسکو قتل کرتے نہ حضور ہم جاتے حضور ہم خود جیران تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ کیا سبب ہے کہ کل ایوان کھل گئی تھی کہ میں صبح نو میدان میں اگر تم سب کا خاتمہ کروں گی اگر تم صلح نہ کرو گے ہر کچھ خوں تھا کہ ہتھوڑے کے رخ میں مبتلا ہیں کیونکہ میدان میں جا کر مقابلہ کر نیلے اور اسی ساحرہ سے کیا لڑتے ہیں یہ خیال کرنا کہ ہم سے تو میدان میں نہ جانا لگا لگا تھا وہ کل اسی مقام پر ہم سبکو قتل کر لی خبر جو منظور آئی وہ ہو گا تم اس سے کیا چارہ ہے اسی طور سے ہماری آئی ہے تو کیا اختیار اور آپ کی حالت دیکھ کر یہ جی چاہتا تھا کہ وہ ابھی ہرگز قتل کرے تو بھر ہوا خداوند کل جو ہم میدان میں کھڑے رہے اس کے مقابلہ میں وہ سبب سے اول تو یہ کہ یہ اذغلاف تھا کہ ہم بدون اس کے دایس جاتے ہوئے دایس آتے انکے روبرو سے فرار کرتے دوسرے آپ کی حالت دیکھ کر اور یہ خیال کرتے کہ اب زندگی بیکار ہی نہ چھوٹے بلکہ اسکا جیل باز گشت بجا کر دایس جانا ناگوار تھا مگر کیا کرتے اگر دایسے سحر درمیان میں حاصل نہ ہوتا تو ہم ضرور تلوار میں کھینچ کر اسی پر حملہ کرتے اور اس امر کی کوشش کرتے کہ اسکو قتل کریں یا اپنی جان دین مگر دایسے مجبور تھے صاحبقران نے فرمایا کہ مجھ کو یقین ہے کہ اب لوگ ایسے ہی جو ان مرد اور مردوں میں ہیں جیسا کہ اب لوگ زمانے ہیں اس سے زیادہ محکوم آپ لوگوں سے امید ہے یہ زمانے کہ پھر آج وہ میدان میں آئی تھی اور ادھر سے کوئی لشکر لے کر گیا تھا بادشاہ نے فرمایا نہ وہ آئی نہ ادھر سے کوئی لشکر لے کر گیا اگر وہ جا کر جیل جنگ بجا آتا تو یہاں بھی جیل جنگ بجا نہ آئی نہ کوئی سردار ضرور میدان میں لشکر لے کر جانا گویہ حالت تھی مگر اسی میں نے یہ حکم دے دیا تھا کہ جاسوس قریب دریا موجود ہیں جب لشکر کفار میں جیل جنگ ہے ہم کو آگے خبر کوں تاکہ ہم کبھی جیل جنگ بجا دیکھیں اور صبح کو جا کر مقابلہ کریں اس وقت تک تو کوئی خبر جیل جنگ لے کر نہیں آیا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے جیل نہیں بجا دیا ورنہ ضرور خبر کر ہر کار سے رہے صاحبقران نے فرمایا کہ میں خیال کرتا ہوں خواجہ نے شب ہی کو چھپے وہ میدان سے گئی اسی وقت بیمار کی اسکو جیل بجا کرنے کی بھی مہلت نہ ملی خبر خود ہی دیر میں معلوم ہو جانے کا راوی بیان کرتا ہے کہ یہاں تو صاحبقران بادشاہ اور سرداروں سے یہ تقریر فرما رہے ہیں اور خواجہ زادوں کے واسطے حکم فرمایا کہ سچاں ہزار روپیہ اور ظمت گران قیمت حاضر کیا جائے بموجب حکم روپیہ اور ظمت حاضر کیا گیا صاحبقران نے آنکھوں روپیہ و ظمت مرحمت فرمایا ہر راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ وہ وقت ہے کہ جب خواجہ ثالث خضران بن عثمانی نے ایوان کو اپنا مطیع کیا ہے اور قریب دریا سے سحر لاکر پہلے اسم اعظم صاحبقران کی فکر کی ہے اور ایوان نے اپنا سحر صاحبقران پر سے بڑھ کر کیا ہے اور اس سحر کو مٹا دیا ہے کہ جس کے سبب سے اسم اعظم صاحبقران کو فراموش تھا اور سب سرداروں کو دریا کے سحر مٹا کر اپنے سحر سے رہا کیا اور خواجہ سے رخصت ہو کر طرف

انہی مقام کے روانہ ہوئی تھی اور خواجہ سب کو لے کر طرہ دریا اور اپنے لشکر کے چلے تھے کہ یہاں بسبب
برخیز ہونے سحر کے صبا جعفران نے صحت پائی اور لشکر میں خوشی ہوئی اس مقام پر ایک اور ضروری
تحریر کرنا ہو ناظرین نکتہ بین پر غماز ہو کہ ایک امر اس حقیر سرایا نصیر خاک کیا ہے داستان گویان سنج
تصدیق حسین کے خیال میں آیا ہے کہ یہ حقیر جیشہ اس فکر میں مبتلا رہتا تھا کہ یہ جو استادوں و داستان
گویان ماسبق نے و نیز جو کہ موجود ہیں بیان کیا ہے اور بیان کرنے ہیں کہ اسم اعظم بند کر لیا میں کسی اعتراض
کے سبب سے نہیں عرض کرتا ہوں بھلا میری یہ لیاقت ہے کہ میں اس پر اعتراض کر سکوں بلکہ میں
اپنے قیاس کے موافق عرض کرتا ہوں کہ اسم اعظم کوئی انسان نہیں ہے نہ کوئی حیوان ہے نہ کہ جسکو ساحر
نے سحر کر کے اسیر کر لیا اور شیشہ میں بند کر لیا جب وہ قتل ہوا یا اسیر ہوا اور وہ شیشہ توڑا گیا اسوقت
اسم اعظم چھوٹا یہ بالکل غلات قیاس ہے کیونکہ اسم اعظم ایک آیت آیات قرآن سے ہر یا کوئی دعا ہے
کہ جس کے سبب سے دفع سحر ہوتا ہے اور ساحر کا سحر اثر نہیں کرتا ہے اور اس کے پڑھنے سے بلا سے
آسمانی و آفت ناکہانی دفع ہوتی ہے پس وہ کیونکر قید ہو سکتا ہے اور شیشہ میں بند ہو سکتا ہے کہ میں
دعا یا آیت بھی بند ہوتی ہے اور قید ہوتی ہے اسکا دعا اور آیت ہونا بہت سے طریقوں سے ثابت
ہے جیسا کہ نوشیروان نامہ کی پہلی جلد میں اسی حقیر نے تحریر کیا ہے کہ حمزہ صبا جعفران جب کہ
برائے مقابلہ لندہ ہو رہے تھے بادشاہ نوشیروان ہندوستان کو شریف لے گئے ہیں اور شہر سال
عمومی نوشیروان نے عمار سے صبا جعفران کو چور دالیا ہے اور جے پور کے پاس قید کیا ہے جے پور
نے مسلمان ہو کر صبا جعفران کو رہا کیا ہے اور لشکر کے کھڑے کھڑے صبا جعفران کو روڈ پر لے
ہیں اور بسبب طوفان کے جہاز تباہ ہوئے ہیں اور صبا جعفران کا جہاز ٹوٹ گیا ہے اور صبا جعفران
ایک تختہ پر بیٹھے ہوئے بعد تین روز کے ایک جزیرے میں پہنچے ہیں اور اپنا لباس خشک کر کے ایک
طرف کو روانہ ہوئے ہیں یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچے ہیں کہ جہان بختار شاہ جبروتی کے فرزند
سے اور ایک زنگی سے جو کہ داراب شاہ بادشاہ زیر بادہند کی طرف سے برائے مقابلہ آیا تھا مقابلہ
ہو رہا تھا اور فرزند بختار شاہ کو اس زنگی نے قتل کیا تھا صبا جعفران کو اسکی جوانی پر رحم آیا تھا اور
اس کے بے گناہ قتل ہونے پر غصہ آیا تھا اور مقابلہ کر کے اس زنگی کو قتل کیا تھا تمام لشکر نے
صبا جعفران پر حملہ کیا تھا صبا جعفران لڑنے لگے اسی حالت میں جے پور بھی مع بارہ ہزار کے
لشکر سے پہنچا تھا اور امیر حمزہ صبا جعفران کو مقابلہ کرتے ہوئے دیکھ کر حمزہ صبا جعفران کی
کمک کی تھی اور جنگ حمزہ صبا جعفران نے سر کی تھی بختار شاہ اپنے فرزند کے قتل ہونے
کی خبر سننے اور لشکر لے کر آیا تھا یہاں اگر معلوم ہوا کہ حمزہ صبا جعفران نے لشکر زنگی سے مقابلہ کر کے
بھاگ دیا تو اسے فرزند کا عوض اس سے لیا وہ بہت خوش ہوا تھا اور حاضر ہو کر صبا جعفران کو بھی
اپنے شہر میں لے گیا تھا نرم عشرت آراستہ کی تھی اور ناز رنگ گانے بجانے کا بھی جلسہ جیسا کیا تھا
اور ساغر بلورین بادہ کلرنگ سے لبریز تھا صحبت بادہ نوشی گرم تھی ایک نارین مہ جبین رنگ تم
خور طلعت نے یہ مسدس عاشقانہ گانا شروع کیا حاضرین محفل کا دل اپنی جانب رجوع کیا نامہ

نہایت محفوظ ہوئے

سیدھی باتوں پر ہر دم سے یہ کجی تہیہ تیار	حلو و شیم و دل و سر ہر رچی تم پر تیار
ایک جان اور ہر اب وہ بھی سہی تہیہ تیار	لاکو جانیں ہوں تو کرتے ہیں ابھی تم پر تیار

یہی حسرت ہے کہ مرکز نہیں پیدا ہونے ورنہ سو بار خدا آپ کے شہداء ہوتے	
سبھے ہم حسن پہ ان روزوں غور کیا ہو اگر صنم حسن پہ ان روزوں غور آپ کو کر	ہر شمع حسن پہ ان روزوں غور آپ کو کر دبدم حسن پہ ان روزوں غور آپ کو کر
نہر ہے آپ کے حق میں یہ کسے دیکھیں زہر ہے آپ کے حق میں یہ کسے دیکھیں	
ان دنوں کیسا خراج دی مری جان آپ کا کر یوں تو کہنے کو زمانہ ہے جہاں آپ کا کر	یہ تو فرمائیے کس سمت کو دھیان آپ کا کر دل میں جب جا ہو چلے آؤ مکان آپ کا کر
ہم وہی ہیں مگر آپ اور ہوتے جاتے ہیں طور کچھ آپ کے بے طور ہوتے جاتے ہیں	
اب تو کچھ اور ہی صورت ہوئی چشم بد دور ماٹھے پر روز چنی جاتی ہے رخشان بھی ضرور	جم گیا رنگ ہزاروں میں ہوتے غم مشہور زلف ہے آئینہ ہے گنگھی ہے پا دست حضور
حجر آئینہ جہاں پہرہ دکھاتے نہیں آپ پاں مٹی کے سوا منہ میں نگاہیں نہیں آپ	
<p>بعد بزم اسف ظاہر اور خراب خوار کی کے وقت یہ رونے لگا تھا حمزہ صاحب جقران نے سبب گریہ دیکھا جو کیا تھا تو اس نے بیان کیا تھا کہ میرا فرزند جبکا نام خسرو ہے وہ طلسم میں گرفتار ہو گیا ہے اس نواح میں ایک نیرا طلسم میں اُن میں سے ایک طلسم میں گرفتار ہوا ہے ایک طلسم آہواں ہے وہ طلسم بند ہے آہو کا شکار کرنے گیا تھا اسی وقت میں اس پر ہو گیا اُس کے غم میں روتا ہوں چنانچہ حمزہ صاحب جقران نے اُس سے اقرار کیا تھا کہ میں جا کر تیرے فرزند کو رہا کر کے لاؤں گا اُس نے پھر منع کیا تھا مگر صاحب جقران ادا نے نہ سنا اور اُس وقت میں گئے وہاں بیت پریشان ہوئے بقول راوی حضرت حضرت شریف لائے تھے اور صاحب جقران کو اسمِ عظیم تعلیم فرمایا تھا پس اُس سبب سے ثابت ہوتا ہے کہ اسمِ عظیم کلام ہے وہ بند نہیں ہو سکتا ہے حمزہ صاحب جقران نے اُسی کے ذریعے سے سنگال جا دو کو قتل کیا تھا دوسرے بدیع الملک کو جو کہ اب صاحب جقران ہیں اس دفتر میں فرار نور سے وصیت نامہ ملا تھا اور ایک لاج جیسا کہ لعل نامہ کی جلد دوم میں مرحلہ طلسم نور آگین میں تحریر ہے کہ جہاں کی حاکم و مالک ملکہ ناوک فلکن تھی لوح پر اسمِ عظیم تحریر تھا اور وصیت نامہ میں یہ وصیت تھی ملکہ تیری زوجہ ہے اُس سبب سے بدیع الملک نے ناوک فلکن سے عقد کیا تھا کہ جس کے بطن سے رفیعِ اُجنت پیدا ہوے ہیں جو کہ ناخ ہے طلسم نور آگین پر پس اس بیان سے یہی ثابت ہے کہ اسمِ عظیم ایک دعا ہے ذل طائر دن یا انسان کے قید میں جو سکتا ہے کہ استادان سابق نے اسی طور سے اسمِ عظیم کو بند کیا ہے اور اس حقیر نے بھی کتب مقام پر انکی بیرونی کی ہے اور اسی طور سے اسمِ عظیم کو بند کیا ہے نوکشیر و ان نامہ کی ہر دو جلد میں بعض مقام پر یا ہر فرزند نامہ میں یا بالابا ختر باکو حک با ختر دایرج نامہ و نورج نامہ و صندلی نامہ و لعل نامہ وغیرہ میں بلکہ اس دفتر کی بھی پہلی جلد میں اور دوسری جلد میں وہی طریقہ اختیار کیا ہے اور قدمِ مقدم اُن سب کے یہ حقیر بھی چلا ہے اس احاطہ سے باہر نہیں ہوا ہے مگر اب حقیر کو خیال آگیا کہ قبل سے اس امر کا خیال تھا مگر سبب اس کے کہ استاد بیان کر گئے ہیں جرات نہ ہونی تھی کہ ترک کروں مگر جب</p>	

چند میرے اجاب نے مجھ سے فرمایا کہ یہ کیا امر ہے اُس وقت میں نے اپنا قیاس ظاہر کیا انھوں نے فرمایا کہ تیرا قیاس درست ہے تب میں نے جرات کر کے اس امر کو ترک کیا اور آئندہ سے یہ طریقہ نہ ہوگا کہ ساحر نے سحر کیا اس طور سے کہ اسم اعظم صا جقران کو فراموش ہو گیا زبان بند کر دی بس یہ کہتا جا رہے کیونکہ یہی طریقہ ہے جب کہ زبان بند کی اور اسم اعظم زبان پر نہ جاری ہوگا تو سحر کیونکر مدع ہوگا آئندہ اب یہ حقیر اس طور سے بیان کرے گا کہ ساحر نے ایسا سحر کیا کہ صا جقران کو اسم اعظم فراموش ہو گیا گو لوح سینہ پر نقش ہے مگر بسبب زبان بند ہونے کے زبان پر نہیں آتا ہے اور دل اس کی طرف سے پھیر دیا کہ اس کی طرف رغبت نہیں کرتا ہے اب آئندہ سے یہی طریقہ ہوگا وہ ساحر قتل ہوگا جب صا جقران کی زبان کھلے گی یا وہ خود اپنا سحر برطرف کرے اُس وقت صا جقران کو اسم اعظم یاد آئے اگر یہ طریقہ وہ لوگ بھی رکھا دہ لے تو انچھاتھا خیرین اخیر اعتراض نہیں کرتا ہوں جو اعلیٰ راسے میں آیا وہ انھوں نے کیا کیونکہ وہ نقش اول تھے میں اُن کے کف پاکی برابر ہی نہیں کر سکتا ہوں مگر اب میں اس احاطہ سے باہر بھاؤں گا یقین کرتا ہوں کہ ناظرین عالی فہم میری اس رائے کو پسند فرمائیں اور مجھ کو داد و عنایت کریں خلاصہ یہ کہ یہ قیاس میرا تھا جو کہ میں نے ناظرین باطنیہ کی خدمت میں عرض کیا مگر قبول اقتید نہ ہے غرض شرف آدم بر سر مطلب اس قلم تو اپنے مطلب کو بیان کر چکا ان قصوں سے کیا سرکار اس قلم کو کہہ کر چلا گیا اپنے مطلب کو چھوڑ کر دیکھو ایسا نہ ہو کہ کوئی یہ خیال کرے کہ ہم پر اعتراض کیا ہے اس سے خیالات کا ظاہر کرنا باعث خرابی کا ہوتا ہے بس اب غمان شہب قلم کو طوف میدان مدعا کے پھیرنا ہوتا

کیا بودم اکنون فتادم کمال
عنان قلم شد ز قلم رها

خلاصہ یہ کہ جب خواجہ ثالث نے ایوان کو طبع کر کے اُس سے سحر برطرف کرایا اور دریا مناسب خواجہ طوط لشکر کے چلے وہ جو ہر کار سے برائے خبر طبل جنگ بھگہ بادشاہ اسلام کنارے دریا سے سحر کے مقیم تھے انھوں نے جو دیکھا کہ دفعہ دریا سے سحر برطرف ہوا اور دیکھا کہ خواجہ ہمراہ ایک ساحرہ کے کنارے اُس دریا کے آئے تھے اُس ساحرہ نے اُس دریا کو مٹا دیا یہ ایسے خوش ہوئے کہ انھوں نے پوری کیفیت نہ دیکھی صرف اسی قدر حالت دیکھ کر طوط لشکر کے خوشی خوشی چلے یہاں اُس وقت یہوئے کہ لشکر میں نو تین بج رہی تھیں خیر ہو رہی تھیں تمام لشکر میں خوشی تھی یہ بھی خوش خوش داخل بارگاہ ہوئے اُس وقت بارگاہ میں یہوئے کہ صا جقران سب سے وہی تقریر متذکرہ بالا کر رہے تھے اور سب سردار خوش بیٹھے تھے خواجہ زاذلی غلعت پاگلے تھے کہ انھوں نے بحر گاہ پر سے بحر کیا اور دعاؤں سے شاہی سجالات اور یون عرض کرنے لگے یہ اتنی تخت توبیدار بادشاہ ترا دولت ہمیشہ بار بادشاہ یہ شعر پر حکم فرما عرض پیرا ہوئے کہ ہم غلام بوجہ حکم حضور کل سے کنارہ دریا سے سحر کے مقیم تھے اس خبر کے دریافت کرنے کے لئے کہ جب لشکر کفار میں طبل جنگ بجے تو اگر حضور کو خبر دیں ہم نے ہزار ہزار طرح سے اس امر کی کوشش کی کہ دریا کے اُس پار جا میں اور حال دریافت کریں مگر ممکن نہوا اسی مقام پر مقیم رہے اس وقت تک تو قبل جنگ نہیں سجا مگر اس وقت ایک نیا واقعہ نظر آیا کہ خواجہ سلامت کنارے اُس دریا سے سحر کے ہمراہ ایک ساحرہ کے تشریف لائے اُس ساحرہ نے کچھ ٹر ہلکے اُس دریا کو مٹا دیا ہم یہ حال دیکھ کر فوراً وہاں سے روانہ ہوئے کہ اس حال کی حضور کو خبر کریں اور صا جقران کی حالت ملاحظہ کریں کہ صا جقران کا مزاج کیسا ہے یہ سنکے بادشاہ نے فرمایا کہ اور کچھ خبر بیان کر دو انھوں نے عرض کیا کہ اس سے زبا دہ ہم کو اور کچھ نہیں معلوم ہے صا جقران نے فرمایا کہ جا کر خبر لاؤ کہ اب کیا ہوا وہ

ہر کار سے یہ حکم حکم پا کر اور آداب بجا لا کر بارگاہ سے نکل کر اُس طرف کور و اندھ ہوئے یہاں صاحبقران
 نے بادشاہ سے فرمایا کہ آپ نے سنا کہ ہر کاروں نے کیا بیان کیا میں جو کتا تھا وہی ہوا معلوم ہوتا ہے
 کہ خواجہ کسی ساحر کو اپنا شریک کر کے کسی مقام پر لائے ہیں کہ جس نے الوان کے سحر کو بڑھ
 کیا یہ ساحر بہت زبردست معلوم ہوتی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ خواجہ کا اس وقت مثل و نظیر نہیں ہے
 اسی سبب سے تو خواجہ ثانی نے جب انکو مثل اپنے دیکھا تو لقب خواجہ سے سرفراز کیا اور اپنی بیٹی دے
 اور کسی کو نہ یہ یہ ضرور مثل خواجہ ثانی و اول کے ہیں صاحبقران نے جواب میں فرمایا کہ اس میں شک
 کیا ہے اس مقام پر تو خواجہ نے ایسی ایسی عبارات کی ہیں کہ کوئی نہ کرے گا اس نازک عیاری سے
 عشاق نہ طافی کو قتل کیا اور کس عمدہ عیاری سے الوان سے زبردست حاصل کیا انکی مثل عبارات میں
 خواجہ اول کے ہیں یہاں تو بہ گفتگو ہو رہی تھی وہ ہر کار سے جو روانہ ہوئے تھے نصف راہ چکر کے
 پہنچے تھے کہ دیکھا خواجہ ثالث مع کل سرداروں کے کہ وہ دریا سے بحر میں قید تھے ساحر وغیرہ
 طرف لشکر کے اُن سے باتیں کرتے ہوئے چلے آئے ہیں جتنے ہوئے یہ حال دیکھ کر وہ ہر کار سے اُن
 پانچوں چلے اور بارگاہ میں آکر صاحبقران سے خواجہ کی اور سرداروں کے آنے کی خبر دی بادشاہ
 اور صاحبقران یہ حال سنے بہت خوش ہوئے مثل گل شلفہ ہوئے کہ اتنے عرصہ میں خواجہ مع
 سرداروں کے داخل لشکر ہوئے ہر طرف غلج گیا کہ خواجہ سرداروں کو ہار کر کے لائے ہیں ہر ایک
 ملازم و خادم و دربارے اپنے آقا کو دیکھ کر خوش ہوئے خواجہ کو دعائیں دینے لگے جو کہ لشکر سے تھے
 سوار و پیدل اور جو ساحر و سوار اور پیدل تھے وہ تو لشکر میں پہنچ کر اپنے اپنے مقام کی طرف خواجہ
 سے اجازت لے کر چلے گئے نیز کہ انکا کام بارگاہ میں کیا تھا نصف لشکر سے زیادہ اُس نے اسیر کر لیا تھا
 بس ملازم اپنے اپنے آقا کو دیکھ کر خوش ہوئے راوی نے بیان کیا ہے کہ اُن سرداروں کے بھی ملازم اپنے
 آقا کو دیکھنے آئے تھے کہ جنگ و عطار و آسمان سپہ نے اسیر کیا تھا اُن سب نے اپنے آقاؤں کو جب خبر
 پایا خواجہ سے عرض کیا کہ ہمارے آقا کہاں ہیں کیا آپ نے انکو رہا نہیں کیا انکو اسیر رہنے دیا خواجہ
 جواب دیا کہ کون انھوں نے نام بتائے خواجہ نے جواب دیا کہ وہ تو پہلے رہا ہو گئے تھے انکو تو برق
 تالی نے عیاری کر کے رہا کیا تھا کیا وہ ابھی نہیں آئے انھوں نے عرض کیا کہ جی نہیں وہ ابھی کہاں
 تشریف لائے خواجہ نے جواب دیا کہ آئے ہوں گے تم پریشان نہ ہو وہ رہا ہو چکے ہیں یہ جواب
 پا کر وہ اپنے مقام کی طرف چلے گئے جو سردار رہا ہو کر خواجہ کے ہمراہ آئے تھے اُن کے ملازم
 خواجہ کو از حد دعا میں دینے لگے اور جا کر اُن کے ناموس کو اس حال سے آگاہ کیا وہ لوگ بھی
 بہت خوش ہوئے اور خواجہ سب سرداروں کو لے کر داخل بارگاہ ہوئے اُن ساحروں اور سرداروں
 نے پُراور جا کر کمزین کھولیں جو کہ لائق بارگاہ میں جانے کے نہ تھے بس یہاں جب خواجہ داخل
 بارگاہ ہوئے اور صحن بارگاہ میں پہنچے صاحبقران و بادشاہ و سرداروں نے دیکھا کہ خواجہ
 کیسے خوش خوش چلے آئے ہیں صاحبقران نے سرداروں سے فرمایا کہ خواجہ کا استقبال کرو سرداروں
 نے ناصن بارگاہ خواجہ کا استقبال کیا یہاں تک کہ خواجہ بارگاہ پہنچے صاحبقران و بادشاہ
 کو بجا کیا صاحبقران نے خوش ہو کر خواجہ کو اپنے قریب طلب فرمایا خواجہ صاحبقران کے
 قریب جا کر بیٹھے پھر تو سب سردار بجا کر کے اپنے مرتبہ سے بیٹھنے لگے ساحر و سرداروں کی صف میں غیر ساحر
 غیر سرداروں کی طرف جب سب بیٹھ چکے اُس وقت صاحبقران نے نگاہ اٹھا کر سب کی طرف دیکھا کل

سردار اپنے غیر ساحر ہائے اُن مین سے کوئی کم نہ تھا جب ساحرون کی طرف دیکھا اُن مین دیکھا کہ آفاق
 شکہ اور اشکی زوجہ وغیرہ الان دسہراب و مریخ آفتاب علم وغیرہ کوئی مین سردار دن کو نہ
 یہ پایا عیارون کے صفت کی طرف جو دیکھا تو چالاک ثنائی و برق ثنائی و قرآن ثالث وغیرہ کو
 نہ پایا یہ ملاحظہ فرما کر خواجہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ای خواجہ یہ کیا کم غیر ساحر بقدر سردار
 اسیر سحر ہوئے تھے وہ تو سب موجود ہیں اور جو ساحر سردار اسیر ہوئے تھے اُن مین چند سردار
 نہیں ہیں کہ عیار بن اسکا کیا سبب ہے یہ امر میرے قیاس مین نہیں آتا ہے خواجہ نے جواب دیا
 کہ ای صا جقران اسکا یہ سبب یہ ہے کہ یہ جو سردار میرے ہمراہ آئے ہیں یہ سب دریا سے سحر مین
 قید تھے اور کل لشکر ساحر و غیر ساحر اور جن سردار دن کو آب فرماتے ہیں وہ دریا مین قید نہ تھے
 بلکہ عطار و جادو کے سحر مین مبتلا تھے اُنکو برق ثنائی نے غباری کرتے کل شب کو رہا کیا تھا اور
 وہ سب کے سب لشکر کو تباہ کر کے اور لشکر انوار کو غارت کر کے سب لشکر کو جلا کر چلے آئے تھے
 مین تو جانتا تھا کہ لشکر مین پہنچ گئے ہوں گے مگر یہاں آئے سے معلوم ہوا کہ وہ ابھی تک نہیں آئے
 ہیں یقین ہے کہ آتے ہوں اور جن عیار دن کو آب نے ارشاد فرمایا وہ بھی آتے ہوں گے یہ سماعت
 فرما کے صا جقران نے فرمایا کہ کیا وہ سردار دریا مین قید نہ تھے خواجہ نے جواب مین عرض کیا کہ
 جی نہیں نہ مین نے اُنکو رہا کیا بلکہ اُنکو مہتر برق ثنائی نے رہا کیا ہے وہ کل ہی رہا ہو گئے تھے نہ
 معلوم انیر کیا آفت آئی جو ابھی تک نہیں آئے ہیں صا جقران نے فرمایا کہ خواجہ تم سب واقعہ
 بیان کر دو کہ تم نے ان سب کو کیوں نہ رہا کیا اور برق ثنائی نے کیوں نہ رہا کیا خواجہ نے عرض کیا کہ یہ
 قصہ طو لانی ہے اور میرے حواس اس وقت درست نہیں ہیں جب حواس درست ہوں گے اُس
 وقت عرض کروں گا دوسرے جب سردار اور عیار ہوں گے تاکہ آپ پر اور سب پر یہ ثابت ہو کہ
 کس نے کام اچھا کیا اور یہ مین کیا جانوں کہ برق نے کیوں نہ رہا کیا کیا مین کوئی برق کے ہمراہ تھا
 خلاصہ اسکا یہ ہے کہ میری جان ایک نہ ایک دن ضرور جائے گی اور نقصان تو میرے مقدر مین
 ہے کل سے آج تک دس ہزار کا نقصان ہو علاوہ اُس کے جو کچھ کہ عیار ہی مین صرف ہوا مین ایسی
 ملازمت اور عیاری سے باز آیا جو کچھ روپیہ میرا صرف ہوا ہے وہ آپ سے لے لوں تو خانہ کعبہ کو جلا جاوے
 کیونکہ یہاں سب میرے جان کے دشمن ہیں مین آپ کے ہمراہ رہ کر اپنی جان نہ دوں گا اگر مر جاؤں گا
 تو محکو آپ سے یہ بھی امید نہیں ہے کہ آپ میرے اہل و عیال کی پرورش کریں اور اُنکا کچھ مقرر کریں یہ
 ہو گا کہ وہ بیچارے فاقہ کشی کر کے مر جائیں گے یا بھیک مانگیں گے اسی حالت مین لازم ہے کہ ہر ایک
 کو اپنے اور اپنے اہل و عیال کی فکر کرنی چاہیے کیونکہ جب مین سرفروشی و جان شاری کرتا ہوں اور
 ہزار دن روپیہ کا کام کرتا ہوں جو کسی سے نہیں ہوتا ہے اُس وقت آپ سے تین روپیہ نہیں بھر کے بعد
 ملتے ہیں اُن مین سے بھی اگر کوئی مانعہ ہو جاتی ہے تو کاٹ لے جاتی ہے پس جب مین نہ ہوں گا تو کون
 سرفروشی کرے گا کہ آپ تین روپیہ دن اُن بیچاروں مین کوئی ایسا نہیں ہے اگر وہ خواہش بھی کرے
 تو یہ حکم ہو گا کہ جو منصب تمہارے باپ کا تھا اتر تم اسکو بجالاؤ تو تمہاری پرورش کی جائے اگر تم
 اُس منصب کو نہ بجالاؤ گے تو اللہ خبر صلاح ایسی حالت مین یہاں سے کچھ نہ ملے گا اپنی بسا اوقات
 کے لیے کوئی صورت کرو ہمارے یہاں بدوین خدمت کیے ہوئے کچھ نہ ملے گا پس جب کہ محکومہ طالع معلوم
 ہے تو کیوں مین اپنی جان دون یا خدا بخو استہ میرے ماتر پانوں بیچارہ ہو جائیں تو بھی یہی حالت ہو گی کہ

آپ ایک جہ نہ دیکھے بس اب میں خانہ کعبہ جلا جاؤنگا ایسی نوکری سے باز آیا انسان کو اپنی اور اپنے
 اہل و عیال کی فکر ضرور ہو گی وہاں جا کر عبادت خدا کرونگا وہ کویم اپنی عنایت سے مجھ کو اور میرے اہل و
 عیال کو رزق دے گا کیونکہ اس نے رزق کا اقرار کیا ہے وہ رزاق مطلق ہے دیدہ و دانستہ تو جان نہیں
 دیتی جاتی جو آپ کے ہمراہ سوا سے جان دینے اور مرنے کے کوئی کام نہیں ہے جو جان دے اور اپنے سر کو
 پھینکی پرے ہونے پھرے اس کو آپ سے فائدہ ہو وہی قلیل بس اپنی جان کی فکر ہر ایک کو لازم ہے
 بقول شخصے کہ آپ زندہ جان زندہ آپ مردم جہان مردم دوسرے سے یہ امر اگر ہم نہ ہوتے
 اور آپ نے رویہ دیا ہی تو ہم کو کیا ہم نے تو کوئی لطف نہ پایا ایسے ہم تین رویہ سے باز آئے جو اپنی
 جان کے خواہاں ہوں ہر جب مثل بیٹ پڑے وہ سونا کہ جس سے تو میں کا چند امانتہ توکل جو رویہ
 صرف کیا ہے وہ لیکر چلا جائے گا جو نقصان مقدر میں تھا وہ ہوا ابھی کل ہی کا ذکر ہے کہ اگر میری چالاک کام
 نہ دیتی تو میرا کام تمام تھا الوان میرے خون کی سیاسی بھی محکو قتل کرتی میرے گوشت کو زائغ و زغن
 کھا جائے کوئی اتنا بھی نہ تھا کہ لاش کو تلاش کرتے دفن کرتا اور غسل دیتا اور قبر پر دو پھول چڑھاتا
 یا ایک آنچور ہے اور دو روٹیوں پر فاتحہ دلانا کیونکہ میرے اہل و عیال اس قابل نہیں ہیں اول تو
 بسبب نہ ہونے چار میسون کے دوسرے بے دست و پا ہیں آپ سے یہ امید نہ تھی کہ گوشتش فرمائے
 اور ان سب امروں کو کرتے جب کوئی آکر خبر دیتا اس وقت شاید منٹ بھر کے لیے افسوس کرتے
 جو کوئی کہتا بھی تو یہ جواب دیتے کہ انھوں نے چار میسون کے لالچ میں اپنی جان دی سوائے اس
 امر کے دوسری بات نہ ہوتی ہم آپ سب کے لیے جان دیتے اسکا انعام ہم کو یہ ملنا چونکہ میری زندگی بھی
 جو اسکے نیچے ہے کیا خیر مال برہی جو زندہ ہوں تو پیدا کر کے جن کا مال اس عیاری میں گر گیا ہے
 اور کروں گا اس وقت انکو شک لکھ دوں گا مگر اب میں کبھی عیاری نہ کروں گا کیا فائدہ ہو گا
 اگر تعریف ہوئی بھی تو اس تعریف سے کوئی بیٹ نہیں بھڑا ہے میں تعریف کو اور حوں با بھادوں با
 لیٹوں کیا کروں بس میری جان اسی امر سے بچے گی کہ میں خانہ کعبہ جلا جاؤں اور وہاں جا کر اپنے
 طاق کی عبادت کروں یہ جو تقریر خواجہ نے کی صاحب قرآن نے جواب دیا کہ اے خواجہ تم بد دماغ
 نہ ہو جو پھر تمہارا نقصان ہو رہا ہے وہ بھی ہم دیکھتے اور جو رویہ تم نے صرف کیا ہے وہ بھی تم کو تم تو مثل
 خواجہ اول اور خواجہ ثانی کے ہم سب کے جان بخش ہو اور ہمارے محسن ہو ہم تمہارے احسان
 سے کسی وقت میں سبک دوش نہ ہوں گے یہ کیا تم نے کہا کہ ہم خانہ کعبہ کو جائیں گے تمہارے
 سبب سے ہمارے لشکر کی رونق ہے جو مشکل کام ہوتا ہے وہ تمہارے سبب سے آسان ہوتا ہے اور
 ساحروں کے قاتل تم ہی ہو اس وقت بھی تمہاری ہی وجہ سے میں نے اور میرے کل سرداروں نے
 الوان کے سہ سے شحات پائی ورنہ وہ سب کو قتل کرتی جان بری مشکل تھی یہ ہی تقریر ہر ایک سردار
 نے کی اس تقریر سے خواجہ خوش ہوئے خواجہ کے خوش ہونے کا زیادہ سبب یہ تھا کہ صاحب قرآن
 نے فرمایا تھا کہ میں سب رویہ دے دوں گا یہاں تو یہ تقریر ہو رہی ہے ابھی خواجہ نے عیاری کا
 حال نہیں بیان کیا ہے سب شخصے ہوئے خواجہ کی طرف کر رہے ہیں انکو تو یہاں مقام بارگاہ میں خواجہ
 کی تعریف میں مصروف رکھا جاتا ہے اور حال قرآن شاکت کا تحریر ہوتا ہے کہ جب خواجہ الوان کو
 لے کر بارہ درہی سے باہر آئے تھے اور اسکو لے کر طن دریا کے چلے تھے اسوقت قرآن شاکت
 بھی اس مقام سے عقب میں خواجہ کے چلے تھے کیونکہ جب خواجہ نے سب عیاروں کو زبیل سے

زبیل سے نکال کر چھوڑ دیا تھا اور کہا تھا کہ اب تم جاؤ میں بھی آتا ہوں ہر ایک عیار تو دمان سے نکل کر طرف لشکر کے
 چلا تھا قرآن اسی مقام پر رہے اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی اور بلا خواجہ پر آئے پس جب خواجہ
 قریب دریا پہنچے تھے اور دریا مٹا تھا خواجہ سب کو لے کر لشکر کی طرف چلے گئے خواجہ تو داخل بارگاہ
 ہوئے تھے اور تقریر کر رہے تھے قرآن بھی بعد دور ہونے دریا سے سحر کے طرف لشکر کے چلے اور داخل لشکر ہوئے
 اہل لشکر نے قرآن کو دیکھ کر خور کیا کہ ہر قرآن ثالث تشریف لائے ہر قرآن ثالث ہر ایک سے
 ملتے ہوئے صاحب سلامت کرتے ہوئے قرآن جیسی کرتے ہوئے داخل بارگاہ ہوئے یہاں مارگاہ میں
 سب کو دیکھا دل میں بہت خوش ہوئے خضر خدا کیا اور کہا کہ خدا نے پھر مجھ کو یہ دربار دکھایا یہ خیال کرتے
 مجرا گاہ پر آکر مجرا کیا بادشاہ و صاحب قرآن کو اور اپنے مقام پر آکر کھڑے ہوئے دیکھا کہ خواجہ قریب
 صاحب قرآن بیٹھے ہوئے ہیں ادھر صاحب قرآن نے خواجہ سے فرمایا کہ قرآن ثالث بھی آئے
 خواجہ نے پلٹ کر قرآن سے کہا کہ ای قرآن ثالث تم کہاں رہ گئے تھے اور سب عیار کہاں ہیں تم تو
 ہم سے پہلے چلے گئے تھے قرآن نے جواب دیا کہ جب آپ نے ہم سب کو زبیل سے نکال کر ہوشیار کیا اور کہا
 کہ تم لوگ جاؤ ہم بھی آگے ہیں بس سب تو اپنی اپنی طرف روانہ ہوئے میں نے خیال کیا کہ تم ابھی یہاں
 سے نہ جاؤ کیونکہ یہ مقام ساحرون کا ہے شاید کوئی ساحر اور ہو اور استاد کسی بلاتین بتلا ہو جائیں تو کوئی
 تو ہو کہ جو استاد کی خبر لے اس خیال سے میں ٹھہر گیا تھا ان سب کا حال مجھ کو نہیں معلوم کہ کدھر گئے بس جب
 آپ اس ساحرہ کو لے کر بارہ درمی سے واپس آگئے اور سخت پرسوار ہو کر روانہ ہوئے تو میں بھی تھوڑی
 دور عقب میں آپ کے آجانب محنت غائب ہو گیا میں دمان سے لشکر کی طرف چل کر یہاں پر دریا تھا وہاں
 آکر آپ کو دیکھا کہ آپ نے اس ساحرہ سے دریا مٹوا دیا ہے جب دریا مٹ گیا میں لشکر کی طرف چلا یہاں
 آکر ہوشیار ہو کر وہ واقعہ ہر خواجہ نے صاحب قرآن کی طرف مخاطب ہو کر عرض کیا کہ قرآن ثالث
 نے بھی بڑا کام کیا ہے بہت بڑی عیاری کی ہے میں کیا سان کروں کہ جو عیاری کی ہے یہ عیاری تو میرے
 بھی گمان میں نہ تھی صاحب قرآن نے فرمایا کہ کیوں نہ ہو کس کے فرزند ہیں اور کس کے ہم نام ہیں جو کہ
 جان بخش عمر کہلاتے تھے ان کے بھی عیاری بڑی غضب کی ہوتی تھی صاحب قرآن نے بہت تعریف کی
 قرآن ثالث نے سر جھکا کر کہا کہ یہ سب آپ کا اقبال ہے اور استاد کا فیض صحبت ہے ورنہ میں کس
 لائق ہوں یہاں تو خواجہ و صاحب قرآن قرآن ثالث کی تعریف کر رہے ہیں اب راوی اور
 عیاروں کا حال تحریر کرتا ہوں کہ جب ان کو خواجہ نے ہوشیار کر کے رکھا تھا بارہ درمی سے نکل کر سید
 لشکر کی طرف چلے گئے مگر جب قریب دریا پہنچے دریا کو چاکل یا بالاکھ لاکھ تدریر کی اس بار نہ جاسکے آخر
 ناچار ہو کر صحرا کی طرف چلے گئے اور فکر کرنے لگے کہ کیونکر لشکر میں جاؤں دور تک اس خیال سے چلے گئے
 کہ شاید کہیں سے راہ ملے مگر جب نہ پا لی تو عاجز ہو کر ایک مقام پر بیٹھ رہے تھے اور باہم کہتے تھے کہ
 کیونکر اس بار جاؤں اور جا کر لشکر کا حال دیکھوں یہ لوگ اسی فکر میں مبتلا رہے جب وہ دن قرب ختم
 ہوا پھر سب اپنے مقام پر آئے اور صلاح کی کہ جلو دیکھیں اس وقت کوئی تدبیر پار جائے کی ہو یہ
 خیال کرتے ہوئے اور باہم تقریر کرتے ہوئے اس مقام پر پہنچے تو دریا کا نام و نشان نہ پایا ہر ایک
 سجدہ شکر بجالایا دمان سے پاسے خاطر ہی مازنا ہوا ہر ایک لشکر میں آیا یہاں آکر لشکر میں چل پھل پائی
 سب اہل لشکر ان عیاروں کو دیکھ کر خوش ہوئے سب سے ملتے ہوئے بارگاہ میں آئے راوی نے
 بیان کیا ہے کہ اگرچہ سب سب ہر ایک جھکا ہوا تھا مگر بسبب خوشی کے کسی کو اپنی تکلیف کا خیال نہ

تھاسب بیٹھے ہوئے تھے کہ عیار آکر حاضر ہوئے قواعد شاہی سجالات خواجہ کو سلام کیا اپنے اپنے مقام پر
کھڑے ہوئے گو دربار کا طریقہ نہیں ہی مگر سب اپنے اپنے مرتبہ سے بیٹھے ہوئے ہیں کہ خواجہ نے اُن
عیاروں سے کہا کہ تم کہاں رہ گئے تھے برقی ثانی نے بڑھ کر یوں عرض کیا کہ ہم جب کہ آپ سے
رخصت ہو کر ہو جب آپ کے حکم کے لشکر کی طرف چلے جب قریب لشکر پہنچے دریا کو کہ وہ حائل تھا لاکھ
لاکھ تدبیر کی مگر نہ آسکے آخر عاجز ہو کر واپس گئے جہاں اس خیال سے گئے کہ اُس پار جا میں دریا کو حائل
پایا ایک صحرا میں جا کر بیٹھ گئے اس وقت وہاں سے بحر چلے کہ شاید کوئی تدبیر نہ آئے کہ ہم اُس جگہ پہنچ
جاؤں جب اُس جگہ پہنچے دریا کا نشان نہ پایا لشکر میں آئے حاضر خدمت شریف ہوئے خواجہ نے
فرمایا کہ برقی ثانی وہ سردار کہاں ہیں کہ جن کو تم نے عیاری کر کے رہا کیا تھا وہ تو کل ہی شب کو
رہا ہوئے تھے کیا سب ہی جو بھی ملک لشکر میں نہیں آئے برقی نے عرض کیا کہ مجھ کو کیا خبر جب میں
نے اُن ساحروں کو قتل کیا جو کہ کہاں تھے اور وہ سب رہا ہوئے اُنھوں نے رہا ہوتے ہی لشکر کو
ایوان کے غارت کرنا شروع کیا تمام لشکر میں آگ لگا دی ایک ملازم بریا ہو گیا میں یہ صدا دے کر
وہاں سے اپنی جان بچا کر بھاگا وہ سرداروں سے کہا اب تم بھی اپنی اپنی جان اس بلا سے بچاؤ پھر مجھ کو
نہیں معلوم کہ وہ لوگ کب فرار ہوئے سب اہل دربار یہ حال سن کر خیال کر گئے کہ وہ لوگ بھی آئے ہوں گے
صاحبقران نے برقی ثانی سے فرمایا کہ اے برقی ثانی تم اپنی عیاری کی حالت بیان کرو برقی نے عرض
کیا کہ میری عیاری کا لطف آپ کو اُس وقت حاصل ہو گا کہ جب وہ سردار آئیں گے خواجہ نے
صاحبقران سے عرض کیا کہ یا صاحبقران برقی نے بھی آج بلا کی عیاری کی ہے صاحبقران نے
برقی کی بھی بہت تعریف فرمائی اب راوی اُن سرداروں کا حال تحریر کرتا ہے جو کہ اُس معرکہ سے
سب لشکر ایوان کو قتل کر کے اور ضیوں دبار گاہوں میں آگ لگا کر فرار کر گئے تھے اپنی جان بچا کر اس
امر کا خیال رہے کہ وہ لوگ خوف کفار سے نہیں بھاگے تھے بلکہ اُس دشت سے اس سبب سے بھاگے تھے
کہ خود اُن کے سر سے تمام دشت آگ سے بھرا ہوا تھا دوسرے ساحر جو قتل ہو رہے تھے اُن کے مرنے
کے سبب سے تاریکی ہو گئی تھی برقیاری ہو رہی تھی آگ برس رہی تھی اور حرمہ جل رہے تھے میر غل
کر رہے تھے بدن سبب یہ لوگ اُس مقام سے چلے کہ اب یہاں کیا ہے اپنے لشکر کو چلین ایک ایک اپنا
حریر کر کے اُسی تاریکی میں روانہ ہوا چونکہ سب تھی اور ساحروں کے مرنے سے تاریکی بھی ہو گئی تھی نہ
سب کے سب راہ فراموش کر کے دوسری طرف نکل گئے اگر راہ فراموش کرتے تو ضرور یہ سب
سردار ان سب کے قتل ہو جتے انکا دریا سے سحر کیا کرتا یہ تخت پر سواری ہو کر دریا کے اُس پار چلے جاتے
اُن میں ہر ساحر اپنے وقت کا سامری و جہشید تھا سب ساحران زبردست تھے راوی نے
بیان کیا ہے کہ جب یہ سب راہ فراموش کر گئے چونکہ ایک مرتبہ حملہ کر کے نکلے تھے ایک دوسرے سے
جدانہ ہوا تھا سب ایک ہی مقام پر کھڑے ہوئے سحر کر رہے تھے دوسرے یہ امر باہم اُس حالت میں
ٹوکر لیا تھا کہ اگر کوئی دوسری طرف مقابلہ کرنے جائے اور لشکر کو تباہ کرے تو وہ جو شمال کی طرف دشت
صندل جو اُس کے سایہ میں آکر کھڑا ہو چکا سب اُسی مقام پر آئینگے اور ایک مرتبہ حملہ اُسی مقام پر سے
کر کے خدمت میں بادشاہ کے سب مل کر چلین گئے چنانچہ ایسا ہی کیا تھا کہ جو سردار اور طرف لشکر کے
تباہ کرنے کو گئے تھے اپنے کوئی مشرق کی طرف کوئی مغرب کی طرف تو کوئی جنوب کی طرف کوئی شمال کو
وہ سب اُسی رخت کے نیچے آکر کھڑے ہوئے تھے ان سرداروں نے چاروں طرف سے کبیر کر اُس لشکر

کو تباہ کیا تھا کفار کو نکلنے کی راہ نہ دی تھی کفار کو سوا سے راہ عدم کی دوسری راہ نہ ملی تھی چنانچہ سوا سے
 اُن سرداروں کے کہ جو ایوان کے ہمراہ تھے وہ نوزندہ بچے تھے اور سب داخل جہنم ہوتے تھے بس
 یہ سب کے سب اُس وقت کے بچے حملہ آور ہوئے تھے اور ایک حملہ کر کے نکل گئے یہ حال سب جلد دوم
 میں تحریر ہو چکا ہے اب اُنکا آنا لشکر اسلام میں تحریر ہونا ہی اور یہ امر کہ وہ اُس شب تاریک میں کہہ
 گئے اور اُنکو اتنا حصہ کیوں ہوا اور اسی نے بیان کیا ہے کہ وہ لوگ جو چلے تو لشکر کی طرف تو نہ چلے
 اور ایک طرف کو چلے بڑی دوزخ پیدا ہو گئی اُنکو لشکر کا کہن نشان نہ ملا اُس وقت آفاق
 نے سہرا اب سے کہا کہ اے سہرا اب ہم کو بڑی دیر ہوئی اُس مقام سے چلے ہوے اور لشکر اسلام
 کوئی ایسے فاصلہ نہ تھا کہ اتنا حصہ ہوا ابھی تک لشکر کا نشان تک نہیں معلوم ہوا ہے کیا ہم راہ
 جلد ہی میں فراموش کر گئے خیال کر کے تو دیکھو کہ کس قدر یہ صحرا ویران اور سنسان ہے سہرا اب نے
 کہا کہ اے آفاق شاہ میں خود بڑی دیر سے اسی فکر میں ہوں میں خود اس امر کو ہم سب سے کہا چاہتا تھا
 کہ یہ کیا امر ہے کہ تم نے کہا ذرا ٹھہر کر اور مشعل سحر روشن کر کے راہ کو تو دیکھو کہ ہم کس طرف چلے آئے ہیں
 کہ مروج آفتاب علم نے کہا کہ یہ امر تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ ہم راہ فراموش کر گئے آئے ہیں خراب
 رات تو اسی مقام پر رہ کر دیکھو کہ تھوڑی سی رات باقی ہے صبح کو یہاں سے طرف لشکر کے چلین گئے اگر
 اس وقت چلتے ہیں تو یہ خیال ہے کہ ہم راہ فراموش کر جائیں اور کسی طرف نکل جائیں دوسرے ہتھ
 راہ جو چلے ہیں تو تھک بھی گئے ہیں تھوڑی دیر یہاں قیام کر لو تا کہ ٹھکان بھی بڑھ جاتا ہے صبح بھی ہو چلے
 یہ جو مروج تھے کہا کو کبہ وغیرہ نے یہ راہ پسند کی پس اسی صحرا میں اُن سب نے سحر سے ایک خیمہ
 برپا کیا اور مشعل سحر روشن کیں اُس خیمہ میں سب مقیم ہوئے ہر ایک نے اپنی راحت کے لیے
 اسباب مہیا کیا یہاں تک کہ اُن سرداروں نے وہ رات اسی صحرا میں بسر کی جب صبح ہوئی مسافر شب
 طرف سر سے مغرب کے چلا گیا آمد قافلہ سالار روز کی منزل مشرق سے شروع ہوئی صبح ہو گئی اور
 آفتاب نکل آیا ہر ایک نے امور ضروری سے فراغت کی جب سب فراغت کر چکے اب جو آفاق شاہ
 نے دیکھا تو خیال کیا کہ میں تو اپنے ملک کے قریب آ گیا ہوں یہ خیال کر کے اتنی زوجہ سے کہا کہ اب تو
 ہم اپنے ملک کے قریب آ گئے ہیں جس دن یہاں سے لشکر لے کر گئے ہیں اُس دن سے یہاں کا
 کچھ حال نہیں معلوم ہے لہذا ذرا شہر میں چل کر شہر کی حالت کو دریافت کریں سب اہل شہر کو اپنے
 مطیع اسلام ہونے سے آگاہ کریں جو کہ ہمارے دین کی شراکت قبول کرے اسکو رہنے دین و رتہ
 سب کو شہر کے نکال دین مساحد کی بنا ڈالیں اور یہ دریافت کریں کہ کوئی سردار تو سمندر کی طرف
 سے اس شہر پر قبضہ کرنے نہیں آیا تھا کیونکہ مجھ کو یقین ہے کہ شہر اُلق نے ضرور سمندر کو اس امر کی راہ سے
 دی ہوگی کہ کسی سردار کو راہ غارت خیر آفاق قبہ روانہ نہ فرمائیے تاکہ وہ شہر آفاق قبہ کو غارت کر کے تمام
 مال و اسباب پر آفاق کے قبضہ کرے چنانچہ مشورہ جب تک شہر سے آئی تھی اُس وقت تک
 تو کوئی نہیں آیا تھا شاید اس عرصہ میں کوئی آیا ہو تو معلوم ہو جائے گا دوسرے اس امر کا خیال ہے کہ
 جب سب رعایا اپنے اپنے مذہب اصلی پر اور میرے عزیز بھی اور ذریعہ بھی جب سردار آئے گا تو وہ
 کے گا کہ آفاق زندہ ہو گیا اُس نے اپنا مذہب ترک کیا تو قدر سب کو خیال ہو گا اسکی شرکت کریں
 شہر پر قبضہ دے دیں پس جب میں جا کر سب کو اپنا شریک کر لوں گا اور اپنا بڑا ہر کرد و نگاہ سمندر نے
 میرے ساتھ بدعنوانی کی اس سبب سے میں اہل اسلام کا شریک ہوا جسکو میری شرکت منظور ہو وہ میرے

شہر میں رہے ورنہ چلا جائے اپنے عزیزوں اور بھائیوں کو مسلمان کر دینے وزیر کو مسلمان کر دینا اگر
یہ لوگ بھی مسلمان ہوں تو غیر ورنہ قتل کر دین اور کسی لائق کو بیان کا بادشاہ کر دین اسکو ہر ایک امر
کی تعمیل کر دین تاکہ جب کوئی سردار سمندر کی طرف سے آئے وہ اس سے مقابلہ کرے اور مجھ کو اس
حال سے آگاہ کرے تاکہ میں آکر اسکی کمک کر دین اور اپنے شہر کو شہر اعدا سے بچاؤں اگر ایسا نہ کر دینگا
تو مفت میں شہر ہاتھ سے نکل جائے گا چونکہ اب قریب آگئے ہیں اس کام سے فرصت کر لیں گو میرا قصد
تھا کہ میں صاحبقران سے ملتے کر بیان آؤں اور ایسا تب کام آئے حسب درخواست کر دین مگر مقابلہ
سے ملت نہ ملی نہ ابھی ملے گی پھر اس قدر قریب آکر اور بے نیل مرام بھر جانا اچھا نہیں ہے زوجہ نے کہا
کہ یہ راسے تمہاری بہت ٹھیک ہے اور سب سے بھی کھو دیکھ وہ لوگ کیا کہتے ہیں آفاق نے یہ کلام
زوجہ سے سننے کے مرتب و سہرا اب دغا الاں دو کو کہہ دیکھ وہ قریب کی طرف متوجہ ہو کر اپنی راسے بیان کی اور کہا
کہ اب لوگ میرے ملک کی سیر بھی کر لیں تو بہتر ہوگا اور یہ کام بھی ہو جائے گا چونکہ میرا ملک بہت قریب ہے میں
آج دن بھر میں یہاں بندوبست کر کے یہاں کو بیان سے آپ سب کے ہمراہ چلوں گا میری تو یہ راسے ہی آئندہ
جو آپ سب صاحبزادوں کی راسے ہو مرتب نے جواب دیا کہ اگر آفاق شاہ ہم سب کو تمہارا فرمانا منظور ہے
مگر اس امر کا خیال ہے کہ شاید تم کو بیان عرصہ ہو جائے اور وہاں مقابلہ ہو جائے تم اس امر سے بخوبی
واقف ہو کہ یہی ساحرہ سے آج کل مقابلہ ہو رہا ہے اور وہ جلی ہوئی بہت ہوئی کیونکہ اول تو ہم سب اس کے
قید سے چھوٹ گئے ہیں دوسرے اس کے لشکر کو تباہ کر کے نکل آئے ہیں ایک بھی تو اس کے لشکر میں زندہ
نہیں رہا ہے کہیں اس عرصہ میں وہ مقابلہ نہ کر سکے تو خرابی ہو ہم بیان رہیں اور وہاں خدا نخواستہ کوئی
نوع دگر ہو جائے تو اس وقت سوائے افسوس کے اور کچھ نہ حاصل ہوگا اور زبردست جو ہوگی وہ جسد
ہوگی گو یہ امر کہ اگر ہم ہوں گے تو کیا کر لیں گے کیونکہ جو کچھ خدا کو منظور ہوگا وہی ہوگا ہم بدوین اس کے
حکم کے کچھ نہیں کر سکتے ہماری کیا اصل ہے جو ہم کچھ کر سکیں مگر ہاں خیال ہوگا کہ اگر ہم ہونے تو ایوان
سے مقابلہ کرتے شاید ہمارے ہاتھ سے قتل ہوتی نہ ہمارے ملک میں ملنے سے عرصہ کا خیال ہے یہ سننے
آفاق شاہ نے جواب دیا کہ یہ آپ نے سچا ارشاد کیا مگر مجھ کو بن پر سے زیادہ عرصہ نہ ہوگا ایک
پہر دن باقی رہے گا میں اس پر بھروسہ نہیں کرتا کہ میں کوئی نیکوئی نہ کر سکوں تو ایوان کا
خیال ہے دوسرے صاحبقران کا خون ہے کہ بدوین اجازت اپنے شہر کو جاتا ہوں میں خود
عرصہ نہ کر دینگا مجھ کو خود اس امر کا خیال ہے کہ ایسا نہ ہو کہ وہاں مقابلہ ہونے لگے تو خرابی ہو آج کے
مقابلہ سے اس سبب سے اطمینان ہے کہ ایوان آج تو ان سب کے غم میں مبتلا ہوئی خصوصاً عطا رد
کا بہت غم کیا ہوگا اور کس لشکر میں اس کے بہت سے غریب بھی ہوں گے جو قتل ہوئے ہوں گے انکا
بھی صدمہ ہوگا اور اس نے شب کو بیل خجک بھی نہیں بچوایا ہے وہ آج تو مقابلہ نہ کر سکی کل مقابلہ کر سکی
شب کو ہم بھی پوچھ جائیگے اگر بھائی مرتب ہم سب کچھ کہتے ہیں پھر دیر وقت نہ ملے گا نہ ایسا موقع ملے
آئے گا آپ لوگوں کی غیبت سے میرا ملک شہر اعدا سے بچ جائے گا اور بہت سے لوگ دائرہ اسلام میں
آئیں گے نہ معلوم اب کب رحمت ہو اور کب ادھر آتا ہو اور اس عرصہ میں ملک کا رنگ دگرگون ہو وقت
بڑی مشکل ہوگی مرتب نے کہا کہ اچھا اگر تمہاری یہی مرضی ہے تو بسم اللہ ملو مگر عجلت کا خیال رہے
آفاق شاہ نے جواب دیا کہ اس امر سے آپ اطمینان رہے بس آفاق نے یہ کہہ کر تخت سے تبار کیا
اور چند تخت سے تبار کیے ایک تخت سے پر اب سوار ہوا مع اپنی زوجہ اور اپنی زوجہ کی بھانجی کے اور تخت سے

سحر ریب ساحر سوار ہوئے تخت سحر کو آفاق نہایت ملک آفاق قیہ کے روانہ کیا ابر سحر ریب سہ فتن
 تھا بیان ملک کہ راہ طر کے داخل شہر ہوا یہاں وزیر آفاق شاہ آفاق شاہ کی طرف سے سلطنت
 کا انصرام کر رہا تھا دربار ارستہ تھا کسی طور سے دربار ارستہ ہوتا ہے جس طور سے زمانہ آفاق
 شاہ بین ہوتا تھا سب اعراد و اراکین سلطنت و امیران بہت و سرداران فوج و پہلوانان لشکر
 و ساحران نامی حاضر دربار تھے سب اپنے اپنے مقام پر کرسیوں پر اور دنگلون پر بیٹھے ہوئے تھے
 تخت پر غاشیہ بڑا ہوا تھا وزیر کرسی پر بیٹھا ہوا حکم و احکام جاری کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ وزیر نے اہل
 دربار کی طرف دیکھ کر کہا کہ ایک مرتبہ جس دن سے بادشاہ شرف لے گئے ہیں سب اہل سلطنت و
 شاہ کے تہ سے تو کوئی خبر نہ تھی نہ معلوم ہوتی کہ فرار مبارک کیسا ہے نہ معلوم سمندر یہ بین ہیں یا
 کسی صہ پر بادشاہ نے روانہ کر دیا ہے کچھ حال نہ کھلا اہل دربار نے جواب دیا کہ وہ اپنے ملک سے تو آپ
 کے سبب سے بالکل بے خون ہیں یہ خیال فرماتے ہیں جیسے بین ملک میں رہا و شے میرا وزیر اعظم
 ملک دریا دل رہے اور انکو یہ بھی خیال ہے کہ ملک دریا دل سحر میں مثل میرے ہی کوئی میرے خیر پر چرے
 وزیر یا تدبیر کی زندگی اور موجودگی میں قبضہ نہ کریں کر سکتا ہے پھر کیا ضرورت ہے کہ میں اسکی بار بار خبر
 لون جب یہاں سے فرصت پاؤں گا تو جاؤنگا وزیر نے جواب دیا کہ یہ اسکا خیال صرف غلام نوازی
 پر منحصر ہے ورنہ میں کیا انکی برادری کر سکتا ہوں بقول شخصے چہ نسبت خاک را با عالم پاک ہے وہ
 قدر دان ہیں جو ایسے خیالات میری نسبت فرماتے ہیں وزیر بین ان کے ایک اذنی غلام کی برادری
 نہیں کر سکتا ہوں وہ تو بادشاہ ہیں حاکم وقت ہیں یہ صرف انکی ذرہ پروری اور بندہ نوازی ہے
 خلاصہ یہ کہ میرا ان کے دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہے اسی بھائیو مجھ کو اب بادشاہ کی مفارقت ناگوار ہے
 ایک دم کا ہجر دشوار ہے مگر کیا کروں اس امر سے ناچار ہوں کہ وہ ملک کا انتظام میرے سپرد کر گئے
 ہیں ورنہ اگر کوئی اور کام ہوتا تو میں ترک کر کے چلا جاتا اب اگر چلا جاؤنگا تو انتظام ملک خراب ہوگا
 دوسرے معنوں میں ہوگا گو میں کیا انتظام کرتا ہوں آپ سب لوگ خبر پائی کرتے ہیں دوسرے
 بادشاہ کا اتھالی ہے اور فضل خداوند نہ طاق یعنی خداوند تصویر ہے کہ میرے ہاتھ سے یہ کام چور ہا
 اہل دربار نے کہا کہ آپ کے صاحب لیاقت ہونے میں کچھ فرق نہیں ہے آپ ایسا خیر خواہ اور نہک
 حلال اور مدبر اور منتظم اور کوئی نہ ہوگا یہاں تو یہ باتیں ہو رہی ہیں راوی نے بیان کیا ہے کہ جب
 منورہ یہاں سے گئی تھی تو وزیر وغیرہ سے خبر کر کے گئی تھی کہ میں اپنی خالہ اور خالو کے پاس جاتی ہوں راہ
 میں اس نے دریافت کیا تھا کہ خالہ امان کہاں ہیں تو اسکو معلوم ہوا تھا کہ لشکر اسلام میں ہیں لشکر
 اسلام کی شہرک ہو گئی ہیں یہ اس سبب سے آئی تھی عین وقت مقابلہ پر یہ توجہ مقرر تھی اس سبب
 سے عرض کر دیا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ منورہ کے جانے کی کیا ان لوگوں کو خبر نہ تھی اور اسکو کیونکر معلوم
 ہوا کہ میری خالہ لشکر اسلام میں ہیں ان لوگوں کو آفاق کے حال سے خبر نہیں ہے جب سے منورہ
 یہاں سے لشکر اسلام کی طرف گئی تو انکو بھی ضرور معلوم ہوگا ان لوگوں کو اس حال کی اس سبب سے
 خبر نہ تھی کہ یہ تو جانتے تھے کہ بادشاہ سمندر یہ میں ہیں انکو کیا ضرورت تھی کہ یہ دریافت کرتے کہ
 کہ بادشاہ کا کیا حال ہے یا ان منورہ نے راہ میں دریافت کیا تھا تب وہ گئی تھی راوی نے اس کا
 حال جلد دوم میں تحریر کیا ہے جس وقت وہ اپنی خالہ کے پاس پہنچی یہاں تحریر کرنے کی کوئی حاجت
 نہیں ہے قصہ مختصر وزیر نے یہ تقریر اہل دربار سے کر کے کہا کہ میں آج مکان پر جا کر حال بادشاہ کو

دریافت کرونگا اور یہ بھی دریافت کرونگا کہ وہ کہاں تشریف رکھتے ہیں آیا سمندر یہ مین ہیں یا کسی ہم
 پر گئے ہیں جب معلوم ہو جائے گا تو ایک عرضی انکی خدمت آقدس مین روانہ کروں گا اور ان کے
 مزاج کی کیفیت دریافت کرونگا سب نے جواب دیا کہ یہ اسے آپ کی بہت عمدہ ہر ہم کو بھی پسند
 اچھی بہان یہ تقریر ہو رہی تھی کہ ایک ہوا سے سرد کا جھونکا آتا اور اس سے خوشبو ایسی پیدا ہوتی کہ سب
 کے دماغ معطر ہو گئے سب نے انکو اٹھا کر طن صحن بارگاہ کے دیکھا سب کو نظر آتا کہ ایک ابر سفید
 آسمان پر چھایا ہوا ہے اور اس ابر سے موٹی برس رہے ہیں یہ سب اہل دربار دیکھ رہے تھے کہ دیکھا اُس
 ابر سے چند تخت پیدا ہوئے ان تختوں پر ساحران ذی وقار سوار ہیں کہ یہ لوگ اچھی دیکھ رہے تھے
 کہ وہ تخت صحن دربار میں آکر اترے اب جو سب نے بغور دیکھا تو سمجھا تا کہ ایک تخت تو ہمارا بادشاہ
 مع انبی زوجہ اور منورہ کے تشریف رکھتا ہے اور تختوں پر دیگر اتنا لیم کے ساحر ہیں یہ حال دیکھ کر
 سب اہل دربار ایک مرتبہ اپنے اپنے مقام پر سے اُٹھے وزیر انبی کرسی پر سے اُٹھا اور سب خوشی خوشی
 ایوان کے صحن میں آئے اور صف بستہ ہو کر مودب کھڑے ہوئے کہ وہ سب تخت زمین پر آئے
 وزیر نے آفاق شاہ اور اسکی زوجہ کو سلام کیا سب نے مجرا کیا آفاق شاہ نے سب کا سلام
 و مجرا لے کر اشارہ کیا کہ ان سب کو بھی سلام کرو سب نے بموجب اشارہ ان سب سرداروں کو جو کہ
 لشکر اسلام کے آفاق شاہ کے ہمراہ تھے سلام کیا ان سب نے بھی جواب سلام دیا مگر ہر ایک سردار
 آفاق شاہ مع وزیر کے حیران تھا کہ یہ کون لوگ ہیں جن کو بادشاہ نے ہم سے سلام کے واسطے کہا
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی مغرر ساحر و مین سے ہیں اور آفاق شاہ مع انبی زوجہ اور عرج وغیرہ
 کے تخت پر سے اتر کر طن ایوان کے علا اہل دربار سب عقب مین ملے وزیر نے بڑھ کر تخت پر سے غائب
 اٹھا یا آفاق شاہ نے عرج سے کہا کہ اچھا لی تم تخت پر بیٹھو میں تمھاری موجودگی مین کبھی تخت پر نہ بیٹھوں گا
 عرج نے کہا کہ بھائی یہ تخت تم کو تمھارا مبارک رہے مین نے خود تخت کو ترک کیا ورنہ تمھاری قربانی اور
 عنایت سے مین بھی صاحب تخت ہوں آفاق نے کہ مین اس غرض سے نہیں عرض کرتا ہوں کہ آپ
 صاحب تخت نہیں ہیں بلکہ میری یہ غرض ہے کہ جب آپ موجود ہیں تو مین کس طور سے تخت پر بیٹھوں عرج
 نے مانتہ آفاق شاہ کا بکڑا اور تخت پر بٹھایا اور کہا کہ بس باتیں ہو چکیں آفاق شاہ تخت پر
 بٹھا زوجہ اسکی کرسی پر منورہ اپنے مقام پر بیٹھی اور جو سردار لشکر اسلام تھے انکو آفاق شاہ
 نے بڑی عزت و حرمت سے بٹھایا جو اہر نگار و نگولون و کرسیوں پر اہل دربار سب اپنے اپنے فریضے سے بیٹھے
 بیٹھے ہی آفاق شاہ نے حکم دیا کہ ابھی شہر مین سنادی کر دو کہ سب اہل شہر کیا جو ان کیا میر گیا امیر
 کیا غریب ہر صاحب پیشہ و غیر صاحب پیشہ و مسافر سب در دولت پر حاضر ہوں اور میرا گل لشکر بھی موجود
 ہو اور جو بداروں سے کہا کہ تم جا کر میرے کل غریبوں کے میرے آنے کی خبر دو اور کہا کہ آپ کو اس وقت
 دربار مین یاد کیا ہے کچھ بادشاہ کو کہنا ضروری ہے یہ حکم محکم شہر کے جو بدار فوراً روانہ ہوئے وزیر نے
 سنادی کو طلب کر کے حکم بادشاہ سے آگاہ کیا سنادی اُدھر روانہ ہوا اور آفاق شاہ سے
 وزیر سے فرمایا کہ ہمارا گل لشکر حاضر ہو اور کل ملازم بھی حاضر ہوں ہم ان سب کو ایک حکم سنائیں گے اور
 شہر مین جس قدر مزدور ہوں اور بیلہ ار ان سب کو طلب کرو اور بہت جلد ان سب کا سون کو انجام دو
 یہ حکم دے کر اور یہ کہ سب اہل دربار حاضر رہیں مین محل مین ہو آؤں تو اگر دربار کروں گا یہ خبر محل مین بھی
 گئی کہ بادشاہ تشریف لائے ہیں سب خواہ مین محل اور خواہ مین وغیرہ اپنے اپنے حصہ دن پر موجود ہو گئی

تھیں یہاں سب طریقہ سے استنادہ تھیں کہ بادشاہ یہ لکھ دربار سے مع زوجہ کے محل میں آیا سب آداب
 درجہ بالا لکین بادشاہ نے بارہ درمی میں بیٹھ کر سب اہل محل کو جمع کیا اور کہا کہ میں نے تو دین اسلام
 قبول کیا اور اہل اسلام کی شرکت کی سمندر کی رفاقت و مذہب تصویر پرستی ترک کیا پس جسکو اہل
 محل سے میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے محل میں رہے ورنہ اسی وقت چلا جائے تھیں تو میرے ماتھے سے قتل
 ہوگا اور چند کلمہ وحدانیت خدائیں بیان کئے راوی نے بیان کیا کہ شب اہل محل مسلمان ہوئے اور
 سطح اسلام ہوئے کوئی عورت عورت محل سے ملازم وغیرہ ملازم عزیز و بیگانہ ہر ایک زن نے طاعت اسلام
 قبول کی بادشاہ نے خوش ہو کر سب کو انعام دیا اور کہا کہ اب تم چین سے رہو تمھارا گھر یہ حکم دے کر بادشاہ
 یعنی آفاق شاہ محل سے دربار میں آیا ادھر وزیر نے موافق حکم آفاق شاہ کے کل لشکر کو در دولت
 پر حاضر کر دیا تھا اور غرور اور سیلہ زنجی سب حاضر تھے ادھر سنا دی نے ندا کر دی تھی اہل شہر کو حکم بادشاہ
 نے آگاہ کر دیا تھا سب اہل شہر کیا غریب کیا امیر کیا بڑا ویر صا جان حرفہ و صا جان منہ و مسافر زبان تک
 شیر خوار بچہ تک زبان شہر جو کہ باہر نکلتی تھیں سب در دولت پر حاضر ہوئیں تھیں کہ قتل کر سٹین بادشاہ
 کیا حکم فرماتے ہیں ادھر جو بدارون نے عزیزان بادشاہ کو بادشاہ کے حکم سے آگاہ کیا وہ سب لوگ
 بھی حاضر ہوئے یہاں دربار میں سب اہل دربار اور وزیر حیران ہوئے کہ یہ کیا سبب ہے کہ بادشاہ نے
 یہ حکم صادر فرمایا اور یہ کون لوگ ہیں جو بادشاہ کے ہمراہ ہیں بادشاہ نے محل میں جا کر کیا حکم دیا وزیر کو
 تاب نہ رہی ماتھو جو کر عرض کیا کہ ای خداوند میری خطا معاف ہو میں ایک امیر کا رسیدوار ہوں کہ یہ
 غلام اس راز سے بہت سے آگاہ فرمایا جاوے کہ یہ کیا سازجہ اور حضور کہاں تشریف فرماتے اور یہ کون
 بر گوار ہیں جو آپ کے ہمراہ ہیں بادشاہ نے وزیر کی عرض سننے فرمایا کہ تو سب حال سے تھوڑی دیر
 میں آگاہ ہو جانے گا اور سب حال تجھ پر کھل جائے گا مان ان لوگوں سے آگاہ ہو کہ یہ جو میرے تخت کے
 برابر دنگل پر متمکن ہیں یہ شاہزادے ہیں طلسم فیروز یہ کے انکا نام مرتج آفتاب علم ہوا اور یہ
 سہراب جاوہرین سپہ سالار سمندر اور یہ کوکبہ روشن تن ہر حال کہ خبر کو کبہ کی اور غزالان
 جاوہر آفتاب جاوہر سپہ سالار سمندر کی بی بی اور یہ ظان ملک کے بادشاہ ہیں اور یہ ظان ملک
 کے پیر پیر ہمراہ میرے ملک کی سپہ دلیغے کو تشریف لائے ہیں یہ جو وزیر نے تقریر بادشاہ کی سنی
 خاموش ہو رہا اب معلوم ہوا کہ یہ سب ساحرائی زبردست ہیں اتنے میں عرض ملی نے آکر عرض کیا کہ
 خداوند سب اہل شہر و لشکر و ملازم حضور و عزیزان حضور در دولت پر جمع ہیں اس قدر مجمع ہے کہ
 کثرت مردم سے راہ نہیں ملتی ہے یک نگاہ کانگنا دشوار ہے یہ سننے آفاق شاہ تخت پر سے
 اٹھا اور سب اہل دربار کو اپنے ہمراہ لے کر مع سرداران اسلام کے بیرون دربار آیا سب اہل شہر
 نے بادشاہ کو مجرا و سلام کیا اسی طور سے لشکر کا مجرا و سلام ہوا اور عزیز و اقارب و جملہ حاضرین کا
 آفاق شاہ وزیر کو اور سرداران اسلام کو ہمراہ لے کر ایک بلندی پر آیا اور سب اہل دربار کو اسی
 مقام پر چھوڑا بلندی پر جا کر خود آفاق شاہ نے باوازی بند کہا کہ ای اہل شہر و اہل لشکر مابعد دولت
 و عزیزان مابعد دولت و ملازمان مابعد دولت پہلے تم یہ بیان کرو کہ ایک زمانہ ہوا ہیکو تم سب پر حکومت
 کرتے ہوئے میں نے کبھی تم پر کوئی ظلم تو نہیں کیا یا کسی کی زیادتی میں کی تو نہیں کی تم میں سے
 کسی پر کوئی ایسا خراج تو نہیں زیادہ کیا کہ جس کے دئے سے تم غاخر ہوئے ہو یا تم میں سے کسی کا میں نے
 جبر مان تو نہیں چھین لیا یا کسی کو میں نے بے خطا قتل تو نہیں کیا اگر کوئی ظلم یا ستم یا کسی کی زیادتی

میں کسی کی ہوتو بیان کر دے وہ شخص کیونکہ زندگی کا کسی کے اعتبار نہیں ہر عدم کا راستہ کھلا ہوا ہر برابر
چلے جاتے ہیں دنیا ناپید اکنار ہر اسکا کیا اعتبار ہر بقول سے سے دنیا سے دنی کو جو کہ فانی سمجھے + اور
قصہ عمر کو کہانی سمجھے + دریا سے حقیقت کو وہی جلتے تیرے جو مثل حیات زندگی کہانی سمجھے + مجھ کو بھی یہ خون
ہر کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں مر جاؤں اور میرے سر پر گناہ رہ جائیں تو بڑی خرابی ہو چکا میں نے
بظلم مال لیا ہو وہ کہہ دے جسکو میں نے بے خطا سزا دی ہو وہ کہہ دے جسکی زیادہ دسی نہ کی ہو وہ کہہ دے
نا کہ میں آتش سے اپنی خطا بجل کرالوں یہ جو بادشاہ نے فرمایا اسوقت سب اہل شہر اور لشکر و ملازم و
غیر سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے آج تک تو تجھ سے بادشاہ عادل منصف سچی جری رحیم نہیں دیکھا
اگر کا در زمانہ ہزار مرتبہ گردش کر کے جاے گی کہ تجھ سے بادشاہ و وزیر پیدا ہو بھی نہ ہوگا ہم تیرے اوصاف
حمیدہ کی کس زبان سے تعریف کریں ہم تیرے برابر سمندر شاہ کو بھی نہیں جانتے ہیں وہ تیرے
رو برو ظالم اور بخیل ہو اگر خداوند تصویر پھر دنیا کو خلق کریں گے تو بھی مثل تیرے کوئی بادشاہ نہ ہوگا ہم
میں سے کوئی تیرا شاہ کی نہیں ہر خداوند کریم ہم سب کے سر پر تجھ سے بادشاہ کو ہمیشہ سلامت باکرم
رکھیں تیری عہد حکومت میں ہم جن سے بے خوف و خطر اپنے اپنے مکانات میں سوئے ہیں نہ دزدی
کا خوف نہ ڈانٹے کا خطر ہر بیٹ بھر نکالتے ہیں نیند بھر سوتے ہیں تیرے جان و مال کو دعا دیتے ہیں
یہ راحت و آرام تو کسی ملک میں کسی بادشاہ کے عہد حکومت میں رعایا کو نصیب نہ ہوگا جو ہم کو
حاصل ہو ہم تیرے بند خواہوں کو اگر یا جائیں تو اس طور سے اُنکو ہلاک کریں کہ مرغان ہوا و ماہیان
دریا اُن کے حال پر رحم کھائیں اور ہم کو ترس نہ آئے ہم وہ لوگ ہیں کہ جہاں تیرا پسینہ گرے ہم وہاں
انسا خون گر دین اور جو بلا تیرے اور آئے والی ہو اُسکو اپنے سر پر لیں اگر خدا بخواتمہ کوئی عظیم
ملک پر چڑھ کر آئے تو ہم سب کے سب پہلے اپنی جانیں تیار کریں اور حق تک سے ادا ہوں کیونکہ
تو نے ہم کو اسی طور سے خوش رکھا ہے اور راحت دی ہے جب تیرے یہ تقریر کی آفاق شاہ
نے فرمایا کہ مجھ کو سب سے اس سے زیادہ امید ہے بس میں یہ تم سے کہتا ہوں کہ جو امر میں کہوں گا
اُسکو تم لوگ بخوشی خاطر قبول کر دو گے انھوں نے عرض کیا کہ جو امر حضور اپنی زبان مبارک سے فرمائے
اُسکو ہم سب ضرور قبول و منظور کریں گے تب آفاق شاہ نے کہا کہ آگاہ ہو میری عرض تم سب
کے جمع کرنے سے یہ بھی کہ میں نے تو اطاعت سمندر شاہ کی ترک کی اور مذہب تصویر پرستی بھی ترک
کیا اور دین اسلام مع اپنی روجہ اور اہل لشکر کے جو کہ میرے ہمراہ تھے اختیار کیا اور خدا پرستوں کی
شرکت اور صا جقران کی اطاعت اور غلامی اختیار کی یہ کہہ کر آفاق شاہ نے بہت کچھ تعریف
مذہب اسلام کی اور وحدت خدا کی اور صا جقران کی بھی از حد تعریف کی اور سب مذہبوں اور
خداوندوں کی مذمت بیان کی جس کے سبب سے سب اہل خضر اور اہل لشکر اور اہل دربار کے دلوں
سے رنگ کفر بڑھت ہو گیا اور مثل اکینہ کے ہر ایک کے دل صاف ہو گئے اب تقریر آفاق شاہ
نے ہر ایک کے لوح قلب سے رنگ کفر کو دھو دھوایا اُس کے بعد آفاق شاہ نے سرداران
اسلام کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ایسے ایسے لوگ صا جقران کے مطیع ہیں ان میں بہت سے
اور ملکوں کے بادشاہ ہیں اور بہت سے اسی ملک کے رہنے والے ہیں اور سمندر کے ملازم اور
خراج گزار مثل سہراب قادو وغیر الان آہو چشم و کو کہہ روشن تن کے کہ اُس کے ظلم و
ستم اور نا انصافی سے عاجز ہو کر اسکی رفاقت ترک کی اور اُس کے خون کے پیاسے ہوئے

اور بہت سے مقابلہ کیے ہر ایک مقابلہ میں یہی لوگ ہر سب سے اہل الناس آگاہ ہو کہ سمندر نے میرے ساتھ وہ حرکت کی ہے کہ کوئی اسے ایسے خیر خواہ کے ساتھ نہ کرے گا یہ کہلہ آفاق شاہ نے ابتدا سے انتہا تک جو کچھ کہہ کر گذرنا بیان کیا اور اپنا اہل اسلام کی شراکت کرنا بیان کیا اور کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ لوگ بھی دین اسلام قبول کریں اور مذہب باطل تصویر رشتی ترک کریں اور واقعہ جو کہ آفاق شاہ پر گذرنا تھا اور خواجہ نے بخاری کر کے آفاق شاہ کو رہا کیا تھا جسکا ذکر جلد دوم میں ہوا ہے آفاق شاہ نے اہل مجمع کے رد و بیان کیا یہ حالات سننے کے سبب اہل مجمع نے ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ ہم نے دین اسلام اختیار کیا اور مذہب تصویر رشتی ترک کیا ہم سب تو آپ کے ہمراہ ہیں جو آپ کی خوشی اور مرضی ہے وہ ہماری مرضی آپ نے تشنا ہو گا کہ الناس علی ذن ملوکم بس جو مذہب آپ نے اختیار کیا وہ ہم نے بھی قبول کیا کیونکہ کوئی تو بہتری آپ نے دیکھی ہوگی جو مذہب اسلام اختیار کیا اور کوئی تو خرابی مذہب تصویر رشتی میں آپ نے دیکھی ہوگی جو اسکو ترک کیا بس ہم نے آپ کے کہنے کے موافق مذہب تصویر رشتی پر غنٹ کی اور مذہب اسلام اختیار کیا اسی بادشاہ اتر سمندر کے ظلم کی خبر ہوتی کہ اُس نے آپ پر ظلم کیا تو ہم سب شہر سمندر یہ کو تباہ کرنے اور سمندر کو محل میں گھس کر قتل کرنے وہ حرافر ادہ ہمارے ہاتھ سے سچ کر کہاں جاسکتا تھا مگر کیا کریں کہ ہم کو خبر نہ ہوئی ورنہ آپ ہماری جان فری و غلامی تھا لطف ملاحظہ فرمائیے خدا خواجہ کو سلامت باکرامت رکھنے کہ جن کے سبب سے ہم نے بحر آب کی صورت زبا دلچی جب آفاق شاہ نے دیکھا کہ سب اہل مجمع میرے کہنے سے مذہب ترک کرنے پر راضی ہیں اس وقت آفاق شاہ نے پھر بکار کر کہا کہ میں کسی پر جبر نہیں کرتا ہوں نہ یہ کہتا ہوں کہ مجھ سے کہنے کو مانو مان یہ ضرور میرا سوال ہے کہ جن جن صاحب کو اپنا مذہب ترک کرنا منظور نہ ہو وہ میری عملداری سے نکل جائیں کیونکہ ایسا نہ ہو کہ اُن کے خلاف مذہب ہونے سے میری طرف سے آئیر کچھ ظلم ہو جو کہ میری بدنامی کا سبب ہو اور میں ظالم مشہور ہوں میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ میرے سبب سے کسی کو تکلیف ہو یہ جو آفاق شاہ نے کہا سب نے جواب دیا کہ ہم سب بخوشی دین اسلام اختیار کرتے ہیں آپ کے جبر سے نہیں اختیار کرتے ہیں اور ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو نہ اختیار کرے جب آفاق شاہ نے یہ جواب پایا بس جو کہ ساحر تھے اُنکو مطیع کیا اور جو کہ غیر ساحر تھے اُنکو کلمہ تعلیم کیا اس طور سے کہ جو قواعد اسلام کی کتاب میں تھیں اُنکو لکھ کر دیا کہ ہم مدرسے جاری کرتے ہیں اس میں سب جا کر قواعد اسلام کی تعلیم لیا کریں یہ حکم دے کر فرمایا کہ اب آپ سب لوگ ایسے اپنے مکان پر تشریف لے جائیں یہ حکم دینا تھا کہ وہ مجمع برہم ہو اسب آفاق شاہ کی تعریف کرتے ہوئے اپنے مکان پر آئے اور اپنے اہل و عیال کو مسلمان کیا اب شہر آفاق شاہ کی تعریف کرتے نہ تھا کہ جو مطیع اسلام صدق دل سے نہ ہو بعد مجمع برطرف ہونے کے آفاق شاہ نے بیلہ اردوں کو حکم دیا کہ جس قدرت کہہ ہوں سب منہدم کر دو اسی وقت سب بیلہ اردوں نے تمام شہر کے بتکدے ٹھوڈو اے راوی نے بیان کیا ہے کہ اس مجمع میں جس قدر لوگ آئے تھے سب کے گلے میں تصویریں تھیں جب سب مسلمان ہوئے وہ تصویریں گلے سے اتار کر پھینک دیں آفاق شاہ نے اُنکو جمع کر کے جلا دیا اُس کے بعد دربار میں آکر سب اہل دربار سے جو حال کیا ہے پر گذرنا تھا

مع خواجہ کی عیاری کے بیان کیا جو کہ جلد دوم میں تحریر ہو چکا ہے اور انیسے عزیز دن کو بلا کر بہت کچھ انگو
تسلی و تسلی دی جب لوگوں نے اپنی خوشی سے مذہب تصویر پرستی ترک کر کے مذہب اہل اسلام
اختیار کیا اب آفاق شاہ نے فرط طرب سے وزیر باتدیر کو طلب کر کے حکم دیا کہ جلد محفل خوش
و طرب آراستہ ہو یہ حکم سنتے ہی وزیر درخش مند نے محفل نشاط پریا کی اور زفا صان زہرہ جبین
و خوش گل کو طلب کیا فوراً سطر بان خوش نوا حاضر ہوئیں اور یہ اشعار عاشقانہ گانا شروع کیا

اشعار

سبز زکمت پہ عجب نور ہے اللہ اللہ اللہ
خود طبیعت بھی بہت دور ہے اللہ اللہ اللہ

چہرہ بھی شمع شب طہری اللہ اللہ اللہ
کیا عسلا حور کا نہ کور ہے اللہ اللہ اللہ

خوبصورت ہو گل باغ جوالی ہو تم
حسن میں پہلے پہلے دوست ثانی ہو تم

قد تو لوٹا سا ہے کیا بھول کا رنگ آپ کا ہے
جوک کی سیر ہے کمرے پہ ملنگ آپ کا ہے

نستہ رفتار ہے کیا قہر کا ڈھنگ آپ کا ہے
اپنی خرگان کی خبر لویہ خدنگ آپ کا ہے

تیر کو روک لو کچھ بات تو مانو صاحب
راہ ملتون کے کیلچون کو نہ چھانو صاحب

چال دہ کبک دری پاؤں پرے آ کر
سحر کوئی ہے یہ تقریب کشمیر پر

جی آئے مردہ جو تربت کو لگا دو ٹھوکر
زہر کھاتے ہیں انہیں باتون پسب جا دو

مردہ آواز سنے آپ کی زندہ ہو جائے
سکے تقریر جو زندہ تو سبھا ہو جائے

ہم سماعا حق نہ ملے گانا ملے گایا ہے
اکلی باتون پہ ذرا دھیان نہ آیا ہے

خوب ان روز دن بڑی سوجھی ہے چھایا ہے
کتے تھے دل بھی نہیں آپ سے یار آیا ہے

اچھی باتون پہ کسے لوگ برا کہتے ہیں
بڑی باتون سے بھلا کسکو بھلا کہتے ہیں

یہ اشعار جو اسنے بلجمن داؤدی گائے حاضرین دربار نہایت مظلوظ ہوئے چونکہ وقت تنگ تھا لہذا
آفاق شاہ نے حکم دیا کہ جلسہ برخواست ہو جب جلسہ برخواست ہوا تو آفاق شاہ نے اپنی سپاہ
کو انعام اور اہل دربار کو غلے قدر و قیمت و محبت کے اس کے بعد وزیر کو اپنے قریب طلب کر کے حکم دیا
کہ اب میں خدمت میں صاحب خزان کی جانا ہوں کیونکہ دیان الہوان سے اور صاحب خزان کے
مقابلہ ہو رہا ہے اور اپنی اس طرف انکی حالت بیان کی اور کہا کہ میں ٹھہر نہیں سکتا ہوں اگر مقابلہ نہ
ہوتا تو دو ایک روز قیام کرتا یا اجازت لے کر آتا تو بس اب میں میرا اپنی طرف سے جنگو حاکم کرتا ہوں
تم یہ تدبیر کرنا کہ مدرسہ بنانا ان میں دین اسلام کی تعلیم دلانا اور جہان جہان سے تنگ سے کھدے ہیں
اس اس مقام پر مسجد بنوانا دیان مواذن نوکر رکھنا اور جہان باقی ہوں انکو بھی کھدوا کر اس
مقام پر بھی مسجد بنانے اور جس طور سے تم کام کرتے تھے اسی طور سے کرنا اگر کوئی سردار سمندر
شاہ کی طرف سے لشکر لے کر آئے اس سے سفالہ کرنا اور ہم کو بھی اطلاع دینا ہم بھی بر اسے
ملک آئین کے اور بادل جب اس فہم سے صاحب خزان کو نملت ہوگی اور سمندر شاہ

قتل ہو گا اور سمندر یہ فتح ہو گی تو بین صما جعفران کو مع بادشاہ اور کل سرداروں کے یہاں
لاؤنگام سب بھی صما جعفران کی زیارت کرنا اور قدیم بوسی حاصل کرنا دریا دل کے عرض کیا
کہ جو آپ نے ارشاد فرمایا ہے یہ غلام اسی پر کار بند ہو گا آپ اطمینان رکھیں آپ کے غلامان جاننا
سمندر سے تو خوف کرتے نہیں ہیں اس کے سرداروں کی بھی یہ حقیقت ہے کہ وہ ہم سے اگر مقابلہ
کریں گے اگر خود سمندر لشکر لے کر آئے تو وہ یہاں سے زبردست نہ جانے نہ کہ اس کے سردار
آفاق شاہ نے جواب دیا کہ محکو تم سے ایسی ہی امید ہے سب باتیں آفاق شاہ نے وزیر کو
تعلیم کر کے علم دیا کہ خاصہ لاؤس بکا ول نے خاصہ حاضر کیا آفاق شاہ نے مع سرداران
اسلام کے خاصہ خوش فرمایا بعد خاصہ تبادل کرنے کے آفاق شاہ نے سرداروں سے کہا کہ
لشرف کے لیے بس اسی وقت آفاق شاہ نے سامان سفر کیا تخت سحر تیار کر کے مع سرداران
اسلام اور انہی زوجہ اور منورہ جادو کے سوار ہو کر وزیر اور سب سرداروں کو عدل و داد اور
انصاف کی تاکید کر کے تختوں پر سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اسی نے بیان کیا کہ
کہ آفاق شاہ نے سب کام دوپہر میں کیا ہے اور بعد دوپہر کے جب کہ دوپہر دن باقی تھا سب سے
رخصت ہو کر طرف لشکر اسلام کے چلا شہر آفاق قیہ سے نکل کر لشکر اسلام کا راستہ لیا تخت
سحر اڑاتا ہوا مع مریخ آفتاب علم کے چلا جاتا تھا کہ اسکو دور سے لشکر کے نشان نظر آئے
اس نے مریخ سے کہا کہ ملاحظہ فرمائیے کہ کس قدر جلدی ہم لشکر اسلام میں پہنچ گئے ہیں یہ خیال کرتا تھا
کہ میرا شہر بہت دور ہے کیونکہ رات کو کس قدر دیر تک چلے تھے یہاں تک پہنچے تھے معلوم کس
طرف سے چلے تھے وہ کون سے راہ تھی ہم تو لشکر اسلام کو جانے سے ادھر بسبب فراموش کر گئے
راہ کے چلے آئے مگر اس وقت بہت جلد پہنچے مریخ نے کہا کہ کیونکہ ثابت ہو کہ ہم لشکر میں پہنچ
گئے آفاق نے جواب دیا کہ نشان لشکر نظر آئے ہیں ملاحظہ فرمائیے مریخ نے اور دیکھا بعد مریخ کا آفاق
نے پتہ دیا تھا مریخ نے دیکھا کہ کہا کہ آفاق شاہ اس طرف لشکر اسلام فرود کش نہیں ہے نہ یہ
نشان لشکر اسلام ہیں بلکہ یہ نشان لشکر کفار ہیں ان نشانوں میں کوئی علامت اہل اسلام کی علامت
کی نہیں ہے آفاق نے کہا کہ یہ تو بین نے مان لیا کہ اب بجا ارشاد فرماتے ہیں میں بھی کوئی علامت
باتا ہوں اگر سنا چھین بھیجے کہ ہم قریب لشکر پہنچ گئے ہیں نشان گرداب وغیرہ کے لشکر کے مریخ نے جواب دیا کہ
یہ تم نے نہ آج کہا بس اب سب نے اپنے محنت اسی طرف روانہ کیے تھوڑی غرض میں قریب اس لشکر کے
پہنچے دیکھا کہ ایک لشکر قریب چالیس ہزار کے زبردست آ رہا ہے اس میں سب ساحر ہیں کالے علم
کھلے ہوئے ہیں قیہ وغیرہ برہان ایک بارگاہ وسط لشکر میں برہان بازاریں آ رہے ہیں ساحران
غدار ہر رہے ہیں یہ جو آفاق شاہ نے تخت پر سے دیکھا کہ نہ یہ لشکر اسلام ہے نہ لشکر گرداب شاہ
اور لشکر جواب جو غور کر کے دیکھا تو سمجھا کہ یہ لشکر سمندر شاہ کا ہے سمندر یہ سے کسی طرف کو
جاتا ہے بس آفاق نے مریخ وغیرہ سے کہا کہ اسی بجائی یہ خوب بردہا تو لگی ہے یہ لشکر ضرور کسی
ملک پر سمندر شاہ کی طرف سے جاتا ہے یا تو اس ملک کے بادشاہ نے سمندر شاہ سے سرکشی کی کہ
یا خراج نہیں دیا ہے یہ لشکر اسی شہر کو شاہ و غارت کرے کو جاتا ہے مریخ نے کہا کہ ہم سمندر سے ہو کر لشکر
سب ساحر دن کا ہے آفاق شاہ نے جواب دیا کہ سمندر کا طریقہ ہے کہ جب پچاسی ملک پر
لشکر روانہ کرتا ہے تو ساحر دن کا لشکر روانہ کرتا ہے میری رائے یہ ہے کہ اس بہار پر چل کر قیام کریں اور

در یافت کرن کہ یہ لشکر کہہ کر کو جاتا ہی اگر بن پڑے تو اس لشکر سے مقابلہ کرن مرتج نے کہا کہ اچھا بس
یہ سب کے سب پہاڑ پر آئے اور کوہ پر اتر کر قیام پذیر ہوئے آفاق شاہ نے ایسی جھولی سے ماش
کا آٹا نکالا اسکے دو تیلے بنائے انہیں کھاکہ وہ تیلے گویا ہوئے آفاق شاہ نے ان سے اشارہ
کیا اور کہا کہ بیان کرو یہ جو لشکر اترتا ہوا ہے کسا ہے اور کہہ کر کو جاتا ہی اسکا افسر کون ہے یہ جو اشارہ
آفاق شاہ نے کیا وہ تیلے فوراً نگاہوں سے پہنان ہو گئے ادھر آفاق شاہ نے مرتج وغیرہ
سے کہا کہ اب لوگ انسا سامان کرن اس لشکر پر ایک حملہ ضرور فرمائیے اور لشکر کو بھی مثل لشکر ایوان کے
چاروں طرف سے کھینچ کر قتل فرمائیے کیونکہ یہ لوگ بھی سب یہاں غافل ہیں انکو ہمارے آنے کی خبر نہیں ہے
ہم دفعہ جا کر نیکے تو وہ لوگ پریشان ہو جائیں گے گوہر اردون میں مگر دفعہ ہمارے جانب سے پریشان ہونے
سب کمزور ہونے ہوئے ہیں جب تک حالات ضرب و حرب سے درست ہون گئے اس وقت تک
ہم تھلکہ ڈال دیں گے چاروں طرف سے لشکر میں غلام برپا ہو جائے گا سب نے کہا کہ یہ اسے
آپ کی بہت اچھی ہے ایسی غفلت میں انہیں حملہ کرنا چاہیے بس انسا سامان درست کرنے لگے کسی
نے گولہ فولاد بھی جھولی سے نکالا کسی نے مارچ سحر درست کیا کسی نے ترج سحر کسی نے ناریل کسی نے
سکان سحر کسی نے ماش کے دانے کسی نے برقی سحر بنائی کسی نے رائی سرون کے دانے ماتھر میں لیے
آفاق و مرتج و آئینہ اندام زوجہ آفاق نے اپنے اپنے سحر کو درست کیا کہ اتنے عرصہ میں وہ
تیلے آئے انھوں نے آفاق شاہ سے یوں بیان کیا کہ اتر آفاق شاہ آگاہ ہو کہ یہ لشکر
سمندر پر سے آیا ہے اور قریب سیاحس ہزار کے ہے اس لشکر کا افسر بدست خون ریز جادو
ہے حکم سمندر شاہ طرف آفاق قیہ کے جاتا ہے کیونکہ سمندر شاہ نے بدست کو سیاحس ہزار
کی جمیعت سے برابرے تاخت و تاراج آفاق قیہ روانہ کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ جا کر آفاق قیہ کو
تاخت و تاراج کرو شہر کو منہدم کر کے اور عمارات شہر کو غارت کر کے تالاب بنادو اور اہل
شہر کو قتل کر دو ملازمین و غریزان آفاق شاہ کو اسیر کر کے میری خدمت میں حاضر کرو مال
و اسباب لوٹ لو اہل شہر سے ایک کو زندہ نہ رکھو ایسا تاراج کرو کہ یہ نہ معلوم ہو کہ یہ شہر کبھی
آیا دھابس بدست مع لشکر تھے اسی طرف جاتا ہے چونکہ برابر کئی روز سے چلا آتا تھا کسی مقام
پر قیام نہ کیا تھا تمام لشکر پریشان ہو گیا تھا بدین سبب اس نے اس پہاڑ کے نیچے قیام کیا ہے کہ
آج رحلت لے لوں اور لشکر بھی آسودہ ہو جائے تو کل بیان سے کوچ کروں چونکہ حکم قطعی
سمندر شاہ کا ہے اور یہ حکم ہے کہ بہت جلد اس کام کو انصرام دو اور حاضر خدمت ہو بدین
سبب اسکو بھی تعجب ہے یہ تقریر سننا بھی کہ ایک دو دو غلط تھا کہ آفاق شاہ کے کناخ
دماغ کو توڑ کر نکل گیا آتش غیظ و غضب کا توں سینہ میں مشتعل ہوئی بنگاہ قہر ان تیلوں کی
طرف دیکھا ایک شعلہ بیدا ہوا کہ وہ انہر گرا اور انکو جلا دیا تیلوں کو جلا کر آفاق شاہ نے
مرتج کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آپ نے سماعت فرمایا کہ ان تیلوں نے کیا بیان کیا معلوم
ہوتا ہے کہ اس سمندر شاہ کی شامت آئی ہے کہ اس نے مجھ سے عداوت پیدا کی ہے اور
بدست جادو کی بھی یہ لیاقت ہے کہ میرے شہر کو تاخت و تاراج کر سکے مان اگر خود سمندر
شاہ آتا تو اسے استاد کو بھیجتا یا کسی اپنے وزیر یا سپہ سالار کو روانہ کرتا تو شاید شہر پر قبضہ
پاتا بدست کیا قبضہ پائے گا قریب شہر بھی تو نہ جانے پائے گا اے بھائی مرتج جس قدر میں نے

سمندر شاہ کا پاس و کمانا کیا اسی قدر اس نے مجھ پر ظلم و ستم کیا دربار میں جو اس نے میرے ساتھ سلوک کیا وہ شب اب لوگوں پر ظاہر ہے اب نے تشنہ ہو گا کہ میں نے سوائے غدر کے کوئی کلمہ سخت نہیں کہا اگر خواجہ عیاری کر کے نہ بچائے تو میں قتل ہو چکا تھا گو میرا لشکر اس وقت بھی آمادہ فساد تھا جنگ و شکار کے لیے تیار تھا مگر میں نے اس وقت بھی سمندر کے ملک کا پاس کیا اور اپنے لشکر کو منع کیا کہ اس پر سمندر نے میرے ساتھ یہ سلوک کیا کہ میرے شہر کے بریادی کی فکر کی آپ بغور ملاحظہ کریں کہ جو کچھ خطا کی ہے میں نے کی ہے اہل شہر اور میرے عزیزوں و ملازموں کا کیا قصور ہے جو ان بیچاروں کے قتل و غارت کا حکم بدست کو دیا ہے اب بدست میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاتا ہے اسی بجائی مریخ کیا قدرت خداوند کریم ہے کہ اس نے کس تدبیر سے ہم سب کو اس طرف پہنچایا اور میرے خیال میں یہ امر آیا کہ میں چل کر اپنے شہر کی درستی کروں یہ اسکی شان تھی کہ اس نے یوں پہنچایا کیونکہ اس پر تو ظاہر تھا کہ یہ واقعہ پیش آنے والا ہے پس وہ سب کو یہاں لے آیا اور یہ امر میرے دل میں اپنی قدرت سے پیدا کیا ورنہ میری خرابی ہوتی تمام اہل شہر پریشان ہوتے چونکہ ابھی اگلے مقدر میں پریشانی نہ تھی اور اسکی قضا آگئی ہے اس سبب سے خدا نے یہ سبب پیدا کیا کہ میں اس طرف چلا آیا ورنہ محلو کیا ضرورت تھی کہ بدست سمندر کے حکم سے میرے لشکر اور عزیزوں اور ملازموں اور ملک کی تباہی کے لیے جاتا ہے مریخ نے جواب دیا کہ اسی آفاق شاہ وہ ایسا ہی خالق برحق اور معبود مطلق ہے کہ ہر حال میں اسے بندوں کا معین و مددگار ہے وہ بڑا رحیم و غفار ہے اس نے بندوں کی وہ خود حفاظت کرتا ہے آفاق شاہ نے کہا کہ اب ورنہ زمانے تشریف نے چلے لشکر کو تباہ نہ فرمائے بس یہ تقریر جو آفاق شاہ نے ختم کی ہر ایک سردار چلنے پر آمادہ ہوا اور کہا کہ چلے بس آفاق شاہ آگے آگے اور عقب میں سب سردار اسلام طرف لشکر بدست کے برائے مقابلہ چلے یہ تو ادھر جاتے ہیں

اب شہر حال بدست کا تحریر کیا جاتا ہے

تفصیل اس جمال کی یہ ہے کہ جب آفاق شاہ کو خواجہ ثالث کشی کی عیاری کر کے لے گئے تھے اور عیاروں نے سمندر شاہ وغیرہ کو بیوش کیا تھا اور سب کو ان کے سحر کے تلے اٹھائے گئے تھے اور ہر ایک کو ان کے مقام پر پہنچا دیا تھا چنانچہ دوسرے دن جو سمندر شاہ نے دربار کیا تھا تو شملاق وزیر سمندر شاہ نے چونکہ یہ آفاق شاہ سے کینہ رکھتا ہے کہا تھا کہ اگر بادشاہ آفاق شاہ نے وہ حرکت کی ہے کہ جو کسی نے نہ کی ہوگی اور نہک حرامی پر لگے گی ہے بس آپ کو لازم ہے کہ کسی سردار زبردست کو روانہ کر کے ملک آفاق شہر کو غارت کرے اہل شہر کو قتل کرے ملازمان و عزیزان آفاق شاہ کو قتل فرمائے مال و سبب کو غارت کرے اسے یہ امید نہ رکھیے گا کہ اس شہر کے باشندے یا ملازم یا عزیزان آفاق آپ کی اطاعت کریں گے یہ عقل سلیم کے بالکل خلاف ہے پس ان سب کا قتل کرنا اچھا ہے اور موقع بھی خوب ہے کیونکہ ابھی لشکر اسلام میں آفاق ہے اپنے شہر کو نہیں گیا ہے اگر وہ شہر میں ہو گا تو خرابی ہوگی کسی کے غارت کے سے پھر شہر غارت نہ ہو گا سوائے آپ کے کیونکہ آفاق ساحران زبردست سے ہے آپ کے دربار میں کوئی ایک ساحر نہیں ہے کہ جو آفاق سے مقابلہ کر سکے اور شہر پر قبضہ ہو یہ موقع نہایت عمدہ تھا

راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ تقریر شملاق کی سمندر کو بہت پسند آئی تھی امراقی وزیر نے بھی شملاق کے قول کی تصدیق کی تھی پس اسی وقت سمندر نے بدست کو روانہ کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ آفاقہ میں جا کر شہر کو غارت کرنا اہل شہر و عزیزان و ملازمان آفاق شاہ کو قتل کرنا اور اہل میں نہ رحم کرنا اگر شاہ بھی مانگے تو نہ دنیا تمام مال و سبب لوٹ لینا ہر ایک عمارت شہر کو منہدم کر کے بلا خوف و خطر تالاب بنادینا اور بہت جلد اس کام سے فراغت کر کے اور سب کے سرے کر آنا بدست جادو اسی وقت اپنے جنگل سے اٹھا تھا اور رہتا تھا بموجب حکم سمندر شاہ سحاس ہزار کا لشکر لے کر اور سامان سفر درست کر کے طرف آفاقہ کے روانہ ہوا تھا ناظرین کو پاؤں ہو گا کہ اس حفر نے جلد دوم میں یہ تحریر کیا ہے کہ سمندر کے چار وزیر ہیں دو دست چپ کے اور دو دست راست کے ایک وزیر برادر دہی آفاق شاہ کا جو کہ دست چپ کے وزیر ہیں ان کے نام تحریر ہو چکے ہیں مگر بیان پھر تحریر ہونے ہیں شملاق و امراقی یہ دونوں بڑے بد ذات کیسے تھے ہیں ہر ایک نے عداوت رکھتے ہیں اور یہی دونوں ہر وقت حاضر دربار رہتے ہیں جو وزیر کی برادر آفاق ہے اُس کے یہ کام سپرد ہیں کہ وہ لشکر لیے ہمیشہ دور کیا کرتا ہے سال بھر کے بعد ایک مرتبہ آتا ہے اور دوسرا وزیر جو دست راست کا ہے اُس کے سپرد یہ کام ہے کہ وہ کاغذات ملکی دیکھا کرتا ہے وہ بھی گاہے گاہے دربار میں آتا ہے یہ دونوں بہت نیک ہیں اور صاف باطن ہیں چنانچہ جس زمانہ میں آفاق پر سمندر شاہ نے وہ ظلم و ستم کیا تھا اُس زمانہ میں بھائی آفاق کا بھی دورے سے واپس آیا تھا دربار میں تھا یہ سب امراقی کے روبرو ہوئے تھے وہ جب دربار سے گیا تھا اور دوسرا وزیر دست راست تو دونوں نے باہم صلاح کی تھی کہ اب دربار بادشاہ کا لائق آنے کے نہیں ہے کیونکہ یہاں یا جیون کا زمانہ ہے اہل لیاقت کی قدر نہیں ہے اب وہ صاحبان غت کی غت نہیں رہی پس اب ہم تو اس دربار میں نہ آئیں گے ہم کو یقین ہوتا ہے کہ اقبال سمندر کا جانا رہا اور دربار کیا جو اس کے ہمراہ ہو گا اس کی بھی بے غری ہو گی پس یہ صلاح کر کے دونوں اپنے مقام پر گئے تھے اور برادر آفاق تو لشکر لے کر اور ایک سرحدی روانہ کر کے دورے پر چلا گیا تھا دوسرے وزیر نے دربار میں آنا ترک کر دیا تھا چنانچہ شملاق و امراقی کی من آئی تھی اور خوب سمندر شاہ کو اپنی طرف متوجہ کر لیا تھا اور ان لوگوں کے نہ آنے کی کچھ پروا نہ کی تھی پس اب دربار سمندر کا رنگ خراب ہو گیا ہے جیسا کہ تحریر ہو چکا ہے یہ سب حال جلد دوم میں مذکور ہو چکا ہے بیان مرتبہ یاد دہی کے لیے تحریر کیا پس بدست جادو و دمنزلہ و سہ منزلہ کرتا ہوا چلا آتا تھا اتفاق سے لشکر اسکا تھک گیا اہل لشکر نے اُس سے شکایت کی کہ کسی مقام پر تو قیام فرماے کیونکہ اب تو ہم سے نہیں ملا جاتا ہے جب تک کہ ہم قیام نہ کریں گے اور راحت نہ پائیں گے چنانچہ بدست جادو نے اُس دامنہ کو وہ میں لشکر کو فو و کش ہونے کا حکم دیا تھا لشکر اتر اٹھا خیمہ وغیرہ برپا ہوئے تھے بدست کی بارگاہ برپا کی گئی تھی وہ اپنی بارگاہ میں داخل ہوا تھا سردار ان لشکر اپنے اپنے خیموں میں کہ کئی دن کے تھکے ہوئے تھے کمزور کھڑے کھڑے اپنے بستر لگا کر سو رہے تھے کیونکہ اُنکو کوئی خوف نہ تھا جو لشکر کی حفاظت کے لیے طلا یہ وغیرہ مقرر کرتے یہ لوگ تو بے خبر تھے اور بدست اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا چند سرداران مغز سے باتیں کر رہا تھا اور خراب خوار میں مصروف تھا باقی سردار اپنے اپنے خیمہ میں آرام پذیر تھے خواب سرگرمی میں مبتلا تھے کئی شہانہ رز کے جاگے ہوئے تھے پس لشکر بدست کا تو یہ حال راوی نے بیان کیا ہے کہ ان سب کی فضا آگئی تھی جو آفاق وغیرہ

اس طرف آنکھ اور آفاق قیہ کا برباد ہونا خدا کو منظور نہ تھا خدا کی تعجب قدرت یہ کہ وہ دم بین کاہ کو کوہ اور کوہ کو گاہ کرتا ہے اپنی قدرت سے اسے سامان پیدا کرتا ہے کہ جسکا شان و گمان ہی نہیں ہوتا ہے وہ اس طرح سامان غیب سے پیدا کرتا ہے کہ عقل انسان کو حیرانی ہوتی ہے ٹرے ٹرے عاقلان عالم و مدبران ہر فن انکی قدرت کے کاموں کو نہیں دریافت کر سکتے ہیں انکی عقل کو ہر دم گردش رہتی ہے بہت سے اسی فکر میں دنیا سے طرف عالم بقا کے چلے گئے اور اس کے کاموں کو اور قدرت کی شناخت نہ کر سکے اور جو کہ زندہ ہیں وہ بھی یہ حسرت اپنے دل میں لے کر دار فنا سے طرف عالم بقا کے چلے جائیں گے اور کچھ نہ ہو سکے گا اس کے کارخانہ قدرتی ہیں وہ ایسا ہی خدا ہے کہ شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلاتا ہے اور سب کا پیدا کرنے والا ہے بھلا کون انکی قدرت کو جان سکتا ہے انکی ذات عالم غیب ہے کیونکہ اس کے نزدیک ابھی آفاق قیہ کا تباہ ہونا اچھا نہ تھا اور بدست کی نقصا آفاق شاہ وغیرہ کے مانع سے بھی اس نے یہ سب پیدا کیا آدم برسر مطلب راوی نے بیان کیا ہے کہ یوں تو عالم غفلت میں تھے بس آفاق شاہ مع سب سرداروں کے لشکر میں ہونچا سب کو غافل یا کر مریخ وغیرہ سے کہا کہ آپ لوگ ایسا کام کریں یہ کہنا تھا کہ سب سردار چارون طرف منتشر ہو گئے آفاق شاہ اور انکی زوجہ بالائے آسمان گئی منورہ جاو اور خند سردار غرق زمین ہوئے بس آفاق شاہ نے بالائے آسمان جا کر انکے لشکر بدست خوان ریز برسانا شروع کی برق گرانے لگا خیموں میں آگ لگ گئی ایک طرف کے مریخ نے لشکر پر سحر کیا کہ آگ نے گھیر لیا ایک جانب سے کو کہ نے ایک طرف سے سہرا اب نے ایک سمت سے غزالان نے کسی نے نارنج مار کر کسی نے تریج مار کر کسی نے گولہ مار کر کسی نے پتھان کا سینہ برسا یا کسی نے دانے ماش کے مارے کسی نے سرسوں کے دانے مارے اور منورہ نے وسط لشکر میں زمین سے نکل کر اب جو سحر کیا خیموں کی مٹا بنی کبت گئیں قہر گرنے لگے برق کڑک کڑک کر گرنے لگی ساحران لشکر بدست جل جل کر گرنے لگے لشکر میں ایک تلامیج گیا خسر برپا ہو گیا ساحرون کے مرنے کی علامت برپا ہوئی برغل محائے لگے برق باری سنات باری ہونے لگی ساحران لشکر اسلام نے قیامت برپا کر دی تمام لشکر کے خیموں میں آگ لگا دی آفاق شاہ نے برقین گراما شروع کیں مریخ نے آگ برسانا شروع کی ایلنہ اندم نے اپنے بال کھول دیے کہ تاریکی ہو گئی کفار کو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا منورہ نے اپنی حفاظت کر کے وسط لشکر میں کچھ سے ہو کر اپنا سحر کرنا شروع کیا جب تک کفار خیر دار ہوں ہزاروں قتل ہو گئے سیکڑوں جل کر مر گئے ہزاروں خیموں میں نیالتار دا سقمہ ہوئے یہ تلامیج جو برپا ہوا ایک مرتبہ بدست کے کان میں صدا سے شور و غل کی آئی اس بے کہا کہ یہ کیسا شور و غل ہے کہ چند ساحرون ڈرے ہوئے بارگاہ میں آئے بدست سے کہا کہ حضور غضب ہو گیا کوئی غلیم لشکر پر آکر گرا ہے اس نے لشکر کو تباہ کر دیا ہے جلد خبر لیجیے یہ سننا تھا کہ بدست گھبرا کر اپنے مقام پر سے اٹھا اور باہر بارگاہ کے آیا چند سردار اس کے ہمراہ باہر آئے تھے اور ابھی بارگاہ میں تھے کہ آفاق شاہ نے اوپر سے برق بارگاہ پر گرا لی بارگاہ میں آگ لگ کے وہ ساحر اسی بارگاہ میں جل گئے انکو باہر آنے کی حلیت نہ ملی بازار مرگ گرم ہوا ایک تلامیج برپا تھا ہر طرف سے ساحرون کے مرنے کی صدا آرہی تھی لشکر میں آگ لگی ہوئی تھی بدست جاؤ وے بیرون بارگاہ آکر جو دیکھا کہ چاروں طرف لشکر

کے آگ لگی ہوئی ہے تمام خیمہ لشکر کے جل رہے ہیں اہل لشکر اسے بدحواس ہیں کہ سحر نہیں کر سکتے ہیں اسے کو بچا نہیں سکتے ہیں ایک تلامذہ بریا تو جدھر بھاگ کر جاتے ہیں راہ نہیں ملتی ہے عجیب نے بسنے سے ہلاک ہو رہے ہیں یہ ابھی دیکھ رہا تھا اور خیال کر رہا تھا کہ یہ کس کام ہے اور کون آکر لشکر پر گرا ہے ابھی کچھ معلوم نہ ہوا تھا کہ ایک سردار نے کہا کہ خداوند ہے آپ کی بارگاہ میں بھی آگ لگ گئی ہے سن کے اس نے پلٹ کر دیکھا کہ بارگاہ جل رہی ہے یہ دکان سے ہٹا روئی نے بیان کیا ہے کہ جہر دار اور لشکر کے اپنے خیموں میں سو رہے تھے وہ صدائے شور و غل سنے اُٹھے اور قصد کیا کہ باہر نکلیں مگر ممکن نہوا اسی مقام پر جل کر رہی سفر عدم ہوئے بہت سے سوئے رہ گئے اُنکو خبر بھی نہ ہوئی روئی نے بیان کیا ہے کہ جب بدست جاوئے یہ دیکھا کہ لشکر میں بڑا تلامذہ ہے اہل لشکر کے حواس باختہ ہیں اس نے سچ کیا کہ ابر سحر پیدا ہوا اور بارش ہوئے لگی یہ جو اتفاق نے دیکھا کہ ابر سحر پیدا ہوا ہے اس سے بارش ہوئے لگی بس فوراً اتفاق نے ایک گولہ اٹھا کر اسم سحر کے اُس ابر بار کہ وہ اردھوان ہو کر اڑ گیا اور آگ برسے لگی یہ حالت جو بدست نے دیکھی خیال کیا کہ لشکر سے نکل چلو یہاں اب ٹھہرنا مناسب نہیں ہے حریف نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے بدرون الگ جگہ ہوئے اس مقابلہ کا انجام نیک نہ ہوگا کیونکہ آفت تو بریا ہے اس حالت میں نہ دریافت کر سکتے ہیں کہ لشکر لے کر کون آیا ہے اور کس سے مقابلہ کریں اگر یہ دریافت کرتے ہیں تو آگ جلائے دیتی ہے حریف قتل کرتا ہے یہ خیال اپنے دل میں کر کے بکا کر کہا کہ اہل لشکر اس مقام سے نکل چلو یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے حریف نے ہم کو غافل بنا کر اپنا بندوبست پورے طور سے کر لیا ہے یہ جو بدست نے کہا اہل لشکر نے بکا کر کہا کہ کیونکر نکلیں کیونکہ جس طرف جاتے ہیں آگ لگی ہوئی ہے حریف نکلنے نہیں دیتا ہے یہ قصد کرتے ہیں کہ سحر کر کے اڑ کر نکل جائیں تو آسمان سے الگ آکر برس رہی ہے برقی کر رہی ہے کوئی راہ نہیں ملتی ہے سوچے کوچہ موت کے یہ جو اہل لشکر نے کہا بدست جاوئے کہا کہ زمین میں غرق ہو کر نکل جاؤ پھر لشکر اور بدست خود مائون زمین میں مار کر اور سحر کر کے غرق زمین ہو کر چلا اُس کے ساتھ اور چند سردار چلے کچھ اہل لشکر بھی اسی طور سے چلے یہ حال جو منورہ نے دیکھا کیونکہ یہ تو لشکر میں کھڑی ہوئی اور بھی تھی فوراً اُس نے سحر کیا کہ زمین پتھر کی ہو گئی اور شعلہ آگ کے نکلنے لگے یہ راہ بھی کاغذوں کے نکلنے کی بند ہوئی جو بدست کی صدا کے ساتھ نکل گیا وہ تو نکل گیا باقی اسی آفت میں مبتلا رہے اور راہی سفر ہوا کہ جس نے اسباب سحر سمجھا لاکہ سحر کرے اور سے برق گری کہ اُس کے دو ٹکڑے ہوئے لاش جلتے لگی تار ہی مقام مغر تلاش کرتے تھے مگر نہ ملتا تھا سیدھے سفر کو چلے جاتے ملک الموت روحیں قبض کر رہے تھے اور حوالہ مالک دوزخ کے کر رہے تھے کشتی حیات کا فرمان دریا سے آتش میں غرق ہو رہی تھی اب موت کی طغیانی تھی بحر فنا میں طوفانی تھی نہنگ فنا کا لقمہ ہو رہے تھے ماہی موت ہر ایک کو نکل رہی تھی موج موت کے ہر ایک طہانے کھا رہا تھا دریا سے موت کے کنارے ہر ایک اتر رہا تھا کسی کو بدرون دریا سے فنا میں غرق ہوئے جا رہا تھا ایسا بازار مرگ گرم تھا کہ سوارے کو چہ فنا کے دوسرا کو چہ تار بون کو لپٹا نہ آتا تھا نہایت بدحواس تھے مثل طائران وحشی کے ہونے لگے تھے ہاتھ پاؤں کے ٹوٹے اڑ گئے تھے ایسے بدحواس تھے سحر نہ کر سکتے تھے اسباب سحر اٹھانے تھے مگر زبان

نہ ہلا سکے تھے شباز اجل پر کھولے ہوئے سر پر قائم تھا ہر ایک مار کا شکار کر رہا تھا مرغ روح نفس
جسم سے نکل نکل کر بدحواس پھر رہے تھے قصاب اجل مع تیرے ہوئے ہر ایک کو ذبح کر رہا تھا
مثل گو سفندون کے کفار قتل کیے ہوئے پڑے تھے اگر کسی نے سچ کیا بھی تو وہی سحر اس کے
جان کا خزانہ ہوا اسے سحر سے آپ قتل ہوا اگلا سچ کیا بھلا اس ہنگامہ میں کسی کے حواس
کیونکر درست ہوں جو کوئی سحر بھی کرتا ہی وہ اُسی کی نصی کا بہانہ ہوتا ہی تھوڑے عرصہ میں بہن
حصہ لشکر خسارت ہو گیا یہاں تو لشکر فنا ہو رہا ہی اور کوئی صورت مفکر کی نظر نہ آتی تھی یہ لوگ
تو درطہ ہلاکت میں مبتلا ہیں کسی صورت سے نجات نہیں پاتے ہیں اُدھر بدست جاو
جو مع چند ساحرون کے غرق زمین ہوا تھا اور چند اہل لشکر اُس کے ہمراہ تھے وہ رو رہا نظر نکلا آکا
نکلنا تھا کہ وہ بھی لوگ نکلے اس نے جو دیکھا کہ خزانہ پر لشکر ہی دمان سے حملہ آگئے تھے نکل رہے
ہیں آگ آسمان پر سے برس رہی ہے ساحرون کے مرنے سے تاریکی ہو رہی ہے اُس مقام پر تلاطم
برپا ہے یہ دیکھ کر اس نے اُن ساحرون سے کہا کہ جو اس کے ہمراہ زمین سے نکلے تھے کہ یہ آخر میری
سمجھ میں نہ آیا کہ کون لشکر آگرا کہ جسے تمام لشکر کا ستہرا کر دیا اگر زمین میں غرق ہو کر نہ نکل
آتا تو میں بھی قتل ہوتا اب یہاں آیا ہوں دریافت کرتا ہوں کہ یہ کیا واقعہ ہے اُنھوں نے عرض کیا
کہ اے خداوند دریافت فرمائیے دیر نہ لگائے تاکہ اُسکا تدارک کیا جائے لشکر اس بلا سے نجات
پانے بدست جاوے گا کہ دریافت کرتا ہوں میرے حواس تو درست ہو لیکن یہ کہہ کر اس نے
جھولی سے کاغذ نکالا اور قلم اور داوات لے کر اُس کاغذ پر اس نے کچھ لکھا اور سحر کیا کہ حق پیدا
ہوئے پہلے اس نے لکھیں کیا تھیں جب سچ کیا تو وہ حق بن گئیں بدست جاوے گا کہ
اُس کاغذ پر یہ تحریر پائے گی کہ اے بدست آگاہ ہو کہ آفاق شاہ اور چند ساحران لشکر اسلام
ادھر سے جاتے تھے اُنھوں نے جو لشکر کو تیرے یہاں آکر سے دیکھا اور دریافت کیا کہ یہ لشکر کا ہی
انگو معلوم ہوا کہ تم آقا قہمیراے غارت شہر جاتے ہو تو وہ لوگ تم کو غافل یا کر لشکر پر ان گڑے
لشکر کو تہ وبالا کر دیا تلاطم خوال دیا چاروں طرف سے لشکر کو گھیر لیا ہی متورہ جاوے گا تو لشکر میں غم
ہوئی اور ہی ہر آفاق شاہ بالائے لشکر سے سحر کر رہا ہی اور باقی سردار چاروں طرف پھیلے ہوئے
ہیں یہ لوگ قریب میں سرداروں کے ہیں جلد اسکا تدارک کر سب لشکر قتل ہو چکا ہی صرف
تھوڑا سا لشکر باقی ہے وہ بھی قتل ہو جاتا ہے اُسے بدست جلد تیرے کہ یہ جو اس کے کاغذ پر تحریر پایا
نور اُس سرداروں سے کہا کہ غرض غیب ہو گیا آفاق شاہ میرے ادھر آئے سے آگاہ ہوا تھوڑے سے
سردارے کے آتا تم سب کو غافل یا کر قیامت برپا کر دی میرے ہاتھ سے سچ کر کہاں جائے گا میں اُس کے
مقابلہ کو جاتا ہوں تم لوگ لشکر کی طرف جاؤ اُس کے ہمراہی کر دے گا کہ فرے ہوئے سحر کر رہے ہیں اُنہی
مقابلہ کرو چند سردار ہیں انکو سب مل کر قتل کر لو جانیں نہ پائیں یہ جو بدست نے کہا سب نے اپنے
کو اسباب سحر سے آراستہ کیا اور طرف لشکر کے چلے بدست نے اپنے کو اسباب سحر سے آراستہ
کر کے ایک اتر درجے سے اتر کر کے اُس سردار ہو کر اور سحر کر کے طرف آسمان کے چلا اس نے سحر سے
دریافت کر لیا تھا کہ آفاق کس مقام پر ہے پس یہ اُسی طرف چلا جب بالائے لشکر پہنچا دیکھا کہ
لشکر میں تلاطم برپا ہے اس نے بڑا افسوس کیا دیکھا کہ جوے خون جاری ہے ہزاروں لاشیں زمین
پر پڑی ہوئی تڑپ رہی ہیں اسکو اپنے لشکر کے حال پر بیت تاسف ہوا اور صدمہ ہوا اب جو

اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو کیا نظر آیا کہ آفاق شاہ مع اپنی زوجہ کے تخت سحر پر سوار اور لشکر پر
 سحر کر رہا ہے یہ نظر آتا تھا کہ ایک دود غلیظ تھا کہ اس کے کاغذ دماغ کو توڑ کر مار گئے گیا اور دماغ
 سے کھلنے لگا تو یہ تھا کہ صدمہ غیض و غضب سے اثر دے کر بڑے اس نے اپنے کو سنبھالا
 اور آواز دی کہ آفاق شاہ خبردار ہو جا میں تیرا حریف اپنی نجات یہ کیا نامزدوں کی طرح
 پوشیدہ سحر کر رہا ہے مردان عالم سے آنکھ مار کر اور سرکہ ہو کر مقابلہ کر یہ کون حرکت تھی اور یہ پس
 استادن نے تجھ کو تعلیم کیا ہے کہ حریف کو غافل یا کمزور کرنا ہے سرکہ مقابلہ نہ کرنا تیری تو بڑی
 تعریف کسنی تھی اس کے خلاف یا باخیر جو تو نے کیا خوب کیا مگر بالکل جوان مردی کے خلاف کیا
 یہ بھی کوئی شجاعت تھی کہ مجھ کو اور میرے لشکر کو غافل یا کمزور کرنا تھا اگر مقابلہ کی ہو پس تھی تو سرکہ
 ہو کر مقابلہ کیا ہوتا کہ مجھ پر اکیس ظاہر ہوتا پھر فرہ دونوں طرف کے لوگ دیکھنے اور تعریف کرتے جسکو
 خداوند تصور عظیم دے وہ لیتا اب خبردار ہو جا میں آہو نجات ہوں تیری جان کا ملک الموت ہوں
 تیری قصا یہاں سے کر چکوا تھی ہر آج میرے ماتھے سج کر کہاں جاتا ہے گو تو نے جالاک کی تھی اور جاتا تھا
 کہ سب کو قتل کر کے اور اپنی جان بچا کر نکل جاؤں مگر جالاک کام نہ آئی نامزدی تھی کی اور مفت بین ملن
 بھی گئی یہ جو صد اکان بین آفاق شاہ کے پہونچی آفاق شاہ نے پلٹ کر دیکھا کہ یہ کون
 لاف زنی کر رہا ہے اور یہودہ بکتا ہے میں نے تو بدست جا دو کی بارگاہ جلا دی کیا یہ بارگاہ سے
 نکل آتا تھا جو یہ زندہ بچا ہے اپنے دل میں خیال کر کے دیکھا تو بدست جا دو کو دیکھا کہ اثر در سوار
 لاف زنی کرتا ہوا چلا آتا ہے پس آفاق نے دھمک کر آواز دی کہ او بدست اسی مقام پر ٹھہر جا
 کیا تو یہودہ تقریر کرتا ہے تو نامزدی کہ میں او نامزد اپنی مائی میرے اور گواہی تو بھی نامزد ہوا اور
 تیرا بادشاہ بھی کہ جب تو نے اور تیرے بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ آج کل آفاق اپنے خیمہ میں
 نہیں ہو پس یہ موقع بہت اچھا ہے خیمہ کے قریب کر کے کا اگر آفاق ہو گا تو پھر پر جھنڈ نہ ہو گا
 پس مجھ کو روانہ کیا میرے خدا نے مجھ کو یہاں پہونچا دیا تیری سرکوبی کے لیے او نامزد میں خود سے
 سے سرداروں سے یہاں تھا اور تیرے ہمراہ لشکر کثیر تھا اس سبب سے میں نے تیرے لشکر کو تباہ
 کیا کوئی میں نے تیرے خون سے پوشیدہ ہو کر نہیں مقابلہ کیا بلکہ اپنے کم ہونے سے پس میں
 سجدہ سے ساحروں کے قتل کرنے کو کانی ہوں اسی مقام پر ٹھہرا رہا میں آتا ہوں اور ساری تیری
 چرب زبانی نکالے دیتا ہوں یہ کلمہ آفاق شاہ نے دستک دی کہ ایک ابریدہ ہوا اس
 ابر سے شغلہ نکلے وہ ابر خنق ہوا اس ابر سے ایک اثر پیدا کہ اُس پر چار جامہ کسا ہوا تھا پس
 آفاق شاہ نے اپنی زوجہ سے کہا کہ اگر جان من در حجت طلب و مونس تنہا کی تم تو اسی مقام
 پر رہو میں اس حمارادے کے مقابلہ کو جاتا ہوں اور اسکو قتل کر کے ابھی آتا ہوں اس نے بہت
 سراٹھا یا ہے نہ معلوم یہ اپنے کو کیا خیال کرتا ہے اگر تم بھی میرے ساتھ زمین پر چلو گی تو یہ ۱۷۰ کل
 جائے کی کفار راہ یا کر نکل جائیں گے تم یہاں سحر کے جاؤ اور بڑی گرائے جاؤ ان مار یوں کو چلین نہ
 لئے دو آفاق شاہ کی زوجہ نے کہا کہ جو تمہاری مرضی وہی مجھ کو منظور ہو تم کو سپرد خداوند
 کریم کیا پس آفاق شاہ اپنی زوجہ سے یہ کلام کر کے اور حجت پر سے جست کر کے اثر در سوار
 ہوا سحر جو کیا اثر دے قلابہ آتشیں منہ سے جھوڑا دھواں اُس کے دہن سے نکلا کہ تمام زمانہ تاریک
 ہو گیا بل کرتا ہوا چلا آدھر سے بدست اثر در سوار چلا آتا تھا اس نے جو دیکھا کہ آفاق شاہ

میری آواز سننے اور میری تقریر کا جواب دے کر اتر دربار ہو کر میرے مقابلہ کو آتا ہی اس نے
 اپنا اتر درباری مقام پر رکھا کہ آفاق شاہ پہنچ گیا بدست نے کہا کہ اے آفاق تم نے بڑی
 تاخیر کی کہ بدوین آگاہ کئے میرے لشکر پر اگر تے اب میرے ہاتھ سے کچھ کر کہاں جاؤ گے یہ دوسری
 نادائی کی کہ میرے مقابلہ کو آئے کیا تم نہیں جانتے ہو کہ میرا نام بدست خون ریز جاوڑو خون کا
 بہانا میرا کام ہے کس اسی میں خیر ہے کہ اپنے ہاتھوں میں سے باندھ کر میری بدست میں آو اور
 میرے قدم پر سر رکھو تو میں تمہاری خطا کو معاف کر دوں گا اور بادشاہ سے بھی سفارش کر کے معاف
 کر دوں گا اور جو منصب اور مرتبہ تمہارا تھا وہ ہی برقرار رہے گا اور اسی طور سے تمہاری عزت و
 توقیر کی جائے گی انہاں دھب اختیار کرو دوسرا دھب چھوڑو تمہاری اطاعت کرنے سے اہل غم
 بھی امان پائیں گے اور تمہارے عزیز بھی نہ قتل ہوں گے نہ تمہارا مالی و اسباب برباد ہو گا نہ شہر و
 دیار غارت ہو گا اگر اس کے خلاف کرو گے تو میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے تم جہاں قتل ہو گے ضرور
 جہاں راج ہو گا عزیز جہاں قتل کیے جائیں گے سوائے نفوس کے کچھ نہ ہاتھ آئے گا آفاق شاہ
 نے جواب دیا کہ اؤ تم میری کیا خطا معاف کرے گا تیری بھی یہ لیاقت ہے تو میری خطا معاف
 کرے تو کیا ہے اور تیرا بادشاہ کیا گیدی ہے جو وہ میری خطا معاف کرے گا پہلے اپنی تو خبر لے
 میں نے اُسکا بہت پاس کیا ورنہ ہر دربار اگر بگڑ جاتا تو سب اہل دربار کو معلوم ہو جاتا وہ جو
 بڑے پہلو نشین سامری ہیں اور اسے کو اُسٹا و مشہور کیا ہے انکو تو راہ دار نہ ملتی صرف میں نے
 اُس وقت تک پاس کیا اب میں بالکل پاس و کھانا نہ کروں گا جب تعلق نہ رہا تو کیا ضرور
 ہے کہ پاس و کھانا نہ کروں اور اونا معقول تیرا بادشاہ تو میری شہم کندہ کر نہیں سکتا ہے تو کیا
 مجھ کو قتل کرے گا اپنے دل کو سمجھالے اور اوجھلے وہ خود تو میرے خوف سے کیا نہیں بھگوتیل ہاں
 ہونے کو ادھر روانہ کیا ارے نادان سامری و شہید آئیں تو میں ان سے مقابلہ کروں اور
 انکو قتل کروں جو کہ اس وقت اپنے کو خداوند کہتے ہیں میان ایوان تاجدار کی تو میں اصل جاتا
 نہیں ہوں ارے کہ ہے جو کہ موجہ سحر و سامری ہیں وہ تو مجھ سے مقابلہ کر نہیں سکتے ہیں تو تو
 کیا ہر کل کا چھوکر اہل میں نے تجھ ایسے میسوں کو لوندے تیار کر کے اور انکو سحر تعلیم کر کے چھوڑ دیے
 ہیں ارے اؤ بدست میں ساری تیری بدستیں نکالے دیتا ہوں سچ ہے کہ تو خون ریز ہے دیکھ
 تیرا ہی خون اس وقت زمین پر بہتا ہے ارے نادان سامری و شہید تو میرے ملک پر قبضہ
 کر نہیں سکتے میرے خیر خواہ ایسے نہیں ہیں کہ تجھ ایسے چھوکر وں سے خوف کھا کر بھاگ جاتے اگر تو
 دہان جاتا تو جو تیان مار کر تیرا منہ مالک راہ نکال دیتے بھگوتیل گئے رستہ نہ ملتا کئے کی موت مارا
 جاتا خیر دہان جا کر اپنے جائے کا مڑہ پاتا مگر مجبوری اس امر کی ہے کہ تیری موت تو اس مقام پر
 میرے ہاتھ سے مقرر تھی دہان کیوں کر جاتا اؤ بدست میں کسی غریب راہ سے نہیں کستا ہوں نہ بلکھ
 کرتا ہوں بلکہ کلیات عاجزی کرتا ہوں کیونکہ غریب خداوند کریم کو پسند نہیں ہے یہ امر اسی کو
 زیبا ہے کیونکہ اسکی ذات وعدہ لا شریک لہ ہے اے بدست یہ مرتبہ اور یہ عزت جو اہل اسلام کو
 ملی اسی عزت ہی کا سبب ہے جو بڑھ کر تا ہے وہ جتنے سر بلند رہتا ہے اور جو بڑھتا ہے جلتا ہے ہمیشہ سب
 ہوتا ہے تو دیکھ لیتا کہ سمندر اس غرور کرنے کے عوض میں ایسا ذلیل ہو گا کہ باید و شاہ بدیا در آئے
 کہ اب زمانہ انقلاب سلطنت سمندر شاہ آگیا ہے اور اسکا اقبال مبدل بادبار ہو گیا ہے کیونکہ

اُس نے ظلم پر کمر کسی ہی خیر خواہوں اور دوستوں کو اُس نے اپنا دشمن کہا ہی خیر خواہوں کو بدخواہ تصور کرتا ہی اور بدخواہوں کو خیر خواہ یہ سب اُس کو ذلیل کر رہیں گے اور قتل کرانٹنے اور جو اسکا ساتھ دے گا وہ بھی ذلیل ہوگا اُس نے میرے ساتھ وہ حرکت کی جو ادنیٰ کے ساتھ بھی کوئی نہیں کرتا ہی اس سیرا کفانہ کی اب میرے غیروں اور غریبوں کے کا قصد کیا ظالم بہت جلد دنیا سے جاتا ہی اور اُسکا مقام فقر و ذلت ہوتا ہی غریب آناری بڑی چیز ہی کیا خوب کسی نے کہا ہی تہ ترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعلکردن + اجابت از درختی بہر استقبالی می آید + اری بد مست تو ہی انصاف سے بتا کہ اگر سمندر شاہ کے زعم ناقص ہیں خطا وار تھا تو میں تھا یا میری زو جہ و ان بیچاروں اہل شہر اور میرے غیروں کا کیا قصور اُس نے تجوز کیا جو تجھ ایسے نامرد کو میری شہر کے برباد کرنے کو روانہ کیا اس قدر اُس نے ظلم پر کمر کسی کہ بے گناہ ہزاروں بندگان خدا کے خون کا قصد کیا اری بد مست اسی میں خیریت ہی کہ تو تہذیب اسلام قبول کر اور راہ کفر و ضلالت چھوڑ کر میری اطاعت اختیار کر اور زناقت سمندر شاہ و دین تصور پرستی ترک کر و ورنہ میرے ہاتھ سے ضرور مارا جائے گا کیونکہ اپنی جان کے سمجھے بڑا ہی آئندہ تجھ کو اختیار ہی بد مست نے برہم ہو کر جواب دیا کہ میں بھی مثل تیرے اپنے کو بدنام کر دین یہ فریب تو کسی احمق کو دینا مجھ ایسا دانا تیرے اس فریب میں نہ آئے گا آفاق نے کہا کہ افسوس تیری فضا ہی آگئی ہی میں کیا کر دین بد مست نے جواب دیا کہ جس طور سے تو افسوس کرتا ہی اسی طور سے میں افسوس تیرے لیے کرتا ہوں آفاق شاہ نے کہا کہ پھر دیرس ادھر کی ہی جو جہ تجھ کو کرنا ہو کر میں تو موجود ہوں بد مست نے کہا کہ کیا اسی مقام پر مقابلہ کرو گے میرے نزدیک تو بہتر یہ کہ زمین پر چل کر ہم اور تم مقابلہ کریں آفاق شاہ نے جواب دیا کہ میں نہ یہاں مقابلہ کرنے سے باہر ہوں نہ زمین پر جہاں تیرا جی چاہے مقابلہ کر بس جب یہ جواب آفاق شاہ نے دیا بد مست نے اپنے اثر کو اشارہ کیا کہ وہ طرف زمین کے چلا آفاق شاہ نے بھی اپنے اثر کو اشارہ کیا وہ بھی زمین کی طرف چلا یہاں تک کہ دونوں زمین پر آکر پہونچے اور ہم مقابل ہوئے بد مست نے کہا کہ اری آفاق حملہ کر و ضرب لگاؤ آفاق نے جواب دیا کہ تو پہلے اپنا حربہ کرنش قدمی ہمارے طریقہ میں حریف بر جاتر نہیں ہی یہ جو آفاق نے کہا بد مست نے جواب دیا کہ تیری فضا ہی آگئی ہی میں کیا کر دین کے جبردار ہو جا میں حسد بہ کرتا ہوں اس میرے حربے سے بچنا یہ کہلر اُس نے اپنے جوڑے سے ایک چھوٹی سی ڈبیا نکالی ناظرین کو معلوم رہے کہ آفاق کے گلے میں ایک سفید ردیاں بندھا ہوا ہی بس بد مست نے وہ ڈبیا نکال کر کہا کہ اری آفاق اس وقت میں بھارا کمال دیکھتا ہوں تم کو تو میرے اس حربے سے کہتے ہو یہ کہلر بد مست نے اپنے اثر کو بھی ہٹا دیا اور چند قدم کے فاصلہ پر جا کر اور اُس ڈبیا کو آفاق شاہ کی طرف کر کے کھولا اور اشارہ کیا ڈبیا کا دا ہونا تھا کہ ایک برق چمکی جب چمک ہوئی تو آفاق نے دیکھا کہ اُس ڈبیا سے بالشت بخری ناگن سیاہ رنگ کی نکل کر میری طرف آئی ہے آفاق شاہ نے جیسے اُس ناگن کو اپنی طرف آنے ہوئے دیکھا فوراً آواز دی کہ او بد مست دیکھ میرے کمال کو یہ کہلر وہ جو وہ مال گلے میں بندھا ہوا تھا اُسکو فوراً جھٹ پٹ گلے سے کھولا اور اُس کے دونوں سرے پکڑ کر بیچ سے جھٹکا دے کر

جاگ کیا ادھر تو رومال جاگ ہوا ادھر وہ ناگن دوہو کر زمین پر گری اور ایک شعلہ پیدا ہوا کہ وہ ناگن
جل گئی ادھر آفاق شاہ نے دونوں ٹکڑے رومال کے زمین پر پھینکے وہ شعلہ بن کر طرٹ بدست
کے چلے بدست نے جو دیکھا کہ آفاق شاہ نے میرا سحر جو کہ تیرے کمال کا تھا ایک آن میں
رد کر دیا اور اپنا سحر میرے اوپر کیا اس نے فوراً اپنی زبان میں سوزن دی اور خون زبان سے
لے کر اس شعلہ پر مارا کہ وہ شعلہ بر طرف ہوا اور آواز دی کہ اے آفاق تم نے میرا سحر رد کیا میں
نے تمہارا اب میں پھر حربہ کرتا ہوں جب جانوں کہ تم اس حربے سے بچو آفاق نے کہا کہ حربہ کرو اگر
میرا خدا بچائے گا تو ضرور بچوں گا ورنہ کیا چارہ ہے جو اسکی مرضی پس آفاق تو یہ کہ رہا تھا کہ ادھر
بدست نے جھولی سے ایک بیضہ فولادی نکالا اور اسپر کچھ کسم کسم پڑھ کر اور سینہ دوسرے شعلے
دو طرفوں آفاق کے پھینکا جب وہ بیضہ تریب آفاق پہنچا آفاق شاہ نے اشارہ کیا کہ
اس کے دو ٹکڑے ہونے اس سے ایک برق پیدا ہوئی وہ برق ٹکڑ کر آسمان پر لٹی اور وہاں سے
چمک کر طرٹ آفاق کے چلی آفاق نے جو خیال کیا تو معلوم ہوا کہ یہ برق نہ ٹرے گی اس نے اپنی
کائنات کا سحر کیا ہے یہ ضرور قتل کرے گی اسکا رد کرنا محال ہے جس سے جو آفاق کو معلوم ہوا اس نے
سحر کیا کہ یہ تو غائب ہو گیا اور اسکی صورت کا ایک تپلا اسی مقام پر پیدا ہو کر قائم ہوا وہ برق اسے
عرصہ بین کرک کر سر پر آفاق کے گری اور ناگنوں سے نکل گئی تاڑی ہو گئی برف بارسی ہونے لگی
شعلہ زمین سے نکلنے لگے آواز آئی کشتی کہ نام سن آفاق شاہ بودا فسوس مریم و جہان دادیم
بطلب خود رسیدیم یہ صدا جو پہلی اور کان میں جو زوجہ آفاق شاہ و مرتج وغیرہ کے پہنچی
سب ٹھہرا گئے زوجہ آفاق نے اپنے عرصہ بین وہ سحر کیے تھے اور سب لشکر کا خاتمہ کر دیا تھا اس
خیال سے کہ میں اپنے سوہرہ ریان کے پاس خداوند کریم کے فضل کرم سے بہت جلد
صحیح و سلامت پہنچ جاؤں کوئی سود و سودا دی اس لشکر کے باقی تھے بانی کچا س ہزار کو
ان سب نے طالت غفلت میں مار لیا تھا وہ ساحر باقی تھے جو کہ بدست کے ساتھ فرق زمین
ہو کر نکل آئے تھے یہ جو صدا کان میں زوجہ آفاق کے پہنچی اس نے صدا سے ہلے ہلے بلند کی
اور اپنا گریبان جاگ کیا اور قصد کیا کہ چوڑیاں توڑ دالوں مگر پھر خیال آیا کہ پہلے چلی کر دیکھوں تو لون کہ یہ
کیا واقعہ ہے جس اسی حالت عرصہ میں آکر ایک مرتبہ جھولی سے ایک نارنج شہر نکال کر اسپر کسم
سحر دم کر کے جو لشکر کفار پر مارا چاروں طرف سے آگ نکلنے لگی آسمان پر سے آگ برسنے لگی زمین
سے آگ اُبلنے لگی باوجودیکہ منورہ نے اپنی حفاظت کر لی تھی مگر وہ تاب نہ لائی فوراً وہاں سے
غرق زمین ہو کر بحالی کو زمین کو آفاق شاہ نے سخت کر دیا تھا مگر اس کے مرنے سے اسکی
وہ حالت بر طرف ہو گئی تھی یہ تو غرق زمین ہو کر بحالی ادھر اس آگ نے اُن باقی ماندہ کفار کو
جلا دیا زار ہونے کی راہ نہ ملی سب جلنے لگے اسکا حال تو پھر تیر ہو گا مگر اسی بیان کرتا ہے کہ یہ
صدا جس سردار نے سنی پریشان ہو کر اپنے مقام پر سے چلا مگر عرصہ میں آکر ایک سحر نادر لشکر
پر کرتا ہوا کہ جس کے سبب سے کفار کو نکلنے کی ہمت نہ ملے اس خیال سے چلا کہ چل کر دیکھوں تو کہ
یہ کیا واقعہ ہوا کیونکہ آفاق شاہ قتل ہوا اس نے قتل کیا ادھر تو سب سردار چلے اور ادھر
آفاق شاہ کی زوجہ چلی یہ صدا جو بدست نے سنی اور علامت آفاق شاہ کے
مرنے کی بلند ہوئی بدست نے جھوم کر کہا کہ وہ مارا بہت شہرہ آفاق شاہ کے سحر کا

سنتے تھے مگر میرے سحر سے نہ سج سکا جو کامل ہونے میں وہ یوں اپنے حریف کو قتل کرتے ہیں یہ یہ تقریر کر رہا تھا کہ وہ تاریکی برپا ہوئی اب اس نے دیکھا کہ لاشہ آفاق شاہ کا دو ٹکڑے زمین پر پڑا ہے اور آذر کے بھی دو ٹکڑے ہیں اس نے خیال کیا اپنے دل میں کہ بہت بڑے ساحر کو میں نے قتل کیا گو میرا بہت بڑا سحر اس وقت تھا جو کہ میں نے ایک عمر اپنی صرف کر کے تیار کیا تھا خیر سنا تو سنا مگر حریف کو تو قتل کیا مگر اس کو اس امر کا ہر کہ میرا شکر تمام قتل ہو گیا اب مجھ کو پھر سمندر یہ جانا پڑا اور وہاں سے اور شکر لانا پڑا جب بادشاہ یہ خبر سنے گا تو مجھ کو بہت انعام دے گا کہ میں مالا مال ہو جاؤں گا یہ تو یہ خیال کر رہا تھا اور لاش آفاق شاہ کی زمین پر پڑی تھی یہ حالت وجد میں بار بار مجھ میں رہا تھا اور اپنی بدولت بخش کو جو کہ مثل برزخ کے اس کے منعمین تھیں تا دوسرے رہا تھا اور ہر مرتبہ تن تن کر اپنے سینہ اور بازو کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا اپنے دل میں کہ اس وقت اگر ساحری و جتد بھی ہوتے تو میری اس ضرب سے نہ بچتے اگر میں لشکر و ن کے سامنے یہ بچ کر تا اور اتنے بڑے ساحر کو قتل کرتا تو سب میری تعریف کرتے افسوس اس وقت کوئی میری تعریف کرنے والا نہیں ہے یہ تو یہ خیال کر رہا تھا کہ ایک مرتبہ آسمان پر برق چمکی اس نے سرائی کر دیکھا کہ یہ چمک کیسی ہوئی اب جو اس نے دیکھا تو یہ نظر پڑا کہ زوجہ آفاق شاہ بکال نباہ آئی ہے اور زوجہ آفاق شاہ نے جو اس مقام پر آکر زمین کی طرف نگاہ کی دیکھا کہ بدست تو آذر در پر بیٹھا ہوا خوشی میں جھوم رہا ہے اور میرے وارث کی لاش خاک پر دو ٹکڑے کی ہوئی پڑی ہوئی ہے بس اس کی آنکھوں میں دنیا تار یک ہو گئی اندھیرا لگا ہوا سے وارث کہ اس نے اپنے کو تخت سے گرایا اتفاق سے منورہ جاو و جو غرق زمین ہوا جلی تھی اس نے اسی مقام پر بلقہ زمین پر توڑا اور کھلی بدست تو آسمان کی طرف دیکھ رہا تھا اور افسوس کر رہا تھا کہ مفت اس عورت نے اپنی جان دی اس لئے قصد کیا تھا کہ جب یہ قریب زمین پہونے کی میں تو اس کو سنبھال لوں گا کیونکہ یہ عورت بہت خوب صورت اور جوان ہے اگر مجھ کو قبول کرنے کی تو اس کے ہمراہ عقد کروں گا بیش کر دنگا یہ تو اس خیال سے طرف آسمان کے دیکھ رہا تھا اس کو زمین کی کیا خبر اب یہ اور سب خیال بھول گیا دوسری طرف متوجہ ہے کہ زمین سے منورہ نکلی اس نے دیکھا کہ ایک ساحر آذر در پر سوار طرف آسمان کے دیکھ رہا ہے اس نے جو اٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھا کہ میری خالہ غلطان اور بچان آسمان پر سے طرف زمین کے آئی ہے اس کو یہ دیکھ کر تاب نہ رہی بس اس نے فوراً بھر کیا کہ دو نیچہ پیدا ہوئے ان نیچوں نے آئینہ اندام کو درمیان میں روک لیا یہ جو بدست نے دیکھا کہ خود نیچہ پیدا ہوئے اور انھوں نے زوجہ آفاق کو درمیان میں روک لیا مجھ تک نہ آنے دیا یہ کیا واقعہ ہے میری بہت دلی ہزائی قصد کیا تھا کہ اس کو روک کر سینہ سے لٹاؤں گا لب و عارض کے چند بوسہ لوں گا اظہار عشق اس کے سامنے کروں گا تینا دل بیان کروں گا گورا سکا غور میرے ہاتھ سے قتل ہوا ہے اس کو صدمہ ہو گا مگر عورت کی ذات بے وفا ہوتی ہے اور اسی امر کی مجھ کی ہوتی ہو کہ کوئی سار کرے اور گلے لگائے فوراً اس کے درم جبت میں بھٹس جانے کی جبت میں یہ حرکت کروں گا آئینہ بھی دل خوش ہو جائے گا اور اپنے شوہر کا غم دل سے خراموش کرے گی میری طرف متوجہ ہو جائے گی چونکہ اس حرام زادے نابکار کا قصد فاسد تھا اور قصد خراب رکھنا تھا اٹھانے آفاق کی آبرو بچانے کا یہ وسیلہ پیدا کیا کہ اس کی بھانجی کو عین وقت پر پہونچا دیا کہ جس کے سبب سے اس حرام زادے ملعون کی حسرت دلی دل ہی میں رہ گئی پوری نہ ہوئی

کیونکہ خدا اپنے بندے کی یون ایک کافر کے ہاتھ سے آبروریزی کرتا وہ تو ہر وقت آبرو و جان کا قفاؤ نگہبان
 ہے جب اس نے دیکھا کہ بخون نے بالائے ہوا یون روکا اور مجھ تک نہ آنے دیا تو اس نے خیال کیا کہ یہ
 سحر کسا ہے اس نے جو اُدھر سے نظر پھری اور طرف زمین کے اس خیال سے دیکھا کہ کیا کوئی اسکا بندہ گار
 آگیا کہ جس نے اسکو روک لیا پس کیا دیکھتا ہے کہ ایک لڑکی کم سن کوئی بارہ گیارہ برس کی چہرہ مغل
 آفتاب کے روشن دونوں عارض مثل ماہتاب کے تابان پیشانی نورانی زلفین دوش پر چڑھی ہوئیں
 اُن زلفوں کا یہ حال ہے کہ گویا بدر کا تل در سیاہ میں نمایان ہوتا ہے یہ معلوم ہوتا تھا کہ روز و شب
 گلے مل رہے ہیں یا ظلمت و نور ایک مقام پر جمع ہوئے ہیں آنکھیں چشم آہو کو شرمندہ کون یعنی
 نور سے سانچہ میں ڈھلی ہوئی دھت ہری کی گنیاں لب نازک برگ گل کو غفل کرنے والی اس بے مجلس ہون
 لگی ہوئی اس سپریان کی لالی یہ معلوم ہوتا تھا کہ شفق پھولی ہوئی ہے بوجب شعرے شفق پھولی ہوئی ہے
 ستارے کو شہر بدخشان میں لب علیین پر سی ملی کے اُس نے بان کھایا ہے پیشانی پر سیندور
 کاجیکا دیا ہوا در میان محراب ابرو کے بوجب شعرے نہیں سیندور نکاتیکا عیان محراب ابرو میں
 چراغ اُس شمع رونے عین کعبہ میں جلایا ہے وہ ابرو اسے عاشقان قنجر تیر یا قنجر تیر ابدار تھی جو
 اسکا وار کیا بھرا ٹھکریانی نہ مانگے فرکان کے تیر بر اسے دل دوزی عشاق نہیں تھے ناک میں ایک سوئے
 کی تھو کو اپنے کی نشانی عینہ سا دہن کا لون میں یا قوت کے مند سے کہ وہ حرکت سے جو ہلنے تھے تو ٹھکا
 عکس جو عارض پر پڑتا تھا تو عجب لطف دکھاتا تھا عاشقوں کے دل یا ہماں ہوئے جاتے تھے مراحہ دار
 گردن سینہ پر کھجور جو کھجور کا اُبھار کمر تیلی سرا پا نور کے سانچے میں وہ ڈھلی ہوئی دھانی پوشاک پہنے
 کھڑی ہوئی یہ معلوم ہوتا ہے کہ دھانوں کے کھیت سے آفتاب تابان نے طلوع کیا ہے شیشی کرتی زرب
 بدن تھی اور استینوں پر یہ شعر ابد از ہنر کے تھے

عیان موبو جس سے تن کی صفا
 تریا سے تابندی میں دو چند
 سرا پا جواہر کے دریا میں غرق
 نمایان شب تیرہ میں کہکشان
 وہ صبح گلو مطلع آفتاب
 وہ ڈوبا ہوا عطر میں سب بدن
 زمانہ گیا اسکی بوسے ہماں
 نہ اکت میں بھی شاخ گل سے دو چہد
 کہ سورج کے آگے ہو جیسے کرن
 لیا ہوا مشاعر نے ایسا چوم

وہ باریک کرتی مشال ہوا
 مغرق زری کا وہ شلوار بند
 لگایا سے وہ نازنین تالفسر ق
 بھری مانگ موتی سے جلوہ کنان
 وہ ہیرے کا ٹکڑا بعد آب و تاب
 وہ بالوں کی بورشک بوسے فتن
 زمین سے معطر ہوتا فلک
 وہ پونجی زمرہ کی اور دستہ بند
 دھمکے پہ عینا کلی کی پھین *
 فلک تک گئی حسن کی اُسکے دم

یہ جو عالم اس قتال جہان کا بدست نے دیکھا اُن کمر سینہ پر ہاتھ رکھ دیا اور دل سے کہا
 کہ یہ تو بڑے غضب کا سامنا ہوا اُسکی طرف دیکھ کر ایک آہ کی اور بے قرار ہو گیا وہ جو اسکا خیال
 فاسد طرف زوجہ آفاق کے تھا بر طرف ہو گیا اور اسکی الفت نے اُس کے دل پر اثر کیا اور خیال
 کیا کہ اگر یہ مل جائے تو کیا لطف حاصل ہوا اسکو اپنی آغوش نمایاں لے کر لب و عارض کے اس قدر
 بوسہ لون کہ یہ عارض جو گل سے ہیں کثرت بوسہ باتری سے نیل گون ہو جائیں اور یہ جو دو طرفت اس کے

قدر غنا میں لگے ہیں ابھی پورے ابھرے نہیں ہیں صرف شگوفہ ہوئے ہیں اگر ہاتھ آجائیں تو کیا قلب
 تسکین پائے جان میں جان آئے اگر اسکا سبب دقن بے اسبب مجھ کو مل جائے تو میں خوب خرم
 اور آؤں یہ تو اس کے سراپا کو دیکھ دیکھ کر اور اپنے دل سے وصل کی باتیں اور رقت کی گھاتیں کر رہا تھا
 وہ اسکی طرف متوجہ ہی نہ تھی کہ کون گدھا ہے آسمان کی طرف دیکھ رہی تھی مگر اسکا دل ہی تقاضا کرتا تھا
 کہ ددڑ کر لیت جا اپنی حسرت دل کو پورا کرے یہ تو منورہ جا دو کے حسن و جمال پر ذریعہ ہو کر اور
 اسکی بھولی بھولی صورت پر عاشق ہو کر رہ گیا ادھر ان دونوں بچوں نے آئینہ اندام کو لا کر
 سامنے منورہ کے رکھ دیا یہ بیتاب ہو کر برابر اپنی خالہ کے بیٹھ گئی آئینہ اندام کو خوش آگیا تھا
 بسبب زیادتی ہوا کے اور اپنے رخ و خم کے اس نے پہلو میں بیٹھ کر اور شانہ بگڑ کر ہلایا اور کہا کہ
 اے خالہ امان ہوشیار ہو یہ آپ کی بھانجی منورہ آپ پر سے شمار ہو ذرا آنکھ تو کھولے کچھ منورہ سے
 تو بولے کچھ حال دل تو مان لیجیے کہ آپ پر کیا آفت آئی اب بدست کو معلوم ہوا کہ یہ منورہ جا دو
 جو آئینہ اندام کی بہن تھی یہی تو اسکی طرف دیکھ رہا ہے وہ اپنی خالہ کو شانہ ہلایا کہ ہوشیار
 کر ہی ہے اور زکریا چشم سے ڈر اٹھا جاری ہیں جب حد فطرتے اٹھا کے آئینہ اندام
 کے رخسار پر پڑے اٹھ کر ہوش آیا اس نے آنکھ کھول کر دیکھا کہ میں زمین پر پڑی ہوں میری
 بھانجی میرے برابر بیٹھی ہوئی ہے مجھ کو ہوشیار کر رہی ہے پس جسے اس کے آنکھ کھولی ہاے وارث
 کبھر رونے لگی اور اٹھ بیٹھی اور سر مٹینے لگی اس وقت منورہ نے اپنے دوستہ کے دامن سے آنسو
 پونچھ کر کہا کہ اے خالہ امان اپنی اس بہن منورہ کو تو آگاہ فرما یہ کہ آپ پر کیا صدمہ گذرا جو آپ بے ہوش
 حال لیا ہے اگر میں نہ آجاتی تو اب زمین پر میں اسخوان چور اچورا ہو جاتے کیا ایسی مصیبت ہوئی
 کہ آپ نے اپنے بال بھی پریشان کیے گریبان بھی جاک کیا دوشہ کی خبر نہیں ہے یا محرم سامنے موجود
 ہے منورہ نے کہا ایک مرتبہ آئینہ اندام نے اٹھا سر پٹ کر کہا کہ اے منورہ میرا راج و
 سہا لٹ گیا میں اپنے وارث سے چھوٹ گئی میرا ستر ناج قتل ہو گیا میں کسی طرف کی نہ رہی ہاں
 ایسا چاہئے والا کہاں سے لاؤنگی اپنی جوانی کیونکر بسر کرونگی اے بیٹی میں راند ہو گئی میری مانگ
 آج گئی منورہ سے یہ کہل اُدھر کو گمنام کر کے کہا کہ اے صاحب تم مجھے جوانی میں راند کر گئے تم نے
 اپنے ساتھ اس بہن کو بھی اداسے خدمت کے لیے لے لیا ہوتا دمان کون خدمت کرے گا صاحب
 نے تو جان دے کر کشاکش دنیا سے نجات پا کی اس لونڈی کو واسطے مصیبت کے چھوڑ گئے
 یہ جوانی کا رند آیا کیونکر گئے گا صاحب نے تو جام شہادت نوش فرما کر سر گاشن خان کا قصد
 کیا اس کثیر کو دنیا پر چھوڑ دیتا کہ آلام دنیا میں مبتلا رہے یہ تو فرما گئے ہوتے کہ میں کس
 مقام پر بیٹھ کر یہ مصیبت دیکھتا ہوں اب اسکی جوانی کیونکر کاؤنگی تم مجھے تباہ کر گئے ہے
 میرے صاحب کہہ کر گئے میں کس دیس میں جا کر تلاش کروں کہاں دھونڈوں کوئی مجھ کو کالی
 کھنٹی رنگا دے میں اسکو پہن کر اپنے وارث کی تلاش میں نکلوں کوئی جا کر صاحب قراں کو خبر
 کرے کہ میرا وارث مر گیا میں راند ہو گئی وہ آکر اسکو دفن کریں قبر بنائیں میں اب یہاں سے
 نہ جاؤں گی انکی قبر پر جو گن بن کر بیٹھوں گی اپنے صاحب کی قبر کو اکیلا نہ چھوڑوں گی یہ میں کر کے
 جو زوجہ آفاق روئی منورہ نے جو یہ بین سننے اور اس طرف دیکھا جدھر اس نے رخ کر کے ہیں
 کیسے تھے یہ نظر آیا کہ میرے خالو آفاق شاہ کی لاش دوبارہ زمین پر پڑی ہے پس یہ جو دیکھا

ماے خالو جان کہ مکر زمین پر گری اور بھاڑیں کھانے لگی تڑپے لگی صدق چشم سے دُر اشک نکلنے لگے
 کس عالم اضطراب میں سر دیا کا ہوش نہ رہا بال کھل گئے دوپٹہ سینہ پر کے ہٹ گیا یہ جو عالم
 بدست نے دیکھا ایک برقی تھی کہ دل پر گری دل کا اور عالم ہوا بقراری زیادہ ہو گئی تیر عشق
 کلیجے کے پار ہو گیا سوچا کہ عشق بڑی بلا ہے اسکا مارا یا فی نہیں ہاگتا ہر صبح ہر

عشق کی راہ میں اللہ نہ لائے دل کو
 عشق کے دام میں از دنہ بھنسا کے دل کو

عشق وہ آگ ہے دوزخ ہے شرار حبکا
 عشق وہ سم ہے کہ جینا نہیں مار حبکا

فیس کو اسے کیا ملک جنوں کا سلطان
 گل ہے کیا بلبل بیدل ہے اسی سے نالان

عشق بیباک خدا سے بھی نہیں ڈرتا ہے
 گھر رشتوں کے دلون میں بھی ہی کرتا ہے

کبھی معشوق کی صورت پہ نظر آتا ہے
 کبھی آنکھوں سے لہو اشک کا رساتا ہے

دردین کر کبھی یہ دل کو دکھا دیتا ہے
 ننگے شمشیر کبھی خون طگر بیتا ہے

ایسی اک جان کے دشمن سے ہوئی ہر قریب
 جانتا میں تھا کہ لائے گی محبت آفت

ماچہ با شیم دھپہ مانند دل غم پر درما
 کہ میریم وکے نالہ کند بر سر ما

میشتر عشق کے آزار سے آگاہ نہ تھا
 مانگ کا کل بچان کبھی داند نہ تھا

دین دایمان کو مرے غم سے برباد کیا
 خانہ دل کو مرے درد سے آبا دگیا

بدست لاکھ دل کو سمجھاتا ہے مگر دل کی لگی بڑی ہوتی ہے یہی دل نے قصد کیا کہ اس بحر حسن خوبی
 کو گھلے سے لگا لون لب و عارض کے خوب بو سے لون اور یہ شعر زبان پر لایا یہ آفا تھا کہ دیدہ ام
 بسیار خوبان دیدہ ہم بہ مرتبان وز دیدہ ام لیکن تو چہ ہے دیکر سی یہ شعر چڑھتا ہوا اس طرف
 کو چلا اور منورہ نے اپنی گریہ و زاری کو ضبط کر کے بلکہ آئینہ اندام سے پوچھا کہ اے خالو امان
 خالو جان کو کس مرتد نے قتل کیا خالو جان تو ایسے نہ تھے کہ کسی کے ہاتھ سے قتل ہونے کا مثل
 اس وقت نہ کوئی ساحر ہے نہ کوئی پہلوان اور سحر و سامری میں شہرہ آفاق تھے کون ایسا ساحر تھا
 جس نے اس ننگ دیباچے کا قتل کیا کیونکہ اگر سامری و جہش بد زندہ ہوتے تو وہ خالو جان سے
 مقابلہ نہ کر سکتے اور ساحر دن کی کیا اصل ہے میرے خیال میں تو یہ آتا ہے کہ اُنکو کسی نے دھوکے سے
 قتل کیا اے خالو امان وہ ایسے جوان مرد تھے کہ اُنکا کوئی مقابلہ فن سپہ گری میں بھی نہیں کر سکتا ہے

نہ معلوم کیا ہوا جو وہ قتل ہوئے مجھ کو ان کے قاتل کا نام بتائیے نشان دیکھے ذرا میں بھی تو سہاؤن
 کہ وہ کون جوان مرد ہے مجھ سے مقابلہ کرے اگر میں اس کو یا جاؤن تو ابھی اس کی بونہان کاؤن
 اس طور سے قتل کروں کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا اس کے حال پر رحم کھائیں اور مجھ کو
 ترس نہ آئے میں اس حرافر ادسے کو تہ تیغ کروں جس نے میری خالہ کو راند کیا اور انکو رو لایا
 اور مجھ کو اس صدمہ میں مبتلا کیا میں بھی دیکھوں کہ وہ کون ایسا زبردست ہے ایک حبش لب
 میں تو میں اس کا کام تمام کر دینی یہ جو منورہ نے کہا ایک مرتبہ آئینہ اندام نے ضبط کر کے
 انچل سے آنسو پوچھ کر منورہ کی حالت پر نگاہ لی دیکھا کہ وہ تڑپ رہی ہے اور اپنی جان محفوظ
 رہی ہے سر دیا کا ہوش نہیں ہے دو تہ کہیں ہے مگر کہیں ہیں زلفین پریشان ہیں لب پر آہ
 و نالہ ہے بجلی بندھی ہوئی ہے زبان پر وہی تقریر ہے جو اس باختمہ ہیں یہ جو حال ملکہ نے اپنی بھانجی
 کا دیکھا خیال کیا کہ یہ کم سن ہے اس نے یہ کبھی درقہ دیکھا نہیں ہے نیا واقعہ پیش آیا ہے ایسا
 نہ ہو کہ ہلاک ہو جائے جو ملکہ اس نے کم سن سے اس کو پرورش کیا ہے جب یہ کوئی چوبیاسات ماہ
 کی تھی جب اس کی ماں نے انتقال کیا تھا اس دن سے اسی نے اس کو اس محنت کے ساتھ مثل اولاد
 کے پرورش کیا دوسرے یہ امر تھا کہ اس کے اولاد بھی نہ تھی یہ زیادہ افسوس کرنے کا سبب
 ہے یہ حال دیکھ کر اس کو تاب نہ رہی شوہر کا غم بھول گئی اور خیال کیا کہ ایک صدمہ تو تھا اس نے
 ابھی نجات نہ ہوئی تھی کہ دوسری آفت میں اور مبتلا ہوئی ہوں یہ خیال کر کے اپنے کو
 سبب بھال کر زمین سے اٹھی اور منورہ کو گود میں اٹھایا آنچل سے آنسو پاک کے دلا سا
 دیا پیار کیا اور کہا کہ اے بیٹی صبر کر جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب کیا رونے اور بٹھنے سے تیرے
 حال کو واپس نہ آئیں گے وہ تو مر گئے اب وہ فکر کرنا لازم ہے کہ ان کے قاتل کو تہم اور قتل کر دینی
 کہیں اے منورہ اب ہم اور ہم تمام عمر روئیں گے یہ غم کیا جاتا رہے گا ماں اس وقت کے
 رونے سے اگر وہ زندہ ہو جائیں تو رولو تو نے عرفی کا شعر نہیں سنا کہ اس نے کیا کہا ہے وہ بھی
 مضمون کو کہتا ہے کہ رونے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ہے رونا اس وقت میں لازم ہے کہ اگر رونے
 سے وہ شخص مل جائے کہ جس کے لیے رونے ہیں تو اس تمنائیں ہزار برس رو پاکر وہ
 عرفی اگر بکریہ پیشہ سے وصال وصال صد سال سے تو ان بہ تمنائیں پس کیا فائدہ اپنا حال
 خراب نہ کر و میرے حال پر نظر کرو اے فرزند وہ تیرے تو خالو تھے اُسیر تھو اس قدر صدمہ ہوا
 میرے دل کا کیا حال ہو گا کہ میری راحت برباد ہوئی راج لٹ گیا شہاگ برباد ہوا مانگ
 آج کئی دنیا کی راحتوں سے چھوٹ گئی جوانی میں راند ہو گئی مگر سو اے صبر اور شکر کے کیا
 چارہ ہے ہم اب جب تک زندہ رہیں گے رو پاکر بیٹے وہ بھانجی کو سمجھا تو رہی تھی مگر دل بھرتا تھا
 اور یہی دل چاہتا تھا کہ خوب لاش سے لپٹ کر روؤ اگر بس چلے تو اپنے کو بھی ہلاک کر دو مگر اس
 خیال سے کہ اگر میں اپنی حالت بتا کر دینی تو منورہ مر جائے گی پس اس خیال سے ضبط کیے
 ہوئے تھی دل ہی دل میں صدمہ اٹھا رہی تھی کلیہ منہ کو آجاتا تھا آنسو نکل آتے تھے
 مگر آنکھوں میں جاتی تھی راوی نے بیان کیا ہے کہ جب اس غور سے آئینہ اندام نے اپنی بھانجی سے
 کہا اس وقت اس نے کہا کہ یہ تو سب آپس فرماتی ہیں مگر میں خالو جان کے قاتل کو تلاش
 کہان کروں جو قتل کروں ملکہ نے جواب دیا کہ ابھی تمہرے تلاش کرنا گو ملکہ کو بخوبی معلوم تھا

کہ بدست اسی مقام پر موجود ہے مگر اس خیال سے کہ جب اُس نے میرے شوہر کو کہ جو بہت بڑا سا
 زیر دست تھا قتل کیا اسکی کیا اصل ہے کہ یہ اسکو قتل کرے گی اسسیرظاہر کرنا کہ یہ میرے خالو کا قاتل ہے
 محض نادانی اور حماقت ہے جس وقت یہ امر اسسیرظاہر ہوگا یہ فوراً مقابلہ کرے گی اگر خدا نخواستہ یہ
 یعنی قتل ہوئی تو میرے اوپر دوسرا صدمہ پڑے گا گو میں اور منورہ دو بہن مگر یہ ساحر زیر دست ہے
 دوسرے میرے جو اس بھی اسسیرظاہر سے درست نہیں ہیں جو میں مقابلہ کروں یہ دل میں خیالی کر کے
 کہا کہ تلاش کرنا جب مل جائے گا اُس وقت مقابلہ کر کے قتل کرنا یہ کہہ کر اسکو پیار کرنے لگی اور منورہ
 کی نگاہ بدست خون ریز پر چڑی دیکھا کہ وہی ساحر ادھر کو چلا آتا ہے جسکو میں نے جب
 میں زمین سے نکلی ہوں دیکھا تھا کہ یہ کھڑا ہوا طرف آسمان کے دیکھ رہا ہے جسکے سبب سے میں نے دیکھا تھا
 اور اسے خالو کو طرف زمین کے آتے ہوئے دیکھا تھا یہ خیال کر کے اسکو ادھر آتے ہوئے دیکھ کر ملکہ
 آئینہ اندام سے کہا کہ اگر خالہ امان یہ کون بدست سیاہ روہی جو ادھر کو چلا آتا ہے میری یہ
 حالت ہے جب اسے اسکو میں نے دیکھا ہے دل کانپ رہا ہے مارے خون کے مری جاتی ہوں ایسی صورت
 ہیبت ناک اسکی ہے کہ ڈری جاتی ہوں روح غالب میں بے چین ہے یہ جو منورہ نے کہا ملکہ نے کہا کہ
 کہہ کر اُس نے اشارے سے بتایا کہ وہ چلا آتا ہے کیا نصیب تھک ہے یہ جو کہہ کر اشارہ کیا ملکہ نے دیکھا
 فوراً پہچان لیا کہ بدست جاوہر میرے شوہر کا قاتل ہے پکار کر کہا کہ اسی بدست تو ادھر
 کہاں آتا ہے جا اپنی راہ لے ہم نہ معلوم کس آلام میں مبتلا ہیں کیوں ہماری طرف آتا ہے یہ کہہ کر ملکہ
 خاموش ہوئی خیال کیا معلوم ہوتا ہے کہ یہ ہم دونوں کے قتل کے قصد سے آتا ہے بڑی خرابی ہوئی کہ
 اگر اس چھوڑ کر کو معلوم ہو گیا کہ یہی میرے خالو یعنی آفاق شاہ کا قاتل ہے پھر اگر میں لاگو منع بھی
 کرونگی یہ نہ ماننے کی ضرورت مقابلہ کر کے کی کیا تدبیر کروں اور یہ مزید چلا آتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہم سب کی
 قضایا بیان ہم کو کھینچ لائی ہے نہ معلوم اور سرداروں پر کیا گذری کہ اب تک کسی نے خبر نہ لی کیونکہ اُسکے
 مرنے کی صدا نہ آئی اگر یہ خیال کروں کہ وہ بھی قتل ہوئے تو کوئی علامت اُن سب کے مرنے کی بلند
 ہوتی ہے کیا امر ہے کہ میرے شوہر کے مرنے کی علامت بلند ہوئی بیرون نے غل عجبا اُن میں سے کسی کو
 خبر نہ ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب کے سب چلے گئے اگر اُن میں سے کوئی آجاتا اور اس مرتد سے
 مقابلہ کرنا تو اس چھوڑ کر کی جان بچ جاتی کیونکہ یہ موکی مٹی کی نشانی ہے مجھ کو اپنے مرنے کا خوف نہیں ہے
 بلکہ میری عین خوشی ہے کہ میں کسی تدبیر سے ہلاک ہو جاؤں تاکہ اس کشاکش دنیا سے نکات پاؤں
 بلکہ اس مرتد کے مانع سے قتل ہوں تو بہتر ہو کہ مرتبہ شہادت پاؤں ملکہ نے یہ خیال کئے دل سے
 کہا کہ اسی کم بخت ایسے وقت میں کوئی کسی کا نہیں ہوتا ہے نہ کوئی دوست ہوتا ہے نہ اپنا جب اُن
 سب نے سنا ہوگا کہ کسی نے آفاق شاہ کو قتل کیا اُس کے مرنے کی علامت بلند ہو بس وہ
 لوگ یہ خیال کر کے کہ ہم سب کے سب سے اور مدت سے ڈر رہے تھے جب وہ قتل ہو گیا تو ہم کو کیا فرقت
 ہے کہ ہم بیان قیام کریں چلوں کر چلوں بس اس سبب سے سب کے سب چلے گئے بس تجھ کو اس کے
 بچانے کی اب فکر کرنا لازم ہے جہاں تک ممکن ہو پہلے بنت ذخیرہ اپنی اور اسکی جان بچا اگر یہ مان
 نے تو خیر ورنہ بدرجہ لا جاری مقابلہ کر پہلے اپنے کو قتل کر اُس کے بعد جو کچھ ہو خواہ یہ چھوڑ کر زندہ
 رہے خواہ یہ بھی قتل ہو مگر تو اپنے دل پر اسکے قتل ہونے کا داغ نہ اٹھانے خیال کر کے بدست
 کی طرف دیکھا دیکھا کہ وہ اسی طرح سے جھومتا ہوا چلا آتا ہے اس نے پھر پکار کر کہا کہ اسی شخص تو ادھر

کیوں آتا ہے اور ہم آفت زدہ بیٹھے ہوئے اپنے وارث کو رو رہے ہیں اگر تجھ کو کچھ مال و زیور کی خواہش
 ہے تو ہمارے پاس نہیں ہے اور کچھ ہی بھی تو تو کند سے ہم اسکو خود آتا کر تیرے حوالہ کر دین تو اسی مقام
 پر کھڑا رہ ہم آفت زدوں کو نہ سنا اب ہم آفت میں مبتلا ہیں کیوں بے کسوں کو پریشان کرنے آتا ہے
 اوی کہتا ہے کہ یہ امر تو ضرور ملکہ کو معلوم تھا کہ زیور وغیرہ کی خواہش سے نہیں آتا ہے بلکہ مقابلہ کی خواہش
 سے آتا ہے مگر یہ بات منورہ کے سنانے کے لئے کہی تھی تاکہ یہ خوف نہ کرے نہ اسپر یہ امر ظاہر ہو کہ یہ
 ہم سے مقابلہ کو آتا ہے اور یہی خالو کا قاتل ہے جب یہ ملکہ نے کہا مگر بدست نے سنا بھی نہیں کہ کیا
 کہا کیا نہیں کہا وہ تو اور یہی خیال میں غرق تھا پہلے تو اس خیال سے چلا تھا کہ یہ زمین پر پڑی ہوئی
 تڑپ رہی ہے اور ابھی آپ میں نہیں ہے اسکو اٹھا کر خوب بوسہ لون بھر قد جانان سے تھمرا زو حاصل
 کر دن گلے سے لٹھاؤں دست تمنا کو طرف تھمرا دے دراز کر دن اگر مل جائیں تو کیا اچھی بات ہے خوب
 فرے کروں خط دنیا دی اٹھاؤں کیونکہ اسوقت یہ مل رعنا اپنے ہوش میں نہیں ہے اور کوئی ایسی
 چیز بھی اُنکے پاس نہیں ہے ایک مل کا دویشہ ہے وہ بھی بچٹ گیا ہے یہ تو اس خیال سے شعراء ثقافت تھمرا
 ہوا چلا تھا کہ جاتے ہی آغوش میں اٹھاؤں گا اور وہ واقعہ ہوا کہ ملکہ نے اپنی بھانجی کو گود میں
 اٹھا لیا اور سار کیا اسکو بہت ناگوار ہوا اب یہ اس خیال سے چلا ہے کہ پہلے باخشی طلب کروں گا
 اگر اُس نے بخوشی مجھ کو اس بت رعنا کو دے دیا تو خیر ورنہ مثل آفاق کے اسکو بھی قتل کر کے اسکو
 حاصل کروں گا اور اس کو ہر ناسفہ کو سفتہ کر دوں گا اسی مقام پر نرم خوشی برپا کر دینا اور اپنی مراد دلی حاصل
 کر دوں گا اب اس خیال سے چلا ہے اور اپنے حال میں کچھ بھاریاں عاتقانہ دہرائیں ہیں

غزل

دماغ دل خندہ زن زخم جگر کوئی نہ تھا
 مردمان چشم سا اہل نظر کوئی نہ تھا
 نازنین نازک بدن نازک کمر کوئی نہ تھا
 جاگتا تھا فتنہ جو تھا بے خبر کوئی نہ تھا
 غیب الفت کے سوا ہم میں ہنر کوئی نہ تھا
 در سین دم تک تو مجھ سے ہنر کوئی نہ تھا
 ان لب تشوین سے شیریں تیشکر کوئی نہ تھا
 محبت نے کا وقت تھا شمس و قمر کوئی نہ تھا
 جلوہ درماہو نہ تو جہاں وہ گھر کوئی نہ تھا
 مخمل شب میں سے ہنگام سحر کوئی نہ تھا
 باوجود بال و ربے بال و بر کوئی نہ تھا
 کون سے قصہ کو کتنا مختصر کوئی نہ تھا
 آشنا گردن سے انہی اپنا سر کوئی نہ تھا
 خانہ زنجیر سا آبا د گھر کوئی نہ تھا
 مالہ واقفان سے جو تھا بے اثر کوئی نہ تھا
 فکر سے غافل ترے جن و بشر کوئی نہ تھا

ماے اس سودے سے پہلے در سر کوئی نہ تھا
 غیر یار آنکھوں میں اپنے جلوہ گر کوئی نہ تھا
 خوبصورت یوں تو بہتر سے تھے لیکن یار سا
 میرے نالوں نے جو شب کی تھی قیامت آخرا
 دوست دشمن یار رکھنا خاطر اپنی کیا غریز
 سحر کے میں عشق کے سحر ماخویر رہے ہوئے
 چاشنی دونوں کی چکھی ہے جو حق حق ہو چکے
 یار آنکلا تو تھا صورت دکھانا میں نے
 دیدہ و دل تھے منور ترے نور حسن سے
 عہد پیری میں جوانی تھی نہ اُسکے دلوے
 بیل تصور تھا باغ جہان میں تیری طرح
 رکھتی تھی زلف رساے یار ہر اک مود باز
 تیغ کے جوہر دکھاتی تھی وہ دروجن دنوں
 کو تھے طعنے میں اُن زلفوں کے تھے اک دوزخ
 کھینچ لاتا تھا ہمارا جذبہ دل یار کو
 عشق کی کسو حسن دلکش سے نہ تھا اور جان

عالم محبت میں اس نے ملکہ کا کہنا بالکل نہیں سنا ہی نہ کچھ جواب دیا برابر چلا آتا ہی جب ملکہ نے دیکھا کہ
 میں نے دو تہ اس سے پکار کر کہا اس نے کچھ جواب نہ دیا اور اسی طرح یہ کہ چلا آتا ہی ایک مرتبہ برہم
 ہو کر کہا کہ او شخص تو کیا برہم ہے کہ ہم نے دو مرتبہ تجھ کو منع کیا اور کہا کہ ادھر نہ آ کر تو نے ہمارے کہنے پر عمل
 نہ کیا اور نہ کچھ خیال کیا بس اسی مقام پر پھر جا جو میری خواہش ہو ہم سے بیان کر تا کہ ہم بھی تو کچھ شنیں
 کہ تو اس طرف کس غرض سے آتا ہے اگر خواہش زر در یور ہے تو ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ اسی مقام پر پھر
 رہ ہم دے دیتے ہیں یا اور کچھ کہنا ہو وہ بھی کہ ہم تیری طرح ہرے نہیں ہیں کہ نہ شنیں یہ جو ملکہ نے
 ڈانٹ کر کہا اور اب بدست بھی قریب آچکا تھا ملکہ کی تقریر سن کر ایک مرتبہ غم کر کہا کہ میں کوئی محتاج
 نہیں ہوں جو زر و زیور کی خواہش میں تمہاری طرف آتا ہوں تمہارا زر و زیور تم کو مبارک رہے خداوند تصویر
 کی عنایت سے میرے پاس سب کچھ موجود ہے تم لوگ میرے دشمن ہو اور میں تمہارا دشمن ہوں بلکہ اب
 میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے تمہارے سلسلہ محبت و اتحاد جاری ہو جائے درمیان سے یہ نقشہ و فساد
 برطرف ہو جائے رشتہ دوستی قائم ہو جائے بس جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا اب کوئی باہم فساد کرنے
 سے فائدہ نہیں جو لوگ کہ قتل ہوئے ہیں وہ فساد کرنے سے زندہ نہ ہو جائیں گے اگر تم کو تو میں وہ
 طریقہ بیان کروں مگر پہلے یہ خیال کرو کہ جو میں تم سے کہوں گا اس کو قبول کرنا پڑے گا بدو نہ اس کو قبول
 کیے ہوئے بیان سے تمہارا جانا محال ہے اب میں تم کو جانے نہ دوں گا مان اگر میری خواہش کے موافق
 کرو گی تو میں تم سے فراق نہ ہوں گا یہ جو بدست کے کہنا ملکہ نے جواب دیا کہ بیان کرو کہ وہ کیا طریقہ
 ہے کہ جس کے سبب سے ہمارے اور تمہارے سلسلہ دوستی اور محبت قائم ہو جائے گا اور رشتہ دشمنی
 قطع ہو جائے گا اور وہ کیا امر ہے کہ جس کے بدو نہ قبول کیے ہوئے تو مجھ کو بیان سے نہ جانے دے گا یہ امر
 خیال کرنے کہ اگر وہ امر جو کہ تو بیان کرے گا اگر لائق قبول کرنے کے ہوگا تو قبول کیا جائے گا ورنہ جواب
 دیا جائے گا اور ہم سے مذہب کے بارے میں گفتگو نہ کرنا ورنہ ہم کبھی قبول نہ کریں گے یہ جو ملکہ نے کہا
 بدست نے جواب دیا کہ مجھ کو تم سے دو امر کہنا ہیں اُنکے قبول کرنے پر میری جان بخشی ہے ورنہ تو بھی
 مثل آفاق شاہ کے میرے ماتو سے قتل ہوتی یہ جو بدست نے کہا منورہ نے جو سنا ایک
 مرتبہ اپنے کان کھڑے کے اور اپنی خالہ سے کہا کہ کیا خوب یہ تو وہ مثل ہوئی ہو جب اس شعر کے ساتھ
 وزخانہ دمن گرد جهان سے گرم و آب در کوز و من تنہ لبان سے گرم یعنی میرے خالو کا قاتل ہی
 مقام پر موجود ہے اور اب فرماتی ہیں کہ تلاش کرنے جاؤں کس سے دریافت کروں کیونکہ مرتبہ باؤں یہ نہ جانتی
 تھی کہ یہی ذات بابرکات ہیں میں حیران تھی کہ یہ کون ہے اس کو تو میں نے کسی مقام پر دیکھا ہے اب یہ
 میرے ماتو سے صحیح کہ کہان جاتا ہے خوب اس وقت اس نے اپنے کو ظاہر کیا اسکی گفتگو نے اس کی
 زبان سے یہ کلمہ نکلا ادا یہ جو منورہ نے کہا ملکہ نے چپکے سے کہا کہ ای بیٹی خاموش رہو سنو تو یہ
 ملعون کیا کہتا ہے پہلے اسکی تقریر سن لو تو پھر مقابلہ کرنا یہ اب جانے گا کہان میں خود اسکی فکر میں تھی
 یا تو یہ مجھ کو قتل کرنے کا یا میں اس کو قتل کر ڈالوں مگر پہلے اسکی بات سن لینا ضرور ہے منورہ نے جواب
 دیا کہ وہ مجھ پر ہودہ تقریر کرے گا بیچارہ کو دماغ خراب کرے گا ملکہ نے جواب دیا کہ پھر تو مجھ سے کی باتیں
 کرنے لگی یہ کہکر بدست سے کہا کہ پہلے تم اپنا نام ظاہر کرو پھر یہ بتاؤ کہ تم نے آفاق شاہ کو
 کیوں قتل کیا پھر یہ بیان کرو کہ وہ کیا دو طریقہ ہیں بس یہ تقریر جو ملکہ آئینہ اندام نے کی تو

بدست نے کہا کہ میرا نام بدست خون ریز جا دو ہوا اور میں نے اس جرم پر آفاق شاہ کو قتل کیا کہ وہ سمندر شاہ سے منحرف ہو گیا اور اس نے اہل اسلام کی شرکت کی بس بادشاہ کو غصہ آیا اس نے مجھ کو براے بربادی ملک آفاق شاہ روزہ کیا یہ خبر آفاق شاہ کو معلوم ہوئی وہ مجھ کو غافل پا کر میرے لشکر پر آڑا اور تمام سپاہ کو برباد کیا ایک کو زندہ نہ رکھا جیون میں آگ لگا دی جب مجھ کو معلوم ہوا میں اپنی جان بکا کر لشکر سے نکل آیا اور آفاق شاہ سے مقابلہ کیا بہت کچھ پہلے نصیحت کی جب اس نے نہ مانا میں نے اسے قتل کیونکہ او زوجہ آفاق تو اس حال سے بخوبی واقف ہے اور مجھ کو دھوکا دیتی ہے کہ کیا ہوا تو میرے نام سے بھی آگاہ ہے اور میرا نام دریافت کرتی ہے میں نے صرف اس غرض سے یہ تقریریں رد و بیان کی کہ مجھ کو تجھ سے رشتہ محبت و قرابت جاری کرتا ہے ورنہ کبھی نہ بیان کرتا راوی نے بیان کیا ہے کہ ملکہ آئینہ اندام اس کے نام سے اور سب واقعات سے آگاہ تھی مگر صرف اس خیال سے کہ جو سردار اور طرف مقابلہ گئے تھے انھوں نے یہ صد اُسنی ہو کہ آفاق شاہ قتل ہوا وہ اس کے قاتل کی تلاش میں آتے ہوں راہ میں ہوں ایسی تدبیر کر کہ عرصہ لگے گو یہ امید نہیں ہے کہ وہ لوگ آئینہ مگر شاید کوئی حرکت کرے ورنہ زوجہ آفاق شاہ یہ قتل سوال نہ کرتی جسکی آگاہی سے وقت بھی بھر دہی سوال کرتی صرف دفع الوقتی مد نظر تھی جب یہ بدست نے کہا تو زوجہ آفاق شاہ نے جواب دیا کہ وہ طریقہ بیان کر اور یہ بیان کر دہ کیا تدبیر ہے کہ میرے اور تیرے رشتہ قرابت جاری ہو اسوقت بدست نے کہا کہ پہلا سوال تو میرا یہ ہے کہ یہ جو گل رعنا اور بلبل باغ حسن و خوبی دھرم گلزار محبوبی و نونہاں گلشن مطلوبی و در صدن محبت تیری گودی میں ہے اسکو مجھ کو دیدے تاکہ میں اس کے ساتھ آئنا عقد کروں اس سے اپنا کام دل حاصل کروں اس کے دُرنا سنتے کو سنتے کروں تاکہ اس کے شجر مراد سے میرا دل خربے پائے میری آرزو دلی پوری ہو جب سے میں نے اس بت زیبا اور گل رعنا کو دیکھا ہے اور اسکے سراپا کو خیال کیا ہے اس وقت سے میں اسکے چاہ و فن میں مثل یوسف کے غرق ہو گیا ہوں اور اسکے دام زلف میں اسیر ہوا ہوں اس کے خرگان تیرے میرے طلب و جگر کو گھائل کیا ہے اسکی محبت نے میرے دل پر اثر کیا ہے میں اسپر زلفیت ہو گیا ہوں میں اسکی لغت کے دم میں اسیر ہوا ہوں دل پر میرا کما بونہیں ہے میرا دل مثل مرغ بسل کے نفس جسم میں بیقرار ہے یہ چاہتا ہوں کہ کسی صورت سے اس گل رعنا کو مثل بلبل کے خوش بین لون اور اس قدر بوسہ لون کہ دل عتاب قرار پائے اور میری مراد دلی برائے بیقراری دل کو تسکین ہو بدون اس کے وصل کے میرے دل کو قرار نہ ہو گا پس مجھ کو لازم ہے کہ اسکو میرے حوالہ کرنا کہ رشتہ قرابت جاری ہو تیری جان میرے ماتھے سے نچے دوسرے ہواں یہ ہے کہ تو مذہب اسلام ترک کر اور میرے ہمراہ سمندر شاہ کی خدمت میں حل میں اس سے تیرا قصور معاف کرادو نگا بلکہ بادشاہ تیری محبت میں مبتلا ہے اس نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ تیرے شوہر کو قتل کرے جب تو زندہ ہو جائے تو تجھ سے اپنی خواہش ظاہر کرے خواہ بخوشی خواہ زبردستی جس طرح ممکن ہو تجھ سے وصل حاصل کرے مگر اسکی آرزو پوری نہ ہوئی گو اسکو اختیار تھا کہ جب وہ چاہتا زیر دستی تیرے شوہر کے حیات میں تجھ سے اپنا مطلب حاصل کرتا مگر وہ خلاف انصاف سمجھا کہ موجودگی شوہر میں زبردستی خلاف ہے پس اب جب وہ پشیمان ہے کہ آفاق شاہ قتل ہوا اسکی زوجہ یہ وہ میرے پاس اپنا قصور معاف کرانے آئی ہے بہت خوش ہو گا اسی وقت تیرا قصور معاف کرے گا بلکہ کئی ملک

تجکودے گا اور محل میں داخل کرے گا اگر تو راضی ہوگی تو تجھ سے وصل کا خواستگار ہوگا اور کام دل حاصل کرے گا بڑی راحت سے بسر ہوگی سب محلات سے تیری غرت ہوگی آفاق کیا محبت و غرت و راحت دیتا تھا جو سمندر شاہ دے گا تو اُدھر بادشاہ کے ساتھ فرے اُڑا اور آفاق کا غم بھی نہ کرم گیا مر جانے دے اپنی راحت کی فکر کر ایسا مرد نہ ملے گا جیسا سمندر شاہ ہے دیکھو کس قدر محل میں اُسپر محل کرنے کی خواہش ہے دوسری صفت یہ ہے کہ جو عورت اُس کے پاس آئے پھر اُسکو دوسرے مرد کی طرف رغبت نہ ہو دے ایسا تو مرد ہم نے دیکھا ہی نہیں کہ صورت تو ہوسناہ اور بدرد مگر زنانہ شکیلہ و جمیلہ محبت کرین یہ صرف اُسکی مردی کا سبب ہے یہ صفت تو تیرے شوہر نے آفاق میں نہ ہوگی اُسکی مردی ظاہر ہے کہ اُس نے سو اسے تیرے کوئی محل تک نہ کیا جب وہ ایسا تھا تو تیری خواہش کیا پوری کرتا ہوگا بس معلوم ہوا مان جب تو سمندر شاہ سے پہنچے ہوگی تو تجکو بھٹ ملے گا اور معلوم ہوگا کہ مرد ایسے ہوتے ہیں اور دنیا میں یہ فرے ہیں اُس وقت تجکو بادشاہ کی قدر ہوگی تو اُدھر بادشاہ کے ساتھ فرے اُڑا اور اُسکو تجکو دے میں اُسکو اپنے گھر لے جا کر ساتھ عیش کے فرے اُڑاؤں اُدھر تجکو دن عید رات شب رات ہوا دھر تجکو بس یہی دو سبب تیرے مرنے کے ہیں اگر اس کے خلاف کرے گی تو میرے ہاتھ سے اپنی جان سلامت نہ لے جائے گی میں تجکو قتل کر کے اس گل زبا کو ضرور اپنے تصرف میں لاؤنگا کیونکہ میں اس کے لیے بہت مقرر ہوں یہ کلمہ اشعار عاشقانہ چڑھنے لگا یہ چند اشعار منورہ جا دو کی طرف اشارہ کر کے پڑھنے لگا غزل

لائی دید ہے بلبل یہ بہار عارض گل سے بہتر ہیں ترے یار یہ دونوں تیار پر وہ زلف سے دکھائے وہ خال وارو فرستے اس مہ کمال کے کتان کی صورت گل کی جانب میں اگر دیکھوں تو تائیں بھین اکسکا یہ مہر صفت چہرہ روشن چمنکا	دل د جان سے نہ ہوں کیونکہ میں تاراض کیون ہزاروں کی نہ ہو جان تاراض دل ہزاروں کے کسے اُسے شکار عارض دل کو مجروح بناتا ہے شکار عارض دیکھ کر کہتی ہے بلبل یہ بہار عارض کس نے دہن سے کیا پاک غبار عارض
---	---

مڑتا ہوں ترے ہجر میں اری بار خیر لے	اب جان سے جاتا ہے یہ بیمار خیر لے
-------------------------------------	-----------------------------------

یہ شعر پڑھنے لگا جب یہ تقریر بلکہ آئینہ اندام نے سنی ایک دود غلیظ تھا کہ کاخ دماغ کو تیرے ذکر مار نکل گیا فرط غیظ سے کانپنے لگی تمام عالم آنکھوں میں تار تک ہو گیا ایک زندہ حیرا سا آگیا بند بند ٹھہرے لگا چہرہ فرط غصہ سے مثل آفتاب کے سرخ ہو گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ آنکھوں سے خون کی ٹوندیں ٹپک رہی ہیں بس نہ تھا کہ جو بدست کو بیکڑ کر جابانی مگر بسبب عورت ہونے کی ڈری اور کانٹ کر غصہ کو ضبط کر کے نگاہ نہ بدست کی طرف دیکھا: افراط غیظ سے یہ حال تھا کہ کلام نہ کیا جاتا تھا مٹھو میں کھٹک تھا مگر اُسپر بھی بدست سے کہا کہ او فرم و لہذا کیا یہ وہ تقریر کرتا ہے اگر کوئی تیری بیٹی یا بہن ہو اُس سے ایسا کام نکال اور ہم بستر ہو اور سمندر نطفہ حرام کی سپرد کرتا کہ وہ تیرے روبرو ہم بستر ہو اُس وقت اُسکی مردی دماغ دی کا تجکو امتحان ہو جائے یا اشی جو رو کو بھیج دے کہ اُسکو مرد کی بہت خواہش ہے تجھ سے اُسکا دل سیر نہیں ہوتا ہے اور مالایق کیا ہم عورتوں کے روبرو یہودہ

تقریر کرتا ہی تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو ایسی تقریر کرنے لگا دیکھ کہیں نا کہیں نہ کور ہو جائیں تیری
تو کیا اصل ہی بڑے بڑے تو میری زندگی میں اس لڑکی کی طرف بنگاہ بد دیکھ نہیں سکتے ہیں بس اپنی
زبان بند کر دینا بہت بھگتا ہے گا اس خیال کو اپنے دل سے دور کر دینا اس میں خراب ہو گا آئندہ تجھ کو
اختیار ہے چہ خوش گنا تو بچہ بوم کیا وہ ہمارے سعادت سے جہ نسبت خاک را اما عالم پاک جب انسان
کی شامت آتی ہے تو وہ اپنے اپنے خیالات میں اکرنا ہے اور یہ جو تونے کہا کہ ترک مذہب کرو اور بادشاہ
کی خدمت میں چلو وہ خطا معاف کرے گا اپنے محل میں داخل کرے گا سمندر کی بھی یہ لیاقت
ہوئی کہ میری خطا معاف کرے اور مجھ کو داخل محل کرے داخل محل ہونے کی تیری ماں بیسی جود ہیں
وہ میری طرف بنگاہ بد دیکھ نہیں سکتا ہے اگر دیکھے تو انہیں نکال لوں افسوس اس امر کا ہے تو
مجھ کو بے وارث خیال کر کے ایسی تقریر کرتا ہے اور جانتا ہے کہ اسکا کوئی وارث نہیں ہے یہ نہ خیال کرتا ہے
بہت سے وارث ہیں خداوند کریم لشکر اسلام کو اور بادشاہ لشکر اسلام و صاحب قراں کو سلامت
باکرامت رکھے وہ میرے وارث ہیں اگر وہ اسوقت یہاں موجود ہوتے اور تو اس طور کی تقریر کرتا
تو دیکھتا کہ کیسی سزا ملتی تیری زبان کی طرف سے تلخ لی جاتی دریاں ہاتھ پڑا کہ سرن سے اڑ جاتا
اس وقت فرہ اس تقریر میں کاپاتا کیا کروں میں خود تیرے لیے کافی تھی مگر شوہر کے غم نے مجھ کو مجبور
کر دیا بس جا تیری اسی میں خیریت ہے کہ میں کچھ تجھ کو سزا نہیں دیتی ہوں اور چھوڑے دیتی ہوں اب کی
جو کچھ کہا تو یاد رکھنا کہ سرن پر نہ ہو گا اگر اس لڑکی کی طرف بنگاہ بد دیکھا تو یہ خیال بھگتا کہ دو دن آنکھوں میں
تیرے میری دو انگلیاں نہ ہو گی تو مجھ کو اس امر سے خوف دلاتا ہے کہ اگر یہ امر قبول نہ کر دی تو میں تجھ کو
قتل کروں گا میں مرنے سے نہیں ڈرتی ہوں آبرو کا صدقہ جان ہے بس اگر آبرو جانے والی ہو تو مرنے کا
بہتر ہے یہ جو ملکہ نے کہا اسکو یہ تقریر بہت ناگوار ہوئی اور پرہم ہو کر کہنے لگا کہ کیوں اپنی فضا بھائی ہے دیکھ
اسی میں خیریت ہے کہ میرے کہنے پر عمل کر دینا بھگتا ہے گی مثل اپنے شوہر کے میرے ہاتھ سے ماری
جائے گی سارا گبر و غرور نکل جائے گا میں تو ضرور اس بارہ ماہ سے اپنا کام دل حاصل کر دینگا کیونکہ میں
اسپر مڑتا ہوں دل میرا میرے قابو میں نہیں ہے جب نے اسکو دیکھا ہے اسکی مفارقت نے مجھ کو بغیر ار
کر رکھا ہے بس اسی میں خیریت ہے کہ اسکو میرے حوالے کر اور میرے ساتھ چل تو کیا مجھ کو سزا دے گی
سیان آفاق شاہ تو سزا دے نہ سکے میرے ہاتھ سے قتل ہوئے لشکر اسلام کی بھی یہ لیاقت ہے
کہ مجھ کو سزا دے یہ جو بد مست نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ پھر تونے وہی تقریر کی بس اسی میں خیریت ہے کہ
تو اپنی جان سلامت لے کر چلا جا ورنہ میرے ہاتھ سے ذلیل ہو گا اور قتل ہو گا اور اگر میری فضا تیرے
ہاتھ سے ہے تو کوئی چارہ نہیں ہے مگر یہ خیال کرے کہ تو اس سہارہ پر میرے بعد خواہ میرے سامنے
قابض ہو یا اپنے تصرف میں لاسکے یہ امر بالکل محال ہے سراسر تیرا مقام خیال ہے بس اپنے دل سے
اس خیال کو دور کر اپنی جان نہ دے یہ جو ملکہ نے کہا بد مست نے جواب دیا کہ کیوں اپنی فضا بھائی ہے
میں تجھ کو قتل کر کے اس سہارہ زراہد زب پر ضرور قبضہ کر دینگا دیکھو اسی میں خیریت ہے کہ میرے کہنے
پر عمل کرا چھا اگر تجھ کو یہ امر منظور نہیں ہے کہ تو ترک مذہب اسلام کرے اور میرے ساتھ بادشاہ کے پاس
جائے تو اس امر کو جانے دے تجھ کو اپنے فعل کا اختیار ہے میں تجھ پر اس امر کا جبر نہیں کرتا ہوں مگر یہ امر
تجھ کو ضرور کرنا ہو گا کہ میری معشوقہ کو میرے حوالے کر دینا میں زبردستی تجھ سے لے لوں گا اور کچھ نا بھگتا ہو گا
دیکھ میں صرت اس امر کے لحاظ سے تیرے اوپر زبردستی اس امر کی نہیں کرتا ہوں کہ تو دین اسلام اختیار کر

اور خدمت میں بادشاہ کے چل کہ مجھ کو تجھ سے قربت کرنا ہے اگر تو اس امر کو بھی قبول نہ کرے گی تو میں پھر کسی صورت سے نہ مانوں گا تجھ سے نبردستی اس گل رعنا کو بھی لو لگا اور ترک دین اسلام بھی کراؤں گا اور تجھ کو باندھ کر خدمت بادشاہ میں لے جاؤں گا اگر تو اس وقت یہ کہے گی کہ میں اسکو تیرے خواہے کرتی ہوں جب تیرے اوپر دباؤ پڑے گا تو مجھ کو چھوڑ دے تو میں ہرگز نہ قبول کروں گا یہ صرف اس وقت قبول کرتا ہوں اور جب کہ میرے تیرے مقابلہ ہوا اور میں تجھ پر غالب آیا اسوقت یہ امر محال ہے کہ ان صورت ضلع میں ہو سکتا ہے کہ آئندہ تجھ کو اختیار ہے جو مجھ کو کتنا تھا وہ میں نے کہا اور محبت تمام کی تاکہ یہ کوئی نہ کہے کہ عورت جان بھر جاؤ ڈالا یہ جو اس نے تقریر کی ملکہ نے جواب دیا کہ دور ہو میرے سامنے سے تو کیا مجھ کو گرفتار کرے گا دیکھ کیوں اپنی شجاعت بھلتا ہے پس اپنی زبان بند کر بیوہ نہ بکراوی کہتا ہے کہ منورہ اپنی خالہ اور بدست کی تقریر خاموشی پیچھے سنائی ابھی تک یہ دونوں خاک پر بیٹھے ہیں جب منورہ نے دیکھا کہ اب تقریر کو طول ہوا اور یہ حرام زادہ بار بار میرا نام لیے جاتا ہے اور میری طرف اشارہ کرتا ہے ایک مرتبہ چمک کر خاک سے اٹھی اور اپنے دوست کو سنبھال کر اپنے کو ہر طرف سے پوشیدہ کر کے کہا کہ اؤنا مقبول نتیجہ شیطان کیا مہمل تقریر خالہ امان سے کرتا ہے پس حضرت اسی میں ہے کہ یہاں سے چلا جا تیرا بھی یہ سمجھ کہ تو میری خواہش کرے دہی تک تو میں خاموشی سنائی کہ اب چلا جائے اب چلا جائے تو ہم کو کیا سمجھا ہے یہ خیال کرتا ہے کہ ہم جو حجر کرتے ہیں تو دب گئے ہیں ہم تیرے باپ سے بھی نہیں دہی ہیں پس اگر اب کچھ کہا تو بُرا ہوگا تیرے حق میں بھلا نہ ہوگا یہ جو منورہ نے کہا اس نے جواب دیا کہ اے جان جہان تم نہ گم ہو میرے تمھارے مقابلہ رات کو پلنگ پر خوب ہوگا میں اس مقابلہ کے لیے تم کو طلب کرتا ہوں اسوقت دیکھو گا کہ کون زبردست ہے اور کون زیر دست ہے اور میں تو تمھارے رخ و پردہ کا زخمی ہو چکا ہوں تم بیکار کو برہم ہوتی ہو تم بٹھراؤ میں تمھاری خالہ کو قتل کر کے تم کو ابھی لے چلتا ہوں یہ سننا تھا کہ منورہ کو غصہ آگیا اور قصے میں آکر جھولی پر مالتو ڈالنا رنج سحر نکال کر کہا کہ دیکھو اب بھی میرے سامنے سے ہٹ جا ورنہ قتل ہوگا اسنے کہا کہ میں تو تمھارے ناز و ادا کا بسل ہو چکا ہوں جان و دل سے خدا ہو چکا ہوں دل قابو میں نہیں ہے تیری ادا سے جان ستان ہے برا حال ہے

ان سے ہے عیان خواہش دیدار کسی کی	بیشک مری آنکھیں ہیں نگار کسی کی
اس چال کے قربان کہ کتنا ہے زمانہ	دل چھینے لیے جاتی ہے رفتار کسی کی
ترکس سی جو آنکھیں ہیں تو ہی بھول ہی رہ	صورت وہ ہے کیا خوب طرہ دار کسی کی
تلاؤں میں کیا تھر تھر آفت بھی کہ جادو	دل چھید گیا ہوئے ہی بلکہ چار کسی کی
ہر لحظہ مرے سامنے برپا ہے قیامت	پیرنی ہے مری آنکھ میں رفتار کسی کی
اقتدری نزاکت جو پڑے زلف کا سیاہ	کھا جائے کمزبل دم رفتار کسی کی
اے کبیک درسی پہلے تری چال کیسے تھی	بے شبہ اڑتی ہے یہ رفتار کسی کی
یوسف کو زلیخا کی بھی حیا نہ ہوتی	صورت نظر آتی جو طرہ دار کسی کی
سینے پہ وہیں لوٹ گیا سائب ہمارے	آنی جو نظر کامل حسد ار کسی کی
بدست وہیں ہوئے نہ سنبھلا دل مضطرب	جو آنکھو نظر کسی سرشار کسی کی
دل پیچ میں آجائے نہ کیوں گالی بیاد ہے	دل کھاتی ہیں زلفین صفت دار کسی کی
ابر تو گئے اشارے سے کوئی دم میں نہ آ	ہوتی ہے کہیں تیغ و زنا دار کسی کی

یہ کلمہ منورہ کے رخ نور کی جانب دیکھ کر کہا کہ اے بیاری معشوقون کا یہی کام ہے کہ عاشقون پر تہہ کہ تہہ
 تمھارے کسی حربہ کا جواب نہ دوں گا وہ یا نور ٹوٹ جائیں جو تم پر کسی اور قصد سے رُقعین تم حربہ
 کرو میں اسکو بسر و چشم قبول کروں گا یہ جو اُس نے کہا منورہ نے وہ نارنج اسم سے تر ہلکا سکی اور پھینکا
 اُس نے جو دیکھا کہ یہ نارنج اس نے غصہ میں پھینکا ہے ساحرہ زبردست ہے اگر تر گیا تو کوئی نہ کوئی عضو
 بیکار ہو جائے گا اس سے اسے کو بچا نا ضرور ہے یہ خیال کر کے اس نے اپنی جھولی سے ایک کارڈ نکالا
 اُس پر اسم سے تر ہلکا پھینکا ہے کہ کھڑا ہو جب وہ نارنج زیب آتا اس نے اسکو اُس کارڈ سے قلم کیا اور
 منورہ کے اُن حوکی شعلہ نکلائے اسے نارنج کو جلادیا اسے جب اُس حربہ کو زنج کیا تو منورہ کی طرف دیکھ کر کہا کہ دیکھا
 تم نے جان من تمھاری محبت کی کس قدر آگ میرے سینہ میں ہے کہ جس نے نارنج کو جلادیا مان کوئی اور
 حربہ کرو یہ حال جو منورہ نے اور ملکہ نے دیکھا خیال کیا کہ اُس ساحرہ زبردست ہے مگر اسکی تقریر سننے منورہ
 کو غصہ آیا اور پھر جھولی پر ہاتھ ڈالا کہ اور کوئی حربہ نکالے کہ آئینہ اندام نے کہا کہ اے فرزند تو تمھارے تیرے
 ہاتھ سے نہ قتل ہو گا میں اسی اسکو قتل کرتی ہوں اور اسکو اسکی اس حربہ زبانی اور بیہودہ تقریر کی سزا
 دیتی ہوں منورہ نے جواب دیا کہ اب تمھارے جین میں قتل کیے دیتی ہوں یہ میرے ہاتھ سے جاتا کہاں ہے
 اسکی کیا اصل حقیقت ہے آئینہ اندام نے اسکو اُس کے مان کی روح کی قسم دی اور اسے سر کی کہ
 تو حربہ نہ کر منورہ ناچار ہو گئی بس ملکہ نے اپنی جھولی سے نکال کر رو برو بدست کے آگئی اور کہا کہ او
 بد معاش تو نہ مانے گا بد دن سراپا نے لایا حربہ رکھتا ہے یہ سننا تھا کہ اُس نے سحر کیا ملکہ نے رد کیا اب
 ملکہ نے سحر کیا اُس نے رد کیا اب ان کے اُن کے سحر چلنے لگے اور دونوں طرف سے رد ہونے لگے کوئی
 دشن دشن بندرہ بندرہ سحر کی نوبت آئی تھی اور باہم دونوں طرف سے رد ہوئے تھے ملکہ جان لڑا ہے
 ہوئے مقابلہ کر رہی تھی کیونکہ آبرو کا مقدمہ تھا جب بدست نے دیکھا کہ یہ بڑی سا کھڑ اور جرات سے
 مقابلہ کر رہی ہے اُس پر غالب آنا ذرا مشکل ہے اس نے دل میں خیال کیا کہ یہ دھوکے سے چوٹ کھائے گی
 بس یہ وقت کا غلط زمانہ اب جو ملکہ نے پھر کر سحر کیا اس نے اسکو رد کیا اور کارڈ سحر نکال کر اُس پر اسم سحر دم
 کر کے اور اپنی زبان کے خون کا ٹپکا دے کہ ملکہ سے کہا کہ دیکھ وہ میری کہاں آگئی اب تم میرے ہاتھ
 سے کہاں جاتے ہو ملکہ آئینہ اندام اسے سادہ ہے سے اس ملعون دنا بکار کے چھٹنے سے
 دھوکے میں آگئی گو ساحرہ زبردست تھی مگر پھر عورت تھی جیسے ملکہ نے آدم دیکھا جدھر کا اُس نے
 اشارہ کیا تھا بس ذرا اس نے وہ کارڈ چلیج کراری کہ منورہ نے اسے ہاتھ کی جھپک دیکھی پکاری کہ
 خالہ اماں جیسے اس حارہ سے نے دھوکا آپ کو دے کر آدم متوجہ کیا جب آپ آدم مخاطب ہوئیں اسے
 اپنا حربہ کیا بس جیسے یہ منورہ نے کہا ملکہ نے اسے کو بچا یا تو مگر لیٹ کر اس خیال سے اسکی طرف دیکھا کہ دیکھو
 اس نے کیا حربہ کیا میں اسکا توڑ کر دوں چونکہ وہ کارڈ اس کے ہاتھ سے رہا ہو چکی تھی اور فریب
 پہنچ چلی تھی اسلئے کہ اندر میں زحمت لگتی تھی اور اسکی فصلا ملکہ کے ہاتھ سے نہ تھی بلکہ ملکہ کو اس کے
 ہاتھ سے زخمی ہونا تھا میں نے اس سے پلٹی وہ کارڈ اگر پیشانی پر پڑے کوئی دوا گل پیشانی میں در آئی
 سکتی کہ ملکہ نے سحر کیا کہ وہ اُسی مقام پر پھری آگے نہ بڑھ سکتی اگر ملکہ سحر نہ کرتی تو اُس پار سحر کو توڑ کر باہر
 نکال دیتی یا سینہ یا پشت پر پڑتی تو قلب و جگر کو کاٹ دیتی چونکہ ملکہ کی اہل اس کے ہاتھ سے نہ تھی
 صرف زخمی ہونا تھا اس سبب سے پیشانی پر پڑی تو ملکہ نے سحر کر کے اُس کارڈ کو پیشانی سے نکالا ایک طرف
 خون کا پیشانی سے جاری ہوا خون میں نہا گئی معلوم ہوتا تھا کہ شفیق میں قاتل کیا ملکہ نے کچھ خیال نہ کیا خود کو اُسی طور سے

پہنے دیا اور وہ کار دے کر اُسکی طرف چلی یہ کہتی ہوئی کہ او دغا باز و مکار جب تو نے دیکھا کہ میں کسی طور سے غالب نہیں آسکتا ہوں تو تو نے مجھ کو دھوکا دیا اور اپنا حربہ کیا خیر اب تو میرے ہاتھ سے کچھ کر کے سان جاتا ہے خبر دار ہو جائیہ کہ ہر ملکہ علی چونکہ خون سر سے بہت نکلا تھا ملکہ کو غش آگیا کوئی دد خدم علی تھی کہ غش کھا کر زمین پر گری ملکہ کو غش آنے کا یہ بھی سبب تھا کہ اُسکے قلب پر مرگ شوہر کا بڑا گندہ تھا رویت علی تھی اُس کے سبب سے قلب دھڑکنا تو ان ہو رہا تھا اُس پر اس قدر خون نکلا بس غش کھا کر زمین پر گری یہ جو حال منورہ نے دیکھا تھوٹ کر خالہ کے قریب آئی بدست اُس طرف اس خیال سے چلا کہ اس کا گرفتار کر لوں یا سیرت سے کٹ کر لوں اور خاتمہ کروں مگر منورہ بہت جلد قریب آگئی اور بدست کو اس طرف آنے ہوئے دیکھ کر اپنے ہتھ کو بند کر کے اور آئینہ اندام کو پشت پر سے کر کھڑی ہوئی کہ بدست پہونچا اور کہا کہ اسی جان من تم بہت جاؤ تاکہ میں اسکا سر کاٹ لوں یہ میری اور تمہاری مفارقت چاہتی ہے جب میں اسکو نشانہ کروں گا تو کوئی قصہ باقی نہ رہے گا ہم تم خوب گیش سے بسر کریں گے یک جان دو غالب ہو جاؤں گے دن عید ہوگی رات شب برات خداوند تصویر نے یہ دن دکھایا کہ ہلکو ٹکولایا یہ اختار بے ساختہ زبان پر لایا

اب تو وہ صنم نام خدا اور ہی کچھ ہے
 سمجھائی انھیں بشرط جیسا اور ہی کچھ ہے
 جسکی یہ سزا ہے وہ خطا اور ہی کچھ ہے
 کس سے کہوں میں کہ خدا اور ہی کچھ ہے
 بر جو صلا اہل دین اور ہی کچھ ہے
 تلوار سے کھانے کا فرہ اور ہی کچھ ہے
 ان نمی نگاہوں کی ادا اور ہی کچھ ہے
 ان آنکھوں میں تو شیخ ہسا اور ہی کچھ ہے
 اندھیر نہ کرنا یہ بلا اور ہی کچھ ہے
 پر حسن تر نام خدا اور ہی کچھ ہے
 سر نہ جو لگایا تو ادا اور ہی کچھ ہے
 بیماری نفث کی دوا اور ہی کچھ ہے
 نادان کے نفث کا فرہ اور ہی کچھ ہے
 وہ چشم وہ کیسوے دوا اور ہی کچھ ہے
 سمجھے سبب نفثش یا اور ہی کچھ ہے
 عاشق ہون مرے دل کی دعا اور ہی کچھ ہے
 باتیں نہ بنا تیری خطا اور ہی کچھ ہے

آغاز جوانی ہر ادا اور ہی کچھ ہے
 کہتے ہیں اباد سے مرے مجھ سے کہ بڑھا ہاتھ
 میں کیا کہوں کیوں کہتے ہیں باز سے مجھ کو
 ہر ایک سمجھتا ہے مظاہر کو ہمہ دوست
 اگر اٹھا لیتے ہیں سب عشق کی آواز
 سچا نہیں ہنسنا دین زخم حلقہ کا
 آن شوخیوں سے کرتی ہے جلیں کسی کو
 حور ان بہشتی کی میں کیوں آنکھوں کو دکھوں
 اسی دل نہ اٹھنا کبھی اس زلف دو بامین
 گو حضرت یوسف ہیں بہت حسن میں شہور
 پہلے تو قیامت تھے ان آنکھوں کے آثار
 غصے بھی جو آئین تو بد او نہیں ممکن
 کچھ لطف نہیں کوثر و نسیم کا دوا عطا
 وہ ابرو و مسد ار وہ ابھرا ہوا جوں
 میں نشے میں اسیر جو گر غیر سے بولے
 زارہ نہیں خالق کے جو مانگوں جن غلہ
 ہر جرم کے اظہار یہ اُس بت کا یہ گہنا

یہ سنکر منورہ نے جواب دیا کہ بس اُسی مقام پر ٹھہر ورنہ بڑی جراتی ہوگی تیری جی یہ لیاقت ہے کہ تو میرے روبرو میری خالہ امان کا سر کاٹے گا تو نے دھوکا دے کر تو انکو زخمی کیا ورنہ وہ تیرے ہاتھ سے کبھی زخمی نہ ہوتیں بس خیریت اسی میں ہے کہ تو میرے روبرو سے چلا جا خبر دار اب ایسی تقریر زبان پر نہ لانا یہ جو ملکہ یعنی منورہ نے کہا بدست نے جواب دیا کہ اسی جانی تم بہت جاؤ

میں تمہارے سبب سے قتل نہیں کر سکتا ہوں نہ تم سے مقابلہ کر سکتا ہوں کیونکہ تم میری معشوقہ ہو جاؤ
 بلکہ ہو کسی نے آج تک اپنی معشوقہ پر ہاتھ اٹھایا ہو تو میں بھی ہاتھ اٹھاؤں ملکہ منورہ نے کہا کہ تو نہیں
 مانے گا اپنی ہی سبکے جانے گا دیکھو میں کہتی ہوں کہ تیری موت آئی ہے تیرے سر پر قضا کھیل رہی ہے
 بد مست نے جواب دیا معلوم ہوا کہ تم بہت سرکش ہو یوں تم بھی نہ مانو گی اگر اس وقت شرح
 دون گا تو تم رات کو سرکشی کرو گی مشکل سے قبضہ بین آؤ گی اب میں کہان تک تمہارا پاس و
 حفاظ کروں گے خیر دار ہو جاؤ اب میں تم سے اس اپنے زخمی کو لیے لیتا ہوں اس کے بعد تم پر قبضہ
 کرنا ہوں منورہ نے جواب دیا کہ تیری کیا مجال جو میری زندگی میں میری خالہ کا سرکات لے یا
 میرے اور قبضہ پاس کے منجھو قسم ہے اپنے خداوند کی کہ جو تیرے سے باز رہ جو تیرا جی چاہے وہ کر یہ
 کہ منورہ نے جھولی پر ہاتھ ڈالا یہ اذھر سے چلانا طرہ کو یاد ہو گا کہ راوی بیان کر چکا ہے کہ سب
 سردار یہ صدا لگے ملے ہیں کشتی کہ نام من آفاق شاہ بود اس خیال سے کہ قتل کر خیر نہیں کہ
 آفاق شاہ کو کشتی سے قتل کیا اور ایک ایک سحر زبردست لشکر پر کر دیا تھا یہ نوادہ آتے ہیں ایک
 حملہ اور ملاحظہ فرمائیے کہ جب بد مست لشکر سے نکلا تھا تو اس کے ہمراہ چند لشکری اور چند سردار
 نکلے تھے یہ تو من آفاق شاہ کے چلا تھا اور ان سب کو اور سرداروں کی برائے بلا اثر دانہ کہنا تھا ابھی
 وہ سرداروں کو تلاش کر رہے تھے کہ ان کے کان میں آفاق شاہ کے مرنے کی صدا آئی پس وہ
 سب کے سب خوش ہو گئے اور خیال کیا کہ حل کر دیو کہ ہمارے آفانے آفاق شاہ کو قتل کیا ہے
 پس جو بانی کار تھا وہ تو قتل ہوا جو سردار آفاق شاہ کے ہمراہ ہوں گے وہ سب یہ خبر سننے
 اسی مقام پر ضرور آئیں گے وہاں ہمارے آفاتنا ہوں گے آقا کے پاس چلین پس وہ سب کے سب
 داس چلے راہ ٹھکر کے اس مقام پر پہنچے کہ جہاں پر بد مست ٹھہرا ہوا مقابلہ کر رہا تھا اور منورہ
 سے تقریر مذکورہ بالا میں مصروف تھا کہ یہ لوگ پہنچے انھوں نے دیکھا کہ ایک لاش پڑی ہوئی ہے
 اس سے تھوڑے فاصلہ پر ایک عورت زخمی پڑی ہوئی ہے نہ معلوم زندہ ہے یا مر گئی ہے اور آقا ایک
 رملی سے جو کہ کم سن ہے بھی کوئی بارہ تیرہ برس کی ہو گی مگر خوبصورت بہت ہے برس پندرہ یا کہ
 سولہ کا سن ہے جوانی کی راہیں حارون کے دن پر تقریر کر رہے ہیں اور قصد اسیر حملہ کرنے کا کرتے ہیں
 پھر کچھ خیال کر کے رک جاتے ہیں وہ لڑکی اس عورت کو اپنی پشت پر لیے ہوئے سینہ سپر کیے ہوئے
 کھڑی ہے وہ بھی قصد کرتی ہے کہ اگر یہ حملہ کرے تو میں رد کر دوں کہ ان لوگوں نے آکر اور ایک طرف صف
 باندھ کر کھڑے ہوئے اور بد مست سے کہا کہ حضور اب ہٹ جائیں ہم سب مل کر اسٹو گرفتار
 کر لیں یہ جو صدا کان میں بد مست کے آئی اس نے پلٹ کر دیکھا تو یہ دیکھا کہ میرے سردار ہیں
 جو کہ میرے ساتھ اس وقت سے نکلے تھے اور میں نے اور سرداروں کی تلاش میں روانہ کیا تھا جو کہ
 آفاق شاہ کے ساتھ آئے ہیں پس یہ دیکھ کر اس نے کہا کہ تم ٹھہرے رہو میں خود اسکو اسیر کر دوں گا یہ
 آہوئے ویدہ ہوا ہے میرے اسی کے ہاتھ نہ آئے گا سب کو زخمی کرے گا یہ بلکہ بد مست پھر اسی طرف
 متوجہ ہوا وہ سردار خاموش ہو کر کھڑے ہو گئے تماشہ دیکھنے لگے اذھر منورہ نے جو دیکھا کہ چند سردار
 بد مست کے ہتھی مدد کو آ گئے اب اس کے حواس جاتے رہے اس نے خیال کیا کہ دو کی دو ایک ایک
 اب میں انکو کمان تک جواب دوں گی جب یہ حرا فرادہ دیکھے گا کہ میں نہیں اسیر ہوتی ہوں اور میرا
 پس نہیں چلتا ہے تو عاجز ہو کر ان سب کو حکم دے گا کہ گرفتار کر لو میری خرابی ہوئی عجب آفت

میں مبتلا ہوئی یہ خیال کر کے دعا کرنے لگی اسی میرے کرم اسی میرے معبود تو میرے ادب و رحم کر کہ میں نے دین
 اسلام اختیار کیا ہے میری آبرو اس حرا فرد سے کے ہاتھ سے بچا لے سوا سے تیرے اب تو کی بچانے والا
 نہیں ہے کسکو برا سے ملک بلاؤں یہ جو منورہ نے ملک کرتے دلی سے دعا کی تیرا جانب دعا نشانہ مراد پر
 ہو گیا وہ جو سردار جبر قتل آفاق شاہ شہ کے ملے تھے اسے مقام سے اُن میں غزالان آہو ششم
 ایک فریہ ظاہر ہوئی اُس نے در سے دیکھا کہ ایک طرف خند سا کھڑے ہیں صفت باندہ ہوتے
 اسباب سے آراستہ اور ایک سب سے آگے کھڑا ہے کبھی بڑھتا ہے کبھی رُک جاتا ہے اُس کے مقابلہ میں
 ایک ساحرہ کم سن کھڑی ہے اور اُس کی نسبت پر ایک ساحرہ زمین پر پڑی ہے اور وہ فاصلہ پر ایک لاشیں
 پڑی ہے بس غزالان آہو ششم یہ دیکھ کر ہفت پیر آئی اب جو فریب پہنچی تو دیکھا کہ وہ لاشیں تو
 آفاق کی ہے اور زوجہ آفاق کی زخمی زمین پر پڑی ہے اور اُس کی بجائی اُس پر اپنا سینہ میرے ہوتے
 آتا وہ مقابلہ ہے اور بدست اُس سے مقابلہ پڑا مادہ ہے چونکہ یہ بدست کو نہ جانتی تھی بدن سبب
 کہ دربار سمندر شاہ میں جاتی تھی بس بھان لیا یہ حال دیکھ کر منورہ کے پاتن تو گئی نہیں جست
 کر کے درمیان میں منورہ اور بدست کے آگئی اور کہا کہ او بدست جوار ہو جا کیا ایک نو دس
 برس کی لڑکی سے مقابلہ کرتا ہے دیکھ اُس کے دل و جگر کو کہ اُس نے محکوم اپنی خالہ جروح کئے پاس
 نہ آنے دیا اور بدست نے دیکھا تھا کہ ایک برقی ٹوند گئی اب جو غور کر کے دیکھا تو پہچانا کہ یہ نور کی
 ہے آفتاب جادو کی کہانہ او غزالان تو اس وقت میرے روبرو سے ہٹ جا ورنہ پچھتا لے گی
 کیونکہ میں اس وقت اس لڑکی کو گرفتار کر کے ضرور آئینہ اندام کا سر کاٹوں گا اور اس سے وصل
 حاصل کرونگا میرے اور تیرے باپ کے بڑی ملاقات تھی اُسکا پاسل کرنا ہوں غزالان نے جواب
 دیا کہ او بدست تو خود اس وقت میرے روبرو سے ہٹ جا ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہو گا میں تو تجھ کو
 اُس کے پاس تک نہ جانے دوں گی بدست نے جواب دیا کہ اسی غزالان میرے تیرے مقابلہ کا اس
 وقت فرہ نہیں ہے بلکہ شب کو پلنگ پر جو مقابلہ ہو گا تو بڑے لطف سے ہو گا مگر ایک امر کا خیال رہے
 جب کہ میں اپنی مشوقہ جو کہ میرے روبرو کھڑی ہے اس کے وصل سے کامیاب ہو لوں گا تو تیری بھی شہرت
 نکالوں گا پہلے اُس کے قتل کیلئے کو اپنی کلید سے کھولوں گا اور اُس کے طلسم نہانی کو جو کہ بدست سے
 بند ہے اور کسی نے فتح نہیں کیا ہے فتح کروں گا تو تیری خواہش کو پورا کروں گا اور تیرے بھی طلسم کو فتح
 کروں گا یہ جو بدست نے کہا غزالان کو نہایت عصہ آیا ایک فریب پر ہم ہو کر جواب دیا کہ کیا یہ وہ
 کہتا ہے تو اس کے پردہ عصمت تک یا میرے معدن عصمت تک بھی ہاتھ نہیں لے جا سکتا ہے یہ تیرا خیال
 غامض ہے تو اسی امید میں رہے گا یہ تیری آرزو پوری نہ ہوگی بلکہ یہی آرزو تو اپنے دل میں لے کر دنیا سے
 جائے گا اور میرے ہاتھ سے قتل ہو گا بس ابکی جو نو نے کچھ کہا تو یاد رکھ کہ تن پر سر نہ ہو گا یہ جو غزالان نے
 کہا تو اسکو بہت ناگوار ہوا اُدھر کا حال ملاحظہ ہو کہ اُدھر تو غزالان سے اور بدست سے یہ تقریر ہو رہی
 اُدھر وہ سردار جو چلے تھے یکے بعد دیگرے آنے لگے غزالان کے بعد سہراب جادو کر لے انھوں نے
 بھی دور سے یہ مزکہ دیکھا جب قریب آئے تو پہچانا کہ لاش آفاق شاہ کی پڑی ہے اسکی زوجہ بھی
 زمین پر زخمی پڑی ہوئی ہے منورہ اُس کے پاس کھڑی ہے غزالان سے اور بدست سے تقریر ہو رہی ہے
 بھی قریب منورہ کے آکر کھڑے ہوئے بھی کچھ دریافت نہ کیا تھا کہ حرم آفتاب علم بھی آکر پہنچے انھوں نے
 بھی یہ معرکہ دیکھا وہ قریب سہراب کھڑے ہوئے اور دیکھنے لگے کہ گو کہ روشن تن ہی آئین وہ یہ معرکہ

دیکھ کر کھڑی ہو گئیں اور جو سردار تھے سب آگے بڑھ کر دیکھ کر اتر کر خاموش ایک طرف کھڑے ہو گئے کسی نے کچھ حال دریافت نہ کیا اب منورہ کے دل میں قوت آئی اس نے بیٹھ کر تاکہ آئینہ اندام کے سر کا خون صاف کیا ایک حرم چھوٹی سے نکالا اور بار چٹکایا بنا کر فوراً سر پر ڈھا دیا کہ جس کے سبب سے خون کا ٹکنا بند ہو گیا اسی کے شیشہ گلاب دیکھ کر انکلا انکلا چھینٹا منورہ پر تلے کے دیا کہ اُس سے اُسکو خوش آیا آنکھ کھولی منورہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ کیوں کیا؟ اُس نے جواب دیا کہ اُٹھے دیکھو کہ کیا ہوا کون کون آیا؟ آپ خوش کھا کر گرہیں اُس نے قصد کیا کہ میں سر کاٹ لوں میں نے بڑھ کر اُس سے مقابلہ کیا کہ اُسکے سردار آگے میں پریشان ہوئی میں نے دعا کی قدرت خدا سے ملے غزالان میں وقت پر پہنچیں وہ مقابلہ کر رہی ہیں کہ اور سب سردار آگے میں نے جو ہمت پائی آپ کو ہوشیار کیا یہ جو آئینہ اندام نے سنایا کریم لکھنا بھی اپنے دہیہ وغیرہ کو دست کیا اب جو دیکھا کہ ایک طرف تو بدست سے اور غزالان سے مقابلہ ہونے کو ہی ایک طرف اُس کے سردار کھڑے ہیں ایک سمت سرداران لشکر اسلام کھڑے ہیں جو کہ میرے شوہر کے ساتھ تھے یہ دیکھ کر یہ بھی اُٹھ کھڑی ہوئی اور برابر کو کبہ کے آکر کھڑی ہوئی مگر بدست اور غم زدہ کو کبہ نے کہا کہ ایسی بہن کچھ واقعہ تو بیان کرو کہ کیا گذرا آئینہ اندام نے جواب دیا کہ میں جو مقدر میں لکھا تھا وہ گذرا لشکر ہی اُسکا سواے صبر کے کیا چارہ ہے خلاصہ یہ ہے کہ میں رائد ہو گئی اب سب حال جب اطمینان سے بیٹھو گی تو بیان کرو گی ابھی بیان کرنے کا کوئی موقع ہے مقابلہ تو ہو رہا ہے کو کبہ ششکے خاموش ہو رہی منورہ بھی اپنی خالہ کے برابر آکر کھڑی ہوئی اُسکا بازو دیکر کے ادم بدست نے جو دیکھا کہ اب تو بدست سے سردار آگے یہ حیران ہو کر دیکھا کہ اُسے اُسکو زبردست پایا خیال کیا کہ اب بڑی وقت ہوئی خیر ان سب کو قتل نہ کیا تو اپنا نام بدست نہ پایا کیا خون ہے میرے تو سردار میری کمک کو موجود ہیں ادم سرداران بدست نے جو ان سرداروں کو دیکھا باہم کہا کہ بھائیو ہو اختیار رہنا اگر ہمارے آقا اُسکو قتل کر لیں تو خیر و نہ خواہ اس ساحرہ کے ہاتھ سے زخمی ہوں خواہ قتل ایک فریہ ان سب پر حملہ کر دینا زندہ نہ ملے دنیا ان سب نے باہم یہ صلاح کرنی ادم بدست نے غزالان پر حملہ کیا بعد تقریباً کے اٹھا کر تیج مارا غزالان نے اُسکو دیکھا اب سحر چلنے لگے جب دونوں سحر سے عاجز ہوئے اُس وقت باہم پیچھے سحر کھنکھ گئے سپہیں بلند ہو گئیں پیچھے چلنے لگے دار سپر و تیر رہے ہوئے لگے کئی ضرب کی رد و بدل ہوئی تھی کہ ایک مقام پر بدست نے جھٹ کر آواز دی کہ اگر غزالان خبردار ہو جا میری اس ضرب کو رد کر یہ لکھتی تھی کا دار کیا غزالان سپر کو اٹھا کر دار کے روکنے کو بڑھی کہ دہان پر ایک موخیں خانہ تھا اُسکا پاؤں اٹھین جاتا رہا بس ٹھکرا جو ٹھکرا سپر سے ہٹی ادم بدست نے موقع پایا پیچھے کو اٹھا کر سر پر مارا کہ نادور دار آیا ایسا پیچھے بچ رہا دار نا تو بھی بھر پور تھا کہ غزالان نے جلدی سے اپنے کو گرا دیا پیچھے تو سر سے نکل گیا ہکا جو پڑا زخم اور زیادہ کھل گیا خون بہنے لگا کہ تمام خون میں خراب ہو گئی بدست نے پہلے تو قصد کیا کہ سر کاٹ لوں پھر خیال کیا کہ میں سر کاٹنے کو بھا کوئی نہ کوئی براے مقابلہ آئے گا ادم خون جو زیادہ نکلا غزالان کو خوش آگیا بدست نے پکار کر کہا کہ جسکو وصلہ ہو میرے مقابلہ کو آئے اور اس زخمی کو اٹھا لے جائے یہ جو بدست نے کہا سہرا اب نے قصد کیا کہ میں مقابلہ کو جاؤں فریج نے اسے سر کی قسم دی بس سہرا اب تم گیا جس سردار نے قصد کیا فریج نے اُسکو قسم دے کر منع کیا اور خود نکلنے کا قصد کیا سہرا کے دستک دی کہ ایک طاؤس پیدا ہوا اُس کے سر پر ایک تاج رکھا ہوا تھا فریج نے وہ

تاج اُس کے سر پر سے لے کر اپنے سر پر رکھا وہ تاج مثل خود کے تھا پشت پر اُس طاووس کے زبرہ وغیرہ
 بھی بس مریخ نے اپنے کو سب آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا اس خیال سے کہ یہ پہلوان بھی معلوم
 ہوتا ہے تلوار کی بھی لڑائی لڑتا ہے پس جب آلات حرب و ضرب سے دست ہو چکا اُس وقت دستک
 دی کہ صحرائی طرف سے غبار پیدا ہوا سب اُس غبار کی طرف دیکھنے لگے جب وہ غبار بر طرف ہوا اُس
 غبار سے ایک سپ سبک عنان خوشرو زین و بجام سے آراستہ پیدا ہوا وہ قریب مریخ آفتاب علم
 آیا مریخ نے اسکی پشت پر ہاتھ چمکائی دے کر پھر اُس ہاتھ پھر کر مریخ نے رکاب میں ہاتھوں چمک
 پشت مرکب پر سوار ہوا عنان ہاتھ میں لی اور حرکت کا رخ طرف میدان کے کیا اور قصد کیا کہ گرم
 عنان کروں کہ کچھ فاصلہ در میان مریخ اور بدست کے رو برو یکایک زمین شکافتہ ہوئی ایک
 برق چمکی کہ دونوں طرف کے لوگوں کی آنکھیں جھپک گئیں اور صدائے رعنائی کہ تمام صحرائی گلاب و زون
 طرف کے لوگ بھی ڈر گئے کفار زیادہ خون زدہ ہوئے اہل اسلام صحت کا نب کر رہ گئے کفار تو
 مارے خون کے گر پڑے کہ یہ کیا آفت آئی دفعۃً کون سی بلا نازل ہوئی اُس صدمہ کے آنے کے بعد
 ایک بہت تند شور ہوا کا جھونکا آیا ہر ایک حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ یہ کیا واقعہ ہے کچھ تاریکی بھی ہو گئی
 جب تاریکی بر طرف ہوئی دونوں طرف کے لوگوں نے دیکھا کہ زمین میں بڑا سا غار برآ ہے یہ حال دیکھ کر
 مریخ آفتاب علم نے مرکب کو روک لیا اس خیال سے کہ یہ واقعہ دیکھ لوں کیا ہے ابھی مریخ دل میں
 خیال کر رہا تھا اور غرا الان میدان میں بے ہوش پڑی تھی سہرا اب وغیرہ اُس کے سینے کو چلے تھے
 کہ یہ معرکہ پیش آیا سب محم گئے ہیں اور حیران ہیں اور خود بدست پریشان ہے ساری بدستیں
 فراموش ہیں حیرت کا ایک جوش ہے کہ یکایک اُس غار سے آگ کے شعلے نکلنے لگے اور آسمان پر جا کر
 غائب ہونے لگے جب شعلے نکلنا موقوف ہوئے بس ایک مرتبہ پھر برق چمکی اور اُس غار سے
 بہت سا دھواں نکلا وہ آسمان پر جا کر قائم ہوا اُس ابر دخانی زمین ایک مرتبہ جھک ہوئی اور چند
 ستارے ٹوٹ کر اُس ابر سے اُس غار میں گرے اُس غار سے پھر ایک شعلہ نکلا کہ اُس نے اس ابر دخانی
 کو بھی بر طرف کیا اور خود بھی غائب ہو گیا اب جو سب نے دیکھا کہ اُس غار میں روشنی ہوئی اس طور
 سے کہ جیسے آفتاب طلوع ہوتا ہے سب اُس غار کی طرف دیکھنے لگے یہاں تک کہ ہن غار تاک
 آئی اور غار سے نکل کر پھیلی اب سب نے دیکھا کہ اُس غار سے ایک گنبد طلا کی پیدا ہو کہ جسکے چاروں
 طرف دروازے تھے اور ہر دروازے پر ایک آفتاب بنا ہوا تھا اور کس گنبد پر ایک بہت بڑا آفتاب
 تھا کہ وہ روشنی اُس آفتاب کی تھی اور ان آفتابوں کی بھی تھی اور ہر گنبد پر ایک تخت بچھا ہوا تھا
 اسپر ایک جوان بیٹھا ہوا تھا اُس کے رو برو سپر تلوار رکھی تھی اور ایک شہر بہر زین و بجام سے
 آراستہ کھڑا تھا ان جوانوں کی صورت سے رعب و دبا پیدا تھا کوئی اُن سے آنکھ نہ ملا سکتا تھا ایسا
 رعب تھا کہ وہ گنبد آکر زمین پر قائم ہوا کہ ایک مرتبہ اوپر جو درخت اُس گنبد کے تھے وہ خود بخود کھلے
 اُن میں چند بری زادین پیدا ہوئیں کسی کے ہاتھ میں تیل تھا کسی کے ہاتھ میں نفیری تھی کسی کے
 ہاتھ میں جھانچر تھی کہ انھوں نے سر باہر نکال کر نفیر بجانا شروع کیا ایک نے جھانچر ایک نے تیل
 بجا یا یہ جو صد ان جوانوں نے سنی بس ہر ایک جست کر کے شہر پر سوار ہوئے اور وہ چاروں جوان
 صف بستہ کھڑے ہوئے اور مریخ وغیرہ حیران تھے کہ یہ کیا امر ہے کسی آمد ہے کون سا خزانہ ہے کسی
 سا خزیرہ کی آمد کا بند و بست ہے نہ معلوم بدست کی کمک کو کوئی آتا ہے یہ لوگ تو یہ خیال کر رہے تھے

اُدھر بدست وغیرہ بھی حیران تھے کہ کیا واقعہ پیش آتا تھا ان سب کا یہ خیال تھا کہ کوئی ساحر اسے ملک
 ان لوگوں کے آتا ہو انہیں میں سے ہر جو کہ متفرق ہو گئے تھے یہ لوگ یہ خیال کر رہے تھے مگر دیکھو اسی طرف
 رہتے تھے کہ یکایک وہ آفتاب جو کلاس پر گنبد کے لگا تھا وہ جدا ہوا اور آسمان پر جا کر شفق ہوا برقی
 چمکی اُس سے ابر پیدا ہوا اُس ابر سے موتی برسے لگے ایک مرتبہ گنبد کو گردش ہوتی ترقی کی صدا آتی
 برقی چمکی ایک دروازہ گنبد کا کھلا جدھر وہ جوان پکڑے تھے اُدھر کا اُس دروازے سے سب نے دیکھا
 کہ ایک گنبد نور پیدا ہوا وہ زمین پر قائم ہوا اُس گنبد نور میں ایک بارش گات ہوا وہ نور سب ایک مرتبہ
 جمع ہو کر اُڑ گیا اب سب نے دیکھا کہ آفاق شاہ تاج سر پر رکھے ہوئے لباس سُرخ پہنے ہوئے تھے
 برقی تاب بصد قمر و عتاب برہنہ ہاتھ میں حصہ چہرہ سے ہوید آشمن و غضب رخ سے میدا ظاہر ہوا یہ
 حال دیکھا دلوں طرف کے لوگ حیران ہوئے کہ یہ کیا امر ہے آفاق شاہ کو قتل ہوا لاشہ کجا بھی تاک
 زمین پر پڑا ہے یہ دوسرا آفاق شاہ کہاں سے پیدا ہوا خصوصاً بدست اور اُس کے سردار بدست
 حیران ہوئے بدست کے تو جو اس جاتے رہے کہ میں نے تو آفاق شاہ کو قتل کیا تھا یہ کیوں کر آیا
 بڑے غضب کی بات ہے کہ لاش اُسی پڑی ہے تمام علامت سحر برپا ہوئی مرنے کی صدا آتی ہر طرف سے
 غل مچایا یہ طرفہ ماجرا پیش آیا ہے یہ حیران تھا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا ہے اس کے حواس جیسے مثل طائر ان
 وحشت زدہ کے اُڑ گئے ہاتھ پاؤں کے طے اُڑ گئے ذرا عقل پریرہ دراز پیدا کر کے طرف میدان حیرانی
 کے رہی ہوا شبہا ز فکر نے اگر گھیر لیا شاہین فکر و تردد نے مرغ عقل کا خاکار کیا ایک عالم حیرت میں آکر
 سکتہ کی صورت سے سم ہو کر رہ گیا اس کے سردار دن کا بھی یہی حال ہوا اُنکو بھی یہی خیال پیدا ہو کہ ہم
 یہ خبر سنکے اور اپنے کا کون سے یہ صدا سماعت کر کے کہ کشتی ہر نام میں آفاق شاہ ہوا اور علامت
 آفاق شاہ کے مرنے کی دیکھ کر خوشی اپنے مالک کے پاس آتے تھے بیان آکر انہی آنکھوں سے بھی دیکھا
 کہ لاش پڑی ہے آفاق شاہ کہاں سے ظاہر ہوا ہر ایک حیران کھڑا تھا اور ایک دوسرے کا منہ دیکھ رہا تھا
 مگر بس حیرت کے کلام نہ کر سکتا تھا بدست و سرداران بدست کی کیفیت بھی اُدھر مزاج وغیرہ
 نے جو آفاق شاہ کو دیکھا اُنکی بھی حیرت ہوئی منورہ نے کہا کہ یہ خالہ اماں اب تو فرمائی تھیں کہ حد حیرت
 میں راند ہو گئی تیرے خالو مارے گئے یہ کہاں سے لشر پٹ لائے ملکہ نے جواب دیا کہ ای فرزند میری عقل میں
 نہیں آتا ہے کہ یہ کیا امر ہے اور کیا محضر ہے ان سرداروں سے دریافت کرے کہ یہ سب بھی یہ حال
 سنکے آئے ہیں در نہ میں اور یہ لشکر سے مقابلہ کر رہی تھی ای بی بی میں بالائے آسمان اپنے تخت پر سوار لشکر
 پر سحر کر رہی تھی کہ ایک مرتبہ ماری کی ہو گئی میں یہ سمجھی کہ آفاق شاہ نے بدست کو قتل کیا ایک میرے
 کان میں صدا آئی کہ کشتی ہر نام میں آفاق شاہ ہو دیہ سننا تھا کہ میرے حواس جاتے رہے فوراً سحر کر کے
 اس طرف کو آئی بس بیان آکر دیکھا کہ لاش زمین پر پڑی ہے یہ جو حال دیکھا میں نے اپنے کو گرا دیا تخت
 پر سے تو پہنچ گئی کہ تو نے روک لیا در نہ میرا قاتلہ ہو جاتا لاش تو تو نے بھی دیکھی ہے بلکہ ابھی تک پڑی ہے
 منورہ نے جواب دیا کہ میں یہ نہیں عرض کرتی ہوں کہ اب دروغ فرمائی ہیں یا فرمایا تھا بلکہ میرا یہ مطلب
 ہے کہ یہ معاملہ کیا ہے ملکہ نے جواب دیا کہ یہ معاملہ خود میری عقل میں نہیں آتا ہے کہ کیا ہے عرصہ میں
 معلوم ہو جائے گا خاموش رہو اُدھر ہر ایک سردار مثل مرتج وغیرہ کے حیران تھے کہ یہ کیا بات ہے یہ
 لوگ بھی حیران ہیں مگر حواس باختم نہیں ہیں بلکہ خوش ہیں سب سے زیادہ خوش و خرم منورہ اور ملکہ
 آئینہ اندام زوجہ آفاق شاہ ہوا در تو یہ واقعہ ہے اُدھر آفاق شاہ جو اُس بقیہ نور

سے نکلا بس ان شیر سواروں نے آفاق شاہ کو سلام کیا آفاق شاہ نے اُنکا سلام لے کر اشارہ کیا کہ وہ ہر ایک جو ان شیر سے کوئی اسی طور سے آراہنے مقام پر بیٹھ گیا شیر اسی مقام پر جا کر کھڑا ہو گیا آفاق شاہ نے پھر اشارہ کیا کہ وہ ابرو محیط ہوا تھا ایک مرتبہ سمٹ کر پھر آفتاب بن گیا بارشیں مرید برطون ہو گئی برقی کوئی سب نے دیکھا کہ وہ آفتاب پھر اسی طور سے کلس گنبد پر آکر قائم ہوا آفاق شاہ نے اشارہ کیا کہ وہ گنبد طلائی اسی غار میں چلا گیا برقی کی جگہ پیدا ہوئی زمین برابر ہو گئی یہ نیزنگ دیکھ کر بدست کے نو جوان ملے رہے جب آفاق شاہ اُس گنبد کو روانہ کر چکا اور زمین برابر ہو چکی اب آفاق شاہ نے تن کر ادھر ادھر نگاہ کی دیکھا کہ ایک طرف میری زوجہ اور شب سردار جو کہ میرے ساتھ تھے کھڑے ہیں اور مرج آفتاب علم کتب پر سوار آلات حرب و ضرب سے آراستہ دیکھا ہے میرے برابر ادھر کو چلا آتا تھا مگر بجواب غم گیا پھر حیران ادھر کو دیکھ رہا ہے اور ایک طرف چند ساحر کھڑے ہیں لشکر سمندر شاہ کے اُنکے آگے بہت فاصلہ پر بدست از در پر سوار پیچھے ہٹے ہوئے کھڑا ہے غزالان زمین پر زری ہے مگر خروج ہو یہ جو دیکھا آفاق مرج کے قصد کو سمجھ گیا تھا بدست کی طرف سے بڑھ کر مرج کو صلا دی کہ اسی مرج قہر اسی مقام پر قیام کرو تکلیف نہ فرماؤ میں اسکا ہم نبرد آگیا یہ بہت خوش تھا کہ میں نے آفاق شاہ کو قتل کیا اور اس نے میرے بعد میری زوجہ اور حاجی کو بہت کلمات سخت کئے ہیں میں سب سن رہا تھا سب حال سے آگاہ ہوں اسکی سزا کو دیتا ہوں یہ میرا حکم ہے یہ نہ معلوم اپنے دل میں سمجھا کیا ہے اب یہ مجھ کو قتل کرے اس نے اپنے خیال ناقص میں مجھ کو قتل کیا تھا مگر یہ نہ جانتا تھا کہ اسکی جان کا میں ملک الموت ہوں اب یہ میرے ہضم سے نکل کر کمان جانا ہے اب یہ مجھ کو قتل کرے اُسوقت میں جانوں کہ بڑا ساحر ہے میں نے غزالان کو خروج دیکھا ہے میرے آنکھوں میں خون آتا رہا ہے مجھ کو ہکا دم بھر کا زندہ رہنا ناگوار اور شاق ہے یہ جو آفاق نے کہا مرج نے قصد کیا جواب دوں کہ آفاق یہ کمر مقابل بدست ہوا چونکہ یہ قریب تھا یہ حال جو مرج نے ملاحظہ کیا خاموش ہو رہے اور اپنے مقام پر چلے آئے ادھر آفاق شاہ نے سحر کیا کہ درجہ پیدا ہوے بالین پر غزالان کے اور درجہ پائین وہ چاروں چیمے غزالان کو اٹھا کر اُس مقام پر لائے جہاں سب سردار کھڑے تھے یہاں مرج نے سحر سے تخت تیار کیا تھا وہ پیچھے اُس تخت پر لٹا کر غائب ہو گئے جب غزالان اُس مقام پر سے جا چکی اُس وقت آفاق نے بدست کی طرف نگاہ قہر دیکھ کر ادھر ہم ہو کر ڈرٹ کر کہا کہ کیا بد ہوشی جو اس باختر حیرت زدہ کھڑا ہوا مثل تصویر کے دیکھ رہا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر تو نے ہمارا کمال دیکھا اب بھی کج حیرات ہے کوئی سحر مثل میرے سحر کے پیدا ہے یا نہیں بس وہی ایک سحر تھا میری تمام عمر کی محنت کا وہ یہی ایک ثمر تھا کہ اُس سے تجھ کو کچھ بھی نہ مانع آبا و نادان جو کہ عقل مند اور کامل ہوتے ہیں وہ اسی طور سے اپنے حریف کی ضرب سے بچتے ہیں اور حریف کو ذلیل کرتے ہیں تو تو بہت خوش تھا کہ میں نے آفاق شاہ کو اپنے سحر سے قتل کیا اتنے بڑے ساحر کو مارا اُس سحر ہی اکتفا نہ کی اسی عالم خوشی میں ظلم پر کمر کسی پہلے تو میری زوجہ کی طرف خیال بد کیا تھا خدا نے اُسکی آبرو بچا کی لڑکی کو جو دیکھا تو اُسکی طرف خیال فاسد کیا اُس سیر نگاہ بد ڈالی اور یہودہ تقریر کی عشق ظاہر کیا دیکھ میں تیرا عشق سب نگاہ کے دیتا ہوں اُنھوں نے جو عجز کیا تو نے نہ سنا میری زوجہ کو زخمی کیا اور قصد ہلاک کرنے کا کیا اگر یہ لڑکی نہ ہوتی تو تو ضرر قتل کرتا خیر خدا کو آبرو و جان دونوں تیرے

ہاتھ سے بچا نہ تھی کہ یہ لوگ پھر بچ گئے ان میں سے بھی ایک کو تو نے مجروح کیا اور قصداً اس کے بھی قتل
 کیا ہو گا کہ میں آگیا یہ سب خبریں مجھ کو میرے سر دے رہے تھے میں اپنا بندہ دست کر رہا تھا کہ تیرے
 سر کے مٹانے کے لیے میں نے اپنے ہم خیال کو تیرے ہاتھ سے قتل کر دیا اپنے کو تیری ضرب سے بچا یا
 کیونکہ تو نے سحر بہت زبردست کیا تھا یہ بھی تیرے کمال کا سحر تھا اب تیری نصف قوت رہ گئی ہے دیکھ
 یوں حریف کی ضرب سے مجھے ہن اس کمال کہے ہن تیری بھر میں بھی نہ آیا ہو گا کہ کیا ہو گا کون قتل ہو تو
 یہی خیال کر رہا ہو گا کہ میں نے آفاق کو قتل کیا اپنے دل میں بہت خوش ہو گا اب مجھ کو دیکھ تیرے
 حواس جاتے رہے ہوں گے کہ یہ کیا ہو گا بوجہ شرمہ من درجہ ضلیم و ظلم درجہ خیال
 کارے کہ ظلم کنندہ شہر را چہ مجال میں کچھ خیال کر رہا تھا کہ یہاں دوسرا امر ہوا یہ امر کہ میں نے
 تیرے دل کو خوش کر دیا بس اب خبردار ہو جا تیری فضا آگئی ہے میں مجھ کو ان کلامات کی ضرورت نہ تھی
 جو تو نے بعد میرے میرے ناموس سے کہے ہیں اسی جگہ سے مجھ کو قتل کرونگا یہ جو ڈانٹ کر آفاق شاہ
 نے کہا ایک تو بد مست کے جو اس باغی تھے ہی اس نفیر سے اس کے حواس اور جاتے رہے
 کلیجہ سینہ میں ہاتھوں اچھلنے لگا دل سے کہنے لگا کہ بڑی خرابی ہوئی یہاں تو دوسرا واقعہ ہو گیا میں
 کچھ سمجھا تھا اور ہو کچھ گیا اب اس کے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے اس نے بڑی چالاکی کی میرے حواس اس کی
 اس چالاکی سے جاتے رہے بڑا ذہین کیا میرے سر کو مٹا دیا اپنی شبیہ قتل کر کے اسوس میں سے
 بڑا دھوکا کھایا یہ دل سے باتیں کر کے آفاق شاہ سے کہا کہ او آفاق تو بڑا مکار نکلا تو نے مجھ کو
 دھوکا دیا اگر میں یہ جانتا کہ تو دھوکا دے گا تو اسکا بندہ دست کر لیتا خبر اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر
 کہاں جاتے گا اب کی مرتبہ ضرب کر کے اپنی شبیہ کو قتل کر کے بچ گیا اب کیا کرے گا میں اُسکا بھی
 بندہ دست کرونگا تیری فضا میرے ہاتھ سے ہے ایک مرتبہ اس نے میرے قریب گیا اب کی بچنا دشوار رہے
 معلوم ہوا تو بڑا مکار ہے تو کیا مجھ کو قتل کر سکتا ہے میں خود مجھ کو قتل کر کے تیرے تمام ہنرا ہنرین کو قتل کرونگا
 اور اپنی مشوقہ کو اپنے قبضہ میں کر دینگا اور اپنا شیر نصرت کرونگا یہ جو بد مست نے کہا
 آفاق کو اس کی تقریر نہایت غصہ زبا جواب دیا کہ بس ایسی زبان بند کر دے کہ دی سے بھیج لونگا
 تو بہت چرب زبان ہوا ہے خود توں سے تقریر کر کے تیری زبان کل گئی ہے مجھ کو بھی غزالان اور
 آئینہ اندام تصور کیا ہے اب جو تو نے کچھ کہا میں مجھ کو زبان تیغ سے جواب دینگا یہ مقام بزم
 نہیں ہے مقام بزم ہے یہاں چہ داری زردی نشان کمان کیانی دگر زران بد مست نے
 جواب دیا کہ اچھا اب تم اپنا دار و آفاق نے جواب دیا کہ میں پہلے حربہ نہ کرونگا گو میں تجھ سے
 مقابلہ کر چکا ہوں اور کئی حربہ تیرے سر ہو کر چکا ہوں مگر پھر بھی تو ہی پہلے حربہ کر بد مست نے یہ
 شے ایک مرتبہ اپنے اندر ہر ایک کو ڈار آفاق سے صدا آئی جیسے کوڑا پڑا ایک شیر اثر در سے
 نکلا اور طرف آفاق کے چلا آفاق نے اُس کی وہاں ہی مقام پر ٹھنڈا ہو کر گرا یہ دیکھ کر وہ ماری
 جل گیا فوراً دستک دی کہ زمین نشن ہوئی اُس سے شیر پیدا ہوا اسے اس شیر کو اشارہ کیا کہ آفاق
 کو کھائے بس وہ غرا کے طرف آفاق کے چلا جب آفاق نے دیکھا کہ شیر میری طرف آتا ہے
 اس نے فوراً دستک دی کہ زمین نشن ہوئی جو ان شیر سوار جو کہ اُس گنبد طلائی کے دروازوں
 پر بیٹھے تھے انہیں سے ایک ظاہر ہوا اور سامنے آفاق کے آیا اور عرض کیا کہ کنا حکم ہوتا ہے آفاق نے
 کہا کہ اس شیر کو کھائے جو میری طرف آتا ہے بس یہ کنا تھا کہ وہ جو ان اپنے خیر کوڑھا کر اس شیر کی

طرف چلا آئے عرصہ میں دھرتی بھی قریب آگیا تھا جیسے اسکا اور اُس شیر کا سامنا ہوا اس جوان نے ڈرت کر کہا کہ اونا لایق کدھر جاتا ہے امیری طرف میں تیرا بہت مشتاق تھا یہ جو جوان نے کہا وہ شیر اسکی طرف چلا اور بدست نے اپنے سر کو قوت دی اور بیکار شیر سے کہا کہ پہلے اس جوان کا کام تمام کر پھر آفاق شاہ کو قتل کرنا پس وہ شیر غرا کر اُس جوان پر آیا اور قریب پہنچ کر ایک نیچہ اٹھا کر قہقہہ کیا کہ طمانچہ ماروں کہ منہ پھر جائے جیسے اُس شیر نے یہ قصد کیا اور نیچہ اٹھا مارا ویسے ہی وہ جوان شیر پر سے کود پڑا اور اُسکے قریب سے بچ کر اُسکے شکم کے نیچے ہو گیا اُسکا نیچہ خالی گیا اسنے کہا کیا کہ اُسکے دونوں ہاتھ ایک ہاتھ سے لپکراؤ دونوں پاؤں کی ایک پاؤں سے لپکراؤ اٹھا لیا اور زمین پر دے مارا اس طور سے کہ جیسے کوئی بھول کو بھینک دیتا ہے جیسے وہ شیر گرا یہ دوڑ کر اُسکے سینہ پر سوار ہوا اور کمر سے نیچہ نکال کر اُس کے سینہ کو چاک کیا اور کلیجہ نکال کر کھانے لگا اُس شیر کا سینہ چاک ہونا تھا کہ ایک صدا اُسے قریب آئی کہ اُس صدا کے آتے سے صحرائی گیا یہ جو حال بدست نے دیکھا اس نے فوراً تنک دی کہ زمین خنق ہوئی ایک خرس پیدا ہوا اس خرس یا دیہ ضلالت نے اُس خرس کو اُٹھا رہ کیا کہ اس جوان کو کھالے وہ خرس اُس مقام پر سے نیچہ اٹھا کر چلا اور آفاق نے دستک دی کہ دھرتی جو ان شیر سوار پیدا ہوا آفاق شاہ نے کہا کہ لینا اس خرس کو میرے غلام تک نہ آئے دینا بیکشتا تھا کہ وہ جوان اپنے شیر کو بڑھا کر خرس کے قریب آیا کہ اُسکا اور صحرائے جانور کو کدھر جاتا ہے میری طرف آ اس نے اسکی طرف رخ کیا کہ بدست نے سر کو زور دیا اس جوان نے اپنے شیر پر سے کود کر اُس خرس کے قریب آ کر ایک طمانچہ جو مارا خرس کا سترن پر سے اُڑ گیا اُسے بڑھکرا دیا تھا اُسکی کمر میں دے کر زمین سے اٹھا لیا اور قریب اپنے شیر کے لاکر اُسکا شکم چاک کیا یہ بھی کلیجہ نکال کر کھانے لگا اسکا شیر خون پینے لگا اُسی طور سے پھر صدا آئی اور اُس جوان اُدل کا بھی شیر کا خون پی رہا ہے یہ ساخ بدست نے دیکھ کر ہر دستک دی کہ ایک از در پیدا ہوا بدست نے کہا کہ ان دونوں جوانوں کو مع شیر کے اور آفاق شاہ کو نگل جائیگا بیکشتا تھا کہ وہ از در بھاگ آئیں چھوڑ کر اسے دم نشی چلا کہ آفاق شاہ نے اشارہ کر کے دستک دی غیرا جوان پیدا ہوا آفاق شاہ نے اُس سے کہا کہ اس از در کو حیر کر بھینک دے پس وہ جوان شیر سوار اُسکی طرف چلا اس نے دم کشی کی یہ اُسی طور سے اُسکے منہ کے قریب پہنچ گیا قریب دھرتی پہنچا تھا کہ اس نے کھلے دونوں طرف بکڑ کر ایک بیج ماری اور مثل کر باس کے پھانڈ ڈالا ویسی صدا آئی جیسی دھرتی آئی تھی اُسکا دل نکال کر اپنے شیر کو کھلانے لگا اپنی مرتبہ پھر بدست نے دستک دی کہ صحرائے ایک سوار پیدا ہوا وہ شیر پر سوار تھا اُس سے بدست نے کہا کہ ان تینوں جوانوں کو قتل کر اور آفاق شاہ کو وہ تلوار سے کر چلا آفاق شاہ نے دستک دی کہ چوتھا جوان پیدا ہوا اُس سے آفاق شاہ نے اشارہ کیا کہ اس شیر سوار کو مارے پس وہ جوان اپنے شیر کو بڑھا کر اُسکی طرف چلا وہ اُدھر کو آتا تھا باہم جھگڑا ہوا اُس نے تلوار ماری سوار آفاق شاہ نے خالی دی اور جھٹک کر اپنے شیر پر سے اُسکی کمر میں ہاتھ ڈال کر اُسکو شیر پر سے اٹھا لیا دوسرا ہوا ایک مرتبہ چمکا دیا کہ ایک برقی جھٹک کر گری کہ جس ہند کے دور کا کہ ہوئے اور اُس جوان نے جسکو اٹھا یا تھا زمین پر دے مارا اور کود کر ایک پیر لپک کر ایک دبا کر مثل کر باس کہنے کے پیر ڈالا دلی و بکر نکال کر شیر کو کھلانے لگا اُسکے مرنے سے ایک سیاہ آنندھی انھی اترتا رہا ایک پیدا ہوا بہت غل و شور کی صدا آئی جب اس طور سے

چار دن حربہ بد مست کے برابر ہوئے اسکو بہت غصہ آیا ایک مرتبہ اس نے برہم ہو کر دستک دی اور
کہا کہ او فیلان مردم در جلد حاضر ہو اسکا صدا دینا تھا کہ صحرا کی طرف سے صدا آئے زنجیر آئے لگی سب نے
دیکھا کہ صحرا کی جانب سے ایک نہایت بد مست اور قوی پہل قیل پیدا ہوا کہ دودھ آتا اس کے
مثل شیرہ باہر نکلتے ہوئے بلند سی بین مثل کوہ سیاہ ایسا کہ تاریکی ظلمات اس کے رو برو کھڑا اصل
نہیں رکھتی تھی نہ سیاہی شب و بجور کی کوئی اصل تھی زیادہ تر دل کفار سے سیاہ خرطوم اٹھانے
ہوئے چلا آتا ہر پانوں میں زنجیر آتھی سو من کی چری ہوئی جیسے بد مست نے دیکھا کہ بوجہ
میری طلب کے فیلان پیدا ہوا کہ ان سب کو اپنی خرطوم میں لپیٹ کر ہلاک کر دے یہ اشارہ
پائے ہی ایک پنج زرد سے مار کر اپنی خرطوم اٹھا کر چلا آفاق شاہ نے دستک دی کہ وہی گیند
ظلماتی پیدا ہوا اسی طور سے آفتاب طلوع تھا جیسے گیند ظاہر ہوا آفاق شاہ نے اشارہ
کیا اس گیند کی طرف اس گیند میں ایک چمک پیدا ہوئی اس سے ایک برق کو نکد کر آسمان پر گئی
اور دیان سے جوڑ کر گری تو پشت قیل پر گری قیل دوبارہ ہو کر زمین پر گرا تاریکی ہو گئی جب
تاریکی بر طرف ہوئی صدا آئی ہولناک آئی بعد صدا آئے کے سب نے دیکھا کہ وہ گیند اور وہ جوان تھا
طور سے بین کر قیل کے دو ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں بس یہ حال دیکھ کر بد مست کو بہت ہی غصہ آیا
اپنے ہونٹ مارے غصہ کے کانٹے لگا اپنی کف دست کو کئی مرتبہ کانٹا پس برہم ہو کر آفاق شاہ
سے کہا کہ تو نے پاخ حربے میرے رد کیے اگر ایکی تو میرے حربے سے بچ جگے تو جانوں یہ کھراہی جوڑے
پر ماتھو ڈالا اور آفاق شاہ نے اشارہ کیا کہ برق کو ندی اب جو سب نے دیکھا وہ جوان
تھے نہ شیر نہ گیند تھا صاف میدان تھا وہ بانچون لاشیں جانوروں کی پڑی ہوئی تھیں اُدھر
بد مست نے جوڑے سے ایک بیٹہ فولادی نکالا اور اسکو ہاتھ میں لے کر آفاق سے کہا کہ خبر
ہو جاؤ اب میں پھر اپنا حربہ کرتا ہوں آفاق نے کہا کہ میں خبردار ہوں ابھی تک میں نے کوئی حربہ
نہیں کیا ہو میں تیرے حربہ رو کر رہا ہوں یہ کھکھڑے ہوئے نگاہ بظن لگی ہوئی کہ اب یہ کیا زہرا گلستا ہے کہ
اُدھر بد مست نے اس بیٹہ کے منہ پر سے ڈانٹ لی ڈانٹ کا لیتا تھا کہ اس سے ایک دھواں
نکلا بعد اس دھواں نکلنے کے سب نے دیکھا کہ ایک ناگن نہایت سیاہ اور پُرانی کہ جسکی پھٹکار
سے تمام صحرا کی گھاس جل گئی وہ اس بیٹہ فولادی سے نکلی بد مست نے اشارہ آفاق
شاہ کی طرف کیا وہ چلی ایسی وہ ناگن تھی کہ اگر اسکی ہوا لگ جاتی تو آدمی زندہ نہ رہتا کاٹنا
تو تھی دیگر ہر اور مختصر ایسی تھی کہ کوئی ایک جب یعنی ایک بالشت پس وہ سن سے دیاں سے چلی
اور ایک چشم زدن میں آفاق شاہ کے قریب آگئی یہ تو خبردار تھے انھوں نے اسم بھر پڑ کر
اور اپنے کو سمیٹ لیا جیسے وہ قریب آئی اور اس نے قصد کیا کہ مختصر مار دن آفاق شاہ نے
یہ کہہ کر کہ وہ ناگن کوڑا ہو جاؤ بعد چالاکی اسکی دم پر ماتھو ڈالا بس ایسی چالاکی سے ماتھو ڈالا تھا
کہ اسکی دم ماتھو میں لگی اب جو چھٹکا دیتے ہیں سب نے دیکھا کہ وہ ناگن نہ تھی آفاق شاہ کے
ہاتھ میں کوڑا تھا وہ ناگن کوڑا ہو کر رہ گئی آفاق شاہ نے بد مست کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تو نے
اسی حربے کے لیے کہا تھا کہ خبردار ہو جانا اور اپنے کو بچانا وہ کیا خوب حربہ کیا تھا بس تیرا کمال
دیکھ لیا اُدھر وہ موڈی یہ رنگ دیکھ کر سچ ذات کھانے لگا تمام بدن سیاہ ہو گیا اس قدر خون
سے جوش کیا یوں زہرا گلنے لگا کہ آخر آفاق معلوم ہوا کہ تو سا خزر بد مست ہی تو سحر سے نہ

نہ قتل ہوگا اب میں تجھ کو نیچہ یا تلوار سے قتل کرونگا یہ کہہ کر اپنے اتر کر کوڑھایا وہ بل کھا کر چلا یہ دل میں
 آج وہ اب کھاتا ہوا آتا ہے اسکی تقریر کا آفاق شاہ نے جواب دیا کہ وہ مودی آتوسی دیکھ میں کیسا
 شیر ابل نکالتا ہوں جب تک تیرا سر کچلا نہ جائے گا اس وقت تک یہ تیرا سر اگلنا نہ جائے گا تیری
 سر کوئی کو میں موجود ہوں آئیجہ سے خواہ تلوار سے مقابلہ کر وہ مودی اس تقریر کو سنکے مثل مار سرد
 دم پر بیٹھ گئے بل کھا کر قریب پہنچ ہی تو گیا تلوار راہ میں نیلم سے نکال لی بھی آتے ہی سر آفاق
 شاہ پر وار کیا آفاق شاہ نے سپر پر روکا تلوار چلتے لگی اور آفاق شاہ غالی دیتے رہے
 جب کئی وار زد کر چلے تو کہا کہ اب تو لو اٹھا حوصلہ نکال چکا اب مجھ کو وار کرنے دے سہ تو ضربے
 زدی ضرب میں خوش کن بہم شادی از دل فراموش کن بہ بدست نے جواب دیا کہ میں خود
 کہنے والا تھا کہ اب تم وار کرو میری تو عین خوشی ہے یہ کہہ کر اس نے ہاتھ روک دیا کہ آفاق شاہ
 نے وہی تلوار جو کہ اس کے ہاتھ میں برہنہ تھی بلند کی اور کہا کہ خبردار ہو میں دار کرتا ہوں بدست
 نے جو دیکھا کہ آفاق شاہ نے تلوار علم کی اس نے سوچا کہ کئی سپر بن سحر سے بن کر اس کے سر پر
 قائم ہوئیں اس سپر اس نے اکتفانہ کی ایک سپر اور قائم کی اس کے نیچے اپنی تلوار چلی بس اُدھر
 آفاق شاہ نے نعرہ کر کے اپنا وار کیا سب نے دیکھا کہ با تو تلوار بالائے سپر چلی تھی یا زیر شکم
 اتر رہا یا ان ہوئی زمین کو نو سہ دیا راوی نے بیان کیا ہے کہ اس تلوار نے اس سپر کو مثل فرس نہر کے
 کاٹنا تمام سپر دن کو قلم کر کے تلوار رت کی تلوار کو قلم کر کے سر پر آئی سر کو دو بارہ کر کے مرا جی گردن میں
 اتر سی وہاں سے صندوق سینہ کے قفل کو کھولتی ہوئی شکم میں آئی شکم کی خبر پتی ہوئی راکب کو
 دو کر کے پشت اتر چھپی وہاں سے جو گزری تو زمین کی خبر لی بس بدست سے اتر کر کے چار ٹکڑے
 ہوا اسکا مڑنا تھا کہ صدا سے گہر و دار بلند ہوئی تاریکی ہو گئی برقی چمکنے لگی آندھی سیاہ اُٹھی بزن باری
 ہوئی شعلہ نکلے آگ برسی جب یہ سب علامتیں برف ہو گئیں صدا آئی کہ کشتی مرانام میں بدست
 خون ریز جا دو بودا نسوس مدیم و جان دادیم بطلب خود نہ پیدیم یہ صدا کہ وہ سب اُٹا ہوا شر و
 نشر بر وقت ہوئے تو سب نے دیکھا کہ بدست کے دو ٹکڑے پڑے ہیں یکا یک اُن دونوں ٹکڑوں
 سے ایک شعلہ پیدا ہوا وہ جا کر اُن جانوروں کے مردوں پر پڑا وہ چمکنے لگے اور اس لاش بدست
 میں بھی آگ لگ گئی سب جل کر خاک ہو گئے ہوا چلی اس ہوائے سب راٹھ کو ایک مقام پر جمع کیا یعنی
 اُن جانوروں کی راٹھ اور بدست کی راٹھ مل گئی اُس سے ایک طائر پیدا ہوا وہ اڑ کر بالائے آسمان
 گیا اُس نے تین مرتبہ صدا سے ہیہات ہیہات دی اور کہا کہ آنسوس بدست خون ریز مانوس
 آفاق شاہ کے قتل ہوئے موت نے اس قدر ہمت بھی نہ دی کہ اپنے کو بچانے اپنی شبیہ مثل
 آفاق شاہ کے قتل کرانے یہ کہہ کر وہ صدا سے کہ وہ جانور سیاہ رنگ طاق سمندر نے کے چلا گیا کہ
 اسکا حال پھر تحریر ہوگا ادھر کا حال ملاحظہ ہو کہ پہلے تو سرداران بدست یہ سمجھے تھے کہ مثل آفاق
 شاہ کے ہمارے آقا نے بھی اپنی شبیہ کو قتل کر لیا اس خیال سے حملہ در نہ ہوئے تھے جب اُس
 طائر نے خاک سے پیدا ہو کر وہ صدا دی اب سب کو معلوم ہوا کہ ہمارا آقا قتل ہوا اصل میں شبیہ
 نہیں قتل ہوئی ہر راوی نے بیان کیا ہے کہ بدست نے گو قصد کیا تھا جب آفاق شاہ نے
 تلوار لگائی تھی مگر اسکی قضا اچلی تھی کیونکہ اسکا قصد پورا ہوتا کہ وہ خود توجہ جاتا اور اپنی شبیہ قتل
 کر دیتا جیسا کہ آفاق شاہ نے کیا تھا گو اسنے بھی یہ قصد کیا تھا کہ اب تو میں سپر بن وغیرہ

تاکم کر چکا ہوں خود نکل جاؤں شبیہ کو قتل کراؤں یہ بھی خیال کرتا رہا دماغ ملک الموت نے اپنا کام کر لیا
 یا تو قضا کا پڑ گیا ضرر قضا نے بد مست کے چراغ ہستی کو گل کر دیا بد مست چہرے کے اپنے دل میں
 چلا گیا ایک امر بیان برا اور لائق تحریر ہے وہ یہ ہے کہ ان ساحرین بسبب سحر کے یہ قدرت ہوئی ہے کہ وہ اپنے کو
 پوشیدہ کرے اور اپنی شبیہ کو قتل کرائے مگر جس قدر سحر میں کمال زیادہ رکھتا ہوگا اسی قدر جلد اپنے
 کو پوشیدہ کر سکتا ہے اور اپنی شبیہ کو قتل کر سکتا ہے اور جس قدر سحر میں کم مہارت ہوگی اسی قدر دیر میں
 ایسا ہوگا چونکہ آفاق شاہ ساحران زبردست و کاملین سے تھا ایک چشم زدن میں خود پنہان ہو گیا
 اور اپنی شبیہ کو قتل کر دیا تھا بد مست ساحر زبردست نہ تھا نہ ایسا کمالی تھا اسکو عرصہ ہوا مارا گیا
 اس امر کا لحاظ رہے ناظرین کو کہ یہ امر بھی شبیہ کا قتل کرنا کوئی میرا رجا و نہیں ہے بلکہ اسکو طلسم ہوش ربا
 میں سابقین نے تحریر کیا ہے جیسے کہ آفراسیاب نے طلسم نور افشان میں جب کہ خورشید
 دشمن ضمیر کو طلسم سیاہ سے رہا کرنے گیا تھا جسکو کوکب نے قید کیا تھا اور آفراسیاب سے
 و کوکب سے مقابلہ ہوا تھا اس مقام پر آفراسیاب نے اپنی شبیہ قتل کرائی تھی پس کوکب
 کو تو معلوم ہوا تھا کہ آفراسیاب قتل ہو گیا اس نے اسی پر ذمہ بن طلسم کو فتح کر لیا تھا پس
 اسی طریقے کو حقیر نے بھی بیان کیا ہے دوسرے یہ امر ناظرین پر ظاہر ہو کہ ساحر جو دھوکا کھاتے ہیں
 اور یہ نہیں خیال کرتے ہیں کہ شبیہ قتل ہوئی یا اصل میں وہ خود قتل ہوا اسکا سبب یہ ہے کہ جیسے اصل
 ساحر کے مرنے میں علامتیں سحر کی برپا ہوتی ہیں میرا عمل مچاتے ہیں ویسے ہی شبیہ کے بھی قتل ہونے
 میں ہوتا ہے گو یا خود وہ ساحر قتل ہوا پس یہی امر دھوکا دیتا ہے تو میں بیان کر چکا ہوں کہ ساحر میں
 اس امر کی بسبب سحر کے قدرت ہے کہ وہ اپنی شبیہ کو قتل کرائے مگر اس عمل میں محنت زیادہ
 کرنی ہوتی ہے بدین سبب ساحر اس عمل پر محنت نہیں کرتے ہیں جو کاملین سے ہیں وہ محنت کرتے ہیں
 اس عمل کو بھی سحر کرتے ہیں گو سحر جب بتایا جاتا ہے تو یہ بھی تعلیم کیا جاتا ہے اگر محنت کی تو وہ قبضہ
 میں ہو جاتا ہے اگر محنت نہیں کی تو سحر مشکل ہے دو ایک دن میں اس سحر پر قبضہ ہوتا ہے پس اس
 سبب سے چھوٹے چھوٹے ساحر اسکو عمل میں نہیں لاتے ہیں اور بڑے ساحر جو عمل میں نہیں لاتے
 ہیں اسکا سبب یہ ہے کہ ہم شبیہ کے قتل کرائے سے قوت کم ہو جاتی ہے بدین سبب کاملین میں سے بھی
 کوئی اس کام کو نہیں کرتا ہے مان جہاں ایسی ہی ضرورت ہوتی ہے وہاں ایسی حرکت کی جاتی ہے پس یہ
 سبب ہے جو ہر ایک ساحر اسکو نہیں کرتا ہے اور اس سحر پر نہیں عمل کرتا ہے یہ کوئی نہ کہے کہ جانتے نہیں
 ہیں یا جب ایسی قدرت رکھتے ہیں تو بھر کیوں اپنے کو قتل کراتے ہیں عیار دن کے ہاتھ سے یا مقابلہ
 میں جا کر اپنی شبیہ کو کیوں نہیں قتل کراتے نہ آنے کا تو وہی جواب ہے کہ اتنا سبب کوہی کوئی محنت
 کر کے حاصل کر لیتا ہے کوئی نہیں اگر محنت کرے وہ بھی عمل میں لانے لگے اور اس امر کا یہ جواب ہے
 کہ وہ شبیہ کو کیوں نہیں مقابلہ میں قتل کرتا یا عیار دن سے تو یہ سبب ہے کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ
 قوت کم ہو جاتی ہے اور بڑی مشکل پڑتی ہے پس ایسے امر کو ہر ایک بات پر عمل میں لانا مشکل ہے مان
 جب کوئی ایسی ہی مہم ہو تو ایسا کیا جاتا ہے دوسرے یہ امر ہے کہ جب اس عمل پر محنت کی جاتی ہے
 اسکے جویر ہیں وہ صاحب عمل سے یہ اقرار کر لیتے ہیں کہ ہم کو ہر مقام پر نہ طلب کرنا ہمہ وقت
 ہم سے کام نہ لینا جب ایسی ہی شد ضرورت ہو اس وقت ہم سے کام لینا بدین سبب اور بھی
 ساحر اس عمل کو کام میں نہیں لاتے ہیں بلکہ اسکو بڑا جانتے ہیں غیر اس سے تو کچھ غرض نہیں ہے

اپنے مطلب سے مطلب ہو پس جب سرداروں نے دیکھا کہ ہمارا آقا دراصل قتل ہوا ہے وہ جس قدر تھے سب
 حیرت سے کہ آفاق شاہ پر چلے آفاق شاہ نے سحر کرنا شروع کیا یہ حال جو زوجہ نے
 آفاق شاہ کی اور منورہ نے اور مرتیخ وغیرہ نے دیکھا سب کے سب ادھر سے چلے ایک
 ہی حملہ میں ان سرداروں کے پانچوں اٹھ گئے ان ساحروں کے سحر کی تاب نہ لاسکے باقی ماندہ کوئی
 دس بیس ہزار گئے سب سرداروں نے قصد کیا کہ تعاقب کریں آفاق شاہ نے کہا کہ کیا ضرورت ہے
 چلو کفار کے لشکر کا تو حال دیکھیں کہ اُسکا کیا حال ہے کیونکہ آپ لوگ تو میرے مرنے کی خبر سننے اور چلے
 آئے ہوں گے اُنکو اسی حالت پر چھوڑ دیا ہوگا انھوں نے جو مہلت پائی ہوگی ایسا بند و بست
 کیا ہوگا سرداروں نے جواب دیا کہ یہ امر تو ضرور ہے مگر ہم یہ تدبیر کرتے تھے کہ ایک نچرایا ہر ایک پر
 کرتے تھے کہ اُس سے بچنا اُنکا محال تھا آفاق شاہ نے کہا کہ اچھا شریف تو لے چلے پس سب
 سردار اپنے اپنے سحر کو درست کر کے ہمراہ آفاق شاہ کے لشکر کفار پر چلے یہاں تک کہ قرب
 لشکر کفار کے پہنچے صدائیں ساحروں کے مرنے کی آرہی تھیں پس آفاق شاہ وغیرہ نے یہ
 صدائیں سننے خیال کیا کہ ابھی کفار زندہ ہیں لشکر میں پس ہر ایک نے ہر ایک ایک سحر کیا کہ جس سے
 پھر بازار مرگ گرم ہوا کفار مر گئے واصل جہنم ہونے سے راہی نے بیان کیا ہے کہ تھوڑے عرصہ میں
 ان لوگوں نے کل لشکر کا خاتمہ کر دیا خاتمہ پہلے ہی ہو چکا تھا مگر جو کچھ باقی تھا وہ اب تمام ہو گیا جو اُس
 معرکہ سے بچ کر نکل گیا جو کہ بیرون لشکر ہو گیا وہ بچا اور جو لشکر میں رہا اُسکا تو خاتمہ ہوا جب سب لشکر
 تباہ ہو چکا اور ایک زندہ نہ رہا تو ان لوگوں نے سحر سے دریافت کیا کہ اس لشکر میں کوئی زندہ تو نہیں رہا
 معلوم ہوا کہ کوئی نہیں رہا سب جل کر خاک ہو گئے اُس وقت سب نے مل کر سجدہ شکر بدرگاہ بے نیاز
 کیا دعا مانگی دعا مانگ کر سحر کیا کہ ایک ہوا ایسی چلی کہ جس نے ہر ایک کے قلب کو تازہ کر دیا پس سب
 سرداروں نے سحر کیا کہ وہ جو آگ لگی ہوئی تھی اُسکو سحر سے برطرف کیا میدان صاف ہوا دیکھا کہ
 ہزاروں مقام پر خاک کے انبار ہیں بہت سے مقام پر کفار پڑے ہوئے تھیں مگر سر سے
 پانچوں تک ایک ایک ہیں یہ حال دیکھ کر آفاق شاہ نے سحر کیا کہ چند جانور پیدا ہوئے وہ جوڑے
 ہوئے تھے اُنکو اٹھا اٹھا کر لے گئے اب دہان سوائے راکھ کے بازر واز تو رکے کوئی چیز اس قسم کی
 نسل پارہ یا انسان سے نہ تھی خیمہ جل گئے تھے کپڑے سب سوختے ہو گئے تھے جب انسان جل گئے تو
 ان اشیاء کی کیا ہستی ہو پس آفاق شاہ نے وہ سب مال و زر دیکھ کر سرداروں سے کہا کہ بسم اللہ
 اس سب کو آپ لوگ اپنے تصرف میں لائیں انھوں نے کہا کہ ہم کو ضرورت نہیں آپ کی ہر بانی سے
 اور خدا کی قدرت سے بہت کچھ ہمارے پاس ہے ہر کسی شے کی ضرورت نہیں ہے یہ جو سب سے
 کہا آفاق شاہ نے سحر کیا کہ بہت سے تلے پیدا ہوئے ان سے کہا کہ تم یہ سب مال و زر اٹھا
 لے جاؤ اور اسکو امانت رکھنا جب ہم تم سے طلب کریں ہمارے پاس لے آنا وہ تلے سب
 مال و زر اٹھا کر لے گئے اُس کے بعد آفاق شاہ نے سحر کیا کہ ہوا چلی وہ ہوا سب خاک چلی
 ہوئی جو کہ پڑی تھی اڑا لے گئی میدان صاف ہو گیا آفاق شاہ نے مرتیخ سے کہا کہ اسے
 مرتیخ اب تمھاری کیا مرضی ہے کہ اب یہاں سے لشکر کو لے چلیں یا یہ شب اسی مقام پر بسر
 کریں کیونکہ اس معرکہ میں سب دن تو تمام ہو گیا اگر سخت سحر پر بھی سوار ہو کر چلیں گے تو تھوڑی
 دور جائیں گے کہ رات ہو جائے گی کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر راہ فراموش کر جائیں تو بڑی خرابی ہو مرتیخ

نے کہا کہ اگر آفاق شاہ میری تو یہ برابر ہے کہ یہاں سے چلو جس جس مقام پر شام ہو جائے
اُسی مقام پر ٹھہر جاؤ جس جس قدر راہ اس وقت طے ہو جائے وہی بہتر ہے کل صبح کو اُسی قدر ساقط
کم ہوئی آفاق نے کہا کہ یہ راسے تمہاری بہت درست ہے جس اُس وقت سب نے اس راسے
کو پسند کیا ہر ایک نے تخت سحر تیار کیا راوی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ سب نے مل کر غزالان
کو ہوشیار کیا تھا اُس کے بھی مرہم کا بھانا لگایا تھا سحر کو باندھ دیا تھا وہ بھی ہمراہ ہے تخت سحر پر
سب سوار ہو کر چلے آفاق شاہ اسخ اپنی زوجہ کے تخت پر سوار تھا کہ اسخ ندوچہ نے پوچھا کہ
تم نے تو آج مجھ کو بہت پریشان کیا میں نے تو اپنی جان دی ہوئی اگر یہ لڑکی نہ آ جاتی میں نے جب
تمہاری لاش دیکھی اپنے کو تخت پر سے گرا دیا چونکہ تخت بہت بلند تھا اگر زمین پر گر گئی تو استخوان
چورہ ہو جاتے مگر بیان تو کرو کہ کیا واقعہ گذرا تھا آفاق شاہ نے کہا کہ اب جب ایک مقام پر
اطمینان سے بیٹھوں گا تو بیان کروں گا زوجہ اسکی خاموش ہو رہی راوی نے بیان کیا کہ آفاق
شاہ نے اپنی ہم شبیہ کی لاش کو دفن کر دیا تھا اُسی مقام پر اب راوی کہتا ہے کہ یہ لوگ
ملے آئے ہیں یہاں تک کہ کوئی چار کوس آئے تھے کہ ایک سبزہ زار ملا اور ایک بہت عمدہ پُرسفا پہاڑ
نظر آیا اُس سبزہ زار میں ایک چشمہ بھی اب مسفا کا تجارت بھی ہو گئی تھی آفاق شاہ نے
مرح سے کہا کہ اب اسی مقام پر شب بسر کر دمریخ نے کہا کہ اچھا عرض کہ تخت ہو اسے زمین پر لائے
بلند سی پہاڑ پر آکر پہلے خوب سیر کی اُس کے بعد سحر سے ایک خیمہ تیار کیا اُس میں سب جا کر بیٹھے وہ
خوش و خیرہ سے خوب اُڑستہ تھا ہر ایک اپنے خیمہ کے بیٹھا اب بائیں ہونے لکین مرح نے
آفاق شاہ سے دریافت کیا آفاق شاہ نے گل حال جو کہ مقابلہ کا تحریر ہو چکا ہے اُدل سے
آخر تک بیان کیا اپنی شبیہ کا قتل کرانا اور اپنے مقام پر جا کر کہ جہان سحر اسے تعلیم پایا ہے اور اسکا
چو کا بھی اپنے کو درست کرنا اور بیرون کا سب حال کئے آگاہ کرنا اسکا بصورت مذکورہ بالا آتا بیان
کیا اب سب کو پوری کیفیت معلوم ہوئی زوجہ آفاق نے ایسا حال بیان کیا پھر تو ہر سردار نے
اپنی اپنی کیفیت بیان کی سب خوش ہوئے شکر خدا کا بجالائے چونکہ تھکے ہوئے تھے بعد شوڑی دیر کے
ہر ایک نے کھانا کھا یا کیونکہ جب اُس مقام سے ملنے لگے تھے تو گھوڑے دبست کر لیا تھا طعام وغیرہ سے
ذرا کھٹ کر کے ہر ایک آرام پذیر ہوا یہاں تک کہ صبح ہوئی سب بیدار ہوئے حوائج ضروری کے فرغت
کر کے اور تخت سحر تیار کر کے اُس پر سوار ہو کر طرقت لشکر اسلام کے روانہ ہوئے اُنکا حال اب آئندہ تحریر ہو گا
اور ہر ایک اپنی حالت روبرو صاحبقران کے بیان کرے گا

اب شہمہ حال لشکر اسلام کا تحریر ہوتا ہے

راوی کہتا ہے کہ جب عیار وغیرہ لشکر میں آئے اور صاحبقران ہر ایک کے آنے سے خوش ہوئے
حال عیاری کا دریافت کیا انھوں نے عرض کیا تھا کہ ہماری عیاری کا حال جب سردار آئیں گے پس
اُس وقت ہم حال عرض بھی کریں گے صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا اور کہا کہ اُس وقت ہم ہر ایک کو انعام
دعوت بھی دینگے سب نے عرض کیا جو اب کی مرضی پس صاحبقران نے جو سردار کہ نہیں آئے تھے شکر اُنکا
انتظار دوپہرات تک کیا کہ جس طور سے عیار آئے ہیں شاید وہ بھی آجائیں جب زلف لیلے شب تا کمر
پہنچی تو صاحبقران نے فرمایا کہ وہ سردار استوت تک تو نہیں آئے اپنے معلوم راہ میں کیا گزری جو وہ نہیں آئے

خیر صبح کو دیکھا جائے گا اگر صبح کو بھی نہ آئے تو کوئی تدارک کیا جائے گا یہ زباکر صاحب جقران نے بادشاہ سے فرمایا کہ
 حضور اب تشریف محل میں لے جائیں بادشاہ پہنچے اُسے صاحب جقران بھی اُسے دونوں صاحب ناموس رہیں
 تشریف لے گئے سب سردار بھی اُٹھ اُٹھ کر اپنے اپنے خیمہ میں آئے لشکر میں ہر طرف خوشی مچی ہوئی ہر جاگ ہو
 ہو رہی ہر نو بہن خوشی کی بج رہی ہیں وہ رات نہ معلوم ہوئی تھی بلکہ شب قدر معلوم ہوئی تھی کسی خیمہ سے
 نماز کی صدا آرہی تھی کوئی دعا کر رہا تھا کوئی شکر اپنے خالق کا ادا کر رہا تھا کہیں گانا ہو رہا تھا عرض سب
 اپنے اپنے مقام پر خوش تھے یہاں جو بادشاہ و صاحب جقران محل میں تشریف لائے سب خواتین محل میں
 تھیں ہر ادنا و اعلیٰ انتظار میں صاحب جقران و بادشاہ کے سوا نہ تھا صدقہ وغیرہ تیار رکھے تھے سناٹ
 ہو چکی تھی کوئٹہ بھی ہو چکے تھے چند خیرین باقی تھیں کہ جن پر خود صاحب جقران و بادشاہ نذر دیتے تھے
 جانے خادمان محل نے صدائے اسم اللہ الرحمن الرحیم بلند کی سب خوش ہو گئے کہ بادشاہ و صاحب جقران
 تشریف لائے سب براے تعظیم تیار آئے استقبال کرتے گئے پہلے اس مقام پر لائے کہ جہان منت و
 مراد کے کوئٹہ وغیرہ رکھے ہوئے تھے صاحب جقران و بادشاہ سے نذر دلائی صاحب جقران و بادشاہ بہت
 چلے پہلے انکار کیا مگر صورت کب مانتی ہیں آخر کو نذر دینا پڑی وہاں سے اہوان میں تشریف لائے
 اہل محل آکر مبارکباد دینے لگے انکو انعام ملنے لگا یہاں تک کہ اسی کاروبار میں صبح ہو گئی بادشاہ باہر
 تشریف لائے صاحب جقران بھی تشریف لا کر اپنے دنگل پر جلوہ فرما ہوئے بادشاہ سے قبل سب سردار
 آچکے تھے سب ویاچار کرتے صرف انہیں چند سرداروں کی کمی تھی باقی دربار سرداروں سے آراستہ تھا
 جب سب سردار آچکے اور دربار آراستہ ہو چکا صاحب جقران نے اہل دربار کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ہم کو
 یقین تھا کہ جب کو وہ لوگ آجائیں گے مگر معلوم ہوتا ہے کہ شب کو بھی نہیں آئے اگر آئے تو ضرور دربار میں
 آتے سب نے عرض کیا کہ بجا ارشاد فرمایا خداوند ہم لوگ تو ایسے نہ تھے کہ کسی مقام پر ٹھہر جائے کوئی نہ کوئی
 بلایا میں مبتلا ہو گئے انکی خبر کے دریافت کرنے کے لیے عیار روانہ فرمائے جائیں یہ جو اہل دربار نے عرض
 کیا صاحب جقران نے خواجہ کے فرمایا کہ اسی خواجہ سرداروں کی خبر کے لیے ہر کارے روانہ کر دتا کہ انکی
 خبر معلوم ہو اگر کسی بلایا میں مبتلا ہو گئے ہوں تو انکی رہائی کی فکر کی جائے خواجہ نے عرض کیا کہ بہت خوب بین
 ہر کارے روانہ کر کے انکی خبر لگاتا ہوں آپ کو ان کے حال سے آگاہ کرتا ہوں یہ کہہ کر خواجہ نے ہر کارے کی طرف
 دیکھا اور کہا کہ تم لوگ بہت جلد لشکر سے نکل کر دس دس پندرہ پندرہ کوئی کی خبر لاؤ کہ اس حوالی میں کوئی نصیب
 یا گناہ تو نہیں ہے اور وہاں تو یہ سردار نہیں ہیں اگر معلوم ہو جائے کہ ہیں تو پھر دریافت کرنا کہ کس مقام پر
 ہیں اور کس کام میں ہیں آیا کسی بلایا میں تو نہیں مبتلا ہیں یہ جو حکم خواجہ نے ہر کاروں کو دیا وہ اُسی وقت
 بھاڑ کے بارگاہ سے باہر آئے اور سب سامان سے درست ہو کر اپنے خیر روانہ ہوئے ابھی ہر کاروں نے
 نصف لشکر نہ طے کیا تھا کہ ایک مرتبہ لشکر میں غل ہوا کہ وہ سردار بھی آگئے جو کہ غائب تھے جنگی فکر صاحب جقران
 کو بہت تھی یہ جو غل ہر کاروں نے سنا کہ کچھ غل لشکر میں ہو رہا ہے کہ آگئے آگئے انھوں نے خیال کیا کہ جل کر دیکھنا
 چاہیے کہ یہ غل کیسا ہے کیا کسی طرف سے کفار نے روز خون لشکر پر مارا بس یہ ہر کارے اپنے دل میں خیال کر کے
 دس آگئے قریب بارگاہ جو پہنچے تو زیادہ غل پایا اور ایک مقام پر بہت سے لوگوں کا مجمع دیکھا یہ جو اس
 مقام پر آئے کیا دیکھتے ہیں کہ وہ سردار کھڑے ہوئے ہیں کہ جنگی تلاش کے لیے ہم روانہ کیے گئے تھے ہر کارے
 بہت خوش ہوئے راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ لوگ تو بہت بڑے تخت ہاتے سحر پر سوار ہو کر جل چکے تھے
 ایک بہرہ دن آیا ہو گا کہ یہ لوگ لشکر میں آکر پہنچے چونکہ واقعہ تھے کہ یہ وقت دربار کا ہر سب قریب

دربار آکر اترے اہل لشکر نے جو دیکھا تو خوش ہو کر غل مجاہدان کے ملازم وغیرہ یہ خبر سننے دوڑ آئے اب
انکو راہ نہیں ملتی ہے کہ بارگاہ بین جابین وہ سب سے کہتے ہیں کہ راہ دوبار گاہ بین جابین اہل لشکر و
ملازم وغیرہ کہتے ہیں یہ تو فرمائیے کہ آپ لوگ کہاں تشریف فرماتے ہیں سب تو بہت پریشان تھے وہ جواب
دیتے ہیں کہ صاحبقران کے مل آئیں انکی خدمت میں ہوا میں تو بیان کریں سردار تو یہ تقریر کر رہے ہیں
وہ لوگ جانے نہیں دیتے ہیں یہ تو بیان رکے ہوئے ہیں ہر کاروں نے جو انکو دیکھا بس فوراً دمان
سے بارگاہ میں آئے صاحبقران دبا دشاہ کو سلام کیا اور عرض کرنے لگے کہ آپ کی عمر دراز ہو تری
سنارہ اوج و اقبال ہو ہم خبر خوش لے کر حاضر ہوئے ہیں خواجہ نے کہا کہ بیان کرو کیا خبر لائے ہو ہم
نے تم کو برا سے خبر سرداران روانہ کیا تھا تم انکی بھی کچھ خبر لائے یا نہیں انھوں نے عرض کیا کہ ہم بیان
کرتے ہیں یہ کلمہ عرض کیا کہ مبارک ہو سب سردار آئے حاضر خدمت ہوئے ہیں سردار گاہ میں سب
اہل لشکر نے روک لیا ہے راہ نہیں ملتی ہے کہ حاضر خدمت ہوں یہ کلمہ سب اپنی کیفیت بیان کی صاحبقران
نے حکم دیا کہ انکو انعام دیا جائے یہ جو حکم صاحبقران نے دیا ہر کار کے مجرا کے مجرا گاہ پر سے ہے اور
جو بداروں نے خزانہ کے لا کر روپیہ انکو دیا اور سرداروں نے اہل لشکر کے عقب گذاری کی اور اہل
بارگاہ ہوئے سب اہل دربار دیکھ کر خوش ہو گئے ان سب نے مجرا گاہ پر سے بادشاہ و صاحبقران
کو بھرا کیا اسکے بعد قدم بوسی حاصل کی اور سب اہل دربار سے ملے بعد اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے سب
اہل دربار نے دیکھا کہ ملکہ آئینہ اندام و خالان کے سر پر پٹی بندھی ہوئی ہے جب کتب سردار
جو کہ ابھی حاضر ہوئے تھے بیٹھ چکے اسوقت صاحبقران نے انکی طرف دیکھ کر فرمایا کہ آپ لوگوں کو
عرضہ کیا ہوا جو جو کہ سیر ہوتے تھے یا لشکر سے کسی سبب سے پٹے تھے سب آگئے باوجود اسے کہ
یہ لوگ آپ سے بعد رہا ہوئے اسیر آگئے اور اب پرسوں رہا ہوئے اور آج اسوقت آئے اسکا کیا سبب
ہو کہ یہ تو بیان فرمائیے اور ملکہ آئینہ اندام و خالان یہ تو بیان کر دو کہ یہ تمہارے سر میں کیا کوئی زخم لگا
جو سر میں پٹی بندھی ہوئی ہے کہ کسی مقام پر مقابلہ ہوا انھوں نے عرض کیا کہ جی ہاں زخم لگے اور
مقابلہ ہوا مگر فضل خدا و حضور کے اقبال سے آپ کے غلام ظفر یاب ہوئے کفار مارے گئے یہ سننے
صاحبقران نے فرمایا کہ بہت جلد بیان کر دو کہ کس کس مقام پر مقابلہ ہوا اور کس سے ہوا انھوں نے عرض
کیا کہ ہم عرض کرتے ہیں بس اتفاق نے مامور باندھ کر عرض کیا کہ اگر غلام کو اجازت ہو تو غلام عرض کرے
جہاں تک غلام کو معلوم ہے ہر جہاں اسکے بعد جو جہاں گزرا ہے وہ عرض کرے گا صاحبقران نے فرمایا کہ بیان کر دو
اتفاق کے بعد اسے حال شروع کیا عیاری بڑی ثانی کی سب کار مارا کرنا اور لشکر کو تباہ کر کے نکل جانا راہ
بحول کرانے ملک کے قریب پہونچنا صبح کو سب سے صلاح کر کے شہر میں جا کر سب اہل لشکر کو سلمان کرنا
پھر سب اہل شہر کے سلمان کرنے کے ایسا سب سرداروں کو لے کر دمان سے روانہ ہونا راہ بین لشکر
بہرست سے ملنا کہ یہ شہر کی تباہی کو جانا تھا بس سب سے صلاح کر کے لشکر بہرست پر گزرا لشکر کو
تباہ کرنا ہر ایک سردار کا ایک حرف جا کر سحر کرنا لشکر کا غارت ہونا اسی حالت میں بہرست کا لشکر
نکل کر براے مقابلہ طلب کرنا ایسا اپنی زوجہ کو اسی مقام پر چھوڑ کر جانا اور اس سے مقابلہ کرنا اسکے سحر کو
رد کر کے ایسا سحر کرنا رد بدل ہونا بہرست کا سحر کرنا اپنی خستہ کو قتل کرنا اور جو نکل جانا اپنا اپنے جو کہ
جا کر جہاں یہ سحر کو جگانا تھا سحر کو درست کرنا بیرون کا خبر دینا کیونکہ یہ چند سحر مقرر کر گیا تھا کہ جو حال بیان
گزرے اس حال سے ہم کو آگاہ کرنا وہ دم بدم کی خبر دیتے تھے بس اس نے سب حال سننے اور اسباب

سے درست ہو کر اُس مقام سے روانہ ہوا اور خداوند یہاں جو میرے مرنے کی صدا بلند ہوئی ان سب صاحبوں نے اور آپ کی کیترنے شنی بقرار ہو کر اپنے مقام سے چلا آپ کی کیترنے کا بیان ہو کہ میں نے دہان پر آکر دیکھا کہ تمہارا لافہ پڑا ہوا ہے اور بدست کھڑا جھوم رہا ہے مجھ کو تاب نہ رہی میں نے اپنے کو تخت سے بر سے گرا دیا کہ آپ کی دوسری لٹرنی منورہ بھی چل چکی تھی وہ اُس وقت اُس مقام پر طبقہ زمین کا نور کو نکلی کہ جب یہ غلطان و بیجاں چلی آتی تھی اُس نے روکا یہ کہ اگر آفاق نے کل بقر جو بدست سے اور آئینہ اندام سے ہوئی تھی بیان کی اور کہا کہ مقابلہ ہوا اور آپ کی کیترنی ہوئی اُس نے قصد ہلاک کرنے کا کیا کہ منورہ چلی ہوئی اُس نے اس سے بھی قصد مقابلہ کیا کہ بدست کے سردار کو پہنچے پھر نشان ہوئی دعا کی ملکہ غزالان پہنچیں انہوں نے مقابلہ کیا وہ بھی اُس فرید کے ماتھ سے زخمی ہوئے پس یہ غلام اگر بیونجا بجا کی فریح آفتاب علم نے اُس سے مقابلہ کا قصد کیا تھا کہ میں نے اگر مقابلہ کیا آپ کے اقبال سے شکوہ مل گیا اُس نے لشکر کو تباہ کیا چونکہ میں معرکہ میں رات ہوئی تھی ایک صحران شب بسر کی جب صبح ہوئی اور گوروانہ ہوئے حاضر خدمت ہو کر شرف ملازمت حاصل کی حضور اپنی کیفیت فریح سے آگاہ فرمایا میں اور یہ ارشاد کوں کہ ایوان نے چل چلا کو نہیں بچوایا صبا جقران نے فرمایا کہ تم نے یہ نہ بیان کیا کہ یہ سوار کیونکر اُس مقام پر پہنچے کیونکہ یہ تفریق ہو گئے تھے آفاق نے عرض کیا کہ یہ امر مجھ کو نہیں معلوم میں نے آپ کی لٹرنی سے اسی قدر سنا تھا اور مجھ کو میرے سحر نے بھی اسی قدر خبر دی ان سب صاحبوں سے دریافت فرمائیے صبا جقران نے انکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم لوگ بیان کر دو کہ تم کیونکر اُس مقام پر آئے ہر ایک نے بیان کیا کہ جب ہم لشکر برگرے اور لشکر کو تباہ کرنے لگے تمام لشکر غارت ہوئے لگا ہم سحر کر رہے تھے کہ ہمارے کان میں صدا آئی کہ کشتی ہانام من آفاق شاہ بدست ہم یہ کہنے لگے اور ایک ایک سحر لشکر پر کر کے ادھر کو ملے اس وقت ہر ایک اگر بیونجا کہ جب غزالان سے اور بدست سے تقریر ہو رہی تھی اور آفاق شاہ کی لاش پڑی تھی ہم کو لاش دیکھ کر بہت صدمہ ہوا مگر کیا کر سکتے تھے ہم سب کے سامنے غزالان زخمی ہوئی تھی ہم نے قصد کیا تھا کہ ہر ایک دفعہ دفعہ کر کے مقابلہ کرے مگر طرح نے منع کیا خود براے مقابلہ نکلنے کا قصد کیا تھا کہ آفاق شاہ آہوئے ہمارے حالی پر جو عرض کیا راؤسی نے بیان کیا جو کہ اُن سب سرداروں سے صبا جقران نے اپنی کیفیت بیان فرمائی کہ یہ واقعہ یہاں گذرا خواجہ نے عیاری کر کے ہم سب کی جان بچائی یہ فرما کر خواجہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ آؤ خواجہ تم اپنی عیاری بیان کر دو کہ تم نے کیا عیاری ایوان پر کی اور اُسکو کیا کیا خواجہ نے کہا کہ پہلے سب عیاری اپنی حالت بیان کریں اُسکے بعد میں بیان کروں گا یہ جو خواجہ نے عرض کیا صبا جقران نے عیاری دن سے دریافت کیا برق نے اپنی عیاری ابتدا سے بیان کی اور اسنا اُس علاج سے نکل کر چاگنا اور ایک بہار برے اٹھ جانا اور اپنے کو خواجہ کے پاس پانا اور دہان سے لشکر کی طرف ملنا عرض کیا قرآن ثالث نے اپنی عیاری اور کیفیت بیان کی سب اپنی دربار نے دونوں کی عیاریاں سننے پر برق قرآن کی بہت تعریف کی ہر ایک نے انعام دیا بادشاہ و صبا جقران نے دونوں کو خلعت مرحمت فرمائی اُسکے بعد ہر ایک عیاری اپنی اپنی حالت عرض کی یہ لوگ تو صرف اٹھ اٹھ گئے تھے کوئی لشکر سے کوئی صحرا سے کوئی بہار برے انہوں نے کوئی عیاری نہیں کی تھی جیسا کہ جلد دوم میں تحریر ہو چکا ہے مگر سب کو انعام ملا بعد اُن سب کے خواجہ نے اپنی کل کیفیت عیاری کی ابتدا سے بیان کی ہر ایک مقام پر سب اہل دربار بادشاہ و صبا جقران تعریف فرماتے تھے یہاں تک

خواجه نے ایوان کا اسیر کرنا اور اپنا بارگاہ سے مع منہ جی کے جانار اہ میں دشت فرحت افزا میں پہنچنا
 اس ساحر سے مقابلہ ہونا جو کہ اس دشت کا محافظ تھا اسیر عیاری کرنا اور اسکو قتل کرنا سب عیار دن کو
 زنبیل سے نکال کر انکو ہوشیار کر کے کہنا کہ تم لوگ جاؤ انکے جانے کے بعد ایوان کو زنبیل سے نکالنا اور
 ہوشیار کر کے اسکو مسلمان کرنا اسکا خود دریا سے سحر مٹانا سب کو مار کر مارنا اور اسکا قول و اقرار باہم قسم
 ہونا اسکا ان سب کو مار کر کے حرف اپنے مکان کے جاننا اور کو مع سردار دن کے آنا ابتدا کے کل حال
 جو کہ جلد دوم میں اور اس جلد کے اول میں تحریر ہوا ہے سب بیان کیا بہت تعریف ہوئی ہر ایک نے حالت
 دہد میں آکر اور خوش ہو کر اپنی لیاقت کے موافق خواجہ کو زور و جواہر دیا خواجہ بہت خوش ہوئے
 صاحبقران و بارشاہ نے بھی خواجہ کو بہت زور و جواہر دیا اور خلعت گران قیمت اور جو کچھ خواجہ
 نے بیان کیا کہ میرا مرت ہوا ہے اور یہ کر لیا ہے سب دیا اس دن خواجہ نے کئی کرور روپیہ لے کر اور
 زنبیل میں رکھ کر بہت خوش ہوئے خواتین محل نے بھی خواجہ کے واسطے اور سب عیاروں کے لیے انعام
 بھیجا ہر ایک عیار مالدار ہو گیا جب سب کو انعام وغیرہ مرحمت ہو چکا اس وقت بادشاہ نے
 صاحبقران سے فرمایا کہ میں ایک جشن شامانہ اس خوشی کا آراستہ کرونگا اور سب اہل لشکر و سرداروں
 کو دعوت کرونگا صاحبقران نے فرمایا کہ آپ کو اختیار ہے بس اسی وقت بادشاہ نے سامان جشن
 کا حکم فرمایا سامان ہونے لگا بادشاہ نے دربار بڑھا سب کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے سب اہل
 لشکر کو اکٹھا کیا گیا کہ سب کی سات روز تک بادشاہ نے دعوت کی ہو بارگاہ میں آراستہ ہونے
 لگیں بازار میں بھی جانے لگیں طائفہ اطراف و جوانب سے طلب کیے گئے نخت کا سامان ہونے لگا
 جہان جہان اس جشن خوشی کی خبر پہنچی اس اس مقام سے لوگ براے تماشہ چلے چلے بھی طے دیں
 کو سی یا ح کو سی لوگ اس لشکر میں آکر جمع ہوئے تماشہ بازی کی تباری ہونے لگی بس وہ سامان کیا گیا کہ
 شاہد بھی کسی بادشاہ نے کیا ہوگا بارگاہ شامی وغیرہ اسی آراستہ کی گئیں کہ جنکی تعریف نہیں
 ہو سکتی جو سب اہل لشکر کو بھیجی در دیاں دی گئیں ملازمین اور غورے و محنت ہوئے درخزانہ و
 کیا گیا غریبا و مساکین کو روپیہ تقسیم ہونے لگا ہر ایک سردار و اہل لشکر کو حکم شاہی ہوا کہ سب اپنے
 اپنے چیمون میں نرم عشرت آراستہ کریں جس چیز کی ضرورت ہو سرکار سے لیں بس قدر روپیہ کی حاجت
 ہو خزانہ شاہی سے لیں ہر طرف اہل لشکر میں قیل پیل ہوئی نوبت خانہ آراستہ کیے گئے بازار میں
 دروید آراستہ ہو میں آسنہ بندی کی گئی بارگاہ شاہی سے لے کر تاحد لشکر و دونوں جانب ٹیپان روشنی
 کی لگائی گئیں انیر کیلاس چر جانے گئے ہر سردار کے چیمہ کی طرف آراستہ بنایا گیا بارگاہ سے لے کر
 ہر افسر و سردار کے چیمہ تک روشنی ہونے کا سامان کیا گیا اہل لشکر بھی نئی در دیاں پیتے ہوئے ہر رہے
 ہیں ایک ایسا سامان ہو گیا ہے کہ ہر فلک نے بھی باہن میرا نہ سالی نہ دیکھا ہوگا جشن جمشیدی کی کوئی فصل
 اس نرم عشرت کے روئے ہوئی یہاں تک کہ روز دن تمام ہو تمام لشکر میں روشنی کی گئی روز و رات
 سے زیادہ اس شب کو لشکر میں روشنی تھی جو کوئی دور سے دیکھتا تھا تو یہ ثابت ہوتا تھا کہ آگ
 لگی ہوئی ہے شاہ خیم نے بارگاہ نیلی میں نرم عشرت آراستہ کی شاہ خا و در طرف اپنے عشرت کردے
 کے روانہ ہوا یعنی شام ہو گئی ماہتاب بصداب و تاب فلک زمر دین پر جلوہ فرما ہوا اس طرح فلک
 نے اپنا سامان درست کیا کہ ترانہ شب شروع کر دین جب شام ہو گئی تمام لشکر میں روشنی ہوئی
 بارگاہ ہون میں بھی خوب روشنی ہوئی ہر ایک لشکر کی کے بستر پر باورچی خانہ شاہی سے طعام لذیذ روانہ کیا گیا

سرداروں کے خیموں میں بھی طعام لذیذ کے خوان گنوں سے کسے ہوئے چو بدار ہمراہ گولے دار پرفیانی باندھے خوان
غزوہ دون کے سردار اس ترک سے داروغہ باورچی خانہ لئے روانہ کیے جس مرتبہ کا جو سردار تھا اس سامان سے جب
سب لشکر کو طعام پہنچ چکا اور سب فراغت کر چکے سب کے سب لباس نفیس پہن کر طرٹ مارگاہ کے رواف
ہوئے ادھر ہر گلی کوچہ میں گانا ہونے لگا کہی مقام پر پہنچا سو رہا تھا کہ میں حافظ کی سہماختی کہیں رہا تھا گار سے تھے
کہیں کوئی رندی ناپچ رہی تھی کہیں خیال ہو رہا تھا کسی مقام پر بھوک بج رہی تھی کوئی شوخ افغانی گار ہی تھی
کوئی غزل عاشقانہ غرض کہ ایک عجب طرح کا سما تھا کہیں لٹال نقلین کر رہے تھے لشکر میں تو یہ رنگ تھا ادھر
داروغہ بارگاہ نے بادشاہ دھما جہقران سے عرض کیا کہ بزم عشرت آراستہ ہو حضور تشریف لے چکے ہیں بادشاہ
وصاحبقران تشریف لائے ظل اللہ تخت پر جلوہ فرما ہوئے صاحبقران فلک بارگاہ اپنے ذمہ شکر پر
رونق افروز ہوئے بادشاہ نے حکم فرمایا کہ ساتیان سمین ساق حاضر ہو کر بزم بن اہل بزم کو بادہ ناب سے مسرور
کر بن راوی نے بیان کیا کہ سب سردار اپنے مرتبہ سے بیٹھے ہوئے ہیں حاضر دربار ہیں یہ حکم تو فرمایا داروغہ
سے خانہ فورا کشتیان طیار کر کے اور ساتیان حور لقا کو ہمراہ لیکر حاضر ہوا حکم بادشاہ ساغر لہر کر کے پلاہ شریع کیا
صاحبقران و بادشاہ و دیگر عوامیان صاحبقران نے مارا لوم نوش فرمایا سب اہل محفل کو اسانی سیراب کر چکا سو کھٹ حکم شہابی
صادر ہوا کہ داروغہ اب ناشاطہ سے کہا جائے کہ وہ طایفہ روانہ کرے چو بدرون نے یہ حکم فضا شیم داروغہ اباب
ناشاط کو پہنچایا وہ فوراً ایک سطر بہ حور لقا نازک ادا کو لیکر حاضر بزم عشرت ہوا حرا گاہ پر کسے مجرا ادا کیا اس حور
لقلے بادشاہ کو سلام کیا اسکی پیاری پیاری صورت دیکھ کر ہر ایک کا دل مائل ہوا اُس نے سامنے آکر عجب
ناز و اداسے سب اہل محفل کو دیکھا کہ سب کے دل یا کمال ہو گئے ادھر سازندوں نے ساز ملا یا طبلہ سر ہکا
بڑی سارنگی کی صدا بلند ہوئی مجرا بجنے لگا اس پر پیلیکے گت شروع کی اس طریقہ سے ناچی کہ اہل محفل کو
بے گت کر دیا جب توڑا کہتی تھی ہر ایک کا دل یا کمال ہو جاتا تھا عجب عجب ناز و اداسے ناچی کہ جس کی
اوپر سطر بہ فلک کو بھی رشک ہوا شتری فلک ہمہ تن اُسکے ناپچنے کے اور زنیفہ ہو گئی گت ناچنے اسے غزل شروع کی غزل

اسے ہاتھوں میں جت رسوار رہا	دل جو قیری زلف پر شیدا رہا	مثل بلی جو تڑا شہرا رہا
قیس سان سیرا بھی اک چرچا رہا	ہجر میں جب تک کہ میں روتا رہا	ابریار ان نفع مل ہوتا رہا
دیکھیں کب سر قلم کرتا ہوں یار	روز جاں ناز و نین یہ چرچا رہا	ہجر میں رونے سے احوال ہے حسن
یاٹ دامن کا مرکے دریا رہا	چاک نیچے دامن صبر و شکیب	ایک مدت دل میں یہ سوفا رہا
شمع رو کو بزم میں دیکھ کر	گرد پھر تامل پروانہ رہا	غیرت مجنون ملا ہم کو خطاب
جب نہ قابو میں دل شیدا رہا	دل مرا اک سمع رو کے ہجر میں	رات دن روانہ سان جلتا رہا
مثل گردن جستجوئے یار میں	در بدر میں رات دن پھر تار رہا	اس دل وحشی کے باعث اچھڑا رہا
زست بھر عالم میں رسوار رہا	پہنچل جو کسے تباہ کر کا	تمام اہل محفل ساکت ہو کر رہے سمان

نیز دیکھا ہر ایک عالم سکوت میں بیٹھا تھا یہ عالم تھا کسی کے لب پر آہ کتنی کسی کے آنکھوں سے آنسو روں
تھے کوئی ات کر رہا تھا اسکو انعام دیا گیا وہ مجرا بکا لا کر گئی دوسرا طائفہ حاضر ہوا سازندوں نے ساز
ملا یا اسنے گت شروع کی بعد اُسکے غزل شروع کی جب یہ سطر بہ بھی اہل محفل کے دل یا کمال کر چکی انعام
کثیرا کر خصت ہوئی بکا دل نہ عرض کیا کہ دسترخوان طیار ہو بادشاہ وصاحبقران مع چند سرداران
خزینے و کل عزیزوں کے تشریف لائے کھٹ خاتمہ میں خاصہ نوش فرمایا بعد تناول طعام باہر تشریف
لا کر آتش بازی کی سیر کی بعد اُسکے پھر بزم عشرت میں تشریف لے گئے ناپچ و گانا شروع ہوا اب راوی

صاحبقران و بادشاہ و کل لشکر اسلام کو مصروف بزم عشرت رکھا ہوا اور کچھ حال لشکر کفار و سمندر شاہ و ایوان کا تحریر کرتا رہا بعدہ پھر صاحبقران کا حال تحریر ہوگا

اب سمندر شاہ وغیرہ کے حال میں قسمل فرسائی ہوئی ہے

لاوی نے بیان کیا ہے کہ جب سمندر شاہ بارگاہ گرداب سے چلا گیا گرداب نے بعد جائے سمندر شاہ کے چند ہر کارے سلطان لشکر اسلام کے روانہ کیے تھے اور حکم دیا تھا کہ ہو واقعہ وہاں گذرے ہم سے آکر بیان کرنا خود دربار برخواست کر کے داخل محل ہوا اٹھادہ ہر کارے جو وہاں سے روانہ ہوئے تھے انھوں نے بہت کوشش کی مگر بہ سبب دریا نہ سحر کے اس پار نہ جاسکتے تھے اسی محراب میں ٹھہر رہے تھے جب ایوان نے دریا شاہ یا تو یہ ہر کارے سب سے پہلے روانہ ہوئے اور انکو یہ یقین ہوا کہ خواجہ نے ایوان کو قتل کیا یہ ایسا پیسے خیال کرتے ہوئے داخل لشکر اسلام ہوئے تھے لشکر میں تلاطم دیکھا تھا یہ بھی بارگاہ میں لے کر صاحبقران نے جو صحت پائی اور جو چوکہ تدارک کیے گئے سب اس کے روبرو ہونے کی صورت تبدیل کیے ہوئے ایک طبع کٹے تھے سب واقعہ دیکھ رہے تھے جب صاحبقران بخوبی اچھے ہو گئے اور سمندر شاہ پر ٹپکن ہوئے تھے بادشاہ نے فیر ہونے کا کوئیون کے حکم فرمایا تھا تو بتیں بچنے لگیں تھیں وہاں گرداب شاہ وغیرہ اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے دربار آراستہ تھا سب ہر کا وقت تھا اور بار خاص تھا کہ انکے بھی کان میں تو کوئی صدا آتی انھوں نے پھر اہل دربار سے کہا کہ یہ تو کوئی صدا کہاں سے آرہی ہے کیا واقعہ ہے کہ نوبت کی بھی خبر آتی اہل دربار نے عرض کیا کہ یہ صدا تو لشکر اسلام کی طرف سے آتی ہوئی معلوم ہوتی ہے گرداب شاہ نے فوراً حکم دیا کہ ہر کارے جا پھین اور خبر لاؤ اہل دربار نے عرض کیا تھا کہ حضور ہر کارے روانہ فرما چکے ہیں وہ خبر لیکر حاضر ہوئے یہ سننے لگے گرداب شاہ خاموش ہو رہا تھا لاوی نے بیان کیا ہے جب ان ہر کاروں نے یہ واقعہ دیکھا تھا باہم صلاح کی تھی کہ ہم کئی آدمی ہیں اور سب تو یہاں ٹھہر رہے ہیں اور خبر دریافت کریں اور جو کچھ گذرے اسکو اپنی آنکھ سے دیکھیں اور دو آدمی جا کر بادشاہ سے سب حال بیان کریں یہ جو باہم صلاح ہوئی تھی تو وہ ہر کارے وہاں سے چلے گئے اور باقی اسی مقام پر ٹھہر رہے تھے بس یہ داخل دربار ہوئے تھے گرداب شاہ سے بجا کر کے انھوں نے عرض کیا تھا کہ حضور صاحبقران نے سحر سے نجات پائی دیریا سے سحر سب مٹ گیا جو کچھ واقعہ دیکھا تھا سب بیان کیا اور عرض کیا کہ اب ہم پھر لشکر اسلام میں چلے گئے ہیں گرداب نے کہا کہ جاؤ وچ تو سلام کر کے چلے گئے تھے اور داخل بارگاہ ہوئے تھے یہاں گرداب شاہ نے اہل دربار و دیگر شاہوں سے کہا کہ غضب ہوا خواجہ نے بلکہ ایوان کو قتل کیا جب یہی تو صاحبقران نے نجات پائی دیریا سے سحر مٹ گیا اہل اسلام میں خوشی ہو رہی ہے یہاں تک تو بچیں بچ رہے ہیں تو میں فیر ہو رہی ہیں دیکھیے اب کیا ہوتا ہے سب نے کہا کہ جو ہونے والا ہے وہ ہوگا بادشاہ فرما گئے ہیں کہ تم قبل جنگ نہ بجوانا جب تک ہم کوئی حکم نہ دیں بس اس امر سے تو ہم بخوف ہیں کہ مقابلہ ہوگا کیونکہ اہل اسلام کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ وہ قبل جنگ بجوائیں یا مقابلہ کریں جب تک ہمارے لشکر میں قبل جنگ نہ بچے گا اسوقت تک وہ نہ بجوائیں گے بس مقابلہ سے تو ہم بخوف ہیں جب کوئی حکم بادشاہ کا ہمارے نام آئے گا اسوقت دیکھا جائیگا اگر حکم تھا تو آیا تو ہم مقابلہ کریں گے ہم کو کوئی بخوف نہیں ہے ہم کوئی پیادہ بھی کا نہیں رکھتے ہیں اگر کوئی حکم اور طرح کا آیا تو اس پر عمل کیا جائیگا ہم تو بادشاہ کے حکم کے پابند ہیں گرداب شاہ نے جواب دیا کہ یہ امر تو ضرور ہے

لشکر اسلام کا تو کوئی خون نہیں رہا اگر وہ طبل جنگ بجوا کر مقابلہ بھی کرینگے تو ہم مقابلہ کرینگے ہاں خون ہو تو عیاروں کا
 کہ وہ اگر عیاری نہ کریں ان لوگوں نے جواب دیا کہ عیار ہم پر عیاری نہ کریں انکو ہم سے کوئی قصہ نہیں ہو اگر
 عیاری کرتے تو کتنا عرصہ ہوا کہ ہم سب کا لشکر یہاں آیا اب تک کئی مرتبہ رچکے ہوئے بس اس امر سے
 بھی بے خوف رہتے اور اگر وہ عیاری کریں بھی تو ہم کیا کر سکتے ہیں گرداب شاہ نے کہا کہ خیر دیکھا جائیگا
 اسکا انتظار کرنا لازم ہے کہ اب ہر کار سے کیا خبر لائے ہیں راوی نے بیان کیا کہ وہاں ہر کار سے اسوقت تک
 رہے کہ جب تک بادشاہ و صاحبقران دربار برخواست کر کے محل میں تشریف نہ لے گئے اتنے عرصہ میں جو
 کچھ واقعہ گذرا تھا وہ سب انھوں نے اپنی آنکھ سے دیکھا تھا جب بادشاہ داخل محل ہوئے تھے اور سب
 اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے تھے ہر کار سے بھی طرف اپنے لشکر کے چلے گئے یہاں گرداب شاہ وغیرہ
 انکے منتظر تھے بس انھوں نے داخل بارگاہ ہو کر اور مجرا کر کے محل واقعہ عرض کیا کہ اس طور سے صاحبقران
 نے صحت پائی یوں سب سردار ہمدرد خواجہ کے اور عیار آئے مگر ابھی تک چند سردار نہیں آئے ہیں ان کے
 انتظار میں صاحبقران اسوقت تک بارگاہ میں تشریف فرما رہے جب وہ آئے تو داخل محل ہوئے
 تھے ان سرداروں کی بہت فکر تھی اور حضورا بتو سب سردار بھی آئے اور سب عیار بھی یہ واقعہ گذرایہ کہ
 سب حال جو کہ میں قبل کے خبروں میں تحریر کر چکا ہوں بیان کیا گرداب شاہ وغیرہ نے کہا کہ یہ بھی معلوم
 ہوا کہ خواجہ نے ایوان کو کیا کیا انھوں نے عرض کیا کہ صاحبقران نے پوچھا تھا خواجہ سے خواجہ
 نے جواب دیا تھا کہ سب سردار آئیں گے تو میں بیان کر دیا کہ خبر بھی جو ہم نے عرض کی اب یہ غلام جاتے
 ہیں کل پھر جائیں گے جو کچھ حال ہو گا سب آکر عرض کرینگے گرداب شاہ وغیرہ نے کہا کہ اچھا وہ سلام
 لڑے اپنے مقام پر آئے گرداب شاہ وغیرہ نے دربار برخواست کیا تھا جا کر سورتے تھے صبح کو پھر دربار
 کیا تھا وہ ہر کار سے لشکر اسلام کو گئے تھے داخل دربار ہوئے تھے یہاں تک کہ سب واقعہ انکے سامنے گذرا
 تھا جب دربار برخواست ہوا تھا وہاں سے پھر پٹن اپنے لشکر کے چلے گئے یہاں گرداب شاہ وغیرہ
 نے دربار کیا سب حاضر دربار تھے یہی ذکر ہو رہا تھا کہ معلوم خواجہ نے ایوان کو کیا کیا قتل تو ضرور
 کیا اگر قتل نہ کرتے تو یہ سب لوگ رہائی نہ پاتے سب نے جواب دیا کہ ضرور یہی باتیں ہو رہی ہیں کھین کہ
 ہر کار سے حاضر ہوئے آداب شاہی بجالائے اور یہ عرض کرنے لگے کہ غلام لشکر اسلام سے خبر لیکر حاضر
 ہوئے ہیں گرداب شاہ وغیرہ نے کہا کہ بیان کرو انھوں نے دربار کا آراستہ ہونا صاحبقران کا براہ
 خبر سرداران خواجہ سے کہنا کہ ہر کار سے روانہ کرو خواجہ کا روانہ کرنا ہر کار و نیکا اگر خبر دینا سب سرداروں کا
 آنا اور اپنی اپنی حالت بیان کرنا جو کچھ انکی زبان سے سنا تھا اور ہر ایک عیار کا اپنی اپنی عیاری و حالت
 بیان کرنا اور خواجہ کا اپنی عیاری بیان کرنا اور خواجہ کا حال ایوان بیان کرنا ہر کاروں نے جو خواجہ
 سے سنا تھا اور بعد اس سب کے سب کو انعام و خلعت ملنا بادشاہ کا حکم جشن دینا ہر کاروں نے
 رو برو گرداب شاہ وغیرہ کے بیان کیا یہ واقعات سننے سب کے حواس جاتے رہے اور نتیجہ ہوئے
 ہر ایک کو ایک عالم سکوت ہو گیا بڑے عرصے تک سب خاموش بیٹھے رہے بعد کھڑے عرصہ کے
 گرداب نے ہر کاروں سے کہا کہ اب سب اہل اسلام کس فکر میں ہیں انھوں نے عرض کیا کہ اب تو
 سامان جشن ہو رہا ہے بادشاہ نے جشن ہفت روزہ قرار دیا ہے صاحبقران کے صحت پانے کا واس
 بلا سے نجات پانے کی خوشی کا اس کے بعد جو کچھ انکو کرنا ہو گا وہ کرینگے بس انکو انعام دیکر رخصت کیا
 جب وہ چلے گئے گرداب شاہ نے حباب شاہ وغیرہ سے کہا کہ غلام غصب ہو گیا کہ ایوان

نے خواجہ کی شرکت کی اور سمندر کی شرکت سے انکار کیا اور ایسی خواجہ کی دوست ہو گئی کہ سب کو رہا کر دیا بہت
 بڑی ساحرہ شریک ہوئی ہو کر داب کی اس تقریر کا حباب شاہ وغیرہ نے یہ جواب دیا کہ یہی تو ہر کاروں
 نے کہا ہے کہ ایوان نے خواجہ سے کہا ہے کہ نہ میں تمہاری شرکت کروں گی نہ سمندر کی ہاں اگر کوئی بلا نازل ہوگی
 اسوقت اگر تمہاری شریک ہوگی مگر سمندر کے مقابلہ میں نہ شریک ہوگی بس اس امر سے خوف کرنا بیکار
 ہے اور نہ معلوم اسے اسوقت مگر کیا ہوا اور اپنے مقام پر جا کر سخت ہو جائے کیونکہ اسنے خیال کیا ہوا کہ اسوقت
 جان بچا کر یہاں سے نکال چلو پھر دیکھا جائیگا اور جو کچھ خواجہ نے کہا اسنے قبول کر لیا سب کو رہا بھی کر دیا
 اور اپنی دیانت اور اعتبار زیادہ کیا تاکہ خواجہ اسکی طرف سے غافل ہوں میں تو اس امر کو یقین کر کے کہتا ہوں
 کہ ضرور اسنے مکاری کی اب جب وہ خواجہ کو غافل یا نیکی زدہ خواجہ سے اپنے ذلیل ہونے کا اور خواجہ کی سختی
 کا عیوض لیا لی بس یہ تدبیر اسنے خوب کی ہم تو بہت خوش ہوئے بڑی عقلمندی کی خوب اپنی جان بچائی
 اسے نزدیک ان سب کا اسیر کر لینا کوئی بات مشکل نہیں ہے اگر وہ قتل ہو جاتی اور یہ لوگ چھوٹ
 جاتے تو خرابی تھی اب جب وہ خواجہ کی پورے طور سے تدبیر کی گئی ایک تحریک بن سکا اسیر کی گئی گرداب نے کہا کہ یہ تقریر تو
 تم نے خوب بیان کی اور تمہاری رائے اور تمہارا خیال قرین تمہاس ہو مگر اس حال سے بادشاہ کو خبردار
 کرنا ہر دور پر ان سب نے جواب دیا کہ یہ امر سب کو بھی منظور ہے بس یہ جب قرار پا گیا اسوقت
 ایک فرضی مسئلہ حل حال کے جو کچھ کاروں سے سنا تھا تحسیر کی اور اپنی طرف سے یہ امر تحریر کیا
 کہ جو حکم ہم کو ہو ہم اس پر عمل کریں طیار کر کے اور طائر سحر بنا کر اسے ذریعہ سے سمندر شاہ کی خدمت میں
 روانہ کی وہ طائر سحر وہ عرضی کے کڑاٹ سمندر سے کے پر روانہ کیا کر کے چلا اسکو راہ میں رکھا جاتا ہے
 اب حال سمندر کا لکھا جاتا ہے کہ جب سمندر بعد جاتے خواجہ کے اپنے سب سرداروں کو لے کر اور
 رحل کو اپنے ہمراہ لیکر اور گرداب وغیرہ کو سب امر سمجھا کر روانہ ہوا تھا راہ طے کر کے داخل سمندر
 ہوا اور بارہن آیا سخت پر بیٹھا سب سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے رحل ستارہ چشم بھی برابر سخت
 کے کرسی پر بیٹھا اسنے قسمت سمندر کو خیال آیا کہ چند طائر ان تھروانہ کرنا چاہیے کہ وہ ایوان کی خبر لائیں
 کہ خواجہ اسنے ساتھ کس طور سے پیش آئے اسکو قتل کیا یا رہا کر دیا یہ اپنے دل میں خیال کر کے اور کمان غز
 اٹھا کر چند طائر برابر کبوتر سے مقراض سے ترانے ان پر سحر کیا کہ وہ جان دار ہو گئے اور اڑنے لگے
 سمندر نے انکی طرف اشارہ کر کے کہا کہ تم سب جاؤ اور جہاں تم کو خواجہ مل جائیں انکے ہمراہ
 رہنا اور وہ جس طور سے ایوان سے پیش آئیں وہ سب حال دریافت کر کے ہم کو آ کر خبر دینا
 یہ سن کر سمندر نے وہ طائر اڑ کر روانہ ہوئے تھے کہ انکا حال پھر تحریر ہو گا یہاں سمندر شاہ دربار میں
 بیٹھا ہوا تھا اور زکریا خواجہ کی عیاری کا ہور ہا تھا راہ میں نے بیان کیا ہے کہ وہ طائر خواجہ کو تلاش
 کر کے خواجہ کے ہمراہ تھے انھوں نے سب واقعہ دیکھا تھا اور سب حالت ایوان کی اور
 جو تقریر خواجہ سے ہوئی تھی سب سنی تھی اور جس طور سے ایوان خواجہ کے ساتھ پیش آئی
 تھی بس جب ایوان سب کو رہا کر کے اور دریا کو مٹا کر کے اپنے مکان کو روانہ ہوئی تھی اور
 خواجہ طرف لشکر کے تو وہ طائر بھی طرف سمندر سے چلے تھے بادشاہ کو خبر دینے کو اب یہ تو
 اصرار کو جاتے ہیں یہاں سمندر شاہ دربار میں بیٹھا ہوا ہے اور سب حاضر دربار ہن خواجہ کی عیاری
 کا ذکر ہورہا ہے ہر ایک تعریف کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ کیا چالاکی کی ہے اور کس طور سے اپنا کام کیا
 ہے ایسا عیاری تو ہم نے آج تک دیکھا نہ سنا ان اکثر لکھنا بونھن ہم دیکھا کرتے تھے اور واقعات

خواجہ اول پڑھا کرتے تھے اور سنا کرتے تھے خیال اپنے دل میں کرتے تھے کہ یہ جو کچھ ان کتابوں میں تحریر ہے
 سب غلط ہے ایسا بھی کہیں ہو سکتا ہے انسان خواجہات ہو گیا ہم لوگ ساحر ہیں مگر ایسی قدرت نہیں
 رکھتے ہیں وہ نچر ساحر ہو کر ایسے ایسے کام کرتا ہے یہ سب غلط ہے صرف اسی طور سے بطور مضحکہ تحریر کیا ہے
 تاکہ لوگ خواہش سے کتابیں خرید کرین ہم کو نفع ہو مگر اب یقین ہو گیا کہ وہ واقعات اصلی ہیں ان
 عیاروں کے حالات دیکھ دیکھ کر سمندر شاہ نے کہا کہ تم کو نہیں معلوم ہے ان لوگوں کی تعریف خداوند
 سامری و شیدا بنی کتابوں میں لکھے ہیں انکی وصیت ہے کہ جہاں تک ممکن ہو انکو قتل کرو کہ یہ لوگ
 بنیاد سحر و ساحری کے مٹائے دے دے ہیں بس جیسا انھوں نے تحریر کیا تھا ویسا ہی پایا ہے سنگ زحل
 نے کہا کہ یہ لوگ اس طرف کیونکر آئے کیونکہ یہ مقامات تو کسی برطانوی نہ تھے سمندر نے جواب دیا کہ
 بھائی کیا بیان کروں خداوند تصویر اس آئینہ اندام حاکم طلسم آئینہ کا برا کرے کہ وہ یہ آفت لے کر
 یہاں آیا باد جو دیکھ اپنے طلسم میں خلائی کرتا تھا خداوند تھا مگر جب خدا پرست اسے طلسم برائے اور
 مقابلہ ہوئے انجام یہ ہوا کہ خلا پرستوں نے طلسم کو فوج کیا اور یہ کچھ نہ کر سکا انجام کار اپنے طلسم سے
 خوف اہل اسلام بھاگا یہاں اگر خداوند سے عرض کر آئی کہ میں اہل اسلام کے ہاتھوں تباہ ہو کر
 آپ کے پاس پناہ لایا ہوں چونکہ خداوند رحم دل ہیں انکو اسے حال پر ترس آ گیا اسکو دامن پناہ
 دیا اپنے طلسم میں طلب کیا جب وہ داخل نہ طاق ہوا تو خداوند نے حکم فرمایا کہ اسکا امتحان لیا
 جائے تاکہ اگر یہ کامل ہو تو کسی مرحلہ کا اسکو حاکم کیا جائے امتحان جو لیا گیا وہ امتحان میں دیوار اتر آ
 بالکل سحر فراموش تھا خداوند کو اس امر سے اطلاع کی گئی چونکہ وہ پناہ دے چکے تھے انھوں نے
 اپنی حرمت و رحم دی سے یہ امر گوارا نہ کیا کہ وہ اپنے طلسم سے مکالم دیتے ہیں انھوں نے حکم
 دیا کہ محراب ہونا ک میں اسکو سحر کرنے جائیں اور تعلیم سحر کریں ایک سال تک چنانچہ اسوقت بموجب
 حکم خداوند سبزیگ جادو و دو بان جادو طلب کیے گئے اور اپنے سپرد آئینہ اندام کیا گیا چنانچہ
 وہ اسکو لے کر طرف دشت ہونا ک کے گئے ہیں بھائی یہ خدا پرست امی کے عقب میں اسے قتل یا
 اسیر کرنے کو آئے ہیں انے آئے کا یہ سبب ہوا یہاں اگر جو پہونچے چند لوگ اس اطراف کے بھی مل
 گئے مثل صنوبر شاہ و دیوانہ بھوت و مہموت کے اور جب ماہیان طوفان کش و سحران
 سیم پورس سے مقابلہ ہوئے لگا کسی زمانہ میں سہراب میرا سپر سالار بھی انکا شریک ہوگا اسنے
 بہت کمک کی راہ بتائی وہ لیکر آیا تھل آفتاب جادو کی تدبیر اسی نے بتائی سحران کے مکان
 تک وہی لیکر گیا عیار اسی کے سبب سے دریائے سبزی رنگ کے پار آئے بھائی دوسرا غضب
 یہ ہوا کہ ملکہ غزالان دختر آفتاب جادو شریک ہو گئی ان لوگوں کو اور کمک ہو گئی اسے بعد جو ملک
 کہ دریائے سبزی رنگ کے بعد ماہ میں ملے ان سب ملکوں کے بادشاہ شریک ہوئے ان بھون سے
 دین اسلام قبول کیا میں نے سب کو تحریر کیا تھا کہ خدا پرست ادمعہ آئے یا میں طرف
 دو بادشاہوں سے مقابلہ ہوا ایک یقین خود پرست دوسرے محراب شاہ سے جب
 دونوں مسلمان ہو گئے پھر کسی کو جرات نہ ہوئی کہ مقابلہ کرے علاوہ اسکے دوسرا غضب یہ ہوا کہ جب
 خدا پرست یہاں آکر میغم ہوئے اور میں نے سب اپنے خراج گذاروں کو نامے لکھ کر طلب کیا
 چنانچہ ان میں سے جو آئینہ میں نے برے مقابلہ ردا کیا خواہ یہ طوفان ہو خواہ غیر یہ طوفان یعنی ساحر
 وہ ہاتھ سے ان لوگوں کے قتل ہوا اگر زندہ بچا تو انکا شریک ہو گیا جیسے کہ کو گہر روشن سن

ایا آفاق شہادہ بجو آفاق شہادہ سے کسی امید نہ تھی یہ واقعات گذرے ہیں سمندر نے کل واقعات جو کہ
اُس دن تک گذرے تھے سب بیان کیے نہ تھے یہ حال سننے لگا کہ اب معلوم ہوا کہ یہ بلا میاں آئینہ انداز
کی لگائی ہوئی ہے پہلے آپ ہی پر خدا پرستوں نے ہاتھ صاف کیا آپ ہی کے ملک کو غارت کیا اُن کو
کیا ضرورت تھی کہ تم نے مقابلہ کیا اگر وہ ادھر آئے تھے اور تم سے اُنھوں نے راہ ادھر سے جانے کو طلب
کی تھی تو تم نے دیدی ہوئی کیا ضرورت تھی کہ یہ کاریہ دروہہ مول لیا سمندر نے جواب دیا کہ آپ بڑے
عقل مند ہیں کہ اول تو میں نے خداوند کا نام لکھا یا ہر دوسرے خداوند نے مجھ کو اسی لیے ادھر کو چاکوٹ
دیکر مقرر کیا ہے پھر سے جب کہ وہ خداوند سے مقابلہ کرے تو کیا ہم بٹھے رہتے کیونکہ یہ لوگ تو در سب
نذہبوں کے دشمن ہیں کہتے ہیں کہ اور سب خدا باطل تھے خدا کے نادرہ سپہا خدا ہر بس پھر کیونکر میں
مقابلہ نہ کرتا جب کہ وہ ہمارے خدا کے دشمن ہیں تو ہم کیونکر نہ لے کر دشمن ہوں جہاں تک ممکن ہوگا
ہم ان سے مقابلہ کرینگے چاہے اس میں ہم فتح یا ہار ہوں چاہے وہ لوگ ہم کو کوئی پروا نہیں نہ رحل
نے جواب دیا کہ جب یہ امر ہو تو ضرور مقابلہ لازم تھا اور لازم ہی تھا کہ یہ تقریر ہو رہی تھی کوئی دوسرا دن آیا تھا
کہ ایک طائر الیوان کی دیوار پر آکر بیٹھا اور طرٹ سمندر کے دیکھ کر اڑا اور ذفرہ دی سے خبر لے کر
کہ دیکھو یہ طائر کون ہے اور کیا کہتا ہے سب اہل دربار اس کی طرف متوجہ ہوئے وہ طائر ذفرہ دیکر زبان
انسانی یوں گویا ہوا کہ اے سمندر آگاہ ہوا اور خبردار ہو کہ تیری بربادی حکومت کا زمانہ آگیا یہاں
سے لے کر تمام اطراف و جانب میں نہ طاق کے مذہب اسلام جاری ہوگا خداوند نہ طاق بھی پانچو
سے اہل اسلام کے قتل ہوئے اور نہ طاق بھی برباد ہوگا بس اے سمندر خبردار ہو جا اور میں تجھ کو خبر
دیتا ہوں کہ دلکش جادو کو جو کہ تیری طرف سے نگرہاں نہشت فرحت افزا کا تھا اسکو خواجہ نے
قتل کیا وہ بھی مارا گیا میں اسکا پرہون اسکا مرنے کی خبر دینے آیا ہوں یہ کہ اس جانور نے ایک آدمی
اُس کے منہ سے شعلہ نکلا وہ اسے اور گرگا کہ اس نے اسکو حلا دیادہ طائر جل کر خاک سیاہ ہو گیا یہ
واقعہ سمندر نے جو طائر سے سنا اہل دربار کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ سنا آپ نے اس طائر نے
کیا خبر دی لو دوسرا واقعہ سنو کہ دلکش جادو کو بھی خواجہ نے قتل کیا جانے ایک ساحر
کی اور جان لی میں کس بلا میں مبتلا ہو گیا ہوں کیا تدبیر کروں دیکھا بھائی رحل تم نے کہ یہ کیا خبر آئی رحل
نے کہا کہ میں تو یہاں کے حالات سن رہا تھا کہ بہت حیران ہوں کہ جدھر سے خبر آتی ہے ایک نئی خبر
آتی ہے میں تو اتنے غور سے میں پریشان ہو گیا ایک آگ لگی ہوئی ہے سمندر نے کہا کہ یہی حال ہے کیا
بیان کیا جائے کہ سمندر نے کتاب سامری اٹھائی اس میں دیکھا کہ دلکش جادو کو کیونکر خواجہ
نے قتل کیا اس میں وہی عیاری نکلی کہ یہ عیاری کر کے قتل کیا سمندر نے تصدیق کیا تھا کہ میں کچھ اور
حال دیکھوں کہ وہ طائر آکر پہونچے جو کہ براے خبر خواجہ نے تھے اُنکو جو سمندر نے دیکھا کتاب
جد کردی اور اہل دربار کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ خواجہ نے نئی عیاری کی کیا بیان کروں کہ
کیا عیاری کی یہ کہ کچھ عیاری کہ خواجہ نے کر کے دلکش جادو کو قتل کیا تھا وہ عیاری بیان
کی سب اہل دربار سنکے پھر ہوئے اور کہا کہ کیا غضب کا عیاری ہے اے سمندر ان طائروں کی
طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ کیا خبر لے ہو بیان کرو وہ طائر زبان انسانی گویا ہوئے کہ ہم یہ خبر
لائے ہیں کہ ہم جو بموجب آپ کے حکم کے خواجہ کی تلاش میں ملے تو خواجہ کو ہم نے جا کر دشمن
فرحت افزا میں پایا اسوقت جب کہ وہ ساحر دلکش کو قتل کر چکے تھے اور اسے مرنے کی

علامت بلند تھی جب علامت بطرف ہوئی اور روشنی ہوئی ہم نے خواجہ کو پہچانا ہم ایک طرف کو اس بارہوری کے اندر پوچھ رہے تھے کہ یہ کون ہے ہم نے دیکھا کہ پہلے خواجہ نے سب مال ڈال دیا تھا اٹھا اٹھا کر نذر زینیل کیا اس کے بعد اور کچھ دیکھ کر ان کے بھی مال پر قبضہ کیا بعد اس کے خواجہ نے زینیل سے عیاروں کو نکالا انکو ہوشیار کر کے ان سے کہا کہ تم جاؤ میں بھی آتا ہوں جب وہ سب عیار چلے گئے اس وقت خواجہ نے لدا کو زینیل سے نکالا اور ستون سے باندھ دیا اور کوڑ لیکر انکو ہوشیار کیا جب وہ ہوشیار ہوئے تو اسے گفتگو ہونے لگی جسے عرصہ تک خواجہ نے کچھ کلمہ ایسے بیان کیلئے کہ اگر تم انکا نام اپنی زبان پر لائیں تو ابھی جل جائیں مگر نے وہ کلمہ اسکا جواب دیا خواجہ نے پھر قہقہہ بیان کرنا شروع کیا تو بت مایہ نثار سید کہ خواجہ سے اور ملکہ سے یہ امر قرار پایا کہ تم ہم کو رہا کر دو میں تم سے اقرار کرتی ہوں کہ میں تمہاری اطاعت و شراکت کرونگی مگر ساتھ دوسرے لوگوں کے اول تو یہ کہ میں تمہاری شریک ہوں سمندر شاہ کے مقابلہ میں زمین سمندر شاہ کی شریک ہو کر آپ لوگوں سے مقابلہ کرونگی اور اگر کسی سے آپ سے مقابلہ ہوگا اس وقت میں آپ کی شریک ہوں گی آپ کے طرف سے اس سے مقابلہ کرونگی اپنی جان نذا کرونگی اب سمندر شاہ کی کسی حالت میں شریک نہ ہوں گی دوسری شرط یہ ہے کہ آپ مجھ سے کسی وقت اس امر کی خواہش نہ کریں کہ میں سمندر شاہ سے مقابلہ کروں راوی نے بیان کیا ہے کہ طاعروں نے وہ سب تقریر جو کہ خواجہ سے اور ایوان سے ہوئی تھی سب بیان کی اور کہا کہ خواجہ نے سب منظور کیا اور کہا کہ اب تم چل کر دریائے سحر کو نکاؤ میرے سرداروں کو رہا کر دو صاحبقران پر سے سحر اتار دو ایوان نے اقرار کیا خواجہ نے اسکو رہا کر دیا جب وہ رہا ہوئی خواجہ سے پھر کئی اور کلام سخت کر کے لگی خواجہ نے پھر حباب مار کر اسکو بے ہوش کیا اور پھر ستون سے باندھ دیا اور ہوشیار کیا پھر وہی تقریر ہوئی انجام کار ایوان نے پھر وہی اقرار کیا اور خواجہ کو لیکر دریا پر آئی سب سرداروں کو رہا کیا دریا کو شادیا صاحبقران پر سے سحر اتار لیا اور خواجہ سے رخصت ہو کر اپنے مقام کی طرف روانہ ہوئی اور خواجہ سرداروں کو لے کر طرف اپنے لشکر کے راہی ہوئے ہم یہ حال دیکھ کر ادھر گوائے اور ہاتھ ہو کر آپ کی خدمت میں آپ کو کل حال سے آگاہ کیا سمندر نے جو کہ بانی طاعروں کے یہ حال سنا بہت بڑا صدمہ ہوا مگر یہ امر سن کے کہ ایوان نے اس طور کا اقرار کیا ہے اور وہ شریک ہل اسلام ہوئی ہے بہت غصہ آیا اسی حالت غیض میں طاعروں کی طرف جو دیکھا ایک برق گری کہ وہ سب طاعر جل کر خاک ہو گئے جب انکو جلا چکا اہل دربار کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ اپنی ایوان کا حال سماعت کیا کہ کیا اس مجب نے حرکت کی ہے میرے ذہن میں آتا ہے کہ کسی ساحر کو روانہ کروں کہ وہ اسکو اسیر کرے میرے پاس لائے اگر نہ آئے تو اسکا سر کاٹ لائے زندہ نہ رکھے اہل دربار نے عرض کیا کہ خداوند اس امر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسنے خواجہ کے ساتھ فریب کیا جیسے پہلے مرتبہ کیا تھا اور پھر خواجہ نے اسیر کر لیا اب کی مرتبہ اسنے یہ سب امر اس خیال سے کیے کہ میں یہاں سے نکل جاؤں تو پھر کوئی تدبیر اپنے مقام پر جا کر کرونگی ایوان کے نزدیک ہل اسلام کا اسیر کر لینا کوئی امر مشکل نہیں ہے اس وقت حضور دیا ہے اور رہا کر دیا ہے اور صاحبقران پر سے سحر اتار لیا ہے پس اب جب وہ خواجہ کو اسیر کر لیں اور خواجہ کو قتل کر کے اپنا اطمینان کر لیں گی اس وقت میں خدا پرستوں کا خاتمہ کریں گی ہمارے نزدیک تو یہ انکا ایک ادنیٰ سا ٹکڑا فریب تھا اور دھوکا تھا خواجہ کو ایوان نے دیا اور خواجہ فریب میں آگئے ہمارے نزدیک تو مناسب یہ ہو گا

کہ آپ پہلے اسکو یہاں طلب کریں اور وہ آنے سے انکار کرے تو جانیے کہ وہ منحرف ہو گئی ہے اگر انکار نہ کرے اور چلی آئے تو آپ سے یہ امر دریافت فرمائیے کہ اب تمہارا کیا قصد ہے اور کیا ارادہ ہے جو کچھ اسکا قصد ہو گا وہ ظاہر کر دیں اور بدون دریافت ایک امر شنیدہ براعتبار کرنا اور غصہ کرنا کام عقل مند کا نہیں ہے اور درست کو دشمن بنانا یہ مقام خیال کرنے کا ہے کہ اگر اسکا قصد بھی نہ ہو گا اور اُسے فریب دیا ہو گا آپ کے اس غصہ فرمانے سے اور مقابلہ کرنے سے وہ منحرف ہو جائیگی اور شریک اہل اسلام ہوگی جیسے کہ آفاق شاہ نے کیا کہ وہ اپنی جان بچا کر چلا آیا تھا اور آپ سے اس امر کا خواستگار تھا کہ مجھ کو اجازت دیجئے تاکہ میں اپنے ملک میں جا کر اپنی زندگی بسر کروں آپ نے جلدی فرمائی اس پر دباؤ ڈالا مگر وہ مدعا قائل تھا اسنے تحمل کیا اور دوسری تدبیر سے یہاں سے اپنی جان بچا کر چل گیا کوئی نسیانہ نہ کیا اور یہ عورت ہے عورت ناقص العقل ہوئی ہے اور جو اسکے ذہن میں آجاتا ہے وہ کرکڑی ہے پس کیا حاصل کہ ایسی ساحرہ زبردست کو بیکار کا دشمن بنانا پہلے اس سے خود مقابلہ میں تقریر لڑنا زیبا ہے پھر دیکھا جائیگا اگر دراصل اسنے انحراف کیا ہے اور وہ نہ راضی ہوگی اور انکار کرکے اسوقت پہلے ہم اسکو خوب تشیب و فراز دیکھائیے اسکے بعد اگر وہ انکار کیے جائیگی ہم سب ملکر اسکو اسیر کرتے ہیں آپ کو اپنا کمال دکھانے یہ جواب اہل دربار نے عرض کیا سمندر نے جواب دیا کہ جو تم سب نے کہا میں نے سنا اور تمہاری رائے بہت درست ہے مگر یہ خیال کر لو اگر اسنے اقرار کر لیا ہے تو وہ پھر اپنے اقرار سے نہ پھرے گی اسی پر قائم رہے گی بلکہ اپنی جان حارے کو عنیت جانے کی عمدہ شکنی کو گوارا نہ کرے گی جیسے آفاق شاہ نے کیا اگر اسنے یہاں آکر کوئی نسیانہ کر لیا اور ہم لوگ اسکے دفع کرنے میں مصروف ہوئے اور یہ خیال اسلام کو پہونچی اور عیار وغیرہ وہاں سے آئے تو بڑی خرابی ہوئی یا ضل آفاق کے خواجہ اسکو بھی رہا کر لین کے تو کیا ہو گا اس سے بہتر تو یہ ہے کہ جو کچھ ہونا ہوا اسی مقام پر ہو جائے یہاں تک نہ اسے عشاق و کلاب و زحل وغیرہ اور کل اہل دربار نے کہا کہ ہم اسکا اقرار کرتے ہیں کہ نہ وہ دربار میں نسیانہ کرے کوئی معرکہ چلیگا اگر وہ برخلات ہوگی تو ہم ایسی تدبیر کر کے اسکو اسیر کر لین گے کہ کسی کی تکسیر بھی نہ بھوسے گی آپ اس امر سے خاطر جمع رکھیے دوسرا امر یہ ہے کہ چار سو بازاریں سولی دیکھیے گا اگر آپ کے حکم کے خلاف کرے بلکہ خواجہ و دیگر اہل اسلام کو اس امر سے آگاہ کر کے کہ ہم تمہارے لئے دوست کو قتل کرتے ہیں مثل آفاق کے اسکو بھی بچا لے جاؤ تو جانیں اسوقت ہم لوگوں کی جان نشانی ملاحظہ فرمائیگا کہ ہم دیکھیں گے کہ خواجہ کیونکر لے گئے اور کیونکر الوان پر کھین اُس دن منادی ندا کر دے سب اہل شہر جمع ہوں ہم لوگ اسوقت اپنا کمال دکھائیں گے آفاق شاہ ایک دھوکے میں نکل گیا ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ آفاق شاہ نہ جاتا اور خواجہ لے جاسکے غیر ممکن تھا اب تو ہم لوگ سب حالات سے آگاہ ہوئے یقین یہ جو تقریر اہل دربار نے کی عشاق وغیرہ نے تائید کی سمندر نے کہا کہ اچھا کل میں کسی کو الوان کے پاس روانہ کروں گا اور اسکو طلب کروں گا سب نے کہا کہ یہ جو ہم نے عرض کیا بہ سبب خیر خواہی کے نہ کسی اور سبب سے سمندر نے کہا کہ یہ امر مجھ کو معلوم ہے کہ آپ لوگ میرے خیر خواہ ہیں بس یہ کہہ کر سمندر نے دربار پر خاست کیا نرخل نے کہا کہ بھائی میں رخصت ہوتا ہوں سمندر نے جواب دیا کہ مدت کے بعد تو آئے ہو ورنہ ایک دن رہو اور اس واقعہ کا انجام دیکھو کیا ہوتا ہے کہ میں تو ابھی نہ جانے دوں گا یہ جو سمندر نے کہا وہ ناچار ہو گیا ایک محل اسکے قیام کرتے کے لیے

درست کیا گیا تھا وہ اس محل میں آیا وہ محل سب اسباب ضروری سے آراستہ تھا وہاں اُس نے قیام کیا یہاں
 تک کہ شام ہو گئی سمندر نے بارے صدمہ کے پھر اسدن دربار نہ کیا بلکہ محل سے باہر نہ آیا جب رات
 گذری صبح ہوئی سمندر نے دربار کیا سب اہل دربار حاضر دربار ہوئے زحل بھی اگر اپنے مقام پر بیٹھا
 سب مجرا کر کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ابھی سمندر نے کوئی حکم نہ دیا تھا کہ ایک طائر سیاہ رنگ دیوار
 پر آکر بیٹھا کہ سمندر نے اسکو دیکھا اہل دربار سے کہا کہ یہ جو طائر کیا ہے آیا یہ یہ بھی کوئی خبر لایا ہے بلکہ خبر جنت
 ہے کہ مگر سمندر اس طائر کی طرف دیکھنے لگا جیسے اس طائر نے دیکھا کہ سمندر میری طرف متوجہ ہے ایک مرتبہ
 اس مقام پر سے اڑا اور بالائے آسمان گیا اور صدارے بیہوش بہت تین مرتبہ دے کر پھر اسی دیوار پر
 آکر بیٹھا اور سمندر کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اے سمندر شاہ آگاہ ہو کہ میں ہوں بدست خود فریاد
 کا اسکو آفاق شاہ نے راہ میں قتل کیا اور لشکر کو غارت کیا طائر یہ کہہ رہا تھا کہ ایک برقی گری کہ وہ
 جل کر خاک ہو گیا یہ جو اس طائر سے سنا کہ میں ہوں بدست جادو کا تو سمندر کو بڑا صدمہ ہوا سرکڑ
 لیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے مگر بہت جلد آنسو دامن سے پونچھ ڈالا اس خیال سے کہ زحل
 کہے گا کہ بیشل عورتوں کے رہنے ہیں اور اپنے دل میں خیال کیا کہ اس طائر نے پوچھا حال بیان کیا کہ
 کیونکہ بدست قتل ہوا ذرا کتاب سامری میں تو دیکھوں یہ خیال کر کے اور کتاب اٹھا کر دیکھا اس میں
 پوری کیفیت معرکہ جو آفاق شاہ اور بدست سے ہوا تھا اور جس طور سے آفاق نے بدست
 و لشکر بدست کو تباہ و قتل کیا تھا سب تحریر پایا آفاق شاہ نے درانی کی اپنے دل میں بہت
 تعریف کی اور کتاب کو بند کیا اور خاموش ہو کر فکر کرنے لگا کہ اب کیا تدبیر کروں اہل دربار نے عرض
 کیا کہ حضور نے کتاب میں کیا حال ملاحظہ فرمایا کہ خاموش ہو کر بیٹھ رہے ہم غلاموں کو بھی آگاہ فرمائیے
 بادشاہ نے یہ سنکے کل حال اہل دربار کے روبرو بیان کیا اور کہا کہ اس اس طرح سے بدست آفاق
 کے ہاتھ سے مارا گیا اور لشکر تباہ ہوا ایک آدمی باقی نہ رہا صرف دو چار مردار بھاگ گئے تھے وہ تو
 بچ گئے ورنہ سب مارے گئے یہ امر سنکے اہل دربار بہت تعجب ہوئے سمندر شاہ نے زحل سے کہا
 کہ بھائی تم نے دیکھا کہ کیسی کیسی نئی نئی آفت نازل ہوتی ہے کہ جس کی خبر بھی نہ تھی خیال کوئے کا مقام ہے
 کہ آفاق کمان لشکر اسلام میں تھا کمان اپنے شہر میں پہنچا سب اہل شہر کو سمان کیا واپس چلا تھا کہ
 راہ میں بدست کا لشکر ملا اُس نے ان سب کو غافل یا گروہ تدبیر کی کہ سب کے سب تمام ہو گئے تھے
 بدست نے نکل کر مقابلہ کیا انجام اس مقابلہ کا یہ ہوا کہ آفاق نے اپنی شبیہ قتل کر آئی اور پھر
 اگر بدست کو قتل کیا لشکریوں تباہ ہوا جو کام میں کرتا ہوں بہتری کے لیے اسکا انجام بد ہو گیا اور
 کام بڑھ جاتا یہ کیسی آج کل تقدیر خراب ہو گئی ہے خداوند بھی خبر نہیں لیتے ہیں میرے فرہنگ میں آتا ہے کہ
 ایک عرضی خدمت خداوند میں روانہ کروں اس میں تقدیر کروں کہ میری تقدیر خراب ہو گئی ہے اسکو بدل
 دیجیے اور کوئی عمدہ تقدیر مجھ کو دیجیے میں اس تقدیر سے بہت پریشان ہو گیا ہوں زحل نے کہا کہ
 یہ راتے تمھاری بہت عمدہ ہے مگر میں یہ دیکھتا ہوں کہ آج کل کچھ نظر غناست خداوند کی تمھاری طرف
 سے پھری ہوئی ہے اگر تم نے عرضی روانہ کی اور کچھ سماعت نہ ہوئی تو کیا کرو گے سمندر نے کہا کہ
 جو کچھ ہو اب تو میں روانہ کروں گا زحل نے کہا کہ کوئی عرضی روانہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ
 تم خود چلے جاؤ سمندر نے کہا کہ یہ راتے تمھاری بہت مناسب ہے خبر میں الیوان کے قضیہ
 کے فراغ حاصل کروں تو پھر جانے کی تدبیر کروں یہ کہہ کر اہل دربار کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم میں

کوئی ایسا ہو کہ جو ایوان کے پاس جائے اور میرا پیام دے آئے اس سے یہ کہے کہ تم کو بادشاہ نے طلب کیا ہے
ایک اشد ضرورت ہو اگر وہ آئے تو خیر ورنہ مجھ کو اگر خبر کرے جو کچھ کہ وہ جواب دے اس سے آگاہ کرے اس کے
بعد پھر میں تدبیر کروں اور اس کو کسی نہ کسی طور سے طلب کروں یہ جو سمندر نے کہا ایک ساحر کہ نام اس کا
حرار جادو تھا اپنے مقام پر سے اٹھا اور عرض کیا کہ اس کام کو حضور کے یہ غلام سرانجام دے گا اور بجا لائیگا
سمندر نے کہا کہ تم اپنے مقام پر بیٹھ جاؤ میں ایک حکم نامہ ابھی تم کو لکھے دیتا ہوں یہ لکھ کر میری منشی سے کہا کہ
ایک حکم نامہ اس مضمون کا تحریر کرو کہ ہم نے خبر پائی ہے کہ تم نے خواجہ کی قید سے رہائی پائی بہت خوشی ہوئی
ہم کو تمہاری ملاقات کا بہت اشتیاق ہے لہذا تم کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ تم بظہور دیکھنے اس رقم کے حاضر خدمت
ہو تم سے ایک اشد ضرورت ہو بدون تمہارے آئے وہ ضرورت اجراء ہوئی پس اس قدر تھوڑی تحریر کو
بہت خیال کرو زیادہ کیا لکھا جائے منشی اسطرح حکم نامہ لکھنے لگا اور معر سمندر شاہ تخت بٹھا ہوا ہے کہ
راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ لوگ جو معر کہ جنک سے آفاق شاہ وغیرہ کے ہاتھ سے بچ کر کھائے گئے
راہ طے کر کے قریب نصف شب کے سمندر میں پہنچے چونکہ دربار کا وقت نکلا اس سبب سے اس وقت دربار
میں نہ آئے ایک مقام پر قیام پذیر ہوئے اپنے اپنے مکان پر بھی نہ گئے جب صبح ہوئی وہاں سے طرف
دربار کے چلے در دولت پر آئے درگاہ سالار سے کہا کہ خبر کر دو کہ وہ لوگ آئے ہیں جو کہ بد مست
کے ہمراہ آفاقہ کو گئے تھے درگاہ سالار نے کہا کہ بد مست کہاں ہیں انہوں نے جواب دیا کہ وہ مارے
گئے لشکر شاہ ہوا ہم چند آدمی بچے تھے سو بھاگ کر آئے ہیں یہ سن کر درگاہ سالار دربار میں آیا مجرا
کیا اور عرض کیا کہ وہ لوگ حاضر در دولت ہوئے ہیں جو کہ بد مست کے ہمراہ گئے تھے انکی نسبت
کیا حکم ہوتا ہے سمندر نے جواب دیا کہ انکو اندر لے آؤ پس درگاہ سالار ہا ہا انکو ہمراہ لے کر اندر گیا
انہوں نے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور مواد ب مقام عرض پر کھڑے ہوئے سمندر شاہ نے کہا کہ بیان
کر دو کیا خبر لائے ہو تمہارا نافرمان ہوا ہے وہ تو خیریت سے ہے تب تو انہوں نے رو رو کر کل حال بیان
کیا اور کہا کہ ہم اس طور سے بھاگ کر آئے افسوس ہمارے تو حضور پر سے تصدیق ہو گئے سمندر نے کہا کہ ہم کو
پہلے ہی خبر ہو چکی تھی جو ایسی غفلت کر گیا اسکا یہی انجام ہو گا یہ کہ لکھ سمندر نے کہا کہ اچھا جاؤ اپنا
علاج کرو جب آچھے ہونا تو پھر حاضر ہونا یہ سن کر وہ لوگ مجرا کر کے باہر آئے اور اپنے مکان پر
اگر علاج میں نہ صرف ہوئے چونکہ رخصی تھی اس سبب سے سمندر نے انکو ان کے مکان جانے کی اجازت
دی جب وہ لوگ عرض کر کے چلے گئے اس وقت سمندر نے اہل دربار سے کہا کہ بد مست مفت
تل ہو یا کوئی نہیں جان سکتا ہے کہ ہم اس وقت تل ہونے پر یہ آفت آنے والی ہے ہم ہوشیار
ہو جائیں ہمیں اس وقت بچے ہوئے ہیں اور کوئی بلا آجائے تو ہم کو کیا خبر ہو بد مست کی مذکور
خطا ہو نہ اہل تشکر کی خیرا ب کیا جائے اتنے غصہ میں منشی نے حکم نامہ طیار کیا ابھی لفافہ میں
بند کیا تھا کہ ایک طائر آ کر سمندر کے زانو پر بیٹھا سب نے دیکھا کہ اگلے گلے میں ایک کاغذ بطور
نصی کے ہے پس سمندر نے اس کاغذ کو دیکھ کر اسلے گلے سے اتار لیا اور منشی کو دیا کہ اسکو پڑھو
چونکہ لفافہ پر مہر اور دستخط کر دیا شاہ وغیرہ کی کی ہوئی تھی پس منشی نے وہ لفافہ لے کر
بھاگ کیا آئین سے عرضی مکی باور بلند پڑھا آئین کل حال تحریر تھا سرداروں کا رہا ہونا
قریب کا مشا صا جعفران کا صحت پانا ایوان کا خواجہ سے اقرار اور آفاق شاہ بد مست
کا مقابلہ کوئی حال باقی نہ تھا جو نہ خیر ہو جو جوان سب نے ہر کاروں سے سنا تھا سب

تحریر کر دیا تھا اور اس کے بعد یہ تحریر تھا کہ اب ہم کو کیا حکم ہو تا ہے جو حکم ہو ہم اس پر عمل کریں اب تو یہاں
 لشکر اسلام میں آج کل بہت بڑا جشن خوشی ہو رہا ہے اس عیش و عشرت میں مصروف ہیں جب
 سمندر عرضی کے مضمون سے آگاہ ہوا منشی سے کہا کہ پیلا اس کا جواب تحریر کرو کہ تم لوگ اسی مقام پر
 قیام پذیر رہو جب تک کہ ہم کوئی دوسرا حکم نہ کوئے تب یہ کریں جو امر ہم کو منظور ہو گا ہم تم کو اطلاع
 دینگے تم اس پر کار بند ہونا اور اسی پر عمل کرنا منشی نے جو کچھ سمندر شاہ نے کہا وہ تحریر کر دیا اور لفافہ
 میں بند کر کے خافہ خدمت کیا سمندر شاہ نے وہ لفافہ لے کر اس طائر کے گلے میں ڈال دیا وہ طائر
 جواب عرضی پا کر اڑ گیا بعد جاتے اس طائر کے سمندر شاہ نے اہل دربار سے کہا کہ تم نے سن لیا
 کہ کیا عرضی میں تحریر تھا سب واقعات جو کہہ رہے تھے خیر دیکھا جائیگا یہ مسلمان میرے ہاتھ سے جاتے
 کہاں ہیں اس وقت خوشی کریں آخر کو روئینگے یہ سنکے سب اہل دربار نے کہا حضور بجا ارشاد کرتے
 ہیں ادھر منشی نے وہ حکم نامہ جو کہ تمام الوان کے سمندر نے تحریر کرایا تھا پیش کیا سمندر نے
 لے کر اس لفافہ کو حراجہ دو کو دیا کہ لو اس حکم نامہ کو لے جاؤ وہ اپنے مقام پر سے اٹھا اور سامنے
 آیا سلام کیا لفافہ ہاتھ سے لیا مجرا کر کے بارگاہ سے باہر آیا طاؤس سحر طیار کر کے اس پر سوار ہو کر
 طرہ نہ طاق کی سرحد کے ایوانیہ کی سمت چلا یہ سب ساحر جو کہ زبردست ہیں سرحد نہ طاق
 میں رہتے ہیں اور نہ طاقی کہلاتے ہیں مثل اس کے کہ عشاق نہ طاقی الوان نہ طاقی اور اسی طور
 سے اور عشاق تو کوئی ہیں ہوش رہا ہیں کئی عشاق تھے عشاق دو دوستی عشاق سب رنگ
 ناظرین کو خیال رہے کہ نام کا مکر ہونا کوئی امر نقصان نہیں ہے اپنے ہی طہرین اور خاندان میں خیال
 کر لیا جائے کہ ایک نام کے کس قدر آدمی ہوتے ہیں بس وہ عشاق دوستی اور عشاق سب رنگ
 تھے اور یہ عشاق نہ طاقی تھا کہ جس کو خواجہ نے قتل کیا اور اب جو عشاق باقی ہے یہ حجرہ نظمین
 یا کنبد نشین کے نام سے ہے جس حراجہ دو نامہ سمندر شاہ نے کر طہ الوان نہ کے روانہ ہوا اس کا
 حال پھر تحریر ہو گا اب حال دربار سمندر شاہ تحریر ہوتا ہے کہ جب حراجہ نامہ لے کر چلا گیا اس وقت
 سمندر شاہ نے اہل دربار کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میں بہت حیران ہوں کہ میں نے بہت سے
 نامے اپنے خراج گزاروں کو تحریر کیے تھے انہیں ساحر بھی تھے اور غیر ساحر بھی مگر انہیں سے چند
 آئے اور باقی نہ آئے اور بہت سے نامہ استاد نے تحریر کیے تھے انہیں سے کوئی نہ آیا یہ کیا امر ہے
 میری عقل اس امر میں حیران ہے عشاق وغیرہ نے جواب دیا کہ اگر یہ کہا جائے کہ انکو نامے پہنچے نہیں
 تو بالکل حلات ہے کیونکہ ہر ایک نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہوتے ہیں بس یہی امر ہے کہ وہ لوگ آئے
 نہیں اور نہ انکو نامہ منظور ہے جو آئے والے تھے وہ آئے سمندر شاہ نے کہا کہ میں پھر انکو نامہ تحریر
 کرتا ہوں اب کی اسمین سخت کلمات تحریر ہونگے یہ کہہ کر سمندر نے منشی سے کہا کہ چند نامے تحریر
 کرو منشی بموجب حکم نامہ تحریر کرنے پر آمادہ ہوا ابھی سمندر نے مضمون نہ بتایا تھا کہ چند ہر کارے
 پسینہ میں غرق خاک میں آلودہ حاضر دربار ہوئے اور مجرا گاہ پر سے مجرا بجالائے اور لون عرض
 کرنے لگے کہ ہم غلام برائے بالادوی شہر سے باہر جنوب کی طرف گئے تھے جب کوئی شہر تھے یا نہ کہیں
 پہنچے تو ہم نے ایک لشکر دیکھا کہ بہت بڑا فز و کش ہے دور تک شیمہ و بارگا ہیں بریائیں لشکر کش
 غیر ساحرون کا ہم لوگ اس لشکر میں گئے اور اہل لشکر سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ
 لشکر چند شاہوں کے ہیں جو کہ ساحر ہیں برائے کمک شہنشاہ سمندر شاہ جاتے ہیں اب اس مقام

پر اگر پہونچے ہیں اپنے آنے کی بادشاہ کو خبر کرینگے ہم نے دریافت کیا کہ انکے نام کیا ہیں اُسے کہا کہ نام ان
 بادشاہوں کے یہ ہیں زورق جادو موج جادو و بجنور جادو و تیراب جادو و
 طوفان جادو و طغیان جادو و دریا جادو و یرقان برقی پوش جادو و عدلان رعد اور جادو
 ملکہ غبار انکے ملکہ طوفان خیر ملکہ آتش خوار ملکہ موج خیر جادو و ملکہ دریا جادو و ملکہ بحر
 ساز جادو و ملکہ طوفان ملکہ سمار جادو و ملکہ سرشار جادو و ملکہ خورجین جادو و ملکہ قیامت قیامت
 سوار کر کہ ان سوار قہار جادو و ملکہ سوار جادو و ملکہ فارسیر سوار کا یہ لشکر ہے یہ سب اس
 لشکر کے بادشاہ اور افسر ہیں یہ جو ہر کاروں نے سمندر سے کہا سمندر نے اہل دربار کی طرف دیکھ کر
 کہا کہ میں ابھی ہی ذکر کر رہا تھا کہ میں نے ان سب کو طلب کیا تھا کوئی نہ آیا میں پھر نئے روانہ کر بیوا
 تھا مگر خیر وہ لوگ آئے مگر ابھی بہت سے پہلوان غیر ساحر و بادشاہ و ساحر و ساحرہ باقی ہیں کہ نہیں آئے
 ہیں اہل دربار نے عرض کیا کہ وہ بھی آئے ہونگے زوری نے بیان کیا کہ جب نامے ان بادشاہوں و
 پہلوانوں ساحر و غیر ساحر کو پہونچے تھے ہر ایک نے سامان سفر کیا تھا اپنے اپنے ملک اور شہر
 سے روانہ ہوئے تھے جن میں سے ساحر و بادشاہ قتل گرداب شاہ و غیرہ کے آئے تھے جو کہ مقابلہ
 اہل اسلام میں مقیم ہیں اور بہت سے نہ آئے تھے جب انھوں نے آفاق شاہ کا واقعہ سنا کہ اس
 بے مروی اور بے عزتی سے سمندر شاہ آفاق شاہ کے ساتھ پیش آیا ہر ایک جو کہ صاحب عزت
 تھا اپنے لشکر کو لے کر پلٹ گیا اس خیال سے کہ ایسے ناقد کے پاس جانا اور ملک کرنا خلاف
 عقل ہے جب اُسے ایسے شخص کے ساتھ کہ جو بہت بڑا خیر خواہ تھا یہ سلوک کیا تو ہم
 کیا ہیں اس امر سے تو یہ بہتر ہے کہ نہ جائیں جو بادشاہ و ساحرہ واپس گئے انکے نام یہ ہیں ایران جادو
 ملکہ لاکہ رو ملکہ جمال زحمتہ ارا ملکہ بگنا زعفران پوش ملکہ میلان فیلم پوش ملکہ تیلو جادو
 ملکہ بنفشہ پوش جادو و ملکہ گل نافرمان جادو و ملکہ یاسمن ملکہ نسرتن انکے نسترن قاف جادو
 معظم جادو و نرم جادو و ملکہ محفل جادو و ملکہ عشاق لاکہ رو ملکہ ماہر و بیخ سحر ساز و سیح سحر ساز
 ملکہ سنکبل جادو و ملکہ لونہاں جادو و ملکہ کا کل جادو و ملکہ گلزار جادو و یہ سب ساحر و ساحرہ
 اپنے اپنے ملک کو راہ سے واپس گئے تھے کہ انکا ذکر پھر کیا جائیگا یہ انجام کار میں جب کہ سمندر بیخ
 ہو جاتا ہے تو مسلمان ہوتے ہیں باقی جو کہ اپنے مقام سے چلے گئے انہیں سے استقدر تو لشکر آئے ہیں
 کہ جنکے نام تحریر ہوتے ہیں انہیں ہر ایک کے ہمراہ لاکھ دانتی ہزار سے کم کا لشکر نہیں ہے یہ سب
 اپنے مقام سے چلے گئے جب قریب سمندر پہونچے اور ہر ایک نے لشکر کی آمد دیکھی ہر کار
 روانہ کرتے دریافت کیا کہ یہ لشکر کس کا ہے جب ہر ایک کو یہ امر ثابت ہوا کہ یہ لشکر طلب کیا ہوا
 سمندر کا ہے اور یہ لوگ بھی برائے ملک سمندر جاتے ہیں تو باہم شریک ہو گئے بدین سبب
 یہ سب بادشاہ ایک مقام پر آئے ہوئے تھے ابھی اور لشکر کبرائے ملک سمندر شاہ
 انکا ذکر آئندہ تحریر ہو گا لاوی کہتا ہے کہ یہاں تو یہ لشکر آتا ہوا تھا اور سب بادشاہ و ملکہ ایک
 بار گاہ میں جمع تھے اور عرضی سمندر شاہ کی خدمت میں تحریر کی جا رہی تھی کہ وہ ہر کار سے دریافت
 کر کے سمندر کے دربار میں گئے تھے اور سمندر کو خبر کی تھی جیسا کہ تحریر ہوا سمندر نے سنے ہر کاروں
 کی زبانی ہر ایک ہر کار سے کو انعام دیا اور رخصت کیا اب ان کی عرضی کا حال تحریر ہوتا ہے
 کہ جب یہ سب بادشاہ و ملکہ قریب سمندر پہونچے اور نئے خیمہ ٹھٹھ ہوئے تھے ایک خیمہ میں جمع

ہوئے اور اسے ہوئی کہ اپنے آنے کی خبر بادشاہ کو کرین وہ جیسا حکم دین دلیا کیا جائے بس عرضی تحریر کجائے
 لگی اسکا مضمون یہ تھا کہ اسکا شاہ ہم سب کے سب بموجب طلب حضور مع لشکر حاضر ہوئے ہیں اور قریب لشکر
 فرود کش ہیں جو حکم ہم سب کی بابت ہو اس پر عمل کرین زیادہ حد ادب یہ عرضی طیار ہو چکی ان سب نے
 ایک ساحر کے ہاتھ اپنی اپنی ضرورت منظر کر کے روانہ کیا وہ ساحر وہ عرضی لیکر اس صحرائے شہر میں آیا در دولت
 پر حاضر ہوا درگاہ سالار سے کہا کہ خبر کر دو کہ چند بادشاہ جو کہ لشکر کے حسب الطلب حضور کے آئے ہیں ان کے
 پاس سے عرضی آئی ہر درگاہ سالار نے جا کر دربار میں بادشاہ سے عرض کیا کہ ایک ساحر در دولت پر حاضر
 ہوا اور عرض کرتا ہے کہ میں عرضی لے کر آیا ہوں ان ساحروں کی جو کہ حضور کے حسب الطلب آئے ہیں
 سمندر شاہ نے کہا کہ اس ساحر کو بلا لو بس درگاہ سالار آکر اس ساحر کو لے گیا اسنے مجرا گاہ سے مجرا
 کیا اور عرضی پیش کی سمندر شاہ نے وہ عرضی منشی کو دے دی منشی نے عرضی پڑھی جب سمندر شاہ مضمون
 عرضی سے آگاہ ہوا منشی سے کہا کہ اسکا جواب تحریر کر دو کہ ہم چند سرداروں کو نکھارے پاس بھیجے ہیں
 یہ نکھارے لشکر کو جائے مقبول پر اتروا کر اور ہم کو ہمراہ لے کر نکھارے پاس لے آئیں گے بس تم آگے
 ہمراہ چلے آؤ منشی نے یہی مضمون عرضی کی پشت پر تحریر کر دیا اور سمندر نے گلاب جادو
 حیات جادو و نبات جادو و شیططور جادو وغیرہ سے کہا کہ تم اس ساحر کے ساتھ جاؤ ان بادشاہوں سے
 ملو آگے ہمراہ لیکر نکھارے پاس آؤ اور آگے لشکر کو ایک مقام مقبول دیکھ کر اترنے کا حکم دو اگر جس مقام پر
 آگے لشکر آتا ہو وہاں وہی عہد ہو تو انہی مقام پر فرود کش رہنے دو یہ خیال کر لینا کہ قریب شہر کے جو یادور
 ہر اگر دور ہو گا تو ان لوگوں کو یہاں سے جاتے دین تکلیف ہوگی اسکا خیال رہے یہ تقریر سن کر وہ سردار
 اپنے اپنے مقام پر آئے اور ہمراہ ساحر کے دربار سے باہر آئے اپنی اپنی سواری پر سوار ہو کر طرہ
 اس لشکر کے چلے یہاں سمندر نے آراستگی کا حکم دیا ہل کاروں نے دربار آراستہ کیا بہت سے
 دنگل اور کرسیاں علاوہ ان کرسیوں کے دربار آراستہ کیں اس خیال سے کہ جو بادشاہ آئیں گے وہ ان
 کرسیوں پر دنگلوں پر ٹنگن ہونے یہاں تو دربار آراستہ کیا گیا اور وہ سردار ہمراہ اس ساحر کے
 بیرون شہر آئے اور طرفت لشکر کے چلے جب قریب لشکر پہنچے اس ساحر نے سرداروں سے کہا
 کہ آپ لوگ تشریف لائیں میں بادشاہوں کو خبر کروں سرداروں نے کہا کہ اچھا بس وہ ساحر ان سے
 رخصت ہو کر لشکر میں آیا اور بارگاہ میں پہونچا یہاں سب بادشاہ بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے
 اسنے نامہ بر کا کہ وہ پہونچا اسنے عرضی دہی اور کہا کہ آپ کے لینے کو سردار بادشاہ نے روانہ کیے
 ہیں انھوں نے جواب عرضی منشی سے پڑھوا کر سننا اور جو نامہ بر نے کہا وہ بھی سننا بس اسوقت
 اپنے سردار برائے استقبال روانہ کیے سردار سمندر شاہ لشکر میں پہونچ چکے تھے کہ یہ سردار راہ
 میں ملے صاحب سلامت ہوئی انکو ہمراہ لیکر بارگاہ میں آئے سب بادشاہ تالسب فرماں آکر
 اور استقبال کر کے لے گئے دنگل بیٹھے کہلے سب سردار بیٹھے وہ سب کے سب بہت خاطر
 سے پیش آئے سمندر کا پیغام دیا انھوں نے کہا کہ جو بادشاہ کی مرضی ہو جو انھوں نے آپ کو حکم
 دیا ہے اس پر عمل فرمائیے ہم موجود ہیں بس سرداروں نے کہا کہ لشکر کو طیار ہونے کا حکم دیکھیے تاکہ
 لشکر طیار ہو اور ہم لوگ آپ کے لشکر کو مقام عہدہ پر قریب شہر فرود کش کرین بس سب نے
 اسیوقت حکم طیار دیا لشکر کا دیا پہلے تو کہا تھا کہ آج یہاں قیام فرمائیے کل تشریف لے چکے گا
 جب سرداروں نے کہا کہ بادشاہ آپ کے منتظر ہونے اس پر انھوں نے اسوقت کوچ

کا حکم دیا سب خیمہ وغیرہ بار ہوئے وہ لشکر قریب چھ سائٹ لاکھ کے تھا اسوقت روانہ ہوا جب بالکل قریب
شہر پہنچا سرداران سمندر نے ایک مقام معقول دیکھ کر لشکر کے فروکش ہونے کا حکم دیا لشکر اترنے لگا
بارگاہین برپا ہوئے لیکن وہ سرداران سب شاہوں کو لیکر چلے آئین ساحر بھی تھے اور ساحرہ بھی یعنی
بادشاہ مرد بھی تھے اور عورتیں بھی اور ان کے سردار تھے یہاں تک کہ وہ سب شہر کی سیر کرتے ہوئے دروازے
پر پہنچے سمندر کو خبر ہوئی اسنے اور سردار استقبال کے لیے روانہ کیے وہ ان سب کو لے کر دربار میں
آئے سب نے سمندر شاہ کو حج کیا ساحرہ جو تھیں وہ صفت ساحرہ میں بیٹھیں اور جو ساحر تھے وہ
ساحر و نکی صفت میں علی قدر مراتب بیٹھے یہ بادشاہ و سردار قریب پانچ سو کے تھے اب دربار سمندر کا
خوب اراستہ ہوا سب نے سمندر کو نذر دی سمندر ان سب کو دیکھ کر بہت خوش ہوا ساقی کو
حکم دیا کہ ان سب کو شراب ناب سے سیراب کرو ساقی نے بموجب حکم سمندر سب کو جامہ بادہ گلنار
کا دیا ہر ایک شراب پی کر مست ہوا سمندر نے دریافت کیا کہ تم سب کا عرصہ کیوں ہوا انھوں نے
عرض کیا کہ جب حضور کا پہلا نامہ پہنچا ہم نے بندوبست سفر کا کرنا شروع کیا ہم اسی بندوبست
میں مصروف تھے کہ دوسرا نامہ پہنچا ہم نے جلدی کی تیسرا نامہ پہنچا ہم نے اسکا جواب تحریر کیا اسکا
بعد سفر کیا راہ میں جو کچھ عرصہ ہوا وہ ہوا جب ہم قریب شہر پہنچے ہر ایک یہاں آچکا تھا ملاقات
ہوئی باہم رے کر کے ایک لشکر کر لیا آپ کی خدمت میں عرضی لکھی جب آپ نے طاب کیا
فورا حاضر ہوئے سمندر نے کہا کہ اور بادشاہ و پہلوان کیوں نہ آئے کچھ تم کو معلوم ہے ان سب نے
عرض کیا کہ ہم کو کیا خبر وہ اپنے ملکوں سے چلے ہوئے ہم سب اپنے اپنے ملکوں سے آئے ہیں
راہ میں ہم نے سنا تھا کہ وہ لوگ بھی چل چکے ہیں حاضر ہونے راہ میں ہوئے سمندر نے کہا کہ
اب تم لوگ سب یہیں مقیم رہو ہم تم سب کو اپنے ہمراہ لے کر لشکر اسلام سے مقابلہ کریں گے وہ
لوگ بھی آئیں جو کہ باقی ہیں ان سب نے عرض کیا کہ حضور نے ان گن کو یاد فرمایا ہی سمندر نے
ان سب کے نام لیے جو کہ نہ آئے تھے ان سب نے عرض کیا کہ وہ لوگ ضرور حاضر ہونے ہم کو
جو حکم ملے ہم اسکو بجا لائیں سمندر نے کہا کہ ہر روز دربار میں حاضر ہوا کرو جب ہم لشکر کشی کریں
تو تم سب کو ہمراہ لین گے انھوں نے کہا کہ بہت خوب بس سمندر نے تھوڑے عرصہ تک
دربار کیا اس کے بعد دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے وہ سب بادشاہ
اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے سمندر نے حکم دیا تھا کہ آج ہم نے ان سب کی دعوت کی ہے ہمارے باورچی
غناہ سے ان کے لیے طعام لے کر آئے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا ہر ایک کے لیے طعام لے کر آئے کیا
کیا بس یہ طریقہ جاری ہوا کہ سب بادشاہ صبح کو دربار میں آتے تھے اور جب دربار برخاست ہوتا
تھا اپنے لشکر میں چلے آتے تھے اب سمندر کا حال پھر تحریر ہو گا اب کچھ حال ایوان کا تحریر ہوتا ہے

اب حال ملکہ ایوان جب دو مہین قلم فرمائی کی جاتی ہے

راوی نے بیان کیا کہ ملکہ ایوان نے طمانی جو خواجہ کے اقرار کر کے اور رخصت ہو کر اپنے
شہر میں آئی اس دن تو اسنے دربار نہ کیا اس کے دوسرے دن اسنے دربار کیا اور اپنی بہن مارالہ ماجدہ
کو طلب کر کے کہا کہ ۵ بہن میں سے تو ترک سلطنت کیا اور گوشہ نشین ہوئی لہذا میں تم کو اپنی
طرف سے بادشاہ کرتی ہوں اور تم سے کہے دیتی ہوں کہ اگر سمندر شاہ تم کو براست ملکہ کا طلب کرے

تو بر گزاسکی ملک کو نہ جانا صاف انکار کرنا اگر وہ لشکر کشی کر گیا اسوقت دیکھ لیا جائے گا باران نے عرض کیا کہ
 کیا امر ہے کہ آپ نے ترک دنیا کیا اور گوشہ نشین ہوئیں ابھی تو آپ کی اتنی عمر بھی نہیں ہوئی اور کیوں
 سمندر شاہ کی ملک سے انکار کیا ایوان نے جواب دیا کہ اس امر میں ایک راز ہے وہ تم پر ظاہر ہو جائیگا
 ابھی اسکا موقع نہیں ہے کہ بیان کیا جائے پس جو میں کہتی ہوں اس پر عمل کرو تکرار نہ کرو اگر تم کو انکار
 ہو تو میں تمہاری دختر سو ماچن برقی خراج کو بادشاہ کر دین میری پہلے ہی یہ رائے تھی کہ میں اسی کو
 بادشاہ کر دین مگر پھر یہ خیال ہوا کہ وہ ابھی بچہ ہے اس سے امور حکومت ذرا مشکل سے سہا سجام
 پائیں گے اس امر کے لیے سن دار کی ضرورت ہے یا اور کسی کو باران مہاجر نے عرض کیا کہ مجھ کو
 انکار نہیں ہے صرف یہ خیال ہے کہ لوگ کہیں گے کہ کیا سبب ہے کہ ملکہ نے ترک سلطنت کیا اور میں
 کہ جاکم کیا ملکہ نے جواب دیا کہ کسی کا اجارہ نہیں ہے جو ہمارا رہتی چاہتا ہے وہ کہتے ہیں کون ہم پر اعتراض
 کر سکتا ہے ماران خاموش ہوئی ایوان نے ماران کو تخت پر بٹھایا پہلے خود تندر دی اس کے بعد
 کل اہل دربار سے تندر دلوانی اور حکم دیا کہ آج سے ملکہ بنام ماران مہاجر جاری ہو یہ بندوبست
 کر کے دیان سے چلی آئی اور یہ حکم دے دیا کہ جو کوئی ماران کی نافرمانی کرے گا اسکو ہزار دیہائیگی
 سب اسے مطیع رہیں سب نے عرض کیا تھا کہ ہم انکو بھی بجائے آپ کے خیال کر نیلے یہ بندوبست
 کر کے ملکہ اپنے محل میں آئی جو اسباب ضروری اسکو اپنے ہمراہ لینا تھا اسکو لیا اور چند خادم
 و خواتین برائے خدمت ہمراہ لیکر اس بلع میں آئی جو کہ ایوان نے اپنے واسطے بنوایا تھا ہر ایک
 کو ایک مقام رہنے کو دیا اور کہا کہ میرے کھانے و پانی کی فکر رکھنا صرف تمہارے ذمہ یہ کام ہے اور
 میرے حال سے خبر نہ ہونا جو وقت میرے کھانے کا ہوا اسوقت میرے لیے کھانا لے آنا یا جب
 میں پانی طلب کروں پانی حاضر کرنا ہاں لاٹ کو میری حفاظت کرنا پانی ہم کو اپنے فعل کا اختیار ہے
 سب نے عرض کیا بہت خوب مگر سب حیران ہیں کہ ملکہ کو کیا ہو گیا ہے کیونکہ یہ جو شریف نے
 گئیں تھیں تو لشکر ہمراہ تھا وہاں جا کر اپنی وزیرزادی کو طلب کیا وہاں سے جو شریف لائیں کو تنہا
 اور ترک سلطنت کر کے گوشہ نشین ہوئیں ہماری سمجھ میں نہیں آتا ہر ایک نے دوسری سے اپنا
 حال ظاہر کیا سب باہم فکر کرتی رہیں جب کوئی بات خیال میں نہ آئی تو عاجز ہو کر بہ جواب دیا
 سے امور مملکت خویش خسروان دانندہ گدا کے گوشہ نشینی تو حافظا مخرو شش کوئی
 امر ہو گا ہم کو کیا کام ہم کو اپنے کام سے کام ہے جو حکم ملے بلا ہر ہم اس پر عمل کریں یہ خیال کر کے
 ہر ایک اپنے مقام پر جا کر بیٹھ رہی یہاں ایوان ایک کمرہ میں آئی اور ایک تخت باندھ کر ایک
 گوشہ میں بیٹھ رہی اور عبادت الہی کرنے لگی اس طریقہ سے جو کہ خواجہ نے تعلیم کیا تھا کہ نہ سحر
 فراموش ہونہ کافر ہے یہ تو یہاں عبادت خدا میں مصروف ہو جان دربار میں باران سے اہل
 دربار نے عرض کیا کہ خداوند یہ امر ہماری سمجھ میں نہ آیا کہ ملکہ یہاں سے تو بہت سا لشکر لیکر برائے
 ملک سمندر شاہ و خیال مقابلہ اہل اسلام دہرائے لینے غرض خون عشاق برادر خود و ملکہ
 شعلہ جادو کے تشریف لے گئیں تھیں اور وہاں جا کر اپنی وزیرزادی کو بھی طلب کر لیا اب
 جو تشریف لائیں نہ لشکر ہمراہ ہے نہ وزیرزادی ہیں بلکہ ایسی بیزار تشریف لائیں کہ ترک سلطنت
 کی اور گوشہ نشین ہوئیں یہ کیا امر ہے کہ ملکہ ماران نے کہا کہ میں خود حیران ہوں میری رائے میں تو
 یہ آتا ہے کہ سمندر سے کچھ فساد ہو گیا کیونکہ انھوں نے منع بھی تو کیا ہے کہ اگر ہمیشہ بطلب کرے

تو نہ جانا انکار کرنا بس اس امر سے صاف ثابت ہو کہ کچھ سمندر سے فساد ہوا تو بس اس خیال سے ملکہ نے ترک
سلطنت کی ہو اور ملکہ کے ہراجہ جو لشکر نہ آیا معلوم ہوتا ہے کہ سمندر سے مقابلہ ہوا اس میں لشکر کام آیا یا ملکہ وزیر راہی
کے سپرد لشکر کو کر کے خود چلی آئیں ہیں عقب سے لشکر آئیگا تم لوگ پریشانی نہ ہو میں دریافت کر کے تم لوگوں
سے کہہ دو گی میں خود حیران ہوں ابھی ملکہ بیان نہ کر سکی یہ امر تم پر ظاہر ہو گا جب کہ عطار و وزیر راہی آئیں گی
اُسکو سب حال معلوم ہو گا سب اہل دربار یہ سننے خاموش ہو رہے ماران نے دربار پر غصہ کیا محل
میں آئی سب اہل دربار اپنے مکان کو گئے مگر حیران تھے ماران جو محل میں آئی ملکہ کو جو دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ وہ چند خواصوں سے اور کچھ اسباب ضروری لے کر اپنے باغ میں تشریف لے گئیں ہیں
ماران خاموش ہو رہی یہ خبر تمام شہر میں پھیل گئی کہ ملکہ نے ترک حکومت کی اور گوشہ نشین ہوئیں
ہیں اپنی بہن کو بادشاہ کیا ہے ہر طرف یہی چرچا ہوا دی نے بیان کیا ہے کہ ماران کی ایک دختر کا نام
نام سوماق برقی فرج ہے نہایت حسین اور خوبصورت ہے اُسکا سن ابھی کوئی نو دس برس کا ہے وہ
اسم یا سنے ہو بلا کی ساحرہ ہے اس میں ایسے ہنر ہیں کہ اُسکے برابر کوئی نہیں ہے مثل اپنی خالہ دیان کے ہے
ہر وقت برقی بنی رہتی ہے اُسنے سحر سے ایک موتی بنایا ہے وہ اُسکے گلے میں ڈال رہا ہے اُس موتی کا یہ اثر
ہے کہ وہ یہ طریقہ ہے کہ مثل جام جم و آئینہ اسگندری کے ہے اُس موتی سے تمام حال گذشتہ و آئندہ معلوم
ہو جاتا ہے وہ جس ملک کا حال چاہتی ہے دریافت کر لیتی ہے اس لیے اُسنے یہ موتی طیار کیا ہے اُسکا
نام اُسنے کو ہر چہاں ہمارا ملکہ ہے چالیس ہزار لڑکیاں اُسکی ہم سن اُسکے ساتھ رہتی ہیں اُسنے ان سب کو
برقی بنا رکھا ہے وہ بھی ہلا کی ہیں اشاروں پر کام کرتی ہیں جب وہ حکم کرتی ہے چالیس ہزار ایک مرتبہ
برقی بن کر کرتی ہیں سحر و کر دیتی ہیں سوماق نے بیرون شہر ایک باغ اُٹھار کیا ہے دن رات مع اپنی ہم
سنوں کے اُسی باغ میں رہتی ہے ہر روز صبح کو بان کے وغالہ کے سلام کو آتی ہے سوماق کو ملکہ ایوان
نے پرورش کیا ہے مثل اپنی اولاد کے اُس سے محبت کرتی ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ ایوان کے اولاد بھی
نہیں ہے اسکا شوہر بھی مر گیا ہے اور اسکی بہن کا بھی شوہر مر گیا ہے اور نہ عشاق کے کوئی اولاد تھی ان
میں بھائی بہن میں یہ ایک لڑکی ہے ہر ایک اُسکے اوپر جان دیتا ہے خصوصاً ایوان زیادہ تر سوماق بھی
ایوان سے بہت محبت کرتی ہے اپنی مان جانتی ہے وہ بان سے تو بالکل واقف نہیں ہے کہ یہ میری
مان ہے کوئی ضرور معلوم ہے کہ میں اسکی لڑکی ہوں مگر ایوان کو مان جانتی ہے ایوان نے اُسکو جو وقت
پیدا ہوئی اسوقت سے لے لیا تھا اور پرورش کیا تھا یہ سبب ایوان اس سے وہ ایوان
سے محبت کرتی ہے سوماق کو شعلہ جا دوئے جو کہ نانی تھی ایوان وغیرہ کی سحر تعلیم کیا ہے اور
عشاق نے شعلہ بڑی ساحرہ زبردست تھی ایسی ساحرہ تھی کہ جس کے تعلیم کیے ہوئے عشاق
و ایوان و باران ہیں کہ انکا مثل نہیں ہے اور سوماق یہ تو اُسنے بہت محنت کی ہے اُسکی تعلیم
کی ہوئی ہے اُسکے بعد عشاق کی و ایوان کی و ماران کی جوان سب نے اور مقامات سے سحر
تعلیم پایا ہے وہ بھی اُسکو تعلیم کیا ہے اس سبب سے سوماق بہت بڑی کاملہ اس سن میں
ہو گئی ہے بس راہی نے بیان کیا ہے کہ سوماق اُس دن بھی باغ میں تھی اور مان کی سلام کو بھی
دے آئی تھی جو اُسکو معلوم ہوتا کہ خالہ تشریف لائیں ہیں دوسرا سبب یہ تھا کہ ابھی لڑکی تو ہے
کسی کو دین مصروف رہی نہ آئی سوماق نہر پر پہنچی ہوئی یا نی سے کھیل رہی تھی کہ ایک
خواص دوری ہوئی ملکہ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ ملکہ آپ کو مبارک ہو ملکہ ایوان آپ کی

خالہ صاحبہ تشریف لائیں سفر سے ملکہ نے تیور پر بل ڈال کر کہا کہ خالہ کیسی وہ میری ماں ہیں اب ایسی بات
 زبان پر بھی نہ لانا ورنہ سزا دوئی ماں بیان کر کتب تشریف لائیں اُس نے کہا کہ کل تشریف لائیں ملکہ نے
 کہا کہ تو نے کس سے سنا اُس نے کہا کہ میں ابھی در باغ پر گئی تھی در بان باجم کہہ رہے تھے کہ ملکہ تشریف
 لائی ہیں اور ایک خوشخبری اور سُنائی ہوں وہ یہ ہے کہ ملکہ ماران تاجدار کو تخت سلطنت پر اپنے مقام
 پر بٹھایا اور خود ترک سلطنت کیا یہ بھی در بان کہہ رہے تھے یہ جو سوماق نے سنا متفکر ہوئی اُس وقت
 شہر سے اُٹھی اور بارہ درمی میں آئی لباس تبدیل کیا چند مصاحبوں کو ہمراہ لے کر طرٹ شہر کے چلی
 داخل شہر ہوئی محل میں آئی ماں سے ملی ماں نے کہا کہ آج بیٹی کیا تم کو خبر نہیں ہوئی کہ کھاری والدہ ماجدہ
 تشریف لائی ہیں مگر اُس سوماق ایک امر میری سمجھ میں نہیں آیا کہ یہ کیا امر تھا کہ اُنھوں نے اگر نجاحت
 حکومت پر بٹھا دیا اور خود گوشہ نشین ہو میں نے انکار کیا تو برہم ہو میں دوسرا امر یہ ہے کہ لشکر
 ہمراہ لے کر گئیں تھیں تنہا تشریف لائیں وزیر زادی بھی ہمراہ نہ تھی اسی فرزند تم اس امر کو اُسے دریافت
 کرو سوماق نے کہا کہ میں نے پرسوں تک کا تو حال مرنی میں دیکھا تھا اُسے اور اہل اسلام سے مقابلہ
 ہو رہا تھا بہت سے اہل اسلام کو اُنھوں نے دریائے سج میں قید کیا تھا صاحب قرآن کو مبتلا سے
 سحر کیا تھا لشکر میں ایک ملازم تھا میں نے قصد کیا تھا مگر اُنکی قسم کا خیال آگیا اس سبب سے میں
 نہیں گئی پھر آسدن سے میں نے کچھ حال نہیں دیکھا کوئی مقام فکر نہ تھا جو دیکھتی ماران نے کہا کہ
 یہ بھی تو اُنھوں نے حکم فرمایا ہے کہ اگر سمندر برائے کمک طلب کرے تو تم نہ جانا انکار کرنا یہ کیا امر
 یہ سوماق نے کہا کہ میں دریافت کر لوں گی وہ مجھ سے پوشیدہ نہ کریں گی وہ تشریف کہاں رطقتی
 ہیں ماران نے کہا کہ اپنے باغ میں چند خواصوں و خدمت گاروں سے اور کچھ اسباب ضروری
 لے کر گئی ہیں بس سوماق اُس وقت وہاں سے اُٹھ کر ایوان کے باغ میں آئی یہاں اگر دیکھا کہ سب
 خادم و خواستین الگ الگ بیٹھی ہوئی ہیں جیسے اُنھوں نے سوماق کو دیکھا سب برائے تعظیم
 اُٹھ کھڑی ہوئیں سلام کیا سوماق نے پوچھا کہ امان جان کہاں ہیں اُنھوں نے جواب دیا کہ
 اس کمرہ میں ہیں سوماق اُس طرٹ چلی خواصوں نے عرض کیا کہ ملکہ نے ہم سے فرمایا تھا کہ جو
 کوئی آئے اسکو ہم دون ہمارے اطلاع کے نہ آنے و بیانا تم میں سے کوئی بدون اطلاع آئے اگر
 اسکے خلاف کرو گی تو میں تم کو سزا دوں گی بلکہ ہم نے عرض کیا تھا کہ آپ کی ہمیشہ یا صاحبزادی
 تشریف لائیں تو وہ تو بدون اطلاع تشریف لائیں جواب دیا کہ کوئی ہو بدون اطلاع نہ آئے تو ہم خبر
 کر لیں سوماق نے کہا کہ اچھا خبر کر لو میں کھڑی ہوں ایک خواص نے کمرے کے دروازے پر آکر کہا
 کہ حضور آپ کی صاحبزادی ملکہ سوماق تشریف لائیں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتی ہیں
 اُنکو کیا حکم ہوتا ہے ایوان نے یہ سن کر جواب دیا کہ اسکو بھیج دو بس خواصوں نے کہا کہ تشریف نہ
 جائے اور ایوان نے وہ سب سامان غبارت اُٹھا کر اور لپیٹ کر الگ رکھ دیا کیونکہ ابھی
 اسکو یہ امر کسی پر ظاہر نہ کرنا تھا کہ میں مسلمان ہو گئی ہوں اتنے عرصہ میں سوماق پہنچ دیکھا کہ خالہ
 ایک نعمت مانند ہے ہوئے ایک چوکی پر سنگ مرمر کی بیٹھی ہوئی ہیں سوماق نے سلام کیا ایوان
 نے جواب دیا کہ عمر دراز سلامت رہو بیاہ ہونا نصیب ہو تمھارا دوطھائے د وطن بنو ہمارے
 ارمان پورے ہوں چاند سے منھ پر سہرہ بندھے میرے قریب آؤ گلے سے لگاؤں میں نے
 اپنی بیٹی کو بہت دن سے نہیں دیکھا تھا دل لگا ہوا تھا میں ایسی بدحواس ہوئی کہ میں اپنی

پہنچی سے بھی نہ ملی سو ماق سر جھکا کر قریب گئی ایوان نے گلے سے لگا پائیشانی پر لبوسہ دیا منہ جو پایا پیر کیا اپنے
 برابر جو کی پر بٹھایا پوچھا کہ اچھی تو رہیں فرج کیسا ہے سو ماق نے عرض کیا کہ دعا کرتی ہوں آپ کا فرج
 مبارک کیسا ہو ایوان نے جواب دیا کہ اچھی ہوں زندہ ہوں سو ماق نے کہا کہ ادا می جان یہ امر
 میری سمجھ میں نہیں آیا کہ کیا سبب ہے کہ آپ یہاں سے لشکر لے کر گئیں اور وہاں جا کر عطار د کو طلب
 کر لیا پرسوں تک اہل اسلام سے خوب مقابلہ کیا اور بہت سے اہل اسلام کو اسیر کیا صاحبِ حق
 کو مبتلا سے سحر کیا آج آپ تنہا لشکر لائے یہاں اگر ترک سلطنت کیا باجی امان یعنی ملکہ باران
 کو حاکم کیا اور یہ حکم فرمایا کہ اگر سمندر شاہ پھر ملک طلب کرے تو انکار کرنا اور نہ جانا خود گوشہ نشین
 ہو یمن ایوان نے جواب دیا کہ یہ جو تم نے کہا سب درست اور ٹھیک ہی ہیں نے فرور اہل اسلام
 کو اسیر کیا اور صاحبِ حق ان کو مبتلا سے سحر کیا تھا مگر میرے تنہا آنے کا یہ سبب ہے کہ بی عطار د مجھ سے
 برخلاف ہو گئیں اور انھوں نے تمام لشکر کو جو کہ میرے ہمراہ تھا اپنا شریک کر لیا اور خود سمندر سے
 آشنائی کر لی مجھ کو بہ امر ناگوار ہوا میں نے بہت کچھ بچھایا مگر نہ مانا میں نے سمندر سے اس امر کی شکایت
 کی اُس نے بھی کچھ خیال نہ کیا بلکہ یہ جواب دیا کہ تمھارا کیا نقصان ہے میں نے عطار د سے کہا کہ تم نے
 بہت بیجا حرکت کی وہ مجھ سے نسا دیر آمادہ ہوئی تب مجھ کو غصہ آیا میں وہاں سے چلی آئی لشکر کو میں نے
 اپنے ہمراہ لائے کا قصد کیا انھوں نے انکار کیا اور جواب دیا کہ ہم نے سمندر شاہ کی اطاعت و
 ملازمت کی آپ کی نوکری ترک کی یہ امر اور زیادہ تر مجھ کو ناگوار ہوا میں نے اسی وقت عطار د سے
 کہا کہ اب میں اہل اسلام کو رہا کیے دیتی ہوں اور صاحبِ حق ان پر سے اپنا سحر اتارے لیتی ہوں
 اور دیکھتی ہوں کہ تم اس معرکہ کو سر کر لو گی یہ جو میں نے کہا اسکا جواب عطار د نے و سمندر نے
 یہ دیا کہ ہم کوئی تمھارے بھروسہ پر مقابلہ نہیں کرتے ہیں ایک زمانہ ہوا ہم کو اہل اسلام سے مقابلہ
 کرتے ہوئے کیا تمھاری مدد کے بھروسہ پر ہم نے مقابلہ کیا تھا یا کرتے ہیں تم سحر اتار لو اور بلکہ اہل
 اسلام کے شریک ہو جاؤ ہم اُنکے ہمراہ تم سے بھی مقابلہ کر لیں گے ہمارے نزدیک تمھاری کیا اصل
 ہے یہ تقریر ان دونوں کی از حد ناگوار ہوئی اور میں وہاں سے برہم ہو کر اُن میں بے اپنا دریاے
 سحر مٹایا اہل اسلام کو رہا کیا صاحبِ حق ان پر سے سحر کو اتار لیا اور وہاں سے اپنے شہر کو چلی آئی
 اور قصد کر لیا کہ جب تک سمندر سے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہی میں حکومت نہ کر دے گی کیونکہ
 اگر میں حاکم ہوں گی اور سمندر طلب کرے گا تو مجھ کو انکار کر کے بن نہ پڑے گا اسوقت جانا پڑے گا کہ میں
 حاکم نہ ہوں گی اور گوشہ نشین ہوں گی اور سمندر طلب کرے گا میں باران سے کہ چلی ہوں کہ تم انکار کرنا
 جب وہ انکار کرے گی سمندر شکایت مجھ سے کرے گا میں جواب دوں گی کہ میں نے تو ترک حکومت کیا
 اور گوشہ نشین ہوئی ہوں میرا ان لوگوں پر کیا اختیار ہے وہ حاکم ہیں اُنکو اپنے فعل کا اختیار ہے اس
 وقت سمندر کو کچھ موقع شکایت کا نہ ہوگا اور نہ ہم کو فی اسکا ماتحت ہیں نہ خراج دینے ہیں جو وہ
 ہم پر جبر کرے گا اور میری موجودگی میں وہ بہت زور ڈالے گا اور زمانہ سابق کے حالات اور ملاقات
 یاد دلائے گا اسوقت مجھ کو مروت کرنا پڑے گی سو ماق نے جواب دیا کہ اب میری سمجھ میں آیا کہ یہ
 امر بہ خیر آپے جو کچھ کیا وہ بہت خوب کیا مگر عطار د سے یہ امید نہ تھی کہ وہ ایسی نمک حرامی
 کرے گی ایوان نے جواب دیا کہ خیر اگر میں زندہ ہوں تو عطار د سے اس نمک حرامی کا عوض لوں
 گی اسوقت موقع نہ تھا ورنہ میں اسی وقت عوض لیتی موجب مصرعہ زندہ ہے اگر یار تو صحبت بانی

بی عطار دیر سے ہاتھ سین کر جاتی کہان بین اس وقت تو وہ بھروسہ پر اپنے بار سمندر کے مجھ سے خلاص ہو گئی
 بین خیر دیکھا جائے گا اس سوماق ابھی اس امر کو کسی بظاہر نہ کرنا اگر ماراں بھی پوچھے کہ تم نے دریافت کیا
 انھوں نے کچھ سبب بیان کیا تو کہنا کہ انھوں نے کچھ نہیں بیان کیا بلکہ یہ جواب دیا کہ چند روز میں یہ امر
 تم پر ظاہر ہو جائیگا اگر بین اور کسی کے منہ سے سنو گی تو یہ جان جاؤ گی کہ تو نے کہا سوماق نے جواب
 دیا کہ میں قسم کھاتی ہوں خداوند کی کہ کسی سے نہ بیان کر دو گی ایوان نے کہا کہ ہاں بس بعد اس تقریر
 کے سوماق ایوان کے پاس سے اٹھ کر چلی آئی باہر جو آئی سب نے بیان کیا کہ بلکہ نے آپ سے
 کچھ سبب بیان کیا ترک حکومت کا سوماق نے جواب دیا کہ میں نے لاکھ لاکھ تو کچھ نہیں دین ملک
 نے یہی فرمایا کہ تم کو چند روز میں معلوم ہو جائے گا اس کے بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں یہ بین ناچار
 ہو گئی زیادہ نہ کہ سکی وہ لوگ یہ سننے خاموش ہو رہے سوماق وہاں سے محل میں آئی ماراں نے
 علی ماراں نے پوچھا کہ ملکہ نے تم سے کچھ بیان کیا سوماق نے وہی تقریر ماراں سے بھی کہی ماراں
 بھی خاموش ہو رہی سوماق وہاں سے اپنے باغ میں چلی آئی اور سیر و تماشا بین مصروف ہوئی
 چونکہ ایوان سے سن چکی تھی یہ سبب ہوا سوچ سے اس نے موتی کے ذریعہ سے دریافت کیا
 راوی نے بیان کیا کہ ایوان نے ایک فقرہ جو کہ بالکل بے اصل تھا سوماق سے بیان کیا اور
 جھوٹ پوری اسکا سبب یہ تھا کہ اسکو ابھی یہ امر ظاہر نہ کرنا تھا کہ بین مسلمان ہو گئی ہوں اہل
 اسلام کی شرکت کی ہو اور سمندر کی شرکت ترک کر دی ہو اگر ظاہر نہ کرتی تو اسکو خوف تھا دل تو اسکو خوف
 اپنی جان کا تھا دوسرے شہر میں غلام جانے کا تھا اور اسکو یہ خوف تھا کہ مجھ کو سوائے میرے
 عزیزوں کے اور سب ملک دھوکے سے اسیر کر لین گے بلکہ میرے ہمراہ میرے عزیز بھی اسیر ہونے
 اور کیا عجب ہو کہ عزیز بھی میرے میری شرکت نہ کریں اور مجھ کو اسیر کر کے سمندر کے حوالہ کر دیں
 اس خیال سے اس نے یہ فقرہ کیا بقول سعدی شیرازی و رفیع مصلحت امیوہ از راستی فتنہ افکن
 اس قول پر ایوان نے عمل کیا اور یوں فقرہ کر کے اس امر کو ٹالا بلکہ اس پر بھی یہ تحفظ کیا کہ اسکو
 منع کر دیا کہ تو کسی سے کہنا نہیں اور سوماق سے جو یہ فقرہ کیا اسکا سبب یہ تھا کہ وہ بخوبی جانتی
 تھی کہ اس کے پاس موتی ہو کہ جس سے اسکو کل حال گذشتہ و آئندہ جو یہ دریافت کرنی ہو معلوم
 ہو جاتا ہو ایسا نہ ہو کہ بین نہ بیان کر دے اور یہ اس موتی میں دیکھے تو کل حال اس پر ظاہر ہو جائیگا
 جو کہ میرے خرابی کا باعث ہو گا اگر بین فقرہ کر دو گی اور کچھ جھوٹ سچ بیان کر دو گی اسکو میرے
 قول کا یقین ہو اس پر یہ اعتبار کرے گی پھر موتی میں نہ دیکھے گی جو ایوان کا خیال تھا وہی ہوا
 کہ اس نے اس تقریر ایوان کو سچ جان کر پھر موتی سے کچھ نہ دریافت کیا ایوان نے اس طور سے یہ
 بلا اپنے سر سے نکالی اب راوی کہتا ہے کہ اسکو چند روز گزرے تھے کہ ایوان گوشہ نشین ہوئی
 تھی اور باران حکومت کرتی تھی مگر طریقہ یہ تھا کہ جب باران دربار کو جاتی تھی پہلے ایوان
 کے پاس آتی تھی خواہ میں اسکی خبر کرتیں تھیں وہ طلب کر لیتی تھی یہ سلام کر کے جو اثاثات
 دن بھر میں گزرتے تھے اور وہاں سے آکر دربار کو جاتی تھی اسی طور سے سوماق ہر روز صبح
 کو سلام آکر کر جاتی تھی ایک دن کا ذکر ہے کہ باران دربار میں بیٹھی ہو سب اہل دربار حاضر
 ہیں کچھ ملکی کاغذات دیکھ رہی تھی اس پر مہر و دستخط کر رہی تھی یہاں کا تو یہ رنگ تھاب
 حال جہاں چاد و سماعت ہو کہ وہ جو سمندر شاہ سے رخصت ہو کر طرف شہر ایوانیہ کے چلا

شہر سمندر سے نکل کر کوہِ درخت طے کر کے قریب سرحد نہ طاق پہونچا وہاں سے سیدھا طرفِ الیوانیہ کے چلا چونکہ یہ سب لوگ قرب و جوار میں نہ طاق کے مقیم ہیں اس سبب سے نہ طاقی کہلاتے ہیں ان کے ملک بھی نہ طاق سے متعلق ہیں اور یہ سب لوگ کسرتکش ہیں کسی کو خراج نہیں دیتے ہیں نہ کسی سے دیتے ہیں بلکہ اپنے قول کے بڑے بختہ ہیں چاہے جان جائے مگر اس قول سے نہ پھرین کے جب تک وہ شخص کہ جس سے انھوں نے قول و اقرار کیا ہو کوئی برائی نہ کرے اور جان و آبرو کا خواہاں نہ ہو بلکہ جان کے دینے پر آمادہ ہو جائیں گے مگر اس سے برائی نہ کریں بلکہ یہ طریقہ ہو کہ اگر اپنا عزیز ہو اور یہ کہے کہ فلان کے ساتھ برائی کرو اور ہماری شرکت کرو کہ ہم اس سے مقابلہ کریں اور یہ لوگ اس سے کسی قسم کا اقرار کر چکے ہوں پھر اس سے مقابلہ نہ کریں نہ اپنے عزیز کے شریک ہونے چاہے ثابت میں فرق آجائے جیسا کہ آفاق شاہ کے مقدمہ میں گذر کہ آفاق شاہ نے خواجہ سے اقرار کر لیا تھا کہ اب میں آپ لوگوں سے مقابلہ نہ کرونگا نہ کہ نہ شریک ہو کر سمندر سے لڑونگا پھر لاکھ لاکھ سمندر نے کہا کہ آفاق شاہ نے قبول نہ کیا یہ بھی دل میں قصد کر لیا تھا کہ چاہے سمندر قتل کرے مگر اہل اسلام سے مقابلہ نہ کرونگا سمندر نے ذیل کیا سر در بار زوجہ آفاق شاہ کو غصہ آیا اور اہل دربار کو شبہ نے قصد کیا تھا کہ مقابلہ کر کے آفاق شاہ کو رہا کر لیں مگر آفاق شاہ نے منع کیا تھا اپنا مزنا کو الیوانیہ کے قول سے پھر نایا سمندر سے مقابلہ نہ کرنا نہ گوارا کیا تھا چنانچہ جب خواجہ عیاری کر کے لے گئے اور سب نے یہ امر آفاق شاہ کو بتایا اور سمجھایا تھا کہ کوئی تم سمندر سے بڑھ کر نہیں آئے نہ بھاگ کر آئے ہو جواب اہل اسلام کی شرکت نہ کرو خواجہ تم کو عیاری کر کے لائے ہیں سمندر تو ہم کو قتل کر چکا ہمارے خدائے ہم کو اس بلا سے نجات دی اور ہماری آبرو بچائی تم نے ابھی سی سمندر شاہ کے ساتھ کی وہ اپنے قول پر قائم نہ رہا اور پھر کیا اُس نے تمھاری قدر کی اب کیا ضرورت ہو کہ تم اپنے قول پر قائم رہو سمندر تمھارے ساتھ برائی بھی کر چکا بس اسوقت آفاق کو بھی خیال آیا تھا اُس نے اہل اسلام کی شرکت کی تھی اسوقت سے اسوقت تک شریک ہو اور پھر مقابلہ میں میدان میں آیا ہو اور مقابلہ کرتا ہو بس یہی طریقہ ہو سب کا جو کہ اعلیٰ خاندان ہیں آئندہ اس الیوان کا بھی حال ظاہر ہو گا آدم بر سر مطلب جہاں جادو بعد قطع منازل و تمام محل کے داخل شہر الیوانیہ ہوا شہر کو خوب آراستہ و راستہ پایا بہت آباد رعایا کو دل شاد ہر مقام پر کٹورہ بچ رہا ہو خرید و فروخت ہو رہی ہو سب رعایا آباد و مرقم حال ہو کوئی غریب و مفلس نہیں معلوم ہوتا ہو سب خوش پوشاک ہیں ساحر بردست ہیں اہل شہر بہت خوبصورت عورتوں کا کیا ذکر تو مد بھی خوبصورت ہیں عورتیں تو نازک اندام پستہ قد گل خسا پنچہ دہن ہیں حسن بلیغ رکھتی ہیں ناز و کرشمہ انکا ایک ادنیٰ غلام ہی بہت صاحب حسن و جمال ہیں چوک بہت آباد ہو کوئی مقام ایسا نہیں ہو جو آباد نہ ہو ہر وقت ہر مقام پر جمع رہتا ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ چوک ہو خصوصاً سہر کو تو کوئی مقام ایسا نہیں ہو کہ جہاں سے آدمی ساتھ فراغت کے گذر جائے شام سے شام چھلتا ہو یہ کثرت آبادی کی ہو کہ کوئی مقام ایسا نہیں ہو کہ جہاں غارت نہ ہو مگر عمارت بختہ ہو ہر گلی کوچہ صاف ہو ہر مقام پر نہر جاری ہو اس کے ادھر ادھر پھولوں کے درخت لگے ہوئے ہیں دور ستہ لالٹین لگی ہوئی ہیں شکرین بختہ

بین ناب دان جا بجا بنے ہوئے ہیں تاکہ برساتی پانی بہ جائے رعایا کے خیال سے ہر چوڑی سڑک پر نہری
 وہ آب صحت و شفا سے لبریز پہنچے ہوئے ہیں نہر کے دونوں طرف سڑکیں ہیں گاڑی وغیرہ چلنے
 کے لیے ہر مقام پر شہر کو روشنی سرکار کی طرف سے ہوتی ہے ہر گلی کوچہ میں روشنی کا بندوبست ہے رعایا
 کو ضرورت روشنی لیکر نکلنے کی نہیں ہوتی ہر سرائین تختہ بنی ہوئیں ہیں مسافروں کے رہنے کا بہت
 عمدہ بندوبست ہے ان کے راحت کا کل سامان سرکار الیوان سے مقرر ہے بستر کھانا پینا وغیرہ سب سرکار
 سے آتا ہے جو دن مسافر سے اسکا سب بندوبست سرکار سے ہوتا ہے اسکو کسی قسم کی رحمت نہیں ہوتی
 ہر گھر سب رعایا ساحر ہر شکر گاہ بہت عمدہ بنی ہوئی ہے اس میں لشکر فروکش ہے چونکہ یہ اسوقت پہونچا
 تھا کہ دربار برخواست ہو چکا تھا اسدن اسنے جی بھر کر تمام شہر کی سیر کی ہر گلی کوچہ دیکھا شہر کو دیکھ کر
 اپنے دل میں بہت حیران ہوا کہ کیا خوب بندوبست ہے یہ طریقہ تو سمندر میں بھی نہیں ہے باور صفی کہ
 سمندر شاہ بہت بڑا بادشاہ ہے اسنے بھی رعایا کی راحت کے لیے اور مسافروں کی راحت کے لیے یہ
 سامان نہیں کیا الیوان بہت رعایا پرور ہے اسکو اپنی رعایا کا بہت خیال ہے یہ ایسے ایسے خیال حل ہیں
 کرتا ہوا اور چوک کو طر کر کے قریب عمارت شاہی کے پہونچا اس مقام کو سب مقامات کے زیادہ
 تر آبادیاد سنت راست کی طرف عمارت شاہی کے تمام غنہ زون کے رہنے کے مقامات تھے عمدہ
 عمدہ عمارتیں تھیں ملازم و خدمت گار وغیرہ پھر یہ تھے دست چپ کی طرف عمارت کے اراکین
 سلطنت و روادار و افسران سپاہ کے مکانات تھے گھر سب بہت نفیس اور لائق بود و باش یہ
 ان سب عمارتوں کو دیکھتا ہوا چلا گیا باغات کو دیکھا کہ کیسے کیسے پر بہار ہیں اور کیا کیا عمدہ و نفیس
 عمارتیں انہیں ہیں یہ سب سامان دیکھ کر دنگ ہو گیا تین پہر دن بھر اور ایک پہر راستہ تک گھر کل
 شہر کی سیر نہ کر سکا آخر عاجز ہو کر ایک سرائین جو کہ قریب عمارت شہر کے تھی فروکش ہوا صفت اس سہون پہونچی
 کہ جس طرف چاہو چوک چلے آؤ یا قریب عمارت شاہی آؤ ہر مقام سے اس طرف کا راستہ تھا کو یا
 وہ شہر اس طور سے بنایا گیا تھا جیسے بھول بھولیاں ہوتی ہیں ہر سڑک ہر کوچہ ہر گلی میں اگر
 ملی تھی اور وہاں سے عمارت شاہی کو کئی تھی راوی نے بیان کیا ہے کہ اس صفت کا کوئی شہر اس
 زمانہ میں نہ تھا جیسا شہر الوانیہ تھا بس جہاں جادو سرا میں آیا جو لوگ مسافروں کی خدمت کے
 لیے مقرر تھے انھوں نے جہاں کو لاکر ایک کمرہ میں بٹھایا آب گرم لاکر پاؤں دھلائے پلنگ
 بہت عمدہ اور نفیس لاکر بچھا دیا چرخ روشن کر دیا اور سب سامان مہیا کر دیا طعام گرم حاضر کیا اور
 آب سرد جہاں سے لو بچھا کہ اس کمرہ کا اور سب سامان کا کرانہ کیا ہوا اور طعام کی کیا قیمت ہوتی
 ان لوگوں نے جواب دیا کہ کیا آپ یہاں اب کی مرتبہ تشریف لائے ہیں اور کبھی تشریف نہیں
 لائے ہیں جہاں نے کہا کہ ہاں اسی مرتبہ آنے کا اتفاق ہوا ہے تب انھوں نے کہا کہ یہاں کا یہ طریقہ
 ہے کہ جو مسافر آتا ہے اس کے لیے یہ سب سامان سرکار شاہی سے آتا ہے ہم لوگ اسی خدمت پر مقرر
 ہیں کہ مسافر کی خدمت کریں کسی قسم کی اسکو رحمت نہ ہو چ دن تک اسکا جی چاہے رہے جب
 تک وہ رہے گا اس کے لیے سب راحت کا سامان کیا جائیگا ایک جہہ نہ لیا جائیگا اس شہر میں جس
 قدر سرائین ہیں انہیں سب میں یہی بندوبست ہے یہ تقریب کے جہاں کے اور ہوش جاتے رہے اور
 دل میں کہا کہ الیوان بہت سخی ہے اور بڑی منتظم ہے عورت ہو کر ایسی منتظم کیا خوب حکومت کرتی
 ہے اس سے رعایا خوش نہ ہو تو کس سے خوش ہو یہ دل میں خیال کر کے اگلے ان لوگوں سے

دریافت کیا کہ یہاں کا حاکم کون ہے گو یہ واقعہ تھا کہ یہاں کی بادشاہ ایوان نہ طاقی ہر مگر تجاہل عارفانہ کیا گودا مل
 اس شہر میں یہ کبھی نہ آیا تھا مگر واقعہ تھا کہ فلاں مقام پر اور فلاں طرف شہر الوانیہ ہے دوسرے یہ سبب بھی
 تھا کہ شہر پناہ پر خط جلی تحریر تھا کہ لبین شہر الوانیہ تاکہ جو کوئی آئے اسکو نشان مل جائے یہ اسی سبب سے
 اور اپنے خیال کے موافق آپہونچا بس جب جہاز نے ان لوگوں سے یہ امر دریافت کیا کہ یہاں کا حاکم کون ہے
 انھوں نے جواب دیا کہ یہاں کا حاکم و بادشاہ تو ملکہ ایوان نہ طاقی تھیں مگر جب سے ملکہ کے ملک
 سمندر شاہ شریف لے گئیں اور وہاں سے کوئی آج نہیں یا چار دن ہوئے شریف لائی ہیں انھوں نے
 بنی چھوٹی بہن ملکہ ماران کو اپنی طرف سے حاکم کیا ہے اور خود گوشہ نشین ہوئیں ہیں اب ملکہ ماران
 تاجدار حاکم ہیں یہ بھی مثل ملکہ کے سخی و نصف و عادل و منتظم ہیں جہاز نے کہا یہ کچھ معلوم ہوا کہ ملکہ
 کیون گوشہ نشین ہوئی ہیں انھوں نے جواب دیا کہ ہم کو کیا معلوم جب انکی ہمشیرہ کو اس امر کا علم
 نہیں ہوا تو ہم تو یلزام ہیں ہم کو کونکر علم ہوگا بموجب مشورہ امور مملکت خویش خسروان دانندہ کہ اسے
 گوشہ نشینی کو حافظہ بخردش و جہاز نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو یہ کہ مگر خوب سیر ہو کر کھانا کھایا اب
 سر و پیاستر نرم پر جا کر لیٹا دو آدمی آئے وہ یاؤں رہائے لکے چونکہ کئی دن کا تھا ہوا تھا اور تکلیف
 راہ سے کسل مند تھا اور آج دن بھر پھرا تھا راحت جو ملی سو گیا ایسا بے خبر سو یا کہ کروٹ تک نہ لی
 یہاں تک کہ سچ ہوئی یہ اٹھا خادم نے بانی لا کر موجود کیا اسنے منہ دھو یا اور ضروریات سے فرصت
 لی کہ کھانا آیا اسنے کھانا اس خیال سے کھایا کہ نہ معلوم وہاں سے کب فرصت ہو بس کھانا وغیرہ
 کھا کر اور لباس پہن کر آپ طرف دربار کے چلا چونکہ کل دربار کو دیکھ چکا تھا سیدھا دربار کے قریب
 آیا دیکھا کہ سردارون و امیرون و وزیرون و رئیسوں کی سواریاں کھڑی ہیں کسی کی فنیس ہے کسی کا
 تام دان ہے کسی کا بوجا کسی کا تختہ رفان کسی کا مرکب کسی کا فیل مست کسی کا طاؤس کسی کا زرد
 کسی کا شیر ہر ایک سردار کی سواری اس کے مرتبہ کے موافق در دست پر موجود ہے اسنے ملازم
 کھڑے ہوئے ہیں کمرون میں ڈابین لگی ہوئی ہیں ان پر ان سردارون کے نام تحریر ہیں اسقدر
 کثرت سواریوں کی ہے کہ راہ نہیں ملتی ہے یہ سب کو طو کر کے در دست پر آیا دیکھا کہ ایک کرسی طلانی
 سرا یک ساحر زبردست بعددہ سپہ سالاری بیٹھا ہوا ہے اسکی پشت پر اس کے ملازم کھڑے ہوئے
 سامنے صندلی رکھی ہوئے ہے اس پر سپہ سالار و چھولی رکھے ہوئے ہے یہ جوان لگا ہوا ہے
 خاندان پانوں کا رکھا ہوا ہے وہ ساحر بے غم و دشان سے بیٹھا ہوا ہے جہاز اسکی صورت دیکھ کر
 ڈر گیا اس کے قریب آیا اور کھڑا ہوا کہ اسنے سراٹھا کر دیکھا جہاز نے سلام کیا اسنے جواب سلام دیا
 درگہ سالار نے جواب دیکر پوچھا کہ تم کون ہو اور کس قصد سے یہاں آئے ہو درگہ سالار نے جو
 یہ کہل جہاز نے جواب دیا کہ میں فرستادہ ہوں شہنشاہ سمندر شاہ کا انھوں نے یہاں کے
 حاکم کے نام ایک نامہ تحریر کیا ہے اور میرے ہاتھ بھیجا ہے میرا نام جہاز جادو میرے آئے کی
 خبر کر دو بس درگہ سالار پتہ نہ کر سی پر سے اٹھا اور پردہ اٹھا کر اندر گیا اور مجرا گاہ پر سے مجرا
 کیا اور عرض کیا کہ ایک نامہ بر ساحر سمندر میرے آیا ہے دربار میں حاضر ہونا چاہتا ہے اسکی
 بابت کیا حکم ہوتا ہے باران نے کہا کہ اسکو دربار میں بھیج دو بس درگہ سالار باہر آیا اور
 جہاز سے کہا کہ جاؤ غم کو طلب فرمایا ہے بس جہاز پردہ اٹھا کر اندر آیا ہر جلو خاند کو فرشتہ وغیرہ
 سے آراستہ پایا غلامان زرین کمر کو انھیں صفت بستہ کھڑا دیکھا یہ جلو خاند کو طو کر کے دربار میں آیا

در بارین آیدر بار کو خوب آراستہ یا یا ہر ایک سردار کو دیکھا کہ وہ ذگل پوٹیا ہوا ہے خادم اسکا اسکے پشت پر کھڑا ہوا ہے وزیر اپنے مرتبہ سے کھڑا ہے باران تاجدار تخت پر بیٹھی ہوئی ہے اسنے عقب میں غلامان زرین لکر کئی سوتلواریں برہنہ کیے ہوئے اسکا سایہ سر پر کیے ہوئے کھڑے ہیں روبرو چوہدار دست بستہ کھڑے ہیں وہ رعب و داب ہے کہ البسار عیب و داب سمندر کے دربار کا بھی نہیں ہے باد جو دیکہ وہ مرد ہے اور بادشاہ جابر اس پر یہ شان و شوکت نہیں ہے جبرار یہ رنگ دیکھ کر رنگ ہو گیا مجرا گاہ پر آکر مچا لیا اور قواعد شاہی بجالایا ایک چوبی کرسی بیٹھنے کو ملی روبرو تخت شاہی کے یہ کرسی پر سلام کر کے بیٹھ گیا اب جو اسنے غور سے دیکھا تو دربار کو ساحران نامی و سرداران ذمی مرتبہ دامیران کا فی مرتبت سے مملو یا یا ہر ایک کو دیکھا کہ اپنے وقت کا سامری و جمشید و اسفندیار ہے ادھر ملکہ نے ساتی کو حکم دیا کہ نامہ بر کو ساغرمی ناب کا دو ساتی نے ساغر شہاب کا مملو کر کے جبرار کو دیا جبرار نے ملکہ کو سلام کر کے لے لیا اور لی کیا بس ساتی نے تین جام اسکو دیے جب اسکا دماغ مادہ ناب سے گرم ہوا تو اسنے کہا کہ تین نامہ لایا ہوں سمندر شاہ کا ملکہ نے کہا کہ وہ نامہ کہاں ہے لاؤ مجھ کو دیکھو ایسے جواب دیا کہ وہ نامہ میرے پاس ہے مگر میں آپکو نہ دوں گا کیونکہ وہ آپ کے نام نہیں ہے بلکہ ملکہ ایوان ہمہ طانی کے نام ہے اور بادشاہ کا حکم ہے کہ اسنے ہاتھ میں دینا سواے اسنے اور کسی کو نہ دینا اور پھر زبانی پیام بھی ہے وہ جہان شریف فرما ہوں مجھ کو اسنے پاس بھجوا دیجیے میں انکو نامہ بھی دوں اور زبانی پیام بھی کہوں ماران نے کہا کہ انھوں نے ترک دنیا کیا ہے اور اب میں اسنے مقام پر حاکم ہوں جو کچھ سمندر نے پیام دیا ہو مجھ سے بیان کرو اور نامہ بھی مجھ کو دجرا رہے کہا کہ میں اسنے بادشاہ کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا ہوں اگر ان سے ملاقات نہ ہوگی میں نامہ لیکر واپس جاؤں گا اور جا کر کہہ دوں گا کہ اسنے ملاقات نہیں ہوئی وہ گوشہ نشین ہوئیں ہیں اسنے مقام پر جوانی میں حاکم تھیں وہ مجھ سے نامہ طلب کرتی تھیں میں نے نہیں دیا یہ نامہ حاضر ہے پھر جو بادشاہ حکم دینے لیا کیا جائیگا اگر وہ حکم دینے تو میں پھر نامہ لیکر آؤں گا اور آپ کو دوں گا اگر ممکن ہو تو ان تکے مجھ کو پہنچا دیجیے کیونکہ مجھ کو درایہ ہے جو تقریر اسنے عجز کے ساتھ کی ہے تو ماران کو اسنے نامہ نہ دینے اور انکار کرنے پر غصہ آتا تھا مگر جب اسنے انگسار کیا اور عرض کیا کہ اگر میں خلافت حکم بادشاہ کروں تو سب مجھ کو ملک حرام و ناقربان کہیں گے اس تقریر سے ماران کو رحم آگیا اور کہا کہ ہم ملکہ کسے عرض کر اے بیٹھتی ہیں اگر وہ طلب کرتی ہیں تو ہم تم کو انکی خدمت میں روانہ کر دیتے اگر وہ نہ طلب کریں گی پھر ہم ناچار ہیں سکو اختیار ہے خواہ نامہ ہم کو دینا خواہ واپس لے جانا اسنے کہا کہ آپ خبر کر آپن ملکہ مجھ کو ضرور طلب کریں گی پس ماران نے ایک چوہدار سے کہا کہ تو ملکہ کے باغ میں جا اور اسنے ملازموں کے ذریعہ سے خبر کر کہ ایک نامہ بر سمندر سے آیا ہے اور آپ کے نام نامہ لایا ہے اور کچھ زبانی پیام بھی کہتا ہے میرا نام لینا کہ میں نے اس سے لاکھ لاکھ طرح کہا کہ نامہ ہم کو دو اور زبانی پیام بھی بیان کرو اسنے کہا کہ مجھ کو حکم بادشاہ کا نہیں ہے میں سو بے ملکہ کے اور کسی سے نہیں بیان کروں گا بس اسکی بابت کیا حکم ہوتا ہے وہ کہتا ہے اگر ملکہ نہ اپنی خدمت میں طلب کریں گی تو میں نامہ لے کر واپس جاؤں گا بس اگر حکم ہو تو اسکو آپ کی خدمت میں روانہ کیا جائے ورنہ اسکو جانے دیا جائے جو حکم ہو اس پر عمل کیا جائے پس وہ چوہدار فوراً حکم پاتے ہی دربار سے باہر آیا اور ملکہ ایوان کے باغ میں آیا اور اپنی خبر اندر کر آئی محلدار نے قریب دروازہ عرض کیا کہ حضور ایک چوہدار خاص شاہی

در باغ پر حاضر ہو اور کہتا ہوں کہ میں ملکہ کے پاس ملکہ کی ہمشیرہ کا پیام لایا ہوں ملکہ نے جواب دیا کہ اس
 چویدار کو لے آؤ تاکہ وہ خود جو پیام لایا ہو بیان کرے کیونکہ ملکہ کو خیال ہوا کہ کیا سبب ہو جو پیام
 ماران نے دربار سے بھیجا ہو کوئی نہ کوئی ضروری کام ہو میرے نزدیک کوئی نہ کوئی فتنہ پردازی سمندر
 نے کی ہو اس کے پاس سے کوئی نہ کوئی پیام آیا ہو پس ملکہ نے حکم فرمایا کہ چویدار کو لے آؤ
 کہہ کے پاس آئی یہاں ملکہ عدل سے بائیں کر رہی تھی کہ دیکھے ماران نے کیا پیام بھیجا ہو کہ ملکہ
 نے عرض کیا کہ وہ چویدار حاضر ہو آداب و تسلیمات عرض کرتا ہو ملکہ نے کہا کہ اس سے کہو کہ وہ پیام بیان
 کرے میں سنتی ہوں اس چویدار نے عرض کیا کہ ملکہ عالم ملکہ نے حضور سے عرض کیا ہو کہ ایک نامہ بر
 سمندر سے آیا ہو سمندر کا نامہ بنام حضور لایا ہو اور پھر زبانی پیام بھی دینے لگا لاکھ لاکھ اس سے
 کہا کہ مجھ کو نامہ دے اور پیام بیان کر اس نے کہا کہ مجھ کو حکم بادشاہ کا ہو کہ ملکہ ایوان کے ہاتھ میں نامہ دینا
 اور انھیں سے پیام بیان کرنا نہ میں آپ کو نامہ دو گا نہ پیام بیان کروں گا اگر ملکہ سے ملاقات نہ ہوگی
 میں مع نامہ کے واپس جاؤں گا پس ملکہ نے کہا کہ جو حکم ہو اس پر عمل کیا جائے آیا اسکو آپ کی خدمت
 میں حاضر کیا جائے یا اسکو مع نامہ کے واپس جانے دیا جائے یہ جو چویدار نے بیان کیا ملکہ نے
 تھوڑی دیر سکوت کیا اور خیال کیا کہ نہ معلوم سمندر نے کیا نامہ میں لکھا ہو اور کیا زبانی پیام
 دیا ہو اگر نہیں طلب کرتی ہوں تو وہ واپس جاتا ہو کچھ حال نہیں کھلتا ہو طلب کرتی ہوں اور اس
 میں میری طلب لکھی ہو تو میری خلی ہو اسی سکوت میں تھوڑے عرصہ تک رہی اس کے بعد یہی
 اسے قرار پائی کہ طلب کروں پس کہا کہ ملکہ سے کہنا اسکو یہاں مع نامہ کے بیحد و پس چویدار سلام
 کر کے باغ سے باہر آیا اور راہ طے کر کے دربار میں آیا یہاں سب چویدار کے منتظر تھے اور یہ خیال
 کر رہے تھے کہ دیکھے کیا حکم آتا ہو خصوصاً ماران کو بہت فکر تھی کہ چویدار نے آکر کہا کہ نامہ بر کو ملکہ
 نے طلب کیا ہو ماران کے نامہ بر سے کہا کہ اس چویدار کے ساتھ جاؤ پس حیران اس چویدار کے
 ساتھ دربار سے باہر آیا یہاں ماران نے اہل دربار سے کہا کہ نہ معلوم سمندر نے کیا لکھا ہو اور کیا
 پیام دیا ہو ہم کو یقین ہو کہ سمندر سے فساد ہو گا اس نے ضرور اسے ملک طلب کیا ہو گا بلکہ اب
 نہ جا بیکو وہ اس امر سے ناخوش ہو گا اور کو لشکر کشی کرے گا یہاں کوئی اسکا باج گزار و ماتحت
 نہیں ہو جو خوف کرے ورنہ سابق کی ملاقات کا خیال ہو اگر وہ لشکر کشی کرے گا اس سے مقابلہ
 کیا جائیگا سب اہل دربار نے عرض کیا کہ سمندر کے سردار و اہل لشکر و خود سمندر ہم لوگوں
 سے کیا مقابلہ کریں گے ان سب کا حال خدا پرستوں کے مقابلہ میں کھل گیا جب کہ غیر ساحروں کے
 مقابلہ نہ کر سکے تو ساحروں سے کیا مقابلہ کریں گے ماران نے کہا دیکھا جائیگا ابھی تو کچھ معلوم نہیں
 ہو یہاں تو یہ ذکر ہو رہا ہو وہاں وہ چویدار اس نامہ بر کو لے کر دربار پر پہونچا اور عرض کر لکھا
 کہ میں نامہ بر کو لے کر حاضر ہوا ہوں ملکہ نے جا کر ملکہ سے عرض کیا کہ ملکہ نے کہا کہ چویدار کو اسی مقام
 پر ٹھہراؤ اور اس نامہ بر کو اپنے ہمراہ لے آؤ ملکہ نے جا کر حیران جادو کو لے آئی اور چویدار سے کہا
 کہ تم ٹھہرے رہو چویدار باہر سپاہیوں کے پاس بیٹھ گیا اور ملکہ نے نامہ بر کو لا کر ملکہ کے
 قریب رکھا اور عرض کیا کہ نامہ بر حاضر ہو ملکہ نے کہا کہ کرسی بیٹھنے کو وہ سلام کر کے کرسی پر
 بیٹھ گیا ملکہ نے پوچھا کہ سمندر شاہ کا مزاج اچھا ہو اس نے عرض کیا کہ جی ہاں ملکہ نے کہا کہ وہ
 کیا حالات ہیں اہل اسلام سے کہا ٹھہر ہی اس نے عرض کیا کہ سب اہل اسلام حضور کے سحر

سے رہا ہو گئے صاحبزادے نے بھی صحت پائی آج کل اُنکے یہاں جشن خوشی ہو دوسری خبر یہ ہو کہ بادشاہ نے بد مست خون خور کو براے غارت کرنے ملک آفاقیم کے جو کہ آباد کیا ہوا آفاق شاہ کا تھا اور اسیر کرنے عزیزان آفاق شاہ کے بھاس ہر لشکر سے روانہ کیا تھا کسی طور سے آفاق شاہ کو خبر ہو گئی وہ چند سرداروں سے آئے انھوں نے کل لشکر بد مست کو تباہ کیا اور بد مست کو بھی قتل کیا کوئی دس یا پندرہ سپاہی اور کوئی بیس سردار بچ کر آئے ہیں باقی سب مارے گئے یہ حالات ہیں یا یوان نے کہا کہ اُنکا رانا نام گیا ہوا اُسے جواب دیا کہ اس خاکسار کو جرار جادو کہتے ہیں ملک نے کہا کہ اے جرار جادو سمندر نے اب ظلم پر عمل کسی ہو دوست و خیر خواہ کو اپنا دشمن بنایا ہو اور جو کہ دشمن ہیں وہ یہ جانتے ہیں کہ حکومت اور شہر برباد ہو جائے اُنکو دوست و خیر خواہ جانتا ہو ضرور تباہ ہوگا کہو کیا ضرورت تھی شہر آفاقیم کو غارت کرنے کی شہر آفاقیم تو وہ غارت ہوا خود اُنکا لشکر غارت ہوا جب کہ ایسے دشمن سخت سے مقابلہ ہو رہا ہو ایسی حالت میں لشکر کے زیادہ کرنے کی فکر کرتا ہو نہ کہ اور کم کرنے کی نہ معلوم یہ راسے کس نے دی کون ایسا دوست تھا جس نے ایسی خراب رائے دی جرار نے عرض کیا کہ حضور آج کل بادشاہ کے زیادہ منہ چڑھے دو شخص ہیں اور بادشاہ انھیں کی رائے پر کام کرتے ہیں انھیں نے آفاق شاہ سے فساد کرایا اور دوست کو دشمن بنوایا اور جو دوست ہیں اُنکی فکر نہیں ہے کہ وہ بھی بادشاہ سے لڑنا نہ کر لیں تو ہماری پوری پوری حکومت ہو جائے ہم پورے طور سے بادشاہ پر قابض ہو جائیں اب کیا ہو بادشاہ اور سب کا کہنا ٹال دیتے ہیں اور ہزار ہزار اس میں نقص نکالتے ہیں مگر اُن دونوں کا کہنا نہیں ٹالتے ہیں جو وہ رائے دیتے ہیں اُسکو بدل و جان قبول فرماتے ہیں اُسی میں خرابی ہوتی ہے اُم نے تو نہیں دیکھا کہ جو رائے انھوں نے دی ہو وہ موافق ہوتی ہو سوائے خلافت کے یہ رائے بھی اُنکی تھی بادشاہ نے اس میں بھی زک اٹھائی اور لشکر تمام ہوا ایک سردار مارا گیا ملکہ نے کہا کہ وہ کون ہیں کیا عشاق حجرہ نشین استاد سمندر شاہ جرار نے کہا کہ جی نہیں وہ تو جو رائے دیتے ہیں بہت عمدہ اور اچھی ہوتی ہو مگر بادشاہ اُس پر عمل نہیں کرتے ہیں ملکہ نے کہا کہ پھر کون جرار نے کہا کہ شملاق و امراق وزیران دست چپ یہ دونوں آج کل بادشاہ کے مزاج میں دخیل ہوئے ہیں آج کل انکا دور دورا ہو بس اُنکے سوا کوئی نہیں ہو بادشاہ کے نزدیک یہ بڑے دوست ہیں مگر ہم سب کے نزدیک ان سے بڑھ کر کوئی دشمن نہیں ہو اُنکے ذات سے یہ حکومت و سلطنت تباہ ہوگی پہلے یہ سب دوستوں و خیر خواہوں کو بادشاہ سے برا کر کے دینکے پھر اُسکے بعد خود بھی اہل اسلام سے مل جائیں اور بادشاہ کو اس پر کر کے اُنکے حوالہ کر دینگے یہ ہوتا ہو اے خداوند جس قدر کہ ذی عزت و صاحب آبرو تھے انھوں نے دربار میں اُس دن سے اتنا ترک کیا جس دن کے آفاق شاہ کا قصہ ہوا ملکہ وزیران دست راست تو اب آتے ہی نہیں ایک تو براے دورہ چلے گئے ایک نے خانہ نشینی اختیار کی اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے کاغذات دیکھا کرتے ہیں یا تو اُنکا طریقہ تھا کہ آٹھویں دن اگر بادشاہ سے دستخط کرا لے جاتے تھے اب اپنے ملازم لے کاٹھ دربار میں بیٹھتے ہیں اور ایک عرضی بھی اُسکے ہمراہ ہوتی ہو کوئی نہ کوئی عذر نہ حاضر ہونے کا تحریر ہوتا ہو بادشاہ یہ بھی نہیں خیال کرتے کہ کیا سبب ہو کہ جو یہ نہیں آتے ہیں ایسے بد ہوش ہیں کہ اُس عرضی پر دستخط کر دیتے ہیں یہ بھی نہیں دریافت کرتے کہ نہ آنے کا کیا سبب ہو رہے دوسرے وزیر جو کہ عیشہ دورے پر رہتے ہیں انکا یہ طریقہ تھا کہ وہ سال بھر کے بعد آتے تھے

ایک ماہ تک یہاں رہتے تھے سب واقعات بیان کرتے تھے وہ اسی زمانہ میں آئے ہوئے تھے جب
آفاق شاہ کا واقعہ ہوا تھا انھوں نے جو یہ رنگ دیکھا وہ اپنی عزت کو دوسرے دن کو ح
کے لئے بس بادشاہ نے یہ بھی خبر لی کہ یہ کیوں چلے گئے جب کہ بادشاہ ایسے بے خبر ہوں تو ملک کیونکر
بچے گا خداوند جو کہ ذی عزت ہیں وہ کیوں آکر اپنے آبرو ریزی کرینگے یا کسی صاحب عزت کی آبرو
ریزی دیکھیں گے اس سے ان لوگوں نے آنا ترک کیا اگر آبرو و جان بڑھو اور زمین کو کرمی مل جائیگی
لہٰذا بے عزتی کی نوکری سے تو بے نوکر رہنا اچھا ہی ہے ہر ایک نے خیال کر کے دربار کا آنا ترک کیا اور نہ ہی
دربار میں جگہ نہ ملتی تھی آگے پیچھے کرسیاں کھیتی تھیں یا اب سیکڑوں کرسیاں خالی ہیں ایسی حالت میں
خداوند تصویر ہی کچھ اپنا فضل کرین تو شاید یہ ملک اہل اسلام سے بچے در نہ بچتے نہین معلوم ہوتا ہے
ملکہ نے جواب دیا کہ اگر جہاں ان کو سچ کہتا ہے میں نے اب کی جا کر دربار کا عجب رنگ پایا سمندر کا
کچھ عجب طور دیکھا کہ یا تو جب میں کبھی ملاقات کو آیا کرتی تھی تو سمندر کو ہمہ تن امور ات ملکی میں
مصرف پانی تھی اور دن بدن دربار کی ترقی دیکھتی تھی ایک تو میرا جانا کہاں ہوتا تھا کبھی جو تھے
برس پانچویں برس چلی گئی یا اب دربار بالکل سرداروں سے خالی پایا تو دن بدن پرچہ اخبار سے
یہ ثابت ہوتا تھا کہ فلان ملک پر قبضہ ہوا فلان بادشاہ نے خراج دینا قبول کیا یا اب یہ ثابت ہوتا ہے
کہ فلان بادشاہ نے سرکشی پر کمر باندھی فلان بادشاہ اہل اسلام کا شریک ہو گیا اور جہاں بہت سے
بادشاہ جو کہ صاحب لشکر تھے اور دربار سے سبز رنگ سے شہر سمندر سے تک لگے ملک راہ میں
تھے اور سب سمندر شاہ کے مطیع تھے وہ بدون لڑے اور مقابلہ کے شریک اہل اسلام ہو گئے اب
سوائے حالت برہادی کے دوسری حالت میں اخبار میں نہین دیکھتی ہوں یہی سب واقعات دیکھ
دیکھ کر میں لشکر لے کر گئی تھی میں نے وہاں کا جا کر عجب رنگ پایا سمندر کو جو دیکھا وہ تو شراب خوری
اور رقص و سرود و ناچ و رنگ و تماشاں بنی ہیں مصروف ہیں سمندر کو سوائے صحبت نازنینان مہ
جبین کے دوسری فکر نہیں ہے یہ فکر ہے کہ کوئی باکرہ لے اس سے عیش کروں اہل شہر خوف سے
یعنی ناگھڑا لڑکیوں کو شہر سے لے کر نکل گئے ہیں اور جہاں جادو و جادو کے سن شرافت سمندر کا کوئی کم نہیں
بہاں تک سفید ہو گئے ہیں اس پر یہ ہو جس نے زمین نے فضا پر کہ ملکہ غزالان دختر آفتاب اسی خوف
سے سمندر سے منحرف ہو گئی کہ اس کی طرف بھی خیال بدرکھتے تھے جہاں نے کہا کہ آپ تو ملکہ غزالان
کو فرمائی ہیں وہ اب بھی دختر نیک اختر ملکہ نسیم جادو کی طرف خیال فاسد رکھتے ہیں اندھیر ہے کہ باپ
لڑکی سے ہم بستر کی تمنا رکھتے اور اسکو بنگاہ بددیکھے کو اس مذہب میں یہ امر جائز ہے مگر احتک
کسی نے کیا نہیں ایوان نے کہا کہ گوجاں ہو مگر بالکل خلاف ہے بس اور جہاں میں یہ حال دیکھ کر
بہت پریشان ہوئی میرا دل نہ لگا وہاں سے چلی آئی دوسرے میں نے اہل اسلام کے ساتھ
مقابلہ کیا بہت سے اہل اسلام کو میں نے اسیر کیا صاحب قرآن کو مبتلا سے سحر کیا ایسا کام تو کسی
نے بھی نہ کیا تھا مگر سمندر کو میری چھ قدر نہ ہوئی جہاں نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا وہاں تو مشہور ہے
کہ ملکہ اہل اسلام سے مل گئیں سب اہل اسلام کو رہا کر دیا صاحب قرآن پر سے سحر اتار لیا خواجہ نے
اقرار کر لیا ہے کہ میں تمھاری شریک ہوں اور سمندر کے شریک نہیں ہوں مگر یہ امر ہے کہ نہ تمھاری طرف
ہو کر سمندر سے مقابلہ کروں گی اور نہ اسکی شریک ہو کر تم سے مقابلہ کروں گی ایوان نے کہا کہ
میری شراکت سب پر ظاہر ہے کہ تمام میرا لشکر اہل اسلام نے تباہ کر دیا ایک نہ چا میری وزیر لائی

کو قتل کیا قرآن ثالث نے عیاری کر کے مجھ پر خواجہ نے عیاری کی مجھ کو اسیر کر لیا جو سردار میرے ساتھ
تھے انکو بکریا میں نے جب دیکھا کہ میری جان جاتی ہو میں نے اُسکے سرداروں کو رہا کر دیا اور صاحبِ قوت
پر سے سچا ثناء لیا اور وہاں سے چلی آئی یہاں آ کر ترک دنیا کی ہوس خیال سے کہ اب دنیا میں کچھ نہیں
بڑے امر دگیر ہے کہ جو جس کا جی چاہے لے اور تہمت لگائے مجھ کو اسکی پروا نہیں ہے خیر اس قصہ سے تو
بچھ حاصل نہیں ہے تم یہ بیان کر دو کہ کیا پیام لائے ہو اور وہ نامہ کہاں ہے جرار نے کہا کہ ایک ایک آپ
یہ فرمائیے کہ کیا آپ کا لشکر کام آیا اور نیرزادی ماری گئی ملکہ نے جواب دیا کہ کیا تم اس مقام پر نہ تھے
جرار نے کہا کہ میں تو شہر میں تھا وہ لوگ بادشاہ کے ہمراہ تھے جو کہ اُنکے بزرگ ہیں شریک رہتے
ہیں اور چند مغز سردار تھے مثل گل اب دشمنان وغیرہ کے مجھ کو کیا معلوم کہ کیا واقعہ گذرا ملکہ نے
جواب دیا کہ سنو جو واقعہ گذرا ہے یہ کہہ کر ملکہ نے کل واقعہ اپنا مقابلہ کرنا اہل اسلام سے اور اسیر کرنا
عطارد کا سرداروں کو اور اسنا صاحبِ قوت کو مبتلا سے سحر کرنا اور سب کو درپائے سحر میں اسیر
کرنا برق ثنائی و قرآن ثالث کا عیاری کرنا عطارد کو کل لشکر کا تباہ ہونا اور خواجہ کا عیاری
کرنا اور اپنی چاروں پتلیوں کا خواجہ کے پاس جا کر اسیر ہونا اپنا اسیر ہونا سب بیان کیا جرار نے
کہا کہ کیا خوب آپ نے تو یہ جان نشانی کی بدون کسی امر کے سوائے مروت کے اور دوستی کے
کوئی آپ اُنکی ماتحت نہ تھیں نہ آپ کا ملک اُنکے ملک کے ماتحت ہے نہ آپ خراج دیتے ہیں
نہ اُنھوں نے آپ کو براے ملک طلب کیا تھا اُس پر تو آپ نے ایسی محنت کی اور اتنی بڑی
زحمت اٹھائی اگر اپنی جان بچانے کے لیے ایک کام کر کے اور سب کو رہا کر کہیں آئیں تو کیا سرج
ہوا اُس پر یہ تہمت لگائی گئی اور سب نے آپ کی طرہ سے بادشاہ کو خوب بھرا اور آپ کو بدنام
کیا کیا زمانہ ہے کھلائی تو کوئی دیکھتا نہیں ہے بُرائی پر نظر ہے میرے نزدیک کوئی ایسی بُرائی کر گیا
تو کیا یا بیگنا اپنا سر کھائے گا ایوان نے کہا کہ مجھ کو اسکا خوت نہیں ہے میں بالکل بے خوف ہوں
اگر خراج دیتی ہوئی یا سیر ملک اُنکے ملک کے قریب ہوتا اسوقت مجھ کو خوف ہوتا نہیں اب ملک
کی مالک ہوں دوسرے دن کو اختیار ہے جو کچھ محبت و الفت تھی وہ میرے اُنکے تھی اگر میں حاکم ہوتی
ضرور پھر اُنکی ملک کرنی اگر وہ لوگ ملک نہ کریں یا جواب صاف دین جب کہ وہ طالب ملک
ہوں اور اس پر سمندر کو غصہ آئے اور کسی کو براے مقابلہ ادھر روانہ کرے اور یہ لوگ مقابلہ
کریں تو منع نہیں کر سکتی نہ روک سکتی ہوں نہ ان پر کسی امر کا جبر کر سکتی ہوں کہ تم ضرور ملک کو
جاؤ یا لشکر سے مقابلہ کرو میں اب صاحب اختیار نہیں ہوں بلکہ دوسرے ہیں میں خود اُنکی روٹی
پر بڑی ہوں اگر سمندر تھے براے ملک مجھ کو لکھا ہے تو میرا یہ جواب ہے ماہران کو تحفہ پر کہ میں جو
وہ جواب دے اسکو سماعت کریں اُس سے نامہ و پیام ہو میں تو کوشش نہیں ہوئی ہوں مجھ کو یہ تکلیف
دیتے ہیں جرار نے کہا کہ جی نہیں کہتے کے لیے نہیں لکھا ہے بلکہ اور کچھ مضمون ہے ایوان نے کہا
کہ پھر لاؤ راوی نے بیان کیا ہے کہ اُس مقام پر سوائے ایوان کے اور جرار کے اور کوئی نہ تھا
اسی سبب سے تو ایوان نے جرار سے اس قسم کی باتیں کیں اور اسی خیال سے ایوان نے
سب کو ہٹا دیا تھا حالت یہ تھی کہ ایک چلمن بڑی ہوئی تھی چلمن کے اسطرح باہر گئے کہ
جرار بیٹھا ہوا تھا کمرے کے اندر ملکہ ایوان تھی بس جرار نے نامہ نکال کر ہاتھ بڑھا کر ملکہ کو
دیا ملکہ نے وہ نامہ لے کر پڑھا اسکے مضمون سے آگاہ ہوئی اور جرار سے کہا کہ وہ پیام جو کہ زبانی

دیا جو بیان کرو جہاں نے عرض کیا کہ بادشاہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ تم نے قید خواجہ سے رہائی پائی لہذا ہم کو
 تمہاری ملاقات کا بہت اشتیاق ہے تم حاضر خدمت ہو اور ایک اشد ضرورت ہے بدو نہ تمہارے آئے وہ جہاں
 ہو کی پس یہ مجھ سے رہائی فرمایا تھا کہ کدینا اور فرمایا تھا کہ کدینا کہ جہاں تک ممکن ہو بہت جلد آؤ
 اگر کھانا کھاتی ہو تو ہاتھ یہاں آکر دھونا ایوان نے جو یہ پیام رہائی سنا اور یہی مضمون تحریر بھی پایا
 مسکرائی اور کہا کہ سمندر نے تو اس طور سے تحریر کیا ہے کہ جیسے کوئی اپنے تالبدار کو تحریر کرتا ہے یا اپنے
 خراج گزار کو جن الفاظوں سے طلب کرتا ہے دراصل سمندر کا دماغ خراب ہو گیا ہے میں صرف اسیکی بخت
 اور الفت کے سبب سے اسیکی بات کا خیال نہیں کرتی ہوں ورنہ کوئی دوسرا ایسے الفاظ تحریر کرتا
 یا رہائی پیام بھجواتو میں اسکو وہ دندان شکن جواب دیتی کہ وہ بھی یاد کرتا میرا اس سے کوئی غرض نہیں ہے
 آج کل اس پر آلام بہت ہیں اور شراب بھی بہ کثرت پیتا ہے اور عورتیں بھی بہت سی ہیں جو اسے ہر وقت
 خدمت میں رہتی ہیں تو دماغ اسکا خراب ہو گیا ہے آج کل کی باتوں پر اس کے خیال کرنا بالکل عبث ہے ہر
 جہاں تم ہماری طرف سے سمندر کو سلام کہنا اور کہنا کہ میں آتی ضرور بموجب آپ کی طلب کے ملر مجبور
 اس امر سے ہوں کہ میں نے ایک چلہ بھینچا ہے اور اس میں شرط ہے کہ جب تک وہ چلہ تمام نہ ہو اس
 مقام سے اٹھ کر کہیں نہ جائے اسی مقام پر بیٹھا ہے اگر اسے غلات کرے گا تو جان کا ضرر ہے پس میں
 معاف کی جاؤں جب چلہ تمام ہو جائے گا تو حاضر خدمت ہوں گی اور میری طرف سے بہت عذر کر دینا
 ہے جہاں تو نے خوب کیا جو ماراں کو نامہ نہ دیا اور نہ پیام رہائی لکھا ورنہ وہ شے ہی آگ ہو جاتی اور
 اس تحریر کو دیکھ کر ایسا برہم ہوتی اور ایسا جواب میاں سمندر کو دیتی کہ انکو جواب دیتے بن نہ پڑتا
 یا تو خاموش ہو رہتے یا کچھ اور تحریر کر لے اسکا جواب پائے اور اگر جرات کرے کسی کو ادھر برے
 مقابلہ روانہ کرے تو کچھ جان بچانی دشوار ہو جاتی ہے تو تم نے اسوقت دانائی کی اور نہ کچھ کہنا اسنے کہا
 کہ میں اب دربار میں بھی نہ جاؤں گا ایوان نے کہا کہ یہ تم نے خوب بات کہی پس وہی مضمون جو
 کہ ایوان نے رہائی جہاں سے لکھا تھا ایک پرچہ قریب پر تحریر کر دیا اور اسکو بند کر کے جہاں کو دیا اور ایک
 خلعت محلدار کو طلب کر کے کہا کہ خزانہ سے منگا لو اسنے اسی وقت جا کر جویدار سے کہا جویدار نے اگر
 ماراں سے عرض کیا کہ ملکہ عالم ایک خلعت طلب فرماتی ہیں ماراں نے اسوقت خلعت روایہ
 کر دیا ماراں دربار میں اس انتظار میں بیٹھی ہوئی ہے کہ نامہ بروہان سے آئے تو میں اس سے دریافت
 کروں کہ کیا جواب ملا اور کیا پیام لایا تھا یہاں جب جویدار خلعت لے کر آیا ملکہ نے جہاں کو خلعت دیا
 اسنے خلعت لے کر ایوان کو سلام کیا اور جواب لے کر باغ سے باہر آیا اس جویدار سے کہا کہ اب
 تم جاؤ میں اپنے ملک کو جاتا ہوں اسنے کہا کہ دربار میں نہ چلو گے جہاں نے جواب دیا کہ جس سے
 ضرورت تھی میں اُنکے پاس ہوا یا اب دربار میں جانے کی کیا ضرورت ہے جویدار یہ سننے پر طر دربار
 کے رواج ہوا جہاں وہاں سے چلا اسکا حال پھر تحریر ہو گا جب جویدار دربار میں آیا ملکہ ماراں نے
 پوچھا کہ کیا نامہ میرا بھی تک باغ میں ہے جویدار نے عرض کیا کہ اسکو جواب بھی ملا اور خلعت بھی
 وہ اپنے ملک کو گیا بلکہ میں نے کہا کہ دربار میں چلو اسنے جواب دیا کہ کوئی ضرورت نہیں ہے
 یہ جو ماراں نے سنا خاموش ہو رہی دربار برخواست کیا ہر ایک سردار اپنے اپنے مقام کو گیا
 ملکہ کے تو دل کو لگی ہوئی تھی یہ دربار سے سیدھی باغ میں آئی اور ایوان کو اپنے آنے کی خبر
 کرائی ایوان نے بلالیا اور کہا کہ اسوقت بے وقت آنے کا کیا سبب ہے ایوان نے عرض کیا

کہ میری طبیعت بہت پریشان تھی کہ نہ معلوم نامہ میں کیا تحریر تھا اور آپ نے کیا جواب دیا میں اس خیال سے دربار میں پہنچی رہی کہ جب نامہ بر آپ کے پاس سے آئے گا تو اس سے دریافت کروں گی مگر وہ ایسا ہوشیار تھا کہ وہاں نہ گیا اور بلکہ تم کو سو ماق کے سر کی قسم بیان فرماؤ کہ سمندر نے نامہ میں کیا ایسا امر تحریر کیا ہے کہ جس کا یہ حکم تھا کہ سوائے ملکہ کے کسی اور کو نہ دنیا میں بھی تو آگاہ ہوں الیوان نے کہا کہ تم بیکار قسم دلاتی ہو میں کہے دیتی ہوں مجھ سمندر نے طلب کیا ہے کہ ایک اشد ضرورت ہے بہت جلد آؤ ورنہ تمہارے آئے وہ کام اجراء ہو گا اور یہی زبانی پیام تھا ماران نے کہا کہ یہ تو ایسا پیام نہ تھا کہ سوائے آپ کے اور کوئی اس سے واقف نہ ہو آپ تو شہدہ کرتی ہیں الیوان نے کہا کہ سو ماق کے سر کی قسم میں نے پوشیدہ نہیں کیا جو اٹھیں تحریر تھا میں نے بیان کر دیا ماران نے نہیں سکتی ہوں جب اس سے فرصت ہو کئی تو آؤنگی اور یہی تحریر کر دیا ماران نے جواب دیا کہ آپ نے صاف کہہ دیا ہوتا کہ میں ابھی نہیں آسکتی ہوں اس امر سے کیا فائدہ تھا ہم کوئی سمندر کی تابعدار نہیں ہیں نہ اسکی ماتحت میں الیوان نے جواب دیا کہ اے ماران وہ کار کرنا چاہیے نہ رہاں مرے نہ لاکھی ٹوٹے بس جب کہ اس طور سے اپنا مطلب حاصل ہو تو پھر کیوں وہ کام کیا جائے جس سے کہ قساد کی بنا ہو ہو جب مثل جو شخص شہدہ دینے سے مرے پھر اسکو زہر کیوں دیا جائے بس میں نے جو امر مصلحت وقت دیکھا اسکو کیا تم کو میرے امور میں کیا دخل ہے ماران نے کہا کہ جو آپ کی رائے میں جاتی ہوں یہ لہر وہاں سے اپنے گل تین چلی آئی اور خاموش ہو رہی وہ دن تمام ہوا شب آئی وہ شب بھی بسر ہوئی صبح کو ماران نے پھر اگر الیوان کو سلام کیا اور دربار میں آئی سب اہل دربار حاضر ہوئے جب دربار جمع ہو چکا اہل دربار نے ماران سے پوچھا کہ حضور نے ملکہ عالم سے دریافت فرمایا تھا کہ نامہ میں کیا تحریر تھا اور کس امر کی ایسی ضرورت تھی جو سمندر نے نامہ تحریر کیا تھا ماران نے جواب دیا کہ ہاں میں نے دریافت کیا تھا انھوں نے فرمایا کہ مجھ سمندر نے بلایا ہے کوئی اشد ضرورت ہے مگر ملکہ نے کہلا بھیجا کہ ابھی مجھ کو فرصت نہیں ہے جب فرصت ہوگی میں آؤنگی اہل دربار یہ سنکے خاموش ہو رہے ماران اپنے ملکی کاغذات دیکھنے لگی اسکا حال پھر پھر ہو گا ادمہ سو ماق جو اپنے باغ سے برائے سلام الیوان آئی الیوان نے اسکو گلے سے لگایا اور پیار کیا کہا کہ اے سو ماق کل ہمارے پاس سمندر نے نامہ تحریر کیا تھا اور ہم کو بلایا ہے کوئی ضرورت شدید ہے اس نامہ میں تحریر تھا کہ بدون آپ کے وہ ضرورت حل نہ ہوگی میں نے جواب دیا کہ مجھ کو فرصت نہیں ہے کیونکہ مجھ کو جانا تو منظور نہ تھا جب فرصت ہوگی آؤنگی سو ماق نے کہا کہ اسوقت سمندر کو خیال نہ آیا جب کہ وہ باتیں کہیں تھیں کہ ہم کو پھر ضرورت ہوگی اسوقت ہم یہ بے اعتنائی نہ کریں اب جو ضرورت ہوئی تو نامہ لکھا آپ بھی نہ جانیے گا سمندر کو لکھنے دیجیے ہم لوئی سمندر کے باپ کے نوکر نہیں ہیں کہ اسے بلانے سے چلے جائیں الیوان نے کہا کہ میں نے اسی سبب سے تو یہ فقرہ کر دیا سو ماق نے عرض کیا کہ خوب کیا یہ تقریر کر کے اور سلام کر کے اپنی مان کے پاس دربار میں آئی مان کو سلام کیا برابر کرسی پر نکلت کے بیٹھی ماران نے کہا کہ اے فرزند تم نے سنا کہ کل نامہ ملکہ عالم کے پاس سمندر کا آیا تھا پہلے نامہ بر یہاں آیا میں نے بہت بہت اس سے نامہ طلب کیا اسنے نہ دیا اور یہی کہا کہ میں ملکہ کے ہاتھ میں روکا میں نے

ملکہ سے کہلا بھیجا ملکہ نے اسکو طلب کر کے نامہ پڑھا اور جواب نامہ دیا سو ماق نے کہا کہ ہاں مجھ سے
ملکہ فرماتی تھیں مگر وہ یہ فرماتی ہیں کہ نامہ میں یہ امر تحریر تھا کہ مجھ کو طلب کیا تھا یہ تو کوئی راز نہ تھا
کہ جو اس نے نامہ آپ کو نہ دیا خیر معلوم ہو جائیگا یہ تقریر کر کے سو ماق وہاں سے اٹھ کر اپنے باغ
میں چلی آئی کہ اب سب کا حال پھر تحریر ہوگا

اب شہہ حال سمندر اور نامہ بر کا تحریر ہوتا ہے و دیگر حالات

بس راوی تحریر کرتا ہے کہ یہاں سمندر ہر روز دربار کرتا ہے اور وہ بادشاہ جو کہ ملک کو آئے ہیں ہر روز
دربار میں حاضر ہوتے ہیں حسب دستور آج بھی دربار آراستہ تھا کہ سمندر نے شہ ماق سے کہا کہ
ابھی تک جرار جادو الوان کے پاس سے جواب لیکر نہیں آیا کئی دن کا عرصہ ہو گیا ہے شہ ماق
نے جواب دیا کہ وہ آتا ہو گا یا اسکو الوان نے جواب نہ دیا ہو گا راوی نے بیان کیا ہے کہ جرار
شہ الوان سے نکل کر اور طاؤس سے پھر سوار ہو کر حلال تھا بعد قطع راہ سمندر یہاں پہونچا چونکہ وقت
دربار کا تھا دربار میں آیا یہاں اسکو ذکر ہو رہا تھا کہ اہل دربار نے جرار کو دیکھ کر سمندر سے کہا
کہ حضور ملاحظہ کریں جرار جادو آئے جرار نے مجرا گاہ سے مجرا کیا سمندر نے پوچھا کہ الوان کہاں
ہے کیا وہ بعد کو آئیگی کیا تمھارے ہمراہ نہیں آئی جرار نے کہا کہ میں عرض کرتا ہوں جو کچھ واقعہ گذرا
ہے اور الوان نے عرض کیا ہے سمندر نے کہا کہ جلد بیان کر جرار نے عرض کیا کہ غلام جو الوان سے
گیا تو معلوم ہوا کہ الوان نے ترک حکومت کی اور گوشہ نشین ہوئی ہے حضور میں نے ایسا شہ
تو آباد اور یہ بندوبست کسی شہر میں نہیں دیکھا جو الوان سے دیکھا ہے مگر کل حالت شہ الوان سے
بیان کی سب نے الوان کی بہت تعریف کی اس نے عرض کیا کہ میں اسوقت پہونچا تھا کہ
دربار پر خاست ہو چکا تھا دن بھر میں نے شہ کی سیر کی اس کے بعد سرزمین آکر اتر وہاں سب راحت
کا سامان ہمارے مسافران سرکار الوان سے تھا میں نے وہ رات راحت سے بسر کی سرابے
میں میں نے یہ سنا تھا کہ ملکہ نے گوشہ نشینی اختیار کی اپنی بہن ملکہ ماران کو اپنی طرف سے
حاکم کیا جب صبح ہوئی میں دربار میں گیا وہاں جا کر معلوم ہوا ماران نے جو سنا کہ میں نامہ
لایا ہوں مجھ سے نامہ طلب کیا میں نے نامہ نہ دیا جرار نے اپنی تقریر اور اپنا جانا الوان کے
پاس اور اسکا نامہ پڑھنا اور زبانی پیام سننا سب بیان کیا اور کہا کہ ملکہ الوان نے جواب دیا
کہ میں نے چلہ کشی کی ہے اور اس چلہ میں شرط ہے کہ جب تک تمام نہ ہو مقام چلہ کشی سے
باہر نکلے پیش میں مجبور ہوں جب اس امر جو سے فراغت ہو جائیگی میں حاضر ہوں گی اور
یہی جواب تحریر کیا ہے یہ کہ وہ کاغذ جو کہ الوان نے لکھا تھا پیش کیا سمندر نے وہ کاغذ لیکر
منشی کو دیا منشی نے اسے یہ صدفے بلند پڑھا جو کہ جرار نے بیان کیا تھا وہی تحریر تھا بس
تحریر و سام زبانی الوان کا منشی سمندر خاموش ہو رہا مگر غصہ آیا شہ ماق کی طرف مخاطب ہو کر
کہنے لگا کہ اب کیا کرنا چاہیے اس نے تو عرض کیا اور جرار اپنی آنکھ سے دیکھ رہی آیا ہے بس ثابت
ہوٹا ہے کہ اس نے ضرور چلہ پھینکا ہے شہ ماق نے ابھی کوئی جواب نہ دیا تھا کہ اقرار بول اٹھا
کہ خداوند یہ سب الوان کا فقرہ ہے اس نے ضرور خواجہ سے اقرار کیا ہے وہ شریک اہل اسلام
ہوئی ہے اس نے اسی سبب سے یہ فقرہ لیا اب وہ آپ کے پاس بھی نہ آئیگی اس نے سرشتی

اگر کسی ہو اگر آپ زیادہ اس پر جبر فرمایا گا وہ آمادہ نفاذ ہوگی اُسے یہی تو مدبر کی ہر کہ آپ کنارہ کش ہوئی اور
 اپنی بہن کو بادشاہ گیا شملاق نے بھی امراق کے قول کی تصدیق کی اور کہا کہ اسکا سبب یہ ہر کہ ایوان
 یہ خیال کرتی ہر کہ میں کوئی بادشاہ کی ماتحت نہیں ہوں میری حکومت خود سر ہر نہ میں باج گزار ہوں جو
 اطاعت کروں اسکو اپنے سحر و ساحری پر ناز ہر وہ خیال کرتی ہوگی کہ میں کیوں کسی کا دباؤ اٹھاؤں کیا میں
 کسی کی فرمانبرداری ہوں جو حسب الطلب جاؤں میرا سمندر کیا کر لگا اگر مقابلہ کر لگا تو میں بھی مقابلہ کروں گی
 صرف میرے اس کے سلسلہ محبت و اتحاد ہر وہ قطع ہو جائے گا خوف وہ کرے جو کہ ماتحت ہو جبکہ میں نے
 خداوند کی اطاعت نہ کی تو سمندر کیا چیز ہر جو بھائی امراق نے کہا کہ اُسے یہ مدبر کی کہ اپنی بہن کو حاکم
 کیا صرف اس خیال سے کہ میں الگ رہوں گی اور ماراں مقابلہ کرے گی اگر کوئی شکایت کر لگا تو میں یہ جواب
 دوں گی کہ میرا ان پر کیا زور ہر اُنکو اپنے فعل کا اختیار ہر میں تو ترک دنیا کر چکی یہ جو تقریر سمندر نے سنی
 کہا کہ تم لوگ سچ کہتے ہو ضرور ایوان نے فقرہ کیا اور وہ خود سر ہو گئی ہر راوی نے بیان کیا ہر کہ شملاق
 وغیرہ نے ایسی تقریر کی کہ جس کے سبب سے سمندر کو نہایت طیش آیا اور غصہ آیا اور کہا کہ میں ایوان
 کا غرور سب نکالے دیتا ہوں اب کی مرتبہ پھر طلب کرتا ہوں اگر وہ اُنی تو خیر ورنہ کسی سردار زبردست
 کو روانہ کر کے اُس سے مقابلہ کر دوں گا اور اسکو حکم دوں گا کہ اسکا سر کاٹ لاؤ یا اسیر کر لاؤ اس حالت سے
 کہ ایسی حالت ہو کہ بھی کسی بادشاہ نے کسی بخونی مجرم کو بھی اس ذلت سے نہ اسیر کر لیا ہو شملاق
 نے جواب دیا کہ ہاں جب تک ان لوگوں پر اس قسم کی سختی نہیں کی اسوقت تک یہ لوگ دابریاست
 کو خیال میں نہ لائیں گے اس لئے بھی مثل آفاق شاہ کے حرکت کی ہر صرف اس خیال سے کہ میں اپنے
 ملک میں ہوں سمندر میرا کیا کرے گا آپ کو اب سب نے ایسا خیال کر لیا ہر کہ گویا آپ کوئی چیز
 نہیں ہیں سب سرکشی پر آمادہ ہو گئے یہ سب آپ کا حکم ہر کہ جس کے سبب سے سب سرکشی
 ہو گئے ہیں اگر آپ قبل سے سیاست کرتے تو یہ نوبت نہ ہوتی حضور ریاست بدون سیاست
 کی نہیں ہوتی آپ نے طرح دی ان لوگوں نے خیال کیا کہ بادشاہ ہم سے دب گیا اُنھوں نے زور
 باندھا اگر پہلے سے آپ ظلم پر مکرستے اور ذرا ذرا سی خطا پر سزا دیتے تو ابھی یہ سرکشی نہ ہوتی جو کہ
 باج گزار تھے وہ بھی اور جو کہ نہ تھے وہ بھی خوف کرتے آپ نے تو جو جس نے کہا کچھ خیال اس پر نہ
 کیا اب ان لوگوں کا زیر ہونا محال ہر کیونکہ زور پر حکم میں ہم لوگوں کی صلاح تو یہ ہر کہ اب وہ
 تدبیر چاہیے اور ان سب کو اپنے قبضہ میں دباؤ ڈال کر رکھے جب دو چار پر آپ اسے سختی فرمائے گا
 پھر کسی کو جرات نہ ہوگی دیکھئے جب سے آپ نے آفاق نمک حرام پر وہ سختی کی پھر کسی نے
 بھی سراٹھایا اہل دربار سے یا جو کہ بہ مقابلہ اہل اسلام فروکش ہیں میرے نزدیک کسی کے دل
 میں خیال بھی اس امر کا نہیں آتا ہو گا یہ امر اتفاقی ہر کہ آفاق نے کیا اب کوئی نہیں بچ سکتا ہر
 سمندر نے جواب دیا کہ بھاری راسے بہت ٹھیک ہر میں ضرور اب سیاست پر مکر یا نہ ہونگا
 یہ کہ میرا منشی سے کہا کہ ایک نامہ میری طرف سے اور بنام ایوان اس مضمون کا تحریر کرو
 کہ ہم کو معلوم ہوا ہر کہ تو نے خواجہ ثالث سے اقرار کیا ہر کہ میں سمندر کی شراکت نہ کروں گی
 اور تو ہم سے نحر ت ہو گئی ہر اہل اسلام کے شریک ہوئی ہر بس ابی میں تیرے حق میں بہتری
 ہر کہ تو مجھ کو جب ہماری طلب کے ہماری خدمت میں حاضر ہو ورنہ یاد رکھ کہ میں خود وہاں آؤں گا
 اور تمام شہر کو تباہ و برباد کروں گا اور بنگلو اس حالت خراب سے قتل کروں گا کہ میرے حال پر

مرغان ہو او ماہیان دریائیں کھائیں گے اور مجبور حمہ آئینہ بجو اختیار ہو بس اگر انہی بہتری کی خواہش
 ہو تو فوراً چلی اور نہ جھگو اسی مقام پر موجود جان یہ جو مضمون نامہ کا عشاق و گلاب نے سنا و دیگر اہل
 دربار نے جو کہ صاحب عزت تھے اور خیر خواہ تھے ہر ایک نے دل میں خیال کیا کہ مثل آفاق شہزاد
 کے ایوان سے بھی فساد ہوتا ہو اور یہ وزیر ایوان کو بھی بادشاہ کا دشمن کرتے ہیں یہی امر خرابی حکومت
 کے ہونے جب کہ دوست دشمن ہو جائیں تو پھر کون ملک کر گیا اس امر کا بھی بادشاہ کو خیال نہیں
 آتا ہے کہ اس وقت ہمارے دربار میں بہت سے بادشاہ ایسے ہیں کہ جو براے ملک آئے ہیں اگر وہ یہ
 حال میرے ظلم کا دیکھیں گے تو کیا اپنے دل میں کہیں گے کیونکہ جب کہ بادشاہ کا ان لوگوں سے یہ حال
 ہو جو کہ نہ باج گذار ہیں نہ ماتحت ہیں تو ہمارے ساتھ کیا حال ہو گا ایسے سے خداوند بچائیں کسی تدبیر
 سے بادشاہ کو اس امر سے باز رکھنا چاہیے یہ سب نے خیال کر کے سمندر سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو
 ہم بھی کچھ عرض کریں جو ہمارے خیال ناقص میں آتا ہو گو ہم وہ عقل نہیں رکھتے ہیں جو کہ وزیر کے عالم قرار
 رکھتے ہیں مگر ہم بھی جو کچھ عرض کریں وہ سماعت ہو یہ نظر خیر خواہی عرض کرنے اس پر عمل کرنا نہ کرنا
 کو اختیار ہو سمندر نے کہا کہ آپ لوگ بیان کریں عشاق نے کہا یہ جو وزیر اسے فرمایا بہت بجا
 ارشاد کیا کیونکہ ان لوگوں کی عقل مثل لقمان وارسطو کے ہو جو یہ رائے دینے بہت عمدہ ہوگی مگر
 ہمارے نزدیک اس امر میں کو شش کرنا بالکل بجا ہے اگر اس نے عذر کیا ہے چنبے توقف لازم ہے
 شاید جیسا کہ اُسے تحریر کیا ہو ویسا ہی ہو جب اس کو فرصت ہوگی ضرور آئینگی ہاں اس وقت میں آئے
 تو پھر اختیار ہو ہمارے ایک دوست کو دشمن کرنا بالکل خلاف ہے آئندہ آپ کو اختیار ہو سمندر
 نے کہا کہ یہ جو آپ نے کہا بہت ٹھیک ہے مگر میرا خیال ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اس فقرہ میں
 محنت کر کے کوئی سحر تیار کرے اور اس کا دفع کرنا مشکل ہو اسی سبب سے اُس نے یہ فقرہ کیا اور یہ
 خیال آپ کا بالکل بے جا ہے کہ وہ دوست ہو اس سے بڑھ کر کوئی دشمن نہیں ہو یا یہ کرے کہ وہ
 لشکر اسلام میں وہ سحر تیار کر کے چلی جائے تو بڑی خرابی ہو ہاتھ ہے یہ شکار نکل جائے عشاق
 نے و دیگر اہل دربار نے دیکھا کہ بادشاہ اس امر سے باز نہ آئے گا شملاق و امراتی کی تقریر نے
 بادشاہ کے دل پر اثر کر لیا ہے شملاق و امراتی کے شریک وہ بادشاہ بھی ہوئے تھے جو کہ تازہ
 وارد ہوئے ہیں ان دونوں نے چند دن میں ان لوگوں سے ایسی ملاقات بڑھالی ہے اور یہ ان
 سب پر ظاہر کر دیا ہے کہ یہ لوگ جو کہ آج کل دربار میں ہیں انہیں چند ایسے خرب ہیں کہ جن کے
 سبب سے یہ خرابیاں ہوئی ہیں جو کہ سپہ سالار لشکر ہیں انکی ہمشیرہ لشکر اسلام کے شریک ہیں
 جو یہاں واقعات گذرتے ہیں انکی سب کی خبر بذریعہ انکے اہل اسلام کو ہو جاتی ہے یہ یعنی ہمشیرہ
 سے کہتی ہیں وہ اہل اسلام سے بیان کرتیں ہیں انکو کب یہ گورا ہو گا کہ اہل اسلام تباہ ہوں
 وہ بادشاہ بھی ان دونوں کے شریک ہوئے ہیں انکی رائے کو پسند کرتے ہیں جب یہ رائے
 شملاق وغیرہ نے دی تھی تو ان سب نے بھی تصدیق کی تھی اور بادشاہ سے کہا تھا کہ وزیر صاحب
 ٹھیک کہتے ہیں جب عشاق و گلاب نے و دیگر اہل دربار نے یہ تقریر سمندر سے کی شملاق
 نے انکی عزت اشارہ کیا کہ آپ لوگوں نے ملاحظہ فرمایا کہ یہ لوگ کیا رائے بادشاہ کو دیتے
 ہیں راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ دونوں وزیر برے مفسد ہیں یہ جانتے ہیں کہ یہ جو خیر خواہ ہیں
 یہ بھی دشمن ہو جائیں اور بادشاہ ہمارے پر کام کریں سوائے ہمارے اور کوئی دربار میں

نہ رہے اور اس قدر بادشاہ کی رائے میں اپنے کو دخیل کیا ہوا اور اس قدر سمندر کے مزاج میں پیٹھے ہیں کہ سمندر
 بھی سوائے ان دونوں کے دوسرے کی بات پر مطلق خیال نہیں کرتا ہر جب ستملاق نے ان
 سب کی طرف اشارہ کیا اس وقت ان بادشاہوں نے سمندر سے کہا کہ جو وزیروں نے آپ کے
 رائے دی ہو ہمارے نزدیک بہت ٹھیک ہو ابھی سے اسکا تدارک بہتر ہو اور یہ لوگ غلطی پر ہیں
 عشاق وغیرہ نے جو یہ دیکھا پھر جرات نہ ہوئی کہ کچھ کہتے مگر کلاب نے جرات کر کے عرض کیا کہ
 میری ایک رائے ہو اگر پسند خاطر عالی ہو وہ یہ ہو کہ اس مضمون کا نامہ مردانہ کیا جائے بلکہ یہ مضمون
 ہو کہ ہم کو ضرورت شدید ہو تم ازراہ مہربانی اپنے چلہ کو ترک کر کے چلی آؤ جب یہاں سے فرصت
 کر کے جانا تو پھر چلہ کشی کرنا ہم کو تمھاری ذات سے یہ امید نہ تھی کہ ہم تم کو طلب کریں اور تم آنے
 سے انکار کرو وہ محبت و الفت سابق کی کیا ہو گئی کیا تم نے سب بھلا دی یہ امر تو تمھاری ذات
 سے بعید معلوم ہوتا ہو اور بالکل خلاف مردت و دوستی کے ہو ہم پر ایک وقت پڑا ہو اور بدون
 تمھارے اسکا حل ہونا دشوار ہو اور تم انکار کرتی ہو اس طور کے الفاظ نامہ میں ہوں اس سے امید
 ہوتی ہو کہ وہ ضرور چلی آئیگی اگر اس مضمون کا خط جائے گا جو کہ حضور نے تجویز کیا ہو اس میں یہ خیال
 کر لی کہ بادشاہ کو میرے حال سے خبر ہو گئی اٹھون نے تب تو یہ نامہ لکھا ہو پس اب تو نہ جا اگر
 جائیگی تو خرابی ہوگی بلکہ وہ فوراً طرف لشکر اسلام کے چلی جائیگی اور اپنے ملک کا بندوبست کر جائیگی
 پھر اسکا ہاتھ آنا دشوار ہو اور اس کے ملک پر قبضہ پانا بھی مشکل ہو یا لشکر اسلام میں نہ جائے اور اپنا
 بندوبست کرے اور مقابلہ کرے اس وقت بھی خرابی ہوگی کیونکہ حضور و طرف کیونکر مقابلہ کر سکے دونوں
 دشمن سخت ہیں ایک اہل اسلام میں سے ایک زمانہ سے مقابلہ ہو رہا ہو دوسرے یہ بھی کوئی کم
 نہیں ہو کوئی یہ نہ خیال کرے کہ فوراً ایوان پر فتح حاصل ہوگی اس کے مقابلہ میں بھی رمانہ صحت ہوگی
 جب آپ ادھر لشکر روانہ کریں گے ادھر فوج کم ہوگی اہل اسلام کا نزع ہوگا ادھر مقابلہ کے لیے لشکر روانہ
 کریں گے ادھر کمی ہوگی وہ نزع کریں گے ایک آپ ہیں کیونکر فکر فرمائے گا ایک مد ایک کا قبضہ ملک پر
 ہو جائے گا اگر آپ خود لشکر لیکر برائے مقابلہ اہل اسلام تشریف لے گئے ایوان کو خبر ہوئی وہ اس
 لشکر کو شکست دیکر شہر پر آ پڑی اور شہر پر قبضہ کر لیا اور عقب سے اگر آپ کے لشکر پر حملہ کیا اور
 اہل اسلام نے حربہ کیا اور حضور کے دشمن گرفتار ہو گئے تو خرابی ہوگی یا آپ ایوان کے مقابلہ
 کو تشریف لے گئے اہل اسلام نے کسی تدبیر سے شہر پر قبضہ کر لیا اور لشکر پر اگر کرے ادھر سے
 ایوان نے مقابلہ کیا اس وقت میں بھی خرابی ہوگی جس کا کہ بمقابلہ احضرائے یوش ایوان خیال
 تھا جب کہ وہ صندوق لے کر چلی گئی تھی وہی امر تو ایوان کے بھی مقابلہ میں ہوگا اور جب کہ وہ
 اس بہانہ سے آپ نے پاس چلی آئیگی اور آپ اسکو سمجھائیں گے اور ہم سب لوگ اگر اس نے
 اس فہمائش پر عمل کر لیا تو خیر ورنہ آپ کو اختیار ہو خواہ اسکو قید فرمائیے خواہ قتل اور ایک سردار
 زبردست کو مع لشکر روانہ فرمائیے کہ وہ جا کر شہر پر قبضہ کرے وہ لوگ تو غافل ہونگے باسانی
 قبضہ ہو جائیگا میری رائے ناقص میں تو یہ آتا ہے یہ تقریر جو کلاب جادوئے کی سمندر نے
 سب اہل دربار کی طرف دیکھا پس سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ یہ رائے سپہ سالار کی بہت
 عمدہ ہو سمندر نے ستملاق و امراق سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو اٹھون نے بھی کہا کہ یہ رائے بہت
 ٹھیک ہو ان دونوں نے اس سبب سے انحراف نہ کیا اس رائے سے کہ سب اہل دربار کی رائے

اسکی رائے کے موافق ہو اگر ہم اسکے خلاف کہیں گے تو اسوقت پیش نہ جائیگی بس اس سے بہتر یہ ہے کہ اسی رائے کو رہنے دوا پنا مطلب حاصل ہو اور گلاب نے اس سبب سے یہ رائے دی تھی کہ شاید اس مضمون کا نامہ جائے اور ایوان اس نامہ کو دیکھ کر برہم ہو بھی تو اسکا خیال دشمنی کا نہ ہو مضمون نامہ دیکھ کر پیدا ہو تو خرابی ہے جب یہاں آئیگی اگر وہ خصوصیت پر آمادہ بھی ہوگی تو ہم سب مل کر اس کو سمجھا دیں گے وہ یقیناً راضی ہو جائے اگر وہ بھی راضی ہوگی تو اکیلے ہی گرفتار کر لین گے کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ بادشاہ سے خلافت ہو اور بادشاہ طرح دے ہاں اگر یہ دونوں حرامزادے بادشاہ کو ورغلان دے دیتے تو ایسا ہی بادشاہ کرنے اور اسکو طلب ہی نہ کرتے اگر طلب بھی کرتے اور اسکو بر خلافت پاتے تو کوئی سرکار نہ رکھتے مگر یہ تو آگ لگا چکے ہیں خواہ وہ یہاں آئے خواہ نہ آئے اسکا اسیر یا قتل ہونا ضرور ہے اس سے یہ امر ہے کہ ایک وہی اسیر ہوگی طرفین کے لوگ قتل ہوئے اس حالت میں ہزاروں کے خون ہوئے اور یہ بھی خیال گلاب نے اپنا عشاق سے ظاہر کیا تھا اور کہا تھا کہ اسوقت اس صورت سے یہ بلا دفع ہوتی ہے عشاق نے بھی کہا تھا کہ تمھاری رائے بہت ٹھیک ہے تب گلاب نے بادشاہ سے کہا تھا جب سمندر نے دیکھا کہ سب کی رائے ہے بس اسوقت سمندر نے نشی سے کہا کہ اس مضمون کا نامہ نہ لکھو بلکہ جو مضمون سپہ سالار بتائیں وہ تحریر کرو گلاب نے پہلے تو القاب و آداب تحریر کرایا اسکے بعد وہی مضمون جو کہ مذکور ہو چکا ہے اسکے بعد اور بہت سے کلمات عجز تحریر کر کے جو کہ خرد بزرگ کو تحریر کرتے ہیں مضمون نامہ سن سن کر یہ دونوں بیٹھے ہوئے بھلا کیسے کیا کرتے کہ انھوں نے دیکھا کہ سب نے اس رائے کو پسند کیا اگر ہم دونوں انحراف کریں گے تو صرفاً مخالفت ظاہر ہوگی مگر اس پر بھی تاب نہ رہی بول اٹھے اے سپہ سالار ایسے کلمات تو نامہ میں نہ تحریر کر اسے جو کہ بادشاہ کی شان کے خلاف ہوں جس سے بالکل عجز ظاہر ہو گلاب نے جواب دیا کہ اور سب امور کا آپ کو بادشاہ نے اختیار دیا ہے مگر اس تحریر نامہ میں میری رائے ہے اور تجھ کو اختیار ہے جو میں چاہتا ہوں تحریر کر تا ہوں کوئی میں عجز خواہی سے باہر نہیں جو میں ذلت چاہیگا اگر سب غیر خواہ ہوں تو میں بھی حیر خواہ ہوں سمندر نے کہا کہ اچھا اچھا تم لکھو او اور ان دونوں کو منع کیا تم نہ بولو اس نامہ کے مضمون کا ہمارے سپہ سالار کو اختیار ہے تعلق وغیرہ خاموش ہو رہے مگر باہم اشارہ کیا کہا کہ بالکل ذلیل کر کے بادشاہ کو لکھا ہے اور ایوان کو بہت کچھ تحریر کیا ہم وہ اور زیادہ غرور کر رہی اور خیال کر رہی کہ بادشاہ دب گیا اسکا یہ خیال ہے کہ وہ اس تحریر کے دیکھنے سے چلی آئیگی ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ اور زیادہ مغرور ہو جائے گی خیر دیکھو جو ہمارا خیال ہے وہی ہوگا بادشاہ کو انسوس ہوگا اور کچھ ہاتھ نہ آئے گا باہم ایک دوسرے سے اشارہ میں یہ تقریر کیا ادا ہو گلاب نے نامہ ختم کیا نشی نے لفافہ میں بند کیا اس پر مہر شاہی کی بادشاہ کے رو برو پیش کیا سمندر نے وہ نامہ لے کر جہاز سے کہا کہ تم ہی چلو کیونکہ تم ایک مرتبہ ہو آئے تم بخوبی واقف ہو ہمارے بس پھر جہاز اپنے مقام پر سے اٹھا گلاب نے زبانی بھی بہت کچھ سمجھا دیا اور کہا کہ جہان تک ممکن ہو اپنے ہمراہ لے آنا جو تقریر بیان ہوئی ہے وہ بیان کرنا جہاز لے کر آیا کہ آپ نے مجھ کو نادان تصور کیا ہے مگر جہاز دربار سے باہر آیا اور طاؤس سحر پر سوار ہو کر طرقت ایوانیہ کے چلا جب سمندر نامہ روانہ کر چکا اسوقت سمندر نے کہا کہ اگر ایوان آجائے اور میرے

کہنے پر عمل نہ کرے پس جسوقت میں اشارہ کروں فوراً تم سب اُسکو اسیر کر لینا بلکہ جب سے وہ آئے
 اُس پر نہ ظاہر ہو مگر وہ حراست میں ہو جائے شملاق نے کہا بہت خوب یہ کہکر سمندر رہنے دربار
 برخواست کیا داخل محل ہوا سب اپنی اپنی طرف چلے جو کہ دشمن تھے ایوان کے وہ بہت خوش رہے
 اور جو کہ دوست تھے وہ مغموم تھے اور جو کہ خیر خواہ سلطنت تھے وہ باہم یہ تقریر کرتے ہوئے جاتے
 تھے کہ اب اس شہر کے تباہی کے دن آئے بادشاہ اندھا ہو گیا ہے دوست دشمن کے تمیز نہیں ہے
 وزیران دست چمپ کو اپنا بہت بڑا خیر خواہ جانتا ہے ان دونوں سے زیادہ کوئی دشمن نہیں ہے
 اتفاق سے انھوں نے یون عداوت کرائی اب انھوں نے ایوان سے بھی عداوت کا سلسلہ پیدا
 کیا اور عداوت ڈلوادی لگا اب نے کہا کہ میں نے ایک تدبیر کی ہے اگر وہ اس تدبیر سے چلی آئی اور
 اسنے ہم سب کے کہنے پر عمل کر لیا تو عداوت نہ ہوگی ورنہ وہ تو عداوت کرا چکے ہیں یہ لوگ اسی
 قسم کی باتیں کرتے ہوئے اپنے مکان کو گئے ادھر شملاق و امراق اپنے فریون اور دوستوں سے
 کہتے آئے کہ کیا خوب تدبیر ہم نے کی ہے کہ ایوان سے اور بادشاہ سے مخالفت ہو گئی یہ صرف اس غرض سے
 کہ وہ جو اہل اسلام کی شریک ہوئی ہے اسکو اہل اسلام کی شرکت نہ نصیب ہو اور بادشاہ
 کے ہاتھ سے ماری جائے اگر وہ اہل اسلام کی شرکت کر لے گی تو اُنکو بہت بڑی توت حاصل ہوگی
 پس ضرور اس تدبیر سے یہ قتل ہوگی یہ جو اسے پہلے سالار نے پیش کی کہ وہ یہاں آجائے تو ہم سمجھائیں گے
 یہ امر محال ہے گوا انھوں نے اپنی رائے ظاہر نہیں کی ہے مگر اُنکا منشا یہی ہے خیر دیکھو کہ کیا ہوتا ہے
 راوی نے کہا ہے کہ شملاق وغیرہ ان بادشاہوں سے جو کہ برائے ملک آئے ہیں ایسی تقریر کرے ہوئے
 اُنکے لشکرین آئے اور اُنکو اُنکے بارگاہ میں پہنچا کر حقوڑی دے بیٹھو کر اور رخصت ہو کر اپنے
 اپنے مکان پر گئے یہاں اسی طور سے پھر دربار ہونے لگا اب حال جرار کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ راہ
 طر کر کے ایوانیہ میں پہنچا یہاں مازان حکومت کرتی ہے اب ان لوگوں کو کچھ بھی خیال نہیں ہے
 کہ کیا نامہ آیا تھا اور کیا ہوا سب عیش و عشرت سے بسر کر رہے ہیں مگر ایوان کو خیال ہے
 کہ ضرور کوئی نہ کوئی پھر نامہ و پیام سمندر کے پاس سے آئے گا یہ اس خیال میں تھی ادھر جرار
 جب داخل ایوانیہ ہوا سیدھا دربان پر آیا دربار میں نہ گیا اس خیال سے کہ کیا ضرورت ہے کہ
 دربار میں جاؤں مجھ کو تو ملکہ ایوان سے کام ہے پس جب یہ دربان پر پہنچا اسنے محلدار سے
 کہا کہ ملکہ کو خبر کرو کہ نامہ بر سمندر شاہ کا جرار جادو نامہ لے کر حاضر ہوا ہے محلدار نے قریب
 کہ جا کر عرض کیا ملکہ نے کہا کہ بلا لو محلدار آکر لے گئی چلن پڑ گئی یہ کرسی پر بیٹھا سلام کر کے
 ملکہ نے کہا کہ کیا پیام لائے ہو اور کیا رنگ ہے جرار نے کہا کہ اب تو بادشاہ کی ملک کنی ملکوں
 سے آگئی ہے بہت بادشاہ ساحر آئے ہیں مگر ابھی ایک سبب سے لشکر اسلام پر بادشاہ نے
 لشکر کشی نہیں کی ہے اب اُنکا قصد ہے کہ میں خود لشکر کشی کروں مرنے آپ کا انتظار ہے کہ ایک بہت
 بڑی مشکل درپیش ہے وہ بدون آپ کے حل نہ ہوگی بادشاہ نے آپ سے فرمایا ہے کہ جس طور
 سے ہو آپ میرے پاس تشریف لائیں آپ کی بزرگی سے مجھ کو بہت بڑی امید ہے کہ آپ
 میرے کہنے کو نہ ٹالیں گے گا آپ کی ذات سے بڑی امید تھی ہے میرے اوپر ایسی ہی بلا آئی
 ہے جو بدون آپ کے آئے وقوع نہ ہوگی اگر مجھ ایسی امید ضرورت نہ ہوتی تو میں بھی آپکو
 تکلیف نہ دیتا لہذا ازراہ مہربانی آپ اپنے کام کو چھوڑ کر تشریف لائے بعد از مہربانی

ہو گا آپ میری بزرگ بین اور بزرگوں سے خردوں کو بڑی بڑی امید ہوتی ہے یہ جو تقریر جبار نے کی اور نامہ
 نکال کر دیا اسکو جو پڑھا ایوان نے اس بیان سے زیادہ تر اس میں عجز و انکسار پایا بس خیال کیا
 کہ جب سمندر نے اس طور سے لکھا ہے تو چلکر آسکی لکاک کرنی پڑ ضرور ہو سوا ہے مقابلہ اہل اسلام
 کے اور جس طرح کی بلا میں وہ مبتلا ہوا اسکو دفع کروں وہ کوئی ایسی ضرورت ہے کہ جس کے لیے بار
 بار طلب کرتا ہو دراصل خلافت مروت ہو ایسے وقت میں اسے پاس نہ جانا وہ کوئی زبردستی نہ چکو
 برائے مقابلہ اہل اسلام نہ روانہ کر دیکانہ ایسا ہی کہ تجھ پر جبر کرنے کا بس چلنا لازم ہے یہ خیال کر کے
 ایوان نے جبار سے کہا کہ تم ٹھہرو میں ابھی چلتی ہوں اپنی چلہ کشی کو موقوف کرتی ہوں کو دس
 بندہ دن کی میری محنت برباد ہوگی ہو مگر میں سمندر اپنے شفیق کے کہنے کو نہ ٹالوں گی یہ کہہ کر محلدار
 کو طلب کیا اور اس سے کہا کہ جا کر سپاہی سے کہ کہ وہ ابھی جا کر ماران و سوماق کو بلا لائے
 مجھ ایک بہت بڑی ضرورت ہے محلدار نے جا کر دربان سے کہا چند سوار ہر وقت درباغ پر
 مسلح حاضر رہتے ہیں انہیں سے ایک طرف ایوان شاہی کے چلا ایک طرف باغ سوماق برقی
 مزاج کے جو کہ طرف ایوان شاہی کے کیا تھا اسنے جا کر درویش پر بذریعہ محلدار کے کہلا بھیجا
 کہ ملکہ ماران تاجدار سے عرض کر دو کہ آپ کی ہمیشہ صاحبہ نے آپ کو طلب فرمایا ہے محلدار نے
 جا کر ملکہ سے عرض کیا ملکہ اسوقت دربار پر خاست کر کے آتی تھی طعام نوش کر رہی تھی جیسے یہ پیام
 سنا فوراً اٹھ کھڑی ہوئی اور لباس دیگر پہن کر طاؤس سحر پر سوار ہو کر طرف باغ کے چلی محلدار
 سے کہا کہ سوار سے کہہ دو کہ وہ جا کر خبر لے میں آتی ہوں بس وہ سوار طرف باغ کے چلا اور
 جا کر محلدار سے کہا کہ عرض کر دو ملکہ کثرت لاتی ہیں اور دوسرے سوار نے جا کر سوماق کے
 باغ کے دروازے پر اپنے آنے کی خبر کرائی محلدار نے آ کر دریافت کیا کہ کیوں آئے ہو اسنے کہا کہ
 ملکہ عالم نے ملکہ صاحبہ کو یاد فرمایا ہے فرمایا ہے کہ اسی وقت میرے پاس ہو جاؤ مجھ کو تم سے کچھ
 اشد ضرورت ہے یہ جو محلدار نے جا کر کہا سوماق ٹرپ گئی اسوقت راتو بیچھی ہوئی اپنی تم بہتوں
 سے جو سہ پہل رہی تھی ابھی اٹھ کر اٹھی اور فوراً طاؤس سحر پر سوار ہو کر طرف باغ ایوان کے چلی
 سوار یہ کہہ کر اور اجازت لے کر چلا آیا یہاں قبل آئے سوماق کے ماران آکر پہنچی طاؤس
 اپنا صحن باغ میں اتارا جو ملازم اس باغ کے تھے سب نے سلام کیا یہ سب کا سلام لیتی ہوئی
 بارہ درمی بین آئی جب قریب اس گھر کے پہنچی کہ جہاں ایوان قیام پذیر تھی دیکھا کہ وہی
 نامہ بر بیٹھا ہوا ہے جو کہ اس دن نامہ لے کر دربار میں آیا تھا اور مجھ کو نامہ نہ دیا تھا اس کو
 فوراً خیال گذرا کہ پھر سمندر نے طلب کیا ہے اسمین رائے لینے کو ملکہ نے مجھ کو یاد کیا ہے قریب
 آئی اسنے سلام کیا ملکہ نے جواب سلام دیا اور کہا کہ اندر چلی آؤ ماران چلن اٹھا کر اندر گھر
 کے گئی ابھی یہ پورتی نہ بیچھی تھی کہ سوماق بھی آکر پہنچی اس نے بھی اپنا طاؤس صحن باغ
 میں اتارا اور سب ملازموں کا سلام لے کر یہ بھی بارہ درمی بین آئی یہاں آکر دیکھا کہ ایک
 ساحر کرسی پر بیٹھا ہے جیسے جبار نے سوماق کو دیکھا کرسی پر سے اٹھ کر سلام کیا سوماق نے
 اسکا سلام لے کر چلن اٹھا کر بدون اجازت اندر چلی گئی وہاں جا کر دیکھا کہ ماران بیٹھی ہیں
 یہ دونوں کو سلام کر کے کھڑی ہوئی کہ ایوان نے مسکرا کر کہا کہ بیٹھ جاؤ کھڑی کیوں ہو یہ
 سلام کر کے بیٹھ گئی جبار نے سوماق کو ایک بری جندہ پایا اپنے دل میں کہا کہ اس سن و سال میں

تو اسکا یہ حال ہوا بھی کیا سن ہو جب جوان ہوگی تو آفت کی برکالہ ہوگی اور حسن بھی خوب پایا ہو ایسی
 حسین عورت میں نے آج تک نہیں دیکھی عرض یہ تو اپنے دل میں سوماق کی شوخی چالاکی و حسن کی لعلیت
 کر رہا ہو وہاں سوماق نے بیٹھتے ہی عرض کیا کہ یہ ساحر کون ہو اور آپ نے مجھ کو اسوقت خلافت
 وقت کیوں یاد فرمایا ایوان نے جواب دیا کہ آپ تو بڑی تیز آئین کیا آپ کو اسوقت کامیرا طلب
 کرنا ناگوار ہوا کیا پھر اسوقت کے آنے میں نقصان ہوا اگرچہ نقصان ہوا ہو تو معاف فرمائیے
 میں بیان کرتی ہوں میں یہ نہ جانتی تھی کہ آپ کا نقصان ہوگا ورنہ میں نہ طلب کرتی مجھ سے خطا
 ہوئی سوماق نے سر جھکا کر کہا کہ جی نہیں میرا کیا نقصان ہوگا صرف بے وقت یاد فرمانے سے
 طبیعت پریشان ہو گئی تھی ایوان نے گلے سے لگایا سار کیا اور کہا کہ پریشان نہ ہو کوئی پریشانی
 کا امر نہیں ہے یہ جو باہر کرسی پر بیٹھا ہوا ہے سمندر شاہ کا نامہ لیکر آیا ہے اور سمندر شاہ نے مجھ کو
 طلب کیا ہے بہت عجب کیا ہے یہ نامہ موجود ہے بس ایوان نے سوماق کو نامہ دیا سوماق نے
 نامہ پڑھا اور نامہ پڑھ کر ماراں کو دیا ماراں نے بھی پڑھا جب ماراں پڑھ چکی سوماق نے
 ایوان سے پوچھا کہ آپ نے کیا جواب دیا ایوان نے کہا جواب اسکا کیا ہے میں جانتی ہوں میرے
 اور سمندر سے ایک مدت کی ملاقات ہے اور دوستی ہے بس مجھ کو اس ملاقات کا خیال ہے دوسرے
 اگر ملاقات بھی نہ ہوئی اور وہ مجھ کو اس طور سے طلب کرتا تو میں ضرور جاتی میرے جانے
 میں کوئی نقصان نہیں ہوتا تم لوگوں کو اپنے فعل کا اختیار ہے میں جانتی ہوں تم ملو جاوے ہو سمندر
 سے اگر وہ تم کو طلب کرتا تم کو اختیار تھا میں نے اسی سبب سے سخت حکومت کو ترک کیا گوشہ
 نشین ہوئی اور سب امور کا تم کو اختیار ہے میں تم پر حیرت نہیں کرتی ہوں مگر میں جاؤنگی میں نے
 تم کو اس لیے طلب کیا ہے تاکہ تم کو آگاہ کروں اس لیے کہ تم لوگ پریشان نہ ہو ماراں نے کہا کہ
 یہ ہم کب عرض رہے ہیں کہ آپ تشریف نہ لے جائیں مگر اسکا کیا ہوگا کہ یہ جو آپ نے چلہ طینیا
 ہے ایوان نے کہا کہ وہاں سے اگرچہ چلہ کشی کر دینی تم لوگ پریشان نہ ہونا میں بہت جلد
 آؤنگی سوماق و ماراں خاموش ہو رہیں خیال کیا کہ اب ملکہ ضرور تشریف لے جائیں گی اتنا
 تو سوماق نے کہا کہ بہت جلد تشریف لائے گا اگر عرصہ ہوگا تو میں خود آپ کے پاس
 حاضر ہوں گی ایوان نے کہا کہ ہاں اگر بیس دن سے زیادہ عرصہ ہو تو تم خود چلی آنا سوماق نے کہا بہت
 خوب ماراں نے ایوان سے کہا کہ ایک سہری بھی عرض ہے وہ یہ ہے کہ اگر سمندر شاہ مجھ کو براے
 ملک طلب کرے اور آپ سے رائے لے کے میں انکو طلب کروں تو آپ رائے نہ دیکھے گا بلکہ
 منع کر دیکھے گا کہ وہ مجھ کو نہ طلب کرے میں ہرگز اسکی ملک کو نہ جاؤنگی مجھ کو اپنے امورات ملکی سے
 فرصت کتب ہے جو میں کسی کی ملک کے لیے جاؤں دوسرے میرے اور سمندر کے کوئی ملاقات وغیرہ
 نہیں ہے نہ دوستی ہے وہ اپنے ملک کے بادشاہ ہیں میں اپنے ملک کی بادشاہ ہوں انکو اور
 بہت سے بادشاہ باج دیتے ہیں مجھ کو بھی دو ایک خراج دیتے ہیں ان سے کوئی یا یہ کمی کا
 نہیں رکھتی ہوں ہاں انھوں نے بھی میری ملک کی ہوتی تو میں بھی انکی ملک کرتی اگر آپ رائے دینی
 اور وہ طلب کرے تو انکا بھی قول اور آپ کا بھی قول لایگان ہوگا میں اس امر میں آپ کی موافقت
 نہ کرونگی ایوان نے کہا کہ امی ماراں میں کیوں رائے دینے لگی اگر وہ صلاح لین کے تو میں
 منع کر دیتی ہوں پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ تم کو اپنے فعل کا اختیار ہے یہ تقریر ماراں کی جبر کو بہت

ناگوار گذری اپنے دل میں خیال کیا کہ اسکو بڑا غور ہو اس سے ضرور مقابلہ ہو گا جسوقت اسکو خبر ہوئی کہ میری
 بہن کو سمندر نے قتل کیا یہ فوراً لشکر لے کر پہونچنے کی تیاری بھی سے زور و زور پر ہر سمندر کو خیال میں
 بھی نہیں لاتی ہر دیکھو تو کیسی تقریر کر رہی ہر ادھر ایوان نے کہا کہ تم بہن نہ ہو میں سمندر کو منع کر دو گی
 راوی نے بیان کیا کہ یہ تقریر ماران نے موافق منع کرتے ایوان کے کہ اگر سمندر برائے ملک
 طلب کرے تو انکار کرنا ملک کو نہ جاننا ہر جہاز کے سنانے کو کی تھی ورنہ اسکا موقع نہ تھا بس
 ایوان نے سوماق و ماران سے کہا کہ تم لوگ جاؤ اب میں بھی جاتی ہوں جو چاہا خداوند نے تو بہت
 جلد آئی ہوں بس ایوان نے پہلے سوماق کو گلے سے لگایا اور پیار کیا گو سوماق کا دل نہ چاہتا
 تھا کہ میں ملکہ کو تنہا جاتے دون نکرنا چاہتی نہ ماران کا دل کو اڑا کرتا تھا وہ بھی ملکہ سے مجبور تھی
 جب ایوان سوماق کو گلے سے لگا چکی اور پیار کر چکی اس کے بعد ماران کو گلے سے لگایا اس کے
 بعد وہ تھمت باندھے ہوئے کمرے سے باہر آئی دوسرا لباس بھی نہ پہنا طاؤس سحر طیار کیا اس پر
 سوار ہوئی جہاز سے کہا کہ آؤ چلیں بس جہاز نے بھی طاؤس سحر بنایا یہ بھی اس پر سوار ہوا جب یہ
 سوار ہو چکا ملکہ اپنا طاؤس اڑا کر چلی اس کے عقب میں جہاز چلا ملکہ سب ملازمین سے کہ گئی
 کوئی اس باغ سے نہ جائے میں بہت جلد واپس آئی ہوں چلتے وقت ملکہ نے سوماق سے
 کہا کہ ای فرزند تم اپنا موتی ذرا ہم کو دے دو اس لیے کہ جس وقت ہمارا تم کو دیکھنے کو حی جاہنگ
 ایں موتی میں دیکھ لو گی سب حال تمہارا معلوم ہو جائے گا سوماق نے عرض کیا کہ میں کیا کر سکتی
 ہر وقت میرا جی چاہے گا تو میں کیونکر آپ کے حال سے واقف ہو گی ملکہ نے کہا کہ جو چھوڑ
 موتی محکودے دو سوماق نے ناچار ہو کر موتی ملکہ کو دیا ملکہ نے موتی کے کرا اپنے گلے میں
 ڈال لیا جب ملکہ چلی گئی سوماق اپنے طاؤس پر سوار ہو کر اپنے باغ کو گئی اور ماران اپنے
 طاؤس پر سوار ہو کر اپنے محل کو گئی سوماق سے سوماق کی مصاحبون نے پوچھا کہ ملکہ نے
 آپ کو کیوں طلب کیا تھا سوماق نے سب حال بیان کیا سب اس کے خاموش ہو رہیں اسی
 طور سے ماران سے اسکی مصاحبون نے دریافت کیا اسے بھی وہی حال سب بیان کیا سب
 خاموش ہو رہیں صبح کو ماران نے دربار کیا سب اپنی دربار جب اچھے اسے ایوان کلبا
 سمندر نے یہ گنجست طلب سمندر کے بیان کیا وہ لوگ بھی خاموش ہو رہے اب یہاں
 سوماق و ماران کو ملکہ کے انتظار میں رکھا جاتا ہے کہ سمندر کے پاس سے ہو کر تشریف
 لاتی ہیں سوماق کے پاس موتی بھی نہیں ہے کہ جو وہ حال دریافت کر لی اسکا حال آئندہ
 تحریر ہو گا اول حال ملکہ ایوان نہ طائی تحریر ہوتا ہے کہ یہ طاؤس سحر آئے ہوئے چلی تھی
 تھی اس کے عقب میں جہاز اپنے طاؤس کو اڑائے ہوئے آتا تھا تھوڑی دور یہ اپنے شہر
 سے آئی تھی کہ اسکو ایک کوہ پر پہلایا اس کوہ پر اتری پہاڑ کی سیر کرتے لگی اس کے خیال
 میں آیا کہ ایوان تو ذرا اس موتی میں تو دیکھو کہ سمندر نے مجھ کو کس لیے طلب کیا ہے اسکو کیا
 ضرورت ہے بس یہ خیال کر کے موتی میں جو دیکھا اس سے ظاہر ہوا کہ ای ملکہ تمہارا سمندر
 کے پاس جانا اچھا نہیں ہے سمندر شاہ تمہارے ساتھ بہدی پیش آئے گا وہ دروت
 دوستی کا کچھ خیال نہ کرے گا بلکہ انجام بخیر ہے تم اس کے شر سے محفوظ رہو گی اگر نہ جاؤ گی تو اچھا
 ہے کہ سمندر تمہارے سے اُدھر کو لشکر کشی کرے گا مگر اسکا بھی انجام اچھا ہے یہ جو حال

ملکہ نے دیکھا خیال کیا کہ گو موتی سے ظاہر ہوا ہے کہ میرے ساتھ سمندر بدی کر یہ گامین بخاؤں مگر نہ جانے
 میں یہ امر ہے کہ وہ یہاں لشکر کشی کر کے آئے گا اس کے لشکر کشی کر کے آئے ہیں یہاں خرابی ہے ہزاروں
 کی جان جائے گی اور میرے جانے میں ایک میری جان جاتی ہے پھر یہ بھی ظاہر ہوا ہے کہ انجام اچھا
 ہے جانا بھی اچھا ہے دوسرے یہ سب کہیں گے کہ ملکہ کیا سمجھ کر کہیں تھیں اور پھر راہ سے کیا
 سمجھ کر واپس آئیں جانا ہی بہتر ہے یہ خیال کر کے ایوان نے گو موتی پہلے اسی خیال سے لیا تھا
 کہ میں سو ماق کا حال دریافت کرتی رہوں گی مگر جب یہ معلوم ہوا تو اس نے خیال کیا کہ اس
 موتی کا اس مقام پر لے جانا اچھا نہیں ہے نہ معلوم کیا ہو کیا نہ ہو اس کو کسی مقام پر محفوظ رکھنا
 رکھنا چاہیے جب وہاں سے واپس آؤں گی تو لے لوں گی خوب ہوا جو میں موتی پہنچی آئی اگر
 سو ماق کے پاس ہوتا اور وہ کسی وقت میرا حال دریافت کرتی اور اس پر ظاہر ہوتا کہ سمندر
 ساتھ بدی کے پیش آئے گا تو وہ فوراً دربار سمندر میں جانی اور آفتاب برپا کرتی اس وقت
 خوب دل نے ایک بات بتائی یہ دل میں خیال کر کے ایوان ایک درخت کے پاس
 آئی اس درخت پر سحر کیا کہ اس کا شمنہ بھٹ کیا اس نے وہ موتی ایک ڈبہ میں کر کے اس
 شگاف درخت میں رکھ دیا اور سحر کیا کہ وہ برابر ہو گیا بس یہ وہاں سے اس مقام پر آئی
 کہ جہاں اس کا طاؤس کھڑا تھا اُدھر جہاں ایک طرف سیر کو چلا گیا تھا اس امر سے بے خوف
 تھا کہ ملکہ بھاگ نہ جائیں گی کوئی میں یہ خبر نہیں لے چلتا ہوں وہ اپنی خوشی سے چلتی ہیں
 اس سبب سے یہ دوسری طرف سیر کو چلا گیا اس کو ملکہ کے موتی پوشیدہ کرنے کی خبر نہ تھی
 ملکہ نے طاؤس کے پاس آکر آواز دی کہ آؤ جرار چلیں اُدھر سے جرار بھی واپس چلا تھا
 کہ بہت عرصہ ہوا سیر کرتے ہوئے اب ملکہ کو بلا کر چلیں کہ ملکہ کی آواز آئی یہ دوڑ کر آیا
 دونوں سوار ہو کر طرف سمندر کے چلے قطع راہ کر کے داخل شہر ہوئے اتفاق سے
 اس وقت پہنچے کہ وقت دربار کا تھا دربار آراستہ تھا سب اہل دربار حاضر دربار تھے
 سمندر شاہ جرار ہی کا ذکر کر رہا تھا کہ ابھی تک جواب نامہ لے کر نہیں آیا آج کئی دن
 ہوئے ہیں یہ تو یقین ہے کہ ایوان آئے گی نہیں اس سے فساد ضرور ہو گا کلا بے
 عرض کیا کہ حضور ایوان ضرور آئیں گی آپ کے غلام نے ایسا نامہ نہیں تحریر کیا ہے کہ
 جس کے پڑھنے سے وہ مد آئے بلکہ نہ آنے والی ہو گی تو ضرور اس نامہ کو پڑھ کر آئے گی
 سمندر نے کہا کہ معلوم ہو جائے گا یہاں تو یہ دیکھ ہو رہا ہے کہ اُدھر ایوان و جرار اگر قریب
 دربار آئے ایوان نے جرار سے کہا کہ جرار میں مجھ سے ملے دیتی ہوں کہ سمندر میرے
 ساتھ بدی سے پیش آئے گا مجھ کو سب حال معلوم ہے مگر میں صرف سمندر کی دقتی
 کے امتحان کے لیے آئی ہوں اور اپنی دوستی کا حق ادا کرنے کے لیے جب کہ مجھ کو معلوم ہے
 کہ سمندر میرے ساتھ بدی کرے گا پھر میں ثانی کرانا یہ طریقہ نہیں ہے کہ جب تک کوئی
 امر ظاہر نہ ہو اس پر عمل کریں جب اس کی بدی ظاہر ہوگی اس وقت دیکھا جائے گا
 سب یہ کہیں گے کہ ایوان نے حق ملاقات ادا کیا ہے مگر جرار سے داخل دربار ہوئی
 اُدھر عرض کیا کہ حضور ملکہ ایوان نے عرض کیا کہ حضور ملکہ ایوان نے عرض کیا کہ
 جرار جادو کے شریف لاتی ہیں کلا سب جادو و طرقت شملاق کے دیکھ کر سکرایا شملاق

گو یہ امر بہت ناگوار ہوا مگر کیا کرتا عشاق سے گلاب جا دو نے کہا کہ استاد بادشاہ فرمائے تھے کہ ایوان
 نہ آئیگا سنا آپ نے کیا ایوان آئی ہوا دھر سمندر نے شملاق کو اشارہ کیا کہا کہ جو میں نے اسدن
 کہا تھا اسکا خیال ہو شملاق نے عرض کیا کہ غلام کو خیال ہو غلام بندوبست کر لے گا آنے دیجیے
 یہاں تو یہ تقریر ہو رہی ہوا دھر ایوان جلو خانہ طے کر کے صحن دربار میں آئی اودھر سمندر نے کہا کہ
 ایک کرسی چوکی لاکر دروخت کے پچھا دیجائے تاکہ ایوان اس پر بیٹھے گلاب نے عرض کیا
 کہ خداوند آپ ابھی سے یہ ذلت کے سامان اس کے لیے نہ فرمائیے پہلے اس سے دریافت کر لیجیے
 سمندر نے کہا کہ اے سپہ سالار تم کو اس امر میں کیا دخل ہو بس گلاب جا دو خاموش ہو رہا اودھر
 جو بدار نے لاکر کرسی چوکی پچھا دی کہ ایوان اگر پوچی جراسے تو جا کر مجرا گاہ پر سے مجرا کیا اور
 اپنے مقام پر آکر بیٹھ گیا ایوان نے قریب تخت پہونچ کر سمندر کے صاحب سلامت کی سمندر
 نے اسکی طرف سے ہنسنے پھر لیا سمندر نے اس امر پر خیال کر کے کہ ایوان نے مجرا گاہ پر سے
 کیونہ مجرا کیا میرے تخت کے برابر آکر کیون صاحب سلامت کی اصل وجہ تو یہ تھی کہ اس کے
 دل میں ایوان کی طرف سے عداوت تھی اسکی ذرا سی بھی بات بری معلوم ہوتی ہوا دھر ایوان
 نے موافق طریقہ سابق کے برتاؤ کیا کہ جب وہ قریب تخت آئی تھی اور سمندر سے آنکھ چار ہوتی
 تھی جب سلام وغیرہ کی نوبت آتی تھی بلکہ سمندر اسے تعظیم نیم قد تخت پر سے اٹھتا بھی تھا
 بعض وقت تائب فرش استقبال کرتا تھا آج سب امرائے عساکر کی وجہ یہ تھی اسکو تو
 دوسرا خیال تھا ایوان یہ حالت دیکھ کر سمجھ گئی کہ جیسی خبر موتی نے دی ہو وہی امر ہو خیر میرا
 نقصان کیا ہو اودھر سمندر نے خیال کیا کہ اسقدر بادشاہ جو کہ تازہ وارد دربار میں ہیں وہ سب
 یہ خیال کرتے ہوئے کہ سمندر کی ایوان نے کچھ اصل نہ خیال کی برابر سے صاحب سلامت
 کی کتنی بڑی سبکی کی بات ہو ایسے ایسے خیالات سمندر کے دل میں آئے بس اور زیادہ ایوان
 کی طرف سے سمندر کے دل میں عداوت ہو گئی اودھر ایوان نے تمام دربار کو دیکھا دیکھا کہ کوئی
 کرسی خالی نہیں ہو نہ کوئی دنگل نہ کوئی مقام میرے لیے مقرر ہوا ہو ہمیشہ اس کے لیے مقام
 برابر تخت کے مقرر ہوتا تھا آج نہ تھا اسکو یہ امر بھی ناگوار ہوا اور اسنے اپنے دل میں
 خیال کیا کہ سمندر نے مجھ کو دھوکے سے بلا کر ذلیل کیا اسنے بڑے دربار میں جہاں کہ اسوقت
 ہزاروں سردار اور بہت سے بادشاہ جلیل القدر بیٹھے ہوئے ہیں باوجودیکہ بادشاہ ہیں اور
 صاحب ملک و مال ہیں مگر تیری برابری نہیں کر سکتے ہیں اُن کے روبرو مجھ کو ذلیل کیا اول تو
 تعظیم نہ کی دوسرے سلام نہ کیا منہ پھیر لیا تیسرے کتنی دیر سے تو کھڑی ہو کوئی مقام تیرے
 لیے نہ مقرر کیا بڑی ذلت دی تیرا تو اپنی نیکی سے باز نہ آلا کھڑی تیرے ساتھ برائی کر کے
 تو نیکی کیے جا یہ تو دل کسی بزرگ کا ہو یہ خیال کر کے جو چوبی کرسی روبرو تخت کے کچھ بھی ہوئی
 تھی اسکو پھٹک پھٹک گئی مگوچین جہین اسنے خیال کیا کہ اہل دربار نے بھی تیری تعظیم نہ کی نہ کوئی
 پر سے استقبال کیا آج تو رنگ کیا ہو وہاں سمندر نے منع کر دیا تھا کہ کوئی ایوان کی
 تعظیم نہ کرے نہ اسکو سلام کرے پھر اسنے خیال کیا کہ کسی نے آج مجھ کو سلام بھی نہ کیا خیر
 ان لوگوں کے سلام نہ کرنے اور تعظیم نہ کرنے سے تیری عزت نہ جاتی رہے گی یہی لوگ بد
 تمیز اور نالایق کمالاتین کے میرا کیا جائے گا میری جو عزت ہو وہی رہے گی اے ایوان تو

اتنے عرصہ تک کھڑی رہی کسی نے یہ بھی نہ کہا کہ بیٹھے میں خود یہ کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی آج یہاں آکر بہت
 ذلیل ہوئی ایسی بھی نہ ذلیل ہوئی تھی اتنی عمر بھر میں جیسی اسوقت ہوئی ہوں ایوان تو یہ خیال کر
 رہی تھی اُدھر عشاق و کلاب اپنے اپنے دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ سمندر نے بڑی حرکت کی
 ابھی ایوان کے ساتھ ایسی باتیں نہ کرنا تھیں شہساز و غیرہ خوش تھے کہ بادشاہ نے خوب کیا
 جو ایوان کو ذلیل کیا اور جو بادشاہ تازہ وارد تھے اور سردار وہ بھی افسوس کر رہے تھے کہ اتنی
 بڑی ساحرہ کو سمندر نے اپنے گھر پر طلب کر کے یوں ذلیل کیا یہ وہ ہے کہ اسکی ہم سب عزت
 کرتے ہیں یا یہ آج یوں ذلیل ہوئی سمندر بہت خراب آدمی ہے اگر ہم ایسا جانتے تو کبھی نہ آتے
 اہل دربار میں تو یہ ہر ایک خیال کر رہا ہے ایوان خاموش سر جھکائے ہوئے بیٹھی ہے کہ ایک مرتبہ
 ایوان کی طرف سمندر متوجہ ہوا اور اہل دربار کی طرف دیکھ کر کہا کہ تم لوگ کس قدر بدتمیز اور
 نالائق ہو گئے ہو کہ ملکہ ایوان آکر رو برو میرے تخت کے چوٹی کرسی پر بیٹھ گئیں تم لوگوں نے کچھ
 خیال نہ کیا میں تو آج کل بہ سبب افکار اس کے ایسا بدحواس ہو رہا ہوں کہ مجھ کو کسی امر کی خبر
 نہیں ہے یہ تقریر جو سمندر نے کی صرت اہل دربار کے آگاہ کرتے ہو کہ جو مدد یافت ہوں وہ آگاہ
 ہو جائیں یہ کہہ کر سمندر نے کہا کہ لاؤ کرسی ملکہ کے لیے ایوان نے خیال کیا کہ اب دوسری کرسی
 پر بیٹھنا بالکل خلافت ہے سمندر کو جو کچھ ذلیل کرنا تھا کر لیا اب کوئی ضرورت نہیں ہے یہ خیال کر کے
 کہا کہ اے بادشاہ اب کوئی ضرورت نہیں ہے میں خوب بیٹھی ہوں کیا نقصان ہو جو میں رو برو
 تخت کے بیٹھ گئی ہوئی میری عزت نہیں کم ہو گئی سمندر نے کہا کہ یہ امر بالکل خلافت ہے آپ اگر
 میرے برابر تخت پر بیٹھیں ایوان نے کہا کہ میری یہ کیا قصت نہیں ہے کہ میں تخت پر بیٹھوں اب تو
 میں جہاں بیٹھ گئی بیٹھ گئی اب یہاں سے نہ اٹھوں گی اے بادشاہ چاند پر خاک ڈالے سے خاک اس پر
 نہیں پڑتی ہے بلکہ اپنے منہ پر آٹھی آتی ہے وہ یہ ہے کہ جو کوئی دوسرے کو ذلیل کرتا ہے وہ پہلے
 ذلیل ہوتا ہے اور صاحبان عزت کی نگاہ میں حقیر ہوتا ہے میں ایک زمانہ دیکھتے ہوئے ہوں
 گرم و سرد عالم پوشیدہ ہوں میرے ساتھ کوئی کیا کر دے کہ یہ کیوں گائیں نے ہر رنگ کے
 انسان فوجی اور مکار وغیرہ یہی سب دیکھتے ہیں بڑے بڑے لوگوں کی میں نے محبت پائی ہے میں
 ان ان مقامات اور ان بادشاہوں کے دربار میں ضرور ہوئی ہوں کہ جہاں ہر ایک کا
 ہواؤ نہ پڑتا اور ہر طور کا میں نے زمانہ دیکھا ہے اور سب طرح کے لوگ میری آنکھوں سے گذرے
 میں چشم دایر و سے آدمی کے دل کا حال پہچان لیتی ہوں میرا سن اسی حالت میں گذرا ہے
 میں نے دھوپ میں بال نہیں سفید کیے ہیں بس خیر اس امر کی کوئی ضرورت نہیں ہے جو ہونا تھا
 وہ ہوا اب اصل مطلب اپنی زبان سے بیان فرمائیے کہ وہ کیا ضرورت ہے کہ جس کے لیے مجھ کو
 آپ نے طلب کیا ہے وہ کیا ایسی ضرورت ہے کہ میں جگہ میں بیٹھی ہوئی تھی کہ متواتر نامے پہنچے
 مجھ کو کہ میں نے پڑا زمانہ سابق کی محبت و ملاقات پر خیال کر کے آئی اگر مجھ کو ایسی حالت میں خلاق
 بھی طلب فرماتے تو میں عجائی گونگہ بھاری ملاقات کا ایسا خیال تھا کہ دوسرے اپنے اقرار
 کا کہ میں جلی آئی جیسے آئی ذلیل بھی ہوئی مجھ کو اس کا کچھ غم نہیں ہے انسان کے ساتھ زمانہ
 یکساں نہیں رہتا ہے گاہے چنیں ہے گاہے چنان ہے جو کہ قدر دان اور خود صاحب عزت ہیں
 اور لائق ہیں اکی نگاہ میں میری قدر و منزلت اب بھی وہی ہے جو کہ تھی نا قدر دان اور نالائقوں کا

کچھ ذکر نہیں ہر خداوند اگر قبر بھی دین تو قدر دان کی قبر کے برابر دین ناقدر کی قبر کے برابر دین اور مجھ کو تو
 اس حال کی خبر بھی کہ میرے ساتھ یہ برتاؤ کیا جائے گا میں صرف دو خیالوں سے چلی آئی اول تو یہ
 خیال کیا کہ زنا نہ کیا گئے گا کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ وہ راہ و رسم اور اسب و کشت پڑا تو شرکست کی
 بلکہ طلب بھی کیا تو انکار کیا ہی کوئی کسی کا برس وقت میں نہیں ہوتا کسی پر انسان بھروسہ
 نہ کرے نہ کوئی دوست ہر نہ ملاقاتی بس یہ خیال کر کے کہ تو زمانہ میں انگشت نما ہوگی دوسرے یہ
 خیال ہوا کہ میں نے تم سے عہد و پیمان کیا تھا کہ جب تم پر کوئی مصیبت سخت پڑے گی اور تم مجھ کو طلب
 کرو گے میں ضرور آؤنگی تمہارے ساتھ کبھی برائی نہ کرونگی خیال کر لو کہ اگر سمندر شاہ تم کے مجھ کو
 طلب بھی نہ کیا تھا نہ اس حال کی خبر دی تھی مگر میں یہ واقعات سننے خود مع لشکر آئی اور تمہاری
 شریک ہو کر اہل اسلام سے لڑی بس جب کہ میری یہ حالت ہے تو تم طلب کرو اور میں نہ آؤں
 اب بہت جلد اپنی ضرورت کو بیان کر دوں یہ تقریر حوالیوان نے کی سب اہل دربار نے کان کھڑے
 کیے اور باہم اشاروں میں کہا کہ سننا تم لوگوں نے کہ ایوان باتوں باتوں میں کیا کہ لٹی خیال
 کرو کہ جو کہ صاحبان لیاقت ہیں وہ ایسی ہی تقریر کرتے ہیں کہ دوسرے کو ناگوار نہ ہو اور
 اپنا مطلب بھی ظاہر ہو جائے اور جو برا و بھلا کہنا ہو وہ بھی کہ لیا جائے اہل دربار میں تو
 یہ تقریر ہو رہی ہے اشاروں میں ادھر شملاق و ادھر مرق نے یہ بخوبی قبل سے کر لی ہے کہ کئی سو سال
 پوشیدہ مقرر کیے ہیں کہ وہ کندہاے سحر یہ ہوئے کھڑے ہیں کہ ادھر بادشاہ خواہ وزرا کا
 اشارہ ہو ادھر ہم ایوان کو اسیر کر لیں گے ایوان حراست میں ہے بس اسکی تقریر کا سمندر شاہ
 نے یہ جواب دیا کہ ایوان میں نے تم کو طلب بیشک کیا ہے اور تم نے جو تقریر اسوقت
 کی اسکا جواب میں تم کو دوں گا مگر ابھی نہیں کیونکہ ابھی موقع نہیں ہے ہاں میں وہ ضرورت تم سے
 بیان کرتا ہوں کہ جس لیے تم کو طلب کیا ہے اور تمہاری محبت اور دوستی کا امتحان کرنا ہوں کسی
 وقت ظاہر ہوئی جانی ہے اگر تم نے زنا نہ دیکھا ہے اور ہر رنگ کی صحبت اٹھائی ہے اور ہر ایک
 کے حالات سے واقف ہو اور چشم و ابرو سے حال دل شناخت کر لیتی ہو اسی طور سے میں نے
 بھی زنا دیکھا ہے اور ہر طور کی صحبت پائی ہے ہر ایک کے حال سے میں بھی واقف ہوں اور جو
 کسی کے دل میں ہوتا ہے اس سے میں آگاہ ہو جاتا ہوں جو امر کہ انسان کے قلب میں ہوتا ہے
 وہ میرے ناخونوں میں ہوتا ہے کوئی مجھ سے کیا کہو فریب کرے گا میں خداوند کی صحبت اٹھائے
 ہوئے ہوں اگر تم سامری و جمشید کی صحبت اٹھائے ہو تو میں خداوند طاق کی صحبت میں
 پلا ہوں اور پرورش پایا ہوں تم صرف شریک صحبت ہو بین کھین میں نے ملک سے پرورش
 پائی ہے تم پھر عورت ہو اور میں مرد ہوں جو عقل و فطرت مرد میں ہوتی ہے وہ عورت میں نہیں
 ہوتی ہے عورت ناقص العقل ہوتی ہے خیر اس تقریر سے تو کوئی مطلب نہیں ہے اصل ضرورت تم سے
 یہ ہے کہ تم کو میں نے اس غرض سے یاد کیا ہے کہ سب بادشاہ اپنا اپنا شکر لے کر میری ملک کو
 آئے ہیں اور اب لشکر کشی بھی ہو گیا ہے بس میری تو یہ لیاقت نہیں ہے کہ میں غیر ساحروں کے
 مقابلہ کو جاؤں گواں میں ساحر بھی ہیں مگر وہ کون ہیں انہیں بہت سے ایسے ہیں کہ میرے
 بلازم تھے اب مجھ سے نہ صرف ہو گئے ہیں بہت سے اور اقاہم کے ہیں تاہم مجھ کو ان کے مقابلہ میں
 جاتے ہوئے غار ہے اور میری شان کے خلاف ہے بس تم ان سب کو لے کر اور لشکر کشی اپنے ہمراہ

لے کر جاؤ اور اہل اسلام کے مقابلہ کرو میں اپنے استاد کو بھی تمہارے ہمراہ کر دو نگا اور اپنے سپہ سالار گلہ جیادو کو بھی اور ایک خزانہ تمہارے ہمراہ ہو گا تم کو کسی امر کی تکلیف نہ ہوگی یہ سب بادشاہ اور میرے لازم مثل میرے تمہاری اطاعت کرنے اور تمہارے ماتحت ہونے تمہارے حکم سے سرتابی نہ کرنے تمہارے کتنے گواہ اور حکم کو مثل میرے حکم کے خیال کرنے گو میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تم یہ خیال کرو گی کہ مجھ کو ایسا کم عزت اور بے وقعت خیال کیا کہ غیر ساحروں کے مقابلہ کا اور اپنے لازم ہونے کے مقابلہ کو روانہ کیا کہ جس کے مقابلہ میں جانا خود عار خیال کیا یہ امر ضرور خیال کرنے کے قابل ہو مگر میں کیا کروں کہ میں کسی کو اس امر کے لائق نہیں پاتا ہوں یہ استاد انھوں نے ان سب امور میں سے انحراف اور ترک دنیا کی ہو پہلے میں نے انھیں سنے کہا تھا انھوں نے انکار کیا اور فرمایا کہ میں تو گوشہ نشین ہوا تھا مگر صرف تمہاری محبت میں اپنے مقام کو ترک کر کے آیا ہوں مگر یہ مجھ سے نہ ہو گا کہ میں افسری سپاہ کروں اور لشکر لے کر برائے مقابلہ جاؤں اس امر سے مجھ کو مغرور رکھو میں نے بھی خیال کیا کہ سچ فرماتے ہیں یہ فرمایا کہ ہاں کسی کو لشکر لے کر روانہ کرو میں اس کے ہمراہ چلا جاؤنگا بس میں نے خیال کیا کہ تم بے خبر ہو کر کوئی نہیں ہو گے جس طرح سے میری کم عزتی اور ذلت ہوئی اسی طور سے تمہاری بھی ہو مگر مجھ میں اور تم میں کچھ فرق ہے وہ یہ ہے کہ تم اس شہر کی رہنے والے نہیں ہو نہ اس ملک کے بادشاہ ہو میں یہاں کا بادشاہ ہوں بس میری زیادہ ذلت ہے یہ نہ خیال کرنا کہ مجھ کو اپنے سے اور اپنے عزیزوں سے کم تصور کیا جو مجھ کو غیر ساحروں کے اور اپنے لازم ہونے کے مقابلہ کو روانہ کیا میں تمہارا جانا ہمراہ لشکر کے مثل اپنے جانے کے خیال کرتا ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ گویا میں ہی ہمراہ لشکر ہوں یہ کہہ کر سمندر خاموش ہو رہا ایوان نے اس تقریر کا سمندر کی کچھ جواب نہ دیا خاموش سنائی جب کچھ جواب نہ ملا تو پھر سمندر نے اس تقریر کو رد و بر و ایوان کے بیان کیا اور کہا کہ تم نے کچھ جواب نہ دیا اس وقت ایوان نے سر اٹھا کر سمندر سے کہا کہ یہ جو کچھ تم نے کہا میں نے سب سنا اور میں اس کا کیا جواب دوں اصل امر یہ ہے کہ جس طور سے استاد عشاق حجرہ نشین نے ترک دنیا کی اور گوشہ نشینی اختیار کی اسی طور سے میں نے بھی کی مجھ کو لشکر لے کر جانے میں کچھ عذر نہ تھا مگر میں جب کہ ترک دنیا کر چکی اور گوشہ نشین ہو چکی تو پھر مجھ کو امور دنیا سے کیا غرض دوسرے اگر میں ترک دنیا نہ کرتی تو بھی میں لشکر لے کر یوں تمہارے ہمراہ ہی کے برائے مقابلہ جاتی کیونکہ یہ مقدمہ جنگ و سکار کا تھا اسکو بن جانے ہوئے نہ کچھ عرصہ ہوتا ہی نہ بگڑ جاتے ہوئے ایک پل میں بگڑ جاتا تھا اور اسی طور سے بن جاتا ہی اگر بگڑ جاتا تو سب مجھ کو الزام دیتے کہ جانکر ایوان نے لشکر کو شکست دلوائی وہ کیا جانے لشکر سے مقابلہ کرنا عورت تھی نہ اور میں جانتا تو کوئی تعریف بھی نہ کرتا یہ کہتا کہ غیر ساحروں سے مقابلہ تھا ان سے جنگ کا سر کرنا کتنی بڑی بات تھی ایک ادنیٰ سا حرج اگر فتح حاصل کر لیتا اور یہ جو تم نے کہا کہ کسی امر کا خیال نہ کرنا اس کا جواب یہ ہے کہ اس امر میں کوئی ذلت نہیں ہے نہ مجھ اس امر کا خیال جب ہوتا نہ اب ہے کہ بادشاہ نے بخیال ذلت کہ کوں غیر ساحروں سے مقابلہ کرے مجھ کو حقیر جان کر خود دے مجھ کو روانہ کیا یہ امر کوئی بے عزتی اور ذلت کا نہیں ہے نہ مجھ کو ار کا خیال تھیں میں اس امر سے باز رکھی جاؤں میں ہمراہ لشکر کے خواہ افسر بیکر خواہ نہ افسر بیکر برائے مقابلہ نہیں جاسکتی ہوں کسی اور کو بخوبی فرمائیے سمندر نے اس تقریر کا

جواب یہ دیا کہ ایوان تم نے پھر وہی تقریر نامناسب کی کہ جس کا کوئی نہ سر پر نہ پاؤں میرے
استاد کہ جنگوا ایک مدت ہوئی تھی ترک دنیا کیے ہوئے انھوں نے تو اس امر کو میری خوشی اور
الفت سے منظور کر لیا اور ہمراہی لشکر پر اقرار کر لیا صرف سرداری لشکر کی نہیں قبول کی اور
تم کہ جس کو ابھی ترک دنیا کیے ہوئے کچھ غصہ نہیں ہوا ہے انکار کرتی ہو اور کچھ محبت و دوستی کا
دم بھرتی ہو اس وقت کی تقریر تمھاری بالکل اس تقریر کے خلاف ہے جو کہ ابھی تم نے قبل اسکے
کی اپنے پہلے ہی قول پر قائم ہو اور جو میں کہتا ہوں اس پر عمل کرو لشکر کی سرداری قبول
کرنے کے برائے مقابلہ اہل اسلام جاؤ یہ غدر تمھارا لائق قبول کرنے کے نہیں ہے میں قبول کرونگا
تم کو جانا ہو گا ہمراہ لشکر کے ایوان نے جواب دیا کہ ای سمندر میں یہ تو سیج لیتی ہوں کہ میں نے
صرف تمھاری الفت اور محبت و ملاقات سابق کے سبب سے یہ امر کو ادا کیا ورنہ بھی م
گوارا کرتی اب یہ امر تو غیر ممکن ہے کہ میں لشکر لے کر جاؤں کیوں مجھ پر نشان کرتے ہو میں نے
اسی سبب سے ترک حکومت کی اور گوشہ نشین ہوئی تاکہ ان آلام سے محفوظ رہوں اور
کسی قسم کی اب مجھ کو رحمت نہ ہو میں کیوں اپنے سر پر بند گانہ خلاوند کا خون لون جو چلم
میں نے کھینچا ہے اس میں اس امر کی مماثلت ہے کہ خون نہ دیکھے کسی کو اپنے روبرو قتل نہ کرے کوئی
ظلم نہ کرے اول تو میری کہ مجھ سے خلافت طریقہ ہوا کہ ایام چلم کشی میں اس مقام سے چلی آئی
دوسرے اب یہ طریقہ کے خلاف ہو گا بس مجھ کو معاف کر دے سمندر نے سب کا یہ جواب دیا
کہ میں کوئی غدر نہ سماعت کرونگا تم کو جانا ضرور ہو گا ایوان نے کہا کہ یہ تو غیر ممکن ہے میں
کوئی تمھاری تابعدار نہیں ہوں نہ تمھاری ماتحت ہوں جو تم مجھ پر زور ڈالتے ہو میں یہ
زور تمھارا نہ اٹھاؤنگی یہ بھی کوئی زبردستی ہے کہ سمندر نے کہا کہ اپنے بھل نہ قبول کرو گی تم کو
میں ہمراہ لشکر روانہ کرونگا اس خیال میں نہ رہنا میں ماتحت ہوں نہ یا ج گزار ہوں میرے
اور کوئی زبردستی نہیں کر سکتا ہے یہ خیال بھی نہ کرنا جس قدر ملک اور قصبہ زیر حد نہ طاق
میں نسب میرے ماتحت ہیں اور میں سب کا حاکم ہوں تو میری ماتحت ہو کر مجھ سے سرکشی
کرتی ہے یہ صرف میرے غفلت کا سبب ہے اور اس امر کا سبب ہے کہ میں نے خیال کیا کہ کیا
ان لوگوں سے فراحت کی جائے اگر یہ اطاعت نہیں کرے میں اور یہ خراج نہیں دیتے
ہیں تو خیر ان سے ملاقات دیرینہ ہے وقت ضرورت کام آئے اگر کوئی غنیم آئے گا اور اس
سے مقابلہ ہو گا تو یہ سب شراکت کرینگے تم لوگوں نے یہ خیال کیا کہ دیکھ گئے ہم نے
دبا لیا وہ کیا خوب ہم کوئی غم ہے ہی نہیں بس مرد ہو چلی اب میں مرد نہ کرونگا زیادہ مروت
میں یہی خرابی ہوتی ہے میں تم کو زبردستی ہمراہ لشکر روانہ کرونگا جاؤ گی تو عدول علمی کی سزاؤنگا
ہم کوئی نہ تمھارے ایوان نے اس تقریر کا سمندر کو یہ جواب دیا کہ یہ سب تمھارا خیال خام
ہے کہ وہ لوگ ہیں جو کہ آج تک کسی کے ماتحت نہیں رہے نہ کسی کو خراج دیا ہمیشہ خود سر اور
سرکش رہے یہ صرف تمھاری ملاقات کا سبب ہے جو اس قدر بھی باتیں میں نے اس وقت سنی
اور صرف اپنے غم کا خیال ہو ورنہ دوسرا اگر ایسی تقریر کرتا تو اسکو جواب سخت دیا جاتا ای سمندر
کیوں مجھ کو پریشان کرتا ہے کیوں مجھ تارک دنیا کو ستاتا ہے دیکھ پچھتاؤ گے گا سوائے فسوس
کے کچھ ہاتھ نہ آئے گا میں یہ کہہ چلی ہوں کہ میں نہ جاؤنگی اب اپنے قول سے نہ پھر ونگی سمندر

نے کہا کہ اگر تو یہ کہہ چکی ہو کہ میں نہ جاؤنگی اور اپنے کسے کی پابندی کرے گی تو میں یہ سرد رہا کہ چکا ہوں کہ تجھ کو
 ہمراہ لشکر روانہ کرونگا جہاں تک ممکن ہوگا روانہ کرونگا ورنہ اس تقریر کی سزا دوں گا اور اس جرم کی علت
 میں تجھ کو قتل کرونگا ایوانِ نو صاف صاف یہ کیوں نہیں کہتی ہو کہ میں خود اجماع سے اقرار کر چکی ہوں
 کہ میں سمندر کی شریک ہو کر تم سے مقابلہ نہ کرونگی تو نے تو اہل اسلام کی شراکت اختیار کی ہے تو
 نصف مسلمان ہو گئی ہے اب تو کیونکر اس سے مقابلہ کر سکی اور اس کے مقابلہ میں لشکر لے کر جا سکی یہ بھی
 تیری ایک فطرت ہے کہ تو نے سلطنتِ ترک کی میں کسبِ تیرے اس فقرے میں آتا ہوں میں تجھ کو
 مطیعِ اسلام ہونے کی سزا دوں گا اب تو یہاں سے نہیں جاسکتی ہے بدون اس امر کے یا تو ترکِ اسلام
 کر کے میرے لشکر کے ہمراہ جا کر اہل اسلام سے مقابلہ کرنا ہوگا ورنہ میں تجھ کو قتل کرونگا ایوان نے کہا
 کہ سمندر کیوں بدعت کرتا ہے دیکھ میں تجھ سے کہتی ہوں تجھ کو نہ ستاد و دوست کو دشمن نہ کر جو کہ خراب
 کرنے والے ہیں اُنکے کہنے پر عمل نہ کرو ورنہ خرابی ہوگی اور سمندر میں پہلے سمجھ گئی تھی جب تو نے کسی
 طور سے آج میری عزت و آبرو کی بلکہ ایسی حرکت کی کہ جس کے سبب سے میں دلیل ہوئی اور سمندر
 میں تجھ سے یہ نہ دیتی ہوں کہ ان باتوں سے تیری حکومت میں خرابی ہوگی صاحبانِ عزت تیرے
 دربار میں آنے سے پرہیز کرینگے دیکھ سمندر ہو شیار ہو یہ جو خرابیاں واقع ہوئی ہیں تیری ان
 حرکتوں سے ہوئی ہیں اور سمندر اپنے ہوش میں آ میرے اور ظلم و ستم نہ کرو ورنہ پریشان ہوگا کیوں
 مجھ عورت بیوہ گوشہ نشین پرستم کرتا ہے یہ جس قدر تیرے دربار میں ہیں ان میں سے کوئی سیاح
 نہ دیکھا سب بوقتِ سختی نکل جائیں گے جو کہ دوست ہیں وہی رہ جائیں گے دشمن سب بھاگ جائیں گے
 آفاقِ شاہ اسی سبب سے نکل گیا تو نے معلوم ہوتا ہے اس کے ساتھ چھی ایسی ہی حرکت کی ہوگی
 گو لوگوں نے مجھ سے بیان کیا تھا مگر مجھ یقین نہیں آیا تھا اب یقین ہو گیا میں جو چھ کہ چکی ہوں
 کہ اہل اسلام کے مقابلہ کو نہ جاؤنگی اب اس سے نہ پھر دوں گی اور یہ بھی کہے دیتی ہوں کہ تجھ سے
 بھی مقابلہ نہ کرونگی جو تیرا جی چاہے میرے اور ظلم کر کے ان دونوں امور میں سے ایک بھی امر نہ
 گوارا کروں گی نہ تجھ سے فساد کروں گی نہ اہل اسلام اسے سمندر نے کہا کہ میں تجھ کو ابھی قتل کرونگا
 ورنہ تو ترکِ شراکتِ اسلام کر میں تجھ سے صاف صاف کہتا ہوں ایوان نے جواب دیا کہ
 یہ تو بھی نہ ہوگا بس سمندر نے برہم ہو کر کہا کہ کیوں اپنی شامت بھلاتی ہے جو کہ سمندر تو اس
 امر پر آمادہ تھا اور اسکو تو اسکو قتل کرنا منظور تھا فوراً حکم دیا کہ پھر تو یہ حکم کا دینا تھا کہ متعلق
 نے اشارہ کیا عقب سے چار سو مندین ایوان پر پڑیں یہ اسی طور سے بیٹھی رہی سب
 نے اسیر کر لیا اسنے حرکت نہ کی اسے گواہی دیا جب اسیر ہو گئی سب نے باندھ لیا
 اسوقت سمندر شاہ نے اشارہ کیا کہ آہن گر حاضر ہوں فوراً آہن گر حاضر کیے گئے سمندر
 نے حکم دیا کہ اسکو قید شدید میں گرفتار کرو آہن گر ہتھکڑیاں بیڑیاں لائے ایوان نے خود اپنے
 اختیار کے قید ہیں لی حکم سمندر شاہ چار سو ساحران نامی تلواریں برہنہ کر کے سر ایوان پر
 کھڑے ہوئے اور ایک ہزار ساحر اسبابِ سحر سے درست ہو کر ہر موجب حکم سمندر گرد
 ایوان کھڑے ہوئے جب یہ بندوبست ہو چکا اسوقت سمندر نے ایوان سے کہا
 کہ اب تو اپنے کو کس حالت میں پاتی ہے اب چھی دیکھ میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ بھگتائے گی
 مفت جان جائے گی صرٹ بھٹ خواجہ میں اسوقت ایوان نے اہل دربار کی طرف

دیکھ کر کہا تم سب لوگ گواہ رہنا کہ میں نے سمندر کی کوئی خطا نہیں کی تھی نہ میں سمندر کی بائحت تھی نہ ہوں صرف اپنی زبان کی پابندی کے سبب سے میں اپنے کو قتل کراتی ہوں ورنہ سمندر کی نہ سمندر کے اہل دربار کی یہ لیاقت تھی کہ میری طرف بہ نگاہ تند و تیز دیکھ سکتے ہیں ان میں سے کسی کی اصل نہیں جانتی ہوں ایک جنبش لب میں یہ سب دیوانہ ہو جاتے ہیں مگر میں کہ چلی ہوں اور عہد کر چکی ہوں کہ تجھ سے کسی حال میں مقابلہ نہ کرونگی جب کہ میرے اسکے باہم دوستی اور سلسلہ اتحاد جاری ہوا تھا اسی زمانہ میں میرے اور سمندر کے اقرار ہوا تھا کہ اس وقت تو باہم اس قدر ملاقات اور الفت ہوئی ہے مگر جب کوئی مقدمہ ملے یا مالی ہوگا اس وقت ہمارے تجھ سے مقابلہ ہوگا تو میں نے اقرار کیا تھا کہ اگر تم میرے ملک و مال کو بھی ضبط کر لو گے اور مجھ پر ظلم کرو گے تو میں کبھی اپنے عہد سے نہ پھر دوں گی تم سے مقابلہ نہ کرونگی اپنی جان کا جانا گوارا کر دوں گی مگر میں مقابلہ نہ کرونگی بس میں تو اسی قول پر اب بھی تک قائم ہوں اور مرے دم تک قائم رہوں گی کیونکہ زبان تن بھر میں ایک عضو ہے کہ جو کوئی اقرار کرتا ہے زبان سے کرتا ہے اسی سے ہر امر کا اقرار ہوتا ہے لوگ مال و دولت ہار جائے ہیں بیٹیا بیٹی کو ہار لے ہیں جسکی زبان ایک اسکے مان یا پ ایک جسکی زبان دو اسکے مان یا پ ہزاروں بس میری تو زبان ایک ہی میں کیونکہ اپنے قول سے پھرون یا اگر میرے مان یا پ ہزاروں ہوتے تو میری زبان بھی دو ہوتیں تم سب لوگ دیکھو سمندر اپنے قول سے پھر گیا میں نے اس وقت کا اقرار اس وقت سمندر کو یاد دلایا اسکو اسکی پابندی ضرور ہے جس طور سے میں پابند رہی ورنہ عہد شکن کہلائے گا اب میں صاف صاف کہتی ہوں کہ میں نے جس طور سے سمندر سے اقرار کیا ہے اسی طور سے خواجہ سے بھی اس امر کا اقرار کیا ہے کہ میں مطیع اسلام ہوئی اب میں سمندر کی شریک ہو کر آپ سے مقابلہ نہ کرونگی نہ آپ کی شریک ہو کر سمندر سے مقابلہ نہ کرونگی بس خواجہ نے مجھ کو میری زبان پر چھوڑ دیا اب یہ ممکن نہیں ہے کہ میں اپنے قول سے پھر جاؤں انھوں نے جو اقرار کیا تھا کہ تم یہ کلمہ میری زبان سے یا اہل اسلام کی زبان سے نہ سنا کہ تم ہمارے شریک ہو کر سمندر سے مقابلہ نہ کرو بلکہ انھوں نے مجھ کو اس امر سے منع بھی نہ کیا کہ تم اپنے مقام پر جاؤ بہ خوشی جائے یا پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں خلافت اپنے عہد کے گردن جب کہ انھوں نے اپنے عہد کے خلافت نہیں کیا اب صاف صاف یہ امر ہے کہ چاہے جان چاہے چاہے سے میں ترک اسلام بھی نہ کرونگی نہ اہل اسلام سے مقابلہ نہ کرونگی اسی سبب سے تو میں نے ترک سلطنت کی ہے اور گوشہ نشین ہوئی اس پر بھی مجھ کو چین نہ ملا کچھ پردہ کی بات نہیں ہے میں اپنی جان کو کوئی چیز نہیں خیال کرتی ہوں اپنے قول کو اور اپنی زبان کو ہاں مقدم جانتی ہوں میرا نام نیک نیا میں رہ جائے گا کہ ایک عورت تو اپنے قول پر قائم رہی اور اسنے اپنی جان ویدی ملک سمندر اتل ٹرا باد شاہ اپنے قول سے پھر گیا سمندر عہد شکن و پیمان شکن مشہور ہو گا اور میں نیک نام ہوں لی اس وقت میں سمندر سے مقابلہ کر کے یا اہل اسلام سے اتنی بڑی نیکی کو بر باد کروں اور تمام عالم میں انگشت نما ہوں تا قیام دنیا ساتھ بدی کے میرا ذکر ہر ایک کی زبان پر جاری رہے گا بس دنیا میں دو ہی امر ہیں ایک نیکی دوسرے بدی انسان کو لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو نیکی کرے تاکہ نام ساتھ نیکی کے برقرار رہے بدی نہ کرے کہ ہر ایک نام اپنی زبان پر جاری کرنے سے پرہیز کرے اگر جاری بھی کرے تو ساتھ کراہیت کے خیال کرنے کا مقام ہے

کہ نام نوشیروان و فریدون کس خوشی سے لوگ زبان پر لاتے ہیں و نام ضحاک ماران کس بدی کے ساتھ ہر ایک اپنی زبان پر جاری کرتا ہے یہ دنیا چند روزہ ہے بس اس میں جہان تک ممکن ہو نیکی کرے اور اپنے ہر ایک قول پر قائم رہے ایک جان ہو جس کا جی چاہے لے لے مرنا ایک دن پر ضرور ہر مین مرتے سے نہیں ڈرتا ہوں میرا خدا مجھ کو بچائے گا جس کا دین میں نے فی الحال اختیار کیا ہے وہ سب کا مالک و مختار ہے سوائے اسکے اور کوئی خدا نہیں ہے یہ جو سب گذرے یا موجود ہیں سب شیطان اور بچہ شیطان تھے اور ہیں میں یہ مذہب باطل ترک کر چکی ہوں اب کبھی نہ پھر دنگی نہ اپنے قول سابق سے پھر دنگی سمندر کو اختیار ہے چاہے قتل کرے چاہے رہا کرے میں نہ اہل اسلام سے مقابلہ کرونگی نہ اس سے نہ اس وقت کچھ بولوں گی سرچھکا دو دنگی زیرِ بحر جلا دے گا سمندر یہ خیال رکھے کہ میرا خون ناحق بالا بالا نہ جائے گا کیونکہ میں بے گناہ قتل ہوتی ہوں اور مجھ سے کوئی پابند عہد و قرار نہ ہوگا کہ میں نہ سمندر کی ملازم ہوں نہ ماتحت نہ باج گزار صرت ملاقات کتنی اور بھائی کیا تھا اس پر میں اپنے قول کو یوراکرتی ہوں اور اپنی قتل کو گوارا کرتی ہوں صرت اس امر پر کہ میں مطیع اسلام ہوتی ہوں اور خواجہ سے قول کیا ہے کہ تم سے مقابلہ نہ کرونگی بس مجھ کو وہی خدا کہ جس کا میں نے دامن پکڑا ہے اور جس پر میں نے تکیہ کیا ہے وہ اس کا عوض سمندر سے لے گا اور سمندر کی حکومت ضرور برباد ہوگی یہ در بدر تباہ پھرے گا اس کو جائے پناہ نہ ملے گی اس ظلم و ستم کا یہ انجام ہوگا جیسا یہ اس وقت مجھ بے گناہ و بیوہ گوشہ نشین کو سنا ہے میں اس سے سمجھتی ہوں کہ جو کھانا تھا وہ کھدیا یہ کھرا ایوان خاموش ہو رہی ایوان کی اس تقریر سے تمام اہل دربار کانپ گئے اور خیال کرتے تھے کہ دراصل سمندر اس وقت اس پر بیکار ستم کرتا ہے ضرور اسکے ادبار کا زمانہ آگیا یہی حرکت اسنے آفاق شاہ کے ساتھ بھی کی تھی وہ بھی اسی طور سے عجز و انکسار کرتا تھا مگر اسنے نہ مانا اور اپنی کی اسکی زندگی تھی وہ بچ گیا یہ بھی ضرور بچے گی اہل دربار یہ خیال کر رہے تھے کہ ایوان نے کہا کہ ایک امر میں بھول گئی ہوں اسکا ظاہر کرنا بھی پر ضرور ہے وہ یہ ہے کہ جو قید میرے اوپر سمندر نے قائم کی ہے یہ پھرہ اور یہ قید کوئی چیز نہیں ہے میں ابھی جا ہوں تو سب کو جلا دوں قید کو توڑ کر پھینک دوں مگر کیا ضرورت ہے میں کسی امر میں ناچار نہیں ہوں صرت میں اپنے قول کی پابندی کرتی ہوں یہ کھرا خاموش ہو رہی ہے کہا تھا کہ خداوند کریم اور اس خدا کی جنکامین نے دین قبول کیا ہے اس وقت شان و قدرت دیکھتی ہوں کھرا مگر کئی تو داخل بہشت ہوئی اور یہ سب ظالم کھلائے ایوان کی اس تقریر سے سمندر کو نہایت غصہ آیا اور کہا کہ معلوم ہو گیا کہ میری قضا آئی ہے تو بدون منرا پاتے ہوئے نہ مانے گی میں دیکھتا ہوں کہ تو نے جس خدا کا دین اختیار کیا ہے وہ کیونکر تجھ کو بچاتا ہے اگر اس وقت میں تجھ کو چھوڑ دوں گا تو سب اسی طور سے مجھ کو بالین کے ہر ایک سرکشی کرے گا اب میں بھی تجھ سے نہ کھونکا یہ کھرا حکم دیا کہ چار سو بانار میں سولی تیار ہو پھر خیال کیا جمع بہت ہو گا کھرا نہیں بیرون شہر اسی وقت سولی طہائی کی جائے میدان خونی کی طیارمی کی جائے ہم آج سے میرا اسکو ضرور قتل کریشہ اور ایک منادی تمام شہر میں اور اطراف شہر میں ندا کرے کہ جسکو تماشہ دیکھنا ہو کہ آج ایک مجرم سرکاری سولی دیا جائے گا صرت اس جرم پر کہ اس نے عدول حکمی کی ہے وہ اگر تماشہ دیکھے اور عبرت کرے کہ جو کوئی عدول حکمی کرے گا اسکا یہی حال ہوگا وہ اسی طور سے قتل کیا جائے گا منادی بھی ندا کرے جا کر تمام شہر اطراف میں اور میرے لشکر میں جو کہ بمقابلہ اہل اسلام فروکش ہے اور لشکر اسلام میں

ایک رقعہ اس مضمون کا خواجہ کو تحریر کیا جائے کہ تمہاری بہت بڑی مشفقہ اور مجاہدہ جس کو تم نے مطیع اسلام
کیا تھا آج سہ پہر کو قتل ہوئی اس وقت جانین کہ تم اگر مثل آفاق کے اسکو بھی قتل ہونے سے بچا لو اور ایوان
کو میرے قبضہ سے لے جاؤ یہ حکم دیکر کہا کہ ایوان کو میرے سامنے سے لے جا کر قید خانہ میں قید کر دینا اس
وقت تک دربار برخواست نہ کرو نگاہ نہ کچھ کھاؤ نگاہ جو وقت تک کہ ایوان کو قتل نہ کرونگا اور اسکا سر میرے
سامنے نہ آئے گا اس وقت تک مجھ پر کھانا اور پینا اور سونا حرام ہو اور جو کوئی اس وقت ایوان کی سفارش
کرے گا اُس میں چاہے میرا باپ ہو یا میری اولاد ہو میں اسکو بھی ایوان کے ساتھ بعذاب شدید قتل کرونگا
قسم ہو مجھ کو سرخداوند کی کوئی مجھ سے اس امر میں نہ کہے ورنہ وہ بھی قتل ہوگا اور میں ہر ایک کو قسم بخداوند
کی دیتا ہوں کہ کوئی سفارش نہ کرے ورنہ وہ بھی میرے ہاتھ سے زحمت اٹھائے گا آئندہ اسکو اختیار
ہر میں کسی کا اس وقت پاس نہ کرونگا نادسی نے کہا ہے کہ جب سمندر سرخداوند کی قسم کھا لیتا ہے تو پھر
کسی کی نہیں سنتا ہے اس وقت سمندر کی یہ حالت تھی کہ چہرہ فرط غیض سے لال تھا منہ میں کف تھا
تکوار پر بیٹھ ہمارے رکھی تھی ایک مرتبہ سمندر نے پھر اس کلمہ کو اپنی زبان پر جاری کیا کہ جو کوئی
ایوان کی سفارش کرے گا وہ میرے ہاتھ سے مارا جائے گا جو لوگ قصداً اس امر کا میرے اہل دربار
سے رکھتے ہوں وہ اپنے دل سے دور کرینا اب کوئی میرے روبرو ایوان کا نام بھی نہ لے ورنہ میرے
ہاتھ سے قتل ہوگا یہ جو سمندر نے کہا جو جو قصدرکھتے تھے وہ وہ کانپ گئے پھر کسی کی جرأت
نہ ہوئی کہ کچھ سے سب اپنے اپنے مقام پر خاموش بیٹھے رہے ادھر سمندر نے منشی سے کہا کہ
تو نے رقعہ بنام خواجہ تحریر کیا اسنے عرض کیا کہ جی ہاں سمندر نے کہا کہ پھر اس میں کیا تو نے
تحریر کیا ہے منشی نے رقعہ پڑھا اس میں تحریر تھا کہ ای خواجہ مثالست آگاہ ہو کہ ایوان جسکو
تم نے مطیع اسلام کیا تھا اور وہ مجھ سے منعت ہو گئی ہے میں نے اسکو قید کیا ہے آج سہ پہر کو
قتل کرونگا تم اگر بڑے بہادر اور کامل عیار ہو تو آکر رہا کر لے جاؤ مثل آفاق شہادہ کے
میں تم کو خبر دیتا ہوں اور آگاہ کرتا ہوں ہو شیار آنا آفاق شہادہ کو تم دھوکے سے لے گئے
ہو اب میں جانوں کہ جو تم ایوان کو لے جاؤ میں تم کو اس سبب سے آگاہ کیے دیتا ہوں کہ بعد
کو تم یا کوئی اور یہ نہ کہے کہ ہم کو خبر ہوئی تو ہم ضرور رہا کر لے جاتے سمندر نے ہمارے خوف سے
پوشیدہ طور سے قتل کیا بس آئندہ تم کو اختیار ہے اطلاع قلمی کیا گیا سمندر نے کہا کہ یہ تو نے
خوب لکھا ہے منشی نے نفاقہ میں بند کر کے اس پر سمندر کی مہر لگائی سمندر کے روبرو پیش کیا
ایوان اس وقت تک دربار میں موجود تھی یہ واقعہ دیکھ کر خیال کرنے لگی کہ بڑی خرابی ہوئی
جب یہ رقعہ خواجہ کو پہونچے گا خواجہ ضرور میرے رہا کرنے کو تشریف لائیں گے کہیں ایسا
نہ ہو کہ خواجہ اسیر ہو جائیں مگر کیا کر سکتی تھی ناچار تھی کہ سمندر نے حکم دیا تھا کہ اسکی زبان
میں سوزن دے دو گوا ایوان نے کہا تھا کہ ای سمندر تو یہ خوف نہ کر کہ میں سحر کر کے کل جانکی
میں وہ ساحرہ ہوں کہ میرے رک وہاں میں سحر اثر کر چکا ہے جس کو میں اشارے سے دیکھوں وہ
ٹھل کر پانی پانی ہو جائے جب یہ ایوان نے کہا تھا تو سمندر نے کہا کہ اچھا مگر اب پھر
سمندر کو خیال آیا کہ سوزن دینا اسکی زبان میں پر ضرور ہے اور ایک ساحر کو حکم دیا کہ
سوزن دیدے بس اب وہ بموجب حکم سمندر اپنے مقام پر سے اٹھا اور قریب ایوان
آیا اور کہا کہ زبان باہر کرتا کہ میں سوزن دوں ایوان نے فوراً زبان باہر کی اسنے سوزن

سوزن دیکر پھر اٹھا اُس وقت ایوان نے اُسکی طرف بہ نگاہ تہرہ دیکھا بہ نگاہ تہرہ دیکھا تھا کہ وہ فوراً پانی ہو کر بہ گیا یعنی اُسکا نام و نشان تک نہ باقی رہا یہ جو حال اہل دربار نے ایوان کے سحر کا دیکھا سب کے حواس جاتے رہے اور سب نے کہا اپنے اپنے دل میں کہ بہت بڑی ساحرہ کو سمندر قتل کرتا ہے اُدھر ایوان نے اشارے سے سمندر سے کہا کہ تو نے میرے سحر کا حال دیکھا سمندر نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ اُن لوگوں سے کہا کہ اُسکو جلد دربار سے لے جاؤ بس سب لوگ جو کہ ایوان کے اوپر مقرر تھے ایوان کو لے کر دربار سے باہر آئے یہاں تمام شہر میں یہ خبر پھیل گئی کہ ایوان کو سمندر شہادے کر قتل کر لیا ہے مرنے عدول حکمی کے جرم پر آج سہ پہر کو وہ قتل کی جائے گی بعض تو یہ کہہ رہے تھے باہم کہ یہ کوئی ایسی خطائیں ہیں کہ جس جرم پر قتل کی جائے اور افسوس کرتے تھے اور خوت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ ملک اب رہنے کے قابل نہیں رہا بادشاہ نے آفاق شاہ کے ساتھ وہ سلوک کیا سب اُسکی خیر خواہی و نیک حلالی کو بالائے طاق رکھا اُسکو ذلیل کیا قتل پر آمادہ ہوئے پھر وہ ملازم تھا اور ماتحت ایوان کے ساتھ یہ سلوک کیا جو کہ نہ ملازم ہو نہ ماتحت نہ فرست ملاقات و دوستی ہو ایسے بادشاہ سے خداوند بچا ہیں تو آبرو کے بعض خوش تھے اور کہتے تھے جو عدول حکمی کرے گا اُسکی ہی سزا ہے کہ یہاں تو اہل شہر باہم یہ کفر پر کر رہے تھے کہ لوگ قید ایوان کی لے کر دربار سے باہر آئے سب اہل شہر نے ایوان کی قید دیکھی اور افسوس کیا مگر ایوان کو دیکھا تو وہ بہت خوش تھی اُسکے چہرہ سے آثار خوشی ظاہر تھے بلکہ وہ مسکراتی ہوئی چلی جاتی تھی اور رنج و ہیشانی ہر طرف دیکھتی تھی ذرا بھی حزن و ملال چہرہ سے نہ ظاہر تھا یہاں تک کہ سب لوگ لے کر قید خانہ میں آئے اور قید کیا اور خوب بہرہ چوکی مقرر کیا یہاں دربار میں سمندر نے اہل دربار سے کہا کہ تم نے ایوان کے سحر کا حال دیکھا کہ کیسی زبردست ساحرہ ہے ایسی ساحرہ کو میں کیونکر زندہ رہنے دیتا اس سے ہر وقت خوت تھا سب نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا اُدھر بموجب حکم سمندر مینادی نے باہر شہر کے و اندر شہر کے جا کر یہ ندا کی کہ حکم ہے سمندر شہادے کا کہ جسکو تماشا قتل ایوان کا دیکھنا ہو وہ سہ پہر کو بیرون شہر آئے اور تماشا دیکھے جو کوئی عدول حکمی کرے گا اُسکو ایسی ہی سزا ہو جائے گی ہر ایک خیال رکھتے یا جو کوئی سمندر کے کہنے کو نہ مانے گا وہ اسی طور سے قتل کیا جائیگا یا جو کوئی ایوان کے حال پر افسوس کرے گا یا آج سے نام لیکنا اُسکو بھی یہی سزا ملے گی اور بہ غلاب سخت قتل کیا جائیگا مینادی نے یہ ندا اندرون شہر و بیرون شہر بموجب حکم سمندر شہادے بیرون شہر دس کو سی پنج کوئی قصبوں دیہات میں پہونچادی اور یہاں سے فرصت کر کے طرف لشکر کے چلا یہاں دربار میں سمندر نے وہ نامہ منشی جسے لے کر ایک طائر سحر تیار کر کے اُسکے گلے میں لٹکا دیا اور اُڑا دیا اور اُس سے کہدیا کہ یہ رقعہ کو خضران بن عمر کو پہونچا دے وہ طائر اُڑ کر چلا اُدھر سے وہ منادی چلا ان دونوں کا حال پھر تحریر ہو گا یہاں بیرون شہر اسی وقت سے میدان خونی کی طابعدی ہونے لگی ایک میدان صاف کیا گیا وہاں فرشتے کیا گیا اُس پر کرسیاں و درخت چھائے گئے ایک تخت رکھا گیا ایک چوہ ترہ بنایا گیا ایک کا بیرون شہر میدان خونی کی بیاری ہو رہی ہے اُدھر ہر قصبہ و دیہات سے لوگ برائے تماشا چلے دس کو سی یا پنج کو سی اور شہر سے بھی لوگ اس خیال سے چلے کہ اُس مقام پر بڑا مجمع ہو گا پہلے سے چل کر جاسے معقول دیکھ کر تیارام کو بیرون امیرون اور رئیسوں نے اپنے ملازم روانہ کر دیئے انھوں نے پہلے سے جا کر ٹیکرون پر دریاں

پہنچا کچھ کر بیٹھ رہے اور بہت سے اہل شہر طوائفوں نے بھی اپنے یاروں اور آشنائوں سے کہا کہ ہم بھی چلیں گے
 غرض کہ ہر پیشہ اور ہر قسم کے آدمی بیرون شہر براے تماشاہ چلے سودے والے بھی خولنے دلوں کے درست
 کر کے چلے پان والے پان کی کشتیاں لگا کر روانہ ہوئے ساتھی قلیان لیکر ساتتین اپنے اپنے تخت لیکر
 اس میدان میں آکر بیٹھیں کہاں تک عرض کیا جائے غرض ایک میل جمع ہو گیا اور میل کا سمن ہو گیا یہاں
 تو لوگ آکر جمع ہو رہے ہیں اور سودے والے سودا بیچ رہے ہیں خرید و فروخت جاری ہو رہی ہے وہاں
 دربار میں سمندر نے حکم دیا کہ ہمارا کل لشکر طیار ہو کر جائے وہ جو کہ انتخاب کیا ہوا ہے بس گلاب چادر
 یہ حکم سننے دربار سے چھاؤنی میں آیا اور لشکر کو انتخاب کر کے جو کہ قریب ہی پاس ہزار کے تھا مسلح و مکمل
 کر کے اپنے ہجران سے کر بیرون شہر آیا اور چاروں طرف پیرہ مقرر کیا اور باقی لشکر کو حکم صفت بندی دیا اور
 ایک احاطہ سا چھینا اور سب کو حکم دیا کہ اس احاطہ کے اندر کوئی نہ جانے پائے سب باہر سے تماشاہ
 دیکھیں یہ بندوبست کر کے پھر دربار میں آیا سمندر نے پوچھا کہ بندوبست کر آئے کہا جی ہاں ایک
 نامہ سمندر نے بنام کرد اسب شاہ وغیرہ اس مضمون کا تحریر کیا کہ ہم نے ایوان کو اس جرم پر تہید
 کیا ہے کہ اُسے ہماری عدول حکمی کی ہو اور ترک اسلام پر راضی نہیں ہوتی یہ نہ اہل اسلام سے مقابلہ
 کرنے پر تیس ہم اسکو آج سہ پہر کو قتل کرینگے لہذا تم اپنے لشکر کو حکم دو کہ ہر ایک اپنے اپنے بستہ
 مسلح و مکمل رہے کیونکہ ہم نے اس حال سے خواجہ داہل اسلام کو اطلاع دی ہے شاید وہ لوگ یہ خبر
 پا کر غرغہ کریں اس خیال سے کہ جا کر رہا کر لائیں تو تم اسوقت اُسے مقابلہ کرنا اور اِدھر آتے
 دینا بہت کم تحریر کو زیادہ تصور کرنا اسے خلاف عمل نہ کرنا یہ نامہ تحریر کر کے ایک طائر سحر کے ذریعہ
 سے روانہ کیا کہ اسکا بھی حال تحریر ہو گا اُسکے بعد سمندر نے حکم دیا کہ ہمارا بھی کل لشکر چھاؤنی میں
 طیار رہے جسوقت ہم طلب کریں اسوقت فوراً حاضر ہو یہ حکم سرداروں نے اہل لشکر کو پہنچا دیا
 اسی وقت سے کمر بندی ہونے لگی وہ جو بادشاہ سمندر کی کمک کو آئے تھے سمندر نے انکو بھی حکم
 دیا کہ تم لوگ بھی اپنے لشکر میں حکم کر دو کہ سب لشکر طیار رہیں اور پانچ پانچ ہزار ساحر ہر ایک
 اپنے لشکر سے طلب کرے کہ وہ میدان میں آکر صفت آرا ہوں بس ہر ایک بادشاہ نے یہ حکم
 سننے اپنے اپنے لشکر کے سرداروں سے کہا کہ تم جا کر بموجب حکم بادشاہ بندوبست کرو بس
 ہر ایک بادشاہ کا سردار دربار سے اٹھ کر آیا اور بموجب حکم سمندر بندوبست کیا پانچ پانچ
 ہزار ساحر ہر ایک کے کراس میدان میں آیا صفت آرا ہوا اُدھر لشکر میں کمر بندی ہونے لگی
 راوی نے بیان کیا ہے کہ ہر طرف سے جوی جوی گروہ گروہ غول غول اہل شہر و بیرون شہر کے
 لوگ و تماشاہ بین چلے آتے ہیں ان سب کو اس بندوبست میں اور ایوان کو قید چھوڑا جاتا
 ہوا اب حال لشکر اسلام کا تحریر ہوتا ہے

اب شئمہ حال لشکر اسلام و اس متادی و دونوں ناموں کا تحریر کیا جاتا ہے و دیگر

حالات قصہ ہذا

راوی نے بیان کیا ہے کہ یہاں لشکر اسلام میں جشن خوشی تھا ہر طرف ایک بھل بھل مچل مچل
 ہوئی تھی ناچ و رنگ ہو رہا تھا جیسا کہ سابق میں تحریر ہوا ہے بارگاہ صاحبقران
 میں و دیگر مضمون میں بزم عشرت برپا تھی ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ مصروف عشرت تھا اسی طور سے

اٹھ روز تک جشن عشرت برپا رہا طریقہ یہ تھا کہ جب نماز کا وقت آتا تھا ہر سردار اٹھ کر اپنے عبادت خانہ میں جاتا تھا نماز خالق ادا کرتا تھا اتنی دیر تک رقص و سرود موقوف رہتا تھا جب آٹھ شبانہ روز گذرے آٹھواں دن تھا کہ صاحبقران نے فرمایا کہ آج سہ پہر کو جلسہ عشرت برخواست کیا جائے کیونکہ سات روز ہوئے ہیں کہ برابر جشن برپا رہا آج آٹھواں دن ہے یہ فرما کر خواجہ سے فرمایا کہ اے خواجہ آج جلسہ برخواست ہو گا لہذا تم بھی اپنا گانا ہم کو سنادو خواجہ نے کہا کہ بہت خوب بس خواجہ نے اپنی نئے ہفت بیوندی زنبیل سے نکالی اسکی قفلیاں درست کر کے بجانا شروع کی پہلے یہ شعر گایا فارسی کا شعرا آقا کما کر دیدہ ام مہر بنان و زریدہ ام بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چہرے دیکری + اسکو کئی مرتبہ بنانا کر گایا تمام اہل محفل دنگ ہو گئے ہر ایک کو محویت حاصل ہوئی اس کے بعد خواجہ نے یہ چند شعر رند کے گائے

کھلی کچھ نص میں میری زبان صیاد	مین باجرا سے چمن کیا کر دن بیان صیاد	نفس کو شام سے لٹکے دھڑ خویں کے
سنا کیا میری تاج داستان صیاد	دکھایا کچھ نفس مجھ کو آب و دانہ نے	وگر نہ دام کہاں میں کہاں کہاں صیاد

یہ چند شعر جو خواجہ نے زمین گائے تو بہت یہ ہوئی کہ تمام چہرے پر ہرگز نہ بارگاہ جمع ہوئے اہل فرم کو محویت ہو گئی ہر ایک جھومنے لگا سب ساکت ہو گئے بڑے عرصہ تک محفل کا رنگ بدل رہا اس کے بعد جب کہ ہوش و حواس درست ہوئے تو خواجہ کو بہت کچھ انعام ہر ایک نے اپنی لیاقت کے موافق دیا صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ کوئی اور غزل گادو اب تو یہ جلسہ تمام ہوتا ہے خواجہ نے غزل شروع کی غزل

جاک میں کوئی نہ ملک ہنس ہو گا	کہ نہ مٹنے میں رو دیا ہو گا	اسے قصدا بھی میرے نامے کو
مٹنا ہو گا گر سنا ہو گا	دیکھے غم سے اب کی جی میرا	نب کے گاہ کے گاہ کیا ہو گا
دل زمانہ کے ہاتھ سے سالم	کوئی ہو گا کہ رہ گیا ہو گا	حال تجھ عمر زدیک جس تس نے
جب سنا ہو گا رو دیا ہو گا	دل کے پھر زخم تازے ہوتے ہیں	کہین غنچہ کوئی کھلا ہو گا
یک بیک نام لے اٹھا میرا	جی میں گیا اس کے آگیا ہو گا	مرے نالوں پر کوئی دنیا میں
بن کے کیے آہ کم رہا ہو گا	لیکن اسکو اثر خدا جانے	دہوا ہو گا کیا ہوا ہو گا
قتل سے میرے وہ جو باز رہا	کسی بدخواہ نے کہا ہو گا	دل بھی اے درد قطرہ خون کھا
	انسوؤں میں کہیں گرا ہو گا	

یہ غزل جو دردی خواجہ نے بہ لحن داؤدی گائی تمام محفل محو ہو گئی ہر ایک پر عالم سکنت طاری ہوا ہر ایک کی چشم سے دریائے اشک جاری ہوا بڑی دیر تک یہی رنگ محفل رہا جب سکوت ہوا خواجہ کو انعام ملا خواجہ نے سب روز پور خلعت اٹھا کر نذر زنبیل کیا اور صاحبقران سے کہا کہ میرے سر میں اسوقت کچھ درد ہوتا ہے اگر اجازت ہو تو میں اپنے خیمہ میں جاؤں کیونکہ اب جلسہ بھی ٹھوڑے عرصہ میں برخواست ہو گا صاحبقران نے اجازت دی خواجہ بارگاہ سے نکل کر طرے اپنے خیمہ کے چلے جب خواجہ وسط لشکر میں پہنچے لے کان میں نقارے کی صدا آئی انھوں نے غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ جیسے کوئی منادی نرا دے کر نقارے پر چوب لگاتا ہے انھوں نے ادھر ادھر دیکھا کہ یہ صدا کہہ رہے آتی ہے انکو وہ صدا زمین پر کی نہ معلوم ہوئی بلکہ آسمان پر کی معلوم ہوئی اب انھوں نے سراٹھا کر جو دیکھا تو

کیا نظر اٹھانے دیکھا کہ ایک ساحر ہوا اس کے گلے میں دھول چڑھا ہوا وہ پہلے کچھ زبان سے کہتا ہے پھر چوب
لگاتا ہے اور تمام لشکر میں بالائے ہوا خبر دیتا پھر تلوار چوکنے لشکر میں ہر مقام پر نوح و گانا ہو رہا تھا کان
پٹری آواز سنائی دیتی تھی خواجہ کی سمجھ میں پھر نہ آیا مگر خواجہ کو فکر ہوئی کہ یہ کیا کہتا پھر تاہی یا تو
خواجہ اپنے خیمہ کو جانے لگے یا اس خبر کے دریافت کرنے کے لیے اس ساحر کے سایہ کے ساتھ
ہوئے اور ہر مقام پر غور کر کے سنتے ہیں کہ یہ کیا کہتا ہے مگر سبب شور و غل کے سنائی نہیں دیتا پھر خواجہ
پر کیا غم تھا کسی نے نہ سنا مگر خواجہ اس کے سایہ کے ساتھ ساتھ لشکر کے کنارے پر آئے وہ کنارے
لشکر کے جب پہنچا اس نے صدادی یہاں شور و غل بہت کم تھا خواجہ نے سنا کہ ایک منادی بالائے
آسمان ندا کرتا ہے کہ اے اہل اسلام و فرقہ خدایہستان آگاہ ہو کہ سمندر شاہ نے ملکہ الوان نہ طاقی
کو اس جرم میں اسیر کیا ہے کہ تو شریک اہل اسلام ہوئی پہلے اس سے بہت کہا کہ تو میری شریک
ہو مگر اس نے نہ مانا آخر کو بادشاہ نے اسے گرفتار کر لیا آج سہ پہر کو بیرون شہر قتل کی جائے گی
دار پر پہنچی جائے گی جسکو تماشا دیکھنا ہو وہ آئے یہ کہہ کر اس نے چوب لگائی یہ جو صدی خواجہ نے
سنی خواجہ کو تشویش ہوئی خیال کیا کہ یہ اس نے کیا پھر سننا لازم ہے یہ خیال کر کے پھر چلے اس نے
لشکر سے نکل کر پھر صدادی لگائی اب خواجہ نے بخوبی سنی بس خواجہ نے خیال کیا کہ ایوان
کی کمک کرنا پر ضرور ہے یہ خیال کر لشکر کی طرف چلے وہ ندا کرتا ہوا طرٹ لشکر کفار کے چلا خواجہ ابھی
کنارے پر لشکر کے تھے کہ ایک فراٹا ہوا انھوں نے سراٹھا کر دیکھا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ طائر جسکو
کہ سمندر نے نامہ دے کر روانہ کیا تھا وہ آکر پہنچا چونکہ طائر سر تھا خواجہ کو بھیجا تھا جیسے
اس نے خواجہ کو دیکھا دونوں گوندے چوڑ کر خواجہ کے بازو پر آ بیٹھا جیسے ہی وہ شانہ بیٹھا خواجہ
نے گہرا کر دیکھا کہ یہ طائر کیسا میرے شانہ پر آکر بیٹھا ہے اب جو غور کر کے دیکھا تو اس کے گلے میں کچھا
کہ ایک لفافہ بندھا ہوا ہے خواجہ نے خیال کیا کہ کسی نے ہم کو نامہ بھیجا ہے بس خواجہ نے تمکار
کر اس کے پشت پر ہاتھ پھیرا وہ خاموش بیٹھا پھر خواجہ نے وہ لفافہ اس کے گردن سے کھول لیا
جیسے خواجہ نے لفافہ کھولا وہ فراٹا مار لڑکھات اڑا چلا گیا خواجہ نے خیال کیا کہ یہ نامہ دینے
آیا تھا نامہ دے کر چلا گیا اب جو خواجہ نے لفافہ دیکھا اس پر سمندر شاہ کی مہر تھی اب تو انھوں نے
اس لفافہ کو چاک کیا نامہ نکال کر پڑھا اسمیں وہی مضمون تھا جو کہ مذکور ہو چکا ہے مگر یہ تحریر کرنے
کی ضرورت نہیں ہے خواجہ نے وہ مضمون پڑھ کر اپنے دل میں کہا کہ اے سمندر تو نے کیوں
آگاہ کیا میں اس منادی سے سننے ضرور آتا اور کوشش کرتا ہا کرتے کی بس خواجہ نے اپنے
دل سے یہ باتیں کر کے اس نامہ کو زنبیل میں رکھا اور دیان سے خیمہ میں آئے اس حال سے
کسی کو آگاہ نہ کیا تمام باہنہ عیاری سے آراستہ ہو کر اور ایک گوشہ میں بیٹھ کر اپنے
خیمہ میں نقیب لگائی اس خیال سے کہ اگر میں اس حال کو سب سے بیان کر دینا تو سب
عیار برائے تدبیر و عیاری روانہ ہونگے اور جا کر عیاری کرنے لگے اول تو سمندر خیر دار ہے
اور اس نے اپنا بندہ دست کر لیا ہے جب تو خبر کی ہے وہ غافل ہو گا نہیں یہ جا کر عیاری کرنے
جب کہ وہ ہو شیار ہے تو عیاری کام نہ دیتی وہ گرفتار ہو جائیں گے پھر سمندر اور زیادہ
خبردار ہو جائے گا اور کام بگڑ جائے گا اس سے بہتر یہ ہے کہ کسی کو خبر بھی نہ کرو اور چلے چلو
نہ لشکر سے سب کے سامنے جاؤ جو کوئی دریافت کرے اپنے خیمہ میں نقیب لگاؤ اسکی

راہ سے نکل چلو بس اس خیال سے خواجہ اپنے خیمہ میں نقب دے کر چلے یہاں تک کہ دوسرا سرانقشب کا میر لنگ
شکر اگر ایک صحرا میں نکالا نقب سے نکل کر اُسکے منہ کو بند کر دیا اور وہاں سے پاسے شاطری مارے ہوئے
طرت شہر سمندر یہ کے چلے جب تھوڑی دور چلے خیال آیا کہ کوئی فکر تو کر لو بس ایک درخت کے
نیچے بیٹھ گئے پہلے کتاب مقرر توفیق کی جو کہ بوستان خیال میں صاحبقران اصغر کا عیار تھا نکالی اُس کو
دیکھا کوئی عیاری پسند آئی اُسکو اٹھا کر بند کر کے رکھ دیا اور کہا بہت اسی عیاریوں کی تعریف تھی کوئی
بھی عیاری ایسی اسنے نہیں کی جو لائق تعریف ہو پھر خواجہ عمر بن امیہ ضمری اسنے دادا کی کتاب
نکالی اُسکو پڑھا ایک عیاری پسند آئی اُسکو بند کر کے نذر زبیل کیا مقرر توفیق کی بچی کتاب اٹھا کر رکھ
لی پھر خیال کیا اپنے دل میں کہ ای خضران اگر تم نے دادا جان کی عیاری کی ہوئی عیاری کی تو کیا کمال
کیا ہاں اگر کوئی عیاری سی کرو کہ تمہارا کمال بھی ظاہر ہو اور سمندر کو بھی معلوم ہو کہ یوں عیاری کرنے
ہیں بس یہ خیال دل میں کر کے ہاتھ دیکھا ہاتھ کی پشت دیکھی تین سو تھپاٹھ مکر پیش نگاہ اگر حاضر ہوئے
انہیں سے ایک پسند کیا اور بانہاں عیاری درست کر کے پاسے شاطری مار کر ایک طرت صحر کے
رواۃ ہوئے کہ انکا حال پھر تحریر ہو گا یہ تو عیاری کی فکر میں جاتے ہیں یہاں لشکر میں صاحبقران
و بادشاہ نے جلسہ برخواست کیا سب سرچار اپنے اپنے خیموں کو راہی ہوئے بادشاہ و صاحبقران
تحل میں کشریف سے گئے سب جا جا کر آرام پذیر ہوئے تمام لشکر کا جلسہ برخواست ہوا ہر ایک جاگا
ہوا تھا خواب راحت میں مصروف ہوا یہاں تو سب آرام بند ہیں ادھر وہ بنادی پہلے لشکر اسلام
میں آیا تھا جسکی صدا خواجہ نے سنی تھی راوی نے بیان کیا ہے کہ جب وہ شہر اور بیرون شہر و اطراف
و جوانب میں ندا کر چکا اُسکے بعد پھر لشکر اسلام میں آیا یہاں اگر اُسنے ندا کی سو پھر خواجہ کے
اور کسی نے بہ سبب شور و غل کے نہیں سنی وہاں سے لشکر کفار میں آیا یہاں گرداب شاہ
و غیرہ بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ پہلے اسنے صدا کیا اسے پر لشکر کے لگائی تھی اُنکے اُس عرضی
کا جواب آچکا تھا یہ لوگ اس امر کے منتظر تھے کہ جو کچھ حکم ہوا اُس پر عمل کریں اہل اسلام کے
خوشی کرنے کی خبر سن سن کر دل میں جل رہے تھے کیا کر سکتے تھے مجبور تھے راوی نے بیان کیا ہے کہ جب
اُس ساحر نے صدا لگا کر ڈھول پر جواب لگائی سب اہل لشکر کے کان کھڑے ہوئے اُس نے
دوسری صدادی سب نے سنی وہی صدا تھی جو کہ اُسنے شہر میں دی تھی سب حیران ہوئے
کہ یہ کیا واقعہ ہے تیسری صدائی پھر دی اب تو سب کو معلوم ہو گیا کہ ایوان قتل ہوئی باہم
چرچے ہوئے لگے کہ بادشاہ سے پھر جانے میں یہ ہوتا ہے مفت جان کئی بعض نفوس کرتے
تھے بعض خوش ہوئے جو تھی صدا اُسنے بارگاہ کے قریب اگر دی جو کہ اہل بارگاہ نے سنی پھر
اُسے صدادی اب تو گرداب نے حباب سے کہا کہ بھائی تم نے سنا بادشاہ نے بنادی
کرائی ہے کہ ہم آج سہ میر کو ایوان کو قتل کریں گے اُس جرم پر کہ وہ اہل اسلام سے مل گئی ہے
وہ جو خبر ہر کاروں نے اگر دی تھی کہ ایوان خواجہ کے شریک ہو گئی ہم سب نے کہا کہ اسنے
خواجہ سے مل کر کیا وہ مکر نہ کیا تھا دراصل شریک ہوئی تھی اس امر کی بادشاہ کو معلوم ہوتا
ہے کہ خبر ہو گئی اور خبر کیسی ہوتا ہم نے خود بند رعبہ عرضی کے خبر دی ہے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یقین ہو گیا
پہلے اُسکو نصیحت کی ہوئی اسنے دانا ہو گا آخر کو گرفتار کر لیا ہو گا بھلا کوئی شہنشاہ سے
مقابلہ کر سکتا ہے گو وہ بھی اپنے ملک کی بادشاہ ہے مگر کجا سمندر شاہ جو کہ اسوقت کی ہو

ملکوں کا بادشاہ ہر کجاویں جو کہ دس پانچ ملکوں کی بادشاہ بھلا کوئی سمندر شاہ سے مقابلہ کر سکتا ہے کجا سمندر کجا ایسا چھوٹا سا دریا بھلا پیل مست سے کہیں بھی مور ضعیف مقابلہ کر سکتی ہے جس اس سرکشی کا یہ انجام ہوا کہ جان گئی اٹلی بادشاہ نے ہم لوگوں کو بذریعہ منادی کے خبر دی ہے حساب بادشاہ وغیرہ نے کہا کہ ہم کو کیا بموجب مثل جو آگ کھائے گا وہ انکارے کے گا جو جیسے کرے گا ایسی سزا پائے گا یہ تو بادشاہ نے خوب لیا جو اسکو سزا دی اور وہ لوگ بھی اب کان ہونے اب کوئی ایسی خطا نہ کریگا اب چاہیں کہ اسوقت جا کر میان خواجہ الیوان کو یکلین کر داب نے جواب دیا کہ اسوقت بھلا جا کر کیا پچائیں گے یہاں تو یہ ذکر ہو رہا ہے بہت سے اہل دربار افسوس کر رہے ہیں بہت سے خوش بین اذہن وہ چارہ جی قریب بارگاہ پانچ مرتبہ کہہ کر اور آگے آگے پھرا اور تمام لشکرین پھر کر تمام لشکر کو آگاہ کیا اور وصول بجا ہوا طرف سمندر کے روانہ ہوا اور یہ بھی اسی مقام پر آکر ٹھہر گیا جہاں میدان خونی تیار تھا لشکر کفار سے اہل لشکر نے قصد کیا تھا کہ جل کر ہم بھی تماشہ دیکھیں ابھی کوئی کیا نہ تھا دربار آراستہ تھا یہی ذکر ہو رہا تھا سب الیوان کو نادان کہہ رہے تھے کہ وہ طائر اگر پہونچا جسکو سمندر نے نامہ لے کر سداہ کیا تھا داخل بارگاہ ہو کر گرداب کے زانو پر بیٹھا گرداب نے اس کے گلے سے نامہ لیا سمندر شاہ کی مہر دیکھ کر پہلے سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا بوسہ دیا پھر چاک کر کے پڑھا اس کے مضمون سے آگاہ ہوا حساب بادشاہ کو دیا حساب بادشاہ نے پڑھا پھر اور بادشاہوں نے پڑھا جب ہر ایک پڑھ چکا اسوقت اپنے سردار دن کو حکم دیا کہ لشکر کو حکم دو کہ کل اہل لشکر سامان جنگ سے مسلح و مکمل ہو کر اپنے اپنے بستر پر موجود رہیں جسوقت ہم حکم دیں ہمارے ہمراہ ہولین بس سردار یہ حکم سن کر بارگاہ سے باہر آئے سب لشکر کو حکم دیا اسوقت سب طیار ہو ہو کر اپنے بستر پر بیٹھ رہے سب بند و بست کر کے اور سردار بھی مسلح و مکمل ہو کر بارگاہ میں آئے یہاں سب مسلح و مکمل ہو چکے تھے خود گرداب بادشاہ وغیرہ اب یہ لوگ کو اس انتظار میں ہیں کہ اہل اسلام نزعہ کر کے طرفت سمندر سے چلیں تو ہم اسے مقابلہ کریں یہاں اہل اسلام کو اس حال سے خبر نہیں ہے یہ لوگ تو منتظر ہیں انکو منتظر رکھا جاتا ہے اب حال سمندر شاہ کا تحریر ہوتا ہے کہ جب وقت سے ہر آیا بس سمندر شاہ نے حکم دیا کہ پچاس ہزار ساحر طلب کرو کہ وہ حاضر ہوں یہ حکم دینا تھا کہ پچاس ہزار ساحر در دولت پر حاضر ہوئے سمندر شاہ کو خبر ہوئی یہ ایک مرتبہ تخت پر سے اٹھ کھڑا ہوا اٹھ کھڑا تھا کہ سب اہل دربار و حاضرین دربار کھڑے ہوئے یہ جلو خام ظم کر کے باہر دربار کے آیا یہاں تخت روان موجود تھا اس پر سوار ہوا سب سردار و بادشاہ خواجہ کے ہمراہ تھے وہ بھی سوار ہوئے شعلات و اوراق پس پشت کھڑے ہوئے لکس رانی کر رہے تھے ابریا قوت رنگ سر پر اگر قائم ہوا اس سے قیامت برسنے کے بھی کو ہر برسے لکے کھٹہ و ناقوس بجنے لکے پتلیان سحر کی روبرو رقص کرنے لگیں نقیب صداے بادب باش لگانے لکے کہ سمندر نے حکم دیا کہ قیدی کو لاؤ اور ان پچاس ہزار ساحروں سے کہا کہ تم اس کے گرد رہنا یہ حکم دیکر تخت کے بڑھنے کا حکم دیا سواری بصد شان و شوکت چلی اتنے عرصہ میں داروغہ زہراں الیوان کو آراستہ پر سوار کر کے ہوئے گرد آسکے چار سوار تلوارین برہنہ کیے ہوئے ان کے بعد ایک ہزار ساخران

و بردست نارنج و ترنج ہاتھوں میں لیے ہوئے بھولیان شانوں پری ہوئیں اُنکے بعد یہ کچاں ہزار اس
 حفاظت سے لیکر تیدی کو عقب سوار سی سمندر شاہ چلے مگر الوان کا یہ حال ہو کہ بخندہ پیشانی ہر طرف
 دیکھ رہی ہو ذرا سا بھی میل پیشانی پر نہیں ہو بھی نہیں ثابت ہوتا ہو کہ محکو قتل کرنے لیے جاتے ہیں ہر
 طرف مسکرا مسکرا کر دیکھتی ہو سب کہتے ہیں کہ یہ وقت رنج و غم کرنے کا ہو یا خوش ہونے کا ہم نے
 آج تک سوائے دو آدمیوں کے وقت گنت نہیں ہوئے نہیں دیکھا ایک آفاق شاہ کو بھی
 اسی طور سے خوش تھے یا ملکہ الوان کو ان سواروں اور ساحروں کے عقب میں ہزاروں اہل شہر
 مرد و زن طفل و پیر چلے آتے ہیں یہاں تک کہ سوار سی سمندر شاہ کی شہر کو طے کر کے بیرون شہر آ گئی
 سمندر شاہ طرف میدان خونی کے چلا راوی نے بیان کیا کہ جب سمندر شاہ قریب میدان خونی کے
 پہونچا ایک شور ہوا کہ بادشاہ تشریف لائے ہل چل پڑ گئی سب نے مع سمندر شاہ کے دیکھا
 کہ ایک طرف میدان خونی آراستہ ہو اسکے چاروں طرف لشکر کا پہرہ ہو ایک طرف لشکر سمندر شاہ
 کا صف بستہ ہو ایک طرف ان بادشاہوں کے پانچ پانچ سو سوار صف بستہ ہیں جو کہ لک کو آتے ہیں دو طرف
 اہل شہر و بیرون کجائت کے لوگوں کا جمع ہو ایک میلہ کا شہان ہو لوگ شہر بخیان و دریاں و جازمین بکھا
 ہوئے بیٹھے ہیں کسی مقام پر انیوں کھل رہی ہو کتنے چھل رہے ہیں چاہ بن رہی ہو انیوں جمع ہیں کسی
 مقام پر امیران شہر کا جمع ہو کسی جگہ رئیسان شہر ہیں کسی مقام پر طلبہ نج رہا ہو ستار چڑ رہا ہو کوئی
 بیٹھا ہو اگر رہا ہو کوئی حقہ بی رہا ہو کسی مقام پر چوہر ہو رہی ہو کسی مقام پر بادشاہ چنگ ہو رہا ہو
 طوائفان شہر کا ایک طرف جمع ہو اپنے اپنے یاروں و آشناؤں کے ساتھ آئی ہیں ہنس بول رہی ہیں
 ساقین تخت بکھائے بیٹھی ہوئی ہیں لشہ بازوں کا اُنکے قریب ہٹھکڑی چرس بر دم پڑے ہیں کسی جگہ
 مدک بی جا رہی ہو کسی طرف کلواری کی دوکان ہو شرابخواری ہو رہی ہو لشہ نے مست ہو ہو کر جھوم
 رہے ہیں شہر عاشقانہ پڑ رہے ہیں پان وائے سفیدیاؤں کی گوریان لیے ہوئے پھر رہے ہیں
 ساتی حقہ پلا رہے ہیں بازو والوں کی ایک طرف بہار ہو خواجہ وائے ہر رنگ کی مٹھائی لگائے جا
 بجا بیٹھے ہوئے ہیں دال موٹ وائے الگ ہیں ایک طرف سے صدا آرہی ہو کہ کیا گرما گرم کا ملی
 وچر رہے ہیں والو کے کچا لو گرما گرم ایک طرف میوے وائے اپنی صدا لگا رہے ہیں ترکاری
 وائے جدا صدا لگا رہے ہیں سکریں بھاری بھاری لہنے پہنے ہوئے خوبصورت خوبصورت
 جوان جوان اڑے اڑے دوپٹہ شانوں پر ڈالے ہوئے جنگے نار پستان و سیب و تن دل کو باغمال
 کیے ڈالتی ہیں کہ رہی ہیں خزاں گور کا ہو دلائی نارنگیوں میں کیا عمدہ سیب ہیں کہ جنگے کھاتے سے
 بالکل آسیب نہ ہو ایک طرف کھلونے وائے ہیں ایک طرف جھوٹے گڑے ہوئے ہیں اہل شہر
 کے چھوٹے چھوٹے لڑکے جھول رہے ہیں ہر ایک خوش تھا وہ میدان خوبی نہ تھا کو یا سید تھا رنگ
 دیکھتا ہوا اور سیر کرتا ہوا سمندر قریب میدان خونی کے آیا تخت پر سے اتر اتر اس مقام پر
 آیا جو کہ اُسکے بیٹھنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا سمندر نے دیکھا کہ ایک جگہ سب اسباب سیاست
 ہو سولی استادہ ہو گئی ہزار ناوک فلن کمانیں لیس لیے ہوئے کھڑے ہیں بہت سے ساحر
 جھولیوں میں تیر لیے ہوئے ہیں الوان کو سنسار کرنے کو ایک طرف لگی ہزار سوار تلواریں
 برہنہ کیے ہوئے کھڑے ہیں ایک طرف بہت سے جلا و خجہر چمکا رہے ہیں ایک طرف
 شمشیر کش ایک طرف آڑہ کش ایک طرف زبان کش ایک طرف چشم کن کھڑے ہیں کل

اسباب سیاست موجود ہو یہ دیکھ کر سمندر شاہ تخت پر بیٹھا کل سردار اپنے اپنے مرتبہ سے بیٹھے کہ سمندر
 نے حکم دیا کہ ایک ہزار ساحران زیر دست بالائے ہوا جا کر بندوبست کریں اور اپنا پہرہ قائم کریں
 کہ کوئی طاعن بھی ادھر سے اڑ کر نہ جائے پائے جب تک ایوان قتل نہ ہو لے بس فوراً ایک ہزار ساحر
 بالائے ہوا گئے اور انھوں نے خوب بندوبست بالائے ہوا کر لیا سمندر بیٹھا تھا کہ غل ہوا قیدی
 آگیا قیدی آگیا بس وہ پچاس ہزار کا لشکر تو ایک طرف صفت باندھ کر کھڑا ہو گیا اور اب قیدی کا مع
 ایک سو ساحرون اور چار سو سواروں کے اس احاطہ میں آیا جو کہ گرد میدان خونی کے بنایا گیا تھا
 صرف مٹی کی ایک بالشت بچا اس سے کم موٹہ پر بیٹھ کر کہ اس حد کے اندر سوائے بادشاہ
 اور سرداروں اور ان لوگوں کے جو کار بار کرنے والے ہیں کوئی اہل شہر سے نہ آئے پائے بس
 جب اراہ اس احاطہ میں پہنچا داروغہ نرنلان خاد ایوان کو اتار کر روبرو سمندر کے لایا
 سمندر نے ایوان کو دیکھ کر داروغہ سے کہا کہ ہم نے تم کو کب حکم دیا تھا کہ اسکو تم ہمارے روبرو
 لاؤ فوراً لے جاؤ داروغہ کانپ گیا فوراً ایوان کو لا کر اراہ پر بیٹھا دیا ادھر سمندر نے حکم دیا کہ
 جلاد حاضر ہو یہ حکم دینا تھا کہ فوراً جلاد حاضر حاضر کہتا ہوا سامنے آیا سلام کیا سمندر نے حکم دیا کہ
 وہ جو قیدی اراہ پر بیٹھا ہوا ہے اسے بہت بڑی میری خطا کی ہے اسکو سوئی پر کھینچنا تیر باران
 کرنا سزا کرنا پہلے اسکی زبان پھینچ لینا ہر طرح کے عذاب سخت سے اسکو قتل کرو تم کو انعام
 دیا جائے گا جلاد نے عرض کیا کہ ذرا بیچ بوجھ کر حکم فرمائیے قتل کرنا میرا کام ہے زندہ کرنا خداوند نہ
 طاق کا کام ہے سمندر نے کہا کہ جو ہم تم کو حکم دیتے ہیں تم اس پر عمل کرو یہ سنکے جلاد شلنگین لگا کا
 ہوا طر اراہ کے چلا ایک رومال میل اس کے دوش پر پڑا ہوا اس میں ہزاروں خون کے
 دھبے اس بسا ہندی بو آتی ہوئی ایک کرتہ پہنے ہوئے وہ بھی خون سے بھرا ہوا ایک دھوٹی
 باندھے ہوئے سیاہ روتیرہ درون کان ناگ کے کلی میں بار پڑے ہوئے بچھا ہوا تھے میں اس
 صورت سے قریب اراہ کے آیا اور ایوان کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ او مجرم چل چبوترے پر بس
 ایوان کو اراہ پر سے لے کر چلا اہل جمع میں ایک غل ہوا کہ قیدی قتل ہونے جاتا ہے بعض
 افسوس کرتے تھے اور جو کہ ہنسنے رہے تھے اسے کہنے لگے کہ یہ مقام ہنسنے کا نہیں ہے بلکہ مقام
 افسوس ہے کہ اتنی بڑی ساحرہ اس بے بسی سے قتل کی جاتی ہے کہ نہ کوئی اسکا حامی ہے نہ
 مددگار نہ کوئی عزیز قریب ہے وہ یہ جواب دیتے ہیں کہ جو ایسی سرکشی کرے گا اسکی سزا ہے
 بلکہ مقام خموشی ہے کہ اسنے اپنا مذہب ترک کر کے دوسرا مذہب اختیار کیا اور بادشاہ
 سے سرکشی کی وہ خاموش ہو کر منہ پھرا لیتے ہیں بعض رو رہے ہیں حال پر ایوان کے جو کہ
 رقیق القلب ہیں واقعی کیا مقام ہے کہ کوئی قتل ہوتا ہے اپنی جان سے جاتا ہے لوگ خوش
 ہو رہے ہیں پوچھا کہیں بدل بدل کر آئے ہیں خوش خوش پھر رہے ہیں کیا زبانہ کار نہیں ہے
 یہ جرحہ نیرنگ ساز بھی کیا زبانک دکھاتا ہے کوئی کسی کے ہنسنے پر ہنسنے پڑھتا ہے شعور تمام بگ
 عذوبہ جاسے شادمانی نیست کہ زندگانی مایہ جلا و دانی نیست کوئی کھڑا ہوا ملک تفرقہ پرداز
 کی شکایت کر رہا ہے کہ تیرے بھی کیا رنگ ہیں بھی خاک نہ لست پر بیٹھا ہے کبھی تخت
 حکومت پر بھی کسی کی روبرو دست بستہ کھڑے ہیں کبھی اس کے روبرو ہزاروں خادم
 حاضر ہیں مقام غور ہے یہی ایوان ابھی کل تک وہ مرتبہ رکھتی تھی کہ اس کے روبرو ہزاروں

بلکہ لاکھوں خادم حاضر ہوئے ابھی کل تک اسکے حکم سے گردن ماری جاتی تھی یا آج خود برائے گردن زدنی
 زبرداریا دیے جاتا ہے اور کچھ بس نہیں ہوا کیونکہ تیرا بھی کیا رنگ ہے تو ہر مرتبہ ایک نئی بازی کھیلتا
 ہے تو صاحبان عزت کی عزت کا و صاحبان دولت کی دولت کا دشمن ہے تو کسی کا جاہ و خیمہ اپنی نگاہ کو رہے
 دیکھ نہیں سکتا ہے بلکہ کسی کا ترک و چشم پسند نہیں آتا ہے تو ہر ایک کی ثروت و عظمت کا جانی دشمن ہے جہاں
 تو نے دیکھا کہ یہ خوش حال ہوا سے برباد کر دیا اور سفلیہ مزاج یہ تیرا کیا حال ہے تجھ کو ہر ایک نے یا تمالی
 کا خیال ہے کوئی زمانہ تاہنجاری شکایت کر رہا ہے کوئی بخت بد کردار کو برا بھلا کہہ رہا ہے کسی مقام پر غم و الم
 کا چرچا ہے کوئی خوشی خوشی پھر رہا ہے اور جلا دے یا تھو لیوان کا پیکر کر لیا کہ چل تیرے قتل کا حکم ہے لیوان
 مل کھا کر ابراہیم سے اٹھی کہ خانہ زنجیر بن غل ہوا اور جلا دے سرار بخت کا پیکر اور وہ سوار تلوار بن برہنہ
 کیے ہوئے ہمارے ہوتے اور وہ ہزار ساحر آئے لیوان قریب چوترا نہیں پہنچی ہے سمندر نے ابھی
 ایک حکم دیا ہے دو حکم کی کسر ہے یہاں تو یہ حال ہوا کہ بالابے ہوا کا واقعہ بلا حظہ و سماعت فرمایا
 کہ وہ ہزار ساحر جو بلا سے ہوا بند و بست کیے کھڑے ہوئے تھے اُدھر سے طائر بھی نہ
 جا سکتا تھا اگر کوئی قصار سیدہ دام اجل میں گرفتار ہو کر آگیا انھوں نے سحر کر دیا وہ جل کر خاک
 ہو گیا یہ تو حال تھا ہوا کا بھی گذر نامحال تھا کہ ان ساحروں نے دیکھا کہ شمال کی طرف سے ایک
 تخت اُڑتا ہوا اُدھر چلا آتا ہے اسی طرف کا رخ ہے انھوں نے خیال کیا کہ کوئی ساحر آتا ہے اسکو بھڑک
 رو کو انہیں سے چند ساحر اس تخت کی طرف چلے وہ تخت اسقدر تیز آ رہا تھا کہ یہ جاتے بھی نہ پاتے
 تھے کہ وہ قریب آگیا انھوں نے دیکھا کہ اس تخت پر ایک مرد بزرگ با چہرہ نورانی ایسا اُنکارنگ
 سرخ و سفید ہے کہ جیسے مہندی اور شہاب کی آمیزش سے پتلا بنا یا جائے چہرہ سے رعب و اب
 ظا ہر ہے جو گوشیا کلاہ سیر پر چشمہ آنکھوں پر لگا ہوا الماس نگار تبا و عبل کہتے ہوئے دوزانو
 تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں تخت خود بخود چلا آتا ہے چند کتابیں تخت پر رہ گئی تھیں ہین حکیمانہ
 وضع ہے ایک چریب ہاتھ میں ہے اسکو ٹیکے ہوئے بیٹھے ہیں سن شریف کوئی دوزخانی سو برس
 کا ہو گا بال و پلکین تک سفید ہو گئیں ہین ہر چہرہ سے رعب و اب ظا ہر ہے کوئی دفعتاً کلام
 نہیں کر سکتا ہے چلے آتے ہیں یہ جو واقعہ دیکھا ان ساحروں نے خیال کیا کہ یہ کوئی مرد متبرک
 اور خوار سیدہ ہین ذرا ان سے نیچے بوجھ کر کلام کرنا چاہیے یہ امر اپنے دل میں خیال کر کے اور باہم
 صلاح کر کے قریب تخت آئے بہت ادب سے جھک کر سلام کیا ان مرد بزرگ نے جو
 ان ساحروں کو دیکھا تخت روک لیا اور کہا کہ تم کون لوگ ہو اور کیا ضرورت ہے جو سدراہ
 ہوئے ہو میں اپنی ضرورت سے جاتا ہوں تمہارا کیا مطلب ہے بیان کرو انھوں نے کانپ
 کر اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اگر مزاج مبارک کے خلاف نہ ہو تو ہم تجھے عرض کریں مرد بزرگ
 نے اس طور سے کلام کیا تھا کہ جو کچھ انہیں حواس باقی تھے وہ بھی جاتے رہے تھے جب
 انھوں نے اس طور سے کہا تو انھوں نے جواب دیا کہ بیان کرو ان ساحروں نے عرض
 کیا کہ اصل امر یہ ہے کہ ہم لوگ اس مقام پر برائے نگہبانی و پتھرہ کے مقرر ہوئے ہیں طرف
 سے سمندر شاہ کے سبب اسکا یہ ہے کہ بادشاہ نے اپنے ایک مجرم کے قتل ہونے کا
 حکم اس میدان میں دیا ہے اور وہ مجرم بڑا مجرم ہے اس کے قتل کرنے کے لیے بڑے بڑے
 نظام کیے ہیں خود بادشاہ تشریف لائے ہیں خوف یہ ہے کہ کوئی مددگار نہ آجائے

کیونکہ اسکے مددگار بہت سے ہیں اور بڑے بڑے مزدور بہت ہیں زمین پر بھی خوب بند و بست ہے اور ایک ہزار
 ساحر بالائے ہوا نگہبانی کر رہے ہیں جو کوئی جانور ادھر سے پرندہ اڑ کر جاتا ہے وہ جلا دیا جاتا ہے پس آپ اس
 طرف سے تشریف نہ لے جائیں دوسری طرف سے تشریف لے جائیں ورنہ آپ کو زحمت ہوگی یہ کلام
 سننا تھا کہ اُن مرد بزرگ نے چین بر چین ہو کر فرمایا کہ تھا اباد شاہ کون ہے کہ جس نے بالائے ہوا بالائے
 آسمان بھی اپنا بند و بست کیا ہے اور ہوا پر کے جانے والوں کا راستہ روکا ہے وہ کون ایسا زبردست ہے جو ہوا
 پر بھی فرق بٹھاتا ہے اور بالائے ہوا بھی اپنی حکومت قائم کرتا ہے ذرا اسکا نام تو مجھ کو بتاؤ میں بھی تو سنوں
 اُن ساحروں نے کہا کہ زمانہ اسکے نام سے ماہر ہے اسکی دریا دلی ہر ایک پر ظاہر ہے وہ ایسا دلیسا بادشاہ
 نہیں ہے جو کوئی اُس سے واقف نہ ہو اسکو سب جانتے ہیں اُن مرد پیر نے کہا کہ ایک ہمیں نہیں دانت
 ہیں تب انھوں نے کہا کہ سمندر شاہ حاکم شہر سمندریہ ہے تو اُن مرد پیر نے تیور بدل کر اور پچھرا بیت
 سے کہا کہ وہ سمندر جو کہ ایوان تاجدار حاکم نہ طاقی خداوند نہ طاقی کا غلام تھا اب اُس نے یہ مرتبہ
 بہم کیا کہ بادشاہ ہو گیا اور زمین پر حکومت کرتے کرتے آسمان پر بھی حکومت کرنے لگا ایسا اسکو
 مرتبہ ملا اور وہ ایسا مغرور ہو گیا ہم تو اسکی کچھ حقیقت نہیں جانتے ہیں ابھی کل کا ذکر ہے کہ وہ پس
 پشت خداوند نہ طاقی کھڑا ہو کر بس رانی کرتا تھا آج وہ بادشاہ ہو گیا تھا ہمارے نزدیک اسکا مرتبہ
 ہے اور بادشاہ ہے ہمارے نزدیک وہ کچھ مرتبہ نہیں رکھتا ہے وہی غلام ہے تم اسکا حکم مانو گے
 میں نہیں مانوں گا میں تو ادھر سے جاؤنگا ہم تو خاصان خداوند ہیں ہم پر کوئی حکومت نہیں کر سکتا
 ہے نہ ہم پر کسی کا حکم چل سکتا ہے ہمارے جو ذہن میں آتا ہے وہ ہم کرتے ہیں اسے یہ تو بتاؤ وہ جرم
 کون ایسا زبردست ہے کہ جس کے قتل کرنے کا یہ بند و بست ہے انھوں نے کہا کہ ایک ملکہ ایوان
 نہ طاقی ساحرہ ہے اُسے قتل کرنے کا یہ بند و بست ہے وہ بڑی زبردست ہے تب انھوں نے کہا کہ
 تم مست جاؤ میں اسی طرف سے جاؤنگا اُن ساحروں نے کہا کہ خطا معاف ہم نہ جانتے دینگے
 اُن مرد بزرگ نے کہا کہ ہم کو کوئی روک نہیں سکتا ہے تمھاری تو یہ لیاقت نہیں ہے کہ تم ہم کو
 روک لو وہ جو تمھارا بادشاہ ہے ہم اسے بھی روکے سے نہیں رک سکتے ہیں ہم قیام خداوند سے ہیں
 اور خداوند کی صحبت کے رہنے والے ہیں ہمارے بڑے مرتبہ ہیں اُن ساحروں نے کہا کہ یہ امر
 ضرور ہے کہ ہم آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں مگر ہاں جس قدر ساحر بالائے ہوا ہیں سب آپ کے
 ہاتھ سے قتل ہو لیں گے اسوقت حضور کو اختیار ہے یہ جو تقریر ہونے لگی وہ مرد بزرگ بہت
 پرہم ہوئے کہا کہ تم لوک بہت بدتمیز ہو میرے روبرو سے بہت جاؤ یہاں جو ساحر آئے تھے
 انہیں سے چند سیاحر کو اُسے کلام کرنے کے اور چند نے خیال کیا کہ یہ مرد بزرگ خاصان خداوند
 سے معلوم ہوئے ہیں یا کوئی فرشتہ ہوں یا کوئی بندہ مقرب بارگاہ ہوں انکی خبر کرنا بادشاہ
 کو پر ضرور ہے یہ خیال کر کے وہاں سے چند ساحر طرف زمین کے متوجہ ہوئے یہاں سمندر
 تخت پر بیٹھا ہوا ہے سب سردار حاضر ہیں کہ وہ سیاحر آکر حاضر ہوئے باادب سلام کیا اور
 ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوئے سمندر نے انکی طرف دیکھ کر کہا کہ کہو گیس خبر لائے ہو کہ کچھ
 عرض کرتا ہے انھوں نے عرض کیا کہ جی ہاں ایک امر ضروری عرض کرنا ہے سمندر نے کہا کہ بہت
 جلد بیان کرو تب انھوں نے عرض کیا کہ ہم بموجب حکم بالائے ہوا کے اور اپنا بند و بست
 کر لیا کہ اگر ہوا بھی ادھر سے گذرے گا تو وہ بھی مجروح ہوتی اور ہمارے سحر میں اسیر ہو کر رہ جاتی ہے

اکثر طائر تو جل کر خاک سیاہ ہو گئے ہم بند و بست کیے ہوئے اپنے کام میں مصروف تھے کہ ہم سب نے دیکھا کہ ایک تخت شمال کی طرف سے چلا آتا ہے ہماری طرف ہم نے پھر کر اس تخت کو روکنا چاہا جب قریب تخت پہنچے تو ہم نے یہ واقعہ دیکھا کہ اس تخت پر ایک مرد بزرگ حکیمانہ وضع بیٹھ ہوئے ہیں بلکہ ایک سفید ہن عباد قبا پہنے ہوئے ہیں کلاہ چوگوشیا سر پر ہے چند کتابیں تخت پر رکھی ہوئی ہیں ایک چشمہ نادر کار الماس نگار لگائے ہوئے ہیں یہ حال دیکھ کر اسے عرض کیا کہ ادھر سے آپ نہ تشریف لے جائیں ادھر سے راہ نہیں ہے بموجب حکم بادشاہ یہاں زمین پر بموجب حکم ایک مجرم بادشاہ کا قتل ہوتا ہے اس کے قتل کا بند و بست ہے چونکہ اس کے مددگار بھی بہت سے ہیں بادشاہ کو خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی بالائے ہوا سے آکر لے جائے چنانچہ انھوں نے ہزار ساتر برائے بند و بست مقرر فرمائے ہیں کوئی ادھر سے نہ جائے یا اسے پرند بھی آئے تو اس پر ہو جائے بس آپ اور طرف سے تشریف لے جائیں یہ جو ہم نے کہا انھوں نے پہلے دیا فرمایا کہ بادشاہ کا نام کیا ہے اور اس مجرم کا کیا نام ہے ہم نے نام آپ کا بیان کیا اور ملکہ کا نام لیا انھوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ بندگان خاص کے ہیں ہمارا جہد ہر سے جی چاہتا ہے ادھر سے جاتے ہیں ہم پر کوئی حکومت نہیں کر سکتا ہے اگر تیرے بادشاہ کی حکومت ہے تو زمین پر ہے آسمان وہ ہوا پر نہیں ہے ہم ادھر سے جائیں گے یہ جو ہم نے سنا ہم نے اپنے دل میں خیال کیا کہ حضور کو بھی اس حال سے خبر دیں اور جیسا حکم حضور فرمائیں وہ ہم بجالائیں یہ جو تقریر سمندر نے سنی خاموش ہو رہا اور سر جھکالیا خیال کرنے لگا کہ کیا حکم دون ایک مرتبہ اس کے دل میں خیال آیا کہ یا تو یہ کوئی مرد بزرگ ہیں اس طرف سے انکا گذر ہوا ہے یا کوئی فرشتہ مقرب ہے اے سمندر کہ میں ایسا نہ ہو کہ خود خداوند کسی صورت میں برائے سیر تشریف لائے ہوں اور ادھر آنکے ہوں کیونکہ انکو ہر طرح کی قدرت ہے چل کر ملاقات کرنا لازم ہے اور اگر ممکن ہو تو انکو یہاں لاؤں اپنی حالت اسے عرض کروں انکی دعا اپنے حق میں لوں یہ تصور کر کے سرداروں سے کہا کہ تم یہاں رہو مگر ہو شیار ہنایں ان مرد بزرگ سے مل آؤں اور دیکھو آؤں کہ کون صاحب ہیں ایسے بزرگوں سے ملنا پر ضرور ہے کبھی آتا ہوں ایسا نہ ہو کہ خداوند کسی صورت میں تشریف لائے تب ہوں ایسا نہ ہو کہ میرے لازموں کے منع کرنے سے ہم ہوں تو خرابی ہو یا کوئی عذاب نازل کریں اگر خداوند ہوں کوئی خاصان خداوند سے ہوں اس امر سے میرے حق میں دعاے بد کریں تو بھی خرابی ہو پس میں جا کر اسے ملوں اور انکو یہاں لاؤں ایسے لوگوں سے ملنا پر ضرور ہے یہ جو سمندر نے کہا سرداروں نے عرض کیا کہ آپ تشریف رکھیں ہم میں سے جسکے نام حکم عالی ہو وہ جائے اور انکو لے آئے سمندر نے کہا کہ تم میں سے کوئی نہ جائے تم لوگ انسی مقام پر ٹھہرو میں خود جاؤنگا سردار خاموش ہو رہے پس سمندر نے اسم سے بڑھ کر دستک دی وہ تخت بلند ہونے لگا وہ ساحر جو کہ آئے تھے وہ بھی چلے انھوں نے بادشاہ کو پتہ دیا کہ وہ فلاں مقام پر ہیں پس سمندر تخت کو لے کر اسی طرف چلا بہت جلد اپنے تخت کو اس طرف لایا سمندر نے دور سے دیکھا کہ ایک تخت ہوا پر قائم ہے اس پر اسی وضع کے مرد بزرگ تشریف فرما ہیں جیسا کہ ساحر دن نے بیان کیا تھا اور میرے ساحر باقیہ باندھے ہوئے کھڑے ہیں ادھر ان بزرگ نے دیکھا کہ ایک بادشاہ تاج سر پر رہے ہوئے تخت پر سوار میری طرف آتا ہے اور چند ساحر اسے ہمراہ ہیں یہاں وہ مرد بزرگ ان

ساحرون سمجھ رہے تھے کہ ہم ادھر سے ضرور جائیں گے کیونکہ ہماری راہ ہی ہم اکثر ادھر سے آتے جاتے ہیں آج تک بھی روک ٹوک نہیں ہوئی ہم کیونکر اس امر کو اولا کرین ہم اکثر ادھر سے گزرا کرتے ہیں ہمارا تو یہ دستور ہے کہ ہم تمام عالم کی سیر کرتے ہیں یہ وقت ہمارے تفریح کا ہی ہے کہ رہتے تھے کہ سمندر پہونچا گو مرد بزرگ حکم وضع کرنے سمندر کو دیکھا پھا پھر جان کر اس کی طرف سے پیچھے پھیر لیا تھا اور ساحرون نے مخاطب ہوئے تھے سمندر نے پہونچ کر اُنکے تخت کے قریب اپنے تخت کو روکا اور جھباہ کر سلام کیا انھوں نے خیال بھی نہ کیا کہ کون سلام کرتا ہے ان ساحرون کی طرف متوجہ رہے ایک مرتبہ ان ساحرون نے جو کہ کلام کر رہے تھے سمندر کی طرف دیکھا پہچان لیا کہ بادشاہ خود تشریف لائے ہیں اُسے کہا کہ اب آپ بادشاہ سے اجازت طلب کر لیں ہم پر نہ خفا ہوں خود بادشاہ تشریف لائے ہیں یہ کمزورہ ساحر ہٹ گئے اب بالکل سمندر کا اور اُنکا سامنا ہوا سمندر اپنا تخت قریب لایا اب سمندر نے پھر سلام کیا انھوں نے جواب سلام دیا سمندر نے پوچھا کہ مزاج مبارک کہا کہ اچھا ہوں یہ جو انھوں نے جواب دیا تو سمندر نے کہا کہ آپ کیا فرما رہے تھے میرے ملازمن سے یہ سب نالائق اور بے وقوف ہیں مجھ سے ارشاد فرمائیے انکو بات تک کرنے کی تمیز نہیں ہے یہ پہچانتے بھی نہیں ہیں کہ کس سے کس قسم کی تقریر کرنا چاہیے یہ کہہ کر ان ساحرون کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ تم لوگ سخت نادان ہو اور بے عقل ہو کوئی ایسی بھی حرکت کرتا ہے کہ ایسے بزرگوں سے ایسی تقریر کرتا ہے جو آپ ارشاد فرماتے تھے کیونکہ قبول کر لیا یا فوراً ہم کو کیونکہ نہ خبر کی بیکار رحمت دی یہ کہہ کر ان ساحرون سے اور ان مرد بزرگ کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی انکے ذات سے اور میرے سبب سے معاف فرمائیے انھوں نے تیوری بدل کر جواب دیا کہ انکی ذات سے کیونکہ تکلیف ہوئی جو کچھ تکلیف یا راحت ہوئی تمھارے ذات سے کہ تم نے انکو حکم دیا تھا کہ بالائے ہوا جا کر بندوبست کرو کوئی ادھر سے نہ جانے پائے وہ حکم بجالائے اگر حکم نہ بجالائے تو اسوقت بھی معتوب ہوتے عدول علمی کی سزا پاتے یہ لوگ اپنے منصب کو بجالائے انکی کوئی خطا نہیں ہے ملازمین کو اسی طور سے اسے حاکم کی اور آقا کی اطاعت لازم ہے میں ان سے بہت خوش ہوا ہوں ہاں تم سے شکایت ہے جو تم نے میری حکم دیا یہ بھی کوئی زمین اور ملک ہے کہ قبضہ میں ہے حکم دیدیا کہ کوئی جانے نہ پائے اول تو یہ خلاف ہے کہ زمین خداوند پر چلنے سے منع کرنا خیر وہ دوسرا امر ہے کہ ہم اس کے مالک ہیں منع کرتے ہیں بالائے ہوا تو کوئی منع نہیں کر سکتا ہے نہ کسی کا حکم جاری ہو سکتا ہے یہ تمھاری بالکل نادانی ہے اور سمندر تو نے سلطنت زمین کب اچھی طرح سے کی جو تو بالائے آسمان حکومت کرنا چاہتا ہے بموجب شع تو کارے زمین لائو ساختی کہ برا آسمان نیز پر زاختی تیری حکومت کا حال ہم پر ثابت ہو گیا کہ ایک مجرم کے قتل کرنے کے لیے اس قدر بندوبست جو کہ ایسا کنگار ہے بھلا یہ کیسی حکومت اور ریاست ہے اس پر یہ خیال ہے کہ ہم بادشاہ ہیں بالائے ہوا حکومت کرتے جاتی ہے کوئی ادھر سے جاتے نہ پائے جب کہ وہ اپنا مجرم ہے تو پھر اس کے قتل کے لیے اس قدر بندوبست کی کیا ضرورت تھی سمندر نے سر جھکا لیا پھر جواب نہ دیا ان مرد بزرگ نے کہا کہ اے سمندر تو میری تقریر سننے خاموش کیوں ہو رہا پھر جواب نہ دیا سمندر نے سر اٹھا کر کہا کہ میں آپ کی بات کا کیا جواب دوں سوائے اس امر کے کہ میں اپنی خطا پر نادم ہوں

راوی نے بیان کیا کہ جب سے سمندر نے ان مرد بزرگ کو دیکھا ہوا ایسا رعب اُنکا اسکے دل پر چھا گیا ہو کہ
یہ کلام نہیں کر سکتا ہوا اور اپنے دل میں یہ خیال کر رہا ہو کہ ضرور یہ خداوند ہیں اس جامہ میں تشریف
لائے ہیں یا کوئی بہت بڑے مقرب بارگاہ ہیں ان سے ضرور اپنی حالت بیان کرنا چاہیے کیا ایسی تدبیر
کردن کا نگرین پرے چلوں یہ تو یہ خیال کر رہا ہو کہ ان مرد بزرگ نے کہا کہ اے میں جاتا ہوں مجھ کو عرصہ ہوتا ہو
مجھ کو اس قدر مہلت نہیں ہو کہ میں بیکار کسی مقام پر قیام کروں میری اوقات میں فرقی آتا ہو لوگ جو کہ
میرے پاس آتے ہیں میرے منتظر ہونے لگے اور سمندر میں اتنا تم کو سمجھائے جاتا ہوں کہ جو کام کیا کرو ذرا
سمجھ لو جو کر کیا کرو عقل سے کام کیا کرو بے عقلی اور نادانی سے نہ کیا کرو اپنے اراکین سلطنت سے مشورہ
کر لیا کرو میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تمھارے اراکین سلطنت کیسے ہیں کہ تم کو راعے مناسب نہیں دیتے
میں کیسے وزیر ہیں سمندر نے یہ تقریر سن کر ایک آہ سرد بھینی اور کہا کہ ان سوس کیا عرض کروں ان مرد بزرگ
نے کہا کہ اے سمندر میرے آہ کشی اور ان سوس کرنے سے تو یہ ثابت ہوتا ہو کہ تو کسی آلام میں اور مصیبت
سخت میں مبتلا ہو بیان کر سمندر نے یہ سن کر کہا کہ میں آپ سے کیا بیان کروں ایک قصہ طویل ہے اب یہ
بیان فرمائیے کہ آپ کون صاحب ہیں اور کہاں تشریف لیے جاتے ہیں اس طرف کیونکر آتے کا اتفاق
ہوا میری آنکھیں آپ کے نور جمال سے روشن ہو گئیں میرا دل گواہی دیتا ہو کہ آپ سے میرے حاجت
رہا ہو لی اگر آپ مہربانی اور کرم فرمائیے ارادہ مہربانی و عنایت میرے ہمراہ زمین پر تشریف لے چلیے
اپنے قدم مہمنت لڑم سے میرے کلبہ تار یک کو منور فرمائیے مجھ کو سر فراز فرمائیے اپنے نام نامی واسم گرامی
مجھ کو آگاہ فرمائیے اگر آپ کو میرا حال دلی و مطلب قلبی سننا ہو تو مجھ کو یقین ہو کہ اگر میری کماب
فرمائیے گا تو جو کچھ مصیبت میرے اوپر ہو سب دفع ہو جائے گی میں اس آلام سے فرصت پاؤں گا کہ
آپ کو زحمت تو ضرور ہوگی مگر میرا کام نکل جائے گا کیونکہ آپ مجھ کو بندہ خاص خداوندی معلوم ہوئے
میں آپ کی پیشانی نورانی سے یہ امر ثابت ہوتا ہو کہ مقرب بارگاہ خداوندی ہیں بہت بڑے خدا
رسیدہ ہیں یہ تقریر سن کر ان مرد بزرگ نے کہا کہ یہ جو تم نے کہا بالکل خلاف ہو بھلا میرا یہ مرتبہ کہاں
کہ میں بندگان خاص سے ہوں میں ایک سگ دنیا ہوں وہ جو بندے خاص ہیں انکی صورت یہ ہوتی
ہو وہ یوں مارے مارے پھرتے ہیں وہ گوشہ عاقبت سے باہر نہیں آتے ہیں سوائے اپنے مقام
کے دوسرے مقام پر نہیں جاتے ہیں اہل دنیا سے انکو نفرت ہوتی ہو بھلا مجھ میں کب یہ قدرت ہو
کہ میرے سبب سے کسی کا کام اجڑا ہو یا مصیبت دفع ہو میں خود ماما پھرتا ہوں وہ جو مثل تم
نے گئی ہو اگر آپ سے رنگریز ہوتے تو پہلے اپنی ڈاڑھی سنکتے میری تو یہ مثل بھی خود دراندہ ہیں
شفاعت کسی کے لئے نہیں یہ خیال تمھارا بیکار ہوا میں کیا تم کو اپنا نام بتاؤں ایک مقام ہوں خداوندی
درگاہ کا ایک کتا ہوں یہ جو تم نے کہا کہ میرے ہمراہ تشریف لے چلیے میں وہاں جا کر کیا کروں
اس وقت ایک ضرورت سے جاتا ہوں ٹھہر نہیں سکتا ہوں میرا بہت بڑا ہرج ہو گا اگر کچھ دنگا
مجھ کو معاف کرو میں بیکار نہیں فکر معاش میں جاتا ہوں اے سمندر جو بندگان خاص ہیں وہ کیا
ہوں پھرتے ہیں انکے بڑے مرتبہ ہیں ان مرد پیر نے اس طور سے تقریر کی کہ سمندر کو اور زیادہ
اعتماد ہوا اسے اپنے دل میں کہا کہ جس طور سے ہوا نگو لے چلو بہت خدا رسیدہ ہیں انکی
تقریر سے ثابت ہوتا ہو بس یہ دل میں خیال کر کے اُسے کہا کہ جو کچھ ہو میں آپ کو جائے
دنگا ہوں زمین پر لیجائے ہوئے بدون آپ سے اپنی حاجت ہے ہو کے میرا دل گواہ

دیتا ہوں کہ آپ کے سبب سے سب میرے کام اجرا ہونگے میں اس مصیبت سے نجات پاؤں گا
 آپ کو قسم ہے خداوند کی کہ میری عرض کو تالیے میرے ہمراہ تشریف لے چلیے انھوں نے جواب دیا
 کہ یہ صرف تیرا خیال خام ہے بھلا میں کیا تیری حاجت بر لاؤں گا بیکار قسم نہ دے کے تو جا اپنا
 کام دیکھ جس کام میں مصروف تھا اسکو انجام دے میرے لے جانے سے بازار میرے جانے میں
 نقصان میرا ہوگا اور تیرا کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اپنا ہرج کرنا ہو جائیگا عرصہ ہوتا ہے سمندر نے جواب دیا
 کہ چاہے نقصان ہو آپ کا چاہے نفع ہو میں بدو نہ آپ کو لیجائے ہوئے نہ مانو گا آپ کے جانے
 سے ضرور میرا نفع ہوگا اب سمندر نے تسکین دینا شروع کیں تب انھوں نے کہا کہ اچھا تو کہتا ہے
 کہ آپ میرے ہمراہ چلیے تو میں مجھے اذکار کرتا ہوں کہ اس وقت مجھ کو جانے دو میں کل بٹھارے پاس
 ضرور آؤں گا اسوقت میرا نقصان ہوگا مجھ کو ایک میل کی مسافت نہیں ہے کل جو آؤں گا تو جتنے عرصہ تک
 کے گا تیرے پاس بٹھار ہوں گا جو تو کہے گا سنو گا اسوقت مسافت نہیں ہے سمندر نے جواب دیا
 کہ یہ تو ممکن نہیں ہے کہ میں اسوقت آپ کو جانے دوں جب ان مرد بزرگ نے دیکھا کہ سمندر
 کسی طور سے بانتا ہی نہیں ہے کہا خیر جو بٹھار ہی مرضی چلو یہ کہا اسنے شخص کو اشارہ کیا تخت طرف
 زمین کے مائل ہوا یہاں سب سردار بیٹھے ہوئے سمندر کا انتظار کر رہے ہیں کہ ابھی تک کیسے
 سبب ہے جو بادشاہ نہیں تشریف لائے کیا اسنے تارا تو نہیں ہوئے لکی عشاق سے کلاب جادو
 نے کہا کہ اگر استاد باز شاہ کو برا عرصہ ہوا کہے ہوئے کیا سبب ہے جو ابھی تک نہیں آسکے
 عشاق نے کہا کہ آتے ہوئے جو صاحب ادھر سے جاتے ہوئے اسنے بائیں کر رہے ہوئے
 یہی ذکر تھا اور سب طرف آسمان کے دیکھ رہے تھے کہ دیکھا سمندر شاہ چلا آتا ہے اور برابر اسکے
 ایک تخت اور ہر اس پر ایک مرد بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں حکیمانہ وضع انکی ہے یہاں تک کہ دونوں
 تخت زمین پر آئے سب سردار براے تو قلم اٹھئے سب نے جھک کر سلام کیا تخت سمندر
 کا اپنے مقام پر آکر قائم ہوا سب ان مرد بزرگ کو دیکھ کر حیران ہوئے کہ یہ کون ہیں مگر سب
 خاموش رہے جب سمندر شاہ بیٹھ چکا اسوقت سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ان مرد بزرگ
 نے عشاق کی طرف دیکھ کر کہا کہ اگر عشاق جرح نہیں اپنے تئیں ہے تم سے تو بعد عرصہ ملاقات
 ہوئی ہے عشاق نے جو کلمہ سن کر غور کر کے دیکھا اور اپنے دل میں کہا کہ اس مرد بزرگ نے
 مجھ کو کہاں دیکھا ہے یہ میرے نام سے کیوں مکر واقع ہوئے یہ تو بڑے خدار سیدہ معلوم ہوتے ہیں کہ
 میں اسے واقف نہیں ہوں میرے نام سے واقف ہیں انھوں نے مجھ کو کہاں دیکھا عشاق تو یہ
 خیال کر رہا تھا کہ سمندر نے کہا کہ اگر استاد آپ اسنے واقف ہیں یہ بڑے مرد باخدا اور صاحبان
 عہد فان ہیں تاوڑے ہوتے میں اپنی ضرورت سے جاتے تھے مگر میں نے جو زیادہ اصرار
 کیا میرے ہمراہ تشریف لائے میرے نزدیک جو میں آپ سے اپنی حالت بیان کر دوں گا
 یقین ہے کہ جب سچا کہنے لے تو میری سب مرادیں بر لائیں گے اور میں سب مصیبت سے
 نجات پاؤں گا سب مشفقین حل ہو جائیں گی عشاق نے جواب دیا کہ گو میں نے حضرت
 کو کسی مقام پر نہیں دیکھا مگر صورت سے جو جو امر آپ نے بیان کیے ہیں ظاہر ہوتے ہیں
 ایسے لوگ مقرر سے ملتے ہیں یہ لوگ تو بھی کبھی باہر گوشہ تنہائی سے ہر آتے ہیں جب
 کوئی ایسی ضرورت ہوتی ہے کہ سمندر شاہ اب بٹھار ہی تقدیر اچھی ہو گئی ہے جو ایسے شخص

کئے تم سے ملاقات نصیب ہوئی ہو سمندر نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوتا ہے یہ لکھنا بزرگ کی طرف
سمندر متوجہ ہوا اور کہا کہ پہلے آپ اپنے اسم مبارک سے ہم سب کو آگاہ فرمائیے اُنھوں
نے جواب دیا کہ تم کو میرے نام سے کیا غرض ہے میں تمھارے کئے سے چلا آیا اور زمین
نے اہل دنیا سے ملنا ترک کیا ہے میں اُن لوگوں سے ملتا ہوں جو کہ مثل میرے ہیں تم کہہ بی
حالت بیان کرو کہ تم پر کیا مصیبت گذری ہو سمندر نے کہا کہ جب تک آپ اپنے اسم مبارک
سے آگاہ فرمائیے گا میں اپنا مطلب تمہیں بیان کروں گا اُنھوں نے جواب دیا کہ ای سمندر تم نے ہم
کو بہت پریشان کیا اگر میں جانتا کہ آج اس راہ میں یہ بلا ہیں تو میں بھی ادھر نہ آتا دوسری
طرف جاتا جیسے تمھارے ملازموں نے روکا تھا میں اُسی وقت واپس چلا جاتا کس بلا میں مبتلا
ہوا ہوں میرے کام کا بھی ہرج ہوا رحمت ہوئی جس کام کو نکلا تھا اگر اور زیادہ عرصہ ہوا تو کچھ وہ
کام نہ ہو گا سمندر نے کہا میرے بھروسے بھروسے ہیں آپ سے نیاز حاصل ہونا تھا کچھ کیونکہ آپ ادھر تشریف
لے گئے یہ سنکے اُنھوں نے کہا کہ یہ امر ضرور تھا اگر ادھر اگر بہت پریشان ہوا خیر جو کچھ ہوا سو ہوا اب تم
اپنے حال سے آگاہ کرو مگر میں حیران اس امر میں ہوں کہ تمھارے پاس اس وقت اتنا بڑا شخص ہے کہ
جس کا مثل و نظیر عالم میں نہیں ہے جو کہ پہلو نشین سامری ہے جس کا اس وقت جواب نہیں ہے اور کچھ
تم مصیبت میں مبتلا ہو جب ایسے شخص سے تمھاری مصیبت نہ برط ہو سکی تو میں کیا ہوں
میں انکی برابری بھی نہیں کر سکتا ہوں سمندر نے جواب دیا کہ بہت سے ایسے کام ہوئے ہیں کہ
ایک سے کہیں درست ہوئے ہیں وہ جسکے ہاتھ سے ہوتے داتے ہوئے ہیں بدون اُسکے سراسر انجام نہیں
پاتے ہیں عشاق نے کہا کہ یہ مرث آپ کی عزت افزائی ہے ورنہ میں کسی لائق نہیں ہوں بدنام
کرنے والا ہوں مجھ سے تو ادنیٰ از ادنیٰ اچھے ہیں سبب یہ کہ جو جو اپنے ہوتے ہیں وہ دوسروں کو
اچھا کہتے ہیں اور اپنے کو برا کہتے ہیں وہ وہ لاکھ اپنے کو پوشیدہ کر رہے ہیں سبب
اپنے کمال کے ظاہر ہو جاتے ہیں میرے نزدیک آج سمندر کے ہاتھ درجے بہا لگا ہے اب سمندر
کے مقدر نے یاد دہانی کی ہے جو آپ ایسے خاص بندے سے ملاقات ہوئی میری کیا اصل ہے میں
آپ کے روبرو کیا کر سکتا ہوں دوسرے یہ امر ضرور مقرر ہو چکا تھا کہ یہ کام آپ کی ملک
نے سراسر انجام پاتے والا تھا کیونکہ میں اس کام کو سراسر انجام دیتا اُس مرد بزرگ نے کہا کہ وہ کام
تو بیان کیجئے جو آپ سے نہ سراسر انجام پاتا سمندر نے کہا پہلے آپ اپنے اسم مبارک سے ہم سب کو
آگاہ فرمائیے پھر میں تو عرض کروں گا جب سمندر نے زیادہ امر کیا تو اُن مرد بزرگ نے کہا کہ
ای سمندر مجھ کو سب لقمان ثانی کہتے ہیں میرا پیشہ حکمت ہے میں نے بڑے بڑے حکیمان حاقی
سے یہ علم حاصل کیا ہے بلکہ میں نے امیر کو شش کی اس فن میں کہ لقمان ثانی کے نام
سے مشہور ہوا اور یہ سب عنایت و جہربانی و فضل و کرم خداوند ہی کا ہے کہ میں نے انکی عبادت اور
پرستش بہت کی اُسکے عیوض میں اُنھوں نے یہ مرتبہ مجھ کو رحمت فرمایا بلکہ اس قدر مجھ سے
خوش ہوئے اور یار شاد کیا کہ تم ہر روز ہمارے پاس بہشت میں آیا کرو میں نے اُسے عرض کیا
کہ میں ہر روز تو نہیں حاضر ہو سکتا ہوں ہاں مہینہ میں ایک مرتبہ ضرور حاضر خدمت ہوں گا
فرمایا نہیں میں نے عرض کیا کہ مجھ کو امور دنیوی سے مصلحت نہیں ہوتی ہے فرمایا دوسرے روز
آیا کرو میں نے عرض کیا کہ میں تو عرض کر چکا ہوں ایک ماہ کے بعد حاضر ہوا کرو مگر اب عاجز

ہو کر فرمایا کہ آٹھویں دن ضرور آیا کرو میں زیادہ اصرار کرنا مناسب نہ سمجھا میں نے منظور کر لیا اُس دن سے
 آٹھویں روز میں خدمت خداوند میں جاتا ہوں اب تو تم خوش ہوئے لے اب اپنا حال بیان کرو سمندر
 نے کہا کہ یہ تو آپ نے خوب خوش خبری سنائی بقول ختمے کہ میرے مقدر سے دراصل یاوری کی جو آپ
 سے قدم بوسی حاصل ہوئی کیا ابھی وہ ساعت تھی کہ جس وقت میں بیان آکر پہونچا تھا اب آپ پہلے
 اپنی کل کیفیت سے آگاہ فرمائیے کہ کیونکر خداوندوں سے ملاقات ہوئی اور وہ کیونکر آپ کو پہونچے ہمراہ
 گئے اور آپ سے کیونکر پیش آئے ہیں بھی میرا بھی ذکر ہوتا ہے یا نہیں اور آپ سے اُن سے کیونکر صحبت
 ہوئی ہے لقمان ثانی نے کہا کہ تم کو اس حال کے دریافت کرنے سے کیا اپنا مطلب بیان کرو
 دیکھو شام ہوتی ہے سمندر نے جواب دیا کہ اب میں جب تک کل حال آپ کا نہ سن لوں گا اس
 وقت تک نہ آپ کو جانے دوں گا نہ اپنا مطلب بیان کروں گا دھر تو سمندر نے اصرار کیا اُدھر عشاق
 و دیگر حاضرین جلسہ نے تب لقمان ثانی نے بیان کیا کہ اصل امر یہ ہے کہ جب میں علم حکمت سے
 فراغ حاصل کر چکا اُس وقت مجھ کو خیال آیا کہ تو نے علم حکمت حاصل کیا اسمین ابنی عمرائیکان کی اس
 سے اگر تو ایسے خداوندوں کی عبادت کرتا اور ان کی پرستش کرتا تو کتنا بڑا مرتبہ تجھ کو ملتا صرف حکمت
 کے پڑھنے سے حکیم مشہور ہوا اور سوائے فوائد دنیوی کے کوئی دینی فائدہ تیرا نہ ہوا اب تو
 ان سب باتوں کو ترک کر اور عبادت کر پس جب یہ ذہن میں آیا میں نے اُس وقت سے سب
 سے ملنا اور ملاقات کرنا ایک قلم ترک کیا اور ایک حجرہ میں کچھ اسباب ضروری لے کر بیٹھ رہا ایک
 دوا میں نے طیار کی تھی کہ جس کے پاس رکھنے سے یہ اثر پیدا ہوتا ہے کہ وہ بھوک معلوم ہوتی ہے
 وہ پیاس نہ نیند آتی ہے پس وہ دوا میں نے اپنے پاس رکھ لی صفت یہ ہے کہ بول و ہزار کی بھی
 ضرورت نہیں ہوتی ہے اور میں نے اندر سے زنجیر بند کر لی اور عبادت خداوندوں کی کرنے
 لگا اسی حالت میں مجھ کو دس برس گذرے اب جو کوئی میرے پاس آیا میں اس سے ملا وہ چلا
 گیا جب زمانہ دس برس کا گذرا ایک روز میں اسی حجرہ میں بیٹھا ہوا عبادت کر رہا تھا کہ یکایک
 سقف حجرہ خود بخود شکافت ہوئی اور اُس میں سے ایک نور پیدا ہوا میں حیران ہوا کہ یہ کیا امر ہے
 میں حیران حیران دیکھ رہا تھا کہ یکایک میں نے دیکھا کہ اُس شکافت سے ایک تخت پیدا ہوا اس
 تخت پر دو مرد مقدس کثرت فرماتے اُن کے چہرون سے ایسا نور اور عجب ساطع و لامع تھا کہ
 تمام حجرہ روشن ہو گیا اور ایسی ایک خوشبو آئی کہ میرا دماغ جان معطر ہو گیا بلکہ مجھ کو محویت کی
 گئی سکند تک تو بت رہی اور ایک عالم سکوت و حیرت میرے کا و پر طاری رہا مگر عجب ایسا
 تھا کہ میں خود بخود بدون اپنے اختیار کے کھڑا ہو گیا براے تعظیم اور اسی حالت بے اختیاری
 میں میں نے اُن دونوں صاحبوں کو تسلیم کی کہ وہ تخت زمین پر آیا میں حیران حیران دیکھ رہا تھا
 کہ انہیں سے ایک صاحب نے فرمایا کہ تو نے ہم کو پہونچا نا کہ ہم کون ہے میں نے دست بستہ
 عرض کیا میں نے نہیں پہچانا تب اُنھوں نے فرمایا کہ تو جنکی عبادت اور پرستش کرتا ہے میں
 نے عرض کیا کہ میں اپنے خداوندوں کی بندگی کرتا ہوں فرمایا کہ تو ہماری ہی بندگی کرتا ہے
 ہم تجھ سے بہت خوش ہوئے تو نے خوب ہماری عبادت کی ایسے خوش ہوئے کہ ہم
 خود تیری ملاقات کو بہشت سے دنیا پر آئے اب تو کچھ خوف نہ کر جا ہم نے تجھے اپنا
 نظر کر دہ کیا تو ہمارے بندگان خاص سے ہے اور تیرا مرتبہ برابر فرشتگان مقرب کے ہم نے

مقرر کیا تیرے ہاتھ میں ہم نے شفا دی تھی سے کل دوامیان کلام کرینگی اپنی خاصیت بیان کرینگی اور نقصان اور فائدہ تیرے برابر اب کوئی حکیم نہ ہوگا تو جسکا علاج کر گیا وہ شفا پائے گا مجھ کو تمام خزانے زمین کے دکھائی دیئے ہم تجھ کو یہ تخت دیتے ہیں کہ تو اس پر سوار ہو کر تمام عالم کی سیر کرنا چاہے تو اس تخت سے کہے گا تجھ کو لے جائیگا مگر ایک مرتبہ ہمارے پاس ضرور آیا کرنا چنانچہ وہی اقرمہ ہوئی جو کہ میں نے قبل میں بیان کی بس جب میں نے آنکھوں میں دن کا اقرار کیا تب ان دونوں صاحبوں نے فرمایا اچھا تیرا ہی کہنا ہم نے قبول کیا تب میں نے عرض کیا کہ آپ کا اسم مبارک فرمایا کہ ہم سامری و جمشید ہیں میں نے قدم چومے آنکھوں سے لگائے ان دونوں صاحبوں نے میری پیشیت پر ہاتھ رکھا مجھ کو میوے بہشت سے لائے تھے مجھ کو کھلائے کہ جسکا یہ اثر ہوا کہ جو علم مجھ کو معلوم تھے ان میں سے پڑھتے تھے وہ بھی میرے لوح سینہ پر کندہ ہو گئے بس ایک مرتبہ وہ دونوں صاحب نظر سے غائب ہو گئے ہاں یہ بھی فرمائے تھے کہ اب تو اس حجرہ سے نکل اور اپنے کو ظاہر کرنا کہ تیری خاصیت سے تمام عالم کو فائدہ ہو ہم نے تجھ کو لقمان ثانی خطاب دیا کہ تو لقمان اول سے زیادہ بزرگوار اور مرتبہ کا شخص تھا اور سچائی فرمایا تھا کہ تو خداوند نہ طاق کی اطاعت اور بندگی کر کہ اب دیا پرو ہی خدا ہیں کیونکہ میں اس وقت تک آپ کے خدائی کا قائل نہ تھا سوائے پونے دو سو خدا کیوں کہ جو کہ گذر گئے تھے اسدن سے مجھ کو آپ کا مرتبہ معلوم ہوا اور میں نے جانا کہ یہی میرے خدا ہیں بس جب خداوند تشریف لے گئے میں بموجب حکم خداوند حجرہ کھول کر آیا میرا باہر آنا تھا کہ ایک شہرت ہو گئی کہ حکیم صاحب حجرہ سے باہر تشریف لائے وہ تخت مرحمت کر دیا خداوند میرے پاس تھا چونکہ وہ وقت سہ پہر تھا میں اس پر سوار ہو کر صحرا کی طرف چلا گیا جا کر جو میں نے صحرا کی پتھوں سے کلام کیا آنکھوں نے اپنی خاصیت بیان کی دراصل مجھ کو تمام خزانے زمین کے نظر آنے لگے بس زمین نے اسدن سے یہ طریقہ اختیار کیا کہ صبح کو مطب کرنا شروع کیا ہزاروں مریض آئے لگے جسکو نسخہ لکھ کر دیا وہ پہلے ہی نسخہ میں اچھا ہو گیا دو پہر کو لوگ سبق لینے کو آئے لگے سہ پہر کو میں برائے سیر جانے لگا جب خداوند کی خدمت میں جانے کا دن آیا میں نے تخت سے کہا کہ مجھ کو خداوند کی خدمت میں پہنچا دے وہ تخت مجھ کو لے کر آسمان پر گیا سب آسمان طر کر کے مجھ کو بہشت میں پہنچا دیا میں نے اپنی حالت بیان کر دے اور آسمانوں کے انکی حالت بیان کرنے کے لیے ایک فرما دیا وہ چاہئے اب پھر بھی ملاقات ہوگی اور رحمت بھی ہوگی تو بیان کرونگا خلاصہ جسکا یہ ہے کہ وہ تمام خداوندوں کے رہنے کا ہوا سلی کیا تعریف بیان کی جاے احاطہ بیان سے باہر ہے بس اس تخت نے مجھ کو ایک قصریا قوس نگار میں پہنچایا میں نے جا کر دیکھا کہ بہت سے آدمی اس قصر میں تشریف فرما ہیں حورین خدمت میں حاضر ہیں غلمان موجود ہیں اور مسند پر خداوند جمشید و سامری جلوہ فرما ہیں اُنکے گرد و پیش اور خداوند ہیں میں نے پہلے خداوند جمشید و سامری کو سلام کیا اور نصد کیا کہ پائین مسند بیٹھو کہ خود خداوند نے فرمایا کہ ان لوگوں کو بھی سلام کر دے یہ تمہارے خداوند ہیں میں نے بموجب ارشاد خداوندان سب کو بھی سلام کیا تب خداوند نے اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا خداوند نے فرمایا جو میرے دہنی طرف ہیں یہ لقار مرد شاہ باختری ہیں اور فرعون شاہ ہیں اور زبرجد شاہ ہیں یہ سب خدا کے اور میرے نائب تھے

اور جو بائین طرف ہیں یہ مکر و شاہ و فرعون ثانی بقیاسے زرین تن بی بی مرم جیستہ وغیرہ ہیں
تسب مجکو نام معلوم ہوئے ہوں گے دو سو خداوند حاضر خدمت خداوند نے دنیا کی کیفیت
مجھ سے دریافت کرانی میں نے سب حالت بیان کی خداوند نے مجکو حکم دیا کہ تم آٹھویں دن ہم سے
تمام حالت دنیا کی بیان کیا کرو اور ہم چند فرشتہ مقرر کرتے ہیں کہ وہ ہر وقت تمہارے پاس حاضر
رہ کر نیلے جو کچھ تم کو عرض کرانا ہم سے منظور ہوا کر کے اُسکو لکھ کر ہاتھ اور پاؤں پر لکھ کر فرشتہ تمہارا فرشتہ
ہم تک پہنچا دیا کریں گے ہم اس کا جواب اُسی وقت تم کو بھیج دیا کریں گے اور تم ہم سے آٹھویں
دن آکر حال کہا کرو اُسکے بعد خداوند نے حکم دیا کہ انکو لا کر بہشت کے میوے دو فلان نے
میوے لا کر دیے ہیں نے طہائے حورو و نکاح و کس دیکھا بعد اُسکے پھر دنیا کا ذکر ہونے لگا پھر خداوند
نے طاق کا ذکر ہوا انکی کرامت کا ذکر ہوا میں بعد دو پہر کے خداوند دن کے رخصت ہو کر حلال
آیا اسدن سے میں نے اپنا طریقہ یہی مقرر کر لیا کہ آٹھویں دن جا کر سب حال جو کہ دنیا پر گذرنا
تو عرض کرتا ہوں جہاں تک مجکو خبر ہوگی یہ اور جو مجکو نہیں معلوم ہوتا ہے وہ خود خداوند مجھ سے
ارشاد فرماتے ہیں کہ فلاں ملک میں یہ واقعہ گذرانا فلاں سرزمین پر یہ حادثہ ہوا سب خداوند
حاضر خدمت ہوئے ہیں اور جب مجکو اشد ضرورت ہوتی ہے اور میری سمجھ میں کوئی امر نہیں آتا
ہو تو میں بذریعہ عرضی کے خداوند کی خدمت میں عرض کرنا بھیجتا ہوں وہ فرشتہ لے جاتے ہیں
خداوند اسکا جواب مرحمت فرماتے ہیں یہ حالت یہ میری جو کہ میں نے بیان کی اب برسوں
سے واقعات سمندر میں خداوند فرمایا کرتے ہیں کہ یہ واقعہ گذرا یہ حادثہ پیش آیا میں سنا کرتا تھا مگر
چند آدمیوں کی خداوند بہت تعریف کرتے ہیں ایک تو عشاق دوسرے سمندر شاہ تیسرے
گلاب چاد و چوٹے شملاق جاد و اوراق جاد و کوئی آفتاب جاد و سمندر میں سب
سالار تھے وہ خداوند کی خدمت میں موجود ہیں اور کوئی ملکہ ماہ بیان طوفان کش و ملکہ سحران
سیہ پوش و عشاق نہ طاقی و ملکہ زعفران بنفشہ پوش یہ سب ساحر و ساحرہ تھوڑے عرصے
سے خدمت خداوند میں ہیں خداوند انکی بہت خاطر میں کرتے ہیں مجھ سے خود فرماتے تھے
کہ یہ لوگ ہاتھ سے عیالان لشکر اسلام کے مارے گئے یہ مارے نہ جاتے مگر مجکو منظور ہوا
کہ یہ بہت دنیا پر رہ چکے ہیں اب انکو بلا لو بس میں نے طلب کر لیا بدین سبب یہ میرے
پاس چلے آئے مگر خداوند کو تعریف سمندر شاہ وغیرہ کی کرتے ہیں مگر یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ
جو آلام ہیں سمندر شاہ پر اس سبب سے ہیں کہ اُسنے ہماری بندگی بالکل ترک کی اور جو کہ
ہمارا نائب تھا اُسکو بخدا کی مانا کو اسوقت اور اس زمانہ میں وہ خدا پر اور ہم سب چولہ بد لکر
بالا کے آسمان چلے آئے ہیں مگر اُسکو لازم تھا کہ سمندر ہماری بندگی تو ترک کرتا اور بالکل
ہم کو نہ بھول جاتا بس جو کچھ ہمارے نزدیک خداوند نہ طاق پر اسقدر اُسکی عبادت اور
پرستش کا شوق ہوا کہ جو کوئی ہماری بندگی کرنے والا بھی ہے اُسکو بھی سمندر یہی قہمائش کرتا
ہے کہ خداوند نہ طاق کی بندگی کرو گیا خوب ہم کوئی نہ ہوئے جو کہ اول خدا میں اور جس نے
تمام زمین و آسمان اور دنیا کو خلق کیا جو کہ موجد اس عالم ایجاد کے ہیں انکی تو بندگی کوئی نہ
کرے اور جو کہ ہمارے بندے ہیں اور ہم نے اپنا نائب اپنی طرف سے کر کے بھیج دیا ہے کہ
جا کر خدائی کرو وہ ایسے ہوتے کہ تمام عالم میں انکا دین رواج پنا جائے کوئی ہمارا نام نہ لے بس

یہ امر ہم کو ناگوار ہوا، ہم نے اسکو مصیبت میں مبتلا کیا ابھی کیا مبتلا کیا تھا اور مصائب اس پر نازل کرینگے
 تباہ و غارت کرینگے اور سمندر میں نے جو یہ تقریر زبانی خداوند سے سنی میں نے عرض کیا کہ یا خداوند مجھ کو
 بھی اس سمندرِ شہا کی مع اس کے ہمارے بیوں کے صورت دکھا دیجیے تاکہ میں اسکو پہچان لوں اور اس کی
 صحبت سے پرہیز کروں اگر کسی مقام پر مل جائے تو فرمائیش کروں کہ تم یہ کیل غصب کرتے ہو تم نے
 خداوند اول کو ناراض کر دیا ہے اور ان کے نائب کی بندگی کرتے ہو اور سب کو ترغیب دیتے ہو
 بس یہ جو عرض کیا تو خداوند نے اشارہ کیا کہ ایک حجاب ساری آنکھوں کے سامنے ہے جس سے برات
 ہو گیا تمام دنیا کی حالت نظر آنے لگی تمام دنیا کو میں نے اسطور سے دیکھا کہ گویا میرے پیش نگاہ
 تھی جو جو قائم خدا پرستوں کے قبضہ میں تھے اور جو جو اٹھوں سے جنگ و پیکار کر کے حاصل کیے ہیں
 سب خداوند نے مخلوق دکھائے فرمایا کہ یہ سب اتلیم میرے بندوں اور میرے نائب جو ان کے قبضہ میں
 تھے جنھوں نے زیادہ غرور کیا میں نے ان پر خدا سزا نازل کر کے خلیہ پرستوں کے ہاتھ سے تباہ کر دیا
 خداوند نے سب کے نام بتائے ملائکہ بالا باختر کو چاک باختر ترکستان زبرجد نگار حاکم
 الماس کشمیر وغیرہ یہ چند نام مجھ کو یاد رہے پھر خداوند نے جو معبد خدا پرستوں کا ہے مجھ کو دکھایا
 اور فرمایا کہ یہی ایک ملک اہل اسلام کے قبضہ میں تھا اور انکا عبادت گاہ تھا اسی مقام پر
 وہ میرا بندہ جو کہ خدا پرست ہے پیدا ہوا تھا اسی مقام سے اس نے خروج کیا ہم نے اس کی
 نسل کو ایسی ترقی دی اور ایسا زور دیا کہ کوئی اس کے ہم پلہ نہ ہو چنانچہ خداوند نے صاحبِ قرآن
 اول یعنی حمزہ اول کو اور خواجہ اول یعنی عمر اول کو دیکھا اور فرمایا کہ یہی عیار تھے جو کہ
 بیک طرار تھے اور جس نے اپنا لقب زین تراشندہ کا قرآن و سر برندہ جادو گران مشہور
 کیا تھا بھلا اسکی بھی یہ لیاقت تھی کہ یہ ایسے کام کرتا صرف ہماری قدرت تھی اور ہم کو
 اسکا نام کرنا تھا بہت کچھ تعریف فرمائی اس کے بعد حمزہ صاحبِ قرآن کی بہت تعریف کی
 پھر فرمایا کہ جب یہ دونوں خوب مقابلہ کر چکے اور ان کے دل میں یہ امر پیدا ہوا کہ اب ہم سے
 بڑھ کر کوئی نہیں ہے اور غرور کرنے لگے بس میں نے یہ امر ان کے دل میں پیدا کیا کہ اب یہ
 مقابلہ نہ کریں بلکہ اپنے اصلی مقام سے ولادت پر چلے جائیں میں نے دہنی امر ان کے دل
 میں پیدا کیا اور انکی اولاد سے ایک کو صاحبِ قرآن کیا جو کہ صاحبِ قرآن ثانی دایرِ ثانی کے
 لقب سے مشہور ہوا اور خواجہ عمر کی نسل سے ایک کو خواجہ ثانی یعنی عمر ثانی کیا خداوند
 نے ان دونوں کو بھی دیکھا اور شناخت کرایا کہ یہ صاحبِ قرآن ثانی و عمر ثانی ہیں انکی بھی
 بہت تعریف فرمائی اور سب خدا پرستوں کو دکھایا جو کہ مر گئے تھے انکو دکھایا کہ ان لوگوں
 نے دنیا پر راحت پائی میرے مغرور و غیر مغرور بندوں کو پریشان کیا میں نے انکو دوزخ میں
 ڈال دیا اب وہ ہمیشہ جلا کرینگے اور سمندرِ شہا صدا سے آہ آہ آرہی تھی میرے تور و میں
 کھڑے ہو گئے تھے اور میں کانپنے لگا تھا اور وہ جو نسل سے صاحبِ قرآن اول و ثانی کے
 مر گئے تھے وہ بھی سب دوزخ میں تھے اور اسی طور سے خواجہ ثانی و اول کی نسل کے
 عیار تھے خداوند نے فرمایا کہ جب انھوں نے یعنی صاحبِ قرآن ثانی و عمر ثانی سے طلسم آئینہ پر پہنچ کر
 آئینہ اندام حاکم کو جو کہ خدائی کرنے سے مغرور ہو گیا تھا اور سوائے اس کے کسی کو
 جانتا تھا تباہ کر کے اشراق جادو بادشاہ طلسم آئینہ کو قتل کیا اور تورج کو اور سب

طلسم کو اپنے قبضہ میں کیا اور اسکو خبر ہوئی کہ آئینہ اندام نہ طاق کو گیارہ اسکو بھی غور ہو بس
 میں گئے اسکو بھی مثل صاحبقران اول کے اسے سب کی طرف روئے گیا یہی دل میں لگنے بھی
 ڈال دیا کہ وہ بھی اپنے مقصد کو چلے گئے صاحبقران اول تو اکیلے گئے مگر یہ مع ایک سوچا لیس
 عزیزوں کے گئے پھر راہ میں انکے عزیزوں نے بہت غور کیا سو انکو میں نے اپنی قدرت سے
 جلا دیا کہ انکو میرے بندوں نے ایک مقام پر پا کر تمام صحرائین آگ لگا دی چونکہ ان میں
 بہت سے ایسے تھے کہ وہ جل گئے اور بہت وہاں سے بھی زندہ نکلے یہ مرث میری قدرت ثانی
 تھی وہ خام کعبہ جو کہ معبد انھوں نے اپنا قرار دیا ہے گئے چنانچہ سمندر شاہ وغیرہ اور دیگر
 ممالک کے بندوں نے میری عبادت ترک کی تھی نہ طاق خدا کی بندگی کرنے لگے تھے اور یہ
 لوگ مزدور بھی ہو گئے تھے بس میں نے اپنی قدرت سے بدیع الملک کو صلہ حقان کر کے
 اور خضران بن عمر ثانی کو مثل عمر اول کے خواجہ بنا کر دی توت صاحبقران کی بدیع الملک
 کو عطا کی اور وہی مکاری خواجہ عمر کی خضران بن عمر کو مرحمت کی یہ لوگ بھی مثل ان سب کے
 ہیں اور اسی خاندان سے ہیں طرف عطاق کے روانہ کیا تاکہ اس اقلیم کو بھی غارت کریں اور
 بہت سے ملک میں انکو بھی کیونکہ یہ سب لوگ مجھ سے پھر گئے ہیں یہ فرما کر وہ ملک کھائے
 کہ جو خداوند کی بندگی کر کے ہیں اور وہ ملک دکھائے جو کہ پھر گئے ہیں انھیں ملکوں میں یہ ملک
 تھے جو کہ تمھارے قبضہ میں تھے اور نہ طاق بھی کھا مجھ سے فرمایا کہ تو نے سمندر کی اور
 اس کے ہمراہیوں کی خواہش کی تھی دیکھ لے بس یہ فرما کر جو اشارہ کیا میرے رو برو تمھارے
 دربار کی تصویر نظر آئی تم تخت پر بیٹھے ہوئے تھے سب اہل دربار حاضر تھے بہت سے
 لوگ تھے سب کو میں نے پہچان لیا خداوند نے نام بتائے کہ یہ جو تخت پہنچا ہوا ہے سمندر شاہ
 اور یہ جو برابر تخت کے کرسی پر ہے یہ اسکا استاد ہے اور نام اسکا عشاق حجرہ نشین ہے یہ ہمال
 پہلو نشین کھا جب ہم چولہ بد لک بالاسے آسمان آئے تو اسنے دنیا کو ترک کیا اور گوشہ نشینی
 اختیار کی چنانچہ جب اسنے یہ حجرہ نشین ہوا اسنے سمندر کو دیکر لوگوں کو سحر تعلیم کیا اب یہ
 محبت میں سمندر کے حجرہ کو ترک کر کے آیا ہے باوجودیکہ میرا پہلو نشین ہے مگر پھر بھی میرے
 طریقہ اور قاعدہ سے واقف نہیں ہے اور نہ سمندر کو نصیحت کرتا ہے کہ یہ کیا کرتے ہو خیر اسے
 بعد اور اہل دربار کو دکھایا اور ہر ایک کے نام بتائے بہت سے اسوقت اس مقام پر
 موجود ہیں اور بہت سے نہیں ہیں اسدن سے میں نے تم سب کو پہچان لیا اسی سبب سے تو
 میں نے عشاق سے صاحب صاحب سلامت کی اور مزاج پرستی کی اور سمندر میں اسدن
 سے اسی فکر میں تھا کہ کسی نہ کسی صورت سے تم سے ملاقات ہو میں تم کو اس حال سے آگاہ
 کروں مگر مصلحت نہ ملتی تھی کہ میں تمھارے پاس آتا آج حسن اتفاق سے ملاقات ہو گئی
 پھر جب میں گیا خداوند نے تمھارا ذکر فرمایا اور بہت شکایت فرمائی اور جو واقعات گذرے
 سب بیان فرمائے کہ یہ گذرا اور یہ گذرا چنانچہ جو کچھ دریا سے سبز رنگ سے لے کر اور یہاں
 تک حالی گذرا ہے سب مجھ کو معلوم ہے کہ تو بیان کروں میرے نزدیک کیا ضرورت
 ہے کہ میں بیان کروں میں تمھاری زبان سے سننے کا مشتاق ہوں ابھی کل کا واقعہ ہے کہ
 کل میں محدث خداوند میں حاضر تھا خداوند نے تمھارا ذکر کیا پہلے تو بہت تعریف فرمائی

اُسکے بعد شکایت کی اور فرمایا کہ میں کبھی ہار نہیں ہوتا مگر اُسکی اس حرکت سے کہ اُس نے مجھ کو بالکل فراموش کر دیا میری بندگی ترک کی خصوصاً استاد کی تھارے بہت تعریف فرماتے ہیں جب میں جانتا ہوں یہی ذکر ہوتا ہے اب برس ڈیرہ برس سے دوسرا ذکر نہیں ہوتا ہے چنانچہ کل انستوس فرما رہے تھے کہ جنت ہے سمندر خواب غفلت سے نہ بیدار ہوا اور اُس نے اپنی حرکت نہ چھوڑی چنانچہ میں نے یہ تقدیر کر دی کہ وہ تباہ ہوا اور اُسکا ملک اہل اسلام کے قبضہ میں جا کے اُس پر کیا منحصر ہے نہ طاق بھی تباہ ہو گا اور یہ سب ملک اہل اسلام کے قبضہ میں جائینگے فرمایا کہ میں تجھ کو خبر دیتا ہوں ان سب امروں کی اور اس امر سے بھی آگاہ کرتا ہوں کہ کل تجھ سے اور سمندر شاہ سے ایک مقام پر ملاقات ہوگی تو اُسکو آگاہ کر دینا میں نے لاکھ لاکھ دریا لٹ کیا کہ کس مقام پر اور کیونکر میں تو جانتا تھا کہ تجھ کو اپنے امور است دنیوی سے مہلت نہ ہوگی میرے سمندر شاہ کے کیونکر ملاقات ہوگی میں ایک مدت سے قصد کر رہا ہوں اتفاق نہیں ہوتا مگر میں نے یہ سب اس امر کے کہ حکم خداوندی ہے اور جو یہ فرماتے ہیں وہ ہوتا ہے اس امر پر اصرار کرنا زیبا نہیں ہے چنانچہ خاموش ہو رہا خداوند نے فرمایا کہ ایک بہت بڑا دوست ہمارا ہمارے پاس کل آئے گا ہم اُسکے بہت مشتاق ہیں بہت عرصہ بھی ہوا کہ ہم نے اُسکو دیکھا نہیں ہے ہم اُسکو بہت دوست رکھتے ہیں اور وہ ہم کو ایسا تو کوئی نہیں ہے جو اُسکے برابر ہو میں نے اور دیگر خداوندوں نے عرض کیا کہ ہم کو بھی آگاہ فرمائیے کہ وہ کون ہے تاکہ ہم اُس سے آگاہ ہوں فرمایا کہ اسقدر لوگ میرے یہاں میرے پاس ہیں ان میں بھی کوئی اُسکے برابر نہیں ہے ہم کو اُسکا اب دنیا پر رہنا نہایت شاق ہے ہم کل اُسکو طلب کر لیں گے بدون اُسکے ہماری صحبت بدرنگ و بدمزہ ہے یہ فرما کر فرمایا کہ تم لوگ اُسکے نام کے مشتاق ہو سنو اُسکا نام ملکہ الیوان نہ طاقی ہے یہ فرما کر ایک تصویر کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ دیکھ لو یہ اُسکی تصویر ہے ہم سب نے دیکھا اور عرض کیا کہ یہ خداوند کی بہت دوست ہے فرمایا کہ ہاں بہت دوست ہے اُس نے میرے لیے ترک دنیا کی ہم بھی اُسکو دوست رکھتے ہیں یہ فرما کر عشاق نطاقی و ملکہ شعلہ سے فرمایا کہ تم اے عشاق نہ پریشان ہو اپنی بہن کے لیے ہم کل اُسکو یہاں طلب کیے لیتے ہیں ہم خود اُسکے مشتاق ہیں عشاق نے کہا کہ میں عرض کرنے والا تھا کہ حضور میری ہمیشہ گویا تو طلب کر لیں یا مجھ کو اسی مقام پر پھر روانہ فرمائیے کیونکہ مجھ کو اب اُسکی جدائی بہت شاق ہے خداوند نے فرمایا کہ ہم طلب کیے لیتے ہیں وہ دنیا پر بہت رہ چلی یہی کلمہ شعلہ سے فرمائیے کہ میں تیری تو کو دنیا پر سے بلا لے لیتا ہوں تیری کیا رائے ہے ملکہ شعلہ نے بھی کہا کہ مجھ کو اُسکی مفارقت نہایت شاق ہے یہ تو آپ نے خوب ارشاد کیا میں خوش ہو گئی یہ سننے کے بعد خداوند نے الیوان کی بہت تعریف کی میں اس الیوان کی ملاقات کا بہت مشتاق ہوا میں نے خداوند سے عرض کیا کہ اگر آپ ملکہ الیوان کے مکان کا نشان مجھ کو تعلیم فرمائیں تو میں ضرور اُسے پردہ دنیا پر ملوں ارشاد کیا کہ اس کی مرتبہ جو تم آؤ گے تو تم سے اسی مقام پر ملاقات ہوگی تم بھی اُنکی صحبت سے بہت خوش ہو گے میں نے عرض کیا اگر میں پردہ دنیا پر ملاقات کروں تو کیا نقصان ہے فرمایا کہ آج کل اُسکے فراج میں کچھ فتور ہو گیا ہے دماغ خراب ہو گیا ہے وہ بہت بیہودہ بکیتی ہے مثل دیوانوں کے اُسکی تقریر ہے کوئی اُسکی ملاقات کے قابل نہیں ہے یہاں جب وہ آئے گی تو پھر اُسکا دماغ اصلاح پر آجائے گا اسوقت یہ اس کے لائق ہوگی کہ کوئی اس سے انجی وہ اس لائق نہیں ہے

اسی سبب سے اور میں اُسکو بلائے لیتا ہوں اور سمندر شاہ میں یہ تقریر سننے خاموش ہو رہا خداوند بہت تعریف الیوان کی فرمایا کیے بعد تھوڑے عرصہ کے میں رخصت ہو کر چلا آیا مگر مجھ کو خیال تھا کہ خداوند نے فرمایا ہے کہ کل تم سے اور سمندر شاہ سے ملاقات ہوگی دیکھئے کیا سبیل ملاقات کی نکلتی ہے چنانچہ میں آج ایک ضرورت سے ادھر کو روانہ ہوا راہ میں یہ واقعہ پیش آیا تم سے ملاقات ہوئی چنانچہ خداوند کا فرمانا لا ست ہو ا کیون نہ ہوتا خداوند میں بھلا کیونکر دروغ ہوتا میرا تو یہ واقعہ ہے مجھ کو خداوند بہت مانتے ہیں میں نے اپنی کل حالت بیان کی اب تم اپنی حالت بیان کرو اور جو تم کو کہنا ہو کہو اور یہ بیان کرو کہ تم اس وقت اس مقام پر کیون آگے ہو کیا شکار گئے لیے اور یہ جمع کیسا ہے اور یہ فوجین کیسی صفت بستہ کھڑی ہیں اور یہ ہوا پر کیون قرق ہو کہ کوئی ادھر سے نہ جائے پائے ساحر مقرر ہیں وہ بالائے ہوا بند و بست کر رہے ہیں اس قدر جم غفیر کیون ہے یہ ہزاروں آدمی تیر و کمان لیے ہوئے کیون مستعد ہیں اسکا کیا سبب ہے سمندر نے کہا کہ میں اسکا کیا حال بیان کروں آپ میرے حال سے بخوبی واقف ہیں لقمان ثانی نے ایسی کچھ تقریر کی کہ سب کو اعتقاد ہو گیا ہر ایک اپنے اپنے دل میں اسے مقام رکھنے لگا کہ یہ بڑے مقرب ہیں سب حال انھوں نے بیان کر دیا عشاق اس امر سے خیران تھا کہ میں تو انکو جانتا نہیں ہوں یہ میرے نام سے کیونکر آگاہ ہوئے اب اُسکو بھی معلوم ہوا کہ یہ سبب ہے کہ میرے نام سے واقف ہوئے کہ خود خداوند نے اپنی زبان سے فرمایا اور میری تعریف کی اس نے ذریعہ سے کچھ باتیں جو کہ میرے دل میں ہیں میں خداوند کی خدمت میں عرض کر ا بھیج دوں گا عذر و معذرت کروں گا عشاق کو خوب اعتقاد ہو گیا ہے اور سمندر تو آنکھیں پچھائے دیتا ہے کہ لقمان ثانی نے کہا کہ اور سمندر جلدی بیان کرو مجھ کو عرصہ ہوتا ہے مجھ کو اپنی ضرورت سے جا رہا اور وہ ضرورت بہت شدید ہے دیکھئے جس چیز کی تلاش کو نکلا ہوں کہاں ملتی ہے صحر ا صحرا پھر دنگا ہر شے سے کلام کروں گا اور شناخت کروں گا یہ جو لقمان ثانی نے کہا اور کہا کہ زیادہ اصرار جو ان میں امر میں کر لیا ہوں اسکا سبب یہ ہے کہ خداوند سب حالات جو کہ میرے اوپر گذرتے ہیں سب دریافت فرماتے ہیں واقف ہوتے ہیں مگر میری زبان سے سننے گئے مشتاق ہوتے ہیں تو بیان کروں گا کہ اس مقام پر سمندر سے ملاقات ہوئی سمندر اس کام میں مصروف تھا اس قدر جمع تھا جب یہ سمندر نے سنا تو سمندر نے کہا کہ آپ میری طرف سے بہت بہت عذر لیجئے گا اور میری جانب سے عرض لیجئے گا کہ سمندر نے دست بستہ عرض کیا ہے کہ میری خطا کو معاف فرمائیے اور میرے حال پر رحم فرمائیے اب مجھ سے ایسی خطا نہ ہوگی یہ امر مجھ سے نادانستگی میں ہو گیا آپ کریم ہیں رحیم ہیں آپ پر ہر ایک کا حال روشن ہے ہر ایک کے دل کا حال بخوبی آپ جانتے ہیں ہر ایک کے حال سے بخوبی باہر ہیں بس میرے اوپر رحم فرمائیے میرے قصور کو معاف و عفو فرمائیے میں اپنے گناہوں سے بہت شرمندہ ہوں اب ایسے خیال بھی نہ کروں گا جو مجھ کو حکم ہو وہ میں کر دن میرے اوپر سے اس بلا کو دفع فرمائیے مجھ کو اس قدر قوت عنایت فرمائیے کہ میں اہل اسلام پر غالب آؤں اور ان سب کو قتل کروں اور اپنے شہر سے نکال دوں لقمان ثانی نے جواب دیا کہ اور سمندر تم سنئے تو اس وقت وہ مثل کی کہ سوال اتر آسمان و جواب اتر لیسمان میں کہتا کچھ ہوں جواب تم کچھ

دستے ہو پہلے اپنی حالت تو بیان کرنا اور اس واقعہ کو بیان کر دیکھ جو تم کہو گے میں خداوند سے عرض
 کرونگا اگر لائق عرض کرنے کے ہوگا اور تم کو تدبیر بھی بتاؤنگا اور طریقہ بھی کہ جو باعث تمھاری
 بچھائی بہتری کا ہوگا بس شوق سمندر نے ابتداء سے اور اس مقام تک سب حال مجھلا
 بیان کیا کہ ایوان کو خواجہ ثالث نے اسیر کر لیا اور پھر اقرار لے کر اپنے اسیروں اور مبتلائے سحر
 کو رہا کر کے چھوڑ دیا اور جو جو واقعے اور معرکے گذرے سب بیان کیے اور کہا کہ یہ یہ آفتیں مجھ پر
 اسدن سے نازل ہوئیں ہیں جس دن سے اہل اسلام اس طرف آئے ہیں اور ان کا قدم آیا ہے میں ان
 آلام میں مبتلا ہوں لقمان ثانی نے فرمایا کہ یہی سب ام خداوند نے فرمائے تھے ہر ہفتہ کو یہی ذکر
 ہوا کرتا ہے کہ یہ حملہ حالت گذری میں ان کے سر چکر ہوں اور اب تم سے بھی سن لیا مگر تم نے
 اس مقام پر آنا اور اس مجمع کا ہونا نہیں بیان کیا اسکو بھی بیان کرو سمندر نے جواب دیا کہ عرض
 کرتا ہوں آپ سے کوئی امر پوشیدہ نہ کرونگا کیونکہ آپ سے پوشیدہ نہیں رہے گا آپ پر
 ظاہر ہوگا اور آپ ایسا مقرب بارگاہ خداوندی کہانہ مجھ کو سے گا اور کون آپ سے بہتر
 ہوگا کہ جو میں اس سے عرض کرونگا اس پر ظاہر ہوگا آپ کو میرے مقدر سے مجھ کو سے
 اب میرے دن اچھے آئے ہیں نصیب نے یاوری کی ہے لقمان نے جواب دیا کہ اس تقریر سے
 یہ کچھ حصول نہیں ہے تم اپنی تقریر کو بیکار طول دیتے ہو جلد بیان کرو مجھ کو جانا میرا ہرج ہو
 رہا ہے یہ جو لقمان نے کہا اسوقت سمندر نے کہا کہ جب مجھ کو خبر ہوئی کہ ایوان سے اور خواجہ
 سے کچھ اقرار ہوا ہے میں نے جو اپنے مقام پر دریافت کیا تو یہ معلوم ہوا کہ ایوان نے خواجہ
 سے اقرار کیا ہے کہ میں مطیع اسلام ہوئی آپ کی شراکت کی میں نے اپنا مذہب قدیم ترک
 کیا مگر ایک شرط کے ساتھ اگر آپ اسکو قبول کریں ایوان نے خواجہ سے یہ شرط کی کہ
 میں آپ کی شریک تو ہوئی مگر شرط یہ ہے کہ آپ کی شریک ہو کر سمندر سے مقابلہ نہ کرونگی
 اس کے سوا تمام جہان سے مقابلہ کرونگی اور نہ اس کی شریک ہو کر آپ سے مقابلہ کرونگی اول
 تو میرے اور اس کے اب شراکت کیسی اور باہم ملاقات کیسی وہ کافر میں مطیع اسلام بس جب
 یہ اقرار مدار ہوئے اسوقت خواجہ نے ایوان کو رہا کیا ایوان نے جو دریا سے سحر بنایا
 تھا مٹا دیا سب کو جو جو اسمیں قید تھے رہا کر دیا صاحبقران پر سے اپنا سحر اتار لیا یہ سب
 بند و بست کر کے اپنے شہر میں گئی اس امر کا خیال فیہن اقدس رہا کہ نہ ایوان میری
 ماتحت ہے نہ باج گزار ہے بلکہ ایک خود مر بادشاہ تھی بھی اسنے کسی کو خراج نہیں دیا نہ اسے
 بھائی نے ہمیشہ ساتھ خود میری اور سرکشی کے حکومت کی میرے اوپر کیا موقوف ہے
 خداوند کو خراج نہیں دیتی تھی اسے ہمیشہ برسر نساد رہتی تھی مگر مجھ سے از حد ملاقات تھی
 اور مجھ سے الفت کرتی تھی اس سبب سے میری اگر شریک ہوئی تھی دوسرے اپنے
 بھائی کے اور نانی کے خون کا عیوض ان کے قاتلوں سے لینے کو آئی تھی کہ یہاں اس پر
 یہ آفت گذری اور اسنے جو یہ اقرار خواجہ سے کیا کہ میں سمندر سے مقابلہ نہ کرونگی صرف
 میری محبت اور یہ سبب میرے خوف کے بس جب یہ اپنے مقام پر پہنچی اسنے اپنے
 شہر کا بادشاہ اپنی بہن کو کیا اور خود تارک دنیا ہوئی گوشہ عافیت اختیار کیا جب مجھ کو
 یہ سب حال معلوم ہوا مجھ کو برا غصہ آیا میں نے اسوقت بدریغہ رقعہ کے طائب کیا ایوان

نے غدر کیا کہ میں امنیں سکتی ہوں چلم کشی کی ہر چونکہ مجھ کو تو معلوم تھا کہ اس نے فقرہ کیا ہر میں نے دوسرا رقم
تحریر کیا اس میں بہت کچھ نجاست کے کلمہ تحریر کیے جس کے سبب سے وہ آج صبح کو میرے دربار
میں آئی صلیے میں نے بہت کچھ سمجھایا اور کہا کہ میری کمک کرو اور مطیع اسلام نہو اور اہل اسلام سے
مقابلہ کرو وگرنہ ایوان نے انکار کیا ہرگز ہرگز نہ راضی ہوئی میں نے بہت دھمکا یا خوت دلایا مگر راضی نہ
ہوئی یہاں تک میں نے کہا کہ میں تجھ کو قتل کرونگا اُسے کہا کہ مجھ کو کچھ خوت نہیں ہر میں کسی امر سے
خین ڈرتی ہوں مجھ کو اپنی جان کا خوت نہیں ہر جو تیرا جی چاہے وہ کریں اپنے قول سے نہ پھر وئی
اہل اسلام سے مقابلہ کرو وئی نہ یہ امر ترک کرو وئی کہ میں مطیع اسلام نہوں اور مذہب کفر میں مبتلا
ہوں مذہب اسلام مذہب حق اور دین برحق ہر اور بہت سی تعریف مذہب اسلام کی اور
منہایت درجہ خدمت تمام مذہبوں کی کی انکی اس وقت کی تقریر سنکے مجھ کو بہت غصہ آیا میں نے
حکم اسیر کر لینے کا دیا سب نے اسیر کر لیا میں نے اس وقت تمام شہر و بیرون شہر منادی کرادی
کہ ایک مجرم سرکاری گردن مارا جائیگا جس کو تماشہ دیکھنا ہو وہ آئے چنانچہ یہ مجمع وہی ہر میں نے
ایوان کو زندان خانہ میں قید کیا چونکہ سہ پہر کا وقت مقرر کیا تھا اور یہی مقام ہر میں میں بموجب
حکم کے یہاں آیا یہاں آکر سب اہل شہر کو جمع پایا چونکہ ایوان کے مددگار بہت ہیں اسکے
عزیز بہت سے ہیں اسکے پاس لشکر ہر دوسرے اب تو اسکی کمک اہل اسلام کرینگے انکا لشکر
بہت ہر اس خوت سے کہ کوئی رہا کرنے لے جائے میں نے بندوبست کیا اور یہ سب لشکر
صف آرا کیے اور یہ سب تیر و کمان لیے ہوئے اسکو تیر باران کرنے کو میرے حکم سے لیٹ ہیں
اور میں نے بالائے ہوا اس کیے یہ بندوبست کیا تھا کہ شاید کوئی ساحر یہاں آئے یہ بندوبست
دیکھ کر کہ یہاں سے لپک نکلنا بہت دشوار ہر بس بالائے ہوا آئے اور ایک مرتبہ زمین پر آئے
اور رہا کرے جائے تو خرابی ہو اس لیے بلندی کا بھی بندوبست اس طور سے کیا بس میں ایک
حکم دیکھا تھا جلا داسکو لے کر چلا تھا مجھ کو یہ انتظار تھا کہ یہ چبوترہ ایک پر پہنچ جائے
قریب دار تو دوسرا حکم دے کہ ساحر دن نے اگر آپ کا حال یہاں کیا میں اسی طور سے چھوڑ کر
آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اب جب آپ تشریف لے جائینگے تو میں اسکا پورے طور سے
بندوبست کرونگا یہ میرا واقعہ ہر جو میں نے عرض کیا جب نقصان ثانی نے سمندر کی تقریر
سنی اور حال سے واقف ہوئے جواب دیا کہ تمھاری تقریر سے ثابت ہوتا ہر کہ یہ وہی
ایوان ہر جس کا ذکر خداوند فرماتے تھے وہ تو فرماتے تھے کہ میری بڑی دوست ہر تھا
بیان سے تو یہاں دوسرا امر ثابت ہوتا ہر مگر یہ بھی تو فرمایا تھا کہ دیوانی ہو گئی ہر مجھ کو اس
امر سے شک گذرتا ہر کہ تم نے کہا کہ اپنے بھائی عشاق نہ طاقی و نانی شعلہ جادو کے
خون کا عیوض اہل اسلام کے لینے آئی تھی اور تم نے نام بھی پورا اسی ایوان کا لیا جس طور سے
خداوند نے فرمایا تھا کہ ملکہ ایوان نہ طاقی بس مجھ کو شک ہوتا ہر ذرا اسکو میرے رو برو ہوا
لو کہ میں دیکھوں کہ کون ہر کیونکہ میں تو خداوند کی خدمت میں تصویر دیکھ چکا ہوں سمندر نے
جواب دیا کہ ایک نام کے بہت سے انسان ہوئے ہیں کوئی امر شک کا نہیں ہر شاید
اسکے بھائی کا نام بھی وہی ہو اور نانی کا اور اسکا بھی جیسا کہ خداوند نے فرمایا کہ یہ وہ
ایوان نہیں ہر جس کی خداوند تعریف کرتے تھے بس کیا ضرورت ہر کہ میں ایسے مجرم کو آپ

کے روبرو طلب کروں جو کہ خداوندوں کو برا بھلا کہتا ہو جو کہ اپنے قلب کو ناگوار گذرے اور کانوں کو برا معلوم ہو جو کہ اپنے خداوندوں کی برائی کرتا ہو جو کہ بر بھی کا سبب ہو اور آپ کو بھی ناگوار ہو اور غصہ آئے وہ تو ایک بیباک ہے ضرور ندمت اور لعن کر سکی کیا ضرورت ہے کہ بلا کر اور برا بھلا لکھاوا یمن بس میرے نزدیک گویا اس امر کے موجد ہم ہونگے اور لوگ کمین گے کہ یہ لوگ جان کر اپنے خداوندوں کو برا بھلا کہلاتے ہیں لاوی کے بیان کیا ہے کہ سمندر کا اس تقریر سے متشابہ تھا کہ یہ دہی ایوان ہے جس کی خداوند لقمان ثانی سے تعریف فرماتے ہیں بس اگر لقمان ثانی نے بھی جان لیا اور کہا کہ اسکو برا کر دو تو میرے حکم میں خلل ہوگا اور سیاست میں فتنی ہوگا اگر میں نے ان کے کہنے پر عمل نہ کیا تو یہ ناراض ہونگے انکو ناگوار ہوگا اور فی الحال اسے ایک ضرورت ہے یہ اس میں کمی کرینگے بلکہ خداوند سامری و جمشید سے شکایت کرینگے اس سے بہتر یہ کہ میں سامنے طلب ہی نہ کروں یہ امر اپنے دل میں خیال کر کے یہ تقریر کی تھی اور کہا میرے نزدیک اسکا طلب کرنا آپ کے روبرو اچھا نہیں ہے ورنہ جیسی مرضی لقمان ثانی نے کہا کہ تم طلب تو کرو یہ خوب نہ کرو کہ کوئی رہا کر لے جائیگا دوسرے وہ میرے روبرو برا بھلا نہ کہے گی میں اسکو نصیحت کروں گا کچھ عجب نہیں کہ مان جائے سمندر نے کہا کہ بہت خوب یہ کہ حکم دیا کہ ایوان کو یہاں اسی طور سے لے آؤ یہ حکم یا کر چو بدار جلا اڈھر جلا اڈھر اسکو بہتر سے تک لے کر پہونچا تھا زبردست بٹھایا تھا حکم ثانی کا منتظر تھا کہ پہونچے اور میں دار بر کھینچوں اور حکم ثالث آیا میں نے کام تمام کیا کہ اتنے عرصہ میں چو بدار پہونچا اور اسنے کہا کہ مجرم کو بادشاہ نے طلب فرمایا ہے جلا دے کہا کہ کیوں اس چو بدار نے کہا کہ تم کو اس سے کیا غرض لے چلو چو بدار سے یہ سنے سرازیر کھیر کا پکڑ کر داروغہ زندان ایوان کو لے کر چلا اسطرح جدھر سمندر مع اہل دربار و لقمان ثانی کے بیٹھا ہوا تھا یہ توقیدی کو لے کر آتا ہے اڈھر سمندر نے کہا کہ اب میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ کوئی تدبیر ایسی فرمائیے کہ خداوند مجھ سے خوش ہوں اور میری خطا کو معاف کریں اور بلا کو میرے سر سے دفع فرمائیں مجھ سے تصور تو ضرور ہوا لقمان ثانی نے کہا کہ میں اب کی مرتبہ جو ہفتہ کو خدمت خداوند میں جاؤنگا تمھاری سب حالت بیان کروں گا اور بہت کچھ کہوں گا سفارش بھی کروں گا جہاں تک مجھ سے ممکن ہوگا مگر تم ایک کام کرو کہ اپنے کل حال کی ایک عرضی تحریر کرو اس میں کل حال ہو اور بہت کچھ عذر و معذرت لکھ کر داروغہ آج سنے خداوند سامری و جمشید کی بندگی پھر سے شروع کرو تا کہ خداوند تم سے راضی ہوں اور خوش ہوں انکا یہ غصہ برطرف ہو اور میں بھی کہوں گا بلکہ تم عرضی تحریر کے بلکہ دو بین خود پیش کروں گا سوائے اس تدبیر کے کوئی دوسری تدبیر نہیں ہے سمندر نے کہا کہ یہ رائے آپ کی بہت عمدہ ہے مگر یہ تو فرمائیے کہ مجھ کو کیا کرنا ہے معلوم ہوگا کہ خداوند نے کیا فرمایا میری عرضی ملاحظہ فرما کر کیونکہ اب آپ سے ملاقات ہونا غیر ممکن ہے لقمان ثانی نے جواب دیا کہ جو کچھ حال ہوگا میں تم کو بذریعہ تحریر کے اطلاع دوں گا مگر اس ہفتہ میں خداوندوں کی بندگی بہت اچھی طرح سے کرنا جو کہ اتنی خوشنودی کا سبب ہو سمندر نے جواب دیا کہ جیسا آپ نے فرمایا ہے ویسا ہی کروں گا یہی کہ رہا تھا کہ داروغہ زندان ایوان کو لے کر حاضر ہوا اڈھر اہل مجمع میں غل و شور ہوا کہ بادشاہ نے پھر قیدی کو طلب کیا اور ایک مرتبہ سب اہل مجمع چلے کہ لاٹھ کر بنیں کہ قیدی سے اور بادشاہ سے کیا تقریر ہوتی ہے یہ جو حال سواروں نے دیکھا سب لور و کا وہ لوگ رک رہے مگر یہ حال ہوا

کہ بعض بعض کچل گئے کچل گئے اُس پر بھی دو ایک دب دبا کر پیون گئے اور اُڑ پڑ کر کھڑے ہوئے
ایسے مقام پر کہ جہاں سے تقریر سنائی دے اور کوئی ہم کو بھی نہ دیکھے اُنھوں نے دیکھا کہ سب
اہل دربار موجود ہیں بادشاہ تخت پر متمکن ہو کر ایک نیا شخص حکیم وضع برابر تخت بادشاہ کے بیٹھا ہوا
تخت پر اور بادشاہ اُس سے ہم کلام کر رہی دیکھ رہے تھے اور کلام سن رہے تھے کہ قیدی
اگر بیوی یا سمندر نے لقمان ثانی سے کہا کہ ملاحظہ فرمائیے ایوان حاضر ہے اور ایوان نے
دیکھا کہ سب وہی لوگ ہیں مگر ایک شخص حکیم وضع سمندر کے تخت کے برابر ایک تخت پر
بیٹھا ہوا ہے اور اُسکی سب عزت و اُردو کر رہے ہیں ایوان نے بغور دیکھا اور سر جھکا لیا مگر ایوان
کی یہ حالت ہو کہ بالکل ہراس نہیں ہے چہرہ پر آثار مسرت ہیں گویا اُسکو قتل ہونے کی خوشی
ہے ایوان تو یہ دیکھ رہی تھی جو لوگ اس مقام پر بیٹھے ہوئے تھے باہم یہ اشارے کر رہے
تھے کہ تم لوگ دیکھتے ہو ایوان کو یا اس نے اپنے مرنے کا ہراس نہیں ہے بلکہ خوش ہے ہم نے
آج تک ایسا کسی کو نہیں دیکھا حاضرین میں تو یہ تقریر اشاروں میں ہو رہی ہے اور اُدھر
جب سمندر نے لقمان سے کہا لقمان ثانی نے بغور ایوان کی طرف دیکھا اور کہا کہ
قیدی کو میرے قریب لاؤ داروغہ ایوان کو قریب لایا اب لقمان نے دیکھ کر کہا کہ ای سمندر
یہ تو وہی ایوان ہے کہ جسکی تقریر خداوند فرماتے تھے اور بہت اُسکی ملاقات کے مشتاق ہیں
تم نے جبراً غضب کیا کہ خداوند کے دربار پر ایسا ظلم صریح کیا اسی سبب سے خداوند تم
سے ناخوش ہیں بڑی خرابی ہوئی تھی کہ اگر میں تمھارے کتنے پر عمل کرتا تو یہ قتل ہو جاتی
اور تم پر اس سے زیادہ عتاب خداوندی نازل ہوتا جب کہ تم یہ جانتے تھے کہ یہ لوح کل
دیوانی ہو گئی ہے اس کے کسی فعل کا اعتبار نہیں ہے تو تم نے یہ ظلم اس پر کیوں کیا سمندر نے
عرض کیا کہ مجھ کو کیا معلوم کہ یہ دیوانی ہو گئی ہے اگر یہ معلوم ہوتا تو میں کیوں ایسا کرتا اب اپنی زبان
معلوم ہو رہی ہے اور یہ ہے موجود ہے آپ ایوان سے کلام فرمائیے جس طور سے چاہیے سمجھائیے لقمان
نے بسنے سمندر کو تو کچھ جواب نہ دیا مگر ایوان کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے ایوان سلام علیک
اچھی تو رہیں ایوان جب سے یہاں آئی ہے سر جھکا کے کھڑی ہے نہ اسنے کسی کو سلام کیا نہ جو
سنے تو اسنے ایک نظر سب کو دیکھ لیا تھا پھر جو سر جھکا یا تو سر نہ اٹھایا یہی خیال اسنے
دکھل میں کر رہی تھی کہ یہ بھی کوئی کا ز اور مزید ہے جو برابر تخت سمندر کے تخت پر بیٹھا ہے اگر
اسنے کچھ کلام مجھ سے کیا تو میں بھی صاف صاف جواب دوں گی یہ تو اس خیال میں غرق بھی
اور لقمان نے سلام کیا اسنے یہ بھی نہ خیال کیا کہ کون سلام کرتا ہے جواب بھی نہ دیا سمندر نے
کہا کہ دیکھا آپ نے اسکی حرکت کو کہ آپ نے سلام کیا اسنے جواب بھی نہ دیا اُسی طور سے
کھڑی رہی لقمان نے کہا کہ اُسکی حرکت پر خیال نہ کرو تم سے کیا عرض اب میرے اس کے
تقریر ہوئی میں جانوں اور ایوان سمندر خاموش ہو رہا کہ پھر لقمان نے کہا کہ اے ایوان
ہم نے تم کو سلام کیا اور تم نے کچھ جواب نہ دیا کس خیال میں غری ہو سزا ٹھاکر ہم سے
دو دو باتیں کر لو ایوان نے پھر جواب نہ دیا خاموش کھڑی رہی تیسری مرتبہ جب لقمان
نے اسی تقریر کو اپنی پھر بیان کیا تو سزا ٹھاکر دیکھا اور مسکرا کر کہا کہ کیا بات تک کر دلع
کھاتا ہے میں نہیں پہچانتی ہوں کہ تم کون ہو اور کیوں سلام کرتے ہو میں تم لوگوں کے

سلام کے جواب دینے کے لائق نہیں ہوں کیونکہ تم کافر ہو اور میں مطیع اسلام بس میں دنیا کو ترک کر چکی ہوں
اہل دنیا سے کیا مجھ کو مطلب میں اپنے مہبود کی طرف لو لگائے ہوئے ہوں اسکی طرف اپنے قلب کو
رجوع کیے ہوئے ہوں خداوند کریم خواجہ کی عمر میں ترقی عطا فرمائے کہ جنھوں نے مجھ کو خلافت سے
نکال کر راہ ہدایت پر پہنچایا باغ بہشت کی سیر کا مشاق کیا ایسی حالت میں میں تم ایسے سگان
دنیا و کافران دنیا کی بات کا کیا جواب دوں مجھ کو بیکار یہاں طلب کیا ہے اگر یہ خیال ہو کہ میں تم لوگوں
کے سمجھانے اور نصیحت کرنے سے مان جاؤں اور سمندر کی شراکت کروں اور اپنے راہ نما اور
محسن و دیگر اہل اسلام سے سمندر مرتد کے شریک ہو کر مقابلہ کروں یہ غیر ممکن ہے ایک جان ہے جسکا
جی جا ہے وہ لے لے خواہ سمندر خواہ کوئی اور مجھ کو اسکا خوت نہیں ہے کیونکہ دنیا چند روزہ ہے یہاں
کسی کو قیام نہیں ہے سب کو فنا ہے سوائے ذات باری تعالیٰ کے جب کہ یہ امر ثابت ہے تو کیوں
ایسی غفلت کی جائے اور اپنی عمر عزیز بیکار حالت کفر میں رائیگان کی جانے جس کا انجام
یہ ہو کہ سوائے نار سقر میں جلنے کی دوسری صورت نہ ہو یہ کون سی عقل کا مقتضا ہے کہ بدھن
کو خدا خیال کریں وہ بدھ ہے جو کہ بالکل اپنے حال سے ماہر نہ ہوں اور مثل ہمارے اُنکے بھی
افعال ہوں یہ صفت خدا کی نہیں ہے یہ جو تقریر ایوان نے کی سب خاموش بیٹھے رہے مگر
ہر ایک کو غصہ بہت آیا اور ہر ایک نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ کلمات اسوقت لقمان نے
ایوان کو رد و طلب کر کے ہم سب کو سنو اسے سمندر بیٹھا ہوا تاقیج کھارہا ہے مگر یہ سبب
لقمان ثانی کے لحاظ کے کچھ جواب نہیں دیتا ہے غصہ از حد ہے بار بار لقمان کی طرف دیکھتا ہے
اور خلش ہر صرٹ اتنا تو کہا کہ یہ کلام آپ کے سبب سے سننے میں آئے اب جلد اس سے
تقریر کیجئے جو کچھ آپ کو کرنا ہو کیونکہ ہم کو ان کلمات کے سننے کی تباہ نہیں ہے لقمان نے
یہ نگاہ تہر سمندر کی طرف دیکھا اور کہا کہ میں تمھاری بہتری کا خواستگار ہوں اور چاہتا ہوں کہ تم اس
امر سے بچو اور خون ناحق میں مبتلا ہو اور تم سے خداوند ناخوش نہ ہوں تم کو یہ امر اگر ناگوار ہے
تو جو جانے دو جو تمھارا جی چاہے وہ کرو میں جاتا ہوں دراصل مجھ کو کیا غرض کہ میں پرایا قصہ
اپنے سر مول لون اور جھگڑے میں پڑوں میں کیوں یہاں بیکار اپنی اوقات برباد کروں مجھ
ہے کہ نیکی کا زمانہ نہیں ہے جس کے لیے نیکی کرو وہ یہی جانتا ہے کہ ہمارے لیے بُرائی کرتا ہے میں
جانا تھا اور کہاں بلا میں مبتلا ہو گیا وہاں لوگ میرے منتظر ہوئے یہ جو لقمان نے کہا سمندر
کادم نکل گیا اور کہا کہ مجھ سے خطا ہوئی معاف فرمائیے اب ایسی خطا نہ ہو گی جو امر میرے
حق میں بہتر ہو وہ مجھے لقمان نے کہا کہ نہیں مجھ کو کیا ضرورت ہے کہ جو امر تم کو ناگوار ہو وہ
میں کروں میں یہاں تھوڑے عرصے کے لیے آیا ہوں بلکہ اپنی خوشی سے نہیں آیا ہوں تمھارا
چہرے اپنا نقصان کر کے بس کیا ضرورت ہے کہ میں تم لوگوں کو ناخوش کروں اور تمھاری طبع
کے خلاف بات کروں سمندر نے کہا کہ کوئی آپ سے ناخوش نہ ہو گا آپ کا جو جی چاہے وہ
فرمائیے لقمان نے کہا کہ جسکو ایوان کی تقریر ناگوار معلوم ہو وہ تھوڑے عرصے کے لیے اٹھ کر
چلا جائے اس میں کوئی ہوا اگر یہ نہیں منظور ہے تو خاموش بیٹھا رہے کیا آپ لوگوں نے
سعدی کا قول نہیں سنا جیسا کہ سعدی نے فرمایا ہے کہ جب یہ امر معلوم ہو جاتا ہے کہ ہم
قتل ہوئے تو جو اسکی زبان میں آتا ہے وہ کہتا ہے جیسا کہ سعدی نے ایک حکایت ایک

بادشاہ اور ایک چور کی گلستان میں تحریر کی ہو کہ جب بادشاہ نے اس چور کے قتل کا حکم دیا اس نے
 بادشاہ کو دشنام دینا شروع کیا بادشاہ نے وزیر سے دریافت کیا کہ اس نے کیا کہا اور کرنے
 کہا کہ یہ آپ کو دعا دیتا ہے بس بادشاہ نے اسکو رہا کر دیا بس جب انسان پر آہنشی ہو اور کسی
 طور سے مفر کی صورت نظر نہیں آتی ہو اور وہ مجبور بھی ہوتا ہو تو جو اسکا جی چاہتا ہو وہ کرتا ہو
 اگر ہاتھ سے بس نہیں چلتا ہو تو زبان تیز کرتا ہو یہ مثل تو ضرور سنیں ہوگی کہ دبے پر چھوٹی کاٹ
 لگاتی ہو بس اسوقت ایوان ناچار ہو جو اس کے جی میں آتا ہو وہ کہتی ہو اسکا برا ماننا بیکار ہو
 راوی نے بیان کیا کہ جب سمندر نے ایوان کے لانے کا حکم دیا تھا اسوقت لقمان نے
 کہا تھا کہ آپ لوگوں نے اسکی زبان میں سوزن ضرور دیے ہو گئے یہ حکم دیکھے کہ سوزن نکال
 لائیں گو سمندر نے کہا تھا کہ وہ بہت بڑی ساحرہ ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ بلکا جائے اور سحر کر کے
 رہا ہو جائے تو بڑی خرابی ہو ہزاروں کی جان جائے لقمان ثانی نے کہا تھا کہ میرے رب وہ
 اسکو سحر کچھ کام نہ دیگا نہ وہ سحر کر سکے گی اس امر سے آپ اطمینان رکھیں چنانچہ سوزن نکال
 لیے گئے اس سبب سے ایوان نے بھی تقریر کی تھی ورنہ اسکو بہ سبب سوزن کے
 طاقت کو یائی کب تھی جب لقمان نے اس طور سے کہا سمندر خاموش ہو رہا اس
 وقت لقمان ایوان کی طرف متوجہ ہوئے کہ اے ایوان جو تم نے تقریر کی اسوقت
 اسکا میں تم کو کیا جواب دوں کیونکہ یہ عقیدہ اہل اسلام کا ہے ہم لوگوں کا نہیں ہے میرا اس سے
 تو ہم کو کچھ مطلب نہیں ہے جو میں تم سے کہتا ہوں اسکو سنو اور اسکا جواب دو اور اپنے
 مرتبہ سے آگاہ ہو بس آگاہ ہو کہ میرا نام لقمان ثانی ہے میں ہر ماہ میں چار مرتبہ خداوند سامری
 و جمشید کی خدمت میں جاتا ہوں بہشت میں وہ میری بڑی خاطر کرتے ہیں اور جو میں ان سے عرض
 کرتا ہوں وہ قبول کرتے ہیں میں نے اکثر انکی زبان سے تمھاری تعریف سنی وہ بہت تعریف
 فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ایک بہت بڑی میری دوست پر وہ دنیا پر ہے کہ جس کو میں بہت
 دوست رکھتا ہوں اور وہ مجھ کو ایسے دوست بہت کم ہوتے ہیں وہ میری عبادت ہر وقت
 کیا کرتی ہے میں اس سے بہت خوش ہوں جب میں نے خداوند سے نام دریافت کیا تو انھوں
 نے تمھارا نام لیا اور تمھاری تصویر مجھ کو دکھائی اے ایوان تمھاری تصویر خداوند کے پاس ہر وقت
 رہتی ہے تم سے انکو اسقدر محبت ہے کہ کسی وقت اس تصویر کو اپنے سے جدا نہیں کرتے ہیں
 میں کہان تک انکی حالت الفت بیان کروں یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے کہ بات بات میں
 تمھارا نام لیتے ہیں تمھارے لیے بہشت میں ایک تصویر کرایا ہے جو کہ نعل و یا قوت نہر مرد کا
 ہے اس پر تحریر ہے کہ اے ایوان تمھاری تصویر میں ہے تمھارا مرتبہ ہے میں اسوقت اتفاق سے
 یہاں پر آ گیا ہوں میں نے جو سنا کہ کوئی ایوان ہو وہ قتل ہوئی ہے مجھ کو اشتیاق ہوا کہ
 میں بھی اسکو چل کر دیکھ لوں کہ کون ایوان ہے یہ وہی تو ایوان نہیں ہے کہ جس کی خداوند
 تعریف فرماتے ہیں یہاں اگر سمندر سے لکر تم کو طلب کیا اب جو تم کو دیکھا تو تم کو
 پہچانا میرا مطلب یہ ہے کہ جب کہ تم خداوند کی دوست ہو اور خداوند تم سے الفت رکھتے ہیں
 اور تم خداوند سے ایسی حالت میں تم کیون خداوند کو بلا کتنی ہو اور اس کے خاص بندوں
 سے ایسے کلام کرتی ہو سمندر کا بھی بڑا مرتبہ ہے خداوند کے نزدیک تم اسکی شراکت سے

انکار کرتی ہو اور اس کے دشمنوں سے مقابلہ کرتے سے انکار کرتی ہو وہ کوئی سمندر کے دشمن نہیں ہیں بلکہ وہ اصل میں خداوند کے دشمن ہیں وہ دین خادندی کو مٹانے کی فکر کرتے ہیں اور مطاہلے ہیں بس ایسی حالت میں تم کو لازم ہے کہ تم سمندر کی شراکت کرو اور اس کی کمک کرو تاکہ تم سے خداوند خوش ہوں اور تمہارے مرتبہ میں ترقی دین کیونکہ اپنی جان کے پیچھے پڑی ہو کیونکہ اس امر کو گوارا کرتی ہو کہ سمندر تم کو قتل کرے یہ کیا حماقت ہے جو کچھ تم سے خواجہ نے کہا وہ سب اس کا فقرہ تھا اس نے تم کو فقرہ دے کر اپنی جان کی حفاظت کی اور اپنے سرداروں اور صاحبقران کو تمہارے پنجے سے بچا یا یہ مذہب اسلام کوئی چیز نہیں ہے نہ کوئی خدا کے نادیدہ ہے سب یہ اہل اسلام کی باتیں اور فقرہ ہیں تم ایسے کم عقلوں کے ہر کانے کے لیے تم ہی تباہ و جواہر و صاف وہ لوگ خدا کے نادیدہ کے بیان کرتے ہیں بھلا ان باتوں کو کس عقل قبول کرتی ہے کہ جب کہ خدا ایک لقمہ نور ہے نہ وہ کسی سے بنا ہے نہ پیدا ہوا ہے بلکہ اسی نے سب کو پیدا کیا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے تم صاحب عقل و فراست ہو کر اس کے ہر کانے میں آگین تمہاری عقل سے یہ امر بعید ہے تم ایسے خداوند کے دوست ہو کر یوں پلٹ گینے خداوند فرماتے تھے کہ ایوان بڑی اپنے دین کی پختہ ہو اس کے برابر کوئی پروردہ دنیا پر صاحب ایمان نہیں ہے یہ تم کو کیا ہو گیا کیونکہ اپنی جان عزیز کو برباد کرتی ہو اور ایوان نہیں تھے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ جو خدا کے نادیدہ کی بندگی کرنے والے مرے ہیں اور یہاں سے لے کر ہیں اور جو ہمارے خداوندوں کو برا کہتے تھے وہ قعر جہنم میں پڑے ہیں اور جل رہے ہیں کوئی انکی سماعت بھی نہیں کرتا ہے وہ لاکھ لاکھ فریاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم سے توبہ ہوئی ہم ایسا نہ جانتے تھے ہماری خطا خداوند معاف کرین ہم نے اپنے کیے کی سزا پائی یہ انکی حالت ہے کہ قابل بیان نہیں ہے اور جو کہ اپنے مذہب اصلی پر مرے ہیں اور ان خدا پرستوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے ہیں وہ بڑی راحت سے ہیں بہشت رہنے کو ملی ہے قعر اعلیٰ اعلیٰ ہیں جو رہیں و علماں خدمت میں ہیں ان کے بڑے مرتبہ ہیں چنانچہ میں نے تمہاری نانی شعلہ جادو و بجائی عشاق غلطی کو دیکھا کہ وہ خدمت خداوند میں حاضر رہتے ہیں ان کے رہنے کے بڑے عمدہ اور نایاب قعر ہیں جو ان بہشتی سے صحبت رہتی ہے خداوند بڑی عزت کرتے ہیں براہ راست اپنے جگہ دیتے ہیں اور بہشت خاطر کرتے ہیں ان سے تمہارا ذکر کیا کرتے ہیں وہ بھی تمہاری بہت تعریف کرتے ہیں اور ایوان میرے کہنے کو مان لے اور اپنے دل سے اس خیال کو دور کر کیونکہ اپنی جان کو مفت جناح کرتی ہے کوئی فائدہ نہ ملے گا مفت میں نار و دوزخ سے جلے گی ہم سب کو تیرے حال پر افسوس ہو گا جو سمندر شاہ کہتے ہیں اس پر عمل کر انکی شریک ہو دنیا کو مقام راحت و آرام خیال کر یہ بہت عمدہ مقام ہے جو یہاں راحت سے بسر کرتا ہے اسکو وہاں بھی راحت ملتی ہے اہل اسلام کے لیے وہاں بڑی خرابی ہے آئندہ بجکواسے اپنے فعل کا اختیار ہے میں حیرادو ہوں دشمن نہیں ہوں میرے کہنے پر عمل کر یہ جو تو نے خیال کیا ہے کہ اگر زندہ رہی تو ترک نہ کیا کرونگی وہ تم لوگوں کے لیے نہیں ہے وہ اور لوگ ہیں خداوند نے جب کہ حکومت اور شہادت دی تو کیونکہ ساتھ تکلیف کے بسر کرین حکومت کیونکہ نہ کریں اگر تو اس امر کا اقرار کر لی کہ میں اہل اسلام سے مقابلہ کرونگی اور سمندر کی شراکت سے باز نہ آؤں گی جہاں تک ممکن ہو گا خداوند و سمندر کے دشمنوں کو قتل کرونگی تو ابھی سمندر بجکواسے کہو دیکھا

تیرے قتل سے دست بردار ہو گا خدا ہم بھی خوش ہونگے اور تیری محبت اُنکے دل میں پیدا ہوگی گواہ کا
 قصد ہے کہ وہ جگہ آج کل میں اپنے پاس طلب کر لیں تیرے بھائی اور نانی کی بھی یہی خواہش ہے مگر تیرے
 اس امر سے کہ تو اُنکے دستوں سے مقابلہ کر لگی یقین ہے کہ طلب کریں اور جگہ شروت عنایت فرمائیں
 اگر ایسا نہ کر لگی تو وہ ناخوش ہونگے اور جو کچھ الفت اُنکو ہے وہ بھی جاتی رہے گی پس جگہ جو کچھ کہنا
 مختار میں نے کہا اب تو میری تقریر کا جواب دے یہ جو تقریر لقمان ثانی نے کی ایوان خاموش رہا
 کی کچھ جواب نہ دیا جب وہ خاموش ہوا اسوقت کہا کہ اے لقمان بے ایمان تو اپنی تقریر ختم کر چکا
 اب میں جواب دوں ایوان کی اس بات پر لقمان بہت ہنسا کہ یہ جو ایوان نے کہا کہ بے ایمان
 ہنس کر کہا کہ ہاں جواب دو میں تمھاری کسی بات کا بُرا نہ مانوں گا ایوان نے کہا کہ ایک شرط ہے کہ
 جو میں جواب دوں تو تم بھی جواب دو کہ میں اس سے پھر دوں یا تم اسکی تردید کرو میں اُسکا جواب دوں
 یہ غیر ممکن ہے تم بجا کرو گے میں یہ خیال کروں گی کہ تم بھوک رہا ہو ایک بات کا بھی جواب
 نہ دوں گی آخر تم خود عاجز ہو کر خاموش ہو رہو گے کیونکہ میں جو جواب دوں گی وہ ایسا ہو گا کہ
 اُسکا رد کرنا غیر ممکن ہے تم سے تم پر کیا مخلصی اگر وہ جنکو تم خداوند کہتے ہو اور جنکا تم مذہب
 رکھتے ہو اور جنکی بندگی کرتے ہو وہ بھی آئینے تو اُنسے بھی جواب اُسکا بن نہ پڑے گا تو تمھاری
 کیا اصل ہے معلوم ہوا کہ تم بھی کوئی بچہ شیطان ہو یا از قسم شیاطین ہو کہ ہر ایک کو بہکا
 ہو میں تمھارے بہکانے میں نہ آؤں گی میں نے دنیا دیکھی ہے ہر قسم کے آدمی میری نظریں سے
 گذرے ہیں میرے استاد نے مجھ کو ایسا سبق ہمیں تعلیم کیا ہے کہ تم ایسے طفل کتب کے بہکانے
 سے بہک جاؤں میں ایسی تقریر کروں گی کہ ساری حکمت آپ کی رہ جائے گی نبض ساقط
 ہو جائے گی حواس خمسہ میں اختلال ہو گا اندام پر ریشہ پڑ جائے گا سکتہ کی نوبت ہوگی سب
 نسخہ لکھنا دم مارو رہ دیکھنا فراموش ہو جائے گا آپ خود مریض ہو جائیں گے پھر مریضوں کو کیا
 ملاحظہ فرمائیں گے آپ کی خود یہ حالت ہوگی کہ فرط وہم سے سر دست دست آنے لگیں
 اگر کوئی مریض آئے گا اُسکو گاؤں زبان کے مقام پر بنفشہ تحریر کر دیجیے گا میرے جواب
 دینے سے یہ حالت آپ کی ہوگی کہ زرد ہو جائے گا اختلاج ہونے لگے گائرتانہ کی نوبت
 پہونچنے کی چاروں خلط تسخیل بہ غصہ ہونے حفقان زیادہ ہو گا تشنج ہونے لگے گا اختلال
 کی حالت کے سبب سے نوبت بہ موت پہونچنے کی میں یہ دیکھتی ہوں کہ ابھی سے آپ کا رنگ
 بدلا ہوا ہے آپ کو خفقان بہت ہے پہلے اپنا علاج کیجیے پھر مجھ سے تقریر فرمائیے گا ذرا آئینہ
 لے کر اپنی صورت تو ملاحظہ فرمائیے کہ تمام جسم میں خون کا نام نہیں ہے صفرے کا غلبہ ہے اسی
 سبب سے اُسکی گرمی کی وجہ سے آپ حواس باختہ ہو رہے ہیں میں کہتی ہوں کہ آپ کو
 کہیں تپ نہ آجائے اس سے نوبت سرسام کی پہونچنے کا وہ تپ محرقہ ہو جائے میری
 تقریر سے آپ وقی ہونے نوبت وقی کی پہونچنے کی میرے نزدیک آپ کا قلب و جگر
 خراب ہو گیا ہے کہ بدن رساد ہے دماغی حالت آپ کی بہت خراب ہے آپ کیسے حکیم ہیں
 کہ اپنی حالت کو نہیں سمجھتی ہیں دوسرے کا مرض کیا تشخیص فرمائیے گا بھلا یہ تو بتائیے
 کہ اسوقت میرے جسم میں کون سا خلط غالب ہے آ یا خون زیادہ یا صفر یا سود یا بلغم
 کس خلط کو غلبہ ہے اسی سے میری حالت اور آپ کی حکمت ظاہر ہو جائے گی یہ چند جملہ

جو ایوان نے کسے سب حاضرین ایوان کی صورت دیکھنے لگے اور لقمان ثانی کی تو یہ نوبہ ہوئی کہ ساکت ہو کر رہ گئے یہ تقریر ایوان کی سنکے کہا کہ اے ایوان معلوم ہوا کہ تم بہت چرب زبان ہو تمہارے جسم میں خون و صفرا بہ زیادہ خصوصاً اس وقت تمہارے خون میں جو نہیں بہت ہے خیر میری ایک بات اور سن لو پھر جواب دینا ایوان نے کہا کہ وہ بھی بیان فرمائیے کوئی امر رہ بچائے لقمان نے کہا کہ وہ یہ امر ہے کہ تم پر اس وقت یہ مصیبت ہے اور تم اس بلا میں مبتلا ہو کوئی اہل اسلام سے تمہاری کمک کو نہ آیا وہ جو تمہارے بہت بڑے دوست تھے اور جسکے بہانے سے تم اپنی جان کو برباد کرتی ہو وہ بھی نہ آئے یہ کیسے دوست ہیں بس میں ختم کرتا ہوں اب تم جواب دو ایوان نے کہا کہ اے لقمان تم تو حکیم ہو اور تمام جسم کی تشریح سے واقف ہو پہلے یہ بتاؤ کہ جسم میں کیا کیا اعضا ہیں پھر میں جواب دوں لقمان نے کہا کہ تم یہ بتاؤ کہ اندرونی اعضا کو پوچھتی ہو یا بیرونی ایوان نے کہا کہ تم سب اعضا کا نام لو مگر مجھ لا لقمان نے کہا کہ اندرونی اعضا تو جسم انسان میں قلب و جگر یہ امعاء رحم کبد وغیرہ ہیں اور بہت سی رگیں ہیں بہت سی انہیں سے باریک ہیں اور بہت دیر ہیں شریانیں ہیں و باع سر انسان میں ہے بلیان میں کریان میں پسلیان میں گوشت ہے چربی ہے ان سب سے انسان مرکب ہے بیرونی اعضا ہاتھ ہیں پاؤں ہیں صدر گھر شکم لائین بازو انگلیاں سر آنکھیں کان ناک بال منہ پیشانی وغیرہ ایوان نے کہا کہ سر میں کیا کیا چیزیں ہیں لقمان نے کہا کہ بال گوشت عظم ناک کان آنکھیں دانت زبان وغیرہ جب لقمان نے زبان کا نام لیا ایوان نے کہا کہ اب نہ بیان کرو میرا مطلب حاصل ہو گیا بس جسم انسان میں میرے نزدیک ایک زبان ہے کہ انسان جو اس سے کہتا ہے وہی کرتا ہے یا نہیں لقمان نے کہا کہ یہ تو سچ ہے بلکہ میرا قول ہے کہ جس کے مان باپ میں فرقی ہے اسکی زبان میں فرقی ہے بس ہر ایک انسان کو لازم ہے کہ اپنی زبان کی پابندی کرے جو زبان سے کہے پھر وہی کرے چاہے جانی جائے چاہے رہے ایوان تعقہ مار کر ہنسی اور کہا کہ جب یہ تمہارا قول ہے پھر کیوں تجھ سے کہتے ہو کہ تم اپنے قول سے پھر و اور سمندر کی شراکت کرو میں نے جو زبان سے عہد کیا ہے کیونکر اس سے پھر وں کیونکہ میری زبان ایک ہے نہ میرے مان باپ میں فرقی نہ میری زبان میں فرقی ہو سکتا ہے خود میں اسکی پابندی کر دئی جاوے اس میں میری جان رہے چاہے جانی جاوے میں تو نہ پھر ہی ہوں نہ پھر ونگی بس اس امر میں تمہارا کوشش کرنا اور مکتنا بیجا ہے میں نے تمہارے ہی قول سے تم کو قائل کیا اور تمہارے ہی سوال سے تم کو جواب دیا ابھی تم کہ چکے ہو کہ جس کے مان باپ ایک اسکی زبان ایک ہے تمہارا ہی قول ہے اب اس سے نہ پھرنا پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں اپنی زبان کے خلاف کروں پہلے زبان کو کاٹ ڈالوں پھر اسکے خلاف عمل کروں یا اس امر کی غیرت نہ کروں کہ لوگ یہ کہیں کہ ایوان نے اپنے قول کے خلاف کیا ضرور اسکے مان باپ میں فرقی تھا تو یہ خاک میں گوارا نہ کر دئی کیونکہ یہ مثل مشہور ہے آبرو کا صدقہ جان اور جان کا صدقہ مال ہے بس جب آبرو جاتی ہو تو جان دیدے مگر آبرو بچائے یہ کتنی بڑی بدنامی کی بات ہے کہ میں اپنے مان باپ میں فرقی لاؤں اور اپنے کو حرامی قرار دوں یہ تو کبھی نہ ہو گا دوسرے میرے نزدیک تو جسم انسان میں سو اسے زبان کے کوئی عضو نہیں ہے اگر زبان نہ ہو تو یہ سب عضو بیکار ہیں کچھ کام کے نہیں بس یہ امر ثابت ہو گیا کہ میں اپنے عہد سے نہ پھر ونگی لہذا اب

اس امر کو مجھ سے نہ کہنا کہ شرک و سمندر کی کرو اور اہل اسلام سے مقابلہ کرو اب جو کہو گے تو میں خیال کرونگی کہ تمہاری زبان میں فرق ہے اور تم اپنے قول پر قائم نہ رہے اور میان لقمان یہ جو تم نے اعتقاد کیا ہے بیکار رکھو پہلے کیونکہ کہا کہ جسم انسان میں زبان ہی خیراب میں تم کو تمہاری تقریر کا بطور مختصر جواب دیتی ہوں ذرا گوش ہوش سے کہنا اگر عقل مند ہو کے تو ضرور قابل ہو گے میں اس سے تقریر کرتی ہوں جو کہ منصف مزاج ہو میں سمندر ایسے جاہلون سے تقریر نہیں کرتی ہوں کہ جن کو بالکل عقل نہیں ہے اور طفل بکثرت میں ابھی میں انکو برسوں پڑھاؤں اس پر بھی یہ میرا مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں اور لقمان میں پہلے ضرور سامری پرست و حبشید پرست و تصور پرست تھی اور ضرور میں نے ایسی عبادت کی کہ جس کا بیان کرنا بیکار ہے اور میں اس مذہب پر بہت اچھے طور سے قائم تھی مگر دراصل میری عمر آئینگان ہوئی مجھ کو کوئی فائدہ نہ ہوا صرف اس قدر عمر میری کفر پرستی میں گذری بالکل ضلالت میں بسر ہوئی مجھ کو پہلے ہی سے اس امر میں فکر تھی کہ یہ مذہب کچھ ٹھیک نہیں ہیں کہ نہ کوئی ان میں طریقہ ہے نہ قاعدہ ہے نہ باب بیٹی سے بھائی بہن سے ماما بیٹی سے ہم بستر ہوئی ہے یہ کون طریقہ ہے مجھ کو فکر تھی کہ اگر کوئی دوسرے مذہب والا مجھ کو مل جائے اور کسی صورت سے ان مذہبوں کی تردید کرے تو میں ضرور اس مذہب کو ترک کر دوں جس جب کہ مجھ کو خواجہ نے اسیر کیا اور میرے روبرو ان سب مذہبوں کی مذمت بیان کی اور مجھ کو فریق دکھایا تو میرے ذہن میں بھی آیا کہ خواجہ کا قول بہت ٹھیک ہے طول ہو گا ورنہ میں اس تقریر کو بیان کروں جو کہ خواجہ نے کی تھی خلاصہ جسکا یہ ہے کہ انھوں نے بیان کیا کہ خدا واحد ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے اسکی وحدانیت کی دلیل یہ بیان کی کہ اگر وہ خدا یا یا اس سے زیادہ ہوتے جیسا کہ بعض مذہبوں میں ہے کہ پوتے دو سو خدا ہیں تو بند و بست عالم میں فرس ہو تا اور کبھی ایک صورت پر انتظام عالم نہ ہوتا اور یہ ظاہر ہے کہ ضرور اسے میں اختلاف ہوتا ایک خدا کچھ کتنا دوسرا کچھ باہم نسا د ہوتا اگر یہ کہا جائے کہ ایک کے بعد دوسرا ہوا تو یہ جواب ہے کہ ان امور کو مشغول کرنا اپنی رائے کے موافق کام کرتا اسکو کیا ضرور تھا کہ وہ اسی بند و بست کو جاری رکھتا اسی طور سے بہت سی اور باتیں ہیں کہ جنکی وجہ سے خدا کا ایک ہونا ثابت ہے خدا کے نادریدہ کا برحق ہونا اس امر سے ثابت ہے کہ اسکو ہر امر کی خبر ہے اور جو طریقہ اسنے عالم کے ایجاد کا مقرر فرمایا وہی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا جس طور سے اسنے انسان پیدا کیے اسی طور سے پیدا ہونگے جس طریقہ سے اسنے پھر پیدا کیے اسی طریقہ سے پیدا ہونگے غرض جو چیز اسنے پیدا کی جس طریقہ سے پیدا ہو گئی اسکی رزائی اور خلائی اور وحدانیت اور قدرت ثابت ہے کہ وہ اس مقام پر ہر ایک کی ملک اور بدد اور رزق ہر ایک کو پہونچاتا ہے کہ جہاں عقل انسانی کام نہیں کر سکتی ہے پھر کے اندر جو کچھ ہے اسکو وہی رزق دیتا ہے اور وہ جو آگ میں کھڑا ہوتا ہے اسکو رزق دیتا ہے اس مقام پر اسنے لوگ جمع ہیں بڑے بڑے عقل مند ہیں بھلا اس کیسے کا نام تو بتائیں اور تم تو کہتے ہو کہ میں ہر ہفتہ کو خداوندوں کی خدمت میں جاتا ہوں تم ہی بتاؤ اگر وہ خداوند ہیں اور تمام عالم کو انھوں نے پیدا کیا ہے تو سب حال سے واقف ہونگے ضرور تم سے نام بیان کیا ہو گا یہ جو ایوان نے کہا سب سر جھکا کر رہ گئے لقمان خاموش بیٹھا رہا کچھ جواب نہ دیا ایوان نے کہا کہ کسی نے نام نہ بتایا

اُسکو سمندر کہتے ہیں اُسکو وہی خالق رزق دیتا ہے یہ سامی و حبشیہ وغیرہ مومنین کی رزقی دینے اور انکو
 کیا خبر وہ عجب معبود ہے اے لقمان اُنکو اپنے پس پشت کی تو خبر ہوئی نہ تھی کہ کیا گذرتی ہے یہ کیا خدائی کرتے
 ہیں خدا ایک ہے جو اوصاف خدا کے ہیں وہ سب خدا سے نادرہ میں ہیں اور کسی میں نہیں یہ سب بھی
 اُسکے بندے تھے مثل ہمارے اور تمہارے یہ سب سحر کے انھوں نے میری بات پیدا کیے جو لوگ کہ
 کہ عقیدہ تھے وہ اُنکو خدا کہنے لگے یہ خدا نہیں ہیں یہ کہیں ہو سکتا ہے کہ خدا کے مثل ہماری اولاد ہو اور
 مثل ہمارے مان باپ ہوں بھائی بہن ہوں یا جو حرکات و سکنات ہمارے ہوں وہی خدا کے
 ہوں جس طور سے ہم بول و براز کرتے ہیں اور سوتے جاگتے اور کھاتے پیتے اور خواہش نفسانی
 رکھتے ہوں خدا بھی رکھتا ہو پس ہم میں اور خدا میں کیا فرق باقی رہا پس یہ سب باتیں بندوں کے لیے
 ہیں نہ کہ خدا کے لیے پس ثابت ہو گیا کہ یہ سب جو کہ دعویٰ خدائی کرتے تھے بالکل نادان اور
 گمراہ کرنے والے تھے یہ شیطان تھے ہزار ہزار لعنت ان پر اور پرستش کرنے والوں پر
 اہل اسلام کا خدا برحق ہے جیسا کہ وہ کہتے ہیں اُس وہی خالق زمین و آسمان و مالک ہر دو جہان ہے
 اسی نے ان سب اشیا کو اپنی قدرت کا کلمہ سے خلق کیا اُس نے زمین و آسمان و ہر جان و ہر
 شے جن و بشر و حور و غلمان کون و مکان تحت تاج غیرہ ان سب کا پیدا کرنے والا وہی خدا ہے وہ
 مثل بندوں کے نہیں ہے جو حرکات و سکنات ہم بندوں میں ہیں وہ ان سب سے بری ہے اُسکی
 ذات جمع الصفات ہے وہ خالق کل کائنات ہے اُسکی سب بندے ہیں یہ سب مرتد تھے
 جو جو خدائی کا دعویٰ کرتے تھے یا کرتے ہیں یہ سب کو گمراہ کرنے والے ہیں اے لقمان تو بھی
 مجھ کو کوئی شیطان معلوم ہوتا ہے میں تیرے کہنے کو کیونکر یقین کروں کہ جو تو نے کہا کوئی بھی آجک
 بہشت میں جا کر واپس آیا ہے جو تو آیا ہے کیسے خداوند اور کیسی بہشت وہ خود تھو دوزخ میں پڑے
 ہوئے اور جل رہے ہوئے اپنے اعمالوں کی سزا پار ہے ہوئے یہ جو تو نے کہا بالکل غلط زور
 جھوٹ ہے اور بالکل خلاف ہے صرت گمراہ کرنے کی باتیں ہیں میں تیری ان باتوں میں نہ آؤنگی اور
 نہ جو تو نے کہا کہ اہل اسلام کو وہاں بڑی تکلیف ہے اسکی یہ بات ہے کہ اُسکے خلاف تصور کرنا
 چاہیے کہ اہل اسلام بڑی راحت سے ہوئے بلکہ کفار کو تکلیف ہوگی وہ لوگ نار جہنم سے
 جل رہے ہوئے اور اہل اسلام بہشت میں بیوے کھارہے ہوئے حور و نساء سے ہم نوا
 ہوئے کیونکہ وہ لوگ مذہب صادق رکھتے ہیں اُنکا خدا برحق ہے پس میں تجھ سے کہتی ہوں
 کہ تو بیکار مجھ کو گمراہ کرتا ہے میں گمراہ ہونے والی نہیں ہوں کہ اب میں دین اسلام کو ترک کر دیتی
 اس امر کا مجھ کو بالکل خوف نہیں ہے کہ کوئی مجھ کو قتل کریگا میں مرنے سے ڈرتی نہیں ہوں اگر
 مجھ کو مرنے سے خوف ہوتا تو میں پہلے ہی جو کچھ سمندر نے کہا تھا قبول کر لیتی اسقدر تکلیف کیوں
 لو اڑا کرتی اے لقمان ثانی یہ مقام فنا ہے یہ سراہی یہاں کوئی حنین قیام پذیر ہو سکتا ہے یہ راستہ
 طلا ہوا ہے آج میں کل دو سرا اس موت سے کسی کو پناہ نہیں ہے یہ ایک دن سب کے لیے
 ہے کیا باد شاہ کیا کہ اس کا مزا سب کو چکھنا ہوگا موت سب کے گلے کا ہار ہوگی موت سے
 کسی کو مفر نہیں ہے خیال کرنے کا مقام ہے کہ جو باد شاہ ہفت کشور تھے اور جن کے پاس سب
 سامان شاہی ہمہ دست موجود رہتے تھے اُنکو اس موت سے مخلصی نہ ملی خالی ہاتھ چلے گئے
 سوائے دو گز زمین اور کچھ پارچہ کے مال دنیا سے ساتھ نہ گیا اور یہی کدا کو بھی ملتا ہے پس

زیر زمین سب کام تہ یکساں ہر ہاں یہ امر ضرور ہے کہ جسکے اعمال نیک ہیں اسکو مرتبہ اعلیٰ ملتا ہے اور جس کے بد ہیں وہ اسکی سزا پاتا ہے مقام افسوس ہے کہ ایمان تو سب سامان انکی راحت کا تھا جب وہ مر گئے کوئی سامان انکے ہمراہ نہ گیا طرہ اس پر یہ ہوا کہ انکی قبر دن تک کا نشان نہ باقی رہا کہ کوئی اس پر فاتحہ پڑھتا یا دو پھول چڑھتا سوائے حسرت و یاس کے کوئی انکی قبر پر نظر نہیں آتا ہر تنہا کچھ مرقد میں پڑے ہیں جو جو امر نیکی کے خواہ بدی کے اس غم و روزہ میں اُنسے جوئے ہیں وہ ہر ایک کی زبان پر جاری ہیں جو نیکی کر گئے ہیں وہ ساتھ نیکی کے مشہور ہیں لوگ انکا نام ساتھ نیکی کے لیتے ہیں اور جو بدی کر گئے ہیں لوگ انکا نام ساتھ بدی کے زبان پر جاری کرتے ہیں مثل صحاک و فرعون و بنت نصر کہ یہ یاد شاہان جاہر سے تھے اور لوگ انسے خوف کرتے تھے یہ خلق آزار تھے انسے سبب سے سب کو تکلیف ہوتی تھی رعایا انکی پیادہ سی لی بہ سبب ان کے ظلم و ستم کی دعا سے بد کرتی تھی اور جو کفر کیا کرتے تھے رعایا انسے خوش تھی اور انکی ترنی جاہ و منزلت کی دعا کرتی تھی وہاں میں مثل فریدون و منوچہر و نوشیروان وغیرہ کے پس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مرنا ایک دن ضرور ہے پس وہ کام کیوں نہ کرتے کہ جس کے سبب سے لوگ خوش ہوں اور ساتھ نیکی کے یاد کریں نہ ظلم و ستم کرنا اور اس امر پر آمادہ ہونا کہ جسکو چاہا قتل کیا کوئی خوف نہ کیا بالکل خلاص ہے جو لوگ ایک کر گئے تھے یا کر گئے ہیں وہ بروئے قیامت جب کہ میدان قیامت میں اس خالق برحق سے سامنا ہوگا اور وہ سوال کریگا کہ تم نے کیوں میرے بندوں پر ناحق ظلم و ستم کیا اور انکو تکلیف دی ظالم لوگ اسکا جواب دینے سوائے سر جھکا لینے کے کچھ جواب نہیں دیں گے آج کی حالت کو اور اس ظلم و ستم کے انتقام کو بروئے عدالت باز مہر میں پر رکھا ہے کہ وہ خدا سے کہیں اسکا انصاف کریگا جس کے اوپر میں ایمان لائی ہوں اور لقمان جب کہ یہ امر مجھ پر ثابت ہو گیا کہ مرنا آج بھی ہے اور کل بھی تو پھر کیا ضرور ہے کہ میں گمراہ رہوں اور اس خوف سے کہ میں قتل ہوتی رہوں گمراہی اختیار کروں پس یہ امر ضرور ہے کہ یہ دنیا مقام فانی ہے جاودانی نہیں ہے ہم سب کا یہ حال ہے کہ جیسے جہاں پانی بہا بھرتا ہے اور ذرا سی درخت سے ہوا کی ٹوٹ جاتا ہے اسی طور سے ہم بھی ہیں کہ جب آنکھوں کا ہوا سے موت کا رنگا ہوتا ہو گئے اسکو تو کچھ بٹھرنے کا موقع بھی ملتا ہے ہم کو تو یہ بھی دلیلا جسقدر نشی ازل نے تجرید کر دیا ہے ضرور ہوگا پس یہ مقام غور طلب ہے کہ میں ایسی حالت میں کیوں موت سے خوف کروں جو میرے مقدر میں تحریر ہے ضرور پیش آئے گا وہ سرگز ہرگز نہ مئے کا تھا لا سمجھانا بالکل بیکار ہے مجھ کو تو کچھ شیطان معلوم ہوتا ہے کہ ہاں تیرے گمراہ کرنے سے یہ کافر جو کہ اس وقت ایمان پر موجود ہیں وہ گمراہ ہونگے میں تو بھی گمراہ ہونگی یہ کمکر ہارون کلمات لعن سب کو دیے اور سامری و جمشید کو بہت بچھڑا بھلا کر اور ہزار ہزار لعنت کی اور کہا اب کوئی کلام مجھ سے نہ کرنا ورنہ اس سے زیادہ سخت جواب دوں گی میں اب دین اسلام نہ ترک کروں گی مرنے سے نہیں ڈرتی ہوں موت سے کچھ خوف نہیں ہے میں اپنی جان سے ہاتھ دھو چکی ہوں اگر مر گئی اور قتل ہوئی تو میں بہت بڑا مرتبہ پاؤں گی شہدا میں رہی جاؤں گی باغ و بہشت رہنے کو ملے گا اہل اسلام میری فاتحہ خوانی کریں گے سب مجھ کو ساتھ نیکی کے یاد کریں گے نام نیک میرا صفحہ دنیا پر باقی رہے گا سب یہی امر کہیں گے کہ ایوان اپنے قول کی پوری تھی جو اُنسے کہا تھا وہی کیا اپنے قول سے نہ پھری جب کہ یہ امر ثابت ہے کہ بعد مرنے کے

کچھ جاہ و چشم کام نہیں آتا ہے سوائے حسرت و مایوس کے اور کچھ قبر پر نظر نہیں آتا ہے یہی گدا کی قبر کا حال
ہو اور یہی شاہ کی بقول شاعر جنہیں تاج زر سے اور تخت طاؤس سے میسر تھا اب ان کی قبر پر
رواق تو کیا وحشت برستی ہو جیسے وہ سب کے سب کچھ مرقد میں دامن کفن سے منھس
پوشیدہ کیے ہوئے پڑے ہیں اسی طور سے ایک دن ہم بھی پڑے ہوئے کوئی ہم کو بھی نہ
یاد کریگا دنیا بے ثبات ہے کوئی اعتبار حیات نہیں یہ امر اہل اسلام کے قول سے بخوبی ثابت
ہو کہ وہ کہتے ہیں سب کو فنا ہے بجز ذات پروردگار کے سب مرینگے اور سب کو ذائقہ موت
کا چکھنا ہو گا ہاں اسکی ذات باقی رہے گی ہم لوگ یعنی اہل اسلام اس اپنے قول پر یہ دلیل
لائے ہیں زبان عربی اور یہ آیت پڑھتے ہیں اور یہ قول ہم سب کا ٹھیک ہے اور میں عمل کرتی
ہوں آیہ کل من علیہا فان و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام معنی اس آیہ کے یہ ہیں کہ سب کو
فنا ہو سوائے ذات کبریا کے کہ وہ باقی رہے گا بس جب فنا سب کو ہو اور سب فانی ہیں
تو کیا ضرورت ہے کہ تھوڑی سی زندگی کے لیے میں نے جو دین قبول کیا ہے اس سے اس خوف
سے کہ قتل ہوتی ہوں انحراف کروں اور دیدہ و دانستہ اپنے کو بتلا کے نارنجتم کروں یہ تو
میری عقل قبول نہیں کرتی ہے دوسرے یہ امر ہے کہ میں اس امر سے بھی بے خوف ہوں کہ یہ
بھی قول اہل اسلام کا ہے کہ جب تک قضا نہیں آتی ہے کوئی مر نہیں سکتا ہوا لکھ اُسکے مرنے
کی تدبیر کی جائے کوئی اُسکا مال تک بھی کم نہیں کر سکتا ہوا ہاں جب قضا آ جاتی ہے تو لاکھ
تارک کیا جائے کہ یہ نہ مرے مگر وہ زندہ نہیں رہ سکتا ہے جو وقت جس کے لیے خدا نے
مقرر فرمایا ہے وہ قتل نہیں سکتا ہے اور جس طور سے موت مقرر کی ہے وہ اسی طور سے مرے گا
اور جس مقام پر اس کے مقدر میں مرنا ہو گا وہ ضرور اسی مقام پر مرے گا بدین قضا کوئی کسی کو قتل
نہیں کر سکتا ہے کیا مجال ہے کہ جو جب این آیہ اذاجہا جملہ لایتنا خروین ساعتمہ ولا یتقدمون
بس جب تک اسکی طرف سے نہیں آتی ہے اسوقت تک کچھ نہیں ہو سکتا ہے جیسا کہ شاعر
نے کہا ہے شعر اگر تیغ عالم بجنبد زجائے نہ بردرگ تا خواہد خداے بین اس سے نہیں
خوف کرتی ہوں جو جی چاہے وہ میرے ساتھ سلوک کرے میری نگاہ اس خدا کے کریم پر ہے کہ جس
پر میں ایمان لائی ہوں اور اسکی ذات پر میرا بھروسہ ہے اگر اسکی طرف سے میری آنکھیں ہو تو
کوئی کچھ نہیں کر سکتا ہے نہ کوئی جگہ بچا سکتا ہے اگر میری قضا نہیں ہے تو سمندر تو کیا ہے اگر
تمام عالم ایک ہو جائے گا تو میرا ایک مو کے جسم کم نہ ہو گا مگر یہ دنیا عجب مقام ہے ثبات
ہو اسکی قیام کرنا بیکار ہے یہ وہ مقام ہے کہ جہاں کوا کے مکر و فریب کے کوئی دوسری راہ
نہیں ہے اسکو ترک کرنا بہتر ہے اور میں اسی خیال سے گوشہ نشین ہوئی تھی اور ترک کیا تھا
مگر ظالموں نے مجھ کو ہاں بھی نہ قیام کرنے دیا میرے در پی آزار ہوئے اور مجھ کو یہاں طلب
کر کے میرے ساتھ سلوک کیا خیر کوئی پروا نہیں ہے جو اسکی مرضی میں تو اسکی رضا پر ہوں
یہی میرے خدا کو منظور تھا دراصل اس دنیا میں کس کی راحت سے بسر ہوئی یہ نلک
بج رفتار و زمانہ ناہنجار ہر ایک کے در پی آزار رہا ہے کسی کو چین سے نہ رہنے دیا ہمیشہ ہر
سرسا در ہا کسی کو آوارہ کر کے مارا کسی کو دیوانہ کیا کسی کو بے اختیار قتل کر دیا کسی کے ساتھ
یہ سلوک کیا کہ وہ عالم غربت و مسافرت میں ہو کہ اُسکے استخوان تک کا پتہ نہ بلا گوشت پوست اسکا

طعمہ زرخ درغن ہوا سوائے حسرت و یاس کے کوئی تیر پر اور جتا رہے پر رویا بھی نہیں بس جب یہ معلوم ہو گیا تو اس دنیا میں رہنا بیکار ہوا اب میں نے اپنی تقریر کو ختم کیا اور میں یہ کہتی ہوں سمندر سے کہ وہ میرے قتل کا حکم دے کیونکہ عرصہ ہوتا رہا میں بہ خوشی اپنی قتل پر آمادہ ہوں اب مجھ سے کسی قسم کی تقریر نہ کی جائے ورنہ میں جواب نہ دوں گی اگر وہ اختیار نہ کرے تو وہ سخت جواب دوں گی جو کہ سب کو ناگوار ہوگا اور وہ سبب میرے قتل ہونے کا ہوگا یہی مجھ کو منظور بھی ہے یہ جو تقریر ایوان نے کی، درسامری وغیرہ کو برا بھلا کہا نہایت سب کو ناگوار ہوا بلکہ ایوان نے تو لاکھوں دشنام مغلط و لغزین لانت سب خداوندوں پر سب کے رویہ و باعلان کیے اور کہا کہ جب تک تو نہیں میں نے اہل اسلام کی شرکت کی تھی مگر اب ضرور کروں گی اگر اس بلا سے نجات مل گئی دیکھوں کوئی میرا کیا کرتا ہے مجھ کو بھی کوئی اور بنایا ہے میں ایسی ویسی نہیں ہوں میں اب صاف صاف کہتی ہوں کہ جس قدر اس وقت یہاں بیٹھے ہوئے ہیں یا جو اور سمندر کے بددعاگر ہیں انکی میں کوئی اصل نہیں جانتی ہوں سب میرے نزدیک طفل لکھتے ہیں بس میں کیا اسے خوت کروں گی نہ انھوں نے مجھ کو سحر سے اسیر کیا نہ لڑکر پکڑا میں نے خود اپنے کو اسیر کرادیا اگر میں نہ چاہتی تو کیا کسی کی قدرت تھی کہ مجھ کو اسیر کرتا میں خوب اس امر سے واقف تھی میرا سحر مجھ کو خبر نہ تھا کہ تیرے اوپر دربار سمندر میں آفت آئے گی میں خود آپ سے چلی آئی تانہ میری نیکی اور سمندر کا ظلم و ستم سب پر ظاہر ہو جائے اور جو جو کہ صاحب لیاقت و عزت ہوں سمندر سے پہنچ کر کہیں ورنہ کیا مجھ کو کسی نے دھوکا یا فقرہ دیکر یا بجبر یا لڑکر اسیر کیا یہ کوئی امر نہ تھا اگر میں نہ آئی تو سمندر تمام عمر میرے لیے کوشش کرتا میرے گرد پاوش کو بھی نہ ماتا اور میں بے خوت اسکے رویہ و رویہ آ کر تھی اور وہ میرا چم نہ کر سکتا جیسا کہ آفاق شاہ نے کیا کہ وہ بلا خوت سمندر سے مقابلہ کرتا ہے اور سمندر اسکو دیکھ کر جل جاتا ہے کچھ کر نہیں سکتا یہ ضرور میرے نزدیک آفاق حق پر تھا سمندر نے اس پر بھی ضرور ستم کیا اسے بہت اچھا کیا اور جو جو کہ سمندر سے کنارہ کر گئے مثل سہراب و عزالان و کوئہ کے انھوں نے بڑی عقل مندی کی اور خوب اپنی آبر و بچائی وہ بڑے دانا تھے ورنہ انکا بھی یہی حال ہوتا میں امید کرتی ہوں اپنے خدا سے کہ اگر میں اس آفت سے بچ گئی تو ضرور اہل اسلام کی ملک کروں گی اور انکی شریک ہوں گی جو مجھ کو امید اپنے بچنے کی نہیں ہے مگر شاید اسکی قدر سے بچ جاؤں تو عجب بھی نہیں رہیں گے اپنی یہ حالت یہ ظلم و جبر گوارا کیا ہے صرف امتیابندی زبان کے سبب سے ورنہ مجھ کو کیا ضرورت تھی کہ میں اتنی بڑی زحمت گوارا کرنا یہ میرے مقدور میں تھا جو کہ پیش آیا میں کہاں تک اپنے دماغ کو خالی کروں اور بیکار کی تقریر کروں ایسے بد مغزوں کے رویہ و رویہ کہ مجھ کو بھی نہیں سکتے ہیں یہ کہہ ایوان خاموش ہو رہی اور سر جھکا کر کھڑی ہو گئی اہل جلسہ کو بہت غصہ آیا خصوصاً سمندر کو تو اس قدر غصہ آیا کہ لرزے اور کانپنے لگا اور سوچوں کو تاؤ دینے لگا صرف اس حالت غیض میں ایوان کی طرف دیکھ کر کہا کہ جو کچھ تو نے کہا بالکل جھوٹ ہے تو خود سے نہیں آئی بلکہ میرے جبر سے آئی نہ مجھ کو اس حال کی خبر تھی اگر خبر ہوتی تو تو بھی نہ آتی مگر میں بھی تیرے لیے اس قدر کوشش کرتا کہ اگر تو زمین میں جا کر پو شیدہ ہوتی تو میں بھی مثل قطرہ آب کے غری زمین ہو کر میرے پاس

آتا اور جنگو سیر کر کے لانا اگر تو بالا سے آسمان پہنچا ہوتی تو میں بھی مثل آہ مظلومان کے آسمان پر جانا
 اور جنگو کھلا دیتا تو میرے ہاتھ سے جانی ہڈیاں اور میرے ملازموں نے جنگو لڑا کر اسیر کیا ہے یہ ممکن ہے
 کہ کوئی اپنے کو از خود اسیر کر دے تو غفلت اس وقت جھوٹ بول رہی ہے تو میرے ہاتھ سے
 امان کس یا نیکی جواہل اسلام کی شریک ہوگی ابھی سب حال معلوم ہوا جاتا ہے تیرا سرتن
 سے جدا کر کے تیرے گوشت کے کباب تیار کر کے زانغ و زغن کو تقسیم کرتا ہوں تو بھولی کس بات
 پر ہے بس اپنی زبان روک ورنہ میں خود ابھی اپنے ہاتھ سے جنگو قتل کروانگا کیا کروں کہ حکیم صاحب
 کا ادب مانع ہو ورنہ میں خود جنگو اس سخت کلامی کی ابھی سزا دیتا اگر تو یہ سخت کلامی میرے
 دربار میں کرتی تو اب تک کس کی تو قتل ہو چکی ہوتی اب میں دیکھتا ہوں کہ تو نے جس خدا کا
 دین قبول کیا ہے وہ اگر تیری مدد کرتا ہے میرے خوف کے سبب سے کوئی تیری رہائی کی فکر میں نہیں
 آیا باوجودیکہ میں نے خبر بھی کر دی تھی اگر آج خواجہ آئے اور عیاری کر کے لے جاتے تو ہم
 جانتے آسمان حالت غفلت میں آفاقی کو بھی لے گئے اور اس دن دربار میں بھی عیاری
 کر گئے آج نہ آئے اگر آج آتے تو ضرور اسیر ہو جاتے یہ جو سمندر نے کہا ایوان نے سیر اٹھا کر
 کہا کہ گو میں کہہ چکی تھی کہ اب جواب نہ دوں گی مگر تو نے ایسی بات کی کہ جواب دینا پھر خیر سن
 لے اس وقت لقمان نے بھی یہی کہا تھا تیرے اور لقمان کی تقریر کا یہ جواب ہے کہ اُنکو کیا
 غرض ہے کہ وہ ہر ایک کے لیے جان دیتے پھرین اور درد سر مول لین اُنھوں نے راہ نیک
 بتادی وہ کوئی اُسکے ذمہ دار نہیں ہیں کہ ہم قتل نہ ہونے دینگے ہاں اگر اُنکے لشکر میں ہوتی
 اور وہاں سے کوئی جنگو پکڑ لاتا تو وہ ضرور کو شمش کرتے اور تم سب کے چونا لگا کر لیجاتے
 تم کو خبر بھی نہ ہوتی یہ اُنکی عقل کے خلاف تھا کہ وہ تیرے اکاہ کرتے آتے اگر تو دھوکا اُنکو دیتا
 تو کیا کرتے اور یہی خواجہ نے خیال کیا ہو گا کہ دھوکا اور فریب ہے خوب ہوا جو نہ آئے میں بہت
 خوش ہوئی اور یہ جو تو نے کہا کہ تو جھوٹی ہے میں تو نہیں جھوٹی ہوں تو جھوٹا ہے اور تیرا باپ جھوٹا ہے
 اسے سمندر تو مجھ سے اُنکے چار کر کے بات کرتا ہے کیون زبان میری کھلواتا ہے اور کیوں اہل دربار
 میں دولت اُٹھا یا چاہتا ہے زیادہ جو کچھ کہے گا تو میں سب حالت تیری بیان کر دوں گی سب کے
 روبرو بیکار کو دلیل ہو گا جو تیری حالت سے واقف نہ ہوا بس سے کو کہ اور اس کے روبرو یعنی
 کی نے میں تیری پیدائش اور تیرے حال سے بھولی واقف ہوں بس خاموش ہے اور اپنے گریبان
 میں منہ ڈال لے دھارے ایوان تاجدار کو کہ جس کے سبب سے یہ مرتبہ جنگو بلا ورنہ تیری بھی یہ
 لیاقت تھی کہ تو اس مرتبہ کو پہنچتا تو کس رانی کرنا جلتے یا حکومت اسے سمندر حیرت کا
 کا بھی تو کوئی ٹھیک نہیں ہے نہ معلوم تیری مان نے کس سے پیٹ رکھا لیا کہ تو پیدا ہوا نہ معلوم
 کسی بد قومے سے جنگو تیری مان نے جنا ہے یا تو کسی شریف کا نطفہ ہمیں ہے میرے نزدیک تو ضرور
 کسی بد قومے کا نطفہ ہے جب ہی تو شریف و اہل خاندان کی قدر نہیں کرتا ہے خواہے یا جیوں کے
 کہ جو تیرے ہم مرتبہ ہیں مجھ میں شرافت کی بالکل جو نہیں ہے تیری محبت کے لائق یہی کافی
 ہیں جو کہ آج کل تیری محبت میں ہیں تو شریف کی کیا قدر جانتے حاصل یہ ہے کہ جو جیسا
 ہوتا ہے ویسے ہی لوگ اُسکو پسند آتے ہیں اب مجھ سے زبان نہ ملانا ورنہ اور تیری
 حقیقت سب پر ظاہر کر دنی اور میان لقمان مجھ سے کیا تقریر کریں گے وہ قاروہ کا دیکھنا

اور نسخہ کا لکھنا اور نبض کا لکھنا جانین یا صاحبان لیاقت سے تقریر کرنا جانین یا ان سے کوئی علم حکمت میں بحث کر لے وہ اس سے تقریر کر لیں گے اور ان امروں کا کیا جواب دینگے اس طور سے جو ایوان نے کہا سمندر نے شرما کر مرجھ کا لیا کچھ جواب نہ دیا مگر لقمان نے کہا کہ ایوان تم کسی طور سے نہ مانو گی معلوم ہوا کہ تھاری تضا آئی، خیر میں ناچار ہوں میں نے چاہا تھا کہ تھاری جان بچ جائے مگر تم نہیں مانتی ہو اور بیودہ تقریر کرتی ہو تم کو اختیار ہو بموجب مصرعہ بر رسولان بلایع ہا شد و بس + مجھ کو کچھ کہنا تھا میں نے تم سے کہا آئندہ تم کو اختیار ہو ایوان نے کہا کہ میں نے کوئی آپ سے سفارش نہیں کی تھی کہ میری طرف سے آپ سمندر سے سفارش کر دیجیے جو آپ مجھ سے کہتے ہیں آپ اپنے مقام پر تشریف لے جائیں مریضوں کو دیکھیے نسخہ تحریر فرمائیے کیونکہ بیکار ان تصون میں پڑتے ہیں یہ کوئی مرض نہیں ہے کہ نسخہ تحریر کر کے اسکو دفع فرمائیے آپ ان باتوں کو کیا جانیے بیکار اس تصون میں آپ کی حکمت وغیرہ سب تشریف لے جائیگی کچھ فائدہ نہ ہو گا یہ کہ ایوان خاموش ہوا ہی جب لقمان ثانی نے دیکھا کہ کسی صورت سے یہ نہیں مانتی ہے سمندر سے کہا کہ تم کو اختیار ہو بس سمندر نے لقمان سے کہا کہ اگر میں نہ طلب کرتا تو آپ ناراض ہوتے مجھ کو تو معلوم تھا کہ یہ بڑی خراب عورت ہے کسی صورت سے نہ مانے گی بڑے کامل استاد کی تعلیم دی ہوئی ہے پھر کب کسی کے کہنے کو سنتی ہے خیر اسقدر اسکی زندگی اور کھتی اور خداوندوں کی مذمت ہم کو سنائے کو بہانہ یہ آئی اور ہمارے روبرو مذمت بیان کی صرت آپ کے سبب سے میں نے سزا دی ورنہ میں خود اپنے ہاتھ سے اسکو اسی مقام پر قتل کرتا اور اس کو اس بیودہ کوئی کی سزا دیتا لقمان نے کہا کہ جو کچھ اسنے کہا اس سے نہ تھارے مرتبہ میں فرق ہوا نہ خداوندوں کے بس بڑے دل کا بھی ارمان نکل گیا میں نے اسکو صرت اس خیال سے نصیحت کی اور طلب کے دیکھا کہ شاید خداوند یہ فرمائیں کہ تم بھی اس موقع پر اتفاق سے پہنچ گئے تھے تمہارے نہ کوشش کی اسوقت کیا جواب دیتا اب جو خداوند فرمائیں گے تو میں عرض کر دوں گا کہ میں نے بہت کوشش کی مگر اسنے نہ مانا بس یہ سبب تھا یہ جو لقمان نے کہا سمندر نے داروغہ کو حکم دیا کہ اس لکاکو کے جاؤ میرے روبرو سے اور جلد اسے کہو کہ فوراً قتل کرے یہ میرا حکم برابر تین حکموں کے ہے یہ جو سمندر نے حکم دیا داروغہ لے کر جلا لقمان خاموش بیٹھے دیکھا گئے اور فکر کیا کیے ایک مرتبہ سمندر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میرے نزدیک بہتر یہ ہو گا کہ تم ابھی اسے قتل نہ کرو میں ایک رقعہ ابھی اپنے خداوند کی خدمت میں تحریر کرتا ہوں اس میں کل حال لکھتا ہوں آپ سے ایوان کے بابے میں اسے لیتا ہوں میں چاہتا ہوں کہ تم اس کے قتل سے باز رہو کیونکہ یہ خداوند کی پیاری ضرور ہے اور اسکا دماغ بھی دراصل خراب ہے اگر خراب نہ ہوتا تو بھی یہ ایسی تقریر نہ کرتی مجھ کو اس امر کا خیال آیا کہ اگر خداوند یہ فرمائیں کہ جب کہ تم وہاں موجود تھے اور تم نے بھی نصیحت کی اسنے نہ مانا تو تم نے ہم کو کیوں نہ خبر دیا ہم نے تمہارے پاس فرستہ کس لیے مقرر کیے ہیں اسی امر کے لیے مقرر کیے ہیں کہ جو کوئی امر اہم درپیش نہ ہو اور تم نہ آ سکتے ہو تو ہم کو ان کے ذریعہ سے خبر دو جو ہم تم سے کہیں اس پر عمل کرو بس تم نے ایسا کیوں نہ کیا ہم کو خبر دی ہوئی جو ہم کہتے تم وہ سمندر سے کہتے

وہ اس پر عمل کرتا اور سمندر اگر یہ اعتراض خداوند نے کیا تو اسکا کوئی جواب نہیں ہو خداوند تم سے
 بھی اور مجھ سے ناخوش ہونے اور پھر کسی صورت سے نہ مانیں گے ایک تو مختاری نافرمانی
 سے ناخوش ہیں اور ناخوش زیادہ ہونے اور وہ جو میں نے اسے دی ہو کہ خداوند کو اپنے محل
 کی طرف سے میری سفارش کرو گا پھر کچھ اسکا فائدہ نہ ہو گا بیکار ہو کی نہ میری سفارش اثر
 کر لی یہ میری رائے ہے اب جو تمہارے نزدیک بہتر ہو میں تمہارے فائدہ کا خواہاں ہوں
 اور تم کو یہی چاہتا ہوں کیونکہ تم مجھ سے بہت خلق سے پیش آتے ہو دوسرا سبب یہ ہے
 کہ جب سے میں نے تمہاری تصویر اور تم کو دربار میں بھیجے ہوئے دیکھا ہے اسدن سے
 تم سے مجھ کو محبت ہو گئی ہے ہر وقت یہی جی چاہتا ہے کہ تم سے ملاقات کروں خداوند سے
 عرض کر کے تمہاری تصویر دیکھا کرتا تھا اور رست کر کے خداوند کی تمہاری دربار کی حالت
 دیکھا کرتا تھا جب میں نے کہا خداوند نے پردے جو کہ زمین و آسمان کے حامل ہیں اٹھایا
 اور تمہارے دربار کا مرتع پیش نگاہ ہو گیا جس طور سے کہ روز اول میں آیا تھا اسی طور
 سے گو میں نے تم کو دیکھا ہے نہ دیکھا تھا اسی طور سے دیکھا تھا مگر محبت پیدا ہوئی تھی اور
 ملاقات کا اشتیاق تھا خداوند کی قدرت سے آج ملاقات بھی ہوئی جسے تم کو دیکھا اور زیادہ
 اس ہو گیا اگر محبت نہ ہوتی تو میں بھی نہ آتا یہ مرث محبت و الفت کا سبب ہے کہ میں
 تمہارے ہمراہ اپنا کام ہرج کر کے چلا آیا بس اسی خیال سے کہ وہ باطن نہ ہو کہ جس سے
 خداوند تم سے ناخوش ہوں اور تمہاری بربادی کریں اور تم پر اپنا عذاب نازل کریں
 جو کہ میرے تکلیف اور رنج کا سبب ہو اور مجھ کو صدمہ ہو سمندر نے یہ تقریر سننے عشاق
 کی طرٹ دیکھا اور دیگر اہل دربار کی طرف سے جواب دیکھ کہ حکیم صاحب بجا ارشاد
 کرتے ہیں کوئی نقصان نہیں ہو سب نے اس خیال سے کہا کہ دیکھیں کہ کیونکر یہ جواب
 منگا لیتے ہیں ان کا جھوٹ و منہ سب اس وقت ظاہر ہو جائے گا اگر دراصل یہ کالمین
 ہیں تو ضرور سمندر کا کام اجرا ہو گا اور اہل اسلام کو سمندر کے ہاتھ سے ذلت ہو گی
 سمندر نے بھی خیال کیا کہ کیا نقصان ہو گا پھر دیر میں اسکا سب کا حال کھلا جاتا ہے کہ یہ
 جھوٹے ہیں یا سچے اگرچہ میں تو خداوند کو جو ایوان کے پر سے میں منظور ہو گا وہ تحریر فرمائی
 گئے میں اس پر عمل کروں گا بس ضرور خداوند خوش ہونے اور یہ بلا جو کہ میرے اور اس وقت
 نازل ہو اور میں اس مصیبت میں مبتلا ہوں میرے اور پر سے دفع کر لین گے اور حکیم صاحب
 بھی خوش ہونے میری سفارش کریں گے یہ جو سمندر نے خیال کیا اور سب نے یہی کہا کہ حکیم
 صاحب کی رائے بہت عمدہ ہے بس سمندر نے لقمان سے کہا کہ اچھا جو آپ کی رائے
 میں تو آپ کی خوشی کا خواستگار ہوں مجھ کو بھی تو آپ سے محبت ہو گئی ہے اور یہ میری
 خوش نصیبی ہے کہ آپ کو مجھ سے محبت ہو گئی اب ضرور میرے کل کام اجرا ہو جائیں گے
 میں آپ کو ناخوش کرنا نہیں چاہتا ہوں لقمان نے کہا کہ پھر داروغہ سے کہو کہ پھر لائے
 ابھی ایوان کی قید کو نہ لے جائے سمندر نے ملاق سے کہا کہ داروغہ کو بلا تو سمندر نے
 جو بدار کو حکم دیا داروغہ ابھی ایوان کی قید کو لے کر کچھ دور نہ گیا تھا کہ جو بدار نے جا کر
 سمندر شاہ کے حکم سے آگاہ کیا وہ قید ایوان کو لے کر واپس آیا ایوان نے خیال کیا

کہ پھر کوئی تقریر کرے گا ابلی اگر اسے تقریر کی تو میں وہ سخت جواب دوں گی کہ لقمان اور سمندر کو معلوم ہو گا اب تو جو زبان سے کہا وہ کہا جو کچھ ہو کوئی خوت نہیں ہے جو ذلت ہونا تھی وہ ہو گئی اب وہ واپس نہ آئے گی ایوان تو یہ خیال کر رہی ہے اور جب لقمان نے دیکھا کہ سمندر نے یہ حکم دیا اور داروغہ لے کر ادھر کو چلا بس لقمان نے کتاب اٹھائی اُس میں سے کاغذ نکالا قلندار کو لا اُس کاغذ پر کچھ لکھا ایسے حرت لکھے کہ جو سمندر سے پڑھے نہ گئے لیونکہ لقمان برابر تخت سمندر کے اپنے تخت پر بیٹھا ہوا تھا سمندر کا سامنا تھا اسکے روبرو لکھا کہ اُس سے پڑھا دیا گیا جب لکھ چکے ایک مرتبہ اُس کو بند کیا ایک لفافہ میں رکھا اُس لفافہ کو بند کر کے ہاتھ او پچا کیا سب دیکھ رہے ہیں کہ جب تک حکم صاحب نے ہاتھ او پچا کیا اُس وقت تک اُنکے ہاتھ میں وہ لفافہ تھا اور حکم صاحب کی زبان سے یہ لفظ نکلی کہ اے فرشتہ قدرت یہ میری عرضی خداوند کی خدمت میں پہنچا دے اور اس کا جواب لا دے اس کلمہ کا نکلنا تھا کہ وہ لفافہ خود بخود ہاتھ سے غائب ہو گیا حکم صاحب نے ہاتھ فوراً نیچا کر لیا اتنے عرصہ میں داروغہ ایوان کو لے کر پھر اسی مقام پر آ گیا جہاں پر ایوان نے کھڑے ہو کر لقمان ثانی سے تقریر کی تھی لقمان نے ہاتھ کو نیچا کر کے ایوان سے کہا کہ تو نعم نہ کر بلکہ خوش ہو کہ میں نے تیرے بارے میں خداوند کی خدمت میں عرضی تحریر کی ہے اور تیری سب تقریر اور کل حالت لکھی ہے جیسا وہ حکم دیتے اُس پر عمل کیا جائے گا ایوان نے ہنس کر جواب دیا کہ تیرے اوپر ہزار ہزار نعمت اور تیرے خداوند پر بھی کرو کرو ورنہ صنف وہ کیا کہی ہے جو میرے بارے میں حکم دیا کہ میں تعز و نزع میں پڑا ہوا ہوں رہا ہو گا اور تو کیا احمق ہے کہ جو تو اُس سے میرے بارے میں رائے لیکھا اُسے لقمان سامری و حبشید و دیگر کافران غدار جو کہ دعوے خدائی کرتے ہیں یا کرتے تھے سب بچہ شیطین و نطفہ حرام تھے اور میں اُنکے نطفہ کا کچھ حال نہیں معلوم کہ شیطان کا نطفہ ہے یا کسی بچہ شیطان کا کہ جنہوں نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا ہے اور سب کو بہکا رکھا ہے ضرور یہ سب نطفہ خوک و سگ سے ہیں ان سب کو اور تم سب کو خوک و سگ سے بدتر خیال کرتی ہوں تمہاری صورت دیکھنا حرام جانتی ہوں میری اس خبر سے یہ دعا ہے کہ کسی طور سے میں تم سب سے جدا ہوں تاکہ تمہاری صورت بخش مجھ کو نظر نہ آئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سب خوک و سگ بیٹھے ہوئے ہیں کیا اشکال نہیں و بیعت ناک ہیں مگر مجبور و ناجار ہوں یہ کہ ایوان خاموش ہو رہی سب اہل جلسہ ایوان کی اس تقریر سے متاثر ہوئے خشک کے جالگر رہ گئے اور خون جگر پیکر خاموش بیٹھے رہے لقمان نے جواب دیا کہ اُس تقریر کا منہ معلوم ہوا جاتا ہے مختوری دیر اور باقی ہے ضرور تیرے قتل کا حکم آئے گا یہ کہہ کر کہا کہ اچھا لیتا ہوں جب لفافہ دیا تھا تو پتا تھا اپنا بلند کیا تھا اب کی مرتبہ بغل لیٹتے گئے اور کہا کہ لا دے کہ فوراً ہاتھ اپنا پھر کھینچ لیا اب سب نے دیکھا کہ ایک لفافہ سر پر حکم صاحب سے ہاتھ میں ہو لقمان نے چیمے اُس لفافہ کو سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا اُس پر بوسہ دیا اُس کے بعد سمندر کو دیا کہ تم بھی یہ لکھ لو کہ یہ میری خداوند کی اور پہچان لو اور آنکھوں سے لگاؤ سمندر نے دونوں ہاتھ پڑھا کر وہ لفافہ لیا اور اُسی طور سے سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا

مہر پر بوسہ دیا اور سب اہل دربار نے لقمان سے عرض کیا کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو ہم سب بھی
 مہر خداوندی کو آنکھوں سے لگائیں اور مہر پر بوسہ دین لقمان تباہی نے جواب دیا کہ کیا نقصان
 ہے جس سمندر سے کہا کہ جب آپ بوسہ وغیرہ دینے سے فراغت کر لیجیے گا تو اور لوگوں کو دیدیجیے گا
 تاکہ وہ بھی مہر خداوندی کی زیارت کر لیں پس اب تو بعد سمندر کے ہر ایک کے ہاتھ میں جانے
 لگا وہ اسی طور سے چومنے لگا اور آنکھوں سے لگانے لگا نوبت بابینجا رسید کہ سب اہل جلسہ
 نے یکے بعد دیگرے اس لفافہ کو چوما اور آنکھوں سے لگایا یہاں تک کہ پھر وہ سمندر کے ہاتھ
 میں آیا سمندر نے پھر اسکی مہر کو بوسہ دے کر لقمان کو دیا لقمان نے لیکر اس لفافہ کو چوما اور
 بہت احتیاط سے چاک کیا اسے اندر سے ایک کاغذ نکلا اسکو لقمان نے کھولا بوسہ دیا کیونکہ
 پھر بھی مہر خداوندی موجود تھی بعد بوسہ دینے کے لقمان نے پہلے آہستہ آہستہ پڑھا جب سب
 پڑھ چکا تو کہا کہ سب حاضرین جلسہ میری طرف متوجہ ہوں اور سماعت کریں کہ جو کچھ حکم
 خداوند نے بابت ایوان کے تحریر کیا ہے اور سمندر سے کہا کہ تم بھی سمندر نے کہا کہ میں
 تو مشتاق ہوں ایوان سے کہا کہ ایوان تم بھی سنو جو تمہاری نسبت خداوند نے تحریر کیا
 ہے ایوان نے کہا کہ وہ گیدی ہے کیا تحریر کریں گادہ نارد دزخ سے جل رہا ہو گا ہاے ہاتھ
 کہ رہا ہو گا یہ لکھ خاموش ہوئی اور لقمان نے پڑھنا شروع کیا پہلے تو کچھ اس میں تعریف
 سب خداوندوں کی تحریر تھی اور اپنی شان و شوکت تحریر کی تھی اور لکھا تھا کہ امیر
 خاص بندے لقمان مٹانی حکیم حاذق بچکو معلوم ہو کہ تیرا رقعہ بدست فرشتہ مقرب دلا گیا
 قدرت ہمارے پاس آیا ہم نے اسکو پڑھا بچکو مبارک ہو کہ تجھ سے اور سمندر سے
 ملاقات ہوئی کیونکہ بچکو سمندر کی ملاقات کا بہت شوق تھا ہم یہاں سے سب حال
 دیکھ رہے ہیں سمندر نے تیری بہت خاطر کی اور بہت اچھی طرح پیش آیا گواہی ذات
 سے یہ امید نہ تھی کیونکہ اسنے ہماری بندگی ترک کی اور میرے ایک ادنیٰ نائب کی
 پرستش اختیار کی اور بندگی اور ہماری طرف سے بالکل دل گواٹھا لیا ہم نے اسکی
 اسکو یہ سزا دی کہ اسے اوپر اپنے بندگان معتبوب کو کہ جو خدا سے نادیدہ کی بندگی کرتے
 ہیں اور ہم سے پھرے ہوئے ہیں مقرر کیا کہ وہ اسکو سزا دے مگر آج ہم اس سے
 کسی قدر خوش ہوئے کہ وہ تمہارے ساتھ بہت اچھی طرح پیش آیا گواہی اس سے
 بہت بڑی حرکت سرزد ہوئی جو کہ بہت خراب ہے کہ اسنے ہمارے اس دوست
 کو قتل کیا اور قتل کرنے پر آمادہ ہوا کہ جس کو ہم اپنی روح سے زیادہ عزیز رکھتے
 ہیں ہم سب اسکا ظلم و ستم دیکھ رہے تھے اور دیکھ رہے ہیں مگر تمہارے رقعہ سے
 معلوم ہوا کہ وہ بالکل بے خطا ہے اور تم نے اسکی سفارش بھی تحریر کی اور ایوان کی
 حالت بھی اور لقمان میں ایوان کو بہت عزیز رکھتا ہوں اگر وہ قتل ہو جاتی تو میں اتنے
 طبقہ زمین کو الٹ دیتا تمام عالم آب ہو جاتا ایک کوزہ درختا اور یہ جو لوگ اسوقت
 اس مقام پر موجود تھے ان سب کو داخل دوزخ کرتا اور سخت عذاب میں مبتلا کرتا کیونکہ
 ایوان تو اپنے ہوش میں نہیں ہے اور اس پر یہ ظلم اسکے ہوش میں نہ ہونے کا سبب یہ ہے
 کہ اسکو خواجہ نے ایک ایسی چیز کھلا دی ہے کہ جب تک اسکا اثر اسکے جسم میں رہے گا

وہ ایسے ہی کلام کہے جائے گی اسکو اس جرم پر سمندر نے اسیر کیا اپنے دربار میں ذلیل کیا اور قتل کرنے کو اس مقام پر لایا اور اہل شہر کو جمع کیا اسنے تو اس پر اس طور سے ظلم و ستم کرنا شروع کیا کہ جیسے کوئی خونریز کرتا ہے لقمان خیال کر لو کہ اگر وہ اپنے ہوش میں ہوتی تو اس طور سے وہ اپنے کو گرفتار کر دیتی یہ جواسنے کہا کہ سب یہ حال معلوم تھا کہ سمندر میرے ساتھ اس طور سے پیش آئے گا اُس پر میں جلی آتی یہ اسنے سچ کہا پس اسی اور سے اسکا دیوانہ ہونا ثابت ہو تم اس وقت ان سب کی تقدیروں سے بہرہ ور نہ ہو گئے اور سمندر نے تمہارے کہنے پر عمل کیا اور تم نے عقلمندی کی کہ تم نے مجھ کو اس حال سے خبر دی اگر تم خبر نہ دیتے اور تم خاموش ہو رہتے تو میں تم سے بھی ناخوش ہوتا اور ان سب کے ساتھ تم کو بھی مبتلا سے عذاب شدید کرتا مگر تم نے دانائی کی اپنی جان بچائی اور ان سب کی کیونکہ میں فرشتگان عذاب کو حکم دیکھا تھا کہ جب ایوان کو قاتل قتل کرے کم فوراً بازمین پر طبقہ زمین کو الٹ دینا وہ چل چکے تھے کہ تمہارا رتھ پہنچا پس میں نے انکو منع کیا اب تم کو لکھا جاتا ہے کہ تم کام کرو کہ ایوان کو میرے پاس بھیج دینا کہ میں اپنے دوست سے ملوں اور اسکو میوے بہشت و آب کو تر کھلا دلا کر اسے جسم سے اس اثر کو دور کروں تاکہ وہ اپنے ہوش میں آئے پس اگر اُسکی مرضی ہوگی تو پھر دنیا پر روانہ کروں گا اور اگر یہ خواہش ہوگی کہ میں بہشت میں رہوں تو یہاں رہنے دوں گا اگر اسے خلاف کرو گے تو یہ یاد رکھو کہ اپنا عذاب نازل کروں گا تم یہ امر سمندر سے کہو اگر وہ قبول کرے تو خیر ورنہ تم اس مقام پر سے چلے آؤ اور سمندر سے کہو کہ وہ قتل کرے اور ظلم و ستم کا فرما اٹھائے کہ دوستان خداوند پر ظلم و ستم کرنے کا یہ فراہم یہ صرت تمہارا سبب ہے کہ میں نے اسقدر تحریر کیا پس اگر سمندر تمہارے کہنے پر عمل کرے گا تو میں اُس سے ضرور خوش ہوں گا اور اسکا قصور سابق معاف کروں گا اور جو کچھ اُسکی خواہش ہوگی وہ پوری کروں گا گو وہ مجھ سے بچا رہا ہو مگر میرا بندہ ہے پس میری امر اسے حق میں بہتر ہے آئندہ اسکو اختیار ہے اہل لقمان تم کو میری محبت اور الفت کا حال معلوم ہو جو کہ مجھ کو ایوان کے ساتھ جو میرے ایسے دوست کو سمندر قتل کرے اور ذلیل اور بدین سمندر سے خوش ہوں یہ ممکن نہیں ہے اہل لقمان یاد رکھنا کہ اگر ایوان قتل ہوگی پھر اس دنیا کا قائم رہنا محال ہے یہ اسی کے دم تک ہے زیادہ کیا لکھوں پس یہی کافی ہے اسے غضب کیا کہ وہ تو اپنے ہوش میں نہیں ہے اس پر یہ ستم کیا اسنے یہ اختیار کیا تھا کہ ترک سلطنت کر کے گوشہ میں بیٹھ سکوزبردستی طلب کیا خیال کرو کہ کوئی بھی ایسا کرے گا کہ اپنی راحت کو ترک کرے اور دوسروں کو اپنے درحاکم کرے یہ سوائے اُسے جو کہ نادان ہو گا یا کسی سبب سے دیوانہ ہو گیا ہو گا یہ اُسی چیز کا اثر ہے کہ جو خواجہ نے ایوان کو کھلائی ہے تم کو یاد ہو گا کہ میں نے تم سے کہا تھا کہ آج کل ایوان دیوانی ہو گئی ہے خیال کرو کہ جو کچھ اسنے کہا ہم سب کو کیا تم نے برا مانا سمندر کو کہ جو بڑا مانتا ہے سزا دین دین ہم دین سمندر کون سزا دینے والا ہے ایوان نے خطا کی ہے تو ہم سب کی کی ہے سمندر کون ہے کیا ہم سزا دے سکتے تھے جو وہ اس امر پر آمادہ ہوا وہ کون تھا اور کیا اسکو مطلب تھا کہ اسنے یہ حرکت کی پس اسی میں خیریت ہے ہم اُس سے بہت خوش ہیں اسنے خوب کیا جو ہم کو برا بھلا کہا ہم کو اختیار ہے چاہے سزا دین چاہے نہ دین پس تم سمندر سے لیکر اسکو ہمارے پاس اسی وقت لے کر روانہ کرو دو ٹھوڑی تحریر کو بہت جانو ہم اسکا علاج کر لیں گے ہم کو اسکا اختیار ہے وہ ہماری ضرورت سمندر پر زیادہ والسلام یہ جو عبارت لقمان طحانی نے پڑھی اور سب نے سننا کل اہل جلسہ لرز گئے اور کانپ گئے خصوصاً سمندر کا تو یہ حال ہے کہ بہ سبب خوت کے کانٹے لگا اور لرز نے لگا یہ عالم تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب زہرہ بڑھتی ہوئی ہے یہ رقعہ پڑھ کر لقمان نے سمندر سے کہا کہ تم نے یہ سنا رقعہ خداوند نے بہت غصہ میں تحریر کیا ہے انکو سب حال معلوم ہے وہ تمام دنیا کا حال جانتے ہیں بڑا غضب ہو کہ خداوند کو غصہ کیا میں نے غصہ سے بہت خوت کرتا ہوں بس تم سن چکے اب تو تم کو میرے قول کا یاد رہا ہو گا اور تم نے

یقین کیا ہوگا کہ میں سچ کہتا ہوں میں نے اس وقت تمہارے ساتھ بہت بڑی دوستی کی ورنہ خرابی ہوتی بس
اگر تم خداوند کے تحریر پر عمل کرو گے تو جگہ امید ہو کہ خداوند تم سے خوش ہو سکے اور تمہارے اوپر سے اس بلا کو دفع
فرمائیں گے اب بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے آیا میں ایوان کو یا اس خداوند کے روانہ کروں یا دسمندر نے کانپ کر کہا
کہ آپ کو اختیار ہے میں آپ کو منع نہیں کر سکتا ہوں جب کہ خداوند نے طلب فرمایا ہے تو میں کیونکر آپ کو منع
کر کے اپنے اوپر آفت نازل کروں خداوند کو ناخوش کروں یہ تو کبھی نہ ہوگا یہ ایوان موجود ہے میں اس وقت
کی تحریر سے خداوند کی درگیا اب کل سے میں انکی ایسی عبادت کروں گا کہ کسی نے زمانہ سابق میں بھی نہ کی ہو
اب کوئی کرتا ہوگا نہ زمانہ آئندہ میں کرے گا میں خداوند کو خوش کروں گا لقمان نے جواب دیا کہ تم پریشان نہ ہو
میں خداوند سے تمہاری سفارش کروں گا مگر تم اپنے کل حال کی عرضی اس وقت تحریر کرو ورنہ لگاؤ دسمندر
نے کہا کہ آپ ایوان کے قصہ سے فرصت کریجئے اسکے بعد میں تم کو عرضی تحریر کروں گا بس لقمان نے کہا کہ
دسمندر میں تم پر جبر نہیں کرتا ہوں کہ تم ایوان کو میرے سپرد کرو بلکہ اگر تمہاری خوشی ہو اور تم کو میرے
کہنے اور اس تحریر کا یقین ہو تو میرے حوالہ کرو ورنہ تم کو اختیار ہے کیونکہ تم لوگ اہل دنیا سے ہو اور
میں اہل دنیا سے بہت خوف کرتا ہوں کہ وہ بڑے مکار ہوتے ہیں ایک کام خود کرتے ہیں اور پھر
کہتے ہیں کہ ہم کو فلان شخص نے دھوکا دیا یہ امر تمہاری خوشی پر ہے اپنے نیک و بد کا خیال کرو اور انجام سوچ
دسمندر نے کہا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں آپ جو کچھ امر فرمائیے میں میری اچھائی اور بہتری کے لیے نہ کچھ
میری برائی کے لیے بھلا آپ لوگ کیوں مجھ کو دھوکا دیتے گئے اب ایوان کا آپ کو اختیار ہے بھلا میں کیوں
ایوان کو قتل کر سکتا ہوں اول تو وہ خداوند کی بہت بڑی دوست ہے اور خداوند اس سے محبت رکھتے
ہیں دوسرے خداوند نے دوست کیا ہے اور تحریر کیا ہے اگر میرے کہنے کے خلاف ہوگا تو میں اپنا عذاب
نازل کروں گا ایسی حالت میں میری مجال ہے کہ میں کسی قسم کی سرتابی کر سکوں ایک قدم بھی تو حادہ اظاعت سے
باہر قدم رکھ نہیں سکتا ہوں غضب ہے کہ خداوند کی عدول حکمی کروں جس کا بندہ ہوں اسکے حکم کو نہ مانوں نہ
پھر ایسی عدول حکمی کر کے جا کر رہوں کہاں آپ ایوان کو بہت جلد خدمت خداوند میں روانہ فرمائیے
کہ میں ایسا نہ ہو کہ تاخیر ہو خداوند ناخوش ہوں لقمان نے کہا کہ تم خوشی سے کہتے ہو دسمندر نے جواب
کہ جی ہاں پھر لقمان نے کہا کہ تم خوشی سے کہتے ہو دسمندر نے کہا کہ جی ہاں اسی طور سے لقمان نے
دسمندر سے تین مرتبہ کہلوا یا اسکے بعد کہا کہ آپ سب لوگ گواہ رہیں کہ دسمندر نے اپنی خوشی سے ایوان
کو میرے سپرد کیا اس شرط پر کہ میں حسب الطلب خداوند کے ایوان کو انکی خدمت میں روانہ کروں
سب نے کہا کہ ہم لوگ گواہ ہیں کہ بادشاہ نے اپنی خوشی سے آپ کے سپرد کیا جب یہ سب کہہ چکے
اس وقت لقمان نے ایوان کی طرف منھ کر کے کہا کہ اے ایوان تو نے مضمون رقمہ سنا کہ جو خداوند کے
پاس سے آیا تھا جگہ خداوند نے طلب کیا ہے اب جگہ خدمت خداوند میں روانہ کرتا ہوں جب جانیں کہ
تو جا کر خداوند سامری سے بھی ایسی تقریر کرنا جیسے ہم سے کی ہے مگر کیا خوش قسمت ہے کہ خداوند نے
تجگو طلب کیا خوب قتل ہونے سے بچی اب کیوں وہاں سے دنیا پر آنے لگیں باغ خلد میں رہو گی
کے میوے کھاؤ گی اب کو غنیمت کی چین سے رہو گی خدمت خداوند میں حیر ہم سے تم سے آٹھویں دن
ملاقات ہو کر یہی ذریعہ ملاقات کا نکلا تمہارے سبب سے ہمارے بہت سے کام نکلا کرینگے
ہم تو بہت خوش ہوئے کیا اچھا وقت تھا کہ میں اس وقت ادھر آیا ایک دوست خداوند کی میرے
سبب سے جان بچی اور بہت سے بندگان خدا کی درم اس قدر بندگان خداوند کی مفت جانیں جانیں

اور سمندر مفت میں مبتلا سے غلاب ہوتا میں بہت خوش ہوا کہ ایک کام میرے سبب سے ہوا کہ جس سے خداوند
خوش ہوئے ایوان ہم کو بھول نہ جانا ہماری ضرورت سفارش خداوند کی خدمت میں کرتی رہنا یہ احسان ہمارا یاد
رکھنا لقمان تو یہ تقریر کر رہا تھا مگر ایوان یہ خیال کر رہی تھی اپنے دل میں کہ بڑا غضب ہوا کہ یہ بچہ شیطان کج
لے جائے گا یہ کیا امر ہے ضرور یہ بھی کوئی شعبہ سحر کا ہے انفسوس جان بچی بکرا بلی ہوئی یہ سب سحر کی باتیں میں کوئی
نہ کوئی بچہ شیطان ہے جس طرح سامری و جیشہ تھے اسی طور سے یہ بھی ہے دیکھیے خدا کیا کرتا ہے ایوان یہ خیال
کر رہی تھی کہ لقمان نے وہ تقریر کی اسنے اسکا یہ جواب دیا کہ اول لقمان یہ تو کسی احمق کو دھوکا دے میں تیرے
اس دھوکے میں آنے والی نہیں ضرور تو بچہ شیطان ہے وہ گیدی کیا مجھ کو طلب کرے گا خود پہلے اپنی تو خبر لے
اگس میں جل رہا ہے گا وہ اپنے پاس سمندر وغیرہ کو طلب کرے جو اسکی بندگی کرتے ہیں یہ سب کارخانہ سحر کا ہے
ایسے دھوکے میں نہ آؤنگی بس تمھارے بس میں ہوں جو چاہو وہ میرے ساتھ کرو لقمان نے کہا کہ سحر خداوند
نے تحریر فرمایا ہے کہ ایوان دیوانی ہے بخوبی ثابت ہے یہ لکھ کر کہا کہ تیرا جو جی چاہے وہ کہہ اور خیال کر تم کو میرے
قول و فعل سے کچھ مطلب نہیں ہے ہم کو اپنے کام سے کام ہے یہ لکھ سمندر سے کہا کہ حکم فرمائیے کہ ایوان کے جسم
سے قید دور کی جائے اور جس ساحر کا سحر ہو وہ اپنا سحر بھی اتارے اگر اس حالت کے خدمت خداوندی میں
روام کرونگا تو خداوند ناخوش ہونگے کہ ہماری محبوب کو اس حالت سے ہمارے پاس رواد کیا سمندر نے
کہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جب قید سے رہا ہو جائے اور نساد کرے تو بڑی مشکل ہو لقمان ثانی نے جواب دیا
کہ تم خوف نہ کرو میری موجودگی میں نساد نہیں کر سکتی ہے جب یہ لقمان نے کہا سمندر نے جواب دیا
کہ میں آپ کے فرمانے کے خلاف نہیں کر سکتا ہوں بس جو آپ کی مرضی یہ لکھ حکم دیا کہ جس جس ساحر
کا سحر ایوان پر ہو وہ اتارے اور جلا دو بلاؤ کہ وہ اگر قید دور کرے راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ حکم دینا
تھا کہ جس جس ساحر کا سحر تھا اسنے اتار لیا فوراً جلا دیا اسنے جسم ایوان پر سے قید کو دور کیا بس ادھر
جسم ایوان پر سے قید دور ہوئی لقمان نے اشارہ کیا کہ اسکو میرے تخت کے قریب لاؤ چند ساحر
اسکو بیکر قریب تخت لائے اسنے کچھ نہ کہا خاموش چلی آئی صرت اس خیال سے کہ چل کر دیکھ تو لو کہ کب
واقعہ ہے جب ایوان قریب تخت لقمان پہنچی لقمان نے کہا کہ اے فرشتگان مشرب بارگاہ وادی
بلکہ قدرت یہ ایوان موجود ہے اسکو لے جاؤ خدمت خداوندی میں یہ کلام لقمان نے بالائے آسمان
دیکھ کر کیا سب اس طرف متوجہ ہوئے یہاں تک ایک سب نے دیکھا کہ ایک جال سا ایوان پر پڑا اور
ایوان غائب ہو گئی یہ واقعہ دیکھ کر سب حیران ہوئے لقمان ثانی نے کہا کہ سب سجدہ کرو کہ یہ بہت
بڑی قدرت نمائی ہوئی اہم سب اس بلا سے بچے ایک سجدہ شکر ادا کرو اور میں بھی سجدہ کرتا ہوں یہ جو
لقمان نے کہا سب حاضرین جلسہ مع سمندر کے سجدے میں جھکے اس اثنا میں ایوان بالکل غائب
ہو گئی اب جو سب نے سجدہ سے سر اٹھایا ایوان کا نشان تک نہ پایا پہلے ہی ایوان غائب ہو
چکی تھی خدمت خداوندی میں لقمان ثانی رواد کر چکے تھے جب سب سجدہ کر چکے اسوقت لقمان
نے سمندر سے کہا کہ خوش ہو کہ تم میرے سبب سے اس بے گناہ کے خون سے بچے اب تم اپنے
مقام پر جاؤ میں اپنے کام کو جاتا ہوں اب کی ہفتہ کو جو خدمت خداوندی میں جاؤنگا تمھاری سفارش
کرونگا اور جہاں تک ممکن ہوگا عرض کر کے یہ بلا تم پر سے دبع کر دوں گا یقین ہے کہ خداوند بھی تم سے
خوش ہو گئے ہونگے کیونکہ انکے لئے اور انکی تحریر پر عمل کیا سمندر نے جواب دیا کہ اے حکمت باب
یہ امر تو غیر ممکن ہے کہ میں آپ لو اس طور سے جانے دوں جب تک دعوت نہ کر لوں میری خوشی

یہ کہ جو مجھ کو پسر ہوا اسکو ایش فرمایا تاکہ برکت ہو اور میری ترقی کا سبب ہو آپ نے میرے ساتھ وہ سلوک
 کیا کہ جو کوئی کسی کے ساتھ نہ کرے گا مجھ کو بڑی آفت سے بچا یا بہت بڑی بلا سے بچا صدمی بین آپ کا
 شکر یہ کہ ان تک ادا کروں بموجب شعر اگر ہر موے تن گرد دزبانے نہ بناید شکر تو ہر گز پاسنے پس کیونکر
 ہو سکتا ہے کہ ایسے اپنے مہربان اور شفیع کو جو کہ زیادہ مادر و پدر سے ہر جانے دون اور اسکی کچھ خدمت نہ
 کروں آپ کی خدمت کرنا میرا فخر اور برکت کا سبب ہے لہذا ان کے جواب دیا کہ اے سمندر میں تمہارا
 کتنا ضرور ضرور قبول کرتا اور بسر و چشم تمہارے ہمراہ شہر میں چلتا اور جو تم مجھ کو کھاتے اسکو نعمت
 عظمیٰ خیال کرتا مگر وہ سبب سے مجبور ہوں وہ یہ ہیں کہ اول میں نے ترک دنیا کیا ہے کوئی چیز از قسم غلہ
 و دیگر اشیاء مثل میوہ وغیرہ کے نہیں کھاتا ہوں اسکا سبب یہ ہے کہ اگر تم کہو کہ زندہ کیونکر رہتے ہو تو
 اسکا جواب میں ہے کہ جب میں پہلے دن خدمت خداوند میں گیا تھا آنکھوں نے مجھ کو میوہ بہشتی مرحمت
 کیا تھا میں نے کھایا تھا اور اب گوشت پیا کھاتا ہوں دن سے نہ مجھ کو خواہش طعام ہے نہ اب ہمہ وقت
 میرا شکم پر رہتا ہے اور سیراب رہتا ہوں بس ایسی حالت میں میں کیا کسی کی دعوت قبول کروں
 جب کہ نہیں نہ کھاتا ہوں نہ پیتا ہوں بیکار نہ رہتا ہوں دن اور دو سرے کا نقصان کروں دوسرے سبب
 یہ ہے کہ میں اسوقت ایک ضرورت شدید سے نکلنا تھا اور بہت پریشان تھا ایک چیز کی تلاش میں
 اسی چیز کو تلاش کرتا ہوا دھڑلے سے نکلا آیا تھا میرے علم نے مجھ کو خبر دی تھی کہ وہ چیز دشت فرحت
 میں ہے میں دشت فرحت افزا کو اسکی تلاش میں جاتا تھا کہ تم سے ملاقات ہوئی تمہارے کہنے
 اور سننے سے میں تمہارے ساتھ چلا آیا بڑا ہرج ہوا اور نقصان کیونکہ بہت سے لوگ میرے
 انتظار میں پریشان ہوئے کیونکہ میں اُن سے یہ کہہ چلا تھا کہ تم کھڑے رہیں ابھی وہ چیز تمہارے لیے لاتا
 ہوں جسکی تم کو خواہش ہے پتہ مل گیا ہے کیونکہ وہ لوگ ایک مدت سے مجھ کو پریشان کر رہے ہیں
 اور کہتے ہیں کہ سوائے آپ کے کوئی اسکو نہیں لاسکتا ہے میں خداوند سے بھی اجازت لے چکا ہوں
 اسکی بابت کہ میں جو چیز کہ فلان قوم طلب کرتی ہے اسکو دون خداوند نے حکم فرمایا ہے کہ ضرور دو
 بس میں اُنکو کھرا کر ادھر آیا ہوں بڑا غصہ ہوا اگر اور غصہ ہوگا اور میں تمہارے ساتھ دعوت میں
 جاؤنگا بموجب تمہارے کہنے کے قیام کرونگا تو وہ لوگ پریشان ہوئے اور مجھ کو کاذب و وعدہ خلا
 تصور کرینگے اور پھر میرے کہنے پر عمل نہ کریں گے آج تک میں نے کسی سے وعدہ خلا فی نہیں کیا ہے کیونکہ
 یہ امر کروں بس اگر غصہ ہوگا وہ پریشان ہو کر چلے جائیں گے اور میری محنت و مشقت رائیگان ہوگی میں
 نے نزدیک لنگوٹھرونگا پھر کوئی میرے قول کا اعتبار نہ کرے گا بلکہ میری اس حرکت سے خداوند
 بھی ناراض ہونے کے تم نے صرت سمندر کے کہنے سے اسقدر آدمیوں کو پریشان کیا اے سمندر اگر ایک
 دو ہونے تو کوئی مباحثہ نہ تھی وہ تو سیکڑوں اور ہزاروں ہیں پھر سب کا جمع ہونا ایک امر وقت طلب
 ہے دوسرا امر یہ ہے کہ جس چیز کی خواہش آنکھوں نے کی ہے اور مدت سے خواہش کرتے چلے آتے ہیں
 اتفاق سے وہ ملی ہے اور خرابی یہ ہے کہ اسکا اثر ابھی تک ہے پھر وہ اپنا اثر نہ کرے گی اگر آج کا دن گذر
 گیا تو پھر برس دن تک ایسا موقع نہ ملے گا ان اگر برس دن تک پھر سب زندہ رہیں اور یہی تاریخ
 اور ساعت آئے تو پھر یہی اثر پیدا ہو جو کہ آج اس چیز میں اثر ہے پس جب کہ ان بیماروں نے برس
 دن تک اس امید میں بسر کی اور ہر روز میرے پاس براے یاد دی آئیے رحمت اٹھائی انکی
 تقدیر سے یہ دن آیا اور میں رحمت کر کے چلا یہاں تک پہنچا بس اگر میں نہ ملے جاؤں گا تو یا

جاء ونگا اور وہ لوگ پریشان ہو کر اپنے اپنے مکان کو چلے جائیں گے تو کیا فائدہ ہو گا وہ محروم رہ جائیں گے اور میری مشقت لایرگان ہوگی بس میں قیام نہیں کر سکتا ہوں اب میں ضرور اپنے کام کو جاؤں گا یہ جو لقمان ثانی نے کہا سمندر نے جواب دیا کہ یہ امر جو آپ نے فرمایا کہ میں نے ترک لذت کیا ہے اور بسبب نوش فرمائے میوے بہشتی وہ اب کوثر کے جگہ کسی امر کی خواہش نہیں ہے بجا ارشاد ہوا میری خواہش یہ ہے کہ آپ کی شراکت دعوت میں موجب برکت و سبب ثواب و باعث فخر ہے بس میں کسی طور سے نہ گوارا کروں گا کہ آپ تشریف لے جائیں یا ان ایک سبب سے اور اس شرط سے کہ آپ مجھ کو اس ضرورت سے آگاہ فرمائیے کہ جس ضرورت کے لیے آپ تشریف لیے جاتے ہیں اور جس کی خواہش میں ہزاروں آدمی آپ کے در و دست پر موجود ہیں جنکے پریشانی کا آپ کو اس قدر خیال ہو اس وقت جائے و دنگا میں بھی تو سنوں شاید میں بھی اس سے کچھ فائدہ پاؤں لقمان ثانی نے مسکرا کر جواب دیا کہ تم تو میرے اتالیق ہو گئے کہ میں تم کو اپنے ہر کام سے آگاہ کروں اور سمندر تم اس امر میں کوشش نہ کرو مجھ کو جا دو بیکار اس زحمت میں نہ پڑو تم کو کوئی فائدہ نہ ہو گا وہ چیز جس کی تلاش میں جاتا ہوں وہ تمہارے کام کی نہیں ہے انھن لوگوں کے کام کی ہے کہ جنکے لیے میں لینے جاتا ہوں تم سے بیان کرنا بیکار ہے اب زیادہ امر نہ کرو میں اب نہ مانوں گا بیکار تم کو مدد ہو گا سمندر نے جواب دیا کہ جب تک آپ بیان نہ کر لیں گے میں جانتے نہ دوں گا میں نے خیر اس امر سے ہاتھ اٹھایا کہ آپ میری دعوت کو قبول کریں یا نہ صرف مجھ کو اس ضرورت سے آگاہ کریں پھر جب بھی ملاقات ہوگی میں دعوت کروں گا اگر آپ اس امر کو نہ قبول کریں گے اور تشریف لے جائیں گے میں اپنی جان دید ونگا میرا خون آپ کی گردن پر ہو گا اول تو جہان تک ممکن ہو گا اسی امر کی کوشش نہ کروں گا جب بس نہ چلے گا تو جان و دنگا لقمان نے جواب دیا کہ وہ کیا خوب تم کو مثل مستورات کے نخرے بہت آتے ہیں یہ امر اس سے کرو جو کہ تمہارا عاشق ہو یا معشوق میں کیونکر اس امر کو قبول کروں سمندر نے جواب دیا کہ جو کچھ جواب تو میں آپ کو نہ جانے دوں گا کیونکہ آپ کا دامن میرے ہاتھ میں ہے دوسرے یہ امر بھی تھا کہ ابھی میں نے عرضی بھی نہیں تحریر کرائی ہے جب تک عرضی تحریر ہو اس وقت تک آپ مجھ کو اس امر سے آگاہ فرمائیے سمندر نے اس قدر عجز و انکسار کیا کہ لقمان ناچار ہو گیا اور عاجز ہو کر کہنے لگا کہ اب سمندر اچھا تو عرضی لکھوا میں تجھ سے اس امر کو بیان کرتا ہوں مگر اس کا اقرار کرے کہ میں پھر آپ کو نہ روکوں گا سمندر نے کہا کہ قسم ہے تجھ کو آپ کے سر کی و خداوندوں کی کہ میں پھر آپ کو نہ روکوں گا لقمان نے کہا کہ اچھا تم عرضی کے تحریر ہونے کا حکم دو بس سمندر نے میری منشی کو طلب کر کے حکم دیا کہ ایک عرضی ہماری طرف سے خداوند سامری و جمشید میں تحریر کرو ہماری کل حالت لکھنا اور تحریر کرنا کہ میری خطا کو معاف فرمائیے اور اس بلا کو میرے اوپر سے دفع فرمائیے مجھ کو اہل اسلام پر فتح مرحمت فرمائیے میں آپ کی خدمت میں دست بستہ عرض کرتا ہوں اور بہت سے کلمات عجز و انکسار تحریر کرنا جہان تک ممکن ہوں اسنے عرض کیا بہت خوب اور مجرا کر کے اپنے مقام پر آیا عرضی تحریر کرنے لگا ادھر سمندر نے حکم دیا کہ منادی ندا کرے کہ سب لوگ اپنے اپنے گھر وں کو جائیں ایوان کو خداوند سامری و جمشید نے زمرہ طلب کر لیا اب وہ قتل ہوئی اور سب اسباب سیاست واپس جاسے اور کل لشکر ورجو ساحر بالائے ہوا بند و بست کیے ہوئے ہیں وہ بھی واپس جائیں اب کوئی ضرورت نہیں جلاد واپس جائیں یہ جو حکم سمندر نے دیا اس وقت منادی نے ندا کی جس متفرق ہوئے لگا

ایک ہلٹر پر گیا کہ یہ کیا امر ہوا کہ یا تو قتل کا بندوبست تھا یا قتل متوف ہوا گیا اور حکم دیا گیا کہ ایوان قتل نہ ہوگی ہم نے اسکو خداوند کی خدمت میں روانہ کر دیا معلوم ہوتا ہے کہ ایوان نے بادشاہ کی اطاعت کی خیر چلو معلوم ہو جائے گا یہ امر پوشیدہ نہ ہے گا ضرور تمام شہر میں مشہور ہوگا سب نے اپنے اپنے مکان کا راستہ لیا باجم کلام کرتے ہوئے چلے جو جو سپاہ آئی تھی سب طرف چھاؤنی کے دائیں چلی جلا داسباب سیاست لے کر طرف شہر کے واپس گئے وہ راحر بھی جو کہ بالائے ہوا بندوبست کیے ہوئے تھے واپس آئے اور اپنے اپنے مقام کی طرف چلے یہاں تو اب سب واپس جانے لگے کچھ لشکر جو کہ سواری کے ہمراہ آیا تھا وہ اس مقام پر ٹھہرا رہا باقی سب واپس گیا ہر ایک بادشاہ کا بھی لشکر طرف اپنے فرد گاہ کے چلا یہاں تو یہ بندوبست ہو رہا ہے اور وہ لوگ جو کہ گھس مل کر اور پوشیدہ ہو کر قریب اس مقام کے آ گئے تھے کہ جہاں سمندر و دیکر اہل دربار بیٹھے ہوئے تھے اس واقعہ کے دریافت کرنے کو اگر پوشیدہ کھڑے ہوئے تھے اور سب حالت اور سب تقریر سن رہے تھے وہ لوگ اسی طور سے کھڑے رہے اس خیال سے کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے مگر اور سب اہل جمع اپنے مقام کو رہا ہی ہوئے تھوڑے عرصہ میں سب جمع متفرق ہو گیا تھوڑے سے آدمی اس مقام پر رہ گئے اہل شہر سے اور کچھ لشکر اور وہ جو کہ ملازم سمندر و دیکر سردار و بادشاہ تھے اس پر بھی ہزاروں آدمی تھے جب یہ حالت سمندر نے دیکھی اور یہ حکم دے چکا اسوقت لقمان سے کہا کہ ہاں بیان فرمائیے لقمان نے کہا کہ اے سمندر آگاہ ہو کہ ایک قصبہ ہے کہ اسکا نام قصبہ مراد ہے وہاں کے باشندے میرے پاس آئے سب جمع ہو کر انھوں نے کہا کہ ہم نے آپ کی بہت تعریف سنی ہے اور بہت کچھ آپ کے کمال کا چرچا ہے ہم آپ کی تعریف سننے آپ کی خدمت میں ایک عرض کرنے آئے ہیں اور آپ سے التجا لائے ہیں ہماری داد دیجیے اور ہمارے عرض کو قبول فرمائیے انھوں نے پہلے بہت کچھ تعریف میری کی کہ جو باعث طول ہے اور اس سے کچھ بھی نہیں حصول ہے اصل مطلب انکا سنو جب انھوں نے اس طور سے کہا تو میں نے جواب دیا کہ اپنا مطلب بیان کرو انھوں نے ایک زبان ہو کر کہا کہ آپ حکیم حاذق ہیں کوئی دوا ہم کو ایسی بتائیے کہ ہم مرین نہیں تا قیامت زندہ رہیں مگر ایک شرط کے ساتھ کہ جو حالت ہماری اسوقت ہے جو جوان ہے وہ جوان رہے جو پیر ہے وہ پیر رہے جو بچہ ہے وہ جوان ہو کر اسی حالت پر زندہ رہے یہ سنو کہ زندہ تو رہیں مگر مثل مضحکہ خیز حالت کے پھر زمانہ کے بعد ہو جائیں کہ جس و حرکت جاتی رہے یا تھک پاؤں بیکار ہو جائیں سو اسے پڑے رہنے کے دوسری حالت نہ ہو ہر ایک کا منہ کا کرہ میں دوسرے ہم کو طھلائیں پلائیں ایسی ہماری خواہش نہیں ہے ہم ایسی ترقی عمر کے خواستگار نہیں ہیں بلکہ ایسی ترقی عمر کے خواستگار ہیں کہ ہمیشہ اپنے پاؤں سے پھریں اور اپنے ہاتھوں سے کام کریں نہ ہماری قوت کم ہو نہ کسی عضو میں ترقی نہ کوئی قوت قوت خاصہ سے یا حواس خمسہ سے کم ہو سب اپنی اصلی حالت پر رہے اسی طور سے چلین پھریں اپنے کاروبار کریں اسی طور سے ہمارے یہاں اولاد پیدا ہو اگر ایسا نہ ہو تو ہم کو خواہش ترقی عمر نہیں ہے کہ جیسے اب حیات میں ہوتی ہے کہ بعد ایک مدت کے انسان بیکار ہو جاتا ہے سو اسے پڑے رہنے کے کوئی جس و حرکت اس میں باقی نہیں رہتی ہے بس یہ خواہش ہماری نہیں ہے بلکہ یہ خواہش ہے کہ ہم مثل اسی طور کے رہیں اور اسی حالت پر جو کہ اسوقت موجود ہے ہم کو ترقی عمر و داری حیات ایسی درکار ہے اور یہی ہماری خواہش ہے اور آپ کے اسکان میں ہوا اگر آپ

اگر فرمایئے ہم لوگ کبھی نہ قبول کرنے پر خواہش ہماری آپ کو پوری کرنا پڑی گی جب ان سب نے اپنی یہ تقریر ختم کی میں نے جواب دیا کہ تم نے ایسی خواہش کی ہے کہ جو میرے امکان سے باہر ہے اور ممکن نہیں ہے نہ میں خدا ہوں نہ نائب خدا ہوں نہ کوئی ایسا حکیم حاذق ہوں نہ میرے خیال میں کوئی ایسی دوا ہے کہ جو مثل تمھاری خواہش کے اپنا اثر کرے اور تمھاری خواہش پوری ہو تم لوگ جاؤ یہ جو میں نے کہا انھوں نے جواب دیا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ کے امکان میں ہوا اور آپ ہماری اس خواہش کو ضرور پورا کر سکتے ہیں ہم بدون لہجہ و لہجہ سے یہاں سے نہ جائیں گے اگر آپ اقرار نہ فرمائیے گا تو سب ملکر اپنی جانیں آپ کے در و دولت پر دینگے اور ہم سب کا خون آپ کی گردن پر ہوگا ہم سب اہل قصبہ قریب پانچ ہزار کے ہیں سب اپنے کو ہلاک کرینگے کہ وہ لوگ جو انکار کرنے لگے اور روئے لگے جب میں نے دیکھا کہ عجب آفت میں جان پڑی ہو مرنے آئے ٹانگے کے لیے کہ یہ اس وقت تو طین میں نے اُسے کہا کہ اچھا تم لوگ آج تو جاؤ ایک ہفتہ کے بعد آنا میں کتابوں میں دیکھوں گا اگر کوئی نسخہ یا مفرد دوا نکل آئے گی تمھاری خواہش کے موافق تو میں تم کو بتا دوں گا اور کوشش کروں گا انھوں نے جواب دیا کہ قسم کھائیے کہ میں ضرور کتابیں دیکھوں گا اور تمھاری خواہش کے موافق کوشش کروں گا میں نے قسم کھائی انھوں نے کہا کہ اگر آپ نے صرف اس وقت ہم سب کے ٹانگے کے لیے یہ امر کہا کہ یہ تل جائیں تو یہ خیال فرمایا جیسے کہ سما کی مرتبہ جو آئین کے تو ضرور اپنی خواہش کے موافق پائینگے اگر نہ پائیں گے تو سب اپنے کو ہلاک کرینگے اس وقت پھر ہم کوئی امر نہیں کے نہ کسی بات کو آپ کی باتیں میں نے جواب دیا کہ اس شرط سے کہ اگر کتاب میں کوئی مفرد یا مرکب نکلے گی اور میرے امکان میں اسکی کوشش ہوگی تو میں بھی دھرم سے پوشیدہ کروں گا تم پر ظاہر کروں گا اگر تمھارے لیے سے ہو سکے گی تم سب اسکا بندوبست کرنا اگر تمھارے امکان سے باہر ہوگی میں اُسکے حاصل کرنے کی کوشش کروں گا انھوں نے جواب دیا یہ امر ہم نے مانا بس وہ لوگ چلے آئے اور سمندر آئے جہاں کے بعد جگو فکر ہوئی کہ تم نے اقرار تو کر لیا کون ایسی دوا ہے یا نسخہ جو انکی خواہش کے موافق ہو ضرور تم ان سب سے جھوٹ بولنا پڑیگا اسی فکر میں تھا کہ خیال آیا کوئی نہ کوئی چیز خداوند نے ضرور ایسی پیدا کی ہوگی اور اس میں ضرور یہ خاصیت دی ہوگی کتاب میں تو دیکھوں کتب خانہ میں آیا کتابیں دیکھنا شروع کیں قدرت خداوند سے ایک مقام پر یہ تحریر تھا کہ زمانہ بہار میں ایک درخت خود بخود پیدا ہوتا ہے جنگل میں اُسکے پھل اور برگ کی یہ خاصیت ہے کہ اگر انسان اُسکو کھائے تو وہ کبھی نہ مرے ہمیشہ زندہ رہے ترقی حیات ہوا اگرچہ جوان کھائے تو جوان رہے پیر کھائے تو پیر رہے بچہ کھائے تو بچہ رہے ہو کر رہ جائے پھر کبھی پیر نہ ہو اور سب قومیں باقی رہیں اور سمندر جیسی انھوں نے خواہش کی تھی کہ اس قسم کی دوا ہو وہی سب خواہش اس میں تحریر تھی اور اُسکا نام تحریر تھا گریہ بھی تحریر تھا کہ رہا ہے ار میں جرب کہ نور و زکادین ہوتا ہے اور آفتاب کو شرت ہوتا ہے اسدن وہ درخت زمین سے نکلتا ہے ایک ایک شیبہ وہ سرسبز رہتا ہے اور شاداب پھر اُسکے خشک ہو جاتا ہے جب درخت خشک ہو گیا پھر اُس میں باقی نہیں رہتا ہے وہ بیکار ہے پس لازم اس شخص کو ہے جو اُسکے پھل یا برگ کھائے وہ سرسبز اور تر و تازہ رہے اسی زمانہ میں کھائے جب آفتاب برج حمل میں ہوا اُسکے خواب نہ کھائے ایک درخت پیدا ہوتا ہے اور اس میں ہزاروں پھل ہوتے ہیں اُسکے برگ و ثمر کی یہ خاصیت ہے کہ اگر ایک ٹم کو یا چھوٹی سی سے برگ سو من پانی میں جوش کرتے ہزاروں آدمیوں کو پلا دے جائیں وہی خاصیت پیدا ہوگی جو ثمر یا برگ کھانے سے ہوگی اور یہ اس

کی اس کام کی جو کہ اُسکو خشک کر کے اپنے پاس رکھ لے جسکی کوئی انفی زہر آلود یا کوئی چیز کاٹے یا سنبھالے یا کوئی تر ہر دے اور معلوم ہو جائے قدرے وہ بیخ خشک پانی میں گھس کر پلا دے بالکل زہر اثر نہ کرے گا اگر جان بلب بھی ہوگا زندہ ہو جائے گا زندہ رہے گا پھر اُس پر کوئی زہر اثر نہ کرے گا یہ جو میں نے تحریر دیکھا بہت خوش ہوا اور ایسا خوش ہوا کہ پھولوں نہ سماتا تھا جانہ جسم میں تنگ ہو گیا دل سے کہا کہ بڑی عمدہ چیز ہاتھ آئی جو اُن سب سے سرخرو ہوا خداوند نے ابرو رکھ لی بات خوب تھی اب جو وہ بعد رفت کے آئینکے اُسے کہہ سکا کہ تم خیال رکھو زمانہ بہار کو آنے دو ہم تم کو ایک دو دینے جو کہ تمھاری خواہشوں کو پورا کر دے گی اور جیسی تم چاہتے ہو ایسی ہوگی مگر میرے پاس ایک دن بعد ہفتہ بھر کے سب ہو جائے گا کرنا مجھ کو یاد دلائے رہنا یہ خیال کر کے میں نے کتاب کو بند کیا نشان لگا دیا پھر خیال کیا کہ اسکا ذکر خداوند سے کرنا بہتر ہو گا اُس دن سے خوش رہنے لگا یہاں تک کہ خداوند کی خدمت میں گیا اُسے عرض کیا کہ ایک امر کی اجازت کا خواستگار ہوں مجھ کو اجازت مرحمت ہوا انھوں نے فرمایا کہ بیان کر دینے سب اہل بیان کیا اور اُس درخت کا بھی حال بیان کیا انھوں نے جواب دیا کہ تم کو اجازت ہے کہ چاہے تم تمام عالم کو کھلاؤ چاہے اُسی قصبہ کے لوگوں کو تم کو اختیار دیا گیا ہے خداوند نے اُسکے بہت سے خواص اپنی زبان سے فرمائے جب خداوند نے بھی اجازت دی میں اور بہت مسرور ہوا صرت مجھ کو اسی امر کا خیال تھا کہ شاید خداوند اجازت نہ دیں مگر وہ میرے حال پر بہت مہربان تھے اجازت دے دی میں وہاں سے رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا یہاں تک کہ وہ ہفتہ گذرا سب لوگ اگر جمع ہوئے پہلے تو میں نے اُنکو بہت کچھ پند و نصیحت کی تھیب و فرزند لکھا یا مگر جب اُنکو آمادہ پایا میں نے اُن سے کہا کہ تم لوگ بیٹھو اور پریشان نہ ہو زمانہ بہار کا آنے دو ہم تم کو تمھاری خواہش کے موافق دو طیار کر دینگے کیونکہ ہم نے جو کتابیں دیکھیں اس میں ایک نسخہ نکلا ہے اس میں چند نمونہ ہیں اور چند برگ ہیں جو کہ زمانہ بہار میں پیدا ہوتے ہیں جب تک وہ نہ ہونے اُسوقت تک تمھاری خواہش پوری نہ ہوگی انھوں نے جواب دیا کہ یہ تو وہ مثل آپ نے فرمائی کہ تاثر باقی از عراق آوردہ شود مارگزیدہ مردہ شود ہم لوگ تو اسی امید میں تمام ہو جائینگے نہ معلوم کب زمانہ بہار کا آئے اور وہ شہر اور برگ پیدا ہوں ہم اس امید پر کب تک بیٹھے رہیں نہ معلوم کون مرجائے اور کون زندہ رہے ہم آپ کی ان باتوں کو نہ مانیں گے آپ ہم کو بھلائے ہیں تب میں نے قسم کھا کر کہا کہ تم پریشان نہ ہو زمانہ بہار کا قریب ہے چار مہینہ باقی ہیں چھ عرصہ نہیں ہے میں تم سے فقرہ نہیں کرتا ہوں بھائیوں بدو اُن کے ایسی دو طیار نہیں ہو سکتی ہے جب میں نے قسم کھائی تب اُنکو یقین آیا انھوں نے کہا کہ ہم کو کیونکر معلوم ہوگا کہ زمانہ بہار کا آیا میں نے کہا کہ تم لوگ آج کی تاریخ لیج لو بس آج سے مہینہ بھر کے بعد میرے پاس آیا کرو اور دریافت کر جایا کرو جب وہ زمانہ آئے گا میں تم سے کہہ دوں گا اور تم کو طلب کر لوں گا جس طور سے کمون اُس طور سے استعمال کرنا اُن سب نے قبول کیا اور رخصت ہو کر چلے گئے اُس دن سے انھوں نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ مہینہ بھر کے بعد آتے تھے یہاں خود اسکی خواہش تھی رات دن شمار میں گذرتا تھا اسی امر کی فکر تھی کہ وہ زمانہ آئے اور وہ شہر پیدا ہو وہ لوگ بھی آکر بعد مہینہ بھر کے یاد دلاتے تھے نوبت باہین جا رسید کہ وہ چاروں مہینہ گذرے زمانہ بہار کا آیا اب میں نے حساب لگایا کہ حساب سے ثابت ہوا کہ فلان دن شربت آفتاب ہے جب یہ معلوم ہو لیا تو میں نے علم نجوم سے دریافت کیا کہ وہ درخت کس صحرائ میں پیدا ہوگا چونکہ کتاب میں تحریر تھا کہ ہر صحرا

میں پیدا ہوتا ہے خصوصاً جہان ترائی بہت ہوتی ہے اور زمین جہان کی سرسبز ہوتی ہے اسی خیال سے کہ کسی صحرا
 کی خصوصیت نہیں ہے ہر جگہ ہوتا ہے گریہ تحریر تھا کہ جس زمین کی کوہیت لکھی ہے اس کا درخت بہت عمدہ
 ہوتا ہے اور بہت تاثیر ہوتا ہے میں نے اسی خیال سے علم نجوم سے دریافت کیا کہ ایسا صحرا کون ہے جس میں
 ہوا کہ اس قسم کا صحرا طرٹ شمال کے ہے شہر سمندر سے قریب ہے اس کا نام دشت فرحت افزا ہے وہ
 یہ درخت پیدا ہوتا ہے جس جب یہ معلوم ہوا میں نے اس دن سے چلنے کا بندوبست کیا اور دن شماری
 کرتے لگا ہر آنتاک کہ وہ لوگ آئے میں نے انکو خبر دی کہ تم فلاں دن آنا ہم تم کو دوا دیتے چنانچہ وہ
 دن آچکا تھا جب صبح ہوئی مجھ کو معلوم ہوا کہ آج شرف آفتاب ہے میں نے کتابیں نکالیں اور وہ تخت
 طیار کیا جو کہ خداوند نے دیا تھا سب اپنا بندوبست کر کے چلے پر آمادہ ہوا کہ وہ سب لوگ اگر
 پہنچے مجھ سے عرض کیا کہ لایئے میں نے کہا کہ اب میں جاتا ہوں ان شر اور برگ کے لینے کو میں
 نے سب دوا تیار کر لی ہے صرت انکے لانے کی کسر ہے وہ ملا لون تو دون تم لوگ شام تک ٹھہرو
 میں ابھی لاتا ہوں اور دیتا ہوں ان سب نے قبول کیا اور میں انکو بٹھا کر روانہ ہوا بہت سے
 صحرا و جنگل دیکھے کہیں پتہ نہ چلا جو جنگل و صحرا راہ میں پڑے انکو تلاش کرتا ہوا ادھر کو آیا
 چونکہ معلوم تھا کہ اسی طرٹ دشت فرحت افزا ہے اور ایک میں نے طریقہ بھی لے لیا تھا کہ جس سے
 سب اطراف کا حال معلوم ہوتا ہے کہ فلاں طرٹ فلاں ملک ہے اور فلاں طرٹ فلاں صحرا ہے اسی
 سے دریافت کر کے ادھر کو چلا دوسرے تخت خداوندی میں یہ خاصیت تھی کہ جہر کو اس سے
 کہو اسی طرٹ لے جاتا ہے پس اسی شجر کی تلاش میں جاتا ہوں تاکہ اسکو حاصل کروں اگر آج کا دن
 گذرے گا تو پھر سال بھر یہ کیا اس سے مجھ کو جلدی ہے پس اب نہ رو کو جاتے دو کیونکہ رماہ بہت
 قلیل رہا ہے اگر یہ دقت ہیں کہ نہ کیا تو وہ خشک ہو جائے گا میری محنت بیکار ہوگی اور ان سب
 شرمندگی ہوگی اور یہ کتابیں اسی لیے ہمراہ ہیں کہ اس میں اسکی شناخت کی حالت تحریر ہے اسی
 میں دیکھ کر اسکی شناخت کر دنگا سمندر سے جو یہ تقریر لقمان ثانی کی کہ آپ نے اس کا
 نام نہ بیان کیا تاکہ ہم بھی نام سے واقف ہوتے لقمان ثانی نے کہا کہ اسکو ثمرۃ الحیات و شجرۃ الحیات
 کہتے ہیں پس سمندر سے کہا کہ بھلا اب میں کس آپ کو چھوڑتا ہوں مجھ کو ہمراہ لے چلیے اور اس
 شجر کے برگ و ثمر کھلائے تاکہ مجھ کو بھی حیات ابدی اور زندگی حاصل ہو یہ تو خوب چیز آپ نے
 بیان فرمائی میری خود اکیسی خواہش تھی بلکہ میں عرضی میں لکھوانے والا تھا کہ خداوند سے اس امر
 کی خواہش کروں کہ میری عمر میں ترقی عطا کریں بلکہ سب اہل دربار کی عمر میں ترقی عطا فرمائی
 اور سب کو تازمانہ قیام دنیا قائم رکھیں پس خداوند سے عرض کرنے کی ضرورت نہ ہوئی یہ مطلب
 میرا حاصل ہو گیا کہ آپ ایسے مہربان اور خفیع کے ہاتھ ایسی چیز لگی جو کہ نایاب اور نادر زمانہ
 ہے پس مجھ کو بھی اس سے سرفراز فرمائے تاکہ میری بھی ترقی عمر ہو اور میرے اہل دربار کی بھی پس
 خلاصہ یہ کہ سمندر سے اس طور سے کہا کہ لقمان ثانی کو انکار کرتے بن نہ پڑا کہ اچھا جو
 تمھاری مرضی میں تمھاری خوشی کا خواستگار ہوں اگر تمھاری یہی مرضی ہے تو اچھا پس تم ان
 لوگوں کو ہمراہ لے جو جو کہ تمھارے بہت خیر خواہ ہیں اور بہت بڑے نمک حلال ہیں اور جلو
 طرٹ دشت فرحت افزا کے سمندر سے جواب دیا کہ حکیم صاحب وہ صحرا تو میرے قلم و دین
 ہے بلکہ میں نے اسکا نام فرحت افزا رکھا ہے میں اس میں کسی کو آیا کرتا تھا وہ تو یہاں سے

قریب ہو کوئی ایک کوس کے فاصلہ پر ہو گا یہ کہہ کر کہا کہ اگر ایسا ہوا اور اس شہر اور برگ شجر نے یہ اثر کیا تو پھر
 کیونکر اہل اسلام ہم سب کو قتل کر سکتے ہیں ہم انکو ٹھوڑا ٹھوڑا کر کے قتل کرینگے یہاں تک کہ تمام عالم بین میری حکومت
 ہو جائے گی سب سرکشان جہان مجھ سے خوف کرینگے ہر ایک میری اطاعت کریگا جب یہ سب کو معلوم
 ہو گا کہ یہ اب زندہ رہیں گے انکو کوئی قتل نہیں کر سکتا سمندر نے جو یہ کہا لقمان ثانی نے جواب دیا
 کہ اے سمندر جلدی کرو ورنہ لگاؤ مگر یہ حد سے دو کہ جن لوگوں کو میں اپنے ہمراہ لے جاؤں انکے سوا کوئی
 میرے ہمراہ نہ آئے اگر آئے گا تو سزا پائے گا بس سمندر نے اسی وقت قریب ڈیڑھ سو سرداروں کے
 اور ان بادشاہوں کو جو برابرے ملک آئے تھے جا دیا کہ آپ لوگ میرے ہمراہ چلیں چنانچہ کوئی دوسو
 آدمیوں کے قریب ہوئے تھے انتخاب کیا باتنی کو حکم دیا کہ تم اسی مقام پر رہو میں آتا ہوں تم سب کو
 اپنے ہمراہ لے کر شہر کو چلوں گا یہ حکم دیکر منادی سے کہا کہ ندا کر دے کہ جو کوئی سوا ان سرداروں کے
 جو کہ بادشاہ کے ہمراہ ہیں اور بادشاہ اپنے ہمراہ لیے جاتا ہو بادشاہ کے عقب میں جائے گا وہ
 سزا سے سخت پائے گا یہ منادی ندا کر دے پہلے کل اہل جلسہ نے تصدیق کیا تھا کہ ہم بھی جا کر بادشاہ
 کے ہمراہ رہ کر کھائیں گے جسکو ثمرۃ الحیات کہتے ہیں مگر اس تصدیق سے بے غم نہ ہوئے بلکہ اندازہ سو
 کرنے لگے وہ جو چند آدمی اہل شہر سے آکر آچہ شدہ ہو کر سب تقریریں رہے تھے اور یہ بھی حال
 سنا تھا انھوں نے اور ایوان کی کیفیت دیکھی تھی انھوں نے بھی تصدیق کیا تھا مگر جب یہ حالت
 مایوس ہو کر رہ گئے سمندر نے ادھر لقمان ثانی سے کہا کہ تشریف لے چلیے وہاں سے اگر میری
 عرضی لے کر اپنے مقام پر تشریف لے جائے گا اس غصہ میں عرضی طیار ہو جائے گی لقمان نے
 کہا کہ اچھا یہ کہہ کر سمندر سے کہا کہ چلو بس میں جب اس درخت کو پہچان لوں گا تو پھر اُسکا ٹھوڑا ٹھوڑا
 بس تم لوگ فوراً اُسکو توڑ کر کھائے لگنا جو جس کے ہاتھ آئے خواہ ٹھوڑا ہو یا بڑا سب نے کہا
 کہ اچھا لقمان نے کہا کہ مجھ سے پوچھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے نہ میرے کہنے کی نوبت آئے اسی
 سبب سے میں تم کو اسی مقام سے سب طریقہ بتائے دیتا ہوں بس یہ کہہ کر لقمان اپنے تخت پر
 سے اترے اور کہا کہ چلو سمندر نے کہا کہ کیا پیادہ یا چلیے گا لقمان ثانی نے جواب دیا کہ ہاں سگ
 تلاش کرنا ہی اگر تخت پر سوار ہو کر چلوں گا تو کیوں کر معلوم ہو گا تم لوگ بھی میرے ہمراہ پیدل چلو
 سمندر نے منظور کیا لقمان ثانی نے ایک کتاب تخت پر سے اٹھالی اُسکو کھول کر ہاتھ میں لیا
 اور تخت سے کہا کہ میرے بالائے سر چل بس وہ تخت خود بخود بلند ہو کر بالائے سر لقمان ثانی آیا
 آگے آگے لقمان ثانی کتاب کو ہاتھ میں لیے ہوئے چلے آئے عقب میں سمندر و عشاق
 آئے عقب میں اور سب بادشاہ و سردار چلے جب سمندر کو لقمان ثانی اپنے ہمراہ لیکر چلے
 اُسوقت لقمان نے تخت کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ جب دشت فرحت افزا آجائے تو تو پھر
 جانا تاکہ معلوم ہو کہ یہاں سے حد دشت بہار افزا ہی سمندر نے کہا کہ آپ اس امر سے اطمینان
 رکھیے مجھ کو معلوم ہے کہ جہان سے سرحد شروع ہوئی ہے کیونکہ میں یہاں اکثر برائے سیر آیا کرتا ہوں
 میں نے سرحد بندی کر دی ہے لقمان نے کہا کہ اچھا یہ لوگ تو ادھر چلے ادھر کا حال ملاحظہ ہو کہ جب
 یہ سب نے دیکھا کہ بادشاہ مع چند سرداروں کے طرف دشت فرحت افزا کے تشریف
 لے گئے جو لوگ اس حال سے واقف تھے کہ بادشاہ لقمان ثانی کے ہمراہ ثمرۃ الحیات
 نوش فرمائے جاتے ہیں وہ مایوس ہو کر رہ گئے یہ حال سوا کے ان لوگوں کے کہ جو سردار تھے

اور اُس مقام پر موجود تھے۔ در کسی کو نہ معلوم تھا یا ان چند شخصوں کو معلوم تھا کہ جو پوشیدہ کھڑے ہوئے
سن رہے تھے مگر کیا کر کے مجبور تھے حکم شاہی سے بس جب سمندر چلا گیا وہ لوگ بھی اُس مقام
پر سے اپنے اپنے مکانوں کو روانہ ہوئے اور جواہل شہر اُس مقام پر تھے وہ بھی یہ حال دیکھ کر چلے گئے
سب بازارین اُٹھ گئیں اب سوائے کچھ فوج کے اور سرداروں کے جو کہ سمندر کے ہمراہ نہ گئے
تھے اور ملازمین کے کوئی اُس مقام پر اپنی شہر سے نہ رہا یہاں تو یہ حال ہوا دھر سمندر جب سرحد
دشت فرحت افزا پہنچا سمندر نے لقمان سے کہا کہ یہاں سے وہ صحرا شروع ہوا ہے بس یہ
سننا تھا کہ لقمان ثانی نے یہ ترکیب کی کہ ہر ایک سحر کو دیکھنا شروع کیا اور برگ و ثمر توڑ کر
سو لکھنا شروع کیا نصف میدان طر کیا تھا کہ ایک مقام پر لقمان ثانی کھڑے ہوئے اُس
مقام پر ایک سحر جو بننا ہوا تھا اُس کے کنارے کھڑے ہو کر ہر سحر کو دیکھنے لگے اور سو لکھنے لگے
اور کتاب کو دیکھنے لگے بس ایک مرتبہ تخت کی طرف اشارہ کیا کہ وہ زمین پر آیا اُس پر سے اور
ایک کتاب اُٹھائی اُسکو کھولا اور چند قدم چلے کہ سب نے دیکھا کہ ایک درخت اُس مقام
پر کوئی گز بھر اونچا لگا ہوا تھا اور اُسکا پتھر بہت تھا اُس میں پھل مثل انگور کے لگے ہوئے
تھے اور کچھ پھول بھی تھے انگور چھوٹے ہوئے ہیں وہ برابر نمون کے تھے مگر خوشہ خوشہ اور
سرخ تھے بس جیسے لقمان ثانی نے اُس درخت کو دیکھا اور کتاب کی طرف دیکھا اور پھر غور
سے اُس درخت کو دیکھا بس دیکھنا تھا کہ ایک مرتبہ قدم بڑھا کر چند خوشہ اُس درخت سے
توڑے اور اپنے تخت کی طرف چلے چونکہ تخت زمین پر بچھا ہوا تھا لقمان کا خوشہ توڑ کر
تخت کی طرف پلٹنا تھا کہ ایک مرتبہ سمندر نے ٹپھ کر اُس درخت سے ایک خوشہ توڑا اور
بلا خوف کھا گیا اُسکا کھانا تھا کہ اب تو لوٹ بیٹھی ایک کے اوپر ایک گرنے لگا اس خیال
سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ سب لوگ برگ و ثمر کھا جائیں اور میں محروم رہ جاؤں ثمرۃ الحیات
میرے کھانے میں نہ آئیں یہ حالت تھی کہ کسی کو اُس وقت پاس دلچاظ نہ تھا ایک دوسرے سے
کشتی لڑنے پر آمادہ تھا اور ہٹائے دیتا تھا باہر بہشت وشت ہو رہی تھی میں میرے اوپر وہ میرے
اوپر کھانا نقشہ کھا کہ جیسے شہرے اوپر رہنے کے گرنے ہیں جب کہ تقسیم کیا جاتا ہے یا تدبیر سب سے
پر گرتی ہے لقمان ثانی وہ غم لے کر تخت پر آکر بیٹھ رہے اور غماشہ دیکھ رہے ہیں سہرا لے جاتے
ہیں ادھر عجیب تماشا ہے کہ کوئی کسی کی نہیں سنتا ہے اپنی فکر میں ایک دوسرے کو کھینچ لیتا ہے
اور کتاب کو کہ تم کھا چکے ہو ہٹ جاؤ میں کھانوں یہ حال جو سمندر نے دیکھا ایک مرتبہ غصہ کر کے
اُس درخت کو جڑ سے اُٹھا لیا اور زمین پر پھینک دیا اور کہا کہ لو سب کھا لو بس سب اُس پر گر پڑے
سمندر نے بھی مارے خوشی گئے ایک خوشہ اور کھایا اور چند برگ بس سبکا اُسے برگ و ثمر کھانا کیا تھا
گویا وہ اب حیات تھا کہ ایسی خوشی سے اُس گھاس کو سب نے کھایا کہ کوئی اس خواہش سے نعمت عظمیٰ کو
کو بھی نہ کھائیگا جالور بھی اس خواہش سے نہ کھائیگا کوئی خوراک ہے جسے ان خرساں بے دم نے کھایا ایک غمرو
ایک برگ باقی نہ رہا سوائے چند شاخوں کے اور جڑ کے ٹکڑے بھی ایسی تھی کہ سمین برگ کا نام بھی نہ تھا اُسکا یہ
عالم تھا کہ جسے شوق سبزے کو کھا جاتی ہے بس جب سب کھا چکے ایک مرتبہ الگ ہوئے جسکے
جسکے شکم میں اُسکا عرق گ یا سفل اُسکو گرمی معلوم ہونے لگی سب سے پہلے سمندر نے کھایا تھا
اُسکا یہ حال ہوا کہ شدت گرمی سے عرق میں غرق ہو گیا اور یہ نوبت ہوئی کہ چکر آئے لگا اسی بڑھا کہ حکیم صاحب

حکیم صاحب سے یہ حال بیان کروں کہ میری یہ حالت ہو پس چند قدم چلا تھا کہ ایسا چلا کہ سنبھلا نہ گیا وہ دم سے
 اٹھ کے بھل زمین پر گر اور بیوش ہو گیا یہ جو اسکے وزیر و نواب اور دیگر سرداروں نے دیکھا سب اپنے
 اپنے مقام پر سے اٹھنے کو چلے جو چلا وہ دم سے گرا ایتنا لگا لگا گیا کہ نہ سبکا سی حال تھا کہ
 سرگردش کر رہے تھے قدم نہ تھمتے تھے لاکھ لاکھ ہر ایک نے اپنے کو سنبھالا مگر نہ سنبھل سکے گر پڑے کیونکہ
 وہ برگ ٹھرا پنا اثر کر چکے تھے خوب کھائے تھے راوی نے بیان کیا ہے کہ جیسے ہی سب گر کر بیوش ہوئے
 اور اٹھانے کو تھین ہو گیا کہ سب بیوش ہو گئے ہیں ایک مرتبہ نعرہ کیا کہ منہم خواجہ ثالث خضران بن
 عمر و ثانی اسوقت بابا جان و دادا جان ہوتے تو میری عیاری کی تعریف کرتے کیا کوئی میرے روبرو
 عیاری کر سکتا ہے عیاری اسکا نام ہے بھی ایسی عیاری کسی عیار نے خواب میں بھی نہ دیکھی ہوگی خواجہ اول
 و ثانی نے بھی ایسی عیاری نہ کی ہوگی مین اُسے گوئے سبقت لیگیا یہ کلمہ کلمہ پھر نعرہ کیا منہم شاہ عیاران
 عیار یک طرار بریش ترا شدہ ساحران و سر بر نہ کا فران منہم شاہراؤہ و لاست اول اب یہ بٹا کاران پر دغا
 میرے ہاتھ سے کہاں جاتے ہیں آج ہی تو سمندر میرے ہاتھ لگا ہو مین اسے کب زمرہ چھوڑتا ہوں
 اسکا سرتن سے جدا کرتا ہوں یہ کلمہ اور یہ نعرہ کر کے کہ منہم خواجہ ثالث اور خرمیان سے نکال کر تپ
 سے اترے اور طرف سمندر کے چلے ابھی قریب نہ ہوئے تھے قدم اٹھائے چلے جاتے تھے نعرے
 نعرے کرتے تھے اور بہت خوش تھے کہ یکا یک ایک گرائنگی صدا آئی بہت زور سے کہ خواجہ کانپ گئے
 اور سہم گئے یہ معلوم ہوا کہ ساتون آسمان پھٹ پڑے خواجہ کے حواس جاتے رہے کہ یہ کیسی صدا
 آئی خواجہ نے سر اٹھا کر دیکھا کہ کیا ابر آیا ہے جو یہ زبرد کی گرج ہو ایسی گرج تو مین نے اپنی عمر میں
 نہ سنی تھی جیسی اسوقت صدا آئی یہ خیال کر کے دل میں خواجہ نے طرف آسمان کے دیکھا کہ نہ طاق
 کی طرف سے ایک لکڑا بر نہایت تاریک چلا آتا ہے اسی مین گرج بھی ہو رہی ہو اور جھک بھی ہو
 خواجہ نے خیال کیا کہ خیر کیا نقصان ہو تم اپنے کام میں مصروف ہو بہت ہو گا ابر بر نہنے لگے گا
 پانی سے بچنے کے لیے منڈھی و انبالی نکالی تو یہ خیال کر کے زمینیل سے منڈھی نکالی اور کہا کہ ای
 منڈھی مثل جھتری کے میرے سر پر قائم ہو جاؤ منڈھی برابر جھتری کے ہو گئی بس یہ تذبذب کر کے
 خواجہ طرف سمندر کے چلے جیسے ہی قصد چلنے کا کیا اور قدم اٹھایا اس مرتبہ سے زیادہ گرج ہوئی
 کہ تمام صحرا ہل گیا خواجہ کانپ گئے بسبب لرزہ کے خجراتھ سے چھوٹ گیا اب جو خواجہ نے اپنے کو
 سنبھالا مگر طرف آسمان کے اس خیال سے دیکھا کہ یہ کیا امر ہے کہ جب مین سمندر کی طرف بڑھنے کا قصد
 کرتا ہوں اسوقت صدا اے صیب آتی ہے خواجہ کو یہ نظر پڑا کہ وہ جو ابر نہ طاق کی طرف سے اٹھا
 تھا قریب آ گیا ہو اور محیط ہو گیا ہو اسی سے بار بار صدا آ رہی تھی اور جھک بھی ہو رہی تھی یہ خیال
 کر کے دل سے کہا کہ کیسا تو آج بودا ہو گیا ہے کہ بعد کی صدا سے ڈرا جاتا ہے اپنا کام کر اور خواجہ تم
 کیسے مرد ہو یہ اپنی طرف خطاب کر کے کہا اور خجراتھ کر چلنے کا قصد کیا کہ پھر صدا آئی اپنی مرتبہ
 بہت زور سے اور بہت قریب سے برق چمکی خواجہ نے کچھ خیال نہ کیا اور قصد اس کے بڑھنے کا
 کیا کہ ایک مرتبہ صدا آئی کہ او ناشدنی ہم تھک کر تے ہیں اور تو نہیں مانتا ہو اپنے قصد کو فسخ
 کر دست خود را نگہدار ابی مرتبہ اگر تو نے قصد کیا تو ایسی ڈانٹ بتاؤ چکا کہ تیرا جگر شق ہو جائیگا
 اگر اپنی خیریت چاہتا ہو تو بے پلت آور نہ مانتا سیکھا دیکھ خبردار اب اس کے قدم بڑھانے کا قصد نہ کر
 خواجہ نے جو یہ صدا سنی اسے دل میں کہا کہ یہ کوئی مھر ہو سمندر کا تو خوف نہ کر اپنے کام میں مصروف

آنت سے پائری لگیا اور سمندر پر کیا گزری راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ ابر جو وہاں سے چلا سیدھا شہر
 سمندر پر پہنچ آیا اور جس مقام پر سمندر دربار کرتا تھا اُس عمارت پر محیط ہوا وہاں سناٹا تھا اور
 کوئی نہ تھا کیونکہ جب قدر لازم تھے وہ سب تو ہمراہ سمندر گئے تھے جو باقی رہے تھے وہ اپنے کاروبار
 میں مصروف تھے برین باب اور سناٹا تھا بس راوی بیان کرتا ہے کہ ناظرین پر واضح ہو کہ وہ ابر جس
 اور اُس ابر میں بعد شور خیز جاو و تھا یہ بہت بڑا ساحر زبردست ذیہ طاق سے آیا ہے سمندر کے
 بجائے کو پہلے اُسے خواجہ کو گرج سے ڈرایا تھا جب خواجہ نہ ڈرے تھے اور ہر مرتبہ قصد کرتے
 تھے کہ میں سمندر کو قتل کروں تو وہ کلمات خلاف تمہذیب کہتا تھا جب خواجہ اپنے قصد سے باز نہ آئے
 تھے تو اُسے ابر سے گرا کر سب کو پوشیدہ کر لیا تھا اور ایسی سحر سے گرج و چمک پیدا کی کہ خواجہ
 تخت پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے جیسا کہ مذکور ہوا ہے اس نے یہ تدبیر کی تھی کہ
 کچھ نیچے پیدا کیے تھے اُن پنجوں کے ذریعے سے مع سمندر سب کو اُسی تاریکی اور ابر کی حالت
 میں اٹھا کر اور اُنکو اُسی ابر پر ڈال کر طرٹ سمندر پر کے روانہ ہوا تھا یہاں تک کہ سمندر پر پہنچ
 اور خاص دربار سمندر شاہ کی عمارت پر جا کر ٹھہرا سکے اُن کے کا حال نہ طاق سے خود اسکی زبان
 روبرو سمندر کے بیان ہو گائیں اس نے یہ تدبیر کی کہ اُنھیں پنجوں کے ذریعے سے اُن سب کو ایوان
 دربار میں بھیج جب سب کو بھیج چکا اسوقت خود بھی ابر سے نکلا اور ایوان میں آیا دیکھا کہ سب
 ابھی تک بیہوش پڑے ہوئے ہیں پس اس نے سحر کیا کہ ایک ہوا سے سر چلی وہ ہوا جسکے لگی اسکو
 بیہوش آیا سب اثر بیہوشی کا دور ہوا اُس سحر کی بیہوشی کا اثر بھی کم ہو چکا تھا اس نے سحر دفع بیہوشی
 کیا سب کو بیہوش آیا سب سے پہلے سمندر کو بیہوش آیا اب جو اُنکے کھولی اس نے کو ایوان میں فرش پر
 پڑا ہوا دیکھا خیال کیا کہ یہ کیا واقعہ ہو میں تو دشت فرحت افزا میں ہمراہ لقمان ثانی کے واسطے
 کھانے ثمرۃ الحیات کے گیا تھا اور ثمرۃ الحیات کھایا اس کے کھانے سے گرمی معلوم ہوئی تھی میں
 پاس لقمان کے گرمی کی شکایت کو چلا تھا کہ معلقو جگر آیا میں اُنکے نہ پاسکا بیہوش ہو گیا یہاں کیونکہ آیا
 معلوم ہوتا ہے کہ یہ خواب ہو اسی طور سے ہر ایک کو بیہوش آیا اور ہر ایک نے یہی خیال کیا سب
 اسی طور سے فرش پر پڑے ہوئے ہیں اور یہی خیال کر رہے تھے کہ بعد شور خیز جاوے
 دیکھا کہ میں نے سحر بھی کیا اور کوئی ہوشیار نہ ہوا اسکا کیا سب ہو گیا خواجہ نے اُس درخت کے
 پھلوں میں نہ ہر دیا تھا کہ وہ کھا کر سب مر گئے یہ خیال کر کے سمندر کے قریب آیا اور اُس کے سر ہانے
 پیٹھ اسکا شانہ ہلایا اور کہا کہ اے بھائی سمندر شاہ ذرا ہوشیار ہو اپنی حالت دیکھو کہ تم پر کیا گزری
 دشمنوں نے اپنا کام کر لیا تم سبھی کوئی نادان نہ ہو گائیں تمہاری حالت کی خبر پا کر نہ طاق سے
 آیا ہوں اگر میں نہ آتا تو بڑا غضب ہوتا دشمن تمکو قتل کر ڈالتے خداوند نے اپنا فضل کیا کہ میں صین
 وقت پر پہنچا میں تمکو اُس مقام پر سے اٹھا لایا ہوں یہ تمہارا ایوان ہو ذرا ہوشیار ہو کر دیکھو
 اور اپنی سب حالت بیان کر دے جو اُس ساحر نے کہا سمندر نے سنا اور سب نے بھی سنا سمندر
 نے اُنکے کھول کر دیکھا بغور تو اپنے ایوان کو پایا کہ جہاں دربار کرتا تھا پس ایک مرتبہ کھیرا کر اٹھ
 بیٹھا اسکا اٹھنا تھا کہ سب سردار اور بادشاہ جو اسکے ہمراہ بیہوش ہوئے تھے اور وہ ساحران
 سب کو اٹھا لایا تھا ہوشیار تو ہو چکے تھے صرف اس خیال سے پڑے ہوئے تھے کہ ہم خواب
 دیکھ رہے ہیں شاید اُس سحر کا یہی اثر ہو کہ جو کھاتا ہے بیہوش ہو جاتا ہے اُسکو ایسے ایسے خواب نظر آتے ہیں

اگر ہم اٹھ بیٹھیں اور کچھ اسکے اثر میں کمی ہو جائے تو سب محنت برابری جتنیک لقمان ثانی نہ فرما میں گے ہم
 نہ انہیں گے یہ سب خیال کر رہے تھے کہ اُسے سمندر کا نشانہ ملا کر وہ تقریر کی سمندر اسکی تقریر سن کے
 اٹھ کھڑا ہوا پس یہ سب بھی اٹھ بیٹھے اور خیال کیا کہ یہ تو نیا جہاں تھنے میں آیا جب سب اٹھنے سب نے دیکھا
 کہ ایک ساحر صفت باندھے ہوئے گرتا پھرتے ہوئے قشقشہ لگاے بھبھوت ملے ہوئے کھنور چندر
 کے لگے ہوئے جھولی شانے پر بڑی ہوئی بڑے بڑے بال سر پر کا لے کوڑیا لے گئے اور ہاتھوں سے
 پٹے ہوئے عقرب اسکی پیشانی پر بیٹھے ہوئے اٹھ اور منہ سے اور کانوں سے شعلے نکل رہے
 ہیں رنگ سیاہ ہو قد بہت دراز ہو ہاتھ پائوں مثل شاخ چنار کے ہیں وہ دانت منہ سے باہر ہیں
 نیلے نیلے اور مونچھے موٹے موٹے ہونٹ ہیں اسقدر منہ پر جھک کے داغ ہیں کہ جیسے منہ کو بھڑون نے
 نوچا ہو اگر کوئی دیکھے اسکو دن کو تو ڈر جائے عجیب شکل شبیب ہو بچہ دیودہ پچہ شیطان معلوم ہوتا ہر وہ
 از سر تا پا شعلہ آگ بنا ہوا ہے ایسی صورت صیب جو ان سب نے دیکھی اور دیکھا کہ سمندر کے برابر
 بیٹھا ہوا ہے سب خوف زدہ ہوئے خیال کرنے لگے کہ شاید خداوند نے کسی فرشتہ عذاب کو ہم سب کی
 روح قبض کرنے کو روانہ کیا ہو یہ وہی فرشتہ ہے پہلے بادشاہ کی روح قبض کر گیا پھر ہم سب کی یہ اسکا فقرہ
 ہے خیال کر کے سمندر کی طرف دیکھا اور پھر انہیں بند کر لیں جو کہ بہت نرسے اور نہایت خوف زدہ
 تھے وہ کانپنے لگے مگر اب یہ کیسی جرات نہیں ہوتی ہو کہ بات کریں یا پھر پٹ جائیں سب مثل تصویر
 کے بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے ہیں اور خیال کر رہے ہیں کہ اس بیداری سے تو وہ بیہوشی
 اچھی تھی کہ ایسی صیب صورت تو نہ دکھائی دیتی تھی جو ہوشیار ہونے سے نظر آئی یہ کیا آفت پیش آئی
 تری عمر کے لیے شمرۃ الحیات کھایا تھا نہ کہ اس لیے کہ روح قبض ہو جائے شمرۃ الحیات نے تو سب کو
 شمرۃ الحیات کا اثر دکھایا کہ فرشتہ عذاب قبض روح کو آیا برمی خرابی ہوئی لقمان ثانی نے مفت میں جان لی
 اور فقرہ دیا معلوم ہوا کہ شمرۃ الحیات تھا شمرۃ الحیات نہ تھا سب خاموش بیٹھے ہوئے یہ خیال دل میں
 کر رہے ہیں سمندر بھی اسکی صورت دیکھ کر حیران ہوا سب اسکا یہ تھا کہ ابھی تک کچھ اثر بیہوشی کا دھندلا
 میں باقی تھا بالکل زائل نہ ہوا تھا پس سمندر نے اسکو دیکھ کر کہا کہ اے بھائی تم کس لیے آئے ہو مجھے کوئی
 خطا نہیں کی ہو خداوند کی کہ جو اسخون نے تمکو ہم سب کی قبض روح کے لیے روانہ کیا ہو ہمارا ابھی جی رہا
 ہے جانے کو نہیں چاہتا ہو تم بیکار ہمارے قبض روح کرتے ہو مجھے اسی خیال سے کہ دنیا مقام رحمت
 ہو اور جہاں فرحت ہو لقمان ثانی سے منت کر کے شمرۃ الحیات کھایا تھا اس لیے نہیں کھایا تھا کہ
 مر جائیں بلکہ زندگی کے لیے کھایا تھا یہاں اسکے خلاف ہوا کہ بہت جلد موت کا سامان ہو گیا تھا
 میرا ابھی جی دنیا سے جانے کو نہیں چاہتا ہو نہ میرے ہمارے بیٹوں کا تم جا کر اہل اسلام کی روح قبض
 کر دیکھو نہ وہ لوگ بہت سرکش ہیں بلکہ میرے خیال میں یہ آتا ہو کہ خداوند نے تمکو انہیں لوگوں کی
 قبض روح کے لیے روانہ کیا ہو گا تمکو دھوکا ہوا کہ تم یہاں چلے آئے وہ لوگ سیر دن شہر فروکش
 ہیں جا کر انکی روح قبض کر دو مگر اسکا خیال رہا کہ اُنکے مقابلے میں میرا لشکر بھی فروکش ہو ان
 لوگوں کی روح نہ قبض کر لینا کیونکہ وہ سب میرے دوست اور میرے خیر خواہ ہیں ہاں اہل اسلام
 کی روحیں قبض کر دو کہ وہ سب خداوندوں کے دشمن ہیں ہم سب نے تو شمرۃ الحیات کھا ہے ہیں کہ
 جب کا اثر یہ ہو کہ کبھی انسان مرتا نہیں ہو زندہ رہتا ہو تمکو ہم سب کی روحیں قبض کرنے میں بڑی تکلیف
 ہوگی ہم مرتے نہیں یہ جو سمندر نے کہا رعد شور چیز نے خیال کیا کہ ابھی اسکے دماغ میں اثر بیہوشی باقی ہے

سمندر سے کہا کہ اے سمندر اپنے حواس درست کر دو کیا سیودہ تقریر کر رہے ہو کیا فرشتہ عذاب اور
 کیسی قبض روح اور کیا شمرۃ الحیات کھانا ذرا ہوشیار ہو میری طرف دیکھو یہ کیا کہتے ہو کیا دیوانے
 ہو گئے ہو میں ہوں تمہارا دوست رعد شور خیز جاو واد تم دیکھو کہ تم کہاں ہو کیا وہاں ہیات تک رہے ہو
 جب یہ اسنے کہا سمندر کے حواس بھی درست ہو چکے تھے سمندر نے پہچانا اور اسے اس بیوشی کا مکمل
 نازل ہو چکا تھا اب سمندر نے غور سے دیکھا اور شناخت کیا اپنے کو اپنے ایوان میں فرش پر بیٹھے
 ہوئے پایا اور سب سرداروں کو جو جو ہمراہ تھے اور شور خیز کو اپنے برابر دیکھا کہ وہ بیٹھا ہے نہ لقمان
 نہ دشت فرحت افزا ہے اب تو سمندر کو خیال ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے ایک مرتبہ شور خیز سے کہا کہ بھائی رعد شور خیز
 سلام علیک مزاج تو اچھا ہے تمہارا اس وقت کہاں آنا ہوا کس غرض سے آئے تھے آکر سارا کام میرا
 برہا دیا تمہکو تم کیون پاس سے لقمان ثانی کے لئے آئے کیا ایسی ضرورت تھی انھوں نے تو میرے ساتھ
 بڑی مہربانی کی مجھکو اور میرے ہمراہیوں کو شمرۃ الحیات کھلایا اسکے کھانے سے ہم لوگ بیوش ہو گئے
 تھے کیونکہ اسکا اثر یہ ہے کہ جو کوئی کھاتا ہے وہ بیوش ہو جاتا ہے وہ اسکا تدارک کر لیتے اب وہ ضرور ناخوش
 ہوئے ہونگے تھے بہت بڑے میرے دوست کو ناراض کر دیا وہ ضرور میری شکایت خداوند سے کریں گے
 ایسے لوگ قسمت سے ملتے ہیں انھوں نے اقرار کیا تھا کہ میں خداوند سے کہہ کر تمہارے اوپر سے یہ بلا
 منع کراؤنگا اب وہ ناراض ہو گئے ہونگے اب وہ کیون میری سفارش خداوند سے نہ کریں گے بلکہ میں تو
 ایسے لوگوں کی تلاش میں تھا اتفاق سے مل گئے تھے ان میں بڑی بڑی کرامتیں تھیں اُسے خداوند سے
 نامہ و پیام ہوتا ہے وہ آسویں دن خداوند کی خدمت میں جاتے ہیں وہ بہت بڑے مقرب بارگاہ خداوندی ہیں
 انھوں نے ایک پل میں ایوان کو بموجب طلب خداوند خداوند کی خدمت میں روانہ کر دیا ایسے بزرگ
 اور بندے خاص کے پاس سے تم مجھکو یوں لے آئے کیا ایسی ضرورت تھی ذرا ٹھہر گئے ہوتے
 جب وہ جاتے تو میں خود یہاں آتا اس وقت مجھے بیان کرتے بس اسی میں خیریت ہے کہ تم مجھکو پھر اسی
 مقام پر پہونچا دو میں منت و سماجت کر کے راضی کر لوں گا تھنے بڑا غصہ کیا وہ کیا خوب دوستی اور خیر خواہی
 تھنے کی ہے ایسا بھی کوئی کرتا ہے کجا کسی نے کہ نادان دوست سے دانا دشمن اچھا ہوتا ہے تھنے بہت
 بڑی نادانی کی سب محنت میری برباد کی سمندر کی یہ تقریر کے اُس ساحر نے جواب دیا کہ اے سمندر ابھی تک
 تمہارے دماغ میں بیوشی کا اثر باقی ہے میں تھنے کہتا ہوں کہ اپنے حواس درست کرو ہوشیار ہو کر
 بیٹھو تو میں تھنے سب حالت بیان کروں بیکار مجھکو الزام دیتے ہو میں نے ضرور خیر خواہی کی ہے بلکہ
 تمہاری جان اور تمہارے ہمراہیوں کی جان دست ظالم سے بچائی ورنہ وہ قتل کرتا اے سمندر کیسے
 لقمان ثانی اور کیا خداوند سے سفارش کرنا لو صاف صاف سنو وہ خواجہ خضر ان بن عمر و عیار لشکر
 اسلام تھا وہ تھنے عیاری کر کے ایوان کو لے گیا اور اسنے تمہارے قتل کی فکر کی تھی وہ نو عین وقت پر
 میں پہونچ گیا وہ ہی لقمان ثانی بنکر آیا تھنے اسکو پہچانا بھی نہیں اگر تمکو اور عرصہ ہوتا وہ تمکو اور تمہارے
 سب ہمراہیوں کو قتل کرتا اب تمکو معلوم ہوا یا نہیں اُس عیار نے وہ درخت اپنے ترکیب سے بہت
 کیا تھا اس میں بیوشی پلائی تھی اسکے برگ و ثمر سب بیوشی آلودہ تھے اسی سبب سے تم سب کے سب
 اسکو کھا کر بیوش ہو گئے اور گر پڑے وہ قتل کر کے چلا تھا کہ میں آگیا پہلے میں نے اسکو بہت خوف
 دلا یا جب آئے نہ سنا تو میں ابرحس میں تم سب کو پوشیدہ کر کے یہاں لے آیا اور تم سب کو ہوشیار
 کیا یہ واقعہ ہے جب یہ تقریر سمندر نے سنی اور سب نے بھی سنی اب تو سب کے حواس درست ہوئے

اور خیال کیا کہ یہ تو دوسرا واقعہ بیان کر رہے ہیں ذرا استنا چاہیے کہ یہ کیا باجرا تھا اگر ایسا ہوا تو بڑا
 رعد کا گھٹایا اور بہت بڑی عیاری ہوئی وہ کیا خوب عیاری کی اب سب نے پھر آنکھیں کھولیں تو در
 اصل اپنے کو ایوان دربار میں پایا اٹھ اٹھ کر اس ساحر کو سلام کیا اور سمندر بھی اٹھ کر اپنے تخت پر
 جا کر بیٹھا اور سب کو حکم دیا کہ اپنے اپنے مقام پر بیٹھو ایک سردار سے کہا کہ تم پہرے پر جا کر خبر
 کرو کہ سب ملازم حاضر ہوں جو کہ یہاں موجود ہیں یہ سنکے وہ سردار باہر آیا پہرے کے سپاہی سے
 کہا کہ جا کر سب کو خبر کرو جو سردار یہاں موجود ہیں کہ بادشاہ دربار میں تشریف لائے ہیں وہ سپاہی
 سنکے حیران ہو گیا کہ بادشاہ تو بڑے جاہ و حشم سے تشریف لے گئے تھے یہ کیونکر چلے آئے گے
 خبر بھی نہ ہوئی اُسے اس سردار سے یہی سوال کیا اُس نے جواب دیا کہ مجھ کو امورات شاہی میں کیا غل
 ہے جو مجھ کو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کر جب طور سے اُنکا جی چاہا چلے آئے چاہا چکے سے آئے چاہا سب کو خبر
 کر کے آئے وہ خاموش ہو رہا اُسے جو سوار کہ اس مقام پر براے پہرہ اور اس امر کے مقرر
 تھے کہ اگر کوئی جلدی کی خبر کرنا ہو تو جا کر خبر کریں ان سواروں سے کہا کہ بادشاہ دربار میں بروے
 ہوا تشریف لائے ہیں آنکھوں نے سرداروں کو طلب کیا ہے جا کر خبر کرو وہ سوار یہ سنکے مرعوب
 اڑا کر فوراً ہر ایک کے مکان پر آئے اور سمندر کے آنے کی خبر کی ابھی دن باقی ہو بس یہ خبر سنکے
 ہر ایک اپنے اپنے مقام سے چلا اور داخل دربار ہوا یہاں آکر پہلے بجا کیا اسکے بعد اپنے اپنے
 مقام پر آکر بیٹھے دیکھا کہ بادشاہ تھوڑے سے سرداروں سے اور ان بادشاہوں سے جو کہ براے
 ملک آئے تھے تشریف فرما ہیں اور ایک نیا ساحر برابرتخت کے کرسی پر بیٹھا ہوا ہے مگر سب حیران
 ہیں یہ دیکھ کر ان لوگوں کی جرأت نہ ہوئی کہ کچھ دریافت کریں اسکا سبب یہ تھا کہ دیکھا سمندر غصے میں
 ہو چو نکہ جب یہ سمندر کو معلوم ہوا کہ خواجہ نے عیاری کی اور ایوان کو رہا کر کے لیکے تو بہت غصہ
 آیا اسی حالت خیف و غضب میں تخت پر بیٹھا تھا اور سرداروں کو طلب کیا تھا اسی وقت یہ خبر منتشر
 ہو گئی کہ بادشاہ بدون اطلاع اور سب سامان سواری اسی صحرائین چھوڑ کر دربار میں تشریف
 لائے ہیں یہ خبر کا منتشر ہونا تھا کہ سب چو بدار و دیگر ملازم جو کہ اس مقام پر تھے اور غلامان زمین
 آکر حاضر ہوئے سمندر کے شقاق اپنے وزیر سے کہا کہ تم ایک حکم نامہ ان سرداروں اور ملازموں
 اور فوج کے نام لکھو کہ ہم یہاں شہر میں چلے آئے ہیں لہذا جو لشکر کہ ہماری ہمراہی کا ہوا وہ تو اپنے
 مقام پر جاے اور رکھو لے اور تم سب یہاں حاضر ہو ہم دربار کرینگے اور سب سامان وہاں سے
 چلا آئے ہمارا اس وقت یہی جی چاہا کہ ہم وہاں سے اُدھر نہ آئے شہر کو چلے آئے یہ حکم نامہ بہت جلد
 تحریر کر دیں شقاق نے بموجب حکم سمندر حکم نامہ تحریر کیا اور ایک چو بدار کو دیا کہ یہ حکم نامہ لے جاؤ
 اس سوار کو دید و جو کہ پہرے پر ہوا اور اس سے کہنا کہ فلاں صحرائین سب جمع ہیں اور بادشاہ کا انتظار
 کر رہے ہیں لنگو جا کر یہ حکم نامہ دے اور زبانی بھی یہ کہے کہ بادشاہ دشت فرحت افزا سے شہر میں
 تشریف لے گئے ہیں تم سب کو طلب کیا ہے دربار آراستہ ہو پس وہ چو بدار وہ حکم نامہ لیکر باہر گیا
 اور سوار کو دیا اور جو کچھ شقاق نے کہا تھا وہ بھی کہہ دیا پس وہ سوار یہ حکم سمندر سنکے اور حکم نامہ
 لیکر اس طرف کو چلا شہر کو چھوڑ کر اس صحرائین آیا یہاں سب بیٹھے ہوئے بادشاہ کا انتظار کر رہے
 تھے کہ وہ سوار پہونچا جو سردار وہاں تھے اُنکو حکم نامہ دیا آنکھوں نے اُس پر بادشاہ کی مہر دیکھی
 حیران ہوئے کہ بادشاہ شہر میں کیونکر تشریف لے گئے پھر خیال کیا کچھ اس میں راز ہو گا یہ خیال کر کے

اس لفافے کو چاک کیا سوار نے جو زبانی چوبدار کی سننا تھا سب بیان کیا ان سب نے حکم نامہ بھی پڑھا
 اسوقت سب کے سب وہاں سے آئے اپنی سواری پر سوار ہو کر چلے اور پکار کر اس سوار نے کہہ دیا
 کہ جو لشکر اردلی کا ہو وہ تو در دولت پر حاضر ہو باقی چھاؤنی کو جائے اور سب جلوس سواری بھی وہیں
 جائے اور یہ سب سامان داخل تو شک خانہ کیا جائے پس جو لشکر چھاؤنی کا تھا وہ طرف چھاؤنی کے
 چھاؤنی کا تھا وہ طرف در دولت کے چلا اور سب ملازم وغیرہ بھی چلے یہاں سمندر دربار میں بیٹھا
 ہر سب سردار حاضر ہیں سوار سے ان سرداروں کے کہ جو کہ اس صحرائین رہ گئے تھے اور انکو طلب کیا
 اور سب میں اسوقت رعد شور و خیز نے سمندر سے کہا کہ یہ کیا واقعہ تھا ذرا بیان تو کرو سمندر نے
 کل حال اول سے یوں بیان کیا کہ جب مجھکو معلوم ہوا کہ ایوان شریک اہل اسلام ہوئی ہیں نے
 اسکو بتلایا وہ آئی میں نے اسکو بہت سمجھایا جب اسنے نہ مانا میں نے اسکو اسیر کیا اسی کے قتل کا حکم دیا
 سب سامان سیاست اس صحرائین روانہ کیا سب اہل شہر کو اس حال سے خبر دی اور اپنے لشکر بھی
 ایک لاکھ کے قریب اس صحرائین براے بند و بست روانہ کیا اور اس حال کی اہل اسلام کو خبر دی
 منادی کے خبر کرانی خواجہ کو ایک رقعہ لکھا کہ اب اگر ایوان کو رہا کر لے جاؤ تو ہم جانیں اس لشکر کو
 بھی اس حال سے آگاہ کیا کہ جو کہ مقابلہ اہل اسلام میں اترا ہوا تھا اسکو حکم دیا کہ تم تیار رہنا جسوقت
 اہل اسلام بلنگر کے چلین تم انکو روک لینا اور دھڑانے نہ دینا ہزار ساحر براے بند و بست بالائے
 ہوا مقرر کیے یہ بند و بست کر کے مع سب سرداروں کے اس مقام پر گیا قیدی کو طلب کیا قیدی
 حاضر ہوا اس صحرائین لاکھوں اہل شہر کا مجمع تھا قتل کرنے کی جگہ نہ تھی ایک حکم من نے دیا تھا جلا
 ایوان کو لیکر چلا تھا کہ ان ساحروں نے جو کہ پروے ہو حفاظت کر رہے تھے آکر خبر دی کہ ایک
 بزرگ تخت پر سوار حکیم وضع ادھر سے جاتے تھے سنے انکو منع کیا انھوں نے نہ مانا اور خیال کیا کہ
 ہم آپ کو خبر کریں پس خبر کرنے آئے ہیں میں نے اپنے ل میں یہ خیال کیا کہ شاید خداوند نہ ہوں کیونکہ
 انکو اختیار ہو جس صورت میں اور جس طریقے سے چاہیں سیر کریں ایسا نہ ہو کہ ناراض ہو جائیں
 چلکر دیکھنا چاہیے پس میں خود گیا گو سرداروں نے منع کیا مگر میں نے نہ سنا جیسا ان ساحروں نے
 کہا تھا ویسا ہی پایا خلاصہ یہ کہ اسنے ملاقات ہوئی بڑی دیر تک گفتگو رہی اسکے بعد بہت کوشش کر کے
 میں انکو لایا وہ زمین پر آئے اسنے پہلے انکا حال دریافت کیا انھوں نے بیان کرنے سے انکار کیا
 جب ہم سب نے اقرار کیا تب انھوں نے سب اپنا حال بیان کیا میں بہت خوش ہوا سمندر نے کل
 حال جو کہ لقمان ثانی نقلی نے بیان کیا تھا اپنا خدمت خداوند میں جانے کا اور مقرب بارگاہ ہونے کا
 سب رعد شور و خیز سے بیان کیا اور کہا کہ مجھکو خیال ہوا کہ ایسے کی خدمت کرنا باعث افتخار ہو میں نے
 اپنی حالت بیان کی اور کہا میری سفارش خداوند سے کرنا انھوں نے اقرار کیا کہ ایک عرصے تک
 میں عرضی پیش کر کے تمھاری سفارش کرونگا میں نے منظور کیا پھر انھوں نے ایوان کی حالت دریافت
 کی انھوں نے ایوان کو اپنے روپر طلب کیا بہت کچھ نصیحت کی آخر کو انھوں نے اسکو خدمت
 خداوندی میں روانہ کیا سمندر نے کل حال ایوان کی تقریر کرنے کا لقمان ثانی سے اور اٹھا
 بزرگ رقعہ خداوند سے دریافت کرنے کا اور جواب آنے کا اور ایوان کو روانہ کرنے کا اسکے بعد
 سب مجمع کو حکم دیا کہ متفرق ہو جائے لقمان کا جانے کا سوال کرتا اپنا ہر کرنا انکا انکار کرنا دعوت
 سے اور کہنا کہ مجھکو ضرورت ہو اپنا اسنے ضرورت کا دریافت کرنا انکا بعد اصرار بسیار بیان کرنا

پس اپنا اسکے ہمراہ مع سرداروں کے جانادشت فرحت افزا میں اور شمرۃ الحیات کھانا اور بیوش ہونا
 سب حال بیان کیا اور کہا کہ یہ کیا واقعہ گذرا تم بیان کرو کہ تمکو کیونکر خبر ہوئی اور تم کیونکر اسوقت
 پہونچے یہ تم کیونکر رہے ہو کہ وہ لقمان ثانی نہ لکھے خواجہ ثالث عیار لشکر اسلام تھے عیاری کرنے آئے
 تھے عیاری کر کے ایوان کو رہا کر لے گئے اور تم سب کو بیوش کیا اور قتل کرنے کا قصد کیا تھا کہ
 میں اگر پہونچا ورنہ وہ اپنا کام کر چکے تھے اسے جواب دیا کہ اے سمندر یہ تجھسا نادان اور بیوقوف کوئی
 نہ ہوگا بقول اہل اسلام کہ رہ مثل تھمتے ہیں کہ گوز پر گوز وضو پر وضو ہر مرتبہ دھوکا کھاتا ہے پھر بھگدیا
 نہیں آتا ہوا رہے نادان میں نے سچ کہا کہ وہ عیار لشکر اسلام تھا جب تو نے اسکو رقعہ لکھا رقعہ اسکو
 پہونچا وہ اسوقت روانہ ہوا صحرائین آیا اس درخت کو اپنی مرضی کے موافق بیوشی سے درست
 کیا کیونکہ عیاری تجویز کر چکا تھا اسکے بعد لقمان ثانی کی صورت بنکر اسطرف آیا اسے بھخت بھگدیا بھی
 خیال نہ آیا کہ کیسے لقمان ثانی اور کیسے خداوند کیا لقمان ثانی زندہ ہیں جو خدمت خداوند میں آئے
 جاتے ہیں سوائے خداوند کے کوئی بھی بہشت میں جا کر پھر واپس آتا ہے پس اسے بھگدیا دھوکا دیا تم
 دھوکے میں آ گئے کو بھگدیا پورا حال نہیں معلوم ہو مگر یہ امر ضرور ہے کہ وہ خواجہ تھے انھوں نے پہلے
 بھگدیا فقرہ دیکر ایوان کو رہا کیا اسکے بعد بھگدیا کر درخت کے پھل اور برگ کھلائے کہ جسکو بیوشی سے
 درست کیا تھا یہ بھی خیال نہ آیا کہ کوئی بھی ایسا درخت ہوگا جیسا کہ یہ بیان کرتے ہیں سمندر نے جو اہر
 کہ میں نے خیال کیا کہ شاید خداوند نے اپنی قدرت سے یہ کیا ہو کیونکہ بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ
 بھگو نہیں معلوم ہیں اور وہ دنیا میں ہیں اس ساحر نے کہا کہ خیر مگر عیاری عقل کو کیا ہو گیا تھا کہ سمجھنے نہ
 سحر سے دریافت کیا کہ یہ واقعہ اصلی کیا ہوا اور یہ لقمان ثانی اصلی ہو بند و بست تو اسقدر کیا اور پھر ایسے
 غافل ہو گئے یہ خیال تھا کہ وہ عیار عیاری اگر ضرور کر گیا اور پھر نہ دریافت کیا نہ اوراق سامری میں
 دیکھا گوئی مرتبہ دھوکے کھا چکے تھے پہلے آفاق کے پار سے میں دھوکا کھایا کہ وہ عیاری کر کے
 آفاق کو رہا کر لیا پھر اسے عیاری کر کے عشاق نطاشی کا سحر مٹایا اسکو قتل کیا پھر عیاری کر کے
 ایوان کو اسیر کر لے گیا ہر مرتبہ نئی عیاری کی اس سے یہ امر کیا بعید تھا کہ وہ ایوان کو نہ لیجا تا سمندر
 نے جو اہر کیا کہ ضرور دھوکا کھایا مگر اب کیا ہوتا ہو بیکار الزام دیتے ہو اس مقام پر بڑے بڑے ہوتے
 وہ بھی دھوکا کھائے کیونکہ جب وہ ایوان کو اسیر کر لے گیا ہوا اور میری بھی اسے فکر کی تھی تو بھائی رحل
 نے آکر بھایا تھا اس مرتبہ انھوں نے بھی دھوکا کھایا وہ موقع ہی دھوکا کھانے کا تھا اسقدر ضرور
 نادانی ہوئی کہ نہ سحر سے دریافت کیا نہ اوراق سامری میں دیکھا ورنہ ضرور ظاہر ہوتا خیر اس قدر کو
 ختم کر دو جو ہونا تھا وہ ہوا اب اس الزام دینے سے کیا حاصل یہ بیان کرو کہ تم کیونکر اسے خداوند کو
 اچھی طرح ہیں اس ساحر نے کہا کہ اے سمندر میں اپنے مقام پر بیٹھا ہوا تھا کہ مجھکو خداوند کے بھائی ایوان
 نے طلب فرمایا یہ تو تمکو بخوبی معلوم ہو کہ کوئی نہ خداوند کے پاس جاسکتا ہے نہ انکے بھائی کے پاس جب
 میں وہاں حاضر ہوا انھوں نے بذریعہ سفال کے اور سفال جادو نے بذریعہ اپنے نائب کے اور انکے
 نائب نے بذریعہ اپنے نائب کے مجھے کر کے اور عدد شورخیز جادو خداوند نے فرمایا کہ ابھی ابھی
 دیکھا ہے کہ سمندر یہ خواجہ نے اس طریقے کی عیاری کی جا کر اسکو بچا ورنہ خواجہ سمندر کو قتل کر دیتے
 سمندر یہ تباہ ہو جائیگا بس تم جا کر سمندر کو بچاؤ کیونکہ خداوند نے ابھی حکم اپنے بھائی کو دیا ہے اور
 انھوں نے اپنے وزیر سفال جادو کو طلب کر کے دیا انھوں نے اپنے نائب کو انھوں نے بھگدیا طلب

کر کے یہ حکم دیا کہ کسی ساحر کو بہت جلد سمندر پر کوبہ روانہ کر دو کہ وہ جا کر سمندر کو بچا لے پیرے خیال میں کوئی اس کام کے قابل نہ تھا پس میں نے ٹھکڑا طلب کیا اور خیال کیا کہ سوائے تمھارے یہ کام اور کسی سے نہ ہوگا پس تم بہت جلد جاؤ میں نے عرض کی کہ بہت خوب وہ عیاری تو مجھ کو معلوم ہو جائے انھوں نے صحت استقدر مجھے بیان کیا جو کہ میں نے تمھارے رو برو بیان کیا ہے یہ مجھ کو نہیں معلوم کہ خواجہ نے کیا تر پیر کی اس حال سے خداوند واقف ہوئے پس بھائی میں وہاں سے چلا میاں آکر اسوقت پہونچا کہ جبکہ خواجہ تکو قتل کرنے کو خبر لیکر چلے میں نے آکر ٹھکڑا بچا یا جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں یاں بھائی میں نے یہ ضرور دریافت کیا تھا کہ خداوند کو کیونکر خبر ہوئی تو انھوں نے جواب دیا تھا کہ اول تو خداوند عاقل ہیں سب حال اپنے نظر میں دوسرے وہ ہر وقت سیر کیا کرتے ہیں ہر ایک کا حال دیکھا کرتے ہیں کہ کون کون میری عبادت کرتا ہے اور کون کون مجھے شہرت ہو پس انھوں نے یہ واقعہ بھی دیکھا ہوگا اپنے بھائی کو طلب کر کے فرمایا ہوگا کہ اسکا بندہ بسنت کر و سمندر نے جواب دیا کہ یہ انھوں نے سچ کہا کہ میں امر ہے وہ پیرے حال سے ضرور آگاہ ہوئے خیر خوب تھے آکر جان بچائی اس اشار میں وہ طلب ساحر بھی آگئے تھے اور سب سردار بھی سمندر نے جب یہ سب حال سنا بہت غصہ آیا اسوقت دربار برخواست کیا دوسرے شام بھی ہو گئی تھی سمندر نے جب دربار برخواست کیا تو اس ساحر نے کہا کہ اب میں جاتا ہوں سمندر نے بہت روکا اسے جواب دیا کہ مجھ کو جا کر عرض کرنا ہے کہ میں بموجب حکم خداوندی زمین پر گیا اور سمندر کو قبضہ خواجہ سے بچا کر اور اسکو اس حال سے آگاہ کر کے اسکو اسکے دربار میں پہونچا کر حاضر ہوا ہوں مجھ کو کیا حکم ہوتا ہے اگر نہ جاؤنگا تو عتاب خداوندی نازل ہوگا سمندر نے کہا کہ خیر جاؤ پس رعد شور خیز جاؤ سمندر سے رخصت ہو کر طاق نہ طاق کے روانہ ہوا کہ اسکا حال تحریر ہوگا میاں سمندر نے دربار برخواست کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے اور کچھ نہ ہر مار کر کے خواب غفلت میں مبتلا ہوئے کیونکہ دن بھر کے گرسنہ بھی تھے اور کھلے ہوئے بھی تھے سمندر بھی محل میں کیا مگر بہت مغموم تھا کچھ نہ ہر مار کر کے یہ بھی سو رہا اسکا حال پھر تحریر ہوگا اس مقام پر ایک امر اور ضرور لائق تحریر ہے وہ یہ ہے کہ کوئی یہ نہ اعتراض کرے کہ نہ طاق میں کیونکر اس حال کی خبر ہوئی کہ وہ ساحر نے آکر سمندر کو بچا یا اسکا واقعہ بھلا ہے کہ جلد دوم لعل نامہ میں تحریر ہو چکا ہے کہ نہ طاق معلق ہوا تاہم وہاں کا طریقہ یہ ہے کہ وہاں کا حاکم الوان تاجدار جادو اور وہی خدائی بھی کرتا ہے اسکا تخت کسی نے نہیں دیکھا ہے سوائے اسکے بھائی اکوان تاجدار کے اور اکوان کو اسکے نائب نے اور اسکو اسکے نائب نے اور اسکو اسکے نائب نے پس یہ جو کہ آخری نائب ہے اسکو سب دیکھتے ہیں اور یہ بھی سب سے کام لیتا ہے جیسا کہ جلد دوم لعل نامہ میں کیونکہ اندام جادو کے حال میں یہ سب واقعہ تحریر ہو چکا بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہو یاں جب نہ طاق کی فتح کا زمانہ آئیگا تو سب حال مفصلاً تحریر ہوگا اور یہ بھی تحریر ہو چکا ہے کہ یہ سمندر غلام ہے الوان تاجدار کا اسکو الوان نے خفا ہو کر نکال دیا تھا اسنے سحر کی تعلیم پائی تھی چنانچہ اسنے اس مقام پر آکر سمندر پر آباد کیا اور کچھ سحر عشاق سے بھی تعلیم پائی اسکے پاس چند کھٹنے تھے نہ طاق کے کہ جکے سب سے یہ اتنا بڑا بادشاہ ہو گیا اور ایسے ایسے ساحر اسکے مطیع ہوئے اور استقدر ملک اسکے قبضے میں آئے اور سب ملازم و سردار خیر خواہ تھے بڑا خوش قسمت تھا مگر اسکے غرور اور اسکے لہو و لعب نے اسکی بہ نوبت کی کہ یہ تباہ ہونے لگا اور جو جو ملک حوالہ اور خیر خواہ تھے وہ اس سے کنارہ کشی کرنے لگے اسنے خود انکو اپنا دشمن کیا پس اس سے تو کوئی

مطلب نہیں ہو جو مقدر میں ہوتا ہو وہ ضرور ہوتا ہو پس جب سے یہ بیان آیا تھا سال میں ایک مرتبہ ضرور
 نہ طاق کو جاتا تھا اور وہاں سے سال بھر کی تصویریں لاتا تھا کہ جو ہر ماہ میں یہ تقسیم کرتا تھا سب کو ہر روز
 میلا جیسا کہ سابق میں تحریر ہو چکا ہو زبانی صنوبر شاہ کی جلد اول میں اسی سبب سے یہاں کے لوگ
 تصویر پرست ہیں اب یہ کئی سال سے نہیں گیا ہو جب سے اہل اسلام یہاں آئے ہیں یہ انکی خبر گیری میں مصروف
 ہو اسکو جاننے کی مہلت نہ ملی کہ یہ جاتا دوسرے وہ میلا بھی نہیں ہوا دریا سے سنہرے رنگ بھی برباد ہوا
 تھا ہی انکی اسکو یہ فکر ہوئی کہ کسی صورت سے اہل اسلام کو دفع کر دیں جب یہ واقعہ ہو جائے گا پھر
 اسی طور سے بند و بست کر لوں گا اور اپنے نہ جانے کا اور نہ حاضر ہونے کا خداوند سے غدر کر کر لوں گا
 اسکو تو یہ خیال تھا ادھر الوان کو یہ خیال ہوا کہ سمندر کو جو ثروت اور حکومت ملی تو وہ بہت بڑا
 بادشاہ ہو گیا اور سب طرح سے ہر ایک انکی اطاعت کرنے لگا اور سب اسکے مطیع ہوئے بہت سے
 ملک قبضے میں آئے تو اسکو غور ہو گیا اس سبب سے اسنے ہمارا خیال ترک کیا خیر دیکھا جائیگا رادی
 نے یہ بھی بیان کیا ہو کہ سمندر اسے طور سے نہ طاق جاتا تھا کہ کسی کو خبر نہیں ہوتی تھی اسی سبب
 سے بعض بعض مقام پر تحریر ہوا ہو کہ سمندر جب سے نہ طاق سے آیا ہو پھر نہیں گیا پس الوان تاجدار
 ایک تو ناخوش تھا ہی اور اسکو نہ طاق سے نکال چکا تھا مگر سمندر کے جانے اور نہ بجز و غیرہ کرنے
 سے کہ اصلاح پر آیا تھا اور یہ طریقہ جاری تھا کہ تصویریں دیتا تھا اور یہ کہدیا تھا کہ انکی ستم
 تو اپنے ملکوں میں جاری کر اب نہ جانے سے سمندر کے اور ناخوش ہوا بالکل اسکی طرف سے
 بے خبر ہو گیا اسکو ایک زمانہ گزرا آج کچھ بیٹھے بیٹھے جو سمندر کا خیال آیا اور خدمات سابقہ کو یاد
 کیا تو اپنے دل میں کہا کہ کیا سبب ہو جو سمندر ایک مدت سے نہیں آیا نہ اسکی کچھ خبر آئی کیا مر گیا
 جو نہیں آیا دریافت کرنا پر ضرور ہو کہ اگر مر گیا ہو تو اسکی جگہ پر کون بیٹھا اور اب کون سمندر پر
 بادشاہ ہو پس یہ خیال کر کے الوان سحر سے سمندر کے حال کو دریافت کرنے لگا تو معلوم ہوا
 کہ سمندر ابھی زندہ ہو مگر اس آفت میں مبتلا ہو کہ اسپر خواجہ نے اپنی عیاریاں کیں اہل اسلام
 نے اس ملک کو گھیر لیا ہو دریا سے سنہرے رنگ وغیرہ منٹ گیا بہت سا حوزہ بردست مارے گئے
 اور بہت سے اہل اسلام کے شریک ہو گئے یہ سبب ہو کہ سمندر جو نہیں آیا ہو اور اسپر وقت
 سخت پڑا ہو ابتدا سے سب حال سمندر کا اور اہل اسلام کا ظاہر ہوا اور سبب اہل اسلام کے
 اسطرت آنے کا بھی معلوم ہوا الوان نے سحر سے دریافت کیا کہ اسوقت سمندر کہاں ہو پس
 یہ ظاہر ہوا کہ یہ واقعہ سمندر پر گذرا ایسی عیاری ہوئی کہ اب قتل ہوا جاتا ہو پس یہ دیکھنا تھا
 کہ الوان کو رحم آگیا تھا فوراً اپنے بھائی کو طلب کر کے اسکو اس حال سے آگاہ کیا تھا کہ بہت جلد
 سمندر کی خبر لوچنا چھے اسنے اپنے نائب سے کہا تھا اور اسنے اپنے نائب سے اور اسنے اپنے نائب
 سے چنانچہ اسنے رعد شور و خیز جاو کو روانہ کیا تھا جیسا کہ مذکور ہوا ہو یہ واقعہ تھا جو رعد شور و خیز
 نے اکثر سمندر کو خواجہ کے ہاتھ سے بچا یا اور نہ ضرور خواجہ سمندر کو قتل کرتے دوسرے ابھی
 اسکی زندگی بھی باقی تھی پس اب رادی بیان کرتا ہو کہ الوان تاجدار کی حالت اور کیفیت
 نہ طاق آئندہ تحریر ہوگی مفصل طور سے یہاں صرف اس خیال سے تحریر کیا کہ یہ کوئی نہ کہے کہ
 الوان کو کیونکر سمندر کے حال کی خبر ہوئی کہ اسنے رعد شور و خیز کو روانہ کر کے سمندر کی جان پچی
 پس دستور سے خبر ہوتی تھی اسنے سحر سے دریافت کیا تھا اب رادی اس مقام پر دوسرا حال

تحریر کرتا ہوا عنان قلم کو اصل مطلب کی طرف منقطع کرتا ہوا اور میدان اشرب قلم کو جو لان کرتا ہوا کہ سمندر تو دربار برخواست کر کے داخل محل ہوا اور جا کر خواب غفلت میں مبتلا ہوا اب خواجہ کا حال تحریر کیا جاتا ہوا کہ خواجہ جو اس مقام سے طرف اپنے لشکر کے چلے قریب لشکر پہنچے تخت کو زمین پر لائے اسکو نذر زنبیل کیا شدھی کی بھی اپنی اصلی صورت بنائی وہاں سے داخل لشکر ہوئے دیکھا کہ وہ وقت ہو کہ بادشاہ نے دربار خاص فرمایا ہوا تھوڑے سے سردار حاضر دربار میں باقی سب عزیز ہیں خواجہ نے خیال کیا کہ اسوقت چلکر سب حال بیان کروں خواجہ طرف دربار گئے چلے راوی تھے تحریر کیا ہوا کہ صبح کو تو جلسہ برخواست ہوا اتفاقاً دن بھر سب آرام پذیر رہے کیونکہ کئی شبانہ روز کے چلے ہوئے تھے جب وقت سے پہلے بادشاہ نے بیدار ہو کر امور ضروری سے فراغت کر کے نماز ظہر میں ادا کی بیرون محل آکر دربار کیا چند مقررہ سردار اور سب عزیز حاضر ہوئے صاحبقران اپنے دنگل پر متمکن ہوئے خواجہ کا ذکر ہو رہا تھا کہ آج کیا خوب گاہے ہیں یہ صحبت تالیف تھی اسوقت کوئی اور ذکر و اذکار نہ تھے صرف جلسے کا ذکر تھا اور یہ ذکر تھا کہ خوب خواجہ نے ہم سب کو الیوان نہ طاقی کے قبضے سے بچا یا اور اسکو مطیع اسلام کیا انکی بھی میاریاں مثل خواجہ اول خواجہ ثانی کے ہیں کیونکہ ہوں یہ بھی تو اسی گلشن عیاری کے شجر ہیں اور اسی نہال عیاری کے ثمر ہیں ہر ایک خواجہ کی تعریف کر رہا تھا کہ خواجہ اگر پہونچے سلام کر کے اپنی کرسی پر بیٹھ گئے صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ تمہارا ہی ذکر ہو رہا تھا سب تمہاری تعریف کر رہے تھے خواجہ نے منہ بنا کر کہا کہ کیا میں تعریف کو اور حوں یا بچھاؤں خالی خولی تعریف سے میرا کیا ہوتا ہے میں کوئی خوش منین ہوتا ہوں ہاں میری تعریف یہ ہو کہ مجھکو کچھ ملے یہ سب صاحبقران نے فرمایا کہ ہاں تمکو تو اسی سے مطلب ہو کہ ملے جاے خیر ہے جو کچھ ہو سکا بننے دیا اور جس سے ہو سکا آنے دیا کوئی اپنا گھر نہ بچا خواجہ نے کہا کہ ہاں ہمارے لیے کوئی نہیں ہوا اور ہم ہر ایک کے لیے جان دیتے پھرتے ہیں اپنا مال و زر صرف کرتے ہیں اور ہنگو ہر وقت یہی خیال رہتا ہو کہ کوئی تدبیر ایسی ہو کہ سمندر پر فتح حاصل ہو چنانچہ ہم نے الیوان کو شریک کیا آپ لوگوں کو اس کے نیچے سے بچا یا بڑے بڑے عیار لشکر میں ہیں کسی سے نہ ہو سکا علاوہ اس کے ہر ایک کی فکر کرنا اور اس خیال میں رہنا کہ کوئی گرفتار نہ ہو جائے کیونکہ لشکر کفار قریب تر فرما رہا ہو اسکا خیال رکھنا کہ اب کون لشکر کفار میں آیا ہو اور کفار کیا فکر کر رہے ہیں ہنگو ہر وقت اسی فکر میں گذرتا ہوا اور سب چین سے آرام کرتے ہیں نہ کسی سردار کو فکر ہو نہ کسی عیار کو ابھی کا ذکر ہو کہ ہم جو یہاں تھے جب جلسہ برخواست ہوا اور اپنے خیمے کو اس خیال سے چلے کہ اب چلکر سوئیں کیونکہ سات شبانہ کے جاگے ہوئے ہیں وسط لشکر میں تھے کہ ایک ساحر آسمان پر ندا کرتا جاتا تھا کہ سمندر الیوان نہ طاقی کو گرفتار کر لیا ہو آج سہ پہر کو قتل کر لگا جسکو تاشا دیکھنا ہو وہ اگر دیکھے اب لوگوں کو خبر بھی نہ ہوتی اور نہ معلوم ہوتا الیوان قتل ہو جاتی ہنگو تو فکر تھی کہ نہ معلوم الیوان پر کیا گزری ہے خبر سنی فوراً لشکر کفار کی طرف چلا کہ چلکر دربارت کریں کہ کیا واقعہ ہوا اپنی راحت کا بھی خیال نہ کیا اب لوگ جو یہاں سے جلسہ برخواست کر کے گئے آرام پذیر ہوئے پھر یہ بھی نہ خبر ہوئی ہوگی کہ دنیا میں کیا گذرتی ہے خیر میں چلا تھا کہ ایک طاؤر نے آکر نامہ دیا مجھکو میں نے جو اسکو پڑھا تو سمندر نے لکھا تھا کہ جب میں جانوں کہ تم عیار ہو کہ اب آکر الیوان کو رہا کر لیجاؤ بس میں نامہ پڑھکر اس طرف کو روانہ ہوا راہ میں عیاری سوچی اب لوگوں کو خبر بھی نہ کی اس خیال سے کہ بیکار ہو کر پریشان نہ ہوں

اور کچھ مطلب نہ نکلتے گا جتنا کہ میں بیان سب کو خبر کروں اور آگاہ کروں اور یہ لوگ لشکر لشکر جہاں
 وہاں اسکا کام تمام ہو جائیگا جتنے عرصے میں تم خبر کرو گے اُسے عرصے میں کوئی تدبیر نہ کرے اسکی جان
 بچانے کی ہیکو تو اسقدر آپ لوگوں کا خیال ہو اور آپ لوگ ہمارا بالکل خیال نہ رکھیں جسے روپیہ
 عزیز کریں اور صاحبقران میں نے آج وہ کام کیا ہے کہ اگر وہاں جان ہوتے اور میری عیاری سنی
 تو ضرور تعریف کرتے کیونکہ سمندر نے کل اپنا بند و بست کر لیا تھا اور یہ خیال اسکو ضرور تھا کہ خواجہ
 عیاری کرنے آئیے اور صاحبقران اسنے یہ بند و بست کیا تھا کہ چاروں طرف ساحروں وغیرہ ساحروں
 کا پیرہ تھا اور آسمان پر بھی ایک ہزار ساحر بند و بست کیے ہوئے تھے اور ہوا کو گزرنے نہیں
 دیتے تھے پر نہ تک نہیں جاسکتا تھا ایسے بند و بست میں میں نے جا کر عیاری کی اور کسی کو خبر
 نہ ہوئی میں نے سمندر کو قتل کیا ہوتا مگر اسکی زندگی تھی بچ گیا مگر میں الوان کو رہا کر لایا کسی کی کیا
 مجال تھی جو ایسے مقام پر جا کر کوئی عیاری کرتا اور پھر سلامت چلا آتا جبکہ وہ آگاہ کر چکا ہو کہ اگر
 عیاری کرو کوئی تو اسے اپنا بند و بست کر لیا ہو گا میرا ہی کام تھا خیر میں یہاں سے پہلے اس مقام
 گیا جان اسے الوان کے قتل کرنے کا بند و بست کیا تھا میں نے خوب بند و بست پایا وہاں تک
 خیال کا بھی جانا محال تھا ہوا کا بھی گزرنا ممکن تھا میں وہاں سے واپس آیا خیال کرنے لگا کہ کیا عیاری
 کروں کہ ایک عیاری خیال میں آئی وہی عیاری کی خیر میں پڑی اپنا کام کر لیا صاحبقران نے فرمایا
 کہ خواجہ وہ عیاری ہم بھی تو سنیں خواجہ نے کہا کہ آپ ایسے ناقدروں کے روبرو کیا بیان کروں
 اگر کوئی قدردان کے روبرو بیان کروں تو کچھ فائدہ ہو پس خلاصہ یہ ہے کہ میں الوان کو رہا کر لایا
 اس جانفشانی اور عیاری کا صلہ الوان سے ملیگا آپ کیا دیکھتے تھے صاحبقران نے فرمایا کہ تم بیان
 کرو ہم تمکو دس ہزار روپے دیئے خواجہ نے کہا کہ پہلے منگا کر جمع کرو بیجے صاحبقران نے اسوقت
 منگا کر جمع کر دیے پھر بادشاہ نے بھی جمع کیے ہر ایک سردار و عزیز صاحبقران نے اپنے مرتبے کے
 موافق خواجہ کے لیے روپیہ طلب کیا اب اس مقام پر قریب ایک لاکھ کے روپیہ جمع ہو گیا
 خواجہ نے کہا گو یہ روپیہ اس عیاری کے مقابلے میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا مگر خیر آپ لوگوں کی
 خوشی بھیکو منظور ہو میں بیان کرتا ہوں راوی نے بیان کیا ہے کہ اس مقام پر چند ہر کارے لشکر گزار کے بھی
 موجود تھے صورت بدلتے ہوئے اسکا واقعہ یہ ہے کہ جب سمندر کا حکم نامہ گرداب شاہ وغیرہ کے
 نام آتا تھا کہ تم اپنے لشکر کو تیار رکھو جب لشکر اسلام اسطرن کو یفر کر کے آئے تو تم روکنا کیونکہ میں
 یہاں الوان کو قتل کرتا ہوں انکو بھی اسکی خبر کی ہو وہ لوگ ضرور اسکی لڑک کو آئیے پس ان لوگوں نے
 اپنے لشکر میں حکم کر بندی کا دیا تھا اور حکم دیا تھا کہ اپنے اپنے بستر پر سب تیار رہو جب حکم دین فوراً
 ہمارے ہمراہ ہوں چنانچہ کل لشکر مسلح و مکمل اپنے اپنے بستر پر موجود تھا اور کل سردار مسلح و مکمل
 دربار میں تھے اور گرداب شاہ وغیرہ بھی مسلح و مکمل تھے اور اسی انتظار میں تھے کہ جب اہل اسلام
 یفر کر کے طرف سمندریہ کے جائیں گے ہم اسے مقابلہ کریں گے اور انکو روکیں گے اسی خیال میں قریب
 بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور چند ہر کارے ہر اسے خبر روانہ کیے تھے کہ تم لشکر اسلام میں جاؤ
 اور دیکھو کہ وہاں کیا بند و بست ہو رہا ہے وہ لوگ کس فکر میں ہیں جب لشکر اسلام تیار ہو کر چلنے پر
 آمادہ ہو تو ہکو اگر فوراً خبر دینا یہ سبب تھا کہ ہر کارے لشکر اسلام میں موجود تھے جب یہ ہر کارے
 آئے تھے تو اُٹھو ان نے یہاں لشکر میں کسیکو مسلح و مکمل نہیں پایا بلکہ جا بجا سوتے ہوئے لوگوں کو پایا

لشکر میں سنایا یا مگر میرہ چوکی کا خوب بند و بست تھا یہ لشکر میں پھر اکیسے کہ شاید کچھ حال کھلے مگر نہ کھلا
یہ لشکر ہی میں تھے کہ دربار خاص آراستہ ہوا یہ صورت بد لکھ ہو چکے تھے بس یہ دربار میں تھے
کہ خواجہ آئے اور خواجہ نے وہ تقریر کی آدم پر سر مطلب اور گروا تب شاہ وغیرہ اپنے دربار میں
اس انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہر کار کا خبر دین تو ہم لشکر لیک جا کے مقابلہ کریں اہل اسلام کو آگے
قدم نہ بڑھانے دین بس انکا حال تحریر ہوگا خلافت یہ کہ جب خواجہ نے دیکھا کہ روپیہ جمع ہو اسوقت کہا
کہ سماعت فرمائیے کہ میں نے کیا کام کیا اس صاحبقران جب میں اسوقت بند و بست کو دیکھ کر بٹھا اور
خیال کرنے لگا کہ کیا عیاری کر دیں میں آیا کہ لقمان ثانی بنکر جاؤں مگر خیال کیا کہ یوں
جاننا غیر ممکن ہو اگر اسی طور سے چلا جاؤں تو ضرور پہچان لیا جاؤنگا بالائے آسمان سے جاؤں تو ضرور سب
دھوکا کھائیں گے پہلے قصد ہوا تھا کہ چند چیلے اور شہدے زبیل سے نکالوں انکو اپنی رائے کے
موافق آراستہ کر کے اسے ہمراہ لیکر بطور سیر اس مجمع میں جاؤں اور قریب سمندر پر ہو چکر اسیر
اپنے کو ظاہر کروں کہ میں لقمان ثانی ہوں مگر اس خیال سے کہ شاید پہچان لیا جاؤں یا جاننا نہ ملے
دوسرے یہ بھی سن چکا تھا کہ حکم ہو کوئی اب نہ آئے اور ایک احاطہ بنایا گیا تھا کہ اسکے اندر کوئی
نہیں جائے پاتا تھا بس جاننا نہ ملتا میں نے دوسری تدبیر کی اور خیال کیا کہ بالائے ہوا سے جانا
بہتر ہو بس اس صاحبقران پہلے میں نے دشت فرحت افزا میں جا کر ایک درخت کے جوا بھی بودھا
تھا اسکے تمام برگ پر بیوشی تھی اور اس میں بیوشی کے بنا کر شکر لگاے شل خوشہ انگور وہ شہر ایسے
تھے کہ اصلی معلوم ہوتے تھے اسکو اپنی رائے کے موافق درست کر کے کیونکہ یہی عیاری
خیال کر چکا تھا اور ذہن اسکو قبول کر چکا تھا کہ سمندر اسی میں دھوکا کھائیگا صاحبقران نے فرمایا
کہ یہ درخت تمہیں کیوں درست کیا تھا خواجہ نے کہا کہ اسکا حال آجکو آئندہ معلوم ہوگا اگر بیان
کر دوں گا تو پھر کوئی لطف نہ ہوگا بس میں اس درخت کو درست کر کے وہاں سے چلا اور قریب
اس مجمع کے آکر میں نے اپنی صورت حکیم وضع کی تبدیل کی ایک عینک لگائی مگر بہت عمدہ اور
لباس نفیس عینک نہ وضع کا پہنا اور تخت نہ بربد شاہ کو نکالا اسیر قالین آراستہ کیے اور چند کتابیں
نکا کر اور قلمدان رکھا اور خود اسیر سوار ہوا اسکی کل موڑی وہ تخت بلند ہوا میں نے اسطرن کا
ریخ کیا یہاں تک میں تخت اڑا کر اس مقام پر پہونچا کہ جہان پر ساحر اپنا بند و بست کیے ہوئے کھڑے
تھے انھوں نے جو جھکوا دیے آتے ہوئے دیکھا کہ منع کیا میری انکی تکرار ہونے لگی خواجہ نے جو
ان ساحروں سے تقریر ہوئی تھی بیان کی اس حقیقہ نے اس سبب سے اس تقریر کو یہاں پر نہیں
لکھا کہ طول ہوگا طول سے کیا حاصل خواجہ نے کہا کہ میری انکی یہ تقریر ہو رہی تھی کہ چند ساحر آئیں
سمندر کے پاس گئے اور میرے حال سے اسکو آگاہ کیا وہ فوراً تخت پر سوار ہو کر آیا اسوقت
پہونچا کہ میں ان ساحروں کو ڈانٹ رہا تھا کہ سمندر آکر پہونچا میرے اسکے سلام کی نوبت آئی
مزاج پر سی ہوئی اسنے میرا حال دریافت کیا میں نے سب حال بیان کیا خواجہ نے سمندر سے
گفتگو ہونا اور سمندر کا اصرار کر کے لے جانا زمین پر اور اپنا بعد اسراہ بسیار ہمراہ سمندر کے
آنا اور پھر جانے کا قصد کرنا سمندر کا رد کرنا سمندر کا بچھڑ ہو کر حال دریافت کرنا اور اپنا نام
ظاہر کرنا کہ میں لقمان ثانی ہوں اور وہ سب تقریر جو کہ مذکور ہوئی تھی بیان کرنا اور سب کا یقین
کرنا سمندر کا بہت خوش ہونا اور یقین کرنا اپنا ہر ایک بات پر زور دینا اور کہنا کہ میں سفارش

کرونگا تمھاری خداوند سے سب تقریر صاحبقران کے روبرو بیان کی صاحبقران اور سب اہل دربار ہتھ خواجہ کی تقریر پر آخر کو اپنا سمندر سے لکھرا الوان کو طلب کرنا اسکا بولانے میں الوان کے غدر کرنا اپنا زور دینا اسکا الوان کو طلب کرنا آخر کو اپنا الوان کو نصیحت کرنا اسکا انکار کرنا اپنا عاجز ہو کر سمندر سے کہنا کہ اسکو قتل کر ڈالو اسکا داروغہ کو حکم دینا کہ اسے لیجا کر جلاد کے سپرد کر پھر اپنا کہنا کہ میں خداوند سے تو اجازت لے لوں اسے طلب کر لو پھر اسکا آنا اپنا صحرے موت ایک رقعہ لکھنا اور اسکو بلند کر کے رواز کرنا راوی نے بیان کیا ہو کہ جب خواجہ نے رقعہ لکھا اور ہاتھ اپنا بلند کیا اور کہا کہ اگر فرشتہ قدرت یہ رقعہ خدمت خداوند میں پہونچا دے اس جالا کی سے اس رقعہ کو آستین میں ڈال لیا کہ کسیکو بالکل ثبوت نہ ہو بعد اسکے اس نے کئی مرتبہ پر سے نذر زنبیل کر لیا اور بالکل کسی پر ظاہر نہ ہوا خواجہ نے کہا کہ میں نے اسطور سے اس رقعہ کو غائب کیا اسکے حضور ہی دیر کے بعد میں نے دوسرا رقعہ جو کہ قبل سے لکھ کر زنبیل میں رکھ لیا تھا اس جالا کی سے نکالا کہ کسی پر ظاہر نہ ہوا سبکو یہ یقین ہوا کہ زیر بغل سے کسی فرشتے نے دیا بس راوی نے کہا ہو کہ جب خواجہ نے دوسرا رقعہ لیا تھا جیسا کہ میں نے قبل میں تحریر کیا ہو وہ زنبیل سے نکالا تھا عیاری اسکا نام ہو کہ کسیکو ثابت نہ ہوا سبکو یہ یقین ہوا کہ فرشتہ دیکھا پس خواجہ نے اس رقعہ کو پڑھنا اور سمندر وغیرہ کو اس امر پر آمادہ کرنا کہ میں الوان کو خدمت خداوند میں روانہ کروں ان سبکا قبول کرنا اتنا سمندر سے تین مرتبہ اقرار لیتا اسکے بعد الوان پر سے ساحرون کا سحر اور قید و رکرا کے اپنے تخت کے قریب بولا کہ اور جال کو جالا کی سے نکال کر مارنا اس حال سے اپنا یہ کہنا کہ ایسا با رہیک ہونا کہ کسیکو نظر نہ آئے الوان کو جال مار کر نذر زنبیل کرنا راوی نے بیان کیا ہو کہ جب الوان قریب تخت خواجہ آئی تھی خواجہ نے یہ لکھ کر جال نکالا تھا کہ ای جال ایسا ہاریک ہونا کہ کسیکو نظر نہ آئے مگر اس پھرئی اور جالا کی سے ہاتھ زیر بغل لے گئے تھے کہ کسیکو ثابت نہ ہوا خواجہ کا جال سے کہنا ثابت ہوا پس جب الوان جال میں پھنس گئی تھی اسوقت خواجہ نے سب سے کہا تھا کہ سجدہ کرو سب سجدے میں خم ہوئے تھے کہ خواجہ نے الوان کو نذر زنبیل کر لیا تھا پس خواجہ نے کہا کہ یہ میں نے تدبیر کی جب میں الوان کو نذر زنبیل کر چکا اور سب سجدے سے اٹھے میں نے سمندر سے سوال جانے کا کیا سمندر نے کہا کہ میری دعوت قبول فرمائیے خواجہ کا انکار کرنا خواجہ نے خود بیان کیا کہ جب میں نے بہت کہا تو سمندر نے کہا کہ اپنی فردت بیان فرمائیے تو میں جانے دوں گا پس خواجہ نے وہ مصنوعی تقریر جو کہ سمندر سے کی تھی بیان کی اور کہا کہ میں نے سمندر سے یہ لکھ کر سب جمع کو بر طرٹ کرایا پس خواجہ نے بیان کیا کہ سمندر نے اقرار کیا کہ تمھو کو بھی وہ پھل کھلائیے پس اپنا سمندر کو سہراہ چند سردار دیکھ لیکر جانا اور ان سب کا وہ پھل اور برگ کھا کر بیہوش ہونا اور اپنا خچر لیکر چلنا اور گرج و چمک کا ہونا اپنا خوف کرنا اس ساحر کی صدا آنا اور اپنا ہر مرتبہ قصد کرنا گرج و چمک کا زیادہ ہونا ابر کا سب ساحرون پر جو کہ بیہوش پڑے تھے گرنا اور اپنا تخت پر سو ارنہو کر ادھر کو آنا سب بیان کیا کوئی امر خصوصاً اس میں جو کچھ گذرا تھا وہ سب مع تفصیل کے صاحبقران کے روبرو اور بادشاہ اور اہل دربار کے روبرو بیان کیا جو جو کہ اسوقت موجود تھے سب خواجہ کی اس عیاری اور اس

طاری پر بہت حیران ہوئے اور خواجہ کی تقریر اور فقرے سن سنکر بہت ہنسے اور خواجہ کی بہت
تقریر کی خواجہ نے سب کو سلام کیا اور کہا کہ یہ میں نے عیاری کی آپ لوگ فرماہیں کہ کچھ اچھی
عیاری تھی اور میں نے کچھ کام کیا یا نہیں سب نے جواب دیا کہ کتنے یہ وہ عیاری کی کہ بھلا کوئی
کیا کرے گا اور کسی کے ذہن میں کب آئیگا کہ یہ عیاری تھی آج ہم سب پر ظاہر ہوا کہ تم خواجہ عمر دین
امیر ختمی کے پوتے ہو اکثر سنا گیا ہے کہ وہ بھی ایسی عیاری اور چالاک کرتے تھے اور اپنے دکان
سے پیدا کرتے تھے وہ ہی تھے جیسا سب نے خواجہ کی اس قدر تقریر کی کہ خواجہ خوش ہوئے
اور کہا کہ یہ رویہ میں لے لوں صاحبقران و بادشاہ و سب سرداروں نے کہا کہ بسم اللہ یہ
آپ ہی کا حق ہے خواجہ نے وہ سب رویہ جانچ کر نذر نبیل کیا اور خوش ہوئے صاحبقران
و بادشاہ نے خواجہ کو ایک خلعت بہت کران قیمت علاوہ اس رویہ کے مرحمت کیا خواجہ
اور نہ باد وہ خوش ہوئے وہ خلعت لیکر صاحبقران و بادشاہ کو سلام کیا اور اپنے مقام پر
بیٹھ گیا ناظرین عالی نم پر ظاہر ہو کہ خواجہ نے یہ تدبیر کی تھی کہ اس درخت کو بیوشی آلود کیا تھا
اور خود حکیمانہ وضع بنکر آدرخت نذر بادشاہ پر سوار ہو کر چلے گئے اس تخت میں کھلی ہوئی
تھی جہاں اس کل کو موڑ دیا وہ بلند ہو گیا اور جدھر کو اسکا رخ کر دیا وہ اسطرح کو چلا رہی
تھی تھا جس پر خواجہ سوار ہو کر اس دن اسے جس دن سمندر کی صورت بن کر عشاق پر عیاری کی تھی
پس وہی تخت تھا جس پر لقمان ثانی بیٹھ کر آدرخت نے خواجہ نے چالاک سے وہ رقعہ بھی نذر نبیل
کیا تھا اور اسکا جواب بھی چالاک سے نبیل سے نکالا تھا جواب اسکا پہلے ہی سے لکھا کہ کیا
تھا کیونکہ خیال کر چکے تھے کہ یہ ہی عیاری کر دنگا جب خواجہ ہر ادب سمندر کے پیدل طرٹ و شست
فرحت افزا کے چلے گئے اور تخت ہالاسے سرچلا تھا اسی وقت خواجہ نے اسکی کل موڑ دی تھی
سب کی آنکھ بجا کر جانا کی سب سے معنی ہیں کہ ہزاروں آدمی تھے ایک کو بھی ثبوت نہ ہوا گویا سب اندھے
ہو گئے اصل امر یہ تھا کہ الوان کی نقصان تھی اسکا بچا نا خداوند کریم کو منظور تھا اس سبب سے
سب کو اندھا کر دیا اور سب کی عقل زائل کر دی ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ خواجہ عیاری کر سکتے ایسے
بنو بست سے اور رہا کر لے جاتے یہ سب اسکا فضل و کرم تھا پس جب خواجہ سب عیاری بیان
کر چکے خلعت و انعام پاچھے اسوقت صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ خواجہ الوان کو نذر نبیل سے
نکالو کہ اسکا حال معلوم ہو کہ اسکا کیا قصد ہے خواجہ نے جواب دیا کہ اسکا قصد کیا وہ اب انکی شریک
ہو اگر آپ لوگ اسکی روانائی دین تو میں اسکو نذر نبیل سے نکالوں پس اسوقت دس ہزار روپی
جمع ہو گئے سب نے اپنے مرتبے کے موافق دیا صاحبقران و بادشاہ نے پانچ ہزار روپیہ دیا
خواجہ نے وہ رویہ بھی پر لکھ کر داخل نذر نبیل کیا اور الوان کو نذر نبیل سے نکالا وہ ہر کار کے لشکر
کفار کے سب کیفیت سنا کہے کفر سے ہوئے اب انھوں نے دیکھا کہ خواجہ نے الوان کو نذر نبیل
سے نکالا خواجہ نے جیسے الوان کو نذر نبیل سے نکالا الوان جو باہر نذر نبیل کے آئی وہ حیران ہو
ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگی کہ میں کہاں تھی اور کہاں آگئی پہلے ایک تاریکی میں پہنچی بڑے سے
تک وہاں رہی اب جو باہر آئی تو نیا مقام ہوا اب جو غور کر کے الوان نے دیکھا تو پہچانا کہ یہ
در بارہ صاحبقران کا ہوا الوان نے دیکھا کہ بادشاہ تخت پر تشریف فرما ہیں اور صاحبقران
دنگل پر اور بہت سے سردار گرد بیٹھے ہوئے ہیں مثل آفتاب شاہ و کوکبہ روشن تن و رخ انکاب

دوسرا بجا دو وغیرہ کے ایک طرف خواجہ کرسی پر بیٹھ ہوئے ہیں چونکہ یہ ان سب کو میدان جنگ میں دیکھ چکی تھی اس سبب سے پہچانتی تھی ایوان نے سب سے پہلے موداب ہو کے بادشاہ کو سلام کیا تو اعدا شاہی بجالائی پھر صاحبقران کو سلام کیا پھر خواجہ کو سلام کیا اسکے بعد سب حاضرین دربار سے صاحب سلامت کی مگر حیران ہو کر مین کہاں تھی اور کہاں آگئی تھی یہ واقعہ سمجھ میں نہیں آتا ہو اور بادشاہ نے حکم فرمایا کہ ایوان کے لیے کرسی لاؤ فوراً کرسی حاضر کی گئی ایوان سلام کر کے کرسی پر بیٹھی مگر حیران ہو کر کیا واقعہ ہو کہ اتنے عرصے میں صاحبقران نے حیران ہو کر ایوان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اے ایوان تم کیوں اس قدر حیران ہو ہو کر دیکھ رہی ہو کچھ بیان تو کرو والوان نے جواب دیا کہ حضور میں یہ حیران ہو ہو کر دیکھ رہی ہوں کہ میں تو سمندر کے پاس اسیر تھی اسے میرے قتل کی فکر کی تھی اور بہت بڑا مجمع تھا سب اہل شہر و دیگر اطراف و جوانب کے لوگ جمع تھے اور سمندر نے بہت بند و بست کیا تھا کہ ہوا کا گزرنہ تھا سمندر میرے قتل کا ایک حکم دے چکا تھا کہ کوئی بوجہ شیطان لقمان اسکے پاس آیا اس نے مجھ کو طلب کیا اور بہت کچھ نصیحت کی میں نے نہ مانا اسے غصہ کر کے مجھ کو پھر سپرد سمندر کر دیا پھر کچھ سوچ کر کہا کہ میں خداوند سے اجازت لے لوں پھر نہ معلوم اسے کیا کیا کیونکہ میں تو سر جھکا کر بیٹھنے سے تھی اس نے اتنا مجھے کہا کہ اے ایوان تم کو خداوند نے طلب کیا ہے میں مگھروانہ کرتا ہوں یہ کہہ کر اسے سمندر سے کہا میرے جسم سے قید دور کر ایسے ساحر و ناکاحر دور کر ابا اپنے تخت کے قریب بٹا کر کوئی چیز ایسی میرے جسم پر ماری کہ میں بے حس و حرکت ہو گئی اور پھر مجھ کو خبر نہیں کہ کیا گزری میری جو آنکھ کھلی اپنے گھوٹا تاریکی میں پایا اسکے بعد پھر مجھ کو ہوش آیا کیونکہ میں بسبب تاریکی کے بیہوش ہو گئی تھی ہوش جو آیا تو اپنے کو اس دربار میں پایا نہ معلوم کہ یہ کیا واقعہ ہو صاحبقران مسکرا کر اور فرمایا کہ خواجہ نے تمہارے لیے اپنی جان دیکر عیاری کی اور تم کو رہا کر لائے اے خواجہ نہ اتم اپنی عیاری کی حالت بیان کرو پس خواجہ نے کہا کہ اے ایوان سنو میری طرف متوجہ ہو پس خواجہ نے کل حالت اپنی عیاری کی ابتدا سے انتہا تک بیان کی اور سب حالت کہی اور کہا کہ اس طور سے میں مگھروانہ کر کے لایا ہوں اب تم بیان کرو کہ تمہارے کیا سمندر نے ظلم و ستم کیا اور کیوں قتل پر آمادہ ہوا تھا ایوان نے سب اپنی حالت بیان کی سمندر کا طلب کرنا ایک ترک دنیا کرنا بموجب طلب سمندر آنا سمندر سے بحث ہونا اسکا سمجھنا اپنا انکار کرنا سمندر کا حکم گرفتاری دینا سبکا ملکر اسیر کرنا اور سمندر کا حکم قتل دینا اپنا خداوند کریم پر نظر رکھنا سب بیان کیا صاحبقران نے فرمایا کہ تمہارے سمندر نے بڑا ظلم و ستم کیا ایوان نے کہا کہ جی ہاں مگر میری ابھی قصائد تھی جو بچ گئی ورنہ قتل ہو جاتی سمندر نے کوئی دلیقہ باقی نہ رکھا تھا خداوند کریم خواجہ کی عمر میں ہر گز نہ دے کہ انھوں نے میری جان بچائی خداوند کریم انکی مراد دلی بر لائے میں کہانتک انکا شکریہ ادا کروں میری زبان میں اس قدر طاقت نہیں ہو کہ انکی تعریف کروں میں خواجہ کی ایک ادنا کنیز ہوں خواجہ نے مجھ کو بے داموں خرید کر لیا میں اپنی زندگی بھر خواجہ کے احسان سے سرشار تھا سکوٹکی خواجہ نے میری جان بخشی فرمائی دو بارہ میری زندگی ہوئی یا خدا جان بچائی یا خواجہ نے ایوان نے یہ تقریر کی خواجہ نے جواب دیا کہ اے ایوان میری بھی یہ لیاقت ہو کہ میں کسی کی جان بچاؤں یہ سوا سے خداوند کریم کے دوسرے میں قدرت نہیں ہو میں کوئی مسادہ

خدا نہیں ہوں یہ بندے کی طاقت نہیں کہ کسی کی جان بچاے یہ کلمہ کفر ہے اب کبھی ایسا کلمہ زبان پر نہ لانا
 اے الوان یہ بیان کر کہ اب تیرا کیا قصد ہے جو تو نے پہلے شرط کی تھی باب دوسرا اور ادھر میرے نزدیک
 تو بہتر ہو گا کہ اب تم ہماری شراکت کرو اور سمندر سے مقابلہ کرو کیونکہ اُسے تجھے خلاف عہد کیا
 اور تمہارے ساتھ بدی پیش آیا اب تم کو لازم ہے کہ تم بھی خلاف عہد کرو اور اُسکے ساتھ بدی پیش
 آؤ الوان نے جواب دیا کہ اچھا جو یہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ اگر ایک اُسے قول کے خلاف کرے تو دوسرا
 بھی مثل اُسکے ہو جائے کیا تم نے نہیں سنا ہے اکثر بزرگوں کا قول ہے کہ اگر کوئی تیرے ساتھ بدی کیے جائے
 جھگڑو لازم ہے کہ تو اپنی نیکی سے نہ باز آ سنا تھ اُسکے نیکی کیے جانا کہ دیکھنے والے تیری تعریف کریں اور
 اور اُسکی مذمت لیں میں کہوں وہ کام کروں کہ لوگ یہ کہیں کہ الوان ذرا اسی سختی میں نکل گئی اور
 سمندر سے مقابلہ کیا خواجہ نے جواب دیا کہ اے الوان یہ تیرا خیال بہت ٹھیک ہے مگر اسکا سبب
 یہی ہے کہ جو میں نے تجھے کہا وہ سبب یہ ہے کہ سمندر کو جو کچھ تمہارے ساتھ کرنا تھا وہ کر چکا اگر میں نہ جانتا
 اور جا کر عیاری نہ کرتا تو وہ تم کو قتل کر چکا تھا پس اُسکے نزدیک تو تم اُسکے ہاتھ سے نکل گئیں وہ اپنا
 فعل جو اُسکو منظور تھا کر چکا اب اُسکا کوئی دعویٰ نہیں ہے نہ کوئی اب تم کو لازم دے سکتا ہے کیونکہ تم نے
 اپنے عہد کے خلاف نہیں کیا اسی پر قیام رہیں اور اُسکے ظلم و ستم سے سرتابی نہ کی جو اُسے ستم کیا وہ
 تمہیں گور کیا یہاں تک اپنی جان دینے پر آمادہ ہو میں اور بدی یہ صرت ہم لوگوں کی تقدیر تھی اور
 ابھی تمہاری قضا نہیں تھی کہ تم بچ گئیں اور خداوند کریم نے تم کو بچا لیا اگر تمہاری قضا آگئی ہوتی تو
 میری کیا اصل تھی کہ میں تم کو بچا سکتا پس خدا نے تم کو اس واسطے زندہ رکھا ہے کہ تم اُسکی راہ میں
 جہاد کرو اور اُسکی عبادت کرو تاکہ جو کچھ تم نے گناہ کیے ہیں اور ایک مدت تک حالت کفر میں رہی ہو
 وہ سب عفو ہو جائیں اور دنیا سے پاک و صاف جاؤ تاکہ بہشت برین تمہارا مقام ہو اور تم بھی
 عبادت گزاروں میں شامل کیجاؤ اور جب تم اس دنیا سے جاؤ تو مرتبہ شہادت پاؤ پس اب
 اُس خیال کو اپنے دل سے دفع کرو اور میرے کہنے پر عمل کرو اب کوئی تم کو لازم نہیں دیکھا بلکہ میری
 کہنا کہ الوان نے اپنی سی کی کناستک کوئی حد بھی ہو اسے بہت عجز و انکسار کیا جب سمندر نے نہ مانا اور
 اُسکے عجز و انکسار کی جانب خیال نہ کیا اور قتل پر آمادہ ہوا قتل کرنے کو لیکر اُسپر بھی اُسے سرتابی
 نہ کی اور قتل پر اپنے راضی رہی اُسکو اور لوگ بچا کر لگے اور اُسکی جان بچائی احسان کیا اس پر وہ
 محسن کش نہ تھی جو محسن کشی کرتی سمندر کا یہ رنگ دیکھا تب اُسے دوسرے کی شراکت کی پہلے تو
 وہ ترک دنیا کر کے بیٹھی تھی اسی وجہ سے کہ نہ میں سمندر کی شراکت کروں نہ اہل اسلام کی دنیا کو میں
 ترک کروں تاکہ کوئی میرے اوپر زور نہ ڈالے مگر اُسپر بھی سمندر نے اُسکو چین نہ لینے دیا اُسکو بلا کر
 ساتھ بدی کے پیش آیا آخر کو وہ جو کسی سبب سے بچی اُسے شراکت ترک کی اور اہل اسلام کی شراکت
 کی کوئی بری بات نہیں کی بلکہ عقلمندی کی جو کہ عقلمندی وہ کبھی الزام نہ دیکھے بلکہ تعریف کرے کیونکہ جو
 اپنے سے بدی کرے اُسکے ساتھ یہی کرنا نہ چاہیہ اہل لیاقت اور بزرگوں کا قول ہے کہ جو اپنے سے
 بدی نہ کرے اور اُسکے ساتھ بدی کرے اُسکے مان باب میں فرق ہے اور جو اپنے ساتھ بدی کرے
 اور خود اُسکے ساتھ بدی نہ کرے اُسکے بھی مان باب میں فرق ہے پس اگر سمندر بدی تمہارے ساتھ
 نہ کرتا اور تم بدی اُسکے ساتھ کرتیں تو ضرور خلاف تھا اور دنیا میں بدنام ہوتیں اور ہم بھی برا کہتے
 جبکہ میں نے پہلے تم کو گناہ کیا تھا اور تم سے شراکت کو کہا تھا اور تم نے وہ عذر دیا تھا یا ان اگر تم

میری شراکت کرتین اور سمندر سے انحراف کرتین تو میں ضرور یہ خیال کرتا کہ تمہنے جان کے خوف سے یہ امر کیا اور تمہاری شرافت و عالی خانہ دانی میں فرق ہو بلکہ ہر ایک ہی خیال کرتا پس جب تمہنے ایسا نہیں کیا بلکہ تارک دنیا ہو میں اور سمندر سے مقابلہ کرنے سے انکار کیا تو اب کوئی نہیں کہہ سکتا ہو سب سمندر ہی کو الزام دیکھے دوسرے تم نہ سمندر کی ملازم ہونہ ماتحت ہو صرف ملاقات و دوستی و نہر ہی کا پاس تھا تمہنے دوستی و ملاقات کو اپنے اسکان بھر خوب بنایا اسکو تم کیا کرو کہ سمندر نے حق دوستی کو نہ پہچانا اور تمہاری قدر و کی بان اگر ملازم ہو میں تو شاید لوگوں کو یہ گمان ہوتا کہ تمک حرامی کی پس اب کوئی اس امر کو کہ نہیں سکتا تمہارے یہ کہ تمہارے اسکے مذہبی فرق بہت برا ہو پس تمہنے اپنی عقلی درست کرنے کے لیے اس مذہب باطل کو ترک کیا اور مذہب حق اختیار کیا پس ایسی حالت میں تمہارے اسکے ضرور دشمنی اور عداوت ہوگی اب وہ دوستی اور ملاقات کہاں رہی کہ جسکا تم خیال کرو اور میں تمپر کوئی دباؤ ڈالکر نہیں کہتا ہوں شاید تم اس کا خیال کرو کہ میں تمکو جو رہا کر لایا ہوں اور تمکو بخیر تقاضا سے بچا یا ہو میں اس سبب سے زور ڈالتا ہوں یہ امر نہیں ہو بلکہ تمہاری خوشی پر ہو تم ایسا خیال نہ کرنا اگر تم میرے کہنے پر عمل کرو گی تو جو تمہارے حق میں منظور خداوند کریم ہوگا وہ پیش آئیگا اور تمکو راحت لیلی ورنہ تمکو اپنے فعل کا اختیار ہو ہم لوگوں کا یہ طریقہ نہیں ہو کہ کسی پر زور و ظلم کر کے اپنا مذہب قبول کرالیں اسکی خوشی پر منحصر ہو جو اسکی مرضی ہو و یا وہ کرے اگر اپنی بہتری اور اچھائی دیکھے تو اسکو منظور کرے ورنہ اسکو اختیار ہو کسی قسم کا تمپر ظلم و تم نہیں کیا جاتا ہو تمپر کیا نفع ہو بیان کسی پر ظلم نہیں کیا جاتا ہو خوشی پر اسکی موقوف ہو یا ان اسکے سبب طریقے اور قاعدے اور نیک و بد اور اچھائی اور برائی سب بتادی جاتی ہو پس وہ جانے اور اسکا کام کوئی وہ تمکو نہ بخشو آئیگا اگر تمہارے کہنے پر عمل کر لیا یہاں بھی نہ عمل کر لیا تو کیا معلوم کیا گذرے کوئی ہم اسکے اعمالوں سے واقف نہیں ہیں ظاہر دیکھا جاتا ہو اسپر عمل کیا جاتا ہو اور الوان یہ تو تمہنے سنا ہوگا کہ اپنی اپنی گورو اپنی اپنی منزل پس جیسے جسکے اعمال ہونگے ویسا اسکے ساتھ برتاؤ ہوگا تمکو کسی کے فعل اور افعال نے کیا غرض ہو جو ہمارا غرض تھا وہ ہمنے تمہے کہدیا اور تمکو آگاہ کر دیا یہ کہہ خواجہ نے بہت سے کلمہ تقریف خداوند کریم میں اور اچھائی مذہب سلام میں اور بہت سے کلمہ مذمت دین سامری وغیرہ میں اور مذمت سامری و جشیذ میں بیان کیا لوں خاموش سنا کی کچھ جواب نہ دیا جب خواجہ اپنی تقریر کرچکے اسوقت الوان نے جواب دیا کہ اور خواجہ یہ جو کچھ آپ نے بیان فرمایا میں نے سنا اور بہت بجا ارشاد ہوا میں اس سے انحراف نہیں کرتی ہوں بلکہ مذہب اسلام تو میں نے اسیدان قبول کر لیا تھا جسدن آپ نے تمکو پہلے اسیر کیا تھا اسی سبب سے تو میں نے ترک دنیا کیا اور گوشہ نشینی اختیار کی اور جو کچھ آپ نے اسدن فرمایا تھا وہ بھی میری اچھائی اور بہتری کے لیے تھا اور آپ کی تقریر و لہیز نے میرے دل پر ایسا اثر کیا تھا کہ جسکا انجام یہ ہوا اور میں نے اسپر بہ خوشی عمل کیا اور آج جو ارشاد ہوا یہ بھی میرے لیے ہو میں ایسی نادان نہیں ہوں کہ دوست و دشمن کو نہ پہچانوں پس میں نے آپ کے کہنے پر عمل کیا مجھکو کوئی خوف نہیں ہو میں نے آپ کی شراکت بدل قبول کی اور سمندر کو دیکھ لیا اور سمجھ گئی اب میں سمندر کے باب سے مقابلہ کرونگی اسکی کیا اصل ہو نہ مجھکو اس امر کا خوف ہو کہ اہل دنیا مجھپر طعنہ زن ہونگے انکی طعنہ زنی سے مجھکو کیا بقول آپ کے کہ جو نادان ہونگے وہ ایسا کرینگے

کہ الزام دینے کے عقلمند تو خیال بھی نہ کریں گے اور کس کے منہ میں دانت ہیں جو مجھ کو الزام دے سکے بقول آپ کے زمین اسکی ماتحت تھی نہ ملازم پس ملاقات و دوستی تھی جنتک آئے دوستی اور ملاقات کا پاس کیا اسوقت تک میں نے بھی کیا پس جب وہ اس سے پھر گیا تو مجھ کو کیا ضرورت تھی کہ میں اسکا پاس کروں پس میرا تو یہ قول اول سے ہو کہ جو اپنے سے بڑھنی پیش آئے اس حالت میں جبکہ میں اس کے ہمراہ کوئی امر دشمنی کا نہ کروں تو پھر مجھ کو بھی لازم ہو کہ میں بھی اس کے ساتھ دشمنی کروں ہاں جسکے ساتھ میں دشمنی کروں وہ میرے ساتھ دشمنی کرے تو کیا مضائقہ ہو جیسا کہ میرے آپ کے گزرا کہ میں آپ سے بڑھنی پیش آئی آپ نے اسکا عوض کیا مجھ کو کوئی گلہ نہیں ہوا ہاں ضرور سمندر سے گلہ ہو اور اس امر کا خیال ہو کہ میں نے اس کے ساتھ کوئی بات ایسی نہیں کی کہ جس سے بولے عداوت ظاہر ہو پس اسے میرے ساتھ یہ حرکت کی پس تفت ہو ایسی ملاقات اور دوستی پر کہ ایک تو سراسر دشمنی کرے دوسرا دوستی کا دم بھرے جائے پس میں نے ابھی جو وہ تقریر آپ سے کی صرف اس خیال سے کہ شاید آپ لوگوں کو یہ شک ہو کہ یہ بڑی خراب عورت ہو اور بہ خوف جان اسنے یہ امر قبول کیا ہماری شراکت اختیار کی یا یہ کوئی کہے کہ اسکو سمندر سے مقابلہ منظور تھا تو میں قسم کھا کر کہتی ہوں کہ یہ امر نہ تھا بلکہ صرف اس امر کا ظاہر کرنا تھا کہ میں سمندر سے اسوقت تک غلامان نہیں ہوں مگر کیا کروں اسکی حرکتوں نے مجھ کو مجبور کر دیا اگر مجھ کو سمندر سے مقابلہ منظور ہوتا تو پہلے میں اس سے وہ شرط نہ کرتی اور آپ کی شراکت قبول کر لیتی پس یہ امر مجھ کو سب پر ظاہر کرنا تھا کہ میں نے سمندر کے ساتھ ایسی کی اور اسنے اس نیکی کا میرے ساتھ سلوک یہ کیا اس سبب سے میں نے انکار کیا کہ آپ مجھ کو سمجھائیے انجمن یہ سب امر ظاہر ہو جائیگا اگر میں اپنی زبان سے بیان کر دوں گی تو لوگوں کو یہ خیال ہوگا کہ اسنے سمندر پر الزام رکھا ضرور اسکی یہ خواہش تھی کہ میں سمندر سے مقابلہ کروں پس ایسے ایسے الزام لگا کر اسکی شراکت سے دست بردار ہوے اور مقابلے پر آمادہ ہوے اس سے یہ ہوا کہ ہر ایک پر اسکا ظلم و ستم اور میری مجبوری ظاہر ہو گئی اور سب نے سن بھی لیا یہ جو الوان نے کہا خواجہ نے جواب دیا کہ کتنے بڑی عقلمندی اور دانائی کی دراصل اچھا کیا بنا تم بے خوف ہو جاؤ تمکو کوئی کچھ نہ کہیگا اگر کیگا تو ہم اسکا جواب دندان شکن اسکیو دینگے اور خواجہ نے الوان سے ایسی تقریر کی اور کل اہل دربار نے جو اسوقت وہاں موجود تھے سب نے الوان کو سمجھایا اور صاحبقران نے بلکہ آفاق شاہ وغیرہ نے بہت سے پہلو اچھائی کے الوان کو دکھایا الوان نے بھی خیال کیا کہ یہ سب سچ کہتے ہیں سمندر نے تیرے ساتھ بہت خراب حرکت کی اور کوئی دوستی اور یارہ انے کا خیال نہ کیا پہلے ذلیل کیلجیرے مکان سے مجھ کو طالب کر کے اس کے بعد میری جان کا خواہان ہوا اگر خواجہ نہ بجاتے تو وہ ضرور قتل کرنا ایسے بد باطن اور ظالم کی شراکت یا اس کے لیے ایسے لوگوں سے بگاڑنا بالکل خلاف ہو پس یہ امر اپنے دل میں جیاں کر کے کہا کہ میں نے آپ لوگوں کی شراکت بدل قبول کی اب میں سمندر سے مقابلہ کر دوں گی اور میں مطیع اسلام ہوئی آپ کی ایک ادنیٰ کینز ہوں یہ کلام صاحبقران و بادشاہ کی طرف مخاطب ہو کر کہا اور کہا کہ اب میں آپ کے حکم سے کبھی سرتابی نہ کر دوں گی چاہے آپ لوگ مجھ کو بلا جرم و خطا قتل بھی کریں میں یہی خیال کر دوں گی کہ ضرور میری کوئی نہ کوئی خطا تھی جب تو یہ امر میرے ساتھ کیا گیا صاحبقران نے جواب دیا کہ ہم بھی تیرے ہر امر کا خیال رکھیں گے کیونکہ تو ہماری ہم مذہب ہو اس امر کا کبھی خیال بھی نہ کرنا کہ ہم لوگ

اکبھی بے جرم و خطا کسی پر ظلم و ستم کر سن ہمارا تو یہ طریقہ ہو کہ ہم اسپر بھی ظلم و ستم نہیں کرتے ہیں جو کہ خطا کرتا ہو
 بلکہ ہمارا یہ حکم ہو کہ کوئی کا فر پر بھی ظلم و ستم نہ کرے نہ کہ اپنے برادر دینی پر یہاں ظلم و ستم کا طریقہ ہی نہیں
 آتا ہے نہ یہاں کوئی ظلم و ستم کرتا ہو بس اس امر سے تو بے خوف رہو اب ہماری جان تیرے جان کے ساتھ
 ہو پہلے ہم قتل ہونے کے بعد تیری نوبت آئیگی ہر ایک ہمارے دوستوں اور سرداروں اور عزیزوں
 میں سے تیری حفاظت کریگا اور تجھ کو اپنے حد بھر عزیز خیال کریگا اور تیرے اوپر اپنی جان شاکر کر نیکی
 موجود ہوگا اپنے اسکان بھر الوان نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میں سبکی لونڈی ہوں میں خود سب کے اوپر
 اپنی جان فدا کرنے کو موجود ہوں ایک ادنیٰ کینز ہوں یہ جو کچھ آپ نے فرمایا سب آپ کی قدر دانی
 اور غریب پروری ہو میری اتنی عمر ہوئی میں نے آج تک ایسے صاحب لیاقت و اہل قدر لوگ نہیں
 دیکھے ایسے لوگ تقدیر سے میسر ہوتے ہیں جو کہ شریف اور سپاہی کی قدر کرتے ہیں یہ میرا مقدر
 تھا کہ میں انکی خدمت میں حاضر ہوئی بس طریقہ یہ ہو کہ قدر دان سے بس چلتا ہو تا قدرے سے کچھ
 بس نہیں چلتا ہو آپ کی اس قدر دانی اور مرتبہ شناسی سے ہر ایک آپ کے اوپر فدا ہونے کو
 موجود ہو بس خداوند کریم آپ کو ہم سب کے سر پر سلامت رکھے میں نے تو ایسی مرتبہ شناسی اور
 کسی میں نہ پائی جیسی آپ لوگوں میں پائی اور تجھ کو آپ کے قدموں پر خدا موت نصیب کرے
 اور میں اب طریقہ اسلام میں مروں یہ کہ اپنی کرسی پر سے اٹھی بادشاہ کی تعریف کرتی ہوئی تشریف
 تحت پہنچی اور قصد کیا کہ اپنا سر قدم بادشاہ پر رکھوں بادشاہ نے ہاتھ سے اسکا سر اٹھا لیا اور
 دست شفقت پشت پر رکھا اور فرمایا کہ یہ کیا کرتی ہو ایسی حرکت نہ کرنا اُسے عرض کیا کہ میری خطا
 معاف فرمائیے کہ میں نے انکو بڑی زحمت دی تھی کہ آپ میرے سبب سے ایک شبانہ روز صدمہ و
 رنج میں مبتلا رہے سب سرداروں کا غم میری ذات سے آپ نے اٹھایا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ
 تیری خطا نہ تھی بلکہ ہمارے مقدر میں یہ تکلیف بدی تھی اور بہت کچھ اُسکو سمجھایا اور فرمایا کہ جا
 اپنے مقام پر بیٹھ من تجھے بہت خوش ہوں بس الوان بادشاہ کی تعریف کرتی ہوئی اور دعائیں
 دیتی ہوئی صاحبقران کے نزدیک آئی اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ آپ میری خطا کو نہ بھل فرمائیے کہ میں نے
 آپ پر سحر کیا تھا اور میں نے یہ قصد کیا تھا کہ آپ کو قتل کروں آپ اُس سحر میں مبتلا رہے آپ کو بڑی
 تکلیف ہوئی یہ کہہ قصد کیا کہ سر کو قدم صاحبقران پر رکھوں صاحبقران نے اسکا سر اٹھا کر سینے
 سے لگایا اور بہت شفقت سے فرمایا کہ اے الوان یہ کوئی خطا نہ تھی ہمارے تیرے مقابلہ تھا بس
 جنگ و جدل میں ہی امر ہوتا ہو کہ باہم مقابلہ ہوتا ہو بس جسکا حربہ چل گیا وہ اپنا کام کر گیا اگر میرا
 حربہ چل جاتا اور تو مرجاتی تو کیا ہوتا یا میں مرجاتا تو کیا تھا لڑائی میں ہوتا ہو جب باہم دشمنی
 ہوئی تو اسکا خیال نہیں ہوتا یہ کوئی امر ایسا نہ تھا کہ میں کہوں کہ تو نے میری خطا کی اور جتیک تو
 ہمارے اور ہمتارے دشمنی تھی اس حالت میں خطا کیسی اور قصور کیسا ہر ایک کو اپنی قوت و ظفر
 کا خیال تھا جو تجھے ہو سکا تجھے کیا اور جو مجھے ہو سکا مجھے کیا بس یہ کوئی امر نہیں ہے میں تجھے
 بہت خوش ہوں اور ہمتاری شراکت سے میرا دل بہت شاد ہوا یہ فرما کر اُسکو سینے سے لگایا
 اُس نے دست صاحبقران کو بوسہ دیا اور دھر بادشاہ نے فرمایا کہ الوان کے لیے خلعت حاضر کیا جا
 پس فوراً خلعت حاضر کیا گیا اور کمرے الوان جو بیٹھی صاحبقران کی تعریف کرتی ہوئی تو
 خواجہ کے پاس آئی خواجہ نے بھی سینے سے لگایا بہت تعریف کی پھر تو ہر ایک سردار سے ملی

اور سب بہت خوش ہوئی صاحبقران نے بھی ایک خلعت برائے ایوان اور ایک خلعت برائے
خواجہ اور دس ہزار روپیہ نقد برائے خواجہ طلب فرمایا اسی طور سے بادشاہ نے بھی اور ہر ایک
سردار نے اپنی اپنی لیاقت کے موافق برائے خواجہ روپیہ طلب کیا اس خوشی میں کہ خواجہ
کے سبب سے ایوان نے تم سب کی شراکت کی اور خواجہ نے ایوان کی جان بچائی پس جب ایوان
سب سے مل چکی اور پھر بادشاہ اور صاحبقران کو سلام کر کے کرسی پر بیٹھی اسوقت بادشاہ
و صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ یہ خلعت تم بہنو اور دوسرا ایوان کو پہناؤ غرض بادشاہ و صاحبقران
نے ایوان کو خلع خلعت فاخرہ کیا اسنے سلام کر کے دونوں خلعت پہن لیے اور بہت تعریف کی
اور بادشاہ و صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ یہ نقد روپیہ اور یہ خلعت تمہاری نذر ہے اس
صلے میں کہ تم نے ایوان کو ہماری شراکت پر راضی کیا اور اسکی جان بچائی خواجہ نے خوش ہو کر
اور سلام کر کے وہ سب نذر زنبیل کیا یہ کلام سنکے صاحبقران کے ہر ایک سردار نے بھی ہی ترانہ خواجہ
سے کیا خواجہ نے سب سے روپیہ لیکر نذر زنبیل کیا پس ایوان نے جو یہ طریقہ دیکھا اسنے پاس ایک
مالا تھا کہ وہ اسنے زیر پیرہن تھا خواجہ کو نہ معلوم تھا در نہ خواجہ ضرور آتا رہے لیتے اس مالے میں
بہت عمدہ اور نادر موتی تھے وہ ہر وقت ایوان کے پاس رہتا تھا پس ایوان نے وہ مالا
گلے سے اتار کر اور خواجہ کی طرف دیکھا کہ اس لونڈی کی بھی نذر قبول ہو گویہ کوئی حقیقت
نہیں رکھتا ہو پس اسوقت اسکو قبول فرمائیے آپ کی ترغیب دہانہ ہوں جب اپنے ملک میں جاؤنگی
جو میرے کیے ہو سکے گا آپ کو صرف اس صلے میں دونگی کہ آپ نے میری جان قبضہ ظالم
سے بچا دی ہو یہ نصرت آپ کے پان کھانے کے لیے دیتی ہوں بھلا میں کیا آپ کو دونگی
میں خود آپ کی دست نگر ہوں مگر ہاں جو کچھ مجھکو میسر ہوگا بطور نذر پیش کر دوں گی بہوجب مصرعہ
اگر قبول آفت زبے عز و شرف خواجہ نے وہ مالا ہاتھ بڑھا کر لے لیا اور بہت ایوان کی تعریف
کی جب خواجہ کو ایوان مالا دیکھی اسوقت بادشاہ نے فرمایا کہ آج ایوان کی دعوت پہننے کی ہو
ایوان نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ اس کثیر کی بھی یہ لیاقت ہو کہ حضور کے یہاں دعوت کھاے
یا حضور دعوت فرمائیں ایک ادنی ملازم کو حکم فرمائیے کہ وہ میری دعوت کرے یہ صرت آپ کی
کثیر پروری ہو ورنہ میں آپ کی کثیروں کی کبھی ہمکسری نہیں کر سکتی ہوں میں عذر تو نہیں کر سکتی
ہوں مگر ایک امر ہے کہ اگر اجازت ہو تو یہ کثیر آج اپنے مکان پر جائے اور اپنی بہن ماران
تاجدار و دیگر سرداروں و اہل لشکر و اہل شہر کو مسلمان کرے اور وہاں سے لشکر لیکر آئے
حاضر خدمت ہو اسوقت حضور دعوت فرمائیں تو میرے ہمراہ ہوں کو بھی معلوم ہو کہ ہمارے
مالک کو ایسے قدر دان آقا ملے ہن بادشاہ نے فرمایا کہ اب تو ہم کہ چکے ہیں اب تو تلو ضرور دعوت
کھانا ہوگی ہاں جب تم اپنا لشکر لیکر آؤ گے پھر ہماری دعوت مع تمہارے لشکر کے کھائیگی ایوان
نے سر جھکا لیا اور بہت تعریف اپنے دل میں کی پس صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے یہاں بھی
ایوان کی دعوت کل ہو اسی طور سے ہر ایک نے اعلیٰ قدر مراتب ایوان سے دعوت کا وعدہ
لیا راوی نے بیان کیا ہو کہ پہلے ایوان نے بادشاہ کے یہاں دعوت کھائی اس کے بعد صاحبقران
کے یہاں پھر ہر ایک سردار نے دعوت کی اسی طور سے سب سرداروں کے یہاں دعوت
کھائی جو جو کہ معزز تھے پس جب دعوت سے فراغت ہوئی طریقہ یہ تھا کہ شب کو ایوان سر طر کے

یہاں دعوت کھاتی تھی صبح کو حاضر دربار ہوئی تھی دوسرا سردار و عدہ لیتا تھا پہلے عزیزان
 صاحبقران نے ابد بادشاہ و صاحبقران کے دعوت کی پھر سرداروں نے جب دعوت سے فراغت
 ہوئے اور سب دعوت کر چکے اب جو ایوان نہ طاقتی دربار میں آئی اور اپنے مقام پر بادشاہ
 و صاحبقران کو سلام کر کے بیٹھی اسکے لیے مقام صفت ساحران میں برابر مرغ آفتاب علم کے
 مقرر ہوا اسکی کرسی مرغ کے برابر بچھائی گئی ہر ایک کی خوشی سے اور یہ تو بارہا ذکر ہو چکا ہے
 کہ جب کوئی شریک اہل اسلام ہوتا تو اسکا مشاہدہ اور اسکے لیے خدمتگار و خواص و دیگر
 اشیاء ضروریات و پیش خدمتین و خیمہ وغیرہ وچوہہ دربار سرکار شاہی سے مقرر ہوتے ہیں
 اسی طور سے ایوان کے لیے بھی سب سامان مقرر ہوا یہ حال دیکھ کر ایوان اور خوش ہوئی
 ہر وقت بادشاہ و صاحبقران و دیگر اہل اسلام کی تعریف کرتی تھی اور سب اس سے بخوشی
 ملتے تھے اور اسکی بہت خاطر کرتے تھے اسدن جو ایوان حاضر دربار ہوئی اُسے بادشاہ و
 صاحبقران سے عرض کی کہ کثیر اسوقت کچھ عرض کیا جا رہی ہے اگر اجازت ہو تو عرض کرے
 بادشاہ نے فرمایا کہ شوق سے عرض کرو ایوان نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ لونڈی اس امر کی
 امیدوار ہے کہ لونڈی کو اجازت ملے کہ وہ اپنے ملک کو جائے اور وہاں جا کر سب کو مسلمان
 کرے اور اپنا لشکر لیکر حاضر خدمت ہو کیونکہ اب سمندر سے بہت بڑا مقابلہ ہو گا لیس لونڈی
 بھی اپنے جوہر حضور کو دکھائے گو یہ امر ضرور ہے کہ حضور میری ملک کے خواستگار نہیں ہیں
 سمندر کو حضور ہی کا لشکر کافی ہے مگر لونڈی کے دل میں ہوس ہے کہ میں اپنا لشکر لاؤں اور سمندر
 کو اپنے سحر کا تماشا دکھاؤں جیسے اُسے مجھ کو ذلیل کیا ہے میں بھی اس سے اس ذلت کا بدلہ لوں
 اسی امر میں یہ بھی ہو گا کہ سب کو مسلمان بھی کروں دوسرے یہ بھی خیال ہے کہ مجھ کو عرصہ ہوا ہے
 کہ میں وہاں سے آئی ہوں میں روز کا وعدہ کر آئی تھی کہ میں ایسا نہ ہو کہ میری بھانجی گھبرا کر
 چلی آئے اسکو تو یہ معلوم نہیں ہے وہ سیدھی سمندر پر ہو جائیگی سمندر تو دشمن ہو رہا ہے اس کے ساتھ
 نہ کوئی مدد کرے تو بڑی خرابی ہو گو وہ سمندر سے کم نہیں ہے مگر خیال ہے کہ سمندر کا طریقہ یہ ہے
 کہ جہاں جسکو اپنے سے زبردست پایا اسکے ساتھ فریب کرتا ہے لیس اسکو دھوکا دے اور
 گرفتار کر لے تو میری بڑی بدنامی ہو اور میں کسی طرف کی نہ ہوں اگر خدا خواستہ اسپر کوئی
 آفت آئے تو پھر میرا زندہ رہنا دشوار ہے کیونکہ میں اس سے بہت گفت رکھتی ہوں تبصرے
 اس امر کا خیال ہے کہ شاید سمندر نے کسی کو میری طرف لشکر لیکر روانہ کیا ہو کہ جا کر شہر ایوانیہ
 کو تاراج کر دے اور ایوان کے عزیزوں کو قتل کر دے وہ پہنچا ہو اور اس سے مقابلہ ہوتا ہو
 تو ایسی حالت میں میرا ہونا وہاں پر ضرور ہو یا یہ امر سمندر نے کیا ہو کہ ایک نامہ میری شکایت کا
 جس میں میری بڑائی اور اپنی اچھائی اور میرا دین اسلام اختیار کرنا اور آپ کی شراکت کرنا
 تحریر کی ہو صرف اس خیال سے کہ تاکہ یہ لوگ اس سے منحرف ہو جائیں اور اس سے دشمنی
 کریں لیس اس سے میں چاہتی ہوں کہ اپنے ملک کو جاؤں اور اسکا بند و بست کروں تاکہ
 یہ نقشہ نہ اسکے میں خود سب کو پہلے سے سمندر کے حالات سے آگاہ کر دوں یہ جو ایوان نے کہا
 بادشاہ و صاحبقران نے فرمایا کہ بیشک تمہارا جانا مناسب ہے مجھے اجازت دی کہ تم جاؤ مگر
 بہت جلد آنا اُسے جو ابد یا کہ یہ کثیر بہت جلد حاضر ہوگی میرا خود دل وہاں نہ لگے گا ان سب کا رخصت

فرصت کر کے بہت جلد حاضر خدمت ہوتی ہوں پس جب ایوان کو اجازت ملی تو ایوان اپنے
مقام پر سے صاحبقران و بادشاہ سے رخصت ہوئی سلام رخصتی بجالائی اُسکے بعد سب اہل دربار
سے نئے خواجہ سے رخصت ہو کر بیرون بارگاہ آئے تخت سحر تیار کر کے اُسپر سوار ہوئی اور تخت
کو سحر سے اُڑا کر طرٹ اپنے شہر کے چلی پہلے اس مقام پر آئی کہ جہان اُسے سوماق اپنی بھانجی کا
سوئی رکھا تھا وہ سوئی کہ جسکو اُس نے سحر سے تیار کیا تھا وہ کل حال تیار دینا تھا یہ اُس سے اس خیال سے
لائی تھی کہ میں اُسکے ذریعے سے حال دریافت کرتی رہوں گی سوماق کا دوسرے اسکو یہ بھی خیال
تھا کہ اگر سوئی اُسکے پاس رہے گا اور مجھکو اُس نے میں عرصہ ہوا تو یہ اُس سے میری حالت دریافت
کر لیگی اور جب اسکو معلوم ہو گا کہ خانہ پر یہ گزری خواہ اچھی ہو خواہ برسی یہ ضرور میرے پاس
آئیگی اور مجھکو یقین ہو کہ سمندر میرے ساتھ بدی پیش آئے ہیں یہ اگر سمندر سے مقابلہ کر لیگی
پس اپنی طرف سے پہل نہ ہو چاہیے جو کچھ سمندر سلوک کرے اُسکو اٹھانا چاہیے ان خیالات سے
یہ سوئی لے آئی تھی اور سمندر کے دربار میں اس سبب سے نہیں لے گئی تھی کہ شاید میں قتل
ہو جاؤں تو ایسی نادرجیز سمندر کو لجاوے جو کہ ایک محنت سے تیار ہوئی ہو پس اسے اُس
پہاڑ پر درخت کی تنہ میں رکھ دیا تھا جیسا کہ بیان ہو چکا ہو پس اس نے اُس پہاڑ پر آ کر پہلے اُس
سوئی کو نکالا اور اپنے قبضے میں کیا پس پھر وہاں سے تخت پر سوار ہو کر طرف اپنے ملک کے
چلی کہ اسکا حال اب آئندہ تحریر ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ جب اسکا حال تحریر ہو گا ناظرین ملاحظہ
فرمائیں گے تو بہت خوش ہونگے اب دیگر حالات تحریر ہوتے ہیں وہ ناظرین ملاحظہ فرمائیں
راوی نے بیان کیا ہے کہ جب ایوان رخصت ہو کر صاحبقران وغیرہ سے طرف اپنے شہر کے
گئی بعد جانے ایوان کے بادشاہ نے و صاحبقران و دیگر سرداروں نے ایوان کی بہت
تقریف کی بادشاہ نے و دربار پر خاصت کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے راوی نے بیان کیا ہے
کہ اسوقت آ کر ہر ایک سردار نے کہ جو جو صاحب ملک و مال تھے اُفاق شاہ و کوکبہ وغیرہ
کے ایک ایک نامہ اپنی طرف سے اپنے ملک کے نائب کو اسطور سے تحریر کیا کہ تم بہ فور
پہونچنے اس نامہ کے اپنے مقام پر کسی شخص معتبر کو حاکم شہر کر کے اور لشکر لیکر ہمارے
پاس بہت جلد پہونچو پس یہ نائبے تحریر کر کے اور طائر سحر بنا کر اُسکو نامہ دیگر اُفاق شاہ نے
طرف اپنے ملک کے اور کوکبہ نے طرف اپنے ملک کے روانہ کیے کہ اسکا حال آئندہ تحریر
ہو گا اور اسی طور سے قیصر صاف باطن نے ایک نامہ اپنے نائب کو جو کہ حاکم طلسم مرآۃ العدم
کا تھا اس مضمون کا لکھا کہ تم بہت جلد اپنے مقام پر کسی حاکم کر کے اور لشکر ساحران وغیرہ
ساحران لیکر بہت جلد شہر سمندر پر آؤ کہ یہاں سمندر شاہ سے اور صاحبقران سے مقابلہ ہو رہا
ہو قیصر نے بھی اس نامہ کو روانہ کیا کہ اسکا بھی حال تحریر ہو گا اور مریخ آفتاب علم نے ایک
نامہ اپنے نائب تختین جادو کو اور ایک نامہ اپنے بھائی مہتاب مستقری خصلت کو روانہ کیا
اُسکا یہ مضمون تھا کہ اؤ سمندر جادو و علم سحر و ساحری کے جاننے والے خداوند کے ماننے والے تم
بہت جلد اپنے مقام پر کسی کو حاکم کر کے مع لشکر ساحران وغیرہ ساحران سمندر پر آؤ کہ یہاں
اہل اسلام سے اور سمندر سے مقابلہ ہو رہا ہو دیر نہ کرنا اور جو نامہ اپنے بھائی کو تحریر کیا تھا
اسکا یہ مضمون تھا کہ اؤ برادر جان برابر تمکو معلوم ہو کہ صاحبقران سے اور سمندر شاہ سے

جو کہ حاکم سمندر یہ ہو مقابلہ ہو رہا ہو پس لکوا اہل اسلام کی لگ لگ لازم ہو لہذا بہت جلد مع لشکر کے آؤ
 کیونکہ یہ وقت لگ ہو یہ دونوں نامہ لکھ کر اور طاہر سحر بنا کر ایک طاہر کو طرف طلسم فروز یہ نامہ
 دیکر پاس اپنے نائب کے روانہ کیا دوسرے طاہر کو نامہ دیکر طرف شہر مشتریہ کے گرجہاں کا حاکم
 متناہب مشتری خصلت اسکا بھائی تھا روانہ کیا پس یہ سب نامے جاتے ہیں یہاں صاحبقران
 اس انتظار میں ہیں کہ لشکر کفار میں طبل جنگ بجے تو مقابلہ کیا جائے صاحبقران کو ان ناموں
 کی خبر نہیں ہو بادشاہ ہر روز موافق دستور کے دربار فرماتے ہیں اہل اسلام کو اس انتظار میں
 رکھا جاتا ہے کہ لشکر کفار میں طبل جنگ بجے تو مقابلہ کیا جائے اور ان طاہروں کو جو کہ نامہ لیکر
 ایک کے گئے ہیں راہ میں رکھا جاتا ہے اب یہ سب حالات آئندہ تحریر ہونگے اب کچھ حال سمندر و
 گرداب شاہ وغیرہ کا تحریر ہوتا ہے کہ وہ لوگ کس فکر و تردد میں ہیں راوی نے بیان کیا ہے کہ جب ایوان
 کو خواجہ نے زنبیل سے نکالا اور وہ شریک اہل اسلام ہوئی اور اسکو خلعت ملا اور بادشاہ نے
 اسکی دعوت کی دربار برخواست ہوا وہ ہر کارے جو کہ گرداب شاہ وغیرہ کے حکم سے یہاں موجود
 تھے بعد دریافت کرنے کل حالات کے اور سننے عیاری کے اور تقریر ایوان کے بعد برخواست
 دربار اپنے لشکر میں آئے یہاں گرداب شاہ وغیرہ اُنکے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہر کارے
 جو کچھ حال بیان کریں ہم اسپر عمل کریں پس یہ ہر کارے دربار میں آئے بعد بدعا دینے کے اور
 بجا غرض کرنے لگے کہ ہم غلام بموجب حکم شاہی لشکر اسلام میں گئے تھے اور اسوقت سے وہاں
 موجود تھے چنے تو وہاں کوئی سامان جنگ نہیں دیکھا بلکہ آج جلسہ برخواست ہوا تھا سب رحمت
 و آرام میں مصروف تھے سہ پہر کو بادشاہ نے دربار خاص کیا سب معزز سردار حاضر ہوئے ہم بھی
 دربار میں گئے وہاں موجود تھے کہ خواجہ آئے کیا خداوند بڑا غضب ہوا کہ خواجہ ایوان کو
 عیاری کر کے رہا کر لائے گرداب نے کہا کہ یہ کیا تنے بیان کیا مفصل طور سے کہو تا کہ سمجھ میں
 آئے تب اُنھوں نے ابتدا سے کل حال عیاری خواجہ کا اور ایوان کو زنبیل سے نکالنا اور اسکا
 مطیع اسلام ہونا سمندر سے مقابلہ کرنے کو کہنا اور اسکو خلعت کا ملنا اور سب کا اسکی دعوت کرنا بیان
 کیا جو جو واقعہ گذر اٹھا کل کہا کچھ نہ چھوڑا یہ حال سنکے گرداب شاہ وغیرہ حیران ہوئے اور باہم کہا کہ
 خواجہ نے بڑی غضب کی عیاری کی اور خوب ایوان کو رہا کر لائے یہ عیاری تو اس عیاری سے
 زیادہ ہوئی جو کہ آفاق پر کی تھی اور بڑی جرأت کی بادشاہ کے آگاہ کرنے پر جا کر عیاری کی
 جب کہ وہاں ایسا بندوبست تھا اور بادشاہ نے بہت بندوبست کیا تھا کہ یہاں تک بندوبست
 کیا تھا کہ ہم سب کو بھی خبر دی تھی کہ تم لوگ بھی مستعد رہنا اگر خدا پرست ہماری طرف ینفر کر کے
 آئیں تو اُنکو نہ آنے دینا مگر کیا خوب عیاری کی کہ کچھ نہ ہو سکا نہ کچھ بندوبست کام میں آیا خواجہ اپنا
 کام کر کے چلے آئے پس معلوم ہوا کہ اسنے کوئی سرسبز نہ ہو گا اب بڑا غضب ہو گیا کہ ایوان شریک
 اہل اسلام ہوئی بادشاہ نے ہر ایک کہ ایوان پر ایسا ظلم و ستم کیا جبکہ وہ گوشہ نشین ہوئی تھی اسکو
 ستانا کیا ضرور تھا پڑا رہنے دیا ہوتا کیونکہ وہ اسنے مقابلہ کرتی نہ بادشاہ سے ایک مقام پر رہی
 رہتی ہاں جب اہل اسلام سے فیصلہ ہو جاتا اسوقت اختیار تھا نہ معلوم یہ اسے کسے دی جتنے
 دی بہت بڑی راہ دی حیاہ شاہ نے جواب دیا کہ خیر جو کچھ ہوتا تھا وہ ہوا ہیکو ایوان سے
 بھی کوئی خوت نہیں ہو کوئی ایوان مجھ سے زیادہ نہیں ہو اگر شریک ہوئی ہو تو ہو ہم اس سے بھی

مقابلہ کرینگے یہ الزام بادشاہ کو دینا کہ انھوں نے برا کیا یہ بات خلاف ہر وہ شہنشاہ ہیں جو انکی
 رائے میں آیا وہ انھوں نے کیا ہماری رائے سے انکی رائے عمدہ ہو ہم تو ایک یا دو ملک کے
 حاکم ہیں انکے قبضے میں بہت سے ملک ہیں جیسا انکا مرتبہ ہو ویسی انکی رائے ہو ہم کبھی اسکا الزام
 انکو نہ دینگے یہ کلمہ تک حوائی پر دلالت کرتے ہیں کہ جسکی اطاعت کریں اسکو برا کہیں بالکل خلاف
 ہر پس جو انھوں نے کیا خوب کیا اسکی تقدیر میں اسی طور سے رہا ہونا تھا اسکا کوئی گناہ نہیں ہماری
 رائے کیا اور ہم کیا جو ہم بادشاہ کو الزام دین اب ایسی بات زبان پر نہ لانا ہاں ہم خواجہ کی ضرورت
 تعریف کرینگے کہ خواجہ نے ضرورت کے کی عیاری کی اور بہت جرأت کی ہاں اسکا عیاری نام ہو
 یہ کہ حکم دیا اپنے سرداروں کو کہ فوج کو حکم دو کہ کریں کھولیں اور راحت سے بیٹھیں پس سب
 یہی حکم دیا سرداروں نے لشکر کو اس حکم سے آگاہ کیا سب نے کریں کھولیں اور اپنے اپنے
 بستر پر لیٹیں سے بیٹھے کچھ مصروف اپنے اپنے کام میں ہوئے کوئی کھانا پکانے لگا کوئی یوجہ
 کرنے لگا کوئی نہانے لگا کوئی کھانا کھانے لگا اہل لشکر تو اس کاروبار میں مصروف ہوئے
 اور گر داب نے ان ہر کاروں سے کہا کہ تم پھر لشکر اسلام میں جاؤ اور وہاں کے حالات
 دریافت کر کے ہمکو خبر دیتے رہو کہ کیا فکر ہوتی ہے تاکہ ہم غافل نہ رہیں اور ایوان کی حالت سے
 ہمکو آگاہ کرتی رہو کہ وہ بادشاہ اور صاحبقران کو کیا رائے دیتی ہے کیونکہ اسکو سمندر شاہ سے
 بہت بڑی عداوت ہو گئی ہو پس انھوں نے عرض کی کہ بہت خوب گر داب شاہ وغیرہ نے ان
 ہر کاروں کو تو انعام دیکر رحمت کیا وہ پھر لشکر اسلام میں آئے یہاں گر داب شاہ نے
 منشی کو طلب کر کے اسوقت ایک عرضی اس مضمون کی سمندر کی خدمت میں تحریر کی کہ ہم بموجب حکم
 عالی مسلح و مکمل آئے مگر یہاں لشکر اسلام سے کوئی بھی طرف سمندر یہ کے لشکر لیکر نہ چلا کہ ہم اس
 مقابلہ کرتے وہ لوگ تو عیش میں مصروف تھے چنانچہ ابھی ہمکو ہر کاروں کی زبانی معلوم ہوا کہ
 خواجہ عیاری کر کے ایوان کو رہا کر لے اور وہ شریک اہل اسلام ہوئی پس اب جو حکم ہو وہ
 ہم غلام کریں یہ لکھو اگر اور جو بوقت عیاری کے اور جو تقریر کہ خواجہ سے اور ایوان سے ہوئی
 تھی وہ اور ایوان کا شریک اہل اسلام ہونا اور سب کا اسکی دعوت کرنا جو کچھ ہر کاروں سے
 سنا تھا اور قبل میں تحریر ہو چکا ہے سب عرضی میں تحریر کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ اب وہ دعوت میں
 ہو ہر ایک اسکی دعوت کر رہا ہے جب اسکو فراغت ہوگی تو وہ اپنے لشکر کو جائیگی اور اپنے
 شہر کو جا کر اسلام آباؤ رنگی اور وہاں سے لشکر لیکر آئیگی اور آپ سے مقابلہ کریگی زیادہ کیا عرض
 کیا جائے اطلاعاً تحریر کیا ہمکو جو حکم صادر ہوا سپر عمل کریں جب عرضی تیار ہو چکی ہر ایک نے اپنی
 اپنی مہر سپر کی اور لفافے میں بند کر کے ایک طائر سو کے ذریعے سے خدمت سمندر شاہ میں
 روانہ کی بعد روانہ کرنے عرضی کے دربار برخواست کیا سب نے جا کر اپنی اپنی پوٹیاں بدلی
 راحت پذیر ہوئے یہ سب خواب غفلت میں مبتلا ہوئے کہ اسکا حال پھر تحریر ہوگا کہ انکی
 عرضی کا کیا جواب آتا ہے اب ہر آدمی سمندر کا حال تحریر کرتا ہے کہ سمندر بعد جانے بعد شور و خیز کے
 دربار برخواست کر کے محل میں گیا تھا اور ہر ایک سمندر کی خدمت کرتا ہوا جو کہ صاحب لیاقت
 اور عزت تھا اپنے مکان پر آیا تھا اور جو کہ ظلم پسند تھا وہ سمندر کی تعریف کرتا تھا اور کہتا تھا
 کہ سمندر نے خوب بندوبست کیا تھا مگر کیا کرے دھوکا کھا گیا سب اپنے اپنے مکان پر آکر خوب

غفلت میں مصروف ہوئے اسوقت یہ خبر تمام شہر میں پھیل گئی کہ خواجہ عیاری کر کے ایوان کو رہا کر لیکن
 اور یہ عیاری کی بادشاہ کو بھی قتل کیا تھا مگر انکو رعد شور خیر نے نہ طاق سے آکر بچا لیا ورنہ وہ بھی
 قتل ہو جاتے سب اہل شہر کو یہ حملہ سنکے خوشی ہوئی کہ ایوان رہا ہو گئی مگر یہ حال سن کے صدمہ ہوا
 کہ بادشاہ کو خواجہ نے قتل کیا ہوتا جب یہ حال سنا کہ انکو رعد شور خیر نے بچا لیا تو خوشی ہوئی اہل شہر
 میں تو ہر مقام پر یہی ذکر ہو کہ خواجہ نے بہت بڑی عیاری کی بہت بڑا کمال ظاہر کیا چونکہ رات کا وقت
 تھا ہر ایک اپنے مکان میں بیٹھا ہوا یہی ذکر کر رہا تھا یہاں تک صبح ہوئی سمندر خواب مرگ سے
 بیدار ہوا امور ضروری سے فراغت کر کے دربار میں آیا دربار کا دل لگا ہوا سب اہل دربار اور
 اراکین سلطنت و امیران بہت حاضر دربار ہوئے دربار بخوبی آراستہ ہوا جب سب حاضر دربار
 ہو چکے اسوقت سمندر شاہ نے طرف اپنے استاد و عشاق حجرہ نشین کے دیکھ کر کہا کہ استاد خواجہ نے
 بہت بڑی عیاری کی باوجودیکہ میں اس حال سے بخوبی آگاہ تھا اور جانتا تھا کہ خواجہ ضرور آئیں گے
 کیونکہ میں نے خود انکو اس امر سے آگاہ کیا تھا کہ اگر عیاری کر دیکھ نہ خیال رہا اور دھوکا کھایا افسوس
 اس امر کا ہو کہ نہ سحر سے دریافت کیا نہ اور اقی جمشیدی نہ بیاض سامری میں اس حال کو دیکھا بالکل
 خواب غفلت میں پڑ گیا حجاب غفلت آنکھوں پر پڑ گئے عقل بالکل زائل ہو گئی کچھ خیال نہ آیا عشاق نے
 کہا کہ وہ وقت ہی ایسا تھا کہ کبھی اس امر کا خیال بھی نہ ہوتا کیونکہ خواجہ نے دراصل وہ عیاری بڑی
 عمدہ اور نادر کی تھی وہ ایسا موقع نہ تھا کہ یہ خیال ہوتا کہ خواجہ نے عیاری کی ہو کیونکہ اس بات کا
 خیال کرنا ایسے وقت میں بالکل خلاف عقل تھا کہ جبکہ اس قسم کا بند و بست ہوا اور پہرہ جو کی ہو
 یہ خیال کیا جائے کہ کوئی عیاری تو کرنے نہیں آیا میرے نزدیک بالکل خلاف تھا یہ گمان کیونکہ
 ہو سکتا تھا کہ کوئی اپنی جان کا خیال نہ کرے گا اور اگر عیاری کرے گا اس امر سے بے خوف ہوگا کہ
 عیاری ظاہر نہ ہوگی جبکہ اسکو یہ معلوم ہوگا کہ ہلکے خود طلب کیا ہوگا کہ اگر عیاری کر وہ ضرور خیال
 کرے گا کہ کوئی تو ضرور ایسا بند و بست کیا ہوگا کہ جب تو ہلکا آگاہ کیا ہو پس اگر میں نے جا کر عیاری کی
 اور ظاہر ہو گئی تو خرابی ہوئی نکلنا و شوار ہوگا جان پرے گی جان بچنا و شوار ہوگی پس جب
 یہ خیال تھا کہ کوئی یہاں آکر عیاری نہ کرے گا یہ بند و بست دیکھ کر حلا جائیگا ایسے ایسے خیالات کر کے
 پھر کیونکہ گمان ہوتا کہ یہ کوئی عیاری ہو یا نہ اگر ایسے خیالات نہ ہوتے اور ایسا بند و بست نہ ہوتا
 تو ضرور اس امر کا گمان ہوتا پس میرے نزدیک خواجہ نے بڑی جرأت کی اور ہم نے غفلت
 سے دھوکا نہیں کھایا بلکہ اپنے نزدیک عقلمندی کی اور بہت بند و بست کیا مگر کیا ہوتا ہو اسکو
 مقدر میں رہا ہونا تھا وہ رہا ہو گئی اسکا شکریہ ادا کرو کہ اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچ گئی
 اگر رعد شور خیر نہ آ جاتا نہ جان بچتی دوسرے یہ امر بھی ضرور تھا کہ ایوان بے قصور بھی تھی
 صرف تنہا اپنی سیاست بیٹھانے کے لیے یہ ظلم و ستم کیا تھا اگر انصاف سے دریافت کر وادہ
 دیکھو تو وہ بالکل بے قصور اور بے خطا تھی اسکا کوئی قصور نہ تھا اول تو وہ نہ تمھاری ملازم
 تھی نہ ماتحت صرف اس سے ملاقات تھی اگر اسنے ملاقات کا پاس کر کے تمھاری شراکت کی اور
 اہل اسلام کا مقابلہ کیا تو تمپر بڑا احسان کیا جب اسکو خواجہ کے ہاتھ سے ذلت پہنچی اور اسکی
 جان پر غی تو اسنے صرف ملاقات کے خیال سے اسکی شراکت نہ کی اور اپنی جان بچانے کے خیال
 سے تمھاری شراکت سے انکار کیا اور گوشہ نشین ہوئے اسپر تنہا یہ ستم کیا پہلے اسے ذلیل کیا

پھر اسکے قتل کا قصد کیا وہ لاکھ لاکھ طرہ سے عجز و انکسار کرتی رہی مگر تم نے اسکا عجز و انکسار ایک نہ پلہ خداوند کو
 پسند آیا ہیکو عالم غفلت میں مبتلا کیا اور اسکو رہا کر دیا تمھارے بچے سے اور اس ظلم و ستم کی
 نیکو سزا بھی دی کہ تمھو کو اچھ کے ہاتھ سے ذلیل کرایا بس اب تمکو لازم ہے کہ تم اس امر کا خیال نہ کرو
 کہ ایوان میری شراکت کرے اب وہ ضرور اہل اسلام کی شراکت کریگی اور اسے مقابلہ کریگی اور
 اسکو کوئی الزام نہیں دے سکتا ہو وہ حق دوستی و ملاقات ادا کر کر چکی اُسے اتنا ہی کیا تو بہت کیا
 ورنہ کوئی ایسا نہیں کرتا ہوا پنا عزیز تو کرتا نہیں ہو نہ کہ دوست پس وہ بالکل بے قصور ہوا میرے
 نزدیک اُس سے امید نیکی رکھنا محض حماقت ہو اُس سے خبردار رہنا وہ ضرور تمپر چوٹ کریگی
 اے سمندر بھگو گیا ہو گیا ہو کہ تو ان سبکو اپنا دشمن بنا لیتا ہو کہ جو جو کہ تیرے دوست ہیں انھیں کو
 تو اپنا دشمن خیال کرتا ہو اور جو خیر خواہ ہیں انکی راے پر عمل نہیں کرتا ہو اور جو کہ دشمن اور بدخواہ ہیں
 انکو دوست جانتا ہو انکی راے پر عمل کرتا ہو یہ کیا امر ہو اے سمندر باد رکھ یہ سب سامان تباہی اور
 بربادی حکومت کے ہیں آئندہ بھگو اختیار ہو پس میں تمکو آگاہ کیے دیتا ہوں کہ جو صاحب عزت
 اور غیرت ہیں وہ جب یہ تیری حرکتیں سنیں گے فوراً تیری صحبت سے کنارہ کشی کریں گے اور تیرے
 دربار میں آنا قبول نہ کریں گے فاقے کر کے مر جانا گوارہ کریں گے مگر اس دولت کو نہ گوارہ کریں گے میں
 تیری نیکی اور خیر خواہی اور اچھائی کے لیے کتنا ہوں پس بھگو لازم ہے کہ جو کام کرائیں میں
 سب سے مشورہ کر اور اس مشورے سے جو راے قرار پائے اس پر عمل کر آئندہ بھگو اختیار
 ہو حمار اتنا ہی کام ہو کہ نیک و بد رکھا دینا یہ جو عشاق نے کہا سمندر نے سرجھکا لیا اور کچھ جواب
 نہ دیا مگر شلاق نے کہا کہ اُسٹا د آپ نے اسوقت بادشاہ کو بہت بڑا الزام دیا اور ایوان کی طرف سے
 ڈر دیا اور اُسٹا د ایوان کی کیا افضل ہو جو وہ بادشاہ سے مقابلہ کریگی یہاں اُسے بادشاہ کا کیا بنا
 لیا جو وہاں جا کر بنا لیں چکی کٹری رہی ہم سب نے اسیر کر لیا اسکی بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ہم لوگوں
 کے سامنے سحر کرے یا ہم سے ہمسری کا دعویٰ کرے اور وہ کون بادشاہ کے دشمن ہیں کہ جنکی
 راے پر بادشاہ عمل فرماتے ہیں ہر امر میں آپ سبکی راے لیتے ہیں جب اسپر عمل کرتے ہیں کیا
 ایوان کے بارے میں آپ کی راے نہ تھی کہ وہ طلب کیجائے یا اسپر بدعت نہ کیجائے سب اہل
 دربار کی راے تھی یہ آئیکہ اسوقت کا کہنا بیکار ہو یہ جو شلاق نے کہا عشاق نے جواب دیا کہ اے
 شلاق میں تمھاری اس حل تقریر کا کیا جواب دوں مگر اتنا تو ضرور کہوں گا کہ اس دربار میں تو
 کوئی ایسا نہیں ہو کہ جو ایوان سے مقابلہ کر سکے کل ہی کا ذکر ہو کہ جو ساحر بموجب حکم سمندر ایوان
 کی زبان میں سوزن دینے کو چلا تھا اسکی طرف ایوان نے بغیر دیکھا تھا وہ پانی ہو کر بہ گیا تھا جبکہ
 اسکا سحر اس قسم کا ہو تو پھر کون اس سے مقابلہ کر سکتا ہو پس اگر وہ خود اپنے کو اسیر نہ کر دیتی تو
 یہاں کسی میں یہ طاقت نہ تھی کہ اسکو گرفتار کرتا یا وہ اگر بگڑ جاتی تو صاف سب کو قتل کر کے نکل جاتی
 یہ کہنا تمھارا بیکار ہو کہ ایوان ہم سے کیا مقابلہ کریگی دوسرے یہ جو تم نے کہا کہ وہ کون دشمن ہیں کہ جنکی
 راے پر بادشاہ کام کرتے ہیں میں انکا نام لیکر اپنے سے بھی سمندر کو خلاف کروں اور اپنا دکن
 سمندر کو کروں کہ وہ اُسکے ہٹکانے سے میرے ساتھ بھی بہ بدی پیش آئے کیا تمھو ضرور سن رہی
 اور یہ جو تم نے کہا کہ کیا آپ کی راے ایوان کے بارے میں نہ تھی ہرگز میری راے نہ تھی یہاں اسکو بھلی
 نہ اسطور سے پیش آنے کی نہ مجھے سمندر نے اس امر میں راے کی جب سب کی راے ہو چکی اور

ایک راے سب کی ہوئی تو سمندر نے ہم چند لوگوں سے دریافت کیا کہ آپ لوگوں کی کیا رائے ہے ہم سب نے دیکھا کہ اگر ہم اسکے خلاف رائے دیتے ہیں تو اسنے لوگوں سے دشمنی ہوئی ہے یعنی بھی کہا کہ یہ رائے اچھی ہو اگر ہم سے رائے لیجاتی تو ہم بھی ایسی رائے نہ دیتے جو کہ بالکل خلاف بھی اور جس سے فساد پیدا ہونے میں یہ جو عشاق نے کہا تو سمندر نے سر اٹھا کر کہا کہ استاد میں آپکو جھوٹا تو نہیں کہہ سکتا ہوں مگر آپ کی بھی یہی رائے تھی اسکو طلب کیا جائے ہاں شاید یہ رائے نہ ہو کہ وہ قتل کیا جائے کوئی میں نے اپنی اکیلی رائے سے یہ کام نہیں کیا جب سب کی رائے ہوئی تو میں نے یہ کام کیا خیر وہ تو جو کچھ ہونے والا تھا ہو گیا اب اس تقریر سے اور باجم کی بحث سے اور میرے سر الزام رکھنے سے کیا حاصل خیر جو کچھ کیا میں نے خواہنا دانی خواہ غفلندی سے کیا اب وہ واپس تو ہو گا نہیں پس اسکی بحث سے کیا حاصل اب وہ کام بتائیے کہ جو کہ اسوقت کے موافق ہو اور کچھ بہتری اس میں پائی جائے عشاق نے کہا کہ ان لوگوں سے رائے لیجئے جو کہ آپ کے مشیر کار ہیں سمندر نے جواب دیا کہ اب میں کسی کی رائے پر کام نہ کرونگا صرف آپکی رائے پر عمل کرونگا پس جو میرے حق میں بہتر ہو وہ رائے دیجئے عشاق نے کہا کہ اب میں اس کام میں رائے نہ دوں گا کیونکہ یہ کام بگڑ چکا ہے سب بھول پان میرے سر ہونگے لاکھ لاکھ سمندر نے کہا مگر عشاق نے قبول نہ کیا تب سمندر نے کہا کہ استاد اب آپ مجھکو الزام نہ دیں جو میری رائے میں آئیگا میں وہ کر دوں گا عشاق نے کہا کہ میں کب کہتا ہوں کہ تم میری رائے پر عمل کرو سمندر نے جواب دیا کہ میں تو پہلے ہی آپ سے عرض کیا کہ اب میں آپکی رائے پر عمل کروں گا آپ قبول نہیں فرماتے ہیں اسبہر عشاق نے جواب دیا کہ ایک شرط سے میں قبول کروں گا کہ جو میں رائے دوں تم اسکے خلاف عمل نہ کرو اس میں اپنی رائے نہ دو جو میں کروں اسکے خلاف نہ کرو سمندر نے کہا کہ میں آپ سے اقرار کرتا ہوں کہ جو آپ رائے دیجئے میں اس پر عمل کروں گا اسکے خلاف نہ کروں گا یہی تقریر ہو رہی تھی کہ شلاق و امراق نے خیال کیا کہ بڑا غضب ہوا کہ بادشاہ کل کار و بار اپنے استاد کے سپرد کیے دیتا ہوا اور استاد اگر دیکھیں گے کہ اہل اسلام جہاں ہیں اور ہم مقابلہ نہیں کر سکتے تو ضرور مصالحت کر لیں گے ہمارا جو خیال ہو وہ نہ ہو گا یہ اپنے دل میں سوچ کر باہم اشارہ کیا کہ بڑا غضب ہو گیا کہ سونے کی چڑیا ہاتھ سے نکلی جاتی ہے بڑی خرابی ہوتی ہے بڑی مشکلون سے تو ہم بادشاہ کو اس طریقے پر لائے تھے اور وہ طریقے پر آئے تھے ایک مدت کی سخت بیکار ہوتی ہے امراق نے کہا کہ پھر کیا کیا جائے جو رائے ہو شلاق نے کہا کہ ٹھہر جاؤ آج تجھے میں بادشاہ سے کہا جائیگا اور اس امر سے انکے دل کو پھیرا جائیگا اور انکو سب نشیب و فراز دکھائے جائیں گے امراق نے کہا کہ اچھا یہ صلاح باہم اشاروں میں ہوئی اور سمندر کے اور عشاق کے اقرار ہو عشاق نے سمندر سے کہا کہ اگر تم میری رائے کے خلاف کرو گے تو پھر میں کسی امر میں تمہارے کسی طرح کا دخل نہ دوں گا سمندر نے جواب دیا کہ بہت اچھا راوی نے بیان کیا کہ سمندر یہی تقریر کر رہا تھا کہ ایک طاؤر آکر سمندر کے قریب تخت پر بیٹھا سمندر نے اور دیگر اہل دربار نے جو دیکھا اسکے گلے میں ایک کاغذ ملفوف کیا ہوا پڑا ہو پس سمندر نے وہ کاغذ اسکے گلے سے کھولا اس لفافے کو جو جاک کیا تو اس میں سے عرضی گروا بادشاہ وغیرہ کی نکلی پس سمندر نے دبیر کو دی کہ عرضی کو پڑھو دبیر نے اس عرضی کو بہ آواز بلند پڑھا شرح کیا پہلے اس میں انقباض و آداب تحریر تھا اسکے بعد وہی مضمون تھا

جو کہ تحریر ہو چکا ہو اور ساری کیفیت خواجہ کی عیاری کی تھی اور ایوان کی حالت تحریر تھی اور یہ تحریر تھا کہ ہنگو کیا حکم ہوتا ہے یہ عرضی پڑھ کر سمندر کو بہت غصہ آیا مگر غصے کو ضبط کیا اور عشاق سے کہا کہ اس امر میں اب انکی کیا رائے ہے ایوان کی حالت آپ نے سن لی کہ وہ شریک اہل اسلام ہوئی اور اب اپنے شہر کو اسلام آباد کرنے جا بیگی اور لشکر لینے کو اب بابت ایوان کے آپ کی کیا رائے ہے اور بابت اہل اسلام کے مقابلے کے کیا رائے ہے عشاق نے جواب دیا کہ بابت ایوان کے تو میری رائے ہے کہ اسکو تو اسکی حالت پر چھوڑ دے وہ اب آپ کی شریک نہ ہوگی اور نہ وہ آپ کی اطاعت کرے گی اور اہل اسلام سے مقابلے کے لیے گرداب شاہ وغیرہ کو تحریر فرمائیے کہ تم ابھی خاموش رہو یا تو ہم خود لشکر لیکر آتے ہیں یا کسی سردار زبردست کو روانہ کرتے ہیں کہ وہ آکر اہل اسلام سے مقابلہ کرے گا پس میرے نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ کسی کو افسر کر کے یہ جو لشکر آپ کی لگاکو آئین اٹھو براہے مقابلہ اہل اسلام روانہ فرمائیے کہ یہ لوگ جا کر مقابلہ کریں اور آپ یہاں چین سے حکومت کیجیے سمندر نے یہ رائے سننے عشاق سے کہا کہ بہت خوب پس دبیر سے کہا کہ اسی عرضی کی پشت پر تحریر کر دو کہ تمہاری عرضی ہمارے پاس پہونچی ہم سب حال سے بخوبی آگاہ ہوئے مگروہی کیا جاتا ہے کہ تم لوگ ابھی خاموش رہو ہم تمہاری لگاکے لیے کسی نہ کسی سردار کو مع لشکر روانہ کرتے ہیں کہ وہ آکر اہل اسلام سے مقابلہ کر لیا جب وہ سردار مع لشکر تمہارے پاس پہونچ جائے اسوقت تم اور وہ شریک ہو کر اہل اسلام سے مقابلہ کرنا یا ہم خود لشکر لیکر آئینگے تاوقتیکہ کوئی دوسرا حکم تمہارے نام نہ ہوئے اسوقت تک تم طبل جنگ نہ بجانا یا کوئی افسر مع لشکر نہ پہونچے پس مگروہ لازم ہے کہ تم مقابل لشکر اسلام فردکش رہو دبیر نے یہی مضمون عرضی کی پشت پر تحریر کر دیا سمندر نے وہ عرضی لیکر اس طاؤر کے گلے میں باندھ دی وہ طاؤر جواب عرضی لیکر آگیا جب وہ طاؤر جا چکا اسوقت سمندر نے عشاق سے کہا کہ اب کسکو لشکر لیکر روانہ کروں اول تو یہ بتائیے کہ یہ جو بادشاہ اور ملکہ میری لگاکو آئی ہیں یہ کیوں اس امر کو قبول کرنے لگے کہ میرے سرداروں میں سے کوئی انپر افسر کیا جائے اور یہ اسے ماتحت ہوں دوسرے کون ایسا افسر ہے جو اہل اسلام کے مقابلے کو جائے سوائے چند آدمیوں کے عشاق نے کہا کہ جبکہ یہ لوگ جو کہ آپ کی لگاکو آئے ہیں اور آپ کے باج گزار ہیں اور آپ کے طابع حکم میں ہیں جو حکم اب اٹھو دینگے وہ قبول کرینگے اگر یہ لوگ اس امر کو قبول نہ کریں تو آپ یہ کیجیے کہ انہیں بیان سے کسی کو افسر سب لشکر کا کیجیے کہ وہ لشکر لیکر جائے یہ افسری نہ ہو کہ وہ سب پر حاکم ہو بدون اسکے کوئی کام نہ ہو صرف میدان جنگ میں اسکا ماتحت قلب میں قائم ہو اور جنگ و جدل میں اسکی رائے مقدم ہو اور اسکی رائے پر جنگ و پیکار ہو اور سب امروں کا ہر ایک کو اختیار ہو اور جنگ میں کوئی اسکی رائے سے انحراف نہ کرے جو اسکی رائے ہو اسپر سب عمل کریں سمندر نے جواب دیا کہ یہ امر ممکن نہیں ہے کہ کوئی انہیں سے حاکم کیا جائے کیونکہ انہیں ہر ایک اپنے اپنے ملک کا بادشاہ ہے اور باہر برابری کا رکھتا ہے پس کیونکہ ایک کی سب اطاعت کرنے لگنے بصورت فساد کی ہے باہم فساد ہوگا ایک دوسرے کی اطاعت نہ کریگا غدر و مرج جائیگا وقت مقابلہ گریباہم ٹکرا رہوگی تو اہل اسلام کو زور ہو جائیگا سب اسکا یہ ہے کہ ایک افسر ہوگا اور سب ہم تہہ ہیں اگر اسکی رائے خلاف ہوئی اور دوسروں کی رائے موافق ہوئی جو کہ ہماری بہتری کی ہو یا اسکی رائے ہمارے موافق ہوئی اور دوسروں کی رائے خلاف ہوئی اور باہم یہ ٹکرا رہوئی کہ نہیں

یہ کرنا چاہیے اسنے کہا کہ یہ ہونا چاہیے تو باہم ٹکرا رہے ہوں لگی مقدمہ جنگ خراب ہو گیا پس یہ امر تو بالکل خلاف ہے کہ ان بادشاہوں کو متفق کر کے اور انہیں سے ایک کو نیکیا افسر کروں پس خیال کر لیجئے کہ اسی مقام پر فساد ہو گا کہ ہر ایک یہ چاہیگا کہ ہم افسر ہوں پس اگر یہ کیا جائے کہ انہیں سب کو حکم دیا جائے کہ تم سب ملکر ایک شخص کو تجویز کرو کہ وہ تم سب پر امور جنگ میں بروز میدان داری اہل اسلام افسر ہو اسکے حکم کے تم سب پابند ہو تو یہ ٹھیکہ بخوبی معلوم ہے کہ انہیں بہت سے ایسے ہیں کہ باہم پر خالیش رکھتے ہیں پس جو جسکا دوست ہو گا اسکی افسری کو قبول کرے گا اسی وقت دوسرے ہو جائیں گے اور باہم ٹکرا رہے ہوں لگی تو وہ کام کیوں کیا جائے کہ جس سے صورت فساد پیدا ہو پس رہا یہ امر کہ اپنے سرداروں میں سے کسیکو انکا افسر کریں پس پہلے آپ اس شخص کو تجویز فرمائیے اسکے بعد اسنے کہا جائے اگر یہ لوگ اسکی افسری کو قبول کریں تو خیر ورنہ کسی اور کو تجویز فرمائیے گا یا جو اسوقت انکی رائے ہو عشاق نے برہم ہو کر جواب دیا کہ تجھے خود ہی میری رائے میں اختلاف کیا اور جو امر نہ ہونے والا تھا اسکو ظاہر کیا ہر ایک کو ایک نئے طریقے سے آگاہ کر دیا اب کیوں کوئی کسی کی افسری قبول کرنے لگا چاہے یہ امر ہوتے چاہے نہ ہوتے مگر تجھے سب کو بتا دیے کہ یہ کرنا اور یہ کرنا خیر میں اس امر کو بھی سنئے ان سب کو اس امر پر راضی کر دوں گا کہ تم جسکو اپنے سرداروں میں سے ان سب پر افسر کرو گے یہ قبول کر لیں گے سمندر نے جواب دیا کہ میں کب منع کرتا ہوں میری تو عین ہی خوشی ہو مگر ان چار شخصوں کے سوا اب جسکو چاہیے ان سب کا افسر قرار دیجئے اور اسکے زیر حکم تمام فوج کر کے بڑے مقابلہ اہل اسلام روانہ فرمائیے عشاق نے کہا کہ وہ چار شخص کون ہیں سمندر نے کہا کہ دولوں میرے وزیر دست چپ لیے شلاق و امراق گریہ چاہتا تو میں بہت پریشان ہونگا تیسرے برادر آفاق شاہ یعنی اشفاق جادو اول تو وہ یہاں ہیں نہیں اگر ہوتا بھی تو اسکا جانا مناسب نہ تھا کیونکہ اسکا بڑا بھائی شریک اہل اسلام جو وہ ضرور اعانت کرتا چوٹے گلاب جادو کہ یہ میرے تمام لشکر کا افسر ہو اسکے جانے سے میرے لشکر میں اتنی بڑ جا بیگی اب آپکو اختیار ہے انکے علاوہ جسکو چاہیے افسر قرار دیجئے عشاق نے جواب دیا کہ میں خود ہی شلاق و امراق کو نہ روانہ کرتا ہاں ان میں سے کسیکو یا تو میں گلاب کو افسر کرتا یا اشفاق کو تجھے اشفاق کی بابت رائے خوب دی یہ میری عقل میں بھی آئی اب رہا گلاب اسکو بھی بھارے کہنے سے نہ روانہ کروں گا اب جو میں خیال کرتا ہوں تو سوا اسے اپنے اور الطاف جادو و وزیر چارم کے کسی کو نہیں پاتا ہوں یا میں جادو یا اسکو روانہ کروں سمندر نے کہا کہ میں آپ کو نہ جانتے ہوں اگر آپ تشریف لے گئے تو پھر میں کیوں نہ چلوں کیونکہ آپکا جانا بمنزلہ میرے جانے کے ہی بلکہ میرے جانے میں کوئی نقصان نہیں ہے جیسا کہ آپکے جانے میں میری حقارت اور آپکی ذلت ہے پس میرے نزدیک الطاف کو روانہ فرمائیے عشاق نے کہا کہ یہ میری رائے ہے اسکو طلب فرمائیے یہ سنکے سمندر نے ایک چوہدار سے کہا کہ الطاف جادو کو بلالاکو اس سے جا کر کہو کہ بادشاہ نے تمکو اسوقت طلب کیا ہے بہت جلد حاضر خدمت ہو وہ چوہدار یہ حکم پا کر دربار سے باہر آیا اور حرم مکان الطاف جادو کے چلا یہاں شلاق نے سمندر سے کہا کہ میں آپ کو ایک امر سے آگاہ کرتا ہوں وہ امر یہ ہے کہ جس دن سے آپ نے آفاق پر وہ بدعت کی اور آفاق کے قتل کا حکم دیا ہے الطاف نے دربار میں آنا ترک کر دیا وہ جو آنکھوں میں دن آکر کاغذات دکھا کر دستخط کراتے تھے

وہ بھی اٹھون نے ترک کیا صرف کاغذات روانہ کر دیتے ہیں اور خود نہیں آتے ہیں مگر تو انکا بھی رنگ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے اور ہمارا اسوقت کا کہنا یاد رکھیے گا کہ وہ اس افسری سے انکار کرینگے اول تو حاضر خدمت ہی نہ ہونگے اور اگر ہوئے بھی تو انکار کرینگے کیونکہ جیہ آدمیوں کو آپکی اسدن کی حرکت خلاف گذری تھی انکے نزدیک وہ بدعت تھی اسی سبب سے سب نے حاضری دربار موقوف کی سمندر نے کہا کہ یہ امر تہنہ بہت ٹھیک کہا مگر اس امر کا خیال نہ تھا ہاں اسدن سے میں نے الطاف کو دربار میں نہیں دیکھا جب کاغذ ملکی آئے انکے ساتھ ایک عرضی بھی تھی کہ میں علیل ہوں بسبب علالت کے حاضری سے مجبور ہوں میری عدم حاضری معاف فرمائی جائے کاغذات حاضر خدمت ہیں یہ ملاحظہ ہوں میں نے کچھ خیال نہ کیا اسوقت تمہارے کہنے سے یاد آیا ضرور وہ بھی خوف ہو گیا اور اسنے بھی اطاعت سے انحراف کیا ہے اور عدول حکمی پر کمر کسی پر نہیں دیکھا جائیگا اسوقت معلوم ہو جائیگا اگر آیا تو خیر ورنہ اسکی عدم حاضری سے ثابت ہو جائیگا کہ اسنے اطاعت سے انحراف کیا اور کوچہ سرکشی میں قدم رکھا یہ تقریر جو عشاق نے سنی عشاق نے جواب دیا کہ یہ مرثیہ تمہارا خیال خام ہے وہ ضرور علیل ہوگا اگر علیل نہ ہوتا تو ضرور آتا اور اگر علیل نہ ہوگا تو ضرور آئیگا سمندر نے جواب دیا کہ استاذ اب میرے ملازموں کے بارے میں کوئی دخل نہ دیجیے گا اگر وہ میرے حکم کے خلاف کرینگے پس جو میرے نزدیک انکے حق میں مناسب ہوگا وہ میں کرونگا آپکو میں نے صرف امور ملکی اور امور جنگ کی بابت حکم دیا ہے کہ میں آپکی رائے پر عمل کرونگا امور خانہ داری میں کوئی آپ کو دخل نہیں ہے عشاق نے کہا کہ میں امور خانہ داری میں کب دخل دیتا ہوں اور امور جنگ و ملکی میں میرا کیا اختیار ہے جو راسے میں نے دی تھیں اسکو رد کیا میں باز آیا ایسی رائے دینے سے کہ تم خود اسے رو کر دیا ہے وہ اس قابل نہو چاہے نہ ہو تم اس میں ایک نہ ایک کی نکال دیتے ہو چاہے وہ مانی جاتی ہو چاہے نہ سمندر نے کہا اب نہ بولو نگا جو آپکا جی چاہے وہ کیجئے جو امر میرے خیال میں آیا میں نے آپ پر ظاہر کر دیا کہ شاید آپ نہ واقف ہوں اگر آپ کے خلاف ہوا تو اب کچھ نہ کہو نگا یہ کلمہ سمندر خاموش ہو رہا یہاں تو یہ تقریر ہو رہی ہے اور ضرور جو بدار مکان برالطاف حاد کے پہونچا پہرے پر جا کر خبر کی کہ وزیر اعظم سے اطلاع کرو کہ جو بدار سرکاری آیا ہے کچھ انکو کہنا ہے سپاہی نے محلدار سے کہا کہ حضور سے کہا کہ خبر کرو کہ جو بدار شاہی در دولت پر موجود ہو کہتا ہے کہ مجھکو کچھ عرض کرنا ہے جو کہ میرے ذریعے سے پیام بادشاہ نے دیا ہے محلدار نے جا کر الطاف سے کہا الطاف نے محلدار سے کہا کہ جا کر اس جو بدار سے کہو کہ میں تو بہت علیل ہوں باہر نہیں سکتا ہوں پس جو کچھ ملو کہنا ہو کہلا بھیجوں انکے اور پر عمل کرونگا ایسا علیل ہوں کہ بدون اعانت دوسرے کے بستر پر سے اٹھ نہیں سکتا ہوں عرض ہوا ہے کہ حاضر دربار بھی نہیں ہوا ہوں ہر مرتبہ اپنی علالت کی اطلاع بذریعہ عرضی کیے دیتا ہوں کبھی کسی نے خبر بھی نہ لی کہ تم کیسے ہو مگر میں آگاہ کرتا گیا نہ معلوم کون ایسی ضرورت ہوئی جو بادشاہ نے ملو بھیجا یہی تقریر محلدار نے اگر اس سپاہی سے کسی سپاہی نے جو بدار سے کہی جو بدار نے کہا کہ کہلا بھیجو کہ انکو بادشاہ نے طلب کیا ہے بہت ضرورت ہے فرمایا ہے کہ جس حالت میں ہو چلے آؤ مجھو تھے ایک ضرورت شدید ہے اور مجھے ملو بہت دنوں سے دیکھا بھی نہیں ہے اور تمہاری علالت کی بھی مجھکو خبر ہے یہ جملہ جو بدار نے اپنی طرف سے محلدار کی زبانی الطاف سے کہا چونکہ الطاف جادو نہ کچھ علیل تھا نہ بیمار صرف اسی طرف سے

کہ جب بادشاہ نے آفاق کے ساتھ ایسی حرکت کی اسکو سرور بار ذلیل کیا اور قتل پر آمادہ ہوا جو کہ
برسون کا ملازم تھا اور بہت خیر خواہ تھا تو میری کیا اصل ہو ذرا اسی غرت ہو اگر وہ جاتی رہی اور ذلت
مہولی تو کیا فائدہ اس سے دربار میں نہ جاؤ یہاں سے کاغذ روانہ کر دیا کرو اور ایک عرضی کہ میں
علیل ہوں جنتک یہ بلا ٹلے ٹالو یہی الطاف نے کیا تھا کہ فو ماہ تک نہ آیا اسی طور سے بذریعہ عرضی
کے کام نکالا سمندر نے بھی کچھ خیال نہ کیا کیونکہ وہ خود آفت میں مبتلا تھا اور مبتلا ہو اسکو اپنے تن
بدن کی تو خبر نہ تھی اور اسکو کیا خبر ہوتی وہ اُدھر اس فکر میں تھا کہ کیا تدبیر کروں کہ اہل اسلام پر ظفر کیا
ہوں وہ کیا جانے کہ کون بیمار ہو اور کون اچھا ہو یا کسے فقرہ کیا یا دراصل یہی امر ہو آج جو عشاق
نے بارود لایا تو یاد آیا اُسے طلب کیا وہ بھی اپنی ضرورت سے ورنہ نہ طلب کرتا مگر الطاف کو ہر وقت
خوف تھا کہ جب بادشاہ سے کسی نے کہہ دیا کہ الطاف کو طلب کرو تو ضرور خیال آئیگا جو دن گزرتا ہو
وہ گزرتا ہو ایک نہ ایک دن ضرور طلبی ہوگی اسکو جو خوف تھا وہ ہی ہوا کہ طلبی ہوئی کیون نہ ہوتی
ملازم تھا پس جب مخلص نے جا کر وہ پیام بیان کیا اسکے حواس جاتے رہے اسنے خیال کیا کہ کسی
نہ کسی نے بادشاہ کو میرے حال سے آگاہ کر دیا کہ انھوں نے طلب کیا اب کیا کروں مجھکو دربار میں
جانا منظور نہیں ہو چاہے ملازمت رہے چاہے نہ رہے میں باز آیا ایسی ملازمت سے پس یہ خیال
کر کے اسے کاغذ اور قلم اٹھا کر ایک عرضی اس مضمون کی تحریر کی کہ اؤ حضور میں نے بارہا خدمت
عالی میں بذریعہ عرضی کے تحریر کیا ہے کہ میں بہت علیل ہوں چنانچہ اسی سبب سے حاضر نہیں ہو سکتا
ہوں میری عدم حاضری معاف فرمائی جائے وہ میری عرضیان دفتر سرکاری میں موجود ہونگی اُنکو
نکلو اگر ملاحظہ فرمائیے میں عذر کرتا ہوں کہ مجھ میں اسقدر طاقت نہیں کہ میں اپنے پانوں سے برا
بول و براز جاؤں جہاں بستر علالت پر پڑا ہوں اسی مقام پر بول و براز بھی کرتا ہوں و و آدمی مجھکو
اٹھاتے اور بٹھاتے ہیں پس میں حاضر نہیں ہو سکتا ہوں صاحب فراش ہوں ایسی حالت میں کیونکر
حاضر خدمت ہوں میں کچھ دنکا ہمان ہوں مجھکو اس علالت سے امید نہیں ہو کہ جانبر ہوں میرے
جو تصور کہ ہوں اُنکو معاف فرمائیے معافی کا خواستگار ہوں مجھکو حضور سے یہ امید نہ تھی کہ میں
ایسا علیل ہوں گا اور حضور میری خبر نہ لیں گے یہ میرا مقدر کہ حضور نے میری خبر نہ لی اسکا مجھکو کچھ گلا
نہیں ہو پس میں حاضر نہیں ہو سکتا ہوں اگر یقین نہ ہو تو کسی کو روانہ فرما کر دریافت فرمائیے
یہ لکھ کر اور اپنی مہر کر کے اس مخلص کو دی اور کہا کہ جو بدار کو دے اُو اس مخلص نے وہ عرضی
لا کر جو بدار کو دی اور کہا کہ یہ عرضی خدمت بادشاہ میں لیجا کر پیش کر دینا اس میں سب حالت تحریر ہو
پس وہ جو بدار وہ عرضی لیکر اُدھر گیا اُدھر الطاف جادو نے حکم دیا کہ سب لوگ ایسا سامان کریں
میں آج شہر کو یہاں ہے نکلیا اُنکا کیونکہ بادشاہ ضرور اس امر کا ذکر ہو گا کہ میں اُسکے پاس حاضر
ہوں اور میں جاؤں گا نہیں کیونکہ وہ قدر دان نہیں ہو وہ ہر ایک کی غرت کا خواہاں ہو آفاق کی تو
غرت لے چکا اُسکے بعد اُسے ابوان کی غرت لی جو کہ نہ اسکی ملازم تھی نہ ماتحت تھی صرف ملاقات
تھی ایسے کم ظرف اور ناقدر سے کی ملازمت کرنا اپنی آبرو دینا ہو پس کیا ضرورت ہو کہ میں جا کر اپنی
آبرو دون مجھکو یقین ہو کہ اُسے مجھکو جو طلب کیا ہو تو وہ مجھکو ضرور برائے مقابلہ اہل اسلام رو نہ کرے گا
اور میں اُسکے مقابلے کو جاؤں گا نہیں کیونکہ وہاں آفاق شاہ ہو اور میرے اُسکے ملاقات ہو وہ
وہ لوگ بڑے زبردست ہیں اُسے مقابلہ کر کے اپنی آبرو دینا ہو یا جان پس ایسے لوگوں سے کون

مقابلہ کرے جو کہ بحر شجاعت کے منہنگ ہون ایسوں سے کون مقابلے کو جائے کہ جو محسوس
 بہادری کے شہر بہون اُن لوگوں سے جہانتک ہو سکے عقب گذاری کیجاے وہ لوگ بہت
 بہادر ہیں اور سپاہی کی بہت قدر کرتے ہیں پس میں کیوں ایسے بہادر ورون سے مقابلہ کروں
 کہ جنگی بہادری اور شجاعت کے جھنڈے گڑے ہوں اور ہر ایک کے دلون پر سکے بیٹھے ہوں
 میان سمندر نے کیا کیا کئی مقابلے ہوئے جب مقابلے میں لشکر گیا شکست کھا کر بھاگا اسی سبب سے
 خود بادشاہ سمندر شاہ نہیں جاتا ہر ایک کو روانہ کرتا ہر عشاق نہ طاقی گئے وہ بھی مار گئے
 بی ایوان گئیں وہ بھی ذلیل ہو کر آئین انھوں نے بادشاہ کے لیے اپنی جان دی بادشاہ نے
 اسکا صلہ اسکو یہ دیا کہ اسکو ذلیل کیا اور قتل پر آمادہ ہوئے میرے پانڈون کے بچے سے زمین
 نکلگئی میں اب کبھی نہ جاؤنگا چاہے کچھ ہو میں نے ملازمت ترک کی آج شب کو اپنا سب مال اور
 اسباب لیکر نکلجاؤنگا الطاف کے بھائی مہربان جادو اور سپر خوش اندام جادو نے کہا کہ پھر
 کہاں جائیے گا اور کس اقلیم میں رہیے گا الطاف نے کہا کہ میں صاف صاف کہدوں میں یہاں ہے
 لشکر اسلام میں جا کر اُنکا شریک ہونگا میری بہت قدر ہوگی میں نے کہا ہون میں دیکھا تو مذہب
 اسلام مذہب حق ہو اور سب مذہب باطل ہیں جو اس مذہب میں مارا جائیگا وہ مرتبہ شہادت
 پائیگا اور بڑا مرتبہ ہوگا اور دیندار کہلائیگا اور جو اس مذہب کفر میں قتل ہوگا وہ کافر کہلائیگا
 اور داخل دوزخ کیا جائیگا یہ سب امر مجھکو کتابوں سے ثابت ہوئے ہیں دوسرے یہ کہ گزند مذہب
 اسلام حق نہ ہوتا تو کبھی وہ لوگ ایسے زبردست نہ ہوتے نہ آفاق انکی اطاعت کرتا نہ ایوان
 تمنے ایوان کا قہر سنا تو ہوگا کہ اسکے ساتھ سمندر کیونکر پیش آیا اور وہ لوگ کیونکر پیش آئے
 اور بہت قدر و منزلت کی وہ لوگ بہت شریف پرور اور صاحب لیاقت ہیں پس ایسے لوگوں کی
 اطاعت کرنا ہم لوگوں کا فخر ہی اور ایسے لوگوں کی اطاعت کرنا جو کہ ناقد رہے اور کم ظرف ہیں
 بالکل خلاف عقل ہو پس میں تو ضرور جاؤنگا جسکو میری ہمراہی منظور ہو وہ میرا ساتھ دے
 ورنہ وہ اسی مقام پر رہے یہ جو الطاف نے کہا سب نے کہا کہ ہم انکی ہمراہ ہیں کیا غریزہ اور کیا
 ملازم سب الطاف کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہوئے اسوقت سے سب اپنا انتظام کرنے لگے
 مال و اسباب کے بار باندھے جانے لگے راوی نے بیان کیا ہے کہ ناظرین نکتہ سحر پر ظاہر ہو
 کر الطاف کا دل سمندر کی طرف سے اسی دن پھر گیا تھا کہ جب اُسے آفاق کے ساتھ وہ
 حرکت کی تھی وہ اسی فکر میں تھا کہ کوئی پہلو ایسا ملے کہ میں یہاں سے نکل جاؤں مگر ملتا تھا
 جب سے اُسے ایوان کی حالت سنی اسوقت سے تو اُسے حتماً قصد نکلجائیکا کہا اسی سبب سے اُسے
 یہ عرضی تحریر کی اسکو یقین تھا کہ سمندر جادو اس عذر کو قبول کرے گا ضرور وہ کہہ کر یگانہ میں نہ جاؤنگا
 پس یہی بنا فساد کی ہوگی میں یہاں سے شب کو نکلجاؤنگا وہ ہاتھ ملکر رہ جائیگا یہاں تو الطاف نے
 یہ خیال کر کے اور سب کو مستقل کر کے اپنے نکلجائیکا انتظام کیا اور ہر چہ بدار سے داخل دربار
 ہو کر الطاف جادو کی عرضی بادشاہ کے روبرو پیش کی بادشاہ نے پوچھا کہ یہ کاغذ کیسا ہے
 اُسے عرض کیا کہ الطاف نے عرضی بھیجی ہو ملاحظہ فرمائیے پس سمندر نے وہ عرضی لیکر دبیر کو دی
 دبیر نے پڑھی پس جب سمندر نے مضمون عرضی سنا آگ ہو گیا اور کہنے لگا کہ یہ فقرہ ہو تو ماہ ہوئی
 کہ ابھی تک اچھا نہیں ہوا اُسے حکمرانی پر کمر کسی ہو میری طرف سے اسکو یہ لکھ دو کہ جس حالت میں

ضرور حاضر ہو ورنہ عتاب سلطانی تم پر نازل ہو گا پھر اس عذر کو تمہارے نہ سنیں گے یہ عذر تمہارا بالکل مہل ہے قابل قبول نہیں ہے پس فوراً حاضر ہو آئندہ تم کو اختیار ہے میں کبھی نہ مانوں گا پس یہ مضمون دبیر نے تحریر کر دیا عشاق نے کہا کہ اے سمندر میں پھر کہتا ہوں کہ تم الطاف سے خبر نہ مورو ضرور علیل ہو اگر علیل نہیں ہو اور اسے کسی سبب سے یہ عذر کیا ہو تو کیا نقصان ہو اسکو اسکی حالت پر چھوڑ دو وہ ضرور حاضر ہو گا آئندہ تم کو اختیار ہو کیوں دوست کو دشمن بتائے ہو اسے ملازمت کی ہو وہ کوئی تمہارا غلام نہیں ہو کہ جس حالت میں ہو وہ فوراً حاضر ہو رہی کوئی طریقہ ہو کہ دوست کو دشمن کرتے ہو اور کوئی طریقہ ہو یہ جو عشاق نے کہا سمندر نے جواب دیا کہ میں اس امر کو آپ کے کہنے پر عمل نہ کروں گا جو میرے واسطے میں آئیگا آپ پر عمل کروں گا یہ امور ملکی نہیں ہیں یہ امور خانگی ہیں میں ملازمتوں کو کیونکر انکی حالت پر چھوڑ دوں کہ وہ سرکشی کریں اور میں خاموش رہوں تو کوری نہ ہوئی خالاجی کا گھر ہو جب چاہا اے جب چاہا نہ اے میں نے گھر میں بیٹھ کر سیر کرنے کے لیے نہیں نوکر رکھا ہے اپنی ضرورت کے لیے نوکر رکھا ہے جب میری ضرورت کے وقت وہ کام نہ آئے تو پھر کس کام کی ایسی ملازمت خیال کرنے کی جگہ ہو کہ نو ماہ سے بالکل دربار میں بھی نہ آئے یہ بھی خبر نہ لی کہ کیا گزری اور کیا نہ گزری ہم کسی کے ملازم ہیں جا کر اسکو سلام تو کر آئیں بالکل خیال نہیں اگر میں اس امر میں طرح دیتا ہوں تو اور وہ تو کبھی حرات ہوگی وہ اسے زیادہ سرکشی کریں گے اسوقت مجھ کو زحمت ہوگی عشاق نے جواب دیا کہ تم کو اختیار ہے جو امر میری واسطے میں آیا میں نے تم کو صلاح دی تم جانو اور تمہارا کام یہ کہکے عشاق خاموش ہو رہا سمندر نے وہ حکم نامہ چوبدار کو دیا اور کہا کہ اسکا جواب الطاف سے لے آؤ وہ لیکر پھر الطاف کے مکان پر آیا یہاں سمندر دربار میں اس انتظار میں بیٹھا ہے کہ میرے حکم نامہ کا جواب آئے تو میں دربار پر خاست کروں اگر الطاف آجائے تو اسکو بموجب واسطے عشاق کے افسر سپاہ کے طرف اہل اسلام کے روانہ کروں خواہ وہ علیل ہو خواہ اچھا ہو اب میں اسکو روانہ کروں گا یہ کیا معنی کہ جب ہم کو ضرورت ہوئی تو ایک عذر بار و کر دیا برسوں سے گھر میں بیٹھے ہوئے تنخواہ کھا رہے ہیں اب جو ہمیر وقت پڑا ہو تو بھلے جانے ہیں ایسے ملازم کس کام کے یہ تو یہ خیال کر رہا ہو اور بہت غصے میں ہو وہاں چوبدار مکان پر الطاف جاؤ کہ یہو بچا اور پیر پیر علیہ محمد اہ کے وہ کاغذ اندر بھیجا الطاف نے وہ کاغذ سب کو جمع کر کے پڑھا اور گہا کہ تھے سنا جو سمندر نے لکھا ہوا اس کے حال سے تم لوگ آگاہ ہوئے اگر دراصل میں علیل ہوتا تو وہ اسکو بھی فقرہ خیال کرتا اور ضرور میرے اوپر شدت کرتا اور شتم کرتا کیونکہ اس نے اب کمر ظلم و شتم پر کسی ہر سبب سے کہا کہ پھر ایسے ہی نوکری کو ترک فرما بیے اور جو آپ کا قصد ہو وہ کیجئے اسوقت تو اس بلا کو کسی صورت سے مٹائیے اور شب کو نکل چلیے جب آپ یہاں نہ ہوئے تو وہ پھر کس پر ظلم و شتم کرے گا الطاف نے جواب دیا کہ ہاں یہی تدبیر کرتا ہوں اگر حیلگی یہ کہہ کر اور کاغذ اٹھا کر یہ تحریر کیا کہ آپ کا حکم نامہ پہونچا میں اسکی عبارت سے آگاہ ہوا خبر آج تو نہیں کل میں جس حالت میں ہوں گا ضرور حاضر ہوں گا جہاں آپ نے میری اتنے دتوں کی عدم حاضری معاف فرمائی وہاں آج کی بھی معاف فرمائیے میں آج اسکا انتظام کر لوں گا کل سے وہیں آکر پڑا رہوں گا آپ کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہوں گا تاکہ آپ کو

میرا فقرہ معلوم ہو جائے اور یہ ثابت ہو جائے کہ میں نے آپ سے فقرہ کیا اور آپ کی خدمت میں جھوٹ بولا پس امیدوار ہوں کہ آج کی حاضری میری معاف فرمائیے اور عدم حاضری کا قصور عفو ہو یا امر آپ کی غلام نواری و ذرہ پروری و قدردانی سے بعید نہ ہو گا کہ جہاں اسقدر مہربانی فرمائی ہو ایک دن کی محکومہلت اور عنایت فرمائیے زیادہ حد ادب سے غمر قبول افتد نہ رہے غزوہ شرف بلکہ یہ لکھکر محلدار کو دیا کہ اس چوہدار کو لیجا کر دیدے محلدار نے لا کر چوہدار کو دیا چوہدار وہ کاغذ لیکر طرف دربار کے جلا یہاں الطاف جاوونے کہا کہ بھائیو جلدی کر و شب نے جو ابد یا کہ تم سب اپنا اپنا بند و بست کر چکے ہیں صرف رات کا انتظار ہو پس الطاف تو رات کے انتظار میں اپنے مکان میں سب سامان سے درست بیٹھا ہے اس قصد سے کہ رات ہو تو میں یہاں سے منع اپنے کل ہوا خواہوں اور کل مال و اسباب کے نکلیاؤں یہ تو اس قصد میں ہے کہ آدھ چوہدار نے جا کر جواب حکم نامہ کا سمندر کے حضور میں پیش کیا سمندر نے دیر سے پڑھوایا دیر سے پڑھا چونکہ سمندر کی طبیعت ظلم و ستم کی طرف مائل ہوئی ہے اور اسکی تباہی کا زمانہ قریب ہے بدین سبب اسے برہم ہو کر کہا کہ کوئی حاضر ہو ابھی جائے اور جس حالت میں الطاف جاوونے آئے اگر بخوشی نہ آئے تو مع اس کے غریزون کے کہ تمنا کر لاسے یہ جو حکم دیا سب اہل دربار کا نب گئے لیکن عشاق نے سمندر سے کہا کہ اے سمندر اسقدر غصہ کو کام میں نہ لاؤ ورنہ انوراخجام کا خیال کرو اگر تم ادنیٰ ادنیٰ سے امر پر اپنے ملازموں و ماتحتوں کے ساتھ اس طور سے پیش آؤ گے تو مجھ کو یہ خوف ہے کہ ایسا نہ ہو کہ شب تنہا رہی رفاقت سے منہ پھیر لیں اور ملازمت کو ترک کر کے چلے جائیں تو پھر کیا ہو ایسے دشمن زبردست سے تو مقابلہ اور تم ملازموں کے اور خیر خواہوں کے ساتھ ایسی بے رحمی اور بدعت کرتے ہو آجکل تکو انکی دلجوئی کرنا لازم ہے نہ کہ ان پر بدعت اگر ساتھ دیتے بھی ہوں تو نہ دین تکو تو یہ امر لازم تھا کہ تم ایسی تدبیر کرتے کہ اگر وہ لوگ تم سے خلافت بھی ہوتے تو راضی ہو جائے اگر الطاف نے یہ غدر و خیر کیا ہو کہ میں آج معاف کیا جاؤں کل جس حالت میں ہونگا حاضر خدمت ہونگا صرف اسقدر دن اور شب بھر کا واسطہ ہو دیکھ لو وہ بھاگ نہ جائیگا اگر کل نہ آئے تو ایسا حکم کل دینا سمندر نے تیوری بدل کر کہا کہ میں نے آپ کو کوئی مرتبہ منع کیا کہ آپ میرے ملازموں کے بارے میں نہ بولیے مگر آپ نے سماعت نہ فرمایا ہر مرتبہ آپ فرماتے ہیں میں یہ آپ سے کہتا ہوں کہ خیال آپ کے اگر وہ علیٰ ہے تو خیر اور اگر بخیرال میرے آئے فقرہ کیا ہوا اور وہ فرار کر جائے تو کیا ہوا سو وقت سے اسے افسوس کے اور کچھ نہ پاتھا آئے عشاق نے کہا کہ یہ صرف تمہارا خیال ہے الطاف کبھی ایسا نہ کریگا اگر فرار بھی کر جائیگا تو تمہارا کیا نقصان ہو تم اس کے مظالم سے بچو گے اور سب اسے برا کہیں گے تکو یہ خیال نہیں آتا ہے کہ ایک آفاق مالون نے ایسا کہا کہ تم سے سرکہ ہو کر تقریر نہ کی کیا ہر ایک ایسا کریگا اگر کسی نے سرور بار تم سے گفتگو سخت کی جو کہ تمہاری بے عزتی کا سبب ہوتی تو کیا رہ گیا سو اسے اس کے کہ تم اسکو قتل کرو اور یا قید کرو مگر وہ عزت جو کہ اسکی تقریر اور بحث سے جائیگی وہ پھر واپس نہ آئیگی اگر تم اسکو قتل بھی کر ڈالو گے مگر ہر ایک کی زبان پر یہ پھر جاری ہو گا کہ فلان شخص نے بادشاہ سے سرکہ

ایسی تقریر سخت کی کہ جو کہ بادشاہ کے لیے بے غزنی کا سبب ہوئی اور کوئی حقیقت بادشاہ کی نہ
خیال میں لایا سردار بار ذلیل کیا گو بادشاہ نے اسکو قتل کیا مگر وہ اپنے سی کر گیا تو کیا ہوگا اور
ہر ایک ہی کہیں گا کہ تاشک کوئی پاس و لحاظ کرے بادشاہ نے نوید امر خیال کر لیا کہ ہر ایک کو
دبا لون یا تختہ بجا ہو ذات نہیں بھی ہو ملازمت کی بھی کوئی غلامی کا خط نہیں لکھا تھا کیوں
بات کی جاتی کہ جو کہ ملازمن کو بھی جرات ہوتی ایک تو بے غزنی ہوگی دوسرے اور لوگ
الزام دینے ہر ایک کی زبان پر یہی کلام ہوگا پس وہ بات کیوں کیجاے کہ اور لوگ بھی
کہیں میرے نزدیک تو کیوں وہ کام کیا جائے کہ جس میں اپنی بدنامی ہو اور سمندر وہ بات
نہ کر و کہ سب برا کہیں بہوجب مثل نہ گو میں ڈھیلا والونہ چھٹ پڑے پس کیا ضرور ہو کہ غصے میں
ہر ایک پر بدعت کرو ذرا تو غصے کو کم کرو میں کہتے اس امر کو کہتا ہوں کہ جہاں کہتے اتنے دنوں
اپنی طرف سے طرح دی آج میرے کتے سے طرح دو اسکا کل کا بھی وعدہ دیکھ لو سمندر نے
یہ تقریر عشاق کی سننے کہا کہ استاد آپ تو برائیاں کرتے ہیں خیر میں آپ کے کتے سے اسوقت
تو طرح دیتا ہوں یہ کہہ کر حکم دیا کہ آج کوئی انلطاف کے گھر پر نہ جائے ہاں کل صبح کو جو وہ نہ آئے
تو فوج جا کر اسکا گھر لوٹ گئے اور اسکو مع اس کے ناموس و اقربا کے اسیر کر لائے اور حاکم
در بار کرے کوئی ضرورت حکم ثانی کی نہیں ہو میں نے یہ حکم قطعی دیدیا ہو اگر اس کے خلاف
ہوگا تو سب کو سزا دی جائیگی یہ حکم دیکر سمندر نے دربار پر خاست کیا سب اپنے اپنے مکان کی
طرف چلے راہ میں برکتے ہوئے کہ اب بادشاہ نے بہت ظلم و ستم پر کمر کئی ہو بڑی خرابی
ہوئی ہو خیر جو کچھ ہم گزریگی اسکو برداشت کر نیکی ہم وہ امر ہی نہ کرینگے کہ جس سے ہم پر کوئی
الزام آئے ضرور جسدن بادشاہ نے ہلکو شکار کج اگر دیکھا تو ہم اسکا پاس نہ کرینگے کہ ہم ملازم
ہیں ننھے نمک کھایا ہو ضرور جواب سخت دینگے اور جو کچھ ہمارے ہاتھ پائوں سے ہو سکے گا
وہ کرینگے ایسی ایسی تقریر باہم کرتے ہوئے اپنے مکان پر گئے جو بادشاہ کے لشکر لیکر
آئے تھے براے ملک وہ باہم یہ کہتے ہوئے گئے کہ دراصل سمندر نے بہت بدعت پر کمر کئی
مگر ہم کو کیا ہم تو براے ملک آئے ہیں جب مقابلے سے اہل اسلام کے فراغت ہوگی ہم اپنے
ملک کو چلے جائینگے کوئی مجھ سے ہمیشہ کا تو سابقہ ہو نہیں کہ ہم اس امر کا خوف کریں کہ کہیں ایسا ہو
کہ سمندر ہمارے ساتھ بھی ہی برتاؤ کرے سمندر مجھے ایسے برتاؤ نہیں کر سکتا ہو ہاں اگر ہم خراج
نہ دیں تو ایسا کر سکتا ہو کہ ہم پر زیادتی کرے یہ تقریر کرتے ہوئے اپنے مقام پر پہنچے اور سب
ایک مقام پر جمع ہوئے باہم صلاح کی کہ ہم لوگ باہم یہ راے قرار دے لیں کہ اگر سمندر بادشاہ
ہم پر اپنے سرداروں میں سے کسی کو افسر کرے روانہ کرے براے مقابلہ اہل اسلام تو ہم
نہ جاکر یا تو خود چلے یا اپنے استاد کو روانہ کرے ہم اس کے کسی سردار کی افسری کو نہ قبول
کرینگے نہ اس امر کو قبول کرینگے کہ ہم میں سے کسی کو افسر کرے سب نے کہا کہ اچھا جب یہ راے
قرار ہوئی تو سب اپنے اپنے جیسے میں جا کر آرام پذیر ہوئے اور سمندر محل میں گیا اور جا کر
آرام پذیر ہوا شملاق و امراق جو دریا سے مکان پر گئے ہر ایک نے امور ضروری سے غفلت
کی پس شملاق فراغت کر کے امراق کے مکان پر آیا امراق سے کہا کہ بڑا غصہ ہوا کہ بادشاہ
نے عشاق کو اختیار دیا اور کہا کہ جو آپ کی راے ہو اسپر عمل کروں ہمارے اور تمہاری

راے کوئی نہ بہتر ہر عشاق کے نزدیک ہم دشمن ہیں پس مفت میں اہل اسلام بیان قبضہ کر لینگے یہ امر ضرور ہوگا کہ جب مقابلہ ہوگا اور اتفاق سے لشکر نے بادشاہ کے شکست کھائی عشاق بادشاہ کو صلاح دیکر باہم مصالحت کرا لیں گے اور اہل اسلام کا قبضہ کرا دینگے کیونکہ انکے تیور سے ثابت ہوتا ہے ہم تم یون ہی رہے ہمارے لیس کوئی تدبیر ایسی کر و کہ بادشاہ ہماری راے پر عمل کرے اور اور جو ہم راے دین اسپر کار بند ہوا اور یہ بھی راے عشاق کی ہمارے نزدیک اچھی نہیں ہو کہ کسی سردار کو بادشاہ ان سب بادشاہوں پر افسر کر کے روانہ کرے کیونکہ اول تو یہ خلاف ہر دوسرے یہ امر ہے کہ جو کوئی جایگا جہان ذرا سختی پڑی ضرور شریک اہل اسلام ہو جائیگا انکو قوت ہوگی ہماری طرف ضعف ہوگا ہمارے نزدیک تو بہتر ہے کہ خود بادشاہ ہمارے مقابلہ کرے جس قدر وہ لوگ میان قیام کرتے ہیں اس قدر انکو قوت بہم ہوتی جاتی ہے اب انکا قیام کرنا میان اچھا نہیں ہر امراق نے کہا کہ چلو پھر بادشاہ کو ایسے امر کی صلاح دین شملاق نے کہا کہ میں اسی لیے تمہارے پاس آیا ہوں کہ میں اور آپ ملکر چلیں اور بادشاہ کو صلاح دین پس امراق و شملاق دونوں دیوان خانے سے باہر آئے اور سوار ہو کر طرف در دولت کے روانہ ہوئے جب در دولت پر پہونچے اپنے حاضر ہونے کی خبر کرائی کہ آپ کے وزیر آپ کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور قد مبوسی کے خوشگزار ہیں کچھ ضروری عرض کرنا ہے مخلصدار نے جا کر سمندر سے عرض کیا کہ آپ کے وزیر دست چپ حاضر ہوئے ہیں بار بانی کے خواستگار ہیں وہ ہی سمندر کھانا کھا کر برائے آراء خلوت کدہ میں گیا تھا کہ یہ خبر مخلصدار نے جا کر بیان کی جیسے ہی سمندر نے شملاق و امراق کا نام سنا فوراً باہر نکل آیا اور آٹھ بیٹھا وہاں سے اس مقام خاص میں آیا کہ جہاں صحبت گلیہ برپا ہوتی تھی وہاں آکر مخلصدار سے کہا کہ میرا پرکندہ وہاں آئے کہو کہ وہ صحبت گلیہ کے مکان میں آدین مخلصدار نے میرے پر آکر کدیا اس سیاہی سے شملاق و امراق نے جب یہ سنا تو دونوں اس مکان میں آئے دیکھا کہ سمندر مسند پر بیٹھا ہوا ہے وہ دونوں نے سلام کیا سمندر نے جواب سلام دیکر کہا کہ آؤ لیس یہ دونوں سنا منے سمندر کے جیسے سمندر نے کہا کہ ان شملاق و امراق کیوں کیا ضرورت ہے انھوں نے عرض کیا کہ چکو کچھ ضروری باتیں عرض کرنا ہیں جو ہم اس وقت حاضر خدمت فیض رحمت ہوئے اور حضور کو تکلیف دی سمندر نے کہا کہ بیان کرو امراق نے کہا کہ حضور نے یہ کیا غضب کیا کہ اپنے استاد و عشاق کو تمام اختیار ملکی و امر جنگ و جدل انکے قبضے میں دیے اور کہا کہ جو آپ کی راے ہوگی اسپر عمل کرینگے اس وقت تو ہم بول نہ سکے کیونکہ یون ہی بدخواہ اور دشمن سب کے نزدیک ہیں اور زیادہ ہوتے ہیں نے خیال کر لیا کہ بعد کو حضور سے عرض کر لیں گے اور جو جو خرابیاں انکے صاحب اختیار ہونے میں ہیں وہ سب ظاہر کر دینگے سمندر نے کہا کہ بیان کرو انھوں نے کہا کہ ہم آپ کو اس امر سے آگاہ کرتے ہیں کہ انکی راے پر اگر آپ عمل کرینگے تو یہ خیال فرمائیے کہ ملک آپ کے قبضے سے نکلیا گیا وہ یہ سب ہے کہ وہ یہ امر جب دیکھیں گے کہ اہل اسلام نے کئی معرکے سر کیے فوراً آپ کو راے دینگے کہ صلح کر لیجیے اور اہل اسلام کو خراج دینا گوارہ کیجیے اسی میں انکے لیے بہتری ہے جو نہ آپ انکو اختیار دے چکے اور استاد اپنے کو سب سے موافق کر چکے اگر اب اس سے آپ انحراف کرینگے تو آپ کو بڑی مشکل ہوگی پھر اس وقت کوئی آپ کا ساتھ نہ دینگا بڑی خرابی ہوگی

ایک تو یہ نقص ہو دوسرا یہ نقص ہو کہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ انھوں نے ابھی سے صورت فساد کی
 شکال وہ یہ ہو کہ انھوں نے یہ اسے آپ کو دی کہ ان بادشاہوں میں سے کسی کو افسر کر کے
 مع فوج روانہ فرمائیے کہ وہ جا کر اہل اسلام سے مقابلہ کرے پس جب آپ یہ سب باتیں کر گئے
 تو فوراً باہم فساد ہو گیا اور کوئی اس امر کو قبول نہ کرتا کیونکہ سب ہم مرتبہ تھے اور اگر آپ یہ کہتے
 کہ کسی کہ اپنے سرداروں سے افسر کر کے اور ان سب کو اسکی ماتحت کر کے روانہ فرمائیے گا
 یا فرماتے تو اسوقت میں بھی فساد ہوتا کہ وہ اس امر کو قبول نہ کرتے اور نہ کر سکتے اسوقت
 آپ کو غصہ کن سب پر آتا کہ انھوں نے میری عدول علی کی بس یہ بھی بنا ہے فساد تھی اور یہ
 آپ خیال فرمائیے کہ یہ سب امور ضرور ہو گئے اگر انکی رائے پر عمل فرمائیے گا اہل اسلام
 سے تو مقابلہ درگت ہو گا یا ہم فساد ہونے لگے گا اسوقت بڑی مشکل ہوگی سمندر نے کہا کہ
 یہ سنئے صح کہا گو میں نے اسوقت بھی یہ خیال کر کے استاد کو جواب نہ دیا تھا صرف یہی خیال
 لیا تھا کہ کوئی اس امر کو قبول نہ کرے گا انھیں میں سے کسی کی افسری کو قبول کرے گا نہ میرے
 سردار کی افسری کو مگر اسوقت تمھارے کہنے سے میرے بھی خیال میں آیا کہ یہ ضرور صورت
 فساد کی ہو ضرور فساد ہو گا معلوم ہو گیا کہ استاد کی رائے ضرور غلطی پر ہو میں اسکو بھی نہ
 قبول کروں گا امر اقی نے کہا کہ انکی رائے پر کام لیجئے گا ورنہ پختائیے گا کیونکہ یہ بھی خیال
 فرمایا ہے کہ انھوں نے الطاف جادو کے مقدمے کو کیونکر ٹال دیا تھا اسوقت کا کہنا یا
 رکھئے کہ اب الطاف جادو کو آپ نہ پائے گا ہم دریافت کر چکے ہیں کہ وہ اچھا ہی بیمار نہیں
 ہو صرف فقرہ ہو اور ہمیشہ اسنے فقرہ کیا اسنے اسیدن سے سرکشی نہ کر کسی جسدن سے آفاق
 پر آپ خفا ہوئے چونکہ یہ لوگ آفاق کے بہت بڑے دوست تھے انکو یہ امر ناگوار گذرا
 مگر کوئی پہلو اسوقت ان سب نے فساد کا نہ دیکھا اس سبب سے فساد نہ کیا اگر ذرا بھی آفاق
 آپ سے محنت کلامی کرتا اور فساد پر آمادہ ہوتا یہ سب کے سب آپ سے پھر جاتے اس کے
 شریک ہو کر آپ سے مقابلہ کرتے میں ان سب کا رنگ دیکھ رہا تھا کہ بل کھا رہے تھے مگر
 ان چار تھے بلکہ آفاق خود ہی اس امر کا قصد نہ کرتا تھا اسنے آپ کے خوف سے اپنے کو اسیر کر دیا
 دوسرے یہ خیال کیا کہ میں اکیلا ہوں یہاں ہزاروں آدمی ہیں اگر اسکو یہ معلوم ہوتا تو وہ ضرور
 فساد کرتا پس مجھکو اسی دن سے یقین تھا کہ یہ سب آپ سے ضرور برخاش کرینگے چنانچہ الطاف
 نے اسدن سے آنا دربار میں موقوف کیا اور اشتقاق اسی دن سے لشکر لیکر طرف اپنے ملک
 کے چلا گیا اور الطاف نے فقرہ کرنا شروع کیا چونکہ آپ کو اور فکر میں تھیں اس سبب سے
 آپ نے خیال نہ فرمایا کہ آپ الطاف کو طلب کرتے اب جو طلب کیا تو یہ امر اسنے ظاہر کیا کہ میں
 قبل سے عرض کرتا آتا ہوں حاضر نہیں ہو سکتا ہوں گو آپ نے ضرور یہ خیال فرمایا کہ یہ فقرہ ہو
 اور وہ حکم دیا مگر پھر عشاق نے جو انکو بیکار کی تقریر کر کے اور کچھ تشیب و فراز دکھایا جو کہ
 بالکل اصل کہیں نہ تھا آپ راضی ہو گئے کہ اچھا کل اگر الطاف نہ آئے تو اسکے ساتھ رہ سکتا
 کیا جائے پس عشاق نے اسکو بجا دیا اسکے دوست اسکو خبر دیکھے وہ فوراً آج شب کو چلا گیا
 مجھکو بھی معلوم ہو کہ وہ بیمار نہیں ہو سمندر نے جواب دیا کہ میں نے ضرور دھوکا کھایا اب کیا
 ہوتا ہو خیر اگر نہ گیا اور رہ گیا اور نہ حاضر ہوا تو جو کچھ کل اسکے لیے ہو گا دیکھ لینا مگر ہاں میں نے

انکی رائے پر عمل کر کے دھوکا کھایا ضرور انکی رائے غلطی پر ہونے کا یہی خلاف تکلیف
امراق نے کہا کہ تیسری رائے بھی تو خلاف ہو سمندر نے کہا کہ وہ کیا امراق نے کہا کہ وہ یہ کہ انھوں نے
ایوان کے بارے میں کہا کہ آپ خاموشی اختیار فرمائیے کچھ نہ کیجئے آپ نے قبول کر لیا انھیں یہ نقص ہو
کہ آپ اگر اسکی طرف سے غافل ہو گئے وہ تو شریک اہل اسلام ہو چکی ہیں اور آئندہ بھی ظاہر کیا ہو کہ
میں اپنے ملک میں جا کر سب کو مسلمان کروانگی اور اپنا لشکر لیکر حاضر خدمت ہونگی پس اگر وہ اپنے
ملک کو گئی اور آئندہ سب کو مسلمان کر لیا اول تو یہ ہوا کہ زیرہ طاق دین اسلام جاری ہوا اور ایک
ملک اور اہل اسلام کے قبضے میں آ گیا پس جو ملک آئندہ کے قرب و جوار میں ہو گئے اور ایوان سے
تعلق رکھتے ہوئے ملک دین اسلام قبول کر لیں گے تو بڑی خرابی ہوگی پھر کوئی ایسا پہلو نہ ہوگا
کہ آپ اسطرف سے ملک طلب کریں اگر آپ لشکر لیکر اسے مقابلہ اہل اسلام بیرون شہر تشریف
لیکئے اور ان بادشاہوں کو جو کہ مسلمان ہو چکے ہیں یعنی جسکو ایوان اب جا کر مسلمان کر لی خبر
ہوئی کہ اب شہر خالی ہو پس وہ دوسری طرف سے آکر شہر پر قبضہ کر لیں گے اور آپکے لشکر پر چھاپا
مارینگے ادھر سے یہ لوگ ادھر سے اہل اسلام پس انکو کوئی صورت سوا اسے فرار سے دوسری
نظر نہ آئیگی اور ایوان جا کر ضرور ان بادشاہوں کو کہ جو کہ سرکش ہیں مثل ایوان اور آئندہ
ملک کے قرب و جوار میں ان کے ملک میں اور ایوان سے اتحاد ہو ضرور اسلام کی طرف
رغبت دلائیگی وہ لوگ ضرور اسے کئے پر عمل کریں گے اگر ایسا ہی ایوان نے کیا اور اپنے ملک کو
اسلام آباد کیا اور ان ملکوں کو جو کہ باج دیتے ہیں مسلمان کیا تو یہ خرابی ہوئی کہ زیرہ طاق دین اسلام جاری
اور کہاننگ دین اسلام کا نشان کڑا اور لشکر جمع کر کے برائے ملک اہل اسلام آئی تو انکو اور ضرور
ہوا قوت بڑھی اس خاموشی سمجھنے میں یہ نقصان ہیں سمندر نے کہا کہ تم صحیح کہتے ہو آج جو رائے
استاد نے دی وہ خلاف دی شلاق نے کہا کہ یہ جو استاد نے کہا کہ کسیکو اقتدار کے روانہ فرمائیے
وہ اہل اسلام سے جا کر مقابلہ کرے فرض کر دو کہ یہ امر سنبھال کر لیا کہ میں سے خواہ اپنے کسی سردار کو ہم میں سے فسر کر کے ہرگز
فرمائیے ہم اسکی رائے پر عمل کریں گے اور اگر اہل اسلام سے جا کر مقابلہ کیا اور لشکر اسلام کی فتح ہوئی اور یہ بھی ادھر ملے تو یہاں بھی
سمندر نے کہا کہ ایوان سے اہل اسلام یہاں آئے ہیں یہ نہیں دیکھا کہ کوئی لشکر لیکر گیا ہوا اور آئندہ مقابلہ
کئے کیا ہوا اور ظفر حال کی ہوا تو مارا گیا یا شریک ہو گیا پس ایسی حالت میں کیا ضرور ہو کہ دفعہ دین
لشکر روانہ کر کے اپنی لشکر میں قوت کو کم کیا جائے جو جائیگا یا تو جب کم زور پڑیگا شراکت کر لیا جائے
آئیگا یا مارا جائیگا آفاق نے جا کر کیا کیا ایک مدت تک پڑے رہے ایک مقابلہ نہ کیا بعد آئندہ
ایک فقرہ لیکر وہاں سے اپنا لشکر لیکر واپس آئے کہ میں مقابلہ نہ کرونگا آخر کو انکے شریک
ہو کر گرداب شاہ وغیرہ گئے تو کیا بنا لیا ابھی تک پڑے ہوئے ہیں ضربک واربک وشم جہم
گئے انھوں نے مقابلہ کیا وہ مارے گئے ملکہ زعفران نے مقابلہ کیا وہ بھی ماری گئیں کوئی نہ
شراکت کی عشاق نے کیا بنا لیا شراکت نہ کی ہر سردار دہی ماری گئی اور ایوان اس سب سے
بچیں کہ شراکت کی پس ایسی حالت میں کیا ضرور ہو کہ کسیکو روانہ کر کے اپنی قوت کم کجائے
سمندر نے کہا کہ تمہیں صحیح کہتے ہو ضرور استاد کی رائے خراب ہے اور سوا اسے نقصان کے کوئی
صورت نفع نہیں ہے ان کی رائے پر عمل کرنے میں پس تم بیان کرو کہ میں کیا کروں امراق نے
کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہم کچھ عرض کریں سمندر نے کہا کہ ضرور ملکو اجازت دیگی امراق نے کہا کہ

ہماری اور انکی برائے میں بہت فرق ہو وہ پھر ہو گئے ہیں انکی عقل ضعیف ہو جو اس انکے درست نہیں
 ہیں پس انکی برائے ہمیشہ خراب ہوگی اور ہم تو گاہ بھی جو ان ہیں ہماری عقل تیز ہر ہم میں ابھی رطلو
 باقی ہو پس ہم جو برائے دیکھے وہ کبھی خراب نہ ہوگی ہاں اگر آپ اس امر کی قسم کھائیے کہ ہم تمہاری
 برائے پر عمل کریں گے تو ہم برائے دین و نہ بیکار ہو کیونکہ اسوقت آپ ہم سے برائے لیجئے اور کل
 جب سب دربار میں آئیں اور استاد آپ سے فرمائیں کہ میری یہ برائے جو آپ قبول کر لیجئے اور
 ہماری برائے بیکار ہو تو کیا فائدہ کیونکہ آپ ان سے فرما لیجئے ہیں کہ میں آپ کی برائے پر عمل کرونگا
 اس کے خلاف کیونکہ کبھی گادہ ناراض ہونے سمندر نے کہا کہ بھائیوں اب تو میں انکی برائے پر کبھی
 عمل نہ کرونگا سراسر انکی برائے میرے حق میں بری ہو اور بری ہوگی پس تم اپنی برائے ظاہر کرو
 امراق نے کہا کہ آپ اس امر کی پہلے قسم کھائیے کہ میں جو تم برائے دو گے اس پر عمل کرونگا یہ ظاہر ہوگا کہ امراق
 و شلاق کی برائے ہو سمندر نے کہا کہ پھر کیا ظاہر کروں اس ظاہر کرنے میں کیا نقصان ہو امراق نے
 کہا کہ کہیں یہ نقصان ہو کہ وہ لوگ ہم دونوں کو بجا سے خیر خواہ دیکھ جاتے ہیں اور زیادہ انکو خیال ہوگا اور ہماری
 دشمنی پر آمادہ ہونے لیں یہ برائے ہو کہ آپ یہ فرمائیے کہ میں اب کسی کی برائے پر کام نہ کرونگا
 اپنی برائے پر عمل کرونگا جو میرے حق میں بہتر ہوگا اور میں اپنے مقام پر خیال کرونگا اس پر
 عمل کرونگا اور جو اسوقت ہم برائے دین اس پر عمل فرمائیے اور ہم وقتاً فوقتاً برائے دیتے
 رہیں گے ان دونوں نے سمندر کو اس قدر بھرا اور ایسے ایسے لکشیب و فراز و خرابیاں
 دکھائیں کہ سمندر بھر گیا چونکہ یہ ان سے محبت کرتا تھا اور انکو اپنا بہت بڑا دوست جانتا تھا پس اس نے
 کہنے میں آگیا اور یہ دونوں بڑے مفید اور فساد دی ہیں انکو یہی فکر ہو کہ کسی طور سے فساد ہو
 جائے اور اہل اسلام سے ہمیشہ مقابلہ رہے کیونکہ ان کے دلون میں اہل اسلام کی طرف سے بہت
 کینہ ہو اور ان کے قلب سیاہ ہیں یہ کبھی مسلمان نہ ہونگے انکا خمیر کفر و نفاق سے کیا گیا ہے پس جب
 سمندر نے یہ تقریر انکی منی اسکو پسند آئی اور کہا کہ کتنے خوب بات بتائی پس اسوقت سمندر
 نے تقویر خداوندی اٹھا کر جو کہ ان کے گلے میں تھی کہا کہ میں اسی تقویر کی قسم کھاتا ہوں کہ کبھی
 تمہاری برائے کے خلاف نہ کرونگا اور کسی کی برائے پر عمل نہ کرونگا جو تم برائے دو گے اس پر
 عمل کرونگا اور نہ یہ ظاہر کرونگا کہ یہ میرے وزیر ہوں کی برائے ہو بلکہ یہ ظاہر کرونگا کہ میری برائے
 نہ اسوقت کی تقریر کسی سے بیان کرونگا نہ یہ نقصانات جو تم نے بیان کیے ہیں ان سے کسی کو آگاہ کرونگا
 پس اب تم اپنی برائے ہر امر میں ظاہر کرو جب یہ امراق و شلاق کو یقین ہو گیا کہ اب ہماری تقریر نے
 دلوں کو گھٹا دیا ہے سمندر نے دلیرانہ کیا اور بادشاہ نے قسم کھائی انکو یقین ہو گیا کہ اب سمندر اس
 قسم سے نہ پھر بچا تب امراق نے کہا کہ ہماری دونوں برائے بابت مقابلے کے یہ ہو کہ اب سب کو
 روانہ کر کے دیکھ لیں جو اسے دولت اور خواری کے اور شکست کے کچھ حاصل نہ ہو اب اس اب
 آپ خود لشکر لیکر جھنڈر آپ کے پاس لشکر ہو اور جو آپ کی ملک کو آئے ہیں ان سب کو ہمراہ
 لیکر اہل اسلام سے مقابلہ فرمائیے اور ایک ایسی جنگ فرمائیے کہ اہل اسلام کو بھی معلوم ہو جائے
 ضرور انکی فتح ہوگی اور آپ ظفر بآب ہونگے اور اس صورت میں جو کہ آپ کے استاد نے بتائی
 ہے سو اسے کمی قوت اور بر باد دی سیاہ کے کوئی نفع نہ ہوگا اب میں برائے ہو سمندر نے کہا کہ
 برائے بہت کھینک ہو میں اسی پر عمل کرونگا اور کبھی اس سے نہ پھر دنگا سمندر نے اس پر بھی

قسم کھائی اسکے بعد امراق و شلاق نے کہا کہ بابت الیوان کے ہماری یہ رائے ہے کہ ابھی وہ لشکر اسلام میں ہو پس ایسی حالت میں کیسکو تھوڑا سا لشکر لیکر طرف شہر الوانیہ کے روانہ فرمائے کہ وہ جا کر پہلے الیوان کی بہرہ سے یہ ظاہر کرے بذریعہ نامہ و پیام کے کہ تمھاری بہن مسلمان ہو گئی اُسے اپنا دین آبائی ترک کیا خدا پرستوں کا دین اختیار کر لیا اُس جرم پر سمندر شاہ نے اُسکو طلب کر کے بہت نصیحت کی اور سمجھایا اُس نے نہ مانا آخر اُسکے قتل پر آمادہ ہوئے اُسکو اہل اسلام کا عیار عیاری کر کے لیکر اب اُس نے جا کر اُنکی شراکت کی اور اُنکی شریک ہو گئی اور اُس نے اقرار کیا ہے کہ میں اپنے ملک کو جانوںگی اور اہل شہر کو مسلمان کروںگی اور اپنا لشکر لیکر اُنکی آپکی ملک کروںگی اور سمندر سے مقابلہ کروںگی پس سمندر شاہ نے بھکھو بھجا ہے کہ تمکو آگاہ کروں اُسکے مرید ہو جانے سے پس جب وہ دوسرے مذہب میں گئی تو اب تم لوگ اُسکا پاس نہ کرنا اور اُس سے مقابلہ کرنا کیونکہ تم سے اور اُس سے مذہبی فرق ہو گیا ہے اب وہ تمھاری شریک نہ ہوگی جہنم اُسکے شریک نہ ہو گئے مذہب اسلام نہ قبول کرو گے پس تمکو لازم ہے کہ تم ہماری شراکت کرو کیونکہ ہم اور تم ایک ہی مذہب ہیں اور باہمی ملت رکھتے ہیں ہمارے تمھارے کوئی فرق نہیں ہو اگر ایسا نہ کرو گے تو تم سے مقابلہ ہو گا پس وہ یہ پیام روانہ کرے اگر وہ اس امر پر راضی ہوں اور اُنکی شراکت کریں تو خیر ورنہ وہ سردار اُسے مقابلہ کرے اور تمام شہر کو تاخت و تاراج کرے اہل شہر کو قتل کرے اور عمارت مال و اسباب سب نوٹ لے عزیز و اقارب الیوان کو بحالت خراب گرفتار کر کے بہت جلد حاضر کرے سوائے اس تدبیر کے کوئی اور تدبیر نہیں ہو اگر انھوں نے آپ کی شراکت کر لی تو خیر اگر شراکت نہ کی اور ملک تاراج ہو گیا لشکر تباہ ہوا تو پھر الیوان کس کو اسلام آباد کرے گی اور کمان سے لشکر لیکر اہل اسلام کی ملک کو جائیگی آپ کا مطلب ہر طور سے حاصل ہو گا سمندر نے کہا کہ ہاں یہ رائے خوب ہو دراصل استاد کی رائے بالکل خلاف تھی اُنکی کوئی رائے ابھی نہ تھی سمندر نے کہا کہ اب میں ایسا ہی کروں گا اب الطاف کے بارے میں کیا رائے دیتے ہو امراق و شلاق نے کہا کہ اُسکے بارے میں کیا رائے عرض کیجئے اُسکے بارے میں آپ حکم فرما چکے ہیں اب اپنے حکم کو منسوخ کرنا بالکل خلاف ہے سب یہ خیال کریں کہ بادشاہ کو اپنی زبان کی پابندی ہے ابھی خیال نہیں کبھی حکم فرماتے ہیں کبھی کبھی بس جو کچھ حکم فرما دیا فرما دیا اب اس میں کوئی کوشش جدید نہ فرمائیے اگر وہ کل حاضر ہوا تو خیر ورنہ اُسکا گھر کل نوٹ لیا جائے اگر وہ شب کو فرار نہ کر گیا تو اُسکو جس حالت میں ہوا سیر کر لیا جائے یہ بھی حکم آپ کا بہت مناسب ہو راوی نے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے اس سبب سے اس میں رائے نہ دی کہ ایک امر تو خلاف ہوتا کہ بادشاہ کو ثابت ہو جائے کہ استاد کی ہر ایک رائے غلط تھی کیونکہ یہ دریافت کر چکے تھے کہ الطاف بیمار نہیں ہو صرف فقرہ کرتا ہوا اور وہ سرکشی پر آمادہ ہے کبھی حاضر دربار نہ ہو گا عشاق نے سمندر سے کہا تھا کہ آج کوئی حکم اب ایسا نہ فرمائیے کہ جو خلاف ہو کل آپ کو اختیار ہے اگر وہ حاضر ہو کل ضرور حاضر ہو گا پس انھوں نے اسی سبب سے رائے نہ دی تاکہ عشاق جھوٹا ہوا اور سمندر کی نگاہ میں لغو قرار پائے پھر سمندر کسی امر میں عشاق کی رائے نہ لیکر اپنا کام نہ لیکر اور خوب اپنی جڑھی بارگاہ ہوگی پھر ہم سبکی رائے پر عمل کریں گے یہ دونوں یہ ظاہر کر چکے ہیں کہ الطاف بھاگ جائیگا پس اگر ہمارے خیال کے موافق ہوا تو ہم بچے ہوئے اور عشاق جھوٹا ہوا یہ وجہ تھی کہ انھوں نے الطاف کے مقدمے میں کوئی رائے نہ دی پس جب یہ تقریر تمام ہوئی سمندر نے کہا کہ کل سے اسکا بندوبست کیا جائیگا جب ان دونوں کو یقین کیا

مر بادشاہ اسکے خلاف نہ کریگا اور خوب پی پیڑھا چکے اور اس امر پر آمادہ کر چکے کہ بادشاہ خود مقابلہ کرے
اہل اسلام کے لشکر لیکر جائے اور ایک سردار کو برائے تاجی شہر ایوانیہ مع لشکر روانہ کرے
اسوقت ان دونوں نے کہا کہ ہم خدمت ہوتے ہیں اب آپ جا کر آرام فرمائیں کل جو کچھ کہنے پر اسے دی
اسکے موافق عمل فرمائیے اور ملاحظہ فرمائیے کہ استغدر فقید ہو سمندر نے کہا کہ نہیں ابھی سے اس کے فائدہ
میری پیش نگاہ ہیں تم دونوں بڑے عقلمند و مدبر میری سلطنت میں کوئی ایسا نہیں ہو جیسے تم ہو اگر وہ
اور ایسے عقلمند میرے پاس ہوتے تو میں تمام عالم پر اپنی حکومت قائم کرتا اور سب اقالیم میرے
تھے میں آجائیں مگر کیا کروں کہ کوئی تمسا نہیں ملتا ہو میں کچھ تو سمجھتا ہوں اپنا وزیر مقرر دیا اور اپنا کاروبار
مقرر کیا وہ خوشامد کرنے لگی اور بہت کچھ تعریف کرنے لگے سمندر جو خوش ہوا بازو پر دو اگر تھے
نزدک کے جنگا مثل و نظیر نہ تھا دونوں کو انعام میں دیدیے وہ بہت خوش ہوئے اور سلام کر کے
لے لیے اور دوسرا سلام خدمت کر کے باہر آئے اور طرف اپنے مکان کے چلے اور سمندر داخل
محل ہوا اور اپنے مقام پر جواسے خیال کیا کہ استغدر کی رائے ٹھیک نہیں ہو بان وزیر دیکھی چونکہ اسکا
ادبار آچکا تھا اسکو عشاق کی رائے خلاف معلوم ہوئی اور ان دونوں کی رائے ٹھیک معلوم
ہوئی کیونکہ یہ سبق ایسا پڑھا گئے تھے اور ایسے ایسے پہلو سمجھا گئے تھے کہ سمندر جس پہلو کو خیال
کرتا تھا انہیں کی رائے کا پہلو اسکو اچھا معلوم ہوتا تھا اور عشاق کی رائے کا خراب معلوم ہوتا
تھا یہ دونوں بچے شیطان کے تھے بھلا انکے ہمسائے سے سمندر کیونکر نہ بھگتا اور کیونکر نہ انکی رائے پر
عمل کرتا اگر شیطان ان کے روبرو آجائے تو یہ مکر و کید میں اسکو اپنا شکار کریں اور باہم دونوں
میں فساد ڈالنے میں اور ہمسائے میں اسکو سبق پڑھا میں اب سمندر کب بھرتا ہوا اسکے دل پر
انکی رائے مثل نقش کے ہو گئی ہوا اور دل نے قبول کر لی ہو انکی رائے کا سکھ ملکوت دل پر ٹھہر گیا
ہو اب کیا وہ بر طرف ہو گا پس جب سمندر نے اپنے مقام پر بھی انکی رائے کو رائے پر عشاق کی رائے
پایا بہت خوش ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ مجھ کو بہت عمدہ وزیر یہ دونوں ملے ہیں انکی رائے بہت
عمدہ اور نیک ہو اسی پر عمل کرونگا سمندر تو یہ خیال کر رہا ہوا دھڑلایا و اصرار جو سمندر کو وہ
کے اور فساد پر آمادہ کر کے اپنے مکان کی طرف چلے راہ میں باہم صلاح کی کہ جگہ ذرا کچھ حال لطافت
کا دریافت کریں کہ دراصل وہ بیمار ہو اور اسکا قصد کیا ہو اگر وہ بیمار ہوا اور حالت علالت میں
کل دربار میں آیا تو ہم جلد مے ہوئے بادشاہ خیال کریگا کہ یہ تو کتنے تھے کہ الطاف اچھا ہو اور
شب کو بھاگ جائیگا ان کے کہنے کے موافق ہوا الطاف حاضر بھی ہوا اور بیمار بھی ہو اگر دراصل
بیمار ہو تو اسکو کچھ ایسا بادشاہ کی طرف سے بدگمان کریں کہ وہ کل دربار میں نہ جائے تاکہ عشاق
جھوٹا ہو جائے اور ہم بچے ہوں یہ صلاح کر کے الطاف کے مکان کی طرف چلے اور اس کے مکان
پر پہنچے سپاہیوں اور ملازموں نے جو دیکھا کہ سمندر شاہ کے دست چپ کے وزیر ہمارے
مالک کے مکان پر آئے ہیں سب کھڑے ہو گئے اور سلام کیا اور بڑھکے عرفین کی کہ حضور ادا
کیون تشریف لاتے ہیں ہمارے آقا تو از حد بیمار ہیں صاحب فراش ہیں اٹھ نہیں سکتے ہیں اگر ارشاد
ہو تو خبر کر دیں اصرار نے کہا ہم ہیں تو خبر سنکے انکی عیادت کو آئے ہیں بہت دنوں سے قصد
کر رہے تھے مگر کاروبار سرکاری سے مہلت نہ ملتی تھی کہ آکر اپنے دوست کی خبر لیتے آج بنیہ خیال
کیا کہ کام تو یوں ہی رہیں گے ہم جا کر اپنے دوست کو نو دیکھ آئیں تاکہ وہ شکایت نہ کریں اس دنیا

میں سوائے اسکے اور کیا جو کہ وقت مصیبت کسی کی خبر لینا یہ ہی انجام دوستی اور ملاقات ہو اگر یہ نہ ہوتا تو سب بیکار ہو وہ دوست کس کام کا کہ دوست کی خبر نہ لے یہ جو کہا وہ سپاہی خاموش ہو رہے اور محلہ کو بلا کر کہا کہ خبر کرو کہ آپ کی ملاقات کے لیے اور آپ کی عیادت کے لیے وزیران دست حسب تشریف لائے ہیں محلہ دار نے جا کر الطاف سے کہا کہ حضور وزیران دست چپ آپ کی عیادت کو یہاں تشریف لائے ہیں الطاف اپنے عزیز واقارب سے بیٹھا ہوا اہل اسلام کی تعریف کر رہا تھا اور یہ کہ رہا تھا کہ آج شب کو ضرور یہاں سے نکل چلیں گے ورنہ کل ضرور کوئی نہ کوئی آفت ہم سب پر سمندر نازل کرے گا اگر میں دربار میں نہ جاؤنگا اور یہ ضرور ہے کہ میں اب تو دربار میں نہ جاؤنگا وہ تو دربار جانے کے لائق نہیں جو کو فقرہ تھا مگر سمندر کو خیال نہ آیا کہ اسنے علالت کا عذر کیا ہے ہم اسکو ایسا نہ تحریر کریں کہ تم ضرور آؤ ورنہ بھتاؤ گے مجھے فقرہ کرتے ہو میں ایسے کی اطاعت کرنا عین حماقت ہے اگر دراصل میں بیمار ہوتا تو اسوقت بھی یہی حکم دیتا ایسی ایسی باتیں کر رہا تھا کہ محلہ دار نے یہ آکر عرض کی الطاف نے انکی طرف دیکھ کر کہا کہ تجھے بادشاہ کی فطرت دیکھی کہ وزیروں کو بھیجا کہ جا کر دیکھ آؤ اور ان لوگوں کو بھیجا جو کہ میرے دشمن ہیں باطن میں اور ظاہر میں بڑے دوست ہیں اب تم انکی تقریر سننا یہ بڑے مفسد ہیں یہاں سے جا کر ایک کی دس لگائیں گے خیر آئے ہیں تو آئے ورنہ وہ کیا کیا جاتے ہیں انکو یہاں بلا لے لیتا ہوں یہ کہہ کر کہا کہ ایک منیر میرے پلنگ کے برابر لگا دو اسیر بوتلیں اور پیالے اور سامان دوائی رکھ دو اور ایک چوکی برابر پلنگ کے لگا دو اسکے نیچے طشت وغیرہ رکھ دو اور تمام ملازم محلو گھیر کر بیٹھ جائیں ایک گاؤ لگا دو میری پشت پر تاکہ میں اس سے لگ کر بیٹھ جاؤں اور دوائی میری گس رانی کریں اور ایک لحاف لاکر محلو اڑھا دو میں اپنے کو بیمار دیکھی صورت بناؤنگا پس جو کچھ الطاف نے کہا سب سامان کر دیا گیا و ملازم پس پشت بیٹھ کر گس رانی کرنے لگے چوکی لگا دی گئی منیر پر سب سامان دوائی کار رکھ دیا گیا عزی وغیرہ کی بوتلیں اور لحاف اڑھا دیا گیا گاؤ بھی لگا دیا الطاف سر میں ٹی باندھ کر اور کچھ صندل وغیرہ سر میں لگا کر مثل بیمار ہوئے اس گاؤ سے لگ کر بیٹھا اور آہ آہ کرنے لگا اتنے عرصے میں پر وہ بھی ہو گیا الطاف نے حکم دیا کہ انکو اندر لے آؤ میں محلہ دار نے پہرے والے سے آکر کہا کہ جو صاحب تشریف لائے ہیں انکو اندر بلاؤ حضور نے طلب کیا ہو پس یہ دونوں حرافر اداے یہاں کھڑے ہوئے تھے کہ سپاہی آکر کہا کہ تشریف لے چلیے اندر بلایا ہو یہ سنکر شلاق و امراق ہمراہ اس سپاہی کے اندر آئے وہ انکو لیے ہوئے ایوان میں آیا انھوں نے مکان کو باغ وغیرہ سے خوب آراستہ پایا اور جو سامان لایا تھا وہ سب مرا کے ہیں وہ سب موجود تھے ایک طرف شلاق و امراق نے دیکھا کہ بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں بارہ درمی میں وہ سپاہی انکو لیکر اس طرف چلا جب یہ قریب پہنچے تو دیکھا کہ الطاف حاد و ایک پلنگ پر لیٹا ہوا ہو گاؤ پیچھے لگا ہوا ہو سر میں ٹی بندھی ہوئی خادم لست کھڑے ہوئے گس رانی کر رہے ہیں چوکی برابر لگی ہوئی ہو منیر پر سامان بیمار داری رکھا ہوا ہے ان دونوں نے بغور طرف ایوان کے دیکھا جب یہ سب سامان نظر پڑا تو باہم کہا کہ حج الطاف نے لکھا تھا کہ میں علیل ہوں واقعی بہت علیل معلوم ہوتا ہو شلاق نے یہ کلمہ امراق سے کہا امراق نے الطاف کی طرف دیکھ کر کہا کہ اے بھائی دیکھو تو کس قدر اسکے چہرے پر رونق ہو حالت صحت کا چہرہ معلوم ہوتا ہو میرے نزدیک یہ بیمار ہو مگر کہاں بیمار اور کہاں صاحب صحت

بھلا کہیں بھی حالت بیمار کی پوشیدہ ہو سکتی ہو اگر بیمار یہ چاہے کہ میں اچھا بھی ہو جاؤں تو غیر ممکن ہو اگر
 اگر یہ چاہے کہ میں بیمار بنوں تو یہ بھی غیر ممکن ہو ضرور یہ بنا ہو یہ جو امراق نے کہا شہلاق نے غور کر کے
 دیکھا کہ تم سچ کہتے ہو ہاں چہرے پر نور و نق ہو بالکل آثار علالت نہیں پائے جاتے ہیں فقرہ ہو میں نے
 تو دور سے دیکھ کر خیال کیا تھا کہ غضب ہو کہ یہ بیمار نکلا عشاق کا کناسح ہو اگر کیا ہوتا ہو تھے جو خیال
 کیا تھا وہ ہی نکلا ہمارا خیال آجتا غلط نہیں ہوا آج کیونکر غلط ہوتا یہ تاہم اشارے کرتے ہوئے
 بارہ دہری میں آئے دو کرسیاں برابر پلنگ کے کبھی ہو میں تھیں اسی پر آکر الطاف سے صاحب سلامت
 کر کے بیٹھے اور سب سے بھی صاحب سلامت ہوئی ایک پہلو میں الطاف کے اُسکا فرزند تھا اور
 ایک پہلو میں بھائی باقی اور عزیز و اقارب بھی بیٹھے ہوئے تھے جب آنکھوں نے الطاف کو سلام
 کیا تھا الطاف نے بہت آہستہ سے جواب سلام دیا تھا ہر مرتبہ منہ سے آہ آہ کی صدا نکل رہی تھی
 کہ آنکھوں نے پوچھا کہ بھائی مزاج تو اچھا ہو یہ کیا حال ہو گیا کہ تم بچا نے نہیں جاتے ہو آنکھوں نے
 تو طعن سے کہا الطاف نے آہستہ سے کہا کہ زندہ ہوں تمھاری جان و مال کو دعا کرتا ہوں آپ
 لوگوں کا تو مزاج اچھا ہو اور سب طرح سے خیریت ہو بادشاہ کا مزاج اچھا ہو اور سب سرداران سلطنت
 امیران بہت اچھے ہیں آنکھوں نے جواب دیا کہ سب اچھے ہیں الطاف نے کہا کہ تمھارے گھر میں
 سب خیریت سے ہیں جواب دیا کہ ہاں یہ کہہ کر کہا کہ تم اپنی کیفیت بیان کرو کہ تم کیسے ہو بالکل ضعیف
 ہو گئے ہو چہرہ اتر گیا ہو کیا علالت تھی اور اب کیسے ہو یہ سن کر الطاف نے آہستہ سے کہا کہ اب بھی
 خبر لی تو خوب کیا مجھ کو تو آپ لوگوں سے یہ امید نہ تھی کہ آپ لوگ میرے ساتھ اس طور سے پیش
 آئیں گے جبکہ ایسی ملاقات ہو کہ عزیز داری سے بڑھ کر ہو ایسی حالت میں آپ لوگ یوں بے خبر
 ہو جائیں اور خبر نہ لیں مرتے مرتے گئے کیا امید زندگی تھی آپ لوگوں نے تو بہت اچھا دیکھا
 نواہ ہوئے ہیں کہ میں نے قسم غلہ سے ایک دانہ نہیں کھایا نہ پانی سر و پیا ایسا شدید بخار آیا کہ آٹے
 تمام اعضا ٹوڑ دیئے طاقت نہ اٹھ سکتی تھی یہ پہونچی کہ صاحب فرانس ہو گیا چار آدمی اٹھاتے
 ہیں اور چار بٹھاتے ہیں بول و برا نہ کو اپنے پائوں سے نہیں جاسکتا ہوں گو برا چوکی لگی ہوئی
 ہو یہی لوگ بٹھا دیتے ہیں اور پھر پلنگ پر لٹا دیتے ہیں بھائی ایسا بخار آیا کہ پندرہ پندرہ دن تک
 ہوش نہیں آیا بیہوش پڑا ہمارے سانس کا شمار رہا اسی سبب سے سب کو امید تھی کہ زندہ ہوں
 آنکھ نہیں کھولی ایسی تپ تھی کہ جو لوگ برابر آکر بیٹھے تھے وہ گرمی سے پریشان ہو جاتے تھے میرا تو
 یہ عالم ہوتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا کہ تھوڑے میں پڑا ہوا ہوں ایک شمع ہو کہ جسم میں روشن ہو کہ وہ طلب
 جگر کو جلے دیتی ہو یہ عالم تھا جو کہ میں نے بیان کیا مگر یہ سون سے بخار تو ہر طرف ہو گیا کسی قدر
 حرارت باقی ہو مگر اسیدن سے سر میں درد ایسا ہو کہ وہ ہلاک کیے دیتا ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ ایک
 نشتر ہو کہ سر میں غلش کر رہا ہو کسی پہلو قرار نہیں ہو میں اس وقت دلپر جبر کیے ہوئے آپ لوگوں نے
 کلام کر رہا ہوں ورنہ میرا دل کلام کرنے کو نہیں جانتا ہو آپ لوگوں نے تو بہت اچھا دیکھا گویا
 میں اچھا ہوں ورنہ یہ کب امید تھی کہ میں اچھا ہونگیا یا میری یہ حالت ہو گی کہ کسی سے کلام کر نہ سکا
 پس جو جو حالت میرے اوپر گذر گئی وہ دل خوب جانتا ہو یا جسے تیمار دار اس علالت میں سب کو
 دیکھ لیا یہ چند عزیز و درمیرے ملازم تو میرے کام آئے ورنہ کسی عزیز نے خبر لی نہ کسی دوست نے
 سب کی عزت داری اور ملاقات کا امتحان اس علالت میں مجھ کو ہو گیا کوئی کیسی کا نہیں ہو مجھ کو امید نہ تھی

میں نے کیسی کیسی عرضی میں حالت اپنی تحریر کی بادشاہ نے خبر تک نہ لی کوئی چوہدری تک نہ روانہ فرمایا نہ آپ
 لوگوں نے خبر لی اگر زندگی ہو تو اچھا ہو جاؤنگا مگر اب سب سے امید قطع ہو گئی اگر موت آئی ہو تو کیا خون
 ہو یہ جو الطاف نے کہا امراق نے شقاق کی طرف دیکھا اور باہم اشارے سے کہا کہ ہمکو فقرہ دیتے
 ہیں اور بناتے ہیں کسی بچے کو بنائیں ہم ایسے گرگ جہاں بدیدہ کب بنے میں آتے ہیں جیسے ہم انکی حالت
 سے واقف نہیں ہوئے اور یہ نہیں سمجھے کہ یہ فقرہ ہو نہ کر لیتے ہیں یہ باہم اشارے کر کے بطور دنیاسنا
 کے کہا کہ واقعی بہت بڑی ہم سب سے غفلت ہوئی کہ تمھاری خبر نہ لی مگر ہم سب بھی مجبور تھے بادشاہ کی تو
 یہ حالت تھی کہ انکو کسی وقت اہل اسلام کی طرف سے مہلت نہیں ملتی تھی آج فلاں سردار کو برا سے مقابلہ
 روا نہ کیا اسکے مرنے یا شریک اسلام ہونے کی خبر آئی کل دوسرے کو روانہ کیا وہ تو اس فکر میں ہیں
 رہے ہم لوگ ہمکو اس فکر سے مہلت نہیں تھی دوسرے اور کار و بار سرکاری تم نو ماہ سے نہیں گزرتے
 تمھارا کام کرنا پڑتا ہے میان اشتقاق دورے پر ہیں انکا کام دیکھنا اپنا کام کرنا شب کو بھی مہلت نہیں ملتی
 ہو کھانا چننا حرام ہو اسیر فکر کہ بادشاہ کو کیا راے دیجائے کہ وہ ہم لوگوں کی راے پر کام کرتے ہیں یہ فکر
 کہ کوئی تہذیبیسی کیجائے کہ اہل اسلام پر ظفر حاصل ہو بس اسی فکر میں رات و دن بسر ہوتی ہو ایسے
 تن بدن کا تو ہوش ہی نہیں اور کسی کی کیا فکر ہو آج بہت سے کام ہر جگہ جو آپ کی عیادت کو آئے
 یہ خیال ہوا کہ یہ کار و بار تو اسی طور سے رہیں گے مہلت ہوگی نہیں چلکر دیکھ لو آؤ حالت مجبوری
 میں تھے در نہ ہم اور یہ سنتے کہ تم علیل ہو اور ایسے علیل ہو کہ صاحب قرآن ہو اور عیادت کو نہ آتے
 ہاں تمھاری محنت کی ہر وقت خداوند سے دعا کرتے تھے اور روتے تھے یہ جو انھوں نے کہا الطاف
 نے کہا کہ کیا ابھی اہل اسلام سے فیصلہ نہیں ہوا انھوں نے جواب دیا کہ نہیں میان آفاق تو اسی زمانے
 میں شریک ہو گئے تھے اُسکے بعد کئی مقابلے ہوئے عشاق نہ طاق مارے گئے انکے حشر نے اگر
 مقابلے کیے وہ بھی ماری گئیں نہ ظفر یا ب ہوئیں انپر بھی بڑے بڑے الام گذرے کیا بیان کیا جائے
 ایک قصہ طولانی ہو کہانتک بیان ہو تمھارا بھی دماغ بیکار خالی ہو گا خلاصہ یہ ہو کہ ابھی اسی طور سے
 مقابلے ہو رہے ہیں یہ قصہ ابھی نہ فیصل ہو گا کیونکہ اہل اسلام کو دن بدن ترقی ہوتی جاتی ہو ابھی
 کل کا ذکر ہو کہ بی ایوان نے بادشاہ کی طرف سے مقابلہ کیا خواجہ عیاری سے انکو اسیر کر لیکے وہ انکی
 شریک ہو گئیں یہ ککر کل واقعہ ایوان کا بیان کیا اور کہا کہ اور بہت سے بادشاہ براے ملک
 آئے ہیں اب یہ راے ہو رہی ہو کہ کیا کیا جائے کس طور سے مقابلہ کیا جائے عشاق حجرہ نشین استاد
 بادشاہ کی یہ راے ہو کہ ان سب پر کسی اپنے لشکر کے سردار کو افسر کر کے ان سب بادشاہوں کو
 اسکے ماتحت کر کے براے مقابلہ اہل اسلام روانہ کر دینا پنجہ تجویز ہونے لگی عشاق نے تمھاری راہ
 دی یہ راے بادشاہ نے پسند کی بلکہ میں نے کہا ہو کہ وہ علیل ہیں نو ماہ سے تو عشاق نے کہا کہ بہت
 عرصہ ہوا انکی علالت کو اب وہ اچھے ہو گئے ہونگے چنانچہ ہمکو اسکے کہنے سے بادشاہ نے طلب کیا
 جب یہاں سے چوہدری نے جا کر تمھارا عذر بیان کیا بادشاہ کو دماغ تو آجکل خراب ہو اور انھوں نے
 ظلم و ستم پر کمر کسی ہو میں نے ایوان کی حالت تمھارے روبرو بیان کی کہ جو سلوک بادشاہ نے اُسکے
 ساتھ کیا اور جس طور سے ذلیل کیا ہیں ایسی تو حالت ہو رہی ہو پس فوراً غصہ آگیا اور ایک نامہ بنام
 تمھارے لکھوا کر روانہ کیا کہ جسکا مضمون تھے پڑھو اگر سنا ہو گا میں اور شقاق و عشاق نے منع بھی کیا
 ایک زستی اسکا جواب یہی دیا کہ میں اس لیے ملازم نہیں رکھا ہو کہ کھر بیٹھے ہوئے تنخواہ کھائیں اور

جب کام کا وقت آئے تو ایک فقرہ کرین تم تو علیل ہو بادشاہ کو یہ خیال ہو کہ فقرہ کیا اگر علیل بھی تو ہوں
 لشکر کے ساتھ انکو جانا ہو گا اگر وہ انکار کرے گا تو میں بری طرح پیش آؤنگا الطاف نے جواب دیا کہ
 بجا ارشاد ہوا اے حق بجانب ہو جو کچھ نہ فرمائیں وہ بجا ہو وہ مالک میں ہم اُنکے خادم ہیں خیر اس سے
 کچھ مطلب نہیں ہو کل میں حاضر دربار ہوں گا جو کچھ وہ حکم دینگے بجا لاؤں گا چاہے جیسی میری حالت ہو
 میں سرتابی نہ کروں گا یہ جو الطاف نے کہا اُنکے ہوش اُٹ گئے اپنے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ تو بڑا
 غضب ہو کہ یہ دربار میں جانے کو کہتا ہو اور کہتا ہو کہ جو کچھ وہ حکم دینگے وہ بجا لاؤں گا بڑی خرابی
 ہوئی کوئی تہمیر ایسی کر و کہ یہ کل حاضر دربار نہ ہو اس پر عتاب شاہی نازل ہو عشاق جمع ہوا اور
 ہم سچے ہوں راوی نے کہا کہ صرف الطاف نے اس خیال سے اسنے یہ کہا کہ کل میں حاضر ہوں گا
 اور جو وہ حکم دینگے اُسکو بجا لاؤں گا اگر میں یہ نہ کہتا ہوں کہ میں دربار میں نہ حاضر ہوں گا تو یہ سب
 جا کر ایک کی نہر بادشاہ سے جڑینگے اور اُسکو غصہ دلا دینگے اور اس امر پر آمادہ کرینگے کہ ابھی
 اس پر کر لیا جائے ورنہ بھاگ جائیگا بادشاہ انکا کہنا بہت ماتا ہو ضرور اُنکے کہنے پر عمل کرے گا جو
 میرا قصد ہو وہ نسخ ہو جائیگا مفت میں بدنام ہوں گا اور دولت جو کچھ ہوگی وہ الگ ہوگی اس
 سبب سے اسنے یہ کہا تھا پس جب اُنھوں نے یہ سنا اور خیال کیا کہ اس میں یہ خرابی ہو اور یہ جاچ
 آمادہ ہو تو یہ اپنے دل میں کچھ سوچ کر کہنے لگے کہ تھوڑا واقعہ تو سن لو اور جو کچھ ہم کہیں اُسکو
 یہ سمجھو کہ ہم تمھارے دوستی اور محبت کے سبب سے کہتے ہیں ورنہ ہم کبھی نہ کہتے الطاف نے
 کہا کہ یہ تو محکوم یقین ہو کہ آپ جو کچھ فرمائیے گا صرف محبت اور الفت کے سبب سے اور میری
 خیر خواہی کے سبب سے بیان فرمائیے امراق نے کہا کہ جب اُس حکم نامہ کا جواب بیان سے گیا
 اُسکے مضمون سے بادشاہ آگاہ ہوئے تھے یہ لکھا تھا کہ میں کل حاضر ہوں گا پس بہت غصہ آیا حکم
 دیا کہ اس وقت سپاہی جاہلین اور کوٹوال بھی اگر الطاف جاو و بخوشی آئے تو خیر ورنہ جس حالت
 میں ہو اُسے اس پر کر لائیں مع اُسکی ناموس کے اُسکا گھر لوٹ لیں اُسکے عزیزوں کو اس پر کرین اور
 تمام شہر میں تشہیر کر کے داخل دربار کرین یہ کیا کہ اسنے میری عدول حکمی کی یہ جو حکم دیا اسوقت
 ہم سب نے اور عشاق نے عرض کی کہ اگر اُنھوں نے لکھا ہو کہ آج میں حاضر نہیں ہو سکتا ہوں
 حاضر آج کی معاف کیجئے تو کیا نقصان ہو کل اگر نہ حاضر ہوں تو یہ بھی حکم فرمائیے گا جب بہت
 سمجھا با تو غصہ فرد ہو احکم دیا کہ اگر کل نہ حاضر دربار ہو تو کوئی ضرورت دوسرے حکم کی نہیں ہو پس
 جو مجھے حکم دیا ہو اُسکی تعمیل کیجئے اور بھائی تمھاری بابت یہ حکم دیا گیا ہو ہم سب کے تو جو اس
 جاتے رہے واقعی وہ دربار اب لایق شرفا کے نہیں رہا ہمارے نزدیک اگر تم کل گئے تو بھی
 تمھارے لیے خرابی ہو وہ یہی حکم دینگے کہ لشکر کے ساتھ جاؤ اگر انکار کیا تو عدول حکمی کا جرم قائم
 کرینگے جیسا کہ ایوان پر قائم کیا گو وہ نہ ملازم تھے نہ ماتحت صرف ملاقات تھی اس پر اُسکو ذلیل کیا اور
 قتل کرنے پر آمادہ ہوئے اور ہم لوگ تو ملازم ہیں میرے تو فوراً جرم قائم ہو گا اگر تم گئے تو بیمار ہو
 اور تھے اقرار بھی کیا ہمراہ لشکر کے جائیگا تو ایسی حالت میں کیا کر دے ہر طرح تمھارے لیے
 خرابی ہو مجھے ملکہ وہاں کے حالات سے آگاہ کر دیا کہ یہ واقعہ ہو اور بادشاہ کا تمھاری نسبت
 یہ خیال ہو وہ اب ہر ایک کی دیر آزار میں پہلو دھوٹھکا کرتے ہیں کہ کوئی پہلو ایسا ملجائے کہ میں
 ظلم و ستم کروں پس تمھاری دولت ہماری دولت ہو اور ہماری دولت ہو کیونکہ ہر سون کی

ملاقات ہو ایک مقام پر برسوں رہے ہیں عزیز داری سے زیادہ ہم سے تھے برتاؤ رہے ہیں سی
 خیال سے آکر تھکو خبر کی کہ تا کہ تم یہ نہ کہو کہ ایک تو آپ کو سب حالت معلوم تھی مگر آگاہ بھی نہ کیا ہمارے
 نزدیک تھا را در بار میں جانا اچھا نہیں ہو اگر ہمارے پر عمل کرو تو ہمارے پر اسے یہ ہو کہ تم کل
 ایک اس مضمون کی عرضی کہ و کہ میں فلان ملک کو جاتا ہوں اپنا علاج کرنے کو میں نے سنا ہو کہ وہاں
 ایک بہت حکیم حاذق ہیں انکے ہاتھ سے بہت سے مرین اچھے ہوئے ہیں یہ عرضی کر کے فوراً بلا ہنگام
 جواب کسی ملک کو دو ایک مہینے کے لیے چلے جاؤ جب خوب اچھی طرح اچھے ہو لینا تو آنا اس وقت ہم
 بہت اچھی طرح سے سفارش کر دیں گے اور بادشاہ کی بھی یہ حالت برطرف ہو جائیگی اہل اسلام سے
 بھی فیصلہ ہو جائیگا اس وقت کوئی قہر نہ ہوگا بھائی جان ہو تو جہان ہو اگر جان ہوئی تو جہان کو یا
 مال کو لیکر جاؤ گے یا آبرو نہ ہوئی تو کیا کر دے اپنے چار بھتیوں میں بے غرتی سے کیونکر بسر کر دے
 میں سب کہیں گے کہ سمندر نے انھیں کو عدول حکمی کے جرم میں قید کیا یا سردار بار ذلیل کیا اتفاق
 والوں کی نسبت کہا جاتا ہے مجھے دوستی کی راہ سے تھکا گاہ بھی کر دیا اور اپنی راہ سے بھی بتادی
 آئندہ تھکا اختیار ہو اگر کوئی اور ہوتا تو کبھی ہم اس امر سے اور اس حکم سے ڈاگاہ کرتے نہ اپنی
 راہ سے اس پر ظاہر کرتے یہ تقریر سنکے الطاف نے کہا کہ تم نے اپنی ملاقات اور محبت کا حق ادا کیا
 دوست کو دوست کے ساتھ ایسی ہی قدر و محبت اور دوستی کرنا فرمایا ہو تم اپنے حق دوستی سے سبکدوش
 ہوئے تھے کوئی شکایت نہیں ہو سکتی خوب کیا جو آگاہ کیا اور جو میرے حق میں بہتر تھی وہ رہا
 بھی دی مگر میری راہ سنو میں کل ضرور جاؤنگا اگر وہ ہمراہ لشکر جانے کو فرمائیں گے میں کوئی عذر نہ کرینگا
 فوراً جس حالت میں ہوں گا ہمراہ لشکر جاؤنگا کیونکہ مرنا بھی ضرور ہو ایک نہ ایک دن اگر یہاں مرا کیا
 اور وہاں مرا تو کیا میں اپنی جان سے عاجز ہوں پس یہ تو چار بھتیگا کہ الطاف نے بادشاہ کی عدول
 حکمی بھی کس حالت میں اطاعت کی اچھا ہوگا کہ میں اہل اسلام کے ہاتھ سے مروں اور قتل ہوں
 سب میرے گناہ عفو ہو جائیں گے پس میں تو کبھی نہ اس امر کو قبول کرونگا جان کے خوف سے
 کہ الطاف نے بادشاہ کی عدول حکمی کی اور نکل گیا اس میں جو میرے حق میں ہو وہ بہت اچھا ہو
 کل تم دیکھ لینا کہ کیا ہوتا ہو اراق و شملاق نے کہا کہ بسبب بخار کے تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہو
 یہ راہ تمہاری بالکل خلاف ہو دیکھو ایسا نہ کرنا ورنہ بہت پریشان ہو گے سوائے دولت اور
 خفت کے کچھ نہ حاصل ہوگا الطاف نے کہا کہ جو کچھ ہوا گھٹون نے جواب دیا کہ تم دیوانے ہو گئے
 ہو خیر اب تو ہم جاتے ہیں کیونکہ تھکو ہمارے سبب سے تکلیف ہو اسی امر سے آگاہ کرنے کو آئے
 تھے تو تھکو خبردار کر چلے اب تھکو اختیار ہو ابھی تو بہت وقت ہے اپنے عزیزوں سے اور اپنے فرزند سے
 راہ لینا کیونکہ انکی راہ سالم ہو تمہاری راہ سے وہ لوگ صبح میں تم علییل ہو جو انکی راہ
 ہو اس پر عمل کرنا الطاف نے کہا کہ اچھا بس یہ دونوں اُن سے صاحب سلامت کر کے چلے اشارے سے
 الطاف کے بھائی اور فرزند کو بلایا وہ خود بیویا نے کوٹھے تھے انکو ہمراہ لیکر باہر آئے اور انکو
 بہت کچھ سمجھایا اور کہا کہ نہ جانے دینا ورنہ بڑی خرابی ہوگی بلکہ انکو لیکر نکل جاؤ تو اچھا ہو اور بہت سے
 نشیب و فراز دکھائے انھوں نے کہا کہ ہم اپنے اسکان بھر تو انکو نصیحت کریں گے قبول کرنے نہ کرنے کا
 انکو اختیار ہو کیونکہ وہ ہمارے بزرگ ہیں ہم زبردستی نہیں کر سکتے ہیں ان دونوں نے کہا کہ خیر مجھے
 تھکو بھی آگاہ کر دیا اور انکو بھی ہم اپنا حق ادا کر چلے انھوں نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا یہ کہ تھکو وہ

دونوں اندر آئے یہ اپنے مرکبوں پر سوار ہو کر اپنے مکان کی طرف چلے راہ میں کہا کہ اب الطاف
 نہ جائیگا وہ ماندہ تو ہو نہیں صرف ہمارے دیکھانے کو بنا تھا ضرور نکلیا لیکن اگر جاتا بھی ہوگا تو یہ لوگ
 منع کریں گے اور اسکو دربار میں نہ جانے دینگے امراق نے کہا کہ ضرور ایسا ہوگا اگر ہم اسوقت نہ گئے
 تو ضرور کل خفیہ ہوتے بادشاہ کی نگاہ میں یہ دونوں تو آپس میں تقریر کرتے ہوئے اپنے اپنے
 مقام پر آئے اور اپنی کارروائی پر بہت خوش ہوئے اور اس انتظار میں رہے کہ کل یہ کمالیہ
 ان کو تو اسی خوشی میں اور فکر میں رکھا جاتا ہو وہاں جب یہ نامہ جا چکے اسوقت الطاف نے
 حکم دیا کہ یہ سب سامان لے جاؤ یہ بیکار ان حرامزادوں نے اگر دماغ خراشی کی یہ کھلو نصیحت
 کرنے آئے تھے میں ان ایسے سیکڑوں کو چرا دیتا ہوں میرے آگے یہ طفل کشتہ بین میں ایسا
 نادان تھا کہ انکو اپنے دل کے حال سے آگاہ کرتا یہ ایسے راگ کیسی لونڈے کو جا کر دین اپنی محبت
 جتانے آئے تھے ہمارے دل کا حال دریافت کرنے آئے تھے اور دیکھتے آئے تھے کہ کیا حال
 ہو اگر میں کچھ بھی کہتا تو یہ ابھی تو جا کر بادشاہ سے لگاتے اور اسکو یہ راسے دیتے کہ ایسا بندہ بہت
 فرمایے کہ یہ جانے نہ پائے پس میرے ارادے میں فرق آتا اور میں مفت ذلیل ہوتا اور یہ لوگ
 سب ہنستے اور میں کب ایسا تھا کہ انکے کہنے پر عمل کرتا اور کہتا کہ ہاں میں ایسا ہی کرونگا میں نے
 بھی اسی مصلحت سے کہہ دیا کہ میں کل ضرور جاؤنگا دربار میں جو وہ حکم دینگے اسکو بجا لاؤنگا تاکہ انکو
 موقع نہ ملے کہ یہ کوئی فتور برپا کر میں میرا جو قصد ہو وہ ہو یہ کہہ کر اٹھ بیٹھا اتنے عرصے میں بھائی
 اور فرزند آنے آئے پوچھا کہ یہ لفظ حرام کیا کہتے تھے انھوں نے جواب دیا کہ کہتے تھے کہ تمھانا کہہ دیا
 میں نہ جاؤں دربار میں ہوگی جتنے بھی جواب دیا کہ اپنے مکان بھر کوشش کریں گے آجندہ انکو اختیار
 ہو الطاف نے جواب دیا کہ خوب جواب دیا تمھو لونڈہ بنانے آئے تھے میں نے خود لونڈہ بنا دیا
 ذرا سی بھی چھاؤں نہ آیا کہ میں یہاں سے چلا جاؤنگا یا دربار میں نہ حاضر ہوں گاہ کہ وہ بھی شک
 الطاف نے مٹایا اور فرزند سے بیان کیا کہ یہ ابھی جا کر بادشاہ کو درغلان کر میری گرفتاری کی
 فکر کرتے میرا قصد نسخ ہو جاتا اور میں اسیر ہو جاتا اگر ذرا میں کہتا کہ میں دربار میں نہ جاؤنگا یہ
 مفسد ہیں اور میرے بڑے دشمن ہیں یہ صرف دنیا سازی اور اس امر کی باتیں تھیں تاکہ میں ان سے
 اپنا حال دل کمون کیسے دوست بنے تھے کہ ان سے بڑھکر کوئی نہ ہوگا بس میں نے خود انکو لونڈا
 بنایا اور دھوکا دیا یہ کمال الطاف نے کہا کہ جو کچھ باقی ہو وہ بہت جلد سب باندھ لو کیونکہ اب زمانہ
 بہت کم ہو سب بند و بست ہو گیا ایک تنکا بھی کسی نے نہ چھوڑا الطاف نے سب سے کہا کہ تمھنے
 سمندر کی حالت سنی جو کچھ انھوں نے سمندر کی بابت بیان کیا کہ یہ اسنے حکم دیا اور یہ سب درست
 اور صحیح تھا دیکھو تھوڑے عرصے میں معلوم ہو جاتا ہو وہ لوگ آتے ہونگے جو کہ میری طرف سے دربار
 میں نہ گئے ہیں اور میرے دوست ہیں ان سے سب حال ظاہر ہو جائیگا راوی نے بیان کیا کہ چند
 اہل دربار میں سے الطاف کے بہت بڑے دوست ہیں جو کچھ حال روز دربار میں گذرتا ہو وہ سب اگر
 اس سے بیان کرتے ہیں جب سمندر نے بابت الطاف کے حکم دیا تھا کہ کل یہ اس کے ساتھ سلوک
 کیا جائیگا انکو بہت غصہ آیا تھا مگر کیا کر سکتے تھے مجبور تھے جب دربار پر خاست ہوا پہلے اپنے
 مکان پر گئے سب امور سے فراغت کر کے جو وقت کہ الطاف کے پاس جائیگا تھا جب وہ آیا الطاف
 کو ان کے آنے کی خبر ہوئی وہ ان کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا جیسے معلوم ہوا کہ وہ لوگ آتے ہیں فوراً

اُس مقام پر آیا کہ جہان اُسے پیچھا کرتا تھا جب سامنا ہوا پہلے صاحب سلامت ہوئی اُسکے بعد مزاج پر سی ہوئی پھر الطاف نے دربار کی کیفیت دریافت کی انھوں نے عرض کا آنا اور عشاق کا اعتراض کرنا سمندر کا اس امر کا اقرار کرنا کہ جو آپ کی رائے ہوگی اس پر عمل کرونگا عشاق کا رائے دینا سمندر کا تقریر کرنا اور الطاف کا بعد طوطی ہونے پر امر کے طلب ہونا اور یہاں سے جواب کا جانا اور سمندر کا برہم ہونا اور حکم نامہ لکھنا اُسکا جواب جانا اور حکم دینا سمندر کا عشاق کا منع کرنا سمندر کا بہت دیر کے بعد قبول کرنا اُسکی حکم کے ساتھ کہ اگر کل نہ آئے تو آج اُسکے ساتھ برتاؤ کیا جائے جو کہ شہلاق و امراق نے بیان کیا تھا سب بیان کیا اور جو حکم سمندر نے دیا تھا کوئی امر اپنی طرف سے نہیں بیان کیا بلکہ کہا کہ ہیکو بہت غصہ آیا مگر کیا کرتے الطاف نے جواب دیا کہ سچ ہو پس الطاف نے بھی شہلاق و امراق کا آنا بیان کیا اور جو کہ انھوں نے تقریر کی تھی سب بیان کی انھوں نے کہا کہ کیا آئے تھے الطاف نے کہا کہ ہاں لیکن الطاف نے اُنکو بھی اپنے قصد سے نہیں آگاہ کیا کہ میرا یہ قصد یہ صرت یہ کیا ہو کہ میں دربار میں تو سرگز نہ جاؤنگا چاہے جو کچھ میرے اوپر گزر جائے مجھکو گھر کا تاراج ہونا اپنا اور اپنے عزیز و نکاح اسیر و قتل ہونا گوارہ ہو مگر اسی کے دربار میں جانا گوارہ نہیں ہو یہ ذلت گوارہ ہو کہ میں شہر بھر میں تشہیر کیا جاؤں مگر وہ دربار کی ذلت نہ اٹھاؤں وہ لوگ اُسکے خاموش ہو رہے افسوس کیا کیے تھوڑی دیر مسکرائے اپنے مکان کو چلے گئے یہ سب واقعات دن بھر میں تمام ہوئے جب وہ لوگ پھر کر گئے تو شام ہو گئی جب کہ سبقت داری کی ہوئی الطاف اُسوقت کا منتظر تھا اُسے حکم دیا کہ اب سب اپنا اپنا رہا اٹھا کر میرے محل کی پشت کی طرف جو دروازہ چورہو اُس سے نکل کر اور شہر نیاد کے چور دروازے طوک کے فلان صحرا جو شمال کی طرف ہو رہاں جا کر قیام کریں میں بھی آتا ہوں جب یہاں کوئی نہ رہیگا اُسوقت میں بھی آؤنگا ایک امر کا خیال رہے کہ جو کوئی راہ میں ملے خواہ اہل شہر سے ہو خواہ ملازم سمندر بدولت دریافت کیے ہوئے اُسکو قتل کرنا اُسکو ایک لمحہ کی مہلت نہ دینا کہ وہ کچھ دریافت کر سکے سب نے کہا کہ بہت خوب پس اُسوقت سے دس دس بیس بیس ملازم اپنا اور الطاف جادو کا اسباب بھی لیکر اُسی دروازے سے نکل کر جانے لگے شہر کو طوک کے اور شہر نیاد کے چور دروازے سے نکل کر اُس مقام پر جا کر قیام پذیر ہوئے کہ جسکا پتہ الطاف نے دیا تھا جو کوئی راہ میں ملا بلا خوف و خطر اُسکو قتل کیا راوی نے بیان کیا کہ نویت یا نیا رسید کہ تانہف شب کل نکل گئے اب کوئی سوا سے الطاف اور اُسکے عزیزوں کے ملازموں میں سے ہاتھی نہیں رہا اور سب اسباب لے گئے جو جو اسیرات تھا وہ انکے پاس تھا الطاف نے اُس مکان میں ایک تنکا بھی نہیں چھوڑا جب زلف لیلا سے شب تا کمر آئی اور الطاف کو معلوم ہوا کہ ابھی چند لوگ رہ گئے ہیں بس اُسے سب کو ایک مقام پر جمع کیا اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر روانہ ہوا آگے آگے اُسکا بھائی بیچ میں الطاف اور سب عزیز و ناموس و جو اسیرات لیے ہوئے عقب میں اُسکا فرزند اسی طور سے مکان سے نکلے الطاف نے جانور تک ہمراہ لے لیے تھے کچھ بھی نہ چھوڑا تھا بالکل مکان خالی کر دیا تھا راوی نے بیان کیا کہ اسکا مکان بالکل آخر شہر میں واقع ہوا تھا اور اُسکے مکان کی پشت پر بہت بڑا صحرا تھا اور ہادی بالکل نہ تھی پس پشت مکان سے باہر آیا اور سب کو ہمراہ لیکر صحیح سلامت نکلا ہوا صاف چلا گیا کسی کو کان و کان خبر بھی نہ ہوئی سب پر تھا کہ جو کچھ اُسکے مکان سے قریب تھی اور اسپر جو سیپا ہی پیرہ دے رہا تھا اُسکو پہلے ہی قتل کر ڈالا تھا کوئی خبر نہ کرتا راوی کہتا ہے کہ یہ شہر سمندر پر سے نکل کر اُس مقام پر آیا کہ جہان لوگ اُسکا انتظار کر رہے تھے انھوں نے

جو قدم کی آہٹ سنی خیال کیا کہ معلوم نہیں کہ کون آتا ہو سب ایک مرتبہ سنبھلا بیٹھے اور آواز دی کہ
کون الطاف کے بھائی نے انکی آواز پہچان کر جواب دیا کہ گھبراؤ نہیں ہم ہیں انھوں نے بھی صد اکو
پہچان لیا بس خاموش ہو رہے اور خوش نہ دے کہ آقا آگئے کہ اتنے عرصے میں الطاف جادو مع
ناموس و عزیزوں کے پہونچا تھوڑی دیر دم لیا جب دم لے چکا تو کہا کہ اب چلو سب تیار ہو سب
اس وقت الطاف نے کہا کہ کوئی چیز تو مکان میں رہ نہیں گئی یا کوئی آدمی یا جانور تو نہیں رہا ہے
موضع کی کہ جی نہیں پس الطاف ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر اسی تاریکی شب میں طرف لشکر اسلام کے
خوشی خوشی روانہ ہوا کہ اسکا حال انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بخیر ہو گا جہاں پر موقع ہو گا اب رادی کہتا
کہ یہ لوگ تو نکل گئے انکا حال پھر بخیر ہو گا اب کچھ حال شہر سمندر پر یہ بخیر ہوتا ہے کہ انکے جانے کے
بعد کیا گزری بس جب قریب صبح ظالم کشت اس طرف آیا چونکہ اسکے ہمراہ روشنی تھی اسے دیکھا کہ
شہر نیاہ کا دروازہ کھلا ہوا ہوا اور وہ سپاہی جو کہ پہرے پر تھا مرا ہوا تھا اسنے خیال کیا کہ بڑا غیب
ہوا کہ چور شہر میں آئے اور چوری کر کے مال و اسباب لے گئے اور اسکو قتل کر کے چلے گئے پس
کو تو ال نے اسکی لاش اٹھوائی اسدن اتفاق سے دوسرا سپاہی پہرہ بدلوانے بھی نہ آیا طریقہ
یہ تھا کہ جب اسکے پہرہ کا زمانہ ختم ہوتا تھا تو یہ جا کر اسکو جگا کر پہرہ بدلوادیتا تھا آج یہ تو گیا نہیں تھا
اس سبب سے پہرہ بھی نہیں بدلا گیا پس کو تو ال نے اسکی لاش اٹھوائی اور کو تو ال میں لایا اس
اشنا میں صبح ہو گئی سمندر دربار میں آیا سب اہل دربار حاضر ہوئے شلاق و امراق جو باریہ
انھوں نے اپنے عیار سے کہا کہ جا کر ذرا خبر تو لاؤ کہ الطاف جادو کس فکر میں ہو وہ عیار الطاف کے
مکان پر مجب جب حکم اپنے مالک کے آیا میان آکر مکان کو خالی پایا ایک شخص بھی نہ تھا مکان میں سنا
پڑا ہوا ہر طرف ہو کا مقام تھا کوئی چیز ایسی نہ تھی کہ جو کچھ مالیت رکھتی ہو صرف ظروف گلی تھے
وہ بھی ٹوٹے ہوئے بحال دیکھ کر فوراً اپنے آقا کے پاس آیا سب حال اُسے بیان کیا وہ بہت خوش
ہوئے اور کہا کہ وہ مارا ہمارا حکم چل گیا ہم سچے ہوئے عشاق جمع ہوا پڑا اب بادشاہ کو ہمارے
قول کا بہت اعتبار ہو گا یہ ککر خوشی خوشی سوار ہو کر طرف دربار کے چلے راہ میں سنا کہ کوئی
شہر نیاہ کے پشت کے دروازے پر کے سپاہی کو قتل کر کے چلا گیا اسکا پتہ نہیں ہر شلاق نے
امراق سے کہا کہ یہ کلام الطاف کا ہو وہ اسی طرف سے گیا ہو سب کو لیکر معلوم ہوتا ہو کہ اسنے روکا
یہ اکیلا تھا وہ بہت سے ہونگے سب نے ملکر اسکو قتل کیا چلو دربار میں اسکا تذکر کیا جائیگا
پس یہ راہ طر کر کے دربار میں آئے سمندر شاہ کو سلام بجا کر کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ابھی
کوئی ذکر نہ ہونے پایا تھا کہ کو تو ال شہر حاضر ہوا اور اُسے بجا گاہ پر سے بجا کر کے کہا کہ میں ایک
خبر تازہ لایا ہوں میں جو روئے پھرتا ہوا شہر نیاہ کی پشت کے دروازے کی طرف گیا اسکو کھلا
ہوا پایا اور جو سپاہی اس مقام پر پہرہ دے رہا تھا اسکا لاش پڑا تھا نہ معلوم کون اسکو قتل
کر گیا شاید رات کو چور آئے وہ اسکو قتل کر کے چلے گئے اسکو موقع نہ ملا کہ چوری کرتا چلا گیا
سمندر نے کہا کہ یہ بختاری غفلت ہو کہ تمھے اچھے طور سے حفاظت نہ کی خیر ابکی خطا تمھاری معاف
کیجاتی ہو اب ایسی غفلت نہ کرنا ورنہ عتاب سلطانی تمہارا نازل ہو گا کو تو ال نے ہاتھ جوڑ کر عرض
کی کہ اب ایسی خطا نہ ہوگی اگر ہو تو سزا دیجاے بس سمندر نے حکم دیا کہ لاش کو اسکی اسکے ورثا کو
دید و تاکہ اسکا کریم کریم یہ ککر سمندر طرف عشاق کے متوجہ ہوا اور کہا کہ اے استاد اتنا

الطاف جادو نہیں آیا کہا جب دربار برخواست ہو جائیگا اسوقت آئیگا عشاق سے جواب دیا کہ
آتا ہوگا یہ کبکہ ایک چوبدار کی دیکھ کر عشاق نے کہا کہ تم الطاف جادو کے مکان پر جاؤ اور کہو کہ تمہیں
کل مندر کیا تھا کہ میں آج حاضر نہیں ہو سکتا ہوں کل ضرور حاضر ہو گیا یہ کہا کہ اسقدر دن آگیا اور تم
نہیں آئے اگر نہ آنا تھا تو کل تحریر کیا کر آنا ہو تو آؤ ورنہ عتاب شاہی تمہیں نازل ہوگا وہ چوبدار
یہ تقریر عشاق کی سنکے دربار کے باہر آیا اور طرف مکان الطاف کے چلا یہاں سمندر اور تقریر
کرنے لگا وہ چوبدار اُدھر مکان پر الطاف کے پہونچا دیکھا وہ مقام ہو مار رہا ہو سب دروازے
کھلے ہوئے ہیں ایک چوہا تک نہیں ہو سنا تھا یہ وہاں سے یہ حال دیکھ کر بہت جلد واپس آیا
اور مقام عرض پر کھڑے ہو کر دعا و ثنا سے شاہی بجان یا عشاق نے کہا کہ کیا خبر اسے کیا الطاف
آتا ہو اس چوبدار نے کہا کہ کیسا الطاف اور کیسا آنا وہاں ہو کون ایک متنفس تو ہو نہیں سنا تھا یہ
تمام مکان خالی ہو نہ الطاف ہو نہ اسکے ملازم ہیں ایک چیز تو چھوڑ نہیں گیا ہو نہ معلوم کسوقت نہ
نکل گیا ہو کل تک تو سب سامان تھا یہ جو عشاق نے سنا چہرے کا رنگ فق ہو گیا جو کہ الطاف کے
دوست تھے انکو براہ صدمہ ہوا کہ نہ معلوم الطاف کدھر چلا گیا پس ایک مرتبہ شلاق و اوراق نے کمر
ہو کر عشاق کو سلام کیا اور کہا کہ استاذ سلام ہو اور یہ بھی تسلیم ہو اگر ہم کل کوئی راستہ دیتے تو سب
چکو الزام دیتے کہ تم بادشاہ کے دشمن ہو دوست کو دشمن بناتے ہو یہ کیا ہوا کیا بے خوف و خطر
الطاف نکل گیا آپ فرماتے تھے کہ ضرور علیل ہو اجمی حضرت یہ سب اسکے فقرے تھے اب جسے صاف
صاف پیشہ کہ جو اسے تقریر جسے کل کی ہو سہر اسکی عیادت کو کل گئے تھے پہلے تو وہ جسے بہت اچھی
طرح ملا اور کہا کہ مجھکو معلوم ہو کہ بادشاہ نے تمکو صرت میرے دیکھنے کو روانہ کیا ہو میں تو اچھا ہوں
صرت میں نے بادشاہ سے فقرہ کیا کیونکہ مجھکو انکی نوکری اب منظور نہیں ہو اسی سبب سے میں نے
نوام سے دربار میں قدم نہیں رکھا پس اب میں کبھی اس دربار میں نہ جاؤنگا وہ دربار پاچو نکا
ہو شرفا کے لایق نہیں ہو بادشاہ میرا کیا سکتا ہو میں کوئی آفاق و ایوان تو ہوں نہیں کہ اپنے کو
ذلیل کراؤں میری گردن کو تو بادشاہ پاکیگا نہیں میں نے بہت کچھ سمجھا یا مگر اسنے ایک نہ سنی اور
اسنے بہت سے کلمے ایسے بادشاہ کی شان میں کہے کہ جنکو میں اپنی زبان پر لانا غیر مناسب جانتا ہوں
پس وہ شب کو سب کو لیکر نکلا گیا اور یہ جو سپاہی مرا جوا شہر سپاہ کے چور دروازے پر کو توال کو
ملا معلوم ہوتا ہے کہ اسنے قتل کیا استاذ آپ نے بڑا دعو کا کیا یا آپ کے سبب بادشاہ نے بھی یہ جو
شلاق نے کہا عشاق نے سر جھکا لیا خاموش ہو گیا پس سمندر کو غفہ آگیا فوراً حکم دیا کو توال کو
کہ تم مزدور لیکر جاؤ اور مکانات الطاف کو گرا دو اور جو اسکے عزیز اس شہر میں ہوں انکو گرفتار
کر لاؤ جہاں جہاں بلین پس میں آج سے اپنی راے پر عمل کرونگا جو میری راے ہوگی اسکے
موافق کام کرونگا کسی کی راے پر عمل نہ کرونگا استاذ کی راے پر عمل کر کے میں نے اتنا بڑا دعو
کھا یا کہ الطاف صاف بلا خوف و خطر ہم سب کو دعو کا دیکر چلا گیا ہم اسکا کچھ نہ کر سکے استاذ کوئی راے
آپ کی ٹھیک نہیں ہو جو راہ میں کل آپنے دی ہیں سب خراب دی ہیں میں کسی پر عمل نہ کرونگا نہ اب آپ
مجھکو کوئی راے کبھی کسی مقدسے میں دیکھیے گا کیونکہ میں آپپر عمل نہ کرونگا بیکرا آپ کو ناگوار ہوگا
عشاق نے برہم ہو کر جواب دیا کہ بہت بہتر آپ بھی مجھے کسی امر میں نہ دریافت فرمائیے گا اور زمین
میں راے نہ دنگا اسوقت آپکو بھی ناگوار ہوگا سمندر نے جواب دیا کہ بہت خوب یہ گفتگو جب

استاد و شاگردین جو چکی سمندر نے اس وقت حکم دیا کہ چند سوار تلاش میں الطاف کی جائیں جہان پر وہ ملجاسے دوسو ارہلو آکر خبر دیں اور باقی اسی مقام پر بیٹھ سے رہیں اور اس کے روکین اور ساحر بھی جائیں یہ سسکے شلاق نے کہا کہ یہ اسے آپ کی بہت عمدہ ہو میرے بھی پسند ہو پس اس وقت پچاس سوار اور دس ساحر برائے تلاش الطاف جاوے روانہ ہوئے کہ انکا ذکر کیا جائیگا اور پھر کوتوال نے جا کر تمام مکان کو الطاف جاوے کے گرا دیال نشان تک باقی نہ رکھا اسکے عزیزوں کو تلاش کیا تو معلوم ہوا کہ اس شہر میں کوئی اسکا عزیز نہیں جو سب اسکے ہمراہ گئے پس کوتوال نے آکر عرض کی غلام نے جا کر تمام مکانات الطاف و عزیزان الطاف کے گرا دیے نشان تک باقی نہ رکھا اور عزیزوں کو جو تلاش کیا الطاف کے تو معلوم ہوا کہ کوئی عزیز اسکا اس شہر میں نہیں جو سب اسکے ہمراہ گئے ہیں سمندر نے کہا کہ اب سے اور جتنا سیر می حکومت ہو اگر چلو کوئی عزیز الطاف کا ملجاسے یا دریا کرنے سے اسکا پتہ لگے کہ اس شہر میں فلاں عزیز ہو تو بلا تحقیقات بلا ہمارے دریافت کے اسکو قتل کرنا تجھے کوئی پر خاش نہ کیجائیگی اگر ذرا سا بھی سلسلہ قرابت کا پانا اس میں اگر میرا عزیز بھی ہو تو تم رعایت نہ کرنا ورنہ تمکو سزا دیجائیگی آئندہ تمکو اختیار ہو کوتوال نے کہا کہ میں کبھی رعایت نہ کروں گا چاہے میرا باپ بھی ہو یہ حکم دیکر سمندر نے اہل دربار کی طرف دیکھا اور کہا کہ جو اسے کل استاذ نے دی تھی کہ آج الطاف کی حاضری معاف کر دہی وہ ضرور حاضر ہو گا وہ خلاف نکلے پس جو اسے انھوں نے دی ہو وہ سب خلاف ہوگی اسکا انجام اچھا نہ ہو گا اب میں کل حکم دوں گا کہ جو چلو کرنا چاہیے اور جو میری رائے ہوگی یہ کہہ سمندر نے دربار پر خاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر گئے سمندر محل میں گیا مگر عشاق کو بہت شرمندگی تھی ہر ایک اہل دربار کہتا تھا کہ الطاف نے بہت جالاکئی کی جو کہ الطاف کے دوست تھے وہ سب خوش تھے کہ اچھا ہوا آبرو بھی بچی اور جان جی جو کہ دشمن تھے انکو صدمہ تھا کہ مفت الطاف نکلیا راوی نے کہا کہ جب سمندر دربار پر خاست کر کے محل میں گیا اور رکھا نے وغیرہ سے فراغت کر چکا تو راوی ایک چوہدار کو روانہ کر کے شلاق و امراق کو طلب کیا وہ فوراً حاضر ہوئے مکان خلوت میں لے گیا اور کہا کہ جسے کل دی ہو اسی پر عمل کروں کوئی اس میں نقص تو نہیں ہو انھوں نے کہا کہ شوق سے وہ اسے بہت عمدہ ہو یہ کہہ کہا کہ کیون بنے یہ حضور سے عرض کیا تھا کہ الطاف شب کو فرار کر جائیگا وہ ہی پیش آیا نہ سمندر نے جواب دیا کہ تجھے یہ کہتا تھا تمھاری رائے بہت ٹھیک اور عمدہ ہو پس میں تجھے کہتا ہوں کہ میری ایک رائے ہو کہ اوپر تو میں سامان لشکر کشی کروں اور ایک نامہ بنام مالک طلسم گنجوری سلیمانی لکھوں اور اس سے ملک کا خواستگار ہوں اس میں تمھاری کیا رائے ہو انھوں نے کہا کہ یہ رائے اچھی بہت عمدہ ہو ہم اسکو پسند کرتے ہیں کیونکہ اس میں کوئی نقصان نہیں ہو جب یہ دذر رائے کہا سمندر نے کہا کہ پس اسی لیے طلب کیا تھا و درخت ہو ہو کر اپنے اپنے مکان پر آئے سمندر محل میں گیا اب سمندر کو تو اس انتظار میں رکھا جاتا ہے کہ کل صبح ہوئے اور میں دربار کروں تو حکم و احکام موافق اپنے وزیر کے رائے کے جاری کروں اور کچھ حال گرداب شاہ وغیرہ کا تحریر ہوتا ہو کہ راوی نے بیان کیا ہے کہ جب یہ عرضی روانہ کر چکے تھے اور اپنے اپنے خیمے میں جا کر آرام پذیر ہوئے تھے دوسرے دن دربار کیا سب اگر حاضر دربار ہوئے کہ وہ غائر جواب عرضی لیکر آیا گرداب شاہ وغیرہ نے مضمون عرضی پڑھا جو کہ جواب سمندر کی طرف سے آیا تھا اور کہا کہ تمکو کیا ضرورت ہو کہ ہم بار بار تحریر کریں کہ ہم کیا کریں اب سوا اسے اس امر کے

کہ جو یہاں واقعہ گزر گیا وہ ہم تحریر کر دیا کرتے جو سمندر کا جی چاہے وہ کریں خواہ خود لشکر لیکر تشریف لائیں
خواہ کسی سردار کو روانہ کریں راوی نے بیان کیا ہے یہ لکھنؤ خاموش ہو رہے ان ہر کاروں نے اگر خبر دی
کہ آج ایوان کی فلاں خدا پرست نے دعوت کی اب ہر کارے آکر یہ بھی خبر دیتے ہیں کہ آج فلاں فلاں
خدا پرست نے ایوان کی دعوت کی ہر کل فلاں نے کی تھی گرداب وغیرہ ہر روز دربار میں آتے ہیں اور
قریب دوپہر کے دربار برخواست کر کے اپنے خیموں میں چلے جاتے ہیں مختصر یہ کہ آج ہر کاروں نے اگر
خبر دی کہ آج دعوت سے فراغ ایوان کو ملا اور صاحبقران سے رخصت حاصل کر کے اور اجازت لیکر
طرت شہر کے روانہ ہوئی اور یہ عرض کر گئی ہو کہ میں جا کر سب اہل شہر اور اپنے عزیزوں و ملازمین کو
مسلمان کر دینگے اسکے بعد لشکر لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہونگی یہ خبر ہو جو کچھ حکم ہو وہ ہم بجا لائیں جو
فرمایے تو لشکر اسلام میں رہیں ورنہ اپنے لشکر میں گرداب شاہ و حباب شاہ وغیرہ نے کہا کہ اب لشکر
اسلام میں جانے کی کوئی ضرورت نہیں ہو کیونکہ حکم صرف اس سے وہاں رہنے کا حکم دیا گیا تھا کہ تاکہ
ایوان کی خبر دریافت ہوتی رہے کہ اُسے اہل اسلام کو کیا صلاح دی جیسا پچھریہ معلوم ہو گیا کہ وہ اب
اپنے شہر کو چلی گئی اب کیا ضرورت ہے پس تم لشکر میں رہو اب جب ہم حکم دینگے پھر جانا یہ لکھنؤ انعام
دیا وہ رخصت ہو کر اپنے مقام پر آئے یہاں گرداب نے منشی کو طلب کر کے کہا کہ ایک عرضی ہم سب کی
طرف سے بادشاہ کو تحریر کرو وگرنہ ہمیں یہ حال ہو کہ یہاں سب طور سے خیریت ہو صرف عرضی اس عرض سے
خدمت عالی میں تحریر کی ہو کہ ایوان آج اہل اسلام سے رخصت ہو کر اپنے شہر کو گئی ہو اس قصد سے کہ
سب اہل شہر اور اپنے عزیزوں کو مسلمان کروں اور لشکر لیکر برائے لگ آؤں باقی خیریت ہو اطلاعاً
عرض کیا منشی نے اسی مضمون کی عرضی لکھ کر پیش کی گرداب شاہ وغیرہ کی اسپر مہر کی گئی پس لفافہ کر کے
حاضر کی گرداب نے ایک طائر سحر کے ذریعہ سے خدمت سمندر میں روانہ کی اسکے بعد دربار برخواست
کیا سب اپنے مقام پر آئے اب انکا حال آئندہ تحریر ہو گا طائر عرضی لیکر اُدھر کو روانہ ہوا یہاں
سمندر نے دربار کیا ہو حسب معمول سب حاضر دربار کفر آنا رہیں اپنے اپنے عہدے اور اپنے اپنے
قرینہ سے دنگلون و کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ سمندر نے ایک مرتبہ دبیر کو طلب کیا اور حکم دیا کہ
ایک نامہ ہماری طرف سے بنام حاکم فلسفہ گجورہ سلیمانی تحریر کرو اسکا یہ مضمون ہو کہ ابراہیم صاحب
آپ کو بعد تحفہ سلام کے معلوم ہو کہ مجھ کو آپ سے یہ امید تھی کہ میرے اوپر یہ مصائب گزرنیکے اور اب
میری خبر نہ لین گے میں یہ خیال کرتا تھا کہ آپ میری ہر امر میں خبر لین گے آج کل میرے اوپر وہ مصائب
ہیں کہ خداوند کسی اپنے بندے پر نہ ڈالیں آپ پر کیا منحصر ہو خداوند نے بھی خبر لینا ترک کر دیا پہلے تو
خداوند کیسی کیسی خبر لیتے تھے اب تو انکھنوں نے ایک قلم میری طرف سے نگاہ پھیر لی اور میرا خیال
بھلا دیا گو میرا بھی یہ طریقہ تھا کہ سال بھر کے بعد خدمت میں جاتا تھا مگر بسبب آفت تازہ کے جس میں
آج کل مبتلا ہوں کوئی پانچ برس سے نہیں گیا ہوں معلوم ہوتا ہے کہ اسی سبب سے خداوند ناخوش ہو گیا
اور مجھ سے بالکل بے خبر ہو گئے ہیں لہذا میں تم سے اس امر کا اسیدوار ہوں کہ میری اس مشکل میں
اگر کمک کرو اور خبر لو اور خدمت خداوند میں بھی میری طرف سے عرض کرو کہ وہ میرے حال پر رحم
فرمائیں اور اس آفت کو میرے سر پر سے دفع کریں گو بعد مدت کے کوئی عرصہ پندرہ دن کا ہوا ہے کہ
ایک مقام پر خداوند نے میری کمک کی اور میری جان بچائی بعد شور و خیز کو روانہ کر کے اسی کی زبانی
معلوم ہوا کہ خداوند ناخوش ہیں میں نے اسکے ذریعے سے بھی عرض کر بھیجا ہے تم بھی کچھ میری طرف سے

سفارش کر دتا کہ خداوند کا غصہ فرو ہو اور بھائی کبجور شاہ جادو و تمنا سے براہِ ذی رہنمائی صاحبِ رحم و جلیل القدر اس اقلیم میں کوئی نہیں ہو تم ایسے ہو کہ تمنا سے پاس خداوند نے روحِ نطق و جانِ نطق رکھی ہو اور خداوند تم کو بہت مانتے ہیں اور عزت فرماتے ہیں تم ایسے صاحبِ دیانت و امانت ہو کہ خداوند نے ان اشیاء پر تم کو حاکم کیا ہو کہ جو خداوند کے سبب بقائے حیات ہیں سو اسے تمنا سے اٹھون نے اور کسی کو وہ نادر بات اشیاء پر نہیں کہیں تم کو اپنے عزیزوں سے زیادہ تر خیال کیا کہ تمہارے جاتِ نطق تمنا سے سپرد کیے تمہاری سب عزت و حرمت کرتے ہیں پس میرے حال پر رحم کرو اور اس وقت میں میری کمک کرو نہ بات بھی اور ہاتھ پالوں۔ سے بھی میری کمک کے لیے لشکر روانہ کرو اور بھائی یہ وقت غفلت کا نہیں ہو تم کو خبر لینا میری پر ضرور ہو بلکہ تم پر کیا منحصر ہو جس قدر یہاں بادشاہ صاحبِ سپاہ و لشکر میں سب پر میری کمک فرض ہو اور تم پر تو بڑا ایک زور ہو اور یہ بھی امید ہو کہ تمہاری کمک کیلئے سے میری بلا دفع ہوگی کیونکہ صاحبِ طلسم و مالکِ طلسم ہو تمہارا بڑا مرتبہ ہو تم مجھے زیادہ عقیل ہو اور بھائی یہ میری کمک نہیں ہو بلکہ گویا سب جندگانِ خداوند کی کمک کی اگر تمہاری کمک کرنے نے وہ دیگر بادشاہوں کی کمک کرنے سے یہ بلا سے تازہ دفع ہوگی تو خیال کرو کہ دینِ تصویر پرستی دنیا پر قائم رہا ورنہ اس غفلت اور بے خبری سے یہ ہوگا کہ پھر کسی مقام پر کوئی تصویر پرست نظر نہ آئے سو اسے دینِ اسلام کے اور کوئی تم میں سے دکھائی نہ دیکھا سو اسے خدا پرستوں کے اور کوئی بھی خداوند نطق کا نام بھی نہ لگیا سو اسے خدا سے ناویدہ کے اور اہل اسلام کا مثل اور طلسموں اور شرک کے یہاں بھی قبضہ ہو جائیگا انہیں کا سکہ جاری ہوگا جیسا کہ آنھوں نے ہزار ہا ملک ساحرون و غیر ساحرون طلسم تباہ کیے اور اپنا طریقہ اس مقام پر جاری کیا اسی طور سے آسکو بھی وہ تباہ و برباد کرینگے اور اپنا طریقہ یہاں بھی جاری کرینگے پس ہر جندہ خداوند پر میری کمک فرض ہو میں کوئی ملک و مال کے لیے نہیں کمک طلب کرتا ہوں بلکہ مذہب کے بچانے کے لیے اور دینِ تصویر پرستی قائم رکھنے کے لیے اور بھائی یہ بلا تم سب پر میان آئندہ اندامِ جادو و حاکمِ طلسم آئندہ کے سبب سے نازل ہوئی ہو نہ وہ آدم آئے نہ یہ بلا نازل ہوئی نہ تم سب جندگانِ خداوند اس بلا میں مبتلا ہوتے تم لوگوں نے یہ واقعہ سنا ہوگا مگر میں تم کو بطورِ احوال کے تحریر کرتا ہوں کہ یہ بلا کیونکر آئندہ اندامِ جادو کے سبب سے تم پر نازل ہوئی اسکا واقعہ یوں ہو کہ جب خدایہ ستون کے ہاتھ سے زمر و ثانی و تورج حرامی و خٹگان بھاگ کر طلسم آئندہ میں آئے اشراقِ جادو و آئندہ اندامِ جادو نے انکو دامنِ پناہ دیا تم زمر و ثانی و تورج و خٹگان کے حسبِ نسب سے واقف ہو اس کے تحریر کرنے کی ضرورت نہیں ہو کہ زمر و کس خاندان سے اور تورج کس خاندان سے ہو اور خٹگان پس زمر و تورج نہ تھا لہذا جو کہ سبائل میں خدائی کرتا تھا اور ہاتھ سے صاحبِ قرآنِ اول کے ہاتھ لیا اور تورج خاندان صاحبِ قرآن سے ہو مگر حالتِ کفر میں پیدا ہوا اسی حالت میں رہا اور خٹگان اولادِ شیطان درگاہِ لقا سے ہو میں نے مرنے کو یاد دلایا کہ شاید تم بھول گئے ہو پس جب آئندہ اندام کے لگ بھگ پناہ دی آئندہ اندامِ طلسم میں خدائی کرتا تھا ان سب سے کہا کہ تم کو سجدہ کرو ورنہ تم کو کمک کرینگے اہل اسلام سے مقابلہ کرینگے گو زمر و خود دعویٰ خدائی کرتا تھا اور خدا تھا بھی اور علاوہ کئی ایک مقامات کے سب آسکو خدا جانتے تھے مگر سبب اس کے کہ اہل اسلام سے بہت پریشان تھا اور کہیں دامنِ پناہ نہ ملتا تھا یہاں ملا تھا لہذا کرنا مناسب نہ جانا سب نے سجدہ کیا آئندہ اندام نے دامنِ پناہ دیا تو زمر و زمر و گزرا تھا کہ اہل اسلام بھی اس طرح پر آئے پہلے آئندہ اندام اور اشراقِ زمر و تورج وغیرہ کو طلب کیا اور کہا کہ اگر نہ دو گے تو ہم تم سے مقابلہ

کر نیگے انھوں نے انکار کیا خلاصہ یہ کہ مقابلہ ہونے لگا نوبت باہنجا رسید کہ اہل اسلام غالب آئے اشراق
 وغیرہ نے شکست کھائی چونکہ طلسم بہت بڑا تھا بدین سبب ان لوگوں کو زما زجنگ و پیکار میں بہت
 گزرا اسی زمانے میں اُسٹہ اندام نے ایک عرصی بنام خداوند تحریر کی تھی کہ جسکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ
 میرے اوپر اہل اسلام نے غرہ کیا ہو میں اُسٹے ہاتھ سے بہت پریشان ہوا ہوں لہذا میری ملک فرو
 ہو بیان سے جواب روانہ کیا گیا تھا کہ اچھا ملک کیجائیگی یہاں اس انتظار میں کہ عرضی آئے اور اُسکا جواب
 جاسے اہل اسلام غالب آئے اور کوئی صورت مغر کی اُسٹہ اندام کو سوا سے فرار کے نظر نہ آئی پس جب
 سامان کو چھوڑ کر مع چند ساحرون کے وہاں سے بھاگا اشراق وغیرہ کو طلسم میں چھوڑا خود نہ طاق
 کو چلا گیا وہاں طلسم میں غدر گج گیا اشراق وغیرہ مع زمرہ و تورج کے ہاتھ سے اہل اسلام قتل ہوئے
 اہل طلسم نے امان طلب کی اہل اسلام نے انکو امان دی اس طلسم پر بھی اہل اسلام کا قبضہ ملو اور
 جو ملک اس طلسم کے تعلق تھے وہ بھی قبضے میں آئے بعد اس واقعہ کے صاحبقران ثانی کہ جنھوں
 نے طلسم کو فتح کیا تھا اور اہل اسلام کے افسر اعلیٰ تھے مع ایک سو چالیس سرداروں کے طرف
 اپنے معبد گاہ کے ترک دنیا کر کے روانہ ہوئے اور بدیع الملک کہ جو کہ اب صاحبقران بن انکو
 لقب صاحبقران ثالث دیا اور تمام لشکر پر افسر کیا اور یہ وصیت کی کہ بدون قتل اُسٹہ اندام تم
 آرام نہ لینا اور جو جو ملک کہ ساحرون سے آباد ہوں انپر قبضہ کرنا تمام عالم میں دین اسلام کو رواج
 دینا پس وہ نو یہ کہہ چلے گئے بدیع الملک نے پہلے خزانہ طلسمی نکلوایا اُسکے بعد مع علی لشکر کے وہ
 نہ طاق کے کوچ کیا کیونکہ انکو قتل سے معلوم تھا کہ اُسٹہ اندام طرف نہ طاق کے گریہ کر گیا ہو چنانچہ
 وہ آکر دشت بہار افزا میں فروکش ہوئے مع لشکر کے اُسٹہ اندام جو وہاں سے بھاگا تو قریب نکل
 آیا اپنے آنیکی خداوند کو خبر کرائی خداوند نے اُسکو بدرون دریافت حال انحر طلسم کے طلب کر لیا اُسکے
 بعد جو حال معلوم ہوا تو پھر کیا ہو سکتا ہے یہ خیال فرمایا کہ بتو دامن پناہ دیکھتے ہیں اپنی عدالت کے
 خلاف ہو کر جسکو پناہ دین پھر اُسکو نکال دین چنانچہ اُسٹہ اندام کا امتحان جو کیا گیا تو وہ تعزین بالکل بچکا
 تھا ایک حرف بھی نہ آتا تھا پس جب یہ حال خداوند کو معلوم ہوا حکم فرمایا کہ اُسکو تعلیم سحر کی کہہ دے
 اور جب یہ بالکل سحر میں کامل ہو جائے تو ایک پررہلہ بیرون نہ طاق بنا دیا جائے یہ وہاں کی حکومت
 کرے وہ مرحلہ بھی متعلق نہ طاق ہو چنانچہ اُسکی تعلیم کے لیے بموجب حکم خداوند و باقی جادو و
 شہر نگ جادو جو کہ مدت سے بلا خدمت مشاہیر و معقول پاتے تھے طلب کیے گئے اُسٹے سپرد
 اُسٹہ اندام کو کیا اور ایک مکان صحرائے ہولناک میں تعمیر کیا گیا کہ جہاں اُسٹہ اندام کو تعلیم کیجائے
 پس ساحراں مذکور اُسٹہ اندام کو لیکر اس صحرائے میں لائے اور تعلیم کرنے لگے اور بھائی یہ آنت ہو
 پھر آئی ہی اسکا سبب یہ ہو جو کہ میں نے تحریر کیا نہ اُسٹہ اندام انا کہ اہل اسلام اس ملک میں آئے
 یہ اُسکے قدم کی برکت تھی کہ آپ بھی تباہ ہوا اپنے ہمراہ اور بدرون کو بھی برباد کیا پس جب اہل اسلام
 دشت بہار افزا میں فروکش ہوئے انھوں نے ایک جشن کیا اور اپنے لشکر میں ایک بادشاہ کیا
 اسی زمانے میں صنوبر شاہ نے صاحبقران کی دعوت کی انھوں نے صنوبر شاہ کو مسلمان کیا یہ خبر
 دیو اند بھوت و مبوت کو ہوئی وہ بر اسے مقابلہ آئے ان دونوں کو بھی بدیع الملک نے زیر کیا وہ
 بھی اُسکے شریک ہوئے یہ خبر جب سحران سہرپوش کو پہونچی اُسٹے جناب جادو و سہر اب جادو و سہر
 اسیری صنوبر شاہ و بدیع الملک روانہ کیا جناب جادو و سہر سے بدیع الملک کے مارا گیا سہر

اسیر کر لیا وہ شریک انکا ہو گیا یہ ساری آفت اسی کی ڈالی ہوئی ہو کیونکہ وہ یہاں اکثر مقامات سے
 بخوبی واقف ہو پس جب وہ شریک ہوا اسکی خبر سحران کو ہوئی کہ حباب مارا گیا اور سہراب اسیر ہو گیا
 اسکو بڑا صدمہ ہوا اسنے سامان جنگ کیا اسی زمانے میں سہراب سحران کے پاس آیا اور کہا کہ میں مکر سے
 انکا شریک ہوا تھا صرف اپنی جان بچانے کے لیے ورنہ میں بھی مثل حباب کے مارا جاتا میں تمہارا
 شریک ہوں ملکہ سحران کو یقین آگیا وہ خوش ہوئی جب اسکو یہ معلوم ہوا اسنے بھلاؤ خبر کی جب مجھکو خبر
 ہوئی میں نے اسوقت سحاب جادو و دھج جادو کو حضور پر یہ میں بھیجا کہ تم جا کر حضور شاہ کو اسیر کر لاؤ مع
 اسکے اہل و عیال کے چنانچہ وہ گئے اسیدن حضور شاہ نے کل اہل شہر کو مسلمان کیا تھا انھوں نے
 جا کر تمام اہل شہر کو درخت بنادیا اور غارت کیا کیونکہ میرا حکم تھا اور حضور شاہ کو مع اہل و عیال و
 وزیر و من کے اسیر کر لائے اور میری خدمت میں حاضر کیا پس میں نے ان قیدیوں کو آفتاب جادو کے
 ہمراہ پاس سحران سیاہ پوش کے روانہ کیا اور اپنے سپہ سالار یعنی آفتاب سے کہا کہ تم جا کر سحران کی ملک
 کرنا مجھکو یہ حال چین معلوم تھا کہ سہراب مکر سے شریک سحران ہو صرف یہاں کی حالت دریافت کر نیکی
 لیے اس عرصے میں کہ جب تک آفتاب وہاں پہنچے ہو گئے ملکہ سحران نے کئی مقابلے کر کے بہت سے
 اہل اسلام اسیر کر لیے اور اسکی بہن ماسیان طوفان کش نے اسم اعظم صاحبقرانی بھی فراموش کر دیا
 کہ آفتاب پہنچا اسنے سب اسیر و من کو سپرد سحران کیا اور کہا کہ میں اپنا سحر تیار کرتا ہوں ایک دم میں سبکو
 غارت کر دنگا سحران نے کہا کہ مر حباب یہ حال سہراب کو معلوم ہوا چونکہ وہ تو اسی لیے یہاں آیا تھا
 اسنے یہ حال دریافت کر کے اسکی خبر اہل اسلام کو کی بھائی اہل اسلام تو کوئی چیز نہیں ہیں انکا قتل کرنا
 کوئی امر مشکل نہیں ہو کیونکہ وہ ساحر نہیں ہیں بلکہ غیر ساحر ہیں یاں چند ساحر اسنے ہمراہ ہیں وہ کوئی چیز
 نہیں ہیں وہ بھی یہ لیاقت رکھتے ہیں کہ جسے مقابلہ کریں مگر ہاں ایک پیادہ ہو کہ جو کہ ہزاروں سے
 نہیں بند ہو اسکا مثل و نظیر نہیں ہو بڑے غضب کا عیار ہو یوں تو لشکر اسلام میں ہزاروں عیار ہیں
 ہر ایک اپنے اپنے فن میں کامل و اکمل ہو مگر وہ سب کا افسر ہو اس سے کوئی سربر نہیں ہو سکتا ہو اسنے
 بہت سے کھربا دکر دیے جیسا کہ تمنے اکثر کتابوں میں عمر و اول و ثانی کی عیاریاں سنی ہوگی کہ انھوں
 نے لاکھوں بلکہ کروڑوں کو قتل کیا ہزاروں ملک پر قبضہ کر لیا اسی طور سے اسنے بھی یہاں آکر وہ کام
 کیا کہ بھلا وہ کیا کرتے یہ جو کچھ زور ہو اہل اسلام کو اسی کے سبب سے ہو اسکے سبب سے کسی کا بس نہیں چلتا
 ہو جہاں کوئی آفت اہل اسلام پر آئی اسنے عیاری کر کے اسکو قتل کیا وہ آفت مل گئی چنانچہ جب اسکو
 معلوم ہوا کہ آفتاب جادو نے آکر سحر آفتاب تیار کیا ہو پس اسوقت وہ چند عیار و من کو لیکر چلا اور
 گو اسپار و دریاے سنہرنگ کے آنا مشکل تھا کیونکہ راستہ اسکا کسیکو نہ معلوم تھا مگر اسنے تلاش کر کے
 نکال لیا اور اسپار آیا آفتاب کو قتل کیا سحر اسکا مٹا یا اسکے سحر سے اہل اسلام کو بچایا اسکے بعد سہراب
 سے ملکر ملکہ سحران کو قتل کیا اسکے بعد ملکہ ماسیان طوفان کش کو مارا دریاے سنہرنگ کو مٹا دیا جب تک
 میں زندہ دست کروں کروں اسنے سب کا خاتمہ کر دیا راہ صاف کر لی اب تو اہل اسلام کو راستہ ملا وہ
 اوتار کو چلے میں نے سب کو نامہ لکھکر طلب کیا اور جدھر سے اہل اسلام آتے تھے اوتار کے شاہوں کو لکھا
 کہ اوتار اہل اسلام کو نہ اسنے دینا چنانچہ پہلے اہل اسلام یقین خود پرست کے ملک پر پہنچے اسنے مقابلہ
 کیا میں نے ساحر اسکی لگ کر روانہ کیے ملکہ غزالان دختر آفتاب کو روانہ کیا یقین نے شکست کھائی
 وہ شریک اہل اسلام ہوا اور غزالان بھی بس اہل اسلام وہاں سے محرابیہ پر آئے محراب شاہ نے ہوا

بڑا معرکہ ہوا آخر وہ بھی مغلوب ہو کر شریک ہوا کیونکہ اہل اسلام کی لگ غیب سے ہوتی ہو پس جب یہ حال
 اور بادشاہوں نے سنا اور خیال کیا کہ جب ایسے ایسے بادشاہ مغلوب ہوئے اور کچھ نہ کر سکے تب سب نے
 بدون مقابلہ انکی شراکت کی اہل اسلام کا دین قبول کر لیا چنانچہ امشال شاہ و اقبال شاہ و حیرت شاہ
 و مراد شاہ سب مسلمان ہوئے جس ملک پر اہل اسلام پہونچے اس ملک کے بادشاہ نے انکا دین قبول
 کیا میرے حکم پر عمل نہ کیا نہ میری تحریر کی پابندی کی جب یہ سب ملک اہل اسلام کے قبضے میں آئے انھوں
 نے اور ہر کا قصد کیا جب یہ خبر پہونچو ہوئی کہ یہ سب مسلمان ہو گئے اور اب یہ سب ملکر اپنا اپنا لشکر لیکر خدا پرستوں
 کے ہمراہ اور آتے ہیں پس میں نے چند ساحر و زبردست روانہ کیے کہ جا کر راہ میں انکو روکین چنانچہ انھوں نے
 جا کر راہ کا بند و بست کیا مگر کچھ نہ ہو سکا ایک ہاتھ سے سہراب کے اور ایک ہاتھ سے غزالان کے مار گیا
 باقی بھاگ کر میرے پاس چلے آئے کہانتک تحریر کروں یہ قصہ بہت طولانی ہو نیوت بائینجا رسید کہ خدا پرست
 مع کل لشکر کے اگر قریب سمندر یہ کے اترے میرے مددگار بھی آ گئے تھے مثل قیصر و جیم وغیرہ کے ہیں نے
 انکو انکے مقابلے کے لیے روانہ کیا وہ بھی مارے گئے ہاتھ سے نقابدار کے پھر ایک و تربک روئین جن
 کو روانہ کیا وہ بھی مارے گئے کو کبہ روشن تن میری لگ کو آئی تھی وہ بھی کسی سبب سے اُنکے شریک
 ہو گئے زمر و جادو نے بہت سے خدا پرست اسیر کیے تھے اس عیار لینے خواجہ ثالث نے جا کر کوہ زمر
 کو تباہ کیا زمر و کو قتل کیا سب کو رہا کر لایا افاق شاہ اپنے وزیر کو روانہ کیا اسپر بھی عیاری ہوئی وہ
 بھی مسلمان ہو کر انکا شریک ہوا اُسکے بعد گرداب شاہ وغیرہ آئے انکو روانہ کیا براے مقابلہ چنانچہ ملک
 زعفران برفشہ پوش و ملک چندر بن یہ بھی ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوئیں عشاق نہ طاقتی ابن ثانی
 کے لیے اپنے ملک سے سمندر یہ میں آئے تھے انھوں نے جویہ آفت میرے اوپر دیکھی میری لگ کی
 پہلے انپر عیاریاں ہوئیں خواجہ نے انکو بہت پریشان کیا آخر کوہ پریشان ہو کر اپنے ملک کو روانہ ہوئے
 اور اپنا ابرو جو کہ انھوں نے بارہ برس میں محنت کثیر سے تیار کیا تھا لائے کہ میں اہل اسلام کو جلاؤں
 اس عیار نے عیاری کی انکا ابرو مٹایا اور میرے تین کروڑ ساحر جلائے انکو بھی قتل کیا جانتا تھا کہ میں فوراً
 پہونچ گیا میں نے انکو بچایا انھوں نے لامکان بنایا خواجہ نے وہاں جا کر انکو اور اُنکے بھائی کو قتل کیا
 انکی بہن ملک ایوان نہ طاقتی انکے خون کا عرض لینے کو آئیں پہلے انپر عیاریاں ہوئیں مگر وہ بہت ہوشیار
 تھیں بھگپن آخر کو یہ ہوا کہ انھوں نے سب اہل اسلام کو دریا کے بحر میں اسیر کیا ابھر کو بحر میں مبتلا کیا انکی وزیر زادی نے
 بہت اہل اسلام بچائے مگر کچھ نہ ہو سکی وزیر زادی کو قرآن ثالث نے اور چند سرداروں کو برق ثانی نے قتل کیا اور اپنے
 سرداروں کو رہا کر لیئے اور خواجہ ثالث نے ایوان پر عیاری کر کے اپنے سب اہل لشکر کو رہا کر لیا
 اور صاحب قرآن کو بحر سے نجات دلوائی اور انکو اپنا شریک کیا اب ایوان بھی شریک اہل اسلام ہوئیں
 ہیں مختصر یہ واقعات ہیں اب جب آپ سے اور مجھے ملاقات ہوگی سب مفصل طور سے بیان کر دینگا
 میں آج کل اس آفت میں مبتلا ہوں یہ بلا مجھ پر نازل ہو پس اس آفت میں میری لگ کرنا ضرور ہو کیونکہ
 میں برائے دین و مذہب مقابلہ کر رہا ہوں اگر سمندر یہ بہر باد ہو گیا تو پھر تمھاری باری ہو اُسکے بعد
 نہ طاقتی جو پس کل مقامات اُنکے قبضے میں ہیں آئندہ تمکو اختیار ہوگا کہ بھائی میرا اب یہ قصد ہو کہ میرے
 پاس اس وقت بہت سا لشکر جمع ہو گیا ہو اور بہت سے بادشاہ میری لگ کو آ گئے ہیں اور ابھی آنے
 والے ہیں پس اگر تم بھی لگ روانہ کرو تو میں ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر برائے مقابلہ جاؤں اور
 ایک ایسی جنگ عظیم واقع ہو کہ اہل اسلام بھی خیال کریں کہ ہاں کسی سے مقابلہ ہوا تھا اور کوئی بادشاہ

زبردست تھا محکو اس امر کا یقین ہر کہ جب میں جا کر خود بہ نفس نفیس مقابلہ کر دنگا ضرور فتح پاؤنگا آئندہ جو مرضی
خداوند اس میں کوئی چارہ نہیں ہو پس میں تمہارے جواب کا منتظر ہوں میں نے جو کچھ حال تھا تمکو خلاصہ طور پر
تحریر کر دیا اب تمکو اختیار ہو چاہے میری ملک کرو چاہے نہ کرو مگر اسکا خیال رہے کہ میری سفارش ضرور غور
سے کسی تدبیر سے کرنا تاکہ میں اس بلا سے نجات پاؤں اور کہیا تحریر کروں گو بہت ابھی حال باقی ہو مگر میں نے
بسبب ملول کے نہیں تحریر کیا اس شعر پر اپنے نامہ کو ختم کیا شعر منٹ آنچہ حق بود گفت تمام پند تو دانی و در
بعد از این و سلام دیگر سپردم بتو بایہ خویش را پند تو دانی حساب کم و بیش را پس جب یہ مضمون سمندر شاہ
بتناجکا و پیر نے عرض کیا کہ بہت خوب میں ابھی تیار کیے لاتا ہوں یہ عرض کر کے پیر نو اپنے مقام پر آیا اور حکم
فرمایا اس اٹھا کر نامہ بنام گنجور شاہ حاکم طلسم گنجور سلیمانی تحریر کرنے لگا کہ سمندر نے دوسرے منشی کو طلب
کیا اور اس سے کہا کہ تو ایک حکم نامہ بنام اشفاق جادو و تحریر کر اسکا خلاصہ مضمون یہ ہو کہ تمکو معلوم ہو
کہ میرا اب قصد مصر ہو گیا ہو کہ میں خود جا کر اہل اسلام سے مقابلہ کروں پس تمکو لازم ہو کہ جس کام میں معرفت
ہو اسکو ملتوی کر کے مع لشکر میرے پاس آؤ اگر میں شہر میں ملوں تو خیر و زمین مقابلے میں اہل اسلام کے
ہونگا اور ریسد کا بند و بست کرتے ہوئے آنا کیونکہ میرے ہمراہ لشکر بہت ہو تاکہ اسکو کسی قسم کی تکلیف نہ
اگر کسی مہم پر ہو تو اسکو بھی ترک کرنا بعد کو دیکھا جائیگا بغور دیکھئے اس نامہ کے تم میرے پاس آؤ مگر
مع لشکر کے آنا اسکا خیال رہے کہ ریسد کا ضرورت دار کچھ ہے خود رہے کچھ کو بہت تقور کر دیر جو اس سے
سمندر نے کہا اُسے بہت خوب کہا اور اپنے مقام پر آکر وہ بھی تحریر کرنے لگا یہاں تو دونوں نامہ تحریر
کیے جاتے ہیں ابھی سمندر کوئی اور حکم دیتے نہ پایا تھا کہ وہ طائر آکر پہونچا کہ جو عرض کرو اب شاہ وغیرہ
کی لیکر لشکر سے چلا تھا و بر و سمندر کے آکر تخت پر بیٹھ گیا سمندر نے وزیر اہل دربار نے دیکھا کہ اس کے
گلے میں ایک کاغذ لغوث ہو پس سمندر نے وہ لغافہ جو کھولا اسکے گلے سے تو وہ عرض بھی کرو اب شاہ
وغیرہ کی پس سمندر نے خود پڑھی اس میں کل حال لشکر اسلام کا تحریر تھا اور یہ بھی تحریر تھا کہ ایوان نظامی اہل
اسلام سے رخصت ہو کر اپنے ملک کو گئی ہو اور صاحبقران وغیرہ سے اقرار کر گئی ہو کہ میں اپنے ملک میں
جا کر کل اہل شہر کو اور اپنے عزیزوں کو مسلمان کر دنگی اور جو ملک میرے قبضے میں ہیں اور میرے قرب و
جوار میں ہیں سب کو دین اسلام کی ترغیب دنگی اسکے بعد اپنا کل لشکر لیکر حاضر ہونگی ہنگو یہ خبر ملی تھی سمنے
آپ کی خدمت میں اطلاع دی تاکہ آپ اسکا کچھ بند و بست فرمائیں پس یہ جو سمندر نے تحریر پایا بہت غفہ
آیا غضبناک ہوا انھ میں کٹ بھر لایا اور کہا کہ اس ایوان کی قضا آگئی ہو یہ اپنے دل میں سمجھ گیا ہر میں نے
درگزر جو کی تو یہ اترا گئی یہ لیکر دست چپ کی طرف دیکھا اور ایک ساحر کو نام اسکا حیران بادلہ پوش تھا
بہت بڑا ساحر زبردست تھا برابر کرسی شملاتی گئے و نکل پر بیٹھا ہوا تھا اسباب سحر سے آراستہ اسکے اوپر
اسکی نظر پڑی اشارے سے اسکو اپنے قریب طلب کیا وہ اپنے و نکل پر سے اٹھ کر ہاتھ باندھ کر اسکے تحت گئے
قریب آیا سمندر نے اُس سے کہا کہ او حیران بادلہ پوش میں تمکو حکم دیتا ہوں کہ جیسک گنجور شاہ کے پاس
میرے نامے کا جواب آئے پس تم اسی ہزار ساحران زبردست کا لشکر اپنے ہمراہ لیکر بحفظ مستقیم ایوانیہ کو
جاؤ اور وہ میں کسی مقام پر تمام نہ کرنا کہیں منزل نہ کرنا سوائے ایوانیہ کے پہلے بذریعہ نلہ و پیام کے اہل
شہر کو اور اسکو جو کہ ایوان کی طرف سے حاکم ہو اور ایوان کے عزیزوں کو ایوان کے حال سے آگاہ کرنا
اور بھانا اگر وہ تمہارے کہنے پر عمل کریں تو خیر ورنہ مقابلہ کرنا سب اہل شہر کو قتل کرنا اور عزیزان ایوان کو
سیر کر کے شہر کرنا اور قتل کرنا شہر کی بنیاد تک نہ باقی رکھنا اور جو کوئی بادشاہ انکی ملک کو آئے اسکے

ساتھ بھی میں سلوک کرنا پس جو عزیز و اقربا الیوان کے باقی رہیں انکو اسیر کر کے میرے پاس لانا اس حکم میں میرے فرق نہ ہو بالکل رحم نہ کرنا ورنہ میں تیرے ساتھ بہت بُرے طور سے پیش آؤں گا تم کو لازم ہو کہ تو ان سے قبل وہاں پہنچ جانا کہ وہ تمام شہر کو آکر غارت پاسے یا اپنے سے برخلاف اُسے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ بہت خوب کیا مجال جو حکم عالی میں فرق ہو میں بعد برخاست ہونے و رہا کر کے اس طرف کو روانہ ہو گا سمندر نے یہ سُنکے حکم دیا کہ ایک خلعت حاضر کیا جائے پس فوراً خلعت حاضر کیا گیا سمندر نے وہ خلعت اس ساحر کو دیا اور کہا کہ دیکھو میرے حکم میں فرق نہ ہو اُسے عرض کی کہ کیا مجال جو فرق ہو پس سمندر نے کہا کہ بعد برخاست ہونے و رہا کر کے تم آج ہی روانہ ہو جانا جاؤ اپنے مقام پر بیٹھو پس وہ ساحر تسلیم بنا کر اپنے مقام پر آکر بیٹھا اُسکے بعد سمندر نے گلاب جادو اپنے سپہ سالار و مرجان جادو اپنے دوسرے سپہ سالار سے کہا کہ جب دربار برخاست ہو جائے تو تم کو لازم ہو کہ اسی ہزار ساحران نہ بد دست کا لشکر انتخاب کر کے ہمراہ حیران بادہ پوش کے کر دینا اور ان سب کو آج ہی طرف الیوانیہ کے روانہ کرنا اور سامان سفر درست کرو اور لشکر تیار کرو بلکہ بھرتی جاری کرو اب میرا قصد ہے کہ میں خدا پرستوں سے خود مقابلہ کروں جہاں جہاں لشکر میرا ہو وہاں وہاں سے طلب کر لو اور فی ساحر ملازم کرو لشکر کو ترقی دواؤں و تم بھی اپنا سامان کرو کہ میں صرف جواب نامہ کا انتظار کروں گا اور جواب نامہ آیا اُدھر اُسکے دوسرے دن میں نے یہاں سے مع لشکر کوچ کیا ہر وقت لشکر تیار رہے کیا معلوم کہ وقت جواب نامہ آئے پس اُس وقت جب جواب آجائے مجھ کو حکم دینے کی ضرورت نہ ہو نہ عرصہ ہو اگر میرے اس حکم کے خلاف ہو گا تو میں حاضر اوندگا انھوں نے دست کبنتہ عرض کی کہ ہکو جیسا حکم دیا گیا ہو اسی کے موافق عمل کریں گے اُسکے خلاف نہ ہو گا سمندر نے کہا کہ ہاں یہ لکھ سمندر نے سب سرداروں سے کہا کہ آپ لوگ بھی ہر وقت آمادہ سفر رہیں ادھر میں حکم دون اور آپ میرے ہمراہ ہوں سب نے جواب دیا کہ بہت بہتر پس سمندر نے ان بادشاہوں سے کہا کہ جو کہ لگ کو آئے تھے آپ لوگ بھی اپنے لشکروں کو تیار رکھیں کہ جب میں لشکر لیکر شہر سے باہر آؤں آپ ہمراہ ہوں انھوں نے جواب دیا کہ ہمارے لشکر ہر وقت آمادہ سفر رہتے ہیں جب آپ کا جی چاہے سفر فرمائیے یہ سُنکے سمندر نے ان سپہ سالاروں کی طرف دیکھا کہ جو کہ غیر ساحر کے لشکر کے سپہ سالار ہیں اور اُنکے یہ نام ہیں غواص ننگ صورت و اشراط سوسن پیشانی پس انکی طرف دیکھ کر کہا کہ تم بھی اپنے لشکر کا بند و بست کرو اور لشکر کی نگہداشت کرو اور سب آلات حرب و ضرب درست کرو و خیمہ و بارگاہیں وغیرہ بار کر آؤ تاکہ ہر وقت کسی امر کی ضرورت نہ ہو اور سب سامان درست ہو انھوں نے عرض کی کہ بہت اچھا آپ کے حکم کی تعمیل کی جائیگی یہ حکم دیکر سمندر نے تیسرے منشی سے کہا کہ اس عرض کی پشت پر تحریر کرو کہ ہم خود لشکر لیکر برائے مقابلہ اہل اسلام آئے ہیں ہمارے اُترنے کے لیے ایک میدان وسیع ہموار کرالو اور جو درخت وغیرہ ہوں انکو قلم کر و لست و بلند زمین کو ہموار کراؤ مگر اسکا خیال رہے کہ میرے فروکش ہونے کے لیے جو مقام ہو اور میرے لشکر کے پڑاؤ کے لیے دریا کے کنارے ہو تاکہ پانی کی تکلیف نہ ہو اور اسکا بھی خیال رکھنا کہ میدان بہت وسیع ہو اور پر آب و گیہاں ہو کیونکہ میرے ہمراہ لشکر کثیر ہو کہ وہ سب اس مقام میں آجائیں اور راحت مند اور میدان وسیع برائے مقابلہ رہے و میر نے کہا کہ بہت اچھا یہ لکھ اور وہ عرضی سمندر کے ہاتھ سے لیاں اور اُس پر وہی مضمون تحریر کرنے لگا سمندر نے اجناس جادو سے حکم دیا کہ غلہ وغیرہ کی ٹنگروں اور برسد کا بند و بست کرو تاکہ وقت ہر وقت ہو اور لشکر کو تکلیف نہ ہو اُسے جواب دیا کہ بموجب آپ کے

ساحران زبردست آفتاب کر کے اُسکے ہمراہ کر دیے وہ اُسوقت سب کو لیکر اپنے ہمراہ طرف ایوانیہ کے روانہ ہوا اسکا حال آئندہ تحریر ہو گا اور یہ دونوں بھی لشکر کا بندوبست کرنے لگے ساحر ملازم ہونے لگے اور حکم دیا کہ سب تیار رہیں اور اپنے اپنے محل کو تیار کر لیں ساحر دن میں بھی بندوبست سفر ہونے لگا۔ اسکا حال آئندہ لکھا جائیگا اب راوی سمندر کو اس انتظار میں چھوڑتا ہے کہ جواب نامہ گنجور شاہ کے پاس سے آئے تو میں لشکر لیکر کوچ کروں اور اہل لشکر کو اور ان بادشاہوں کو سامان سفر میں معرفت رکھا جاتا ہے اور ایوان کو طرف شہر ایوانیہ کے رہرو میں چھوڑا جاتا ہے اور الطاف جادو کو مع مال و اسباب و اہل و عیال کے طرف لشکر اسلام کے اور سواران سمندر کو الطاف کی تلاش میں اور اہل اسلام کو اس انتظار میں کہ لشکر کفار میں طبل جنگ بجے تو مقابلہ کیا جائے گرداب شاہ وغیرہ کو انتظار جواب عرضی میں اور آتش طاؤس کو جو کہ عرضی لیکر گیا تھا اور سمندر نے اُسکے ہاتھ جواب روانہ کیا ہے راہ میں اور پیامبر جادو کو طرف شہر اشفاقہ کے اور پٹیلی زمرہ کو طرف طلسم گنجور سلیمانی کے مع ناچنے اور جیران بادشاہ پوش کو مع اتنی ہزار ساحر و ن کے طرف ایوانیہ کے روانہ رکھا جاتا ہے اور اب یہاں سے دوسرا حال تحریر ہوتا ہے یہ سب واقعات آئندہ تحریر ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ بشرط حیات مستعار شہر ازین قصہ یکدم فراموش کن نہ جاے و گروہ داستان گوش کن اب راوی دوسرا حال تحریر کرتا ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ یہ حال جلد دوم کے آغاز میں تحریر ہوا تھا جب سے اُسکے تحریر کرنے کی توفیق نہیں آئی اب میں عنان قلم کو اُس قصے کی طرف متعطف کرتا ہوں اور ان حالات کو تحریر کرتا ہوں جو کہ جلد اول دوم میں چھوڑے ہیں اور ابھی تک تحریر نہیں ہوئے ہیں ناظرین کو اُنکا اشتیاق ہو گا پس اگر عنایت پروردگار شامل ہوئی تو میں اُسکو بھی تحریر کر دینگا اب

چند کلمہ داستان ارزنگ تن زمرہ کے کہ وہ جو کوچ کر کے مع لشکر طرف شہر آفتاب نما کے اس قصد سے روانہ ہوا تھا کہ میں چلکر اپنی شادی ملکہ سیتن سے کروں خواہ بر جیس آفتاب پرست بخوشی کرے خواہ بجز اگر مقابلہ کریگا تو مقابلہ کر دینگا پس اُس سے راہ میں مقابلہ ہوتا ہے طہاس سے اُسکا شریک ارزنگ ہوتا اور ارزنگ کا قریب شہر آفتاب نما پہنچتا اُسکی خبر ہونا بر جیس کو اور باہم نامہ و پیام ہونا اُسکے بعد جنگ و پیکار ہونا اسی حالت جنگ میں جترنگ بن زمرہ کا مع لشکر پہنچنا اور ایک طرف فروکش ہونا اور ارزنگ سے مقابلہ ہونا بعد کئی جنگ کے باہم صلح ہونا اور دونوں کا شریک ہو کر بر جیس سے مقابلہ کرنا آخر بعد جنگ بسیار باہم صلح ہونا اور تینوں کافر ذکا ایک کے وہ آتش لاکھ کا لشکر لیکر خروج کرنا اور ممالک اہل اسلام پر قبضہ کرنا اور اُنکو کفر آباد کرنا اور اسی طور سے سب ملکوں کو تباہ کرتے ہوئے طرف نطاق کے روانہ ہونا دیگر حالات متعلق داستان

نہا ساقی نامہ

بر کدھو ساقی نیزنگ ساز	آئی بدلی بختا ہی ہر سمت ساز	جھومتا ابر بہا ری آگیا
------------------------	-----------------------------	------------------------

بے خودی میں بھی خودی دکھلا کیا
ہر طرف گلشن کا سبزہ لٹا ہوا
جو ہر صحن باغ میں خوش حالی ہو
یاد ہو چشم خمار آلود کی
لاصراحی صبر سیجے تار بہ کر
میری خواہش ابتو ہو اس دھنگ کی
سیکشی کرتا رہوں جتناک جیون
عقل سے لون کام بیہوشی میں بھی
توڑ ڈالوں خسانہ خمار کو
جو نہ کہنے کی ہوں باتیں وہ کہوں
کبر و نخوت بھولے شیطان ارجیم
سحر سے نیرنگ سازی وہ گردن
سوے مطلب چل عنان کلک تھا
تمیز نثار ہو کے یہ فرقت میں مر گیا
مقتل بنی ہوئی ہو زمین دیار دل
پامال کر کے پائون نہ دھواؤ شمع
جو ایک پل میں لیگی صبر و قرار
کس دلوں سے صدقہ ہوا نہ دوست
شہرگ سے ہو و چند کیونکر وقار
بیت نو پسندہ قفقہ وستان
بدین زمرہ شد ترنم سرا

زمرہ کرتے ہیں طائر باغ کے
دے رہا ہو فرش نعل کا مڑا
کہ رہے ہیں سیکشانی بے حجاب
چاہیے ہو کچھ نہ کچھ ہو دل لگی
دے بھے بنت غنیمت سی نازنین
ہو صراحی بس مے گل رنگ کی
ساغر مری پر رہے جنگ و جدل
لاؤ لاؤ ہو دے ہو نوشی میں بھی
نچھ میں جو آئے مکون دیوانہ
جاسے خود فرعون بے سامان ہوں
لشے میں شیطان کو بہکاؤں میں
سامری کی روح ہو مجھے زبون
مقل جیہا مرا ہو مگوا اگر گوار دل
تم حکم دو جہان پر بنے دان مزار دل
راحت بنی رنگ حوادث سے مے بھی
ہر ایک نظر خون کا ہو یادگار دل
کشتہ کیا ہو برق تجلا سے یا سنے
ایا بے کلیجہ دل تھا فرامین نثار دل
محشر تباہ ہو کے یہ کتے ہیں حشر میں
چنین گردین داستان را بیان

سیکشن کے ہر طرف ہیں جگمگ
نہر گلشن آئینہ تمثال ہے
ساقیا چو کھی سے چو کھی لا شراب
دختر رز سے بھے ان عشق ہو
رند ہوں ڈر نہ کھو قاضی کا نہیں
بے تکلف پھول گلشن میں مین
دخت رز ہو اور ہو اپنی بغل
پست کروں بین حریف زار کو
اور کروں دعویٰ کہ میں ہوں ہونیک
گو کہ حادث ہوں ہوں لیکن قدیم
کافرون کو راہ پر لے آؤں میں
او بدف کر محقر طول کلام
لے جاؤ برق حسن سے صبر وقار
ارمان اپنے تیغ الم سے ہو سے ہلاک
مکڑے ہو سو مقام سے لوح مزار دل
قربان لاکھ جان سے اس چشم ناز کے
روشن ہو شمع طور سے شمع مزار دل
وان قرب دوست اگر ہو تو یہ گھر ہو دوست
ہم کو نہ اس آئی زمین دیار دل
نبرم سخن طوطی خوش شہر نو

راویان خوش تقریر و کاتبان صداقت تحریر و حاکمان شیرین گفتار
وغزل خوانان صدق آثار و لشکر کشان میدان معنی و مسافران صحرا بے فصاحت عساکر کشان و
بلاغت و قلعہ گیران حصار معنی و ساحران نیرنگ مضامین شاہ بلاغت و فصاحت کو اسطور سے
میدان قرطاس میں صفت آرا کرتے ہیں و شاہ جہالت کو لشکر و انش سے یون شکست دیتے ہیں اور
اس قلعے کو اس طور سے بیان کرتے ہیں کہ ناظرین عالی فہم و دقیقہ خج معنی شناس کو بخوبی یاد ہوگا
کہ اس داستان کو جلد دوم دفتر آفتاب شجاعت میں اس مقام پر موقوف کیا تھا کہ از رنگ بن زمرہ دیہ خبر
پاکر کہ سلیم شیر صولت نے دین آفتاب پرستی اختیار کیا اور بزر جیس آفتاب پرست نے میرے ساتھ
شادی کرنے سے انکار کیا اور مضمون نامہ بڑھا بہت غصہ آیا اور بعد کئی دن کے لشکر کشی قریب
تیس چالیس لاکھ کے طرف شہر آفتاب نما کے روانہ ہوا تھا گو حالات تمام جلد اول و دوم میں تحریر
ہو چکی ہو مگر اس مقام پر بطور یاد دہی پھر تحریر ہوتی ہو ناظرین کو معلوم ہو کہ جلد اول و دوم
میں یہ حال تحریر ہوا تھا کہ از رنگ نے شہر خورشید نگار سے بعد روانہ کرنے دو ہلوانوں کے
ایک طرف خانہ کعبہ اور دوسری طرف طاسات کے یہ خبر پاکر کہ بدیع الملک نے لشکر تیکہ نہ طاق پر
لشکر کشی کی ہو پس یہ بھی اس طرف روانہ ہوا تھا راہ طو کر کے خاور پر پہونچا تھا اسکا بھی واقعہ تحریر

ہو چکا ہو جب خاور پر از رنگ سے فتح پائی اور کل اہل شہر سے عہد و پیمان ہوا تھا اس زمانہ میں از رنگ
 سپہ کو نکلا تھا اتفاق سے مقبرہ ملک قاسم کی طرف چلا گیا تھا دریافت جو کیا تھا تو معلوم ہوا تھا کہ یہ مقبرہ
 ملک قاسم کا جو پسر سخنگان نے درغلان کر اس امر پر آمادہ کیا تھا کہ اس مقبرہ کو منہدم کر دے از رنگ
 بھی آمادہ ہو گیا تھا اس نے بیلدار طلب کیے تھے یہ خبر اہل شہر کو معلوم ہوئی تھی اور سب اس امر پر آمادہ
 ہوئے تھے کہ ہم جہاں تک زندہ ہیں مقبرہ کو منہدم نہ ہونے دیں گے اسی حالت میں خواجہ بابر رگہاں سے
 از رنگ سے ملاقات ہوئی تھی اس نے ایک تصویر دکھائی تھی جو کہ اس نے دریا کے کنارے مکتبہ قریب
 کی کھینچی تھی پس از رنگ اسکو دیکھ کر عاشق ہو گیا تھا یہ کہ اس مقام پر سے اٹھا کہ اب تو مابعد ولایت کو
 اپنی معشوقہ کی فکر ہوئی ہو جب مابعد ولایت اپنی شادی کر لیں گے اس وقت اہل اسلام سے اپنے والد کے
 خون کا عوض لینے اور ان سب کو قتل کرینگے اور اپنی خدائی کو درست کرینگے چنانچہ اس وقت اس نے ایک
 نامہ بنام برجیس آفتاب پرست نسبت اپنی شادی کے تحریر کیا تھا اور سلیم شیر صولت کے ہاتھ میں دس ہزار
 سپاہ کے روانہ کیا تھا اور جب وہ پہونچا تھا اور نامہ پڑھا گیا تھا برجیس بہت برہم ہوا تھا اور جاہ
 دیا تھا کہ ایلی کے تاک و کان کاٹ کر شہر سے نکال دو یہ خبر اسکو ہوئی تھی وہ تلوار لیکر چلا تھا کہ برجیس نے
 اپنے منہ پر سے نقاب اٹھا کر اپنی صورت دکھائی تھی کہ وہ صورت دیکھ کر بیہوش ہو گیا تھا جب ہوش آیا
 تھا تو برجیس کو سجدہ کیا تھا مع نو ہزار کے اور شریک برجیس ہو گیا تھا اور برجیس آفتاب پرست اس
 فکر میں تھا کہ اب یہاں سے خروج کروں اور خدا پرستوں سے مقابلہ کروں اور اپنے دین کو رواج
 دوں پس یہ داستان تو اس مقام پر چھوٹی تھی اب آئندہ برجیس کا بھی حال تحریر ہو گا وہ جو ہزار سوار
 باقی رہے تھے وہ جواب نامہ لیکر وہاں سے بھاگے تھے کیونکہ یہ اس مقام پر نہ تھے ورنہ یہ بھی بیہوش
 ہو جاتے جو انکا حال ہوا تھا وہی انکا بھی حال ہوتا یہ لوگ یہ واقعہ دیکھ کر وہاں سے بھاگے تھے پس
 از رنگ کے پاس آئے تھے از رنگ کو اس حال سے آگاہ کیا تھا چنانچہ از رنگ نے یہ سننے
 کو ج کیا تھا پس اب از رنگ کا حال تحریر ہو گا راوی نے بیان کیا ہے کہ از رنگ نے خاور سے جو کوچ
 کیا ایک پہلوان زبردست مع ایک لاکھ سپاہ کے اسکا پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا اسکے جانے کے بعد دوسرے
 دن از رنگ نے لشکر کو حکم سفر دیا لشکر میں نقارہ سفری بجا لشکر چلا تھا لشکر میں دس ہاتھیوں پر تخت
 کسا ہوا اسپر از رنگ تاج الماس سر پر رکھے ہوئے تھا بے قلم کار زیب تن کیے ہوئے تھیں ہر صبح کا
 لگاے چتر ہر لگا ہوا خواہی میں سخنگان بیٹھا ہوا مہل بال ہما کی ہوتی ہوئی عقب میں تمام لشکر اس طرح کوچ کیا اور ان
 ہار گاہیں و جیمے لدے ہوئے خزانہ بار تھا عقب میں لشکر پیشا رہا تھا آگے کو سفری بجاتا ہوا شریک بنی رہتی
 تھے چتر کاؤ کرتے ہوئے اس سامان سے چلا سب لشکر کو نئی نئی وردیاں زرہ بنی تقسیم کی گئی ہیں ایک لاکھ
 سپاہ کو جو کہ خاص اردلی کے تھے اسکو اسکو موضع کار عنایت کیے ہیں بڑے تنگ و شرم سے طرف شہر آفتاب
 کے چلا تھا راوی نے بیان کیا ہے کہ از رنگ اس قدر مشتاق تھا بلکہ شریک سے سینہ کا اور اسدرجہ اسکو
 عشق تھا کہ وہ راہ اسکو راہ عدم سے زیادہ تھی دو منزلہ و سہ منزلہ کرتا ہوا چلا جاتا تھا جب لشکر تھک
 جاتا تھا تو قیام کرتا تھا ورنہ برابر راہ روی میں مصروف تھا ہر اول لشکر مقام پر آگیا وہ دیکھ کر قیام کرتا
 تھا از رنگ اس مقام پر فرود کش ہوتا تھا اسی طور سے کئی منزلیں طویل تھیں کہ از رنگ نے حکم دیا
 کہ لشکر روانہ ہو کیونکہ اس نے ایک مقام پر قیام کیا تھا وہاں پر یہ حکم دیا تھا پس بوقت سحر وہاں سے
 ہر اول لشکر بارگاہ لیکر روانہ ہوا و سپر راہ لڑکی تھی کہ ایک صحرائی اودق ملا کہ جہاں آب و گناہ کا نام

اُس دن دھوپ بہت سخت تھی اسی سبب سے از رنگ نے اُس دن کوچ نہ کیا تھا صرت پیش خیمہ روا کیا تھا خود اسی خیمے میں قیام پذیر رہا تھا اور حکم دیا تھا کہ کل صبح کو یہاں سے کوچ ہو گا یہ تو اسی صحرائین ہو اور ارمان شیر مولت کہ یہ ہر اول لشکر ہو اور دوسرا نام اسکا جلد دوم میں تحریر ہو چکا ہے اسکے دوام میں پیش خیمہ لیکر اس صحرائے بموجب حکم از رنگ چلا تھا کہ اس صحرائین پہونچا کہ جسکا ذکر ابھی ہوا ہے کہ جہاں سواے رنگ کے پانی دگیا وہاں نام نہ تھا درخت کا تو نشان تک نہ تھا یہ بوقت دوسرا اس صحرائین پہونچا حرارت آفتاب و طیش دھوپ سے سبکی یہ حالت ہوئی کہ شدت سے راکب کو مرکب کی زبانیں نکل رہی تھیں سب ہانپنے لگے ارمان شیر مولت سے آکر شکایت کی کہ شدت عطش سے سب ہلاک ہوئے جاتے ہیں اسنے کہا کہ کیا کیا جائے جلد قدیم اٹھا کر چلو شاید کہیں پانی دستیاب ہو پس یہ سب نے مرکب اٹھاے اور چلے تھوڑی دیر چلے گئے کہ دور سے دو پہاڑ نظر آئے اہل لشکر نے باجم کہا کہ اس پہاڑ سے ضرور پانی جاری ہو گا یہ خیال کر کے اور بہت جلد قدم اٹھاے یہاں تک کہ وہ صحرا تمام ہوا اب صحرائے سبزہ زار ملا بڑی بڑی دوب لگی ہوئی اشجار میوہ دار لگے ہوئے بسبب کثرت اشجار کے شاہین زمین کے بوسے سے رہی تھیں ایک نہر آب صاف و شفاف سے لبریز تھی پانی کو دیکھ کر سب کی جان میں جان آئی اس صحرائے ہوا کھانے کے غنچہ دل شگفتہ ہو گئے سواے صحرائے وہ جزیرہ مروی تھی اسکو برطت کیا پس سب نے خوشی خوشی پانی پیامر کیوں کو پلا یا جب سب راکب و مرکب سیراب ہو چکے پس وہاں سے آگے کو روانہ ہوئے جب ان پہاڑوں کے قریب پہونچے تو دیکھا کہ سواے درمیان میں سے ان پہاڑوں کے اور کوئی راہ نہیں ہو کیونکہ دونوں طرف وہ پہاڑ ہیں پس انکے بیچ میں ایک شرک پچاس گز کی چوڑی بنی ہوئی ہے پس ارمان شیر مولت مع لشکر کے اس شرک پر روانہ ہوا دیکھ اسنے کہ دونوں طرف پہاڑ ہیں اسطور سے در بناے ہیں اور ایسے خوشنما ہیں کہ اس میں منفعت صانع ظاہر ہوتی ہے یہ اس پہاڑ کو دیکھتے ہوئے برابر چلے گئے وہ پہاڑ کوئی قریب دو کوس کے احاطے میں تھے اور وہ شرک درمیان میں تھی پس جب وہ پہاڑ طو ہوئے اور آئے درمیان سے نکلے تو دیکھا کہ ایک صحرائے زار آب دگیا اور اشجار میوہ دار سے ملو ہو اور کیسی دوب لگی ہوئی ہے ظاہر ان خوش الحان درختوں پر بیٹھے ہوئے زفر سرائی کر رہے ہیں پس یہ جو عالم دیکھا ارمان نے لشکر کو حکم دیا کہ اسی مقام پر پڑاؤ کر دو اور خیمہ برپا کر دو کیونکہ دوسرے نکلے ہوئے ہیں دھوپ کی بہت تکلیف اٹھائی ہو طبیعت بہت کسل مند ہو خداوند بھی اسی صحرائے آئینے انگوختی تکلیف ہوئی پس لازم ہے کہ وہ بھی یہاں آکر راحت پائیں یہ لکھ کر خود مرکب بڑھا کر سیر صحرائے زار اور سردار بھی پھرنے لگے خوب سیر کی ایک جانب جو سیر کرتا ہوا گیا دیکھا کہ ایک پہاڑ بہت بلند ہے زار کہ وہاں گلیا سبز لگی ہوئی ہے گلیا سے رنگارنگ کے درخت لگے ہوئے ہیں گلیا سے خورد و کھلے ہوئے ہیں آبشار پانی کی مثل چادر کے کر رہی ہے جسکے قطرے جو گرتے ہیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ گوہر آبدار سلطان ہیں اس پہاڑ کا عجیب رنگ تھا یہ سما جو دیکھا تو ارمان کو یہ حسرت ہوئی کہ پہاڑ پر جا کر اسکی سیر کر دن راہ تلاش کی مگر نہ ملی سراسر اٹھا کر جو دیکھا تو اس کو وہ سر بلند پر ایک قلعہ سنگ مرمر کا بنا ہوا نظر آیا اسکو سب آلات حرب و ضرب سے آراستہ پایا یہ دیکھ کر ارمان کو حیرت ہوئی کہ یہ قلعہ کیسا ہے اور اس قلعے کا کون حاکم ہے اور یہ قلعہ کس نے اس پہاڑ پر بنایا ہے بڑے عرصے تک اس قلعے کو دیکھا کیا چونکہ راہ اس پہاڑ پر جانے کی نہ ملی تھی اس سبب سے ناچار ہو گیا پہاڑ پر نہ جاسکا مجبور ہو کر اوپر سے واپس ہوا

مگر اس نگر میں تھا کہ اس پہاڑ پر یہ قلعہ کیسا بڑا اور کدھر سے اس پہاڑ کی راہ ہو کیا خوب قلعہ بنایا ہو اور کیا عمدہ یہاں
ہو نہ معلوم اس قلعے میں کوئی رہتا ہو یا خالی ہو ایسے ایسے خیال کرتا ہوا دل میں اس مقام پر آیا کہ جہاں لشکر
کے اترنے کا حکم دیا تھا یہاں سب سرکاروں نے لشکر کو اتارنا بھیج دیا غیرہ بریا کیے اٹالہ بارگاہ ازبکی کا
ایک جانب رکھا مگر ابون بردار ہوا انھما صرت بل کھولے تھے ارمان نے جو آکر سب سامان و بہت
پایا مگر کب پر سے اتر کر اپنے جیسے میں آیا پس ہر ایک سردار بھی سیر کر کے آیا ہر ایک نے اس پہاڑ پر جا کر
فصد کیا مگر راہ نہ ملی سب واپس آئے چند سرداروں نے ایک بیٹھ کلک کا دیکھا کہ اس میں نثر بنی ہوئی
ہو کنارے اسکے ایک چوڑا ہوا وہ مقام کسی پہلوان یا بادشاہ کے شکار گاہ کا ہو جب وہ سردار واپس
آئے انھوں نے سنا کہ ہمارا سردار اپنے جیسے میں ہر سب اس جیسے میں آئے اپنے مقام پر بیٹھے
ارمان نے ان سے دریافت کیا کہ تم کدھر کو گئے تھے انھوں نے عرض کیا کہ اسی صحرائ میں ہوا لکھا ہے
تھے ای خداوند کیا خوشنا پہاڑ ہو اور کیا عمدہ اسیر قلعہ بنا ہوا ہو چمن بہت تلاش مگر پہاڑ پر جانے کی
راہ نہ ملی آخر کو عاجز ہو کر واپس چلے آئے ارمان نے کہا کہ میں نے بہت تلاش کیا مگر محکوم کی راہ نہ ملی
نہ معلوم اس قلعے میں کوئی رہتا ہو یا نہیں میرے نزدیک یہ قلعہ خالی ہو کسی زمانے میں کوئی اس میں رہتا
ہو گا یہ قلعہ کسی بادشاہ جلیل کا تیار کر آیا ہوا ہو میں یہ خیال کرتا ہوں کہ کوئی شہر ضرور اس مقام پر آباد
تھا اس زمانے میں اس قلعے کو تیار کیا ہو کہ جب یہاں کا کوئی بادشاہ ہو گا جب وہ شہر برباد ہو گیا
یہ قلعہ بھی ویران ہوا اس زمانے میں اسکا راستہ ہو گا بسبب اسکے کہ کوئی خبر لینے والا نہ ہو یا راہ
بند ہو گئی ایک سردار نے کہا کہ اس پہاڑ کے شمال کی طرف ایک صحرا ہو کہ اس میں کلک لگی ہو اور
درمیان کلک کے ایک نثر بنی ہوئی ہو اور کنارے اس نثر کے ایک چوڑا ہوا قاعدے سے
ثابت ہوتا ہو کہ کسی بادشاہ کی شکار گاہ ہو اس مقام پر وہ آکر شکار کھلا کر تا تھا یہ شکار گاہ بھی اسی
زمانے کی ہو ایک سردار بولا کہ ای خداوند ایک امر قیامت میں نہیں آتا ہو کہ قلعے کو جو دیکھا تو سب سامان
حرب و ضرب سے آراستہ ہو کسی زمانے میں یہ قلعہ کسی کے قبضے میں ہوتا اور اب کوئی نہ رہتا ہوتا تو ضرور
اس طور سے یہ قلعہ نہ آراستہ ہوتا میرے نزدیک کوئی ضرور اس قلعے میں رہتا ہو اور اسکا راستہ
اور کسی طرف سے ہو ارمان نے کہا کہ تمھارا گمان غلط ہو یہ قلعہ اسی زمانے کا آراستہ کیا ہوا ہو جو لوگ
اس قلعے میں رہتے ہیں کیا وہ پر رہتے ہیں کہ انکا پتہ نہیں ہو کوئی راستہ ضرور بنائے کیا آکر جاتے
ہیں راستہ ضرور ہوتا اسے جواب دیا کہ کسی طرف ضرور راستہ ہو گا ارمان نے کہا کہ میں سب طرف
تلاش کر چکا ہوں کیا زمین کے اندر سے راستہ ہو یا آسمان پر سے یہ اسطور سے برہم ہو کر کہا کہ وہ
خاموش ہو رہا بعد شوختری دیر کے ارمان اپنے جیسے میں آرام کو چلا گیا اور سب سردار اپنی اپنی
طرف اپنے مقام پر جا کر آرام پذیر ہوئے چونکہ چھکے ہوئے تھے شب راحت سے جا کر سوئے
یہ تو یہاں نے خوف و خطر اترے ہوئے ہیں انکو کوئی خوف نہیں ہو اور حال سنیے کہ راوی نے
بیان کیا ہو کہ اس قلعے میں ایک پہلوان رہتا تھا کہ نام اسکا قرماس بن غرماس بن طرماس بن
طماس بن عقیل دیو پرور تھا یہ نسل سے طماس کی تھا بیٹا ہو طرماس کا پوتا ہو طماس بن عقیل
ہو نثر بنی میں اس صحرائ میں آیا تھا جب سے یہاں مقیم ہو اسکا واقعہ یہ ہو کہ جب غرماس بارگاہ ازبکی
مان جو کہ ایک شہر کی وزیر راوی تھی اور غرماس کے اس سے آشنائی ہوئی تھی غرماس اسکو نکال
ایا تھا چونکہ غرماس تقا پرست تھا اور وہ بھی تقا پرست تھی پس اس طریق کے موافق باہم عقد ہوا تھا

وہ غرماسپ سے حاملہ ہوئی تھی پس جب غرماسپ ہاتھ سے اسکو دلا اور کے قتل ہوا اسکی زوجہ کو
 خبر ہوئی چونکہ غیرت دار تھی پھر اپنے شہر کو نہ گئی سیدھی صحرا کی طرف چلی گئی جب اس صحرا میں پہونچی اور اس
 پہاڑ پر آئی تو یہ قلعہ اسکو نظر آیا پس یہ اس قلعے میں آئی یہاں ایک قزاق رہتا تھا اسکا یہ طریقہ تھا
 کہ وہ قافلہ لوٹ لیتا تھا اور اپنی اوقات بسر کرتا تھا اسکے ماتحت پچاس ہزار سوار تھے انہیں ہر ایک
 اپنے وقت کا سام و دستہ تھا وہ قزاق کہ جب کا نام شہداد و زور تھا سبکا افسر تھا بڑا مال و اسباب اسکے
 پاس تھا اس قلعے کو اسنے اتیار کیا تھا اسکا راستہ اسنے وسط قلعے سے رکھا تھا ایک نقب اسنے قلعے
 سے کھودی تھی اسکا دوسرا سرا لاکر اس کلک کے جنگل میں نکالا تھا یہ اس قلعے کا راستہ تھا ہر کار
 مقرر کیے تھے کہ وہ اگر خبر دیتے تھے کہ فلان قافلہ اسطرف سے جاتا ہو لیس اسکا یہ طریقہ تھا کہ جب
 اسنے خبر پائی فوراً سب سرداروں کو لیکر اس نقب کی راہ سے اس صحرا میں آیا اور قافلے کو لوٹ
 لیکر اسی طریقے سے اسنے لاکھوں روپیہ جمع کر لیا تھا شہداد قلعے میں حکومت کرتا تھا سرداروں
 بلا زور تھے مگر شہداد نے اپنی شادی نہ کی تھی اسکو عورت سے نفرت تھی سوائے ورزش کے دوسرا
 شغل نہ تھا خوب نفعی حرام کے کھا کھا کے موٹا ہوا تھا کوئی قافلہ ایسا نہ تھا کہ ادھر سے جاے اور
 وہ اسکو نہ لوٹ لے یا کسی بادشاہ کی رسید جاے وہ نہ غارت کرے یہ ممکن نہ تھا یہ طریقہ تھا
 ہر ایک اسے دیتا تھا دوسرا سبب یہ تھا کہ کبھی قلعے کی راہ نہ معلوم تھی کہ اسپر لشکر کشی کی جاے
 اس سبب سے وہ بہت بے خوف تھا راوی نے بیان کیا ہے کہ شہداد اس راحت و آرام سے
 بسر کرتا تھا ایک دن وہ قلعہ کو پریشیا ہوا صحرا کی سیر کر رہا تھا اور سب سردار حاضر تھے سہ ہر کا
 وقت تھا کہ زوجہ غرماسپ یعنی ملکہ ماہ پارامع چند اپنی کنیزوں کے آوارہ و سرگردان اس صحرا
 میں پہونچی بیٹھے ایک درخت کے بیٹھ کر رونے لگی چند دن کی حاملہ تھی یہ روئے کی صدا جو اسکے کان
 میں پہونچی تھی اسنے جو سراٹھا کر دیکھا تو یہ نظر آتا تھا کہ چند عورتیں ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی
 ہیں انہیں میں سے کوئی عورت رو رہی ہو لیس اسکو اسکے حال پر ترس آیا اپنے ملازموں سے
 کہا کہ جا کر ان عورتوں کو میرے پاس لے آؤ نہ معلوم اسپر کیا بلانا نلی ہوئی ہے جو یہ یوں تباہ سرگردان
 بحال خراب اس صحرا میں آئیں ہیں اگر انہیں کسی نے ظلم و ستم کیا ہو تو میں اسکو سزا دوں میرا خود سچہ
 ظلم و ستم کرنے کا ہے مگر میں عورتوں پر ظلم و ستم کرنا جائز نہیں کہ لکھتا ہوں کیونکہ وہ بے دست و پا ہوتی
 ہیں یہ جو حکم اسنے ملازموں کو دیا پس چند ملازم اسی نقب کی راہ سے اس صحرا میں آئے اور ان
 عورتوں کے پاس پہونچے کہا کہ تمکو ہمارے مالک نے طلب کیا ہے پس جسے تم تم کیا ہے ہمارا مالک
 اسکو سزا دے گا اور تمھاری سرور لا لگا لیس تم ہمارے ہمراہ چلو ماہ پارامع اپنی کنیزوں کی طرف
 دیکھا اور اشارے سے کہا کہ اسنے کہہ دیا کہ تمھارے مالک کے پاس نہ جائیں گے ہمیں اسنے
 کوئی عوض نہیں ہے ہمیں کسی نے ظلم و ستم نہیں کیا ہے ہم فلک کے ستارے ہوئے ہیں ہمیں آسمان میں
 و کوہ و بلا ٹوٹا ہے ہمکو فلک تفرقہ پر دانکہ لے لوٹا ہے ہمیں آسمان نے ظلم و ستم کیا ہے پس ہم تمھارے
 ہمراہ جا کر کیا کریں ہم یوں ہی آوارہ و سرگشتہ رہیں گے یہ تقریر ان کنیزوں نے ان ملازموں سے
 کی انھوں نے جواب دیا کہ ہم تمکو ضرور لے چلیں گے ہم اپنے مالک کے حکم کو بحال لائیں گے
 یہ جواب انھوں نے کہا ملکہ نے کنیزوں کی طرف دیکھا تھا پس کنیزوں نے ملکہ کو سمجھایا کہ جتنے چلیے
 دیکھیے کیا کتا ہے ملکہ کنیزوں کے سمجھانے سے چلنے پر راضی ہوئی تھی پس ان ملازموں کے ہمراہ

نقاب کی راہ سے اُس قلعے میں آئی اُن ملازمین نے اُن سب کو ایک قصر میں بٹھا کر اور شہزاد کو خیر
 کی تھی کہ اُن سب کو لے آئے ہیں پس شہزاد وہاں سے چلا یہاں ماہ پارہ منہ پر سے نقاب اٹھائے
 ہوئے اُس مکان کی سیر کر رہی تھی اور اُس مکان کی صنعت دیکھ کر بنانے والوں کی تعریف کر رہی تھی
 کہ شہزاد آپسوں بچا اُسے بخوبی ملکہ کو دیکھا اور زہر عشق ملکہ شہزاد کے دل پر پڑا کہ گھائل ہو گیا پس
 فریفتہ ہوا اور ماہ پارہ بھی شہزاد کو دیکھ کر عاشق ہو گئی تھی کیونکہ جو ان توہی تن تھا پس بسبب مرد
 غیر ہونے کے اُس سے حجاب کیا کچھ شرم آئی منہ کو نقاب سے پوشیدہ کر لیا شہزاد اگر کر رہی پر بٹھا
 اور اپنے برابر ملکہ کو کرسی پر جگہ دی اور بہت اعزاز سے بٹھا یا ملکہ بعد ناز واداکر رہی پر بھی ملکہ کو
 شرم سے چھپاے ہوئے تھی کہ شہزاد نے ملکہ سے حال دریافت کیا کہ آپ کون ہیں اور آپ پر کئی
 کیا آفت آئی جو آپ یوں آوارہ اور سرگردان ہو کر نکلیں ملکہ نے جواب دیا مگر اُمکی ایک کنیز
 نے جواب دیا کہ یہ وزیر زادی ہیں شہر میں نگار کے فرزند نظر ماسپ اپنی عاشق ہو اٹھا اور یہ اُس
 پس یہ اُس کے ہمراہ نکل آئیں تھیں چند دن تک اُس کے ہمراہ رہیں وہ ایک مقابلے پر گیا تھا ہاتھ سے
 خدا پرستوں کے مارا گیا یہ اُس سے حاملہ بھی ہیں پس جب اُنکو معلوم ہوا کہ میرا شوہر مارا گیا پس
 خیال سے اپنے ملک میں اپنے عزیزوں کے پاس نہ گئیں کہ میں بڑوں کو اب کیا اپنا منہ دکھاؤں سب
 یہی کہیں گے کہ یہ وہی ہے جو کہ ایک پہلوان کے ہمراہ نکل گئی تھی سب میں اُنکشت نما ہو گئی پس یہ
 وہاں سے بھالیں اور جو آنکلیں اُس درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی اپنے شوہر کو یاد کر کے رو رہی تھیں
 کہ تمہارے ملازم ہو چکے تمہارا نام لیا کہ ہمارے مالک نے آپ کو طلب کیا ہے انھوں نے انکار
 کیا مگر ہم سب نے اُنکو سمجھا یا اور سمجھا کر اُنکو یہاں لائے انہی بڑی نصیبت پڑی انکا یہ واقعہ ہو جو
 میں نے بیان کیا شہزاد نے جو یہ حکایت سنی ملکہ سے کہا کہ اب آپ میرے کہنے پر عمل کریں میری
 بات سماعت کریں میں نے اپنی شادی آج تک نہیں کی ہے نہ میرا عقد تھا کہ میں شادی کروں مجھکو تو
 عورت کے نام سے نفرت تھی مگر جب سے آئیو دیکھا ہے آپ کے دام الفت میں گرفتار ہو گیا ہوں
 پس نہ میری کوئی عورت ہے نہ کوئی آشنا ہے آپ میرے ہمراہ عقد کر لیں کیونکہ اب بھی جو ان ہیں اور
 اور میں بھی جو ان ہوں میں آپ کی اطاعت کروں گا آپ مجھکو اپنا غلام تصور کریں میں آپ کی اطاعت
 سے کبھی باہر نہ ہوں گا اور آپ کا شوہر بھی مرجھا ہے اس تباہ پھر نے سے کیا حاصل شہزاد نے اسطوریہ
 تقریر کی تھی کہ ماہ پارہ کو کچھ جواب دینے بن نہ پڑا کہ کچھ کہتی دوسرا سبب یہ تھا کہ وہ بھی عاشق ہو چکی
 تھی اس سے اور بھی کچھ جواب نہ دیا صرف اس قدر کہنا کہ میں اسکا جواب اب کوکل دیتی کیونکہ
 آج تو میں تھکی ہوئی ہوں میرے حواس درست نہیں ہیں شہزاد نے بے شک کہا کہ اچھا اور اپنے
 ملازمین کو حکم دیا کہ ان لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے اگر کسی قسم کی شکایت کرے
 تو تھکوسن او بھاگی یہ کہہ کر وہاں سے چلا اور جو کنیزیں ملکہ کے ہمراہ آئیں تھیں اُنکو الگ طلب
 کر لے کہا کہ تم ملکہ کو اس امر پر راضی کرو کہ وہ میرے ساتھ عقد کر لیں میں اُنکو بہت رحمت
 دینگا اور تمہارا بڑا مرتبہ کروں گا بہت کچھ اُنکو سمجھا دیا تھا اور اُنکو سمجھا کے اپنے مکان پر آیا تھا
 اور وہ دن اور وہ رات تڑپ کر لیسر کی اور ملکہ نے جب شہزاد چلا گیا اور ملازمین شہزاد
 نے سب سامان راحت کے لیے ملکہ کی بیا کر دیا تھا ملکہ نے اپنی کنیزوں کو جمع کر کے اُسے کہا تھا
 کہ تمہاری اس امر میں کیا برائے ہے جو کہ شہزاد کہتا ہے اول سب نے کہا کہ ہمارے نزدیک تو چاہا

کیونکہ اب آپکا کون ہو کہ جسکے پاس جائیے گا اس تباہ پھرنے سے کیا حاصل ہو یہ بہت آپ کی خاطر کرنا
اور تمام مال و دولت کی آپ مالک ہونگی اسطور سے انھوں نے کہا کہ ملکہ نے جواب دیا کہ اگر
تمھاری یہی صلاح ہو تو خیر کل اس سے کہیں بنا کہ جو تمھنے ملکہ سے کہا تھا ملکہ نے قبول کر لیا یہ تو میں
بیان کر چکا ہوں کہ ملکہ خود بھی عاشق ہو چکی تھی اسکو خود منظور تھا بدین سبب اسنے اسطور سے
قبول کر لیا اور یہ اپنے کینزوں سے کہا کہ تم اسے کہنا کہ ملکہ کو قبول ہو یہ جو ملکہ نے کینزوں سے
کہا وہ خوش ہو گئیں اور خیال کیا کہ اب پھر راحت سے بسر ہوگی خلاصہ یہ کہ وہ دن گذر اتحاد و
دن جو شدا و آیا تھا اسنے ملکہ کی کینزوں کو طلب کر کے دریافت کیا کہ ملکہ کی کیا مرضی ہے انھوں نے
جواب دیا کہ ملکہ کو قبول ہو پس وہاں سے ملکہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ نے میرے سوال کا جواب
نہ دیا ملکہ نے اس کینز کی طرف اشارہ کیا کہ اس سے دریافت کر لو اس کینز نے کہا کہ ملکہ کو آپ کے
ہمراہ عقد کرنا قبول ہو پس شدا و خوش ہو گیا اور کہا کہ میں سامان کرتا ہوں اسنے عقد کے سامان کا
حکم دیا تھا چنانچہ ملکہ ماہ پارہ کا عقد ہمراہ شدا و قزاق کے بطریق نقایرستان ہوا اتحاد و چین سے
وہاں رہنے لگی تھی رات شب برات دن عید تھا غرماسپ اپنے شوہر کا تم بھی فراموش کر گئی تھی دوسرے
شدا و نے اسکی اطاعت بھی خوب کی بھی بعد انتقضا سے مدت حمل کے لڑکا پیدا ہوا اس امر کا خیال
رہے کہ مذہب زمرہ پرستی میں یہ طریقہ نہ تھا کہ اگر عورت حاملہ ہو اور اسکا شوہر مر جائے یا اسکو
چھوڑ دے اسوقت تک وہ عورت پھر عقد نہیں کر سکتی ہے کہ جن تک لڑکا پیدا نہ ہو لے جیسا کہ اہل
اسلام میں جاری تھا اور اب بھی جاری ہے بلکہ یہ طریقہ تھا کہ عورت کو ہر وقت اختیار ہو موجودگی
شوہر میں اگر وہ کسی پر عاشق ہو تو اس سے عقد کر سکتی ہے یا حاملہ ہو اس حالت میں بھی عقد کر سکتی
ہے کہ یہ طریقہ تھا کہ باپ بیٹی کے ساتھ اور بیٹیاں مان کے ساتھ خواہ بہن کے ساتھ شادی کر سکتا ہے تو یہ
امر کیا مشکل تھا کہ حالت حمل میں عقد ہو گیا یہ بھی رسم اس زمانے کی تھی حاصل کلام کا یہ ہے کہ جب
لڑکا پیدا ہوا تو اسکا نام شدا د نے اور اسکی مان لے کر ماسپ رکھا تھا اور قرماں بھی کہتے تھے
بوزن ظہاس کیونکہ یہ نیرہ تھا ظہاس کا شدا د کو بہت خوشی ہوئی تھی بہت بڑا جشن کیا تھا دھوم سے
چھٹی کی تھی سب کو جوڑے دیے تھے خلاصہ یہ کہ قرماں سپیسر غرماسپ کو پرویش کرنے لگا تھا انوقت
بایخا رسید کہ جب اسکا سن پنج برس کا ہوا تھا اسکو پڑھنے سکھایا تھا پرفن کے استاد اسکے لیے بڑی
بڑی دور سے تلاش کر اسکے بلاے اور نوکر رکھے گئے تھے پس اسکو پرفن کی تعلیم ہونے لگی تھی مگر
شدا د نے اپنا پیشہ ترک نہ کیا تھا اسی طور سے قافلہ لوٹتا تھا روپی کی ترقی ہوتی گاتی تھی کہ قرماں
نے عرصہ چار سال میں ہر ایک فن کی خوب تعلیم پائی جب قرماں سپ کو نو ابرس ہوا تو شدا د علیل ہوا
تھا کوئی چھ ماہ تک بیمار رہا تھا اسکے بعد انتقال کیا عالم فنا سے ظن عالم بقا کے کوچ کیا فرشتگان
عذاب نے اسکو لیجا کر مالک کے سپرد کیا نار و زرخ جلائے لگی ملکہ ماہ پارہ اور قرماں سپ نے
بہت صدمہ کیا تھا چالیس دن تک سیاہ پوش رہے تھے بعد اسکے اہل قلعہ نے ملکہ اور شدا د کو
قرماں سپ کو حاکم قلعہ کیا تھا قرماں سپ حکمران بن کر لگا تھا مگر اسنے اپنی تعلیم میں کمی نہ کی تھی بلکہ
اور ترقی کی تھی چنانچہ عقد ڈے عرصے میں اسنے پرفن میں کمال حاصل کر لیا تھا فنون سپہ گری میں
خوب حاصل کیا دوسرے بڑا شہ زور و صاحب طاقت تھا کہ اسکے برابر کوئی صاحب قوت اس
قلعے میں نہ تھا وہ تیغ چار سوسن کا باندھنا تھا شل اپنے پرداد اسکے نیرہ سوسن کا سا طور باندھنا تھا

جب اسکا پندرہ برس کا سن ہوا تھا تو اسکی یہ حالت تھی کہ وہ پانچ ہزار سواروں کو ایک حملہ میں ٹھکانا تھا اور انہیں غالب آنا تھا جب یہ قوت اور یہ طاقت اہل قلعہ نے اسکی دیکھی تو بہت خوش ہو گئے اور اس سے کہا تھا کہ آپ کے والد بزرگوار یہ پیشہ کرتے تھے کہ قافلے غارت کرتے تھے اور جو روپیہ و مال و اسباب لوٹ کر لاتے تھے انہیں ہم سب کو بھی حصہ دیتے تھے اور خود بھی لیتے تھے اسی طور سے انھوں نے یہ سب روپیہ جمع کیا تھا اور اس قلعے کے حاکم بنے تھے ہم انکی اطاعت کرتے تھے چنانچہ انکو بھی یہ طریقہ کرنا چاہیے قرما سب نے جواب دیا کہ اچھا مگر میری رائے یہ ہے کہ میں ملک گیری پر کمر باندھوں سب نے رائے دی تھی کہ ابھی یہ زمانہ نہیں ہے کیونکہ آپ کے پاس اس قدر زلزلہ لشکر ہو کہ اس قدر دولت ہو مان جب مال و دولت آپ کے پاس ہو جائے اور آپ لشکر بھی جمع کر لیجیے اسوقت آپ کو اختیار ہو پس قرماپ خاموش ہو رہا تھا جب دربار برخواست کر کے اندر محل کے گیا تھا اپنی مان سے سب حال بیان کیا تھا اسکی مان نے اسوقت اسکو اپنے پاس بٹھا کر اس سے کہا تھا کہ بگوش ہوش میری طرف متوجہ ہو اور میری بات سن تیرا اصلی باپ یہ شہزاد نہیں ہو بلکہ یہ تیرا دوسرا باپ تھا تیرا اصلی باپ قرما سب لیس طرما سب تھا کہ جسکے ساتھ میری پہلی شادی ہوئی تھی یہ جو ملکہ نے کہا قرما سب کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ تو نے اب تک مجھے پوشیدہ کیا جلد بتا کہ میرا باپ کہاں ہے اور تو نے اسکی زندگی میں یا رکھا یا رہا ہے کہ تو نے اسکا غصہ نہ کر پہلے مجھے سب حال سن لے پھر غصہ کرنا قرما سب نے کہا تھا کہ سچ بیان کرنا ورنہ میں تجھکو بھی قتل کر دوں گا ماہ پارا نے جواب دیا تھا کہ میں سچ بیان کر دوں گی یہ کلمہ کہنے لگی تھی کہ میں بیشک کلنگا میں ایک پہلوان تھا کہ اسکا نام تھا غنقویل اسکو دیوتے پرورش کیا تھا وہ غنقویل دیو پرور کے نام سے مشہور تھا اسکا کوئی ہمسر نہ تھا اس زمانہ میں بہت زبردست پہلوان تھا خداوند لقا کی بارگاہ کا ستون قدرت کھاتا تھا اسکا ایک فرزند تھا اسکا نام تھا طماس بن غنقویل وہ اپنے باپ سے بھی زیادہ ترقوی اور صاحب طاقت تھا سترو سون کا سا طور باندھنا تھا اور اس سے مثل تلوار کے وقت جنگ کام لیتا تھا چنانچہ وہ بھی ستون قدرت کے لقب سے مشہور تھا اور خداوندان دونوں کی بڑی عزت کرتے تھے میں کہانتک بیان کروں قصہ طولانی ہو خلاصہ یہ کہ جب خداوند پراہل اسلام نے لشکر کشی کی اور خداوند پریشان ہوئے تو طماس کو طلب کیا تھا طماس نے جا کر چند اہل اسلام کو زخمی کیا تھا اہل اسلام کا جو افسر اعلیٰ یعنی صاحبقران تھا اس سے جو طماس سے مقابلہ ہوا صاحبقران نے طماس کو زبردست لڑا اور فرزند طماس تیرا دانا تھا پس اسیر کر کے اپنے لشکر میں گیا دین اسلام کے قبول کرنے کو کہا تیرے پر دادا کے قبول نہیں کیا مگر اسکا اقرار کیا تھا کہ اب میں آپ کی موجودگی میں کبھی میدان میں براے مقابلہ نہ آؤں گا نہ اسلحہ باندھوں گا آپ مجھکو رہا کر دیں چنانچہ پہلوان زبردست تھا اہل اسلام پہلوان دوست بن صاحبقران نے قبول کر لیا اور تیرے پر دادا کو رہا کر دیا جیسا کہ تیرے پر دادا نے اقرار کیا تھا ویسا ہی کیا کہ اسدن سے سب بتھیا رکھو لڑائے اور فقیر بنکر اپنے شیخے میں جا کر بیٹھ رہے اپنی زندگی بسر کرنے لگے انکے والد حکومت کرتے تھے ایک زمانہ یہ آیا کہ خداوند سائل سے بھاگے اور قریب آؤر کوہ کے پہونچے کسی ساحر نے صاحبقران و کل اولاد صاحبقران کو اپنے صحرا میں مبتلا کیا صرف لشکر اسلام میں بادشاہ اور ایک فرزند صاحبقران شیخ رویہ باقی رہے جو حال خداوند کو معلوم ہوا انھوں نے تیرے پر دادا کو طلب کر کے کہا کہ کہنے صاحبقران سے اقرار کیا تھا کہ جب تک آپ زندہ رہیں گے آپ کے لشکر سے مقابلہ نہ کروں گا چنانچہ تجھے ایسا ہی کیا اب صاحبقران

لشکر میں مبین بن اٹھا پتر نہیں ہوا انکی اولاد کا بس اب تم میری مدد کرو چونکہ یہ جو لقا نے کہا ایک طریقے کی بات تھی اور تیرے دادا نے بھی خیال کیا کہ خداوند سر فرماتے ہیں دوسرے بادشاہ اسلام سے ایک قسم کا کنبہ بھی تھا تیرے پردادا کو خداوند سے اقرار کر لیا اور لشکر لیکر اہل اسلام کے مقابلے کو گئے تمہارے بادشاہ نے مقابلہ کیا دونوں لشکر صفت آ رہے تھے لشکر اسلام سے فرزند صاحبقران جو کہ علیل تھے اور ہمراہ صاحبقران کے بسبب علالت کے نہ گئے تھے وہ یہ خبر سن کر طھاس نے سرکشی پر کمر کسی ہوا اور لیکر مقابلے کو آیا ہوا بادشاہ نے اس کے مقابلے میں لشکر آراستہ کیا ہوا اسی حالت میں میدان میں آئے اور طھاس تیرے پردادا سے مقابلہ کیا بہت دیر کے بعد ان کے ہاتھ سے پیر حمزہ مارا گیا اور سرداروں نے مقابلہ کیا زخمی ہوئے بعض مارے گئے تیرے دادا کا بھلا کون مقابلہ کر سکتا تھا لشکر اسلام بھاگا اور ایک پہاڑ پر جا کر قیام پذیر ہوا تیرے دادا نے سب مال و اسباب بارگاہ وغیرہ پر قبضہ کر لیا دوسرے دن پہاڑ پر نرغہ کیا حمزہ صاحبقران کا یونان نور الدین نقا بدر بنکر آیا اس نے تھوڑے عرصے میں تیرے دادا کو زیر کر لیا سب اس کا یہ تھا کہ وہ تازہ دم تھا اور یہ دونوں سے لڑ رہے تھے پس زیر ہو گئے اس نے کچھ تیرے دادا پر ایسا افسون کیا کہ وہ مطلق ہو گئے اور اسکی اطاعت کر لی دین اسلام قبول کر لیا انکو لوگ یہ مشہور کرتے ہیں کہ وہ نور الدین پر عاشق ہو گئے تھے بسبب اس کے حسن و جمال کے خیر اسکی رفاقت میں رہنے لگے قصہ مختصر اپنے باب کو بھی مسلمان کیا خداوند وہاں سے بھی بھاگے اس کے بڑے قصے ہیں کہ انتہا بیان کر دین اصل مطلب سے غرض ہو خداوند بھاگتے پھر اہل اسلام ان کے عقب میں چلے گئے اب سنو کہ کیا ہوا طھاس کے کئی فرزند تھے مگر ان سب میں تیرے دادا جنکا نام طرماسپ تھا بہت زبردست تھے انکی شادی ایک ملکہ کے ساتھ ہوئی تھی اس کے بطن سے تیرا باب غرماسپ جو کہ میرا شوہر تھا پیدا ہوا تھا مگر بڑا زبردست تھا افسوس یہ ہو کہ جب وہ مارا گیا تھا اسکا کچھ سن نہ تھا صرف پندرہ برس کا سن تھا وہ میرے اوپر عاشق ہوا تھا اور مجھ کو میرے شہر سے نکال لایا تھا میرے ساتھ عقد کیا کہ تو میرے پیٹ میں آیا میں غرماسپ سے حاملہ ہوئی قرماسپ نے کہا کہ ام والدہ میرے پردادا کا کیا ہوئے اور دادا اور والد کیونکر مارے گئے قرماسپ کی ان نے کہا کہ اسکا قصہ بہت طویل ہے مگر مختصر طور سے بیان کرتی ہوں وہ یوں ہو کہ حمزہ صاحبقران کا ایک یوتا تھا کہ اسکا نام تھا ملک قاسم وہ خداوند کی دختر پر عاشق ہوا تھا نور چکیدہ خالص کو نکال لے گیا تھا اور اس کے ساتھ شادی کی تھی وہ اس سے حاملہ تھی چنانچہ کسی سبب سے لشکر اسلام تباہ ہوا ملکہ کیتی افروز دختر خداوند لشکر اسلام سے تباہ ہو کر مع اپنی وزیر زادی کے نکل گئیں صحرائیں آوارہ پھرنے لگیں چونکہ زمانہ وضع حمل قریب تھا ایک صحرائیں دونوں کو در در زہر شمع ہوئے کمارے ایک نہر کے دونوں کے مہان لڑکے پیدا ہوئے نہ وہاں قابل تھی نہ خادمہ سب اپنے ہاتھ سے کام کیا ابھی فراغت نہ ہوئی تھی کہ ایک سوداگر اس طرف ہو گیا دونوں عورتیں لوگوں کی آواز سن کر لڑکوں کو چھوڑ کر بھاگ گئیں خود تو بعد مدت کے اپنے لشکر میں اپنے شوہر کے پاس چلی آئیں ان لڑکوں کا یہ واقعہ ہوا کہ وہ سوداگر جو اس مقام پر پہنچا اس نے جو لڑکے دیکھے چونکہ وہ لا ولد تھا دونوں کو اٹھا لے گیا اپنے مکان پر آیا وہ نوکر رکھ کر انکی پرورش کرنے لگا ایک کا نام شاپور رکھا جو کہ بہت دہلا ہوا تھا اور جو کہ بہت حسین اور خوبصورت تھا اور ملکہ کا لڑکا تھا اسکا نام ایرج نو جوان رکھا یہاں تک دونوں جوان

ہوئے ایرج نوجوان کو تو فن سپہ گری کی طرف رغبت تھی اور شنایو رکوفن عیاری کی طرف ایک زمانہ ایسا آیا کہ حمزہ صاحبقران سے اور خواجہ عمرو سے بگاڑ ہوا اور باہم فساد ہوا خواجہ نے بہت بہت فکر کی کہ کسی طور سے حمزہ کو زک وون مگر کچھ نہ بن پڑی آخر کو یہ فکر کی کہ کسیکو صاحبقران بنا کر لاؤں اور اس سے اور حمزہ سے مقابلہ کروں چنانچہ خواجہ شہر فرنگوشیہ میں آئے اور شہر کی سیر کرنے لگے ایرج کو دیکھ کر پسند کیا اور کسی زکسی تدبیر سے ایرج سے لگے ایرج آفتاب پرست اسکے قلب کی صورت بن کر اسکو اپنے سے راضی کیا اور اسکو سب فنون سپہ گری تعلیم کیے اور شنایو رکوفن عیاری یہ دونوں ہر فن میں کامل ہوئے ایرج بہت صاحب قوت تھا بس کئی لاکھ کا لشکر لیکے فرنگوشیہ سے کوچ کیا تدبیر یہ کی تھی کہ وہاں کے بادشاہ کو بھی بلا لیا تھا کہ جبکا نام مالک بن ملکوت شاہ تھا اس نے ایرج کو اپنا فرزند کیا تھا ایرج کو خواجہ نے صاحبقران آفتاب پرستان مشہور کیا تھا پس اہل اسلام کے مقابلے میں آکر ایرج نوجوان ایمان اب اس کے فروکش ہوا پس ایک طرف لشکر اسلام فروکش تھا اور ایک طرف لشکر خداوند اور ایک طرف ایرج آکر اترے پہلے خداوند کے لشکر سے مقابلہ کیا پھر لشکر اسلام سے اسی زمانے میں تیرا دادا طرماسپ یہ خبر سنے کہ میرا باپ مسلمان ہو گیا ہو اور ربیرہ حمزہ کی اطاعت کر لی ہو اور اسکی غلامی کی جو اس خیال سے لشکر لیکر آیا تھا کہ میں اپنے باپ کو زیر کر کے کمون کہ وہ تدبیر ہو گئی میں چلا تھا کہ انکو کوئی امر کا خیال نہیں ہو پھر مذہب قدیم پر لاؤں لشکر اسلام کے مقابلے میں جا کر اترے تھے اور اپنے لشکر کو اتارا تھا چونکہ ایرج اہل اسلام سے مقابلہ کر رہا تھا اس نے جو تیرے دادا کو دیکھا بہت پسند کیا جب یہ میدان میں آئے اور اہل اسلام سے مبارز طلب کیا ایرج اپنے لشکر سے نکل کر میدان میں آیا اور تیرے دادا سے مقابلہ کیا کئی دن تک مقابلہ رہا آخر کو ایرج نے تیرے دادا کو زیر کیا اور باندھ کر اپنے لشکر میں لگیا اور اس نے مذہب آفتاب پرستی قبول کرنے کو کہا انھوں نے قبول کیا وہ مرد عاقل اور جری و بہت تھے انھوں نے ایرج کی اطاعت اختیار کی ایرج نے اپنے لشکر کا سپہ سالار کیا اور بہت عزت سے پیش آیا بہت دنوں بلکہ برسوں ایرج کے پاس رہے بڑے بڑے معرکے پڑے خوب باپ بیٹوں سے مقابلے ہوئے یعنی طماس سے اور طرماسپ سے اور ایرج سے اور اہل اسلام سے طرماسپ نے اپنے دادا غنقویل کو پہاڑ پر جا کر اس خطا پر قتل کیا کہ اس نے کہا تھا کہ تم دین آفتاب پرستی قبول کر دو انھوں نے انکار کیا پس طرماسپ نے انکو قتل کیا اور اس مقام پر اپنا قبضہ کیا اور پھر ایرج کے پاس چلے نوبت باغیارسید کہ اسی جنگ و پیکار میں طرماسپ تیرے دادا طماس سے اپنے باپ کے ہاتھ سے مارے گئے اور حمزہ نے اپنے پر وے کو زیر کر لیا وہ باہم مل گئے مگر ایرج نے اپنے دادا کا بڑا صدمہ کیا تھا طماس بھی مارے گئے اپنے باپ کے مارے جانے کی حالت سن کہ وہ کیونکر مارے گئے تیرے دادا یعنی طرماسپ تو اپنے باپ کے ہاتھ سے مارے گئے انکے قتل ہونے کی تو تو نے حالت سنی اب اپنے باپ کی کیفیت سن کہ ایک شہر میں پیدا ہوئے تھے جب سن و یتیم کو پہونچے اور ربیرہ ساتھ عقد کر چکے تو انکو یہ خیال آیا کہ اپنے باپ کے پاس لشکر ایرج میں جاؤں اور باقیے ملوں یہ لشکر لیے ہوئے جاتے تھے کہ راہ میں نواسہ حمزہ کا اسد دلا دے جو کہ ایرج سے اور تیرے دادا سے پر خاش رکھتا تھا اپنا لشکر لیے ہوئے جاتا تھا کہ تیرے باپ کے لشکر سے اور لشکر اسد سے مقابلہ ہو جب اسد کو یہ معلوم ہوا کہ یہ لشکر فرزند طرماسپ کا غلام ہے اپنے باپ کی ملاقات کو

مع لشکر کے جانا سدرہ ہوا نوبت مقابلے کی آئی اسد مرد جوان اور سین رسیدہ تھا تیرا باپ ابھی بچہ تھا پندرہ برس کا سن تھا وہ ابھی فنون جنگ سے ماہر نہ تھا اسد سے مقابلہ کر چکا تھا بڑے بڑے بہادر وں کے معرکے دیکھ چکا تھا دوسرے مرد عیار بھی تھا پس مقابلہ جو ہوا تو اسے تیرے باپ کو مکر سے قتل کیا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا لشکر بے سردار کو بھگا دیا تیرا باپ اسد نو اسد حمزہ کے ہاتھ سے مارا گیا جب بھگو خبر ہوئی مین نے بہت صدمہ کیا تو میرے شکم مین تھا مین تیرے محل سے تھی بس وہاں سے بھاگی اس قلعے کے نواح مین پہنچی شہزاد میرے اوپر عاشق ہوا چونکہ مین بے وارث کی ہو چکی تھی مین نے اسکی مرضی کو اپنے حق مین بہنر جانا اسلئے ساتھ عقد کر لیا پس تو اسی زمانے مین پیدا ہوا اسے بھگو مثل اپنے فرزندوں کے پرورش کیا تیری تعلیم و تربیت مین بہت کوشش کی کہ تو اس سن کو پہنچا اب جو واقعہ گذرا وہ حیرے رو برو گذرا ماہ بار اے اول سے آخر تک سب حال طہاس کا اور طرماسپ کا اور غرماسپ کا بیان کیا اور کہا کہ تو اس خاندان سے ہو تیرے باپ و دادا ہمیشہ زبردست رہے اور آفتاب پرست بلکہ تیرا باپ و دادا تو بڑا زبردست بھی تھا اور آفتاب پرست اور ہمیشہ اولاد ایرج کی انھوں نے اطاعت کی گوارج اپنے دادا سے ملگیا اور مسلمان ہو گیا تھا مگر اسکا ایک فرزند تھا کہ جسکا نام تورج تھا وہ ہمیشہ آفتاب پرست رہا اور اہل اسلام سے مقابلہ کرتا رہا اور انکا شریک نہ ہوا پس بھگو لازم ہو کہ تو اولاد ایرج سے کبھی مخالفت نہ کرنا جو کہ زبردست ہو یا آفتاب پرست ہو اس سے اور اہل اسلام سے جہانتک ممکن ہو مقابلہ کر کے اپنے باپ و دادا کے خون کا عوض لینا اسی واسطے مین نے کل قفقہ تیرے رو برو بیان کیا جب قرماسپ نے اپنی مان سے سب قفقہ سنا تو بہت برہم ہوا اور کہا کہ اب بھگو معلوم ہوا کہ مین خاندان عالی سے ہوں اور میرے باپ و دادا پہلوان کے اب مین بھی مثل اسلئے نام پیدا کرونگا خوب ہوا کہ تھنے مجھے سب قفقہ بیان کر دیا یہ مقام میرے فر کا ہوا والدہ تم دیکھنا کہ مین کیونکر اپنے باپ و دادا کے خون کا عوض اہل اسلام سے لیتا ہوں اب معلوم ہوا کہ میرے باپ و دادا اہل اسلام کے ہاتھ سے بیکناہ مارے گئے خیر دیکھا جائیگا مین لشکر تیار کر کے اپنے لشکر کشی کرتا ہوں اور مین نے آج سے مذہب آفتاب پرستی اختیار کیا اور زبردستی کو بھی رواج دینگا کہ دونوں مذہب میرے خاندان مین تھے مین برسوں تک لشکر لیکر اہل اسلام پر جاؤنگا مان سنے جو یہ سنا تو اسکو یہ نصیحت کی اور قسم دی کہ اگر فرزند تو لشکر جمع کر لے اور مال و دولت ہم کر لے اور خوب قوت و طاقت پیدا کر لے پھر اہل اسلام کے مقابلے کو جانا کیونکہ وہ لوگ بہت قوی ہیں اور بڑے طاقت ور و صاحب زور ہیں انھوں نے بڑے بڑے پہلوان زبردست زیر کیے ہیں جو کہ اپنے وقت کے رستم و سام ہیں ابھی تجھ مین انکے مقابلے کی طاقت نہیں ہو جب تو جاہ و چشم انکے مثل پیدا کر لینا تو مین اجازت دوں گی کیونکہ جبکہ تیرے باپ و دادا لشکر لیکر گئے تھے وہ تو زیر ہو گئے اور مارے گئے ابھی تجھ مین وہ طاقت اور قوت نہیں ہو کہ اسے مقابلہ کرے تو ابھی اپنے باپ و دادا کے مقابل نہیں ہو یہ جو مان نے کہا قرماسپ کو بہت برا معلوم ہوا تھا مگر کچھ جواب نہ دیا خاموش وہاں سے اٹھ کر چلا آیا تھا اپنے خواہگاہ مین اسدن سے اسکو یہ فکر تھی کہ مین وہ طاقت پیدا کروں اور قوت کہ اہل اسلام سے مقابلہ کروں اسدن سے اسنے یہ طریقہ اختیار کیا تھا کہ صحرا مین جا کر ورزش کیا کرتا تھا اور اسقدر قوت ہم پہنچائی تھی کہ نیل مسرت کو ایک ضربت سے

ہلاک کرتا تھا اور شیر نہ بیان کو بدرون اسلحہ قتل کرتا تھا اور تیرہ سو من کا سا طور باندھتا تھا اس سے مثل
 ملوار کے کام لیتا تھا تمام قلعے میں آفتاب پرستی اور زمرہ پرستی کو جاری کیا تھا گو مذہب زمرہ پرستی تو
 قدم سے جاری تھا مگر آفتاب پرستی کو بھی بہت ترقی ہوئی تھی اُسے چند ہر کار سے مقرر کیے گئے اور انکو
 حکم دیا تھا کہ جو کوئی قافلہ اس صحرا میں آکر اترے سبکو اکڑ خبر دینا مگر یہ دریافت کر لینا کہ اُسکا دین و مذہب
 کیا ہو اور جو لشکر کسی بادشاہ کا ادھر آئے تو ہمکو خبر کرنا مگر یہ دریافت کر لینا کہ اُنکا دین کیا ہو اگر وہ لوگ
 اہل قافلہ آفتاب پرست ہوں تو ہمکو خبر نہ کرنا ہم آفتاب پرستوں کو نہ ٹوہین گے اور جس مذہب کے
 ہونے کوٹ لین گے یا جو بادشاہ آفتاب پرست ہوگا اُسکو ہم نہ پریشان کریں گے اور جو مذہب رکھتا ہوگا
 اُسکو ضرور پریشان کریں گے پس یہی اُسکا طریقہ تھا کہ جو سوداگر آفتاب پرست ہوتا تھا وہ تو اُسکے ہاتھ
 سے محفوظ رہتا تھا اور جو دیگر مذہب رکھتا تھا وہ لوٹ لیا جاتا تھا اسی طور سے جو بادشاہ آفتاب پرست
 ہوتا تھا وہ تو مع لشکر سلامت نکل جاتا تھا باقی خواہ زمرہ پرست ہو خواہ اور کوئی مذہب رکھتا ہو
 وہ اُسکے ہاتھ سے مارا جاتا تھا یہی طریقہ قرما سب نے جاری کیا تھا دوسرے صبح سے دوپہر تک
 اُس کلک کے جھگل میں ورزش کرتا تھا اور شکار کھیلتا تھا دوپہر سے شام تک قلعے میں جا کے
 حکومت کرتا تھا شام سے دوپہر رات تک پھر ورزش کرتا تھا اُسے اپنے اوپر راحت و آرام کو مرام
 کر لیا تھا سوائے ورزش اور زیادتی طاقت و قوت کے دوسرا کام نہ تھا بہت صاحب زور تھا
 اُسکو یہ بھی خیال تھا کہ میرے پاس لشکر و مال و دولت ہو جائے تو میں اہل اسلام پر لشکر کشی کروں
 اُسکو بھی ایک زمانہ گزر گیا یہ اُس عہد کا ذکر ہے کہ جب صاحبقران ثانی کی صاحبقرانی تکلیف نوبت باغیباں
 کو زمانہ دگرگون ہوا صاحبقران اول بھی خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے اور ثانی بھی بدیع الملک صاحبقران
 ثالث ہوئے اور اُسے اور سمندر شاہ سے مقابلے ہوئے اُس عہد میں قرما سب نے بھی بہت سا
 روپیہ جمع کر لیا اور ایک لاکھ پچاس ہزار کا لشکر بھی جمع کر لیا اُسکی ماں بھی مر گئی اب یہ خود اختیار بھی کیا
 اُسکی طاقت و قوت کا شہہ غریب اُس گرد و نواح میں ہوا مگر اسکا وہی طریقہ تھا اور اُسے وہی راستہ قلعہ
 جاری کیا تھا جو کہ شہزاد کے وقت میں تھا دوسرا راستہ نہ بنایا تھا اسی طریقے سے یہ تاجرون کو لوٹا کرتا
 تھا اب اُسے قصد کیا تھا کہ میں لشکر لیکر اہل اسلام کے مقابلے کو جاؤں یہ اُسکا بند و بست کر رہا تھا
 لشکر کی نگہداشت شروع کی تھی مجھے وغیرہ تیار ہو رہے تھے راوی نے بیان کیا ہے کہ اسی زمانہ میں ارمان
 پیش خیمہ لیکر ازرننگ کا اُس صحرا میں پہونچا اور صحرا میں اُترا قرما سب کے ہر کار سے تو اُس صحرا میں
 خبر کے لیے موجود تھے اُنھوں نے جو لشکر کو فروکش دیکھا لشکر میں آئے علمہاے لشکر کے پھر سے
 سیاہ پائے اُنپر تعریف لقاد زمرہ دثانی و ازرننگ بن زمرہ کی تحریر پائی اہل لشکر سے دریافت کیا کہ
 یہ کسکا لشکر ہے اُنھوں نے جواب دیا کہ یہ لشکر خداوند ازرننگ کا ہے اُنھوں نے کہا کہ کون خداوند
 ازرننگ ہیں اُنھوں نے سب حال بیان کیا پانچ ہر کار سے یہ حال دریافت کر کے لشکر میں اپنے قلعے
 میں آئے رات ہو گئی تھی دربار کا وقت یہ تھا اپنے مقام پر آکر سو رہے یہاں ارمان بلا خوف و
 خطر اُترا ہوا ہے اُسے رات راحت بسر کی جب صبح ہوئی اہل لشکر سے کہا کہ جب خداوند یہاں آئیں گے
 اور قیام کر لیں گے تو ہم یہاں سے آگے کو کوچ کریں گے پس اسی سبب سے ارمان اُس صحرا میں مقیم رہا
 صبح کو اُسے کوچ نہ کیا یہ تو یہاں فروکش ہو اور قلعے میں جب قرما سب اپنے امور ضروری سے اور لشکر
 وغیرہ سے فراغت کر کے دربار میں آیا اور سب سردار حاضر دربار ہوئے تخت حکومت پر بیٹھا تو اسوقت

ان ہر کاروں نے ہر گاہ پر سے آکر ہر کیا دعا و ثنا بجا لاکر یوں عرض کی کہ ہم بموجب حکم سرکار محمد امین برائے دریافت حال موجود تھے اسی پہلوان دوران و اگر شناسپ جہان تھے دیکھا کہ ایک لشکر آکر اس محمد امین فرد ہو جو کہ زیر کوه ہو اور آپ کا در زرش گاہ اور شکار گاہ ہو سمجھے اس لشکر کے جو علم دیکھے تو سیاہ پائے اس پر خوک و سگ اور لقا و زمرہ کی تصویریں بنی ہوئی تھیں اور ایک تصویر علموں کے پھر ہر دن پر بنی تھی جو کہ سمجھے کہیں نہ دیکھی تھی ان علموں کی مگر تصویر خداوند آفتاب کی کسی پھر ہر سے پر نہ تھی بننے خود کر کے جو دیکھا اپنے تفریق و ثنا خداوند لقا و زمرہ خداوند لقا یعنی زمرہ دثانی کی تحریر تھی خداوند آفتاب کی تفریق و ثنا غنیمت تھا اب جو خیال کر کے دیکھا تو ایک نئی خداوند کی تفریق ان پھر ہر دن پر تحریر تھی اب کوئی از رنگ پیدا ہوئے ہیں انھوں نے اپنے کو ظاہر کیا ہو کہ ہم خداوند ہیں اور زمرہ دثانی کے زمرہ ہیں یہ جو سمجھے دیکھا اور اہل لشکر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ پیش خیمہ خداوند از رنگ بن زمرہ دثانی کا لیکر طرف شہر آفتاب نما کے جاتے ہیں خداوند از رنگ نے ہر جیس آفتاب پرست پر لشکر کشی کی ہو اس خیال سے کہ انکو جا کر قتل کریں اگر وہ مذہب از رنگی کو نہ قبول کرے و دوسرا سبب یہ ہو کہ خداوند ہر جیس کی بہن ملکہ ثریا کے سیمین پر عاشق ہوئے ہیں پہلے خداوند نے ملکہ کی طلب میں نامہ لکھا انھوں نے انکار کیا پس خداوند کو غصہ آگیا فوراً لشکر لیکر اس طرف کوچ کیا اپنے سپہ سالار ارمان کو اپنا پیش خیمہ دیکر روانہ کیا یہ وہی لشکر ہوا جو خداوند کا پیش خیمہ لیکر طرف آفتاب نما کے جاتا ہو باعنی ارمان سمجھے دریافت کیا کہ از رنگ کے کس شہر سے خروج کیا ہو انھوں نے جواب دیا کہ از رنگ خداوند نے شہر خورشید نگار سے کوچ کیا تھا پہلے ایک پہلوان کھن طلسات کے روانہ کیا اور ایک طرف خاٹہ کعبہ کے اور خود مع لشکر کے لشکر اسلام کی طرف کوچ کیا کیونکہ اہل لشکر اسلام سمندر پر رہتے تھے شاہ سے مقابلہ ہو رہا ہو پس جب خداوند خاور پر پہنچے حاکم خاور سے مقابلہ ہوا لشکر خداوند ظفر یاب ہوا خاور پر قبضہ کیا گیا پس اسی زمانے میں خداوند ملکہ پر عاشق ہوئے اور خداوند نے حکم دیا کہ ہم بعد معرکہ آفتاب پرستان کے اور بعد فراغ عقد ملکہ کے اہل اسلام سے مقابلہ کریں گے اور اپنے مذہب کو رواج دیں گے اور اپنی خدائی کو درست کریں گے خداوند نے یہ فرمایا تھا کہ ایک مذہب اسلام تو تھا اب یہ دوسرا مذہب کہاں سے پیدا ہوا ان ایک زمانے میں پیدا ہوا تھا مگر وہ مٹ چکا اب پھر مذہب آفتاب پرستی ظاہر ہوا اس مذہب کو مٹانا بھی ضرور ہو پس خداوند نے ان دونوں قصدوں سے اس طرف کوچ کیا ہوا خداوند سمجھے جو سنا اس وقت طلوع میں اس لشکر کی خبر لیکر آئے یہاں آپ محل میں تشریف لیجا چکے تھے ہم بھی اپنے مکان پر چلے گئے صبح ہوئی حاضر دربار ہوئے یہ خبر تازہ ہو جو کہ سمجھے بیان کی خداوند اس پہلوان کے ہمراہ لشکر کشیدہ اور بہت نامی و گرامی زبردست پہلوان ہی اور باز گاہ از رنگی بھی ہمراہ ہو پس یہ جو قسما سب سے ہر کاروں کی زبانی سنائیں آگت ہو گیا کیونکہ ہر کاروں نے یہ کہا تھا کہ آفتاب پرستوں پر از رنگ نے لشکر کشی کی ہو اسکا بھی مذہب آفتاب پرستی ہو پس یہ سنا تھا کہ غصہ آگیا اور مٹھ نعل ہو گیا تمام بدن کے بال مثل بکاون کے کھڑے ہو گئے مٹھ سے گفت جاری ہو گیا ایک دود غلیظ تھا کہ کاخ دماغ سے توڑ کر نکلا غصے سے تھر تھر کانپنے لگا اور کہنے لگا کہ اس از رنگ مرد و کی شامت آئی ہو کہ آفتاب پرستوں پر لشکر کشی کر کے جاتا ہو میرے ہاتھ سے یہ بچکر کہاں جائیگا میں باز گاہ وغیرہ چھین لوں گا اپنے کیا آفتاب پرستوں کو بھی مثل خدا پرستوں کے خیال کیا ہو گو وہ لوگ بھی اس سے دینے والے دے تھے اور زمین نہ معلوم کیا اپنی آفت آئی جو اسے شہر خاور پر

تقدیر کر لیا اور وہ بھاگ گئے ورنہ وہ ایسے فراریوں کی کب سنتے ہیں اسکے باپ دادا ہمیشہ اہل اسلام سے پریشان رہے ہیں اور بھاگتے پھرے ہیں کہیں جاے پناہ نہ ملی ہو ہاں جب شریک ہو کر اہل اسلام سے لڑے وہ ہمیں آفتاب پرست تھے صدائیں لگ کی اور اسکے باپ دادا کی باوجودیکہ خدا تعالیٰ اور دعویٰ خدائی کرتے تھے لاکھوں بلکہ کروڑوں لوگ سجدہ کرتے تھے اس پر یہ حال تھا کہ گوشہ امن تلاش کرتے تھے جسکے باپ دادا کا یہ حال ہوا اسکا پوتا آفتاب پرستوں پر لشکر کشی کر کے جاے اور اُسے مقابلے کا قصد رکھے یہ تو کبھی نہ ہو گا پس اگر میرے ہاتھ سے سلامت نکلیا تو شاید اُسے مقابلے کی نوبت آئے یہ غیر ممکن ہے کہ میں یہ سن لوں کہ ازرننگ پرستوں کا لشکر آفتاب پرستوں کے مقابلے کو جاتا ہے اور میں خاموش بیٹھا رہوں جانے دون خوب کیا جو برجیس نے اپنی ہمیشہ کی شادی نہ کی اور انکار کیا ازرننگ کی بھی یہ لیاقت تھی کہ کوئی عالی خاندان اپنی لڑکی کی شادی اُسکے ساتھ کرے ایک سردار نے کہا کہ وہ سنا جاتا ہے کہ اپنے کو خداوند نژادہ کہتا ہے اور خود بھی دعویٰ خدائی کرتا ہے اور بہت سے لوگ اُسکو بخدائی مانتے ہیں پھر کیا ہوا جو اُسکو کوئی بادشاہ اپنے لڑکی کا ازرننگ کے عالی خاندان ہونے میں کیا شک ہے عالی خاندان کیسے خدائی اُس گھر میں ہو لوگ اپنا غر و افتخار جانکر اپنی لڑکی کے یہ خیال کر کے کہ ہمارا داماد خدا ہے ہماری لڑکی کا بڑا مرتبہ ہو گا قمر ماسب نے برہم ہو کر جواب دیا کہ ایسے بہت سے خدا ہوتے ہیں کیا امر خدائی ایسا آسان ہے کہ ہر ایک خدائی کرنے لگے پس خدائی خداوند آفتاب کے لیے تھی یا جو کہ خدائی کر گئے اُنکے لیے تھی اور کوئی نہیں کر سکتا ہو پس اگر ازرننگ خدا پر تو میں اُسکا امتحان کیسے لیتا ہوں اگر وہ خدا ہو گا تو ٹھیکو زبرد کر لیا کیونکہ خدا کا تو یہ مرتبہ ہے کہ اُسے سب کو خلق کیا ہے ہر شے اُسکے تابع ہے اُس سے سب زیر ہو گئے وہ کسی سے نہ زیر ہو گا یہ کہہ کر حکم دیا کہ ہمارا لشکر تیار ہو ہم ابھی جا کر لشکر ازرننگ کو جو کہ پیش خمیر اُدھر لیکر آیا ہے قتل کر کے بارگاہ پر اپنا قبضہ کرینگے جب ازرننگ یہاں آئیگا اُسکے لشکر سے مقابلہ کرینگے اگر مجھ کو شکست ہوئی تو میں اُسکی طاقت کو دنگا اور اُسکے ہمراہ جا کر آفتاب پرستوں سے مقابلہ کر کے اور اُنکو شکست دیکر ازرننگ کی شادی ہمیشہ برجیس کے ساتھ کروں گا اُسکے بعد خدا پرستوں سے مقابلہ کروں گا اور اُن سب کو غارت کر کے ازرننگ کی خدائی کو رواج دوں گا اور اگر میں نے نہ شکست کھائی اور ازرننگ نے شکست کھائی پس اُسکو قتل کر کے کل اُسکے لشکر کو اپنے قبضے میں کر دوں گا اور اُسکا کل مال و اسباب لوٹ لوں گا اور اہل اسلام سے مقابلہ کر کے اُسکو تباہ کر دوں گا اور مذہب آفتاب پرستی کو رواج دوں گا پس کل لشکر میرا ابھی ابھی تیار ہو میں محل سے لباس رزم پہنکر آتا ہوں اتنے عرصے میں لشکر تیار ہو جاے یہی وقت امتحان اور تقدیر آزمائی کا ہے یہ حکم دیکر فوراً اٹھ کر کھڑا ہوا اور داخل محل ہوا اُسکا حکم حکم نادری ہے اگر اُسکے خلاف ہوتا ہے جو یہ حکم دیتا ہے تو اُسکو سزا دیتا ہے پس یہ حکم دیتا تھا اُس وقت سپہ سالار اور سرداروں نے حکم شاہی سے اہل لشکر کو آگاہ کیا اور حکم کمر بندی کا دیکر خود بھی اسلحہ وغیرہ اپنے تنویر آراستہ کرنے لگے تھوڑے عرصے میں کل لشکر میں کمر بندی ہو گئی سینے مر کبوں پر زین کسے کل ہتھیار لگائے خود سرداروں پر رکھے نیزے ہاتھوں میں لیے تیار ہو گئے سردار بھی اپنے اپنے سکانون سے مسلح ہو کر آئے اور در دولت قمر ماسب پر ابانہ مکر کھڑے ہوئے کہ اتنے عرصے میں قمر ماسب بھی اپنے تن پر ہتھیار لگائے محل سے برآمد ہوا دیکھا کہ سب سردار مسلح و مکمل موجود ہیں اور میری سواری کا مرکب بھی موجود ہے سپہ سالار سے پوچھا کہ کل لشکر تیار ہے اُس نے عرض کی کہ جی ہاں

آپ تشریف لے چلین یہ سنا تھا کہ قمراسب مرکب پر سوار ہوا عنان لی مرکب کو مہینہ کیا آگے آگے قمراسب
 عقب میں سب سردار آگے عقب میں لشکر قریب ایک لاکھ پچاس ہزار کے قمراسب نے پلٹ کر حکم دیا کہ
 خاموش اور آہستہ آہستہ مرکب کو لاؤ شور نہ کرو تاکہ وہ لوگ آگاہ نہ ہوں ورنہ بارگاہ لیکر فرار کر جائے
 یہ جو قمراسب نے حکم دیا سب نے اپنے اپنے مرکب کو قدم قدم پر روانہ کیا قمراسب اسی راہ سے جو کہ
 عقب کے ذریعے سے وسط قلعہ سے تھے زیر ہاتھ بیرون قلعہ ملک کے جنگل میں آمادہ ہوا آہستہ
 اس قدر کشادہ تھا کہ پچاس سوار برابر چل سکتے تھے اور وہ جنگل ملک کا اتنا بڑا جنگل تھا کہ تین لاکھ آدمی
 اس جنگل میں بخوبی پوشیدہ ہو سکتے تھے پس قمراسب سب لشکر کو لیکر ملک کے جنگل میں آیا بیرون قلعہ
 اور اپنے لشکر کو طریقے سے آراستہ کر کے کھڑا ہوا ہر کارون کو حکم دیا کہ جا کر دیکھو کہ وہ لوگ
 کیا کر رہے ہیں آیا غافل ہیں یا ہوشیار ہیں اسکا لشکر بھی ہوا کو چکر گیا ہر کار سے یہ حکم پاکہ
 فوراً روانہ ہوئے محرابین آکر دیکھا کہ لشکر اسی طور سے اتر رہا ہوا ہے اور سب بے خوف و خطر اپنے
 اپنے کام میں مصروف ہیں ارمان شیر صورت اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا آخر انجوازی کر رہا ہے پس یہ
 حال دیکھ کر وہ ہر کار سے خدمت قمراسب میں حاضر ہوئے عرض کی کہ سب لشکر اسی طور سے فروکش
 ہو اور سب اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہیں اور بہت خوش چین ہیں یہ سن کر قمراسب نے اہل
 لشکر کو حکم دیا کہ سب ایک مرتبہ تلواریں کھینچ کر اور مرکب اٹھا کر جاڑیں اور قتل کرنا شروع کریں کہ خیال
 نہ کریں یہ حکم دیا اور خود تلوار کو میان سے لیا اور ایک مرتبہ مرکب کو مہینہ کیا قمراسب کا مرکب معجز کرتا
 تھا اور تلوار علم کرتا تھا فوراً ایک لاکھ پچاس ہزار تلواریں علم ہو گئیں اور سب نے مرکب اٹھا
 پس قمراسب اس ملک کے جنگل سے مثل سیل کے نکلا اور ایک بار لینا لیکر لشکر ارمان شیر صورت
 کے لشکر پر گرا اور قتل کرنا شروع کیا یہ لوگ کہیں کھولے ہوئے اپنے مقام پر بے خوف و خطر
 ہوئے تھے کسی قسم کا انکو خوف نہ تھا پس یہ جو آفت و نعمت آئی سب کے حواس جاتے رہے کہ یہ بلا نازل
 ہوئی اُدھ باز ارمرگ گرم ہو گیا لشکر قمراسب لشکر از رنگ کے سواروں اور سیدوں کو سید رہے
 تہ تیغ کرنے لگے ایک تلاطم ڈال دیا تمام لشکر میں ہلچل مچ گئی کہ قزاق ملک کے جنگل سے نکلا لشکر پر گرا
 جن تمام لشکر تباہ کیے دیتے ہیں یہ جو شور غل مچا ارمان اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا ہمراہ سرداروں کے
 شرا انجوازی کر رہا تھا ایک مطربہ گارہی تھی کہ لشکر کے شور و غل کی صدا اس کے کان میں پہونچی اس نے
 چونکہ اس سے حکم کیا کہ خبر تو باہر جا کر لاؤ کہ یہ لشکر میں شور و غل کیسا ہو کیا خداوند تشریف لائے ہیں
 کہ ہم کو خبر نہ ہوئی اسکا لشکر آگیا پس چونکہ باہر آیا اس نے دور سے دیکھا کہ ہزاروں سوار لشکر میں پھرتے
 ہیں تلواریں برہنہ آئے ہاتھ میں ہیں تمام لشکر میں تھلکہ مچا ہوا ہے ایک غدر مچا ہوا ہے ہر طرف سے صدا
 بزن و بکس کی آرہی ہے لشکر قتل ہو رہے ہیں یہ حال دیکھ کر وہ فوراً خیمے میں واپس آیا مگر یہ
 حال کہ حواس باختہ منہ پر سوا بیان اُڑ رہی ہیں رنگ رخ فق اگر سائے ارمان کے کھڑا ہوا
 ارمان نے اسکی طرف دیکھ کر کہا کہ کیوں کیا خبر ہے کچھ بیان کرو تو باہر سے بالکل بدحواس آیا یہ
 کیا تیرا حال ہو آئے اپنے حواس درست کر کے کہا کہ میں بوجہ حکم خیمے سے باہر گیا تو میں نے دیکھا
 کہ تمام لشکر میں غدر مچا ہوا ہے ہزاروں سوار زورہ پوش تلواریں علم کیے ہوئے لشکر خداوند کو
 قتل کر رہے ہیں اور وہ ہمارے کسب اپنی بے سرو سامانی کے قتل ہو رہے ہیں کیونکہ یہ خبر تو
 تھی نہیں کہ کون آفت نازل ہوگی ورنہ اپنا بندوبست کر لیتے یہ جو اس چونکہ ارمان نے کہا ارمان نے

سرداروں سے کہا کہ غضب ہو گیا قزاق لشکر پر آگے مگر بڑے غضب کے قزاق بین کہ دن دہاڑے لوٹ
 مار کرنے کو آئے سب تیار ہو جاؤ یہ لکھ کر جام شراب ہاتھ سے رکھ دیا اور انھیں دوسرے جیسے میں گیا
 ہتھیار تن پر لگانے لگا اور سردار بھی اس جیسے سے نکل نکلا اپنے اپنے مقام پر آئے مگر جب جیسے سے
 باہر نکلے تھے تو دیکھا تھا کہ لشکر میں تلاطم ہوا تھا یہ دیکھتے ہوئے اپنے اپنے مقام پر چلے گئے تھے
 تھوڑے عرصے میں مسلح و مکمل ہو کر اپنے اپنے مقام سے باہر آئے کہ ارمان بھی اپنے جیسے سے باہر آیا
 یہ سب مرکب پر سوار ہو کر چلے اس طرف کہ جدھر تلوار چل رہی تھی مگر یہ صدا خود دیتے ہوئے کہ اہل لشکر
 گھبراہٹ میں ہر مسلح و مکمل ہو کر آگے ہیں تم لوگ بھی مسلح و مکمل ہو کر مقابلہ کرو یہ قزاق بین ابی انکو مار لو
 یہ صدا جو اہل لشکر ارمان نے اپنے سردار کی سنی کس قدر حواس درست ہوئے جو جہان پر تھا اسی مقام
 سے تلوار لیکر لینا لکھ کر چلا کہ قزاقوں کو جانے نہ دینا گھیر کر مار لینا اور ارمان مع سرداروں کے اس
 مقام پر پہنچ گیا اور لڑنے لگا احسان کی تلوار چلنے لگی ارمان نے اور دیگر سرداروں لڑائی کو آکر
 روکا اور نصیبوں نے سب لشکر کو ہوشیار کیا چونکہ دن تھا سب جاگ تو رہے تھے کس سب مسلح و مکمل
 ہو ہو کے اور اپنے مقام پر سے چلے اب تو دونوں لشکر دن میں تلوار چلنے لگی بہترن پر سے
 اترنے لگے مگر لشکر قزاق کا یہ حال ہو کہ جب حملہ کیا لشکر ارمان کے پانچوں اٹھا دیے طنائیں کاٹ کر خیمے
 گرا دیے جو لوگ اپنے خیموں میں اسلحہ تن پر آراستہ کر رہے تھے وہ اسی میں دب کر رہ گئے ان کے
 ارمان دل کے دل ہی میں رہے حسرت جنگ پوری نہ ہوئی اصطبل سے مرکب شور و غل شکستہ
 توڑا کر بھاگے اراہوں کے پیل ہر طرف پھر رہے ہیں ایک غدر چھا ہوا جو ایک طرف تلوار چل رہی ہو
 تلواروں کی جھنکار بلند ہو نہراہوں بھلیاں کو نہر رہی ہیں ایک غمت کو باہم نیزے چل رہے ہیں انکی
 سناہیں مثل شراروں کے دھوپ میں چمک رہی ہیں ایک طرف مرغ تیز پر کھولے ہوئے اور رہے
 ہیں اور ہر شہباز اہل اپنی طرف طائران روح کا شکار کر رہا ہو نہراہوں مرکب گر رہے ہیں بازار مرکب
 گرم ہو ارمان کی عجیب حالت ہو کبھی مرکب ڈیٹ کر اپنے لشکر کی خبر لیتا ہو کہ کیا حال ہو کبھی لشکر حریف سے
 لڑنے لگتا ہو برق شمشیر کو نہر رہی ہو خرم ہستی پر گر رہی ہو عجیب حال ہو لشکر کا باوجودیکہ سب لشکر تیار
 ہو گیا ہو برابر سے لڑ رہا ہو مگر پہلے جو حواس جاتے رہے ہیں تو اب حواس درست نہیں ہونے میں اور
 بدحواسی سے لڑ رہے ہیں خود قتل ہو رہے ہیں لشکر قزاق سب باحواس عجیب ساکھ سے لڑ رہا ہو لشکر
 ارمان کے پانچوں آگے جاتے ہیں ایک قزاق سب ایک تیغہ آبدار ہاتھ میں لیے ہوئے ہو اس سے خون کی
 بوندیں ٹپکتی ہوئی حریف کو قتل کر رہا ہو اسکے عقب میں اسکے سب سردار زخمی شدہ برابر چلے کر رہے
 ہیں اسکا لشکر ثابت قدمی سے مقابلہ کر رہا ہو نقیب لشکر قزاق پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ جو انوں
 اسی طور سے لڑے جاؤ حریف کو مار لیا ہو اب تھوڑی دیر اور باقی ہو کہ حریف بھاگا جاتا ہو بدحواس
 ہو کر لڑ رہا ہو یہ معرکہ سر کر لیا ہو اسطور سے نقیب دل بڑھا رہے ہیں لشکر قزاق سب جم جھک چکے کرتا ہو
 ہر حملے میں لشکر ارمان کے پیر اٹھا دیتا ہو اسی طور سے تھوڑے عرصے تک مقابلہ رہا لشکر ارمان تاب
 مقابلہ نہ لاسکا جیسے جتنے لگا اور لشکر قزاق اسکو دبانے لگا پس نوبت یہ ہوئی کہ اب سب چھڑھٹ
 کھا کر فرار پر تراز لین یہ حال جو ارمان نے دیکھا ایک مرتبہ اپنے لشکر سے پکار کر کہا کہ کیسے بہادر ہو
 کہ قزاقوں سے بھاگے جاتے ہو نام بہادر رہی اور جو انخوری کا ڈبوئے دیتے ہو یہ جو ارمان نے کہا
 اور نصیبوں نے دل بڑھاے بس پھر سب جھک لڑنے لگے ارمان حریف کو قتل کرتا ہوا بڑھا اور

قرماسپ لشکر ارمان کے سواروں کو قتل کرتا ہوا چلا آتا تھا کہ ارمان سے اور قرماسپ سے سامنا ہو گیا ارمان نے پکار کر کہا کہ او قزاق کہ میری روپیہ کے پیادوں پر ہاتھ صاف کرتا ہوا جاتا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر کے مقابلہ کرنا کہ کچھ نہ جنگ معلوم ہوں یہ جو ارمان نے کہا قرماسپ نے صدا سنی پلٹ کر جواب دیا کہ اونا مردانہ تو قزاق ہو گا اور تیرا باب یہ کیا کلمہ مردان عالم کی شان میں کہا میں وہ بہادر ہوں کہ میرے خون سے رستم و سام نے قبر میں جا کر کفن سے منہ اپنا پوشیدہ کر لیا ہے اور جب میں لغو کرتا ہوں انکا بند بند میرے کفر کے کی صدا سے گوشہ قبر میں کانپ جاتا ہے میں تجھ ایسے بھگڑے سے مقابلہ کروں تو جنگا پیرو ہو اسکا ہمیشہ سے یہی طریقہ ہو اسکے باب و داد ہمیشہ بھا کیے ہیں وہ بھی بھاگے گا تو کیا مقابلہ کریگا بھلا تو کیا تلوار کے روبرو ٹھہرے گا اور حرتلوار کا سامنا ہوا اور تو نے منہ پھیر لیا یہ جو قرماسپ نے کہا ارمان نے جواب دیا کہ بس زبان بند کر اور مجھے آکر مقابلہ کر یہ لکڑ اور مرکب کو مہینہ کر کے برابر قرماسپ کے پہونچا اور کہا کہ کیا تیرا نام ہے تاکہ تو میرے ہاتھ سے گناہ نہ مارا جائے یہ کیا تو نے طریقہ اختیار کیا ہے کہ جسکو غافل یا یا قزاقوں کی طرح سے لشکر لیکر آئے اور حریف کے لشکر کو تباہ کرنا شروع کیا یہ امر بالکل خلاف شجاعت کے ہے قرماسپ نے تیوری پر بل ڈال کر جواب دیا کہ اونا مردانہ تو کیا بک رہا ہے کیا تجھکو یہ خبر نہ تھی کہ اس بیٹے میں ایک شیر زربٹنا ہو مع اپنے ہمراہیوں کے کہ تو انکی بدون اجازت یہاں لشکر لیکر آیا ارے آگاہ ہو کہ میرا نام قرماسپ بن غرماسپ بن ظرماسپ بن طماس ہے یہ تمام صحرا اور پہاڑ اور وہ جو قلعہ سامنے ہے میرے قبضے میں ہے کوئی لشکر ادھر سے نہیں جاتا ہے بدون میری اجازت کے دوسرے میں آفتاب پرست ہوں میں نے سنا کہ ایک لشکر اس صحرائین اترتا ہے اور وہ پیش خیمہ کوئی از رنگ ہو کہ اسنے دعویٰ خدائی کیا ہے اسکو لیکر آفتاب پرستوں پر جاتا ہے اسکا ارمان نام ہے پس مجھکو غصہ آگیا کہ اول تو بدون میری اجازت کے وہ اس صحرائین اترادوسرے اسکو آفتاب پرستوں سے مقابلے کی حسرت ہو پس میں نے خیال کیا کہ یہ حسرت اسکی میں نکال دوں گو میں نے قصد کیا تھا کہ خدا پرستوں سے جا کر مقابلہ کروں انکے مقابلے کے لیے لشکر جمع کیا تھا پس میں نے تیرے آنکی خبر سننے پر عہد کیا کہ اگر میں ان لوگوں پر فتح پاؤں گا تو خدا پرستوں پر بھی ظفر یا ب ہونگا اگر اپنی زندگی کا خواستگار ہے تو اپنے لشکر کو لیکر چلا اور بارگاہ وغیرہ مجھکو دیدے ورنہ میرے ہاتھ سے تو سلامت نہ جائیگا یہ بارگاہ مجھے اس خطا پر لیے لیتا ہوں کہ تو نے میرے بیٹے میں اپنے لشکر کو بدون میری اجازت کے کیوں انا را دوسرے میرے پاس کوئی بارگاہ بھی نہیں ہے یہ جو قرماسپ نے کہا ارمان نے جواب دیا کہ ارے نادان یہ تو کیا کشتا ہے از رنگ خداوند ہے اور خداوند زاذہ ہے میرا اور تیرا اور تمام عالم کا وہی خدا ہے اسنے سب کو پیدا کیا ہے وہی سب کا خالق ہے سواے اسکے اور کوئی خدا نہیں ہے خدائی اسکے گمراہنے میں ہوتی آئی ہے اسیکا داد یعنی نقار مرد شاہ باختری بحدہ ہزار ملک کا خدا تھا سب اسکو سجدہ کرتے تھے اسنے عالم خواب میں کچھ بندے خلق کیے تھے انکو قوت و طاقت بہت دی تھی انکی موت خلق کرنا بھول گیا تھا وہ خداوند لقا سے منحوت ہو گئے تھے انھوں نے دوسرا خدا پیدا کر لیا تھا اور اپنا دین دوسرا کر لیا اور خداوند لقا سے برسر فساد ہوتے تھے اور ہزاروں مقابلے ہوئے چونکہ خداوند ان بندوں کو نہایت دوست اور مہربان جانتے تھے اور انکے کرتے تھے کیونکہ وہ خوبصورت بہت تھے اور موت بھی خلق کرنا بھول گئے تھے پس انکے ہاتھ سے پریشان ہو کر

اور اپنے فرزند زمر دثانی کو امر خدائی کا مالک کر کے بالائے آسمان چلے گئے اُن بندگان خدا نے
استغفر ترقی کی اور روز بروز ہزار ہوں ملک اُنکے قبضے میں ہو گئے اور انھوں نے اپنے دین و بندہ
کا نام دین اسلام رکھا اور کہہ دیا کہ کل دین باطل ہیں ہمارا دین برحق ہے پس اسی پر زمر دثانی سے بھی
مقابلے رہے آخر کو وہ بھی پریشان ہو کر اور بند و بست خدائی کو اپنے فرزند ازرننگ کو سپرد کر کے
اور چولہ بد لکر بالائے آسمان چلے گئے ہیں پس یہ ایسے خدا ہیں کہ اُنکے زمانے میں سب بندگان خدا
کا خاتمہ ہو جائیگا اور آفتاب پرستی کوئی دین نہیں زمانہ لقائے حمزہ صاحبقران زمان کا پروتا یہ
دین ایجاد کر کے براے مقابلہ حمزہ صاحبقران آیا تھا چونکہ وہ بہت زبردست تھا اور اُس سے
کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا اس سبب سے اُسکا دین سب نے قبول کیا تھا جب وہ صاحبقران سے زیر ہو کر
انکا شریک ہو گیا وہ دین مٹ گیا پھر اُس دن سے وہ دین نہ جاری ہوا گویا بروج کا ایک ٹکڑا تھا کہ نام
اُسکا بروج تھا یہ نہایت زبردست تھا پہلے اُسکا بھی دین آفتاب پرستی تھا مگر جب اُسکو ثابت ہوا کہ یہ
دین میرے باپ کا ایجاد کیا ہوا تھا تو اُس نے بھی زمر دثانی اختیار کی اور ہمیشہ جب تک خداوند لقا
خداوند فرعون رہے اور آسمان پر نہ تشریف لے گئے اُنکے ہمراہ رہا جب وہ بالائے آسمان گئے
اور خداوند زمر دثانی خدا ہوئے اُنکو سجدہ کیا اُنکے ہمراہ پھر مقابلے میں رہا آخر کو اُنکے ہمراہ وہ بھی
بالائے آسمان گیا اب اُسکے دو فرزند ہیں کہ وہ ہمراہ خداوند ازرننگ ہیں وہ بھی مذہب ازرننگی
رکھتے ہیں سو اسے مذہب ازرننگی کے کوئی دوسرا مذہب سچا اور برحق نہیں ہے جب خداوند نے سنا
کہ چند بد معاشوں نے بعد مدت پھر مذہب آفتاب پرستی کو رواج دیا ہے اور ایک جم غفیر مہر کیا ہے پس
خداوند نے خیال کیا کہ ابھی یہ لوگ کم ہیں اگر اُنکی طرف سے پہلو تہی کی جائیگی تو اُنکو بھی مثل خدا پرستوں
کے زور ہو جائیگا اور یہ بھی ترقی بہم کر لیں گے اُسوقت انکا استیصال بہت دقت کے ساتھ ہوگا
جیسی میرے دادا نے پہلو تہی اُسوقت میں کی جب کہ یہ مذہب اسلام جاری ہوا تھا اور خیال کیا کہ
یہ چند لوگ ہیں جسوقت چاہوں گا ان کا خاتمہ کر دوں گا اُسکا انجام یہ ہوا پس ایسی نادانی کرنا بالکل حماقت
ہو پہلے اُنکی فکر لازم ہو اہل اسلام کو ترک کر کے اُدھر کا قصد کیا اور بھٹکے ہوا دل لشکر مقرر کر کے اور
اپنی بارگاہ دیکر اُدھر کو روانہ کیا چنانچہ میں نے کئی منزلیں طو کر کے اس مقام پر آیا چونکہ یہ صحرا بہت
بے فضا تھا بھٹکوا چھا معلوم ہوا میں نے یہاں قیام کیا بھٹکوا یہاں کا قاعدہ معلوم تھا نہ اس صحرا کی حد کوئی
ایسا قصبہ آتا ہوتا تھا کہ یہ صحرا فلاں پہلوان یا بادشاہ یا ظالم کے قبضے میں ہو اور یہاں کا یہ طریقہ ہے کہ جو کوئی
اس صحرا میں اترتا ہے تو اُس سے اجازت لے لیتا ہے بغیر اُسکی اجازت کے نہیں لشکر کو اتارنا ہو
اگر ایسا ہوتا ہے تو میں اُسکے موافق عمل نہ کرتا تو مزدور خطا وار تھا بھٹکوا لازم تھا کہ ایسی تحریر حد صحرا پر
لگا دی جوتی ہے تو غیر ممکن ہو کہ میں خداوند کی بارگاہ بھٹکوا دیدوں میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تو میرے
ہاتھ سے مارا جائیگا اور یہ صحرا اور یہ قلعہ بھی خداوند کے قبضے میں آئیگا پس اسی میں خیریت ہو کہ تو
اپنے لشکر کو لیکر اپنے قلعے میں چلا جا اور اپنی زندگی کو ضیعت جان میں ان گیدر بھیکیوں میں نہیں
آنے والا ہوں یہ بھی کسی کی مجال ہو کہ بارگاہ ازرننگی کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے اگر اُدھر نگاہ
کج دیکھے تو میں آنکھ نکال لوں یہ جو ارمان نے کہا قراسپ نے برہم ہو کر جواب دیا کہ تو یہ کیا
بیوہ بیک رہا ہے اس تقریر سے کیا حاصل ہو میں ضرور بارگاہ لونگا اور بھٹکوا اس خطا کی سزا
دو ٹکا بھٹکوا ضرورت تھی کہ میں کیتھ لگا دیتا پس یہ مقام جنگ ہو نہ جائے پس دلیفیت اور تیری بھی

یہ مجال ہو کہ تو کسی کی آنکھ نکال سکے لے دیکھ جہن بنگاہ کج طرف بارگاہ کے دیکھ رہے ہیں اور بارگاہ پر اپنا قبضہ کر لیا ہو اور قبضہ کرتے جاتے ہیں تو روک تو لے یہ جو قمر ماسپ نے کہا پس ارمان کو تاب نہ رہی فوراً نیزہ اٹھا کر سینہ قمر ماسپ پر مارا قمر ماسپ نے اس کے نیزے کو اپنے نیزے پر روکا اور چند طعن بین نیزہ اس کے ہاتھ سے سوائی کر دیا اسکو بہت غصہ آیا نیزہ بھر آب خجالت میں غرق ہو گیا قمر ماسپ نے ہچکار کر کہا کہ اسی فنون پر تھکوا دعویٰ ہو کہ میں تھکوا سزا دوں گا نیزہ تو تو روک نہ سکا یہ جو قمر ماسپ نے کہا ارمان نے برہم ہو کر قبضہ تلوار پر ہاتھ ڈالا اور تیغہ نیام سے کھینچ کر خبردار خبردار کھڑا قمر ماسپ کے سر پر مارا قمر ماسپ نے سپر تلوار کو روکا اور ایک مرتبہ اپنی تلوار کو نیام سے لیکر اور خبردار ہوشیار باش کھڑا جو وار کیا ارمان نے سپر کو سپر کی پناہ کیا تلوار سپر کو مثل قرص سپر کے کاٹ کر سپر پر آئی اور دو وار آئی ارمان نے گھبرا کر داستانہ مارا کہ تلوار تو جھنکا کر سر سے نکل گئی چار خون کی سر سے جاری ہوئی اسکو غش آنے لگا ارمان نے دونوں ہاتھ گردن مرکب میں ڈال دیے اور قمر ماسپ نے قصد کیا کہ ٹوٹ کر ارمان کا سر کاٹ لون لیں یہ قصد دیکھ کر بہت سے سردار اور سوار درمیان میں آگئے اپنے کو اپنے افسر پر تیل ماش کیا مگر اسکو خجہ ظالم اور قضا سے بچا لیا ابھی اسکی قضا بھی نہ آئی تھی ورنہ انکی کیا قدرت تھی کہ بچا سکتے قمر ماسپ تلوار یکڑ کر لشکر پر جا پڑا اور قتل کرنے لگا ہزاروں کو قتل کیا نوبت یہ ہوئی کہ لشکر ارمان شکست کھا کر کھا کا پڑا دنگ چھوٹ گیا خجے وغیرہ اسی مقام پر رہ گئے لاکھ لاکھ تدبیر کی کہ کسی طور سے بارگاہ کو لچھا وین مگر ممکن نہ ہوا بارگاہ چھوٹ گئی چونکہ ارمان زخمی ہو چکا تھا دوسرے پہلے ہی سے بہت لشکر حالت غفلت میں کام آچکا تھا اور قدم اٹھ چکے تھے جب سردار زخمی ہوا اور کوئی لشکر کا بندوبست کرنے والا اور پشت و پناہ اور روکنے والا نہ تھا تو لشکر بے سر کہا تنگ لڑے اتنے عرصے تک بھی لڑا اور مقابلے میں تھا رہا تو بہت بڑا کام کیا آخر کو اس درہ کوہ کی طرف بھاگا جہاں سے آیا تھا تھوڑی دیر تک لشکر قمر ماسپ نے تعاقب کیا بموجب حکم قمر ماسپ بعد جب قمر ماسپ نے یہ حکم دیا کہ جانے وہیں خجہ سے مطلب تھا اُسپر تو قبضہ کر لیا اب کیا فائدہ بیکار قتل کرنے سے یہ جو قمر ماسپ نے کہا سب آگئے تعاقب سے واپس آئے تمام مال و اسباب لوٹ لیا بارگاہ پر قبضہ کیا قمر ماسپ نے حکم دیا کہ یہ بارگاہ ہمارے لیے برپا کی جائے ہم اس میں بیٹھ کر جشن خوشی برپا کرینگے اور ان ضیوں میں میرے سب سردار رہیں اور میرا لشکر اور ہمارے لشکر کی سب لاشیں اٹھا کر ایک مقام پر جمع کر کے جلا دی جائیں اور لشکر حریف کے لاشے اس غار کوہ میں ڈال دیے جائیں تاکہ میدان صاف ہو جائے اور بدبو نہ ہو اور جو لشکر ہمارا قلعے میں ہو اسکو حکم دیا جائے کہ وہ بھی یہاں چلا آئے کیونکہ جب یہ خبر ان درنگ کو معلوم ہوگی کہ میری بارگاہ قلعہ میں میرے ہر اہل لشکر کے ہاتھ سے میرے لشکر کو قتل کر کے قلعہ میں پہلو ان کے چھین لیا تو ضرور وہ لشکر لیکر آئیگا میں اس سے مقابلہ کروں گا یہ جو حکم قمر ماسپ نے دیا اُسوقت سب جیسے برپا کیے گئے اور بارگاہ اراہون پر سے اُتار کر برپا کی گئی جب قمر ماسپ مرکب سے اُتر کر داخل بارگاہ ہوئے اور سب سردار ضیوں میں اُترے لاشے اٹھائے گئے شمار جو کیا تو ایک ہزار لاشے قمر ماسپ کے لشکر کے لوگوں کے تھے اور بیس ہزار لاشیں لشکر ارمان کی تھیں ان لاشوں کو تو جہاں قمر ماسپ نے حکم دیا تھا ڈال دیا اور اپنے لشکر کے کشتوں کو جلا دیا اور بموجب حکم قمر ماسپ جو لشکر قلعہ میں تھا اسکو بھی طلب کر لیا قمر ماسپ نے بزم عشرت

اور سب سرداروں کو جمع کیا ساقی کو طلب کیا وہ جام و مہر اچھ لیکر حاضر ہوا سب کو شراب پلانے لگا ایک
 برتنہ حاضر ہو کر غزل گانے لگی غزل ہر دم یہ شور قمری سرچرخین کے ہیں
 چھ ایسی بات کیجیے او بادشاہ حسن
 مارے ہوئے ہم اک بت پیمان کی ہیں
 جیسے مین گلزار حسینان لکھنؤ
 بہت ایسے عشق میں اس گلبدن کی ہیں
 زخموں کے مسکرانے سے ثابت ہوئی ریشہ
 افسانہ وہ کچھ ایسے غریب الوطن کے ہیں
 مرنیکے بعد دولت و محنت سے کام کیا
 گسوا سٹے کہ بہت محبوب چین کے ہیں

اس مہر نے یہ غزل مصنف دفتر ہذا کی خوب بتا کر گائی اور اہل
 یزیم سب خوش ہوئے پیمان تو یزیم عشرت برپا ہوا اور قمر ماسب بیٹھا ہو کر بہت خوش ہوا لکھنؤ تو یہاں
 مشغول عیش و عشرت رکھا جاتا ہوا اور اب لشکر ارمان دارمان کا و از رنگ کا حال تحریر ہوتا ہوا
 شہر حال از رنگ و غیرہ کا سماعت فرمائیے راوی نے بیان کیا ہوا کہ از رنگ تو ابھی اس محرابین مع
 لشکر فروکش ہو کیونکہ اسکو اس محراب کی آب و ہوا بہت پسند آتی تھی جہاں سے ارمان پیش خیمہ لیکر اس
 مقام پر آیا تھا اور اسیر یہ واقعہ گذرا اس ارمان میں از رنگی ہو کہ میں پیش خیمہ آگے لیکر روانہ
 ہوں یہ حسرت اس کے دل میں رہی کہ اس کے لشکر نے لشکر قمر ماسب سے شکست کھائی راوی نے بیان
 کیا ہوا کہ لشکر ارمان شکست کھا کر اور ارمان کو زخمی لیکر طرف لشکر از رنگ کے بھاگا تھا تھوڑی دیر اہل لشکر قمر ماسب نے
 تعاقب کیا تھا یہ سب کے سب بجا لنت خراب بصورت زلف محبوبان پریشان مثل زنگس جہان بدحواس
 ہاتھ منہ کٹے ہوئے اپنے زخمی شہر سرداروں کو دوش پر اٹھاتے ہوئے اس کے زخموں سے
 خون بہتا ہوا اس درہ کوہ سے نکلے اور اس محراب سے سبز و خرم کو طے کر کے صحراے سولناک میں
 پہنچے کہ جہاں پانی نہ ملتا تھا اس محراب کو بھی بدقت مل گیا اور قریب لشکر کے پہنچے لشکر از رنگ
 اترا ہوا تھا سب خوش و خرم تھے اور ٹہل رہے تھے از رنگ تخت خدائی پر بیٹھا ہوا تھا ایک طرف
 ولیم بن تورج و گل سپہ سالاری پر اور ایک جانب اسلم بن تورج و گل سپہ سالاری پر بعد کبر و نخوت
 بیٹھے ہوئے اور سب سردار حاضر تھے تختگان بھسکرہ و زارات اپنے مقام پر بیٹھا ہوا تھا جام
 شراب گردش میں تھا فرماے سیمین کا ذکر ہو رہا تھا کہ وہ ایسی معشوقہ ہو کہ اسکا نانی اسوقت عام
 میں نہیں ہو سکتا کہ رہا تھا کہ خداوند جلیدی فرمائیے اور وہاں پہنچے اور برچیس سے خواہ
 مقابلہ کر کے خواہ باشتی فرماے سیمین کو حاصل فرمائیے اسکا طلسم بکارت اپنی کلید دلوں مردی سے
 فتح فرمائیے اس کے درنا سفتہ کو سفتہ فرمائیے اس کے وصل سے کامیاب ہو چھے ورنہ وہ گوہر بے بہا
 اختر برج حسن و جمال آفتاب آسمان عزت و کمال کسی نہ کسی خدا پرست کے قبضے میں آجائے گا
 آپ ہاتھ ملکر رہ جائیے گا کچھ نہ حاصل ہو گا وہ فرے کر گیا خوب اس کے ساتھ اور اس کے معدن بخت
 سے نہ راز و حاصل کر گیا اور کچھ نہ ہو گا کیونکہ اکثر بین نے سنا ہے کہ جو صاحب حسن و جمال ہوتا ہے
 وہ اس کے قبضے میں آتا ہے از رنگ برچم ہو ہو کر جواب دیتا ہے کہ یہ تو کیا بک رہا ہے تو اپنی شرارت
 سے باز نہیں آتا ہے تختگان جواب دیتا ہے کہ میں جھوٹ نہیں کہتا ہوں سچ کہتا ہوں دیکھ لیجیے گا

کہ جو میں کہتا ہوں وہی ہوگا وہ کبھی آپ کے قبضے میں نہ آئیگی کوئی نہ کوئی بیل باغ اسلام اس گلشن
جمال کو لیجا بیگا آپ کو اور اسکے بھائی کو داغ جدائی دیجا بیگا اور کچھ نہ حاصل ہوگا ہاں اگر آپ بہت
جلد پونچے اور بر جیس بھی راضی ہو گیا اور اسکے ساتھ شادی آپ کی کر دی اور وہ بھی راضی ہوئی
خیر و نہ غیر ممکن ہو یا اس عرصے میں کسی خدا پرست نے اسکے حسن و جمال کی تعریف سن لی پس وہ اگر
لے گیا از رنگ نہ جواب دیا کہ تو بکا کر میں ضرور اس سے اپنی آرزو سے دل حاصل کر ونگا اسکے
نخن جوانی سے شرمزاد توڑ ونگا اسکے درنا شفتہ کو شفتہ کرونگا کیا مجال کسی خدا پرست کی کہ کسی طرف
آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے دیکھنا تو ایک طرف اگر اسکی طرف خیال فاسد بھی کرے ز اس وقت سنگ
سیاہ ہو جائے کیونکہ مابدولت کی وہ معشوقہ ہو چکی ہو بس نہیں ہو سکتا ہو کہ کوئی اسکو بخیاں فاسد
دیکھ سکے سختگان نے کہا کہ تمہیں ایسے بہت سے کرتے سنے ہیں نور حکیدہ قدرت کو اہل اسلام
نکال لے گئے خداوند لقا انکا کچھ ذکر سکے جبریل قدرت یعنی یا قوت شاہ کی منگیتز کو لیکے قدرت
کی کچھ نہ چلی اسی طور سے بہت سے واقعہ ہوئے میں کہانتک بیان کروں میں نے کتابوں
میں دیکھے ہیں جو کہ خداے اول تھے وہ نو سنگ سیاہ آنکو کر نہ سکے اب سنگ سیاہ کیونٹیلے
جب کہ آپ پاس خدائی کمزور ہو کر آئی ہو از رنگ نے یہ سنے کہا کہ بس خاموش رہ زیادہ
نہ بیکار داغ کو خالی نہ کر تو بہت گستاخ ہو گیا ہو یہ جو از رنگ نے کہا سختگان خاموش
ہو گیا اور کچھ باتیں ہونے لگیں کہ ادھر وہ شکست خورہ لشکر داخل لشکر ہوا لوگوں نے جو
اسکا حال پریشان دیکھا اور زخمی پایا اور تباہ حال دریافت کیا ان لوگوں نے کل حال
بیان کیا ایک شور و غل لشکر میں ہوا چند ہر کار سے کہ جو اسوقت لشکر میں موجود تھے یہ حال
دیکھ کر فوراً بارگاہ میں آئے اور ہر گاہ پر سے بھاگ کر کے اور بدو عا دیکریوں عرض کرنے لگے
کہ خداوند کو معلوم ہو کہ وہ جو لشکر ارمان کے ہمراہ پیش خمیر شاہی و خداوندی لیکر آگے گیا تھا
وہ لشکر شکست کھا کر اور ارمان زخمی ہو کر سیاہ بحالت تباہ بارگاہ خداوندی کو قبضہ حریف
میں دیکر داخل لشکر خداوندی ہوئی ہے ارمان کی بہت حالت خراب تھی اسکو دیکھ کر ہم
غلاموں کا دل بہت بیتاب ہو یہ خبر غم ہم سنانے کو آئے یہ کہہ کر وہ ہر کار سے خاموش ہو رہے
از رنگ کچھ دریافت نہ کرنے پایا تھا کہ سختگان نے رقبہ سر پرے آ کر اور ایک بار گردش کر
کہا کہ مرگ تو مبارک باد یہ پہلے بدشگونی ہوئی کہ لشکر نے شکست کھائی اب خداوند کی بر جیس آفتاب
پر ظفر ہونا غیر ممکن ہو ہم تو پہلے ہی سمجھے ہوئے تھے کہ کوئی نہ کوئی آفتاد ضرور پڑگی خداوند بہان
اس جھگڑے میں معرکہ ہونے کے جسے بارگاہ چھین لی ہو اس سے مقابلہ کر کے بارگاہ لون واپ
اتنے عرصے میں کوئی نہ کوئی معشوقہ خداوند کو لیجا بیگا بر جیس کو معلوم بھی نہ ہوگا کیونکہ اسے
اپنی سیر کے لیے باغ کنارے دریا کے بنایا ہو سرور و سیر کو آتی ہو سوداگر سے یہ معلوم ہو چکا
ہو اور کیا اس سوداگر نے یہی ایک تصور بنائی ہوگی اور بھی بہت سی تصویریں اسے بنائی ہوگی
اور بادشاہوں کے ہاتھ فروخت کہیں ہوگی ایک نہ ایک تصویر بلکہ تریاے سیمتین کی اہل اسلام
کے ہاتھ ضرور فروخت کی ہوگی وہ ضرور اس تصویر کو دیکھ کر جلا ہو گا یہ تو جھکو یقین ہو کہ جس
اہل اسلام کا ہو عجب نہیں ہو کہ کہیں اہل اسلام نے آکر بارگاہ چھین لی ہو اور ارمان کو
شکست دی ہو یہ کام اہل اسلام کا ہی یہ دل گردا اور کسی کا نہیں ہو جو لشکر خداوند سے مقابلہ

مر سکے یہ جو سختگان نے کہا از رنگ نے جواب دیا کہ پھر تو اپنی کئے لگا ہر کاروں سے یہ نہ دریافت کرنے
 دیا کہ کسے بارگاہ چھین لی اور کسے شکست دی کسے ہاتھ سے ارمان پر ارمان زخمی ہوا سختگان نے
 ہنس کر کہا کہ ہر کار سے موجود ہیں اُسے دریافت کر لیجئے ابھی وہ نہیں گئے ہیں میں سمجھا کہ کوئی خدا پرست تھا
 میرا کتنا کبھی غلط نہ ہو گا یہ کہہ کر خود سختگان نے ہر کاروں سے کہا کہ بیان کرو کہ کسے بارگاہ چھین لی اور کون
 ایسا زبردست تھا کہ جسے لشکر کو شکست دی جلد بیان کرو خداوند کو اُسکے حال کے سننے کا بہت اشتیاق
 ہے انھوں نے جواب دیا کہ ملک جی ہم لشکر میں تو تھے نہیں اسی لشکر میں تھے اُسکے ہمراہ نہ گئے جب وہ
 لشکر تباہ ہو کر بیان آیا تو معلوم ہوا کہ یہاں سے فرخ بھر پر دو پہاڑ ہیں اُنکے درمیان سے راہ ہے
 اُسپا پہاڑوں کے ایک جنگل بہت بڑا ہے کہ لاپتی سپر و تماشا ہے اُس صحرا میں ایک کلاک کا بہت بڑا
 جنگل ہے اور ایک بہت سر بلند پہاڑ ہے اُسپر ایک قلعہ ہے مگر اُس پہاڑ کا کسی طرف سے راستہ نہیں ہے اسی
 قلعے میں ایک پہلوان رہتا ہے کہ نام اُسکا قرماسپ ہے وہ اولاد سے قرماسپ کی ہے اور خاندان سے
 طماس کے مگر وہ آفتاب پرست ہے جب یہ لشکر جا کر اُس صحرا میں آئے اور رات بسر ہوئی صبح ہوئی یہ لوگ
 تو بے خون و خطر بیٹھے ہوئے تھے اُسکو خبر ہوئی کہ ایک پہلوان پیش خیمہ از رنگ کا لیکر طرف آفتاب کا
 کے جاتا ہے از رنگ نے دعویٰ خدائی کیا ہے اور آفتاب پرستوں پر لشکر کشی کی ہے پس وہ بھی آفتاب پرست
 ہے اُسکو بہت غصہ آیا وہ اُسوقت اپنا لشکر لیکر نہیر پہاڑ آیا نہ معلوم کس راہ سے اور لشکر پر بند خون
 کر اتمام لشکر پہنچ بیدار کیا ارمان سے اور قرماسپ سے مقابلہ ہوا وہ اُسکے ہاتھ سے زخمی ہوا
 لشکر نے شکست کھائی بارگاہ وغیرہ اُسکا قبضہ ہو گیا یہ سب ارمان کو لیکر وہاں سے بھاگے
 اور اپنے لشکر میں چلے آئے یہ حال سننے انھیں لوگوں کی زبانی سنا تھا جو بیان کیا پس ہکو
 نہیں معلوم کہ یہ اصل واقعہ ہے یا دروغ ہو سختگان نے کہا کہ این گل دیگر شکفت ایک خدا پرست
 تو حریف تھے اب آفتاب پرست بھی حریف ہو گئے ہاں یہ اُسکا نتیجہ ملا کہ جیسے خداوند آفتاب پرستوں
 پر لشکر کشی کر کے چلے گئے راہ ہی میں سامنا ہو گیا ملاحظہ فرمائیے کہ قرماسپ پسر قرماسپ نے
 آپ کے لشکر کو شکست دی گو قرماسپ بھی اسی خاندان سے ہے کہ جس خاندان سے قرماسپ تھا
 وہ بھی آفتاب پرست تھا مگر وہ زبرد پرستوں پر جان دینا تھا یہ اُسکا بیوتا ہمارا دشمن ہو گیا ہے یہ
 کہان سے پیدا ہوا اور بہت سے باتیں سختگان نے ایسی کہیں کہ از رنگ کو غصہ آ گیا اور ہر دم ہو کر
 آئے کہا کہ کوئی ایسا ہے کہ لشکر لیکر جاے اور قرماسپ سے میری بارگاہ لے آئے اور اُسکو گنہگاری
 سخت دے اور میری اطاعت پر راضی کرے اگر وہ نہ راضی ہو تو قتل کرے یہ جو از رنگ نے کہا
 دیلم بن تورج حرا می اپنے دنگل پر سے اٹھا اور کہا کہ میں جا کر قرماسپ کو اس گستاخی کی سزا دوں گا
 اور بارگاہ خداوندی کو لیکر اپنے قبضے میں کر دوں گا اگر اُسے اطاعت کی تو خیر ورنہ قتل کر دوں گا
 از رنگ اُسکی یہ تقریر سنکے بہت خوش ہوا اور کہا کہ جسقدر تمھارا جی چاہے اپنا لشکر لو اور
 میرے لشکر سے بھی جسقدر جی چاہے لشکر اپنے ہمراہ لو اور جاؤ مگر سپر دید قدرت کیا دیلم نے
 سلام کیا اور قصد جانے کا کیا کہ وہ لوگ جو کہ ہمراہ ارمان کے گئے تھے سب سردار جو قتل ہوئے
 اور زخمی ہونے سے بچے تھے ارمان کو لیکر بارگاہ میں آئے اور زبرد و از رنگ کے اُسکو بھاگ
 قواعد شاہی بجالاے اور بجزا کیا اور تمام حال جو کہ ہر کاروں نے بیان کیا تھا اور گزر تھا سب
 بیان کیا از رنگ نے حکم دیا کہ ارمان کا علاج کیا جاے اور جو لشکر شکست کھا کر آیا ہے وہ ہمراہ

دلیلم کے جائے اور انکو وہ مقام بتائے وہ ناواقف ہیں پس بموجب از رنگ سب ارمان کو اٹھا کر
 باہر لائے اور جراح کو طلب کر کے اسکی زخم دوزی کی گئی اسکا علاج ہونے لگا اور دلیلم بارگاہ سے
 باہر آیا اور حکم دیا کہ میرا کل لشکر تیار ہو اور پچاس ہزار سوار لشکر خداوندی کے تیار ہوں پس فوراً
 لشکر دلیلم بھی تیار ہو گیا اور پچاس ہزار سوار لشکر از رنگ کے تیار ہوئے دلیلم مرکب پر سوار ہوا
 تمام آلات حرب و ضرب سے آراستہ خود سر پہ مع لشکر کے جو کہ قریب دو لاکھ اسی ہزار کے تھا اور
 اسی لشکر کو ہمراہ لیکر کہ جو شکست کھا کر آیا تھا طرف قمراسب کے روانہ ہوا بہت جلد راہ طوکر کے اُس
 مقام پر پہونچا کہ جہان پر دو درمیان پہاڑوں کے راہ ہو پس دلیلم نے ان لوگوں سے دریافت کیا
 جو کہ از زمان کی ہر اہی تھے کہ جہان پر مقابلہ ہوا تھا وہ مقام میان سے کتنی دور ہے بیان کرو انھوں نے
 کہا کہ ان پہاڑوں سے نکلے اور وہ صحرا طراوی نے بیان کیا ہے کہ از رنگ نے دلیلم سے کہا تھا کہ
 تم اپنے ہمراہ ہر کارے لیتے جاؤ جب تم قمراسب پر ظفر پانا تو مجھ کو خبر کرنا میں مع لشکر وہاں آجاؤنگا
 پھر میں اور تم دونوں ملکر کوچ کرینگے یا دیکھنا کہ لشکر کو شکست ہوگی اور قمراسب غالب ہوگا
 تو خبر کرنا میں اگر تمھاری ملک کرونگا پس دونوں ملکر اُس سے مقابلہ کرینگے اور یہی ہر کاروں سے
 کہا تھا پس جب دلیلم اُس مقام پر پہونچا اور اسکو معلوم ہوا کہ ان پہاڑوں کے اُس پار مقابلہ ہوا تھا
 دلیلم نے اس خیال سے کہ شاید قمراسب درہ کوہ پر اس خیال سے لشکر لیے ہوئے درہ کوہ پر موجود
 ہوا کہ از رنگ ضرور کسی نہ کسی کو برا سے مقابلہ روانہ کریگا پس جیسے وہ لشکر آئے میں اسکو اسی
 مقام پر گھیر کر شکست دون اور میں اس امر سے غافل ہوں اور شکست کھاؤں تو میری کوری ہو
 اور اگر دجاے سب یہ طعنہ زن ہوں کہ بہت بڑا دعویٰ کر کے گئے تھے یہ بھی شکست کھا کر آئے
 اس سے ہوشیار چلنا چاہیے یہ خیال کر کے لشکر کو حکم دیا کہ سب خبردار ہو جائیں تلواریں ہتھ
 کر لیں نیزے سپرے کر لیں اور ہر کاروں سے کہا کہ تم آگے جاؤ اور خبر لالو کہ حریف کیا کر رہا ہے
 آیا درہ پہاڑ میں پوشیدہ تو نہیں ہو اور بارگاہ لیکر کہ کھڑ کو گیا وہ ہر کارے یہ حکم پا کر فوراً داخل درہ
 ہوئے اُسکے عقب میں دلیلم یا خداوند از رنگ کھڑ چلا آئے عقب میں تمام لشکر ہر کارے
 راہ طوکر کے اُس صحرا میں آئے دیکھا کہ ایک لشکر اتر ہوا ہے بڑی چیل چیل ہے ہر طرف خوشی ہو رہی ہے
 بارگاہ از رنگی پر ہا ہر کارے اور سرداروں کے جیسے ہیں اُس میں نایح ہو رہا ہے یہ حال
 دیکھ کر وہ ہر کارے آگے واپس آئے ابھی دلیلم نے لطف راہ نہ طوکر مٹی کہ انھوں نے اگر خبری
 کہ خداوند قمراسب مع اپنے لشکر کے اور بارگاہ کے صحرا میں اتر ہوا ہے ابھی بارگاہ لیکر قلعہ میں
 نہیں گیا ہے وہ ہی بارگاہ پر ہا ہے اسی میں نایح ہو رہا ہے سب لوگ بہت خوش ہیں یہ حال جو دلیلم
 نے سنا لشکر کو حکم دیا کہ بہت جلد چلو ایسا نہ ہو کہ حریف کو خبر ہو جائے اور وہ اگر راہ روک لے
 تو بڑی خرابی ہو پس یہ جو حکم لشکر کو ملا سب نے ایک مرتبہ باگین اٹھا دیں اور بہت تیزی کے ساتھ
 لشکر کے مرکبوں کو دوڑایا یہاں تک کہ وہ راہ طوکر کے اُس درے سے نکلے اب دلیلم نے حکم دیا
 کہ نقارے پر چوب پڑی جیسے نقارے پر چوب پڑی اور صدائے نقارہ صحرا میں گونجی اور کان میں
 لشکر قمراسب کے پہونچی ایک مرتبہ اہل لشکر نے جو صحرا کی طرف دیکھا تو یہ نظر آیا کہ جس درے میں
 وہ لشکر شکست کھا کر بھاگتا تھا اسی درے سے ایک لشکر کثیر نقارے بجاتا ہوا چلا آتا ہے اُسکے
 آگے آگے ایک پہلوان زبردست از سر تا پا آہن میں غرق مرکب دور کا بے پر سوار مسلح و مکمل ہے

مقتب میں لشکر بشمار یہ حال دیکھ کر فوراً چند سوار داخل بارگاہ ہوئے قمر ماسب کو بجا کر کے عرض کیا کہ
 خداوند خبردار ہو جائیے لشکر حریف برا سے مقابلہ آیا ہے جس در سے کی طرف وہ لشکر شکست کھا کر
 بھاگا تھا اسی در سے لشکر مع ایک پہلوان قوی ہیکل کے آپ کے مقابلے کو آیا ہے قمر ماسب
 نے کہا کہ آنے دو اور فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور سب سردار بھی پس اسنے حکم دیا کہ سب مسلح و مکمل
 ہو جائیں اور لشکر میں کمر بندی ہو شایہ حریف اپنا عوض لے چکے غافل پاکر روز خون گراے یہ حکم
 دیکر بہت جلد مسلح و مکمل ہوا اور بارگاہ سے باہر نکلا سب سردار بھی مسلح و مکمل ہو کر آئے پس قمر ماسب
 مع سرداروں کے کنارے پر لشکر کے آکر کھڑا ہوا اور آمد لشکر حریف کا تماشا دیکھنے لگا اور لشکر
 قمر ماسب میں کمر بندی ہونے لگی اور دھرم دیلم بن تورج اپنا لشکر لیکر اس درہ کوہ سے باہر نکلا اور
 لشکر حریف کو دیکھ کر اور سب کو مسلح و مکمل پاکر حکم دیا کہ مقابلہ لشکر حریف میدان جنگ کی دست چھوڑ کر
 جیسے وغیرہ برپا کیے جائیں گوا سکا قصد تھا کہ جیسے قمر ماسب ارمان کو غافل پاکر اگر اتھا اسی طور سے
 میں بھی لشکر پر اس کے جا کر دن کیونکہ یہ غافل ہو ضرور میری ظفر ہوگی مگر آنے در سے سے باہر نکلا
 سب کو خبردار پایا اور دیکھا کہ لشکر میں کمر بندی ہو رہی ہو پس اسنے حکم لشکر کے اترنے کا دیا اور
 اوپر قمر ماسب نے دیکھا کہ ایک پہلوان مع ہزار بارہ سو سواروں کے اور مع لشکر کثیر کے
 درہ کوہ سے نکلا اور اسنے میرے لشکر کی طرف دیکھ کر میرے مقابلے میں لشکر کو بٹھرایا اور مجھے
 برپا ہونے لگے قمر ماسب دیکھ رہا ہوا اور اپنے سرداروں سے دیلم کی اور لشکر تعریف کر رہا ہوا
 اور کہتا ہے کہ یہ کوئی پہلوان زبردست ہو اور عالی خاندان ہو کیونکہ اس کے ہمراہ لشکر بھی معقول
 ہو یہ مثل ارمان کے ایسا دلیسا پہلوان نہیں ہو دیکھو کس طریقے سے لشکر کو درہ کوہ سے نکالا
 ہو اور کس قاعدے سے دف بستہ کیا ہو جو کہ لشکر کا طریقہ ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ معرکہ سرگرمی
 ہر فنون جنگ سے خوب واقف ہو اگر میرا رفیق ہو جائے تو اپنے لشکر کی سپہ سالاری اسکو
 دون اور اپنا کل لشکر اس کے سپرد کروں قمر ماسب تو بیان اسنے سرداروں سے یہ تقریر کر رہا ہوا
 اور دیلم نے اپنے لشکر کو کمر کھونے اور جیسے وغیرہ برپا کرنے کا حکم دیکر اور مع چند سرداروں کے
 مرکب کو ہمیں کر کے اس طرف کا رخ کیا کہ جدھر قمر ماسب مع اپنے سرداروں کے مسلح و مکمل کھڑا
 تھا اور قمر ماسب کو دیکھ کر اپنے سرداروں کے کہا کہ یہ جو پہلوان کنارے پر لشکر کے کھڑا ہے
 مع چند سرداروں کے معلوم ہوتا ہے کہ یہی لشکر کا افسر ہو اور مالک سپاہ و لشکر ہو دیکھو اس کے
 چہرے سے شان و لاوری و شوکت بہاوری پیدا ہوا ہے اور کستدر مشاہیر ہو طر ماسب بن طحاس
 نے گوچنے طر ماسب کو دیکھا نہیں مگر اسکی تصویر دیکھی ہے اسکی تصویر سے بہت مشابہ معلوم ہوتا ہے
 میں خیال کرتا ہوں کہ اسی خاندان سے ہے سرداروں نے جواب دیا کہ آپ نے شاید سنا نہیں
 ہر کاروں نے تو بیان کیا تھا کہ قمر ماسب بن غر ماسب بن طر ماسب نے بارگاہ ارمان شہر صورت
 سے ہمیں لی پس ثابت ہو کہ یہ پوتا ہے طر ماسب کا دیلم نے کہا کہ تم نے سنا کہا بان بان میں نے بھی سنا تھا
 لھکو اس وقت خیال نہ رہا یہ تقریر کرتا ہوا آگے بڑھا اور قمر ماسب نے جو دیکھا کہ وہ پہلوان
 جو کہ آگے آگے لشکر کے تھا بعد کہ سرداری اپنے لشکر کو فروکش ہونے کا حکم دیکر مع چند سرداروں
 کے میری طرف آتا ہے یہ بھی مع اپنے سرداروں کے لشکر سے چلا اور لشکر کے باہر آیا اور صر سے
 دیلم چلا اور قمر ماسب پس وسط راہ میں دونوں سے باہم ملاقات ہوئی جب باہم ملاکین چارہوں

قرماسپ نے بطریق آفتاب پرستی اور دلیلم نے بطریق از رنگ پرستی سلام کیا اور دونوں مرکب
 رنگ کو ٹھڑے ہوئے بعد صاحب سلامت کی دلیلم نے کہا کہ اگنانام قرماسپ ہو اور آپ کس خاندان
 سے ہیں قرماسپ نے کہا کہ جی ہاں میں ہی قرماسپ ہوں اور میں خاندان ظہماس بن عنقویل دیکھو
 سے ہوں ظہماس میرے دادا ہیں اور طرماسپ بن ظہماس میرے دادا ہیں اور قرماسپ بن
 طرماسپ میرے باپ تھے میں فرزند ہوں پہلوان دوران گر شاسپ جہان غماس بن طرماس
 کامیر انام قرماسپ ہو اور تمکو قرماسپ بھی کہتے ہیں فرمائیے آپ کو کیا ارشاد کرنا ہو دلیلم نے جواب دیا
 کہ اے قرماسپ میں نے تو سنا تھا کہ تم بڑے بہادر ہو اور طریقہ بہادری سے خوب واقف ہو اور
 خاندان فلاوران سے ہو مگر جو طریقہ تم نے اختیار کیا ہو وہ کبھی تمہارے باپ دادا نے نہیں کیا وہ
 ہمیشہ حریف سے سرگرم ہو کر اٹھے یہ تم نے کیا طریقہ اختیار کیا کہ حریف کو خننے غافل پا کر اسپر
 روز خون گری اور اسکو زخمی کر کے بارگاہ وغیرہ پر قیضہ کر لیا اور لشکر کو شکست دی یہ کونسی
 جو انمردی تھی اور تمکو یہ بھی نہ خیال آیا کہ ہم کس سے مقابلہ کرتے ہیں یہ کون ہو یہ خداوند از رنگ
 کامیر اول لشکر ہو اور اٹکا پیش خمیہ لیکر جاتا ہو جو کہ ہمارا خداوند ہو کیا تمکو ارمان نے اس
 واقعہ سے آگاہ کیا تھا اے قرماسپ تمکو ضرور اسکا خیال کرنا نہ بیانتھا کہ تمہارے بزرگ
 ہمیشہ ایک مدت دراز تک لقائپرست رہے جو کہ خداوند از رنگ کے دادا تھے انکی بندگی
 کی اور بخدائی اُنکو مانا عنقویل دیکھو پر در لقائپرست تھا ظہماس بن عنقویل بھی لقائپرست تھا
 اور سنون قدرت کہلاتا تھا مگر ایک زمانہ ایسا آیا کہ وہ خداوند لقائ سے منحرف ہو گیا اور
 انکی اطاعت ترک کی اسکا سبب یہ تھا کہ وہ حمزہ اول کے پوتے نور الدہر پر عاشق ہو گیا
 تھا اسکے عشق میں اس نے اپنا مذہب قدیم ترک کیا اور دین اسلام قبول کر لیا اور اُسی مذہب
 میں مارا گیا اسکے سبب سے عنقویل نے بھی دین اسلام قبول کیا تھا مگر اسکا خیال رہے کہ
 کوئی انھوں نے نامردی سے اور عاجز ہو کر ایسا نہیں کیا تھا بلکہ ظہماس کو نور الدہر نے
 زیر کیا اور اسکا یہ قول تھا کہ جو مجھکو زیر کرے میں اسکا دین قبول کروں اور اسی طور سے
 عنقویل نے بھی نور الدہر سے زیر ہو کر دین اسلام قبول کیا پس اگر اسکے خلاف کرتے تو
 نامرد کہلاتے کہ اپنے قول کے خلاف کیا وہ لوگ اپنے قول کے پابند تھے اور اسطور سے
 کہ جسطور سے تم نے مقابلہ کیا حریف سے مقابلہ کرنے کو ننگ و عار خیال کرتے تھے ہمیشہ ساتھ
 جو انمردی کے ٹڑے گو مسلمان ہو گئے تھے انکی شجاعت و بہادری میں فرق نہ آیا عنقویل کے
 واقعہ کو خیال کرو تم نے سنا ہو گا کہ طرماسپ نے لاکھ لاکھ جاہا کہ وہ دین اسلام ترک کرتے
 اور ایرج نوجوان کی اطاعت کرے مگر اس نے قبول کیا اور یہی جواب دیا کہ میں نور الدہر
 کی غلامی قبول کر چکا ہوں اب ایرج کی اطاعت نہ کروں گا آخر طرماسپ نے پریشان ہو کر
 اسکو قتل کیا اس نے جان دیدی مگر اطاعت نور الدہر سے منہ پھیرا اے قرماسپ تیرے
 بزرگ ایسے تھے مدت تک زمر دپرست رہے اپنے دادا کو خیال کر لیجئے طرماسپ کو
 جب اسکو مجبور ہوئی کہ میرے دادا اور باپ نے دین اسلام قبول کر لیا تو پرہم ہو کر لشکر
 لیکر اس قصد سے آیا کہ باپ کو زیر کر کے پھر مذہب قدیم پر لاؤں بہت بڑے معرکے ہوئے
 ایرج نوجوان سے وہ آفتاب پرست تھے طرماسپ سے مقابلہ ہوا انھوں نے تیرے دادا

نہ ہر کر لیا اور اپنے مذہب میں لائے وہ ایسے صاحب وضع تھے کہ لاکھ لاکھ تذبذب طہاس نے کی
 یہ رفاقت ایرج کی ترک کرے اور دین اسلام قبول کرے مگر انھوں نے نہ قبول کیا آخر
 رفاقت ایرج میں جان دی انکو اسنے باپ طہاس نے قتل کیا اسی خطا پر کہ یہ آفتاب پرست
 ہو اور میری اطاعت نہیں کرتا جو ایسے ساکھ کے لوگ تھے کہ انھوں نے جان دینا گوارہ کی مگر
 اطاعت کرنا قبول نہ کیا یہ نہ خیال کرنا کہ ایرج آفتاب پرست تھا مگر باطن نقا پرست تھا اطاعت
 ایرج میں اطاعت خداوند تھا پس طہاس پر اور اطاعت خداوند تھا میں مارا گیا اگر وہ
 زندہ ہوتے ضرور زمرہ ثانی و از رنگ بن زمرہ کی اطاعت کرتے اور ابھی مابندگی سے سرتابی
 نہ کرتے گو ایرج آخر میں مسلمان ہو گیا اور شریک حمزہ ہوا کیونکہ وہ انکا پر و تا تھا اسی طور سے
 مختارے باپ نے اسد کی اطاعت نہ کی گو کم سن میں مارے گئے اسد کے ہاتھ سے غماسب
 بھی بڑا زبردست پہلوان ہوتا اگر زندہ رہتا وہ بھی ضرور اسی خاندان خدائی کی مدد و کمک کرتا
 مگر افسوس ہو کہ اسکو فتنائے ملت نہ دی وہ اپنے باپ سے ملنے کو چلا تھا اور لقا کو مجدہ کر نیو
 راہ میں اسد سے مقابلہ ہو گیا وہ کمسن یہ جہانگیرہ زمین و آسمان کا فرق مارا گیا مگر اسد کی
 اطاعت نہ کی اور اپنے مذہب کو ترک کرنا نہ قبول کیا ایسے بہادر و ن کے فرزند ہو کر تم ایسی
 نامروی کرو اور اپنے خداوند سے مقابلہ کرو آفتاب و ماستاب بھی تو خداوند زمرہ ثانی و
 از رنگ کے پیدا کیے ہوئے ہیں پس تمکو لازم ہو کہ تم بھی مثل اپنے باپ و دادا کے اطاعت
 پر کمر کسو اور اس سرکشی سے باز آؤ مختارے بزرگ خداوند کے بزرگوں کے طابع فرمان رہ
 تم اسنے طابع فرمان ہو یہ کونسی نادانی ہو کہ اپنے خداوند سے مقابلہ کرتے ہو کوئی بھی اجنبک اپنے
 خدا سے لڑا ہو جو تم اڑتے ہو پس میرے کہنے پر عمل کرو بارگاہ خداوندی میرے سپرد کرو اور
 رومال سے ہاتھ باندھ کر میرے ہمراہ بیوی میں بکھار دی خطا خداوند سے معاف کرو ونگا اگر
 اسنے خلافت کرو گے تو یاد رہے کہ میں اسنے مقابلہ کرونگا اور تمکو زیر کر کے خواہ قتل کر کے
 بارگاہ اپنی قبضے میں کرونگا اگر تم اس حالت میں اطاعت خداوندی پر راضی ہو گے تو تمکو
 زندہ چھوڑ دو ونگا ورنہ قتل کرونگا آئندہ تمکو اختیار ہو میں نے تمکو سمجھا دیا جو میرا حق تھا
 میں نے ادا کر دیا میں اسی غرض سے تمکو خداوندی مختارے مقابلے کو آیا ہوں میرے کہنے پر
 عمل کرو ایسی جو اتنی کو بر باد نہ کرو اس زندگی کو غنیمت جانو یوں برباد نہ کرو باہم مقابلہ کرنے
 سے کیا حاصل بلکہ یہ فکر کرو کہ حج اور تم ایک ہو کر اس مریض زبردست سے مقابلہ کریں کہ جسکے
 ہاتھ سے ہمارے اور مختارے بزرگ قتل ہوئے ہیں اور جنھوں نے ہمارے اور مختارے
 خداوندوں کو پریشان کیا ہو اور وہ اسنے ہاتھ سے عاجز ہو کر بالائے آسمان چلے گئے
 ہیں وہ کون ہیں یعنی اہل اسلام جنوسب کو نہ سب کو ایک دل ہو جائیں اور اہل اسلام
 مقابلہ کریں اور انکو شکست دیں اور انکا استیصال کریں پس قرنا سب تم میرے قول پر
 عمل کرو اور جو میں نے کہا ہو اسکو مان لو مختارے بشرہ سے ثابت ہو تا ہو کہ تم زبردست
 کہنے پر عمل کرو گے اور اپنے بزرگوں کے قدم بقدم چلو گے یہ جو دہلیم نے کہا قرنا سب سے
 جواب دیا کہ پہلے یہ تو آپ فرمائیے کہ آپ کس خاندان سے ہیں اور آپ کا نام کیا ہے کیا ہے
 میں آپ کو آپ کی اس تعزیر کا کافی جواب دوں دہلیم کے کہنا کہ تو قرنا سب اسکا ہو کہ میں خاندان

حزہ سے ہوں میرا نام ولیم بن تورج پو اور تورج فرزند رشید ایرج نوجوان کے تھے اور ایرج فرزند رشید ملک قاسم کے تھے اور بروئے تھے حمزہ صاحبقران کے اور نواسے تھے خداوند لقا کے اور ملک قاسم فرزند تھے علم شاہ رومی کے علم شاہ رومی فرزند تھے حمزہ کے پس میں حمزہ کے بروئے کا پوتا ہوں ہمارے والد بزرگوار کخیال کرو کہ خاندان اسلام سے تھے کہ جس خاندان میں کوئی انکے قول کے موافق کا فرینین ہوا مگر چونکہ میرے والد کو یہ تصدیق ہو گیا تھا کہ دین اسلام کوئی مذہب قدیم نہیں ہو صرف حمزہ کے بزرگوں نے لوگوں کے گمراہ کرنے کے لیے یہ دین اختیار کیا ہے اور حمزہ نے اسکو رواج دیا ہے انھوں نے نہ قبول کیا اور شر اکت خداوند لقا سے مجھ نہ پھیرا انکی اطاعت سے سرتابی نہ کی کبھی سرکشی نہ کی لاکھ ایرج نوجوان انکے والد نے چاہا کہ یہ مثل میرے دین اسلام قبول کرے مگر انھوں نے نہ قبول کیا اور ہمیشہ برسر فساد رہے اور مقابلہ کرتے رہے کیسے کیسے مقابلے کیے اپنے پر دادا علم شاہ کو دربار فرعون شاہ ثانی میں سرور بار قتل کیا اپنے دادا قاسم کو لشکر روانہ کر کے قتل کر دیا پہلے آفتاب پرست تھے جب دیکھا کہ لقا خداوند برحق ہے انھوں نے لقا کی بندگی کی اور خدائی پایا دیکھو بہادر ایسے ہوتے ہیں جو کما زبان سے وہ کیا انکے خلاف نہ کیا جب تک خداوند لقا زمین پر تشریف فرما رہے انکے ہمراہ رہے جب وہ اپنے فرزند زمر و ثانی کو امور خدائی سپرد کر کے بالائے آسمان گئے تو میرے والد انکے ہمراہ ہر سرکہ میں رہے نوبت بایںجا رسید کہ خداوند زمر و ثانی بھی بعد مدت مدید بالائے آسمان تشریف لے گئے انہیں اور ہمارے والد سے ایسی گفت تھی کہ انکو بھی اپنے ہمراہ لیتے گئے پس بعد زمر و ثانی کے امر خدائی انکے فرزند از رنگ کو ملا ہم لوگوں نے اپنے باپ کی پیروی کی اور انکی اطاعت سے سرتابی نہ کی اسلام بھی خداوند کے مطیع ہوئے اور میں بھی پس ہم لوگ ایسے اپنے قول کے پابند تھے کہ اس قول سے نہ پھرے سوائے ہم تین شخصوں کے اور کل خاندان ہمارا خدا پرست تھا مگر ہمیں تین شخصوں نے دین اسلام نہ قبول کیا بلکہ اپنا مذہب قدیم بھی ترک کیا یعنی آفتاب پرستی پس اقرما سپ ہر ایک کو اپنے خاندان کے قدم پر قدم رکھنا نہ بیا ہو پس یہ کیا کہ پہلے تو کسی کے شریک ہوئے جب دباؤ پڑا تو اسکے شریک ہو گئے کہ جسکا دباؤ پڑا پس چاہے جان جان جائے چاہے رہے جسکے شریک ہوئے اسکے شریک ہوئے چونکہ ہمارے خاندان کا یہ طریقہ تھا اور ہر جو زبان سے کہا وہ کیا اسی طور سے ہمارے والد نے لقا سے اقرار کیا تھا کہ میں آپ کی اطاعت سے سرتابی نہ کروں گا اور نہ میری اولاد پس اسی پر عمل کیا انھوں نے بھی اور رہنے بھی اتنا اور جب تک زندہ ہیں عمل کریں گے کبھی جیسے کوئی فعل اس قول کے خلاف نہ سرزد ہو گا پس تم بھی مثل میرے خداوند کے اطاعت کرو اور مثل اپنے باپ و دادا کے کہ جسطور سے وہ میرے دادا کی محبت میں مارے گئے اور انھوں نے دین اسلام قبول نہ کیا پس تم بھی میری اطاعت کرو وہ لوگ جسطور سے انکی عزت کرتے تھے اسی طور سے میں تمھاری عزت کروں گا قرما سپ نے جواب دیا کہ اب مجھکو ثابت ہوا کہ آپ فرزند میں تورج مردک حرامی کے کہ جو فرزند تھے ایرج نوجوان کے جو کہ حالت کفر میں بقول اہل اسلام کے پیدا ہوئے تھے زوجہ برادر فرخ تاجر سے یہ تو آپ نے بجا ارشاد کیا میرے باپ دادا انکے بھی اپنے باپ دادا کی اطاعت سے سرتابی نہ کی اور انکے دادا نے

انکی بڑی عزت کی یہ مرتبہ بہم کیا کہ انکو اپنا سپہ سالار کیا اور جب وہ قتل ہوئے تو انکو ماتم میں چالیس دن تک سیاہ پوش رہے ویسی عزت کون کرے گا جب وہ ایسی عزت کرتے ہیں تو ان لوگوں نے بھی اپنی جان نہ عزیز کی انہر نشانہ کی گونج بھی آپ کی اطاعت کرنا لازم بلکہ فرض ہو مگر اسوقت کی اور اسوقت کی حالت میں بہت فرق ہے آپ ایک گہر کی طرف سے مجھے مقابلہ کرنے آئے ہیں اور میں اسکو خدا اپنا نہیں جانتا ہوں پس میں کیونکر آپ کی اطاعت کروں ہاں اگر آپ اپنی طرف سے خود مجھے مقابلہ کرنے آتے تو میں ضرور آپ کی اطاعت کرتا یہ ممکن نہیں ہو کر میں بارگاہ آپ کو بدرون مقابلہ کیجے ہوئے بدرون یہ کیسیکا اجارہ نہیں ہے جس طرح جی چاہا حریف سے مقابلہ کیا اور میں نے کوئی پوشیدہ ہو کر مقابلہ نہیں کیا بشرطیکہ ارمان کو زخمی کیا اور لشکر کو شکست دی جب میں نے سنا کہ یہ لشکر برائے مقابلہ آفتاب پرستان جاتا ہے چونکہ میں آفتاب پرست تھا مجھکو نہ ہی پاس ہوا میں لشکر لیکر آیا لشکر سے مقابلہ کیا ہزاروں کی جان لی تب بارگاہ قبضے میں آئی میں نے پہلے ہی ارمان سے کہا تھا کہ تم اپنا لشکر لیکر واپس جاؤ بارگاہ مجھکو دید و اسنے نہ قبول کیا میرے اسکے مقابلہ ہوا میں اسکی ضرب سے بچا میں نے اسپر حملہ کیا وہ زخمی ہوا لشکر نے شکست کھائی میں نے بارگاہ پر قبضہ کیا میں نے ہزاروں جانیں گنوا کر اور اپنے لشکر کو بردار کر کے بارگاہ پر قبضہ کیا ہر پس میں کیونکر بارگاہ دید و اور کیونکر از رنگ کی اطاعت کروں پس اگر آپ برائے مقابلہ آئے ہیں تو مقابلہ کیجیے اگر نہیں غالب آئیے تو بارگاہ لیجیے ورنہ میری تو ہو اور میں تو یوں بارگاہ نہ دنگا بدرون ہاتھ منہ کئے ہوئے اگر میں بارگاہ فریب سے یاد ہو کے سے لیتا یا یہ مجھکو منظور ہوتا کہ میں بارگاہ لیکر چلا جاؤں یا میں بہادر نہ ہوتا تو بارگاہ لیجے ہوئے کوئی یہاں قیام کیونکر کرتا اپنے مسکن کو چلا نہ جاتا میرا تہ بھی تو آپ کو نہ معلوم ہوتا پس میں خود اس امر کو خلاف بہادری سمجھا اس سبب سے میں نے یہاں قیام کیا میں نے خیال کر لیا تھا کہ جب از رنگ کو خبر ہوگی وہ کسی نہ کسی کو ضرور میرے مقابلے کو روانہ کرے گا پس اسکے خوف سے کیوں تم کسی طرف چلے جاؤ وہ کیا چیز ہو کہ جسکا میں خوف کروں جو کوئی آئیگا میں اسکو قتل کروں گا اور شکست دوں گا پس میں کیوں نہ مقابلہ کروں اور آپ ہی کا قول ہے کہ میرے بزرگوں نے جسکی اطاعت کی زیر ہو کر کی جب اپنے سے دوسرے کو زبردست پایا اور اپنے اور غالب دیکھا ظلم اس نے وغیرہ قویلی نے نور الدین کی اطاعت کی تو جب اُس نے زیر ہوئے تب انکا دین اختیار کیا اسی طور سے میرے دادا نے جنتک ایرج کو جو انہر نے زیر نہ کر لیا اسوقت تک انکی اطاعت نہ کی نہ انکا دین قبول کیا پس میں کیونکر آپ کی اور یا از رنگ کی بدرون زیر ہوئے اور مغلوب ہوئے اطاعت کر لوں اپنے بزرگوں کے قول کے خلاف کروں انکی پیروی کیونکر نہ کروں اگر میں نے انکے خلاف کیا تو پھر میں کب اس خاندان سے ہوا پس جو کوئی مجھکو نہ پر کرے وہ یہ بارگاہ بھی لے جائے اور میں اسکی اطاعت بھی کروں گا اگر میں زیر کر لوں وہ میری اطاعت کرے و لیکن نے کہا کہ تم نے یہ امر واجب کہا پس میری بات سنو جب یہ خبر از رنگ کو معلوم ہوئی کہ قرما سپہ کن غما سپ نے میری بارگاہ چھین لی اور میں نے تمہارا اور تمہارے سے باب کا نام سنا تمہارے دیکھنے کی محبت میرے دل میں پیدا ہوئی پس خداوند نے کہا کہ کوئی جا کر اس سے مقابلہ کر کے میری بارگاہ لے آئے اور اسکو میری اطاعت پر راضی کرے اگر وہ میری اطاعت کرے تو خیر ورنہ اسکو قتل کرے میں اپنے دنگل پر سے اٹھا اور لشکر لیکر

اور حاکم کو آیا اس خیال سے کہ میں جا کر مقابلہ کروں اور زیر کر لوں تو میرا رفیق زیادہ ہو جائے کیونکہ اسکے بزرگ میرے بزرگوں کی خدمت میں رہے ہیں اور میرے بزرگوں نے قرماسپ کے بزرگوں کو ہمیشہ زیر کیا ہو پس میں بھی جا کر اسکو زیر کروں اور اپنی اطاعت پر راضی کروں پس میرے کئی عمل کرو جبکہ تمہارا یہ قول ہے کہ جو کوئی مجھکو زیر کرے خواہ فنون سپاہ گری میں خواہ کشتی میں وہ مجھے یہ بارگاہ بھی لے اور میں اسکی اطاعت کروں اور اسکا دین بھی قبول کرونگا پس کیوں اہل لشکر طرین کے باہم مقابلہ کریں اور خون ناحق ہو میرے تمہارے کل مقابلہ ہو جائے جو غالب ہو وہ اس بارگاہ کا مالک ہو اگر تم مجھ پر غالب آؤ میں تمہاری اطاعت کروں اور تمہارا دین اختیار کروں اور اگر میں تم پر غالب آؤں تو میں اس بارگاہ کا مالک ہوں اور تم میری اطاعت کرو قرماسپ نے کہا کہ مجھکو بدل قبول ہو اور میں آپ سے مقابلہ کرنے کو موجود ہوں بہ شوق آب طبل جنگ بجو ایسے میں آپ سے مقابلہ کرونگا یہ جو قرماسپ نے کہا دلیلم نے قبول کیا باجمہ قول قرار ہوا بعد وہ دونوں اپنے اپنے لشکر میں واپس آئے قرماسپ بارگاہ ارزنگی میں آکر بیٹھا سب سردار آکر حاضر ہوئے اور اسنے دلیلم کی بہت تعریف کی اپنے سرداروں سے کہا کہ میرے دادا اچھے دادا کے سپہ سالار تھے اور ان کے دادا میرے دادا کی بڑی عزت کرتے تھے اور دلیلم اپنے لشکر میں آیا وہاں خیمے وغیرہ برپا ہو چکے تھے دلیلم اپنی بارگاہ میں آیا سب سردار حاضر ہوئے قرماسپ کی بہت تعریف کی اور حکم دیا کہ بجے طبل جنگ ہمارے نام پر ہم کل قرماسپ سے خود مقابلہ کریں گے پس بموجب حکم دلیلم لشکر دلیلم میں طبل جنگ پر چوب پڑی صدا اٹھارہ صحابہ گویا لشکر کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا سب سامان جنگ کرنے لگے جب صدا طبل جنگ بجا یک قرماسپ کے کان میں پہنچی اور ہر کار نے کوس رزمی کے بھنے کی خبر لیکر خدمت قرماسپ میں حاضر ہوئے دعا و ثنائے شاہی بجا لاکر عرض کی کہ لشکر دلیلم میں طبل جنگ بجا دلیلم نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا ہو پس قرماسپ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بنام ہمارے طبل جنگ بجے ہر کار نے حکم قرماسپ لشکر قرماسپ میں آئے اور ہر اواز بلند آکر کہا کہ قرماسپ نے حکم دیا ہو کہ ہمارے لشکر میں لقارہ رزمی بجا یا جائے کل چم دلیلم سے مقابلہ کریں گے یہ جو حکم قرماندہ کا پہونچا فوراً لقارہ رزمی پر چوب پڑی لشکر قرماسپ کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا پس یہاں بھی سامان جنگ ہونے لگا دونوں لشکروں میں رات بھر تیاری رہی جنگ کا سامان ہوا طلایہ پیر اکیا صدا سے حاضر باش و ناظر باش بلند رہی جب صبح ہوئی ایک طرف سے دلیلم اپنا کل لشکر لیکر میدان میں آیا صف آرا ہوا ایک طرف سے قرماسپ اپنا لشکر لیکر آیا اور صفوں لشکر آہستہ گین تہر داروں نے ٹھکڑا پست و بلند زمین کو ہموار کیا جو درخت کہ حامل نظر تھے انکو قلم کیا سقون نے ٹھکڑا آب پاشی کی نقیبوں نے ٹھکڑا نقابت کی کھڑکت کڑکا کہکے لشکر میں چلے آئے پس دلیلم اپنے سب سرداروں سے رخصت ہو کر اور مرکب کو ہمیں کر کے میدان میں آیا سراپا میدان کا کھنکھایا اور ہر سے قرماسپ نے اپنے لشکر سے بھگنے کا سامان کیا کہ دلیلم نے مبارز طلب کیا پس قرماسپ سب سرداروں سے ملکر اور مرکب کا تنگ اپنی اپنی مرضی کے موافق درست کر کے سوار ہو کر طرف میدان کے چلا اور میدان میں پہونچ کر دلیلم سے ہم تنگ اور ہوا دونوں کی سپرین ٹرین شرارے سپروں سے بھگنے دونوں نے مرکب برابر رکھے

کسی کا مرکب نہ لپیا ہوا پس ولیم نے کہا کہ اگر قمر ماسپ نکلا و زمین ہم اور تمہارا برابر ہے پس اب مقابلہ کرو قمر ماسپ نے کہا کہ کس امر کا انتظار ہو جو آپ حربہ رکھتے ہوں وہ حربہ ایسا ہے جس سے شکستہ ولیم نے نیزہ اٹھایا اور سیٹھ قمر ماسپ کو تاک کر وار کیا قمر ماسپ نے نیزہ کو نیزہ سے کی سنان پر روکا باہم نیزہ بازی ہونے لگی طعن پر طعن چلنے لگی بموجب شعر و نیزہ دو بازو دو مرد و لیرہ تو گونی کہ بود نہ و نہ شیرہ بڑے عرصے تک نیزہ بازی رہی ایک دوسرے پر غالب نہ آیا دونوں کے نیزہ بیکار ہو گئے سنابین ناکارہ ہو گئیں داند پر داند پڑنے لگے جب نیزہ بازی میں دونوں عاجز ہوئے نیزہ اٹھا کر زمین پر پھینک دیے عمود اٹھائے فریبوس زمین سے اُس سے لڑنے لگے کئی ضرب کی رو و بدل ہوئی عمود بھی بیکار ہو گئے انہیں پھینک کر آگے بعد بڑے عرصے تک نیزہ کمان لیکر مقابلہ کیا ترکش خالی ہو گئے کمانیں بھی رکھ دیں نیزہ بازی ہوئی انہیں بھی برابر رہے پس تلواریں کھینچ گئیں رو و قدح ہونے لگی و دھلیان تقیین کہ برابر چپک رہی تقیین مرکب مثل گل کے پھر رہے تھے کبھی ولیم نے سر پر ضرب لگائی قمر ماسپ نے رو و کر کے کمر کا ہاتھ لگایا ولیم نے رو و کر کے پالٹ کا ہاتھ لگایا قمر ماسپ نے بہرے کا ہاتھ لگایا ولیم نے تانچہ لگایا اس نے بھنڈا رہے کا ہاتھ دیا اسی طور سے بڑی دیر تک تلوار چلی سپرین مثل غزال کے ہو گئیں اور تلواروں میں دانت جھگڑے پس ولیم نے کمر کا ہاتھ لگایا قمر ماسپ نے اسکو رو و کر کے سر کا ہاتھ لگایا ولیم نے سپر کو سر کی پناہ کیا اور اپنی تلوار کو نیام میں کر کے دست چپ میں سپر کو خوب مضبوط جتوا اس کے اپنے کو بچا یا جیسے تلوار قریب سر آئی سپر کی اوچھ جودی تلوار پٹ پڑی پس دست راست کو دراز کر کے قبضہ تلوار پر ہاتھ ڈال دیا اور زور کرنا شروع کیا اذھر قمر ماسپ نے بھی زور کیا باہم زور ہونے لگے قمر ماسپ نے کہا کہ اگر ولیم یہ ممکن نہیں ہو کہ اب میرے ہاتھ سے تلوار لے لو میں بھی کوئی ایسا کمزور نہیں ہوں ایک کیچے کے ہاتھ سے تو کوئی زبردستی لے نہیں سکتا ہو نہ کہ مجھ پہلو ان قوی کے ہاتھ سے ولیم نے کہا کہ اچھا تم زور کرو باہم زور ہونے لگے مرکب طاقت نہ کیوں کی تاب نہ لا کر زمین پر پیٹ کے بھل بیٹھ گئے نہ بائیں نکل آئیں یہ حال جو اہل لشکر نے مرکبوں کا دیکھا تو ہیکار کر دو لون سے کہا کہ اگر باہم زور آزمائی کرنا ہو تو پشت مرکبوں پر سے اتر کر زور آزمائی کر لو اور اپنی اپنی تقدیر کو آزمالو یہ بے زبان مختار سے لشکروں کی تاب نہیں لا سکتے ہیں ہاں گا و نہ میں مختار سے لشکر اٹھا سکتی ہو کیوں بیکار رہے نہ بانو کھلاک کرتے ہو پس یہ شکستہ دونوں جدا ہو گئے اور اپنے اپنے مرکب پر سے کودے دامن گردانکر اور اسلحہ تن سے اُتار کر زور کرنے لگے اتنے عرصے میں بلیداروں نے اکھاڑ اتیار کر دیا پس اکھاڑے میں اتر کر کشتی ہونے لگی جو بیج ولیم باندھتا ہو قمر ماسپ اسکا توڑ کر کے مثل برق کے نکھلاتا ہو اور جو دونوں قمر ماسپ باندھتا ہو ولیم اسکا توڑ کر کے مثل شرارے کے نکھلاتا ہو دونوں برابر سے لڑ رہے ہیں اگر مگر ولیم نے گاری اور قمر ماسپ کے سر سے خون نکلا تو اس کے جواب میں قمر ماسپ نے بھی ایسی مگر ماری کہ اسکا بھی سر مجروح ہوا اگر اس نے نوازہ بند باندھا تو قمر ماسپ نے بھی اسکا چوڑ کیا اس نے اندری چڑھادی اگر ولیم نیچے پکڑ لایا تو پھروں گھستا چلا گیا مگر حیت نہ کر سکا اس وقت کہ اگر قمر ماسپ پکڑ لایا تو بھی چیت نہ کر سکا کسی نے دھوبی پاٹا کیا کسی نے گدھا لوٹن کیا اس طرح

باہم دانوں بیچ ہو رہے ہیں جو کہ بند بندہ رہے ہیں اگر قرماسپ نے پٹین اکھڑ بن تو دلیلم
 ٹانگ ایسی لگائی کہ دوسرا ہوتا تو ضرور گر پڑتا اسی طور سے بڑے غصے تک لڑا کیے جب دونوں
 اہل لشکر نے دیکھا کہ کشتی جکڑ ہونے لگی اور کٹوئی زیر زمین ہوتا ہو کنا۔۔۔ اٹھاڑے کے زین پکڑ
 بچھا بچھا کر بیٹھ گئے کشتی کا تماشہ دیکھنے لگے کشتی چھڑا کنا بندھا ہوا ہو ہر ابر سے لڑ رہے ہیں مگر یہ
 حال ہو کہ جہان پر جکڑ لڑنے لگتے ہیں اس قدر پسینہ آتا ہو کہ وہ مقام تمام تر سو جاتا ہو بلکہ کچھ سو جاتی
 ہو اسی طور سے تا شام باہم کشتی رہی جب شام ہو گئی قرماسپ نے ہاتھ روک لیا اور کہا کرت
 براے آرام ہو اور دن براے جنگ و پیکار ہو اب ہم اور آپ کل پھر لڑینگے دلیلم نے کہا کہ
 اپنا یہ طریقہ نہیں ہو بد دن یکسو ہوے میں میدان سے نہیں جاتا ہوں اگر اسی طور سے لڑو گے
 تو تمام عمر فیصلہ نہ ہو گا ہر روز تازہ دم ہو کر مقابلہ کرینگے پس ایکسو ہو جاے جسکو خداوند از ملک
 غالب کرین قرماسپ نے کہا کہ تاریکی شب میں کوئی کیا دیکھے گا اور سمجھ تم کیا مقابلہ کرینگے دلیلم
 نے کہا کہ میرے اور تمہارے نزدیک رات کا دن کرنا کیا مشکل ہو ابھی حکم دو روشنی ہو جاے
 سب دیکھیں قرماسپ نے کہا کہ بہت خوب پس قرماسپ نے اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ
 روشنی کر دو اور دھڑلیم نے اپنے سرداروں سے روشنی کرنے کا حکم دیا دونوں طرف سے روشنی
 ہو گئی ایسی روشنی ہوئی کہ روز روشن میں بھی ایسی روشنی نہ ہوگی دونوں طرف دوشیر کے
 کانٹے آئے دونوں نے پیے اور پھر لڑنے لگے راوی نے بیان کیا ہو کہ وہ رات بھی اسی طور
 کشتی میں بسر ہوئی صبح ہو گئی آس دن بھی دن بھر کشتی رہی پھر شام ہوئی اسی طور سے روشنی
 ہوئی اب دونوں کا یہ عالم ہو کہ جو جسکو پکڑ لاتا ہو پھروں وہ پڑا ہوا ہانپا کرتا ہو اور بمشکل نکلتا
 ہو وہ رات بھی بسر ہوئی اور وہ دن بھی تیسری شب ہوئی وہ شب بھی اسی کشتی میں بسر ہوئی
 تین شبانہ روز سے اہل لشکر نے طرفین کے نہ کچھ کھایا ہو نہ سوے ہیں صرف پانی پر قناعت کی ہو
 کہ وہ رات گزری دوپہر دتک اسی طور سے لڑا کیے کہ جب دوپہر ہوئی تو قرماسپ نے کہا
 کہ میں یہ آخری زور کرتا ہوں یہ کہہ کر دونوں مونکھو ہوا دلیلم کے پکڑ کر لے دوڑا دس قدم
 پر لاکہ بگڑ مارا اور دھڑلیم نے اپنا لشکر قائم کیا کہ تا با سینہ غرق زمین ہو گیا
 قرماسپ نے لاکھ لاکھ زور کیا مگر اسکا لشکر نہ اکٹھر سکا آخر کو عاجز ہو کر ہاتھ اٹھا لیا اور کہا کہ
 میں زور کر چکا اب آپ کی نوبت ہو یہ جو قرماسپ نے کہا دلیلم نے اپنا لشکر توڑا اور نکلا کہ
 اسی طور سے دونوں بازو قرماسپ کے پکڑ کر اور سر سینے میں اڑا کر لے چلا اسی طور سے
 قرماسپ نے بھی دس قدم پر آکر اپنا لشکر قائم کیا کہ ماہر کر لشکر قائم ہوا وہاں پر موش خانہ تھا
 اسمین پائون جا رہا اور دھڑلیم نے جھٹکا مارا ایس قرماسپ کا کولہ اتر گیا جو زور سے اس زور
 جھک ہوئی کہ قرماسپ کو جکڑا گیا آنکھوں کے نیچے اندھیرا آ گیا مگر اسنے منہ سے کچھ نہ کہا اس
 خیال سے کہ اگر یہ ظاہر کرونگا کہ میرا کولہ اکٹھر گیا ہو تو حریف یہ خیال کرے گا کہ اسنے فقرہ کیا ہو
 یا یہ کہ اتنے سے درد کی تاب نہ لاسکا میری بہادری میں فرق آئیگا چاہے شدت درد سے
 روح قالب سے نکلیاے مگر آٹ نہ کرنے زبان سے اس امر کو ظاہر کرے یہ خیال اپنے دل میں
 کر کے درد کو ضبط کیا مگر درد بہت شدت سے تھا ضبط نہ ہو سکا رنگ بد متغیر ہو گیا چہرہ
 زرد ہو گیا منہ پر ہوا بیان اٹھنے لگیں درد بہت شدت سے ہو رہا تھا یہ اسکو ضبط کیے

ہوے تھا کہ اتفاق سے ولیم کی نظر اسکے منہ پر پڑی اور منتشر پایا اور چہرے کو اُسکے مضمحل دیکھا خیال کیا کہ اسکے ضرب شدید آئی ہو اُسکے سبب سے اسکے قلب پر صدمہ ہو مگر اسنے بسبب حجاب کے منہ سے کہا نہیں اور اُسکو ضبط کرتا ہوا اسکی شدت سے درد ہو رہا ہو یہ خیال کر کے اور اُسکے چہرے کے تغیر کو دیکھ کر اپنے ہاتھ اُسکے بازو پر سے اٹھا لیے گو قصد کیا تھا کہ اسکی کمر نہ بچیر کر کہ زور نہ کروں مگر جب یہ حال دیکھا تو اپنے قصد کو منسوخ کیا اور الگ بیٹ کر کہا کہ کیوں قرعہ ماسپ تمہارا افرام کیسا ہو تمہارے چہرے پر یہ تغیر کیوں ہو کیا کہین درد اٹھا ہو یا کوئی اعضا ٹوٹ گیا ہو یا کسی عضو میں درد ہو قرعہ ماسپ نے جواب دیا کہ آپ غلطہ کیوں ہو گئے ہیں زور کیجئے میں موجود ہوں میری طبیعت اچھی ہو نہ درد ہو نہ کوئی عضو ٹوٹا ہو نہ بیکار ہو اہو ولیم نے کہا کہ میں کبھی نہ مانونگا یہ دغثہ تغیر کا ہونا دلیل ہو اسکی کوئی ٹوٹی ضرب شدید آئی ہو یہ اپنا طریقہ نہیں ہو کہ صید نہ ہوں پر ہاتھ ڈالیں یا جو کہ کسی درد میں مبتلا ہو اسکو زور کرین جاؤ تم اپنا علاج کرو جب اچھے ہونا پھر مجھے مقابلہ کرنا اسوقت جو غالب ہو وہ بارگاہ لے اور جو مغلوب ہو وہ اطاعت کرے قرعہ ماسپ نے کہا کہ بسبب جاننے کے یہ حالت میری ہوئی ہو ولیم نے کہا کہ مجھکو فقرہ زور تکو قسم ہو اپنے باپ کی سر کی سچ بیان کرو اب میں تمسے اسوقت تک مقابلہ نہ کرونگا جتنک تم بیان نہ کرو اور اپنا علاج نہ کرو گے اور اچھے نہ ہو لو گے اسوقت تک میں مقابلہ سے باز رہونگا جب یہ ولیم نے کہا تو قرعہ ماسپ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ بڑا بہادر ہو اگر کوئی اور اس مقام ہو تا تو زور نہ کر لیتا کیونکہ کچھ میں بسبب شدت درد کے طاقت نہیں ہو بہت آسانی سے زور کر لیتا ایسے کی اطاعت کرنا اپنا غرہ اور تیرے باپ دادا ہمیشہ اسکے دادا کے مطیع رہے پس کیا نقصان ہو یہ خیال کر کے یہ اسی حالت میں ولیم کے قدم پر گر پڑا اور کہا کہ میں نے آپ کی اطاعت قبول کی میں آپ سے زور نہ ہو گیا بارگاہ موجود ہو لیجائیے مجھے کوئی غدر نہیں ہو کیونکہ میں نے آپ ایسا بہادر آج تک کبھی نہیں دیکھا اگر اور کوئی ہوتا اسوقت کو غنیمت جانتا اور مجھکو اسپر کر لیتا آپ نے خوب پہچانا کہ میرے درد ہو پس جب آپ مجھکو رملکر اس مقام پر لائے اور میں نے دیکھا کہ میں دس قدم تک آگیا ہوں میں نے لنگر مارا اور میں نے لشکر مارا اور آپ نے جھکا دیا اس مقام پر موش خانہ تھا میرا پاؤں اسچین جا رہا زور جو پڑا کولہ اتر گیا اور میں نے زور کر کے اسکے نکالنے کا قصد کیا اور نہ زیادہ ضرب آئی اسمین بہت شدت سے درد ہو رہا ہو کہ مجھے ضبط نہیں ہو سکتا ہو میں ہی ایسا ہوں نہ ضبط کیے ہوئے ہوں اگر کوئی دوسرا ہوتا تو ضرور چلانے لگتا ولیم نے جواب دیا کہ میں تمہارے منہ کو دیکھ کر پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ تمہارے ضرب شدید آئی ہو بس یہ خلافت بہادر رہی ہو کہ جب حریف کسی آفت میں مبتلا ہو اسکو زور کر لے یا اسپر قرعہ ماسپ نے کہا کہ اب میں نے آپ کی اطاعت کی اور آپ کا عہد سب اختیار کیا میرا غرہ تو آپ کی بندگی کرنا کیونکہ میرے بزرگ آپ کے بزرگوں کے تابع فرمان رہے ہیں اور انکی غلامی کو اپنا غرہ خیال کیا ہو مرن مجھکو اپنی طاقت کا امتحان منظور تھا وہ ہو گیا اب آپ میرے لشکر میں تشریف لے چلیں ولیم نے انکار کیا مگر قرعہ ماسپ نے نہ مانا ولیم کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے لشکر کی طرف چلا ملازمون نے تخت حاضر کیا اسپر ٹیکر قرعہ ماسپ طرف اپنے لشکر کے چلا ولیم نے اپنے لشکر سے کہا کہ تم لوگ پڑاؤ پر جاؤ میں بھی آتا ہوں اور ہر کارون سے کہا کہ خداوند سے کہا کہ خبر کرو کہ وہ لشکر لیکر آئیں قرعہ ماسپ نے اطاعت قبول کی بارگاہ موجود ہو پس یہ لشکر پڑاؤ پر واپس گیا کمزین کھولیں چارہ شبانہ روز کے تھکے ہوئے تھے اور جا کے ہوئے کچھ کھاپی کرا اپنے مقام پر آرام پذیر ہوئے ہر کار سے طرف لشکر ازبک

کے خبر کو روانہ ہوئے اور ہر قریب اپنے فرو گاہ پر آیا لشکر کو کھولنے کا حکم دیا آپ بارگاہ میں آیا
 سب سردار حاضر ہوئے کمنڈ کو طلب کیا اسنے آکر کوزہ بٹایا بندش کی مالش کر کے چلا گیا پس قریب
 سب سرداروں کو جمع کر کے کہا کہ میں نے اپنے آقا زادے کی اطاعت کی کیونکہ یہ میرے آقا زادے
 ہیں میرے باپ دادا انکے بزرگوں کے ہمیشہ مطیع رہے اور انکی غلامی سے سرتابی نہ کی اسی طور سے
 میں نے ان کی اطاعت کی پس تم سب بھی مثل میرے انکو اپنا آقا و مالک تصور کرنا سب نے کہا کہ جو آپکا
 حکم ہو اسکو بسر و چشم بجالائیں گے کبھی آپ فرمانے کے خلاف نہ کریں گے جب یہ سب نے جواب دیا پس
 قریب نے ان سب کی بہت تفریق کی اور حکم دیا کہ بزم عشرت برپا کرو پس اسی وقت سامان ہونے
 لگا سب سامان ہو گیا تھوڑے عرصے میں بزم عشرت آراستہ ہوئی ساتیان پیمین ساق جام و سبیل
 بزم میں آئے رقصان شوخ و شنگ حاضر ہو کر گانے بجانے لگیں یہاں تو بزم عشرت آراستہ ہو رہی تھی
 بیان کیا ہو کہ یہ جو حرکت دیکھنے کی کہ جب اسکا چہرہ متغیر ہو گیا ہاتھ اٹھا لیا یہ اتنا بڑا اثر اسکا تھا کہ توجہ
 جیتا تھا ایرج نوجوان کا یہ صرف خاندان صاحبقران کا اثر اس میں آگیا تھا ورنہ یہ لوگ کب ایسی حرکت
 کرتے ہیں جس طور سے ہوتا ہو حریف کو زیر کرتے ہیں پس یہاں تو بزم عشرت آراستہ ہو رہی تھی خوشی خوشی
 شراب پی رہا ہو خوش میٹھا ہو رہا ان ارزننگ سخنگان اور سرداروں سے روزگتھا کہ ابھی کچھ خبر
 دیکھنے کی نہیں آئی نہ معلوم مقابلہ ہوا یا نہیں اگر مقابلہ ہوا تو کیا انجام ہوا کون غالب ہوا اور کون
 مغلوب سخنگان کتنا تھا کہ وہ ملا بھی نہ ہوگا جو مقابلہ ہو وہ بارگاہ لیکر کسی طرف چلا گیا ہوگا دیکھنے کی خبر
 پھر رہا ہوگا جب اس سے کسی مقام پر سامنا ہوگا تو مقابلہ ہوگا کیا اسکا ہاتھ آنا امر آسان ہو وہ جلد پا ہوگا
 ارزننگ کتنا ہو کہ تیرے پیسے ہی خیالی ہوتے ہیں ارزننگ سردار اسی انتظار میں رہتا ہو کچھ خبر دیکھ
 کی آئے دیکھ کو گئے ہوئے پانچ روز گزرے تھے کہ پھر ارزننگ نے کہا کہ ابھی تک کوئی دیکھنے کی خبر
 نہ آئی اور ہر کار سے جا کر اسکی خبر لائیں ابھی ہر کار سے نہ روانہ ہوئے تھے کہ ہر کار سے جو کہ دیکھنے
 خبر کرنے کو اس مقام سے روانہ کیے تھے جبکہ خود ہمراہ قریب کے اسکے لشکر میں چلا تھا اگر لشکر میں ہو
 اور سید سے بارگاہ میں آئے مگر گاہ پر سے بجا بلائے سخنگان نے کہا کہ کیا خبر تاڑو لائے ہو بیان
 کرو اٹھون نے کہا کہ ہم یہ خبر لائے ہیں کہ ہم حکم خداوند دیکھنے تو راج کے ہمراہ گئے تھے وہ جو لشکر لیکر
 برائے مقابلہ قریب آئے تھے ہم انکے پائل سے آئے ہیں خداوند کو خبر دینے یہ جو ان ہر کاروں
 نے کہا ارزننگ نے ایک مرتبہ خوش ہو کر کہا کہ جلد بیان کرو کہ دیکھنے کا مخرج تو اچھا ہوا اور وہ خبریت
 سے ہیں اٹھون نے عرض کیا کہ وہ بھی خبریت سے ہیں اور جلد لشکر بھی آئی کو مبارک ہو اور اسلام کی
 دیکھ کر کہا کہ آپ کو بھی مبارک ہو آپ کے بھائی نے قریب کو زیر کر لیا اسنے اطاعت کی اور وہ
 انکو اپنے ہمراہ اپنے لشکر میں لے گیا ہو یہ جو ہر کاروں نے کہا ارزننگ تو فرط خوشی سے اچھل پڑا تھا
 اور یہ عالم ہوا کہ پیراہن جیم میں تنگ ہو گیا اور اسلام کی بھی نوبت ہوئی مارے خوشی کے
 پھولوں نہ سماتا تھا سخنگان نے ہر کاروں سے بیان کیا کہ کچھ یہ تو بیان کرو کہ کیونکر زیر کیا گیا
 ہوا ان ہر کاروں نے عرض کیا کہ چار شبانہ روز کی کشتی میں زیر کیا مگر سبب یہ ہوا کہ اسکا زور کر کے
 سے کو زیر کیا اٹھون نے جو اسکی یہ حالت دیکھی ہاتھ اپنا کھینچ لیا اسنے کہا کہ یہ کیا آپ نے ہاتھ کیوں
 کھینچ لیا اٹھون نے جواب دیا کہ یہ اپنا طریقہ نہیں ہو کہ جب حریف لبون ہو یا اسکے ضرب شدید آئے
 اور ہم اس سے مقابلہ کریں اور زیر کریں یہ جو اسنے سنا پس اسنے اطاعت کی اور کہا کہ میں نے

آپ کی اطاعت کی اپنے ہمراہ اپنے لشکر میں لے گیا ہوا انھوں نے مجھے فرمایا کہ تم خدایت خداوند میں جاؤ اور میری طرف سے خداوند سے عرض کرو کہ آپ مع لشکر تشریف لائے میں نے قرما سب کو آپ کی اطاعت پر راضی کیا ہو پس انکو ہمراہ لیکر طرف آفتاب نما کے کوچ فرمائیے چنانچہ ہم خداوند کو خبر کرنے آئے ہیں یہ اصل واقعہ ہے جو ارزننگ نے سنا اسی وقت خوش ہو کر حکم دیا کہ لشکر میں یہ اطلاع دیجائے کہ وہ سامان سفر کریں میں اسی وقت یہاں سے طرف دیلم کے کوچ کرونگا یہ جو حکم دیا اور سب حاضرین دربار سے کہا کہ آپ لوگ بھی سامان کریں پس لشکر میں تقارہ سفری پر چوب پڑی صدا سے ریحیل بلند ہوئی سب نے اپنا اسباب بار کیا تھوڑے عرصے میں کل لشکر تیار ہو گیا شاگرد مشیت سامان سفر لیکر آگے کو روانہ ہوئے تخت خداوندی ہاتھیوں پر کسکر موجود کیا گیا ارزننگ اسپر سوار ہوا سختگان خواص میں بیٹھا اسلم اپنے مرکب پر سوار ہوا جلوس سواری آگے بڑھا سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے شرک آگے گنتی ہوئی باغ روان ہوا ہمراہ بڑی شان و شوکت سے سواری ارزننگ کی چلی عقب میں لشکر پیشوا قطار در قطار مرکبان ترکی دعواتی کوتل ہمراہ شتر ہزاروں خاص بردار چوہدری لہذا دل مرد سپہ در دیان ز برق و برق پہنچے ہوئے عصاے طلانی و تقری ہاتھوں میں خاص کیوں پر زربقی غلات پرستے ہوئے ماہی مرا تہ ہمراہ نقیب تقابٹ کرتے ہوئے صدا سے بادب باش دیتے ہوئے آگے آگے چلیں یہاں تک کہ ارزننگ مع لشکر کے اس صحرا میں پہونچا کہ جہاں آب و گیاہ کا نام نہ تھا وہاں لشکر نے قیام نہ کیا پس اسی وقت کوچ کیا یہاں تک کہ لشکر اس درہ کو پہونچا کہ جسکے اندر سے راستہ تقالیں ارزننگ نے لشکر کو آگے اندر سے چلنے کا حکم دیا وہ ہر کارے جو کہ برائے خبر آئے تھے آگے آگے تھے کوس سفری پر برابر چوہ پڑ رہی تھی صدا سے تقارہ فضا سے آسمان میں گونج رہی تھی نوبت بایںجا رسید کہ لشکر ان پہاڑوں سے نکلا کہ تقارے پر چوب پڑی اہل لشکر دیلم کو ہر کاروں نے برعکس خبر دی کہ خداوند تشریف لاتے ہیں مع لشکر کے اور سپہ سالار کہان تشریف رکھتے ہیں انھوں نے کہا کہ وہ تو کل سے لشکر میں آئے نہیں ہیں قرما سب کے لشکر میں موجود ہیں بس وہ ہر کارے دوڑے ہوئے لشکر قرما سب میں آئے یہاں دیلم قرما سب دونوں بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تاج دیکھ رہے تھے اب قرما سب بھی ایسا ہو گیا ہوا کہ اٹھ بیٹھ سکتا ہوا اور راہ بھی چل سکتا ہوا کہ ہر کاروں نے ہر گاہ پر سے مجرا کر کے دیلم سے عرض کیا کہ خداوند مع لشکر تشریف لاتے ہیں یہ سننا تھا کہ دیلم نے کہا میں تو جاتا ہوں اپنے لشکر میں تاکہ لشکر کو ہمراہ لیکر خداوند کا استقبال کروں قرما سب نے جواب دیا کہ میں بھی آپ کے ہمراہ چلتا ہوں یہ کلمہ نرم مشرت کے برخاست ہونے کا حکم دیا اور اپنے سرداروں سے کہا کہ تمام لشکر کو تیار کرو اور ہم لوگ بھی آراستہ ہو میں اپنے آقا کے ہمراہ جا کر خداوند کا استقبال کروں گا اپنی خطا خداوند سے معاف کروں گا اب سب سردار بارگاہ کے باہر آئے اور لشکر کو کمر بندی کا حکم دیا فوراً لشکر تیار ہوا اور دیلم نے ان ہر کاروں سے کہا کہ تم جا کر میرے سرداروں سے کہدو کہ ہمارے افسر کا حکم ہے کہ سب لشکر تیار ہو ہم خداوند کے استقبال کو چلیں گے ہر کاروں نے یہ حکم دیلم کا سرداروں کو آکر سنا دیا سرداروں نے اہل لشکر کو آگاہ کیا اسی وقت یہاں بھی کمر بندی ہوئی اور لشکر تیار ہو گیا پس آدھ جب سب لشکر قرما سب کا تیار ہو گیا پس قرما سب ہمراہ دیلم کے اپنا کل لشکر لیکر دیلم کے لشکر میں آیا یہاں بھی لشکر تیار تھا پس دیلم نے اپنے لشکر کو صف بندی کا حکم دیا لشکر دیلم نے

صف باندھی اور ایک طرف لشکر قمراسب صف بستہ ہوا یہ دونوں برابر برابر مرکب پر سوار ہو کر مع اپنے سرداروں کے کھڑے تھے کہ نقارے کی صدا آئی ہو سنے آباشی کرتے ہوئے آئے پھر اور جلوس سوار ہی آیا پھر مرکب کو قتل آئے اسکے بعد سواروں کے پرے پرے غول کے غول غٹ کے غٹ اسکے بعد تخت ارزننگ نمایان ہوا دلیلم مرکب پر سے کود پڑا اسکے ہمراہ اسکے سردار قمراسب بھی مرکب پر سے اترا اسکے بعد اسکے سردار بھی اور سب لشکر کے سردار بھی پیدل ہوئے علمہاے لشکر کو جلوہ ملا سلامی کے باجے بجے دلیلم نے جھک کر ارزننگ کو سلام کیا پھر سجدہ کیا اسی طور سے تمام نے بھی بعد اسکے دلیلم اپنے بھائی کے ملا اور قمراسب سے کہا کہ یہ میرے بھائی ہیں قمراسب نے اسلام کو بھی سلام کیا اور کہا کہ آپ بھی آقا ہیں پس ارزننگ دلیلم وغیرہ کو ہمراہ لیکر آگے بڑھا کر قمراسب دلیلم کے کہا کہ خداوند سے میری طرف سے عرض کیجئے کہ وہ میرے لشکر میں تشریف لے چلیں انکی بارگاہ برہانگو اس میں تشریف فرما ہو دلیلم نے ارزننگ سے عرض کیا ارزننگ نے قبول کیا بس ارزننگ لشکر قمراسب میں آیا اپنی بارگاہ میں انرا تینوں لشکر ایک ہو گئے وہ تمام صحرا لشکر سے پھر گیا ہزاروں خیمے برپا ہو گئے ارزننگ بارگاہ میں آیا سب سردار حاضر ہوئے دلیلم اور اسلام و دیگر سردار اپنے اپنے مرتبے سے بیٹھے قمراسب کو قریب دلیلم جگہ ملی اور اسکے سردار اسی صف میں بیٹھے قمراسب نے بزم عشرت کے برپا ہونے کا حکم دیا بزم عشرت اسی وقت آراستہ ہوئی ارزننگ نے دلیلم سے حال دریافت کیا دلیلم نے پہلے قمراسب کی بہت تعریف کی اسکے بعد کل حال جنگ بیان کیا اور کہا کہ قمراسب نے آپ کی اطاعت کو اختیار کیا قمراسب نے مع کل اپنے سرداروں کے لشکر ارزننگ کو سجدہ کیا مذہب آفتاب پرستی ترک کیا دین ارزننگی اختیار کیا ارزننگ کو اور خوشی ہوئی اسکو بھی اپنا سپہ سالار کیا خلعت سپہ سالاری اسکو دیا اسنے سلام کر کے لبلیا ارزننگ قمراسب کو اسی وقت خطاب ید قدرت و ستون قدرت کا دیا قمراسب نے بہت خوش ہو کر بارگاہ ہندو کی اور کہا کہ میں آپ کا ایک ادنی غلام ہوں اس عرصے میں سب سامان بزم موجود کیا گیا ساقی نے آکر سب کو شراب پلائی جب سب بادشاہ ناب سے مست ہوئے مطربان خوش گلو حاضر ہو کر ناچنے لگیں و گائیں پس سات روز تک بزم عشرت قمراسب نے برپا کی اور ارزننگ کی دعوت کی غرض آٹھویں دن جلسہ برخاست ہوا سب نے آرام کیا نویں دن ارزننگ نے حکم دیا کہ اب یہاں سے کوچ کرو طرف آفتاب نما کے کیونکہ ہمکو تعمیل ہو فراق معشوقہ سے دل بہت بیقرار ہے اب ایک منٹ برابر ایک برس کے اور ایک دن برابر ایک ہزار برس کے معلوم ہوتا ہے پس آج سامان کرو کل یہاں سے کوچ کریں سب نے عرض کیا بہت خوب قمراسب نے عرض کیا کہ اگر تمکو اجازت ہو تو میں اپنے قلعے میں جاؤں اور کسی کو اپنی طرف سے قلعے کا حکم کروں اور سب بند و بست کر کے حاضر خدمت ہوں اور ہمراہ رکاب سعادت انتساب چلوں ارزننگ نے کہا کہ بہت جلد آنا میں کل یہاں سے ضرور کوچ کرونگا اسنے جواب دیا کہ یہ غلام ابھی حاضر ہوگا ارزننگ نے کہا کہ جاؤ پس قمراسب ارزننگ سے رخصت ہو کر باہر آیا اور اپنے سرداروں کو اسی مقام پر چھوڑا اور کل لشکر کو چند ملازم ہمراہ لیکر اسی نقب کی راہ سے قلعے میں آیا سب اہل قلعہ کو قمراسب کے آنے کی خبر ہوئی اسنے آگے ہی دربار کیا سب کو جمع کیا پہلے حکم مذہب آفتاب پرستی کے ترک کرنے کا اور دین ارزننگی کے قبول کرنے کا دیا سب نے قبول کیا اسکے بعد اپنے بھائی پیر دلاور کو جو کہ

صلاب شداد اور بلطن ملک ماہ مارہ سے پیرا ہوا تھا اور اپنے طرف سے قلعے کا حاکم کیا اور شب کو مکمل اطاعت اور فرمان برداری کا ٹکڑا دیا اور اپنا سب واقعہ بیان کیا اور کہا کہ میں قوس لشکر تیرا ہزار رنگ کے طرف آفتاب نما کے جاتا ہوں وہ آفتاب پرستوں کے مقابلے کو جاتے ہیں سب سے کہا کہ ہم آپ کے برادر کو بھی مثل آپ کے خیال کرینگے انکی اطاعت سے مرتابی نہ کرینگے یہ کہہ کر سب نے بموجب حکم قریب پنجہ کو تخت پر بٹھایا قریب سب نے پہلے نوردی پھر اور سب نے نوردی جب قریب سب ان سب افراد سے فراغت کر چکا تب سب نے خضعت ہو کر قلعے سے پھر اسی راہ سے لشکر سے آیا اور زنگ سے ملا رادی نے بیان کیا کہ میان لشکر میں سب سامان سفر درست ہو چکا تھا اور ارزننگ اسدین ارمان کو کہ وہ اچھا ہو چکا تھا براہ اول لشکر کے اور پیش خیر اسکے سپرد کر کے طرف آفتاب نما کے روانہ ہوا اسیران و دود و منزل چلا گیا تیسری منزل پر اسنے قیام کیا وہ دن اور رات ارزننگ نے اسی صحرائین ہسر کی صبح کو صبح لشکر کے کوچ کیا اسنے ترک اور شتم سے جس ترک اور شتم سے خواہ سے چلا تھا بلکہ یہاں لشکر اور زیادہ ہو گیا تھا اور زنگ نے بھی اسدین و دود و منزل تک قیام نہ کیا تیسری منزل پر جا کر ارزننگ نے قیام کیا ارمان جب لشکر ارزننگ اس منزل پر پہنچا وہاں سے اور آگے روانہ ہوا پھر اسنے تیسری منزل پر جا کر قیام کیا یہ ایک منزل کو تین منزل کرتا ہوا جاتا ہے ہر مرتبہ تیسری منزل پر قیام کرتا ہوا اسی طور سے ارزننگ بھی کوچ کرتا رہتا ہوا چلا جاتا ہوا یہاں تک کہ ارمان کو بعد چند روز کے ایک دورا ہا ملا اب جو مسافروں سے دریافت کیا کہ یہ دونوں راہین کدھر کو گئی ہیں انھوں نے کہا کہ یہ دونوں راہین اقلیم خورشید پہ کو گئی ہیں ارمان نے اس سے پوچھا کہ شہر آفتاب نما کدھر کو ہے انھوں نے جواب دیا کہ وہ شہر اسی اقلیم میں ہے اور اب تو وہ بہت شہر ہو گیا ہے پہلے وہ کچھ بھی نہ تھا جبکہ خورشید شاہ بادشاہ تھا جیسے اسکا نواسہ پیدا ہوا اور وہ یہاں خداوند آفتاب ہوا اور خود خدائی کرنے لگا کیونکہ وہ خداوند آفتاب کا فرزند ہے اسکا سبب یہ ہے کہ خداوند آفتاب دختر خورشید شاہ پر عاشق ہوئے اس کے باغ میں آکر اسکے ساتھ عقد کیا اور بہتر ہوئے ملکہ عالم ہوئی پہلے بر جیس پیدا ہوئے پس خداوند نے اپنی قدرت سے ایک قلعہ پیدا کیا اور ایک باغ اور گنبد اور ایک خانہ رواق کہ جہاں سے سب کو رزق تقسیم ہوتا ہے اور ایک خانہ عیش کہ جہاں ہر روز جشن نور و زمی جسدن خداوند بر جیس کی ولادت کا جشن ہوتا ہے سبکی دعوت ہوتی ہے اور بہت سے سامان ہیں ہم کہنا تک بیان کریں اور فرزند خداوند کے پاس بڑا لشکر ہے ہر جیس کے چار پیغمبر ہیں اور بہت سے افسر ہیں وہ ہمیشہ نقاب شہر پر ڈالے رہتے ہیں قلعہ ایسا ہے کہ اس کے اندر سے سب باہر کا حال معلوم ہوتا ہے ایک گنبد آفتاب نما ہے انہیں خداوند شریف رکھتے ہیں یہ قدرت خداوند ہے کہ ہمیشہ ہر رنگ کے پھول قلعے میں کھلے رہتے ہیں اور صدائے راگ و رنگ آتی ہے گانے والا نظر نہیں آتا ہے ایک آسمان قلعے پر قائم ہے اس سے ہر وقت بارش گلی ہوا کرتی ہے ایک آفتاب وسط قلعہ میں ہے اسکی روشنی بارہ کوس تک رہتی ہے اور بہت سے آفتاب اس قلعہ پر ہیں اس قلعہ کا نام قلعہ آفتاب نگار و قلعہ آفتاب نما ہے جو خط جلی زمر و یاقوت کے حرفوں سے تختہ طلا پر لکھا ہوا ہے کہ این قلعہ آفتاب نگار و آفتاب نما وہ خیمہ و قلعہ پر لکھا ہوا ہے اسی طور سے ہر گلی و کوچے پر شہر کے لکھا ہوا ہے اور ہر قلعہ کے اس گلی اور کوچہ کا نام اس خیمے پر تحریر ہے خداوندی طرف سے جو مسافر سرزمین آئے ہیں تمام انکو دیا جاتا ہے لشکر کی چھاونی شہر میں ہے اور چھ

ہر دن شہر ہر شہر بہت وسیع ہوا اور بہت آباد ہو خصوصاً اب بہت کثرت سے آباد ہو گیا ہو کہین تل
 رستے کی جگہ نہیں ہوا اور عمارت اس شہر میں تیار کی گئی ہیں لب دریا تک عمارت بگنی ہو اور رہتی
 چلی جاتی ہیں اس شہر میں کوئی قنّاج نہیں ہو فقیر کا نام تک نہیں ہو تمام اقلیم خورشید نگار میں دین آہستہ
 پرتی جاری ہو ورنہ قبل میں مختلف مذہب کے بادشاہ حکومت کرتے تھے جب سے برہمن نے خدائی
 کی سب ایک مذہب ہوئے اور اقلیموں سے لوگ آتے ہیں دین آفتاب پرستی اختیار کرتے ہیں
 ارمان نے کہا کہ میں نے سوال کیا کیا تو نے تقریر طولانی بیان کی میرے سوال کا جواب دے یہ
 میں نے سب سن لیا اُس نے کہا کہ کہنے یہ دریافت کیا کہ یہ دونوں راہیں کہاں گئی ہیں اور پھر پوچھا
 کہ شہر آفتاب نما کہاں ہے میں نے کہا کہ یہ دونوں راہیں خورشید نگار یعنی اقلیم خورشید یہ
 کہو گئی ہیں اور اسی اقلیم میں شہر آفتاب نما ہو اور اب وہ دارالسلطنت ہو اقلیم خورشید یہ کا ایک
 راہ خشکی سے گئی ہو خشکی کی راہ سے دس روز میں پہونچو گے اور ایک راہ تری سے ہو مگر تری کی راہ
 پندرہ روز میں پہونچنا ہو گا کیونکہ یہ راہ پھیر کی ہو یہ کہو وہ مسافر تو راہی ہو اب اسے نہ پوچھا کہ
 تم لشکر لیکر کیوں جاتے ہو کیا کام ہو کسکا لشکر ہو اسے اپنی راہ لی پس ارمان خشکی کی راہ سے چلا
 اور ایک تختہ لکھ کر اُس مقام پر لگا دیا کہ جو راہ شمال کو گئی ہو اُدھر سے نہ جانا مشرق کی راہ سے
 آنا یہی راہ شہر آفتاب نما کو گئی ہو اسے جانے کے دوسرے روز ارزننگ کے لشکر اُس مقام پر
 پہونچا پس اُس نوشتہ کو پڑھ کر اس طرف چلا تھا کیونکہ یہی حیران ہوا تھا کہ کدھر جاؤں گرنے کے
 سبب سے اسی طرف چلا راوی نے بیان کیا کہ بعد دس روز کے ارمان اقلیم خورشید یہ میں
 پہونچا ایک صحرا اُس صحرا میں اترا چند مسافر اُدھر سے جاتے تھے انکو اپنے قریب طلب کیا کہنے
 دریافت کیا کہ اقلیم خورشید یہ کہاں سے کتنی دور ہو انھوں نے ہنس کر جواب دیا کہ آپ اقلیم خورشید
 میں داخل ہو چکے ہیں یہ صحرا اسی اقلیم میں ہو ایسے ایسے نزار اور نھاہیں اُسے زیادہ تر پرتو تھا کہ
 اسکی کیا اصل ہو ارمان نے کہا کہ شہر آفتاب نما کہاں سے کتنی دور ہو اور کونسی راہ ہو اسنے کہا
 کہ اس شہر کی یہی راہ ہو اور بیان سے پانچ فرسخ پر ہو پہلے شہر خونخوار یہ و خونریزہ ملیگا و اپنی طرف
 شہر کے اور بائیں طرف شہر افریقہ وغیرہ ہو اسکے بعد ایک بہت بڑا صحرا ملیگا پس اسکے بعد سے سرحد ہو
 شہر آفتاب نما کی راوی نے بیان کیا کہ وہ ہزار سوار اور اُسکے افسر جو بھاگ کر آئے تھے انھیں
 سے کہہ تو ہوا کہ ارمان کے کھے کہ وہ راہ سے واقف تھے اور باقی ہمراہ ارزننگ کے کھے
 مگر جب سلیم شیر صولت میاں آیا ہو تو اور طریقہ تھا اتنے عرصے میں اور طریقہ ہو گیا دوسرے
 وہ تری کی راہ سے گیا تھا یہ خشکی کی راہ سے آئے ہیں اس سبب سے وہ کچھ بتانے کے علاوہ کہ
 وہ مسافر بھی بتا کے اپنی منزل کو چلے گئے اسدن ارمان نے اُس مقام پر قیام کیا دوسرے دن
 وہاں سے کوچ کیا ایک نوشتہ لکھ کر درخت میں آویزاں کر دیا اسکا یہ مضمون تھا کہ اسی طرف سے
 چلے آئے پس راوی نے بیان کیا کہ جب ارزننگ اُس مقام پر پہونچا بہت اُس مقام کو پسند
 کیا تین روز تک وہاں قیام کیا ایک سوار نے وہ نوشتہ جو کہ ارمان نے ویران کیا تھا لاکر
 پیش کیا چونکہ ارزننگ حیران تھا اب کدھر کو جاؤں اور کس طرف کو لشکر لیکر روانہ ہوں
 کہ وہ نوشتہ جو دیکھا پس لشکر کو اسی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا اور اُس مقام سے کوچ کیا اور
 ارمان کو دارزننگ کو مع لشکر طرف آفتاب نما کے روانہ رکھتا ہو اور کچھ حال شہر آفتاب نما

اور بر جہیں کا تحریر کرتا ہوا

شہر حال شہر آفتاب نما و بر جہیں آفتاب پرست یعنی خداوند بر جہیں کا ملاحظہ فرمائیے

راوی نازک خیال اس قصے کو اس طور سے عرض کرتا ہے کہ یہ واقعہ اس مقام تک جلد دوم میں تحریر ہوا ہے کہ بر جہیں پیدا ہوا اور جو ان ہوا اور اسکی بہن شریا کے سینہ میں پیدا ہوئی یہ بھی جو ان ہوئی تھے ایک بار بنوایا ہوا اسی میں ہر روز مع چار سو یا پانچ سو انیسون اور جلیسون کے سیر کو جاتی ہوا اور رات کو قلعے میں چلی آتی ہر جہیں جبکہ جو ان ہوا اور آفتاب جادو نے اپنے کو ظاہر کیسے اسطور کہ میں خداوند ہوں خورشید شاہ سے بر جہیں کو تاج تخت دلوا یا تھا اور قلعہ سحر تیار کیا تھا اسکے کل واقعات جلد دوم میں تحریر ہو چکے ہیں جو کچھ اس قلعے کی صفت ہو اسی میں خاٹہ عیش و خانہ رزق بنا تھا جس سے ہزاروں آدمی بوقت صبح رزق پاتے تھے اور آفتاب نے شہر بر جہیں کے غارہ سحر ملا تھا کہ جسکی سبب سے جو اسکی صورت دیکھتا تھا وہ سجدہ کرتا تھا بر جہیں کے منکر ہر وقت نقاب پڑی رہتی تھی چنانچہ اقلیم خورشید کے سب بادشاہ مثل خوشوار شاہ و افریق شاہ کے مطیع ہوئے تھے اور بہت سے اطراف و جوانب کی بادشاہ آکر آفتاب پرست ہوئے بر جہیں کا خدم و حشم دیکھ کر اور جاہ و جلال اسکے اور یہ شکے شمار شاہ منظور شاہ قیور شاہ حصار شاہ اور تاتار شاہ معمار شاہ قلقل شاہ وغیرہ آفتاب پرست ہوئے اور بہت سے مثل محمود شجر بہت کسود کوہ پرست مصمام سنک پشانی شیران شیر صولت پیران ہر سوار ہیران فیل پیکر سلطان خاں ریشٹ وغیرہ اور پہلوانان پیشہ آرد یہ مثل منصور دراز آرد قیور آدم خوار و مرغ مار خوار تھے آفتاب پرست ہوئے ہیں اور خداوند بر جہیں کی ملازمت کی ہوتی اور بہت سے بادشاہ کہ جنکے نام یہ ہیں مطیع ہوئے تھے شہنشاہ حجرہ نشین کلاق شاہ اشتیاق شاہ یہ لوگ بھی کوئی دولاکھ سے کوئی تین لاکھ سے آکر شریک بر جہیں ہوئے تھے یہ بیان ہو چکا ہے کہ سلیم شیر صولت جو نامہ لیکر آیا تھا اور جب نامہ بر جہیں کے پاس پہونچا تھا وہ پڑھ کر بہت ناخوش ہوا کھا اور ایلچی کے ناک و کان کاٹنے کا حکم دیا تھا سلیم کو خبر ہوئی تھی یہ تلوار پکڑ کر چلا تھا کہ قلعے میں گھسکر بر جہیں کو عین دربار میں قتل کر دینگا مع اسکے لہلہ و ربار کے اور اسکے ہمراہ جو اسکا لشکر دس ہزار کا تھا وہ بھی چلا تھا چنانچہ جب بر جہیں کو خبر ہوئی تھی اُسے دیکھ کر قدرت سے سر نہکا لکر اپنی صورت دکھائی تھی تو سلیم مع نو ہزار کے بہوش ہو گیا تھا اور جب بہوش آیا تھا تو بر جہیں کو سجدہ کیا تھا اور آفتاب پرستی اختیار کی تھی چنانچہ اسکو عمدہ جمداری لشکر ملا تھا اور بڑا مرتبہ اسکا ہوا تھا ایک ہزار ہوا جو کہ عقب میں تھے انھوں نے جو یہ حال دیکھا تھا تو وہ اُسے واپس ہوئے تھے اور وہ نامہ جو کہ چاک شہر تھا بطور جواب لیکر خاوری کی طرف گریزان ہوئے تھے اور ارزننگ کو آکر خبر دی تھی ارزننگ اسی وقت کھا کر چلا تھا اسکا حال تحریر ہوا کہ وہ اقلیم خورشید یہ میں پہونچ گیا ہے اور برابر منزلیت کرتا ہوا چلا آتا ہے پس راوی نکتہ بیج بیان کرتا ہے کہ جب سلیم شیر صولت شریک بر جہیں ہوا اور بر جہیں سے آفتاب جادو نے کہا کہ او فرزند من راوی نازک من آگاہ ہو کہ ایک ہزار ہوا ہیرا بیان سلیم شیر صولت سے جو کہ نامہ لیکر آیا تھا جواب نامہ لیکر فراموش کر گئی ہیں وہ ارزننگ کے پاس گئے ہیں جب ارزننگ کو معلوم ہو گا وہ اسبوقت لشکر لیکر آگاہ ہو گا کہ وہ تمہارا چچا بنائیں سکتا ہے اسکو آنے دو مگر یہ تدبیر کر دو

کہ چند نامے لکھ کر ان ملکوں کی طرف روانہ کر دو کہ جو ملک اسکو براہ بین ملین گئے کوئی اسکو نہ روکے
اور اس سے بے مقابلہ کرے تاکہ وہ یہاں پہنچ جائے یہاں اسکو اسکی اس گستاخی کی سزا دی جائیگی
پس دوسرے دن برجیس نے جب دربار کیا اور تخت خدائی پر اگر اندرون پر وہ قدرت بیٹھا
اور جو خوار و افریق دونوں چیمبر نامرسل و کل اہل دربار اپنے اپنے مقام پر سب درجون میں اگر
میسے اسوقت برجیس نے اندر سے پردہ قدرت کے آواز دی کہ او خوشخوار تم یہ کام کرو کہ تمکو
بہ علم قدرت ثابت ہوا ہے کہ ارزننگ نطفہ حرام مع لشکر کوچ کر چکا ہے اور اسکے ہمراہ لشکر کثیر ہے وہ
ابھی خیال خام میں اپنے کو خدا جانتا ہے اور خدا زادہ بس لقا وغیرہ میرے فرستادہ کے انھوں نے
یہاں آکر دعویٰ خدائی کیا تھا وہ خدا نہ تھے بالکل یہ خیال اسکا غلط ہے کہ میرے باپ دادا خدا تھے
میں ہی خدا ہوں پس وہ یہاں آکر اپنی سزا کو پہنچا اور اس سرتابی کی سزا پائیگا لہذا جو بادشاہ
کہ اسوقت یہاں موجود ہیں اور انکی طرف سے انکے ملکوں میں انکے نائب ہیں اور جو کہ اپنے
ملکوں میں ہیں انکو یہ تحریر کرو کہ اگر کوئی لشکر تمھارے ملک کی طرف سے ادھر کو آئے تو اسکو
آنے دینا ہرگز ہرگز نہ روکنا ہم اسکو یہاں آئیگی سزا دیگی تم کوئی تعرض نہ کرنا اگرچہ وہ تم سے بے وفادار
بھی ہو تو تم مقابلہ نہ کرنا ورنہ اس عدول حکمی کی ہم تمکو سزا دیگی اور غضب خداوندی تم پر نازل کرے گی
خوشخوار نے عرض کیا بہت خوب پس انھیں وقت اس درجے کی خوف خوشخواری نگاہ کی کہ جن صاحبان
علم بیٹھے تھے یہ میں عرض کر چکا ہوں کہ درجہ بالا داسے پائین کا حال دیکھ سکتے ہیں اور پائین
والے درجہ بالا کا پس خوشخوار نے انکی طرف دیکھ کر اشارہ کیا پس جو کہ سب دیروں کا افسر تھا
وہ اپنے مقام سے اٹھا اور ہاتھ باندھے ہوئے سب درجے کے روبرو خوشخوار کے حاضر ہوا
پہلے اسنے اس پر وہ قدرت یعنی حجاب قدرت کی تعریف کی اور سجدہ کیا پھر خوشخوار سے عرض کیا
کہ کیا حکم ہوتا ہے خوشخوار نے وہی مضمون اس سے بیان کیا اور کہا کہ اس مضمون کے بہت جلد
نامے تحریر کرو وہ سلام کر کے گیا اور اسی مضمون کے نامے ایک سواستی لکھ لایا اور حاضر کے
خوشخوار نے کرسی پر سے اٹھ کر اور قریب حجاب جا کر عرض کیا کہ یہ نامے حاضر ہیں اور انکی ہاتھ بڑھا
میر پر رکھ دیں خوشخوار نے نامے رکھ دیے ایک ہوا ایسی چلی کہ وہ ناموں کو اڑا کر لیکھی اور جو
نامہ جسکے نام کا تھا اسکو پہنچا دیا ہر ایک مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اور ہر برجیس جب نامہ روانہ
کر چکا یہ تو میں عرض کر چکا ہوں کہ ہر وقت آفتاب جادو برجیس کے پاس پوشیدہ موجود رہتا ہے
اور برابر ہر ایک بات کی اسکو خبر دیتا ہے اور جو وہ کہتا ہے اسپر برجیس عمل کرتا ہے پس آفتاب نے
برجیس سے کہا کہ او برجیس تمہارے دیوکش فیصور آدم خواہ وسیلہ و نیزہ باز و شیرنگ خود پرست
و حسام شیر صولت کو مع طومار شاہ سرشار شاہ کے بیس لاکھ سپاہ سے روانہ کر دو کہ وہ بیرون شہر
آفتاب نما جا کر مقیم ہوں اور جب ارزننگ آئے تو اسکو بیرون شہر روکے نہ آنے دے ورنہ زبردستی
ہوگی حریف اندر شہر کے اگر آگیا تو اہل شہر پریشان ہونے اور غدریج جائیگا کیونکہ اسکا قصد یہ ہے کہ
لشکر لیے ہوئے اندر شہر کے چلا آئے اسکے ہمراہ لشکر کثیر ہے اور بہت سے پہلوان ہیں اور دوسرے
چترنگ بن زمر و جو کہ ایک ساحرہ سے کہ نام اسکا جود تھا زمر ویر عاشق ہوئی تھی اور زمر سے اسکو
صل رہا تھا شداد شاہ کے شہر میں اسکے بطن سے یہ پیدا ہوا تھا نمودار اسکی خالہ نے اسپر عاشق ہو کر
اور محروم جادو و ملک انفرام جادو و جمر و جادو و ناشاد جادو کو ہم کر کے اور اسکی خدائی کو درست

کر کے کوئی بیس ایس لاکھ کا لشکر ہمراہ لیکر اور بہت سے بادشاہوں کو اپنا شریک کر کے اور سنا مان
 خدا فی درست کر کے یہ دعویٰ کیا کہ میں خدا ہوں اور مجھ کو میرے بزرگوں نے خانہ خدائی عطا کیا
 ہوا زرنگ میرے باپ کا غلام تھا وہ جھوٹا دعویٰ کرتا ہو کہ میں فرزند ہوں زمر و کا وہ فرزند زمر و ہے نہ
 خدا ہے نہیں اسنے اپنے ملک سے کوچ کیا ہے پہلے وہ خادو رہ جاتا تھا چونکہ اسنے سنا تھا کہ ارزننگ
 خادو رہ رہ رہ جب اسکو معلوم ہوا کہ ارزننگ طرہ شہر آفتاب تھا کے کوچ کر کے گیا ہو تو اسنے ادھر کا قصد
 کیا جو وہ بھی ہمارے میں ہوا اسکا یہ قصد ہو کہ میں پہلے ارزننگ سے مقابلہ کر کے اسکو مٹا لوں کیونکہ میں خدا
 ہوں پس پھر اسکے بعد اپنی خدائی کو درست کروں پھر تھے وہ مقابلہ کر کے اسکے بعد خدا پرستوں سے میں کو
 خبر دیتا ہوں کہ یہ دونوں فرزند ہیں زمر و کے مگر مختلف کبطن اور دونوں تختہ پر شریک ہو گئے اور تختہ پر
 طاعت کر گئے لہذا انکو لازم ہو کہ تم لشکر کو روانہ کرو کہ وہ ان دونوں کو روکے یہ بھی خبر دیتا ہوں کہ پہلے
 ارزننگ آئیگا اور تھے نامہ و پیام کہ بگاڑی عرصے میں چترنگ بھی آجائیگا اسکے اور ارزننگ کے مقابلہ
 ہوگا اور پھر باہم شریک ہو کر تھے مقابلہ کر گئے جو آفتاب خادو نے برجیس سے کہا برجیس نے اسوقت
 افریق کا نام لیکر کہا کہ اسوقت دست چپ تم آگاہ ہو کہ سرداران دست چپ سے فیضوار اور دستور
 نیزہ باز قمار و یوگش حسام شیر صولت تو معطلو مار شاہ سر شاہ شاہ کی تیس لاکھ سپاہ سے روانہ کرو کہ وہ
 بیرون شہر جا کر خمیر زن ہوں اور میدان جنگ کو آراستہ کریں اور جب ارزننگ آئے ہوں خبر کریں کہ ہم
 کیسے روانہ کریں گے ہاں قدرت خود کوچ کر گئے اور یہ بھی معلوم ہو کہ علاوہ ارزننگ کے ایک اور فرزند
 کہ نام اسکا چترنگ ہے اسکے ہمراہ بہت سے ساحر ہیں اور لشکر کشی ہو وہ بھی لڑکا ہو زمر و کا وہ بھی دعویٰ خدائی
 کر کے اپنے مقام سے چلا ہوا اسکو یہ دعویٰ ہو کہ میں خدا ہوں ارزننگ خدا جو نہ برجیس پس وہ بھی جھوٹا
 ہے اور ارزننگ بھی پس اسکو بھی روکین اور ہلکو خبر کریں افریق شاہ نے کہا کہ بہت خوب پس اسوقت
 افریق شاہ نے پہلو اتان نامہ دکان کو طلب کر کے کہا کہ قدرت نے یہ حکم دیا ہے ان سب نے پہلے سجدہ کیا
 اسکے بعد وہاں سے اجازت لیکر زبردست آئے اور بیرون قلعہ آکر اپنے حکم کیون پر سوار ہو کر اپنے مقام پر
 آئے اور ان سرداروں نے چھا کوئی بین جا کر بیس لاکھ کا لشکر انتخاب کر کے اور خمیر و بارگاہ نکھو اور قلعہ
 طومار شاہ و سر شاہ شاہ کہ ہمراہ لیکر نامہ دکان نے کوچ کیا راہی نے بیان کیا ہو کہ گو بیس لاکھ کا لشکر شہر
 سے نکلیگا مگر اسقدر آبادی تھی یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ اس شہر سے دس آدمی نکلتے ہیں پس انھوں نے بیرون
 شہر جا کر مقام نفیس تجریز کے لشکر کے اکرانے کا حکم دیا جسے وغیرہ ہر پاسے سب ان جمیوں میں آتے
 بارگاہ جو ہر پاسے امین طومار شاہ و سر شاہ شاہ اکرے اسکے برابر جو تھے تھے آپس وہ سردار اکرے
 لشکر کا پڑا ہوا وہ مقام ہر از آب و گیاہ تھا دریاے تمار جاری تھا اسکو پہلو پر لیکر لشکر فرود گشت ہوے
 یہ کارخانہ تھا کہ جب سے لشکر آکر آتے برجیس نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ کل لشکر کو کھانا نہاں سے پہنچا کر بگاڑ
 کوئی فکر نہ کرنا آب و طعام کا بندہ بہت نہ کرنا دونوں وقت قدرت کے مطیع سے کھانا لشکر کے لیے
 علی قدر مراتب آیا کر بگاڑا دی مکتبہ بیان کرتا ہو کہ پس یہ طریقہ تھا کہ دونوں وقت ہر ایک کے بستر پر
 کھانا علی قدر مراتب موجود ہو جاتا تھا اور پہلو انوں اور سرداروں کے اور بادشاہوں کے لیے
 خوان آراستہ ہو کر آجاتے تھے کوئی پہنچانے والا نظر نہ آتا تھا ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ کارخانہ سحر کا
 تھا آفتاب خادو ہر سے کل لشکر کو کھانا روانہ کر دیتا تھا پس برجیس نے یہ بندوبست کیا تھا جو کہ تحریر
 ہوا ہے برجیس تو قلعے میں بیٹھا ہوا خدائی کر رہا ہوا بالکل بیخود و خطر ہو کوئی اسکو فکر نہیں ہو لوگ آکر

اسکو سجدہ کرتے ہیں اسکی خدائی کے مقرر ہوتے ہیں یہاں تو یہ سامان ہوا اور ارمان شیر صولت ہوا اول لشکر
 ارزننگ مع پیش خمیر کے چلا آتا ہے جب اسے چند حراط کیے اب اسکو شہر ملنے لگے ہر ایک بادشاہ نے ہر کار سے
 ان ناموں کے پوچھنے کے بعد مقرر کیے تھے کہ جب کوئی لشکر اور ہر سے جائے اس سے دریافت کر کے
 ہر کوئی خبر کرنا کہ اگر ارزننگ کا لشکر ہو گا تو ہم ذمہ اچھ ہو گئے اگر اور کوئی لشکر ہو گا اس سے ضرور مزاحم ہو گئے
 چونکہ ہر کار سے مقرر تھے انھوں نے جو لشکر لائے ہوئے دیکھا اہل لشکر سے جا کر دریافت کیا تو معلوم
 ہوا کہ یہ لشکر ارزننگ کا ہوا ارمان شیر صولت ارزننگ کا پیش خمیر لیکر طرٹ آفتاب نما کے جاتا ہوا ہے
 عقب میں ارزننگ مع لشکر کشیر چلا آتا ہے وہ ہر کار سے ہر جا کر اس شہر کے بادشاہ کو خبر دیتے تھے وہ خاموش
 ہو جاتا تھا پس بعد جانے ارمان کے ارزننگ مع لشکر کے آتا تھا ہر کار سے یہ دریافت کر کے فوراً
 بادشاہ ہون کو خبر کرتے تھے نوبت بایںجا رسید کہ ارمان قریب شہر آفتاب نما کے ہو چکا وہ دوسرے اسے
 دیکھا کہ ایک قلعہ بہت بلند سر بلبل کشیدہ بنا ہوا ہے اس کے وسط میں ایک گنبد ہوا اس گنبد کے برج پر
 ایک آفتاب لگا ہوا ہے کہ اس سے شعاعیں نکل رہی ہیں اور گرد اس کے بہت سے آفتاب ہیں یہ قلعہ
 بہت دور سے دکھائی دیتا ہے یہ قلعہ جو ارمان نے دیکھا اول سرداروں سے اور رسوا ہر دن سے
 دریافت کیا کہ تم تو اس طرف آئے ہو پھر اہ سلیم شیر صولت کے یہ کون قلعہ ہے انھوں نے دیکھا عرض کیا
 کہ ایہ پہلوان جہان آپ کو مبارک ہو کہ آپ شہر آفتاب نما کے قریب پہنچ گئے ہیں یہ قلعہ بہت شہرین
 ہوا اسی میں برجیس خدائی کرتا ہے اس کے گرد تمام شہر آباد ہوا اور اہل شہر سرداران لشکر کی عمارت ہو اور سب
 اہل شہر اس قلعے کے گرد رہتے ہیں اور یہ قلعہ بہت وسیع ہو اور یہ آفتاب اس قلعے کے وسط کے برج
 پر بنا ہوا ہے اسکی روشنی بارہ کوس تک پھرتی ہے اور بہت سے آفتاب اس قلعے کے
 آفتاب کے گرد ہیں جسکو کہ آپ دیکھ رہے ہیں سنا ہے کہ اس قلعے پر ایک آسمان ہوا ایسا صاف و شفاف
 ہے کہ اس آسمان پر جو عمارت بنی ہوئی ہو وہ نیچے سے معلوم ہوتی ہو اس آسمان پر سے پھول ہمیشہ برستے
 ہیں اور قلعے میں ہزاروں چین کھلے ہوئے ہیں اور ہر اے راگ و رنگ آتی ہے مگر گانے والا نظر
 نہیں آتا ہے ہر جو ارمان نے سنا بہت خوش ہوا اور کہا کہ ہم منزل مقصود پر پہنچ گئے اب یہاں سے
 شہر آفتاب نما کو سفر دور ہو انھوں نے کہا کہ ایک منزل ہوا اب کچھ دور نہیں ہوا ارمان نے اسدن
 اسی مقام پر قیام کیا دوسرے دن صبح کو وہاں سے روانہ ہوا وہ پہر دن راہ طوی تھی کہ دور سے لشکر
 لشکر نظر آئے ایک سردار نے ارمان سے عرض کیا کہ ایہ پہلوان جہان دیکھیے وہ مساحت سے علم ہے لشکر
 نظر آتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ کوئی لشکر اور ہر کوئی مقام معقول دیکھ کر اور تجویز کر کے لشکر کو فرد کش
 فرمائیے تاکہ اگر لشکر حریف ہو شلیخ آپ کے اور ہر آنے کی خبر لشکر آپ کے روئے کو اور مقابلہ کرنے کو آتا ہو
 تو بڑی خرابی ہو ہم تو غافل ہوں اور زوہل قراسب کے پیر آپ سے اور قتل کرنا شروع کرے بارگاہ
 وغیرہ چھین لے جو اس سردار نے کہا ارمان کو بھی یقین ہو گیا اسوقت اسے ہر کاروں سے کہا کہ جا کر
 خبر تو لاؤ کہ یہ لشکر کسکا ہے اور کدھر کو جاتا ہے بے مقابلہ تو نہیں کرتے تباہ ہر کار سے حکم پاکر فوراً روانہ
 ہوئے اور ارمان نے اہل لشکر کو حکم دیا کہ اسی صحرا میں مقام پر آب و گیاہ دیکھ کر قیام کرو ابھی مرکبوں سے
 نہ اترو سب اسباب بار بار سے اور جب تک ہر کار سے خبر لیکر نہ آئیں یہ جو حکم دیا کہ اہل لشکر ایک صحرا پر آب و
 گیاہ دیکھ کر آئیں منجین ماند حکم کمرے ہوئے لشکر کے آگے ارمان اپنے مرکب کو روک کر اور کل سرداروں کو
 لیکر کمرہ ہوا اور ہر کار سے جو کہ روانہ ہوئے تھے پائے شاطری مار کر اور راہ طوی کر کے قریب اس لشکر

آفتاب پرستان کے ہوئے کہ جو کہ بسر کر دیا طومار شاہ و سرشار شاہ و ستور و سبزہ باز
 و حسام شہر صوفت شہر رنگ خود پرست کے برائے روکنے ارزن رنگ و غیرہ کے اتر اہوا تھا اور شہر آفتاب نما
 کو پشت کر کر لیا تھا انھوں نے دیکھا کہ کو سو تنگ حیمہ و غیرہ برپا ہیں باز بارین آراستہ ہیں جہت ہے گنجیات
 کے ہوا سے ندرار ہے ہیں باجے جنگی بج رہے ہیں سوار و پیدل پھر رہے ہیں سرداروں کے حیمے
 برپا ہیں انیر و ربان چوکیدار سپرہ دے رہے ہیں سوار و ردیان پینے کھڑے ہیں انکے سینوں پر تصویر
 آفتاب ملکی ہوئی گرد اس تصویر کے بخط جلی لکھا ہوا ہے کہ این تصویر خداوند آفتاب است اسکے برابر ایک تصویر
 بنی ہوئی ہے وہ انسان کی ہے اسکے شہر پر آفتاب پڑی ہوئی ہے صحن چہرہ ہے اسکے برابر بخط جلی لکھا ہوا ہے کہ این تصویر
 تائب خداوند و سرور خداوند خداوند رحیم است علمائے لشکر کے پھر ہر دن پر تعریف خداوند
 آفتاب و رحیمس تحریر ہے اور مذمت اور سب خداؤں کی خصوصاً قافے بے نقاد و زمر دثانی دار زرنگ
 و غیرہ کی بہت شد و مد سے تحریر ہے وسط لشکر میں ایک بہت بڑا علم ہے کہ اسپر آفتاب بنا ہوا ہے اس سے منور
 پیدا ہے اسکے برابر چہرہ بر جیس کا ہے اسکے اوپر بخط یا قوت رنگ بڑے بڑے حرفوں سے تعریف آفتاب
 و بر جیس تحریر ہے اور سیاہ حرفوں سے مذمت لقا اور زمر و شاہ باختری و زمر دثانی دار زرنگ پسند
 تحریر ہے لشکر کے سواروں کی وردیان بہت نہرق و برق ہیں سب طلائی ہیں ہر چیز پر سونے کا کام بنا
 ہوا ہے ہر جگہ پر اور ہر بار گاہ پر آفتاب بنے ہوئے ہیں و ہر دو کا نذر کی دہکان پر آفتاب کی تصویر
 ضرور ہے اور بر جیس کی ہر کار سے یہ سیر کرتے ہوئے اور لشکر کو دیکھتے ہوئے ہر مقام پر پھرتے ہوئے
 ایک مقام پر ہوئے وہاں چند سوار بیٹھے ہوئے فرش نفیس بچھا ہوا تھا حقہ بر بنی اسکے لگا ہوا تھا
 شہر خ کھیل رہے تھے یہ بھی کھڑے ہو کر دیکھنے لگے کہ ان میں سے ہر ایک نے انکی طرف دیکھا اور کہا
 کہ ایسے تشریف لائے کیونکہ یہ بھی موضع شرفا تھے اور اسباب سفر انکے دوش پر تھا یہ مسافر بنکر لشکر میں
 گئے تھے انکے انکو مسافر خیال کر کے کہا کہ آئیے تشریف لائیے اسکا تو یہ مطالب تھا یہ اسباب کو رکھ کے
 بیٹھ گئے اسنے خاصدان سے نکال کر انکو پان دیا انھوں نے پان لیکر کھایا اسنے پوچھا کہ آپ کون
 لوگ ہیں اور کہہ کر سے تشریف لائے ہیں اور کہا ان تشریف لیجانے کا قصد ہے یہ جو بیٹھے تو اب سب
 انکی طرف متوجہ ہوئے شہر خ کو رکھ دیا کیونکہ انکی صورت کچھ عجیب طور کی تھی اس اقلیم کے یہ رہنے
 والے نہ تھے انکی وضع پر نہ تھے انکی اور وضع تھی سب متعجب ہوئے کہ دیکھ رہے تھے یہ جو انکے کہا انھوں نے
 جواب دیا کہ ہم مسافر ہیں ترکستان سے آتے ہیں کیونکہ اس ملک میں مدت سے دین اسلام رائج ہے
 اسلام کا ڈنکا بجاتا ہوا تھا ہم پوشیدہ رہے مگر اب ہم سے برداشت نہ ہو سکی کہ ہم اپنے خداؤں کی مذمت
 نہیں لہذا ہم وہاں سے چلے آئے نہ اپنے میں نہ اپنے اس قدر قدرت پائی کہ ان لوگوں سے مقابلہ کریں
 ہم پچاس آدمی تھے اور وہ لاکھوں جدمر جسکا جی جایا وہ چلا گیا اپنے راہ میں سنا کہ شہر آفتاب نما جو کہ
 اسوقت بہت بڑا شہر ہے اور خورشید کا دار السلطنت ہے وہاں خداوند آفتاب نے نزول فرمایا ہے
 اسکا ایک فرزند ہے کہ جسکو انھوں نے اپنا نائب کیا ہے وہ بہت شد و مد سے خدا کی کرتا ہے کہ وہ روزوں نے
 انکا دین اختیار کیا ہے بڑا اختیار ہے چونکہ ہم بھی ایک مذمت سے آفتاب پرست تھے بنے خیالی کیا کہ ہماری
 بس اس ملک میں خوب ہوگی اسی شہر میں لیکر رہو اور اپنی زندگی براخت بسر کرو چنانچہ لوگوں سے دریافت
 کرتے ہوئے اور نشان پوچھتے ہوئے اقلیم خورشید یہ منہ لے اب شہر آفتاب نما کو دریافت کیا لوگوں
 نے پتہ دیا اسی پتہ پر اس مقام پر پہنچے جہاں یہاں پہنچے تو یہ لشکر فروکش پایا ہم لشکر میں آئے لشکر کو

السیا اگر استہ پایا کہ بخنے ہزاروں سفر کیے لاکھوں لشکر دیکھے مگر اس شان و شوکت کا لشکر نہیں دیکھا آجکل جو شان و شوکت لشکر اسلام کی ہو وہ کسی لشکر کی نہیں ہے یہ شوکت اُسے بھی نہیں پائی ہے ایک زمانے میں جب ایرج لوجوان آفتاب پرست تھے اُنکے بھی ہمراہ لشکر تھا مگر یہ شوکت واقعی جو اس لشکر کی ہو خداوند تلقا جو کہ اٹھارہ ہزار ملک باختر کا مالک تھا اور جو لاکھ لاکھ کا لشکر زیر قیطانِ خدائی ہر وقت پڑا رہتا تھا اور لشکر کا کچھ شمار نہیں باوجود اس مرتے کے کہ خدائی کرتا تھا مگر اُسکے لشکر کے بھی ایسے نشان نہ تھے جو کہ ہم نے اس لشکر کے دیکھے ہمکو حیرت ہوئی کہ یہ کس بادشاہ کا لشکر ہے حلیہ ذرا اس کی سیر کرنا چاہیے بعد اسکے پھر طرف اپنی منزل مقصود کے روانہ ہوئے چنانچہ لشکر میں آئے تمام دن ہوا پھر ہوئے مگر لشکر کی حدود انتہا نہ معلوم ہوئی کہ کس قدر لشکر ہو اور اسکا کون افسر ہو بلکہ یہ حیرت ہوا اور یہی حسرت ہو کہ ہم اس لشکر کے حال سے واقف ہوں یہ تو ہمیر ثابت ہو گیا کہ یہ لشکر آفتاب پرستوں کا ہے مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ کدھر جاتا ہے اور کدھر سے آیا ہے اور کس مہم پر گیا تھا اور یہاں کیوں مقیم ہے غرض ان سواریوں نے جواب دیا کہ یہ کوئی مقام حیرت نہیں ہے ایسے ایسے بہت سے لشکر ہیں در فتل تھے اس شان و شوکت کے لشکر نہ دیکھے ہوئے اب دیکھو گے اسکی کیا اصل ہے یہ ایک ادنیٰ لشکر ہے آگاہ ہو کہ جس شہر کی تم تلاش میں منزلوں سے یہاں آئے ہو یہ اسی شہر سے لشکر نکلا آیا ہے اور یہ لشکر خداوندی ہے مگر ادنیٰ لشکر ہے اسکے مثل ہزاروں لشکر ہیں اس لشکر کے افسر و بادشاہ اور چارہ پہلوان ہیں کہ جنگ نام یہ ہیں قیصر اور خوار سننور نیزہ باز حسام شیر عدولت شہرنگ خود پرست طومار شاہ دسر شاہ شاہ اور وہ جو تم قلعہ دیکھتے ہو جسپر آفتاب تابان درخشندہ اور تابندہ ہو وہ بھی شہر آفتاب نما ہے یہ قلعہ اسی شہر میں ہے اسی قلعے میں خداوند تشریف فرما ہیں اور یہ لشکر جسکو تم دیکھ رہے ہو کسی مقام پر گیا تھا نہ کہیں جاتا ہے صرف شہر سے اس غرض سے بلکہ خداوندی آیا ہے کہ کوئی ارزننگ بن نہ رہے اور وہ یونان، یونانی یعنی زمر و شاہ کا اُسے یہ دعویٰ کیا ہے کہ میں خدا ہوں اور کوئی خدا نہیں ہے وہ ہر طرف اپنی خدائی کی نوبت بجاتا پھرتا ہے اسکو خداوند آفتاب کے نزول کی خبر ہوئی پس اُسے ادھر کا قصد کیا کہ خدا تو میں ہوں یہ خداوند آفتاب کون ہے میں جا کر مقابلہ کر کے خداوند آفتاب کو مٹا دوں گا پس وہ لشکر کشی لیکر ادھر کو آتا ہے یہ حال خداوند کو بعلم خدائی معلوم ہو گیا قدرت نے ان چار سرداروں کو اور دو بادشاہوں کو مع بیس لاکھ سپاہ کے روانہ فرمایا کہ تم ہر دو ان شہر جا کر مقیم ہو اور جب ارزننگ لشکر لیکر آئے اسکو روکنا اور مقابلہ کرنا اور ہر کوئی خبر دینا ہم کو یہ تدبیر کہیں گے گو ہمکو علم خدائی سے ثابت ہو جائیگا مگر تم بھی ہمکو خبر کرنا اور بھائیو اس لشکر کی کیا حقیقت ہے جب تم شہر میں جاؤ گے اور دیکھو گے تو تمکو اور زیادہ حیرت ہوگی اور جب قدرت کی قدرت نمایان اور شوکت نمایان اور اپنے بند و نیر مہربانان اور نواز شہین اور زعم دلی دیکھو گے تو دریا سے حیرت میں بہر تن غرق ہو جاؤ گے جب نہیں کہ تمکو سکتہ کی نوبت پہونچے پس جو شان خدائی اور قدرت نمائی چاہیے وہ خداوند آفتاب اور اُنکے نائب یعنی فرزند خداوندین موجود ہے یہ قدرت نمائی ہے کہ جب سے لشکر یہاں آکر مقیم ہوا ہے اسنے وہ دونوں وقت علی قدر مراعت کی لشکر کو خداوند کے مطیع سے طعام لے لیا ہے ہم اہل لشکر کو کوئی زحمت نہیں کہنا پڑی ہے بلا محنت و مشقت کھانا کھاتے ہیں اور پین سے بسر کرتے ہیں یہ جو ان ہر کاروں نے سنا کہا کہ جو ہے خداوند آفتاب کی کیا قدرت ہے اور کیا شان ہے واقعی یہ قدرت اور یہ شان نہ ہے کسی خدا کی سنی نہ دیکھی ہے یہ انھوں نے کہا ابھی کیا ہے یہی ہے جب شہر میں جاؤ گے تو دیکھ لینا کہ کیا قدرت ظاہر ہوئی ہے ان ہر کاروں کی

کہا کہ آپ یہ فرمایا کہ یہاں سے شہر آفتاب نما کس قدر فاصلے پر ہے اور اس ملک میں کوئی سرابھی ہے یا نہیں
 انھوں نے جواب دیا کہ وہ کیا سامنے ہے کوئی ایک گھنٹہ کا راستہ ہو گا بہت نزدیک دو گھنٹہ کا اور سر کو جو
 دریافت کیا تو سیکڑوں سرابیں ہیں اور ہر سراب میں قدرت کی طرف سے لوگ مقرر ہیں وہ جو مسافر
 آتا ہے اسکا بندوبست کرتے ہیں اسکو راحت دیتے ہیں آب و طعام کی فکر کرتے ہیں طعام لذیذ اسکو
 کھلاتے ہیں جو دن اسکا جی چاہے رہے اور جب وہ طرف اپنی منزل کے روانہ ہوتا ہے تو اسکو وہ
 راہ راہ دیتے ہیں اور طعام اس کے ہمراہ کرتے ہیں اس کے علاوہ اہل شہر کے لیے قدرت نے ایک
 خانہ رزق اپنی قدرت سے بنا دیا ہے جو بوقت صبح جو کہ مفلس اور کم بایہ ہیں انکو ان کے خرچ کے
 موافق رزق ملتا ہے وہ بلا محنت و مشقت اپنی اوقات بسر کرنے میں لیں تم سراب میں جا کر اترو گے
 تم لوگوں کو تکلیف نہ ہو گی قصداً آجکل تو اور بھی نہ ہو گی کیونکہ آجکل جشن عالم افروز ہو رہا ہے اور
 کل اہل شہر غریب سے لیکر امیر تک اور شہر کی عورتاں تک علاوہ اس کے ہر شے کے آدمی کل رعایا سے
 شہر اور مسافر سب قدرت کے مہمان ہیں خانہ عیش میں سب کی دعوت ہوتی ہے اور نواح و گانا بہشت
 کے لوگوں کا سننے میں آتا ہے عطر پان و پھول ملتے ہیں صفت یہ ہے کہ سب سامان درست ہو جاتا ہے
 کھانا چاہے جاتا ہے گانا سننے میں آتا ہے مگر یہ قدرت کی قدرت ہے کہ اس سب کاموں کا کرنے والا نظر
 نہیں آتا ہے جشن ایک ماہ تک برپا رہتا ہے جو مسافر جاتے ہیں اور دار و شہر ہوتے ہیں انکی بھی
 دعوت ہوتی ہے پس آجکل کھاری بھی دعوت ہو گی براے بود و باش مکان ملیکا آجکل قدرت کی
 ساگرہ ہو اسی زمانے میں خداوند بر جیس زمین پر تشریف لائے ہیں اور یہی زمانہ انکی ولادت کا
 سال بھر کے بعد یہ بہت بڑا جشن ہوتا ہے اس جشن کی میں کیا تعریف کروں یہ جو ہر کارون نے سنا کہا
 کہ اچھا اب تو ہم لوگ جاتے ہیں جب آپ لوگ اس مہم سے فرصت کر کے شہر میں تشریف لائیں گے
 تو آپ سے ملیں گے انھوں نے کہا کہ آج نہ جاؤ کل صبح کو جاتا اتنا دن اور یہ شب اسی مقام پر
 بسر کرو جو اب دیا کہ ہم لوگوں کا قاعدہ یہ ہے کہ جب تک منزل پوری یعنی جس مقام پر قیام کرنا مقصود ہوتا
 ہے اس تک نہیں پہنچ لیتے ہیں راہ میں نہیں قیام کرتے ہیں چاہے رات ہو چاہے برابر راہ چلے
 جائیگے جہاں سے ہم چلے ہیں اور بنے قصد کر لیا ہے کہ ہم بیس کوس پر جا کر قیام کریں گے پس بیس کوس
 پر قیام کریں گے پس اب بدون شہر کے دوسرے مقام پر نہ قیام کریں گے دوسرے کوس دو کوس کے
 لیے کہ اب یہاں سے تھوڑے فاصلے پر ہے میان رحبان اور صبح کو پھر اپنے کو پریشان کریں اور
 سفر کی زحمت گوارہ کریں پس اب ہم ضرور جائیں گے اور شہر ہی میں تو قیام کریں گے وہاں آپ سے ضرور
 ملیں گے یہ جو انھوں نے کہا وہ لوگ خاموش ہو رہے ہیں ہر کارہے جو کہ مسافر بنے ہوئے تھے
 اس مقام پر سے اٹھے اور ان کے سامنے تو طرف شہر کے چلے جہر کا انھوں نے پتہ دیا تھا جب
 سامنا جاتا رہا اپنے لشکر کی راہ لی مگر تمام لشکر کو دیکھ کر کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ جس مقام کی انھوں
 سیر کی ہو پس لشکر سے ٹھکرا کر اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوئے میان ان پر کارون اور لشکر کے انتظار میں
 سردار مع لشکر کے اسی طور سے ٹھہرے ہوئے تھے اور لشکر کو اترا نیکا حکم نہ دیا تھا چونکہ ابھی منزل پوری
 نہ ہوئی تھی کہ ہر کارہے آکر بیوی بچے ملے تو بہت تعریف لشکر کی کی اور پھر کہا کہ لشکر قریب شہر آفتاب نما
 اترا ہوا ہے بر جیس ہے اس لشکر کی خبر لیا کہ اگر از رنگ آتا ہے براے مقابلہ روانہ کیا ہے کہ اگر از رنگ
 آئے تو اسکو بیرون شہر روکنا ہم اور کچھ تدبیر کریں گے پس یہ لشکر خداوند کی روکنے کے لیے یہاں اور بھی

قریب بیس لاکھ کے اور جو کچھ ان لوگوں سے سنا تھا سب بیان کیا ارمان نے یہ جو ہر کاروں کی بنیادی
 سنا بیس اپنے مرکب کو منیر کیا اور لشکر کو حکم دیا کہ مرکب بڑھاؤ ہم اب مقابل لشکر برجیس جا کر خیمہ وغیرہ
 برپا کرینگے یہ جو افسر کا حکم لشکر کو ملا سب نے مرکب اٹھا دیے ارمان نے مال و اسباب بارگاہ وغیرہ
 کے بھی روانہ ہوئے کوئی دو کوس چلے گئے کہ اب تمام لشکر حریف نظر آنے لگا خیال کر کے جو
 دیکھا تو اس لشکر سے اور اس لشکر سے کوئی پانچ کوس کا فاصلہ تھا بیس یہ فاصلہ دیکھ کر ارمان نے ایک
 یا دو کوس اور بڑھ کر میدان جنگ وسیع درمیان میں دیکر اپنے لشکر کو اترنے کا حکم دیا اور خیمہ و
 بارگاہیں برپا ہونے کا حکم دیا وسط میں بارگاہ ارزننگی جسکے اوپر بچھ جلی اور بڑے موٹے موٹے
 حرفون سے خط گلزار میں یہ لکھا ہوا تھا کہ این بارگاہ خداوندہ ارزننگ برپا ہوئی اسکے گرد اور
 خیمے سرداروں کے امیروں کے وزیروں کے پہلوان مغزہ کے برپا ہوئے ارمان کا خیمہ برپا
 ہوا اور اسکے سرداروں کے خیمے برپا ہوئے ارمان اس میں اترا اور اسکے سردار بھی اپنے
 اپنے خیموں میں اترے لشکر نے کمر کھولی اپنے اپنے بسترے لگائے باز ارین آراستہ ہوئیں
 جو ہری بازار چوک دکن وغیرہ برپا ہوئے جھنڈے کھڑے کیے گئے علم لشکر نصب کیے گئے اور
 صف بندی کی گئی پست و بلند زمین کو سمجھا کر کیا جو درخت بیوقوف لشکر میں اگر واقع ہوئے تھے
 اور نقصان رسان تھے انکو قلم کیا اور کچھ واسطے سائے کے رہنے دیے یہاں تو یہ بندوبست
 ہو رہا ہوا ارمان اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہو کسل راہ کو دور کر رہا ہوا اور
 سب سردار حاضر ہیں جب یہ لشکر آیا تھا اور لشکر برجیس کے لوگوں نے علم لشکر دیکھے تھے تو ہم
 یہ تقریر کرنے لگے تھے کہ لشکر ارزننگ آتا ہے یہ جو نشان نظر آتے ہیں اسکے لشکر کے ہیں کہ اتنے
 میں ارمان مرکب پر سوار عقب میں لشکر پیشاں اور اٹالہ بارگاہ کا نظر آیا اور اسنے اترنیکا لشکر
 کے حکم دیا تھا پس لشکر برجیس سے ہر کارے دریافت حال روانہ ہوئے اور لشکر
 ارمان کین پہنچے انھوں نے جو دریافت کیا کہ یہ لشکر کسکا ہے تو انکو معلوم ہوا کہ یہ لشکر ارمان
 شیرصورت کا ہے یہ ہر اول لشکر ہو کر آیا ہے خداوندہ ارزننگ نے اپنا پیش خیمہ لیکر روانہ کیا ہے اور
 خداوندہ خود بھی تشریف لاتے ہیں ہر اسے مقابلہ برجیس آفتاب پرست ہر کارے یہ دریافت کر کے
 اپنے لشکر میں آئے اور اہل لشکر سے سب واقعہ بیان کیا سب نے کہا کہ کتنے پہلے ہی سچ کہا تھا کہ
 یہ وہی لشکر ہے ہر کاروں نے کہا کہ کل تک ارزننگ بھی آئیگا وہ ہر کارے لشکر سے یہ کیکر طرف
 اس بارگاہ کے چلے جہین قیصور آدھوار و مستور نیزہ ہار و حسام شیرصورت تیار دیو کش و
 ظو مار شاہ و سرشار شاہ بیٹھے ہوئے تھے دربار آراستہ تھا ہر کاروں نے آکر ہر گاہ پر سے
 مجرا کیا اور عرض کیا کہ آپ سب صاحبوں کو معلوم ہو کہ ارمان شیرصورت پیش خیمہ لیکر ارزننگ کا گیا
 کل تک اسکا بھی داخلہ ہوگا آپ کے لشکر کے سامنے کوئی تین کوس کا فاصلہ دیکر فروکش ہوا ہے
 یہ سنکے انھوں نے ہر کاروں سے کہا کہ تم اسی لشکر میں جاؤ اور جب ارزننگ کے آئیں خبر منتظر
 ہو تو ہٹو اگر خبر کرنا ہم بھی اسکی آمد کا تماشا دیکھیں گے ہر کاروں نے کہا کہ بہت خوب پس مجرا کر کے
 بارگاہ سے باہر آئے اور طرف لشکر ارمان کے روانہ ہوئے پس یہ لوگ بے خوف و خطر بیٹھے رہے
 یہ بھی نہ خیال کیا کہ کسکا لشکر آیا ہے اسی طور سے لشکر میں پہل پہل ٹھہری رہی راوی نے بیان کیا کہ جب
 یہاں ارمان لشکر لیکر اترا تو ہر آفتاب جادو نے برجیس کو خبر دی کہ ارمان پیش خیمہ لیکر ارزننگ کا گیا

آگیا پس تم طومار شاہ وغیرہ کو یہ خبر دو کہ جس وقت ارزننگ آئے تو تم لوگ اس سے مقابلہ کرنا
 مگر جنگ یہاں سے کوئی حکم تمہارے نام نہ پہنچے اس امر کا خیال رکھنا کہ جب ارزننگ آئیگا تو
 وہ نامہ لکھو جیسا وہ نامہ تمہارے نام تکم اس نامے کا یہ جواب دینا کہ ہم اسکا جواب نہیں دے سکتے ہیں خداوند کو
 نامہ لکھو جیسا وہ جواب دین اسپر عمل کرنا اور ہم تو انکے حکم کے منتظر ہیں پس جب یہ جواب ارزننگ
 کو پہنچا وہ فوراً انکو نامہ لکھو کہ وہ نامہ بر لشکر مین آئیگا تم طومار شاہ وغیرہ کو لکھنا کہ وہ نامہ نامہ ہر
 سے لیکر تمہارے پاس روانہ کر دے پس تم اس نامہ پر جواب جنگ لکھنا اور طومار شاہ وغیرہ کو
 الگ لکھنا کہ وہ ارزننگ سے مقابلہ کریں یہاں سے اسکی کمک ہوگی یہ آفتاب نے برجیس سے
 کہا برجیس نے حجاب قدرت کے اندر سے خونخوار کو آواز دی اور کہا کہ مابودلت کو علم خدائی سے
 معلوم ہوا کہ آج ارمان ہرادل لشکر ارزننگ ہمارے لشکر کے مقابلے میں آکر فروکش ہوا ہے اور
 کل تک ارزننگ بھی آجائیگا پس ہماری طرف سے طومار شاہ وغیرہ کو تحریر کر دو کہ وہ جب ارزننگ
 آجائے اور انکو نامہ تحریر کرے تو وہ یہ جواب دین کہ ہم اسکا جواب نہیں دے سکتے ہیں تم خداوند کو
 نامہ لکھو جو کچھ جواب دین اسپر عمل کرو اور جو نامہ خداوند کے نام تحریر کرنا اسکو ہمارے پاس روانہ
 کرنا ہم اپنے ذریعے سے خدمت خداوند میں روانہ کر دینگے پس خونخوار نے اسوقت اسی مضمون
 کا نامہ لکھوا کر پیش کیا آواز آئی کہ کسی چوہدار کے ہاتھ روانہ کر دو پس خونخوار نے اسوقت ایک
 چوہدار کے ہاتھ روانہ کیا وہ چوہدار نامہ لیکر بیرون شہر لشکر مین آیا اور داخل بارگاہ ہو کر طومار
 وغیرہ کو نامہ دیا پہلے طومار نے وہ نامہ لیکر سر پر رکھا آنکھوں سے لگا یا بوسہ دیا اسی طور سے
 دوسرے شاہ شاہ وغیرہ نے چوما اور سر پر رکھا اسکے بعد سب نے اس نامے کو سامنے رکھ کر سجدہ کیا کیونکہ
 اسپر تصویر برجیس کی بنی ہوئی تھی اب نامے کو چاک کیا مضمون نامہ پر معا پس اسوقت عرضی لکھی
 جسکا یہ مضمون تھا کہ حکمت نامہ قدرت پہونچا حال مندرجہ سے یہ بندگان درگاہ قدرت آگاہ ہوئے
 پس جیسا حکم عالی صادر ہوا ہے اسپر غلامان قدرت کا رہنہ ہونے کے زیادہ حد ادب یہ لکھ کر اور اس عرضی
 کو چوہدار کو دیا وہ چوہدار وہ عرضی لیکر قلعے مین آیا اور خونخوار کو دی خونخوار نے قریب حجاب قدرت
 جا کر عرضی اور سنائی آواز داخل دفتر کی آئی پس یہاں تو روز دربار حسب دستور ہوتا ہے وہاں
 وہ دن گذرا اور شب آئی اور شب بھی بسر ہوئی یہ حقیر ناظرین کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ناظرین
 اسکا خیال نہ فرمائیں کہ اسنے کسی مقام پر صبح کا حال نہیں تحریر کیا اسکا سبب یہ ہے کہ اس ناظر کو اس
 امر کا خیال ہو کہ یہ دفتر طولانی نہ ہو جائے اور اصل مطلب رہ جائے ابھی مجھکو بہت کچھ لکھنا ہوا ہے
 کہ رات کم اور قسط طولانی واقعات تو بہت ہیں مگر اسکا خیال ہو کہ طول نہ ہو اسی سبب سے ہر مقام پر
 اختصار کرتا جاتا ہوں گو میرا جی نہیں چاہتا ہے مگر ناچار ہوں خیر آدم بر سر مطلب جب سحر ہوئی یہاں
 دونوں لشکر اترے ہوئے تھے اور ارزننگ طومار اصل و قطع منازل کر کے اپنے لشکر کے قریب پہونچا
 ہر کار و نکو پہلے سے روانہ کیا کہ خبر تو لاؤ کہ میرا لشکر کہاں پر ہے اور اب شہر آفتاب تھا کس قدر فاصلے پر
 ہے پس ہر کار نے جو راہ طے کر کے آئے تو اپنے لشکر کے علم دیکھ کر داخل لشکر ہوئے مگر مقابل اپنے لشکر کے
 اور ایک لشکر کثیر فروکش دیکھا پس بارگاہ مین آئے ارمان سے ملے اور کہا کہ خداوند تشریف لاتے
 ہیں قریب آئے ہیں مجھکو براے خبر روانہ کیا ہے اور یہ لشکر کسکا ہمارے لشکر کے رو برو فروکش ہے
 ارمان نے کہا کہ یہ لشکر آفتاب پرستوں کا ہے خداوند کے رکھنے کے لیے شہر سے آیا ہے قریب نہیں لاکھ

کے ہو پس ہر کاروں نے کہا کہ ہم جاتے ہیں تم خداوند کے آئینکا بند و بست کر دے کہ ہر کارے چلے گئے
یہاں ارمان نے لشکر کو حکم دیا کہ سب کمر بن جائیں اور آراستہ ہو کر صف بندی کریں خداوند تشریف
لاتے ہیں یہ حکم دینا تھا اسوقت لشکر میں گرج بند ہوئی سب لشکر تیار ہو گیا ارمان بھی مسلح و مکمل ہو کر
مع سرداروں کے اپنی بارگاہ سے برآمد ہوا لشکر کی صفیں آراستہ کیں آپ رو برو لشکر کے مع سردار
برائے استقبال از رنگ کھڑا ہوا اور ہر لشکر برجیس کے ہر کاروں نے طومار شاہ وغیرہ کو جا کر خبر دی
کہ لشکر ارمان میں خبر منتشر ہو کہ از رنگ آنا ہو بلکہ تمام لشکر مسلح و مکمل ہو کر اور صفیں باندھ کر برائے استقبال
کھڑا ہوا ہر ہم آپ کو خبر دینے آئے ہیں طومار شاہ وغیرہ بھی سرداروں کو حکم دیا کہ آپ لوگ مسلح و مکمل ہو کر
تشریف لائیں اور کنارے پر لشکر کے چکر آہ لشکر کا تماشہ ملاحظہ کریں سب نے جواب دیا کہ جو انکی منہاں
طومار شاہ و سرشار شاہ نے حکم دیا کہ ایک ٹکیر بہت بڑا لشکر پر آراستہ کیا جائے اور اسکے نیچے فرش
کیا جائے تخت وغیرہ آراستہ کیے جائیں ہم آمد لشکر حریف کا تماشہ دیکھیں گے یہ حکم دینا تھا اسوقت
سب بند و بست ہو گیا پس طومار شاہ و سرشار شاہ وغیرہ سب اکرم مع سرداروں کے ونگھون پر
اور کرسیوں پر اور طومار شاہ و سرشار شاہ تخت پر بیٹھے بڑے تزک و شہ سے ایسا تزک و شہ تو ہوا
ہفت اقلیم کو بھی نہ میسر تھا کہ ان چھوٹے چھوٹے بادشاہوں کو دیا تھا برجیس نے یہاں تو یہ بند و بست
ارمان مع اپنے لشکر کے اور طومار شاہ وغیرہ مع سرداروں کے کنارے پر لشکر کے بیٹھے ہوئے آمد
لشکر از رنگ کا انتظار کر رہے ہیں اور ہر از رنگ جب قریب لشکر د شہر کے پہونچا تو پہلے اسکو قلعہ
نظر آیا اور اس پر آفتاب درخشان نظر آیا اُسے جو کہ سردار اس کے قریب تھے اُسے دریافت کیا کہ کیا
نے بیان کیا ہے جب سے یہ سرحد اقلیم خورشیدیہ میں پہونچا ہو تو اُسے ان میں سے ایک سردار کو اپنے
قریب بٹھا لیا ہے جو کہ نامہ برگ کے ہمراہ گئے تھے اور وہاں سے بھاگ کر آئے تھے جنکے خبر دینے سے
یہ لشکر لیکر چلا ہے پس ہر مقام کو اس سے دریافت کرتا جاتا ہے جو اسکو معلوم ہو وہ بتا دیتا ہے اور جو
نہیں معلوم ہو اس سے انکار کرتا ہے تو بت بائینجا رسید جب اُسے قلعہ اور آفتاب دیکھا تو کہا کہ کیا
مقام ہے اُسے عرض کیا کہ خداوند منزل مقصود پر پہونچ گئے یہ قلعہ آفتاب نگار ہے اور یہ وسط شہر آفتاب
ہے اور اسی آفتاب کی روشنی بارہ کوس تک جاتی ہے اب شہر آفتاب نما بہت قریب ہے یہ سنے از رنگ
بہت خوش ہوا اور سخنگان سے کہا کہ دیکھا تو نے قدرت مابدولت کو کس قدر جلد اپنی منزل مقصود پر
پہونچے لشکر کو حکم دے کہ بہت جلد چلے اب چھ عرصہ نہیں ہے منزل مقصود بہت قریب ہے پس سخنگان
نے لشکر کو حکم از رنگ سے آگاہ کیا سنے اپنے مرکب کو تیز کر دیا تھوڑی دور چلے گئے کہ از رنگ
کو علم لشکر نظر آئے اب جو غور کر کے دیکھا تو از رنگ نے اپنے لشکر کے علم پہانے مگر اور علم جو کہ
لشکر برجیس کے تھے نہ پہچانے سخنگان سے کہا کہ یہ جو اسطرن علم میں اور تھوڑے سے ہیں یہ کوئی
ارمان کے ہیں مگر وہ جو بہت سے علم ہیں اور دور ہیں یہ نہ معلوم کس لشکر کے ہیں سخنگان نے کہا کہ کوئی
اور لشکر برائے مقابلہ آفتاب پرستان آیا ہو گا یہ علم اس لشکر کے ہونگے یہ کہہ کر اور غور کر کے سخنگان
دیکھا اور کہا کہ پہلے مجھ کو گمان ہوا تھا کہ اہل اسلام شاید آئے ہوں مگر اب جو میں نے دیکھا تو یہ نشان
لشکر اسلام کے نہیں ہیں بلکہ اور لشکر کے ہیں جو کہ شہل ہمارے ہو یہ تو کرتھا کہ ہر کاروں نے انکو اور
قریب تخت پہونچ کر از رنگ کو دعا دی اور عرض کیا کہ ہم غلام ہو جب حکم خداوند برائے خبر گئے شہر
آفتاب نما بہت قریب ہے بلکہ خداوند اسکی سرحد میں پہونچ گئے ہیں تمہیں خداوند کی تشہیف اور کی

خبر ارمان کو دی وہ لشکر لیے ہوئے مقام ہرنضا میں آیا تریب شہر آفتاب نما کے بارگاہ خداوندی ہر ماہیے
 ہوئے انتظار خداوند میں فروکش تھا خداوند نے اسے لشکر کو تیار کیا اور ہر اسے استقبال صف
 باندھ کر استنادہ ہوا ہوا اور سب خیمہ بیت پر خشکان نے ہر کار و سے کہا کہ تم لشکر میں گئے تھے کیا کوئی اور لشکر
 بھی تم سے دیکھا تھا کہ اس صحرائ میں فروکش ہو انھوں نے عرض کیا کہ جی ہاں مگر ایک لشکر کثیر کو اپنے لشکر کے
 مقابل فروکش دیکھا ہلکے حیرت ہوئی ارمان سے جو دریافت کیا انھوں نے فرمایا کہ میرے آنے سے قبل یہ
 لشکر یہاں فروکش تھا میں نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ از رنگ کے آنے کی خبر جو برجیں کو معلوم
 ہوئی تو اسنے قبل سے لشکر ہر اسے مقابلہ روا نہ کیا تا کہ خداوند کو روکے اور اندر شہر کے نہ جانے دے یہ
 لشکر آفتاب پرستوں کا ہر جو جیسے ارمان نے بیان کیا سمجھے اسوقت جاناکہ یہ لشکر دین ہو پس ہم بھی
 عرض کرتے وہ لوگ بھی خداوند کی آمد کا تماشہ دیکھنے کو اپنی سرحد میں آکر بیٹھے ہیں ہم خداوند سے عرض
 کرنے والے تھے یہ جو ہر کار وں نے کہا اسوقت از رنگ نے حکم دیا کہ لشکر طریقے سے روانہ ہو پس جو
 حکم دیا لشکر میں بند و بست ہو گیا آگے آگے سقے چھڑ کاؤ کرتے ہوئے انکے پانوں میں گلبدن کے پانی
 باناک کی کرتیاں سرخ پگڑیاں مشکون کے دھانوں کے اوپر نہرا رہے لگے ہوئے کئی نہرا رہے تھے جو چھڑ کاؤ
 کرتے ہوئے انکے عقب میں اور سب سامان پس اس طریقے سے لشکر چلاؤنگے پر جو پڑتی ہوئی تھیں
 کہ لشکر کے علم ارمان و طومار شاہ و غیرہ کو نمایان ہوئے سب اسطرت دیکھنے لگے طومار شاہ و غیرہ نے
 دیکھا کہ سقے چھڑ کاؤ کرتے ہوئے گزرے انکے عقب میں کئی نہرا رہے فیلان مست انپر علم اور ماہی مراتب
 انکے پھر ہر وں پر قرین لقا و زمرہ دثانی و از رنگ تھوڑے اور ان تینوں سکان مرتد کی صورتیں بنی
 ہوئیں ہیں ہاتھیوں کی پیشانیوں جلی آئینے لگے ہوئے جھولین کا رچونی پڑی ہوئی پس وہ سقے اور فیلان
 سب ہاتھیوں کو لیکر لشکر ارمان میں آئے اور ایک طرف صف باندھ کر کھڑے ہوئے انکے عقب میں برابر
 ساڈنی سوار انکے بعد جو بد ارغول کے غول خاض بردار غٹ کے غٹ انکے بعد مرکبان ترک و عراقی دو
 دو سائیس جو ریان یا انھوں میں بیٹے ہوئے انکے بعد گرد گرد و دستہ کے دستہ سوار ان چلتے پوش آئندہ
 کے گزرے انکے بعد سرداران ذی مرتبہ مرکبان باورفتار پر سوار گزرے پس کوئی دس لاکھ کے قریب
 لشکر گزر گیا تو سب نے دیکھا کہ ہاتھیوں پر تخت کسا ہوا اسیر ایک بچہ و بومہیب صورت تاج سر پر رکھے
 ہوئے اور اسکی خواہی میں ایک خرس باورہ ضلالت عجب شکل کا بیٹھا ہوا لکس رانی کرتا ہوا اور بہت
 سے سردار گرواں کے ہاتھیوں پر سوار اور نقیب جو خداوند از رنگ کی پکار تے ہوئے دنگا ہوتا ہوا
 ایک طرف ان ہاتھیوں کے دو پہلو ان بہت قوی سیکل اور ایک طرف ایک ساحر بہت زبردست اور
 بہت سے ساحر ان سب کے عقب میں لشکر پیشا اور خزانہ اور جیے اراہون پر بار طومار شاہ و دستار شاہ
 وغیرہ نے جو دریافت کیا تو ہر کار وں نے کہا کہ یہ جو تخت پر بیٹھا ہوا یہ از رنگ ہے اور اسکی خواہی میں
 اسکا وزیر خشکان ہے اور واپسی طرف جو دو پہلو ان ہیں انہیں ایک فرزند نورج تھا اسکا نام ولیم ہے
 اور دو سراپہ سالار از رنگ کا ہے اسکا نام قمراسب ہے اسکی ولیم کے زیر کیا ہے اور سب سردار اور
 پہلو ان لشکر بائیں طرف ولیم کا بھائی اسلم ہے بہت زبردست ساحر ہے اور لشکر ساحر ان کا افسر وسیع سالار ہے
 ہر ادب ساحر سردار ہیں اور لشکر قریب تیس لاکھ کے ہے اور بہت سے شاہان طران اور نمائنگ ہر انہیں
 یہ سقے طومار شاہ نے کہا کہ ان سب کی قصا یہاں ان سب کو لائی ہے اس لشکر کی کیا اصل ہے ایک حملہ من فرار
 کر جایگا بڑے بڑے لشکر و نگو دیکھو والا ہوا نامی گرامی پہلو ان کو مار والا ہے انکو کو بھانے یا مار لینے یہی لشکر ہے

کر جائیگا یہاں تو یہ تقریر سوری ہو اور ہزار رنگ نے بھی لشکر آفتاب پرستان کو دیکھا اور دیکھا کہ کوسوں تک لشکر اتر اٹھا ہوا ہزار رنگ نے طومار شاہ وغیرہ کو دیکھا کہ زیر نگینہ کار چوبی تخت پر اور دنگلون پر و کر سیون پر بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ شان و شوکت ہے کہ جو کچھ کو بھی نہیں نصیب ہو مادیہ و دنیا میں خداوند ہوں اور خداوند زادہ ہوں اور نہ کسی میرے برابر گون کو نصیب تھی ہر کار دن سے یو چھا کہ کیا یہ ہی برجیس ہے جو کہ تخت پر بیٹھا ہے اور یہ دوسرا کون ہے جو اس کے برابر ہے اور یہ سب سردار ہیں ہر کار دن کہا کہ یہ برجیس نہیں ہو بلکہ اوئی اس کے ملازم ہیں یہ ہی آپ سے مقابلہ کرنے کو حکم برجیس آئے ہیں انہیں ایک طومار شاہ ہے اور دوسرا سرشار شاہ اور یہاں ان میں ایک قیصر اور خوار دوسرا دستور نیزہ باز تیرا قمار و لوکش جو تھا شہرنگ خود پرست پانچوان حسام شیر صولت ہے باقی اور سب سردار ہیں مگر یہ سب اوئی مرتبہ کے لوگ ہیں جو کہ اعلیٰ مرتبہ کے سردار ہیں اور بادشاہ ہیں کہ جنگ و پیغمبری کا خطاب ملا وہ یہاں نہیں آئے ہیں یہ سنکے ہزار رنگ کے حواس جاتے رہے سختگان سے کہا کہ برجیس نے تو بڑا مرتبہ پیدا کیا کہ جسکے اوئی ملازم یہ شان و شوکت رکھتے ہیں جو کہ میری بھی نہیں ہے یہ لکڑا ہزار رنگ اپنے لشکر کی طرف منوجہ ہوا پس ارمان مع کل لشکر کے ایک مرتبہ سجدے کو جھجک گیا اور سجدہ کیا جب سجدے سے سر اٹھا یا سلام کیا گو ہزار رنگ نے منع کیا تھا کہ کوئی ابھی لمبھو سجدہ نہ کرے اسوقت تک کہ جب تک قیلول خدائی درست نہ ہو جائے اور سامان خدائی نہ درست ہو جائے اور خدا پرستوں کا نہ خاتمہ ہو جائے مگر اسپر بھی یہ لوگ ایسے سیاہ قلب ہیں کہ نہیں مانتے ہیں سجدہ کرتے ہیں پس جب سجدے سے اٹھے اور سلام سے فراغت کر چکے تمام لشکر کے علموں کو جلوہ دیا اور بائیں خوشی کے بجائے پس ہزار رنگ اتر کر داخل لشکر ہوا اپنی بارگاہ میں آیا سب لشکر اتر کر کھولنے کا حکم ملا پس سردار ابھی اپنے جیموں میں گئے کوسوں تک لشکر کا پڑا ہوا اس صحرا میں سو اسے جیموں اور بارگاہوں کے کوئی دوسری چیز نظر نہیں آتی تھی دونوں لشکر اترے ہوئے تھے اسدن تو ہزار رنگ نے دربار نہ کیا اور طومار شاہ وغیرہ کنارے سے لشکر کے چلے گئے جب لشکر ہزار رنگ آچکا ہزار رنگ کی صورت کی صورت ہو کر اور کل لشکر برجیس بہت ہنسنا تھا اور کہا تھا کہ کیا شکل مبارک ہو بالکل لشکر کی صورت ہو کر اک محوم کی کسر ہے یہی تقریر ہر ایک کی زبان پر تھی اور یہی تقریر دربار میں بھی ہو رہی تھی اسی تقریر میں اور ہر ایک کو خوش ہونے میں وہ دن تمام ہوا شب آئی اس شب کو جی سب نے پر خوشی بسر کیا طومار شاہ وغیرہ نے اپنے لشکر میں دربار کیا اور اپنے لشکر میں ہزار رنگ نے دربار کیا سب حاضر ہوئے ہزار رنگ نے سختگان سے کہا کہ اب کیا کیا جائے کیونکہ برجیس تک خبر ہو کیونکہ وہ تو شہر میں ہے اور بیرون شہر اسے میرے مقابلے کے لیے لشکر فرکش کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ پہلے میں ایک نامہ لکھوں کہ جیمیں کلمات نصیحت و پند ہوں اگر وہ اسپر عمل کرے میری اطاعت کرے اور اپنی پیشہ کی شادی میرے ساتھ کر دے تو خیر ورنہ بزور شمشیر اپنی معشوقہ کو اس سے حاصل کروں مگر میرا نامہ اس تک کیونکہ نہ کر جائے رہا میں تو لشکر اتر اٹھا ہوا ہے لوگ ضرور روکین کے سختگان نے کہا کہ میری راے یہ ہے کہ اب پہلے ایک نامہ ان سب کے نام تحریر فرمائے اسکا مضمون یہ ہو کہ ہم براے جنگ نہیں آئے ہیں بلکہ ایک ضرورت سے آئے ہیں کچھ معلوم ہوا ہے کہ تمہارے بادشاہ نے مجھے مقابلہ کرنے کے لیے روانہ کیا ہے پس اگر یہ امر ہو تو ہم اس سے بھی باہر نہیں ہیں طبل جنگ بجواؤ اور مجھے مقابلہ کرو بلکہ ہمت ہے کہ ہمارے آئین کی خبر اپنے بادشاہ کو کرو وہ

جیسا تھکو حکم دے اسپر عمل کرو باہم اپنے بلچی کو مع نامہ کے روانہ کرتے ہیں اسکو اپنے بادشاہ تک پہنچا دو پس اتنی باتوں میں جو تھکو منظور ہو اسپر عمل کرو ہم کسی امر سے باہر نہیں ہیں جو تم قبول کرو گے ہم اسپر عمل کریں گے اگر مقابلہ تھکو مد نظر ہو تو ویسا تحریر کرو اگر ہمارے آنے کی خبر کرنا منظور ہو تو ویسا کرو اگر ہمارے ایلچی کو راہ دینا ہو کہ وہ شہر میں جائے تو ویسا تحریر کرو علاوہ اسکے تھکو یہ بھی تحریر کیا جاتا ہے کہ کیوں گمراہی میں پڑے ہو اپنے خدا کو پہچانو تو تھکو اگر سجدہ کرو میری اطاعت پر کمر باندھو میں تمہارا خدا ہوں برجیس نے جسکا اپنے کو فرزند کیا ہے کہ میں خداوند آفتاب کا فرزند ہوں اور میں خدا ہوں یہ بالکل غلط ہے اور گمراہ کرنے کی باتیں ہیں تم سب کو گمراہ کر رکھا ہے آفتاب و مانتاب سب میرے بند ہیں اور میرے پیدا کیے ہوئے ہیں اور برجیس بھی میرا بندہ ہے اسنے سرکشی کر کے تم کسی پر جیسا کہ خدا پرستوں نے تم کسی ہو پس میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ اس گمراہی سے باز آؤ اور میری اطاعت کرو ورنہ تھکو اختیار ہو جو حق میرا تھا میں نے تھکو سمجھا دیا اور تھکو آگاہ کر دیا اگر اسکے خلاف کرو گے تو یہ یاد رکھنا کہ ہم بادپایان سے تمام لشکر کو پائمال کر دینگا اسکے بعد شہر کو غارت کر دینگا اور برجیس کو قتل کر کے تمام شہر پر اپنا قبضہ کر لوں گاپس کیوں اپنی جان کے پیچھے پڑے ہو میری اطاعت کرو میں جانوں اور برجیس تم کیوں اسکے کارن اپنی جان دواؤںے تو یہ امر کیا کہ آپ تو شہر میں میرے خوف سے بیٹھا رہا اور تھکو تیل ماش پونے کو روانہ کیا ایسا میرا خوف اسپر غالب ہوا کہ میرے مقابلے کو نہ آیا تم ایسے لوگوں کو روانہ کیا کہ جو کہ میری نہیب تمشیر سے فرار کر جائیں جنگ و پیکار کی بھی نوبت نہ آئے پس تم میری شراکت کرو میں برجیس سے سمجھ لوں گا تم بیکار سردار ہو تے ہو کیوں اپنی قضا بلاتے ہو اگر میری تحریر کے خلاف کرو گے اور میری اطاعت کرو گے تو میں تم سے سمجھ لوں گا آئندہ تھکو اختیار ہو و السلام خیر ختمام دیکھیے اسکا جواب کیا آتا ہے تھکو یقین ہو کہ جواب جنگ آہنگا پس طبل جنگ بجوا کر مقابلہ کیلئے آگوشکست دیکر بھاگیے جب یہ بھاگ جائیں تو اسی مقام پر فروش ہو جیے اور برجیس کو نامہ تحریر فرمائیے اپنے مطلب کے بارے میں پس جیسا وہ جواب دے اسپر عمل فرمائیے اگر وہ برائی آپ کے مطلب کو قبول کر لے تو خیر ورنہ اس سے بھی مقابلہ فرمائیے اور شکست دیکھیے اور اپنی معشوقہ کو حاصل فرمائیے اس سے آرزوے وصل یوری فرمائیے ارزننگ نے کہا کہ یہ راسے تمہاری بہت ٹھیک ہو پس اسوقت ارزننگ نے دبیر کو طلب کر کے جو مضمون جنگ کا بتایا تھا تحریر کرنے کا حکم دیا اسنے فوراً تحریر کیا پہلے تعریف لقا و زمر و ثانی و ارزننگ تحریر کی اسکے بعد خدمت اس سب بندہ ہون کی اسکے بعد مطلب نگار ہی شروع کی جب نامہ تیار ہو چکا خدمت ارزننگ میں پیش کیا ارزننگ نے دیکھ کر حکم دیا کہ اسکو ملفوف کر کے حاضر کرو پس دبیر نے حاضر کیا مہر ارزننگی اسپر کی پس ارزننگ نے ایک پہلوان کہ نام اسکا قبطار آئٹنہ بند تھا اسکو اپنے روبرو طلب کیا اور کہا کہ یہ نامہ لیکر تو لشکر برجیس میں جا جو کہ میرے لشکر کے مقابلے میں فروکش ہو اور نامہ طومار شاہ وغیرہ کو دیکر اسکا جواب لے آ پس قبطار آئٹنہ بند نے سلام کر کے نامہ لیا اور خود میں رکھ کر بارگاہ سے باہر آیا اپنے مرکب پر سو اہر سو کر اپنے لشکر سے نکل کر داخل لشکر برجیس ہوا تمام لشکر کو طوق کر کے قریب بارگاہ پہنچا اہل لشکر نے جو غیر محض کو دیکھا اسنے لشکر کے خلاف پایا پوچھا کہ تم کون ہو اسنے کہا کہ میں خداوند ارزننگ کا نامہ لیکر تمہارے افسر طومار شاہ وغیرہ کے پاس آیا ہوں جب یہ اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ یہ نامہ برہم ہے پس سب خاموش ہو رہے یہ دربار گاہ پر پہنچا قصد اندر جانیکا کیا ورنہ گہ سالار نے کہا کہ تو

سوار بنے اور تو کہان بدون اجازت کے اندر جاتا ہو پہلے چکو تاکہ تو کس غرض سے آیا ہو تاکہ ہم تیری خبر کریں اگر اجازت ہو تو اندر جانا ورنہ جدھر سے آیا ہو اُدھر کو واپس جانا قیطار نے کہا کہ تم جا کر خبر کرو کہ ایک پہلوان خداوند از رنگ کا نامہ لیکر آیا ہو وہ دربار گاہ پر موجود ہو اسکے بارے میں کہا اجازت ہوتی ہو جب درگہ سالار نے سنا اپنے دنگل پر سے اٹھا اُسکو اسی مقام پر بٹھرایا اب اندر بارگاہ کے آیا بجز اگاہ پر سے بٹھرایا اور عرض کیا کہ ایک نامہ بر از رنگ کا نامہ لیکر آیا ہو اجازت اندر آئیگی چاہتا ہو اسکے بارے میں کیا حکم ہوتا ہو طومار شاہ وغیرہ نے کہا کہ اُسکو اندر بھیج دو اور حکم دیا کہ ایک کرسی چوبی رو برو تخت کے لاکے بچھا دو پس فوراً کرسی حاضر کی گئی اور درگہ سالار نے کہا کہ تم اندر جاؤ تمھارا ہی طلب ہو پس قیطار مرکب پر سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا اور بجز گاہ پر سے بٹھرایا اور برو تخت کے آیا طومار شاہ نے اشارہ کیا حلفت چوبی کرسی کے یہ سلام کر کے بیٹھ گیا مگر اس بارگاہ کو ایسا آرستہ پایا کہ اسکے حواس جاتے رہتے ایسی بارگاہ نہ ایسا دربار کبھی اُسے دیکھا تھا نہ یہ زیب و آرایش دربار از رنگ کی تھی بڑی دیر تک دیکھا کیا کہ طومار نے کہا کہ اے نامہ بر تو کس کام کے لیے آیا ہو کیا حیرت زدہ ہو ہو کر دیکھ رہا ہو بس جس کام کو آیا ہو وہ اپنا کام کر اور جا یہ سُنکے قیطار نے خود سے نامہ نکال کر طومار کے ہاتھ میں دیا پس طومار نے نامہ لیکر دیر کو دیا اور کہا کہ پڑھو دیر نے نامہ چاک کر کے پڑھنا شروع کیا جب سب نامہ دیر پڑھ چکا اُسوقت طومار شاہ و سرشار شاہ وغیرہ نے مضمون نامہ سنا کہ جو اب دیا دیر سے کہ ہماری طرف سے لکھو کہ ہمکو حکم خداوند نہیں ہو ورنہ ہم نکلوا سن تخریخت کا جواب دیتے مگر ناچار میں خیر آسپہر بھی ہم کو جواب دیتے ہیں کہ یہ جو تم نے تحریر کیا ہو کہ میں خدا ہوں اور بر جیس تم سب کو گمراہ کرتا ہو میری آگاہی اطاعت کرو اور بر جیس بھی میرا بندہ ہو اور آفتاب و ماہتاب بھی میرے خلق کیسے ہوئے ہیں یہ سب تمھاری تحریر اور تمھارا خیال میرا سر غلط ہو بلکہ تو خداوند آفتاب کا خلق کیا ہوا ہو اور انکا بندہ ہو اور تو نے گمراہی کر کسی ہو اور تیرے بزرگوں نے سب کو گمراہ کیا تھا انکو گمراہ کرتا ہو تمھکو لازم ہو کہ تو میرے پاس آو مال سے باندھ کر میں تمھکو خداوند کی خدمت میں لیجا کر تیرا قصور معاف کروں گا اور تو میرے لشکر کو کیا سم بادپایان پائمال کریگا تو اپنی خیر منائیں تیرے لشکر کو سم بادپایان سے ایسا تباہ کروں گا کہ سوائے ملک عدم کے اور کسی جا پر جاے پناہ نہ ملیگی اور خداوند کیا تیرے خوف سے پوشیدہ ہونگے جب اُنکے غلام سرکوبی نہ کر سکیں تو وہ تیرے مقابلے کو آئیں ہمیں کافی ہیں بلکہ تو اپنی زندگی کی خیر منائیں تمھو کیا تحریر کرتا ہو کہ ہم خیر منائیں بس اب کبھی ایسے کلمات تمھو نہ تحریر کرنا ورنہ بہت سخت جواب دینگے اور یہ جو تو نے تحریر کیا ہو کہ ہم سے مقابلہ کر دیا میری شراکت کرو تاکہ میں بر جیس سے مقابلہ کروں اسکا جواب یہ ہو کہ ہم تیرے کیا شراکت کریں گے غلامان خداوند بھی ایسے مضمون کی شراکت کرتے ہیں مقابلے کے بارے میں یہ ہو کہ ہم بدون اجازت خداوند کے مقابلہ نہیں کر سکتے دوسرے یہ جو تم نے تحریر کیا ہو کہ ہماری خبر کرو خداوند کو اسکا جواب یہ ہو کہ ہم تمھارے ملازم نہیں ہیں یا یہ جو تم نے تحریر کیا ہو کہ ہم نامہ روانہ کرتے ہیں ہمارے نامہ بر کو خدمت خداوند میں روانہ کر دو پس اسکا جواب یہ ہو کہ تمھارا ایلی تو نہ جانے پایگا ہاں تم نامہ بنام خداوند تحریر فرماؤ اپنے ایلی کے ہاتھ ہمارے پاس روانہ کرو ہم اس سے لیکر خدمت خداوند میں روانہ کریں گے اور اسکا جواب حاصل کر کے تمھارے ایلی کو دیوینگے پس اسطور سے تو تمھارا نامہ خدمت خداوند تک جاسکتا ہو ورنہ غیر ممکن ہو آئندہ تمھو اختیار ہے ہم بدون اجازت خداوند کے تم سے مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں اگر تم اس امر کو قبول کرو کہ ہم اپنے ذریعہ

تمتھارا نامہ خدمت خداوند میں بھیج دین تو خیر ورنہ تمکو اختیار ہے یہ لکھو اگر طومار شاہ نے اس نامہ بر کو دیا اور بہت کچھ نہ بانی بھی کہا اور کہا کہ گندینا کہ کبہ ن اپنی نقصا بلا تے ہو پس وہ نامہ بر یہ جواب نامہ پاسے اور نہ بانی پیام شکے وہاں سے اٹھا اور بیرون بارگاہ آیا اپنے مرکب پر سوار ہو کر اپنے لشکر کی راہ لی راہ طر کے اپنے لشکر میں پہونچا داخل بارگاہ ہوا ارزننگ کو جواب نامہ دیا ارزننگ نے دیر سے پڑھو کر سنا اور وہ جو پیام نہ بانی لایا تھا وہ بھی سنا اُسے دربار کی بہت تعریف کی جب ارزننگ مخمور جواب سے آگاہ ہوا سختگان سے کہا کہ اب کیا صلاح ہو اُسے جواب دیا کہ کیا نقصان ہو نامہ لکھو اور اور انجین کے ذریعے سے جو میرے نزدیک بھی ممکن نہیں ہے کہ تمھارا نامہ بر جاے اولی تو یہ لوگ سدر راہ ہیں اگر کیا بھی تو برجیس تک اسکا پہونچنا غیر ممکن ہے کسی کے ذریعے سے نامہ جائیگا جیسے کہ قبل میں ہو کر سلیم شیر حولت کو ایک مقام معقول پر ٹھہرا کر مریج مار خوار نامہ لیکھا تھا یہ جو سختگان نے کہا پس ایک نے دیکر کو طلب کیا اور کہا کہ ہمارے طرف سے برجیس کو تحریر کرو کہ قبل اسکے میں نے تمکو ایک نامہ تحریر کیا تھا طلب میں بلکہ ثریا سے سچتین کے اور تحریر کیا تھا کہ کیا نقصان ہو کہ تم بھی خدائی کا دعویٰ کرتے ہو اور یہ کہتے ہو کہ یہ لڑکی خداوند کی ہے پس میں بھی خدا زادہ ہوں میرے ساتھ عقد کرو و اسکے جواب میں تم نے بہت سخت الفاظ تحریر کیے اور میرے ایلچی کی ذلت چاہی چونکہ وہ مرد جری تھا اسکو اپنی ذلت گوارہ نہ ہوئی وہ قلعے پر چلا تھے اسکو اپنی صورت دکھائی اُسے تمھاری صورت دیکھ کر تمھاری اطاعت کی اور حکو سجدہ کیا مع تو ہزار اپنے ہر اہیون کے تمھارا شریک ہو گیا جو باقی رہے انھوں نے اگر کھوکھری جینا چھ میں وہاں سے مع لشکر اس قلعہ سے چلا کہ خواہ ہاشتی خواہ بر جنگ و پیکار اپنی معشوقہ کو تھے حاصل کروں جسکی خدائی میں بقرار ہوں پس میں بیان آکر پہونچا یہاں تھے قبل سے لشکر میرے ساتھ کے لیے روانہ کیا تھا اسکو فر دکش پایا پہلے اس سے جنگ کی خواہش کی اُنکو نامہ لکھا انھوں نے جواب دیا کہ ہم اس امر میں کچھ نہیں کہہ سکتے ہیں اب خداوند سے نامہ و پیام ہمارے ذریعے سے پہچے جیسا وہ جواب دین اسپر عمل پہچے پس تمکو قلمی ہوتا ہے اور میں تمکو آگاہ کرتا ہوں کہ بخوشی خاطر اپنی ہمیشہ کا عقد میرے ہمراہ کرو و کوئی امر نقصان کا نہیں ہو کیونکہ میں اس خاندان سے ہوں کہ جس میں ہمیشہ خدائی رہی میرے دادا کی خدائی کا حال سب پر بخوبی روشن ہے کہ جیسے وہ خدا تھے یہ تمام دنیا انجین کی خلق کی ہوئی ہے اور سب بندے آفتاب و ماہتاب وغیرہ سب اُنکے عہد میں وہ ان سب کے معبود ہیں گو وہ خدا پرستوں کے ہاتھ سے پریشان ہو کر بالائے آسمان چلے گئے اس امر میں بھی ایک مصلحت تھی وہ یہ تھی کہ اگر وہ بالائے آسمان نہ جاتے تو میرے باپ کیونکر خدا ہوتے پس وہ اپنے مقام پر اپنے فرزند مرد وثانی کو خدا کر کے چلے گئے میرے باپ نے مرد وثانی نے بھی بڑے شد و مد سے خدائی کی جب کہ منظور ہوا کہ میں بھی اپنے باپ کے پاس جاؤں اور اُنکو بھی خدا پرستوں نے پریشان کیا وہ مر خدا کیو میرے سپرد کر گئے اگر باقر ان کر دے خدا ہو کہ بندوں سے پریشان ہوے اسکا جواب یہ ہے کہ ان دونوں صاحبوں کو اہل اسلام سے بہت آلفت تھی وہ اہل اسلام کو اپنے ہاتھ سے غارت کرنا اور امیر اپنا عذاب نازل کرنا نہ چاہتے تھے اس سبب جو انھوں نے کہا انھوں نے گوارہ کیا اور بالائے آسمان چلے گئے عاجز ہو کر نہیں گئے بلکہ اُنکو اب یہ منظور ہوا کہ اہل اسلام کو غارت کروں پس خود چلے گئے مجھ کو تخت خدائی سپرد کیا اور کہا کہ تم اہل اسلام کو غارت کرنا اور رعایت نہ کرنا پس تم دیکھ لینا کہ میں کیونکر اہل اسلام کو غارت کرتا ہوں پس اصل امر یہ ہے کہ میں خاندانی خدا ہوں میری تین پشتیں گذری ہیں کہ جو خدائی چلی آئی ہے پس میں خاندانی

ہوں تمھاری صرف ایک پشت ہو گو یہ امر قرین قیاس نہیں ہو کہ بھلا آفتاب جو کہ ذی مدوح نہیں ہو اور میرا
ہندہ ہو وہ کیا خدائی کر چکا ہو کیا اس کے یہاں اولاد ہوگی خیر میں اسکو بھی مانے لیتا ہوں پس اس سلسلہ سے
یہ ہو گا کہ وہ خدا ایک ہو جائیں گے نصف دنیا میں تم خدائی کرنا اور نصف میں میں کر دنگا میرے سبب سے
تمھاری بھی خدائی کو ترقی ہوگی اور یہ امر تمھاری عزت کا سبب ہو گا گو میں بخوبی جانتا ہوں کہ کوئی سار
تمھارا مربی ہو اسے یہ سب سامان تمھارے لیے مہیا کر دیا ہو اور کوئی ایسی شے نکلودی ہو اور وہ تمھارے
پاس ہو خواہ تمھارے تاج میں ہو خواہ تمھارے پاس ہو جس کے سبب سے یہ امر ہوتا ہو کہ جہاں تم نے
نقاب منہ پر سے ہٹائی اور لوگوں نے تمھاری صورت دیکھی تمکو سجدہ کیا خیر اس سے تمکو کوئی مطلب
نہیں ہو تمکو اپنے کام سے کام ہو ہم اس حیلے سے کہ تم ہمارے ہمراہ اپنی ہمیشہ کی شادی کر دو نصف
دنیا کی حکومت دیتے ہیں کہ تم انھیں خدائی کرو پس جب امور شادی فراغت ہو جائے میں اور تم دونوں
اہل اسلام پر لشکر کشی کریں اور انکو غارت کر کے اپنی اپنی خدائی کو ترقی دینا ہو جیسے یہ امر باعث تمھارے
افتخار کا ہو کہ بعد ایسا خدا تمھاری ہمیشہ کی خواہش کرتا ہو اور جسے سلسلہ قرابت جاری کرنا چاہتا ہو گو
شریائے عین کو بھی میں ہی نے پیدا کیا ہو اور اپنی قدرت سے اسکی صورت بنائی ہو تمکو علم خدائی
سے یہ امر ثابت ہو چکا تھا کہ خورشید شاہ کی دختر کے یہاں ایک لڑکا پیدا ہو گا کہ وہ اپنے کو ظاہر
کر چکا کہ میں فرزند خداوند آفتاب ہوں اور دین آفتاب پرستی کو رواج دینا پس میں نے خیال کیا
کہ کوئی امر ایسا ہو کہ میرے اس کے سلسلہ قرابت ہو اور اسکی خدائی کو ترقی ہو گو شریا کو میں نے اسی لیے
بنایا تھا کہ میں اس کے ساتھ عقد کروں گا اسی حالت میں اسپر میں عاشق ہوا تھا اس فکر میں تھا کہ تمکو
کہاں پیدا کروں جو میرے نفرت میں آئے پس جب تمکو یہ امر اپنے علم قدرت سے ظاہر ہوا اور تمکو
قرابت کا خیال ہوا میں نے تیری مان کے یہاں اسکو پیدا کیا اور جب وہ جوان ہوئی اسکی تصویر
میرے پاس پہونچی میں عاشق ہوا اور میں نے جسے طلب کیا تھے وہ جواب دیا تمکو عفتہ آیا میں لشکر
مہمان آیا پس اب تمکو لازم ہو کہ اس امر کو خواہش دلی و تمنا سے قلبی قبول کرو ورنہ آواز جنگ
دیکھا نہ ہو کہ شہر سے باہر آؤ مجھے متبادل کر دیو یا در کھو کہ اگر میرے کہنے پر عمل نہ کرو گے تو میں شہر
آفتاب نما کو مٹا دوں سے اپنے لشکر کی مرکبوں کی خاک تک آڑاؤ دنگا اور ایک کو اہل شہر سے
نہندہ در کھو چکا کہوں ہزارہوں کا خون اپنی گردن پر لیتے ہو یہ صرف فریاد ہے عین معشوقہ کا
پاس ہو جو بنوں تمکو تحریر کرتا ہوں ورنہ میری عادت یہ ہو کہ جسے ذرا سرتابی کی میں نے اسپر فوراً اپنا
خدا بنائی کیا اور اسکو غارت کر دیا جیسا کہ ابھی خاور میں واقعہ گذرا کہ اسکو میں نے غارت
کر دیا تھا اگر اہل شہر بجز و انکسار نہ کرتے تو میں تمام شہر کو سنگ سیاہ کر دیتا میرے ہمراہ وہ لشکر
ہو و سرداران پلٹیں و پہلوانان قوی تن ہیں کہ جو لاکھوں کی اصل نہیں جاتے ہیں اپنے کو اور اہل شہر کو
انکی آب شمشیر سے بچاؤ اور میرے کہنے پر عمل کرو ورنہ خرابی ہو آئندہ تمکو اختیار ہو یہ نہ کہنا کہ تمکو آگاہ
د کیا حق میں نے اپنا حق ادا کر دیا اب تم جانو اور تمھارے کام میں صرف اس نامے کے جواب کا منتظر ہو
اگر میرے حسب وخواہ جواب آیا تو خیر ورنہ اگر خلاف آیا تو فوراً طبل جنگ بجو اگر اس لشکر کو تمھارے
تباہ و غارت کرنا ہو ادا خل شہر ہو گا اور سب کو قتل کر دنگا اور اپنی معشوقہ پر قبضہ کر دنگا اس کے صلے
اپنے دل کو شاد کر دنگا اسی میں خیر ہو کہ میرے ساتھ عقد کروے اپنی جان کے مجھے نہ پروا آئندہ اختیار
ہو بموجب شہر منت اچھے حق بود و منت تمام ہو تو دانی و گردن لہذا دین و السلام ہو از رنگ نے کہا و میرے پس

نامہ ختم کر اور ایک نامہ میری طرف سے طومار شاہ وغیرہ کو اس مضمون کا لکھو کہ یہ نامہ سرستہ تمہارے پاس آتا ہو اسکو اسی طور سے ہمارے ایلچی سے لیکر برجیس کے پاس روانہ کرو اور جو جواب وہاں سے آئے اسکو اسی طور سے ہمارے پاس بھیج دو بموجب تمہاری تحریر کے یہ کہنے کہا در نہ تمہاری بہ مجال نہ تھی کہ تم ہمارے نامہ بر کو شہر میں نہ جانے دیتے اسی امر پر بڑا کشت و خون ہوتا چونکہ ہم کو خود فساد کو منظور نہیں پس تمہیں جس طور سے کہا سننے قبول کر لیا اب اس کے خلاف نہ ہو پس دیر نہ و نامہ بھی تیار کیا اور یہ بھی پس جب دونوں نامہ تیار ہو چکے ارزننگ کی مر دونوں پر کی گئی ارزننگ نے دونوں نامے قنطار آئندہ پیش کو دیے کہ طومار کے پاس لے جاؤ وہ نامہ لیکر بارگاہ سے باہر آیا اور مرکب پر سوار ہوا لشکر طومار شاہ قین آیا بیان ابھی دربار آراستہ تھا درگہ سالار سے آکر کہا کہ پھر میری خبر کرو و کہ پھر نامہ بر ارزننگ کے پاس سے آیا ہو بیان سب یہی تقریر کر رہے تھے کہ دیکھیے نامہ کا کیا جواب آتا ہو یقین ہو کہ اس نامہ کے جواب کو دیکھ کر اسکو مقابلے کی جرأت نہ ہو واپس چلا جائے کہ درگہ سالار نے عرض کیا پھر نامہ بر ارزننگ کے پاس سے نامہ لیکر آیا ہو کیا حکم ہوتا ہو سر شاہ شاہ نے کہا کہ اسکو اندر بھیج دو درگہ سالار نے آکر قنطار سے کہا کہ جاؤ طلب فرمایا ہو پس قنطار مرکب پر سے اتر کر اندر گیا اسی چوٹی پر ٹھہر گیا وہ دونوں نامہ دیے اور کہا کہ یہ جو نامہ سنبر لفا فہ میں ہو یہ اس کے نام ہو اور جو سرخ لفا فہ میں ہو یہ آپ کے خداوند برجیس کے نام ہو پس ہمارے خداوند نے کہا کہ اس نامہ کو اپنے خداوند کی خدمت میں روانہ کر کے اسکا جواب منگا دو تاکہ میں جواب لیکر بیان سے جاؤں جب تک جواب نہ آئیگا میں بیان موجود رہوں گا پس طومار نے دونوں نامہ لیکر جو اس کے نام تھا اسکو دیر سے کہا پڑھو وہی مضمون تھا جو کہ تحریر ہو چکا ہو جب مضمون نامہ ختم ہوا اسوقت طومار شاہ نے کہا کہ ایک عرضی ہماری طرف سے خداوند کی خدمت میں اس مضمون کی تحریر کرو کہ ہم بموجب حکم قدرت بیان آکر فروکش ہوئے اس کے دوسرے دن ہمارے آنے کے ہر اول لشکر ارزننگ آیا اس کے بعد خود ارزننگ آیا اس نے ہم کو ایک نامہ لکھا جسکا مضمون یہ تھا پس وہی مضمون جو پہلے ارزننگ نے لکھا تھا لکھوایا ہم نے اسکا جواب اسکو دیا کہ ہم بدون اجازت خداوند سے مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں پس اس کے جواب میں یہ نامہ آیا جو کہ حاضر خدمت ہو اور یہ نامہ ہمارے نام آیا جو کہ شالی عرضی ہو چونکہ مضمون نامہ کا جو کہ ہم غلاموں کے نام آیا تھا کہ اسکو اپنے خداوند کی خدمت میں روانہ کر کے جواب منگا دو جسے ہم نے اس نامہ کو انکی خدمت میں روانہ کیا جو اسکا جواب قدرت کو منظور ہو تحریر فرمایا میں اور ہمارے پاس روانہ کر دین تاکہ ہم اس نامہ بر کو دیدہ بین وہ لیکر ارزننگ کے پاس جائے اور جو ہم کو حکم ہو ہم اس پر عمل کریں نامہ بر جواب کا منتظر ہیں جو زیادہ حد اب اب جب یہ عرضی تحریر ہو چکی اس پر سب کے دستخط کیے وہ عرضی اور وہ نامہ جو کہ ارزننگ کا ہنام برجیس تھا ایک چوہدر کو دیا کہ یہ خدمت پیغمبر خداوند میں پہنچا دو اور کہنا کہ اسکو آج ہی پیش کر کے اسکا جواب حاصل کر کے ہم کو آگاہ فرمائیے کیونکہ نامہ بر بیان موجود ہو منتظر جواب ہو پس وہ چوہدر بارگاہ سے نکل کر فوراً طرف شہر کے روانہ ہوا وہاں برجیس سے آفتاب جادو نے کہا کہ یہ واقعہ گنہرا یوں پہلے نامہ آیا اسکا جواب طومار شاہ نے دیا اس کے جواب میں اس نے نامہ تمہارے نام لکھا اور لکھا کہ اسکو خدمت میں برجیس کی بھیج دیس طومار شاہ وغیرہ نے وہ نامہ اور ایک عرضی اپنی طرف سے لکھ کر اپنے چوہدر کے ہاتھ روانہ کیا ہو تمہارے پاس پس تم سب کو حکم دو کہ چوہدر طومار شاہ کے پاس آتا ہو اسکو کوئی نہ روکے یہاں تک یعنی قریب حجاب قدرت آنے کو میں اس کے آئینہ اس وقت اجائیے

پس جب وہ نئے سے اُسکو پرھوا کر سنا اور اُسکا جواب سخت تحریر کرنا پس جب جواب تحریر ہو گا جو تم کو
تعلیم کرونگا وہ ہی تحریر کرانا ہے جس نے یہ سیکھے افریق کو آواز دی کہ اے میرے پیغمبر نامہ سل تم آگاہ ہو
کہ یہ امر عجیب و ابھری ظاہر ہوا ہے خدائی کے زور سے بس یہ کہہ جو کہ آفتاب جاودہ نے کہا تھا اس سے
سب کو آگاہ کیا اور کہا کہ چوہدر کو نہ روکنا آنے دینا افریق نے اس وقت حکم برجیس سے آگاہ کیا
راوی نے بیان کیا ہے کہ میان تو یہ بند و بست ہوا اور وہ چوہدر راہ طو کر کے داخل شہر ہوا اور
قلم میں آیا درگنبد پر پہونچا درگہ سالار سے کہا کہ میری خبر کر دو پیغمبر خداوند کو کہ ایک چوہدر
طو مار شاہ کے پاس سے عرض لیکر آیا ہے درگہ سالار نے کہا کہ تمہارے آنیکی بیان خبر ہو چکی ہے تم
جاؤ براہر جہے جاؤ کوئی نہ روکے گا کوئی خبر کرنے کی ضرورت نہیں ہو حکم ہو چکا ہے کہ چوہدر ارجو آئے
تو آئے دینا وہ ہمارا بندہ خاص ہے اور خاص بندوں کے پاس سے آیا ہے پس وہ چوہدر سب درج
طو کر کے اس مقام پر پہونچا کہ جہاں حجاب قدرت حاصل ہو اور سواے خو خوار و افریق و دیگر شاہین
کے جو کہ مغرب زمین کوئی نہیں ہے اسے جا کر پہلے حجاب قدرت کی طرف جھک کر سجدہ کیا اس کے بعد سب کو
سلام کیا بعد سلام کرنے کے وہ عرضی اور نامہ نکال کر خو خوار کے روبرو پیش کیا طو مار وغیرہ کا پیام بیان
کیا پس خو خوار شاہ نے اُسکو قریب حجاب جا کر عرض کیا کہ خداوند کو علم خدائی سے معلوم ہو گا مگر یہ
حقیر عرض کرتا ہے کہ ایک عرضی طو مار شاہ کی مع نامہ ارزننگ آئی ہے اس کے بابت قدرت کا کیا حکم ہوتا ہے
آواز آئی پہلے عرضی تم خود پڑھو اس کے بعد افریق نامہ ارزننگ کا پڑھے اور دیر کو طلب کر لو کہ ہم
اس وقت جواب عرضی و نامہ دونوں تحریر کرادیں کہ ارزننگ کا نامہ ہر وہاں موجود ہو پس وہ نامہ
کا جواب لیکر ارزننگ کے پاس جاے کیونکہ وہ بھی جواب کا منتظر ہے پس خو خوار شاہ نے نامہ
افریق شاہ کو دیا خود عرضی کو کھد لکر پڑھا جب عرضی خو خوار شاہ پڑھ چکا برجیس نے سنی افریق
سے کہا کہ تم نامہ پڑھو افریق نے نامہ پڑھا جب سب نامہ پڑھ چکا برجیس مضمون نامہ سن چکا بیان پڑھ
حاضر تھا آواز آئی کہ اے میرا جواب نامہ لکھو دیر نے فوراً قلم و قریطاس اٹھا کر پہلے تفریق خداوند آفتاب
کی اس کے بعد تفریق برجیس کی پھر سب پیغمبروں کی اور شان و شوکت لشکر کی اور سرداروں کی پھر
کی کیونکہ برجیس نے یہی حکم دیا تھا جب دیر لکھ چکا اس وقت صدا آئی کہ یہ لکھو مصرعہ جواب جاہلان
باشند خموشی ہمارے بعد یہ تحریر کرنا کہ بھلا تو کیا خدائی کر لگا اور میری اصل کیا ہے اور تیرے بزرگ
کیا تھے اور وہ کیا خدائی کرتے تھے وہ سب میرے پدر بزرگ و ار خداوند آفتاب کے بندے تھے
اور تو بھی بندہ ہو میں اُنکا نائب ہوں اُن لوگوں کو بھی اور تمھیں بھی خداوند نے خلق کیا اور تمام
زمین و آسمان وغیرہ کو اُنھوں نے دنیا پر آکر سرتابی اور سرکشی کی اور خدائی کا دعویٰ کیا پس
میرے پدر نے ایک فرقا ایسا خلق کیا کہ جو خدا سے ناویدہ کو مانتا ہے اُسے لقائتیرے دادا اور زرد
تیرے باپ کو پریشان کیا وہ اُنکے ہاتھ سے پریشان ہو کر بھاگے اور مقام امن تلاش کرنے
لگے مگر کہیں پناہ نہ ملی آخر کو یکے بعد دیگرے اُنکے ہاتھ سے قتل ہوئے تیری بھی یہی حالت ہوگی
تو اُنکو کیا غارت کر چکا سواے میرے اور بچہ ساک خارشقی تیری بھی یہ لیاقت ہوئی کہ تو مجھے
سلسلہ قرابت جاری کرنا چاہتا ہو اور نہ خالق کی ہمیشہ کا خیال دل میں لاتا ہو اب اگر ایسا کلمہ
زبان پر لائیگا تو تیری زبان جلادی جائیگی پس اب کبھی ایسا خیال خام دل میں نہ لانا ورنہ تیرا لایکا
آئندہ تجھکو اختیار ہے جو تو نے تحریر کیا ہے کوئی ساحر تیرا معین ہو یہ بالکل تیرا خیال خام ہر مان تیرا ہے

کہ جیسا جو کوئی ہوتا ہے ویسا ہی دوسرے کو بھی جانتا ہے جیسا کہ تیرے دادا کا دلورند معین تھا اس کے سبب سے
 اسکی خدائی کی رونق تھی جب اسکو خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نے قتل کیا سبب نہایت درونق منگنی بیٹو
 سے زبردشاہ کی معین داماد جادو تھی جو کہ تیرے دادا کا بھائی تھا اس کے سبب سے اسکی خدائی
 تھی داماد نے لعل بنا دیا تھا کہ جو تان میں زبردشاہ کے لگا ہوا تھا کہ جسکی یہ تاثیر تھی کہ جو کوئی دیکھتا تھا
 تھا وہ ہسکو سجدہ کرتا تھا تو وہ بھی جانتا ہے کہ میرے پاس بھی کوئی چیز اسی قسم سے ہوگی ارے احمق وہ
 خدا سے باطل تھے کہ انھوں نے یہ سامان درست کیے تھے میں خدا کے برحق ہوں مجھکو ان امر کی
 ضرورت نہیں ہے کہ کوئی ساحر میرا معین ہو یا کوئی چیز ایسی ہو کہ جسکے سبب سے سب سجدہ کریں یہاں بھی
 قدرت ہے کہ سب صورت دیکھ کر سجدہ کرتے ہیں اور یہی نشان خدائی ہے میں مثل تیرے باب کے خدا
 نہیں ہوں اور اسکی معین محمود جادو تھی جو کہ اسپر عاشق ہوئی تھی اس محبت کے سبب سے اسنے خدائی کو
 تیرے باب کی درست کیا تھا مگر وہ بھی اہل اسلام کا چھڑ کر اسکی تجھکو خبر بھی ہے تو کیسا خدا ہے کہ کسی حال سے
 نہیں واقف ہو گو تیرا بھی ایک ساحر معین ہے یعنی المسلم بن نورج اور اسکا استاد انھین کے سبب سے
 تو نے دعویٰ خدائی کا کیا ہے گریسے غافل ہیں کہ کچھ خبر نہیں کہ شان خدائی ہے کہ دنیا کے حال سے آگاہ نہ ہو
 بلکہ یہ شان خدائی ہے کہ جو دنیا پر گزیرے اس حال سے خدا واقف ہو جیسا کہ میں ہوں کہ تو نے خدا سے
 ادھر کا قصہ کیا میں خبردار ہو گیا میں نے بندوبست کر لیا تیرے آنے سے قبل میں نے لشکر تیرے
 مقابلے کے لیے بیرون شہر روانہ کر دیا تو نے نامہ طومار شام کو لکھا مجھکو خبر ہو گئی طومار شام نے
 تیرا نامہ اور اپنی عرضی میری خدمت میں روانہ کی چو بدار کے ہاتھ مجھکو خبر ہو گئی تجھکو کسی امر کی خبر نہیں
 ہے کہ دنیا پر کیا گزرا اور کیا گزرتا ہے اور کیا گزریگا اگر تو خدا ہے تو بھلا جو حال ماضی ہوا اور جو زمانہ موجود
 میں گزرتا ہے اور جو آئندہ گزریگا بیان تو کر دے جب تجھکو اپنے خاندان کی حالت نہیں معلوم ہے
 یہ نہیں معلوم ہے کہ میری نشت کے چھے کیا گزرتا ہے تو تو کیا بیان کرے گا یہ قدرت ہمیں ہے اور سب
 حال گزشتہ و موجودہ اور آئندہ سے ہمیں واقف ہیں ارے نادان تو کس خواب غفلت میں ہے اور
 کسے تجھکو یہ صلاح دی ہے کہ تو دعویٰ خدائی کر اور ایسے امرا ہم میں اپنا سروے خیر ہے تو تو نے نادانی
 کی تو کی کہ خدائی کا دعویٰ کیا مگر یہ کونسی نادانی ہے کہ اتنے بڑے امر کی خواہش کی جو کہ تیری لیاقت کے
 موافق نہیں ہے اور نہ تو اس مرتبے کے موافق ہے کہ تیرے ساتھ بڑا کیا جائے ارے نادان تو
 بڑا بیوقوف ہے کہ مجھ ایسے خدا سے ڈرنے آیا ہے اور نور خالص کی خواہش کرتا ہے کہ تیرا کچھ ایسا زرخ سیاہ
 اور گناہ و بلیبل گلشن خدائی اگر تو نے ابھی اس امر کی خواہش کی اور مجھکو اس امر کے بارے میں
 خبر نہ کیا یا دیکھنا کہ وہ سترائے سخت و دنگا کہ تمام عمر نہ بھولے گا ارے نادان پہلے اپنے اس امر کو تو
 ثابت کر لے کہ میں خدا ہوں اور اپنے خاندان کی خدائی کو ثابت کر لے اور یہ ثابت کر کہ میں زبرد
 ثانی کا فرزند ہوں اور لقا کا شیرہ ہوں کیونکہ چترنگ بن زبرد جو کہ بطن سے محمود جادو سے پیدا ہوا
 ہے بعد مر جانے زبرد ثانی کے شہزاد شاہ کے ساتھ جب محمود نے عقد کیا ہے اسوقت میں عالمہ تھی پس بعد
 زائد حمل کے لڑکا پیدا ہوا کہ جسکا نام چترنگ رکھا گیا شہزاد نے اپنا لڑکا مشہور کیا تھا عالمہ جو انی میں
 اسکو سبب طعنہ نہ فی لوگوں کے خیال ہوا کہ میرا پ شہزاد تھا یا کوئی اور اسنے اپنی ماں سے پوچھا تب اسنے سب حال بیان
 کیا جب اسکو یہ معلوم ہوا اپنی ماں کے زبرد ثانی جو کہ خدا تھا میں اسکا فرزند نہ ہوں میرے باب اور دادا
 خدا تھے پس جب سے چترنگ کو نکلے ہوئی کہ میں دعویٰ خدائی کروں رات دن اسی فکر میں غرق

رہتا تھا پس بر جیس نے کل حال چترنگ کے پیدا ہوئی کا اور جو ان ہونے کا اور مان سے حال
 زمر و ثانی کی خدائی پھیلنے کا اور لقا کی خدائی کا جب یہ ظاہر ہوا تھا کہ میں خدا نہ اور ہوں اس فکر میں
 مصروف ہونا کہ میں بھی دعویٰ خدائی کروں اسی فکر میں شکار پر جانے کا نمود اسکی خال ہمیشہ جادو
 کے عاشق ہونے کا نمود جادو کا ہر ننگ چترنگ کو لگا کر باغ میں لیجانے کا اور اس سے ہم کس
 ہونے کا چترنگ کے اپنی کیفیت بیان کرنے کا اسکا اقرار کرنا کہ میں تیری خدائی کو درست کر دوں
 رات بھر و دنوں کا باہم چین کرنے کا صبح کو چترنگ کا لشکر میں آنے کا دوسرے دن اپنے شہر
 کی طرف روانہ ہونا اور رکت پر نمود کا اٹھا لیجانا اور وہ صدا دینا جو کہ جلد دوم میں تحریر ہو چکی
 پس سب لشکر کا شہاد کے پاس جانیکا اسکو اس حال سے آگاہ کر نیک شہاد کا نمود سے جانیکا
 کہنا نمود کا شب کو تلاش فرزند میں جانا اور اپنی بہن کے باغ میں پہونچنا اور اس پر ظاہر ہونا کہ نمود
 اسکو اٹھا لائی ہو پس باہم صلاح ہونا کہ ہر اور رقم و وزن بلکہ خدائی کو انکی درست کریں پس نمود کا
 بموجب یاد دلانے نمود کے اپنے استناد کی کتابوں کا نکال لانا اس سے ظاہر ہونا کہ جنتک
 محروم جادو نہ آئیگا چترنگ کی خدائی نہ درست ہوگی نمود کا بموجب نشان دہی براے تلاش
 محروم کر دنا ہونا اور وہاں جا کر محروم کو لانا مع کل سامان کے اور ملکہ انصرام دختر محروم کا اور
 ناشاد لکھا و دھڑوت جادو کو لانا لکھا اور سب سامان خدائی کا محروم کا اگر درست کر نیک اور
 جب سارے سامان درست ہو گیا چترنگ کو منع سامان خدائی کے ملک شہاد میں پہونچانے کا
 اور چترنگ کی خدائی کی شہرت ہونے کا اور بادشاہان اطراف کا اگر چترنگ کی خدائی کے مقرر
 ہونے کا اور لشکر کے چترنگ کے پاس جمع ہونیکا بعد مستقل ہونے اس امر کے کہ میں خدا
 ہوں اور اس حال کے سننے کی کہ ارزننگ کوئی ہو کہ اسنے دعویٰ خدائی کیا ہے یہ حال سننے اسکا
 برہم ہو کر یہ امر ظاہر کرنا کہ ارزننگ میرے باپ کا غلام تھا جب میرے باپ یعنی زمر و ثانی چور
 بد لکر بالائے آسمان چلے گئے چونکہ یہ بت مخفی تھا اور وہ اس سے اُلقت کرتے تھے اور
 چھوٹا سا پالا تھا پس ارزننگ نے یہ ظاہر کیا ہو کہ میں فرزند ہوں اور خدا ہوں پس میں جا کر
 اسکو سزا دینا کہ تو خدا نہیں ہو بلکہ میرے باپ کا غلام ہو میں خدا ہوں اور انکا فرزند ہوں پس
 اس قصد کے چترنگ کا اسے ملک سے مع لکھی لاکھ کے کوچ کرنا طرف خاور کے راہ میں یہ حال
 سننے کہ ارزننگ طرف شہر آفتاب نما کے گیا ہو اور اسکا اسکے قصد کرنے کا اور روانہ ہونیکا جس
 طور سے جلد دوم میں تحریر ہوا ہے سب اس نامے میں تحریر کیا اور لکھا کہ پہلے اس سے توفیق ملے
 کہ جو کہ تجھ کو غلام اپنے باپ کا کہتا ہو کہ میں خدا ہوں پھر اس امر کو ظاہر کرنا کہ میں خدا ہوں ابھی یہ
 بھی نہیں قرار پایا ہے کہ تو خدا ہو ایک تو تیرا حریف بنا ہو اور وہ دراصل زمر و کا فرزند ہو وہ کہتا ہو
 کہ تو غلام ہو تیرا کہنا مانا جائے یا اسکا پہلے اس سے فیصلہ کر لے پھر مجھے مقابلہ کرنا اور اس امر کو
 ظاہر کرنا اور میرے اوپر عذاب نازل کرنا اسوقت یہ امر ظاہر ہو جائیگا کہ میں خدا ہوں یا تو وہ
 آج کے دسویں دن یہاں مع لشکر کے پہونچیکا جب تیرے اسکے فیصلہ ہو جائیگا تو پھر دیکھا جائیگا
 اگر تو اسکے خلاف کریگا تو زیادہ رکھ کر میرے ہمراہ وہ لشکر چرا ہے کہ جو ایک حملہ میں تیرے لشکر کو غارت
 کر دیکھا اور میں وہ عذاب نازل کرونگا کہ تیرے کل لشکر کے جملہ خاک سیاہ ہو جائیگا پس تجھ کو من لپیوت
 کرتا ہوں کہ اب کبھی میرے مٹنے لگنا اور نہ تیرے مٹنے کی خواہش کرنا ورنہ زیادہ رکھ کر مفت میں تیری

جان مع کل لشکر کے برابر ہوگی پس یہی جواب نامہ ہو اگر تو میرے کہنے پر عمل کرے گا تو اچھا رہے گا یہ خیال اپنے دل سے دور کر کہ میں تیرے ساتھ ملکہ فیر یا سے یقین کی شادی کروں اب تھا بخیرانی مانوں جبکہ میں خدا ہوں یہ دونوں امر غیر ممکن ہیں اگر تو میرے کہنے پر عمل نہ کرے گا تو خراب ہوگا پس اگر تو یہ میرے کہنے کو یقین کر لے گا اور مجھ سے نہ مقابلہ کرے گا اور خاموش رہے گا تو میں بھی مجھ سے کوئی غرض نہ رکھوں گا تو جانے اور خیر نہک اپنے باہم سمجھ لینا مجھ کو تمھارے باہم کے فساد سے کوئی مطلب نہیں ہے تم جانو اور وہ جانے مجھ کو کوئی سروکار نہیں ہے اگر اسکے خلاف کر دے گا تو میں ایک حملے میں تم کو غارت کر دے گا اور یہ جو تمھنے تحریر کیا کہ میرے خوف سے تم خود برابر اسے مقابلہ نہیں آئے میں ایسا دلیسا خدا نہیں ہوں و مثل تمھارے باپ دادا کے ہوں کہ ادنیٰ و اعلیٰ کے مقابلے کو آؤں جبکہ میرے بندے موجود ہیں جو کہ مجھ سے مرتبے میں زیادہ ہیں وہ موجود ہیں تجھ ایسے لوگوں کے مقابلے کو تو پھر میں کیوں مقابلے کو آؤں نشان ہو میری کہ میں تیرے خوف سے کہ جو کہ کچھ حقیقت نہیں رکھتا ہے قلعے سے باہر نہ آؤں جبکہ میرے بندے تیرے لیے کافی ہیں تو پھر کیا ضرورت ہے بلکہ میں نے اپنے ان بندوں کو بھی نہ روا نہ کیا ہے کہ جو کہ صاحب مرتبہ ہیں یہ لوگ جو کہ تیرے مقابلے کو آئے ہیں یہ بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتے ہیں میں نے مجھ کو ایسا خیال کیا کہ جیسے کوئی مرتبہ مثل ادنیٰ غلاموں کے ہوتا ہے پس اپنی لیاقت کی طرف خیال کر کے واپس جا اگر کچھ ہوس ہو اور اپنی حوصلہ ہو تو جہل جنگ بجا کر مقابلہ کر دیکھ کہ کیا ہوتا ہے میں نے بہت کچھ لکھا ہے کہ کتنا شک لکھوں اب مجھ کو اپنے فعل اختیار ہے کہ میں یہ جانتا ہوں کہ تو میرے کہنے پر عمل نہ کرے گا مجھ کو نصیحت کرنا گویا اپنی بات کو راسبگان کرنا ہے خیر میں خدا کا تھا مجھ کو نہ یہاں تھا کہ میں بندہ ملک نصیحت کروں پس میں بھی تیرے اسی شعر پر اپنے نام کو تمام کرتا ہوں جو کہ تو نے اپنے نامہ کے آخر میں لکھا ہے شعر سنت اچھے حق بود گفت تمام وہ تو وانی و کر بعد ازین و السلام بلکہ جب یہ نامہ ختم ہوا و میر نے بموجب حکم اسکو ملفوف کیا راوی کہا کتنا شک لکھے بر جیس نے بہت کچھ کلمات سخت و سست تحریر کر اے تھے اسی میں نامہ طولانی ہو گیا یہاں اختصار کا خیال ہو پس جب نامہ ملفوف ہو چکا افریقہ نے عرض کیا کہ نامہ تیار ہو گیا حکم ہوا کہ جاری طرف سے ایک حکمت نامہ بنام طومار شاہ وغیرہ تحریر کرو اسکا یہ مضمون ہو کہ اگر ارزننگ طبل جنگ بجو اے تو تم بھی طبل جنگ بجو انا اور سب کو خبر دے صفت آراہو نا یہاں سے تمھاری لک کیجا یگی تم کوئی خوف نہ کرنا پس یہ حکمت نامہ بھی و میر نے تیار کیا جب دونوں کا غارت تیار ہو چکے بر جیس نے حکم دیا کہ اسی چوہدار کو دو کہ وہ لیجاے اور طومار شاہ کو دیدینا کہ وہ ارزننگ کے پاس بھیج دین پس کچھ نواہ شاہ نے جو بر جیس نے حکم دیا اسکے موافق عمل کیا اس چوہدار کو دیا وہ چوہدار سجدہ کر کے اور سب کو سلام دونوں کا غل لیکر آریزیر گنبد آیا اور قلعے سے باہر نکلا شہر میں آیا اور شہر کو طر کر کے لشکر میں پہنچا اور داخل بارگاہ ہوا یہاں قطار آئینہ پوش بیٹھا ہوا تھا انتظار جواب میں طومار شاہ وغیرہ کا دربار آراستہ تھا کہ اس چوہدار نے دونوں لفافے طومار شاہ کو دیے طومار شاہ وغیرہ نے آنکھوں سے لگا لگا کر اس پر بوسے دیے اسکے بعد اپنا نام جس لفافہ پر لکھا تھا اسکو چاک کیا اور پڑھا اس میں یہی تحریر تھا کہ یہ دوسرا لفافہ قطار کو دیدینا کہ جو کہ اسکے جواب کا منتظر ہے تمھاری بارگاہ میں بیٹھا ہے اور ارزننگ کا نامہ لایا ہے اسکا نامہ بر پس طومار شاہ نے وہ لفافہ قطار کو دیا اور کہنا کہ لیجاے یہ جواب ہے ارزننگ کے نامہ کا پس قطار اس لفافہ کو لیکر کسی پر سے اٹھا اور سب کو سلام کر کے باہر بارگاہ کے آیا اپنے مرکب پر سوار ہو کر

اس لشکر سے لشکر داخل لشکر ہوا اور اپنے لشکر میں پہونکر بارگاہ میں آیا یہاں ارزننگ جواب نامہ کا منتظر دربار میں بیٹھا ہوا تھا سب حاضر دربار تھے کہ قنطار آکر پہونچا اور دربار وقت کے پانچگان نے کہا کہ واقعہ بیان کر قنطار نے اپنا جانادر بار میں اور طومار کو نامہ دینا اور اسکا عرض لکھ کر اس نامے کے ہمراہ روانہ کر دیا اور وہاں سے جواب کا آنا پس یہ خبر قنطار نے بیان کیا ارزننگ نے کہا کہ لاؤ وہ لفظ کہان ہو پس قنطار نے لفظ دیا اور خود سلام کر کے اسے مقام پر آکر بیٹھا ارزننگ نے دیر سے کہا کہ اس لفظ کو چاک کر کے پڑھو پس دیر نے لفظ کو چاک کیا نامہ پڑھنا شروع کیا اول تو تعریف بر حبیب اور خداوند آفتاب کی تحریر تھی اور بعد مذمت تھی لفظ و زمر دستانی دارزننگ کی یہ تحریر تھی اور شکر ارزننگ بہت برہم ہوا چہرہ استیسا لعل ہو گیا ارزننگ نے دیر سے کہا کہ اس عمل تحریر کو پڑھو اصل مطلب کو پڑھو پس دیر نے عرض کیا کہ یہ سب تحریر تمام ہو گئی ہو یہاں سے مطلب شروع ہو پس اسے مطلب پڑھنا شروع کیا تمام نامہ پڑھا ارزننگ کا یہ حال تھا کہ مثل مار سرودم بربیدہ کے بیچ و تاب لکھا رہا تھا اور بار بار مویوں کو نادر دیتا تھا شہ سے کف جاری تھا غیظ و غضب ظاری تھا مثل بید مجنون کے کانپ رہا تھا مثل ساہی کے تن پر بال کھڑے ہو گئے تھے ہر سو بدن ارزننگ کا فرط غیظ سے استادہ تھا کہ زمین بدلا گیا جتناک نامہ پڑھا گیا جب نامہ ختم ہو چکا اسوقت ارزننگ نے کہا کہ اے سختگان اسے بہت سخت کلمے تحریر کیے ہیں اور کیا واسیات کلمات تحریر کیے ہیں کہ کوئی اونی کو بھی نہ تحریر کرے گا اور یہ جو اسے لکھا ہے کہ خرننگ کوئی زمر دستانی کا فرزند ہے بالکل غلط ہے کوئی میرے باپ کی زوجہ جمود و جاودہ نہ تھی کہ جسکے بطن سے خرننگ پیدا ہوا ہے وہ بالکل جھوٹا ہے اور شخص اسکا دعویٰ غلط ہے جب وہ یہاں آئیگا تو اسکو جواب دیا جائیگا اور وہ اپنے کہے کی سزا پائیگا وہ نہ معلوم اپنے دل میں سمجھا کیا ہے اول تو یہ امر بالکل غلط ہے گویا اسنے اپنی شان دکھائی ہے کہ ہم ایسے خدا ہیں کہ حالات گزشتہ و آئندہ و موجودہ سے واقف ہیں پس اسنے اس نامہ کا یہ جواب ہے کہ طبل جنگ بجاوے بر حبیب بدون اسکے نہ پائیگا اسکی شامت ہی آئی ہے خیر دیکھا جائیگا مجھ کو بھی دیکھنا ہے کہ بر حبیب کیونکر مجھے مقابلہ کرتا ہے اور نہ ہکو شکست دیتا ہے یقین کر لو کہ میرا لشکر اسکے لشکر کو بھگا دیکھا سختگان نے کہا کہ آپ کا بہت درست خیال ہے پس ارزننگ نے کہا کہ ابھی طبل جنگ بجے دیر نہ ہو یہ جو حکم ارزننگ نے دیا اسوقت بموجب حکم ارزننگ کوس حربی پرچوب پڑی صدا سے نثارہ گوئی تمام لشکر میں کل سحرا ہلگیا زمین کانپ گئی لشکر کو معلوم ہوا کہ کل صبح کو لشکر حریف سے مقابلہ ہوگا حکم نواخت طبل جنگ دیکر ارزننگ نے دربار پر خاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر دربار سے اٹھ کر آئے سامان جنگ کرنے لگے لشکر میں درستی آلات حرب و حرب ہونے لگی سب اہل لشکر یہاں سامان جنگ کرنے لگے اوسر لشکر بر حبیب میں طومار شاہ وغیرہ کا دربار آ رہا تھا ابھی تک طومار شاہ بارگاہ میں بیٹھا ہے کہ اسکے کان میں صدا سے طبل آئی طومار شاہ نے سر شاہ شاہ سے کہا کہ بھائی ارزننگ نے طبل جنگ بجاوایا ہے معلوم ہوتا ہے خداوند نے بہت سخت جواب دیا ہے پس اسنے برہم ہو کر طبل جنگ بجاوایا کوئی جا کر خبر تو لاسے پس ہر کار سے یہ حکم پا کر چلے گئے کہ وہ ہر کار سے جو کہ لشکر ارزننگ میں موجود تھے صدا سے طبل جنگ سنکے اور خبر نواخت طبل لیکر اپنے لشکر میں آئے اور داخل بارگاہ ہو کر ہر گاہ پر سے ہر اکر کے یوں دعا دی کہ درگاہ خداوندی میں آپ کا پڑا مرتبہ ہو ہمیشہ خداوند آفتاب و نائب خداوند و پسر خداوند یعنی بر حبیب کا آپ کے سروں پر ہمیشہ سایہ رہے اور آپ کے اوپر نظر عنایت رہے

آپ کی ترقی عمر مہربان و عادی عرض کیا کہ بعد پڑھنے جراب نامہ کے ارزننگ نے طبل جنگ کا حکم دیا اور دریا
 پر خاست کر کے چلا گیا بموجب حکم ارزننگ اسکے لشکر میں تقارہ رزمی بجایا سا مان جنگ ہو رہا تھا اسکا یہ
 قصد ہوا کہ کل غلامان خداوند کے نکلا اور میدان جنگ میں آکر صف آرا ہو کر مقابلہ کرے باقی خیریت ہے جو
 برکاروں نے کہا طومار شاہ نے سرشار شاہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ کیوں میرا جیال کیسا درست نکلا کہ
 ارزننگ نے طبل جنگ بجوایا ہو دیکھو وہی ہرکاروں نے آکر خبر دی پس یہ ککر طومار شاہ نے حکم دیا کہ
 ہمارے لشکر میں بھی بفضل و تائید خداوند آفتاب و برجیس کے طبل جنگ بجے اور ہمارے لشکر میں بھی
 سا مان جنگ ہو ہم کل نکلا میدان جنگ میں ارزننگ سے مقابلہ کر نیچے اور اسکو اسکی سزا دینے پر
 جو اسنے خداوند کی عدول علی کی اس سبب سے طبل جنگ بجوایا ہو یہ جو حکم طومار شاہ نے دیا اسی وقت لشکر
 طومار میں بھی طبل جنگ پر چوب پڑی صداے تقارہ حربی و کوس رزمی کھڑاے صحرائین گونجی اہل لشکر کو مسلم
 ہوا کہ صبح کو لشکر ارزننگ سے مقابلہ ہوگا اسی وقت سے لشکر میں سا مان جنگ و تیاری رزم ہوئے لگی طومار
 وغیرہ بھی دربارہ درخواست کر کے اپنے اپنے جیمے میں گئے پس دونوں لشکروں میں سا مان جنگ ہو رہا تھا
 کسی مقام پر دونوں طرف ہزاروں بلکہ لاکھوں سوار و پیدل بیٹھے ہوئے تلواریں کو صیقل کر رہے تھے
 چرخ پر چرخا رہے تھے کہ جسکے سبب سے عقل چرخ پیر کی چرخ میں آ رہی تھی کسی مقام پر لاکھوں سوار و پیدل
 اپنے اپنے خیزد کو درست کر رہے تھے رزمیوں کو دھور رہے تھے خود و موزے و داستانیں صاف کر رہے
 تھے سپہن در دست کر رہے تھے کامین جو خانہ خونہ کر گئیں تھیں انکو سینک سانک کر درست کیا ترکش سے
 نیز نکالے جو کہ عمدہ عمدہ تھے انکو ترکش میں رکھا اور برے برے پھینک دیے اسی طور سے دونوں لشکریں
 سردار اور پہلوان و افسر اپنے اپنے آلات حرب و ضرب کو اپنے اپنے جیمے میں ہوئے درست کر رہے تھے
 باجے جنگی بچ رہے تھے جادو شکاریاں پھرتے پھرتے تھے کہ او جو انون کل روز جنگ ہو جو کہ بہادر ہیں انکے
 لیے عید ہو جو کہ بزدل ہیں انکے لیے بڑی خرابی ہو او جو انون خوش ہو کہ کل عروس مرگ سے وصل حاصل ہوگا
 معشوق اجل آکر گئے سے ملیگا یہ جادو شکاریاں رہے تھے جو انون کے دل بڑھا رہے تھے پس راوی نے
 کہا کہ وہ دن اسی سانان میں تمام ہوا شاہ خاورد نے سلطان مغرب سے شکست کھائی سیاہ ظلمت نے لشکر
 نور پر ظلم پائی یعنی شب آئی شاہ انجم نے تخت نیلی پر مع اپنے مصاحبان انجم و وزیران سلطنت جلوس کیا اور
 شاہ خاورد روز کو قید خانہ مشرق شب میں قید کیا وہ آفتاب کا زرد دروہو کر طرف مغرب کے روانہ ہوتا
 وہ جا بجا و صوب کی شعاع وہ شفق کا آسمان پر پھولتا وہ مشرق کی طرف سے سیاہی شب کا پھیلنا غجون کا
 سکر اسکر اگر نسیم کے جھونکوں سے باغون میں کھلنا طارون کا سنگام شام و غروب آفتاب طرف اپنے
 آشیانوں کے پرواز کر کے واسطے بسیرے کے جانا چونکہ ان کا طرف اپنے آشیانوں کے و درپردہ کا
 طرف اپنے آشیانوں کے ایسی فکر تھی بسبب رات ہو جانے کے کہ ہرن شیر کے برابر سے نکلتا تھا وہ کچھ
 تعجب نہ کرتا تھا باز کے پہلو سے کبوتر نوبت بانجا رسید کہ آفتاب غروب ہو گیا شام ہو گئی تاریکی شب پھیل گئی
 ظلمت شب نے اپنا علی کیا ہر طرف چراغ روشن ہوئے دونوں طرف لشکروں میں گھنٹ و ناقوس بجنے
 لگے دونوں لشکروں میں صداے جو جو کیکاری جاسنے لگی لشکر طومار شاہ میں یا آفتاب یا برجیس کی فز
 تھی اور لشکر ارزننگ میں یا القا یا زمر و ثانی یا ارزننگ کی فز تھی ہر ایک پوجا پاٹ کر رہا تھا پس جب
 ہر رات آئی تو دونوں لشکروں میں لوگوں نے پوجا پاٹ سے فراغت پائی طلا یہ پیر نے لگا اہل طلا نے
 شعلین روشن کیں اور طلا یہ کے لوگ صداے مافر باقی و ناظر باش و صداے ہوشیار باش بلند کرنے لگے

سرداران ہر دولشکر و اہل لشکر سامان جنگ میں مصروف تھے کوئی مار سے خوشی کے نہ سو یا تنہا سے عروس مرگ
 میں وہ شب بسر کی ہر ایک کو خوشی تھی کہ کل صبح کو عروس مرگ سے ہلکا رہو گے معشوقہ اجل ہمارے گلے کا ہار
 ہوگی کسیکو یہ تصور ہو کہ دیکھیے کل کون کھٹ رہتا ہے اور اسکے قدم ہٹ جاتے ہیں کون ثابت قدم رہتا ہے
 بڑے لوگوں سے مقابلہ ہو وہ بھی کم نہیں ہے کوئی کہتا ہے کہ دیکھیے کل کون آب شمشیر کے گھاٹ اترتا ہے کسی
 کشتی عمر دریا سے اجل کے پار ہوتی ہے کون کون غرق بحر فنا ہوتا ہے اور کون کون ساحل فنا کے کنارے
 اترتا ہے کون گلاباے زخم اپنے تن نازک پر کھاتا ہے کسکے بدن پر بدھبان گل زخم کی کھلتی ہیں کوئی گزر گرن
 سر کو لو لکر کہتا تھا کہ کل ایک ضرب گرز میں اپنے حریف کو سو خور میں کر دینا کوئی سیف کو ہلا کر کہتا تھا کہ یوں دار
 کر دینا کہ ایک ہاتھ میں سر حریف کا خاک پر غلطان نظر آئیگا کوئی نیزے کو تنکان دیکر اپنے خیال کے موافق
 کہتا تھا کہ یوں حریف کو پشت مرکب پر سے اٹھا کر زمین پر دے مار دینا کہ اسکے اتھوان سر مرہ سامو جانیٹے
 سپر کو ہتھوڑے ہوئے خیال کر رہا تھا کہ یوں حریف کی ضرب کو روکو دینا بعض کے زور و تصور جنگ
 پھر رہی تھی کشتوں کے انار نظر آتے تھے بسمل ٹوٹ رہے تھے خاک پر زخمی گرا رہے تھے بعض باہم
 بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ صبح کو میدان جنگ میں حریف سے مقابلہ ہو آؤ بھائی ہم تم گلے ملین غلطان
 پھر یہ دن نصیب ہوں یا نہ ہوں کون زمرہ رہے اور کون نہ رہے باہم ملکر بیٹھ لیں باتیں کر لیں کیوں
 بھائی دیکھیے کل کون ثابت قدم رہتا ہے اور کون حریف کی ضرب کو برعکس روکتا ہے کل بہت بڑا معرکہ بڑے گا
 ہزاروں کا گیت ہو گا خداوند آفتاب آبرو رکھ لیں لشکر از رنگ کے پہلوان کتنے تھے خداوند از رنگ
 آبرو رکھ لیں ہر ایک لشکر کے لوگ اپنے خدا سے دعا کر رہے تھے بہادر و ن میں یہ تقریر تھی اور سامان
 جنگ کی فکر تھی اور بہادری کا ذکر تھا بار بار خمیوں سے اور بستروں پر سے اٹھ اٹھ کر میدان میں آکر
 کھڑے ہوتے تھے اور آسمان کی طرف دیکھتے تھے کہ آثارِ عمر نمایان ہوئے و امنوں کو تمام کر کے
 دیکھتے تھے کہ نسیم سحری چلنے لگی جب کچھ آثار نہ پاتے تھے پھر خمیوں میں جا کر اپنے مقام پر بیٹھ کر باتیں کرنے
 لگتے تھے جو کہ بزدل تھے انکا یہ حال تھا کہ جب سے انھوں نے صدائے طبل سنی تھی کسیکو تو دست سر
 دست آنے لگے تھے کسیکو تپ لرزہ آگئی تھی لحاف پر لحاف اوڑھ کر پڑا ہوا تھا اگر کسی بہادر نے آکر کہا
 کہ بھائی کل میدان جنگ میں مقابلہ ہو کو کیا کہتے ہو جواب دیا کہ بھائی ہم کیا بتائیں ہم سے تو سپاہ لرزہ تپ
 سے مقابلہ ہو رہا ہے اسنے آکر ہلکے گھیر لیا ہے اسکے مقابلے سے فرصت ہوئی تو ضرور میدان میں جا کے
 مقابلہ کرینگے ورنہ مجبور ہیں دیکھو کس شدت سے تپ آئی ہے کہ تمام بدن جلا جاتا ہے انھوں نے جواب دیا
 کہ ابھی تھوڑی دیر ہوئی کہ تم اچھے تھے طبل جنگ کا بجنا تھا کہ تھوڑے ہی گئی معلوم ہوا کہ بڑے بزدل ہو اس
 خوف سے تپ آئی کہ کل دیکھیے کیا ہوتا ہے یا تم نے فقرہ کیا اسنے جواب دیا کہ بھائی ارشاد ہوا بس بہادر لیک
 آپ ہیں اور سب بوسے ہیں فقرہ کرنے سے کیا حاصل مرض کو آئے کچھ دیر لگتی ہے یہ بہادر جسکے جلا آیا
 کسی نے دستوں کی شکایت کی کوئی دراصل شکر پڑا تھا جو کوئی مزاج پر سی کو آیا کہ دیا کہ دروس ہر یا تپ
 آگئی ہے یا اسہال سے اس حال کو پہونچے ہیں کہ بلنگ پر سے اٹھنا مشوار ہو کسی نے اپنے خادم سے کہا
 کہ ہمارا مرکب نصف شب کو کسکر حاضر کرنا ہم اپنے مکان کو جائینگے اسنے کہا کہ آقا صبح کو مقابلہ ہو برسوں تک
 کھایا ہے اور آپ مکان تشریف لیے جاتے ہیں لوگ آپکی خدمت طعن کرینگے یہ کون حرکت ہے اسکو برہم ہو کر
 جواب دیا کہ کچھ پروا نہیں ہے مجھے کوئی جان دینے کے لیے ملازم مت نہیں کی تھی مرن بسراوقات کچھ
 کہ اپنی اولاد کی پرورش کریں بھائی ابھی تو شادی ہوئی ہے اگر ہم کل حریف کے ہاتھ سے مارے گئے

تو وہ راند ہو جائیگی کیونکہ اسکا رنڈ ایک لکے گا کیونکہ نہ اس کے مان ہو نہ باپ صرف ہمارا سہارا ہی دوسرے جان
 ہر لوگ بہ نگاہ بد دیکھیں گے ہم ایسی نوکری سے باز آئے کہ اپنی جان جاے ناموس تباہ ہو اگر ہم زندہ ہیں
 تو اور کسی مقام پر نوکری کر لین کے میان آپ زندہ جہان زندہ آپ مردم جہان مردم اس وقت کے قطعہ
 اٹھانا اچھا اس سے کہ سب تباہ ہوں اسے کہا کہ یہ کیونکر آپ کو یقین ہوا کہ مارے ہی جائیے گا جو یہاں
 کہ میدان جنگ میں سوائے نیزہ و تلوار و گرز کے اور موت کے کیا ہو کوئی لڑو پیرے تقسیم ہوتے
 ہیں اگر تمکو اس امر کا یقین ہو تو یہ وردی اور ہتھیار موجود ہیں تم ہیں لو اور میرے مرکب پر سوار ہو
 میدان میں جانا میں تمھارے مقام پر ہتھیار لباس پہن کر کام کرونگا مگر میدان جنگ میں نہ جاؤں گا
 اسے جواب دیا کہ کیا خوب واء رو تو آپ پائین مرنے آپ کریں نام آپکا اور اگر مارے جائیں تو ہم
 ہمارے اولاد تباہ ہو چکو کیا حاصل بعد میرے پھر یہ تو نہ ہو گا کہ اپنی تنخواہ میں سے کوئی دو روپیہ
 مہینہ میری زوجہ کا یا اولاد کا سفر کر دیکھے ایک مرتبہ ہنس کر جواب دیا کہ یہی خیال تو ہو چکا ہے کہ کوئی
 ایسا نہیں ہو کہ اگر مجھائیں تو لطف تنخواہ جو کہ ہم اس وقت پاتے ہیں انہیں سے ہمارے ورثہ پر کر
 پس ایسے میں کیا ضرور ہو کہ خواہ مخواہ اپنی جان دین بادشاہوں کے تو یہ جھگڑے ہیں کہ ذرا سی
 زمین پر لڑ جیتے ہیں آپ تو جیتے ہوئے ہیں کسی پر عاشق ہوئے اس سے طلب کیا اسے انکار کیا اس پر
 لشکر کشی کر کے چلے یہ بھی کوئی بات ہو اسکو اپنی اولاد اپنی بہن کا اختیار ہی نہیں آپ کے ساتھ شادی کرنا
 اگر آپ عرش پر سے اتر کر آئیے ہیں تو وہ چار کے ساتھ شادی کرتا ہو آپ کے ساتھ نہیں کرتا ہو کوئی
 زبردستی ہو اسے کہا کہ یہ تو نہ کہ حرامی آپ کی ہو کہ ایسے وقت میں یون نکلے جاتے ہیں جب تک مفت کا
 ملا کھایا اب جو اسکے ادا کرنے کا وقت آیا تو بھاگ نکلے انھوں نے برہم ہو کر جواب دیا کہ تو بڑا چرب
 زبان ہو اب جو کچھ منہ سے کہا ایک ہاتھ تلوار کا مار دنگا کہ سرتن سے اتر جائیگا اسے ہنس کر جواب دیا
 کہ صرف منہ سے اور اسی کے خوف سے تو آپ بھاگے جاتے ہیں اور پھر اسکا نام لیتے ہیں دیکھو
 ایسا نہ ہو کہ کوئی سن لے تو بڑی خرابی ہو اگر آپ ایسے بہادر ہوتے تو حریف پر تلوار اٹھینچتے تاکہ کچھ حال
 معلوم ہو تو ہوتا دور ہاتھ چلتے اور اگر ایسے شمشیر زن ہوتے تو کیوں یون آدمی رات کو نہ لگے کا قصد
 کرتے ہیں نے جو نصیحت کی مجھ کو بے دست و پا پا کر یہ فرماتے ہو کہ ایک ہاتھ میں سرتن سے اتر جائیگا کیا خوب
 سچ کہنے کہا ہو کہ گانڈو ہاتھی اپنی فوج کو مارتا ہو یہ جو چا کر نے کہا انکو بہت غصہ آیا اور کہا کہ چلا جا ورنہ
 تیری قضا آتی ہو وہ ہنستا ہوا چلا گیا اور مرکب تیار کر کے لایا اور گھانس لادنے کا خر بھی پس انھوں
 نے چھر پر اسباب بار کیا اور مرکب پر خود سوار ہوئے اسی تاریکی شب میں نکل گئے اسی طور سے سیکڑوں
 سوار و پیدل دونوں لشکر کے جو کہ بزدل بہت تھے نکل گئے اور جو کہ پھر دل رکھتے تھے کوئی بخار کا اور کوئی
 دستوں کا بہانہ کر کے پڑ رہا اور اپنے کو میدان جنگ کے جاتے سے بچا لیا دونوں لشکروں کے
 بزدلوں کا یہ حال اور بہادر روں کا وہ حال ہو کہ جو کہ تحریر ہو چکا ہو کہ خوش خوش ہیں اور رات کو کس تنگی
 سے بسر کر رہے ہیں تاسر سیکڑوں بزدل لشکر ارننگ سے اور طومار شاہ سے نکلے مگر لشکر ارننگ
 سے بہت نکلے نوبت بائجا رسید کہ شہنشاہ انجم نے شاہ حنا ور سے شکست کھائی شاہ حنا ور نے اپنی سیاح
 انجم کے میدان فلکی پر سے گریزاں ہوا اور عمل خسرو خاں کا ہوا سیاہ ظلمت نے پہلوان راز سے و نوس
 شکست کھا کر گریز کیا ظرافت مغرب کے یعنی سیاہ نور کا عمل دنیا میں ہوا آثار سحر فلک پر نمایاں ہوئے
 فلکی نے صدائے آواز بلند کی صحبت انجم درہم بہم ہوئی نسیم سحری کے جھونکے آنے سے اس جو گری ہوئی

یہ معلوم ہوتا تھا کہ نور کے نوار سے جھوٹ رہے ہیں پس دونوں لشکروں میں گھنٹ و ناقوس بجنے لگے
یاخذ اندر آفتاب و برج جیس و از رنگ کی صدا آنے لگی و رومی صبح کی بجی سب اپنے اپنے بستر پر سے اٹھے
یوجہ پاٹ میں معروف ہوئے اُدھر نور سے جو پھیلا اور گلہا سے خود درو جو ہوا میں کھلے آنکی خوشبو جو پھیلی تمام صحرا
نہک گیا وہ صبح کے وقت طائران خوش الحان کا درختوں پر بیٹھ کر زمزمہ سنجی کرنا اور آشیانوں سے آواز کے
برائے فکر قوت لایموت جانا باد صبا کا اشجار گلہا سے رنگا رنگ سے ملکر چلنا درختوں کا بسبب ہوا کے
متحرک ہونا آفتاب کا ٹھٹھانا اسکی شعاع کا صحرا میں پھیلنا برگ ہا سے شجر پر پڑنا اُنکا مثل زمین پر دے چلنا باغ
عالم کا عجیب سما تھا وہ صحرا عجیب ہر ابھر تھا سبزہ کو سون تاک ہر ابھر الہا نہ ہا تھا اسیر ہواؤں کے قطرے
پڑے ہوئے تھے وہ درغلطان معلوم ہوتے تھے بلبلین خوش پھر رہی تھیں کبک درمی تقفہ کر رہی تھیں
طاؤس رقص کر رہے تھے اور خوش ہو کر میکارا تھے کچھ بموجب اشعار شاعر

بوئے کیسوی گلزار آئی	نخل گل جھومتے ہیں مستانہ	باغ عالم میں جو ہر سار آئی
سبز چوون میں گل جھلکتے ہیں	جیسے گلشن کین چلتے ہیں	ایک جا پر ہیں سمیع و پروانہ
فرش نخل ہر دوب ہو جو ہری	ابر چھایا ہر مینہ برستا ہو	تقفہ مارتے ہیں کبک درمی
چل رہی ہر نسیم فرحت خیز	آ رہی ہو ہوا سے عنبرین	ہر طرف اک خوشی کا چرچا ہو
شاہد گل کا دیکھ کر جو بن	چشم نرگس ہو محو نظارہ	چھپے کرتے ہیں طیو و چمن
ہر طرف کو سمان بہار کا ہو	ایر ہو ذکر وصل یا رکا ہو	ہو غرب زانرا سے ارض و سما
		یہ عالم تھا کہ نمونہ بہشت برین

تھا وقت صبح جو تھا تو ہر چیز پر جو بن تھا ہوا چل رہی تھی چرند سے و پرند سے و درند سے جھاڑیوں سے اور
آشیانوں سے نکل نکلا صحرا کی ہوا کھا رہے تھے گل آفتاب چمن آسمان پر کھل رہا تھا اسکا عکس جو آب دیا
پر پڑتا تھا تو ہر موج معلوم ہوتی تھی کہ طلائی پورا در یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا ہزاروں آفتاب پانی سے طلوع
ہو رہے ہیں جا بجا و صوب نخل آئی تھی صحرا کا یہ حال تھا اُدھر جب لشکر نے پوجا پاٹ سے فراغت پائی ہر ایک
کمر کسی مسلح و مکمل ہو کر مرکبوں پر سوار ہوئے پرے کے پرے غول کے غول طرف بارگاہ کے چلے اُدھر سردار
بھی اپنے اپنے جیموں سے نکلے اور لشکر کو مسلح و مکمل دیکھ کر حکم دیا کہ طرف میدان جنگ کے جاؤ پس ہوا
و پیدل فٹ کے فٹ رسالے کے رسالے باجے جنگی بجاتے ہوئے علموں کے پھر ہرے لہراتے ہوئے
طرف صحرا کے چلے اسطرن سے آفتاب پرست بھی بڑے جاہ و چشم سے دوسری طرف آئے کہ اتنے عرصے
میں از رنگ اپنی بارگاہ سے نکلا تخت لا کر حاضر کیا سب کا بھرا ہوا از رنگ تخت پر سوار ہوا خواہی میں
مستگان بیٹھا دانی طرف مرکب پر و دلیلم بن تو راج اسکے برابر قمراسب اور سرداران زبردست بائیں
طرف اسلم بن تو راج و ساحران زبردست کے پرے کے پرے بہتیں دباؤ و طاؤس اثر در پر سوار اور
ترسول ہاتھوں میں پیشانیوں پر نقشے لگے ہوئے گلون میں مار و عقب بڑے ہوئے شانوں پر بار
کی جھولیوں پر ہوائی آگے آگے نقیب بولتے ہوئے طرف صحرا کے از رنگ کا تخت چلا ہوا کے جو
جھونکے آئے سب کے دماغ معطر ہو گئے جنگی معلوم ہونے لگی باجے بجنے لگے اُس راہ کو طر کر کے
از رنگ میدان جنگ میں پہونچا ایک مرتبہ سلامی کے باجے بکے علموں کو جلوہ دیا گیا تخت از رنگ
قلب سیاہ میں آکر قایم ہوا صف بندی ہونے لگی صف آرا نکلے اُنھوں نے صفین درست کیں سم سے سم
کرم سے کرم کنوٹی سے کنوٹی ملائی رکاب سے رکاب ملی دوش بدوش چار آئندہ بند چلتے پوش کی پرے تھے
ابھی صف بندی نہ ہونے پائی تھی کہ اُدھر سے آمد لشکر طومار شاہ کی شروع ہوئی علم طلائی رنگ کے

لہراتے ہوئے عکس آفتاب سے چمکتے ہوئے اگر علمدار کھڑے ہوئے اب لشکر آئے لگا غول کے غول اور
غٹ کے غٹ جوق کے جوق دشت کے دشت اگر پہونچے کہ اتنے میں طومار شاہ و سرشار شاہ مع سردار
کے نمایان ہوئے دونوں تخت پر سوار اُسے برابر مرکبوں پر قیصور اور خوار مستور نیزہ باز حسام شمشیر
شیرنگ خود پرست قمار دیو کش اور سردار ان زبردست مرکبوں پر سوار تھے اگر پہونچے قلب لشکر
دونوں بادشاہوں کا تخت قایم ہوا باجے جنگی بجے علم سلامی ہوئے اور بھی صف آرا نکلے صفین درست
ہونے لگیں صف آرا نے میمنہ و میسرہ و ساق و وکیل گاہ و راست کیا قلب میں تخت قایم ہوا قرا سب بہتر
سیہ سالاری اور کھڑا تھا اور اس کے جواب میں قیصور اور خوار کھڑا ہوا جب صفین درست ہو چکیں
اس وقت تیرہ دونوں طرف سے نکلے انھوں نے جھاری جھندی لپست و بلند زمین کو ہوا کر کیا
اور جو درخت کہ حائل نگاہ تھے انکو کاٹ کر گرا دیا سقون نے آباشی کر کے گرد و غبار کو بٹھا دیا کہ
دونوں طرف سے نقیب و کرکیت نکلے نقیبوں نے نقابت شروع کی یوں جو انوں کے دل بڑھانے لگے
اور صدائیں لگانے لگے اور جو انوں کو شید تا جامہ زناں نہ پوشید اور جو انوں آج دن نام کا ہو وہ تلوار
چلے کہ افسانہ رستم و اسفندیار صفی ہستی پر سے مثل حرف غلط کے مٹا دیے دیکھیں آج کون کون ثابت قدمی
دکھاتا ہے بڑبڑھ کر چلے اور کرتا ہے تم ان نام آدروں کے یادگار ہو کہ جسکے افسانہ بہادری کے اہنگ ہر ایک
کی زبان پر جاری ہیں آج اپنے باپ دادا کے نام کو روشن کرو کیونکہ یہی ذکر بہادری دنیا میں باقی رہتا
ہو اور جو بزدلی کرتا ہے اسکا کوئی نام بھی نہیں لیتا ہو خیال کر لو کہ اب نہ رستم باقی ہو نہ سام مگر اسکا نام ہر ایک
کی زبان پر ہے آج دن نام آدری کا ہو پس وہ کام کرنا کہ جو کہ رستم و سام نے نہ کیا ہو اُس کے قدم بڑھ کر پیچھے
نہ ہٹیں تن پر یوں زخم لگیں کہ جیسے گھلائے خوشبو کے ہار گلوں میں پڑے ہوتے ہیں دو لکھا نیک عروس
مرگ سے بھگتا رہا ہوا جگہ کرنا کو نام کا پیدا کرنا ہو یہ دنیا مقام بے ثبات ہے اس میں کسی کو ثبات نہیں پس
لازم ہو کہ نام پیدا کر و کرتا کہ اس کے سبب سے سب یاد کریں خیال کر دو بڑے بڑے بادشاہان اولو العزم نے
انکی قبر و تنگ کے نشان مٹ گئے کوئی فاتح تک بھی نہیں پڑھتا ہو و پھول بھی نہیں چڑھاتا ہو ہاں جو کہ
نیکی و نام آدری پیدا کر گئے ہیں انکو سب یاد کرتے ہیں یہ دنیا وہ مقام ہو کہ کہیں شادی ہو اور کہیں غم
غرض کہ یہاں جو نام پیدا کر گیا گو یا اسے لطف زندگی پایا اور وہ دنیا پر آیا ایسی ایسی باتیں جو نقیبوں
نے کہیں صفوں پر سناتا سنا ہو گیا سب ساکت ہو کر رہ گئے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب تصویر گئے ہیں صفوں پر
صف ترکان کے اُداسی چھا گئی اور کزکیتوں نے کڑکا کہا اور یہ شعر پڑھا شعر جو انوں خبردار و ہشیار ہو
سلاحوں سے اپنے خبردار ہو و دیگر بیاہ لاؤ پس عروس موت کو پہ و طلاق اس زندگی کی سوت کو پہ و طلاق
رستم ہاں زمین پہ نہ بہرام رہ گیا مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا نقیبوں نے جو نقابت کی کزکیتوں
نے کڑکا کہا دونوں لشکروں کے بہادر و لا ورون کا یہ حال ہوا کہ فرط شجاعت سے ہر ایک کے
چہرے لعل ہو گئے جوش شجاعت میں اگر جھوٹے قبضے شمشیر کے چوے ہر ایک نے قصد کیا کہ مرکبوں کو
بڑھا کر لشکر حریف سے غٹ پیٹ ہو جائیں اور جنگ مغلوب ہو جائے کوئی نیزہ ہلانے لگا کوئی تلوار
چکانے لگا کوئی کمان میں تیر جوڑنے لگا بعضوں نے صفوں سے مرکب بڑھا دیے یہ عالم تھا دونوں
لشکروں کا نقیب و کرکیت کڑکا کزکیت میں آئے از رنگ کے لشکر میں تمام علم جلوہ گری پر آئے ابھی
دونوں لشکر دن سے کوئی نہ تھلا تھا کہ یکا یک شہر آفتاب نما کی طرف سے چاک پیدا ہوئی و دونوں لشکر
اسی طرف دیکھنے لگے سب نے دیکھا کہ ایک ابر سفید رنگ بہت باریک ظاہر ہوا اور اس قدر تیز آیا

ایک جھپکا نے کی مہلت نہ ہوئی کہ وہ ابر لشکر طومار شاہ پر محیط ہو گیا اس ابر سے بادل کی گرج اور برق کی چمک
 پیدا تھی جب وہ ابر محیط ہو چکا اور گرج و جھپک موقوف ہوئی اس ابر سے صدا آئی کہ ابر طومار شاہ و سر شاہ شاہ
 خبردار ہو جاؤ اور ہوشیار کوئی خوف نہ کرنا خداوند نے تمہاری لگ کے لیے ابر غضب کو روانہ کیا ہے لشکر
 حریف پر غضاب نازل ہوگا راوی نے بیان کیا ہے کہ جب جواب نامہ لشکر بر جیس روانہ کر چکا تھا اسے دربار
 برخواست کیا تھا سب اپنے اپنے مقام پر آئے دوسرے دن جب دربار آگیا سنا ہوا اور بر جیس غلبہ
 قدرت آکر بیٹھا اور آفتاب جا روئے بر جیس سے کہ آج صبح سے میدان جنگ میں دونوں لشکر
 میں پس ختم میان دربار گردین طومار شاہ کی لگ کو جانا ہوں سب اہل دربار سے کہو کہ طرف مشرق کے
 دیکھیں اور انکو خبر دو کہ وہاں بیرون شہر لشکر ارزنگ سے اور ہمارے لشکر سے مقابلہ ہوگا سبکو وہاں کی
 حالت نظر آئیگی گویا آگے رو برو مقابلہ ہو رہا ہے یہ لکھ کر آفتاب تو اس وقت وہاں سے سب سے پوشیدہ
 ابر سفید تیار کر کے چلا گیا تھا سحر کر گیا تھا کہ سب کو اسی مقام پر سے حالت جنگ معلوم ہو یہ ابر سفید جو کہ
 لشکر طومار پر آکر قائم ہوا تھا وہی ابر جیسین آفتاب جا رو بھی تھا بر جیس نے اہل دربار سے کہا
 کہ ام خونخوار سب کو آگاہ کر دو کہ سب طرف مشرق کے دیکھیں مجھ کو علم خدائی سے معلوم ہوا ہے کہ بیرون شہر
 دونوں لشکروں میں مقابلہ ہونے والا ہے دونوں لشکر میدان جنگ میں صف آرا ہیں ان سب کو وہاں کی
 حالت اسی مقام پر سے نظر آئیگی کیونکہ میں نے وہ حجاب جو کہ حامل نگاہ ہے سب کی نگاہوں پر سے اٹھا دیے
 ہیں خونخوار نے یہ حکم سب کو سنایا ہر ایک درجے کے لوگوں نے طرف مشرق کے دیکھا یہ نظر آیا کہ ایک
 طرف طومار شاہ و سر شاہ شاہ لشکر جمائے ہوئے کھڑے ہیں ان کے مقابل ارزنگ کا لشکر صف آرا ہے
 ارزنگ کی صورت دیکھ کر بہت ہنسے اب سب اسی طرف دیکھ رہے ہیں بیان کا تہیہ حال ہے اور جب وہ
 ابر محیط ہو چکا اور صدا سے مذکور آچکی اس وقت لشکر ارزنگ سے قتلار اُسٹہ پوش ارزنگ سے اجازت
 لیکر نکلا اور اپنے مرکب کے تنگ کو درست کیا میدان میں آیا پہلے سلحشوری کی جب خود بھی غرق عرق
 ہو گیا اور مرکب بھی بس برچھے کو زمین پر گاڑ کر اور اپنا دم راست کرنے کو کھڑا ہوا جب دم راست
 ہو گیا اور پسینہ بھی خشک ہو گیا مبارز طلب کیا طرف لشکر حریف کے متحرک کر کے اور کہا کہ جسکو تمنا مرگ کی ہو
 میرے مقابلے کو آئے یا سطور سے جو مبارز طلب کیا لشکر طومار شاہ وغیرہ سے زنجیل مردار خوار طومار شاہ
 سے اجازت لیکر نکلا اور میدان میں آکر چمکا اور ہوا دونوں مرکب برابر سے ٹپے پس مرکبوں کو روانہ کیے
 مسخر کچھ مقابل ہوئے نیزہ بازی ہوئے لگی دونوں نیزے بیکار ہوئے عمود بازی ہونے لگی عمود بھی شل
 بیکار ہو گئے پس تلوار چلنے لگی خوب رو و بدل ہوئی ایک مقام پر جو در زنجیل نے کیا قتلار نے خالی
 اور اپنا وار کیا زنجیل نے سپر کی پناہ کیا وہ تلوار سپر کو کاٹ کر سپر آئی تا وہ ابر و اتر آئی اسے قصہ کیا
 تلوار کو کھینچ لیا تاکہ حریف کا کام تمام ہو جائے زنجیل نے دستا نہ مارا کہ دستا نہ قلم ہوئے کلائیان مجروح تھا
 دوسرے کل لگی مگر چادر خون سے جاری ہوئی اور فٹش آگیا اسے ہرنے پر مرکب کے سر رکھ دیا قتلار
 نے قصہ کیا کہ بڑھ کر سر کاٹ لیا کہ جھیل بھائی زنجیل کا یہ حال دیکھ کر اور طومار شاہ سے اجازت لیکر
 فوراً میدان میں پہنچا اور بھائی کو پھیر دیا اور خود قتلار سے مقابلہ کیا اسے اسی طور سے جھیل کو
 بھی زخمی کیا جب جھیل بھی زخمی ہوا زنجیل مار خوار نے آکر مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا بلا ح گرز زان آیا اسے
 مقابلہ کیا یہ بھی مجروح ہوا اسی جنگ میں نصف دن گزرا تھا کہ یارخ پہلوان زخمی ہوئے یہ حال جو طومار شاہ
 نے دیکھا ایک مرتبہ ابر کی طرف سر اٹھا کر کہا کہ اے خداوند یہ کیا کہ خریف نے کئی میرے لشکر کے پہلوانوں کو

زخمی کیا ہو اور پھر مبارک طلب کر رہا ہو یہ کتنا حق کہ صد آئی کیون پریشان ہوتا ہو ہم ملک کو موج و بین کسیکو
 برائے مقابلہ روانہ کر یہ جو صد آئی پس اسوقت لشکر طومار شاہ سے میلاد گرز زن مقابلے میں قنطار کے
 آیا اور پکارا کہ لا جو حربہ بہادری کا رکھنا ہو گئے وہی تلوار جس سے سب کو زخمی کیا ہو اور آفتاب پرستون کا
 جیٹ چلی ہو یہ کھکوار کیا آئے بھی وار کیا اور اس ابر میں حرکت ہوئی وہ ابر شقی ہوا اس ابر سے ایک آفتاب نمایان ہوا
 کہ اسکی روشنی پھیلی جیسے ہی لشکر طومار نے آفتاب کو دیکھا فوراً سجدے کو جھک گئے اور سجدہ کیا سر سجدے سے
 اٹھایا مگر لشکر از رنگ کے لوگ اس آفتاب کو دیکھ کر حیران ہوئے اس آفتاب سے ایسی جوت پیدا ہوئی کہ لشکر
 از رنگ کے سب سو اور دھیرل مارے گرمی کے پریشان ہو گئے تھوڑی سی دیر میں از سر تا پا غرق عرق
 ہو گئے شدت عطش سے زبان تالو میں چٹنے لگی منہ میں کانٹے پڑ گئے از رنگ کا تو یہ حال تھا کہ دم بدم گلاس
 پر گلاس اب سرد کے پی رہا تھا مگر پیاس نہ تم ہوئی تھی انسان کا کیا ذکر ہو مرکب تک زربا میں نکالے ہوئے ہانب
 رہے تھے جو کہ معزز سردار تھے وہ دم بدم پانی پی رہے تھے سینے چھنے پان لگا لیں یقین ہتھیار جو بدن پر اترتے
 تھے وہ جلائے دیتے تھے ہوا سے گرم جو چلتی تھی اس سے جو رنگ کے ذرے اتر کر جسم پر پڑتے تھے قبلے
 ڈال دیتے تھے یہ حدت تھی اس آفتاب کی دعوت کی صفت یہ تھی کہ وہ حدت سوائے لشکر از رنگ کے اور کسیکو
 نہ معلوم ہوتی تھی لشکر طومار شاہ اسی طور سے کھڑا ہوا تھا بالکل گرمی نہ معلوم ہوتی تھی نہ اس صحرا کے جانور و نکر
 معلوم ہوتی تھی یہ نو حالت گرمی کی تھی برائے لشکر از رنگ اور عیلا ح سے اور قنطار سے مقابلہ ہو رہا تھا
 گو گرمی کے سبب سے اسکی عجب حالت تھی مگر کیا کوتاہی نہ رہا تھا کہ آفتاب کی کرنیں اور عکس اور شعلہ قنطار
 پر پڑنے لگا آئے یہ اثر پیدا کیا کہ سر سے قنطار کے دھواں نکلتا شروع ہوا جیسے شمع کو روشن کرو اور اس سے
 دھواں نکلتا ہو گو گرمی کے سبب سے سب کی حالت غیر تھی مگر مقابلے کی طرف سبکی نگاہ لڑی ہوئی تھی لشکر از رنگ
 کے لوگوں نے اور لشکر طومار کے اہل لشکر نے اس دھواں کو دیکھا مگر کچھ ان لوگوں کی سمجھ میں نہ آیا بیان باہم
 نیزہ بازی ہو رہی تھی کہ یکایک ایک شعلہ سر سے قنطار کے پیدا ہوا اور وہ اس کے تمام جسم میں لگ گیا اور قنطار
 شعلہ خیم خشک کے جلنے لگا تمام ہتھیار بھی جلنے لگے ایک منٹ میں جل کر خاک ہو گیا نام و نشان تک باقی نہ رہا
 اور وہ جل کر گرا اور وہ آفتاب نہان ہو گیا اس ابر میں اور صد آئی کہ کیون طومار شاہ تھنے خداوند کی قدرت
 دیکھی کیونکہ حریف کو جل کر خاک سیاہ کر دیا کہ نام تک باقی نہ رہا سوائے خاک اور کچھ نہیں ہو جو خداوند سے
 مقابلہ کر گیا اسکا یہی حال ہو گا لشکر از رنگ نے جو دیکھا جہاں پر قنطار تھا اس مقام پر خاک کا انبار تھا نہ
 راکب کا پتہ تھا نہ مرکب کا یہ حال دیکھ کر سب کو حیرت ہوئی اب وہ گرمی اور شدت عطش بالکل جاتی رہی کہیں
 گرمی کا نام بھی نہ تھا پھر سب کو راحت ہوئی گرمی کے سبب سے جو سب بدحواس تھے سبکے حواس و رفت ہوئے
 ہتھیار و ن کا جلنا بر طرف ہوا مرکب بھی اپنے حواس میں آئے اور میلاد سے آداری کی کہ جسکو تھما کر کی ہو
 وہ میرے مقابلے کو آئے یہ صدا دینا تھا کہ سنتا ر قومی بازو بھائی قنطار کا اپنا مرکب صفت سے نکال کر از رنگ کے
 اجازت لیکر میلاد کے مقابلے میں آیا آتے ہی نیزے کا وار کیا میلاد نے نیزے کے وار کو رد کر کے
 اپنا جو وار کیا اسکو پشت مرکب پر سے نیزے پر اٹھا لیا اور زمین پر دے مارا کہ اس کے استخوان ریزہ ریزہ
 ہو گئے اسکے بعد اور ایک پہلوان لشکر از رنگ سے نکلا اسکو بھی میلاد نے نیزے سے ہلاک کیا تا شام
 اس پہلوان میلاد نے ہلاک کیے اور ایک آفتاب کی حدت سے جل کر خاک سیاہ ہو گیا دوسرے تک تو از رنگ
 کی فتح نہ رہی بعد و دپہر کے آفتاب پرستون کی ظفر ہوئی جب شام قریب ہوئی سخت کان نے از رنگ سے کہا کہ
 طبل بازی بجا لیے ورنہ یہ پہلوان سب کو آج ہی قتل کر گیا کیونکہ بڑا زبردست ہو پس از رنگ نے طبل بازی بجا لیا

جیسے ہی طبل باز چوب پڑی اور طومار شاہ نے سنی اپنے لشکر میں بھی طبل باز بجا یا پس میلاد میدان سے اپنے
لشکر میں آیا اور ننگ ارزننگ مغموم و غزون طرف اپنی فرود گاہ کے واپس گیا طومار شاہ وغیرہ بھی مع اپنے لشکر
کے فرود گاہ پر واپس آئے وہ ابرسفید بھی طرف شہر آفتاب نما کے واپس چلا گیا اسی طور سے گرجتا ہوا
راوی نے بیان کیا ہے کہ آج دن بھر برجیس تلے میں گنبد آفتاب نما میں رہا اور تمام سامان جنگ دیکھا گیا
اور کل اہل دربار بھی جب لشکر واپس گئے فرود گاہ پر برجیس نے بھی دربار پر خاست کیا سب اپنے اپنے
مقام پر آئے دن بھر کے تھکے ہوئے تھے آرام پذیر ہوئے وہ ابر قریب قلعہ آکر غائب ہو گیا یعنی آفتاب نما
اپنے مقام پر اس آسمان میں آیا جو کہ بالائے قلعہ سحر سے بنا ہوا ہے جسکا ذکر جلد دوم میں ہو چکا ہے یہاں تو کیا
سراحت پذیر ہوئے وہاں ارزننگ نے ہا کر دربار کیا لشکر نے کمر کھولی اور طومار وغیرہ نے دربار کیا
ارزننگ نے بصلاح سختگان پھر طبل جنگ بجا یا صداے کوس حربی لشکر میں پھیلی سب سامان جنگ کرتے
گئے ارزننگ طبل جنگ بجا کر خمیہ خاص میں گیا دربار پر خاست ہوا سب سردار اپنے مقام پر آئے
اور طومار شاہ وغیرہ کو ہر کار و دن نے خبر دی کہ لشکر حریف میں پھر طبل جنگ بجا ہو صبح کو میدان میں اگر
مقابلہ کریگا طومار شاہ نے بھی اپنے لشکر میں طبل جنگ بجوانے کا حکم دیا یہاں بھی طبل جنگ بجا اہل لشکر
کو معلوم ہوا کہ کل حریف سے مقابلہ ہوانے دل قوی ہیں کہ ہماری کمک پر خود خداوند ہین طومار نے بھی
دربار پر خاست کیا یہاں بھی سب سامان جنگ میں مصروف ہوئے آلات حرب و ضرب موافق دستور
کے درست کرنے لگے طلایہ دونوں لشکر دن میں پھر نے لگا چاؤش پکارنے لگے سردار باہم درجنگ
کرنے لگے وہ رات اسی طور سے بسر ہوئی صبح کو جب حسب قاعدہ دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا
ہوئے وہاں شہرین برجیس نے دربار کیا اسی طور سے آفتاب جادو برجیس سے کمک کہ میں تو جاتا
ہوں تم سب کو حکم دو کہ مشرق کی طرف دیکھیں آفتاب یہ کمک ابرسفید بنا کر اور لشکر طومار نے آکر محیط ہوا
یہاں برجیس نے سب اہل دربار سے کہا کہ آج پھر طرف مشرق کے دیکھو سب واقعات جنگ نظر آئیں گے
کل کے واقعات تو دیکھو اور میری قدرت کو جانایوں اپنے بندوں کی کمک کرتا ہوں سب نے کہا کہ
سچا ہے آپ کے کون خدا ہیں سب اسی طرف متوجہ ہوئے یہاں یہ سب بند و بست ہوا اور ہر جب ابر
محیط ہو چکا لشکر طومار سے میلاد گزر زن میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر ارزننگ سے میلاد و خوں
صورت نکلا تم نکادو رہا بعدہ نیزہ بازی ہونے لگی میلاد ہاتھ سے میلاد کے زخمی ہوا پس اُسے پھر
مبارز طلب کیا فولاد نکلا وہ بھی زخمی ہوا اور ایک پہلوان نکلا وہ بھی اسکے ہاتھ سے مارا گیا بعدہ پھر ایک
پہلوان نکلا وہ بھی مارا گیا اور ایک قوی تن نکلا وہ میلاد کے ہاتھ سے زخمی ہوا تا دو پہر میلاد نے
دوسرے درون کو جان سے مارا اور تین کو زخمی کیا اب جو اسے مبارز طلب کیا تو لشکر ارزننگ سے
حداد سخت پنچہ نکلا اُسے آکر میلاد کو زخمی کیا جب میلاد مجروح ہوا پس لشکر طومار سے ایک سوار
میدان میں آیا اُسے میلاد کو پھیر دیا خود مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا اور ایک سوار آیا وہ بھی حداد
کے ہاتھ سے زخمی ہوا اور ایک سوار میدان میں آیا بعد مقابلہ بسیار وہ ہاتھ سے حداد کے مارا گیا
یہ جو رنگ طومار نے دیکھا ایک مرتبہ ابر کی طرف متوجہ کر کے کہا کہ او خداوند آپ کے بندے قتل ہوتے
ہیں کمک فرما ہے صدا آئی کہ کسیکو برا سے مقابلہ روانہ کرو پس طومار نے قرطاس سخت جان کو اجازت
دی وہ میدان میں آیا حداد سے ہم نبرد ہوا یہ اگر ہم نبرد ہوا ہے کہ اس ابر سے ایک برقی چمک کر گری کہ
اسکے سر پر آئی اسکے اہل لشکر نے ایسا کر کہا کہ او پہلوان بچ تیرے سر پر برقی آئی ہر جہنگ خبردار ہوا

کہ وہ برقی گری ٹانگوں سے لگتی وہ مرکز آگ پیدا ہوئی لاش جلنے لگی کہ قرطاس نے مبارز طلب کیا اور
 لشکر طومار شاہ کا توجہ حال ہوا کہ یا خداوند آفتاب کہ تیرے میں جھکے لشکر از رنگ کو جیت ہوئی مگر جو حکم
 از رنگ یک پہلو ان تکلا مید ان میں آیا ہم نہ ہوا ہاتھ سے قرطاس کے زخمی ہوا تا شام جا پہلوا تو
 قرطاس نے زخمی کیا اور تین کو جان سے مارا کو شام ہو گئی از رنگ طبل باز بجا کر طرف فرو دگاہ کے پاس
 گیا طومار اپنی فرو دگاہ پر آیا ابر سفید اسی طور سے طرف شہر کے چلا گیا رادی نے بیان کیا ہو کہ از رنگ
 نے پھر طبل جنگ بجا یا طومار شاہ کو خبر ہوئی اُس نے بھی طبل جنگ بجا آیا دو لون لشکر دن میں رات بھر تپائی
 جنگ رہی موافق کل کے آج بھی برجیس دربار برخواست کر کے چلا گیا تخت رات بھر آرام پذیر رہا صبح کو
 یہ دربار میں آ کے موجود ہوا سب اہل دربار حاضر ہوئے حسب قاعدہ جو کہ دور و نزدیک سے مقرر ہو
 آفتاب برجیس کو خبردار کر کے چلا گیا ابر سحر میں پوشیدہ ہو کر میدان برجیس نے سب کو حکم مشرق کی طرف
 دیکھنے کا دیا یہ لوگ اسطرح متوجہ ہوئے یہاں دو لون لشکر مید ان میں صبح کو آ کر صف آرا ہوئے ابراہیم
 محیط ہوا کہ لشکر طومار سے قرطاس سخت کمان سے نکھر لشکر از رنگ سے مبارز طلب کیا یسکر مہرام سگ صوبت
 آیا اور ہم ٹکا و رہا بعد ہم ٹکا و رہنے کے نیزہ بازی ہونے لگی قرطاس نے مہرام کو نیزے سے بوج
 کیا اور صدا دی کہ کسی اور کو میرے مقابلے کو روانہ کرو ایک گمنام سردار نکلا وہ جان سے ہلاک ہوا
 اسی طور سے قرطاس نے سات پہلو ان زخمی کیے اور تین جان سے مارے دو پہر تک یہ رنگ
 دیکھ کر از رنگ کے لشکر سے اوصاف تبرزن نکلا از رنگ سے اجازت لیکر اور آئے ہی تبر کا وار کیا
 کہ قرطاس بروج ہوا ایک سوار نے آ کر اوصاف کا مقابلہ کیا قرطاس کو لشکر میں بھیج دیا وہ بھی اوصاف
 کے ہاتھ سے بروج ہوا اور ایک سردار نکلا وہ بھی بروج ہوا اور ایک سردار آیا وہ مارا گیا کہ یہ جو
 طومار نے دیکھا ایک مرتبہ ابر کی طرف منہ کر کے کہا کہ یا خداوند آپ کے بندے قتل ہوئے انکی لگ پر
 آنا ضرور ہو پس یہ کہنا تھا کہ صدا آئی تو پریشان نہ ہو ہم لگ کے لیے موجود ہیں تحصیل ذکر و مقابلے کو
 کوئی جاسے پس مرتاض قومی باز و بموجب اجازت و اشارہ سرشار شاہ مید ان میں بمقابلہ اوصاف
 آیا اور ہم ٹکا و رہا کہ اوصاف نے تبر کا وار کیا اُس نے خالی دیا اپنا وار کیا کہ اُس نے بھی خالی دیا اور قصہ کیا
 کہ وار کروں کہ صدا آئی اوصاف سنبھل جاتیرے اوپر غدا ب خداوندی نازل ہونے کو ہی ہوا اُسے
 سنا پلٹ کر دیکھا کہ یہ صدا کہا اُسے آئی کہ برابر سے زمین شق ہوئی اور اوصاف مع مرکب کے اس میں
 غرق ہو گیا پھر تیرہ نہ ملا کہ کیا ہوا بعد تھوڑے عرصے کے لاش اوصاف کی اور مرکب کی زمین سے خود
 بخود نکلی اور اس ابر سے صدا آئی کہ دیکھی قدرت خداوند آفتاب کی کہ کیونکر اُسکو ہلاک کیا اور
 آفتاب پرستوں نے تو سجدہ کیا مگر از رنگ پرست حیران ہوئے کہ مرتاض نے مبارز طلب کیا لشکر
 از رنگ سے ایک سردار نے نکھر مقابلہ کیا بڑی دیر تک رد و بدل رہی ایک مقام پر وہ سردار
 مرتاض پر غالب آیا اور قریب تھا کہ مرتاض کو زخمی کرے یا قتل کرے ایک مرتبہ زمین شق ہوئی اُس سے
 ایک ہاتھ پیدا ہوا اُس ہاتھ میں ایک تلوار تھی کہ اُسے اُس تلوار کو طرف آسمان کے اوچھا لدا وہ
 تلوار بالائے آسمان گئی اور وہاں سے سر پر اس سردار کے گری کہ اُس کے دو پر کا لے ہو گئے زمین
 سے صدا آئی کہ منم ملک الموت قدرت یون روح قبض کرتے ہیں کوئی بھی خداوند برجیس ناب خداوند
 آفتاب سے مقابلہ کر سکتا ہے یہ صدا آکر وہ ہاتھ غائب ہو گیا مرتاض نے سنبھل کر پھر مبارز طلب کیا اور
 ایک سردار نکلا اُسکو مرتاض نے بروج کیا اور ایک پہلو ان نکلا اُسکو جان سے مارا اور ایک سردار

نکلا وہ بھی غروب ہوا قریب شام ایک پہلوان نکلا کہ اس سے اور مرتاض سے تلوار چلنے لگی بڑے عرصے
 تک تلوار چلی قریب دوسو کے سردار و سوار لشکر ارزننگ کے اپنے لشکر کی صف سے نکلا حرب و ضرب کا
 تماشہ دیکھنے کو کچھ آگے بڑھ آئے تھے یہاں تو رد و بدل ہو رہی تھی کہ ایک مرتبہ آفتاب اُسیر سے طلوع ہوا
 اُسکا عکس جو زمین پر پڑا زمین سے تعلق نہ کھنکھنے لگے اس قدر گرمی ہوئی کہ سب از سر تا پا تھوڑے عرصے
 میں غرق عرق ہو گئے مگر کبوت کی دم اکبوت کی دونوں کی زبانیں نکل آئیں گو وقت شام کا قریب
 تھا آفتاب غروب ہو چکا تھا ہر ایک شدت گرمی سے پریشان ہونے لگا مگر یہ حال لشکر ارزننگ کا
 تھا آفتاب پرستون کا یہ حال نہ تھا وہ اپنے جیسے تھے ویسے رہے کہ ایک مرتبہ عکس جو اس آفتاب کا
 اُس سردار پر پڑا وہ مثل جہا رخشاں چلنے لگا اور تھوڑے عرصے میں جل کر خاک ہو گیا یہ تو جل ہی رہا
 تھا کہ وہ جو کچھ آگے آگئے تھے انہیں عکس پڑا اور صدا آئی کہ ای ارزننگ اگر تو خدا ہی تو ان سب کو
 بجالے بنے انہیں اپنا عذاب نازل کیا کہ یہ سب ابھی بھی جل کر خاک ہوئے جاتے ہیں ارزننگ نے دکل
 اہل لشکر ارزننگ نے یہ صدا سنی ارزننگ تو بغلیں جھانکنے لگا اور متفکر ہوا کہ کیونکر بچاؤں اُدھر
 عکس جو ان سب پر پڑا ان کے سروں سے بھو آن پکھنے لگا کہ دفعتاً اُن کے جسموں میں آگ لگ گئی اور
 وہ جلنے لگے یہ تو جلتے لگے پھر ارزننگ کے برابر سے صدا آئی کہ اب میں خدا ہوں یا تو نہ بچا سکا
 میں نے اپنا عذاب نازل کیا یہ ادنیٰ نمونہ میرے غضب کا ہے اسی طور سے کل لشکر کو تیرے جلاؤنگا
 بھلا تو بندہ ہو کر خدا سے مقابلہ کرنے آیا ہے یہ جو صدا آئی ارزننگ منہ دیکھ کر بگیا کچھ جواب دیتے
 نہ بن پڑا اُدھر وہ آفتاب اُسی ابر میں پوشیدہ ہو گیا اور وہ سب جل کر خاک ہو گئے ارزننگ دیکھا گیا
 کچھ نہ ہو سکا چونکہ شام ہو گئی تھی اور اسدن بہت سے سردار لشکر ارزننگ کے کام آچکے تھے لیں ارزننگ
 نے پریشان ہو کر طبل بازی بجا دیا ابر اپنی طرف چلا گیا و لون لشکر طرف فرود گاہ کے واپس آئے برہمن
 گنبد سے اٹھ کر محل میں گیا سب سردار اپنے اپنے مقام کو گئے یہاں ارزننگ نے دربار کیا طواشاہ
 نے اپنے لشکر میں دربار کیا اس خیال سے کہ شاید پھر ارزننگ طبل جنگ بجاے نوین بھی لشکر میں طبل جنگ
 کا حکم دون وہاں ارزننگ نے جب دربار کیا اور سب سردار کمر بن کھول کر اور لباس درباری پہن کر
 حاضر دربار ہوئے اسوقت ارزننگ نے سختگان سے کہا کہ میری سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ یہ کیا امر ہو جو
 مقابلے ہوئے میری شکست ہوئی لڑائی بکر بکر لگی جہاں دو ایک پہلوان لشکر حریف کے زخمی ہوئے
 اور حریف نے ابر کی طرف دیکھ کر فریاد کی پس اس ابر سے اسکی لگ ہوئی اور میرا سردار مارا گیا اور
 آج تو غضب ہو گیا قریب دوسو یا تین سو کے سواران لشکر جل کر خاک ہو گئے اس آفتاب میں جو کہ ابر سے
 ظاہر ہوتا ہے اس میں کیا اثر ہے کہ گرمی ایسی ہوتی ہے کہ حال تباہ ہو جاتا ہے اور جیسے عکس پڑتا ہے وہ جل جاتا ہے
 تم نے دیکھا کہ وہ لوگ آگے بڑھ گئے تھے کیونکہ جگہ سختگان نے کہا کہ ای خداوند میرے نزدیک تو یہ
 کارخانہ سحر کا ہے اور یہ ابر سحر ہے اور یہ آفتاب سحر ہے کسی ساحر نے ہر دست کا بنایا ہوا ہے جتنا کہ ابر سحر نہ ہے گا
 اسوقت تک یہ حالت نہ بر طرف ہوئی نہ آپکی ظفر ہوگی پس آپکے ہمراہ اسلم ایسے ساحر نے ہر دست ہیں اور
 ساحرون کا لشکر بھی ہے حکم دیجیے کہ کل سے غیر ساحر نہ مقابلہ کریں بلکہ ساحر مقابلہ کریں اور اس ابر سحر کو
 مشا دین جو کہ لشکر حریف پر گھیرا ہوتا ہے جو میری رائے میں آیا میں نے عرض کیا اسلم سے حکم فرمائیے اور
 سرداروں سے بھی رائے لیجیے دیکھیے وہ کیا کہتے ہیں اگر غیر ساحر ہر مقابلہ کر نیکی قیامت آجائے گی
 کچھ بھی نہ ہو گا دوسرے آپ علم خدائی سے دریافت فرمائیے ارزننگ نے ایک مرتبہ مسکرا کر جواب دیا

کہ جو فعل خدائی کے تعلق میں انہیں علم خدائی کا کام ہوتا ہے اور جو کچھ دنیا کے متعلق ہیں انہیں کوئی علم خدائی کی ضرورت
 نہیں ہے وہ صرف مشورہ پر کام ہوتا ہے اور میں نے تجھ کو ایسی عقل دی ہے اور اپنا مشیر مقرر کیا ہے سب سب اور دنیا کے لیے
 اور بعض اوقات تجھے امر خدائی میں بھی مشورہ کر دیتا ہوں کہ وہ گناہ میں سے پیشتر ہر برے چیز سے قوت سے تقدیر کی غی کہ تو
 ایسی رائے دے اور تیری رائے بہت ٹھیک ہے کہ اگر از رنگ نے دیکھ دیکھ اسلام و دیگر سرداروں کی طرف
 دیکھا اور کہا کہ تم سب کی کیا رائے ہے؟ اور میں نے بیان کیا ہے کہ جب سے دیکھ دیکھ اسلام کیا آئے ہیں اور یہ مقابلہ
 ہوئے ہیں انکے بھی دل از رنگ کی طرف سے پھر گئے ہیں اور یہ خیالات ہیں کہ پورا سے طور سے ثابت ہو جائے
 کہ یہ دراصل خداوند آفتاب ہیں اور ہر جیسے انکا فرزند و نائب ہے تو ہم از رنگ کی بندگی ترک کریں اور اپنے
 مذہب قدیم پر ایمان جو کہ باپ دادا کا مذہب تھا کچھ کچھ ان کو ان واقعات سے یقین ہوتا جاتا ہے مگر ابھی یقین
 کلی نہیں ہوا ہے اس سبب سے اپنے خیالات کو ظاہر نہیں کیا ہے لشکر کے لوگ بھی از رنگ کی طرف سے کچھ شک
 کرتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ کوئی سردار از رنگ سے پھرے تو ہم بھی اپنے خیالات ظاہر کریں یہ رنگ
 اہل لشکر کا ہے پس جب از رنگ نے اسلام و دیکھ دیکھ لی انھوں نے یہی جواب دیا کہ وزیر ٹھیک
 کہتے ہیں اور یہ ہی ہم سب بھی خیال کرتے ہیں کہ ضرور یہ کارخانہ محکمہ کا ہے پس سب سرداروں نے سختگان کی ریل کی
 تائید کی از رنگ نے کہا کہ میں تو ہر برے چیز سے پیشتر تقدیر کر چکا تھا بھلا ممکن تھا کہ اسے خلاف ہوتا اس سبب
 سے تو میں نے سختگان کو اپنا مشیر قرار دیا ہے کہ اسکی رائے ایسی ہوتی ہے کہ جو کہ موافق علم خدائی کے ہوتی ہے
 اب میں اسکو اپنے امور خدائی میں بھی شریک کر لیا کہ رنگ سختگان نے اپنے دل میں کہا کہ تم تو ایسی ہی ہو
 کہ خدائی کرد کے میں تمکو مثل تمھارے باپ دادا کے تباہ کر دینگا جیسے میرے باپ دادا نے قنار و زمرہ کو
 تباہ کیا اور در بدر پھرا یا اور نوبت یہ ہوئی کہ خدا پرستوں کے ہاتھ سے مارے گئے میرا کام سب کو گمراہ
 کرنے کا ہے چونکہ مجھ کو اہل اسلام سے عداوت ہے میں سب میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا ہو کہ جو اہل اسلام کو
 پریشان کرے اسی سبب سے میں مجھ کو خدا بنا یا تھا مگر تم ایسے عشق میں مبتلا ہوئے کہ ادھر چلے آئے بس اب
 یہ مجھ کو مد نظر ہو کہ تم تباہ ہو اور میں ہر جیس کے پاس جاؤں اسکو ویران کر خدا پرستوں سے مقابلہ کر اؤں
 از رنگ سے خدا پرستوں کے لیے کچھ نہ ہو سکیگا جب یہ ہر جیس کا کچھ نہ کر سکا تو بھلا انکا کیا مقابلہ کر لیا
 اور ثریا کے سینے تو حق ہے اہل اسلام کا وہ ہی اسکے وصل سے شاعر و کام ہوئے اسکے گوہر ناسفتہ کو سفتہ
 کرینگے یہی خیال کر کے اور قوت کم کرنے کی غرض سے اسنے از رنگ کو ہر رائے دی کہ ساحرون سے
 مقابلہ کر اؤ و دوسرے اسکو بھی یہی دیکھنا تھا کہ جو کہ ساحر ہر جیس کا معین و مددگار ہے ساحران نہ ہر جیس
 پر یا کوئی ایسا و ایسا ساحر ہے پس ساحرون کے مقابلے سے یہ حال ظاہر ہو جائیگا یہ خیال اسنے دل میں کیے
 گئے قبل ہی اور جب از رنگ نے وہ ملے گئے اسنے پھر وہی خیال کیا اور از رنگ کو بڑا بھلا دل میں
 مگر ظاہر میں تعریف کی اور کہا کہ آپ میری بڑی تعریف کرتے ہیں ورنہ میں کس قابل ہوں ایک ادنیٰ کچھ خاتم
 ہوں ہاں یہ مرتبہ میرے باپ دادا کا تھا کہ وہ ایکی خدائی کے کاموں میں رائے دیتے مگر انکو خداوند
 لقاور مرد ثانی اپنے ہمراہ لے گئے ہیں میں ایک کندہ نا تراش ہوں جو بات ذہن میں آئی بیان کر دی آپ
 عمل کرنا نہ کرنا آپ کا فعل ہے اور از رنگ نے جواب دیا کہ نہیں ہم ضرور عمل کریں گے یہ کہ اسلام سے کہا کہ پھر کل تم
 مقابلہ کرنا اپنے لشکر کے ساحرون کو مقابلے کے لیے روانہ کرنا اسلام نے کہا کہ آپ میرے نام پر طبل جنگ
 بجوائے پس از رنگ نے خوش ہو کر حکم دیا کہ طبل جنگ ساحرون کے لشکر میں بھی بجائے اور پھر ساحرون
 بھی لشکر میں اور یہ ظاہر کر دیا جائے کہ کل ساحر مقابلہ کریں گے لشکر حریف سے کوئی غیر ساحر میدان میں نہ جائے

پس بموجب حکم ارزننگ لشکرین طبل جنگ بجا تیار ہوئے لگی اپنا اپنا سر جگانے لگے ہجوم خانے روشن ہوئے راہی ہر سون کالے دانے گوگل کے جلنے کی بو آنے لگی بڑی خوف و ہراس ہوئے لگے کالی کلنگ والی کے ہیکار کی صدا آنے لگی کوئی لونا چاری کو پکارنے لگا ساحرون کے پیچھے سے دھواں بلند ہونے لگا گو یہ امر دیکھ کر بہت ناگوار ہوا کہ اسلم نے کیوں اس امر کا اقرار کیا مگر خاموش ہو رہا لشکرین تو تیار ہی جنگ ہونے لگی ارزننگ نے حکم طبل جنگ دیکر دربار برخواست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے غیر ساحرون اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوئے کیونکہ یہ انکو معلوم تھا کہ کل مقابلہ ساحرون کے نیچے ساحرون نے اپنا سامان درست کرنا شروع کیا دیکھتے ہی اپنے پیچھے میں آیا کچھ زہر مار کر کے اسلم کے پاس آیا وہ سامان حرمین معروف تھا کہ خادم نے اس سے کہا کہ آپ کے بھائی صاحب تشریف لائے ہیں وہ ہجوم خانے سے نکل آیا کہنا کہ کیوں بھائی صاحب اسوقت کیوں سرفراز کیا دیکھنے لگا کہ اسلم تو نے برا غضب کیا کہ ارزننگ سے اقرار کر لیا کہ میں مقابلہ کرونگا میرے نزدیک مسئلہ مقابلہ کرنا کو یا خداوند آفتاب سے لڑنا ہو ضرور خداوند آفتاب میں میرا تو خیال بدل گیا ہے یہ کلمہ کہ اسے اپنے دل میں خیال کیا تھا وہ اسلم پر ظاہر کیا اسلم نے کہا کہ او بھائی میں میرا بھی خیال ہو صرت میں نے اپنا اطمینان کرنے کے لیے اس مقابلہ کو قبول کر لیا ہو گو یہ طریقہ ساحرون کا نہیں ہے نہ یہ کارخانہ سحر کا ہے نہ تنگ کی رائے غلط ہے پس اگر یہ امر میری نحوئی ثابت ہو گیا کہ خداوند آفتاب میں تو ہم ضرور ارزننگ کی اطاعت ترک کرینگے اور یہ سستی خداوند آفتاب پر کر لیں گے بھائی میرا یہ قصد ہے کہ اگر کل مقابلے میں غالب آیا تو خیر ورنہ اپنے استاد کو بلا کر مقابلہ کرونگا سب طور سے اپنا اطمینان کرونگا تاکہ بعد کو کوئی ارزنہ نہ جاسے اور یہ پھر پیشانی ہوا ارزننگ سے بھی بگڑے اور کوئی امر نہ ہوا بھی درجہ یقین کو یہ امر نہیں پہنچا ہے کہ ضرور خداوند آفتاب میں شک ہو پس اس سے یہ شک دفع ہو جائیگا اور یقین کلی ہو جائیگا دیکھنے لگا کہ ہاں یہ رائے تمہیں خوب نکالی ہو پس اگر خداوند میں تو تمہیں کیا منحصر اور تمہارے استاد پر کیا منحصر تمام عالم کے ساحر ایک طرف ہونگے اور مقابلہ کرینگے تو بھی انکا کچھ نہیں کر سکتے ہیں اسلم نے جواب دیا کہ ضرور پس جب ہم یہ امر ظاہر ہو جائیگا اسوقت ارزننگ پر زور ڈالیں گے اور کہیں گے تم بھی خداوند کی اطاعت کرو اگر تمہیں قبول کر لیا تو خیر ورنہ اسیر کر کے اسکو خدمت خداوند میں لیجائیں گے اور یہ تحفہ نذر کرینگے اس طور سے اس قسم کو پاک کرینگے دیکھ اسلم کی رائے سنکے خوش ہو گیا اور کہا کہ تم اپنا کام کر دین جاتا ہوں یہ کلمہ اپنے پیچھے میں آیا اور بلا خوف و خطر سو رہا کیونکہ آج اسکو تو کچھ سامان کرنا نہ تھا یہاں سامان جنگ ساحرون میں ہو رہا ہے اور ہر کارون نے طومار شاہ وغیرہ کو خبر دی کہ آج لشکر ارزننگ میں پر رائے پیش ہوئی وہ ہلے بیان کی جو کہ تنگ کان سے وارزننگ سے تقریر ہوئی تھی اور بیان کیا جب سب کی رائے ہو چکی تھی ارزننگ نے ساحرون کے نام طبل جنگ بجوایا کہ میدان میں آکر ساحر مقابلہ کرینگے باقی خبریت ہے طومار شاہ و سرشاہ شاہ نے کہا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بکے ہکو کوئی خوف نہیں ہے ہم جو ہیں خداوند بر جیس و آفتاب کے وہ ہماری لک کرینگے یہ حکم جو دیا یہاں بھی کوس رزمی بجا و نون لشکر و خیم سامان جنگ ہونے لگا اطلالیہ پھر نے لگا لشکر آفتاب پرستان کو بالکل اس امر سے ہر اس نہ تھا کہ ساحرون سے مقابلہ ہو دل قوی تھے کہ خداوند لک پر موجود ہیں رات بھر تیار ہی جنگ ہوا کہ اتنے عرصے میں ساحر و زرنے ساحر شب کو شکست دی اور سامری رقت فلکی ہو مخاز مشرق سے اچھولی شعاع کی روش پر رائے ہوئے بصوت نور ملے ہوئے میدان فلکی پر جلوہ گر ہوا اور ساحر و زرنے

اس سے شکست کھا کر سچ اپنے ہمراہیوں کے طرف ہو مخاز مغرب کے کوچ کیا یعنی ماہتاب مع ستاروں کے
روانہ ہو گیا آفتاب حالت تاب نے اپنا جلوہ کیا مرد و شب سے صبح برآمد ہوئی سب بیدار ہوئے اور رنگ
سب کاموں سے فراغت کر کے برآمد ہوا اور تمام لشکر کو ہمراہ لیکر میدان جنگ میں آیا صفت آرائی ہوئی اور
سے طومار شاہ وغیرہ بھی لشکر لیکر آئے آج لشکر از رنگ میں یہ نیا سامان تھا ہر طرف مجروح پر بخورات جلا رہا تھا
ساحر اپنے اپنے حربے سے آگے آئے تھے اور ترسول پشول بلند تھے ہر ایک ساحر سامری اپنے وقت کا
بنا ہوا تھا یہاں لشکر صف آرا ہو رہے تھے وہاں تلے میں برجیس برآمد ہوا سب نے حاضر ہو کر حجاب
قدرت کی طرف سجدہ کیا آفتاب نے برجیس سے کہا کہ میں جانا ہوں تمہارے بندوں کی ملک کو کیونکر رات
وہاں یہ صلاح ہوئی ہے کہ یہ کارخانہ سحر کا ہے پس غیر ساحر نہ مقابلہ کریں بلکہ ساحر مقابلہ کریں چنانچہ اس امر کے
بجائے ساحر مقابلہ کریں رات طبل جنگ بھی ساحر کے نام پر بجا ہو پس آج اسلام بن تو راج جو کہ ساحر ہے اسکے
ہمراہ ساحر ورن کا لشکر ہے وہ مقابلہ کریگا قدرت کو کوئی خوف نہیں ہے اگر تمام عالم کے ساحر جمع ہو کر مقابلہ کریں
تو بھی مابدولت کا کچھ نہیں کر سکتے ہیں پس آفتاب ابر سفید میں پہنان ہو کر روانہ ہوا یہاں برجیس نے
خونخوار سے کہا کہ سب مثل پرورد کے طرف مشرق کے متوجہ ہوں آج قدرت کو معلوم ہوا ہے کہ ساحر مقابلہ
کرنے کے لیے بندہ سحر کا بھی نماشہ کریں اور میری قدرت نمائی کو دیکھیں کہ کیونکر ایند میرا عذاب نازل ہوتا ہے
خونخوار نے سب کو آگاہ کیا سب اسی طور سے اس طرف متوجہ ہوئے خونخوار نے عرض کیا کہ بھلا کوئی بھی قدرت
سے مقابلہ کر سکتا ہے ساحر کیا حقیقت رکھتے ہیں ایک ہی بہت بڑی قدرت ہے پس یہاں تو سب متوجہ ہیں اور وہ
ابر جا کر لشکر پر محیط ہوا جب نقیب نقابت کر چلے اس وقت لشکر از رنگ سے ایک ساحر کے کہ نام اسکا خیر
جادو تھا اپنے طاؤس سحر کو بڑھا کر اسلام و از رنگ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور پکارا کہ جسکو تمنا
مرگ کی ہو میرا مقابلہ کرے پس مرتاض اپنے مرکب کو بڑھا کر اور صف سے نکل کر طومار سے اجازت لیکر
میدان میں آیا اور کہا کہ کل میں نے ہی تیرے لشکر کے کئی سردار ورن کو زخمی کیا تھا اور ہلاک کیا آج از رنگ نے
خارج ہو کر غیر ساحر ورن کو منع کر دیا اور ساحر ورن کو براے مقابلہ روانہ کیا یہ کیسا خدا ہے کہ بندوں سے خارج ہو
یہ ہمارا خدا ہے اور اس خدا کے ہم بندے ہیں جو ہر امر پر حاوی ہے ہمکو دیکھو کہ ہم بلا خوف ساحر سے مقابلہ کرتے
آئے ہیں تو ساحر نہیں ہیں یہ جو مرتاض نے کہا اسنے جواب دیا کہ بس زبان اپنی بند کر اور حربہ کہ پس مرتاض
نے نیزہ اٹھا کر اسکے سینے پر مارا اسنے اسم سحر بڑھا کہ اسکی قوت سلب ہونے لگی اور برجیس و حرکت ہو کر
مرکب پر سے گرا کہ جزیر جادو نے آواز دی اور کسی کو روانہ کرو اور ایک سردار اجازت لیکر آیا وہ بھی مثل
مرتاض کے بے حس ہو کر گرا اور ایک پہلوان آیا وہ بھی گرانٹ سرشار شاہ نے سر اٹھا کر کہا کہ او خداوندی قوت
مرد ہے روانہ فرما یہ کسی فرشتہ قدرت کو وہ اگر اسکا کام تمام کرے یا اسپر اینا عذاب نازل فرما یہ سرشار شاہ
کا کہنا تھا کہ آواز آئی قدرت نے فرشتہ عذاب سے اسکے لیے حکم کر دیا ہے وہ اسکی روح قبض کیے لیتا ہے یہاں یہ
صدا آمد ہی تھی اور جزیر نے مبارز طلب کیا اور سے ایک سوار مقابلہ کو چلا کہ سب نے دیکھا اس ابر سے
یکایک صورت مصیب پیدا ہوئی کہ جسکے دیکھنے سے دیو کا بھی نہ بردہ آب ہو جائے اہل لشکر از رنگ دیکھ کر
خوف زدہ ہوئے یہاں لوگ خوف کرتے تھے اور آواز آئی کہ جزیر میری طرف دیکھ اپنے سر پر بس جزیر نے
سر اٹھا کر دیکھا جیسے ہی نگاہ اسکی اس چہرہ مولناک پر پڑی ایک نور سے چمک ماری اور اپنے طائیس پر سے گرا
دونوں لشکر کے لوگ سمجھے کہ خوف کھا کر گرا ہے کچھ لوگ ساحر اسکے اٹھانے کو چلے جنگ اسکے قریب
آئیں آئیں کہ وہ پانی ہو کر بہ گیا اسکا نام تک نہ باقی رہا یہ لوگ اور حیران ہوئے اسی مقام پر ہلک کر رہے تھے

اور چند ساحرون نے نارنج و ترنج جھولیوں سے نکال کر اس صورت میں پر مارے تفتہ کی صدا آئی اور کسی نے کہا کہ کیا شان ہے خداوند آفتاب کی بندے خداوند سے اپنے مقابلہ کرتے ہیں ابر قدرت پر اور ملک الموت قدرت پر سر کرتے ہیں ہاں اپنے دل کے ارمان نکال لو یہ بھی حسرت باقی نہ رہے خوب اپنا اطمینان کر لو میں کوئی ایسا ایسا نہیں ہوں کہ دب جاؤں میں اصلی خدا ہوں میری قدرت تمہارے بخوبی ظاہر چکی ہو یہ تم لوگوں نے نارنج و ترنج پر مارے ہیں یا گھماے صدر برگ پھینکے ہیں یہ مذاق کسی معشوقہ سے کرو یہاں کوئی تمہارا معشوق نہیں ہے نہ فرشتگان قدرت کو اس قدر مہلت ہو کہ وہ تمہارے ساتھ گیند بازی کریں یہ لڑکیوں کا کھیل ہے سب نے دیکھا کہ وہ ترنج و نارنج نہیں ہیں بلکہ گل صدر برگ ہیں جو کہ ان ساحرون نے اس چہرہ ہولناک پر مارے تھے یہ سب حیران ہوئے خصوصاً وہ ساحر تو بہت پریشان ہوئے کہ ترنج و نارنج گل صدر برگ کی طرح شرمندہ ہو کر سر جھکا لیے اور قصد کیا کہ اپنے مقام پر لیٹ جائیں آواز آئی کہ اب جا بھی سکتے ہو مجھے بہت گستاخ کی ساختہ قدرت کے فرشتے کے تمہارے عذاب نازل ہوتا ہے کیا گھر بنایا ہو کہ ایک حرکت کی پھر واپس چلے یہ بھی اور رنگ نے تصور کیا ہے کہ جو چاہا ہے ادبی کے اور غدر کر لیا وہ خاموش ہو رہا سمجھتا ہے کہ مادہ ہی نہیں نہ وہ خدا ہے صرف اسے گمراہ کرنے کو اپنے کو خدا مقرر کیا ہے سب کو مہکا کر رکھا ہے یہ لوگ اور حیران ہوئے کہ اب کیا کریں پالتوں جو اکٹھے تھے تو زمین سے نہیں اٹھتے ہیں بالکل بے حس و حرکت ہو گئے ہیں یہ تو حیران تھے کہ یہ کیا ہوا ادھر اس چہرے صدا آئی کہ میرا طرٹ دیکھو تاکہ میں تم سب کی صورت کو پہچان لوں کیونکہ مجھے تمہارے حربہ کیا تھا کہ ان سب نے اس طرف کو دیکھا وہی حال ہوا جو کہ خبریر جادو کا ہوا تھا کہ گرڑا تھا یہ بھی سب گر پڑے اور پانی ہو کر رہ گئے یہ حال دیکھ کر اسلم کو بہت غصہ آیا اور ساحر سے کہا کہ تو جا کر اس ابرہہ کو مٹا دے وہ ساحر بموجب حکم اسلم فوراً اتر کر گر کر بھاگ چلا جیسے سامنے اس صورت کے پہونچا اور نگاہ اس صورت پر پڑی اتر کر پر سے گرا ادا کر اتر پانی ہو کر بھگیا ادھر پھر اسلم نے اور ایک ساحر کو روانہ کیا وہ بھی اسی طور سے کام آیا سہ پہر تک پچیس ساحر مارے گئے اس وقت زمرہ جادو سپہ سالار اسلم کو تاب نہ رہی اپنا تخت سے صاف سے نکال کر اور اسلم سے اجازت لیکر اور یہ کہہ کر کہ میں اس صورت کو مٹاؤں دیتا ہوں اور ابرہہ کو پس اسی مقام سے تخت سے کو اتر کر طرف اس ابرہہ کے چلا اور فوراً تخت کو قرب اس صورت کے لایا اور روٹ کر تخت کو کھڑا ہوا بالائے ہوا لگا اور دھر سے مٹھ پھیرے ہوئے ہو جھولی سے بیضہ فولادی نکالا لگا ابھی تک مٹھ پھیرے ہوئے ہو اسپر اسم سر پر ٹھکڑا دم کیا اور اپنی زبان میں سوزن دیکر اور خون لیکر اسپر ٹھکڑے دیے یہ تو یہ کام کر رہا ہے ادھر اس ابرہہ سے آواز آئی کہ کیا خوب مقابلہ تو کرنے آیا ہے مگر ادھر سے مٹھ پھیرے ہوئے کوئی بھی ملک الموت سے مٹھ پھیر سکتا ہے کہ تو ہی مٹھ پھیرے ہو ادھر دیکھ کر مقابلہ کرو وہ اس عرصے میں اپنے حربہ کو تیار کر چکا تھا پس بلیک اُٹھے فوراً وہ بیضہ فولادی اس ابرہہ اور صورت پر مارا اور پھر مٹھ پھیرنے کا قصد کیا مگر اس حرکت میں اس کی نگاہ اس چہرے پر پڑ گئی بس نگاہ کا پڑنا تھا کہ مہر پر نے آہ کی اور تخت پر سے گرا اور طرف زمین کے چلا صدا آئی کہ بہت ملک الموت سے مٹھ چھپاتا تھا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ملک الموت کا سامنا نہ ہو کیا دل لگی ہو بس زمین پر آنے آئے پانی ہو کر بھگیا اور وہ جو بیضہ فولادی مارا تھا ادھر وہ بیضہ قریب اس ابرہہ کے جا کر شق ہو گیا اس شعلہ نکل کر چلا کر بھی ابرہہ کو گر پانی پانی ہوا اسکا سر بھی مٹا وہ شعلہ گل ہو کر رہ گیا وہ تخت جس پر یہ سوار تھا اسلم نے سے مٹ گیا آواز آئی کہ خداوند سے تخت پر سوار ہو کر لڑنے آیا تھا آخر کو خداوند نے غارت کر دیا پس یہ رنگ حواری رنگ نے دیکھا کہ آج بہت سے ساحر مارے گئے اور سپہ سالار اسلم بھی کام آیا اور شام بھی قریب آگئی تھی منہم ہو کر سب کو ہمراہ لیکر فرو دگاہ کی طرف واپس چلا طو مار شاہ بھی طبل بازی جو اگر فرو دگاہ پر آج

وچہرہ بھی اسی ابرہہ بن پوشیدہ ہو گیا اور ابرہہ طرف شہر کے چلا یہ سب حالت اہل دربار کی برہمیں نے گنبد بر سے دیکھی
 دربر جلیس کی خدائی کی بہت تفریب کی جب دونوں لشکر واپس کیے بر جلیس بھی دربار پر خاست کر کے محل میں چلا
 گیا سب اپنے مقام پر آئے اور آرام پذیر ہوئے یہاں دونوں لشکروں نے فروگاہ پر یہ پوچھا کہ کھولی یہاں بارگاہین
 اپنی ارزنگ لباس بد کر آیا اپنی بارگاہ میں طومار شاہ وغیرہ نے بھی دربار کیا اور طومار ارزنگ کے سردار آئے
 یہاں آ کے ارزنگ نے اسلم سے کہا کہ آج تمہارے ساحر بہت سے کام آئے نہ معلوم یہ کون سا حیر ہو کر
 بہت زبردست ہو سختگان نے کہا کہ وہ اپنا بند و بست کر چکا ہو زبردست مشکل سے اسیہ خضر حاصل ہوگی اور اسکا
 حیرنے کا اور یہ سحر اسلم کے مٹانے تو نہیں جانتا ہو پس ارزنگ نے کہا کہ او سختگان جو تم کہتے ہو بہت ٹھیک
 ہو یہ کلمہ سختگان کا اسلم کو بہت ناگوار ہوا اور کہا کہ کل میں جا کر مقابلہ خود کرونگا اور ایک نارنج میں مٹا دوں گا
 سختگان نے واسطے کرنا چاہا کہ اسلم اس قدر برہم نہ ہو یہ میں بخوبی جانتا ہوں کہ آپ بہت زبردست ساحر ہیں اور
 اپنے وقت کے سامری ہیں مگر اس مقام پر آپ کا سحر کارگر نہ ہو گا سبب اسکا یہ ہو کہ وہ بخوبی احمقانہ کے ساتھ
 اپنا بند و بست کر چکا ہو جب تک کوئی ویسی محنت نہ کرے اسکا رونہ حاصل کرے اس وقت تک ممکن نہیں یہ ایسے
 ویسے سحر سے زبرد باد ہو گا یہ آپ کا کتنا کہ میں ایک نارنج میں مٹا دوں گا بالکل غلات عقل ہو اسلم نے کہا کہ ملک
 تم کیا کہتے ہو میں نے کوئی ایسے ویسے ساحر سے تعلیم سہ نہیں پائی ہو بلکہ اس ساحر سے تعلیم سحر پائی ہو جو کہ
 پہلو نشین سامری و جمشید جو جسے بڑے بڑے ساحر و ملکی آگاہین دیکھیں اور اپنے ہمہ درن کو ایک حشیش لب
 میں حمام کیا ہو جسے چاہا اثر و در یہ ایسے مقام پر قبضہ کیا ہو کہ جہاں ناکھون ملکہ کروڑوں ساحر اپنے وقت کے
 سامری و جمشید رہتے تھے ان سب کو اپنا مطیع کیا ہو میں اثر و جادو کا شاگرد ہوں سختگان نے کہا کہ جو کچھ ہو
 تم کچھ نہیں کر سکتے ہو برون محنت کیے ہوئے نہیں کیا منہ بہر اختیار ہے استاد برون مشقت کیے ہوئے اس
 ابر کو مٹا نہیں سکتے ہیں اسلم نے موصیوں پر تاؤ دیکر کہا کہ تو میرا نام اسلم ہو کہ کل اس ابر کو جو کہ آفتاب نما کی
 طرف سے آتا ہو نہ مٹا دوں محنت کرنا اور مشقت کرنا او فی ساحرون کا کام ہو اور جو کہ ساحران زبردست ہیں
 انکو کوئی محنت کرنے کی ضرورت نہیں ہو سختگان نے کہا کہ تم اپنے استاد کو پہلے طلب کر لو پھر مقابلہ کرنا اُسے
 میری رائے بیان کرنا دیکھو وہ کیا جواب دیتے ہیں اسلم نے کہا کہ کوئی اُنکے طلب کرنے کی ضرورت نہیں ہو
 میں ہی کافی ہوں وہ ایسے مقام پر آ کر کیا کرے گیے ہاں اگر کوئی مقام سخت ہوتا تو وہ آتے یہ کہہ کر اسلم نے
 ارزنگ سے کہا کہ میرے نام پر طبل جنگ بجوائے میں کل نکلا مقابلہ کرونگا سختگان نے اسلم کو ایسا گایا
 کہ اسکو غصہ آ گیا چونکہ سختگان کا مشایہ تھا کہ اسلم مارا جائے کیونکہ یہ خاور میں بھی دیکھ چکا تھا کہ جب ارزنگ
 قاسم کے مقبرہ کھدوانے پر آمادہ ہوا تھا تو یہ دونوں بھائی نکل گئے تھے اور کسی پر تو ظاہر نہ ہوا تھا سختگان
 نے تیور سے پہچان لیا تھا اسوقت یہ مصلحت مائل گیا تھا اور جب سے یہاں لشکر آیا ہو اور مقابلے ہو چکے ہیں
 یہ پہچان گیا ہو کہ اُنکے تیور برے ہیں بس اسی شے سے اسے اسلم کو گرا دیا کہ جب اسلم مارا جائیگا تو وہ ملیم کا بھی
 زور کم ہو گا اول تو بھائی کا دشمن خیال کر چکا اس سبب سے نہ میل کر یگا دوسرے یہ بات بھی جاتی رہی اسکو
 اسلم پر بہت بھروسہ ہو اگر یہ دونوں نکل گئے تو لشکر میں اور قلت ہو جائیگی اُنکے سبب سے لشکر بہت ہو
 اگر یہ نکل کر بر جلیس کے شریک ہو گئے تو اسکو قوت ہوگی اور سب حال معلوم ہو گا کیونکہ یہ بالکل حال ہے
 ارزنگ کے واقع ہیں انکا نکلنا کوئی امر مشکل نہیں ہو کیونکہ انکا میلان بھی طرف آفتاب پرستی کے ہو کیونکہ
 ان کے باپ دادا ہمیشہ آفتاب پرست رہے ہیں گو وہ لوگ یہ مصلحت زبردست ہوتے تھے اور یہ بھی
 کسی نہ کسی مصلحت سے اسوقت تک شریک ہیں پس یہ ہی تہہ پیرا چھی ہو کہ انکو قتل کر دو اسلم کے قتل ہونے سے

و ولیم کا زور کم ہو جائیگا پھر یہ نہ جائیگا چنانچہ اپنے دل میں تجویز کر کے اس نے اسلم کو گریبا تھا وہ آمادہ ہو گیا پس
 ارزننگ کو سختگان نے اشارہ دیا کہ طبل جنگ بجا دیجیے پس ارزننگ نے طبل جنگ بجا دیا لشکر میں سامان
 جنگ ہونے لگا سب اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل اسلم میدان میں جا کر اس ابرو کو مٹائیں گے اور آفتاب پرستوں
 مقابلہ کریں گے جو کہ ساحر تھے وہ اپنا سحر جگانے لگے غیر ساحر اپنے آلات حرب و ضرب درست کرنے لگے اس خیال سے
 کہ کل جنگ مغلوبہ ضرور ہوگی اور بہت بڑا معرکہ ٹریگا ارزننگ نے دربارہ برخواست کیا خیمہ خاص میں گیا اسلم
 اپنے خیمے میں آیا اور سب اپنے اپنے مقام پر کئے ولیم اپنے خیمے میں اسلم نے اپنے خیمے میں آکر ایک نامہ بنا
 اپنے استاد کے تحریر کیا اور لکھا کہ بہت جلد تشریف لائیے اور کل حالات یہاں کے تحریر کیے اور ایک طائر
 سحر بنا کر اس کے ہاتھ نامہ طرن چاہا اور دریا کے روانہ کیا وہ طائر نامہ لیکر آکر گیا پس اسلم نامہ روانہ کر کے
 ہو مخانی میں آیا سحر جگانے لگا گوگل وغیرہ جلا یا بجھ کر کو جھٹکا کیا اور غسل کیا اس کے خون سے یہ اپنا سحر تیار
 کرنے لگا اور دھر ہر خیمے میں ساحر جگانے لگے اور طومار شاہ وغیرہ کو ہر کارون نے خبر دی کہ لشکر حریف
 میں جیل جنگ بجا ہو نامہ بر اسلم بن تورج کے اس نے اس اقرار پر اپنے نام پر طبل جنگ بجا دیا ہو کہ میں اس
 ابر سفید کو مٹا دوں گا اور کل آفتاب پرستوں کو غارت کر دوں گا باقی خیریت ہو پس طومار شاہ وغیرہ نے اس کے
 اسلم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بچے ہلکے کچھ خوف نہیں ہو خداوند اسکو بھی غارت کر دیں گے یہ کہہ کر دربار
 برخواست کیا یہاں بھی طبل جنگ پر چوب پڑی رات بھر دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہوا کی کرینا
 ساو شب نے شکست کھائی مع اپنے ہمراہیوں کے بخوف ساحر روز کے طرف ہو مخانی مغرب کے راہی ہوا
 اور ساحر روز یعنی آفتاب جھولی شعاع دوش پر ڈالے ہوئے ہو مخانی مشرق کے میدان میں آیا اور تمام
 عالم کو اپنے نور جمال سے روشن کیا یعنی سحر ہو گئی پس ارزننگ مع کل لشکر کے اسلم کے میدان جنگ میں
 آکر صف آرا ہوا اور دھر سے طومار شاہ وغیرہ بھی کل لشکر لیکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے وہاں قلعے میں جس
 نے دربار کیا اور سب کو اس حال سے آگاہ کیا کہ آج اسلم نے قصد کیا ہو کہ میں مقابلہ کروں پس تم لوگ اسلم
 کا بھی مقابلہ دیکھو اور خیال کرو کہ یہ کس سے سرکش ہوتے ہیں کہ خداوند سے مقابلہ کرتے ہیں باوجود اس
 امر کے کہ کئی مرتبہ ذلیل ہو چکے ہیں اور شکست کھا چکے ہیں پس سب اہل دربار طرف مشرق کے متوجہ ہوئے
 تمام معرکہ جنگ ان کے سامنے نظر آنے لگا وہ ابر سفید لشکر طومار شاہ پر محیط ہوا نقیب نکلے نقابت کر کے
 لشکر میں آئے اسلم نے قصد کیا تھا کہ میں میدان میں جاؤں کہ ایک پہلوان ہو کہ نام اسکا احرام شتر خوار
 ہو صف غیر ساحران کے نکلا اور ولیم کے پاس آیا اور کہا کہ مجھکو اجازت ملے تاکہ میں جا کر آفتاب پرستوں سے
 غوراً مقابلہ کروں اپنے جو ہر شمشیر دکھاؤں ولیم نے جواب دیا کہ آج جنگ سحر و جہاں اسلم کے نام طبل جنگ
 بجا ہو تو دیکھ ہی چکا ہو کہ جو جاتا ہو یا مارا جاتا ہو یا کڑھی ہوتا ہو اسلم یہ ابر سحر مٹانے پھر جا کر مقابلہ کرنا اس نے کہا
 کہ نہیں میرا ہی چاہتا ہو کہ اسی حالت میں جا کر مقابلہ کروں ولیم نے کہا کہ اسلم سے اجازت حاصل کر اگر وہ
 اجازت دے تو میدان میں جا پس احرام اسلم کے پاس آیا اور کہا کہ ام سامری وقت ایک امر کی محکوم اجازت
 امر حمت فرمائیے اسلم نے کہا کہ بیان کر اسنے کہا کہ مجھکو یہ اجازت ملے کہ میں جا کر مقابلہ کروں اسلم نے کہا کہ میں
 نام پر طبل جنگ بچ چکا ہو میں کیونکر تمھو اجازت دوں دوسرے وہاں سحر و ساحری کا معاملہ ہو میں ساحر ہوں
 مقابلہ کروں گا تو بیکار مارا جائیگا وہ مجھ کو نے لگا آخر اسلم نے پریشان ہو کر اجازت دی وہ ارزننگ کے
 پاس آیا ارزننگ سے اجازت لیکر مرکب کاتنگ درست کر کے میدان میں آیا اور مبارز طلب کیا ابھی
 کوئی لشکر طومار سے نہ نکلا تھا یہ مبارز طلب کر رہا تھا کہ سحر کی طرف سے ایسا گرد و غبار بلند ہو کہ جس کے

سب سے روئے آفتاب پنهان ہو گیا نہ پر آسمان ایک آسمان خاکی تیار ہو گیا صحرا میں تاریکی ہو گئی درندہ سے
 و پرندہ سے و چرندہ سے یہ خیال کر کے کہ شام ہو گئی اپنے مسکن کی طرف گریزان ہوئے انسان یہ خیال کرنے لگے
 کہ ہندھی سیاہ بہت شدت سے اٹھی ہو اور ابر سیاہ اٹھا ہو سب نے برساتیان طلب کیں کہ اسے اور زمین
 تاکہ بارش جو ہو تو پانی سے محفوظ رہیں پس دونوں لشکر کے اہل لشکر اس غبار کی طرف دیکھنے لگے وہ گرد
 غبار اس قدر تیز آیا کہ ایک چشم زدن میں اس صحرا کے قریب آ گیا اب سب نے سنا کہ اس گرد و غبار سے آواز
 گھنٹ و ناقوس و ڈنکا و دیگر باجون کی آرہی ہو یہ صدا اے گھنٹ و ناقوس شکر کے سب اہل لشکر پر و لشکر
 نے غور کر کے دیکھا تو نشان ہائے لشکر نمایان ہوئے اس لشکر میں بس ارزننگ نے اپنے لشکر کے
 ہر کارون کو طلب کر کے اسے کہا کہ خبر تو لاؤ کہ یہ لشکر کسکا ہے جو ادھر کو آتا ہے کوئی میری ملک کو آتا ہے یا آفتاب
 پرستوں کی ادھر طومار شاہ نے بھی اپنے لشکر کے ہر کارون کو براہِ خبر روانہ کیا ادھر وہ جب لشکر آیا
 تھا اس کے بادشاہ و سردار نے جو دور سے دو لشکر میدان جنگ میں صف آرا دیکھے اپنے لشکر کے ہر کارون
 کو طلب کر کے انکو حکم دیا کہ جا کر خبر تو لاؤ کہ یہ دونوں لشکر کون ہیں جو کہ صف آرا ہیں پس ہر کارے ادھر
 سے بھی چلے کچھ لشکر ارزننگ میں آئے اور کچھ لشکر طومار شاہ وغیرہ میں آئے انکا حال تحریر ہو گیا یہاں
 اس ابر سے صدا آئی کان میں کل لشکر آفتاب پرستوں کے تم لوگ پریشان ہو کہ یہ گرد و غبار جو بلند ہو
 آمد لشکر کا ہے حیرت انگیز بن زمر دھانی ارزننگ کا جو کہ جمود و جادو کے لطف سے پیدا ہوا ہے اور باسکی
 خدائی کو محروم و محبوس و مٹود و ناشاد و جبروت وغیرہ نے درست کیا ہے اور وہ یہ دعویٰ کر کے اپنے مقام
 سے چلا تھا کہ میں خدا ہوں اور فرزند ہوں زمر دھانی کا اور ارزننگ میرے باپ کا غلام ہے فرزند
 نہیں ہے خدائی کا اسے بیکار دعویٰ کیا ہے سب کو گمراہ کرتا ہے میں اسکو جا کر سزا دوں گا اور اپنی خدائی کو
 درست کر دوں گا اس کے بعد خدا پرستوں و آفتاب پرستوں کو سمجھ لوں گا پس وہ خاور کی طرف چلا تھا
 کہ راہ میں اسے سنا کہ ارزننگ شہر آفتاب نما کی طرف گیا ہے وہ ادھر کو منع بائیس لاکھ لشکر کے راہی ہوا
 اور اس طرف سے آیا کہ جدھر آبادی بھی رہتی وہ نہ آنے پاتا کیونکہ میرے فرزند کا حکم ہے کہ کوئی لشکر
 اجازت میری بغیر بادشاہ کا اقلیم خورشید یہ میں نہ داخل ہو مگر یہ اس طرف سے آیا کہ جدھر آبادی نہیں ہے
 راوی نے بیان کیا ہے کہ اقلیم خورشید یہ میں تین طرف ملک ہیں اور ایک طرف صحرا ہیں اس خیال سے
 کہ اگر لشکر حریف آئے تو اسی صحرا میں اس سے مقابلہ کریں دوسرے اس طرف پہاڑ بھی ہیں اور کل اقلیم کے
 بادشاہوں کی شکا رہ گامین بنی ہوئی ہیں سب بادشاہ اسی صحرا میں جا کر شکا رہ لیتے ہیں جب سے کہ جبریں
 خدائی کی ہر تپ سے اس سبب سے کوئی آدمی اس طرف نہ تھا اور اب جبریں نے اس طرف بھی ملکوں سے
 آباد کرنے کا حکم دیا ہے چنانچہ بند و بست ہو رہا ہے پس یہ لشکر اس طرف سے آیا جب یہ صدا اہل لشکر نے سنی
 سب کو معلوم ہوا کہ حیرت انگیز بن زمر دھانی لشکر لیکر آتا ہے ان سب کو تو معلوم ہو گیا کہ حیرت انگیز کا لشکر
 ارزننگ کو نہیں معلوم ہوا ادھر ہر کارے ارزننگ کے و طومار شاہ کے اس لشکر کے قریب پہنچے
 لشکر کو بہت آباد پایا اور بہت بڑا لشکر دیکھا لشکر کی تیاری جب لشکر بہان ہو چکا تو تحریر ہوئی و دود
 مرنہ تحریر کرنے سے طول ہو گا پس دونوں لشکر کے ہر کارے دریافت کر کے اپنے اپنے لشکر میں فوراً
 آئے جو ہر کارے کہ طومار شاہ نے روانہ کیے تھے انھوں نے وہی خبر آ کر طومار شاہ کو دی جو کہ اس
 امر کی صدا آئی تھی طومار شاہ وغیرہ کو تو تیل ہی سے معلوم ہو چکا تھا ہر کارے دن سے شکرے کہا کہ اپنے
 مقام پر جاؤ کہو خداوند تمہارے آئے کے قبل اس لشکر کے حال سے خبر دے چکے ہیں وہ ہر کارے اپنے

مقام پر آکر لشکر میں کھڑے ہوئے اور ہر کارانہ ارزننگ جو اپنے لشکر میں خبر دریافت کر کے آئے
 ارزننگ سے کہا کہ یہ لشکر آپ کے لشکر کی تلاش میں آیا ہے چترنگ شاہ کا ہوا ہے اپنے کو فرزند مرد ثانی
 مشہور کیا ہے اور کہتا ہے کہ میں خدا ہوں ارزننگ نے مرد کا غلام تھا اس نے بیکار دعویٰ خدائی کیا ہے پس یہ
 شک کے لئے خدائی کا دعویٰ کیا ہے لشکر کثیر لیکر جاوے کی طرف کوچ کیا تھا جب سنا کہ آپ اس طرف تشریف لاتے
 ہیں تو ادھر کو روانہ کیا اس کا قصد ہے کہ آپ کے دشمنوں کو قتل کر کے پھر خدا پرستوں و آفتاب پرستوں کو غارت
 کرے اس کے بعد اپنی خدائی کو ترقی دے بہت لشکر ہمراہ ہے اور بہت سے بادشاہ اور ایک بہت بڑا گنبد ہے کہ
 آئین چترنگ سوار ہے اس پر ایک ابر سنہری رنگ محیط ہے پس ارزننگ نے کہا کہ اگر آتا ہے تو آنے دو اپنی سزا
 اپنے کناری میں دیکھنے کا مبدولت کو کوئی خوف نہیں ہے میں تو سے ہزار برس پیشتر یہ تقدیر کر چکا ہوں کہ چترنگ
 میرے ہاتھ سے مارا جائے اور میں اس کے کل لشکر اور مال و اسباب پر قبضہ کروں ارزننگ تو یہاں یہ تقریر
 کر رہا ہے اور چترنگ کے ہر کارے دو نون لشکر و ن کا حال دریافت کر کے خدمت چترنگ میں پہنچے
 اور عرض کرنے لگے کہ خداوند ایک لشکر کہ جس کے علم طلائی ہیں اور پھر ہرے زرنگار ہیں اور انہیں تصویر
 آفتاب بنی ہوئی ہے آفتاب پرستوں کا ہے اور دوسرا لشکر جس کے علم کے پھر ہرے سیاہ ہیں ارزننگ تو چونکہ
 یہ وہ ارزننگ ہے کہ جسے خدائی کا دعویٰ کیا ہے اور اپنے کو خداوند مرد ثانی کا فرزند مشہور کیا ہے پس اس سے
 اور آفتاب پرستوں سے کئی دن سے مقابلہ ہو چکا ہے اور آفتاب پرست پر مرتبہ غالب آئے ہیں آج پھر
 مقابلہ اسی سبب سے ہو دو نون لشکر میدان میں صفت آرا ہیں پس یہ شک چترنگ نے حکم دیا کہ مبدولت
 کا حکم ہو کہ بہت جلد اپنے کو میدان جنگ میں پہنچاؤ تاکہ میں جا کر ارزننگ سے مقابلہ کروں اس کو اس گستاخی
 کی سزا دوں یہ حکم دینا تھا کہ کل لشکر نے ایک مرتبہ مرکب اٹھا دیے پیدل بھی یکسر دوڑے راوی نے بیان
 کیا ہے کہ اس قدر گرد و غبار بلند ہوا کہ تاریکی ہو گئی شعر ز گرد و غبار کہ شد بر سپر لہ رہ رفتی خوش گم کرد مہر ہم
 اس گرد و غبار سے تلوار و تکی چھکارا مرکبوں کی ٹاپیوں کی بولنے کی آواز پیدا ہون کی دڑے کی آہٹ کی
 آواز آتی تھی اور سانپوں کی مثل ستاروں کے چمک چمک رہے تھے علم کے پھر ہرے اڑتے ہوئے نظر آتے تھے پس وہ غبار
 جب قریب اس صحرا کے پہنچا دو نون لشکر و ن کے اہل لشکر اسی طرف دیکھ رہے تھے کہ ہوا کو ہوائے مارا
 گرد کو گرد نے مارا دامن گرد شکافتہ ہوا اس غبار سے بایں علم بایں لاکھ لشکر کی علامت کے نمودار ہوئے
 سب نے دیکھا کہ آگے آگے کئی دستے و ردیان پہنچے ہوئے آگے دوش پر مشکین چھڑکاؤ کرتے ہوئے
 نمودار ہوئے دو لشکر صفت آرا دیکھ کر ایک طرف صفت بانہ بھڑکھڑے ہوئے آگے ہاتھوں کے غول کے
 غول انہیں فیلبان و ردیاں پہنچے ہوئے علمدار علم لیے ہوئے پیچھے ہیں پشتوں پر ہاتھوں کی زربتی جھپٹیں
 پڑی ہیں پیشانیوں پر آئینے ہیں خرطوم میں طلائی زنجیریں لپیٹی ہوئی آکر ایک طرف کھڑے ہوئے آگے بعد ماہی مراتب
 و رنگ کے ہاتھی اور شتر آگے بعد ساثر نہان غول کے غول وہ ایک جانب کھڑے ہوئے اب غٹ کے
 غٹ غول کے غول جو بزار و ن کے خاص بردار و ن کے بسا و لوہان کے آکر پہنچے وہ بھی ایک طرف
 کھڑے ہوئے آگے عقب میں کئی ہزار مرکب ترکی و عراقی زمین و لہام سے آہستہ دو دو سیاہی میں ہمراہ کھڑے
 ہوئے اب لشکر آئے لگا جوت جوت سوار و پیدل آئے اور صف بستہ ہوئے اب و ن کے کی صدائے لگی
 اور نقیبوں کی آواز سب نے دیکھا کہ ایک تختہ تقری بڑا وہ ہاتھوں پر کسا ہوا ہے اس کے سات درجے ہیں
 اس پر ابرسنی رنگ کا محیط بروج کے درجے میں ایک تخت پر ایک جوان سیاہ تاج شاہی سر پر رکھے ہوئے
 بڑی گہر و نخوت سے بیٹھا ہے شانے آگے گدستے رکھے ہیں ایک آئینہ لٹکا ہوا ہے دو بادشاہ جلیل القدر

پس پشت کھڑے ہیں اور ہر بر تخت کے چار بادشاہ اسطون کر سیون پر بیٹھے ہیں واپسی طرف کے دروازے
 ہیں انہیں کسی میں شراب خانہ ہو کسی میں دفتر ہو کسی میں اور پیشی کے لوگ ہیں بائیں طرف کے جو درجہ ہیں انہیں
 کسی میں نوبت خانہ ہو کسی میں اور باب نشاط ہیں کسی میں اور شاگرد پیشہ ہیں گردان ہاتھیوں کے بہت سے
 بادشاہ مرکبوں پر سوار اور سرداران قوی ہیکل مرکبوں پر سوار ہر اسے جو خداوند چترنگ کی بلند ہر نقیب صلا
 ادب باش دیتے ہوئے اور ہزاروں سوار پیشہ ہائے برہنہ بیٹے ہوئے عقب میں لشکر ہیشمارہ قطار در قطار
 اور ابون پر خزانہ بار و درمیان لشکر میں سیکڑوں حواسے ناموس کے اور میاں نے عقب میں لشکر کے آثار بارگاہ
 وغیرہ کا اور بہت سے جیسے پس وہ لشکر اگر ایک طرف اس میدان میں کھڑا ہوا یہ لوگ دونوں لشکر ونگے
 اس لشکر کو دیکھ کر خاموش کھڑے رہے طومار شاہ وغیرہ کی نونگاہ میں وہ لشکر کچھ نہ سمایا نہ وہ سامان مگر
 از رنگ دیکھ کر حیران ہوا اور سختگان سے کہنے لگا کہ اس چترنگ نے خوب سامان میاں کیا ہے اور خوب
 شوکت ہم پہونچائی ہے اور بہت سے بادشاہوں کو گمراہ کیا ہے خیر یہ جاتا کہاں ہے میرے ہاتھ سے میں جیسے
 مقابلے سے فراغت کروں تو پھر اس سے سمجھوں یہ سب شان و شوکت جو کراستے نعمت کر کے ہم پہونچائی ہے
 وہ مابعدولت کے لیے ہم پہونچائی ہے نہ معلوم ان محافون میں کون ہے ہر کاروں نے ان محافون کا حال نہیں
 بیان کیا سختگان نے کہا کہ ہر کاروں نے عرض کیا تھا کہ می نہ ہمراہ ہیں اس میں چترنگ کی معشوقہ ہے اور
 بہت سی خواہشیں و پیش خدمتیں ہیں از رنگ نے کہا کہ یہ سب میرے حق کی ہیں یہاں تو یہ تقریر ہو رہی
 ہو وہاں جب لشکر اس مقام پر پہونچا چترنگ نے ایک مرتبہ نگاہ اٹھا کر دیکھا اور حکم انصرام نے مہروم
 کے پاس سے آکر چترنگ سے کہا کہ محروم نے کہا کہ تم لشکر کو حکم دو کہ صف آرا ہو اور جیسے وغیرہ برپا کیے
 جائیں آج ہی سے مقابلہ شروع کرو از رنگ سے اس کے لشکر کا سردار میدان میں کھڑا ہوا لشکر جیسے
 سے مبارزہ طلب ہے تم اپنے لشکر کی صف بندی کر کے اپنے لشکر کے پہلوان کو حکم دو کہ وہ ٹکڑے مقابلہ کرے کیونکہ
 ساعت بہت اچھی ہے تمھاری ظفر ہوگی پہلے از رنگ کو غارت کر لو پھر آفتاب پرستوں سے سمجھ لیں یہ بھی تھا
 شکا ہو انکے بعد خدا پرستوں کی باری ہو پس یہ کلمے جو ملکہ انصرام نے چپکے سے چترنگ شاہ سے کہے کسی نے
 نہ سنے نہ انصرام کو دیکھا کیونکہ وہ تو سحر سے پوشیدہ اسکے پاس موجود رہتی ہے اور یہ ابراہیم بحرین آیا جایا
 کرتی ہے پس چترنگ نے ایک مرتبہ سرائی کھا کر چاروں طرف دیکھا چونکہ اسکو ہر کاروں سے معلوم ہو چکا تھا
 کہ جس لشکر کے علم طلائی ہیں وہ لشکر آفتاب پرستوں کا ہے طومار شاہ وغیرہ طرف سے بر جیسے شاہ نے
 یہ لشکر لیکر براے مقابلہ از رنگ آئے ہیں اور جسکے علم سیاہ ہیں یہ لشکر از رنگ کا ہے خود از رنگ
 لشکر لیے ہوئے میدان میں موجود ہے اور یہ پہلوان جو میدان میں کھڑا ہے از رنگ کی طرف سے مقابلے کو
 نکلا ہے پس چترنگ نے یہ دیکھا کہ اپنے لشکر کے سردار ونگو حکم دیا کہ بہت جلد صف بندی ہو اور جیسے وغیرہ برپا
 ہوں ناموس و خزانہ اتارا جائے ہم از رنگ سے اس وقت سے مقابلہ کریں گے کیونکہ ہمارا علم خدا کی عین
 یہ کہتا ہے کہ آج ہی سے مقابلہ شروع کیا جائے یہ حکم دینا تھا کہ بارگاہین اور جیسے وغیرہ برپا ہوئے جیسے
 برپا ہوئے ناموس وغیرہ اترے اور ابون سے خزانہ اتارا گیا بازار بن آراستہ ہو لیں جھنڈے کھڑے کیے گئے
 اور صرف آراستہ کیے صفیں آراستہ کیں قلب لشکر میں چترنگ کا تخت قائم ہوا انکے چوہ
 پر مئی جنگی باجے بکے علم لشکر جلوہ گری پر آستہ جب صف بندی ہو چکی اس وقت چترنگ نے اشارہ کیا
 ہائیں جانب پس فوراً ایک پہلوان کہ نام اسکا سریر قوی تن تھا اپنے مرکب کو تھمیر کر کے رو در و تخت
 چترنگ کے آیا اور اجازت چاہی چترنگ نے کہا کہ جاؤ اور اس پہلوان کو جو کہ میدان میں کھڑا ہے قتل کرو

یہ سنکے آئے سلام کیا اور مرکب کو جو لان کیسے طرٹ میدان کے چلا اور اس پہلوان نے مبارز طلب کیا کیونکہ
اباطینان ہو چکا ہے جب آئے مبارز طلب کیا سریر نے صدا دی کہ تھر جا میں تیرا حریف آتا ہوں میرے تیرے
مقابلہ ہو گا میں تیری بہادری کا امتحان کروں گا یہ کہہ کر اور مرکب کو ڈیٹ کر اسکے قریب پہونچا اور کہا کہ کیوں
اس قدر جلدی کرتا ہو میں آتا تھا جب سرور قوی تن اسکے قریب پہونچا آئے اسکی یہ تقریر سنکے جو اب دیا کہ میرے
تیرے مقابلہ نہیں ہو بلکہ میں تو آفتاب پرستوں سے مقابلہ کر رہا ہوں تم سے کیا غرض جو تم مقابلے کو آئے ہو
میرے حریف تو آفتاب پرست ہیں سریر نے جو اب دیا پہلے ہم لوگوں سے مقابلہ کر لو اگر ہمیر ظفر یاب ہوے
تو خیر ورنہ ہم تمھارے مقابلے کے لیے آئے ہیں یہ سنکے وہ خاموش ہو رہا کہ معلوم ہوا کہ تیری قضا
ہی ۱ کی ہو میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا یہاں تو یہ گفتگو ہو رہی ہو اور ہر ارزنگ نے جو دیکھا کہ
جب چترنگ میدان میں آکر پہونچا اپنے لشکر کو صف آرا کیا اور ایک پہلوان کو میرے پہلوان سے
مقابلہ کرنے کو روانہ کیا سختگان نے کہا کہ یہ تو بڑی خرابی ہوئی میں ایک ہوں دو لشکروں سے کیونکر
مقابلہ کروں گا اور دیر میں کیا تدبیر کروں سختگان نے کہا کہ اب ایک سردار کو پاس چترنگ کے روئے
کرین وہ جا کر چترنگ سے کہے کہ جسے اور آفتاب پرستوں سے مقابلہ ہو رہا ہے جب ہم اسکے مقابلے
سے فراغت کر لیں اسوقت دیکھا جائیگا ہمارے آپ کے کوئی ایسی دشمنی بھی نہیں ہو اسکے مقابلے کے
بعد باہم فیصلہ ہو جائیگا بلکہ یہ امر زیبا ہو کہ ہم اور آپ شریک ہو کر آفتاب پرستوں سے مقابلہ کریں یہی
اگر آپ کی یہ مرضی ہو کہ ہمارا پہلوان میدان میں مقابلہ کرے میں اپنے پہلوان کو بلا لے لیتا ہوں تاکہ
آپ ہی کا پہلوان آفتاب پرستوں سے مقابلہ کرے اگر دراصل مجھے مقابلہ کرنا ہو تو خیر امر ناچاری ہو
ارزنگ نے سختگان کی یہ تقریر سنکے فوراً اسوقت ایک سردار کو وہی پیام دیکر روانہ کیا وہ راہ طو
کر کے پاس چترنگ کے پہونچا اور ارزنگ کا پیام دیا چترنگ نے پیام سنکے جو اب دیا کہ اس ارزنگ
سے کہہ دینا کہ میں یہ خبر پا کر اپنے ملک سے چلا ہوں کہ تو نے دعویٰ خدائی کیا ہو تو میرے باپ کا غلام ہو پس
غلام ہو کر میری ہمسری کرے میں نے خیال کیا کہ تجھ کو جیکر اس گستاخی کی سزا دوں تیری تلاش میں
پہلے خاور گیا وہاں سنا کہ تو شہر آفتاب نما کو گیا ہو اور ہر کو کوچ کیا تجھ کو سزا دینے آیا ہوں یہاں اگر تیرے
لشکر کو صف آرا پایا میں بہت خوش ہوا میں نے اپنے لشکر کے پہلوان کو تیرے پہلوان کے مقابلے
کو روانہ کیا یہ ممکن نہیں ہو کہ میں مقابلہ کروں ہاں جب میرے اوپر ظفر پا لیکا اسوقت آفتاب پرستوں نے
مقابلہ کرنا میں تیرے کہنے پر عمل نہ کروں گا اور میں تیرا کیا شریک ہوں گا کوئی یا یہ کہی کا رکھتا ہوں تو
تیرا شریک ہوں میں تجھ کو بھی کافی ہوں اور آفتاب پرستوں کو بھی اور اب کوئی پیام تجھ کو نہ دینا میں
مقابلہ کر رہا کہ یہ کہہ کر اس سردار کو واپس کیا اس سردار نے ارزنگ کو پیام چترنگ کا دیا ارزنگ جواب
پیام سنکے خاموش ہو رہا اور ہر اس ابر سے جو کہ لشکر طومار شاد و غمزہ پر محیط تھا صدا آئی کہ او جنگان
سن آگاہ ہو کہ چترنگ کو مہلت دی کہ وہ چترنگ سے مقابلہ کرے اور باہم سمجھ لے جب ارزنگ
کو جس مقابلے سے فرصت ہو جائیگی اسوقت ہم اسیر اپنا عذاب نازل کر دیں گے خواہ یہ ظفر یاب ہو خواہ چترنگ
یہ دونوں سگ باہم لڑ لیں اسکے حوصلے ٹکجائیں اسوقت تک کہ جتنا کہ یہ باہم نہ لڑ لیں اور باہم نہ فیصلہ
کر لیں کوئی ہمارے جندوں سے مقابلے کو نہ جاسے یہ جو صدا آئی کل اہل لشکر طومار نے سجدہ کیا
اور صف بستہ کھڑے رہے اور سر سریر سے اور اس پہلوان سے مقابلہ ہونے لگا پہلے ٹکا ورجلی
سردار کام کر کوئی بدو قدم اور اسکا مرکب کوئی چار قدم پسپا ہوا آخر کو دونوں مرکبوں کو راتوں میں مسکر

مقابل ہوئے نیزہ بازی ہوئی سریر نے اسکا نیزہ ہوائی کیا تلوار کی نوبت آئی وہ پہلوان ارزننگ کا ہاتھ سے سریر کے مارا گیا پس ایک تہ تمام لشکر چترنگ کے علم جاوہ گری میں آئے اور سب اہل لشکر نے تلوار بلند کر کے جو خداوند چترنگ کی بلندگی یہ ارزننگ کو بہت ناگوار ہوا پس ادھر سریر نے صدا دی کہ جسکو چترنگ مرگ ہو میرے مقابلے کو آئے لشکر ارزننگ سے یہ صدا دینا تھا کہ ایک پہلوان اور برائے قابل ارزننگ سے اجازت لیکر آیا اور سریر سے لڑنے لگا خلاصہ یہ کہ وہ بھی مارا گیا پس تا شام سریر نے لشکر ارزننگ کے سات پہلوان جان سے مارے اور چارہ زخمی کیے چونکہ سرت ہو گئی اور دن تمام ہوا ارزننگ نے اصرار نختگان طیل باز جو یا تینوں لشکر دن میں کوس باز کشت بجا اپنے اپنے مقام پر وہ لشکر واپس گئے وہ ابر جو کہ لشکر طومار شاہ پرچہ و تقاضی شہر آفتاب نما کے موافق قاعدے کے واپس گیا وہاں شہر میں برجیس نے دربار آکر آستہ کیا اہل دربار نے عرض کیا کہ خداوند آج آپ کے لشکر سے مقابلہ نہیں ہوا بلکہ وہ جو لشکر تازہ آیا تھا اس سے اور ارزننگ سے مقابلہ ہوا اندرون بارگاہ سے صدا آئی کہ سات دہاک اس لشکر سے اور ارزننگ سے مقابلہ ہو گا کیونکہ یہ جو لشکر آیا ہو یہ چترنگ کا ہو جو کہ خدا اکہتا ہو اور کہتا ہو کہ میں فرزند ہوں نرم و کا اور یہ ارزننگ غلام ہو میرے باپ کا یعنی نرم و ثانی کا تھے بیکار دعویٰ خدائی کا کیا ہو میں اسکو سزا دوں گا پس اسی کی تلاش میں لشکر بیکر بیان آیا پس اب با ہم مقابلہ ہو گا یہ دونوں کچے ہیں یہ بھی نرم و ثانی کا لڑکا ہو اور وہ بھی انجام اس مقابلے کا یہ ہو کہ با ہم دونوں مجاہدین کے اور ہمارے لشکر سے مقابلہ کریں گے مجھے بھی مہلت دی ہو کہ با ہم سمجھ لین پھر تو ہم اپنا عذاب نازل کریں گے یہ دونوں لڑکر اپنے اپنے دل کے حوصلے نکال لین یہ جو صدا آئی سب نے کہا کہ دراصل تو سچا خدا ہو کوئی تیرے برابر خدا نہیں ہو اور یہ سب باطل خدا ہیں برجیس یہ ککر داخل محل ہو اور بار بار پوچھا ہوا اب اپنے مکان پر آئے وہاں سب لشکر اپنے اپنے فرودگاہ پر اترے کمر بین کھولیں ارزننگ نے اپنی بارگاہ میں دربار کیا چترنگ نے اپنی بارگاہ میں طومار شاہ نے اپنی بارگاہ میں جب دربار آراستہ ہو چکے چترنگ نے شہزاد شاہ وغیرہ سے کہا کہ آج تو ہمارا لشکر آیا ہوا تھا اور ہر ایک کسب مند تھا اسپر بھی ہمیں غالب آئے اور کئی پہلوان نامی ارزننگ کے لشکر کے مارے گئے پس معلوم ہوا کہ میری طرف ہوگی یہ سی تقریر ہو رہی تھی کہ اس ابر سوسنی رنگ سے جو کہ ہمراہ لشکر کثرت چترنگ پر محیط رہا تھا اس ابر میں محروم جادو و ناشاد جادو وغیرہ کار و بار خدائی کے منتظم تھے اور انھرام دختر محروم اکبر س باتین چترنگ کو اقلیم کرتی تھی جیسا کہ جلد دوم میں ذکر ہوا ہو پس جب یہاں دربار ہوا اور یہ تقریر چترنگ نے اہل دربار سے کی ملکہ انھرام پوشیدہ طور سے چترنگ کے پاس آئی اور کہا کہ طیل جنگ مجھے کا حکم دو تاکہ بہت جلد فیصلہ ہو جائے اور تمھاری فتح ہوگی پس چترنگ نے حکم دیا کہ طیل جنگ مجھے ہم کل ارزننگ سے پھر مقابلہ کریں گے یہ حکم دینا تھا کہ لشکر چترنگ میں طیل جنگ پر چوب پڑی اہل لشکر کو معلوم ہوا تیاری جنگ ہونے لگی جو ہر کار سے باہر جا سوسنی لشکر طومار شاہ دارزننگ کے یہاں موجود تھے خبر تو اس طیل جنگ لیکر اپنے اپنے لشکر میں آئے داخل بارگاہ ہو کر غراگاہ سے پوچھا کیا اور عرض کیا کہ لشکر حریف میں طیل جنگ بجا ہو طومار شاہ نے حکم دیا ہو کہ ہمارے لشکر میں بھی طیل جنگ مجھے گو جسے مقابلہ نہیں ہو مگر مہکولان نرم ہو کہ ہم بھی لشکر لیکر میدان میں جا میں یہ حکم جو دیا تھا لشکر آفتاب پرستان میں بھی کوس نرمی پر چوب پڑی یہاں بھی انکار ہو چکا طومار شاہ نے اہل دربار سے پوچھا کہ معلوم ہوتا ہو کہ لشکر چترنگ کے پہلوان قوی ہیں دیکھا تمھنے کہ سفر کے تھکے ہوئے راہ کے ماندے تھے مگر آج ہی کی میدان داری میں کئی پہلوان لشکر

ارزننگ کے قتل کیے اہل دربار نے جواب دیا کہ چکرنگ کی ظفر ہوگی وہ غالب آئیگا
 ارزننگ مغلوب ہوگا طومار شاہ وغیرہ نے جو ابدیا کہ طریقے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے یہاں یہ تقریر ہو رہی
 تھی بعد فقوڑے عرصے کے طومار شاہ نے دربار برخواست کیا سب اپنے اپنے خیمہ خاص ناموس میں آیا
 ہوئے اور چکرنگ بھی طبل جنگ بجا کر خوشی خوشی دربار برخواست کر کے اپنے خیمہ خاص ناموس میں آیا
 نمود جادو دے سب حال بیان کیا وہ بھی خوش ہوئی اور کہا کہ تمہاری خدا بہت ترقی ہوگی چکرنگ خوش
 اور ارزننگ اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا ہر سب حاضر دربار میں ارزننگ نے سختگان سے کہا کہ ام مشور
 من تو نے دیکھا کہ یہ نیا فتنہ دوسرا اور پیدا ہوا جس قدر بادولت کو جلدی تھی کہ کسی طور سے آفتاب
 پرستوں سے مقابلہ ہو جائے میری معشوقہ میرے بھنے میں آئے اس قدر عرصہ ہوتا ہے یہ چکرنگ و جی
 لین آکر کو دپڑا اور میرے ہی لشکر سے مقابلہ کرنے لگا آج اسکے لشکر کے پہلوان غالب آئے دیکھے
 انجام اسکا کیا ہوتا ہے سختگان نے جو ابدیا کہ میری تو اسے یہ ہو کہ اگر چکرنگ صلح کرے تو اچھا ہے آپ اور
 ملکر آفتاب پرستوں سے مقابلہ کریں اور اہل دربار نے یہ تقریر سننے مثل دیلم واسلم وغیرہ کے کہا کہ یہ غیر ممکن
 ہو کہ وہ صلح کرے کیونکہ اسکا لشکر غالب آیا ہو ہاں اگر مغلوب ہوتا تو صورت باہم صلح کی تھی ارزننگ نے کہا
 کہ تمہارا قول درست ہے خیر دیکھا جائیگا میرے ہاتھ سے بیکر کہاں جائیگا آجلی لڑائی قابل اعتبار نہیں
 اس سے یہ نہیں پایا جاتا ہے کہ اسی کی ظفر ہوگی یہ تقریر ہو رہی تھی کہ ہر کارون نے حاضر ہو کر بد عادی
 اور عرض کیا کہ لشکر چکرنگ میں طبل جنگ بجا ہے چکرنگ نے اس قصد سے طبل بجا دیا کہ کل صبح کو پھر سید
 میں آکر ہندگان خداوند سے مقابلہ کرے اور آتش بغض و نفاتی کو دہلا کر ارزننگ نے حکم دیا
 کہ ہماریے لشکر میں بھی کوس حربی بجا باجائے ہم کل میدان میں جا کر اسکے لشکر سے مقابلہ کریں گے پس یہ
 حکم دینا تھا کہ لشکر ارزننگ میں بھی کوس حربی پرچوب پڑی راوی نے بیان کیا کہ تمہارے لشکر وین
 نفا کرہ رزمی بجا تیار جنگ ہونے لگی طومار شاہ چکرنگ دربار برخواست کر کے اپنے خیمہ خاص کو گئے
 ہیں مگر ارزننگ نے اپنا دربار نہیں برخواست کیا ہو بیان باہم مشورے ہو رہے ہیں انکو تو یہاں باہم
 مصروف مشورہ رکھا جاتا ہے اور سب حاضر دربار میں چکرنگ و طومار شاہ اپنے اپنے خیمے میں مصروف پیش
 ہیں اب حال اس نامہ کا تحریر ہوتا ہے جو کہ اسلم نے اپنے استاد جادو کو لکھا تھا اور اسکو طلب کیا تھا
 وہ چاہا اتر دربار میں رہتا ہے پس طائر سحر کے ذریعے سے نامہ روانہ کیا تھا راوی نے بیان کیا کہ یہاں
 چاہا اتر دربار میں اتر جادو بیٹھا ہوا ہے اسکے مصاحب و شاگرد حاضر ہیں سحر و ساحری کا ذکر ہو رہا ہے اتر
 کہ رہا ہے کہ آج کل پردہ دنیا پر بڑا غدر بچا ہوا ہے آفتاب جادو نے برجیس کی گنگ کی ہے اسکو خدا بنا دیا ہے
 اور بہت اسکی خدائی کو ترقی دی ہے ہزاروں ملک برجیس کے بھنے میں آئے ہیں لاکھوں آدمیوں و
 بادشاہوں نے دین آفتاب پرستی اختیار کیا ہے ارزننگ برجیس پر لشکر کشی کر کے گیا ہے مین ارزننگ
 کی پر سب اسلم کے ضرور لگ کر تا مگر وہ بہت مغرور ہے اسنے مجھ کو اس امر سے آگاہ نہیں کیا میں بھی نہیں گیا
 اور تمہارے اپنے معشوق و آشنا چکرنگ کی خدائی کو درست کیا ہے جو دم جادو کو جسے بعد مرگ ہمیشہ کے
 مزک دنیا کیا تھا تلاش کر کے لائی ہے اسنے سب بند و بست کیا ہے چکرنگ کے شریک ہوئے بڑے ساحر
 نہ بد دست ہیں مثل محروم و ناشاد و انصام و نمود کے پس چکرنگ یہ دعویٰ کر کے اور لشکر لیکر چلا ہے کہ میں
 خداوند مرد و ثانی کا فرزند ہوں ارزننگ غلام ہو میں خدا ہوں میری خدائی سچی ہے اسکے ہمراہ بھی بہت
 بڑا لشکر ہے اور وہ بھی شہر آفتاب نما کے قریب پہنچ چکا ہے بہت بڑے معرکے ہونے کے آخر انجام یہ ہوگا کہ

سب برجیس کے شریک ہو گئے اور خدا پرستوں سے مقابلہ ہو گا اسکے مصاحب دریافت کر رہے ہیں کہ ان سب میں غالب کون آئیگا اثر در کہ رہا ہو کہ برجیس انھوں نے کہا کہ خدا پرستوں سے کیا ہو گا کون غالب ہو گا اثر در نے جواب دیا کہ اسکا حال ابھی میں نہیں کہہ سکتا ہوں پورے طور سے معلوم نہیں ہوا ہے یہ ہی تقریر ہو رہی تھی کہ وہ طائر جو کہ اسلم بن نورج کا نام لیکر افروزہ کو چلا تھا اگر پہونچا نام اثر در جادو کی گور میں ڈال دیا اور خود سلسلے بیٹھ گیا اثر در جادو نے نامہ اٹھا کر پیلے کاتب کا نام دیکھا اسلم کا نام پایا اہل دربار سے کہا کہ بہت دنوں کے بعد اسلم نے نامہ لکھا ہے اب میری یاد آئی کوئی نہ کوئی سخت مصیبت پڑی ہو جو نامہ لکھا ہو لکھا ہو اسلم سے بہت الفت ہو میں ضرور اسکی تک کر دنگا یہ کہہ کر نامہ کو چاک کیا بہت کچھ غمزہ و معذرت تحریر تھی خلا کہ یہ تھا کہ بہت جلد تشریف لائے ورنہ ہمارے زندہ نہ پائیے گا یہ مضمون دیکھ کر اثر در کے ہوش جاتے رہے کیونکہ اسلم سے بہت الفت ہو پس اپنے شاگردوں اور مصاحبوں سے کہا کہ مجھ کو اسلم نے طلب کیا ہے اور بہت تاکید لکھی ہے لہذا میں تو جاتا ہوں جبکہ میرے ساتھ چلنا ہو وہ بہت جلد سامان سفر کر کے اسوقت آئے میں ابھی روانہ ہونگا یہ کہہ کر ملازموں کو طلب کر کے حکم دیا کہ سامان سفر درست کر دے سب نے عرض کیا کہ ہم سب آپ کے ہمراہ چلین گے اثر در نے کہا کہ بہت جلد سامان کر کے آؤ پس سب رخصت ہو ہو کر اپنے مقام پر آئے اور اپنا اپنا سامان کر کے اثر در جادو کے پاس آئے یہاں ملازمان اثر در نے سب سامان درست کر لیا تھا پس جب آچکے اسوقت اثر در ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر ارزننگ کے روانہ ہوا چنانچہ قطع راہ کر کے آسدن اگر پہونچا کہ جسدن لشکر حترنگ آیا تھا اور مقابلہ ہوا تھا لشکر ارزننگ کے چند پہلوان گئے تھے اور یہاں مشورہ ہو رہا تھا یہی اسی شب کو آکر لشکر میں پہونچا اسنے سحر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سب بارگاہ میں بیٹھے ہوئے مشورہ کر رہے ہیں پس یہ بارگاہ میں آیا صحن بارگاہ میں اسنے اپنا تخت اتار ارزننگ وغیرہ باتن کر رہے تھے کہ ایک برقی چمکی کہ جسکے سبب سے سب کی آنکھوں میں ایک چکا چونندہ سی ہوئی سختگان نے آنکھیں ملکر کہا کہ کوئی ساحر آیا ہے اسکی آمد کی برق ہو آؤھر سب حیران تھے کہ یہ کیسی برقی چمکی کہ وہ طائر جو کہ نامہ لیکر گیا تھا روبرو اسلم کے آیا اور زبان انسانی اسلم سے گویا ہوا کہ آپ کے استاد اثر در جادو تشریف لائے ہیں انکا تخت صحن بارگاہ میں اترا ہے یہ کہہ کر وہ طائر تو غائب ہو گیا اسلم مع کل سحر و سحر اپنے مقام پر سے اٹھا ارزننگ نے اسلم سے کہا کہ کہاں جاتے ہو اسنے عرض کیا کہ استاد تشریف لائے ہیں ابھی مجھ کو طائر سحر نے خبر دی ہے یہ برقی آمد کی ہو میں انکے استقبال کو جاتا ہوں پس ارزننگ نے اور سرداروں کو حکم دیا کہ تم بھی براے استقبال جاؤ پس ولیم وغیرہ بموجب حکم ارزننگ ہمراہ اسلم کے چلے جیسے اسلم صحن بارگاہ میں پہونچا دیکھا کہ اثر در جادو مع اپنے کشاگردوں و ملحا جوں کے طرف ایوان کے چلا آتا ہے پس اسلم یا استاد لکھ کر اور دوڑ کر اثر در سے لپٹ گیا سلام کیا اثر در نے اسلم کو گلے سے لگایا اور حال مزاج دریافت کیا اسلم نے کہا زندہ ہوں پس اسلم اور کلب سے ملا اثر در نے ولیم وغیرہ کو گلے سے لگایا اور باتیں کرتا ہوا کہ بارہ میں آیا سب نے دیکھا کہ ایک شکل پر ہیبت سحر ہو اگر کسی کو شیطان بھی دیکھ لے تو ڈر جائے گلے میں سانپ و غرب جیسے چوسکے سحر سے شغلے نکلتے ہوئے آنکھیں مثل تنور کے روشن قدر بہت طویل ہاتھ پائوں مثل شاخ چنار کے سیاہ رنگ شب تاریک میں جو کوئی دیکھے وہ سیاہ کا گمان ہو ہمراہ اسلم کے چلا آتا ہے سب بسبب خوف کے اسکی صورت دیکھ کر اہر کانپ کر رہے آئے آکر ارزننگ کو سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا ہاتھ جوڑنے

ارز رنگ نے برابر تخت کے کرسی مرحمت کی کرسی پر بیٹھا اور سب اسکے ہمراہی بھی تھے اور سب اہل دربار بھی
 تھے جب سب بیٹھ چکے اسوقت اثر در نے اسلم سے کہا کہ کیوں نہ کیوں بھیکو طلب کیا ہو اسلم نے جواب دیا
 کہ استاد کیا عرض کروں کہ جو آجکل بلا ہمیر نازل ہوئی ہو بہ وقت ملک ہو خداوند کی ملک فرمایا اثر در نے
 کہا کہ بیان تو کر دو کہ کیا وقت سخت پڑا ہو پس اسلم نے ارز رنگ کا خروج کرنا اور خاور پر جانا اسکو فتح
 کرنا ملک قاسم کے مقبرے کے کھدنے کا حکم دینا اہل شہر سے عہد و پیمان ہونا اسی حالت میں جو آجہ حسین
 کا لشکر یا سستین کی تصویر ارز رنگ کو دینا ارز رنگ کا اسپر عاشق ہونا اور اپنے قصد کو فتح کرنا اور کہنا
 کہ بعد کھدائی کے خدایر ستون سے مقابلہ کرونگا نامہ بر کو پاس بر حبیب کے طلب میں ملک کے روانہ کرنا اور
 بر حبیب کا جواب سخت تحریر کرنا نامہ بر کا شریک بر حبیب ہونا پس ارز رنگ کا یہ خبر پا کر لشکر لیکر طرف آفتاب
 کے کوچ کرنا راہ میں قمراسب کا شریک ہونا ارز رنگ کا شہر آفتاب نما پر پہونچنا اور طور مار شاہ کا جریں
 کی طرف سے لشکر لیکر آنا باہم نامہ و پیام ہونا آخر کو جنگ ہونا کئی مقابلے ہونا لشکر بر حبیب کا غائب
 آنا اپنا یہ خیال کرنا کہ یہ کارخانہ سحر ہو پس نامہ لکھنا اور حیرت انگ کا لشکر لیکر آنا اس سے مقابلہ ہونا سب
 بیان کیا اور کہا کہ بدون آپکی ملک کے یہ بلا دفع نہ ہوگی اس واسطے آپ کو طلب کیا ہے کہ اس بلا کو دفع
 فرمائیے کیونکہ یہ کارخانہ سحر کا ہے وہ بر حبیب تو تھا ہی اس حیرت انگ نے بہت پریشان کیا ہے بیکار کی خصوصیت
 پر کمر کسی ہو یہ سکنے اثر در نے جواب دیا کہ جب وقت سخت پڑا تو بھیکو طلب کیا پہلے خبر نہ لی اگر کوئی اور
 اس مقام پر ہوتا تو کبھی اسکی ملک نہ کرتا مگر کیا کروں کہ تیرا پاس ہو تیرے سبب سے ناچار ہوں
 جہاں تک مجھے ممکن ہو گا کوشش کرونگا ضرور یہ سب کارخانہ سحر کا ہے مگر اسکا برباد ہونا غیر ممکن ہے کیونکہ
 آفتاب جادو جو کہ مرلی اور سر پرست اور باد باپ ہو بر حبیب کا وہ ساحر زبردست ہے اور اپنا پورے
 طور سے بند و بست کر چکا ہے بان جو کوئی اسقدر مشقت کرے اور سب سامان درست کرے وہ اس
 کارخانہ کو برباد کر سکتا ہے مگر میں کوشش کرونگا اور حیرت انگ کو تو ایک دن میں مٹا دوں گا وہ کوئی
 چیز نہیں مگر میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ ارز رنگ اور حیرت انگ باہم ایک ہو جائیں تو بہتر ہے کیونکہ
 وہ بھائی ہے ارز رنگ کا اور مرد ثانی کا فرزند ہے یہ کھر کل حال حیرت انگ کی پیدائش کا اور اسکی عدائی کے
 درست ہونے کا جو کہ جلد دوم میں تحریر کر چکا ہوں ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہیں سب کے رد و بیان
 کیا میں نے بسبب اس امر کے طول ہو گا اور زیادہ تحریر کرنے کی اجازت نہیں ہے بالوصاحب کا حکم
 ہے کہ اسی جلد میں تمام ہو سب قصہ پس بطوریتہ سب حال تحریر کرتا ہوں مجبور ہوں ورنہ اگر یہ حکم نہ ہوتا
 تو ناظرین ملاحظہ فرماتے کہ بان یہ دفتر بھی کوئی چیز ہے افسوس حوصلہ دلکا دل ہی میں رہ گیا اور جو عرق
 ریزی میں نے کی تھی اور میرا خیال تھا وہ یوراندہ ہوا بان اگر یہ حکم نہ ہوتا تو ناظرین ملاحظہ فرماتے کہ کیا
 عجائبات اور نیرنجات و معرکہ میں تحریر کرتا جو کہ آج تک کسی دفتر میں نہیں تحریر ہوئے ہیں اور وہ جو کہ
 ہوش رہا ہی اس میں بھی نہیں لکھے گئے ہیں میں اس دفتر کو اسم باسمی کر دیتا مگر حکم بالوصاحب دائم قیام
 سے ناچار ہو گیا اور ہر مقام پہ اختصار کیا اگر زندگی باقی ہے اور عمر نے وفا کی اسکے بعد جو دفتر ہے اور وہ
 سیرے پاس موجود ہے جسکا پتہ آخر جلد میں دیا جائیگا اگر اسکے ترجمہ کی بالوصاحب نے اجازت دی
 تو میں اپنی جودت طبع اور رنگینی عبارت اس میں ظاہر کر کے دکھا دوں گا وہ دفتر کا نامہ ہے سب دفاتر
 کی جان ہے جب ناظرین اسکو ملاحظہ فرمائیں گے تو میری یا وہ کوئی کا لطف پائیں گے اسکے رد و یہ سب
 دفتر ایک ادنی دفتر ہیں بوستان خیال کی اسکے رد و کوئی اصلیت نہیں ہے مگر شرط زندگی و اجازت

بابو صاحب بھی میں اپنے میں اس قدر قوت نہیں رکھتا ہوں کہ اسکو کھڑے کر اؤن اس قدر زبردستی کہان سے لاؤن
 جو اس کو ہر نے ہمارے کو صدف طبع سے باہر نکالوں اور نہ زبردستی کہان سے لاؤن اگر خداوند کریم کو منظور ہوگا تو وہ
 اسکا اسباب اپنی قدرت کا مل سے پیدا کرے گا اور آپ لوگ اسکو ملاحظہ کریں گے ورنہ میں اپنے صدف دل میں
 اس کو ہر نایاب کو لیکر اپنے دل میں چلا جاؤں گا اور نہ ظاہر کروں گا افسوس اس امر کا ہے کہ میں نے تو قصد کیا تھا کہ اسکو
 اسی دفتر کے ہمارے بیان کر دوں مگر حکم سے بابو صاحب کے ناچار ہو گیا آدم بر سر مطلب کہ سب حال اثر در نے
 چترنگ کا بیان کیا اس کے بعد کل حال بر جیس کا ابتداء سے انتہا تک بیان کیا اور کہا کہ ایسی تہذیب کر دوں کہ ہر
 چترنگ باخبر شریک ہو کر بر جیس سے مقابلہ کرے و شاید کوئی دوسرا انجام ہو یہ تقریر اثر در کی سنیے سختگان نے
 جواب دیا کہ اشداد ہم تو پہلے ہی سمجھے ہوئے تھے کہ بر جیس کی بربادی غیر ممکن ہو کیونکہ اسکا مربی بہت زبردست
 ہو اور یہ اور بھی غیر ممکن ہے کہ چترنگ ہمارے شریک ہو کیونکہ اسکو غلبہ حاصل ہو چکا ہے جتنا کہ اسپر کوئی دباؤ نہ ہوگا
 وہ کسی نہ شریک ہوگا اور نہ کسی سے دیتے ہیں کہ بر جیس ہم میں سے کسی سے پریشان نہ ہوگا سوائے
 اہل اسلام کے وہی اسکی سرکوبی کریں گے اور نہ تہذیب ہم میں سے کسی کو ملیگی سوائے اہل اسلام کے ان میں
 سے کوئی شاعرانہ اسکو اپنے لفظ میں لایگا ہم ہاتھ ملکر رہا میں گے کیونکہ یہ امر زمانہ سابق سے چلا آتا
 ہے کہ جو کوئی خوبصورت اور حسین عورت ہم لوگوں میں پیدا ہوتی ہے جتنا کہ جوان نہیں ہوتی ہمارے
 قبضے میں نہ رہتی ہے جہاں اور قابل ہوتی وہ اسے اپنے لفظ میں لائے اس کے گوہرنا سفتہ کو سفتہ کیا وہ اہل
 اسلام کا حصہ ہو گئی جیسے کہ دختران خداوند لقا ملکہ گیتی افرور و جہان افرور و دھرا فرور و جب جوان ہوتی
 اور انکی شادیان قرار پائیں اہل اسلام زبردستی نکال لے گئے مگر میں گھسکر اور خداوند کچھ نہ کر سکے گو کہ
 اٹھارہ ہزار ملک کے خداوند تھے لاکھوں آدمی سجدہ کرتے تھے جو نسخہ لاکھ کا شکر ہر وقت زبردستی بول پڑا
 رہتا تھا مگر ان لوگوں کا کچھ نہ کر سکے انھوں نے لیجا کر فرے کیے پھر بھی خداوند ملک گوہر ملک کو کس شد
 دے لے گئے اور کچھ نہ ہو سکا اسی طور سے بہت سے واسطے ہوئے ہیں کہان تک بیان کر دوں فیض
 گذشتہ میں بیان بھی یہی واقعہ ہوگا کوئی نہ کوئی زبردستی ملک تریا سے سمجھن کو لیجا بیگا اور وہ بھی اس کے ہر
 بخشی چلی جائیگی کیونکہ ان لوگوں میں جو مردی بہت ہو اور اہل مردی بہت سخت رکھتے ہیں کہ جسکو عورت دیکھ کر
 فریفتہ ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ نکلتی ہے فرے کہتے ہیں کچھ خاندان و ناموس کا پاس نہیں رہتا ہے میرے
 اس وقت کے کہنے کو لکھ لیجیے کہ تریا سے سمجھن خود کسی نہ کسی خدا پرست پر فریفتہ ہوگی ابھی کوئی امر مصر
 آیا نہیں ہے ورنہ ان تک خاتمہ ہو گیا ہوتا کسی کے قبضے میں آچکی ہوتی کوئی نہ کوئی اولاد بھی پیدا ہو چکی
 ہوتی مگر بر جیس خوش تقدیر ہے جو ابھی تک ملک تریا سے سمجھن کا پر دو ناموس رخنہ اندازی اہل اسلام سے
 بچا ہوا ہے مگر حصہ بھی اہل اسلام کا ہے خداوند پر کیا منحصر ہے بر جیس خود ہاتھ ملکر رہا بیگا اور وہاں دوسرے کا قبضہ
 ہو جائیگا وہ اسی خیال میں رہیگا کہ نور خالص کو کسی اور نور خالص کے ہمراہ منعقد کر دوں وہاں نور قدرت
 اس پر قبضہ کریں گے اہل اسلام بڑے تقدیر کے اچھے اور بہت خوش قسمت ہیں یہ میری تقریر گو اس وقت
 سب کو ناگوار ہوتی ہوگی مگر میں جو ہونے والا ہوتا ہے اسکو فہم کر دیتا ہوں یہ اثر مجھ میں صرف خداوند کی
 خدمت میں رہنے سے آیا ہے کہ حال آئندہ کو بیان کرتا ہوں سختگان ہنس ہنسکر یہ باتیں کہتا تھا اور کہتا
 تھا کہ یہ سب تہذیبیں بیکار ہیں ملک تریا سے سمجھن اہل اسلام کا حصہ ہے سب ہاتھ ملکر رہا میں گے جب ایسی
 باتیں سختگان نے کہیں اثر نہ ہوگا کوئی نہ غصہ آیا نہ ہم ہو کر کہا کہ تو بہت گستاخ ہو گیا ہے خداوند کی شان
 میں اور معشوقہ خداوند کی شان میں ایسے طعنے کہتا ہے اگر کوئی اور اس مقام پر ہوتا اس پر ضرور تہین نہ پاتا

عذاب نازل کرنا پس اپنی زبان کو بند کر سختگان نے جواب دیا کہ گستاخی معاف ہو صاف کہنے والا تو بڑا ہوتا ہے
اپنا عذاب اہل اسلام پر نازل فرمائیے آفتاب پرستوں پر جہنم تک پہنچا دے وہ مثل ہو کہ کون ہاتھی اپنی
نوج کو مارے یا یہ کہ دھوئی سے تو بس نہ جلا گدھے کے کان مڑ گئے اسے ان لوگوں سے تو بس نہ چلا
اور عذاب نازل کرنے لگے میان ایسے ہوتے تو اپنی دھاری رنگتے تھان کے بڑے ہو کچھ بہنیں سلگتا
وہ مثل ہو کہ گاؤ بجاؤ میان کے کچھ بھی نہیں صحت ہم لوگوں کے لیے عذاب وغیرہ جو حریف سے رہتے ہو
یہ جو تقریر سختگان نے کی سختگان کی اس تقریر پر کہ گاؤ بجاؤ میان کے کچھ بھی نہیں سب اہل دربار ہنس پڑے
بلکہ اگر نہ تک بھی سننے لگا اثر در نے مسکرا کر جواب دیا کہ ملک جی گستاخی معاف کیا آپ نے خداوند کا
استحسان کیا ہے جو آپ ایسا کہتے ہیں سختگان نے جواب دیا کہ اور کیا کہوں اگر یہ لوگ اس قابل ہوتے
تو ان کے میان کی اور نہ کیا کیوں اہل اسلام کے ساتھ محل جا با کر تین اسی امر سے ثابت ہو ان کے
نے کہا کہ بس یہودہ تقریر ہو چکی اب اصل میں رہا ہے کہ واثق در نے کہا کہ میرے نزدیک یہی امر بہتر
ہو کہ کسی تدبیر سے جہنم تک سے باہم صلح ہو جاتی یہ جو ملک جی نے کہا کہ جب تک جہنم تک نہ دیا و نہ یہ دیکھا
اس وقت تک وہ صلح نہ کریگا اسکا ذمہ میں کرتا ہوں کہ کل کے مقابلے میں خداوند کی فتح ہوگی سختگان
نے جواب دیا کہ اگر یہ امر ہو تو باہم صلح ہم کر دینگے بس یہ اسے قرار پائی کہ وہ تدبیر کیجائے جو اگر نہ تک
و جہنم تک میں صلح ہو جائے سختگان نے کہا کہ ایک رہا ہے میری ہو اگر صلح باہم جہنم تک اور خداوند کے
ہو جائے تو یہ امر باہم قرار پائے کہ ایک دن لشکر اگر نہ تک آفتاب پرستوں سے مقابلہ کرے اور
ایک دن لشکر جہنم تک بس اس سے یہ غرض ہو کہ ان لوگوں سے لڑو اگر جہنم تک کا نہ درم کیا جائے
بس اگر ہم آفتاب پرستوں پر غالب آئے جہنم تک کا تو نہ درم ہوگا اس قسے مقابلہ کر کے اسکو بھی
مٹا دینگے ہم تنہا نہ سجائیں گے خدا پرستوں سے لڑ کر فتح حاصل کرینگے بلکہ یہ امر باہم قرار پائے کہ جب تک
ہم طبل باز نہ بجاویں اس وقت تک لشکر واپس نہ آئے بس جس دن لشکر جہنم تک سے اور آفتاب پرستوں سے
مقابلہ ہو اگر آفتاب پرست نہ پاوہ قتل ہو گئے ہوں اور جہنم تک کے سردار کم آسوں خداوند جاکو
سے طبل باز بجاو دیں اگر لشکر جہنم تک کے لوگ مغلوب ہوں آفتاب پرست غالب ہوں تو شام کو طبل
باز گشت بجے تاکہ جہنم تک کی قوت کم ہو اگر لشکر خداوند آفتاب پرستوں پر غالب آئے تو شام کو موافق
طریقہ طبل باز بجے اگر مغلوب ہو اور آفتاب پرستوں کا غلبہ ظاہر ہو فوراً خداوند طبل باز بجاو کر واپس
چلے جائیں اپنی قوت کو کم نہ ہونے دیں طبل باز کا بچنا خداوند اپنے اختیار میں رکھیں اسطورے سے بڑا
کرین یہ طریقہ لشکر جہنم تک کے کم کرنے اور قوت کے توڑنے کا ہو یہ رہا ہے جو سختگان نے بیان کی سینے
پسند کی اور بہت تعریف کی بس اسی تقریر اور مشورے میں تین ہر رات آگئی تھی طبل جنگ بچ چکا تھا
تیار رہی جنگ تینوں لشکر دن میں ہو رہی تھی طلایہ پھر رہا تھا کہ اگر نہ تک نے بھی دربار برخواست کیا اور
سب کو رخصت کیا آپ جاکر اپنے خیمہ خاص میں آرام پذیر ہوا سختگان وغیرہ اپنے اپنے مقام پر آئے
اثر و رجا و اسلام کے خیمے میں آکر مقیم ہوا اپنا سحر تیار کرنے لگا کہ اسکا قصد تھا کہ محل میں لشکر جہنم تک سے
مقابلہ کر دینگا اور کی نے بیان کیا ہو کہ ان سب کو وہ رات تیار رہی جنگ میں بسر ہوئی میان لشکر نور نے
اپنا علم بلند کیا اور سیاہ ظلمت نے شکست کھائی یعنی روز روشن پر وہ شب سے ظاہر ہوا آفتاب نکلا
تینوں لشکر جب دستور میدان جنگ میں آکر صف آرا ہوئے وہاں اندرون شہر پر حبس دربار میں آکر
بیٹھا سب حاضرین دربار حاضر ہوئے موافق ہر روز کے بموجب حکم بر حبس سب مشرق کی طرف دیکھنے لگے

سب نے دیکھا کہ تینوں لشکر صف اترائیں ہر سفید رنگ لشکر طومار شاہ پر آکر محیط ہوا اور ہر سوسنی رنگ
تحت چترنگ پر محیط ہو لشکر چترنگ و ارزننگ سے نقیب نکلی صفوں نے نقابت کی کرکیتوں نے کرکاکہا کہ
لشکروں کی صفوں پر ستاٹا ہوا بعد تھوڑے عرصے کے لشکر چترنگ سے سربرقوی تن اجازت لیکر میدان
میں آبا مبارز طلب کیا بیان سے قمراسب اپنے گینٹے کو جو لان کر کے اجازت لیکر میدان میں آیا باہم
لگا ورنہ ہوا راوی نے بیان کیا کہ اثر درجا و وہی تحت تحریر سوار صفت ساحر ان میں کھڑا ہوا بھی اسے کوئی
تدبیر نہیں کی ہو پس جب قمراسب سے وہ لگا ورنہ ہوا سربرق کام کب پسپا ہوا پھر مسکرا باہم خیمہ ہوا
قمراسب نے سربرق کو ساتھ لے کر قتل کیا اور مبارز طلب کیا جو بر سخت بازو نے مسکرا متقابل کیا وہ بھی
کے ہاتھ سے مارا گیا اور ایک پہلوان نکلا وہ بھی مارا گیا پس شام تک دس پہاوان تو زخمی ہوئے اور
چھ ہاتھ سے قمراسب کے مارے گئے شام کو چترنگ نے طبل بازی جوادیات تینوں لشکر اپنے اپنے فرودگاہ
پر واپس گئے کمزور کھولیں سرداران لشکر نے دربار کیا اسدن ارزننگ بہت خوش تھا قمراسب سے
بہت زور و جواہر شکر کیا چترنگ رنجیدہ واپس گیا اور طومار شاہ نہ خوش تھا نہ رنجیدہ برجیس بھی مل نہیں
ور بار برخواست کر کے چلا گیا بیان پھر ارزننگ نے آج بصلاح اثر درجا و وہیل جنگ بجایا گوچر تک
کا قصد تھا مگر جب ہر کارہی نے خبر دی کہ لشکر ارزننگ میں پہل جنگ بجایا ہو اسے بھی طبل جنگ بجاایا اور
طومار شاہ نے بھی ملکہ انصرام نے چترنگ سے کہا کہ رنجیدہ نہ ہو یہ لڑائی کا مقدمہ ہو کبھی تم غالب آئے کبھی
حریف سے جی بچھوڑنا کل پھر مقابلہ کرنا پس طبل جنگ بجایا وہی سب سے چترنگ نے بھی طبل جنگ بجاایا اور دربار
برخواست کر کے محل میں گیا اور ارزننگ بھی اپنے خیمہ خاص میں گیا طومار شاہ اپنے خیمہ خاص میں جنگ کے
سب حال نمود سے کما اور اپنی ماں جمود سے ان دونوں نے کہا کہ کیا نقصان ہو کل تمھاری ظفر ہوگی شہید
دون تمھاری ظفر ہوگی تھی آج کوئی ایسا سبب ہوا ہو گا کہ حریف غائب یا تم کچھ خیال نہ کرو رنج نہ کرو خوش
رہو تمھاری ظفر ہوگی ان دونوں کے کہنے سے کس قدر چترنگ کو اطمینان ہوا پس وہ رات تینوں لشکر
سماں جنگ میں بسر ہوئی صبح کو میدان میں صف اترے ہونے حسب دستور سب کام موافق ہر روز کے ہوئے
نقیب نکلے نقابت کی ہر سفید لشکر طومار شاہ پر محیط ہوا برجیس دربار میں آکر بیٹھا سرور کما شکر بیان
کیا جائے یہی طریقہ تھا جو کہ ذکر ہو چکا ہو پس لشکر ارزننگ سے قمراسب نے لشکر چترنگ سے مبارز طلب
کیا لشکر چترنگ سے ایک پہلوان نکلا وہ زخمی ہوا الذبت باہم جاری سید کہ اسدن بھی ارزننگ غالب رہا
چترنگ مغلوب ہوا شام کو طبل بازی کا دونوں لشکر واپس گئے ارزننگ نے خوش ہو کر طبل جنگ بجاایا
چترنگ و طومار شاہ نے بھی بجاایا رات بھر تیار رہی جنگ بھی آج بہت شکایت چترنگ سے ملکہ انصرام
نے کی اور کہا کہ آستانہ سے کہنا کہ اب کہنا تک میں شکست کھایا کروں اور حریف غالب آئے آپ شاہزادہ
حال سے غافل ہیں انصرام نے جا کر حرم سے کہا کہ مرنے لگا کہ چترنگ سے کہہ دو کہ میں اس سبب سے غمزدار
ہوں کہ اگر میں کچھ تدارک کرتا ہوں تو اس قدر بھی اثر درجا و نہ کیا ہو جو کہ پہلو نشین سامری و شہید ہر روز
رو کر گیا میرے آگے مقابلہ ہو گا پس انجام یہ ہو گا کہ سب حالت ظاہر ہو جائیگا سامری محبت بیکار ہوگی کوئی
وقت نہ رہیگی پس کیا حاصل ہو گا میں اس فکر میں ہوں کہ وہ چلا جائے تو میں کچھ تدارک کروں جو انصرام
نے چترنگ سے کیا چترنگ نے جواب دیا کہ میری طرف سے عرض کرنا کہ آپ اس فکر میں نہ بیٹھا کہ میں لشکر افغان
ہو جائیگا کچھ تو تدبیر فیہ انصرام نے چترنگ کا پیام دیا کہ وہ اپنے باپ کو دیات بھروسہ سے کہتا ہے چترنگ سے
کہہ دو کہ میں آج سے کل پر سون تک اسکا تدارک نہ کرتا ہوں میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ ارزننگ سے

صلح کر لیا اور باہم شریک ہو کر برجیس سے مقابلہ کروا دیا۔ اس عرصے میں میں اپنا بندہ
کر لیا۔ اگر ارزننگ برجیس پر غالب آبا اس وقت ہم بھی اپنا بندہ بست کر چکے ہونگے اس سے پھر مقابلہ
کرینگے اور ارزننگ کو شکست دینگے کیونکہ تمہیں جلدی کی میں اپنے سر کو پوزے طور سے قبضے میں نہلا
کیونکہ ایک مدت کا ترک کیا ہوا تھا اس وقت میں ہی امر بہتر ہو کہ جس طور سے ہوا ارزننگ سے صلح کر لیا
اور سب اپنا بندہ بست کیا جائے آئندہ دیکھا جائیگا میں بھی اپنا سر کامل طور سے درست کر لوں گا اس وقت
اثر دور سے لڑ کر اثر در جادو کو قتل کر دینگا ابھی میں اثر در جادو سے مقابلہ نہیں کر سکتا ہوں یہ جبر انصرام
نے جرننگ سے کہا جرننگ نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے اگر آپ کی مرضی ہو کہ صلح ہو جائے تو وہ بھی کوئی تضریر نہیں
میں تو اس کے حکم کا پابند ہوں انصرام نے عروم کو جرننگ کا پیام دیا عروم نے کہا کہ ہم اس کا بندہ بست
کرینگے وہ اطمینان رکھے میدان میں جا کر مقابلہ کرے یہی انصرام نے جرننگ سے کہا جرننگ خاموش ہو
در بارہ درخواست کر کے گیا نمودار اپنی آشنا جمود اپنی مان سے سب حال کہا اور کہا کہ یہ پیام و سلام میرے
اور عروم کے ہوئے پس اس وقت یہ دونوں پاس عروم کے آئین اور کہا کہ تم نے کیا جرننگ سے کہا
انھوں نے جواب دیا کہ یہ میں نے کہا ہے جتنا اور یہی صلاح ٹھہری ان دونوں نے بہت تقریر کی آخر کو
وہ ہی امر قرار پایا کہ جو کہ پہلے تحریر تھا یہی رائے ہوئی کہ کسی صورت سے صلح ہو جائے پس یہ دونوں
جرننگ کے پاس آئین اور کہا کہ تم نے بہت کچھ تقریر کی مگر عروم جادو نے نہیں قبول کیا اور کہا کہ
صلح ہونا بہتر ہے میں اثر در جادو سے مقابلہ نہیں کر دینگا کیونکہ میں اور وہ ایک ہی مقام کے بیٹھے
والے ہیں میرے اسکے بہت ملاقات ہیں اس سے نہ مقابلہ کر دینگا اگر تم میں سے کسی میں قوت ہو
تو مقابلہ کر دینا جب عروم انکار کرتے ہیں تو ہم کیا ہیں ہم بھی نہیں مقابلہ کر سکتے ہیں انھیں کی رائے پر
رہنے دو اگر اپنی اچھائی چاہتے ہو اگر وہ خفا ہو کر چلے گئے تو سب کا رخا نہ مٹ جائیگا جرننگ نے
کہا کہ میں کب انکی رائے نے خلاف کرتا ہوں انکو اختیار ہے یہ تقریر کر کے باہم عیش کرنے لگے کبھی ہوئی
قینوں لشکر حسب دستور میدان میں آئے لشکر ارزننگ سے فرما سب نے میدان میں آکر مقابلہ نہ
طلب کیا لشکر جرننگ سے اسکے مقابلے کو کسی پہلوان گئے زخمی ہوئے اور جان سے مارے گئے
دو ہفتہ تک یہی معرکہ رہا بوقت دوپہر فرما سب مبارز طلب کر رہا تھا کہ ایک رقعہ خود بخود دیاس اثر در
کے آیا اسکا مضمون یہ تھا کہ انو بھائی مجھ کو یہ نہ معلوم تھا کہ تم ارزننگ کے سر پرست اور مرئی ہو اگر مجھ کو
معلوم ہوتا تو کبھی یہ صلاح جرننگ کو نہ دیتا کہ ارزننگ کے مقابلہ کرے پس میرے ہتھارے تو ایک
مدت سے ملاقات ہو اور ہم اور تم ایک مقام کے بیٹھے والے ہیں ملاقات کا پاس کرو کوئی تدبیر (یہی)
کر دو کہ باہم صلح ہو جائے اور ہم اور تم دونوں ملکر برجیس سے مقابلہ کریں اسکو شکست دیں اس سے
کیا حاصل کہ باہم لڑنا اپنی قوت کو کم کریں خیال تو کرو کہ نہ ہم غیر ہیں نہ تم اور ہم دو تم جگے سر پرست اور مرئی
ہیں وہ بھی کوئی غیر نہیں ہیں ایک صدف خداوندی کے دو گوہر ابدان ہیں ایک درج خدائی کے جوہر
میش نیت ہیں ایک سر کے دونوں شہر ہیں سید کے دو مکڑے ہیں یعنی ارزننگ بھی خداوند زمر دثانی
کے فرزند ہیں اور جرننگ بھی پس اسقدر اختلاف ہو کہ وہ دوسری زوجہ سے ہیں یہ دوسری زوجہ
سے صرف شکم کا فرق ہو ورنہ نطفہ تو ایک ہی ہے جس قطرے سے وہ پیدا ہوئے ہیں اسی سے یہ پس کیا
ضرور ہو کہ باہم اتفاق ہو یہ نہ معلوم تھا اگر بخوبی معلوم ہوتا تو کبھی ایسی نویت نہ آتی باہم صلح ہو جاتی
اور آفتاب پرستوں سے سمجھ لیا جاتا جب دو لشکر ایک ہو کر اُسے مقابلہ کرینگے تو ضرور انکو شکست ہوگی

فرمانِ کرم کہ تم ہمیں غالب آئے اور ہم مغلوب ہوئے یہ لفظ ضرور ہوا کہ تمہاری بھی قوت کم ہوئی پھر حریف سے جو کہ ہمارا اور تمہارا دونوں کا حریف ہو کیونکہ مقابلہ کر دے گے پس ضرور شکست کھاؤ گے اس سے کوئی قائل نہ نہیں ہو کہ باہم فساد رہے ایسی تدبیر کہ نا لازم ہو کیونکہ تم مردِ بزرگ ہو کہ باہم یہ جو دشمنی ہو نکلیجائے اور ہم اور تم ایک ہو جائیں والسلام یہ جو رقعہ پاس آئے اور اسے مضمونِ رقعہ پر معاہدہ خوش ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ جو بھلو خیال تھا کہ باہم صلح ہو جائے آخر کو اسی طرف سے پیام صلح آیا بھلو اس پیام کے روانہ کرنے کی لذت نہ آئی پس اس وقت میدانِ جنگ میں آئے اور نے داو ات و قلم طلب کر کے اسکا یہ جواب تحریر کیا کہ اس امر سے تم بخوبی واقف تھے بلکہ میں نہیں واقف ہوں کیونکہ یہاں میں دقتا کہ تمہاری طرف سے مقابلے کا سوال ہوا بلکہ بھلو منظور نہ تھا جو کہ تمہارا بادشاہ ہو آئے اسے ہی اسیدن مقابلہ شروع کر دیا گو ہم لشکرِ برجیس سے ڈر رہے تھے مجھے اس پر کلام بھی بھیجا کہ مجھے کتے سے مقابلہ نہیں ہی کیونکہ مقابلہ کرتے ہو جواب ملا کہ ہم کتے سے مقابلہ کرنے کو آئے ہیں ضرور مقابلہ کرینگے آخر مجبور ہو کر مقابلہ کیا اس کے دوسرے دن بھی مقابلہ ہوا اب جو ہم غالب آئے اور تم مغلوب ہوئے تو تمہیں صلح کا پیام دیا خیر گو یہ دقت صلح کرنے کا نہیں ہو مگر تمہارے سبب سے اور تمہاری ملاقات کے سبب سے اور تمہارے لحاظ سے اس امر کو قبول کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اچھا ہو باہم جو فساد ہو یہ برطرف ہو جائے گو بڑی مشکل سے اگر نہ رنگ منظور کر لیا کیونکہ وہ بہت زبردست اور غصہ ور ہو اور نہایت درجہ بد مزاج ہو اور کسی کا کنا سماعت نہیں کرتا مگر ہم کسی نہ کسی طور سے انکو سمجھا دیئے کہ تم جتنک کو اس امر پر راضی کرو گویہ ہم خیال کرتے ہیں کہ یہ امر ضرور تھا کہ اگر تمہارا لشکر مغلوب ہوتا اور تم لوگ غالب آتے اور ہم صلح کا پیام دیتے تو تم کبھی نہ قبول کرتے خیر یہ صفت اس ملاقات کا پاس ہو جو کہ ہمارے اور تمہارے زمانہ کم نشی سے ہو اور ہم اور تم ایک جا خدمتِ خداوندِ جمشید میں رہے ہیں اسی زمانے کی ملاقات کا خیال ہو جو یہ امر میں نے منظور کیا ہو آئندہ تمکو اختیار ہو یہ لکھکر آؤ اور نے وہ پرچہ آؤ دیا وہ پرچہ ہوا پر جا کر بالائے آسمان غائب ہو گیا بعدِ حقوڑے عرصے کے محروم کے پاس پہونچا محروم نے اسے پڑھا اور اسکا یہ جواب تحریر کیا کہ آپ نے بڑی مہربانی فرمائی اور بہت عنایت کی پس آپ لشکر لیکر واپس جائیے اور آپ براہِ مہربانی اگر رنگ کو راضی فرمائیے میں جتنک کو راضی کرتا ہوں یہ لکھکر اسی طریقے سے روانہ کیا جس طور سے پہلے روانہ کیا تھا یعنی عرصے کے درمیان سے روانہ کیا تھا اسی طور سے پھر روانہ کیا اور در کے پاس وہ نامہ آیا اور نے پڑھا جواب لکھا کہ تم جتنک سے کہو کہ وہ طبل باز بجا کر واپس جائے ہم بھی واپس جائیں گے جب یہ جواب محروم کے پاس پہونچا محروم نے غم و رنج سے انصرام کے جتنک سے لکھا بھیجا کہ طبل باز بجا کر فرد گاہ پر واپس آؤ اب مقابلہ نہ کرو جو حکم جتنک کو پہونچا پس جتنک نے فوراً طبل باز بجا دیا اور دھڑ دھڑانے لگا رنگ سے کہا کہ اب بھی طبل باز بجا آئیے لشکر اگر رنگ میں بھی نقارے پرچہ بڑی لشکر طومار شاہ میں بھی کوس ہار گشت بجا یا گیا تینوں لشکر فرد گاہ پر واپس آئے مگر میں کھولین بستر دن پر آرام سے بیٹھے یہاں جتنک نے اپنی بارگاہ میں دربار کیا اگر رنگ نے اپنی بارگاہ میں طومار شاہ نے اپنی بارگاہ میں جب دربار اگر رنگ آرام سے ہو چکا اس وقت آئے درجاء دے اسے رقعہ کا آنا اور اپنا جواب تحریر کرنا بیان کیا اور کہہ کہ ایکو لازم ہو کہ صلح کر لیجیے کیونکہ یہ بہت اچھا موقع ہو آپ کی بات بالکل رہتی ہو آپ کو یاد ہو گا کہ میں نے آئے ہی آپ کو صلاح دی تھی کہ اگر جتنک سے صلح ہو جائے تو بہتر ہو آپ نے فرمایا تھا کہ

وہ کیوں صلح کرنے لگا اب اسکی طرف سے خود صلح کا پیام ہوا پس لازم ہو کہ صلح فرمائیے ارزننگ نے
جواب دیا کہ استاد میں تو نہ صلح کروں گا کیونکہ میرا لشکر غالب آیا ہے اور چترنگ نے مجھکو بہت کلمہ سخت کہے
ہیں جب لشکر لیکر آیا تھا تو میں نے صلح کرنی چاہی تھی اسنے قبول نہیں کیا بلکہ انکار کیا اور مقابلہ کیا پس
اگر اسکا لشکر غالب آتا اور میں صلح کا پیام دیتا تو کبھی نہ قبول کرتا پس مجھکو کیا ضرورت ہو کہ میں صلح کروں
یہ تقریر اٹھوڑنے جوارزننگ کی کھنی گھاؤ ارزننگ تم بالکل نادانی کرتے ہو میرے کہنے پر عمل کرو اس
امر میں نرمی خرابیان ہیں اور اپنی اسوقت بات رہتی ہے فرض کر لو کہ تم غالب آئے اور چترنگ نے
شکست کھائی اور فرارہ کر گیا مگر یہ امر ضرور ہو کہ تمہاری قوت بھی کم ہوئی لشکر بھی کم ہوا اور جو سر
میں نے اسوقت برائے مقابلہ برجیس درست کیے ہیں وہ چترنگ کے مقابلے میں میں نے صحت کیے
ہیں پس پھر جب محنت کروں اور سحر تیار کروں تو لشکر برجیس کے ساحرون سے مقابلہ کروں کیونکہ
جو کہ چترنگ کے معاون اور مددگار ہیں وہ بھی ایسے ویسے ساحر نہیں ہیں بہت زبردست ساحر ہیں
انکے مقابلے میں بھی بہت مشقت کرنا ہوگی پس یہ خیال کر لو کہ جب تم چترنگ پر دباؤ ڈالو گے اسوقت
وہ اسکی کمک کرینگے جب خیمہ دباؤ پڑیگا میں تمہاری کمک کروں گا پس ساحرون میں مقابلے ہونے لگے
جو سامان کہ میں نے ساحران برجیس کے مقابلے کے لیے درست کیا ہے وہ سب بہ مقابلہ محروم جادو
کام آئیگا پھر برجیس سے مقابلہ کرنا مشکل ہوگا اور اگر چترنگ کی فتح ہوئی اسکو کیا ضرورت ہو کہ وہ
برجیس سے مقابلہ کرے اور ظفر حاصل کرے پس وہ خیمہ ظفر حاصل کرے اپنے ملک کی راہ لیگا تمہارا
مطلب رہ جائیگا تم اپنی مشقہ نہ پاسکو گے پس مناسب یہی ہو کہ تم صلح کر لو راوی نے بیان کیا ہے کہ اٹھوڑ
کو بھی یہی خوف تھا کہ میں محروم سے نہیں دوسکتا ہوں جیسا کہ محروم کو اٹھوڑ سے خوف تھا اور اسنے مقابلہ
نہیں کیا پس یہ ہی ڈر اٹھوڑ کو تھا اسی سبب سے وہ ارزننگ کو صلح پر راضی کر رہا تھا پس جب سطور
اٹھوڑ نے کہا ارزننگ نے سب اہل و عیال کی طرف دیکھا پس سب نے اٹھوڑ کے کلام کی تائید کی
جب ارزننگ نے دیکھا کہ سب اٹھوڑ کے کلام کی تائید کر رہے ہیں کہا کہ میں نے نوے ہزار برس
قبل ہی تقدیر کی تھی کہ اٹھوڑ جادو کے ذریعے سے چترنگ سے صلح ہوا اٹھوڑ جادو کو اختیار ہو میں نے
انکو اختیار دیا ہے جس طور سے چاہو صلح کر لو راوی نے بیان کیا ہے کہ یہاں ارزننگ کو اٹھوڑ نے
صلح پر راضی کیا ہے اور محروم نے ملکہ انصرام کے ذریعے سے چترنگ کو راضی کیا چترنگ تو پہلے ہی راضی
تھا یہی تقریر کر کے محروم نے چترنگ کو بھی راضی کر دیا پس اسوقت ایک رفعت بنام اٹھوڑ پھر گیا کہ
میں نے چترنگ کو راضی کیا ہے پس اگر ارزننگ راضی ہوا ہو تو باہم ملاقات ہو جائے اور دونوں
لشکر ایک ہو جائیں اور برجیس کے لشکر سے مقابلہ کیا جائے یہ لکھنا اور سچ کیا کہ وہ رفعت اٹھوڑ پاس
اٹھوڑ کے آیا یہاں اٹھوڑ اس فکر میں تھا کہ کیونکہ اس حال کی محروم کو اطلاع دون کہ وہ کاغذ اسکے
پاس آیا اسنے اسکو پڑھا اور ارزننگ کو سنا یا اور کہا کہ میں کھمے دیتا ہوں کہ کل فلاں صحرائیں تم چترنگ
کو لیکر آؤ میں خبر دیتا ہوں کہ میں ارزننگ کو لیکر آؤں گا باہم ملاپ ہو جائیگا جو اتفاق کہ پڑا ہوا ہے وہ
مٹ جائیگا سختگان نے کہا کہ شوق سے تحریر فرمائیے خداوند آپ کے کہنے سے باہر نہ ہونے کے برابر
تحریر کر دیجیے گا کہ چند شرائط ہیں جو کہ بوقت ملاقات بیان ہونے کے اگر آپ لوگ انکو منظور کر لیں
تو باہم فیصلہ ہو جائیگا گو ارزننگ راضی نہیں ہوتے تھے مگر میں نے انکو مجبور کیا اٹھوڑ نے کہا کہ
اچھا یہ لکھو خود اپنے ہاتھ سے جواب لکھا کہ ہم فلاں صحرائیں کل ارزننگ کو لیکر آئیں گے تم بھی چترنگ کو

لیکھنا کر ایک امر یہ ہو کہ ارزننگ کو جتنے مجبور کر کے راضی کیا ہو وہ راضی نہ ہوتے تھے چند شہر اٹھ
 مین اگر تم قبول کرو گے تو باہم میل ہو جائیگا ورنہ مشکل ہو اور وہ بوقت ملاقات بیان نہ ہونے
 یہ کھلم کھاسی طور سے اس نامے کو اڑا دیا وہ پاس محروم کے پہونچا محروم نے اُسکو پڑھا اور چرتنگ
 سے کہا کہ کل صبح کو تمکو فلان صحرائین چلنا ہو گا وہاں تمہارے اور ارزننگ کے ملاقات ہوگی ایک
 خیمہ روانہ کرو کہ وہ وہاں برپا کیا جائے پس یہ کلام انصرام نے چرتنگ سے کیا چرتنگ نے جواب دیا
 کہ آپ کو اختیار ہو اور حکم دیا کہ ایک خیمہ فلان صحرائین برپا کیا جائے کل ہم وہاں جائیں گے یہ حکم دیکر
 دو بارہر خاست کیا تمکو دے پاس آیا سب حال بیان کیا اُس نے کہا کہ جو آپ کی مرضی ہم آپکے خلاف نہیں
 کر سکتے ہیں یہاں تو یہ امر طر ہو گیا وہاں ارزننگ نے بھی بموجب کئے اثر در جادو کے دیکھے اس صحرا
 مین روانہ کیے پس اُدھر سے ملازمان چرتنگ خیمہ لیکر آئے اور برپا کیا سب سامان شہر اگر استہ کیا
 اُدھر سے ملازمان ارزننگ خیمہ لیکر آئے برابر خیمہ چرتنگ کے برپا کیے ایک خیمے مین کل سامان ہبیا
 کیا اور ایک خیمہ درمیان خیمہ چرتنگ و ارزننگ کے برپا کیا اور بموجب اثر در جادو کے تعلیم
 کی و ذکر بیان برابر آراستہ مین اور کئی ایک دنگل گرد و اطراف مین اور خوب اُسکو آراستہ کیا
 سب سامان اسیدن درست ہو گیا کہ وہ باقی دن اور رات تمام ہوئی سحر ہوئی اُدھر سے اثر در جادو
 ارزننگ کو تخت پر سوار کر کے اور سامان سواری ہمراہ لیکر طرف اس صحرا کے چلا یہ خبر طوماشا
 وغیرہ کو ہوئی کہ آج چرتنگ و ارزننگ مین باہم صلح ہوئی ہو ارزننگ براے صلح جاتا ہے یہ لوگ
 بھی اپنے لشکر کے کنارے پر آئے براے نماشہ کہ دیکھیں کس شان و شوکت سے ارزننگ جاتا
 ہو راوی نے بیان کیا ہو کہ سواری ارزننگ کی اس شان سے روانہ تھی کہ آگے آگے جلوں
 سواری تھا اسکے بعد ایک تخت پر ارزننگ سوار تھا تاج سر پر تھا چتر طلائی لگا ہوا تھا خواص مین
 سختگان کس رانی کر رہا تھا برابر تخت ارزننگ کے اثر در جادو و تخت سحر پر سوار تھا اسکے برابر سلم
 کب سحر پر سوار اور ساحران نامدار کوئی ہنس پر سوار کوئی اثر در پر دوسری طرف دیلم و قراہ
 کبکون پر سوار و دیگر سرداران نامدار پس ارزننگ اس شان و شوکت سے طرف اس صحرا کے
 روانہ ہوا کہ جہاں ملاقات چرتنگ سے ہدی گئی تھی اور راہ طو کر کے اُس خیمے مین داخل ہوا کہ جو کہ
 اسکے قیام کے لیے مقرر ہوا تھا اور ملازم قبل سے وہاں موجود تھے ارزننگ اپنے خیمے مین آکر تھا
 اُدھر سے چرتنگ بھی اس شان و شوکت سے آیا کہ تخت پر سوار ابر سوسنی سر پر سیاہ نقین برابر تخت کے
 واپسی طرف شداد شاہ و گلزیز شاہ بالین طرف گلاب شاہ و بغار شاہ و دیگر سرداران آزمودہ کار
 و نیزہ سلطنت پس پشت کس رانی کرتا ہوا پس چرتنگ بھی اُس خیمے مین آکر آتراجو کہ اسکے قیام کے
 لیے مقرر تھا جب چرتنگ اچکا اسوقت ایک زقند اثر در کے پاس آیا کہ ارزننگ کو خیمہ وسط مین
 لائے مین چرتنگ کو لانا ہون باہم ملاپ ہو جائے پس اثر در جادو نے ارزننگ سے کہا کہ آپ
 تشریف لے چکے ارزننگ تخت پر سے اٹھا ہمراہ اثر در کے چلا اسوقت ارزننگ کے ہمراہ سلم
 و دیلم قراہ سب سختگان تھا اور اثر در جادو تھا اور باقی سب اسی خیمے مین رہے پس ارزننگ
 اس خیمے مین گیا اثر در نے ارزننگ کو ایک کرسی پر بٹھایا اور واپسی طرف دنگلون پر اپنی طرف
 کے سردار و ن کو کہ یہ بیٹھ چکے تھے کہ ایک مرتبہ محروم جادو اس ابر سوسنی سے باہر آیا مین نشاد جادو
 کے اور ملکہ انصرام سے کہا کہ تم چرتنگ کو لیکر آؤ مین اثر در جادو سے ملاقات کرنا ہون یہ کلمہ اس

جیسے میں آیا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر زبردست نہایت بڑے شکل شدہ اور کانوں سے شعلے نکلتے ہوئے قوت سے
پیشانی پر دیا ہوا جوگی وضع اسکے ہمراہ اور چند ساحر سامنے سے نمودار ہوئے جیسے اثر ورنے آگ کو دیکھ
اپنے مقام پر سے اٹھا اور تاحن خمیہ اسکا استقبال کیا اور سلام کیا گلے ملے فرار پر ہی ہوئی اثر ورنے
کہا کہ بڑے عرصے کے بعد میری آپ کے ملاقات ہوئی جب سے خداوند جمشید و سامری آسمان پر تشریف
لے گئے ہیں جب سے میرے آپ کے ملاقات نہیں ہوئی تھی اب ہوئی خوب ذریعہ ملاقات کا نظریہ باتیں
کرتے ہوئے ایوان میں آئے اثر ورنے بائیں طرف کے دنگون پر ان سب کو بٹھایا اور کہا خوب کیا
آپ نے کہ باہم صلہ کرائی ورنہ میرے آپ کے مقابلہ ہوتا ملاقات سابقہ میں فرق آتا محروم نے کہا کہ میں
کب ایسا ہونے دیتا کیونکہ آپ تو بڑے عرصے کے میرے دوست تھے گو میں نے بعد تشریف لے جانے
خداوندوں کے ترک دنیا کیا تھا اور گوشہ نشین ہوا تھا اور ایسا پوشیدہ ہوا تھا کہ کوئی نہ پاسکتا تھا
مگر نمود کے کئے سے اور اسکی کوشش سے ملا اور مجبور ہو گیا کہ چترنگ کی شراکت کی اور یہ سب بجا بیٹھا
کی خوشی کی کیونکہ وہ وصیت کر گئے تھے انکے فرمانے کے بموجب پھر میں دنیا پر آیا ورنہ ممکن نہ تھا دوسرے
آپ سے ملاقات بدی تھی جو خداوند مقرر کر گئے تھے وہ ضرور ہونگے واقع بڑے عرصے کے بعد آپ کی
زیارت نصیب ہوئی آپ نے تو خوب خوب سحر کیے ہیں ہزاروں شاگرد ہیں اثر ورنے جواب دیا کہ یہ صرف
آپ کا حسن بیان ہیں کیا سحر تیار کرتا کیونکہ آلام دنیوی میں مبتلا تھا ہاں آپ نے سحر تیار کیے ہونگے کہ کسی کام
سے کچھ غرض نہیں ایسی باتیں باہم ہو رہی تھیں اور سب خاموش بیٹھے ہوئے سن رہے تھے کہ خبر آئی کہ
چترنگ آئے ہیں پس محروم جادو مع اپنے ہمراہیوں کے تادیر خمیر برائے استقبال آیا پس چترنگ
داخل خمیر ہوا اسکے ہمراہ ملکہ انصرام تھی اور شہزاد شہزادہ گلریشا و گلاب شاہ و غفار شاہ تھے پس
محروم چترنگ کا استقبال کر کے اس مقام پر لایا کہ جہان ارترنگ تھا چترنگ چونکہ چھوٹا تھا ارترنگ
کو سلام کیا ارترنگ نے جواب سلام دیا اور سب سرداروں نے بھی ارترنگ کے سرداروں نے
چترنگ کو سلام کیا محروم نے لا کر چترنگ کو برابر کر سی ارترنگ کے کرسی پر بٹھایا اور اپنی طرف کے
سرداروں کو دہنی طرف ایشیئے کا حکم دیا سب بیٹھے پس اثر ورنے حکم دیا کہ ساتھی حاضر ہوں ساتھی
جام و صراحی لیکر حاضر ہوئے پہلے ایک ایک جام چترنگ و ارترنگ کو دیا اسکے بعد کل اہل مغل کو
و یہ سب کے رابع بادہ ناب سے گرم ہوئے استوقت محروم نے اثر ورنے سے کہا کہ وہ کیا شرطیں ہیں
کہ آپ نے تحریر کیا تھا کہ بروقت ملاقات تحریر ہوئی بیان فرمائیے اثر ورنے سختگان کی طرف دیکھ کر کہا
کہ وہ شرطیں ہمارے وزیر اعظم بیان کرینگے ان سے دریافت فرمائیے محروم نے سختگان سے کہا کہ آپ
بیان کریں سختگان نے کہا کہ وہ شرطیں یہ ہیں کہ ہم اسطور پر صلح کو قبول کرتے ہیں کہ جب دونوں لشکر
ایک ہو جائیں اور لشکر بر جیس سے مقابلہ ہو تو ایک دفع ہمارے لشکر کے سردار لشکر بر جیس سے
مقابلہ کریں ایک دن انکے لشکر کے سردار دوسرے یہ کہ طبل بانہجوا نیکا ہلکا اختیار ہو جب ہلکا منظور ہو
طبل بانہجوا دین چترنگ امور جنگ میں دخل نہ دیں جسدن انکے سردار مقابلہ کریں اسدن بھی طبل بانہ
کا ہمارے خداوند کو اختیار ہو سبب اسکا یہ ہے کہ چترنگ شاہ ابھی بچے ہیں نا از مودہ ہیں طریقہ جنگ سے
واقف نہیں ہیں کیونکہ ہم نے دیکھ لیا ان معرکوں میں خداوند ہمارے معرکے جھیلے ہوئے ہیں طریقہ جنگ
سے آگاہ ہیں لشکر کا حال بخوبی جانتے ہیں کہ یہ فرار کر جائیگا اور یہ میدان جنگ میں قایم رہیگا پس ایسی
حالت میں اسی شخص کو ہمارا اختیار ہو نا زیبا ہو پس اگر یہ دونوں شرطیں منظور ہوں تو باہم صلح ہو جائے

اور نہ ہلکے کسی صورت سے منظور نہیں ہے یہ تقریر جو سختگان نے کی تو اسکا جواب محروم نے دیا کہ جو کچھ
آپ نے کیا سب ہمارے حق میں مبتکر کیا ہلکویہ شرطیں بھی قبول ہیں اور جو کچھ آپ کو کہنا ہو وہ فرمائیے سختگان
نے جواب دیا کہ بس اگر آپ کو منظور ہو تو ایک عہد نامہ تحریر فرمائیے تاکہ کسی وقت اگر آپ انکار کریں تو ہم اسے
پیش کریں محروم نے کہا کہ اچھا بس اسوقت عہد نامہ تحریر کیا گیا اسپر حرتنگ اور جو جو اسکی ہر بات تھے اسکی
مہرین کی گئیں اور ارزننگ کی اور ہر اسیان ارزننگ کی بھی مہرین کی گئیں اسکی دو نقلیں مہرین ایک
ارزننگ کے دفتر میں داخل کی گئی دوسری حرتنگ کے پاس رہی جب عہد نامہ مکمل طور پر سے تیار ہو گیا
اسوقت اثر و رسپہ مقام سحر سے اٹھا اور ارزننگ کا ہاتھ پکڑ کر اُدھر محروم نے حرتنگ کو اور دونوں کو
گلے ملا یا باہم تاج بدلے وہ بڑے خدا کے نام سے اور یہ چھوٹے خدا کے نام سے مشہور ہوئے اسوقت
حکم دیا کہ تو پین سلامی کی فیر ہون لشکر دن میں حکم ہو نیا کر باجے بجائے جائیں خوشی کی نو تین بجیں اور یہاں
سب نے ارزننگ و حرتنگ کو غزیرین خوشی کی گزین اور باب نشاط طلب ہوئے انھوں نے مبارکباد
کائی تھوڑے عرصے تک یہاں جلسہ رہا اسکے بعد یہ امر قرار پایا کہ حرتنگ اپنے لشکر میں جائیں اور کل
لشکر کو شامل لشکر ارزننگ کریں اور کل سے لشکر برچیس سے مقابلہ کیا جائے یہ جو اثر و رسپہ
اور محروم نے پس اسوقت اثر و رسپہ ارزننگ کو لیکر اس جیمے میں آیا اور اسی شان و شوکت سے
سوار کر کے لشکر میں لایا یہاں تو پین فیر ہو رہی تھیں بلجے بج رہے تھے نو تین بج رہی تھیں پس ارزننگ
جب لشکر میں پہونچا اور یہ طومار شاہ وغیرہ کو معلوم ہوا کہ ارزننگ سے اور حرتنگ سے میل ہو گیا
اسکی خوشی کی نو تین بج رہی ہیں یہ لوگ بھی تماشا دیکھنے کو کنارے پر اپنے لشکر کے آئے تھے جب
ارزننگ اپنے لشکر میں آ گیا اور داخل بارگاہ ہو ایہ لوگ بھی اپنی بارگاہ میں چلے پر دے بارگاہ
کے بلند کرا دیے اُدھر حرتنگ بھی اپنے لشکر میں گیا محروم جادو اسی ابر سوسنی میں گیا پس حرتنگ نے
جاتے ہی حکم دیا کہ سب خیمہ اور بارگاہ میں اس مقام پر سے اٹھا کر لیجا میں اور یہ ابر خیمہ بارگاہ ارزننگ
کے برپا ہون اور کل لشکر میرا شامل لشکر پر اور ارزننگ ہو ہماری انکی صلح ہو گئی یہ حکم دینا تھا کہ اسوقت
سب کا زبرد ازون نے بندوبست کیا خیمے وغیرہ اکھیر کر واند کیے اور داخل لشکر ارزننگ ہوئے
ارزننگ کے حکم سے کیونکہ اسکو ہر کار و دن نے خبر دی تھی کہ حرتنگ کا لشکر آپ کے لشکر میں آتا ہو خیمے
وغیرہ روانہ ہو چکے ہیں پس ارزننگ نے سختگان سے کہا تھا کہ مقام مناسب پر لشکر اتر والو اور خیمہ وغیرہ
برپا کرادو پس سختگان نے بیرون بارگاہ آکر سب بندوبست کیا بارگاہ حرتنگ پر ابر بارگاہ ارزننگ
کے برپا ہوئی اور خیمہ سردار وں کے مقام مناسب پر برپا کیے گئے خیمہ قاسوس بھی برپا ہوا لشکر کے لگا
ایک طرف لشکر حرتنگ کے چھاؤنی ہوئی یہ خبر طومار شاہ کو ہوئی وہ کنارے پر آئے اُدھر لشکر کا تماشا دیکھا
گو پر دے آگے ہوئے تھے مگر اپنے لشکر کی حد پر سے آکر تماشا دیکھا راوی نے بیان کیا کہ خود بے عرصے
میں وہ میدان جہاں حرتنگ اتر ا ہوا تھا خالی ہو گیا کل لشکر شامل لشکر ارزننگ ہو اور ابر سوسنی
بارگاہ حرتنگ پر آکر قائم ہوا اسی طور سے حرتنگ آکر اپنی بارگاہ میں داخل ہوا اب اور کہا گئی لشکر
ارزننگ میں ہو گئی کو سونٹک لشکر اتر ا ہوا ہر نشانوں کے پھر ہرے اتر رہے ہیں بلجے بج رہے ہیں
دوسرا رزننگ ہو گیا ہے یہ حال طومار شاہ وغیرہ دیکھ کر اپنی بارگاہ میں آئے یہاں بارگاہ ارزننگ میں
دو تخت برابر بچھائے گئے پس حرتنگ اپنی بارگاہ میں تھوڑی دیر ٹھہر کر مع اپنے سردار وں کے بارگاہ
ارزننگ میں آیا اور جو تخت برابر تخت ارزننگ کے آراستہ تھا اسپر بیٹھا اپنا تخت جسپر بیٹھ کر خدائی کرتا تھا

اسکو اپنی بارگاہ میں چھوڑ آیا بائین طرف سردار جرتنگ بیٹھے اور دہنی طرف سردار ازرننگ اب دربار کا اور ازرننگ ہو گیا ازرننگ نے حکم دیا کہ بیٹے آج اپنے بھائی کی دعوت کی ہو سامان دعوت کیا جائے اس وقت سے سامان ہونے لگا یہاں دونوں بادشاہ یعنی خداوند ازرننگ و جرتنگ بارگاہ میں بیٹھے دربار آراستہ ہو سردار دونوں کے حاضر ہیں کہ سختگان نے ازرننگ سے کہا کہ یا خداوند طبل جنگ بجا آئیے لشکر بر جیس سے مقابلہ فرمائیے ازرننگ نے سختگان کے کہنے سے جرتنگ کی طرف دیکھا اور کہا کہ تمھاری کیا رائے ہو جرتنگ نے جواب دیا کہ بھائی صاحب آپ کو اختیار ہے میں نے آپ کو اختیار دیا ہے جو آپ کی مرضی وہ میری رائے میں آپ کی مرضی کے خلاف کوئی امر نہ کرونگا یہ جو جرتنگ نے کہا ازرننگ بہت خوش ہوا اور کہا کہ اے بھائی صاحب میں بر جیس پر غالب آؤنگا اور اس کے ملک پر قبضہ کرونگا تو یہاں کا ملک بادشاہ کرونگا تم یہاں خدائی کرنا اور میں لشکر لیکر اہل اسلام کے مقابلہ کو جاؤنگا اور انہیں بھی ظفر حاصل کر کے بس سبائل میں جا کر قیلول کو درست کرونگا جہاں واداجان خدائی کرتے تھے اور تمام دنیا کے دھمکے کرونگا جو کہ برا حصہ ہوگا ایمین میں خدائی اور حکومت کرونگا اور جو چھوٹا حصہ ہوگا ایمین تم خدائی اور حکومت کرونگا جرتنگ نے جواب دیا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ آپ کو اختیار ہے پس جواب میرے حق میں مناسب جائیں گے وہ کہیں گے میں اسکو بسر و چشم قبول کرونگا کیونکہ آپ میرے نزدیک ہیں اور میں خود وہوں یہ تقریر جو جرتنگ نے کی ازرننگ اور خوش ہوا اور کہا کہ اب میں حکم دیتا ہوں کہ طبل جنگ بجے اور کل آفتاب پرستوں سے مقابلہ ہو یہ جرتنگ سے کہہ کر ازرننگ نے دایم واسلم و قمر اسب و ازرننگ کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم سب کی کیا رائے ہے ان سب نے جواب دیا کہ جو مرضی خداوند پس ازرننگ نے ایک مرتبہ موصیون پرناؤ دے کر اور وارٹھی پر ہاتھ پھیر کر کہا کہ میں نہ بے ہزار ہوں قبل میں تقدیر کر چکا ہوں کہ طبل جنگ بجے اور کل لشکر بر جیس سے مقابلہ کیا جائے ایہا الناس آگاہ ہو کہ اب دنیا میں خدا وین ایک میں اور ایک بھائی میرا جرتنگ جو کہ خاص میرے باب کا لطفہ ہے اور ملکہ جمود کے بطن سے پیدا ہوا ہے اور اس وقت میرا شریک ہے تم سب انکو بھی اپنا خلیفہ بناؤ اور انکی بھی اطاعت کرو مثل میرے جب میں لشکر میں نہ ہوں تو سب انکی اطاعت کریں اور انکے کہنے پر عمل کریں ازرننگ نے یہ کہہ حکم دیا کہ لشکر میں ہمارے طبل جنگ بجے ہم کل آفتاب پرستوں سے مقابلہ کریں گے یہ حکم ازرننگ کا دینا تھا کہ نقار پر چوب پڑی دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا یعنی لشکر ازرننگ و جرتنگ میں یہاں تو طبل جنگ پر چوب پڑی جو ہر کارے لشکر طومار شاہ وغیرہ کے یہاں بامر جاسوسی موجود ہے فوراً خبر لو اخت طبل لیکر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے یہاں لشکر میں تیاری جنگ ہونے لگی ساحر اپنا سحر جگمگاتے پہلوان اسلحہ صاف کرنے لگے سردار درستی آلات حرب و ضرب میں مصروف ہوئے وہاں بارگاہ میں ازرننگ نے حکم دیا کہ ساتیان سمین ساق حاضر ہو کر بادہ گلگون پلائیں و مطربان خوش گلو و شورش و شنگ حاضر ہو کے اہل دربار کے روبرو گائیں آج شب بھر ہم جلسہ دیکھیں گے صبح کو میدان میں جا کر لشکر بر جیس سے مقابلہ کریں گے کیونکہ ہمکو جرتنگ سے ملنے کی بہت بڑی خوشی ہوئی اسکا جلسہ کرنا ہمکو پر ضرر ہے مگر اس امر سے ناچار ہیں کہ لشکر حریف مقابلے میں آکر ہوا ہے اور ہمکو بھی تعیل ہے کہ کسی طور سے فیصلہ ہو جائے کوئین نے حکم دعوت کا دیا ہے کہ سامان دعوت کیا جائے یہ کوئی دعوت نہیں ہے پس جب میں بر جیس پر ظفر باؤں گا اور میری فتح ہوگی پس بعد فتح اس فتح کا

جلسہ اور بر جیس پر ظفر پانے کا جلسہ اور اپنی کتختائی کا جلسہ پر تینوں جلسے اسی زمانے میں
 بر پا کر دنگ اور اپنے جلسے کر دنگا کہ اجتک کسی نے نہ کیے ہونگے تمام عالم کی دعوت کر دنگا کئی کرو
 روپیہ صرف کر دنگا تمام دنیا کے طالب علم ہونگے جو کوئی اس جلسے میں شریک ہوگا اسکو طع
 حاصل ہوگا سب اہل دربار نے عرض کیا کہ آپ خدا ہیں جو چاہے وہ بھیجے کوئی آپ کا مقابلہ نہیں
 کر سکتا یہی تقریر ہو رہی تھی کہ اہل کارون نے اگر عرض کیا سب سامان دعوت صیاء جیسا کہ آپ نے
 حکم فرمایا تھا ارزننگ نے کہا کہ حاضر کر و پس اسوقت سب سامان حاضر کیا گیا ساتھی حاضر ہوئے
 انھوں نے پہلے ارزننگ و چترنگ کو شراب پلائی پھر سب اہل دربار کو اس کے بعد مطربان خوش
 مع سازندون کے حاضر ہوئیں ساز و دست کر کے پہلے گیت ناچی پھر غزل گانا شروع کی یہاں تو
 جلسہ آراستہ ہوا ہاں طومار شاہ وغیرہ اپنی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ نقارے کی صدا کان میں
 آئی کہ طومار شاہ نے سرشار شاہ سے کہا کہ یہ نقارے کی کیسی صدا بلند ہوئی سرشار شاہ نے
 کہا کہ لشکر ارزننگ سے صدا آئی ہے کوئی جا کر دریافت کرے کہ کیسا نقارہ بجا رہا ہے پس طومار شاہ
 نے ہر کارون کو جو کہ حاضر دربار تھے حکم دیا کہ جا کر خبر لاؤ ابھی وہ ہر کارے نہ گئے تھے کہ جوڑی
 ہر کارون کی پسینے میں غرق گردین اوارہ حاضر دربار ہوئے اور بجا گاہ سے مجرا بجالاے لب
 عبودیت سے زمین ادب کو بوسہ دیکر پہلے صفت دیا خداوند بر جیس و آفتاب کی بجالاے اور
 بعد ان بادشاہوں کے تعریف کر کے دعا دیکر یون عرض کیا کہ یہ غلامان بادشاہ لشکر ارزننگ میں
 برائے خبر موجود تھے کہ کیا واقعہ گذرنا ہے بننے دیکھا کہ لشکر چترنگ شریک لشکر ارزننگ ہوا اھیمہ
 وغیرہ برپا ہوئے چترنگ اپنی بارگاہ سے بارگاہ ارزننگ میں آیا بر ابر تخت کے بیٹھا بڑی خاطر
 ہوئی ارزننگ نے درستی سامان دعوت کا حکم دیا چنانچہ سامان دعوت ہونے لگا اسی اثنا میں
 سختگان وزیر ارزننگ نے ارزننگ سے کہا کہ طبل جنگ کا حکم فرمائیے تاکہ کل مقابلہ لشکر طومار
 وغیرہ سے کیا جائے ارزننگ نے چترنگ سے رائے لی اسنے کہا کہ آپ کو اختیار ہے پس ارزننگ
 نے طبل جنگ بجا دیا ہو اسکا قصد کرتے ہوئے لشکر غلامان خداوند بر جیس سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہو
 یہ خبر ملے طومار شاہ وغیرہ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل خداوند آفتاب تابان طبل جنگ
 بجے ہنگو ارزننگ سے نہ کچھ خوف ہو کہ چترنگ سے ہماری لگ خداوند کرے اور ہر کار و دنگو انعام
 دیکر رخصت کیا جو درون نے جا کر نقارہ جیون کو حکم سے بادشاہ ہونگے آگاہ کیا کوس جرنی نو آتش
 میں آیا سب اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا میدان میں جاتا ہوگا سب اپنے اپنے آلات
 حرب و ضرب درست کرنے لگے نوبت بائیخار سید کہ وہ دن تمام ہوا رات کی آمد شروع ہوئی طومار شاہ
 وغیرہ دربار پر خاست کر کے جا کر آرام پذیر ہوئے لشکر میں طبل جنگ بجا کیا سامان جنگ ہوا کیا
 طلا یہ پھر نے لگا اومر لشکر ارزننگ میں بھی طبل جنگ بج رہا ہے سب سامان جنگ کر رہے ہیں طلا یہ
 پھر رہا ہے صدائے حاضر باش و ناظر باش بلند ہو ارزننگ و چترنگ بارگاہ میں بیٹھے ہیں ناح ہو رہا ہے
 جلسہ آراستہ ہو جام گردش میں در درابند ہوا ہو مطرب خوش گلو نہایت حسین ماہ رخسار گماشتا
 شیرین گفتار حبیبہ خصال پر ہی شمال گارہی ہو اہل مغل کو بجا رہی ہو زہر و خاک کو اسکی صدا پر برا بھلا
 آ رہے ہیں سب بیٹھے ہوئے نشہ شراب سے مست جھوم رہے ہیں آنکھوں میں لال لال در درے
 پرے ہوئے ہیں برابر انعام مل رہا ہے خوب خوشی کا ہنگام ہو کہ سبکو خبر دنیا کی نہیں ہو کہ صبح کو کیا ہوگا

راوی نے بیان کیا کہ ارزننگ و چترنگ نے وہ رات بیس و عشرت بسر کی کہ صحبت انہر بہنا سست
 ہونے لگی مگر یہ فلک مع اپنے سازندوں کے طرف عشرت کندہ مغرب کے راہی ہوئی آمد آمد ملید ان فلکی
 پر سلطان خاد کی شروع ہوئی علم شمع بلند ہوا لشکر نوز نے سیاہ ظلمت پر ظفر پائی سلطان پرورد کا غلبہ
 ہوا شاہ شب نے شکست کھائی یعنی چاند مع ستاروں کے غروب ہوا آفتاب نکلا شب کا فوہ ہو گئی جھوٹ
 نسیم کے چلنے لگے بھول باغون میں کھٹنے لگے قطرے تبسم کے در غلطان کا کمان دکھانے لگے طائران خوش
 چھپانے لگے سبزہ صحران اٹکھن میں گھپا جاتا تھا ایسی خشنکی تھی کہ بدن کے بال کھڑے ہوئے
 جاتے تھے جب نسیم کا جھونکا آتا تھا ایک دل کو فرحت ہوتی تھی جب خوب روشنی ہوئی لشکروں میں
 صبح کی دردی بجی ہو جاپاٹ ہونے لگا گھنٹ و ناقوس بجنے لگے ایک طرف جو خداوند ارزننگ و
 چترنگ و لقادر و فرود تانی کی پیکاری جانے لگی سا جو خداوند جمشید و سامری کی جو پیکار نے لگے ایک طرف
 خداوند آفتاب و برجیس کی جو کئی صدائیں تھی کوئی لوثا لیے ہوئے آفتاب کو پانی دے رہا تھا اور
 کوئی بھول چٹھا رہا تھا کوئی اشنان کر رہا تھا کوئی پوجہ پاٹ کر کے آلات حرب و ضرب تن برار ہتھ
 کر رہا تھا کوئی مسلح و مکمل مرکب پر سوار ٹھل رہا تھا و دونوں لشکروں میں یہ حال تھا وہاں ارزننگ
 نے جلسہ برخاست کیا اور حکم دیا کہ سب مسلح و مکمل ہو کر در و دولت پر حاضر ہوں ہم برآمد ہوتے ہیں
 پس سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے اور مسلح و مکمل ہو کر در و دولت ارزننگ پر حاضر ہوئے
 رات بھر کے جاگے نہ رہے انکھنوں میں ایک تو نمیند کا خار تھا دوسرے بسبب شراب خواری کی
 بدست ہو رہے تھے انکھنیں بند ہوئی جاتی تھیں اسیر مزایہ تھا کہ صبح کا وقت تھا جب صبا کا جھونکا آتا
 آتا تھا سب کو غنزدگی سی ہو جاتی تھی انکھنیں انکھنیں لیتے تھے مگر مجبور تھے کیا کرتے اور چترنگ بھی
 اس جلسے سے اٹھ کر اپنے جیسے میں گیا اور اسنے بھی اپنے سرداروں کو مسلح و مکمل ہو کر حاضر ہونیکا
 حکم دیا اور خود آلات حرب و ضرب سے مسلح و مکمل ہونے لگا کہ اس عرصے میں سب سردار چترنگ
 کے بھی حاضر در و دولت ہوئے کہ ارزننگ اپنے جیسے سے اور چترنگ اپنے جیسے سے برآمد ہوئے
 کل لشکر و دونوں کا تیار تھا سلامی کے باجے بجا رہے سلام کیا یہ سب کا سلام و مبرا لیکر ایک
 تخت پر پہلو بہ پہلو سوار ہوئے ابر سوسنی اگر سریر چترنگ و ارزننگ کے سایہ نکلن ہوا تختگان
 خواصی میں بیٹھا لشکر چترنگ بائیں طرف کو اور لشکر ارزننگ داہنی طرف کو تقایم ہوا سب بادشاہ
 نے آگے تخت کے گرد حلقہ کیا سا جو رون نے اپنی اپنی سواری کو طلب کیا اور سوار ہوئے کل سا جو
 اسلم وارڈ در جاد و لیکر ایک طرف کو تقایم ہوئے ٹرنکے پر چوب پڑی دلیلم و قمر ماسب بہر تنہ
 سپہ سالاری اس شان و شوکت سے ارزننگ و چترنگ کل لشکر کو لیکر طرف میدان کے چلے
 علموں کے پھر ہر ہر ہوا لہرا رہے تھے باجے جنگی بج رہے تھے اور سے یہ طرف میدان کے چلے
 اور طومار شاہ بیدار ہوئے سب امور ضروری سے فراغت کر کے اور مسلح و مکمل ہو کر برآمد
 ہوئے لشکر قبل سے تیار تھا سب سردار حاضر تھے کہ سب کا بجا ہوا طومار شاہ وغیرہ سب کا بجا
 لیکر تخت پر سوار ہوئے تخت طرف میدان کے جلا عقب میں کل لشکر روانہ ہوا نشان طلائی کے پھر چلے
 جلہ و دکھا رہے تھے کہ اور طومار شاہ وغیرہ مع کل لشکر کے میدان جنگ میں پہنچے اور سے
 ارزننگ و چترنگ مع لشکر سیاہ ضلالت اثر کے آکر پہونچا صفین آراستہ ہوئے لکھن و دونوں طرف
 راوی نے اسطور سے بیان کیا کہ بائیں طرف لشکر چترنگ کے صفین آراستہ ہوئے اور داہنی طرف

سیاہ ارزنگ کی اور ایک طرف کل ساحرون کی پس ساحرون کے لشکر میں اسلحہ و اثر و برتری سپہ سالاری قائم ہوئے اور غیر ساحرون کے لشکر میں ویلیم و قرما سپہ برتری سپہ سالاری قائم ہوئے اور لشکر طومار شاہ وغیرہ کی بھی صفین آراستہ ہوئیں جب صف بندی ہو چکی تہواروں نے نکل کر لیسٹ و بلند زمین کو چھوڑ کر کیا جو درخت کے حائل نظر تھے انکو قتل کیا سقون نے دونوں طرف سے نکل کر جھگڑا کیا گرو غبار کو مٹھا دیا نقیبوں نے نکل کر نقابت آغاز کی یہاں تو انقیب نقابت کر رہے ہیں اب شہر آفتاب نما کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ جب صبح ہوئی کل حاضرین دربار پر جیس اپنے اپنے مقام سے روانہ ہوئے اور داخل قلعہ آفتاب نما اور بسند آفتاب تابان ہوئے اپنے مقام پر آکر بیٹھے سب درجے حاضرین دربار سے ملو ہو گئے نحو خوار شاہ و افریق شاہ اپنی اپنی کرسی پیمیری پر بیٹھے کہ حجاب قدرت کو حرکت ہوئی سب حاضرین یا خداوند یا خداوند کہر سجدے کو خم ہوئے سجدے سے سر اٹھا یا صدا آئی کہ او بندگان من دیکھو میرے قدرت کو اور آگاہ ہو اور جانو کہ سوا میرے کوئی دوسرا خدا تم سب کا نہیں ہو سب نے کہا کہ امنا و صدقنا بحسنے خوب خوب تیری قدرت دیکھی اور تیری شان کو دیکھا تیری وہ شان جبروتی ہے کہ ہر ایک کو تیرے حضور میں کلام کرنے کی قدرت نہیں ہو تو ہم سب کا معبود حقیقی ہو سمجھو وہ قدرت دیکھی کہ زبان نہیں جو تیری قدرت کی تعریف کر سکیں یا خداوند ہم سب تیرے بندے گنہگار ہیں تو براغفار ہو تیرا رحم و کرم ہم سب پر ہر وقت نازل رہتا ہو ہم سب بندگی و اطاعت سے باہر نہیں ہیں جو تیرا حکم ہو اسکو ہم سب بسر و پیشہ بجالائیں جب سب اہل دربار پر کہ چکے پھر صدا آئی کہ ایسا الناس آگاہ ہو کہ جو کس قدر دعویٰ کر کے آیا تھا کہ میں خدا ہوں گو وہ میرا بندہ ہو مگر مغرور ہو گیا تھا اور یہی اسکا انجام تم سب نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ وہ کیسا ارزنگ کے ہاتھ سے ذلیل ہوا آخر کو صلح کر لی ارزنگ سے اور اسکا شریک ہوا پس اب دونوں نے پھر قصد کیا ہے کہ میرے بندگان خاص سے مقابلہ کریں چنانچہ آج میدان میں لشکر لیکر آئے ہیں اور صف آرا ہوئے ہیں تم سب میدان جنگ کی طرف دیکھو اور جنگ کا تماشا کرو کہ کیونکر میرے بندگان خاص ان گمراہ بندوں کو قتل کرتے ہیں اور ان سب پر میرا عذاب نازل ہوتا ہے یہ جو صدا آئی سب طرف مشرق کے متوجہ ہوئے دیکھا کہ دونوں لشکر میدان جنگ میں صف آرا ہیں اور نقیب نقابت کر رہے ہیں پس سب اس طرف متوجہ ہوئے حاضرین دربار انکو تو متوجہ رکھا جاتا ہے کہ یہ سب تماشا ہے جنگ میں مصروف ہیں وہاں نقیب نقابت کر رہے ہیں اپنے لشکر میں واپس نہیں آئے ہیں کہ یکا یک شہر آفتاب نما کی طرف سے ایک نور ظاہر ہوا کہ چلا آتا ہے وہ نور ایک مرتبہ آکر تمام لشکر آفتاب پرستان پر قائم ہوا اب جو لشکر ارزنگ و جہرنگ کے لوگوں نے دیکھا کہ اس نور سے ایک آسمان نیلگون پیدا ہوا اور تمام لشکر پر طومار شاہ کے محیط ہو گیا اس آسمان سے نور پیدا ہوا اسکا عکس جو پڑتا تھا زمین پر تو زمین سے خود بخود غبار طلائی رنگ کا مگر نہایت باریک بلند ہو کر طرف آسمان کے جاتا تھا اور وہ غبار ابر طلائی بن کر زیر آسمان نیلگون قائم ہوتا تھا اس سے باتیں کلامے خوشبو کی ہوتی تھی ایسی خوشبو اس صحرا میں ان پھولوں کی ہوئی کہ جس سے صاف ثابت تھا کہ ہزاروں نافہ مشک کھول دیے ہیں اور جب ہوا کا جھونکا آتا تھا دماغ جان کو معطر کر دیتا تھا تمام صحرا ہکا ہوا تھا اور اس نور سے منور تھا ایسا نور پھیلا تھا کہ معلوم ہوتا تھا ہزاروں آفتاب نکلے ہوئے ہیں یہ حال لشکر ارزنگ و جہرنگ نے جو دیکھا سب کو حیرت ہوئی مگر لشکر طومار شاہ وغیرہ یہ حال دیکھ کر ایسے محو ہوئے کہ سجدے کو خم ہو گئے اور پکار اٹھے کہ کیا خداوند آفتاب تابان کی قدرت

اور کیا شان ہو نائب خداوند و فرزند خداوند بر جیس کی یہ کلمہ سب نے سجدے سے سر اٹھایا کہ ایک مرتبہ اس آسمان پر سے صدا آئی کہ اگر بندگان من و اویما الناس آگاہ ہو اور دیکھو میری قدرت کو اور قائل ہو میری خدائی کے کہ آج عالم میں کوئی خدا سوا میرے ہو کہ جسکی یہ شان و شوکت ہو اور ایسی قدرت ہو پس تم سب میرے بندے ہو اور یہ جو تمہارے مقابلے میں کھڑے ہوئے ہیں یہ سب میرے بندے ہیں انکے باپ و دادا کو میں نے اپنی قدرت سے پیدا کیا تھا انھوں نے دنیا پر آکر مجھے انور کیا اور خود دعویٰ خدائی کیا تم سب نے دیکھا اور سنا ہو گا کہ کس ذلت سے میں نے انکو غارت کیا اور کیا عذاب میں نے ان پر نازل کیا یہ بھی مثل انکے مجھے منحرف ہیں انکو بھی ذلیل کرونگا اور اپنا عذاب نازل کرونگا یہ میرے عذاب سے بچ کر کیا جان جاتے ہیں جہاں تک انکا جی چاہے غور کر لیں انکی کل ہی کا ذکر ہو کہ جہت تک کس شہ و مد سے آیا تھا اور کتنا تھا کہ میں خدا ہوں اور رنگ میرے باپ کا غلام ہو اور کس شہ و مد سے اور رنگ سے مقابلہ کیا آخر انجام کیا ہوا کہ اور رنگ کے ہاتھ سے ذلیل ہوا اور پھر دشمن کا شریک ہوا سوا صلح کرنے کے کوئی تدبیر نہ بن پڑی آخر کو صلح کر لی اسکا شریک ہوا مجھے مقابلہ کرتا ہی ان سب پر اپنا عذاب نازل کرونگا ہاں مقابلہ کرو کوئی خوف اپنے دل میں نہ لاویہ جو صدا آئی طومار شاہ و غیرہ نے سر بلند کر کے طرف آسمان کے کہا کہ یا خداوند ہم آپ کے بندے ہیں ایسے نامردوں سے کہیں ڈرتے ہیں اگر تمام عالم ایک طرف ہو جائے اور مجھے مقابلہ کرے تو بھی ہم قدم میدان سے نہ ہٹائیں اور سب کو قتل کر کے اپنا نام کر جائیں پھر صدا آئی ہاں تم ایسے ہی لوگ ہو میری قدرت کو دیکھو اس لیے کہ تمہارے دماغ معطر ہوں اور روح کو تازی ہو اور جسموں میں قوت ہو اس واسطے اب طلائی سے پھول برسائے اور ہوائے سرد کے جھونکے پیدا کیے اور تم سب کو اپنے نور میں رکھا کہ ہمارا تمہارے اوپر نور پڑ رہا ہو یہ میری رحمت تم سب پر ہو یہ سنا تھا کہ پھر کب نے سجدہ کیا اب جو سجدے سے سر اٹھا یا تو دیکھا کہ تقییب نقابت کر کے دیالیں لشکر میں آئے ہیں صفوں پر مثل صف فرکان کے سناٹا ہو ہر ایک جری جھوم رہا ہو قبضہ شمشیر جو م رہا ہو مرکبوں کو صفوں سے بڑھائے دیتے ہیں صف آرا صفین درست کر رہے ہیں اور جہت تک اور رنگ سے کہا کہ فرمائیے بھائی صاحب اگر آپ کی خوشی ہو اور آپکی مرضی ہو اور رنگ اور طبع اقدس نہ ہو تو آج میرے سردار لشکر بر جیس سے مقابلہ کریں آپ کے لشکر کے سردار تو اکثر مقابلہ کر چکے ہیں اب آج میرے لشکر کے سرداروں کی جنگ کا تماشا ملاحظہ فرمائیے اور رنگ نے جواب دیا کہ کیا نقصان ہو اگر تمہاری یہی خوشی ہو تو خیر میرے لشکر کے پہلوان کل مقابلہ کر نیے جبکہ ہم اور تم ایک ہوئے تو اس سے کیا کہ ہم یہ کہیں کہ نہیں آج میرے سردار مقابلہ کر نیے کوئی غیریت نہیں ہو تمکو اختیار ہو پس جو یہ جواب اور رنگ نے دیالیں جہت تک نے اپنے لشکر کی طرف دیکھا بغور نگاہ اٹھا کر پس بائیں طرف کی صف سے لشکر کلیر شاہ سے ایک پہلوان کو نام اسکا سیل کلر نری تھا اپنے گینڈے کو بڑھا کر روبرو اور رنگ و جہت تک کے آیا اور اجازت خواہ ہوا بہت زبردست پہلوان ہو ان دونوں خدا سے ماطل و گمراہ کشتہ نے اپنی آستین رحمت اسکی لشت پر جھاڑی اور کہا کہ جا جھکوں نے اپنی قدرت کے سپرد کیا حریف کے لشکر کے سرداروں کا کام تمام کر لیں اسنے سلام کیا اور گینڈے پر سوار ہو کر میدان میں آیا پہلے سراپا میدان کا دکھایا اسکے بعد اپنا دم راست کیا جب حواس بجا ہوئے تو لشکر آفتاب پرستوں کی طرف متوجہ کر کے کہا کہ جسکو تمنا ہے مرگ ہو میرے مقابلے کے لیے آئے اور

میرے ہاتھ سے مارا جائے اسطور سے جو مبارز طلب کیا پس لشکر بر حبس سے شہرنگ خود بہت سے اپنے مرکب کو بڑھا یا اور طومار شاہ وغیرہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا جیسے ہی اسے شہرنگ کو آتے ہوئے دیکھا اپنے گینڈے کو بہ غم نگا ورنہ زنی پیچھے بٹایا اور ہم تگا ورنہ ہوا و دونوں کے مرکب برابر رہے پس راتوں میں مسلک ہم مقابل ہوئے نیزہ بازی ہونے لگی دونوں نیزہ بازی میں بھی برابر رہے محمود چلے آئیں بھی برابر رہے نوبت تلوار کی آئی رد و بدل ہوئی آخر کار شہرنگ کو اسے خبردار کر کے تلوار کا وار کیا شہرنگ نے سپر کو سر کی پناہ کیا تیغ سپر کو کاٹ کے چار اٹکل سر میں دریا شہرنگ نے داستانہ مارا تیغ تو سر سے ٹک گیا مگر چادر خون کی سر سے جاری ہوئی شہرنگ کو فحش طاری ہوئی سہیل نے آواز دی کہ لیجاؤ اس پہلوان کو اور کسی کو میرے مقابلے کے لیے روانہ کرو ویر جو سہیل نے کہا پس بھائی شہرنگ کا جلتہ رنگ کشتی گیر و ف لشکر پر کھڑا تھا اسے جو اپنے بھائی کا یہ حال دیکھا تاب نہ رہی غصہ آگیا یہ بھی پہلوان زبردست بادلوں کبر و نخوت سے مست مرکب کو بڑھا کر میدان رزم میں آکر جھوٹے لگا سہیل نے دیکھا کہ یہ پہلوان سیاہ فام بد انجام ہاتھ پائوں گول لانا بقدر چوڑا سینہ مرکب پر سوار میدان میں جھوم رہا ہوا اسے دیکھ کر آواز دی کہ اے پہلوان دوران کس فراق میں ہو جلتہ رنگ نے جواب دیا کہ میرا بھائی تیرے ہاتھ سے زخمی ہوا اب میں تیرے مقابلے کو آیا ہوں مجھے بھی اپنا وار کر سہیل نے کہا کہ تم بہت بڑے نامی گرامی پہلوان ہو میں تمھاری سی قوت کمان سے لاؤں البتہ اگر خداوند ارزنگ کی کمک ہوئی تو تمھکو پھر کی طرح سے مل ڈالوں گا تیرا غور و مشاؤنگا یہ سنکے جلتہ رنگ کو غصہ زیادہ ہوا بڑھ کر نیزے کا وار کیا سہیل نے نیزے کو نیزے کی سنان پر رد کا اتوا نیزہ بازی ہونے لگی چند تانیں رد و بدل ہوئی تھی کہ ایک مقام پر سہیل نے نیزے کو گانٹھ کر تھکائی یا ہاتھ مار کر نیزہ جلتہ رنگ کا ہوائی کیا جلتہ رنگ نے قبضہ تلوار پر ہاتھ ڈالا انیام سے نکالا سہیل نے بھی تلوار کو کھینچا گھسیٹا کی تلوار چلنے لگی جھینکا رکی آوارین بلند ہوئے تھوڑے عرصے تک تلوار چلی گئی کہ جلتہ رنگ نے قریب سہیل آکر تلوار کا وار کیا سہیل نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا اور گینڈے کو پھیر کر داستانہ مار کر جلتہ رنگ کی تلوار کو پھینک کر اپنے قبضے میں کیا اور آواز دی کہ اب خالی ہاتھ کیا کرے گا دیکھ اسوقت تک میں مجھے بیش ہوں جلتہ رنگ نے جواب دیا اب تجھے کشتی میں مقابلہ کرتا ہوں یہ کہہ کر مرکب کو دیر سہیل اپنے گینڈے سے کودا دونوں نے رخت جنگ اتار کر لنگوٹ باندھے اسی میدان کی بھونچل میں جہم مار کر دونوں سامنے آئے ہاتھ ملا کر ریٹ پرے کشتی ہونے لگی جلتہ رنگ نے سامنے کے زور کرتے کرتے کھسوتا دیا سہیل فوراً بغلی بیٹھا کپڑا لایا جلتہ رنگ قبی کا دھوکا دیکر روم ٹوٹ کر نکل بھاگا سامنے آکر خم مارا سہیل ایک گھنٹہ ٹیک کر کھڑا ہوا ریل پلے زور کرنے لگے دونوں پر دالو جج برتیج ہونے لگے اب وہ وقت آیا کہ پہلوان دوران و گر شاسپ جہان آفتاب تابان شکست خوردہ مع لنگوٹ ہائے ضیاع و شعلہ اکھاڑہ مقرب میں جا کر ڈنڈیلنے لگا دان غائب ہوا سیاہی شب کی صورت نظر آئی جلتہ رنگ نے کہا اب میرے تمھارے کل فیصلہ ہوگا اب رات ہو گئی ہے پار و شنی کا سامان کیا جاوے سہیل نے جواب دیا تم اپنے دائوں بیچ سے غافل مت ہو ہو شیار سے لڑے جاؤ وہ روشنی میری کہ جس سے تمام عالم روشن و منور ہوگا کہ تھوڑے عرصے کے بعد پہلوان باہ تابان اکھاڑہ مشرق سے مع شاگردان سیارگان میدان زبردستی میں آکر دونوں پہلوانوں کی کشتی دیکھنے لگا سیاہی شہرنگ مارے خون کے منہ چھپا یا تمام عالم میں روشنی ہو گئی سہیل نے کہا میرے ہاتھ سے اسی چاندنی میں

آج فیصلہ ہوگا جلتہ رنگ بھی پہلوان قوی ہیکل ہر کل فنون سپاہ گری میں تاق شہرہ آفاق ہو برابر لڑے جاتا
 ہو ہر دانٹون کا جواب دیتا ہوا ہر پنج کا ٹوڑ کر تاسوا لڑ رہا ہو جہان پر پکڑ لاتا ہو گردن پر گھٹنہ رکھ کر گھٹنہ دیتا
 ہو ٹکڑا لہ دیتا ہو کہ سمیل کو اکٹنا و شد آ رہوتا ہو مگر اپنی زیادتی قوت سے نکلتا ہوتا ہو اہل لشکر جانین دیکھ رہے
 ہیں اور آپس کو رہے کہ آج تمام رات ہم لوگوں کو بھی یون ہی گزریگی و دون پہلوان زبردست ہیں
 دیکھتے خداوند کسکو فتیاب کرنے ہیں غرض تمام رات کشتی رہی آخر کار جلتہ رنگ کا دم بھر آیا ہانپنے لگا
 سمیل نے ایک جھٹکا دیا کہ جلتہ رنگ منہ کے بھل زمین پر آیا سمیل نے سواری کا دانٹون ڈال کر اس
 زور سے کسا کہ جلتہ رنگ کی ایک پسلی دوسری پسلی سے ٹکرائی آئین منہ کے راستے باہر نکل آئین تمام
 اہل لشکر دیکھ رہے ہیں سمیل نے دیکھا کہ جلتہ رنگ دم ٹوڑنے لگا ہٹ کر علیحدہ کھڑا ہوا اور صریلی شب جھنڈ
 روز کے غم میں دم ٹوڑنے لگی پہلوان ماہ تابان مع شاگردان انجم ہٹ کر اپنے قلعہ مغرب میں گیا ستارہ
 سحری آسمان پر چمکا نسیم سحری چلنے لگی صبح کی وردی کا دنا ہوا روح لیلی شب ٹکلی اُدھر جلتہ رنگ کا دم
 ٹکلیا اب وہ وقت آیا کہ آفتاب عالمتاب نے ظہور کیا تمام دن روشن منور ہوا سمیل نے رخت جنگ جسم پر
 آراستہ کیا گینڈے پر سوار ہو کر پھر میدان میں آکر لٹکارنے لگا اور آواز دی کہ او شہرنگ تیرا بھائی
 بڑا زبردست نامی گرافی پہلوان تھا دیکھا تو نے کہ ایک پشہ کی طرح سے میں نے مل ڈالا اب اگر تھکاو و عوی
 پہلوانی ہو تو تو پھر میرے مقابلے میں آگو و در در لڑتے ہوئے مگر ابھی تیرے مقابلے کو بہت ہون
 شہرنگ نے چاہا کہ اسی حالت زخم کاری میں میں بھی جا کر اپنے بھائی پر جان فدا کروں پس اور ایک
 پہلوان لشکر طومار شاہ سے مقابلے کو آیا شہرنگ ہٹا کر خود مقابلہ کیا سمیل نے اسکو بھی زخمی کیا
 پھر مبارز طلب کیا اور ایک پہلوان نکلا اسکو سمیل نے جان سے مارا اور ایک پہلوان نکلا وہ
 بھی زخمی ہوا و پھر تک چار پہلوانوں کو زخمی کیا اور دو کو جان سے مارا پس جب دوسرا پہلوان
 جو کہ قریب مذہبہ دن اور چار پھر رات میں اسکے ہاتھ سے مارا گیا طومار شاہ کو ہراس ہوا اور خیال
 کیا کہ یہ کیا ہوا کہ آج جو میدان میں گیا وہ زخمی ہوا یا جان سے مارا گیا کیا خداوند کچھ خفا ہو گئے یہ خیال
 دل میں کر کے سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا جو آسمان کے اسکے سر پر محیط تھا اور کہا کہ یا خداوند فرمایا
 کونسی ایسی خطا ہوئی ہو کہ آپ کے بندے ذلیل ہوئے اگر کوئی گناہ ہوا ہو تو معاف فرمائیے ملاحظہ
 فرمائیے کہ کس سردار نے زخمی ہوئے اور دو جان سے مارے گئے حریف ہم پر ہتھیار کرتے ہیں جلتہ رنگ
 کتنا بڑا پہلوان مارا گیا او خداوند تیری ذات عالم الغیب ہو تو ہر ایک کے دل کے حال سے واقف
 ہو یہ جو طومار شاہ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا کچھ صدا تو نہ آئی مگر ایک حرکت اس آسمان کو
 ہوئی اور ایک مرتبہ وہ آسمان شق ہوا ایک آفتاب اس نے پیدا ہوا اور اس پہلوان کے
 مقابلے میں اسکا عکس ہوا ایسی گرمی پیدا ہوئی کہ زمین سے شعلے نکلنے لگے حیوان و انسان لشکر
 ارب زنگ کے اور چترنگ کے بیقرار ہو گئے شدت پیاس لگی زبانیں نکل آئین منہ میں کانٹے
 پڑ گئے اُدھر عکس جو آفتاب کا سمیل پر پڑا اسکے سر سے دھواں نکلنے لگا ایک مرتبہ ایک شعلہ
 پیدا ہوا کہ اسکے جسم سے کہ وہ جلنے لگا اس آفتاب سے صدا آئی کہ تھنے دیکھا بڑا غضب کیونکہ میں نے
 اسکو جلا دیا یہ صدا اگر اور ایک مرتبہ وہ آفتاب طرف زمین کے آیا چند سردار و سوار لشکر ارب زنگ
 کے شدت پیاس سے بیقرار ہو کر بڑھ آئے تھے آئین گرا کہ وہ جلنے لگے اور غرق زمین ہو گیا لشکر
 طومار کے لوگ تو مجدے میں گرے اہل لشکر ارب زنگ و چترنگ نے دیکھا کہ یا تو وہ آفتاب غرق

زمین ہوا تھا یا یکایک اس آسمان پر جا کر چکا اور اسی آسمان میں پیمان ہو گیا اور پھر اسی طور سے
پہلوں کی بارش ہونے لگی اہل لشکر طومار شاہ نے یا نیر تابان و مہر درخشان لکڑی سے سر اٹھائے
وہ شدت غش و گرمی بھی ہر طرف ہوئی لشکر ارزننگ و چترنگ کے جو اس خمسہ جوش جہت میں پھرتے
ہوئے تھے جمع ہوئے سب کے ہوش درست ہوئے صفوں میں جو درجی واقع ہوئی تھی صف آرائی
انکو درست کیا جب پھر صف بندی ہو چکی ابھی کوئی دو پہر دن آیا تھا کہ یہ معرکہ پیش ہوا تھا پس چترنگ
نے پھر اپنے لشکر کی طرف دیکھا ایک پہلوان اور برائے مقابلہ میدان میں چترنگ سے اجازت لیکر
آیا مبارز طلب کیا لشکر آفتاب پرستان سے قیصر اور مخوار نے اپنا مرکب نکالا اور طومار شاہ وغیرہ
سے اجازت لیکر میدان کا قصد کیا نبرد گاہ میں پہونچ کر اس پہلوان سے مقابلہ کیا ایک ضرب تیغ میں اسکا
دوپار اکیا بس رسدنگ گئی چترنگ کے لشکر سے سوار نکلنے لگے جو مقابلے میں قیصر کے آیا
یا تو مارا گیا یا بوجھ ہوا تا شام قیصر نے دس پہلوان لشکر چترنگ کے زخمی کیے اور باغ کو جان سے
مارا کہ آفتاب عالم تاب بعد اظہار ہر طرف میدان کے راہی تھا غروب ہو گیا تاریکی شب نے اپنا
عمل شروع کیا پس ارزننگ نے حکم دیا کہ کوس باز گشت بجے فوراً طبل باز پر چوب پڑی دونوں لشکر
طرف فرو دگاہ کے چلے لشکر طومار شاہ میں کوس باز گشت بجا یا گیا طومار شاہ قیصر سے زر و
جو اہر نشان کرتا ہوا اپنے قیام گاہ پر واپس آیا اہل لشکر نے کمر کھولی سب تبدیل لباس کر کے بارگاہ میں
آئے وہ آسمان نیلگون تو اسی طور سے فطرت ہا کر وہ نور جاتار ہا یعنی وہ نور طرف شہر آفتاب نما کے
چلا گیا راوی نے بیان کیا ہو کہ وہاں برجیس نے بھی دربار برخواست کیا سب اپنے اپنے مکان کو
گئے راوی اس مقام پر خدمت ناظرین میں اتھاس کیے دیتا ہو کہ چترنگ لشکر ارزننگ و چترنگ سے
مقابلہ رہیگا اسی طور سے ہر روز برجیس سب کو قلعہ آفتاب نما و گنبد آفتاب تابان سے تماشا جنگ
دکھایا کریگا اور شام کو دربار برخواست کر کے محل میں جایا کریگا اب ہر روز کی حالت برجیس کھنے کی
ضرورت نہیں ہو کیونکہ طول ہوتا ہو اور طول آپ لوگوں کو پسند نہیں ہو دوسرے میں خود بھی طول سے
پرہیز کرتا ہوں یہی طریقہ تا اختتام جنگ برجیس کا رہیگا اور اسی طور سے نور جو کہ آسمان نیلگون میں
سے پیدا ہوتا ہو اور وقت شام طرف شہر کے چلا جاتا ہو صرف آسمان قایم رہتا ہو تا اختتام مقابلہ اسکا
بھی یہی طریقہ رہیگا ہر مرتبہ بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہو پس آدم بر سر مطلب طومار شاہ نے
تبدیل لباس کر کے بارگاہ میں آکر دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے حکم سانی کو دیا کہ سب کو جام و
شراب خواری ہونے لگی طائفے حاضر ہوئے ناچ شروع ہو گیا میلان طومار شاہ وغیرہ مع حاضرین
دربار کے شرا بخواری میں و ناچ و رنگ میں مصروف تھے وہاں چترنگ و ارزننگ جو میدان جنگ
سے طبل باز بجا کر فرو دگاہ پر واپس گئے ان دونوں نے بھی دربار کیا انکے بھی لشکر نے کمر کھولی سردار
لباس بدل کر حاضر دربار ہوئے ہرے رنگ کے یو و لون کا فرخا سر ارزننگ و چترنگ سر جھکا سے عام
سلوت میں بیٹھے رہے اور سوچا کیے کہ بڑا غضب ہو کہ اگر دو ایک سردار لشکر طومار شاہ کا زخمی ہو رہے
خواہ مارے گئے اور ہمارا سردار چکر لڑا تو آسمان سے آفتاب پیدا ہوا اُسے اسکو بھی حلا دیا اور
ساتھ سود و سو کی جان لی اسکی تدبیر کیا کیما سے یہی سوچا کیے جب کچھ خیال میں نہ آیا تو چترنگ نے سر
اٹھا کر کہا کہ بھائی صاحب آپ نے مقابلے کا حال ملاحظہ فرمایا کیا خرابی کی بات ہو کہ جب ہمارا سردار
جھکے مقابلہ کرتا ہو اور دو ایک کو قتل کرتا ہو باز زخمی اس آسمان پر سے آفتاب نکلتا ہو اسکا کیا

علاج کیا جاوے اور زنگ نے جواب دیا کہ میں خود اسی فکر میں مبتلا ہوں تھنے تو آج یہ رنگ دیکھا میں نے
ایسا ہون اور مقابلہ شروع ہوا ہوا اس دن سے یہی رنگ دیکھ رہا ہوں اسی کس نزارک کے لیے میں نے
اثر در جادو کو طلب کیا ہے کیونکہ یہ امر بخوبی ثابت ہو چکا ہے کہ یہ کارخانہ عر کا ہے پس کچھ خیال نہ کرو اثر در جادو
اور تمھاری معین و مددگار محروم جادو و غیرہ اس کا بندوبست کر لین گے چترنگ نے کہا جواب کی رائے ہو
یہ کمر خاموش ہو رہا اور زنگ بھی ساکت ہو رہا کچھ دیر گزر رہا تھا کہ سختگان نے کہا کہ یا خداوند کل مقابلہ
کرنے کا قصد نہیں ہے جو طبل جنگ کا حکم نہیں فرمایا اور زنگ نے جواب دیا کہ نہیں ضرور مقابلہ ہو گا اب
مقابلہ ہونا نہ رکھنا یہ کمر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ ہم کل میدان میں جا کر آفتاب پرستوں سے مقابلہ کرینگے
اپنے اپنا غضب نازل کرینگے سختگان یہ کلمہ سنکر مسکرایا اور کہا کہ آستانہ معاف آپ تو غضب نازل کرنے
رہ جائیے گا آپ پر اٹکا غضب نازل ہو گا جب سے آپ یہاں تشریف لائے ہیں اس وقت سے غضب
نازل کرتے ہیں مگر کچھ نہ ہو سکا ہمیشہ آپ کے والد بزرگوار و جد نامدار خدا پرستوں پر اپنا غضب نازل
فرماتے تھے کبھی سنگ سپاہ کرتے مگر ایک دن بھی نہ نازل فرمایا نہ ایک انکامو سے جسم کمر کے اسبط
سے آپ بھی فرماتے ہیں مگر کچھ بھی جو ہو سکے وہی زبردست رہیں گے یہ جو سختگان نے کہا اور زنگ بہت برہم
ہوا اور کہا او سختگان تو بہت گستاخ ہو گیا ہے مابعد ولت کی شان میں ایسے کلمے کہتا ہے دیکھ تیرے اور
نہ میرا غضب نازل ہو میں تیرا پاس کرتا ہوں اس خیال سے کہ تیرا دادا خداوند لقا کا بہت بڑا دوست تھا
اور انکی درگاہ کا شیطان تھا وہ اسکی کسی بات کا برا نہ مانتے تھے وہی انکے ساتھ ایسی باتیں کرتا تھا
اور تیرا باپ سختگان اور تیرے والد خداوند زمر و ثانی کے بہت بڑے مقرب تھے
انکے تقریر کرتے تھے زمر و ثانی بھی انکا پاس کرتے تھے پس میں بھی یہی خیال کرتا ہوں کہ اسکے بزرگ
میرے بزرگوں کے دوست تھے اور ساتھ انکے ہمیشہ رہتے اور آسمان پر انکے ہمراہ گئے پس میں بھی
اسکی کسی بات کا برا نہ مانوں کیونکہ اسکا طریقہ یہی ہے کہ اپنے بزرگوں کے قدم بقدم چلتا ہے مگر وہ لوگ
اس قدر بد تہذیب نہ تھے نہ ایسے کلمے کہتے تھے جیسے تو کہتا ہے میں اس وقت تیری خطا کو معاف کرتا ہوں
اب کبھی ایسی گستاخی نہ کرنا ورنہ تمھکو بہت بڑی سزا دینگا سختگان نے جواب دیا کہ آپ نے بڑی
مہربانی فرمائی کہ میری خطا معاف کی ورنہ بڑی خرابی ہوتی اب مجھے کسی وقت میں ایسی خطا نہ ہوگی
اب بھیر ثابت ہو گیا کہ آپ ضرور خدا ہیں کیونکہ خدا کا یہی طریقہ ہوتا ہے کہ جو کوئی اسکی خطا کرے
اسکو معاف کر دے اسکا عزم نہ لے وہ رحیم ہوتا ہے پس اب میں بھی کوئی کلمہ سخت نہ کہوں گا یہ کلمے
سختگان خاموش ہو رہا اور زنگ بھی اور طرف متوجہ ہوا پس اور زنگ نے جب طبل جنگ بجنے کا
دیا تھا تو ہر کارے لشکر طومار شاہ کے یہاں موجود تھے وہ یہ خبر لیکر طرف اپنے لشکر کے رہی ہو
تھے اور بموجب حکم اور زنگ طبل جنگ بجایا گیا سب اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہو گا سب سامان
درست کرنے لگے اپنے آلات حرب و ضرب کی تیاری میں مصروف ہوئے وہاں بارگاہ میں بعد اس
گفتگو کے اور زنگ نے یہ کمر چترنگ سے دربار برخواست کیا کہ کل میرے لشکر کے سردار مقابلہ
کرینگے اُنے جواب دیا کہ جو آپ کی مرضی پس دربار برخواست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر آئے چترنگ
اپنے نیچے میں آیا اور بعد تناول طعام ہمراہ نمود کے عیش میں مصروف ہوا یہاں لشکر بین طلاہ خیر نے
لگا اور زنگ بھی جا کر اپنے جے میں خواب مرگ میں مبتلا ہوا اور ہر کاروں نے جا کر طومار شاہ
کو خبر دی کہ لشکر اور زنگ میں کوس حربی بجایا ہے اور وہ کل پھر میدان میں آکر بندگان خداوند آفتاب

مقابلہ کر گیا باقی خیریت ہو طومار شاہ نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بجے ہم بھی کل میدان میں جا کر اس کے لشکر کو مثل آج کے شکست دینے کیلئے کوئی خون نہ اس سے ہونے اس کے لشکر سے کیونکہ ہم لوگ بندے ہیں خداوند آفتاب و برجیس کے اور ہم لوگ شیران میدان جنگ کے ہم ایسے رو باہ خصالوں و شغلات منبشوں سے نہیں ڈرتے ہیں یہ حکم دیکر دربار برخواست کیا یہاں بھی لقارہ نوازش میں آیا اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ صبح کو مقابلہ ہوگا سب درنگی آلات حرب و ضرب میں مصروف ہوئے طلایہ پھرنے لگا وہ رات و دنوں لشکر و ن کو سامان جنگ میں بسر ہوئی جب سحر ہوئی طومار شاہ اپنا لشکر لیکر میدان میں آیا اور ارزننگ و حترنگ اپنا لشکر لیکر میدان میں آئے صفین درست ہوئے انقبیوں نے لقابت کی اسطوریہ برجیس آکر تلے میں بیٹھا سب حاضر دربار ہوئے موافق کل کے متوجہ ہوئے شاہ جنگ میں اسی طور سے نور اس آسمان میں پیدا ہوا بارش گل ہونے لگی جب نقیب لقابت کر کے چلے گئے اسوقت تمام علم خاک پیکر دسگ پیکر جلوہ گری پر آئے ناظرین کو خیال رہے کہ لشکر ارزننگ کے علم خاک پیکر ہیں گوارزننگ و لقاد زمر دثانی کی بھی تصویریں آئینہ بنی ہیں اور لشکر حترنگ کے علم سگ پیکر آئینہ بھی حترنگ و لقاد وغیرہ کی تصویریں ہیں پس جب سب علم جلوہ گری میں آئے اس کے بعد لشکر ارزننگ سے مسمار تیقرن نے مرکب بڑھایا اور ارزننگ سے اجازت لیکر میدان میں آیا پہلے سراپا میدان کا دیکھا جب خود غرق عرق ہو گیا اور مرکب بھی پسینہ کر لایا تو باگ روک کر اپنا دم راست کیا لشکر طومار شاہ کی طرف رخ کیا کہ جسکو تھماے مرگ ہو میرے مقابلے کو نکلے یہ صدا دیتا تھا کہ قیصور آد مخوار طومار شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا ہم ٹکا دے اور قیصور نے اسکو گرد برد کر دیا بعد تگا ورنی کے نیزہ بازی ہوئی قیصور نیزہ بازی میں غالب آیا گرنہ بازی میں بھی غالب آیا تلوار کی نوبت آئی کوئی دس پندرہ ضرب کی رد و بدل ہوئی تھی کہ ایک مقام پر موقع پا کر جو قیصور نے تلوار لگائی تاد و ابرو اترا آئی مسمار نے داستانہ مارا تلوار تو سر سے ٹکائی چادر خون سر سے جاری ہوئی قیصور نے آواز دی کہ اسکو لے جاؤ اور کوئی میرے مقابلے کو آئے مسمار کا بھائی معمار گرنہ مارا ارزننگ سے اجازت لیکر آیا وہ بھی ہاتھ سے قیصور کے زخمی ہوا اب تو پہلوان نکلنے لگے اور زخمی ہونے لگے دو ایک کے قیصور آد مخوار نے جان سے مارا تین پہر دن اسی طور سے گذرا کہ قیصور نے اس عرصے میں پندرہ پہلوان تو بروج کیے اور تین جان سے مارے ارزننگ نے قصد کیا تھا کہ طبل باز بچا دے مگر نیزنگ تیر انداز داسنی طرف کی صف سے اپنے مرکب کو جو لان کر کے رو بردار ارزننگ کے آیا اور اجازت لیکر میدان میں پہونچا اور قیصور سے مقابلہ کیا گرنہ چلا نیزہ بازی میں دونوں برابر رہے تلوار کی نوبت آئی پچاس ضرب کی رد و بدل ہوئی ایک مقام پر قیصور کے مرکب نے سکندری لگائی یہ اس جھونک میں چلا اور مرکب کو سنبھالنے لگا کہ خود سر پر سے گر گیا نیزنگ نے اسوقت کو غنیمت خیال کر کے ضرب لگائی کہ تاد و ابرو قیصور کے تلوار سر میں در آئی اسے برجم ہو کر داستان مارا تلوار تو جتنا کہ سر سے نکل گئی اسنے قصد کیا کہ میں بھی حریف پر وار کر دوں مگر چادر خون جو سر سے جاری ہوئی اسکو بسبب خون کے جاری ہونے کے ضعف طاری ہوا اور غش آگیا پس نیزنگ نے قصد کیا کہ سر کاٹ لوں کہ ایک سردار نے جو یہ حال دیکھا فوراً اپنا مرکب دوڑا کر بدون اجازت طومار شاہ نیزنگ سے آکر مقابلہ کیا اور کہا کہ اونا مرد کوئی مجروح پر ہاتھ ڈالتا ہو نیزنگ نے کہا تو مقابلہ کر جواب دیا کہ میں موجود ہوں یہ ککر قیصور آد مخوار کو واپس کیا اور آپ اسکا منظر کیا

اُس نے کہا کہ تلوار برسوں کی قصہ ایک دم سین پاک کرتی ہو نیزہ بازی وغیرہ فضول ہو اور ایک کو مین تلوار سے مجروح بھی کر چکا ہوں یہ تم لوگوں کا خون کبھی جاٹ چکی ہو پس تلوار سی سے مقابلہ بہتر ہو اُس نے جواب دیا کہ اس تقریر فضول سے کیا حاصل ہو حربہ کر یہ مقام جنگ ہو نہ جاے گفتگو یہ سنتا تھا کہ نیرنگ نے تلوار کا وار کیا اُس سردار نے اُسکو روک دیا اور ہم چلنے لگے جبکہ قیصور الیسا پہلوان اس کے ہاتھ سے مجروح ہوا تو اُسکی کیا اصل ہو جو اُسکے تھوڑی ہی دیر میں یہ بھی مجروح ہوا زخم کاری لگے اُس نے پھر قصد کیا تھا کہ اسکا سر کاٹ لوں کہ ایک اور پہلوان طومار شاہ سے اجازت میں ان لیکر آیا اُسکو واپس کیا اُس نے نیرنگ سے مقابلہ کیا یہ بھی زخمی ہوا اور ایک پہلوان آیا وہ نیرنگ کے ہاتھ سے مارا گیا رادی نے بیان کیا ہو کہ چند سردار لشکر ارننگ کے نیرنگ کی جنگ کا تماشا دیکھنے لگے اور صف سے ہر دو آتھے اُسکا دل بڑھا رہے تھے جب نیرنگ نے ایک پہلوان کو جان سے مارا اور قہار گزر باز طومار شاہ سے اجازت لیکر اُسکے مقابلے کو چلا اب کوئی تھوڑا سا دن باقی ہو آفتاب غروب ہونے کو ہو جا جا دھوپ ہو رنگت دھوپ کی زد و مہو چلی ہو ارننگ نے ابھی طبل نہیں بجوایا ہو گو اُسکا قصد پہلے بھی ہوا تھا جب کئی سردار مارے گئے تھے مگر نیرنگ نے نکل کر اُسکے قصد کو منسوخ کر دیا تھا اب اُس نے پھر قصد کیا تھا کہ مین طبل باز بجا دوں کیونکہ میری فتح ہو اور میرا پہلوان غالب آیا ہو مگر قہار کے نکلنے سے کہ وہ لشکر طومار شاہ سے نیرنگ کے مقابلے کو نکلا اُس نے طبل نہیں بجوایا کہ نیرنگ اُسکو بھی زخمی یا قتل کر لے تو پھر بجاؤں یہ تو یہ خیال اپنے دل میں کر رہا ہو اور قہار چلا آتا ہو کہ طومار شاہ نے طرف آسمان کے سر اٹھا کر کہا کہ یا خداوند جلد کمک فرمائیے اور قہار کو اس کا فرہر غالب فرمائیے اُس نے بہت بدعت کی ہو یہ طومار شاہ کا کہنا تھا کہ ایک مرتبہ آسمان کو حرکت ہوئی اور شوق ہو گیا آفتاب نکل آیا جیسے اُسکا عکس نیرنگ پر پڑا یہ معلوم ہوا کہ کسی نے آگ مین ڈال دیا اور دھواں سر سے نکلنے لگا تھوڑے عرصے کے بعد شعلہ خود بخود جسم سے پیدا ہوا کہ مثل سیرم خشک کے نیرنگ جلنے لگا اور وہ آفتاب اُس آسمان سے جدا ہوا اور ٹٹک کر اُن سرداروں پر گر کر کہ وہ بھی نکل اُسکے جلنے لگے وہ آفتاب اُن سب کو جلا کر بلند ہو گیا اور آسمان پر جا کر غروب ہو گیا یہ حال جو قہار نے دیکھا یا تو طرف میدان کے جاتا تھا یا اُسی مقام پر بٹھ گیا اور ارننگ وغیرہ کو حیرت ہوئی اور بہت افسوس کیا نیرنگ اور اُن سرداروں کا جو انکہ شام ہو گئی تھی دوسرے ارننگ کئی مرتبہ طبل باز بجو اُسے کا قصد بھی کر چکا تھا پس اُس نے حکم دیا کہ طبل باز بجے تقاریر پر چوب پڑی صد اُسے طبل باز اُسکے طومار شاہ نے بھی طبل باز بجوایا پس دونوں لشکر طرف قیام گاہ کے واپس ہوئے طومار شاہ قہار کو لیکر اپنے مقام کے اوپر واپس آیا اور ارننگ و ارننگ مغموم و محزون واپس گئے دونوں لشکر دن کے سواروں و پیدلوں نے کمر کھولی بادشاہوں نے دربار کیا سردار لباس تبدیل کر کے حاضر دربار ہوئے یہاں بارگاہ طومار شاہ مین تاج و رنگ و شراب خواری چوٹی لگی اور ارننگ نے بعد آراستہ ہونے دربار کے بسلامت چترنگ و سنگان حکم دیا کہ بجے طبل جنگ چترنگ نے کہا کہ بھائی صاحب کل میرے لشکر کے سرداروں کے مقابلہ کرنے کی باری ہو ارننگ نے کہا کہ جو مختاری برائے ہو خیر تمہارے ہی لشکر کے سردار مقابلہ کریں کیا نقصان ہو یہ کہہ کر دربار برخواست ہونے کا حکم دیا سب اپنے مقام پر گئے جب چترنگ اپنی بارگاہ مین آیا مٹھوونے پوچھا کہ آج کسے لشکر نے مقابلہ کیا چترنگ نے کہا کہ ارننگ کے لشکر نے مٹھوونے

کہا کہ کیا ہوا چترنگ نے جو ابدیا کہ آفتاب پرست غالب آئے اور کیا ہوا اسی طور سے آفتاب نے نکل کر
جلادیا تو دے کہ آفتاب جادو بہت بڑا ساحر زبردست ہو خیر دیکھا جائیگا چترنگ نے کہا کہ کل
سیرے لشکر کی باری ہو محمود یہ سنکے خاموش ہو رہی اور لب چترنگ کے ہوسے نیسے لگی چترنگ کو بھی
بے خودی طاری ہوئی باہم عیش ہونے لگے ارزننگ اپنے پیچھے میں گیا اور خواب مرگ میں مبتلا ہوا
ادھر طومار شاہ کو ہر کاروں نے خبر دی کہ لشکر حریف میں طبل جنگ بجا ہو طومار شاہ نے بھی کوس حربی
کے بجٹے کا حکم دیا میدان بھی نقارہ رزمی گڑگڑایا رات بھر دونوں لشکر دن میں طبل جنگ بجا کیا طلائی
پھر اکیا صبح کو ارزننگ و چترنگ دونوں اپنے اپنے مقام پر خواب مرگ سے بیدار ہوئے جیون سے
نکلے لشکر لیکر میدان میں آئے ادھر سے طومار شاہ لشکر لیکر پہونچا صف آرائی ہوئی حسب دستور تقیون
نے نکل کر نقابت کی آج لشکر چترنگ سے مرید تیعقرن نکلا میدان میں آیا حسب اجازت ارزننگ و چترنگ
مبارز طلب کیا قیما رگز ربا رطلومار شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا باہم تگاور چلی نیزے کی توت
آئی نیزے بیکار ہوئے گرز چلتے لگا قیما رنے جو ددستی گرز مارا مرید پہونچا خاک ہو گیا استخوان کا نشان
بھی نہ باقی رہا کہ کیا ہوئے قیما رنے مبارز طلب کیا اور ایک پہلوان نکلا اسکو بھی آئے گرز سے ہلاک
کیا پھر مبارز طلب کیا اور ایک پہلوان نکلا وہ بھی ہلاک ہوا پھر مبارز طلب کیا اور ایک پہلوان آیا
اسپر جو گرز کا وار کیا اسکا شانہ اتر گیا اسکو آئے یہ کھڑا پس کیا کہ کسی اور کو میرے مقابلے کے لیے
بھیج دے میں تجھے مقابلہ نہ کروں گا کیونکہ تو مجروح ہو گیا ہو پس وہ واپس گیا اور پہلوان آیا وہ بھی اسکی ضرب
گرز سے مجروح ہوا تادو پیر اسے سات پہلوان گرز سے زخمی کیے اور تین جان سے مارے یہ حال دیکھ کر
شدید تر زرن چترنگ و ارزننگ سے اجازت لیکر اور مرکب کو جولان کر کے قیما ر کے مقابلے کو
آیا آئے ہی بدون کچھ کے سے تیر کا وار کیا قیما ر کا شانہ زخمی ہوا مگر قیما ر نے جرات کر کے گرز کا وار کیا
اسنے خالی دیا اور پھر تیر کا وار کیا کہ سر قیما ر کا مجروح ہوا یہ حال دیکھ کر اور ایک سردار نے نکل کر مقابلہ
کیا وہ بھی اسنے تیر سے مجروح ہوا اور ایک سردار نے مقابلہ کیا وہ جان سے مارا گیا پس طومار شاہ نے
آسمان کی طرف دیکھ کر کہا کہ یا خداوند آپ کے بندے مجروح ہوتے ہیں انکی خبر لیجیے پس یہ کہنا تھا کہ آسمان
شق ہوا دوسرا آفتاب نکلا ایک آفتاب تو نکلا ہوا تھا یعنی آفتاب اصلی اسکا ظاہر ہونا تھا اور عکس
شدید پر پڑتا تھا کہ اسنے سر سے شعلے نکلے اور وہ چلتے لگا آفتاب گڑگڑا کر زمین پر آیا اور اسپر گرا کہ وہ
خاک سیاہ ہو گیا جگہ صدا آئی کہ ہم اسی طور سے سب کو جلا دینگے پس پھر بلند ہو گیا اور آسمان میں جا کر
پہنان ہو گیا ارزننگ و چترنگ کو غیہ کے ہوش جاتے رہے مگر ایسے بخت سخت ہیں کہ ہوش جاتے رہے
لیکن لشکر لیکر واپس نہ گئے چترنگ نے اشارہ کیا کہ ایک سردار اور براسے مقابلہ ہر اجازت چترنگ
میدان میں آیا مبارز طلب کیا ادھر سے سردار نکلے مقابلہ ہونے لگا سردار چترنگ نے اس پہلوان کو
زخمی کیا ادھر سے اور ایک پہلوان گیا وہ بھی زخمی ہوا اسکا زخمی ہونا تھا کہ پھر سر اٹھا کر طومار نے فریاد
کی پس آسمان شق ہوا آفتاب ظاہر ہوا کہ اس سردار پر گرا اسکو جلا کر خاک کر دیا اسی طور سے
بلند ہو کر آسمان میں گیا اور پہنان ہو گیا یہ دیکھ کر ارزننگ و چترنگ کے حواس جاتے رہے ارزننگ
نے اثر در جادو کی طرف دیکھا اور کہا کہ آستانہ اسکی کوئی تدبیر فرمائیے اثر در نے جو ابدیا کہ آج آپ
لشکر کے مقابلے کا دن نہیں ہو جو میں تدبیر کروں ان اگر آپ کے لشکر کے سردار مقابلے کو جاتے
تو میں ضرور تدبیر کرتا چترنگ سے فرمایا کہ وہ اسکا تدارک بذریعہ اپنے دیکاروں کے کریں کیا

خاموش ہیں یہ جو اثر در نے کہا ارزنگ نے چرتنگ کی طرف دیکھا اور کہا کہ سنا تھے استاد نے کیا جہاں
اسکا بند و بست جلدی کرنا ضرور ہو کہانتنگ اپنی لشکر کو قتل کرایا جاے چرتنگ نے یہ سنے طرف اس
ابر کے دیکھا اور کہا کہ سنا آپ نے کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں او میرے فرشتگان عذاب اس ابر سوسنی رنگ
سے صدا آئی کہ او خداوند چرتنگ اب یہ جواب دیجیے کہ اس وقت تو تدارک ہو نہیں سکتا ہو ہاں اگر کل کی
بھی میدان داری ہمیں توگ کریں تو اسکا بند و بست ہو پس یہی امر چرتنگ نے ارزنگ سے کہا
ارزنگ نے سختگان واسلم و دیلم و قمر ماسب و اثر در کی طرف دیکھا سب نے کہا کہ کیا مضائقہ ہو
گو خلافت عہد ہو مگر جبکہ وہ اور ہم ایک ہیں تو کوئی نقصان نہیں ہو کل کی بھی میدان داری سرداران چرتنگ
کریں ارزنگ نے چرتنگ سے کہا کہ کیا نقصان ہو اگر یہی مرضی ہو تو شوق سے کل کی بھی میدان داری کو
تمھارے لشکر کے سردار کریں ہاں اپنے مطلب سے کام ہو ان لوگوں کو شکست دینے سے غرض ہو
یہ لکھ ارزنگ خاموش ہو رہا و نیز چرتنگ بھی راوی نے بیان کیا ہو کہ ابھی کوئی دوپہر دن باقی تھا
کہ یہ سردار آفتاب سے جھلک خاک ہوا تھا اور طبل باز بھی لشکروں میں نہیں بجا تھا کہ لشکر واپس جاتے
اسی طور سے لشکر و دونوں طرف کے میدان میں نصف آراہین نہادھر سے کوئی نکلتا ہو نہادھر سے
نہ طبل باز بجاتا ہو سختگان نے جو یہ رنگ دیکھا تو چرتنگ سے کہا کہ کیا کوئی اب آپ کے لشکر سے برا
مقابلہ نہ جائیگا ایک ہی سردار کے مارے جانے سے آپ کے لشکر کا دل ٹوٹ گیا آپ کس برتن پر
آئے یہ کیسے آپ کے لشکر کے بودے سردار ہیں جین کی بات ہو کہ آپ ایسا بودا لشکر لیکر براے
مقابلہ تشریف لاتے تھے یا تو صاحب کسی کو براے مقابلہ روانہ فرمائیے یا خداوند سے کیسے کہ وہ
طبل باز جو ادین گو موقع تو نہیں ہو یہ کہانتنگ ہو گا کہ لشکر بیکار صفت آمد میدان میں رہیں پس معلوم
ہوا کہ آپ کے لشکر میں کسی کا دل نہیں ہو نہ کوئی بہادر ہو سب بزدل ہیں جسکے آپ شریک نہوں اٹکا
لشکر بھی آپ کے لشکر کا طریقہ دیکھ کر بزدل ہو جائے اسکی بھی ابر و حاسے بے عزتی ہو سردار میدان وہ
ذلت پائے یہ جو تقریر سختگان نے چرتنگ سے کی اور بغیر دلائل کیسے تانا پس چرتنگ کو حمیت
آگئی اور اپنے لشکر کی صف کی طرف دیکھا ایک سردار رشک رستم و اسفندیار اسے ترا سوار کو صف
سے نکال کر دوہر و چرتنگ کے آیا اور اجازت لیکر قصد میدان میں جانے کا کیا کہ سختگان نے کہا کہ کیا
اپنا نام بتا دو تاکہ تمھارے نام سے آگاہ ہوں کیونکہ مجھ کو یہ امر معلوم ہو کہ تم اب میدان میں جا کے
نرمہ نہ واپس آؤ گے یا کسی سردار کے ہاتھ سے مارے جاؤ گے اور اگر ایسا نہ ہوا اور تم غالب
آئے تو وہ آفتاب تھو جلا دیگا بس نام مجھ کو معلوم ہو جائے تو میں وہی نام لیکر تمھاری ماتماری
کروں اسے تیوری پر بل ڈال کر کہا کہ کیا کلام بد شکونی زبان سے نکالتے ہو اور برہم ہو کر کہا کہ میرا
نام منصور تیغ باز ہو مجھ کو کیا کوئی قتل کر گیا ہاں اس امر سے ناچار ہوں کہ سحر سے بس نہیں چلیگا
شاید آفتاب سے جل جاؤں سختگان نے کہا کہ بھائی منصور آفتاب سے بچنے کی ہم تھو تدبیر بتائیں
اگر تم اسپر عمل کرو اس تدبیر کو سنے تم یہ ضرور کہو گے کہ یہ میری مردی و بہادری و دلادری کے بالکل
خلافت ہو کیونکہ تمھارے رخ سے جرات آشکار ہو مجھ کو تمھارے حال پر بڑا افسوس ہو کہ تم ایسا
پہلو ان زبردست یوں ضائع ہو کہ جسکا کچھ سرد یا توں نہیں بے بس ہو کر مر و مقام افسوس ہو
بھائی بس انسان کو لازم ہو کہ اپنی جان کی حفاظت کرے اور اسکو جہانتنگ ممکن ہو جائے کسی کے
ہاتھ سے مرنا خواہ تلو اور سے قتل ہو نا اس میں نام ہو مگر اسطور سے جھلک مرنے میں کوئی نام نہیں ہو؟

ابن جوین تدبیر بتا ہوں اگر تم نے اس پر عمل کیا تو اس قدر لوگ ہلکے کہیں گے کہ جان کے خوف سے بھاگ گیا
 تم کسی بہادر کے روبرو سے نہیں بھاگو گے بلکہ ایک بلا سے ناگمانی سے کہ جس کا تم دفعہ نہیں کر سکتے
 ہو اس کے دفع کرنے میں ناچار و مجبور ہو منصور نے جو یہ تقریر سنی جواب دیا کہ جلد بیان کرو کہ وہ کیا تدبیر ہے
 اس تقریر پر بیجا سے کیا حصول ہو بیکار وقت ضائع کرتے ہو سختگان نے جواب دیا کہ میرا منشا یہ ہے
 کہ جو کھڑی تم یہاں ہو وہ چلا اور میں لکھو دیکھتا ہوں کہ خوب جی بھر کر دیکھ لوں پھر تم کہان اور میں کہان
 تم مردوں میں شامل ہو گے اور میں زندوں میں ہونگا بھلا زندوں میں مردوں کا کیا کام اور مردوں میں
 زندوں کا کیا کام اس نے کہا کہ تو تو یوں ہی ہو وہ تقریر کیا کر گیا میں جانتا ہوں سختگان نے کہا کہ بھائی
 بھلے تھے از حد محبت ہو رہے تھے وہ تدبیر بیان کرتا ہوں وہ تدبیر یہ ہے کہ اگر تم کسی پہلوان کے
 ہاتھ سے زخمی ہوے تو واپس آؤ گے اگر مارے گئے تو بڑا نام ہوا اور شاید تم نے دو ایک پہلوان
 اس لشکر کے خروج کیے یا قتل کیے اور تمھاری ظفر ہوئی تو تم یہ خیال رکھنا کہ جب طومار شاہ آسمان
 کی طرف سر اٹھا کر فریاد کرے اور آسمان کو حرکت ہو اور شفق ہو اور آفتاب نکلے تو فوراً مرکب کی
 باگ پھیر کر اپنے لشکر کی طرف چلے آنا یوں اپنی جان بچانا کوئی پس و پیش نہ کرنا اس میں تمھارے لیے
 کوئی قناعت نہیں ہو کیونکہ تم اپنی جان کی حفاظت کر دے بلا سے اور کوئی ٹھکانہ نہ کر لیا اگر کوئی اور
 اعتراض کرے تو یہ جواب دینا کہ میں نے جان کی حفاظت کی اور سپاہی کے چھتیس فن میں جس فن سے
 چاہا اپنی جان بچائی اور میں کسی سردار یا پہلوان کے روبرو سے نہیں فرار ہوا بلکہ ایک بلا سے
 کہ جس سے کچھ بس نہیں چلتا ہی بھاگ کر اپنی جان بچائی بروقت یہ جواب دو گے تو پھر کوئی اعتراض
 نہ کر لیا اگر تم نے میری اس تدبیر پر عمل کیا تو جان بچی ورنہ مردہ ہو ہو بھلو تو تمھاری طرف سے ناامیدی ہے
 چرتنگ شاہ تو تمھارے ہاتھ سے کھو چکے ہیں یہ تدبیر ہے جو کہ میں نے بیان کی منصور نے جواب دیا
 کہ یہ تو مجھے نہ ہو گا چاہے جان جائے چاہے رہے میں تو میدان سے نہ بھاگوں گا سختگان نے کہا
 کہ میں پہلے ہی جانتا تھا کہ میرا کتنا بیکار ہو یہ نہ مانیں گے مگر پھر میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ تم
 اپنی نیکی سے باز آؤ اور اپنا حق ملاقات ادا کرو انکو اختیار ہو خیر جاؤ ٹھکرو سپرد خداوند لقار
 زمر و ثانی کیا یہ لکھو اور سر پر سے زیندہ اتار کر یوں دعا مانگنے لگا کہ اے خداوند لقار زمر و ثانی آپ
 منصور کو اپنے پاس نہ طلب فرمائیے گا بھلو اس سے بہت محبت دانس ہو میں آپ کا بندہ خاص ہوں
 آپ سے بہت التماس کرتا ہوں میری اس وقت کی دعا کو سماعت فرما کر قبول فرمائیے کیونکہ آپ مجھے
 رحم میں میرے حال پر رحم فرمائیے یہ آپ کا ایک ادنیٰ سی رحم تھا کہ خواجہ عمر و بن امیہ ضمری سے
 جب کہ آپ سیال میں قیلول پر خدائی کرتے تھے عالم خواب میں مبتلا تھے آپ کی ریش مبارک
 پر پیشاب ٹپک کے موتیوں کے لالچ میں آپ کی ریش کو مونڈ لیا اور آپ کو خبر نہ ہوئی جب جمع ہو
 آپ کو معلوم ہوا تو کوئی آپ نے اس بندہ گستاخ سے اس خطا کا عزم نہ لیا بلکہ وہ موتی منع رہے
 اسکو معاف کر دیے گو وہ بندہ مغضوب تھا اس پر آپ نے رحم کیا اور میں بندہ خاص ہوں میں نے
 کبھی کوئی خطا نہیں کی ہے لیکن ہوں بھلو یقین ہو کہ آپ ضرور میری خطا کو معاف کرئیے اور میری
 دعا قبول کرئیے اور اسی طرح سے بہت سے رحم آپ نے فرمائے ہیں کہ جنکا ذکر بیکار ہو سب پر
 ظاہر ہو کہ آپ کی بیٹیاں اور بیویں ہمراہ خدا پرستوں کے نکل گئیں اور ان کے ساتھ مزے کرنے لگیں
 مگر آپ نے کچھ خیال نہ کیا انکی خطا میں مجتہدین نہ آپراپنا غضب نازل کیا نہ خدا پرستوں پر انکی ذات

ایسی رحیم ہوئے دعا کر کے رقبہ سر پر رکھا اور اپنے مقام پر بیٹھ گیا سختگان کے ان کلمات سے گو چترنگ
 وار زنگ کو بہت غصہ آیا مگر یہ خیال کر کے کہ یہ سحر ہے کچھ نہ کہا مگر جو جو سردار و افسر و پہلوان قریب تھے
 وہ منہ پر رد مال رکھ کر بیٹھے اور باہم اشاروں میں کہا کہ کیا حرازا وہ اور چرب زبان ہے کیسے
 کلمے کہ گیا مگر اسکا کوئی کچھ نہ کر سکا و بہت بڑے عزیز لقا کے موجود تھے کچھ نہ بنا سکے سوائے خاموشی
 کے یہ لوگ تو باہم اشاروں میں یہ تقریر کر رہے ہیں اور منصور سختگان کی تقریر سنتا ہوا ہنستا ہوا
 مرکب کو اٹھاے ہوئے طرف میدان کے چلا جاتا تھا دل میں خیال کرتا جاتا تھا کہ سختگان نے تیر
 تو اچھی بتائی ہو اس بلا سے جان بچانے کی دراصل کوئی اعتراض نہیں کر سکتا ہو اگر کرے بھی تو بہت
 سے جواب ہیں یہ باتیں دل میں کرتا ہوا اور خیال کرتا ہوا کہ جب وہ موقع آئیگا دیکھا جائے گا
 میدان میں پہونچا پہلے خوب سراپا میدان کا دیکھا یا جب خود بھی اندر سر تا پا دریا سے عرق میں غرق
 ہو گیا اور مرکب بھی بس نیزے کو زمین میں گاڑ کر اور مرکب کی باگ روک کر دم راست کیا پس
 جسوقت پسینہ خشک ہو گیا لشکر آفتاب پرستوں کی جانب دیکھ کر صدا دی کہ جسکو تھلاے مرگ ہو
 وہ میرے مقابلے کو آئے وہ لوگ تو اس انتظار میں تھے کہ کوئی نکلے میدان میں آکر مقابلہ کرے
 یہ صدا سنتے ہی بائیں طرف سے ایک پہلوان نے مرکب نکالا طومار شاہ سے اجازت لیکر میدان
 میں آیا ہم نکلا اور ہوا منصور کا مرکب کوئی دو قدم اسکا مرکب پارخ قدم پسپا ہوا دونوں مرکبوں کو
 مسلک ہم مقابل ہوئے نیزہ بازی ہونے لگی منصور نے نیزے کو اسکی کمر میں بند کر کے تاش زمین
 سے اٹھایا اور زمین پر مارا کہ اسکی استخوان ریزہ ریزہ ہو گئے ترقی گرد کا اٹھا کر جسے اسکو پوشیدہ
 کر لیا اس تاریکی میں اکی روح نایاک خاک کے پردے میں طرف دوزخ کے رہا ہی ہوئے یہ جرأت
 دیکھ کر لشکر چترنگ وار زنگ میں ایک شور حسین و آفرین بلند ہوا سب لشکر کے علم جلوہ گری
 میں آئے سختگان نے رقبہ اپنا طرف آسمان کے اچھا لالا اور بہت خوش ہوا کہا کہ واہ کیا جرأت
 کی ہو مگر اسکی خبر نہیں ہو اسکو آفتاب مزد ر جلاد یگا یہاں سختگان تو یہ تقریر کر رہا ہو اور منصور
 نے مبارز طلب کیا اور ایک پہلوان نکلا طومار شاہ سے اجازت لیکر اور مقابلہ کیا اسکو بھی
 منصور نے مثل اسکی پیوند زمین کیا ابکی مرتبہ اس مرتبہ سے زیادہ شور و غل ہوا اور سب نے
 تفریق کی پھر اسے مبارز طلب کیا اور ایک پہلوان نکلا بہ اجازت طومار شاہ اس کے اسے
 نیزہ بازی ہوئی کوئی کار برداری نہ ہوئی تلوار کی نوبت آئی وہ منصور کے ہاتھ سے مجروح ہو
 اور ایک پہلوان نکلا اسے مبارز طلب کرنے پر طومار سے اجازت لیکر آیا تھا وہ بھی مجروح ہوا
 اور ایک پہلوان نکلا وہ جان سے مارا گیا اب جو منصور تلوار لیے ہوئے مثل شیر غضبناک کے
 جھوم رہا ہو اور مبارز طلب کر رہا ہو حالت یہ ہو کہ جو کوئی مقابلے کو آیا تو مجروح ہوا یا مارا گیا
 تلوار سے خون ٹپک رہا ہو ار زنگ و چترنگ خوش ہو رہے ہیں چہرہ وں پر آثار سرور ظاہر ہیں
 مگر سختگان کہتا ہے کہ یہ مقام ابھی خوشی کا نہیں ہو میں تو اسوقت خوش ہونگا کہ جب یہ زندہ واپس
 آئیگا آفتاب نہ جلایگا مجھکو تو مایوسی ہو اسکی جان کی خداوند خیر کریں کیونکہ اسنے کئی سردار مارے
 اور بہت سے مجروح کیے ہیں اب کچھ ہی عرصہ ہو کہ طومار شاہ فریاد کرے میں نے جو تدبیر بتائی اگر
 وہ تدبیر کریگا تو ضرور جان بچیکی ورنہ مشکل ہو یہاں یہ تقریر ہو رہی ہو ار زنگ و چترنگ یہ جواب
 دے رہے ہیں کہ تو ہمیشہ سے ہماری رائے جانتا ہو ہمارے روبرو ایسے کلمے زبان پر نہ لایا کر

و ہاں منصور مقابلہ کر رہا ہوا دی نے بیان کیا، کہ جب کوئی ایک گھنٹہ دن باقی رہا اور منصور نے دیکھا
 سے اس وقت تک دس پہلوان مجروح کیے اور چار جان سے مارے نوبت یہ ہو کہ جو گیا مجروح ہو کر آتا
 اب طومار شاہ کو تاب نہ رہی ایک مرتبہ تاج اُتار کر اور ہاتھوں پر رکھ کر سر کو بلند کر کے ہاتھ صرف آسمان
 کے اونچے کر کے یوں فریاد کرنے لگا کہ یا خداوند درخشان مہر تابان و آفتاب دوستان و اہل نام
 خداوند یعنی فرزند خداوند بر جیس ان بندوں کے کو لہذا ایسا تصور ہوا کہ آپ دونوں صاحبِ خفا
 ہو گئے ہیں اور یہ عتاب ہی یوں اپنے بندگان خاص کو حریف کے ہاتھ سے ذلیل کر اتے ہیں آج جو
 میدان میں گیا یا مجروح ہوا یا مارا گیا اگر یہی عتاب ہو تو آپ خود اپنا عذاب نازل فرمائیے آپ کے
 ہاتھ سے ذلت گوارہ ہو جائے ذلیل کر ایسے بہتر ہو گا کہ ایک مرتبہ ہم سب کو اپنے عذاب سے قتل
 فرمائیے کیونکہ جسے دشمنوں کی خوشی نہیں دیکھی جاتی ہو وہ ہلکے دیکھ دیکھ کر جیتے ہیں آپ کے بندے
 ہم ہو کر یوں لوگ ہمیں نہیں اور طعنہ زنی کریں جلد لگ فرمائیے اس مرتبہ کے زور کو دھائیے یوں
 جو طومار نے فریاد کی ایک مرتبہ آسمان کو بہت شرت سے حرکت ہوئی زمین کو زلزلہ سا ہوا صد
 مہیب آئی کہ کیوں گھبراتا ہو ہم اس پر اپنا عذاب نازل کرتے ہیں ہلکے سب امر کی خبر ہو ہم اپنے بندوں
 غافل نہیں ہیں صرف از رنگ و چہرنگ کی خدائی کا تاشہ دیکھتے ہیں اور انکے خوش کرنے کو اپنے
 بندوں کو انکے سرداروں کے ہاتھ سے قتل کرتے ہیں ورنہ ہمارے بندوں کو کوئی جگہ نہ رہی
 دیکھ سکتا ہو تم لوگ اطمینان رکھو کہ جس قدر بندے اس مقابلے میں ان لوگوں کے ہاتھ سے مارے گئے
 ہیں بلکہ اتنے زیادہ برادر جہنم و لادت اپنے فرزند کے جسد انکی ولادت کا جشن ہوتا ہو اور سب
 بندگان ہماری دعوت کھانے آتے ہیں پیدا کرینگے بننے یہاں انکے بڑے مرتبے کیے ہیں یہ لوگ
 یہ لوگ یہاں بہت خوش ہیں تو تاج کو سر پر رکھ میں اپنا عذاب نازل کرتا ہوں بلکہ اس کے ہمراہ اور دین
 بھی یہ جو صد آئی پس سب اہل لشکر مع طومار شاہ و سرشار شاہ و غیرہ کے کانپ کر گئے اور یا خداوند
 کھڑے سجود کو خم ہو گئے یہ صد از رنگ و چہرنگ و سختگان و کل لشکر نے سنی سختگان نے تو اس وقت
 چکار کر منصور کے کہا تھا کہ جب طومار شاہ نے تاج اُتار کر فریاد کرنا شروع کی تھی کہ او پہلوان جہان
 دیکھو میرے کئے پر عمل کرو اور اپنی جان بچاؤ اب بلا نازل ہوتی ہو طومار شاہ نے فریاد کرنا شروع
 کی ہو کوئی دم میں آسمان شق ہوتا ہو اور آفتاب ظاہر ہوتا ہو اور تم جلتے ہو مگر منصور نے کچھ خیال کیا
 کہ یہ کیا بکثرت ہو گئے اپنے دل میں یہ مصمم قصد کر لیا تھا کہ ادھر آسمان شق ہوا اور آفتاب ظاہر ہوا اس
 میں نے مرکب کو بھگایا اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہو خوب سختگان نے جان بچانے کی تدبیر بتائی ہو
 ضرور میں اسکی تدبیر پر عمل کرونگا یہ اس انتظار میں کھڑا ہوا تھا کہ آفتاب ظاہر ہو کہ میں بھاگوں کہ وہ
 صد آئی اُسے بھی سنی ادھر سختگان اپنا منہ پیٹ رہا تھا کہ افسوس میرے کئے پر عمل نہیں کرتے ہیں
 نہ معلوم انکو کیا خیال ہو اپنی جان بچائیں از رنگ و چہرنگ سے کہ رہا تھا کہ یہ میرے سنن ناشنو
 ہیں میں نے چکار کر بھی کہا مگر نہ سنا اپنی جان شاید انکو دیکھ رہا ہو غور نہ ہی عرصہ ہوا کے نازل ہونے
 میں کہ وہ صد اسنی ایک مرتبہ بیتاب ہو کر چکارا کہ بھائی منصور جلد بھاگو جان بچاؤ کیسے نادان ہو
 میں تیسے کتنی دیر سے کہ رہا ہوں ارے تم نے کچھ سنا ہو کہ کیا صد آئی ارے حریف اپنا کام کر چکا ہو اب
 پھر دیر نہیں جو دم کی ہوا کھاتے ہو کھاتے ہو مگر اسی میں ہو کہ بھاگ کر لشکر میں چلے آؤ کیوں مفت
 اپنی جان تلف کرتے ہو اپنی جوانی پر رحم کھاؤ تمکو قسم ہو خداوند لقا و زمر و ثانی داز رنگ و اپنے

خداوند عزوجل کے سر کی کریمہ کتنے پر عمل کرو و عاقل کو زہیہ ہو کہ جو وہ سر رک اس پر عمل کرے یہ خیال کر کے
کہ جو تو بشری ہو جو یہ ملکوتی تھا تاہن سختگان نے جو یہ پکار کر کہا چترنگ و ارزنگ نے برہم ہو کر کہا کہ بھلا
کھلے کو پیدا کیا کر پھارے ڈالتا ہو ہمارے کان کے پردے کھائے جاتا ہو تیری بلا سے وہ جل جائیگا تیرا
کیا ہوگا اگر اسکو اپنی جان بچانی ہوگی بچائیگا تو کیوں بیتاب ہوا جاتا ہو تو نے سمجھا دیا قبول کرنے
نہ کرنے کا اسکو اختیار ہو کیا اسکو اپنی جان عزیز نہیں ہو کہ وہ فکر کرے کوئی تو بات اُسے سوچ لی ہوگی
جو تیرے کئے پر عمل نہیں کرتا شخص کو اسکی لیاقت کے موافق بننے عقل دی ہو وہ اپنے نیک و بد کو
خیال کر سکتا ہو سختگان نے کہا کہ کچھ بھی نہیں سوچا ہو مفت جان جاتی ہو خداوند مجھے صبر نہیں ہو سکتا ہو
میں کیا کروں ارزنگ نے کہا کہ پھر ہمارے پیاس سے علیحدہ ہو جا اور جہان شک مجھے ہو سکے تو چلا
تیرا ہی گلا پڑ گیا ہمارا کیا جائیگا تو بڑا احمق ہو جو مجھے صبر نہیں ہو سکتا ہو ارے احمق بننے جو اسکی اسی طور
سے لکھی ہو کہ وہ جگر مرے اب کوئی ہم تبدیل تو کر نہیں کر سکتے ہیں کہ بدل و دین تو ہمارے قدرت کے
کار خانوں میں دخل دیتا ہو جو لکھ دیا لکھ دیا کوئی مہاجنی کھاتا تو ہو نہیں کہ ہر روز بد جاتا ہو یہ خدائی دفتر
ہو جو اس میں جسکے حق میں لکھ دیا گیا یہ جو ارزنگ و چترنگ نے برہم ہو کر کہا اور یہ بھی کہا کہ تو کیوں
مرا جاتا ہو ہم اپنی قدرت سے اس سے اچھے بندے پیدا کر سکتے ہیں اسکی کیا اصل ہو سختگان یہ
لکھ خاموش ہو رہا کہ میری بلا سے اسکی جان جانیگی آپ بیکار خدا ہوتے ہیں میں اسکے اچھے کے لیے
کتنا تنہا کوئی میرا نفع نہیں ہو ابھی جل جائے اسکے ساتھ اور دس پانچ جل جائیں میری بلا سے بھلا کیا ہو
اگر یہ لشکر برباد ہو گا میں تو کوری پیشہ ہوں اور کسی مقام پر ملازمت کر لوں گا اگر وزارت نہ ملیگی تو
خدا شکر ری تو ملیگی تین روپوں کی یہ بھی نہیں تو مزدوری کروں گا دن بھر میں تنے پید کر لوں گا یہ بھی اگر
نہ ہو سکیگی تو بھیک تو کیوں نہیں گئی ہو میں ہر صورت اپنی زندگی بسر کر لوں گا اپنے بچے بالے وہ بھی
کچھ نہ کچھ کر کے پیدا کر لین گے جوڑے ہیں وہ بھیک مانگین گے لڑکیاں کسب کما میں گی جو رو کر پر
انکی نانک نہ بن کر بیٹھے گی میری عمر ہر طور بسر ہو جائیگی آپ لوگ مارے مارے پھر یے گا کوئی دھڑی کو
بھی نہ پوچھے گا جہاں جائیے گا یہی زبان سے نکالے گا میں چہ تقدیر کروم میرے قدرت مابدوات جسکے
سامنے یہ کلمہ نکلا اُسے گردن میں ہاتھ دیکر نکال دیا کہ یہ دیوانے ہو گئے ہیں انکا یہاں کام نہیں ہو آپ
لوگوں سے یہ کوئی پیشہ نہ ہوگا آپ ہی لوگوں کی خرابی ہو میں جو کچھ کہتا ہوں آپ کی بہتری کے لیے
کہتا ہوں ارزنگ نے کہا کہ سختگان اسوقت میرا دل قابو میں نہیں ہو مجھ کو خفقان ہو گیا ہو تیرے
حواس پر اگندہ ہیں کہ تو مثل دیوانوں کے کلام کر رہا ہو تیری بلا سے کچھ ہو سختگان نے کہا کہ میں حق کہتا
ہوں دیوانہ نہیں ہوں بلکہ اوروں کو دیوانہ بناتا ہوں مگر اسیانہ ہوں ارزنگ نے کہا کہ بس غلام
اب یک کر دماغ پریشان کر دیا اور بہت برہم ہو کر کہا سختگان تو یہاں ارزنگ کہہ برہم ہونے سے
خاموش ہوا اور مصر منصور کے بھی کان میں وہ صدا آئی اور جو کچھ سختگان نے پہلے پکار کر کہا تھا وہ بھی
ساتھا اور اب جو پکار کر کہا وہ بھی سنا اور وہ صدا اے صیہ بھی سنی اور خیال کر کے جو دیکھا تو آسمان
کو متحرک پایا خیال کیا کہ سختگان درست کہتا ہو اسکے کئے پر عمل کر کیوں اتنی سی بدنامی کے لیے اپنی عمل
سی جان برباد کر ابھی نئی شادی ہوئی ہو جو رو بھی جوان ہو اسپر رحم کھایا ہی بدنامی ہوگی کہ میدان
سے بھگتا جان تو بھگی بس بھاگ یہ خیال کر کے تلوار کو میان میں کیا اور مرکب پر سنبلکھ بیٹھا اٹھا کر
کوڑا مرکب کے مارا جس مرکب نے کبھی تازیانہ نہ کھایا ہو اسپر جو کوڑا پڑا وہ بلبلا کر اور کٹوتی بدل کر

چلا آئے اسکا رخ لشکر کی طرف کیا اور ہم کو ترس مارنے لگا اور اسے لشکر کی طرف بیکر چلا گیا
 اس تیزی سے جاتا تھا کہ ہوا سے سرد آئے گا۔ قدم کو نہ پہنچتی تھی ایک خیال و ایک نگاہ ٹھک کر رہے
 جاتے تھے سر پٹ زمین سے ملا ہوا چلا جاتا تھا یہ ایسی جان پر کھیلے ہوئے پیری جمائے بیٹھا ہوا تھا یہ خیال
 تھا کہ قبل اسکے کہ آسمان شوق ہو اور افتاب نکلے کہ میں لشکر میں پہنچ جاؤں تاکہ جان بچ جاوے یہ تو
 اور بہ خوف جان مرکب کو بھگا ہے ہوئے چلا جاتا ہو اس کی یہ حالت دیکھ کر ایک مرتبہ کل لشکر طومار شاہ
 وغیرہ نے غل کیا کہ وہ بھاگا ہو وہ بھاگا ہو کیا نام ہو کہ میدان سے بھاگا ہم شیران ہمشہ نبرد کا مقابلہ کرنا
 اسے یہ بھی خیال نہ کیا کہ یہ لوگ کسکی نسبت کہ رہے ہیں چلا جاتا ہو سختگان نے جو اسکو بھاگتے پکے
 دیکھا ایک مرتبہ کھڑا ہو گیا ایک ہاتھ کر پر رکھو دوسرا ہاتھ بلند کر کے اٹکیاں جھکا کر تاختیا تھپتیا لکھنا چنے
 لگا اور سنہ زمین یہ کہنے لگا کہ اور تیزی سے اور تیزی سے جہاں تک تیرے ہاتھ میں قوت ہو تازیانہ
 لگاے جا بہت قریب آگیا یہ کچھ خوف نہ کر اب کچھ فاصلہ نہیں ہے جو جو یہ مدد منظور کے کان میں
 آتی ہو وہ وہ وہ مرکب کو مارنا ہو اور مرکب تلوار بھاگتا ہو تمام اسکے چھوٹے اور چوڑے خون سے
 خون جاری ہو تازیانہ کے نشان پڑ گئے ہیں زخمی ہو گیا ہو موزوں کے کانٹوں نے تمام لشکر کو
 بزدل کر دیا ہو اسکے دونوں ہاتھ دونوں پانوں برابر چلے جاتے ہیں پانوں سے ابرو سے ر ہوا
 ہاتھوں سے تازیانہ لگا رہا ہو ابھی یہ لشکر میں پہنچا نہیں تھا کہ یکا یک صدائی کہہ لیا تو
 بھاگا جاتا ہو کیا بھاگ کر بچ جائیگا یہ تیرا خیال خام و تصور ناقص ہو میں مثل چترنگ و ارزنگ
 کے خدا نہیں ہوں کہ جو اس کے پروردے بھاگ جائے پھر وہ اسکا کچھ نہ کر سکیں میں خدا سے
 برحق ہوں اگر تو تخت اشریٰ میں جا کر پوشیدہ ہو گا میں وہاں تجھے اپنا عذاب نازل کروں گا اگر
 بار بار آسمان جاوے گا وہاں بھی تو اب بچ نہیں سکتا ہو یہ لشکر کیا ہو کوئی خدا کے عذاب سے محفوظ
 رہ سکتا ہو جس پر خدا کا عذاب نازل ہوا اسکو کون پناہ دے سکتا ہو کس میں یہ قدرت ہو خیر ملک بھی دیکھا
 ہو کہ چترنگ و ارزنگ کیونکر بچاتے ہیں تو انکی پناہ میں چلا ہو وہ بھی تو اپنے کو خدا کہلاتے ہیں
 نہ راہم بھی تو انکی خدائی کی قدرت دیکھیں انکے تو خاندان میں خدائی ہو آئی ہو انکا دادا خدا تھا
 باپ خدا تھا دادا خود بھی خدا ہیں اور دو خدا ایک مقام پر ہیں اور میں اکیلا ہوں انہیں تو مجھے
 زیادہ زور ہو گا تو لشکر کو جاوے اس خیال کرتا ہو خیر جا کیوں اپنے ساتھ اور دس بیس کی جان
 لیکھا اب تو زندہ بچے گا جان جائیگا مارا جائیگا اب یہ لب ایسی سنتا ہو یہ اسی طور سے چلا جاتا ہو
 سختگان نے جو یہ صدائی منظور سے میکار کر کہا کچھ خوف نہ کرنا برابر چلا جا یہ مرنے دھمکانے کی بات
 ہو تیرے ڈرانے کے لیے کتا ہو اور تو لشکر میں پہنچا اور پھر تیرا کوئی کچھ نہیں کر سکتا ہو یہاں
 دو خدا موجود ہیں تجھکو بچا لیں گے جو بلا تجھے آئیگی دونوں ملکر اپنی قدرت سے اسکو دنگ کر دیں گے
 بیاسی کی مجال ہو جو یہاں کوئی تجھکو چلا سکے آخری حفاظت ہو جائیگی یہ سب تیرے ڈرانے کے
 لیے بائیں ہیں جس میں تو یہاں نہ آئے اور حریف اپنا کام کرنے یہ کسی میں قدرت نہیں ہو کہ
 یہاں آکر تجھکو اذیت دے خداوند ارزنگ موجود ہیں یہ صرف اسی میدان تک ہو اور جہاں تک
 وہ آسمان ہو تو نے خوب کیا جو وہاں سے فرار کیا اب مقدر ارستہ طو کیا ہو اور مقدر ارادہ باقی ہو
 ابھی تو نے مرکب کو تیز کیا اور تو پناہ میں خداوند ارزنگ و چترنگ کی پہنچا تو نے خوب میرے
 کہنے پر عمل کیا میں مجھے بہت خوش ہوا سختگان یہ میکار کر کہ رہا ہو اور منظور سختگان کے کہنے کو نہیں ہوا

لوہیں صد اسے کس قدر مقرر تھا یہ اپنے دل میں خیال کر کے کہ سب لشکر میں بھی پہونچ کر جاگیا تو پھر کیا حاصل
مگر سختگان کے جرات و لانے سے اور مرکب کو تیز کیا یہ جب قریب لشکر پہونچا اور ہر ایک مرتبہ آسمان کی
حرکت خوب ہوئی اور آسمان میں جیسی حرکت ہوئی اور وہ آسمان ایک مرتبہ حرکت کر کے وہاں سے
چلا اس تیزی سے آیا کہ یہ لشکر میں نہ پہونچا تھا کہ اسکے سر پہ آکر قائم ہو گیا سختگان نے پکار کر کہا
کہ بھاگ اسے جلدی بھاگ بہت جلد داخل لشکر ہو کیونکہ آسمان خرچہ کر کے لشکر طومار شاہ پر محیط
تھا تیرے قریب آگیا یہ سنا تھا کہ اسے مرکب کو اور تیز کیا بس یہ جیسے اپنے لشکر میں پہونچا اور
مرکب کو اٹھاے ہوئے صف اول میں پہونچا اور قریب آیا اب مرکب کو روکا کیونکہ اسکو اطمینان
ہوا کہ میں اپنے لشکر میں آگیا ہوں سختگان سچ کہتا ہے کہ یہاں کوئی میرا کیا کرے گا و خدا ہیں یہ دونوں
ملکر مجھ کو بچا لیں گے جو کچھ بلا بچیر آئیگی اس بلا کو دفع کر دینگے ایسا کوئی اندھیر تو ہو نہیں کہ انکی موجودگی
میں جل چا دیگا انکے قریب پہونچا اور وہ کچھ اسکا تدارک نہ کر سکے یہ نہ جانتا تھا کہ یہ گیدی کیا ہیں
انکے بزرگوں نے بھی کبھی کسی کو بچایا ہو جو یہ بچا میں گے سو دولت اٹھانے کے اسکو تو یہ اطمینان
ہوا تھا یہ مرکب کو روک کر صف اول میں آکر کھڑا ہوا مگر پشت پر اس خیال سے کہ میں بھی تمام پسینے
میں غرق ہوں اور مرکب بھی میرے حواس بھردورست نہیں ہیں ٹھہر کر اپنے ہوش و حواس بھی درست
کر لوں پھر خدمت میں خداوند دلی جاؤں دیکھوں اب یہ آفتاب میرا کیا کرتا ہے یہ تو کھڑا ہوا اپنا
دم راست کر رہا ہے مرکب کو چپکارا ہوا سب نے دیکھا کہ وہ جو آسمان دراز ہو کر آیا تھا جب اس
صف کے مقابل پہونچا اور یہ اس صف میں پہونچ کر تھا ایک مرتبہ وہ آسمان شقی ہوا اس سے وہ
ہی آفتاب پیدا ہوا اور چمکا آفتاب کا ظاہر ہونا تھا کہ گرمی کا شدت ہو گئی باوجودیکہ موسم سرما تھا
سب کو دھوپ بھی معلوم ہوتی تھی چونکہ دن جو تمام ہو گیا تھا سب کو خشکی معلوم رہی تھی اس آفتاب
کی دھوپ نکلنے سے سب کے دم میں دم آئے تھے غنیمت ہو گیا تھا مگر یہ نہ جانتے تھے کہ یہ دھوپ
منہ میں ہو بلکہ شعلہ ہا سے دو رخ ہیں ایک ہی منہ میں ایسی حدت ہوئی کہ سب کے ہتھیرا جلنے لگے
از سر تا پا و ریائے عرق میں غرق ہو گئے مرکب کو نلی زبانیں نکل آئیں بارے پیاس کے اور گرمی
کے شدید حال را کہ بون کا ہوا کہ سایہ تلاش کرنے لگے سپرد نکو چہرے کی پناہ کیا اس سے کیا ہوتا ہے
گرمی منہ میں کہ بیوتی بلکہ اور گرمی بڑھتی جاتی ہے تمازت گرمی سے چہرے شل تانے کے ہوتے جاتے
ہیں منصور کی قویہ نوبت ہوئی کہ شدر سا ہو کر رہ گیا گو پشت معن اول پر تھا مگر اسکی حالت بہت
زیادہ تباہ تھی زبان منہ سے نکل آئی تھی تا لو میں کانٹے پڑ گئے تھے زبان لپٹی جاتی تھی یہ نوبت تھی
اور معرہ آفتاب بلند ہوا جو جو آفتاب بلند ہوتا تھا وہ وہ گرمی زیادہ ہوتی تھی اب جو اسکا عکس
اس صف کے لوگوں پر پڑا سب کے سروں سے دھواں نکلنے لگا دھواں نکل کر ایسا بلند ہوا
کہ منصور پشت پر صف کی تھا اس پر بھی عکس پڑا اسکے بھی سر سے دھواں نکل نکلا اسکو جیسے
کسی طرف میں پانی لو اور اسکو بند کر دو اور سر پوش میں سوراخ کر دو اور اس طرف کو آگ پر
رکھ کر آگ کو جب وہ پانی جوش لھاتا ہے اور بخار اس سوراخ سے نکلتا ہے یا جسطور سے انجن کے
بکے سے دھواں نکلتا ہے اسطور سے اس صف کے لوگوں کے سروں سے دھواں نکل رہا ہے
اور منصور کے سر سے بھی دھواں ایسی طور سے نکل رہا تھا اب یہ کسی میں طاقت نہ تھی کہ اپنے منہ
سے حرکت کر سکے کیونکہ یہ طریقہ تھا کہ جہاں آفتاب کا عکس پڑا قوت حس و حرکت فوراً ناکل ہو گئی اسکا

سبب یہ تھا کہ شاید کوئی بھاگ کر غصے کے سہارے نہ نکلیا۔ تو قوت پہلے زائل ہو جائے ان سب کی تو
یہ حالت تھی اور باقی گرمی کے سبب سے پریشاں۔ تھے اُدھر اُس افتاب سے صدا آئی کہ دیکھا تھے
میری قدرت کو میرے غضب کو کہ وہ میرے غضب کے خون سے بھاگ کر لشکر میں آیا ایمان بھی نہ بچا
اور اپنے ساتھ اوروں کی بھی جان لے کر گولہ مارا۔ مرنے لگا۔ پر غضب نازل ہوتا مگر منظور یہ ہوا کہ ان
سب پر بھی اپنا غضب نازل کر دیتا کہ اوروں کو عبرت ہو پھر کوئی ہمارے بندے سے غضب کو اپنے پاس نہ
آنے دے جیسے اگھون نے اپنی صف میں جگہ دی ایسی بنایا یا یہ نگاہ ہو کہ ہم سپہر اپنا غضب نازل کریں
وہ بچ جائے اور لوگ اُسکو پوشیدہ کر لیں اور ہم نہ بت کریں کہ چترنگ و ارزننگ ملک پورے بڑے
دوسرے ہیں تو دونوں خود بھی خدا ہوا اپنے خیال میں اور ان سب کو بھی تھے گمراہ کر رکھا کہ وہ اپنے
خدا کو نہیں پہچانتے ہیں اور تم کہتے تھے کہ میرے باپ دادا بھی خدا ہیں یہ سب میرے بندے ہیں اور
انکے زمین و آسمان کو میں نے پیدا کیا ہوا اور میرے باپ دادا نے اس وقت کچھ قدرت خدا کی نہیں
دکھاتے ہو منصور اور ان سب کو نہیں پہچانتے ہو اگر تم میں یہ قدرت نہیں ہو تو پھر کیوں تھے ایسا
دعویٰ کیا پس اُنکو پکارو جو کہ بڑے خدا تھے اور تمہارے خیال میں وہ آسمان پر موجود ہیں وہ کچھ
متمناری ملک کریں اور ان سب کو بچا لیں کچھ تو قدرت دکھاؤ جو زبان سے کہا ہو اُسکو ٹھاہر کر و
ارے نادانو وہ بھی میرے بندے تھے اور تم بھی میرے بندے ہو اگھون نے بھی گمراہی اختیار
کی تھی اور اپنے ہمراہ لاکھوں کو گمراہ کیا تھا تھے بھی گمراہی اختیار کی ہو اور لاکھوں کو گمراہ کر رکھا ہے دیکھو
خدا کی کے یہ معنی ہیں کہ ایک وہ آسمان بنایا جس پر ناپاٹھو دیکھا اور ایک آسمان یہ بنایا اس میں فرشتگان
عذاب کو پوشیدہ کیا کہ جو سرتابی کرے اُسکو سزا دے تم بھی کوئی چیز بنا کر دکھاؤ کیوں اپنی شامت بلا
ہو پس خیر اسی میں ہو کہ اس گمراہی سے باز آؤ اور میرے فرزند بر جیس کی طاعت کرو اور اُسکو اور
بھگوان سجدہ کرو وہ ادا کرے کہ تو یہ خیال خام اپنے دل سے دوڑ کر کہ نور چکیدہ قدرت سے تیرا
وصل ہو بھلا تو کمان اور وہ گویا ابد اور دلوں سے شاہو ارہ کمان یہ سرشتہ کہیں نہ ہوگا تو اسی ہند
میں مرجائیگا ہم اپنی قدرت سے اُسکے ساتھ ہم بستری ہونے کے لیے اور ایک مودوی مرتبہ خلق کرے
جو کہ نور قدرت سے بنا ہوگا کسی حسین و خوبصورت کے شکم میں اپنا نور اتارے گئے اُس نور سے رکھا
پیدا کرے وہ ثریا کے ساتھ منعقد ہوگا وہ اُسکے وصل سے کامیاب ہوگا نور قدرت کے لیے نور
قدرت ہوتا جیسے ہم تیرے دادالقا کی طرح نہیں ہیں کہ اُسے دعویٰ خدا کی کیا اور اپنی لڑکیوں کو
نور قدرت کے خطاب سے مشہور کیا کہ یہ نور چکیدہ قدرت میں مثل گیتی افروز و جہان افروز کے
اور اُنکو خدا پرست لے گئے اور لقا کچھ ذکر سکایہ ویسے نور قدرت سے نہیں ہیں کہ جسکو ایسے ویسے
لوگ نگاہ اٹھا کر دیکھیں اگر اُسکی طرف خیال بد کریں تو جل جائیں پس اس امر سے دست بردار ہو اور
اپنی زندگی کو عنایت جان ورنہ اب جو ایسے خیال کرے گا تو پتہ نایگا ہمیں بھگوا دیا اور لے اب ان سب کو
تم دونوں ملکر بچا لو میں جلاتا ہوں یہ جو صدا آئی وہ ان گس کے جو اس درست تھے بسبب گرمی کے
سب پریشان تھے جو اُسکو سُنتا اور جواب دیتا مگر جب سختگان نے سنا تو ارزننگ و چترنگ سے کہا
کہ کیا آپ لوگ خاموش ہیں کچھ آپ نے سنا ہے کہ کیا آپ کی شان میں اور آپ کے بزرگوں کی شان میں
اس آسمان پر سے صدا آئی کچھ اسکا جواب زبان سے ارشاد فرمائیے گا یا خاموش ہی رہ جائیے گا ان
ایک خاموشی ہزار ہلا کوڑ کر رہی ہے اگر اسوقت آپ لوگ کچھ بھی کہیں وہ غصے میں سب کو جلا دے

ایک بھی زندہ نہ رہے بلکہ یقین ہو کہ یہاں بھی کچھ نہ حاصل ہو گا سوائے ذلت کے اگر نہ یا وہ کند و کوش
 کیجا یگی تو جانین جائیگی ورنہ ذلت ضرور حاصل ہوگی لقاد زمر دثانی نے نو خدا پرستوں کے ہاتھ سے
 ہمیشہ ذلت اٹھائی اور انکا کچھ نہ کر سکے آپ نوگ آفتاب پرستوں کے ہاتھ سے ذلیل ہو جیے گا اگر اس
 امر کو غنیمت جان کر کہ جان بچے اور خفت اٹھا کر یہاں سے واپس چلے تو خیر ورنہ جان تو ضرور جائیگی یا
 خداوند اپنے بندوں کی تک فرمائیے دیکھیے سب کو وہ آفتاب جلاے دیتا ہے یہ کہہ چترنگ کی طرف
 مخاطب ہو کر کہا کہ آپ تو بہت بڑا دعویٰ کر کے آئے تھے کہ میں خدا ہوں ارزننگ میرے باب کا
 غلام ہو اسوقت کچھ خدائی کام نہیں کرتی نہ انکی نہ انکی وہ قدرت کہ صرگئی وہ خدائی کہ صرگم ہو گئی آپ کے
 خاص بندے ملاک ہوتے ہیں اور آپ خاموش دیکھ رہے ہیں یہ جو سختگان نے کہا ارزننگ و چترنگ
 نے برہم ہو کر کہا کہ تیرا مذاق اسوقت بھی نہیں جاتا یہاں تو جان پر ہی ہو بسبب گری کے تو مذاق کر رہا
 ہم تیرا بہت پاس کرے ہیں سختگان نے جواب دیا کہ میں تو سچا امر کھتا ہوں اگر وہ بندے نہیں بچاے
 جاتے تو اسقدر قوت دکھائیے کہ یہ گرمی کم ہو جائے یہ جو کہا ارزننگ و چترنگ نے تیوری خرٹا کر
 سختگان کی طرف سے پرخ پھیر لیا اور کہا کہ بکا کر یہاں تو یہ کرشمہ تھا کہ سختگان اُنکو خفیف کر رہا تھا اس
 خیال سے کہ شاید ارزننگ اُردو کو حکم دے کہ مقابلہ کر ویا محروم ہو چترنگ اس آفتاب کے
 روکنے کے لیے روانہ کرے یہ اس غرض سے تان رہا تھا مگر وہ ایسے ٹٹھے کہ اسکے تان نے سے
 کوئی حرکت کرتے اور اُسکا کہنا ناگوار ہوتا ہے اسکی طرف سے منہ پھیر لیا یہ بکٹا رہ گیا اُدھر وہ آفتاب
 یہ صدا دیکر ایک بار چپکا اور یا تو بلند ہو رہا تھا یا ٹوٹ کر اُس آسمان سے طرف زمین کے چلا اور وہاں
 صف کے وسط میں آیا اور چپک کر اُس صف پر گرا اُسکا گرا تھا ارادی نے بیان کیا کہ وہ ایک آدمی
 پر گرا تھا کہ اسکے جسم سے شعلہ نکلا وہ آفتاب اسکو جلا کر غرق زمین ہو گیا اُسکا غرق ہونا تھا کہ ایک
 ایسا شعلہ زمین سے نکلا اُس صف کی صف میں سب کے جسموں سے شعلے نکلے اور جلنے لگے اور ہر صف
 کی تو یہ نو بہت ہوئی کہ مثل درخت چنار کے درخت بھی ایسا کہ جو کہ بالکل خشک ہو گیا ہو اور اسطو
 جلنے لگا واقعہ یہ ہوا کہ یا تو وہ خاموش کھڑا تھا اور اُسکے سر سے دھواں نکل رہا تھا کہ ایک مقبہ
 سر سے شعلہ نکلا جلنے لگا تا شہ پہ تھا کہ اُس صف میں ایک ہزار آدمی تھے وہ سب جلتے رہے مگر کچھ
 انہیں ایسے تھے کہ نہیں جلتے تھے مگر اُنکے سر سے دھواں نکل رہا تھا اُنکے جسم سے شعلے نہیں نکلتے
 وہ اسی طور سے کھڑے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزاروں شعلے بلند ہیں یا براہیے انا رجموٹ رہے
 ہیں یا براہیہ ہزارے بدوشن ہیں اسطو رہے وہ لوگ جل رہے تھے یہ حالت دیکھ کر کل اہل لشکر اڑ پڑے
 و چترنگ تو بہ تو بہ کرنے لگے حواس جاتے رہے سب بدحواس ہو گئے وہ گرمی کی تکلیف بھی بھول گئے
 اب سب کو اپنی اپنی جانوں کی فکر ہوئی کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ آتش غضب ہم تک آجائے تو بڑا غضب ہو
 ہم لوگ جلا کر خاک ہو جاویں گے یہ خیال کر کے ہر ایک اپنی اپنی جان بچانے کی فکر کرنے لگا اُدھر وہ جو
 غرق زمین ہوا تھا پس تھوڑے عرصے کے بعد قریب تخت ارزننگ و چترنگ زمین خود بخود شق ہوئی
 اور وہ آفتاب نکلا اور سن سے بلند ہو گیا اور آسمان میں جا کر پنہان ہو گیا مگر یہ صدا اُس سے
 بلند تھی کہ دیکھا گئے میرے غضب کو اور میری خدائی کو اب میں خدا ہوں یا تم اسی طور سے تم سب کا
 خاتمہ ہو گا تم تو دو گئے ایک کے بھی ایسے بندوں کو نہ بچا لیا میرے غضب کو نہ ہر طرف کیا دیکھو
 یوں جلا دیئے ہیں یہ صدا ارزننگ و چترنگ نے سنی مگر مارے خون کے دم نہ مارا پس جیسے

آفتاب پیمان ہوا وہ گرمی وغیرہ سب دفعتاً جاتی رہی وہی خنکی ہو گئی ہر ایک کے حواس درست ہوئے
اور مردہ صفت کی صفت جھلک خاک ہوئی مع قیصور کے مگر چند سوار اسی طور سے کھڑے رہے اب جو سب کے
حواس درست ہوئے اور خوف بر طرف ہوا تو اس صفت کے مقام پر راکھ کا انبار دیکھا کہ جا بجا اخبار
لگے ہوئے ہیں صفت یہ ہو کہ مع راکب و مرکب جھپٹتے ہیں حیوان بھی نہیں بچتا ہستیہار جو کہ انہی چیز ہوں وہ بھی
جل جاتے ہیں سختگان اس صفت کی طرف دیکھا چترنگ و ارزنگ سے کتا ہو کہ افسوس ان صفت کی جان
صفت بر باد ہوئی یہ کتنے سب منصور کے سبب تھے جلے نہ وہ انہیں بھاگ کر آتا نہ یہ جلتے یہ کبیا بری کھت
کی ہو منصور نے کہا کہ اے خداوند ملاحظہ فرمائیے کہ ابھی چند کس باقی ہیں دیکھیے اسی طور سے کھڑے ہیں
کبیا سبب ہوا کہ یہ نہیں جلتے یہ بھی تو اٹھیں میں شامل ہیں جبکہ ہزار آدمی جلتے یہ کیوں نہ کہے ارزنگ اور
چترنگ نے کہا کہ مجھ کو خود اس امر کی حیرت ہو کہ یہ کیا امر ہو کوئی جا کر انکو بلا لاسے کہ میں اسے دریافت
کر دوں راوی نے بیان کیا ہو کہ کل لشکر کو اس امر کی حیرت تھی کہ یہ کیا امر ہو جب ارزنگ نے سختگان
سے یہ کہا سختگان نے ایک چوہدار سے جو کہ برابر تخت کے کھڑا ہوا تھا کہا کہ تو اس صفت میں چلا جا اور
وہ جو لوگ جلتے سے بچے ہیں اور خاموش کھڑے ہیں انکو بلا لاؤ وہ چوہدار چلا یہاں ارزنگ
نے کہا کہ نہ معلوم بیچارے منصور پر کیا گزری آیا وہ بچا یا نہیں چترنگ نے جواب دیا کہ وہ کیا بچا
ہو گا سختگان نے کہا کہ بھلا وہ بچ سکتا تھا اسے تو یہ آفت برپا کی اپنے ساتھ اتوں کی جان لی کہو
تھکو بھاگ کر آنا کیا ضرور تھا اگر بھاگے بھی تھے تو صحرا کی طرف بھاگے ہوتے کہ یہ لوگ تو نہ ہلاک
ہوتے ارزنگ نے سختگان کی طرف دیکھا کہ کتا ہو کہ تو بڑا یا جی ہو اور بڑا مرشد ہو پہلے خود اسکو یہ
تدبیر بتائی کہ بھاگ آؤ وہ نہ بھاگتا تھا تو اسکو یہاں سے پکار پکار کر اور یہ کہہ کہے آؤ وہ کیج
وہ بھاگا اور کھڑا ہوا تو اسکو لشکر میں بلایا اب جو وہ بیچارہ جلیا اور اسقدر لوگ اسکے ہمراہ جلتے
تو سارا الزام اسکے سر پر رکھ دیا کہ یہ اسے کیا یہ سب تیری بد ذاتی اور حرمزدگی ہو میں تجھ کو خوب جانتا
ہوں پہلے یوں کہا پھر یہ کتا ہو کہ تو ایسا اسکو تعلیم کرتا نہ وہ اس امر کا مطلب ہوتا معلوم ہوا کہ یہ
امر تجھ کو منظور تھا کہ اسکے ہمراہ اور دن کی بھی جان جاے یہ امر تیری ذات سے ہوا تو اسکو
بھی اور نہ ان سب کو بھی جلوا آیا تو بڑا منسہ ہو تیری وہ مثل ہو کہ چہرے سے کہ کہ چوری کر اور شاہ
سے کہ کہ تیرا گھر لٹتا ہو منصور کو وہ تدبیر بتائی اسنے جو اسپر عمل کیا اسکے سبب سے یہ امر ہوا تو
تو نے سارا الزام اسکے سر پر دیا میں خوب تیری باتوں کو سمجھا خیر دیکھا جائیگا سختگان نے کہا کہ خداوند
میرے اوپر بیکار خفا ہوتے ہیں میری کیا خطا ہو میں نے اسکو تدبیر بتائی تھی یہ نہیں کہا تھا کہ تو لفظ میں
بھاگ کر آنا اپنے ساتھ اور دن کی بھی جان لینا اگر میں یہ کتا تو گنگار تھا جو کچھ میں نے کہا آپ
لوگوں کے روبرو کہا ہاں جب میں نے دیکھا کہ وہ آدمی بھاگ کر آتا ہو اسوقت میں نے خیال کیا
کہ اگر اب یہ اور طرف بھاگ کر جائیگا تو ہلاک ہو گا میں نے پکار لیا تو میرا کیا تصور ہو یہاں تو تقریر
ہو رہی ہو آدمی وہ چوہدار اس صفت میں گیا اور وہ جو سوار مرکب پر کھڑے تھے اسنے پکار کر کہا
کہ چلو تمکو خداوند چترنگ و ارزنگ طلب فرماتے ہیں کچھ صدائے نائی کسی نے پیٹ کر بھی نہ دیکھا
اسی طور سے کھڑے رہے اسنے پھر پکار کر کہا مگر وہی کلمہ کہا پھر صدائے نائی ایک مرتبہ پھر اسنے وہی
کلمہ کہا اور کہا کہ کیا تمہارے کان بہرے ہو گئے ہیں کہ میں پکارتا ہوں تم جواب نہیں دیتے ہو
پھر صدائے نائی اجنوا اسکو غصہ آیا اسنے پھر پکار کر ایک سوار کا پاؤں پکڑ کر ہلانے کا قصد کیا جیسے پاؤں پر

ہاتھ ڈالادہ اسطور سے اسکے ہاتھ میں آگیا کہ جیسے کوئی چیز کہ آگ میں جلاؤ اور وہ جگہ اسی طور سے
 قائم رہے بسبب اسکے کہ اسکو حرکت نہیں دی ہو اپنے اصلی حیثیت پر جہاں اسکو نہر اسی حرکت دی ہو
 وہ بٹ گئے اسطور سے واقعہ گزرا جیسے اسنے پانوں پر ہاتھ رکھا وہ راکھ ہو کر رہ گیا تو اسکو چیرت ہوئی
 اسنے مرکب کی گردن پر ہاتھ رکھا وہ بھی راکھ ہو گیا خلاصہ یہ کہ اسنے جس مقام پر ہاتھ رکھا وہ
 راکھ ہو گیا پس اسنے اسکے پاس سے ہٹ کر دوسرے کو دیکھا اسکی بھی یہی حالت ہوئی کہ وہ راکھ
 ہو کر رہ گیا اسی طور سے راکھ کا ڈھیر تھا جیسے اور سب تھے بس اب اسنے جب قدر اس صورت سے
 کھڑے تھے سب کو جا جا کر دیکھا دیکھا تو اسی طور سے پایا سب اسکے ہاتھ لگانے سے راکھ ہو گئے
 اسکا سبب یہ تھا کہ کل گوشت و پوست و استخوان جل کر راکھ ہو گئے راکب و مرکب دونوں کے وہ
 جو دھواں نکلتا تھا وہ ان سب چیزوں کے جلنے کا تھا چونکہ سحر سے جلے تھے اور یہ بھی منظور تھا
 کہ کچھ مذاق بھی ہو اس سبب سے اسی طور سے قائم رہے جو مذاق منظور تھا وہ پورا ہوا وہ
 جو بداد وہاں سے حیرت زدہ ہو کر واپس چلا طومار شاہ وغیرہ نے جو یہ حالت دیکھی ایک تہقیر
 لگایا اور پکار کر کہا کہ کیسے یہ خدا ہیں کہ جنکو یہ نہیں معلوم کہ یہ سب راکھ ہیں جو بداد کو اسنے بننے
 کے لیے روا نہ کیا ذرا آنکھ کھول کر دیکھو کہ وہ کیا ہو سے جو بداد خالی واپس آیا جو طومار شاہ
 وغیرہ نے کہا از رنگ وغیرہ کو اور خفت ہوئی کہ وہ جو بداد آکر پہونچا اسنے سب حال بیان کیا
 اب جو سراٹھا کر دیکھا تو وہ سب کے سب راکھ ہو گئے تھے انھیں کی راکھ کے انبار تھے بہت خفیف
 ہو سے اسی حالت خفت میں حکم دیا کہ طبل باز گشت بجے چونکہ شام ہو گئی تھی طبل باز پر چوب پڑی
 لشکر طومار شاہ میں بھی چوب پڑی دونوں لشکر واپس ہو سے طرف فرو دگاہ کے اور فرو دگاہ پر
 پہونچ کر مین کھولیں آسودہ ہو سے بادشاہ لباس تبدیل کر کے بارگاہ میں آئے و بارہ آراستہ
 ہوا طومار شاہ وغیرہ خوش گئے تھے وہاں ناچ و رنگ ہونے لگا از رنگ و چترنگ نے بھی
 و بارہ آراستہ کیا یہ لوگ مفوم تھے ناچ وغیرہ کا حکم نہیں دیا سب متفکر و متردد سر جھکا سے
 ہو سے بیٹھے تھے یہاں اپنی بارگاہ میں طومار شاہ نے سرشار شاہ سے کہا کہ یہ چو نہ کھلا کہ یہ
 لوگ کیونکر چلے کیونکہ جب خداوند زمین پر تشریف لائے ہیں اور کل لشکر یا خداوند کمر بند
 کو ختم ہو گیا اب جو سراٹھا کر دیکھا تو سب کو جلتا پایا سرشار شاہ نے جواب دیا کہ آج خداوند کو
 جڑا غلغلتہ تھا جسنے فریاد بھی تو خوب بلک کر کی تھی پس اگر اس صفت میں لاکھ آدمی بھی ہوتے تو سب
 جل جاتے اور ان سب کی جانیں منصور نے لین نہ وہ بھاگتا نہ یہ سب جلتے طومار شاہ نے کہا خوب
 ہوا یہ کمر ناچ دیکھنے لگا یہ تو یہاں ناچ و رنگ میں مصروف ہیں وہاں چترنگ و از رنگ مفوم
 بیٹھے ہیں کہ سختگان نے کہا کہ اب اسکی تدبیر کوئی کیجا سے کہنا تک لشکر کو تباہ کر ایا جائیگا آج اسنے
 ایک صفت جلا دی کل وہ دو صفین جلا دیکھا یہ سون سب کو جلا کر خاک کو دیکھا یہاں تدبیر ہوا
 کر لی ایسے ایسے ساحر ہیں کہ جنھوں نے خدا فی کا بند و بست کیا اسنے کو پہلو نشین سامری و جمشید
 کہتے ہیں اور پھر کوئی تدبیر نہیں کرتے ہیں از رنگ نے جواب دیا کہ میں نے تمھارے سامنے
 استاد سے کہا تھا انھوں نے جواب دیا تھا کہ آج ہمارا دن نہیں ہے چترنگ اسکا بند و بست کرین
 میں نے چترنگ سے کہا انھوں نے اسوقت میدان میں بھٹکے جواب دیا کہ کل کی بھی میدان بازی
 میرے ذمے ہو میں اسکا بند و بست کرونگا پس کل بند و بست ہو جائیگا خوف و ترور انتشار کس

امر کا تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ وہ ہر مقام پر اپنا کام کر سکتا ہے یہ کہہ کر چترنگ سے کہا کہ کیوں کل بھی تمہارے
 سردار مقابلہ کرینگے چترنگ نے کہا کہ میں اسکا جواب کل صبح کو بوقت میدان میں جانے کے دوں گا یقین
 نہ کر کل میرے ہی سردار مقابلہ کریں اور اس آفتاب کا خاتمہ ہو جائے سختگان نے کہا کہ یہ کیسی
 بات ہے اس میں تو خسرابی ہو کہ ہم تو اس بھروسہ پر رہیں کہ کل آپ کے سردار مقابلہ کریں گے ہم کوئی
 بندوبست نہ کریں اور آپ صبح کو یہ جواب دین کہ آج آپ کے سردار مقابلہ کریں کل سہرا
 دن ہو میرے سردار مقابلہ کر لیں گے یہ تو کچھ نہ ہوا ایک بات بختہ ہو کر فرمایا چترنگ نے کہا کہ
 خروبر میرے سردار مقابلہ کرینگے آپ لوگ کچھ بندوبست نہ کریں پس یہ کلام سنکے ارزننگ نے
 حکم دیا کہ سبکے طبل جنگ فوراً کوس حربی بجایا گیا لشکر ارزننگ و چترنگ میں طبل جنگ بید رنگ
 بجنے لگا سب سردار اپنا اپنا بندوبست کرنے لگے آلات حرب و ضرب درست ہونے لگے اور ہر کار
 خروخت طبل جنگ لیکر خدمت طومار شاہ میں حاضر ہوئے چراگاہ پر سے بجا لائے عرض کیا کہ
 لشکر چترنگ کے سردار مقابلہ کریں گے طومار شاہ نے بھی حکم دیا کہ یہاں بھی طبل جنگ بجنے فوراً
 یہاں بھی طبل جنگ بید رنگ بجا صدائے تقارہ نعنائے ارض و سماں گونجی شعر ز نقارہ آواز
 آمد برون ہ کہ دو ہفت و دہشت گردون دون ہد یہاں بھی سامان جنگ ہونے لگا پس طومار شاہ
 نے دربار برخواست کیا اس خیال سے کہ دن بھر کے لوگ تنگے ہوئے ہیں اور کل پھر میدان اندازی
 ہو لہذا کچھ دیر تو راحت پالیں اور چترنگ و ارزننگ نے بھی دربار برخواست کیا سویرے سے
 اسی خیال سے ارزننگ اپنے خیمہ خاص میں جا کر خیال معشوقہ میں مبتلا ہوا اور اشعار عاشقانہ
 پڑھ رہا ہے تصویر خیالی نریا کے سیمت کی پیش نگاہ ہر دل سے باتیں کر رہا ہے اسکی نوہ حالت ہو چترنگ
 جو اپنے خیمے میں گیا تو کشود جادو و اپنی معشوقہ و محمود جادو و اپنی مان سے سب حال بیان کیا اور
 کہا کہ آج یہ ملاقات گذرا میں نے تم لوگوں اور محروم جادو و وغیرہ کے بھروسے پر اقرار کر لیا ہے کہ کل یہ
 بلا دفع ہو جائیگی آپ لوگ اطمینان رکھیں پس کوئی تدبیر تو کر و محمود نے جواب دیا کہ میں محروم کے
 پاس جاتی ہوں اس سے کہتی ہوں دیکھو وہ کیا جواب دیتا ہے یہ کہہ کر محمود سے کہا کہ آؤ ہم چلوں
 و وونون اسی وقت سحر کر کے اس ابرسوسنی کی طرف روانہ ہوئیں قریب اسکے پہونچکر دستک دی فوراً
 ایک آواز آئی کہ کون ہو اٹھو نے کہا کہ ہم ہیں محمود و محمود پس یہ سکتا تھا کہ ابرشق ہوا اور دروازہ
 پیدا ہوا یہ وونون اس دروازے سے داخل ابر ہوئیں دیکھا کہ محروم جادو و و جادو و اور
 فاشاد جادو و بیٹھے ہوئے سحر کر رہے ہیں محمود و محمود نے محروم کو سلام کیا اسنے جواب سلام دیگر
 اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ یہ وونون بیٹھ گئیں کہ ملکہ انصرام بھی اپنے مقام پر آئی وہ بھی آکر بیٹھی
 محروم نے اسم سحر کو تمام کیا ان وونون کی مزاج پر کسی کی اور کہا کہ اسوقت آنے کا کیا سبب
 ہو محمود نے کہا کہ آپ کو دیکھا نہ تھا دو سرے ابتا آفتاب پرستوں نے بڑا اندھیر کر رکھا ہے آجکا
 واقعہ آپ نے دیکھا سب حال آپ پر ظاہر ہوا اب کھانک انتظا رکھا جائے چترنگ ان کے
 بھروسے پر وعدہ کر آیا ہے کہ کل میں پھر مقابلہ کر دنگا اور اس بلا کو دفع کر دنگا آپ نے کوئی تدبیر
 کی ہو محروم نے کہا کہ جب ارزننگ نے ارور سے کہا کہ آستانہ کوئی تدبیر کیجیے اور اثر درخت
 جواب دیا کہ میں آج تیار ک نہیں کر سکتا ہوں کل کر دنگا آج چترنگ اپنے مزدکار سے اسکا
 بندوبست کرا میں چترنگ سے ارزننگ نے کہا وہ حیران ہوا کہ میں ہی نے تو خبر دی کہ تو اقرار

کر لے کر کل پھر میرے سردار مقابلہ کرینگے اور اسکا بندوبست ہو جائیگا پس اُسے میرے کہنے سے
 اقرار کیا میں اُس وقت سے اسی فکر میں مصروف ہوں اور کام کر چکا ہوں بس اب تم جاؤ
 اور چترنگ کو مطمئن کرو کہ وہ پریشان نہ ہو کل سب بندوبست ہو جائیگا یا ہمیں نہیں یا اکتساب
 جادو نہیں دراصل اُسے بہت سرائی تھی میری رائے یہ ہو کہ کل پہلے تم میں سے ایک جا کے
 مقابلہ کرے شاید تمھارے ہی ہاتھ سے یہ فتح حاصل ہو جو وہ نے کہا کہ آپ کے سرمانے کی
 کوئی ضرورت نہیں میرا خود قصد یہی ہے کہ میں مقابلہ کروں میرے بعد مشورہ مقابلہ کو ملے اس کے میں
 آپ کل بندوبست کر لیجئے کا محروم نے کہا میرا بھی یہی مطلب ہے کہ ہر اُن دونوں کو محروم نے
 رخصت کیا اور خود سحر تیار کرنے لگا انکا حال پھر ظاہر ہو گا بوقت مقابلہ وہ دونوں اس ابرسوسنی
 رنگ سے نکلا خوشی خوشی اپنے خیمہ میں آئیں یہاں چترنگ متفکر بیٹھا تھا کہ دیکھیے کیا جواب
 آتا ہو کہ مشورے و جمود نے اگر سب حال چترنگ سے بیان کیا جو تقریر باہم ہوئی تھی اور کہ
 ہر تم اطمینان رکھو اسکا بندوبست ہو جائیگا کل پہلے تمھاری والد مقابلہ کرینگے اگر وہ غالب آئیں
 تو خیر ورنہ میں مقابلہ کرونگی اگر میں بھی غالب نہ آئی تو پھر محروم جادو مع اپنے شاگردوں اور ملکر
 انھرام جادو کے مقابلہ کرینگے کوئی مقام فکر و تردد نہیں ہو انھوں نے سب بندوبست کر لیا ہے
 اور ہم بھی اپنی فکر کر چکے ہیں یہ کہہ کر جمود اپنے خیمے میں آئی اور شہادشاہ کو اس خیال سے طلب
 کیا کہ کل بہت بڑے ساحر سے مقابلہ ہو جو کہ اپنا کامل طور سے بندوبست کر چکا ہو جسکے مقابلے
 سے اثر در جادو و محروم جادو پہلو تھی کرتے ہیں ایک دوسرے کا سہارا ڈھونڈتا ہوا پس کیا
 معلوم کہ انجام کیا ہو جنگا دوسر دار و شاید میں قتل ہو جاؤں تو حسرت رہ جائے بہتر ہے کہ اپنے
 معشوق کو بلا کر اس سے آخری وصل تو حاصل کر لوں اس سے میں نے بڑی راحت پائی خوب
 سیری اتل پیراری کو شہاد نے اپنی آب مروی سے فرو کیا ایسا ہو کوئی بھگو نہیں ملا میں نے
 ہزاروں مرویے مگر جیسا بہ شہاد ہو کسی کو بھی نہیں پایا کیا کوئی شہاد کی برابری کر سکتا ہے پھر میں
 دل کو چین دیتا ہوں قلب کو قوت دیتا ہوں انھوں کو بصارت دیتا ہوں دل کو راحت دیتا ہوں پس یہ
 خیال اپنے دل میں کر کے شہاد کو طلب کیا اور خود مقام خلوت میں جا کر بیٹھی شہاد بموجب طلب
 جمود کے اسکے خیمے میں آیا خواصون سے پوچھا ملکہ عالم کہاں ہیں بھگو کیوں طلب کیا ہو میں موجود
 ہوں یہ سنکر خواصون نے کہا کہ ملکہ خلوت خانے میں ہیں اُسے کو یہ سنکر اُسکو خوشی ہوئی چہرہ
 ترط خوشی سے لعل ہو گیا کیونکہ مدت سے اُسکو قربت نہیں ہوئی تھی ترس رہا تھا پس سمجھ گیا کہ ملکہ
 کو خواہش ہوئی ہے بہت بستی کو طلب کیا ہے کہتا ہوا چلا کہ اس فراموش شدہ کو کیوں طلب کیا
 ہے اس وقت کسواسٹے یاد فرمایا ہے کہتا ہوا پر وہ اُنٹھا کر خلوت خانے میں داخل ہوا اور جیسے ہی
 جمود نے شہاد کو دیکھا دوڑ کر لپٹ گئی عالم بخود ہی میں خود بوسے لینے لگی اب تو شہاد بھی بالکل
 اپنے سے باہر ہو گیا پیراری وصل سے انھوں میں ڈوڑے بڑے گئے شہاد نے بھی اپنے
 دست گستاخ کو دراز کیا سینے پر ہاتھ رکھ کر آہیں سرد بھرے لگا اور یہ مصرع پڑھنے لگا
 دیکھلا کے نالسون کو شریفون کا جی ملا وہ دونوں نے اپنی حسرت دل کو پورا کیا جمود نے کہا کہ
 اور آرام دل عاشقان تم تو بھگو بھول گئے ہم بستر پر تنہا پڑے ہوئے تڑپا کرتے تھے اور تمکو کچھ
 خیال نہ تھا لو آج آخری حسرت نکال لو نہ معلوم کل کیا ہو کیونکہ کل آفتاب جادو سے مقابلہ

مین نے خیال کیا کہ کل تو مقابلہ ہو گا لہذا آگے بڑھ کر دیکھ لوں تاکہ حسرت و پشیمانی نہ رہے اور
 آرمین و لی دونوں کے نکل جانے کو مین نے تمنا کی ساتھ اور مین نے میرے ساتھ خوب چھین کیا خوب
 میرے بارغ جوانی سے شرم و ادا حاصل کیے اور مین نے تمنا کی مگر اس پر بھی ابھی تک دل میں حسرت
 باقی ہو تو آج جہاں تک تمنا راجی چاہے مجھ کو سب لو مین انکار نہ کرونگی شہزاد نے جواب دیا کہ ملکہ یہ کہ
 کہتی ہو خداوند وہ نہ کریں کہ مین دنیا پر ہوں اور تم نہ ہو کل تم ضرور آفتاب پر غالب آؤ گی کوئی مقام
 خیر و نین ہو کل ہم تمنا کے ساتھ ملکت رہو گے جموں نے جواب دیا کہ یا ہم تمنا کے
 ساتھ ہلکا رہو گے اور بوسہ بازی کا مزہ حاصل کرتے ہوں گے یا میا داجل کے حوالے ہونے
 یہ کہہ کر اور ہاتھ پکڑ کر شہزاد کا پلنگ پر آئی اور کہنے لگی کہ اب اپنا دل خوش کرو تم کیوں رنج کرو
 رات بہت کم ہو پس ادھر شہزاد شاہ اپنی روسیہا ہی میں مصروف ہوا اور خوب خوب مزے
 حاصل کیے اور کھنڈو نے چترنگ کا ہاتھ پکڑ کر خلوت خانے میں جا کر خوب سوچا کیا اور کہا کہ لو
 آج خوب سنا لو حسرت دل جہاں تک ہو نکال لو نہ معلوم کل کیا ہو یہ سنے اُسے بھی جواب لکھیں دیا
 اور کہا کہ تم ضرور غالب آؤ گی پریشان نہ ہو یہ کہہ کر روسیہا ہی میں یہ بھی مصروف ہوا تو ہر روز اپنا شہ
 کالاکیا کرتا تھا اسکو کیا تمنا رات بھر دونوں نے یعنی چترنگ و شہزاد نے جموں و کھنڈو کو پریشان کیا
 اور نہ خود سوئے نہ سونے دیا روسیہا ہی میں مصروف رہے وہ رات اسی نسل میں بسر کی اور
 رات بھر دونوں لشکروں میں طبل جنگ بیدارنگ بجا کیا سیاہی و رستی آلات حرب ضرب میں
 مصروف رہے طلایہ پھر رہا جو صدا سے حاضر باش و ناظر باش بلند ہو کہ وہ وقت آیا کہ زنگی شب کو
 شاہ و لیشان آفتاب تابان نے اپنے نیزہ پائے شامی و تیرا پے نورانی تیرائی کے شکست دی اور ظلمت
 شب بر طرف ہوئی روشنی روز روشن کا عالم ایجاد بر عمل ہوا یعنی سحر ہوئی شہزاد و چترنگ نے
 وہ شب تمام روسیہا ہی میں بسر کی جب صبح کو دونوں اپنے اپنے خیموں سے اپنی اپنی کمشتو تو لگو
 گئے لگا کر مکے اور ارزننگ اپنے اپنے خیمے سے نکلا رات بھر غنیمت آئی یا فرشتوں میں تڑپا کیا مجبوج شہ
 کسی کی شب وصل سوتے کئے ہو کسی کی شب بھر روتے کئے ہو کئی کی شب کیسی شب بھر چاری نہ سوتے
 کئے ہو نہ روتے کئے ہو کہ لشکر آراستہ ہو کہ حاضر ہوا پس ارزننگ و چترنگ تخت پر سوار ہوئے
 رات کی روسیہا ہی کا اثر ابھی تک چہرہ چترنگ پر تھا کھنڈو نے تخت پر تیار کیا تھا اس پر خود بھی سوار ہوئی
 اور جموں کو بھی سوار کیا رات کی کل حالت اپنی بیان کی جموں نے بھی اپنی کیفیت کو اور کہا کہ میں نے
 بھی خوب راحت سے تمام شب بسر کی اب سو سنی نے اپنا سایہ سر پر چترنگ و ارزننگ کے
 کیا شہزاد کو گو پہلے یہ امر نہ معلوم تھا کہ جموں و ساحرہ ہی سب اس سے اور جموں کے آشنائی ہوئی تھی
 مگر جب سے کھنڈو اور مرحوم آئے اور خدائی کا بند و بست کیا ناہر ہو گیا مگر اس نے کسی پر ظاہر نہ کیا
 تھا آج صبح کو جب لشکر طرف میدان کے چلا ایک طرف سرداران چترنگ مع شہزاد شاہ اور
 گلاب شاہ و گلر شاہ وغیرہ کے تھے ایک طرف سرداران ارزننگ بھی نسل و یلمین نورج و
 اسلم بن تورج و قریاسب بن غریاسب اور لشکر ارزننگ تھا اثر و درجاد و اثر و درخیز سوار
 تھا اور پہلو سے چترنگ نین تخت پر کھنڈو و جموں و یلمین اس شان و شوکت سے لشکر میدان میں
 پہونچا اور صبح کے طلوع شاہ بھی بیدار ہو کر اور اپنا کل لشکر لیکر میدان میں آیا دونوں لشکر
 صف آرا ہوئے نقیب مکے نقابت کر کے لشکر میں آئے صفوں پر سناٹا سا ہو گیا ابھی کوئی

مقابلے کو نہیں نکلا تھا کہ سختگان نے چترنگ سے کہا کہ فرما لیے آپ کے سردار مقابلہ کرنے کے لئے یا کہ
خداوند کے چترنگ نے جو ابدیا کہ نہیں میرے لشکر کے سردار مقابلہ کرنے کے لئے سختگان نے کہا کہ تم
کسی کو میدان میں روانہ فرمائیے پس یہ جو سختگان نے کہا چترنگ نے اپنے عیار سے کہا کہ پکار کر کہدو
کہ کوئی پہلوان و افسر میدان میں مقابلے کو نہ جائے آج حوزان جنت جو میرے ہمراہ ہیں وہ ہی
آفتاب پرستوں سے مقابلہ کرینگی اسکے بعد میں اپنا غضب ان سب پر نازل کرونگا کہ اس امر سے
خوشگان عذاب ظاہر ہونے سے وہ مقابلہ کرنے اور سب کو قتل کرنے کے آج بھوکھا غیظ آگیا ہو پس اس
عیار نے بموجب حکم چترنگ سب اہل لشکر کو اکادہ کر دیا جب یہ امر ہو چکا اسوقت چترنگ نے
جمہور کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ ہاں لیانا ان سب کو یہ سختگان کے اسنے دستک دی جیسے دستک
دی ویسے فرمائی صدائی سب نے دیکھا کہ ایک طاؤس اسیر زمین کسا ہوا اڑ کر برابر تخت کے
آیا پس جیسے ہی طاؤس برابر تخت کے آیا فوراً جمہور دست کر کے اس طاؤس پر سوار ہوئی اور در و در
ارزننگ و چترنگ کے آئی چترنگ نے کہا کہ او حوزان جنت جا بھگو میں نے اپنے بھائی صاحب کے
پر قدرت کے سپرد کیا اس آسمان اور آفتاب کو جو کہ اس آسمان سے ظاہر ہوتا ہو مٹا دے پس یہ
سختگان جمہور نے سلام کیا اور طاؤس کو اڑا کر چلی اور پکار کر کہا کہ او آفتاب پرستوں تم ٹھہرے
رہو میں اس آسمان کو مٹاؤں تو پھر تم سب کو قتل کر دوں گی اسکی اس تقریر پر سب آفتاب پرستوں
میں ایک فتنہ بلند ہوا ان سب نے پکار کر کہا کہ ضرور ایسا کرنا لازم ہو تو تیری بہادر رہ ہو سکتے ہی
طاؤس کو اٹا سے ہوسے چلی جاتی تھی یہاں تک کہ قریب اس آسمان کے پہنچی اسنے طاؤس کو روکا
و دونوں لشکروں کی نگاہ اڑی ہوئی ہو کہ دیکھیں یہ کیا کرتی ہو سب اسی طرف متوجہ ہیں جیسے اسنے
طاؤس کو روکا اس آسمان سے ایک فتنہ کی صدائی کہ سب نے فتنہ مارا اور یہ آواز آئی کہ او
جمہور جاؤ و کیون قضا آئی ہو کیا تو کوئی کارخانہ محرم کا بھی ہو کہ جو سامان محرم میرے سیدائے جو
آسمان کو مٹانے آئی ہو تیری نادان ہو بہت بلند پروازیان کرنے لگی ہو میں بھی کوئی مثل محرم
کے ساحر ہوں کہ میں نے اپنے محرم کے زور سے برنجیس کو ساحر بنایا ہو وہ فرزند خداوند آفتاب ہو
اور میں برحق خدا ہوں میں نے مثل محرم کے محرم کوئی کلام نہیں لیا ہو یہاں محرم کا بالکل دخل
نہیں ہو جیسے کہ محرم سے چترنگ کو خدا بنا کر لایا یہاں ارزننگ کا جو دباؤ پڑا اسکا شریک ہو گیا
یہاں وہ کارخانہ نہیں ہو بقول کے مصرعہ دیکھتے ہیں ایسے خواب پریشان ہزار ہا ملے تو جو طاؤس
محرم پر سوار ہو کر میرے مقابلے کو آئی ہو تو نے زمین پر کیا کام کیا جو یہاں آئی جائے عاشق کے
ساکھ رو سیاہ کر جیسے شب بھر کیا بھگو ان کاموں سے کیا غرض بھگور و سیاہی سے مطلب یا مقابلے
سے اور تیرا مقابلہ تو نیز عاشق شداد کریگا اے کجخت تو کیوں اپنے کو خراب کرتی ہو اگر مر گئی
تو پھر کون شداد کے ہمراہ رو سیاہی کریگا اور کون اسکو راحت دیگا وہ بہت پریشان ہو گا حبا
کیوں اپنی جوانی برباد کرتی ہو جیسے جب زمین پر کچھ نہ ہو سکا تو تو یہاں کیا کر گئی بقول شاعر شاعر
تو کارے زمین را نکو ساختی ملکہ کہ بر آسمان تیرہ راختی ملکہ دیکھ تیری راحت میں فرق آجائیگا وہاں
کوئی ایسا مرد نہ ملے گا جو رات بھر رو سیاہی میں مصروف رہے وہ مقام ان باتوں سے
پاک ہو وہاں کون تیری آگ کو فرو کرے گا وہ مقام اس لائق نہیں ہو کیوں اپنی لذت میں فرق
لائی ہو آئندہ بھگور اختیار زمین نے سمجھا دیا یہ جو صدائی اول تو سب نے سستی لشکر طومار کے

لوگ تو بننے لگے شہاد شاہ کو بڑی خفت ہوئی کہ میری مشق و کوشش کی شان میں ایسے کلمے لگے لیکن
 جمود کو بہت غصہ آیا اور برہم ہو کر کہا کہ کیا پوشیدہ بیٹھا ہو اور یہ وہ تقریر کر رہا ہو سامنے آ کے
 مقابلہ کر جب میں جانوں ایسے کارخانے بہت سے میں نے بنائے ہیں یہ دھمکیاں اور کسی کو تو دنیا
 میں ایسی دھمکیوں میں نہیں آنے والی ہوں بڑی کمی ہوں جو خام ہوں انکو ایسی باتیں پر معاف نہیں
 واقف ہوں کہ تو آفتاب جا دو تو نہیں اپنی مشق و کوشش کے ساتھ کہ سیاہ کرتا ہو جو بھگو طعنہ دیتا ہو اس
 فعل سے کون خالی ہے جب میں جانوں کہ تو بڑا مرد ہو کہ سامنے آ کر مقابلہ کر یہ کیا کہ پر دے میں بیٹھے ہو
 ہیں اور مقابلہ کر رہے ہیں یہ مردوں کا کام نہیں ہے سامنے آ کر مقابلہ کر تو حال اس سحر کا اور ساحری کا
 معلوم ہو تو نے شاید پیشکش نہیں سنی میری زبان کی سن لے کیسا قول ہے کہ جب تک اونٹ پہاڑ کے نیچے
 نہیں اٹھا ہوتا بہت بلبلایا کرتا ہے کہ مجھے بڑا کوئی نہیں ہے جہاں آیات نبی اسکو حال معلوم ہوتا ہے وہی نقشہ
 تیرا ہے کہ یہاں کوئی ساحر نہ تھا سب غیر ساحر تھے انکو تو نے سحر سے چند عجائبات دکھائے وہ سمجھے کہ ضرور
 یہ خداوند ہیں وہ سب تیرے اوپر ایمان لائے تو نے اپنا بند و بست کر لیا ہم اس وقت جانتے کہ جب
 ساحر ہوتا اور تو یہ بند و بست کر لیتا بیشک تو سیاح تھا پس اسی میں خبر ہو کہ روبرو آ کر مقابلہ کر
 ورنہ میں آج اس سب کارخانہ سحر کو مٹا دوں گی بیگاری کی تمکو خفت ہوگی یہ جو جمود نے کہا پھر ترقی
 کی آواز آئی اور صدا آئی کہ تو میرے جمال کی تاب نہ لاسکے گی جو بھگو روبرو بلاتی ہے مثل ان سب
 جملہ خاک ہو جائیگی وہ جو بہت بڑے ساحر زبردست ہیں میان محروم وہ تو میرا کچھ کر نہیں سکتے
 ہیں تو کیا ہو تو جا اور انکو بھیج دے کہ وہ آکر اس آسمان کو مٹا دیں جمود نے کہا کہ جب انکی لونڈیاں
 اس کام کے کرنے کو موجود ہیں تو انکو کیا ضرورت ہے جو وہ ایسے ویسے سے مقابلہ کریں میں ہی
 کافی ہوں آواز آئی کہ تو مٹا دیگی اسنے کہا کہ ہاں آواز آئی کہ تو میرا جلوہ دیکھے گی اسنے کہا کہ ہاں
 حیرت انگیز سیاہ دیکھو گی و آواز آئی کہ جلیا بیگی جو اب پاؤں دیکھا نہیں ہے آواز آئی کہ ہم تو ابھی نہ نکلیں گے اس سبب سے کہ تو
 ہمارے نور جمال کی گری سے جلیا بیگی تیرے دل کی حسرت و دل ہی میں رہ جائیگی پہلے تو اپنی
 حسرت نکال لے اس آسمان کو مٹالے پھر تو ہم خود ہی ظاہر ہونگے کوئی از خود نکلتے کی ضرورت
 نہ ہوگی تو اور سنو کہ کارخانہ خدا کی کو سحر سے مٹانے آئی ہے اپنا حربہ کر یہ جو اسنے سنا کہا کہ تو یوں
 کیوں باہر آنے لگا جب تک دولت نہ اٹھائیگا سحر کہا ہے کسی نے کہ جب چونٹی کے مرنے کے دن آتے
 ہیں تو اسکے پر نکلتے ہیں اور جب انسان کی تقضا آتی ہے تو وہ دنیا چھوڑ کر تیرے بڑے ہلکے کوئی نہیں ہے
 لے اب اس آسمان کو پہچان لے یہ کیکر اپنے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور ایک نارنج چھوٹا سا اپنے
 جوڑے سے نکالا اسپر کچھ قلم سے خط بنائے زبان میں نشتر دیا خون لیکر اسپر کیے دیے پس کچھ
 بڑبڑا کر اس نارنج کو طرف آسمان کے پھینکا وہ قفقہ کرتا ہوا چلا اسکا عالم یہ تھا کہ اس سے پہلے
 نکلتے رہتے تھے اور سب ایک مقام پر جمع ہوتے تھے بالائے ہوا اور نارنج چلا اور اسنے
 جلدی سے اپنی ران میں کار دے کر خم ڈالا اور خون لیکر اور کچھ اسم حیرت انگیز اس نارنج کی طرف
 پھینکا جیسے ہی وہ نارنج قریب آسمان پہونچا پھر قفقہ کی صدا آئی اور آواز آئی کہ تو اپنا حربہ کر چکی
 خدا سے ڈر چکی دیکھ ہمارے قدرت کو کہ کیسے بڑی قدرت اور شان ہے تو تو اپنا حربہ کر چکی اور اپنی
 حسرت نکال چکی واقعی تو نے بہت بڑا کمال کیا کہ خدا پر حربہ کیا معلوم ہوتا ہے کہ تو نمرود کی قوم سے
 ہے اسنے بھی تو خدا سے مقابلہ کرنے کا دعویٰ کیا تھا اور تیرا راتھا وہ تیرا کوئی بزرگ ہو گا تو نے بھی

اسکی پیروی کی اور جو تیرا کمال کا سمجھا وہ کیا واقعی میں اصلی خدا نہ ہوتا اور میں خدا سے برحق نہ ہوتا
 مثل تیرے خیال کے سحر سے یہ سب کا رخا نہ درست کیا ہوتا تو ضرور تو نے مٹا دیا تھا کیون نہ ہو
 ساحرہ زبردست ہو مگر سانچ کو آغ کیا ہو خیال تو کر کہ تو نے نارج بھیک کا تھا یا گل صدر برگ اب جو
 جمود نے دیکھا تو دراصل وہ نارج نہیں ہو بلکہ گل صدر برگ ہو اسے اسم تحریر عکس دم گیا کہ وہ گل
 اسے یاس آیا اسے ہاتھ میں لے لیا جمود پر کیا منحصر سب نے دیکھا کہ پہلے نارج تھا اب گیند سے کا
 پھول ہو گیا پہلے سنجھکاں نے بہت تعریف کی تھی مگر یہ حال دیکھ کر منہ بنا لیا اور کہا کہ آپ کی بھی خیر
 نہیں ہو بھیکو انجام بُرا معلوم ہوتا ہے چترنگ نے گھوڑ کر دیکھا سنجھکاں نے سر جھکا لیا اس واقعہ
 سے جمود کو خفت بہت ہوئی کہ میرا خرسانے دو دریا سے لشکر کے رو ہو گیا اس آسمان سے صد
 آلی کہ خفیت نہ ہو اور کوئی حربہ کر یہ کوئی خفت کی بات نہیں ہو اسے جھپٹا کر اور خون پیشانی میں
 نشتر بیکر چلو میں لیکر کچھ پڑھ کر دم کیا اور ان شعلوں پر مارا جو کہ بالاسے ہوا اس نارج سے ٹک کر
 قائم ہوئے تھے جیسے خون انہر پڑا وہ ایک مرتبہ بھگ کر چلے اسے کہا کہ ہاں جلا دواس آسمان
 کو بڑی تیزی سے جلے جیسے قریب پہونچے گل یاسمن ہو کر رہنے اور زمین پر گر پڑے صد آلی کہ
 کیا پھول بار بار ادھر پھینکتی ہو یہاں کوئی فرشتہ ایسا نہیں ہو جو تیرے ان اشاروں سے تیرے
 اوپر عاشق ہو کوئی حربہ عمدہ کر کہ سب لوگ جاہلین کہ تو بہت بڑی ساحرہ ہو اسکو اور خفت
 ہوئی ابھی مرتبہ اسے اس گل صدر برگ کو جو کہ نارج کا بنا ہوا تھا اپنی پیشانی کے خون سے
 رنگین کر کے اور اسم عر دم کر کے بہت تیزی سے اچھا لایا اور کہا کہ تو ہی جا کر جلا دے اور
 اپنے طاؤس کو کوڑا کیا کہ وہ لمبی بلند ہو کر چلا اسے سحر کرنا شروع کیا اور زور زور یا دم دبا اور
 آئی کیون نہ زیادہ زحمت کرتی ہو اور بڑ بڑاتی ہو سب نے دیکھا کہ اس آسمان سے ایک انگشت
 ظاہر ہوئی جیسے ہی وہ پھول قریب پہونچا اس انگشت نے اشارہ کیا کہ اسکی پتی پتی جدا ہو گئی
 اور ستارہ بن کر ظن زمین کے چلی یہ معلوم ہوتا تھا کہ چنگاری آگ کی ہو کہ جلتی ہوئی چلی آتی
 ہو آتے ہی لشکر چترنگ کی ایک صف پر گری جسکے سر پر وہ چنگاری پڑی اسکو جلا دیا قریب
 دو سو آدمی کے جھلک خاک ہوئے ہوا نہ آئی کہ دیکھی تو نے ہماری قدرت تیرے ہی حربے
 سے پہنچے تیرے لشکر کو تباہ کیا اور لشکر میں غل ہوا کہ ملکہ ایسا سحر نہ کر کہ جو کہ ہلکے ہلاک کرے
 وہ کیا خوب مقابلہ کیا اپنے ہی لشکر کے لوگوں کو ہلاک کیا اسکو اور خفت ہوئی ابھی برہم ہو کر
 اسے کہا کہ یہ کیا نامردی ہو کہ سانسے آکر مقابلہ نہیں کرتا ہو اگر بڑا مرد ہو تو سانسے آکر مقابلہ کر لیتے
 تو میں عورت ہی جو افرامرد ہوں یہ جو اسے کہا جواب ملا کہ تو کئی مرتبہ ہلا چکی ہو ابھی میں آتا ہوں اور
 دیکھتا ہوں کیوں کر میرے جمال کی تاب لاتی ہو معلوم ہوا کہ تجھکو جلتا منظور ہو ہو شیار ہو جا اور
 تو اپنے ارمان بھی نکال چکی ہو اب کوئی حسرت بھی نہیں باقی رہی جمود نے جب یہ سنا اور
 سب حاضرین میدان نے بھی پس جمود نے جھولی میں ہاتھ ڈال کر ایک کار و نکالی اسکو اپنے
 خون سے رنگین کیا اور اپنے دل میں خیال کیا کہ جیسے یہ آسمان سے نکلی ویسے کار و کو لیکر
 مار دوں پس کار و کو لیکر اوپر طاؤس پر پڑی جما کے کھڑی ہوئی اسکو آسمان کو حرکت ہوئی کہ
 جیسے یہ واقعہ سنجھکاں نے دیکھا اپنا سمجھ پٹ لیا اور ارزنگ و چترنگ سے کہا کہ فاتحہ خیر ہے
 اس کا بچنا محال ہو کوئی دم میں یہ جھلک خاک ہوئی ہو سفت میں اسکی جان گئی بشد اور

کی راحت میں خلل آیا اور شداد ہاے معشوقہ کھڑو اور اب کسکے ہمراہ رو سیاہ کیا کر دے گے کون تگلو
اپنے وصل سے کامیاب کر لگا کس سے نرے دنیا کے اٹھاؤ گے وہ جاتی ہیں اور صر آفتاب ظاہر ہوا
اور اسکا عکس پڑا وہ جلیں اور رنگ و حیرت نگ نے کہا کہ کیوں بیکار کو فال بد شمع سے نکالتا ہی
وہ سن لیگی تو بڑا مانگی سختگان نے کہا کہ فال بد کیسی دیکھ لینا جو میں کتا ہوں وہ ہو گا تین حربے
کے ایک بھی تو کارگر نہ ہوا قریب تک تو ہو چکا نہیں حیرت نگ نے کہا کہ تیری بلا سے یہاں تو یہ
گفتگو ہو رہی ہو اور صر آسمان شق ہوا اور ایک مرتبہ آفتاب ظاہر ہوا ناظرین کو خیال رہے
جب یہ آفتاب آسمان سے نکلتا ہی تو آفتاب اصلی غائب ہو جاتا ہی اسکا سبب یہ ہوا کہ آفتاب حادہ
اپنے حر کا لک اسپر قایم کر دیتا ہی اس خیال سے کہ کوئی یہ نہ کہے کہ یہ کیسے خداوند ہیں کہ ایک تو نکلے
ہوے ہیں دوسرے اور نکلے لوگون کو شک نہ ہوا اور جہاں پوشیدہ ہوا وہ آفتاب نکل آتا ہی
پس اس سے یہ ثابت ہوتا ہی ہر ایک پر کہ خداوند پہلے اس آسمان پر سے اس آسمان پر آئے
ہیں یہاں سے ظاہر ہوتے ہیں اس سے کسی کو کچھ شک بھی نہیں ہوتا سب اسی آفتاب کو جانتے
ہیں پس جیسے آفتاب ظاہر ہوا اس آسمان سے جمود نے وہ کار د اس آفتاب پر ماری جیسے کار د
قریب پہنچی ایک شعلہ نکلا کہ وہ کار د مثل سیرم کے جل گئی آواز آئی کہ دیکھا تو نے جتنے کار د آتی
کو جلا دیا لے خبر دار ہو جا سیری طرف رخ کر میرا جمال دیکھ بہت کتنی تھی کہ سامنے آؤ سامنے آؤ
پس جیسے یہ صدا آئی جمود نے اپنا منہ اس آفتاب کی طرف کیا کیونکہ اسنے کار د مار کر منہ پھیر لیا تھا
جیسے منہ پھیرا اور عکس آفتاب کا اسپر پڑا اسنے اپنے اوپر حر دم کر کے منہ پھیرا تھا مگر جیسے عکس
پڑا اسکی قوت بالکل زائل ہو گئی جس و حرکت جاتی رہی بت ہو کر رہی اب اسقدر بھی طاقت
نہ رہی کہ حرکت کر سکے اور سختگان نے کہا کہ انا لشکر وانا لیراجعون لو ملکہ جمود تو ہاتھ سے گئیں
اور عکس جو پڑا جمود کو بالکل سحر فراموش تھا اور اسی طور سے دھواں نکلتا شروع ہوا ایک
چند ساعت دھواں نکلا تھا کہ ایک شعلہ اسکے اس مقام سے نکلا کہ جو کہ شداد کے تفرق میں تمام
رات رہا تھا اور ہمیشہ رہتا تھا اسنے اس طادس کو بھی جلایا اور اسکو بھی جیسے وہ جلنے لگی ویسے
آفتاب ایک بار کوٹک کر زمین پر گرا اور غرق زمین ہو کر دوسرے مقام پر ظاہر ہوا اور بلند ہو کر
اس آسمان میں پہنان ہو گیا اسکا پہنان ہوتا تھا کہ آسمان اصلی پر آفتاب اصلی نکل آیا اور اس
آفتاب کی چمک کی کرن سے ایک چمکا چو نہ مری دونوں لشکروں کے لوگون کی نگاہوں میں ہو گئی
تھی اور طومار شاہ وغیرہ تو سجدے کو ختم ہو گئے طومار شاہ وغیرہ نے سر اٹھا کر اور اہل لشکر
حیرت نگ و ارزنگ نے انگلیں ملکر جو دیکھا تو اس آفتاب کو پوشیدہ پایا اور آفتاب جو کہ بالاس
آسمان نکلا ہوا تھا اسکو ظاہر پایا اور جمود کو دیکھا کہ جلتی ہوئی طرف زمین کے آتی ہو زمین تک
آتے آتے جل کر خاک ہو گئی زمین پر جو گری تو رد کہ بھی آواز آئی افسوس مریم و جان داویم مطلب
خود نر سیریم مارا جوان جھکو کہ نام میرا جمود جادو تھا یہ سنتے ہی شداد نے تو اپنا سر پیٹ لیا اور
حیرت نگ کے منہ پر ہوا سیاں اٹھنے لگیں منہ سے نکلا کہ ہاے والدہ ماجدہ سختگان نے کہا کہ ہیکو تو
پہلے سے یقین ہو گیا تھا مگر مٹو وٹے جو یہ حالت دیکھی اور جمود کے مرنے کی صدا سنی تاب نہ رہی خون
عزیزی نے جوش مارا ہاے بہن کھرا اپنا گریبان چاک کیا اور اسی حالت بقراری میں دستک دی
کہ ایک ہنس پیدا ہوا یہ اسپر سخت پر سے جھٹ کر لے سوار ہوئی اور پلٹ کر جو سحر کیا تو تخت چلنے لگا

اور حالت غیظ میں بیقرار ہو کر چلی ارزننگ و خیرنگ سے اجازت بھی نہ لی بلکہ اپنے معشوق سے بھی نہ ملی سختگان نے جو اسکو اسطور سے دیکھا جاتے ہوئے پکار کر کہا کہ آپ بھی مجھے جدا ہوتی ہیں اور کہاں جاتی ہیں ابھی تو جمود کے غم سے فراغت نہیں ہوئی ہو کہ آپ تشریف لے چلیں اپنے غم سے بچائیے گا اپنے ماتم میں نہ رولا کیے گا ورنہ بڑا غضب ہوگا ایسی جلدی نہ فرمائیے ہم سب سے مل کر جائیے کیونکہ یہ اسید کرنا کہ وہاں جا کر کوئی واپس آئے بالکل بیکار ہو جائیگا وہ مارا جائیگا بی جمود نے کو لسا دیتا تھا مگر کچھ نہ ہوا آپ بھی جا کر خفیف ہو گئی انجام یہ ہوگا کہ مفت میں جان برباد ہوگی کیونکہ اپنی جوانی کو تلف کرتی ہو ابھی کیا تر باغ جوانی سے پایا ہوگا میں جانتا ہوں کہ کوئی دس برس کا سن ہوگا گو دنیا کے کل زون سے واقف ہو چکی ہوگی مگر خوب معلوم ہو کہ تم معشوقہ ہو ہمارے خداوند کے بھائی کی خداوند خیرنگ کی تنہا خوب خوب انکوزے دکھائے ہیں وہ کھو بیار کرتے ہیں ہر روز نور خداوند متعارف نے شکم میں اپنے آلے سے اتارتے ہیں اسی سبب سے تو تمہارا حسن چمکتا جاتا ہو کیونکہ خداوند کو اپنا داغ دیتی ہو اب کون نور شکم میں اتر دے گا ارے نجاؤ جو ہونا تھا وہ ہو گیا سواے زلت اور خواری کے کچھ نہ حاصل ہوگا تمہو نے اسکی کچھ بھی نہ سنی خاموش جوش الم میں ہنس اڑاے ہوئے چلی گئی سختگان کی اس تقریر سے سب ہنس پڑے گو خیرنگ کو سچ تھا مگر اُسکے بھی دانت نکل آئے سختگان سے کہا کہ کیا بیہودہ کہتا ہو وہ بات کہ جو سب کو اچھی معلوم ہو ابھی وہ پہونچی نہیں تو نے بد شکونی کی تقریر کی یہ تمہو ہو جمود سے بہت زبردست ہو جمود اسکے روبرو چپو کری تھی یہ جا کر اپنا کام کر لگی آسمان کو برباد کر دے گی سختگان نے جواب دیا کہ کیا ہوگا یہ دو چار منٹ اس سے زیادہ ٹھیک مگر میرے نزدیک وہاں جا کے اسکی بھی عقل جکڑیں آئیگی اس سے بھی کچھ نہ ہو سکیگا ایک تو جمود کا غم دوسرے جوان تیز مزاج لیکن کچھ نہ ہوگا ہنگو و نا پڑیگا چہ ناگ نے گھور کر دیکھا سختگان نے مسکرا کر منہ پھیر لیا اور کہا کہ جو کچھ ہوگا تمہو کی دیر میں ظاہر ہو جائیگا اور تمہو و حالت غیظ میں ہنس کو اڑاے ہوئے قریب آسمان پہونچی جیسے ہی پہونچی تھمتہ کی صدا بلند ہوئی آواز آئی کہ لو یہ آئے ہیں لڑنے کو وہ تو دیکھیں اور اپنی جان برباد کر چکیں اب انکو حوصلہ ہوا ہو کیونکہ تم بھی میرا جمال دیکھو گی ہاں تم کیونکہ میرا جمال دیکھنے لگیں تم اپنے خداوند خیرنگ کا جمال ظاہری و باطنی دیکھو گی اُسکے ہمراہ صفحہ سیاہ کر و گی خیر آؤ جو تم کو بھی حوصلہ ہونکاں تو تمہا کی بھی حسرت باقی نہ رہے پھر جو ہونا ہو وہ ہوگا کیونکہ اسقدر میں کے غم میں بدحواس ہو چنے اسکو بلا لیا ہو یہاں اُسکے لیے چنے ایک مرد خلق کیا ہو اسکو اُسکے سپرد کیا ہو چھٹو بھی بلا سے لیتے ہیں تیری بہن کے پاس پہونچاے دیتے ہیں تو کیونکہ پریشان ہوتی ہو کچھ دیر کی دیر ہو بہت عرصہ نہیں ہو تمہو نے جو ابد یا کہ وہ ایسی تھی کہ جمال دیکھ کر جل گئی میں ایسی نہیں ہوں بلکہ اپنے جمال سے دوسروں کو جلا دیتی ہوں بس ہوشیار ہو جاؤ میں حیرت کرتی ہوں میں گفتگو کرنے نہیں آئی ہوں بلکہ مقابلہ کرنے آئی ہوں آواز آئی حیرت کر سکو کوئی خوف نہیں ہو ہم ایسے خدا نہیں ہیں کہ بندوں سے خوف کریں یہ سننا تھا کہ تمہو نے ایک مرتبہ دستک دی کہ سب نے دیکھا کہ دو عقاب پیدا ہوئے اُنکے پروں پر ایک صندوق بہت بڑا رکھا ہوا ہو وہ بہت جلد قریب تمہو کے آئے تمہو نے چور سے سے کبھی نکالی اس صندوق کو دیکھا جیسے اُسکا پیرا اٹھایا تو وہ ایک ناگن کیسی سیاہ اُسکے اندر سے نکلی کہ جسکے کاسے کا ستر نہ تھا اگر کچھ نکلا

تو جہان تک اس پھونک کا اثر جائے خواہ انسان ہو خواہ حیوان خواہ نباتات ہو خواہ جمادات سب
 جگر خاک ہو جائے جیسے ہی وہ ناگن نکلی تھوونے فوراً اپنی ران چیر کر اور خون لیکر اسکو پلا یا کہ اسکی
 وہ تیزی کم ہوئی اسنے اسکو اٹھا کر اپنے شانے سے لپیٹ لیا اب صندوق سے ایک صندوق نکالا
 اور ایک فولادی ڈبرہ اور ایک گلدستہ اور ایک آمینہ کہ اسپر غلات مثل سیاہ کا چڑھا ہوا تھا ان
 اشیاء کو نکال کر اس صندوق کو بند کر دیا ایک نارنج و کاروبھی نکالی جب صندوق بند کر چکی تھی دیا
 کہنی جوڑے میں رکھی کچھ پڑھ کر دستک دی کہ وہ عقاب جس طرف سے وہ صندوق لیکر آئے سے
 اسی طرف پرواز کر گئے یہاں چترنگ سے سختگان سے کہا کہ تنے دیکھا کیسے زبردست یہ جو رہو
 اسنے کیسا کیسا سامان اپنی ظفر کا مہیا کیا ہوا اب یہ آسمان نہ بچکا سختگان نے کہا کہ جو کچھ ہو میں یہ ہی
 کہو گا کہ اسکا بھی انجام مثل جمود کے ہو گا چترنگ منہ پھیر کر خاموش ہو رہا اور تھوونے آواز دی
 کہ ہوشیار ہو جاؤ میں حربہ کرتی ہوں آواز آئی کہ تو بھی حسرت نکال لے یہاں کچھ بھی نہ ہو گا یہ سننا تھا
 کہ تھوونے اس ناگن کو بازو سے لھولا اور اسکی دم پکڑ کر اور کچھ اسم عجز و محکوم کیا کہ اس میں اس
 زیادہ تیزی و تڑپ پیدا ہوئی جبکہ وہ صندوق سے نکلی تھی اسنے مذکورہ اسکو اپنی زبان میں نشتر
 دیکر زبان کا خون اسکو دیا اور زیادہ تر وہ تیزی ہوئی بس اسنے دستک دی کہ ایک بتلی اسکی
 پشت پر سے پیدا ہوئی اسکے ہاتھ میں ایک طبق حلوے کا تھا دوسرے ہاتھ میں ایک کانسہ شیر
 اور اس حلوے پر ایک دل رکھا ہوا تھا اس تھوونے وہ طبق اس بتلی کے ہاتھ سے لیکر اس
 ناگن کے آگے رکھا اور کہا کہ لے یہ تیری خوراک ہو میں نے تجھکو دی ہو یہ حلوہ اور دل موجود ہو اور
 یہ کانسہ شیر اسکو کھا کر اور شیر کا کانسہ پی کر میرا کام کر بس یہ کام ہو کہ جا کر اس آسمان کو پھونک دے
 اور جو کوئی اس آسمان میں ہو اسکو بھی میں مدت سے تیری پرورش اسی دن کے لیے کر رہی تھی
 یہ جو تھوونے کہا اس ناگن نے سنا فوراً اپنا منہ لپٹ جبق میں ڈال دیا پہلے اس دل کو کھا لیا پھر تمام
 حلوہ کھا گئی اور بعد اسکے اس کانسہ شیر کو پی لیا جو چھوٹی سی ناگن تھی مگر بلا لاش تھی سب حلوہ کھا لیا
 اور سب دودھ پی لیا اور سر اٹھا لیا تھوونکی طرف دیکھا اشارہ یہ تھا کہ کیا حکم ہوتا ہے تھوونے کہا
 کہ جا اور اپنا کام کر اگر کام میرے حسب و خواہ کر کے آئیگی تو میں اور تجھکو حلوہ و شیر دوں گی یہ سننا تھا
 کہ وہ شہم پھیر کر مثل باد صحر کے اڑ کر طرف آسمان کے جو کہ لشکر طومار شاہ بر محیط تھا چلی ایسی تیزی
 سے جاتی تھی کہ نظر نہ آتی تھی اور ایسی جرات تھی کہ جو بڑا اسکے قریب آجاتا تھا جل جاتا تھا ہانک کہ وہ قریب آسمان پہنچی
 اور ہوا پر قابم ہوئی اسنے دم تھوڑا سم سے شعلہ نکلا جیسے ہی آسمان پر پڑا خاموش ہو گیا بغیر اسے اس شعلے سے کنگلی
 تیزی یہ برقی خاطر مانوس ہو کچھ جو شرور سے اٹھا ایک شعلہ نائوس پر ہوا اب اسنے دم کشی شروع کی جو شعلہ مکھ سے نکلتا
 تھا بالکل آسمان پر اثر نہ کرتا تھا یہاں تھوونے کا اسم عجز و محکوم کے دستک دیکر اسکو زور دے رہی تھی
 جو جو زور دیتی تھی وہ وہ دودھ کشی کرتی تھی مگر بالکل کچھ اثر نہ ہوتا تھا برے سے تک وہ اسی طو
 سے سم سے شعلے نکالا کی یہ تو اس شعلہ میں مصروف ہو اور تھوونے سے رہی نہ کہ ایک مرتبہ
 اس آسمان سے قفقہ کی صدا آئی اور کسی سے کہا کہ خوب سانب کا تماشہ کیا اب اپنی ناگن کو بجالے
 یہ صدا آئی اور ایک ہاتھ اس آسمان سے پیدا ہوا اس میں ریشمان تھی جیسے اٹھ ناگن نے دم
 چھوڑا وہ ہاتھ باند ہوا اور ایک حلقہ اس ریشمان کا اسکے اوپر پڑا کہ اسکا اس حلقہ میں پھینکا
 پس جھکا پڑا اور وہ ہاتھ مع اس ریشمان و ناگن کے غائب ہو گیا لشکر طومار شاہ نے یا خداوند

آفتاب تابان کمر شور و غل کیا لشکر از رنگ و غیرہ کو حیرت ہوئی نمود ہاتھ ملکر رہ گئی پس اسے وہ
 دیکھ کر اتر کچھ پڑھ کر اٹھ کر کھولا آسمان سے بھی ایک ناگ بہت زہر دار برنگ سبز نکلا دونوں
 انگلیں اسکی دو انگارے تھے اسے نکلتے ہی آنکھ نمود سے ملائی اور دم چھوڑا نمود نے کہا کہ
 تو بھگو کیا دیکھتا ہو تیری ناگن اس آسمان کے قریب جا کر غائب ہو گئی تو جا کر آسمان کو جلا کر اپنی
 ناگن کو لے آیا سنا تھا کہ وہ جھپٹ کر چلا جیسے قریب آسمان پہونچا کہ آواز آئی کیا رستی کے سانپ
 بنا بنا کر بھتی ہو دیکھ یہ سانپ ہو یا رسی اور وہ ناگن بھی کہ رستی اسکو قدرت کتے ہیں کہ ہم نے
 دونوں کو رستی بنا دیا دونوں لشکروں نے دیکھا کہ وہ جو ناگ چلا تھا بڑی تیزی سے وہ لیٹا
 کاٹھڑا تھا اور ایک رسیاں کاٹھڑا اس آسمان سے نکلا دونوں طرف زمین کے چلے جیسے قریب
 زمین پہونچے کہ ایک شعلہ زمین سے نکلا وہ دونوں ٹکڑے جلا کر خاک ہو گئے نمود کو بہت غصہ
 آیا پس اسے نارنج کو اٹھا کر اس کا رد سے کاٹا اور دونوں ٹکڑے نارنج کے ایک دہنی
 طرف اور دوسرا بائیں جانب پھینکا اور اس کا رد کو درمیان میں اس کے کچھ عرصہ نگذرا تھا کہ
 گرگڑا ہٹ کی صدا پیدا ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک ابر سیاہ رنگ نمود کی دہنی طرف سے اور
 سرخ رنگ بائیں طرف سے اور درمیان میں ان ابر کے برق چمک رہی تھی جیسے وہ ابر قریب
 نمود پہونچا نمود نے اشارہ کیا زبان سے صرٹ اس قدر کہا کہ لینا اس آسمان کو پس وہ دونوں
 ابر ایک مرتبہ گرگڑا کر اس آسمان پر چلے جیسے قریب آسمان وہ ابر و برق پہونچے آسمان کو حرکت
 ہوئی اور آفتاب نکل آیا آفتاب کا ٹکنا تھا جیسے عکس ان ابروں و برق پر آفتاب کا پڑا ایک
 شعلہ پیدا ہوا کہ وہ ابر و برق مثل روئی کے گالے کے ٹکٹے آفتاب پیمان ہو گیا نمود کو اور
 غصہ آیا اسے صند پتھر اٹھا کر کھولا جیسے صند پتھر کھولا ایک برق چمک کر چلی اسے اشارہ کیا
 کہ وہ برق یا تو آسمان کی طرف بلند ہوتی تھی یا پلٹ کر اس آسمان کی طرف جو کہ محیط لشکر تھا چلی
 اسے پڑھنا کچھ شروع کیا نمود نے اس صند پتھر سے ایک شیشہ نکالا آسمان پانی برنگ سبز تھا
 اس شیشے کو کھولا اور پانی لیکر چلو میں اس برق پر چھینٹا دیا اس برق میں اور تیزی ہوئی اسے
 دوسرا چھینٹا دیا جیسے تیسرا چھینٹا دیا کہ وہ برق کرک کر چلی یہ شیشہ ہاتھ میں لیے ہوئے تھی اور
 قصد تھا کہ جو تھا چھینٹا دونوں آسمان سے ایک ماہی پیدا ہوئی اور مقابل اس برق کے
 آئی جیسے برق چلی اسے دھن اپنا کھول کر اوپر کو سالن لی وہ برق مثل تیر کے اس کے دھن میں چلی
 اسے دھن بند کر لیا اور اپنی دم کو بلند کر کے حرکت دی اس سے ایک شعلہ پیدا ہوا کہ وہ ہاتھ پر
 نمود کے گر کر نمود نے آف کیا کہ وہ شعلہ گو خاموش ہو گیا مگر اسکی حدت جو ہاتھ کو محسوس ہوتی
 وہ شیشہ ہاتھ سے چھوٹ گیا اور زمین پر گرا اور گر کر ٹوٹ گیا نمود کو بڑا صدمہ ہوا صند پتھر
 اٹھا کر زمین پر دے مارا کہ چکنا چور ہو گیا اور جلا کر گلدستے کو اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا
 وہ گلدستہ قریب آسمان پر پہونچ کر ہوا پر قائم ہوا اور ہر ایک پھول اس گلدستے سے جدا ہوا
 اور شرارہ بن کر طرف آسمان کے چلے جیسے ہی قریب آسمان پہونچے سب گل ہو کر زمین پر گرے
 پس نمود نے اشارہ کیا کہ وہ گلدستہ بھر اس کے پاس آیا اسے سحر کیا کہ وہ گلدستہ بیفتہ فولا دی ہو گیا
 اسے اس بیفتہ کو اسم حریحہ اس آسمان پر مارا وہ بیفتہ آسمان پر پڑا تھتے کی صدا آئی اور زہرہ بزم
 ہو کر زمین پر گرا اتنا اسکو نہایت غصہ آیا اسے وہ آئینہ ہاتھ میں لیا اور اسم حریحہ اسکا غلاف

آپ کا ہر بار ہوتا ہو وہ ابر بھی ہر اسے مقابلہ جاتا ہو جو کوئی اس ابر میں ہوا اسکو منع فرما بیٹے
ورنہ جمود و تشود کی سی حالت ہوگی اور سو اسے افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا یہ سب تدارک بیکار
ہیں ان آفتاب پرستوں پر قہر پانا امر دشوار ہو کوئی بہت زبردست ساحر ہو اور وہ اپنا کامل
طور سے بندوبست کر چکا ہو چترنگ نے اس ابر کی طرف دیکھا سختگان سے کہا یہ ایسے ویسے لوگ
نہیں ہیں جو ابر میں ہیں کہ مثل جمود و تشود کے مارے جائیں اب یہ آسمان نہ بیچے گا سختگان نے
کہا کہ آپ نے تشود کی بھی نسبت ایسے ہی کئے فرماتے تھے انجام کیا ہوا چترنگ نے کہا کہ وہ
میرے منع کرنے سے نہ مانیں گے کیونکہ غصہ آگیا ہو سختگان نے کہا کہ میں عرض کروں چترنگ نے کہا کہ
ایسی حرکت نہ کرنا ورنہ خرابی ہوگی سختگان یہ کہہ خاموش ہو رہا کہ افسوس یہ بھی ہاتھ سے گئے اور
ناظرین کو خیال رہے کہ تشود و جمود کے مقابلے میں دو پہر دن ختم ہوا اور دو پہر دن باقی ہو چوب
ابر سوسنی رنگ جلا ہو اور یہ بھی خیال رہے کہ جو سخت اور گلدستہ محروم وغیرہ نے تیار کر کے
تخت نقرہ پر نصب کیے ہیں جبر چترنگ بیٹھ کر خدا کی کرتا تھا وہ سب محروم وغیرہ کے عر کا تھا جو کہ
اُس نے بنایا تھا اس قابل نہ تھا کہ میدان میں آئے وہ بارگاہ میں تھا یہاں چترنگ ہر او از رنگ
کے تخت پر سوار ہو کر آتا تھا ہاں جب اپنی بارگاہ میں جاتا تھا تو اسی تخت پر بیٹھ کر دربار کرتا تھا
پس آدم بر سر سلیمان کہ وہ بہت بڑی تیزی سے ایک آن میں مقابل آسمان نیلگون ہوا جب یہ قریب
پہونچا سب نے گھبرا کر اس آسمان سے آواز آئی کہ چہ خوش یہ بڑی شان و شوکت سے مقابلے
کو آئے ہیں پہلے کیون نہ آئے جب دو کو اپنے اوپر سے صدقہ کر لیا اسے کیون دیوانہ ہو کر
میں خوب پہچانتا ہوں کہ تو محروم جادو ہو اور تیری دختر انھرام جادو تیرے پاس ہر اور دیوانہ
حیرے شاگرد ہیں یہ سب میرے پیدا کیے ہوئے ہیں اسے واقف ہوں کیونکہ تعنا آئی ہے شہ
قدرت کو حکم دینگا کہ وہ سب کی روح قبض کر لیگا اسے کوئی بھی خدا سے نہ مانے جو تو نے
آپا ہو جمود و تشود تو کیا انجام ہوا اسکا اور تشود نے کیا کر لیا سب کی روحیں فرشتہ قدرت
نے قبض کر لیں اور زمین جلا دیں وہ ہی انجام تیرا بھی ہوگا چہ خوش خدا سے مقابلہ کرتے ہو تم
سب بندے میرے سرکش ہو جیتک سزا نہ پاؤ گے نہ مانو گے اس ابر سے صدا آئی کہ تو بہت
سزور ہو گیا ہو جمود و تشود کو قتل کر کے دیکھ میں سارا غرور نکالے دیتا ہوں تو میرے
حال سے واقف نہیں ہو میں پہلو نشین سامری ہوں بس ہو شیار ہو جا اب بہت برے شخص
کے مقابلہ میں مثل جمود و تشود کے سحر ذکر و نگاہ میرے تیرے دو ایک سحر کا امتحان ہوگا جو
غالب آئے تو دہان سے جھٹھا ہوا سحر کر میں یہاں سے وہ ابھی جمود کر یاں تھیں کہ اکھنوں نے
ایسے سحر کیے اور نادانی کر کے اپنی جان دی خیر اب کوئی مقام تقریر نہیں ہو میں حیرت ہوں تو
رو کر آواز آئی کہ حیرت کہ ہم خدا ہیں اور خبردار ہیں خدا کسی وقت اپنے بندوں سے اور اپنے
کاروبار سے غافل نہیں ہوتا ہو اگر غافل ہو تو سب کارخانہ مٹ جائے پس یہ صدا کر موقوف
ہوئی تھی کہ ایک مرتبہ وہ ابر سوسنی رنگ شق ہوا اور اس سے جا رہا تھا پیدا ہوئے اُن
چاروں ہاتھوں میں چار ترنچ تھے ایک مرتبہ اُن ہاتھوں نے وہ ترنچ اس آسمان پر مارے
وہ ترنچ برابر آسمان کے جا کر شق ہوئے اور چار برقیں اُسے پیدا ہوئیں وہ چلیں یا تو
آسمان کی طرف چلی تھیں جیسے قریب آسمان پہونچیں اس آسمان سے یہ صدا آئی کہ برقوں

اپنے خدا کو پہچاننا اور میرے حکم کو ماننا جو اسو جو انسان چترنگ کو جلا دو پس وہ برقیں چمک کے پلٹ پڑیں اور کڑک کر لشکر چترنگ پر چلین یہاں لشکر میں ٹکڑے ہو گیا ہر ایک کو اپنی جان کی فکر ہوئی سب کے حواس جاتے رہنے کہ دیکھتے کون کون جلتا ہو اور محروم نے جو یہ صدا اندر ابر کے سنی ایسا سوچا کہ ایک سقف آہنی نور لشکر چترنگ پر محیط ہو گئی سب لشکر اسکے سایہ میں آگیا یا تو لشکر کے لوگوں نے قصد کیا تھا کہ میدان سے فرار کر جائیں اپنے سروں پر سایہ جو دیکھا تو تھکے لیکن وہ برقیں جو کڑک کر گرین اس سقف آہنی کو شق کر کے لشکر چترنگ کی صفوں پر گرین اور چار سو جون جلتے لگے اور پھر بلند ہوئیں کہ آسمان سے صدا آئی کہ اس ابر کو جلا دو وہ جلتے یہ جو محروم نے دیکھا کہ میرے ہی سحر کو اس نے اپنے قبضے میں کر کے پہلے لشکر کو تباہ کیا اور میری طرف اسکو حکم دیا ہوا اگر برقیں ابر پر گرین تو ابر کو بھی جلا دینگے اس نے یہ بندوبست کیا کہ ایک مرتبہ اس ابر سے سر نکالا اور ان برقوں کی طرف دیکھ کر کہا کہ لو ہا نہیں ہو جاتی ہو یہ کہنا تھا کہ وہ چار دن کا رد آہنی تھیں اور زمین پر گر پڑیں اور لشکر بھاگ رہے تھے اس خیال سے کہ پھر کہیں وہ برقیں چمک کر نہ گرین کہ ہم بھی ہلاک ہوں غلج گیا ہر سوار الگ بھاگے جاتے ہیں پیدل الگ چترنگ نے بصلاح تنگکان نقیبوں کو حکم دیا کہ پکار کر کہو کہ پریشان نہ ہو وہ برقیں بر طرف ہو گئیں تھیں اپنی قدرت سے انکو مٹا دیا اب تم سب اطمینان سے کھڑے رہو نقیبوں نے پکار کر کہا سب کے حواس درست ہوئے مگر خون زدہ ہیں صفت آنا نے پھر صفیں درست کیں اور محروم نے دیکھا کہ اس نے بڑا غضب کیا خوب میرے حربے کو دیکھا پس بیٹھے بیٹھے اسے سحر کیا کہ وہ ابر ایک مرتبہ حرکت میں آیا اور اس زور سے جلا کہ شعلے نکلنے لگے اور جاتے ہی قریب آسمان کے اس زور سے اس سے لڑا کہ ایک تڑاتے کی صدا آئی کہ گوش گردن دون کر ہو گئے زمین کو نہ لڑو سا ہوا دونوں لشکر میں کے سپاہیوں اور افسروں کے دماغ پریشان ہو گئے کیجئے کیجئے مرکب بگدیریاں کرنے لگے اس ابر سے شعلے نکلے سب کو یقین ہوا کہ آسمان پھٹ پڑا رادی نے بیان کیا کہ اس آسمان کو حرکت نہ ہوئی ہاں یہ ابر پھٹ گیا پھر محروم نے سحر کر کے ابر کو آسمان سے لڑا دیا ابھی اس سے زیادہ آواز ہوئی اور شعلے نکلے اب برابر مزب چل رہی ہو کہ ابر سوسنی جا کر آسمان سے لڑتا ہوا اور صدا سے ہیب آتی ہو شعلے نکلے ہیں نوبت باہنجا رسید کہ اس ابر کے دو ٹکڑے ہو ہو کر زمین پر گر گئے لگے لگے آسمان اسطور سے قائم ہو جب محروم نے دیکھا کہ اس سے بھی کچھ نہ ہوا بلکہ میرا ہی سحر رد ہونے لگا سحر کیا کہ وہ ابر پھر اسی مقام پر آکر قائم ہوا اس آسمان سے آواز آئی کہ یہ بھی حسرت نکال لے بھلا جو کہ ہمارا بنایا ہوا ہوا وہ تیرے مٹاے سے مٹ نہیں سکتا ہم میں اور تجھ میں کچھ فرق بھی ہوتا ضرور ہے ہم خدا اور تو بندہ جو چیز کہ خدا کی بنائی ہوئی ہو اسکو بندہ کیونکر مٹا سکے بندے کی چیز کو خدا مٹا سکتا ہے پس خدا میں اور بندے میں یہی فرق ہو محروم نے جواب دیا کہ سب حال معلوم ہوا جاتا ہو کہ کون بندہ ہو اور کون خدا یہ کہ محروم نے سحر کیا کہ ایک ابر خود بخود اٹھا وہ آکر اس آسمان پر برسے لگا اس سے پھر کی بڑی بڑی سلیں گرین تھیں اور آسمان پر گر کے ریزہ ریزہ ہو جاتی تھیں مگر آسمان کو کچھ ضرر بھی نہ کرتی تھیں جب محروم عاجز ہوا سحر کیا کہ ابر بر طرف ہو گیا آسمان سے آواز آئی کہ یہ بھی حسرت نکال لے اور جو کوئی حسرت باقی ہو وہ بھی نکال لے پھر تو تیرا خاتمہ ہو میں فرشتہ عذاب کو حکم دے چکا ہوں کہ ان سب کی روحیں قبض کر لو وہ اپنے مقام سے چل چکا ہو یہاں محروم نے انصرالم و ناشاد سے کہا

کہ یہ بڑا زبردست ساحر زمین نے اپنے کمال کے سر کیے تم لوگوں نے بھی لک کی مگر بالکل بیکار ہوئی
خیر اب میں یہ سحر آخری کرنا ہوں تم لوگ بھی لک کر دینی میں ایک بیضہ فولادی اس آسمان پر مارتا
ہوں اگر پڑ گیا تو اسے آسمان کو توڑ دیا اور گرا دیا تم لوگ بھی اس پر سحر کرنا اور جب آسمان مندم
ہو کر گرنے لگے اور کوئی شخص اس آسمان سے ظاہر ہو فوراً تلوار میں لیکر ابر سے نکل کر اس پر راہ
میں وار کرنا زمین پر نہ گرنے دینا اگر زمین پر گرا تو پھر اس کا روکنا محال ہو گا ایک جنبش لب میں
سب کا خاتمہ کر دینا یہ سحر میں نے یعنی بیضہ سامنے جمشید و سامری کے تیار کیا تھا انھوں نے اس کی بہت
تقریف کی تھی میں نے اس کو آجتک نہیں نکالا اس کا روکنا نہیں ہو جیسے خود ہی نہ تیار ہو سکا کہ اس کا
روکنا کروں ان سب نے کہا کہ بہت خوب پس خروم نے اپنی چوڑے سے ایک بیضہ جو کہ برابر
بیضہ بوط کے تھا مگر فولادی تھا نکالا ان سب نے دیکھا کہ اس پر ابروں کی دیکھ رہے ہیں
ہر رنگ کے اور کچھ لکیریں بنی ہوئی ہیں پس خروم نے اپنے بازو میں نشتر دیکر خون لیا اور ایک
بچہ خوک کو جو کہ دس دن کا تھا پہلے ہی سحر سے منکار لکھا تھوڑا سا خون لیکر پانی میں ملا کر پہلے خود
غسل کیا اور ان سب سے کہا کہ تم بھی غسل کرو انھوں نے بھی غسل کیا پس اور خون اس خوک کا
اور اپنے بازو کا خون دونوں شامل کر کے اس بیضہ فولادی کو اس سے رنگا اور اسم بڑھ کر دم
کیا پس اس بیضہ کو ہاتھ میں لیا اور اس ابر سے ہاتھ نکالا سب نے دیکھا کہ پھر ابر سے ایک ہاتھ نکلا یہ
سب دیکھ رہے تھے کہ خروم نے یا سامری جمشید لکھ اس بیضہ کو آسمان پر مارا اس خیال کہ شاید کہیں پھیرا کر پڑ جائے اور
ان سب نے سحر کیا وہ بیضہ مثل گولے کے کہ جیسے توپ سے گولہ نکل کر جاتا ہے جلا اور جاتے ہی آسمان پر
پڑا دانا ہوا اور وہ آسمان حرکت میں آیا اور جایا سے شق ہو گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرنے لگا
اور زمین تک آتے آتے وہ ٹکڑے ہو کر اڑ گئے لشکر خیرنگ و ازرنگ میں ایک شور ہوا کہ
وہ مارا سب خدائی رنگی کیا کام کیا کیونکہ وہ پہلو نشین سامری تھے بھلا اسے کون مقابلہ کرتا یہ
شور و غل کر کے سب نے سحر کیا کہ دیکھا کہ کیا اب ہوتا ہے یہ واقعہ نظر پڑا کہ وہ آسمان اسی طور سے
تاکم ہو ان سب کو حیرت ہوئی کہ یہ کیا واقعہ کیا ہے کہ ہم سب نے ابھی ابھی دیکھا تھا کہ وہ آسمان ٹکڑے
ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا آیا اب یہ دیکھا تو اس کو اسی طور سے عجیب پایا یہ امر ہماری سمجھ میں نہیں آیا
یہاں زمین پر تو یہ لوگ یہ حیرت کر رہے ہیں واقعہ اس کا یہ ہو کہ جب آفتاب جادو کو معلوم ہوا کہ
خروم نے اپنا سحر کمال کا جو کہ روبرو سامری و جمشید کے تیار کیا تھا اس کا قصد کیا ہے کہ وہ نکال کر جڑ
کر دن پس اسے سحر سے ایک آسمان اسی رنگ کا فوراً آسمان پر قائم کیا کہ وہ بیضہ فولادی اگر
اس آسمان پر پڑے گا تو ضرور آسمان ٹوٹ جائیگا بس بہتر یہ ہو کہ یہ تہہ پیر کر دے کہ اس کا سحر بھی روبرو اور
آسمان بھی سلامت رہے پس یہ تہہ پیر کی اس بیضہ نے اس آسمان کو توڑا جو کہ اس وقت سحر سے بنا تھا اس آسمان
آغ بھی نہ آئی خروم وغیرہ کو یقین ہوا کہ میرے سحر نے اپنا کام کیا آفتاب نے ہر عیاری خروم کے
سحر کو روک دیا تھا اور آفتاب اسی طور سے اپنے مقام پر اندر آسمان کے بیٹھا ہوا تھا بہت بڑا دھوکا
خروم کو اسے دیا یہ نادان تھا کہ دھوکے میں آ گیا راوی نے بیان کیا ہے کہ جیسے وہ آسمان ٹکڑے
ٹکڑے ہو کر جلا خروم سے خوش ہو کر اپنے شاگردوں سے کہا کہ بہت جلد جاؤ اور آفتاب کو پکڑ
لاؤ خواہ قتل کرو میں بھی آتا ہوں وہ سب کے سب اس قصد سے اٹھ کر چلے گئے جا ہاتھ کا ابر کو
شق کر کے نکلیں سر باہر نکال کر چہرہ دیکھا تو آسمان کو قائم پایا پٹ کر خروم سے کہا کہ اُستاد آسمان تو

اسی طور سے محیط ہو کر کہاں منہم ہوا یہ کیا آپ فرماتے ہیں محروم نے حیرت زدہ ہو کر کہا کہ کیا تم لوگ نادان ہو گئے ہو میرے حق نے اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور میرے سامنے گرنے لگا تھا کہ میں اسکو جلا آیا کروں اور تدبیر کروں اسخون نے کہا کہ آپ خود دیکھ کر لین کہ محروم نے یہ کسے سر باہر نکالا دیکھا کہ واقعی آسمان موجود ہے یہ حیران ہوا اور اسے اندر جا کے کتاب اٹھا کر دیکھا اس سے ظاہر ہوا کہ اسے فوراً سحر سے دوسرا آسمان اس آسمان پر قائم کیا تھا اسکو تیرے حق نے برطون کیا اسے تیرے حق کے زور کو کم کر دیا اور تیرا حق بشار یا تو نے بڑا دھوکا کھایا یہ جو محروم نے تیرے پایا اپنا منہ پیٹ لیا اور اپنی دختر اور شاگردوں سے سب واقفہ بیان کیا انکو بھی حیرت ہوئی ہر ایک کے حواس جاتے رہے محروم نے انکو شکین دی اور کہا کہ یہ نشان نہ ہو میں دوسری تدبیر کرتا ہوں یہ لوگ یہاں حیرت میں تھے اور لشکر کی زمین پر اور آسمان سے آواز آئی کہ تمہیں تیرا دل رکھ لیا اور اپنی قدرت سے دوسرا آسمان پیدا کر کے منہم ادیا تاکہ تیرا دل خوش ہو جاوے اور جو کچھ تیرے دل میں حسرت ہو اسکو بھی نکال دے کیونکہ فرشتہ قدرت یعنی قابض ارواح تیرے پاس آچکا ہے صحت میرے حکم کی دیر ہو اور حکم دیا کہ وہ اسے روح قبض کر لی محروم نے غصہ کیا ہو کر اس ایز سے جو ابدی کیونکہ اگلا تھا جو حکم و سبب کا حال معلوم ہوا جاتا ہے تو میرے ہاتھ سے اب کہاں جاتا ہے بڑا دھوکا دیا خیر نے یہ آخری حربہ ہو یہ کبھی ایک گولہ تو لاوی لیکن ہاتھ اپنا ابر سے بہر نکال کر اس آسمان پر مارا گولہ جلنے لگا قریب نہ پہونچا تھا کہ ایک ہاتھ خود بخود پید ا ہوا اسے اس گولے کو درمیان میں روک لیا اور چرخ دیکر اس ابر پر مارا اور صدا آئی کہ لے اب خاتمہ کر دیا بہت مغرور ہو گیا تھا جب سے بلبلار ہا تھا اب اگر کچھ قدرت رکھتا ہے تو اپنے کو بجا محروم نے جو یہ صدا سنی سر اٹھا کر جو دیکھا تو دیکھا کہ یہ گولہ میرے ابر پر آتا ہے چونکہ ابر سحر کا ہے اسے اندر سے سب باہر کا حال معلوم ہوتا ہے باہر والوں کو اندر کا حال نہیں معلوم ہوتا ہے پس محروم نے اسی مقام پر سے بیٹھتے ہی انگشت کا اشارہ کیا کہ وہ گورج سے شق ہو گیا اس سے ایک برق چمک پڑی دوبارہ اشارہ کیا کہ وہ پلٹ کر ایک مرتبہ کوڑ کر کر جو ابر پر گرتی ہے اسکو مثل روئی کے گالے کے لختہ لختہ کر دیا اور آگ لگا دی کہ وہ ٹکڑے جلنے لگے لشکر طومار شاہ میں یا خداوند کا شور ہوا اور لشکر از رنگ و چترنگ میں ہاسے محروم جادو کا غل ہوا کیونکہ اب تو سب کو معلوم ہو گیا ہے کہ اس ابر میں محروم جادو میں مع اپنی دختر کے اور شاگردوں کے سب غل مچانے لگے کہ ہاسے محروم جادو آپ بھی مجھے جدا ہو گئے لشکر طومار شاہ میں خوشی ہوئی کہ اس ابر پر بھی خداوند نے اپنا فضل خداوندی نازل کر کے جلا دیا یہاں سب کو لشکر چترنگ وغیرہ میں یقین ہوا کہ محروم جادو جل گئے سب رونے لگے اور وہ ہاتھ یہ اشارہ کر کے غائب ہو گیا محروم نے دیکھا کہ میرا ابر سحر جلنے لگا اور لختہ لختہ ہو گیا اور اپنی دختر انوار و غیرہ کو پکار کر آواز دی کہ ہوشیار ہو جاؤ کہنے میرے ابر کو مشا دیا اگر تم میں سے کوئی زمین پر گرا تو استخوان ریزہ ریزہ ہو گئے یہ سبنا تھا کہ ہر ایک نے سحر کر کے اپنے کو ہوا پر قائم کیا اور محروم نے بھی جب اپنے کو ہوا پر قائم کر چکا تو سب سے کہا کہ چلو زمین پر اب وہاں سے کوئی تدبیر کر لیجئے یہ چاروں ساغر اسی آگ میں اپنے کو سحر سے بچاتے ہوئے کہ آگ بلا نہ دے زمین پر آئے یہاں شور مچا ہوا تھا ہاسے محروم جادو دواے محروم جادو دیا حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہے یہ لوگ کیوں میرا نام لیکر رو رہے ہیں اسنے زمین پر

اگر اپنے لباس کو درست کیا ان سب نے اپنے حواس درست کیے اتنے عرصے میں وہ ابر جلکر خاک ہو گیا اس سوکے ٹٹے سے جو تاریکی وغیرہ ہوئی تھی وہ سب بر طرف ہوئی اب جو چیز تنگ تھی میدان کی طرف دیکھا تو اسکو نظر آیا کہ محروم مع اپنے شاگردوں کے میدان میں گھڑا ہوا ہے اسکے حواس درست ہوئے اسنے خود دیکھا کہ اہل الشکر سے کہا کہ خاموش ہو جاؤ غل نہ کرو محروم چارہ زندہ ہیں وہ سامنے میدان میں کھڑے ہیں اب سب نے دیکھا سب کو اطمینان ہوا وہ شور و غل موقوف ہوا یہاں محروم جادوئے سحر کیا کہ ایک نہر بہت بڑی اسی میدان میں جاری ہوئی کیسا اسکا پانی صاف و شفاف تھا کہ تہ تک کا حال صاف معلوم ہوتا تھا محروم نے انصرام اور اپنے شاگردوں سے کہا کہ میں سحر کرتا ہوں شاید میرا سحر دھوا اور آسمان شلق ہو اور آفتاب ظاہر ہو تو فوراً تم سب اپنے کو اس نہر میں گرا دینا تمہارے لیے کوئی باعث ضرر نہ ہو گا اور آفتاب کا عکس تمہارے لیے باعث خرابی ہو گا پس اسکا عکس اپنے اوپر نہ پڑنے دینا ورنہ طاقت زائل ہو جائیگی اور مثل نمود و جہود و دیگر لوگوں کے جل جاؤ گے کچھ خوف نہ کرنا اور میں تو فوراً کو دیر نہ لگا کیونکہ مجھکو اپنی جان بہت عزیز ہے میں اپنے کو بہت بچاے رہتا ہوں سب نے عرض کیا کہ بہت خوب اُدھر آسمان پر ہے اواز آئی کہ تو نے میرا غضب دیکھا کیون تو نے لاکھ لاکھ تدبیر کی کہ آسمان کو مٹا دوں مگر تیرے کیسے کچھ بھی نہ ہو سکا پشیمان تو بجا بہت ہوئے ہو گے کیونکہ میں خدا تھا اور میں نے ذرا سے اشارے میں تیرا ابر جلا کر خاک کر دیا اب بھی ایمان لایا یا نہیں یا ابھی کچھ حوصلہ باقی ہے اگر باقی ہو تو نکال لے کیونکہ گمراہی پر کمر باندھے ہو محروم جادوئے جراب دیا کہ کیا بکتا ہے میں کیا تجھے کم ہوں ابھی سب مٹاے دیتا ہوں یہ ککرا اور جھولی پر ہاتھ ڈال کر ایک ترچ نکالا کہ جیسے بڑے بڑے بال تھے اس ترچ کو بائیں ہاتھ میں لیا اور پھر ہاتھ ڈال کر جھولی میں ایک ناریل نکالا اسکو بھی سب نے دیکھا کہ رنگا ہوا ہے پس ایک مرتبہ وہ ترچ اس آسمان پر یہاں سے مارا اور وہ قہقہہ کرتا ہوا طرٹ آسمان کے چلا بعد اسکے اس ناریل کو پھینکنے کا قصد کیا تھا اور اسی طرف دیکھ رہا تھا یعنی آسمان کی طرف اور انصرام وغیرہ بھی دیکھ رہی تھی جیسے ہی اسنے قصد ناریل کے مارنے کا کیا دیسے آسمان کو حرکت ہوئی اور آسمان شکافتہ ہوا اور آفتاب نکل آیا یہ آفتاب جو کہ اصلی تھا اسکے ظاہر ہونے سے فوراً پوشیدہ ہو گیا اسکی روشنی پھیل گئی تمام عالم منور ہو گیا چونکہ یہ سب دیکھ رہے تھے محروم نے فوراً ناریل تو آفتاب پر مارا مگر خود اس نہر میں پھانسی پڑا اسکا کو دنا تھا کہ انصرام دنا شاہ وغیرہ بھی کو دڑے اور غرق ہو گئے اُدھر عکس جو اس آفتاب کا اس ترچ و ناریل پر پڑا دونوں جلکر خاک ہو گئے وہ آفتاب بلند ہوا اور گرمی ہو گئی ہر ایک کی حالت تباہ ہونے لگی شدت گرمی سے جو اس ہونے لگے خون جسم میں مثل آب گرم کھولنے لگا ہر ایک ساسے کو تلاش کرنے لگا زمین تپ رہی تھی ہوائے گرم کے جھونکے اس طرح کے آنے لگے کہ ہر ایک کے دلوں کو جلانے لگے ہر ایک کی زبان سے یہی نکلتا تھا کہ ہم جلے جاتے ہیں کہاں جائیں کہ ہر سایہ ڈھونڈیں کہیں پناہ کی جگہ نہیں ہو زمین بھی مثل آگ کے جل رہی ہو عجب اسوقت حالت قحط جو دہڑے اڑا کر جسموں پر پڑتے تھے آسپے ڈالے دیتے تھے عجب عالم تھا اُدھر وہ آفتاب بلند ہو کر نہر پر قائم ہوا اور اسکا عکس جو نہر پر پڑا تو تمام پانی نہر کا کھولنے لگا اور جوش مارنے لگا عجب عالم ہوا جانور ان آبی بیتاب و بیقرار ہو کر

ابھر آئی تھی تھوڑے عرصے میں نہر کے پانی کا یہ حال ہوا تھا کہ جوش کھانے لگا تھا اور نیرون بلند ہو ہو کر اُس نہر میں گرنے لگا یہ عالم تھا کہ جبکہ اوپر چھینٹ پڑ جاتی تھی آبلہ پڑ جاتا تھا اندر پانی کے محروم و ناشاد و غیرہ کا یہ حال تھا کہ اُنکو تیرنا دشوار تھا گو سحر سے اپنی حفاظت بخوبی کر لی تھی اور محروم دہان کھڑا ہوا سوچ رہا تھا کہ کیا تدبیر کر دے کہ نہر اس پر غالب آوے یہ تو کسی طور سے مغلوب نہیں ہوتا میرے بڑے حربے کو اس نے رد کیا اب کیا تدبیر کرنا چاہیے جو یہ مغلوب ہو یہ تو یہاں یہ سوچ رہا ہوا اور انصرام و ناشاد و غیرہ کا یہ حال ہے کہ کانپ رہے ہیں رنگ سرخ دروہو ہوا نیان اڑ رہی ہیں محروم نے جو یہ دیکھا تو اُن سب سے کہا کہ تم لوگ اپنے کو کوئی ماہی کوئی نننگ کوئی مگر بنالے سحر سے کیونکہ آفتاب ضرور یہاں آئیگا میں اُس سے مقابلہ کر لوں گا جب تک وہ نہ پاسے گا تو اپنے دل میں یہ خیال کر لیا کہ صرف میں ہی تھا اس طور سے تم سب بچ جاؤ گے اگر وہ میرے اوپر غالب آگیا اور اگر میں غالب آیا تو پھر کیا ہو پس یہ سٹک انصرام نے سحر کیا کہ پچھلی کی صورت پر ہو گئی ناشاد نے اپنے کو مگر بنایا جھروت نے اپنے کو نننگ کی صورت بنایا مگر یہ سب گرد محروم کے کھڑے ہیں اُسکے پاس سے الگ نہیں ہوتے ہیں یہاں تو یہ تدبیر میں ہو رہی ہیں محروم نے ایک گولہ فولادی ہاتھ میں لیا ہوا سکو سحر سے درست کیا ہوا اور اس مقصد سے کھڑا ہوا کہ ادھر آفتاب یہاں آیا اور میں نے گولہ مارا راوی نے بیان کیا ہوا کہ بیرون نہر وہ آفتاب تھوڑے عرصے تک بالائے ہوا قائم رہا اور عکس اُسکا نہر پر پڑا کیا مگر گرمی کی وہی حالت تھی کہ سب بیقرار تھے اور شدت عطش سے بیتاب تھے کہ راکب و مرکب دونوں دریائے عرق میں ادھر تا پانچ غرق تھے ادھر وہ آفتاب اُسی طور سے قائم ہو جب چلتا ہو اور گرمی زیادہ ہو جاتی ہو اور آنکھوں میں چکا چودہ سی ہو جاتی ہو سب حیران ہیں لشکر از رنگ و چترنگ کے لوگ کہ رہے ہیں کہ دیکھئے کیا ہوتا ہوا آج یہ ثابت ہوتا ہوا کہ اسی طور سے سب کے سب تھام ہو جائیں گے لشکر آفتاب پرستون کا یہ حال ہو کہ صداے یا خداوند کے فرے بلند کر رہے ہیں اور بہت خوش ہیں کہ کیا یہ وہ آفتاب یا تو قائم تھا یا متحرک ہوا اور چمک کر اُسے دین کا رخ کیا اور دفعہ کوک کر اُسی نہر میں گرا سب نے دیکھا کہ تمام نہر کا پانی طلائی رنگ کا ہو گیا اور جو جانور ان آبی بالائے پانی بیقرار می کے سبب ابھرانے تھے سب جل کر خاک ہو گئے اُسکے جسموں سے خود بخود آگ نکلی اُسے جلادیا پانی کی یہ نوبت ہوئی کہ جوش کھا کر اُسے بلنے لگا اور خشک ہونے لگا اب پانی کے اندر کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ جیسے وہ آفتاب پانی میں گر کے غرق ہوا محروم تو اس انتظار میں کھڑا تھا کہ آفتاب آئے تو گولہ ماروں پس جیسے ہی آفتاب پانی میں گرا اور غرق ہوا محروم نے دیکھا کہ وہ ظالم آیا فوراً گولہ مارا اور کہا کہ بچ او آفتاب میرے حربے سے کہ یہ جو محروم نے کہا آفتاب سے صدا پیدا ہوئی کہ ابھی تک تیرا غور نہیں کیا تو اپنے خدا سے ایسی تقریر کرتا ہو دیکھ جل جائیگا اور یہ گولہ تیرے سحر کا ہی یا موم خام کا ہو دیکھ تو بجلا یہ گولہ میرا کیا کر گیا اب جو غور کر کے محروم نے دیکھا تو واقع میں وہ گولہ موم خام کا تھا اب تو اس کے حواس باختہ ہوئے مگر اسنے جرات کر کے اپنی جھولی سے ایک نارنج نکال کر بارادہ فریب آفتاب ہو چکر جل گیا ادھر سایہ جو آفتاب کا پچھلی اور نننگ و مگر پڑا اُلگی صورتیں بدل گئیں ہر ایک اپنی اصلی صورت پر آگیا آفتاب سے صداے فقہ بلند ہوئی آوازانی کہ کیا خوب آدمی سے جانور بنتے تھے اور یہ نہیں جانتے تھے کہ خدا سے بھی کوئی پوشیدہ ہو سکتا ہو مجھ کو پہلے ہی بزور علم اپنی خدائی و قدرت سے معلوم ہو گیا تھا کہ تم جانور آبی بنے ہوئے گرد محروم کے کھڑے ہو دیکھو میرے آگے ہی اپنی اصلی صورت پر آگئے کیون اپنے کو محروم کے ساتھ ہلاک کرتے ہو دیکھو مجھ خدا کو اب بھی پچا تو میری قدرت کے قائل ہو یہ تو گمراہ ہوا اور تم سب کو بھی گمراہ کر رہا ہوا اب اس پر تو

عذاب نادل ہوتا ہو اور ہر ایک حیران تھا کہ یہ کیا ہوا یہ تدبیر بھی نہ پوری ہوئی مگر کسی نے جواب نہ دیا جب کہ محروم نے دیکھا کہ یہ دونوں حربے بھی میرے خالی گئے یہ سوچ کر پھر اسنے سوچا کہ بصورت مگر ہو گیا اور منہ کھل کر اس قصد سے چلا کہ اسکو دم کشی کر کے نکل جاؤں یہ تو ادھر سے چلا اور انصرام و ناشاد نے ترخ و نارنج و تاریل جھولیوں سے نکال کر اور اسم سحرانہ دم کر کے آفتاب پر اسے سب اسکے قریب آکر جگر خاک ہو گئے یہ دونوں بچہ سحر پکڑ کر دوڑے کہ مارے نیچوں کے اسکے پرزے پرزے کرینگے اس آفتاب کو تو ڈالیں گے ادھر سے یہ چلے اور ادھر سے محروم دہن باز کر کے اسکے قریب پہنچا جیسے ہی عکس آفتاب کا محروم پر پڑا ذرا اپنی اصلی صورت پر آگیا دم کشی نہ کرنے پایا یہ تینوں بھی قریب پہنچ گئے تھے بس ایک صداسے میب اس آفتاب سے آئی وہ سب کے سب مع محروم کے بیوش ہو گئے اور گریے کسی کو اپنے حال کی خبر نہ رہی یہاں بیرون آب لشکر از رنگ و چترنگ کے لوگ یہ خیال کر رہے تھے کہ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہو گو آفتاب نہر میں غرق تھا مگر گرمی اسی طور سے تھی تنگکان نے چترنگ سے کہا کہ معلوم ہوتا ہی بہت بڑا سحر کر پڑا کہ نہ تو ابھی تک محروم نکلے نہ آفتاب بلند ہوا چترنگ نے جواب دیا کہ میرے استاد ایسے ویسے نہیں ہیں کہ وہ مغلوب ہو جائیں ضرور اسکو قتل کرینگے تنگکان نے جواب دیا کہ جو کچھ ہو گا وہ ابھی ظاہر ہوا جاتا ہی مگر محلو انجام اچھا نہیں نظر آتا ہو میرے نزدیک محروم بھی مغلوب ہونگے وہ غالب آینگا اسکا سبب یہ ہے کہ اگر ذرا بھی محروم کو غلبہ ہوتا تو یہ حدت اور گرمی کم ہوتی کس قدر عرصہ ہوا ہو آفتاب کو غرق نہ ہوئے کم ہونا کیسا اور گرمی زیادہ ہوتی جاتی ہو یہ تقریر ہو رہی تھی کہ دیکھا سب نے کہ پھر نہر کو ظالم ہوا پہلے سے زیادہ اور پانی جوش مارنے لگا اور بالکل کم ہو گیا مگر رنگ پانی کا ملائی تھا اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ کندن چمک رہا ہو اور ایک ذرا اس پانی سے پیدا ہو بس جب نہر میں پانی نے جوش مارا اور نہر میں ظالم ہوا سب نے دیکھا کہ سناٹا ہوا ایک برق سی کو نہ گئی اب سب نے دیکھا کہ وہ آفتاب نہر سے نکلنے لگا تو بت با نیا رسید کہ پانی سے باہر نکلا اور بلند ہونے لگا مگر لڑکان اور سرخ اس قدر کہ یہ معلوم ہوتا ہو کہ تا بآہنی کو آتش میں ڈال کر خوب گرم کیا ہو اور وہ سرخ ہو گیا ہو طو مار شاہ نے تو سر شاہ شاہ سے کہا کہ غضب ہو گیا خداوند کو جلال آگیا دیکھو کہ کیا اسوقت حالت ہو بس یہ لوگ تو توبہ کرنے لگے ادھر وہ آفتاب جب کچھ بلند ہوا دیکھا کہ اس سے مار با تھ پیدا ہوا کہ سبب ضو کے انہر نگاہ نہیں ٹھہر سکتی تھی کہ یہ ثابت ہو کہ یہ کیسے ہیں ہاں اس قدر ثابت ہوتا تھا کہ ان ہاتھوں میں زنجیر ملائی ہیں کہ جو پانی میں غرق ہیں یہ لوگ اور حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہو یہ ہاتھ کیسے ہیں اور یہ زنجیریں کیسی ہیں یہ بھید کچھ نہیں کھلتا کہ یہ زنجیریں کیوں پانی میں غرق ہیں سب دیکھ رہے ہیں کہ جو جو آفتاب بلند ہوتا ہو وہ وہ زنجیریں باہر نکلتی آتی ہیں یہاں تک کہ وہ زنجیریں تمام ہوئیں سب دیکھا کہ ہر ایک زنجیر کے سرے میں ایک آدمی بندھا ہوا ہے اب جو جو گرے دیکھا تو یہ نظر آیا کہ محروم و ملکہ انصرام و ناشاد وغیرہ ہیں اور بالکل بیوش ہیں اور محسوس حرکت ہیں ہاتھ پاؤں سب بندھے ہوئے ہیں یہ دیکھنا تھا کہ لشکر چترنگ میں ظالم چمکیا چترنگ نے تو اپنا گریبان تلہ و امن چاک کیا اور رنگ حیران ہو کر رہ گیا اثر در جادو و سحر ہو کہ یہ کیا واقعہ گذرا اتنا بڑا سحر ہوا کہ اسیر ہو گیا اور کچھ بس نہ چلا اسلم بن تو راج نے اثر در سے کہا کہ استاد یہ کیا امر ہو کوئی اسپر غالب نہیں آتا کیا کیا سحر ہیں محروم نے اپنے پانے کی کین اور اسکے پر باد کرنے کی مگر ایک پیش دگنی سب بیکار ہوئیں ایسی تدبیروں سے ہوتا کیا ہو اثر در نے جواب دیا کہ کیا بیان کروں اسلم یہ میرے ہی ہاتھ سے مغلوب ہو گا اور کوئی اسپر غالب نہ آینگا اسلم نے کہا کہ دیکھیے تنگکان نے چترنگ سے ادھر کہا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کیا ہوا جو محلو گمان تھا وہی ہوا سپر تو غالب

آنا محال ہو کیسی کیا مجال ہو بس معلوم ہوا کہ سب کا خیال خام ہو یہاں تو یہ تقریر ہو رہی ہو مگر چترنگ نے کسی بات کا تختگان کی جواب نہیں دیا ہاے استاد ہاے استاد زبان پر ہو اور اشکون کا تار بندھا ہوا ہو اور وہ آفتاب بلند ہو کر قریب آسمان پہنچ گیا یہ چاروں اسی طور سے لٹکے ہوئے ہیں مزید یہ کہ اب سب کو اپنی فکر میں نہ گرمی کا خیال ہے نہ پیاس کی فکر ہو ابھی تک گرمی اسی طور سے ہو جب آفتاب قریب آسمان پہنچا تو اس آسمان سے صدا آئی کہ اے بندگان من دیکھا تم سب نے قدرت میری کہ کیونکر میں نے انکو گرفتار کر لیا ہو بھلا کوئی بھی خدا سے لڑ سکتا ہو جو لڑنے آخ کو اپنی منزل کو پہنچے اب اگلی روح ملک الموت قدرت قبض کر لے گا ہوا اپنے خدا سے سرکشی کرتا ہو اور انحراف اُسکو یہ ہو سوا دی جاتی ہو بس تم سب کو معلوم ہو کہ اگر میرے لٹنے پر عمل نہ کرو گے اور دین آفتاب پرستی قبول کرو گے اور اس گمراہی سے باز نہ آؤ گے تو مثل انکے اور جمود کے اور نمود کے اور دیگر لوگوں کے جو کہ میرے عذاب میں مبتلا ہوئے ہیں تم سب بھی عذاب نازل کرونگا اور سب کو غارت کرونگا یہ صدا آئی اور آفتاب اُس آسمان میں غروب ہو گیا راوی نے بیان کیا ہو کہ شام بھی قریب تھی آفتاب اصلی غروب ہو چکا تھا اب وہ گرمی بھی کم ہو گئی بالکل جاتی رہی اب سب کے حواس درست ہوئے اب جو خیال کر کے دیکھا کہ آفتاب تو یہاں ہو مگر وہ چاروں زنجیرین باہر ہیں اور یہ لوگ اُس میں لٹک رہے ہیں لشکر چترنگ و ارزننگ میں تھلک چڑا ہوا ہو ہر ایک رو رہا ہو چترنگ اپنی جان دے رہا ہو اور ہر ایک آسمان شق ہوا اور ایک شکل مہیب ظاہر ہوئی کہ جسکے چار سر تھے سولہ آنکھیں سر پر بال بڑے بڑے سولہ ہاتھ پیرا تھے میں تلوار شعلہ منہ سے نکلتے ہوئے آنکھیں مثل انگارے کے چمکتی ہوئیں آسمان سے باہر آیا اور قریب اُن چاروں کے آیا اور پکارا کہ دیکھ میری صورت میں ہوں ملک الموت قدرت قابض ارواح مجھ کو پہچان لو میں حکم خداوندان چاروں کی روح قبض کرنے آیا ہوں اور اسی طور سے تم سب کی روح بھی قبض کرونگا تم سب جاے کہاں ہو صرف خداوند کے حکم کا منتظر ہوں یہ لکھ پہلے اُس نے انصرام کو اُس زنجیر سے کھولا اور گردن ایک ہاتھ سے پکڑ کر دوسرے ہاتھ سے تلوار ماری کہ سر تو ہاتھ میں رہ گیا اور تن طرف زمین کے چلا اُسے جلدی سے سر کو بھی ہاتھ سے چھوڑا اور فوراً ناشاد کو زنجیر سے کھولا اور اُسی طور سے اُسکا بھی سر پکڑ کر تلوار ماری کہ سر تن سے جدا ہو کر ہاتھ میں رہ گیا تن طرف زمین کے چلا اُسے سر کو بھی چھوڑ دیا اور جھڑوت کو اُسی طور سے قتل کیا لیکن ان تینوں ساحروں کے مرنے کی جو علامت بلند ہوئی لشکر میں ایک تلاطم چکایا ہر ایک جین مار کر روئے لگا اُدھر اُس صورت مہیب نے محروم کو زنجیر سے کھولا اور اُسی طور سے اُسکا بھی سر قلم کیا اور تن طرف زمین کے چلا اُسے سر کو بھی ہاتھ سے چھوڑ دیا اور ان جو کی تو منہ سے شعلہ نکلا اور وہ شعلہ اگر تن محروم سے پٹ گیا اور سر سے ابھی وہ تینوں تن اور سر بھی زمین پر نہ پہنچے تھے اُس شعلہ نے اُنکو بھی لیا چاروں تن جلنے لگے پھر وہ شکل مہیب اُسی آسمان میں غائب ہو گئی ایک تلاطم عظیم اُس عالم میں محروم کے مرنے سے برپا ہوا آگ جسنے لگی سیاہ آندھیاں پڑ در پڑ بلند ہوئیں کہ جسکے سبب سے تمام صحرا تاریک ہو گیا بڑی بڑی طین سنگ کی اور برت کی گرین بیرتدیر بھول کر غل جانے لگے اُس تاریکی سے پیہم بہ صدا آ رہی تھی ہاے ملک انصرام و ناشاد جادو و جھڑوت جادو دہاے محروم جادو ابھی تھا را کیا سن تھا تھو پہلو نشین سامری و حبشید تھین ہاے ظالم نے تمکو کس بیدردی سے قتل کیا رحم بھی نہ آیا پھر یہ کہتی تھی اور چلی جاتی تھی تھو عرصہ تک یہ تلاطم رہا اب تاریکی رفع ہوئی آوازیں برابر آئیں کہ افسوس مر دیم و جان دادیم و مطلب خود مر سیدیم مارا ہم سب کو کہ نام ہمارے انصرام و ناشاد و جھڑوت و محروم جادو تھے جب صدا آجکی

اور وہ تاریکی ہر طرف ہو گئی سب صاف ہو گیا کوئی علامت سحر کی باقی نہ رہی بس راوی نے یہ بیان کیا کہ جو چیزیں چترنگ کی پاس انصرام و ناشاد و جمر و ت و محروم کے سحر کی تھیں سب جل گئیں وہاں بارگاہ میں تخت میں ایک مرتبہ آگ لگ گئی خود بخود وہ جلنے لگا ایسے شعلے بلند ہوئے کہ بارگاہ بھی جلنے لگی اور وہ گلہ سستہ بھی اور جو اشیا اس بارگاہ میں تھیں سب میں آگ لگ گئی جو وہاں کے منتظم و محافظ تھے وہ یہ حال دیکھ کر بھاگے جو رگے تھے وہ جلنے لگے جو بھاگے تھے وہ طرف میدان کے چلے کہ چترنگ کو جا کر خبر کون وہاں میدان میں تلاطم مچا ہوا ہے ایک نے اپنا گریبان چاک کیا ہی چترنگ نے قصد کیا تھا کہ اپنے کو ہلاک کریں کہ ارزننگ و سنجگان نے منع کیا اور سمجھا یا شداد شاہ نے اپنی بری حالت کی ہر جب اہل لشکر نے دیکھا کہ محروم کے مرنے کی علامت بلند ہوئی اور محروم کا تن جھکنا لگا ہو گیا اور تاریکی دغ ہوئی بس سب نے قصد کیا کہ تلواریں پکڑ کر لشکر طومار شاہ پر جا پڑیں مکیوں کی بائیں اٹھانے کا قصد کیا تھا سنجگان کو پہلے سے اس امر کا خیال تھا اور وہ بار بار دیکھتا تھا وہ لشکر چترنگ کے قصد کو سمجھ گیا اس نے ارزننگ سے کہا کہ اب اور غضب ہوتا ہے کہ لشکر چترنگ نے جنگ مغلوبہ کا قصد کیا ہے اگر اسوقت جنگ مغلوبہ ہوئی تو قیامت ہو جائیگی اول ذیہ امر ہے کہ شام ہو گئی ہے دوسرے آفتاب حاد و کو بہت غصہ ہے اسوقت سب کا خاتمہ ہی چترنگ سے کیے کہ وہ منع کریں کہ یہ کیا غضب کرتے ہو یہ جو سنجگان نے کہا ارزننگ نے چترنگ سے کہا کہ ذرا اگر یہ موقوف کروادراپنے لشکر کو منع کرو کہ یہ کیا غضب کرتے ہو ایسا کہیں غضب بھی نہ کرنا ورنہ اسوقت سب کا خاتمہ ہو جائیگا چترنگ نے کہا کہ وہ لوگ کیا کرتے ہیں ارزننگ نے کہا کہ انھوں نے جنگ مغلوبہ کا قصد کر لیا ہے اگر اسوقت مغلوبہ ہوئی تو سب لشکر کا خاتمہ ہی یہ جو ارزننگ نے چترنگ سے کہا چترنگ نے اسی وقت نقیبوں کو حکم دیا کہ پکار کر کہدو کہ خداوند منع کرتے ہیں کہ اسوقت جنگ مغلوبہ نہ کرنا ورنہ خرابی ہوگی نقیبوں نے بوجہ حکم چترنگ سب لشکر میں پکار کر کہدیا انھوں نے اپنا قصد منسوخ کیا اپنے اپنے مقام پر کھڑے رہے سنجگان نے ارزننگ سے کہا کہ اب کس امر کا انتظار ہے طبل باز بجا دیجیے بس فوراً ارزننگ نے حکم دیا کہ طبل باز بجے فوراً نقارے پر چوب چڑھی اور ارزننگ نے فیلبان کو حکم دیا کہ ہاتھی کو طرف دروگاہ کے پھیر دے اس نے ہاتھی کا رخ پھیر دیا بس لشکر نے بھی اپنا رخ بدلا ارزننگ و چترنگ گریبان و نالان اور لشکر چترنگ کو بھی گریبان اپنے ہمراہ لیکر واپس چلا دھر لشکر طومار شاہ میں بھی طبل باز گشت نوازش میں آیا طومار شاہ کل لشکر کو لیکر خوشی خوشی اپنی دروگاہ پر آیا لشکر نے کریں کھولیں سب آسودہ ہوئے طومار شاہ لباس بدل کر بارگاہ میں آیا اور سب سردار بھی اپنے اپنے تبدیل لباس کر کے حاضر ہوئے دربار آراستہ ہوا طومار شاہ نے ساتھی کو حکم دیا کہ سب کو شراب پلاؤ اس نے فوراً جام بھر بڑکے کے ہر ایک کو دینا شروع کیا طومار شاہ نے حکم دیا کہ طربان خوش گلو حاضر ہو کر مبارکباد گائیں بس اسی وقت طاقتور حاضر ہوئے مبارک باد گانے لگے کھیت ناچ و رنگ برپا ہوئی یہاں تو خوشی ہو رہی ہے وہاں لشکر چترنگ و ارزننگ جو دروگاہ پر پہنچا کر کھولی اور ہر ایک بے خبر محروم کا نام لیکر اور یحییٰ مار کر رونے لگا اسقدر کثرت گریہ تھی کہ آواز نہ سنائی دیتی تھی کوئی ایسا نہ تھا کہ جو نہ روتا ہو چترنگ و خداداد و گلہ نیر شاہ و غفار شاہ و گلاب شاہ و زنا شاہ و غیرہ کی تو حالت تباہ تھی لوگوں نے ان سب کو پکڑ کر مکیوں پر سے اور چترنگ کو تخت پر سے اتارا ابھی بارگاہ میں نہ پہنچے تھے کہ محافظان بارگاہ چترنگ چاک گریبان بحال پریشان روتے ہوئے پہنچے انھوں نے یہاں کی حالت بہت خراب پائی ہر طرف اہل محروم و انصرام و نمود و جود کی صدا بلند ہو رہی اور حیران ہوئے کہ یہ کیا

واقعہ ہر دو ایک سے دریافت جو کیا تو اسنے کہا کیا تم سو رہے تھے دونوں لشکر ایک مقام پر ہیں اور اتنا بڑا مورکہ
گذرا تمکو خبر نہ تھی انھوں نے کہا کہ ہم بارگاہ میں تھے اور یہ مورکہ جو کچھ ہوا ہی میدان میں ہوا اور ہم خود خبر کرنے آئے
تھے کہ تخت خداوندی و بارگاہ اور کل اشیاء جل گئیں بلکہ اسنے کے ساتھ کے محافظ بھی جلے ہم یہ خبر کرنے میدان کو جاتے
تھے کہ خداوند کو اس حال سے آگاہ کریں یہاں سے ابھی چلے تھے کہ لشکر آیا اسکی پہنچے یہ حالت دیکھی سنا کہ خداوند
بارگاہ ارزنگ بن ہیں بنے کہا کہ جا کر اسے خبر کریں تم بیان کرو کہ یہ کیا مورکہ گذرا اسنے یہ سنے کل حال بیان کیا
ابو یہ بھی رونے لگے اور اسی حالت سے قریب چترنگ آئے ابھی چترنگ و ارزنگ بارگاہ میں نہ گئے تھے کہ
انھوں نے قریب چترنگ پہنچ کر اور در کر سب حاکم بیان کیا کہ خداوند انکے تخت میں خود بخود آگ لگ گئی تمام
بارگاہ جل گئی یہ سننا تھا کہ چترنگ نے کہا کہ کیوں جل جاتی کہ جبکہ اسکا ہٹانے والا ہی نہ رہا وہ مارا گیا خیر میں تو
تباہ ہو گیا اسنے کہا کہ جاؤ میں کیا کروں وہ یہ خبر کر کے چلے گئے بس چترنگ و ارزنگ اور کل سردار بارگاہ و ارزنگ
میں آئے یہاں پہنچ رہا راستہ ہوا سردار ان چترنگ اور خود چترنگ اور وہ بادشاہ جو ہمراہ چترنگ میں سب گریہ
چاک ہیں ارزنگ اور اسنے سردار خاموش بیٹھے ہوئے رو رہے ہیں جب دیکھا کہ کسی سوار سے گریہ کم نہیں ہوتا
ارزنگ نے چترنگ کو خوب سمجھایا اور خاموش کیا چترنگ کے خاموش ہونے سے اور سب نے بھی ضبط کر لیا
اب سب خاموش بیٹھے ہیں کہ سختگان نے ارزنگ سے کہا کہ اب کیا صلاح ہو آیا کل مقابلہ ہو گیا یا نہیں ارزنگ
نے کہا کہ میں کیا بتاؤں میری تو عقل کو حیرانی ہو کہ کیا کروں اگر مقابلہ کرتا ہوں تو سوائے شکست کے کچھ نہیں
نظر آتا ہوا اگر مقابلہ نہیں کرتا ہوں تو کیا کروں یہ گوارا نہیں ہوتا ہو کہ سپاہ سے بدون حصول مقصد اور اس
خوف سے کہ لشکر تباہ ہوتا ہی چلا جاؤں سب یہ کہیں گے کہ کیا سمجھ کر لشکر لیکر گئے تھے جب دباؤ پڑا تو بھاگے
تو عجیب محسنے میں مبتلا ہوں سختگان نے کہا کہ میری صلاح یہ ہو کہ صلح کر لیجیے اور انکے شریک ہو کر خدا پرستوں
پر چترچیس کو درغلان کر لے چلیے مجھ کو یقین ہوتا ہو کہ ضرور خدا پرستوں پر غالب آئیگا اور وہ انکے ہاتھ سے ضرور
مغلوب ہونگے اب انکی بربادی کا زمانہ آگیا ہو یہ خوب شخص ہاتھ لگا ہو اور اگر یہ خدا پرستوں کے ہاتھ سے مارا
گیا تو بھی اپنا مطلب حاصل ہو اور اگر وہ مارے گئے تو بھی اپنا مطلب حاصل ہوا دونوں طرح سے اپنا ہی مطلب
ہو ارزنگ نے کہا کہ ابھی تو میں اسکا جواب نہیں دیتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ کل مقابلہ کیا جائے کیونکہ اب
چترنگ کی بھی یہی صورت ہے اسنے ابھی حواس درست نہیں ہیں وہ اپنے استاد و اپنی والدہ اور زوجہ
کے غم میں مبتلا ہو اسکو فراغت ہو لے تو اس سے بھی رائے لی جائے سختگان نے کہا کہ میں نے مانا ارزنگ
نے کہا کہ جب اسوقت جیسی صلاح ہوگی خواہ مقابلہ کی خواہ صلح کی وہ کیا جائیگا یا ان بالفضل تو کل مقابلہ موقوف
ہو یہ جو اثر در نے سنا کہ کل مقابلہ نہ ہو گا فوراً اپنے دنگل پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میری ایک بات سن لیجیے
ارزنگ نے کہا کہ فرمائیے اثر در نے کہا کہ کل ضرور مقابلہ فرمائیے یہ نہیں ہو سکتا ہو کہ کل مقابلہ نہ ہو مجھ کو بھائی
محروم کے مرنے کا بڑا صدمہ ہو کیا کروں میں اس سبب سے ناچار ہو گیا کہ شام ہو گئی تھی اگر کچھ بھی دن ہوتا
تو ضرور جا کر مقابلہ کرتا مجھ کو بدون آفتاب جادو کو مارے ہوئے چین نہ آئیگا خواہ اسہین میں ہی قتل ہوں خواہ
حریف کو قتل کروں سختگان نے جواب دیا کہ استاد تجھیل نہ فرمائیے ذرا سمجھو جو حکم کیجیے اس جلدی میں
خوابی ہوگی دوسرے خداوند فرما رہے ہیں کہ کل مقابلہ نہ ہو گا انکی رائے پر عمل فرمائیے عجلت میں کام خراب
ہوتا ہو اثر در جادو نے کہا کہ جو کچھ ہو چاہے خراب ہو چاہے درست میں ہرگز نہ انکا کل ضرور جا کر مقابلہ کرونگا
اگر لشکر نہ جائیگا نہ جاسے بلکہ ارزنگ اور اب اسی مقام پر رہیں کوئی میرے ہمراہ نہ جاسے میں تنہا جا کر مقابلہ
کرونگا میں کسی کے بھروسے پر مقابلہ کرنے نہیں جانا ہوں تم لوگ غیر ساحر ہو میں ساحر ہوں تم میری کیا گستا

کرو گے صرف تماشائی ہو اگر نہ جاؤ گے تو کیا ہو گا کل کا مقابلہ نہ موقوف ہو گا یہ جو ارڈور نے کہا سختگان نے
 یہ کہہ کر ارڈور کی طرف سے ہتھ پھیر لیا کہ میں کیا کروں تمہاری بھی قضا آئی ہو ارزننگ نے کہا کہ استاد کو منع
 فرمائیے کہ وہ برائے مقابلہ کو کشش نہ کرے میں ذرا تو صبر کریں دو ایک دن تو ٹھہریں پھر دیکھا جائیگا ارزننگ نے
 بہت سمجھایا مگر ارڈور نے نہ مانا تب تو ارزننگ نے ناچار ہو کر حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اور چوہدر حکم لیکر نقارخانہ
 کو جا چکا اسوقت ارڈور جاو اپنے دنگل پر آکر بیٹھا ادھر چوہدر نے حکم ارزننگ سے نقارچون کو آگاہ کیا
 انھوں نے کوس حربی پر چوب لگائی صدا سے نقارہ بلند ہوئی سب کو اہل لشکر سے معلوم ہوا کہ کل پھر مقابلہ
 ہو گا شب پھر سامان جنگ میں مصروف ہوئے آلات حرب و ضرب درست کرنے لگے ہر کار سے لشکر
 آفتاب پرستون کے خبر و اخت طبل جنگ لیکر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے بارگاہ میں آکر کافر نے کافر
 کو ہاتھ اٹھا کر بدو عادی اسکے بعد عرض کیا کہ لشکر ارزننگ میں بھی طبل جنگ بجا رہی کل پھر وہ میدان
 میں آکر مقابلہ کریگا طومار شاہ نے حکم دیا کہ یہاں بھی کوس حربی بجے فوراً یہاں نقارہ حربی بجا گیا اہل لشکر
 طومار شاہ کو بھی معلوم ہوا کہ کل پھر مقابلہ ہو گا یہاں بھی سامان جنگ ہونے لگا دو پہر رات تک طومار
 شاہ نے دربار کیا اسکے بعد دربار برخواست کیا سب سردار اپنے مقام پر آئے آلات حرب و ضرب کو درست
 کر کے سو رہے طلایہ پھرنے لگا ہوشیار باش بیدار باش کی صدا بلند ہوئی وہاں بارگاہ ارزننگ میں جب
 حکم طبل جنگ بجنے کا ہو چکا اور طبل جنگ بج چکا ارڈور اپنے مقام پر آکر بیٹھا اسوقت اسلم بن تورج نے
 کہا کہ استاد پہلے میں جا کر مقابلہ کرونگا اسکے بعد آپ مقابلہ فرمائیے گا ارڈور نے کہا کہ اے اسلم تم یہ بیکار کہتے ہو
 جبکہ جمود ایسی ساحرہ و نمود ایسی و محروم ایسا سا خرنہ غالب آیا تو تم کیا ہو بس بہتر یہ ہے کہ میں ہی جا کر مقابلہ
 کروں اسلم نے بہت کہا مگر ارڈور نے نہ مانا اسلم ناچار ہو گیا یہاں بھی ارزننگ نے دربار برخواست کیا
 جہرنگ اپنی بارگاہ میں سویا نمود سے بارگاہ کو خالی پا کر بہت رویا شدا و بھی گریہ و زاری میں مصروف ہوا
 جو کہ خواصین وغیرہ نمود کی ملازم تھیں وہ بھی بہت روئیں یہاں لشکر میں رات بھر گریہ و زاری کی صدا بلند رہی
 لشکر جہرنگ و ارزننگ کے لوگ مصروف سامان جنگ تھے اور محروم کو بھی روتے جاتے تھے اور
 سامان جنگ بھی کرتے جاتے تھے طلایہ پھر ہا ہوا دھر ارڈور نے جا کر اپنے خیمے میں اپنے سحر کو جگا یا سختگان
 اپنے خیمے میں بہت متفکر ہو کر دیکھیے کیا ہوتا ہے میرے نزدیک تو ارڈور کی بھی قضا آئی ہو کیونکہ اسنے بہت
 جلدی مقابلے میں کی ہو آج کل آفتاب پرستون کا ستارہ اقبال ترقی پر ہوا نہ کوئی غالب نہوگا اگر عالم عالم ایک
 ہو جائے ارزننگ نے برا کیا کہ ارڈور کے کہنے پر عمل کیا طبل جنگ بجا دیا بڑی خرابی ہو انجام اسکا اچھا نہیں
 ہو سوائے شکست کے یہ اپنے خیمے میں بیٹھا ہوا اپنے دل سے باتیں کر رہا ہو ارزننگ اپنے خیمہ خاص میں جنگ
 پر لیٹا ہوا رہی یاد مشوق میں مبتلا ہو اشارہ عاشقانہ زبان پر ہین تصویر جو کہ خواجہ حسین سوداگر سے مولیٰ
 تھی وہ ہاتھ میں تھی اسکو مخاطب کر کے باتیں کر رہا ہو کبھی روتا ہو کبھی منت کرتا ہو کسی شعر پڑھتا ہو یہ رنگ
 ہو یہاں دو لون لشکر دن کے بہادر دن نے وہ رات جاگ کر بے سہل جنگ برابر رات بھر بجا کیا کہ کیا ایک
 آثار سحر فلک دہر جدی پر نمایاں ہوئے نور سحر نے افق مشرق سے ظہور کیا ظلمت شب کا نور ہوئی نسیم سحری
 کے جھونکے چلنے لگے بلبلین آمد سحر دیکھ کر اپنے اپنے آشیاؤں سے نکل کر شاخاے درخت پر بیٹھیں گلون کو شلفستہ
 دیکھ کر حچھے کرنے لگیں طائران خوش احوال بعد خوشی حد اکی میں مصروف ہوئے منبرہ برابر کوسون روئیدہ
 تھا اسپر قطر با سے شبنم جو پڑے تھے تو درغلطان معلوم ہوتے تھے صبا جو باغون سے ہو کر آتی تھی تو اسکے
 دوش پر خوشبو سے گل سوار تھی دماغون کو سطر کر فی تھی ادھر شہنشاہ انور نے اپنے رخ نورانی پر سے نقاب

شب کو دور کیا نام میں ظہور کیا اپنے نور حال سے تمام دنیا کو مہر کیا یعنی صبح ہو گئی آفتاب عالم تاب بعد آفتاب
 و تاب در یو شرق سے برآمد ہوا ہر ایک بستر سے اٹھا لشکر و ن میں دردی سحر بھی پوچھا ہونے لگا گھنٹ و ناقوس
 بجنے لگے لوگ انسان کرنے لگے بار بھول موافق اپنے اپنے مذہب کے چڑھانے لگے جو کی صدا بلند ہوئی بعد
 فراغت امور دینی و ضروری کے کمر میں کسین اور مسلح و مکمل ہو کر چلے سرور اپنے اپنے خیون سے نکلے حاصل کلام
 طومار شاہ برآمد ہوا نہ کو راستہ پایا تختہ پر ہر ایک بادشاہ سوار ہوا لشکر کو حکم طرف میدان کے روانہ ہونے کا
 دیا تخت شاہی بھی روانہ ہوا طومار شاہ وغیرہ لشکر کو لے کر میدان جنگ میں پہنچے صف بندی کا حکم دیا
 اُدھر ارزننگ بھی پیدا ہوا اور خیمے سے برآمد ہوا لشکر بھی تیار تھا تخت پر سوار ہوا چترنگ بھی اپنے خیمے میں
 بیدار تھا گو اس کا قصد یہ تھا کہ میدان جنگ میں نہ جادو لگاؤ سننے دل سے کہا کہ امی چترنگ میدان میں آج
 ضرور چل اور مقابلے کا تماشا دیکھ کیونکہ اثر در جادو نے بہت ہماہمی سے اپنے نام پر بلبل جنگ بجوایا ہوا اثر در
 کے مقابلے کا تماشا ضرور دیکھنا چاہیے بس یہ خیال کر کے اور لباس تبدیل کر کے برآمد ہوا یہاں ارزننگ
 اسی وقت اپنے خیمے سے نکلا تھا کہ چترنگ نے ارزننگ کو سلام کیا ارزننگ نے کہا کہ کیوں بھائی میدان
 کو چلو گے چترنگ نے جواب دیا کہ جی ہاں بس ارزننگ نے چترنگ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھا لیا کل
 لشکر کا مجرا ہوا لشکر چترنگ بھی تیار تھا بس ارزننگ لشکر کو ہمراہ لیکر طرف میدان کے چلا علم خاک پیکر
 و سنگ پیکر جلوہ گری پرانے ارزننگ لشکر لیے ہوئے میدان میں پہنچا راوی نے بیان کیا ہو کر اُسدن
 اثر در بھی بہت سامان سے ہمراہ لشکر تھا ایک تخت پر سوار تھا جھولی بادلوں کی شانے پر بڑی ہوئی کالے
 کوڑیا لے گئے مین بادوؤں پر لیٹے ہوئے نقشہ سیندر کا ماتھے پر کھنور چندن کے لگے ہوئے بھبھوت منہ پر لگا
 ہوا ایک گیر واکر تاپنے ہوئے تہمت بندی ہوئی ایک اول آہنی اُسکے ہاتھ میں تھا اُسمین کڑا پڑا ہوا تھا
 اور اُسکے ہاتھ میں بھی ایک آہنی کڑا پڑا ہوا تھا سانسے تخت پر ایک کانسہ رکھا ہوا تھا اُسمین پانی بھرا ہوا
 تھا اور ایک مچھلی سرخ رنگ اُسمین پڑی ہوئی تھی اور کچھ بخورات تخت پر رکھا ہوا اس سامان سے اثر در
 ہمراہ ارزننگ کے میدان میں آیا طومار شاہ تو آچکا تھا دونوں طرف صف بندی ہونے لگی اور جب
 صف بندی ہو چکی سقون نے نکل کر آبپاشی کی تبردرون نے جو درخت کے حائل نظر تھے انکو قلم کیا بیلداروں
 نے پشت و بلند زمین کو ہوا کیا نقیبون نے لشکر نقابت کی بے شبانی دنیا میں چند شوٹ سے مذمت دنیا
 بیان کی لشکر کی صفوں پر سناٹا ہو گیا جب نقیب نقابت کر کے لشکر میں گئے اب لشکر طومار شاہ کے لوگ
 اس انتظار میں ہیں کہ دیکھیں کون میدان میں برائے مقابلہ آتا ہو کہ یکا یک اثر در جادو نے اپنا تخت بڑھایا اور
 روبرو ارزننگ کے آیا اور کہا کہ مجھ کو اجادت مرحمت ہو کہ میں جا کر مقابلہ کروں یہ سنکے ارزننگ نے کہا کہ امی
 اثر در جادو میں کچھ اپنے یہ قدرت کے سپرد کیا ان سب آفتاب پرستوں کی موت تیرے ہاتھ سے ہو میں یہ قصد
 کر چکا ہوں اسی ہزار برس پیشتر سخکان نے یہ سنکے ہنسکر کہا کہ جی ہاں آپ نے یہ تقدیر کی ہو کہ اثر در جادو بھی
 مثل محروم وغیرہ کے قتل ہون میں تو یہ جانتا ہوں اور امی اثر در ہکو سے بھی پاس ہو افسوس تھے بہت جلدی
 کی اور مجھے فراق کی سامان کی فکر کی سوائے افسوس کے کیا کیا جائے اثر در نے کہا کہ کھو ایسی ہی باتیں آتی
 ہیں تم اپنی زبان کو بند کرو اور کچھ نہ کہو یہ کہہ کر ارزننگ و چترنگ کو سلام کیا اور جنت کو اڑا کر چلا تمام علم جلوہ گری
 پرانے اثر در اپنا تخت اڑا کر میدان میں آیا اور مقابلہ لشکر طومار شاہ کے ہو چکا اپنے تخت کو رکھا اور چند
 شعبہ دیکھائے سحر کیا کہ ایک ابراہیم برسا اُس سے موتی گرے اُسکے بعد سحر کیا کہ برہن چمک کر گرین جا بجا
 غار ہو گئے وہ جب اپنے سحر کی نیرنگیان دکھا چکا آوازی کی کہ آفتاب پرستوں تم میں سے جسکو آواز دے مرگ

ہو وہ میرے مقابلے کو کٹے یہ صدا دینا تھا کہ ایک مرتبہ لشکر طومار شاہ کے علم جلوہ گری پر آئے اور طوطوس
 نیزہ باز نے قصد کیا طومار شاہ سے اجازت لیکر برائے مقابلہ جاؤں کہ آسمان پر سے صدا آئی کیا غضب کرتا
 ہو ساحر ہو کر ساحر کے مقابلے کو نکلتا ہو ٹھہر جا ہم اس پر اپنا عتاب نازل کرتے ہیں یہ اپنے دل کی حسرت
 نکال لے یہ آواز جو آئی طوطوس ٹھہر گیا سب آفتاب پرست بہت خوش ہوئے یہ صدا اپنے لشکر کو دے کر
 اثر در کو آواز دی کہ آواز در جادو اب تو مقابلے کو آیا ہو محروم کل مع اپنے شاگردوں کے آیا تھا تو اُس نے
 کیا کیا جوڑا کیوں اس قدر گمراہ ہوا ہو اپنے خدا کو پہچان سجدہ کر کیوں اپنی جان برباد کرتا ہو جس طور سے میں نے
 اپنا عذاب اُن سب پر نازل کیا ہو اُسی طور سے تیرے اوپر بھی نازل کر دنگا اور تو دیکھ لینا کہ یہ سب میرے
 عذاب میں مبتلا ہو گئے اپنی گمراہی سے باز آئیں یہ ممکن نہیں ہو تو کیوں اپنے کو انکی گمراہی میں برباد کرتا ہو اپنی
 جان کو غنیمت جان دنیا میں زندگی مقدم ہو کیا ضرور ہو جو بیکار کو ضائع کی جائے ہاں کچھ ایسی ہی ضرورت ہو
 تو کیا مضائقہ ہو دوسرے یہ امر ہو کہ بندے سے بندہ اگر مقابلہ کرے تو یہ امید ہو کہ ہم بھی غالب آئیں گے
 اور جبکہ خدا سے مقابلہ ہو اور جبکہ قبضے میں تمام عالم کی جان ہو اُس سے کون لا سکتا ہو بس ٹھہر جا اپنی جان
 کو بچا اور دوسرے عذاب میں گرفتار ہو گا ملک الموت روح قبض کر لے گا تو محروم وغیرہ کا انجام دیکھ چکا ہو
 اثر در جادو نے صدا دی کہ اونا مرد و نا مستول تو کیا یہ یک رہا ہو سانسے اگر مردان عالم سے مقابلہ کرے یہ کیا کرے
 میں بیٹھا ہوا ہو اور یک رہا ہو آواز آئی کہ تھک چکی تو جمال خدا دندی کی دیکھنے کی خواہش ہو خیر معلوم ہو گا تو بھی
 عتاب لاسکے کا شغل جمود کے جگر خاک ہو جائیگا تو اپنا حوصلہ نکال لے پھر میں اپنا جمال دکھاؤنگا زیادہ بک بک
 دکر یہ سنتا تھا کہ اثر در جادو کو غصہ آگیا نور اُچھولی پر ہاتھ ڈال کر چند دانہ ماش کے نکالے اُنہر اسم سحر پڑھ کر
 اپنے چاروں طرف پھینکا بعد اُس چھولی سے ایک گولہ نولادی نکالا اسپر اسم پڑھ کر وہ گولہ اُس آسمان پر مارا
 وہ گولہ قریب آسمان جا کر شق ہوا اُسی سے ایک غبار بلند ہوا وہ غبار بصورت ابر ہو گیا اُسے اشارہ کیا کہ وہ
 ابر ایک مرتبہ جا کر آسمان پر اس زور سے بڑا اور آسمان سے لڑا کہ سب کے دل ہل گئے صدا سے ہولناک ہو گیا
 پیدا ہوئی کہ گردون و دار کو بھی دلدلہ سا ہو گیا زمین کا نیپنے لگی پرند بھاگے چرند پریشان ہوئے اُدھر وہ ابر
 ٹکڑ ٹکڑ کر پٹا اُسے پھر اشارہ کیا پھر وہ ابر چمک کر اُس آسمان سے اڑا اُس سے بھی صدا پیدا ہوئی راوی نازک
 خیال نے بیان کیا ہو کہ اسی طور سے دس مرتبہ وہ ابر آسمان سے جا کر لڑا مگر آسمان کو حرکت تک نہ ہوئی ابر بھی
 اُسی طور سے قائم رہا یکا یک ایک برق چمک کر اُس ابر پر گری کہ جبکے سبب سے وہ ابر سخت سخت ہو گیا اور شل
 ردی کے گالوں کے ہوا میں اڑنے لگا آواز آئی تو نے ہماری قدرت دیکھی کہ کیونکر تیرے ابر کو مٹا دیا اثر در نے
 کچھ جواب نہ دیا ہم ہو کر اور ایک گلدستہ تخت پر رکھتا تھا اُسکو اٹھا کر اور اسم سحر دم کر کے مارا وہ گلدستہ تھا گویا ہزاروں
 توپیں اُس میں بھری ہوئیں تھیں قریب آسمان جا کر اُس سے صدا میں پیدا ہوئیں کہ جبکے سبب سے تمام عالم میں
 حزن نزل پڑ گیا یہاں تک کہ وہ صدائیں موقوف ہوئیں اب سب نے دیکھا کہ ایک عقاب تیز پرواز منقار اُسکی
 دلا دی چمک اُسکا برافیل کے قریب آسمان ہوا یہ قائم ہو جیسے ہی وہ عقاب ظاہر ہوا اثر در نے حکم دیا کہ اسی عقاب
 اُس آسمان کو گڑھے میں لٹکے کر کے جو اسکے اندر ہو اُسکو تو کھالے یہ کہنا تھا کہ وہ عقاب جھپٹ کر قریب آسمان
 گیا اور منقار و پنجہ اسپر اسے مگر کچھ نہوا شرار سے نکلے پھر اسنے جھنجھلا کر بچے مارے پھر شرار سے نکلے اب عقاب
 بیہم حملہ کرتا ہو مگر کچھ اثر نہیں ہوتا ہو تھوڑے عرصہ تک یہ معرکہ رہا بعد اسکے وہی عقاب اپنے حملے کر رہا تھا
 کہ برقی کو نہ کر گری عقاب کو جلا دیا عقاب کا جلنا تھا کہ ایک فیل مست ہوا پر خود بخود ظاہر ہوا کہ جسکا قبضہ
 دراز تھا خرطوم نولادی تھی بڑے بڑے دو دانت باہر تھے بس اثر در نے کہا کہ اسی فیل تو ہی اس آسمان

سحر کو برنا دکر کے جو کوئی ہوا سکو ہلاک کر رکھنا تھا اثر در کا کہ وہ فیل بڑی تیزی سے چلا اور جاتے ہی اسنے ایک
 ٹکر ایسی لگائی کہ اگر پہاڑ پر لگتا تو بیخ سے اس پہاڑ کو دو ٹکڑے کر کے زمین پر گر دیتا مگر اس آسمان کو خبر بھی
 نہ تھی اس فیل نے لاکھ لاکھ ندیر کی کہ میں اس آسمان کو برباد کر دوں مگر ممکن نہوایا یکایک اس آسمان سے
 ایک ہاتھ پیدا ہوا جیسے ہی اس فیل نے جا کر ٹکر ماری اس ہاتھ نے اسکی خرطوم پکڑ لی اور جھٹکا دیا کہ منہ کے
 پاس سے اکھڑ گئی خرطوم کا اکھڑنا تھا کہ ایک شعلہ اس کے منہ سے نکلا وہ ہاتھی مثل فیل کی تشبہ دہی کے جلنے لگا کچھ
 تاریکی ہوئی اب جو تاریکی بر طرف ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک گیند بہت بڑا ہوا پر قائم ہوا سکو بھی اثر در نے
 اشارہ کیا اسنے بھی کئی حربے کیے مگر کچھ نہوایا یکایک پھر ہاتھ آسمان سے ظاہر ہوا اسین ایک تلوار تھی جیسے ہی گیند
 نے ٹکر لگائی وہ تلوار کمر پر پڑی کہ صاف اسکو دو کر دیا پھر تاریکی ہوئی اب جو تاریکی بر طرف ہوئی دیکھا کہ ایک
 شیر زبان ہوا پر اڑتا ہوا چلا آتا ہو کتے ہی اسنے رخ طرف اثر در کے کیا اثر در نے اشارہ کیا وہ آسمان
 کی طرف پلٹ پڑا جاتے ہی طپانچ مارا اور منہ اسی طور سے کئی مرتبہ نوبت آئی کہ یکایک دو بیٹے پیدا ہوئے
 ایک مرتبہ جیسے ہی اسنے حملہ کیا اور منہ مارا دو لون بیٹے اس کے دہن میں در آئے اور مثل کر پاس کھٹکے اسکو
 چیر کر بھینک دیا ایک شور قیامت افراتہ ہوا تاریکی ہوئی جب وہ تاریکی دفع ہوئی تو سب نے دیکھا کہ ایک دیو
 قوی ریکل بشکل صیب صورت ایک پر چڑ کوہ و دوش پر کھے ہوئے ہوا پر قائم ہوا اسنے پلٹ کر طرف اثر در
 کے دیکھا اثر در نے اشارہ کیا کہ اس آسمان سحر کو گرا دے یہ اشارہ کرنا تھا کہ اسنے پیچھے ہٹ کر اور اس
 پار چڑ کوہ کو اٹھا کر اس آسمان پر مارا کہ ایک صدا سے ترقا قہ پیدا ہوئی گوش گردون کہ جو کئے شعلے نکلے اسنے
 پھر اسی پر اسکو روکا اور پھر ایک اس سے زیادہ طاقت سے مارا پھر دیسی ہی نوبت ہوئی اسنے پھر روکا پھر مارا
 نوبت با بنجار سپد کہ اس دیو نے ہر مرتبہ اپنی قوت اس پر ختم کی مگر کچھ نہوایا ایک مرتبہ جو اسنے مارا اور شعلے نکلے
 ایک شعلہ انھین شعلوں میں سے اسپر آکر گرا اسنے اسکو جلا دیا یہ بھی مثل دیو تشبہ دہی کے جلنے لگا ایک مرتبہ
 بہت شور قیامت افراتہ تلاطم عظیم ہوا جب تاریکی دفع ہوئی سب نے دیکھا کہ وہ آسمان اسطور سے قائم ہوا اور
 اب کوئی نہیں اس کے مقابلے میں ہر سواے اثر در جادو کے راوی نے بیان کیا کہ اس گلدستے میں پانچ رنگ کے
 پھول تھے وہی پانچ طرح کے حملہ ہوئے جب اثر در نے دیکھا کہ یہ بھی میرا سحر رد ہوا اور کوئی کام نہ نکلا اسکی بہت
 غصہ آیا اور اٹھا کر اس جام آب کو زمین پر مارا کہ وہ پانی شرارہ ہو کر اڑ گیا اور وہ ماہی ایک مرتبہ جڑب کر
 چلی طرف لشکر طومار شاہ کے منہ سے شعلے نکالتی ہوئی جہان پر لشکر طومار شاہ تھا وہاں کی زمین جا بجا سے
 غرق ہونے لگی اور پانی نکلنے لگا طرفہ العین میں ایک بحر ذخار موجزن ہو گیا اور لشکری غرق ہونے لگے
 لشکر میں تلاطم مچ گیا یہ جو عالم طومار شاہ وغیرہ نے دیکھا ایک مرتبہ تاج سرور سے اتار کر محتاج ہوئے
 اور یوں فریاد کرنے لگے کہ اے خداوند آفتاب مجھے کونسا ایسا گناہ سرزد ہوا کہ میرے عذاب نازل ہوا
 ہو آواز آئی کہ پریشان نہو تم میں سے کوئی غرق نہوگا یہ صرف اثر در جادو کا شعبہ ہوا اسکو اپنے دل کی ہوس
 نکال لینے دو یہ لوگ تو مصروف دعا تھے اُدھر وہ ماہی بھی پہنچی یا تو اس کے منہ سے شعلے نکل رہے تھے یا آب
 حباب نکلنے لگے اور اگر اس دریا میں وہ شادری کرنے لگی جیسے اسنے حباب مارا وہ جلنے لگا یا غرق ہو گیا
 اُدھر ماہی جلا رہی ہو اور غرق کر رہی ہو اُدھر پانی سب کو ڈبو رہا ہو ایک تلاطم ہو کہ مچا ہوا ہو کوئی نصف لشکر
 تہ دبا ہوا تھا کہ آسمان پر سے آواز آئی کہ اسی پانی دایم ہی تم دو لون میرے بندے ہو اور میرے بندوں کو
 ہلاک کر رہے ہو جادو لشکر از رنگ و چتر رنگ کو اسی طور سے غرق کر دیا تو دریا اس مقام پر جوش مار رہا
 تھا اور وہ مہدم ٹھہر جاتا تھا یا ایک مرتبہ بالکل خشک ہو گیا وہ ماہی بھی اسی پانی کے ہمراہ غائب ہو گئی پھر ذرا

ذرا تری کا نام بھی نہ رہا سب سنے دیکھا کہ جو لوگ غرق ہوئے تھے وہ سب کے سب زمین پر کھڑے ہیں
ایک بھی ضائع نہیں ہوا سب بہت خوش ہوئے اور یا خداوند کلمہ سجدے کو خم ہوئے اب جو سجدے
سے سر اٹھایا تو کیا دیکھا کہ لشکرِ ارزنگ و چترنگ میں تلاطم مچا ہوا ہو دریا سے ناپیدا کنار موجزن ہو وہ
ماہی اسی طور سے غرق کر رہی ہو راوی نے بیان کیا ہو کہ وہی حالت ہوئی کہ یکایک یہاں لشکرِ بادشاہ
ارزنگ و چترنگ تھا وہاں کی زمین شبنم ہوئے گئی اور پانی ابلنے لگا لشکرِ غرق ہونے لگے لشکر میں تہلکہ مچ گیا
کہ ہم غرق ہونے جاتے ہیں یہ تو اتنی تدبیر ہو گئی ای اثرِ در جادو سے کیا تصور کیا جو ہم کو غرق کرنے ہو یہ جو شور و غل
اثرِ در نے سننا پلٹ کر جو دیکھا تو لشکر میں تلاطم پایا شیخگان نے پکار کر کہا کہ اکی تو کسی ہاتھی کی سی مثل ہو گئی بقول
کے کہ گاٹھو ہاتھی اپنی فوج کو مارے وہی حرکت آپ نے کی یہ جو شیخگان نے کہا اثرِ در کو خفت ہوئی بس برہم
ہو کر اُسے چند دانے ماش کے اٹھا کر اسم سحر پڑھ کر اُس پانی پر اُسی مقام سے ماری اُس ماہی پر اور کہا کہ
جل جا اور خشک ہو جا جیسے ہی دانے ماش کے مارے ایک شعلہ پیدا ہوا کہ جس نے پانی کو بھی خشک کر دیا
اور ماہی کو بھی جلا دیا لشکر میں امن ہوا تلاطم موقوف ہوا جو لوگ غرق ہوئے تھے بعض انہیں ہلاک ہوئے
تھے اور باقی زندہ تھے پھر لشکر کی صفیں درست ہوئیں آواز آئی کہ دیکھا تو نے بھنے تیرے ہی ہاتھ سے تیرے
سحر کو مٹا دیا یہ قدرت ہو خدائی کی بس اب اثرِ در کو خضہ آگیا ایک مرتبہ جوڑے پر ہاتھ ڈال کر ایک کارڈ
نکالا اور ڈبیر بس اُس کارڈ سے اُس بچہ خوک کو فوج کیا اور اسکا خون لیکر ایک پیالے میں رکھا اور ماش
کا آٹما جھولی سے نکالا اُسکو اُس خون سے گوندھا اور ایک پتلہ بنایا اُسکے منہ میں ایک گولہ فولادی رکھا اور
ہاتھ میں ایک چھوٹی سی کارڈ جھولی سے نکال کر دی اب اُسپر سحر کرنا شروع کیا اور اُسپر خون کے چھینٹے
دینا شروع کیے نوبت بایںجا رسید کہ وہ پتلہ بصورت انسانی ہو گیا جب صورت انسان پر ہوا تو پکارا کہ میری
خوراک لا اثرِ در نے فوراً اپنی ران کو خنجر سے چاک کیا اور اسکا خون اُسکو دیا اُس نے اُس مقام پر منہ لگا
دیا جقدر اُس سے خون پیا گیا پی لیا پھر منہ اُس مقام پر سے اٹھایا یہاں اثرِ در نے یہ تدبیر کی تھی کہ
بچہ خوک کا دل دجگر نکال رکھا تھا جیسے ہی اُس نے منہ اٹھایا ویسے ہی اُس نے وہ دل دجگر اُسکے آگے رکھ دیا
اُس نے وہ بھی کھا لیا اب گویا ہوا کہ کیا حکم ہوتا ہو اثرِ در نے وہ ڈبیر جو جوڑے سے نکالی تھی اُسکو کھولا اور ایک
چھوٹا سا بیضہ فولادی نکالا اُسپر خون کو سیندور کے نیچے دیئے اور رائی سرسوں کو گل لونگ گوگرد کو آگ پر
ڈالا اُس سے دھواں بلند ہوا وہ بھی اُس بیضہ پر لیا جھولی سے ایک شیشہ نکالا اُس شیشہ میں دھواں بند کیا اور
خوب مضبوط ڈانٹ دی اور ایک شیشہ نکالا اُس میں وہ خون خوک لیا اور کچھ اسم سحر اُسپر پڑھا کہ وہ خون جوش
مارنے لگا فوراً اُس نے اُسکا منہ بند کر دیا جب یہ سب تدارک کر چکا اثرِ در نے وہ شیشہ اور وہ بیضہ اُس قتلے
کو دیا اور کہا کہ اب بھائی یہ سب چیزیں لیجا اور اس آسمان پر مار جب یہ آسمان ٹوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے
تو جو کوئی اُس میں ہو اُسکو اس کارڈ سے ذبح کرنا کیونکہ وہ میرا دشمن قوی ہو جب تو اس آسمان کو مٹا کر اور
اس میرے دشمن کو قتل کر کے آئیگا تو میں تجکو وہ چیز دوں گا کہ تو بھی بہت خوش ہو گا یہ شیشہ وہ پتلہ مثل تیرے
اثرِ در جادو کو سلام کر کے چلا جاتے ہی اُس نے آسمان کے قریب وہ شیشہ جس میں غبار تھا آسمان پر مارا وہ آسمان پر پڑنے ہی
ٹوٹ گیا اُس سے وہ دھواں نکلا تمام عالم پر غبار ہو گیا جہان تک نگاہ کام کرتی تھی سوائے دعوئین کے
کچھ نظر نہ آتا تھا وہ دھواں لشکرِ طومار شاہ کے لوگوں میں گیا اور جسکی آنکھ میں لگا وہ دنا مینا ہو گیا ایک
طلاطم مچ گیا یا خداوند اس بلا سے بچائیے اُدھر اُس قتلے نے وہ سر اُشیشہ اٹھا کر آسمان سا ختم سحر آفتاب پر
مارا وہ بھی پڑ کر ٹوٹ گیا اور خون جو اُس میں تھا وہ جوش کھا کر بالا سے آسمان گیا اور ابرِ خونی رنگ بنکر تیار

ہوا اور اس ابر سے خون لشکر طومار شاہ پر برسے لگا جس پر قطرہ خون کا پڑا وہ چھڑکا ہو گیا دو بادوں میں لشکر
 مبتلا ہوا یہ واقعہ دیکھ کر سب نے آنکھیں بند کر لی تھیں کہ دھواں نہ لگے اب خون برسے لگا اور لوگ پتھر کے
 ہونے لگے اور زیادہ پریشان ہوئے کہ کیا کریں اگر آنکھیں کھولتے ہیں تو نابینا ہوتے ہیں اور اگر نہیں
 کھولتے ہیں اور کوئی تدبیر نہیں کرتے ہیں تو پتھر کے ہونے جاتے ہیں لشکر طومار شاہ ایک آفتاب میں
 مبتلا ہو تھلا کہ تمام لشکر میں پڑا ہوا ہی ہر ہر دن مع راکب و مرکب سنگ سیاہ ہو کر پکے ہیں طومار شاہ وغیرہ
 سپہ سالاروں پر روکے ہوئے ہیں بہت سے لشکر کے زیر سایہ درخت کھڑے ہیں صفیں درہم درہم ہو گئی
 ہیں یہاں تو یہ حال ہو طومار شاہ دعا مانگ رہا ہوا دھڑا اس پتلے نے یا سامری کھڑا اور چنچ مار کر وہ بیضہ
 دولا دی جو کہ اثر در نے اُسکو دیا تھا آسمان پر مارا وہ بیضہ آسمان پر پڑا ایک تڑا قہ ہوا کہ تمام صحرا گونج گیا
 یہ ثابت ہوا کہ ہفت طبق آسمان زمین پر گرسے زمین جا بجا سے شق ہو گئی پانی نکل آیا مردے زیر زمین چل
 گئے کچھ مرد مین گوشہ اس تلاش کرنے لگے خشکان زمین نے یہ خیال کیا کہ قیامت آگئی اسرافیل نے
 صور قیامت پھونکا رستم ایسا بہا در دیر زمین کفن میں کانپ کر رہ گیا گوشہ کفن سے منھ چھپا لیا یہ حالت
 اُس صدا سے ہوئی بہت لوگ ہلاک ہو گئے حاملہ عورتوں کے جو کہ شہر آفتاب نما و دیگر اطراف میں تھیں
 اُنکے حمل ساقط ہو گئے بہت سی عمارتیں ہل کر زمینیں قلعہ آفتاب نما کو بھی حرکت ہوئی بر جیس یہاں
 بیٹھا ہوا ہو تھلا جنگ میں مع اہل دربار کے مصروف ہو قلعہ کو جو حرکت ہوئی سب اہل دربار بھاگے
 کہ یا خداوند بچا ئے قلعہ کو جنبش ہو بر جیس نے پردہ قدرت کے اندر سے کہا کہ پریشان نہ ہو میں موجود ہوں کچھ
 نہو گا سب خاموش ہو رہے راوی نے بیان کیا کہ جیسے ہی وہ بیضہ پڑا اور یہ صدا بلند ہوئی بس اُس پتھر
 کا پڑنا تھا کہ آسمان شق ہو گیا اور وہ پتلہ فوراً کار دلیکر اندر اُس آسمان کے مثل تیر کے داخل ہوا اور تلاطم
 بج گیا اثر در نے سحر کرنا شروع کیا راوی نے بیان کیا کہ جیسے وہ پتلہ داخل آسمان ہوا وہ تنگناٹ فوراً
 بند ہو گیا وہ پتلہ مثل تیر کے چلا جاتا ہے کہ ایک مقام پر پڑا کیونکہ اندر اُس آسمان کے بہت بڑی وسعت تھی
 جیسے ہی راکب ایک ہاتھ پیدا ہوا اور اُسکی گردن پکڑ لی وہ چلانے لگا کہ اثر در جادو و جادو بچا ئے میری جان نکلی
 کیونکہ حریف زبردست نے پکڑ لیا ہوا اب کون سے کیونکہ اثر در تک آواز بھی نہیں آتی تھی اُس ہاتھ نے
 اُسکو پکڑ کر سی سے باندھا اور اُسکے ہاتھ سے کار و چھین لی اور دکھائے ہوئے صورت ہاتھ معلوم ہوتا ہے اور کچھ
 نظر نہیں آتا ہے چند قدم چلا کہ پھر آسمان شق ہوا اور اُس ہاتھ نے اُس پتلے کو باہر نکالا اور کہا کہ ای اثر در دیکھ
 تیرا سحر کچھ کیا گو تو نے بہت بڑا سحر کیا تھا اگر کوئی ساحر ہوتا تو نہ تو نے اُسکا سحر بھی دفع کیا تھا اور اُسکو شل بھی
 کیا تھا مگر خدا سے کیا دور بندے کا چلتا ہے آخر منہ کی کھانی اب اپنے سحر کو بچالے یہ لکڑی سی کار دے اُس
 پتلے کو دفع کیا وہ بہت چلایا اور پھر کا لکڑی کچھ ہوا فوج کر کے اُسکو پھینک دیا وہی ماش کا آٹا تھا مگر ابھی تک
 اُسی طور سے دھواں لشکر پر محیط ہوا اور بر خونی برس رہا ہو لشکر میں تلاطم ہو راوی نے بیان کیا کہ اثر در
 نے بہت زبردست سحر کیا تھا یہ سحر وہ تھا کہ جو ہر شے کی سامری و جمشید تیار ہوا تھا اور اُسکا روئے تیار ہو سکا تھا
 اگر آفتاب جادو اپنا بندوبست نہ کر چکا ہوتا تو ضرور یہ سب کارخانہ اُسکا مٹ جاتا چونکہ اُسکو سحر سے
 سب حال معلوم ہو چکا تھا اُس نے سب بندوبست کر لیا تھا اور ساحر زبردست بھی تھا اُس سبب سے ہر
 مرتبہ غالب آیا ہر سحر اثر در کا اُسے رو تیار کر لیا تھا اسات بھر میں بس جب وہ پتلہ بھی اُسکے سحر سے دفع
 ہوا دوسرا سبب یہ ہو کہ سو مناسبت جادو و جادو آفتاب ہو وہ بھی تو شریک آفتاب ہو اور ایسا سحر
 ساحر ہو کہ اثر در وغیرہ اُسکے آگے کے طفل کتب میں یہ بھی پہلو نشین سامری و جمشید بہت سے سحر اُسکے

پاس ایسے ہیں کہ جکار و سامری و جیشید نہیں کر سکے انکی صلاح سے اسنے تیار کیے ہیں ایسا ساحر ہو کہ غاذہ
 سحر تیار کیا ہو کہ جو کہ بر جیس کے منہ پر ملا ہو کہ جبکہ سبب سے سب اسکو سجدہ کرتے ہیں اسکو کوئی رو نہیں
 کر سکتا ہو اور نہ اس کے اثر کو مٹا سکتا ہو یہ دور اور آفتاب جادو کو ہو اسی نے یہ سب چیزیں تیار کی ہیں اور
 اسی نے آفتاب کو اسقدر زور دیا ہو یہ اسی کا سحر ہو وہ بھی لک کر رہا ہو اور آفتاب بھی ان سب سے زبردست
 ہو بس دوسا حذر دست جب ایسی تدبیر میں کرین تو پھر کون مقابلہ کر سکتا ہو اور وہ اس طور سے شریک
 آفتاب ہو کہ کوئی ساحر اس کے حال سے آگاہ نہیں ہو سواے آفتاب کے یا اسکی دختر کے کہ دختر سو مناس
 تو جانتی ہو ان دد کے سوا کوئی واقف نہیں ہو بس آدم بر سر مطلب بس جب اثر در جادو کا یہ بھی سحر رہا ہو
 اثر در نے قصد کیا کہ اور کوئی سحر کرے کہ ادا دکائی اور اثر در بس ہو چکا اب ہوشیار ہو جا کہ میں اپنا عذاب تیرے
 اوپر نازل کرتا ہوں کیونکہ میرے بندے تیرے سبب سے بلا میں مبتلا ہیں اور تو انکو بیکار کو پریشان کرتا ہو
 ہاں اگر تو تنہا میرے اوپر جرح بہ کیے جاتا تو میں ابھی تجکو اپنے عذاب میں نہ مبتلا کرتا مگر تو انکو عاجز کرتا ہو
 اب خبر دار ہو جا میں اپنا جلوہ تجکو دکھاتا ہوں بس یہ صدا آئی اور آسمان کو حرکت ہوئی اثر در سمجھ گیا کہ اب
 آسمان شق ہو گا اور آفتاب نکلے گا اور میرے اوپر عکس پڑیگا اور جب میں طے لگوں گا تو زمین پر گرے گا بس یہ امر
 اپنے دل میں خیال کر کے اسنے فوراً کچھ بھولی سے نکال کر اپنے جسم پر ملا اور تخت پر سے زمین پر آیا اور اسم سحر
 پڑھ کر ایک غلطک لگائی اور اب سب نے دیکھا کہ ایک اثر در طویل القامت میدان میں کھڑا ہو سر اسکا مثل
 گنبد فلک کے ہے در دن آنکھیں دو نور روشن ہیں دم کا اس کے نشان تک نہیں ہو سیاہ اسقدر ہو کہ
 ظلمت ظلمات اس کے آگے کوئی حقیقت نہیں رکھتی ہے بال بڑے بڑے ہیں جب دم کشی کرتا ہو جب قدر سبزہ
 بڑا بڑا صحرا میں آگاہ ہوتا ہے شعلے نکلتے ہیں تو وہ سبزہ جل جاتا ہو اور بڑے بڑے سنگریزے و درخت جڑے
 اکھڑ کر اس کے منہ میں چنے جاتے ہیں پشت شکم پر سفید داغ ہیں ہر بن مو سے شعلے نکل رہے ہیں سر پر ایک
 چوٹی ہوا کے گرد و اطراف کا سب سبزہ خاک ہو گیا ہو جل کر جب زمین پر منہ مارتا ہو غار ہو جاتا ہو یہ تو
 اسکی صورت ہو لشکر یوں کے اس اثر در کو دیکھ کر ہوش جاتے رہے مرکب بگدیریاں کرنے لگے راکب پٹری
 جمانے لگے مگر مرکب روکتے نہیں ہیں اس اثر در نے ایک مرتبہ بل کھا کر آسمان کی طرف سر بلند کیا معلوم
 ہوا کہ گویا پہاڑ بہتہ حاصل ہو گیا اس اثر در نے منہ کھول دیا اور اس آسمان ساختہ آفتاب کی طرف بلند
 کیا منہ سے شعلے نکلتے لگے اثر در جادو نے تو یہ تدبیر اس خیال سے کی کہ اس امر سے تو میں نے اپنا
 اطمینان کر لیا ہو کہ اسکا عکس میرے اوپر ڈال کر لگا بس اگر میں اسی صورت پر رہوں گا تو وہ میرے اوپر
 گرے گا اور مقابلہ ہو گا اس سے اثر در ہلکا اور منہ کھول کر زیر آسمان کھڑا ہوں جب اسکا عکس میرے اوپر اثر
 نہ کرے گا تو یہ برہم ہو کر میرے اوپر گرے گا میں دم کشی کر کے اسکو نکل لوں گا وہ آفتاب بنا ہوا ہو میرا کچھ نہ کر سکے گا
 شکم میں جاتے جاتے شعلہ اسے سحر سے جل کر خاک ہو جائیگا بس اس سبب سے صورت اثر در بہ تیار ہوا تھا
 یہ تو اس انتظار میں منہ کھولے ہوئے کھڑا ہو ا دھر آسمان کو حرکت ہوئی آسمان شق ہوا اصل آفتاب تو
 اب سحر میں آفتاب کے چہان ہوا اور آفتاب جادو آفتاب بنا ہوا اس آسمان سے ظاہر ہوا بس گرمی
 اسی طور سے چھوئی اور لشکر از رنگ و جھنک کے لوگوں کی وہی حالت ہوئی ا دھر آفتاب نے اپنا
 عکس اس اثر در پر ڈالا چونکہ وہ اپنی حفاظت کر چکا تھا کیونکہ یہ بھی تو ساحر زبردست ہو اس سبب سے اس
 عکس نے اپنا پورا اثر نہیں کیا اسقدر تو ضرور ہوا کہ گرمی معلوم ہونے لگی اور دل و جگر میں آگ لگ گئی
 بیقرار ہونے لگا مگر یہ مال نہیں ہوا کہ دھواں نکلے ہاں گرمی سی بہت معلوم ہونے لگی ا دھر آفتاب چند دقیقہ

قائم رہا جب وقت اُسکا گذرا کہ جس عرصہ میں اُسکے عکس کے پڑنے سے انسان جگر خاک ہو جاتا ہو اور یہ نہ جاتا تو ایک مرتبہ آفتاب چمک کر اور کڑک کر آسمان سے جدا ہو کر طرف اثر در کے بہت تیزی سے چلا مثل تیر شہاب یا شرارہ سنگ کے جیسے ہی اُسکے دہن کے قریب پہنچا اُسنے شعلہ چھوڑا اُسنے منہ باز کر دیا منہ تو کھولے ہوئے کھڑا تھا دم کشی کی کہ آفتاب مثل گولہ کے اُسکے دہن میں داخل ہو گیا اُسنے فوراً منہ بند کر لیا اور وہ آفتاب اُسکے دل و جگر کو جلاتا ہوا اور شکم کی آندھن کو بھی پشت کو توڑ کر ایک مرتبہ کڑک کر نکلا میان اثر در کچھ سوچے تھے ہو کچھ کیا ہو جب شعر الٹی ہو گئیں سب تہیریں کچھ دے دے کام کیا بد آخر اس بیاری عشق نے کام اپنا تمام کیا سوچا کچھ تھا ہو کچھ گیا اور وہ تو آفتاب نکلا سب نے دیکھا کہ آفتاب اُسی طور سے چمک رہا ہو اور فوراً سن سے بلند ہو کر آسمان میں پوشیدہ ہو گیا اور جسم اثر در سے شعلہ بھلا کر اُسنے اُسکو جلانا شروع کیا وہ یکایک جل گیا بس اُسکا جان تھا کہ ایک تلاطم چمکیا تاریکی ہو گئی صدا میں ہولنا کہ اُسے لگین برقین چمک چمک کرنے لگین آمدھی سیاہ اُٹھی برقیاری و سنگباری ہونے لگی خون برسنے لگا بیرتدیر بھول کر ہائے اثر در جادو و اسے اثر در جادو کا شور کرنے لگے تھوڑے عرصہ تک یہ تلاطم رہا زلزلہ سادین کو ہوا تاریکی ایسی ہوئی کہ دن کی رات ہو گئی یہاں تک کہ وہ علامت سحر جو کہ ساحر کے مرنے سے بلند ہوتی ہو برطرف ہونے لگی آپ اُس تاریکی سے یہ صدا آئی کہ کشتی مرانام من اثر در جادو بود افسوس مریم و جان وادیم و مطلب خود ز سید چشم یہ صدا آچکی وہ سب علامتیں برطرف ہوئیں روشنی ہوئی تاریکی جاتی رہی مطلع ساف ہو گیا لشکر ارزنگ و چترنگ و خود ارزنگ و سنجگان و چترنگ و اسلام بن تو سج سے دیکھا کہ وہ اثر در ہی نہ کچھ ہولناش اثر در جادو کے شکم چاک چلے ہوئی خاک سحر کہ پر پڑی ہو تخت بھی جل گیا یہ دیکھنا تھا کہ ارزنگ نے ہائے استاد ہائے استاد کہہ کر اپنا گریبان تابہ دامن چاک کیا سنجگان نے کہا کہ ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے کہ انکی بھی قضا ہو جو یہ اسقدر جلدی کرنے ہیں مگر مٹنے منع بھی کیا کسی نے نہ سنا آخر اُسکا نتیجہ دیکھا یہ کہ سنجگان نے گریبان چاک کیا چترنگ بھی شریک حال ہوا کیونکہ وہ خود ہی تھا اپنے غم میں مبتلا تھا کل ہی اُسکی دوجہ ومان و استاد قتل ہوئے تھے یہ چوتھا اور غم ہوا و دون لشکر دن کے سوار دن نے جو دیکھا کہ ہمارے افسروں نے اپنے گریبان چاک کیے ان سب نے بھی ہائے اثر در جادو کہہ کر گریبان چاک کیے اور روتے لگے اور ارزنگ نے اپنے ہاں اس درست کر کے لشکر کو اپنے حکم دیا کہ و دون لشکر لکر ان آفتاب پرستوں کو قتل کرو میدان سے زندہ نہ جانے دو ایک آفتاب پرست زندہ نہ بچے اُنسے عوض خون اثر در جادو و محروم جادو و خود جادو و وجود جادو و انصرام جادو و یہ حکم دینا تھا کہ لشکر ارزنگ و لشکر جہرنگ تلوارین علم کر کے سپہیں اٹھا کر نیزے بلند کر کے گزیر گران قول کر مریون کی باگین اٹھا کر ایک مرتبہ بلغ کر کے اور بزن بزن کہتے ہوئے لشکر طومار شاہ وغیرہ پر بقصد منلو بہ چلے ارزنگ نے فیلبان کو حکم دیا کہ ہاتھیوں کو بڑھاد طرف میدان جنگ کے اُسنے اتنی بھی بڑھائے بس یہ معلوم ہوتا تھا کہ سمندریں جوش آباہو یہ اسقدر لشکر تھا کہ جبکی حد میں ہر جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی سوائے تلوار دن اور نیزوں کے کچھ نہ نظر آتا تھا اور مریون کے ثابوں کی صدا سے صحرا ہل رہا تھا یہ لوگ تو مثل مور و بلخ کے زندہ کر کے چلے اور ہر کا حال ملا خطہ ہو کہ جب آفتاب نے اثر در جادو کو گر جلا دیا اور وہ قتل ہوا اُسکے مرنے کی صدا بلند ہوئی وہ جو اُسکے سحر کا دھواں تھا اور ابرخونی کہ جو برس رہا تھا سب دفع ہو گیا اور جو لوگ نابینا اور سنگ سیاہ کے ہو گئے تھے سب حالت اصلی پر آگئے تھے کہ اتنے عرصہ میں تاریکی برطرف ہوئی اور روشنی ہوئی صفین درست ہوئیں کہ طومار شاہ وغیرہ نے جو لشکر ارزنگ وغیرہ کو بقتل فاسد اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا اپنے لشکر کو بھی حکم دیا کہ ان

پرست بقصد فاسد تھاری طرف آتے ہیں لینا انکو یہاں تک نہ آنے دینا یہ حکم جو ملا تو کل آفتاب پرست تلوارین
 میان سے نکال اور مرکب اٹھا کر ایک مرتبہ ادھر سے چلے انکے بھی مرکبوں کے ٹاپوں سے زمین معرکہ ہل گئی
 تخت طومار شاہ وغیرہ کا ہر حساب جگہ بجے لگے قرنا کو دم ملا نیز مہر بھی کوس کر گرائے تاشون کی صدا بلند
 ہوئی جو ان کے دل بھر آئے علموں کے پھر ہرے لہرائے وہ لوگ بڑھے جو وسط میدان میں تھے کہ جہاں
 لاش اثر در جادو کی چڑھی ہوئی تھی کہ یہ لشکر بھی پہنچ گیا دونوں لشکر غٹ پٹ ہو گئے تلوار چلنے لگی سنائیں
 چکنے ٹکین گٹھاؤں کی بلند ہو گئی خنجر بازی ہونے لگی گزر گراں کی صدا میں بلند ہو گئی جھکا تلواروں کی تباہ فلک جانے لگی جنگ
 مغلوبہ واقع ہوئی قیامت کی تلوار چل رہی تھی سروں کے ڈھیر لاشوں کے انہار ہو گئے سوار و پیدل مجروح
 ہو ہو کر دونوں لشکروں کے گرنے لگے اور مثل مرغ نیم جان کے ترپنے لگے بازو مار مار گرم ہوا ملک الموت
 روحیں قبض کر کر کے دونوں جانب کے اہل لشکر کی مالک جہنم کے حوائے کرنے لگے ہر طرف لاشوں کے انہار
 ہو گئے مرکب سواران کشتہ و مجروح کی لاشوں کو روندتے پھرتے تھے جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی تمام لشکر
 پاؤں مال ہوئی جاتی تھیں مرکبوں کی ٹاپوں سے جو غبار اڑا اڑ کر بالائے آسمان جاتا تھا تو ایک آسمان خاکی
 بن کر تیار ہو گیا جیسا کہ شاعر نے کہا ہر شعر زستم ستوران دران بہن دشت بہ زمین شش غدا آسمان گشت
 ہشت و چترے غضب کی جنگ مغلوبہ واقع ہوئی تھی نقیبوں کی یہ حالت تھی کہ پکارتے پھرتے تھے کہ جو انوں
 یہ وقت جان لڑا دیے گا جو جان لڑا دو نام پیدا کر داس مقام پر قیامت کی لڑائی اور ایسی جنگ مغلوبہ
 ہو رہی تھی کہ دریائے خون صحرا میں جاری تھا لاشیں جو سوار و پیدل کی اس دریائے خون میں گر رہیں تو یہ
 معلوم ہوتا تھا کہ مگر شناوری کر رہے ہیں ہاتھ پیروں کی مچھلیاں معلوم ہوتی تھیں تلوار میں ناگین غصے آتی
 ورنہ سپر بن سنگ پشت کا عالم دکھائی تھیں سر حباب معلوم ہوتے تھے تلوار میں چمک چمک کر جو لشکر پر
 گرتی تھیں تو ابر سپر کو بارہ بارہ کرتی تھیں نیزے جو خون میں ڈوب کر بلند ہوتے تھے اور انکی سنائیں
 بسبب عکس آفتاب کے چمکتی تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ یا قوت رمانی کے ٹکڑے آسمان پر چمک رہے ہیں
 سوار باہر دم غٹ پٹ تھے خنجر چل رہے تھے انکی چٹا چاق اگ بلند تھی وہاں پر دریائے خون جاری
 تھا اور یہ بہ کر ایک جانب کو روان تھا جیسا کہ شاعر نے کہا ہر شعر چٹا چاق خنجر بگردون رسید بہ زمین خون
 شد و خون بچون رسید بہ عجب عالم تھا ترک فلک بھی اس جنگ مغلوبہ کو بھی دیکھ کر کانپ رہا تھا ہر فلک
 لرزان تھا صدائے دلیران سے صحران گونج رہا تھا جو انوں کے نعروں کی صدا گوش گردون کے پار ہوئی
 جاتی تھی ایسی جنگ مغلوبہ تھی کہ گاؤں زمین کے پاؤں تھرائے جاتے تھے وہ یہ کہتی تھی کہ کج زمین پر
 کیا مگر کہ جو اس قدر زمین کو لرزلہ ہو سبب اسکا یہ تھا کہ قریب اسی نوے لاکھ کے تینوں لشکر تھے اور باہم
 ملے ہوئے لڑ رہے تھے دلیروں نے جو نقیبوں کی صدا سنائی اور مانگ جنگ زیادہ ہوئی دل توڑ توڑ کر
 لانے لگے ارننگ پرستون و چترنگ پرستون کا یہ قصد ہو کہ ہم غالب آئیں آفتاب پرست اپنی فتح
 جانتے ہیں ایک طرف ساحران لشکر ارننگ کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے اسلم بن تورج تھر کر رہا ہو
 انکے نارج و ترنج چل رہے ہیں ایک طرف ترما سپ لڑ رہا ہو ایک جانب دیلم مقابلہ کر رہا ہو دونوں
 لشکروں کے سوار و پیدل مر مر کر رہے ہیں سہل کراہ رہے ہیں صدائے اہو ہنہ ہنسی جانب سے بزن و مکنش
 کی صدا آتی جو ادھر تو یہ جنگ ہو رہی ہو ادھر بسبب اسلم کے و دیگر ساحروں کے سحر کے آفتاب پرست
 زیادہ کام آ رہے ہیں کہ یکا یک آسمان شق ہوا اور آفتاب نمایان ہوا اسکا عکس جو لشکر ارننگ و
 چترنگ پر پڑنے لگا اور صدائی کہ میں اپنا عذاب سب پر نازل کرتا ہوں اور اپنے آتش و زہال سے

سب کو جلائے دیتا ہوں بس عکس جو پڑنے لگا ارزننگ و چترنگ پرست جانے لگے اب آفتاب
پرستوں کی بن آئی یہ قتل کرنے لگے قریب تھا کہ علم لشکر کو آفتاب پرست گرا دین اور شکست دین یہ رنگ
جو سخنگان نے دیکھا اور خیال کیا کہ آفتاب پرست غالب آئے اور قریب ہو کہ لشکر جبرمٹ کھا کر میدان
جنگ سے فرار کرے اور کسی قدر لشکر نے گھونگھٹ بھی کھایا تھا کچھ پیدلوں نے رخ بھی پھیرا تھا اسنے خیال
کیا کہ اگر ایسا ہوا تو غضب ہو گیا یہ لوگ پڑاؤ پر بھی دم نہیں لینے دینگے دوسرے آفتاب پرست بھی نکل آیا
کہ جسکے سبب سے یہ لشکر کا حال ہوا ہر اردن اتنے ہی عرصے میں جگر خاک ہو گئے ہیں آج ہی تو
خاتمہ ہو جائیگا ایک بھی زندہ نہ بچے گا یہ اپنے دل میں خیال کر کے ارزننگ سے کہا کہ کیا تاثر دیکھ رہے
ہو کیا لشکر کا آج ہی خاتمہ کر دو گے ایک تو یہ نادانی کی کہ جنگ مغلوب کا حکم دیا دوسرے یہ حماقت ہو کہ طبل
نہیں بجاتے ہوا سے غضب ہوا جاتا ہو آفتاب پرست غالب آئے ہیں تمہارے لشکر کا رنگ بے رنگ ہو
کوئی دم میں فرار کرتے ہیں یہ لوگ پڑاؤ تک پہنچا نہ چھوڑینگے اور یہ آفتاب اسوقت سب کو جلا دیگا
کوئی نہ بچے گا ارزننگ نے گھر کر سخنگان سے کہا کہ پھر میں کیا کروں جو تقدیر کرنا ہوں بگڑ جاتی ہو اب جو
بتاؤ وہ تقدیر کروں سخنگان نے مسکرا کر کہا کہ دعویٰ خدائی تو آپ کرتے ہیں اور تقدیر کرنا مجھ سے دریافت
کرتے ہیں کس پر نے پر خدائی کا دعویٰ کیا اگر قدرت نہ تھی تو کیا میری لکھ پر کیا تھا میں کہا جانوں جو جی چاہے
وہ تقدیر کر دے ارزننگ نے کہا کہ اگر سخنگان میرے دادا اکثر تیرے دادا سے دریافت کر کے تقدیر کرتے
تھے اکثر امور خدائی انھوں نے انکے سپرد کیے تھے اسی طور سے زمر دشانی پر میرے تمہارے باپ سے صلاح
کر کے تقدیر کرتے تھے بس میں بھی انھیں کی پیروی کرتا ہوں میں نے بھی اکثر امور خدائی تیرے سپرد کیے
ہیں بس جو تو بتاؤ وہ میں کروں یہ مقام مذاق کا نہیں ہو میرے حواس درست نہیں ہیں ایک تو غم اثر در
جادو کا دوسرے لشکر کے شکست کھانے کا الم تیرے تیری باتوں نے الگ جگر کو خون کر دیا ہے جو تھے خیال
معشوقہ و تصور بار جانی نے قلب و جگر کو کباب کیا ہو میں یہاں آکر تباہ ہو گیا میں تو کس دلولہ اور کس خیال
میں تھا مگر یہاں آکر دوسرا حساب ہو اسسخنگان نے جواب دیا کہ جی ہاں اور ثریا پر فریفتہ ہو جیے اور عشق
میں بلبلا کر خدا پرستوں کے مقابلے کو چھوڑ کر ادھر آئے ہیں پہلے میں عرض کر چکا ہوں کہ شر یا کالمنا امر محال
ہو یہ خیال بالکل بیکار ہو اس امر میں کوشش کرنا نہایت درجہ زہون اور سواسے جگر خون کرنے کے کچھ بھی
حصول نہیں سراسر فضول ہو کسی نہ کسی خدا پرست کا حصہ ہو ارزننگ نے کہا کہ پھر تو وہی باتیں کرتے
لگا کیا منشا یہ ہو کہ لشکر شکست کھا کر بھاگے جلد بتا سخنگان نے کہا کہ کیا تمہیں جاناؤں تم ایسے نادان ہو اور
کم عقل ہو تو خدائی بیکار کرتے ہو بیکار بندگان زمر دشانی و لقا کا خون اپنی گردن پر لیتے ہو میان سسل
میں بیز تو یہ ہو کہ طبل باز گشت بجوا دوسوا سے اس تدبیر کے اور کوئی تدبیر نہیں ہو ارزننگ نے ایک بلند
نقشہ مارا اور کہا کہ اسی ہزار برس پیشتر میں یہ تقدیر کر چکا تھا کہ اپنے وزیر کی رائے پر اس مقابلہ میں کام
کر دگا یہ لکھ حکم دیا کہ پھر نقارچی کو حکم دو کہ وہ طبل باز پر چوب لگائے یہ حکم سنکے سخنگان نے کھڑے ہو کر دو
بلایا اور نقارچی کو اشارہ کیا کہ بیٹھا ہو دیکھ رہا ہو طبل باز بجادے یہ جو اشارہ اُس نے پایا چوب اٹھا کر
دھما دھم نقار سے کو پینا شروع کیا اُدھر آفتاب پرست اسقدر غالب آئے تھے کہ انکو مارنے اور قتل
کرتے ہوئے ایک فرسخ تک پیچھے ہٹا لائے تھے گو یہ بہت تھے مگر سبب یہ تھا کہ ایک تو آفتاب کی گرمی
ہلاک کچے دیتی تھی دوسرے آفتاب جلا رہا تھا تیسرے سبب شدت پیاس کے حواس درست نہ تھے
کیا مقابلہ کرتے جو تھے یہ لوگ قتل کر رہے تھے اگر تھوڑی دیر اور طبل باز نہ بجتا تو لشکر کے قدم بالکل اٹھ

جائے اور اٹھ چکے تھے اگر ایک حملہ اور آفتاب پرست کرتے تو یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوتے جیسے ہی صد آ
 طبل بلند ہوئی برابر سے طومار شاہ کے صد آئی کہ ان لوگوں نے عاجز ہو کر طبل باز بجا دیا اور امان
 چاہی اب نہ قتل کرو تم بھی طبل باز بجا دو واپس جاؤ ہم اپنا عذاب نازل کرینگے یہ جانتے کہاں ہیں
 یہ سننا تھا کہ طومار شاہ نے طبل باز کے بچنے کا حکم دیا یہاں انکار سے پرچوب پڑی سردار ان لشکر طومار
 شاہ اپنے پشت دست کو کاٹ کر رکھنے کہ یہ کیا بادشاہ نے کیا کہ طبل باز بجا دیا ہتھوڑائی کو فتح کر چکے
 تھے اب باقی کیا تھا ابھی حملہ میں لشکر فرار کر جاتا دانت پیس پیس کر رکھنے ہاتھوں کو روک لیا اور دھڑلے
 ارزننگ و چترنگ کے لوگوں نے جو صد اٹھل کی سنی جان میں جان آئی ہاتھ روک لیے وہ شور و غل
 موقوف ہوا آفتاب بھی آسمان میں پہنان ہو گیا دن بھی تمام ہو چکا تھا اب ارزننگ نے حکم دیا کہ لشکر
 فرود گاہ پر واپس چلے اور محاسب شمار کر کے عرض کرے کہ کس قدر لوگ ہماری طرف کے اس جنگ میں کام
 آئے اور کس قدر لشکر طومار شاہ کے ابھی لشکر ارزننگ و لشکر طومار شاہ میدان سے فرود گاہ پر واپس
 نہیں کیا تھا سب اسی مقام پر موجود تھے ارزننگ و چترنگ بھی تھے کہ اس آسمان سے صد آئی کہ اے
 جنگدان مرتد میں نے تمکو آج اس سبب سے امان دی اور ملت دی کہ تم باہم صلاح کر لو اور اس گمراہی
 سے باز آؤ خیال کرو کہ اگر در و محروم کہ جن پر تمکو بڑا بھروسہ تھا وہ کیونکر میرے عذاب میں مبتلا ہوئے
 اور بیکار اپنی جان برباد کی پس بہتر یہ ہو گا کہ صلاح کر کے بر جیس کی آکر اطاعت کرو اگر اسکے خلاف
 کر گئے تو ایک دم میں سب کو بھونک دوں گا تمکو دو دن کی ملت دی جاتی ہو کہ اس زمانے میں جو کچھ
 تمکو کرنا ہو کر لو ورنہ بعد گزرنے زمانہ ملت کے پھر کسی کی دستوں کا سب کو جلا کر خاک کر دوں گا مجھ کو اختیار
 تھا کہ آج ہی خاتمہ کر دیتا مگر اس سبب سے کہ شاید تم راہ راست پر آ جاؤ اور گمراہی سے باز آؤ آئندہ تمکو
 اختیار ہو اگر اپنی جانیں عزیز ہیں تو اطاعت کرنا ورنہ انجام اچھا نہیں ہو یہ کہہ کر کہا کہ اے طومار شاہ لشکر
 لیکر واپس جا اور دو دن تک راحت سے بسر کر اگر یہ لوگ تیرے پاس التجلائین کہ ہم اطاعت کرتے ہیں
 تو انکو بر جیس کی اطاعت پر راضی کر کے اور غم و پیمان لیکر چند معزز لوگوں کو خدمت خداوند بر جیس
 میں روانہ کرنا کیونکہ چند شرانڈ ہیں اگر وہ یہ لوگ قبول کرینگے تو امان انکو ملیگی ورنہ اپنا عذاب نازل
 کر دوں گا یہ آواز آکر پھر کچھ صد آئی طومار شاہ وغیرہ نے محاسب کو طلب کر کے حکم دیا کہ شمار کر کے
 عرض کرنا کہ کس قدر جنگدان خداوند کام آئے اور کس قدر جنگدان مرتد مارے گئے پس حکم دے کہ طومار
 شاہ لشکر لیکر فرود گاہ کی طرف واپس چلا اور بڑا ڈپر ہو چکر لشکر کو حکم دیا کہ کہیں کیوں اور حکم دیا کہ جو
 مجروح ہوں انکا علاج کیا جائے کہ اسی اثنا میں محاسب نے آکر عرض کیا کہ جنگدان خداوند اس
 جنگ مغلوب ہیں نہیں ہزار کام آئے اور جنگدان مرتد ساٹھ ہزار اور دس ہزار جنگدان خداوند مجروح ہوئے
 یہ سنکے طومار شاہ نے حکم دیا کہ ان سب کو دفن کروا ہلکا روں نے جا کر سب کو دفن کر دیا یہ حکم دے کر
 طومار شاہ خیمے میں گیا اور آسدن کسی نے دربار نہ کیا آسدن کا دربار موقوف رہا چونکہ رات تو میدان
 جنگ میں ہو گئی تھی یہاں تو یہ بندوبست ہوا وضرارزننگ و چترنگ جو لشکر کو ہمراہ لے کر واپس
 گئے ابھی اپنے فرود گاہ پر نہ پہنچے تھے کہ محاسب نے آکر عرض کیا کہ ساٹھ ہزار آپ کے لشکر سواری پیدل
 کام آئے اور بیس ہزار مجروح ہوئے ارزننگ نے حکم دیا کہ مردوں کو دفن کروا اور مجروحوں کا علاج کرو
 یہ حکم دے کر فرود گاہ پر پہنچا زخمیوں کا اسی وقت سے علاج ہونے لگا لشکر کو کھولنے کا حکم دیا چترنگ
 سے کہا کہ بھائی آج تو تھکے بہت ہیں دربار نہ کرینگے تم بھی جا کر آرام کرو اور میں بھی اپنے خیمہ خلوت

میں جاتا ہوں چترنگ کو رخصت کر کے اپنے خیمہ خلوت میں آیا یاد معشوق و یاد اژدہ میں اور اپنی حالت دنیا ہی
 پر بڑے عرصے تک رو یا کیا اور چترنگ بھی اپنے خیمے میں جا کر یاد نمود و محروم میں رو یا کیا
 لشکر میں ہر طرف صدا سے گریہ دزاری بلند ہو کوئی ہاے فرزند کیلے رو رہا ہو کوئی ہاے بھائی کیلے گریہ کر رہا
 ہو کوئی اپنے شوہر کو رو رہا ہو کوئی بھانجے کو کوئی بھتیجے کو کوئی داماد کو اسلم اپنے استاد کے غم میں مبتلا ہو رہا
 رات بھر تمام لشکر میں صدا سے نالہ و اذقان بلند رہی یہاں تک کہ سحر ہوئی سب لباس سیاہ پہن پہن کر لشکر اژنگ
 کے سردار اپنے عزیزوں و اژدہ کے غم میں سیاہ پوش و لشکر چترنگ کے بھی سردار و خود چترنگ غم
 نمود و محمود و محروم میں سیاہ پوش ہوا اژنگ بھی الم اژدہ میں سیاہ پوش تو نہیں ہوا مگر سیاہ ہنر اباد
 یا سر میں باہر لیا اژنگ نے صبح کو دربار کیا سب اکرام حاضر ہوئے جب سب دونوں طرف کے
 سردار آگئے دربار کفر آثار خلافت شعاروں سے معمور ہو گیا اسوقت اژنگ نے چترنگ سے
 کہا کہ بھائی تہمتے کل کی تقریر سنی کہ کیا صدا آئی تھی بھائی بڑا غضب تو یہ ہو کہ بھاگ بھی نہیں سکتے ہیں بسبب
 اہل عالم کی طعنہ زنی کے دوسرے یہ دل گوارا نہیں کرتا ہو کہ دونوں حصول معشوقہ میاں سے جاؤں پس چاہے
 جان جائے چاہے رہے میں تو نہ جاؤں گا اور نہ ان مقتولوں کا ماتم کر سکتے ہیں کیونکہ آج وکل کی مہلت ہو امین
 کیا ماتم کر میں تمھاری کیا صلاح ہو جو اسے ہو وہ بیان کر و چترنگ نے کہا میں کیا عرض کروں میرے
 حواس خود باختہ ہیں میں تو بالکل بے دست و پا ہو گیا ہوں میری رائے کیا اور میں کیا بس جو آپ کی رائے
 میں آئے وہ کیجئے جگو جگا بھروسہ تھا وہ سب قتل ہوئے انہیں سے ایک نہ رہا مگر ہاں میں اس قدر ضرور
 عرض کروں گا کہ آفتاب پرستوں پر غالب آنا یہ امر بہت دشوار ہو کیونکہ جب اژدہ جادو و محروم جادو
 غالب نہ آئے تو اور کون ایسا ہو ایک تو اس لشکر کے سردار و پیدل اسر و سردار بہادر ہیں دوسرے یہ آفتاب
 اور قیامت کرتا ہی اس سے کون سربر ہو گا اب تو کوئی نہ آپ کا ایسا مددگار سا جہ ہو کہ جو مقابلہ کو کے اسکو ٹھاوے
 اور آفتاب جادو کو قتل کرے اور نہ میرے خیال میں کوئی ساحر ایسا زبردست دنیا میں ہو جو کہ ہمسر ہو
 آفتاب جادو کا بس اس سے مقابلہ کرنا بیکار ہو سو اسے دولت اٹھانے اور شکست کھانے کے دوسرا
 امر نہ لگا آئندہ جو آپ کی مرضی بندہ ہر امر میں آپ کا شریک ہو سو اسے آپ کے اور کسا شریک ہوں اور کسکے پاس
 جاؤں میرا تو سب تزک و چشم خاک میں مل گیا میں کسی طرف کا نہ رہا یہ جو تقریر چترنگ نے کی اژنگ کے
 بھی آنسو نکل آئے اور کہا کہ تم سچ کہتے ہو یہی میرا بھی حال ہو میں کس سے رائے لون اور کیا کروں چترنگ
 نے کہا کہ آپ مثل میرے ناچار و مجبور نہیں ہیں جیسا کہ میں ہوں آپ کے ہمراہ اسوقت ایسے ایسے لوگ
 ہیں کہ جو کہ اپنے وقت کے لقمان و فلاطون ہیں ان سے مشورہ فرمائیے اژنگ نے کہا کہ وہ کون لوگ
 ہیں چترنگ نے کہا کہ ولیم بن تورج و اسلم بن تورج موجود ہیں ترما سب ایسا عقیل و بہادر
 آپ کے پاس ہوں ان سب سے رائے لیجئے اژنگ نے کہا کہ یہ لوگ بہادر ہیں انکو کیا مطلب اور کیا
 دخل امور خدائی میں یہ لڑنا اور مرنا جان میں تھے اس سبب سے رائے لیجاتی ہو کہ تم میرے برابر ہو اور میری
 طرح تم بھی خدائی کرنے ہو اور ہم اور تم ایک ہی شخص کی اولاد میں گونہا میں شکم کا فرق ہو مگر میرا اور تمھارا
 خون تو ایک ہی کیونکہ جس نطفے سے تم پیدا ہوئے اسی سے میں بھی پیدا ہوا ہوں جو امر خدائی کے نمکویا جگو
 معلوم ہو گئے وہ ان لوگوں کو نہ معلوم ہو گئے ان سے جو رائے لوگ تو یہ یہ رائے دینگے کہ ہمارے نزدیک تو
 مناسب یہ ہو کہ مقابلہ فرمائیے ہم مقابلہ کرینگے چترنگ نے کہا کہ اچھا ان سے نہ رائے لیجئے اسوقت آپ کے
 ہمراہ وہ شخص ہو کہ جسکے باپ دادا ہمیشہ ہمارے باپ دادا کے پاس رہے بلکہ شریک رہے ہر امر میں ہمارے باپ

اور دادا نے اُسکے بزرگوں کو اکثر ایسے امرا ہم خدائی کے سپرد کیے اور اُسکی راہ پر کام کرتے تھے وہ ہی
مشیر امور خدائی تھے ویسا ہی یہ عقل و فہم میں اپنے وقت کا لقمان اس زمانہ کا ارسطو عقل میں جالینوس است میں
ارسطو طالس جو اُس سے راے لیجے ارزنگ نے کہا کہ تیسے جہلی اسعد و تعریف کی وہ کون ہے چترنگ
نے کہا کہ آپ کا وزیر اعظم دستور منظم تھے فلاطون جہان سخنگان بن سخنگان کہ جسکی عقل کے اسوقت مجھڑے
گرتے ہوئے ہیں ملاحظہ فرمائیے کہ کل کیا کام کیا ہو اور کیا عقلندی کی ہو اور کس قدر جلد لشکر کی حالت سے
واقف ہو گئے اور آپ سے عرض کر کے اور راے دے کر طبل باز بجا دیا ورنہ کل ہی خاتمہ ہو گیا تھا یہ
جو چترنگ نے کہا سخنگان نے مسکرا کر جواب دیا کہ یہ سب آپکی غلام نوازی و بندہ پروری ہو ورنہ میں
کس قابل ہوں ایک محض نالائق و بے عقل کندہ تا تراش سر اسر بد معاش یہ آپ عودت افزائی فرماتے
ہیں جو کہ مالی مرتبہ لوگ ہیں وہ اپنے ملامتوں و تنک خواروں کی اسی طور سے تذر کرتے ہیں جن لوگوں
کا آپ نے ذکر فرمایا وہ دراصل اس قابل تھے کہ جو کچھ انکی تعریف کی جائے وہ سب انکی شان میں کم
ہو اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ کل بڑی عقلندی کی اُسوقت عقل لڑ گئی ورنہ یہاں ہمہ وقت تو اس امر کی
فکر رہتی ہو کہ دیکھیں کل کیا ہوتا ہو حضور آمدنی کم مصارف زیادہ اسپر غضب یہ کہ اولاد کی کثرت ہمہ وقت اسی
فکر میں رہتا ہوں میں کیا راے دوں گا اور میری کیا راے چترنگ نے کہا کہ یہ سب تمھاری لیاقت پر دلیل
ہو کہ جو تم اس قدر انکسار کرتے ہو بس جو تم راے دو گے وہ بہت عمدہ اور صاحب دنیا یاب ہوگی یہ کہہ کر
ارزنگ سے کہا کہ اسنے راے لیجے ارزنگ نے کہا کہ میں نوے ہزار برس پیشتر یہی تقدیر کر چکا ہوں کہ آپ
وزیر سے راے لینگا یہ لکھ سخنگان کی طرف مخاطب ہوا اور کہا کہ ہاں بیان کرو کہ تمھاری راے کیا ہو اس
مقدمہ میں کہ آیا یہاں سے فرار کیا جائے یا مقابلہ یا اطاعت مقابلہ میں جو خرابی ہو وہ بھی تیرا ظاہر ہو اور یہاں سے
قرار کرنے میں جو خرابی ہو وہ بھی ظاہر ہو اور اطاعت کرنے میں جو نقص ہیں اور فائدے ہیں وہ سب تیر
ہو یا میں سخنگان نے پہلے تو بہت انکار کیا جب ارزنگ نے کسی طور سے نہ مانا تو کہا کہ اچھا میں ایک
شرط سے راے دیتا ہوں پہلے اسکو آپ سماعت فرمائیے اور قبول کر لیں تو پھر میں اپنی راے بیان
کردن اسکا خیال رہے کہ میں جو راے دوں گا وہ آپ کے مفید ہوگی اور آپکی خیر خواہی کی صورت سے
دو ٹکا اور یہ جاہو ٹکا کہ کسی طور سے آپکو دولت نہو اور ترقی کی صورت پیدا ہو ارزنگ نے کہا کہ وہ شرط
بیان کر سخنگان نے کہا کہ وہ شرط یہ ہو کہ جو میں کہوں اُسپر عمل فرمائیے اُسکے خلاف عمل میں نہ لائیے
دوسرے اگر میں کوئی اور خلاف عرض کردن اُسکی تردید دوسرے کریں اور ام معقول ہیں کوئی نہ بولے بلکہ
سب قبول کریں ارزنگ نے کہا کہ مجھے قبول کیا میں نے یہاں کے مقدمات بری راے پر چھوڑے
جو تو کہے گا میں اُسپر ضرور عمل کروں گا چاہے میرے لیے خرابی ہو اور چاہے اچھائی ہو پسکر سخنگان نے
کہا کہ خرابی کبھی نہوگی آپ اس امر سے اطمینان رکھیں یہ سنکے ارزنگ نے پکار کر کہا کہ سب اہل باد
آگاہ ہوں کہ مجھے آج سے سخنگان کو اپنی خدائی کے کاموں میں شریک کیا اکثر ہم اسکی راے پر ہی
کام کیا کرتے تھے اور مجھے آج سے اسکو مشیر قدرت کا خطاب دیا یہ سنکے سخنگان اپنے مقام پر سے اٹھا اور بہت
مؤدب ہو کر ارزنگ و چترنگ کو سلام کیا اور کہا کہ اب میں اپنی راے بیان کرتا ہوں خداوند کو یاد
ہو گا کہ پرہیز جب بعد مقابلہ جنگ و بعد قتل ہونے شروع جادو کے لشکر فرو گاہ پر واپس آیا ہو اور
آپنے دربار فرمایا ہو اور راے لی ہو آپ نے مجھ سے تو میں نے اسدن بھی عرض کیا تھا کہ اب مقابلہ کرنا
مناسب نہیں ہے اور اُسکے پہلو بتا دیتے تھے مگر ہمارے اثر و جادو کو یہ امر ناگوار ہوا تھا اور انھوں نے

زبردستی آپکو عاجز کر کے طبل جنگ بجاوایا جو انجام میں سوچا تھا وہی ہوا گو میں نے منع بھی کیا مگر انھوں نے نہ سنا خیر اسکی شکایت کرنا بجا ہو یا نہ اگر وہ ہوتے تو میں سلام کرتا وہ تو خدمت سامری و جمشید و لقاد و مرد ثانی میں ہیں بس اصل امر یہ ہے کہ مقابلے میں جو نقصان ہیں اور جو خرابیاں ہیں وہ سب آپ پر ظاہر ہیں آپ پر کیا موقوفہ ہو کل اہل دربار بلکہ کل اہل لشکر پر سوائے نقصان مال اور بر باد دی جان کے دوسرا نفع نہیں ظفر پانا امر دشوار ہو اور یہاں سے فرار کرنے میں سوائے دولت کے کوئی نفع نہیں ہر ایک کی نگاہ میں ذلیل ہونا پڑیگا بس اب رہا امر اطاعت اسمین بہت سے فائدے ہیں انکو میں بیان کرتا ہوں ذرا سب صاحب سماعت فرمائیں اور جو امر بجا میں عسر و حرج کروں آپ اسکی تردید فرمائیں اول تو یہ خیال کر لیا جائے کہ اطاعت میں کوئی نقصان نہیں ہو سوائے نفع کے وہ نفع تو میں پھر عرض کرونگا پہلے میں اس امر کو آپ لوگوں پر ثابت کیے دیتا ہوں کہ خداوند ہو کر بندوں کی اطاعت کریں اور وہ بندے جو کہ مرید ہوں اور دشمن جان اگر اس امر کا کوئی اعتراض کرے تو یہ جواب ہے کہ جبکہ خداوند لقا جو کہ سبائل میں قیلول خدائی پر متبیکہ خدائی کرتے تھے اور اٹھارہ ہزار ملک باختر کے لوگ انکو بخدائی مانتے تھے اور سجدہ کرتے تھے جنکے چار پیغمبر تھے مثل کنجاب و گاولنگی کے جو کہ ہر ایک بادشاہ بزرگ تھا اور لشکر کثیر رکھتا تھا اور بڑے بڑے پہلوانان نامی و دلاوران گرامی کہ جو وقت مقابلہ دیو کو پیشہ ضعیف جانتا تھا خداوند کی اطاعت کرتے تھے خداوند لقا کے پاس بھی لشکر کثیر تھا ادنیٰ سی بات ہو کہ چوتھ لاکھ لشکر کی چھاؤنی ہر وقت زیر قیلول رہتی تھی اسکے علاوہ اور لشکر تھا آپ نے سنا ہوگا کہ خداوند لقا ہر س دن کے بعد یوم جشن نوروزی اپنے جمال باکمال سے سب کو مشرف فرماتے تھے اسدن اٹھارہ ہزار ملکوں کی خلقت خداوند کے جمال سے مشرف ہوتی تھی طریقہ یہ تھا کہ جب سب جمع ہو جاتے تھے تو خداوند در پیکر قدرت سے اپنا منہ نکال کر سب کو اپنے جمال سے مشرف کرتے تھے اسدن خداوند کا دیدار نصیب ہوتا تھا جو کہ ایسی شان و شوکت رکھتا ہوا سکو کیا ضرورت ہو کہ کسی کی اطاعت کرے مگر انھوں نے بھی اطاعت کی اسکا قصہ یوں ہے کہ جب ملک قاسم و بدیع الزمان یہ دونوں خدا پرست خداوند کے نور خالص یعنی ملک گیتی افروز و ملک جہان افروز و اسد دلاور اور ملک ہر افروز و خریاتوت شاہ کو باغ سے نکال لے گئے اور خدا پرستوں کا سبائل میں قدم آیا اور ان دونوں خدا پرستوں نے لشکر خداوند پر بخون و روز خون مار کر لشکر کو تباہ کیا اسمین اسیر بھی ہوئے جو کہ خداوند لقا نے انکو عالم خواب میں خلق کیا تھا انکی موت خلق کرنا بھول گئے تھے اس سبب سے انکو مرنے کی عادت دھسی دوسرے وہ بندے حسین و خوبصورت بہت تھے اور اب بھی ہیں اور ہمارے خداوند رحم دل تھے اس سبب سے انپر رحم بھی آجاتا تھا اور رحم نازل کر کے پھر انکو بجا لیتے تھے چنانچہ کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ عذاب نازل کیا اور اپنے بندگان خاص کو اسی عذاب میں مبتلا کیا اور انکو بجا لیا اگر ان واقعات کو بیان کروں تو طول ہوگا ادنیٰ سی بات تھی کہ جب ملک قاسم نور چکیدہ قدرت کو نکال لے گئے اور گرفتار ہو کر خدمت خداوند میں حاضر ہوئے اور حکم ملا کہ روزخ میں ڈال دیا چنانچہ ہو جب حکم خداوند روزخ میں ڈالے گئے مگر پھر خداوند کو رحم آگیا فرشتہ قدرت کو بھیج کر انکو الیا خیر اسکا سبب یہی تھا کہ وہ جو ش خداوندی تھا یہ خیال ہوا خداوند کو اگر یہ مر گیا تو بیٹی رائد ہو جائیگی جو ان ہو کیونکہ جو انی ہر ہر کی بدیع الزمان پر بھی اسی سبب سے رحم کیا اور واقعات میں کہ انکے بیان کروں کہتا ہوں چھپ گلیں میں آپ لوگوں کی نظروں سے گزری ہوئی کہان کہان پر خداوند لقا نے ہم فرمایا خداوند یہ روزخراں ناکتہ کو نکال لیتے اور

عذاب نادل کرنے دیا ایسے بھی خداوند کم ہونے میں بس جب خدا پرست یعنی بندگان مخرت نے آکر سبائل
میں مقابلہ کیا تو بہت یہ پوچھی کہ بسبب رحم خداوند لقا کے وہ ہر مرتبہ ظفر یاب ہوئے خداوند کو
شکست ہوئی بڑے دادا بھی شاہزادگان ایران کے ہمراہ خدمت میں خداوند کی آئے خداوند کو انکی
تقریر پسند آئی انکو اپنا شیر قرار دیا امور خدائی میں اکثر مشورے لیا کرتے تھے دوسرا لقب انکو شیطان
ورگاہ ملا اس سے کچھ غرض نہیں جبکو یہ واقعات دیکھنا ہوں کو چاک باختر و بالا باختر و لہریج نامہ
وغیرہ جو کہ بالکل واقعات خداوند لقا و حمزہ سے ملو ہو دیکھنے میں نے جھوٹے سچ کا حال معلوم ہو جائیگا
اسمیں خداوند کی اطاعت کا کرنا بھی تحریر ہو یہ حال بھی ہر ایک پر منکشف ہوگا کوئی عیب نہیں ہو جب
ایسے خداوند نے اطاعت کی اور ایک مقام پر نہیں کی کئی مقام پر بس خلاصہ یہ کہ خداوند سبائل سے
خدا پرستوں کے ہاتھ سے عاجز ہو کر بھاگے گو بسبب اس پر رحم کے یہ حالت ہوئی مگر بھاگے اب شہر شہر
دیار بد پار پھرتے ہیں ہر ایک کے دامن میں پوشیدہ ہونے ہیں خدا پرست عقب میں جاتے ہیں یادہ
بادشاہ جو کہ خداوند لقا کو پناہ دیتا ہو جبکہ خدا پرستوں سے مقابلہ ہوتا ہو اُسکے ہاتھ سے مارا جاتا ہو خداوند
دما سے فرار کرتے ہیں یا شریک خدا پرستان ہوتا ہو اسوقت خداوند فرار کرتے ہیں ہزاروں ملک
اسی طور سے خدا پرستوں کے قبضہ میں آئے لاکھوں ساحر مارے گئے چنانچہ غنظلی آباد وغیرہ یہ ملک ساحرین
کے تھے یہاں بھی خداوند آئے والی ملک نے دامن پناہ دیا خدا پرست پوچھے اس ملک کو فتح کیا یہاں سے
خداوند بھاگ کر اور ملک میں تشریف لینگے مگر کہیں پناہ نہ ملی خلاصہ یہ کہ مجھ کو یہ بیان کرنا ہو کہ خداوند
لقا نے اطاعت کی اور کئی مقام پر اتفاق سے شہر ختم پر جمشید شاہ اختی نے دامن پناہ دیا بڑی
عزت کی اسی زمانہ میں ایک پہلوان کوہ الوند سے خدمت خداوند میں آیا اُس نے خدا پرستوں سے مقابلہ
کیا خواجہ عمر دین اسمہ ضہری شاہ عیاران عیار پیک طرار کا ایک فرزند تھا سکندر رخسار انگیز اُسکو
خواجہ صاحب بہت عزیز رکھتے تھے وہ اُسکے ہاتھ سے مارا گیا اُسکے غم میں خواجہ نے اُسکی ناک سوتے
میں کاشی میرے دادا کی فلرت سے یہ ہوا کہ حمزہ کو خفیت کیا حمزہ نے اُس خفت میں عمر کو گرفتار
کر کے خداوند کے حوالہ کیا خداوند نے قتل کرنا چاہا پادہ رہا ہو گیا پھر حمزہ نے گرفتار کر کے حوالہ کیا پھر
ہوا کہ رہا ہو گیا اب حمزہ سے اور اُس سے ہگاڑ ہو گیا پہلے اُس نے لاکھ لاکھ تدبیریں کیں کہ حمزہ سے میل
ہو جائے مگر میل نہوا تب کہنے بڑے بڑے فساد برپا کیے تو بہت باہنجا رسید کہ وہ خضر فرگوشیہ میں گیا وہاں
ایک تاجر بچہ ایرج نامے تھا بڑا زبردست تھا اسکا دین و مذہب آفتاب پرستی تھا بس خواجہ نے اُسکو
غنوں سپہ گری تعلیم فرمائے اور اُسکو صا جہقان بنایا وہاں ایک پیر تھا کہ نام اُسکا پیر قطب دوران
نائب آفتاب تابان تھا خواجہ نے اُسکو قتل کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر لشکر کشید اور ایمنج کو
صا جہقان بنا کر ختم پر آئے حمزہ سے بڑے بڑے مقابلہ ہوئے خداوند سے بھی مقابلے کی تو بہت
آئی کئی مقابلہ ہوئے مگر خداوند اُس سے سبب عاجز ہوئے کیونکہ وہ بھی بہت خوبصورت تھا دوسرے
اور بھی ایک سبب تھا اس سبب سے خداوند نے اُس پر رحم کیا اور میرے دادا کی رائے سے اُسکی اطاعت و
شراکت کی اس شرط پر کہ تو ان خدا پرستوں کو قتل کر کے مجھ کو قبول رہو پوچھا دے اسوقت میں قیرادین قتل
کر لوں گا ایرج نے منظور کر لیا اسوقت ایرج و خداوند ایک ہو گئے جب ایرج کو ایک ساحرہ نے
جہفت منظر سلیمانی کو قتل کیا اسمیں یہ جسد تھا کہ اُسکو تو اٹھا لے گئی اور اُسکی صورت بنا کر اور کسی کو
بستر پردالہ یا تب خداوند بھاگ کر زبردست گار کو گئے تھے کہ زبردست شاہ کی اطاعت کسی شرط پر منظور کی کہ اگر خدا پرستوں

پر تم غالب آؤ گے تو میں تمہارے دین کو قبول کرونگا خلاصہ یہ کہ خدا پرست وہاں پہنچے اس ملک کو بھی تباہ کیا دامہ کو مارا خداوند ہائے بھی بھاگے اس غرہ میں کہ سرج نے اس ساحر کو مار کر پھر خروج کیا تھا اس کے شریک ہوئے اور پھر بہت عرصہ تک ایسے ج خدا پرستوں سے لڑتا رہا آخر کو زیر ہوا حمزہ سے تب معلوم ہوا کہ یہ حمزہ کا پوتا اور خداوند کا نواسہ ملکہ گیتی افروز کا فرزند ملک قاسم کا جگر بند ہے اس سبب سے خداوند نے اس پر اپنا عذاب نازل کیا تھا کیونکہ انکو علم خدائی سے ثابت ہو گیا تھا کہ میرا نواسہ ہو بس اپنے اہل دربار سے اسی طور سے خداوند تقا نے بہت مقام پر اطاعت کی کہ ان تک بیان کرنا آفتاب پرستوں کی اطاعت کرنا کوئی عیب نہیں ہو مگر اسے خداوند بزرگوار نے اطاعت کی ہو یہ تو آپ کے خاندان میں ہوتا آیا ہو زمرہ دشانی نے بھی تو سرج بن ایسج کی کئی مقام پر شراکت کی اور اطاعت کی جبکہ فرزند اسلم و دیلم بن وہ بھی تو آفتاب پرست تھا یہ تو مسئلہ پہلے سے جاری ہو اگر آپ لوگوں کو یقین نہ ہو تو ایسج نامہ و کو حاکم باختر و بالا باختر و صندلی نامہ و تورج نامہ و ہوشیہ و غیرہ میں ان واقعات کو دیکھ لیجئے کہ خداوند نے کہاں کہاں اور کس کس شخص کی اطاعت کی سب میرا جھوٹا بیج ظاہر ہو جائیگا اہل دربار نے کہا کہ تم نے جو کہا وہ ہم سب کو یقین ہو کہ ایسا ہی ہوا ہو گا دوسرے کتابوں کا حوالہ دیا بس اب اسے ظاہر کرو سختگان نے جواب دیا کہ بس میرے نزدیک اطاعت کرنا کوئی عیب نہیں ہو خداوند کو لازم ہو کہ آفتاب پرستوں کی اطاعت کر لین بر جلیس کی اطاعت اس شرط پر کر میں کہ اگر تم خدا پرستوں سے مقابلہ کرو گے اور انکو غارت کرو گے اور میرے باپ دادا کی ملک محکوم دلاؤ گے اور سبائل میں پہنچا دو گے تو میں تمہارا دین قبول کرونگا ابھی اطاعت کرتا ہوں اور تمہارا شریک ہوں اس وقت جو تم کہو گے وہ میں قبول کرونگا یقین ہو کہ وہ لوگ بھی قبول کر لین اطاعت کرنے میں بہت سے نفع ہیں اور نقصان کوئی نہیں ہو اول تو یہ کہ ہمیشہ خداوند انکے ہمراہ رہیں گے خداوند کو انکی مشرق کی حالت معلوم ہوتی رہیگی دوسرے یہ کہ اگر اتفاق سے ملکہ شریا سے سیتن سے ملاقات بھی ہو گئی تو کیا عمدہ بات تو یہاں سے جانے ہیں یہ نقصان ہو کہ یہ امر کسی وقت میں نہ نصیب ہو گا کہ مشرق کی شکل دیکھنے میں آئے اطاعت کرنے میں یہ امر ضرور ہو کہ شاید کبھی صورت دیکھنا نصیب ہو جائے اور مقابلہ کرنے میں سوائے شکست کے دوسرا نفع نہیں ہو اطاعت ہی میں نفع ہو کیونکہ یہ لوگ محکوم و بردست معلوم ہوتے ہیں اور آفتاب جادو و زبردست ساحر ہے ان لوگوں کو جلا کر خاک کر دیگا اب کوئی ایسا شخص کہ بالائے آسمان جا کر آفتاب جادو کو قتل کرے لشکر اسلام میں نہیں ہو بس ضرور خدا پرست انکے ہاتھ سے غارت ہونگے یہ غالب آئیں گے کیسے دشمنان قوی کا انکے سبب خاتمہ ہو گا بس شراکت و اطاعت اسی شرط پر کی جائے اور کہا جائے کہ لشکر کو براے مقابلہ خدا پرستان روانہ کرو اگر یہ انکے ہاتھ سے مغلوب ہوئے اور خدا پرست غالب آئے تو بھی اپنا مطلب ہو کہ یہ دشمن قوی تھا خوب اسکے مقابلہ سے فراغت ہوئی ہو تو انہیں سے ایک کا برابر کرنا نہ نظر ہو کیونکہ ہم ایسے نہیں ہیں کہ دونوں سے مقابلہ کر میں اور دونوں پر غالب آئیں جبکہ ہم ایک سے مقابلہ کر نیے تو یہ امر ضرور ہو کہ ہمارے لشکر کی قوت نہ کم ہو گی بس جب لشکر کی قوت کم ہو گئی تو پھر ہم دوسرے سے مقابلہ کرنے کے قابل نہ رہیں گے خواہ انکے مقابلہ میں کم ہو تو خدا پرستوں سے مقابلہ کر سکیں گے تو انکو اور زیادہ زور ہو جائیگا ایک تو وہ لوگ بکثرت ہیں دوسرے قوی ہیں تیسرے یہ امر ہو گا کہ ہم کہہ سکیں کہ ضرور شکست کھائیں گے اور کچھ ہو گا سوائے بھاسے بھاسے پھرنے کے اگر آپ کو تھوڑا کرانے مقابلہ کرنے میں تو انکے مقابلہ میں اسکے

مقابلہ سے زیادہ دقت ہو اور لشکر کام آئیگا ایک غاویہی کے مقابلہ میں ایک لاکھ لشکر مارا گیا کوئی ملک
بڑا نہ تھا نہ وہاں کوئی حاکم نہ بر دست تھا صرف معمولی لشکر تھا اُسے ایسی جو انمردی کی کہ ہوش پر اگندہ
ہو گئے بس جب سرداران قومی اور لشکر کثیر سے مقابلہ ہوگا تو ضرور لشکر زیادہ کام آئیگا تو پھر آفتاب پرستوں
کے مقابلہ کے قابل نہ رہیں گے کیونکہ یہی لوگ قومی ہیں انکا دور ہوگا اس سے بہتر یہ ہو کہ بر جلیس کی اطاعت
کر کے ان شرطوں پر جو کہ میں نے بیان کیں ہیں بر جلیس کو خدا پرستوں سے لاوا دو اور اچھو قتل کرادو
اور خود تماشہ دیکھو انجام یہ ہوگا کہ اگر یہ غالب آئے تو خبر اسے سمجھ لیا جائیگا کیونکہ انکا لشکر کم ہو جائے گا
نوجی فوت آنکی کم ہوگی رہی آفتاب جادو کی تدبیر اس دمانہ میں کوئی ساحر زبردست تلاش کیا جائیگا
اُسکو اپنا شریک کیا جائے گا کہ وہ آفتاب سے مقابلہ کر کے اُسکو قتل کرے اور یہ بھی ہوگا کہ آفتاب
نے جو جو سحر قومی اور زبردست تیار کیے ہیں وہ اہل اسلام کے مقابلہ میں صرف ہو جائینگے اور کام آئینگے
کیونکہ اب تو خدا پرست بھی اپنے ہمراہ لشکر ساحران رکھتے ہیں گو وہ لوگ مقابلہ نہیں کرتے ہیں مگر ہاں جبکہ ساحران
سے مقابلہ ہوتا ہو اسوقت میں ملک کرتے ہیں اور ساحران اہل اسلام کے ہمراہ زبردست دیر دست میں مثل
مسیح آفتاب علم وغیرہ کے حضور رہے کہ آفتاب کے کمال کے سحر کام میں آئیں اور یہ سب سحر اس کے برباد
ہوں بس قوت سحر بھی کم ہو جائیگی ادنیٰ ساحر اگر خدا پرستوں پر غالب آئے تو آفتاب کو مار لیگا پھر
سوائے آپ کے کوئی نہ ہوگا تمام عالم میں آپ کا دورا ہوگا اور اگر آفتاب کو اہل اسلام نے قتل کر ڈالا تو
بھی بر جلیس کا دور کم ہوگا اسوقت شرکت اور اطاعت سے انحراف فرمائیے گا بس ایک طرف سے آپ
اور دوسری طرف سے خدا پرست اسکو گھیر کر مار لیں پھر خدا پرستوں سے مقابلہ کر کے اُسکو غارت فرمائیے اور
سبائل میں چلکر قیلول خدائی کو درست فرمائیے اسپر خدائی کا سامان ہو اور اپنی معشوقہ ثریا سے سینہ کے
وصل سے مزے اڑائیے اُس کو ہر ناسفہ کو اپنے پیشتر سے سفتہ فرمائیے کیونکہ قیوم یہ ہوگا کہ جب بر جلیس مارا جائیگا تو پھر کون انکا
زبردستی اسپر قبضہ فرمائیے گا دوسرے یہ کہ اگر آفتاب جادو اہل اسلام کے ہاتھ سے مارا گیا اور بر جلیس
کی قوت کم ہوئی اور اپنے انحراف پر کہ کسی وہ ضرور مانع آئیگا اسوقت آپ یہ بیان کریں کہ اگر اپنی ہمیشہ کا عقد میرے
ہمراہ کر دو تو میں راضی ہوتا ہوں تمھاری شرکت پر وہ اسوقت ضرور اس امر کو قبول کر لیگا کیونکہ وہ وقت
مشکل کا ہوگا جان پرہیزی ہوگی ایسی صورت میں معشوقہ کے وصل سے بھی کامیاب ہو جائیے گا مراد ولی بر آئے گی
رہا یہ امر کہ اطاعت پر بر جلیس کو راضی کون کرے اسکا ذمہ میں کرتا ہوں کہ ان سب باتوں پر راضی ہیں
کرادو نگا ادھر وہ راضی ہوا بس اُس کے دوسرے دن یہاں کوچ کر لیگا مع لشکر اور جو ملک راہ میں
خدا پرستوں کے ملین گے میں اُس کے ہاتھ سے غارت کرتا ہوا اسپر اُسکا قبضہ کرتا ہوا دل اُسکا بڑھاتا ہوا
برائے مقابلہ اہل اسلام کے مقابلہ میں پہونچا ونگا اور لڑا بھی ونگا اسین ضرور یہ ہوگا کہ ایک حریف آپکا
کم ہو جائیگا خواہ خدا پرست خواہ بر جلیس دونوں طرح سے اپنا مطلب ہوگا جو باقی رہیگا اُس سے آپ مقابلہ
کر کے غارت فرمائیے گا اور دو حریفوں سے تو کسی طور سے مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں بس میری راے یہ ہے
کہ اطاعت میں ہر طرح کا نفع ہو کوئی پہلو نقصان کا نہیں ہو بلکہ یہ امر ہو کہ جو دشمن قومی ہو یعنی خدا پرست
انکے مقابلہ سے فراغت ہوتی ہے اور وہ لوگ ضرور اس کے ہاتھ سے مارے جائیں گے پھر اسکا مار لینا
کوئی امر مشکل نہیں ہو کیونکہ لشکر بھی کم ہوگا سحر جو کہ قومی ہیں وہ سب کام آچکے ہونگے آفتاب پر بھی ہو جائیگا
بس اپنا مطلب ہو جائیگا اور یہ امر بدون اس تدبیر کے بن نہ پڑیگا معشوقہ کی بھی کیفیت معلوم جائے گی
اور اگر بن پڑے تو کسی کے ذریعہ سے پیام و سلام بھی کیا جائے گا اگر وہ رضا مند ہو گئی تو اسکو اپنے قبضہ

کر لیا جائیگا جب تک کہ فیصلہ ہو اس سے پوشیدہ طور سے اور آپ سے ملاقات کرادی جائیگی آپ عیش فرمائیے گا
جب بعد کو ظاہر ہوگا تو پھر دیکھا جائیگا اور مقابلہ کرنے میں بہ نفع نہیں ہیں آئندہ آپ کو اختیار ہو خواہ ہماری
راے پر عمل فرمائیے خواہ نہ فرمائیے جو میری راے ناقص میں آیا میں نے عرض کر دیا یہ کلمہ سختگان نے
اپنی تقریر ختم کی بس سب اہل دربار نے مع چترنگ کے کہا کہ بہت معقول تدبیر ہو اور بہت مناسب راہ
ہو دراصل سراسر اس اطاعت کرنے میں نفع ہو اور امروں میں سراسر نقصان ہو بس یہی امر بہتر ہو جو کہ وزیر عظم
نے بیان کیا اور تنگ نے جب سنا اور دیکھا کہ سب نے سختگان کی راے سے اتفاق کیا خصوصاً اسلم
و دیلم و قریاسپ نے زیادہ تر پسند کیا کیونکہ اسکا مذہب قدیم ہو اس خیال سے کہ بعد مدت پھر مذہب
قدیم برائے ہیں جب یہ امر اور تنگ پر ظاہر ہوا کہ سب کی راے یہ ہو تو بہت خوش ہوئے اور چہرہ خوشی
سے لال ہو گیا مثل گہ سے کچھ لگیا آکھو بھول گیا ایسی خوشی ہوئی کہ سب غم جاتے رہے اسنے خیال کیا کہ
خوب تدبیر میرے وزیر نے نکالی کہ شراکت لشکر آفتاب پرستان رہتی ہو اور معشوقہ کی بھی حالت معلوم
ہوئی رہی اگر موقع بن پڑا تو کسی کو درمیان میں ڈال کر اور پیام و سلام کہے اسکو راضی کر لین گے یہ خوف
جائتا رہیگا کہ نہ معلوم معشوقہ پر کون قابض ہوا دوسرے جو کہ دشمن زبردست اور قوی خدا پرست ہیں اُسے
یہ خوف ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ملکہ پر عاشق ہو کر ملکہ کو بیجا مین اُٹکے بھی تباہی کی صورت پیدا ہوتی ہو وہ
لوگ ضرور انھیں لوگوں کے ہاتھ سے غارت ہو گئے کیونکہ یہ اُسے قوی ہیں بس سختگان کا قول درست
ہو جب انکی قوت کم ہوگی اسوقت مقابلہ کر کے ہم انکو غارت کرینگے آفتاب کا سحر بھی کم ہو جائیگا اس
عرصہ میں اسلم بھی اپنے سحر کو قوی کر لینگا اور کوئی ساحر زبردست میں اپنی قدرت سے خلق کر کے آفتاب
کو قتل کر اؤنگا اسوقت تو مقابلوں سے مہلت نہیں ملتی ہو امر خدائی کو کیونکر دیکھوں اور کیا فکر کروں کیونکہ
ساحر زبردست خلق کروں اسوقت یہ ہوگا کہ خدا پرست و آفتاب پرست مقابلہ کرینگے مجھ مہلت ہوگی
میں اپنے سب کام درست کر لینگا کیا خوب رائے دی ہو یہ باتیں اپنے دل سے کر کے ایک مرتبہ
بہت بلند مقامہ لگا یا اور بکا را کہ امجدگان مابہ دولت بہ بنید قدرت مرا کہ میں نے کیسی عقل و فطرت اپنی تیر
سے اپنے وزیر کو دی ہو کہ جسے ایسی راے دی جو کہ سراسر عمدہ اور مناسب وقت ہو اسی سبب سے تو میں
اسے وزیر کیا اور مشیر قدرت کا خطاب مرحمت کیا کوئی میری قدرت کو سمجھ سکتا ہو سوائے میرے میں نے
نوس ہزار برس پیشینہ تقدیر کی تھی کہ میں آفتاب پرستوں کے ہاتھ سے خدا پرستوں کو غارت کر اؤں اور
اُسکے بعد ان سب کو میں اپنے عذاب میں مبتلا کر کے غارت کروں اور اپنا مذہب تمام عالم میں دلج
دون سب مجھ کو سجدہ کریں ایک دین ہو اس تدبیر سے یہ سب مذہب جو کہ باطل ہیں غارت ہوں اور اپنی
معشوقہ کو اپنے قبضے میں لاؤں بھلا کون میری قدرت کو جان سکتا ہو سوائے میری ذات کے میں اسوقت
اپنے دادا خداوند لقا اور اپنے باب زمر دثاتی سے کم نہیں ہوں بلکہ وہ تقدیر کرتے تھے انکی تقدیر کی
ہوئی بگڑ جاتی تھی بسبب اُنکے رحم کے میں جو تقدیر کرتا ہوں اسکو پٹتا نہیں ہوں کیونکہ رحم میرے دل
میں نہیں ہو میں ظلم کو پسند کرتا ہوں دیکھنا کہ ان خدا پرستوں پر آفتاب پرستوں کے ذریعہ سے کیسا کیسا
عذاب نازل کرتا ہوں کہ یہ بھی یاد کرینگے اور بالکل مجبور رحم نہ آئیگا کہ مرغان ہوا و ماسیان دریا اُنکے حال
زار پر رحم کھائیں گے اور میں رحم نہ کھاؤنگا کیونکہ وہ بندے مغرور بہت ہیں اور میں نے ان آفتاب
پرستوں پر دو سبب سے اپنا عذاب نہیں نازل کیا کیونکہ یہ منظور تھا کہ اُنکے ہاتھ سے خدا پرستوں کو غارت
کر اؤں کیونکہ تقدیر کر چکا تھا دوسرے یہ کہ میری معشوقہ کے عزیز ہیں اگر میں انپر عذاب نازل کروں اور

اور جب معشوقہ پر قبضہ پاؤں وہ وقت مرتفع کے انکار کرے اور یہ سوال کرے کہ تو کیسا میرا عاشق ہے کہ تو میرے بھائی اور دیگر عزیزوں کو غارت کیا اور اب مجھ سے وصل کا خواہشگار ہے میں کبھی نہ منظور کرونگی کیونکہ تو میرا بھی دشمن ہو جبکہ تو میرے عزیزوں اور بھائی کا دشمن ہو ضرور میرا بھی دشمن ہو پس میں اس وقت کیا جواب دوں گا اور یہ امر ضرور معشوقہ کو ناگوار ہو گا کہ میرے عاشق نے میرے عزیزوں پر ظلم کیا ایسی بات کرنا معشوق کو ناراض کرنا ہو پس یہ خیال کر کے میں نے اپنا عذاب ان لوگوں پر نہیں نازل کیا بلکہ میں خود ہر مرتبہ اسے مغلوب ہو گیا اپنے بندوں کو اس کے عزیزوں کے ہاتھ سے قتل کرایا کہ وقت موقع کے اسکو انکار کا اور شکایت کا موقع نہ ملے جو کہ میرے اضطراب کا سبب ہو اور بے قراری کا انہر عذاب نازل نہ کرنے کا یہ سبب ہو اور انکے ہاتھ سے مغلوب ہونے کی یہی وجہ ہو ورنہ ایک ہل میں میں انکو غارت کر دیتا یہ تھے کیا اور یہ بھی انکی قدرت تھی کہ ان سے مغلوب ہوتا یہ جو ارزنگ نے کہا سب احمق اور گیدی پکارا تھے کہ امانا و صدقنا تو ایسا ہی خدا ہو تیری قدرت کو اور علم حسد انی کو کون جان سکتا ہو جو نقد پر کرتا ہو خوب سمجھو جھک کر تا ہو تیرے برابر اب کوئی خدا نہیں ہو تو خداکے برحق ہونے سب تیرے بندے ہیں ہم سبکی روح تیرے قبضے میں ہو سب کا مالک و مختار ہو ہم سب تا بعد از ہمیں یہ لکھ کر سب خاموش ہوئے کہ ایک مرتبہ سختگان نے کہا کہ بس تقدیر میں بگھارنے لگے اور اپنی قدرت جاننے لگے ابھی کچھ ہوا نہیں ہو ایسے تو یہ ہیں کہ انھوں نے یہ تقدیر کی تھی سب کام وقت پر منحصر ہوتے ہیں پہلے اسکی تدبیر تو کیجیے کیونکہ ان لوگوں کے پاس جاتا ہو اور انکو راضی کرنا ہو یہ کوئی کام سمجھ کا نوالہ ہو کہ فوراً ہو جائیگا ارزنگ نے کہا پھر جو توتا وہ کروں کیونکہ یہ سب امر تو میں نے تیرے اوپر منحصر کیے ہیں جو تو کہے گا اُسپر عمل کرو دنیا سبک سختگان نے کہا کہ ایک نامہ بنام طومار شاہ وغیرہ اس مضمون کا تحریر کیا جائے کہ پہلو اطاعت کرنے میں خداوند کے کوئی عذر روا نہ نکالیں یہ ہم موجود ہیں پس اگر آپکو منظور ہو تو ہم اپنے وزیر کو روانہ کرتے ہیں اسکو خدمت خداوند میں روانہ فرمائیے جو عذر کو پیش کرنا میں ہم انکو خداوند بر صلیب سے عرض کریں وزیر یہ اپنے وزیر کے کہ جب کا نام سختگان ہو اگر وہ قبول کر لیں اور جواب دہ فرمائیں اسکا جواب وہ دے پس دونوں طرف سے تقریر ہو کر ہو جائے کہ ہم اطاعت کر لیں یہ جو سختگان نے کہا ارزنگ نے کہا کہ پھر نامہ تحریر کر دو اسوقت دیر کو طلب کر کے نامہ تحریر کیا گیا بہت کچھ آفتاب تابان کی اور صلیب کی تعریف لکھی گئی اس کے بعد اس کے ناموں کی اور پیغمبروں کی تعریف تحریر کی گئی پھر اپنا مطلب تحریر کیا لغافہ بند کر کے دیر نے پیش کیا وہی مضمون تھا جو کہ بالا مذکور ہو چکا ہو سختگان نے دیر سے کہا ہاتھ جب دیر نے نامہ تیار کر کے پیش کیا بس سختگان نے فرما سب سے کہا کہ تم یہ نامہ لیکر لشکر طومار شاہ میں جاؤ اور اسکا جواب لاؤ یہ نامہ خداوندی ہو اس کے لیجانے کے قابل تم ہی ہو وہ اپنے دنگل پر سے اٹھا اور اس نامہ کو سختگان کے ہاتھ سے لیا اور بوسہ دیا اور سر سے باندھ کر بارگاہ سے باہر آیا اور مرکب پر سوار ہو کر طرف لشکر طومار شاہ کے روانہ ہوا جو ہر کارے لشکر میں بامرجا سوسی لشکر طومار شاہ کے موجود تھے یہ خیال رہے کہ جب یہ اسے ہوئی ہو تو جو خداوندی کار و ملازم بارگاہ میں تھے وہ سب باہر کر دیے گئے تھے صرف سردار تھے تو ہر کارے کو صورت بے ہونے تھے مگر بارگاہ میں نہ تھے انکو اندر کی حالت معلوم تھی بان جب فرما سب باہر آیا اور طرف لشکر کے چلا تو دریافت کرنے سے انکو ظاہر ہوا کہ یہ ارزنگ کا نامہ لے کر طومار شاہ کے پاس جاتا ہو بس یہ خبر لے کر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے یہاں سختگان نے ارزنگ سے کہا کہ جواب نامہ آ لے تو اور مدد میر کروں بس اگر یہ جواب آیا کہ اپنے

وزیر کو رواد کر دے وہ اگر ہے تقریر کرے اور پھر اسے عذرات بیان کرے تو میں کل ضرور جاؤنگا اور جو شرطیں میں نے یہاں بیان کیں وہی میں وہاں بھی بیان کرونگا اور اپنی طلاق لسانی سے برجیس کو راضی کر آؤنگا پھر آپ کو لجا کر ملاقات کرونگا اسکے بعد اس امر پر آمادہ کرونگا کہ لشکر لیکر کوچ فرماے دیکھے تو میں کیونکر آفتاب پرستوں کو خدا پرستوں سے لڑو اسے دیتا ہوں دو میں سے ایک کا خاتمہ کرتا ہوں بلکہ یہ کرونگا کہ باہم جو جو امر طوطے ہوئے اسکی تحریر باہم درمیان میں ہوگی مناسب طور سے بذریعہ اقرار نامہ و عہد نامہ کے تاکہ ہم اور وہ دونوں اپنے اپنے اقرار و عہد پر قائم رہیں اور کوئی عہد شکنی نہ کر سکے ارزننگ نے کہا کہ تمکو اختیار ہے جو تم طوطے کرنا چاہو اور جس طور سے تم کہو گے میں قبول کرونگا بس جب یہ تقریر ہو چکی سختگان اپنے مقام پر بیٹھ گیا اور یہ انتظار کرنے لگا کہ دیکھے کیا جواب نامہ آتا ہے یہاں تو ارزننگ و چترنگ وغیرہ انتظار نامہ کر رہے ہیں اور طومار شاہ وغیرہ دربار میں بیٹھے ہوئے ہیں دربار آراستہ ہو سب سردار حاضر ہیں کہ ہر کارون نے بدو عادی ہاتھ اٹھا کر اور بجا کیا اور عرض کیا کہ ارزننگ نے ایک نامہ آپ کے نام تحریر کیا ہے لیجیے نامہ لیکر آتا ہے طومار شاہ نے کہا کہ آئے دو بلکہ درگاہ سالار کو حکم دیا کہ اگر لیجیے نامہ ارزننگ کا لیکر آئے دینا کوئی خبر کرنے کی ضرورت نہیں ہو کہ دینا کہ جانے کی آپکی خبر ہو گئی ہے یہاں یہ بندوبست ہے اور ہر قمراسب اپنے لشکر کو طوطے کے اور جو میدان میں دونوں لشکر واپس کے بلکہ مقابلہ چھوڑ دیا گیا تھا اسکو طوطے کے داخل لشکر طومار شاہ ہوا سب لشکر کی سیر کرتا ہوا بارگاہ پرایا کسی قسم کا ظلم و ستم لیجیے نے نہیں کیا دربار گاہ پر آکر درگاہ سالار سے کہا کہ خبر ہے کہ دو کہ ارزننگ کا نامہ برنامہ لیکر آیا ہے اسنے عرض کیا کہ تشریف لیجائیے کہی خبر ہو چکی ہے حکم ہو کہ اگر نامہ بر آئے تو آنے دینا روکنا نہیں بس قمراسب مرکب پر سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا صحن بارگاہ کو طوطے کے ایوان میں پہنچا بہ طریقہ ارزننگ پرستان سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا طومار شاہ نے اشارہ کیا جو بدارنے و نکلے و بدو تخت کے بچھا دیا اسپر بیٹھ گیا طومار شاہ و سرشار شاہ وغیرہ جو بادشاہ اور سردار بحکم برجیس لشکر لیکر آئے تھے وہ سب موجود تھے بلکہ سب بادشاہ ایک ہی تخت پر پہلو پہلو بیٹھے ہوئے تھے دربار خوب آراستہ تھا سرداران قوی ہیکل کرسیوں و دو ٹنگوں پر شکن تھے سب قوی تن و قوی من تھے دربار نہ تھا بیشہ شیران تھا قمراسب اس دربار کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور کہا کہ ایسے سردار نہ ارزننگ کو نصیب ہیں نہ چترنگ کو جیسے جیسے کہ اس دربار میں ہیں بھلا ارزننگ کیا مقابلہ کر سکتا تھا حاضر و شکست کھاتا یہ تو اپنے دل سے یہ باتیں کر رہا تھا کہ طومار شاہ نے ساقی کو اشارہ کیا اسنے جام لبریز کیے کے نامہ بر کو دیا قمراسب نے جام بڑھ کر لے لیا طومار شاہ نے پوچھا کہ آپ کا نام مبارک کیا ہے اور آپ کہاں کے رہنے والے ہیں اور ارزننگ کے کیونکر شریک ہوئے اور یہاں کس غرض سے تشریف لائے ہیں قمراسب نے جواب دیا کہ نام میرا قمراسب بن عزرا سب بن طراسب بن طماس بن عنقول دیو پرورد ہے دادا القاپرست تھے حمزہ کے پوتے تھے انکو زیر کیا جبکہ خداوند لقا خدائی کرتے تھے چونکہ وہ خوبصورت بہت تھا یہ اس پر ماضی ہو گئے انھوں نے اسکا دین قبول کر لیا اور عنقول نے بھی اپنے باپ کو اسی امر پر راضی کیا وہ بھی زیر ہو کر خدا پرست ہو گئے میرے دادا طراسب یہ خبر سنے براے مقابلہ طماس اس خیال سے آئے کہ انکو زیر کر کے پھر اصلی دین پر لاؤں مقابلہ ہوئے چونکہ اس زمانے میں امرج نوجوان صاحبقران آفتاب پرستان بھی وہاں موجود تھے مع لشکر خدا پرستوں سے لڑ رہے تھے اُسے اور میرے دادا طراسب سے مقابلہ ہوا وہ امرج نوجوان سے دیر ہو گئے انھوں نے آفتاب پرستی

اختیار کی چنانچہ وہ اُنکے ہمراہ رہے بڑے بڑے مورک پرستے آخر کو اپنے باپ طہماس کے ہاتھ سے عالم
 زخمی میں قتل ہوئے اُنکے فرزند عزما سب اپنے باپ سے ملنے کو جاتے تھے ابھی سن کچھ نہ تھا کہ
 اسد سے مقابلہ ہوا سبب کم سنی اور نادانقی کے اسد کے ہاتھ سے مارے گئے سب واقعات تو آپ نے
 ملاحظہ فرمائے ہونگے تفصیل بیان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے جب سے میرے دادا نے آفتاب پرستی
 اختیار کی تھی اسدن سے ہم سب آفتاب کو خدا جانتے تھے بخدا ہی مانتے تھے جو کہ دین آجکل آپ لوگوں کا
 ہی میرے دادا بھی اسی مذہب میں قتل ہوئے اور باپ بھی گویا راج حمزہ کے ہاتھ سے زیر ہو کر خدا پرست
 ہوئے کیونکہ اُنکے پوتے تھے مگر ہم سب اسی مذہب پر رہے جب یہ واقعہ ہوا تو میں پیٹ میں تھسا
 میری والدہ حاملہ تھیں جب میرے باپ مارے گئے اور لشکر فرار ہوا تو وہ بھی بھاگین اور ایک صحرائیں
 پہنچیں وہاں قلعہ تھا بہت بڑا کہ سین ایک حاکم بہت زبردست قومی ہیکل رہتا تھا وہ حاکم قلعہ تھا وہ
 انہیں عاشق ہوا اور انکو لیکھا وہ لقا پرست تھا اُسے اُنکے ہمراہ عقد کیا جب میں پیدا اُسے میری پرورش و تربیت
 اچھی طور سے کی میری قیام میں بہت کوشش کی جب میں نو برس کا ہوا خوب بڑھ گیا میں حاکم قلعہ ہوا میں نے
 اپنی ماں سے سب حال سنا دین آفتاب پرستی کو رواج دیا سب اہل قلعہ آفتاب پرست ہوئے میں
 حکومت کرنے لگا سب فنون سپہ گری سے جب ماہر ہو چکا تو قصد کیا کہ خدا پرستوں سے باپ و دادا کے خون
 کا عوض مقابلہ کر کے لون میں نے جو یہ قصد اپنا اپنی ماں سے ظاہر کیا اُسے کہا کہ نہ ابھی تیرے پاس لشکر
 ہو نہ سپاہ جو تو کسے مقابلہ کرے گا وہ لوگ بہت قومی ہیں لشکر جمع کرے تو پھر مقابلہ کو جاننا میں نے
 خیال کیا سچ کہتی ہیں بس اسی دن سے لشکر جمع کرنے کی فکر شروع کی اور یہ ہمیں سوچی کہ جو کوئی قلعہ خواہ
 لشکر آفتاب پرستوں کا میرے قلعے کی طرف سے جاتا تھا اُسکو میں زمین غارت کرتا تھا ہاں اگر کوئی دوسرے
 مذہب کا لشکر جاتا تھا تو ضرور غارت کرتا تھا اسی زمانہ میں ارزننگ نے لشکر کے پہنچنے معلوم ہوا کہ ارزننگ
 پرستوں کا لشکر آیا ہو دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ آفتاب پرستوں کے مقابلہ کو شہر آفتاب نما کو جاتا رہا
 مجھ کو غصہ آیا کہ یہ آفتاب پرستوں کے مقابلہ کو چائے اور میں آفتاب پرست ہو کر جانے دوں قلعے سے
 نکل کر لشکر پر گرا اور ہر اول لشکر سے بارگاہ چھین لی سب بھاگ گئے ارزننگ کو خبر ہوئی اُسے دیکھ اُسے
 سپہ سالار دست راست کو مع لشکر روانہ کیا اُسے آکر مجھے مقابلہ کیا میں کشتی لڑنے لگا کہ میرا کورا اتر گیا
 دیکھنے ہاتھ رک لیا اور کہا کہ جا کر علاج کر جب اچھے ہونا تو آکر مقابلہ کرنا میں نے جو دریافت کیا تو معلوم
 ہوا کہ یہ تو راج کے فرزند ہیں اور تو راج فرزند تھے ایرج کے بس میں نے اس سبب سے انکی اطاعت
 کی یہ میرے بزرگ ہیں اور اس خاندان سے ہیں کہ جنہوں نے مجھ کو راہ راست دکھائی اور ہمارے بزرگ
 اطاعت کرتے رہے اُنکے بزرگوں کی انہوں نے ارزننگ سے ملاقات کر لی ارزننگ نے اپنا سپہ سالار
 مقرر کیا بہت لڑائی کی اسدن سے میں اُنکے ہمراہ ہوں آج آپ کے پاس اُنکا نامہ لے کر آیا ہوں یہ نامہ
 موجود ہے اسکا جواب تحریر فرمائیے طومار شاہ نے وہ نامہ لیکر دیکر کو دیا اُسے نامہ بڑھا جب مضمون نامہ
 ختم ہوا اور طومار شاہ مضمون سے واقف ہوا تو قرما سب سے کہا کہ آپ تشریف رکھیں میں یہ نامہ مع اپنی
 عرضی کے خدمت خداوند میں روانہ کرتا ہوں جو جواب دہا اُسے آپکا میں اسپر کار بند ہو گا یہ لکھ دیکر دوسرے
 کہا کہ ایک عرضی ہم سب کی طرف سے خدمت خداوند میں اس مضمون کی تحریر کرو کہ پہلے تو کل حالات جنگ
 تحریر ہوں بعد القاب و آداب کے پھر یہ تحریر ہو کہ ہم بوجہ حکم خداوند یہاں فروکش تھے کہ قرما سب
 سپہ سالار ارزننگ نامہ لیکر آئے مہنے وہ نامہ اُسی طور سے نہر یہ اپنی عرضی کے حاضر خدمت کیا اور جو

جواب مناسب ہو وہ تحریر فرمایا جائے تاکہ ہم انکو دیکھیں بدون اطلاع سرکار ہم جواب نہ دے سکے کہ نہ معلوم کیا جواب دیا جائے گا بس جو حکم ہو وہ ہم بحالائیں کیونکہ سپہ سالار یہاں موجود ہیں زیادہ حداد بس دیر نے جس طور سے کہ طومار شاہ نے کہا عرضی تحریر کی اسپر دستخط و مہر کر کے طومار شاہ کو دی طومار شاہ نے وہ عرضی اور نامہ دو وزن کو ایک چوبدار کو جو کہ بس پشت طومار شاہ کھڑا تھا اسکی پیشانی پر لکھا تھا بخط جلی این خاص چہ ار خداوند بر جیس وہ دو وزن کا غزدیے اور کہا اسکا جواب بہت جلد لیکر آوہ سلام کر کے باہر بارگاہ کے آیا اور طرٹ شہر کے رواد ہو ایمان قرما سب سے کہا کہ آپ اپنے واقعات مفصل طور سے بیان فرمائیے جبکہ کہ جواب نامہ آئے بس قرما سب نے بیان کرنا شروع کیا جو امر بیان کرنے سے روکے گئے تھے یہاں قرما سب اپنے حالات بیان کر رہا ہو اصرار عرضی و نامہ لیے ہوئے جاتا ہو یہاں شہر آفتاب نما میں اندرون قلعہ آفتاب نگار و گنبد خورشید آثار میں جیس عقب حجاب قدرت تخت خدائی پر بیٹھا ہوا ہو اکیسوں درجے حاضرین دربار سے معمور ہیں ہریشہ کے لوگ موجود ہیں جو جسکا مرتبہ ہو وہ اس مرتبہ سے بیٹھا ہوا ہو یہ بارہا عرض ہوا ہو کہ درجے زیر و بالا واقع ہوئے ہیں بالا والے میچے والوں کو بخوبی دیکھتے ہیں یہ گنبد و قلعہ ساختہ سحر ہو اس سبب سے یہ بات ہو ورنہ ممکن نہیں ہو جبکہ یہ خاصیت ہو کہ اندر سے بیرون کمال معلوم ہوتا ہو تو یہ کیا بات ہو بس اس طور سے وہ بار بار آتا ہو ازلیق شاہ و خوشخوار شاہ برتہ پیمیری قریب حجاب قدرت کر سیون پہنچے ہوئے ہیں آج کوئی مقابلہ تو لشکر سے ہو نہیں کہ تماشاے جنگ کا حکم ہو سب اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہیں حکم و احکام جاری ہو رہے ہیں آفتاب جادو بھی میدان جنگ سے اس آسمان پر سے چلا آیا ہو جو کہ محیط لشکر طومار شاہ ہو مگر آسمان اسی طور سے قائم ہو اپنے اصلی مقام پر ہو یعنی اس آسمان پر جو کہ قلعے پر قائم ہو جس سے ہمہ وقت بارش گل ہوا کرتی ہو اور صداے رنگ و رنگ آتی ہو اور خوشبو بس مثل اپنے قاعدے کے آفتاب نے کہا کہ ہر جیس آگاہ ہو کہ آج ارزنگ پرستون نے دربار کیا اور باہم یہ تقریر ہوئی یہ لکھو وہ سب تقریر جو کہ سختگان نے بیان کی اور کہا کہ جو صلاح انھوں نے کی ہو سب بیکار ہو اسکے خلاف ہوگا ارزنگ وغیرہ کی تو کیا قدرت ہو کہ وہ شریا کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکیں بس جب یہ اسے ہوگی تو انھوں نے ایک نامہ طومار شاہ کے نام لکھا اسکا مضمون وہی تھا جو کہ سختگان نے نامہ میں تحریر کیا تھا وہ نامہ قرما سب لیکر لشکر میں آیا بس طومار شاہ نے اس نامہ کو پڑھکر اور ایک عرضی لکھکر تیرے پاس روانہ کیا ہو تو جب نامہ آئے اور عرضی نامہ کی پشت پر تحریر کرادینا کہ تم اپنے وزیر کو روانہ کرو جو وہ خراٹہ بیان کریگا اگر لائق قبول ہو سکے تو ہم قبول کرین گے ورنہ اور تنہ ہمارے اطاعت قبول کی جو جو اسے بیان ہوئی ہو سب ہم پر علم خدائی ظاہر ہو اسی بر جیس ارزنگ و چترنگ کے شریک ہونے سے یہ امر ہوگا کہ مجکو خدا پرستون کے مقابلے میں تکلیف زیادہ نہ ہوگی سختگان انکا بہت بڑا دشمن ہو بس لکھو ان ملکوں پر نیچے گا کہ جو اسلام آباد میں تو انکو غارت کرنا ہوا ہر سرخدا پرستان پہنچ جائیگا تو خدا پرستون پر بھی ظفر پائیگا مثل ارزنگ کے اس سے بڑی ملک ملکی بہت سے ملک ہاتھ آئیں گے ضرور ارزنگ کی اطاعت کو قبول کر لینا اب تو یہ امر قبل آنے چوبدار کے ان سب پر ظاہر کر دیے او لکھ دیے کہ مجکو علم خدائی معلوم ہوا ہو اور طومار شاہ کی عرضی کی پشت پر یہ تحریر کرنا کہ اس نامہ کو اسی طور سے سپہ سالار ارزنگ کو دید و تم دیکھنا جبکہ کہ انکا وزیر نہ آئے تو اسکو اپنے ہمراہ لیکر داخل شہر و قلعہ ہونا تمام عجائبات جو کہ میں نے اپنی قدرت سے پیدا کیے ہیں وہ سب دکھانا اسکے بعد ہماری خدمت میں لاتا ہر جیس نے کہا

کہ اچھا آفتاب یہ تعلیم کر کے اپنے مقام پر چلا گیا یہ سب امر سوائے بر جلیس کے اور کسی نے نہیں سنے
 بر جلیس نے حجاب قدرت کے اندر سے آواز دی کہ آگاہ ہو کہ کج یہ واقعہ لشکر ارزنگ میں گذرا
 بس جو کہ آفتاب نے بیان کیا تھا وہ سب بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ جو بدارنامہ لیکر آتا ہو نامے کا یہ
 مضمون جو مضمون نامہ بھی سب بیان کر دیا اور جو صلاح مخبرگان نے ارزنگ کو دی تھی وہ بھی بیان
 کی اور کہا کہ یہ سب محکوم اپنی قدرت سے ظاہر ہوا کیونکہ میں تو درخت صغیر ہوں اور کین ہوں کہ خدا ہوں
 اور فرزند خدا ہوں سب کافروں نے کہا کہ بجا اور درست اور اس میں کیا کلام ہو بس یہاں تو یہ تقریر ہو رہی
 تھی اُدھر وہ چوہا داخل شہر ہوا شہر کو طر کر کے قلعہ میں آیا قلعہ کو طر کر کے گنبد میں آیا اسکو کون روکتا
 کیونکہ یہ خاص چوہا بر جلیس اکیسویں درجہ طر کر کے درجہ خاص میں پہنچا پہلے حجاب قدرت کو
 سلام کیا اور سجدہ پھر اُسکے بعد خوشخوار شاہ و افریق شاہ کو اور عرض کیا کہ ایک عرضی طومار شاہ
 کی اور ایک نامہ جو کہ ارزنگ کے پاس سے آیا تھا میں لیکر آیا ہوں خداوند سے عرض فرمائیے یہاں
 افریق شاہ نے اٹھکر اور دست ادب جوڑ کر قریب حجاب جا کر عرض کیا آواز آئی کہ عرضی و نامہ
 لے کر بڑھو بس افریق شاہ نے لیکر پڑھنا شروع کیا کیونکہ آج اُسکا دن تھا کہ وہ کلام کرے ایک
 دن خوشخوار شاہ کلام خداوند سے کرتا ہوا اور ایک دن افریق شاہ بس جب نامہ و عرضی پڑھ چکا
 افریق شاہ سب حاضرین نے سنا اکیسویں درجہ کے لوگوں نے حجاب قدرت سے صدا کرئی کہ یہ نامے
 کی پشت پر لکھ دے اور چوہا کو دیدے بس وہی مضمون جو کہ آفتاب نے بتایا تھا نامے پر لکھو ادیا اور جو
 عرضی کی پشت کا تھا وہ عرضی پر لکھو ادیا اور افریق شاہ نے لکھ دیا اور عرضی نو اسی طور سے اور نامہ
 ملفوف کو کے اور مہر لگا کر چوہا کو دیدیا اور کہا کہ لکھا و طومار شاہ کو دینا کہ نامہ اسی طور سے قرما سپ
 کو دیدے جواب تحریر ہو گیا اور جو عرضی پر حکم ہوا سپر عمل کرے اور وہ چوہا اسلام و سجدہ کر کے روانہ
 ہوا بر جلیس نے حکم دیا کہ کل تمام شہر آئینہ بند ہو اور سب اہل شہر پوشاک نفیس سے آراستہ ہوں اور میں
 لاکھ لاکھ زیر گنبد آکر صحن بستہ ہوا اور کل اہل دربار نفیس پوشاک پہنکر آئین دربار خوب آراستہ
 کیا جائے کیونکہ وزیر ارزنگ کا آئے کا قدرت اُسکو اپنی شان و شوکت دکھائیں گے یہ سب
 سامان ہم ہر ایک مکان پر اپنی قدرت سے پہنچا و بنگے کوئی تردد نہ کرے بس بر جلیس نے جب یہ
 حکم دیا اسی وقت سے سب سامان ہونے لگا تمام شہر میں منادی ہو گئی کہ کل کوئی سوائے پوشاک نفیس
 کے نہ پہنوں کپڑے پہننے نہ لگے چھاؤنی میں اسی وقت حکم پہنچا دیا گیا کہ کل صبح کو بیس لاکھ سپاہ زیر
 قلعہ آکر صحن بستہ ہوں اُن بیس لاکھ کوئی وردیان مرحلت ہوئیں بس یہاں کا سامان جب سنخگان
 آئینکا اسی وقت بیان کیا جائیگا ابھی کوئی ضرورت نہیں ہو کہ کسی آرائش ہوئی ہو یہاں بند و بست ہو نا
 ہوا انکو اسی میں منہ دلا رکھا جاتا جو اُدھر چوہا رنے جا کر عرضی و نامہ سر بہر دیا طومار شاہ وغیرہ
 لے کر خداوندی دیکھ کر سجدہ کیا پھر سر پر رکھا اُنھوں سے لگایا بوسہ دیا پھر عرضی کو پڑھا جو کچھ چوہا
 شہر افریق شاہ لے کر آتا تھا اُسے کھدیا بس طومار شاہ نے وہی مضمون پشت عرضی پر بھی پایا نامہ
 قرما سپ چھانودیا کہ نامہ اُسکی پشت پر جواب تحریر ہویم اُس جواب سے واقف نہیں ہیں ورنہ بیان
 کر سکتے دوسرے حکم لکھ دے سکے و اگر نے کا نہیں ہو تو جو حکم ملے ہم سپر کار بند ہونگے اور جو آئینہ
 کے واسطے ملے ہو اُسپر عمل کر سکتے بس قرما سپ و نامہ لیکر اور سب کو سلام کر کے بارگاہ سے باہر آیا
 ان طومار شاہ وغیرہ نے جو حکم دے کر دربار برخواست کیا کہ کل لشکر میں خوب آرائشی ہو اور سب نیا سامان

کیا جائے کیونکہ کل ارزنگ کا وزیر ضرور آئیگا خداوند کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے اور ایک لاکھ سپاہ
تیار رہے کہ اسکو ہم سب کے ہمراہ چلنا ہوگا اردلی میں وزیر ارزنگ کے سب سرداروں سے کہا
کہ آپ لوگ بھی کل دیر سے دربار میں تشریف لائیں سب نے عرض کیا کہ بہت خوب بس
طو مارشاہ و سرشارشاہ وغیرہ دربار پر خاست کر کے اور ہر کاروں کو یہ حکم دے کر کہ تم لشکر ارزنگ
میں جاؤ جو کچھ واقعہ گذرے ہو خبر دو اور جب ارزنگ کا وزیر ادھر کو آئے تو اس کے آنے کی خبر دو ہر کار
روانہ ہوئے طو مارشاہ وغیرہ اپنے خیموں میں گئے یہاں تو بندوبست ہونے لگا کہ اسکا بھی ذکر پھر ہوگا اگر
قرماسب اپنے لشکر میں آیا اور قریب بارگاہ آکر مرکب پر سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا اور قریب تخت آکر وہ
نامہ پیش کیا ارزنگ نے کہا کہ کیا جواب لائے قرماسب نے کہا کہ نامہ ہر کی تحریر سے محکوم بھی معلوم ہوا
یہ کہ جو واقعہ گذرا تھا سب بیان کیا ارزنگ نے وہ نامہ دیکر دیا اس نے پڑھا بہت کچھ تحریر تھا
اگر آفتاب و آداب نہ دار نہ کسی کی قریبت نہ توصیف سوائے آفتاب کے وہی مضمون تھا جو کہ
آفتاب نے برجلس سے کہا تھا یہی تحریر تھا کہ ہم نے تمہاری اطاعت قبول کی اور جو تمہارے وزیر نے
تمکو راسے دی ہو سپہر تم اطاعت کرنے پر راضی ہوئے وہ سب ہو کہو بعلم خدائی معلوم ہو جب تمہارا وزیر
آئیگا ہم قبل اس کے بیان کرنے کے بیان کر دینگے اگر تم نہ اطاعت پر راضی ہوئے تو پرسوں میں ضرور تم
سب پر اپنا عذاب نازل کرتا اور جلا کر خاک کرتا یہ مقدمہ پاک کرتا مگر تم اطاعت پر راضی ہوئے خیر اب کیا
برائی کروں مگر ہمارے خیال میں یہ ہو کہ تم برائی پر ہو مگر ہمارا کیا کر سکو گے اپنے منہ کی کھاد کے لہذا تمکو خبر
دی جاتی ہو کہ کل تم اپنے وزیر سخنگان نے مشیر قریب کو روانہ کر دیا میرے لشکر میں جو کہ تمہارے مقابلے
میں ہو انکو میرا حکم پہنچ چکا میرے پیغمبروں کے پاس طو مارشاہ وغیرہ اس کے اپنے ہمراہ لیکر تمام عجائبات
دکھاتے ہوئے میری خدمت میں حاضر کر دینگے مابعد دولت اس سے خود تقریر کرینگے جو وہ شرطیں کریگا
قبول کی جائیں گی جو لائق قبول ہونگی اور باہم عہد نامہ و اقرار نامہ تحریر ہو جائیگا تاکہ تم اس اپنے قول
سے انحراف نہ کرو اور کوئی نئی بات نہ پیدا کرو کیونکہ تمہاری طبیعت میں ابھی سے فساد ہی زیادہ کیا تحریر
کیا جائے یہ جو مضمون ارزنگ و جترنگ نے سخنگان سے کہا کہ سن لیا وہ سب حال سے آگاہ
میں سخنگان نے جواب دیا کہ آگاہ ہوئے کو کیا ہوا سا حزر در دست ہو دریافت کر لیا ہوگا جب تقریر ہوگی
دیکھا جائیگا ارزنگ نے کہا کہ آپ کل تشریف لے جائیے سخنگان نے جواب دیا کہ بہت خوب میں ضرور
جاؤنگا یہ کہہ کر کہا کہ میرے ہمراہ کون کون چلے گا جو چلے وہ کھڑا ہو جائے بس اسلم و دیلم و قرماسب
وغیرہ کھڑے ہوئے سخنگان نے کہا کہ ایک شرط سے میں چلتا ہوں میرے کسی امر میں دخل نہ دیجیے گا
جو میں حرکت کروں اسکو خاموش دیکھے جائیے گا کچھ اعتراض نہ کیجیے گا اور جو کسی مقام پر کوئی امر
میرے یا آپ کے خلاف ہو اس پر ہم نہ ہرجیے گا چاہے دولت گوارا فرمائیے گا ورنہ کام خراب ہوگا ان
سب نے کہا کہ بہت خوب جو تم نے کہا ہے ہم اس پر عمل کریں گے سخنگان نے کہا کہ کل بہت بڑے لباس نفیس
پہن کر اپنے خادموں وغیرہ کو درست کر کے ہمراہ لے کر آئیے سو سوار اپنے اپنے لشکر سے آکر مردہ اور قوی کہ
جنگی مردیاں عمدہ ہوں اپنے ہمراہ لائیے اور ارزنگ سے کہا کہ بس ہزار سوار اور دس ہزار پیدل کو حکم
فرمائیے کہ نئی وردیاں زیب تن کر کے بوقت سحر در دولت پر حاضر ہوں اور آپ بھی سویر سے دربار میں
تشریف لائیں میری سواری کا سامان ملاحظہ فرمائیں وہ بیس ہزار اور دس ہزار پیدل میری سواری اسکے
ہمراہ چلیں کچھ شان و شوکت سے تو میں جاؤں تاکہ معلوم ہو کہ وزیر خداوند کہ جسکو مشیر قدرت لقب ملا ہے

یہ اسکی سواری ہوا رزنگ نے اسی وقت جو کچھ سختگان نے کہا وہ حکم دیدیا اسوقت سے سامان ہونے لگا یہاں بھی اس نے دربار برخواست کیا سب رخصت ہو کر اپنے اپنے خیموں میں آئے وایلم واسلم وقراسب سامان کرنے لگے اپنے اپنے لشکر میں حکم دیا کہ سو سو سواری در دیاں بہن کر اپنے آلات حرب فرک کو درست کر کے خیموں پر سب ہو کر جلد حاضر ہوں یہ حکم دے کر اور سامان کرنے لگے اور سختگان نے اپنے خیمے میں جا کر اپنا بندوبست کرنا شروع کیا راوی نے بیان کیا ہو کہ وہ اسقدر دن تمام ہوا شب آئی وہ شب بھی سختگان واسلم وغیرہ نے اختر شماری میں بسر کی کہ فلک پر آثار سحر نمایاں ہوئے سختگان نے جامہ ایک سوکلی کا پہنا رفیدہ سر پر رکھا ہتھیار لگائے سب الماس نگار بیرون خیمہ خادم و خدمتگار نئی در دیاں زیب تن کیے ہوئے مؤدب کھڑے بن سائیس خجری کو سادو ویراق سے آراستہ کیے ہوئے کھڑا ہو ایک مرتبہ خیمے کا پردہ اٹھا اور سختگان خیمے سے برآمد ہوا سب نے سلام کیا سختگان نے سب کا سلام لیا اور اپنی خجری پر سوار ہو کر طرف بارگاہ کے چلا اور صر سے اسلم پوشاک نفیس بہن کر یا قوت کی پچکاری کی طلائی کٹھن کی درہ بہن کر ہتھیار مرصع کا رنگائے ہوئے خیمے سے برآمد ہوا اسکے سوار بھی نئی در دیاں کا رچلی پہنے ہوئے خادم و خدمتگار بھی در خیمہ پر موجود تھے مرکب با ساز و ویراق مرصع حاضر تھا یہ اس پر سوار ہو کر سب کا سلام و مجرایت مودا طرف بارگاہ کے چلا وایلم اپنے خیمہ سے نکلا اسکی زرہ پر زرد کاکام کیا ہوا تھا اسکے بھی خادم و خدمتگار و سوار نئی در دیاں پہنے ہوئے تھے قراسب کی زرہ پر فیروزے کا کام تھا یہ بھی اسی سامان سے خیمے سے اور سب کو ہمراہ لے کر طرف بارگاہ کے چلا یہاں بیس ہزار کا لشکر نئی نئی در دیاں پہنے ہوئے یراق زرق برق تن پر لگائے ہوئے صفت بستہ کھڑے تھے ارزننگ و حیرنگ بارگاہ میں آچکے تھے اور سب سردار بھی دربار آراستہ تھا کہ سختگان پہنچا ارزننگ و حیرنگ کو سلام کیا اور اپنے مقام پر آکر بیٹھا کہ اسلم آکر پہنچا اپنے سواروں کو باہر ٹھہرا کہ سلام کر کے وہ نکل پر بیٹھ گیا وایلم آیا وہ بھی بیٹھ گیا قراسب آیا وہ سلام کر کے بیٹھ گیا جب سب آچکے اسوقت سختگان نے کہا کہ یہ خادم اب رخصت ہوتا ہو ارزننگ نے کہا جاؤ تمکو سپرد اپنے بد قدرت کے کیا بس ارزننگ نے بارگاہ کے پردے اٹھا دیے سختگان اپنی کرسی پر سے اٹھ کر چلا اسلم و وایلم و قراسب بھی دنگلون پر سے اٹھے ارزننگ و خیرہ کو سلام کر کے ہمراہ سختگان کے باہر بارگاہ کے آگے بس سختگان چھتری پر سوار ہوا اسلم و وایلم و قراسب اپنے اپنے مرکبوں پر سوار ہوئے بیس ہزار لشکر کے علم کھل گئے پھر ہر نئے نئے ماہی مراتب جو کہ سواری و وزیر کے ہمراہ ہوتا ہو سب تھا ڈنگا بچتا ہوا باجے بچتے ہوئے دہنی طرف سختگان کے قراسب و وایلم بائیں طرف اسلم جلوس سواری آگے آگے چلا نقیب نقابت کرتے صدائیں باادب باش کی لگاتے آگے روانہ ہوئے سبے گلاب کیوڑہ کا چھڑکا دکرتے ہوئے آگے آگے تھے اور جلوس سواری تھا جب ہر کارون نے دیکھا کہ سختگان سوار ہو کر طرف ہمارے لشکر کے چلا بس ہر کارے لشکر طومار شاہ کے یہ خبر لے کر اپنے لشکر کی طرف راہی ہوئے یہاں ارزننگ بارگاہ میں بیٹھا ہوا سواری کا تاثر دیکھا کیا جب سواری سختگان کی رو برو سے نکل گئی تو ارزننگ نے ہر کارون سے کہا کہ لشکر طومار شاہ میں جا کر خبر دلاؤ کہ کیا گزری اور اگر موقع مل جائے تو شہر میں جانا ہر کارے روانہ ہوئے یہاں ارزننگ بارگاہ میں بیٹھا ہوا یہ انتظار کر رہا ہو کہ سختگان واپس آئے تو دربار برخواست کروں اور خدمت سحر طومار شاہ سے برآمد ہو کر دربار کیا بارگاہ خوب آراستہ تھی تمام کرسیاں مرصع کار تھیں اور ونگل طلائی مرصع کار صفت آراستہ تھے وہ سردار لباس مرصع کار پہنے

ہوئے اور ہتھیار صبح کار لگائے ہوئے بیٹھا ہی بارگاہ محل کا شانی کی کار چوپی برپا تھی ایسی آراستہ دہر آستہ تھی کہ طلا و یا قوت سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ آگ لگی ہوئی ہو خادم و خدمتگار و جو بہادری و دیان نہیں تھی پہنے ہوئے تھے اور جام و صراحی کی کشتیاں قرینے سے آراستہ تھیں ان پر کار چوپی نور سے پوش پڑے تھے دربار کا پردہ گرہ سالار لباس زرین پہنے ہوئے ونگل طلائی پر ہتھیار لگائے ہوئے بیٹھا تھا پردہ زنبوری کا رچوپی پڑا ہوا تھا اس کے خادم مودب کھڑے ہوئے تھے کہ ہر کارون نے اگر خبر دی کہ سواری وزیر ارزننگ کی آتی ہو راوی نے بیان کیا کہ ایک لاکھ سوار و دیان کار چوپی پہنے ہوئے طلائی کلاہ سروں پر ہتھیار صبح کار لگائے ہوئے قریب بارگاہ کھڑے تھے جب ہر کارون نے یہ خبر آکر طومار شاہ سے بیان کی طومار شاہ نے انعام دے کر انکو رخصت کیا اور پردے بارگاہ کے اٹھواویسے تاکہ سواری کا سامان دیکھوں اور سواری سختگان کی داخل لشکر طومار شاہ ہوئی سختگان اس کے کل ہر ایون نے دیکھا کہ جب حد لشکر پہنچے کہ جا بجا سوار و دیان نئی نئی پہنے ہوئے کھڑے ہیں طومار شاہ نے دیکھا کہ آگے آگے سقے چھڑکاؤ کرتے ہوئے عقب میں ماہی مراتب ڈنکا ہوتا ہوا اور جلوس سواری لشکر قریب تیس ہزار کے ہمراہ ایک شخص عجیب الخلق جامہ پہنے ہوئے رفیدہ سر پر رکھے ہوئے خجری پر سوار دہنی طرف اس کے ایک جوان بہت قوی اور اسی کے برابر قمراسب جو کہ نامہ لیکر آیا تھا وہ جوان زمرہ کے کام کی ذرہ پہنے ہوئے اور جو کہ نامہ لے کر آیا تھا وہ فیروزہ کے کام کی ذرہ پہنے ہوئے اور بائیں پر دھرا جوان وہ بھی بہت دبر دست یا قوت کے کام کی ذرہ پہنے ہوئے بڑے شان و شوکت سے سواری وزیر ارزننگ کی آتی ہو اسکی نگاہ میں یہ شان و شوکت کچھ نہ معلوم ہوئی خاموش بیٹھا ہوا دیکھا کیا اپنے عیار سے کہا کہ تو جا کر سختگان سے میری طرف سے پیام لے کہ طومار شاہ نے کہا کہ اب آپ کو لادم ہو کہ ڈنکے کو موتی کر ایسے اور ماہی مراتب کو سلامی کر ایسے کیونکہ اب آپ ہمارے لشکر میں تشریف لائے ہیں یہاں کا یہ طریقہ نہیں ہو کہ ہر ایک کے آگے ڈنکا بجے اور ماہی مراتب سواری کے ہمراہ رہے جب تک آپ اپنے لشکر میں تھے تو ہمارا کوئی ہرج نہ تھا ہم خلافت دستور زمین کر کے یہاں یہ سب سامان تو خداوند کی سواری کے ہمراہ ہوتا ہو یا پیغمبران خداوند کی سواری کے ہمراہ یا جس لشکر میں خداوند کی تصویر ہوتی ہو جیسے میرے لشکر میں ہو اگر ایسا نہ فرمائیے گا تو ہم نہ آتے دیکھتے بس عیار پاسے شاطری مار کر قریب سختگان آیا سواری حد لشکر تھی اور سب کو بٹھا کر سختگان کے پاس پہونچا اور سلام کر کے طومار شاہ کا پیام سختگان کو دیا سختگان نے یہ مناسب نہ جانا کہ میں اس کے خلاف کروں کیونکہ میں تو عرضی لیکر آیا ہوں ایسا نہ کہ میں اس کے خلاف کروں تو کوئی حجابی ہو یہ خیال کر کے اپنے دل میں کہا کہ سب علم و ماہی مراتب سلامی ہو جائیں ڈنکا دے اب کوئی ضرورت نہیں ہو بس یہ جو حکم دیا ڈنکا موقوف ہو گیا نشان سلامی کر دیے گئے نقیب وغیرہ صدائیں لگائے ہوئے چلے آتے تھے یہاں طومار شاہ بیٹھا ہوا سواری کا تماشہ دیکھ رہا ہو اور دھسر سختگان نے دیکھا جبکہ لشکر میں پہونچا کہ بازار بن آراستہ ہیں خرید و فروخت ہو رہی ہو آئینہ بندی کی ہوئی ہو سوار و پیدل پھر رہے ہیں لشکر آرتا ہوا ہو چھنڈے بازاروں کی لہریں لے رہے ہیں یہ سیر لشکر کی کرتا ہوا چلا آتا ہو کہ جب وسط لشکر میں پہونچا اور زیادہ تر سامان پایا سرداروں کے خیمے نظر آئے دیکھا ایسا دل چاہتا ہو کہ پھر رہے ہیں خیموں پر سواروں کے پھر رہے ہیں پشون میں بابے جنگی بیج رہے ہیں لشکر کی شان و شوکت کو اور آراستگی کو دیکھ کر حیران ہو گیا اور خیال کیا کہ ایسا لشکر کسی کا نہیں ہو جیسا کہ آفتاب پرستون کا ہو کہ کلس بارگاہ کا نمودار ہو اطلالی تھا اسپر آفتاب بیٹھا ہوا تھا اول تو یہ تھا کہ ہر مقام پر آفتاب کی تصویر

تھی ہر ایک کی وردی میں کارچوبی تصویر آفتاب بنی ہوئی تھی بس اسطور سے مع اپنے لشکر کے قریب
 بارگاہ پہونچا دیکھا ایک لاکھ کا لشکر ایک طرف بارگاہ کے صفت بستہ ہو مگر سب کارچوبی لباس پہنے ہوئے
 ہیں اور سب کے ہتھیار مرصع کارہین اور سب کے سینوں پر آفتاب کی صورت بنی ہوئی ہو بس جب یہ
 قریب بارگاہ پہونچا طومار شاہ نے چند سرداروں کو حکم دیا کہ جا کر وزیر ارزننگ کو استقبال کر کے آؤ
 وہ سردار اپنے مقام پر سے اٹھ کر چلے اسوقت آکر پہونچے کہ جب سختگان قریب بارگاہ آچکا اہالیان
 طومار شاہ نے چار کرسیاں طلائی مرصع کار رو برو تخت کے آراستہ کرائیں ان چاروں کے لیے کہ یہ سردار
 جا کر سختگان سے ملے صاحب سلامت ہوئی مزاج پر سی کی اس کے بعد سختگان وغیرہ کو مرکبوں پر سے اُتارا
 درگہ سالار کھڑا ہو گیا سلام کیا ایک خادم نے بڑھ کر پر وہ اٹھایا سرداران طومار شاہ سختگان وغیرہ کو
 ہمراہ لے کر داخل بارگاہ ہوئے سات جلوخان تھے ہر ایک جلوخان آراستہ تھا غلامان زرین کمر نصف نصف
 استادہ تھے یہاں تک کہ سختگان وغیرہ جلوخان طوکر کے سخن بارگاہ میں آئے سختگان نے بارگاہ محل سنبھ
 کاشانی کی کارچوبی پائی حواس جانے رہے بس وہ سردار سختگان کو لیکر ایوان میں آئے جہاں کہ طومار
 شاہ و سرشار شاہ وغیرہ تخت طلائی پر بیٹھے ہوئے تھے اور سب سردار معزز و درباریوں پر متمکن تھے
 ان کے عقب میں خادم وغیرہ دست بستہ کھڑے تھے بہت قریب سے بارگاہ آراستہ تھی وہ بارگاہ نہ تھی
 بلکہ بیشہ نربران تھا ہر ایک سردار اسلحہ جو اہر نگار نگارے ہوئے تھا بس وہ سردار سختگان وغیرہ کو
 اُسی مقام پر لائے کہ جہاں سے مہر اسلام ہوتا ہی بس سختگان نے بطریق آفتاب پرستان سلام کیا
 طومار شاہ وغیرہ وکل اہل دربار حیران ہوئے کہ یہ تو ارزننگ پرست ہو اسنے کیوں سلام ہمارے
 طریقہ کا کیا سب نے جواب سلام دیا مگر یہ امر اسلم و دیلم و قمراسب کو ناگوار ہوا اسکا اسطور سے سلام
 کرنا چونکہ اس اقرار سے اپنے ہمراہ لایا تھا کہ تم میرے کسی امین و قفل نہ دینا اس سبب سے خاموش
 رہے بس ان سب نے بھی بطریق اردنگ پرستان سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا رادوی نے
 بیان کیا جو کہ سختگان وغیرہ سلام کر کے آگے بڑھے کہ طومار شاہ نے جو بد ار کو اشارہ کیا کہ اسنے اسنے
 کہا کہ یہ جو کرسیاں رو برو تخت کے آراستہ ہیں آپ لوگوں کے لیے ہیں بس سختگان وغیرہ سلام کر کے
 اُسی طریقے سے بیٹھے کہ دہنی طرف دیلم و قمراسب دبا میں طرف اسلم بیٹھے جب سختگان وغیرہ بیٹھ چکے
 اسوقت وہ سردار جو کہ اس کے استقبال کو گئے تھے وہ بھی اپنے مقام پر بیٹھے دربار آراستہ ہوا
 طومار شاہ نے ساتی کو حکم دیا کہ ان کو کوٹو جام شراب و دس ساتی نے سب کو جام شراب دیے
 ان سب نے سلام کر کے لیے اور اہجر ہو گئے جب دماغ بادہ ناب سے گرم ہوئے اسوقت طومار
 شاہ نے سختگان سے کہا کہ آپ اپنے نام سے آگاہ فرمائیے گو واقع تھا اور اس امر سے کہ آپ تو ارزننگ
 و لقا پرست ہیں پھر آپ نے بطریق آفتاب پرستان کیوں سلام کیا سختگان نے کہا کہ میرا نام سختگان
 بن بختیارک بن بختک بن القش بن سنگ سفید ہے مرد ایرانی ہوں میرے پردادا یعنی القش
 بادشاہ قباد حاکم مدائن کے وزیر اعظم تھے ان کے بعد میرے دادا بختک وزیر ہوئے اُسی زمانہ
 میں بزرچہر بھی وزیر تھے جبکہ نوشیروان ملک عادل کسری تخت پر متمکن ہوئے انھوں نے بختک کو
 وزیر کیا چنانچہ وزارت ہمیشہ سے میرے خاندان میں چلی آتی ہو قصہ طویل ہو نوشیروان نامہ وغیرہ میں
 سب حال تحریر ہو جبکہ نوشیروان نے ترک سلطنت حمزہ کے ہاتھ سے عاجز ہو کر کیا اور مدائن کو
 واسطے اپنی بسر کرنے کے حمزہ سے طلب کر لیا خیال فرمائیے کہ جو بادشاہ ہفت کشور ہوئے کسی مقام

پر پناہ نہ لے خدا پرستوں کے ہاتھ سے یہ خدا پرست ایسے زبردست ہن سنجگان نے ابھی سے اہل اسلام کی آنسو برائی اور قوت کا ذکر شروع کر دیا بس اس بادشاہ آخر کو مدائن مانگ لیا سر کرنے لگا اسی کی آمدنی میں اور تمام ملکوں پر اہل اسلام قابض ہوئے طومار شاہ نے کہا کہ آپ کا قطع کلام ہوتا ہے کہ حمزہ تھا کون اور نوشیروان سے وجہ عداوت کیا تھی جواب دیا کہ اسکا کل حال نوشیروان نامہ میں عداوت حمزہ کا حال سب تحریر ہے اسکو ملا خط فرما لیجئے چونکہ یہ مقدمہ طویل ہے اور مجھکو جلدی ہے کہ کسی طور سے خدمت خزانہ آفتاب میں پہنچوں انکی ملازمت کا بہت اشتیاق ہے حضور ہی حاصل کر کے سعادت کو بین حاصل کروں شکر ہے کہ آپ کے نور قدم سے میری آنکھیں روشن ہوئیں مجھکو آپکی بھی ملازمت کا نہایت اشتیاق تھا ایک مراد تو حاصل ہوئی ایسی لسانی سنجگان نے کی کہ کل اہل دربار مع طومار شاہ اُسکی تقریر کی تریف کرنے لگے اور کہنے لگے اور دل میں خیال کرنے لگے کہ بہت مرد معقول ہے یہ لائق شاہوں کی صحبت کے ہے جب یہ خداورد کی خدمت میں جائیگا خداوند اسکو بہت پسند کرینگے اور اُسکی تقریر شگے بہت خوش ہونگے طومار شاہ نے کہا کہ اس سنجگان نے اس مقدمہ کو مختصر طور سے بیان کر دیا پھر ہم کتاب میں تو دیکھ لیں گے تمھاری زبانی مجھکو سننے کا اب اشتیاق ہے سنجگان نے جواب دیا کہ آپکی صفت غلام نوازی ہے خیر سماعت فرمائیے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ سرزمین عرب میں ایک مقام ہے کہ اسکا نام مکہ ہے اور یہ حمزہ عرب ہے اور یہ خیال رہے کہ عرب جو امیر اور بے مروت ہوتے ہیں کہ ان خدا پرستوں کا معبود ہے کہ جسکا نام خانہ کعبہ ہے بس حمزہ خواجہ عبدالمطلب کا فرزند ہے اور عبدالمطلب نجار خانہ کعبہ تھے بس حمزہ مجاور زادہ ہے نہ کوئی ملک تھا نہ ایسی دولت وہ جو کعبہ میں لوگ آکر چڑھایا کرتے تھے اسی پر بھرتی تھی مگر عالی خاندان سے تھے لوگ عزت کرتے تھے جب حمزہ پیدا ہوا ہے تو نوشیروان نے اپنا پسر خاندہ کیا تھا اس خیال سے کہ نوشیروان نے خواب دیکھا تھا بہت ہولناک اُسکی تعبیر اہل تحیم نے بیان کی تھی کہ خیمبر میں ایک لڑکا پیدا ہوگا کہ نام اسکا ہشام ہوگا وہ تیرا تاج و تخت لے لیگا بس نوشیروان نے سوال کیا تھا کہ اسکا قاتل کون ہو انھوں نے بیان کیا تھا کہ اسکا قاتل حمزہ ہے جو کہ سرزمین عرب میں مکہ میں خواجہ عبدالمطلب کے یہاں پیدا ہوگا بس بادشاہ نے اپنے وزیر خواجہ بزرچہمہر کو روانہ کیا تھا کہ تم جا کر اس طفل کو پرورش کرو اور میرا فرزند کرو چنانچہ خواجہ بزرچہمہر گئے یہ بھی سلمان تھے انھوں نے خوب اچھی طور سے انکی پرورش کی وہ لڑکا یعنی حمزہ جو ان ہوا اور بہت زبردست ہلوان ہوا اُسنے کئی ہلوان کو بادشاہ کے قتل کیا اب اُسنے ملک گیر می پر گزری جو ملک عرب میں تھے سب پر قبضہ کر لیا بادشاہ کو خبر ہوئی میرے پرداد اسکے سمجھانے سے انھوں نے یہ بادشاہ سے کہا کہ یہ لڑکا آپ کا پسر خاندہ ہے اسے یہ کیا حرکت ہے کہ آپ ہی کے ملکوں کو غارت کرتا ہے اور اپنا دینی رواج دیتا ہے اسکا قتل کرنا بہتر ہے کئی سردار روانہ کئے وہ حمزہ سے دیر ہو کر اسکے شریک ہو گئے اسی زمانہ میں نوشیروان کا تاج تخت حشام نے شکار گاہ میں نوشیروان کو تنہا پا کر چھین لیا اور قید بھی کر لیا یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو کسی فطرت سے رہا ہو کر چلے آئے تھے مگر حشام تاج و تخت لیکر حمزہ سے لڑنے کو گیا تھا بس جب حمزہ سے مقابلہ ہوا حمزہ نے قتل کیا بعد اسکے تاج و تخت لیکر حمزہ مدائن میں آیا بادشاہ کو تاج و تخت با نوشیروان بہت خوش ہوا بڑا اعزاز کیا اب تک حرامی کو حمزہ کی خیال فرمائیے کہ نوشیروان کی ایک دختر اور دو فرزند تھے دختر جو تھی وہ بہت حسین اور خوب صورت تھی کہ جسکا مثل نہ تھا اسکا نام ملکہ ہرنگار تھا ایک فرزند کا نام ہر مزد و دوسرے کا نام فرامز تھا حمزہ دختر نوشیروان ہرنگار پر فریفتہ

ہوا اور ملکہ حمزہ پر کیونکہ حمزہ بھی بہت حسین تھا بس پوشیدہ طور سے شب کو ملکہ کے پاس جانے لگا اس میں
بڑے بڑے معرکہ پرٹے ہندوستان کو بادشاہ نے روانہ کیا بڑے بڑے قصہ ہوئے فوجیت باغبار سید کہ بادشاہ
نے حمزہ کے قتل کی بہت سی تدبیریں کیں اور کئی مرتبہ اسکی غیبت میں جبکہ وہ کسی مہم پر گیا ہوا تھا قصہ کیا کہ
دختر کا عقد کر دوں جب سامان عقد کیا وہ آگیا درہم و برہم ہو گیا اسی عرصے میں ملکہ کو حمزہ نکال لے گیا
اب حمزہ سے اور بادشاہ سے بگڑ گئی مقابلے ہوئے لگے اسی زمانے میں حمزہ زخمی ہو کر پردہ قاف کو
گیا وہاں جا کر دیوؤں سے لڑا تمام سرکشان قاف کو زیر کیا بادشاہ قاف نے اپنی دختر کے ساتھ عقد کیا
اٹھارہ برس بڑا قاف میں رہا یہاں اسکا عیار ملکہ ہرننگا رکھ لے لیے ملک ہلک پھر گیا نوشیروان اسی ملک
میں رہا کسی تدبیر سے ملکہ ہاتھ آجائے ممکن ہوا حمزہ کا عیار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہلا کا عیار تھا دوسرا
نوا ہونو کا چند واقعات سختگان نے خواجہ عمرو کے بیان کیے اور پھر حمزہ کا قاف سے آنا اور ملکہ
سے عقد کرنا بیان کیا اور نوشیروان کا ملک ہلک تباہ پھر نا اور حمزہ کا عقب میں جانا آخر عاجز ہو کر
ملک مدائن میں طلب کر کے ہرننگا ہرنو فرامرز کا خروج کرنا اور مقابلہ ہونا اور ہرنو وغیرہ کا فرار
کرنا اور سبائل میں جانا بیان کیا اور کہا کہ میرے دادا خداوند لقا کی درگاہ کے شیطان تھے اور انکو
خداوند نے مشیر قدرت لقب عطا فرمایا تھا جیسے مجھ کو خداوند از رنگ نے مگر مجھ کو بھی حمد و شیطانی نہیں عطا
ہوا پس اس سبب سے میں ایرانی ہوں یہ واقعہ ہو سختگان نے کل حالات صاحبقران اول اور
ثانی کے اور یہ بھی حال جو کہ میرے ذہنی طرف بھیجے ہوئے ہیں جبکی زرہ میں زمر درج ہوا ہو اور جو بائیں طرف ہیں
جبکی یاقوت کی جڑا زرہ ہو یہ تو راج بن ایرج کے فرزند ہیں جو کہ زمر دثانی کے شریک رہے
راوی نے بیان کیا ہے کہ سختگان نے جو حالات نوشیروان نامہ و ہرنو نامہ و بالابا ختر و لو کہ
باختر و صندلی نامہ و ہوشربا و تو راج نامہ و لعل نامہ میں تحریر ہیں سب مختصر طور سے بیان کیے اور
کہا کہ سب کتابیں ملاحظہ فرمائیے اب طومار شاہ وغیرہ کو سب حالات معلوم ہوئے اور کہا کہ خدا پرست
بہت سرکش اور مغرور ہیں خیر دیکھا جائیگا ان سب کو ہمارے خداوند ایک پل میں غارت کر دینے کے سختگان
نے کہا کہ یہ جو آپ نے دریافت کیا کہ تھنے بطریق آفتاب پرستان کیوں سلام کیا اسکا سبب یہ ہو کہ میں نے
جو دیکھا اور خیال کیا تو خداوند آفتاب کی بہت بڑی قدرت دیکھی بس ثابت ہو گیا کہ یہ خدا ہے برحق میں
اور سب باطل تھے کیونکہ میں عرض کر چکا ہوں کہ زمانہ خداوند لقا میں بھی ایرج نے آفتاب پرستی
کو رواج دیا بہت بہت کراستیں ظاہر ہوئیں تھین لقا نے بھی ایرج کی اطاعت کی تھی بس یہ مذہب
قدیم ہو کسی مصلحت سے خداوند نے اپنے کو پوشیدہ کیا ہوگا اب پھر ظہور کیا اپنے نور سے عالم کو مہر کیا گوہر
اپنا اجمال سب کو صبح سے شام تک دکھاتے تھے مگر یہ نہیں ظاہر فرماتے تھے کہ ہماری پرستش کرو نہ ابھی
یہ امر ظاہر کیا پس جب یہ امر تو میں نے خیال کیا کہ کیوں گرا ہی میں رہوں بس اسی طریقہ سے سلام کیا
طومار شاہ وغیرہ بہت خوش ہوئے اور کہا کہ ان لوگوں میں تم بہت عقلمند ہو خداوند تم سے بہت خوش
ہوئے اگر تم ایسی باتیں خداوند کے روبرو کرو گے سختگان نے کہا کہ امیر بادشاہ آپ مجھ کو خداوند کی خدمت
میں بھیجیے کیونکہ اب مجھ کو خداوند کی دوری ناگوار ہو انکی خدمت میں حاضر ہونے کا بہت اشتیاق ہے یہاں
تھرنا بہت شاق ہے طومار شاہ نے یہ سب حکم دیا کہ ہماری سواری طیار ہو ہم سختگان و زرار رنگ کو لیکر
خدمت خداوند میں جائیں گے یہ حکم دینا تھا کہ سب سامان سواری در دولت پر حاضر کیا گیا بس طومار
شاہ و سرشار شاہ مع قیصور و حسام و شہرنگ و دیگر سرداران نامی کے چلے پر آمادہ ہوئے کہ آکر

چو بدار نے عرض کیا کہ سواری در دولت پر موجود ہے بموجب حکم حضور یہ سننا تھا کہ طومار شاہ و سرشار شاہ مع اپنے سرداروں و سختگان کے تخت پر سے اٹھ کر بیرون بارگاہ آئے دو دن بادشاہ تخت پر سوار ہوئے سختگان اپنے چھری پر اور سب سردار مرکبوں پر سختگان نے اپنا چہرہ برابر تخت کے لگا لیا وہ جو لاکھ سوار مسلح و مکمل دربار گاہ پر حاضر تھے وہ بھی ہمراہ ہوئے اور تیس ہزار جو سختگان کے ہمراہ آئے تھے بس طومار شاہ یہاں سے روانہ ہوا جلوس سواری آگے آگے مگر ماہی مراتب نہ تھا اور سب جلوس تھا یہ تو یہاں سے چلا وہاں پر جیس نے لشکر دربار کیا سب اہل دربار لہا سہاے نفیس سے آراستہ بیس لاکھ سپاہ زیر قلعہ صفت بستہ تلائی خود سرداروں پر بادارین شہر کی قلعہ کی پیراستہ اہل شہر پوشاک عمدہ سے مزین دوکانین آراستہ جب دربار آراستہ ہو چکا اسوقت حجاب قدرت کے اندر سے صدا آئی کہ اے زندگان من آگاہ ہو کہ وزیر ارزننگ یہاں آتا ہے بس سب اپنے فریہ سے ہوجاؤ طومار شاہ اُسے لے کر چل چکا ہے چند سردار جائیں اور در قلعہ پر کھڑے ہوں اُسکے ہمراہ تیس ہزار کا لشکر ہو اسکو بیرون شہر روکین اندر نہ آنے دین صرف سختگان واسلم و دلیم و قمر باسپ کو لائین مع چند ملازمون کے اور ہمارے بندگان خاص طومار شاہ و سرشار شاہ اور سرداروں کو اور ہمارے لشکر کو بھی بیرون قلعہ صفت بندی کا حکم دین جہاں یہ بیس لاکھ صفت باندھے ہوئے کھڑے ہوں اور لشکر ارزننگ ایک طرف کھڑا ہوا اور جب سختگان قلعہ میں آئے اور قلعہ کی سیر کر کے دربار میں آئے تو صرف سختگان کو حجاب قدرت کے قریب طلب کیا جائے اور اُسکے سردار ہمارے سرداروں کے صفت میں بٹھائے جائیں ملازم ملازمون کے درجہ میں انکی کوئی ضرورت یہاں آنے کی نہیں ہے جو کچھ گفتگو ہوگی سب سماعت کر لین گے اور یہ مکان ایسا ہو کہ بالا سے نیچے کا حال ظاہر ہوتا ہو اور بائیں سے بالا کا حال بس کیا ضرورت ہے اور کوئی سردار معزز نہ جائے کیونکہ وہ کوئی نامی آدمی نہیں ہو گا کہ یہ ارزننگ کا وزیر ہو مگر لقا کے شیطان کا پوتا ہو اور یہ ارزننگ کوئی بادشاہ جلیل سے نہیں ہے اُسکے وزیر کے استقبال کے لیے سردار جائیں یہ صرف لشکر کے بند و بست کے لیے کہ میں نے طومار شاہ کو اس امر سے آگاہ نہ کیا تھا کیا ضرورت ہے کہ لشکر غیر قلعہ میں آئے بس جب یہ حکم اندر سے حجاب کے جاری ہوا خو خوار شاہ نے سرداروں کو دیار آدمی نے بیان کیا ہے کہ چند سردار کم مرتبہ کے یکجا کر اپنے مقام سے اٹھ کر بیرون گنبد آئے مگر وہ بھی سرداران ارزننگ سے معزز تھے اور اعلیٰ درجہ کے لباس سے آراستہ تھے اور در قلعہ پر آکر کرسیوں پر بیٹھ گئے کرسیاں مرصع کا رتھین یہاں تو یہ بند و بست ہوا ادھر بر جیس نے حکم دیا کہ ایک چوکی چوبی برائے سختگان رو برو حجاب قدرت کے بچھائی جائے اسوقت چوکی پہونچا دی گئی یہاں تو یہ سب سامان ہو رہا ہوا ادھر طومار شاہ اُسی جاہ و چشم سے سختگان کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے داخل شہر ہوا تمام شہر میں ایک شور و غل ہو کہ ارزننگ کا وزیر آتا ہے اہل شہر اسے تماشہ جنگ مکان سر راہ ہیں اپنے دروازوں پر کرسیاں بچھائے ہوئے اپنے دوستوں سمیت بیٹھے ہیں اپنے مکان کے کمروں پر طوائفان شہر بنا دیے ہوئے کمروں پر بیٹھی ہیں اُنکے بھی مکروں پر اہل شہر کا مجمع ہے کچھ لوگ دوکانوں پر بیٹھے ہوئے ہیں لاکھوں آدمی شہر میں ہیں یہ غافلہ جو ملکہ ثریا کے سینہ میں سے نسا تریا خواصون سے دریافت کیا کہ آج شہر میں غل کیسا ہو اُس دن وہ باغ کی سیر کو نہیں گئی تھی اُنھوں نے عرض کیا کہ کیا عرض کرین کہ مہل بات ہو اُسے کہا کہ بیان تو کرو انھوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ کوئی شخص ارزننگ مواموٹ می کاٹا ہو وہ آپکی تصویر کو دیکھ کر آپ پر عاشق ہوا اور اُس نے ناسخداوند کو خرید کیا ہے

کہ ملکہ کا عقد میرے ہمراہ کر دیجیے کیونکہ میں بھی خدا زادہ ہوں ملکہ نے کہا کہ وہ کیونکر خدا زادہ ہو انھوں نے عرض کیا کہ کوئی خداوند لقا تھا گو اسکو خداوند نے اپنا نائب کہا تھا اُسے دنیا پر اگر دعویٰ کیا کر میں خدا ہوں جب وہ مر گیا تو اسکا فرزند مرد ثانی تھا اُسے دعویٰ کیا جب وہ مر گیا تو اسکے فرزند از رنگ نے دعویٰ کیا اس طور سے خدا زادہ ہو مگر یہ سب مرتد اور باطل خدا تھے بس جب یہاں سے جواب صاف گیا تو وہ لشکر لے کر مقابلہ کو آیا بہت سے مقابلہ ہوئے آخر کو وہ عاجز ہوا ہر مرتبہ لشکر خداوند شکست کھائی اب اُسے عاجز ہو کر درخواست صلح کی کی بس اسکا وزیر واسطے گفتگو کے آتا ہے یہ سننا تھا کہ ملکہ آگ ہو گئی اور کہنے لگی کہ وہ کون حرام زادہ ہو جو مجھے عاشق ہوا اگر مجھکو پہلے سے معلوم ہوتا تو میں خود جا کر اسکو قتل کرتی تھے مجھکو خبر بھی نہ کی خیر اب ذرا چل کر اس نطفہ حرام وزیر کی صورت تو دیکھوں کہ کیا صورت ہو اور میں ایسی خوبصورت ہوں کہ میرے اوپر لوگ عاشق ہونے لگے مجھے تو بد صورت زیادہ کوئی عورت نہو گی بس راوی نے بیان کیا ہو کہ ملکہ بھی مع اپنی خواصوں کے اپنے محل کے بالا خانے پر اگر متمکن ہو میں موتیوں کی چٹینیں پڑ گئیں اور اہل شہر کی بھی عورتیں اپنے اپنے مکان پر چٹینیں ڈالے ہوئے کھڑی تماشہ دیکھ رہی تھیں یہاں تو یہ حال ہو اُدھر جب طومار شاہ لشکر کو طر کر کے حد لشکر سے باہر ہوا سخنگان و دلیلم واسلم و قریاسپ و اہل لشکر از رنگ نے دیکھا کہ ایک پختہ شترک بنی ہوئی ہو اور دونوں طرف شترک کے سرکاری ہو اور سبزہ لگا ہوا اور باغ آراستہ ہیں مقام بہت پر فضا ہو یہ دیکھتے ہوئے چلے آئے ہیں کہ دور سے شہر چاہ کی دیوار اور پھاٹک نظر آیا ان سب نے دیکھا کہ وہ دیوار مثل آئینہ کے چمک رہی ہو اور پھاٹک بھی اُدھر پھاٹک کے ایک آفتاب بہت بڑا لگا ہوا ہو کہ وہ خود سے رہا ہو جب یہ سب قریب دیوار پہنچے تو دیکھا کہ دیوار گنگا جمنی ہو اور ایسی صیقل کی گئی ہو کہ مثل آئینہ کے معلوم ہوتی ہو اندر پھاٹک کے پٹا طلائی ہیں اور دونوں طرف دو دوسرے درہ ہیں انہیں لوگ بیٹھے ہیں سواروں کا پہرہ جو نئی وردیان کار جو بی تھون میں خود تقری سرور پر میں مرکبان ترکی ساز و براق سے درست کھڑے ہوئے ہیں قریب کوئی پانسو کے انکا پہرہ ہو پھاٹک پر جب انھوں نے سواری طومار شاہ کی آتے ہوئے دیکھی سب صفت باندھ کر کھڑے ہوئے اور سلام کیا جیسے سخنگان وغیرہ نے اندر پھاٹک کے قدم رکھا ایک مرتبہ خود بخود صدائی کہ جو خداوند بر حبس کی بس سواری مع لشکر کے داخل شہر ہوئی سخنگان نے شہر کو آباد و رعایہ دل شاد ہر ایک لگی و کوچہ کو صاف و شفاف اور آئینہ بند پایا ہر مقام پر جو چوڑی بازار دیکھی شہر کو کسی مقام پر ویران نہ پایا عمارت عمدہ و نفیس نہایت بلند ہر مقام پر کٹورہ کھنک رہا ہو گرم بازاری ہو رہی ہو اہل شہر کا ہر مقام پر جمع ہوتا جو ہر ہی اپنی اپنی دوکانوں پر بیٹھے ہوئے ہیں محل ہوا کہ وزیر از رنگ کی سواری آئی سخنگان نے دیکھا کہ ہر مقام پر اہل شہر کا جمع ہو اور اگر جو ہر ہی بادلوں و دونوں طرف جہری بیٹھے ہوئے ہیں اسی طور سے ہر بازار کو خیال فرمایا جیسے بادلوں کے نشان اور رہے ہیں اُنہر تصویر آفتاب کی بنی ہوئی ہو دلال بولی بول رہے ہیں خرید و فروخت جاری ہو طوائفان شہر کمر و ن پر بیٹھی ہوئی ہر مقام پر چین لگے ہوئے ہیں نہر میں جاری ہیں سوار و پیدل پھر رہے ہیں مگر سب نفیس لباس سے آراستہ ہیں یہ معلوم ہوتا ہو کہ گویا یوم عید ہو آپس میں ہنس بول رہے ہیں سخنگان کی جو صورت دیکھی اور خجری پر سوار تو باہم اشارے ہوئے لگے اور کہنے لگے کہ وہ کیا صورت ہو کوئی بن مانس یا جانور ہو ہنسنے تو آج تک اس شکل کا انسان نہیں دیکھا سخنگان نے جو دیکھا تو اس شہر کے زن و مرد کو خوبصورت اور حبس پایا گویا حسن ان سب کے حصہ میں تھا وہ شہر غیرت وہ

لندن و چین تھا ہر زن و مرد سختگان کو دیکھ کر ہنستا تھا اور کہتا تھا کہ خداوند ایسی صورت تو کبھی خواب میں بھی نہ دیکھی تھی یہاں تک کہ طومار شاہ سختگان کو لے کر قریب قلعہ پہنچا سختگان نے قلعہ کو جو دیکھا تو بہت بلند تھا سر بفلک کشیدہ اسکی ہر دیوار پر الماس کاری کی ہوئی روزانہ بنے ہوئے در قلعہ نہایت بلند اور وسیع تھا اسپر آفتاب جو ہناتا تھا وہ خود سے رہا تھا اسی آفتاب کی روشنی بارہ کوس تک جاتی تھی یہاں تک زمر و سبز کا تھا آسمین یا قوت کی کیلیں تھیں سختگان وغیرہ نے اور لشکر از رنگ نے دیکھا کہ ایک لشکر کثیر ویر قلعہ صفت بستہ ہو مگر سب کے سروں پر خود طلائی بہن در دیاں نفیس بہن بس یہ دیکھتے ہوئے آگے بڑھے کہ جیسے ہی قریب در قلعہ پہنچے کہ وہ سردار اپنے مرکبوں پر سوار ہو کر طومار شاہ کے پاس آئے سلام کیا اور کہا کہ حکم خداوندی ہو کہ تم اپنے لشکر کو بھی اور لشکر از رنگ کو بھی بیرون قلعہ رہنے دو قلعہ میں لانے کی کوئی ضرورت نہیں ہو صرف تم اور تمہارے سردار اور سختگان اور اس کے سردار اور چند ملازم بس یہ جو انھوں نے کہا اور حکم سے خداوند کے آگاہ کیا طومار شاہ نے حکم دیا اپنے لشکر کو کہ تم اس لشکر میں چلے جاؤ جو کہ صفت آرا ہو بس وہ لشکر الگ ہو گیا اور اس لشکر میں صفت باندھ کر شامل ہو گیا طومار شاہ نے سختگان سے کہا کہ آپ بھی اپنے لشکر کو حکم دیں کہ وہ بھی صفت بستہ ہو کیونکہ اندر قلعہ کے جائیگا حکم نہیں ہو سختگان نے ناچار ہو کر حکم دیا لشکر ایک طرف صفت باندھ کر کھڑا ہو گیا بس سختگان و اسلم و دایلم و قرما سب و چند خدمتگار رہ گئے اسی طور سے طومار شاہ و سرشار شاہ و حشام و شیرنگ تصویر دو گیر سرداران نامی اور چند ملازم رہے سختگان نے دیکھا کہ در قلعہ پر ایک تختہ طلائی لگا ہوا ہے اسپر بخت جلی زمر سے لکھا ہو کہ این قلعہ آفتاب ناما مسکن خداوند بر جیس اور لقا و زمر دثانی و از رنگ کی خدمت تحریر ہو بہت بڑا علم در قلعہ پر نصب ہو ایک ہزار سواروں کا پہرہ ہو اسی طور سے ہر مقام پر تھا اور ہر مقام پر آفتاب کی تصویر بنی ہوئی تھی جب سے شہر میں آئے ہیں کوئی مقام اس سے خالی نہ تھا اور ہر مقام پر خدمت لقا وغیرہ کی تحریر تھی اور صفت یہ تھی کہ خواہ لشکر ہی ہو خواہ رما یا خواہ دوسرے شہر کا باشندہ خواہ مسافر سب کے سینوں پر تصویر آفتاب کی لگی ہوئی تھی گرد اس کے تعریف تحریر تھی بس سختگان مع اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ طومار شاہ کے داخل قلعہ ہوا سختگان وغیرہ نے قلعہ کو شہر سے زیادہ تر آباد پایا یہاں کے باشندوں کو شہر کے باشندوں سے زیادہ خوبصورت دیکھا اور یہاں کی کل عمارت طلائی پائی اور ہر مقام پر چین دیکھے کہ طلائی بہن نقرئی زمر دی یا قوتی اور ایک آسمان دیکھا کہ وہ بالائے قلعہ محیط ہو اور ایسا صاف و شفاف ہو کہ اسپر جو عمارت بنی ہوئی ہو سب نظر آتی ہو اور سب باشندے اس آسمان کے معلوم ہوتے ہیں مگر بہت خوبصورت ہیں کہ ان کے رخوں پر نگاہ نہیں ٹھہر سکتی ہو اس آسمان بھی چین بندی کی ہوئی ہو اور ہر وقت بارش گل ہو رہی ہو صدائے رقص و نغمہ آرہی ہو مگر کوئی معلوم نہیں ہوتا ہو طومار شاہ سختگان کو سیر کرانا ہوا اور ہر مقام کو بتاتا ہوا کہ یہ خانہ عیش ہو اور سب ان کے حال سے آگاہ کرتا ہوا اور یہ بتاتا ہوا کہ یہ خانہ رزق ہو چلا آتا ہو اسی طور سے شہر کے بھی کل حالات سے آگاہ کرتا تھا کہ یہ فلان کی عمارت ہو اور یہ فلان کی عمارت ہو ہر مقام پر پہرہ چوکی بیٹھا ہو بس اسی طور سے طومار شاہ سب حالات سے آگاہ کرتا ہوا اور گنبد پر کیا کہ جہاں خداوند بر جیس خدائی کرتا تھا سختگان نے یہاں سب سے زیادہ سامان پایا حاجب و دربان یسادل و چوہا و پیدل و سوار لاکھوں تھے سب نفیس پوش تھے قلعہ میں ہر مقام پر آفتاب بنا ہوا تھا در گنبد پر بھی آفتاب بہت بڑا لگا ہوا تھا اور نشان اس کے بھی روشن ہوتا تھا تھے اور اسی طور سے یہاں بھی تختہ لگا ہوا تھا اور وہی الفاظ تحریر تھے اور وہ گنبد ایک ڈھال بشب سبز کا

تھا بس طومار شاہ تخت پر سے اتر کر قریب در آیا اور سب نے مسجدہ کیا علاوہ سختگان و اسلام و
 و یلم و قرما سب کے جب مسجدہ کر چکے آستان کو بوسہ دیا سر اٹھایا اور سختگان سے کہا کہ آجے یا خداوند
 بر جلیس کھرا اندر داخل ہوئے کسی نے نہ روکا کیونکہ طومار شاہ ہمراہ تھا اب سختگان نے دیکھا کہ ایک
 بہت بڑا جلو خانہ ہو سب سامان سے آراستہ ہو اور دونوں طرف غلامان زرین کر کھڑے ہوئے ہین اور
 فرش محل سبز کا کیا ہوا ہو کہ سپر طلائی کام ہو جب وہ جلو خانہ تمام ہوا دوسرے جلو خانہ میں آئے اُسکو اس سے
 دیا وہ آراستہ پایا یہاں زیادہ غلام تھے یہاں بھی کار چوبی فرش تھا اسی طور سے پانچ جلو خانہ تمام ہوئے
 چھٹے جلو خانہ میں آئے یہاں کی زمین تقریبی تھی اور اُسپر یا قوت و مرد کی پچیکا ری کی ہوئی تھی ساتویں
 جلو خانہ میں طلائی زمین تھی زمر و الماس کی پچیکا ری تھی آٹھویں جلو خانہ کی زمین یا قوت کی تھی اُسپر بھی
 زمر و الماس کی پچیکا ری تھی نویں جلو خانہ کی زمین زمر کی تھی اُسپر یا قوت و الماس کی پچیکا ری تھی جب
 سب جلو خانہ تمام ہوئے یہ خیال رہا کہ ایک جلو خانہ سے دوسرے جلو خانہ میں زیادہ تر سامان تھا
 سختگان وغیرہ کو غیرت پر حیرت ہوتی جاتی ہو جب سے داخل شہر ہوا ہو بہت حیران ہو کہ یہ نئے مقام میں
 یہاں سب عجاہبات ہین بھلا کون ایسے لوگوں سے مقابلہ کر سکتا ہو کہ جہاں یہ سامان ہو دراصل یہی خدائی
 کے معنی ہین اور یہ سامان ہو تو خدائی کو جاتی ہو سب کو زیر کر کے لشکر جمع کر لیا خدائی کرنے لگے خدائی کے
 لیے یہ سامان درکار ہین یہ سامان دیکھ کر ہر ایک کہہ سکتا ہو کہ یہ خدا ہی ایسی خدائی تو لقمانے بھی نہیں کی
 گواہ تھا رہ نہزار ملک زیر ملکین تھے کروڑوں روپیہ تھا جو چاہتا سو کرتا مگر کیا کر سکتا تھا ایسے ایسے خیال
 کرتا ہوا سیر کرتا ہوا حیرت سے دیکھتا ہوا چلا آتا تھا بس جب جلو خانہ ختم ہوئے اُس مقام پر سب سے
 زیادہ بندوبست پایا ایک پردہ پڑا تھا طومار شاہ نے قریب پردہ پہنچ کر کہا کہ اجازت ہو میں آؤں
 مع سختگان کے یہ کہنا تھا کہ پردہ خود بخود بلند ہو گیا کوئی بند کرنے والا نظر نہ آیا ان سب کو سوا سے طومار
 شاہ وغیرہ کے حیرت ہوئی اب جو پردہ اٹھا دیکھا کہ ایک زینہ بھی زمر کا ہو اور گردن کے طلائی کام کیا ہوا
 ہو بس طومار شاہ آگے آگے چلا عقب میں ہر سکے سب کوئی پندرہ زینہ ملے ہوئے کہ ایک دروازہ
 زمر دی نظر آیا اُسپر پردہ پڑا ہوا تھا اور وہاں بھی پہرہ تھا مگر وہ شب جو کہ پہرے پر تھے خاموش کھڑے تھے
 اور ایک طلائی ذخیرہ لٹک رہی تھی اُسہیں ایک گھنٹہ آویزاں تھا طومار شاہ نے آگے بڑھ کر وہ گھنٹہ ہلایا
 آواز آئی کہ برابر چلے آؤ تمہارے آئینے اجازت ہو اس صدا کا آنا تھا کہ خود بخود پردہ چرخی پر کھنچ گیا اب طومار
 شاہ اندر چلا جب جلو خانہ تمام ہوا اُسکے عقب میں یہ سب تھے سختگان نے دیکھا وہ ایک بہت وسیع
 درجہ ہر شب سبز کا اُسہیں فرش محل کا کیا ہوا ہو بس جو درجہ لوگوں سے ملو ہر گھر سب کی وضع خدا رکھاروں
 کی سی ہو سب دست بستہ صفت بھفت کھڑے ہین طومار شاہ کو سب نے سلام کیا طومار شاہ سلام
 دیتا ہوا برابر چلا گیا اُسکے بعد ملازم تھے وہ طریقہ سے واقف تھے اُس درجہ میں ایک طرف صفت بانگ
 کھڑے ہوئے سختگان کے ملازموں نے قصد جانے کا کیا جو کہ وہاں پہرے پر تھا اُسنے کہا کہ تم لوگ
 اسی مقام پر ٹھہرو اپنے مالک کو جانے دو تمہارے جانے کا حکم نہیں ہو یہاں کبھی طریقہ ہو کہ ملازم اسی
 مقام پر رہتے ہین وہ ناچار ہو کر ٹھہر گئے طومار شاہ وغیرہ اُس درجہ کو تمام کر کے ایک دروازے پر
 پہنچا وہاں بھی پہرہ تھا اور پردہ پڑا ہوا تھا یہ جا کر کھڑا ہوا اور کہا کہ میں حاضر ہوں پردہ خود بخود بلند
 ہو گیا سختگان وغیرہ نے دیکھا کہ نہ یہی اُسپر روانہ ہوئے اُسی طور سے بعد زینے کے پھر دروازہ ملا
 اور پھر نہ تھا اور پردہ پڑا تھا اور گھنٹہ لٹکتا تھا ذخیرہ کو حرکت دی پردہ اٹھ گیا طومار شاہ اندر آیا اس جلو خانہ

کے بعد درجہ ملائیشب انگوری کا وہاں سختگان نے دیکھا کہ ہزاروں چوہا رہیں مگر سب مودب استاد
ہیں سب نے سلام کیا طومار شاہ کے چوہا اس درجہ میں حسب قاعدہ کھڑے ہو گئے اور ایک نے
سختگان کے ہمراہ جو چوہا تھے اُسے کہا کہ تم بھی اسی مقام پر رہو تمکو جانے کا آگے حکم نہیں ہو وہ بھی
ٹھہر گئے اسی طور سے تیسرا زینہ ملا اور اسی طریقہ سے جو کہ پہلے اور دوسرے گذر تھا گذر تیسرے درجہ میں
میں پہنچے یہ در فرائی تھا یہاں یسا دل کھڑے تھے اسکے ہمراہ کے بھی یسا دل وہیں ٹھہر گئے یہ لوگ
چوتھا زینہ تمام کر کے اسی طریقہ سے چوتھے درجہ میں پہنچے یہاں سب مصاحب سرداروں کے تھے
طومار شاہ وغیرہ کے مصاحب اسی مقام پر رہے سختگان وغیرہ کے ہمراہ جو مصاحب تھے وہ پانچویں زینہ
کو طوکر کے پانچویں درجہ میں پہنچے یہاں سامان یکیشی تھا یہاں کی زمین طلائی تھی بس اس درجہ کو تمام
کر کے اور چھ زینوں کو طوکر کے چھٹے درجہ میں پہنچے یہاں سامان عشرت ہر قسم کا موجود تھا سازندہ سے
موجود تھے ہر قسم کا سازیلے ہوئے یہ سب ساتویں درجہ میں اسی طریقہ سے یہ خیال رہے کہ اسی طور سے
ہر دروازے پر پہرہ تھا اور پردہ تھا اس درجے کی زمین سنگ مرمر کی تھی گز بہت نفیس یہاں مطربان
خوش گلو خوش آواز و حسین و صاحب جمال انہیں ہر ایک زہرہ خصال مشتری مثال تھی مگر سر جھکائے
ہوئے خاموش ادب سے بیٹھی ہوئی تھیں ہر ایک دریاے عجب اہر میں ادسرتا پا غرق تھی اور یہ بھی خیال
رہے کہ سختگان نے ہر درجہ میں آفتاب دیکھا کہ لگا ہوا ہو اسکی روشنی پھیلی ہوئی ہو بس اسی طریقہ سے یہ
آٹھویں درجہ میں پہنچے یہاں آکر دیکھا کہ ہزاروں مٹھی و دبیر و صاحبان دفتر بیٹھے ہوئے ہیں قلمدان
آگے رکھے ہوئے ہیں طلائی میز پر یہ درجہ پھر اچ زرد کا تھا اس درجہ کو طوکر کے نوین درجہ میں
پہنچے یہاں دیکھا کہ انسران سپاہ مگر کم مرتبہ کر سیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں سر جھکائے ہوئے سپہرین طلوالین
سائنے رکھی ہیں یہاں سختگان نے طومار شاہ سے پوچھا کہ یہ لوگ فوج کے انسر ہیں طومار شاہ نے جواب
دیا کہ نہیں بلکہ یہ لوگ کوتوالی کے ملازم ہیں جو پیادے کوتوالی میں نوکر ہیں اور جو سپاہی اور سوار
پہرے والے ہیں ان کے انسر ہیں یہاں سے آگے چلے دسویں درجہ میں پہنچے وہاں بھی صاحبان سپہر و
شمشیر کو سختگان نے کر سیوں پر بیٹھے ہوئے دیکھا اور یہ درجہ عقیق سرخ کا تھا طومار شاہ سے جو دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ اس میں پیادوں و سواروں کے جمعداروں کی شہادت ہو یہ انکا درجہ ہو ہزاروں آدمی تھے
اسی درجہ کو اور زینہ کو طوکر کے گیارہویں درجہ میں پہنچے وہ درجہ عقیق زرد کا تھا دریافت کرنے سے
ثابت ہوا کہ یہاں نو مند اسواروں و پیدلوں کے ہیں وہ بھی ہزاروں تھے یہاں سر اٹھا کر جو سختگان
نے دیکھا تو جس قدر درجے باقی تھے سب کا حال معلوم ہوا کہ ہزاروں آدمی ہر درجہ میں ہیں اور سب کے
ادھر جو درجہ ہو وہاں ایک پردہ پڑا ہو اسکے برابر کر سیوں پر دو بادشاہ سرنگے بیٹھے ہوئے ہیں اور کوئی
نہیں اب زمین کیطرت جو دیکھا تو فرش نخل کترہ تھا مگر جو درجے آٹھویں نے ختم کیے تھے سب نظر آتے تھے دلیلم وغیرہ
دیکھ کر حیران ہوئے طومار شاہ سے دریافت کیا اسنے جواب دیا کہ یہ قدرت خداوندی ہو کہ بالاولیٰ
پائین والوں کو دیکھ سکتے ہیں و پائین والے بالاولوں کو اور اسی طور سے ہر درجہ والے ہر درجہ والوں کو
سختگان وغیرہ کو جہت ہوئی گیارہویں درجہ کو طوکر کے بارہویں درجہ میں پہنچے وہاں دیکھا کہ وہ درجہ
عقیق سبز کا ہو وہاں بھی صاحبان لشکر موجود ہیں یہ معلوم ہوتا ہو کہ رسالہ دہر میں کل لشکر کے جو کہ اسی
لاکھ سے کم نہیں ہو تیرہویں درجہ میں پہنچے یہ درجہ عقیق سفید کا تھا یہاں بھی لوگ تھے صاحبان سپاہ
سے سختگان نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ جو خاص سپاہ جو خداوند نے دی کی یہ اسکے جمعدار ہیں

چہ دھوین درجہ میں پہنچے یہ درجہ کچھ راج سفید کا تھا یہاں بھی لوگ بہت عمدہ پوشاک سے آراستہ
 و پیراستہ تھے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ لوگ تو مندار ہیں لشکر خاص خداوند کے پندرہویں
 درجہ میں جب پہنچے اسکو زبرد کا دیکھا اور وہاں بھی اسی طریقے کے لوگ تھے معلوم ہوا کہ یہ اسی لشکر
 خاص کے رسالہ دار ہیں سو لہو میں درجہ میں جب گئے اسکو مر جان سرخ کا پایا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا
 کہ یہاں دو لڑائی لشکر دن کے کم مرتبہ کے سردار ہیں سترہویں درجہ میں جب گئے وہ درجہ نیل کا تھا اسکی
 بھی ہزار دن آدمی تھے دریافت سے معلوم ہوا کہ اس درجہ میں سرداران ہر دو لشکر خاص و عام کے
 اعلیٰ درجہ کے سردار ہیں راوی نے بیان کیا ہے کہ بس ان لوگوں کے ہمراہ جس مرتبہ کا آدمی تھا اسی مرتبہ
 کے درجہ میں رہ گیا اٹھارہویں درجہ میں جب پہنچے تو سختگان نے دیکھا کہ میرے ہمراہ تو دلیلم واسلم
 و قرماسپ ہیں اور طومار شاہ کے ہمراہ سرشار شاہ و قیصور و حسام و شہرنگ اور جو اس مرتبہ کا
 سردار تھا وہ ہر باقی سب اسے اپنے درجہ میں لئے سختگان نے نیچے کی طرف جو دیکھا تو ہر درجہ میں اپنے سرداروں
 و طومار شاہ کے سرداروں کو پایا اور سب کے نیچے کے درجہ میں دفتری ملازمان ہیں اپنے ملازموں کو
 دیکھا کہ وہ لوگ پائین سے یہاں کی سیر کر رہے ہیں اسکو بڑی حیرت ہوئی بس یہ درجہ فیروزے کا تھا یہاں سب
 فیروزہ پوش تھے اور اسی طور سے جس درجہ کا جو رنگ تھا اسی رنگ کا لباس وہاں کے پہنے والوں کا تھا
 اگر کوئی اور رنگ کا لباس پہن کر آیا اسکا بھی لباس جب اس درجہ میں پہنچا وہاں پہاڑی ہو گیا یہ مقام زیادہ
 حیرت کا تھا کہ لباس کا رنگ کیونکر تبدیل ہو جاتا تھا بس اب جو سختگان نے ان سب کو دیکھا پوچھا کہ
 یہاں کون لوگ ہیں طومار شاہ نے جواب دیا کہ یہاں وزیران مملکت و سپہ سالاران لشکر و مصاحبان
 خداوند و مشیران سلطنت ہیں سختگان نے کہا کہ اسقدر وزیر جواب دیا کہ خداوند کے وزیر ہیں اور
 چو بادشاہ دیگر ملکوں کے خداوند پر ایمان لے کر آئے ہیں ان کے وزیر ہیں اور ان کے سپہ سالار و سفیر دیگر اتالیق ہیں اور
 سوداگوں میں بس اس مقام پر قیصور و حسام و شہرنگ رہ گئے ان کے دنگل آراستہ تھے انھوں نے
 دلیلم و قرماسپ وغیرہ سے کہا کہ اب آگے آپکے بھی جانے کی اجازت نہیں ہو آپ بھی یہاں تشریف
 رکھیے یہ لوگ ٹھہر گئے خود بخود تین کرسیاں آکر آراستہ کی گئیں یہ خیال رہے کہ سب درجون میں جہاں سے
 کرسیاں و دنگل شروع ہوئے ہیں سب مرصع ہیں اور طلائی ہیں بس انیسویں درجہ میں سختگان اور
 طومار شاہ و سرشار شاہ یہ تین آدمی پہنچے یہ درجہ یا قوت کا تھا یہاں سب یا قوت پوش تھے بس
 یہ دیکھ کر سختگان نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں جواب دیا کہ یہ سب عزیزان خداوند ہیں بس وہاں سے
 بیسیویں درجہ میں آئے یہ درجہ پھوڑمرد کا تھا جیسے درجہ اول تھا یہاں سب سبز پوش تھے سرور پر تاج
 تھے ہم ٹھہرے ہوئے تھے ان کے طریقے سے سختگان کو معلوم ہوا کہ یہ سب بادشاہ ہیں مگر دریافت کرنے سے
 ثابت ہوا کہ یہ اور ملکوں کے بادشاہ ہیں بس طومار شاہ و سرشار شاہ اسی درجہ میں رہ گئے اور کہا کہ
 آپ آگے تشریف لیجائیں ایک دروازہ ملیگا اسپر ہرہ ہوگا اسپر جا کر یہ کیسے گا کہ میں وزیر اور رنگ
 حاضر ہوں وہاں پہرہ ستون قدرت کا ہے پردہ خود بخود اٹھ جائیگا آپ اور کسی سے کلام نہ کیجیے گا جب پردہ اٹھ
 جائے خاموش زمین پر چلے جائیے گا جب زمین تمام ہوگا پھر دروازہ پردہ ملیگا وہاں بھی پہرہ ستون قدرت
 و یہ قدرت کا ہوگا اور گھنٹہ لٹکا ہوگا آپ اسکو حرکت دیجیے گا پردہ اٹھ جائیگا آپ جلو خانہ کو ٹوکے کہ میرے
 دروازے پر پہنچے گا وہاں پہرہ ستون قدرت اول کا ہوگا وہ آپ سے دریافت کرے گی کہ تم کون ہو
 جو ان سب درجون کو ٹوکے آئے ہو آپ کیسے گا کہ میں وزیر اور رنگ ہوں بموجب طلب خداوند آیا

اطلاع فرمائیے پس زیادہ اور کچھ نہ کہے گا وہ یہ سنکے خاموش ہو جائیگا اور ایک مرتبہ گھٹہ ہلائیگا بس جب وہ کہے کہ جائیے اور پردہ اٹھئے اسوقت آپ مؤدب اور خوب طریقہ ادب سے جائیے گا کہ وہ مقام متبرک ہو سوا سے پیچہ رون کے اور کوئی نہیں جاسکتا ہو آپ کا بہت پاس کیا گیا ہو جو آپ کو اس مقام پر جانیکی اجازت ہوئی ورنہ کیا قدرت تھی سختگان نے کہا بہت خوب میں اسی طریقہ سے دینہ کوڑ کر کے جس طور سے طومار شاہ نے کہا تھا اور جلو خانہ کوڑ کر کے آخر کے دروازے پر پہونچا ان تینوں دروازوں پر بڑے بڑے قومی ہیکل اور بڑے بڑے طویل القامت پہلوان نظر آئے اول جہان سے انصران لشکر کے درجہ شروع ہوئے تھے اور پہلوانوں کے وہ سب زبردست تھے ایک درجہ میں دوسرے درجہ سے زیادہ قومی و طویل القامت تھے مگر یہ لوگ اُن سے بدرجہ اولیٰ قومی تھے راوی نے بیان کیا ہو کہ جس درجہ میں انصران کو توالی تھے اسی درجہ میں سب اسباب سیاست بھی تھا مثل جلا دان مرغ صولت و چشم کتان بہرام خصلت و دیگر قسم کا اسباب سیاست جدا ہزار دن تھکریان پڑیاں لیے ہوئے موجود تھے فرشتگان عذاب بھی تھے یہ سب طومار شاہ نے سختگان کو بتا دیا تھا یہ حقیر خدمت میں ناظرین میں عرض کرنا ہو کہ میں اس مقام کو بہت عمدگی اور ربط کے ساتھ تحریر کرتا مگر بسبب طول کے اختصار پر ختم کیا گو اگر تحریر کرتا تو بہت ہی عمدہ طریقہ ہوتا کیا کروں کہ ایک تو بابو صاحب کا حکم نہیں ہو کہ طول ہو بلکہ یہ حکم ہو کہ اسی جلد میں سب حالات ہوں کہ جس سبب سے میرا دل ولہ کم ہو گیا اور دوسرے آپ لوگوں کا خیال کہ آپ لوگ طول کو پسند نہیں فرماتے ہیں بس اگر اس مقام پر کسی قدر طول ہوا ہو تو اسکو معاف فرمائیے گا کہ بدون اسکے چارہ نہ تھا اگر میں درجہ جلاں نہ تحریر کرتا اور کسی مقام پر ذکر کرتا کہ فلاں درجے کے لوگ مقابلے کو نکلے اُنکے نام حکم ہوا یا سختگان کی ہمراہی ہر مقام تھرنے لگے تو یہ اعتراض ہوتا کہ یہ بیان نہیں کیا دوسرے میں عرض کر چکا تھا کہ گنبد کے اکیس درجہ ہیں بس ضرور ہوا کہ ہر درجہ کا حال تحریر ہو پس بطور مختصر تحریر کر دیا اس طول کو معاف فرمائیے گا کہ یہی عنایت سے بعید نہوگا بس جب سختگان اس مقام پر پہونچا اور اس پہلوان سے تقریر مذکورہ بالا ہوئی بس اُس نے وہ تقریر سنکے گھٹہ ہلایا اور گھٹہ ہلا کر پردے کے پاس کھڑا رہا کہ خود بخود پردہ اٹھا اُس نے اشارہ کیا سختگان کو کہ جاؤ بس سختگان مع پاپوش کے چلا اُس نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ یہ کیا ہے ادبی ہوا ایسے مقام متبرک پر تو جاتا ہو اور پاپوش پہنے ہوئے اسکو اتارنا جا سختگان نے پاپوش اتاری اُس نے ہاتھ چھوڑ دیا یہ اندر آیا وہاں جو پہونچا داغ اسکا مشک و عنبر کی خوشبو سے معطر ہو گیا دیکھا کہ چاروں طرف چمن جواہر کے لگے ہوئے ہیں انہیں پھول کھلے ہوئے ہیں اس سے خوشبو چلی آتی ہو لوئے ٹخنوں کے رکھے ہوئے انہیں عود و عنبر و مشک سلگ رہا ہو وہ عجب مقام فرحت افزا و راحت دہ ہو روح کو طاقت و قلب کو قوت دل کو فرحت حاصل ہوتی ہو وہ درجہ ایک ڈال الماس کا ہو ہر درو دیوار سے صدا سے نغمہ دسر و آری ہو طائران خوش رنگ جو دیواروں پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ چیمہ زنی کر رہے ہیں سب تعریف بر جلیس میں مصروف ہیں اسنے یہ سمان دیکھ کر طرف بالا کے دیکھا اسی آسمان کو جو کہ قلعہ پر محیط تھا محیط پایا طرف زمین کے دیکھا سب حال درجہ آخر تک کا معلوم ہو گیا قلعہ کی طرف خیال کر کے دیکھا تمام عمارت تمام اندر کے دیواروں کے اور سب سامان نظر سے شہر کی سمت کو خیال کر کے دیکھا تو جو دیکھا آیا تھا سب نظر آیا اب تو اسکو ایسی حیرت ہوئی کہ مثل آئینہ حیران و ششدر ہو کر رہ گیا سکتہ کی نسبت پہونچی خاموش کھڑا ہو اور دل میں کہہ رہا ہو کہ بیشک یہ کارخانہ خدائی کا ہو ضرور یہ خدا ہی قدرت کسی ساحر میں نہیں ہو کہ ایسے کام سحر سے لے

سوائے خدا کے یہ تو یہاں یہ خیال کر رہا ہو اور ایک امر میں نے نہیں بیان کیا پہلے اسکو عرض کر چکا تھا کہ ملکہ ثریا سے سہتاق بھی اس کے دیکھنے کو اپنے بالا خانہ پر تشریف لائی تھی اسکا حال نہیں خبر کیا پس اب عرض کرتا ہوں کہ جب اسکی سواری یعنی سختگان کی زیر قصر ملکہ پہنچی ملکہ نے جو سختگان کی صورت دیکھی اور دیکھ واسلم و قراسپ کی اپنی خواصوں سے کہا کہ ان مونڈی کاٹون کی کیسی صورت خراب ہو اور کیسے بد شکل ہیں یہ معلوم ہوتا ہو کہ کسی کے غلام ہیں یہ انسان ہیں یا حیوان خداوند کبھی خواب میں بھی ایسی صورت نہ دکھائیں یہ کہتی ہوئی اور از رنگ کو برا بھلا کہتی ہوئی اپنی خواصوں سے یہ تقریر کرتی ہوئی کہ جیسے یہ بد شکل لوگ ہیں ویسے ہی انکے بادشاہ بھی ہونگے بالا خانہ سے ایوان میں آئی خواصوں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ملکہ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کیا شکل تھی ایک ہمارے خداوند کے بندے ہیں کہ انہیں جو ہو وہ حور و پری سے حسین زیادہ ہو ملکہ نے جواب دیا کہ کیوں نہ ہوں بندہ خاص ہیں یہ تو مرد بندے ہیں خداوند انکو غارت کرین کہیں ایسا ہو کہ اپنی خداوند اپنا عذاب نازل کرین ملکہ تو اس مقام پر تقریر کر رہی تھی ان گنبد میں سختگان حیران ہش ہشہ کھڑے ہوئے کہ یکایک ایک آواز مہیب آئی کہ او سختگان کہاں آیا ہو اور کیا حیران کھڑا ہوا دیکھ رہا ہو یہ مقام ایسا نہیں ہو کہ تو یوں بے ادب کھڑا رہے مؤدب ہو جا اور جس کام کو آیا ہو اسکو بیان کر اور اپنے مقام کو جا یہاں زیادہ ٹھہرنے کا حکم نہیں ہو یہ جو سختگان نے سنا کانپ گیا جو کچھ حیرانی تھی سب نکل گئی اپنے حواس میں آیا ایک مرتبہ بہت جھک کر اور ہاتھ باندھ کر طرف اس پردہ کے جو کہ حائل تھا چلا وہاں خود بخوار شاہ و افریق شاہ کر سیوں پر بیٹھے ہوئے تھے اُسے پہونچکر اور بہت جھک کر سلام کیا پہلے پردے کی طرف پھر چاروں گوشوں کی طرف مگر اس طور سے کہ گویا گت ناچا سلام کر کے اُسے ایوان کی چو کھٹ یعنی آستان کو بوسہ دیا اور پیشانی اسپر ملی مگر یہ سلام جو کیا تو بطریق آفتاب پرستان کیا اور کھڑا ہو گیا سر جھکا کر اسنے دیکھا کہ اُس مقام پر ہزاروں آفتاب ہیں اور وہ پردہ جو ہو وہ کھڑی کھڑی رنگ بدل رہا ہو اور تمام ایوان میں محفل کاشانی سفید کا فرش کیا ہوا ہو اسپر کام دروڑی بنا ہوا ہو اسپرین جو اہرات لگا ہو موتی برابر بیضی مرغ کے ہیں وہ موتی خود بخود ٹوٹ جاتے ہیں اُسے خوشبو پیدا ہوتی ہو اور صد آئی ہو کہ یا خداوند آفتاب و نائب خداوند جلیس اور پھر برابر ہو جاتے ہیں ہر دیوار و در سے ہی صد آئی ہو یہ کھڑا ہو اسب کرشمہ اور تماشہ دیکھ رہا تھا کہ اندر سے حجاب کے صد آئی کہ ای خود بخوار شاہ پنہیں من سختگان سے کہو کہ وہ یہاں آئے اور اس چوکی پر جو کہ بھیجی ہوئی ہو بیٹھ جائے ہم اُس سے سوال کریں گے اور جو وہ کہے گا اسکا جواب دیں گے یہ سننے خود بخوار شاہ نے سختگان کی طرف دیکھا اور اشارہ کیا کہ حاضر ہو طلب کیا ہو پس خود بخوار شاہ کے اشارہ کرنے سے سختگان آستان ایوان کو چم کر بہت جھک کر تسلیم کرتا ہوا ایوان میں آیا آئے ہی اسنے پھر اُسی طور سے چاروں طرف سلام کیا اور اپنے گرد کو لے کو شکا کر اور قصد کیا کہ حجاب کو بوسہ دے کہ خود بخوار شاہ نے بہ نظر تیز دیکھا تھم گیا اندر سے حجاب کے نقہ کی صد آئی اسکی اس حرکت پر اسنے بہت سی حرکتیں سحر سے پن کی کہیں کہ جو کہ باعث خوشی کا ہو میں ادھر یہ قریب چوکی آکر کھڑا ہوا ہاتھ باندھے ہو مگر ادھر ادھر برابر دیکھ رہا تھا اور سر ہلاتا تھا اور گرد کو لے کو پھر صد آئی کہ ای خود بخوار شاہ اس سے کہو کہ یہ چوکی پر بیٹھ جائے سننے اجازت دی کھڑا کھانیک رہ گیا خود بخوار نے سختگان سے کہا سختگان نے پھر سب طرف سلام کیا اُسی طور سے اور چوکی کو بوسہ دیا یہ کہ چوکی پر قدم رکھا کہ یا خداوند آپ کی حفاظت میں میں نے اپنی جان دی یہ کہ چوکی پر دوڑا تو مؤدب سر جھکا کر بیٹھا مگر حرکتیں مسخر سے پن کی کیے جاتا

جب یہ بیٹھ چکا تو اندر سے صدائی کہ اس سے پہلے دریافت کرو کہ تو تو مرد ایرانی تھا تیرا باپ ایرانی تھا پھر یہ کیا ہوا کہ تیرا باپ شیطان درگاہ لقا ہوا اور تو ابھی ارزننگ کی درگاہ کا شیطان نہیں ہوا گو تیرے نام سے اور تیرے بزرگوں کے نام سے ہم خوب واقف ہیں مگر تو اپنی زبان سے بیان کر مع دلیریت اور اپنے کشتی حالت ایران سے بیان کر سختگان نے باشارہ خوشخوار شاہ ہاتھ جوڑ کر اپنا حال بیان کرنا شروع کیا اور کہا کہ اے خداوند میرا نطفہ ایران میں رحم مادر میں قرار پایا نہ میرے باپ کا نہ معلوم کس مقام پر قرار پایا یا نہ میرا دادا ایرانی تھا اسکا بھی نطفہ ایران میں قرار پایا تھا اور وہ پیدا بھی ہوا تھا میرا باپ اور میں تو نہ معلوم کہاں پیدا ہوا میرا دادا خداوند لقا کا شیطان تھا میرا باپ زمر دثانی کا شیطان تھا جسکی خدمت خداوند کے یہاں ہر مقام پر تحریر ہے وہ دونوں اسی قابل تھے کبھی کچھ نہ کر سکے خداوند پر تو ظاہر ہے کہ لقا کی لڑکیاں جو کہ نور خالص سے پیدا ہوئیں تھیں خدا پرستوں کے ہمراہ نکل گئیں وہ کچھ نہ کر سکا ہوں قبل اسکے کہ شادی ہو رہا ہے خدا پرست لیکن جبکہ وہ لوگ انکو لیکر یہاں شادی کرنے کو آتے تھے تو کیا کر لیا اسکے علاوہ یہ بہت بڑی ذلت ہوئی کہ اعلیٰ ریش جس میں موتی تھے ایک عیار نے اُس پر بیابا کر کے مونڈ لی انکو خبر نہ ہوئی نہیں معلوم ہے کیسے خدا تھے کہ انکو خبر نہ ہوئی تھی اگر کوئی فعل بد بھی کرتا تو خبر نہ ہوتی انھوں نے کیا کر لیا سوائے اسکے کہ مجبور رحم آتا ہو میں ان لوگوں کی قضا خلق کرنا بھول گیا ہوں یہ بندے خوابی میں اور کیا کیا سوائے ذلت و خواری اٹھانے کے باوجود دیکھ اٹھا رہ ہزار ملک پر قبضہ تھا اور سب سجدہ کرتے تھے مگر ایک خدا پرست کا بھی تو کچھ نہ بنا سکا جو انکا جی چاہا انھوں نے لقا کی گت کی ویسے ہی زمر دثانی تھے اور ویسا ہی ارزننگ پر جیسے کسی نے مثل کی ہو اور بہت ٹھیک کمی ہو سگ در و برادر شغال دیگر گیتا تری کیا کہ ولعت ہر دو بس اس ارزننگ کے ہاتھ سے ناک میں دم ہو اُس امر کی خواہش کرتا ہے کہ جو کہ اسکے لائق نہیں ہے بھلا خداوند ضیال کرین کہ کیا نور خالص اور کیا یہ ظلمت کہاں ہے پیوند ہو سکتا تھا میں نے لاکھ لاکھ سمجھا یا نہ سنا ایک ملک خدا پرستوں کا اُن سے مقابلہ کر کے لے لیا تو خود ہو گیا اور دل میں یہ خیال کر لیا کہ میں خدا ہوں اور خدا زاد ہوں اسکا سبب یہ تھا کہ کوئی زبردست سردار اُس ملک میں نہ تھا اور اسقدر لشکر تھا کہ مقابلہ ہوتا اسکے ہمراہ لشکر سولہ لاکھ کا تھا وہ لوگ دو لاکھ تھے مگر اُس پر بھی انھوں نے ناک میں دم کر دیا تھا اگر لشکر انکے پاس کثیر ہوتا یا کوئی سردار زبردست ہوتا یا اور ملکوں میں اسکی خبر ہو جاتی تو میان کو بھاگتے راستہ نہ ملتا لقا و زمر دو کچھ دلوں مقابلہ میں بھی ٹھہرے تھے یہ تو ایسے بھاگتے کہ پھر اُس طرف کا رخ بھی نہ کرتے ایسی جوتیاں کھاتے کہ صورت بچانی بھی نہ جاتی مگر وہ لوگ کیا کرتے ہر طرح سے مجبور تھے دوسرا سامان ہو گیا تھا وہ تو میرے سبب سے اور عشق کے سبب سے بچ گئے اس عشق نے بچا لیا گو اسکا انجام اچھا نہوا اُس سے زیادہ ذلیل ہوئے مگر ان لوگوں کے ہاتھ سے آبرو بچ گئی اسکا قصہ بھی کہا اور یہ لکھ کر تمام حال خاور پر قبضہ کرنے کا اور عہد نامہ لکھنے کا اور ملک قاسم کے مقبرے کے منہم ہونیکا اور اہل شہر کے بگڑنے کا بیان کیا اور کہا کہ اگر مقبرہ ذرا سا بھی منہم کیا جاتا پھر تو قیامت آجاتی ارزننگ کا پتہ نہ ملتا خواجہ حسین کے آنے کا اور تصویر فروخت کرنے اور عاشق ہونے کا بھی حال کہا اور کہا کہ یہ لکھ کر اُس مقام سے اس طرف کو راہی ہوئے کہ بعد عہد خدا پرستوں سے سمجھ لوں گا بس یہ غور ہوا کہ میں اب سب پر غالب آؤں گا یہاں آکر وہ ذلت ملی کہ اب کوئی تدبیر بن نہیں پڑتی ساری تقدیر کرنا بھول گئے یہ حال اسکا ہر بس یہ سب کے سب لائق لعنت اور مذمت ہیں آواز آئی کہ تو نے اپنا نام بیان کیا اور نہ اپنے بزرگوں

کا د اس عیار کا پہلے ان سب ناموں سے آگاہ کر پھر تمام حال خدا پرستوں کا کہیونکر تو نے اُنکی بہت نصیحت کی تھی اور بہت اُنکی قوت و طاقت کی حالت بیان کرتا ہو بس سب حال اُنکا ابتدا سے بیان کر کچھ رو نہ جائے گو ہم ظاہر ہو مگر ہمارے اہل دربار اور بندے بھی سن لیں جو حال تو فراموش کر گیا ہم ظاہر ہو یا تو پوشیدہ کر گیا ہم چھوڑا دیکھتے سختگان نے جواب دیا کہ جہانک مین نے اپنے بزرگوں سے سنا ہو اور مین نے کتابوں مین دیکھا ہو اور جب سے مین نے ہوش سنبھالا ہو اور جو امر میرے سامنے گذرے ہین اور چھوٹے پوشیدہ ہین اور دیدہ ہین مین سب بیان کر دوں گا کبھی پوشیدہ نہ کر دوں گا اگر ایسی حرکت کروں تو ضرور منزلے پہ لکھ کر اُسے پہلے اپنا نام بیان کیا کہ میرا نام سختگان ابن خجنگان ابن بختیارک ابن بختک ابن القش ابن سنگ سفید پھر اندر سے پردے کے نقہ کی صدا آئی اور کل درجون کے لوگ مسکرائے کیونکہ یہ امر ہر مرتبہ عرض کر چکا ہوں کہ یہ صفت ہو جو بیان تقریر ہوتی تھی سب درجون کے لوگ سنیتے تھے آدم بر سر مطلب پھر صدا آئی کہ اسکی وجہ بیان کر کہ سنگ سفید تیرا کون تھا کہا کہ میرا دادا اور سکر دادا تھا یہ خیال نہ کوئی نہ کرے کہ وہ اصلی سنگ تھا اصل امر یہ تھا کہ القش کے دادا کے بیان کوئی لڑکا زندہ نہ رہتا تھا اُنھوں نے اس خیال سے سنگ سفید نام رکھا وہ انسان تھا اس عیار کا نام جو آپ نے دریافت فرمایا مین نام لیتے ہوئے خوف کرتا ہوں کہ اُنھوں نے عیاری کو ترک کیا ہو اور خانے کعبہ مین جا کر بسے ہین مگر انھیں اب بھی یہ قدرت ہو کہ وہ جہان چاہیں چلے جائیں میرے بزرگ اس عیار کے ہاتھ سے بہت پریشان ہوئے میرے دادا اور پردادا کو اس قدر جو تیاں رہیں کہ گنج ہو گیا وہ اثر اب تک نہ گیا اُنکی اولاد کے سر مین گنج ہوتا ہو خداوند ملاحظہ فرمائیں میرے بھی سر مین موجود ہو یہ لکھ اور رفیدہ سر پر سے اتار کر دیکھا یا کہ دیکھے سب نے ملاحظہ کیا کہ کیسا اسکا سر صاف صاف ہو ایک بال کا بھی نشان نہیں ہو سختگان نے پھر سر پر رفیدہ رکھ لیا اور کہا کہ یہ نشانی موجود ہو کیونکہ اُنکا نام لون دوسرے گستاخی ہو کہ اُنکا نام بہت ادب سے لیا جاتا ہو اگر مین نام لون اسی طریقہ سے تو خداوند کو ناگوار ہوگا اور میرے اوپر عتاب ہوگا کہ میرے رد ورو ایک بندے کا ادب کیا تو مین کیا کروں آواز آئی کہ تو شوق سے نام اسی طریقہ سے لے ہو ناگوار نہ ہوگا بس ہنسکے سختگان اُٹھا اور رفیدہ سر پر سے اتار چارون کو وزن کو سلام کیا بہت ادب سے پھر اور سات سلام کیے اُسکے بعد شک کر اور سر پر ہاتھ پھر کر اور یہ لکھ کر کہ مین آپ کا نام لیتا ہوں ناچار ہوں اور مین آپکی عادت سے واقف ہوں کہ جب چار مرتبہ کوئی آپ کا نام لے اُس مقام پر آپ تشریف لاتے ہین مگر جب سے آپ نے عیاری ترک کی یہ عادت بھی چھوڑ دی خیر مین نام لیتا ہوں یہ لکھ اور کہا کہ میرے سر پر آپکی مہربانی کی نشانی بھی موجود ہو جو کہ آپ نے میرے بزرگوں پر عنایت فرمائی ہو بس یہ لکھ پہلے بہت بڑا القاب پڑھا اُسکے بعد بہت تعریف کی اُسکے بعد کہا کہ شاہزادہ ولایت اول شاہ عیاران دندہ بید رنگ قلعہ گیر بے جنگ شاہ عیاران عیار یک طرار ریش تراشندہ کافران سر پرندہ ساحران یعنی خواجہ عمر دین امیر ضمری نام دار یہ لکھ اور رفیدہ سر پر رکھا پٹھ گیا اور کہا کہ اُنھوں نے عیاری کر کے ریش لقا کو پیشاب سے موٹا تھا سختگان کی ان حرکتوں پر سب لوگ بہت ہنسے اندر حجاب کے برجیس بھی بہت ہنسا اور سختگان نے ابتدا سے نوشیروان نامہ سے لے کر اور آخر لعل نامہ تک کل حالات بیان کیے کوئی مقام نہ چھوڑا مین نے بسبب طول نے نہیں تحریر کیے اُسین لقا کی دختر لون کا بھی بھانپا اور جو گتین لقا کی خواجہ عمرو کے ہاتھ سے بنیں اور دیگر عیارون کے ہاتھ سے اور عمر و ثانی کے

ہاتھ سے سب بیان کیں اور کہا کہ ارزننگ کو ملک قاسم سے بہت دشمنی تھی کہ ملک قاسم ملکہ گیتی افزہ کو جبکہ وہ باکرہ تھی نکال لیگیا تھا بدیع الزمان دوسری دختر کو اسد نواسہ حمزہ پوتی کو لقا کی لیگیا اور لقا کچھ نہ کر سکا سواے خاموشی کے انھوں نے مزے کیے لڑکے جنین اصل امیہ ہو کر جو کوئی عورت حسین و جمیل اور خوبصورت لڑکی باکرہ ہمارے مذہب اور ہماری قوم میں یا دوسرے مذہب یا دوسری قوم میں جو کہ اہل اسلام کے نزدیک کافر ہیں ہوتی ہو وہ حصہ ہو اہل اسلام کا ضرور وہ لیجاتے ہیں اور اپنا قبضہ کرتے ہیں میں نے بہت سے واقعات سنے اور دیکھے حقیقت یہ ہو کہ اگر کوئی لڑکی حسین و خوبصورت اور قوموں اور مذہبوں میں پیدا ہوئی جب تک وہ مجسود رہی اور قابل شادی نہ ہوئی اور اس قابل نہ ہوئی کہ مرد کے کام میں آئے اس وقت ایک تو اسے اسی مذہب اور ملت میں پرورش پائی اپنے مان باپ کے گھر میں جب ان سب باتوں کے قابل ہوئی بس اہل اسلام لیگئے اور وہ بھی بوجہ شہی جلی گئی دراصل وہ لوگ بہادر بھی بہت ہیں اور حسین بھی ہیں کہ انکا بہادری اور خوبصورتی میں مثل و نظیر نہیں ہو بس وہ اپنے خود کی عاشق ہو جاتی ہو اور پھر اپنے مان باپ کی دشمن ہو جاتی ہو اور مذہب انکا اختیار کر لیتی ہو بہت سے ایسے واقعہ ہوئے کہ میں کما شک بیان کروں وہ لوگ مرد بھی ایسے ہیں کہ جاتے ہی حمل رہتا ہو اور لڑکا پیدا ہوتا ہو تو وہ لڑکا اپنے مان باپ سے زیادہ بہادر ہوتا ہو محلو ایک امر کا بہت بڑا خیر ہو جب سے میں یہاں آیا ہوں ہر جیس سمجھ گیا آواز آئی بس زیادہ بیودہ نہ یک در نہ زبان جل جالیگی اور عذاب نازل ہو گا سختگان نے کانپ کر اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ میں نے کوئی کلمہ خلاف نہیں عرض کیا اب میں اسکا ذکر بھی نہ کروں گا اور میں نور خالص ملکہ شریا کی نسبت کوئی امر بدگمانی کا اگر دل میں لایا ہوں یا لاؤں تو خداوند میرے اوپر ضرور اپنا عذاب نازل کریں وہ ایسی نیک اور پارسا امکی صورت کوئی دیکھ نہیں سکتا ہو جب تک کوئی مثل انکے نور خالص سے نہ پیدا ہو اس وقت تک در نہ وہ اسی طور سے رہیگی امکی طرف کہن دیکھ سکتا ہو جو دیکھے وہ جھلک خاک سیاہ ہو جائے آواز آئی بس اب زیادہ لسانی نہ کر اب یہ بیان کر کہ تو تو ارزننگ پرست ہو تو نے کیوں آفتاب پرستوں کے طریقہ پر سلام کیا یہ سوال جب ہوا ہو کہ جب سختگان نے کل حال حمزہ کا ابتدا سے آخر تک اور امکی اولاد کے حال بیان کرنے سے فراغت پائی اور یہ کہا کہ حمزہ کا حال ختم ہو گیا جب یہ سوال ہوا تو اسنے جواب دیا کہ میں ضرور ارزننگ پرست تھا اور میں مگر میں نے خداوند کی ایسی قدرت دیکھی کہ میرے ہوش جاتے رہے درجہ گمان سے درجہ یقین کا مرتبہ حاصل ہوا کہ ضرور آپ خدا ہیں اور یہ سب باطل اور کافرتھے بس میں نے اسی طریقہ پر سلام کیا اور چاروں طرف اس سبب سے سلام کیا کہ خدا ایک مقام پر نہیں ہو محلو کیا معلوم کہ کہ ہر پردے کے اندر کا حال کیونکر معلوم ہوتا بس میں نے چاروں طرف سلام کیا کہ تاکہ میرا سلام قبول ہو بر جیس ہنسا اور آواز آئی کہ تو بڑا عقلمند ہو خیر اب اپنے مطلب اصلی کو بیان کر کہ تو کس ضرورت سے آیا ہو سختگان نے کہا کہ خداوند پر سب حال ظاہر ہو میرے بیان کرنے کی کیا ضرورت ہو آواز آئی کہ سن تو ایسے آیا ہو کہ تمہارے اور ارزننگ سے صلح ہو جائے اور ارزننگ ہماری اعانت کرے یہ کمر کل تقریر جو کہ ارزننگ سے سختگان نے کی تھی بیان کی اور کہا کہ تو نے ارزننگ کو صلح پر راضی کیا ان پہلوؤں پر خیرا تو بیان کر کہ کیا امر ارزننگ کو منظور ہو کیا کیا شرطیں کناہن سختگان نے کہا کہ اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں بیان کروں آواز آئی کہ تو شوق سے بیان کر تو تو پیا میری تو ہمیشہ مقصود ہو ہو جو کچھ عرض لینا ہو گا ارزننگ سے لین گے یہ سنکر

سختگان نے عرض کیا کہ پہلی خواہش ارزنگ کی یہ ہو کہ میرا عقد ملک کے ہمراہ ہو جائے جس لیے میں اس قدر زحمت اٹھا کر یہاں آیا ہوں اور اتنی بڑی دولت بھی پائی لشکر بھی تباہ ہوا مال بھی برباد ہوا پھر مطلب نہ حاصل ہوا بس خداوند میرے حال پر رحم فرما کہ میری خواہش کو بر لا میں اُنکے رحم و کرم سے بعید نہ ہوگا میں اپنی مراد دلی کو پہنچوں اور میری آرزو قلبی بر لائے کیونکہ میں اس صدمہ سے مرعوب ہوں گو میں اُنکے برابر نہیں ہوں اور نہ برابری کا دعویٰ کرتا ہوں مگر ہوں خاندان بزرگ سے میرے بزرگ خدائی کرتے آئے ہیں اور میں دعویٰ کرتا ہوں مگر خداوند کی موجودگی میں نہیں اور ملکوں میں جو کہ آباؤی ہیں بس کیا نقصان ہوگا آئندہ خداوند کو اختیار ہوا اب میری آبر و زندگی خداوند کے قبضہ میں ہو جائے زندہ رکھیں چاہے قتل کریں چاہے ذلیل و خوار کریں چاہے سرفراز یہ لکھ سختگان خاموش ہوا اسی خیال سے کہ جب اسکا جواب ملے تو پھر اور عرض کروں اندر سے آواز آئی کہ تو سب بیان کر لے پھر ہم سب کا ایک مرتبہ جواب دین گے مگر اُس آواز سے غصہ ظاہر تھا سختگان نے کہا کہ دوسری خواہش اور شرط یہ ہو ارزنگ نے کہا ہو کہ میں اُس وقت خداوند کو سجدہ کروں گا کہ جب خداوند سب خدا پرستوں پر اپنا عذاب نازل کر کے غارت کر دینگے اُس وقت میں ضرور سجدہ کروں گا اور چاہوں گا کہ ضرور آپ خدا ہیں گو اب بھی یقین ہو گیا مگر اُس وقت حق یقین کا مرتبہ حاصل ہوگا اور کوئی عذر کا موقع نہ ہوگا تیسری خواہش وہ شرط یہ ہو کہ جب آپ خدا پرستوں کو غارت کر لیں اور سب ملک جو جو کہ اُنکے قبضے میں ہیں اُن پر آپ قابض ہو جائیں اور تمام عالم میں آپ کا دین جاری ہو اُس وقت جو ملک میرے آباؤی ہیں مجھ کو مرحمت ہوں اور میں اُنہیں جا کر خدائی کروں قبول خدائی درست کردن بس جب میں خدا ہوں گا اور آپ بھی جو تقدیر کر دینا آپ سے رائے لیکر کروں گا کیونکہ آپ بڑے خدا ہونگے وہ ایسی ہوگی کہ پھر کبھی خلاف نہ ہوگی اور یہ بھی میری خواہش ہو کہ کسی طور سے میں اپنے آباؤی ملکوں پر قبضہ پاؤں اور اپنا آباؤی طریقہ اختیار کروں اور رہا یہ امر کہ اگر آپ یہ گمان فرمائیں کہ خود کیون نہیں خدا پرستوں سے مقابلہ کر کے اپنے آباؤی ملکوں پر قبضہ نہیں کرتا ہو تو اسکا یہ جواب ہو کہ ابھی میری خدائی نے ابھی طرح شہرت نہیں پائی ہو نہ میرے پاس اُنکے مقابلہ کے قابل لشکر ہو بس میں اسی فکر میں تھا کہ کوئی تو معین و مددگار ایسا بدوست ہو کہ جو اُنکو غارت کرے بس جب میں نے خواجہ حسین سے یہاں کی حالت سنی بہت خوشی ہوئی اُس وقت خیال کیا کہ آپ سے ملک طلب کروں جب اُس نے تصویر دکھائی تو میں ملکہ پر بہت فریفتہ ہوا اور اس امر سے اور خوش ہوا کہ اب سلسلہ قرابت بھی ہو جائیگا ضرور پاس ہوگا بس اسی خیال سے نامہ تحریر کیا جواب نامہ یہاں سے سخت گیا اُس وقت کچھ جمعیت آگئی لشکر لیکر اُتر آیا گو یہ بہت بڑی خطا ہوئی اُسکی مزا پائی بس اب سہرا تصور معاف کیا جائے اور میری اطاعت ساتھ ان سب شرطوں کے قبول فرمائی جاوے اور لشکر میرے ہمراہ کیا جائے کہ میں اُسکو لے کر خدا پرستوں پر رزائے ہوں اور جو ملک اُنکے قبضہ میں ہیں اُنکو غارت کرنا ہوا اُنکے سر پر ہو چوں اور مقابلہ کروں آپ عذاب نازل کر کے اُنکو غارت فرمائیں بہتر ہوگا کہ خود خداوند بھی تشریف لیچلین فرشتہ قدرت کے کہنے سے کہ یا تو کل اگر اطاعت کرو تو مکملت دی جاتی ہو ورنہ بعد گزرنے بعد مقررہ کے تہیہ عذاب نازل ہوگا کہ تم سب غارت ہو جاؤ گے خوف پیدا ہوا کہ اس قدر مقابلہ کیسے تو کیا ہوا سواے شکست کے ضرور ہم سب غارت ہونگے اپنے مشیروں سے جو صلاح کی اُنکی بھی رائے ہوئی کہ ان شرطوں پر صلح کر لو آپ کے کرم و رحم سے اور بندہ پروری سے بعید نہیں ہو کہ آپ میری خواہشوں کے موافق منظور نہ کریں میری اطاعت

ان شرائط سے منظور فرما کر محکوم اپنے ہندون میں سرفراز فرمائیے میں ادنا آپ کا بندہ ہوں بس میری ہوا
خواہش ہے جو کہ میں نے اپنے مدیر کے ذریعہ سے آپ کی خدمت میں عرض کی آئندہ آپ کو اختیار ہر سختگان
نے اپنی تقریر کو ختم کیا اس طور سے اور اس چوب دہانی اور لسانی سے کی کہ ہر جلسہ بہت خوش ہوا
گو بعض بعض مقام پر غصہ آیا مگر وہ ایسا چالاک تھا کہ ایک امر اپنے مطلب کا کہتا تھا اور پھر ایسی توجیہ
کرتا تھا کہ غصہ فرو ہو جاتا تھا اور یہ بھی کہا کہ اگر رنگ نے قبول کیا کہ بعد قبول کرنے میری اطاعت
کے محکوم طلب فرما کر اپنی ملازمت سے سرفراز فرمائیے کیونکہ میں آپ کا خرد ہوں اور آپ بزرگ ہیں
ہر طرح سے اور یہ بھی عرض کیا کہ یہ جو میں نے تقریر و شرائط اپنے وزیر کی زبانی عرض کرائے ہیں
اگر کوئی لفظ خلاف شان و شوکت و مزاج کے ہو اور کوئی گستاخی ہوئی ہو اسکو ازراہ بزرگی معاف
فرمائیے گا کیونکہ از خوردان خطا و از بزرگان عطا کا مصداق ہو جائے میں نے تو اپنے نزدیک کوئی
ایسی لفظ نہیں استعمال کی ہے کہ جو کہ خلاف ہو اور یہ بھی عرض کیا ہے کہ جب سب امر طے ہو جائیں تو ایک
اقرار نامہ و عہد نامہ باہم تحریر ہو جائے تاکہ میں اپنے قول و اقرار سے نہ منحرف ہوں کیونکہ نسبت تو
ایسا گمان کرتا بالکل خلاف ہے اور بہت بڑی گستاخی ہے صرف اپنے قول کی پابندی کے لیے کہ شاید
بھول جاؤں تو اپنی تحریر دیکھ کر نادم ہوں اور عذر کروں بس اور زیادہ کیا عرض کروں آپ خود
میرے دل کے حال سے واقف ہیں آپ کے روبرو عرض کرنا بالکل حماقت ہے یہ کہ سختگان
خاموش ہو اور اس شعر پر اپنی تقریر ختم کی شعر منت انچه حق بود گفتن تمام ۴۔ تو دانی دیگر بعد اذان
والسلام ۵۔ دیگر اگر بخشے دے رحمت نہ بخشے تو شکایت کیا ۶۔ سر تسلیم خم ہو جو مزاج یار میں آئے
جب سختگان خاموش ہو اور کچھ کلام نہ کیا تو آواز آئی کہ تو اپنی تقریر کو ختم کر چکا اب جواب دیا
جائے یا کچھ اور کہنا ہے اس نے عرض کیا کہ میں نے از رنگ کی پیامبری کو تمام کیا اب کچھ نہیں
عرض کرنا ہے جواب کا امیدوار ہوں جو جواب مرحمت ہو گا وہ جا کر آئے کد رنگا میں تو پیامبر
ہوں میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس نے اول جو خواہش کی ہے وہ تو نہایت درجہ بجا ہے اسکا قبول ہونا تو
محال ہے یہ اسکا خام خیال ہے بانی اور شرائط تو قبول ہونے کے ضرور از رنگ ذلت اٹھائے گا یہ سودا
نہ اس کے سر سے نکلے گا نہ وہ اپنی اچھالی کا اور آرزو اپنی کنار میں دیکھے گا یہ سودا اسکو تباہ کرے گا
اسقدر تو برباد کیا اور زیادہ تباہ ہو گا جتنا کہ اس امر سے باز نہ آئیگا اسوقت تک اسکا دامن امید
گل آرزو سے نہ بھرے گا اسوقت تک جتنا کہ یہ خیال کر لیا کہ اس امر کو ترک کر دے ملک کے وصل
سے دست بردار ہو اور یہ آرزو نہ کر دے اسوقت اپنی کنار میں شاہ امید کو نہ پائیگا اور محال ہے
اس سے بس اور سب امر بھی محال ہیں اپنی رائے حضور میں ظاہر کرتا ہوں اگر حضور اس امر کو اس
امر کو اس طور سے قبول کریں کہ اپنے چین جب ہم خدا پرستوں سے مقابلہ کر کے انکو غارت کر دیں گے
اور اگلے مہم سے فراغت پائیں گے اسوقت ہم اس امر کو قبول کرینگے مگر تمہارے ساتھ عقد کر دیں گے
تو کوئی نقصان حضور کا نہ ہوگا آئندہ حضور کو اختیار ہے یہ جو سختگان نے کہا آواز آئی کہ تو پیامبر لے کر آیا ہے
یا ہمارے دینے بس تو اپنا منصب جو تھا ادا کر چکا اب جو تو نے کوئی کلام کیا تو سزا ملے گی جسے جواب سن
ہم کوئی تیرے تا بعد ازین یا تو ہمارا مشیر ہو جو ہم تجھ سے رائے لین تو بھی احمق ہے اور تیرا بادشاہ بھی ہے تو
مصرعہ وزیر سے چین شہر یار سے چنان ۷۔ اب خاموش رہ ہم جواب دیتے ہیں اگر اس امر کی اسکو صلح
منظور ہوگی تو صلح ہوگی ورنہ کل اسپر اور اس کے لشکر پر اس کے عذاب نازل ہو گا ہمارے بھائی معلوم ہے کہ اس نے تمکو یہ

اجازت دی ہو کہ جو تیراجی چاہے وہ کرنا اور جس طور سے تیری رائے ہو عہد و اقرار کرنا اور سخت گمان
 جواب سن یہ جو اسنے خواہش کی ہو کہ عقد ہو جائے یہ خواہش اسکی بالکل بیکار ہو یہ امر تو نہایت دشوار
 ہو تو نے اسکو سمجھایا بھی نہیں کہ یہ کیا امر کہتے ہو اسکے دماغ سے ابھی تک یہ بات نہیں نکلی ابھی اسکے
 سر پر دلولہ عشق سوار ہو خیر ہو کیا باوجودیکہ اتنی بڑی ذلت اٹھائی اسقدر زحمت گوارا کی اسپر بھی اسکو
 ہوش نہ آیا ہم اسکا انتظام کیے دیتے ہیں اسکے سر پر سے جن عشق کو اتارتے ہیں وہ بغیر سزا پائے
 ہوئے اپنی اس حرکت سے باز نہ آئیگا جو امر ہماری مرضی کے خلاف ہو وہ ہر مرتبہ اسی کی خواہش کرتا ہو
 ہم جواب سخت دے چکے ہیں بڑا بے غیرت ہو جو پھر اس امر کو زبان پر لایا تو بتا کیا سمجھتا ہے یہ خواہش
 ظاہر کی اسکو ہے کیا برابری کا دعویٰ ہو اسکا دادا مرید تھا جسے اسکو خلق کیا اسنے ہے اخراج کیا اسکا
 انجام کیا ہوا کہ دوسری قوم کے لوگوں سے ذلیل کر لیا آخر کو مارا گیا جو کہ ایسا ہوا اور کوئی اسکی وقت نہو
 پھر بھلا کیونکر ہو سکتا ہو کہ اس سے سلسلہ رشتہ داری کیا جائے بس اس سے کہنا کہ اس امر کو اپنے دل
 سے بھلا دے اور اسکا خیال بھی نہ لائے ورنہ بہت خراب ہوگا اگر نہ دست بردار ہوگا تو مفت جان
 برباد ہوگی آئندہ اسے اختیار ہو یہ کہ بہت کچھ سخت و سست لقا و زمرہ وار رنگ کو کہا اور کہا
 اسی میں خیر ہو اس سے کہہ دینا کہ اب کبھی ملکہ کا نام بھی زبان پر نہ لائے ورنہ غضب خداوندی میں مبتلا
 ہوگا اور بہت ذلیل ہوگا ابھی کچھ نہیں ہوا ہو اور دوسری شرط جو اسنے کہی ہو اسکا جواب یہ ہو کہ ہو کیا
 ضرورت ہو کہ بیکار کو لشکر کشی کر کے خدا پرستوں پر جائیں اور ان سے مقابلہ کریں جبکہ وہ ہمارے دشمن
 نہیں ہیں اپنا دشمن بنائیں اگر یہ امر ہو تو مد نظر ہوتا تو اب تک ہم نہیں رہتے انکو غارت ہی کر چکے تھے
 بس جب وہ دھیان میں آئیگی یا آتی اس سے سمجھ لیا جاتا تو وہ خدا پرستی ترک کرتے یا ہم انکو غارت
 کرتے گو قصد نہ تھا مگر خیر جبکہ اردنگ نے ہمارے دامن میں اگر پناہ لے اور ہو اپنا معین مقرر کیا
 ایسی حالت میں ہو کو بھی لازم ہوا کہ اسکی کمک کریں اور خدا پرستوں سے مقابلہ کریں اور انکو غارت کریں
 کیونکہ اب انکو زمانہ بہت ہوا ہو اور بہت سر اٹھایا ہو ہمارے قول سے معلوم ہوتا ہو کہ انھوں نے بہت
 سرکشی پر کمر باندھا ہو اور بہت سے ملک انکے قبضہ میں ہیں سخت گمان نے عرض کیا کہ ملک کیسے نصف دنیا
 پر انکا قبضہ ہو گو وہ بھی بندے ہیں مگر اب تک حیرا پاس بہت ہو کیونکہ تو نے یہاں اگر پناہ لی ہو اور یہ ایک
 حجت پیش کی ہو کہ میں اسوقت سجدہ کرونگا کہ جب آپ خدا پرستوں کو غارت کرینگے بس ہمیں فرض ہوا
 کہ یا تو اسنے مقابلہ کر کے انکو بھی آفتاب پرست کریں یا غارت کریں ہو کیا ضرور ہو کہ ہم اپنا لشکر
 تیرے ہمراہ کریں کہ تو جا کر مقابلہ کرے جبکہ تیرے بزرگ اسنے ہوشہ شکست کھانے اور مغلوب
 رہے تو کیونکر اپنا غالب آئیگا تو بھی مغلوب ہوگا میرا لشکر بھی بدنام ہوگا بس میں خود انکے مقابلے کو
 لشکر لے کر چلوں گا مگر شرط یہ ہو کہ اردنگ یہ خیال کرے کہ اب کبھی ملکہ کا نام بھولے سے بھی زبان
 پر نہ لائے تو اس صورت میں یہ شرط اسکی قبول ہو اور اطاعت بھی صرف اسکے یہاں اسنے کے سبب
 سے یہ امر گوارا کیا جاتا ہو اور اسکے عجز و انکسار کرنے سے ورنہ ہو کوئی ضرورت نہ تھی سبب اسکا یہ ہو
 کہ ہم رحم دل ہیں اسنے عجز و انکسار پر ہو کر رحم آگیا کہ ہنہ قبول کر لیا سخت گمان نے عرض کیا بہت آپکی
 بندہ یہ وری ہوئی خدا کو یہی امر نہ بیا ہو کہ جو کچھ عرض کرے اسکو قبول کرے آواز آئی کہ بہت
 لسانی نہ کریں یہ جو اسنے شرط کی ہو کہ جب آپ خدا پرستوں کو غارت کر لیں اور تمام عالم پر آپ کا
 قبضہ ہو جائے اسوقت میرے ملک آباؤی مجھ کو حوالہ فرمائیے تاکہ میں اپنا قبضہ کر کے فیصلہ خلائی درست

کروں اور خدائی کروں پس مجھ کو کیا ضرورت ہو کہ جبکہ میں ارزننگ کی خاطر سے مرید اس امر سے
 کہ وہ میرے پاس عاجز ہو کر بناہ لایا اور یہ شرط کی اپنے ان بندوں کو کہ جبکہ میں نے ہر ایک پر غالب
 رکھا ہو اور انکو اپنے یہ قدرت سے بنا یا ہو اور تمام ذور و طاقت اُنکو دیا ہو غارت کروں ایک دین چاری
 کروں پھر یہ امر کروں کہ کچھ ملکوں پر ارزننگ کا قبضہ کر کے اُسکو اجازت دوں کہ وہ خدائی کرے
 پھر وہ مذہب ہوں جب ارزننگ کے پاس کچھ لوگ جمع ہوں اور لشکر جو جائے وہ دعویٰ کرے
 کہ میں خدا سے برحق ہوں اور بر جلیس و آفتاب باطل کیا خوب میں خود اپنے ہاتھ سے قصہ مول
 لون اور در دسر خرید کروں یہ کون عقلمندی اور دانائی ہو یا نکل یہ امر خدائی کے خلاف ہے کہ اپنا برابر والہ
 پیدا کروں اُسوقت تم سب لوگ اعتراض کرو کہ اگر ارزننگ خدا نہ تھا اور خدا زادہ نہ تھا تو کیوں
 خداوند نے قبول کیا اور حکم دیا کہ ان ملکوں پر تم اپنا قبضہ کرو اور خدائی کرو ہاں یہ خبر اس طور سے قبول
 کی جاتی ہو کہ جب سب ملکوں پر اور تمام دنیا پر میرا قبضہ ہو اور خدا پرست میرے عذاب میں مبتلا ہو کر
 غارت ہوں اُسوقت ارزننگ اپنے آباؤی ملک لے لے اور وہیں حکومت کرے اور وہاں کے
 لوگ اور خود ارزننگ میری خدائی کے قائل ہوں تو کیا نقصان ہو ورنہ اُسکی خواہش کے موافق
 ہو تو قبول نہیں ہو جو اُسکا جی چاہے وہ کرے یہ جو سخت گان نے متادل میں خیال کیا کہ یہاں اُسوقت تو
 اس بلا کو دفع کرنا ہو جو یہ شرط کریں قبول کر لو کہ یہ بھی ارزننگ کو قبول ہو اسی طور سے کہ جب طور سے
 آپ نے بیان فرمایا آواز آئی کہ وہ جو اُسکی خواہش تھی اور ہو کہ میں اپنے آباؤی ملکوں پر قابض ہوں پس
 وہ مطلب اُسکا حاصل ہو مگر اسی شرط سے کہ جب میں خدا پرستوں کو غارت کروں اور ارزننگ میرا وزیر
 قبول کرے اور اپنے آباؤی طریقہ کو ترک کرے اور اُسکے جاری کرنے کا نہ قصد کرے اور نہ ملکہ کا خیال
 دل میں رکھے تو اُسکی اطاعت قبول ہو ورنہ قبول نہیں ہو اُسکی خاطر سے ہم خود اپنے مقام سے حرکت
 کرینگے گو ہمارا قصد نہ تھا مگر اُسکی خاطر ہو کہ از حد منظور ہو جو ہم نے اُس پر اور اُسکے لشکر پر عذاب نازل
 کیا ہے صرف چشم ثنائی تھی اور اُسے جو خطا کی تھی کہ اس غرور میں لشکر لیکر آیا اور مقابلہ پر آمادہ ہوا
 اور مقابلہ کیے یہ نہ خیال کیا کہ میں بندہ ہو کہ خدا سے مقابلہ کرتا ہوں اُسکو یہ خیال تھا کہ میں ہی خدا
 ہوں میرا باپ خدا تھا اور داد اور یہ نہ جانتا تھا کہ خدا سے باطل ہیں اور تجھے اصلی خداوند آفتاب
 میں اگر پہلے ہی یہ درخواست کرتا کہ میری ملک فرمائیے میں خلیفہ مستون کے ہاتھ سے بہت عاجز ہوں
 یہ امر نہ کرتا کہ تو خائن کی نسبت خیال فاسد کرتا تو یہ نوبت کیوں آتی پس جیسی حرکت کی اور خود
 کیا ویسی سزا پائی جب غرور دماغ سے برطرف ہوا اور سب بل نکل گیا اب ساری سچائی اور وہ غرور
 کہ میں خدا ہوں اور خدا کا بیٹا ہوں اور پوتا ہوں سب معلوم ہوتا ہو کہ جانتا رہا تو اسی شکست کھانے
 سے یہ خوف غالب ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ عذاب نازل ہو جان ایسی عمدہ شکر بخیرت جان اطاعت
 کرنے پر راضی ہوئے مگر ابھی کچھ غرور اور یہ خیال باقی ہو کہ میں خدا ہوں اور میرے باپ دادا خدا
 تھے جو یہ خواہش ظاہر کی کہ میں بعد فراغت مہم اہل اسلام اُسکو سبائل وغیرہ دوں اور وہ خدائی
 کرے ابھی اس قدر اثر ہو دوسرے یہ خیال ہو کہ میں مالی خاندان ہوں میرے ساتھ عقد ملکہ کا کر دیجیے
 کہنا کہ کیوں اس قدر مغرور ہوا ہو کیا ابھی اچھی طور سے یہ نقشہ غرور سے نہیں گیا ہو پس اگر تجھ کو قبول ہوں جو
 شرطیں کہ میں نے ابھی بیان کی ہیں تو میری خدمت میں آور نہ تو جان اور تیرا کام اور یہ بھی کہنا
 کہ اگر تو خیال کرے کہ جب میں خدمت میں جاؤنگا تو مجھ کو خاص مقام پر طلب فرمائیں گے یہ کبھی نہ ہوگا

قیرا بھی یہاں آنا دشوار تھا چونکہ پیام لیکر آیا تھا اس سبب سے یہاں طلب ہوا اور نہ جہاں سب ملکوں
 وزیر تھے اسی مقام پر تو بھی رہنا ہم کچھ سے بہت خوش ہوئے تو اگر منظور کرے تو ہم تجکو اپنی درگاہ کا
 شیطان مقرر کر دینا پس سے یہ امر ہو گا کہ جب ہم دربار کیا کریں گے تو تجکو یہاں طلب کر لیا کریں گے اور قصہ
 خدا پرستوں کا سنا کرین گے تو خوب بیان کرتا ہو اگر یہ امر نہ قبول کریں گے تو یہ ہو گا کہ جہاں اور سب وزیر ہیں
 اس مقام پر تو بھی بیٹھا کریں گے اور ارزننگ تو اسی درجہ تک آئیگا کہ جہاں اور ملکوں کے بادشاہ ہیں
 انھیں کے درجوں میں اسکو بھی جگہ ملیگی یہاں آنا محال ہو یہ بھی کہ دنیا اگر ان سب امروں پر منظور ہو تو
 خیر عہد نامہ تحریر کیا جائے وہ اس پر اپنے دستخط مع اپنے سرداروں اور اپنے بھائی کے کر دے اور ایک
 نقل اپنے پاس رکھے اور اصل بابہ ولایت کے دفتر میں داخل کرے یہ نسخے سخنگان نے ہاتھ جوڑ کر
 جواب دیا کہ یہ آپکی عزت افزائی اور غلام نوازی ہو در زمین کس قابل ہوں میرے زہے نصیب اپنے
 قسمت کہ آپ مجکو اپنی درگاہ کا شیطان مقرر فرمائیں اور اس مقام تک آنے کی اجازت ملے یہ میرا
 مقدر کب تھا آپکی مہربانی اور بندہ پروری سے کیا بعید ہو کہ جو کچھ نہ وہ کہہ جو میں کیوں نہ قبول کر دوں گا
 مجکو بہل قبول ہو یہ لکھ اور کھڑے ہو کر بہت ادب سے چاروں طرف جھک کر سلام کیا اور بہت توجہ
 بر جلیس کی کی اور عرض کیا کہ حکم فرمائیے عہد نامہ تحریر ہو سب شرطیں قبول ہیں اگر ارزننگ نہ
 قبول کریں گے تو میں دبر دستی قبول کر اؤں گا ورنہ میں اس کے پاس سے آپکی خدمت میں چلا آؤں گا یہاں مجکو
 بہت آرام ملیگا اور راحت آواز آئی کہ تجکو اختیار ہو سخنگان نے عرض کیا کہ وہ ضرور عہد نامہ پر دستخط
 سب کے کر کے اور اپنی مہر کر کے کل لیکر حاضر ہو گا آواز آئی کہ جو سردار اور پہلوان و افسر جس مرتبہ کا
 ہو گا اسکو اس درجہ میں جگہ ملیگی سخنگان نے عرض کیا کہ بہت خوب آواز آئی کہ اسی خوشخوار شاہ
 دبیر کو حکم دو کہ جو شرائط نے بیان کیے ہیں یہ ایک پرچہ قرطاس پر تحریر کر کے حاضر کرے اور جب
 وہ لائے تو اسکو دیکھ کر سخنگان کو دینا وہ پھر ارزننگ کے اور اس کے بھائی کے اور دستخط سرداروں کے
 و افسران کے و پہلو اوزن کے کر کے حاضر کرے پس اسوقت خوشخوار شاہ نے دبیر کو حکم سے خدا و
 کے آگاہ کیا طریقہ یہ ہو کہ ایک پرچہ پر لکھ یا میز و قلمدان دو وزن کے رو برو رکھا ہوا ہو پس ادا و کوئی
 حکم صادر ہوا انھوں نے قرطاس پر تحریر کیا پس وہ حکم جسکے نام ہوا وہ کاغذ خود بخود اڑ کر اس کے پاس
 پہونچ گیا وہ اس کے انتظام میں مصروف ہوا پس جب خوشخوار شاہ نے قرطاس پر تحریر کیا وہ کاغذ افسر
 دفتر کے پاس گیا اس نے اسوقت دبیر کو طلب کر کے حکم دیا کہ عہد نامہ تحریر کرو یہ عرض کر چکا ہوں کہ جہاں
 تقریر ہوتی ہو سب سنتے ہیں اور سب کو یاد رہتی ہو ہر درجہ والے سنتے ہیں پس دبیر شرائط سن چکا تھا
 اس نے وہ شرائط تحریر کیے یہ تو تحریر کر رہا ہو وہاں آواز آئی کہ اس سخنگان یہ بیان کر کے آجکل خدا پرست
 کہاں ہیں اس نے عرض کیا کہ جب سے امیر ثانی یعنی صاحبقران ثانی توجہ و زمر و ثانی
 کو قتل کر کے مع ایک سو چالیس سرداروں کے طرف خانہ کعبہ کے گئے اور اپنے مقام پر ہزاروں
 بدیع الملک کو صاحبقران کر گئے اور لقب صاحبقران ثالث کا دے گئے پس شاہزادہ
 بدیع الملک نے بعد حاصل کرنے خزانہ طلسمی کے مع کل لشکر کے طرف نہ طاق کے کوچ کیا کیونکہ
 آئینہ اندام جادو کا طلسم اشراقیہ یعنی طلسم آئینہ بھاک کہ نہ طاق کو گیا ہو اور صاحبقران ثانی
 بدیع الملک کو تائید کر گئے ہیں کہ بدون قتل آئینہ اندام جادو کے تم آرام نہ کرنا اور جن جن ملکوں میں
 کافر مقیم ہوں سب کو قتل کر کے قبضہ کر لینا پس بدیع الملک عقب میں آئینہ اندام کے گئے ہیں

جب ارزنگ نے خروج کیا تھا اور قصد لشکر کشی کیا تھا تو نامہ ایوان تاجدار خداوند نہ طاق کا آیا تھا کہ تم یہاں آؤ اور اہل اسلام سے مقابلہ کرو کیونکہ وہ لشکر کثیر لے کر میری طرف آئے ہیں اور دیکھو کہ کیونکہ یہاں غارت ہوتے ہیں تمہارا ہی نفع ہو پس ارزنگ نے طرف نہ طاق کے کوچ کیا تھا اس زمانہ میں خدا پرست دشت فرحت افزا میں مقیم تھے اور بند و بسط مقابلہ کر رہے تھے اور بلکہ یہ بھی سنا تھا جبکہ ہم ملک خورشید نگار میں تھے جو کہ جاے ولادت ارزنگ ہو کہ جو ملک قرب و جوار دشت بہار افزا میں تھے ان سب پر خدا پرستوں نے قبضہ کر لیا ہو مگر نہ طاق پر اس سبب سے نہیں گئے ہیں کہ ایک دریا سے سبز رنگ حاصل ہو اسکی برہادی کی فکر ہیں خضر ان بن عمر و ثانی جو کہ عیار ہو شاہزادہ بدیع الملک کا اور شمل خواجہ اول یعنی عمر و اول و خواجہ ثانی یعنی عمر و ثانی کی بھی فکر ہیں گیا ہو پس ارزنگ لشکر لیکر طرف نہ طاق کے چلارہ میں خاور ملا خیال ہو کہ جو ملک اہل اسلام کے ہیں انکو غارت کرنے ہوئے ہر سر اہل اسلام نہ طاق میں پہنچو چنانچہ ویسا ہی کیا خاور کو غارت کیا اور اسپر قبضہ کیا کوچ کرنے کا قصد تھا کہ مقبر کا قصد ہو بکار ہوا اس سے فرصت نہ ملی تھی کہ راجع کو آنا ہو مگر راہ میں سنا تھا کہ خضر ان نے عیار ہی کر کے آفتاب جادو و سحر ان جادو و ماہیان طوفان کش جادو کو مارا دریا بر باد ہوا لشکر کوچ کر کے ملک یقینیہ پر پہنچا یقین سے مقابلہ ہوا آخر کو یقین بھی مسلمان ہوا محرابیہ پر لشکر اسلام گیا وہاں بھی بہت بڑا مقابلہ ہوا محراب شاہ بھی شریک ہوا اور مسلمان ہو گیا چونکہ ایک ساحر اور ایک ساحرہ سنا گیا ہو کہ اہل اسلام کی شریک ہو گئی ہو ذرہ رومی کر کے لیے جاتی ہو پس اور جو ملک راہ میں ملے وہ سب بادشاہ بدون مقابلہ شریک ہوئے اب سنا ہو کہ لشکر سمندر یہ پرفروش ہو اور سمندر شاہ سے جو کہ حاکم سمندر یہ ہو برابر مقابلہ ہو رہے ہیں اسکے بعد نہ طاق ہو پس آجکل اہل اسلام سمندر یہ پر ہیں ابھی کسی کو نہ شکست ہوئی ہو نہ ظفر بلکہ کئی مرتبہ سمندر جادو نے شکست کھائی ہو مگر مقابلہ کر رہا ہو پس اہل اسلام سمندر یہ پر ہیں یا خداوند اگر حکم ہو تو میں کچھ عرض کروں آؤ ازائی کہ جان کر سختگان نے عرض کیا کہ خداوند کو اس معرکہ سے توفیق ہو گئی اب خداوند یہ تدبیر کریں کہ لشکر کو حکم فرمائیں کہ وہ آمادہ ہو سفر کے لیے پس خداوند لشکر کثیر ہمراہ لیکر اور ارزنگ کو لیکر برائے غارتگری اہل اسلام کو جمع فرمائیں تاخیر فرمائیں اگر اہل اسلام نے نہ طاق فتح کر لیا تو انکو اور زیادہ قوت پہنچی کہ وہاں خزانہ کثیر اور مال کثیر ہو ایک تو وہ لشکر کثیر رکھتے ہیں دوسرے اور لشکر قوت بھی ہو جائیگی تیسرے یہ ہوگا کہ جو عزیز و اقارب اہل اسلام کے میں سب ایک مقام پر جمع ہو جائیں گے اسوقت بڑی دقت ہوگی اسی سے جو خداوند نہ طاق پر پہنچ جائیں گے تو بہت اچھا ہوگا میں ہمراہ ہوں گا جو جو ملک زمین اور سپاہ کثیر رکھتے ہیں انکو خداوند کے ہاتھ سے غارت کراد وں گا اور انپر خداوند کا قبضہ ہو جائیگا پس خداوند ان ملکوں پر جو کہ اہل اسلام کے قبضہ میں ہیں اپنا قبضہ کرتے ہوئے اور اہل اسلام کو غارت کرتے ہوئے بدیع الملک کے سر پر پہنچ جائیں اس سے یہ نفع ہوگا کہ جب یہ آفت اہل اسلام پر آئیگی تو ایک دوسرے کی کمک نہ کر سکے گا یہ خیال ہوگا کہ اگر ہم اسکی کمک کر گئے اور یہاں کوئی بلا نازل ہوئی تو بڑی خرابی ہوگی اور اہل اسلام کی قوت کم ہوگی بدیع الملک کے پاس جو لشکر ہو سوا اسکے اور کوئی نہ ہوگا کیونکہ یہ لوگ تو یہاں غارت ہو چکے ہونگے پس اس سے بستر کوئی تدبیر انکے غارت کرنے کی نہیں ہو اور اگر سب ایک مقام پر جمع ہو گئے تو پھر خداوند کو انکے غارت کرنے

میں بڑی مشکل ہوگی آئندہ مرضی مولا ازہرہ اولیٰ میری عقل میں جو آیا عرض کر دیا آؤ اذائی کہ تیری راس
 بہت ٹھیک ہو ہم خود اسی تدبیر میں تھے جب سے ہم نے اپنے علم خدائی سے معلوم کیا تھا کہ تو راس صلح
 آتا ہو اس سبب سے کہ تو عقلمند ہو ہم نے اپنی درگاہ کا شیطان کرنا تم کو چاہا ہو ایسا ہی ہوگا میں پرسون تک
 یہاں سے کوچ کرونگا اگر ارزننگ نے عہد نامہ پر ہر کردی پس تو اہل اسلام کے ملکوں کو میرے لشکر سے
 غارت کرانا میں اپنا عذاب نازل کر دیا کرونگا ان لوگوں پر جو نافرمانی کریگا اور جو اطاعت پر راضی ہوگا
 اسپر نہیں سختگان نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا اگر خداوند اس طور سے تشریف لے جائیں گے اول تو یہ
 ہوگا کہ دین آفتاب پرستی کو رواج ہوتا جائیگا ملکوں پر قبضہ ہوتا جائیگا دوبار ازہرہ مذکور پر سے گی
 دوسرے اہل اسلام بہت جلد غارت ہونگے آؤ اذائی کہ اسی طور سے کیا جائیگا یہ تقریر ختم ہوئی تھی کہ
 ایک چوہدار خود بخود ظاہر ہوا اس نے کچھ کاغذ خوشوار شاہ کو دیا راوی نے بیان کیا ہو کہ جب دیر عہد نامہ
 لکھ چکا اس نے اپنے افسر کو دیا افسر نے اسکو دیکھا اور ہاتھ بلند کر کے کہا کہ یہ عہد نامہ حاضر ہو پس یہ چوہدار
 اسی غرض سے مقرر ہو کہ جو نامے اور کاغذ خرید ہو آئیں تو ہم تک پہنچا دینا یہ کسی کو معلوم نہیں ہوتا ہے
 سوائے اس درجہ کے لوگوں کو کہ جہاں پر جلس ہو جہاں یہ کہا کہ یہ کاغذ حاضر ہو اور ہاتھ بلند کیا اس نے
 لے لیا اور یہاں پہنچا دیا پس جب خوشوار کو وہ عہد نامہ لاکر دیا خوشوار نے دیکھا اور بڑھکر اور
 کھڑے ہو کر عرض کیا کہ عہد نامہ طیار ہو کر آگیا حاضر ہو آؤ اذائی کہ تم دیکھ کر سختگان کو دیدار اور کسب و
 اسپر ہر وہ خط کر کے اور نقل کر کے روانہ کر دے نقل وہاں رہنے دے خوشوار نے وہ عہد نامہ لاکر
 سختگان کو دیا اور جو حکم تھا اس سے آگاہ کیا سختگان نے عرض کیا کہ کل خود ارزننگ لیکر حاضر ہوگا
 اور اب میں رخصت ہوتا ہوں تاکہ جا کر آسکا بندہ بہت کروں آؤ اذائی کہ کاغذ خوشوار شاہ کو حکم
 ہوا کہ طومار شاہ وغیرہ سے کہو کہ لشکر کو جائیں جب کل ارزننگ آئے تو اس کے ہمراہ کل لشکر لیکر
 آئیں لشکر کو چھاؤنی میں آترنے کا حکم دین اور خود مع کل سرداروں کے دربار میں مع ارزننگ کے
 حاضر ہوں اور لشکر ارزننگ کو بیرون شہر قیام کرنے کا حکم دین اور ایک خلعت گر ان قیمت سختگان
 کو اور ایک ایک خلعت علی قدر مراتب اسکے ہمراہ بیرون کو علاوہ اہل لشکر کے مرحمت ہو اور ایک ایک کو
 روپیہ کل اسکے ہمراہ کے لشکر کے آدمیوں کو سرکار مابعد دلت سے دیا جائے پس یہ دونوں حکم لکھ کر
 خوشوار شاہ نے روانہ کیے طومار شاہ وغیرہ تو آمادہ ہوئے ایک حکم خزاہی کو گیا وہ فوراً دربار
 روپیہ کے لیکر بیرون قلعہ آیا اور کل لشکر ارزننگ کو جو کہ ہمراہ سختگان کے آیا تھا سو سو روپیہ دیا اور
 ملازموں و چوہداروں تک کو آدھو دار و فرزند خش خانہ خلعت کی کشتیاں لے کر درگاہ پر حاضر ہوا
 یہ بیان اظہار کر رہا ہو کہ خزاہی نے روپیہ تقسیم کر کے یہ کاغذ پر تحریر کیا کہ تعمیل حکم سرکار کی گئی وہ
 کاغذ دفتر میں آیا اور وہ اسی چوہدار کے فرید سے خوشوار شاہ کے پاس پہنچا کر اسے دیکھا ہر کردی
 اسی طور سے تو قس خانہ کے داروغہ کا بھی کاغذ آگیا اسپر بھی ہر کردی جائیگی پس سختگان جو کی پر سے
 اٹھا اور بہت جھٹک کر چاروں کو سلام کیا اور خوشوار شاہ و افریق شاہ کو سلام کیا اور ایوان کے
 آکر ایوان کے آستان کو بوسہ دیا پیشانی ملی اسکے بعد پچھلے قدم اس دروازے تک آیا اور پھر سلام کر کے
 اندر دروازے کے داخل ہوا پس زینہ طر کر کے اس درجہ میں آیا جہاں طومار شاہ وغیرہ تھے وہ
 اسکے ہمراہ ہوئے حاصل کلام یہ کہ جو لوگ سختگان کے اور طومار شاہ وغیرہ کے جن جن درجن
 میں تھے سب ہمراہ ہونے لگے یہاں تک کہ بیرون گنبد آئے داروغہ نے ہر اسیان سختگان کو حسب

لیاقت مع سختگان کے خلعت دے یہ سب خلعت پاکر بہت خوش ہوئے کوئی خلعت انہیں ایسا نہ تھا کہ جو کہ ان قیمت نہویں قلعے سے باہر آئے اور سوار ہو کر اسی طور سے شہر کی سیر کرتے ہوئے بیرون شہر آئے طومار شاہ اسی طور سے اپنے لشکر میں آیا سختگان سے کہا کہ بارگاہ میں تشریف لیجئے سختگان نے کہا کہ اب جاؤنگا بس سختگان وہاں سے بھی رخصت ہو کر اور اپنا لشکر ہمراہ لے کر روانہ ہوا اور لشکر آفتاب پرستوں سے نکل کے آئے حکم دیا کہ ڈنکا بجے اور علم بلند ہوں پس بموجب حکم کے سب سامان درست ہوا اور زنگ کی طرف سختگان چلا یہاں اور زنگ انتظار کر رہا تھا کہ ہر کارون نے آکر خبر دی کہ وزیر اعظم آتے ہیں راوی نے بیان کیا کہ طومار شاہ نے بھی لشکر میں آکر دربار کیا اور ہر کارے روانہ کیے کہ خبر لاؤ کہ اور زنگ کیا کرتا ہے یا وہ عہد نامہ کرتا ہے یا نہیں ہر کارے اسی وقت روانہ ہوئے یہاں طومار شاہ انتظار میں ہر کارون کے بیٹھا ہوا اور صبح ہر کارون نے اور زنگ کو خبر دی آئے چند سردار برائے استقبال روانہ کیے یہ اُدھر سے چلے سختگان مع جاہ و چشم کے داخل لشکر ہوا اسی طور سے لشکر کو طوکر کے قریب بارگاہ پہونچا وہ سردار آکر ملے اسنے دربار گاہ پر پہونچ کر سب سامان کو رخصت کیا لشکر اپنے مقام پر جا کر فروکش ہوا بس سختگان مع کل سردارون کے جو کہ برائے استقبال آئے تھے اور جو کہ ہمراہ تھے داخل بارگاہ ہوا سب مقام ہر گاہ پر سے مجرا بجالائے اور اپنے مقام پر پہونچے سختگان بیٹھا جب سب بیٹھے چکے اسوقت سختگان نے کل حالات بیان کیے ابتدا سے طومار شاہ کے پاس جانا اور جو حالت لشکر کی دیکھی اور اسکا لے کہ شہر میں جانا اور شہر کی کیفیت اور وہاں کے باشندوں کا حال اور جو واقعات دیکھے تھے وہ سب بیان کیے اور قلعے کے دروازے پر جو تحریر تھا وہ سب بھی بیان کیا داخل قلعہ ہونا قلعے کی کیفیت وہاں کے سب مقامات کی حالت بیان کر رہا ہو اور بہت تعریف کرتا جاتا ہو گنبد میں سب درجون کا حال بر حیسب کے قریب پہونچنا محاب سے آواز آتا باہم تقریر ہونا اور عہد نامہ تحریر ہونا کل حال ابتدا سے اٹھنا تک اپنے لشکر میں آئے ایک کا اور خلعت پہنے تک کا بیان کیا ذرا سا نہ چھوڑا اور عہد نامہ پیش کیا اور کہا کہ ان سردارون کی اور چترنگ کی اور چترنگ کے سردارون کی مہر و دستخط اور اپنی فرمائے اور نقل کر اسکے اپنے پاس رکھیے اور اصل لے کر کل چلے اور ملاقات فرمائیے یہ طریقہ ملاقات کا ہو کہ جس درجہ میں سب بادشاہ ہونگے اسی میں آپ کو جگہ ملیگی اور محکو و شیطان درگاہ کا خطاب ملے گا آئندہ آپ کو اختیار ہو اگر اسکے خلاف عمل میں لائیے گا تو عذاب نازل ہوگا اور میں لو آپ کے پاس سے چلا جاؤنگا یہ لکھ خاموش ہوا اور زنگ نے جو عہد نامہ پڑھا بالکل اس تقریر کے خلاف پایا سختگان سے کہا کہ یہ تو ان شرائط کے خلاف ہو سختگان نے کہا کہ آپ کیسے نادان ہیں بھلا کیونکہ وہ شرائط جو کہ بیان کیے تھے قبول کرتے ہیں وہ ہی سب شرطیں سوائے عقد ملک کے ہیں وہ انھوں نے نہیں قبول کیں ہیں باقی کوئی ایسی شرط نہیں ہو کہ نہ قبول کی ہو اور وہ کیونکر اس امر کو قبول کرتے کہ میں خدائی کروں اور اور زنگ بھی اس میں یہ شرط ہو کہ بادشاہت کریں اپنے آبائی ملکوں میں پھر سختگان نے اپنا شرطوں کو بیان کرنا اسکا جواب جو کہ بالا گذرا ہو اور مذکور ہوا ہی بیان کیا اور کہا کہ میں نے اس سبب سے منظور کیا کہ خدا پرستوں کا تو قصہ پاک ہو پھر اسنے سمجھ لیا جائے گا کوئی نقصان نہیں ہو اس عہد نامہ پر دستخط کرنے سے انکا قصہ پاک ہوگا اہل اسلام سے سمجھ لیا جائیگا ہم میں دوحہ لغو سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں ہو اس میں سے ایک لڑیگا ایک مارا جائیگا

اپنا مطلب ہر طرح سے حاصل ہو یوں جو ارزننگ کو سمجھایا سختگان نے اسے قبول کر لیا اپنے
 سردار و چترنگ کی مہر کو ادی اور کل اہل دربار کی سختگان کی بھی مہر ہوئی دبیر نے اسکی نقل کرنی بس
 سختگان نے ارزننگ سے کہا کہ لشکر کو حکم دیجیے کہ کل وہ طیار رہے بس صبح کو ملاقات کو تشریف
 لے لے ارزننگ و چترنگ نے سب سرداروں کو حکم دیا اور کل لشکر کی طیار می کا حکم دیا اور ایک
 نامہ بنام طومار شاہ لکھا کہ آپ بھی کل تیار رہیے گا صبح کو ہم خداوند کی ملاقات کی اور تہہ بیسی کو آپ کے
 ہمراہ چلین گے ہم رادھر سے لشکر لیکر آئیں گے آپ وہاں ہمارے منتظر رہیے گا بس دو دن ملے
 چلین گے ایک عیار کے ہاتھ روانہ کیا وہ ہر کار سے جو کہ خبر لے کے آئے تھے یہ خبر لے کر بارگاہ میں
 آئے طومار شاہ سے سب حال بیان کیا اور کہا کہ نامہ آتا ہے وہ عیار نامہ لے کر آیا طومار شاہ کو دیا طومار
 شاہ نے منشی کو دیا اسنے پڑھا طومار شاہ نے جواب تحریر کر دیا کہ بہت بہتر وہ جواب لے کر اپنی بارگاہ
 میں آیا طومار شاہ کا جواب ارزننگ کو دیا ارزننگ نے جواب معقول پا کر دربار برخواست کیا
 اور خود بھی اور چترنگ بھی دو دن کے سردار اور جو بادشاہ کو طبع تھے سب سامان چلنے کا کرنے لگے
 لشکر میں بھی بندوبست ہونے لگا یہاں تو یہ سب سامان میں مصروف ہیں وہاں طومار شاہ نے
 سب سرداروں و لشکر کو حکم دیا کہ کل صبح کو کل تیار ہو کہ ہم جو حکم خداوند شہر میں جا کر اپنے مقام پر
 مقیم ہونگے ارزننگ نے اطاعت کر لی اب مقابلہ ہوگا یہ حکم دے کر اسنے بھی دربار برخواست کیا
 سب لشکر میں سامان ہونے لگا سب اپنا اپنا اسباب باندھنے لگے یہاں تو یہ بندوبست ہو رہا ہے اور
 وہاں شہر آفتاب نما میں برجیں نے بوجب فہمائش آفتاب حکم صادر کیا کہ شہر میں اور قلعہ و گنبد میں
 آج کے سامان سے زیادہ سامان کیا جائے اور منادی نے ندا کر دی کہ کل اہل شہر تاشہ کریں کہ
 ارزننگ جو کہ خدائی کا دعویٰ کر کے آیا تھا اسنے اطاعت کی اور وہ شہر میں آئیگا اسکی آمد کا تاشہ
 بیرون شہر جا کر دیکھیں کیونکہ اسکا لشکر شہر میں نہیں آئیگا ہاں وہ صرف اپنے کل سرداروں اور بادشاہ
 سے مع اپنے بھائی کے آئیگا اور اسکی خاص عیش میں دعوت ہوگی یہ حکم دیکر دربار برخواست کیا راوی نے
 بیان کیا کہ آج سے زیادہ سامان سب جگہ کیا گیا یہ خبر ملے کو بھی ہوئی اسنے بھی اپنے بالا خانہ پر سامان
 نشست کا حکم دیا یہاں بھی بندوبست ہونے لگا اب کوئی ضرورت بیان کرنے کی نہیں ہو صرف
 اسقدر کافی ہو کہ آج سے زیادہ جمع ہوگا اور سامان ہوگا ایک مرتبہ سختگان کی آمد میں تو بیان ہو چکا ہے
 دوبار کی کوئی ضرورت نہیں ہو اب راوی بیان کرتا ہے کہ برجیں نے کیون ارزننگ کی اطاعت کو قبول
 کیا آفتاب جادو نے برجیں سے کہا کہ کل وزیر ارزننگ آئیگا اور اطاعت کا پیام لائیگا تم قبول
 کر لینا کیونکہ اسمین بڑے نفع ہیں اول تو یہ کہ تم خدا پرستوں کے حال سے واقف نہیں ہو کہ وہ کیسے ہیں
 اور نہ اسنے جنگ کے طریقہ سے دوسرے یہ کہ وہ جو شریک ہوگا اور ہمراہ ہوگا تو اس سے بڑی کمک ملے گی
 اسکا وزیر ملکو ان ملکوں پر لے چلیگا جو کہ خدا پرستوں کے قبضہ میں ہیں بس انپر قبضہ کرنا اور غارت کرنا
 جب تم اس طور سے ملک غارت کرتے ہوئے بدیع الملک کے مقابلہ میں پہنچو گے اور تمھاری
 خدائی کی شہرت ہوگی تو بدیع الملک کو بھی خیال ہوگا کیا عجب ہو جو اطاعت کر لے ورنہ قتل تو ضرور
 ہوگا اسکے قتل کرنے سے کوئی نفع نہیں ہو ہاں جب خدا پرست غارت ہونگے تو پھر اسکو بھی خیال ہوگا
 کہ انھوں نے ایسے لوگوں کو غارت کیا تو میری کیا اصل ہو اسوقت اطاعت کرتا ہو اسوقت بھائی
 لائیگا کچھ ملک دینا اسمین حکومت کر گیا یہ بھی نفع ہو کہ اسوقت اس لالچ میں کہ خدا پرست اسنے ہاتھ سے

غارت ہونے کے تمام عالم پر قبضہ کر دینا جہاں خدا پرست ہونے کے سبب سے تمام عالم میں خدائی کو تھاری
 رواج ہو جائیگا مگر ان شرطوں کے ساتھ جو کہ بالا مذکور ہو چکی ہو آفتاب نے برجیس کو سمجھایا تھا اس
 سبب سے برجیس راضی ہو گیا ورنہ شکل تھا یہ بھی کہا تھا کہ اگر زندگی کے قتل کرنے سے اور شکست کھانے
 سے کوئی تھا رانام نہیں ہی کیونکہ یہ بھی تو مثل ان بادشاہوں کے ہو جو کہ تھارے شریک ہوئے ہیں ہاں
 اگر اسکی کمک سے اور مدد سے خدا پرستوں پر غلبہ ہو تو البتہ اس کمک و مدد سے یہ نہ خیال کرنا کہ تم کمزور ہو اہل اسلام سے
 مقابلہ نہیں کر سکتے ہو بلکہ اس کمک و مدد کے یہ معنی ہیں کہ اسکی وزیر کی رائے سے وفطرت سے جو امر ہو گا وہ اچھا ہو گا
 بس اگر خدا پرستوں پر غالب آئے تو نام بھی ہو گا اور شہرت بھی زیادہ ہو گی کیونکہ وہ بہت بڑے دشمن
 اور عدو سے قوی ہیں انکا غارت کرنا واجب ہی پس جب وہ مغلوب ہوئے تو پھر تمہیں کوئی مقابلہ نہ کرے گا
 بلکہ تمہارے منہ بھی نہ چڑھے گا یہ دن مقابلہ سب عالم پر قبضہ ہو جائیگا اسکی احاطت سے یہ نفع ہیں اسکا
 قتل کرنا کوئی بات نہ تھی نہ ہی مگر کیا ضرور ہی جبکہ وہ عجز و انکسار کرتا ہو برجیس نے جواب دیا تھا کہ جو آپکی
 مرضی اگر یہی رائے ہے تو میں قبول کر لوں گا ویسا ہی کیا جو کہ کہا تھا آفتاب نے کہا کہ اب تم لشکر کشی
 کا سامان کرو اور اہل اسلام کی طرف تم خود لشکر کے ہمراہ رہنا میں بھی رہوں گا کیونکہ میں تو خدا ہوں اور تم میرے
 فرزند ہو اور ملکہ شریا کے یقین کو بھی ہمراہ لے لیا یہاں کسی کو سردارانِ دیر دست سے اپنی جانب سے
 نائب کرتا یہ قلعہ و گنبد و غیرہ اسی طور سے قائم رہیگا برجیس نے قبول کر لیا تھا یہی کہا تھا کہ ہاں ایک
 آسمان ہر وقت تمہارے لشکر پر چھا رہیگا جب کوئی وقت سخت سپر پڑے تو اس آسمان کی طرف دو ٹھکر
 ایک دو ہتھ مارنا اور کہنا کہ اے بابا جان خداوند اس بلا کو دفع فرمائے میں اپنا عذاب نازل کروں گا
 اور بہت سے کلمے تعلیم کیے تھے کہ جو وقت پر تحریر ہونے لگے برجیس نے یہ خیال کیا تھا اور وہ مسخرہ سمجھا تھا
 کہ میرا باب یعنی خداوند محکوم خدائی سے آگاہ کرتا ہو اور میری اچھائی اور شہرت کا خواستگار ہو وہ نہ جانتا
 تھا کہ نائبِ تقدیر نے خدا پیشانی میں جو قلم قدرت سے تحریر کیا ہو وہ بیشک آسماں سے غافل تھا
 اور اس امر کا غور تھا کہ میں خود خدا ہوں اور میرا باب بھی خدا ہی جب وہ ضیعت ہو جائیں گے میں
 بالکل مختار ہوں گا تمام عالم کا جو چاہوں گا کروں گا ابھی نائب ہوں مگر اسوقت بھی مجبور نہیں ہوں جو چاہتا
 ہوں کرتا ہوں وہ مسخرہ یہ نہ جانتا تھا کہ یہ کفر ہو اور خدا ہی جو جسے تمام عالم کو ایک لفظ کن سے خلق
 کیا جو سب کو رزق دیتا ہو جسے سب کو خلق کیا وہ وعدہ لا شریک ہو اسکا کوئی ہمسر نہیں ہو اور ہم سب
 اُسکی کے بندے ہیں وہ تو عجب رحیم ہو جو جو کرتا ہو اسکی سزا وہ اسوقت نہیں دیتا ہر رفتہ رفتہ اس
 خیال سے کہ شاید اب بھی یہ اپنی حرکت سے باز آئے وہ تو بڑا حکیم اور عادل ہو اس سبب سے اُسے
 عذاب و ثواب و سزا و جزا قیامت پر موقوف رکھی ہو دور استہجاد دیے ہیں ایک نیکی دوسرا بدی چھینک
 چلے گا اسکا مرتبہ بڑا ہو گا بہشت مقام ہو گا جو راہ بد کو اختیار کرے گا اسکی سزا پانچ گنا نار و دوزخ سے جلایا
 جائیگا نبی و امام خلق فرمائے تاکہ جو جو بندے گمراہ ہیں انکو راہِ نیک پر لائیں اسکی پرورش اور عنایت
 کا کہانٹک ذکر کیا جائے افسوس یہ کیسے لوگ تھے جو دعویٰ خدائی کرتے تھے اور اپنے خدا کو بھول گئے
 تھے بس جیسا انھوں نے کیا ویسی سزا ملی اور ملے گی آدم برسرِ مطلب برجیس کو یہ خیال تھا اور یہ سب امر
 آفتاب نے برجیس کو قبل آنے سمجھکان کے سمجھا دیے تھے برجیس نے اسپر عمل کیا برجیس نے
 ہمد جانے سمجھکان کے اور اس حکم دینے کے دربار برخواست کیا محل میں آ یا سب سردار اپنے اپنے مقام
 پر آئے سامان کرنے لگے اہل شہر بھی سامان میں مصروف ہوئے یہاں تک کہ وہ دن تمام ہوا رات آئی

لیلاے شب نے اپنی زلفیں کھولیں شاہ انجم نے تختِ درجہ پر جلوس فرمایا بزمِ عشرت جمع ہوئی
 شہنشاہ انجم نے وہ شب بعد خوشی بسر کی اپنے نذر جہاں سے عالم کو منور کیا یہاں سردارانِ ارزنگ
 و چترنگ و اہل لشکرِ ارزنگ و چترنگ نے وہ شب اس خوشی میں بسر کی کہ کل شہر آفتاب نما
 کی سیر ہوگی سردارانِ برجیں نے اس مسرت سے بسر کی کہ صبح کو ارزنگ کی سواری کا تماشا کرینگے
 اہل شہر بھی بہت خوش تھے ارزنگ کے دیکھنے کے بہت مشتاق تھے یکایک آسمان پر آتا ہوا
 نمایاں ہوئے صحبتِ انجم درجہ و برہم ہوئی شاہ انجم نے گریز کی آمد آمد شاہِ خاور کی افقِ مشرق سے شروع
 ہوئی شہنشاہِ فیروز عظیم سرور تاج شناعی رکھے ہوئے بعد آب و تاب تختِ نیلو فری پر جلوہ گر ہوا اور اپنے
 نذر جہاں سے تمام دنیا کو منور و مہمور کیا صبح ہو گئی راجہ لشکر طومار شاہ تیار تھا طومار شاہ برآمد ہوا کل
 لشکر کو لے کر صف آرا ہوا انتظارِ ارزنگ کا کرنے لگا جیسے و بارگاہین سب بارہو گئیں اور وہ جو
 آسمان محیط تھا ایک مرتبہ خود بخود غائب ہو گیا یہاں ارزنگ خواب سے بیدار ہوا سب سردار اور
 لشکرِ چترنگ کا اور ارزنگ کا تیار تھا صرف ان دونوں کے برآمد ہونے کی دیر تھی کہ ارزنگ
 اپنے جیسے سے نکلا سب لشکر اور سرداروں کا محرابِ اسب کا مجرا لے کر دونوں بھائی ایک تخت پر بیٹھے
 سوختگانِ خواص میں بیٹھا اور سب بادشاہ جو کہ مطلع تھے گردِ تخت کے ہوئے دایم و اسلم و قرامسب
 وغیرہ سردارانِ چترنگ نامی و گرامی سب اپنے اپنے طریقہ سے ہمراہ رکابِ غوست آتار ہوئے
 جلوس سواری کے پڑھنے کا حکم دیا ڈنکا ہوا کچھ لشکر یہاں برابر حفاظت بارگاہ وغیرہ چھوڑ دیا ہوا و شاگرد
 پیشہ میں اس جاہ و چشم سے ارزنگ طرف لشکر طومار شاہ وغیرہ کے چلایا اپنے نزدیک بڑے ترک و چشم
 سے جاتا ہوا ان اس ترک و چشم سے ادنا ادنا محدب ارجب کہیں جاتے ہیں تو زیادہ ان کے ہمراہ ترک
 ہوتا ہے یہ کیا ہو راوی نے بیان کیا ہے کہ سولہ لاکھ کا لشکر اس کے ہمراہ خاور سے آیا تھا اور کچھ لشکر لاکھ سوا
 لاکھ کا قرامسب کا راہ سے شامل ہوا تھا اور چترنگ کے ہمراہ بھی بیس بائیس لاکھ کا لشکر تھا بس
 یہ سب قریب چالیس لاکھ کے دونوں لشکر تھے یہ سواری کے ہمراہ تھے اور جلوس سواری علاوہ سختگان نے
 ارزنگ سے کہا کہ جب قریب لشکر طومار شاہ پہنچے گا تو دھنکے کی موقوفی کا حکم دیجیے گا اور علمِ لشکر کو
 سلامی ہونے کا کیونکہ یہ وہاں کا طریقہ ہے اور مجھ پر گزر چکا ہے ارزنگ نے کہا کہ اچھا وہاں شہر آفتاب نما
 میں برجیں نے دربار کیا آج کل سے زیادہ آرا کش دربار ہو کل کی آرائش کی کوئی حقیقت نہیں ہے
 اور سردار بھی کل سے زیادہ ہیں اور لباسِ فاخرہ سے مزین ہیں اسی طور سے قلعہ و شہر کی آرائش ہر اور
 اہل شہر بکثرت ہیں اور برائے تماشا بیرون شہر بھی مجمع ہو چو کہ کل حکم ہوا تھا کہ ہم دعوت کرینگے خادہ پیش
 میں اسکا بھی بندوبست ہو درخادہ پیش و اہل وہاں بھی بڑا سامان ہو برجیں نے اہل دربار کو حکم دیا کہ تم سب
 اس طرف دیکھو جہر جہر منہ حکم دیا تھا جبکہ جنگ و بیکار تھی نکو سواری ارزنگ کی نظر آئیگی ارزنگ اس
 ترک و چشم کو بہت کچھ خیال کرتا ہو چارے ادنا بندے اس سے زیادہ جاہ و چشم اپنے ہمراہ رکھتے ہیں یہ حکم سنکے
 سب اسی طرف متوجہ ہوئے دیکھا کہ ایک طرف لشکر طومار شاہ صحت بستہ کھڑا ہے بارگاہین وغیرہ لہجہ
 ہیں اور جہاں پر لشکرِ ارزنگ فرود کش تھا وہاں سناٹا ہے کچھ لشکر اور شاگرد پیشہ لوگ ہیں جیسے وغیرہ خالی
 ہیں ارزنگ کل لشکر کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے خواص میں سختگان پہلو میں چترنگ گرد و پیش شاہان
 جلیل جو کہ اس کے مطلع ہیں اور اس کے بعد سپہ سالار لشکر آگے آگے جلوس سواری تھے آبپاشی کرتے ہوئے
 نقیب بولنے ہوئے عقب میں لشکرِ بشمار چلے آتے ہیں طرف لشکر طومار شاہ کے جب قریب لشکر

طو مار شاہ کے سواری ارزننگ کی پہونچی ڈنکا موقوف ہو گیا علم سلامی ہوئے کیونکہ ارزننگ
 ہو جب کہنے سختگان کے حکم دے چکا تھا یہ سب دیکھ رہے ہیں لیکن جب بالکل سواری قریب
 آئی طو مار شاہ وغیرہ بڑھکے چلے صاحب سلامت کی ارزننگ و چترنگ سے مزاج پری
 ہوئی بس طو مار شاہ وغیرہ کا بھی تخت برابر تخت ارزننگ کے آیا طو مار شاہ نے لشکر
 کو روانہ ہونے کا حکم دیا لشکر طرف شہر کے روانہ ہوا چنانچہ جب قریب شہر پہونچا تو طو مار شاہ نے کہا
 کہ ای ارزننگ شاہ حکم ہو خداوند کا کہ لشکر ارزننگ بیرون شہر ٹھہرے ارزننگ مع اپنے کل سرداروں
 کے شہر میں آئے اور داخل قلعہ ہو دسے قلعے کی سیر کرے اسکے بعد میری خدمت میں آئے بس لشکر اسی مقام
 پر ٹھہرے اسکو حکم فرمایا ارزننگ و چترنگ نے اپنے لشکر کو حکم ٹھہرنے کا بیرون شہر دیا اور خود مع
 جملہ سرداروں کے گیا ادنا اور کیا اگلے کے سب کو ہمراہ لیکر داخل شہر ہوا آج اس سے زیادہ مجمع تھا
 اور آراستگی بھی جو اہل شہر بیرون شہر آئے تھے وہ سیر سواری کر کے اندر شہر کے گئے اور باہم تقریر کرنے
 لگے کہ ارزننگ شاہ تو ایک عجیب شکل کا آدمی ہیں مانس یا حیوان معلوم ہوتا ہو اسکا بھائی اس سے
 زیادہ بد شکل ہو سواری اپنے دیکھی بڑے جاہ و خشم سے اپنے نزدیک آیا ہو ہماری نظریں تو کچھ بھی وہ جاہ و خشم
 نہیں معلوم ہوتا ہو ہمارے شہر کے کو تو ال صاحب جو دربار کو جاتے ہیں تو اس سے زیادہ سامان
 ہوتا ہو بس یہاں یہ تقریر ہو رہی ہو اور اہل شہر اسکی صورت کو سننے لگی دہانی ہنس رہے تھے جو کہ دیکھ آئے
 ہیں وہاں بیرون شہر لشکر ارزننگ و چترنگ صفت بستہ ہوا طریقہ سے چونکہ سختگان کی آمد میں بیان
 ہو چکا ہو کہ جہان سے لشکر طو مار شاہ کی حد ہو اور وہ لشکر اترتا ہوا تھا اس مقام پر سے تا شہر چاہ ایک شکر
 وسیع ہو اور گرد اسکے بھی دونوں طرف نہ بنی ہوئی ہو اور چہن ہندی ہو بس اسی شکر پر لشکر کھڑا ہوا تھا
 ارزننگ شہر میں آیا شہر کو خوب آباد اور رعایا شاد ہر ایک کو خوش حال پایا شور و غل ہوا اہل شہر میں
 کہ وہ سواری آئی وہ سواری بڑھی سب تاشانی اس طرف متوجہ ہوئے ہر ایک دیکھنے لگا اور
 تسخر باہم کرنے لگے مگر ارزننگ و چترنگ اسی طور سے شہر کی سیر کرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھتے چلے
 چلے جاتے ہیں سختگان سب مقامات کے نشان دیتا ہو کیونکہ یہ کل آچکا ہو اور طو مار شاہ اسکو نشان
 دے چکا ہو نہایت کسواری ارزننگ کی زیر قصر ملکہ پہونچی ملکہ بھی دیکھ رہی تھی وہ ارزننگ کی صورت
 دیکھ کر اور موے لکڑ ہٹ گئی اور پکاری کہ سیوتی و شہو ذرا دیکھنا کہ کیا بد شکل انسان ہیں یہی ارزننگ
 ہو خداوند ایسی صورت نہ دکھائیں میں تو ڈر گئی یہ خیال کیا کہ کوئی کالی بلانین ہیں ایسے کالے ہیں ظلمت
 شب بھی انکے آگے گرد ہو اگر کوئی رات کو دیکھ لے تو ڈر جائے اسپر یہ تاج مرصع اور یہ لباس نفیس کیا
 اچھا معلوم ہوتا ہو اسکی بھی مٹی خراب ہوئی ذرا غور کر کے دیکھ پیشانی پر کس قدر برص کے داغ ہیں وہ
 اس ظلمت کے چراغ ہیں کیا صورت خداوند نے دی ہو بس اس صورت و شکل پر کیا یہ سیر میں سودا
 سمایا ہو اگر خوف خداوند نہ ہوتا تو ضرور تعریف کرتی یہ سیوتی وغیرہ سے لکڑ پھر اسی طرف متوجہ ہوئی سواری
 عاجلی تھی اپنے قصر سے اترتی اور الجوان میں اگر خدمت کرنے لگی یہاں ارزننگ کو لیکر طو مار شاہ
 داخل قلعہ ہوا تاہم قلعہ کی سیر کرانی سختگان نے دیکھ کر کہا کہ یہ قلعہ بھی کل سے زیادہ آج آراستہ ہو سب
 مقامات بتائے پچھانے درگنبد پر پہونچے اندر گنبد کے اسی طور سے داخل ہوئے جو کہ سختگان کے قصد
 میں بیان ہوا ہو بس سرداران ارزننگ و چترنگ و طو مار شاہ ہر ایک درجہ میں ملے قدر مرتبہ ٹھہرنے
 لگے ذبت باہم رسید کہ ارزننگ وغیرہ و طو مار شاہ وغیرہ سختگان تو اس درجہ میں رہ گیا کہ جہان

وزیر و سپہ سالار مقیم تھے اور انکی جگہ بھی یہ سب اس درجہ میں آئے کہ جہان بادشاہوں کا مقام تھا
بس یہ سب نیم تختوں پر بیٹھے ارزننگ وغیرہ بھی ناچار تھے کیا کرتے ارزننگ و چترنگ نے جو
دیکھا اس مقام پر سے اربہ کے بھی درجہ کا حال معلوم ہوتا تھا اور نیچے کے بھی درجوں کا اور بیرون شہر
کا بھی اندر قلعہ کا بھی اسکو حیرت پر حیرت ہوتی جاتی ہو جب سب دربار میں ہو چکا اسوقت پر وہ
قدرت کے اندر سے آواز آئی کہ سختگان کو یہاں طلب کرو اور کہو کہ وہ عہد نامہ لیتا آئے یہ حد اسب نے
سنی کوئی ایسا اس گنبد میں نہ تھا کہ جس نے یہ آواز سنی ہو سختگان نے جوشی تو بہت خوش ہوا کہ میری طلبی ہوئی
بس یہ اس انتظار میں تھا کہ حکم ہو تو میں جاؤں جب یہ حکم حجاب قدرت کے اندر سے صادر ہوا افریق
شاہ نے پٹ کر دیکھا کہ یکا یک چوہا پیدا ہوا اس سے افریق شاہ نے اشارہ کیا سختگان کی طرف
اور کہا کہ اسے خداوند نے طلب کیا ہے یہ سب درجہ والوں نے دیکھا جو واقعہ وہاں گذرنا ہوا وہ سب کو نظر آتا
ہو بس وہ چوہا رنائب ہو گیا اور وہ قریب سختگان ظاہر ہوا اور کہا کہ چلو خداوند نے طلب کیا ہے بس
سختگان اپنے جامہ اور رنبدہ کو نبھال کر اٹھا عہد نامہ اس کے پاس کل سے تھا اسکو بھی لیا اور اسی طریقہ
سے چوہا جس طور سے کل گیا تھا اور وہی حرکتیں کیں آج جو کئی سین مرتب ہوئی کھڑے ہو گئے کہ حکم
ملایا کھڑا رہا اور عہد نامہ ہاتھوں پر رکھ کر ویرا افریق شاہ و خوشنشاہ نے پیش کیا کہ یہ عہد نامہ موجود ہے بس وہ
نامہ افریق شاہ نے لیکر اور قریب حجاب جا کر عرض کیا کہ یہ عہد نامہ مکمل طور سے موجود ہے حکم ہوا کہ اسکو
پڑھو اور اسی مقام پر سے ارزننگ سے دریافت کرو کہ یہ سب شرائط کو قبول ہیں تھے اپنی سر کی ہے
اور اپنے بھائی کی اور کل سرداروں کے دستخط کیے ہیں جب وہ کہے کہ ہاں اسوقت اس عہد نامہ کو دفتر
سرکار میں داخل کرو اور احتیاط سے رکھا جائے کہ جب ضرورت ہو تو کل آئے افریق شاہ نے
بعد جب حکم اسکو پڑھا اور سب کو سنایا ارزننگ سے دریافت کیا اس نے اقرار کیا بس اسیر کی لکھ کر میز پر
رکھ دیا کہ وہ خود بخود آؤ کر افسر دفتر کے پاس گیا اس نے اسکو احتیاط سے رکھا جب یہ سب ہو چکا آواز آئی
کہ بے سختگان کو اپنی درگاہ کا شیطان مقرر کیا اور شیطان کا خطاب دیا ایک طوق طلائی اسکی گردن میں
ڈالا جائے جو کہ مرع ہو اس پر تحریر ہو کہ امین شیطان درگاہ خداوند آفتاب تابان و نائب خداوند آفتاب تابان
یہ جو حکم دیا اسی وقت طوق خود بخود پاس افریق شاہ کے آگیا افریق شاہ نے وہ طوق سختگان
کو پہنادیا سختگان بہت خوش ہوا خلعت مرحمت ہوا اسکو بہن کر خوب ناچا اور بہت تعریف کی اور
ہزاروں سلام کیے آواز آئی کہ ہاں کچھ حال خدا پرستوں کا بیان کرو سختگان نے واقعات حمزہ کے
بیان کیے اور زور و قوت کی تعریف کرنے لگا اور حسن و جمال کی توصیف اور ہر مرتبہ یہ کہتا تھا کہ خداوند
کو لازم ہو کہ کوچ فرمائیں اور انکو غارت کریں وہ بند سے بہت مغرور ہیں یہاں سختگان یہ حرکتیں
کر رہا ہو وہاں ارزننگ بیٹھا ہوا آہ سرد دل پرورد سے بھر رہا ہوا دل تو معشوق کے دھننے کا غم دالم دوسرے
اپنی شکست کھانے کا اور اطاعت اس مجبور سے کرنے کا ہر مرتبہ یہ خیال کرتا تھا کہ کل کا ذکر ہو کہ
ہم صاحب اختیار تھے ہمارے دربار میں لوگ شکنجے یا آج ہم ایک ادنا کے دربار میں مجبور بیٹھے
ہوئے ہیں جو کہ ہمارے بزرگوں کا بندہ ہو اسکو کسی سبب سے یحفلت و شان ہم ہوئی اور ہم ایسے ناچار
ہوئے کہ اطاعت کی کیا گردش ملکی ہو کوئی اعتبار اس چرخ نامہ بجا رہا نہیں یہ جسکو چاہے ذلیل کرے
اور جسکو چاہے سرفراز کرے اس سے کسی کو چارہ نہیں ہو موجب شعریک گردش چرخ نیلوفری + نہاد بجا مانہ
نے مادی و دیگر بیک گردش چرخ پیدا کر + نہ نذر بجا مانہ نہ کر و فر + کل کیا تھا اور آج کیا ہو گیا اپنے

حال بہ بہت افسوس کرتا ہوں کہ کوئی صاحب اختیار ہو کر یہ ان ناچاروں کو ابھی تک وہی اختیار ہو
 لشکر موجود ہو مگر ایسی مشکل ہو کہ کچھ کام نہیں آتا ہوں سوائے اطاعت کرنے کے کبھی انسان غرور و تکبر نہ کرے
 اسکا ثمرہ ہوتا ہوتا ہوں اور یہ تو اس طرح سفلہ ہوں کہ پہلے خوب عروج دیتا ہوں اور پھر ایسا گراتا ہوں
 کہ سب کی نگاہ میں ذلیل و خوار ہوتا ہوں اور زندگی اپنے دل سے یہ باتیں کر رہا ہوں اور فلک کی ندمت
 کرتا ہوں اور آہ سرد بھرتا ہوں یہ تو اسکی حرکت تھی آہوں کی صدا برابر اس مقام پر بھی آ رہی تھی کہ جہاں
 حجاب قدرت کے قریب افریق شاہ و خوشنوار شاہ بیٹھے تھے اور سخنگان بہت خوش گھڑا تھا کہ
 یگانگ اندر سے پردے کے صا آئی کہ جس سے غیظ ظاہر ہونا تھا افریق شاہ وغیرہ کانپ کر رہ گئے
 آواز آئی کہ اموی شیطان درگاہ سن اور رنگ کو منع کر کہ یہ کیا حرکت ہو رہی ہے کیونکہ دم پر دم آہ
 سرد بھرتا ہوں کیا اسکو داب دربار سے برہ نہیں ہو اگر اب ایسی حرکت کریگا تو عذاب نازل ہو گا سخنگان
 نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ میں اسوقت بھی منع کیے دیتا ہوں اور پھر بھی سمجھاؤ گناہ آپ اس کے حال پر میری
 خاطر سے رحم فرمائیے آواز آئی یہ جو کچھ ہوا میری خاطر سے ہوا اور نہ کبھی اطاعت قبول کیجانی سخنگان نے
 عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا یہ لکھا اور از رنگ سے اشارہ کر کے منع لیا کہ یہ کیا حرکت ہو از رنگ نے
 خود سنا تھا ناچار ہو گیا بعد تھوڑے عرصے کے حکم ہوا کہ اموی افریق شاہ لکھو سخنگان دار رنگ کی بہت
 خاطر عزیز ہو کیونکہ یہ ہمارے پاس پناہ لائے ہیں اور تھن ان سے افراد کیا ہو کہ ہم خدا پرستوں کو غارت
 کریں گے لہذا حکم دیا جاتا ہے کہ تم آج ہی کل لشکر کو آگاہ کرو کہ برسوں ہم یہاں سے کوچ کرینگے سب لشکریار
 رہے سفر کے لیے ہم کوچ کریں گے اور تو شک خانہ سے اسی ہزار لباس اور سوار خانہ سے سوار کار اور
 بارگاہ بر جیسی و بارگاہ آفتاب نگار و دیگر بارگاہ زرفیتی وغیرہ خیمہاں تادار کار نکلاؤ اور کل ان
 سب لوگوں کو لینے قیصر آدم خوار و ہمارے دیو کش و شہر نگ خود پرست و حسام نرد آؤ ما اور
 طومار شاہ و سرشاہ شاہ کو مع دو لاکھ اسی ہزار سواران جہاز کے پیش خیمہ لکھو روانہ کرو
 کہ وہ بیرون شہر جا کر مقیم ہوں اور جب ہماری آمد کی خبر سنیں تو آگے کو روانہ ہوں یہ لکھو سخنگان سے کہا
 کہ اموی شیطان درگاہ بس بیان کر کہ کس طرف کو پیش خیمہ روانہ کیا جائے کیونکہ یونیوی کام میں اس میں
 میری رائے پر ضرور ہونے بھی واقع میں مگر تیری رائے پر ہم لشکر کشی کریں گے سخنگان نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا
 کہ میرے نزدیک تو پیش خیمہ طرف شہر فرنگوشیہ کے روانہ کیا جائے کیونکہ یہاں کے باشندے قبل میں بھی
 آفتاب پرست تھے اس نوجوان نے یہاں سے خروج کیا تھا پہلے اسی ملک پر قبضہ فرمایا اور یہ
 ملک بھی بہت نامور رہا اس کے بعد اور ملکوں پر نزول اجلال و رد و اقبال فرمایاے گار آدمی نے بیان کیا ہوں
 کہ سخنگان کو سب اہل اسلام سے عداوت تھی مگر ایرج و ملک قاسم وغیرہ سے زیادہ خصومت تھی
 پہلے خاور میں از رنگ کو اسی نے ملک قاسم کے مقررہ کو منہدم کرنے پر راضی کیا تھا اب یہ
 بر جیس کو اس ملک کی طرف نے کر چلا ہوا کہ ملک ایرج کے شعلی ہو اور ملک ایرج کی طرف
 سے یہاں حاکم ہو بس جب یہ سخنگان نے عرض کیا حکم ہوا پرسوں یہ لوگ پیش خیمہ کے طرف ملک
 فرنگوشیہ کے راہی ہوں اور جو چھوڑے چھوڑے ملک راہ میں میں انکو ابھی نہ غارت کریں جھوڑ دین
 بلکہ آبادی کی طرف سے نہ جائیں صواذن دیا باذن کی طرف سے جائیں مقام پر آب و گیاہ میں قیام کریں
 تاکہ لشکر کو تکلیف نہ ہو اور ہم بھی عقب سے لشکر لیکر آئے ہیں رسد کا بند بہت ہر مقام پر کر لین اور جب
 فرنگوشیہ پر پہونچے تو مقام بغیس و سرسبز دیکھ کر قیام کریں تاکہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہو اس حکم میں فرق نہ

دوسرا حکم یہ ہو کہ اسی ہزار جوانان آزمودہ کار لشکر خاص سے منتخب کر کے انکو وہ لباس واسلحہ دیے جائیں کہ وہ زیب تن کریں اور گروہاری سواری کے رہیں اور ایک خیمہ و بارگاہ ایسی ہمراہ ہو کہ جس میں ناموس کا قیام ہو کیونکہ ناموس بھی ہمارے ہمراہ ہوگا اور یہ حکم دیا جاتا ہو کہ قلعہ کے فلان درجہ میں ہمارا تخت رکھا ہوا ہو کہ جسکا نام تخت قدرت ہو وہ نکالا جائے ہم اس پر سوار ہو کر ہمراہ لشکر کے چلیں گے اور دوسرا تخت بھی نکال لیا جائے جو کہ بارگاہ میں آراستہ ہوگا اور جو تخت اس درجہ میں ہیں وہ سب نکال لیے جائیں کہ انہر یہ سب بادشاہ جو کہ دربار میں ہیں بیچیں گے اور ہماری سواری کے ہمراہ چلیں گے اور یہاں ہم اپنی طرف سے مرتاض شاہ حاکم مرتاضیہ کو کہ وہ کپڑوں ہولائی ہمراہی کے نہیں ہو اور دوسرے مرد عاقل اور جہاندیدہ ہو حاکم کرینگے تاکہ وہ یہاں کا بندوبست کرے اور اسطوریہ سے سب سامان حسب معمول کیا کرے کوئی فرق نہو اور قریب قریب لاکھ کے لشکر یہاں رہیگا برائے حفاظت شہر و قلعہ اسکو حکم دیا جائیگا کہ وہ یہاں ہمارے نیا جہ حکومت کرے اور جب کوئی مہم اسپر آئے اور بلا نادل ہو یا کوئی لشکر آ کر کے آئے تو وہ ہر خبر دے اگر نامہ بر واد کرینگا تو عرصہ میں پہونچے گا خبر دینے کا یہ طریقہ پہنے ایجاد کیا ہو کہ وہاں جو واقعہ ہو تحریر کر کے حجاب قدرت کے اندر رکھے گا ہم تک پہونچ جائیگا جو حکم دینا ہوگا ہم اسکو اس سے آگاہ کر دیا کریں گے اور ارزننگ سے کہا جائے کہ وہ اپنا لشکر لیکر اسی مقام پر فرسٹ ہو اور پرسون آماور ہے کہ جب ہم شہر سے برآمد ہوں لوہا کے لشکر کے قریب پہونچیں وہ بھی ہمراہ ہوں اور اسوقت ارزننگ کی مع اس کے کل سرداروں کے خانہ عیش میں دعوت ہو اور مرتاض شاہ کو حکم دیا جاتا ہو کہ وہ اسی طور سے سب طریقہ جاری رکھے اور مسافروں کی خبر لیتا رہے اور جشن وغیرہ کرتا رہے کسی طریقہ میں فرق نہو جو طریقے اور قاعدے ہماری موجودگی میں ہیں ہی سب رہیں جب ہم آئیں تو کوئی شکایت و نصیحت ورنہ عذاب نازل کریں گے اور شہر میں منادی کرائی جائے کہ پرسون خداوند کوچ فرمائیں گے برائے غارتگری اہل اسلام کیونکہ انھوں نے بہت سر اٹھا یا ہو کسی طور سے راہ پر نہیں آتے ہیں انکو سزا دینا لازم ہوئی بس کل اہل شہر و کل باشندگان اقلیم خورشید یہ معلوم ہو کہ خداوند نے اپنی طرف سے مرتاض شاہ کو اپنا نائب کیا ہو اسکی سب اطاعت کریں اگر کوئی اسکی اطاعت سے سرتابی کریگا اور وہ ہم سے فریاد کریگا ہم اسپر اپنا عذاب نازل کریں گے ہر دور نہ خیال کریں اور سب بھی طریقہ جاری رہیں گے جو ہماری موجودگی میں ہیں اسی طور سے دربار ہو اگر یگا صرف ہم نہ ہونگے جو جبکو عرض معروض کرنا ہو وہ مرتاض شاہ سے کرے ہم اسکو حکم دیے جاتے ہیں وہ ہمکو خبر کیا کریگا جو ہم اسکو حکم دیں گے وہ اسپر عمل کریگا اب دربار برخواست ہو یہ حکم دے کہ میر جیس نے دربار برخواست کیا افریق شاہ نے جو جو حکم بر جیس نے دیے تھے سب کی تعمیل کرنا شروع کی اور سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے اور سامان سفر کرنے لگے پہلے حکم بر جیس افریق شاہ اور خوخار شاہ نے شہر میں منادی کرائی صفت یہ تھی کہ منادی یہاں ہوگی مگر جب قدر ملک اس اقلیم خورشید یہ میں تھے سب اس حکم سے آگاہ ہوئے وہاں کے بادشاہ اور نائب بادشاہ اس کے بعد افریق شاہ وغیرہ نے طوہار شاہ و سرشار شاہ و حصام و قیصور و قباد و شہرنگ کو آگاہ کیا اور کہا کہ تم لوگ سامان سفر کرو اس کے بعد مرد شیر افکن جو کہ سپہ سالار لشکر خاص قدرت ہو اسکو ہمراہ لے اسی ہزار لباس اور اسلحہ نکھو ادا لے اور کہا کہ لشکر برسوں تیار رہے مرد شیر افکن نے کہا کہ میں حکم خداوند شن چکا ہوں بعدہ ارزننگ کو لجا کر خانہ عیش میں پہونچایا برائے دعوت مع کل سرداروں کے بادشاہ

ارزننگ نے دیکھا کہ مکان بہت نفیس بنا ہوا ہو یا قوت سرخ کا اور تنوں بھی سرخ ہیں فرش نفیس سے آراستہ
 و پیراستہ شیشہ آلات بکثرت لگا ہوا ہو جن بند ہی بھی ہو جاؤ ان خوش رنگ چیمہ زنی کر رہے ہیں اور از فتنہ
 و سرود آ رہی ہو مگر کوئی معلوم نہیں ہوتا ہو خوشبو سے دماغ مہر ہوا جاتا ہو پس افریق شاہ نے لا کر
 ان سب کو کہ سیون پر چھا یا جب اپنے اپنے مرتبہ سے بیٹھ چکے ہر ایک کے روبرو خود بخود پان الاٹچی ہار
 وغیرہ موجود ہو گئے جسم میں کسی نے غفلت دیا اس کے بعد افریق شاہ اس مقام پر ارزننگ وغیرہ کو
 لیکھا جہاں انتظام طعام تھا سب نے دیکھا کہ جب سب بیٹھ چکے افریق شاہ نے قصد کیا تھا کہ جس
 مرتبہ کا ہو اسکو اس مرتبہ سے بٹھائے اور آئی کہ ہمارے نزدیک گداو شاہ سب برابر ہیں یہاں مرتبہ اور
 غیر مرتبہ کی کوئی ضرورت نہیں سب ایک دسترخوان پر کھانا کھائیں بس سب ایک مقام پر بیٹھے کہ خود بخود
 کھانا دسترخوان پر چن دیا گیا کوئی چنے والا نظر نہ آیا ہر قسم کا کھانا تھا کوئی ضرورت بیان کرنے کی نہیں ہو
 اور آئی کہ ہاتھ دھو بس ہزاروں آفتابے اور نسلے خود بخود پیدا ہو گئے سب نے ہاتھ دھوئے کوئی
 دھلائے والا نظر نہ آیا اب یہاں افریق شاہ بھی نہیں ہو سب نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا ہاتھ دھو کر
 باہر آئے کہ سیون پر بیٹھے یہاں افریق شاہ تھا ناچ و رنگ کی صدا آنے لگی پھر اسی طور سے عطر و پان
 کی ہر ایک کو کشتی خود بخود ملی بس افریق شاہ کو حکم ہوا کہ اب اسے کہو کہ اپنے لشکر کو جائیں اور جو ہتے
 کنا ہو اس پر عمل کریں افریق شاہ ارزننگ وغیرہ کو لیکر باہر آیا خانہ عیش سے سختگان بھی ہمراہ تھا ان
 سب کو ان کمرسون کی خبر خود بخود ہو جانے سے حیرت ہوئی ہر ایک حیران ہوا بس جب خانہ عیش سے
 باہر آئے ارزننگ افریق شاہ سے رخصت ہو کر بیرون قلعہ آیا شہر کی سیر کرتا ہوا بیرون شہر آیا اور اپنے
 لشکر کو ہمراہ لے کر اپنی فرد گاہ پر آیا سختگان سے راہ میں شکایت کی کہ میری وقت بر جیس نے
 کچھ نہ کی مجھ کو مثل سب بادشاہوں کے خیال کیا میں تو اپنے غم میں مبتلا تھا آہ سرد بھی بھرنے کو منع کیا
 سختگان نے کہا کہ تم بڑے نادان ہو ارے خداوند اپنا وقت ٹالنا اور کام نکالنا ہو جو کچھ گذرے اسکو
 برداشت کرو کوئی ہرج نہیں ہو جب وقت پڑتا ہو تو اپنی خوشامد کرتے ہیں یہ تو بڑا آدمی ہو وقت پر
 ایک چار کی خوشامد کی جاتی ہو یہ تو بہت بڑے مرتبہ کا شخص ہو اور کیا اسے تنہا رہی کم عمری کی جو اس کے
 دربار کا طریقہ ہو وہ اسے برتا اس طور سے سختگان نے بچھا دیا کہ ارزننگ خاموش ہو رہا جب قریب
 بارگاہ پہنچا حکم دیا کہ پر سون گل لشکر طیار رہے بوقت صبح اور ارمان شیر حوالت میرا پیش خیمہ لیکر
 ایک لاکھ بیس ہزار سے ہمراہ ہر اول لشکر خداوند بر جیس جائے اور جہاں وہ اپنا لشکر فروکش کرے
 اسی کے ساتھ یہ بھی مقام معقول دیکھ کر میری بارگاہ پر پا کیا کریں کیونکہ میں نے حکم بموجب حکم بر جیس
 دیا ہو اسے مجھ سے فرمایا ہو یہ حکم دے کر اپنے خیمہ خاص میں داخل ہوا اور بار نہ کیا کیونکہ وقت دربار کا
 گذر گیا تھا راوی نے بیان کیا کہ ارزننگ وہاں یہ حکم دے کر چھے میں گیا تھا لشکر اتر ا
 وہاں شہر آفتاب نما میں افریق شاہ نے طومار شاہ کو ہمراہ لیا کہ بارگاہ میں خیمہ وغیرہ نکلو ادینے
 اور ایک بارگاہ اور چند خیمے معقول برائے ناموس نکلو ائے اور ایک سو ایک مخافہ زرنگار و نادار کار
 نکلو اگر درست کر دئے بس سپہ سالار لشکر کو یہ حکم دیا کہ دو لاکھ اسی ہزار کا لشکر کل تیار رہے کہ وہ ہمراہ
 پیش خیمہ جائیگا خزانہ نکلو اگر کروڑوں روپیہ اراہوں پر بار کرایا اور سپہ و طومار شاہ وغیرہ کیا سب
 مجھے و بارگاہ میں اراہوں پر بار ہوئیں بر جیس کے لشکر کے چار سپہ سالار ہیں اور دو لشکر میں ایک خاص
 اور ایک عام جو لشکر خاص ہو اس کے چار سپہ سالار ہیں اول سپہ سالار مرد شیرا فکن اور دوسرا سپہ سالار

مسار قومی تن تیسرا سہ سالہ قیصر شہنشاہ چوتھا سہ سالہ شہنشاہ دگر باز اس لشکر میں تیس لاکھ
 جوان ہیں کہ جو اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتے ہیں اسکی چھاؤنی دیر قلعہ ہو اور اس لشکر میں پانسو ہزار ان ہیں
 کہ جنکا لقب ستون قدرت ہوا ان سب کے افسر و سردار وہ تین بھائی ہیں جو کہ بیرن شہر رہتے
 ہیں صحرا میں اور لشکر کشی کر کے آئے تھے اور ایمان لائے تھے بعد مقابلہ جنگا ذکر جلد دوم میں ہو چکا ہو اور
 دوسرا لشکر جو ہر جسکی چھاؤنی اندرون شہر و بیرون شہر ہوا اسکے بھی چار سہ سالہ ہیں انکے نام بھی یہ ہیں کہ
 فولاد چنگ کش حداد فیروزہ باز قنطور تبرزن سنتور سنگ پیشانی انہیں سب سے اول قنطور ہوا اس لشکر
 میں اسی لاکھ جوان ہیں اور بیس ہزار ہلوان ہیں جو کہ مثل نہیں رکھتے ہیں تو سب لشکر بر حبیس کا ایک کروڑ
 دس لاکھ کا ہوا اس لشکر کی حداد تہا و کچھ نہیں ہوا افریق شاہ نے قنطور سے کہا کہ دو لاکھ اسی ہزار جوان
 ہمراہ طومار شاہ وغیرہ کے کر داور انکے افسر اور تین لاکھ سپاہ کو منتخب کر لو کہ وہ شہر میں مع افسروں کے قیام
 رہے اور یہ خیال رہے کہ کوئی افسر زبردست باقی نہ رہے کہ جو ہمراہ نہو یہاں کسی زبردست کی ضرورت
 نہیں ہو مرقاض شاہ بہت مرد مائل ہو اور جی بھی جو یہ حکم دے کہ افریق شاہ اپنے مکان پر آیا
 یہاں سب بند و بست ہونے لگا اور افریق شاہ نے اسی دن اس درجہ کو کھلا کر وہ تخت اور تخت
 تخت اور سب تخت نکلوائے جو تخت کہ ہمراہ لشکر رہیگا وہ تو رہنے دیا اور سب جو تخت بارگاہ میں آئے
 ہوگا اسکو اور تختوں کو طومار شاہ کے سپرد کیا کہ تم اگلا اپنے ہمراہ لیجاؤ بسن جب یہ سب بند و بست ہو چکا
 وہ دن تمام ہوا رات آئی رات بھی بھر ہوئی بر حبیس نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے سوا
 طومار شاہ وغیرہ سب سامان سفر سے درست ہو کر اپنے مقام سے چلے لشکر کو دو لاکھ اسی ہزار کا تیار
 تھا کیونکہ قنطور بند و بست کر چکا تھا اسکو طومار شاہ نے ہمراہ لیا بارگاہوں اور خیموں اور خزانے کے
 ارا بے بیچ میں لیے اور خود مرکب پر سوار ہوا اور سب بھی پرے جا کر زیر قلعہ آیا اور گنبد آفتاب نما
 کو سلام کرنے کے کھڑا ہوا سب حاضرین دربار دیکھ رہے ہیں جب یہ صف بستہ کھڑا ہو چکا اپنے طریقہ سے لشکر
 کو درست کر کے اجازت کے لیے افریق شاہ کو حکم ہوا کہ طومار شاہ سے کہو کہ پیش خیمہ لیکر جائے
 اجازت ہوا اور راہ سے ارزنگ کا بھی پیش خیمہ لے لے اسکا لشکر ہمراہ ہوگا گریست ہو شیاری اور
 خبر داری سے یہ جو حکم ہوا افریق شاہ نے تحریر کر کے میز پر رکھا فوراً کاغذ کر پاس طومار شاہ کے
 آیا اسمین اجازت تھی بس سلام آخری کر کے مرکب کی باگ اٹھا کر اور پیش خیمہ لیکر روانہ ہوا بڑے
 جاہ و چشم سے چلا اسکا جاہ و چشم تحریر کرنا بیکار ہو طول ہوگا لہذا سب اہل شہر برائے تماشہ کھڑے ہوئے
 تھے کہ پیش خیمہ خداوندی کے جانے کی سیر کریں کہ سامنے سے نشان لشکر نمودار ہوئے سب اسطوت
 متوجہ ہوئے حاصل کلام سقے آبپاشی کرتے ہوئے نکل گئے اور جلد بس سواری آیا وہ گزر گیا اب آمد
 لشکر ہوئی وسط لشکر میں اراہون پر بارگاہین اور خیمے اور خزانہ تھا اسکے طومار شاہ دسر شاہ
 کی مرکب تھے بعد ازان قیصر و حشام و شہزنگ وغیرہ مرکبوں پر سوار تھے انکے عقب میں لشکر تھا بڑے سامان
 سے پیش خیمہ بر حبیس نے روانہ کیا تھا طومار شاہ جبکہ اندرون شہر رہا تو آہستہ آہستہ لشکر کو چلنے کا
 حکم دیا جب بیرون شہر آیا تو باگین اٹھا دین پانسو ہزار ہون بہ خزانہ تھا اور آٹھ سو اراہون پر بارگاہین
 وغیرہ تھیں طومار شاہ شہر سے نکلتے قریب لشکر ارزنگ ہو نچا وہاں قیام کیا جب رات بسر ہوئی
 صبح ہوئی لشکر کو کوچ کا حکم دیا اور ارزنگ سے کہا کہ تم بھی اپنا پیش خیمہ میرے ہمراہ کر دو کیونکہ مجھ کو حکم
 خداوندی ہے کہ ارزنگ کا بھی پیش خیمہ اپنے ہمراہ لیے جانا یہاں ارزنگ و چترنگ تیار تھے

اور کل لشکر انکا قریب چالیس لاکھ کے تھا یہاں ارمان شیر صولت پیش خیمہ لیے ہوئے
 کھڑا تھا ایک لاکھ بیس ہزار سے جب یہ پیام آیا تو ارزننگ نے ارمان شیر صولت کو حکم
 دیا کہ طومار شاہ کے ہمراہ جاؤ بیس ارمان شیر صولت اس وقت لشکر لیکر روانہ ہوا مع بارگاہ ازنگی
 و چترنگی کے طومار شاہ اسکو ہمراہ لیکر چلا کیا راہ کو صاف کرتا ہوا یہ تو جاتا ہی یہاں ارزننگ انتظار
 میں کھڑا رہا کہ خداوند لشکر لیکر آئیں تو میں آئے ہمراہ ہوں اسنے اسدن سے دربار نشین کیا جب سے یہ
 بر جیس کے پاس سے آیا ہی راوی کہتا ہوں کہ جب طومار شاہ پیش خیمہ لیکر روانہ ہو چکا تھا بر جیس نے
 یہ حکم دے کر اسدن دربار برخواست کیا تھا کہ ہم کوچ کرینگے اور مرتاض شاہ کو اس درجہ میں طلب
 کر کے قریب حجاب قدرت یہ سب امر بتا دیے تھے اور طریقہ خبر کرنے کا جو کہ تحریر ہو چکا ہی اور کہنا
 تھا کہ اگر کوئی کشتی کرے یا سرتابی ذرا مجھ کو خبر دینا میں اسکا بند و بست اسی مقام سے کر دوں گا یہ جو
 کچھ حکم و احکام بر جیس جاری کر رہا ہو سب آفتاب جادو کی تعلیم سے ہو غرض کہ جادو مرتاض شاہ کو تعلیم
 کر کے دربار برخواست کیا شہر بن خبر پہل گئی کہ کل خداوند کوچ کرینگے اسی دن سے اہل شہر انتظام
 کرنے لگے اس خیال سے کہ خداوند کی سواری کا بھی تماشا دیکھیں یہاں قنطور نے اگر تین لاکھ
 لشکر کو حکم دیا کہ تم یہاں رہو براے حفاظت شہر اور چوتھرا لاکھ بیس ہزار کو حکم دیا کہ صبح کو مسلح و مکمل
 اور سب سامان سفر سے درست ہو کر زیر قلعہ آکر صف آرا ہونا اور اس تین لاکھ کے افسروں کو حکم دیا
 کہ تم بہت ہوشیار رہی اور خبر داری سے کام کرنا یہ حکم دے کر اپنے مکان پر آیا خود بھی سامان سفر کرنے
 لگا اور مرد شیر افکن نے بیس لاکھ سے اسی ہزار جوان انتخاب کر کے وہ لباس جو کہ زمر درنگ کے
 تھے اور وہ اسلحہ جو کہ مرصع تھے انکو دیے اور کل لشکر کو حکم دیا کہ کل صبح کو سامان سفر سے آراستہ ہو کر زیر
 قصر خداوندی صف آرا ہونا اور وہ تخت ایک سو اکیس ہاتھیوں پر افترق شاہ نے زنجیر ہائے طلائی
 سے کسوا دیا اور حکم دیا کہ زیر قصر کل صبح کو لیکر آنا اور خود بھی جا کر سامان سفر کرنے لگا یہاں محل میں اگر
 بر جیس نے اپنی ہمیشہ شریا کو طلب کر کے حکم دیا کہ کل ہم کوچ کرینگے براے مقابلہ خداپرستان اور
 انکو غارت کرینگے کیونکہ انھوں نے بہت سراٹھایا جو وہ راہ پر نشین آتے ہیں لہذا تم بھی سامان سفر
 کو اور اپنی مان ملکہ بدرسیم تن کو بھی حکم دیا ان دونوں نے قبول کیا اور اپنے ملازموں کو طلب کر کے
 بر جیس کے روبرو سامان سفر کی تیاری کا حکم دیا راوی کہتا ہوں کہ اس وقت سے سامان سفر ہونے لگا
 وہ دن اسی سامان میں تمام ہوارات بھی بسر ہوئی مسافر شب نے اپنا اسباب باندھا اور مع اپنے
 ہراسیوں کے منزل مغرب میں چلا گیا اور مسافر روز نے اپنا جادو دکھا کر مسافت ٹھکی کو طوطو کرنے لگا یہاں
 زیر قلعہ دونوں لشکر آکر صف آرا ہوئے ایک طرف لشکر خاص اور ایک طرف لشکر عام اور ہاتھی زیر
 قصر لگا دیے گئے اور محاذ و در قصر تا موس پر اور سب سردار سامان سفر سے درست ہو ہو کر اپنے اپنے مرتبہ
 سے آکر کھڑے ہوئے کو تو ال شہر بھی آیا اور مرتاض شاہ اپنے سرداروں کو لے کر مع کو تو ال شہر کے
 ایک طرف اور زیر روشن دل بھی ایک طرف کھڑا ہوا کیونکہ یہ بھی ہمراہ جائیگا سپہ سالار سردار لشکر مذکور
 کرنے پھرتے ہیں وہاں محل میں بر جیس بیدار ہوا لباس شاہی سے آراستہ ہوا اور آفتاب
 جادو نے ایک ہزار سا مرد پوشیدہ طور سے مقرر کیے اور کہا کہ جب کوئی یہاں آفت آئے ہم کو فوراً خبر
 کرنا ہم جہاں ہوں انکو اسی آسمان میں جگہ دی جو کہ محیط قلعہ تھا اور انکے افسر کو حکم دیا کہ تم ہر وقت اس
 پردے کے اندر رہنا جو کاغذ مرتاض شاہ کھڑا یہاں رکھے اسکو ہمارے پاس کسی ساحر کے ذریعہ سے

پہونچا دینا اور جو ہم حکم دینا اس کو دینا اس طرح سے کہ میں فرشتہ قدرت ہوں مجھ کو خداوند نے بھیجا کہ
 یہ حکم دیا ہو اس پر عمل کرو کہ آفتاب نے ان کاموں سے برجیس کو آگاہ نہ کیا تھا صرف یہ کہدیا تھا کہ جو خبرنا
 ہو وہ امر تراض شاہ لکھنؤ یہاں رکھ دے تم تک پہونچ جائیگی یہ سب بند و بست آفتاب نے کیا تھا
 یہاں تک کہ جب برجیس آراستہ ہو چکا حکم دیا کہ ناموس سوار ہوں بس سوار ہو سکے سب عورات
 محل میں گئیں مگر اس پر بھی تین ہزار عورت ہمراہ تھیں برجیس کے محافظ الماس نگار میں تریا سے سیتن
 سوار ہوئی اور دوسرے محافظ زمر و نگار میں ملکہ بدر سیتن مان برجیس کی اور محسافون میں
 وزیر زادیاں شانہ زادیاں سوار ہوئیں جب سب ناموس سوار ہو چکے یہاں تک کہ صاحبان خدمت بھی قوت
 برجیس بالائے گنبد آیا یہاں سب سردار حاضر تھے افریق شاہ وغیرہ نے سلام کیا اسکا طریقہ یہ ہوا
 کہ کیونکر معلوم ہوا کہ خداوند آگئے جب برجیس ہوتا ہو تو خود بخود ہر در و دیوار سے یا خداوند کی صدا پیدا
 ہوتی ہو اور ایک خوشبو ایسی آتی ہے کہ سب کے دماغ معطر ہو جاتے ہیں بس جب برجیس آیا اور سب کو
 معلوم ہوا سب کھڑے ہو گئے سجدہ کیا سلام و حوا ہوا برجیس نے کہا کہ سب سامان درست ہو افریق شاہ
 نے کہا کہ خداوند سوار ہوں سب سامان درست ہو آواز آئی کہ سب سردار بیرون گنبد جا کر اپنے اپنے مقام
 پر کھڑے ہوں اور فیلبان ہاتھیوں کو برابر درجہ قدرت کے لگا دین تاکہ ہم سوار ہوں بس یہ حکم شے سب
 حاضرین گنبد باہر آئے اور بیرون قلعہ آکر اپنی اپنی سواری لے لے پاس کھڑے ہوئے فیلبانوں نے ہاتھیوں
 کو برابر درجہ قدرت کے لگا دیا تو وہ درجہ بلند تھا یا اس کے برابر آگیا برجیس نے جو سر نکال کر دیکھا تو
 تمام لشکر سے شہر کو ملایا اور اہل شہر کو دیکھا کہ وہ بھی کھڑے ہوئے ہیں ایک طرف متراض شاہ کھڑا ہوا
 مع سب سرداروں کے جو کہ یہاں رہنے والے ہیں کو قوال شہر بھی اپنے پیادوں کو لیے ہوئے کھڑا ہے
 ایک طرف وزیر کی سواری بھی کھڑی ہوئی ہو یہ سب سامان دیکھ کر برجیس کا دماغ بالائے آسمان گیا
 اور بہت خوش ہوا کہ مجھ کو یہ مرتبہ ملا میرے والد بزرگوار خداوند نے یہ مرتبہ عطا کیا ہو کہ جو اس وقت
 کسی کو نہیں ملا ہو نہ کوئی میرے برابر ہو گا یہ اپنی کلاہ کوچ کر کے اس درجہ سے نکلا کہ تخت پر آکر بیٹھا
 کسی نے اسکو دیکھا بھی نہیں راوی نے تخت کا حال یوں بیان کیا ہو کہ تخت کس قسم کا تھا اسکی صورت
 یہ تھی کہ اس تخت میں سات درختے درمیان کا در بہت بڑا تھا اس پر بیٹھنے کا پردہ پڑا ہوا اور اس در سے
 ایسی شعا عین اور نور پیدا ہوتا تھا کہ گناہ نہ کام کر سکتی تھی کہ کوئی دیکھ سکے اور یہ سحر تھا آفتاب جادو
 کا تاکہ برجیس کسی کو نہ نظر آئے اور اس در کی پیشانی پر ایک آفتاب لگا ہوا تھا کہ جس سے نور پیدا
 تھا اس کے سبب سے اور نگاہ نہ کام کرتی تھی اور اس تخت پر ایک گنبد بنا ہوا تھا اسکا کلس طلائی تھا
 اس پر بھی ایک آفتاب تھا کہ اسکا نور کو سون جاتا تھا اور اس در پر ایک تختہ لگا ہوا تھا طلائی اس پر خط
 جلی تحریر تھا کہ این مقام نائب خداوند یعنی برجیس فرزند اور اسکی پشت پر دروازہ لگا تھا کہ
 جبکہ کھول کر برجیس درجہ قدرت سے اندر آبا جب برجیس تخت پر آکر بیٹھا وہ دروازہ خود بخود
 بند ہو گیا اور نائب ہو گیا اور درمیان کے در کے دہنی طرف لکھا تھا کہ این مقام پیغمبر خداوند است یعنی
 خوشنوار شاہ اور بائیں طرف لکھا تھا کہ این مقام افریق شاہ اور انہیں کہ سیان آراستہ تھیں
 رستے چار در انہیں بھی کہ سیان تھیں ایک کی پیشانی پر تحریر تھا کہ این مقام وزیر روشن دل اور ایک
 طرف لکھا تھا کہ این مقام سپہ سالار قدرت لشکر خاص قدرت یعنی مرد شیر افکن دہنی طرف کے آخر
 در پر اور بائیں طرف کے آخر در پر تحریر تھا کہ این ہر دو مقام عشرت ایک پر لکھا تھا کہ این میخانہ خداوندی

اور ایک پر لکھا تھا کہ این مقام ابدارخانہ خداوندی دروہ تحت طلائی تھا بس جب برجلیس تخت پر سوار ہوا ایک صدا پیدا ہوئی کہ یا خداوند آفتاب تابان اور خوشبو آئی کل لشکر نے سجدہ کیا بس برجلیس نے سوار ہونے ہی آواز دی کہ امی افریق شاہ تم اپنے مقام پر آؤ جہان تمہارا نام لکھا ہو اور خوشوار شاہ سے کہو کہ وہ اپنے نام کو دیکھ کر اپنے مقام پر آئے اور وزیر روشن دل اپنے مقام پر اور سپہ سالار قدرت شیر افکن کا جو مقام ہو وہ وہاں ٹھہرے اس صدا کا آنا تھا کہ افریق شاہ اس درجہ میں آیا بذریعہ نزدبان کے اور خوشوار شاہ بھی اپنے درجہ میں وزیر اپنے درجہ میں اور شیر افکن اپنے درجہ میں جو بیخاندہ سادہ سادگی سے آراستہ تھا مگر اس میں کوئی نہ تھا اور جو ابدارخانہ تھا وہ بھی اپنے سادہان سے درست تھا مگر اس میں بھی کوئی نہ تھا آفتاب نے برجلیس سے کہا تھا کہ تجکو جس چیز کی ضرورت ہو یا جو کوئی تجھ سے کوئی چیز طلب کرے تو تو یہ کرنا کہ جو آسمان تیرے تخت پر قائم ہوگا اس کی طرف اشارہ کر کے کہنا کہ یا والد بزرگوار فلان شخص فلان چیز کی خواہش رکھتا ہے تیرے پاس آجائیگی یا جس بارگاہ میں تو بیٹھا ہو اور طلب کرے تو اس وقت بھی بارگاہ کے سقف کی طرف دیکھ کر ہی کہو کہ ابدار جب تجکو ضرورت ہو اس وقت یہ کارروائی کرنا کہ آہستہ سے تاک کوئی نہ واقف ہو یہ تعلیم کر دیا تھا بس جب خوشوار شاہ وغیرہ بھی سوار ہو چکے اس وقت برجلیس نے آواز دی کہ امی خوشوار شاہ اب سب کو حکم دو کہ سوار ہوں اور مرتاض شاہ سے کہو کہ وہ قلعہ میں جائے اور کو قوال کو حکم دو کہ وہ اپنا کام دیکھے ہم لوگوں کے ساتھ بیرون شہر تک جانے کی ان لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے بس کہو پہونچا چکے اور سب بادشاہوں کو حکم دو کہ وہ گرد تخت کے ہاتھیوں سے اتر کر مرکبوں پر سوار ہو کر جلین اور جو لشکر خاص بہارا ہو اس کو حکم دو کہ وہ بہار میں سواری کے ہمراہ باغشیر پاسے برہنہ ہوں اور صدائے خداوند آفتاب بلند کریں اور وہ جو اسی ہزار سوار ہیں جنکو لباس نفیس سرکار بادولت سے ملے ہیں وہ دروہر تخت کے رہیں اور محافض ناموس درمیان لشکر میں بڑی نگہبانی کے ساتھ سواران لشکر گرد آئے بھی ہوں یہ جو کا خوشوار شاہ اور افریق شاہ نے سپہ سالاروں کو طلب کر کے حکم سے آگاہ کیا مرتاض شاہ یہ حکم پا کر قلعہ میں مع سب سرداروں کے گیا اور گنبد میں پہونچا ایک درجہ کو کھلا ہوا پایا بانی بیس درجہ بند تھے اس نے دربار اپنا راستہ کیا برجلیس نے مرتاض شاہ سے کہد یا تھا کہ ایک درجہ تیرے بارگاہ کے لیے کھولا ہو گا باقی سب بند ہونگے ان جب تجکو کسی امر کے خبر کرنے کی ضرورت ہو تو تو اس درجہ سے اٹھ کر ہر درجہ کے دروازے پر جانا اور کہنا کہ میں حجاب قدرت کے قریب جاؤنگا فوراً دروازے کھل جائیں گے بس جب وہاں جانا اور جو کچھ خبر کرنا ہو یا عرض اس کو کھلا کر اندر حجاب قدرت کے کھڑا رہنا تو قنیکہ جواب نہ آئے وہاں سے نہ آنا جب جواب خواہ زبانی خواہ تحریری مل جائے چلا آنا پھر اسی طور سے سب درجے بند ہو جائیں گے یہی طریقہ ہمیشہ جاری رکھنا بس مرتاض شاہ نے اگر سب درجوں کو بند پایا جو درجہ کھلا تھا اس میں دربار کیا اور کو قوال شہر اپنے پیادوں کو اپنے ہمراہ لے جا کر اور سلام کر کے بندوبست کرنے لگا جو لوگ اہل شہر سے شرک وغیرہ پر تھے ان کو منع کیا اور کہا کہ سائے سے ہٹ جاؤ کیونکہ سواری خداوند کی آئی ہے کوئی دہک نہ پائے نہ ہٹے اور در دولت سے لیکر تادیر شہر پناہ و بیرون شہر جہانک شرک بنی تھی اور اہل شہر کا مجمع تھا پھر پیادوں کا مقرر کیا بس جب یہاں برجلیس یہ حکم دے چکا اور اسی طور سے بندوبست ہو گیا تب برجلیس نے حکم دیا کہ جلوس سواری روانہ ہو لقب صدائے بادوب بادش دین بس یہ حکم دینا تھا کہ قنیکہ ہوا علم

لشکر کے پھر ہرے کھل گئے ایک کڑوڑ چار لاکھ بیس ہزار لشکر کے نشان بلند ہوئے اسی ہزار سوار
تلوارین برہنہ کر کے روبرو تخت برجلس کے صفت بستہ ہوئے انیس بیس ہزار گرد و تخت باہم شیریں
چلے سب شاہان دیگر اقبالہم مرکبوں پر سوار ہو کر ہمارا ہونے سپہ سالار لشکر اپنے اپنے مرتبوں
سے چلے محافضے ناموس کو قلب لشکر میں لیا اس تزک و چشم سے سواری برجلس کی شہر سے روانہ
ہوئی عقب میں لشکر پیشہار قطار در قطار باجے بچتے ہوئے نقیب صدا دیتے ہوئے ڈنگے پر چوب
پڑتی ہوئی خداوند آفتاب کے جو کی صدا بلند تھی راوی بیان کرتا ہوں کہ ایک آسمان نیلگون بالاس
لشکر محیط تھا اور سر پر برجلس کے اس آسمان میں ایک آفتاب پیدا تھا کہ اسکی روشنی سب لشکر
پر رہی تھی تمام لشکر کے علم طلائی تھے اور لشکر خاص کے علم بھی طلائی تھے مگر مرصع کار اور خودوزر و لشکر
خاص کے طلائی تھے اور دیگر لشکر کے خود و فلا دی مگر ایسی صیقل کی ہوئی تھی کہ مثل آئینہ کے صوفی
تھی نیزے بلند تھے تلوارین علم خمین و معالون کی کھٹا اٹھی ہوئی تھی گرد و دوش پر بھیلو اذن کے پس
مرکبوں کی باگین اٹھائے ہوئے ہمارا تھے و ردیان درق برق خمین نشانوں کے پھر ہرے کار چوب
تھے اس آسمان سے صداے راگ و رنگ و با خداوند کی آہی تھی پھول برس رہے تھے خوشبو
دماغ معطر ہوئے جاتے تھے ہواے سرد کے جوئے آ رہے تھے دلون کو بشاش کر رہے تھے اور
دوسری صفت یہ تھی کہ آگے آگے لشکر کے ستے چھڑکاؤ کرتے جاتے تھے یہ طریقہ تھا کہ خود بخود
بنتی جاتی تھی اور ادھر ادھر ٹرک کے نہر آب خوشگوار روان ہوتی جاتی تھی اور گردنہر کے چین بندی
ہوتی جاتی تھی یہ نیا طریقہ تھا کہ کوس پیہ بھرتا جاتا تھا شرک سرخی کی تیار ہوتی جاتی تھی اسپر سے
کرتے جاتے تھے ذہبت باخبا رسید کہ سواری مثل باد بہاری کے شہر سے باہر آئی اور طرف صحرا کے
روانہ ہوئی یہ تو ادھر سے بعد جاہ و چشم و شان و شوکت چلے آئے ہیں یہ حکم ہو کہ جب لشکر از رنگ
آجائے تو ٹھہر جانا کیونکہ اسکو بھی ہمارا لیچلنا ہو پس یہ تو جاتے ہیں ادھر از رنگ کل لشکر کو ہمارا ہے
ہوئے مع چترنگ اپنے بھائی کے اس انتظار میں لشکر کی خمین آراستہ کیے ہوئے کھڑا ہو کہ لشکر
برجلس و سواری برجلس آجائے تو اس کے ہمارا چلون کہ یکایک شہر آفتاب نما کی طرف سے کہ
نور پیدا ہوا اور یہ معلوم ہوا کہ ہزاروں برقیں چمک رہی ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہزاروں شرار
ہوا پر آڑ رہے ہیں ڈنگے کی صدا آ رہی ہو سخنگان نے کہا کہ خبردار ہو جائے برجلس کی سواری آئی ہو
اور نقیبوں کو حکم فرمائیے کہ وہ لشکر میں پکار دیں کہ سب آمادہ کوچ ہو جائیں تاکہ عرصہ نمودار رنگ
ہو جب کہنے سخنگان کے نقیبوں کو حکم دیا پس نقیبوں نے پکار دیا کہ سب خبردار ہو جائیں اور آمادہ سفر
ہوں برجلس مع لشکر کے آتا ہوا اب عرصہ نہیں ہو یہ جو لشکر میں خبر ہوئی پس سب اہل لشکر اسی طرف
متوجہ ہوئے از رنگ و چترنگ و سخنگان مع سرداروں کے متوجہ ہوا اب سب نے دیکھا کہ
سامنے سے نشانہاے طلائی نمایان ہوئے جب قریب پہنچے ذیہ نظر آیا کہ کوس پیہ آگے آگے چرتا
ہوا شرک بنتی ہوئی دونوں طرف شرک کے نہروان آب خفای کی نہر کے برابر خمین گلیاے خوشبو کے
کھلے ہوئے خود بخود انیر طائران خوش احوال بیٹھے ہوئے چھوڑی کرتے ہوئے گذرے یہ سامان
از رنگ و چترنگ و سخنگان و کل سردار و اشران سپاہ و کل اہل لشکر کے ہوش جاتے رہے اور
حیرت ہوئی سب چشم ہراہ ہو گئے نیا تماشہ نظر آیا کہ جو کبھی نہ دیکھا تھا کہ چین خود بخود تیار ہوتے جاتے
ہیں ردبرو سے گذر گئے اب دیکھا کہ ستے ہزاروں گلبدن کے پانچاے پہنے ہوئے سرخ باتات کے

اسپر کار چوبی کام چاہوا پانچا مرگھٹون تک پیٹے ہوئے بادے کی لنگیان بانہ سے ہوئے مشکین دوش پر آنکے دہانوں پر نواز سے چڑھے ہوئے مشکون میں بجائے پانی کے گلاب کپڑہ بھرا ہوا کئی ہزار تھ چھڑکاؤ کیے ہوئے آتے ہیں گزود غبار کو بٹھاتے جاتے ہیں سبب زمین پر گلاب کپڑہ کرتا ہوا کے سبب سے خاک ٹپکتی ہے اور کچھ غبار بلند ہوتا ہے اس سے ایسی خوشبو پیرا ہوتی ہے کہ تمام راہ نمک جاتی ہیں چھڑکاؤ کرتے ہوئے گزر گئے آنکے عقب میں دس ہزار کئی سو ہاتھی قطار در قطار خرطوم میں زنجیر کا طلائی پٹی ہوئیں مشکون پر آئینے طلائی چھٹون کے لگے ہوئے پیشانی رنگی ہوئی اپنر کھٹا ہوا کس نشان لشکر خداوند آفتاب جھولیں کار چوبی محل سرخ کی پڑی ہوئیں فلہان وردیان نی نی پنے ہوئے وہ بھی سب کار چوبی سینوں پر تصویر آفتاب و برجیس بنی ہوئی پگریان سروں پر کنگ طلائی ہاتھون میں لیے ہوئے بیٹھے ہیں آنکے عقب میں غلدار اسی طور کی وردیان پہنے ہوئے چھڑ بفل میں دباے ہوئے پھر ہرے گھوڑے ہوئے ہیں پھر ہرے سب سرخ ہیں اپنر زرد و زری بنی ہوئی ہو تصویر آفتاب و برجیس بنی ہوئی تقریباً ان دولان کی تحریر ہو نشان طلائی ہیں اور کچھ نشان آنکے عقب میں مرصع ہیں اسپر یہ تحریر ہے کہ این نشان لشکر خاص خداوند برابر چلے جاتے ہیں انکے بعد ماہی مراتب کے ہاتھی اسی طور سے آراستہ تھے اور یہ بھی قریب چار پانچ ہزار کے تھے انکے بعد ساٹھ نیاں با سامان مرصع و ساٹھ نیاں سوار نادر کار وردیان دیب تن کیے ہوئے اسپر بیٹھے تھے اب بعد اسکے ہاتھون پر اور اشترون پر ڈنگے رکھے ہوئے اپنر چوب پڑتی ہوئی کہ آنکی صدا سے صواگوں بجاتا تھا یہ بھی گزرے پھر آنکے بعد کئی لاکھ مرکبان ترکی و عراقی و عجمی با ساز و دیراق مرصع سائیس چوریاں طلائی ہاتھون میں لیے ہوئے کس رانی کرتے ہوئے صفت بصف چلے آتے ہیں جب وہ بھی گزر گئے آنکے عقب میں غول کے غول غٹ کے غٹ خاص برداروں کے خاصگیان دوش پر رکھے غلاف زرد و زری اپنر چڑھے ہوئے اور وردیان کار چوبی پہنے ہوئے آنکے بعد چوبدار عصا ہاے طلائی لیے ہوئے وردیان پہنے ہوئے غٹ کے غٹ گزر گئے آنکے بعد یساول آنکے ہاتھون میں عصا ہاے مرصع کار وہ بھی کئی ہزار تھے سامنے سے گزرے اب جو نظر کی دیکھا کہ تقریباً دگر دمی و گاؤ دمی و شترنی دماون کی صدا بلند تھی کہ جسکے سبب سے گوش گردون کر ہوئے جاتے تھے صواگوں بجاتا تھا زمین ہل رہی تھی طار ان صوا صدا سے فقاہرے سے پریشان ہو ہو کر اشیان کی طرف جاتے تھے چوندے جھاڑیوں اور جھنڈیوں میں پوشیدہ ہو گئے تھے ورنہ بھاگے جاتے تھے گھائیوں میں پھاڑون بناہ گزین ہو گئے تھے جب یہ سب گزر چکے اسانے سے پلٹیں ورسال نمودار ہوئے تلوار بن حایل نیزے بلند سپرین و تلوار بن دوش پر گروہ گروہ غٹ کے غٹ مرکبوں کے سم سے سم کنوتی سے کنوتی ملی ہوئی دوش پر دوش چار آئینہ بند چلتے پوش مرکبوں کی ٹاپوں سے زمین ہل رہی تھی غبار بلند تھا بھکار سے تلواروں کی کان پڑی صدا نہیں سنائی دیتی تھی سب کے سروں پر خود فلادی تھے غبار جو بلند ہوتا تھا اس میں جو ستائیں بلند تھیں اور جگہ جگہ تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ برج خاکی کے اندر ستارے چمک رہے ہیں دھوپ کی شعاع سے نشان اور خود ایسے جیسے تھے کہ جیسے آئینے نشانوں کا یہ حال ہو کہ طلائی جو ہیں اور عکس آفتاب جو پڑتا ہو تو یہ معلوم ہوتا ہو کہ بالائے ہوا آگ لگی ہو اسکے شعلے بلند ہیں بس لاکھوں ہزار و پیدل رسالہ کے رسالہ سامنے سے گزر گئے انہیں باجے جنگی بیگنے ہوئے ارزنگ و غیرہ نے دیکھا تھا کہ جب سے آد لشکر کی شروع ہوئی ہو اس لشکر پر ایک بیگمون آسمان سا محیط ہو اس سے برابر بارش نکل رہی جاتی ہو یہ لوگ جو جو یہ

یہ سامان دیکھتے تھے حیرت بالائے حیرت ہوتی تھی جب قریب میں یا بائیس لاکھ کے لشکر گذر گیا سب نے دیکھا کہ تمام صحرائے مردی ہو گیا اور طلائی اب جو غور کر کے دیکھا تو آگے آگے اسی ہزار سوار دوش بدوش چار آئینہ بند چلتے پوش رکاب برکاب سم سے سم مرکب کا ملا ہوا دم سے دم ملے آتے ہیں ان کے لباس زردی تھے خود طلائی ہیں اسلحہ مرصع ہیں ناظرین کو اس امر کا خیال رہے کہ کل لشکر کے سینوں پر تصویر آفتاب و برجیں بنی ہوئی ہو اور گرد آسکے فریفتہ اسکی تحریر ہو اور نشان بھی آفتابی ہیں لشکر کے بس ان کے بعد دیکھا کہ قریب بیس لاکھ کے لشکر خود ان کے طلائی تلواریں علم کیے ہوئے برہنہ اور ہزاروں بادشاہ اور سرداران سپاہ اور سرداران بادشاہ و پہلوانان لشکر و سپہ سالار و کل افسران فوج موج بہوج نقیبان خوش گلو صدائے ادب باش لگائے ہوئے اور بہت سے ہاتھی اس تخت کے روبرو زنجیر ہائے طلائی سے کسے ہوئے نقیبان در دیان پہنے ہوئے اور اس تخت پر ایک گنبد ایسا صندوق بنا ہوا کہ وسط کے درجہ پر نگاہ نہیں کام کرتی ہو اس پر موتیوں کی چلپن پڑی ہو اس سے نور ساطع و لامع ہو چتر اس گنبد پر لگا ہوا ہو آفتاب کلس پر بنا ہوا ہو کہ اس سے نور پیدا ہو صرف اس قدر محسوس ہوتا ہو کہ پیشانی پر اس در کی تحریر ہو کہ امین مقام خداوند پر جلیس ایک پہلو کے درمیں افترق شاہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہو طرہ پیغمبری کلام میں لگا ہوا ہے اور ایک طرف خوشخوار شاہ ہو جس طرف افترق شاہ ہو اس کے برابر کے درجہ میں مرد شیر افکن سپہ سالار لشکر خاص کرسی پر بیٹھا ہو طرہ سپہ سالاری خود پر لگا ہو اور اس کے برابر کے درجہ میں میخانہ ہو اسکی پیشانی پر تحریر ہو این میخانہ خاص اور جدھر خوشخوار شاہ ہو اس کے برابر کے درمیں وزیر اعظم روشن دل تبدیل وزارت سر پر رکھے ہوئے ہو اور برابر اس کے جو در ہو اس میں آبدار خانہ ہو یکلمہ تحریر ہو کہ امین آبدار خانہ خداوند انھیں ہاتھیوں کے گرد سب سردار ہیں اور افسران سپاہ و پہلوانان لشکر و سپہ سالار فوج و شاہان و بجاہ ہیں ان کے بعد بیس لاکھ سپاہ شمشیر برہنہ لیے کہ جنگے خود طلائی ہیں اور ذکر ہو چکا ہو اور سر پر جلیس کے نیچے کلس گنبد پر اس آسمان شیلگون سے ایک آفتاب ظاہر ہو کہ اس کا عکس جو گنبد پر پڑتا ہو وہ گنبد چمکتا ہو اور وہ گنبد ایک ڈال الماسی ہو اور ستون اس کے زردی ہیں وہ جو آفتاب آسمان سے ظاہر ہو اس سے اس قدر نور پیدا ہو کہ تمام لشکر پر اس کا عکس پڑتا ہو اور سب مقام پر روشنی ہو یہ جو سامان دیکھا اور ذخیرہ کو اس قدر حیرت ہوئی کہ مثل آئینہ حیران ہو کر گئے کل لشکر ارننگ کو یہ بھی حیرت ہوئی اور خیال کیا کہ بڑا سامان ہو یہ جو کچھ دعوے کرے سب بجا ہو مرنے ایسا سامان کسی کے ہمراہ نہیں دیکھا جو کہ پر جلیس کے ہمراہ ہو بس جب سواری پر جلیس کی سامنے سے گزری ارننگ وغیرہ نے دیکھا کہ ہزاروں تلواریں برہنہ علم ہیں اب جو دیکھا تو بہت سے محافظ طلائی ہیں اور دو محافظ الماس نگار ہیں ان سب محافظوں کے گرد لشکر تلواریں برہنہ لیے ہوئے ہمراہ ہو کار جو بی پردے پڑے ہوئے ہیں الماسی محافظوں پر موتیوں کی جھال لگی ہوئی مقیشی ڈوریان ہیں کنار و دریان پہنے ہوئے ہیں محافظوں کو دوش پر اٹھائے ہوئے بڑے سادو سامان سے ان دونوں محافظوں کے عقب میں ہزاروں محافظ مین ارننگ نے پلٹ کر سنگھان سے کہا کہ ناموس بھی ہمراہ ہو ملک بھی ضرور ہوگی یقین ہو کہ میں نہ کہیں سامنا ہو جائے میں اس پر عاشق ہوں وہ بھی محکوم و محکومہ فریفتہ ہوگی سنگھان نے جواب دیا کہ جی ہاں آپ ایسے ہی تو خوبصورت ہیں وہ جو کی پر لوثا بھی نہ رکھو ایسی عاشق ہونا کیسا اسکی لونڈی بھی تو ادھر نہ رخ کر گئی اسکی خواہشیں کثیرین شاہزادوں پر فوق لیجائی ہوگی ان کے نزدیک کسی شاہزادے

کی اصل نمودگی راوی بیان کرتا ہو کہ ملکہ ایسی حسین تھی اور وہ نوز حق تعالیٰ نے ملکہ ثریا سے سیتن کو عطا فرمایا تھا کہ محافہ کے اندر سے منوہ رہا تھا اور گرد محافہ کے بالہ بندھا ہوا تھا جیسے ماہ کے گرد بالہ ہوتا ہو بلکہ تمام شہر آفتاب نما میں ماہ آفتاب نما مشہور تھی اپنے زمانے کی زلیخا تھی سختگان نے کہا کہ امیر از رنگ دیکھ کہ اس محافہ میں ملکہ ہی اور دوسرے محافہ میں جو کہ اسکے برابر ہو ملکہ کی مان ہو یہ لکڑی سختگان نے اشارہ کیا از رنگ نے کہا کہ کس محافہ میں سختگان نے جواب دیا کہ جبکہ گرد نور کا بالہ ہو بس یہ سننا تھا کہ از رنگ نے دیکھا ادھر کو اور ہاے کر کے کلیجہ بکڑ لیا اور کہا کہ تو نے مار ڈالا سختگان نے جواب دیا کہ امیر از رنگ بس ان باتوں سے درگزر و در نہ خراب ہو گے جو ایسی باتیں کرو گے دل پر سل صبر کی رکھو اور جبر کر و در نہ ذلت کا سامنا ہو گا اور پھر کچھ بنائے سے تدبیر نہ بن پڑیگی میں نے سمجھا دیا وہ محافہ بھی گزر گئے اب دیکھا کہ لشکر چلا آتا ہو یہ تو کھڑے ہوئے تھے کہ ادھر برجیس نے جو تخت پر سے دیکھا کہ از رنگ مع کل لشکر کے میرے انتظار میں کھڑا ہو خوشخوار شاہ سے کہا کہ ایک چوہدار کے ذریعہ سے از رنگ کے پاس پیام روانہ کرو کہ تخت پر سے اتر کر اور مرکب پر سوار ہو کر مع اپنے سرداروں کے میرے لشکر میں آؤ اور جہان اور بادشاہ ہیں انہیں شامل ہوا ہے سرداروں کو میرے سرداروں میں اور اپنے پہلو اذن کو میرے پہلو اذن میں اپنے سپہ سالار کو میرے سپہ سالار میں اور اپنے وزیر سختگان کو اپنے ہمراہ رکھو اور لشکر میرے لشکر میں شامل کرو بس خوشخوار شاہ نے ایک چوہدار کو یہ حکم دے کہ بموجب حکم برجیس روانہ کیا یہاں از رنگ کھڑا ہوا اثاثہ سواری کا دیکھ رہا تھا کہ چوہدار خاص برجیس پہنچا اسکے سر پر آفتاب بنا ہوا تھا خبر تھا کہ ابن چوہدار خاص نے از رنگ کو پیام خداوند کا دیا اور کہا خداوند نے یہ حکم فرمایا ہو بس از رنگ و چترنگ نے تخت کو ترک کیا مرکبوں پر سوار ہوئے سختگان و دیلم و قریاسم کو ہمراہ لیکر اور سب اپنے لشکر کے سرداروں و افسروں و پہلو اذن کو اور لشکر کو یہ حکم دے کر کہ جو لشکر عقب میں چلا آتا ہو اسی میں تم بھی شامل ہو جاؤ بس کل لشکر جو کہ قریب چالیس لاکھ کے تھا ایک مرتبہ باگین اٹھا کر مرکب دوڑا کہ شامل لشکر برجیس ہو گیا نشان لشکر جگے پھر ہرے سیاہ تھے اور خاک پیکر و سنگ پیکر تھے وہ ایک طرف نشان زن میں مل گئے اور جلوس سواری جلوس سواری میں سردار و افسر سیاہ سردار و افسر ان سیاہ میں از رنگ و چترنگ مع سختگان و دیلم و قریاسم بادشاہوں میں شامل ہوئے مگر لشکر کے علو اور پھیرون اور در دیون سے یہ معلوم ہوا تھا کہ یہ لشکر اور ہو اور یہ اور ہو برجیس کے لشکر کے نشان آفتاب تھے اور سرخ پھر ہرے تھے اور در دیان بھی اور اس لشکر کے علم محک پیکر و سنگ پیکر اور پھر ہرے سیاہ و در دیان بھی سیاہ تھیں کیونکہ نہ ثابت ہوتا بس جب لشکر از رنگ و چترنگ شامل لشکر ہو چکا اب اس لشکر کی حد انتہا نہ رہی اور شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ لشکر ایک کروڑ چالیس لاکھ کا ہو بس اب برجیس از رنگ وغیرہ کو ہمراہ لے کر چلا طریقہ یہ ہوا کہ وہی طرف برجیس کے جو بادشاہ تھے انکے ہمراہ از رنگ تھا مع سختگان و دیلم کے اور بائیں طرف کے بادشاہوں میں چترنگ تھا مع اسلم و قریاسم کے اور جو بادشاہ مطیع تھے از رنگ کے اور جو چترنگ کے مطیع تھے وہ چترنگ کے ہمراہ تھے بس برجیس اب یہاں سے طرف فرنگوشیہ کے مع کل لشکر کے روانہ ہوا مقام قیام پہ آب دگیاہ دیکھ کر قیام کرتا ہو اور یہاں شہر میں مرتاض شاہ حکومت کرتا ہو جب بوقت سحر دربار میں جاتا ہو پہلے تصویر آفتاب کو

سجدہ کرتا ہو پھر تخت پر قدم رکھتا ہو اسی طور سے جو آتا ہو وہ سجدہ کرتا ہو یہ تو یہاں حکومت کر رہا ہو سب
اسکے ہو جب حکم بر جلیس مطیع و فرمانبردار ہیں اُدھر ہر جلیس لشکر کشی کیے ہوئے اس شان و شوکت
سے بر سر اہل اسلام چلا جاتا ہو یہ راہ میں ہو اور طریقہ یہ ہو کہ جہاں قیام کرتا ہو وہ تخت یا تھون پر سے
کھول لیا جاتا ہو جو بارگاہ وغیرہ ہمراہ ہیں وہ برپا ہوتی ہیں انہیں رکھ دیا جاتا ہو پھر جب کوچ ہوتا ہو
کس دیا جاتا ہو مگر ہر جلیس اسکے اندر سے باہر نہیں آتا ہو جس بارگاہ میں تخت رکھا جاتا ہو اسکی پشت پر
ایک خیمہ برپا ہوتا ہو اسکے اندر کسی کے جانے کا حکم نہیں ہوتا ہو وہ خالی رہتا ہو اسپر بہرہ مقرر رہتا
ہو بس شب کو ہر جلیس اس خیمے میں جاتا ہو اور حوائج ضروری سے فراغت حاصل کرتا ہو پشت گنبد
سے جب یہ گنبد میں آ جاتا ہو پھر وہ دروازہ غائب ہو جاتا ہو اسی طور سے کوچ و مقام کرتا ہو اچلا جاتا
ہو یہ تو راہ میں ہو اسکا حال پھر تحریر ہو گا لیکن اب طومار شاہ کا حال سماعت فرمائیے کہ یہ جو پیش خیمہ
لیکر روانہ ہوا تھا اور اسکے ہمراہ ارمان بھی تھا اور اسکے ہمراہ پیش خیمہ ارزنگ و چترنگ کا تھا
یہ سب کے سب برابر دو منزلہ کا ایک منزلہ کرتے ہوئے راہ کو بالکل صاف و شفاف کرتے ہوئے
جا بجا سے رسد جمع کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں خلاصہ یہ کہ بعد ایک ماہ اور پندرہ یوم کے بعد قطع منار
و طمر اطل سرحد فرنگوشیہ میں پہنچے گو کہ فرنگوشیہ وہاں سے اپنے شہر آفتاب نما و اقلیم خورشید
سے پانچ ماہ کا راستہ رکھتا تھا مگر یہ ایسے جلد آئے کہ ٹیڑھ ماہ میں پہنچے جب سرحد فرنگوشیہ میں پہنچے
در یافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہاں سے دس کوس پر شہر فرنگوشیہ ہو اب جو کوچ کیا جائیگا تو اندرون
شہر منزل ہوگی بس طومار شاہ نے سرشار شاہ سے کہا کہ منزل مقصود پر آگے اب ایسا مقام مناسب
و یکھ کر قیام کیا جائے کہ لشکر خداوندی ایک کور سے زیادہ ہو پھر انکے ہمراہ ارزنگ بھی ہو اور
چترنگ بھی آٹھ بجی لشکر تیس چالیس لاکھ کا ہو بس قریب ڈیڑھ کڑور کے لشکر ہو گیا بس ایسا مقام ہو
کہ یہ سب لشکر فزکش ہوں اور خیمے و بارگاہیں وغیرہ برپا ہوں ایک میدان دس بارہ کوس کا
تھیں سے مملو ہو جائیگا اور مقام پر از آب و گیاہ ہو اور یہ بھی ہو کہ لگ بھگ کی فہرے اور لشکر حریف بھی کر
مقابلے میں فزکش ہو تو میدان سے برائے مقابلہ رہے سرشار شاہ نے کہا کہ بس یہی مقام مناسب
ہو جیسا کہ تم جانتے ہو اس سے بہتر کوئی مقام نہ ہو گا شہر سے دس کوس کا فاصلہ ہو اور لشکر حریف اسطرح
آکر فزکش ہو گا یہی مقام برائے مقابلہ قرار پائیگا اولیٰ مقابلہ کی نوبت نہ آئیگی جب وہ اسقدر لشکر یکجہ
تواضع کر لیں گے طومار شاہ نے کہا کہ یہ امر غیر ممکن ہو سنا گیا ہو کہ وہ لوگ بہت خود سر ہیں بس
اطاعت کرنا امر دشوار ہو ضرور مقابلہ ہو گا سرشار شاہ نے کہا کہ پھر اسی مقام پر قیام کرو ارمان
کھڑا ہوا تھا برابر طومار شاہ کے کہنے لگا کہ میری تو یہ رائے ہو کہ اسی طور سے بغیر کیے ہوئے شہر میں چلو
وہ لوگ غافل ہونگے انکو قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لو جب خداوند تشریف لائیں تو شہر کو مسخر پائیں اور وطن
کو کوچ فرمائیں طومار شاہ نے جواب دیا کہ یہ امر بالکل نامردی پر محول ہو دوسرے یہ حکم ہو خداوند
کا بھی نہیں ہو اگر ہم خلاف حکم کرینگے تو عذاب میں مبتلا ہونگے بس خلاف نہیں کر سکتے ہیں یہ کہہ کر
کہ تم بھی اپنے خیمے وغیرہ برپا کرو اور اپنے لشکر کو اتار لو اس سے بہتر کوئی دوسرا مقام نہ ممکن ہو گا
ارمان شیر صولت نے کہا کہ بہت بہتر یہ کہہ کر اسنے مقام مناسب دیکھ کر خیمہ وغیرہ برپا کرنے کا حکم
دیا بارگاہ میں برپا ہوئے لکین ایک طرف ہر جلیس کی بارگاہ میں برپا ہوئیں ایک جانب ارزنگ
کی بازارین کر اسنے کی لکین کو سون تک خیمے و بارگاہیں برپا ہوئیں جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی سو اس

جیمون اور بارگاہ ہون کے کچھ نظر آتا تھا وسط میں بارگاہ جیسی برپا ہوئی تھی کہ جبکہ اندر ایک لاکھ کرسی و دنگل تھے مرصع کار و ستون سب الماس نگار تھے بارگاہ محل سبز کی تھی در و دوزی بنی ہوئی تھی کلس طلائی تھا ہر دروازے اور ہر ستون پر آفتاب بنا ہوا تھا کلس جو تھا وہ طلائی بھی تھا گو سب بارگاہ ہون اور جیمون کا یہی حال تھا سب کے کلس طلائی تھے مگر اس بارگاہ کا بھی کلس طلائی تھا اسپر آفتاب بنا تھا اور اس سے ضوید اٹھی کہ اسکی روشنی دور تک جاتی تھی بس جب بارگاہ میں برپا ہو چکے اور جسے وہ علم برپا ہوئے نشان کھولے گئے ایک طرف از رنگ کے لشکر کے نشان برپا تھے اور ایک جانب لشکر بر جیس کے بس یہ ثابت ہوتا تھا کہ یہ لشکر آفتاب پرستان ہو اور یہ لشکر لقا پرستان ہو مگر طریقہ یہ تھا کہ ایک لشکر سے دوسرے لشکر تک بازاریں تھیں دو لون لشکر جدا نہ تھے ایک مقام پر خزانے کا خیمہ تھا اس مقام پر پہرہ چوکی بہت مقرر کیا لشکر اتر اچھاؤنی لشکر کی ہوئی اور لشکر از رنگ نے بھی چھاؤنی کی بس لشکر جب اتر چکا طومار شاہ وغیرہ اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے ارمان اپنی بارگاہ میں یہ تو یہاں جیسے وغیرہ برپا کر کے فروش ہوئے ہین بر جیس چلا آتا ہے یہ انتظار ہو کہ خداوند آئین تو کچھ سامان مقابلہ وغیرہ ہو یا پیام صلح یہ تو اس انتظار میں ہین کہ خداوند آئین تو کچھ سامان مقابلہ وغیرہ ہو یا پیام صلح یہ تو اس انتظار میں ہین بس انکو تو لاسی انتظار میں یہاں مقیم رکھا جاتا ہو اور بر جیس کو راہ روی میں اور اب کچھ حال شہر فرنگوشیہ کا تحریر ہوتا ہے

اب شہر حال شہر فرنگوشیہ کا سماعت فرمائیے

رادمی نے بیان کیا ہو کہ یہاں محکوم شاہ طرف سے ایرج نوجوان کے حاکم ہو خاندان سے مالک بن ملکوت شاہ کے جو بہت مرد جرمی اور بہادر ہو اور بڑا دیندار ہو یہاں اسکے پاس چار لاکھ کا لشکر ہو اسکے امیر و سردار اور پہلوان دربار میں بیٹھے ہین جو کچھ اس ملک سے اور دیگر ملک سے حاصل ہوتا ہو جو کہ اسکے متعلق ہین وہ سب آمدنی جمع کر کے پاس ایرج نوجوان کے روانہ کرتا ہو جس سے ایرج نوجوان ہر راہ صاحبقران تشریف لینگے ہین اور اسکو معلوم ہوا کہ یہ رستم ثانی ہین یہ شہر مار عالیو تار ہین تو یہ خزانہ میں جمع کرنے لگا اس خیال سے کہ یہ جب میر آقا و مالک تشریف لائیں گے اسوقت پیش کر دنگا بڑے عدل و انصاف سے حکمرانی کرتا ہو کوئی ناخوش نہیں ہو سب اہل شہر و اہل لشکر دل شاد ہین محکوم شاہ کی سلامتی کی دعا درگاہ خدا سے ہمیشہ ناز چکا نہ میں کرتے ہین محکوم شاہ بھی بہت خوش اعتقاد سی کے ساتھ بسر کرتا ہو دو لون وقت دربار کرتا ہو امیران سپاہ و سردار دو لون وقت حاضر دربار ہوتے ہین ایک دن کا ذکر ہو کہ پرچہ اخبار دیکھ رہا تھا پرچہ نویس نے لکھا تھا کہ ایک لشکر کثیر آفتاب پرستوں کا اس طرف آتا ہو اور طومار شاہ پیش خیمہ لیکر قریب شہر پہنچ چکا ہو انکے ہر راہ از رنگ پرست بھی ہین طریقہ سے ثابت ہوتا ہو کہ برائے مقابلہ آئے ہین یہ جو پرچہ انبار میں محکوم شاہ نے دیکھا اہل دربار سے کہا کہ اب لوگوں نے اور کچھ سنا کہ کیا واقعہ آج کل عالم میں گھڑا ہو ابھی پرچہ نویس نے لکھا ہو کہ سمت مشرق کے ایک اعلیم ہو کہ نام اسکا خورشید یہ ہو ان بہت سے ملک تھے اور ان ملکوں میں قبل اسکے مختلف مذہبوں کے آدمی مقیم تھے سوائے مذہب اسلام کے بخلہ ان ملکوں کے ایک

ہو کہ اس کا نام شہر آفتاب نما ہو وہاں کا بادشاہ خورشید شاہ تھا وہ لکھتا ہو کہ اس کی ایک دختر تھی اور خورشید شاہ کا مذہب آفتاب پرستی تھا وہ جو اس کی دختر تھی اور اب بھی بڑی بہت حسین اور خوبصورت تھی اس کو شادی سے ہمیشہ انکار تھا اور اصل امر یہ تھا کہ اس کو اپنے حسن و جمال پر غور تھا کہ میں بہت خوبصورت ہوں یہ بھی تحریر کرنا ہو جب اس سے کوئی سوال کرتا تھا کہ تم شادی کیوں نہیں کرتی ہو تو کہتی تھی کہ میں خداوند آفتاب پر عاشق ہوں خداوند میرے اوپر فرشتہ ہیں میں نے خداوند ہو کر بندوں کے ساتھ شادی کروں حسن اتفاق سے وہ حاملہ ہوئی اس پر نہمت زنا کی لگائی گئی اس نے انکار کیا اور کہا کہ میں خداوند سے حاملہ ہوں سب نے کہا کہ جھوٹ بولتی ہو پس اس نے ثابت کر دیا اس دن سے اس کا بڑا اعزاز کیا گیا نہایت باہنجا رسید کہ لڑکا پیدا ہوا بڑا قصہ ہو وہ جوان ہوا اس دن سے وہاں دین آفتاب پرستی کو زیادہ ترقی ہوئی قلعہ بنایا گیا تمام اقلیم کے لوگ سب آفتاب پرست ہوئے محکوم شاہ نے سب واقفہ ابتدا سے جو کہ جلد دوم و اول میں اور اس جلد میں تحریر ہوا ہو بیان کیا کہ پرچہ نویس تحریر کرتا ہو کہ ارزننگ لشکر کشی کر کے اس کی بیٹی پر عاشق ہو کر گیا تھا بڑے بڑے مقابلے ہوئے آخر کو ارزننگ نے شکست کھائی سبب یہ ہو کہ آفتاب جلا دیتا ہو آخر کو عاجز ہو کر اطاعت کی اس شرط پر کہ تم خدا پرستوں سے مقابلہ کرو و انکو غارت کرو تو میں تمہارا دین قبول کروں اس نے قبول کیا چنانچہ وہ ارزننگ کو اپنے ہمراہ لیکر برائے غارتگری اہل اسلام اپنے ملک سے لشکر کثیر لیکر روانہ ہوا اس کا ہر اول پیش خیمہ لیکر آتا ہو ادھر کے ہر اول لشکر کا نام طومار شاہ و ہر شاہ شاہ ہو اس کے ہمراہ دو لاکھ اسی ہزار سپاہ ہو اور اسی لشکر کے ہمراہ ارزننگ کا بھی پیش خیمہ ہو اس کا ہر اول ارمان شیر صولت ہو ارزننگ کو لکھتا ہو کہ یہ لڑکا ہو زمر دثانی کا جو کہ صاحبقران ثانی کے ہاتھ سے مارا گیا اس نے خورشید نگار سے خروج کیا تھا بلکہ خاور پر قبضہ بھی کر لیا تھا بھرام شاہ خاور میں شکست کھا کر فرار کر گیا جب یہ شہر آفتاب نما کو گیا تو رستم خان بن گنجاب نے پھر جا کر خاور پر قبضہ کیا اور وہاں کسی کو بادشاہ کیا پس اس نے لکھا ہو کہ اپنا بند و بست فرمائیے آفتاب پرست اس سے مقابلہ کرنے آئے ہیں اس خیال سے کہ قبل میں بیان کے لوگ آفتاب پرست تھے پہلے اسی ملک پر قبضہ کرو افسران سپاہ نے شکے جواب دیا کہ اگر آتا ہو تو آنے دیجیے کیا کر لیگا ہم نے اطاعت کرینگے اور نہ اس کا دین قبول کرینگے بلکہ مقابلہ کر لین گے اگر مارے گئے تو مرتبہ شہادت پایا اور جو غالب آئے تو بھی اپنے آقاؤں اور مالکوں کے روبرو اور اہل خلق کے نزدیک سرخرو ہوئے ہم یوں تو دمانین گے محکوم شاہ نے کہا کہ خیال اس امر کا ہو کہ نہ آجکل ہمارے آقا رستم ثانی ہیں نہ شہر یار عالیو قار نہ ایرج نامہ اسراں لوگوں کا کچھ تپہ و نشان نہیں معلوم کہ انکو آگاہ کرتے نہیں کہ ان کو ان تشریف فرما ہیں خیر جو مرضی مالک ہم راضی برضا ہیں اگر وہ مرتد ادھر آتے ہیں تو کیا غم ہم بھی وہ جنگ بردار نہ کرینگے کہ انکو بھی معلوم ہو گا کہ کسی سے مقابلہ ہوا تھا سب نے جواب دیا کہ بھلا ارشاد ہوا یہاں تو یہ تقریر ہو رہی تھی کہ چند ہر کارے دربار میں حاضر ہوئے مجرا گاہ سے جو ابجالاتے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا اور اٹھا اٹھا کر دعا و ثناے شاہی بجالائے اور یہ شعر پڑھا شعر الکی بخت تو بیدار بادا و ترا دولت ہمیشہ یار بادا و بادشاہ عالم کی عمر دراز ہو ترقی پرستار و امج و اقبال ہو دوست خدا دشمن رورویا و پائمال ہو محکوم شاہ نے فرمایا کہ کیا خبر لائے بیان کرو یہ انھوں نے عرض کیا کہ ہم غلامان حضور و جان نثار سرکار برائے ہلا دوئی بیرون شہر گئے تھے چنانچہ

جب شہر سے کوئی دس کوس پر گئے تو ہکو نشان لشکر نظر آئے کہ کوئی لشکر اتر رہا ہو غلام پاسے شاطری لگا کر گئے تو دیکھا کہ ایک لشکر کثیر اتر رہا ہے مگر اُسکے دو حصہ ہیں ایک سمت کے تو نشان طلائی ہیں پھر ہرے گلزار ہیں ایک سمت کے نشان سیاہ و زنگاری پھر ہرون کے ہیں ان نشانوں پر جو کہ طلائی ہیں آفتاب بنے ہوئے ہیں اور جو سیاہ پھر ہرون کے ہیں پھر تھویر لقا و زمر دثانی کی ہو اور کسی تصویر ارزننگ بن زمر دکی بنی ہوئی ہو اور انہی تعریف تحریر اور انبر آفتاب اور بر حبیب کوئی ہو اُسکی تعریف ہو اور لاکھون خیمے کو سون تک بر پا ہیں اور ہزاروں بارگاہیں مگر دو بارگاہیں جو وسط لشکر ہیں ہیں ایک پر تحریر ہے کہ این بارگاہ خداوند پر حبیب داین بارگاہ ناموس اس بارگاہ سے اُس بارگاہ تک کوئی ایک میل کا فاصلہ ہے مگر ایک راستہ بنایا ہے کہ اُس بارگاہ سے اُس بارگاہ میں جاسکتے ہیں راوی نے بیان کیا ہے کہ جب طومار شاہ پیش خیمہ میل چلا تھا تو ایک کاغذ لقا فہ میں بند حجاب کے اندر سے افریق شاہ کو ملا تھا کہ یہ طومار کو دیدینا اور کہدینا کہ اسکو اسوقت کھولے کہ جب خیمہ وغیرہ بر پا کرے لگے اسوقت اس تحریر کو دیکھنا چنانچہ جب یہاں آکر خیمے وغیرہ طومار شاہ نے بر پا کر لگے تھے تو اُس تحریر کو دیکھا تھا یہ تحریر تھا کہ وسط لشکر میں میری بارگاہ بر پا کرنا اُس سے ایک میل کے فاصلہ پر خیمہ ناموس ہون اور پشت بارگاہ پر جہاں پر اندر بارگاہ کے تخت آراستہ کیا جائے اُس مقام پر ایک خیمہ بر پا کیا جائے اُس خیمہ سے تا خیمہ ناموس ایک کو خیمہ سلامت بنایا جائے اور اس خیمہ پر پیرہ وغیرہ مقرر کیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا تھا اندر بارگاہ کے طومار نے تخت آراستہ کیا تھا اُس تخت کی یہ حالت تھی کہ تین در کا تخت تھا اور سات زینے لگے تھے وہ تخت طلائی تھا اُس بارگاہ میں تین درجہ تھے پہلے درجہ کے اوپر لکھا تھا این مقام خداوندی بس وہ تخت اُس درجہ میں بر پا کیا گیا اور وہ تخت مثل گنبد کے تھا اور اُس تخت کے درون پر نہایت عمدہ زر بفتی حجاب پڑے تھے مگر اُن حجاب کے برابر دو کرسیاں جو ابھر بنگار آراستہ تھیں ایک کرسی پر لکھا تھا کہ این مقام خوشنوار شاہ داین مقام افریق شاہ بس دوسرے درجہ میں جو کہ اُس بارگاہ کا بہت وسیع تھا یہ لکھا تھا کہ این مقام شاہان مطیع خداوند اس میں وہ نیم تخت طومار شاہ نے آراستہ کیے ہون تخت پر ہر ہر بادشاہ کا نام تحریر تھا دوسرے درجہ کی پیشانی پر یہ تحریر تھا کہ این مقام کل افسران سپاہ اور پہلوانان لشکر و سرداران فوج اس میں ہزاروں دنگل و کرسیاں طومار شاہ نے آراستہ کی تھیں اور ہر ایک کرسی و دنگل پر نام افسروں کے و سرداروں کے و پہلوانوں کے مع لشکر ارزننگ و چترنگ کے تحریر تھے اُس درجہ کے بعد صحن تھا اُسکے بعد جلو خانے تھے یہ طریقہ تھا یہاں کی نشست کا بس طومار شاہ نے پشت بارگاہ پر خیمہ بر پا کیا اور کوئچہ سلامت بارگاہ سے لیکر تا بارگاہ ناموس تیار کیا اور پھرے چونکہ ہر مقام پر بطور مناسب مقرر کیا تھا یہ تو جملہ معروضہ تھا آمد ہر سر مطلب اُن ہر کار نے عرض کیا کہ دوسری سمت بھی بارگاہیں بر پاتھیں ایک بارگاہ پر لکھا تھا کہ این بارگاہ ارزنگی اور دوسرے پر لکھا تھا کہ این بارگاہ چترنگی اور ہزاروں خیمے بر پائے اور لشکر کثیر بھی سوائے خیموں اور بارگاہوں کے بچہ نظر نہیں آتا ہے بڑی شان و شوکت ہے ہم غلاموں نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر خداوند آفتاب کا ہے اور وہ ارزننگ و چترنگ بن زمر دثانی کا خداوند آفتاب نے طومار شاہ و سر شاہ وغیرہ کو اپنا پیش خیمہ لیکر روانہ کیا ہے اور انکا مقصد ہے کہ بذات خود خداوندین سے مقابلہ کریں اور انکو اپنے مذہب میں لائیں اگر وہ آفتاب پرستی اختیار کریں تو خیر ورنہ اپنا عذاب

اُن پر نازل کر کے اُنکو غارت کرین کیونکہ یہ لوگ بہت مغرور ہو گئے ہیں گو پہلے قصد خداوند کا اپنے مقام سے کو بیج فرمانے کا نہ تھا یہ قصد تھا کہ جب خدا پرست بہان آئین گئے تو اُن سے مقابلہ کیا جائیگا اور اگر وہ راہ پر آئین گئے تو خیر ورنہ اُن پر عذاب نازل کیا جائیگا اور غارت کیے جائیں گے چنانچہ خداوند کا قصد سے اپنے مقام پر مقیم تھے اتفاق سے خداوند کی ہمشیر پر ارزننگ بن زمر دثانی جو کہ اپنے کو خدا لکنا تھا اُس نے خورشید نگار سے برائے مقابلہ اہل اسلام خروج کیا تھا اور خاور پر قبضہ کر لیا تھا اُسی زمانہ میں وہ عاشق ہوا اور ولولہ عشق میں ارزننگ نے نامہ تحریر کیا اُسکا جواب سخت خداوند نے دیا وہ اس غرور میں خداوند پر لشکر کشی کر کے آیا کہ میں خود خدا ہوں ان سب کو غارت کر کے اپنی معشوقہ پر قبضہ کر لوں گا چنانچہ اگر مقابلہ کیا انجام یہ ہوا کہ شکست کھائی آخر عاجز ہو کر خداوند کی اطاعت پر اس شرط سے راضی ہوا کہ آپ لشکر کشی کر کے خدا پرستوں کو غارت فرمائیے چوبیس نے قبول کیا اور اُسکے کہنے سے لشکر کشی کی چنانچہ طومار شاہ وغیرہ کو پیش خیمہ لیکر ادھر کو روانہ کیا دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اُسکا قصد مصمم یہ ہے کہ اسی طور سے جو جو ملک ہم لوگوں کے قبضہ میں ہیں یعنی اہل اسلام کے اُنکو غارت و تباہ کرنا ہوا برسر لشکر اسلام ہوئے جہاں صاحبقران تشریف فرما ہوں اُن سے مقابلہ کرے چنانچہ پہلا ملک حضور کا اسکو ملا ہوا اُسکے سراول نے یہاں خیمے وغیرہ برپائے ہیں اور اُنکا قصد ہے کہ خداوند آئین تو مقابلہ کیا جائے اُسکی بھی آمد لگی ہوئی ہے یہ خبر تازہ تھی جو علاموں سے دریافت کی تھی اگر عرض کی اب حضور کو اختیار ہے محکوم شاہ نے فرمایا کہ آیا ہر تو اُنے دو ہمارا بھی خدا مالک ہے جو اُسکی مرضی ہوگی وہ ہوگا یہ ہونے سے رہا کہ ہم تجوف جان اُسکی اطاعت کریں یا ترک اسلام کریں جب تک ہمارے دم میں دم ہے ہم مقابلے سے باز نہ آئیں گے یہ کہہ کر اُنکو خلعت دے کر رخصت کیا وہ سلام کر کے دربار سے باہر آئے محکوم شاہ نے اہل دربار سے کہا کہ تمہیں سنا جو کچھ ہر کاروں نے خبر بیان کی کس قدر یہ لوگ کم عقل ہیں کہ جہاں کچھ تزک و حشم دیکھ لیا اُن سے کہہ دیا کہ میں خدا ہوں پس قبول کر لیا کس قدر کم اعتقاد ہیں بھلا یہ کہاں ممکن ہے کہ خدا کی بہن ہو اور مان اور باپ یہ کوئی ساحر ہو لو اور غضب سنو کہ خدا کی بہن پر ارزننگ بن زمر دثانی فریفتہ ہوا اس ارزننگ نے اپنے باپ کی طرح دعویٰ کیا اسکو کیا ہوا ہوا اسکا حالت کفر میں ہاتھ سے صاحبقران کے واصل جہنم ہوا باپ اسکا کافر تھا وہ بھی ہاتھ سے صاحبقران ثانی کے مارا گیا یہ بھی قتل ہوگا اس خاندان میں جو پیدا ہوتا ہے بالکل بیوقوف پیدا ہوتا ہے ذرا بھی عقل نہیں رکھتا ہے خیر جب آئیگا تو دیکھا جائیگا مگر یہ نہ ثابت ہوا کہ اولاد بختیارک سے بھی کوئی ہے یا نہیں جو کہ ارزننگ کی درگاہ کا شیطان ہے اور میں نے سنا تھا کہ تورج بدرگ حرامی کے دو فرزند تھے جو کہ فرعون ثانی کی دختر سے پیدا ہوئے تھے نہیں معلوم وہ کہاں ہیں اور کیوں نہ اسکے شریک ہوئے ایک اہل دربار نے عرض کیا کہ بہت عرصہ ہوا میں نے ایک اخبار میں دیکھا تھا وہ تحریر کرتا تھا کہ ارزننگ نے خروج کیا ہے شہر خورشید نگار سے اور مخدگان بن بختگان کو اپنا وزیر کیا اور ویلم بن تورج و اسلم بن تورج کو اپنا سپہ سالار لشکر قرار کیا اور بڑی شان و شوکت پیدا کی ہو اُسکا قصد ہے کہ مالک اہل اسلام کو غارت کرے میرا قصد ہوا تھا کہ میں حضور سے عرض کروں پھر خیال کیا کہ اور کچھ اخبار روئے کچھ لین تو میں عرض کروں مگر اسدن سے پھر کچھ اُس نے نہ لکھا نہ میں نے عرض کیا کہ محکوم شاہ نے کہا اب معلوم ہوا یہ سب فسادات اُسی سختگان کے ہیں اُس نے پہلے ارزننگ کو درغلان کر خروج کرایا ہوگا پھر آفتاب پرستوں سے

مقابلہ کرایا جب دیکھا کہ وہ غالب آئے تو یہ حال کیا کہ انکو خدا پرستوں پر لشکر کشی کرنے پر آمادہ کیا یہ ساری اُسی کی کارروائی ہو وہ بڑا مفسد حصّہ پر مثل اپنے باپ و داد کے اسکو ضرور خدا پرستوں سے نقیض ہوگی خیر دیکھا جائیگا خداے مہررگ است یہ لکھ کر کہا کہ ہو کہو کیا ایسی ضرورت ہو کہ ابھی سے فکر کریں جب کوئی نامہ وغیرہ روانہ کر لیا اسکا جواب جو مناسب ہو گا درجے ابھی سے کیا ضرورت ہو کہ ہم اپنے کوتاہیوں میں ڈالیں اسکا فرزند ہو کہ نام اسکا حاکم بن محکوم ہو وہ ہی ولیعهد اور پسرانہ لشکر ہو بہت بہادر اور قوی ہو مرد جری ہو ابھی اسکا سن بھی کچھ نہیں ہو مگر بڑے بڑے پہلوان اُسے زیر کیے ہیں اپنے زمانہ کارستم ہو سب اسکو رستم فرنگوشیہ کہتے ہیں وہ بھی دربار میں تھا جب باپ سے یہ سنا کہ جو مناسب ہو گا وہ جواب دیا جائیگا کہنے لگا کہ سوائے جواب جنگ کے دوسرا کیا جواب ہو پس یہی جواب ہو کہ مقابلہ کو لشکر لیکر روانہ ہو جے گا مقابلہ فرمائیے گا اور ملا حظہ فرمائیے گا کہ وہ تلوارین مارو گنگا کہ وہ لوگ بھی یاد کرینگے اس طرف آنے کی سزا پائیں گے یہ ممکن نہیں کہ انکا دین اختیار کیا جائے یا انکی اطاعت کریں محکوم شاہ نے کہا کہ ضرور مقابلہ کیا جائیگا تم اطمینان رکھو پس یہ لکھ دربار پر غاست کیا سب رخصت ہو کر اپنے مقام پر آئے محکوم شاہ محل میں آیا اور فکر کرنے لگا کہ کیا کیا جائے یہاں تو یہ اس فکر میں ہو اسکو فکر میں مبتلا رکھا جاتا ہو اور یہ فکر ہو کہ دیکھئے پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہو لیکن اب پھر حال بر جیس کی آمد کا اور نامہ تحریر کرنے کا اور آنے

مقابلہ ہونے کا بیان کیا جاتا ہو

اب شہمہ حال آمد بر جیس و نامہ و پیام در میان بر جیس و محکوم شاہ و حالات مقابلہ و دیگر واقعات متعلق داستان ہند

راوی بیان کرتا ہو کہ طومار شاہ وغیرہ کو آئے ہوئے قریب فرنگوشیہ تین دن کا زمانہ ہوا تھا کہ ایک دن بوقت سحر پہ بیٹھا ہوا اچھو کی سیر کر رہا تھا کہ سمت مشرق سے غبار بلند ہوا اور ایسا غبار بلند ہوا کہ فلک دو اربیرہ دتا رہا ہو گیا طومار شاہ نے ہر کاروں کو حکم دیا کہ خبر تو لاؤ کہ یہ آندھی ہو یا کوئی لشکر آتا ہو یا خداوند تشریف لاتے ہیں یہ حکم پا کر ہر کارے اُس غبار کی طرف روانہ ہوئے اور قریب گرد جب پہونچے تو دیکھا کہ لشکر کثیر کی آمد کی علامت ہو آگے جو بڑھا تو پہچان لیا کہ یہ لشکر خداوند کی آمد ہو پس اسوقت واپس آئے اور عرض کیا کہ مبارک ہو خداوند تشریف لاتے ہیں یہ انکی سواری کی گرد دیو یہ سننا تھا کہ طومار شاہ نے حکم دیا کہ کل لشکر تیار ہو کر صف بستہ ہو اور ارمان سے کہا کہ تم بھی اپنے لشکر کو حکم دو کہ صف آرا ہو برائے استقبال خداوند پس ارمان بھی اپنے لشکر میں آیا اور تیاری کا حکم دیا فوراً لشکر تیار ہو گیا اور لشکر طومار شاہ بھی آراستہ ہوا و دونوں لشکر صف بستہ ہو کر کھڑے ہوئے کہ وہ گرد و شق ہوئی اُس سے پہلے تو وہی سامان یعنی شرک پہتی ہوئی اور چمن تیار ہوئے ہوئے ظاہر ہوئے بعد اُسکے سے چھڑکاؤ کرتے ہوئے انکے عقب علیاے سپاہ و ماہی مراتب وغیرہ نمودار ہوئے راوی نے بیان کیا کہ وہ شرک جب تیار ہوتی ہوئی قریب نزد گاہ لشکر پہونچی اُس مقام تک آئی کہ جہان بارگاہ برپا تھی پس اب بالکل اُسکا اثر جاتا رہا ہو جب یہ سب سامان داخل لشکر ہوا جو نشان اور صفے وغیرہ لشکر از رنگ کے تھے اور چترنگ کے وہ ارمان کی طرف آئے اور جو مقام انکے اترنے کا تھا اترے اور جو لشکر بر جیس کے تھے اپنی طرف مقام مناسب پر فروکش ہوئے

آج کا دن آمد جلوس سواری میں تمام ہوا شام ہو گئی دوسرے دن پھر صبح سے آمد شروع ہوئی دوپہر تک اور سب جلوس آیا بعد دوپہر کے آمد لشکر کی شروع ہوئی اسی طور سے جو سامان اور جو سپاہ لشکر از رنگ کی تھی وہ اس طرف فروکش ہوئی جدھر ارمان سے نیچے وغیرہ برپا کیے تھے اور جو برجیں کے لشکر کے تھے وہ اپنے لشکر میں رہے وہ دن تمام ہوا شام ہو گئی تیسرے دن پھر صبح سے آمد لشکر شروع ہوئی دوپہر تک کل لشکر آیا بعد دوپہر کے ڈمکا ہوتا ہوا لشکر خاص ہمراہ کل شاہان اقلیم دیگر ممالک مرکبوں پر سوار یہاں تک کہ لشکر برجیں کا آکر پہنچا قریب شام طومار شاہ وغیرہ نے تخت شاہی و خداوندی کو سلام کیا اور سجدہ پس سب بادشاہ و سردار و پهلوان اپنے اپنے نام کے خیموں میں اترے اور افسر سرداران از رنگ و چترنگ اپنے لشکر میں آئے پس حکم ہوا افریق شاہ کو کہ ہمسا را تخت پشت بارگاہ پر لگا دیا جائے تاکہ ہم بارگاہ میں جا کر فروکش ہوں اور ایک نذر سواران خاص سے گرد بارگاہ کے ہمہ وقت بہرے پر رہیں اور ایک نذر اگر خیمہ ناموس کے اور کل سہ پہر کو ہم دربار کرینگے یہ حکم جو دیا افریق شاہ نے اس وقت تعمیل کیا پس تخت ہاتھوں پر سے اتارا گیا پشت پر لگا دیا گیا اب برجیں اتر کر داخل بارگاہ ہوا اور وہاں سے اس سلامت کو نچہ کے ذریعہ سے خیمہ ناموس میں آیا ادھر ناموس بھی اپنے خیموں میں اترے از رنگ و چترنگ اپنی اپنی بارگاہ میں گئے افریق شاہ اپنے خیمے میں خوشخوار اپنے خیمے میں وزیر اپنے خیمے میں پس اسی طور سے اور سب سرداروں کو خیال کرنا چاہیے جسکا نام جس خیمے پر تحریر تھا وہ اس خیمے میں گیا نذر سواروں کا پہرہ و دوزان مقام پر مقرر کر دیا گیا جو لشکر عقب میں تھا وہ بھی کل آ گیا لشکر از رنگ ایک طرف اترتا اور لشکر برجیں ایک سمت کر وہ آسمان نیلگون کل لشکر پر محیط ہو گیا آسمان پر جو آفتاب تھا وہ مستقیم بارگاہ پر قائم ہوا اسی طور سے اس آسمان پر سے بھول برس رہے ہیں خوشبو آرہی ہو بازاریں آراستہ ہو گئیں جھنڈی کجیات کی نصب کر دی گئی لشکر تھا سمندر موج زن تھا میں یا بائیس کوس کے گردے میں کل لشکر اترتا جو درخت وغیرہ تھے سب قلم کر دیے گئے لشکر کی انتہا نہ تھی وہ رات تو بسر ہوئی صبح ہوئی جو لشکر باقی رہ گیا تھا وہ بھی آ گیا تخت چسپر برجیں سوار ہو کر آیا تھا وہ ایک خیمے میں الگ رکھ دیا گیا پس چونکہ برجیں حکم دے چکا تھا کہ کل سہ پہر کو دربار ہو گا پس سب سردار بوقت سہ پہر لباس تبدیل کر کے داخل بارگاہ ہوئے درجہ اول میں اپنے اپنے نام کے وکیل و کرسی پر بیٹھ گئے سب بادشاہ اور وزیر درجہ دوم میں اپنے نام کے نیم تخت پر اگر مقیم ہوئے ملازم و چوہدر وغیرہ صحن بارگاہ میں کھڑے ہوئے ایک طرف دفتر تھا وہاں منشی وغیرہ شکر تھے ایک سمت اسباب سیاست کا سامان تھا جب سب سردار آچکے اور پهلوان و افسران ہر دو لشکر یعنی خاص و عام آگئے بعد از رنگ و چترنگ بھی مع اپنے کل سرداروں و بادشاہوں کے یہ لوگ بھی اپنے اپنے نام کی کرسی و وکیل و نیم تختوں پر بیٹھے کہ ایک مرتبہ اس درجہ سے کہ جہاں تخت خداوندی تھا اور افریق شاہ و خوشخوار شاہ کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے خداے یا خداوند کی بلند ہوئی اور اسی طور سے خوشبو آئی جیسے گندہ میں آتی تھی جب برجیں محل سے برآمد ہوتا تھا پس رادی نے کہا ہو کہ برجیں خیمہ ناموس سے اسے سلامت کو نچہ کے ذریعہ سے اسی خیمے میں آیا جو پشت پر بارگاہ کی برپا تھا ایک دروازہ بارگاہ اس خیمہ میں تھا اس کے ذریعہ سے تخت پر آکر بیٹھا ایک نور اس حجاب سے پیدا ہوا افریق شاہ وغیرہ وکل حاضرین دربار مع از رنگ براسے استقبال کھڑے ہو گئے

سوائے ارزنگ و چترنگ اور ان کے سرداروں کے اور جو بادشاہ ان کے ہمراہ تھے اور سب نے سجدہ کیا اور بھراپنے اپنے مقام پر بیٹھ گئے ان یہ نوبت تھی۔ رہے جب یہ سب بیٹھے تو یہ بھی بیٹھے جب یہ سب سردار بیٹھ چکے اس وقت حجاب کے اندر سے آئی کہ بلاؤ ہمارے درگاہ کے شیطان کو یہ حکم ہونا تھا کہ افریق شاہ نے سختگان کو اشارہ کیا تو سختگان منکلتا ہوا تھرکتا ہوا اس درجہ میں آیا کہ جہان خداوند جلوہ فرما تھے سامنے حجاب کے آکر کھڑا ہوا اور تسلیم بجالایا اور زانی کہ اے شیطان میں اب یہ تدبیر کرتا ہوں کہ ایک نامہ بنام حاکم فرنگوشیہ اس مضمون کا تحریر کرتا ہوں کہ اب وہ زمانہ گزر گیا کرتے اور دیگر خدا پرستوں نے خوب حکومت کی اور خوب بندگان مابدولت کو قتل کیا لہذا اب تم کو اطلاع دیجاتی ہو کہ مذہب اسلام کو ترک کرو اور غاشیہ اطاعت کو دو مش ہوش پر رکھو عاجز خدمت ہونا کہ میرے غضب سے پناہ پاؤ اور اگر اسکے خلاف کرو گے تو خیال کرو کہ تمہرے غضب مابدولت کا نازل ہو گا تم کو کوکو حمزہ نے گمراہ کر رکھا تھا اور اسکے بعد اسکی اولاد نے اور جان لو کہ سوائے میرے کوئی خدا نہیں ہے گو میں نے زمانہ حمزہ میں خروج کیا تھا اور ایرج کے ذریعہ سے قصد کیا تھا کہ رواج دین بس جب ایرج نے کبر و غرور پر کمر کسی قب مابدولت نے اپنے کو پوشیدہ کر لیا اور ایرج کو حمزہ کے ہاتھ سے زیر کر لیا اور مابدولت نے یہ بھی خیال کر لیا تھا کہ بعد رادیاں باطلہ ہیں سب کو یہ بندے مغرور میرے بیٹے حمزہ وغیرہ برباد کر لیں صرف خدا پرستی رہ جائے تو میں ظہور کروں چنانچہ جب میں نے دیکھا کہ اب سوائے دو ایک دین کے اور کوئی دین نہیں ہو تو میں نے اقلیم خورشید یہ میں ظہور کیا اور برجیس کو جو کہ میرا فرزند اور مابدولت کا نائب ہوا اپنی طرف سے خدا کیا اسکے سجدے کا حکم دیا اور اب تم لوگوں کی تنبیہ کو مابدولت خود مع برجیس کے لشکر کشی کر کے آئے ہیں بس اب تم لوگوں کی محنت کا زمانہ ختم ہو گیا اگر اطاعت کرو گے اور سجدہ تو امان ملیگی ورنہ تم سب کو غارت کر دوں گا آئندہ اختیار ہو اس بھروسے پر نہ رہنا کہ صاحبقران اس مذہب کو بھی برباد کر دینگے گو وہ یہاں نہیں ہیں مگر بدیع الملک ان کے مقام پر صاحبقران ہو اور وہ آجکل نہ طاق پر ہے بس اسی طور سے سب ملک غارت کرتا ہوا بدیع الملک کے مقابلے کو جاؤنگا پہلے اسکو بھی نصیحت کر دوں گا بعد اسکے اگر اسنے عمل کیا تو خیر ورنہ اسکو بھی غارت کر دوں گا اور کل لشکر کو اسکے بعد ازان خانہ کعبہ پر جاؤنگا وہاں صاحبقران اول و ثانی سے مقابلہ کر دوں گا اور انکو بھی غارت کر دوں گا بس اب مجھکو غصہ آگیا ہے تم سب نے بہت سرکشی کی مگر کسی ہو کہانتک تمہارا خیال کیا جائے بس ہو چکا لاکھوں ہندوؤں کو مابدولت کے ٹٹنے بیکار جان سے مارا اس کم تحریر کو بہت جانو اور مابدولت کے اطاعت کو ترک مذہب کرو بس حمزہ کے ہکالنے پر ذائد وہ بھی کوئی دم میں غارت ہو گا اب تو مابدولت کو خیال آیا ہے اسکا کوئی بھروسہ نہ کر وہ بھی چراغ سحری ہو رہا ہے صرف میرے اس طرف جانے کی دیر ہو گیا اگر اسنے اطاعت کی تو خیر ورنہ غارت کیا ہر ایک کو لازم ہو کہ اپنی جان کی ضااحت کرے سوائے مابدولت کے کوئی دوسرا خدا نہیں ہو میں تو خدا ہوں اور تم سب میرے بندے ہو میں ہی نے زمین و آسمان نار و جہان پیدا کیے ہیں بس اب گمراہی سے باز کرو میرے پاس چلے آؤ تو خیر ورنہ اپنے مرگ کو اپنے کنار میں پاؤ گے اور ہمیشہ در زح میں جلوے کے مجھکو جو فرض تھا کہ میں نصیحت کروں و دین نے کہا تمکو راد نیک و بد دونوں دکھا دین اب تمکو اختیار ہے جو چاہو قبول کرو یہ نامہ میری طرف سے بھی ہو گا اور خداوند کی طرف سے بھی ہو گا سختگان نے عرض کیا کہ یہ تدبیر بہت خوب ہو مگر میں عرض کیے دیتا ہوں کہ نہ وہ لوگ اطاعت

کرینگے نہ ترک اسلام بلکہ مقابلہ کرینگے آواز آئی کہ ہم انکو غارت کرینگے اگر وہ مقابلہ کرینگے اُنپر کیا منحصر ہو
کل شہر کو سختگان نے عرض کیا کہ جتنا کہ خداوند ایسی سختی نہ فرمائیں گے یہ لوگ راہ پر نرائیں گے آواز
آئی کہ تو اب دیکھ ایسا کہ ہم کیونکر اب انکو غارت کرینگے واقعی اب ان لوگوں کے دوبارہ کا زمانہ آگیا ہے یہ
کہہ کر حکم دیا کہ اسوقت نامہ تیار ہو اور ہمارا چوہدری نامہ لیکر جائے سختگان نے عرض کیا کہ یا خداوند کوئی
سردار جائے آواز آئی کہ وہ لوگ ایسے معزز زمین ہیں کہ سردار جائے ہاں جب حمزہ یا اولاد حمزہ سے
نامہ و پیام ہوگا تو دیکھا جائیگا یہ لوگ اولاد حمزہ اور حمزہ کے ملازم ہیں پس کیا ضرورت ہے کہ سردار نامہ
لیکر جائے سختگان خاموش ہو رہا افریق شاہ نے فوراً وہی مضمون دبیر سے تحریر کرا کے اُسے چہرے
قریب پر وہ کھڑے ہو کر عرض کیا کہ نامہ تیار ہو کہ ایک چوہدری خاص کے ہاتھ روانہ کرو اور اسکا
جواب منگالو پس افریق شاہ نے فوراً ایک چوہدری خاص کو نامہ دیا جو کہ سب چوہدریوں کا افسر تھا
اور کہا کہ اسکو شہر فرنگو شہر کے حاکم کے پاس بجا اور اسکا جواب اُس سے لے آوہ نامہ لیکر اور آداب
بجلا کر فوراً بارگاہ سے باہر آیا اور راستہ شہر فرنگو شہر کا لیا اپنے لشکر کو طرک کے اُس صوا کو بھی ملو کیا جو کہ
درمیان میں لشکر اور شہر کے واقع تھا بس بعد راہ طرک کرنے کے داخل شہر ہوا شہر کو بہت آبا د پایا
کو دل شاد باشندہ دن کو مرفہ حال ہر مقام پر کٹورہ کھنکس رہا تھا دکانیں آراستہ تھیں خرید و فروخت
ہو رہی تھی سب باشندے شہر کے خوبصورت تھے کیا دن و کیا مرد یہ شہر کی سیر کرتا ہوا دولت شاہی پر
ہو بخیا اندر جانے کا قصد کیا درگہ سالار نے منع کیا اور کہا کہ تو کہاں سے آیا ہو گویا جان لیا تھا کہ یہ ضرور
لشکر آفتاب پرستان سے آیا ہو کیونکہ اسکے سینے پر آفتاب بنا ہوا تھا کسے کہا کہ میں چوہدری خاص
ہوں خداوند بر جیس کا نامہ خداوندی لیکر آیا ہوں پاس محکوم شاہ کے اُسے کہا کہ میں خبر کروں
پھر جانا کیونکہ یہاں کا یہ طریقہ ہے چوہدری نے کہا کہ خبر کرو گو میں یہ قدرت رکھتا ہوں کہ بدون اطلاع
چلا جاؤں مگر خلاف طریقہ ذکر ناچاہیے یہ سنکے درگہ سالار اپنے مقام سے اُٹھا اور اندر ایوان کے چلا
یہاں دربار آراستہ تھا سب سردار حاضر دربار کھٹے گوجھوٹا سادہ بار تھا مگر ایسا رعب و داب تھا کہ کس
ناکس یہاں نہ آسکتا تھا بڑے بڑے بہادر وں کے جگر آب ہوتے تھے ایسا یہ دربار تھا یہ سب
رعب و داب بسبب خدا پرستی کے تھا در نہ کوئی ایسا دربار نہ تھا بس سب حاضر دربار تھے ہر کار
عرض کر رہے تھے کہ ہم بیرون شہر موجود تھے تین دن میں لشکر آفتاب پرستان آیا اور ان سبکا
خدا بڑی شان و شوکت سے آیا وہی سب حال اور کیفیت بیان کی جو کہ راوی مذکور کر چکا ہے جب
بر جیس شہر سے نکلا تھا اور سامان عرض ہوا تھا ہر کار وں نے عرض کیا کہ بڑا لشکر ہے دریافت ہو گیا
تو معلوم ہوا کہ ایک کڑوڑ چھ لاکھ کے قریب لشکر ارزنگ و چترنگ کا ہے یہ کلام لشکر
محکوم شاہ نے ان سب لوگوں سے کہا کہ تم لوگوں نے بر جیس کی صورت دیکھی ہو کہا کہ خداوند
اُسکی صورت نظر نہیں آتی ہے وہ اندر حجاب کے رہتا ہے مگر ہاں ارزنگ و چترنگ کو دیکھا
اور اُنکے سردار وں کو سب عجیب الخلق ہیں اور بہت سے بادشاہ ارزنگ و چترنگ کے
ہمراہ ہیں اور ہزاروں سردار و افسر و بادشاہ بر جیس کے ہمراہ دو بادشاہ خطاب پینیری سے
مشہور ہیں افریق شاہ و خونخوار شاہ و سختگان کو دیکھا کہ بالکل بختیارک اپنے دادا کی صورت
ہے علم و ولیم تورج کی صورت ہیں سختگان کو بھی خطاب شیطانی ملائم اور شیطانی ہو درگاہ بادشاہ
بر جیس کا ہر کار سے یہ عرض کر رہے تھے کہ درگہ سالار نے اگر عرض کیا کہ ایک چوہدری آفتاب پرستان

بر جلیس کا نامہ لیکر آیا ہو اجازت خواہ ہو کیا حکم ہوتا ہو حکم ہوا کہ اسکو آسنے دو درگہ سالہ رسلا م کر کے
 باہر آیا بیان ہر کاردن نے کل حال بیان کیا کہ ایک آفتاب کلس خیمہ پر ہو اور ایک آسمان محیط ہو
 آسمان سے آفتاب پیدا ہوا ہو کل کیفیت بیان کی انکو محکوم نے انعام دے کر رخصت کیا اور اہل
 دربار سے کہا کہ ضرور کوئی ساحر خوشید شاہ کی لڑکی پر عاشق ہوا اور اسنے یہ سب سامان کیا ہو
 اور یہ سب سامان سجدہ ہو یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ درگہ سالہ باہر آیا اس چوہار سے کہا کہ جاؤ وہ پردہ
 اٹھا کر اندر آیا جلو خانہ طو کر کے ایوان میں آیا محکوم شاہ کو مجرا کیا اور نامہ دیا محکوم شاہ نے بھی
 کوئی عزت نہ کی نہ کسی دی نہ چوکی رو برد کھڑا رہنے دیا اسکے ہاتھ سے نامہ لے کر دیر کو دیا خیال کر نیکا
 مقام ہو کیا عزت کرتا چوہار کی اگر کوئی سردار نامہ لیکر آتا تو ضرور عزت کیجاتی یہ کھڑا ہوا دیر سے
 لغافہ چاک کر کے نامہ پڑھنا شروع کیا اور پہلے بہت کچھ قرابت آفتاب و برجلیس کی تحریر تھی بعد
 اسکے وہی عبارت تھی جو کہ مذکور ہو چکی ہو جب نامہ دیر سے تمام کیا اور سب نے معنون نامہ سنا اور
 محکوم شاہ نے بھی سنا اسکا معنون کا سننا تھا کہ ایک دو غلیظ تھا کہ کاخ دماغ کو توڑ کر پار گذر گیا
 محکوم شاہ کا چہرہ فرما غلیظ سے لال ہو گیا اذرا غصہ سے تمام بدن کے بال کھڑے ہو گئے ابرو پر
 شکن پڑ گئی مثل بید کا پنے لگا اور دیر سے کہا کہ یہ چند فقرے میری طرف سے اسکی پشت پر تحریر کر دے
 کہ او مرتدا و زنا کار اپنی ضرورت کے تو کون ہو اور کیا تیری اصل ہو بندہ ہو کر اپنے کو خدا کہتا ہو وہ جو
 تیری مان ہو جسے یہ ظاہر کیا ہو کہ مجھ پر خداوند عاشق تھے اسنے کسی ساحر سے اپنا عقد کر لیا جب حاملہ
 ہوئی یہ ظاہر کیا کہ میرے اوپر خداوند عاشق تھے وہ آسمان پر سے تشریف لائے انھوں نے میرے
 ساتھ عقد کیا میں اسنے حاملہ ہوئی ہوں وہ ساحر مکار تھا اسنے یہ کر کے اپنے کو خداوند ظاہر کیا
 پس تو اس ساحر کا لطفہ ہو اور تیری بن بھی اسنے یہ سب سامان کیا ہو تو ہلکوا غارت کر یگا اور
 صاحبقران کو یاد رکھ کہ تو بھی مثل لقاد زمر د ثانی و فرعون ثانی کے تباہ ہو گا اور حق یہ کیا نادانی
 ہو کہ خدا اپنے کو کہلاتا ہو سب کو گمراہ کر رکھا ہو اور ہلکوبھی گمراہ کرنے آیا ہو مہتوبھی نہ تیری اطاعت کرے
 جو تجھ سے ہو سکے وہ کہ شعر سرخی پیچم ز شیر جیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + ہم اس خدا کی بندگی
 کرتے ہیں جو سب کا مالک و مختار ہو جسے آفتاب و ماہتاب و ستارے و شجر و حجر پیدا کیے جو ہر
 فعل سے بری ہو بھلا یہ بالکل خلاف عقل ہو کہ جو افعال ہمارے ہوں وہ خدا کے بھی ہوں جو نفس ہمارا
 ہو وہ خدا کا ہو وہ ان سب امروں سے میرے ہو نہ اسکی مان ہو نہ باپ نہ بھائی نہ بہن نہ جو رو نہ بیٹا اور
 نہ بیٹی نہ ہاتھ نہ پاؤں نہ صدر نہ کمر نہ پشت و شکم جسین سب امر ہیں وہ خدا نہیں ہیں وہ بندے ہیں اور
 تو آفتاب جاؤ کا فرزند ہو کیوں گمراہی پر گمراہی ہو کیوں اور سب کو گمراہ کرتا ہو تو جس آفتاب کو
 خداوند سب سے کہلاتا ہو وہ بھی میرے خدا کا پیدا کیا ہوا ہو وہ بھی خداوند کریم کا بندہ ہو پس اس مرتدی
 سے باز آ اور تو خود غاشیۃ اطاعت و دوش ہوش پر رکھ میری خدمت میں حاضر ہو اور دین اسلام کو اختیار
 کر ورنہ یاد رکھ کہ بہت ذلیل و خوار ہو گا اور ہم تو گن کے ہاتھ سے مارا جائیگا مثل لقاد زمر د کے
 ذلیل و خوار ہو گا اور دواصل جہنم ہو گا اور وہ جو ارننگ و چترنگ تیرے ہمراہ آئے ہیں وہ تجھ کو
 و رغلان کر بیان لائے ہیں صرف تجھ کو تباہ کرنے کو اور غارت کرنے کو پس اسی میں خیریت ہو کہ تو
 بدیع الملک کی اطاعت کر اور صاحبقران اول و ثانی کی اور ہماری اور اسلام قبول کر اور ہم
 کیا نصیحتیں اس تحریر کو بہت جان دیر سے اسی وقت نامہ کا جواب پشت پر تحریر کر دیا اور یہ بھی لکھا

دیا کہ ہکو اطاعت کسی صورت سے منظور نہیں ہو بلکہ وہ ہاں اگر تجھ کو اس طور سے اطاعت منظور ہو کہ ترک آفتاب پرستی کر اور اپنے کو خدا کہلا تو خیر ورنہ ہم آج ہی بیرون شہر کرتے ہیں جسے مقابلہ کر جو ہمارا خدا چاہے گا وہ ہو گا ہم تیرے اس لشکر سے نہیں ڈرتے ہیں جو کہ تو مثل مور و بلخ کے اپنے ہمراہ لایا ہو جب بہادر و دل کی تلوار میان سے نکلے گی سب مثل سگ بزدل کے فرار کرینگے اگر تجھ کو اپنی فوج اور اپنے پرنا ہنجا آفتاب جادو پر بھروسہ ہو تو ہوا اپنے خدا پر بھروسہ ہو کہ وہ سب کا مالک و مختار ہو پس خداے مایزرگ است اور بہت کچھ کلمے سخت و سست تحریر کرائے تھے جب دیر کچھ چکا نامہ تیار ہوا محکوم شاہ نے چوہدر کو دیا اور کہا کہ لیجاؤ جواب نامہ جنگ ہو اور یہ دہانی کھدینا کہ وہ مقابلہ کو آتے ہیں چوہدر اسلام کر کے دربار سے باہر آیا محکوم شاہ نے اسی وقت حکم دیا کہ لشکر تیار ہو اسی وقت میں بیرون شہر جا کر مقیم ہونگا اور کل مقابلہ کرینگا اگر لشکر حریف میں جبل جنگ بجائیں محل میں جاتا ہوں محل سے جو برآمد ہوں تو لشکر سار ہو یہ حکم دے کہ داخل محل خاص ہوا یہاں سردار دربار سے باہر آئے اور لشکر میں جا کر حکم دیا کہ لشکر تیار ہو بادشاہ برائے مقابلہ بیرون شہر تشریف لیجا لیکن چونکہ ایسی اسنے عدالت کی ہو کہ سب محکوم ہیں محکوم کے یہاں اسی وقت سامان سفر ہونے لگا اور سب مسلح و مکمل ہو گئے تھوڑے عرصے میں تین لاکھ سپاہ تیار ہو گئی اور سب سردار اپنے اپنے مقام سے مسلح و مکمل ہو کر برآمد ہوئے اور لشکر کو ہمراہ لے کر در دولت پر حاضر ہوئے وہاں محکوم شاہ بھی سب سے رخصت ہو کر اور اپنے فرزند کو ہمراہ لیکر محل سے برآمد ہوا سب لشکر کو تیار پایا تخت پر سوار ہوا ورنہ کو اپنی طرف سے حاکم شہر کیا اور خود مع کل لشکر کے روانہ ہوا فرزند اسکا بمرتبہ سپہ سالاری آگے آگے لشکر کے تھا اور قلعہ لشکر میں محکوم شاہ تخت پر سوار تھا تمام جلوس سواری ہمراہ تھا ڈھکا ہوتا ہوا شہر سے باہر آیا پیش خیمہ پہلے سے روانہ کر دیا تھا ہر اول لشکر نے آکر شہر سے تین کس بہت کسے وغیرہ برپا کیے ہر کارون نے یہ خبر بارگاہ برجلیس میں پہونچائی ہر کارون کے بیان کرنے کی نوبت نہ آئی تھی کہ خود برجلیس تے کھدیا تھا کہ جواب جنگ لکھا ہو اور پیش خیمہ بیرون شہر آگیا ہو پر دربار گاہ کے اٹھا دو اور شہر کی طرف دیکھو سب حال معلوم ہو گا پر دے اسی وقت اٹھا دیے گئے دیکھا کہ خیمے وغیرہ برپا ہو رہے ہیں چونکہ دن ابھی بہت باقی تھا دیکھا کہ شہر کی طرف سے گرواڑی اور نشان لشکر نمودار ہوئے یہاں جو خیمہ لیکر آیا تھا وہ خیمہ وغیرہ برپا کر چکا تھا کہ محکوم شاہ مع لشکر کے آکر پہونچا آگے آگے سے چڑکاؤ کرتے جاتے تھے تین نشان تین لاکھ سپاہ کے بلند تھے اور سب سامان سواری تھا کیا ضرورت ہو کہ محکوم شاہ کی بھی سواری کا حال تحریر کیا جائے یہ خیال ہو کہ طول ہو گا اس سبب سے زیادہ تر خیال ہو کہ حکم ہو صاحب مطبع کا کہ اسی جلد میں یہ قصہ تمام کر دیا جائے بدین سبب ہر مقام پر اختصار کیا جاتا ہو اگر یہ حکم نہ ہوتا تو ناظرین ملاحظہ فرماتے کہ یہ دفتر اسم باسمی ہوتا اس سبب سے میرا دل شکستہ ہو گیا وہ دلولہ جاتا رہا بس لشکر محکوم شاہ تخت پر سے اتر کر بارگاہ میں داخل ہوا سب سردار حاضر ہوئے دربار آراستہ ہوا لشکر و فوجاہ پر اتر ابا زارین آراستہ ہو گئیں اتنے میں شام ہو گئی محکوم شاہ دربار آراستہ کیے ہوئے بیٹھا ہو اصر جو آمد لشکر آفتاب پرستوں اور ارزنگ پرستوں نے دیکھی باہم کہنے لگے کہ کس قدر جلد لشکر آیا ہو یہاں اہل دربار باہم اشارے بازی کرنے لگے کہ کیا جلد محکوم شاہ لشکر لے کر آیا ہو یہ اشارے برجلیس نے حجاب کے اندر سے دیکھے ارزنگ وغیرہ دنگ ہو گئے سخت کانٹے عرض کیا کہ خداوند نے ملاحظہ فرمایا کہ کس قدر جلد برائے مقابلہ آیا ہو محکوم شاہ یہ لوگ

بہت اپنے کو زبردست خیال کرتے ہیں اور کسی کے کہنے پر عمل نہیں کرتے ہیں خیال تو فرمائیے کہ جواب
 نامہ یہاں نہ آیا اور وہ لشکر لے کر آگیا اور آئی کہ اس سختگان یہ جو تو نے کہا یہی سب اہل دربار
 باہم اشارہ کر کے کہہ رہے ہیں سن لے جب چوٹی کے مرنے کے دن آتے ہیں تو پر نکلتے ہیں
 بس اب ان سب کی قضا آئی ہو اور وہی قضا انکو گھیر کر لائی ہو جاتے کہان میں دیکھنا کہ کس غدا
 سخت سے ان سب کو غارت کرنا ہوں کہ مرغان ہوا و ماہیان دربار کے حال پر رحم کھائیں گے
 اور مابہ دولت کو رحم نہ آئیگا سختگان نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا سختگان یہ عرض کر رہا تھا
 کہ وہ چہ در جواب نامہ لے کر حاضر ہوا چونکہ چہ در خواص تھا برابر چلا گیا اور افریق شاہ
 کے ہاتھ میں نامہ دیا اور زبان کہا کہ ان سب لوگوں نے بہت سخت و سست حسد اوند
 کی شان میں کہا ہو اگر میں کمون و شاہ زبان جل جائے اور کہا کہ جواب نامہ جنگ ہو بس نامہ لیکر
 افریق شاہ برابر حجاب قدرت کے آیا اور عرض کیا کہ یہ جواب نامہ آیا ہو کیا حکم ہو چاہا ہو راوی
 نے بیان کیا ہو کہ اس پر دے پر بھی یہ تحریر تھا کہ این حجاب قدرت اس سبب سے ہر مقام پر
 یہ حقیر حجاب قدرت تحریر کرتا ہو جب یہ افریق شاہ نے کہا تو اوادائی کہ نامہ تم خود بغداد
 بلند پڑھو اور دیکھو کہ کیا جواب تحریر کیا ہو افریق شاہ نے نامہ پڑھنا شروع کیا وہی سب مضمون
 تھا بلکہ اور زیادہ تر سخت تھا جیسے ہی نامہ تمام ہوا اور برجیس نے مضمون سنا اور کل اہل دربار نے بھی
 سب ارے خوف کے کانپنے لگے کہ بڑا غضب ہوا کہ ایسے سخت کلمے خداوند کی شان میں اس خدا پرست
 نے تحریر کیے ہیں سچ کہتا ہو سختگان کہ یہ لوگ بہت مغرور ہیں اتبو سختگان کی بن آئی خوب خوب
 رنگا اور کہا کہ میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ وہ لوگ بہت مغرور اور سخت زبان ہیں انکو اپنی
 قوت و طاقت پر بڑا ناز ہو وہ کسی کی سوا اپنے خدا سے نادیہ کی اصل نہیں جانتے ہیں اپنے
 مذہب کو سچا اور سب مذہبوں کو باطل خیال کرتے ہیں یہ لوگ بہت ظالم ہیں ملاحظہ فرمائیے کہ کیا سخت تحریر
 میں روانہ کی ہو اتبو سختگان کی خوب بن آئی بہت کچھ کہا ایک تو برجیس کو جواب نامہ کے
 مضمون پر غصہ آیا تھا کانپنے لگا سمجھ لال ہو گیا اسی حالت میں ایک مرتبہ پکارا کہ او افریق شاہ
 بہت جلد حکم دے کہ طبل جنگ بجے میں صبح کو را کو غارت کر دینگا یہ اپنے دل میں سمجھے کیا ہیں اور کس
 بات پر بھولے ہیں کیا انہوں نے مجھ کو بھی لقا اور زمر و ثانی خیال کیا ہو میں ویسا نہیں ہوں کل انکو
 اس سخت کلامی کا حال معلوم ہو جائیگا کہ پناہ پانی و شوار ہوگی یہ جو حکم برجیس نے دیا سب اہل دربار
 کانپ گئے باہم کہنے لگے کہ غضب ہو گیا خداوند کو غصہ آگیا کل ان سب کا خاتمہ ہوا دھر افریق شاہ
 نے حکم محکم برجیس کو بدریغ چہ در کے نقار خانہ میں پہونچایا یہ حکم پہونچا تھا کہ نقارے پر چوب
 چڑھی خدا کے نقارہ میدان میں پھیلی اور لشکر میں کل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل مقابلہ ہوگا خدا پرستوں
 سے لشکر ارننگ و چترنگ میں بھی کوس حربی بجا ہر کار سے لشکر اسلام کے یہ خبر لے کر لشکر ولایت
 سے اپنے لشکر میں آئے داخل بارگاہ ہو کر محکوم شاہ سے عرض کیا کہ خداوند لشکر کفار میں طبل جنگ
 بجا ہو کل وہ کافر خاں میدان جنگ میں آکر مقابلہ کرینگے جواب نامہ سنتے ہی اسنے طبل جنگ بجنے کا
 حکم دیا اور باقی خبریت ہو محکوم شاہ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی کوس حربی بتائید ایزدی
 بجے خدا سے مابزرگ است مہر عدہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تراست حکم دینا تھا کہ یہاں
 بھی کوس حربی بجا دھر برجیس نے دربار برخواست کیا اور محکوم شاہ نے رات بھر طرفین میں

سامان جنگ رہا طلایہ پھر نے لگا کہ صبح ہوئی ادھر سے محکوم شاہ اپنا لشکر لیکر بعد فراغ نماز صبح اور اپنی
 فتح یابی کی دعا کر کے میدان جنگ میں آیا ادھر سے ارزننگ و چترنگ و طومار شاہ و سرشار
 شاہ و سلاخ دس لاکھ کے حکم بر حبیس میدان جنگ میں آئے خود بر حبیس نہ آیا نصف لشکر ارزننگ
 و چترنگ اپنا لیکر گیا تھا اور نصف لشکر آفتاب پرستوں کا تھا دس لاکھ میں باقی لشکر پڑاؤ پر تھا
 اور بر حبیس یہاں دربار کا راستہ کیے ہوئے سویرے سے بیٹھا تھا برس بارگاہ کے اٹھے ہوئے تھے اور تاشا جنگ
 تنگ میں مصروف تھا ادھر سے ارزننگ و چترنگ وغیرہ میدان میں پہنچے مقابل لشکر محکوم
 شاہ کے صف آرا ہوئے دونوں لشکروں کی صفیں آراستہ ہوئیں سقون لے آبیاشی کی تیرداروں
 نے لشکر بہت دہند زمین کو ہوار کیا نقیبوں نے نقابت کی طریقہ صفوں جنگ کا یہ تھا کہ ادھر سے
 طومار شاہ و سرشار شاہ و ارزننگ بیٹھے ہوئے تھے تحت قلب سپاہ میں تھا اور قمراسب و ولیم و اسلم بر تہ سپہ سالاری
 کرتے تھے تحت قلب لشکر میں محکوم شاہ کا تخت تھا اسکا فرزند حاکم بر تہ سپہ سالاری کرتا تھا ادھر ایک تخت پر طومار شاہ کے
 قیصور و حشام و شبرنگ و قہار تھے جب نقیب نقابت کر کے چلے گئے اسوقت لشکر کفار سے قیصور اپنے مرکب کو صف
 سے نکال کر اور طرف بارگاہ بر حبیس کے سلام کر کے طومار شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا سرپا میدان کا دکھا یا مبارز
 طلب کیا ادھر سے ایک پہلوان کہ نام اسکا حارث شہستانی تھا محکوم شاہ سے اجازت لیکر اس کے مقابلے میں
 آیا ہم لگا و رہو حارث کا مرکب تین قدم ہسپا ہوا اور اسکا چار قدم بس دونوں راؤن میں مرکب کو مسل کر
 ہم مقابل ہوئے نیزہ بازی ہوئے لگی حارث نے نیزہ بھی اسکا ہوائی کیا سختگان ارزننگ
 کے ہمراہ آیا تھا ارزننگ و طومار شاہ سے کہا کہ قیصور کی خبر نہیں جو یہ ضرور مارا جائیگا یا زخمی ہوگا
 جب حارث نے نیزہ ہوائی کیا اسکی نگاہ میں تمام جہان تیرہ و تار ہو گیا اسنے تلوار کا وار کیا اس کے
 وار کو بھی حارث نے خالی دیا اپنا وار کیا بس اسی طور سے چند مرتبہ رو و بدل ہوئی ابکی جو حارث
 نے وار کیا اسنے سپر کو سر کی پناہ کیا مگر تلوار نہڑ کی سپر کو کاٹ کر خود و بلفہ کو کاٹتی ہوئی کاٹتے سر میں
 در آئی چار انگل کا زخم کاری لگا اسنے دستانہ مارا تلوار تو سر سے نکل گئی مگر چادر خون کی جاری ہوئی اور
 قیصور کو غشی طاری ہوئی حارث نے صدا دی کہ اسکو لیجاؤ اور کسی کو برا سے مقابلہ روانہ کرو یہ مجروح
 ہو گیا ہو بس ایک اور سردار گننام لشکر طومار شاہ سے برا سے مقابلہ حارث آیا قیصور کو لوگ ابس
 لینگے وہاں بارگاہ میں بیٹھا ہوا بر حبیس تماشہ دیکھ رہا ہو اور سب اہل دربار میں یہ جو سردار ہو بچا اسنے
 حارث پر تلوار لگائی حارث نے اسکی تلوار چھین کر اور زمین مرکب پر سے اٹھا کر بالا سے آسمان پھینکا
 جب وہ طرف زمین کے آنے لگا چورنگ کیا یہ فوت اور یہ طاقت حارث کی دیکھ کر اہل دربار بر حبیس
 نے باہم شہک زنی کی اور کہا اشارہ سے کہ بہت زبردست ہو ادھر حارث نے پھر مبارز طلب
 کیا اور ایک پہلوان نکلا اسکو بھی حارث نے جان سے مارا دو پہر لشکر طومار شاہ کے لینے لشکر
 بر حبیس کے دس پہلوان مقابلے کو آئے پانچ زخمی ہوئے پانچ مارے گئے اب جو مبارز طلب کیا
 حارث نے تو لشکر ارزننگ سے باجائز طومار شاہ و ارزننگ ارمان شیر صولت نکلا
 حارث سے مقابلہ کیا حارث نے اسکو بھی مجروح کیا نہنگان فیل پیشانی لے کر مقابلہ کیا
 حارث نے اسکو بھی مجروح کیا اور ایک پہلوان نکلا وہ بھی مارا گیا اسدن کی میدان داری میں
 بہرام مردار خوار حشام دیو کش وغیرہ لشکر ارزننگ کے پہلوان دو پہر سے شام تک مجروح
 ہوئے اور آٹھ سردار جان سے مارے گئے شام کو طبل باز گشت بجا دونوں لشکر واپس گئے پھر

پھر لشکر کفار میں بجلم بر جلیس طبل جنگ بجایا بر جلیس نے اہل دربار سے کہا کہ میں نے صرف دل بڑھا کے لیے آج انکو غالب کیا کہ شاہ وہ راہ پر آجائیں چونکہ میدان سے سختگان بھی آچکا تھا یہاں موجود تھا عرض کیا کہ یہ لوگ راہ پر نہ آئیں گے اور شیر ہو گئے آواز آئی تو پریشان نہ ہو ہم غارت کیے دیتے ہیں جب یہاں طبل جنگ بجاتا تو لشکر اسلام میں بھی ہر کارون نے خبر کی وہاں بھی طبل جنگ بجادو دون طرف کے دربار برخواست ہوئے رات بھر تیاری جنگ ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے طومار شاہ وغیرہ اسوقت آئے کہ جب بر جلیس دربار میں آچکا تھا جب صفیں آراستہ ہو چکیں نقیب نقابت کر چکے آج لشکر کفار سے شیرنگ خود پرست اجازت لیکر اور بارگاہ بر جلیس کو سلام کر کے میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے بہزاد طوسی نے نکل کر مقابلہ کیا شیرنگ کو زخمی کیا اور دوپہر تک میں دس پہلوان لشکر آفتاب پرست کے قتل اور مجروح کیے آج پھر دوپہر سے لشکر چترنگ کے پہلوان میدان میں آئے لگے بہزاد کے ہاتھ سے مجروح اور قتل ہوئے گئے شام تک پندرہ پہلوان لشکر چترنگ کے بھی مجروح اور مقتول ہوئے شام کو طبل بادگشت بجادو دونوں لشکر واپس گئے پھر لشکر کفار میں اور لشکر بر جلیس میں طبل جنگ بجاتا تو لشکر اسلام میں بھی کوس حربی بجا آج پھر اہل دربار سے بر جلیس نے وہی کلمہ کہا اندر سے حجاب قدرت کے دربار برخواست کیا محکوم شاہ نے بھی دربار برخواست کیا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے بر جلیس بارگاہ میں آکر بیٹھا یہاں بعد صفت آرائی اور نقابت نقبا لشکر کفار سے حشام میدان میں آیا اجازت طومار شاہ اسی طور سے سلام کر کے مبارز طلب کیا آج لشکر اسلام سے حاکم پسر محکوم نے نکل کر مقابلہ کیا چونکہ حشام زبردست تھا اس سے حاکم پسر محکوم شاہ نے مقابلہ کیا اور اہل اسلام کا ستارہ بھی آج ترقی پر تھا حاکم نے حشام کو مجروح کیا پھر قتارہ و یو کش نکلا باجاء طومار شاہ وہ بھی مجروح ہوا تا دوپہر پندرہ سردار مجروح اور دس جان سے مارے گئے دوپہر سے لشکر اوزنگ و چترنگ میں لگا لگا شام تک بیس سرداروں کی نوبت آئی جس میں بیس تو مجروح ہوئے اور دس جان سے مارے گئے شام ہو گئی دونوں بادشاہ طبل باز بجا کر فرد گاہ پر واپس آئے محکوم شاہ نے دربار کیا بر جلیس تو دربار میں موجود تھا طومار شاہ وغیرہ میدان سے دربار میں آئے طومار شاہ وغیرہ نے آکر سارا حال جنگ کا بیان کیا اور کہا کہ خداوند کہا تک اپنے بندوں کو قتل کرایے گا خدا پرست کسی طور سے راہ راست پر نہ آئیں گے آواز آئی کہ پرسون ہم ضرور اپنا عذاب نازل کریں گے سختگان نے عرض کیا کہ یہ لوگ بہت مغرور ہیں انکو امان دینا یا یہ خیال کرنا کہ یہ کسی طور سے مان جائیں بالکل عبث ہے انکا قتل ہی لازم ہے آواز آئی کہ پرسون دیکھ لینا یہ حکم دیا کہ طبل جنگ بکے ہو جب حکم نقارہ رزمی بجا گیا لشکر کو معلوم ہوا کہ کل پھر مقابلہ ہوگا لشکر اسلام میں بھی ہر کارون نے خبر پہونچائی وہاں بھی نقارہ بجاتا رات بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صفت آرا ہوئے بر جلیس بارگاہ میں آیا اور سب حاضر دربار ہوئے جب وہاں نقیب نقابت کر چکے تو لشکر اوزنگ سے قراسپ اپنے مرکب کو جو لان کر کے اور اوزنگ و طومار شاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک سردار مقابلے کو نکلا نیزہ بازی ہوئی جب تلوار کی نوبت آئی تو سردار اسلام مجروح ہوا اسے پھر مبارز طلب کیا اور ایک بہادر نکلا وہ بھی مجروح ہوا پھر مبارز طلب کیا اور دیندار میدان میں آیا وہ بھی مجروح

ہوا پھر مبارز طلب کیا اور ایک جری میدان میں مقابلے کو آیا اس نے بھی جام شہادت نوش کیا بس
 حاکم بن محکوم کو تاب نہ رہی اپنا مرکب بڑھا کر اور اپنے باپ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور قمر کا سپا
 سے مقابلہ کیا پھر لڑا اور دونوں مرکب برابر رہے صرف بسبب سلمان ہونے کے اس قدر ہوا کہ
 قمر اسب کا مرکب نیم قدم ہٹ گیا قمر اسب نے نیزہ مارا حاکم نے نیزے کو نیزے پر روکا تا دم
 نیزہ بازی ہوئی حاکم نے سنان نیزہ قمر اسب کو نکال دیا اسکو غصہ آیا چھڑ چھڑ پڑنے لگی پر نہ
 بڑے اڑ گئے ہاتھ گریز بازی ہونے لگی نیزے زمین پر ٹپک دیے خوب گریز بازی ہوئی جب اس
 بھی کار براری نہ ہوئی تو گریز بھی بھینک دیے اور تلوار میں نیا م سے لین ضرب خمیر چلنے لگی رد و بدل ہونے
 لگی خوب تلوار چلنے لگی نہبت یہ ہوئی کہ سپرین غریب ہو گئیں مگر کوئی نہ مغلوب ہوتا ہوا غالب راوی
 نے بیان کیا ہو کہ دو ہتھک تلوار چلی قریب دو ہر قمر اسب نے برہم ہو کر وار کیا اسکو حاکم نے اپنی
 سپر پر روکا اور خود وار کیا قمر اسب نے سپر کو چرے کی پناہ کیا تلوار حاکم کی ابر سپر کو کاٹ کر
 خود دو بلند کو کاٹتی ہوئی کافسہ سر میں در آئی زخم کاری لگا اسنے رستا نہ مارا تلوار تو جھٹا کر نکل گئی
 مگر چادر خون کی جاری ہوئی غشی طاری ہوئی حاکم نے آواز دی کہ اسکو لیجاؤ یہ مجروح ہو گیا ہو لوگ
 آکر لے گئے حاکم نے مبارز طلب کیا لشکر کفار سے ایک سردار نے لشکر مقابلہ کیا حاکم نے اسکو بھی
 قتل کیا بس تا شام حاکم نے پچیس سردار لشکر کفار کے مجروح کیے اور پندرہ جان کسے مارے
 جب یہ رنگ طومار شاہ وار رنگ نے دیکھا ایک مرتبہ بارگاہ کی طرف متھ کر کے پکارے
 کہ فریاد ہو خداوند آفتاب کی ہم خدا پرستوں کے ہاتھ سے بہت پریشان ہوئے ہیں اے خداوند
 رحم فرما کیے یہ صدا جب برجلیس نے سنی ایک مرتبہ تخت پر بیٹھے بیٹھے دونوں ہاتھ تخت پر مارے
 اور باواز بلند کہا کہ اے پر بزرگوار میں آپ سے کہتا ہوں یا خداوند آفتاب اب ان خدا پرستوں نے
 بہت سزا ٹھائی یا جو انہر اپنا اور میرا عذاب نازل فرمائیے میں اس سبب سے آپسے اگلی سفارش کی تھی
 کہ یہ بندے بہت ہی پر قوت میں دوسرے حسین بھی ہیں ابھی انکو نہ غارت فرمائیے آپ تو
 پہلے ہی دن غارت فرماتے تھے یہ خیال تھا کہ شاید راہ راست پہ آجائیں مگر معلوم ہوا کہ مغرور و سرکش
 ہیں اب میں انکی فریاد آپ سے کرتا ہوں گو میں بھی آپکا نائب و فرزند ہوں مگر جبکہ آپ موجود ہیں
 تو میں لیون پیش قدمی کروں یہ جو برجلیس نے کہا ایک مرتبہ صدا کی کہ اے فرزند من و اے نائب من
 تو پریشان نہو اور اطمینان رکھ میں نے تو صرف تیری سفارش کے سبب سے نہیں غارت کیا اور یہ
 اب تک تو غارت کر چکا ہوتا تیرا قبضہ بھی ہو جاتا اب تو نے شکایت کی آج رات بھرئی انکو مہلت دی جاوے
 جو کل عذاب نازل کیا جائیگا یہ لوگ بہت خود سر ہیں کبھی راہ پر نہ آئیں گے یہ جو صدا آئی سب ال
 دربار کانپ کر گئے باہم اشارے کرنے لگے کہ اب ضرور غضب نازل ہوگا افسوس یہ لوگ مفت
 میں برباد ہوئے کیسے خود سر ہیں کہ کسی طور سے راہ راست پر نہیں آتے ہیں یہاں تو یہ تقریر ہو رہی
 ہو اور یہ فریاد برجلیس نے کی ہر دہان میدان میں شام قریب ہو اور حاکم اس قدر سردار قتل کر چکا
 اور مجروح کہ جکی کچھ نہیں اور طومار شاہ نے فریاد کی کہ جسکے سبب سے برجلیس نے فریاد کی اور وہ صدا
 مذکور برجلیس کو آئی کہ برجلیس اس صدا کو سنکے خاموش ہو رہا بس یکا یک اس آسمان سے جو
 کہ لشکر اور بارگاہ پر محیط تھا اسکو حرکت ہوئی اور وہ آسمان دراز ہو کر لشکر طومار پر جو کہ میدان میں
 تھا محیط ہوا اور ایک صورت میں اس آسمان سے ظاہر ہوا اور اسنے رخ لشکر اسلام کی طرف کیا اور پکارا

کہ او محکوم شاہ ہوا ثابت ہو گیا کہ تم لوگ بہت خود سر ہو اور کسی طرح راہ پر نہیں آتے ہو اور بہت سے
میرے ہندوؤں کو تم نے قتل کیا ہو لہذا تم کو خبر کیجاتی ہو اور اس شب کی مہلت دی جاتی ہو کہ تم لوگ باہم صلاح
کر کے آؤ اور اطاعت کرو اور ترک دین اسلام کرو ورنہ کل صبح کو تم سب پر عذاب نازل ہو گا تم سب
غارت کیے جاؤ گے اگر اس میرے کہنے پر عمل نہ کرو گے منم فرشتہ قدرت و ملک الموت قدرت محکوم
شاہ وغیرہ نے جواب دیا کہ او میرے تو کوئی ساحر ہو جا جو تیرے بنائے سے ہن سکے ہن لے ہم لوگ
کبھی اطاعت نہ کریں گے جاوے ہو جاوے سامنے سے ایسی جنگوں سے کسی بزدل اور نامرد کو خوف دلا
ہم جان کو جان نہیں جانتے ہیں سر کو تھیلی پر ہمیشہ رکھے رہتے ہیں اور تو کیا ہو ہم لوگ وہ نہیں ہیں
کہ راہ نیک کو ترک کر کے راہ بد اختیار کر میں یہ لکھ کر محکوم شاہ نے ہزاروں گالیوں دین اور سخت و سخت
برجیس کو کہا یہ جو حرکت محکوم شاہ نے کی اس شکل میں تو آسمان میں یہ لکھ نہاں ہو گئی کہ کل تم کو
اس سخت کلامی کی سزا ملیگی اور صحر حاکم نے قصد کیا کہ مبارز طلب کرے مگر اُدھر طو مار شاہ نے بصلاح
سختی کان طبل بازگشت بجا دیا شام ہو چکی تھی آج یہ سب خدا پرست قصد کیے ہوئے کھڑے تھے کہ اگر
کوئی سردار اس وقت مقابلے کو آیا خواہ وہ مجروح ہو خواہ قتل ہو سب تلواریں پکڑ کر لشکر کفار پر جا
پڑینگے اور اس لشکر کو مار کر بچکا دینگے گو ہم کم ہیں اور وہ بہت ہیں اور اسی طور سے بھگاتے ہوئے اس
لشکر پر جا پڑینگے اس کو بھی قتل کرنا شروع کرینگے یا شکست دینگے یا خود مر جائیں گے جو کچھ ہو جب طو مار
شاہ نے طبل باز بجا دیا ان لوگوں کے دل کی حسرت دل میں رہ گئی محکوم شاہ بھی اپنے فردند کو
اپنے ہمراہ لے کر اور طبل بازگشت بجا کر واپس آیا فرد گاہ پر لشکر نے کرکھولی محکوم شاہ نے دربار کیا
سب حاضر دربار ہوئے محکوم شاہ نے اہل دربار سے کہا کہ کل ہم سب پر ضرر ہو گا خبردار رہنا میرے نزدیک
تو بہتر ہے کہ کل تلواریں پکڑ کر لشکر کفار پر جا چڑو گو ہماری کیا اصل ہو اس لشکر کے نزدیک وہ لشکر بہت ہی گرانام ہو گا
سب نے عرض کیا کہ جتنے آج ہی قصد کیا تھا گو ہماری ظفر ہو رہی ہو ہم مغلوب نہیں ہوئے ہیں مگر یہ خیال کیا
کہ انکے ہاتھ سے کسی صورت سے مفر نہیں ہو پس وہ کام کر دے تا عمر دانا قیامت ہم سب کے نام صفحہ ہستی پر
پاؤں رہیں مگر کیا کریں کہ شام ہو گئی اور طبل بان بگیا محکوم شاہ نے کہا کہ دیکھا جائیگا کل سہی یہاں تو یہ
گفتگو ہو رہی ہو وہاں طو مار شاہ وغیرہ لشکر لیکر فرد گاہ پر آئے لشکر کو کرکھولنے کا حکم دیا اور خود دربار
میں آئے برجیس نے اندر سے حجاب کے کہا کہ کیا گذرا طو مار شاہ نے سب حال مقابلے کا اور شکل
کے ظاہر ہوئے کا بیان کیا اور محکوم کی سخت کلامی پس برجیس نے حکم دیا کہ طبل جنگ بجے کل ان
سب کو بین ضرور غارت کرونگا اس وقت طبل جنگ بجا برجیس نے دربار پر غاصت کہا سب سردار
باہم یہ تقریر کرتے ہوئے بارگاہ سے باہر آئے کہ غضب ہو گیا کہ خداوند زاوے و خود خداوند کو غصہ آگیا
اب کوئی اہل اسلام سے نہ بچے گا یہ لوگ تو اپنے مقام پر آئے اُدھر محکوم شاہ کو ہر کاروں نے جا کر
خبر دی کہ برجیس نے طبل جنگ جوایا ہو یہ لکھ کر کہ کل سب خدا پرستوں کو غارت کرونگا میرے ہاتھ
سے جاتے کہاں ہیں محکوم شاہ نے حکم دیا کہ یہاں بھی طبل جنگ بجے بقوت یزدانی ہم سب کو قتل
کرینگے اگر ہمارے خدا نے ہماری کمک کی یہاں بجکم محکوم شاہ طبل جنگ بجا دربار پر غاصت کیا
سب سردار اپنے اپنے خیموں میں آئے آلات حرب و ضرب درست کرنے لگے و وژن لشکر دین
طلایہ پھرنے لگا محکوم شاہ و سرداران لشکر نے وہ رات عبادت خدا میں بسر کی اور اپنی ظفر کی
درگاہ خدا سے دعا کی چونکہ آج کل ستارہ اہل اسلام کا اوبار میں تھا اور کفار کا ستارہ ترقی پر تھا دعا

ان سب کی درجہ اجابت تک نہ پہنچی تو بہت باہنجار سید کہ عابد شب زندہ دار ماہ طرٹ عبادت خانہ
مغرب کے مع اپنے ہمراہیوں کے راہی ہو اپنے چاند خروب ہو گیا اور آمد شاہ خاور کی افق مشرق
سے شروع ہوئی سب اہل اسلام سجادوں پر سے دعا مانگ کر اٹھے کہ فن زیب تن کے عمل کیا ہے
سے لباس پہنا ہتھیار لگائے در دولت محکوم شاہ برا کر کھڑے ہوئے انکو یقین ہو گیا تھا کہ آج فتنہ
یوم شہادت ہم سب کا ہو کیونکہ ہم نے کل بہت سخت کلامی کی ہو اس سبب سے یہ بند و بست کیا یہاں
محکوم شاہ بھی اسی طور سے آراستہ ہو کر اپنے خیمے سے برآمد ہوا لشکر آراستہ پایا سب کو ہمراہ لے کر
طرف میدان جنگ کے چلا اور حکم دیا کہ کل خیمہ وغیرہ شہر میں لیجاؤ اور وزیر سے کہنا کہ شہر کا بندوبست
کرے قلعے کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرے آج رنگ مقابلے کا اچھا نواگشا ہے یہاں تک
ہو تو ہم اگر قلعہ بند ہوں محکوم شاہ بہت عقلمند اور دانا تھا انجام کا بہت خیال رکھتا تھا اسی سبب سے
یہ حکم دیا سیونٹ کا رندے سب خیمے و بارگاہیں وغیرہ اکھڑوا کے اندر شہر کے لینگے اہل شہر نے جو دریا
کیا انھوں نے جواب دیا کہ ظفر ہو گئی بادشاہ بھی شام تک تشریف لائیں گے یہاں بہت خوشی سب
اہل شہر کو ہوئی مگر ان لوگوں نے جاکر وزیر کو حکم شاہی سے خبردار کیا اور جو اہل شہر سے کہا تھا وہی
وزیر سے کہا کہ ہم نے اہل شہر سے یہ کہا ہو وزیر نے کہا کہ تنے بڑی دانائی کی اور خود وہاں دربار میں آیا
اور سب کو جمع کر کے حکم دیا کہ قلعہ آراستہ کر دو لوگوں نے دریافت کیا کہ کیا ہوا کہنا کہ اپنا بند و بست
پیشتر سے کرنا ہے ضرور ہو جنگ دوسروں کا خدا نخواستہ بادشاہ کو شکست ہو اور قلعہ بند ہوں تو یہ سب
سامان درست ہوتا لازم ہوتا کہ وقت پر وقت نہوا انھوں نے کہا کہ ہم نے تو شہر میں یہ چرچا سنا ہے
کہ ظفر ہو گئی اور بادشاہ شام تک مع خدم و حشم تشریف لائے ہیں ہم مبارکباد دینے والے تھے
آپ یہ فرماتے ہیں وزیر نے کہا کہ اس میں مصلحت ہو کہ اگر میں ایسا ظاہر کر دیتا تو شہر میں غم و غم
اور لوگ پریشان ہوتے شاید ظفر ہو جاتی تو یہ پریشانی اہل شہر کو بیکار کی ہوتی سب نے جواب
دیا کہ بجا ارشاد ہوا بس سب سردار یہاں تو سیونٹ سے جو کہ باقی تھے قلعے کا بند و بست کرنے لگے یہاں
تو بند و بست قلعہ ہو رہا ہو وہاں محکوم شاہ میدان میں پہنچا صف آرا ہوا دھڑلشکر کفار میں
جب ہر مجلس بارگاہ میں حیدر ناموس سے آچکا تو اس وقت طومار شاہ وغیرہ مع از تک و
چترنگ کے دس لاکھ کا لشکر لیکر میدان میں آکر ہم مقابل لشکر اسلام صف آرا ہوئے جب
صف بندی ہو چکی اس وقت نقیب لنگے انھوں نے نقابت کی اور بعد نقابت کے داخل
لشکر ہوئے دونوں لشکروں پر سناتا سا چھا گیا بعد محوڑے عرصے کے لشکر کفار سے ایک پہلوان
صمصام جنگ خیر باجائز طومار شاہ میدان میں آیا مبارک طلب کیا اور صمصام سے ایک دلاور
نے محکوم شاہ سے اجازت لیکر پودا باگ کا لیا ابھی وہ بہادر مقابل صمصام نہ پہنچا تھا کہ وہ
آسمان جو کہ محیط تھا میدان پر آسمین برقی چمکی اور صدا آئی کہ اے خدا پرست کمان جاتا ہو اور دھڑل
یہ جو صدا آئی تو اس بہادر نے سر اٹھا کر دیکھا کہ یہ صدا کہاں سے آئی دیکھا کہ جو آسمان محیط لشکر کفار
ہو اس سے ایک شکل صیب ظاہر ہو جیسے ہی اس دلاور نے دیکھا اس شکل سے صدا آئی
کہ کہوں اپنی جان تلف کرتا ہو اپنے خدا کو پہچان اور اپنی زندگی کو غنیمت جان ہر مجلس کو سجدہ
اس بہادر نے اس شکل کو دیکھا اور وہ صدا اس کے لاجول زبان پر جاری کی اور فوراً دوش پر سے
کمان لی اور یہ اپنے دل میں خیال کر کے کہ اس شکل جس کو نشانہ خدنگ بنائیے یہ سوچ کر اور نشان

سے تیر نکالا کمان میں پیوستہ کر کے اُس شکل کو تاک کر قصد کیا کہ خدنگ کو رہا کروں کہ صد آئی او خطا کار
 کیا کرتا ہو اپنے خدا کو نشانہ خدنگ بناتا ہوا رہے کیوں اپنی جان کو برباد کرتا ہو یہ مرغ تیر میرا کچھ نہ کر سکیگا
 یہ کھو لکر بچاؤنگا وزاغ کمان چلا کر اگر مجھ کو جلال آگیا تو پھر مجھ کو گوشہ پناہ نہ ملے گا سوائے جان دینے کے
 کچھ نہ حاصل ہوگا یہ کب سنتے ہیں تیر کو رہا کیا ادھر سے تیر چلا اُدھر وہ شکل اُس آسمان پر پھان ہوئی
 یہ لہکر کہ تم سب کی تغنا ہی آگئی ہو شکل کا پوشیدہ ہونا تھا کہ اُسی مقام پر سے ایک آفتاب پیدا ہوا
 خورشید اصلی پھان ہو گیا گرمی کی شدت اُسی طور سے ہوئی جیسا کہ مقابلہ آرزنگ پرستون کے جب
 آفتاب نکلتا تھا اور گرمی کی شدت ہوتی تھی سب خدا پرست گرمی سے پناہ مانگنے لگے اُس گرمی
 سے پناہ پانی دشوار ہوئی یہاں یہ بہادر تیر لگا کر کھڑا ہوا اور قصد کیا کہ میدان میں جاؤں کہ وہ آفتاب
 نکلا جیسے ہی اُس تیر پر آفتاب کا عکس پڑا تیر جل کر خاک ہو گیا انھوں نے دوسرا تیر اور نکالا اور
 پیوستہ کر کے قصد کیا کہ رہا کروں آفتاب کو نشانہ خدنگ بناؤں کہ آفتاب کا عکس اس بہادر
 پر پڑا بس ساکت ہو کر رہ گیا جس طور سے کمان کو کھینچا تھا اُسی طور سے رکھا بس جیسے ہی عکس پڑا
 سر سے دھوان نکلا عرصہ نہ گزرا تھا کہ گوشہ کمان سے شعلہ پیدا ہوا اُس نے اُس بہادر کو مثل چنار
 خشک کے جلا دیا ایک قہر شدت گرمی سے اہل اسلام بیقرار تھے مگر ضبط کیے ہوئے تھے دوسرے
 یہ جو واقعہ درمیش ہوا اور حیران ہوئے مگر استقلال کو کام میں لائے قضا کو مقدم خیال کیا عنان صبر
 کو ہاتھ سے نہ دیا بڑے دیندار تھے اس واقعہ کو بھی سحر کا کارخانہ خیال کر کے خاموش رہے اُسی طور سے
 صف بستہ کھڑے رہے وہ آفتاب اس بہادر کو جلا کر پھان ہو گیا خورشید عالم تاب نکل آیا گرمی
 جاتی رہی کہ پھر اُس صمصام نمک حرام نے مبارز طلب کیا اُدھر سے پھر ایک بہادر نکلا اور مقابلہ
 کو چلا پھر وہی واقعہ درمیش ہوا کہ اُس شکل نے پہلے نکل کر نصیحت کی جب نہ مانا تو آفتاب نے ظاہر
 ہو کر جلا دیا اور پوشیدہ ہو گیا صمصام نے مبارز طلب کیا ان لوگوں کو کب یہ تاب تھی کہ مقابلے کو
 نہ جاتے پھر مقابلہ کو ایک جری نکلا وہ بھی اُسی طور سے جل کر خاک ہو گیا اب انکو تاب نہ رہی
 محکوم شاہ نے خیال کیا دل میں کہ اگر ایک ایک اُسی طور سے جائیگا تو یہ آفتاب سحر جلا دے گا
 بہتر یہ ہو کہ ایک مرتبہ حملہ کر دو جو کچھ ہو یا تو مر جاؤ یا قتل کر کے بھگا دو گویا امید نہیں ہے کہ بھگا دین کیونکہ وہ لوگ
 بہت ہیں اور ہم کم یہ مثال ہو جیسے آٹے میں نمک اس جلنے سے تو یہ مزہا بہتر ہو کہ تلوار سے مرین اپنی حسرت دل کو
 بس یہ تصور کر کے لشکر کو حکم دیا کہ ان کفاروں کو مار لو گو آج خلافت طریقتہ صا جعفران پر حقیر
 جنگ مغلوبہ کا حکم دیتا ہو گو ہمارے مذہب کے بالکل خلاف ہو مگر کیا کیا جائے اس بے بسی نے
 مرنے سے تو بہتر ہوگا یہ حکم دینا تھا کہ کل اہل اسلام تلواریں پکڑ پکڑ کر اور نعرۂ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر
 باگین اٹھا کر ایک مرتبہ حملہ کر کے چلے محکوم شاہ نے بھی تخت کو ترک کیا مرکب پر سوار ہوا اور
 خود بھی تلوار پکڑ کر چلا اُدھر اہل اسلام نعرہ کر کے چلے اب اُدھر کا حال ملاحظہ ہو کہ یہ جو حال کفار نے
 دیکھا طومار شاہ نے حکم دیا کہ خدا پرست قصد جنگ مغلوبہ آتے ہیں تم لوگ بھی ان پر حملہ کرو
 یہ حکم دینا تھا کہ کفار بھی ایک مرتبہ اپنے مقام سے تلواریں اٹھا کر چلے یہ جیسے بارگاہ میں بیٹھا ہوا
 تماشہ دیکھ رہا ہو اہل دربار سے بار بار حجاب قدرت کے اندر سے کہتا ہو کہ تم سب نے سیری
 قدرت اور میرے غضب کو دیکھا کہ کیونکہ میں نے خدا پرستوں کو جلا یا اور کیونکہ انکو غارت کیا وہ لوگ
 ایسے نادان ہیں کہ خود تو کم ہیں اور اس لشکر سے جنگ مغلوبہ پر آمادہ ہوئے ہیں اس نادانی کی کوئی صہر سب اہل رہا

کہ رہے ہیں کہ آپکی بڑی قدرت ہو اور بہت بڑی شان آپکے فیض و غضب سے کسی کو پناہ نہیں مل سکتی
 ہو ان سب نے اپنی مفت میں جانیں تلف کیں یہاں تو یہ گفتگو ہو رہی ہو اور وہ دونوں لشکر مل گئے
 باہم تلوار چلنے لگی بازار مرگ گرم ہو گیا سوار و پیدل مر مر کر گرنے لگے سبیل مثل مرغ سر بریدہ کے خاک
 پر لوٹنے لگے اہل اسلام نے اس دن ایسی جرات کی کہ پہلے حملہ میں اپنی ہزار کفار قتل کیے مگر چاروں
 طرف سے گھر گئے اپنی شمشیر زنی سے ہار نہیں آتے ہیں اہل اسلام کی شمشیر کا یہ حال ہو کہ بموجب شعر
 بہر جا کہ شمشیر اوکار کردہ کے رادو کرد و دورا چار کردہ نعرہ بہادران سے زمین معرکہ ہل رہی تھی
 جوے خون روان تھی سر مثل حبابوں کے تیر رہے ہیں تن مثل مگر کے ہاتھ مثل ماہیوں کے نیزے
 مثل اضی دراز کے سپرین مثل سنگ پشت کے بازار مرگ ہو کہ گرم ہو زمانہ رستخیز بر پا ہو نقیب بہادران
 کے دل بڑھا رہے ہیں اہل اسلام قدم جمائے ہوئے لڑ رہے ہیں کھیت سے باہر نہیں ہوتے ہیں
 اتنے بڑے لشکر سے ثابت قدمی سے لڑ رہے ہیں ملک الموت ہر طرف روحیں قبض کرتے پھرتے
 ہیں ایک کی روح قبض کی ہزار مر کر گرے آب تیغ کی طغیانی ہو سپروں کی کالی گھٹا بلند ہو حسین
 برق شمشیر چمک رہی ہو سنانین مثل شراروں کے چمک رہی ہیں صدائے سم اسپان سے زمین ہل رہی
 کو زلزلہ ہو ثابون کی صدا سے کچھ سنائی نہیں دیتا ہو جلی باجے بج رہے ہیں ایک طرف حاکم بن
 محکوم شاہ وہ شمشیر زنی کر رہا ہو کہ کفار کو پناہ نہیں ملتی ہو شعر کے زخم زہر تن پہلوان کا کڑاں
 زخم لزدید پیردوان کسی مقام پر چقا چاق خنجر بلند ہو باہم کفار و مومن خنجر و ن سے لڑ رہے ہیں
 جوے خون جاری ہو اس مقام پر یہ شعر ہو چقا چاق خنجر گردون رسید زمین خون شد و خون
 بیخون رسید ایک سمت گرز زنی ہو رہی ہو صدائے تراق تراق بلند ہو کفار پہونہ خاک
 ہو رہے ہیں باجے جلی بج رہے ہیں صورت یہ ہو کہ ابھی تک اہل اسلام کا غلبہ ہو کفار کو گوشت پناہ
 نہیں ملتا ہو سوائے کو نچہ زخم کے زخمی ہو ہو کر گر رہے ہیں اہل اسلام بڑے ہوتے چلے آتے ہیں
 گو اہل اسلام تین لاکھ ہیں اور کفار دس لاکھ مگر جی جھوڑا دیے ہیں کیون نوکس کے دریکے
 ہوئے ہیں اور کس بہادر کی آنکھیں دیکھے ہوئے ہیں جو کہ ہزار کو برابر ایک کے جانتے ہیں ایسی جنگ
 رستمانہ اہل اسلام نے کی اور ایسی کفار کشی کی کہ لاشوں کے ڈھیر سروں کے انبار لگ گئے مرکب کو تل
 پھر رہے ہیں لاشوں کو یا ٹھال کرتے ہوئے غبار اس قدر میدان جنگ میں بلند ہو کہ زیر آسمان ایک
 آسمان خاکی بن گیا ہو جیسا کہ شاعر نے شعر کہا ہو شعر ز سم ستوران دران بہن دشت زمین شش شد
 آسمان کشت ہشت و صدائے بوق سے گوش کروں گر ہوئے جاتے ہیں یہ رنگ جو جلیں
 نے بارگاہ سے پیٹھے پیٹھے دیکھا اور خیال کیا کہ خدا پرست بڑی بہادری سے مقابلہ کر رہے ہیں گو
 میر لشکر کبیرٹ ہو مگر بھاگتا پھرتا ہو اور ہزاروں میرے لشکر کے سوار مارے گئے ہیں اہل اسلام
 جان دے دے کر لڑ رہے ہیں ایک مرتبہ خوشخوار شاہ سے کہا کہ مسما رشادہ کو مع دس لاکھ لشکر
 کے براے کمک طومار شاہ روانہ کر دو خوشخوار نے مسما رشادہ کو روانہ کیا اس وقت لشکر میں کمر بندی
 ہوئی لشکر تیار ہو کر مسما رشادہ کے ہمراہ روانہ ہوا یہاں برجیس نے ایک مرتبہ قبۃ بارگاہ کی
 طرف سر اٹھا کر کہا کہ امی والدہ بزرگوار یہ کیا کہ اہل اسلام کم ہیں اور غالب آتے ہیں یہ وقت کمک
 ہو اپنے ہمدون کی کمک فرمائیے آواز آئی کہ پریشان نہ ہو ہم ناقص نہیں ہیں کوئی فضل ہمارا خالی
 از مصلحت نہیں ہوتا ہو تو نے مسما رشادہ کو روانہ کیا خوب کیا اب میں اپنا عذاب نازل کرتا ہوں

دیکھ لے یہ جو صد آئی سب اہل دربار کانپ کر گئے برجیس خاموش ہو رہا دھر جنگ مغلوبہ ہو رہی تھی طومار شاہ لڑ رہا تھا مگر لشکر بہت کام آیا تھا اہل اسلام نے جی چھوڑا دیے تھے ہزاروں لاشیں خاک معرکہ پہ پڑی ہوئی تھیں سرماندا لون کے بڑے ہوئے تھے کہ مسما رشاہ لشکر لے کر پونچا چونکہ اہل اسلام کا ستارہ گردش میں تھا بدین سبب فتح کی شکست ہو گئی فوج تازہ جو پونجی آئے چاروں طرف سے گھیر لیا اور لڑنے لگے اہل اسلام بھی لڑنے لگے دونوں طرف کے سوار پیدل قتل ہو ہو کر گرنے لگے پھر رستخیز بہا ہوا پھر عینہ سرون کا برسے لگا پھر برق شمشیر چمک چمک کر گرنے لگی پھر دریائے خون کی طغیانی ہوئی پھر کشتی حیات مرگ طوفان میں مبتلا ہوئے بازار مرگ پھر گرم ہو گیا یہ یہ لشکر تازہ جو آیا اسنے لڑائی کو رد کا دن پھر ہوا ہے کہ اہل اسلام لڑ رہے ہیں ایک تو یہ لوگ کم ہیں دوسرے بہت سے مجروح ہو گئے ہیں مگر اسی طور سے لڑ رہے ہیں کسی مقام پر کمی نہیں کرتے ہیں عجب طرح کی جنگ واقع ہوئی جو نشان لشکر بلند ہیں دھر تو لشکر تازہ نے دھاؤ ڈالا دھر برجیس نے جو زیادتی ایک مرتبہ آسان شق ہوا اور آفتاب ظاہر ہوا اسکی گرمی نے اہل اسلام کو پریشان کیا ایک جنگ مغلوبہ کی گرمی دوسرے آفتاب کی تیسرے یہ غضب ہوا کہ اس آفتاب نے جلانا شروع کیا اب اہل اسلام کا عجب عالم ہوا ٹھہرنا مشکل دم لینا دشوار ہوا اسی اثنا میں جو کہ لشکر کو لڑوا رہا تھا یعنی حاکم بن محکوم شاہ وہ ہاتھ سے دیلم کے مجروح ہوا دھر محکوم شاہ سے اور مسما رشاہ سے مقابلہ ہو گیا محکوم شاہ نہایت پریشان تھا اور یہ سبب تھا ایک تو گرمی کے باعث سے اور اپنے لشکر کے لوگوں کے جلنے کے سبب سے دوسرے اپنے فرزند کے مجروح ہونے کے سبب سے بس یہ بھی مجروح ہوا در نہ مسما رشاہ کی یہ لیاقت دیکھی کہ محکوم شاہ کو مجروح کرتا محکوم شاہ کا زخمی ہونا تھا کہ ایک مرتبہ لشکر اسلام کے قدم اٹھ گئے کچھ لوگ حاکم بن محکوم شاہ کو تخت پر ڈال کر میدان جنگ سے بے نکلے اور کچھ لوگوں نے محکوم شاہ کی فوج میں سے جو اپنے اسروں کو مجروح دیکھا کر ٹوٹ گئی گھونٹ کھایا اور جھرمٹ کھا کر جنگ سے گریز کرنے لگے اور سب ایک سمت کو جمع ہوئے اس قصد سے کہ گورہا ہمارے مجروح ہوئے ہیں مگر ہم ایسے حملہ کریں کہ کفار بھی یاد کریں مگر کفار نے جمع نہونے دیا براگندہ کر دیا دھر اسلام بن توریج نے نشان لشکر اسلام کو قلم کر کے گرا دیا نشان کا گنا تھا کہ اب بالکل فوج اسلام کا دل ٹوٹ گیا یہ نشان کا قلم ہونا ادبار کا آئنا ہو بس لشکر ایک مرتبہ فرار پر آمادہ ہوا اور چل نکلا کفار نے قصد کیا کہ گھیر کر ان سب کو قتل کر لیں کہ آواز آئی امی بندگان من ان سب کو نکل جانے دو کیا حاصل یہ جو صد آئی کفار نے ایک طرف راہ خالی کر دی اہل اسلام نے جو راہ پائی اسی طرف سے بھاگے آگے آگے تو لوگ محکوم شاہ کو اور حاکم بن محکوم شاہ کو لیے ہوئے بھاگے جاتے تھے عقب میں انکے کل لشکر جو کہ قتل ہونے سے بچا ہوا وہ تھا انکے عقب میں کفار قتل کرتے ہوئے آتے تھے یہاں در شہر کھلا ہوا تھا کہ یہ لوگ ایک مرتبہ داخل شہر ہوئے اور کل لشکر بھی جب کفار انکے عقب میں قریب شہر پہنچے قصد کیا کہ اس وقت شہر میں جائیں اور قتل کر کے شہر پر قبضہ کر لیں پھر صد آئی کہ انکو شہر میں جاتے دو تعاقب چھوڑ دو کوئی ضرورت تعاقب کی نہیں ہو یہ جو صد آئی کل لشکر ختم کیا اہل اسلام بہت جلد داخل شہر ہوئے در شہر بند کر لیا پل غنیمت اٹھوا دیا باندھ کھول دیا خندق میں پانی بھر دیا جب یہ سب بند و بست ہو گیا اہل اسلام تو داخل شہر

ہوئے اُدھر کفار کو صمد آئی کہ اب لشکر کو واپس آؤ کر فی ضرورت نہیں ہو اگر یہ لوگ قلعہ بند ہوئے
ہیں تو جا کہاں سکتے ہیں سب کو ایک مرتبہ قتل کرونگا اور غارت میں اپنا اب اپنی ضرورت عذاب نازل
کرونگا مگر ہاں یہ تدبیر ضرور لازم ہو کہ کچھ لشکر گرد قلعہ بطور محاصرہ مقیم ہو تاکہ اہل اسلام یہ نہ کریں کہ
قلعہ سے نکل کر لشکر پر قبضہ کریں یہ جو حکم ملا پس اسی وقت طومار شاہ نے قیصر آدم خواہ
کو مع ایک لاکھ سپاہ کے گرد قلعہ فروکش ہونے کا حکم دیا اور خود کل لشکر کو لیکر فروزاہ پر واپس آیا
شمار جو کیا تو اپنے لشکر کے سواروں کو قریب ایک لاکھ کے مجروح پایا اور قریب پچاس ہزار کے
کشتہ پائے اور اہل اسلام اُس جنگ میں قریب بیس ہزار کے درجہ شہادت پر فائز ہوئے راوی
نے بیان کیا کہ کفار نے اپنے لشکر کی لاشوں کو تو حبلہ دیا اور زخمیوں کو برائے علاج شفا خانہ میں
روانہ کیا اہل اسلام کی لاشوں کو میدان جنگ سے اٹھوا کر ایک غار کھدوا کر اُس میں ڈال دیا اور
سے خاک ڈال دی یہ سب بند و بست کر کے طومار شاہ لشکر ایک قیام گاہ پر آیا لشکر کو کھولنے کا حکم
دیا خود دربار میں آیا جب بیٹھ چکا آواز آئی کہ امر بندہ من کیا ہوا سب حال طومار شاہ نے بیان
کیا حکم ہوا کہ کل قلعہ پر نرفہ کرنا اور قلعے کو لپیٹنا ہے مہلت اس سبب سے اُنکو دی ہو کہ اُنکو قلعے
پر پھر دس ہزار جو یہ بھی ضرورت اپنے دل کی نکال لیں کوئی حسرت باقی نہ رہ جائے طومار شاہ نے
کہا کہ بہت خوب بس بر جیس نے یہ حکم دے کر طبل بجوایا کہ کل قلعہ پر یورش ہوگا اور دربار برکت
کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے اُدھر دیر قلعہ قیصر مع ایک لاکھ سپاہ کے محاصرہ کے لیے
اُتر آئے قلعے کو بالکل گھیر لیا بیرون قلعہ و شہر تو یہ بند و بست ہوا اندرون قلعہ جو سب لشکر داخل ہوا اور جو
مجروح تھے وہ تو شفا خانہ کو روانہ ہوئے اُنکا علاج ہونے لگا و دیر محکوم شاہ اور محکوم شاہ کو
اُس حالت سے ایوان میں لایا تاکہ لگوائے بادشاہ کے اور فرزند بادشاہ کے بھی اور کل سرداروں
کے بادشاہ کو ہوش آیا اپنے کو قلعے میں پایا حال دریافت کیا وزیر نے جو حال سنا تھا سب بیان
کیا بادشاہ نے کہا کہ تم جا کر قلعے کا بند و بست کرو جو لشکر قتل ہونے سے بچ کر آیا ہو اور داخل قلعہ ہو
اُنکو مقام مناسب پر فروکش کرو اور خوب قلعے کا بند و بست کرو نرفہ ضرور ہوگا وزیر بادشاہ کے
پاس آیا اور خوب بند و بست کر لیا دو لاکھ اسی ہزار سپاہ تھی گو تین لاکھ تھے جس میں ہزار تو کام
آئے اس قدر باقی تھے اُنہیں دس ہزار مجروح تھے بس دو لاکھ ستر ہزار سپاہ کو تفصیل اور برج قلعے
پر مقرر کیا تو پین کئی ہزار قلعے پر چڑھوا دیں اور ہر مقام پر پہرہ چوکی مقرر کر کے خدمت بادشاہ میں
آیا یہاں سب حاضر تھے حاکم بن محکوم بھی بیٹھا تھا کہ چور دروازے سے ہر کارب آئے
اُنہوں نے بادشاہ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ کفار نے طبل یورش بجوایا ہر اُنکا قصد ہو کہ کل قلعے
پر یورش کریں باقی خیریت ہوا و قیصر ایک لاکھ سے گرد قلعہ محاصرہ کیے ہوئے پڑا ہر محکوم
نے وزیر کی طرف دیکھا اُس نے عرض کیا کہ آپ پریشان نہ ہوں قلعہ خوب آراستہ ہو کیا طاقت حریف
کی کہ قلعے کے بس محکوم نے ایک آہ سرودل سے کھینچی اور کہا کہ افسوس میں بھی مجروح ہوں
اور میرا فرزند بھی اور کل سردار کیا ہوگا سب نے کہا کہ ہم سب اپنی جانیں لڑا دیں گے حریف کو اندر
شہر کے نہ آنے دینگے اُس وقت سب ایک قسم ہوئی بس محکوم نے ناموس کو اپنے عیار کے ہمراہ کے
کہ نام اُسکا تیر رفتار تھا مع دس ہزار سواروں کے اور خزانے کی طرف فرار ہو گئے اپنے بھائی
احکام شاہ کے پاس روانہ کیا اور سب حال تحریر کر دیا وہ ناموس کو چور دروازے سے لے کر

طرف زرنگوشیہ کے چلا گیا یہاں خبر تو آچکی تھی کہ طبل یورش بجا ہو بس سب نے سجاوے بجا
اور عبادت خدا میں مصروف ہوئے اور لشکر کفار میں شب بھر تیار رہی یورش ہو اکی محکوم شاہ
نے کل اہل شہر کو طلب کر کے کہا کہ تم لوگ کیوں میرے ساتھ اپنی جان دو اسکی اطاعت کر لو اور
تقیہ کرو جب صاحبقران اسکو قتل کرینگے خواہ یہ اطاعت کریں اسوقت پھر تم اپنے دین کو اختیار
کر لینا میں تو ایسا نہ کرونگا اہل شہر نے جواب دیا کہ ہم سے تو یہ ہوگا کہ ہم تقیہ کریں اور آفتاب کو
خدا جانیں جو آپ کا حال ہوگا وہ ہم سب کا ہم مرنے سے نہیں ڈرتے ہیں اگر مر گئے تو مرتبہ شہادت
پایا ایسا مرنا تو بہتر ہے یہ جو اہل اسلام نے کہا محکوم کو انپر بہت بھروسہ ہوا اور اسنے بہت خوش ہوا
اور کہا کہ خدا تمہارا مرتبہ بلند کرے پس سب اہل شہر اپنے اپنے مکان پر آئے رخصت ہو کر اور سب
مسلح و مکمل ہوئے اور کفن پہن لیے اپنی اپنی عورتوں کو ہمراہ ناموس شاہی کے روانہ کر دیا یہاں تک
کہ دو رات تمام ہوئی محکوم شاہ قتل پر آکر بیٹھا اور سب سردار گرد گرد لندازون کو طلب کر کے
انعام کا امیدوار کیا انھوں نے آکر توپوں کو درست کیا مستعد حکم قضا خیم کھڑے ہوئے اور صبح
کو برجیس آکر دربار میں بیٹھا طومار شاہ کو حکم دیا کہ تلے پر یورش کرو اور ہر کارون کو روانہ کیا
کہ جو لشکر زیر قلعہ آ رہا ہو وہ بھی آراستہ ہو ہر کارون نے آکر قیصور کو حکم برجیس سے آگاہ
کیا یہاں لشکر آراستہ ہوا اور شاہ وغیرہ مع ارزننگ و چترنگ کے چند رہ لاکھ سپاہ
لیکر برائے یورش روانہ ہوئے سب سامان جنگ و قلعہ گیری ہمراہ تھا یہاں در قلعہ پر دید بان
بیٹھے ہوئے دیکھ رہے تھے انھوں نے دیکھا کہ لشکر کفار مثل مور و ملخ کے برائے یورش چلا آتا ہے
بادشاہ سے عرض کیا کہ کفار بقصد یورش آئے ہیں کیا حکم صادر ہوتا ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ آئے
دو چونکہ ان سب کا ستارہ گردش میں ہے کوئی تدبیر نہ دیکھ بن نہیں پڑتا ہے اور طومار شاہ
مرکب اٹھائے ہوئے سامان قلعہ گیری لیے ہوئے آہو نچا قیصور بھی ہمراہ ہوا طرف قلعہ کے چلے
ہلے کر کے اور یہ کہتے ہوئے کہ قلعہ کو لیلو آگ لگا دو اہل شہر کو قتل کرو اور دید بان نے عرض کیا کہ
سیدان جنگ طو کر کے آگئے ہیں اب خوب دو پرہیز یہ سننا تھا کہ محکوم شاہ نے ہوائی اٹھا کر
فیر کی یہ علامت تھی شر کی ہوائی کا فیر ہونا تھا کہ گولندازون نے توپوں کو جھکا جھکا کر مہتاب دکھائی
بس مہتاب کا دکھانا تھا کہ ایک مرتبہ پانچ ہزار توپ کی صدا بلند ہوئی زمین معرکہ ہل گئی تمام عالم
دھوان دھار ہو گیا سوائے دھوا میں کے کچھ نہ نظر آتا تھا جو صف لشکر کفار کی آگے بڑھ آئی تھی
وہ ہمار ہو گئی گولہ مثل اولہ کے برسنے لگا ہزاروں کے سر اڑ گئے ہزاروں کے مرکب اور ہزاروں
کے ہاتھ اڑ گئے کو سون تک لاشیں نظر آنے لگیں اسطور سے سرد صدر مقتولوں کے ہوا ہوا اڑ
رہے تھے جیسے چلیں منڈلاتی ہیں ایک ہی فیر میں چند رہ ہزار سپاہ کام آئی لشکر کفار کے قدم اٹھ گئے
اور زوپ سے ہٹ کر کھڑے ہوئے بادشاہ نے حکم دیا کہ ہاتھ روک لو گولندازون نے ہاتھ روک
لیا اب جو دیکھا سب اہل قلعہ نے تو دور تک لاشوں کے سوا کچھ نہ نظر آتا تھا اور کفار دور کھڑے
ہوئے تھے یہاں سب خوش ہوئے مگر ستارہ گردش میں تھا پھر طومار شاہ نے لشکر کو آواز
کر کے یورش کا حکم دیا اور خود مرکب اٹھا کر چلا اور دید بان نے پھر عرض کیا کہ لشکر آتا ہے یہاں
گولندازون میں درست کر چکے تھے کہ جب کفار زوپر آگئے دید بان نے عرض کیا کہ زوپر آگئے ہیں
بادشاہ نے ہوائی داعی ہوائی کا داغنا تھا کہ گولندازون نے توپوں کو سیدھا کر کے جو آگ بتائی

پھر اسی مرتبہ کی طرح سے پھر صد بلند ہوئی کفار پر آگ برسنے لگی سر اڑ گئے ابکی مرتبہ میں ہزار کفار
 کام آئے اسی طور سے تین حملہ کیے ان تین حملوں میں ایک لاکھ کفار مارے گئے اور زخمی ہوئے
 اس وقت طومار شاہ نے بارگاہ کی طرف منہ کر کے فریاد کی کہ اے خداوند! تو ہم لوگ بہت پریشان
 ہوئے ہیں ہر مرتبہ کے حملہ میں ہزاروں آپکے بندے کام آئے ہیں یہ جو فریاد کی بس ہر مجلس کے کان
 میں صد فریاد طومار شاہ کی پہنچی یہی سبب تھا کہ کسی ہی دور لشکر ہو جب یہ فریاد دین ہر مجلس
 سن لے اسنے بھی قبہ بارگاہ کی طرف سر اٹھا کر فریاد کی یا خداوند! اے پر بزرگوار ملک فرمائیے
 طومار شاہ کی بس یہ جو فریاد کی آواز آئی کہ اب تیری خوشی ہو کہ غارت گردوں خیرے غارت ہوئے
 جاتے ہیں راوی نے بیان کیا ہو کہ جب یہ صد آئی اُدھر صد آئی اُدھر آسمان میں دراڑی شروع
 ہوئی کہ دفعہ وہ آسمان نیلگون قریب قلعہ ہو چکیا بیان گو لند اڑا ہوا تھوڑے گئے ہوئے کھڑے تھے
 میدان میں ہزاروں لاشیں پڑی ہوئی تھیں طومار شاہ قلعہ سے دور کھڑا ہوا تھا کہ وہ آسمان محیط
 ہو گیا اور برق چمکنے لگی اور مقابل قلعہ ہو کر محیط ہوا محکوم شاہ وغیرہ نے جو اس آسمان کو دیکھا باہم
 کہنے لگے کہ اب غضب ہو گیا کہ ہر مجلس نے ساحرون کو روانہ کیا اب قلعہ فتح ہو جائیگا یہ کہہ کر حکم دیا
 کہ کیا فائدہ جان دینے سے تم سب بلکہ اس شہر سے نکل کر زرنگوشیہ کو چلے جاؤ کیون اپنی جانیں
 برباد کرو جب تک مقابلہ لشکر سے تھا فتح کی امید تھی اب سحر سے مقابلہ ہو رہا تھا کہ کیا کر سکتے ہیں سوا
 مرجانے کے انھوں نے عرض کیا کہ آپ کا حال ہو گا وہ ہمارا ہو گا ہم آپ کو کیونکر چھوڑ کر جائیں یہ
 سنے محکوم شاہ چپ ہو رہا اُدھر اس آسمان سے ایک شکل مہیب پیدا ہوئی اور سامنے محکوم شاہ
 و اہل قلعہ و اہل شہر کے قائم ہوئی اور پکار کر کہا کہ سب نے سنا اہل قلعہ و اہل شہر و محکوم
 شاہ کیون اپنی جانیں برباد کرتے ہو بس خیر اسی میں ہو کہ اگر ہر مجلس کی اطاعت کرو دین خدا پرستی
 ترک کرو اور آفتاب پرستی قبول کرو اگر اس وقت اس پر عمل نہ کرو گے تو یاد رکھو کہ سب کو خداوند
 جلا کر ابھی ابھی خاک کر دینگے ایک بھی بچے کا یہ سننے اہل شہر و محکوم شاہ نے ہزار ہزار لعنت
 ہر مجلس اور آفتاب پرستوں پر کی اور کہا کہ وہ کیا غارت کر گیا ہمارا خدا ہو نکھارے شہر سے
 بچا لے گا اور بہت سخت و سست کیا پھر صد آئی کہ تم سب کی قضا آئی ہو خیر تمکو اختیار ہو دیکھو عذاب
 نازل ہوتا ہو یہ کہہ کر وہ شکل اسی آسمان میں بنان ہو گئی اب پھر حرکت ہوئی آفتاب عالم تاب
 پوشیدہ ہو گیا سب کو یقین ہو گیا کہ شام ہو گئی یکایک دوسرا آفتاب اس آسمان سے پیدا ہوا
 جو کہ محیط تھا اسکا ظاہر ہونا تھا کہ قلعہ میں اس قدر گرمی پیدا ہوئی کہ زمین و دیوار و درخت چلنے لگے کہ
 اختیار تک چلنے لگے پیاس کی شدت ہو گئی ہر ایک لہب پیاس اور گرمی کے بیقرار ہو گیا اب و اہل
 قلعہ کی عجب حالت ہوئی کہ جو ماہی بے آب کی حالت ہوتی ہو مگر کیا بہادر تھے اسی طور سے بیچھے
 رہے جو جس مقام پر جس کام میں مصروف تھا اسی کام کو کیے گیا اُدھر وہ آفتاب آسمان سے جدا
 ہو کر وسط قلعہ پر آکر چمکا اسکا چمکا تھا کہ ہر در و دیوار سے اور زمین سے قلعہ کے شعلے نکلنے لگے یہ جو
 عالم اہل شہر نے دیکھا اب تو اس جاتے رہے جمع ہو کر بادشاہ کے پاس آئے اور شکایت کی کہ اب کیا
 کرین زمین الگ آگ آگ اگل رہی ہو آسمان پر سے الگ آگ برس رہی ہو اس آگ سے تو ہم
 جلے جاتے ہیں بلکہ ہزاروں آدمی جل گئے مکان مثل ہیزم کے جل رہے ہیں یہ جو محکوم شاہ
 نے سنا فرمایا کہ کیا کیا جائے جو مرضی خدا آپ لوگ پشت قلعہ پر جو پھاٹک ہو اس سے فرار کر جائیے

میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا انھوں نے جواب دیا کہ یہ تو ہو گا آپ بھی اگر تشریف لیجیں تو کیا مضائقہ ہو ملاحظہ فرمائیے کہ کوئی لشکر نہیں ہو جو مقابلہ فرمائیے گا سحر سے کیونکہ مقابلہ فرمائیے گا یہ تو جان بوجھ کر جان دینا ہو یہ جو اہل شہر نے کہا تو سب سرداروں نے عرض کیا کہ اہل شہر درست کہتے ہیں آپ بھی قلعے کو ترک کر کے یہاں سے روانہ ہو جیے کیونکہ حکم شرع ہو کہ جہاں بلا نازل ہو وہاں سے نکل جاؤ بس جبکہ یہ بلا نازل ہوئی ہو تو کیا ضرور ہو کہ یہاں قیام کیا جائے بادشاہ نے جواب دیا کہ یہ تو تخیل کا نگر غیرت گوارا نہیں کرتی ہو کہ میں قلعے کو چھوڑ کر بھاگوں انھوں نے عرض کیا کہ کیا لشکر کے روہرو سے فرار فرماتے ہیں اکثر آپ کے بزرگوں نے ایسا ہی کیا ہو کہ جب بلا نازل ہوئی اس مقام کو ترک کیا بس حفظ جان مقدم ہو اور اس مرنے سے کیا حاصل کہ جل کر مومن بادشاہ نے کہا کہ اچھا یہ تدبیر کرو کہ در قلعہ کھول کر مع لشکر کفار پر جاؤ اور قتل کرو اور خود بھی قتل ہو کر مر جاؤ سب نے عرض کیا کہ یہ تو ضرور تھا مگر یہ آفتاب لشکر تک کسی کو نہ جائے دیگا راہ میں جلا دیگا پھر کیا حاصل ہو گا اس سے تو بہتر یہ ہو کہ یہیں جھکے رہیں یہ جو سرداروں نے کہا محکوم شاہ کو بھی خیال آگیا اٹھ کھڑا ہوا اور مرکب پر سوار ہو کر اور کل لشکر کو لے کر مع سرداروں و اہل شہر کے در شہر سے جو کہ پشت پر واقع ہوا تھا طرف نذر ملکوشیہ کے روانہ ہوا ناموس وغیرہ اور خزانہ مال و اسباب تو پہلے روانہ کر چکا تھا اب خود روانہ ہوا اسکا جانا تھا اب سب اہل شہر راہی ہوئے ادھر جو آفتاب نیچے اترتا آتا ہو وہ وہ آگ زیادہ شعلہ ور ہوتی جاتی ہو راوی نے بیان کیا ہو کہ تھوڑے عرصے میں کل شہر خالی ہو گیا جسکی قضا تھی وہ اس آتش سحر سے جل کے خاک ہو گئے ادھر یہ لوگ تو نکل گئے ادھر وہ آفتاب کوڑک کر عمارت شہر پر گرا تا م شہر کی عمارتوں میں آگ لگ گئی اور گرے لگین قلعہ بھی گرنے لگا خندق کا پانی خشک ہو گیا طومار شاہ کھڑا ہوا دیکھ رہا ہو کہ قلعے سے شعلے نکل رہے ہیں اہل اسلام کے حال پر افسوس کر رہا ہو اور دیکھتا ہو کہ آفتاب جو جو نیچا ہوتا ہو اُس قدر شعلے بلند ہوتے ہیں طومار شاہ نے دیکھا کہ جو لوگ قلعہ پر اور برجہاں قلعے پر تھے مع محکوم شاہ کے غائب ہو گئے اور آفتاب کوڑک کر گرایا دیکھا کہ یہ لوگ انپ کد مع لشکر کے رہ گیا اور توبہ توبہ کرنے لگا غبار بلند ہوا اسنے دیکھا کہ اسی غبار میں پھر چمک ہوئی اور وہ آفتاب غضب خداوندی بلند ہو کر آسمان میں پنہان ہو گیا تھوڑے عرصے کے بعد جو غبار ہر طرف ہوا طومار شاہ دکل لشکر نے دیکھا نہ قلعہ نہ شہر نہ عمارت شہر میدان صاف خیمائے سوختہ دہیرم سوختہ دراکھ کا انبار جا بجا ہو نہ کسی انسان کا نشان ہو نہ جو ان کا ہاں کچھ لاشیں اہل قلعہ کی جلی ہوئی پڑی ہیں اور کچھ مرکبوں کی یہ دیکھا طومار شاہ نے بہت افسوس کیا سختگان و ارزنگ و چترنگ وغیرہ تو بہت ہی افسوس کرنے لگے مگر سختگان ناچنے لگا طومار شاہ نے سختگان سے کہا تو نے غضب خداوندی کا حال دیکھا کہ کیونکہ اہل شہر و قلعہ کو ایک چشم زدن میں غارت کیا تو کہتا تھا کہ یہ لوگ بہت دیر دست ہیں اب وہ زبردستی کمان گئی سختگان نے کہا کہ خداوند اسی طور سے سب خدا پرستوں کو غارت کرین طومار شاہ نے جواب دیا کہ جو نہ اطاعت کر گیا وہ اسی طور سے غارت ہو گا یہ تقریر ہو رہی تھی کہ آواز آئی کہ تم سب میری قدرت دیکھی اور میرا غضب کیونکہ غارت کیا ان سب خدا پرستوں کو اب لشکر کو واپس جاؤ وہ آسمان جو مجھ پر خاصیت کر اپنے مقام پر چلا آیا طومار شاہ بھی لشکر لیکر فرید گاہ پر واپس آیا بس ارزنگ پرست و چترنگ پرست و سختگان و ارزنگ و چترنگ وغیرہ تو بہت خوش ہیں مگر

طو مار شاہ افسوس کنان لشکر لیکر فرود گاہ پر آیا لشکر کو کمر بند کرنے کا حکم دیا اور خود مع سب سرداروں کے اور سخنگان کے اور از رنگ وغیرہ کے دربار میں آیا دربار آراستہ تھا بلکہ سب اہل دربار نے یہ واقعہ دیکھا تھا اور بر جیس نے اہل دربار سے کہا تھا کہ تہنہ میرے غضب کو دیکھا کہ کیونکہ غارت کیا ایک نہ بچا سب نے کہا کہ تہری ذات بہت بڑی ہو اور تیرا غضب غضب خداوندی ہو جو کچھ سے خوف ہو اور نہین بچ سکتا ہو جب طو مار شاہ آکر پہنچا آواز آئی سب حال بیان کیا سخنگان سے کہا کہ او شیطان من تو نے دیکھا کہ میں نے کیونکہ ان سب کو غارت کیا اب تو قائل ہوا کہ میں نے کہا کہ میں کب نہ قائل تھا بس اب سب کو اسی طور سے غارت فرمائیے آواز آئی ضرور یہ کہ حکم دیا کہ آج ہی طو مار شاہ پیش خیمہ لیکر روانہ ہو طرف زرنگوشیہ کے اور ہم کل یہاں سے کوچ کریں گے کیونکہ یہو جلدی ہو کہ اب ہم سب خدا پرستوں کا خاتمہ کریں کل کل لشکر تیار ہو راوی نے بیان کیا کہ یہ حکم دے کر بر جیس نے دربار برخواست کیا سب اپنے مقام پر آئے اسی وقت بند و بست ہو اس سب بارگاہین وغیرہ اراکین پر بار کی گئیں اسی طور سے اراکان نے بھی سب نیچے وغیرہ بار کیے بس طو مار شاہ تین لاکھ اسی ہزار سے پیش خیمہ لیکر طرف زرنگوشیہ کے روانہ ہوا مع اراکان کے یہ تو دھڑ دھڑا کر رہا تھا اس کے دوسرے دن بر جیس نے اسی حشم و خدم سے یہاں سے کوچ کیا اب یہاں کیا کرتا کیونکہ شہر کو تو غارت کر چکا تھا اگر شہر ہوتا تو کچھ دوزن رہتا اسکا بند و بست کرتا دوسرے اسکو جلدی بھی تھی کہ میں خدا پرستوں کا خاتمہ کر کے اپنے ملک کو اور سخنگان انگ اسکو درغلان درغلان کر جلدی کر رہا تھا یہ خیال تھا بر جیس کا کہ اسی طور سے سب ملک غارت کرتا ہوا برسر بدیع الملک نہ طاق میں پہنچون اور وہاں جا کر بدیع الملک کے لشکر کو اور بدیع الملک کو غارت کروں اور جس ملک کے باشندے اطاعت کریں اسکو نہ غارت کروں یہ تو ایسے ایسے خیال کرتا ہوا طرف زرنگوشیہ کے جاتا ہوا کہ تو راہ میں رکھا جاتا ہو اور طو مار شاہ کو بھی اسکا حال بھر بخبر ہوگا

اب شہر حال شہر زرنگوشیہ اور محکوم شاہ وغیرہ کا سماعت فرمائیے

راوی نے بیان کیا کہ شہر زرنگوشیہ کا حاکم احکام شاہ برادر محکوم شاہ ہو اور یہ بہت بڑا ملک ہو یہاں پانچ لاکھ کا لشکر ہو یہ ملک بھی ایسے نامدار کا ہو بس احکام شاہ یہاں حکومت کرتا ہے یہ بڑا بھائی ہو محکوم شاہ کا بہت عادل اور منصف ہو اس سے بھی رعایا بہت خوش ہو پانچ لاکھ سپاہ کے افسر و سردار و پہلوان اسکے دربار میں حاضر رہتے ہیں کرسیوں پر اور دنگلون پر ٹھکن رہتے ہیں اسکا وزیر اور یہ خود بھی بہت عقلمند ہو چنانچہ دربار آراستہ تھا کہ ہر کاروں نے آکر عرض کیا کہ آپ کے بھائی صاحب کا عیار مع ہزار سپاہ کے اور ناموس شاہی کے آتا ہو سمجھنے اُسے میردن شہر دیکھا تھا احکام شاہ حیران ہوا کہ یہ کیا آفت آئی جو بھائی نے اپنے ناموس کو یہاں روانہ کیا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ عیار محکوم شاہ بعد طومار حل و قطع منازل داخل ہوا اور قریب عمارت شاہی کے آکر ناموس کو تو محل خاص بادشاہی میں بھناٹت اُتر دیا سب گریان و نالان تھے اور خود لشکر کو ایک مقام پر مقیم کر کے دربار میں آیا احکام شاہ کو مجرا کیا اور سامنے کھڑا ہو گیا بادشاہ نے حال دریافت کیا اسنے کل حال بیان کیا اور عرض کیا کہ یہ سب ہونا ناموس کے آئے کا اور اہل شہر کے بھی ناموس ہیں میرے ہمراہ لشکر ہو اور خزانہ ہو ناموس کو تو میں نے محل خاص ہرکار میں اتار دیا ہوا اب

لشکر اور خزانے کے بابت کیا حکم ہوتا ہو بادشاہ نے اپنے وزیر کو حکم دیا کہ تم یہ بند و بست کرو کہ
خزانہ و سپرد خزانچی سرکار کرو اور سب اسباب داخل محل سرکار کرو اور لشکر چھاؤنی میں اتار دو یہ حکم
دے کر دربار برخواست کیا اور محل میں آیا بھانوج سے ملا سب حال دریافت کیا اُسے رورور کر
سب حال بیان کیا اُسے بہت کچھ اطمینان اُسکا کیا اور ایک محل بہت عمدہ رہنے کو دیا سب سامان
درست کر دیا خود اُسکے ہمراہ تھا یہاں وزیر نے جو کچھ حکم ملا تھا اُسکا بند و بست کیا اب اختصار پر مد نظر
ہو کیونکہ بابو صاحب کا حکم ہو کہ اسی جلد میں تمام ہو جائے باقی ذریعے اس حکم سے ناچار ہو گیا ورنہ ہر
مقام کو میں اپنی طبیعت کے موافق تحریر کرتا گو اختصار سے کوئی لطف ناظرین کو نہ حاصل ہو گا مگر کیا کروں
ناچار ہوں آدم برسر مطلب جب سب بند و بست ہو چکا و دریا اپنے مکان پر آیا دوسرے دن پھر دربار
کیا احکام شاہ نے کہ برج و نویں نے کل حالات شہر فرنگو شہر تحریر کیے اور یہ تحریر کیا کہ تمام شہر
غار تہا ہو گیا آپکے بھائی بھلاگ کرادھر کو آتے ہیں سوائے میدان کے کچھ نشان تک زمین باقی ہے
یہ بھی نہیں معلوم ہوتا ہو کہ یہاں کبھی کوئی شہر تھا راوی نے بیان کیا ہو کہ برج چیس نے یہ مدیر کی تھی
کہ ایک میل بنا کر اُسپر ایک تختہ لگا دیا تھا کہ این مقام شہر فرنگو شہر ان لوگوں نے ہماری اطاعت
نہ کی ہمنے انکو غارت کر دیا اور شہر کو بھی جلا دیا اور باشندگان شہر کو بھی بس یہ جو احکام شاہ نے
اخبار میں دیکھا بہت افسوس کیا اور سب اہل دربار سے کہا کہ بڑا غضب ہو گیا کہ فرنگو شہر برباد
ہو گیا برج چیس نے برباد کیا بھائی صاحب آتے ہیں معلوم ہوتا ہو کہ برج چیس کے ساتھ کوئی ساحر ہو
اُسے یہ سب سحر سے سامان برج چیس بنا دیا ہو اور وہ بھی لک کر تا ہو اُسی نے شہر کو ایسا غارت
کیا کہ نشان تک نہ رہا خیر محکوم آئین تو معلوم ہو یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ہر کارے دوڑے ہوئے آئے
اور جبراجا لائے عرض کرنے لگے کہ آپ کے بھائی صاحب محکوم شاہ مع کل لشکر اور اہل شہر کے
تشریف لاتے ہیں وں ختم ہو چکے ہیں یہ سننا تھا کہ احکام نے چند سردار ہر اسے استقبال
روانہ کیے اور حکم دیا کہ کل لشکر کو اُنکے چھاؤنی میں حکم دو اور اہل شہر کی بہت خاطر کرنا اور شہر میں
جو مکان سرکاری خالی ہوں یا رعایا کے ہوں انکو رہنے کو دینا دیکھو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو وہ سردار
یہ حکم پا کر بیرون دربار آئے اور سوار ہو کر بیرون شہر آئے دیکھا کہ محکوم شاہ بجال خراب ہزاروں
سوار و پیدل مجروح اسی حالت سے چلا آتا ہو ان سرداروں نے سلام کیا اُسے بچانا کہ بھائی کے
سردار ہیں بس اُنکے ہمراہ شہر میں آیا چند سردار تو محکوم شاہ کے ہمراہ دربار میں آئے اور احکام
نے بھائی کو دیکھا بہت افسوس کیا وہاں سرداروں نے لشکر کو چھاؤنی میں اتارا اہل شہر کو شہر میں
جگہ دی سب باطمینان بیٹھے اور رہنے لگے یہاں دربار میں احکام نے محکوم شاہ سے سب حال
دریافت کیا اُسے کل حال بیان کیا اور کہا کہ میں نے راہ میں سنا تھا کہ وہ اب لشکر لیکر آتا ہو اپنا
بند و بست فرمائیے اُسکے ساتھ سا حزر بردست ہو کہ جسکے سبب سے میں نے شکست کھائی میرا شہر
غار تہا ہو گیا احکام نے کہا کہ جو مرضی خدا کیا چارہ ہو اب باہم مشورہ کر کے اس میں کام کیا جائے
اگر مقابلے کی صلاح ہو تو بہت بہتر اور اگر صلح کی صلاح ہو تو صلح یہ لکھ دربار برخواست کیا بھائی
کو لیکر محل میں آیا و درات بسر ہوئی صبح کو دربار کیا انجن مشاورت گرم ہوئی قمع راے کو روشن کیا
صلاح ہونے لگی بس یہ صلاح قرار پائی کہ مقابلہ نہ کیا جائے کیونکہ مقابلے میں سراسر نقصان جان
اور مال ہے صلح اس طور پر کر لی جائے کہ اب ہم آپکی اطاعت اس شرط پر کرتے ہیں کہ جب آپ

صاحبقران سے مقابلہ فرما کر خواہ انکو زیر فرمایئے خواہ قتل اگر وہ خدا نخواستہ قتل ہو گئے تو اسوقت
 میں بھی ہم آپکی اطاعت کریں گے اور اس حالت میں بھی ہم آپکی اطاعت کرتے ہیں مگر جب تک
 صاحبقران سے آپ سے فیصلہ نہ ہوگا اسوقت تک ہم سجدہ نہ کریں گے سب نے کہا کہ یہ راسے خوب ہی
 احکام نے کہا کہ بس حالت تھیہ تو جائز ہو تھیہ کر لیا جائے سب نے منظور کیا اسی دن احکام نے
 اہل شہر کو طلب کر کے سب حال اُن سے بیان کیا اور اپنی راسے بھی بیان کی سب نے منظور کی اور کہا
 کہ جو آپکی راسے وہ ہماری راسے ہم آپ کے حکم سے باہر نہیں ہیں جب اہل شہر کی طرف سے بھی اطمینان
 ہو گیا تو احکام نے کہا میری راسے یہ ہو کہ بیرون شہر نکل کر مقیم ہو جب لشکر بر چلیں آئے تو خود
 جا کر اُس سے تقریر کر کے طو کر لو اور عہد نامہ باہم ہو جائے اس میں کہا میں بھی بچتی ہوں اور ایمان بھی رہتا
 ہو سب نے قبول کیا بس اسی دن احکام نے لشکر کے تیار ہونے کا حکم دیا اور کہا کہ ہم جا کر کل بیرون
 شہر مقیم ہونگے اور بر چلیں سے صلح اگر وہ اس شرط پر کر چکا تو کر لیں گے ورنہ مقابلہ کریں گے یہ حکم دیکر
 دربار پر حاضرت کیا راوی نے بیان کیا ہو کہ یہ امر کیوں احکام نے کیا اسکا سبب یہ تھا کہ اُس نے خیال
 کیا کہ جو محکوم شاہ کا حال ہوا وہی حال میرا بھی ہو گا نہراون بدگمان خدا کی جانبین ضائع ہو گئی شہر تیار
 ہو گا اور پھر کچھ حاصل نہ ہو گا جیسے فرنگو شہید ہوا اور صلح کرنے میں کچھ نقصان نہیں ہو سب کی
 جانبین بھی بچتی ہیں اور ایمان بھی اگر صاحبقران دریافت کریں گے تو جواب دے دیا جائیگا کہ سہنے
 حفاظت جان میں کی اور اگر بھی اور ایمان بھی کیونکہ اُس کے ہمراہ ساحر تھے اور وہ بھی پوشیدہ
 ہم دشمنین کہتے تھے اس سبب سے تھیہ کر کے اطاعت کرنی راوی نے بیان کیا کہ یہ راسے بھی
 احکام نے خوب کی بس حکم دے چکا تھا اُس دن تو داخل محل ہوا یہاں لشکر تیار ہوا دوسرے دن
 مع لشکر آکر بیرون شہر مقیم ہوا اُس کے ہمراہ اب سات لاکھ کا لشکر ہو پانچ لاکھ کا اسکا لشکر ہو اور دو لاکھ
 کا لشکر محکوم کا ہو اور باقی مجروح ہیں اور کچھ شہر میں مل گیا ہو یہاں پر آڑا ہوا تھا کوئی تین دن گزرے
 تھے کہ طومار شاہ پیش خیمہ لیکر پہنچا گر ڈاڑھی ہر کاروں کو روانہ کیا وہ دریافت کر کے آئے کہ طومار
 شاہ پیش خیمہ لیکر آیا ہو ادھر طومار شاہ کو معلوم ہوا کہ حاکم زرنگو شہید یعنی احکام شاہ خداوند کے
 آنے کی خبر سننے مع لشکر بیرون شہر مقیم ہوا ہو اور قصد ہو اُسکا کہ اطاعت خداوند کی کروں اگر خداوند
 میری شرط قبول کرے میں بس یہ اگر مقابلہ میں آتا ہے وغیرہ ہر پاسے اسکے آنے کے تیسرے دن چلیں
 آکر پہنچا اسی شان و شوکت سے دس دن میں لشکر آیا اور مقیم ہوا چوتھے دن بر چلیں نے دربار
 کیا اسی شان و شوکت سے یہاں جب احکام کو معلوم ہوا کہ آج دربار کیا ہو یہ منتظر رہا کہ نامہ آئے
 وہاں بر چلیں نے صرف اس قدر نامہ میں تحریر کیا کہ ایا کہ تھے حال فرنگو شہید و حاکم فرنگو شہید کا سنا ہو گا
 بس تمکو لازم ہو کہ میری اطاعت کرو اور دین اسلام ترک کرو آئندہ تمکو اختیار ہو اس سے زیادہ
 تمہارا حال غراب ہو گا زیادہ کیا تحریر کیا جائے اور اسکو جبکہ یہ آیا تھا تو معلوم ہو چکا تھا کہ یہ لشکر
 احکام شاہ کا ہو میرے آنے کی خبر سننے پہلے سے بیرون شہر آکر مقیم ہوا ہو اور اُس نے دریافت بھی
 کیا تھا اور آفتاب نے بھی خبر دی تھی اور کہا تھا کہ یہ اطاعت کریگا اس شرط پر کہ اب ہم آپکی اطاعت
 کرتے ہیں اسوقت تک کہ جب تک آپ سے اور بدیع الملک جو کہ اسوقت صاحبقران ہیں
 فیصلہ نہ جائے اگر وہ اطاعت کریں گے اور سجدہ تو ہم بھی اطاعت اور سجدہ کریں گے اگر وہ نہ کریں گے اور اب
 انہر غالب آئیں گے تو اُس حالت میں بھی ہم آپکو سجدہ کریں گے اگر وہ شرط بیان کریں تو قبول کر لینا کیا

حاصل کہ جنگگان مالدولت کی جانبیں برباد ہوں یہی تقریر برجلس نے سب اہل دربار کے روبرو بیان کی تھی جب آفتاب سے سن چکا تھا سخت گمان نے کہا کہ وہ اطاعت تو ضرور کریں گے مگر مکر کے ساتھ کیونکہ ان کے مذہب میں تقیہ جائز ہو بس وہ تقیہ کر لیں گے آواز آئی ہمارا کیا نقصان ہو جب بدیع الملک قتل وغارت کر چکے گے اسوقت سب تکو سجدہ کر چکے یا بدیع الملک ہماری اطاعت کریگا جبکہ جواب کا افسر اٹھ کر اُسے اطاعت اور سجدہ کیا تو انکو کب انکار ہوگا سخت گمان خاموش ہو رہا خوشخوار شاہ نے بموجب حکم برجلس جو بہا خاص کے ہاتھ نامہ روانہ کیا جو بہار نامہ لیکر بارگاہ احکام شاہ میں آیا اس کو بہار کی عزت کی جو بی کرسی مرحمت کی وہ سلام کر کے اُسپر بیٹھ گیا تا دیر نامہ پڑھا کیا سب اہل دربار مع احکام شاہ کے مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے احکام شاہ نے دیر سے کہا کہ اسکا جواب میری طرف سے لکھ دو کہ نامہ آپ کا آیا حال معلوم ہوا کہ لکھو آجکی اطاعت کرنا منظور ہو اگر ایجازت ہو تو ہم اگر عرض کریں جس شرط کے ساتھ اگر قبول ہووے دے دے عرو شرف و رز جو ہمارے مقدر میں ہوگا وہ پیش آئیں گے زیادہ کیا تحریر کیا جائے یہ جواب لکھو اگر جو بہار کو دیا وہ جواب نے کہ بارگاہ برجلس میں آیا بہت تفریق کی احکام شاہ نے نامہ خوشخوار شاہ کو دیا اُسے نامہ پڑھا مضمون مرقومہ بالا جو برجلس نے سنا حکم دیا کہ لکھ دو کہ تم شوق سے آؤ اور جو تم کو کے ہم قبول کرینگے یہ لکھو اگر خوشخوار نے پھر اس کو بہار کو دیا وہ پھر بارگاہ احکام شاہ میں آیا اور نامہ دیا اسی طور سے کرسی ملی بادشاہ نے دیر سے نامہ پڑھا یا جب معلوم ہوا کہ طلب کیا ہو کہ اس کا لکھ دو کہ کل حاضر ہونگا دیر نے لکھ دیا جو بہار لیکر اپنے لشکر میں آیا داخل بارگاہ ہو کر خوشخوار کو دیا خوشخوار نے پڑھا لکھا تھا کہ کل حاضر ہونگا برجلس نے حکم دیا کہ ہمارا دربار خوب آراستہ ہو سامان ہونے لگا دربار برخواست کیا وہ شب گذرئی دوسرے دن احکام شاہ و محکوم شاہ مع سرداران معزز کے سوار ہو کر طرف لشکر برجلس کے چلے یہاں بھی دربار خوب آراستہ ہو سب حاضر دربار ہیں کہ برجلس نے حکم دیا کہ احکام شاہ آتا ہو چند سردار جا کر استقبال کر کے لائیں اور اسکو جگہ مناسب پر جگہ دی جائے کیونکہ اسکی عزت کرنا مناسب ہو کہ اُسے بدون مقابلہ صلح کی ہو بس چند سردار بارگاہ سے باہر آئے اور احکام شاہ کو استقبال کر کے بارگاہ میں لیکے بڑی عزت سے بٹھا یا احکام شاہ وغیرہ نے سلام بطریق اہل اسلام کیا برجلس نے برہم ہو کر کہا کہ یہ کیا حرکت تھی ای خوشخوار پہنچے تو اسے خوشخوار نے جو دریافت کیا تو احکام شاہ نے جواب دیا کہ ابھی تو ہم خدا پرست ہیں جب صلح ہو جائیگی اسوقت ہم سلام نہ کریں گے اس طریق سے آواز آئی سچ کہتے ہو جاؤ متول بیٹھنے کو ملی یہ بیٹھے افریق شاہ کو حکم ہوا کہ دریافت کر دو کیا شرط ہو اور اس طور سے تکو صلح منظور ہو احکام شاہ نے وہی شرط بیان کی جو کہ باہم راسے ہو کر قرار پائی تھی اور آفتاب نے برجلس سے قبل آنے احکام شاہ کے بیان کی تھی بیان کی آواز آئی کہ اسے کہو کہ لکھو قبول ہو صرف اس سبب سے کہ تم نے ہم سے مقابلہ نہ کیا اور ہماری اطاعت پر راضی ہوئے تھے شرط معتدل کی اگر حاکم فرنگو شہر بھی شرط کرتا تو کیوں اسکا ملک نہارتا ہونا احکام شاہ نے جواب دیا کہ جو اس کے مقدر میں تھا وہ پیش آیا آواز آئی کہ ایک امر ہو کہ اسی مضمون کا ایک عہد نامہ درمیان ہمارے اور تمہارے تحریر ہو جائے احکام شاہ نے کہا کہ

کیا نقصان ہو بس اسی وقت عہد نامہ تحریر ہوا سپہر احکام شاہ وکل سرداران احکام شاہ کی و محکوم
شاہ اور کل سرداران محکوم شاہ اور پھر بر جیس اور کل اہل دربار کی مہرین کی گئیں ایک نقل احکام شاہ
کو ملی جب یہ سب امر طو ہو گئے احکام شاہ نے کہا کہ مذہب آفتاب پرستی کے طریقہ بتائے جائیں تاکہ میں اہل شہر
کو تعلیم کروں حکم ہوا کہ جو ہمارے مذہب کی کتابیں دفتر مابہ دولت میں موجود ہیں انہیں سے ایک کتاب
دی جائے اور کہ دیا جائے کہ اسکو طبع کر کے تقسیم کر دو بس اسی وقت کتاب لا کر دفتری نے احکام
شاہ کو دی اور حکم سے بر جیس کے خوشخوار شاہ نے آگاہ کیا احکام شاہ نے کہا کہ میری طرف سے
خدمت خداوند میں عرض فرمائیے کہ جو نان دنک حقیر کو میسر ہو کل تشریف لا کر نوش فرمائیں مع سب
اہل دربار کے خوشخوار شاہ نے قریب پردہ جا کر احکام شاہ کی خواہش بیان کی اور آئی کہ اس
کہ وہ ابھی نہیں جب تم پورے طور سے ایمان لاؤ گے اسوقت دعوت تمہاری منظور کی جائیگی خوشخوار شاہ نے احکام
شاہ سے کہا احکام شاہ نے کہا کہ میں رخصت ہوتا ہوں خوشخوار نے عرض کیا حکم ہوا کہ اچھا خوشگمان نے
کہا کہ اگر حکم ہو تو میں بھی کچھ عرض کروں اور آئی عرض کر اسنے کہا کہ میری یہ عرض ہو کہ احکام شاہ
کو حکم دیا جائے کہ وہ ان مساجد کو منہدم کرائے جو شہر میں ہیں جبکہ اسنے اطاعت کی اور اس مقام
پر مکان بنوا کر تصویر خداوند نصب کرے اور در شہر پر بھی کچھ اندر سے جواب ملا تھا کہ احکام
شاہ نے خوشخوار شاہ سے کہا کہ اسکا جواب یہ ہو کہ یہ امر اسوقت تک نہوگا جتناک صاحبقران
نالتا یعنی بدیع الملک سے اور خداوند سے فیصلہ نہو لیکر خواہ وہ اطاعت کریں خواہ مغلوب رہ جائیں
بس جب خداوند اگر انہر نالاب آئے جو فرمائیں گے ہم قبول کریں گے اگر انہوں نے اطاعت کرنی
نہو دیکھا جائیگا یہ جو احکام شاہ نے کہا اور آئی کہ اوشیطان تو نے جواب پایا احکام شاہ سچ
کہتا ہو تو بڑا مفسد ہو چاہتا ہو کہ کسی طور سے صلح نہو ہم تیرے مطلب کو سمجھ گئے اگر احکام شاہ دیکھو تیری
خوشی ہر طرح سے منظور ہو بس یہ سب کام اسی وقت پر مقرر رکھے گئے یعنی تمکو رخصت کیا یہ شکے احکام
شاہ و محکوم شاہ مع اپنے کل سرداروں کے رخصت ہو کر بیرون بارگاہ آئے اور مہر کیوں پر سوار ہو کر اپنے
لشکر میں آئے راہ میں باہم تقریر کرتے ہوئے کہ خوب یہ بلا دفع ہوئی یہ بدیع الملک کے مقابلے میں بار
جائیگا اور ہم کیا کچھ نہا طریقہ بیان ایجاد کریں گے ادھر یہ یہاں گئے کیا ادھر پہنچے تھے ترک کیا بس جب لشکر میں
پہنچے اسوقت لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر داخل شہر ہوئے اور خوشی خوشی رہنے لگے یہاں بعد جانے احکام
شاہ کے بر جیس نے حکم دیا کہ ہمارا پیش خیمہ طرف ا ختم کے روانہ ہو کل ہم یہاں سے کوچ کریں گے جسکو
دے کر دربار پر غاصت کیا اسی دن طو مار شاہ پیش خیمہ لیکر طرف ا ختم کے روانہ ہوا اسی کے دوسرے
دن بر جیس اسی حدم و ختم سے مع کل لشکر کے روانہ ہوا بس یہ اہلی طور سے اہل اسلام کے
ملکوں پر قبضہ کرتا ہوا چلا جا کا ہے جن بادشاہوں نے اہل اسلام میں سے اسکی اطاعت
اس شرط پر کی جو کہ احکام شاہ سننے کی تھی اسکا ملک تو اسنے برقرار رکھا اور اسکو اس ملک کا حاکم
اور جسے نہ کی اسکو اسنے مثل ملک اور نگوشیہ کے تباہ و برباد کیا اور جلا کر خاک سیاہ کر دیا یہ تو یہ ظلم و
ستم کرتا ہوا اور اہل اسلام کو غارت و تباہ کرتا ہوا بر سر بدیع الملک طرف نہ طاق کے جاتا ہی
اسکو تو اس غارتگری اہل اسلام میں رکھا جاتا ہی اسکی داستان اسپر موقوف کی جاتی ہو اور یہ
سارا فساد اور ذلت و چترنگ و سختگان کا ہوا انھن نے اپنی عداوت ویرنہ کو اپنا ظاہر کیا ہو بس
بر جیس تو یہ حرکتیں کرتا ہوا جاتا ہوا اب آئندہ اسکا قصہ بیان ہو گا اسی جلد میں کہ یہ کہاں پہنچا اور

کون کون ملک اسے غارت و تباہ کیے اور کن کن بادشاہوں نے اسکی اطاعت تقیہ کر کے منظور کی
 پس اب میں اس قصہ کو موقوف کرتا ہوں اور عنان قلم کو دوسری طرف منقطع کرتا ہوں
 شعر ازین قصہ یک دم فراموش کن + و زجاسے دیگر داستان گویش کن + اب میں سہرا ب ثانی
 فرزند رستم ثانی کا حال تحریر کرتا ہوں کہ عرصہ ہوا ہے کہ انکا حال نہیں تحریر ہوا جلد اول کے آخر
 میں اور جلد دوم میں اس کے تحریر کرنے کی نوبت نہیں آئی یہ حقیر مجبور ہوا اور آپ لوگوں سے بہت
 شرمندہ ہے کہ سہرا ب ثانی کا حال نہیں تحریر کیا سبب اسکا یہ تھا کہ قصہ اس حقیر کا تھا کہ اس
 قصہ کو ساتھ تفصیل کے تحریر کرے اور کوئی مقام باقی نہ رہے مگر کیا کروں نا چار ہوں کہ اہل مطیع
 کی طرف سے حکم صادر ہوا کہ اسی جلد میں ختم کرو زیادہ طول نہ دو گو قصہ تھا کہ اپنی جودت طبع آپ
 لوگوں پر ظاہر کر دین کیونکہ داستان تو لعل نامہ تک تمام ہو گئی تھی مگر یہ دفتر جو کہ آج تک کسی داستان کو
 نے نہ بیان کیا تھا اس حقیر کو خوبی تقدیر سے مل گیا تھا اسکا ترجمہ شروع کیا دو جلدوں تک ساتھ
 تفصیل کے بیان بھی کیا مگر اب آپ لوگوں سے معافی کا خواستگار ہوں کہ معاف فرمائیے اب بطور
 پتہ ہر مقام کو تحریر کر دینا کیونکہ حکم بالوصاحب سے مجبور ہوں ہاں اگر حکم نہ ہوتا تو شاید آئین دفتر نہ پایا حفظ فرماتا
 کہ بعد اُن فاتر کے میں نے کسل عرق ریختی اور جانفشانی سے اس دفتر کو تحریر کیا اگر فضل
 خدا ہوتا تو اسیم بامسے کر کے دکھا دیتا اور آپ لوگوں سے اپنی جان کا ہی و عرق ریزی کا وجودت کا
 صلہ پاتا خلعت تحسین و آفرین سے سرفراز ہوتا مگر یہ مسیری بد نصیبی تھی کہ اپنی حسرت دلی کو پورا نہ
 کر سکا خیر جو جو حسرتیں و دلولہ دل میں تھے وہ دل ہی میں رہ گئے اور آپ لوگوں سے شرمندگی خفاں
 ہوئی بموجب این مصرعہ ارمان و حسرتیں دل نا لان میں رنگین کوئی مقام شکایت نہیں جو کہ
 مقدر میں ہوتا جو وہ پیش ضرور آتا میرا خیال کچھ تھا فلک نے کچھ تفرقہ ڈالا بموجب شعر من در چہ
 خیالیم فلک در چہ خیال + کار یکہ خدا کند بشر را چہ محال + اسکا کوئی کلمہ نہیں ہوا اہل مطیع سے صرف
 اپنے مقدمے سے گلہ ہی بموجب مصرعہ تقدیر سے گلہ ہی ہوتا ہے کہ نہیں + اب میں معافی کا امیدوار
 ہوں آپ لوگ معاف فرمائیں اور اس امر کا خیال رکھیں کہ اب ہر مقام پر اور سرد داستان بطور
 اختصار بیان ہو گئی کیونکہ بیان بہت کچھ کرنا ہوا و رسوائے اس جلد کے اور جلد کا حکم بھی نہیں ہے
 اور یہ حکم ہے کہ جو داستانیں جلد اول و دوم میں بیان ہوئی ہیں اور اختتام کو نہیں پہونچیں ہیں
 سب اسکی جلد میں ختم ہو جائیں لہذا اختصار کر کے تحریر کرتا ہوں ناظرین والا تمکین ملا حفظ فرمائیں
 اور مجکو خلعت تحسین و آفرین سے سرفراز فرمائیں اگر لائق اسکے ہوں ورنہ اختیار ہو میں تو اپنا
 حق ادا کرتا ہوں اگر پسند خاطر ہو تو خیر ورنہ میرا مقدر بموجب مصرعہ گر قبول افتد نہ ہے عز و شرف +
 آدم بر سر مطلب ناظرین کو خیال رہے کہ داستان برجیس آفتاب بہت اس مقام پر ترک کی
 گئی ہے کہ برجیس نے شہر آفتاب نہ اسے بصلاح منجنگان و اردنگ برائے مقابلہ اہل اسلام
 خروج کیا تھا اور بعد قطع راہ شہر فرنگوشیہ پر پہونچا تھا محکوم شاہ حاکم فرنگوشیہ سے مقابلہ ہوا اسے
 برجیس کی اطاعت نہ کی چونکہ ستارہ اہل اسلام کا گردش میں تھا محکوم نے شکست کھائی ہزاروں
 لشکری و اہل شہر قتل ہوئے شہر فرنگوشیہ غارت و تباہ ہوا بعد اسکے برجیس زرنگوشیہ پر گیا احکام
 شاہ حاکم زرنگوشیہ نے بمصلحت وقت تقیہ کیا اور اطاعت برجیس کی اب برجیس وہاں سے
 بھی روانہ ہوا اور اسی طور سے جس ملک کے حاکم نے اسکی اطاعت کی وہ اسکا ملک اسے نہ

غارت کیا اور جسے اطاعت نہ کی اور مقابلہ کیا اس ملک کو مثل فرنگوشیہ کے غارت و تاراج کیا
بس اب یہ صلح و غارت کرتا ہوا طرف نہ طاق کے جاتا ہوا برائے مقابلہ صاحبقران ثالث
اسکو تو اس طرف روانہ رکھا جاتا ہوا کہ اسکا حال پھر تحریر کیا جائیگا اور اب سہراب ثانی کی
کی داستان بطور اختصار تحریر ہوتی ہے ملاحظہ فرمائیے

اب ششم داستان سہراب ثانی پسر رستم ثانی کا ملاحظہ فرمائیے کہ یہ جو اپنے
باپ یعنی یعنی رستم ثانی کو خواب میں دیکھ کر اور بوقت شب اس خیال و قصد
سے تن تنہا بدون اطلاع اپنی مان و نانا کے نکل کر برائے فتح طلسم چل چراغ ہیلیا
روانہ ہوئے تھے جہاں کہ رستم ثانی و شہریار عالیو قار کو دیو ہا مان شقی نے
دھوکے سے پھنسا دیا تھا اور رہائی انکی سہراب کے ہاتھ سے تھی اور
فتح طلسم بھی سہراب ثانی تھے اور حالات طلسم اور کیفیت مضرا ب پری
و اخضر بریزاد اور جو کہ انکی مفارقت میں گذری و دیگر حالات متعلق داستان ہذا
غزل بجائے ساقی نامہ بیت

عنان قلم کو بن پھرون یہاں اشک آنکھوں میں جگر میں خرم رہا مرگئے عادت نہ رونے کی لگی اُسکے آنے تک جو اپنا دم رہا راستی پر بال بھر آیا نہ حسن صبر میرے زخم کا مرہم رہا اُسکے چہون کا وہ عالم باد ہے عمر بھر یہ گنجفہ برہم رہا قطرہ خواب تھکتے جواب چہونے کو کیا ڈھل گیا سورج بہت دن کم رہا	لکھون آگے سہراب کی داستان غزل دم رہا جیتک تعلق مہم رہا ضبط گریہ پر یہ آنکھیں مین گواہ تر رہیں آنکھیں کفن بھی غم رہا فاتح تھا کس شہید عشق کا کج رہی زلفت اور ابرو خرم رہا شعلہ تھا عہد جوانی اڑ گیا ایک عالم کا عجب عالم رہا جس سے رونق تھی مرے قلب کی وقت کوئی لمحہ کوئی دم رہا بیت بزم سخن طوطی خوش نوا + چہین زمزمہ شد ترنم سرا + دیکر	بیا بشنوا مہم داستان + کہ بادام بر سر داستان + نویندہ معنی خوش زبان + چین کرد این داستان را عیان + براویان خوش تقریر و حاکیان نازک تحریر اس داستان دلپذیر کو قسط اس صدقت اساس پر اشہب کلمک تیز سے یوں تحریر کرتے ہیں اور گلشن مضامین میں بلبل شاخسار معنی یوں زمزمہ سنج ہوئے ہیں و فاختان طلسم معنی طلسمات مضامین کو یوں فتح کرتے ہیں دیکر تازان عرصہ مطالب و مضامین شہر طبع سے اشک معانی کو یوں شکست دیتے ہیں کہ یہ داستان نازک جلد اول میں یہاں تک تحریر ہوتی تھی کہ بعد اسہر ہوئے شہریار عالیو قار کے دیو ہا مان نے اخضر بریزاد پر پھر خروج کیا تھا اور مقابلہ کی نوبت آئی تھی چونکہ شاہزادہ سہراب ثانی صاحب شہر تھا کس آنس
--	---	--

بیت بزم سخن طوطی خوش نوا + چہین زمزمہ شد ترنم سرا + دیکر

شہر بقیہ صاحبقرانی و ننگ دریائے رستم ثانی کا کوئی سات برس کا تھا مگر مثل اپنے جد امجد ملک قاسم و حمزہ صاحبقران و ایرج نوجوان و علمشاہ عالی شان کے نہایت جرمی و بہادر تھا اپنا مثل نہ رکھتا تھا اسی سن میں اسنے دیو ہامان ایسے دبر دست کو قتل کیا تھا بعد فتح جنگ کے ایک جشن شادمانہ ترتیب کیا تھا جو کہ پندرہ روز تک برپا رہا اور تمام پردہ قاف کی پر بان اس جشن عالی میں بچپن جبکہ وہ جشن تمام ہوا تھا اور اس کو ہر شجاعت نے بستر راحت پر آرام فرمایا تھا اسی حالت خواب میں اپنے پر بزرگوار کو دیکھا تھا کہ انھوں نے اسی عالم خواب میں شکایت کی تھی کہ امی فرزند خون دنیا کا سفید ہو گیا ہے کوئی مقام شکایت نہیں ہو زندہ و سلامت و خوش رہو ہو کسی غرض ہے چاہے ہماری خبر نہ پاسے نہ ہو کہو تمھاری خوشنودی سے سرد کار ہو ہمیں جو گزرتی ہو وہ گزر جائیگی جو زندگی باقی ہو اسی قید طلسم میں بسر ہو جائیگی کیونکہ یہ بھی ہماری قسمت میں تھا کہ ہم تمھارے باغ جوانی کی سیر نہ کریں اور تڑپ تڑپ کر مرین امی فرزند کہو خیال تھا کہ تم ہماری فکر کر کے اور ہماری خبر لو گے ہو اور اپنے عم بزرگوار کو جو کہ تمھارے استاد ہیں اس مصیبت و بلا سے نجات دو گے طلسم کو فتح کر کے ہو کر ہار کر دو گے مگر اب امید قطع ہو گئی تم عیش و عشرت میں مصروف ہو گئے ہو کہو دل سے فراموش کیا تم کیا کرو یہ ہمارے مقدر کی خوبی ہو اور اب رہائی اس طلسم سے ہماری ممکن نہیں ہو پس جو مشیت ایزدی ہو اس سے کیا چارہ ہو کوئی اس کے حکم میں اجارہ ہے تم وہاں عیش سے راتین بسر کرو اور اب سرد و نان گرم سے سیر و سیراب ہو ہم اور تمھارے عم بزرگوار یہاں تڑپ تڑپ کر راتین کا ٹین اور اب گرم و نان جو بن کھائیں جو کہ خلق سے نہ اتر سکے اور ان کے خالق و سلاسل کو ٹھائیں اور تکلیف قید کو گوارا کریں تم ہمراہ پرینا و ون کے سیر باغ کرو ہم یہاں زندان تاریک میں سر ٹکرائیں نہ کوئی ہمدم و مولیس کہ جس سے اپنا حال بیان کریں اور وہ سنے امی فرزند مقام تعجب ہو کہ جسکا باب و چپا اس بلا میں مبتلا ہو اور وہ انکی خبر نہ لے خود عیش کرے اب دنیا میں کوئی کسی کا نہیں ہو پس معلوم ہوا کہ دنیا ہیج ہو اور کار دنیا ہمہ ہیج جبکہ اپنے ہاتھ پاؤں اپنی خبر نہ لین تو اور ون سے کیا امید ہو کہ اب امید قطع ہو گئی غیر با با شاد ہو تمھاری صحت اور تندرستی سے غرض ہو بہن اپنی کوئی فکر نہیں ہو یہ جو کہا یہ سب بشریت کا تقاضا تھا بیکار ہو یہ کمر رستم ثانی غائب ہو گئے تھے ایسے کلمات حسرت و یاس کہ تھے کہ سہرا ب ثانی رونے لگے تھے اسی حالت میں اکٹھ کھل گئی تھی وہ وقت صبح تھا روشنی تھی ناد و غیرہ سے ذرا غمت کر کے مان کے پاس گئے تھے شب کے خواب کا حال بیان کیا تھا مان نے جواب دیا تھا کہ امی فرزند خواب و خیال پر عمل کرنا نہایت نادانی ہے تم فکر و تشویش نہ کرو راحت سے بسر کرو کوئی مقام کشمکش نہیں ہو یہ شکے سہرا ب ثانی خاموش ہو رہے اور مان کے پاس سے اٹھ کر بابا کے دربار میں آئے تھے جیتک دربار آراستہ ہوا اپنے و نکل پر بیٹھے رہے بعد پر خاشاکی دربار اپنے مصاحبون اور مہنون پر بزا و ون کے ہمراہ صید و شکار میں مصروف ہوئے وہ دن لموعب میں بسر کیا تھا جو کہ کم سخن تھے کچھ خواب کا خیال بھی نہ رہا تھا دوسرے مان نے سمجھا دیا تھا کہ خواب و خیال پر عمل کرنا عقلمندوں کی رائے کے خلاف ہو انھوں نے بھی خیال کیا کہ والدہ ماجدہ ہیج فرماتی ہیں یہ خیال کر کے مصروف صید و شکار ہوئے تھے چنانچہ دن بھر تو مصروف رہے وقت شب خاصہ تناول کر کے بستر آرام پر راحت پذیر ہوئے سوئے گئے کہ پھر رستم ثانی نے خواب میں آکر کہا کہ امی فرزند میں نے

تم کو کل بھی نصیحت کی اور اپنے حال زار سے اور تمھارے عم بزرگوار کے حال سے آگاہ کیا تم کو
 اسپر بھی نہ خیال ہوا تھے مان کے کہنے سے ہماری طرف سے دل کو بالکل پھیر لیا اور کوئی فکر ہماری
 رہائی کی نہ کی مان کیونکہ جو کہ تمھارے بزرگ ہیں انکی تھے خبر لی دیوہا مان کو جو کہ تمھارے ناتا
 پر لشکر کشی کر کے آیا تھا کس بہادری سے قتل کیا انکو تعصبت سے بچا یا ہم تمھارے کون ہیں جو تم خبر لو
 اسو درد تمھارے دادا ایرج نوجوان بھی اس طلسم میں قید ہیں آخر کبھی بہت سختی جو تم ہم لوگوں کی
 کیونکہ خبر لینے لگے یہ کمکر وہی کلمہ حسرت دیاس کے تھے جو کہ شب گذشتہ کے تھے بس اسکا سہرا ب
 ثانی پر ہوا تھا کہ روئے لگے تھے اور اسی حالت خواب میں یہ کمکر طرف رستم ثانی کے چلے تھے
 کہ میں آپ کا خانہ زاد ہوں ضرور آپکی رہائی کی فکر کرونگا آپ ناراض نہ ہوں بس اسی حالت خواب
 میں تھوکر کھائی تھی کہ اس کے سبب سے آنکھ کھل گئی تھی اب جو آنکھ کھلی تھی تو اپنے کو بستر خواب پر پایا تھا
 آنکھوں سے آنسو روان تھے رستم ثانی نظروں سے نہان تھے بس تصور باپ کا بندھ گیا تھا اور ان
 کلمات حسرت دیاس نے اسقدر دلپراثر کیا کہ بیقرار ہو گئے تھے اٹھ بیٹھے تھے مسہری پر پانوں لٹکا کر
 بیٹھے تھے دیکھا تھا کہ سب اہل محل بیخبر سو رہے ہیں کوئی ایسا نہیں ہو کہ جو خواب میں مبتلا ہو جو کہ
 پردہ جو کی اور جی پر لوگ تھے سب بیخبر تھے عالم ہو کا اور سنسانی کا تھا اہل شہر کے دوسلے کی بھی
 صدا نہ تھی یہ جو عالم دیکھا خیال کیا تھا کہ اس سہرا ب ثانی کل بھی خواب میں والد بزرگوار نے آکر
 اپنے حال سے آگاہ کیا تھا تو نے والدہ سے بیان کیا آنکھوں نے یہ کمکر ٹال دیا کہ خواب و خیال ہو
 آج پھر تشریف لائے اور اپنے حال سے آگاہ دیا یا تو کیسا درد مند ہو کہ باپ و چچا و دادا تو مصیبت
 میں مبتلا ہوں اور تو راحت و آرام سے بسر کرے اور انکی خبر نہ لے اور نہ انکی رہائی کی فکر کرے بس تجکو لازم
 ہو کہ اپنے اوپر خواب و خور حرام کر اور انکی خبر لے وہ جو کچھ فرما گئے ہیں سب سچ اور بچا ہو میں نے
 بہت نادانی کی کہ آج تک بیہوش رہا کل جو مان نے کہا اسپر عمل کیا تو کیسا اچھا فرزند ہو کہ باپ تو
 اس بلا میں جھلا ہو اور بیٹا عیش کرتا ہو خبر نہیں لیتا ہو سچ ہو کہ کیا دنیا کا لوسفید ہو گیا ہو اولاد ہوتی
 اسلئے ہو کہ باپ مان کی وقت مشکل میں لکک کرے نہ یہ کہ انکی خبر نہ لے بس اب انکی رہائی کی
 فکر کر خدا مالک ہو اگر تیرے مقدر میں ہو تو ضرور طلسم کو فتح کر کے انکو رہا کر گیا اور اگر نہیں ہو تو انکو
 یہ تو معلوم ہو جائیگا کہ ہمارا فرزند ہماری رہائی کی فکر میں آیا تھا اور وہ مبتلا سے بلا ہوا بس صبر ہو گا یہ
 خیال اپنے دل میں کر کے فکر کرنے لگے تھے کہ کیا تدبیر کروں اگر مان و ناتا سے کمکر جاتا ہوں تو
 کوئی بسبب محبت اور الفت کے گوارا نہ کریگا کہ میں جاؤں انکو مفارقت ناگوار مہرگی اور ایسے
 مقام پر جاؤں کہ جہاں امید و بیم ہو اگر شکار کے بہانے سے جاتا ہوں تو بھی خرابی ہوگی اول تو
 ہم سن ساتھ نہ چھوڑینگے اگر کسی سبب سے ساتھ نہ چھوٹ بھی گیا اور جب وہ واپس آئے اور میں نہ کیا
 آنکھوں نے ناتا سے آکر بیان کیا تو انپر عتاب ہو گا وہ مورد بلا ہونگے میرے سبب سے کیا کیا جا
 فکر کرنے کرتے یہ تدبیر خیال میں آئی تھی کہ یہ وقت شب ہو اور تاریکی ہو اور کوئی نصفت شب کا زمانہ
 ہو اور سب سو بھی رہے ہیں حتی کہ اہل شہر بھی بس اسوقت سے بہتر کوئی وقت نہ ملے گا نکل چلنا چاہیے
 اطلاع مان و ناتا کے جب صبح کو معلوم ہو گا تو پھر دیکھا جائیگا رنج و غم کر لین گے دیو و پریزاد ہر اس
 تلاش روانہ کریں گے بس اگر خدا کو منظور ہو گا تو ہم ان سے آمین گے ورنہ جو مرضی خدا ہے تو والد
 بزرگوار کے کلمات حسرت جو کہ وہ خواب میں آکر فرماتے ہیں نہیں سننے جاتے ہیں انکی فکر لازم

ہے یہ لوگ کوئی بلا میں نہیں مبتلا ہیں جو میں نہ جاؤں صرف مفارقت کا صدمہ ہوگا دوا ایک دن
میں صبر آجائیگا یہ خیال کر کے ہنگ پر سے اٹھتے تھے میز پر ہتھار رکھے ہوئے تھے پہلے پوٹیاک
پہنی پھر ہتھیار لگائے دیکھا کہ سب بیخیر سو رہے ہیں کمنڈ ہیٹنگ کر بالائے قعر سے پشت قعر پر اترے
تھے کیونکہ زمانہ گرما کا تھا بالائے قعر سوئے تھے جب پشت قعر پر آئے تھے تو دیکھا کہ ایک دیو
مرکب جو کی کا لیے ہوئے بیٹھا ہو مگر ادھر رہا ہو انھوں نے بڑھکرا سکو قتل کیا اور اس مرکب پر سوار
ہو کر اسی تاریکی شب میں چلے سب شہر کے گلی کو بچے مل کر کے تلے کے چور دروازے پر آئے تھے
یہاں جو دیو پہرے پر بیٹھا ہوا تھا وہ بھی سو رہا تھا سبب یہ تھا کہ سب اہل شہر و اہل محل و اہل قلعہ چدرہ
رو دے جا کے ہوئے تھے بسبب جشن کے سو رہے تھے انھوں نے اس دیو کو بھی قتل کیا تھا اور در
قلعہ کھول کر بیرون قلعہ ہوتے ہوئے صبح اکا راستہ لیا تھا اس مقام پر یہ داستان جلد اول میں چھٹی
تھی کہ یہ شب کو قتل کر برائے رہائی رستم ثانی جاتے ہیں بس میں نے برائے یاد دہی ناظرین کل
حال بیان کیا اور داستان کا پتہ دیا کہ یہاں پر ترک ہوئی تھی کیونکہ جلد اول میں وہیں تک بیان ہوئی تھی حال
کہ شاید وہیں سے ناظرین کے احوال گئی ہو بس اب میں اصل داستان کو آغاز کرتا ہوں اور پہلے حال
اخضر پریزاد و مضراب پری و اہل محل و شہر کا تحریر ہوگا اسکے بعد حال سہراب ثانی تحریر کیا جائیگا
مگر دو امر خدمت ناظرین میں لائق گزارش ہیں وہ یہ ہیں کہ یہ جو راوی نے بیان کیا کہ رستم ثانی
نے سہراب ثانی سے غراب میں کہا کہ تمہارے دادا یعنی ایرج نوجوان بھی اس ظلم میں قید
ہیں گوانکا حال میں نے نہ جلد اول میں تحریر کیا اور نہ جلد ثانی میں کہ وہ کیونکر قید ہوئے بس اب
میں یہ عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنے قید ہونے کی کیفیت خود اپنی زبان سے جبکہ وہ رہا ہو گئے اور
سہراب ثانی ظلم نفع کرینگے بیان کرینگے اسوقت ناظرین کو انکے قید ہونے کی حالت بخوبی ظاہر
ہوگی و دوسرا امر یہ ہو کہ سہراب ثانی نے جو دیو قتل کیے ایک وہ جو کہ مرکب لیے بیٹھا تھا دوسرا
وہ جو کہ پہرے پر تھا بس انکو بیگناہ قتل کیا اسکا سبب یہ ہو کہ یہ خیال کیا کہ اگر میں اسکے ہاتھ سے
باگ لیتا ہوں تو ہوشیار ہو جائیگا نکل مچائیگا سب خبردار ہو جائیں گے میرا راز افشا ہوگا میرے
قصد میں خلل آئیگا بس قتل کیا اور پہرہ واسے کو جو قتل کیا اس خیال سے کہ شاید یہ صدامے سم
مرکب سے ہوشیار ہو جائے اور خل و شور کرے اس حالت میں بھی میرے قصد میں خلل ہوگا بس
اسکو بھی قتل کیا تیسرے یہ کہ ایسا اپنے باپ و چچا و دادا کے خیم میں بیٹھا تھا کہ کچھ دکھائی نہ دیتا تھا دنیا
اور صبر تھی ذرا سی تاخیر ناگوار تھی کچھ خیال نہ تھا کہ یہ بیگناہ ہیں یا پرگناہ قتل کیا بس یہ قتل کر کے مرکب
داسے ہوئے چلے جاتے ہیں صحرا و دروہن اسقدر مرکب کو تیز لیے جاتے ہیں کہ احاطہ تحریر سے باہر
ہو بس انکو تو اسی حال میں روانہ رکھا جاتا رہا اور پہلے حال ان غزوہ و ناکا تحریر ہوتا ہے جو کہ
سہراب کے جانے کی خبر ملنے کے بعد رنج و غم ہوئے ہیں

اب شمعہ حال قلعہ یا قوت نگار و اخضر پریزاد و مضراب پری کا سماعت
فرمایا کہ انھوں نے مفارقت سہراب ثانی میں کیا اپنا مال کیا

راوی نے بیان کیا کہ جب وہ نصف شب جو کہ باقی تھی گزری اور سحر غم نے اپنا پہرہ دکھایا
ہوا سے سر و چلی اور ان پریزاد و دروہن کے گلی جو کہ پہرہ اور چپی پر مقرر تھے انکو کھل گئی

گھبرا گھبرا کر اٹھ بیٹھیں آنکھیں مل کر جو دیکھا تو زور سحری کو آسمان پر جلوہ گر پایا آفتاب تابان کو طلوع
دیکھا ایک مرتبہ پریشان ہو کر اور یہ خیال کر کے کہ دن بہت آگیا اور ہم ایسے سوئے کہ جیسے شاہزادے
کو برائے نماز بھی بیدار نہ کیا آج ضرور عتاب نازل ہوگا اب جو مسہری پر نگاہ پڑی تو اسکو خالی پایا اس
آفتاب حسن کو نہ پایا ایک نے دوسری کی طرف پریشان ہو کر دیکھا اور کہا کہ بڑا غضب ہوا کہ شاہزادہ
پلنگ پر نہیں ہو کہ صر تشریف لیکر آیا کیونکہ جب تک ہم نہیں بیدار کرتے تھے اسوقت تک وہ نہیں بیدار
ہوتے تھے نماز کا وقت گزر جاتا تھا اسی سبب سے ہکو حکم تھا کہ بیدار کر دیا کر دیا آج کیا سبب ہو کہ خود
بیدار ہوئے اور کہاں تشریف لیکے تاکہ اگر معلوم ہوگا کہ شاہزادہ خود بیدار ہوا نماز کا وقت گزر گیا
تھا اور یہ سب سوچا کہین تو ہم آفت آئیگی دوسری نے کہا کہ کوئی مقام فکر و تشویش نہیں ہو ہم جو سو گئے
معلوم ہوتا ہو کہ شاہزادے کی آنکھ کھل گئی نماز کا وقت قریب ہوگا یہ خیال کر کے ہکو انخون نے نہ جگایا
کہ صبح کا وقت ہے یہ لوگ کئی روز کے جاگے ہوئے ہیں سوئے دو خود زیر قصر تشریف لیکے ہیں اور
میں مصروف ہوئے چلو چلکر عذر و معذرت کر لین بس یہ صلاح کر کے سب کی سب زیر قصر آئیں
جہاں شاہزادہ نماز پڑھتا تھا اور وظیفہ اس مقام پر یہ بھی خیال نہ کیا کہ لباس واسلحہ کیا ہوئے کیونکہ
طریقہ یہ تھا کہ انخون نے شاہزادے کو بیدار کیا وہ اٹھ کر زیر قصر تشریف لایا یہاں جو لوگ برائے خدمت
مقرر ہیں وہ مصروف ہوئے بس یہ لوگ لباس واسلحہ لیکر زیر قصر آئے اور کشتی میں لگا کر عبادت خانہ
میں لے کر حاضر ہوئے شاہزادے نے وظیفہ وغیرہ سے فراغت کر کے پوشاک پہن لی بس ایسے
یہ سب پریشان ہوئے کہ لباس وغیرہ کا بھی خیال نہ آیا اسی حالت میں زیر قصر آئے یہاں جو اگر پہنچے
تو دیکھا کہ سب سو رہے ہیں اور حیران ہوئے کہ یہ آج سب کیا ہو کہ ابھی تک سب سو رہے ہیں یہ لوگ بھی
بیدار ہوئے جو کہ برائے وضو یا نہ دیتے تھے کیا سبب ہو شاہزادے نے انکو بھی نہ بیدار کیا یہ
خیال کر کے ان سب کو جگایا اور کہا کہ کیا سو رہے ہو فوراً اٹھو تو آج ہم سب پر ملکہ کا عتاب ہوگا
ہم بھی سو گئے اور تم بھی نہ ہکو خبر ہوئی کہ کب شاہزادہ بیدار ہو کر زیر قصر آیا نہ ہکو خبر ہوئی کہ شاہزادہ
یہاں آیا اور کہاں تشریف فرما ہو یہ جو انخون نے کہا وہ بھی پریشان ہوئیں اور ایک مرتبہ سب کے
سب طرف عبادت خانہ کے چلین یہاں آکر عبادت خانہ کو اسی طور سے بند پایا کہ جس طور سے بند کیا تھا
اب اور حیرت ہوئی اور ناہم کہا کہ یہ کیا سبب ہو کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہو کہ آج کیا واقعہ گذرا ایک نے انہیں
کہا کہ کوئی پریشان ہونے کی بات نہیں ہو معلوم ہوتا ہو کہ وہ بیدار ہو کر زیر قصر تشریف لائے یہاں
ان سب کو بھی سوتا ہوا دیکھا چونکہ ابھی بچہ ہیں اور رحم دل ہیں خیال کیا کہ یہ لوگ ہمارے ملازم ہیں
تھکے ہوئے ہیں اگر ہم زبردیا وہ شدت کریں گے تو یہ عذر تو نہ کریں گے مگر ایسا نہ ہو کہ بیمار ہو جائیں تو ہم کو
مکلف ہوگی بس نہ جگاؤ اپنے ہاتھ سے سب کام کر لو تو کیا نقصان ہو بس سب کام کر لیا ہوگا چلو دیکھ آئیں اور مذکر کہیں
ملکہ کی خدمت میں ہونگے اُنکے سلام کو گئے ہونگے کہ ایک پری بول اٹھی تو سب کی سب بدحواس ہو یہ تو چلکر قصر پر
دیکھ تو لو کہ پوشاک وغیرہ بھی ہو یا خود ہیں فی یہ لہکر وہ بچپٹ کر بالائے قصر گئی دیکھا کہ پوشاک وغیرہ
بھی نہیں ہوا اب تو سب کو یقین ہوا کہ ضرور سلام کو مان و ناتا کے گئے ہونگے بس وہاں سے یہ سب ملکہ
پریشان اور بدحواس ملکہ کے خوف سے کانپتی ہوئیں اور یہ کہتی ہوئیں کہ چلکر ملکہ سے عذر کر لین
قد مون پر گرین اور عرض کریں کہ مجھے خطا ہوئی اب ایسی خطا نہ ہوگی صبح کی ٹھنڈی ٹھنڈی صبح ہو جاو
گئی تو آنکھ لگ گئی مجھے یہ خطا ضرور ہوئی ہم خطا دار ہیں چاہے سزا دیجیے چاہے بخش دیجیے یہ باہم

صلاح کرتی ہوئیں ملکہ کی خواہنگاہ میں آئیں دیکھا کہ ملکہ کے ملازمین اپنے اپنے کام میں مصروف ہیں
 انھوں نے جو انگو بدحواس دیکھا تو دریافت کیا کہ خبر تو یہی تم پریشان کیوں ہو نصیب و ثمنان شانہزادے
 کا تو مزاج اچھا ہو متور سوقت ایسی بدحواس ہو کہ تمکو دیکھ کر ہمارے حواس جاتے رہے چہرہ پر
 ہوا بیان اُڑ رہی ہیں انھوں نے جو یہ سنا کہ یہ کہتی ہیں کہ شانہزادے کا مزاج تو اچھا ہو یہ کیوں انھوں نے
 دریافت کیا شانہزادہ تو خود یہاں تشریف لایا ہو پس اور زیادہ بدحواس ہو گئیں مگر اُسے کہا کہ یہ
 تھے کیا دریافت کیا کہ شانہزادے کا مزاج اچھا ہو وہ تو ہمیں تشریف لائے ہیں ملکہ کی خدمت میں
 برائے تسلیم ہم خود ملکہ کے پاس عذر کرتے آئے ہیں کیا کہیں کہ سو گئے تھے انھوں نے جواب دیا
 کہ معلوم ہوتا ہے کہ تم سب کے سب ابھی سوئی سوئی اٹھی ہو حواس درست نہیں ہیں کیسے شانہزادے
 اور کیا تشریف لانا ہوتا یہاں بہت سویرے سے ہیں کوئی بھی نہیں آیا اب تو اور یہ سب کچھ سب بدحواس
 ہو گئیں اور کہا کہ ملکہ عالم کیا کرتی ہیں انھوں نے کہا کہ عبادت خدا سے فراغت پائی ہو اب اپنے
 والد بزرگوار کے تسلیم کو جانے والی ہیں یہ سنتے ہی سب کی سب ایوان میں آئیں جہاں ملکہ تھیں دیکھا
 کہ ملکہ کرسی پر بیٹھی ہوئیں آئیں گردائیں و مصاحبین میں آئینہ سامنے لگا ہوا ہو بلکہ شکار کر رہی ہیں
 کہ یہ جا کر پہنچیں اور دوڑ کر ملکہ کے قدموں پر گر پڑیں اور رونے لگیں اور کہنے لگیں کہ اے ملکہ عالم
 سے آج بہت بڑا قصور ہوا معاف فرمائیے اب کبھی ایسی غلطانہو گی ملکہ نے جہاں ہو کر انکی طرف
 دیکھا اور کہا کہ بیان کرو کہ کیا خطا ہوئی کیوں اس قدر بیقرار ہو ملکہ نے پہلے ہی پہچان لیا تھا کہ یہ سب کی
 سب شانہزادے کی ملازمہ ہیں ملکہ نے خود پریشان ہو کر دریافت کیا اور فرمایا کہ کیا کوئی تھے ایسی
 خطا شانہزادے کی کی ہو کہ مجھ سے معافی کی خواستگار ہو بیان کرو جب وہ میرے سلام کو آئے گا
 میں اُس سے معاف کر دوں گی میں نے تو سہی کیوں اس قدر بے قرار ہوتی ہو اپنے حواس درست کرو
 گریہ کو ضبط کر دو ملکہ نے جو یہ کہا انھوں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اے ملکہ عالم صبح کا وقت تھا ہوا
 ٹھنڈی ٹھنڈی جھلی آٹھ لگ گئی وقت نماز کا گزر گیا سہر روزہم شانہزادے کو خواب سے بیدار کرتے
 تھے آج بسبب سو جانے کے نہ بیدار کر سکے اب جو آئے تو شانہزادے کو پلنگ پر نہ پایا خیال کیا کہ
 زیرِ قصر تشریف لیکے ہوئے حواس جاتے رہے کہ آج عتاب حضور میں مبتلا ہوئے میرے قصرائے
 یہاں بھی ان سب کو سوتا ہوا پایا عبادت خانہ میں شانہزادے کو دیکھا نہ پایا خیال ہوا کہ معلوم ہوتا
 ہو کہ کبھی تسلیم کو گئے ہیں اور یہ بھی خیال ہوا کہ جو ملکہ شانہزادہ رحم دل بہت ہو انھوں نے ہمیں اس خیال
 سے رحم فرمایا کہ یہ سب بھی کئی شہون کی جانی ہوئیں ہیں سوئے اور نہ جگا د اپنے دست مبارک سے
 سب کام کیا ہو گا یہاں جو آئے تو آپ کے ملازمین سے معلوم ہوا کہ شانہزادہ یہاں بھی نہیں
 تشریف لایا اب ہم بہت پریشان ہیں اور خطا ہوئی ہو ملکہ نے جو یہ سنا قلب پر ایک گھونسا سا لگا
 دل بیقرار ہو گیا مگر ضبط کیا وہ اُسے کہا کہ پریشان نہ ہو خیر اگر آج ایسا ہوا تو کیا نقصان ہو اب ایسی خطا
 نہ کرنا اور کوئی مقام تشویش نہیں ہو انکا طریقہ یہ تھا کہ جب وہ پوشاک پہن کر اپنے مقام سے چلتے ہیں
 تو پہلے اپنے نانا کی تسلیم کو جاتے ہیں وہاں سے میرے پاس آتے ہیں بعد اسکے نانا کے ہمراہ تہہ دربار
 میں جاتے ہیں نانا کے پاس ہونگے جہاں بادشاہ کے سامنے اسکا ذکر کر کے اُسے تمھاری خطا
 معاف کرادوں یہ کہا تو مگر دل کا مالک خدا ہی ہزاروں طرح کے خیال دل میں آ رہے ہیں مگر انکو
 ٹالتی تھی اور یہ دل سے کہتی ہو کہ یہ کیا و اہیات خیال ہیں وہ اپنے نانا کے پاس ہو گا اُسے باتیں

کر رہا ہوگا اس سبب سے عرصہ ہو گیا جو میرے سلام کو نہیں آیا مگر دل کو لاکھ سمجھاتی ہو وہ نہیں جانتا
 ہر آخر کو تاب نہ رہی کسی پر سے اٹھی اُن سب کو ہمراہ لیکر اپنے قصر سے طرف قصر بادشاہی کے
 چلی یہاں انحضرت پر زاد لباس شاہی پہن چکا ہوتا ج شاہی سر پر رکھ چکا ہو پر یان تختا لیے ہوئے
 موجود ہیں دربار جانے کا قصد ہو کیونکہ وقت آگیا ہو مگر اس خیال سے تھا ہوا ہو کہ سہرا اب آئے
 تو اسکو ہمراہ لے کر جاؤں خیال کر رہا ہو کہ کیا سبب ہو جو اب تک نہیں آیا ہر روز تو سویرے آجاتا تھا
 کہ میں ناد چڑھتا ہوتا تھا پھر اپنے دل سے کہتا ہو کہ بچہ تو ہو سو گیا ہو گا آتا ہو گا بادشاہ تو یہ خیال دل میں
 کر رہا ہو کہ سامنے سے مضراب پری نظر آئی بادشاہ نے دیکھا کہ میری دختر نیک اختر ہمراہ پر یون کے
 میری طرف آتی ہو مگر کچھ پریشان ہو پاؤں کہیں ڈالتی ہو پڑتا کہیں ہو اور جو خواصین وغیرہ ہمراہ ہیں
 وہ بھی سب حیران و پریشان ہیں اُن سب میں سہرا اب ثانی کی بھی خواصین وغیرہ ہمراہ ہیں وہ بھی
 نہایت پریشان و حیران ہیں اب یہ حال جو انحضرت نے دیکھا اور ملک کو پریشان پایا خیال کیا
 دل میں کہ یہ آج کیا سبب ہو جو مضراب اس حال پریشان سے آتی ہو خدا خیر کرے کوئی نہ کوئی نئی
 بات ہو سہرا اب ثانی کی خیر ہو یہ بادشاہ خیال کر رہا تھا مگر مضراب پری اپنی دختر کی پریشانی دیکھ کر
 خود بھی پریشان ہو گیا تھا کہ ادھر مضراب نے جو طرف ایوان کے دیکھا دیکھا نظر آیا کہ بادشاہ تاج
 شاہی سر پر رکھے ہوئے دربار میں تشریف لیجائے کے قصد سے بیٹھے ہیں تخت حاضر ہو سہرا اب
 ثانی کا پتہ یہاں بھی نہیں ہوا بتو دل کو قرار نہوا چھٹ کر ایوان میں آئی ادھر ادھر گھبرا کر دیکھا
 مگر اپنے آرام جان کو کسی طرف نہ پایا کہ اتنے میں بادشاہ نے فرمایا کہ ادھر مضراب خیر تو ہو تو اسوقت
 اسقدر پریشان کیوں ہو اور یہ وقت کیوں آئی ہو مضراب اسقدر پریشان تھی کہ تسلیم کرنا بھی بادشاہ کو
 بھول گئی تھی جب بادشاہ نے پوچھا پہلے اسے تسلیم کی اور کہا کہ کیا عرض کروں بابا جان میں لٹ گئی
 اپنی راحت جان و آرام قلب سے چھوٹ گئی اب مجھ کو کچھ نہیں دکھائی دیتا ہو یہ دہرایا ہے کہ سہرا اب کہاں
 ہو ایک خدمت میں برائے تسلیم آج حاضر ہوا تھا یا نہیں یہ جو بادشاہ نے سنا دل پر ایک چوٹ
 لگی گھبرا کر کہا کہ کیسا سہرا اب کچھ صاف طور سے بیان کر وہ تو ابھی تک میرے پاس نہیں آیا بلکہ
 میں اسکا خود انتظار کر رہا ہوں یہ خیال کیا تھا کہ ابھی بچہ ہو سو گیا ہوگا اس سبب سے عرصہ ہوا تھے
 تو وہ واقعہ بیان کیا کہ میرے حواس جاتے رہے کچھ بیان تو کرو کہ میں بھی سنوں تب ملکہ آہ کر کے
 رو رہو بادشاہ کے بیٹھ گئی اور جو خواصان سہرا اب سے سنا تھا سب حال بیان کیا اور عرض کیا
 کہ میں نے خیال کیا تھا کہ وہ آپ کی خدمت میں ہو گا یہاں آکر بھی نہیں پایا اب میں کیا کروں سہرا اب
 مجھ کو غادے گئے نہ معلوم کدھر چلے گئے یہ کہہ چھین مار کر روئے لگی اُتوا انحضرت پر زاد لباس
 ہوا دربار کا جانا بھول گیا ملکہ سے کہا کہ ذرا صبر کرو میں خواصون سے دریافت تو کروں کہ کیا واقعہ
 گذرا اور تم سے کبھی اُسے کسی امر کو کہیں جانے آئے کو تو نہیں کہا تھا ملکہ نے جواب دیا کہ جی ہاں کل
 مجھ سے اسقدر کہا تھا کہ میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا ہو وہ یہ فرماتے ہیں یہ لکھ ملکہ نے
 خواب کا حال بیان کیا اور کہا کہ اُسکا قصد تھا کہ میں جا کر ظلم کو فتح کروں اور اُگور ہا کروں میں نے
 یہ کہہ کر والد یا تھا کہ خواب و خیال پر عمل کرنا کام عقلمندوں کا نہیں ہو وہ نکلے خاموش ہو رہا نہ معلوم اب
 اسپر کیا گذری جو دن اطلاع وہ چلا گیا بادشاہ نے جواب دیا کہ معلوم ہو گیا کہ یہ اولاد صاحب قرآن
 ہیں بس جو امر کہ اُنکے ذہن میں آتا ہو اُسکو یہ لوگ ضرور کرنے میں چاہے جہاں جائے چاہے رہے

بس صبر کر وہ چلے گئے تھے جسے بھی اس حال کو نہ کیا اور نہ انکا قصد ظاہر کیا ورنہ میں کوئی تدبیر کرتا لیکن
ہمراہ جاتا یہ تمھاری غفلت نے کیا تم یہ سمجھیں کہ یہ بچہ ہی سمجھا دیا مان گیا وہ ان وہ وقت کا منتظر تھا
موقع ملا جلا گیا ضرور وہ شب کو کسی طرف نکل گیا افسوس اب میں کیا کروں یہ کہہ کر اخضر پر نرا
بھی رونے لگا محل میں کرام مچ گیا ایک ظالم برپا ہو گیا اخضر نے خواصان سہرا اب کو رو بہ خطاب
کر کے سب حال دریافت کیا انھوں نے کل حال بیان کیا جو کہ ملکہ سے کہا تھا اور بالاند کو رہ چکا ہے
جب اخضر سن چکا اسوقت اخضر نے اُسے پوچھا کہ تھے انکی اسلحہ و پوشاک بھی دیکھی کہ ہو یا کہ وہ
بھی نہیں ہو انھوں نے عرض کیا کہ ہم پہلے ہی دیکھ چکے نہیں ہو اخضر نے کہا کہ ضرور کسی طرف چلے
گئے اب خدا لایگا تو ملاقات ہوگی افسوس اب میں کیا کروں ابھی اسکا سن کیا ہو دوسرے وہ
اکام سفر سے واقع نہیں ہو کبھی گھر سے تنہا نہیں نکلا کیا جائے میں تو ضعیفی میں تباہ ہو گیا اور
وہ یوں ضائع ہوا کہ جسکے ملنے کی امید نہیں ہو سہرا اب کا بھر دسہ تھا وہ یوں تنہا چھوڑ کر چلے گئے
اخضر پر نرا وہ کہتا ہو اور روتا ہو مضر اب کا تو یہ حال ہو کہ دین پر پڑی ٹپ رہی ہو اور
سہرا اب کہہ کر بکارتی ہو اور کہتی ہو کہ اسو فرزند اگر اپنی والی کو صورت دکھا جاؤ میں رو کو لگی صورت
دکھا کر چلے جانا بیٹا ہو معلوم تو ہو گا کہ تم فلاں مقام پر گئے ہو خبر خیریت تو معلوم ہوتی رہی یہ تو اسید
ہو گی کہ پھر اگر ملو گے اسو فرزند میں مر جاؤ گی اگر تمکو نہ دیکھو گی یہ کہتے ہی اور خاک پر بچھاڑ میں لکھاتی ہے
اور کہتی ہو کہ میں اپنے مادہ تان بان و مرد و رخشان کو کہاں تلاش کروں اور اپنے باب کی طرف خطاب
کر کے کہتی ہو کہ میں اپنے بچے کو آپ سے لو لگی میرا کلیجہ منہ کو آتا ہو میں نے صبح سے اسکو نہیں دیکھا ہو اسوالد
میں کہ صر تلاش کرنے جاؤں وہ تو راہ سے بھی نہیں واقف ہو نہ معلوم کہ صر شب تاریک میں نکل گیا
ہو گا کہاں شب بسر ہوئی ہو گی اسکو تو بدون میرے قرار نہ آتا تھا یہ کیسا دل پر صبر اور چہر کیا یہ نہ خیال
کیا کہ مان تڑپتے تڑپتے مر جاؤ گی اسے وہ چاند سی صورت میری آنھوں سے پوشیدہ ہو گئی ملکہ کی
ان باتوں پر سنے کلیجہ منہ کو آتا تھا سب رورہے تھے بادشاہ کا یہ حال تھا کہ رومال پر رومال تر
ہو رہا ہو خاموش بیٹھا ہو اور رہا ہو قلب پر بڑا صدمہ ہو دل سے کہتا ہو کہ کیا کہہ مضر اب کو سمجھاؤں
جو اپنا حال ذکرے بجا ہو کیونکہ اسکا فرزند تھا فرزند بھی وہ فرزند جو کہ تمام گھر بھر کا اجالا تھا لیتق و سعادت مند
یوں نکا یک جسکا ایسا فرزند بدون کے تھے غائب ہو جائے جو اسکا حال ہو وہ بجا ہو یہ شور و غل جو
برپا ہوا ملکہ سحاب پر ہی مادر مضر اب پر ہی اپنے قصر میں بیٹھی ہوئی اپنے مصاحبوں کے باتیں
کر رہی تھی کہ اسکے کان میں جو رونے کی صدا گئی گھر اگر خواصوں سے کہنے لگی کہ یہ رونے کی صدا
کہاں سے آتی ہو ذرا سنا تو انھوں نے جو کان لگا کر متاع عرض کیا کہ قصر شاہی سے آئے ہی یہ گھر
کراخی اس قصر میں آئی کہ جہاں بادشاہ تشریف فرما تھے دیکھا کہ بادشاہ بھی رورہے ہیں اور
مضر اب زمین پر پڑی ہوئی لوٹ رہی ہو اور رورہی ہو اور صہقر پر بان و بان ہیں وہ سب
رورہی ہیں یہ حال دیکھ کر اور گھر اگر ایوان میں آئی حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ سہرا اب ثانی
شب سے بدون اطلاع مان و نانا کے کسی طرف چلے گئے ہیں سب اسکے الم میں گر بان ہیں
یہ سننا تھا کہ ایک چوٹ قلب پر لگی یہ بھی بہت واسطہ سے الفت رکھتی تھی اسے سہرا اب کہہ کر
بیٹھ گئی اور رونے لگی اب تو تمام محل شاہی میں کرام مچ گیا اور سب رونے اور بیٹھنے لگے کوئی اپنے
منہ پر طباخے مارتی ہو کوئی بال نوچے ڈالتی ہو مضر اب نے تو گر بیان چاک کر ڈالا منہ پر

خاک ملی ہو اور کشتی ہو کہ میں جو گن بنکر اپنے یوسف گم گشتہ کی تلاش میں نکلونگی فقیر می اختیار کر دینی
خواصین وغیرہ سمجھاتی ہیں کہ کشتی میں کہ ملک اپنے حواس درست کر دے کوئی مسافر کے پیچھے اس طرح نہیں
روتا ہو خدا سے دعا کر دے وہ صحیح و سلامت آپ کے فرزند کو آپ سے ملائے اسکی ذات پر بھروسہ کر دے
وہ جامع المتفرقین آپ سے ملا دیگا وہ خدا نے جاپا تو ضرور طلسم کو فتح کر کے اور اپنے باب و چوچا کو
رہا کر کے اپنے ہمراہ لیکر آئیں گے اور آپ سے ملین گے یہ اولاد صاحبقران ہیں انہیں ایسے ایسے
واقعات بہت گزرتے ہیں اپنے شوہر کی زبانی انکے واقعات اور انکے والد کے واقعات و شانہ و
ملک قاسم کے واقعات جو کہ آپ کے فرزند کے جد امجد تھے کہ سات برس کے سن میں انھوں نے
طلسم افراسیابی کو فتح کیا اور اپنے والد علمشاہ کو رہا کیا اٹھارہ دن قناب کر کے بارگاہ کھجندی
میں ترگ تو سن یلطاقتی کو قتل کیا و حمزہ صاحبقرانی دیگر اولاد صاحبقران کے حالات سنے ہیں
کہ کیسے کیسے کام کیے اور کیسے کیسے الام میں مبتلا ہوئے مگر خدا نے انکی ہر مقام پر حفاظت کی اور
بچا یا اسی طور سے خدا نے کریم انکا بھی محافظ ہو اور بچائیکا آپ کے رونے اور بکھنے سے واپس نہ
آئیں گے انکو آپ کے حال کی خبر بھی نہوگی اس بقدراری اور آہ و زاری سے کیا فائدہ ہوگا بلکہ یہ
ہوگا کہ جو تداہیر کہ کرنا ہیں وہ بھی بھول جائیگا کیونکہ حواس تو درست نہو گے اور ملک اپنے حواس
درست فرمائیے آپ کے رونے سے بادشاہ بھی بد حواس ہوئے جاتے ہیں ظل اشد دربار میں
تشریف کیے جاتے ہیں وہ جا کر پر بڑا دون و دیو زادوں کو ہر اسے تلاش روانہ کرینگے وہ تلاش
کر کے آئیں گے ابھی کہیں دور نہ گئے ہونگے کہ یہ راہ سے واقع نہیں ہیں ضرور مل جائینگے
وہ آتے جاتے ہیں دوسرے جہان پناہ سرور جنی کو طلب فرما کر اُن سے فرمائیں گے کہ تم رمل
سے دریافت کرو کہ شاہزادہ کب تک آئیگا وہ بخم بے چل ہیں جو حکم لگاتے ہیں اُسین فرق
نہیں ہوتا ہو اکثر استخوان کر لیا گیا ہو اسقدر نہ میزار ہو جیسے اُنکے ملاقات کی تدبیر کرنے دیجیے
جب دیو و پریزادہ خبر لیکر آئیں گے کہ آپ بھی اُنکے پاس تشریف لیجائیگا جہان وہ ہونگے انکو سپرد
خدا فرمائیے دل پہ ذرا جبر فرمائیے صبر نیچے اپنے ہمراہ اور ان کے حواس نہ پر اگندہ فرمائے
یہ جو پریوں نے کہا ملک نے جواب دیا کہ سچ ہو جسکے دل پر جو گزرتی ہو اُسی کا دل جانتا ہو نکلونگیا
میرے دل کا حال معلوم کہ کیا گزرتی ہو میں تو لاکھ چاہتی ہوں کہ صبر کروں مگر کیا کروں کہ دل ہی
قالب میں نہیں ہو کیا میں کسی کو منع کرتی ہوں کہ کوئی تدبیر نہ کرے میرا کوئی اختیار نہیں ہو نہ میرے حواس
ہیں مجھ کو اپنی آنکھوں پر اختیار ہو میں رو رو کر اپنی زندگی بسر کرونگی لاکھ تدبیر کیجائیگی مگر اب وہ گورنا یا ب
و دستیاب ہر گاہ بھر اب کا ملنا دشوار ہو سب تدارک بیکار ہو جو کچھ کیا جائیگا میں تو سیدست و پا ہوں
یہ کہہ کر دستے لگی اور بادشاہ نے خیال کیا کہ تو بیٹھا ہوا کیا کر رہا ہو دربار میں چل دیو زادوں پر بڑا
بر اسے تلاشش روانہ کر سرور جنی کو طلب کر کے داچہ کراؤں یہ دل میں خیال کر کے اپنی زوجہ
سحاب پری سے فرمایا کہ تم مضراب کو سنبھالو سمجھاؤ میں دربار میں جاتا ہوں تاکہ کوئی تدبیر کروں
سحاب نے کہا کہ آپ تشریف لیجائیں جہان شک مکن ہوگا میں سمجھاؤنگی یہ سنے بادشاہ تخت پر سوار ہو کر
مگر پریشان دربار میں تشریف لائے یہاں سب حاضر دربار تھے چونکہ عرصہ ہو گیا تھا سب اہل دربار
پریشان تھے کہ کیا سبب ہو کہ بادشاہ ابھی تک نہیں تشریف لائے ہیں اور یہ کیسا آج محل میں شور و
غل ہو یہ لوگ پریشان بیٹھے ہوئے تھے کہ بادشاہ برآمد ہو سب برائے تعظیم اُٹھے مگر کیا بادشاہ

نے سب کا مجرا لیا مگر اب جو سب نے دیکھا تو بادشاہ کو پریشان پایا مگر رعب شہر سے کوئی دریافت نہ کر سکا بادشاہ نے تخت پر بیٹھ کر حکم دیا کہ پریزا داران تیز پر و دیو زادان جا بک دست حاضر ہوں یہ جو حکم دیا فوراً دیو اور پریزا دار حاضر ہوئے بادشاہ سے عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے اخضر پریزا دار نے اُن سے فرمایا کہ تم لوگ اسی وقت فوراً تمام پردہ قاف کے مکون اور صحران مین جا کر تلاش کرو شاہزادہ سہراب کو اور کچھ دیو اور پریزا دار تمام شہر مین تلاش کریں درجو دیو کہ طلسم چیل چراغ سلیمانی سے آگاہ ہوں وہ اس طرف کو جائیں اور تلاش کریں کیونکہ شاہزادہ شب سے بدون اطلاع کے غائب ہو گیا ہے یہ جو بادشاہ نے فرمایا سب اہل دربار کو سناٹا سا ہو گیا جو ملازم شاہزادہ کے تھے وہ گھبرا کر رونے لگے بادشاہ نے دیو اور پریزا دار کو یہ بھی حکم دیا کہ جب تک شاہزادہ نہ مل سہ اس وقت تک نہ آنا یہ حکم سنکے وہ پریزا دار و دیو زاد مگر کر کے روانہ ہوئے اور تمام پردہ قاف مین منتشر ہو گئے اور صحرائین اور بعض دیو طرف طلسم کے روانہ ہوئے کہ انکا حال آئندہ تحریر ہوگا یہاں جب وہ دیو روانہ ہو چکے جو افسران سپاہ زیادہ بادشاہ کے مقرب تھے انھوں نے عرض کیا کہ یہ کیا واقعہ درپیش ہوا ہم غلاموں کو آگاہ فرمائیے سنکے برا صدمہ ہوا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ کیا بیان کروں یہ لکھنا بادشاہ نے کل حال سب اہل دربار سے بیان کیا کہ یہ واقعہ گذرا کہ شاہزادہ شب کو کمین چلا گیا ہے خواصون نے جو بیان کیا تھا سب حال کہا اور کہا کہ کل اپنی والدہ سے ذکر کیا تھا کہ شاید کل انھوں نے اپنے والد کو خواب مین دیکھا تھا انھوں نے بہت شکایت کی تھی انھوں نے مان سے کہا تھا کہ ہم طلسم کو فتح کرنے جائیں گے مان نے سمجھا یا اس وقت تو وہ خاموش ہو رہے مگر شب کو بدون اطلاع چلے گئے مان نے ذاتی حالت تباہ کر رکھی ہے اُسکے رونے اور پٹنے سے سب کے آئے ہوئے حواس جا رہے ہیں اُسکا حال نہیں دیکھا جاتا ہے یہ سنکے اہل دربار نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا جو کچھ حال ہو وہ درست ہو مان کا کلیجہ ہر بادشاہ نے فرمایا کہ میرے بھی جو قلب کا حال ہو وہ بیان نہیں کر سکتا ہوں اگرچہ مین مرد ذات ہوں دل پر صبر کی سل رکھ لی ہے مگر سہراب کی تصویر سامنے پھر رہی ہے اہل دربار نے عرض کیا کہ بجا اور درست ارشاد ہوا ہم لوگوں کے جو قلب کا حال ہو وہ کیا عرض کریں بہت بفرار ہین میں جی چاہتا ہوں کہ بدو مین بادشاہ نے فرمایا کہ تم لوگ نکاح حلال ہو چارے غم سے تلو غم ہوتا ہے ہمارے خوشی سے تلو خوشی اتو ہمیر کوہ مصیبت اور آسمان بلا ٹوٹا ہے کہ اماند سے یون جدائی ہوئی کہ برسوں ہو گئے کہ صورت دیکھنا نہ نصیب ہوئی کہ دیکھیں بیٹی جو ان گھر مین بھیجی ہوئی ہے ایک نواسہ تھا وہ یون چھوٹ گیا ہوتا تباہ و برباد ہو گئے کیا چارہ ہو مصیبت خدا مین جو کا تب ازل نے خط پیشانی مین بروزالست تحریر کیا ہے وہ پیش آئیگا ہم اس پیرائہ سالی مین سب کے صدمہ اٹھانے کو رہ گئے ہین کیا تقدیر سے دور ہو جو ہمیر گزریگی برداشت کرینگے یہ لکھنا بادشاہ اُسو بھلائے سب اہل دربار رونے لگے اور یون بادشاہ کو سمجھانے لگے کہ آپ صبر فرمائیے یہ تو اولاد صا جبقران ہین انہر ایسے ایسے مصائب بہت گزرتے ہین رستم ثانی کو ملاحظہ فرمائیے کہ جب شکار پر گئے تھے اور غائب ہو گئے تھے بہت وزن تک نشان دلا پھر عین وقت پر کہو کہ تشریف لائے مع سپاہ و لشکر کے اسی طور سے یہ شاہزادہ بھی بامر ادنیٰ مع اپنے والد و عم کے باجاہ و چشم تشریف لائیگا اپنے نور جال سے آپ لوگوں کے چشمہا سے مبارک گو روشن کرے گا سپرد خدا فرمائیے دیو وغیرہ آپ نے برائے تلاش روانہ فرمائے ہین وہ ضرور خبر خوش لیکر

حاضر ہو گئے آپ یہ تدبیر فرما چکے ہیں ہم لوگ بھی کرشمہ کرینگے اب آپ ملکہ کی دجوائی فرمائیے
اور تسکین قلب بادشاہ نے فرمایا کہ سوائے اسکے اور کیا چارہ راہی نے بیان کیا ہو کہ آنحضرت
پر یزاد نے جو دیو و غیرہ روانہ فرمائے تھے انکو انعام کثیر کا امیدوار کیا تھا اُسے کہا تھا کہ تم شاہزادہ
کی خبر خیریت لاؤ گے تو تھاوا دامن جو اہر سے پھر دو گنا اگر شاہزادے کو تلاش کر کے اپنے
ہمسراہ لاؤ گے تو اسکے برابر زرد جو اہر تول دو گنا تم سب کو انعام کثیر سے مالا مال کر دو گنا
راہی لادک خیال عرض کرتا ہو کہ جب بادشاہ سے اہل دربار نے وہ تقریر مذکورہ کی اور بادشاہ
نے یہ جواب دیا کہ سوائے صبر کے کیا چارہ ہو اُسکے بعد یہ شعر پڑھا شعر مر اور ولایت اندر دل
اگر گویم زبان سوزد و گردم در کثرت رسم کہ مغز استخوان سوزد + یہ فرما کر فرمایا کہ مجھ کو مضرب کی جان
کا خوف ہو وہ اس الم ورنج میں ضرور اپنے کو ہلاک کرے گی خیر جو تقدیرات الہی یہ فرما کر سرور جہنمی
کی طرف رخ کیا اور کہا کہ اسے واقف رہو زاکلی دایر دانائے دہر آپ نے کچھ دریافت
کر کے نہ فرمایا کہ آیا شاہزادہ کس طرف کو گیا ہو آیا یہ فاتح ظلم ہو یا نہیں یا صرف اُسکی قسمت
میں سرگردانی اور ہم سب سے مفارقت مقدر میں ہو اور ہم سب کو اُسکی جدائی کا صدمہ اٹھانا ہو
آیا ہم سب اُس سے ملین گے اور ہمارے مقدر میں اُسکی ملاقات ہوتی ہو یا نہیں ہم اسی طور سے
توبہ توبہ کر رہے ہیں گے اُسکے دیدار سے محروم رہیں گے مجھ کو آگے قول کا بہت اعتبار ہو
جو حکم آپ نے لگائے وہ سب پورے ہوئے سر مو فرق نہوا بس اس امر میں بھی حکم لگائیے زانچہ
کیجئے سرور جہنمی نے دست بہتہ عرض کیا کہ مجھ کو کیا عذر ہو میں صرف آپ کے حکم کا منتظر تھا بخدا جو صدمہ
کہ مجھ پر خبر وحشت اثر شکے ہوا اُسکو عرض نہیں کر سکتا ہوں ابھی تفصیل حکم حضور کر تا ہوں جو میرے
حساب سے ظاہر ہوگا خدمت والا میں عرض کر دوں گا حال غیب سے نہیں واقف ہوں کہ اُسکی
مشیت میں کیا ہو جو جب مصرعہ حال غیب سے کس نہی و اند بجز پروردگار + بادشاہ نے فرمایا کہ یہ
سب درست ہو اور قسم کی کیا ضرورت ہو مجھ کو یقین ہو کہ ایکو ہم لوگوں سے زیادہ صدمہ ہوا ہوگا
کیونکہ آپ نے تو اُسکو گودیوں میں کھلایا اور آپ ہی تو اُسکے فروغ کے باعث ہوئے اور
آپ ہی نے ہکو اس قابل کیا کہ ہکو خداوند کریم نے ایسا سرفراز کیا کہ داماد الیسا دیا تو اسے ایسا
آپ کو کیوں نہ صدمہ ہوا ہوگا نہونا عجب ہو سرور جہنمی نے عرض کیا کہ میں کس قابل ہوں یہ خداوند
کریم کی مہربانی ہی کہ اُس نے یہ سب سامان ہم کو دیے اُسکا شکر کہا نکاح ادا کیا جائے اور آپ کی
بندہ پر درمی ہو کہ آپ یوں مجھ ایسے ناچیز کی نسبت فرماتے ہیں ورمین کس لائق ہوں جو مجھ کو معلوم
ہو تا ہی عرض کرتا ہوں ناظرین کو یاد ہوگا کہ میں عرض کر چکا ہوں جلد اول میں کہ سرور جہنمی تو
خاندان عبدالرحمن جہنمی سے ہیں اور ہر علم و ہر فن میں مثل اُنکے ہیں بس سرور جہنمی نے قرعہ
نکال کر پھینکا ساؤن ستارے سولہ خانے بارہ برجوں کو خیال کر کے زانچہ کو ناسرورع کیا اور
جو جو سوال بادشاہ نے کیے تھے سب کے جواب اسخراج کر کے سر اٹھایا اور ہاتھ باندھ کر
یوں عرض کیا کہ میرے حساب سے تو یہ ظاہر ہوتا ہو کہ شاہزادہ اس ظلم کو فتح کرے گا اور آپ
لوگوں سے مع اپنے بزرگوں کے ملیگا بلکہ ایک بزرگ اور اُسکو اس ظلم سے دستیاب ہوگا
جو کہ ایک مدت سے اُس ظلم میں قید ہے مشیت ایزدی اسی طور سے جاری ہوتی تھی کہ
شاہزادہ اسی طور سے یہاں آئے جائے اور ظلم کو فتح کرے اور اپنے بزرگ کو رہا کرے کہ

جو کہ مدت سے قید ہو اور شاہزادہ بصیرت و خیریت ہو اور چھ ماہ کے بعد آپ لوگوں سے بھد
 جاہ و چشم بایگا آپ اسکو دیکھ کر خوش ہونے لگے آپکے قلب رنجور مسرور ہونے کو فی مقام خوف حین
 ہو خانہ حیات درست ہو جان کا بالکل خوف نہیں مشیت ایزدی میں یہ تھا کہ جو کفار نابکار
 پر وہ قاف میں میں وہ اسکے ہاتھ سے قتل ہوں اور اسکا بھی نام مثل حمزہ کے پر وہ قاف
 میں بند ہو بس یہ صورت پیدا ہوئی آپ لوگ اطمینان رکھیں اگر ان احکاموں میں میرے
 فرق ہو تو خداوند مجھ کو مع میری آل و اولاد کے توپ دم کر میں مجھکو کچھ عذر نہ ہوگا یہ سب امر ہو مگر
 حال غیب سے نہیں واقف ہوں اپنے امکان بھر میں نے خوب جانچ کر حکم لگایا ہو اگرچہ خدا
 کو منظور ہوگا تو کبھی نہ فرق ہوگا اسی سبب سے میں نے اس امر کا بھی اقرار کر لیا کہ اگر فرق ہو تو
 توپ دم فرمائیے اسکی ذات سے بہت بڑا بھروسہ ہو یہ کہہ دو ہی احکام ایک پر چڑھ کر طاس پر
 لکھ کر بادشاہ کے روبرو پیش کیے اور عرض کیا کہ اس کاغذ کو حضور اپنے پاس رکھیں تاکہ جو میں
 احکام لگائے ہیں وہ بروقت لشریف لائے شاہزادے کے دیکھ لیں حضور کہ کچھ فرق تو
 نہیں ہوا میں نے دروغ تو نہیں عرض کیا بادشاہ نے وہ کاغذ سرور حنی سے لیلیا اور فرمایا
 کہ آپکے احکام میں کبھی فرق نہیں ہوا نہ زمین ہو گا نہ آپ نے کبھی دروغ کہا جو میں خیال کروں یہ
 فرما کر بادشاہ نے سرور حنی کو خلعت سے سرفراز فرمایا سبب اسکا یہ تھا کہ بادشاہ کو سرور حنی
 کے احکام لگانے سے اطمینان ہو گیا اور دل نے بھی قبول کر لیا کیونکہ جہد سرور حنی نے جو امر
 میں کہا اسی قدر ہوا کیونکہ نجومی بے بدل ہیں انکے احکام میں کبھی فرق نہیں ہوتا ہو سرور حنی نے
 سلام کر کے خلعت لے لیا بادشاہ نے حکم دیا کہ شہر میں منادی کر دی جائے کہ تاکہ شاہزادے
 یا اسکی خیر خیریت کے کوئی اپنے گھر میں اہل شہر سے شادی نہ کرے نہ بزم عشرت آراستہ کرے
 اور اگر کریگا تو معتب سہ کار ہوگا اور ہمارے ذہبت خاؤن میں ذہبت دبکے بلکہ سب شاہزادے
 کے مٹنے کی دعا کریں یہ حکم دے کر دربار برخواست کیا اسدن کوئی دوسرا کام نہ کیا جب بادشاہ
 دربار برخواست کر کے داخل محل ہوا سب اہل دربار اپنے اپنے مقام کو روانہ ہوئے راہ میں
 یہ ذکر کرتے جاتے تھے کہ بڑا غصہ ہو گیا کہ شاہزادہ یون غائب ہو گیا جو دیو اور پریزاد شاہزادے
 کے ملازم تھے وہ بعد برخواست ہونے دربار کے اپنے مقام پر بھی نہ آئے اسی مقام سے براے
 تلاش روانہ ہوئے انکا حال آئندہ تحریر ہوگا پس سب اہل دربار یہ باتیں کرتے ہوئے اپنے
 اپنے مکان پر آئے اور آتے ہی یہ تدبیر کی کہ ہر ایک نے دو دو چار چار دیو پر یزاد اپنے ملازموں
 میں سے براے تلاش روانہ کیے اول براے خوشنودی بادشاہ و سبب نمک حلائی اور خیر خواہی
 کے اور دوسرے بطبع انعام کشیرادھر منادی نے ندا کر دی کہ حکم ہو بادشاہ کا کہ شب سے شاہزادہ
 غائب ہو گیا ہوتا آئے شاہزادے باخیر خیریت اسکی کے جو کوئی بزم عشرت یا بزم شادی برپا
 کریگا وہ سزا پائیگا بلکہ شاہزادے کی سلامتی کی دعا کرے جب یہ خبر تمام شہر کے گلی کوچہ میں منتشر
 ہوئی سب اہل دربار و شہر کو معلوم ہوئی بس اسوقت سے سب نے بندوبست کیا اپنے اوپر
 بزم عشرت و شادی وغیرہ کو حرام کر لیا بلکہ جہان جہان شادی یا بزم عشرت برپا تھی اسوقت
 سے اسکو موقوف کر دیا اور سلامتی شاہزادے کی دعا کرنے لگے ذہبت خانہ شاہی میں ذہبت
 بکنا موقوف ہو گئی ہر ایک اہل شہر کو شاہزادے کا عدم ہوا اہل شہر تو اب بموجب حکم بادشاہ

دعائیں مصروف ہیں یہاں بادشاہ داخل محل ہوا دیکھا کہ سہراب پریمی میری زوجہ و دیگر بزرگ
مضراب کو سمجھا رہی ہیں مگر اسکی عجب حالت ہو کسی طور گریہ کم نہیں ہوتا ہر زمین پر تڑپ رہی
ہو بہت بے قرار ہو کسی طرح اسکو صبر نہیں ہوتا ہوا خضر پریزا دلے جو بیٹی کا یہ حال دیکھا دل کو
تاب نہ رہی رومال منہ پر رکھ کر رونے لگے ایوان میں آئے سب براے تعظیم کھڑے ہو گئے
بادشاہ تخت پر سے اترے کرسی پر جلوہ گر ہوئے اپنی زوجہ سے پوچھا کہ جب سے میں گیا ہوں
مضراب کی یہی حالت ہو اسنے عرض کیا کہ جی ہاں یہ شکے خود اٹھ کر بیٹی کے پاس آئے اور
اسکو اٹھا کر گلے سے لگایا اور کہا کہ بیٹا صبر کرو دل پر جبر کرو مقدرات الہی میں کیا زور ہو اسے
مضراب تیرے سر کی قسم جو میرے دل کا حال ہو وہ خدا پر خوب روشن ہو مگر میں مرد ہوں صبر
کو کام میں لاتا ہوں کیا ہکو سہراب کی مفارقت کا رنج و الم نہیں ہو مگر یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر
ہمارے حالت تباہ کرنے سے وہ ہنسے آئے تو ہم ایسا ہی کریں وہ اسی وقت آئیگا کہ جو وقت خدا
لے مقرر کیا ہو اور اسی وقت تم سے ملیگا کہ جب تمہارے مقدر میں اس سے ملنا ہوگا چاہے جو
کچھ ہم اور تم اپنی حالت تباہ کرین بیٹا تقدیرات الہی سے کسی کا زور نہیں چلا ہوا نبیا و اوصیا
ایسی حالت میں مجبور ہو گئے ہیں اے بیٹا صبر کرو کیونکہ خداوند کریم صابر و ن سے بہت خوش
ہوتا ہے کہیں اسکو تمہارا رجز و فزع کرنا ناگوار نہ ہو اور معتب درگاہ خدا ہوا اسکی مشیت پر شا کر رہو
اور دیکھو کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہو اے فردند صبر کا بڑا صلہ ہو اور صابر و ن کا پیش خدا بڑا ثواب
ہو اس گریہ و زاری سے نہ کچھ حاصل ہوا ہو نہ کوئی تیرا حق بجانب ہو کیونکہ تو مان ہو مگر کیا چارہ ہو جو اسکو منظور تھا
وہ ہوا اور جو منظور ہوگا وہ ہوگا خیال کرو کہ شوہر کے غم میں کس قدر تنے اپنی حالت تباہ کی کیا ہوا وہ مل گیا جب خدا کو
منظور ہوگا ملیگا اسی طور سے اس بات کو بھی خیال کرو کہ صبح سے تم بے قرار ہو اور یہی ہو کیا فائدہ ہوا اسکو
ہلاکت کے کیا ملا اگر روتے روتے اپنے کو ہلاک بھی کرو گی تو کچھ نہوگا جس طور سے تم
سہراب کے لیے بے قرار ہو اور تم مان ہو اسی طور سے ہم بھی تمہارے باپ ہیں جو محبت و الفت
ہکو سہراب سے ہو وہی ہکو بنے ہو جو اپنا یہ حال کرتی ہو بس جو ہمارے قلب کی حالت ہو وہ
کس سے بیان کریں اگر خدا نخواستہ تمہاری کوئی حالت خراب ہو گئی یا جان پر تلگئی تو ہم کیا
کریں گے کسے سہارے زندگی بسر کریں گے تمام عمر گنوا کر تو تم ہاتھ لگین ضعیفی کا سہارا ہو ہوتا بالکل مرجائیے
ایک تو یہی صدمہ مارے ڈالتا ہو دوسرے تمہاری فکر کرنے اور ہلاک کر رکھا ہو نہ کوئی اور نہ ہکو بھی
سہراب سے ملنے کی امید ہو اسپر تو تم اسقدر اپنے کو ہلاک کرتی ہو اگر خدا نخواستہ تمہارے
لیے کوئی نفع ہوگا ہوگی تو ہم کیا کریں گے سہراب تو انشا اللہ تعالیٰ تم سے بعد چھ ماہ کے
بعد جاہ و خشم ملیگا اور اپنے باپ و چچا کو رہا کر کے طلسم فتح کر کے آئیگا مگر ہم نہوگا نہ ان بائین کے
جو تم نے اپنے کو اسکی مفارقت میں گنوا دیا تو کیا ہوگا بیٹا ہمارا بھی مان باپ کا قلب ہو ہمارا بھی ضعیفی
پر رحم کرو اور صبر کرو دیکھو تو یہ احکام سرور رحمتی نے لگائے ہیں اس میں فرق نہیں ہوتا ہو اور
انہوں نے بقسم یہ احکام لگائے ہیں اور کہا ہو کہ اگر اسکے خلاف ہو تو آپ مجھ کو مع اولاد کے
تو پ دم فرمائیے اے بیٹا جب ایسی ہی فوت انہوں نے پائی تب یہ شرط کی ہو یہ جو بادشاہ
نے کہا اور اس طور سے سمجھایا تو یہ شکے ملکہ کے قلب کو کچھ تسکین ہوئی گریہ کو ضبط کیا اور کہا کہ
جو کچھ آپ نے فرمایا بہت درست اور بجا ارشاد کیا واقعی جو آپکے قلب کا حال نہو وہ عجب ہو

مگر میں کیا کروں کہ قلب نہیں مانتا ہی خیر آپ کو میرے سر کی قسم کیا۔ احکام سرور رحمتی نے لگائے
ہیں جو آپ نے فرمانے ہیں بادشاہ نے جواب دیا کہ میں نے جو کچھ نہیں کہا تو دیکھ لو یہ کاغذ پر
لکھ کر دیدیے ہیں یہ لکھ کر وہ کاغذ مضرب کو دیا مضرب نے کاغذ کو لیکر پڑھا اور کہا کہ میرا یہ
منشا تھا کہ خدا نخواستہ آپ جھوٹ فرماتے ہیں بلکہ یہ منشا تھا کہ شاید آپ میرے تسکین قلب
کے لیے فرماتے ہوں بادشاہ نے جواب دیا کہ اتنے یقین ہو گیا مضرب نے کہا کہ بہت
بجا ہو اس کاغذ کے دیکھنے سے کچھ اضطراب ملکہ کا کم ہوا کیونکہ اس نے اکثر سرور رحمتی کے احکام کا
امتحان کیا تھا سب پورے ہوئے تھے سرور فرق نہوا تھا جو احکام انھوں نے لگائے تھے اس
اطمینان ہوا کہ یہ کی حالت کم ہوئی بادشاہ نے فرمایا کہ اے مضرب میں نے بہت سے دیو اور
پرہیز اور برائے تلاش سہرا اب روانہ کیے ہیں کہ تلاش کر کے لاؤ یقین ہو کہ وہ خبر لیکر آئیں اور
چند دیو طرف طلسم کے بھی روانہ کیے ہیں کہ تم شاہزادے کی خبر لاؤ جہاں تم کو شاہزادہ ملے تم اسکو
اپنے ہمراہ لے آنا اگر وہ نہ آئے تو تم میں سے ایک ہماری طرف برائے خبر آئے اور باقی اسکے
ہمراہ رہیں انکو انعام کثیر کا امیدوار کیا ہو میں غافل نہیں ہوں جہاں تک ممکن ہو گا میں تلاش میں بہت
کوشش کروں گا بلکہ میں نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ آج سے نوبت خانہ میں نوبت دیجے جب تک شاہزادہ
نہ آئے اور شہر میں بھی منادی کرادی کہ کوئی اہل شہر سے بزم عشرت و شادی وغیرہ نہ کرے
جب تک خبر شاہزادہ یا خود شاہزادہ نہ آئے بیٹا مجھ کو بہت بڑا صدمہ ہے یہ جو بادشاہ نے کہا تو
مضرب نے کہا کہ سوائے آپ کے اب کون ہی میرا آپ نہ یہ سب تدبیریں کر میں گے تو کون
کرے گا شہر سے جدا ہوئی ایک زمانہ ہوا آپ کا سہارا تھا یہ یوں تباہ کر گئے خیر جو مرضی خدا آپ نے
اسوقت یہ خبر سنا کر خوش کر دیا یقین ہو کہ کچھ نہ کچھ خبر ضرور آئے بادشاہ نے جواب دیا کہ ضرور آئے گی
تم اپنے دل کو قابو میں کرو اور اپنی حالت کی طرف دیکھو خدا پر نظر رکھو کہ وہ کیا اپنی قدرت سے ظاہر کرتا ہو
شاہزادے سے تو ضرور ملاقات ہوگی اطمینان رکھو اور بار بار دلو گی اس طور سے جو بادشاہ نے کہا
ملکہ کو اطمینان ہوا اول سرور رحمتی کی تحریر سے دوسرے بادشاہ کے سمجھانے سے بادشاہ نے بیٹے
کو سمجھا بچھا کر کھانا کھلایا اور کہا کہ میں ہر روز برائے تلاش دیو و پرہیزاد کو روانہ کروں گا تم صدمہ نہ کرو
ملکہ باپ سے رخصت ہو کر اپنے قصر میں آئی اپنے فرزند کو یاد کر کے روئے گی اب راوی ان سب کو
تو اس رنج و الم میں مبتلا رکھتا ہو اور دیو و پرہیزاد کو جو جگہ حاضر پرہیزاد تلاش کو گئے ہیں تلاش میں
مصرف وقت رکھتا ہو اور اب حال سہرا اب ثانی کا تحریر کرتا ہو حال ان سب کا آئندہ تحریر ہو گا وقت
اور موقع پر یہاں قلعہ یا قوت نگار میں تو سب رنج و غم میں مبتلا ہیں اخضر پرہیزاد دیو و پرہیزاد کو برائے
تلاش روانہ کرتا ہو اور اس انتظار میں ہو کہ خبر شاہزادہ کوئی دیو لیکر آئے اور سرور رحمتی سے
ہر روز یہ سوال ہو کہ اب اکی مدت کا زمانہ تمام ہوتا جاتا ہو وہ عرض کرتا ہو کہ انشا اللہ تعالیٰ
بعد چھ ماہ کے شاہزادے سے ملاقات ہوگی بادشاہ دربار سے آکر بیٹھتا ہو بیٹی کو تسکین دیتا ہو اور اکی
دبجونی کرتا ہو مضرب سہرا اب کے لیے رویا کرتی ہو میں اس داستان کو اسی مقام پر موقوف
رکھتا ہوں آئندہ اسکا حال تحریر کروں گا

اب ششمہ حال سہرا اب ثانی کا تحریر کیا جاتا ہو کہ انپر کیا گزری اور کیونکر

طلسم فتح کیا و دیگر حالات

راوی نازک خیال ہے اس طور سے اس داستان کو بیان کیا ہو کہ جب سہرا سب تھائی
 قصر پر سے اتر کر اور دیو کو قتل کر کے مرکب پر سوار ہو کر در قلعہ کھول کر طرف صحرائے راہی جو
 تھے یہ خیال کیا تھا کہ اگر تم تیز نہیں چلتے ہو تو صبح ہو جائیگی جب سب کہ معلوم ہو گا تو عز و براب
 تلاش دیو پریز اور وانہ کیے جائیں گے ایسا نہ کہ تم کو مل جائیں اور کسی نہ کسی طور سے لیجا نہیں
 بڑی خرابی ہوئی یہ دل میں خیال کر کے مرکب کو گرم عنان کر دیا تھا وہ مرکب بھی خاصہ کا تھا
 ایسا تیز کام تھا کہ ہوا بھی اُس کا قناتب نہ کر سکتی تھی بس یہ مرکب کو اڑاتے ہوئے چلے جاتے ہیں وہ
 صحرائے سناٹا ہوا فراتا تاریکی شب در نہ دن کا جھاڑیوں میں بولنا نہ ہر آب کیے دیتا تھا مگر اس
 شیر بیشہ رستم ثانی کو کچھ خوف نہ تھا اسی طور سے مرکب اڑاتے ہوئے چلا جاتا تھا کسی مقام پر
 دم نہ لیتا تھا یہاں تک کہ وہ نصف شب اسی رہروی میں تمام ہوئی مسافر شب اپنی منزل مغرب
 میں اپنے ہر ایہون کے پہونچا اور آرام پذیر ہوا اور مسافر روز نے اپنا اسباب سفر درست کیا اور
 اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا یعنی آفتاب نکلا وہ صبح کا سہانا وقت وہ نور خرمی کا پھیلنا شیر
 صبح دم کا چلنا گلون کا گلنا طارون کا اپنے آشیاؤں سے نکل کر نیا تھاے شجر پر بیٹھ کر حد الہی میں
 دمنہ منہی کرنا وہ آفتاب کی شعاعوں کا برگہاے اشجار پر چڑھنا اور اُسکے سبب سے اُنکا چمکنا
 یہ ثابت ہوتا تھا کہ لوح زمردی چمک رہی ہو وہ کوسوں تک منبر سے کا گلنا نا اسپر وہ اوس
 کے قظرون کا مثل گوہر آبدار کے غلطان نظر آنا عجیب سا دکھاتا تھا وہ ہر طرف گلہاے خود
 کا کھل کر چمک دینا کہیں پر لالہ کا کھیت کہیں کوڑیا لہ کھلا ہوا کہیں شیریں و شترن کہیں سببین و
 یاسمن کہیں گلاب کا تختہ کہیں بیلا و موگر کہیں موتیا کہیں کیوڑا کھلا ہوا کسی مقام پر شہو کا تختہ یہ
 سما دکھاتا تھا کہ گویا جاندنی کا کھیت ہی کسی سمت بلبلین دمنہ کر رہی تھیں پہلوے گل میں کسی
 طرف فاختہ سرو پر بیٹھی ہوئی صداے کو کو کر رہی تھی کسی طرف قمر بان کشادہ پریا ہو کا دم بھر
 رہی تھیں طاووسان صحرائے ایک طرف رقص میں مصروف تھے کسی سمت سرداران کو ہزار کی
 چھہ زنی صبح کا جو ہنگام تھا ہر ایک اپنے اپنے عالم میں سرشار تھا وہ آفتاب کا جرم اختری
 پر چمکنا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا گل سرخ چمن میں کھلا ہوا ہے جب کوئی چشمہ یا چتر ملتا تھا اُس میں جو آفتاب
 نظر آتا تھا اور عکس پڑتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ تمام پانی طلائی ہے شاہراہ سے کے جو جسم میں ہوا
 لگی بند قبا کھول دیے بس وہ آفتاب آسمان صاحبقرانی و گل گلشن رستم ثانی اُسی صورت
 سے مرکب اڑاتے ہوئے تاشائے گل و صحرائے چلا جاتا ہو نہ مان کا خیال ہو نہ نانا کا کہ میری
 مفارقت میں اُنکا کیا حال ہوا ہو گا بان خیال ہو تو فتاحی طلسم کا یار ہائی جد و عم کا اسی خیال میں
 غرق چلا جاتا ہوا اتفاق سے ایک چشمہ پر گزر رہا تھا اُنکا دو گانہ خالق ادا کر لو بس مرکب کو
 روک لیا اُسکو صحرائے چھوڑ دیا چشمے پر بیٹھ کر وضو کیا غار خالق ادا کی اپنی فتاحی طلسم کی اپنے خالق
 سے دعا کی کچھ میوہ و خیرہ تناول کیا چشمے سے پانی پیا اُدھر مرکب بھی سیر و سیراب ہوا بس چھپر
 سوار ہو کر ایک طرف رواں ہوئے اب دن بخوبی نکل آیا ہو اور اس قدر تیز آئے ہیں کہ شہر
 یا قوت ننگا ر سے سولہ کوس دور ہو گئے ہیں مگر مرکب اڑاتے چلے جاتے ہیں اب دھوپ
 کی شدت ہوئی جاتی ہو تازت آفتاب بڑھتی جاتی ہو مگر کچھ پروا نہیں سرگرم رہروی میں مصروف

میں ذہنت باپ بچا رسید کہ آفتاب نے نصف منزل طو کی اور دواۓ نصف النہار پر آیا خوب دھوپ
کی شدت ہو گئی ہر بن مو سے پسینہ جاری ہوا بسبب شدت دھوپ اس کے اور تمازت آفتاب
کے جھپٹا رہنے لگے خود بھی اور مرکب بھی از سر تا پا عرق عرق ہو گیا پیاس کے سبب اس نے
زبان میں کانٹے پڑ گئے مرکب ہانپنے لگا ہوائے گرم کے جھوٹے چلنے لگے زمین تپنے لگی جب
جھوٹا ہوا کا جسم کوٹکا اُس نے جلا دیا زمانہ گرمی کا تھا اور وہ زمانہ کہ جس زمانہ میں چلہ کی گرمی تھی
ہو اور ایسے صحرائیں ہو سچے تھے کہ جہان کو سون نہ کوئی چشمہ تھا نہ چاہ بلکہ پانی گوہر نایاب
تھا نہ کہیں سا یہ تھا درخت کا کہ کاش کے کچھ دیر اس کے سایہ میں دم لیتے وہ زمانہ تھا کہ امرا
درخس خس خاؤن میں رہتے تھے یہاں ان پر دھوپ پڑ رہی تھی سوائے سنسان میدان کے
کوئی چیز نظر نہ آتی تھی وہ وقت تھا کہ چرند و پرند و درخت سب اپنے اپنے آشیانوں میں بس
شدت دھوپ کے جا کر پوشیدہ ہوئے مگر یہ پروردہ ناز و نعم اُس صحرائے لقا و دق میں تنہا گرم
سفر تھا یا آپ تھا یا مرکب تھا یا ان ہمراہ سفر کوں تھا اُس صحرائیں آفتاب عالم تھا یا پیاس کی لگ
شدت گرمی کی لگ زیادتی سوائے پیاس و حسرت کے کوئی رکاب میں نہ تھا نہ کوئی خادم نہ
خدا شکار ہاں ایک اقبال اُس کو ہر بحر صاحبقرانی کا ہمسفر تھا یا آفتاب تمازت آفتاب و شدت
دھوپ سے گل رخسار اُس نونہال رستم ثانی کے کھلا گئے تھے بسبب حدت دھوپ کے
چہرہ کا یہ عالم تھا کہ کھل گیا تھا وہ پروردہ ناز و نعم کہ جس کے ہمراہ ہزاروں پرندے اور ہر وقت رہتے
تھے اور ہر مقام پر اپنی آنکھیں بچھاتے تھے وہ یوں آوارہ و دشت غربت تھا کل ہی کا ذکر تھا
کہ خس خانہ آراستہ تھا ہر طرح کا سامان راحت موجود تھا طعام لذیذ تناول کرنے کو آب سرد
و خنک نوش کرنے کو خادم لے کر حاضر ہوتا تھا یا وہی شاہزادہ ہو کہ صحرائے ہولناک ہو
اور آپ ہو اور مرکب کو سون بوی عروانات کا نشان نہیں ہو کوئی ہر صورت نظر نہیں آتا ہو انسان
حیوان کا کیا ذکر ہو سبزہ و شجر تک نہیں ہیں اس قدر زمین نہاں ہی تھی کہ اگر وانا زمین پر گرے
تو بریان ہو جائے شدت عطش جدا گری سنگی غلطہ اُس صحرائیں سوائے ذرہ رنگ و قرص
آفتاب و خت جگر کے کوئی دوسری شے کھانے کی نہیں دسوائے خون دل و آشک چشم کے
پانی کا نام تک نہیں ہو مگر یہ جبری و بہادر اُس سنسان صحرائیں چلا جاتا تھا مرکب کا عجیب عالم
تھا کہ ہانپ رہا تھا خود بھی عرق عرق تھا کہ یکا یک دور سے کچھ جاؤراڑتے ہوئے نظر آئے
شاہزادے نے خیال کیا کہ جہان یہ جاؤراڑ رہے ہیں یہاں آبادی ضرور ہو اگر آبادی نہیں ہی
ترجمہ وغیرہ ضرور ہی جاؤرون کا اڑنا اسکی دلیل ہو کہ یا تو آبادی ہو یا چشمہ ہو بس شاہزادے
نے یہ دل میں خیال کر کے مرکب کو اُس سمت کو بھیڑ کیا جب کسی قدر قریب پہونچا تو کچھ خبر
صحرائی نظر آئے اب شاہزادے نے خیال کیا اپنے دل میں کہ یہ وقت آگیا ہر رومی میں
اور وقت بھی بہت گرم ہو دھوپ کی گرمی ہو تو بھی چل رہی ہو تمازت آفتاب بھی شدت
ہو لہذا چکران درختوں کے سایہ میں دم لوب حدت دھوپ و تمازت آفتاب اور لون
کم ہو گی اُس وقت منزل مقصد کو روانہ ہونگے گو واقف نہیں ہیں مگر دریا فت کرنے
سے منزل مقصد کا چہ لجا بیگا بس اس خیال میں عرق اُس طرف کو چلا اور جب قریب اُس
مقام کے پہونچا تو دیکھا کہ صحرائے نہایت پر فضا ہو ہزاروں درخت لگے ہوئے ہیں ہوا سرد چل رہی ہو

گو وہ ہوا بھی سرد نہ تھی مگر سبب یہ تھا کہ یہ خود عرق عرق تھے اُس میں جو ہوا لگی تو سرد معلوم ہوئی بس شہزادہ
 کی جان میں جان آئی مرکب کے بھی جو اس کسی قدر درست ہوئے اب یہ اُسکو خرامان خرامان
 لیچلے آگے جو بڑے تو انھوں نے دیکھا کہ ایک چتر آب صاف و شفاف سے بھرا ہوا ہو پانی کو
 دیکھتے ہی تاب نہ رہی اُس چتر کے کنارے کچھ گنجان درخت لگے ہوئے ہیں انکا سایہ اُس
 پانی پر ہوا اور ایک چھوٹا سا خشتی چوترہ بھی بنا ہوا ہو یہ سامان دیکھ کر انھوں نے دل میں خیال کیا
 کہ یہاں تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ سایہ بڑی ہو پانی ہو اور سبزہ بھی دوسرے پانی کو دیکھ کر بتایا بھی
 ہو گئے تھے اور مرکب بھی بس یہ خیال کر کے مرکب سے اترے پہلے اُسکو چند قدم ٹھلایا کہ اُسکا
 بھی پسینہ خشک ہوا اور اپنا بھی بس اُسپر سے زمین پوش اُتار کر سایہ میں چوترے پر بچھا یا مرکب
 کو چھوڑ دیا کہ اُسے جا کر چشمہ سے پانی پیا اور چرامین مصروف ہوا انھوں نے پہلے پانی سے منہ
 دھویا اُسکے بعد پانی پیا اور شکر خالق ارض و سما بجالائے اور اُس چوترے پر زمین پوش بچھا کر
 ایک درخت کے تنہ کو تکیہ بنا کر بیٹھے ذرا راحت جو ملی اور ہوا جو جسم کو ملی اور پانی کی تری محسوس
 ہوئی اُنکے لگ گئی اول تو دوپہر رات کے جاگے ہوئے تھے دوسرے دوپہر دن رہ رہی ہیں
 کٹا تیسرے اُس صبح اے ہولناک کی صوبت اُنھائی تھی سو گئے راحت کیا چیز ہو گو وہ راحت نہ
 تھی جو کہ مکان پر تھی مگر اس صوبت کے بعد جو ملی اُسکو غنیمت خیال کیا راوی نے بیان کیا ہے
 کہ یہ تو سورہے ہیں اور مرکب خوشی خوشی چرامین مصروف ہو اُس چتر اور درختوں کے قریب
 ایک شیر بہت خوش گزار رہتا تھا اُسی کے سبب سے یہ مقام ویران تھا جو کوئی آیا اُسے اُسکو
 ہلاک کیا راستہ بند ہو گیا تھا مسافر ہو چ نہین سکتا تھا جو اجل رسیدہ ہو نچا اُسکا لقمہ ہوا گویا وہاں
 اجل میں ہو نچا اُس صبح میں کیا ہو نچا ایسا بد دست شیر تھا کہ دیو و غیور اُس سے عاجز تھے وہ
 چوتھ نہ لکھاتا تھا وہ اُسوقت کچھ زمین بیٹھا ہوا تھا اور کئی دن سے اُسکو شکار بھی نہ ملا تھا کہ سنہ
 بھی تھا کہ اُسکے دماغ میں جو بے حیوان و انسان ہو نچی ایک مرتبہ تڑپ کر اُس کچھارے سے نکلا اور
 بو پر چلا اور بڑی خوشی خوشی اُس طرف کو آیا جب اُسکو مرکب نظر آیا ایک مرتبہ ڈکارا مرکب
 نے جو شیر کی صدا شنئی سراٹھا کر دیکھا اُسکی بھی نگاہ شیر پر پڑی شیر اُدھر سے اُسکی طرف چلا یہ
 مرکب اسیل تھا شیر کو دیکھ کر سبزہ سے منہ اٹھا کر شانہزادے کے قریب آیا اور بھنایا کہ راکب
 میرا خبردار ہو جائے شانہزادہ سو رہا تھا وہ کیا خبردار ہوتا شیر چلا آتا ہے جب مرکب نے دیکھا
 کہ میرا راکب نہیں ہو شیار ہوا اور شیر چلا آتا ہے بس اپنا منہ شانہزادے کے قدموں پر ملنے لگا
 منہ جو ملا ایک مرتبہ شانہزادے کی آنکھ کھل گئی سراٹھا کر دیکھا کہ کون ہو کہ اُسے مجھ کو جگا دیا دیکھا کہ
 مرکب پانتی کھڑا ہوا اُسے جگایا اُسکی طرف بنگاہ نہ دیکھا اور کہا کہ تو بہت بد تمیز ہو گیا ہو اگر
 اب ایسی حرکت کریگا تو سزا پائیگا چونکہ مرکب اسیل تھا اپنے مالک کا خبر خواہ اُسے سراٹھا کر
 شانہزادے کی طرف دیکھا اور پھر منہ کو طرف صوا کے پھیرا کہ جدھر سے شیر آتا تھا گویا اشارہ
 کیا شانہزادہ نیند میں تھا کچھ خیال نہ کیا پھر آنکھیں بند کر لیں اُدھر وہ شیر بہت قریب آگیا ایسا
 کہ اگر دو جستیں گرسے تو مارے جب مرکب نے دیکھا کہ شانہزادے نے میری طرف دیکھا اور
 میرے اشارے کو نہ سمجھا آنکھیں بند کر لیں اور قضا سر پر آگئی طاہرین زمین پر مارنے لگا اور
 بھنسانے لگا شانہزادے کو بہت غصہ آیا کہ جاؤری بھی ذات کیا بہ ذات ہوتی ہو سونا دشوار

کیا ہو بھلا کر آنکھ کھول دی دیکھا کہ مرکب زمین پر ٹاپین مار رہا ہو اور کبھی میری طرف دیکھتا ہو اور
 کبھی صحرا سے ہولناک کی طرف دیکھتا ہو اتنا کو خیال ہوا کہ کوئی نہ کوئی امر ضرور ہو جو مرکب اس قدر
 سبقت رہا ہو اور نہایت بے قرار ہو کر ٹاپین مار رہا ہو اُنٹھ بیٹھے اور طرف صحرا کے دیکھا کیا نظر پڑا کہ
 ایک شیر زبان اس طرف کو چلا آتا ہوا اب انکو ثابت ہوا کہ اسی شیر کو دیکھ کر مرکب نے یہ حرکت
 کی تھی جو ان ہو اور بے زبان کچھ نہ سکا اس طور سے ہوشیار کیا خدا نے ہر ایک کو اُسکی قدر
 منزلت کے موافق عقل دی ہو حیوان کو حیوان کے موافق انسان کو انسان کے موافق خوب
 بچا یا ورنہ یہ شیر محلو بھی ہلاک کرتا اور اسکو بھی بس یہ سوچ کر مرکب کی بال بکڑ کر اپنے پشت کی طرف
 کیا کیونکہ وہی زد پر تھا اُدھر شیر نے دیکھا کہ اب جو جست کرونگا تو شکار پر قابض ہو چکا بس
 جست کی اور قریب شاہزادہ اُترا وہ شیر بیشہ شجاعت اُسی طور سے بیٹھا رہا زمین پر قائم ہوتے کے
 ساتھی شیر نے شاہزادے پر طمانچہ مارا جیسے ہی اُسکا پنجہ قریب آیا اس شیر انگن نے اپنا ہاتھ
 بڑھا کر اُسکی کلائی پکڑ لی شیر نے غصہ میں آکر جھٹکا دیا کلائی نہ چھوئی اسکو اور غصہ آباد دوسرا پنجہ
 اُٹھا کر پھر شاہزادے پر مارا شاہزادے نے بائیں ہاتھ سے دوسری کلائی بھی اُسکی پکڑ لی اور ایک
 مرتبہ دونوں کلائیوں اُسکی بائیں ہاتھ سے مضبوط پکڑ کر ایک طمانچہ جو مارا شیر کا چنبر گردن سے
 اُڑ گیا خون بہنے لگا شاہزادے نے ہاتھ سے کلائیوں چھوڑ دیں وہ شیر زمین پر گرا اور تڑپنے لگا تھوڑی
 دیر میں تڑپ کر مر گیا اور سرد ہو گیا انھوں نے شکر خدا کیا مرکب کی پشت و پیشانی پر ہاتھ بھرا اب
 جو خیال کیا تو دیکھا کہ دو پھر ڈھل گئی ہو وہ تیزی اور حدت و صوب کی بھی کم ہو اور ہوا کی بھی آفتاب
 نصف النہار سے تجاوز کر گیا ہو وقت نماز ظہر میں کا ہو تازت آفتاب میں بھی فرق ہو بس اُسکے
 چشمے سے وضو کیا نماز ظہر میں ادا کی اور دو رکعت نماز شکر یہ پڑھی اُسکے بعد چشمے سے پانی پیا
 مرکب بر زمین پوش اپنے ہاتھ سے کسا سوار ہو کر ایک طرف کو چلے کوئی کوس دکھیں اُسے
 ہونگے کہ ایک درہ پہاڑ نظر آیا انھوں نے دیکھا کہ سوائے اُس درہ کوہ کے راستہ نہیں ہو بس
 یہ اُسی طرف کو چلے جب قریب اُسکے پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ ایک قومی ہیکل دیو درہ
 کوہ کے قریب ایک چٹان پر پتھر کی بیٹھا ہوا ہو اور سامنے اُسکے آگ سولگ رہی ہو شراب و
 کباب رکھے ہوئے ہیں اور زمین و کاروبھی ہو اور سامنے اُسکے ایک پرچہ اذوق و سلوا میں
 میں گرفتار بیٹھا ہو اور رہا ہے وہ دیو اُس پر بڑا دکان سمون سے تکلیف دے رہا ہو پہلو میں کنگے
 زانو پر ایک پری گنار جوڑا پہنے ہوئے بیٹھی ہو ایسی خوبصورت ہو کہ اُسکے نور جمال سے وہ
 درہ منور ہے ابھی اُسکا سن کوئی تیرہ چودہ برس کا ہو نخل جوانی میں ابھی اچھی طرح شربچہ نہیں
 اُسے نہیں وہ دیو اُس سے بوسہ و کنار میں مصروف ہو جب یہ قصد کرتا ہو وہ ڈر کر اپنا منہ پھیرتی
 ہی بوسہ نہیں دیتی ہی بہ دست گستاخ کو جب اس قصد سے اُسکے سینہ کی طرف بڑھتا ہے
 کہ اُسکے باغ جوانی سے گل چنوں اور نخل قد سے شرم ادا حاصل کروں وہ برہم ہو کر اُسکا ہاتھ
 جھٹک دیتی ہو یہ ہتھ مار کر ہنتا ہو اور پھر بوتل اُٹھا کر شراب ساغزین اُنٹھیل کر اُس بری کے
 منہ کے پاس لیجاتا ہو اور کہتا ہو کہ اسی جان جہان و اوسر در قلب ناتوان یہ جامہ بی جا وہ منہ
 پھیر لیتی ہو اور ہاتھ سے ہٹا دیتی ہو دیو بخت خود اُس ساغر کو بی جاتا ہو اور اُس پر پڑا لی
 طرف منہ کر کے کہتا ہو کہ شراب بی لون تو تیرے کباب لگاؤں اور اُسکی گدک بناؤں جب

تیرے کباب بنا کر بجگو کھا لو گنگا اور تو مر جائیگا تو یہ مجھ سے راضی ہوگی اس وقت اس کے ساتھ ہمستر بنگا
اور اس کے دھنسل سے دل شاد کر دینگا جتنا کہ زندہ ہو ہرگز ہرگز قبول کرے گی یہ کہتا ہے اور درد اُس پر
بھیگتا ہے وہ بچارہ کچھ کہ نہیں سکتا ہے کیونکہ ناچار ہو فلک کی طرف دیکھ کر ہچاتا ہے اور ظلم و ستم دیکھ
سکتا ہے جب نشہ دیکو ہوتا ہے وہ پھر بقصد بوسہ اس پر ہی کو گلے سے لگاتا ہے اور کہتا ہے کہ اسی جانی اب
انکا رہنے کو اپنے وصل سے شاد کر دے اب مدت سے میں تمہارا تھا قابو نہ چلتا تھا آج تم خداوندِ بلیس
کی عنایت سے مل گئیں میں تمہارے شوہر کو بھی پکڑ لایا ہوں اب تم یہ امید نہ رکھو کہ میں اسکو زندہ
رکھوں گا مگر قتل کر دینگا اور تم سے مراد وہی حاصل کر دینگا خواہ بخوشی خواہ بجز وہ یہ جواب دیتی ہو کہ
کبھی خیال نہ کر کہان میں پر ہی اور کہان تو دیو میں کیونکہ تیرے ساتھ ہمستر ہون تڑپ کر مر جائیگی
دوسرے میں مسلمان اور نوکافر اور میں صاحب شوہر کیوں! استد میرے اور ظلم و ستم کو تیری قہر خدا
سے نہیں ڈرتا ہے بیکار تو میرے شیشہ عصمت تو دیکھی فکر کرتا ہے اس سے بہتر تو یہ ہے کہ تو بجگو بھی میرے شوہر
کے ساتھ قتل کر تو جس امر کی خواہش رکھتا ہے اور جو تیری مراد ہو وہ بھی نہ پوری ہوگی میں اپنی جان
دو گنی جان دینا گویا ہے مگر تیرا وصل نہیں منظور ہے وہ جواب دیتا ہے کہ تو بڑی اپنی بات کی بلی ہے
میں تو بدون اپنی مراد حاصل کیے ہوئے بجگو آج نہ چھوڑ دینگا مدت سے تیری جدائی میں تڑپ رہا
ہوں اور کسی عاشق نے اپنے معشوق کو قتل کیا ہے جو میں بجگو قتل کر دن اگر بجگو قتل کر دن تو پھر مراد
وہی کس سے حاصل کر دن یہ کہتا ہے اور بوسہ کا قصد کرتا ہے وہ پری ٹخنہ پھیر کر اور طرف آسمان کے
دیکھ کر آنکھوں میں آنسو بھر لاکر کہتی ہے کہ اے میرے خدا تو نے بجگو کس آفت میں مبتلا کیا ہے جسلیج
ملک الموت کو کہ میری روح قبض کر لے تاکہ میں اس کشاکش سے نجات پاؤں یا اپنے کسی
جندہ خاص کو حکم فرما کہ وہ آکر اس موے موٹھی کاٹے دیو کو اس کے اس حرکت کی مراد ہے اب
اس کے ہاتھ سے میرا پر وہ عصمت سلامت رہتے ہوئے نہیں معلوم ہوتا ہے ضرور یہ رخنہ اندازی
کرے گا میں کہانتک اپنے کی بچاؤنگی یہ دیو میں پر ہی یہ مرد میں عورت میں نے کونسی ایسی خطا کی ہے
کہ جسکی بجگو یہ سزا ملی وہ دیو یہ کلمہ اس بات میں کے منکر ہوتا ہے بس ایک مرتبہ نشہ میں آکر اس نے
قصد کیا کہ اب میں اس سے اپنا کام دل حاصل کر دن اور خوب زور سے بغل میں دبایا اور
بوسہ لینا چاہا کہ اس پر ہی نے غصہ میں آکر ایک طمانچہ مارا کہ تڑا قہ کی عدا آئی ٹخنہ پر دیو کے نشان
ٹپکنا وہ پر ہی تڑپ کر بغل سے نکل گئی یہ جو واقعہ ہوا اس دیو کو غصہ آ گیا یہ کہہ کہ معلوم ہوا کہ تو بڑی
سرکش ہو خیر پہلے تیرے شوہر کو قتل کر لون اور اس کے کباب کھا لون پھر دیکھو گنگا کہ تو کیونکر نہیں راضی
ہوتی ہے اور سرکشی کرتی ہے یہ جتنا کہ زندہ ہو تو اسی طور سے سرکشی کرے گی بس یہ کہہ اور سراسر ناخیر
کا پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اس قصد سے کہ اس پر نیراد کو فوج کرے وہ بچارہ زمین سے رگڑتا ہوا
چلا گیا کہ سکتا تھا وہ پر ہی یہ حال دیکھ کر اسکی منت کرنے لگی کہ پہلے بجگو قتل کر ابھی میرے سامنے
میرے شوہر کو نہ قتل کرارے میرا سب زپور لے لے اور بجگو بھی قتل کر لے اسکو چھوڑ دے یہ بچارہ
بیتصور ہے اسکی کوئی خطا نہیں ہو اس نے جواب دیا کہ تو جس طرح بجگو جلاتی ہے اور اپنے وصل سے
شاد نہیں کرتی ہے اور اس کے ساتھ راضی ہو میں بھی اسی طور سے بجگو جلا دینگا اور اسکو ضرور فیک کر دینگا
تاکہ تو مجبور ہو کر میرے وصل پر راضی ہو وہ پر ہی یہ شکے کو سننے لگی اُدھر وہ بچارہ بظہر حسرت
دیا اس اپنی روجہ کی طرف دیکھتا ہے اور کبھی فلک کی طرف اور گھنٹتا ہوا چلا جاتا ہے راوی نے

بیان کیا ہو کہ جب شاہزادے نے دور سے یہ سامان دیکھا تھا تو دل میں خیال کیا کہ اس
واقعہ کو کسی مقام پر پوشیدہ کر کے ہو کر دیکھنا چاہیے کہ یہ کیا واقعہ ہو پس آہستہ آہستہ آئے تھے
اور ایک درخت بہت قریب اس درے کے رو برو ہوئے بڑا تنہا تھا اسکی آڑ میں کھڑے
ہو گئے تھے مگر کو اسی مقام پر چھوڑ دیا تھا سب واقعہ دیکھا یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ پری پر ہی ہو رہی
کے اس نازنین کو دیکھ کر اٹھا لایا ہو اور ہمیشہ ہوتا جا رہا ہو وہ راضی نہیں ہوتی ہو اور اس کے شوہر
کو بھی پکڑ لایا ہو اس کے قتل کا قصد رکھتا ہو یہ دیوالیسیں پرست ہو اور یہ دونوں خدا پرست بس
جب اُس نے اُس پر زنا کو کھینچا اور وہ ناچار و مجبور اپنے بخت سیاہ کے ہاتھوں سے دل رنجور کھینچتا ہوا
چلا وہ پری تڑپنے لگی شاہزادے کو ان دونوں کے حال پر رحم آگیا اور دیو پر بہت غصہ آیا اور
ایک مرتبہ درخت کی آڑ سے نکل کر غرہ کیا کہ او بخت نامر ویہ کیا حرکت کرتا ہو دست خود را گھما
میں تیرا ملک الموت آپہنچا یہ کیا حرکت نازیبا ہو تو دیو جو ہوتا اس بیچارے پر اور اس بیماری
پر غم کرتا ہو یہ بھی کوئی طریقہ ہو کہ وہ صاحب شوہر ہو کیونکہ راضی ہو جائے اس پر یہ ستم کہ اس کے شوہر کو
اس کے رو برو قتل کر کے اس کے ساتھ بیستر ہونے کا قصد رکھتا ہو چھوڑ دے ورنہ وہ سزاؤں کا تمام
عمر یاد کرے گا منہ سہرا بٹانی پسر ستم ثانی او کا فرخا سر بس خیر اسی میں ہو کہ ان دونوں
کو چھوڑ دے اور میرے رو برو ہاتھ باندھ کر حاضر ہو شیطان پر لعنت کر خداوند کریم کو سجدہ کر منہ کشد
دیو یا مان سیاہ بخت یہ جو خدا دیو کے کان میں آئی اور اس پر زنا و پری نے بھی سنی تو دیو نے
گھبرا کر دیکھا کہ یہ کون ہو جو ان کلمات سے محکوم و دلا تھا ہو اس پر زنا و پری نے بھی دیکھا
ان سب کو کیا نظر آیا کہ پشت درخت سے ایک آفتاب طالع ہوا کہ تمام صبح و روشن و منور ہو گیا
دیکھا کہ ایک آدم زاد کم سن تاج شہر یاری سر پر رکھے ہوئے زرہ یا ٹوٹ کی کڑیوں کی پہنے
ہوئے تیغ حامل یکے ہوئے ٹوٹے پاؤں میں زلفین دوش پر پڑی ہوئیں یہ غرے کرتا ہوا
چلا آتا ہو چہرہ مثل آفتاب کے روشن ہو وہ چہرے اور پر زنا و دیو دیکھ کر مثل آئینہ حیران ہو کر رہ گئے
کہ یا الہی یہ کوئی فرشتہ ہو یا بشر رنج پر ایسا نور ہو کہ نگاہ نہیں کام کرتی ہو عقل سے معلوم ہوتا ہو
کہ کوئی شاہزادہ ہو اس طرف تمسک رکھتا ہوا آیا ہو ہمہ جو بظلم و ستم دیکھا تا باندہ ہی ملک کرنے کو
موجود ہو بھلا یہ کیا اس دیو سے مقابلہ کرے گا افسوس یہ جو ان معصیت چارے سبب سے فنا ہو گا
جب اسکے ان باپ کو اسکے مرنے کی خبر ہوگی وہ تو جیتے جی مرجائیں گے ایسے بشر کہیں پیدا ہوتے
ہیں اس پری نے اپنے دل میں یہ خیال کر کے کہ اسکو منع کر دن کہ کیوں یہ ہمارے لیے اپنی
جوانی بہا کرے پکار کر کہا کہ اس شہر یار آپ کیوں یہاں تشریف لائے جٹے جائیے یہ بڑا
ظالم ہو جب ہم دو اس سے سر نہو سکے تو آپ تو ابھی کم سن ہیں اس ظالم سے عہدہ برانہو سکے
مفت جوانی بہا دیو کی شاہزادے نے کچھ جواب نہ دیا اسکی طرح برہم تیوری پر بل پڑتے ہوئے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ حمزہ صاحبقران کو غیظ آگیا ہو سراپا غصہ کی تصویر بنے ہوئے اس دیو کی طرف
چلے آئے تھے اور بار بار وہی غرہ تھا کہ میں آپہنچا ہوں خبردار اب اس پر زنا و دیو پر ظلم نہ کرنا
تو بڑا ظالم ہو اس دیو نے جو شاہزادے کو دیکھا تو حسن و جمال دیکھ کر ہوش جاتے رہے رعب
شاہی سے ہاتھ کانپ گیا بس زنجیر کا سرا جھٹ گیا وہ پر زنا و دیو پری تو افسوس کرنے لگے
جوانی پر شاہزادے کی اور اس دیو نے شاہزادے کو دیکھ کر کہا کہ بعد مدت کے آج خداوند

ابلیس نے ایک لقمہ چرب عنایت فرمایا مدت سے آدم زاد کا گوشت نہیں کھایا تھا بہت تکین ہوتا ہوا اب خوب مزہ ملیگا کہ میں اس گوشت کے کباب لگا کر کھاؤنگا اور شراب بخواری کرونگا اسی نشے میں اپنی معفوۃ سے وصل حاصل کرونگا کیا شکر یہ خداوند ابلیس کا ادا کروں اے آدم زاد میرے پاس جلد آذیر نہ کر اگر اپنی زندگی کا خواستگار ہو تو میری ساتھی گرمی کر تو شراب پلا اور یہ پرمی میرے ساتھ ہمبستر ہو تو کیا مزے شاعر ادب نے جواب دیا کہ کیا بیوہ بکتا ہو بس خبر اسی میں ہو کہ ان دونوں کو چھوڑ دے اور میری غلامی کر خدا کو سجدہ کر شیطان پر لعنت کر اُس نے جواب دیا کہ چہ خوش آپ تو خوب آئے میں بڑی محنت سے تو اس پرمی کو لایا ہوں تیرے کمنے سے بدون وصل حاصل کیے ہوئے چھوڑ دین آپ کیا اچھے آئے اب تو تیرا مثل مجھ پر لازم ہوا کہ ایک تو تو خداوند کو برا کہتا ہو دوسرے خدا پر ہو تیسرے میرے حریف کا طرفدار ہو بس تیرے گوشت کے کباب ضرور لگا کر کھاؤنگا بلکہ اگر تو میرے مہربانی کرے کہ میں منہ کھولتا ہوں تو میرے منہ میں کو دپڑے تو کیا تیرا احسان ہو یہ تو مجھ کو معلوم ہو گیا کہ تیری قضا مجھ کو یہاں لائی ہو شاعر ادب نے جواب دیا کہ بس زیادہ نہ بکس جو ہم کہتے ہیں اُس پر عمل کر دیوئے جواب دیا کہ تو یوں نہ ماسے گا اپنے کو بہت زبردست خیال کرتا ہو شاعر ادب نے جواب دیا کہ ضرور میرے روبرو شیریں کیا اصل ہو جبکہ میں نے دیو ہا مان ایسے زبردست دیو کو جو کہ عفریت ثانی مشہور تھا اُس کو تو میں نے جو رنگ کیا تو تو اُس کے روبرو ایک لبتہ ہو میرے ہاتھ سے اب بیکر جانا کہاں ہے اُس نے کہا کہ کیا تو ہی قاتل ہو دیو ہا مان کا جواب دیا کہ ہاں وہ بولا کہ تو مذاق کرتا ہو بھلا تو نے ان ہاتھ پاؤں پر کیا اس کو قتل کیا ہو گا وہ تو شاہ دیوان قات تھا کسی اور نے قتل کیا ہو گا تو میرے ڈر لے کے لیے کہتا ہے میں ڈرنے والا نہیں ہوں یہ کمر اپنے مقام پر سے اٹھا اور کہا کہ تو کیوں زیادہ تکلیف کر میں خود مجھ کو اٹھا کر کھائے لبتا ہوں وہ کیا اٹھا کہ گویا قیامت اٹھی یہ معلوم ہوا کہ ایک سیاہ پہاڑ ہو کہ سانسے حائل ہو گیا شاعر ادب بھی قریب آ گیا تھا بس اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا کہ میں شاعر ادب سے کی کر زنجیر پکڑ کر اٹھا کر کھا جاؤں جیسے ہی اُس کا دست ناپاک قریب شاعر ادب سے آ یا اس بہادر نے اپنا دست و پنجہ دیو کش دراد کر کے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اس قوت سے کہ پانچون انگلیاں اس نے گوشت میں در آئیں خون اُس کی کلائی سے جاری ہوا اُس کو تکلیف جو ہوئی اُس نے ٹپ کر آنکھ کھول دی کیونکہ آنکھیں بند کیے ہوئے تھا اور کہا کہ آدم زاد تو بڑا صاحب طاقت ہو اچھا میری کلائی چھوڑ دے تیری مرضی میں سمجھ گیا کہ تو یہ چاہتا ہو کہ میں تجھ کو اس طور سے نہ کھاؤں بلکہ تیرے کباب لگا کر کھاؤں خبر اسی طور سے کھاؤنگا تو خفا نہ شاعر ادب نے کہا کہ اگر مجھ میں طاقت ہو تو اپنی کلائی میرے ہاتھ سے چھوڑا لے یہ جو اُس نے سنا زور کرنے لگا اب جو جو زور کرتا ہو وہ وہ کلائی زخمی ہوتی جاتی ہو ایک مرتبہ اُس نے خوب زور سے جھٹکا دیا اُس پر بھی کلائی نہ چھوئی بس شاعر ادب نے جو جھٹکا دیا منہ کے بھل آ رہا شاعر ادب نے کلائی چھوڑ کر شاخ سرکڑی اور قہر کیا کہ اس کو اٹھا کر زمین پر ماروں کہ نقش زمین ہو جائے کلائی جو چھوئی ذرا دیو میں دم آ یا اب دور کرتا ہو کہ شاخ بھی چھوٹ جائے اُدھر شاعر ادب نے زور کیا شاخ سرکڑی گئی خون بہنے لگا دیو یہ کہہ کر چلائے لگا کہ یہ آدم زاد بہت پر قوت ہو میں اس سے زور نہ کرونگا یہ کہتا ہو اور خون جلو میں لیکر پی جاتا ہو بس اس نے قہر کیا کہ بھاگ جاؤں مشاعر ادب نے جو اُس کے قہر بد پائے اور دل میں خیال کیا کہ شکار ہاتھ سے جانا ہو بس

یہ جھپٹ کر اسکی کمر سے پٹ گئے اب اس دیو نے دیکھا کہ رہائی غیر ممکن ہو وہ بھی کشتی لڑنے لگا اُدھر وہ پری اور پریزاد حیران ہیں کہ کیا قوت خدا داد ہو کہ اس شاہزادے نے اتنے بڑے دیو کو یوں عاجز کیا شاخ توڑ ڈالی اب کشتی لڑ رہا ہو خداوند کریم نے ہماری کمک کی اور اس بہادر کو اپنی قدرت سے یہاں پہنچا دیا کہ مرنے سے جان بچی اور میری زوجہ کا چشم عصمت اس کے سنگ ظلم سے محفوظ رہا اور اسکی بھی جان بچی اُدھر وہ پرچی یہ اپنے دل میں کہہ رہی ہو کہ کیا قدرت خدا کی ہو کہ کیا اُس نے عین وقت پر اس بہادر کو بھیجا کہ میرے شوہر کی بھی جان بچی اور میری بھی جان اُس کے ہاتھ سے چھوٹی اور پر وہ عصمت و عفت میں رخنہ نہ ہو ایہ دونوں تو یہ خیال کر رہے ہیں اُدھر شاہزادے نے اس دیو کو تھوڑی ہی دیر میں کشتی میں زیر کیا کولہ پر لا کر زمین پر پھینکا دیا کہ وہ چاروں شانے چت گرا یہ معلوم ہوا کہ آسمان زمین پر پھٹ پڑا یا پہاڑ گرا دھماکا ہوا کہ تمام صحرا ہل گیا یہ فوراً جست کر کے اسکی چھاتی پر سوار ہوئے اُس نے قصد آسمان کا کیا اُغھون نے رافون میں مضبوط دبا لیا تھا اور کہا کہ کیا کتنا ہوشناخت میں پروردگار عالم کی اُس نے کہا کہ نزار ہزار جانین میری خداوند ابلیس کے اوپر نثار ہیں اور کلمہ سخت شان میں شہزادہ کے کئے بس یہ سنتے ہی سہرا بٹائی کو غصہ آگیا ایک طمانچہ اس دور سے مارا کہ منہ آسکا پھر گیا دانت ٹوٹ گئے خون منہ سے جاری ہوا بس ایک ہاتھ دیر وقف رکھا اور دوسرا ہاتھ پس سر پر کھڑک جو جھٹکا دیا اُسکا سر دھڑپ سے کھینک کر زمین پر پھینک دیا بس سینے پر سے اسی حالت غیظ میں اُسٹھے ابھی وہ تڑپ رہا تھا کہ ایک پانوں کو اپنے پانوں سے دبا یا اور دوسرے کو دو پانوں ہاتھوں سے پکڑ کر جوڑ کر کیا پہلے زور میں تا بہ نات دوسرے میں تا بہ سینہ تیسرے میں مثل کر پاس کہنے کے چیر کر پھینک دیا ہر دو دیوار شجر و حجر زمین و آسمان سے جدا کے حسین و آفرین بلند ہوئی شاہزادے نے اُسکو قتل کر کے اور جوش شجاعت میں جھوم کر جگر سے طنطنہ اُٹھ کر کبر کھینچا کہ تمام صحرا گونج گیا یہ قوت و طاقت دیکھ کر وہ پری تو دوڑ کر قدموں پر گر پڑی اور اپنی آنکھیں قدم شاہزادے سے ملنے لگی اور عرض کرتے لگی کہ آپ نے میری آبرو و جان اور میرے شوہر کی جان بچائی خدا آپکی مراد ولی بر لائے اور آپ کو نظر بد سے بچائے یہ تو فرمایا کہ آپ کون ہیں جو ہم غریبوں کی آپ نے کمک فرمائی اور ہماری جان بچائی ورنہ یہ بخت ضرور میرے شوہر کو قتل کرتا اور میری آبرو لیتا شاہزادے نے اُسکا سر قدم سے اٹھا کر کہا کہ کیا تو دیوانی ہو گئی ہو کہ میرے قدموں پر گری پڑتی ہو ارے ٹھہر جا میں تیرے شوہر کو قید بلا سے رہا کروں وہ بچارہ گرانی طوق و زنجیر سے ہلاک ہوا جاتا ہو اسکی خبر تو لینے دے یہ کہہ کر اس پریزاد کے فریب آئے اپنے ہاتھ سے اُسکے گلے کا طوق ہاتھوں کی پھکیاں پیرون کی بیڑیاں توڑ کر مثل تار عنکبوت کے اُسکے جسم سے جدا کیا اور اُسکو قید سے رہا کیا وہ پہلے سے دغا بین دے رہا تھا اور تعریف کر رہا تھا بس جیسے ہی یہ رہا ہوا دوڑ کر قدم پر گر پڑا اور آنکھیں ملنے لگا اور کہنے لگا کہ آپ کے سبب سے دوبارہ زندہ کی پائی پھر حیات تازہ ملی ورنہ یہ حرام زادہ مجھکو قتل کرتا اور میری زوجہ کی آبرو لیتا شاہزادے نے اُسکے سر کو اٹھا کر سینے سے لگا یا اور فرمایا کہ اے بھائی یہ تم کیا کہتے ہو اس خداوند کریم کا شکر یہ ادا کرو کہ جس نے تمہاری جان بچائی اور مجھ کو اس مقام پر عین وقت پر پہنچا دیا تمہاری قصاص نہ تھی کہ وہ حرام زادہ میرے ہاتھ سے مارا گیا میں

کس قابل ہوں کہ کسی کو زندہ کرونگا یہ کلمہ کفر جو اب کبھی زبان پر نہ لانا میں اُسکا ایک بندہ ذلیل ہوں
یہ سب اُسکی عنایت جو اب تم اپنے حال اور اپنے نام سے مجھ کو آگاہ کرو اور یہ بیان کرو کہ یہ کیا بات
تھا اُسے دستِ ادب جوڑ کر عرض کیا کہ آپ میرے ہمراہ میرے غریب خانہ پر تشریف لے جائیں
اپنے قدم مبارک کے نور سے میرے کلبہ تاریک کو روشن فرمائیے اور جو تان و نمک چھو جب
جو نوش فرمائیے اور میرے حال کو سماعت فرمائیے شاہزادے نے جواب دیا کہ ہر امر وقت پر
موقوف ہوتا ہے ابھی اس امر کا وقت نہیں آیا ہے میں ایک اشد ضرورت سے جاتا تھا تمہارا
یہ حال دیکھا ترس تھا رے حال پر آیا دوسرے خدا نے اُسکی قضا میرے ہاتھ سے مقدر کی
تھی کیونکہ مراد صراحتاً بس میں تھا رمی دعوت کو رد نہیں کرتا ہوں جب اپنے کام سے ذرا غافل
کر کے واپس آؤنگا تو ضرور تمہارا مہمان ہونگا اگر ابھی مہمان ہوں تو عرصہ ہوگا میرے کام میں
زیادہ عرصہ ہونا باعثِ میری ہلاکت کا ہو کیونکہ میں یہ قسم کھا چکا ہوں کہ جب تک اس کام کو نہ کرونگا
مجھ پر دہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہو پس میں کیوں کر تمہارے ہمراہ چل سکتا ہوں دوسرے یہ امر ادبیت
برائے کہ اگر میں عرصہ کرونگا تو میرے عرصہ کرنے سے چند ہند گان خدا کی ہلاکت کا خوف ہے
پس میں اُنکی ہلاکت کا سبب ہوں گا ہاں تم اپنے نام و نشان سے آگاہ کرو میں ضرور آؤنگا
اُس پر یزاد نے کہا کہ اچھا اب اپنے اسم گرامی نام نامی سے اور اپنے دولت خانہ کے پتہ
سے اس خاکسار کو آگاہ فرمائیے شاہزادے نے جواب دیا کہ یہ امر بھی ناممکن ہے اور نہ میں
اپنے نام سے اُسوقت تک کسی کو آگاہ کرونگا کہ جب تک میں اپنے مقصد سے کامیاب نہ
ہو لونگا اور مراد دلی سے فیضیاب ہوئے نشان سے آگاہ کرونگا اسمین ایک مصلحت ہو تم
زیادہ مصر نہو اور دیر نہ کرو اپنے نام و نشان سے آگاہ کرو اور اپنے مقام کی راہ لو میری منزل
کھوٹی ہوئی ہو لاکھ لاکھ اُس پر یزاد نے کہا اگر شاہزادے نے جاننے کا اقرار نہ کیا اور نہ نام
سے آگاہ کیا اور یہی جواب دیا کہ جب واپس آؤنگا تو تمہارا مہمان بھی ہونگا اور اپنے نام سے
بھی آگاہ کرونگا آخروہ مجبور ہو گیا اور کہا کہ یہ میرا مقدر شاہزادے نے کہا کہ تم آزدہ نہو میں تم سے
اقرار کرتا ہوں اور قسم کھاتا ہوں کہ ضرور آؤنگا لے تم جلد بیان کرو عرصہ ہوتا ہے تب اُسے کہا کہ
اس غلام کو صرف پر یزاد کہتے ہیں اور یہ جو آپ کی کینز جو اسکا نام گلشنِ پری ہے اس درہ کو دے
یا بیخِ فرسخ ایک جزیرہ ہو کہ اُسکا جزیرہ ارخوان نام ہو میں وہاں کا حاکم ہوں اور ناظم
ہوں میرا جزیرہ کو سون تک مشہور ہے جہاں سے حضور دریافت فرمائیں گے پتہ چل جائیگا اور
یہ جو واقعہ حضور نے ملاحظہ فرمایا یہ اس طور سے ہے کہ جبکہ میری زوجہ کی میرے ساتھ شادی ہوئی
تھی یہ ناکند تھی اُسی زمانہ میں یہ دیو جسکو حضور نے قتل کیا تھا اور اسکا نام دیو دراز قد ہے وہ میری زوجہ پر
عاشق ہو گیا تھا اور چاہتا تھا کہ میں لیجاؤں چونکہ ہم اور یہ چچا زاد بہن بھائی بھی تھے اور میرا باپ
صاحبِ لشکر تھا میرے چچا ہمیشہ میرے باپ کے ہمراہ رہتے تھے اس سبب سے موقع نہ ملتا تھا
ناچار تھا خونِ جگر پیکر رہتا تھا شاہزادے نے فرمایا کہ تمہارے باپ اور چچا کا کیا نام تھا اور
کیا تمہارے باپ بادشاہ تھے اور صاحبِ لشکر صرف پر یزاد نے عرض کیا کہ جی ہاں
جزیرہ کو رے کے حاکم تھے دو لاکھ دیو و پری اُنکے لشکر میں تھے اور ہر ایک زبردست تھا
اور خود بھی والدِ بزرگوار شجاعانِ روزگار سے تھے بڑے بڑے شاہانِ قاف نے اُس

جزیرے پر لشکر کشی کی مگر آپ کے اقبال سے سوائے شکست کے کبھی فتح نہ پائی اس کجنت
دیو دراز قد نے کیا کوئی دقیقہ فرو گذاشت کیا ہو مگر فضل خدا ہمیشہ شامل حال رہا کہ یہ ہمیشہ
شکست کھا کر بھاگا حضور میرے والد بزرگوار کا نام شمشاد پر بڑا تھا اور عم بزرگوار کو میرے
عقاسے پر بڑا دکتے تھے سب ہمیشہ سے خدا پرست رہے ابھی تک ہمارے خاندان میں کوئی کافر
نہیں ہوا حضور اس دیو دراز قد کا باپ بہت مرد پرہیزگار اور دیندار تھا اور بہت بہادر
تھا میرے باپ کے لشکر کا سپہ سالار تھا یہ اس کا فرزند کافر ہوا اس کا قصہ یوں ہو کہ جب یہ پیدا
ہوا تو اس کے باپ نے اسی دن انتقال کیا اول تو یہ خوشست ظاہر ہوئی مگر اس کی پرورش سرکا
شاہی سے کی گئی جب یہ کوئی چار برس کا ہوا مان اس کی مرگئی وہ بھی بہت مومنہ تھی بس اب یہ
اکیلار گیا اس کا ایک چچا تھا کہ وہ اس کو لیکر اپنے مکان پر بس اس کا کوئی سرپرست تو تھا نہیں
چہرہ آوارہ ہوتا آوارہ ہو گیا اور اس کو ابلیس پرستوں سے صحبت رہی ابلیس پرست
ہو گیا اس کا چچا بھی ابلیس پرست تھا وہ بیان کا باشندہ نہ تھا اور نہ ہکو اس کے کافر ہونے کی
خبر تھی نہ اس کی بس کبھی کبھی ہمارے جزیرے میں آیا کرتا تھا ایک دن یہ جو آیا تو میری نہرو جو
یعنی گلشن پر ہی کو کہ یہ اس وقت کم سن تھی اور شادی بھی نہیں ہوئی تھی براے سیر باغ گلین
تھیں دیکھ کر عاشق ہو گیا پہلے تو اس دیو نے انتظار کیا کہ جو ان ہو لے تو پھر درخواست کروں
جب یہ سن خمیز کو پہونچی اس کو معلوم ہوا اس نے بڑے چپاسے درخواست کی اول تو یہ ملازم کا لڑکا
تھا دوسرے اظہار بھی درست نہ تھے تیسرے یہ قوم دیو سے ہم قوم پر بڑا دے زمین و آسمان کا
فرق چوتھے ہمارے خاندان کا یہ طریقہ تھا کہ آپس میں شادی کرتے تھے اور اب بھی کرتے
ہیں کس طور سے منظور نہ کیا گیا اس کو جوابہ یا گیا اس کو بہت ناگوار ہوا اب یہ اس فکر میں رہا کہ کسی
صورت سے نکال لیجاؤں مگر بسبب والد بزرگوار کے قابو نہ چلا بس وہ کئی مرتبہ لشکر آیا مقابلہ ہوا
شکست کھائی اب ظاہر ہوا کہ یہ ابلیس پرست بھی ہو اب تو اور زیادہ کراہیت ہوئی یہ تو
اس دن سے وقت و موقع کا منتظر تھا کہ اسی زمانہ میں عم بزرگوار علیحدہ ہوئے اور جب وقت
انتقال قریب ہوا تو میرے والد سے وصیت فرمائی کہ امی براور تم صاحب حکومت ہو اور میں
ہمیشہ تمہارے ساتھ رہا یہ جو لڑکی میری ہو تمہاری خور ہو اس کا بہت خیال رکھنا اور سوائے
اس کے کوئی میرے اولاد بھی نہیں ہو اور اس امر کا خیال رہے کہ اس کی شادی ایسے مقام پر کرنا
کہ جہاں اس حرام زادے دیو دراز قد کا دسترس نہ ہو نہ خرابی ہوگی بلکہ میری یہ مرضی ہو
کہ تم میرے شاہزادے اور خداوند زادے یعنی صدف پر بڑا دے کی کنیزی میں دنیا تو بہتر
ہوگا اور اس کا قابو نہوگا والد نے کہا کہ جو تم نے کہا ہو مجھ کو بسر و چشم قبول ہو یہ میرے سرکا تاج ہو
آنکھوں کا نور ہو بس انھوں نے انتقال کیا ان کا صدمہ والد کو بہت ہوا بعد فراغت امور تعزیت
سال بھر کے بعد میرا عقد کر دیا بس ہم اور یہ دونوں عیش عشرت بسر کرنے لگے جب
اس حرام زادے کو خبر ہوئی لشکر لیکر بھرا آیا اور مقابلہ ہوا شکست کھا کر بھاگا مگر اپنی حکمت سے
باز نہیں آتا ہی بعد چند سال کے والد نے بھی انتقال کیا اب میں حاکم ہوا اس کو جو معلوم ہوا یہ پھر
لشکر لیکر آیا مگر فضل خدا سے شکست کھائی اب جو شکست کھائی تو اس نے لشکر کشی موقوف کی اور وقت
کا منتظر رہا کہ غافل پاؤں تو لیجاؤں ہم بہت فکر رکھتے تھے تھوڑے عرصے میں کچھ اس کی خبر

نہ معلوم ہوئی کہ کمان ہو جب یہ مجھ کو معلوم ہوا کہ مفقود و ناجائز ہو گیا ہی مجھ کو بھی اطمینان ہو گیا میں نے
 بھی فکر کرنا چھوڑ دی اب اتفاق سے آج شب کو ہم زن و شوہر بالائے قصر تنہا سو رہے
 تھے کوئی سوا سے ہم دونوں کے نہ تھا جو کہ شب ماہ بھی دو پہر رات بیدار رہے اب جو سوئے
 تو غافل ہو گئے کسی امر کا تو خوف تھا ہی نہیں یہ حرام زادہ وقت کا منتظر تھا اس موقع کو قیمت
 جان کر مجھ کو اور میری زوجہ کو غافل پا کر اٹھا لایا اس درہ کوہ میں جب صبح کو میری آنکھ کھلی
 اپنے کو طوق و زنجیر میں گرفتار پایا میں نے خیال کیا کہ خواب دیکھ رہا ہوں پھر خیال کیا کہ یہ خواب
 کیسا اب جو آنکھ کھول کر دیکھا تو اس حرام زادے کو رو بہ رو پایا اور زوجہ کو اپنی اُسکے پہلو میں
 پہلے تو خیال ہوا کہ یہ حرکت میری زوجہ کی ہی پھر جب میں نے طریقہ دیکھا تو وہ خیال بر طرف ہو گیا
 اُس وقت سے اُس کا یہ قصد تھا کہ مجھ کو قتل کرے اور میری زوجہ سے وصل حاصل کرے مگر اس
 عقیقہ نے قابض نہ ہونے دیا اُس نے جو جو برکت اور تکلیف مجھ کو دی کیا عرض کروں خلاصہ یہ
 کہ آپ تشریف لائے اور آپ سے اُس کا ظلم نہ دیکھا گیا آپ نے اُس کو قتل کیا یہ میرا واقعہ تھا
 جو کہ میں نے عرض کیا شانہ زادے نے فرمایا خیر شکر خدا کر و مصرعہ رسیدہ بود بلا سے دے
 بخیر گذشت + اب تم اپنے مقام کو جاؤ اور میں طرف اپنے منزل مقصود کے جاتا ہوں یہ فرما کر
 قریب مرکب کے تشریف لائے اور سوار ہو کر اُس درہ کوہ کی طرف روانہ ہوئے داخل
 درہ ہوئے اُس درے کو طو کر کے صوا کا راستہ لیا شانہ زادہ تو ادھر کو روانہ ہوا ادھر صدق پر نیا
 مع اپنی زوجہ کے شانہ زادے کی قرین و توصیف کرتا ہوا اپنے جزیے میں آیا یہاں سب
 ملازم پریشان تھے اُنھوں نے جو دریافت کیا کہ ہم دونوں براے شکار صبح کو چلے گئے تھے
 کوئی مقام فکر نہ تھا وہ واقعہ نہ بیان کیا بیڑی خیال کی بس صدق پر نیا تو اپنے جزیے
 میں انتظار شانہ زادے کا کر رہا تھا راوی کہتا ہے کہ شانہ زادے نے جو اپنا نام نہ بتایا اور نشان
 اس خیال سے کہ شاید یہ خبر کر دے اور روک لے بس شانہ زادہ درہ کوہ سے نکلا کہ مرکب کو
 مہینہ کر کے ایک طرف کو روانہ ہوا کوئی پانچ چھ کوس راہ طو کی ہوگی کہ آفتاب غروب
 ہو گیا شام ہو گئی قریب ایک چٹنے کے پہنچے دل میں خیال کیا کہ رات ہو گئی ہو اب یہ شب
 اسی مقام پر بسر کرو گو شب ماہ ہو مگر کیا حاصل کسی اور طرف نکل جائیں صبح کو پھر روانہ ہوئے
 بس یہ تصور کر کے مرکب پر سے اترے نماز مغرب پڑھی مرکب کو درخت سے باندھ دیا
 خود زین پوش بچھا کر اُس پر بیٹھے سپر تلوار رو بہ رکھ لی جو جرات بڑھتی جاتی ہی وہ وہ سناتا
 ہوتا جاتا ہو ہر طرف ایک ہو کا عالم اُس ویران صحرائے زندون کی صدا کے دوسری صدا
 نہ تھی غول بیابانی الگ ڈرار ہے تھے سائین سائین کی صدا ابھی تھی کبھی اس حالت سے
 شب نہ گزری تھی کہ کوئی پاس نہوا ہو اُس صحرائے وہ پروردہ آفوش مادر تنہا تھا سوا سے حسرت
 یاس کوئی پاس نہ تھا نہ کوئی ہمد تمھانہ غمگسار و مونس نہ یار کہ اُس سے کلام کریں کبھی اُنھ کو
 ٹٹلنے لگتے تھے کبھی بیٹھ جاتے تھے اسی صورت سے وہ شب تمام ہوئی آثار سحر نمایان ہوئے
 نماز سحر ادا کر کے مرکب زین پوش کس کر سوار ہوئے اور طرف صحرائے چلے اسی صورت
 سے تین شبانہ روز برابر ہر وی میں گذرے شب کو کسی درخت کے سایہ میں بسر کر لی دن
 بھر ہر وی کی دھن رہر وی میں ایک مقام پر مرکب مر گیا پیادہ پا چوکے مگر اپنے ارادے سے

مازند آئے مرکب جب مر گیا تو بہت افسوس کیا اور فلک کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مجھ پر بھی
 ناگوار ہوا کہ میں سوار ہو کر راہ دور و دراز طرکوں خیر جو میرے مقدر میں ہو گا وہ پیش آئیگا
 میں پیادہ پا اپنے کام کے پورا کرنے کی کوشش کرونگا راوی نے بیان کیا کہ مرکب
 ایک صحرا سے بے آب و گیاہ میں بسبب دن بھر کی رہروی کی اور شدت کے مر گیا قریب
 شام ایک صحرا میں پہونچے وہاں پانی وغیرہ ملا بہت افسوس کیا وہ شب اسی صحرا میں بسر کی
 صبح کو پیادہ روانہ ہوئے راوی کہتا ہے کہ تھوڑی دور تک تو کچھ نہ معلوم ہوا مگر کبھی پیادہ پا نہ
 چلے تھے اب گران گذرنے لگا کیا کرتے مجھ پر دنا جاری تھی جو مقدر میں لکھا تھا وہ ضرور پیش
 آتا تھا تا چار قدم اٹھائے چلے جاتے ہیں جب بہت تھک جاتے ہیں کسی شجر کے نیچے بیٹھ کر دم
 راست کر لیتے ہیں پھر راوی ہوتے ہیں اسی طور سے وہ صحرا سے سبزہ زار تمام ہوا اب ایسے صحرا
 میں پہونچے کہ جہاں سوا سے رنگ روان کے کوئی اثر نہ تھی کو سون گین درخت کا نشان تک
 نہ تھا چشمہ و چاہ کیسا ناایاب تھا اتنی بہت پریشان ہوئے کبھی اس طور سے بدون سواری کے
 راہ نہ چلے تھے تمام نوؤں میں آبلہ پڑ گئے وہ پاسے تارک کہ جسکو پر بان آنکھوں سے ملتی تھیں
 اور چومتی تھیں آنا اس کر آئے تھے تمام آبلہ بھوٹ بھوٹ کر اس کو ہر صدف شہریاری کے
 حال پر گریان ہوتے تھے مگر یہ دلیر جبر اختیار کیے ہوئے برابر چلے جاتے تھے تمام لہاس پر گرد
 کہ ورت اور چہرے پر گرد ملال تھی پانوں افزا و دم اور کثرت آبلوں سے اٹھائے نہ جاتے
 تھے مگر اس شیر بیشہ شجاعت کو کسی امر کا خیال نہ تھا سوا سے اس امر کے کہ کوئی مقام آباد ملے تو
 ان لوگوں سے جو کہ وہاں کے باشندے ہوں تمہیں طلسم جیل چراغ سلیمانی کا نشان دریافت کروں
 اپنے پر و غم کی رہائی کی فکر کروں اپنے اس بلا میں مبتلا ہونے کی کچھ تشویش نہیں فوہت باخبر رسید
 کہ دن خوب چرمہ گیا آفتاب بلند ہوا وہ رنگ و ذرہ ہاے رنگ حدت دھوپ سے مثل اکل
 کے جلنے لگے ہر ذرہ بصورت چنگاری تھا زمین مثل تابہ آہنی کے تپ رہی تھی گرمی کا یہ حال تھا
 کہ پسینے آ رہے تھے ایسی حدت دھوپ کی تھی کہ ہتھیرا بٹلے جاتے تھے پانوں زمین پر نہیں رکھا جاتا
 تھا مگر کیا کرتے جس طور سے ممکن ہوتا تھا رہروی کرتے ہوئے چلے جاتے تھے جب ہوا کا
 جھونکا آیا یہ معلوم ہوا کہ آتش نے جلادیا تمام جسم کو پھونک دیا اگر کوئی ذرہ اڑ کر جسم پر پڑ گیا
 یہ معلوم ہوا کہ اٹھ رہی کہ اسنے جلادیا آبلہ پڑ گیا کو سون سایہ کا نام نہ تھا چٹیل میدان تھا بزم و غیرہ
 اسی صحرا میں آتے ہوئے ڈرتے تھے بوے اموات و حیوانات کا نشان تک نہ تھا اگر
 کوئی چشمہ یا چھر ملا امید ہوئی کہ پانی پیکر شکی فرد کو دن قریب جو پہونچے دیکھا کہ آسمین افنی و اذر
 پرے ہوئے ہیں بسبب گرمی کے اور حدت دھوپ کے لوٹ رہے ہیں زہرا گل رہے
 ہیں کف اپنا ڈال رہے ہیں یہ جو حال دیکھا امید قطع ہو گئی اور آگے بڑھے اگر کوئی درخت سایہ
 دار دور سے نظر آیا خیال کیا کہ اسے سایہ میں کچھ دیروم لین گے جب اسے قریب پہونچے تو دیکھا
 کہ تمام برگ و ثمر اسے خشک ہیں ڈنڈ کھڑا ہی بلکہ شاخیں تک خشک ہیں اگر اسپر کوئی زراغ یا زرخ
 کین سے مرنا ہوا بسبب تازت آفتاب کے کہ اس ڈنڈ پر بیٹھا وہ ایسا جاتا تھا اور ایسی گرم
 ہوا تھی کہ اسے پر وبال جلنے لگتے تھے اور زمین پر گر پڑتا تھا انکا بھی یہی حال ہو کہ تازت آفتاب سے چہرہ
 کھلا گیا ہو اسر تا پا عرق عرق ہیں آبلہ پڑے ہوئے ہیں شدت عیش سے تالو چٹھا جاتا ہوا زبان

مین کانٹے پڑے ہوئے مین گرسنگی کا الگ غلبہ ہو وہ گل گزار صاحبقرانی خار ہاے بلا مصیبت
 مین گھرا ہوا ہو اپنی زندگی سے عاجز ہو موت کا خواستگار ہو اپنے خالق سے اس طور سے دعا کرتا ہو کہ اگر
 خالق لم یزل و رزاق بے بدل و قاضی الحاجات دافع البلیات و اعی حلال مشکلات میرے حال
 پر رحم فرما اور بلا سے نجات دے یا قابض ارواح کو بھیج دے کہ وہ اگر میری روح قبض کر لے
 اب مجھ سے یہ مصیبت سفر و تکلیف راہ نہیں اٹھ سکتی ہو اس طور سے دعائیں کرتا ہو اور واندہ ہوا
 بعض بعض مقام پر اس قدر ریگ ماتی ہو کہ تاکہ دھنس جاتا ہو بہ ہزار وقت و خرابی اپنے کو نکالتا ہو
 ہتھیار جلنے لگے اور ناگوار گزرنے لگا انکو جسم پر سے دور کیا اسی صحرا میں پھینک دیا صرف ایک مکان
 و تلوار اپنے پاس رہنے دی اس خیال سے کہ شاید کوئی درندہ ملے اور وہ تکلیف پہونچائے
 تو اس سے اُسکو ہلاک کر کے اپنی جان تو بچا لو نکا تقدیر نے ایک ایسے صحرا میں پہونچایا کہ جہاں
 مغیلان کے درخت لگے تھے مگر خشک تھے تقدیر نے وہ بھی سبز نہ دکھائے کہ کاش اُنھیں
 سایہ میں دم لیتے بلکہ یہ تکلیف پہونچی کہ اُنکے خاروں نے تمام جسم کو نگار کر دیا کہ سب نوک خار
 سے پھوٹ گئے خون بہنے لگا تمام لباس تار تار ہو گیا عجب بلا میں سہرا ب ثانی مبتلا مین اپنی
 زندگی سے بیزار موت کے خواستگار چلے جاتے مین تلوار سے اُن کا نئون کو کاٹتے ہوئے
 تلواروں سے خون بہ رہا ہو لباس کی دھجیاں مین خاک مین اُسے ہوئے مین جہاں جہاں زخم
 پڑ گئے تھے اُس پر ریگ پڑ کر جم گئی ہو وہ حد تکلیف دے رہی ہو اگر کسی مقام پر تھک کر خاک
 پر بیٹھ گئے تو برداشت نہوسکی پھر کھڑے ہو گئے زمین مثل تابہ آہنی کے تپ رہی تو ہر طرف سے
 شعلے نکل رہے مین یہ عالم ہو کہ اگر داد گرے تو بریان ہو جائے راوی نے بیان کیا کہ وہ
 دن اسی حالت میں بسر ہوا ایک مرتبہ اب عاجز ہو کر اور تڑپ کر جو سہرا ب نے دعا کی چونکہ
 زمانہ تکلیف کا ہر طرف ہو چکا تھا ستارہ اقبال نے رخ کیا تھا ساعت محسوس ہو تھی وہ ہر طرف
 ہو چکی تھی گردش مقدر بھاگ چکی تھی تیر و عابدت اجابت پر پہونچا خدا نے رحم کیا کہ سامنے سے
 ایک صحرا سے سبزہ زار وادی پر بہار نظر آیا گو عجب حال تھا راہ چلنا محال تھا مگر اُس صحرا کو دیکھ کر
 جسم مجروح مین پھر روح نے عود کیا قدم اٹھا کر جلد جلد اُس طرف کو چلے گو قدم نہ اٹھ سکتے مین
 مگر اس خوشی مین کہ بہان تو کچھ راحت ملیگی ضرور چشمہ و چاہ ہو گا سایہ بھی ہو خداوند کریم نے تیر
 حال پر رحم کیا کہ اُس بیابان بلا سے نجات دی ضرور راہ نے صحرا سے بہار تک پہونچا دیا اب
 جون نون اپنے کو اُس بیابان مصیبت و بلا سے نکالا اور اُس صحرا سے بہشت فضا میں اپنے کو
 پہونچا یا دن بھی تمام ہو چکا اب وہ جوت اور گرمی بھی نہ تھی ہو امین بھی برودت اثر کر چکی تھی
 اُس صحرا کی سرد ہوا جو کئی غنچہ دل کو شکستگی حاصل ہوئی روح نے راحت پائی پسینہ خشک ہوا
 قلب کو سرد ہوا دل سرد ہوا ہوا کے جھونکوں نے دل پر مردہ کو تازہ کیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
 جو زخموں مین لگی تو راحت ملی اور جسم کو آرام ملا اُس صحرا میں پہونچ کر سب تکلیف راہ فراموش
 ہو گئی ایسی راحت ملی تلاش آب مین چلے ایک چشمہ آب خوشگوار و شفاف کا نظر آیا اُس کے قریب
 آئے پہلے منہ ہاتھ دھویا جو آبلوں پر چاک جم گئی تھی اُسکو پانی سے ہر طرف کیا اسکے بعد جو صحرا
 شرینے اُنکو توڑ کر کھایا کیونکہ شدت بھوک سے عجب عالم تھا پانی پیکر شکر خداتھا قصد کیا کہ اب اُس کے
 چلون مگر بہت نہ پڑی طاقت پانوں مین نہ پائی اسی چشمہ کے قریب سبزہ پر سایہ درخت مین

بیچہ گئے دل سے باتیں کرنے لگے کچھ شکایت نکلی کرنے لگے جب اُس صبح کی تکلیف کا خیال
 دل میں آجاتا تھا تو تمام بدن کے بال کھڑے ہو جاتے تھے کبھی دل میں کہتے تھے کہ میں
 وہی ہوں کہ جسکی خدمت میں ہر وقت ہزاروں پران اور پرزاد موجود رہتے تھے جہاں ایک
 قطرہ پسینے کا گرتا وہ اپنی جان نثار کرتے مان و نانا کا میرے ساتھ وہ عالم تھا کہ ہر وقت منہ
 دیکھے جاتا تھا دھوپ میں نکلتا انکو ناگوار ہوتا تھا ہر وقت سامان عیش میاں رہتا تھا تاکہ کسی امر
 کی تکلیف نہ ہو کوئی وقت ایسا نہ ہوتا تھا کہ میں اکیلا ہوں یہ خیال تھا مان و نانا کو کہ ڈرنے والے یا
 آج وہی ہم ہیں کہ آج بون لکیلے ہیں نہ کوئی ہرم جو نہ مولش نہ غمگسار کہ جس سے اپنا حال زار
 بیان کریں اسوقت وہ لوگ کہاں ہیں کہ جو اس امر کے اوپر مستعد رہتے تھے کہ اگر ہمارے مالک
 و آقا کا پسینہ گرے تو ہم اپنا خون اُس مقام پر گرا دیں وہ اگر دیکھیں کہ پسینہ تو ایک طرف خون
 جسم سے بہ رہا ہو کہاں ہیں اسوقت مان و نانا کہ جنگو میرا دھوپ میں نکلتا ناگوار ہوتا تھا یا آج کئی
 دن سے میں دن بھر دھوپ میں سرگردان و آوارہ پھر رہا ہوں ایسی ایسی باتیں دل سے کرتے
 ہیں پھر یہ کہتے ہیں کہ جو کچھ مصیبت و بلا گزرے سب راحت و آرام ہو مقام ظلم کا پتہ لمبا لے
 پڑ بڑ گوار جہ عالی مقدار غم نامدار کی رہائی ہو جائے چاہے میری جان جان جائے کیا ہے رہے
 میں تو اب اس امر سے باز نہ آؤنگا جو قصد کر لیا وہ کر لیا جو مرد ہیں وہ زبان کے دھنی ہوتے
 ہیں جو کہتے ہیں وہ کرتے ہیں میرا تو عمل اس شعر پر ہی شعر باتن رسد بہ جانان یا جان زتن برآید
 دست از طلب ندارم تا کار من برآید + دیگر سرخی چیم ز شمشیر حبیب + ہر چہ آید بر سر من یا نصیب +
 کوئی امر مشکل نہیں ہو اگر خدا کو منظور ہو گا کوئی بات نہیں ہو وہ ایک پل میں سب آسان کرے والا
 جو انسان کو لازم ہو کہ اُسکی ذات پر بھروسہ رکھے اور تکیہ کرے وہی آسان کرنے والا مشکلات
 کا جو مرد کو لازم ہو کہ ہر مشکل میں اپنے جو اس بجائے کہ جو اس نہو ای سہرا اب یہ کیا ہر اس
 کی باتیں کرتے ہو کیا تم وہ شعر بھول گئے جو شاعر نے کہا ہو شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود + مرد
 باید کہ ہر آسان نشود + تم مرد ہو تمکو اسقدر تکلیف ہے پریشان ہونا نہ یا نہیں ہو بس شاہزادہ
 ایسے ایسے خیال دل میں کر رہا ہو اور کنارے چشمہ کے زیر سایہ درخت بیٹھا ہو چونکہ دن تمام
 ہو چکا ہو ہنگام شام قریب ہو طائران صحرائی اڑا اڑ کر آتے ہیں اور اشیائے نون میں مقیم ہوتے
 ہیں اور کچھ درختوں پر بسیرا لے رہے ہیں چرندے بھاگے چلے جاتے ہیں شاہزادہ اسیطور
 سے بیٹھا ہوا تماشا دیکھا کیا بالکل خوف و خطر نہ کیا یہاں تک کہ رات ہو گئی دسناٹا صبح کا ڈرانا
 ہوا کا درندہ دن کا بولنا غول صحرائی کا دراندل کو بقرار کیے دیتا تھا مگر وہ قوی دل اسیطور
 سے دوزاں بیٹھا ہوا تھا کہ وہ صبح ابھی سبزہ زار تھا مگر صبحاے قیامت سے زیادہ تھا اگر رستم
 سا بہادر اس صحرا میں شب کو قیام کرتا تو اکیلا نہ رہا جاتا گا یہ شیر بیشہ شجاعت و شنگ دریاے
 جرات شب بھر اس صحرا سے پر خوف و خطر میں بیٹھا رہا کبھی آنکھ لگ گئی جب کوئی درندہ
 بولا آنکھ کھل گئی پھر دل سے باتیں کرنے لگا اسی عالم سے وہ شب بسر ہوئی سحر ہوئی کتنا
 عرض کیا جائے کہ کیا سامان تھا جو ہنگام سحر میں سامان قدرت خدا کا ہوتا ہو وہ شاہزادہ
 کو نظر آیا بس جب وقت نماز سحر قریب آیا چشمے سے وضو کیا دو گنا خالق ادا کیا اُس لباس
 تار تار کو بطریق لباس قلندرانہ اٹھایا اور ایک طرف کو فخرانہ وضع سے چلے گئے نہمت تھی نہ

کرنا مگر فقیرانہ وضع کر لی تھی اس صحرانہ کی سپر کرتے ہوئے پاؤں سو جے ہوئے آٹے پڑے
 ہوئے بعض پھوٹے ہوئے بعض میں پانی کسی سے خون جاری کسی پر خون جا ہوا انکی تکلیف
 کے سبب سے راستہ چلا نہیں جاتا مگر ہزار دقت و خرابی چل رہے ہیں ہر قدم پر بیٹھ جاتے
 ہیں پھر اٹھ کر اسی ہونے ہیں اسی حالت سے کوئی پانچ چھ کوس چلے تھے تین پہر دن میں یا
 ایک ایک دن میں پندرہ پندرہ کوس کا صحرانہ کیا تھا جب اس صحرانے سے نکلے اور ایک سبزہ
 زار ملا اس میں قدم رکھا چلے جاتے تھے کہ ایک طرف سے کچھ لوگوں کے بولنے کی صدا آئی اور
 خیام برہا نظر آئے اب سہرا بٹانی اس آواز پر اور ان خیموں کی طرف روانہ ہوئے کہ
 شاید ان لوگوں سے کچھ نشان و پتہ طلسم جیل چراغ سلیمانی کا ملے یہ اس طرف کو چلے اور قریب
 پہونچے تو دیکھا کہ چھ سات خیمے برہا ہیں مگر سب سیاہ ہیں اور جو لوگ اور شاگرد پیشہ و خادم
 خدمتگار ہیں سب سیاہ پوش ہیں کچھ سوار بھی ہیں اور پیدل بھی جو بدار و پسا دل مگر سب سیاہ پوش
 قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بادشاہ ہے اور کسی مصیبت میں مبتلا ہے وہ یہاں اگر مقیم ہوا ہے یہ سب
 اس کے ملازم ہیں شاہزادے نے دور سے دیکھا تو یہی ثابت ہوا کہ یہ سب پریراد ہیں اور دیو زاد
 ہیں اور ایک جانب خیمہ ناموس بھی برہا معلوم ہوتا ہے بس شاہزادے نے خیال کیا کہ لوگوں
 سے دریافت کرنا چاہیے کہ یہ کس بلا میں مبتلا ہیں گو قرینہ سے اور سیاہ پوشی کی حالت سے معلوم
 ہوتا ہے کہ کسی کے غم و الم میں مبتلا ہیں سیاہ پوشی کا کیا سبب ہے کون مر گیا ہو یہ خیال اپنے دل میں
 کر کے بس قریب ان لوگوں کے پہنچے پریرادوں کے آئے انھوں نے جو دیکھا کہ ایک آفتاب
 تھا کہ بکا ایک طالع ہو گیا حالت جو دیکھی تو فقیرانہ وضع ہو مگر چہرے سے شان و شوکت عیان
 ہے گو فقیر ہیں مگر امیری رخ سے ظاہر ہے جو دیکھا اور خیال کیا تو سن بھی کم پایا دیکھا کہ کوئی سات
 آٹھ برس کا سن ہو گا مگر چہرہ مثل آفتاب کے درخشان ہے زلفین دوش پر پڑی ہیں ہاتھ
 میں توار ہو کمان دوش پر ہے یہ جو حالت سب نے دیکھی وہ پریراد جو کہ اس مقام پر موجود تھے
 وہ سب شاہزادے کے گرد جمع ہو گئے اور دریافت کرنے لگے کہ ایسا شاہ صاحب آپ کہہ
 سے تشریف لائے ہیں اور کیونکر قدم رنجہ فرمایا یہ تو فرمائیے شاہزادے نے جواب دیا کہ
 بابا فقیر کا حال کیا پوچھتے ہو جدھر منہ اٹھ گیا اُدھر جانکے جدھر کا پھیرا ہو گیا تم بیان کر دو کہ یہ کیا سبب
 ہے کہ جسکو دیکھتا ہوں وہ سیاہ پوش ہو بلکہ خیمے تک سیاہ ہیں انھوں نے کہا کہ ایسا شاہ صاحب
 ہم کیا سیاہ پوشی کا سبب بیان کریں ہو کہ ہم کسی سے بیان کریں مگر ہم یہ عرض کیے
 دیتے ہیں کہ ایک جوان کا ماتم ہو جو کہ ہمارا شاہزادہ تھا سہرا بٹانی نے کہا کہ اچھا یہ تو بتاؤ
 کہ یہ لشکر کسکا ہے اور اسکا افسر کون ہے اور تمہارا مالک کمان ہو ہو اُسکے پاس بچلو ہم اس سے
 دریافت کر لیں گے ای پریرادو تمکو کچھ طلسم جیل چراغ سلیمانی کی حالت بھی معلوم ہے اور اسکا پتہ
 اگر معلوم ہو تو مجھ سے بیان کرو انھوں نے عرض کیا کہ ہو تو نہیں معلوم ہے بان ہمارے بادشاہ
 بخوبی واقف ہیں اگر آپ اسے دریافت فرمائیے گا تو وہ ضرور نشان دینگے کیونکہ آپو طلسم کے
 دریافت سے کیا غرض ہو کہا کہ ایک میرا پیر بھائی اس طلسم کی سرحد پر رہتا ہے میں اس سے
 ملاقات کے لیے جاتا ہوں شاہزادے نے یہ نہیں ظاہر کیا کہ میں فتح کرنے کو جاتا ہوں مصلحت
 انھوں نے یہ کہا جب یحنا تو کہا کہ ہم اس طلسم سے واقف نہیں ہیں ہاں مجھے بھی نام سنا ہے مگر ہمارے

بادشاہ واقف ہو شاہ صاحب نے کہا کہ تمھارے بادشاہ کا کیا نام ہو اور وہ کہاں ہو یونکر
 انھوں نے جواب دیا کہ یہ لشکر اور خیمے وغیرہ انھیں کے ہیں اور وہ سامنے کے خیمہ میں تشریف
 فرما ہیں انکا اسم مبارک سلیمان پر نیراد ہو تب سہراب نے کہا کہ بھوکے پاس بچلو اور یا
 اجازت دو کہ ہم جائیں انھوں نے جواب دیا کہ ہم آپکی اطلاع کرتے ہیں اگر وہ طلب فرمائیں گے
 تو ہم آپکو پہنچا دیں گے راوی نے بیان کیا کہ سلیمان پر نیراد ایک زمانہ سے اس صحرائے
 فروکش ہو اور اسکا حکم ہو کہ جو کوئی کسی طرف سے وارد ہو خواہ کدوا خواہ بادشاہ اسکو روکنا اور اس
 حال دریافت کرنا کہ تم کدھر سے آئے ہو اور کدھر جاؤ گے اور جسے اطلاع کرنا بدون ہمارے ہی
 اطلاع کے اسکو جرنے نہ دینا اور دوسرا یہ حکم تھا کہ کوئی دریافت کرے تم لوگ اس سیاہ پوشی
 کا سبب نہ بیان کرنا نہ کسی کو طلسم چیل چراغ سلیمانی کا نشان دینا بلکہ کہنا کہ ہم نہیں واقف
 ہیں ہمارا بادشاہ واقف ہو بلکہ جو کہ طلسم کا پتہ یا نشان دریافت کرے اسکی خبر بھوکو ضرور کرنا جبکہ
 سلیمان یہاں آکر فروکش ہوا ہو یوں تو بہت سے مسافر آئے مگر سوائے سہراب غانی کے
 کسی نے طلسم کا نام بھی نہ لیا بس اسی سبب سے ان لوگوں نے گردشاہزادے کے مجمع کیا
 تھا شاہزادے کو خود اسنے ملنا منظور تھا بغرض دریافت طلسم وہ خود آ پاتھا اور وہ تقریر ہوتی
 تھی جب انھوں نے یہ جواب دیا تھا کہ ہمارا بادشاہ واقف ہو تو شاہزادے کو فرض ہوا کہ اسنے
 بھی ملاقات کرے تاکہ کچھ پتہ یا نشان ملے دوسرے اسکو سبب سیاہ پوشی بھی دریافت کر رہا
 تھا اس خیال سے کہ شاید یہ کسی بلامین مبتلا ہوں اور میری سعی و کوشش سے یہ بلان لوگوں
 پر سے دفع ہو تو کیا میرا ہرج ہو خداوند کریم نے ہمارے بزرگوں کو حلال مشکلات بنایا ہو اور اکثر
 مقام پر انھوں نے لوگوں کی کمک کی خدا نے وہ بلا دفع کی بس مجھکو بھی بزرگوں کے قدم قدم
 چلنا چاہیے اپنے کام پر دوسرے کے کام کو مقدم سمجھنا چاہیے اگر یہ لوگ کسی تازہ بلامین مبتلا
 ہیں تو پہلے انکی بلا کو اپنے امکان بھر دفع کر دینا تاکہ خداوند کریم مجھ سے خوش ہو اور میری ہم کو
 سرگرمے اور مشکل کو حل اس خیال سے یہی کہا تھا کہ مجھ کو اپنے مالک کے پاس بچلو بس جب ان
 پر نیرادوں نے یہ سنا کہ انکی بھی خواہش ہو کہ بادشاہ کے پاس جائیں تو کہا کہ آپ ہاں قیام
 کریں ہم ابھی آئے ہیں شاہزادے کو بٹھرایا پھر وہ ایک پر نیراد اس خیمے میں آئے کہ جس
 خیمے میں سلیمان پر نیراد اپنے نرزد کے غم میں مبتلا سیاہ پوش بیٹھا تھا اور رو برو اگر وہ
 سے کھڑے ہو کر خبر کیا اور عرض کیا حضور ہم لوگ اسوقت اپنے کام میں مصروف تھے کہ صحرائے
 طرف سے ایک شاہ صاحب تشریف لائے گو انکا سن اس قابل نہ تھا کہ وہ فقیری اختیار کرتے
 مگر کچھ حال نہیں کھلتا کہ کیوں فقیری اختیار کی چہرے سے انکے آثار بہادری عیان ہیں اور وہ
 شان و شوکت اس فقیری میں رنج سے پیدا ہو کہ شاہان جلیل بھی ٹھونکے اور وہ رعب و دلب
 ہو اس سن میں اور اس حالت میں کہ ہر ایک کلام نہیں کر سکتا چہرے سے یہ عیان ہو کہ کسی ملک
 اور شہر کا شاہزادہ ہو کسی نہ کسی سبب سے لباس فقیری اختیار کیا ہو خواہ کسی کے عشق میں خواہ
 کسی اور سبب سے وہ حسن و جمال ہو کہ اس پردہ قاف میں سب حسین پر نیراد پر بیان ہیں
 مگر سب انکے حسن کے رو برو ہیج ہیں آفتاب انکے روئے زیبائے مقابل ایک ذرہ ہو نہیں سکتے
 جو حسن و جمال اور یہ رعب و دلب دیکھا حواس جاتے رہے مگر جرات کر کے دریافت کیا

کہ کر صر سے آتا ہوا اور کہ صر کا قصد ہو جا اب دیا کہ بابا فقیر و ن کا کیا حال دریافت کرتے ہو
حد صر کا پھیرا ہو گیا ہم آزاد بندے ہیں تارک دنیا ہیں تم یہ بیان کرو کہ تم لوگ سیاہ پوش کیوں
ہو اور یہ بیان کرو کہ ملک طلسم جیل چراغ سلیمانی کا پتہ معلوم ہو اور تھارا افسر کون ہو سمجھنے کہا
کہ ہم یہ حال نہیں بیان کر سکتے کہیں کہ سیاہ پوش کیوں ہیں اور نہ ملک طلسم کا پتہ معلوم ہو لیکن ان
ہمارے بادشاہ سلامت واقعہ میں انھوں نے کہا کہ ملک طلسم کے پاس لے چلو مجھے عرض کیا کہ
طلسم کا حال کیوں دریافت فرماتے ہو کہا کہ میرا بھائی سرحد طلسم پر رہتا ہے اسکی ملاقات منظور
ہو آپ کا اسم مبارک دریافت کیا مجھے عرض کر دیا لہذا وہ آپکی خدمت میں آنے کا قصد
رکھتے ہیں کیا ارشاد ہوتا ہے یہ جو سلیمان نے سنا کہ طلسم کو فقیر دریافت کرتا ہے خیال کیا کہ میں
جس شخص کا منتظر ہوں یہ وہی تو نہیں ہو کیونکہ اہل تخیم کے مجھ کو خبر دی تھی کہ ایک شاہزادہ اگر
اس طلسم کو فتح کر لگا مجھ کو اس غم سے رہا کرے گا یہ وہی شاہزادہ تو نہیں ہے پھر خیال کیا کہ وہ اس
حالت فقیری سے کیوں آنے لگا جاہ و حشم سے تشریف لائے گا خبر جو کوئی ہو اسے پاس
بل کر دریافت حال کرنا ضرور ہو شاید کچھ مطلب تیرا نکلتے یہ خیال اپنے دل میں کر کے
ان پریزادوں سے کہا کہ ان شاہ صاحب کو میرے پاس لے آؤ میں بھی تو دیکھوں کہ
وہ کون صاحب ہیں وہ پریزاد یہ سنکے نصیحت کے باہر آئے اور شاہزادے سے کہا کہ تشریف
لیجیے بادشاہ نے طلب فرمایا ہے شاہزادہ خوشی خوشی ہمراہ ان پریزادوں کے اس مجھے
میں آیا کہ جہان سلیمان پریزاد تھا اندر مجھے کے جو قدم رکھا تو مجھے کو سیاہ اندر سے
بھی پایا شاہزادے کی نظر جو سلیمان پریزاد پر پڑی دیکھا کہ ایک پریزاد مسند سیاہ مائل پر
باریش سفید بیٹھا ہے اور چند خادم و خدمتگار سیاہ پوش پس پشت کھڑے ہیں وہ مرد بزرگ
یعنی سلیمان پریزاد بھی سیاہ پوش ہر تاج سر پر ہر سطوت شاہی چہرے سے ظاہر ہے اور
سے شاہزادے نے سلیمان کو دیکھا اور صر سلیمان کی نظر جو شاہزادے پر پڑی دیکھا کہ ایک
طفل کم سن برس سات آٹھ کا سن چہرہ مثل آفتاب کے روشن و لہین دوش پر چہرے سے
رعب شاہی و سطوت جہان پناہی آشکارا ایسا رعب و داب اور حسن و جمال ہے کہ کوئی آنکھ چاہے
نہیں کر سکتا ہے اور آثار جو انمردی و بہادری اس سن میں چہرے سے پیدا ہیں خیال کیا کہ مقام
عجب ہے کہ اس سن میں یہ رعب و داب ضرور یہ کسی ملک کا شاہزادہ ہے یہ حالت فقیری کسی
نہ کسی سبب سے ضرور ہو اس میں کوئی نہ کوئی بھید ہے یہ صورت فقیر و ن کی نہیں ہوتی ہے
یا کسی کے عشق میں یہ حال کیا ہو یا اور کسی امر سے جب یہاں آئیگا تو معلوم ہو جائیگا سلیمان
پریزاد اپنے دل میں کہ رہا تھا اور اسی طرف دیکھے جاتا تھا جب یہ قریب پہنچے گوئی
خیر اند و ضعیف تھی مگر ایسا رعب و داب و شان و شوکت تھی کہ بے اختیار سلیمان پر
تغظیم اٹھ کھڑا ہوا اور تالاب فرش آکر لیگا انھوں نے بھی سبب اسکی بزرگی کے اسکو
سلام کیا اسنے لیجا کر اسی مسند پر برابر اپنے بٹھا لیا بلکہ خود کچھ فاصلہ سے بیٹھا یہ تلوار و روبرو رکھ کر
بیٹھ گئے جب یہ بیٹھ چکے اسوقت سلیمان نے مزاج پرسی کی گویہ کلام فقیرانہ سے واقعہ نہ تھے
مگر یوں جواب دیا کہ بابا یہ جندہ رب جلیل اچھا ہے تو اپنے مزاج کا حال بیان کر سلیمان نے جواب دیا
کہ ابھی تک آپکی دعا سے زندہ ہوں مگر حیران ہو ہو کر دیکھ رہا ہوں کہ یہ تو فقیر و ن کی وضع نہیں ہے ضرور

شاہزادہ ہر کلام سے بھی ثابت ہوتا ہو جو تقریر اور گفتگو فقیروں کی ہوتی ہو وہ انکی نہیں ہو
بس اس سے بھی ثابت ہوتا ہو کہ یہ فقیر نہیں ہیں یہ اپنے دل میں خیال کر کے کہا کہ امیر شاہ صاحب
یہ تو فرمائیے کہ آپ کا نشر لیت لانا کدھر سے ہوا اور ارادہ کس سمت کا ہو اور کس مرشد کا پیالہ پیا ہو
اور کیوں اس سن میں یہ وضع اختیار کی ہو ابھی تو آپ کا یہ سن نہ تھا کہ آپ فقیری اختیار کرتے یہ
کیا سبب ہوا کہ اس کے عشق میں یہ حالت بنائی رہے مبارک کی شان سے تو ثابت ہوتا ہو کہ آپ
کسی ملک کے شاہزادے یا شہر بارزادے ہیں کسی سبب سے یہ وضع اختیار کی ہو اپنے حال
سے آگاہ فرمائیے راوی نے بیان کیا ہو کہ جب سے شاہزادے کو سلیمان پر یزاد نے دیکھا ہو
ایک الفت دلی اور انس قلبی پیدا ہو گیا ہو بس جب یہ سوال اُسے شاہزادے سے کیے تو
شاہزادے نے جواب دیا کہ بابا یہ تیرا گمان اور خیال بالکل بیکار ہو کہ میں شاہزادہ ہوں مجھ کو
اہل دنیا سے کیا غرض ہم لوگ تارک دنیا ہیں اور شاہ لوگ اہل دنیا میں انہیں اور ہم میں
زمین و آسمان کا فرق ہو اگر تو اس سبب سے کہتا ہو کہ حسن و جمال میرے چہرے پر ہو تو یہ
خدا کی دین ہو اُسے جیسا چاہا پیدا کیا یہ فرض نہیں ہو کہ ایسی صورت و شکل شاہزادوں کی
ہوتی ہو کہ ابھی بہت بہت خوبصورت ہوتے ہیں اور یہ جو تھے کہا کہ کدھر سے آتا ہوا ہے
فقیروں کا کوئی مقام ہو جہاں سے سب آئے ہیں وہاں سے میں بھی آیا ہوں اور جہاں
سب جا میں گئے وہاں میں بھی جاؤنگا یہ سوال کرنا بیکار ہو رہا یہ امر کہ اسوقت کسان
جاؤنگا تو میں صحرا سے آتا ہوں اور قصد ہو کہ طلسم چیل چراغ سلیمان کی کو جاؤنگا کیونکہ میرا
پیر بھائی اُس طلسم کی سرحد پر آکر مقیم ہوا ہو بہت دنوں سے اُس سے ملاقات نہیں ہوئی ہو
اُسکی ملاقات کے اشتیاق میں چلا ہوں تمہارے ملازموں سے ملاقات ہوئی اُسے دریافت
کیا اُنھوں نے جواب دیا کہ ہکو طلسم کا حال نہیں معلوم مگر ہمارے مالک کو معلوم ہو بس تمہے
ملاقات کا کہنا ضرور ہوا دوسرے سبب تھا کہ میں نے جو یہاں آکر دیکھا سب کو سیاہ پوش
پایا بلکہ خیمے تک سیاہ پائے اسکا بھی سبب دریافت کرنا تھا کہ کیا سبب ہو کہ سیاہ پوشی کیوں
ہو اگر کوئی بلا میں مبتلا ہو تو میں خدا سے دعا کروں تاکہ یہ بلا تمہارے دفع ہو کیونکہ ہم لوگ خدا سے
ہیں بس تم اپنے حال سے آگاہ کرو سلیمان نے جو یہ کیفیت سنی اور نام طلسم کا سنا اُنھوں میں
آنسو بھر لایا اور کہا کہ میں کیا اپنا حال پر اخلال بیان کروں مجھے اس سن و سال میں کہ وہ الم
ڈٹا ہو فلک ملا بھٹ پڑا ہو فلک ناہنجار نے لوٹ لیا ہو اس حال کو کیا بیان کروں میں اپنا
حال بیان کر کے آپ کو بھی صدمہ و دن میرا وہ حال ہو جو سننے کا رو دیکھا خدا کسی کو اس بلا میں
نہ مبتلا کرے آپ میرے حال کی سماعت فرمانے کی نہ کوشش فرمائیے بلکہ مجھ کو اپنے اصلی
حال سے آگاہ فرمائیے شاہزادے نے جواب دیا کہ جو کیفیت تھی وہ میں نے بیان کی اب
میں بدون تمہاری حالت سے ہوئے اپنی حالت جو کچھ کہی نہ بیان کرونگا تم کو لازم ہو کہ اپنا
حال بیان کرو سلیمان پر یزاد نے انکے آنکھوں میں پھر کر یہ شعر پڑھا شعر حال دار بلا کشان
نہ سنو نہ سنو مہر ہی داستان دسلو لاکھ لاکھ انکار کیا مگر شاہزادے نے نہ مانا تب ناچار
ہو کر سلیمان پر یزاد نے بیان کیا کہ یہاں سے تھوڑے فاصلے پر ایک ملک ہو کہ نام اُس کا
سلیمانیا ہے وہ آباد کیا ہوا حضرت سلیمان کا ہو میں وہاں کا حاکم ہوں میرے آبا و اجداد

حکومت اس ملک کی کرتے آئے یکے بعد دیگرے ملک پر قابض رہے مین نے بعد اپنے پر بزرگوار کے انتقال کی حکومت کی اس ملک کی رعایا مجھے بہت خوش ہو لشکر بھی قرینہ کا ہر سپاہ بھی کم نہیں ہر تین لاکھ پری دیو ہمہ وقت حاضر خدمت رہتے ہیں خداوند کو جسے سب سامان عیش مہیا کر دیا ہو اسکی عنایت سے کسی چیز کی ضرورت کسی وقت مین دیتی اور نہ ہو بس مین اپنی زندگی بخوشی و خوبی و عیش و عشرت بسر کرتا تھا کسی بات کا غم نہ تھا بان ایک غم ضرور تھا اور اس امر کا ضرور خیال تھا کہ میرے خاندان تاریک کا چراغ نہ غما نہ بعد میرے کوئی وارث تلج و تخت تھا اسی غم مین مین اور میری زوجہ بھی مبتلا تھی اور ہر وقت یہی خالی سے دعا تھی چونکہ وہ کریم کار ساز نہر وقت اپنے بند و ن پر مہربان ہو ہم دونوں کی دعا جو نیم شبی کو قبول فرمایا اور اس سن مین ایک فرزند ارجمند جنایت فرمایا جو کہ دراصل خاندان تاریک کا چراغ ہوا اور نہار سے بارغ نہار کا شمع تازہ اور گلشن آرزو کا گل رعنا تھا کو یا آفتاب اوج و اقبال نے برج حمل سے طلوع کیا وہ بڑا کھست حسین پیدا ہوا مجھ کو خبر ہوئی مین بہت خوش ہوا جیسی خوشی ہوئی تھی اُس وقت کیا گذارش کروں علی قدر مراتب ہر ایک کو خلعت و جاگیر و انعام دیا صحبت عیش برپا کی پندرہ دن تک صحبت عیش برپا رہی چھٹی خوب دھوم سے کی کہانٹک عرض کروں کہ کل کام اُسکے خوب اچھی طرح سے کیے نوبت باہنجا رسید وہ سن تیز کو پوچھا ہم دونوں زن و شوہر کی جان و روح ہو اُسکے دیکھے سے زندگی ہو ہم پر کیا منحصر ہو کل اہل شہر کا اور اسی نے اور بیگانے کا یہی حال ہو کہ ہر ایک اُس شمع الجھن شہر یاری پر پروانہ وار شمار کرتا ہو خداوند کریم کے فضل و کرم سے ہر فن مین شائق شہرہ آفاق ہوا زور و طاقت مین اپنا مثل نہ رکھتا تھا بڑے بڑے سرکشان پر وہ قاف کو زیر کیا تھا بڑا نام کیا تھا ہم سب اُسکو دیکھ کر خوش ہوتے تھے اسی حالت مین براحت و عیش بسر کرتے تھے اب کوئی رنج و الم نہ تھا اتفاق قضا و قدر نے اور ملاحظہ فرمائیے کہ کیا تفرقہ پڑتا ہو اور اس پر انہ سالی مین کیا صدمہ ہوتا ہو گردش زمانہ غدار و تفرقہ اندازی فلک ناہنجا رہے یہ اتفاق ہوا کہ ایک دن کا ذکر ہو میرا فرزند مجھ سے کہنے لگا کہ مین شکار کو جاتا ہوں جگہ اجازت مرحمت فرمائیے گو میرا دل نہ چاہتا تھا مگر اس خیال سے اجازت دی کہ اسکا دل نہ دیکھے وہ سامان شکار بہراہ لیکر روانہ ہوا اور اس صحرائین اگر مشغول صید و شکار ہوا میرے مقدر کی سختی اور تقدیر کی ناسازی کو دیکھیے کہ اس صحرا سے قریب ایک صحرا ہو اور وہ حدیث طلسم چیل چراغ سلیمانی کی جس صحرا مین ایک درہ کوہ ہو اُس صحرائین ایک بطاریقی ہو اور یہ مرحلہ اول طلسم ہو ایک عبارت اُس درہ کوہ پر بخط جلی تحریر ہو وہ یہ ہو کہ کوئی اس مقام پر پہنچے اور اُسکو شوق فتاحی طلسم ہو اور اسکا خواستگار ہو کہ جو مال و اسباب اس طلسم مین زمانہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے واسطے فاتح طلسم کے رکھا ہو حاصل کرے تو اس طلسم کے فتح کرنے کی کوشش کرے اگر فاتح طلسم ہو تو ضرور طلسم کو فتح کرے گا اُسکا طریقہ یہ ہو کہ اُس درہ کوہ کے سامنے آئے جب وہ یہاں پہنچے گا تو اس درے سے ایک ہٹ پیدا ہوگی بس وہ بلند ہو کر صدا سے یہاں تا یہاں بلند کرے گی اُس شخص کو لازم ہو کہ تیرا مقدر اندازے سے لگائے کہ جب وہ دہن کھولے وہ تیرا کسے منہ مین چلا جائے یہ مرحلہ فاتح ہو جائیگا اگر تیرے خطا کی اور اُس نے صدا بلند کی بس وہ تیرا لگا نیوالا تاکر پتھر کا ہو جائیگا بس اسی طور سے وہ ہٹ تین مرتبہ صدا دے گی بس وہ شخص تا بہر گلو پتھر کا ہو کر رہ جائیگا اور تا قیامت رہا نہو گا یہ عبارت لکھی ہو بہت سے شاعر ادب و وزیر زادے تا جبرجہ آئے اپنی تقدیر آزمائی کی پتھر کے ہو کر رہ گئے آج تک تو نہ رہا ہو روبرو اُس درہ کوہ کے تا بہر گلو پتھر کے بنے ہوئے کھڑے ہیں مثل مردے کے بلکہ اُس سے بدتر

میں کیا عرض کروں وہ ناشدنی بہین شکار کو آیا تھا اُدھر جو جانکلا اُس عبارت کو دیکھ کر اُسکے بھی
دل میں ہوا سے فتح طلسم نے اپنا اثر کیا اور یہ خط پیدا ہوا کہ میں بھی اپنی تقدیر کو آزمائوں شاید میں
بھی فاتح طلسم ہوں میرے ہی مقدر میں یہ سب مال و اسباب ہو بس یہ خیال دل میں کر کے میرے
اوپر رحم نہ کر کے لاکھ لاکھ ہزار میں نے منع کیا ایک کی نہ سنی اُس میدان کو طے کر کے قریب درے کے
پہونچا اُن سنگین تصویروں نے بھی منع کیا کہ آٹھ شخص پلٹ جائیں تو مثل ہم سب کے تو بھی پتھر کا ہو جائیگا
مگر اُس نے نہ سنا وہ کیا سنتا ہمارے مقدر میں تو اس سن میں یہ داغ مقدر تھا اور کاتب تقدیر قلم قدرت
سے لکھ چکا تھا بس جیسے ہی یہ پہونچا وہ بظنا ہر ہوئی اسے تیر لگا یا تیر نے خطا کی کہ اُس نے صدا دی یہ تابہ کر
سنگ ہو کر رہ گیا اُسے دوسری صدا دینے کا قصد کیا اُسے دوسرا تیر لگا یا اُس نے بھی خطا کی اُس نے
صدا دی یہ تابہ سینہ پتھر کا ہو گیا پھر اُسے دہن صدا دینے کو دیا گیا اُسے تیسرا تیر لگا یا وہ بھی خطا کر گیا
ایک جو صدا دی یہ تابہ گلو پتھر کا ہو گیا اسی شاہ صاحب طریقہ یہ ہو کہ تمام جسم تو پتھر کا ہو جاتا ہو مگر زبان
میں گویا فی رہتی جو کہ جو کوئی اُدھر جاتا ہو وہ لوگ منع کرتے ہیں باقی اور جس و حرکت کے قابل
نہیں رہتے ہیں بس جب یہ واقعہ گذرا ہمارا ہی کے لوگ یہ حالت دیکھ کر بحال پریشان میرے پاس
آئے میں دربار میں تھا دربار آراستہ تھا کہ اُنھوں نے جو حال تھا وہ سب آکر بیان کیا یہ سننا تھا
کہ میرے ہوش جاتے رہے اُنھوں میں اندھیرا ہو گیا تمام عالم سیاہ ہو گیا اور یہ معلوم ہوا کہ کسی نے
تمام جسم کی طاقت پھینچ لی تاج سر پر سے پھینک دیا غش کھا کر گرنے لگا قصد کیا کہ اپنے کو ہلاک کروں
لوگوں نے ہتھیار چھین لیے مجھ کو سنبھالا اور بار میں ایک کہرام مچ گیا ایسی حالت ہوئی کہ کوئی ایسا نہ تھا
کہ نہ گریان ہو یہ خبر محل میں پہونچی وہاں اُسکی مان نے برا حال کیا اپنے کو ہلاک کر نیکا ارادہ کیا مگر خداوند
وغیرہ نے روک لیا میں نے اُسوقت حکم دیا کہ سب سیاہ پوش ہوں نشان و لزبت سب میں نے
اُٹھڑا ڈالے کیونکہ اب کوئی وارث تاج اوتخت نہ رہا تھا اُسوقت سے قصد کر لیا تھا کہ لباس فقیری
پہنکر زوجہ کو ہمراہ لیکر کسی طرف کو نکل جاؤں دربار برخواست کر کے محل میں گیا وہاں کا عجب تنگ
دیکھا میں کنا شک بیان کروں جو حال تھا رنج و غم میں اس نامراد کے زوجہ کو طلب کر کے اُس سے
اپنا ارادہ بیان کیا اُس نے منظور کیا مگر یہ کہا کہ اتنے دن ٹھہر جاؤ کہ میں اُسکا کچھ ناحقہ وغیرہ کروں میں نے
منظور کیا مگر اسقدر صدمہ تھا کہ کھانا پینا سب ترک کیا سوا سے رونے اور بڑبڑانے کے کوئی کام نہ تھا
چنانچہ بسبب ترک آب و طعام کے غش آنے لگے میں بیہوش ہو گیا کہ اُسی عالم غفلت میں ایک بزرگ
میرے قریب تشریف لائے بیٹے تو بہت کچھ خفا ہوئے اور فرمایا کہ تو بڑا نامراد ہو کہ ایک فرزند کے
مبتلاے طلسم ہونے سے تو نے خلق کی خبر گیری موقوف کی اب و طعام ترک کیا بس اسی میں خیر ہو
کہ اپنے حواس درست کر دو کہ ایسا ہر اس ہو اور اپنی زوجہ کو سمجھا اور حکومت پر گمراہ نہ ہو برز قیامت
خدا کو کیا جواب دیگا جب سوال ہوگا کہ مجھے تجھ کو اسقدر لوگوں پر حاکم کیا تھا وہ تیرے زیر حکم تھے تو نے
ایک فرزند کے مبتلاے طلسم ہونے سے اُنکی طرف سے اُنکھ پھیر لی تھی بنا کیا سزا دیجائے تو کیا
جواب دیگا بہتر یہ ہو کہ اب و طعام سے سیر و سیراب ہو زوجہ کو سمجھا تیرا فرزند ابھی تک زندہ ہی اور وہ تجھ سے
ضرور آکر ملیگا تو اسوقت کی میری بات یاد رکھ اسی سلیمان تو غم نہ کھاتیرا فرزند رہا ہوگا فاتح اس طلسم
کا پیدا ہو چکا ہو وہ آکر اس طلسم کو فتح کرے دیگا اور تیرے فرزند کو رہا کرے لیکن بلکہ وہ اور لوگوں کو بھی رہا کرے گا
یہ فرما کر وہ بزرگ غائب ہو گئے میں اُسے یہ زور یافت کر سکا کہ کتاب اور کس نہ مانہ میں نہ اسم مبارک

اُس فاتح طلسم کا دریافت کر سکا نہ اُن بزرگ کا اب جو آنکھ کھلی تو اپنے جسم کو معطر پایا بس مین نے اس وقت
 طعام طلب کیا کچھ ایسا خوش آئند اُنھوں نے دلایا تھا کہ میرا بند بند کا نپ رہا تھا اور اپنی زوجہ کو طلب کیا
 وہ بھی کانپتی ہوئی باعانت اور پروں کے میرے پاس آئی مین نے اُس سے سب حال بیان کیا اُس نے
 کہا کہ مین نے بھی یہی خواب دیکھا ہے جب سے بند بند میرا کانپ رہا ہے بس ہم دونوں نے کھانا کھایا
 جو اس درست ہوئے اُس دن سے رونام کیا اور اسید وار پر وہ غیب سے حصول مقصد کے ہوئے دوسرے
 دن دربار کہا مگر یہ امر ضرور کیا کہ سیاہ پوشی نہ ترک کی جب دربار آراستہ ہوا اہل خیم کو طلب کر کے زائچہ کرایا
 اُنھوں نے حکم لگایا کہ پردہ خیم قاف میں ایک بادشاہ جو کہ نام اُسکا اخضر پریزاد ہو اُسکی دختر جو کہ نام
 اُسکا مضرب اپری ہو اُسکی شادی زلزلا قاف سے یعنی رستم ثانی پسر امیرج نو جوان کے ہمراہ
 ہوئی تھی ایک فرزند پیدا ہوا جو کہ نام اُسکا سہراب ثانی ہو وہ فاتح ہو اس طلسم کا وہ شہر یا روضہ
 اس طلسم کو فتح کرنے آئیگا کیونکہ اُسکے بزرگ بھی اس طلسم میں قید ہیں عنقریب آئیگا اہل بس آگے لازم
 ہو کہ اُسکی تشریف آوری کی دعا فرمائیے وہ بڑا صاحب نصیب و بلند اقبال ہو اُسکے قدموں کی برکت
 سے آپ کے فرزند ارجمند بھی رہائی پائیں گے یہ جواہل خیم نے حکم لگایا کیونکہ اُن بزرگ سے بھی سن
 چکا تھا مجبوقین ہو گیا مین نے مئی دن اپنی طرف سے اپنے وزیر کو حاکم شہر کیا اور چند خیمے لیکر اس
 مقام پر آیا اور یہاں مقیم ہوا اپنی زوجہ کو بھی لیتا آیا وہ مصیبت زدہ بھی یہاں ہو اُس دن سے یہاں
 مقیم ہوں اور اس شہر یا رکی آمد کا انتظار کر رہا ہوں اسی خیال سے مین نے اپنے ملازموں کو منع کر دیا
 تھا کہ اگر کوئی میرے حال کو دریافت کرے تو نہ بتانا نہ طلسم کا پتہ دینا میرے پاس لے آنا ابھی تک
 تو وہ شہر یا نہیں تشریف لایا خداوند کریم جلد اُسکو یہاں صحت و سلامتی پہنچائے تاکہ ہم اُسکے وزیر
 قدم سے اپنی چشم بے بصیرت کو روشن کریں اُسکی خاک قدم کا سرمہ بنا میں یہ میرا حال ہو جو میں نے
 عرض کیا اس بلا میں مبتلا ہوں اُس شہر یا ر کا انتظار کر رہا ہوں وہ میری امید کا بر لا نیوالا ہے
 اور آرزو کا پورا کر نیوالا ہے یہ چر سلیمان پریزاد نے بیان کیا شاہزادے نے دریافت کیا کہ تیرے
 فرزند کا نام کیا ہو اُس نے کہا کہ اُسکو سہابیون پریزاد کہتے ہیں اور دوسرا نام فقیر وزیر پریزاد ہے جب یہ واقعہ
 شاہزادے نے سنا تو خیال کیا کہ یہ تیرا منتظر تھا خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے منزل مقصود تک
 پہنچا دیا خوب سلسلہ ہاتھ لگا غیر اس پر اب اپنے کو ظاہر کرو یہ سوچ کر سلیمان پریزاد سے کہا کہ تم کیونکر
 اُس شہر یا ر کو پہنچاؤ گے کہ یہ وہی فاتح طلسم ہو اگر وہ آئیگا کیا تم اُسکو دیکھ چکے ہو اُس نے عرض کی کہ میں نے
 گواہ تک اُسکو دیکھا نہیں ہو مگر سبب شناخت کا یہ ہو کہ وہ بادشاہ جلیل کا نواسہ ہو دوسرے برابر
 فتح طلسم تشریف لائیگا تو بعد جاہ و چشم تشریف لائیگا اس سبب سے شناخت ہوئی تیسرے اہل رمل نے
 ایک تصویر خیال اُس شہر یا ر کی بنا کر میرے پاس رکھ دی ہو اور کہہ دیا ہو کہ اس تصویر کے موافق
 وہ شہر یا ر ہوگا سر مو فرق نہ ہوگا وہ تصویر بھی ہو اُس سے شناخت ہوگی یہ جو شاہزادے نے سنا
 کہا کہ خوب میں سوال کرتا ہوں کہ اگر وہ جاہ و چشم سے نہ آئے اکیلا ہو تو کیونکر شناخت ہوگی کہا کہ
 تصویر سے کہ جس حال میں نے عرض کیا اوشاہ صاحب اب آپ اپنے حال سے آگاہ فرمائیے
 جواہر ما کہ میں تو کہ چکا فقیر ہوں سلیمان نے کہا کہ میں نہ مانوگا اور کبھی مجبوقین آئیگا کہ آپ فقیر ہیں
 آپ ضرور کسی ملک کے شاہزادے ہیں از براے خدا مجبوق اپنے حال سے آگاہ فرمائیے جب سلیمان نے
 واسطہ خدا کا دیا اسوقت شاہزادے نے خیال کیا کہ اب بیکار ہو اس سے پوشیدہ ہونا بہتر ہو کہ اپنے کو

ظاہر کرتا کہ طلسم کا پتہ چلے تم اسی غرض سے آئے ہو خداوند کریم نے تمکو خوب منزل مقصود پر پہنچا دیا اسکے
 فرزند کو بھی طلسم فتح کر کے رہا کرو اور اپنے پروردگار کو بھی یہ جو خیال دلیں آیا کہ اسی سلیمان پر نژاد سے بسا
 تعجب ہو کہ تم جسکے منتظر تھے وہ تمہارے پاس آیا اور تھے نہ پہچانا اسی سلیمان پر نژاد وہ نامراد و ناشاد
 میں ہی ہوں میں اپنے والد بزرگوار کے رہا کر نیکو بدون اطلاع اپنے مان و نانا کے برابر فتح طلسم نکلا
 ہوں بس اگر فضل خدا شامل حال ہوگا تو ضرور اس طلسم کو فتح کرونگا ورنہ مانند ان سب کے میں بھی گرفتار
 طلسم ہونگا یہ فرما کر تمام واقعہ ابتدا سے بیان فرمایا اور یہ شعر پڑھا شعر کیا بیان ہووے حال زار اپنا +
 کوئی کہدم نہ ٹھکسا راپنا + اسی سلیمان پر نژاد در حقیقت کیونکر اس حال میں کوئی ہو چکا اسکے اس
 فلک کے ہاتھوں سے تباہ ہوئے اس نوبت کو پہنچے خیر کیا زور ہو مگر مقدر نے منزل مقصود تک
 تو پہنچا دیا یہ یقین ہو کہ خوبی قسمت سے طلسم بھی فتح ہو جائے یہ جو سلیمان نے سنا خادم کو اشارہ
 کیا کہ وہ صندوق اٹھا لاؤ حسین تصویر شاہزادہ ہی جو کہ اہل ہجیم نے بنا کر مجھ کو دی ہو بس وہ خادم دور کر
 گیا اور صندوق لایا سلیمان نے صندوق کھول کر اور تصویر نکال کر جو چہرے سے مقابل کی تو
 سر مو فرق نہ پایا تصویر کا مقابل ہونا تھا کہ سلیمان کو یقین ہو گیا اٹھ کر قدموں پر گر پڑا اور کہنے لگا
 کہ مجھ کو پہلے ہی یقین ہو گیا تھا کہ آپ فقیر نہیں ہیں بلکہ کسی ملک کے شاہزادے ہیں گو آپ انکار
 فرماتے تھے میری خوبی تقدیر نے آپ کو یہاں تک پہنچا یا شاہزادے نے اسکا سر قدم پر سے اٹھا کر
 گلے سے لگایا اور فرمایا کہ اب تم اطمینان رکھو پہلے میں تمہارے فرزند کو رہا کرونگا اُسکے بعد اپنے
 بزرگوں کی رہائی کی فکر کرونگا اور انکو رہا کرونگا اب مجھے قرض ہوا کہ پہلے تمہاری مشکل کو حل کروں
 خداوند کریم نے ہم لوگوں کو اسی لیے خلق فرمایا ہو کہ یکسوں اور مظلوموں کی داد کو پہنچیں اور اپنے
 کام پر اُنکے کام کو مقدم جانیں یہ جو فرمایا اسی سلیمان نے عرض کیا کہ اے شہر بار اگر اجازت ہو تو
 ایک امر میں عرض کروں فرمایا کہ بیان کرو اسنے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اس خیال کو اپنے دل سے
 دور فرمائیے آپ برائے فتح طلسم تشریف فرما ہے یہ میں کیونکر گوارا کروں کہ آپ ایسا مرد حسین صاحب
 جمال و شجاع میرے لیے اس بلا میں مبتلا ہو کہ جو کہ مقام پر آفت و بلا ہو ہمایوں ایسے سو فرزند ہوں تو
 آپکے نقش قدم پر سے نثار کروں اب مجھ کو جب سے میں نے آپ کو دیکھا ہو ہمایوں کی بالکل محبت میں ہو
 آپکی خدمت میں حاضر ہا کر ونگا آپکے نور جمال سے اپنے چشم کو رو روشن کیا کہ ونگا آپکی خدمت میں
 اپنی بقیہ عمر بسر کرونگا آپ طلسم میں دقت شریف لیجائیے سراسر وہ مقام خوف و خطر ہو شاہزادے
 نے جواب دیا کہ اسی سلیمان تم اس امر میں کہ نہ کرو ہم اولاد صاحبقران سے ہیں جس امر کا قصد کرتے
 ہیں بدون اسکو پورا کیے ہوئے نہیں باز آتے ہیں چاہے اُس میں جان پر بنے چاہے ہمارے لیے
 خرابی ہو کیونکر ہو سکتا ہو کہ ہم اپنے گھر سے اس طلسم کو فتح کر نیکو نکلے ہیں کیونکر بدون فتح واپس جائیں
 کوئی میں تمہارے فرزند کی رہائی کے لیے یہ امر نہیں گوارا کرتا ہوں بلکہ اپنے پروردگار کی رہائی کے لیے یہ امر گوارا کرتا
 کرتا ہوں اور اسی فکر میں سبکو چھوڑ کر گھر سے نکلا ہوں یہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ وہ لوگ تو مبتلاے رنج و بلا رہیں اور میں
 ساتھ عیش و عشرت کے بسر کروں اگر ایسا ہوتا تو میں اپنی راحت و آرام کو کیوں ترک کر کے نکلتا اور اپنے نانا
 و مان کو اپنی مفارقت میں مبتلا کرتا بس اس امر میں تمہارا کہنا مجھ سے نہایت درجہ بیکار ہو اور یہ امر
 نہایت دشوار ہو کہ میں اس امر سے باز آؤں بلکہ تمکو یہ لازم ہو کہ کسیکو میرے ہمراہ کرو تا کہ وہ مجھ کو
 اس سرحد کا نشان دے اور میں اپنے کام میں مصروف ہوں یہ جو شاہزادہ نے کہا سلیمان

کہ تین ہوا کہ یہ شہر یا رہنے لگا دراصل اسکو منع کرنا بیکار ہو نا چاہو کر کہا کہ اختیار ہو آپ کو جہدہ
مجبور و ناچار ہو جو حق غلامی تھا وہ میں نے ادا کیا اچھا ایک امر کا اور امیدوار ہوں کہ آج آپ
میری دعوت قبول فرمائیے اور حمام فرمائیے کل صبح کو میں آپ کے ہمراہ چلوں گا اور آپکو سرحد
طلسم تک پہنچا دوں گا شاہزادے نے جواب دیا کہ اس امر کا کوئی مضائقہ نہیں ہے آج نہیں کل ہی
یہ فرما کر غاموش ہو رہے یہ بات اس خیال سے منظور کر لی کہ اب اسکے بھی دل کو نہ رنجیدہ کرو
کیا نقصان ہے ایک رات میں دوسرے تکو یہ لازم ہو کہ اس امر کی کوشش اسطور سے کرو
کہ آج شب کو عبادت خدا کرو اور اپنے حل مطلب کی دعا کرو دیکھو تو تمہارے مقدر میں اس
طلسم کی فتح ہو یا کوئی اور فاجعہ ہو جو پردہ غیب سے ظاہر ہو اسپر عمل کرو کیونکہ نہ تمہارے پاس
روح طلسم ہو نہ تم مالک اسم اعظم ہو کہ جو تپس و جادو نہ اثر کرے گا طلسم میں سوائے سحر و جادو کے
کوئی چیز نہیں کشا کہ کوئی ذریعہ پردہ غیب سے ایسا ظاہر ہو کہ جسکے سبب سے کوئی صورت تختیابی کی ظاہر ہو تمہارے
بزرگوں نے اکثر ایسا کیا ہے جب انپر کوئی وقت سخت پڑا ہو تو انھوں نے خدا سے کمک طلب کی ہے اور پردہ غیب
سے کشود مطلب کی صورت نکلی ہے دل میں یہ تصور کر کے سلیمان سے کہا کہ امیر سلیمان ایک شرط سے میں
تمہاری دعوت قبول کرتا ہوں کہ ایک خیمہ الگ صحرائین برپا کرو میں شب کو اسیمین عبادت
خدا کروں گا اور اپنے حل مشکل کی دعا کروں گا دیکھو پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے وہ حلال
مشکلات ہو کوئی نہ کوئی صورت حل مشکل کی ضرور پیدا ہو گی سلیمان نے عرض کیا کہ بہت خوب
بس شاہزادے کو اسوقت حمام کرایا لباس تبدیل کرایا شاہزادے کی دعوت کے سامان کرنے کا
حکم دیا یہ خبر تمام لشکر میں پھیل گئی کہ بادشاہ جس شہر یا رکنا منتظر تھا وہ تشریف لایا وہ فقیر نہ تھا بلکہ دی
شہر یا رہتا ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ خوش ہوا کہ اب ہمارا شاہزادہ رہا ہو گا یہ خبر خیمہ ناموس میں جو
پہنچی تو مان ہمایوں کی بہت خوش ہوئی اسوقت سجدہ شکر بجالائی اور دعائیں دینے لگی اور
یہ یوں درگاہ باری میں عرض کرنے لگی کہ میں تیرے کریم جیسی کے صدقہ ہوں کہ تولنے آئینہ آرزو
میں شکل امید و کھائی میرے شکل مراد کو پھر بارور کیا اسکریم تو اس شہر یا رکنا صدوسی سال
سلامت رکھ جو ہم غریبوں کی کمک کر نیکو موجود ہو اور اسکو کامیاب کر اپنے فضل و کرم سے یہ دعا
مانگ کر سجدے سے سر اٹھایا اور محلدار سے کہا کہ بادشاہ کو کسی کے ذریعہ سے خبر کر دے کہ ذرا
اندر تشریف لائیں مجھے کچھ عرض کرنا ہے محلدار نے پہلے پر حکم ملکہ کو بیان کیا جو ہارنے جا کر خیمہ
شاہی میں مگر اکلیا بادشاہ کو دیکھا کہ ایک طرف بادشاہ مذکور بیٹھا ہے اور ایک شاہزادہ مسند پر
جلوہ فرما ہے کہ تمام خیمہ اسکے نور جمال سے روشن ہو اس جو بدارنے پہلے شاہزادے کو مگر اکلیا پھر
اسکے بعد اپنے بادشاہ کو اور ملکہ کا پیام بیان کیا بادشاہ نے جواب دیا کہ اچھا بس وہ جو بدار تو مگر
کر کے رخصت ہو کر چلا گیا سلیمان نے شاہزادے سے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو اندر چند منٹ
کے لیے یہ غلام ہائے اور اس سوختہ جگر کو بھی کبھی تشریف آوری سے آگاہ کرے اور آپکے
قصد سے شاہزادے نے فرمایا کہ بسم اللہ تاخیر نہ کرو بلکہ جاری طرف سے کہنا کہ تم اب رنج و صدمہ
نہ کرو میں پہلے تمہارے فرزند کی رہائی کی فکر کروں گا اگر خدا نے چاہا جب یہ اجازت ملی تو سلیمان
خیمہ ناموس میں آیا دیکھا کہ زوجہ صحن خیمے میں کھڑی ہے بادشاہ کو دیکھتے ہی خوش ہو گئی تعظیم کر کے
ایوان میں لائی مسند پر بٹھایا سب حال دریافت کیا بادشاہ نے سب حال بیان کیا اور

کہ بیان کروں کہ جو حسن و جمال یہ شہر یار رکھتا ہو ہمالیوں تو اس کے کھٹ پا کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتا ہی اور
ہمالیوں تو اونا غلام معلوم ہو گا اس شہر یار کا کیا خداوند کریم نے بنی آدم کو حسن عطا فرمایا ہی ہم جانتے
تھے کہ سوا سے بنی جان کے پس حسین نہیں ہوتے ہیں میں نے لاکھ لاکھ روکا کر آپ برائے فتح طلسم نہ
تشریف لے جائیں مگر انھوں نے نہ مانا بلکہ ناراض ہوئے اُنکے بھی تو پر رحم اس طلسم میں قید ہیں اُنکی ہائی
کی فکر میں تشریف لائے ہیں ملک نے عرض کیا کہ اگر تمھاری مرضی ہو تو ایک نگاہ اس شہر یار کو میں بھی
دیکھ لوں اور ہلاکین لیلوں کہ اُس کے سبب سے میری مراد دلی برائیگی بادشاہ نے جواب دیا کہ اچھا یہ کمکر باہر آیا
اور خدمت شاہزادے میں حاضر ہوا یہاں شاہزادہ بیٹھا ہوا اور پرزادوں سے ہم کلام تھا کہ سلیمان
آکر پہونچا شاہزادے نے سبب بزرگی کے قتلیم فرمائی اپنے برابر ہاتھ پکڑ کر بیٹھا دیا جب سلیمان بیٹھا
تو ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اندر خیمہ ناموس کے تشریف لیجئے تاکہ وہ سوختہ جگر بھی آپکے دیدار فرحت آثار
سے سرور ہو اور شرف ملازمت حاصل کرے آپکی کینہ کو بھی آپکی قد مبوسی کا اشتیاق ہو جواب دیا کہ ابھی
میں اُسکے پاس نہ جاؤنگا جب تک اُسکے فرزند کو رہا نہ کر لوں گا مجھ سے اُسکا حال دیکھنا نہ جائیگا لاکھ لاکھ
سلیمان نے کہا مگر شاہزادے نے نہ قبول کیا بلکہ یہاں اس انتظار میں تھی کہ میرا شوہر اس شہر یار
کو لیکر آتا ہو گا طبق زور و جواہر برائے نثار مہیا کر رکھے تھے یہاں بکا دل نے آکر عرض کیا کہ خاصہ تیار
ہو بس سلیمان شاہزادے کو لیکر دسترخوان پر آیا شاہزادے نے خاصہ نوش فرمایا بعد فراغت طعام
پھر اُس خیمہ میں آکر جلوہ فرما ہوئے کہ شام ہو گئی ادھر کار پر دازون نے ایک مختصر خیمہ برائے عبادت
شاہزادہ بحکم سلیمان پر زیادہ برپا کر دیا تھا جب نماز مغرب کا وقت آیا شاہزادے نے فرمایا کہ آی
سلیمان تم محل میں جاؤ اور ہمارے طرف سے اپنی زوجہ سے کہنا کہ سہراپ نے کہا ہی کہ میں تجھ سے
جب تیرے فرزند کو رہا کر لوں گا اُسوقت ملونگا ابھی مجھ کو شرم آتی ہے اب میں خیمہ عبادت میں جاتا ہوں
یہ فرما کر اُٹھے اور ایک پرزادے کے ہمراہ اُس خیمہ میں آئے جو کہ برائے عبادت برپا کیا گیا تھا ادھر
خسلیمان پہرہ چوکی مقرر کر کے اور حکم تاکید دیکر کہ کسی امر کی تکلیف شاہزادے کو نہ داخل محل ہوا
زوجہ نے پوچھا کہ وہ شہر یار تشریف نہ لایا جو کہ شاہزادے نے کہا تھا وہ بیان کر دیا اور کہا کہ میں
کس کس امر کی تعریف کروں ہمہ تن خلق میں ایسے لوگ زمین نے آج تک نہیں دیکھے نہ پرزاد
نہ آدم زاد جیسے یہ ہیں حند انکو نظر بد سے بچائے اور اعلیٰ مراد دلی برلائے صدقہ اسکو اپنی عزت و
جلال کا مجھے ایسے لوگ دیکھے نہ سنے کہ جو اپنے کام پر دوسرے کے کام کو مقدم خیال کریں سوا سے
اس خاندان کے زوجہ اُسکی بھی دعائیں دینے لگی اور شاہزادے کی فتح و ظفر کی دعا مانگنے لگی وہی
نے بیان کیا کہ یہاں تو یہ دن و شوہر خوش بیٹھے ہیں مگر صدمہ ہو جوانی شاہزادے کا ادھر شاہزاد
نے داخل خیمہ ہو کر وضو کیا اور سجادہ بیٹھا کر نماز مغرب میں بہ ہزار رجوع قلب اور فرمائی اُسکے بعد وظیفہ
شروع کیا بعد ختم وظیفہ اسطور سے اپنے خدا سے بعد التجار دعا کرنے لگے اپنی فتح و ظفر کی کہ اے کریم تو
بڑا رحیم ہو تو نے تمام انبیاء کی اکثر مقام پر بوقت مصیبت کمک فرمائی حضرت یوسف کو چاہ سے نجات
دی یونس کو شکم ماہی سے ابراہیم کو آتش غرودی سے حضرت خضر کو جامہ حیات عطا فرمایا اکثر شہر
بزرگوں کی وقت مشکل میں جبکہ انھوں نے قیری طرف رجوع کی مدد فرمائی اُنکی مشکل حل فرمائی اور میرے
خالق اسوقت بہ میں میری بھی کمک فرما اور اگر میرے مقدر میں فتاحی اس طلسم کی مقرر ہو
تو مجھ کو ہایت فرما کہ میں اُسپر عمل کروں اور قیری کمک کے سبب سے اپنی مراد کو پہونچوں اپنے

اپنے لیے مصیبت نہیں گوارا کرتا ہوں بلکہ تیرے بندوں کے لیے جو کہ اس ظلم میں مدت سے قید ہیں اور بلا میں مبتلا ہیں واسطہ تجھ کو اپنی عزت و جلال کا تمام شب شانزادہ اسبطور سے دعا میں مصروف رہا یہاں تک کہ قریب صبح آنکھ لگ گئی غنودگی طاری ہوئی دیدہ طنا ہری بند ہو گئے باطنی وار سے کو یکا یک ایک مرتبہ آسمان کی طرف سے ایک نور پیدا ہوا اور وہ نور اس خیمہ میں تھا اب جو شانزادہ نے دیکھا تو ایک مرد بزرگ کو دیکھا کہ وہ تخت پر سوار ہیں جامہ سفید زیب جسم انور ہو عمامہ سر پہر شیع صد دانہ دست مبارک میں چہرہ انور سے ایسا رخ و داب و نور پیدا ہو کہ نگاہ نہیں کام کرتی ہو پیشانی پر نشان سجدہ ہو گردن تخت کے برابر و ن ملا گئے ہیں اور سپر کا قد و سائی صدا بلند ہو وہ تخت آ کر زمین پر قائم ہوا پس شانزادہ اس عالم خواب میں برائے تعظیم اٹھا تمام خیمہ معطر ہو گیا جھاک کر تسلیم بجالایا ان مرد بزرگ نے بشفقت پشت پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ امی سہرا اب ثانی نور نجدہ ہو تو ہی فاتح ہو اس ظلم کا لے یہ کاغذ جو کہ میں تجھ کو دیتا ہوں اس میں جسطور سے تحریر ہو اسی پر عمل کرنا بوقت صبح تنہا طرف مشرق کے جانا مرکب تک نہ صرف ایک کمان اور دو تیر اور ایک تیر ہو اور جسطور سے اس کاغذ میں لکھا ہو اسیطور سے سب کام کرنا امی سہرا اب ثانی اب زمانہ تیری تکلیف کا برطرف ہو گیا خداوند کریم نے تیرے حال پر رحم فرمایا تو ہی فاتح ہو اس ظلم کا اب نام فتح ظلم آگیا مدت اسکی پوری ہوئی عمر ظلم تمام ہو گئی مجھ کو درگاہ خداوند کو ہم سے حکم ہوا کہ امی سلیمان بن داؤد تم اسوقت یہ پرچہ کاغذ لیکر سہرا اب ثانی کے خیمے میں جاؤ وہ جسے فتح ظلم کی دعا کر رہا ہو ظلم اسی کے ہاتھ سے فتح ہو گا یہ کاغذ اسکو دینا اور کہنا کہ جو اس کاغذ میں تحریر ہو اسی پر وہ عمل کرے اسکے ہاتھ سے ظلم فتح ہو جائیگا لوح ظلم دستا ب ہو جائیگی یہ جو حکم جناب باری سے ہوا میں فوراً کاغذ لیکر تھارے پاس آیا خوش ہو اور رنج و غم کو دور کر و کہ تیرا رحم باری تعالیٰ ہوا اب کوئی مشکل ایسی نہ ہو گی کہ جو حل نہ ہو آگاہ ہو کہ میرا نام سلیمان بن داؤد ہے میرے ہی زیر حکم جن دانش دیو پری چشم و طیر زمین و آسمان ابرو ہوا حکم خالق کون و مکان تھے میں ہی ان سب پر حاکم تھا اسی زمانہ حکومت میں میرے وزیر آصف بن برخیا نے بہت ظلم بنائے کہ جو تیرے اکثر بزرگوں نے بہ مدد خداوند کریم فتح کیے اور ابھی باقی ہیں انہیں ظلموں سے یہ بھی ایک ظلم ہے جسکا فاتح تو ہے اس میں بہت مال و اسباب میرے وزیر نے میری اجازت سے واسطے فاتح ظلم کے رکھا ہے اس ظلم کو تمام خدا پرست دیو و پریزاد سے آباد کیا تھا مگر تھوڑے زمانہ سے حاکم اس ظلم کا کافر ہو گیا ایک ساحر کے بہکانے سے بس یہی طریقہ میرے وزیر نے مقرر کیا تھا کہ جب یہاں کفر و رواج ہو گا اسی زمانہ میں یہ ظلم فتح ہو گا وہ زمانہ آگیا تو شوق سے جا اگر بادشاہ ظلم مسلمان ہو جائے تیری حاجت کرے تو خیر ورنہ اسکو قتل کرنا یہ فرما کر اور اپنا نظر کردہ کر کے حضرت سلیمان علیہ السلام نظر سے غائب ہو گئے بدھردہ حضرت پوشیدہ ہوئے اُدھر سہرا اب ثانی کی آنکھ کھل گئی اپنے کو سجاد پر پایا اور تمام خیمے اور اپنے لباس کو خوشبو سے معطر پایا سجدہ شکر کیا اور اپنے خواب کی صداقت کا یقین ہوا دیکھا تو سجاد سے پر ایک لفافہ بھی موجود ہوا اسکو اٹھا کر جو دیکھا تو وہی لفافہ تھا جو کہ حضرت نے خواب میں دیا تھا اب تو یہ حال ہوا کہ جامہ سم میں تنگ ہو گیا چہرہ فرط خوشی سے بال ہو گیا نماز صبح کا وقت قریب تھا وضو کر کے نماز خالق ادا کی اور دعا مانگ کر سجاد سے کویشا کر فتح ظلم پر کسی لفافہ کو چاک کیا اس میں سے جو پرچہ نکلا اسکو پڑھا اور اسکو پڑھ کر باہر تشریف لائے اس میں تحریر تھا

کہ تو اس وقت بدون اطلاع سلیمان پر نیراد کے طرف مشرق کے روانہ ہو خود بخود سرحد طلسم
 تک پہنچ جائیگا جب تو اس مقام پر پہنچے کہ جان درہ کوہ پر اور تصویر میں پتھر کی بین تو پھر
 اُغذ کو دیکھنا جیسا تحریر ہو اس پر عمل کرنا جب تجھ کو وہ صورتیں دیکھیں گی تو منع کرینگی کہ اُدھر نہ آنا
 تو کچھ نہ سننا اور نہ کچھ جواب دینا پھر برابر آنکے پہنچ کر اس کا اُغذ کو دیکھنا یہ جو تحریر پایا ہے اس وقت
 ایک پرچہ لکھ کر اس سے مین رکھ دیا کہ اے سلیمان تم پریشان نہ ہونا اور نہ میری تلاش کو کسی کو
 روانہ کرنا میں بہو جب حکم حضرت سلیمان پر اسے فتح طلسم جاتا ہوں توئی مقام تشویش نہیں
 نظر خدا پر رکھو وہ حلال مشکلات میری سب مشکلیں حل فرمائیں گے یہ پرچہ رکھ کر بہو جب تحریر طرف
 مشرق کے روانہ ہوئے اب راوی پہلے شانہ زادے کا حال تحریر کرتا ہے پھر یہاں کا حال تحریر
 ہوگا شانہ زادہ پیادہ پا طرف مشرق کے سر صحرائی کرتا ہوا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ آفتاب نکل آیا
 وہ صبح کا وقت وہ طائر وں کا زمزمہ سنی کرنا وہ سبزے کا لہلہانا عجیب سان دکھاتا تھا یہ قریب منعت
 پروردگار کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ سرحد طلسم پہنچے کہ سامنے سے وہ پہاڑ نظر آیا اور
 وہ تصویر میں سنگین انھوں نے شکر خدا کیا اور آگے قدم رکھا اپنے دل میں کہا کہ منزل مقصود پر تو آگے
 اگر خدا نہ دیکھا تو طلسم فتح ہو جائیگا یہ دل سے باتیں کرتے ہوئے طرف ان تصویر وں اور درہ کوہ
 کے چلے جاتے تھے جب ان تصویر وں نے شانہ زادے کو دیکھا تو گویا ہون کہ اے شخص پلٹ جا اپنے کو
 اس بلا میں نہ مبتلا کر ورنہ تو بھی مثل ہمارے پتھر کا ہو جائیگا شانہ زادے نے کسی کا کتنا نہ سنا اور نہ
 کچھ جواب دیا وہ چیخا کیے اور کہا کہ شاید تو بہرہ ہو جو ہمارے کئے کو نہیں سننا ہمارے پلٹ جا کیوں اپنی
 جوانی کو برباد کرتا ہے یہ طلسم چیل چراغ سلیمان ہی ہو سمجھنے بھی نہ کئے پر عمل کر کے اپنی زندگی سے
 ہاتھ دھو یا اور پتھر کے ہو کے آگے افسوس کہ تو نہیں مانتا ہمارے کئے پر عمل کر اور واپس جا جب
 شانہ زادے نے نہ سنا تو یہ کہ وہ سب کے سب خاموش ہو رہے کہ ہم مجبور ہیں ہمارا جو حق تھا بنے
 ادا کیا کیا کریں کہ تیری قضا ہو اور تو بھی ناجار ہو مشیت خدا سے وہ تو خاموش ہوئے اُدھر شانہ زادہ
 قریب آنکے پہنچا سامنے درے کے کھڑا ہوا کاغذ جیب سے نکالا اس کو دیکھا کہ سین تحریر تھا کہ اے
 فتح طلسم جب تو سامنے درے کے پہنچے اور برابر ان پتھر کی تصویر وں کے تو تجھ کو دم ہو کہ جو اسم
 حاشیہ کا غبرا لکھا ہے اس کو یاد کر لے بس جب تو اس درے کے سامنے پہنچا تو ایک لفظ درے سے
 پہر آئیگی جو کہ برابر سیرغ کے ہوگی وہ تیرے سر پر تین مرتبہ گردش کر کے صدا سے یہاں دینے کے
 قصد سے منہ اپنا لینے منقار کھولیں پس تجھ کو لازم ہو کہ جو تو نے اسم حاشیہ پر سے یاد کیا ہے اس کو بیان تیر
 پر دم کر کے اس قادرانہ لای نشانہ لگا کہ اُدھر وہ قازمٹھ کھولنے اور صدا دینے نہ پائے کہ تیرا تیرا ہو کر چلا
 ان سے اُسکے دہن میں پہنچے اگر تیرے خطا کی اور اسے صدا دیدی تو پہلی مرتبہ تاہم پتھر کا ہو جائیگا
 پس اگر اس طور سے تیرے تیر وں نے تینوں مرتبہ خطا کی اور وہ صدا تین مرتبہ دیکھی تو تو بھی مثل انکے
 پتھر کا ہو جائیگا اور پھر قیامت تک رہا ہونا غیر ممکن ہو پس اپنی تقدیر کو آزمائے آئندہ تیری تقدیر
 دیکھ تیر خطا نہ کرے نشانہ پر پڑے اگر تیرے ہوت مراد پر پڑا پس تو نے ایک مرحلہ طلسم کا فتح کیا یہ مرحلہ
 قازان ہو جب تاریکی وغیرہ بر طرف ہو جائے اس وقت پتھر کا اُغذ دیکھنا جیسا تحریر ہو اس پر عمل کرنا
 چھٹون دیکھ کر شانہ زادے نے کانڈ کو پلٹ کر جب مین رکھا اسم یاد کر لیا شانہ زادے نے وہ اسم یاد کر لیا اُدھر
 وہ قازمٹھ جو کہ برابر سیرغ کے تھی تڑپ کر درے سے نکلی کہ جس کا رنگ سبز تھا منقار سبز ہے

زرد تھے نکل کر بلند ہوئی اور گرد شاہزادہ گردش کرنے لگی جیسے ہی قازنگلی شاہزادے نے دوش سے کمان
لی ترکش سے تیر بیکان تیر پر اسم حاشیہ پر چدم کر کے چلا کمان میں پرستہ کیا اور لیس ہو کر اس قصد سے کھڑا
ہوا کہ جب قاز منقار باز کرے میں نشانہ لگاؤں یہ کھڑے ہوئے تھے اُدھر اُس قاز نے گردش کر کے اور
سامنے ہوا پر قائم ہو کر اس قصد سے منقار باز کی کہ صدا دون اسکا منقار باز کرنا تھا کہ شاہزادے نے
پا علی مدد کر تیر کو کھلی سے نشانہ تاک کر رہا کیا چونکہ وقت فتح طلسم کا آگیا تھا وہ صدا نہ دینے پائی تھی کہ تیر
نشانہ پر بیٹھا اسکی منقار میں در آیا اور بر ماتا ہوا احاطہ پشت سے نکل گیا تیر کا پڑنا تھا اور نشانہ ہونا تھا
اُس قاز کا کہ ایک شور قیامت خیز بر پا ہوا اندھی سیاہ اٹھی تمام عالم تاریک ہو گیا برفباری ہوئی سنگباری
غبار اڑا آواز آئی امسا کنان طلسم آگاہ ہو کہ طلسم کشا آگیا اور اُس نے مرحلہ قازان کو فتح کر لیا افسوس
صدا ہزار افسوس کہ حریف نے اپنا کام کر لیا قاز جا دو مارا گیا اب طلسم نہ بچکا یہ صدا کہ پھر صدا آئی کہ کشتی
مرا کہ نام من قاز جا دو بود افسوس مریم دجان داویم و مطلب خود نہ رسیدیم جب یہ صدا آچکی وہ تاریکی غیر
بر طرف ہوئی شاہزادے نے دیکھا کہ ہزار دون قازین اُس درہ کوہ سے غول کے غول نکلیں اور گرد شاہزادہ
جمع ہوئیں اور یہ قصد کیا کہ منقار و نیچے سے شاہزادے کا جسم پارہ پارہ کریں جب شاہزادے نے دیکھا
کہ اسے جان بچنا دشواری فوراً کاغذ کو دیکھا تیر تھا کہ امی طلسم کشا مبارک ہو کہ تو نے مرحلہ قازان بہت
خداوند بزدان فتح کیا اب تجھ کو لازم ہو کہ قاز کر تیرے روبرو مرادہ پڑمی ہو جسکو تو نے خدنگ کا نشانہ کیا تھا
اُسکو فوراً اٹھا کر زنجیر کر اور اسکا خون تھوڑا سا ان سب قاز دون پر مار قدرت خدا کا تماشہ دیکھ کہ کیا ظاہر ہوتا
ہو اور تھوڑا سا خون لیکر اور اس چشمہ سے پانی تھوڑا سا لے جو کہ سامنے ہو یہ خون اُس پانی میں ملا کر ان
سب پر جو کہ پتھر کے بنے ہوئے ہیں مار تاکہ یہ اصلی صورت پر آئیں آگاہ ہو کہ یہ قاز اصلی ہو اور اس کے جسم میں
ایک ساحر تھا کہ جو کہ سحر کرتا تھا اور وہ صدا سے یہاں بلند کرتا تھا تو نے اُسکو قتل کیا وہی اس مرحلے
کا حاکم تھا اُسکے مرنے کی علامت بلند ہوئی ہو اور ان سب کا حالت اصلی پر کرنا دستور سے مقرر ہوا
ہو یا نیاں طلسم نے اسی طریقہ سے مقرر کیا ہو بعد ان سب کے حالت اصلی پر آنے کے ان سب کو رخصت
کر کے بلا خوف و خطر داخل درہ ہونا پھر جو امر واقع ہو اور عقل نہ کام کرے کاغذ سے مشورہ کرنا یا جو تحریر
ہو اُسپر عمل کرنا یہ جو شاہزادے نے تحریر پایا کاغذ جیب میں رکھا فوراً قاز کو اٹھا کر کہ وہ ابھی تڑپ رہی
تھی فوج کیا اُسکا خون ان سب قاز دون پر مارا کہ وہ سب مثل ہنرم خشک کے جلنے لگیں اُنکے جسموں
سے شعلہ پیدا ہوئے وہ سب جل کر خاک ہو گئیں بعد اسکے شاہزادے نے خون اور پانی ملا کر ان سب
پتھر کی تصویروں پر چھڑکا کہ تڑا تیر کی صدا آئی وہ سب حالت اصلی پر آگئے ہر ایک دوڑ کر شاہزادے
کے قدم پر گرا ہاتھ چومے اور کہا کہ آپکے سبب سے ہم نے حیات پائی یہ طلسم سے نجات پائی آپ نے
ہم سب پر بڑا احسان کیا شاہزادے نے جواب دیا کہ میں کیا ہوں جب خدا کو منظور ہوا اُس نے تمکو
نجات دی بس تم لوگ اپنے اپنے مقام کو جاؤ اُنخون نے عرض کیا کہ اب ہم اپنی حیات بھر آپکے
قدمون سے نہ جدا ہونگے ہلکوا ایسا آقا وانی نعمت کمان لیگا راوی نے بیان کیا ہو کہ وہ دوسو آدمی تھے
انہیں بہت سے آدم زاد تھے بہت سے دیوزاد بہت سے پریزاد کوئی تاجر تھا کوئی شاہزادہ کوئی دوزیر زادہ
کوئی امیر زادہ جب یہ سب نے کہا تو شاہزادے نے جواب دیا کہ ابھی تو میں برائے فتح طلسم جاتا ہوں
تم سب اپنے مقام پر جاؤ جب واپس آؤ گا تو پھر آنا اُنخون نے عرض کیا کہ ہم ہمراہ چلیں گے
شاہزادے نے جواب دیا کہ کسی کے لیے جاؤ گا حکم نہیں ہو تنہا جانا حکم ہو اور ہم میں ہمایون بن سلیمان

کون جو وہ میرے رد و آئے یہ سننا تھا کہ ایک پرہیزگار کس نے ہاتھ جوڑ کر دہرایا قہر مون کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ غلام حاضر ہو میرا ہی نام ہمالیوں پر شاہزادے نے فرمایا کہ تو اپنے باپ پاس جا کہ وہ اور شہری مان تیرے غم میں بہت بے قرار ہیں اور قریب مرگ میں آئے مل تاکہ انکو تسکین ہو اور ہمارے طرف سے کہنا کہ تمکو تھارا فرزند مبارک ہو خدا نے تیرے رحم کھایا کہ اسکو نجات دی اور کہا کہ جب ہم طلسم فتح کر لینگے اور اپنے بزرگوں کو رہا کر لینگے تو تمہیں ملین گے تم اطمینان رکھو اسنے عرض کیا کہ آپ سے اور میرے والد سے کہاں ملاقات ہوئی تب شاہزادے نے کل حال بیان فرمایا کہ جو تحریر ہو چکا ہے اسنے شکے عرض کیا کہ اب غلام تو نہ جائیگا ہمراہ رہیگا شاہزادے نے فرمایا کہ میں کہ چکا ہوں کہ کوئی میرے ہمراہ نہیں چل سکتا ہے تم بیکار رہا کرتے ہو میں اکیلا جاؤنگا یہ معاملہ طلسم کا ہے جو کہ حکم ہوتا ہے اسی پر عمل کیا جاتا ہے تب اسنے عرض کیا کہ میرے ہمراہ میرے باپ کے پاس چلے تاکہ میں اور وہ آپکی دعوت کریں فرمایا کہ تمہیں کہ چلے کہ تم جاؤ ہم بعد فتح طلسم ضرور ضرور آئینگے اسوقت دعوت کر لینا ہمارے کام میں ہرج ہوتا ہے اور ان سب سے کہا کہ تم بھی ہمالیوں کے ہمراہ جاؤ اور جہان جی جاسے رہو اگر مکان دور ہو تو ہمالیوں کے ملک میں رہو ان سب نے عرض کیا کہ ہم مکان جا کر کیا کریں گے آپکی تشریف آوری تک ہمالیوں کے پاس رہیں گے بعد اسکے آپکی خدمت میں تا عمر رہیں گے شاہزادے نے یہ فرمایا اور طرف درہ کوہ کے چلے وہ سب کے سب تاجار ہوئے اور سلام و جگر کر کے ہمراہ ہمالیوں کے چلے شاہزادہ داخل درہ ہوا اور غائب ہو گیا یہ لوگ سب تاجار ہو کر چلے ہمالیوں ان سبکو ہمراہ لیکر اسطرف کو چلا کہ جدھر اور جس صحرائے اسکا باپ مقیم تھا اور شاہزادے سے ملا تھا یہ تو اُدھر کو جاتا ہوا وہاں کا حال سماعت فرمائیے کہ جب صبح ہوئی اور سلیمان بیدار ہو کر باہر آیا پہلے خیر شاہزادے میں کہ جہان و عبادت کرنے کے لیے تشریف لینگے تھے گیا داخل خیمہ جو ہوا تو شاہزادے کو نہ پایا خیمہ خالی تھا حواس جاتے رہے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے شاہزادہ کچھ خفا ہو گیا کہ بدون اطلاع کہیں تشریف لے گیا یہ حیران کھڑا تھا کہ ایک کاغذ دیکھا کہ فرش پر پڑا ہے اسکو اٹھا کر جو پڑھا تو وہی مضمون تحریر تھا جو کہ شاہزادے نے لکھ کر خیمہ میں رکھ دیا تھا اور خود تشریف لینگے تھے جب سلیمان نے دوپہر پڑھا تو معلوم ہوا کہ شاہزادہ تنہا حکم حضرت سلیمان کے فتح طلسم تشریف لے گیا بس یہ مجبور خیمہ سے باہر آیا لوگوں نے پوچھا کہ شاہزادہ کہاں ہے کہا کہ وہ تشریف لے لینگے براے فتح طلسم انکو درگاہ خدا سے حکم ہو گیا حضرت سلیمان نے آکر انکی ملک فرمائی سب بہت خوش ہوئے سلیمان اپنے خیمہ میں آیا اور براے فتح دعا کرنے لگا پردے خیمہ کے اُٹھو ادیے یہ بیٹھا ہوا کہ طرف صبحا کے دیکھ رہا ہے کہ قریب دوپہر اسنے دیکھا کہ کچھ آدمی صحرائے طلسم کی طرف سے چلے آئے ہیں اسنے ہر کاروں سے کہا کہ خبر لاؤ کہ یہ کون لوگ ہیں ہر کارے گئے اور فوراً واپس آئے اور عرض کیا کہ مبارک ہوا بادشاہ ہمارا شاہزادہ ہمالیوں سے چند پرہیزادوں کے اور اسیران طلسم کے جو کہ پتھر کے بنے ہوئے تھے تشریف لاتا ہے یہ سننا تھا کہ سلیمان کو ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ شادی مرگ کی نوبت آئی چہرہ سرخ ہو گیا ہر ہن جسم میں تنگ ہو گیا فوراً اٹھ کر اور پرہیزادوں کو ہمراہ لیکر اُس طرف جلا جہاں قریب پہونچا تو دیکھا آگے آگے ہمالیوں اور عقب میں اسکے اور سب چلے آتے ہیں یہ بیٹاب ہو کر دوڑا ہمالیوں نے جو باپ کو آتے ہوئے دیکھا ایک مرتبہ دوڑ کر اپنے باپ کے قدم پر گرا سلیمان نے اسکو سینہ سے لگا یا پیشانی پر بوسہ دیا اور ان سب سے ملا اپنے ہمراہ لیکر خیمہ میں آیا اسوقت لباس سیاہ تبدیل کیا اور سبکو حکم دیا کہ تم سب بھی تبدیل لباس کرو ورنہ سے رہائی

کی کیفیت دریافت کی اسنے سب حال بیان کیا یہ سکر سلیمان نے ہاتھ اٹھا کر درگاہ خدا میں دعا کی کہ اے
 خداوند کریم تو اس شہر یار کی مراد دلی بر لا اور طلسم کو فتح فرما یہ دعا مانگ کر ان سب سے حال دریافت کیا
 ہر ایک نے اپنی کیفیت بیان کی اور کہا کہ تا تشریف آوری شہر یار ہم آپکے پاس ہیں گے سلیمان نے کہا
 کہ بسم اللہ یہ آپ کا نقش خانہ ہو تشریف رکھیے اُنکی دعوت کی یہ خبر جس میں پہونچی کہ اس شہر یار نے جا کر
 طلسم کو فتح کیا اور ہمالیوں کو رہا کر کے رادھروانہ کیا اور خود بقیہ طلسم کے فتح کے لیے تشریف لگے ہیں
 ہمالیوں یہاں تشریف لائے اپنے باپ سے ملے ہیں بادشاہ بہت خوش ہو یہ سننا تھا کہ ہمالیوں کی
 مان بہت خوش ہوئی سجدہ شکر کیا اور شاہزادے کے لیے دعا کی اور محلدار سے کہا کہ بادشاہ سے جا کر کہہ دو
 کہ شاہزادے کو لیکر اندر تشریف لائیں میرا قلب بہت بے قرار ہو محلدار نے اگرچہ بار سے کہا چوبدار نے
 بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ اسی وقت شاہزادے کو لیکر اور ان سب کو خیمہ میں ٹھہرا کر اور اپنے ملازموں کو
 یہ حکم دیکر کہ انکو کسی امر کی تکلیف نہ دینا ہوں بس مع فرزند کے داخل خیمہ ہوا یہاں مان ہمالیوں کی صحن
 خیمہ میں چل رہی تھی جیسے ہی ہمالیوں کی نظر مان پر پڑی جھک کر سلام کیا اور دوڑ کر قدموں پر گر امان نے سر
 اسکا اٹھا کر سینہ سے لگا یا پیار کیا اور بہت سارے ویہ ہمالیوں پر سے نثار کیا خواصوں نے اگر مبارکباد دی
 ان سکوا نعمان دیارت جگہ اچھوٹے غیرہ کی فکر ہونے لگی بعد تھوڑی دیر کے بادشاہ فرزند کو لیکر پھر خیمہ میں آیا
 یہاں سب کے ساتھ شاہزادہ عیش و عشرت میں مصروف ہوا اور اسیدن اپنے خیمہ وغیرہ لیکر اس صحرا میں اگر
 مقیم ہوا اور انتظار شاہزادے میں مصروف ہوا اسکو تو عیش و عشرت و انتظار شاہزادے میں مصروف
 رکھا جاتا رہا اور مان کو ہمالیوں کی سامان صحنک وغیرہ میں اور حال سہرا ب تانی تحریر کیا جاتا ہوا
 نے بیان کیا ہو کہ سہرا ب تانی جو ان سکورخصت کر کے بجلم پرچہ کاغذ داخل درہ کوہ ہوئے تھے رہ رہی
 کرتے ہوئے چلے جاتے تھے وہ درہ کوہ پر فضا تھا بہت وسیع تھا صنعا مان چابک دست نے اس
 درہ کوہ میں دو طرفہ دریان بنائی تھیں اور انپر نقش و نگار نادر کار بنائے تھے شاہزادہ سیر کرتا ہوا
 چلا جاتا تھا گو اس درے میں تاریکی تھی مگر صنعا مان چابک دست نے ایسے روزن اور جالیان کا
 بنائی تھیں کہ روشنی ظاہر ہوتی تھی اور وہ تاریکی ہر طرف ہونگئی تھی راوی بیان کرتا ہے کہ شاہزادہ بلا خوف
 خطر چلا جاتا تھا ایک امر اور ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ جب شاہزادے نے اس قاذو کو بیچ کر کے اور
 خون لیکر زمین پر پھینک دیا تو ایک غبار زمین سے بلند ہوا تھا اور وہ غبار لاش اس قاذو کی لیکر بلند ہو گیا
 تھا شاہزادہ لڑا دھروانہ ہوا اور وہ غبار لاش اس قاذو کی لیکر غلغلہ طلسم میں گیا وہاں بادشاہ طلسم
 اثر در پر زیادہ کہ حاکم طلسم تھا اور اس کے بزرگ ہمیشہ سے حاکم طلسم ہوتے آئے اور خدا پرست رہے مگر
 یہ اپنے وزیر یعنی مکار جادو کے بہکانے سے کافر ہو گیا اور چند مرحلہ کے حاکم کو کبھی کفر کی طرف
 رغبت دلائی انھوں نے بھی اسکی پیروی کی یہ مکار جادو بھی قوم پر زیادہ سے ہوا اثر در پر زیادہ
 اسکو اپنا وزیر کیا بس اب اس طلسم کے باخندے تھوڑے سے تو خدا پرست ہیں باقی سب ابلیس پرست
 ہیں اور سامری پرست آدم بر سر مطلب کہ بادشاہ طلسم طلسم میں تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ہے اور سب
 حاضر دربار ہیں یہ بھی امر ملحوظ خاطر رہے کہ یہ کسی مقام پر نہیں تھے ہوا کہ جب رستم تانی قید ہو کر گئے تو انپر کیا
 گذری اور جب شہر یار گئے تو انپر کیا گذری اس امر کا بھی ظاہر کرنا پر ضرور ہے کہ جب ہا مان دہونے
 دھوکے سے رستم تانی کو بتلاے طلسم کیا اور انھوں نے ہرن کی میری کے خیال سے مرکب کو آگے عقب
 میں روانہ کیا تھا اور وہ ہرن طلسم پر پوچھ چکے تھا تھا انھوں نے کنداری تھی بس غیار بلند ہوا تھا اور

وہ اسی غبار میں غائب ہو گئے تھے لوگ واپس آئے تھے اور صدائی تھی کہ مامدی مامدی تا دور قیامت
 این جا مامدی بس وہ غبار نہ تھا بلکہ یہ سحر تھا غزال جا دو جو کہ لوگوں کو لگا کر بجاتا تھا اور
 اٹھو سحر کر کے اسیر کر لیتا تھا وہ غزال اصلی نہ تھا بلکہ غزال جادو تھا کہ ہرن بکر دھوکھا دیتا تھا اور
 اسیر طلسم کرتا تھا بس رستم ثانی کو اسیر کر کے سامنے بادشاہ طلسم کے لگیا تھا اور سب حال بیان کیا
 تھا بادشاہ نے پوچھا تھا کہ یہ خدا پرست ہو یا سامری پرست تو اس نے کہا تھا کہ سامری پرست نہیں ہو
 بلکہ خدا پرست ہو حکم دیا تھا کہ اسکو لجا کر قید کرو بعد دس برس کے قتل کر دے گئے اس طلسم کا طریقہ یہ ہو کہ قیدی
 طلسم دس برس کے بعد قتل کیا جاتا ہو بس رستم ثانی قید کیے گئے ایک آنچورہ پانی کا اور ایک نان جو
 دو دنوں وقت میں ملتی تھی قید خانہ طلسمی میں قید تھے اپنی زندگی بسر کرنے لگے بعد اُنکے کئی برس کے
 شہر یار کو بھی دیو ہا مان نے جا کر تھلاے طلسم کیا تھا یہ بھی اسی طور سے پہلے بادشاہ طلسم کے پاس قید ہو کر
 گئے تھے اور اُنکے حکم سے زندان طلسمی میں جہاں رستم ثانی قید تھے قید کیے گئے بھائی سے بھائی ملے ہر ایک
 نے اپنی حالت بیان کی تھی رستم ثانی نے اپنے آپ کی کیفیت پر وہ قاف میں اور ہا مان سے مقابلہ کوئی
 حالت اور سب واقعات بیان کیے شہر یار نے بھی اپنی حالت بیان کی تھی یہ دو دن بھائی مدت سے
 قید تھے کہ جو انپر آلام گذرتے ہیں وہ کیا تحریر ہوں خلاصہ یہ کہ یہ تو قید میں اور سہرا ب ثانی برائے فتح
 طلسم چلے ہیں اور ایک مرحلہ فتح کر چکے ہیں یہاں قلعہ میں بادشاہ بیٹھا ہو سب حاضر دربار میں مکار جادو
 بھی موجود ہو سب دیو پری ساحر و غیرہ موجود ہیں کہ تڑا قہ ہوا اور صدائی کہ اسی ساکنان طلسم آگاہ
 ہو کہ طلسم کشا آگیا اور اُسے مرحلہ قازان فتح بھی کر لیا قاز جادو کو بھی قتل کیا یہ جو صدائی تو اب
 اثر در پریز اور کل اہل دربار حیران ہوئے یہ سب عالم حیرت میں تھے کہ یکا یک رو برو تخت کے لاش
 قاز جادو کی اور قاز اصلی کی گری یہ واقعہ دیکھ کر ابوسب کے حواس جاتے رہے اثر در تو دنگ ہو کر
 رہ گیا اور مکار سے کہنے لگا کہ تجھے سنا اور دیکھا اب کیا تم پر کچھ لگے مکار نے کہا کہ آپ پریشان ہوں
 اس امر سے تو اطمینان ہو کہ طلسم کشا کے پاس لوح نہیں ہو اور لوح کا ملنا بہت دشوار ہو اگر مرحلہ قازان
 اُسے فتح کر لیا تو کیا غم ہو آپ اطمینان سے بیٹھے رہیے کسی نہ کسی مرحلہ پر وہ اسیر ہو جائیگا بدو لوح کے
 فتح طلسم مشکل ہو اگر دور نے کہا کہ تجھے یہ جو کہا سب سچ ہو مگر جب وہ یہاں تک آگیا تو کسی نہ کسی صورت
 سے لوح بھی حاصل کر لیا مکار نے کہا کہ یہ امر بہت مشکل ہو جبکہ ہم اہل طلسم ہیں اور آپ بادشاہ ہیں
 آپکو تو لوح کے حال سے آگاہ ہی بھی نہیں تو وہ کیونکر پایگا بتائیے تو کہ لوح کہاں ہے اثر در نے کہا کہ یہ تو
 تجھے سچ کہا بالکل میں لوح کے حال سے واقف نہیں ہوں مکار نے کہا کہ خیال فرمائیے جبکہ آپ
 بادشاہ طلسم ہو کر واقف نہیں ہیں تو پھر اور کون واقف ہوگا بس کوئی مقام خوف نہیں ہو بدو لوح
 فتح طلسم مشکل ہو رہا یہ امر کہ مرحلہ قازان شکست ہو گیا تو ہو جانے دیجئے طلسم کشا اسی طور سے سرگردان
 پھر یگانہ بہت ہو چکی کہ کسی نہ کسی مرحلہ پر ملازم حضور کے ہاتھ سے یا تو قتل ہوگا یا اسیر صرف اسقدر
 بند و بست فرمائیے کہ کل مرحلہ جات پر نائے تحریر فرمائیے کہ طلسم کشا نے مرحلہ قازان کو فتح کیا ہو اور وہ داخل
 طلسم ہوا ہو بس جنگی طرف آئے وہ اسکو خواہ قتل کرے یا زندہ اسیر کر کے ہمارے پاس بھیجے اثر در
 مکار کے کہنے پر عمل کرتا ہو مکار اسکا نقش نامہ قیدی اس اسیر وقت چند نامہ تحریر کر کے مرحلون کی طرف رداد کیے
 اور خود پیش و عشرت میں مصروف ہوا وہ نامے ہر حاکم مرحلے کے پاس پہنچے اور وہ آگاہ ہوئے اور
 بہت سے حاکم مرحلہ ایسے تھے کہ وہ ناراض تھے اثر در سے وہ تو خوش ہوئے اور بہت سے فکر کرنے لگے

طلسم کشا کی دن کو کو تو فکر میں گما جاتا ہوا اور اڑ در کویش و عشرت میں مشغول رکھا جاتا تو اس خیال سے کہ لوح کا
 مانا دشوار ہے چپٹک لوح نہ ملے گی طلسم فتح ہو گا مگر اس کے قول نے دل پر اثر کر لیا اور خواب غفلت نے اپنا
 عمل کیا بس یہ لوگ تو اس فکر سے اغافل ہیں اور شاہزادہ اس درہ کوہ کو طوکر کے جو کہ پانچ فرسخ کا تھا
 سر دن درہ آیا دیکھا کہ ایک صحرا ہے مینا حصار ہے کہ جہانک نگاہ کام کرتی ہو سوائے مینائی رنگ کے
 نظر نہیں آتا ہو خاک بھی مینا رنگ کی ہو شجر بھی یہ اس صحرا کو دیکھ کر بہت حیران ہوئے سیر کرتے ہوئے
 قدم اٹھائے چلے جاتے ہیں لطف یہ ہے کہ طائر بھی مینا رنگ کے ہیں یہ چلے جاتے تھے کہ ایک طرف سے
 آواز آئی کہ او اجل رسیدہ تو یہاں کیونکر آیا تو نے اپنی جان کا خوف نہ کیا بس اسی میں خیر مینا ہے کہ
 پٹ جاو نہ میرے ہاتھ سے قتل ہو گا آئندہ تجھ کو اختیار ہو یہ طلسم حل چراغ سلیمانی ہو کوئی اور مقام
 نہیں ہو یہاں کا ہر مقام پر آفت دہا ہو کیونکہ اپنے کو بیکار بلا میں مبتلا کرتا ہو کیا قاز جادو مارا گیا جو تو
 یہاں آیا شاہزادے کے کان میں جو یہ صدا آئی سراپا بھا کر اس صدا کی طرف دیکھا جدھر سے وہ صدا آئی
 تھی تو کیا نظر آیا ایک دیو قوی پہل دراز قد و ارشاد دوش پر رکھے ہوئے میری طرف چلا آتا ہو اور یہ صدا
 اسی کی ہو سر اسکا مثل گنبد نہجاک کے ہو اور ہاتھ پانوں مثل شاخ چنار کے آنکھیں مثل نور گرم کے دہن
 مثل غار اژدر کے یہ صورت و شکل جو اس دیو کی دیکھی شاہزادے نے اپنے دل میں کہا کہ خدا اسکے ہاتھ
 سے جان بچائے ورنہ جان بچی معلوم نہیں ہوتی مگر کچھ خوف نہ کیا اپنا راستہ لیا اُسے کہا کہ تو بڑا سخن ناشنو
 ہو میں منع کرتا ہوں تو نہیں سنتا ہو تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جا سکتا ہو تیری اجل تجھ کو یہاں لائی ہے
 یہ کہہ چپٹ کر قریب آیا اور بدون آگاہ کیے وار شمشاد کا وار کیا شاہزادہ تو خبردار تھا اسکے وار کو فانی
 دیا اور پہلو پر آکر اُسکی کمر میں پٹ گیا وہ وار اس کے یہ سمجھا تھا کہ میں نے اسکا خاتمہ کیا پکارا کہ زدم و پست
 کردم عیار بلند ہوادیو چھوٹا تھا کہ شاہزادہ پٹ گیا اتو یہ پریشان ہوا کہ یہ کون ہو اب جو دیکھا تو اس
 آدم زاد کو پایا بس برہم ہو کر کشتی لڑنے لگا دوپہر تک کشتی ہوئی وہ دیو دیر نہوا ایک مرتبہ وہ دیو جدا ہوا
 اور کہا کہ یہ وقت میرے کھانا کھانا کھا میرا اسے بھوک کے عجب حال ہو اور مجھ کو معلوم ہوا کہ تو بہت
 زبردست ہو بس اتنی دیر ٹھہر جا کہ میں جا کر کھانا کھا آؤں دیکھ ہرگز ہرگز یہاں سے نہ جانا ورنہ خرابی ہوگی
 شاہزادے نے جواب دیا کہ تو شوق سے جا میں بدون تجھ زبردستی ہوئے یہاں سے نہ جاؤنگا بس وہ دیو
 ایک طرف شاہزادے کو اسی مقام پر ٹھہر کر چلا گیا جب وہ دیو چلا گیا تو شاہزادے کو خیال آیا کہ کانڈ
 کو تو دیکھو اُسین کیا تحریر ہو بس فوراً کانڈ جیب سے نکالا اور رسم اٹھ لیکر اُسکو کھولا لکھا پایا کہ ای طلسم کشا
 آگاہ ہو کہ جب تو درہ کوہ سے باہر نکلے گا تو تجھ کو صحراے مینا حصار ملیگا تجھ کو لازم ہے کہ پھر کانڈ کو دیکھو اور
 جو اُسین تحریر ہو اُسپر عمل کر آگاہ ہو کہ جو اسم اس کانڈ پر تحریر ہو اُسکو یاد کر لے اور آگے کو روانہ ہونا ایک
 مقام پر تجھ سے اور دیو مینا رنگ سے ملاقات ہوگی وہ تیرے اوپر بہت خفا ہو گا تو نہ سننا وہ وار شمشاد کا
 وار کر لگا تو اس اسم کو جو کہ یاد کیا ہوا اپنے اوپر دم کر کے اُس سے مقابلہ کرنا اس اسم کی برکت سے تو
 اُسکو زیر کر لگا تو اس سے کہنا کہ ای دیو مینا رنگ تو میرے حال سے واقف نہ تھا میں طلسم کشا ہوں
 میں نے مرحلہ قازان فتح کیا اور طلسم کو بھی فتح کر دنگا بس جو میری اطاعت کر گیا وہ میرے ہاتھ سے
 امان پا گیا اور جو اطاعت نہ کر گیا وہ ذلیل و خوار ہو کر مارا جائیگا جب تم یہ کہو گے وہ جواب دیکھا کہ میں امان
 کا خواستگار ہوں تم کہنا کہ میں اس شرط سے امان دیتا ہوں کہ تو مجھ کو اُس مقام پر پہنچا دے کہ جہاں
 عثمان پر یزاد وزیر حاکم مرحلہ مینا حصار پہنچا ہوا شکار کھیل رہا ہو تو مجھ کو وہاں پہنچا کر چلا جا جب وہ

طلسم فتح ہو جائیگا اسوقت آنجا جب تم یہ کہو گے وہ قبول کریگا تم اس کے سینہ پر سے اٹھ بیٹھنا وہ تم کو اپنے دوش پر سوار کر
 لیجائیگا اور قریب اس مقام کے پہنچائے کیگا کہ وہ مقام آگیا تم اس کے دوش پر سے اتر پڑنا اور وعدہ لیکر اس کو
 رخصت کرنا کہ جب قلعہ طلسم پر بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہو تو تو لشکر دیوان لیکر آؤ جس سے وعدہ کر کے چلا جائیگا جب
 وہ چلا جائے تو تم سمت مغرب راہی ہو نا جب کوئی ایک میل بھر راہ طے کرو گے تو تم کو لقمان پر نزار وزیر حاکم محلہ
 مینا حصار ملے گا وہ تم کو دیکھ کر بہت خوش ہو گا وہ لاو لہ ہو تم کو اپنا فرزند کرے گا تم بچوں اس کے پاس چلے جانا وہ مرد
 مسلمان اور باخدا ہو اس کے پاس بعیش و عشرت بسر کرنا جب وہ بہت تم سے بخوار حال دریافت کرے تو پھر اسے
 کو ظاہر کرنا اور کہنا کہ میں فاتح طلسم ہوں میں نے مرحلہ قازان فتح کیا دیو مینا رنگ کو گشتی رو کے زیر کیا ہو اگر
 تم کو یقین نہ ہو تو مجھ کو مزار شاہ صفا کیش پر لے جانا یہاں سے تم کو معلوم ہو جائیگا کہ طلسم کشا مرحلہ مینا حصار میں ایک
 مقام ہو کہ وہاں آٹھویں دن میلہ ہوتا ہے اس طلسم میں ایک درویش تھا کہ اس کا نام شاہ صفا کیش تھا جب
 اسے انتقال کیا تو اس دن سے یہ طریقہ جاری ہوا کہ آٹھویں دن میدان کی مرقد پر ہوتا ہے اور وہ آٹھ دن کی خبر جو کہ
 طلسم میں گذر نیوالی ہوتی ہو مرقد کے اندر سے بیان کر دیتے ہیں اور جو احکام ان کو بابت طلسم کے کرنا ہوتے ہیں
 بیان کرتے ہیں بس ساکنان طلسم عدوہ ان لوگوں کے جو کہ کار میں اسے چل کر تے ہیں بس جب تم یہ کہو گے
 لقمان تمھاری عزت کریگا اور جبکہ دن میلہ ہو گا اس دن وہ تم کو مزار پر لے جائیگا مزار سے آواز آئیگی بادشاہ مرحلہ
 کہ جب کا نام حسان پر نزار ہو وہ بھی مرد ہوں اور دیندار ہو کہ آگاہ ہو اب عمر طلسم تمام ہوئی اور طلسم کشا آگیا
 یہ جو جوان پہلے لقمان میں کھڑا ہوئی طلسم کشا اسی نے مرحلہ قازان فتح کیا اور دیو مینا رنگ کو زیر کیا
 آئے اس کی اطاعت کی بس تم کو لازم ہو کہ تو اس کو اپنے ہمراہ لے کر پاس طوفان پر نزار کے جا اور بہت سے الفاظ
 اس قبر سے صاحب قبر بیان کریگا جو کہ وقت پر ظاہر ہونگے سو جب تم کو لقمان و حسان دونوں لیکر مرحلہ باد کو
 پر جائیں اور طوفان کے پاس پہنچیں حسان پر نزار تمھارا حال طوفان سے بیان کریگا وہ جواب دے گا کہ تم کو
 تمھارے کہنے کا بھی یقین ہو اور ہر شد کا مل کے بھی کہنے کا مگر بدون امتحان کے یقین نہ آئیگا وہ لقمان اور
 حسان سے کیگا کہ میں امتحان کروں تو یقین آئے جو وہ تم سے کہے اس کو قبول کرنا اور کوئی خوف نہ کرنا باقی
 حال پھر کاغذ سے دریافت کرنا اور اگر شاہد تم کاغذ دیکھنا فراموش کر جاؤ اور دیو سے مقابلہ ہو اور تم اس سے
 لڑو گے جب تک کہ اسم اپنے اوپر نہ دم کرو گے اسوقت تک غالب نہ آؤ گے بس جب وہ تم سے اجازت لے کر لیجانا
 کھانے جائے اور پھر آئے تم اس سے اسی تدبیر سے مقابلہ کرنا جو کہ تم کو تعلیم کی گئی ہے یہ جوشا ہر ادے سے تحریر
 پایا بہت خوش ہو اور اپنے دل سے کہا کہ خوب کاغذ یاد آیا ورنہ میں اس پر غالب نہ آتا اس کاغذ سے یہ بھی
 حال ظاہر ہوا تھا کہ یہ دیو طلسمی ہو اس پر سوائے طلسم کشا کے کوئی غالب نہیں آ سکتا ہو سو یہ کاغذ دیکھ کر اس دیو
 کے منتظر رہے وہ اسم یاد کر لیا اور دیو کی آمد کے منتظر رہے یہ کھڑے ہوئے تھے کہ وہ دیو آ کر پہنچا اور پکارا کہ
 او آدم زاد تو اپنے قول کا بڑا سچا ہو موافق وعدہ کے کھڑا رہا آجھ سے مقابلہ کر یہ سنتا تھا کہ شاہزادہ دوڑ کر لپٹ
 گیا اسم تو اپنے اوپر دم کر چکے تھے تھوڑی دیر میں اس کو زیر کر لیا اس کو اٹھا کر زمین پر دے مارا اور جیت کر کے
 سینہ پر سوار ہوئے جب تک اسم اپنے اوپر دم کر کے مقابلہ نہ کیا تھا وہ بہت کم وہ دیو لڑا تھا یا ایک گھنٹہ میں زیر
 ہو گیا شاہزادہ جب سینہ پر سوار ہوا اور رانوں سے اس کو دبا کر بیٹھا اور کہا کہ ایو دیو مینا رنگ آگاہ ہو کہ میں
 طلسم کشا ہوں میں نے مرحلہ قازان کو فتح کیا اور جو کلمہ کاغذ سے تعلیم ہوئے تھے کہے دیو نے امان طلب کی
 شاہزادے نے کہا کہ اس شرط سے امان دیتا ہوں کہ تو مجھ کو اس مقام پر پہنچا دے کہ جہاں لقمان پر نزار
 وزیر حسان پر نزار شکار کھیل رہا ہو اور چلا جائے قبول کیا شاہزادہ سینہ پر سے آٹرا اسے قدم شاہزادے کے

چوے اور اپنی پشت پر سوار کر کے بلند ہوا اور تھوڑے عرصہ میں زمین پر آیا تو جہاں سے بیہوش ہو گیا تھا جب یہ زمین پر اترتا ہوا شاہزادے کو ہوش آیا دیو نے کہا کہ اب مجھ کو اجازت دے اسی صحرائین لقمان پر نیرادہ ہو شاہزادے نے کہا کہ ایک طور سے اجازت ہو کہ جب طلسمی مقابہ ہو تو اپنا لشکر لیکر نیرادہ آئے عرض کیا ضرور حاضر ہو گا شاہزادے نے کہا کہ جاؤ بس وہ سلام کر کے راہی ہو کہ اسکا ذکر پھر ہو گا شاہزادہ وہاں سے روانہ ہوا ایک میل راہ طرکی تھی کہ چند پر نیرادہ نظر آئے راوی نے بیان کیا کہ اس صحرائین لقمان پر حسان نکار کو آیا تھا ہر روز آتا تھا حسب معمول آج بھی آیا ہے شکارتہ تھا ہوا راہی کا کھیل رہا ہے یہ پر نیرادہ شاہزادے کو جو نظر آئے ہیں اس کے ملازم ہیں شاہزادہ بلا خون و اسطرف کو چلا گیا کیونکہ کاغذ سے حکم ہو چکا تھا کہ شاہزادے نے دیکھا کہ ایک پر نیرادہ سن باریش سفید ایک مدور چوہہ سنگ مرمر کا ہے کنارے چھتر کے اسپر فرش نفیس کیا ہے مسند آراستہ ہے بیٹھا ہے اور بہت سے پر نیرادہ اپنے اپنے مرتبہ سے کھڑے ہوئے ہیں وہ مدور بزرگ شکا راہی کھیل رہا ہے شاہزادے نے اسکو دیکھا اور دھڑلیمان کی نگاہ جو شاہزادے پر پڑی دیکھا کہ ایک جوان رعنا چہرہ مثل آفتاب کے درخشان لباس نفیس پہنے ہوئے گردن آلودہ بوضع مسافر صحرائے دھڑ کو چلا آتا ہے لقمان نے شاہزادے کو دیکھ کر خیال کیا کہ یہ کیا سبب ہے کہ آج تک کبھی اس صحرائے کوئی نہیں آیا ہے صحرائے طلسمی ہر اول تو مرحلہ قازان ہے دوسرے دیوینا رنگ ان مرحلون سے جو بچے وہ آئے یہ جو ان کیونکہ آیا پھر اسکو خیال آیا کہ شب کو میں نے اپنی لاد لدی پر بہت افسوس کیا تھا اور خدا سے دعا کی تھی کہ اگر میرے مقدر میں میری زوجہ سے فرزند نہیں ہے تو کوئی ایسا جوان پروردہ غیب سے پیدا کر کہ جو میری فرزند می کو قبول کرے اور میں اسکو اپنا فرزند بناؤں اور اسکو دیکھ کر میں اپنے دل رنج کو خوش کروں معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم نے میری دعا قبول کی اور اس جوان کو میرے لیے روانہ فرمایا کہ یہ اسطرشے آیا ہے کہ جہر سے کوئی نہیں آسکتا ہے بس اگر یہ قبول کرے تو اسکو میں اپنا پسر خواندہ کروں لقمان نے یہ خیال کر کے ایک پر نیرادے کہا کہ اس جوان کو میرے پاس لے آؤ بس وہ پر نیرادہ گیا اور کہا کہ امی مسافر تمکو ہمارا آقا لقمان طلب فرماتا ہے چونکہ شاہزادے کو کاغذ سے حکم ہو چکا تھا بلا خوف اس پر نیرادہ کے ہمراہ لقمان کے پاس آئے لقمان نے چہرے کو دیکھا اور شان و شوکت کو خیال کر کے دل میں خیال کیا کہ یہ کوئی عالی خاندان سے ہے شاہزادہ ہے بس برائے تعظیم اٹھا یہ قدرت خدا ہے کہ جو شاہزادے کو دیکھتا ہے برائے تعظیم ضرور اٹھ کھڑا ہوتا ہے گو دھڑ لقمان برائے تعظیم اٹھا اور دھڑ اخون نے اسکو بزرگ دیکھ کر سلام کیا لقمان نے ہاتھ پکڑ کر برابر بیٹھا لیا یہ قدرت خالق ہے کہ جب سے لقمان نے شاہزادے کو دیکھا ہے ایک ایسی الفت قلب میں پیدا ہوتی ہے جو کہ اولاد سے باپ مان اور بزرگ کو ہوتی ہے بس لقمان نے پوچھا کہ آپ کا کدھر سے آنا ہوا اور کہا کہ قصہ جو شاہزادے نے جواب دیا کہ میں مسافر ہوں راہ فراموش کی اور دھڑ چلا آیا اب جو داپس چلا کہ پھر جاؤں وہ راہ دہلی تین دن سے پریشان پھر رہا ہوں ہاں یہ صدائی تھی کہ تو طلسم میں اسیر ہو گیا اب اس امر قطع امید کر کہ پھر دنیا پر جائے یا رہا ہو دے بس مایوس ہو گیا اور خیال کیا کہ جو منکر میں لکھا تھا وہ پیش آیا لقمان نے کہا کہ خداوند کریم نے میری دعا قبول کی اور آپکو میرے پاس بھیجا اگر آپکو ناگوار نہ ہو تو میں ایک امر عرض کروں شاہزادے نے فرمایا کہ بیان کروں لقمان نے کہا کہ دراصل یہ طلسم جو اب یہاں سے جانا بہت مشکل ہے بس اگر آپ یہ امر قبول فرمائیں کہ میں آپکو اپنا فرزند بناؤں اور آپکو دیکھ کر اپنا دل خوش کروں کیونکہ لاد لدی ہوں اور یہ میرا من آیا کہ میرے یہاں کوئی اولاد نہ ہوئی میں نے کئی محل بھی کیے مگر نہ ہوئی اب کیا ہوگی رات کو میں نے پریشان ہو کر خدا سے دعا کی تھی کہ کسی ایسے شخص کد واد فرما کہ جسکو میں اپنا فرزند کروں آئے آپکو میرے مقدر کی خوبی سے یہاں تک پہنچا دیا شاہزادے نے جواب دیا کہ خیر جو آپکی مرضی جبکہ یہ امید

قطع ہو کر یہاں سے رہا ہو کر جاؤں تو پھر کیا کر دنگا سرگردان پھر نے سے بہتر ہو گا کہ اب ایسا شفیق سرپرستی کرے گا
 چونکہ شاہزادے کو حکم تھا کہ جو وہ نے اسکو قبول کرتا جیتک وہ کئی مرتبہ حال ضروریات کرے اپنا حال نہ
 بیان کرنا بلکہ جو تمھاری رائے میں آئے وہ فقرو کو دنیا بس اسی تعلیم کے بموجب شاہزادے نے یہ فقرہ کیا اور اس کے
 کہنے کو قبول کیا بس اسوقت لقمان شاہزادے کو لیکر اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر شہر میں آیا اپنی زوجہ سے
 سب حال کہا وہ مومنہ بھی بہت خوش ہوئی اور نسل مادر مہربان کے شفقت سے پیش آئی شوہر سے کہا کہ خیر خدا نے
 وارث مال و دولت تو پیدا کر دیا اس کے شوہر نے اپنے دعا مانگنے پر عجب وانکسار و رگاہ باری میں کرینکا سب حال بیان
 کیا وہ بہت خوش ہوئی شوہر سے کہا کہ خدا نے دعا قبول کی بعد اسکے لقمان نے شاہزادے کو حمام کرایا
 لباس نفیس سے آراستہ کیا پر بیان و پریزا دہرے خدمت مقرر کیے نام شاہزادے کا فرخ خاں رکھا شہزادے
 نے اپنا نام خلیل تاجر بتایا تھا نام بدل دیا اب طریقہ یہ ہو کہ لقمان شاہزادے کو اپنے سے کسی وقت جدا نہیں
 کرتا ہو سوائے اسوقت کے کہ جب دربار کو جاتا ہو باقی بہر وقت ہمراہ رکھتا ہو مگر اس امر میں ضرور حیران
 ہو کہ یہ جو جوان آیا ہو اس طرف سے آیا ہو کہ جدھر سے کوئی آجک نہیں آیا مگر قازان پر پتھر کا بجاتا ہو وہ
 شاہزادے کو نکل آیا تو دیو مینا رنگ فتل کر تھا ہوا اسیر ہو کر قید خانہ طلسمی میں قید ہوتا ہو یہ کیونکہ ان سب بلاؤں
 سے بچا اور یہ کوئی ایسا ویسا شخص بھی نہیں ہو ضرور شاہزادہ ہو یہ اکثر اوقات شاہزادے کو تنہا یا کر درخت
 کرتا ہو کہ ای فردم تم اپنے حال سے مجھ کو آگاہ کرو کہ کون ہو اور کیونکر ادھر سے آئے کیونکہ ادھر سے تو کوئی آ نہیں
 سکتا ہو شہزادہ جواب دیتا ہو کہ خدا نے پہنچایا اور میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ تاجر بچہ ہوں یہ کلام سنکے
 لقمان خاموش ہو جاتا ہو جب اسکو ایک زمانہ گزرا اور کچھ حال مظاہر ہوا یہ بہت پریشان تھا ابکہ ان سے
 شاہزادے کو تنہا پا کر پھر اسطور سے دریافت کیا شاہزادے نے وہی جواب دیا تب لقمان نے نما کر دی
 فرزند کو قسم ہو خداوند کریم کی کہ تم اپنے اصلی حال سے آگاہ کرو میں تمھارے واقعہ میں بہت پریشان ہوں جب
 لقمان نے قسم دلائی شہزادے کو حکم تھا کہ جب لقمان قسم دلائے تب اپنا حال بیان کرنا اسوقت شہزادے
 نے کہا کہ ای لقمان آگاہ ہو کہ میرا نام سہراب ثانی ہو اور میں خلیج طلسم ہوں میں نے ہمد و خداوند کریم بموجب ارشاد
 فیض نبیما و حضرت سلیمان مرحلہ قازان کو فتح کیا اور قازان جاؤ کو قتل کیا اس کے بعد دیو مینا رنگ کو زیر کیا اس کے
 ذریعہ سے یہاں آیا تھے ملاقات ہوئی اس نے کہا کہ پہلے آپ نے اپنے تئیں کیوں نہ ظاہر کیا کہما کہ مجھ کو حکم اسطور سے تھا
 اگر اب بھی تم کو یقین نہ ہو تو مجھ کو قد شاہ صفالیش پر لیجاؤ تم کو بالکل ظاہر ہو جائیگا ای لقمان اب وہ فکر کر دو کہ لوح طلسم ہاتھ
 لگے لقمان نے جب یہ سنا بہت خوش ہوا اور اٹھکھڑکے قدم چومے ہاتھ نکو بوسہ دیا اور کہا کہ مجھ کو یقین ہو میں خود ہی حیران
 تھا کہ سوائے طلسم کشا کے کوئی ادھر سے نہیں آسکتا ہو ہونو یہ طلسم کشا ہیں کسی مصلحت سے اپنے کو پوشیدہ کرتے
 میں اسی سبب سے بار بار دریافت کرتا تھا جو مجھ کو خیال تھا وہی ٹھیک ہوا اخیر ابھی اس امر کو نہ ظاہر فرمایا ہے میں کل
 آپ کو مرتد پر لیجوں گا میلا بھی ہو حسان جو کہ میرا بادشاہ ہو وہ اس مرحلہ کا مالک ہو وہ مرد مسلمان ہو جب اسکو
 معلوم ہو گا تو وہ اور میں دونوں ملکر فکر لوح کے دستیاب ہونے کی کرینگے اگر خدا کو منظور ہو گا تو لوح مل جائیگی اب
 شاہزادہ خاموش ہو رہا وہ شب شاہزادے نے بیس و عشرت بسر کی جب صبح ہوئی لقمان شاہزادے کو
 اپنے ہمراہ لیکر دربار میں آیا شاہزادے نے دیکھا کہ ایک پریزا تخت پر بیٹھا ہو اور بہت سے پریزاؤں کے ساتھ
 اور دنگوں پر بیٹھے ہیں مگر سب مینائی لباس پہنے ہوئے ہیں بادشاہ کا سن بہت ہی بال و رش کے سفید
 ہیں لقمان نے سلام کیا ادھر حسان نے جو شاہزادے کو دیکھا کہ لقمان آج ایک جوان تو عمر کو
 اپنے ہمراہ لایا ہو اور وہ جوان بہت خوبصورت ہو لقمان سے پوچھا کہ یہ جوان تمھارا کون ہو اس نے کہا کہ

آپکا خادم میرا فرزند ہر حسان نے کہا کہ مجھے جب تم سے دریافت کیا تھے یہی جسے کہا کہ کوئی فرزند نہیں ہے اور رہنے اکثر اور لوگوں کی زبانی بھی تھاری لاوادی کی شکایت سننی لقمان نے کہا کہ ایک زمانہ ہوا کہ میری زوجہ اصلی مجھ سے خفا ہو کر اس امر پر کہ میں نے جو متواتر عقد کیے اپنے سیکے چلی گئی تھی اور بہت خفا تھی یہ نہ بتا سکتی تھی کہ بالکل آمدورفت میری و دیگر لوگوں کی قطع ہو گئی تھی مجھ کو یہ امر نہ معلوم تھا کہ حاملہ ہو وہ حاملہ تھی بس سیکے میں یہ لڑکا پیدا ہوا مجھ کو خبر بھی نہ کی بعد کئی برس کے معلوم ہوا جب مجھ کو معلوم ہوا میں نے بصلحت کسی پر نہیں ظاہر کیا اس خیال سے کہ جب وہ جوان ہو کر میرے پاس آئے گا اس وقت ظاہر ہو جائیگا چنانچہ وہ جوان ہوئے اپنی ماں سے اجازت لیکر میرے پاس پر سون آئے بس میں آج لیکر حاضر ہوا اس خیال سے کہ آپ کی قدیم سوسی حاصل کروں اور آج میل بھی ہو مگر مرشد پر بھی لجاؤں اور اس مرقہ کی زیارت سے مشرف کروں بس لیکر حاضر ہوا حسان یہ تقریر سن کر خاموش ہو رہا مگر اپنے دل میں کہنے لگا کہ یہ لقمان کا فرزند نہیں ہے ضرور اس امر میں بھید ہے اسنے کسی وجہ سے یہ امر ظاہر کیا ہو اسطور سے خیر مرقہ مرشد سے یہ راز بھی ظاہر ہو جائیگا یہ دل میں خیال کر کے حکم دیا کہ فرزند لقمان کے لیے کرسی لاؤ کرسی آئی شانہ زادہ سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گیا لقمان اپنے مقام پر آیا بادشاہ نے لقمان سے کہا کہ کل میرے پاس نامہ بادشاہ طلسم کا آیا ہے کہ مرحلہ قادیان فتح ہو گیا قادیان کا دارا گیا طلسم کشادہ داخل طلسم ہوا ہے بس اگر تمہارے مرحلہ کی طرف آئے خواہ گرفتار یا قتل کرنا میں نے تجھے جواب نہیں لکھا خاموش ہو رہا مجھ کو کیا چاہے طلسم کشا آئے چاہے کوئی میں کیوں اس امر میں کوشش کروں یہ تو نہ ہو گا کہ ایک کافر کے حکم سے میں مرنے والا ہوں کو قتل کروں یا اسیر لقمان نے جواب دیا کہ میری بھی یہی رائے ہو بلکہ اگر وہ مدد کا خواہنگار ہو تو طلسم کشا کی کمک فرمائیے یہ سن کر حسان نے جواب دیا کہ جب وہ وقت آئے گا دیکھا جائیگا مگر اس لقمان طلسم کشا کا آنا طلسم میں بکا ہے بدولت لوح اور لوح طلسم کا پتہ نہیں ہے کہ کس مقام پر ہے لقمان نے جواب دیا کہ وہ تو حاصل کر لیگا کسی بھروسے پر تو اس امر کا قصد کیا ہو گا حسان نے جواب دیا کہ یہ ضرور ہو کہ وہ کسی کسی بزرگ کی کمک سے یہاں تک آیا ہو گا اور اسی کی مدد سے ایک مرحلہ بھی فتح کیا خداوند کریم اسکو دلچسپ مینار تک کے ہاتھ سے بچائے اور اسکو اس کے مقصد دلی پر کامیاب کرے کیونکہ اب اس طلسم میں فسق و فجور بہت پھیل گیا میرے نزدیک بربادی طلسم کا زمانہ نزدیک ہے لقمان نے جواب دیا کہ دیکھئے ہر وہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے شانہ زادہ خاموش بیٹھا ہوا وزیر و بادشاہ کی تقریر سنا گیا لقمان نے کہا کہ اب تشریف لیجئے میل جمع ہو گیا ہو گا اور در مرقہ کے کھلنے کا بھی وقت آ گیا بس حسان یہ کلام وزیر سے سن کر سخت پرے آٹھا اور اپنے اہل دربار کو ہمراہ لیکر مع لقمان و شانہ زادہ کے تخت پر سوار ہو کر اس مقام پر آیا کہ جہان مرقہ شاہ ضفا گیش روشن ضمیر کا تھا یہاں میل جمع تھا ہر قسم کے سودے والے موجود تھے درگنبد پر مراد مند دن کا مجمع تھا نچا در بیٹھے ہوئے تھے بھول والے الائی داغ مار شمعین لیے ہوئے موجود تھے بس جب بادشاہ پہونچا سب اہل میل نے بادشاہ کو سلام کیا بادشاہ تخت پر سے اتر کر سیدھا طرف مرقہ کے چلا مجاور دن نے دروازہ مرقہ کا کھولا بادشاہ مع وزیر و شانہ زادہ و دیگر اہل دربار کے داخل مرقہ شاہ صاحب ہوا اور سب مراد مند بھی اندر آئے پہلے بادشاہ نے قبر پر فاتحہ پڑھی بعدہ وزیر و شانہ زادہ و دیگر ہر اہل بادشاہ نے یہاں ہر طرف گلدستے رکھے ہوئے تھے آئینہ لگے ہوئے تھے فرش نفیس آراستہ تھا شیشہ آلات لگا ہوا تھا گلشن روشن تھے عود و عنبر مجرون میں جل رہا تھا تمام گنبد مکا ہوا تھا ایک چادر کھڑا اب کی کار جو بی اور ایک پوتیوں کی قبر پر پڑی ہوئی تھی کٹھن قبر کا طلائی تھا اسپر چڑاؤ کام کیا ہوا تھا بس جو مراد مند تھے انھوں نے شمعین روشن کیں اپنی مراد طلب کی چراغ چڑھائے جب سب

کام ہو چکے اس وقت قبر سے صد آئی کراچی حاضرین گنبد دای حسان پر نوا آگاہ ہوا اور ہوشیار ہو کر کیا نافل و
 بدوش ہو کر تیرے شرمین وہ شخص آیا کہ فاتح طلسم ہو اور تو نے اسکی کچھ قدر و منزلت نہ کی بلکہ وہ اس وقت یہاں
 بھی موجود ہے اس با اقبال نے مرحلہ قاذان اپنی قوت بازو و مدد بزرگان سے فتح کیا اور دیو عینارنگ
 کو کشتی میں ڈیر کیا اسنے اطاعت کی وہ فکر لوح میں یہاں تک آیا اور تنے کچھ مدد نہ کی آگاہ ہو کہ عمر طلسم تمام
 ہو گئی وہ صاحب اقبال اس ہفتہ میں لوح حاصل کر کے طلسم کو فتح کر لیا جو کفر و کافری آجکل یہاں
 ہو وہ سب اپنی آب نمیر سے دھو کر اس طلسم کو خلافت کفر سے پاک کر لیا اسکے نور قدم سے یہ ظلمت
 کفر بر طرف اور اسی ہفتہ کے اندر یہ طلسم فتح ہو جائیگا کراچی حسان بجو لازم ہو کہ اس شہر یار کی خدمت
 کر اور اس شہر یار کو اپنے ہمراہ لیکر طوغان پوریزادہ مرحلہ گرد باد کے پاس جا اور اسکو میرے حکم سے
 آگاہ کر کہ مرشد کامل نے حکم فرمایا ہو کہ تیرے مرحلہ میں لوح ہو اور بجو لوح کا پتہ معلوم ہو تو اس با اقبال
 کو آگاہ کر یہ با اقبال اپنے قوت بازو و مدد بزرگان دین سے لوح حاصل کر لیا اور طلسم کو فتح کر لیا پس
 اس سے کہتا اور تو بھی سن کہ جو اس شہر یار کی اطاعت کر لیا اسکا بڑا مرتبہ ہوگا اور جو اطاعت نہ کر لیا
 وہ اس کے ہاتھ سے مارا جائیگا بس سب ساکتان طلسم پر اسکی اطاعت فرض ہو اور اب میلا نہوا کرے اور نہ
 اب میرے مرقد سے آواز آئیگی صرف اسی زمانہ کے لیے انین یہاں مرنے کے بعد مقرر کیا گیا تھا اب میں اپنے
 مقام اصلی پر جاتا ہوں طلسم فتح ہو جائیگا سبب یہ تھا کہ کفر و کافری زیادہ ہو گئی تھی کوئی ایسا نہ تھا کہ تم لوگوں کو
 اس امر سے باز رکھتا بس بجو حکم ملا تھا کہ تا شریف اور طلسم کشا تم بعد ہر ہفتہ کے اپنی قبر میں جا کر ہفتہ بھر کے
 واقعات و احکامات سے طلسم کے آگاہ کر دیا کرو جب طلسم کشا آجائے اور طلسم فتح ہو جائیگا پھر پتھارا کوئی کام
 نہیں ہو پس میں نے آگاہ کر دیا یہ جو صد اقر سے آئی سب حاضرین گنبد پر نشان ہو کر دیکھنے لگے وہ کون شخص
 ہو کہ جو کہ فتح طلسم ہو سوائے ان لوگوں کے جو کہ داخل حجرہ ہوئے تھے کسی غیر کو نہ پایا حسان خود حیر
 حیران ہو کر دیکھ رہا تھا کہ پھر صد آئی کراچی حسان تو بڑا نادان ہو اس تیرے وزیر کے پہلو میں جو جوان
 کھڑا ہو جسکو تیرے وزیر نے اپنا فرزند بنایا ہو اور پتھر پتھر کیا ہو کہ یہ میرا فرزند ہے اسے یہ ہی طلسم کشا ہے
 لقمان کا فرزند نہیں ہے اسکے قدم چوم ہاتھوں پر بوسے آنکھوں سے لگا اس امر میں مصلحت تھی کہ جبرائیل
 امر کو لقمان نے پوشیدہ کیا اور خود ظاہر کیا اگر وہ ظاہر کرتا تجکو یقین نہ آتا بس اسطور کے ظاہر ہونے سے
 سب کو یقین کر گیا ہوگا یہ جو صد آئی اتویہ حال ہوا کہ سب نے دوڑ کر شاہزادے کے قدم چومے حسان نے
 سر قدموں پر رکھ دیا اور کہا کہ میری خطا کو معاف فرمائیے میں آپکے حال سے آگاہ نہ تھا شاہزادے نے یہ سنکر
 حسان کو گلے سے لگایا اور کہا کہ کوئی تمھاری خطا نہیں ہو یہی مصلحت تھی بس پھر صد آئی کہ اب ہم جانے
 ہیں تم بھی جاؤ اور اس شہر یار کو طرف مرحلہ گرد باد کے لیکر جاؤ تاکہ پتھر یار لوح حاصل کر کے طلسم فتح کرے
 یہ صد آکر پھر صد آئی بس حسان نے فاتح پڑھی اور سب حاضرین گنبد نے اس کے بعد باہر آئے حسان
 بڑے اعزاز و اکرام سے شاہزادے کو شرمین لایا اور داخل محل ہوا اور اپنے وزیر لقمان کو طلب کر کے
 کہا کہ سامان سفر کرو تاکہ میں اس وقت طلسم کشا کو لیکر طوغان کے پاس جاؤں اور حکم مرشد بجا لاؤں لقمان
 نے کہا بہت خوب اور باہر آیا اور تھوڑے عرصہ میں سب سامان سفر تیار کر لیا بادشاہ سے کہا یہاں بادشاہ
 نے بڑی تواضع و مکریم سے شاہزادے کی دعوت کی خود مثل غلاموں کے خدمتگزار میں مصروف رہا
 لباس تکلف سے آراستہ کیا کہ لقمان نے آکر کہا کہ سامان سفر سب تیار ہے بس حسان نے اپنے فرزند
 صربان کو اپنی طرف سے حاکم شہر کیا اور خود لقمان پر نوا و شاہزادے کے دو بیکر چند پر نوا و دن کو ہر ایک

روان ہوا بعد قطع راہ کے قریب مدجلہ گرد و باد پہونچا راہ میں شاہزادے کی خود خدمت کرتا تھا اور اپنا فخر خیال کرتا تھا جب قریب مرحلہ پہونچے شاہزادے نے ملاحظہ فرمایا کہ اس قدر ہوا کا زور ہو کہ اس مقام پر قیام کرنا دشوار ہو اور خاک اڑ رہی ہو کچھ نظر نہیں آتا ہوا حسان اس مقام کے قریب پہونچکے کھڑا ہوا یہ کھڑا ہوا تھا کہ ایک ترڑا قہر ہوا اور برق چمکی ایک شعلہ اس ہوا میں نظر آیا اور وہ اگر سامنے حسان کے قائم ہوا حسان نے کہا کہ جا کر خبر کر دے کہ حسان پر نیراد حاکم مرحلہ میں حصار کی ملی ملاقات کو آیا ہو کوئی امر ضروری عرض کرنا ہو اسکا وزیر ہو اور چند آدمی ہیں یہ جو حسان نے کہا وہ شعلہ ایک مرتبہ غائب ہو گیا رادی نے بیان کیا ہو کہ اس مرحلہ کا راستہ بند ہو دون اطلاع حاکم مرحلہ کے کوئی جان نہیں سکتا ہو نہ راستہ کھوتا ہو اور اطلاع کی صورت ہو کہ شعلہ پیدا ہوتا ہو اور وہی شعلہ جا کر خبر دیتا ہو اگر حاکم مرحلہ کو اس شخص کو طلب کرتا ہوتا ہو تو وہ راستہ کھول دیتا ہو ورنہ اسی طور سے راستہ بند رہتا ہو انیوالا عاجز ہو کر چلا جاتا ہوا حسان کئی مرتبہ آچکا تھا اسکو طریقہ معلوم تھا اور راہ بھی معلوم تھی پس اسی سبب سے اسنے شعلے سے یہ کہا جب وہ شعلہ چلا گیا حسان اسی مقام پر کھڑا رہا کہ اس شعلہ نے جا کر ویر طوغان کے اپنی اصلی صورت پیدا کی اصل میں وہ شعلہ نہیں ہو بلکہ ایک ساحر ہو اور وہ ساحر سلمان بن ابیانیان طلسم نے یہ بھی طریقہ مقرر کیا ہو جو کہ عرض کیا گیا کہ اسی طور سے خبر ہوتی ہو پس یہاں طوغان دربار میں بیٹھا ہوا تھا سب حاضر دربار تھے کہ شعلہ پہونچا اور اپنی صورت اصلی پیدا کی اور کہا کہ ابکو معلوم ہو کہ حسان پر نیراد مع اپنے وزیر اور چند پر نیرادوں کے تشریف لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک امر میں رائے لینا ہو اور وہ امر ضروری ہو پس اُنکے بابت کیا حکم ہوتا ہو بادشاہ نے کہا کہ برق باز کلبان مرحلہ سے کھدے کہ راستہ کھول دے تاکہ حسان پر نیراد یہاں چلا آئے پس یہ حکم دینا تھا کہ وہ اسی طور سے شعلہ نکالے پاس دیو برق باد کے آیا اور بادشاہ کے حکم سے آکاہ کیا اسنے راستہ کھول دیا کہ یہاں حسان کھڑا تھا اسے دیکھا کہ اس ہوا میں راہ پیدا ہوئی پس حسان شاہزادے اور نعمان دان پر نیرادوں کو ہمراہ لیکر اس راہ سے داخل مرحلہ ہوا اس مقام پر بالکل اثر ہوا کہ نہ تھا یہاں طوغان اپنے وزیر و دیگر اہل دربار سے کہہ رہا تھا کہ نہ معلوم حسان کو کیا ضرورت ہو جو اسوقت آیا خوب ہوا کہ وہ آگیا میں خود آنگو بلا نے والا تھا کیونکہ مشورہ کرنا تھا میرے پاس بادشاہ طلسم کا نام آیا ہو کہ طلسم کشا نے مرحلہ قازان کو فتح کیا دیوینا رنگ کو زیر کیا داخل طلسم ہوا ہوا لہذا اسکی فکر کرو کہ وہ اور کوئی مرحلہ فتح نہ کرانے پائے تو اس امر میں صلاح کرنی تھی کہ آیا بادشاہ سے مخالفت کی جائے اور طلسم کشا کی شرکت کی جائے کیونکہ وہ مالک طلسم ہو اور طلسم کشا نے آیا ہو تو بیکار رہی کیونکہ لوح اس کے پاس نہیں ہو طوغان نے جواب دیا کہ بادشاہ کی شرکت میں نعمان ہو پس اس امر سے اطمینان رکھو کہ یہ طلسم نہ فتح ہو گا یہ امر غیر ممکن ہو کیونکہ جیسو سے طلسم کشا یہاں تک پہونچا ہو اسی طور سے لوح بھی حاصل کر لیا اور تجھے اپنے بزرگوں سے اکثر سنا ہو کہ جو طلسم کشا کی اطاعت کر گیا اسکا بڑا مرتبہ ہو گا ایک نہ ایک دن یہ طلسم فتح ضرور ہو گا اور جو اطاعت نہ کرے گا دلیل ہو گا پس بادشاہ کی شرکت میں دولت ہو دوسرے بادشاہ نے کفر اختیار کیا ہوا ہمارے اس کے زمین و آسمان کا فرق ہو اگر وہ کافر ہو جاتا تو ضرور اسکی شرکت کی جاتی وزیر نے جو یہ سنا تو کہا کہ اچھا حسان کو آنے دیجئے دیکھئے کہ وہ کیا صلاح دیتے ہیں یہاں یہ تقریر ہو رہی تھی کہ حسان مع سب ہمراہ ہوں گے اگر پہونچا طوغان و کل اہل دربار نے حسان اور اس کے ہمراہ ہو کر پر نیراد مع نعمان وزیر کے پہچانا مگر دیکھا کہ ایک جوان کہ جسکے چہرے سے آثار شجاعت و دلادوری و شوکت شہابی آشکار ہیں چہرہ خل آفتاب تابان کے روشن ہو کہ نگاہ نہیں کام کرتی ہو اور ایسا رعب و داب ہو کہ جسم کے بال کھڑے ہوئے جاتے ہیں بسبب خوف کے حسان پر نیراد سے اور طوغان پر نیراد سے صاحب

اور سب اہل دربار نے تعظیم کی حسان مع شانہ زادے کے برابر طوغان کے آکر بیٹھا سب ہمراہی اپنے مرتبہ سے بیٹھے بعد مزاج پر ہی کے طوغان نے حسان سے کہا کہ میں اس ضرورت سے آیا ہوں کہ میرے پاس کل بادشاہ طلسم کا نامہ آیا ہو اسکا مضمون یہ ہو کہ مرحلہ قازان کو طلسم کشا نے فتح کر لیا اور دیوینارنگ نے طلسم کشا کی اطاعت کی پس وہ داخل طلسم ہو چکا ہو اسکو یا تو اسیر کر کے میرے پاس روانہ کرو اگر چاہے یا اسکا سر روانہ کرو تو میں اس غرض سے آیا ہوں کہ اس میں تھاری کیا رہے ہو اول تو وہ خود ہی پریشان ہو کر چلا جائیگا کیونکہ بدون لوح فتح طلسم غیر ممکن ہو اور لوح کا نشان آجکس کسیکو نہیں معلوم ہو یا طلسم کشا کی اطاعت کیجائے اگر وہ ہمارے پاس آئے طوغان نے کہا کہ میں خود تمکو بلائیوا لا تھا اسی مضمون کا نامہ میرے پاس بھی آیا ہو اور جسے اسے لینے والا تھا خوب ہوا کہ تم خود آگئے ہاں یہ جو تم نے کہا کہ کیا کیا جائے پہلے تم یہ بیان کر دو کہ جس شخص نے بدون لوح کے ایک مرحلہ فتح کر لیا اور دیو کو زیر کر لیا اس کے نزدیک لوح کا نشان اور پتہ دریافت کر لینا کیا مشکل ہو اور یہ بھی ثابت ہو کہ طلسم تمام ہو چکی ہو کیونکہ یہ کتاب طلسم اور طریقہ طلسم سے ثابت ہوتا ہو کہ جب بادشاہ طلسم کفر اختیار کر گیا اسی زمانہ میں طلسم کشا کو فتح کر گیا یا وہی زمانہ ہی اسی کی خبر انبان طلسم دے گئے تھے اور یہ بھی کھ گئے ہیں کہ جو اطاعت طلسم کشا کر گیا وہ مرتبہ اعلیٰ پایہ گیا اور جو مخالفت کر گیا ذلیل ہو گا اور یہ بھی تحریر ہو کہ جس زمانہ میں طلسم کشا آ گیا اس زمانہ میں مخالفت باہم ہو گئی کچھ لوگ مسلمان ہونے لگے کچھ کافر ہیں یہ وہی زمانہ ہو پس اب طلسم کا باقی رہنا تو دشوار ہو اور ایک مرحلہ بھی فتح ہو چکا ہو ایسی حالت میں ان امر دن پر خیال کر کے کیا کیا جائے دوسرے ہم خدا پرست اور بادشاہ کافر اسکی کیونکہ اطاعت کرین جو میرے نزدیک مناسب تھا وہ میں نے بیان کر دیا اب جو تم اسے دودہ کیا جائے حسان نے کہا کہ جبکہ یہ سب امر ثابت ہیں تو پھر کیا ضرور ہو کہ طلسم کشا سے مخالفت کیجائے ضرور اسکی اطاعت کیجائے طوغان نے کہا کہ میرے نزدیک تو اطاعت ہی بہتر ہو پس میری رائے یہ ہو کہ بادشاہ کو کسی بات کا جواب نہ دیا جائے اور طلسم کشا کی تلاش کیجائے حسان پر نیا دے کہ کہا کہ بہتر ہو سب اہل دربار و ہمراہیان حسان مع شانہ زادے کے حسان و طوغان کی تقریر سنا کیے جب باہم یہ تقریر ہو چکی اسوقت طوغان نے شانہ زادے کی طرف دیکھ کر حسان سے کہا کہ یہ کون بزرگوار آپ کے ہمراہ ہیں انکی کچھ حقیقت بیان فرمائیے یہ جو طوغان نے کہا حسان نے منہ سکر جواب دیا کہ مجھکو آپسے بسا تعجب ہو کہ آپ نے اس شہر یار کو نہ پہچانا اجی حضرت یہ وہی بزرگوار ہیں کہ جنکا ابھی ذکر ہو رہا تھا اے طوغان پر نیا دے شہر یار طلسم کشا ہی میں لاکو تھارے پاس ایسے لایا ہوں کہ مجھکو حکم مرشد کامل شاہ صفاکیش کا ہوا ہو کہ تم طلسم کشا کو اپنے ہمراہ لجاؤ پاس طوغان پر نیا دے کے کہنا کہ انکی اطاعت کرے اور اس کے مرحلہ میں لوح ہو اسکا نشان دیوے تاکہ یہ لوح حاصل کر کے طلسم کو فتح کر میں یہ کہہ کر کل تقریر جو کہ مرقد سے شاہ صفاکیش نے کی تھی بیان کی اور کہا کہ اسی شہر یار نے مرحلہ قازان کو فتح کیا اور دیوینارنگ کو زیر کیا ہو اور حسان نے لقمان کے پاس آنا شانہ زادے کا اور اپنے کو پوچھ شیدہ کرنا اور بہت تسکین دیکر لقمان کا حال دریافت کرنا شانہ زادے کا اپنے کو ظاہر کرنا لقمان کا دربار میں لیکر آنا اور اپنا دریافت کرنا لقمان کا بیان کرنا کہ میرا فرزند ہوا پنا ہر اسے زیارت بروز میلہ مرقد شاہ صفاکیش پر جانا اور وہاں اس امر کا ظاہر ہونا اور اس تقریر کا ہونا اور مرقد سے صہ آنا بعد اس امر کے اپنا ارادہ کرنا آنا سب حال بیان کیا جب سب تقریر طوغان نے شنئی شانہ زادے کی طرف بذور دیکھا اور حسان سے کہا کہ شاہ صفاکیش جو کچھ خبر دی سب درست اور بجا ہو اور جو شخص بیان کیا وہ بھی سب درست ہو

حسان پر برادر نے کہا کہ شاہ صفاکیش نے بہت تعریف کی ہو انکے زمانے سے مجھ بھی یقین آگیا ہو انکا فرمانا بھی غلط نہیں ہوتا ہو جو حکم اور جو چیز انکی قریب سے ظاہر ہوتی ہو اور جس امر کے بابت صدا آتی ہو وہ بہت درست ہوتی ہو ہم انکے حکم سے سرکاری نہیں کر سکتے ہیں ہم کیا مختصر ہو کل اہل طلسم انکو ماتھے میں پس ہم کیونکر اس امر کو غلط خیال کریں انکے حکم کے بموجب ہم بیان طلسم کشا کو لیکر آئے ہیں پس تمکو بھی لازم ہو کہ اس شہر یاہ کی اطاعت کرو اور حکم شاہ صاحب پر عمل کرو نشان لوح طوغان نے جواب دیا کہ مجھ کو کب حکم شاہ صاحب سے اخراج ہو جو کچھ انھوں نے فرمایا ہو سب درست ہو پس میں بھی جیتک امتحان نہ کروں گا مجھ کو بالکل یقین نہ ہوگا حسان نے کہا کہ کس طریقہ سے امتحان کرو گے طوغان نے کہا کہ جب سے یہ طلسم بنا ہو اور ہمارے بزرگ اس مرحلہ کے حاکم مقرر کیے گئے ہیں تو ایک کتاب امانت رکھی گئی ہو اور وہ کتاب جب سے ہمارے خاندان میں چلی آتی ہو جو بادشاہ ہوتا ہو وہ کتاب انکے پاس ہوتی ہو جب وہ مرنے لگتا ہو تو اپنے قائم مقام اور جانشین کے وہ کتاب سپرد کرتا ہو اور یہ کتاب ہو کہ جب طلسم کشا آئیں تو اس کتاب پر تحریر ظاہر ہوگی ورنہ یہ کتاب سادی نہ ہوگی اور اس کتاب کے اہل درق یا تصویر طلسم کشا بنی ہو پس جو شخص تھارے زمانہ حکومت میں اس امر کا دعویٰ کرے کہ میں طلسم کشا ہوں تو اس تصویر سے اُسکے چہرے کو مطابق کرنا اگر سرسوفرق نہ ہو تو یقین کرنا کہ یہ شخص طلسم کشا ہو ورنہ کاذب جانتا چنانچہ میرے پردادا کو انکے والد نے یہی وصیت کی اور کتاب دی وہ انکے پاس آئی جب میرے پردادا انتقال کرنے لگے تو میرے دادا کو یہی وصیت کر کے کتاب سپرد کر گئے وہ جب انتقال کر گئے تھے تو میرے والد کو وصیت کر کے کتاب دے گئے جب والد نے انتقال کیا تو وہ مجھ کو کتاب دے گئے اور یہی وصیت کی پس میری سات پشت سے وہ کتاب چلی آتی ہو میں نے اکثر اسکو دیکھا سب ورق سادے پائے صرف ایک ورق پر تصویر تھی نہ اس زمانہ سے آج تک کسی نے دعویٰ اس امر کا کیا اب یہ شہر یاہ دعویٰ کرتے ہیں اور شاہ صاحب کی مرقد سے بھی صدا آتی ہو پس میں اس کتاب کو طلب کر کے تصویر سے ملاتا ہوں اگر فرق نہ ہوگا تو مجھ کو بھی یقین ہو جائیگا اور ضرور کچھ نہ کچھ تحریر ظاہر ہوگی اور اگر فرق نہ آ تو میں اطاعت کروں گا نہ مخالفت جس طور سے انکا جی چاہے لوح حاصل کریں اور بچہ اندھ کو لوح کا نشان معلوم ہو یہ میں نے اکثر اپنے بزرگوں سے سنا ہو کہ اسی کتاب سے لوح کا نشان ملیگا بس اگر یہ طلسم کشا ہیں تو عبارت کتاب ظاہر ہوگی لوح کا بھی پتہ ملیگا اور زمین شاہ صفاکیش کی مرقد کی صدا کو غلط کہہ سکتا ہوں مگر مجھ کو اسوقت تک یقین نہ ہوگا کہ جیتک کتاب سے ظاہر ہوگا اگر تھاری مرضی ہو تو میں کتاب طلب کروں حسان نے کہا کہ شوق سے تم اپنا جسطور سے ہو اطمینان کرو مجھ کو تو یقین ہو گیا یہ لکھنا نہ ادا دے سے کہا کہ انکی مرضی ہو شانہ ادا دے نے جواب دیا کہ کیا نقصان ہو پس میرے طلسم کشا ہونیکا امتحان بھی ہو جائیگا اور طوغان کا شک بھی دفع ہوگا بفضل خدا ضرور میری مرقد سے وہ تصویر مشابہ ہوگی اور عبارت کتاب ظاہر ہوگی لوح کا پتہ ملیگا کیونکہ میں فرستادہ ہوں حضرت سلیمان علیہ السلام کا انھوں نے مجھ کو خواب میں بشارت دی ہو اور فرمایا ہو کہ تو ہی فاتح طلسم ہو پس کبھی فرق نہ ہوگا یہ جو شانہ ادا دے نے فرمایا تو طوغان نے کتاب طلب کی جو بدار زمانہ سے وہ کتاب لیکر حاضر ہوا راوی نے بیان کیا ہو کہ طریقہ ہمیشہ سے جاری چلا آتا ہو اور اسی زمانہ سے جاری ہو کہ جب سے طلسم بنا ہو پس جو کہ حاکم ہوتا ہو اور اسکے انتقال کا زمانہ آتا ہو تو وہ زمانہ سے کتاب طلب کو کسے اپنی ہر پیر سے بظن کرتا ہو اور جو کہ انکے بعد بادشاہ ہوتا ہو اس پر اسکی مرقد دیتا ہو پھر اس بادشاہ کو اختیار ہو کہ جب چاہے اسکو منگا کر اور اپنی مرقد کو لے آ سکودیکھے اور پھر اپنی مرقد کے آس پاس سے خزانہ میں رکھ دے خزانہ اپنی کو حکم ہو کہ جب ہم بھندہ

طلب کرین فوراً بھیج دینا چنانچہ وہ کتاب ایک صندوقچہ میں بند رہتی ہو اسکی کلید بادشاہ کے پاس رہتی ہو اور صندوقچہ پر بادشاہ کی سر مونی ہو پس جب طوغان نے حکم دیا کہ خزانچی سے وہ صندوقچہ لے آؤ جو کہ امانت رکھا ہو چوہدری نے جا کر خزانچی سے کہا اُسنے فوراً نکال کر دیا یہ لیکر حاضر ہوا سب نے دیکھا کہ ایک صندوقچہ فولاوی ہو پس طوغان نے وہ صندوقچہ لیکر اور کلید اپنے جوتے سے نکال کر پہلے اپنی مہر توڑی اُسکے بعد اُس کلید سے قفل کھولا اور پھر اُس میں سے کتاب نکالی سب نے دیکھا کہ ایک نخل سبز کے جزدان میں کتاب ہو پس طوغان نے اُس جزدان کو اُس پر سے دور کیا اور کتاب کو نکالا اُسکو کھولا پہلے ہی صفحہ پر تصویر طلسم کشا کی بنیان طلسم نے بنائی تھی اب جو چہرے سے نشانہ زد کے ملا یہ سر موزق نہ پایا اُس پر لکھا تھا کہ اس تصویر طلسم کشا سے سہرا بنائی ہو کہ رستم ثانی نبیرہ امیرجوزوان و حمزہ صاحبقران زلزلاق ثانی سلیمان طوغان کے جب موزق نہ پایا کہا کیا صنعت کی تھی بنیان طلسم نے کہ کئی ہزار برس قبل یہ تصویر بنائی تھی اور سر موزق نہ تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی کسی نے پھینچی ہو ایک موزق نہ تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ سامنے بٹھا کر پھینچی ہو یہ حال دیکھ کر طوغان کو یقین ہو گیا کہ یہ جوان بیشک طلسم کشا ہی سب اہل دیار کو دیکھا یا سب نے تعریف کی حسان نے بھی دیکھا شاہزادے نے خود اپنی تصویر دیکھی اور بنیان طلسم کی تعریف کی اب حسان نے طوغان سے کہا کہ تم کو یقین ہوا یا ابھی کچھ شک ہو اگر شک ہو تو وہ بھی دفع کر لو اُسنے کہا ابھی اب امر باقی ہو وہ بھی ظاہر ہو جائے تو پھر بالکل یقین ہو جائے حسان نے کہا کہ وہ کیا طوغان نے کہا کہ عبارت کتاب کا ظاہر ہونا حسان نے کہا کہ کتاب کھولو اور دیکھو یقین ہو کہ وہ بھی ظاہر ہو پس طوغان نے پھر کتاب کو کھولا اور ورق اُٹاتا تو سر پر صفحہ کے بجائے علی بن ابی طالب علیہ السلام کا تصویر تھا اُسکے بعد نعت سرور کائنات ماسبق و تعریف اوصیاء ہر نبی تحریر تھی اُسکے بعد یہ تحریر تھا کہ جبکہ طلسم کا بادشاہ اثر در پر نیراد ہوگا اور اسکا وزیر مکار پر نیراد ہوگا جو کہ سامری پرست ہوگا اُسکے ہرکانے سے اثر در پر نیراد کا فر ہو جائیگا اور بہت سے اہل طلسم کفر اختیار کریں گے اُس زمانہ میں ایک جوان کہ جسکا نام سہرا بن ثانی ہوگا وہ اولاد سے صاحبقران یعنی حمزہ عرب کے ہوگا جو کہ زلزلاق ثانی بھی مشہور ہوگا برائے فتح طلسم تشریف لائیگا اور مرحلہ قازان کو فتح کر کے دیوینارنگ کو زیر کر گیا اور اُسکے ذریعہ سے لقمان جو کہ اُس زمانہ میں وزیر بادشاہ مرحلہ مینا حصار کا ہوگا تشریف لائیگا وہ اپنا فرزند کہہ گیا بعد کئی دن کے اُس پر حال ظاہر ہوگا وہ اپنے باپ سے پاس لیجائیگا بادشاہ کے ہمراہ وہ شہر یار مرقد شاہ صفا کیش پر جائیگا مرقد شاہ صفا کیش سے اُسکا حال بادشاہ پر ظاہر ہوگا اور اُسکے حکم سے وہ اُس بادشاہ پاس اُس شہر یار کو لائیگا جو کہ مرحلہ گرد باد کا حاکم ہوگا پس اُس بادشاہ کو لازم ہو کہ اُس شہر یار کی اطاعت کرے اور جو تصویر صفحہ اول پر بنی ہو یہی تصویر طلسم کشا کی ہو سر موزق نہ ہوگا پس جب تصویر سے بھی مطابق پائے اور وہ شہر یار لوح کا نشان دریافت کرین تو بادشاہ اُس سے عرض کرے کہ جو میل آہنی میسرے دربار کے صحن میں نصب ہو اُسکو زور صا جقرانی اور طلسم کشا کی لکھا گیا کہ ہم سب پر آپکے طلسم کشا ہو نیکا یقین کا مل ہو وہ شہر یار بلا خوف و خطر اُس میل کو نکالے گا پس ایک غار ظاہر ہوگا پس بادشاہ کو لازم ہو کہ اُس شہر یار سے عرض کرے کہ اس غار میں تشریف لیجائیے اندر اُس غار کے ایک دروازہ ہوگا اُسکو کھول کر دروازے کے اندر جائیگا ایک باغ ملیگا اُس باغ میں ایک بارہ درہی ہو پس اُس بارہ درہی میں تشریف لیجائیے گا وسط بارہ درہی میں ایک دیو سے ملاقات ہوگی اُسکا نام دیو دربان ہو وہ مقابلہ کرے گا اُسکے تلین زیر کرے اور اُسکے سینہ کو خنجر سے چاک کر کے دل اُسکا نکال لیجیے گا اور اُسکے کوروانہ ہو جیے گا دوسرے درجہ میں اور ایک دیو ملیگا کہ اُسکا نام دیو دراز شاخ ہو وہ بھی مقابلہ کرے گا اُسکو بھی زیر کر کے اُسکا بھی سینہ چاک کر کے جگر نکال لیجیے گا پس آگے تشریف لیجائیے گا میسرے درجہ میں وسط درجہ میں ایک زمین پر ایک تختہ لگا ہو اُسکو اٹھا کر اندر جائیے گا بعد کئی زمین کے ایک جڑہ ملیگا اُس جڑہ میں ایک منیر رکھی ہو اُس میں ایک صندوقچہ

رکھا ہوگا اسی صندوق میں لوح طلسم ہو اور اسکی کلید بھی اسی زمین پر ہو مگر ایک اضی سیاہ رنگ گرد اُس صندوق کے حلقہ کے ہونے بیٹھا ہوگا وہ اُس لشکر کو دیکھ کر اپنا سراونچا کر کے برائے ایذا رسانی اپنے مقام سے چلیگا اور طوغان پر نژاد اُس شہر بار سے یہ کہے کہ جب وہ اضی سیاہ رنگ قریب آئے تو وہ شہر بار یہ اُس سے فرما کر ابرار حنی میں طلسم کشا ہوں اور جو جو واقعات گذرے ہوں سب بیان کرے اور کہے کہ میں لوح لینے آیا ہوں اگر طلسم کشا نہوتا تو یہ بھی ممکن تھا کہ میں یہاں تک آتا بس اسی امر سے ثابت ہو کہ جس سے تجھ کو بچنے رہا کیا تو اپنے مقام کو چلا اب لکھبانی کہ چکا ہماری امانت یعنی لوح طلسمی حکم دے اور لے یہ دل دیو دربان کا اور جگر دیو دراز شاخ کا ہر وہ لکھ رہے ہیں یعنی دل و جگر کے رہبر و رکھبر وہ سانپ یعنی ابرار حنی اُسکو کھا کر ایک طرف چلا جائیگا یہ بسم اللہ لکھ کر طبلہ سے صندوق کو کھولیں اور لوح نکالیں اسی جگہ میں ایک مقام پر ایک سنگ گران رکھا ہو اُسکو بقوت طلسم کشائی اٹھا کر الگ رکھ دیں جب وہ سنگ زمین سے جدا ہوگا تو ایک چشمہ ظاہر ہوگا پہلے اُس چشمہ کے پانی سے غسل کریں بعد اسکے وضو کر کے لوح کو اُس چشمہ میں غوطہ دین تاکہ اُسکی تحریر ظاہر ہو پس جو اُس لوح میں تحریر ہو اُسپر عمل کریں اور وہ جو کاغذ اُنکے پاس ہو وہ اسی دیو مینا رنگ کے مقابلہ تک بکا رہتا اب پیکار ہو والسلام یہ جو عبارت طوغان نے تحریر پائی بہت خوش ہوا اور اُس نے اکثر اس کتاب کو دیکھا تھا تو بالکل سادہ پایا تھا اب جو ورق اُلت کر دیکھتا ہو یہی عبارت تحریر ہو پس کتاب بند کر کے شانہ اُس سے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ آپ کو فتاحی طلسم مبارک جو ہم غلاموں کا ضرور خیال رکھیے گا مبارک ہو کہ نشان لوح بھی لکھا یہ لکھ طوغان نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ایک دختر رکھتا ہوں اُسکو کنیزی میں قبول فرمائیے یہ طوغان نے کس سبب سے کہا کہ یہ امر بھی اُس کتاب سے ظاہر ہوا اور تحریر تھا کہ اُس زمانہ میں بادشاہ مرحلہ لکھ دہ باد کے ہوان ایک لڑکی ہوگی اُسکو لادہ ہو کہ وہ اُس شہر بار کی کنیزی میں دے تاکہ اُسکا مرتبہ سب پر اعلیٰ ہو اور یہ بھی لازم ہو کہ جب وہ نشان لوح بیان کرے اُسکے پہلے یہ درخواست کرے یہ امر اُسکے حق میں بہت بہتر ہوگا راوی نے بیان کیا ہو کہ طوغان پر نژاد کی ایک دختر ہو کہ اُسکا سن بہت کم ہو مگر ایسی حسین و جمیل ہو کہ کوئی پر ہی اُس طلسم میں ایسی حسین نہیں ہو اُسکا نام ملکہ سیما ہے ہری ہو پس اُسی کو کنیزی میں دینے کو طوغان پر نژاد نے کہا سو اُسے اُس دختر کے کوئی دوسری اولاد نہیں ہو جب یہ طوغان پر نژاد نے کہا تو شاہزاد نے جواب دیا کہ میں اس امر کا ابھی اقرار نہیں کر سکتا ہوں بدون اسنے بزرگوں کی صلاح کے ہاں اس سے تم اطمینان رکھو کہ بعد فتح طلسم میں ضرور اُسکا بند و بست کرونگا طوغان پر نژاد نے کہا کہ بہت خوب اسکا خیال رہے کہ ہم سب ایکے غلام ہیں اور ہماری قوم کی پر بیان سب کہی کنیزی میں اور لونڈیاں ہیں شاہزادے نے ہنس کر فرمایا کہ یہ تم کیا کہتے ہو تم سب ہمارے بزرگ ہو یہ فرما کر فرمایا کہ لے اب جلدی نشان لوح بتاؤ پس طوغان نے جو عبارت کتاب میں دیکھی تھی وہ سب عرض کی اور کتاب دکھا دی شاہزادے سے عرض کیا کہ میں ہمیشہ سے یہ میل اپنی دیکھتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ کسی ضرورت سے زمین میں نصب ہو مگر آج غلام ہوا کہ نشان لوح کے لیے نصب کیا گیا تھا یہی امر اہل دربار نے بھی عرض کیا کہ ہلوگ بھی یہی خیال کرتے تھے مگر بسبب خوف بادشاہ کے اسکے دریافت کرنے کی جرات نہ تھی حسان نے کہا کہ جب میں آیا تو میں نے بھی یہ میل پایا شاہزادے نے فرمایا کہ میں جب تمہارے ہمراہ آیا ہوں میں نے پہلے ہی میل کو دیکھا تھا مگر خیال کیا کہ کسی ضرورت سے نصب کیا گیا ہو گا راوی نے بیان کیا ہو کہ ایک میل صحن دربار میں زمین پر نصب تھا سو اُن بند اور اس میں آہنی کڑے پڑے ہوئے تھے پس جب یہ امر شاہزادے پر ظاہر ہوا کہ اس میل کے اُکھرنے سے لوح دستیاب ہوگی پس اپنے مقام پر سے خوشی خوشی اُسٹھے اور قریب میل تشریف لائے طوغان و حسان

و دیگر بڑا دجھی ہمراہ تھے بس شاہزادے نے دونوں دست مبارک اپنے اُن کرٹن مین ڈالے اور طغٹہ اللہ کے
 جگر سے کھینچ کر جو زور کیا پہلے ہی زور مین وہ میل زمین سے نکلا کھرچینکد یا راوی کہتا ہے کہ وہ میل دس گز زمین کے
 اندر دفن تھا بہت سے دیو زادوں و پریزادوں نے اُس پر زور کیا مگر ہاتھ نہیں شاہزادے نے پہلے زور مین
 زمین سے نکال لیا اور پھینک دیا یہ زور صاحب قرانی و طلسم کشائی تھا بدون امداد خدا یہ امر ممکن نہیں ہو سکتا ہے جب
 شاہزادے نے وہ میل نکالا اور پھینک دیا اسوقت ایک شکار اہل دربار مین تعریف کا بلند ہوا یہ دیکھ کر طوغان و
 لقمان وغیرہ دوڑ کر قدموں پر گرے ہاتھوں کو اکھون سے لگا یا بوسہ دیا شاہزادے نے سب کو گلے سے لگایا
 اور کہا تم لوگ یہاں ٹھہرو مین لوح لینے جاتا ہوں سب نے کہا بسم اللہ تشریف لیجائیے بس جب طور سے کتاب
 مین لکھا تھا اسی طور سے شاہزادہ غار مین گیا اور دروازہ کھول کر باغ مین داخل ہوا باغ کو خوب پرہار پایا
 ہر قسم کے درخت لگے ہوئے تھے سیر باغ کرتا ہوا طائران خوش الحان کے زمزمہ سنتا ہوا بارہ درمی مین آیا دیو
 دربان کو کشتی مین دیر کر کے اُسکا سینہ چاک کر کے دل نکال لیا دوسرے درجہ مین جا کر دیو دراز شاخ کو
 قتل کیا اُسکا جگر لیکر اور سنگ اٹھا کر زینہ کی راہ سے حجر مین آیا اور ابرار حنی سے وہ تقریر کر کے دل و جگر
 اُسکو دیا دیو دربان و دیو دراز شاخ کا وہ اُسکو کھا کر اور تقریر شاہزادے کی شنکے ایک طرف کو چلا گیا اب
 شاہزادے نے صند و تچہ مین پر سے اٹھا کر اور کامیہ سے کھول کر لوح نکالی اور اُس سنگ کو اٹھا کر الگ رکھا
 چشمہ ظاہر ہوا پہلے غسل کیا پھر وضو کر کے لوح کو غوطہ دیا دیکھا کہ لوح زمرد بنی ہوئی اور گرد آسکے سو نیکا جو کھٹا ہے
 اور اُس لوح پر یا قوت کے حرفوں سے لکھا ہے اور اسمین مقیش کی ڈوری پڑی ہے بس شاہزادے نے لوح کو
 گلے مین ڈالا اب جو عبارت پر نظر کی یہ تحریر پایا کہ تجکو فتح طلسم مبارک ہوا و فلاح طلسم اگر قدرت خدا سے
 لوح ملجائے بس تجکو لازم ہے کہ جس حجر مین لوح رکھی ہو اور چشمہ ہو بس اُس حجر سے مین کھڑے ہو کر یہ اسم
 جو حاشیہ لوح پر تحریر ہے اکیس مرتبہ پڑھ کر اُس چشمہ پر دم کر کہ جسم مین غسل کیا ہو اور قدرت خدا کا تاشاد دیکھ لے
 کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے یہ بارہ درمی اور یہ باغ سب طلسمی ہو بر باد ہو جائیگا اور تو دربار مین طوغان
 پر زاد کے بہ آسانی پہنچ جائیگا آیا تو بڑی شکل سے ہوا یہ تحریر تھا کہ جب طوغان کے پاس پہنچنا پھر لوح
 کو دیکھنا اسکے بعد اور کچھ نہ تحریر تھا شاہزادے نے موافق تحریر لوح کے اکیس مرتبہ اسم حاشیہ لوح پانی چشمہ
 پر پڑھ کر دم کیا جب اسم تمام ہوا اُس چشمہ سے ایک شعلہ پیدا ہوا اور پانی دھواں نکلا اُس شعلہ نے
 تمام باغ و عمارات کو ایک دم مین بھونک دیا اور ایک تڑاقہ ہوا شاہزادہ اسی طور سے کھڑا ہو کوئی اسباب نہ پہنچا تھا
 یہاں دربار مین سب نے دیکھا کہ ایک مرتبہ صحن بارگاہ مین غبار بلند ہوا اہل ایک چمک سی ہوئی کہ سب کی آنکھیں
 جھپک گئیں اب جو آنکھیں ملکر دیکھا وہ غار ہو نہ وہ میل شاہزادہ صحن مین کھڑا ہوا اور لوح گلے مین شاہزادے
 نے اپنے کو صحن مین پایا نہ اُس باغ کا نشان پایا نہ عمارت کا نہ چشمہ کا بس طوغان و حسان وغیرہ نے دور کر
 قدم چومے اور لا کر چاہا کہ تخت پر بٹھائیں شاہزادے نے انکار کیا اور فرمایا کہ سلوک تاج بخش مین تخت گیر نہیں مین
 تمہارا تخت تمکو مبارک ہے یہ فرما کر سب حال بیان کیا وہ سب پر زاد کل حال شکر حیران ہوئے حسان
 نے کہا کہ لوح کو ملاحظہ فرمائیے کہ اب کیا حکم ہوتا ہے بس شاہزادے نے لوح کو دیکھا اسمین تحریر تھا کہ اسی طرح طلسم
 جب تو دربار طوغان مین پہنچے تو حسان کو اُسکے مراد کی طرف رخصت کرنا اور یہ اقرار لینا کہ جب سب مرحلہ فتح
 ہو جائیں اور بادشاہ طلسم سے غلغہ طلسمی پر مقابلہ ہو تو اپنا لشکر لیکر اور جب کہ حسان جاچکے تو یہی اقرار طوغان
 سے لیکر اور اُسکے دربار سے انکار مشرق کی طرف روانہ ہونا بعد شہر طوغانیہ کے ایک صحرا لیکر اُس صحرا مین
 چلے جانا جب تم وسط صحرا مین پہنچو گے تو ایک گنبد نظر آئیگا اُسپر ایک نراغ سیاہ بیٹھا ہوگا وہ تمکو دیکھ کر

صدائے افسوس بلند کر گیا بس تمکو لازم ہو کہ اس کے شکم پر ایک سفید داغ ہو جیسے وہ صدائے افسوس بلند کر کے
بلند ہو فوراً تیرے کان سے رہا کہ اسے اس خال سفید پر پڑے جب وہ زراغ تیرے کھا کر گرسے فوراً اسکو اٹھا کر فریج کرنا
اور اسکا خون لیکر اس گنبد پر مارنا جب تم خون گنبد پر مارو گے اس گنبد سے ایک دیو پیدا ہوگا اور جسے
لڑیکو نامادہ ہوگا تم وہ مردہ زراغ اسپر کھینچ مارنا اور قدرت خدا کا تماشا دیکھنا کہ کیا ظاہر ہوتا ہے تاریکی
ہوگی اور صدائے مہیب آئیگی جب وہ تاریکی برطرف ہو جائے اسوقت آگے روانہ ہونا اور پھر لوح کو دیکھنا
یہ عبارت دیکھ کر شاہزادے نے حسان سے اقرار لیکر رخصت کیا اور طوغان سے بھی اقرار لیا اور خود اس
رخصت ہو کر شہر کی سیر کرتے ہوئے بیرون شہر آئے اسی حد پر سے زراغ کو مارا اور دیو کو قتل کیا اس دیو
کا مرناتھا کہ وہ گنبد خود بخود گر پڑا تاریکی ہوئی برق برسی آواز آئی کہ کشتی مرانام من زراغ جادو حاکم مرحلہ
زراغان بود جب یہ صدائے جلی اور روشنی ہوئی شاہزادے نے دیکھا کہ نہ وہ گنبد ہو نہ وہ زراغ لاش ایک
دیو کی پڑی ہو کہ یکا یک ایک بگولہ اٹھا اور اس لاش کو ایک طرف لیکر روانہ ہوا ابھی شاہزادے نے لوح کو نہ
دیکھا تھا کہ صحرا کی طرف سے ہزاروں زراغ نمودار ہوئے اور قریب شاہزادہ جمع ہو گئے بس شاہزادے نے لوح کو دیکھا
تحریر تھا کہ زمین کی خاک اٹھا کر اور یہ اسم اسپر دم کر کے اپنا رو تاکہ یہ سب جل جائیں شاہزادے نے ایسا ہی کیا
بس جیسے ہی خاک ماری وہ سب زراغ جل گئے اب شاہزادے کو ایک دیوار نظر آئی جدھر جاتا ہو وہ دیو لوح کو
دیکھا کھٹا تھا کہ لوح کو اس دیوار پر رکھو جب یہ دیوار گر جائیگی تو دیر زراغ جادو زراغ جادو کے فرزند کو لیکر حاضر
ہوگا اور امان مانگے گا اسکو امان دینا اور زراغ جادو کے فرزند کو بادشاہ شہر کرنا اسکا نام بوتیار پر نیراد ہو اور
دزیر کا نام عقاب پر نیراد اسکو بادشاہ کر کے اور پھر لوح کو دیکھنا جیسا حکم ہوا اسپر عمل کرنا تھے مرحلہ زراغان
فتح کیا اب چار مرحلہ اور باقی ہیں ایک مرحلہ مینا حصار جبکا حاکم حسان ہو دوسرا مرحلہ گرد باد جبکا حاکم
طوغان پر نیراد ہو بس تکو یہ معلوم ہو کہ یہ دونوں مسلمان ہیں ریتھاری اطاعت بھی کر چکے ہیں یہاں کوئی مشکل
نہیں ہو باقی رہے تین مرحلہ انہیں ایک تو فتح کر چکا ہو صرف دیوار باقی ہو وہ بھی فتح ہوئی جاتی ہو ان تینوں
مرحلوں کے حاکم کافر ہیں جنہیں ایک تو مارا گیا یعنی دیو زراغ جادو اور اسکی فرج ہو اب رہا مرحلہ خوکاں اسکا
حاکم دیو خوک پیشانی ہو وہ بھی کافر ہو اور اطاعت نہیں کریگا وہ بھی مارا جائیگا اس کے بعد مرحلہ خرسان ہو
اسکا حاکم دیو خرس صورت ہو وہ بھی اطاعت نہیں کریگا بس اس کے بعد قلعہ طلسمی ہو اور بادشاہ طلسم
مقابلہ ہو بس طلسم تمام ہو گیا شاہزادے نے بموجب تحریر لوح لوح کو دیوار پر رکھا ایک علاقہ ہوا اور دیوار مثل
غبار کے اڑ گئی نشان تک نہ رہا بس شاہزادے نے آگے قدم رکھا تھوڑی دور چلا تھا کہ سامنے ہزاروں
پر نیراد نظر آئے دیکھا کہ ایک پر نیراد منہ دل وزارت سر پر رکھے ہوئے ایک طفل دو سالہ اسکی گود میں ہے
چلا آتا ہو جیسے ہی اس پر نیراد نے شاہزادے کو دیکھا دوڑ کر اس طفل کو شاہزادے کے قدموں پر ڈال دیا
اور کہا کہ ہم سب کو امان عطا فرمائیے شاہزادے نے کہا کہ امان بشرط ایمان آسنے عرض کیا کہ ہم سب مسلمان
ہیں بسبب خوف بادشاہ یعنی دیو زراغ کے اپنے کو تہین ظاہر کرتے تھے بس یہ سنکے شاہزادے نے اس
طفل کو گود میں لیا اور منہ چما اور اس سے یعنی وزیر سے کہا کہ تجھے تمکو امان دی تم شہر میں جاؤ اور اس طفل
کو چھنے اس ملک کا بادشاہ کیا تم اسکی طرف سے کام کرو جب یہ سن تیرے کو ہو چکا اسوقت اسکو حاکم کرنا اور
تم اپنے عہدے پر قائم ہونا عقاب پر نیراد نے عرض کیا کہ بہت خوب مگر میری خوشی یہ ہو کہ آپ شہر میں
تشریف لے لیں اور خود اس کام کو سرانجام فرمائیے میرے کہنے پر کوئی عمل نہ کرے گا بس یہ سنکے شاہزادہ ہمراہ
دزیر کے شہر میں آیا اور اسیدن سب جد و بست کیا یعنی بوتیار پر نیراد کو حاکم شہر بوتیار یہ کیا وہ ابھی

اس قابل نہ تھا اسکی طرف سے وزیر کو برائے کاروبار مقرر کیا اور سب اہل شہر اور سپاہ کو طلب کر کے یو تیمارا در
عقاب کی اطاعت کا حکم دیا سب نے منظور کیا میکے منہدم کرائے مساجد کی بنا ڈالوائی عقاب پر نیراد
نے بڑی دھوم سے دعوت کی یہ بندوبست کر کے دوسرے دن وہاں سے حکم لوح روانہ ہوئے طرف مشرق کے
شہر سے نکل کر لوح کو دیکھا اسمین خبر تھا کہ جہان پر تو کھڑا ہی رہا ہے چالیس قدم راہ گن کر ٹوکرب چالیسواں قدم
ہو اس مقام کی زمین کو تھوڑے سے کھودنا ایک تختہ ظاہر ہوگا اسکو اٹھانا زینہ لینگا اسپر بلا خوف و خطر یہ اسمی حکم
روانہ ہونا ایک دروازہ لینگا اس دروازے کو کھول کر باہر جانا ایک صحرا لینگا اسمین ایک گنبد ہی اس گنبد کے
اندر سے عبا نکل رہا ہی بس یہ اسم جو لوح کے حاشیہ پر غریب ہو اسکو پڑھ کر گنبد پر دم کرنا وہ عبا نکلنا بر طرف ہو جائیگا
اور ایک دیو نکلے گا کہ جسکا نام دیو گرد باد ہی بس وہ تجھ سے مقابلہ کر گیا تو اسکو کشتی میں زیر کرنا اور سینہ پر سوار
ہو کر اسکو ذبح کرنا اور اسکا خون اپنے چلو میں لینا اور وہ دیو قریح ہوگا اور وہ گنبد بر طرف ہوگا ایک عبا ظاہر
ہوگا اس سے ہوا بہت شدت سے نکل رہی ہوگی اسقدر زور ہوگا کہ جو قدم زمین پر قائم کرنا دشوار ہوگا
بس وہ خون اس عبا پر پارتا جب خون عبا پر پڑ گیا تاریکی ہوگی صدائیں بہت آئیں گی جب تاریکی بر طرف
ہوگی تو دیو برق باد حاضر ہوگا وہ مسلمان ہو اسکو تم یہ لکھ رخصت کرنا کہ طوفان پر نیراد کے پاس جاؤ اور
اسکے ہمراہ قلعہ طلسم پر آنا پھر لوح کو دیکھنا جو حکم ہوا اسپر عمل کرنا یہی طریقہ فتح مرحلہ گرد باد کا ہے جو کہ تعالیم کیا
گیا لوح کی بہت حفاظت کرنا ہر مقام پر لوح کو دیکھ لینا دھوکھا نہ کھانا شاہزادے نے جو یہ نوشتہ پامال چالیسواں قدم
جا کر زمین کھودی تختہ ظاہر ہوا اسکو اٹھایا دینہ ظاہر ہوا اسکے ذریعہ سے دروازے تک پہنچے دروازہ
کھول کر صحرائیں آئے اسقدر زور سے ہوا چل رہی تھی کہ قدم زمین پر نہ پہنچتے تھے اور عبا راز رہا تھا جیسا
کہ جب ہمراہ حسان کے طرف مرحلہ گرد باد کے آئے تھے جہان کہ شعلہ کے ذریعہ سے خبر ہوئی تھی اسلیو
سے یہاں بھی ہوا ہی اور عبا رگشاہزادہ قدم جاتا ہوا قریب گنبد پہنچا اگر لوح نہ ہوتی تو شاہزادہ ہلاک ہو جاتا
بس دیکھا کہ ایک گنبد سنگ مرمر کا ہی اس سے عبا نکل رہا ہی اور ہو اجھی ہی اور عبا تمام صحرائیں پھیلا ہوا
ہو بس بموجب نوشتہ لوح اسم اس گنبد پر دم کیا وہ گنبد شق ہوا اور دیو پیدا ہوا اور آتے ہی شاہزادے
سے لپٹ گیا شاہزادے نے اسکو زیر کیا اور خنجر سے ذبح کیا اسکا ذبح ہونا تھا کہ وہ گنبد غائب ہو گیا غار نایاں
ہوا ہوا بہت شدت سے اس غار سے نکل رہی تھی بس شاہزادے نے وہ خون جو چلو میں تھا اسم حاشیہ لوح
پڑھ کر اس غار پر مارا شور قیامت افزا بلند ہوا تاریکی ہو گئی صدائیں مہیب آنے لگیں بعد تھوڑی دیر کے
صدائی آئی کہ کشتی مرا کہ نام من دیو گرد باد جادو ہو جب یہ صدا آچکی دیکھا کہ نہ تاریکی ہو نہ بر فہاری ہی مطلع
صاف ہی شاہزادہ کھڑا تھا کہ دیو برق باد ہاتھ جوڑے ہوئے حاضر ہوا قدم چمے کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے فرمایا
کہ طوفان کے پاس جا اسکو مرحلہ کے فتح ہونے کی خبر دے اسکے ہمراہ قلعہ طلسمی پر آنا وہ رخصت ہو کر چلا
شاہزادے نے دیکھا کہ سامنے شہر طوغانیہ ہو نہ وہ ہوا ہی نہ عبا ہی شاہزادے نے لوح کو دیکھا نوشتہ تھا کہ
تو یہاں سے طرف شمال کے جا اور اسی قدم پر جا کر تجھ کو ایک گنبد لینگا اسکا درجہ ہوگا قفل پڑا ہوگا اس قفل کو
تو ڈکرا اور گنبد کے جانا ایک زینہ لینگا اس راہ سے تو اس صحرائیں پہنچے گا کہ جہان توڑنے دیو پشاورنگ کو
زیر کیا تھا بس وہاں سے تو جنوب کی طرف جانا جب تو قریب ایک میل کے راہ ٹوک گیا تو ایک باغ لینگا
در باغ کشادہ ہوگا بلا خوف اندر باغ کے چلا جانا جب تو باغ میں پہنچے گا تو بہت سی پریان تیرے گرد جمع
ہو گئی ان میں ایک پر سی تاج سر پر رکھے ہوگی وہ تجھے بہت اچھی طرح پیش آئیگی اپنے ساتھ بارہ وری میں
لیجا لیگی تیری دعوت کا سامان کر لیگی تو بھی اس سے خوب خوش ہو کر بائیں کرتا بس جب وہ شراب دے

جام شراب لیکر اسپر مارنا اور دھرتو جام شراب مارے گا وہ ہاتھ جوڑ کر کیلی میری کیا خطا ہو تو ایک دستہ اسکی التجا اور زاری کو جام مار دینا گو تجکو رحم آئیگا مگر وہ رحم کا موقع نہیں ہو وہ بڑی مکارہ ہو بس تو جام مارنا وہ جام کو خالی دیکر تیرے پشت جائیگی تو اسکو اٹھا کر دے مارنا اور چھانی پر چڑھکر اسکا سرتن سے جدا کرنا جب تو اسکو ذبح کرے گا وہ سب پر بیان تیرے اوپر دوڑیگی اسکا خون لیکر ان سب پر مارنا اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھنا کہ پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہو یہ طریقہ ہو مرحلہ مینارنگ کے فتح کرنیکا اور بھی چند امر لوح نے تعلیم کیے کہ جو کہ وقت پر بیان ہونگے شانزادہ لوح کو دیکھ رہا تھا کہ ایک مرتبہ آندھی چلی اور لاش اس دیو کی جو کہ سامنے پڑی ہوئی تھی خود بخود بلند ہوئی اور ایک طرف کو چلی گئی بس شانزادہ بموجب نوشتہ لوح طرف شمال کے گیا گنبد ملا اسکے قفل کو توڑ کر اسکے اندر گیا اور زمین کے ذریعہ سے صحراے مینارنگ و مینا حصار میں پہونچا وہی صحرا تھا کہ جہان دیو مینارنگ کو دورہ کوہ سے نکلکر رہا تھا وہاں سے طرف جنوب کے گیا باغ ملا بلا خوف و خطر اندر باغ کے گیا سیر باغ کرنے لگا وہ باغ بہت پر بہار تھا نہرین جاری تھیں طائر زمرے کر رہے تھے شانزادہ سیر باغ کر رہا تھا کہ پر یون نے آکر شانزادے کو گھیر لیا کہ نہیں ایک پریمی بہت خوبصورت حسین تھی تاج سر پر رکھے ہوئے تھی شانزادے کو پسند آئی مگر خیال کیا کہ اسی کے قتل کرنیکا لوح سے حکم ہو ایسی حسین پر کیونکر ہاتھ اٹھیکا یہ تو بڑا ظلم ہو شانزادہ تو یہ دل سے باتیں کر رہا تھا کہ وہ شانزادے کی قریب آئی سلام کیا اور کہا کہ میں تو آپکی بڑی دیر سے منتظر تھی آئیے شریعت لائیے بہت خلق سے پیش آئی شانزادے کو اس پر رحم آیا مگر حکم لوح سے مجبور تھا اور یہی خوف تھا کہ کسی بلا میں مبتلا ہوں بالکل اسکی طرف سے دل کو ہٹا لیا وہ بہت اچھی طرح سے ملی چونکہ حکم لوح تھا شانزادے نے اس سے باتیں کیں مگر ساتھ بر خاشگی کے ایسا نہ ہو کہ میرا دل اسپر آجائے اور میں قتل نہ کر سکوں تو خرابی ہو ساری محنت بیکار ہو جائے بس اسکے ہمراہ باتیں کرتا ہوا بارہ درمی میں آیا وہ بہت خوش تھی اسنے ایسی باتیں کیں کہ شانزادے کو بدون اسکے ہمراہ آئے بن دیا کیا اسکا عالم بیان کیا جائے عارض اسکے مثل برگ گلاب کے تھے نور کے بنے ہوئے انگبین مثل گل نرگس کے پیشانی مثل ماہتاب کے زلفین و دوش پر پڑی ہوئیں چہرہ ان زلفون میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا آفتاب پر نگہا بر ہو گلہ صراحی دارا بر و مثل تلوار شکر گان خدنگ دل و وز بازو بجوے بھرے سینہ تھمہ نور اسپر جو بن کا ابھار اسکے کس کس عضو کی قرابت کیجائے از سر تا پا جو اہر میں غرق جوڑہ مینائی رنگ جسم میں ایسا حسن تھا کہ اگر زاہد بھی دیکھے تو تعجب ہو جائے وہ شانزادے کو یہ لیکر ہمراہ لائی کہ آج شب کو اسی مقام پر بسر فرمائیے باحت میں آپکی کنیز ہون محکو سر فراز فرمائیے میں آپکی آمد کی بہت عرصہ سے منتظر تھی بس شانزادہ ہمراہ اسکے بارہ درمی میں آیا مسند پر بیٹھا اسنے اسوقت سامان عیش مہیا کیا کشتی شراب کی اسنے کھینچی اور جام لبریز کر کے شانزادے کو دیا شانزادے نے وہ جام اسکے ہاتھ سے لیکر یہ قصد کیا کہ بی جاؤن آواز آئی کہ کیا کرتا ہو دیکھ دھوکھا کھا لوح کا نوشتہ فراموش کر دیا ایسا اسکے حسن کا شیدا ہوا یہ جو آواز آئی شانزادے نے ادھر ادھر دیکھا کوئی نظر نہ آیا اسنے کہا کہ اے شہر یار یہاں سے بہت سی آوازیں آیا کرتی ہیں کوئی آپکا دشمن ہو جو آپکو منع کرتا ہو پھر شانزادے نے قصد پینے کا کیا کہ پھر وہی صدا آئی پھر دیکھا پھر اسنے یہی کرا کہا ابھی پھر شانزادے نے قصد کیا کہ پھر صدا آئی اور ابھی بہت قریب سے آئی جب تب مرتبہ یہ صدا آئی شانزادے کو خیال آیا کہ کوئی دوست ہو بس اس جام کو گر دوش دینے کا قصد کیا یہ قصد جو اسنے دیکھا ایک مرتبہ ہاتھ جوڑ کر سنت کرتے لگی کہ تم کسے ظالم ہو کہ مجھ ایسی معشوقہ کو یون قتل کرنیکا قصد کرتے ہو یہ میرا دشمن ہو جو مجھو بھاتا ہو دیکھو مجھو قتل کر کے پچھو گئے

شاہزادے نے ہاتھ روک لیا اور دلیمن کہا کہ سچ کتنی ہو کہ پھر صد آئی اسکے مکر کی باتوں پر نہ جا اپنا کام کر کیوں حرص کرتا ہو یہ جو صد آئی شاہزادے نے جام اسپر مارا ناچار و مجبور ہو کر گودل نہیں چاہتا تھا مگر کیا کرتا جیسے ہی جام مارا وہ جام کو خالی دیکر شاہزادے سے لپٹ گئی اور منتہین کرتے ٹہلی پھر شاہزادے کو اس کے حال پر رحم آیا اور وہ جو اسکا نرم نرم جسم اور بھرا بھرا جو بن شاہزادے کے جسم سے مس ہوا اور کسی امر کو جی چاہا کچھ طبیعت میں خلش سی ہوئی مگر صد آئی کہ کیوں دیر کرتا ہو اگر دیر کر گیا اور اسکا تمام جسم تیرے جسم سے مس ہو گا اور پسینہ اسکا تیرے لگے گا تو پانی ہو کر بہ جائیگا جلد اپنا کام کر لیں شاہزادے نے ناچار ہو کر اور اسکی منت کو نہ خیال کر کے اسکو دیا ہوا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا وہ پھر منتہین کرنے لگی اور رونے لگی اور کہنے لگی کہ افسوس میں نے باغ جوانی سے کوئی گل مراد نہ پایا نامراد و پر حسرت دنیا سے چلی تو بڑا ظالم ہو کہ میرے حال پر رحم نہیں آتا ہو پھر شاہزادے کا قصد ہوا تھا کہ چھوڑ دے کہ پھر صد آئی کہا تک ٹکڑے سمجھا میں تو ہر مرتبہ اپنے قصد کو تسخیر کرتا ہوں اس کے مکر میں نہ آیا ہر مکاری ہو یہ منکر وہ منتہین کرتی رہی شاہزادے نے اسکی طرف سے منہ پھیر کر خیر اس کے گلوے نازک پر رکھا اور دھر شاہزادے نے خیر رکھا اور دھر سے وہ سب پر بیان شاہزادے پر حربہ لیکر کوئی تلوار کوئی خنجر لیکر دوڑیں یہ کتنی ہوئی کہ ہماری ملکہ کو چھوڑ دے نہیں تو ہم تجکو قتل کرینگے جب وہ قریب آئیں اور شاہزادے نے دیکھا کہ سب مجھ پر ہلاک کرنے کے قصد سے آئی ہیں بس خنجر کو حرکت دی اور دھر خنجر کو حرکت دی اور اسکا گلہ کشا خون کی دھار گلے سے نکلی بس وہ خون جلو میں لیکر ان سب پر مارا جیسے ہی خون انپر پڑا ایک شعلہ لگے جسموں سے نکلا کہ وہ مثل ہیزم خشک کے جلنے لگیں اور شاہزادے نے اسکو زنج کیا اور اسکا کچھ سینہ چاک کر کے نکال لیا مگر افسوس بہت ہوا اسکی جوانی اور حسن پر اور بانیان طلسم کی بہت مذمت کی کہ ایسی معشوقہ کو یوں میرے ہاتھ سے قتل کرایا اسکا فحیح ہونا تھا کہ تاریکی ہو گئی برہنہ برسی ہوئی آگ برسی آواز آئی کشتی ملاکہ نام من میناے پر ہی بود افسوس مرویم و جان دادیم و مطلب خود ز سہلیم جب وہ تاریکی بر طرف ہوئی دیکھا کہ نہ وہ باغ ہو نہ بارہ درمی صرف ایک خام چار دیواری ہو اس میں کھڑا ہوں اور سامنے ایک دیوئی کی لاش پڑی ہو کہ جسکا سن ہزار برس سے کم نہ ہو گا اس لاش کو دیکھ کر لا حول پڑھی اور ایک طرف اس احاطہ کے روانہ ہوئے بہو جب ہدایت لوح ایک مقام پر پہنچے کہ دیکھا ایک چشمہ ہو کہ اس میں آب مینارنگ بھرا ہوا ہو اور اس چشمہ سے وہ پانی خود بخود مثل غبار کے بلند ہوتا ہو اور آسمان پر جا کر غائب ہو جاتا ہو بس اس پر ہی کے کلیجہ کو بہو جب ہدایت لوح اسی چشمہ میں ڈال دیا اسکا چشمہ میں پڑنا تھا کہ ایک طلاطم برپا ہوا اس طلاطم سے زیادہ وہ چشمہ خود بخود غائب ہو گیا اب جو دیکھا نہ وہ چار دیواری ہو نہ چشمہ ہو مطلع صاف ہی نہ وہ مینائی رنگ ہو نہ وہ صحرایہ بس وہ درہ کوہ ہو اور سامنے شہر مینا حصار ہو شاہزادہ حیران کھڑا تھا کہ دیکھا سامنے سے دیو مینارنگ چلا آتا ہو آتے ہی اسنے سلام کیا قدم چمے اور عرض کیا کہ اگر غلام نہ منع کرتا تو حضور نے دھوکھا کھایا تھا اسکی باتوں نے اثر کر لیا تھا خیر غلام عین وقت پر پہنچ گیا کہ خداوند کریم نے بچا لیا شاہزادے نے فرمایا کہ کہا بیان کروں واقعی میرا تو دل اس کے قتل کر نیکی نہیں چاہتا تھا مگر حکم لوح سے اور تمہارے دھمکانے سے میں نے یہ کام کیا خیر خدا نے خوب بچا یا اور دیو مینارنگ اسکی لاش کیا ہوئی دیو نے جواب دیا کہ یہ جو لاش سامنے پڑی ہو اسی کی ہو شاہزادے نے کہا کہ وہ حسن و جمال کیا ہوا جو اب دیا کہ سحر کا تھا آپ کے دھوکھا دینے کے لیے اور آپ اس کے مکر میں مبتلا ہو گئے تھے اگر میں پوشیدہ طور سے نہ منع کرتا ناظر ہو کر منع کرتا تو وہ تجکو قتل کرتی اور آنگھ بھی خدا نے خوب کمک کی شاہزادے نے فرمایا کہ رسیدہ بود بلا سے دے بخیر گذشت نرم خوب وقت پر پہنچے اور میں نے بھی تمہارے کہنے پر عمل کر لیا خیر اب

تم جاؤ اپنے مقام پر اور لشکر لیکر قلعہ طلسمی پر آنا جب مقابلہ ہو جان یہ تو بیان کرو کہ حکو کیونکر معلوم ہوا کہ یہاں
یہ معاملہ ہو دیونے عرض کیا کہ جب آپ مرحلہ گرد باد فتح کر کے رادھر کو تشریف لائے تو مجھ کو خبر ہوئی میں نے
خیال کیا کہ یہ جبری مکارہ ہو کہ میں ایسا تو نہ ہو کہ شاہزادہ اسکے مکر میں آکر مبتلا ہے بلا ہو چکر خبر تو لون بس میں
جو یہاں آیا تو مجھ کو خیال تھا وہی ماجرا دیکھا خدا نے اپنا فضل کیا یہ کہ گرد باد وینارنگ تو طرف اپنے مقام
کے روانہ ہوا شاہزادہ اسی مقام پر کھڑا رہا کہ ایک گولہ پیدا ہوا کہ وہ اس دیونی کی بھی لاش لیکر روانہ ہوا
بعد لاش جانے کے شاہزادے نے لوح دیکھی حکم ہوا کہ اے طلسم کشا مبارک ہو کہ مرحلہ وینارنگ بھی
فتح ہو گیا مگر تو نے دھوکھا کھایا تھا باوجودیکہ میں نے منع بھی کر دیا تھا مگر بھر بھی خیال نہ آیا اگر دیو وینارنگ
نہ ہو چکر منع کرتا تو جبری خرابی ہوئی تھی سر مقام پر مجھ کو خیال رکھنا ضروری ہے اگر ایسے ہی ہر ایک کے مکر و
فریب میں آکر لگتا تو پھر طلسم کیونکر فتح ہو گا مجھ کو لازم ہے حبقدر تو لوح میں تحریر پاؤں سپر عمل کر اسکے خلاف
نہ عمل کر اگر خلاف عمل کر لگا تو مبتلا ہے بلا ہو گا پھر تاہ قیامت نہ رہا ہو گا خیر انچہ گذشت گذشت آئندہ
سے خیال رکھنا بس اب مجھ کو لازم ہے کہ تو طرف مرحلہ خوکان کے روانہ ہو اور اسکو جا کر فتح کر اسکا طریقہ
یہ ہے یہاں سے تو طرف مغرب کے روانہ ہو بعد چند میل راہ طو کرنے کے ایک سبزہ زار ملے گا اس سبزہ زار
میں ایک درخت صندل بہت بڑا ہو گا بس تو اسکو بقوت صاحبقرانی و طلسم کشانی جڑ سے اکھیر کر
بھینک دینا ایک دیو اسکے بیچ سے پیدا ہو گا اسکو کشتی لڑ کر زیر کرنا اور اسکو قتل کرنا اسکا خون لیکر زمین
پر مارنا بس زمین شق ہوگی اور ایک چشمہ ظاہر ہو گا تو اس چشمہ میں آنکھیں بند کر کے کود پڑنا جب بازون
زمین پر لگیں آنکھیں کھولنا ایک صحرا میں پہونچے گا کہ جہاں سواے رنگ کے کوئی دوسری شے نظر نہ آئے گی
والسلام اس صحرا میں پہونچ کر لوح کو دیکھنا اور جو حکم ہو اسپر عمل کرنا بس شاہزادہ ہو جب درشتہ لوح
سبزہ زار میں پہونچا درخت صندل کو اکھاڑ کر دیو صندلی کو قتل کیا اور اسکا خون زمین پر مار کر چشمہ کو
ظاہر کیا اور اس میں کود کر صحراے ریگستان میں پہونچے آنکھ جو کھولی دیکھا کہ ایک صحرا نہایت وسیع ہے
اور سواے رنگ کے کوئی دوسری چیز نظر نہیں آتی تھی شجر ہیک کا نشان نہ تھا شاہزادہ اس صحرا کو دیکھ کر
حیران ہوا اور ایک طرف کو روانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ چار طرف سے ہزاروں خوک جھکے بڑے بڑے
دانت منہ سے باہر اور وہ خوک برابر شیر کلمان کے بن چلے آتے ہیں اور اگر شاہزادے کو چار طرف سے
گھیر لیا اور قصد کیا کہ اپنے دانتوں سے ہلاک کر میں شاہزادے نے آکو قتل کرنا شروع کیا جو قتل کر
ہیں وہ دود زیادہ ہوتے جاتے ہیں بس شاہزادے نے عاجز ہو کر خوکوں کو اٹھا اٹھا کر زمین پر مارنا
شروع کیا مگر وہ کم نہیں ہوتے ہیں اور ترمی ہوتی جاتی ہے کہ شاہزادے کو خیال آیا کہ تو نے لوح کو نہیں
دیکھا دیکھ تو کیا حکم ہوتا ہو بس یہ خیال کر کے لوح جو گلے میں پڑی ہوئی تھی اسکو ملاحظہ کیا لکھا تھا کہ اے
طلسم کشا آگاہ ہو کہ جب تو صحراے ریگستان میں پہونچے جو کہ مقام وسکن دیو خوک پیشانی حاکم مرحلہ
خوکان کا ہے تو مجھ کو لازم ہے کہ لوح کو دیکھے اگر شائد لوح کو دیکھنا فراموش کر جائے بس خوک مجھ کو اگر چار طرف
سے گھیر لیں تو داکھو قتل نہ کرنا اگر ایک کو قتل کر لگا تو دس پیدا ہو گئے تیری عمر انکی قتل میں بسر ہو جائیگی
بس لوح کو آنکے درمیان میں ڈال دینا اور قدرت خدا کا تا شاد دیکھنا وہ خوک خود باہم مقابلہ کر کے
ہلاک ہونگے ایک خوک جو کہ سب سے بڑا ہو وہ باقی رہے گا وہ لوح کو اٹھا کر اور منہ میں ڈھا کر بھاگے گا جست
کر کے بھونکے اسکی پشت پر سوار ہونا وہ تمکو اپنی پشت پر پا کر اور زیادہ گریز کرے گا اور تھوڑی دیر پر جا کر ایک کھنڈ کو
جائے گا تم بھی اسپر خوب دیکھو بیٹھے رہنا تاکہ اسکی پشت سے جدا ہو وہ تمکو لیکر ایک باغ میں پہونچے گا پھر لڑو

اس باغ کا دیوہ کھانا پانی پینا اور اسکی پشت پر سے اتر کر اسکو تلوار سے قتل کرنا تلوار پر اسم حاشیہ لوح
دم کرنا جبکہ قتل ہونے قبل اسکے کہ وہ زمین پر گرے اور اسکے جسم میں آگ لگے لوح اس کے منہ سے لے لینا
اسکو دیکھنا والسلام یہ جو شاہزادے نے وقتہ پایا لوح لگے سے اٹھا کر زمین پر ڈال دی وہ خاک باہم لڑنے
لگے اور ایک تھوڑے عرصہ میں تمام ہلاک ہوئے ایک خاک جو کہ ابرہیل کے تھا لوح منہ میں دبا کر بھاگا
شاہزادہ جست کر کے اسکی پشت پر سوار ہوا اسنے جو بار پشت پر پایا اور زیادہ بھاگا یہاں تک کہ قریب
غار پہونچ کر اس غار میں کود پڑا مع شاہزادے کے شاہزادے نے آنکھیں بند کر لیں تحقیق اب جو کچھ کھولی
تو اپنے کو ایک باغ میں پایا مگر پشت خاک پر سوار تھا فوراً تلوار نیام سے لی اور اسم حاشیہ لوح تلوار پر دم
کر کے اور اسکی پشت پر سے کود کر ایک ہاتھ کر پر مارا کہ اسکے دو پر کاں ہوئے جیسے ہی وہ قتل ہوا شاہزادہ
نے جھپٹ کر لوح اس کے منہ سے لی اور لوح کا عکس اس کے اوپر ڈالا کہ ایک شعلہ پیدا ہوا اور وہ جلنے لگا وہ تو
جلنے لگا آنکھوں نے لوح کو دیکھا تحریر تھا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو اس باغ میں ایک بار وری ہو اس میں
دیو خاک پیشانی حاکم مرحلہ بیٹھا ہوا سو کر رہا ہو جب اسکو اتر در جادو کا نامہ پوچھا کہ طلسم کشا داخل طلسم
ہوا ہے اسکی فکر ضرور لازم ہے بس یہ فرما چے ملک حشامیہ میں جو کہ اس مرحلہ سے متعلق ہے اپنے
فرزند دیو اسد کو حاکم کر کے تختاری بنکر میں آیا اس صحران میں یہ باغ سحر سے بنا کر بیٹھا اس امر کا خیال
رہے ادھر اسکو جتنے قتل کیا مرحلہ خاکان فتح ہوا اسکا فرزند مسلمان ہو وہ سنے آکر بیٹھا اسکو حکم دینا کہ تم
اشکر لیکر قلندہ طلسمی پر آؤ اور اسکو رخصت کرنا اور اسکے قتل کی تدبیر یہ ہو کہ تم سامنے بارہ دری کے جاؤ
وہ سامنے بیٹھا ہوا سو کر رہا ہو اسکو لٹکا رو کہ اونا بکار میں تیری جان کا ملک الموت کہہو نچا خبر دار ہو جا
وہ تختاری صدا سنکے دار شمشاد لیکر فوراً ہر آئینا بارہ دری کے بس باہر کر اور وار شمشاد دیکھتے کہ
یہ لکھ پر پروا پیدا کر کے بھاگے گا کہ میں تیرے قتل کرنے کے لیے شکر نے آؤں تو مقابلہ کروں بس
جیسے ہی وہ بلند ہوا سپر لوح کا عکس ڈالنا کہ اسکی قوت پر واکم ہوگی عکس لوح بڑے سے بس یہ تدبیر
کرنا کہ بیکان تیر پر اسم حاشیہ لوح دم کر کے اسکی پیشانی پر اس قادر اندازی سے مارنا کہ وہ زرد و داغ
جو ہو اسپر تیرے بس قدرت خدا کا تاشہ دیکھنا جب وہ دیو مر کر گیا اور اسکے مرنے کی علامت بلند ہوگی
تجکول لازم ہو کہ لوح کراپنے سر پر لینا تاکہ ہر آفت سے بچے جب وہ علامت بر طرف ہو جائے گی تو ایک
چار دیواری تجکول نظر آئی اسکا دروازہ نہوگا اور اسکو گردش ہوگی پس جب مشرق کا رخ تیری طرف
گردش کر کے آئے لوح کا عکس اسپر ڈالنا وہ گردش اسکی بر طرف ہوگی دروازہ ظاہر ہوگا بس جست کر کے
اس کے اندر جانا ایک دیوئی کو دیکھے گا کہ وہ بیٹھی ہوئی ہے گردش دے رہی ہو اسکو لٹکا کر خبر دار ہو جا
میں آہو نچا وہ تجکو دیکھ کر لکھ آٹھنے کا قصد کرے کہ افسوس طلسم کشا یہاں تک آگیا وہ آٹھنے نہ پائے کہ
تو اس کے قریب پہونچ جانا اور وہی چہرہ اٹھا کر اسپر ارنا جب تو چہرہ اٹھا اس کے جسم سے شعلہ
نکل کر تلواروں طرف سے گھیر لیں گے بس تو لوح کو سر پر رکھنا تاریکی ہوگی بعد دفع تاریکی سامنے شہر
حشامیہ نظر آئیگا دیو اسد آکر قد مبوس ہوگا اسکو بھی وہی تقریر کر کے رخصت کرنا اور پھر آگے کو روانہ
ہونا جہاں جو واقعہ گذرے لوح دیکھ لینا والسلام بس شاہزادے نے اسی تدبیر سے دیو خاک پیشانی کو
قتل کیا تاریکی ہوئی صدا سے گیر و دار بلند ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرانام من دیو خاک پیشانی بود شہزادے
نے لوح سر پر رکھ لی تھی ہر آفت سے بچا جب تاریکی بر طرف ہوئی نہ وہ باغ تھا نہ وہ عمارت سامنے ایک
مکان خام گردش کر رہا تھا اور وہی صحران تھا اسی تدبیر سے جو کہ لوح سے تعلیم ہوئے تھے مکان

کے دروازے کو ظاہر کیا اور اس دیو کی قتل کیا آگ برسی بر فباری ہوئی تاریکی ہوئی شاہزادہ بسبب برکت لوح ہر آنٹ سے محفوظ رہا جب سب تاریکی بر طرف ہو چکی اور آگ کی کشتی مرانام من چمن زن جادو و جادو تاریکی وغیرہ بر طرف ہوئی سامنے سے شہر حشامیہ نظر آیا اور اس دیو کی لاش سامنے پڑی تھی زندہ مگر اسے ایک تختانہ وہ مکان تھا بس ایک بگولا پیدا ہوا دونوں کی لاشیں ایک سمستادہ بگولہ لیکر رہی ہوا ابھی شاہزادہ اسی مقام پر تھا کہ در قلعہ کھلا اور سامان سواری باہر نکلا اسکے بعد شاہزادہ دیو دار شمشادہ ہاتھوں میں لیے ہوئے اور ایک دیو تخت پر سوار نظر آیا وہ سب سامان سواری اور لشکر دیو ایک طرف آکر قائم ہوا اور جو دیو تخت پر سوار تھا وہ تخت پر سے اتر کر شاہزادے کے قریب آیا مجرا بجا لایا شاہزادے کے قدم چومے اور عرض کیا غلام لڑکا جو دیو کوک پیشانی کا وہ تو حضور کے ہاتھ سے مارا گیا یہ خاکسار حاضر خدمت ہے وہ تھوڑے زمانہ سے بسبب بہکانے آؤ در پر یزاد بادشاہ طلسم کے ابلہیں پرست ہو گیا تھا اسنے اپنے کردار کی نرا پائی مگر غلام نے اپنا مذہب قدیم یعنی اسلام نہیں ترک کیا تھا گو اس پر یہ امر غلط تھا وہ اپنے مثل جانتا تھا اسی سبب سے مجھ کو حاکم شہر کر کے آپ کے مقابلہ کی فکر میں کیا تھا یہاں اس عرصہ میں پھر غلام نے سبکو مسلمان کیا اور اپنا سکہ وغیرہ جاری کیا اب آپ شہر میں تشریف لیجیے غلام کو سر فراز فرمائیے شاہزادہ نے فرمایا کہ ابھی ہم نہیں جاسکتے ہیں تیرے ہمراہ تو اپنے شہر میں جا اور جب تم سے اور بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہو تو لشکر لیکر آنا بعد فتح طلسم ہم ضرور تیرے ہمراہ تیرے شہر میں آئیں گے اور سیر کرینگے وہ زیادہ نہ کہ مکانا چار سلام کر کے مع لشکر کے واپس گیا شاہزادہ ایک طرف کوروانہ ہوا چند قدم چلا تھا کہ سامنے سے ایک باغ نظر آیا یہ اس باغ میں تشریف لیگئے در باغ کشادہ تھا یہ باغ کی سیر کرتے ہوئے دیو وغیرہ کھاتے ہوئے قریب شہر پہنچے دیکھا کہ ایک بارہ درمی اس باغ میں سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہو اور پردے چٹائی کے پڑے ہوئے ہیں اور سامنے بارہ درمی کے ایک چوڑے بھی ہو کہ اس پر زینت کا نگینہ طلائی چوبون سے استادہ موتیوں کی جھال لگی ہوئی ہو ہاتھوں نے خیال کیا کہ یہ باغ کسی کو شاہ کا ہو وہ بادشاہ جب باغ کی سیر کو آتا ہو تو اس بارہ درمی میں اترتا ہو چل کر ذرا اندر سے بارہ درمی کی سیر کرنا چاہیے یہ خیال کر کے پردہ اٹھا کر اندر بارہ درمی کے آئے اسکو چشمہ آلات و فرش نفیس سے آراستہ پایا ہر قسم کا سامان پیش کیا تھا یہ دیکھا بہت خوش ہوئے اور کہا کہ کسی شوقین کا باغ ہو اور وہ ہمسرد بھی کو بارہ درمی کے دیکھنے لگے اور سیر کرنے لگے کہ ایک طرف جو یہ گئے تو انکے کان میں کرانے کی صدا آئی کہ جیسے کوئی بیمار یا دہ شخص کہ جو کہ بارگراں کے پیچھے پڑا ہوتا ہو اور بل نہیں سکتا ہو یہ حیران ہوئے کہ یہ صدا کہاں سے آئی کان لگا کر سنا اور کہا کہ یہ کون غریب ہو جو اس در سے کرا رہا ہو اسکی خبر لینا پر ضرور ہو اور اسکو بلا سے نجات دینا لازم ہو یہ خیال کر کے کان لگا کر سننے لگے معلوم ہوا کہ اس بارہ درمی کے اس کمرے سے صدا آتی ہو جو کہ مشرق کی طرف ہو بس یہ اس طرف کو چلے جو جو قریب پہنچے ہیں وہ صدا قریب ہوتی جاتی ہو جب اکل قریب پہنچے تو یہ سنا کہ کوئی مظلوم و بیکس یہ آہستہ آہستہ دعا کر رہا ہو کہ امیر کریم کار ساز و امیر رحیم بے نیاز واسطہ بھگوانی عودہ و جلال کا واسطہ بھگو اپنے مسکین کا جلد بھگو اس بلا سے نجات دے ایک زمانہ ہوا جو اس بلا میں مبتلا ہوئے کہ یا تو کسی ایسے بندے کو بھیج کہ وہ اگر اس ظالم کو قتل کرے اور بھگوانا کرے یا ملک الموت کو روانہ فرما کہ وہ میری روح قبض کر لے مجھ سے یہ کشاکش نہیں اٹھ سکتی ہو اب بہت عاجز ہوں تاہو غضب گردن یہ صدا سنتے ہی شاہزادے کو اس کے حال پر رحم آیا اور دلیمن خیال کیا کہ نہ معلوم کون مصیبت زدہ ہو

جو اس طرح سے دعا کر رہا ہو اور کس بلا میں مبتلا ہو پس قریب کر دے تو پہنچ چکے تھے کہ کس کے دروازے پر ہاتھ رکھ کر ان کو اس کو اندر سے نہ پایا یا بج دروازے سے جا رہا نہ تھے چنانچہ پانچویں میں باہر سے قفل لگا تھا اس کو انھوں نے فوراً در پہ کھول کر اندر باخ کا قصد کیا کہ صد آگنی پھر وہ ظالمہ آگنی اور زہرائی کی صورت ہوئی نہ ملک الموت نے آکر درج قبض کی مین کس بلا میں مبتلا ہوا ہوں نہ معلوم کون ایسی خطا کی تھی کہ جس کا یہ سزا مل رہی ہو شاہزادہ نے کچھ جواب نہ دیا اندر قدم رکھا دیکھا کہ ایک جوان لباس سرخ پہنے ہوئے چوڑھاکیا ہوا زمین پر چڑھا ہوا اور اس کے سینہ پر ایک سنگ گراں رکھا ہوا اور ہاتھ پاؤں اور گلے میں طوق و زنجیر و پٹریاں پڑی ہیں اس سنگ گراں کے سبب سے وہ ہل نہیں سکتا ہونا چار و پنجور ہی بس یہ اس خیال سے اس کے حال پر رحم کھا کر چلے کہ اس کو اس بلا سے نجات دے نہ معلوم کس ظالم اظلم نے اس کو اس پیرحمی سے قید کیا اس کو اس کے حال پر ترس بھی نہ آیا یہ قریب جب پہنچے تو دیکھا کہ چہرہ اس جوان کا بہت خوبصورت اور روشن ہوئی مثل آفتاب کے اور بالکل ہم شکل رستم ثانی یعنی اپنے پرکے پایا اور بالکل مشابہ اپنے عم نامہ ارشہر یار عالیو قار کے دیکھا پہلے تو گمان ہوا کہ یہ میرے عم نامہ یا پدر عالیو قار ہیں مگر جب غور سے دیکھا تو ان دونوں بھائیوں کو نہ پایا کیونکہ وہ ابھی بخوبی جوان ہیں اور کم سن ہیں یہ جو ان تو ہر مگر اس سے دیا وہ سن ہی حیران ہو کر دیکھنے لگا کہ یہ کون صاحب ہیں یہ تو یقین ہو کہ اسی خاندان سے ہو جس خاندان سے میں ہوں کیونکہ جو بھائی ہیں میرے باپ اور چچا میں ہیں وہ سب اس جوان میں ہیں یہ جو ان ضرور خاندان صاحبقران سے ہی اور میرے والد بزرگوار کا عزیز ہے شاہزادہ تو یہ اپنے دل سے بائیں کر رہا تھا اور جب دروازہ کھولا تھا تو اس جوان نے یہ کہا تھا کہ وہ ظالمہ آگنی جب اُدھر دیکھا تو کیا نظر آیا کہ ایک جوان کم سن تو عمر کوئی آٹھ سات برس کا چہرہ مثل آفتاب کے درخشان گلے میں ایک لوح زمردی پڑی ہوئی پر میں لباس شاہی سر پر خود طلائی اسلحہ کمر سے لگے ہوئے میری طرف چلا آتا ہو مگر چہرے سے آثار بہادری و شجاعت و جوانمردی نمودار ہیں جب قریب آیا تو دیکھا کہ خال سبز رنگ ہانسی پیشانی پر عیان ہو اور زلفیں غلیلی دوش پر ہن علامت اولاد صاحبقرانی کی پائی جاتی ہو اور چہرے سے آشکار ہو کہ خاندان حمزہ صاحبقران سے ہو اور بہت مشابہ ہو حمزہ صاحبقران و رستم ثانی و شہر یار عالیو قار و ملک قاسم و علمشاہ عالمیشاں سے یہ دیکھ کر وہ جوان مجھوس بلا حیران ہوا کہ یہ کون جوان ہو کہ جس میں کل علامتیں خاندان صاحبقرانی کی موجود ہیں اور یہ یہاں کیونکر آیا خیال کیا دل میں کہ ضرور یہ کوئی پوتا یا پر و تا حمزہ صاحبقران کا ہو خیال کر کے باوازیخت کہا کہ اس جوان رعنا یہاں سے بھاگ جا اپنی جان بچا اگر وہ ظالمہ آگنی لگی تو بڑا غضب ہو گا جان بچنا دشوار ہو گا اپنی جوانی اور حسن و جمال پر رحم کر یہ وقت اس کے آنیکا ہو وہ آگنی ہو گی شاہزادہ سے نے آواز بھی مشابہ آواز رستم ثانی سے پائی حیران ہو کر چاہا کہ یہ کیا آپ نے فرمایا کہ بھاگ جا وہ آگنی ہو گی تو بچہ بڑی خرابی ہو گی مرد جو ہوتے ہیں اور جس کام کا قصد کرتے ہیں پھر اس کو بدولت سیر انجام دیے ہوئے باز نہیں رہتے ہیں کیونکہ بھاگوں اگر وہ لگی تو اپنی سزا اپنے کنار میں پا لگی اتو میں بھگو بدولت اس بلا سے نجات دے دیے ہوئے واپس دجا دنگا یہ جو شاہزادہ نے کہا اس جوان نے آواز بھی مثل اولاد صاحبقران کی آواز کے ائی اور زیادہ حیران ہوا اور کہا کہ امیر نادان میرا رہا ہوتا بہت دشوار ہو ارے اپنی زندگی کو نیت جان اور اس بلا سے بچنے کی تدبیر کر کیون میرے لیے اپنے کو آفت میں مبتلا کرتا ہو وہ بہت سم کش اور زہر دست ہو اگر میری تقدیر میں رہا ہوتا ہوتا اور اپنے عزیزوں کے ہمراہ رہنا ہوتا تو اب تک رہا ہو چکا ہوتا ایسی قید شدید اور ایسے ظالم کے قبضہ میں کیونکہ مبتلا ہوتا جاو اپنی راہ لے اور جدھر سے آیا ہو اس طرف

چلا جا کیونکر تیرا آنا دھڑا دھڑا تیرے مان باپ نے کیونکر تیری مفارقت کو گوارا کیا کسی نے تجھ کو منع بھی نہ
 کیا اور نہ چا دیا یہاں ایک ظالمہ ستم گیش رہتی ہو اور جو ان یہ طلسم چیل چراغ سلیمانی ہو یہاں کیونکر تیرا آنا
 ہو اس ظالم نے تجھ کو یہاں بھیجا اسکو تیری جوانی اور صورت پر رحم نہ آیا تجھ کو تیری جوانی پر رحم آتا ہو کیونکہ معقت
 اپنی جان کو برباد کرتا ہو جس معلوم ہوا کہ تو بڑا جوان ہو تو ضرور تجھ کو رہا کرے گا اس جوان تو واپس جا جب میرے مقدر میں
 رہا تو نصیب ہوگی میں رہا ہو جاؤنگا میں کیونکہ اپنے لیے تیری جان لوں یہ تو تجھ کو یقین ہو چکا ہو کہ اب میری
 رہائی غیر ممکن ہو اس قید میں تڑپ تڑپ کر رہو گنگا کیونکہ جن لوگوں سے یہ امید قوی تھی کہ اگر انکو خبر ہوگی تو میری
 رہائی کی فکر کریں گے اول تو انکو خبر کیونکر ہوتی وہ کہاں اور ہم کہاں دوسرے وہ خود مبتلا سے بلا ہیں مثل ہمارے
 اور جو عزیز ہیں انکو خبر بھی نہیں ہو کہ وہ اگر خبر لیں بس اب کونسی صورت رہائی کی ہو شاہزادے نے جواب
 دیا کہ آپ اطمینان رکھیے میں آپ کو رہا کر دوں گا اور اس ظالمہ کو قتل کر دوں گا اس جوان نے جواب دیا کہ میں یہ نہیں
 چاہتا ہوں کہ میرے سبب سے تو بلا میں مبتلا ہو شاہزادے نے کہا کہ میں بلا میں نہیں مبتلا ہوں بفضل ایزدی
 میں نے تمام طلسم کو دور ہم دہر ہم کر دیا ہو صرف ایک مرحلہ باقی ہو وہ بھی فتح ہوا جاتا ہو اور ہمارے تو خاندان
 اور بزرگان کا یہی طریقہ ہے کہ ہر مظلوم و بیکس کی داد دے دی کہتے ہیں ظالم کو سزا دیتے ہیں ہمارے بزرگوں نے
 اکثر طلسم فتح کیے ہیں میں اس خاندان سے ہوں کہ جس خاندان کے لوگ کسی بلا کو بلا اور کسی مصیبت
 کو مصیبت نہیں خیال کرتے ہیں اور اپنے کام پر دوسرے کے کام کو مقدم جانتے ہیں جبکہ اسکو سر انجام
 نہیں دے لیتے ہیں اسوقت تک اپنے کام کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ہیں بس میں جبکہ آپ کو رہا کر دوں گا
 اور آپ کو آپ کے مسکن تک نہ پہنچاؤں گا اسوقت تک براے فتح طلسم نہ جاؤنگا گو میرے عزیز قریب اس
 طلسم میں قید ہیں اور انکی رہائی کے لیے میں نے اس طلسم کو فتح کیا اگر اب مجھ پر فرض ہوا کہ پہلے آپ کو رہا کر دوں
 اور اس ظالم کو قتل کر دوں کہ جسے آپ کو اس بلا میں مبتلا کیا ہو پھر اس کے بعد اپنے کام کو جاؤں یہ جو شاہزادے
 نے کہا تو اس جوان نے کہا کہ تم کس خاندان سے ہو اور تمہارے کون بزرگ اس طلسم میں قید ہیں انکے
 حال سے اور نام سے اور اپنے نام سے آگاہ کرو شاہزادے نے جواب دیا کہ پہلے میں آپ کو رہا کر لوں تاکہ آپ کے
 حواس درست ہوں اور آپ اس بلا سے نجات پائیں پھر میں اپنا حال عرض کر دوں گا اور آپ کی کیفیت سنو گنگا
 یہ کہہ کر اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر وہ سنگ گران وزن سینہ پر سے اس جوان کے اٹھایا اور الگ بھینک دیا
 اور قصد کیا کہ طوق وزنجیر توڑ ڈالوں کہ اس جوان نے کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا خیر اب تم طوق وزنجیر نہ
 توڑو بلکہ میرے ہاتھ پاؤں میخوں سے کھول دو یہ طوق وزنجیر کوئی شے نہیں ہیں میں خود انکو اپنے جسم پر سے
 دور کر لوں گا شاہزادے نے کہا کہ بہت خوب اس جوان نے کہا کہ میں اس سنگ گران اور ان میخوں
 سے ناچار تھا اور ہوں ورنہ اس قید کو توڑ ڈالتا شاہزادے نے ان میخوں سے ہاتھ پاؤں اس جوان
 کے کھول دیے وہ جوان اللہ اکبر کہہ کر اٹھ بیٹھا اور دور کیا پہلے طوق اور زنجیر پر مگر نہ ٹوٹا راوی نے بیان کیا کہ
 وہ قید سحر تھی دوسرے وہ ساحرہ انکا زور کم کر گئی تھی بالکل طاقت نہ تھی کیونکہ ٹوٹتی بہت زور کیا کچھ نوا
 آخرا چار ہو کر رہ گئے بس شاہزادے نے اس طوق وزنجیر و تھکڑی و بیڑی کو بھی اس جوان کے جسم سے
 دور کیا کیونکہ شاہزادے کے پاس لوح تھی جو کہ دافع سحر ہو اور دوسرے اسکی طاقت پوری تھی کوئی کم نہ
 تھی بس جب قید کو جسم سے دور کر چکا کہ بسم اللہ بارہ درمی میں تشریف لیجئے اور اپنے حال سے
 آگاہ فرمائیے اور میری حالت ساحت فرمائیے وہ جوان یہ طاقت و قوت نہ رکھتا بہت شرمندہ ہوا اور حیرت
 سے اپنے دین میں کہا کہ تم ایسے کم قوت ہو گئے ہو کہ جسے یہ طوق وزنجیر نہ ٹوٹ سکے اس طفل نے توڑ ڈالے

ایسی زندگی سے مر جانا بہتر ہو گا جو نیکی بہت خوشی جوتی مگر اس امر کا ٹھکانہ ہو کہ جس قدر چہرہ فرط خوشی سے
 ٹھنکار ہوا تھا اس سے زیادہ زرد ہو گیا یہ حال جو شانہ زادے نے دیکھا رکھا کہ اس جوان پہلے تو بہت خوش ہو
 اب کیا مدد نہ ہو چکا کہ چہرہ زرد ہو گیا جو پہلے چہرہ سرخ ہو گیا تھا کیا کوئی مجھ سے خطا ہوئی جو اب یہ کہ جھگو اپنے
 حال پر بہت صدمہ ہوا اور افسوس کہ ایک زمانہ وہ تھا کہ ہم ایسی دسی قید کو تو خیال میں بھی نہ لاتے تھے ہاں
 جو کہ قید گران وزن ہوتی تھی اسکو بھی مثل بار عکسوت کے ڈوڑھاتے تھے مگر اسوقت یہ قید جو کہ تم ایسے طفل
 نے تو ڈوڑھالی ہو جسے نہ ٹوٹ سکی شانہ زادے نے جواب دیا کہ آپ نے بجا ارشاد کیا ایسا ہو گا مگر اسوقت دلوٹنے
 کا یہ سبب تھا کہ آپ ایک مدد سے قید ہیں ایک قید کی مصیبت دوسرے فاقہ کشی تیسرے عزیزوں سے
 جہالی اسکا صدمہ ہیں یہ قوت میں کمی ہو گئی نہ ٹوٹ سکی یہ کوئی مقام رنج و غم نہیں جو آپ کچھ خیال نہ
 فرمائیے شانہ زادہ اس جوان سے یہ باتیں کر رہا تھا کہ وہ ساحرہ جو کہ اسی باغ میں رہتی تھی اور اس جوان
 کو قید اسطور سے کیا تھا ہر اسے سیر گئی تھی سیر کرتے اپنے باغ میں واپس آئی بارہ درمی میں آئی خیال میں
 کیا کہ اپنے عاشق کو رہا کر کے لادان اور اسکی منت و ساجت کروں شاید وہ بہکنا رہوئے پر راضی ہو جائے
 ایک مدت سے اپنی مفارقت میں تڑپا رہا ہو بڑا سخت ہو کیسی کیسی حسین و جمیل بکرا اسکے رو برو گئی اور اس سے
 درخواست کی مگر اس نے انکار کیا اور راضی نہ ہوا یہ قید گوارا کی مگر میری بہستری نہ گوارا کی شاید اسوقت راضی
 ہو کر نہ بھی رہتی ہو گا تو باقیں کو کہے اپنے دلکش ہیں دے لو گئی بس یہ تصور کر کے منہ پر سے اٹھی اور اس
 کے کیڑے آئی کہ جان وہ جوان قید تھا کیا واقعہ نظر پڑا کہ کمرے کا دروازہ پاٹ پاتا کھلا ہو اور طفل لڑکا ہوا
 زمین پر پڑا ہو یہ دیکھتے ہی ہسکے جو اس جاتے رہے خیال کیا کہ کوئی آکر رہا کر کے لیکھا مگر بڑا زبردست تھا کہ
 کہ طفل سحر کو نہ قید سحر اسے فریق کی اور اتنے عرصہ میں لیکھا کہ میں ابھی تو باغ سے سیر کو گئی تھی یہ کون ہو
 جو لیکھا اور میرے دل پر داغ جہالی دے گیا گو میں اس سے ناراض تھی کہ وہ میرے کام کا نہ تھا دن و
 رات جھگو جلاتا تھا میرے ساتھ بہستری نہیں ہوتا تھا میں دن رات اسی فکر میں رہتی تھی کہ کچھ نہ کر سکو اپنے سے
 بہاستر کروں اور اس آگ کو جو کہ شہوت کی بھڑکی ہوئی ہو اسکو آب و صل سے بدھن کروں کوئی اندر میرے بن
 پڑتی تھی مگر یہ امر تو تھا کہ جب اسکو دیکھ لیتی تھی تو وہ ایک منٹ کو وہ آگ کم ہو جاتی تھی گو بعد پھر زیادہ افزوختہ
 ہوتی ہو مگر صورتہ دیکھا کچھ دیر تو تسکین ہوتی تھی گو عاجز تھی مگر یہ امر گوارا نہ تھا کہ قتل کروں یا چھوڑ دوں یہی
 سبب سے قید کر رکھا تھا مگر یہاں بھی اسکا کوئی مرشد آکر لیکھا اپنا کام کر گیا میں اسی سبب سے اسکو ملے
 پردہ دنیا و دنیاوی پردہ قادسیہ میں آئی دان بھی نہ رہا اس طلسم میں آکر مقیم ہوئی ایسے مقام پر کہ جان
 کوئی نہیں آسکتا تھا درمیان دوم حلوں کے مکان سحر سے بنایا اور سکو کنت اختیار کی کیونکہ اس خیال سے
 کہ اگر پردہ دنیا پر رہتی ہوں تو اس کے عزیز جسد ہرین وہ ساحر کش ہیں اور یہ خود بھی اگر انکو خبر ہو گئی تو کسی
 یکسی نہ ہر سے راہ کے بائیں گئے بس یہاں رہنا مناسب نہیں ہو پردہ قاف میں کیلی معلوم ہوا کہ یہاں
 بھی رہنا مناسب نہیں جو اس طلسم میں آئی بادشاہ طلسم سے ملی اسکی خوشامد کی حب اس نے اجازت دی
 اس بیان قیام کیا مگر اسے بھی پہنچ سکا حریف اپنا کام کر گیا ایک مدت سے تو ناخق تھی دسترس نہ ہوتا تھا
 جس سے ملنا تو اس نے جلا یا اسکا عینیت جانادہ آج یوں ہاتھ سے گیا یہ دل سے بائیں کرتی ہوئی اس
 خیال سے کہ اندر چکر نہ دیکھتا کہ معلوم ہو کہ یوں لیکھا جو شاہرہ کچھ تپہ چلے یہ تصور کر کے اندر کر کے کے قید رہا
 تو اس جوان کی نگاہ پڑ گئی کیا کہ دیکھا جو میں کہتا تھا وہی ہوا کہ وہ نکاح آگئی اب کیا ہو گا تیری جان گئی اب
 میری بھی تیری جوانی بھی مفت برباد ہوئی اور ہر اس ساحرہ نے جو دیکھا کہ ایک جوان یہ سنا عشق کے پاس

بیٹھا ہوا اور میرا معشوق قید سے رہا ہو یہ دیکھ کر اسکو نہایت غصہ آیا اور خیال کیا کہ اسی نے میرا بیٹا ہلاک کیا
 کہ اوغیرہ سر تو میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہو خوب عین وقت پر پہونچی تو اپنا کام کر چکا تھا سارے
 نے خوب وقت پر پہونچا یا ورنہ تو ضرور اسکو لپٹاتا اور زندہ بھی بچتا ہو پہلے جھگوٹل کر دنگی اس کے بعد اس سے
 درخواست بہتیری کر دنگی کیونکہ آج میں بہت بھرار ہوں اب صبر نہیں ہو سکتا ہو اگر اس نے آج بھی انکار کیا
 تو اسکو بھی قتل کر دنگی کیا ضرور ہے ایسے کو زندہ رکھنا جو کہ اپنے کام کا نہ ہو اور ہر وقت جلاتا ہو اور جسکے سبب سے
 ہر وقت خوف ہلاکت ہو اسکو زندہ رکھنا کیا ہو اسکو قتل کر ساد کر سیکو لاؤنگی کہ جو میری آتش شہوت کو بجھا دے اور
 ہر وقت میرے ساتھ بہتیر رہے کسی دیو کو یا قوی جو ان کو لاؤنگی یہ جو کہا اور طعن شاہزادے کے چلی اُدھر اُس
 جو ان نے شاہزادے سے وہ کلام کیے اور کہا کہ وہ تمہاری طرف آتی ہو شاہزادے نے بھی اسکی صدا سنی اب اسے
 پٹ کر دیکھا کیونکہ وہ منہ اُس جو ان کی طرف کیے ہوئے بیٹھا تھا اُدھر پشت تھی جیسے ہی رخ پھیر ایک برقی ٹپکی
 شاہزادے نے دیکھا کہ ایک عورت سیاہ فام موٹے ٹپے ہوئے بڑے بڑے دانت دہانہ بڑا سا قد طویل بااںہے
 چھوٹے پستان بڑے بڑے جیسے کہ دراز لنگا پہنے ہوئے نیلی چادر سر پر میری طرف چلی آتی ہو گودہ اپنی دانتوں
 میں خوبصورت بنی چوٹی تھی مگر شاہزادے کو بسبب لوح کے بد صورت دکھائی دیتی تھی اس کے سر کو جسکے سبب
 سے وہ خوبصورت بنی بھی برطون کر دیا تھا شاہزادے نے اسکو دیکھ کر لا حول پڑھی یہ بھی دیکھا کہ وہ کوئی ہزار برس
 کی تھی بال سر کے سفید تھے اُدھر اسے جو شاہزادے کو دیکھا اور رخ پر نگاہ پڑی دیکھا کہ ایک جوان قوی ہو
 گوا بھی سن کم ہو مگر ہاتھ پاؤں خوبصورت ہیں چہرہ مثل کتاب کے روشن ہو بس دیکھنا تھا کہ فریفتہ ہو گئی
 دلہن کہنے لگی کہ اگر یہ راضی ہو جائے تو اس سے خوب مزایگا اور خوب شہوت کہ یہ کہہ کر دیکھا کیا خوبصورت
 جوان ہو اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہو اور کم سن بھی ہو اس سے خوب مطلب ملے گا یا ہر اسے قتل چلو
 تھی یا ایک مرتبہ پکاری کہ امی جانی تم میرے پاس آؤ تاکہ میں تمکو گلے سے لگاؤں خوب پیار کروں اسنے دیکھا
 کی حسرت نکالوں تیری صورت دیکھ کر میرے دل سے اس جوان کی الفت جاتی رہی دوسرے میرے کام کا
 بھی نہیں ہو تو جو میرے ساتھ بہتیر ہوگا تو خوب مزایگا میں جھگوٹل کرنے سے کسی وقت نہ جدا کر دنگی ہر وقت
 ساتھ رکھونگی اگر تو میری بہتیری قبول کر گیا میں جھگوٹل بادشاہ ہفت الکیم کر دنگی امی جوان جھگوٹل دیکھ کر میری آگ
 شہوت نے اور تہمتی کی بی راہی چاہتا ہو کہ تو مجھ سے اسی مقام پر ہمیشہ ہو اور اس جوان کو جلا اور میرے
 لب و رخسار کے بوسے بہتر ہے اور اپنے کو وقت کرتی ہوں تیرا جو وقت جی چاہے میرے ساتھ ہمیشہ ہونا
 میں کبھی انکار نہ کر دنگی یہ جو اس نے کہا شاہزادے نے جواب دیا کہ اوکاتہ خیر اسی میں ہو کہ میرے سدا بنے سے درد ہو
 کیا یہودہ بکتی ہو تو ایسی ہو کہ جیسے سیاہ آندھی بس اگر زیادہ کچھ بکے گی تو میرے ہاتھ سے ماری جائیگی اپنی جان
 کو قیمت بان اور یہاں سے چلی جاتو نہ جھگوٹل کوئی اور تصور کیا ہو بڑی تو فاحشہ ہو کہ لوگوں کو سحرست اٹھلاتی ہو
 اور اسے قتل ناجائز کی درخواست کرتی ہو اگر وہ انکار کرتے ہیں تو آپر ظلم و ستم کرتی ہو سنے اس جوان کو رہا کیا ہو
 جو تیرے بننے بن سکے وہ کہہ کر فریب دیتی ہو اگر کی تو نے قدم آگے رکھا تو یاد رکھنا کہ وہ تلوار مار دنگا کہ مثل خیار تر کے
 دو ہو کر گر گئی اُس نے کہا کہ امی جان جہان کو کیا کتا ہو دیکھو مثل اس جوان کے بچتا ہو گا مجھ ایسی سینہ و جملہ عورت
 اور محبت کر نیوالی نہ پایگا جو تیرا جی چاہے کہ لے اتو میں جھگوٹل دیکھی ہوں اگر گالیان دیکھا تو برا نہ مانونگی مگر ہاں
 اپنے وصل سے شاد کر میری آتش شہوت کو اپنے آب وصل سے بجھا دے میرے گلے سے گلاب جا میرے لب و
 عارض کے بوسے شاہزادے نے پھر وہی کلمہ کہا اور ہزاروں گالیان دین تلوار لیکر اٹھا کہ تو میں سنتی رہ
 بیودہ بکے جاتی ہو اس نے کمانے یہ سرکات لے دیکھ میں ات بھی کرتی ہوں میں تو تیرے اوپر مرنی ہوں جیتر

بی پایہ وہ ظلم کر گرا بنیہ وصل سے دل شاد کر سچ ہو کہ معشوق ہمیشہ عاشق پر ستم کرتے ہیں شاہزادے نے کہا
 کہ دیکھتے ہیں کیسا اپنے وصل سے تیرے دل کو شاد کرتا ہوں اور تیری آتش شہوت کو بجھاتا ہوں کہ تو بھی کیا یاد کر لگی
 جاتی کہان ہو ایسا مجھ کو خوش کر دے گا کہ بھر کبھی تجھ کو مرد کی خواہش نہوگی یہ کہتے ہوئے اسکی طرف چلے اُس جوان نے
 کہا کہ اے جوانان یہ کیا کرتا ہو ارے وہ ساحرہ ہوا اسکے پاس نہ جادو سحر کر دیگی تو بیکار ہو جائیگا شاہزادے نے
 جواب دیا کہ یہ کیا ضمیر کیا کر لگی میں اسکو ہمیشہ سیری کا مزا چکھا دوں یہ جو بار بار کہہ رہی ہو کہ میرا دل شاد کر دے تو
 تم کو علم کر کے چلے اُدھر اسکے خیال کیا کہ یہ بچہ ہوا اسکو وار کرنے دے جب یہ وار کرے تو سحر کرنا اسکا ہاتھ
 خشک ہو جائیگا قوت کم ہو جائیگی پس اسکو قید کرنا جب قید کی ایذا ہوگی خود راضی ہوگا یہ ولین خیال کر کے
 کہا کہ سہلے یہ سرحاضر ہوگا تھلے اچھا ہو کہ اس عذاب سے نجات پاؤں کہ میں تو تیرے اوپر مہرون اور تیرے
 خیال نہ کرے اس جتنے سے اسوقت کا مرنا بہتر ہو یہ کہہ کر سر جھکا لیا اور کھڑی ہو گئی چپکے چپکے بڑبڑانے لگی
 اُدھر شاہزادہ تلوار تول کر اُسکے برابر پہنچا اُسنے سحر کیا کہ ہاتھ اسکا خشک اور قوت اسکی کم ہو جائے مگر
 اُسکے سحر نے بالکل شاہزادے پر بربط طلسم کے اثر نہ کیا اسنے جو دیکھا کہ میرے سحر نے اسپر اثر نہ کیا اور
 وہ قریب آگیا ایک مرتبہ سر اٹھا کر کہا کہ تو بڑا ہریم بڑی سیری اس حالت پر بھی تجھ کو رحم نہ آیا بد دن سزا پائے
 ہوئے یہ تیری سرکشی نہ جائیگی نے خبردار ہو جا میں مر رہی ہوں یہ کہہ کر چہرے والے ہاتھ کے اُس گوبر درباے
 شجاعت پر مارے وہ سب بچھا ور ہو گئے بالکل اٹھوٹنے اثر نہ کیا انہو یہ اور بے نشان ہوئی مگر اپنے حواس
 درست کر کے ایک گولہ جوڑے سے نکالا شاہزادے پر مارا وہ پاس شاہزادے کے آکر سر دھوکو رہ گیا
 بس اسنے یہ جو ماجرا دیکھا اپنے ہاتھ کو دیکھا اور سو کر کے کہا کہ کیا سبب ہے جو اس جوان پر سحر نہیں اثر کرتا
 ہو کھت دست پر خنجر بایا کہ آگاہ ہو کہ یہ فاتح طلسم ہوا اسکے پاس لوح طلسمی ہو اسپر تیرا سحر نہ اثر کیا تو بیکار
 کوشش کرتی ہو اپنی جان لیکر بھاگ ورنہ قتل ہوگی جو خنجر بایا کھت دست پر بہت گھرائی قصد بھاگنے
 کا کیا کہ بھاگ جاؤں شاہزادہ قریب آچکا تھا فرار ہو بیکار راستہ نہ ملا مجبور ہو کر زمین پر لوٹ گئی اور شیر
 پیر کی صورت بن کر شاہزادے پر حملہ آور ہوئی شاہزادے نے چمک کر جو تلوار کاوار کیا عکس لوح جو اسپر
 پڑا اسکی صورت بدل گئی دیکھا کہ ہاتھ پانوں زمین پر ٹپکے ہوئے مثل کتے کے یہ کتیا چلی آتی ہو یہ تو اپنے
 خیال میں شیر بنی ہوئی ہو وہاں شکل تبدیل ہو چکی تھی اور شاہزادے کی ہموار بھی چل چکی تھی جیسے ہی
 اسنے قصد کیا پتھر مار دیا اُدھر تلوار کر گاہ پتھر کی تلوار کا پتھر ناتھا کہ دو پر کالہ ہوئے تلوار اسکی کرکٹ کاٹ کر
 زمین پر آئی وہ دو ہو کر گری شور و آواز دیکر پتھر پاتا ہوا تاریکی ہو گئی اور یہ مر کر گئی اُدھر وہ باغ و عمارت گرنے
 لگی کل باغ و بارہ دری دھوان ہو کر کڑکئی تاریکی چھا گئی بعد تھوڑے عرصہ کے صدا آئی کہ کشمی کا نام
 من حریر جادو بود افسوس مریم و جان دادیم و مطلب خود در سیدیم جب یہ صدا آچکی وہ تاریکی بڑھوت
 ہوئی شاہزادے اور اس جوان نے دیکھا کہ وہ باغ ہو نہ وہ بارہ دری نہ وہ کمرہ ہم دونوں آدمی صوا
 میں ایک ریگ کے چو ترے پر کھڑے ہوئے ہیں اور لاش اُس ساحرہ کی پڑی ہوئی ہے بس اسس
 جوان نے دوڑ کر شاہزادے کو گلے سے لگایا چشم و ابرو پر بوسہ دیا اور کہا کہ اے کل گلشن شجاعت دائر
 گو ہر صدف جزاات و بہت جلد بیان کر کہ تو کون ہو اور تیرا کیا نام ہے تجھ سے تو خون عزیز ہے اور بوقرا بہت
 کی آتی ہو راوی نے بیان کیا کہ جب سے اُس جوان نے شاہزادے کو دیکھا ہے ایسی محبت پیدا ہوئی
 ہو کہ جیسے باپ کو پسر سے ہوتی ہے یہ جی چاہتا ہو کہ اسکو کالجہ بین جگہ دون گرد پھر دن آخ کو نہ تاب رہی گلے
 سے لگا لیا اور پیار کیا اور حال دریافت کیا شاہزادے نے جواب دیا کہ میں تو اپنا حال عرض کر دے گا پہلے

آپ اپنے نام قاضی اور اسم گرامی سے اور اس حال سے کہ کس خاندان سے ہیں اور یہ واقعہ کیا ہو اور کب سے
آپ اس نکاح کی قید میں ہیں اور کیونکر آئے ہوں گے کیونکہ مجھ کو بھی آپ سے بوسہ محبت کہنے ہوئے معلوم
ہوئی ہو اور الفت ہو گئی ہو اسطورہ کی کہ جیسے خورد کو بزرگ سے ہوتی ہو اور آپ کی صورت اور رد سے مبارک
میرے چند بزرگوں سے بہت مشابہ ہو میں خود اس وقت سے حیران ہوں کہ آپ کون بزرگوں میں ہیں اس
جوان نے جواب دیا کہ اس راحت و آرام قلب ناوان تو بھی میرے خاندان کے لوگوں سے بہت
مشابہ ہے اور جتنے مشابہ ہیں ہوں ان تمہارے بزرگوں کے کیا نام ہیں مجھ کو آگاہ کرو غائبانہ سے
نہا کہ اگر گستاخی نہ تو میں عرض کروں اس جوان نے کہا کہ شوق سے جو کچھ کہنا ہو مجھ کو کہیں بات میں
عذر نہیں ہو اگر جان کے خواستگار ہو گے تو جان تک حاضر ہوتے میرے اوپر بڑا احسان کیا ہو شاہزادے
نے جواب دیا کہ بس عرض ہو کہ پہلے آپ اپنے حال سے آگاہ فرمائیے پھر میں اپنا حال عرض کروں گا اس وقت
اس جوان نے کہا کہ بیان کروں مجھ کو بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہو ایک دو زمانہ تھا کہ ہم غریبوں کی
کھانک کرتے تھے اور اب دو زمانہ ہو کہ ہماری دوسری کھانک کرتے ہیں ہم ناچار و مجبور ہیں اب اپنا حال
خاطر کر کے اور بزرگوں کا انکو بھی بدنام کرنا ہو شاہزادے نے فرمایا کہ تم ہر گھو خداوند کریم کی اپنے حال سے
آگاہ فرمائیے اس جوان نے کہا کہ تھے جو سنا ہو کہ حمزہ صاحبقران دلازلہ قاف ثانی سلیمان جو کہ
زوج آسمان ہیں تھے وہ میرے پرداوتھے میں خاندان صاحبقران سے ہوں میرے جد بزرگوار کا نام علم شاہ
عالی شان تھا جو کہ قاتل کیتیان فرنگی تھے اور فرزند رشید صاحبقران تھے اور میرے پرد بزرگوار کا نام
ملک قاسم تھا جو کہ فاتح طلسم افراسیابی تھے میں ملک قاسم کا فرزند رشید ہوں میرا نام ملک ایروج
نوجوان ہوں میں بدنام کرنا والا نام نہ رکھوں گا ہوں اب تک میرے بزرگوں کی اور نہ میری کسی دوسرے نے ملک
کی سولے آج کے اس جوان آگاہ ہو کہ بعد قتل ہونے لقا سے بے ہنگام صاحبقران اول خانہ کعبہ قتل
ہونے کے بعد میرا ثانی صاحبقران ہوئے ہم سب لوگ ان کے ہمراہ رہے پس ایروج نوجوان نے ابتدا
سے حال صاحبقران اول و ثانی سب بیان کیا اور کہا کہ میرے کئی فرزند ہیں جن میں دو بہت دیر دست ہیں
ایک نامہ رستم ثانی آئے ہیں وہ سے طلسم فتح کے ہیں دوسرے کا نام شہر یار عالیو قار ہو اور تم میرے انکی
فرزند رستم ثانی کے مشابہ ہو اور شہر یار کے ایروج نوجوان نے کل حال اپنے خاندان کا اور عمل واقعات
بیان کیے اور کہا کہ اس جوان میرا واقعہ یہ ہو کہ جبکہ صاحبقران ثانی بعد قتل زمر و ثانی و توسج حرامی
کے مع ایک سو پالیس سرداروں کے طرف خانہ کعبہ کے تشریف لیجائے تھے انہیں میں بھی تھا سب اسکا
یہ تھا کہ صاحبقران ثانی نے خلافت قاعدہ بدیع الملک نوجوان کو جو کہ نور الدین شہر بدیع الزمان
کا فرزند ہو اپنا جانشین کیا اور صاحبقران ثالث کا خطاب دیا پس ہر امر ہم سب دست چپیوں کے
ناگوار ہوا مگر حکم صاحبقران سے مجبور تھے میں تو ہمراہ صاحبقران کے کعبہ کو روانہ ہوا میرا فرزند رستم ثانی
بجیلہ شکار گیا شہر یار میرا دوسرا فرزند فرنگستان میں تھا اسکو اس حال کی خبر تھی ایروج نوجوان نے
اپنی اور علیقتا دی اور ملک قاسم و رستم ثانی و شہر یار کی بڑی بڑی بھاری بیان کی سوائے اس کے
اور سب کی بھی تعریف کی جبکہ صاحبقران ثانی حواسے کاج باج میں پونچے وہاں خمیہ وغیرہ بربا
ہوئے سب اترے رات کو ساحر و ن نے جو کہ بہت بڑے دشمن تھے ان خیموں اور محرابوں میں آگ لگا دی
جب ہم سب کو معلوم ہوا تو ہم سب منتشر ہوئے نور الدین شہر یار صاحبقران تھے میں اور نور الدین
ایک طرف اس آگ سے نکل کر پہلے اب بکمال حال صاحبقران نہیں معلوم کہ اپنے کیا کردار میں ہم وہ نون

آدمی عالم بدحواسی میں اُس عالم شرب میں آگ سے نکل کر رہی ہوئے اور اپنے ساتھ والوں کو تلاش کرنے لگے اور
فکر آگ گل کر نیکی کرنے لگے چنانچہ ہر جہاں جاتے تھے سوائے صدا کے کچھ سنائی نہیں دیتا تھا اور چاروں طرف
آگ لگی ہوئی تھی پریشان پھر رہے تھے کہ یکایک برق چمکی اور چشم میں بڑی خیرگی ہوئی میں سنبھلنے نہ پاتا تھا
کہ ایک بچہ میرے کمر میں پڑا اور مجھ کو لیکر ہوائے آسمان ہوا بسبب کثرت ہوا اور بلندی کے میں بیہوش ہو گیا
اب مجھ کو خبر نہیں کہ میرے بعد صاحب قرآن پر کیا گذری اور نور الدہر پر اور کون اُس آگ سے بچا اور کون
ہلاک ہوا و اشد علم اب جو مجھ کو ہوش آیا تو میں نے اپنے کو اس باغ میں پایا کہ جہان سے تنھے مجھ کو رہا کیا میں نے
خیال کیا کہ میں آگ میں جل گیا اور میری روح کو ملک الموت لا کر بہشت میں چھوڑ گئے میں سیر باغ کرنے
لگا کہ ایک طرف سے چند عورتوں کے بولنے کی آواز آئی میں ادھر کو چلا جب سب نے مجھ کو دیکھا تو محرم نامحرم
کیکے میرے پیچھے دوڑیں چنانچہ انہیں ایک نازنین نظر آئی میرا دل اُس پر آگیا وہ میرے اوپر فریفتہ ہوئی
بعد گفتگو سے بسیار میں اُس کے ہمراہ بارہ درسی میں آیا اُس نے صحبت عیش آراستہ کی مجھ کو شراب پلائی میں نے
سوال اِسلام کیا اُس نے کہا کہ میں مسلمان ہوں بس جب میں شراب پیکر خوش ہوا سو وقت غلیہ ہو گیا میں
اُس سے ہمکنار ہونے کے قصد سے اور دوسرے اپنے کے ارادے سے اُس کے قریب آیا اور منہ اُس کے قریب
لیگیا ایسی بے بدائی کہ میرا دماغ متعفن ہو گیا غشیان کی نوبت پہنچی میں الگ ہٹ بیٹھا اُس نے سبب
پوچھا میں نے بیان کر دیا کہ تیرے منہ سے بوسہ بدائی ہو تو ساحرہ ہو میں تجھ سے ہمکنار نہیں ہو سکتا ہوں
ہمارے مذہب اور ہمارے خاندان میں ساحرہ سے ہمبستر ہونا ناجائز ہے اُس نے بہت منت سے کہا کہ میرا نام
حریر جادو ہے اور میں خاندان دامہ جادو سے ہوں دامہ میری نانی تھی میں دختر ہوں سرمایہ جادو
کی میں ایک مدت سے تیرے اوپر عاشق تھی مگر موقع نہ پاتی تھی چنانچہ صحرائے کالج باج میں جب آگ
لگی اور تو پریشان ہو کر نکلا تو مجھ کو موقع ملا میں بچہ نکلے آئی یہاں پردہ طاقت میں اور تو طلسم چیل چراغ سلیمانی
میں ہو اور اگر مجھ کو ناراض کر کے نکل جائیگا تو بھی جیری رہائی غیر ممکن ہو بس اپنے وصل سے میرے اوکو شکر دکر میں
کہا کہ یہ تو ہرگز نہ ہوگا اُس نے کہا کہ میں اس خوف سے یہاں آکر مقیم ہوئی کہ تیرے بزرگ ساحرہ و ساحر کش ہیں میں
ایسا نہ ہو کہ وہ خطر پا کر آئیں اور مجھ کو قتل کر کے تجھ کو رہا کر لجا میں بس یہاں تو کہ نہیں سکتے ہیں نہ میرے حال
سے خبردار ہو سکتے ہیں یہ جو اُس نے کہا مجھ کو زندگی اور رہائی سے ناامیدی ہو گئی خاموش ہو رہا وہ دوسری طرف
سے اِس قصد سے پھری کہ گلے سے لگائے میں نے اُٹھا ہاتھ مارا کہ اُس کے منہ سے خون نکلا تلوار لیکر اُس پر چلا اُس نے
سحر کیا کہ میری طاقت بالکل زائل ہو گئی اور ہاتھ میرا خشک ہو کر رہ گیا اُس نے پھر مجھ سے سوال وصل کیا اُس نے
مجھ سے عاجز ہو کر اس کمرے میں قید کیا اس دن سے یہ اُس کا دستور تھا کہ دن بھر میں دو ایک مرتبہ مجھ کو اپنے
رو بہرہ دلاتی تھی اور سوال وصل کرتی تھی جب میں انکار کرتا تھا ہر قسم کی اذیت دیتی تھی میں بلا میں مبتلا
تھا ایک دن اُس نے لکاتہ نے کہا کہ آج طلسم میں تمہارا فرزند رستم ثانی قید ہو کر آیا ہے اور بادشاہ طلسم نے قید خانہ
طلسمی میں قید کیا ہے مجھ کو بڑا صدمہ ہوا اور میں نے کہا کہ یہ جھوٹ کہتی ہو وہ کہاں اور یہ طلسم کہاں وہ پردہ دنیا
پہرہ پر پردہ قاف ہو پھر خیال آیا کہ شاید یہاں کسی ضرورت سے کسی دیو کے مقابلہ کے لیے آیا اور اس پر گیا
زود اسکے چند سال کے بعد اُس نے لکاتہ نے کہا کہ تمہارا دوسرا فرزند شہر یار عالیو قار قید ہو کر آیا ہے مجھ کو اور زیادہ
صدمہ ہوا میں نے اُس سے کہا کہ مجھ کو سو وقت یقین حیرے کٹنے کا آگیا کہ جب تو مجھ کو دکھانا لگی اُس نے کہا کہ اچھا
بس اُس نے کیا تدبیر کی کہ دربانان قید خانہ سے ملاقات پیدا کی میں جب سلیمان آتا تھا سوال کرتا تھا کہ تو
دکھانا لائی وہ کہتی تھی تدبیر کرتی ہوں پس جب غروب شاہ دیکھ باہم ہو گئی ایک دن مجھ سے لکاتہ آج تم

جلو میں تھکوان دونوں قیدیوں میں نے دربانان زندان کو راضی کر لیا ہو مگر ایک شرط ہو اگر تم قبول کرو میں نے کہا کہ وہ کیا شرط ہو اسنے کہا کہ میں تمھاری آرزو بر لاتی ہوں تم میری آرزو بر لانا اپنے وصل سے شاد کرنا میں نے خیال کیا کہ اگر انکار کرتے ہو تو پھر یہ دلیلیاں مصلحت یہ ہو کہ اسوقت اقرار کر لو میں نے اقرار کیا وہ مجھ کو تخت سحر پر سوار کر کے زندان طلسمی میں لائی میں نے دیکھا کہ ہزاروں آدمی قیدی ہیں ان میں میرے دونوں فرزند رستم ثانی و شہر یار بھی طوق و زنجیر پہنے گرفتار بیٹھے ہوئے ہیں میں انکو دیکھ کر حیران ہوا اور وہ مجھ کو انھوں نے سلام کیا میں نے دعا دی اور اشارے سے پوچھا کہ تم یہاں کیونکر اسیر ہو کر آئے انھوں نے اشارے سے جواب دیا کہ کیا عرض کریں یہی سوال انھوں نے مجھ سے کیا میں نے یہی جواب دیا وہ یہ حیران ہو کر دیکھ رہے تھے کہ یہ تو ہمراہ صاحبقران طرف خانہ کعبہ کے گئے تھے یہاں کیونکر ہو سچے میں یہ حیران ہو کر دیکھ رہا تھا کہ یہ تو پردہ دنیا پر اپنے لشکروں میں تھے یہاں کیونکر آئے کہ وہ لکاتے مجھ کو لیکر وہاں سے اپنے باغ میں چلی آئی مجھ سے کہا کہ اب تم وعدہ وفا کرو میں نے انکار کیا وہ بہت برہم ہوئی اور پھر مجھ کو قید کیا میں نے کہا کہ تو مجھ کو بھی اسی قید خانہ میں قید کر جواب دیا کہ ہاں تم سب ملکر میرے قتل کی فکر کرو اور مجھ کو ہلاک کرو میں تم یہاں تڑپو اسنے لیے وہ تمھارے لیے وہاں تڑپیں دوسرے تم میرے قیدی ہو کوئی بادشاہ طلسم کے قیدی نہیں ہو جو قید خانہ طلسمی میں قید کیے جاؤ وہ تو قیدی طلسم میں بس میں خاموش ہو رہا اور اسنے قیدی میں بسر کرنے لگا وہی طریقہ تھا کہ ہر روز بلا کر مجھ سے سوال وصل کرتی تھی جب میں انکار کرتا تھا تو اذیت دیکر قید کرتی تھی اسی طریقہ سے کہ جسطور سے تھے دیکھا خدا سے ہر روز اپنی رہائی کی دعا کرتا تھا اور یہی دعا تھی کہ اگر رہائی مقدر میں نہیں ہو تو ملک الموت کو حکم ہو کہ وہ روح قبض کر لے کہ خداوند کریم نے میرے حال پر رحم فرمایا کہ تنہا اگر اس بلا سے نجات دی اور اس ساحرہ کو قتل کیا یہ میرا واقعہ تھا جو کہ میں نے بیان کیا اب تم اپنے حال سے آگاہ کرو راوی بیان کرتا ہو کہ وہ جو رستم ثانی نے دوسرے دن خواب میں اپنے پر سہرا ب ثانی سے کہا تھا کہ تمھارے جدنا مدار بھی اس طلسم میں قید ہیں اور وہ بھی مبتلا سے بلا میں ہو کوئی اعتراض نہ کرے کہ رستم ثانی کے پاس یعنی قید خانہ طلسمی میں تو وہ قید نہ تھے بلکہ دوسرے مقام پر تھے پھر کیونکر رستم ثانی کو معلوم ہوا اور انھوں نے سہرا ب ثانی کو خبر دی اسطور سے معلوم ہوا تھا کہ جو کہ میں نے تحریر کیا اور یوں باہم ملاقات ہوئی اور ایرج نو جوان نے اشارے سے کہا تھا کہ میں اس ساحرہ کی قید میں ہوں وہ بھی رستم ثانی نے سہرا ب ثانی سے کہا تھا ایرج نو جوان اٹھ برس قید حیر جادو میں مبتلا رہے بعد اٹھ برس کے سہرا ب ثانی نے حیر جادو کو قتل کر کے رہا کیا یہ حیر جادو تھا آدم بر مطلب جب یہ سوال ایرج نو جوان نے سہرا ب ثانی سے کیا کہ تم اپنا حال بیان کرو اور سہرا ب ثانی کو یہ امر بخوبی بیان ایرج نو جوان سے ثابت ہو گیا کہ یہ میرے جد بزرگوار ہیں میرے والد رستم ثانی کے پر عالمی قدر ہیں ملک قاسم کے فرزند ارجمند ہیں حمزہ صاحبقران کے جگر بند ہیں اکثر اپنی ماں کی زبان سے سنا بھی کرتا تھا کہ ایرج نو جوان تمھارے دادا ہیں وہ یہ کہا کرتی تھیں شہر یار عالیو قار سے بھی سن چکا تھا اور صورت سے بھی مشابہ پایا اور کل حال بھی شناس دوڑ کر قدموں پر گر پڑا اور قدم چومے اور یوں عرض کرنے لگا کہ مجھ کو نہ معلوم تھا کہ آپ میرے جد بزرگوار ہیں ورنہ میں کبھی اسقدر دیر آپ کے رہا کرنے میں نہ کرتا تو مجھ کو حیرت تھی کہ یہ تو بالکل میرے باپ اور عم کے مشابہ ہیں منور انکے خاندان میں کوئی میرے بزرگ ہیں یہ نہ معلوم تھا کہ میرے جدنا مدار ہیں میری اٹھا کو معاف فرمائیے اے جدنا مدار میں آپ کے نور نظر سرور قلب و جگر فرزند ارجمند شہر کنہ رستم ثانی کا فرزند ہوں اور آپکا اونا غلام ہوں میرا نام سہرا ب ثانی ہے

میں پردہ قاف میں ملکہ مضرب پری دختر خضر پریزاد حاکم پردہ پنجم قاف کے بطن سے پیدا
 ہوا ہون یہ جو سہراب ثانی نے کہا ایرج نوجوان پہلے ہی سے حیران تھے کہ کیا کون جوان ہو جو کہ بالکل
 مشابہ ہو رستم ثانی و شہر یار سے بس یہ جو سہراب ثانی نے عرض کیا ایرج نوجوان نے اپنے خاتمہ
 کی علامتیں بھی سب سہراب ثانی میں پائیں خوش ہو کر گلے سے لگا یا مبارکباد دی اور فرمایا کہ تم میرے
 نور نظر ہو میں نے جب سے تم کو دیکھا تھا حیران تھا کہ یہ میرے فرزند رستم ثانی کے ہم شکل ہیں اور میرے
 خاندان کی نشانیاں بھی موجود ہیں اور یہ قدرت و جرات و ہمت سوائے خاندان صاحبقران کے کسی میں
 نہیں ہو ضرور یہ میرے خاندان سے ہو اسی سبب سے میں زیادہ تر استفسار حال کی کوشش کرتا تھا
 اور تمھاری محبت بھی میرے دل میں پیدا ہو گئی تھی خون عزیز می بھی رگون میں جوش مار رہا تھا یہی جی چاہتا
 تھا کہ تم کو گلے سے لگاؤں اپنی جان نثار کروں شکر ہو اس خداے کریم کا کہ تم میرے پوتے نکلے اور کسی غیر کا
 میرے اوپر احسان نہوا کہ یہ جوان دست راستوں میں سے ہو اور انکا احسان میرے اوپر ہو مگر خدا نے اس
 امر سے بچایا کہ تم میرے بخت جگر کے پارہ دل ہو یہ کہہ کر خوب سر و چشم پر ہوسہ دیے اور فرمایا کہ تم اس حال سے
 آگاہ کرو کہ میرا فرزند رستم ثانی پردہ قاف میں کیونکر آیا اور اس ظلم میں کیونکر اسیر ہوا سہراب ثانی
 نے عرض کیا کہ واقعہ یہ ہو اور یوں میں نے سنا ہو اور جو کچھ میرے روبرو گویا ہو کہ جب صاحبقران ثانی
 بدیع الملک کو صاحبقران فرما کر فائدہ کعبہ تشریف لگے اور یہ خبر میرے والد کو ہوئی انکو بڑا صدمہ ہوا
 بس انھوں نے یہ خیال فرما کر کہ بدیع الملک میرے ہم چشم تھے اور میرا ونگل اور انکا مقابل میں بارگاہ
 میں بچھا تھا یا اب میں انکی اطاعت کروں بس فقیر ہو کر اپنے لشکر سے نکل گئے راوی نے بیان کیا ہو کہ
 سہراب ثانی نے رستم ثانی کا فقیر ہو کر نکلنا شہر زرین حصار میں پہنچنا اور صیقل کشتی گیر کو قتل کرنا
 قبل دیو پرور کو زیر کرنا اور بادشاہ کا خوش ہو کر اور فقیر جان کر عزت کرنا انکا بیرون شہر تکیہ بنوا کر
 قیام کرنا بعد مدت کے سب اہل شہر کو مسلمان کرنا بیان کیا اور کہا کسی زمانہ میں پردہ قاف میں خضر
 پریزاد کی دختر مضرب پری پردیو ہامان عاشق ہو اور بادشاہ سے بھر گیا بس سہراب نے دیو
 ہامان کا مقابلہ کرنا خضر کا شکست کھا کر قلعہ بند ہونا سرورجنی کا زاپچ کر کے بیان کرنا کہ پردہ دنیا پر
 ایک تیسرے ہیں اگر وہ آئیں تو اسکو زیر کریں اور قریب کرنا خضر کا دیوروانہ کر کے ہر جب نشان دینے
 سرورجنی رستم ثانی کو اٹھواں لگوانا انکا آمد اور کل حالات دربار دیو ہامان کے نامہ بر کو ہلاک کرنا رستم
 کا اور مقابلہ کر کے اسکو مجروح کرنا اسکا بھاگنا رستم کا چشمہ منہنگان پر ہر اس سیر ہمراہ مضرب پری جانا
 دیو مشقال ہون دیو ہامان کا جا کر مقابلہ کرنا رستم ثانی کے ہاتھ سے ہلاک ہونا شہر میں آنا بصلح سرورجنی
 مضرب پری کے ساتھ رستم ثانی کا عقد ہونا پھر ہامان کا اگر مقابلہ کرنا اور زیر ہونا اور کر کے اطاعت
 کرنا اپنا پید اسہوار رستم ثانی کا شکار پر جانا دیو ہامان کا دھوکا دیکر اسیر ظلم کرنا عرض کیا کہ اسطور سے
 میرے والد اسیر ظلم ہوئے اس زمانہ میں میرا سن چار یا پنج برس کا تھا سب کا یہ حال تھے رنج و غم کرنا
 ہامان کا پھر منہ خف ہو کر لشکر کشی کرنا پھر سرورجنی کا زاپچ کرنا بیان کرنا کہ اس لکھ پڑا ایک فقیر اسی خاندان
 کا ہو اسکو اگر طلب فرمایا گا وہ اگر دیو ہامان کو زیر کر لیا اور اس جنگ کو کر لیا خضر کا پھر دیو کو روانہ کرنا اسکا شہر یار
 کو لیکر آنا دیو ہامان کا قلعہ پرورش کرنا خضر پریزاد کا سہراب ثانی کو بہانہ سے برے شکار روانہ کرنا بیان
 کیا اور عرض کیا کہ مجھ کو مانا جانے سے فریب دیکر شکار کو روانہ کر دیا اپنا شکار میں مصروف ہونا صدا تو ب کی
 کان میں کرنا ایک دیو سے حال دریافت کرنا شکار روانہ اپنا اسیر خفا ہونا اسکا سب حال بیان کرنا پس اپنا

اسی دیو کی یاد دوسرے کی پشت پر سوار ہو کر معرکہ جنگ میں اس وقت پہنچنا کہ جب ہامان لب خندق پہنچ چکا تھا اہل قلعہ کا دماغ میں مصروف ہونا اس سے اپنا مقابلہ کرنا اسکے ہاتھ سے زخمی ہونا اور حالت زخمی داری میں اس پر تلوار لیکر حملہ کرنا اسکا بھی حملہ آور ہونا کہ شہر یار کا آکر پہنچنا مع سیارہ ثانی کے اور اس دیو سے مقابلہ کر کے زہر کرنا اسکا کمر سے مسلمان ہونا اور سب پر یہ حال ظاہر ہونا کہ یہ برادر ہیں رستم ثانی کے انھیں ہر نرا د کا حوت کرنا لشکر ہامان کا شکست کھا کر فرار کرنا اخضر کا شہر میں داخل ہونا جہنم خوشی کرنا شہر یار مال یوقار کا اپنی بھاد و ج سے ملنا حال اپنے برادر رستم ثانی کا دریافت کرنا اور شکے بہت افسوس کرنا اپنا اسے حال دریافت کرنا انکا بیان کرنا کہ میں قلعہ قمر کش پر لڑ رہا تھا کہ تھارے باب کا لشکر ہونچا میں نے خود انکے سپہ سالار سے انکا حال دریافت کیا تو اسے کہا کہ وہ فقیر ہو کے لشکر سے نکل گئے اس سبب سے کہ شہزادہ بدیع الملک لشکر کے صاحبزادان ہوئے ہیں بس میں تلاش برادر میں فقیر ہو کر نکلا انکے لشکر کو قلعہ قمر کش پر مقیم کر کے اس جنگ کو فتح کر کے بس جو شہر یار سے سنا تھا کہ شہر یار کا بھی شہر زریں حصار میں وقت پر پہنچنا جبکہ زرنگار شاہ و خورشید تاج بخش نے زردمان تاجدار پر زخم کیا تھا انکا لشکر حریف کو شکست دیکر مسلمان کرنا اور داخل قلعہ ہونا اسد ثانی کو قید زرنگار شاہ سے رہا کرنا اسد ثانی کا اپنا لشکر لیکر چلا جانا انکا یعنی شہر یار کا اسی طریقہ پر آکر مقیم ہونا بیان کیا اور کہا کہ عم نامہ دار اسطور سے یہاں تشریف لائے اور سیارہ ثانی کے آنکی حالت اور اپنا شہر یار سے فنون سپہ گری تعلیم پانا دیو ہامان کا شہر یار کو بھی لیجا کر دھوکھا دیکر اسے طلسم کرنا اور لشکر کشی کر کے آنا اپنا لشکر اس سے مقابلہ کرنا اور اسکو قتل کرنا لشکر کو شکست دینا بعد فتح جشن کرنا بعد انفرانج جشن آرام کرنا رستم ثانی کا خواب میں آکر شکار کرنا اور یہ بھی کہنا کہ تمھارے جد نامہ دار بھی قید ہیں اس طلسم میں بس اپنا رات کو بدون آگاہی مان اور نانا کے برائے فتح طلسم روانہ ہونا راہ میں شیر کو مارنا دیو دیراز قد کو قتل کرنا سلیمان سے ملاقات ہونا معویات راہ اسکے فرزند اور دیگر بزرگواروں کو قید طلسم سے رہا کرنا مرحلہ قادان و مرحلہ مینارنگ و مرحلہ گرد باد و مرحلہ داغان و خوکان کے فتح کرنا نکال حال و لوح کے دستیاب ہونا نکال حال اور اسطون کو برائے فتح مرحلہ خرساں روانہ ہونا نکال سب تفصیل اور کل واقعات جو کہ جلد اول میں بابت رستم ثانی و شہر یار و پردہ قاف کے گزرے تھے سب بیان کیے ایرج نوجوان شکے بہت خوش ہوئے سہرا ب ثانی نے عرض کیا کہ اسطور سے والد بزرگوار مردہ قاف میں تشریف لائے اور اسطور سے اسیر طلسم ہوئے اور یہ سبب ہوا عم نامہ دار کے کہ نکال اور اسیر طلسم ہو گیا فکر ہو خداوند کریم کا کہ میں نے آج کو رہا کر لیا اب وہی دو بزرگوار باقی ہیں انشاء اللہ تعالیٰ انکو بھی طلسم کو فتح کر کے رہا کرنا ہوں ایک فرض کو تو میں نے ادا کیا جب یہ سب حال ایرج نوجوان سن چکے سہرا ب ثانی سے کہا کہ اے فرزند اب جلوہ برائے فتح طلسم عرصہ نہ کرو مجھ کو اشتیاق ہو اپنے فرزندوں سے ملنے کا سہرا ب نے جواب دیا بہت خوب یہ کہہ اپنے ہمراہ ایرج نوجوان کو لیکر روانہ ہوئے مگر لوح کو اس خوشی میں کہ جد مال یوقار سے ملاقات ہو گئی ادھر ایرج نامہ دار نے بھی نہ یاد دلایا انکو بھی بسبب خوشی کے کچھ خیال نہ رہا انکو یہ خوشی تھی کہ قید سے رہائی پائی پوتے سے لے فرزندوں سے اب ملاقات ہو گئی دوسرے یہ جو صدمہ تھا کہ مجھ کو غیر رہا کیا احسان غیر کامیرے ادھر ہو یہ بھی جاتا رہا کہ تو نے رہا کیا بہت خوش تھے نہ خیال رہا ہمراہ سہرا ب ثانی چلے چند قدم چلے تھے کہ یکایک ایک برق چمکی کہ آنکھوں میں چکا چند سی ہوئی تھی اسی حالت میں ایک بچہ کمر میں ایرج نامہ دار کے پڑا اور وہ لیکر ایرج نامہ دار کو بلند ہوا ایرج نے پکار کر کہا کہ اے فرزند سہرا ب ثانی خدا حافظ مہو جاتے ہیں اب جب خدا

ملائیکا تو لمین گے در مجبور ہیں رستم ثانی و شہر یار سے ملنے کی حسرت رگینی خیر کو دیکھ لیا ای فرزند لوح سے خبردار ہو
اور لوح کو دیکھو کہیں ایسا نہ کہ کوئی حریف تیر بھی دست اندازی کرے یہ جو صد اسہراب نے سنی اور گھبرا کر دیکھا اور
خیال کیا کہ یہ کیا جہنم دار فراتے ہیں پریشان ہو کر ادھر ادھر دیکھا ایک ایک گاہ جو بلند ہوئی دیکھا کہ جہنم دار کو ایک
بچہ اٹھائے لیے جاتا ہے سواے بچہ کے کچھ نظر نہیں آتا ہوا خون نے قصد کیا تھا کہ تیر لگاؤں جب کسی کو سواے
بچہ اور ایمرج نامدار کے نہ پایا ناچار ہوئے اور پکار کر کہا کہ ای جہنم دار میں نے آپ کو سپرد خدا کیا یہ یہ کہتے رہے کہ کیا
وہ بچہ غائب ہو گیا انکو بہت صدمہ ہوا مگر کیا کرتے ناچار تھے مجبور ہو کر بگئے اب لوح کا خیال آیا ایمرج نامدار کے
کنے سے دلمین کہا کہ بڑی غلطی کی کہ لوح کو نہ دیکھا اور نہ یہ واقعہ پیش آتا ضرور کوئی نہ کوئی حکم لوح سے ہوتا مگر خیر جو
مشیت باری یہ دل سے باتیں کر کے لوح کو دیکھا اسمین تحریر تھا کہ جب تو مرحلہ آخر کاں فتح کر کے مرحلہ خرساں
کی طرف روانہ ہوگا تو راہ میں باغ حریر جاو کا ملیگا جو کہ تو اسی ہو دامہ جادو کی اور پردہ دنیا سے بھاگ کر نہرو
حزہ صاحبقران یعنی ایمرج نو جوان تیرے دادا کو لیکر بیان آئی ہو اور مقیم ہو اور وہ تیرے دادا پر عاشق ہو
اور انکو قید کر رکھا ہو اس سبب سے کہ انھوں نے وصل سے انکار کیا ہو بس انکو قتل کر کے اور انکو رہا کر کے
طرف شہر حشامیہ کے روانہ کرنا اور خود طرف مرحلہ کے روانہ ہونا اگر انکو سہرا رکھے گا تو خرابی ہوگی وہ پھر گرفتار
ہو جائیں گے کیونکہ فتح طلسم کو نہا برائے فتح طلسم جانا چاہیے اگر شاید تو لوح نہ دیکھے اور انکو رہا کر لے کیونکہ تیرے
اور سحر کسی کا اثر نہ کرے گا اور وہ تیرے ساتھ برائے فتح مرحلہ چلیں اور راہ سے کوئی بچہ لیجائے تو کوئی مقام خوف و
اندیشہ نہیں ہو وہ بعد فتح مرحلہ خرساں تحسہ اسی مرحلہ میں ملیں گے تو اندیشہ نہ کر اور اپنے کام میں مصروف ہو یہ
جو تحریر پایا پہلے تو اپنی نادانی پر بہت نفوس کی اُس کے بعد اطمینان بھی ہوا کہ اسی مرحلہ پر لمین گے بس پھر لوح کو دیکھا
اسمین تحریر تھا کہ جب تو اپنے جد بزرگوار ایمرج نامدار کو رہا کر چکے خواہ انکو حشامیہ کو روانہ کرے خواہ انکو بچہ لیجا
بس بعد اس واقعہ کے تو طرف مغرب کے روانہ ہونا جب تو تھوڑی راہ طوکریگا تجھ کو ایک دریا ملیگا اُس کے کنارے
کھڑے ہو کر یہ اسم پڑھنا ایک کشتی پیدا ہوگی اُس پر چست کر کے سوار ہونا ایسی جہت کرنا کہ تو کشتی میں پہنچے دریا
میں نہ گرسے ورنہ پھر تمام عمر تو اسیر طلسم رہیگا بس جب تو کشتی میں پہنچ جائیگا وہ کشتی غرق ہو جائے اور تھم جائے
اسوقت آنکھیں کھولنا تو اپنے کوز میں پر ایک صحرا پر کھڑا پایا گیگا بس پھر لوح کو دیکھنا والسلام یہ دیکھ کر اور نوشتہ
پاکر ہو جب تحریر لوح کنارے دریا کے پہنچے دریا کو دیکھا کہ وہ بحرِ خوار ہو کہ جبکا کنارہ دوسرا عدم سے ملا ہے
آسمان اُس دریا میں ایک حباب معلوم ہوتا ہے حباب آنکھیں نکال نکال کر ڈرا رہے ہیں موجیں مثل تلوار
کے نظر آتی ہیں ہزاروں مقام پر گرداب پڑ رہے ہیں دریا میں تلاطم ہو پڑے بڑے سوس و سو گویا لپائی سے
اُبھرتے ہیں اور پھر غرق ہو جاتے ہیں انھوں نے اُس دریا کو دیکھ کر اور کنارے پر کھڑے ہو کر نام خدا لیکر رہ آم
پڑھا کشتی ظاہر ہوئی اسمین بوجب تحریر لوح نظر بذات خدا کر کے جہت کر کے سوار ہوا وہ کشتی چرخ کھا کر غرق ہوئی
انھوں نے آنکھیں بند کر لیں تھیں جب کشتی تھمی تو آنکھ کھولی تو اپنے کو ایک صحرا میں پایا وہاں نہ وہ دریا تھا
نہ وہ صحرا اس صحرا کو اُس صحرا سے ہول خیز و آفت انگیز پایا بہت میں وہ صحرا صحرا قیامت سے کم نہ تھا سہرا اب
ثانی نے اُس صحرا کو دیکھ کر اپنے دلمین کہا کہ اس طلسم میں جو مقام ہو وہ پر آفت و بلا ہو یہ دل سے کہہ کر لوح کو دیکھا
اسمین تحریر پایا کہ ای طلسم کشا اس صحرا کا نام صحرا کے خرساں ہو بس آگاہ ہو کہ دیو خرس صورت اسی
صحرا میں رہتا ہے اور وہی حاکم اس مرحلہ کا ہے اور اس مرحلہ کے بھی متعلق ایک ملک ہو کہ اُسکا نام شہر برطانیہ
ہو وہاں اسکی طرف سے اسکا فرزند دیو خرس نامی حاکم ہو مگر وہ بھی مسلمان ہو اور تمام اہل شہر کو یہ ظالم یعنی
دیو خرس صورت ابلیس پرست ہو پہلے یہ خدا پرست تھا مگر بھگانے سے بادشاہ طلسم اثر و پریرا دے کے

کا فرہو گیا ہو بھی حاکم تھا شہر کا اور سب اہل شہر اور اسکے فرزند نے اسکے خون سے یہ ظاہر کیا تھا کہ ہم بھی اہل بیت
 ہیں اور پوشیدہ طور سے خدا پرست تھے پس جب اسکے پاس اثر در پر نژاد جو کہ اب بادشاہ طلسم ہوا سکا نامہ
 پہونچا اور اسکو معلوم ہوا کہ طلسم کشا داخل طلسم ہوا اپنے فرزند کو اپنے مقام پر حاکم کر کے اصلی مرحلہ پر برائے
 بند و بست مرحلہ آیا ہو اور تمھاری فکر میں ہو آگاہ ہو کہ جبکہ اسکو بیان پہونچا کہ یہ معلوم ہوا کہ طلسم کشا نے مرحلہ
 مینا حصار و مرحلہ گرد باد و مرحلہ زراغان و مرحلہ خوکان کو فتح کر لیا اور طلسم کشا کی خیرالکت حسان پر نژاد
 و طوغان پر نژاد نے کی اور لوح کا نشان دیا طلسم کشا نے لوح حاصل کر کے یہ سب کمر مرحلہ فتح کیے اور اپنے جد بزرگوار
 کو قید حیر جادو سے رہا کر کے میرے مرحلہ کا قصد کیا بہت پریشان ہوا اسکا وزیر قریب پر نژاد اسکے ہمراہ تھا
 اس سے اسنے حال بیان کیا اور کہا کہ کوئی ایسی تدبیر کر کہ طلسم کشا یہ مرحلہ فتح کر سکے نہیں اسنے کہا کہ میں
 جاتا ہوں اگر میری تدبیر بن چڑی تو طلسم کشا کو لاتا ہوں یا لوح بلکہ جب لوح اسکے پاس نہو گی تو وہ مرحلہ
 کیونکر فتح کر چکا کسی دیکھی کسی طور سے اسیر ہی ہو جائیگا یہ کہہ کر وہ چلا تھا تمھارے قریب آیا تیرا اسکا دسترس
 نہ چلا بسبب لوح کے اور نہ لوح ہاتھ لگی وہ تمھارے جد بزرگوار کو اسیر کر کے لیکھا اسنے جا کر سب حال کہا دیو
 خرس صورت سے اور کہا کہ میں طلسم کشا کے دادا کو اسیر کر لایا ہوں اسپر تو میرا قابو نہوا نہ لوح پر اسے
 طلسم کشا اسنے آپکے دادا کو اپنے پاس قید کیا ہو اور خود بیٹھا ہوا سحر کر رہا ہو پس اس مرحلہ کے فتح کرنیکی
 یہ تدبیر ہو پس جو کچھ لوح سے تعلیم ہوا اسنو مستہ کے بموجب سہراب ثانی نے کام کیا پس سہراب ثانی
 تحریر لوح سے آگاہ ہو کر اسی صحرا میں ایک طرف کو روانہ ہوئے چند قدم چلے تھے کہ دیکھا کہ ایک خرس ایک
 نار میں بیٹھا ہوا رہی جیسے ہی اسنے شانہزادے کو دیکھا غار سے نکلا اور اس زور سے چلایا کہ تمام صحرا اہل کیا اسکا
 چلانا تھا کہ چار طرف سے جوق جوق خرس آنے لگے شانہزادے کے گرد جمع ہونے لگے پس شانہزادہ بموجب
 تحریر لوح خاموش کھڑا رہا جب تمام صحرا خرسوں سے بھر گیا اور وہ خرس شانہزادے پر حملہ آور ہوئے اسوقت
 شانہزادے نے لوح گلے سے اتار کر اپنے ہاتھ پر رکھی اور کہا کہ یہ لوح موجود ہو جسکا حق ہو وہ لیجائے کیونکہ کیا
 لوح کے لیے میرے اوپر حملہ آور ہوتے ہو یہ جو شانہزادے نے کہا وہ خرس باہم لڑنے لگے ایک پر ایک سبقت
 کرتا تھا کہ میں لوح کو شانہزادے کے ہاتھ سے لیوں اسی سبب سے باہم جنگ و بیکار ہونے لگی تھوڑے عرصہ
 میں وہ سب خرس باہم لڑ کر ہلاک ہو گئے صرف ایک خرس بہت بڑا باقی رہا اسنے قصد کیا کہ میں لوح لیوں
 جیسے ہی اسنے پیچہ بڑھایا کہ لوح لون جب شانہزادے نے دیکھا کہ ایک خرس رہ گیا ہو وہ لوح لیے جاتا ہو پس
 جیسے ہی اسکا پیچہ قریب آیا شانہزادے نے اسکا پیچہ اپنے دست زبردست میں خوب مضبوط پکڑ لیا اسنے زور
 کیا شانہزادے نے لوح کو گلے میں جھٹ پٹ ڈالا اور دوسرے ہاتھ سے اسکا دوسرا پیچہ پکڑا اور زور کر کے
 اسکو اٹھا کر زمین پر مارا اور بھاتی پر چڑھ کر اسکا سر کھینچ لیا اور اسکا دل و جگر نکال لیا اسکا منہ اتھا اندھی سیاہی
 برت باری ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من یو خرس صورت بودا خسوس مریم و جان دادیم و مطلب خود ز سیدیم
 جب تاریکی برطرف ہوئی دیکھا کہ لاش ایک دیو کی پڑی ہو اور ایک گنبد سامنے ہو پس شانہزادے نے بڑھ کر اس
 قفل کو جو کہ گنبد میں دیا ہوا تھا توڑا در گنبد کھول کر اندر تشریف لائے دیکھا کہ ایک ساحر بیٹھا ہوا کچھ سحر کر رہا ہو آواز
 دی کہ او نا بکار خبردار ہو جا میں تیرا قاتل ہوں یہ سنکے اس ساحر نے بھی سر اٹھا یا اور کہا کہ افسوس تو یہاں تک
 آگیا اور میری ہمشیدہ کو قتل کیا خیر میرے ہاتھ سے بچکر کمان جاتا ہو یہ کہہ کر ایک گولہ شانہزادے پر مارا شانہزادہ
 نے اس گولہ پر عکس لوح ڈالا وہ گولہ سرد ہو کر رہ گیا پس وہ ایک مرتبہ اٹھکر چلا طرف شانہزادے کے شانہزادہ
 نے جیسے ہی اسکو اپنی طرف آنے ہوئے دیکھا فوراً تلوار میان سے لی اور اسپر اسم لوح دم کر کے ہاتھ لگایا پس

سپر سحر پر قائم کی یا تو تلوار سپر پر چکی تھی یا زیر زمین اُسے بوسہ دیا وہ ساحر مر کر اتمام عالم تاریک ہو گیا
 آواز بھر آئی کہ کشتی نام من دیو خرس صورت بود اسکا منہ تھا کہ وہ گنبد و خیرہ نمائے ہو گیا جب تاریکی بڑھتی
 ہوئی دیکھا کہ دیو کی لاش پڑی ہو راوی نے بیان کیا کہ وہ جو خرس مارا تھا شاہزادے نے وہ اسکی سپر
 شبیہ تھی اب اصلی دیو مارا گیا مرحلہ فتح ہو گیا شاہزادہ کھڑا تھا کہ گولہ صحر است پیدا ہوا اور اسکی لاش کو لے کر
 روانہ ہوا طرفت صحر اس کے شاہزادے نے قصد کیا تھا آگے روانہ ہون کہ دیکھا ایک اژدر آتش نشان ایک
 طوف سے نمایان ہوا اُسے آتے ہی شاہزادے پر غلہ چھوڑا شاہزادے نے عکس لوح اُس شعلہ پر ڈالا وہ
 شعلہ گل ہو کر رہ گیا اس عرصہ میں وہ اژدر قریب آگیا تھا کہ شاہزادے نے عکس لوح اُس سپر ڈالا وہ اپنی صورت
 اصلی پر آیا بس شاہزادے نے خبردار کر کہ جو تلوار لگائی کہ گاہ پر سے اُس کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کہ کشتی مرا کہ
 نام من فریب جادو بود اسکا منہ تھا کہ شاہزادے نے دیکھا کہ ملک ایمرج نامدار ایک طرف سے ملتے ہوئے
 پہلے آتے ہیں شاہزادہ دوڑ کر اُس کے قدم پر گر پڑا خون نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ مبارک ہو کہ طلسم کا حصار
 خرساں فتح ہو گیا بس شاہزادے نے جواب دیا کہ آپ کے اقبال سے ملک ایمرج نے بیان کیا کہ مجھ کو فریب
 جادو و زید دیو خرس صورت پکڑ لیا تھا اور لیجا کہ مجھ کو دیو خرس صورت ایک چاد میں بند کیا تھا جب وہ
 دونوں مارے گئے مرحلہ فتح ہوا میں رہا ہو گیا اب چلو طرف قلعہ طلسم کے اُسکو بھی فتح کریں بس شکستہ شاہزادہ
 خوشی خوشی ایمرج نامدار کو ہمراہ لیکر چلا یہ سب جو کچھ کہا شاہزادے نے ہو جب تحریر لوح کے کیا اور لوح سے
 یہی حکم ہوا تھا کہ اب اپنے جونا مار کو ہمراہ رکھنا کوئی اب خوف نہیں ہو بس شاہزادہ آگے چلا تھا کہ سامنے
 سے شہر برطانیہ نمودار ہوا یہ اُدھر کو چلے گئے کہ شہر کے اندر سے جلوس سواری و آمد لشکر شروع ہوئی ایک لاکھ
 زہ دیو کا لشکر لیکر سپر دیو خرس صورت شہر سے باہر آیا اور لشکر کو ایک طرف ٹھہرا کر خدمت شاہزادے میں
 آیا شاہزادے کے قدم چومے کہ ایمرج نامدار سے ملا شاہزادے نے فرمایا کہ اے دیو خرس تو لشکر کو حکم دے
 کہ طرف قلعہ طلسم کے روانہ ہوا اب قلعہ پر بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہوگا اور دو مرکب طلب کر ہمارے لیے بس
 اسی وقت دیو خرس نے دو مرکب طلب کیے بہت خوبصورت اور تیز گام سا دو براق سے آراستہ بس
 ایک پر تو شاہزادہ سوار ہوا اور ایک پر ایمرج نامدار اور دیو خرس نے لشکر طرف قلعہ طلسم کے روانہ ہوئے
 حکم دیا بس شاہزادہ دیو خرس کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ کے روانہ ہوا شاہزادے کو تو اُدھر کو روان رکھا جاتا ہوا اور
 اب حال بادشاہ طلسم کا بیان ہوتا ہے کہ اُسے ان سب مرحلون کے فتح ہوئی خبر ہو کر کیا تہ پر کی

اب شہر حال بادشاہ طلسم و قلعہ طلسم کا ملاحظہ فرمائیے

راوی نے بیان کیا کہ بادشاہ طلسم نامہ روانہ کر کے طیش و غصہ میں مصروف ہوا ایک دن کا ذکر ہے کہ دربار
 آراستہ تھا سب حاضر دربار تھے کہ اژدر پر نیزاد نے اپنے وزیر سے کہا کہ کچھ حال طلسم کشا کا نہ معلوم ہوا کہ اُسے
 کیا کیا آیا وہ اپنے طلسم میں ہر یا چلا گیا یا کسی مرحلہ پر اسیر ہوا وزیر نے مکار جادو نے کہا کہ جو کچھ طالت ہوگی
 ہو جائیگی یہی ذکر ہو رہا تھا کہ یکایک ایک لاش آکر گری سامنے تخت کے اور آواز آئی کہ گاہ ہو طلسم کشا نے
 مرحلہ زانغان کو فتح کر دیا اور دیو زانغان جادو مارا گیا یہ لاش اُسکی ہو اور حسان پر نیزاد و طوغان پر نیزاد
 مجھ شاہ صفا کیش اُس کے شریک ہوئے طوغان نے وہ کتاب نکال کر جو کہ اُس کے مرحلہ میں امانت رکھی تھی اور
 یہ کتاب تھی کہ جب طلسم کشا آئیگا اُسکی عبارت ظاہر ہوگی طلسم کشا کو نشان لوح دیا اُسکی عبارت ظاہر ہوئی
 اُسی سے لوح کا پتہ ملا تو طلسم کشا نے لوح حاصل کر لی اور جس ا طریقہ سے لوح حاصل ہوئی تھی وہ سب

طریقہ اس صدائے سنا دیا جب یہ صدا اچکی ایک شعلہ لاش سے زاغ کے پیدا ہوا اسنے صدا دی کہ اب عمر
 طلسم تمام ہوئی اب طلسم نہ بچیکا یہ حال سنکے اور لاش دیکھ کر اثر در پریزا دجیران ہوا اور وزیر سے کہا کہ ہم غافل
 رہے حریفوں نے کام کر لیا لوح بھی ملگنی ہو یقین تھا کہ لوح نہ ملے گی کیونکہ جب ہمکو لوح کا حال نہ معلوم تھا تو اور کیو
 کیا معلوم ہو گا مگر طوغان نے ملکہ یہ سب کام کیا اور شاہ صفائش کے مرقہ سے نشان لوح ظاہر ہوا اب کیا
 تدبیر کی جائے اسنے کہا کہ آپ پریشان نہ ہوں اگر لوح ملگنی ہو تو کیا پرواہ ہو ضرور کسی نہ کسی مرحلہ پر لوح چھین جائیگی اور
 وہ اسیر ہو کر آپ کے پاس آئیگا یہاں ہی قریب ہو رہی تھی کہ دوسری لاش آکر گری آدا آئی کہ آگاہ ہو کہ یہ لاش
 دیو گرد باد کی ہو گرد باد بھی فتح ہوا اور وہی سب صدا آئی یعنی سب حال لوح وغیرہ کا بیان کیا اس لاش سے
 بھی شعلہ پیدا ہوا اسنے بھی بربادی طلسم کی خبر دی اب تو اثر در پریزا د اور پریشان ہوا مکار جادو سے کہا کہ طہ
 کوئی تدبیر کر اسنے کہا کہ بہت خوب ابھی وہ تدبیر نہ کرنے پایا تھا فکر کر رہا تھا کہ تیسری لاش آکر گری اس سے
 شعلہ پیدا ہوا اور کو آئی کہ یہ لاش دیونی مینارنگ کی ہو جو کہ بانی مرحلہ مینارنگ تھی جسکے مرنے سے وہ
 مرحلہ فتح ہو گیا اور سب واقعہ جو کہ گذر تھا اس شعلہ نے بیان کیا اور غائب ہو گیا اب تو اثر در پریزا د اور پریشان
 ہوا اور کہا کہ غضب ہو گیا سب محلے فتح ہو گئے ایک مرحلہ خوکان و مرحلہ خرسان باقی ہوا اسکے بعد وہ
 طلسم ہو جو کہ قلعہ ہو طلسم کشا ان مرحلوں کو فتح کر کے اس طلسم کو بھی شکست کرے گا اور قلعہ پر آجائیگا اور
 سب اسکے مددگار بھی آجائیں گے کیا کیا جائے مکار نے کہا کہ آپ فکر نہ کریے اور پریشان نہ ہوجیے میں تدبیر
 کرتا ہوں اثر در نے یہ سنکے کتاب سامری نامے کی اٹھائی کہ اسمین حال دیکھوں کہ کیا گذرا بس جو کچھ حال
 گذر تھا سب تحریر تھا اسنے دیکھا کہ مرحلہ خوکان و خرسان بھی فتح ہو گیا اب طلسم کشا مع اپنے جہیز کو
 کے اور لشکر دیوان لیے ہوئے ادھر آتا ہوا اسکے ہمراہ دیو خروس پسر دیو خرس صورت ابھی ہو بس یہ دیکھنا
 تھا اثر در جادو نے دانو پر ہاتھ مارا اور تاج سر پر سے اتار کر پھینکا یا مکار نے بوجھا کہ کچھ بیان فرمائیے
 کیا ہوا جو آپ نے یہ حالت کی اثر در پریزا د کچھ کہنے نہ پایا تھا کہ دو لاشیں اور آکر گرین ایک دیو کی اور ایک
 دیونی کی دونوں لاشوں سے شعلہ پیدا ہوئے ان شعلوں سے صدا آئی کہ ہم پیرین دیو جو کہ پیشانی اور
 دیونی چرخزن کے مرحلہ خوکان بھی فتح ہوا اور یہ دونوں مارے گئے اور کل حال ان شعلوں نے بیان کیا
 ابتدا سے آخر تک فتح طلسم کا اور غائب ہو گئے اثر در پریزا د نے مکار جادو سے کہا کہ اب کیا کر دن کہ قدر
 جلد طلسم کشا نے طلسم فتح کیا ہو تمکو خبر بھی نہ ہوئی تم غافل رہے اب تو کوئی تدبیر کرو اب کیا باقی ہو طلسم کشا سر پر
 پہنچ گیا اگر سہی حال امین نے کتاب میں بھی دیکھا تھا جو میں نے سرپٹ لیا اور تاج پھینکا یا ابھی کچھ جواب
 مکار نے نہ دیا تھا کہ دو لاشیں اور آکر گرین اسنے شعلہ پیدا ہوئے ایک سے آوا آئی کہ ہم پسرین فریب
 جادو وزیر دیو خرس صورت کے دوسرے سے صدا آئی کہ ہم پیرین دیو خرس صورت کے وہ مارا گیا
 طلسم کشا نے مرحلہ خرسان فتح کیا اور اب لشکر لیکر ادھر آتا ہوا فرزند دیو خرس صورت نے طلسم کشا
 کی اطلاع کی اور کل حال سب فتح مرحلہ جات کا شعلوں نے بیان کیا اور غائب ہو گئے اب اثر در نے
 کہا کہ کیا تدبیر کی جائے مکار نے کہا کہ ایک نامہ بنام دربان جادو جو کہ طلسم سرحد قلعہ کا مالک ہو تحریر فرمائیے
 کہ وہ جند دبست اسکل کرے تاکہ طلسم کشا اسکو فتح کر سکے کیونکہ جنگ وہ مرحلہ نہ فتح ہو گا قلعہ نہ ظاہر ہو گا
 اور نہ کل مرحلوں کی راہ کھلے گی جو طلسم کشا کے دوست لشکر لیکر طلسم کشا کی کمک کو اسمین اور آپ لشکر لیکر
 بیرون قلعہ تشریف فرما ہوں اگر وہ اس مرحلہ کو بھی فتح کر کے آجائے گا اور اسکا لشکر نمودار ہو فوراً مع لشکر
 اسکے لشکر پر جا پڑیے اور جنگ مغلوب کر دیجیے اور اسکو مہلت قیام کرنے کی نہ دیجیے اسقدر جلد لڑائی آنا

کیجیے کہ اس کے دوست لشکر لیکر نہ آنے پائیں لشکر اس کے ہمراہ کم ہو فوراً شکست کھائیگا اور مارا جائیگا اثر ورنے
 کہا یہ تدبیر خوب ہو مکار نے کہا کہ اگر اس کے مددگار آگئے تو پھر مشکل ہی فتح پانا بس اس وقت اثر ورنے ایک
 نامہ دیو دربان کو اسی مضمون کا تحریر کیا اور لشکر کی تیاری کا حکم دیا فوراً مکار نے لشکر کا بندوبست کیا شام
 تک سب لشکر تیار ہو گیا و درات تو اثر ورنے قلعہ میں بسر کی دو کسے دن صبح کو دس لاکھ دیو اور پر زیادہ کا
 لشکر لیکر بیرون قلعہ میدان وسیع دیکھا مقیم ہوا اور لشکر کو حکم دیا کہ ہر وقت لشکر تیار رہے جب ہم حکم دیں فوراً
 ہمارے ہمراہ ہولے پس ہو جب حکم اثر ورنے پر زیادہ لشکر ہر وقت تیار رہتا ہو اثر ورنے پر زیادہ یہاں اس انتظار
 میں ہو کہ طلسم کشا لشکر لیکر آئے تو اسی پر حملہ کر دیں ادھر نامہ دیو دربان کے پاس پہنچا وہ سب حال نامہ میں
 تحریر دیکھ کر بہت متفکر ہوا اور اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ غضب ہو گیا طلسم فتح ہو گیا اب یہی مرحلہ باقی ہو جب اس نے
 سب مرحلہ فتح کر لیے تو یہ کیا ہو پس بکا رہی کہ میں کسی امر میں کوشش کر دوں میں تو طلسم کشا کی اطاعت کرتا
 ہوں اس کی اطاعت میں عزت ہی اور مخالفت میں ذلت ہو سب نے کہا کہ ہماری بھی یہی رائے ہو پس اس وقت دیو دربان
 اپنے مرحلہ سے اس طرف کو روانہ ہوا کہ جہاں طلسم کشا لشکر لیے ہوئے مقیم تھا وہاں آکر پہنچا چونکہ جب کئی منزل تک برابر
 شہزادے نے کوچ کیا تھا جب لشکر ٹھک گیا تو ایک صحرا میں خیمے وغیرہ برپا کر کے قیام کیا تھا اور قصد تھا کہ روانہ ہوں
 کہ دیو دربان سے اپنے ہمراہیوں کے پہنچا خبر کرانی شہزادے نے کہا کہ بلا تو اور ہو جب اشارہ ایمرج لوح دیکھی ایمرج
 نے اشارہ کیا تھا کہ لوح دیکھ لو شامہ میں کوئی فریب نہوشا ہر ادے نے لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا کہ اس طلسم کشا
 فتح طلسم مبارک ہو دیو دربان تمہاری اطاعت کرنے آیا ہو اسکو بڑی عزت سے جگہ دینا اور بہت خاطر
 سے پیش آکا اور اس سے کہنا کہ مجھ کو اس مقام پر لیچلو کہ جہاں پر طلسم بنی ہوئی ہو تاکہ میں اسکو بھی فتح کر دوں
 اور قلعہ طلسم کو فتح کر دوں جب تک وہ حد نہ فتح ہوگی نہ راہ سب مرحلون کی کھلے گی نہ قلعہ ظاہر ہوگا بس وہ اقرار
 کر گیا اور تمکو اپنی پشت پر سوار کر کے ایک صحرا میں لیجا گیا جب تم اس صحرا میں پہنچنا پھر لوح کو دیکھنا دیو
 دربان صدق دل سے مسلمان ہو اور تمہاری اطاعت پر خود اپنی طبیعت سے راضی ہو کر آیا ہو اس میں
 کوئی ٹکڑ فریب نہیں ہے چونکہ مرد عاقل ہو تمہاری شراکت میں اس نے اپنی بہتری دیکھی پس اطاعت پر بخوشی دل
 راضی ہوا اور خود حاضر ہوا جب وہ تمکو اس صحرا میں پہنچا دے بس تم اسکو طرف لشکر کے رخصت کر دینا اور
 خود لوح کو دیکھ کر برائے فتاحی جانا والسلام جب شاہزادہ یہ عبارت دیکھ کر اپنا اطمینان کر چکا اپنے جد
 بزرگوار یعنی ایمرج نامہ دار سے سب حال بیان کیا وہ خوش ہوئے ادھر شاہزادے نے چند سردار برائے
 استقبال روانہ کیے دیو دربان دربار گاہ پر مع اپنے ہمراہیوں کے کھڑا ہوا تھا کہ سردار آئے صاحب
 سلامت کی بعد مزاج پر سی کے اسکو اپنے ہمراہ لیکر اندر بارگاہ کے آئے دیو دربان اور اس کے ہمراہیوں نے
 بارگاہ کو خوب آراستہ و پیراستہ پایا دیکھا کہ تخت پر غاشیہ پڑی برابر تخت کے ایک رنگل پر ایک جوان
 آفتاب تیشال بصد جاہ و جلال ٹھکن ہو کر ابھی سبزہ آغا ہو گئے برابر اور ایک جوان کہ سن اسکا بھی
 کم ہی مگر بزرگ ہو وہ جلوہ فرما رہے دریافت کیا تو ظاہر ہوا کہ یہ جوان جو کہ نوعمر ہی یہی طلسم کشا ہے اور وہ
 دوسرا جوان طلسم کشا کا جد نامہ دار ہے طلسم کشا کا نام سہراب ثانی اور اس جوان کا نام ایمرج عالمگیر
 ہے دیو دربان نے بہت سے دیو بارگاہ میں دیکھے ایک طرف دیکھا کہ خروس پس دیو خرس صورت بیٹھا ہوا
 ہو اس نے دوڑ کر شاہزادے کے قدم چومے شاہزادے نے بہت مہربانی فرمائی اس نے ایمرج نامہ دار
 کے قدموں کو بوسہ دیا وہ بہت عزت سے پیش آئے شاہزادے نے روبرو اپنے اسکو ونگل مرحمت فرمایا اور
 اس وقت کل لشکر کا سپہ سالار فرمایا اور سب اس کے ہمراہی آداب و مجرا بجالائے ملے قدر مرا تیب جگہ ملی

سب مجرا کر کے بیٹھے شاہزادے نے جو حال لوح سے ظاہر ہوا تھا دیو دربان سے فرمایا اُس نے عرض کیا کہ بسم اللہ کثرت لعلیہ شاہزادے نے فرمایا کہ کل صبح کو چلیں گے شب کو اُسکی دعوت ہوئی جب سحر ہوئی شاہزادے نے اپنے لشکر کو سپرد ایمرج نامدار کر کے لشکر کو طرف قلعہ کے کوچ کر نیکا حکم دیا اور خود سب سے رخصت ہو کر پشت دیو پر سوار ہو کر روانہ ہوئے لشکر اس طرف کو کوچ بکوج چلا جاتا ہے لشکر ایک صحرا سے سبزہ زار میں پہونچا کہ وہ سبزہ زار پر از آب و گیاہ تھا مگر اہل لشکر نے اُس صحرا میں پہونچا دیکھا کہ ستارے کی طرف ایک دیوار آہنی حائل ہے کہ راستہ نہیں ہے اور ایک طرف ایک قلعہ ہے کہ اس میں چالیس درجن ہین ہر درجہ کے اوپر ایک چراغ روشن ہے اُسکی روشنی دور تک جاتی ہے درجن کے اندر کرسیوں پر بیڑاؤں ماہ طلعت در در گوش مرصع پوشن بھی ہوئی ہین ساتھ کسی کے سامان میکشی رکھا ہوا ہے کسی کے روبرو سامان رقص و سرود کی بیٹھی ہوئی بناؤ کر رہی ہے کوئی گارہی ہے صدا سے ساز آ رہی ہے کوئی اپنی آرائش میں مصروف ہے کوئی میکشی میں مشغول ہے کوئی نگاہ مستہ بنا رہی ہے ہر ایک اپنے اپنے کام میں مصروف ہے بالائے قلعہ ایک دیو ایک پانوں سے کھڑا ہوا ہے ہاتھ میں ایک بوق آہنی ہے وہ اس کو دم دے رہا ہے جب وہ بوق کو دم دیتا ہے قلعہ کو گردش ہوتی ہے ایمرج نامدار نے اہل لشکر اور دیو خروس سے کہا کہ یہ کیا سامان ہے آنکھوں نے عرض کیا کہ خداوندی اصلی طلسم ہے اور یہی قلعہ طلسمی ہے اور یہ جو آب دیوار ملاحظہ فرماتے ہین اُسکے اس طرف وہ قلعہ ہے کہ جہاں بادشاہ طلسم حکومت کرتا ہے تیسری طرف دیکھا کہ ایک غبار بلند ہے سواے غبار کے کچھ نظر نہیں آتا ہے بس اس طرف بھی راہ نہیں ہے یہ ماجرا دیکھ کر ایمرج نامدار نے دریافت فرمایا کہ یہ کیا امر ہے کہ ایک سمت دیوار آہنی حائل ہے ایک سمت قلعہ ایک سمت غبار راستہ نہیں ہے بس کیا کیا جائے اور یہ غبار کیسا ہے دیو خروس نے عرض کیا کہ خداوند یہ غبار طلسمی ہے اس کے سبب سے ہر مرحلہ کی راہ بند ہے سواے میرے مرحلہ کے جب یہ غبار بر طرف ہوگا راستہ ہر مرحلہ کا کھل جائیگا بس اگر کوئی اس غبار کی طرف جائیگا وہ ہلاک ہوگا یا دیوار آہنی کی طرف جائیگا تو بھی اگر اس قلعہ کی طرف اس روشنی کے قریب جائیگا تو بھی بس یہ سبکے ایمرج نامدار نے حکم دیا کہ اسی صحرا میں قیام کیا جائے اور کوئی دیو یا بیڑاؤ اس طرف نہ جائے یہ صحرا بہت معقول ہے لشکر کے فروکش ہونے کے لیے یہاں کسی شے کی تکلیف نہ ہوگی میرا فرزند برائے فتح گیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ یہ بھی فتح ہوا جاتا ہے یہ جو حکم دیا سب لشکر اسی مقام پر فروکش ہوا نیچے وغیرہ برپا ہوئے بارگاہ برپا کی گئی ایمرج نامدار مرکب پر سے اتر کر داخل بارگاہ ہوئے لشکر کا چڑاؤ ہوا وہ دن اسی سامان میں تمام ہوا شب جو ہوئی تو سب نے دیکھا کہ اُس قلعہ پر ہزاروں چراغ خود بخود روشن ہو گئے ایک بادشاہ بالائے قلعہ آکر بیٹھا اُسکے روبرو ناچ ہونے لگا وہ دیو بوق بجاتے لگا وہ بیڑاؤ ہین جو درجن ہین بیٹھی ہوئی تھین کرسیوں پر وہ بھی رقص و سرود میں مصروف ہوئیں شب بھر ہی سامان رہا صبح کو سب خود بخود بر طرف ہو گیا پھر وہی قلعہ اسی طور سے تھا یہاں تو لشکر فروکش ہوا ہے اور سب انتظار میں ہین کہ شاہزادہ طلسم فتح کر کے کثرت لعل لائے اور قلعہ ظاہر ہو تو قلعہ ہوا ایمرج نامدار تو یہاں اس انتظار میں ہین کہ وہ صبح شاہزادہ پشت دیو پر سوار چلا جاتا ہے فراتے سے ہوا کے شاہزادہ بیہوش ہو گیا تھا کہ دیو دربان شاہزادے کو لیکر ایک صحرا میں پہونچا زمین پر گرا شاہزادے کو ہوش آیا اپنے کو ایک صحرا سے لے دو قین پایا دیو کو دست بستہ استادہ دیکھا بس شاہزادے نے دیو سے کہا کہ اب تم جاؤ میں برائے فتح طلسم لیتے جاتا ہوں بس دیو دربان سلام کر کے روانہ ہوا جب دیو چلا گیا اس وقت شاہزادے نے لوح کو دیکھا اور اُسکی عبارت سے آگاہ ہوا کہ ایک طرف کو روانہ ہوئے

قریب ایک درخت کے پہنچے جیسا کہ لوح سے حکم ہوا تھا بس اس درخت پر بوجب حکم لوح اسم حاشیہ
 لوح چڑھ کر دم کیا وہ درخت خود بخود زمین سے اٹھ کر ایک طرف کو چلا یہ جست کر کے اسکی ایک شاخ پر
 بیٹھ گئے وہ درخت جا کر ایک صحرا میں قائم ہوا انھوں نے دیکھا کہ ایک صحرا میں ایک غار ہے اس غار سے
 ایک غبار نکل رہا ہے بس یہ اس درخت پر سے اترے اس غار کو گھس دینا دبا پایا مگر غبار اس قدر تھا کہ وہ
 تاریک ہو رہا تھا اور وہ غبار ایک طرف کو بلند ہو کر چار ہاتھ اوڑھ کر جا کر میرج نامدار اور کل اہل لشکر نے ایک
 سمت غبار دیکھا تھا وہ غبار اسی صحرا اور غار سے جا کر محیط ہوتا تھا یہ بانیان طلسم نے بناے طلسم بنایا تھا اور
 بڑی صفت رکھی تھی جب شاہزادے نے اس غبار کو دیکھا فوراً قریب غار بوجب تحریر لوح آئے کیونکہ لوح سے سب
 مدارج طے ہو چکے تھے اور سب تدبیریں تعلیم ہو چکی تھیں آتے ہی اس غبار عن رپر لوح کا عکس ڈالا جیسے ہی لوح کا
 عکس اس غبار و غار پر پڑا اندر سے غار کے ایک دیو عرش کمان نکلا اور آتے ہی اس نے یہ لکھ کر شاہزادے پر
 وار کیا کہ افسوس ایسی غفلت کی گئی کہ طلسم کشا نے سب مرحلہ فتح کر لیے اور یہاں آپہنچا خیر میرے ہاتھ سے
 بچکر کمان جا بیگا وارث شاد کا وار کیا شاہزادے نے بوجب تعلیم لوح اس کے وار کو خالی دیا اور یہ فرما کر کہ خبر دار
 ہو جا میں اب وار کرتا ہوں اس دیو نے کہا کہ وار کر بس شاہزادے نے تیغ ہر اسم حاشیہ لوح دم کر کے جو
 اسکی کمر پر وار کیا تیغ مثل خیاب تر کے اُسکو دو کر کے اسکی کمر سے گذر گیا وہ دیو مرکز زمین پر گرنا رہی ہو گئی اور
 آئی کہ کشتی نام من دیو غبار انگیز جا دو بود افسوس مرویم و جان دادیم و مطلب خود فرسیدیم بعد تھوڑی
 دیر کے جو تاریکی ہر طرف ہوئی اور روشنی ہوئی شاہزادے نے اس غبار کو پایا نہ غار کو بلکہ صحرا صاف تھا
 غبار کا نام نہ تھا لاش دیو کی بڑی ہوئی تھی یہاں تو دیو غبار انگیز کو شاہزادے نے قتل کیا اور اس طلسم
 غبار کو فتح کیا وہاں جہان لشکر فزوش تھا سب نے دیکھا کہ یکا یک ایک برقی چمکی اور وہ غبار جو محیط صحرا
 تھا ایک مرتبہ غائب ہو گیا اہل لشکر نے ایمرج نامدار سے آکر عرض کیا کہ جس سمت غبار محیط تھا وہ غبار
 خود بخود ہر طرف ہو گیا صحرا بالکل صاف و شفاف ہو گیا بالکل غبار کا نام تک نہیں ہو ملک ایمرج نے
 فرمایا کہ خوش ہو اور شاد ہو کہ تمہارے آقا نے طلسم غبار بفضل یزدان پاک فتح کیا سب خوش ہوئے دیو
 خروس نے عرض کیا کہ راہ ہر مرحلہ کی کھل گئی اب کوئی دم میں ہر مرحلہ کا حاکم مع لشکر کے حاضر ہو گا یہی
 گفتگو ہو رہی تھی کہ دیو دربان آکر حاضر ہوا قد سبوس ایمرج نامدار کی حاصل کی اور عرض کیا کہ میں شاہزادے
 کو پہنچا آیا مبارک ہو کہ آقا نے نامدار نے مرحلہ غبار کو بھی اور دیو غبار انگیز کو قتل فرما کر فتح کیا اب کوئی
 ساعت میں قلعہ طلسم کو فتح فرما کر مرحلہ آہن تاب کو فتح فرمائیے اور قلعہ طلسم حبیبین بادشاہ اثر در پر زار
 حکومت کرتا ہے ظاہر ہو گا ایک میری راے ہو اگر آپ بھی قبول فرمائیے اگر اجازت ہو تو عرض کروں ایمرج
 نے کہا بیان کرو دیو دربان عرض کیا کہ میرے نزدیک یہ ارشاد ہے کہ لشکر کو کمر بندی کا حکم فرمائیے کیونکہ ان سب
 واقعات کی خبر بادشاہ کو ضرور ہوئی ہوگی وہ لشکر لیکر بیرون قلعہ آیا ہو گا اور اسکا لشکر مسلح و مکمل ہو گا اور
 یہ دیو آ رہی فتح ہوئی اور قلعہ نمایان ہوا اور اثر در نے لشکر کو دیکھا فوراً حملہ کر گیا یہاں جبکہ لشکر تیار ہو گا
 اسوقت تک حریت اپنا کام کر جائیگا بس یہ بھی لشکر تیار رہے آئندہ جو کچھ مرضی ایمرج نے فرمایا کہ یہ
 راے تمہاری بہت مناسب ہے بس اسوقت لشکر کو کمر بندی کا حکم دیا ہر ایک مسلح و سنجوگ سے آراستہ ہوئے
 لگا یہاں تو کمر بندی ہو رہی ہو اور ایک حال ساعت فرمائیے کہ حسان پر نیراد و طوغان پر نیراد و دیو لوتیا
 و دیو اسد نے اپنے اپنے لشکر کو ہر وقت مسلح و مکمل رہنے کا حکم دیا تھا اس قصد سے کہ ادھر غبار جو کہ مانع
 راہ قلعہ طلسمی ہر طرف ہوا ہم لشکر لیکر آئے لاک طلسم کشا روانہ ہوں اور خود بھی مستعد تھے اور چند

ہر ایک نے سرحد مرحلہ پر مقرر کیے تھے انکو حکم دیا تھا کہ جب یہ غبار برطرف ہو جائے اور میدان صاف ہو سکے
 فوراً آکر خبر کرنا پس وہ ہر کارے ہر ایک مرحلہ کے جدھر موجود تھے جب شانہزادے نے دیو غبار راٹکیز کو قتل
 کیا اور وہ غبار برطرف ہوا وہ ہر کارے فوراً اپنے اپنے آقا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ وہ غبار
 برطرف ہو گیا میدان صاف ہو گیا پس ہر ایک حاکم مرحلہ اپنا اپنا لشکر لیکر کوئی دو لاکھ سے کوئی ایک لاکھ سے
 کوئی تین لاکھ سے براے ملک طلسم کشا طرف قلعہ طلسم کے روانہ ہوا کہ انکا حال وقت پر تحریر ہوگا وہاں جب ان
 دیو غبار کو قتل کر چکا اور غبار برطرف ہو گیا لاش دیو کی خود بخود جل کر خاک ہو گئی شانہزادے نے پھر لوح کو دیکھا اور
 عبارت لوح سے آگاہ ہوا حکم ہوا تھا کہ اب براے فتح قلعہ طلسم روانہ ہوا اسکی تدبیر تعلیم ہو چکی تھی پس شانہزادے نے
 دیکھا کہ جس درخت پر میں سوار ہو کر آیا تھا وہ ایک مقام پر قائم ہو پس بموجب تحریر لوح اسکو آکر تلوار سے قتل کیا
 اسکا قلم ہونا تھا کہ اسکے تنہ سے پانی جاری ہوا مثل سیلاب کے شانہزادے نے لوح کو اس پانی میں ڈال دیا وہ
 بصورت کشتی بگئی شانہزادہ اسپر سوار ہو لیا وہ صحرا پانی سے مملو ہو گیا جہاں تک نگاہ کام کرتی تھی پانی ہی پانی
 تھا زمین کا نام نہ تھا پس وہ کشتی یعنی لوح ایک طرف کو روانہ ہوئی اور ایک مقام پر گردش کر کے مع شانہزادے
 کے غرق ہو گئی اب جو شانہزادے نے دیکھا اپنے کو ایک صحرا میں پایا نہ پانی نہ وہ صحرا لوح زمین پر پڑی ہوئی
 تھی شانہزادے نے لوح کو اٹھا لگے میں ڈالا اور بموجب تحریر لوح ایک طرف کو روانہ ہوئے چند قدم چلے تھے
 کہ قلعہ سامنے سے نظر آیا اور وہی سب سامان تھا جو کہ اہل لشکر نے اس صحرا میں دیکھا تھا جیسے ہی ان پر زیادہ
 نے اور اس دیو نے شانہزادے کو دیکھا ایک مرتبہ سب پکار اٹھے کہ بڑا غضب ہو گیا طلسم کشا یہاں تک آ گیا
 طلسم فتح ہو گیا اب طلسم کا بچنا دشوار ہے وہ دیو جلد بوق بجانے لگا قلعہ گردش کرنے لگا پر یزادین
 اٹھ اٹھ کر رقص کرنے لگے لیکن کشا نہزادہ یہ تماشہ دیکھنے لگا تھوڑا عرصہ گزرا تھا ایسا تماشہ تھا کہ محو ہو گیا جو کچھ لوح
 سے تعلیم ہوا تھا سب اس تماشہ کو دیکھ کر فراموش تھا حیرت کا ایک جوش تھا اسی حالت میں کھڑا ہوا تھا
 کہ بالائے قلعہ سے اس دیو نے شانہزادے پر ایک گل صد برگ اٹھا کر مارا جب اسنے گل صد برگ مارا اور
 وہ قریب شانہزادہ آیا شانہزادے نے خیال کیا کہ تم کس خواب غفلت میں مبتلا ہوا اپنے کام میں مصروف
 ہو اگر ابھی دیو نے گل صد برگ مارا تو سنگ سیاہ ہو کر رہ جاؤ گے پھر تم تمام عمر رہا نوگے لوح سے یہ سب امر
 تیر ظاہر ہو چکے ہیں اسپر تم ایسے غافل ہوئے کہ اپنے کام کو فراموش کیا پس یہ جو دلیں خیال آیا لا حول
 پڑھی اور ایک مرتبہ لوح کو اٹھا کر اس دیو کے رو برو کیا اسنے دوسرا گنبد اٹھا یا تھا مارنے کو کہ شانہزادے
 نے لوح کو اس کے سامنے کر کے چکایا اسنے گنبد کو توڑ کر پھینک دیا اور بوق کو بجانیکا قصد کیا اور عکس لوح اسپر پڑا
 ایک سحلاب پیدا ہوا کہ اسکے جسم سے لپٹ گیا وہ دیو جلنے لگا اور دوڑنے لگا بوق بجانا سب بھول گیا جہر
 دیو جاتا ہوا سطرف اگ لگ جاتی ہو اور قلعہ شل جاک کھار کے گردش کر رہا ہو پر یزادین جلدی جلدی رقص
 کر رہی ہیں اور بالائے قلعہ جب قدر چراغ تھے اور سامان تھا سب جل کر خاک ہو گیا تاریکی ہوئی آواز
 آئی کہ کشتی نام من دیو بوق نواز بودا فسوس طلسم فتح ہو گیا کل اہل طلسم طلسم کشا سے مل گئے حیرت
 نے اپنا کام کر لیا تاریکی دفع ہوئی شانہزادے نے دیکھا کہ قلعہ کو سیطور سے گردش ہو اوارا بھی تک وہی کل
 سامان موجود ہے سوائے اسکی سامان کے کہ جو دیو کے پاس سب سے اوپر کے درجہ پر موجود تھا وہ تو نہیں ہے
 اور سب سامان اس سیطور سے جو چراغ دن کو روشن ہیں بس شانہزادے نے چند قدم ہٹ کر ایک مرتبہ زمین
 پر لوح کو رکھ دیا لوح کا زمین پر رکھنا تھا کہ ایک غبار زمین سے بلند ہوا اور طبقہ زمین کا اڑ گیا شانہزادے نے
 دیکھا کہ ایک سہ دری ہو اس میں بیچ کے درمیں ایک پر یزادہ بیٹھا ہوا کچھ کاغذ کا نقشہ بنا رہا ہو اور اسپر سحر کرتا ہو

اور ایک درمیں ایک دیو مقراض سے کاغذ کی پتلیاں بنا بنا کر ان پر سحر کرتا ہے کہ وہ بصورت انسان ہو ہو کر اُس کے
 روبرو کھڑی ہوئی ہیں اور ایک درمیں ایک اور دیو ہے کہ اُس کے روبرو ہزار دن چراغ رکھے ہوئے ہیں اور
 روشن ہیں اور ایک میل کہ اپنی سانس سے اُس کے زمین میں نصب ہو اُس میل پر ایک چرخہ لگا ہوا ہے وہ گردش کر رہا ہے
 اور ایک دیو بالاسے سے درمی بیٹھا ہوا کچھ پڑھ پڑھ کر دم کر رہا ہے جس سے ہی اُن سب نے شہزادے کو دیکھا وہ پر ہزاد
 اور دروزن دیو یہ کہ شہزادے پر چلے کہ اذخالم تو یہاں بھی اُن پہنچا خیر اہم سب تیرے خون کے پیاسے ہیں
 جب وہ سب کے سب چلے شہزادے نے بموجب نوشتہ لوح دوڑ کر اُس میل کو بغل میں دبا کر اور فرہ اشد اکبر
 جگر سے کھینچ کر جو زور کیا وہ نیل زمین سے نکل آیا جیسے ہی وہ میل نکلا ایک شعلہ اُس غار سے نکلا جو کہ میل کے
 نکلنے سے غائب ہوا تھا اور طرف شہزادے کے چلا شہزادے نے عکس لوح اُس شعلہ پر ڈالا وہ فرو ہوا اسکا فرو
 ہونا تھا کہ ایک دیو پیدا ہوا اور کہتے ہی اُس نے شہزادے پر وار کیا شہزادے نے اسکا وار خالی دیکر اور میل کو گرد
 سر گردش دیکر اس زور سے دیو پر مارا کہ اُس کے سر پر پڑا کہ استخوان تک ریزہ ریزہ ہو گئے اسکا مرناتھا کہ تاریکی
 ہوئی آواز کی کشتی مرا کہ نام منی یو قلعہ دار طلسمی یو ذافسوس مارا جگو بھی پھر کیا طلسم میں رہ گیا جب یہ صدا
 آچکی اور تاریکی رفع ہوئی شہزادے نے دیکھا کہ وہ وہ درمی ہی نہ وہ میل ہی صرف میں کھڑا کہوں اور وہ پر ہزاد اور
 تینوں دیو ہیں جب تاریکی رفع ہوئی وہ دیو اور پر ہزاد پھر شہزادے پر حملہ آور ہوئے لوح سے حکم تھا کہ اسطور سے
 انکو قتل کرنا کہ ایک ہی دار میں چاروں تمام ہوں پس شہزادے نے اسم حاشیہ لوح تلوار پر دم کر کر اور بستر ابدلی کر
 جیسے لائحون نے حملہ کیا اب جو تلوار کو گردش دیکر وار کرتے ہیں برابر سے چاروں کے سر تن سے جدا ہو گئے انکا مرناتھا
 تھا کہ پھر تاریکی ہوئی آواز میں صیبا آئین صدا کی کشتی کہ نام من ملارمان دیو قلعہ دار یو پس رانکا مرناتھا کہ اب جو
 شہزادے نے دیکھا تو اپنے کو اُس صحرا میں پایا کہ جہان دہ قلعہ بنا ہوا تھا اُس قلعہ کا تو نام بھی نہ تھا مگر اس مقام
 پر ایک عمارت بہت وسیع اور عظیم الشان فخری بنی ہوئی تھی اس پر پچکار می جو اہرات کی کی ہوئی تھی اور پچھا تک
 اُس قلعہ کا یعنی عمارت فخری کا طلائی ہو اس پر ہزاروں گورہ شب چراغ نصب ہیں اور وہ خود سے رہے ہیں
 شہزادہ کھڑا ہوا اُس عمارت کو دیکھ رہا تھا کہ کیا ایک صحرایہ طرف سے ایک دیو پیدا ہوا شہزادے کو پہلے سے
 لوح کے نوشتہ سے معلوم ہو چکا تھا کہ جب تم قلعہ طلسمی کو فتح کر لو گے تو دیو غزال جو کہ اُس صحرایہ ملک ہے کہ جہان سے
 تنہا رہے والد اور چچا بہن کے نقاب میں آکر اسیر ہوئے تھے اور دیو غزال انکو بکڑا لایا تھا بس جب یہ قلعہ
 فتح ہو گا اُس صحرایہ طلسمی ملک ہو جائیگا وہ اگر اطاعت کرے گا اُسکی عمارت فخری سے بہت سے بچنے ادا ہا
 آئین گے اُنکے ہمراہ خزانہ دار طلسمی ہو گا بس وہ ملک و اندر اپنی عمارت کے لیجا لیگا اسکا نام کندن جنی ہے
 بس وہ سب مال و اسباب طلسمی نہیں کرے گا مرکب واسطہ دہار گاہ و اسی ہزار لباس سیاہ واسطہ تم اپنا لباس و
 اسلحہ مرکب اُس سے لے لینا اور باقی اُسکے سپرد کرنا اور کہنا کہ جب میں بادشاہ طلسمی کو زیر کر لوں گا اسوقت
 یہ سب لیکر حاضر ہونا وہ قبول کرے گا بس تم سب اسلحہ سے آراستہ ہو کر اور مرکب خوشخرام سلیمانی پر سوار ہو کر
 اُسے روانہ ہونا اور لوح کو دیکھنا جو ظاہر ہو اسی پر عمل کرنا یہ عبارت اور مضمون قبل سے شہزادے پر ظاہر تھا
 اسی سبب سے بخوف کھڑے رہے وہ دیو غزال آکر خدمت میں حاضر ہوا سب حال بیان کیا شہزادے نے
 شفقت فرمائی وہ دست بستہ حاضر تھا کہ پچھا تک اُس عمارت کا کھلا اور ہزاروں پر ہزاد و دیو ادا اُس عمارت
 سے باہر آئے سب نے شہزادے کو مجرا لیا اور شرف قد مبوسی حاصل کیا اور ایک طرف کھڑے ہوئے صفت
 باندھ کر کہ یکا یک کندن جنی تاج سر پر رکھے مع اپنے ہمراہیوں کے حاضر ہوا مجرا جلالا یا قد مون کو لوسہ دیا
 عرض کیا کہ تشریف لیجیے شہزادہ اُسکے ہمراہ اندر گیا اُس نے سب مقامات کی سیر کرائی شہزادے نے عمارت

کو خوب آباد وسیع پایا ہر مقام اسکا خوب آراستہ تھا بس کندن جہنمی نے اگر شاہزادے کو تخت پر بٹھایا اور عرض کیا کہ میں خزانہ دار طلسمی ہوں سب مال و اسباب میرے سپرد ہو چلیے ملاحظہ فرمائیے بس شاہزادہ اس کے ہمراہ گیا اس نے لاکر پہلے خزانہ دکھایا کہ درون روپیہ تھا اور جواہرات کا کچھ حساب نہ تھا اس نے فریفتش کی شاہزادے نے دیکھی اپنے دستخط فرمائے اس کے بعد وہ اس مقام پر لایا کہ جہان بارگاہ تھی شاہزادے نے ہارگاہ کو دیکھا بہت خوش ہوئے عرض کیا کندن جہنمی نے کہ اسکا نام بارگاہ چہل چراغ سلیمانی ہو وہاں سے اسلحہ خانہ میں لایا تمام اسلحے ملاحظہ سے گذرانے ہزاروں صندوق تھے ہر صندوق پر لکھا تھا کہ ابن لے رقا طلسم کشاست ان سب کے بعد ایک بہت بڑا صندوق تھا اُس پر لکھا تھا کہ ابن برائے طلسم کشا بس وہ صندوق شاہزادے نے باہر نکلوایا وہ تو شک خانہ میں لایا یہاں بھی ہزاروں صندوق تھے ہر صندوق پر یہ تحریر تھا کہ ابن برائے طلسم کشا وہ صندوق بھی بجگم شاہزادہ باہر لائے باقی اس مقام پر رہے قفل لگا دیا گیا کندن شاہزادے کو لیکر اصرار میں آیا شاہزادے نے ہزاروں مرکب دیکھے ہر ایک مرکب عمدہ تھا بس وہ شاہزادے کو ایک مقام پر لایا کہ وہاں ایک مرکب تھا عرض کیا کہ یہ مرکب حضور کا ہے اسکا نام خوشخبر سلیمانی ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خاص سواری کا مرکب ہے بس شاہزادے نے اس مرکب کو بہت پسند کیا ایسا مرکب تھا کہ اسکی تعریف میں زبان شاخاں قاصر ہو کندن جہنمی نے اور ایک کو ٹھاکھولا اور اس میں سے ایک صندوق نکالا وہ ساٹیس کو طلب کر کے دیا اور کہا کہ اس مرکب کو ساز و دیراق سے آراستہ کر کے جلد حاضر کر دیکھ کوٹھا بند کر دیا اور شاہزادے کو ہمراہ لیکر ایوان میں آیا یہاں اگر شاہزادے نے صندوق پوشاک کو گھول کر لباس طلسمی زیب تن فرمایا اس کے بعد صندوق اسلحہ کھول کر زره و چار آئینہ طلسمی وغیرہ سے اپنے کو آراستہ و پیراستہ کیا موزے زیر پائے خود بھی سر پر رکھا اسلحہ و جوگ طلسمی مزین ہوئے نیزہ طلسمی ہاتھ میں لیا سرپشت پر کمان و دوش پر بکتر چار آئینہ وغیرہ سب آلات حرب و ضرب سے مزین و آراستہ ہوئے پتھہ چہل چراغ سلیمانی کو زیب کر فرمایا اس تلوار کی تیافت و ثنا ہو ایسی وہ خوش اسلوب اور قطعدار تھی کہ خود دشمن اس سے آکر گلے ملتے تھے بس جب سب سامان سے آراستہ ہو چکے اسوقت کندن جہنمی سے فرمایا کہ تم یہ سب سامان و مال و اسباب لیکر جب میں بادشاہ طلسمی کو خواہ قتل کروں خواہ وہ زہر ہو جائے حاضر ہونا اس نے عرض کیا بہت خوب اور ایک فرد اسکی دستخطی نے لی اس سے کہا کہ اب جاتا ہوں یہ لکھ کر آؤ وہ ساٹیس مرکب لیکر حاضر ہوا تھا سب ساز و دیراق مرصع سے وہ مرکب آراستہ تھا بس یہ اس کے قریب آئے اسکی پیشانی پر ہاتھ پھر اس نے قدم چمے یہ اُس پر جست کر کے سوار ہوئے باگ لینا تھا کہ وہ مثل پر پی کے ہنھنا کر زمین پر قدم رکھنے لگا تب یہ اسکو خزانہ خزانہ بھلے سب مال و اسباب کندن جہنمی کے سپرد کیا خود بیرون قلعہ یعنی عمارت تقری کے نشتر لائے وہ سب مجرا کر کے اندر عمارت کے واپس گئے جب وہ جانے شاہزادے نے لوح کو دیکھا اور پھر لوح کو گلے میں ڈالا اور بموجب حکم لوح ایک طرف روانہ ہوئے وہاں میں جس مقام پر لشکر فروکش تھا اور قلعہ طلسمی ظاہر تھا جب یہاں شاہزادے نے ان سب دیو اور پریزاد کو نسل کیا اور قلعہ درہم و درہم ہوا وہ بھی قلعہ درہم و درہم ہو گیا ایرج نامہ دار بارگاہ میں بیٹھے ہوئے قلعہ کی طرف دیکھ رہے تھے کہ دیکھا ایک برق چمکی اور ایک جواہر ہوا وہ تمام قلعہ دھواں ہو کر اڑ گیا تاریکی ہوئی اب جو رو سنی ہوئی تو قلعہ کا نام و نشان نہ تھا معلوم ہوا کہ قلعہ طلسمی کو بھی فتح کیا لشکر سب آئادہ جنگ تھا بس یہ واقعہ دیکھ کر سب سرداروں نے مبارک باد دی ایرج نامہ دار نے سجدہ شکر کیا اور لشکر کو بموجب صلاح دیو دربان صف بندی کا حکم فرمایا سب لشکر اس صحرا میں صف آرا ہوا اب دو طرف کا راستہ بالکل کشادہ ہو صرف رو برو دیوار آہنی باقی ہو یہاں تو لشکر صف آرا ہو اُدھر اثر در پر پریزاد کل لشکر لیے ہوئے بیرون قلعہ فروکش تھا خیمے

و غیرہ برپا تھے خود بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا سب حاضر دربار تھے کہ مکار نے بادشاہ سے عرض کیا کہ اوراق سامری
میں ملاحظہ فرمائیے کہ طلسم کشا کس کام میں مصروف ہو بس اثر دربراز دے جو دیکھا ظاہر ہوا کہ طلسم کشا نے مرحلہ
غبار کو فتح کر کے راہ ہر مرحلہ کی کھول دی اور اس کے مددگار لشکر لیکر ملک کو آئے ہیں اس کے بعد اس نے قلعہ سمی کو فتح کر کے
کابل والی واسباب پر قبضہ کیا کنڈن جہی نے اطاعت کی اب وہ آلات حرب و ضرب طلسم سے مسلح و مکمل ہو کر براہ
فتح مرحلہ آہن تاب کے گیا ہو یہ دیکھنا تھا کہ اثر دربراز دے منہ پٹ لیا یہ بھی ظاہر ہوا تھا کہ دیو درمان نے پہلے ہی
اطاعت کر لی باگ اسے اس حد پر پہنچا یا غرضکہ وہ بہت پریشان ہو اثر دربراز سے مکار نے دریافت کیا کہ کیا امر ظاہر ہوا
بس سب حال اثر دربراز نے بیان کیا اور کہا کہ کیا تدبیر کروں مکار نے کہا کہ لشکر کو صفت آرائی کا حکم فرمائیے بس
وہ طلسم جو کہ درمیان ہمارے لشکر کے اور طلسم کشا کے جاکل ہو شکست ہو اور طلسم کشا ظاہر ہو فوراً حکم فرمائیے کہ
لشکر طلسم کشا پر سب دیو دربراز کو مارین قول کر جاؤ گے کہ شروع کوین کیونکہ وہ لوگ غافل ہو گئے بس اس طور سے
انہر فتح ہو جائیگی اگر یہ خیال فرمائیے گا کہ فردا فردا مقابلہ ہو تو پھر ہونا محال ہو انکا بجا خیال ہو یا یہ کہ کل
بجوا کر مقابلہ کیا جائے تو اس طور سے سربر ہونا دشوار ہو یہ جو مکار نے کہا اثر دربراز سے مکار کی پسند آئی بس
اسی وقت لشکر کو صفت آرا کیا اور خود قلب لشکر میں آکر مقیم ہوا یہ تو بیان اس انتظار میں لشکر لیے ہوئے تھا
یہ کہ اور طلسم کشا ظاہر ہو میں جاؤں اور اسی طرح کیا مار کل لشکر کو لیے ہوئے اور صفت بستہ کیے ہوئے
کھڑے ہیں کہ جب دیو دربراز آہنی بر طرف ہو اور لشکر کفا ظاہر ہو اگر وہ بقصد فاسد ہمارے لشکر پر حملہ کرے
تو ہم بھی اس سے مقابلہ کریں بس یہ دونوں لشکر تو اس انتظار میں کھڑے ہیں خیال رہے کہ وہ دیو دربراز آہنی
درمیان میں دونوں لشکر دن کے جاکل ہو ایک کا حال دوسرے کو نہیں ظاہر ہو دونوں طرف انتظار ہو طلسم
کے شکست ہو نیکا اور شاہزادہ مرکب طلسمی پر سوار اس طلسمی سے راستہ و پیراستہ بموجب تحریر لوح صحرائین چلا
جاتا ہو مرکب اس قدر تیز جا رہا ہو کہ پیک خیال بھی اس کے قدم کی گرد نہیں پاتا ہو بس شاہزادے نے جا کر ایک
مقام پر مرکب کو روک لیا اور مرکب پر سے اتر پڑا مرکب کو اسی صحرائین چھوڑ دیا اور خود پیادہ پا ایک طرف کو
روانہ ہوا مرکب چرائین مصروف ہوا وہ صحرائی ہمارے تھا ہر طرف گھماے رنگارنگ کھلے ہوئے تھے شاہزادہ
ان گھون کی سیر کرتا ہوا ایک لالہ کے درخت کے قریب آیا اس میں ہزاروں بھول لالہ کے لگے ہوئے ہیں مگر
ایک بھول سب سے بڑا تھا اور سب سے اوپر لگا ہوا تھا شاہزادے نے بموجب حکم لوح اس بھول کو توڑ
لیا آواز آئی او ظالم تو بیان بھی آگیا تو نے میرے حال پر رحم نہ کیا افسوس کیسا میرے شاہزادے نے
کچھ بھی خیال نہ کیا اس گل لالہ کو مل ڈالا آواز آئی کہ میری فضا اس طور سے تھی اگر مجھ کو معلوم ہوتا کہ تو اب چلا
ہو اور ایسا ظالم ہو تو اور کچھ بندوبست کرتا خیر و صو کھا کھا یا کیا چارہ ہو یہ صدا کے ایک شعلہ پیدا ہوا کہ
اسکا پیدا ہونا تھا کہ اس صحرائین آگ لگ گئی اور وہ صحرائیں کرہ نار کے ہو گیا اور سب درخت مثل
بیزم خشک کے جو کہ سرسبز تھے جلنے لگے تھوڑے عرصہ میں وہ صحرائے درخت جل کر خاک ہو گئے وہ بہار
و سرسبز سب صحرائی جاتی رہی ایک مقام ہو نظر آنے لگا تاریکی ہو گئی آواز آئی کہ کشتی کو نام میں یہ لعنان
جادو پاسبان راہ مرحلہ آہن تاب برد جب تاریکی بر طرف ہوئی شاہزادے نے دیکھا کہ تمام صحرائیں جلا ہو آگ
اور لاش دیو کی سوختہ پڑی ہوئی ہو جب وہ سب سامان بر طرف ہو گیا صحرائیں ان ہو گیا شاہزادے نے لوح
کو دیکھا اور نوختہ لوح سے آگاہ ہو کر ایک طرف کو اس صحرائین ہی ہوئے چند فیہ چلے تھے کہ دیکھا ایک غار بہت
بڑا ہو بس بموجب تحریر لوح و حکم لوح شاہزادہ دونوں پاؤں جا کر اس غار میں کود پڑا جب پاؤں زمین پر لگے
اپنے کو ایک صحرائین پایا یہ صحرائی حمایت ہولناک تھا شاہزادہ بلا خوف و خطر چلا جاتا تھا کہ دیکھا ایک کچھ

خشتی اس صحرائین بنا ہوا ہر جیسے سنی کا مٹ ہوتا ہر اسکا دروازہ بند ہو کر قفل پڑا ہوا ہر بس جاتے ہی قفل سے
 لوح کو مس کیا لوح کا مس ہونا تھا کہ وہ قفل کھل گیا بس شاہزادہ دروازہ کھول کر اندر اس مٹ کے آیا دیکھا کہ
 اس مٹ کے اندر ایک دیو بیٹھا ہوا ہر آگ اس کے رو بہ رو روشن ہو دھوکنی رکھی ہوئی ہر ایک بڑا سا کڑھاؤ اس
 آگ پر رکھا ہوا ہر وہ دیو اس کڑھاؤ میں کچھ چیزیں اسم سحر پڑھ کر ڈال رہا ہوا اور وہ کڑھاؤ گرم ہو اور وہ
 چیزیں پانی ہو کر اس کڑھاؤ سے خود بخود جوش کھا کر باہر نکلتی ہیں اور ایک نالی بنی ہوئی ہر اس سے بیٹھ کر
 مٹ جاتی ہیں اور جو بخار اس کڑھاؤ سے اٹھتا ہر وہ ابر بنتا ہر اور سقف مٹ کو توڑ کر باہر نکل جاتا ہر راجی نے
 بیان کیا ہر کہ یہی پانی اور یہی ابر اس مقام پر جا کے قائم ہوتا ہر کہ جہاں وہ دیوار آہنی ہو اور اسی سے وہ دیوار بنی ہو
 یہ سحر اس دیوار کا ہر بنیان طلسم نے اس دیوار کو اسی کام پر مقرر کیا تھا اور یہ مقام اس کے رہنے کے لیے بنایا تھا بس
 جب شاہزادہ اس مقام پر پہونچا دروازہ وا کر کے اس سے دروازے کے کھلنے کی صدا سنی یا تو وہ بیٹھا ہوا اپنا کام
 کر رہا تھا اس نے سر اٹھا کر دروازے کی طرف دیکھا جیسے ہی شاہزادہ پر نگاہ پڑی پکارا تھا کہ افسوس تو او ظالم
 سب کو قتل کر کے یہاں آگیا معلوم ہوتا ہر کہ دیو لعلان کو تو نے قتل کیا افسوس عمر طلسم تو تمام ہو چکی تھی بس
 یہ کہہ کر اور وہی دھوکنی نیکر شاہزادہ پر دوڑا شاہزادہ نے جو اسے اس حالت سے آتے کہوئے دیکھا ایک
 مرتبہ پتیرا بل کر ایک مقام پر قائم ہو کر کھڑا ہو گیا بس اس نے آتے ہی شاہزادہ پر دھوکنی کا وار کیا شاہزادہ
 نے خالی دیکر اور پیچھے ملی دراد کر کے اور اسکا بند دست پکڑ کر جو جھکا دیا وہ دیو شخہ کے بھل زمین پر آ رہا اور کمر بھر
 پکڑ کر جو زور کیا اور جھٹکا دیکر سر سے بلند کر لیا اور گرد سر چرخ دیکر اور پتیرے پر آ کر اس دیو کو کڑھاؤ میں
 ڈال دیا اسکا کڑھاؤ میں گرنا تھا کہ تڑاق تڑاق کی صدا بلند ہوئی تاریکی ہو گئی ہر ساری تدبیر بھول کر غل چپانے
 لگے صائین مہیب آنے لگیں بعد تھوڑے عرصہ کے صدا آئی کہ کشتی مرانام میں دیوار آہن تاب جادو بانی دیوار
 آہنی بود افسوس دیم و جان دا دیم بطلب خود رسید ہم ساکنان قلعہ آگاہ ہو کہ طلسم کشا نے سب طلسم کو فتح کر لیا
 اب کچھ نہیں باقی رہا حریف اپنا پورا کام کر گیا تم لوگ خواب غفلت میں مبتلا رہے پس اسی غفلت کا نتیجہ ہر
 جب یہ صدا آچکی وہ تاریکی بھی برطرف ہو گئی اب جو شاہزادہ نے دیکھا کہ مذہم مٹ ہر مذہم صحرائین ایک
 صحرا سے سبزہ زار میں کھڑا ہوں اور وہ مرکب طلسمی بھی سر جھکائے ہوئے برابر کھڑا ہر بس شاہزادہ نے
 لوح کو دیکھا تحریر تھا کہ مرکب پر سوار ہو کر اپنے لشکر میں جادو ہاں تیرے لشکر سے اور بادشاہ طلسم سے مقابلہ
 ہو رہا ہر جو تحریر پایا فوراً مرکب پر سوار ہو کر جدھر کو لوح نے نشان دیا تھا اُس طرف کو روانہ ہو گئے یہ تو لشکر
 کی طرف مرکب اڑانے ہوئے چلے آتے ہیں اب ادھر کا حال سماعت فرمائیے کہ جب رانخون نے یہاں دیو
 آہن تاب کو قتل کیا اس کے مرنے سے وہ دیوار آہنی جو کہ طلسمی تھی منہدم ہوئی راجی بیان کرتا ہر کہ دو زن لشکر
 کھڑے تھے مسلح و مکمل کہ یکا یک تراقہ کی صدا پیدا ہوئی اور وہ دیوار و صوان ہو کر بگئی اور آڑ گئی اسکا منہدم ہونا
 تھا کہ لشکر طلسم کشا و ایرج نامدار نے دیکھا کہ سامنے ایک لشکر کثیر صفت بستہ کھڑا ہر اور اس کے عقب میں ایک قلعہ
 بہت بڑا ہر در قلعہ کشادہ ہر ادھر اتر در پر نرا دلشکر نے دیکھا کہ ایک لشکر قلیل ہمارے رو بہ وصف بستہ کھڑا ہر
 بس مکار نے اتر در سے کہا کہ آپ کیا تماشہ دیکھ رہے ہیں طلسم کشا نے دیو آہن تاب کو قتل کیا دیوار آہنی
 منہدم ہوئی دیکھئے سامنے لشکر طلسم کشا صفت بستہ کھڑا ہر لشکر کو حکم فرمائیے کہ ان سب کو قتل کر دینا تا آنے
 طلسم کشا کے اگر طلسم کشا آگیا تو بڑا غضب ہو گیا بس یہ سننا تھا کہ اتر در نے کل لشکر کو حکم دیا کہ ان سب کو
 مار لو ایک مرتبہ دس لاکھ دیو در پر اتر در نے اپنے اپنے سنبھال کر اور ساحر یہ شور و غل کرتے ہوئے دوڑنے لگے
 کہ لینا ان سب کو یہ تو ادھر سے چلے آدھر جو ایرج نامدار نے ان سب کو مارا وہ فاسد آتے ہوئے دیکھا

لشکر کو حکم دیا کہ لینا ان کا فران پر دعا و ساحر ان تا بکار و دیوان ناسخار کو ایمرج نامدار نے جو یہ حکم دیا بس
 اس لشکر کے بھی دیو و پریزاد و ساحر اپنے حربے سنبھا لکر چلے اور باہم مل گئے فٹ پٹ ہو گئے یہ ساحر اپنے
 حربہ سے لڑنے لگے ابر سحر اٹھنے لگے صدائے ہا ہوئے دیوان سے صحر اکا اپنے لگا دریا سے خون روان
 ہوا ملک الموت حیران و پریشان ہو کر رو حین کا فر و مسلمان کی قبض کرنے لگے بازار مرگ گرم ہوا ایمرج کا یہ
 حال تھا کہ جس طرف زیادہ هجوم کفار ملاحظہ فرمایا اور دیکھا کہ میرے لشکر کے لوگ گھرے ہوئے ہیں مرکب ڈپٹ کر
 اس خول پر گئے اور کفار کو قتل کر کے اپنے لشکر کو رہا کیا جس سردار کو دیکھا کہ وہ گھرا ہوا اسکی جا کر ملک کی
 اگر کسی ساحر کا سحر چل گیا مجبور ہو گئے انکے لشکر کے ساحر نے اسکو قتل کیا یہ رہا ہوئے پھر حملہ کیا راوی سے
 یوں بیان کیا کہ ایمرج نے لشکر کفار میں تملکہ ڈال دیا تھا اسقدر دیو و پریزاد قتل کیے تھے یہ تو ہمیشہ کے
 دیو کش ہیں انکا کیا کتنا جس طرف کو حملہ کرتے تھے کفار منتشر ہو جاتے تھے مگر یہ اکیلے ہیں کما نیک مقابلہ
 کر رہے ہیں اور کما نیک انکے حملوں کو روک رہے ہیں کفار بہت اور انکا لشکر کم وہ اہل طلسم سے ہیں یہ کوئی طلسم کشا
 نہیں جو انکے پاس تبرکات طلسمی ہوں کہ جسکے سبب سے انپر سحر نہ اثر کرے وہ ساحر یہ غیر ساحر کفار کو بھی قتل
 کرتے ہیں اور اپنے لشکر کا جو کوئی گھر جاتا ہو بچانے ہیں دیو و پریزادوں سے مقابلہ ہو عجب محنت سے من گرفتار ہیں
 مگر باحواس ہیں برابر شمشیر زنی کر رہے ہیں لاش پر لاش گرا رہے ہیں کفار زندہ کرتے چلے آتے ہیں یہ
 انکے حملوں کو روک رہے ہیں بڑی بہادری اور جوانمردی سے لڑ رہے ہیں اب تیغ کی طغیانی ہو دریا سے
 خون طوفانی ہو کشتی حیات دریا سے تیغ و نہر میں کفار کے غرق ہو رہی ہے لاشیں دیو و پریزاد کی زمین پر
 تڑپ رہی ہیں ڈھالوں کی گنگھو ر گنگھا جھائی ہو منہ سروں کا و آب شمشیر کا برس رہا ہی ہرق اجل کو نہ کو نہ کر
 گر رہی ہو کشت حیات کو جلا رہی ہو خرمن عمر کو رقیق تھا چھوٹا رہی ہو مگر یہ اس جوانمردی و بہادری سے
 لڑ رہے ہیں کہ کوئی بہادر آج تک ایسا نہیں لڑا کہ اسی حالت میں اثر و پریزاد کی نگاہ نہ پڑی اسنے
 دیکھا کہ ایک آدم زاد نے میرے لشکر کو تباہ کر دیا اور جب حملہ کرتا ہی سیکڑوں پریزاد و دیو زاد انکے ہاتھ سے
 مارے جاتے ہیں ایک دیو سے کہا کہ اس آدم زاد کو تو ٹوک لے وہ چلا ایک ساحر سے کہا کہ تو سحر کر کے اسکو
 بیکار کر دے اسنے سحر کیا اپراکے ہاتھ پاؤں کی قوت کم ہوئی اس دیو نے آکر ٹوکا یہ اسی حالت میں اسپر
 جا پڑے اسنے وار شمشاد کا وار کیا انکی فضا نہ تھی وار اسکا خالی گیا کہ اسنے پھر وار کیا انکی مرتبہ یہ زخمی ہوئے
 زخم کھا کر جھوٹے اور اسنے قصد کیا کہ سر کاٹ لون دیو دربان لڑا تھا کہ اسکی نگاہ پڑی بتاب ہو گیا
 جھپٹ کر قریب آیا اور منہج میں آکر انکو پشت پر لیا اور اس دیو سے مقابلہ کر کے قتل کیا اور انکے گے
 کڑا ہو کر لڑنے لگا اب جو ایمرج نامدار زخمی ہوئے یہ بھی تو فوج کے حملوں کو روک رہے تھے کفار کو قتل
 کر رہے تھے اب کفار کی بنائی انھوں نے جو حملے کیے بس لشکر کفار نے جو جم کر کئی حملے کیے اہل اسلام
 کے پاؤں اٹھ گئے قریب تھا کہ شکست کھا کر بھاگے کہ ایمرج نامدار کو ہوش آیا چونکہ زخم کاری لگا تھا
 خون بہت نکلا تھا غشی سی آگئی تھی اب جو ہوش آیا لشکر کا جو یہ حال دیکھا اور اپنے کو مجبور پایا ملک کر دعا کی
 چونکہ وقت اجابت دعا کا تھا فوراً قبول ہوئی کہ پردہ بیابان سے گرد بلند ہوئی اور دامن گرد کا شگاف ہوا
 بس اس گرد سے تین سو نشان تین لاکھ سپاہ کے پیدا ہوئے دونوں ہاتھوں میں نشان لیے ہوئے آگے
 آگے چلے آئے تھے انکے عقب میں تین لاکھ دیو و پریزاد کا لشکر تھا اور ایک پریزاد تخت پر سوار تاج
 سر پہ رکھے ہوئے جب وہ قریب صحرائے پہونچا اور اسنے جنگ مغلوبہ دیکھی ہر کار وں کو روانہ کر کے دریا
 کرایا کہ یہ کس سے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہو ا دھڑ سے بھی دونوں لشکر وں کے ہر کالے ہر اسے دریافت کئے

اس پر نیراد کے سرکار سے دریافت کر کے اسکی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ لشکر طلسم کشا اور لشکر کفا
 یعنی اثر در پر نیراد بادشاہ طلسم کے لشکر سے جنگ مغلوب ہو رہی تھی قریب آ کر کہ لشکر طلسم کشا لشکر کفایت کھا لئے
 طلسم کشا لشکر میں نہیں ہے یہ سننا تھا کہ ادھر پر نیراد مع اپنے لشکر کے لشکر کفار پر جا پڑا اور کفار کو قتل کرنے لگا
 ادھر ہر کاروں نے اثر در پر نیراد کو اگر خبر دی کہ یہ لشکر حسان پر نیراد کا ہر حاکم مر جا رہا تھا ہر بارے ملک
 طلسم کشا آیا ہوا ادھر ایمرج و دیو دربان و دیو خردس کو ہر کاروں نے خبر دی کہ یہ لشکر کہی ملک کو آیا ہے
 حسان کی پر نیراد لیکر راوی نے بیان کیا ہوا کہ سواے ایمرج کے سب حسان کو چھپاتے تھے مگر اسوقت
 کفار و اہل اسلام ایسے بہ حواس تھے کہ نہ بچا نہ ہر کاروں نے جب آکر کہا تو معلوم ہوا کہ ادھر حسان نے آکر
 لڑائی کو روکا پھر اسی طور سے مقابلہ ہونے لگا لشکر تازہ دم آیا تھا اسنے مار تھراؤ کر دیا پھر اسی طور سے باز آ رہا
 گرم ہو گیا دیو پر نیراد و ہر مہر کے کرنے لگے پھر بازار مرگ گرم ہو گیا حسان کے آنے سے لشکر اسلام کے
 بھر دل قوی ہو گئے پھر اسی طور سے لڑنے لگے مہلت جو ملی دم استوار کی یہاں جنگ مغلوب ہو رہی تھی کہ پھر حو
 سے گرد آڑی اور طوفان پر نیراد مع دو لاکھ دیو اور پر نیراد کے آکر پہونچا لشکر کفار کے بچان کر لڑنے لگا یہاں بھی
 لشکر کفار و لشکر اسلام نے سواے ایمرج نامدار کے اسکو بچان لیا ایمرج کو ہر کاروں نے آگاہ کیا یہ بھی
 لڑنے لگا کفار قتل ہونے لگے منہ سرون کا برسنے لگا ہر طرف کفار ٹوٹنے لگے یہاں جنگ مغلوب ہو رہی تھی
 دونوں لشکر ٹھہرے تھے صدائے ہوا سے حوالہ زور رہا تھا صدائے بزن و کش بلند تھی کہ پھر لشکر کفا
 نے دباؤ ڈالا اور اہل اسلام دینے لگے سبب یہ ہوا کہ ابھی تک ایمرج نامدار اس ساحر کے سحر میں مبتلا ہیں
 وہ مارا نہیں گیا ہوا کہ پھر ایمرج نامدار نے دعا کی دعا انکی قبول ہوئی کہ حوا کی طرف سے بوٹ لاکر دکا پیدا ہوا
 وہ بوٹ لاکر قریب لشکر آکر شق ہوا اس گرد سے ایک آفتاب نمایان ہوا کہ تمام حواریوں میں ہو گیا ادھر لشکر کفار
 نے دیکھا کہ ایک جوان مرکب خوش رفتار پر سوار سلاح سنوگ سے آراستہ مرکب جولان کیے ہوئے چلا آتا ہے
 مرکب ایسا ہو کہ زمین پر پاؤں نہیں رکھتا ہوا وہ مرکب ایسا ہو کہ جسکے چہرے سے رعب و داب پیدا ہوا اشار
 بہادری عیان ہیں اثر در پر نیراد نے جو اسکو دیکھا بچان لیا کیونکہ طلسم کشا کی تصویر دیکھ چکا تھا بانیان
 طلسم بنائے تھے دیکھ کر مکار اپنے وزیر سے کہا کہ بڑا غضب ہو گیا طلسم کشا اسلحہ طلسمی وغیرہ سے آراستہ
 ہو کر مرکب طلسمی پر سوار ہو کر آپہونچا مکار نے کہا کہ کہاں اسنے اشارے سے بتایا مکار نے بھی دیکھا اور بچان لیا اور
 سب اہل لشکر نے یہاں لشکر اسلام نے جو طلسم کشا کو آتے ہوئے دیکھا غل بجلیا کہ طلسم کشا آگیا حسان و طوفان
 دربان و خردس نے دیکھا بہت خوش ہو گئے ایمرج نامدار نے جو یہ خبر پائی مرکب کو جولان کر کے پہونچے
 مگر قوت نہ پائی مجبور ہو کر گئے حوا کی طرف دیکھنے لگے دیکھا کہ میرا فرزند یعنی سہراب ثانی رستم ثانی کا جا
 مرکب پر سوار چلا آتا ہے سہراب ثانی کو دیکھ کر ایسے خوش ہوئے کہ بہت مجبور تھے سہراب سے مگر چہرہ گلزار ہو گیا اور
 شاہزادے نے جو دیکھا کہ میرا لشکر اور لشکر کفار باہم مقابلہ کر رہا ہوا قریب آ کر کہ میرا لشکر شکست کھا لئے تو
 حسان و طوفان و دربان وغیرہ لڑ رہے ہیں اس مقام سے نروہ کیا اور قریب برقتاب سلیمان کی جسکو
 جہل چراغ سلیمان بھی کہتے ہیں بیان لیکر اور نروہ اشد کہہ کر کے کفار پر جا پڑے نروہ کیا کہ اسکا فران بچیا
 و امیرستان پر دنیا میں بھاری جان کا ملک الموت آپہونچا کہ لذارم کہ ادست من زندہ و سلامت بدر رہی ہنم
 طلسم کشا فوج طلسم جہل چراغ سلیمان یہ کہہ کر جو حملہ کیا ایک ہی جلد میں بہت سے کفار فی النار کیے دیو و
 پر نیراد سے گئے مگر طاقت یہ ہو کہ لڑتے جاتے ہیں اور حملہ کرتے جاتے ہیں اور پھر مڑ کے بھی دیکھتے جاتے ہیں
 ہر حملے میں کفار کا ستھراؤ کر دیتے ہیں جب تیغ چمک کر گرتی ہر صفت کی صفت کے سر اٹھ جاتے ہیں کہ دیو خردس

شائزادے کی ہر شے دیکھ کر تعریف کرتا ہوا قریب آیا اب لشکر کا یہ حال ہو کہ خوب جم کر لڑ رہا ہو کفار کا ہاتھ
بند کر دیا ہو پھر مسطور سے بازار مرگ گرم ہو گیا ہو چھ امین ایک رشتہ بر پا ہو دریا سے خون کروان ہو سترقل ترالہ
کے برس رہے ہیں پہل تڑپ رہے ہیں نیم جان سسک رہے ہیں کہ دیو خروس نے قریب آکر مچر کیا اور
عرض کیا کہ حضور بار بار کیا پلٹ کر ملاحظہ فرماتے ہیں فرمایا کہ جب سے میں بیان کیا ہوں اور مقابلہ کر رہا
ہوں نہ میں نے دادا جان کو دیکھا اور نہ انکے فرے کی صدا سنی میں یہ خیال کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ وہ
کس صفت میں لڑ رہے ہیں اور انکی موجودگی میں یہ لشکر کا حال کیونکر ہوا کہ قریب فرار تھا خروس نے عرض
کیا کہ آپ پریشان نہ ہوں اصل واقعہ یہ ہو کہ واقعی لشکر کا یہ حال نہوتا انھوں نے تو وہ سحر کر رکھا تھا اور
وہ مقابلہ کیا تھا کہ اس لشکر قلیل سے اتنے بڑے لشکر کو شکست دی تھی قریب تھا کہ لشکر کفار فرار کر جائے اور
اگر آقا سے نامدار اُنکی آب تیغ سے کفار کو پناہ پانا دشوار تھا ہر حملہ میں ہزاروں دیو و پریزاد مر کر گرتے تھے
جم لوگ انکے بھروسہ پر لڑ رہے تھے مگر کیا کریں کہ ایک دیو سے اُنسے مقابلہ ہوا وہ اُسکے ہاتھ سے مجروح ہو
قریب تھا کہ وہ قتل کرے کہ دیو دربان نے جا کر اسکو قتل کیا وہ ملاحظہ فرمائے اُس صفت میں مرکب پر سوار
حالت زخمی داری میں مجھوم رہے ہیں دیو دربان اُنکے قریب لڑ رہا ہو اور حفاظت بھی کرتا جاتا ہو اس حالت
میں بھی یہ رعب و داب ہو کہ کوئی اُنکے قریب نہیں جاسکتا ہو حضور اُنکے زخمی ہونے سے لشکر کی یہ نوبت
ہوئی تھی کہ قریب فرار تھا کہ حسان پر یزاد و طوغان پر یزاد سے لشکر کے آکر پہنچے انھوں نے لڑائی کو
روکا ورنہ خرابی ہوئی تھی ابھی پھر وہی حالت ہوئی تھی کہ آپ تشریف لائے یہ سننا تھا کہ سہراب کو بہت بڑا
صدمہ ہوا اور خروس سے کہا کہ میرے نمونے سے تم نے کچھ خیال نہ کیا میرے جد نامدار کو زخمی کر لیا خبر یہ کہ لڑا اور
ایک حملہ شیرانہ ایسا کیا کہ کفار منتشر ہو گئے بس مرکب کو ڈپٹ کر اُس صفت پر آئے کہ جہان ایمرج نامدار مجروح
کھڑے تھے اور کفار اُنکے گرد تھے دیو دربان اُن سب سے لڑ رہا تھا بس جب یہ اُس صفت پہنچے اور حملہ
کیا کفار کو مار کر ہٹا دیا اُس صفت میں آئے دیکھا کہ دیو دربان مثل پروانہ کے گرد اس شمع شبستان سیٹھے
صاحبقران کے پھر رہا ہو اور کفار کشی میں مصروف ہو اور جد نامدار مرکب پر سوار ہیں مگر مجھوم رہے ہیں خیم کاری
سیر پر لگا ہو بس یہ دیکھنا تھا کہ نعرہ کیا ادا کا فران بھیا میں آپو بچا اور مرکب چکا کہ قریب ایمرج نامدار آئے دیو
دربان نے سلام کیا ایمرج نے پلٹ کر دیکھا اپنے جگر گوشہ و راحت قلب نامدان کو اپنے قریب پایا مگر عجیب
شان و شوکت سے چہرہ فراخوشتی سے گلنار ہو گیا سہراب نے قریب پہنچ کر سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا اور
عرض کیا کہ اے جد نامدار کیا حالت ہو مزاج کیسا ہو فرمایا کہ اے فرزند کیا بیان کروں جو اسوقت حالت میرے
دست و پاکی ہو کہ بالکل جیس و جگرکت ہیں کچھ ایسا خون بھی نہیں نکلا ہے کہ کہا جائے اُسکے سبب سے یہ حالت
ہوئی ہو نہ ایسا زخمی ہو ہوں اس سے زیادہ زیادہ مجروح ہوا ہوں مگر یہ حالت کبھی نہیں ہوئی نہ معلوم کیا
سبب ہو یہ سننا تھا کہ سہراب نے اس خیال سے کہ شاید آپ کسی نے سحر نہ کیا ہو اس سے یہ حالت ہوئی ہو
لوح کو ایمرج نامدار کے جسم سے مس کیا لوح کا مس ہونا تھا کہ وہ سب حالت برطرف ہو گئی طاقت مسطور
سے عود کر آئی ہاتھ پاؤں میں حرکت پیدا ہوئی ایمرج نے فرمایا کہ اے فرزند میں اچھا ہو گیا اب کوئی شکایت
نہیں ہے یہ فرما کر زخم سر کو خوب مضبوط باندھ کر کیا کہ اب تم بھی حملہ کرو اور میں بھی مگر کچھ سبب نہ معلوم ہوا کہ سبب
تھا سہراب نے عرض کیا کہ حضور کسی ساحر نے سحر کیا تھا یہ اسی سبب سے حالت تھی فرمایا کہ ہاں جب وہ
دیو مقابلہ کرنے آیا تھا اُسکے آنے سے پہلے یہ میرے حالت ہو گئی تھی یہ سچ کہا یہ فرما کر ایمرج نے نعرہ
کیا نعرہ منم ایمرج آفتاب منیر کہ صاحبقرانم و آفاق گیر یہ نعرہ کر کے اور ملو اور کو علم کر کے ابھی جو حملہ کیا

اب جو یہ دونوں شیریں صابقہ قرائی حمل آور ہوئے بھلا اب کہا کسی کی مجال تھی جو بوجہ کے یہ حالت تھی کہ جیسے گاہ گوشتدان میں شیر پر آتا ہی ہر طرف کفار فتنہ ہو جاتے تھے یہ دونوں صاحب ایک دوسرے کی آواز کے خواستگار تھے جب ایرج نعرہ کرتے تھے تو سہرا بٹانی صداٹکے خوش ہو جاتے تھے اور حملہ کرتے تھے اور جب سہرا بٹانی نعرہ کر کے حملہ کرتے تھے اور ایرج نامدار صداٹکے خوش ہوتے تھے اور حملہ کرتے تھے یہ لوگ کفار کشی میں مصروف تھے کہ صحرائے گرداڑی اور دیو مینارنگ ایک لاکھ دیو سے پیدا ہوا دونوں لشکر کو ہم نبردیکھ کر اور دریافت کر کے لشکر کفار سے لڑنے لگا کہ دونوں لشکروں کے اہل لشکر و بادشاہوں نے پہچان لیا تھا کہ یہ دیو مینارنگ ہو مگر اثر در جادو نے اور دیو خروس نے ہر کارے ردانہ کیے تھے کہ خبر تو لاؤ کہ کس کی ملک کو آیا ہو بس دونوں طرف کے ہر کارے خبر لے کر حاضر ہوئے دیو خروس کے ہر کاروں نے عرض کیا کہ دیو مینارنگ طلسم کشا کی ملک لشکر لیکر آیا ہے اور اثر در پر نیرادے اسکے بھی ہر کاروں نے یہی بیان کیا کہ طلسم کشا کی ملک کو دیو مینارنگ آیا ہے ابھی یہ اچھی طور سے نہ پہنچنے پایا تھا کہ پھر گرداڑی اور دیو مینارنگ مع اپنے وزیر عقاب پر نیراد ایک لاکھ پر نیراد اور دیو سے آکر پہنچا اور حال دریافت کر کے کفار سے لڑنے لگا ہر کاروں نے دونوں طرف کا حال دریافت کر کے خبر دی اور اثر در سے کہا کہ دیو مینارنگ پر دیو زلغ برائے ملک طلسم کشا آیا ہوا ان دونوں کے آنے سے اس قدر لشکر طلسم کشا کو ملت ملی کہ انھوں نے اپنا دم راست کیا جا کر بجائے ان دونوں کے آنے ہی لشکر کفار کا ستھراؤ کر دیا کیونکہ یہ لشکر تازہ دم تھا یہ لڑ رہے تھے کہ پھر گرداڑی دیو اسد پر دیو خوک پیشانی مع ایک لاکھ اسی ہزار کے آکر پہنچا اور خبر دریافت کر کے لشکر کفار سے لڑنے لگا اسی طور سے ہر کاروں نے حال دریافت کر کے اثر در و خروس سے بیان کیا کہ طلسم کشا کی ملک دیو اسد پر دیو خوک پیشانی آیا ہے اثر در پر نیراد کے ہوش پر ان ہوئے سارا دہرا گناہیج و تاؤ کھانا بھول گیا کہ اس قدر لشکر کشا کی ملک کو آگیا اس لشکر قلیل نے تو جو اس پر نشان کر دیے تھے اور مار کر لشکر کا ستھراؤ کر دیا تھا اب کہ جب لشکر تازہ دم آگیا اور بہت اب فتح ہونا دشوار ہو مگر یہ بھی اپنے لشکر کو جان دیدے کہ لڑا رہا ہے لشکر کفار برابر حملے پر چلے کر رہا ہے اہل اسلام اسکے حملوں کو رد کرتے ہیں اور کفار کشی میں مصروف ہیں لشکر تازہ دم کے آنے سے اس قدر قوت حاصل ہوئی ہے کہ لشکر کفار کا ستھراؤ کر دیا ہے اسی طور سے سات شبانہ روز تک برابر جنگ مفلوہ رہی نہ کوئی سویا نہ کسی نے کچھ کھا یا نہ پیایا شیریں زنی کرتے رہے سہرا بٹانی اور ایرج نامدار و دیو دربان و دیو خروس و حسان پر نیراد و طوغان پر نیراد و دیو مینارنگ و دیو اسد و عقاب پر نیراد و دیگر سرداران نامدار کا یہ حال ہے کہ کشتوں سے خون بہ رہا ہے قبضہ ہاتھوں میں گھر بیٹھا ہے کٹے خون کے زرموں پر رحم گئے ہیں آنکھوں میں لال لال ڈورے شجاعت کے پڑے ہوئے ہیں خون کی چھٹیہیں تمام جسم پر پڑی ہوئی ہیں ہر مہر جو شجاعت میں جھوم کر حملہ کرتے ہیں کفار کے ہر اٹھ جاتے ہیں کو سونمک صحوالاشون سے چٹا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بجائے غلہ کے لاشیں زمین سے پیدا ہوئی ہیں سروں کے بجائے انبار ہیں کسی جادو اور شمشاد و آ رہ نیست ننگ پڑے ہوئے اس قدر کثرت سے لاشیں زمین پر پڑی ہیں اور سبل تڑپا رہے ہیں یہ ثابت ہوتا ہے کہ خون بکثرت جو جاری ہوا ہے زمین اسکے سبب سے بھٹ گئی ہے مردے نکل آئے ہیں ہاشتیاق جنگ میں مردوں نے اپنے کو زمین سے نکال کر خاک پر ڈال دیا ہے ان سب کے تن سبل اور گھائل جو خون میں غطان ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ لالہ کا کھیت ہے ایسی جنگ مفلوہ ہے

ہوتی تھی کہ لاکھوں کفار خاک پر غلطان خاک و خون میں ڈرے تھے سبل تڑپ رہے تھے بازار رنجیز گرم تھا
 ملک الموت روحیں قبض کرتے پھرتے تھے شکم جسم کفار سے بھر گیا تھا ملک الموت لاؤ لاؤ کر رہا تھا میر فلک
 بھی چشمہ آفتاب کو لگاے ہوئے تماشائے جنگ میں مصروف تھا ہر ایک بہادر کفار کشی میں ہمہ تن مصروف
 تھا دریائے خون صحرائیں روان تھا مثل حبابوں کے نظر آتے تھے کشتی حیات کفار طوفانی تھی جہاز زندگی
 کفار طوفان موت میں آگیا تھا اسی روز زمین سے خون نکلتا تھا اور آسمان سے برستا تھا تلواریں جو خون
 میں آلودہ تھیں اور بہادر جو ہاتھ بلند کر کے وار کرتے تھے اُنسے جو قطرے گرتے تھے اور انہیں عکس آفتاب پڑتا
 تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ذرہ ہاے یاقوت ہوا پر سے زمین پر گر رہے ہیں راوی نے بیان کیا ہے کہ اس قدر کفار اپنی
 مقابلہ میں کام آئے کہ لاشوں کے انہار ہو گئے اب یہ نوبت ہو کہ قدم اُنکے نہیں ٹھہر سکتے من راہ فرار اپنی جوتنگ
 کرتے ہیں تو سوائے گوشہ کمان یا کو چرخم کے دوسری راہ نہیں ملتی تھی بس یہ نوبت ہو اس میدان میں کہ جو مرغ تیرا شیا
 کمان سے اڑ کر چلا فوراً اس کے پر قینچ ہو گئے پلے پر جانا بھی نصیب ہوا زاغ کمان چلا کر لگیا راوی کہتا ہے کہ بہادران کے
 جسم پر گامائے زخم کی بدھیاں چڑی ہوئیں تھیں عروس برگ کے اختیاق میں تو شاہ بنی ہوئے تھے بجائے
 عطر سہاگ کے خون لباس میں ملا ہوا تھا زہروں کے حلقوں میں جو خون کے قطرے تھے وہ حلقہ یہ معلوم
 ہوتے تھے کہ گویا چشمہ مانے معشوق میگوں میں کہ سبب نشہ شراب کے لال ہو رہی ہیں کمانشک حال جنگ عرض
 کیا جائے اسی طور سے سات شبانہ روز تلوار چلی لاشوں کے پستے لاشوں کے انہار ہو گئے اب لشکر کفار کا یہ حال
 ہو کہ رک رک کر مقابلہ کرتا ہو جی چھوٹ گئے ہیں اب اہل اسلام نے چاروں طرف سے کفار کو گھیر لیا اور
 زیر تیغ بید رہی رکھ لیا قتل کرنا شروع کیا اسی عالم میں امیرج نامدار کفار کو قتل ہوئے علما و لشکر کے قریب
 ہو گئے اُسے آرد پشت نہنگ کا وار کیا انھوں نے خالی دیکر جو اپنا وار کیا یا تو تلوار سپر پر چکی تھی یا خود بے ہوش
 دو بلفہ کو کاٹتی ہوئی سر پرانی جھنکا دیا کہ سر میں دراکی صراحی گردن سے گذر کر صندوق سینہ میں دراکی صدور
 شکم و کمر کی خبر لیتی ہوئی صاف مثل قطرہ کے باہر جسم کے نکلی اور زمین کو بوسہ دیا علما و لشکر مر کر امیرج
 نے علم لشکر پر ہاتھ لگایا وہ بھی ظلم ہوا اس مقام پر تلوار چلی کفار سمیع تیغ پر مثل پروانہ کے گر کر جلنے لگے ادھر دیو
 مینارنگ نے جاتے ہی کوس رزمی کو قلم کیا نقارچی کو قتل کیا دیو دربان نے شہنازاد کو شانزادہ سہراب
 شمشیر زنی کرنا ہوا مر کب کو دبائے ہوئے طرف تخت اڑا دیو پرزاد کے چلا جاتا ہو جہان پر جگر شمشیر دنی کی لاشوں کے
 انہار لگا دیے جگر یہاں پر پیل تنوں کا اور پہلوانان قومی دل و سرداران پر جگر کا مجمع تھا اور تخت شاہی بھی تھا
 سب گردخت کھڑے ہوئے تھے یہ خیال تھا کہ طلسم کشا یہاں نہ آجائے بہت کفار کام آئے مگر یہ شیریشہ شجاعت
 ان کو قتل کر کے قریب تخت پہنچا جیسے ہی اڑو کہ پرزاد کی نگاہ طلسم کشا پر پڑی مکار جادو اپنے وزیر سے
 کہا کہ حریص آگیا لینا جانے نہ پائے بقصد فاسد آتا ہے یہ کہنا تھا کہ مکار اڑا در سو پر سوار ہو کر شانزادے کے
 مقابل ہوا شانزادے نے فرمایا کہ جادو ہر دیر سے رو برو سے در دیر سے ہاتھ سے مارا جائیگا اُسے جو ابدیہا کہ
 اب میں کب زندہ نکور کھتا ہوں یہ کہہ کر اپنا وار کیا نارنج سحر مارا شانزادے پر اس نارنج نے کچھ اثر نہ کیا شانزادے
 نے برہم ہو کر اسکو روک دیا اور اُس کے قریب پہنچے جب اُس نے دیکھا کہ حریص آگیا تلوار کا وار کیا شانزادے
 نے خالی دیکر اسکا بند دست پکڑ کر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اڑو سحر سے اٹھا لیا اور مثل پھول کے گرد سرگردش
 دیکر فرمایا کہ شناخت میں پروردگار عالم کی کیا کہتا ہے جو ابدیہا کہ میری ہزار جانیں ہر موے تن پر سامری و جمشید
 کے نشان ہوں پس نہ تھا کہ شانزادے کو غصہ آگیا اسکو اس دور سے اُس کے اڑو سحر پر مارا کہ وہ مع اڑو کے نقش
 زمین ہو گیا ساری مکاری و فنون سازی بھول گیا نشان بھی باقی نہ رہا کہ جیسے یہ کبھی دنیا پر پیدا بھی ہوا تھا

یا نہیں شاہزادے نے اسکو اس آسانی سے اٹھالیا تھا کہ جیسے کوئی طفل صغیر کو اٹھالتا ہو اور اسطور سے زمین پر مارا تھا کہ جیسے کوئی اوناٹا کو پھینکا دیتا ہو کچھ معلوم بھی نہوا دیو خروس و دیو اسد عقب میں شاہزادے کے تشریف زنی کر رہے تھے اور حفاظت بھی کرتے جاتے تھے یہ حالت دیکھ کر تعریف کرنے لگے شاہزادہ مکار کو قتل کر کے طرف اثر در پرزاد کے متوجہ ہوا اور جو سردار قریب تھے انکو قتل کر کے قریب پہونچا اثر در نے دیکھا کہ طلسم کشا آگیا اور میرے لکے مقابلہ پر بس تلوار سامنے رکھی ہوئی تھی جلد ہی اٹھا کر وار کیا شاہزادے نے تھپکی دمی تلوار پٹ پڑی بندہ پر ہاتھ ڈال دیا اور ڈر کر کلائی تلوار چھین لی اور کمزیر زمین ہاتھ ڈال کر تخت پر سے اٹھا لیا اور گرد و سر جو رخ دیا کہ تاج کمین موزے کمین اسلحہ سب کمر سے کھل کر گر پڑے کفار یہ حال دیکھا کہ بادشاہ ہمارا گرفتار ہو گیا سب کفار سمٹ کر اس مقام پر آکر لڑنے لگے یہاں تلوار چلنے لگی شاہزادے نے اثر در پرزاد کو بائیں ہاتھ پر بجا سے سپر کے لیا اور دست راست سے تشریف زنی کرنے لگے اس مقام پر اسقدر کشت و خون ہوا کہ کثرت خون سے زمین پر کچھ ہو گئی اور خون پر بہ کر ایک طرف کو روان ہوا بس اب جو کفار نے دیکھا کہ سولے فرار کے قرار کا موقع نہیں ہو اور یہی ہوا کہ ہزاروں کے قدم اٹھ گئے سپاہ کھو گھٹ کھا کر حلی جدھر جاتی ہو راہ فرار کی نہیں پاتی بس سب نے جھومت کھا کر اور ایک مقام پر جم کر تلوار کی اور راہ پیدا کر کے شہر کی طرف کا رخ کیا اور فرار پر قرار لیا سب کسی نے کہا کہ تین چیزیں بدون تین چیزوں کے بیکار ہیں قریش بے قیر تکسیر بے فقیر لشکر بے میر بہت سچ کہا کہ کھاشاک لشکر بے سردار مقابلہ کرے پہلے تو شکست ہوئی کہ علم لشکر علم ہوا علمدار لشکر مارا گیا نقارہ فوج بھی ظلم ہوا اور بادشاہ اسیر ہو گیا اب کیونکر میدان میں قیام کریں اور ثابت قدمی دکھائیں بس فرار پر قرار لیا اہل اسلام انکے عقب میں انکو قتل کرتے ہوئے چلے پڑاؤ پر جا کر انھوں نے قدرے دم لیا کہ وہاں بھی یہ لوگ پوچھ اور قتل کرنا شروع کیا ایک آن واحد میں وہاں سے بھی کفار بھاگے پڑاؤ اہل اسلام نے لوٹ لیا اور اسکا تعاقب کیا شاہزادہ اسطور سے اثر در کو ہاتھ پر لیے ہوئے برابر تشریف زنی کرتا چلا جاتا ہو ایک پہاڑ میں ایمرج ہن دیو دینارنگ عقب میں دلو در بان و دیو اسد و دیو خروس و عقاب پرزاد و حسان پرزاد و طوغان پرزاد و دیو غزال لڑتے چلے آتے ہیں بس کفار جب دیر شہر پہونچے اس مقام پر بھی کچھ دیر زد و کوش رہے اور تلوار کی مگر کیا ہوتا ہو مجبورانہ لڑتے ہوئے چلے جاتے ہیں بس کفار داخل شہر ہوئے انکے عقب میں اہل اسلام ہیں اس شہر و قلعہ میں ہر گلی و کوچہ میں تلوار چلنے لگی و دیو از خون و جھینٹوں سے رنگین ہو گئے اہل شہر بھی قتل ہونے لگے غدر مچ گیا بھاگ پڑ گئی غل مچ گیا کہ طلسم کشا شہر میں داخل ہو گیا قتل عام کا حکم دیدیا ہو اہل شہر قتل ہو رہے ہیں جو کہ بزدل تھے انھوں نے دروازے بند کر لیے جو کہ ذرا بہادر تھے تلوار میں لے لیکر نکالوں سے باہر آئے لڑنے لگے نالیوں سے شہر کی اسطور سے خون روان تھا کہ جیسے کثرت بارش میں پانی روان ہوتا ہو زمین پر یہاں بھی تلوار چلی ہزاروں اہل شہر قتل ہوئے آخر کو اہل شہر نے عاجز ہو کر دو ہائی دمی کہ طلسم کشا کی دو ہائی جواب ہکوا مان لے ہم اہل شہر ہیں جننے اپنے کردار کی سزا پائی فرمایا کہ ان بشرط ایمان سب نے جوار کا کہ مجھے آپکا دین قبول کیا باطل پرستی ترک کی یہ جو سب نے کہا اور ایمان طلب کی بس شاہزادے و ملک ایمرج نے ہاتھ روک لیا انکا ہاتھ کارو کنا تھا کہ سب نے ہاتھ روک لیا قتل و غارت سے اہل شہر و کفار نے نجات پائی بس اسوقت کل سردار لشکر کفار حاضر خدمت ہوئے رکاب سعادت کو بوسہ دیا امیران شہر نے حاضر ہو کر شرف ملازمت حاصل کیا شاہزادہ دارالعمارہ شاہی میں تشریف لایا اسوقت اثر در پرزاد کو دیو دربان کے حوالہ کیا اور فرمایا کہ اسکو اپنی قید میں کھول اسکا دربار کیا جائیگا اور دیو دینارنگ کو حکم دیا کہ تم تمام شہر کا بند و بست کرو تمام بتکدہ و غیرہ منہدم کرو اور ہر امیر شہر و رئیس شہر کے مکان پر پردہ چوکی

کرد اور محلات شاہی پر اور شہر سے لاشین اہل اسلام کی اٹھوا کر دفن کرواؤ اور کفار کی لاشوں کو صحرا
 میں ڈلوادو اور شہر کو خون وغیرہ کے آلائش سے صاف کر دیا کہ کرو اور منادی می کروادو کہ تم سب کو
 اس شرط سے امان ملی ہو کہ دین اسلام قبول کرنا ہوگا کوئی آج سے ابلیس پرستی یا سامری پرستی
 نہ کرے ورنہ عتاب شاہی میں گرفتار ہوگا اور کل لشکر کفار کو جو کہ مجروح ہیں اور جو کہ غیر مجروح ہیں سب کو
 انکے افسروں کی سپردگی میں دو اور اپر پہرہ چوکی اپنے لشکر کا مقرر کرو اور خوب شہر کا بند و بست کرنا
 تاکہ اندر نہوئے پائے ورنہ تمکو عدم تعمیل حکم کی سزا دی جائیگی یہ حکم دے کر شاہزادہ مع ایمرج نامدار و
 دیگر سرداروں کے بیرون شہر آیا یہاں دربان نے اثر و بریزاد کو غل و زنجیر میں اسیر کیا اور
 پہرہ وغیرہ مقرر کیا دیوینا رنگ نے ہر مکان اور ہر محل شاہی و اہل شہر پہرہ چوکی مقرر کیا کل لشکر
 کفار کو ایک مقام پر جمع کر کے اپنے لشکر کی حراست میں کیا شہر کو لاشوں اور خون سے صاف و
 پاک کیا کل کام بموجب حکم کے بجایا منادی سے شہر میں ندا کروادی تاکہ منہدم کرانے سب طرح
 کا بند و بست کر لیا یہاں بیرون شہر سرداران لشکر نے یہ بند و بست کر لیا تھا کہ اس مقام پر
 کہ جہان لشکر اترتا ہوا تھا سب جھے و بارگاہین اٹھڑا کر اس مقام پر ہریاکی تختیں کہ جہان اتردور
 بریزاد کا لشکر فروکش تھا اور اس مقام پر لشکر کا چڑاؤ بھی تھا اور کفار و اہل اسلام نے کشتوں کا
 شمار بھی کر لیا تھا اور کفار کو ایک صحرائین و دروڈلوادیا اور اہل اسلام کو دفن کروادیا اور مجروحان
 لشکر کو شفاخانہ میں روانہ کر دیا انکے ٹانکے وغیرہ لگائے گئے علاج ہونے لگا یہ سب بند و بست تو
 کر چکے تھے کہ شاہزادہ سہراب ثانی تشریف لائے داخل بارگاہ ہوئے سب سردار حاضر ہوئے
 شاہزادہ عالی شان نے لشکر کو کھولنے کا حکم دیا سب نے اپنے اپنے بستر پر آکر گر کھولی سات
 شبانہ روز کے جاگے ہوئے تھے اور جھکے ہوئے تھے بھوکے اور پیاسے تھے کہ سات دن تک نہ
 کچھ کھایا تھا نہ پیا تھا سب نے کھانے کھائے اور بسترون پر آرام کیا یہاں بارگاہ میں شاہزادے
 نے سرداروں سے دریافت کیا کہ کچھ ثابت ہوا کہ کس قدر کفار و اصل جنم ہوئے اور کس قدر
 اہل اسلام درجہ شہادت پر فائز ہوئے انھوں نے عرض کیا کہ شمار جو کیا گیا تو اسی ہزار
 اہل اسلام شہید ہوئے ہئے ان سب مقتولوں کو دفن کروایا اور میں ہزار مجروح ہوئے تھے انکو شفاخانہ
 میں روانہ کر دیا ہوا اور لشکر کفار کے آدمی دولاکھ بیس ہزار قتل ہوئے اور زمینوں کا حساب
 نہیں ہو کہ نہ معلوم کس قدر مجروح ہوئے اور بموجب حکم آپ کے کفار کی لاشیں صحرائین بھگوا
 دی ہیں یہ سب شاہزادے نے ان سب کی کار پر داری کی بہت تعریف کی اور بارگاہ سے
 اٹھ کر خیمہ خاص میں آئے خاصہ نوش فرا کر آرام کیا پوشاک وغیرہ بھی بدل چکے تھے وہ شب
 بسر ہوئی صبح کو سب خواب راحت سے بیدار ہوئے اور پوشاک و بار می پہن کر حاضر ہوئے
 شاہزادہ و ایمرج نامدار بعد انقراغ نماز سحر لباس سے آراستہ و پیوستہ ہو کر برآمد ہوئے
 سب کا مجرا و سلام ہوا پس سوار ہو کر اور سب سرداروں کو ہراہ لے کر طرف شہر کے روانہ ہوئے
 داخل شہر ہوئے دیکھا کہ تمام شہر آلائش خون وغیرہ سے پاک و صاف ہو سیکدے منہدم پڑے
 زمین ہر مقام پر پہرہ چوکی ہو شاہزادہ شہر کی سیر کرتا ہوا دربار میں آیا ونگل شوکت پر شکن ہوا یہاں
 دیوینا رنگ نے دربار بھی آراستہ کر رکھا تھا بس شاہزادے نے دربار کو طریقت سے آراستہ پایا
 سب سردار علی قدر مراتب اپنے اپنے مقام پر چمکن ہوئے تخت پر غائبہ چڑا ہوا ایک سمت کو حساکن نراڈ

و طوغان پر نیراد و عتاب پر نیراد اور دیگر پر نیراد ایک طرف دیو اسد و دیو خروس و دیو غزال و دیو
کالکال و دیو ہلاک و دیگر دیو و سردار بیٹھے ایک دنگل شوکت پر ایمرج نامدار جلوہ فرما ہوئے ایک پر نیراد
سہراب ثانی دیو مینارنگ نے آکر مجر کیا شاہزادے نے بہت تعریف فرمائی اور دنگل مرحمت کیا کہ
دیو دربان حاضر ہوا ہجر ابجالا یا شاہزادے نے فرمایا کہ اثر در پر نیراد و دیگر اسیروں کو بہت جلد حاضر کرو اور دنگل
سرداران کفار کو بس اس وقت دیو دربان کل سرداروں و اسیروں و اثر در پر نیراد کو لیکر حاضر ہوا شاہزادے
نے علی قدر مراتب ہر ایک کی عزت کی اور ویر و بھجایا اثر در کو کرسی مرحمت کی اثر در نے کل دربار کو آراستہ پایا
پایا اور بار تو اس کے زمانہ میں کبھی نہ تھا جو اس وقت شان و شوکت ہو بس اثر در نے اور دیگر اسیروں و سرداروں
نے حالت دربار دیکھ کر بہت حیرت کی اور شاہزادے کی خلق و مروت کی اپنے دلیں بہت تعریف کی بس شاہزادے
نے اثر در پر نیراد سے فرمایا کہ اثر در پر نیراد اب تم دین اسلام کے قبول کرنے اور میری اطاعت کرنے
کے باب میں کیا کہتے ہو بہت جلد بیان کرو اگر دین اسلام نہ قبول کرو گے میرے ہاتھ سے مارے جاؤ گے
بس جان لو کہ خداوند لا شریک ہو اسکا کوئی شریک نہیں ہو وہ سب کا خالق ہو اسے سب کو پیدا کیا ہو کیا
شیطان کنیا سار مری کیا جیشید یہ سب اس کے بندے ہیں انھوں نے بیکار دعویٰ خدائی کیا اور ہزاروں بندوں
کو گمراہ کیا اسکا حال انکو ہر وقت معلوم ہوگا اور اب بھی ان کے جسم آتش و دوزخ میں جلتے ہو گئے اور شیطان
جسکو تم اپنا خدا کہتے ہو یہ قوم اجنبی سے تھا جبکہ اجنبی پر حاکم تھے اور انھوں نے کفر و عناد پر کمر کسی تو خداوند
کریم نے ملائکہ آسمان کو زمین پر نازل فرمایا انھوں نے اجنبی کو آکر قتل و غارت کیا اور کچھ کو جو کہ باقی رہے
اسیر کر کے لینگے انہیں یہ شیطان بھی تھا بس اسے بالائے آسمان پر ورش پائی اور اس قدر اسے اطاعت و
فرمانبرداری کی کہ یہ بھی ملائکان مقرب سے ہو گیا غوازیل اسکو درگاہ باری سے خطاب ملا بس خداوند کریم
نے حضرت آدم کو خلق فرمایا سب فرشتوں کو انکی اطاعت اور سجدہ کر دیا حکم فرمایا سب حکم باری بجالا سنے مگر
اس شیطان نے سجدہ نہ کیا اور عذر کیا کہ میں آفتنی اور یہ خاکی میں کیونکر سجدہ کروں بس اس پر عتاب آئی
نازل ہوا اور معتب درگاہ ہوا بس جب سے یہ معتب بارگاہ احدی ہو اسے بعض بندوں کو خدا کے
گمراہ کر کے بت پرستی کرائی بعض کو آتش پرستی کی طرف راغب کیا اسکا بہت بڑا قصہ ہو بعض سے اپنی
پستش کرائی کہ انک بیان کیا جائے خلاصہ یہ کہ یہ سب دین باطل ہیں سوائے خداوند کریم کے کوئی
دوسرا خدا نہیں ہو بس یہ فرما کر چند کلمے وحدانیت خدا میں اور چند کلمے مذمت ادیان باطلہ میں زبان
سے فرمائے کہ سب کفار و اسیران کفار و اثر در پر نیراد نے یہ کلمے سکے سر جھکا لیے اور کچھ رو نہ کر سکے اور
اثر در پر نیراد فکر کرنے لگا کہ کیا جواب دوں اور کیونکر بچے دین کو نہایت گردن طلسم کشا نے تو ایسی تعریف
کی کہ جسکا رد ہونا غیر ممکن ہو سوائے اطاعت و ترک مذہب کے راوی نے کہا ہو کہ یہ اثر در پر نیراد کل سردار
و کل لشکر و اہل شہر سب خدا پرست ہیں کیونکہ اثر در کے بزرگ ہمیشہ سے اس ملک اثر در پر کے اور قلعہ سم
و کل طلسم کے حاکم رہے اور خدا پرست رہے اثر در پر نیراد اپنی ذات سے کافر ہو گیا تھا اور یہی امر
باشیان طلسم نے مبراہادی طلسم کے بارے میں بیان کیا تھا بلکہ تحریر کر دیا تھا کہ جس زمانہ میں بادشاہ طلسم
کفر اختیار کر گیا اور اہل طلسم کے داور ہو گئے ایک کافر اور ایک مسلمان اسی زمانہ میں عمر طلسم تمام ہوئی اور طلسم کشا
اکو طلسم کو فتح کر گیا بس یہ وہی زمانہ تھا کہ اثر در بکانے سے اپنے وزیر کے کافر ہو گیا اور اسے چاہا کہ کل اہل طلسم کی
دین اختیار کرے بعضوں نے اسکی پیروی کی اور بعض نے انحراف کیا بس اہل طلسم کے دو قہر تھے کچھ مظلوم کے حاکم خدا پرست
اور کچھ کافر تھے وہ طلسم کشا و اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوئے جو کہ بھی مسلمان تھے انکو مسلمان تھے انھوں نے انھیں

کی اور جو کہ کافر تھے مگر ہندو نصیحت سے ایمان لائے والے تھے وہ زندہ نیچے پس جتا ہزار
 نے اس طور سے تقریر کی اور کسی کو کچھ جواب نہیں پڑا سوائے خاموشی کے ہر ایک نے اسے دل میں
 خیال کیا کہ طلسم کشا بہت درست فرماتے ہیں کہ سب دین باطل ہیں دین اسلام حق ہے پس دین اسلام
 اختیار کرنا زیادہ اور ہم پہلے ہی سے مسلمان تھے اور ہمارے بزرگ سب مسلمان تھے اس مکار جادو
 کے ہنگامے سے ہم سب نے گمراہی اختیار کی وہ اپنی ہنر کو ہونچا جس کسی کی موت ہاتھ سے طلسم کشا
 کے ہتھی وہ قبل واپس کے طریقہ دل سے رنگ کفر سہا بنائی گی ابتدا کرنے دھو دیا میں ہر ایک تصور کیا کہ خواہ
 بادشاہ مسلمان ہو خواہ نہ ہو ہم ضرور دین اسلام قبول کر کے اسے اپنی طرف لے کر آؤ گے مگر اس
 خیال سے ہر ایک خاموش رہا کہ دیکھیں بادشاہ کیا جواب دیتا ہے اور دربار پر آؤ گے بھی غور فکر
 کی اور خیال کیا تو سو اسے دین اسلام کے اور سب ادیان کو باطل و مضحکہ خیز پایا اور خیال ہو گیا تو بہت
 یشمان ہوا کہ تو نے بہت بڑی حرکت کی کہ اسے اپنی دین کو جو ہزاروں برس سے چلا آتا تھا اور
 کوئی بزرگ ہنر کافر نہ تھا تو نے کافر ہو کر برا بھلا کیا اور مکار کے کئے پر عمل کر کے اپنے دین سے اس شرت
 کو دور کیا کہ اسکے بزرگ سب خدا پرست رہے اور ہر ایک انکی تعریف کرتا ہے اور تیری مذمت مکار
 کے کئے پر لگ کر اسے کو قابل بنا کر گیا اور ہو کا کھا یا خیر ابھی کچھ نہیں کیا ہے تو یہ کر لیتا جو طلسم کشا کرتا ہے
 وہ بہت درست اور سچا ہے پس اسے دل تو کس گمراہی میں ہے اس وقت میں ابلیس نے تیری ملک نہ کی
 اگر خدا تھانہ سامری خمشید نے مکار کی مدد کی وہ کس خرابی سے طلسم کشا کے ہاتھ سے قتل ہوا
 اور تو گرفتار ہوا یہ کیسے خدا تھے پس اسی بات سے ثابت ہے کہ دین اسلام برحق ہے اور سب باطل
 ہیں پس یہ خود دل میں سمایا اور کچھ روز قیامت کا خیال آیا ایسا خوف طاری ہوا کہ بند بند کھینچے گا
 اکھون سے انسو جاری ہو گئے ایسی شرم و حیا طاری ہوئی کہ نہ کا اٹھانا اور سب سے اکھینچ کر
 کرنا گوارا ہوا یہ خیال کیا کہ بت سے سردار اور عالم برہمچاریاں لے لے اس دربار میں ہیں کہ جو کہ میرے بزرگوں
 سے حال سے واقف ہیں اور بہت سے ایسے ہیں کہ جو کہ مسلمان رہے ہیں اور میں ان سب پر عالم تھا
 اس وقت اس حالت سے بچھا ہوں اور وہ غت سے میں پس یہ میری گمراہی کی تہا ہے وہ مجھ کو کچھ بھلا
 غیر کرتے ہوئے کچھ ایک زمانہ میں اسکے مجھ کو تھے اور یہ ہم پر عالم تھا اس وقت اسکی کیا حالت
 سی اسکے سب بزرگ خدا پرست رہے یہ کیا ہوا کہ یہ کافر ہو گیا میں کیونکر ان سے اکھ جارتوں یہ
 خیال کر رہا ہوں اور خاموش ہو کر شاہزادے کے بعد کچھ درتے فرمایا کہ اتر دربار پر آؤ گے کچھ
 میری تقریر کا جواب نہ آیا آخر ملک کو کیا منظور ہے جو منظور ہو بلا خوف و خطر بیان کرو یہ جو شاہزادے
 نے فرمایا تو اتر دربار سے ناچار ہو کر سر اٹھایا اور فلک کی طرف دیکھا اور سب حاضرین دربار کی طرف اور
 اکھون سے ٹپٹپ انسو ٹپٹ کر کے شاہزادے نے جو یہ کیفیت دیکھی فرمایا کہ اتر دربار پر
 یہ تمھاری کیا حالت ہو کچھ بیان کرو اور شاہزادے کو اسکے حال پر رحم آگیا دلوربان سے فرمایا کہ اتر
 کے جسم پر سے قید کو دور کرو اور سب اسیروں کو بھی رہا کرو یہ حکم فرمایا تھا کہ دو دربان نے اتر در
 بار پر آؤ اور کل اسیروں کو رہا کر دیا یہ جو خلق و مرد اتر دربار نے دیکھی دو درکر دمون کو بوسہ دیا اور
 روتے لگا اور جو سب رہا ہوئے اپنے اپنے مقام پر سے اٹھ کر دوڑے اور شاہزادے
 کے قدم چومے اور دست بستہ کھڑے ہوئے شاہزادے نے اتر دربار پر آؤ سے فرمایا کہ کچھ بیان
 کرو کہ سببت گریہ کیا ہے تب اتر دربار نے بیان کیا کہ اپنے جو خدا کو بیان فرمایا اور روز

قیامت کو یاد دلایا اور سب مذہبیوں کی خدمت فرمائی میں نے جو خیال کیا تو آپ کا قول صادق پایا پس
 ایسی حالت پر روتا ہوں کہ یہ تو نے کیا کیا تیرے خاندان میں کوئی کافر نہ ہوا تو کیوں کافر ہوا تو ظرا
 بد نصیب ہو اور یہ خیال ہوا کہ سب حاضرین دربار جو کہ میرے خاندان کے حال سے واقف ہیں اور
 یہ سب کسی زمانہ میں ملازم اور میرے ماتحت تھے اور میرے حکم کو مانتے تھے یا آج میں اُنکے زور و
 اس حالت سے ہوں یہ سب میری گمراہی اور سرکشی کا انجام ہے یہ لوگ کیا اپنے دل میں کہتے ہو گئے
 کہ ایسے عالی خاندان نے یہ کیا طریقہ ایک مکار کے بھگانے سے اختیار کیا کہ جسکے سبب سے یہ ذلت
 ہوئی پس اس سبب سے میری یہ حالت ہوئی پس لائق نہیں ہوں کہ کسمپوش دیکھا سکوں پس میں نے نعت
 کی انیس پرستی اور سامری پرستی پر اور اپنا آبائی طریقہ اختیار کیا مگر مجھ کو یہ اجازت مرحمت ہو کہ میں کسی
 طرف فقیر بن کر نکل جاؤں اور یہ اپنا کمال لائے کسی کو نہ دکھاؤں جو کہ کسی قابل نہیں ہو اور یہ شعر میرے
 اوپر صادق ہو واقعی صحبت بد کا ضرر اثر ہوتا ہو اور صحبت نیک کا بھی جیسا کہ شاعر نے کہا ہے

پس توح باعد ان بدست خاندان ہو نشین گم شد
 پس وہ جو فخر و افتخار کا مقام تھا کہ زمانہ حضرت سلیمان سے

آج تک میرے بزرگ خدا پرست رہے کوئی کافر نہ ہوا وہ میری اس گمراہی سے میرے خاندان
 سے جاتا رہا افسوس اب بسر کیونکر کرینگے پس یہی بہتر ہے کہ میں اپنا کمال لائے کسی طرف نکل جاؤں تاکہ
 شہل بلال عید کے انکشت غائبانوں شانزادے و ایرج نامدار نے یہ سماعت فرما کر فرمایا کہ اے ارور
 پر نر ادریم تم سے بہت خوش ہوئے اور ہم تم کو ایسا نہیں جانتے تھے کہ تم ایسے غیرت مند ہو پس یہ تقدیری ہو
 میں کوئی مقام رنج و افسوس نہیں ہو تمھارا خود ہی قول ہے کہ صحبت بد کا یہ اثر تھا پس اب تم نے یہ اصلی
 دین کی طرف رجعت کی اور اپنے آبائی طریقہ کو اختیار کر لیا کوئی تم کو انکشت نہ کرے گا بلکہ یہی کہیگا کہ ایک
 شیطان کے بھگانے سے ارور پر نر ادر نے ایسی گمراہی اختیار کی تھی آخر کو اپنے طریقے پر آگے نہرا
 ارور پر نر ادر یہ کیسا ستلا ایسا امر ہے کہ اس میں اپنا نہ دھوکا کھاتا ہو خیال تو کرو کہ حیرت آرم نے کیسا دھوکا
 کھایا اور ترک اوں لیا کہ جسکے سبب سے وہ شہت سے نکالنے کے نہیں بہاری تمھاری کیا اصل ہے
 کوئی رنج و الم نہیں ہے پس اس خیال کو دل سے دور کرو کہ فقیری کروں یہ خیال تمھارا بالکل بیکار ہے آئے
 ملک میں حکومت کرو یہ تاج و تخت تم کو مبارک ہو اور یہ سب تمھاری اسی طور سے فرمانبرداری اور اطاعت
 کرینگے کہ جس طور سے کرتے تھے کوئی تم سے سرکشی نہ کرے گا تم اطمینان رکھو یہ جو شانزادے نے ارور سے فرما
 ارور نے جواب دیا کہ جو آپ نے فرمایا بہت درست و بجا ہے مگر میری ہمت گوارا نہیں کرتی ہے کہ
 مجھے ایسی خطا سرزد ہو اور پھر میں حکومت کروں ایسی ذلت اٹھا کر شانزادے نے فرمایا کہ ارور
 ارور پر نر ادر میں جو ہم کہتے ہیں اس پر عمل کرو یہ جو شانزادے نے فرمایا ارور پر نر ادر نے سر جھکا کر
 عرض کیا کہ عرضی ہوئے از ہوا دے مجھ کو حکم نہ کرے کوئی عذر و انکار نہیں ہے پس شانزادے نے فرمایا
 کہ جاؤ تخت پر بیٹھو ارور نے عرض کیا کہ یہ تاج و تخت آیکو زمیندہم ہے فرمایا کہ ہم لوگ تاج بخش ہیں
 تاج گیر نہیں ہیں تمھارا تخت و تاج تم کو مبارک رہے یہ فرما کر اور پھر تاج پر بیٹھا تاج سر پر رکھا اور
 سب سے کہا کہ نذرین دو سب نے اٹھ اٹھ کر تدرین میں کین پس سب نذر ادر کو ارور پر نر ادر نے
 عطا قدر مراتب جلہ مرحمت فرمائی اور حکم دیا کہ منادی ندا کرے کہ شہرین کہ اہل شہر آگاہ ہوں کہ تمھارے
 بادشاہ نے پھر اپنا دین آبائی اختیار کیا پس سب اپنا دین قدیم اختیار کرین ورنہ مفضوب سرکار

ہوئے اور کل لشکر سے پس منادی نے مذاکی اسی دن کل اہل شہر نے اور کل اہل لشکر نے باطل
پرستی ترک کی اور دین اسلام قبول کیا مسجد میں تعمیر ہوئے لکھن اذان کی صدا بلند ہوئی نقار
میں سلامی کی دھم دھم بجنے لگی تو اپنی فریادوں نے لکھن راوی نے بیان کیا ہے کہ ارڈر بریزاؤد
کل سردار و کل اہل لشکر از سر صدق مسلمان ہوئے اس طلسم میں کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ وہاں
کا فر ہو ایسا سہرا ب تانی نے ضلالت کفر کو اب تیغ اسلام سے پاک و صاف کیا جب سب اپنے
اپنے مقام پر بیٹھ چکے اور دربار آراستہ ہو چکا شانزادے نے سب اہل دربار سے کہا کہ تم لوگ بھی
آگاہ و ضرور دانو کہ جس طور سے تم لوگ ماتحت ارڈر بریزاؤد کے مثل زمانہ سابق کے ہو چکے کسی
قسم کی سرکشی نہ کرنا نہ اطاعت میں سرتابی کرنا یہ تمہارا افسی طور سے حاکم و مالک ہو ورنہ میں اگر سزا
تو صدمہ بھگو ہو گا اور میں ضرور اس شخص کو سزاؤں کا یہ خیال رہے کہ جسے ارڈر کے ساتھ سرکشی کی ہے
ساتھ کی یہ جو شانزادے نے کہا پس سب شرطوں کے حاکم اور سب اہل دربار نے عرض کیا کہ
ہماری کیا مجال ہے جو ہم حکم سرکار کے خلاف عمل کریں پس جس طور سے ہم بادشاہ کے ماتحت تھے اسی
طور سے اب بھی ہیں اور آپ کے شانزادے نے فرمایا کہ شاباش مہربان فرما کہ شانزادے نے ارڈر بریزاؤد
سے کہا کہ ارڈر بریزاؤد قیدیان طلسم کو طلب کرو کہ وہ سچا ہے ایک زمانے سے قیدی ہیں مگر
انکی کیا حالت ہے تاکہ میں انکو رہا کروں یہ حکم دینا تھا کہ ارڈر کے اسی وقت حکم دیا ایک بریزاؤد کو کہ
تو اسی وقت داروغہ زندان بلقیس بریزاؤد کے پاس جا اور کہنا کہ طلسم کشا اور بادشاہ کا حکم ہے کہ بہت
جلد قیدیان طلسم کو لیکر حاضر ہو کوئی قیدی باقی نہ رہے پس وہ بریزاؤد فوراً روانہ ہوا یہاں بلقیس نے
اپنے مقام پر بیٹھا ہوا اپنے یاروں سے کہہ رہا تھا اسکو سب مال کی خبر تھی کہ جو کچھ بیان واقعہ گذرا
تھا ابتدا سے آخر تک پس وہ کہہ رہا تھا کہ کیا سب ہی کہ ابھی تک میری طلبی نہیں ہوئی گواہ ہے
طلسم کشا ضرور قیدیان طلسم کو طلب فرمائیں بلقیس بریزاؤد قبل سے مسلمان تھا مگر کہا کرے طرف
طلسم سے ناجار تھا اور اپنے گواہے پوشیدہ کیا تھا کہ میں مسلمان ہوں بلکہ یہ ظاہر کیا تھا کہ یہ بھی کافر
ہو اس کے دوست کہ رہتے تھے کہ کیا جب تک کوئی تمہارے طلب کرنے کو نہ آئے گا تم اس وقت تک
نہ جاؤ گے اسے جواب دیا کہ نہیں میں اب سامان جانے کا کرتا ہوں یہ کہہ رہا تھا کہ وہ بریزاؤد اگر
ہو بخا حکم سے بادشاہ طلسم کشا کے آگاہ کیا پس اس وقت بلقیس بریزاؤد اٹھ کر طرف زندان جانے کے
میں اپنے ملازموں کے روانہ ہوا یہاں زندان خانہ میں سب مایوس اپنی رہائی سے بیٹھے ہوئے تھے
ان لوگوں کو خبر بھی نہ تھی کہ وہاں شہر و طلسم من کیا گزر رہی ہو اب ان سب کو یقین تھا کہ اتنا بے
رہائی غیر ممکن ہو اور ہر ایک رستم تانی و شہر کا لہو قاریٹھے ہوئے تھے شہر پر اپنی حالت بیان کر رہے
تھے کہ بھائی صاحب میں نے جب شکار خبر پائی کہ مخمور فیل بکر قلعہ قمر بخش پر لشکر کشی کر کے
ایسا ہی میں فوراً وہاں سے قلعہ براتا اور مخمور کو قتل کر کے سب کو بچا یا پس شہر پار نے اپنا ارڈر
مقابلہ کرنا سہرا ب بن لندھو رکا لشکر لیکر آنا اور حال ظاہر ہونا کہ اب قفر ہو کر اس غصہ میں چلے
ہیں ایسا سب کو اس مقام پر مقیم کر کے اور خود قفر ہو کر نکلتا اپنے بھائی کا قفر ہو کر نکلتا اور زمین حصا
ہو بخا زرنگار شاہ خود شید تاج گز کو زیر کر کے اسد ثانی کو رہا کرنا اور اسد کے سب حال
خاصہ ان ثانی کا معلوم ہونا اور اہل شہر زرن حصار و زندان تاجدار کی خاطر وادار
کرنا اپنا اس تکیہ پر اگر بیٹھنا اور دیو کا اٹھا کر لایا ہوا روانہ مینا اور اپنا اور دیو کا قید ساحرہ میں مبتلا

ہونا سیارہ ثانی کا عیاری کر کے پردہ و ستاف میں آنا اور دلو کو قتل کر کے ادھر کو آنا اور عیاری
 کر کے آتش ساحرہ کو قتل کرنا ایسا رہا ہونا ایسا اور سیارہ ثانی کا قتل قلم با قوت نگار کے روانہ ہونا
 وہاں دیو ہامان کا قلعہ پرورش کرنا سہراپ ثانی کا اسکو اگر ٹوکنا اسکے ہاتھ سے مجروح ہونا
 ایسا عین وقت پر ہونا دیو ہامان سے مقابلہ کرنا اسکو زیر کرنا اسکا کر سے مسلمان ہونا ایسا ہمراہ
 اخضر برزاد کے داخل شہر ہونا اور اخضر کا بنجا طریقہ اپنا اپنا شہر آپ کو فنون سپہ گری تعلیم کرنا اور
 ہندو صاحب خرقہ اتنی بھی بتا دیو ہامان کا شکار کے تہانے سے سرحد طلسم بر لانا اور دھوکے کے اس
 طلسم کرنا اور ایسا سپہ گری بادشاہ طلسم کے پاس جانا اسکا حکم قید دینا سب بیان کیا رستم ثانی نے اپنی
 کل حالت ابتدائے انتہا تک بیان کی شہر باز اخضر برزاد سے سن چکے تھے بیان بھی سنی تھیں
 رستم ثانی نے اپنی حالت بیان کر کے کہا کہ اے برادر اشتہار ثانی کی امید نہیں ہے کیونکہ کون ایسا ہے جو
 اس طلسم کو فتح کرے اور سپہ گری کرے سہراپ سے یہ امید تھی وہ اب بھی بچتا ہے ہاں جب جوان ہوگا
 اسوقت شاید اسکو خیال آئے اور وہ طلسم کو فتح کرے اے برادر میں نے تو اسکو اچھی طور سے دیکھا
 نہیں اسوقت دیکھا کہ جب اس سپہ گری ہو چکا ہوگا وہ اس زمانے میں بہت کم سن تھا ماشاء اللہ اب تو جوان
 ہوگا شہر باز نے جواب دیا کہ جب میں آتا تھا تو وہ ماشاء اللہ ایسا تھا کہ میں نے اسکو فنون سپہ گری
 تعلیم کیے رستم ثانی نے جواب دیا کہ میں نے اسی خیال سے کہا کہ اے برادر اگر وہ آتا ہے تو مجھ سے ملے گا
 بعد اور اسنے طلسم فتح بھی کیا تو سمجھا گیا ہم اس عرصہ میں یہ قید کی مصیبت اٹھاتے اٹھاتے مر جائیں
 گے ان تک تکلیف کی برداشت کر کے شہر باز نے جواب دیا کہ یہ جو کچھ اپنے ارشاد کیا بہت درست ہے مگر
 خداوند کریم کی ذات سے امید نیکی کی رکھنا ضروری شاید وہ کوئی صورت غیب سے پیدا کر دے رستم
 ثانی نے جواب دیا کہ یہ امر ضروری ہے دونوں صاحب باہم باتیں کر رہے تھے کہ یکایک در زندان
 کشادہ ہوا اور داروغہ زندان اندر آیا رستم ثانی نے اسکو دیکھ کر شہر باز سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ
 کوئی حکم تازہ ہم مجوسان ہلاکی نسبت بادشاہ کا صادر ہوا ہے جو داروغہ زندان اندر آیا ہے ہر ایک قیدی
 داروغہ زندان کو دیکھ کر جبران ہوا انہیں کیا منحصر ہے ادھر داروغہ زندان نے بکار کر کہا کہ اے اسیران طلسم
 خوش ہو کہ تمہارے نصیب جاگ گئے اس قید ہلا سے رہا ہونے کی صورت خداوند کریم نے نکالی
 چلو تم سب کو طلسم کشانے اور بادشاہ طلسم نے کیا طلب کیا ہے ضرور رہا ہو گے طلسم کشا طلسم میں
 تشریف لایا تمام طلسم کو درجہ درجہ کیا بادشاہ طلسم کو اسیر کر لیا شہر باز قبضہ کر لیا جب بادشاہ نے
 اسکا دین قبول کیا پھر اسکو حکومت عظمیٰ کو اتنی اہم سب کی طلبی ہوئی کہ یہ سننا تھا کہ سب قیدی خوش ہوئے
 مگر شہر باز و رستم ثانی کو گونہ خوشی ہوئی مگر صدمہ بھی ہوا اور کہا معلوم طلسم نے فتح کیا معلوم ہوا
 تو فتح کیسا شاید اس ساحرہ کو قتل کر کے یہ کام کیا ہو جسکے ہمراہ اس دن زندان خانہ میں آئے
 تھے شہر باز نے جواب دیا کہ یہ بات نہیں ہے یہ کسی دوسرے نے فتح کیا ہے ایسا نہ کہ کسی سے
 نے فتح کیا ہو کہ اسکا احسان ہم پر ہوا اور ہم اسکے رہا کیے ہوئے مشہور ہوں رستم ثانی نے
 کہا جو کچھ ہو گیا ہے جو جاگیا ہے ان تو یہ باتیں باہم ہو رہی ہیں ادھر داروغہ زندان نے سب
 قیدیوں کی زنجیروں کے سرے پکڑے اور انکے بھی زنجیروں کے سرے ہاتھ میں لیکر زندان خانہ سے
 باہر آیا یہ سب لوگ طوق و سلاسل میں گرفتار تھے ایک مدت کے بعد رستم ثانی دیکھنا نصیب ہوئی وہ
 سوا سے تاریکی کے اور کیا تھا داروغہ زندان ان سب کو اراہون پر ڈال کر در دولت پر حاضر ہوا

اور پہلے خود دربار میں گیا طلسم کشا اور ایرج نامدار اور دربار میں آکر کھجک پر کیا اور دست طلسم کشا پر
 بوسہ دیا کہ بادشاہ نے فرمایا لاکے قیدیان طلسم کو اسے غرض کہ سب بیرون دربار حاضر ہیں اگر وہ
 نے کہا کہ جلد اندر لاؤں وہ باہر گیا اور سب کو لیکر حاضر ہوا جیسے ہی رستم ثانی اور شہر یار اور دیگر قیدی
 صحن ایوان میں پہنچے اور دربار کی طرف دیکھا ایک دربار پر اسے تہ یا یا کہ کبھی کسی وقت میں اپنا
 دربار ہوتا تھا اس دربار کو دیکھ کر اپنا دربار یاد آیا دیکھا کہ بیرون دربار نگاہوں پر کھڑے ہوئے ہیں اور وہ ہر شاہ
 کی جیسے سائے اس پر ہو کر آئے تھے کہ اب جو خور کے دیکھا تو ایک سمت کو تحت کے دیکھا
 کہ ایک جنگل پر ایک جوان کم سن نوعمر جیسے بیٹہ بیٹا تھا جس کی غارتی میں بڑی شان و شوکت سے جنگل پر
 بیٹھا ہی اور اپنے برابر اور ایک جوان ہی مگر اس کی عمر زیادہ ہو چو کہ ابھی دور بہت تھے اس سبب
 سے نہ پہچان سکے اور بھی سب قیدیوں نے بھی کچھ حجب فریب آئے تو رستم ثانی و شہر یار وغیرہ
 نے پہچان کر وہ جو جوان نوعمر ہی وہ تو بہر اب ثانی میرا فرزند ہی اور وہ جو جوان زیادہ عمر کا ہو وہ
 میرا غلام تھا ایرج نامدار میں رستم ثانی نے شہر یار سے کہا کہ تم نے پہچاننا انھوں نے کہا کہ خجی ہاں
 ایک شہر اب ثانی آجکا فرزند میرا جگر پیوند ہی ایک میر عالی وقار ہیں نہیں کہا کہ معلوم ہوا کہ ان
 دونوں صاحبوں میں سے کسی نے طلسم کو فتح کیا ہی خوب خداوند کریم نے احسان سے دست
 راستوں کے بجایا یہ باتیں کر کے ہوئے ایوان میں آئے اور شہر اب ثانی و ایرج نامدار با ہم
 ہم کلام تھے اس طرف متوجہ نہ تھے جو قبل سے پہچانتے جیسے ہی کانوں میں پھروں کی صدا ہو گئی اور
 پس کے سب ایوان میں آ بھی گئے ہیں کہ ان دونوں صاحبوں نے سر اٹھا کر دیکھا پس دونوں
 صاحبوں نے ہنگامہ اول ہی پہچان لیا کہ ان میں ایک رستم ثانی دوسرے شہر یار میں باقی اداسیران
 طلسم میں پہچاننا تھا کہ شہر اب ثانی نے فوراً حکم دیا کہ حدادوں کو طلب کر دو اور گرسیان لاؤ گان
 سب قیدیوں کی قید دور کی جائے کیا غضب ہو کہ میں تو اس شان و شوکت سے بیٹھا ہوں اور میرے
 روبرو میرے پرور عم اسیر کھڑے ہوں جلد حداد حاضر ہوں یہ حکم دینا تھا کہ چند بریزاد دور کرستان
 لائے اور برابر تخت کے سجادین اور چند بریزاد حداد کو بلانے کے لیے دوڑے کر رستم ثانی و
 شہر یار نے شہر اب ثانی و ایرج نامدار کی طرف دیکھا کہ کوئی ضرورت حداد کی نہیں ہو چیم قید کو
 توڑ ڈالیں گے کیونکہ اب ہماری رہائی کا وقت کیا بھی گناہیں ہیں لیکر اور خانہ رزمین اگر جو دونوں صاحبوں نے
 خرچ لگایا اس قید آہنی کو مثل تار عنکبوت یا کے دھاگے کے توڑ کر ایک جھنگر یا اور دڑ کر
 رستم ثانی نے اپنے فرزند کو لیٹ کے گلے سے لگایا اور شہر یار ایرج نامدار کے قدموں سے
 اپنے پس تلک ایرج نے شہر یار کو گلے سے لگایا میر پر دست شفقت پھرا اور کہا کہ بعد دست کے جسے
 آپ سے ملاقات ہوئی گو ہم بھی اسی طلسم میں قید تھے اور تم بھی مگر یہ خوبی نقدیر تھی کہ جدا جدا تھے
 ادھر رستم ثانی نے خوب اپنے فرزند شہر اب ثانی کو گلے لگالیا اور فتح طلسم کی مبارکباد دی بیشانی
 و ایرد پر ہو کہ دبا شہر اب ثانی نے باپ کے قدم چومے اور عرض کیا کہ آپ کے اقبال اور فضل
 خداوند کار ساز سے میں نے اس طلسم کو فتح کیا اور آپ لوگوں کی زیارت سے مشرف ہوا
 ورنہ یہ بھی لیاقت تھی کہ میں طلسم فتح کرتا پس رستم ثانی فرزند سے ملکر طرف باپ کے متوجہ ہوئے
 جھک کر سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا اس کی سعادت مند ہی پر خیال کیا ایرج نامدار نے گلے لگایا اور
 وہ ہی گلے اتنے بھی کے ادھر شہر یار نے دوڑ کر پیچھے کو گلے سے لگایا پیر کیا شہر اب ثانی

نے سلام کیا قدم بوسی حاصل کی شہر یار نے فتح طلسم کی مبارک باد دی وہ ہی کلمہ اسنے بھیجے
 سہرا بٹائی نے عرض کیا بعد اسکے اسوقت حمام کرنے کو روانہ کیا انھوں نے جا کر حمام
 کیا پوشاک بدل کر آئے سوائے ایرج کے سب اہل دربار نے فطیم کی کیونکہ سب کو معلوم ہوا کہ ان
 ایک والد بزرگوار طلسم کشا ہیں اور ایک عم بزرگوار ہیں پس وہ آکر سیکر بن گئے یہاں سہرا بٹائی نے
 سب قیدیوں کو رہا کر دیا حدادوں نے قید کاٹ دی اسنے جو دریافت کیا تو سنی لے لیا کہ ہم تاجر تھے تجلہ
 کو نکلے تھے اتفاق سے ایک صحابین پہونے اسکی آب و ہوا اچھی معلوم ہوئی وہاں قیام کیا دوسرے دن
 سیر کو چلے سرحد طلسم میں داخل ہوئے تین ایک اسیر ہو گئے کہ نہ معلوم ہمارا مال و اسباب کیا ہوا اور کون
 عزیزوں میں زندہ ہوا اور کون مر گیا بعض نے کہا کہ ہم وزیر زادے تھے شکار کو آئے تھے ہرن کے
 قناعت میں مرکب والا جب سرحد طلسم میں پہونے بعض نے کہا کہ ہم شایر زادے ہیں بعض نے کہا کہ ہم
 خود بادشاہ تھے کسی نے ایسا اسیر ہونا سبب شکار کے بیان کیا کسی نے سبب بیان کیا وہ
 سب تین چار سو سے زیادہ تھے انہیں بزرگواروں نے بھی بچے تھے جب سب کا حال شایر زادہ سن چکا فرمایا
 کہ تمہیں تمکو رہا کیا تمہارا جہان جی جانتے جاؤ کوئی مانع نہ ہوگا انھوں نے عرض کیا کہ اب ہم
 کہاں جائیں گے محکو قید ہوئے مدت ہوئی نہ معلوم ہمارے عزیز زندہ ہیں یا مر گئے مکانات وغیرہ
 میں باکری کے ہمارے ملکوں پر کس کس نے قبضہ کر لیا اور کون قابض ہوا پس اب ہم آگے قدم
 نہ چھوڑیں گے شایر زادے نے فرمایا تمکو اختیار ہو کوئی تمہرے نہیں کیا جاتا ہو یہ ذاکر ان سبکو حمام
 کرانا خلعت مرحمت فرمائے علی قدر مراتب و دربار میں جگہ رحمت کی حسب سب بیٹھ گئے اور اس امر
 سے فراغت ہوئی کہ ایک مرتبہ ار در بزرگوار اس مقام پر سے اٹھا اور روبرو سہرا بٹائی
 اور ایرج نامدار کے آما اور عرض کیا کہ حضور نے میری مال پر بڑی عنایت فرمائی پھر مجکو بادشاہ
 کیا گو میں اس لائق نہ تھا مگر آپ کی عنایت سے ناچار ہوا پس میری تین باتیں اور حضور قبول
 فرمائے اور اسکا بند و بست فرمائیں بعد از غلام نوازی نہ ہوگا گو اسوقت بھی میں غلام ہوں مگر بعد اسکے میں غلام
 پیدا ہونگا فرمایا کہ بیان کرو اسنے عرض کیا کہ پہلی شرط اور بات یہ ہے کہ میری زوجہ ابلی نو بڑی
 ناگن بری ہو وہ ایک مدت سے بالکل کور ہو گئی ہو کچھ دکھائی نہیں دیتا ہر مین نے تمام زمانے کے
 علاج کیے اور جہاں تک ممکن ہوا کوشش کی مگر بے فائدہ ہوئی خیال فرمائیے کہ مجکو تمام طلسم کا اختیار
 تھا دوسری یہ بھی قدرت تھی کہ جہاں سے چاہوں دوامکن کروں خواہ طلسم سے خواہ بیرون ملک سے
 خواہ پردہ دنیا سے پس جو جسے کما وہ علاج کیا گیا حتی کہ پردہ دنیا پر سے طیمان جاذب طلب
 کے بذریعہ دیو اور بزرگوار کے اٹکا بھی علاج کیا مگر شفا نہ ہوئی کوئی درجہ میں نے فرو گذاشت نہ کیا
 مگر صورت امید کسینظر سے نہ نظر آئی اس وقت تک کہ وہ اسی صورت سے ہو میں رات دن اسی عم
 الم میں مبتلا رہتا ہوں کہ آپ کے مجبور ہونے سے تمام راحتوں میں میرے خلل ہو کر تقدیر سے کوئی مایہ
 نہیں ہو چھوڑے زمانہ کا ذکر ہو کہ ایک حکم صاحب تشریف لائے تھے انھوں نے سب کچھ کوشش کی مگر
 نہ ہوا تب انھوں نے فرمایا کہ اے بادشاہ جب تک گل بصیرت نہ آگیا ملک شفا نہ پائے گی اسکا لسان و
 ہر مین نے کہا کہ آپ اسکی شناخت اور نشان تیاہیے میں منگا دوں گا اگر وہ دنیا پر پیدا ہوا ہو تو ضرور
 ممکن ہو سکتا ہو خواہ بیان ملے خواہ پردہ قاف میں خواہ پردہ دنیا پر سب جگہ سے اسکا تیر تب انھوں
 نے فرمایا کہ اگر وہ آجائے اور اسکی خوشبو ملک کے دماغ میں جائے پس یہ عارضہ دفع ہو جائے اور

کیا اچھی بات ہے کہ اگر اسکا ٹمرا اور برگ بھی آجائے تو بالکل زوال مرض ہو جائے ٹمرا لکے نوش کرن اور برگ کا
 عرق آنکھوں میں ڈالا جائے اور خوشبو سے گل سے دماغ کو معطر فرمائیں تو بیانی عود کر آئے تو آنکھوں
 پیدا ہوں میں نے کہا کہ کچھ اسکا نشان دیتے بھی ہو کہ وہ گل و ٹمرا کہاں پیدا ہوتا ہے کہا کہ وہ پردہ قاف میں
 پیدا ہوتا ہے میں نے کتاب میں دیکھا ہے کہ سال بھر کے بعد ایک مرتبہ زمانہ ہمارے میں و مٹرو گل
 ایک دن درخت میں لگا رہتا ہے بعد اسکے خود بخود غائب ہو جاتا ہے اس ٹمرو گل کا درخت چشمہ دریا
 کے وسط میں ہوتا ہے نادرات زمانہ سے ہر حضرت سلیمان کے وقت میں ایک درخت یہ پیدا ہوا تھا
 چونکہ آنکھوں میں اسکی بہت حفاظت کی اور پردہ قاف میں کسی مقام پر کسی چشمہ میں اسکی نصف کہاں
 اسکا حال آج تک نہیں معلوم ہے کہ کہاں ہے اسکا لینا دشوار نہت میں نے کہا کہ اسکی تلاش بکا
 ہو حکم صاحب نے کہا کہ جی ہاں میں نے کہا کہ حکم صاحب اسکے استعمال کا کیا طریقہ ہے جواب دیا کہ کیا
 طریقہ غرض کہ دن برگ کا عرق آنکھوں میں ڈالا جائے اور ٹمرا کھلایا جائے پھول سونکھایا جائے میں نے کہا کہ اگرچہ
 بھی اسکے ہمراہ ہوتی ہے جواب دیا کہ کوئی چیز نہیں ہوتی تب میں اسکی صورت دریافت کی آنکھوں سے
 جواب دیا کہ ایک درخت چھوٹا سا ہوتا ہے کہ پانی پر قائم ہوتا ہے اسکو شجرۃ البصارت کہتے ہیں اور اسکے برگ
 بالکل مشابہ آنکھ کے ہوتے ہیں اور اسکا ٹمرا برابر بادام کے ہوتا ہے بھینہ بادام مطوم ہوتا ہے رنگ اسکا
 سفید ہوتا ہے ٹمرا کو ثمرۃ الانصار کہتے ہیں اور پھول بالکل مشابہ گل تر گیس کے ہوتا ہے برگ اسکا
 دھانی ہوتا ہے و پھول اس درخت میں سال بھر کے بعد پیدا ہوتے ہیں ایک ٹمرا ہوتا ہے اور ایک
 رہتا ہے پس پستناخت اور پچان ہے اور یہ تہ میرے اسکے استعمال کی آپ اہل قاف کو اور اہل طلسم کو
 جو کہ بزرگ اور سیاح ہوں طلب فرمائیے اور ان سے دریافت فرمائے شاید کچھ نشان لے لے اسے دلو اور
 پرزاد ہوں جو کہ زمانہ حضرت سلیمان میں تھے اور انکو خدمت حضرت سلیمان میں بار تھا کہ تھے یہ تہ
 خلیفہ اور نہ غیر ممکن ہے میں یامرنگے مایوس ہو رہا دو چار دن کے بعد حکم صاحب شرف لکے مگر محنت
 اتحدن سننے فکر تھی اور تلاش تھی جو دیو یا پرزاد یا جن تاجر یا غیر تاجر میرے دربار میں آتا تھا میں اس
 سے اس امر کو دریافت کرنا تھا وہ حیران ہو کر جواب دیتا تھا کہ ہم اس نام سے کبھی نہیں واقف ہیں
 میں انجو میوں کو ایک دن طلب کیا کچھ خیال آگیا کہ عمل نجوم کے ذریعے شاید کچھ بتا دے اور نشان
 لے گو قسمت نے راہ نک بتائی اور میرے ذہن ناقص میں ایک تہیاری مگر مقدر نے کئی کئی وہ ہاتھ نہ کیا
 ان نشان تو لگیا حضور ان نجومیوں میں ایک جن تھا کہ اسکا بہت سبب تھا اسنے میری صورت
 دیکھی اور قیافہ سے کچھ شناخت کیا اور بدو میں میرے سوال کے قرعہ بھٹکا اور کچھ حساب کر کے
 میری طرف دیکھ کر کہا اگر فرمائے تو میں آپ کے سوال کا جواب دوں گو آئے مجھے سوال
 نہیں فرمائے میں آنکھوں نے کہا کہ جواب دو اسنے کہا کہ آنکو کسی درخت کی تلاش ہے گو آنکو تہ نشان
 بلجائے کہ وہ آگے ہاتھ نہ آئیگا آگیا اس نے سترس نہ ہو گا گو آپ بادشاہ طلسم میں بر طرح کا
 اختیار رکھتے ہیں پھر اس چیز کے حاصل کرنے میں مجبور ہیں اور میں نے اسکا لانے والا اور سی شخص ہے
 ابھی ایک زمانہ بانی ہے اور آپ کو اس غم و الم میں مبتلا رہنا ہے کہ میری زوجہ کی آنکھیں روشن ہوئیں
 حضور وہ نجومی گو طلسم کا نہ تھا میں نے بذریعہ پرزادوں کے زکریا صرف کر کے اسکو بلایا تھا
 جب آئے یہ کہا میرے دل کو یقین ہو گیا اور خیال کیا کہ ضروریہ کامل ہے اسنے کہا میں کوئی شبہ
 نہیں ہے میں نے اس سے کہا کہ اچھا کچھ نشان اس چیز کا دو میں صرف اس بات پر کہ تم نشان دو

اسنے علم کے ذریعہ سے تم کو بالائے کوردنگا ہاتھ کیا نہ کیا اسکے لئے کی کوشش کرنا میرا کام ہی محکومت
 اسکا پتا بھی نہ ملا اور نہ میں اب تک حاصل کر چکا ہوتا نشان لہجائے اگر بالائے آسمان ہو گا تو
 میں اسکے حاصل کرنے کی کوشش کرونگا اور اگر زیر زمین ہو گا تو بھی اب میرا مقدر اور تقدیر
 میری زوجہ کی کہ نہ لے تب اسنے کہا کہ نہ مالاے آسمان ہی نہ زیر زمین ہی اسی طلسم میں ہی گر لانا اسکا
 دشوار ہے خیر میں عرض کرتا ہوں اب ہم لوگوں سے ایک درخت کا پتہ دریافت کرنا چاہئے میں کہ جسکا
 نام شجر البصارت ہو اور اسکے ٹھکانہ ٹھالا بصارت ہو اور گل کا نام گل بصیرت ہو پس اسکی یہ نصبت
 ہو کہ جس نام کو اسکا ٹھکانہ چلا جائے اور پھول سونگھایا جائے اور عرق اسکے برگ کا انکھ میں ڈالا
 جائے پس نور اکل عود کر آئے انکھیں مثل ستارے کے روشن ہو جائیں گی کیونکہ ایک حکیم نے بتایا
 اور یہ بھی کہا ہے کہ وہ درخت چشمہ میں پیدا ہوتا ہے اور بعد سال بھر کے زمانہ بہار میں ایک قمر اور ایک
 گل درخت میں پیدا ہوتا ہے اسکا یہ نام ہے اگر وہ گل و شجر ہاتھ آئے تو ملک صحت پائے واقعی اسنے سچ کہا ہے
 گو کتاب سے اسنے یہ سب حال دریافت کر کے تائے تھے اور یہ بھی کہدیا تھا کہ کیا بہت دشوار ہے اور
 کہا تھا قاف میں ہونا ہی پس آگاہ ہو جے میں آپ کو اسنے علم کے ذریعہ سے بتائے دیتا ہوں اب
 اسدن سے اسکی تلاش میں بہت سرگردان رہے اور آج تک کیا نہیں چلا گو وہ درخت اسی طلسم
 میں ہے مگر آپ کو نہیں معلوم ہے آگاہ ہو جے کہ اس طلسم میں ایک ضحیٰ ہے اسکا نام صحرا ہے بے خزان
 ہو وہاں ہمیشہ بہار رہتی ہے زمانہ خزان میں بھی وہ صحرا پر بہار رہتا ہے اس صحرا میں ایک پہاڑ ہے بہت بلند
 اس پہاڑ کے دامن میں ایک چشمہ ہے کہ اسکا نام چشمہ شجاعت ہے اس چشمہ کے پانی کی یہ خاصیت ہے کہ جو
 کوئی پانی پی لے اگر کیسا ہی کمزور ہو اس سے قوی اور پر فورت ہو جائیگا کہ پھر اسکو کوئی زیر نہ کر سکیگا
 اس چشمہ کے وسط میں وہ درخت لگا ہے کہ جسکا نام شجر البصارت ہے اسی میں یہ گل و شجر زمانہ بہار
 میں پیدا ہوتے ہیں یہ چشمہ اور شجر جناب حضرت سلیمان کے زمانہ میں ظاہر ہوا تھا اور حضرت نے اس
 شجر کو اس مقام پر وسط چشمہ میں لپٹے ہاتھ سے پوچھا تھا کہ وہ بھی باخدا تھے وہ سب حال غیب سے
 آگاہ تھے ہر شے کے اثر و خاصیت سے واقف تھے انکو یہ بھی خیال ہوا کہ جو اس چشمہ کا پانی پی لے گا وہ تمام
 طاقت و قوت ہو گا پس ہر ایک خواہش کریگا اور پانی پی لے گا انھوں نے ایک دیو کو اس مقام پر مقرر کیا
 کہ جو کوئی ادھر آئے تو اسکو قتل کرنا اور اس چشمہ تک نہ آنے دینا اور ایک طلسم اس چشمہ پر لٹکے ذریعہ
 اصف بن برخیا بنادیا اس طلسم کا سب بند و بست اس دیو کی حیات پر رکھا یہ طلسم ان حضرت نے بنایا
 تاکہ یہ دیو اس چشمہ کا پانی نہ پی سکے تو پھر یہ ایسا قوی ہو جائے کہ تمام پردہ قاف کو اپنی قوت سے
 سخر کرے اور کوئی اخیر ظفر نہ پائے ہو پس طلسم باندھ دیا اور اس دیو کے ہلاک ہونے پر اس طلسم
 کی شکست مقرر کی اور ایک طلسم ایسا باندھ دیا کہ وہ دیو ہمیشہ زندہ رہے اپنی قضا سے نہ مرے جب تک
 کہ کوئی اسکو قتل نہ کرے اور ایک طلسم ایسا باندھا ہے کہ ہر ایک اس صحرا میں جا کر ایسا کہ قوت ہو جائے
 ہی کہ وہ دیو اسکو ہلاک کرنا ہو وہ دیو بھی قوی ہو پس جسکے ہاتھ سے اس دیو کی قضا ہوگی وہ اس
 دیو کو قتل کریگا گو اس دیو کی عمر بہت تھی اور یہی زندہ ہو کوئی ادھر جاتا ہے اس دیو کے ہاتھ سے ہلاک
 ہوتا ہے ہاں ایک زمانہ ایسا تھا کہ چند آدم زاد اس طلسم میں آکر قید ہوئے اور انکا ایک عزیز طلسم
 چل چلا اسکی پانی کو فتح کریگا اسی زمانہ میں وہ دیو ایک آدم زاد کے ہاتھ سے مارا جاتا تھا اور طلسم
 چشمہ شکست ہو گا اسی زمانہ میں اس درخت میں شجر گل و دھون ہوئے پس وہ ہی حاصل

دوسرا حاصل نہیں کر سکتا ہے اور پھر وہ چشمہ معدوم ہو جائیگا اور خشک ہو جائیگا لہذا سوائے اس کے ان اشیا کا ہاتھ آنا دشوار ہے تب میں نے اس مرد کامل سے کہا کہ نہ معلوم وہ زمانہ کب آئے اور کون سیان کا بادشاہ ہو اسے جواب دیا کہ آپ کے عہد حکومت میں یہ طلسم فتح ہو گا اور چشمہ بھی ظاہر ہو گا اور آپ کی زوجہ بھی زندہ ہوگی یقین ہے کہ ان آدم زادوں کی کوشش سے آپ اپنی ہر کامیاب ہوں میں نے کہا کہ تم اس زمانہ کی قید کرو کہ کتنے عرصہ میں میں اپنی مراد پر کامیاب ہوں گا اسے جواب دیا کہ میں اسکی قید نہیں کر سکتا ہوں پس جو مجھ کو علم کی روشنی سے معلوم ہوا میں نے عرض کر دیا شاید ایسا نہ ہو اسوقت میرے دربار میں بہت سے پریرا آئے اور دیو زادہ حاضر تھے ان میں ایک پریرا دشمن تھا وہ اپنے مقام پر سے اٹھ کر میرے سامنے آیا اور عرض کیا کہ یہ جو ان رمال صاحب نے بیان کیا ہے بہت درست ہے میں نے اس واقعہ کو اپنے والد سے اسی طور سے سنا تھا انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے باپ سے اسی طور سے ایک دوسرے سے سنتا آیا ہے یہاں تک کہ میری سات پشت سے اسی طور سے سلسلہ جاری ہے اور میرے جدِ علی اس زمانہ میں خدمت حضرت میں موجود تھے جب یہ سب واقعہ گذرا ان حضرت نے کسی سے یہ بیان ظاہر نہیں کیا تھا صرف یہ بند و بست کیا تھا وہ لوگ یہ خیال کر کے خاموش ہو رہے کہ جہاں اور سب طلسم ہیں یہ بھی ایک طلسم ہے پس آج ظاہر ہوا کہ سبب تھا اور چشمہ ایسا ہے اور وہ سحر یہ خاص رکھتا ہے سو اس میں فرق نہیں ہے کہ چشمہ نہ ظاہر ہو اور سحر بھی نہ معلوم ہوا اور دیو بہرہ نہ دیتا ہو اور صحرا کے بے خزانہ ہو اب خاصیت چشمہ و سحر سے میں آگاہ نہیں ہوں جیکہ یہ سب امر درست ہیں تو جو یہ کہتے ہیں سب درست ہے جب میں نے سنا اور اس کے کلام سے بخوبی کے کلام کی تصدیق ہوئی گو پہلے ہی مجھ کو اس کے قول کا یقین ہو گیا تھا کہ بدون میرے سوال کے ہو گا اسے سب بیان کر دیا اور یقین ہوا اسکو تو میں نے زبردستی دیکر رخصت کیا اس دن سے اس بھول کے حاصل کر کے کوشش کی بڑے بڑے قوی دیو پریرا دوہاں گئے اور اس دیو کے ہاتھ سے کہ جب کا نام دیو ارجک دیو خوار تھا ہلاک ہوئے میں خود لشکر لیکر گئے بے نیل مرام اپنی جان بچا کر بھاگا بہت لشکر کام آیا اگر میں فرار کر کے نہ آتا تو ہلاک ہو جاتا جب فصل بہار آئی تو میں نے ہزاروں ساحر روانہ کئے وہ بھی مارے گئے سال بھر کا عرصہ ہوا کہ یہ مکار جادو میرے پاس آیا اور اسے اقرار کیا کہ ہاں وہ سحر و جادو لادو لگا لگا لگا ہے کہ آپ دین اسلام ترک کریں اور مجھ کو اپنا وزیر کریں پس ابکی جو موسم بہار آئے گا میں وہ اشیا آئے ضرور اس دیو کو قتل کر کے لادو لگا لگا خدائے میں تو زات دن اسی فکر میں مبتلا رہتا تھا اور سال بھر تک اس امر کی غماش کرتا تھا کہ کوئی ایسا شخص ملے کہ جو اس دیو کو مار کر مجھ کو گل و خمر لادے کیونکہ مجھ کو اپنی زوجہ سے الفت بہت تھی میں جان و روح اسکو ماننا تھا مجھے یہ حال اسکا دیکھا نہیں جاتا تھا اور نہ اب دیکھا جاتا ہے پس جو کوئی اس امر کا اقرار کرتا تھا کہ میں اس دیو کو قتل کر کے وہ اشیا ضرور لادو لگا میں سال بھر تک خوب اسکی خاطر اور مہارت کرتا تھا اور جب وہ زمانہ آتا تھا اسکو روانہ کرتا تھا پس اس کے ہلاکت کی خبر اتنی تھی میں اس دن سے دوسرے کی فکر کرتا تھا اسی فکر میں میری اوقات بسر ہوتی تھی میں نے سب کاروبار سلطنت ترک دیے تھے کوئی غرض نہ تھی پس اسی حالت میں یہ مکار جادو آیا اور اسے یہ بیان کیا جو کہ میرے تو دل میں محبت زوجہ تھی اس کے سبب سے میں اپنے ہوش و حواس میں نہ تھا اور یہی فکر تھی کہ کسی طور سے اسکو صحت

ہو جائے اگرچہ میری جان بھی کام آئے پس میں نے یہ بھی نہ خیال کیا اس لگی میں کہ ایمان جاتا ہے
 کہنے پر عمل کیا پہلے اسکو اسکا وزیر کیا اسکے بعد اسکا ذین و مذہب اختیار کیا ابلیس پرست ہو گیا
 اسنے کہا کہ سب اہل طلسم کو بھی اسی مذہب میں لائیے میں نے سب اہل طلسم کو جمع کیا اور بہت کچھ تعریف ابلیس پرستی
 اور سامری پرستی کی کی پس نصف طلسم سے زیادہ نے میرے کہنے پر عمل کیا اور نصف اہل طلسم اپنے مذہب
 پر رہے مگر کچھ ظاہر کیا کہ ہمیں پرستی اختیار کر لی مگر وہ مسلمان تھے اور خداوند جب سے میں کا قفسہ
 بنو گیا تھا گفت زن میں وہ ہر روز مجھ کو امید دلایا کرتا تھا کہ وہ زمانہ آجائے تو میں جا کر آپکے حسبِ اہل
 کام کرونگا اور گل و ثمر حاصل کر کے حاضر ہوں گا خداوند پس اسدن سے میں فصل بہار کا پھر
 منتظر تھا چنانچہ جب سے مکار آیا تھا پہلا زمانہ اسکے آئے ہوئے پر یہ آیا ہی جو کچھ ہی اسی کا وہ قفسہ
 کرتا تھا حضور مکار جادو قوم آدم زاد سے تھا سب ساحر ہونے کے پردہ دینا سے فاف میں آیا
 اور بیان کے اہل طلسم سے رسم و راہ پیدا کر کے طلسم میں آیا اور میرے پاس آکر اسنے یہ مکر کیا
 ساحر کو سب سمجھ کے طلسم میں آنے کی مانگت نہیں ہو اور نہ طلسم اسکے مانع ہوتا ہے اور خداوند جس
 مکار نے یہ مکر بھیجے کیا مجھ کو اسکے قول پر اعتبار تھا سب آدم زاد ہونے کے مگر اب یقین ہو گیا کہ وہ مکار تھا
 صرف گمراہ کرنے کے لیے اسنے یہ حال بھیلایا تھا اور مجھ کو اپنے دام میں لاکر مع اہل طلسم کے گمراہ
 کیا اس سے بھی کچھ نہ ہوا خیر الجہ گزشت گزشت جب آپ نے مجھ کو زیر کیا اور آج مہربانی فرما کر
 رہا کیا جو کہ جب میں دیو دربان کی قید میں تھا میں نے خیال کیا تھا کہ اگر طلسم کشا مجھے ایمان لائے
 سوال کرے گا تو میں یہ شرط پیش کروں گا کہ اگر اس دیو کو آپ قتل کر کے اور وہ ٹکڑا کل لادیں اور میری
 زوجہ کی آنکھیں روشن ہو جائیں تو میں ایمان لاؤں جب یہاں آیا اور آپ خلق سے پیش آئے اور
 اسنے وہ تقریر فرمائی اور میں جو اپنے کو خیال کیا تو سراسر مجبور و ناچار پایا اپنی حالت پر رو دیا پس ایکو
 رحم آگیا اور مجھ کو رہا کر دیا پس میں یہ امر مناسب عرض کرنا نہ سمجھا اور اطاعت قبول کر لی جو کہ اپنے
 ایسی مروت فرمائی پس میری عرض ہو کہ وہ بھول اور عمر کسی تدبیر سے مجھ کو منگا دیجئے اور مجھ کو قتل
 بھی اس منجم کا یاد آیا اور حسبِ قدر اسنے کہا تھا اسکے بیان میں سر و فرق نہ ہوا پس میری آرزو
 پوری فرمائی اور میری مراد بر لائے میں نہ کہ جان نثار ہوں یہ جواز در پرزاد نے بیان کیا
 ایرج نامدار و شہر تیار و سہراب ثانی و رستم ثانی نے سنا ابھی ایمان سے کسی نے
 جواب نہ دیا تھا اور سب اہل دربار نے بھی سنا سہراب ثانی نے قصہ کیا تھا کہ کچھ جواب دین
 کہ رستم ثانی اسنے ذنگل پر سے اٹھے اور فرمایا کہ تم اطمینان رکھو میں آج ہی جا کر اس دیو کو
 قتل کر کے گل و ثمر مع برگ و ثمر لادوں گا اسنے عرض کیا کہ میں اس امر کا خواہشگار نہیں ہوں
 حضور یا طلسم کشا یا اور کوئی عزیز طلسم کشا جائے اور اس حرام زادے کے ہاتھ سے ہلاک ہو
 خدا خواستہ تاکہ سب مجھ کو الزام دین کہ دوستی کے پر ایہ میں دشمنی کی میرا یہ منشا ہے کہ کوئی تدبیر
 ایسی فرمائی جائے کہ میں اپنی مراد پر کامیاب ہوں سو حضور اس قصد سے باز رہیں اور کوئی
 تدبیر طلسم کشا فرمائیں رستم ثانی نے جواب دیا کہ پس تمہنے قصد کر لیا تو بیکار نصیحت کرتا ہوں
 اوپر کیا منجم ہو اگر تمام زمانہ ایک ہو گا اور منع کرے گا تو اب ہم نہ مانگیے ہم لوگوں کا یہ طریقہ ہے کہ جس کو
 دل سے خیال کرے اسکے پورا کرنے پر کمر باندھ لی پس اسکو بدو ن پورا کیے تھے باز نہیں
 رستے ہیں چاہے اس میں جان رہے چاہے جان جاتی رہے کچھ پردہ نہیں ہم لوگوں کا عمل اس

شعر پر ہر شعر سے نہ سیکھیم ز شمشیر حبیب ہر چہ آید بر سر من یا نصیب + دیگر باتن رسد بجان
 پا جان زن بر آید + دست از طلب نذارم تا کار من بر آید + ہم لوگ ہمیشہ سر کو ہتھیل پر لیے رہتے
 ہیں اور دوسرے کے مطلب کے بر لانے کی کوشش کرتے ہیں ہمارے بزرگوں کا بھی یہی طریقہ
 تھا اور یہ قول تھا کہ ہمیشہ دوسروں کی حاجت روائی میں کوشش کرنا تاکہ خداوند کریم تم سے خوش
 رہے پس یہ کام کیا ہو دیو کو قتل کر کے پھول کا حاصل کرنا اگر دریا سے آتش ہوتا اور ہم قصد کرتے
 تو ضرور طوطی کرتے دیو کشی تو ایک پہلو گونگا کھیل ہو ہمارے خاندان کے بچے اور طفل کشت دیو کو
 مثل لہو کے خیال کرتے ہیں محض خیال کر دے کہ طلسم کشا جو کہ اس وقت تمہارے سامنے موجود ہے
 اس کا کیا ہو ہو بھر کس قدر دیو قتل کیے اور تنہا جا کر طلسم کو فتح کر لیا یا نہیں پس ہم لوگوں نے جان لینی
 امر کا قصد کیا خداوند کریم کی طرف سے کمک ہوئی اور وہ کام ہو گیا پس طلب کر دیا اور بر نزاراد کو
 کہ وہ مجھ کو اس مقام پر پہنچا دین کیونکہ تمہارے بیان کیا ہو کہ اس پھول اور شمر کے پیدا ہونے کا اتنی
 کا دن ہو اور زمانہ بہار بھی ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ بیان عرصہ ہوا اور یہ زمانہ گزر جاتے اور بر نزاراد
 خاموش ہو رہا اور حکم دینے میں تاہل کیا اور طرف سہراب ثانی و شہر بار و ایرج نامدار کے دکھا
 ان صاحبوں نے فرمایا کہ جلد دیو طلب کر دو کوئی تم خوف نہ کرو فضل خدا سے یہ سب کام پورا کرینگے
 جو آکھوں نے کہا ہو ہمارے خاندان کا اور ہم لوگوں کا یہی طریقہ ہو ہم منع نہیں کر سکتے ہیں ہر
 ہمارا کہنا نہ مانگے اگر ہم میں سے ایک نے قبل کوئی قصد کرنا یہ اسی طور سے خاموش رہتے اور منع نہ کرتے
 جب یہ اسے سننا پس نہ تو اثر در کو جرات ہوئی کہ کچھ کہتے نہ دیگر اہل دربار کو پس اثر در نے حکم
 دیا کہ جلد خیز دیو در نزاراد تخت لیکر حاضر ہوں یہ حکم دیکر خاموش ہو رہا اور رستم ثانی یہ لیکر دنگل پر
 بیٹھ گئے کہ اور جو ٹھکانا ہو وہ بیان کر دیا تمہاری اس شرط کو پورا کیے دیتا ہوں اثر در بر نزاراد
 اپنی حرکت پر کہ یہ تو نے کیا کیا بیکار اس جوان کی جان لی تو کاش نہ بیان کرتا تو نے تو اس
 خیال سے بیان کیا کہ شاید طلسم کشا کوئی تدبیر کرے تو اس امر سے ناواقف تھا کہ یہ ہو گا
 افسوس تیرے سر پر رستم ثانی پھر طلسم کشا کا خون ہوا تو اس خون میں عمر بھر مبتلا رہیگا اور اہل
 دربار بھی الگ طعنے زن ہونگے کہ اثر در بر نزاراد نے دوستی کی پردے میں دشمنی ادا کی اور
 طلسم کشا کے والد کو قتل کر دیا سب حال تھے واقف تھا اور پھر بیان کیا اور مفت میں جان
 لی اثر در تو یہ خیال کر کے اپنے دل میں نادم ہو رہا ہو اور اپنے اوپر نزاراد نفرین کر رہا ہو سر جھکائے
 کھڑا ہو اور اہل دربار کا یہ رنگ ہو کہ سب نے باہم اشاروں میں کہا کہ خیال تو کر دے کہ کیا جرات
 جرات ہو کیونکہ انہو جس خاندان کے کم سن لڑکے اکیلے اگر طلسم کو فتح کریں اس خاندان کے
 بزرگ کیونکہ نہ ایسے بہادر ہوں سب حال سن چکے ہیں مگر اس پر قصد مصمم کر دیا اثر در بر نزاراد
 نے در پردہ عداوت ادا کی کیونکہ ان لوگوں کے رد و رد یہ حال بیان کیا گیا ضرورت تھی یہ نہ
 جاتے اور کوئی انہیں سے جاتا یا طلسم کشا خود شریف لیجاتے خیر جو ہوا سو ہوا اب خداوند کریم
 اس شہر بار کو اس دیو کے ہاتھ سے بچائے اہل دربار تو باہم اشارے کر رہے ہیں کہ شہر
 ثانی نے اثر در بر نزاراد سے کہا کہ تم خاموش کس سکوت میں کھڑے ہو کچھ رنج و غم نہ کرو سب
 وہ خدا آسان کرنے والا ہو کوئی مقام فکر و تردد نہیں ہو تمہارے دوستی اور ملاقات کا ادا
 کر دیا ہو کچھ خوف نہیں ہو مان اور جو کچھ لکے دل میں ہوا اس کو بیان کر داور جا کر تخت پر بیٹھو

ہم کو تمھارا یون کھڑا ہونا ناگوار ہے اور در نے سر اٹھا کر کہا کہ کیا عرض کروں خبر جو امر میرے مقدر میں تھا وہ
 ہوا دوسری عرض یہ کہ میری عورت قبول فرمائیے سہرا ب تانی نے جواب دیا کہ بے رحم و خشم مگر جب اللہ
 اس کام سے فراغت کر کے تشریف لائیں گے جب آئے گا کہ بہت خوب اور قسری عرض یہ ہے کہ ایک
 دختر رکھتا ہوں اسکو کنیزی میں قبول فرمائیے یہ سنکے سہرا ب تانی نے سر جھکا لیا اس سبب سے
 کہ باب دادا چاہتے ہوئے ہیں میں کیا جواب دوں اس پرچہ نامہ دار نے کہا کہ یہ عرض بھی بھاری قبول
 ہو نہیں اور در بر مرزا دسلام کر کے پھر تخت پر آکر بیٹھا راوی نے بیان کیا ہے کہ سب دیو پری اسی
 طور سے اور در بر مرزا د کے محکوم ہیں پھوڑی دیر میں پھر شہر میں اسی طور سے چل پھل ہو گئی اور امان
 کا چارج نے جانچ کیا اسوقت سب شہر آباد ہو گیا لوگ اپنے اپنے گھروں میں نکلے بازار میں مقل
 گئیں چل آ رہے ہو گئے دین اسلام سب نے قبول کر لیا تھا ہر طرف گماہمی تھی یہ تو شہر کا حال
 تھا اب محلات کا حال سماعت فرمائیے کہ جب سے اور در حادو نے سب اہل محلہ سے مع اپنی زوجہ
 اور دختر کے یہ کہا تھا کہ طلسم کشا نے طلسم کے ایک مرحلہ کو فتح کر کے طلسم کے اندر قدم رکھا ہے اب طلسم
 تمام ہو گا اور بربادی طلسم کا زمانہ آگیا ہے عمر طلسم تمام ہو گئی ہے تو اسکی زوجہ و دختر نے پوچھا تھا کہ اب
 کیا ہو گا اور در بر مرزا د نے کہا تھا کہ جو طلسم کشا کی اطاعت کرے گا وہ زندہ رہے گا اور جو نہ اطاعت
 کرے گا مارا جائیگا تب آنکھوں نے کہا تھا کہ آپ کا کیا قصد ہے جواب دیا تھا کہ میں تو یوں اطاعت نہ
 کروں گا خواہ زندہ رہوں خواہ قتل ہوں مقابلہ کروں گا جب سے ایک محل میں طلاطم مچا ہوا تھا کہ ایک
 انبی جان کی فکر تھی ہر روز اور در بر مرزا د کی زوجہ و دختر حال دریافت کیا کرتی تھیں وہ بیان کرتی تھا
 کہ ابھی کچھ حال نہیں معلوم ہوا جب سب مرحلون کے فتح ہونے کی خبر ہوئی تھی اور لشکر بیرون طلسم
 آتا تھا تو شب حال بیان کر دیا تھا کہ یہ واقعہ گذرا اب میں مقابلہ کرنے جاتا ہوں یہ طلاطم مچا ہوا تھا
 کہ ایک ایسی جہت سامری پرست عابد شاہ کی مالک تھا کہ وہاں مقابلہ ہوا اور بادشاہ اس پر ہو گیا شہر اب
 تانی مع لشکر کے داخل شہر ہوئے شہر میں تلوار چلی اس سبب حال کی خبر محل میں پہونچی اور زیادہ
 طلاطم ہوا جب امان کی خبر پہونچی تو کچھ خواہ اس اہل محل کے درست ہوئے ورنہ شب کو یہ
 خیال تھا کہ قتل ہونے کو بت یہ پہونچی تھی کہ بہت سی لڑکیاں اس خوف سے کہ قتل کیے جائیں گے طلسم کشا
 زندہ نہ رکھیں گے وہاں سے فرار کر گئیں تھیں جب پہرہ چمکی کے مقرر ہونے کی خبر پہونچی وہ
 واپس آ گئیں تھیں اسی شہر میں مگر ادھر ادھر منتشر ہو گئی تھیں اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ طلسم کشا
 ہم کو بھی قتل کرے جب وہ ادھر کا قصد کر گیا ہم بیان سے بھی فرار کر جائیں گے جب امان کی خبر معلوم
 ہوئی تو محل میں سبائیں دوسرے دن بادشاہ کی اطاعت کرنے کی خبر پہونچی محل میں اور امان کا
 کی اب سب کو بہت خوشی ہوئی کل اہل محل بیرون آئے بادشاہ کے مسلمان ہو گئے جو ہریان
 انہیں خوف جان کا فرہی ہوئی تھیں آنکھوں نے اسوقت اپنے کو ظاہر کیا کہ ہم خوف سے ابلیس
 پرست ہوئے تھے ورنہ ہم نے اپنا دین ترک نہیں کیا تھا آنکھوں نے سب کو مسلمان کیا زو حیر
 اور در بر مرزا د اور دختر اور در بر مرزا د بھی مسلمان ہوئیں وہ حالت اضطراب انتشار کی ہر طرف ہوئی
 شہر میں اسی طور سے سب بند و بست ہو گیا کوئی خوف نہ رہا راوی نے بیان کیا ہے کہ اور در
 بر مرزا د کے سواے ایک دختر کے کوئی اولاد نہیں ہے نہ کوئی اور لڑکا ہے نہ لڑکی یہی ایک لڑکی ہے
 جسکو آسنے کہا ہے کہ آپ کنیزی میں قبول فرمائیے ابھی حسینہ اور جمیلہ کہ اسکا مثل و نظیر اس میں

کوئی نہیں جو سب پر ان اسکے حسن کے روبرو اور اسکے سامنے اسکی کمزریں معلوم ہوتی ہیں سن اسکا بہت کم ہر عارضہ اس کے مثل آفتاب کے ہیں بہت خوبصورت ہو کیا تنگ تعریف کیجائے ادنی تعریف یہ کہ وہ ماہ طلسم مثل چراغ سلیمانی دزلیجائے طلسم مشہور ہر زبان قلم اسکی تعریف میں قاصر ہو اس بادشاہ حسن و خوبی کا نام نایاب یہی ہو بس اس کے عقد کے لیے اثر در کرنے عرض کیا ہو اثر در اسکو بہت عزیز رکھا ہو بس اندم برسہ مطلب جب اثر در پر نزاد یہ سب عرض کر کے تخت پر جا کر بیٹھا اور دیو اور ر پر نزاد بموجب حکم اثر در پر نزاد تخت لیکر حاضر ہوئے کپس اثر در سے عرض کیا کہ یہ تخت حاضر ہو بس یہ جو رسم ثانی نے سنا اپنے دنگل پر سے اچھے اور سلاح و سبک سے آراستہ ہوئے کمر ہمت باندھ کر روبرو ایرج نامدار کے آئے اور عرض کیا اجازت مرحمت ہو تاکہ میں جا کر دیو کو قتل کر کے ایشا نے مطلوبہ بادشاہ طلسم حاصل کروں اور حاضر خدمت ہوں ایرج نامدار نے گلے سے لگایا اور فرمایا کہ جاؤ سپرد خداوند کریم کیا رسم ثانی نے سلام کیا اور یہ مصرعہ پڑھا مصرعہ جانا ہوں میں سفر کو ہمارا سلام ہو اس کے بعد خود سہراب ثانی کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ تم پر نشان ہونا اگر فضل خدا شامل جالی ہو تو میں آتا ہوں بامراد اس نے جواب دیا کہ آپ تشریف لیجان پھر شہر یار سے ملنے کے لیے اسے تخت کی طرف چلے شہر یار و سہراب نے سلام لیا اثر در پر نزاد وغیرہ ماہ تخت ہو نچانے آئے جب یہ تخت پر بیٹھ چکے اور دیو تخت لیکر طرف آسمان کے روانہ ہوئے سب نے فرمایا یہ سب کا مجھ لیتے ہوئے روانہ ہو گئے اثر در نے دیو پر نزاد سے بہت تاکید سے کہہ دیا تھا کہ رسم ثانی کو کسی قسم کی تکلیف نہو اور انکو اس صحرا سے بیخیزان میں نہو نچا دو کہ جہاں چشمہ شجاعت ہو بس دیو تخت لیکر روانہ ہوئے پھر سب اگر ایوان میں بیٹھے راوی نے لکھا کہ جب اثر در پر نزاد نے سب واقف بیان کیا تھا اور ان شانہ زادوں نے ساتھ ہر ایک نے اپنی طرف قصد کیا تھا کہ ہم جائیں مگر کسی نے ظاہر نہ کیا تھا بلکہ شہر یار عالیو قار و ایرج نامدار کا قصد ہوا تھا کہ کھڑے ہو کر اپنے قصد کر ظاہر کر من ادھر سہراب نے بھی یہی قصد کیا تھا کہ رسم ثانی نے سبقت کی پھر کیونکر ہونا کہ دوا اپنے قصد کو ظاہر نہ کرنا کیونکہ یہ طریقہ بھی خاندان صاحبقران کا ہو کہ جبل کام کے پورا کرنے کو اولاد یا غیر سے سب سے پہلے کوئی کھڑا ہو گیا پھر دوسرا اس پر سبقت نہیں کرتا ہو وہ حصہ اسی کا ہو اس سب سے پھر انہیں سے کسی نے اپنا قصد نہ ظاہر کیا ورنہ خلافت قانون صاحبقرانی ہوتا اور رنج کا پہلو نکلتا راوی کہتا ہو کہ جب رسم ثانی اس طرف کو روانہ ہوئے اثر در پر نزاد نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو میں محل میں جاؤں کہ جب سے میں جنگ کے قصد سے شہر سے نکلا ہوں مجھ کو کچھ حال محل کا نہیں معلوم نہ میں نے اپنی دختر کو دیکھا ہو سہراب ثانی نے فرمایا کہ بسم اللہ جاؤ بس اثر در پر نزاد نے حکم دیکر دربار پر خاست کیا کہ چند ایوان براے طلسم کشا و سرداران طلسم کشا آراستہ کیے جائیں اور دربار پر خاست کیا داخل محل ہوا سرداران اثر در پر نزاد دربار سے رخصت ہو کر اپنے اپنے مقام پر آئے اپنے عزیزوں سے ملے سب انکو دیکھ کر خوش ہوئے ادھر سہراب ثانی وغیرہ اپنے سرداروں کو لے کر بیرون شہر آئے اور اپنی بارگاہ میں بیٹھے کچھ دیر دربار کیا رسم ثانی کا ذکر رہا کہ خداوند کریم انکو اس مهم پر فتح صد کرے اسکے بعد دربار پر خاست کیا خیمہ حاصل میں جا کر آرام پذیر ہوئے شہر یار کے واسطے خیمہ الگ برپا کیا گیا وہ اس خیمے میں گئے اور جوانی اسیران طلسم تھے اور انکو شہر یار نے رہا کیا تھا اور وہ ہمراہ تھے اسکے واسطے بھی خیمہ وغیرہ برپا ہوئے وہ ان خیموں میں فروکش ہوئے

اور سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے لشکر طلسم کشا میں خبر ہوئی کہ طلسم کشا نے اپنے والد اور
 چچا کو قید طلسم سے رہا کرنا چاہی رہائی کے لیے آئے تھے اور طلسم کو فتح کیا مگر والد طلسم کشا چشمہ شجاعت
 پر نگل بصیرت لینے کو گئے ہیں بموجب خواہش اثر در پر نیرا د اہل لشکر نے بہت افسوس کیا اور دعا
 کی کہ خداوند کریم آنکوز زندہ و سلامت باکرامت لائے یہاں تو یہ ذکر ہو رہے ہیں سب تہ دل سے
 دعا میں معروف ہیں وہاں شہر میں بھی یہ خبر عام ہوئی کہ سیران طلسم میں طلسم کشا نے والد اور چچا بھی قید
 تھے آنکی رہائی کے لیے یہ طلسم فتح کیا تھا چنانچہ آنکوز ہا گیا اب طلسم کشا کے والد بموجب خواہش
 اثر در گل بصیرت لینے چشمہ شجاعت پر گئے ہیں ہر ایک اہل شہر کو براہ صدمہ ہوا اور باہم کہا کہ
 بادشاہ نے دنیا کی جو یہ حال ان لوگوں سے کہنا اور اس امر کی خواہش کی تھی بڑے بڑے دیو
 ہلاک ہوئے ہیں ساحر بھی گئے وہ بھی ہلاک ہوئے خود بادشاہ لشکر لیکر گیا لشکر تباہ ہوا گو
 یہ لوگ بہادر ہیں مگر اس دیو سے مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں ضرور ہلاک ہونگے اور شاہ ہونگے خداوند
 کریم آنکوز زندہ بچھ کر لائے بعض نے کہا کہ دیو کشی انکا دستور ہے یہ دیو کیا ہو سکتے ہیں کہ انکے
 جدا علی امیر حمزہ نے دیو عفریت ایسے دیو کو اور دیو سمندوں سزا در دست کو قتل کیا زولہ
 قاف لقب ہو گیا تمام کتابیں اس حال سے ملو ہیں یہ لوگ بھی تو اسی خاندان سے ہیں دیو کشی
 انکا کام ہے دیکھ لو کہ طلسم کشا جسے طلسم کو در سیم بر تم کیا ہو کیا سن رکھتا ہو ابھی بچہ بچہ گیس طور سے تنہا
 اگر طلسم فتح کیا اور کس قدر دیو جان سے مارے پس یہ لوگ بہت با اقبال ہیں ضرور اس دیو کو قتل
 کر نیلے اہل شہر باہم یہ تقریر کر رہے ہیں بعض افسوس کرتے ہیں بعض یہ باتیں کرتے ہیں جب یہ
 خبر محل اثر در پر نیرا د میں ہوئی کہ طلسم کشا نے یہاں اگر سب قیدیاں طلسم کو قید سے رہا کیا
 انہیں طلسم کشا کے باب و چچا بھی قید تھے کسی سبب سے اسیر طلسم ہو گئے تھے آنکو بھی رہا کیا آنکی
 رہائی کے لیے اگر طلسم کو فتح کیا اب والد طلسم کشا واسطے لینے گل بصیرت کے گئے ہیں جب شاہ
 نے سب حال بیان کیا اور یہ خواہش کی کہ میں اس بچھول کا خواستگار ہوں اگر وہ بچھول مل جائے
 تو میں آپکا بندہ عدام ہو جاؤں پس والد طلسم کشا نے قبول کیا اور دیو در نیرا د کو ہمراہ لیکر
 گئے ہیں یہ لوگ لینے طلسم کشا و دیگر عزیز طلسم کشا جو بیان موجود ہیں ایسے فحسین اور خلیق ہیں
 کہ اس طلسم میں نہ کوئی بری و نہ پر نیرا د نہ دیو زاد آئے برابر خوبصورت ہے نہ ہوگا جب یہ خبر زخمی
 اثر در و دختر اثر در نے سنی بہت پریشان ہوئی اور افسوس کیا اور باہم کہا کہ ایک آفت
 سے تو جان بچی طلسم کشا نے رحم کیا یا بھقا سب کو قتل سماں دی بادشاہ کو رہا کیا اور بچھو شاہ
 فریکہا کیا اگر انھوں نے اطاعت کی تھی تو اب کیا ضرور بھقا اس بچھول کا حال کہنا میں نابینا ہی رہتی انھوں نے
 یہ کہ غضب کیا کہ حال بیان کیا کہ جو والد طلسم کشا لینے کو گئے تھیں ایسا نہ کہ وہ ہاتھ سے اس دیو
 کے قتل ہو جائیں تو بڑا غضب ہو کہ بھطلسم کشا کو یہ خیال ہوگا کہ اثر در جان کر یہ حال بیان کیا اور
 اپنی خواہش بھی ظاہر کی یہ دشمن ہو ضرور قتل کرے گا یہاں ان کے دل میں آئی یہ تو بخوبی واقف تھے
 کہ اس بچھول کا ہاتھ آنا بہت دشوار ہے بھکیوں بیان کیا نہ معلوم بادشاہ کی عقل کو کیا ہو گیا ہے
 دشمن قوی سے تو یوں صفائی ہوئی اور بچھو اسکو دشمن بنانے کی تدبیر کی نایاب پری نے تو کر کیا کہ
 امان جان وہ آپ کے سبب سے دیوانے ہو رہے ہیں آنے ملاحظہ کیا ہے کہ جب سے آپ کو رہائی ملی ہے
 کوئی کوشش اٹھانہ رکھی تھی کہ جو نہیں کی لاکھوں روپیہ صرف کیا مگر کیا کر بن میں یہ خیال کرتی ہوں کہ شاید آنکو

یہ خیال ہوا کہ یہ لوگ تو جیکہ ایسے قوی ہیں ایک رڑ کے نے اگر طلسم نہ مفتح کر لیا تو کیا عجب ہو کہ اُس کو قتل کر کے بھول بھی لے آئیں بس یہ خیال کر کے اپنی خواہش ظاہر کی ہوگی وہ لوگ کیوں ایسے نادان ہوں کہ بیکار کو اپنی جان پر بنالین انکار کر دیا ہوتا زوجہ اثر در نے کہا کہ امی بیٹی یہ لوگ بڑے بہادر ہیں کبھی نہ انکار کر سکیے خیر اب جو ہوا سو ہوا خداوند کریم ہم سب کی آبرو و جان رکھو وہ زندہ ہیں آئیں جائے بھول لائیں چاہے نہ لائیں میری زندگی بسر ہو جائیگی میرے شوہر کی جان ان لوگوں کے ہاتھ سے نہ گئے اور یہ لوگ یہاں سے جاہن بادشاہ کو لازم تھا کہ جب انھوں نے قصد کیا تھا تو منع کرتے شاید وہ نہ جاتے ایک بری نے کہا کہ بادشاہ نے بہت منع کیا مگر انھوں نے ایک نہ سنی یہ بانی ہو رہے تھیں کہ ہریون میں غل ہوا جہاں بناہ شریف لائے جہاں پناہ شریف لائے تمام مل محل خوش ہو کر دوڑے بادشاہ کو بھرا کیا مبارکباد دی سلامتی جان کی بادشاہ سید سے ایوان میں تشریف لائے جہاں زوجہ بیٹھی ہوئی تھی دختر نے اٹھ کر تعظیم کی اور بھرا کیا اثر در بر زاد نے دعا دیکر گئے سے نکایا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ بیٹا خداوند کریم نے تم سے زندہ ملایا تو نہ امید نہ تھی نہ تم دن اسلام بھر قبول کر سکتے اور نہ اطاعت طلسم کشا کرتی نہ تم سے ملاقات ہوتی تم وہاں قتل ہوتے تو یہاں اپنی جان دیتے مگر اصل امر یہ ہے کہ ہم پہلے سے مسلمان تھے اُس بیکار کے بہکانے سے گمراہ ہو گئے تھے خدا کو بھول گئے تھے خداوند کریم نے فضل کیا کہ ہم کو راہ ضلالت سے نکالنا ایک بہنا کو ہماری ہدایت کے لیے بھیجا کہ جسے اگر ہم کو جہنم سے بچایا ورنہ بڑی خرابی ہوتی یہ کھرا اثر در بر زاد بیٹھ گیا اور تمام واقعہ جنگ و پیگار و فتح طلسم کا اور اپنا اسیر ہونا اور طلسم کشا کا ہریان فرمانا اور رہا کرنا آپنا دین اسلام قبول کرنا اور پھر شاہزادہ کا بادشاہ کرنا اور اپنا حال گل نصرت بیان کرنا بیان کیا دختر و زوجہ کھٹنا اور جب حال گل نصرت سنا اور یہ سنا گو سن حبلی تھی کہ واکہ طلسم کشا نے گئے ہیں مگر جب شوہر کی زبانی سنا کہا کہ اور جو کچھ تم نے کیا خوب کیا مگر یہ نہایت ہی بُرا کیا اور کہا کہ بھول کا حال بیان کیا تو واقف تھے کہ جو وہاں جاتا ہو واپس نہیں آتا سو بھگے کھنا کیا ضرور تھا اگر خدا نخواستہ ہر طلسم کشا ہلاک ہوا تو بڑی خرابی ہوگی طلسم کشا خیال کر گیا کہ اثر در بر زاد نے عدوت ادا کی اور دشمن ہو جائیگا ابھی تو اتنے بڑے شخص سے جان بچی ہو یہ دوسری آفت ہوگی کون طلسم کشا سے مقابلہ کر گیا ضرور تم سب قتل کیے جائیں گے طلسم کشا اکیٹ کو زندہ چھوڑ گیا جو زوجہ نے کہا کہ یہ تمہارا خیال خام ہو یہ لوگ ایسے نہیں ہیں بس جس کے صفائی ہوئی ہوئی بھرا کے دشمن نہیں ہوئے ہیں خصوصاً خدا پرست کو اس امر سے اطمینان رکھو کہ اب کوئی فساد نہ ہوگا اور نہ یہ امر ہوگا کہ ہر طلسم کشا اُس دیو کے ہاتھ سے ہلاک ہو یہ لوگ دیوکش ہیں ضرور اُسکو قتل کر سکیے اور مع گل نصرت کے واکس آئیں گے کوئی مقام خوف و خطر نہیں ہو زوجہ نے کہا کہ خیر خدا ایسا ہی کرے یہ کلمہ آستے کہا کہ کیا کہوں اگر میرا بس ہوتا گونا بنا ہوں مگر ضرور طلسم کشا کو ہلاک کر دو عورت کرنی اور اسل صورت دیکھتی اگر کوئی اور ہلاک کر دے تو بھری بھری بادشاہ نے جواب دیا کہ اسکا نعم نہ کرو انشاء اللہ تمہاری نصرت بھی روشن ہوئی جاتی ہیں اور طلسم کشا کو بھی اچھی طرح دیکھ لینا یہ کلمہ آستے سے کہا کہ میں نے نایاب بری اپنی دختر کو اُسکی کنیزی میں دیا ہو اُسکے بزرگوں نے قبول کیا ہو میں نے خیالی کیا کہ ایسا عالی خاندان والا دودان جبری بہادر دلیر شجاع ظلیق رحم کریم بامروت باجمیت خوبصورت حسین و جمیل لڑکا نہ لیگا جیسا طلسم کشا پس نہیں یہ امر کیا زوجہ نے ہنس کر جواب دیا کہ تمہو یہ امر ہے

بہتر کیا بخدا میں تم سے خود کہنے والی تھی اُنکے بزرگوں نے قبول کر لیا بادشاہ نے کہا کہ ہاں سیکے
 زوجہ آرد و پریر ادبست خوش ہوئی یہاں بادشاہ بیٹھا ہوا ہے سب خواصین مبارکباد دیتی ہیں
 بادشاہ خوش ہو کر انکو انعام کثیر مرحمت کر رہا ہے یہاں تو یہ سامان جواب راوی شیرین زبان حال
 رستم ثانی تحریر کرتا ہے کہ انکا تخت جو دیو لیکر دہان سے چلے تو اسے تیز آئے کہ دو ٹھنڈے مین قریب
 صحرائے بختیان کے پہونچ گئے بالاسے ہوا سے زمین کی طرف اگل ہوا اور لا کر تخت ایک مقام پر
 ایک سبزہ زار میں رکھا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ یہی صحرا ہے بختیان کی ہے حضور تشریف لیتا ہے بختیان
 یہاں تخت لیے حاضر ہیں کیونکہ اگر غلام جائیکے تو وہ دیو ہم سب کے ہلاک کر دیکھا حضور تو دیو کشت ہیں ہمیں
 کبھی پشہ بھی نہیں بارا ہو اگر یہ امر حضور کو منظور ہو کہ ہم اس نابکار کے ہاتھ سے ہلاک ہوں تو ہم
 میں رستم ثانی نے فرمایا کہ اچھا تم اسی مقام پر ٹھہرے رہو کہیں اور نہ جانا میں ابھی آتا ہوں
 یہ فرما کر تخت پر سے اترے اور طرف اُس صحرائے بموجب نشان دیے ہوئے اُن پر نرا دون
 کے روانہ ہوئے چند قدم چلے تھے کہ ایک صحرا میں پہونچے دیکھا کہ وہ صحرا انہیں ہی نمونہ باغ شد
 ہے سبزہ مثل محل سبز کے کوسون زمین پر روئیدہ ہے جدھر نگاہ اٹھ جاتی ہے سوائے سبز کے کوئی چیز
 نظر نہیں آتی ہے چاروں طرف استعار گھماے رنگارنگ کے گے ہوئے ہیں لیکن تختہ جیلے کا گھلا
 ہے کہیں کسیرین و نشتران ہے کسی سمت سمن و یاسمین ہے کسی جانب زرکس و لالہ بھولا ہوا ہے کوڑیاں
 و موتیاں موگرا ایک طرف ہے کیوڑے و گلاب کی ایک سمت بہار نیم شب و سبیل ایک طرف ہے
 و دوشمشاد ایک سمت اگر رہے ہیں طاؤسان خوش انداز ایک طرف رقص میں مصروف
 ہیں فاخند و قمریان سر و دوشمشاد پر بھی ہوئی بول رہی ہیں اور باد الہی میں مصروف ہیں طائران خوش حال
 زمرہ سبھی کر رہے ہیں بلبلین پہلوئے گل سے جدا نہیں ہوتی ہیں تدریان کو ہزار فقہ زنی میں
 مصروف ہیں ازبکس مہوایر محیط ہے ہوا سے عیسے آدم مسیح نفس کے چھوٹے آ رہے ہیں یہ جو ہزار
 رستم ثانی نے دیکھی آئے دل میں کہا کہ واقعی جسے اس صحرا کا نام صحرا ہے بختیان رکھا ہے
 خوب سمجھ کر رکھا ہے یہ صحرا دراصل بختیان کے بسیر کرتے ہوئے ایک طرف کو روانہ ہوئے بند قبا
 کھول دے تھے لیکن تماشاے گل و بلبل کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ دیکھا سامنے ایک پہاڑ
 فلک و قار نظر آتا ہے کہ جسکی چوٹی آسمان سے ملی ہے اور وہ کوہ مثل آئینہ کے درخشان ہے از قلعہ کوہ
 ناپائین کوہ سبزہ و گھماے بو قلمون لگے ہوئے ہیں آبشارین کوہ سے جاری ہیں اس طور سے
 پانی گر رہا ہے کہ گویا بارش مر وادینا سفتہ ہو رہی ہے عجب مقام پر بہار و پرنضا ہے شاہزادہ اُس صحرا اور
 اُس بہار کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور خیال کیا کہ اسی کوہ کے دامنہ میں وہ چشمہ ہوگا جس اُس کوہ
 کی طرف متوجہ ہوئے چند قدم چلے تھے کہ سامنے سے درہ کوہ نظر آیا اُسکو بھی اس صفت سے
 صناعان پاک دست نے درست کیا تھا کہ محراب کی مثل محراب ابرو معشوق کی مٹھی اُس پر بھی سبزہ
 لگا ہوا تھا اُس طرف روانہ ہوئے جب قریب پہونچے تو آنکھوں دیکھا کہ سامنے درہ کوہ کے ایک
 سنگ کی چٹان پر ایک دیو قوی بن قوی باز و میٹھا ہوا ہے کہ سرسکا مثل گنبد مرقد ضحاک کے ہے ہاتھ مثل
 شاخ چنار کے پانوں مثل ڈالہ برگر کے سینہ تختہ کوہ معلوم ہوتا ہے لنگ زرد باندھے ہوئے
 کمر میں زنجیر آہنی لپیٹے ہوئے زشکم آسکا غار بلا ہے بڑے بڑے بال ہیں دانت نہایت دراز
 ہیں شاخاے سہ مثل شاخ کرگدن کے بہت دراز سر پر ہیں آنکھیں مثل تنور سوزان کے ہیں

اور مثل انگارے کے مشتعل ہیں بس وہ دو زانو میٹھا ہوا ہر ایک طرف چند خم شراب مثل خم گردن کے رکھے ہوئے ہیں ایک جام مثل جام دنیا کے اُسکے ہاتھ میں ہے اور چند مرزہ بھینس اور مثل گائیں ایک طرف پڑی ہیں آتے نیلا نیلا بانی بہ رہا ہے بوسے بد چلی آتی ہے آگ سامنے روشن ہے اس میں ان نیل گاہے کی مع پوست کے رکھی ہوئی ہے دار شمشاد سامنے زمین میں گڑی ہوئی ہے بس وہ شراب ان نمون سے اُنڈیل کر رہا ہے اور وہ گوشت مردار کھا رہا ہے اور نشہ شراب میں بہست ہو کر ہر جھوم رہا ہے یہ اُسکو دیکھ کر ناہ طرف اُسے خدا کے لگے اور لا حول پڑھ کر آگے بڑھے اُسکے کان میں جو صدا ہوئی اُسے ایک مرتبہ سر اٹھا کر دیکھا چاروں طرف بکا بکا اُسکی نگاہ اُنہر پڑی دیکھا کہ ایک آدم زاد قہر انقامت مگر کسی قدر فرہ سرخ لباس پہنے ہوئے ہتھکڑی پر کار اسٹہ لگے ہوئے چہرہ مثل آفتاب کے روشن میری طرف چلا آتا ہے یہ جو نظر آیا تو ایک قہقہہ بلند ہوا لگا بکا کہ تمام صوا صدائے خندہ سے ہل گیا قہقہہ لگا کر کہا کہ او آدم زاد نے بنیاد شاہدیری قضا تجکو ادھر کھینچ کر لائی ہے جو تو ادھر کو آیا ہے اور اپنے دل میں کہا کہ خداوند البیس نے میری بڑی خاطر کی کہ ایک آدم زاد کسی سر برس کے بعد ادھر کو بھیجا گو میرا بھی دل آدم زاد کے گوشت کو ایک مدت سے چاہتا تھا میں کہیں کہن عنایتوں کا خداوند کے تشکر یہ ادا کروں آج خیال آگیا کہ میرا بندہ آدمی گوشت کا بہت مشتاق ہے بس بدون سعی و کوشش کے آدم زاد کو بھیجا کہ جسکا گوشت بہت پر ذائقہ ہو گا یہ دل سے باتیں کر کے کہا کہ بعد مدت بسیار کے تو نظر آیا یہ سب مہربانی خداوند البیس کی ہے کہ میں اسوقت شراب پی رہا تھا منہم کا ذائقہ بہت لے کے لیے تجھ ایسا آدم زاد روانہ کیا کہ میں تجکو کھا کر اسے منہم کا ذائقہ بد لون آدم زاد کا گوشت نہایت با مزہ اور نکلین ہوتا ہے بس اچھا آدم زاد تو خود میرے منہم میں آکر کود پڑ میں تجکو نہ دانت لگاؤنگانہ وارچون ہو لیسلا کر نکل لوں گا میں بہت روز سے آدم زاد کے گوشت کا مشتاق تھا بے دیکھ منہم کھولتا ہوں شراب پیکرے کھنکھرتا ہوں اپنے لگا رستم ثانی نے تقریر کے جواب دیا کہ اونا بکار دنا ہنجا دیو اور جنگ دیو خوا کیا بیہودہ بکتا ہے خداوند البیس کون بھیجا جو آگاہ ہو کہ میں تیری سرکوبی کو آیا ہوں بس خبریت تین ہے تو ہاتھ بانہ ہکر میری خدمت میں حاضر ہوا اور البیس رستی ترک کر ورنہ میرے ہاتھ سے ہلاک ہو گا میں تیری جان کا ملک الموت ہوں راوی نے بیان کیا ہے کہ رستم ثانی یہ اثر در پرزاد سے سن چکے تھے کہ جو کوئی اُس سے مرے جاتا ہے اُسکی قوت اُصلی کم ہو جاتی ہے بس رستم ثانی نے صو امین قدم رکھا تھا تو اسوقت اپنی قوت کا امتحان کر لیا تھا اپنی طاقت اور قوت کو اصل حالت پر لایا تھا بس خیال کر لیا کہ میں اُس دیو کو ضرور قتل کروں گا بس جب قریب دیو پہونچے تو یہ تقریر اُسکی نکلے اُس سے یہ بیان کیا کہ میں تیری جان کا ملک الموت ہوں کیوں اپنی قضا بلاتا ہے بہت جلد غاشیہ اطاعت کو دوش ہو سن پر رکھ کر حاضر ہو اُس دیو نے کہا کہ او آدم زاد میں ایسے کلمے بہت جھکا ہوں اب معلوم ہوا کہ تو مجھے قتل کرنے آیا ہے یہ بھی شان البیس کی ہے کہ آدم زاد دیو زاد کو قتل کرے جب سے دنیا خلق ہوئی ہے یہ امر تو کبھی نہیں ہوا ہے تو مجھے قتل کر لگا اب تو میرا قہم ہو گا سوائے قہم ہونے کے دوسرا امر غیر ممکن ہے بڑے بڑے دیو میرے مقابلے کو آئے وہ تو میرے ہاتھ سے مارے گئے تیری کیا اصل ہے یہ باتیں کہتا جاتا ہے اور شراب خم کے خم لی بی کر خالی کرتا جاتا ہے اور بہت خوش ہو ہو کر کہتا ہے کہ میرے گوشت سے اپنے موندہ کا ذائقہ تبدیل ہو گیا او آدم زاد تو مجھ کو راسخ زبانی معلوم ہوتا ہے میں تیری دیر میں اس سخت زبانی کا حال معلوم

ہو جا گیا شاہزادے نے جواب دیا کہ او دیو نو کیا گوگھاتا ہو اور جھک مارتا ہو تو میرے حال سے بالکل نہیں واقف ہو کیا تو نے رود کا قاف کا قصہ نہیں سنا ہے کہ آدم زاد نے آکر دیوان قاف کو ایسا قتل کیا ہے کہ لقب زلزلہ قاف ہو گیا آگاہ ہو کہ میں امیر حمزہ صاحب قرآن ثانی سلیمان کا پوتا ہوں جنھوں نے دیو عفریت و دیو سمند و نیراردست کو اس سن طفلی میں قتل کیا اور میں نے بھی اکثر دیو قتل کیے ہیں میرے فرزند سہراب ثانی نے ابھی ابھی طلسم کو فتح کیا اور تن نہا نیراردن دیو قتل کیے اور میں نے بھی پردہ پنجم قاف میں بہت سے دیو قتل کیے ہیں تیری کیا اصل ہو بس خیریت یہیں ہو کہ سری اطاعت کر اور ترک ابلیس پرستی پر کمر باندھ یہ جو رستم ثانی نے کہا دیو نے باواز بلند قہقہہ لگایا اور کہا کہ یہ قصہ کسی طفل نادان سے بیان کریں نہیں کشتا ہوں خداوند ابلیس نے میرے موند کے ذائقہ تبدیل کرنے کو نیکو بھیجا ہے اب میں موند کو کھاتا ہوں تو کو کو چڑیہ کھکر موند کھولا اور انھیں بند کر لیں شاہزادہ قریب تو آجکا تھا ایک سنگ گران اٹھا کر اس کے موند میں ڈال دیا اس نے دانت مارا کڑے سے آواز آئی اور دانت ٹوٹ گیا دیو نے گھر کر آنکھ کھول دی اور کہا کہ آدم زاد تو بہت سخت ہو کہ میرا دانت ٹوٹ گیا یہ کھکر اسکو اگل دیا تو پھر پایا شاہزادے نے آواز دیکھ کر کہا کہ او دیو تو نے میرا اس سخت زبانی کا پایا اب جو دیو نے یہ صدا سنی اور دیکھا تو شاہزادے کو کھڑا پایا دیو نے کہا کہ تو بڑا دلی باز ہو خیر میرے پاس آ اب میں نیکو ذبح کر کے کھاؤں تیرے گوشت کے کتاب بکا کر شاہزادے نے کہا کہ تو بڑا احمق ہو اور معلوم ہوا کہ تیری قصا میرے ہاتھ سے ہو بس اپنی زبان بند کر ورنہ گدی سے کھینچ لوں گا دیو نے کہا کہ او آدم زاد تو مجھ کو بڑا سخت زبان اور در سخت کلام معلوم ہوتا ہے میں تو یہ جانتا تھا کہ تیرا گوشت کرا کر مزہ آرہوتا ہے میں نیکو کھاؤں مگر تو نہیں مانتا ہو خیر میں پھر سمجھاتا ہوں اگر ابلی تو نے سخت کلامی کی تو ضرور مجھ کو قتل کر دینگا یہ کھکر کہا کہ بس اسہیں خیریت ہو کہ زہرے پاس جلا آ اور میں نیکو کھاؤں شاہزادے نے جواب سخت دیا بس دیو کو غصہ آگیا اور اس نے مقام سے حرکت کی اور اٹھا وہ کیا اٹھا گو یا قیامت اٹھی یا پہاڑ نے حرکت کی دار شمشاد جو سانسے گڑی تھی اسکو اٹھایا اور سنبھا لکر طرف شاہزادے کی یہ کہتا ہوا چلا کہ خداوند نے تو بھیجا تھا مگر کیا کر دین کہ وہ مانتا ہی نہیں اب چاہے گوشت مٹی میں ملے چاہے صاف رہے اتھو وار کرتا ہوں اور آتے ہی دار کا وار کہا شاہزادے نے خالی دیا دار شمشاد زمین پر پڑی کہ غرق زمین ہو گئی اٹھلا ہو گیا کیانی نکل آیا تھق کر بلند ہوا دیو نے وار کر کے کہا کہ زدم و دست کردم افسوس تمام گوشت مٹی میں مل گیا یہ کھکر قصہ کیا اس گرد کے اندر جا کر تلاش کروں کہ آواز اس گرد سے آئی کرازدی و کراست گردی میں تیری جان کا ملک الموت موجود ہوں دیو حیران ہوا کہ یہ خدا کہاں سے آئی ایک دیکھتا ہے کہ اس گرد سے نکالک ایک آفتاب طالع ہوا شاہزادہ رومال سے جہرہ کی گرد پاک کرنا ہوا برا بد ہوا دیو رستم ثانی کو دیکھ کر حیران ہوا اور کہا کہ تو بڑا سخت جان ہو کہ میرے دار شمشاد کی بھی ضرب سے بچا لے میں اب دوسرا وار کرتا ہوں یہ کھکر پھر وار کیا پھر رستم ثانی نے وار کو خالی دیا اور بند دست دیو کو جھکا دیا کہ دیو موند کے بھل طرف زمین کے جلا انھوں نے پتھر بدل کر اسکی کمر زنجیر خوب استوار کر رکھ کر نعرہ اٹھا کر کر کے جو زور کیا اور ٹانگ لگائی وہ دیو مثل کھاڑکے زمین گرا یہ معلوم ہوا کہ پہاڑ پیچ سے اٹھ کر گرا بس دیو نے گر کر قصہ کیا کہ سنبھلون انھوں نے ٹھوکر

کہ وہ گرد و بر ہو گیا اور جست کر کے جھاتی پر سوار ہوئے کندھے زانو سے دبا کر کہا کہ حالادشمن
 پروردگار عالم تہ میگوئی اُسے کچھ کلام سخت کے اور کہا کہ میری ہزار جانیں ہر ایک خاک باسے
 ابلیس برنثار ہوں بس شانزادے کو قصہ آگیا ایک مرتبہ غضبناک ہو کر ایک گھونسا اسیا مارا کہ
 رستم ثانی کا کتوتی تک ہاتھ سر میں در آیا سردیو کا شق ہو گیا بھیجا نکل پڑا وہ تڑپنے لگا یہ تو گیسے سینہ
 پر سے اترائے وہ تڑپ تڑپ کر ہلاک ہو گیا اُسکا ہلاک ہونا تھا کہ ایک غبار بلند ہوا برق کی
 نسی جھک ہوئی جب وہ غبار ہر طرف ہوا شانزادہ نے ملاحظہ فرمایا کہ زیر کوہ اسی مقام پر جان
 دیو بیٹھا تھا ایک چشمہ آب شفاف کا موجزن ہو پانی اُسکا مثل گو سر کے جھکے ہا ہو طویل
 اس چشمہ کا بہت ہو مگر عرض اُسکا کوئی میل بھر کا ہو اور وسط چشمہ میں ایک درخت پانی پر لگا
 ہوا ہو برگ اُسکے مثل چشم مردم کے ہیں اور مانند زمرہ کے جھک رہے ہیں اور ایک گل لہندی
 لگا ہے اُسکے برابر ایک شجر بھی ہو مگر گل کا رنگ دھانی ہو اور ٹر کا رنگ سفید ہو اور برابر بادام کے
 ہو یہ دیکھ کر شانزادے نے شکر خدا کیا اور کنارے پر چشمہ کے آئے اسقدر پانی صاف پایا کہ
 زمین کا حال معلوم ہوتا تھا مردمان آبی نظر آتے تھے بس شانزادہ نے لباس اتار الٹک باندھ کر
 خیال کیا کہ اگر رستم ثانی نہ تم اس پانی سے موہ نہ ہاتھ دھونے کلی کر دو گویا سے بہت ہو مگر نہ ہو
 کیونکہ اسکی خاصیت زبانی اثر در پیر زاد کے سن چکے تھے کہ اس پانی کا یہ اثر ہو کہ طاقت و
 قوت دہنی کر دیتا ہو اور اس چشمہ کا نام چشمہ شجاعت ہو بلکہ ذاتی قوت اسقدر خداوند کریم نے
 مرحمت فرمائی کہ جسکا حساب نہیں ہو بھر کیا ضرورت ہو اگر کوئی سن لگا کہ رستم ثانی نے چشمہ
 شجاعت کا پانی پی لیا اس سبب سے قوت زیادہ ہو گئی تو لوگ طعنہ زن ہوئے کہ کم قوت تھے
 اسی سبب سے نہ پانی پی لیا اور سب لوگ خندہ زن ہوئے بس تم انگشت نہا ہو جاؤ گے بس
 لازم یہ ہو کہ اس چشمہ کے پانی سے لب تک آشنا نہ کرو موہ نہ بند کر کے چشمہ میں اترو اور برگ و
 ٹر و گل حاصل کر گئے اسی طور سے موہ نہ بند کیے ہوئے واپس آؤ وہ کام کیوں کرو کہ جو بدنامی کا باعث
 ہو اگر رستم ثانی مجبوری اس امر کی ہو کہ وہ گل و ٹر و وسط چشمہ میں ہو ورنہ میں قسم کھانے کو
 بھی پانی ہاتھ سے نہ چھو تا اترنا کیسیا یہ دل میں بائیں کر کے اور بسم اللہ کہ موہ نہ کو بند کر کے اترے
 کنارے پر پانی تا یہ گلو پایا اب خیال ہوا کہ آگے اور زیادہ ہو گا اذازہ جو کیا تو اسقدر تھک بس
 راستہ آہستہ قدم رکھتے ہوئے طے جب کچھ دور چلے وریا پانی اسقدر نہا کہ گلو پایا نہ کسی مقام پر زیادہ
 نہ کم انکو خیال ہوا کہ یہ چشمہ ہموار ہو اشمین پانی پر مقام برابر ہو بس یہ بلا خوف اب پانی کو کھاتے ہوئے
 چلے کوئی پاد میل راہ طو کی تھی کہ اب جو قدم رکھتے ہیں وہاں برگہ زیادہ تھا اور یہ اس خیال میں
 تھے کہ برابر ہو بس اس گہائی میں جاتے رہے اور غوطہ کھائے غوطہ کا کھانا تھا کہ حواس جاتے رہے
 اس بد حواسی میں موہ نہ کھل گیا اور ایسا کھانا کہ بہت سا پانی موہ نہ میں چلا گیا اور شکم میں اور بھوک
 کھانے لگے ہر غوطہ میں پانی موہ نہ میں جاتا تھا اور حلق سے اتر جاتا تھا انھوں نے چند غوطے کھائے
 ہاتھ اپنے اپنے قابو میں نہ تھے بد حواس ہو رہے تھے اسی غوطہ کھانے میں خیال آیا کہ اگر
 رستم ثانی اپنے حواس درست کرو اور ہاتھ پانوں اور جسم کو ہلکا کر دتا کہ ابھر و در نہ اسی حواس
 غوطے کھاتے کھاتے ہلاک ہو جاؤ گے بس یہ خیال کر کے ہاتھ پانوں دھیلے کیے اور تمام بدن کو
 ہلکا کیا اب جو غوطہ کھائے کے ابھرے اپنے کو پانی پر قائم کیا اور جلدی سے موہ نہ بند کر لیا اور

دل میں کہا کہ اگر رستم ثانی تھے بڑا دھوکھا کھایا اگر یہ خیال نہ کرتے کہ چشمہ ہموار ہو تو یہ نسبت غلط فہمی کی کیون ہوتی افسوس کہ جس امر سے تمکو خوف تھا اور تھنے پیاسے رہنا گوارا کیا تھا اور پانی نہ پیا تھا وہی ہوا کہ حالت غوط خوری میں موندھ کھل گیا اور پانی حلق میں پہنچ گیا ایک مرتبہ نہیں کسی مرتبہ تم اس وقت کیسے بدحواس ہوئے کہ تمکو خیال نہ ہوا جو کوئی تھنے گا کیا کیسا کسی نعمت اور ملامت کو بگا خیر شکر اس امر کا ہو کہ سوائے تمھارے اور ذات خداوند کریم کے اور اس صحرا اور چشمہ کے کوئی دوسرا نہیں تھا ورنہ بڑی نصبت ہوتی غیر اور کسی نے نہ دیکھا بس جب تم کسی سے یہ حال کہو گے تو اسکو معلوم ہوگا ورنہ اور کون کہنے والا ہو دوسرے یہ امر ہو کہ تھنے عمار پانی نہیں پیا ہو بلکہ ایک افتاد سے یہ امر واقع ہو گیا خیر کیا کیا جائے یہ باتیں دل سے کرتے جاتے ہیں اور شنادری کرتے جاتے ہیں کیونکہ جیسے ہی تیسرا غوطہ کھا کر اچھڑے بس ویسے ہی ہاتھ لگانے لگے تھے اس سب سے قائم ہو گئے تھے کیونکہ برسوں اس فن میں بھی رہا من کیا تھا اسوجہ مشاق تھے ورنہ پھر غوطہ کھاتے اب شنادری کرتے ہوئے اور موندھ بند کیے ہوئے طرف درخت کے چلے جاتے ہیں اب ایسے ہوشیار ہوئے ہیں اگر کر تک پانی ہوتا تو یوں نہ جاتے بدن شنادری کئے ہوئے بس کمان تک عرض کیا جائے شنادری کر کے قریب درخت پہنچے اپنے کو پانی پر کھڑی لگا کر قائم کیا اور ایک ہاتھ سے تو ہاتھ لگا رہے ہیں دوسرے ہاتھ سے جلدی جلدی برگ اس سحر کے توڑ کے اور پھر کیا کیا کہ اپنے کو اس درخت کے تنہ کی آڑ میں کر قائم کیا ایک ہاتھ اس شاخ کو جھکا یا کہ جھین وہ گل و ثمر لگا تھا اور دوسرے ہاتھ کو بڑھا کر انہی ہی مرتبہ دونوں کو توڑ لیا یعنی گل و ثمر کا ٹوٹنا تھا کہ ایک شور پیدا ہوا کہ او ظالم تو نے بڑا غضب کیا کہ گل بصیرت خمرۃ الابصار کو حاصل کر لیا شجرۃ البصارت سے آج تک زمانہ حضرت سلیمان سے تا ایندم کوئی ایسا نہوا کہ جو کوئی آنا اور چشمہ شجاعت میں اتر کر ان اشیا کو حاصل کرتا تو بڑا جوان مرد ہی تو نے معلوم ہوتا ہو کہ گلبان چشمہ دیوار خشک یو خوار کو بھی ہلاک کیا جو چشمہ ظاہر ہو خیر لہجہ یہ گل و ثمر تیری قسمت کا تھا تو نے اپنی نعمت اور مشقت کا ثمرہ پایا یہ جو صدائیں رستم ثانی نے اُدھر اُدھر دیکھا صدائیں والے نکالنا نشان تک نہ پایا دل سے کہا کہ کوئی ہوگا بیل تیرا اور گل اور برگ کو خوب حفاظت سے اپنے پاس رکھا اور اب وہاں سے شنادری کرتے ہوئے کنارے کی طرف چلے جب اس مقام پر پہنچے کہ جہاں غوطہ کھائے تھے وہاں بہت پوشاری سے شنادری کی یہاں تک کہ صحیح و سلامت مع ان اشیا کے چشمہ سے نکلے باہر آئے ہی پہلے سجدہ شکر کیا اب جو سر اٹھایا اس چشمہ کو نہ پایا وہ چشمہ خود بخود غائب ہو گیا یہ اور حیران ہونے اور خیال کیا کوئی مکھنحت خداوند کریم ہوگی پس انھوں نے لباس پہنا آلات ضرب تن پر لگائے اب جو خیال کرتے ہیں تو اپنے جسم میں پہلے سے قوت دہ اور پیش گوئی اور دل بھی قوی تھا کہا کہ دراصل اس چشمہ کا پانی کا اثر بھی ظاہر ہوا جسے اسکا نام چشمہ شجاعت رکھا ہو بہت درست اور سچا رکھا ہو کیا انکی قدرت ہو کہ پانی میں اثر ہو مگر غضب ہوا کہ مجھے مجھوری سے بی لیا نہ غوطہ کھاتے نہ یہ امر ہوتا خیر شکر اس امر کا ہو کہ اور کوئی نہ تھا بس اس طور کی باتیں کرتے ہوئے چلے آتے ہیں یہاں تک کہ اس صحرا کو تمام کیا وہ گل و ثمر و برگ پاس ہیں وہ دیو جو کہ تخت لیکر آئے تھے باہم کہ رہے تھے کہ معلوم ہوتا ہو آگاہانہ مدار کو اس دیو نے ہلاک کیا جو ابھی تک نہیں کثرت لائے ہیں بھلا اس دیو سے کون

لڑ سکتا ہو اور تھوڑی دیر انتظار کرتے ہیں اگر تشریف لائے تو ضرور نہ ضرور جا کر بیان کر دینگے کہ اس
دیو نے ہلاک کیا یہی باتیں باہم کر رہے تھے کہ دیکھا سامنے سے رستم ثانی چلے آتے ہیں جیسے
ان سبکی نگاہ پڑی بکار سے کہ اچھا آئے نامدار مبارک ہو واہ کیا آکا کدم مبارک ہی معلوم ہوتا ہے
کہ آئے اس دیو کو ہلاک کیا آج تک تو سوائے آپ کے کوئی وہاں سے واپس نہیں آیا فرمائیے
جس کام کو بیان تشریف لائے تھے وہ بھی ہوا یا نہیں رستم ثانی نے فرمایا کہ جا کر دیکھو تو وہ دیو ہرا
بڑا ہو کر دیکھو یہ برگ میں اور یہ ٹہر اور یہ گل یہ فرما کر ان سب کو وہ چہنیں دکھائیں وہ دیکھا بہت
خوش ہو گئے اور دوڑ کر قدموں پر گر پڑے اور بوسہ دیا اور اجازت لیکر اس صحرا کی سیر کرنے لگے
اور اس مقام پر آئے کہ جہاں دیوار جنگ دیو خوار مرا بڑا ہوا تھا آنسو دیکھ کر سب کے حواس
جانے رہے کہ انھوں نے باوجود دیو ہونے کے اتنا بڑا دیو نہ دیکھا تھا اس صحرا کی خوب سیر کی تھی
میں شانزادے آئے اور کہا کہ آپ کی بدولت ہم نے آج صحرا کی سیر کی ورنہ کبھی نہ نصیب ہوتی
ہم پر کیا منحصر بادشاہ کو نہ نصیب ہوتی کئی مرتبہ لشکر کشی کر کے آئے سوائے اس مقام کے آگے نہ جاسکے
شانزادے نے فرمایا کہ سب قدرت خدا ہے اور اسکا فضل و کرم ہی ورنہ میں کس لائق ہوں نے
اب جلوہ دہان سب کو انتظار ہو گا انھوں نے عرض کیا کہ بسم اللہ تخت پر تشریف رکھئے ہم سب خادم
حاضر ہیں پس شانزادہ تخت پر بیٹھا دو تخت کو اکٹھا کر کے چلے چونکہ دن بہت قلیل تھا تھوڑی راہ
طی کی تھی کہ رات ہو گئی دیوؤں نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو کسی صحرا میں شب بھر قیام کر لیں
کہیں ایسا نہ ہو کہ شب تا یک میں راہ فراموش کر جائیں تو وقت ہوگی اس سے بہتر یہ ہے کہ پھر جائیں
صبح کو پھر بیان سے روانہ ہو گئے فرمایا کہ اچھا بس ایک صحرا میں تخت آمارا شانزادہ اسے آرام نہ ہوا
اور دیو نہ رہ دینے لگے یہاں تک کہ وہ رات تمام ہوئی پردہ شب سے صبح برآمد ہوئی پس شانزادہ
نے نماز وغیرہ سے فراغت کی اور تخت پر سوار ہوئے دیو لیکر روانہ ہوئے بیان جب اثر در بر رازدہی
زوجہ سے سب حال کہ چکا تھا تو اسے بھی آرام کیا تھا اور بہرا ب تانی وغیرہ بیرون شہر اپنے لشکر
ادھر کارپردازان سلطنت نے ہو جب حکم بادشاہ کے محل شاہی برائے شانزادہ سب سامان
سے درست کیے تھے بس جب صبح ہوئی بادشاہ محل سے برآمد ہوا سب سردار حاضر ہوئے جلو
حکم ملا تھا کہ برائے شانزادہ محل آراستہ کروا انھوں نے عرض کیا کہ ہم نے جو جب حکم سرکار سب
اندو لبت کروا فلاں فلاں محل آراستہ کر دے بادشاہ نے کہا اچھا وہاں شانزادہ بہرا ب
ثانی اپنے لشکر میں بیدار ہوئے بس بعد انفرادی نماز و طائف لباس وغیرہ سے آراستہ و برستہ
ہو کر مع امیرج نامدار و شہر یار عالیو قار و دیگر شایہوں اور سرداروں کی طرف دربار اثر در راز
کے روانہ ہوئے راہ میں شہر یار نے بہرا ب تانی سے دریافت کیا کہ ای فرزند ہمارے بعد
دیو ہامان نے کیا فساد برپا کیا بہرا ب تانی نے اسکا لشکر کشی کرنا اور اپنا مقابلہ کرنا اور اسکو قتل کرنا اور اپنا
جشن کرنا رستم ثانی کو خواب میں دیکھا اور اپنا سب سے پوشیدہ ہو کر برائے فتح طلسم روانہ ہونا
کے واقعات طلسم کے فتح کرنے کی حالت بیان کی شہر یار سب شکر بہت خوش ہوئے شہر یار نے اپنے
قید ہونی کی کیفیت بیان کی اور امیرج نامدار نے اپنے فقیر ہونے اور زمین حصار پر ہونے اور دولت
فان میں آئے اور ہامان سے مقابلہ کرنے کی کل حالت بیان کی راہ میں امیرج نامدار نے کہا کہ شہر یار اچھا
گذرے میری سرگذشت سنو یہ کہ جو حال بہرا ب تانی سے بعد رہا ہوئے کے بیان کیا تھا وہی شب

بیان کیا اور کہا کہ پرسوں میرا بیان آنا ہوا اور یہ وجہ صاحبقران ثانی کے ساتھ سے جدا ہونے کی
 ہوئی انھیں بالوطن وہ راہ تمام ہوئی دربار میں آکر پہنچے کل اہل دربار نے مع اثر در برزاد کے سلام
 و بحر کیا اور تعظیم کی بس شاہزادے اپنے اپنے دنگل میں بیٹھ گئے اور سب اپنے مقام پر بیٹھ کر اثر
 برزاد نے کہا کہ اے خداوند اچھی تک آقا کے نام ارنہیں تشریف لائے ہیں بہت پریشان ہوں امیرج
 نامدار نے فرمایا کہ کوئی امر پریشانی کا نہیں جو نہ فرصت ہوئی ہوگی جو کل آتے آج ضرور آئیں گے یہی
 ذکر تھا کہ دیوؤں نے تخت لاکر صحن دربار میں آنا سب نے دیکھا کہ اُس پر رستم ثانی تشریف فرما ہیں
 سب دیکھ کر حیران ہوئے اثر در برزاد نے خوش ہو کر کہا کہ آقا کے نامدار تشریف لائے ہیں رستم
 ثانی تخت سوار کر ایوان شاہی میں آئے سوائے امیرج نامدار کے سب نے تعظیم کی اور سلام
 و بحر کیا رستم ثانی نے جھک کر امیرج کو بحر کیا اور قدموں کو بوسہ دیا انھوں نے لگے سے لگایا اسکے بعد
 رستم ثانی نے سہراب کو گلے سے لگایا اور اپنے دنگل پر بٹھایا جب بیٹھ کر امیرج نے فرمایا
 کہ کہو وہ گل و ثمر لائے رستم ثانی نے وہ گل و ثمر مع برگ کے جب سے نکال کر پیش کیے اور کہا کہ یہ
 حاضر ہیں بس اُسکو جیسے اہل دربار نے دیکھا بہت مستحوی کے اثر در برزاد کی یہ نوبت ہوئی کہ شاہزاد
 کے قدموں پر گر کر قرب تھا کہ شادی مرگ ہو جائے بس شاہزاد نے وہ سب اشیاء لینے گل و
 ثمر و برگ اثر در برزاد کو دئے اور گلے سے لگایا وہ دعائیں دیتا ہوا اور تعریفیں کرتا ہوا تخت
 پر آکر بیٹھا تب امیرج نے فرمایا کہ کیونکر حاصل ہوئے بس سب واقف رستم ثانی نے ابتدا سے
 اخیر تک بیان کیا یہ جو واقعہ اہل دربار وغیرہ نے سنا بہت تعریف کی اور حیرت سی ہوئی امیرج نامدار
 و شہر یار عالی وقا و سہراب ثانی نے بھی تعریف کی تمام شہر میں مشہور ہو گیا کہ پیر طلسم کشا
 دیوار جنگ دیو خوار کو قتل کر کے گل و ثمر لائے مگر رستم ثانی نے سب حال بیان کیا سو
 اپنے غوطے کھانے کے غوطہ کھانے کا حال نہیں بیان کیا ہاں اپنا موندہ بند کر کے چشمہ میں اترنا
 بخیال اس امر کے کہ پانی نہ پی لیں بیان کیا اس امر پر اور سب نے تعریف کی جب یہ سب اہل
 شہر کو معلوم ہوئے ہر ایک نے از حد تعریف کی اور کہا کہ یہ لوگ بہت با اقبال ہیں راوی کہتا ہے
 کہ جب یہ خبر اندرون محل پہنچی زوجہ اثر در برزاد کے نہایت خوش ہوئی اسی وقت نذر و نیاز کا
 سامان کیا اب یہاں اثر در نے عرض کیا کہ اب تیری دوسری غرض قبول ہو سہراب وغیرہ نے عرض کیا
 کہ ہاں میں نے تمھاری دعوت قبول کی اُس نے جو عمارت ان لوگوں کے لیے آراستہ کرائی تھی وہ سب آراستہ
 تھی عرض کیا کہ اب اب بیرون شہر تشریف لیجائیں بلکہ جو میں نے جو بڑے وغیرہ حضور کے قیام
 کے لیے درست کرائے ہیں اس میں حضور تشریف فرما ہوں سہراب ثانی نے کہا کہ اچھا بس یہ
 فرما کر دنگل پر سے اٹھے اثر در نے سرداروں سے کہا کہ انکو ایجا کر ان مکانات میں فرود کش کرو اور
 سامان مہیا کرو کسی امر کی تکلیف نہ ہو ورنہ بڑی خرابی ہوگی وہ سب سامان اندرون اور آگے سرداروں
 کو لیکر اس عمارت میں پہنچا سب نے دیکھا کہ وہ عمارت ہر ایک سامان سے خوب آراستہ و سیرتہ
 ہو تشریف فرما ہوئے سہراب ثانی نے اپنے سرداروں سے کہا کہ اب لوگ تشریف لیجائیں اور ان لوگوں
 سے کہا کہ جنگو میدان طلسم سے رہا کیا تھا کہ اب لوگ بھی تشریف لیجائیں اور وہاں قیام کریں اہل لشکر سے
 کہدین کہ تملوگ اطمینان رکھو شاہزادے وہاں شہر میں اثر در برزاد کے مہمان ہوئے ہیں حسان برزاد
 و طوغان برزاد دیو ہارنگ دیو اسد دیو خرو و دیو دربان یوزغال نے عرض کیا کہ ہم قدموں سے نہ جدا ہوتے

فرمایا تمھاری مرضی پس اور باقی مردار لشکرین گئے اور اہل لشکر کو کل حال سے آگاہ کیا اور رستم ثانی کو بھول
 وغیرہ لیکر تشریف لائے کا حال بیان کیا سب اہل لشکر خوش ہوئے بیان ایرج نامدار نے رستم ثانی
 سے حال پردہ کا قاف میں آنے کا دریافت کیا رستم ثانی نے کل حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا
 اسکے بعد ایرج نامدار نے اپنی کل حالت جو کہ سہراب و شہر انار سے بیان کی تھی بیان کی پس ہر ایک دوسرے
 کے حال سے بخوبی آگاہ ہوا یہاں سب راحت و آرام سے لیجے ہیں سب سامان راحت مہیا ہو واپس اپنے
 دربار پر خاست گرد ہوئے محل ہوا سب اہل دربار نے اپنے مقام پر گئے باہم طلسم کشا اور ایرج نامدار و شہریار
 و رستم ثانی کی تعریف کرتے ہوئے آئے اور حجب اثر و در داخل محل ہوا خوشی خوشی اپنی زوجہ کے پاس آئے
 اس امر پر مبارکباد دی کہ مبارک ہو تمھاری آنکھیں روشن ہو جائیں گی پھر طلسم کشا بھول وغیرہ لیکر تشریف لائے
 خدا نے تمھاری ستن بی بیوں پر یہ لکھ عرق برگ آنکھوں میں ڈالا مگر کھلا دیا بھول کی خوشبو ہو کھانی بی بیوں پر وہ اثر
 پر زیادہ یعنی ناکن پری کی آنکھیں مثل ستارے کے روشن ہو گئیں بلکہ سابق سے زیادہ نور پیدا ہوا جب سب
 اہل محل کو معلوم ہوا سب نے آکر مبارکباد دی نذرین پیش لیں ہر ایک کو انعام ملا صحنک و رت تجگے کا سامان و ستر
 پیران جو مانی گئیں کھین آنہ نذر ہوئی یہاں بیرون محل سب نے سامان دعوت کیا جب سامان ہو گیا اور
 غرض کرا بھیا جب اسکو معلوم ہوا کہ سب سامان ہو گیا ہے وہ خدمت سہراب وغیرہ میں آیا اور سب کو اپنے ہمراہ
 اس مقام پر لایا کہ جہاں سامان دعوت تھا راوی نے بیان کیا کہ اہل طلسم کی پیران اور بیرون طلسم کی اگر حاضر طلبہ ہوں
 محفل عیش و عشرت برپا ہوئی دور رخسار گردش میں آیا رقص و غنا شروع ہوا خوب طلبہ آ رہے ہو تمام پردہ کا
 قاف کے تحفہ جات موجود تھے خوب آفتابازی وغیرہ پردہ کا قاف کی تیار کی گئی تھی اسکا تماشا دکھایا سات نشانہ
 روز جشن برپا رہا آنکھوں دن صحبت برخواست ہوئی سب کو انعام وغیرہ دیکر رخصت کیا شانہ زادے اپنے مقام پر
 نوین دن و بار ہوا آئندہ کنڈن جنی سب مال و اسباب و بارگاہ و دیگر سامان سیاہ و اسی سزار خفتان
 شب چراغی وغیرہ تبرکات طلسمی و دیگر سامان اعراب و نر بار کر کے مع اپنے ہمراہ بیرون کے حاضر ہوا داخل
 دربار ہو کر طلسم کشا وغیرہ کو بجا کیا فرد اسباب پیش کی سہراب ثانی نے سب مٹیاں ملاحظہ فرمائیں اور چہیں لائق
 تھا اسکو وہ عدد مرحمت کیا کنڈن کو خزانہ مرحمت فرمایا دربان وغیرہ کو اور عدد سے مرحمت کیے کسی کو داروغہ
 بارگاہ مقرر کیا اور حکم دیا کہ بارگاہ چل جرائع سلمانی برپا کیجئے وہ اسی وقت بیرون شہر برپا ہوئی اور جو اسکے متعلق
 بارگاہین اور خیمہ تھے سب برپا ہوئے اسی نر اردو و پر نر ارد لشکر سے انتخاب کر کے آنگو اسکو طلسمی مرکب
 طلسمی مرحمت فرمائے اور وہ اسی نر خفتان شب چراغی مرحمت کیں یہ لشکر خاص کے نام سے مشہور ہوا
 عجیب بن اور روپ تھا اس لشکر پر سب اسکو مریض کا بچھ مرکب کے ساز و دیار سب رصع تھے جب
 یہ لشکر دھوپ میں روان ہوتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ نر اردون شب چراغ درختان میں بارگاہ چل جرائع
 سلمانی جو برپا ہوئی اسکی کیا تعریف بیان ہو وہ بارگاہ مثل بارگاہ سلمانی کے تھی کہیں بازار میں آئے
 ہر گاہ کھین اور کہیں جن جو اہل انکے وہ بارگاہ محل سنج کا شانی کی تھی اسپر سب کلم کار چولی کا بنا تھا کلس اسکا
 طلائی تھا اسپر طاووس شب چراغ کے نے ہوئے تھے باخسوس تون الماس نگار تھے سب بارگاہ میں کوہ
 شب چراغ نصب تھے تین نر اردو کرسیاں و دو نکل و صدر لیان الماس نگار اس بارگاہ میں آراستہ تھیں
 لوط و خانہ تھے تمام بارگاہ میں فرش تھی تھا چاروں طرف اس کے حاشیہ زرد و زری تھا قفا تو بیضی مان جا کہ
 دستہ چاروں طرف شکار گاہ میں معرکہ میدان کی تصویریں بادشاہان قاف کے دربار بہت خوبی
 سے بنائے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اصلی معرکہ ہر ایسی بارگاہ تھی کہ کبھی چشم فلک نے نہ دیکھی تھی بارگاہ

سلیمانی کی ثانی تھی راوی نے بیان کیا ہے کہ جب بموجب حکم سہراب ثانی بارگاہ وغیرہ برائے
 سب شاہزادہ داخل بارگاہ ہوئے اور بہت تعریف کی انسی دن کے انسی بارگاہ میں دربار
 ہونے لگا سب اہل طلسم دور دور سے برائے تماشاے بارگاہ و بازار و لشکر کہ جسکو طلسم کشا نے
 سامان طلسمی سے آراستہ کیا تھا آتے تھے اور دیکھا بہت خوش ہوتے تھے لاکھوں صندوق زرد
 جو اہر سے ملو طلسم سے ملے پس راوی نے بیان کیا ہے کہ اثر دربریزا دے نے بزرگو اپنے وزیر اچھر
 پریزا کی خدمت میں لکھاریج نوجوان کے عرض کر آیا کہ میں نے تین عرصین خدمت عالی میں کتین
 شخص سود و قبول ہوئے اور تیسری عرض آئے ابھی تک قبول نہیں فرمائی اُسکے بارے میں کیا
 مرضی مبارک ہو ایرج نامدار نے جواب دیا کہ بادشاہ نے کہا ہے کہ وہ سامان کرے ہم اس سے فراغ
 حاصل کریں اور اب ہمارا قصد ہے کہ ہم اسے ملک کی طرف جائیں کیونکہ سہراب ثانی کے نانا وغیرہ
 کا انکی مفارقت میں بہت حال اتر چکا جو کچھ کرنا ہو بہت جلد کرے وزیر نے بادشاہ سے عرض
 کیا کہ یہ جواب ملا اُس نے حکم دیا کہ سامان کنڈائی مٹا گیا جائے اور گل خوشبو عین دربار میں باہرے بادشاہ
 وزیر نے سب شاہزادہ سہراب ثانی پر مارا اور مبارکباد کی دھوم مچائی علی العموم سبکو معلوم
 ہو گیا کہ بادشاہ نے طلسم کشا کو اپنی دختر کے ساتھ منسوب کیا اگلے زمانہ کا طریقہ تھا کہ جب
 کسی کو منظر ہوتا تھا کہ ہمارے اوزا کے پسلسلہ قریب ہوا اور جب سب طر ہو جاتا تھا تو وہ سب بظاہر
 کرنے کو عین کسی بہت بڑے جلسہ میں اس شخص کے سینے پر کہ جسکے ساتھ اپنی دختر کی شادی قرار
 دیتا تھا گل خوشبو جو کہ زرد ہوتا تھا مارتا تھا کہ جسکے سبب سے یہ امر سب پر ظاہر ہوتا کہ فلان شخص نے
 فلان کے ساتھ اپنی دختر کو منسوب کیا پس وہی طریقہ بیان بھی ہوا اب سبکو معلوم ہو گیا امید
 سے سامان شادی طرفین میں ہونے لگا تاہم مانجھا و ساہجی و برات وغیرہ اہل تجم کی سائے سے
 ساعت تک دیکھ کر مقرر کی گئی بیان سے تھے اثر دربریزا کی طرف سے بڑی دھوم سے مانجھا
 گیا تمام لشکر ہمراہ تھا برنگ کے بانجے بچے ہوئے مانجھے تھے ہمراہ تھے مانجھا دولہ نے پہنا ناچ و
 رنگ شروع ہوا اگلے دن سے تا جو کھی جلسہ عیش و عشرت برپا رہا بیان سے ساہجی بڑی دھوم
 سے گئی وہاں سے ہندی آئی بیان سے برات گئی سب سوم جو اس زمانہ میں جاری تھے ادا
 ہوئے بہت کچھ جہیز وغیرہ اثر دربریزا دے نے دیا چیز ملک میں سب طلسم دہو یا برات مکان نوشاہ پرانی
 بیان بھی سب رسمیں ادا ہوئیں دولہن اور دولہ محلہ عشرت میں شریف لائے پس دولہ نے کا
 دل حاصل کیا اُس کو نہ سفتہ کو اپنے تیشہ سے سفتہ گیا مراد دلی حاض کی لولوے شاہوار
 نے صدف میں قرار پایا صبح ہوئی ایک اس حجرہ سے سرخرو و دھواں و دھواں کا دھواں
 رشتہ کا آیا دولہن کو لیکھا شام کو جو کھی بیان سے گئی جو کھی سے بھی فراغت ہوئی راوی نے
 بیان کیا ہے کہ ملکہ نایاب پری امیدن سہراب ثانی سے عالم ہوئی تھی کہ اسکے بطن سے لڑکا
 پیدا ہوتا ہے کہ جسکا ذکر دفتر نیزنگ قاف میں ہے جو کہ اس دفتر کے بعد ہی بہت بہادر اور شجاع ہوتا ہے
 غریب بڑے معرکہ سر کرتا ہے اگر اس دفتر کے خرمہ کریلی نوبت آئی تو اُسکے کارنامہ کا حال خبر
 ہوگا جب ناظرین ملاحظہ فرمائیں گے تو لطف اٹھائیں گے پس جب جو کھی چالے سے فراغت ہوئی
 شاہزادے نے اثر دربریزا دے سے کہا کہ اب ہم سے رخصت ہوتے ہیں اُس نے بہت روکا
 مگر شاہزادوں نے نہ مانا آخر امر ایک دن فرار پایا شاہزادے نے حکم دیا کہ سامان سفر تیار ہو

بس سب سامان ہونے لگا دیو خروس سے کہا کہ ہم تمہارے ملک کو چلیں گے اُسے عرض کیا کہ
 میں رخصت ہوتا ہوں تاکہ سامان کروں شاہزادے نے رخصت کیا وہ اتنے ملک میں راہ طو
 کر کے آیا اور سامان دعوت کیا شاہزادہ اُس دن بیان سے جو کہ مقرر ہوا تھا اثر و
 پر نیراد سے رخصت ہو کر روانہ ہوا بیان کہ ہمیں گیا تمام اہل شہر تاجہ شہر ہو جانے آئے اور اثر و پر نیرا
 بھی ستواری ناموس کی شاہزادے کے ہمراہ تھی دو لاکھ پیرای و دیو و پر نیراد اسے لشکر سے
 اثر و پر نیراد نے شاہزادہ کے ہمراہ کر کے تھے پس شاہزادہ نے اثر و پر نیراد کو رخصت
 کیا خود مر حلقہ خراسان کی طرف روانہ ہوئے جہاں تک گرد لشکر نظر آئی اثر و پر نیراد مع لشکر کے کھڑا ہوا
 کیا جب نشان گرد بھی مٹ گیا اُس وقت شہر میں واپس آیا اور اب باطنیان حکومت مثل سابق کر
 لگا بیان شاہزادہ بعد قطع راہ کی جب قریب مر حلقہ خراسان کے ہوئے شاہزادے نے سامان دعوت
 کر کے چند دیو مقرر کیے تھے کہ جب لشکر طلسم کشا میرے ملک کے قریب آئے ہجگو خبر لیں استقبال
 کر کے شہر میں لاؤنگا دعوت کر دینگا ان دیو و ن نے خروں کو خبر کی کہ طلسم کشا تشریف لایا بس خروس
 مع لشکر اور سرداروں کے باہر شہر کے آیا دھڑ لشکر طلسم کشا آیا شاہزادہ سے ملا اور دستہ موسی
 حاصل کی لشکر کو بیرون شہر مقیم کیا اور سب بارگاہین برپا ہوئیں بارگاہ چل چرائے سلیمانی اور ابو نیراب
 رہی لشکر بیان اثر شاہزادہ مع سرداروں کے ہمراہ خروس کے شہر میں تشریف لے گیا شہر کو
 بہت آباد و عایا کو دلشاد پایا شاہزادہ شہر کی سیر کرتے ہوئے ایوان میں تشریف لائے اہل شہر نے
 بھی قد موسی حاصل کی اور بہت تعریف کی بیان دیو خروس نے یہ انتظام کیا تھا کہ جس قدر لشکر کے
 تھے منہدم کر کے تھے مسجد بنائیں تھیں پس شاہزادہ ایوان میں تشریف لائے دنگون میں
 ہوئے اور سردار کرسیوں پر قیام پذیر ہو کر صحبت خراب کیا برپا ہوئی راج رنگ شروع ہوا تین دن تک
 صحبت عیش و عشرت برابر رہی بڑی دھوم دھام سے دیو خروس نے دعوت کی بعد ان فراغ ہوئے
 شاہزادے نے دیوان سے کوچ کیا دیو خروس نے اپنی طرف سے اپنے وزیر کو حاکم کیا اور
 خود ایک لاکھ بری دیو و پر نیراد کو لشکر کے ہمراہ رکا بلا دیا نے شاہزادہ دیو اسید کے ملک
 میں آیا اسے بھی قتل سے اگر سامان دعوت کیا تھا اسی طور سے استقبال کر کے لے گیا اس شہر
 کو بھی خوب آباد کیا تین دن تک بیان بھی مہمان رہے جو تھے روز بیان سے طرف شہر تو قیام کے
 کوچ کیا دیو اسید بھی اپنی طرف وزیر کو حاکم کر کے مع ایک لاکھ پچاس ہزار دیو و پر نیراد کے ہمراہ
 رکاب ہوا دیو پر نیراد و عقاب پر نیراد قتل سے شہر میں آئے سامان دعوت کیا جب شاہزادے ہوئے
 استقبال کر کے لے گیا شاہزادوں کو اس شہر کو بھی خوب آباد پایا بیان بھی تین دن مہمان رہے جو تھے
 روز بیان سے طرف شہر طوغان پر نیراد کے کوچ کیا چونکہ دیو و پر نیراد ابھی کم سن تھا اس سبب سے
 ہمراہ نہیں ہوا صرف پچاس ہزار دیو و پر نیراد اپنے لشکر سے ہمراہ کر دیے طوغان پر نیراد نے قتل
 سے بیان اگر سامان دعوت کیا استقبال کر کے لے گیا یہ شہر بھی بہت آباد تھا بیان بھی تین دن تک
 مہمان رہے اُس زمانہ میں طوغان نے بذریعہ پیام تر کے عرض کیا کہ جب شاہزادہ قتل میں تشریف
 لایا تھا اور لوح حاصل کی تھی میں نے عرض کیا تھا کہ ایک دختر رکھتا ہوں اسکو برا سے خدمت
 قبول فرمائے فرمایا تھا کہ بعد فتح طلبہ دیکھا جائیگا لہذا امیدوار ہوں کہ میرا تحفہ قبول ہو ستم نانی
 نے اور شہر یار و آیرج نامہ ارسا فرمایا کہ ہماری طرف سے کہا کہ تبسم اللہ ہو ہجو منظور ہو جس

گل خوشبو عین جلسہ میں سہراب ثانی کے سینہ پر مارا گیا سکو لپٹیں ہوا کہ دختر طوغان بریزاد
 طلسم کشا کے ساتھ قسوب ہوئی سامان شادی ہونے لگا تارنج وغیرہ مقرر ہوئی بڑی وقار
 سے مانجھا ہوا ساخن ہمدی ہوئی اسکے بعد رات ہوئی بہت کچھ ہنرمین ملا برات نوشاہ کے
 گھر پرانی نوشاہ نے عروس سے کام دل حاصل کیا اسی شب گوئز مراد صرف آرزو میں قرار پایا
 راوی نے بیان کیا ہے کہ بطن سے سحاب پر کی دختر طوغان بریزاد کے کچھ ایک لڑکا ہنسیت
 حسین و جمیل وہاں درو بجاع پیدا ہوا ہے کہ اسکا بھی ذکر دفتر ننگ یافت میں ہے جو کہ اس دفتر کے بعد
 ہے اس دفتر میں نہایت عجیب و غریب واقعات ہیں اور صاحبقرانی پریع الملک کی ہے بعد
 انفرانغ شادی شانزادوں نے وہاں سے بھی کوچ کیا طلسم شہر میں حصار کے طوغان بریزاد
 اپنے وزیر کو یہاں کا حاکم کر کے مع دو لاکھ دیو و پریزاد کے ہمراہ ہوا حسان بریزاد نے پہلے سے تاکر
 سامان دعوت کیا اور سب شانزادوں کو مع خدم و حشم کے ہونے استقبال کر کے لگیا بڑی دھوم
 دعوت کی یہ بھی شہر بہت آباد تھا یہاں شانزادہ مانج روز مہمان رہا مرقد شاہ صفاکیش و شہر کی
 زیارت کی بہت کچھ زبرد جو اہر چڑھایا اور سب نے کاتھ پڑھا اب وہاں سے کوچ کیا طرف مکان
 دیو مینارنگ کے حسان بریزاد بھی مع ایک لاکھ پچاس ہزار دیو و پریزاد کے ہمراہ ہوا اپنے
 فرزند کو بادشاہ کیا دیو مینارنگ نے بھی قبل سے اگر سامان دعوت کیا اور استقبال کر کے
 لگیا اسکا بھی شہر خوب آباد تھا بڑے نزدیک و حشم سے دعوت کی یہاں بھی شانزادہ تین دن
 مہمان رہے وہاں سے کوچ کیا اب شانزادوں کے ہمراہ آٹھ لاکھ دیو و پریزاد ہیں ایک لشکر کثیر
 ہے دیو مینارنگ بھی میں ہزار پریزادوں سے ہمراہ رکاب ہوا بس شانزادوں نے حصار
 میں حصار میں اگر قیام فرمایا اب یہاں لشکر کو شانزادے نے بموجب ارشاد ابرج نامہ اور شہر
 عالیو فار درستم ثانی اپنے بدر بزرگوار کے آراستہ کیا اور حکم دیا کہ لشکر کوچ کرے اس درہ کو
 سے نکلے بیرون طلسم روانہ ہوا رازی نے بیان کیا ہے کہ وہ درہ اصلی تھا طلسمی نہ تھا کہ بعض طلسم
 برباد ہو جانا بیرون درہ سلیمان بریزاد مع اپنے لشکر اور فرزند اور پریزادوں کے مقیم تھا کہ جسکو
 شانزادے نے رہا کیا تھا اور انتظار شانزادہ گر رہا تھا اور پر روز کشا تھا کہ ابھی تک وہ شہر میں
 طلسم فتح کر کے تشریف نہیں لایا نہ معلوم کیا سبب ہے ایک دن کا ذکر ہے کہ یہ بارگاہ میں بیٹھا ہوا
 ہے صحرا کی سیر کر رہا ہے اور وہاں بموجب حکم شانزادہ لشکر مرتب ہو کر روانہ ہو چکا ہے صبح کے وقت
 سلیمان بارگاہ میں بیٹھا ہوا ہے پلو میں اسکا فرزند دل بند ہے اور کرسیوں پر سہ دار میں کہو کہ اسنے
 شہر کل شہر کو طلب کر لیا ہے اور سب سردار بھی حاضر دربار ہیں کہ دفعۃً کوہ سے گرد غلیم بلند
 ہوئی کہ جسے شہر دیار کو تیرہ و تار کر دیا یہ گرد و غبار جو سلیمان نے دیکھا ان پریزادوں کو حکم دیا کہ
 جو ہر کاروں میں ملازم تھے کہ خبر لیا کہ یہ گرد و غبار کیا بلند ہے گو آمد لشکر کی نو خبر وہی مگر معلوم تو
 ہو کہ یہ کسکا لشکر ہے وہ پریزاد فوراً روانہ ہوئے اور قریب گرد و غبار ہوئے جب دامن گرد
 شق ہوا تو دیکھا آگے آگے تھے چڑکاؤ کرتے ہوئے آگے عقب میں نو سو علم نشان لاکھ سپاہ
 دیو نشان آتھیں لیے ہوئے آگے عقب میں اور سب سامان سواری بعد اسکے آراہونہ زرد جو اہر
 کے صندوق بار میں محافہ ناموس کے ہمراہ ہیں اور ہزاروں آراہونہ بارگاہ اس کے عقب میں اور
 بہت سے دیو ہیں آگے بعد دیکھا پھر جلوس سواری نمودار ہوا بعد اسکے لشکر کثیر کی آمد شروع ہوئی سو

یوزاد و پرنزاد کے اور کوئی اس لشکر میں نہ تھا دیکھا کہ وسط لشکر میں چار مرکبوں پر چار جوان باہ طاقت
 مہر بیکر سوار تھے انہیں وہ جوان بھی ہو جو کہ برائے فتح طلسم گیا تھا بڑے جاہ و حشم سے جلا آتا ہے عقب
 میں لشکر بشیارت ہو جس وہ پرنزاد شانزادے کو دیکھا اور دریافت کر کے سر پر پانوں لکھا بھاگے اور صف
 سلیمان پرنزاد میں آئے اور آداب شاہی بجالا کر عرض کیا کہ مبارک ہو کہ یہ جو گرد و غبار بلند
 ہوا یہ آید لشکر طلسم کشا ہو وہ شہر یا طلسم کو فتح کر کے مع لشکر کے بیرون طلسم شریف لایا ہو
 یہ سننا تھا کہ سلیمان کو ایسی خوشی حاصل ہوئی کہ احاطہ تحریر سے باہر ہو انکو انعام دیکر رخصت کیا اور
 خود مع کل سرداروں و فرزند و کل لشکر کے سوار ہو کر برائے استقبال چلا جب قریب لشکر پہنچا
 ایک طرف صف باندھ کر کھڑا ہوا اتنے میں آید لشکر شروع ہوئی لشکر کو خوب آراستہ پایا شانزاد
 کو دیکھا اور تین آدم زاد نظر آئے شانزادے نے سلیمان اور اسکے فرزند کو پہچان پس لشکر کو
 قیام کرنے کا حکم دیا لشکر اس صحرا میں ایک طرف فروکش ہوا ناموس جسے میں آئے شانزاد
 بارگاہ میں فروکش ہوا سلیمان اور اسکے فرزند اور سب سرداروں نے قدمبوسی حاصل کی ہو گیا
 اشارہ بٹھکے کا بلا سب محراب سلام کر کے بیٹھے سلیمان نے عرض کیا کہ میری دو غرضیں ہیں انکو
 قبول فرمائیے فرمایا بیان کرو اس عرض کیا ایک غرض یہ کہ حالت طلسم ہو اور ان پر گواروں سے آگاہ فرمائیے جو کہ
 مثل آب کے ہیں اور انہیں اور آب میں نہ ہو فراق نہیں ہو دوسرے میرے شہر میں زلیف
 لعلی اور میری دعوت قبول فرمائیے نشانزادہ نے کہا کہ اچھا پہلے شانزادے نے ملک مرج
 کثیر اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ میرے جہاندار ہیں میں انکا ادائیگی ظلام ہوں انکا اسم مبارک
 ملک ایمرج فوجوان ہے اور یہ دوسرے جو آگے برابر دنگل پر شریف فرما ہیں میرے بند
 بزرگوار ہیں انکا نام رستم ثانی ہے اور یہ جو برابر میرے والد کے دنگل پر شگن ہیں انکا نام شہنشاہ
 عالیو قار ہے اور میرے عم عالیقدر ہیں یہ فرما کر سب واقعات طلسم بیان کیے اور فرمایا کہ انھیں
 صاحبوں کی رہائی کے واسطے میں نے اتنی بڑی کوشش کی اور طلسم فتح کیا خداوند کریم نے
 مجکو میرے مطلب پر کامیاب کیا یہ فرما کر سب سرداروں اور بادشاہوں کے نام بتائے جو
 طلسم سے ہمراہ آئے تھے اور ان لوگوں کے نام سے آگاہ کیا کہ جنکو قید طلسم سے رہا کیا تھا اور
 فرمایا کہ تم اپنے ملک کو جاؤ میں آتا ہوں میں نے تمھاری دعوت قبول کی پس سلیمان پرنزاد اپنے
 فرزند کو خدمت میں چھوڑ کر اور چند سرداروں کو اپنے ہمراہ لیکر شہر میں آیا سامان ضیافت میں مصروف ہوا
 شہر کو آئینہ بند کیا ہر گلی و کوچہ کو صاف کر دیا بڑے تزک و احتشام سے دعوت کا سامان کیا برائے
 تمام تافت سے طلب کیں یہاں تک کہ شانزادہ نے وہاں سے کوچ کیا قریب شہر آکر فروکش ہوئے
 سلیمان کو خبر ہوئی وہ اگر بڑی تعظیم و کرم اور تواضع سے شہر میں لایا پھر شہر کی سیر کرائی شہر کو خوب
 آباد پایا ہر گلی کو بخیر اہل شہر سے ملو تھا اسکے بعد دارالعمارت شاہی میں آئے ایوان میں پہنچے سلیمان
 نے قصد کیا کہ تخت پر بٹھاؤں انکار کیا اور کہا کہ ہم لوگ تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں میں تمھارا تخت و تاج
 تمکو مبارک تر ہے اتھو کھڑ کر سلیمان کو تخت پر بٹھایا اسنے صحبت عیش عشرت کی کتناستہ ہونے کا حکم دیا
 سابقان زمین ساق نے اگر سبکو بادہ گلگون سے سیراب کیا اسکے بعد ناچ رنگ ہونے لگا سلیمان پرنزاد
 نے بڑی دھوم سے دعوت کی بندرہ دن تک بزم عشرت برپا رہی شولہوں دن برخواست ہوئی شانزاد
 لشکر میں آیا بعد دو دن کے جب آرام پایا تو وہاں سے کوچ کا حکم دیا سلیمان نے اصرار کیا شانزادے

نے فرمایا کہ اب میں نہیں چھڑ سکتا ہوں اُسے قصہ ہمراہ چلنے کا کیا اسکو منع کیا پس ہمالیوں اسکا فرزند
 ہمراہ رکاب فلک انتساب ہوا پچاس ہزار دیو و پیر زاد کے لشکر سے اور وہ بھی دیو و پیر زاد ہمراہ ہوئے کہ جنگ
 ہمراہ فرزند ہمالیوں کے رہا کیا تھا پس وہاں سے شاہ زاد سے نے بعد جاہ و حشم کو بیخ فرمایا طرف جزیرہ
 ارغنون کے کیونکہ صدق پر نیراد سے اقرار کر چکے تھے کہ جب میں اپنے کام سے فراغت حاصل کروں گا تو
 وہاں سے واپس آؤں گا ضرور تمھارے جزیرے میں آؤں گا اور تمھارا بیوہ لگا اور تمھو اپنے حال سے
 آگاہ کروں گا پس اسی سبب سے ادھر کو روانہ ہوئے طم مراصل و قطع منازل کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں
 یہ تو راہ میں ہیں ابدیادی حال صدق پر نیراد کا بیان کرتا ہے کہ اُسے ایک مدت تک انتظار کیا کہ اب
 وہ شہر پار آتا ہے اور آپ لگا جب زمانہ زیادہ گزرتا تو خیال کیا کہ شاید فراموش کیا الکیں کا ذکر ہو کہ مع
 سرداروں کے برائے شکار صحرائیں آنا شکار میں مصروف تھا کہ ایک طرف سے غبار بلند ہوا اسے
 ہر کارے برائے دریافت خبر روانہ کیے وہ ہر کارے جلد دریافت کر کے واپس آئے اور عرض کیا کہ ایک
 لشکر کثیر آتا ہے ہم نے جو دریافت کیا تو اہل لشکر سے معلوم ہوا کہ یہ لشکر طلسم کشا کا ہے طلسم کشا طلسم
 فتح کر کے سب مال و اسباب طلسمی لیے ہوئے اپنے ملک کو جاتا ہے حضور ہم کیا عرض کریں جو شان شوکت
 ہے لشکر کی اور طلسم کشا کی خداوند خود کسی مقام پر کھڑے ہو کر ملاحظہ فرمائیں پس صدق پر نیراد ایک
 طرف اپنے سرداروں کو لیکر کھڑا ہوا چونکہ وہ صحرا بہت بڑھا تھا شاہ زادوں سے لشکر کو اسی صحرائیں آتے
 کا حکم دیا تھا پس دامن گرد کا شگاف ہوا صدق پر نیراد نے دیکھا کہ اس ردی سے پیدا ہوئے وہ
 ایک طرف قائم ہوئے اُنکے بعد ارانے غصے بارگاہ شہ کے آگے خیمہ وغیرہ برپا ہوئے آخر لشکر شروع
 ہوئی اور جلوس سواری آنا اسکے بعد دیکھا کہ محافظ ناموس کاہلوں و خزانہ اسکے بعد دیکھا کہ حار آدم زاد
 جاریہ کیلن بری نیراد ہوا پھر اب جو غور کر کے دیکھا تو اس جوان کو پایا کہ جسے دیو دراز قد و قفل
 کر کے اسکے ہاتھ سے اسے بھات دی تھی پس دیکھا کہ اپنے سرداروں سے کہا کہ اسی جوان نے میری
 جان بچائی تھی کیا صاحب اقبال ہو یا تو اکیلا گیا تھا یا اسقدر لشکر لیکر آیا بڑا صاحب اقبال ہو میں اسی
 جوان کا ذکر کرتا تھا انھوں نے عرض کیا کہ یہ تین جوان جو کہ مثل اسکے اور تین یہ کون ہیں صدق پر نیراد
 نے دیکھا کہ برابر اس جوان کے اور تین جوان ہیں جو کہ بالکل اس سے مشابہ ہیں سر و فرق
 نہیں ہو صرف فرق اسقدر ہے کہ ابھی کم سن ہو وہ سن دار ہیں یہ دیکھا کہ اپنے سرداروں سے کہا کہ میں اسے
 واقف نہیں ہوں میں اسی شہر پار کے انتظار میں بیقرار رہتا تھا صدق پر نیراد یہ باتیں کر رہا ہے
 وہاں لشکر فروکش ہوا چیموں میں ناموس اتر سے بازار میں آراستہ ہوئے راوی نے کہا کہ جہاں باج حار
 قیام کرنے کا قصد ہوتا تھا وہاں بارگاہ طلسمی برپا کی جاتی تھی پس یہاں بارگاہ برپا ہوئی شاہ زادہ آپہنچی
 بارگاہ میں مع سرداروں اور بادشاہان طلسم کے داخل ہوا جب لشکر اتر چکا صدق پر نیراد اپنے
 سرداروں کو ہمراہ لیکر طرف لشکر کے چلا آئے کہا کہ جلو ملازمت حاصل کریں میں یہ خیال کرتا ہوں کہ مجھے جواز دینا تھا
 اسی اقرار کے بموجب تشریف لائے ہیں میں تو خیال کرتا تھا کہ فراموش کیا ہو گا کہ معلوم ہوا کہ قول کو صادق ہیں پس
 میں داخل ہوا تمام لشکر کی سیر کرتا ہوا قریب بارگاہ آیا دیو کلکال دربار گاہ پر بزمیہ سیدہ سالاری تھا جب یہ در
 بارگاہ پر پہونچا اُسے کہا کہ تم کون ہو جو اندر بارگاہ کے جانے کا قصد رکھتے یہ بارگاہ اس شخص کی ہے کہ جسکا
 نام سہراب ثانی فاتح طلسم پہل چراغ سلیمانی ہے جو دن اجازت کوئی نہیں جاسکتا ہے اسے نام سے آگاہ کرو
 ہم جا کر عرض کریں اگر اجازت لیلی تو جانا لینگا ورنہ واپس جانا اُسے کہا بہت خوب تم جا کر عرض کرو کہ اپکا غلام

دیر نہ صدف پر نیراد در دولت پر حاضر ہو شرف ملازمت کا فواشکار ہو اُسکے بارہ مہین کیا حکم ہوتا ہے
 و لو کما کمال یہ سنے اندر بارگاہ کے آماجرا کر کے جو صدف نے عرض کیا تھا عرض کیا شانزادے نے فرمایا کہ
 اُسکو بھیج دو بس و لو کما کمال نے کہا کہ جاؤ تمکا طلب کیا ہو بس صدف پر نیراد مع سرداروں کے بارگاہ میں
 آجا عجب شان و شوکت کی بارگاہ پائی اور تمام بارگاہ کو سب سرداروں سے ملو یا یاد کیا کہ دو جوان ایکے نکلے
 متمکن ہیں اُسکے برابر اور تین جوان جلوہ فرما ہیں میرا دون دیو پر نیراد کر سیدو نہر بھیجے ہوئے ہیں ملازم
 خدمتگار دست بستہ حاضر ہیں یساول و جویدار مودوب کھڑے ہیں کسیکو یہ بار نہیں ہو کہ سر اٹھا کر دیکھ سکے
 سب سر جھکائے ہوئے بیٹھے ہیں کہ صدف پر نیراد نے مع سرداروں کے بارگاہ پر پہونچ کر بہت اُدب سے
 ہوا کیا شانزادوں نے جواب سلام دیا اور فرمایا کہ کرسیاں لاؤ اُنکے واسطے صدف پر نیراد نے دو درکار
 قدم ستراب ثانی کے چومے اور اُسکے بعد اور سب سرداروں نے قدم چومے شانزادے نے اُنکو حکم دیا
 کہ بیچو صدف پر نیراد مع سرداروں کے علی قدر مراتب کر سیدو نہر بھیج گیا جب سب بیٹھے اُسوقت صدف
 پر نیراد نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ اب حضور حسب وعدہ میرے نفس خانہ میں تشریف لے چلین اور میں آپ کی
 خدمت کروں اور اسم نامی سے اور اپنے حال سے آگاہ فرمائے اور واقعات طلسم سے بس شانزادے نے
 اپنے خاندان سے اور اپنے نام سے اور اپنے والد و جد و عم کے نام سے اور کل واقعات طلسم سے اور
 و لو اور پر نیراد اور سرداروں کے حالات سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ میں ان بزرگواروں کی رہائی کے لیے جاتا تھا
 اُسوقت بمبصاحت اپنے حال سے آگاہ نہیں کیا لو اب تو آگاہ کرو ابس صدف پر نیراد بھی کر سی پر سے اٹھا
 ملک ایرج و شہر یار و رستم ثانی کے بھی قدم چومے اُنھوں نے شفقت فرمائی وہ پھرا کر کر سی پر بیٹھا بس
 عرض کیا کہ میرے نان و نمک کو بھی قبول فرمائیے جواب دیا کہ تم نے قبول کیا بس وہ رخصت ہو کر اپنے جزیرہ
 میں مع اپنے سرداروں کے باہن کرنا ہوا آیاراہ میں کہا کہ تم نے دکھا کہ یہ لوگ کیسے ظلمت میں اٹکی کس زبان
 سے تعریف کیا ہے بس اپنے جزیرے میں آیا سامان دخت کر کے پھر خدمت شانزادہ میں عرض کیا کہ
 تشریف لیجئے تفس شانزادہ مع سرداروں اور پردہ و جد کے ہمراہ صدف پر نیراد کے جزیرے میں آجا جزیرے کو
 خوب آباد پایا پر مقام پر خوب گل و صنوبر لگے ہوئے تھے سب اہل جزیرہ نے شانزادہ کے قدم بوسی
 حاصل کی شانزادہ عمارت شاہی میں تشریف لایا صحبت عیش و عشرت برپا کی جام بشارت گردش میں
 آیا طلسم تلخ رنگ برپا ہوا چار دن تک محفل عیش برپا رہی باہنچو میں دن شانزادہ جزیرہ سے لشکر میں
 آیا اور دو روز کے بعد صدف پر نیراد سے فرمایا کہ اب تم اپنے ملک کی طرف جاتے ہیں تم اپنے جزیرے
 کو اپنے عرض کیا کہ میں رکاب سعادت سے اب ایک بل جدا نہو گا شانزادے نے فرمایا کہ تمہارا جزیرہ
 ہو اگر تم چلے جاؤ گے تو گویا نہر و بست ہو گا عرض کیا کہ میں کسیکو نہاں اپنی طرف سے حاکم کر دوں گا اور آپ کے
 جلوں گا فرمایا کہ جاؤ بند و بست کر آؤ وہ رخصت ہو کر گیا اور اپنی طرف سے اپنے وزیر کے حاکم جزیرہ کر کے اور حکام
 نیراد دیو پر نیراد ہمراہ لیکر حاضر خدمت ہوا بس یہاں سامان سفر ہو چکا تھا خیمہ و غیرہ باری تھے بس اُس وقت چل پر چوٹ
 بڑی اب شانزادہ بعد چاہ و شتم طرف قلعہ یا قوت نگار کے مجدم و چشم روانہ ہوا قطع منازل و طر کرتا ہوا چلا
 اسکو راہ میں رکھے اب کچھ حال قلعہ یا قوت نگار کا سماعت فرمائیے

اب شہد و کمان قلعہ یا قوت نگار و حالات اخضر پر نیراد کہ خبر مانا طلسم کے فتح ہونے
 کی اور شانزادے کی مع خدم و چشم ادھر کو آنے کی اخضر پر نیراد کا یہ خبر سننے خوش

ہونا اور برائے استقبال پر نیرادون کو روانہ کرنا شاہزادے کا معرستم ثانی و
شہر یار عالیو قار و ایرج نامدار و کل لشکر کے داخل قلعہ ہونا اپنے نانا اور مان سے ملنا سبکا
خوشی کرنا اور محفل عیش کا برپا ہونا بعد اختتام جشن بصلح ایرج نامدار و شہر یار عالیو
سفر کرنا برائے روانگی پردہ قاف و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بیت

سخن ساز سے کہ معنی ساز کو | سخن این چنین آغاز کردہ | نوب زندہ دفتر داستان
چنین سے نگارند این داستان | راویان در دو غم و حاکمان مسرت شیم اس | اشان لسان کو بون
تحریر کرتے ہیں کہ بموجب سرور جہی کے زائچہ کرنے کے اور خبر دینے کے شاہزادہ سلامت
ہو اور بعد چھ ماہ کے بخدم و حشم تشریف لا گیا اسمین فرق نوگا اخضر پر نیراد کو اطمینان ہوا تھا
مگر چند دیو پر نیراد برائے تلاش روانہ گئے اور چند دیو طرف طلسم حمل جراح تسلیمانی کے روانہ گئے تھے
چنانچہ وہ دیو پر نیراد برائے خبر گئے ہوئے ہیں یہاں اخضر پر نیراد انکا انتظار کرتا تھا کہ دیکھے وہ
دیو پر نیراد کیا خبر لیکر آتے ہیں اور سرور زابل دربار سے کسکرتا تھا کہ وہ دیو پر نیراد ابھی تک کچھ خبر
لیکر نہیں آئے سرور جہی سے کشتا تھا کہ آپ کی مدت کا زمانہ کم ہوتا جاتا ہو اور وعدہ کا دن فریب آتا
جاتا ہو وہ عرض کرتا تھا کہ کبھی فرق نوگا اگر فرق ہو تو میں اپنا خون مع انبی اولاد کے آپ کو محل کر دے
فورا حکم قتل فرما لے گا یہی حال ہر روز اخضر پر نیراد مضرب پری اپنی دختر سے آکر بیان کر دیتا تھا
کہ یہ سرور جہی کہتے ہیں مگر وہ مان تھی اسکی بقرار اور اضطراب نہ جاتا تھا رات دن رویا کرتی
تھی سو کچھ کر کاٹا ہو گئی تھی چہرہ ارغوانی ہو گیا تھا یا وہ حالت تھی کہ آفتاب شرمندہ ہونا تھا اخضر
پر نیراد اسکی حالت دیکھ دیکھ کر بہت پریشان ہوتا تھا مضرب پری ہر روز بادشاہ سے
کہتی تھی کہ سرور جہی سے دریافت فرمائیے کہ اب کس قدر زمانہ باقی ہو بادشاہ اسکی کہنے سے دریا
کرتا تھا سرور جہی وہی جواب دیتا تھا شہر میں کسی مقام پر بزم عشرت نہ برپا ہوتی تھی سب سے
شادیاں موقوف کر دی تھیں شاہزادے کے غم و الم میں مبتلا تھے اس امر کو عرضہ گذرا یعنی پانچ ماہ پندرہ
یوم گزرے کہ اخضر پر نیراد نے سرور جہی سے کہا کہ اے سرور جہی واقعت امر رات ہی جو نمنے حکم لگایا
تھا اسکو ایک مدت ہوئی لے لے تمہارے حکم لگانے پر پانچ ماہ پندرہ یوم گزر گئے اب آپ کی رات میں
پندرہ یوم باقی ہیں اور کوئی خبر نیست و نیست کی نہیں آتی اسوقت تو زائچہ ملاحظہ فرمائیے سرور جہی
نے عرض کیا بہت خوب بس اسوقت سوا ہاتھ زمین لیسی اور اصطلاب کو آفتاب سے مقابل کیا
نخنہ نعتل بر قرعہ فکر کو بھینکا اور احکام استخراج کرنے کے سراٹھایا مگر چہرہ سے آثار مسرت ہوا
تھے ہاتھ جو قرعہ عرض کیا کہ حضور کو مبارک ہو آج کچھ خبر خوش سمع اقدس سے گزرے گی کہ جو باعث دفع شرقات
ہوگی اور اضطراب کو رفع کریگی اور انھیں پندرہ یوم میں شاہزادے سے ملاقات ہوگی
انشا اللہ تعالیٰ وہ حسب المراد واپس آئے انکے ہمراہ انکے پردہ غم بھی ہونگے میرے زائچہ میں
تو نکلتا ہے اور یہ میرا علم خبر دیتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ اگر یہ امر ہو تو میں آج آپ کو زکیر دوں گا کہ آپ نے اٹھ
نہ سکیگا یہ فرما کر کہا کہ خدا ایسا کرے تاکہ مضرب کے نودل کو کل آئے یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں
کہ یکایک وہ دیو جو کہ طرف طلسم سلیمانی کے روانہ ہوئے تھے برائے دریافت حال اور برائے

تلاش سہرا بستانی حاضر خدمت ہوئے اُنکی یہ حالت تھی کہ چہرہ پر آثار مسرت ہو رہے تھے سانس بھی
 ہوئی تھی جو اس بھانہ تھے فرط خوشی سے اُنکی غیبت حالت تھی آتے ہی قریب تخت گر پڑے اور قصد کرتے تھے
 کہ کچھ کلام کریں مگر سبب خوشی کے کلام نہیں کیا جاتا ہی مجرا و سلام تک نہیں کیا اُحضرت نے کہا کہ اُنکو
 اٹھنا و اُدرائے کہو کہ کیا ایسی خبر لائے ہیں کہ جو یہ انکا حال ہی میرے دل کو نشوونما دیتی ہو یہ تو دہی ہو
 ہیں جو کہ براب خبر شاہزادہ طرف طلسم جل جلالہ سلیمانی کے گئے تھے ایسے ہی جو اس ہو کر آئے ہیں
 کہ تیرے خیال تک نہیں ہی چند دیو آئے اُنکو اٹھایا اور لہا کہ جو اس درست کر دیکھو سامنے بادشاہ
 تشریف فرما ہیں ایسے نے ادب ہو گئے ہو کہ کچھ خیال نہ رہا یہ جو انھوں نے کہا اور اُنکو اٹھایا انھوں
 نے اپنے جو اس درست کیے جب جو اس بجا ہوئے پہلے مجرا کیا پھر دعا دشتاے شاہی بجالائے
 اُسکے بعد عرض کیا کہ ہم وہ خبر لائے ہیں کہ حضور ہمزور و جوار سے مالا مال کر دیئے بادشاہ نے فرمایا
 بیان کرو انھوں نے عرض کیا کہ غلام بموجب احکام سرکار برائے تلاش شاہزادہ بلند اقبال طرف طلسم
 کے گئے تھے جب ہم راہ چل کر کے سرحد طلسم پہنچے تو ہم نے کوئی دہان آثار طلسم نہیں پایا مگر حد تو ہم کو
 معلوم تھی ہم آگے نہ بڑھے اسی سرحد پر کھڑے رہے مگر کوئی علامت طلسم نہ تھی مگر اوصاف تھا جہاں
 ہوئے کہ یہ کیا سبب ہی وہاں قیام نہ فرماتے کہ شاید کچھ خبر ملے شب جب گذری صبح کو ہم صحرا میں پہنچے
 لگے کہ کچھ شکار وغیرہ لہجہ تو انہی گشتی کو شکار کر کے بچھا میں ہم تلاش شکار کر رہے تھے
 کہ ہم نے دیکھا طلسم کی طرف سے چند دیو زاد و پرزاد چلے آتے ہیں ہم اور حیران ہوئے کہ نہ ادھر سے
 کوئی آتا ہی نہ جاتا ہی پھر خیال کیا دل میں کہ یہ ساکنان طلسم سے ہیں اُنکو اختیار ہو گا جب وہ طلسم
 سے باہر آئے ہم آگے قریب پہنچے اور ہم نے اُنے پوچھا کہ آپ لوگ کہاں سے تشریف لاتے ہیں اس
 مقام پر تو طلسم تھا اور یہ سرحد طلسم کی ہی ادھر جوتا ہی اسیر ہو جاتا ہی اور ہم نے آج تک ادھر سے
 کسی کو آتے نہیں دیکھا آپ کیونکر آگے تب انھوں نے ہنس کر جواب دیا کہ اُی بھائی آگاہ ہو کہ ہم
 رہنے والے طلسم کے ہیں اور یہ تمہارے بیچ کہا کہ یہ سرحد طلسم ہی ہیں یہ امر ضرور ہو گا کہ ادھر سے ہر
 اجازت بادشاہ کے نہیں آسکتا تھا اور جو اس مقام پر آتا تھا اور جو طلسم پر پہنچا اسیر ہو گیا
 یہ ضرور تھا مگر اب وہ بات جاتی رہی جسکا جی جانے طلسم سے آگے جھسکا جی جانے طلسم کو جانے
 اب کوئی روک ٹوک نہیں ہی ہم نے پوچھا کہ ایسا کیا سبب کہ روک ٹوک جاتی رہی انھوں
 نے کہا کہ چند دن کا عرصہ ہوا ہی کہ طلسم کشا نے داخل طلسم ہو کر طلسم کو درہم و درہم کر دیا تمام طلسم
 فتح کیے بادشاہ طلسم کو زیر کر کے اپنا مطیع کیا بلکہ اُس نے اپنی دختر کی شادی طلسم کشا کے میرا
 کر دی ہے تب ہم نے دریافت کیا کہ طلسم کشا نے یہ طلسم کیوں درہم و درہم کیا انھوں نے جواب دیا
 کہ طلسم کشا کے جد و پدر و عم اس طلسم میں کسی سبب سے اسیر ہو گئے تھے اُنکی رہائی کے
 لیے طلسم فتح کیا بڑا مال و اسباب مع بارگاہ و خزانہ کے ہاتھ آتا ہے ہم نے کہا کہ طلسم کشا کا
 اُنکے بزرگوں کا کیا نام ہو اور طلسم کشا کا سن کیا ہو گا اور اب طلسم کشا کہاں ہو اور کہاں نکارہیں وہاں
 ہی تب انھوں نے جواب دیا کہ طلسم کشا کے جد کا نام ملک ایرج انو جان بدر کا اسم مبارک
 رستم ثانی عالیشان و عم کا نام شہر مار عالیو قار اور خود طلسم کشا کا اسم نامی سہرا بستانی
 نسیرہ حمزہ صاحبقران ثانی سلیمان ہی اور لقب طلسم کشا ہی اور سن کوئی نو دس برس کا
 ہو گا ابھی جوان رہتا ہی طلسم کشا کا مسکن قلعہ زیاقوت نگار ہی طلسم کشا نو اسہ ہی اخصر پرزاد

بادشاہ پردہ پنجم قاف کا اب طلسم کشا نے شہر اژدریہ و قلعہ طلسمی کا بند و بست کر کے مع خدم
 چشم کی طرف مرحلہ جات کے کوچ فرمایا کہ سب مرحلون کی سیر کرتے ہوئے اس نے ملک کو
 جائزہ لگا جب سمجھے یہ سافر آدھان سے ادھر کو روانہ ہوئے کہ اب کو اس حال سے آگاہ کریں
 کہ یہ ملک یہ حال معلوم ہوا ہے حاضر ہو کر عرض کیا ہے جو اخضر پرزاد نے سنا چہرہ فرط خوشی سے سرخ
 ہو گیا اور جسم فرط مسرت سے ایسا تازہ ہو گیا کہ پیر ہن تک ہو گیا اہل دربار کا یہ حال ہوا
 خوشی سے ہر ایک کا دل مثل گل شگفتہ ہو گیا سرور رنجی تو نہال ہو گیا کہ ہر حکم سچا نکلا بس
 اخضر پرزاد نے اسی وقت ہر ایک دیوہر پرزاد کو جو کہ خبر لیکر آئے تھے خلعت گران اور زر کشر
 مرحمت کر کے رخصت کیا وہ خوشی خوشی سلام و محراب کر کے اپنے مقام پر آئے سرور رنجی کو استفادہ
 زرد جو اس مرحمت کیا کہ وہ بالامال ہو گیا حکم دیا کہ خوشی کی نو تہین بچیں تو پین فریہوں یہ حکم دینا تھا
 اسی وقت نو تہانے میں خبر ہوئی نو تہین بچے الگ میں تو پین فریہوں نے لگین اہل شہر کو بھی معلوم ہوا کہ
 شاہزادے نے طلسم فتح کیا اب ادھر کو شریف لانا ہو ابھی یہ خبر آئی تھی کہ اہل خوشی بادشاہ نے
 فرا کی جو سب خوش ہوئے و غم و رنج دلون سے دور ہوئے جب یہ خبر محل میں ہوئی ہر لون نے خوشی
 انورہ خوش ہو پین چل پھل مح اکئی مضراب پری مادر سہراب ثانی اپنے قصر میں بیٹھی ہوئی تھی
 کہ اسکے کان میں نوبت بچنے کی صدا آئی سر اٹھا کر اپنی خواصون سے کہا کہ باد جو دیکر بادشاہ نے
 حکم دیدیا تھا کہ کوئی بزم عشرت ہر پانہ کرے اہل شہر نے شادی شادی ہر ایک جو کسے کے گھر میں شادی
 کی نوبت بچ رہی جو کوئی حکم شاہی کا خیال نہ کیا انھوں نے عرض کیا کہ سنا یا بیگیا بتیں کر رہی تھی کہ
 پری دوڑی ہوئی آئی اور ملک سے عرض کیا کہ مبارک ہو کچھ خبر خوش آئی پھر بادشاہ نے نوبت
 کے بچنے کا حکم دیا تو پین فریہوں ہی ہن شہر بھر سب خوش ہن اب فی ذالمدہ کی خواصین خوش
 خوش بھر رہی ہن اور مبارکبادی دے رہی ہن یہ جو آئے عرض کیا ملک انہی مقام پر تھی
 اس سے کہا کہ کیا بادشاہ شریف لاتے ہن آتے عرض کہ ابھی تو تہین مگر محلہ آئے کسی پرہ
 والے سے سنا آئے اگر محل میں سب سے کہا بس ملک انہی خواصون کو لیکر طرف قصر شاہی کے
 چلی اور سب خواصین مضراب پری کی گرد ہن اور مبارکباد دے رہی ہن کہ ابھی ابھی خبر آئی
 ہو کہ شاہزادے نے طلسم فتح کیا اور سکور ہا گیا اور ادھر کو شریف لانا ہن اسی سبب سے
 بادشاہ نے خوشی کا حکم فرمایا سب خوش ہو رہے ہن کہ مضراب ہوئی مع اپنے خواصون کے
 ان خواصون نے ملک کو بھی یہی مبارکباد دی ملک نے کہا کہ کیا معلوم کیا خبر آئی ہے بادشاہ شریف
 لائیں تو معلوم ہو تو تھارے موہنہ میں تھی شکر ہی خبر آئی ہو یہ کہکریان کے ہاں بیٹھ گئی آئے
 ملائین لین وہان بادشاہ نے دربار برخواست کیا خوشی خوشی ہر سردار طرف اپنے مکان
 کے روانہ ہوا باہم یہ تقریر کرتے جاتے تھے کہ یہ لوگ کیا صاحب اقبال ہن دیکھو تو کیا و تنہا جا
 طلسم فتح کیا اور سکور ہا گیا کیونکہ کس خاندان خوشی میں جو کہتے ہن وہ کہتے ہن اہل دربار تو باہم
 یہ باتیں کرتے ہوئے اپنے اپنے مکان پر آئے سرور رنجی خوش خوش زر کشر لیکر اپنے مکان پر آ یا
 یہاں بادشاہ شاد شاد بند رنج و غم سے آزاد داخل محل ہوا جیسے سنے بادشاہ کو آتے دیکھا
 مجرا بجا لائیں ہوا دب کھڑے ہو میں بادشاہ اپنے قصر میں آئے تھے زور جہ و دھڑلے نے نظر کی
 مضراب نے مجرا کیا بادشاہ نے دعا دی اور مندر پر بیٹھ کر مضراب نے خود پوچھا کہ کیا

کچھ میرے لاڈلے کی خبر خوش آئی بادشاہ نے فرمایا کہ مبارک ہو کہ تمہارے فرزند نے طلسم فتح کر لیا ہے
 اپنے باپ و چچا کو رہا کیا اب مع قدم و چشم کے آتا ہے جب قدر رسد و رختی نے کہا تھا سرسوفرق نہوا یہ کلمہ
 جو خبر دیو پر نیراد تیرا آئے تھے اور انھوں نے جو بیان کیا تھا سب دختر سے بیان کیا مضراب خوش تو
 پہولی اور کہا کہ اتنی والدہ بزرگوار یہ جو کچھ آپ نے فرمایا سب درست ہے مگر اندھا جب قیام سے جب دو آنکھیں
 پائے تا وقتیکہ وہ بیان نہیں آلیا ہے مجھ کو نہیں یقین آتا ہے نہ میرے دل کو قرار آتا ہے خیر یہ خبر معلوم ہوئی کہ زندہ ہے
 بادشاہ نے فرمایا کہ اے بیٹا خوش ہوئے کامیاب ہوئے کہ یہ خبر آئی خدا وہ دن بھی لاہنگا کہ وہ مجھے اگر ملے گا اس دن
 کی کب امید تھی مضراب نے کہا کہ یہ امر ضرور ہے جس بادشاہ نے مجھ کو سیاہ پوشاک بدولائی دلوں تسکین دی اور
 اہل محل نے مبارکباد دی انکو انعام دیا گیا اب بیان سب خوش ہیں دوسرے دن پھر دربار کیا گیا اسی
 طور سے آٹھ روز گزرے تھے مضراب جب بادشاہ محل میں دربار سے آتا تھا تو دریافت کرتی تھی
 کہ کچھ خبر آئی بادشاہ فرماتا تھا کہ ابھی نہیں آئی وہ خاموش ہو رہی تھی گو خوش تو ہوتی تھی مگر منہم بھی تھی
 امر کو آٹھ روز گزرے اور کوئی خبر نہ آئی بادشاہ دربار میں جلو فرماتا تھا مگر اسدن کچھ منہم تھا کسی سے کلام نہ
 کیا تھا کہ چند دیو اور پیر نیراد اگر کسی حالت سے جیسے کہ وہ دیو پر نیراد آئے تھے حاضر دربار ہوئے سننے
 دیکھا کہ وہ دیو پر نیراد تین جواہرات و جانب میں برائے تماشائزادہ بجگ بادشاہ گئے تھے جہاں گئے
 بھی حواس درست ہوئے انھوں نے بجا و سلام کیا دعا دینا بجالائے عرض کیا کہ وہ خبر لائے ہیں کہ
 ہمارے دہن جواہر سے بھر دیئے بادشاہ نے فرمایا کہ بیان کرو انھوں نے عرض کیا کہ ہم بموجب حکم کا
 برائے تلاش شانزادہ روانہ ہوئے اسقدر زیانہ تک کوہ و صحرا گلشن و دیار میں اس گونہ نایاب شہر یاری
 و گل شاداب بختیاری کو تلاش کیا کہیں نہ ملا آخر کو پریشان ہو کر واپس چلے آئے تھے جب
 قریب اپنے ملک کے پہنچے دیکھا کہ گوسون تک خیمے و بارگاہیں برپا ہیں اور ایک لشکر کثیر فزوش
 بازار میں آناستہ ہیں کٹورا کھٹک رہا ہے نشان لشکر کھلے ہوئے ہیں ایک بارگاہ وسط لشکر میں برپا
 ہے کہ جسکا کاس طلائی ہے وہ تمام بارگاہ کا رجوبی ہو بلندی اسکی بلندتی فلک سے کم نہیں ہے وہ
 بارگاہ فلک بارگاہ ایسی ہے کہ کسی خیمہ فلک نے بھی نہ کبھی ہوگی اسکو رو برو یہ جو یہ فلک
 و تار میں کم ہے اس بارگاہ پر تمام گونہ شب چراغ نصب ہیں اور ایک طرف ایک لشکر ایسا فوج
 ہے کہ جسکے اسلحہ و لباس سب نئی وضع کے ہیں اور سب پر حرّ و شب چراغ کا کیا ہوا ہے ہم لشکر
 اور بارگاہ دیکھ کر حیران ہوئے کہ کس بادشاہ جلیل کی بارگاہ اور لشکر ہو کیا کہنے بہارے
 بادشاہ پر لشکر کشی ہو صورت بدل کر داخل لشکر ہوئے اس لشکر میں سوائے دیو زاد و
 پیر زاد کے اور کسی کو نہ پایا دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر طلسم کشا کا ہے طلسم کو فتح کیے
 ہوئے اپنے بزرگوں کو رہا کیے ہوئے اپنے ملک کو جاتا ہے یہ بارگاہ اور خیمہ و خزانہ و اسلحہ
 و لشکر سب طلسمی ہے ہم نے نام دریافت کیا تو کہا کہ سہراب ثانی لیسر رستم ثانی پتھر حمزہ صاحب
 زلزلہ قاف ثانی سلیمان ملقب بہ طلسم کشا طوط قلعہ یا قوت نگار کے آجائے ہیں جو قلعہ
 ہمارے بہت قریب ہے اور حیدر نے بیان قیام فرمانا مع لشکر کے منظور ہے کہ کسی کے ذریعے سے
 خبر کر لیں پس یہ لشکر کہ لشکر طلسم کشا ہے جو ہم نے سنا اور معلوم ہوا کہ اسوقت طلسم کشا
 اپنی بارگاہ میں تشریف فرما ہیں دربار آراستہ ہے گو انکے بیان سے یقین ہو گیا تھا کہ یہ ہمارے
 شانزادے کا لشکر ہے اور وہی فاتح طلسم ہے مگر خیال کیا کہ چلکر اپنی آنکھ سے دیکھ لوں یہ وقت

تبدیل کر کے داخل دربار ہوئے وہ بارگاہ دیکھی کہ کبھی خواب میں نہ دیکھی تھی حضور موجب شہ
عجب بارگاہ عجیب گیر و دار تو گوی کہ یک عرش و کرسی نر + وہ بارگاہ دیکھی کہ ہوش جاتے
رہتے تمام ستون الماس نگار و شب چراغی ہیں فرشتہ نخل کا بچھا ہو گلہ سستہ لگے ہوئے
ہیں فرشتہ پر کار چوبی کام ہو اندر بارگاہ کے سب زر و جواہر نصب ہو گلہ سستہ جواہرات کے طلائی
کمانوں میں ہیں جنس بھول کا درخت ہو اُسکا عطر اس میں بھرا ہوا ہو منقلین روشن ہیں عود و
عنبر سلگ رہا ہو خوشبو سے دماغ معطر ہوئے جاتے ہیں ایوان بارگاہ میں ہزاروں دنگل و
کرسیاں جواہر نگار آراستہ ہیں وسط میں تخت آراستہ ہو اس پر غاشیہ بٹا ہوا ہو دیکھا کہ نذر
دیو پر نژاد کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے ہوئے تھے کہ جبکہ ہم نے آج تک نہیں دیکھا انہیں ہر ایک رستم
وقت واسفند یا زمانہ معلوم ہوتا ہے سب کرسیاں و دنگل سرداروں سے مملو ہیں ہم تخت پر چند بادشاہ
پر نژاد و دیوزاد بیٹھے ہوئے ہیں اب جو غور کر کے دیکھا تو ایک دنگل پر ہمارا شاہ نژادہ نصیر شاہ
شوکت جلوہ فرما رہا ہے لباس زر نگار زیب تن ہو جسم میں تمام گوہر شب چراغ نصب ہیں خود طلائی
سر پہ ہر زہ شب چراغی سیم آتش میں ہو اسکو جواہر نگار زیب کر صندلی شوکت پر متمکن ہو اُنکے
برابر اور ایک جوان جبکہ ہم نے انہیں دیکھا تو بالکل ہمشکل جلوہ فرما ہیں وہ بھی لباس پر تکلف
سے آراستہ ہیں اسکو لگائے ہوئے ہیں اُنکے برابر ہمارے آقا و پیر مرشد والد بزرگوار
شاہ نژادہ سہرا ب شانی آپ کے خلیفہ رستم ثانی دنگل شوکت پر لباس تکلف
سے آراستہ جلوہ فرما ہیں اُنکے برابر ایک دنگل پر عم نامدار کشا نژادہ عالیو قار شہر ارب ذوق تاس
نفیس واسکو سے آراستہ جلوہ فرما ہیں باقی اور بہت سے سردار ہیں یہ جو ہم نے دیکھا حواس جانے
رہے شاہ نژادہ اپنے اہل دربار سے فرما رہا ہے کہ اب تو قلعہ یا قوت نگار بالکل قریب ہو کل کسکو ہاتھ
لے لے نانا کی خدمت میں روانہ کرینگے اور اُنکو اپنے آنے سے آگاہ کرینگے سب کہ رہے ہیں بہت
خوب پس ہم یہ حال دیکھ کر بارگاہ سے باہر آئے اور فوراً ادھر کو راہی ہوئے اب حاضر
خدمت ہو کر سب حال عرض کیا اب ہم لوگ امیدوار انعام ہیں اور حضور پر نور کو مبارک
ہو یہ جو اُن سب نے حال کہا اتنی مبارک اہل دربار کا یہ حال ہوا کہ دل ہر ایک کا شغل
شگفتہ ہو گیا اور اٹھ اٹھ کر بادشاہ کو مبارکباد دی اور کتاخانہ اور بے ادبانہ کہا کہ انعام
لے احضر کا تو یہ حال ہو کہ بھولوں نہیں سمجھتا ہوں ناچھین تا بنا گوش پہنچ گئی ہیں ہر مرتبہ
سرو و رختی کی طرف دیکھتا ہوں اور فرماتا ہوں کہ واقعی مثل آئینے کوئی اب احکام لگائے والا نہیں
ہو سرو و رختی عرض کرتا تھا کہ آئی قدر دانی اور خلام نوازی ہو پس احضر سر نژاد نے اُن دیو اور نژاد
کو انعام کثیر دیکر رخصت کیا اور اہل دربار کو بھی انعام علی قدر مراتب مرحمت کیا سرو و رختی کو تو ننانا
کر دیا ثوبت خانوں کے آراستہ ہونے کا حکم دیا اور فرمایا کہ نقارہ خوشی پر چوب بڑے تو ہیں
فیر ہوں اہل شہر خوشی کریں یہ حکم دیکر سرو و رختی سے فرمایا کہ ای وزیر اعظم و امیر دستور مکرم تم کل لشکر
اور سرداروں کو لیکر برائے استقبال جاؤ سرو و رختی نے عرض کیا بہت خوب پس دیو ہومان اپنے
سب سالار سے کہا کہ تم بھی سرو و رختی کے ہمراہ جاؤ اور چند سرداروں کو حکم دیا کہ تم ہمیں رہو پس
بعد اُن احکام کے دربار پر خاست گیا ہر ایک سردار سردار نے مکان پر آیا اور سامان کر کے
مستعد ہوا ادھر سرو و رختی بھی لباس وغیرہ سے آراستہ ہوئے دیو ہومان نے لشکر کو آراستہ کیا

پس بڑے خدمت و شہم سے مراے استقبال طرف لشکر سہراب ثانی کے روانہ ہوئے وہ
 بریزاد بھی ہمراہ تھے جو کہ لشکر کچھ آئے تھے بیان تمام شہر میں غل مچا ہوا تھا کہ شاہزادہ شہر لیت
 لایا بیرون شہر فرود کش ہو مع اپنے والد و چچا کے ہمراہ ان کے لشکر اور خزانہ کثیر طلسمی ہو ہر ایک
 اہل شہر خوش ہو رہا ہو اور ہر بیان نوبت خانے آراستہ کے گئے نو بتیں بجے لگین تو میں قسم
 ہوئے لگین شہر کی آرائش کا حکم دیا تھا تمام شہر خوب صاف کیا گیا آئینہ بندی ہوئی بازار اڑھت
 کے گئے بیان نو یہ بند و بست ہو رہا ہو دریاں محل میں ملکہ مضر اب پری اپنے مقام پر بھی ہوئی
 ہو اور خیال کر رہی تھی کہ آج جو بادشاہ دربار سے شہر لیت لائے گئے تو میں اُسے کہو گی کہ سہراب ثانی
 سے فرمائیں کہ پھر وہ کوئی احکام لگائیں اُس خبر کو بھی آئے ہوئے آٹھ روز ہوئے یہ بیان
 اپنے دل سے کر رہی تھی کہ یکایک حذر بریزادین دوڑی ہوئیں آئیں اور ہاتھ ہانڈہ کر عرض کیا
 کہ خدا حضور کو مبارک کرے حضور کو صاحبزادہ بلند اقبال شہر لیت لائے اور حضور اپنے ہمراہ
 آپ کے شوہر بھی شہر لیت لائے ہیں اور دیور بھی اور خسر بھی مع مراد کے آئے ہیں ملکہ
 از حد خوش ہوئی جو محلہ درخوش خوش یہ کستی ہوئی آئی آپس میں محلہ اردون نے صلاح کی کہ ملکہ سے
 انعام لو کہ آئے داماد اور نواسہ دونوں مع اخیر آ گئے ہیں ابھی میں دیور بھی پری تھی تو ایک غل و
 شور خوشی کا سنا اور یہ سنا کہ تو میں فر ہو رہی ہیں نو بتیں بج رہی ہیں میں نے جو دریافت
 کیا تو معلوم ہوا کہ ابن بریزادون نے اگر بادشاہ کو دربار میں خبر دی ہو کہ شاہزادہ مع لشکر
 کے بیرون شہر قیام پذیر ہوئیں بادشاہ نے آراستگی شہر کا حکم دیا تو میں فر ہوئے کا حکم فرمایا
 اور نو بتیں خوشی کی بجائے کا اور سب سردارون اور اپنے وزیر کو مع لشکر کے براہ استقبال
 روانہ کیا ہوا وہ سب گئے ہیں پس آؤ ہم تم ملکہ کو مبارکباد دین اور ملکہ وہ سب ملکہ عالم کی خدمت
 میں گئیں میں مبارکباد دینے کو پہنچے جو یہ سنا تو ہم ادھر آئے یہ سنا تھا کہ مضر اب پری
 ایسی خوش ہوئی کہ باچھن تار بنا گوش پہنچ گئیں چہرہ فرما خوشی سلال ہو گیا نور رخ پر خود
 کرایا پیر میں تنگ ہو گیا سب نے مبارکباد دی فرمایا کہ بی بیون نگو بھی مبارک ہو بادشاہ
 سے دریافت کروں پھر انعام دوں گی اور تم سب کو خوش کروں گی سب نے عرض کیا
 بہت خوب ملکہ کو دو خوشی ہوئیں ایک تو فرزند جگر پوند کے آنے کی دوسرے اپنے عاشق
 و شہدار رستم ثانی یعنی اپنے شوہر کے آنے کی کہ ایک مدت کے بعد پھر ملاقات نصیب
 ہوئی ملکہ سب خواصون کو ہمراہ لیکر فوراً اپنے مان کے قصر میں آئی بیان بھی مجمع خواصون کا
 پایا اور دیکھا کہ ہر ایک خواص مبارکباد دے رہی ہو اور ملکہ عالم اُن سب کو انعام دے رہی
 ہیں اُن خواصون نے جو مضر اب پری کو آتے ہوئے دیکھا پہلے بجا کیا اور سب نے
 مبارکباد دی ملکہ اپنی والدہ بزرگوار کے پاس کہیں تسلیم کو سر جھکا مانانے دست شفقت
 بہت بھرا اور اپنی گود میں بٹھایا اور فرمایا کہ نو بتی شوہر کا آنا تمکو مبارک ہو اور فرزند کا بھی
 جو محلہ آئے سنا تھا وہ سب بیان کیا جہاں تک ملکہ نے سہراب ثانی کا ذکر کیا تھا
 پری سنا کی جب رستم ثانی کا نام لیا اس وقت سر جھکا لیا مگر خوش بہت ہوئی بیان تو تھا
 وغیرہ تقسیم ہو رہا تھا کہ بادشاہ محل میں شہر لیت لائے ہر ایک دھوم مبارک اور سلامت کی بجا
 لگی خواصون وغیرہ نے بادشاہ کو گھیر لیا کہ حضور کو مبارک ہو انعام فرماتے فرزند

کا بھی آنا اور خوشی کا بھی آنا خوشی کا باعث ہو بادشاہ نے سب کو انعام دیا اور اپنی زوجہ کے پاس آئے سب نے
 تعظیم کی مضراب بری نے مودوب ہو کر سلام کیا بادشاہ نے دعا دی اور مسند پر بیٹھے
 بیٹھے ہی زبان مبارک سے فرمایا کہ اے مضراب مبارک ہو تمہارا فرزند بھی آگیا تمہنے اتنے
 عرصہ میں کیا اپنا حال کر لیا تمہا خیر خدا نے تم سب پر رحم کیا ہو تو تمہارے فرزند کی آمد
 نہ تھی یہ فرما کر جو پرزادوں نے آکر کہا تمہا سب بیان فرمایا اور جو بند و لبست کیا تمہا وہ
 بیان کیا پس یہ سنا تمہا کہ مضراب بہت خوش ہوئی اسی وقت صحنک درت گلے کا سامان
 ہو کر لگا دوئے پیرایان آئے لکین حاضری کا بند و لبست ہوا سب اہل محل نے تبدیل لباس
 کیا بلکہ نے پوشاک کو بدلا اور سب نے اپنا اپنا بناو کیا ملکہ نے بھی غسل کیا اور پوشاک
 برتی بیان تو یہ سب بند و لبست ہو وہاں سرور جنی سب سرداروں کو لیکر سرداروں
 شہر آئے اور لشکر کو آراستہ کر کے طرف قلعہ کے روانہ ہوئے راوی نے بیان کیا ہو
 کہ جب شاہزادے نے جبہ پیرہ ارغوان سے کوٹھ کیا تو بعد قطع منازل و طومر اہل جب
 قریب شہر یاقوت نگار و قلعہ کے ہوئے تو لشکر کو فروکش ہونے کا حکم دیا کہ اسی مقام پر
 لشکر فروکش ہو یہ مقام بہت عمدہ ہو ہم بیان سے کسی پرزاد کو روانہ کر سکے کہ وہ جا کر
 ہمارے آنے کی خبر کرے پس اس سب سے وہ لشکر وہاں فروکش ہوا تھا اور ان
 پرزادوں نے دیکھا تھا اب ملاحظہ فرمائیے کہ لشکر تو بیان فروکش ہو سرور جنی
 مع لشکر کے آکر ہو نجا ایک لشکر کثیر اترا ہوا دیکھا ان لوگوں نے جو لشکر آئے ہوئے دیکھا
 تو یہ خیال کیا کہ نہ معلوم یہ لشکر کسکا ہو کوئی مقابلہ کرنے تو نہیں آتا ہو پرزاد روانہ کیے
 ادھر پرزادوں نے جو خبر لیکر کے تھے اور برائے نشان دہی ہمراہ تھے سرور جنی و سرداروں
 سے عرض کیا کہ یہی لشکر ہو کہ جو سامنے فروکش ہو پس سرور جنی نے اپنے لشکر کو اسی مقام ٹھہرایا
 اور خمیہ وغیرہ برپا کر اس کے اور خود بھی اترے چونکہ رات ہو گئی تھی اسوقت جانا مناسب نہ سمجھا
 رات اسی مقام پر اپنے لشکر میں بسر کی ادھر پرزاد جو لشکر میں آئے تھے وہ دریافت کر کے اپنے
 لشکر میں آئے اور سرداروں سے کہا کہ یہ لشکر قلعہ یاقوت نگار آیا ہو سرور جنی اسکا سردار
 ہو اخضر پرزاد برائے استقبال طلسم کشا روانہ کیا ہوا لوگ خاموش ہو رہے چونکہ دربار
 برخاست تھا شاہزادے تک خبر نہ ہوئی کہ لشکر کی کیونکہ شاہزادہ اپنے یا توں میں تھا پس
 رات اسی خوشی میں سرور جنی نے بسر کی بوقت صبح لباس سے خود بھی اراستہ ہوا اور
 سرداروں کو بھی اراستہ کیا اور مرکبوں پر سوار ہو کر طرف لشکر کے روانہ ہوئے اپنے لشکر کو
 اسی مقام پر رہنے دیا جب داخل لشکر ہوئے اہل لشکر سردار بٹائی کے دکانھوں نے کہا
 کہ تم سب کو منع نہ کرو ہم شاہزادے کے ہانا کے ملازم ہیں کوئی ہم ادنیٰ مرتبے کے ملازم نہیں ہیں
 ہم لوگ کوئی وزیر ہیں کوئی سپہ سالار ہیں ہم شاہزادے کے استقبال کو لشکر لیکر آئے ہیں اب
 املی قدمبوسی کو جاتے ہیں یہ جو کہا اور ان سب کے معزز بھی پایا خاموش ہو رہے پس
 سرور جنی مع کل سرداروں کے لشکر کی سپر کرتے ہوئے طرف بارگاہ کے چلے جاتے تھے
 جتنا ان پرزادوں نے بیان کیا تھا اس سے زیادہ پایا ایک طرف دیکھا کہ ایک خمیہ ناموس
 برپا ہو آسکے قریب پہرہ جو کی خوب ہو جہاں شاہزادے کی بارگاہ تھی شریف لائے اور

اور سب اہل دربار حاضر ہوئے ہر بار آراستہ ہوا کہ ان سرداروں نے جنھوں نے خبرنگانی
تھی کل قریب شام کے ایک لشکر آپ کے لشکر کے قریب آکر فروکش ہوا جس نے جو خبرنگانی
اور معلوم ہوا کہ سردار حنی لشکر لکھنؤ کے استقبال کو آئے ہیں ہم اس وقت خبر نہ کر سکے
لیونکہ حضور محل میں تھے یہ جو شاہزادہ نے سنا فرمایا کہ میرے نانا کو کیوں خبر ہو گئی جو انھوں
نے سردار حنی اسنے وزیر کو مع لشکر کے روانہ کیا تو میں خود اس خبر میں تھا کہ کسی روز نہ
کروں کہ انکو خبر ہو گئی تو کوئی جا کر درگہ سالار کو منع کرے کہ اگر سردار حنی خواہ اور میں
سردار اندر آنے کا قصد کریں تو اسکو روکنا نہیں سب کے نام بہت دیے ابھی کوئی
چلا نہ تھا ادھر سینے سردار حنی مع سرداروں کے لشکر کی سیر کرتے ہوئے قریب بارگاہ آئے
بارگاہ کو بھی اس سے زیادہ مزہ پیا دربارگاہ پر آکر درگہ سالار سے کہا کہ جا کر ہماری خبر کرو
کہ آپ کے نانا حضور پریناؤ کا غلام دیرنیہ مع چند غلاموں کے حاضر در دولت ہے سردار حنی
اسکا نام پوچھا اور ایک غلام کا دیو ہومان نام پر باریانی کا خواستگار ہے بس دیو کلکال بیان
سے اٹھ کر چلا وہاں شاہزادہ حکم دے رہا تھا کہ کوئی انکو نہ روکے بس کلکال نے جا کر
مجا کیا اور عرض کیا کہ سردار حنی دیو ہومان اور چند پریناؤ دیو فرستادہ احقر پریناؤ
بادشاہ پنجم قاف حاضر دربارگاہ ہیں باریانی کے خواستگار ہیں یہ سنا تھا فرمایا کہ تمہیں آتے
کیون نہ دیا وہ لوگ اس لائق نہ تھے کہ انکے آنے کی خبر کیجانی چاہا جانتی جب وہ خبر
آئے بلکہ انکے لیے ہر وقت اجازت ہے اسنے عرض کیا کہ میں حال سے آگاہ نہ تھا فرمایا
کہ بہت جلد انکو اندر روانہ کرو بلکہ چند سرداروں سے کہا کہ تم استقبال کر کے لاؤ بیان
سے سردار پٹے وہاں درگہ سالار نے کہا کہ آپ سب لوگ تشریف لے جائیں بس سردار حنی
ادھر سے چلا آں سرداروں سے تیسرے جلوخانہ میں لمناات ہوئی سردار حنی نے پرچوں
کو ایک جلوخانہ سے زیادہ تر آراستہ پایا ابھی چند جلوخانے طونہ کر چکے تھے کہ سامنے سے سردار
نظر آئے دیکھا کہ چند دیو پریناؤ تو ہی ہیکل قوی بازو بانی نفیس و اشوب سے آراستہ ہوا
طرف اندر سے بارگاہ کے چلے آتے ہیں ان سرداروں نے دیکھا کہ ایک مرد پریش
سفید پوشاک پر شکستہ سینے ہوئے منہل وزارت سر پر رکھے اور اسکے برابر
ایک دیو قوی ہیکل قوی بازو کہ جسکے لباس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سپہ سالار عجب
میں تھا اور بہت سے سردار بھی چلے آتے ہیں وہ لوگ اپنے سردار حنی وغیرہ یہ سمجھ گئے
کہ یہ سردار شاہزادے استقبال کے لیے بیٹھے ہیں اور یہ بھی سمجھ گئے کہ یہی سردار حنی
اور سب سردار ہیں برابر سے ہاتھ صاحب سلامت کے آٹھ گئے جب دونوں طرف
کے سردار قریب ہوئے سرداران شاہزادے نے مزاج پر سی میں سبقت کی
جب مزاج پر سی اہل اور سب حال باتوں باتوں میں دریافت ہو گیا تب انکو لیکر داخل
ہوئے سب جلوخانے طونہ کر کے جب صحن بارگاہ میں ہوئے سردار حنی نے عجب بارگاہ
پائی کہ کسی نے نہ کبھی بھی بارگاہ کو سب سرداروں سے بھرا ہوا پایا رستم ثانی شہر بار
دسہر اس ثانی کو اور بانی اہل بارگاہ کو نہ پہچانا دیکھا کہ برابر سہر اس ثانی کو اور ایک
بزرگوار تشریف فرما ہیں جو کہ بالکل مشابہ ہیں رستم ثانی و سہر اس ثانی سے ادھر سے رستم ثانی

و شہر یار نے سرورجنی اور کل سرداروں کو پہچانا مگر ایرج نامدار و کل اہل دربار نے
 دیکھا کہ ایک مرد بزرگوار باریش سفید منڈیل وزارت سرپر اور بہت سے دیو زادہ پر نژاد ہمراہ ہیں
 مگر سب سردار مغز معلوم ہوئے ہیں ہمارے لشکر کے سرداروں کے ہمراہ ادھر کو چلے آتے ہیں
 جب وہ قریب ایوان ہوئے رستم ثانی و شہر یار نے سب اہل دربار سے کہدیا کہ براے تعظیم
 اٹھو اور خود بھی اٹھ کھڑے ہوئے کہا کہ یہ وہ مرد بزرگ ہو کہ اسکا مرتبہ کیا بیان کیا جائے
 عبدالرحمن جنی سے کم نہیں ہو سب اہل دربار کھڑے ہوئے شہر یار ثانی نے چند قدم
 بڑھکر سرورجنی کو سلام کیا اور دیو ہویان کو کیونکہ شانزادہ تو ان سبکی گودلیوں کا کھلایا
 ہوا ہے سرورجنی نے دعائے ترقی عمر و اقبال کی دی بس شانزادہ ہاتھ بکڑے ایوان میں
 لایا سرورجنی نے شانزادے کے ہاتھ جوئے گلے سے لگایا بانی اور سب سرداروں نے
 شانزادہ و رستم ثانی و شہر یار کو بجا کیا سرورجنی بھی رستم ثانی و شہر یار سے ملے اور ایرج
 نامدار نے رستم ثانی کی طرف اشارہ کر کے پوچھا کہ یہ کون بزرگوار ہیں رستم ثانی نے فرمایا یہ
 ہر بزرگوار ملک ایرج نامدار و فرزند ہیں ملک قاسم نمبرہ خنزہ صاحبقران کے ہیں انھیں
 غلام ہوں یہ سنا تھا کہ سرورجنی نے ایرج نامدار کو بھی سلام کیا اور ہاتھوں کو جو ما در سب
 سرداروں نے بھی بس تخت آیا اس پر سرورجنی بیٹھے اور سب سردار اپنے اپنے مرتبہ
 سے بیٹھے جب سب بیٹھ چکے سرورجنی نے شانزادہ سے کیفیت طلسم دریافت کی شانزادہ
 نے سب ابتدا سے آخر تک بیان کی رستم ثانی سے اسیری کا حال دریافت کیا اور شہر یار سے
 انھوں نے بیان کیا پھر ایرج نامدار سے دریافت کیا انہیں جو گزرا تھا انھوں نے بیان کیا
 شانزادے نے سب سرداروں کے نام بتائے اور کہا کہ ان لوگوں کو میں سرحد طلسم سے
 رہا کر کے لایا ہوں اور ان لوگوں کو قید خانہ طلسم سے جب یہ سب باتیں ہو چکیں شانزادے
 نے اخضر نژاد اور اپنی والدہ کا حال دریافت کیا تب سرورجنی نے کل حال جو گزرا
 تھا سب بیان کیا اور کہا کہ اب بہت جلد شریف لیجئے وہ لوگ بہت بھرا رہے ہیں شانزادہ
 نے جو حال سنا بہت افسوس کیا اور کہا کہ بہت خوب میں آج ہی کوچ کرنا ہوں بس یہ کہہ کر
 کہ لشکر تیار ہو اور جو سامان سفر ہو وہ سب بار ہو بس یہ حکم دینا تھا کہ سب سامان بار
 بار ہو گیا ناموس سوار ہوئے شانزادہ بھی سوار ہوا مگر طلسمی پر بس اسکے بعد اور سب
 سوار ہوئے سرورجنی ہمراہ رکاب چلا لشکر نے کوچ کیا ادھر وہ لشکر بھی یہ خبر سنے کہ شانزادہ
 نے کوچ کیا سب ایسا سباب بار کر کے آمادہ کھڑا تھا جو کہ ہمراہ سرورجنی کے آیا تھا بس
 وہ بھی لشکر شامل ہو گیا شانزادے نے یہاں سے مع حشم و چشم کوچ کیا ڈنکے پر چوب
 پڑتی جاتی تھی بابے بیٹے جاتے تھے وہاں اخضر نے اور مضر اب پر ی (وکل اہل شہر اور اہل محل
 نے وہ رات خوشی میں بسر کی صبح کو سب اہل شہر تو گلی کوچوں میں آکر جمع ہوئے کثرت
 اہل شہر سے راہ نہ ملتی تھی کھوے سے کھوا چھل رہا تھا دوکانوں اور کمروں پر اسقدر
 کثرت سے اہل شہر تھے کہ آدھے بٹھے بڑے تھے زمینان شہر اپنے اپنے مکانوں پر
 سبز بادہ کرسیاں ڈالے ہوئے بیٹھے تھے ہر ایک طرف خوشی تھی کہ شانزادہ شریف لائے
 ہوئے ہیں بچ رہی تھیں سب براے تماشا جمع ہوئے تھے کہ سواری شانزادے کا تماشا دیکھیں

اندر دہن محل شاہی سہنے بناؤ کیا تھا ملک مضراب کو آراستہ کیا تھا سحاب بری الگ خوش خوش
مچی تمام اہل محل خوش تھے ملک مضراب بری سحاب بری مع اپنی خواصوں کے طبق جو اس روز سرخ لے
ہوئے سہنہ زادہ پر منتشر کر کے گو کھڑی ہوئیں محض بیان تو یہ بندوبست تھا اگر خضر نژاد
بعد الفرائع امور ضروری کے محل سے براہ ہوا چند سرکار سے روانہ فرمائے اُنسے کہا کہ جب سواری
شانہ زادے کی قریب عمارت شاہی کے آجائے مجھ کو خبر کرنا میں براے استقبال بیرون دربار
جاؤنگا گو وہ میرے فرزند کا فرزند ہو مگر اُسے وہ کام کیا ہو کہ جو بزرگ کرتے ہیں بس اسکی تعظیم کرنا ضرور
لازم ہو بس یہ جو حکم دیا ہر کار سے روانہ ہوئے یہاں بادشاہ جو سردار نامی آئے تھے اُگلی قیمت
سے دربار میں تخت پر بیٹھا ہوا دربار آراستہ ہوا سیارہ ثانی نے یہ طریق اختیار کیا تھا کہ جب سو شانہ زادہ
غائب ہو گیا تھا کہ سب لباس ترک تھا فقیری اختیار کی تھی شہر میں ایک مکان مختصر لیا تھا
رہتا تھا جب اُسکو معلوم ہوا کہ شانہ زادہ تشریف لایا ہوا اور غیر آثار رستم ثانی طلسم سے رہا ہوا اور
شہر بار اور ارج نامدار بھی یہ سب ہمراہ میں بس سیارہ ثانی لباس فقری تبدیل کر کے لشکر میں آیا
شانہ زادے کے سگ لیسے ملا رستم ثانی وغیرہ کے قدم جوے شاہ زادہ نے اُسکو خلعت وغیرہ سے
سرفراز کیا اُسے اپنی سرگذشت کسب بیان کی جو کہ طہ اول میں بیان ہوئی تھی ناظرین کو یاد ہوگی رستم
ثانی نے سب اپنی حالت بیان کی ارج نامدار بھی شہر بار بھی سہراب ثانی نے بھی اپنی کیفیت سب
بیان لی یہ بیانات کہ اسد سے گذرے تھے کہ جس دن یہاں سے سو راجہ ہوئے تھے اور اسی دن شانہ زادہ
دہان سے روانہ ہوا تھا خلاصہ یہ کہ شانہ زادہ مع خدم و حشم داخل شہر ہوا شہر کو سابق سے زیادہ آباد پایا
اور آراستہ شانہ زادہ سیر کرتا ہوا قریب ایوان ہونچا یہاں چند سرداروں نے لشکر شانہ زادے کو مقام محفل
میں فروکش کرایا اور خزانہ داخل خزانہ کیا بارگاہین و شہید وغیرہ باجسطامد کھ گئے زنانی سواران و محل بر لگان
کھین بس جب شانہ زادہ قریب ہونچا ہر کاروں نے بادشاہ کو خبر دی بس اخضر سر نژاد مع سرداروں کے
بیرون ایوان آیا جیسے شانہ زادہ کی نگاہ ناما پر پڑی مرکب سے اتر کر سلام کیا اخضر سر نژاد نے گلے
سے لگایا بارگاہ اور خدم و حشم دیکھا بہت خوش ہوا کہا کہ تم نے تو کسی طرح کمانہ رکھا تھا جتنے جی مارتا تھا اسے
جدرستم ثانی سے ملا انھوں بھی سلام کیا انکو بھی گلے سے لگایا اُنکے بعد شہر بار سے سو راجہ نے ارج نامدار
کی طرف اشارہ کر کے بادشاہ سے کہا کہ اب سے بھی لیے یہ آپ کے سمدھی ہیں ملک ارج پر رستم ثانی
و شہر بار عالیشان بھرہ حمزہ صاحبقران ہیں یہ سنا تھا کہ بادشاہ بہت جھاک کے
لما انھوں نے بھی صاحب سلامت کی تحسین سب کو لیکر بادشاہ دربار میں آیا اپنے فرزند
دست چپ کی طرف جلوہ دی شانہ زادے کے ہمراہ جو سردار اور بادشاہ تھے
انکو دست راست کی طرف بٹھایا بس ارج نامدار و شہر بار کو دربار میں بٹھایا اور سبکو
انکی خاطر داری و تواضع کا حکم دیکر رستم ثانی و سہراب ثانی کو ہمراہ لیکر داخل محل ہوئے
محلہ ار نے بڑھکے خردی کہ بادشاہ مع داماد اور نواسہ کے تشریف لاتے ہیں سب بیان
تو منتظر تھے سب کی نگاہ در محل کی طرف لگی ہوئی تھی کہ سب نے دیکھا کہ بادشاہ بچپن
ایک طرف شانہ زادہ رستم ثانی دوسری طرف سہراب ثانی خوشی خوشی تشریف لاتے
میں جیسے نگاہ مضراب بری کی اپنے فرزند پر پڑی دور گر گئے سے لپٹ گئی خوب بارگاہ بہت شکایت کی کہ متو
مجھ کو زندہ درگور کر دو گھر کوئی ایسی حرکت کرنا جو سہراب ثانی فرمان کو سلام کیا قدم جوے اور رستم ثانی

نے خوشداسن کو سلام کیا سحاب پری نے سر سینہ سے لگایا اور بہت خوش ہوئی
جب سہرا بے ثانی مان سے مل چکا تانی کے پاس کیا سلام کیا سحاب پری نے گلے سے لگایا
بہت شکایت کی سہرا بے خاموشی سر جھکا لئے سنا لیا کہ ابھی لوگ دیوان میں نہ گئے تھے
کہ محارر نے اگر عرض کیا کہ چند مجاہد طلانی در محل پر موجود ہیں کیا حکم ہوتا ہے سحاب پری
نے کہا کون آیا ہے رستم تانی اخضر پر نیراد نے فرمایا کہ ابھی ہو میں ہیں سہرا بے ثانی کی
نبیہاں میں چلے ہمراہ غلام میں عقد کیا ہو یہ سننا تھا کہ مضر اب پری و سحاب پری بہت خوش
ہو میں اور خود پردہ کرانے لگے ان سے کہو اتارا بھو دن کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی انھوں نے
سلام کیا اس سے پیار کیا اور گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا بس زرو جو اہر نثار کرتی ہوئی
قصر میں صبح ہوئے اور ہووان کے آئے اس نے شوہر کو دیکھ کر بہت خوش ہوئی کہ مدت کے
بعد ملاقات نصیب ہوئی بدولت فرزند کے رستم تانی بھی مضر اب پری کو دیکھ کر بہت
شاد ہوئے جب دیوان میں لا کر سب کو مسند پر بٹھایا اب خواہشیں وغیرہ انعام مانگنے لگیں
مذہب سار کیا دکی دینے لگیں اسوقت اخضر پر نیراد نے اپنی زوجہ سے کہا کہ صاحب
تم بہت جاؤ تاکہ آقا کے نامدار ملک ایرج تمھارے سمدھی و شہر باز عالیو تار بیان تشریف لائیں
وہ بھی ہوئے لیکن اور وہ بھاج و ج سے بس اسوقت پردہ ہو گیا اخضر پر نیراد خود محل سے
دربار میں آیا اور شہر باز کو ہمراہ لیکر داخل محل ہوا مضر اب پری بھی رستم
تانی و سہرا بے ثانی نے ایرج نامدار کا استقبال کیا اپنی زوجہ بھی زرو نثار کیا شہر باز نے
بھاج و ج کو سلام کیا مضر اب پری نے سر جھکا کر اور شہر باز کو سلام کیا ایرج کو تسلیم کی ملک
ایرج نے ناامرد و ایر کا بہو کو نمونہ دکھائی میں پا کہ جس کی قیمت ایک سال کا کھراج
فر کوئیہ کا بہو مال و بروقت اس کے گلے میں رہتا تھا غم نہ لاکر مسند پر بٹھایا بس بیان سامان تذرو
نیاز ہونے لگا مضر اب پری نے کوئندون کا بند و بست کیا ٹھکان کا انتظام ہونے لگا
بعد تھوڑی دیر کے ایرج نامدار و شہر باز تانی و سہرا بے ثانی محل سے باہر تشریف لائے
دربار میں اخضر پر نیراد تخت پر آکر بٹھا دربار آراستہ ہوا اخضر پر نیراد نے ایرج نامدار
سے اور رستم تانی و شہر باز و سہرا بے ثانی سے جال دریافت کیا تیس ہر ایک نے
اپنے اپنے حالات بیان کئے جو کہ گزرے تھے سب نے سے اجودہ اہل و دربار نے مذہب
گذرانیں خوشی کی سب کو انعام دیا گیا اخضر پر نیراد نے بزم عشرت اور جشن خوشی کی
برپا ہونے کا حکم فرمایا بس اسی وقت سے سامان جشن ہونے لگا بادشاہ نے فرمایا
کہ اہل شہر کو بھی حکم دیا جائے کہ وہ بھی محفل عیش برپا کریں حرف کے لیے خزانہ شاہی
سے صدف رجاہن لیکن خزانہ واکیا گیا سب اہل شہر و زرو جو اہر پر سے مصارف بزم عشرت سرکار
سے لئے لگا ہر ایک نے اپنے اپنے مکان پر بزم عشرت برپا کی ہر گلی کو کچھ میں نوجوان
لگا بیان برائے ایرج نامدار و شہر باز محل خالی کیے گئے اور آراستہ کئے گئے سب دربار
و بادشاہوں کو بھی محل قدر مراتب مکان رہنے کو ملے پس دربار برخواست کر کے بادشاہ
محل میں آیا اور رستم تانی اسے قصر میں اور سہرا بے ثانی اپنے قصر میں ایرج نامدار و شہر باز قصر میں
آئے جو ان کے قیام کے لیے مقرر کیے گئے تھے اور سب سردار بھی تیس رستم تانی و شہر باز کے شکایت و غافقت کی

و شکایت رہی ہر ایک نے اپنی حالت بیان کی بعد اُس کے ہر ایک خوش ہوا پس وہ دن وہ رات
 خوشی خوشی سب نے بسر کی دوسرے دن سے جشن عشرت شروع ہوا بلح درنگ ہونے لگا یہاں محل
 بین نذر و نیاز سے فراغت ہوئی راوی نے بیان کیا کہ دو ماہ تک کل اہل خضر اور اہل محل کو عیش و عشرت
 میں بسر ہوئی دن عید تہوارات شب برات تھی تمام پردہ قاف کی پر یان آکر ناچین انعام پا کر بہت
 خوش ہو کر گئیں بس بعد دو ماہ کے نرم عشرت برخواست ہوئی پھر موافق دستور کے دربار ہونے لگا
 ہر روز سب سردار سہراب ثانی کے اور رستم ثانی دایرج نامدار و شہر یار عالی وقار کے دربار
 میں آتے تھے اسکو بھی ایک ماہ کا زمانہ گزرا کہ آج جو رستم ثانی و شہر یار دایرج نامدار دربار
 سے جو اپنے مقام پر آئے جب رستم ثانی محل سے اپنے بھائی اور والد ماجد کے پاس آکر باجم
 بیٹھے تب دایرج نامدار نے کہا کہ افسوس مجھ حال پردہ دنیا کا نہیں معلوم ہو کہ وہاں کیا گزری
 بدیع الملک نے کیا کیا اور صاحب جفران ثانی اُس آگ سے سج کر خانہ کعبہ پہنچے اور کون کون
 زندہ بچا میرے سرداروں اور ملازموں کے ساتھ بدیع الملک کیونکر پیش آئے اور جو ملک میرے
 فتح کیے ہوئے تھے اُن بادشاہوں کے ساتھ کس طور کا برتاؤ کیا اب میرا جی چاہتا ہے کہ میں پردہ
 دنیا پر جاؤں کل اخضر پری زاد سے کہوں گا شہر یار نے عرض کیا کہ آپ نے تجارت دیکھا نہیں
 بھی عرض کرنے والا تھا واقعی نہ معلوم بدیع الملک میرے سرداروں اور اہل لشکر کے ساتھ
 کیونکر پیش آئے اور میرے اہل لشکر نے اور میرے ناموس نے اور صیصاے فرنگی نے میری مفارقت
 میں کیا انا حال کیا اب وہاں کی خبر لیں یا ضرور جو بس پہنچے رستم ثانی نے کہا کہ اگر آپ
 دونوں صاحب تشریف لے جانے کا قصد رکھتے ہیں تو میں بھی ہمراہ ہوں نہ معلوم میرے اہل لشکر کا
 کیا حال ہوا گو یہاں تک کی تو خبر پہنچی تھی کہ سہراب بن لند جو میرے لشکر کو لے کر طرقت زمانستان
 کے چلا تھا کہ راہ میں برادر عزیز شہر یار سے ملا یہ انکو قلعہ قمر بخش پر مقیم کر کے خود فقیر ہو کر نکلے تھے
 بس پھر حال نہ معلوم ہوا کہ کیا انیر گزری اور بدیع الملک اُن کے ہمراہ کس طور سے پیش آئے
 بس کل ضرور ضرور اخضر پری زاد سے کہا جائے گا میں یہ خیال کرتا ہوں کہ میں نے اور آپ نے
 جو جہاد سے روگردانی کی بس یہ امر خداوند کریم کو ناگوار ہوا اُس نے اس امر کی ہم کو سزا دی کہ یہاں
 پہنچا یا اور اُس کے بعد قید کر دیا اسی امر کی سزا تھی کہ اتنی مدت تک قید رہے دایرج اور
 شہر یار نے کہا کہ اب کا خیال بہت درست ہے بس یہ اسے اُس دن قرار پائی بس جب دن تمام ہوا
 ہر ایک بستر راحت پر آرام پذیر ہوا بس اخضر پری زاد و مضرب پر سی و سہراب ثانی و
 رستم ثانی و شہر یار دایرج نامدار نے خواب میں اُس شب کو دیکھا کہ ایک مرد بزرگ تشریف
 لائے ہیں انھوں نے رستم ثانی و شہر یار دایرج نامدار سے فرمایا کہ بس اب پردہ قاف میں
 رہو ملے اخضر پری زاد سے مل کر پردہ دنیا پر جاؤ کہ وہاں بھاری بہت خرابی پیدا کی ہے اولاد زمرہ
 ثانی نے خروج کیا ہے اور ایک آفتاب پرست نے اُس نے تمام ممالک اہل اسلام کو جو کہ
 حمزہ صاحب جفران اور انکی اولاد کے اور تم لوگوں کے فتح کیے ہوئے تھے بہت سے خراب کیے
 اور بہت سے ملکوں میں کفر پرستی کو رواج دیا ہے بدیع الملک نہ طاق پر ہیں وہاں ڈر ہے ہیں
 انکو اس حال کی خبر نہیں ہے جو وہ بند و بست کریں پس تم کو یہ امر لازم ہے کہ اُن سب ملکوں کو پھر
 اسلام آباد کرو اور بدیع الملک کی کمک کرو کہ وہ صاحب جفران ثالث ہے تم سب پر اسکی اطاعت

و ملک لازم ہے اب یہاں نہ قیام کرنا بہت جلد پردہ دنیا پر جاؤ اور سہرا بٹانی کو بھی یہی خواب
 ہوا کہ تم اپنے باپ و چچا و دادا کے ہمراہ پردہ دنیا پر لشکر و نوپری زادے کر جاؤ مگر یہ انکو علم دینا
 کہ وہ بصورت انسان متشکل ہوں اور اسی صورت سے مقابلہ کریں تاکہ یہ امر نہ ہو کہ کوئی اعتساف
 کرے کہ یہ کیسے بہادر ہیں کہ دیو سے اور انسان سے مقابلہ کرتے ہیں بہت جلد جاؤ پردہ دنیا پر کہ وہاں
 بہت کفر و رواج ہو گیا ہے اختر اور مضر اب کو یہ خواب بین دکھائی دیا کہ جب تم سے سہرا بٹانی
 درستہ بٹانی وغیرہ پردہ دنیا پر جانے کی درخواست فرمائیں تو انکو رد کرنا نہیں جانے دینا کیونکہ یہ
 لوگ بہادر ہیں اور اولاد صاف قرآن سے ہیں آج یہاں ہین کل اور کہیں پس اگر رو کوئی تو خرابی ہوگی
 وہ چلے تو ضرور جائیں گے پھر مدت بعمر تم سے ملاقات نہ ہوگی اگر خوشی خوشی اجازت دو گی تو پھر وقتاً فوقتاً
 ملاقات ہوتی رہے گی بس خلاف اسکے عمل نہ کرنا ورنہ پتھاؤ گی راوی نے بیان کیا ہے کہ ہر ایک نے
 خواب دیکھا اب جو انکو ہر ایک کی کھلی تو اپنے جسم کو معطر یا یا اور وقت نماز تھا اپنے خواب کو تسبیح یا کیا
 ہر ایک اٹھا اور وضو کر کے نماز سے فراغت کی اور اختر پر سی زاد نے مضر اب پر سی کو
 طلب کر کے کہا کہ اب مضر اب میں نے رات کو یہ خواب بین دیکھا ہے اور یہ حکم مرد بزرگ نے فرمایا ہے
 بس سب خواب بیان کیا اور کہا کہ اب تم صبر کرو اور دل پر صبر کر دے مضر اب نے کہا کہ میں نے
 بھی یہی خواب دیکھا ہے بس مجھ پر ہون ضرور صبر کروں گی کیا اختیار ہے بس بادشاہ دربار میں شریف لائے شہر یار
 نے ایرج نامدار سے عرض کیا کہ آج ضرور اختر سے پردہ دنیا پر جانے کے لیے ارشاد فرمائے گا میں نے
 رات کو یہ خواب دیکھا ہے اور مجھ کو حکم ہوا کہ ایرج نامدار نے فرمایا میں نے بھی رات کو یہی خواب دیکھا ہے
 اور تمہارے خواب میں سر مؤخر نہیں ہے یہ خواب بہت سچے ہیں اب ایک دم قیام کرنا تا ریا ہے بس شہر یار
 و ایرج نامدار دربار میں آئے اختر پر سی زاد وغیرہ نے تعظیم کی کہ بعد انکے آنے کے رستم بٹانی و
 سہرا بٹانی بھی آئے بس سب اہل دربار نے تعظیم کی مجرا ہوا انھوں نے بھی یعنی سہرا بٹانی نے تو
 ایرج نامدار و شہر یار کو مجرا کیا اور رستم بٹانی نے ایرج نامدار کو مجرا کر کے اور اپنے مقام پر
 بیٹھے کہ جب دربار آراستہ ہو چکا اس وقت ایرج نامدار نے اختر پر سی زاد کی طرف مخاطب ہو کر
 فرمایا کہ اب بادشاہ پردہ قاف میں مجھ کو آئے ہوئے ایک زمانہ ہوا کہ اپنے لشکر کا حال نہیں معلوم ہوا
 کہ ان لوگوں کا ہمارا جد اکی بین کیا حال ہوا ہے کچھ حال پردہ دنیا کا معلوم ہے بس اب ہم کو پردہ دنیا
 پر پہنچو اور مجھے اب آپ کی بڑی مہربانی ہوئی اب ہم کو بدوق آن لوگوں کے دربار میں بھی امیر رستم بٹانی
 نے اور شہر یار نے بھی کہا تب اختر پر سی زاد نے جواب دیا کہ اگر یہ امر ہو تو آپ جن لوگوں کو دربار
 میں دیوون کے ذریعہ یہاں طلب کر لیں اور آپ کو پردہ دنیا کی خبر سنکا دوں فرمایا نہیں بلکہ محکوم رو رہا
 کرو تو بہتر ہے جو سہرا بٹانی نے سنا کہا کہ میں بھی آپ لوگوں کے ہمراہ چلوں گا ان سب نے فرمایا کہ تم یہاں
 رہو تمہاری مفارقت میں تمہارے ناتا اور مان کا بڑا حال ہو گا کہا کہ میرے کیا کروں مرد ہوں کیا مجھ کو خداوند
 کریم نے اس لیے خلق فرمایا ہے کہ عورت میں رہوں نہیں بلکہ اس لیے خلق فرمایا ہے کہ جہاد کروں اور ملک
 گیری کر کے اپنی شان و شوکت مثل اپنے بزرگوں کے بڑھاؤں بس اب میں یہاں کسی صورت سے
 نہیں ٹھہر سکتا ہوں جب بہت ان سب نے اصرار کیا اس وقت سہرا بٹانی نے خواب کا حال بیان
 کیا کہ یہ مجھ کو خواب میں علم ہوا میں اس کے بموجب ضرور کار بند ہوں گا اور اب مجھ کو آپ کے ہمراہ
 چلتا ہر ضرور ہے جب یہ سہرا بٹانی نے کہا اس وقت ایرج نامدار اور شہر یار بٹانی و قسار و

رستم ثانی نے بھی اپنے خواب کو بیان کیا اور کہا کہ اب ہم کسی صورت سے نہیں ٹھہر سکتے ہیں یہ جو
 اختر پر کسی زاد نے سنا اور خیال کیا کہ اب یہ لوگ نہیں قیام کر سکتے کہا کہ اب لوگ شوق سے تشریف
 لے جائیں مجھ کو غور نہیں ہے یہ کھرا برج و ظہر یار درستم و سہرا اب نے کہا کہ اب لوگ اپنی کتیر
 سہرا اب سے بھی قول آئے اور اس سے اپنے جانے کا حال بیان فرمایا دیکھے وہ کیا کہتی ہے اور
 میں نے تو آپ سے عرض کیا کہ شوق سے تشریف لے جائے میں نہ روکوں گا جب کہ آپ کو مرد بزرگ کا حکم
 ہوا ہے پس اختر کو بھی تو خواب ہو چکا تھا اس نے اسی سبب سے زیادہ اصرار نہ کیا بلکہ یہ کہا اگر
 میں جبر سے روکوں گا تو یہ ہو گا کہ آپ لوگوں کے بھی بہت سے دیو و پری زاد مطیع ہیں آپ ان کے ذریعہ
 سے تشریف لے جائے گا اور یہ ہو گا کہ آپ لوگ ناخوش ہوں گے تو میں آپ لوگوں کو ناخوش نہیں
 کرنا چاہتا ہوں یہ کھرا اختر پر سی زاد نے سر جھکا لیا گو بہت صدمہ ہوا مگر کیا کر سکتا ہے اسی طور
 سے سب اہل دربار کو صدمہ ہوا مگر ناچار ہیں ان کا ہر ادون نے فرمایا کہ اے اختر پر سی زاد ہم کو
 تمہاری مفارقت کا بہت صدمہ ہے مگر ناچار ہیں کیا کریں خلاف حکم خواب کے نہیں کر سکتے ہیں دوسرے
 وہ لوگ جو کہ ہمارے متعلق ہیں سب ہمارے لیے ترشیاں ہیں جیسے تم ہم سے محبت و الفت کرتے ہو اسی
 طور سے وہ لوگ بھی الفت رکھتے ہیں پس ہم ان کا گونہ خیال کریں اختر پر سی زاد نے عرض کیا کہ
 بہت سجاوٹ ہو ا مگر مان ایک اور کا خیال رہے کہ مجھ کو کبھی بھی اپنی خیریت فراج سے آگاہ فرماتے
 رہے گا کہا کہ اچھا سردار ان سہرا اب ثانی نے مثل حسان پر سی زاد و طوغان پر سی زاد و دودور
 و دیو غزالان و دیو بنارنگ و دیو خروس نے عرض کیا کہ ہم لوگ آپ کے ہمراہ ضرور چلیں گے اور
 ان پر سی زاد و ادون اور دیوون نے کہ جن کو قید طلسم سے رہا کیا تھا اور صدف پر سی زاد و ہمایون
 پر سی زاد نے بھی یہی عرض کیا شاہزادے نے جواب دیا کہ ہم تم سب کو بے چلین گے مگر ایک شرط سے
 کہ تم لوگ پردہ دنیا پر بیوٹ کر مشکل شکل انسان ہونا تاکہ وہ یہ نہ کہیں کہ ہم آدم زاد ہیں اور یہ پر سی زاد
 ہیں اور دیو ہیں ہم ان سے کیونکر مقابلہ کریں ہمارے حربہ انیر کا رگ نہ ہوں گے ان کے حربہ ہم پر کارگر
 ہوں گے پس جب تم بصورت انسان ہو گے تو ان کے حربہ تم پر کارگر نہ ہوں گے اور تمہارے انیر کا رگ
 ہون گے پس جو میرے اس حکم سے سربانی کرے گا وہ سہرا اب نے گالپس اگر یہ منظور ہو تو چلو ورنہ کوئی
 ضرورت نہیں ہے سب نے عرض کیا کہ ہم بموجب حکم عالی بصورت انسان ہوں گے اور کبھی اس حکم
 سے سربانی نہ کریں گے شاہزادے نے فرمایا کہ اچھا بہت سے سرداروں نے اختر پر سی زاد کے
 بھی ہمراہ چلنا اسی شرط سے منظور کیا شاہزادے نے ان سے بھی اقرار کر لیا کہ تم بھی چلنا پس راوی
 نے بیان کیا ہے کہ اختر پر سی زاد نے دربار بخواست کیا اور سب شاہزادوں کو ہمراہ لے کر محل
 میں آیا اور مضراب پر می کو طلب کر کے شاہزادوں کی تقریر اور خواب کا حال بیان کیا جب
 مضراب نے یہ سنا کہ میرا شوہر اور فرزند بھی پردہ دنیا پر جاتا ہے پس تاب نہ رہی رونے لگی اور
 کہا کہ مجھ کو بھی ہمراہ لے چلو فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا ہے آسمان پر می کا واقعہ خیالی کرو اور دیگر بزرادوں
 کا حال کہ جب صبا جقران اول بیان آئے تھے بہت سی پرمان جبال عقد میں لائے تھے جنت
 بہان سے تشریف لے گئے سب کو یہاں چھوڑ گئے کسی کو ہمراہ نہیں لے گئے پس تمہارا یہاں رہنا
 اچھا ہے آپے مان باب کے پاس رہو ہم وقتاً فوقتاً آئیں گے اور سہرا اب کو بھی لائیں گے لاکھ
 لاکھ مضراب پر سی نے اصرار کیا مگر پویش نہ گیا آخر مجبور ہوئی سر جھکا کر رہ گئی سہرا اب سے

کہا کہ اچھا تم اپنا داغ ہم کو دکھاؤ مشیت خدا میں کیا اختیار ہو اس وقت تمام محل میں غل و شور مچ گیا کہ
شاہزادے پردہ دنیا پر جاتے ہیں بس سب کو بہت صدمہ ہوا ہر ایک دل بقرار ہو گیا یہ خبر اہل شہر کو بھی
معلوم ہوئی انکو بھی بہت صدمہ ہوا بس جب مضر اب خاموش ہو رہی یہ سب وہاں سے اپنے اپنے مقام
پر آئے بس دوسرے دن سہراپ تانی وغیرہ نے سرداروں کو طلب کر کے حکم دیا کہ سب اتنا تہہ طلبہ اور
بارگاہ وغیرہ اور خانہ نکلو ایسا ہم سب لیکر پردہ دنیا پر جائیں اور کل اپنے لشکر کو جمع کر کے حکم دیا کہ تم سب
پردہ دنیا پر پہنچ کر بصورت انسان ہو جانا اور جس قدر احضر پری زاد نے کہا تھا کہ میں علی ایسا لشکر
اٹھا رہے ہمارا کرونگا اسکو بھی طلب کر کے یہ حکم سنایا اور سامان سفر کا حکم دیا پس سامان سفر بہت سا
ہونے لگا اور شاہزادہ محل میں تشریف لایا اور نام اب پری اور سحاب پری اپنی بیویوں کو
طلب کر کے کہا کہ ہم تو پردہ دنیا پر جاتے ہیں تم یہاں ہماری والدہ کے پاس رہو جب تمہارا جی چاہے
اپنے ماں باپ کو دیکھنے کو تب اتنے غرض کرنا یہ تم کو دو ایک ماہ کے لیے بھیج دیا کہ تنگی بھر چلی آنا ان کی
اطاعت سے سرتابی نہ کرنا انھوں نے جواب دیا کہ کیا مجال بس یہ کہہ کر وہ خاموش ہو رہیں راوی
نے بیان کیا ہے کہ جب دوسرے دن دربار آراستہ ہوا بس سردار چنی سے زراچہ کراپا اور کہا کہ آپ
تاریخ طرہ پردہ دنیا کے جانے کی نیک مقرر فرمائیے بس سردار چنی نے حساب کرتے عرض کیا کہ آج
کے پندرہویں روز جمعہ کے دن یہاں سے کوچ فرمائیے وہ تاریخ اور دن دونوں نیک ہیں اور درمیان
میں اس کے نہ کوئی دن اچھا ہے نہ تاریخ کو جمعہ کا دن اچھا تھا مگر تاریخ سفر کی خراب ہے شاہزادوں نے
کہا کہ اچھا اسی وقت سب سرداروں اور بادشاہوں اور اہل لشکر کو اطلاع دے دی گئی کہ آج کے
پندرہویں دن یہاں سے شاہزادے طرہ پردہ دنیا کے مع عدم و ختم کوچ فرمائیں گے سب اپنا سامان
درست کو بن راوی بیان کرتا ہے کہ یہاں سامان سفر درست ہونے لگا ہر ایک مصروف سامان سفر کے
درست کرنے میں ہوا شاہزادے انتظار میں اس دن کے مصروف ہیں بس راوی ان سب کو اس
انتظار میں رہتا ہے کہ وہ دن آئے تو سفر کریں اور یہ سب خوش ہیں بس اہل شہر اور اہل لشکر احضر
پری زاد اور سردار ان احضر پری زاد کو اور خود احضر پری زاد اہل محل دم مضر اب پری و
سحاب پری دنیا باپ پر مٹی کو اس صدمے میں کہ شاہزادوں سے جدا کی ہوئی ہے مصروف
رکھتا ہے اب آئندہ یہ حال نیان کرے گا اگر حیات نے وفا کی اب ان سب کو تو رنج و غم میں اور ان
سب کو سامان سفر اور جانے کی خوشی میں مصروف رکھا جاتا ہے اور اب دوسرا قصہ بیان ہوتا ہے بس اب
راوی غنان قلم کو دوسری داستان کی طرف منتقل کرتا ہے

ازین قصہ یک دم فراموش کن | | ز جائے دگر داستان گوش کن

اب راوی ان ناموں کا حال تحریر کرتا ہے جو کہ رستم خان بن گنجاب نے تمام ممالک اہل اسلام کو
اس خبر کے لیے لکھے تھے کہ صاحب قرآن ثالث نہ طاقی تر شریف فرمایا ہیں بس انکی کمک کے لیے روانہ
ہوا اور اسکے بعد خود ظاہر سے وہاں کا بندوبست کر کے باختر میں آئے تھے اور اپنے بند و بست سفر
میں مصروف ہوئے تھے بس اب یہ حال تحریر ہوتا ہے اور کچھ حال پیرامیر خاوری و ترکستان کا تحریر ہوگا
اس کے بعد پیر اور حال تحریر کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ

اب دو کلمہ داستان ناموں کا رستم خان بن گنجاب کے ہر ایک ملک کے بادشاہ

کے پاس پہونچنا اور اُسکا اپنے ملک کا بند و بست کر کے طرف نہ طاق کے روانہ ہونا
اور خود رستم خان کا لشکر لے کر روانہ ہونا اور بہرام خاوری کا اور شہزادہ تومان
خاوری کا مع ناموس کے ترکستان میں پہونچنا اور سب حال بیان کرنا اور
وہاں سے پھر خاور میں آنا اور اپنا بند و بست کر کے طرف نہ طاق کے روانہ ہونا و دیگر
حالات متعلق داستان ہدایا بیان کیے جاتے ہیں

منجمن بجائے ساقی نامہ

جسے کہ یاد نہ ہو اپنا آستان صیاد
جنت جنت نہ ہو تو مجھ سے بدگمان صیاد
بھلا وہ خاک کے حال بوستان صیاد
کھلی ہر کنج نفس میں مری زبان صیاد

میں ماجرا سے سخن کیا کروں بیان صیاد

ابھی نہیں ہوئے گمار میری قدر نہ تھے
دہ ہوں میں رونق گلزار جو دے دم
کرتے گیارہ دے زفر مون کو بعد مرے
اڑا لے نغمہ سرا کی میں ہوش بلب کے

ہوں خیر و زور ترے گھر میں سہماں صیاد

غیر رکھتے ہیں مخوار سا غریب کو
صد آفرین ہر مرے صبر اور تحمل کو
بغیر گل نہیں آرام و عین بلب کو
کہ جھانکتا نہیں چاک نفس سے بھی گل کو

اکہ تانا ہو مری جانب سے بدگمان صیاد

مرا خیال ترے دل میں کب گذرنا ہو
غرض کہ میری بلا گت یہ تو ہی کرتا ہو
کبھی نہ مانوں گا میں تو خدا سے ڈرتا ہو
پروں کو کھول دے ظالم جو قید کرتا ہو

نفس کو لے کے میں اڑ جاؤں گامان صیاد

ادھر جی تاک میں اچھانے کے ترے سنبھل
چھٹا ہی لینے کی ہر فکر جا بجا بالکل
ادھر ہر دم بچھانے ہوئے محبت گل
نکا لیونہ دم آستان سے او بلب

لکھائے پیچھے ہیں پچھتے چہاں نہاں صیاد

اگر چہ میری ہر کی اُس نے خانہ بربادی
پر اب تو ظلم یہ جلا دے کمر باندھی
مگر کبھی نہ کسی روز میں ہوا شا کی
چمن میں رکھانہ بلب کا نام نہک باتی

خدا کرے یوں ہی ہو جائے پستان صیاد

نہ اس کے دم میں آتا میں زینہار آہرند
کبھی قریب نہ جاتا میں زینہار آہرند
یہ شمش میں اٹھاتا نہ زینہار آہرند
فریب دانہ نہ کھاتا میں زینہار آہرند

انہ کرنا دم اگر خاک میں نہاں صیاد

بیت

سخن آرا سے گلزار سبانی
چنین آرد متاعے مکتہ درانی

تراویاں شیریں زبان حکیمان خوش بیان اس داستان کو یوں بیان کرے ہیں کہ ناظرین کو یاد ہو گا کہ یہ داستان

اس مقام پر جلد دوم میں چھوٹی تھی کہ رستم خان بن کنجاہ نے جب حسین سوداگر سے سنا کہ
 ارزنگ بن زمر و ثانی نے شہر خاور و ریشتر کشی کی تھی اور بہرام خاوری نے شکست کھائی
 اور فرار کیا ارزنگ نے قبضہ کر لیا تھا اور ملک قاسم کے مقبرہ کے منہدم کرنے کا قصد کیا تھا کہ تصویر
 ملکہ خریات سے سیم تن پر عاشق ہو کر اس امر سے باز رہا اور دیان سے چلا آیا اور بعد نامہ و پیام کے
 اپنی طرف سے ابرار خاوری کو خاور کا حاکم کر کے اور خود لشکر لے کر طرف شہر آفتاب نما کے
 گیا جس پر رستم خان لشکر لے کر خاور پر آئے ابرار خاوری نے اطاعت کی اور یہاں کا
 بندوبست کیا یہ بھی حسین سوداگر سے سنا تھا کہ بدیع الملک نوجوان جو اب صاحبقران بن
 انخون نے نہ طاق پر لشکر کی ہے اور سمندر یہ پر سمندر شاہ سے مقابلہ ہو رہا ہے پس اس نے
 خیال کیا تھا کہ ملک پر ضرور پس خاور سے چار سو یا ساڑھے چار سو کے ذریعہ تمام ممالک اسلام
 کو غریبے تھے جو جو ملک حمزہ صاحبقران و صاحبقران ثانی نے اور انکی اولاد اور سرداروں نے
 فتح کیے تھے ان سب کے نام طرف ہندوستان و ترکستان و غیرہ کے روانہ کیے تھے یہ تو
 نامہ روانہ کر کے پھر باختر کو روانہ ہوئے تھے اور قاصد نامہ لے کر ان ملکوں کی طرف گئے تھے پس یہ داستان
 یہاں پر چھوڑی گئی تھی اب راوی بیان کرتا ہے کہ جب یہ خاور سے باختر میں آئے پس ایسا بندوبست
 کیا اور اپنی طرف سے کسی کو یہاں کا حاکم کیا اور خود لشکر قریب ایک لاکھ کے لے کر نہ طاق کی طرف
 روانہ ہوئے کہ انکا ذکر وقت پر ہوگا اب راوی بیان کرتا ہے کہ جس بادشاہ اور حاکم اہل اسلام کے
 پاس نامہ رستم خان کا پہونچا اور وہ حال سے آگاہ ہوا فوراً اُس نے بندوبست کیا اور اپنی طرف
 سے کسی کو حاکم کر کے روانہ ہوا لشکر لے کر ہندوستان سے اولاد لندھور میں سے روم سے اولاد قیصر
 روم سے چین سے اولاد بہرام میں سے پس جس نے نامہ یا بار روانہ ہوا کوئی لاکھ سے کوئی دو لاکھ سے
 کوئی تین لاکھ سے طرف نہ طاق کے روانہ ہوئے کہ ان سب کا خاں آئندہ تحریر ہوگا اگر موقع ملا اسی زمانہ
 میں رستم خان کا نامہ پاس محکوم شاہ حاکم فرنگوشیہ اور احکام شاہ حاکم زرنگوشیہ
 کے بھی پہونچا تھا کہ یہ لوگ بھی روانگی کا بندوبست کر رہے تھے کہ برجلیس لشکر لے کر پہونچا اور شہر کو
 تباہ کیا محکوم شاہ زرنگوشیہ کو گیا اور برجلیس زرنگوشیہ پر لشکر لے کر پہونچا احکام شاہ
 نے اطاعت اس شرط کے ساتھ کی جو کہ قبل میں مذکور ہو چکی ہے پس بدین سبب احکام شاہ نے
 اپنا قصد موقوف کر دیا کہ ایسا نہ ہو کہ جب برجلیس کو خبر ملے کہ احکام شاہ نے میری تو اطاعت
 قبول کی جب بین دیان سے چلا آیا تو اُس نے لشکر لے کر بدیع الملک کی کمک کا قصد کیا ہے اور
 کوچ کر کے چلا گیا اُس کے ہمراہ اہل اسلام کے دشمن جانی و دہانی مثل ارزنگ و سخت گمان و
 اولاد تورنج کے موجود ہیں وہ ضرور اسکو درغلانین کے ایسا نہ ہو کہ بھرہ ادھر آئے اور مثل فرنگوشیہ
 کے اسکو بھی تباہ و غارت کرے تو ہزاروں ہندوگان خدا کی جانیں برباد ہونگی اور ان سب کا خون
 ناحق میرے اوپر ہوگا اس سے نہ جانا بہتر ہے جب سامنا ہوگا تو یہی حال عرض کر دیا جائے گا پس
 اس سبب سے نہ احکام شاہ نہ محکوم شاہ ہر اسے کمک گئے پس راوی کے بیان کیا ہے کہ
 جن جن ملکوں کو برجلیس نے غارت و تباہ کیا تھا ان کے حاکم و بادشاہ اس سبب سے ہر اسے کمک
 نہیں گئے اور جس جس نے سبب اپنی دانائی خواہ سبب خون کے اطاعت اُسی شرط کے ساتھ
 قبول کر لی کہ جس طور سے محکوم شاہ و احکام شاہ نے کی تھی وہ اُسی خیال سے نہ گئے کہ جس

خیال سے احکام شاہ نہ گیا تھا بس راوی اُن شاہوں اور سرداروں کو مع لشکر و سپاہ کے براہے
 ملک بدیع الملک روانہ رکھا جاتا ہے اور اب حال شہر ترکستان اور بہرام خاوری کا اور
 تومان فرزند بہرام خاوری کا بیان کیا جاتا ہے کہ بہرام خاوری کی درستان اس مقام تک جلد اول
 میں بیان ہوئی ہے کہ مطراق عیار نے بہرام خاوری کو مع سرداروں کے رہا کیا عیاری کے اور سب
 کو لے کر طرف ترکستان کے بہرام خاوری رہا ہو کر روانہ ہوا اور تومان فرزند خاوری کی درستان
 یہاں تک جلد اول میں تحریر ہوئی ہے کہ جب یہ ناموس اور لشکر و خزانہ قید ارزنگ سے کھلا آتا تھا
 اور راہ میں لشکر ارزنگ لایا تھا گو شکست خوردہ تھا اور گو سخت نیرل اسکا عیار دہان پہنچ گیا تھا
 مگر یہ شریک تومان سب لشکر ہوا تھا اور گو چنے عیاری کے ارزنگ کو رہا کیا تھا اور لشکر بخون
 مار کر چلا گیا تھا ارزنگ کا حال خیر ہو چکا ہے کہ اُس نے رہا ہو کر کیا فساد برپا کیے اور تومان دوسرے
 دن لشکر لے کر ترکستان کی طرف مع ناموس اور خزانہ کے روانہ ہوا تھا اب وہ حال بیان ہوتا ہے کہ
 کہ تومان چلا جاتا ہے یہ توجہ قریب ترکستان پہنچا اس نے حیمہ وغیرہ برپا کیے اور اُن میں دوش
 ہوا جب تومان بعد قطع منازل ڈیڑھ راجل کے قریب ترکستان پہنچا اور دوشس ہوا یہ تو بیان
 دوشس ہے اب ادھر کا حال سنئے کہ سلیمان شاہ جوان ذوق صاحبقران کی طرف سے
 حاکم ترکستان ہے دربار میں بیٹھا ہوا ہے یہ بہت مرداموت اور بہادری ترکستان میں قریب آٹھ
 لاکھ کے لشکر ہے اور سب ترک ہیں اس لشکر کے سردار اور افسر اسکے حاضر دربار رہتے ہیں یہ بہت عدل و
 انصاف سے حکومت کرتا ہے سب رعایا اور برپا اس سے شادی برابری خراج خزانہ عاقرہ میں پہنچاتے
 جاتا ہے بس یہ دربار میں بیٹھا تھا اور سب اہل دربار حاضر دربار تھے کہ قید ہر کارے حاضر دربار ہونے بچا
 بجالائے اور دعا دینا سے خواہی ادا کی بس جب عرض کر چکے کہ ہم ایک نازہ جرنے کو حاضر ہوئے
 ہیں سلیمان نے کہا کہ میان کرو انھوں نے عرض کیا کہ ہم بیرون شہر گئے تھے ہم نے ایک لشکر
 دیکھا مگر طریقہ سے معلوم ہوا کہ یہ لشکر خدا پرستوں کا ہے بس ہم نے جو لشکر میں جا کر دیکھا تو یہاں نا کہ
 یہ لوگ خاوری ہیں دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ تومان فرزند بہرام خاوری مع ماں و خزانہ و سپاہ
 و ناموس کے خاور سے بھاگ کر ادھر کو آیا ہے جب ہم نے یہ سنا تو دریافت کیا کہ کیوں بھاگے ہیں تو
 معلوم ہوا کہ کوئی کافر ہے ارزنگ بن زمر و ثانی اُس نے شہر خورشید نگار سے آنکھ لاکھو کا لشکر لے کر
 خروج کیا ہے اُس کے ہمراہ اولاد تو راج بھی ہے وہ بہت زبردست ہیں بس ارزنگ جب
 خاور پر آیا بہرام شاہ خاوری کو نامہ بھیجا اور کہا کہ دین اسلام ترک کر کے میری بندگی کر و
 کہ میں خدا ہوں اور میری اطاعت قبول کر و ورنہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگے اگر اسانہ کر دے بس جب
 یہ بہرام شاہ کو معلوم ہوا انھوں نے جواب صاف تحریر کیا مقابلہ ہو شکست کھائی اسیر ہوئے
 شاہراہ و خزانہ و ناموس کو لے کر ادھر چلا آیا بلکہ یہ کہا تھا کہ عیار کے ذریعہ سے ارزنگ کو بھی چھوڑا
 منگایا تھا اسکی قید ہے ہوئے ادھر آتا تھا کہ ارزنگ کا لشکر کسی طرف سے آتا تھا اور عیار لگتا وہ
 عیاری سے رہا کر کے اور لشکر بخون مار کر وہ لوگ چلے گئے انھوں نے شاہراہ کے ہمراہ لکر گیا بس
 شاہراہ تومان بیان آیا ہے کہ بادشاہ ترکستان سے ملے اور انکو ہمراہ لے کر اپنے ملک کو
 جانے ارزنگ کو شکست دے کر اپنے ملک پر قبضہ کرے یہ جو ہم نے ہر لشکر سے سنا خیال کیا
 کہ اپنے بادشاہ کو اس حال سے آگاہ کریں دہان سے چلے اور حاضر خدمت ہوئے سلیمان شاہ

ترک نے جب یہ سنا بہت افسوس کیا اور کہا کہ ایک صاحب قرآن کے نہ ہونے سے یہ سب خرابیاں
 ہیں دوسرے دفعہ امیر ہر گز جیسے علم شاہ و ملک قاسم خاوری سیاہ نے شہادت یا کی یہ تو گ
 بالکل بے دست و پا ہو گئے گو ایراج نامدار ہیں اور رستم کٹانی دقتہر یا رزی و قارنگران لوگوں
 کو ایسے ممالک کی خبر سے ہمت نہیں ہر وہ کیونکر ان ممالک کی خبر رکھیں دوسرا امیر یہ ہے کہ اولاد
 حمزہ صاحب قرآن کو ملک گیری اور کفار کشی سے فراغت نہیں ملتی ہے وہ کیونکر ممالک کی خبر رکھیں آج
 یہاں ہر کل خاک ہیں پرسوں ایسے مقام پر ہیں کہ تسلی کسی کو خبر نہیں بس کیا کیا جانے کا فردن کو
 مصلحت ملتی ہے وہ وقت کو غنیمت جان کر ہم لوگوں کو دباتے ہیں جو دپ گیا اسکو مار لیا اور جو نہ دبا
 اس سے روگردانی کی خبر چند سردار جاہلین اور شاہزادہ تو مان خاوری کو مع ناموس و خزانہ کے شہر میں
 لے آئیں اور چند مکانات خالی کیے جائیں تاکہ یہ لوگ اُٹھیں فردکش ہوں اور لشکر کو چھانڈنی میں جگہ دیکھ لے
 بس یہ سب بندوبست اُسی وقت سے ہونے لگا چند سردار دربار سے باہر آئے اور مرکب پر سوار ہو کر
 طرف لشکر کے روانہ ہوئے یہاں بموجب حکم مکانات خالی کیے گئے اور چھانڈنی میں لشکر کے اترنے کا بندوبست
 کیا گیا مکانات آدھستہ کیے گئے آدھ سردار شہر سے نکل کر لشکر تو مان بین آئے تو مان خاوری
 سرداروں سے کہہ رہا تھا کہ نامہ روانہ کر کے بادشاہ ترکستان کو اپنے آنے کی خبر کروں کہ سرداران
 سلیمان شاہ ترک پہنچے لشکر کو دیکھا اہل لشکر نے روکا انھوں نے کہا کہ ہم بادشاہ کے پاس سے
 تمہارے شاہزادے کے استقبال کو آئے ہیں بس انھوں نے تو مان کو خبر کی تو مان خود بارگاہ سے
 اٹھ کر مع سرداروں کے باہر آیا صاحب سلامت کے بعد مراج پرسی کر کے بارگاہ میں لایا بہت فرحت
 سے بچھایا انھوں نے کہا کہ بادشاہ کو آپ کی تشریف آوری کی خبر بذریعہ ہر کاروں کے ہوئی ہم لوگوں
 کو روانہ کیا کہ جا کر لے آؤ بس ہم حاضر ہونے ہیں تشریف لے چلے دربار فرمایا بادشاہ منتظر ہوں گے
 یہ سنا تھا کہ تو مان خاوری نے حکم دیا کہ لشکر تیار ہو پس اُسی وقت پھر لشکر میں بندوبست ہوا
 بس سردار تو مان خاوری کو لے کر مع ناموس و لشکر و خزانہ کے داخل شہر ہوا سب اہل شہر کو معلوم ہوا
 کہ خاوری نے لشکر اسلام بھائی کر آیا ہے کسی کا فر نے لشکر کشی کی بھی شکست کھائی پس تو مان خاوری
 شہر کی سیر کرتا ہوا ہمراہ ان سرداروں کے قریب عمارت شاہی کے آیا ان سرداروں نے تو مان خاوری
 سے کہا کہ یہ مکانات آپ کے فردکش ہونے کے لیے بادشاہ نے مقرر کئے ہیں ان میں ناموس کو
 فردکش فرمائے خزانہ رکھے اور لشکر کو چھانڈنی میں روانہ فرمائیے بس تو مان خاوری نے لشکر کو حکم دیا
 کہ آپ لوگ جائیں چھانڈنی میں اتریں آدھ تو مان نے ناموس کو ان مکانات میں اتار خزانہ ایک
 مکان میں رکھا آستیر پر چوکی مقرر کیا آپ سرداروں کے ہمراہ طرف دربار کے چلا آدھ ان لوگوں نے لاکر
 لشکر خاوری کو چھانڈنی میں مقیم کیا اب بندوبست کر کے دربار میں آئے یہاں تو مان خاوری ہمراہ
 سرداروں کے داخل دربار ہوا یہاں سلیمان شاہ ترک تخت پر بیٹھا ہوا تھا اور سب سردار حاضر تھے
 جب تو مان سامنے پہنچا تو مان نے سلیمان شاہ ترک کو سلام کیا باقی اہل دربار نے تو مان
 کو سلام کیا سرداران تو مان نے سلیمان شاہ کو سلام کیا ان سب کو اشارہ غنیمت کا ہوا سب
 علی قدر متہ کر سیوں پر بیٹھے تو مان کو سلیمان شاہ ترک نے دنگل برابر اپنے تخت کے مرحمت کیا
 تو مان خاوری اس دنگل پر بیٹھا سلیمان شاہ نے حالت دریافت کی تو مان نے سب حالات
 جنگ اور خروج ارزنگ دیکر حالات اور اپنا آدھ کو مع ناموس و خزانہ آنا طمطراق مبارک ارازنک

کو اسیر کر کے لانا اور اسکا رہا ہونا گوجر کا عیاری کر کے رہا کرے جانا اور لشکر ازربک کا شب خون مارنا
 سب حال بیان کیا جو کہ جلد اول میں اسی دفتر کے یہ خفیہ تحریر کر چکا ہے اور ناظرین نے ملاحظہ کیا ہوگا پس
 جب تو مان بیان کر چکا اُس وقت سلیمان شاہ ترک نے کہا کہ اب اٹھنا رکھیں میں سامان جنگ
 کر کے آپ کے ہمراہ چلتا ہوں اور اُس کا فرک اس حرکت کی سرادیتا ہوں اگر خداوند کریم نے چاہا تو مان
 نے جواب دیا کہ والد بزرگوار نے اسی سبب سے تو مجھ کو ادھر روانہ کیا اور اُس پر کا بھی قبائل رہے کہ
 طمطراقی نے کہا ہے اگر میرا موقع چلا تو ضرور رہا کر کے لاؤنگا اُنکو سلیمان شاہ نے کہا کہ اچھا کہل
 کہا کہ اس وقت تک آپ لوگ میرے یہاں ہیں جب تک کہ آپ یہاں سے خاور کی طرف کوچ کرنے لگے
 تو مان نے جواب دیا کہ جو آپ کی مرضی پس بعد نصوری دیر تھے سلیمان شاہ نے دربار برخواست کیا
 مگر یہ حکم فرمایا کہ سامان سفر جنگ تیار ہو جو ہم طرف خاور کے برائے مقابلہ ازربک سفر کرنے اور
 تو مان کی دعوت کا سامان مہیا ہو پس سلیمان داخل محل ہوا اور تو مان اپنے مقام پر آیا جہاں
 آرتا تھا بس سب مکانات کو اگر خوب آراستہ یا سب سردار تو مان کے بھی اور مکانات میں اترے
 دعوت کا سامان ہوا کھانا وغیرہ یا سب نے کھانا ادھر سرداروں نے بادشاہ کا حکم اہل لشکر کو پہنچایا
 وہاں سامان ہونے لگا بس راوی نے بیان کیا ہے کہ رذر سلیمان شاہ ترک دربار کرتا ہے تو مان
 دربار میں آتا ہے سلیمان کہتا ہے کہ پریشان نہ ہونا میں چلتا ہوں یہاں لشکر میں سامان سفر ہو رہا ہے
 تو مان کو آتے ہوئے کوئی پانچ روز گزرے تھے اور ابھی سلیمان نے سفر نہیں کیا ہے دربار آراستہ
 تھا کہ ہر کاروں نے اگر دعا دیتا ہے شاہی بجا لا کر مچا گاہ سے مچا کر کے عرض کیا کہ ہم غلام اس وقت
 برائے بالادہ دی گئے تھے ہم نے دیکھا کہ صحرا سے گرد آڑی جب دامن گرد خشکان ہوا اُس گرد سے
 بہرام شاہ خاوری مع چار سو سرداروں کے پیدا ہوا ہم نے جو خبر دریافت کیا تو معلوم ہوا
 کہ عیار نے بہرام شاہ کے عیاری کر کے رہا کیا اور یہ سب لوگ وہاں سے ادھر کو چلے آئے راوی
 نے بیان کیا ہے کہ جب طمطراقی نے بہرام شاہ کو عیاری کر کے مع سرداروں کے رہا کیا بس
 اُس وقت بہرام شاہ نے وہاں سے طرف ترکستان کے کوچ کیا تھا طمطراقی ہمراہ تھا
 اور سب سردار بھی ساتھ تھے پس بعد قطع راہ کے یہ بیان کر پیوئے پس طمطراقی کی عیاری کرنے کا
 اور رہا کرنے کا اور ان کے ادھر کو روانہ ہونے کا سب حال یہ خفیہ جلد اول میں تحریر کر چکا ہے ناظرین
 مالی فہم نے ملاحظہ فرمایا ہوگا اور یاد ہوگا کوئی ضرورت یہاں تحریر کرنے کی نہیں ہے کیونکہ طول ہوگا بس
 ہر کاروں نے عرض کیا کہ جب ہم نے یہ سنا فوراً وہاں سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تاکہ آپ کو
 خبر کریں یہ سنا تھا کہ تو مان نے سلیمان شاہ سے کہا کہ اگر اجازت ہو تو میں والد بزرگوار کا استقبال
 کر کے لاؤں اور انکی قدم بوسی حاصل کروں سلیمان شاہ نے کہا کہ بس اندلس تو مان اپنے
 سرداروں کو لے کر دربار سے باہر آیا بلکہ کئی سردار سلیمان شاہ نے اپنے بھی ہمراہ کر دیے بس سب
 مرکبوں پر سوار ہو کر بیرون شہر آئے تھے کہ پھر اسی صحرا سے گرد پیدا ہوئی جب دامن گرد کا خشکا فتنہ ہوا
 تو مان خاوری و سرداروں نے دیکھا کہ بہرام شاہ آگے آگے اور رکاب پر ماتھو رکھے ہوئے
 طمطراقی عیا عقب میں سب سردار جو کہ قید ہوئے تھے پس جیسے تو مان کی نگاہ باپ پر پڑی اور
 سب سرداروں کی بھی نگاہ بادشاہ پر پڑی مرکبوں پر سے اتر پڑے اور یاد دہا چلے آدھر جب
 بہرام نے اپنے خزانہ کو اور سب سرداروں کو دیکھا بس مرکب زدک لیا تو مان نے قریب پیوئے کر

مجر کیا اور رکاب کو بوسہ دیا سب سرداروں نے بھی مجر کیا پس مرکب پر سے اتر کر بہرام نے اپنے فرزند کو
 گلے سے لگایا اور بہت تعریف کی جرات اور بہادری کی اور عقل مندی کی سرداروں کے نکل چلائی کی بہت
 داد دی انھوں نے بھی قدم چمے طعناقی بھی ملا پس تومان کو بہرام نے مرکب پر سوار کیا اور خود
 بھی سوار ہوئے اور سب کو ہمراہ لے کر ہمراہ کو مان کے شہر میں آئے یہاں سلیمان شاہ ترک
 انتظار کر رہا تھا اور سب سرداروں کو استقبال کے لیے روانہ کیا تھا وہ سردار راہ میں ملے بس ان سب
 کو لے کر دربار میں آئے باہم بادشاہوں میں صاحب سلامت ہوئی سرداروں نے سلام و مجر کیا
 سلیمان شاہ نے اپنے برابر بہرام کو تخت پر بٹھا یا سب سردار بھی جب دربار آراستہ ہوئے ہو چکے
 وقت سلیمان نے کیفیت جنگ اور رہائی دریافت کی پس بہرام نے کہا کہ آپ سے تومان سے تو
 عرض کیا ہو گا جواب دیا کہ مان مگر آپ بھی بیان فرمائیے پس بہرام نے سب حال بیان کیا اور اپنی
 رہائی کی حالت بیان کی اور آنے کی اور از رنگ کا حسب و نسب بیان کیا اور کہا کہ وہ کم تخت
 کتاہی کہ میں خدا ہوں میرا دادا القادیا پ زمر و مجکو چو لہ خدا کی دیکے اور چو لہ بدل کر طر آسمان
 کے چلے گئے ہیں یہ اُس نے مگر کبھی اختیار کی میں نے لاکھ لاکھ تیر کی کہ فتح میری ہو مگر ستارہ برشتہ
 تعانہ ہوئی اسیر ہو گیا میں نے تومان کو آپ کی خدمت میں روانہ کیا مع ناموس اور خزانہ کے کہ یہ تو
 بچے اور یہ بھی خیال تھا کہ جب آپ کو خبر ہوگی آپ ضرور میری کمک فرمائیے گا سلیمان شاہ نے
 جواب دیا کہ میں نے تو اقرار کیا تھا کہ میں چلتا ہوں اور لشکر کو سامان سفر و جنگ کا علم دیتا تھا اور
 سامان سفر و جنگ تیار ہو جاتا میں یہاں سے آپ کے فرزند کو لے کر کوچ کرنا خوب ہوا کہ آپ بھی
 تشریف لے آئے دو ایک دن قیام فرمائیے پھر یہاں سے کوچ کر نیلے اُس سے مقابلہ کر کے شکست
 دین گے اگر خداوند کریم کا فضل شامل جالی ہو بہرام نے کہا کہ آتشا ابد تعالیٰ پس بعد تھوڑی دیر
 کے دربار رخاست کیا بہرام شاہ اپنے فرزند کے ہمراہ اُس مقام پر رخسار دین کے آیا کہ جہاں
 آنکا ناموس آرا ہوا تھا سرداروں کو مکانات میں فروکش کر کے خود داخل ناموس ہوا پس بادشاہ
 کو دیکھ کر سب خوش ہوئے بہرام شاہ اپنے ناموس سے ملا سب کو خوش ہوئی سلیمان شاہ کے
 یہاں سے سامان دعوت آیا خوب رحمت سے وہ دن اور شب بسر کی صبح کو مع سرداروں کے دربار میں
 آئے سلیمان شاہ ترک نے بڑی غرت دہرے بٹھا یا دربار آراستہ ہوا سلیمان شاہ نے
 کہا کہ آپ اطمینان فرمائیے میں آج کے انھوں دن آپ کے ہمراہ لشکر لے کر چلون گا بہرام شاہ
 نے کہا کہ اچھا بس اب ہر روز بہرام شاہ دربار میں آتا ہے اسکو کرتے ہوئے کوئی مجر ذر ہوئے تھے
 صبح کا وقت تھا دربار آراستہ تھا کہ درگہ سالار نے اگر عرض کیا مجر کر کے کہ ایک نامہ بر رستم خان بن
 گنجاب کا نامہ لے کر آیا ہے مگر کتاہی کہ میں خاور سے آیا ہوں بارجا ہتا ہے سلیمان شاہ ترک نے
 کہا کہ نامہ بر کو بھیج دو درگہ سالار نے جا کر نامہ بر سے کہا کہ جاؤ راوی کتاہی کہ یہ وہی نامہ بر ہے جس کو
 رستم خان نے نامہ بر کر دیا تھا انھیں ناموں میں سے یہ نامہ ہے جو کہ خاور سے پار سو ما سار ہے
 جا رسو پھر یہ کہے گئے تھے بس یہ نامہ بر نامہ لے کر ادھر کو آنا تھا جب درگہ سالار نے نامہ بر سے کہا
 کہ جائے طلب کیا ہے پس نامہ بر اندر بارگاہ کے چلا آدھر سلیمان شاہ ترک نے بہرام شاہ
 سے کہا کہ یہ کیا سبب ہے کہ رستم خان نے خاور سے نامہ تحریر کیا یہ خاور میں کیوں لکھ پونے
 بہرام شاہ نے کہا کہ معلوم ہوا جاتا ہے نامہ سے اور نامہ بر کی زبانی سب ظاہر ہو گا اور نامہ بر نے

داخل بارگاہ ہو کر بہرام شاہ و سلیمان شاہ ترک کو سلام کیا چوبلی کر سی رحمت ہوئی اس سرنامہ پر
بیٹھا جام رحمت کیا گیا نامہ بر نے ساتی سے جام لے کر یا سلیمان شاہ نے کہا کہ کیونکر آتا ہوا اسے
کہا کہ میں اپنے بادشاہ کا نامہ آپ کے نام لے کر حاضر ہوا ہوں سلیمان شاہ نے کہا کہ لاؤ اسے
عمامہ سے نامہ نکال کر پیش کیا سلیمان شاہ نے کہا کہ رستم خان بن کنجاہ تو ماختر بین
حکومت کرنے سے بچ کر صاف جقران یہ خاور میں کیونکر پہنچے اور کیونکر یہ نامہ روانہ کیا نامہ بر نے
عرض کیا کہ آپ کو نامہ اسے ظاہر ہو گا کہ تم بیان کر دے تب اس نے کہا کہ اصل حال یہ ہے کہ خاور پر
ارزننگ بن زہر دے لشکر کشی کی بہرام شاہ خاور میں جو کہ بیان تشریف دیا ہیں انھوں نے
مقابلہ کیا لشکر نے شکست کھائی تو مان شاہ دزد بادشاہ ناموس و خزانہ لے کر آب کی
طرف آئے ارزننگ نے شہر پر قبضہ کر لیا تھا طمطراق نے عیاری سے ارزننگ کو قید کیا تھا وہ
دزد بہرام شاہ کے پاس قید تھا اسکا عیار رہا کہ لاٹھا بہرام شاہ کو انکا عیار رہا کہ لے گیا
پس سو وقت بالکل ارزننگ کا قبضہ خاور پر ہو گیا اس نے جو لشکر کی سپہ کی ملک قائم کیے بقرہ
پر پہونچا اسکو سخت گلانے درغلان کر اس امر پر آمادہ کیا کہ مقبرہ کھود کر ادا جائے وہ اس
امر پر آمادہ ہوا اہل شہر بکڑے اسی حالت میں ایک حسین سوداگر ایک تصویر لے کر پہونچا وہ تصویر
ملکہ سرمایے سے سیم تن ہمیشہ بر جلیس آفتاب پرست کی تھی یہ واقعہ یہ ہے کہ ایک اقلیم پر خوشید
دہان پرست سے ملک ہیں ان ملکوں میں ہر مذہب کے لوگ آباد ہیں بس ایک بادشاہ تھا کہ اس کا
نام خوشید شاہ تھا وہ آفتاب پرست تھا اسکی ایک دختر ہی نام اسکا بدر سیم تن ہی وہ بہت
حسین چہرہ ہمیشہ کتنی ہی کہ میں خداوند آفتاب پر عاشق ہوں اور خداوند میرے اور بس اس
نامہ بر نے سب حال پر جلیس کی ولادت اور سب اقلیم کو آفتاب پرست کرنے کا اور جو حسین سوداگر
نے رستم خان سے بیان کیا تھا سب بیان کیا تب کہا کہ اسکی ایک بہن ہی فریاد سے سیم تن
اسکی تصویر لاکر حسین سوداگر نے ارزننگ کے ماتھے فروخت کی سودا ارزننگ عاشق ہو گیا مقبرہ
منہدم کرتے تھے باز رہا اگر بر جلیس کو نامہ لکھا جب وہاں سے جواب صاف آتا تو ارزننگ ابھی
طرف سے ابراہم خاوری کو خاور کا حاکم کر کے اور خوب بند و بست کر کے طرف شہر آفتاب نما کے کہ جہان
پر جلیس خدا کی کرتا ہی روانہ ہو گیا ابراہم بادشاہ یہ خبر ہمارے بادشاہ کو اسی سوداگر نے آ کر دی اور ایک
تصویر ملکہ کی دی بادشاہ نے وہ تصویر تو واپس کی اس سوداگر نے کہا کہ میں نے یہ تدبیر کر کے ارزننگ
کو تو اُدھر روانہ کیا اور آپ کو اس حال سے آگاہ کیا بس جا کر وہاں کا بند و بست فرمائیے اور اس سوداگر
نے یہ بھی خبر دی کہ بدیع الملک کو صاحب جقران ثانی نے صاحب جقران کیا اور خود طرف کعبہ کے تشریف
لے گئے اب بدیع الملک نہ طاق پر تشریف فرما ہیں انہر کا فردن کی چڑھائی ہے بس یہ خبر شے ہمارے
بادشاہ لشکر لے کر خاور پر آئے ابراہم خاوری کو خبر ہوئی اس نے آ کر قدم بوسی حاصل کی اور کہا کہ ہم سب
اہل شہر نے قبضہ کر لیا تھا اور اسکی اطاعت جان بچانے کو کی تھی چنانچہ جب وہ چلا گیا ہم لوگ پھر اپنے
اصلی مذہب پر آگئے تشریف لائے ابراہم خاوری بادشاہ کو لے کر شہر خاور میں آیا بادشاہ نے سب
ملک کو اسلام آباد دیا چونکہ زبانی سوداگر کے اور بریہ پر یہ اخبار معلوم ہو چکا تھا کہ جواب صاحب جقران ہیں
انہر کفار نے زعمہ کیا ہے پس خاور ہی سے ہمارے بادشاہ نے قریب چار سو ساڑھے چار سو کے نامے بنام
ممالک اسلام اور حاکمان خدا پرست اور طبعان صاحب جقران داد داد صاحب جقران دس دواں صاحب جقران

کو تحریر فرمائے اور وہ نامے سب طرف روانہ کیے چنانچہ یہ بھی نامہ انھیں ناموں میں سے ہی اور خود اسی ابرار
خاور سی کو حاکم کر کے اور سب بند و بست کر کے یا خیر کو نصرت لے گئے ہیں نامہ لکرا دھرایا یہ واقعہ
ہوا اور اس سے ہمارے بادشاہ خاور میں پہنچے بہرام شاہ تو یہ حال سننے بہت خوش ہوا
کہ میرے شہر سے بلا دفع ہوئی خوب اہل شہر نے تہذیب کی اب یمن بیان سے جاؤں گا اور شہر کا بند و بست
کردن گا اب کوئی ضرورت انکے کمک کی نہیں ہے یہ تو یہ خیال کر رہا تھا کہ سلیمان شاہ نے نامہ دیر کو
دیا اُس نے باز بلند چڑھنا شروع کیا پہلے اسی میں تعریف خدا اور نعت انبیاء تحریر تھی اُس کے بعد
تحریر تھا کہ مقام نجیب ہے کہ اب لوگ ایسے غافل ہوں کہ ایک اہل اسلام پر آفت آئے دوسرا خبر نہ
لے باوجودیکہ قربت ہو یہ طریقہ اہل اسلام کا نہیں ہے بلکہ یہ طریقہ ہم کو حمزہ صاحب قرآن سے
تعلیم فرمایا تھا کہ جب شکر و تحارے برادر ایمانی پر کوئی آفت آگئی ہے تو اُسکی کمک کرو اب کو باد
ہو گا کہ حمزہ صاحب قرآن کس قدر مذہب و اہل اسلام کا پاس دہاتے تھے اور اُنکی اولاد میں بھی
ہمک وہی طریقہ جاری ہے اور ہم کو یہ بھی حکم تھا ہم پر کیا منحصر ہے سب اہل اسلام کو ہم لوگ کو اُنکی
برابری نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ وہ لوگ تو غیر کے لئے اپنی جان نہیں عزیز کرتے ہیں بھلا یہ ہم سے
کب ہو گا مان اپنے برادران ایمانی کی تو کمک کون مقام حیف ہے کہ خاور پر آفت آو واقعہ گذرے اور
بہرام شاہ شکست کھا کر جلے کفار کا قبضہ ہوا اور اب خبر نہیں باوجود سے کہ قریب ہیں محلو خیال
فرمائیے کہ جب میں نے سنا فوراً لشکر لے کر پہنچا اور آپ نے بالکل خبر نہ لی وہ حمیت اسلام کیا ہوئی
اُٹھوس یہ دو ایک دم کے نہ ہونے سے یہ بات ہوئی اُٹھوس ہمارے آقا کی اولاد کا مقبرہ کفار خود نے
پر آمادہ ہوں اور ہم کو خبر نہ ہوا اور وہ اولاد بھی ایسی کہ جسکے احسان ہم پر ہوں دور کے لوگ تو خبر سننے آئیں
اور جو قریب ہوں وہ خبر نہ لیں خبر یہ تو سب گذر گیا اب سب اہل اسلام کو لازم ہے کہ بدیع الملک
نوجوان جو کہ اب صاحب قرآن ہیں انہیں کفار نے زعم کیا ہے لہذا اُنکی کمک پر ضرور ہے پس اُنکی کمک
کے لیے روانہ ہوں ہم بھی لشکر لے کر جاؤں تو جانا ہوں آئندہ تم کو اختیار ہی میں نے آگاہ کر دیا و اسلام
خیر ختام یہ جو مضمون نامہ سنا سلیمان شاہ ترک بہت شرمندہ ہوا اور کہا کہ جو کچھ تحریر کیا ہے بہت
درست تحریر کیا ہے بہت بڑی خرابی ہوئی مگر میں کیا کروں یہ پرچہ نویس نے غلطی کی اُس نے یہ حال
نہیں تحریر کیا بہرام شاہ نے کہا کہ خیر وہ تو گذر گیا جو میرے مقدر میں تھا وہ ہوا اب محلو اجازت
دیکھے کہ میں اپنے ملک کو جاؤں اور دہان کا بند و بست کر کے اور لشکر لے کر طرف نہ طاق کے جاؤں
سلیمان شاہ نے کہا کہ میں بھی تو آپ کے ہمراہ چلتا ہوں اب کوئی ضرورت نہیں ہے پس سلیمان شاہ
نے کہا کہ اب کو اختیار ہے یہ لکرا اپنے لشکر کے سرداروں سے کہا کہ سب سامان سفر درست ہے انھوں
نے عرض کیا کہ جی ہاں کہا کہ پرسوں ہم بیان سے نہ طاق کو کوچ کر کے سب تیار رہیں عرض کیا کہ بہت
خوب بس سلیمان شاہ نے دربارِ خلافت کیا سب سرداروں نے آکر بادشاہ کے حکم سے اہل لشکر کو
آگاہ کیا لشکر میں تیاری ہونے لگی بیان بہرام شاہ نے اپنے مقام پر آکر اپنے سرداروں کو حکم تیاری
سفر دیا بیان بھی تیاری ہونے لگی سلیمان شاہ نے اُس نامہ بر کو اتمام دے کر رخصت کیا تھا وہ
دہان سے طرف قلعہ گمر بخش کے روانہ ہوا کیونکہ اُس کے پاس نامہ تھا جو کہ بنام حاکم قلعہ گمر بخش
تھا پس راوی نے بیان کیا ہے کہ دوسرے دن سلیمان شاہ ترک نے اپنی طرف سے اپنے فرزند کو
بادشاہ کیا کہ جبکا نام الماس شاہ تھا اور رعایا کو جمع کر کے اطاعت کا حکم دیا سب نے قبول کیا

اُس کے در سے دن سلمان شاہ پاغ لاکھ سپاہ لے کر طاق نہ طاق کے روانہ ہوا اور بہرام شاہ
 اُس سے رخصت ہو کر طاق خاؤر کے مع اپنے سرداروں اور ناموس اور لشکر کے روانہ ہوا سلمان شاہ
 تو طاق نہ طاق کے برائے ملک بدیع الملک مائے بہن انکا حال پر تحریر ہو گا بہرام شاہ
 خاور میں ہوئے ابراہن خاوری کو خبر ہوئی وہ انکو استقبال کر کے گیا سب اہل شہر خوش ہوئے
 کہ ہمارا بادشاہ اور شاہزادہ کشفیت لایا رعایا بہت شاد ہوئی غم سے آزاد ہوئی ناموس محلات میں
 اترے انکی زینت ہو گئی درود و بار خوش ہو گئے مکان یکن کے آنے سے شاد ہوئے بہرام شاہ نے
 دیوان میں آکر دربار کیا اپنے قدم سے تخت کو رونق بخشی سب سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے سب نے
 خوشی کی نذرین دین بادشاہ نے خوش ہو کر سب کو انعام و خلعت سے سرفراز کیا خوشی کی توبتیں بچھو لگین
 ہر گلی کوچے میں چل پھل گئی بہرام شاہ نے ابراہم سے سب حال دریافت کیا اُس نے کل واقعہ بیان کیا
 بہرام شاہ نے ہل رعایا اور جو سردار اہل شہر کے انکی خبر خواہی اور ایمان داری کی بہت تعریف
 کی اور کہا کہ اب لوگوں نے بہت جوان مردی اور بہادری کی آپ لوگ بہت ایمان کے پختہ ہیں خدا آپ کے حوصلوں
 میں برکت عطا کرے یہ کلمہ دربار خواست کیا محل شاہی میں آیا اپنے محل کو دیکھ کر بہت خوش ہوا سب شہر کی
 سیر کی مقبرہ ملک فاسم پر آیا فاختہ و درود و رحا مجاوران مقبرہ وغیرہ کو طلب کر کے بہت انعام دیا اور انکی
 بہت تعریف کی بس مردان اپنے محل میں آیا بس ندرہ دن تک اس نے سب تہہ کا بندوبست کیا اُس کے
 بعد لشکر کو سامان سفر سے دست ہونے کا حکم دیا لشکر نے سب سامان دست کیا بس بہرام خاوری نے
 اپنی طرف سے ابراہن خاوری کو حاکم شہر کر کے اور اپنا کل خزانہ اور ناموس و سپاہ اُس کے سپرد کر کے دو لاکھ
 سپاہ لے کر مع سرداروں اور فرزند کے طرف نہ طاق کے روانہ ہوا کہ انکا حال بھی دست پر تحریر
 کیا جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ

اب شہہ حال قلعہ قمر بخش کا سماعت فرمائیے

مردی نے بیان کیا کہ جب شہر بار عالی و فار نے مخمور فل سیکر کو قتل کر کے اُسے لشکر کو خلعت دی تھی اور
 سہراب بن لندھو را در پیدیا سے فرنگی وقت جنگ مغلوبہ ہو چکے تھے جب شاہزادے نے حریف کو ہکا
 دیا تھا اور اپنا خیمہ بیرون قلعہ بڑا کیا تھا فخر و رخت حاکم قلعہ نے اگر خدمت بوسی حاصل کی تھی شاہزادے
 نے سہراب سے رستم ثانی کا حال دریافت کیا تھا اُس نے سب واقعہ بیان کیا تھا بس شاہزادہ
 نے سہراب کو مع لشکر کے اُس مقام پر مقیم کر کے اور قیام کرنے کا حکم دے کر اور اپنی مجاور ملک دو مان
 کو قلعہ میں مقیم کر کے فقیر ہو کر وقت شب نکل گیا پس جب صبح کو سکھو سلوم ہو تھا تو سیارہ ثانی نے بھی
 فقیری اختیار کی تھی اور پرسیسا سے فرنگی لشکر شاہزادے کو لے کر زناستان جلا گیا تھا سہراب
 بن لندھو را یہاں مقیم تھا دونوں شاہزادوں کا بہت صدمہ تھا مگر کیا کرے خیال کرتا تھا کہ لشکر لے کر کہان
 جاؤں میرے آقا کا یہ حکم تھا کہ میرے بھائی شہر بار کے پاس رہنا انکا یہ حال ہوا انھوں نے کوئی حکم بجا نہیں
 دیا یہ بہت پریشان تھا اور یہاں مقیم تھا یہ سب حالات جلد اول میں تحریر ہو چکے ہیں بس ہر روز دربار کرتا تھا
 و مان قلعہ میں حکم ملتا بہت خاطر سے ملکہ کے ساتھ مشین آتا تھا فخر و رخت قلعہ میں دربار کرتا تھا وہ نامہ جو کہ
 ترکستان میں نابہ لیکہ گیا تھا اور سلمان شاہ کو نامہ دے کر ادھر کو روانہ ہوا اختیار طر کر کے جب
 قریب قلعہ قمر بخش کے پہنچا دیکھا کہ ایک لشکر کثیر گرد قلعہ قمر بخش پر کھڑا تھا ان کے لشکر پر قرین خدائے

و نفعت اینیایے مکتبی تحریر ہر نامہ بر نے خیال کیا دل میں کہ یہ کیا سبب ہے کہ حاکم قلعہ بھی مسلمان اور خدا پرست
 ہے اور یہ اہل لشکر بھی ہر کیوں قلعہ کا محاصرہ کیے ہوئے ہیں اس کو دریافت کرنا پر ضرورت ہے پس جب یہ
 لشکرین آیا تو سچا نا کہ یہ لشکر شاہزادہ رستم تائی کا ہے اور اہل لشکر نے سچا ہونا کہ یہ شخص باختری ہے کوئی مانع
 نہ ہوا اس سے ذی میں خیال کیا کہ بارگاہ میں اجل کر رستم تائی سے خا و زکا واقع بیان رون اور بیع الملک
 کے احوال سے آگاہ کروں تاکہ یہ بھی برائے ملک لشکر لے کر طائین اور دریافت کروں کہ آپ بیان کیوں مع لشکر
 کے فرزند ہیں کیا حاکم قلعہ مرتد ہو گیا جو اسکی تبتیہ کے واسطے لشکر لے لائے ہیں پس وہ نامہ بردار بارگاہ ہر آیا
 یہاں بارگاہ میں سہراب بن لندھور سے سرداروں کے بیٹھا ہوا تھا و نکل رستم تائی نے غاصبہ خراٹھا
 اور سب سردار موجود تھے سلیمان زرنگار سی بھی موجود تھا یہ سرداروں سے کہہ لیا تھا سہراب اب کیا کیا
 جانے شاہزادہ ہم کو جنگی اطاعت کا حکم دے گیا تھا وہ بھی تھوڑے کر چلے گئے اب ہا کوئی سر پرست
 نہ رہا کیا کیوں کیا بیع الملک کے پاس جائین سلیمان و دیگر سرداروں نے کہا کہ جو میوں کو طلب کر کے
 ان سے زچہ کرائیے اور دریافت فرمائیے کہ اب ہم سے اور شاہزادے سے ملاقات ہوگی یا نہیں سہراب
 نے کہا کہ یہ رائے تم نے خوب بتائی بس اسی وقت جو میوں کو طلب کیا اور اسے کہا کہ کرو کہ اب ہم سے اور
 شاہزادے سے ملاقات ہوگی یا نہیں اور اگر ہوگی تو کہاں انھوں نے حساب کر کے کہا کہ ملاقات تو ضرور ہوگی
 مگر ابھی عرصہ ہے اور جب آپ بہان سے مع لشکر کے سمت مشرق تشریف لے جائیے گا ایک مقام ہے کہ وہاں
 سب لشکر جمع ہوں گے بلکہ کفار سے مقابلہ ہوتا ہوگا وہاں شاہزادہ مع خدم و خشم تشریف لائے گا وہاں
 ملاقات ہوگی اب آپ کو لازم ہے کہ سمت مشرق تشریف لے جائیے یہ جو جو میوں نے حکم لگا یا سہراب نے
 کہا کہ اچھا انکو خصت کیا اب فکر کرنے لگا کہ سمت مشرق کہاں جاؤں کہ ادھر نامہ بردار بارگاہ پر پہونچا درگہ
 سالار سے کہا کہ شاہزادے کو خبر کر دو ایک نامہ بر خا و ر سے درگہ سالار نے یہ نہیں کہا کہ شاہزادہ نہیں ہے
 بس سہراب کو خبر کی کہ نامہ بر آیا ہے رہنے والا تو باختر کا ہے مگر کتا ہے کہ خا و ر سے آیا ہوں سہراب
 نے کہا کہ اندر شیخ دو بس درگہ سالار سے جا کر اس سے کہا کہ جاؤ وہ بارگاہ میں آیا بارگاہ کو سرداروں نے
 آراستہ پایا مگر شاہزادے کو نہ دیکھا جہاں ہو ہو کے دیکھنے لگا سہراب بن لندھور نے کہا کہ کیا دیکھتے ہو
 جسکی تم کو تلاش ہے وہ شہر یار نہیں ہے مان تم بیان کرو کیا ضرورت ہے میں اسکو سنوں اس نے سہراب
 بن لندھور کو سلام کیا اور کہا کہ شاہزادہ کہاں تشریف فرما ہے سہراب نے جواب دیا کہ تم حال بیان کرو
 کہ کیا ضرورت ہے شاہزادہ تو ایک ضرورت سے کہیں تشریف لے گیا ہے ای مرد غریزہ تو رہنے والا باختر
 کا ہے اور کتا ہے کہ میں خا و ر سے آیا ہوں یہ تو بیان کر سکا نامہ لایا ہے کیا بہرام خا و ری نے نامہ لکھا ہے
 اسنے کہا کہ جی نہیں بلکہ رستم خان بن انتخاب نے نامہ تحریر کیا ہے خا و ر سے سہراب نے کہا کہ وہ
 خا و ر میں کیوں کر گئے اپنا ملک چھوڑ کر کہا کہ یہ نامہ شاہزادے کے نام نہیں ہے بلکہ حاکم قلعہ کے نام ہے میں جو
 یہاں پہونچا میں نے یہ لشکر دیکھا دل میں خیال کیا کہ شاہزادے کو سب حال سے آگاہ کروں اور نامہ بعد اسکے
 حاکم قلعہ کو ذی سہراب نے کہا کہ حال بیان کرو اس نے تب تمام حال اندازے رو برد سہراب
 کے بیان کیا اور کہا کہ آرزو ملک نے خا و ر پر خروج کیا بہرام نے اسے شکست کھائی آخر کو اسیر ہوا اسکا
 فرزند تو مان ناموس و خزانہ کو لے کر رستمان کو گیا بہرام کا عیسا بہرام شاہ کو بھی رزا کر کے
 لے گیا وہاں خا و ر پر رزنگ نے غصہ کر لیا مگر شاہزادے ملک قاسم کا کھوڑا لایا تھا کہ اہل شہر
 بگڑے اسی حالت میں ایک سوداگر پہونچا اس نے ایک تصویر دی نامہ بر نے لشکر آفتاب نما کا

حال بیان کیا اور کہا کہ ازرننگ تصویر ملکہ بر عاشق ہوا مقبرہ کو دے سے سچا نامہ دیام ہوئے اُسے سخت جواب دیا بیان سے ازرننگ لشکر کشی کر کے خضر آفتاب نما پر گیا اُس سوداگر نے آکر بارے بادشاہ کو اس حال سے آگاہ کیا اور بیان کیا کہ بدیع الملک نہ طاق پر تین سمت مشرق انہر کفار کی چڑھائی ہے جس پر بادشاہ حال خاور شہنے خاور کوئے دیان کا بندوبست کیا اسی مقام سے چار سو نامے تحریر کیے سب اہل اسلام کو روانہ کیے اس غرض سے کہ آپ لوگ اپنے اپنے لشکر ہمراہ لیکر برائے ملک بدیع الملک روانہ ہو جائے کہ یہ وقت اُنہر بہت سخت ہے میرے ہاتھ ایک نامہ بنام سلمان شاہ ترک و ایک نامہ بنام حاکم قلعہ قمر بخش و ایک نامہ بنام پریہا سے فرمائی روانہ کیا تھا میں نے سلمان شاہ کو تو نامہ دیا دیان بہرام شاہ بھی تھا بس اپنے ملک کا حال سننے کے دوسرے دن بہرام شاہ دیان سے اپنے ملک کو گیا اور سلمان شاہ لشکر کے طرف نہ طاق کے روانہ ہوئے میں ادھر کو روانہ ہوا بس یہی حال شاہزادے سے کہنا تھا کہ وہ بھی نہ طاق پر تشریف لے جائیں اور بدیع الملک کی ملک کو نہ ملے ان کے ملاقات نہ ہوئی نہ قدم بوسی حاصل ہوئی تب سہراب نے سب حال شاہزادے کے فقیر ہونے کا اپنا ادھر کو اپنے کا بیان کیا نامہ بر نے پختے بہت افسوس کیا اور کہا کہ اب کیا ہوتا ہے خیر آپ لوگ بھی لشکر لے کر جائیں اور ملک کو بین حاکم قلعہ کے پاس نامہ لے کر جاتا ہوں اُنکو نامہ دے کر فرماستان جاؤنگا بس سہراب نے اُسکو انعام دے کر رخصت کیا وہ قلعہ کی طرف روانہ ہوا داخل قلعہ ہوا یہاں سہراب نے سرداروں سے صلاح کی جو بیویوں نے بھی کہا ہے کہ سمت مشرق جو جاؤ گے شاہزادے سے ملاقات ہوگی دوسرے شاہزادہ جسکی اطاعت کا ہم کو حکم دے گیا تھا وہ بھی فقیر ہو کر چلے گئے بس اب ہم کو لازم ہے کہ ہم جا کر بدیع الملک کی اطاعت تازے شاہزادے کے کرن ہمارے نزدیک دونوں ہمارے مالک و اقا ہیں اس تباہ پھر نے سے تو بہتر ہوگا سب نے کہا کہ یہ راسے خوب ہے بس سہراب بن لشکر ہو کر باہم یہاں کر کے قلعہ بین آئے اور در دولت ملکہ دیان پر حاضر ہوئے ملکہ سے بذریعہ محلدار کے خیر کراہی ملکہ بس پردہ شریف لائی سہراب نے سب حال جو کہ نامہ بر سے سنا تھا ملکہ سے عرض کیا اور عرض کیا کہ جو بیویوں نے بھی خبر دی ہے کہ شاہزادے سے سمت مشرق جو جاؤ گے تو ملاقات ہوگی بس میری رہے یہ ہے کہ اس تباہ پھر نے سے بہتر ہوگا کہ بدیع الملک کے پاس حلیں جب ایسے وقت میں پہنچیں گے تو اُنکو بھی ہمارا خیال ہوگا اور شہر بار بھی اپنے برادر کا حال سننے فقیر ہو کر کسی طرف تشریف لے گئے ہم کو انکی اطاعت کا حکم تھا اب ہم بالکل بے دست و پا ہو گئے بس اس سے بہتر ہوگا کہ تشریف لائے شاہزادے کے بدیع الملک نے پاس رہیں اس امر میں آپ کی کیا رائے ہے ملکہ نے جواب دیا کہ بھیا سہراب جو تمھاری رائے ہو وہ کرو مت تو بالکل بے دست و پا ہوں بالکل میرے حواس درست نہیں ہیں اگر تمھاری اور سب سرداروں کی یہ رائے ہے تو بس اسد کر دکر اسکا خیال رہے کہ شاہزادہ ناخوش نہ ہو سہراب نے کہا کہ اگر اس امر سے ناخوش ہوں گے تو ہم رضی کر لیں گے آپ احمقانہ رکھیں بس جب سہراب نے ملکہ کا بھی منشا یا یا رخصت ہو کر لشکر میں آیا سب اہل لشکر و سرداروں کو سفر کے سامان درست کرنے کا حکم دیا یہاں قلعہ بین وہ نامہ بر پہنچا اُس نے فیروز رخصت کو نامہ رستم خان کا دیا زبانی بھی سب کا حال بیان کیا فیروز رخصت نے نامہ بر کو تو انعام دے کر رخصت کیا وہ تو طرف فرماستان کے روانہ ہوا اور اپنے لشکر کو فیروز رخصت نے سامان سفر تیار کرنے کا حکم دیا

یہاں بھی سامان ہونے لگا کہ فیروز تخت کو معلوم ہوا کہ سہراب بن لندر ہور کا بھی قصد ہے کہ بدیع الملک کی خدمت میں جا کر یہ خبر پا کر سہراب سے بھی کہلا بھیجا کہ اگر آپ کا بھی قصد طرف نہ طاق کے جانے کا ہے بس میں بھی اسی طرف کو چلتا ہوں ہم اور آپ ہمراہ چلین تو کیا نقصان ہوگا سہراب کے پاس جو یہ پیام پہونچا اس نے کہلا بھیجا کہ بہت مناسب ہے مگر میں تو پرسون یہاں سے کوچ کر جاؤں گا ہاں اگر وہ بھی پرسون چلین تو کیا مضائقہ ہے یہاں سے جا کر فیروز تخت سے کہا اُس نے جواب شکے کہا کہ کمد و بہت خوب میں بھی پرسون کوچ کرونگا یہ کہہ کر اپنے لشکر اور سرداروں کو حکم دیا کہ پرسون بوقت سحر تیار رہنا کہ میں مع لشکر کے طرف نہ طاق کے کوچ کرونگا بس جب وہ دن گذرا دوسرا دن آیا اُس دن فیروز تخت نے سب اہل قلعہ کو جمع کیا اور اپنے فرزند جمال تخت کو حاکم قلعہ کیا اور سب کو اسکی اطاعت کا حکم دیا سب نے قبول کیا پس جب یہ سب بند درست کر چکا دربار فرماست کیا وہ دن تمام ہوا وہ دن آیا کہ جو سفر کے لئے مقرر ہوا تھا بس فیروز تخت محل سے برآمد ہوا یہاں لشکر سب سامان سے درست تھا بس فیروز تخت مع ایک لاکھ سپاہ کے چلا وہاں میر دن قلعہ سہراب نے بیدار ہو کر لشکر کو تیاری کا حکم دیا قلعہ میں آیا یہاں ملکہ سب سلمان سفر سے درست بیٹھی تھی انتظار سہراب کا کر رہی تھی کہ سہراب پہونچا ملکہ کو خبر ہوئی بس محافل میں سوار ہوئی سہراب پاسے محافل پر باغور کھڑے ہمراہ سواری کے چلا اور سب خوراکیں وغیرہ سوار ہوئیں بس ملکہ کی سواری میں رون قلعہ آئی یہاں سب لشکر تیار تھا بارگاہ میں غیرہ آخر ابون پر بار ہو چکی تھیں خزانہ وغیرہ بھی اور سب سردار تیار تھے کہ سہراب مع ملکہ کے آکر پہونچا بس سواری ملکہ کی قلاب لشکر میں قائم ہوئی سہراب نے بھی کچھ حکم دیا تھا کہ فیروز تخت بھی مع لشکر کے آ پہونچا اور سہراب سے ملا بس دونوں لشکر مل کر اور سب کو لے کر طرف نہ طاق کے روانہ ہوئے کہ انکھ بھی حال آئندہ تحریر ہوگا اب راوی حال فرنگستان کا تحریر کرتا ہے

اب دو کلمہ دستان حال پر سیاہے فرنگی و نامہ بر کے پہونچتے ہیں اور دیگر

حالات ملاحظہ ہوں

راوی بیان کرتا ہے کہ جب شہر یار عالی و فارغیر ہو کر شب کو کسی طرف نکل گئے اور پر سیاہے فرنگی کو صبح کو معلوم ہوا بس بہت صدمہ کیا اور اسی دن مع لشکر کے کوچ کر کے طرف فرنگستان کے چلا گیا جب فرنگستان میں پہونچا لشکر چھاؤنی میں فروکش ہوا یہ داخل محل ہوا ملکہ خاخرہ ہاؤ دختر صاحبہ ان تانی زوجہ شہر یار کو طلب کر کے شاہزادے کے حال سے آگاہ کیا ملکہ کو شوہر کا بہت بڑا صدمہ تھا ایک فرزند تھا شہر یار عالی و فار کا کہ جب کا سن اُس زمانہ میں کوئی چار یا پنج برس کا تھا وہ گل گلش صاحبہ انی بہت حسین اور خوب صورت تھا بالکل مشابہ اپنے جد امجد علم شاہ عالی شان کے تھا وہی رفیق خلیلی رگ ہاشمی و خاں سیرنگ ہاشمی طبیعت میں اسی سن میں خوش شجاعت تمام اُس کو ہر بے ہماے صاحبہ انی کا سکندر رستم خوتھا جو ملکہ بالکل مشابہت تھا علم شاہ رومی سے بدین سبب یہ نام رکھا گیا تھا وہ شاہزادہ ٹکڑا کر خاخرہ ہاؤ انھیں کے لئے سلمہ و مالک و برفن کے استاد ملازم تھے ہر روز تعلیم دیا کرتے تھے جب ملکہ خاخرہ ہاؤ کو فرنگی پر سیاہے فرنگی کے اپنے شوہر کا حال معلوم ہوا تو بہت صدمہ کیا رات دن اسی فکر

میں بتلا رہی تھیں کہ کیا کروں کہ کچھ حال شوہر کا نہیں بگھٹتا کہ وہ شہر یا کس طرف کو فقیر ہو کر نکل گیا اپنے
 بھائی کی تلاش میں بس ملکہ اسی فکر میں بتلا رہی تھی (وہی صدیہ انھوں نے رہتا تھا بیان پر سیما فری
 ملکہ کی دل جوئی کیا کرتا تھا تاکہ ملکہ کا رخ و غم دفع ہو ملکہ اپنے فرزند کو دیکھ کر اپنے رخ و غم کو بھلائی میں نشا چڑھ
 پرورش پارتا تھا اسکو ایک زمانہ گزرا کہ پرسیسا فرنگی دربار میں پیشا تھا سب اہل دربار حاضر و بارگاہ
 کے نامہ بردار دولت پر پہونچا درگاہ سالار کے دربار سے خبر اپنے آنے کی کرائی پرسیسا نے اسکو دربار میں
 طلب کیا نامہ بردار نے داخل دربار ہو کر محرا کیا اس نے اشارہ کیا یہ محرا کے جوئی کرسی پر بیٹھ گیا رو برو
 تخت کے نامہ غماض سے نکال کر پیش کیا اور سب حال بیان کیا جو کچھ کہ سلیمان شاہ اور سہراب
 بہ لندھور سے بیان کیا تھا پرسیسا فرنگی نے نامہ دیر کو دیا اس نے پڑھا جب پرسیسا نے
 فرنگی مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اور باقی نامہ بر کے شناسا کہ بدیع الملک پر کفار نے لشکر کشی کی ہے اور
 بدیع الملک بموجب حکم صا جقران ثانی برائے قتل آئینہ اندر جا دو عالم ظلمہ آئینہ نہ طاق
 پر تشریف لے گئے ہیں وہاں کفار سے مقابلہ ہے یہ امر تو پرسیسا سے فرنگی سن چکا تھا کہ صا جقران
 ثانی بعد قتل کرنے زمرہ ثانی در توجہ درگاہی کے مع ایک سو چالیس سرداروں کے خانہ کعبہ تشریف
 لے گئے ہیں اور بدیع الملک کو صا جقران ثالث کے خطاب سے ملقب کیا اور سب لشکر کا
 حاکم کیا اب بدیع الملک صا جقران میں پس جب نامہ سے رستم خان کے پرسیسا سے
 فرنگی کو یہ حال معلوم ہوا کہ کفار نے لشکر کشی کی ہے اور نہ طاق پر مقابلہ ہوا ہے کس سب کو ملک
 کرنا لازم ہے اس نے بھی خیال کیا کہ لشکر لے کر جانا ضرور ہے ہمارے نزدیک جیسے وہ دیے یہ بس یہ
 سوچ کر اسے نامہ بر کو انعام دے کر رخصت کیا اور کہا کہ میں لشکر لے کر برائے ملک جاتا ہوں اور
 سرداروں کو تیاری لشکر اور سامان سفر کا حکم دیا دربار رخواست کر کے محل میں آیا ملکہ حاجرہ با تو
 کو طلب کر کے سب حال بدیع الملک کا سنایا اور مضمون نامہ کا سنایا جو کہ رستم خان نے
 تحریر کیا تھا اور کہا کہ میرا قصد ہے کہ آپ بھی میرے ہمراہ چلیں تاکہ مجھ کو آپ کی طرف سے اطمینان رہے
 حاجرہ بانو نے آنکھوں میں آنسو بھر کر جواب دیا کہ میں نہیں جاؤں گی کیونکہ میرا شوہر بدیع الملک
 کی صا جقرانی کے سبب سے ناراض ہو کر اور صدمہ کر کے فقیر ہوا اور لشکر کو ترک کر کے بے سردیا
 کسی طرف کو نکل گیا گو بدیع الملک نے اپنی طبیعت سے صا جقرانی نہیں اختیار کی بلکہ میرے
 والد نے آنکو صا جقران کیا اور خانہ کعبہ کو گئے وہ صا جقران سے بس آنکو اختیار تھا جسکو
 اس امر کے لائق دیکھا اسکو یہ مرتبہ دیا کہ جب کہ میرا شوہر ناراض ہو تو میں کیونکر خوش ہوں اور
 ان کے پاس جاؤں تم جاؤ مجھ کو بیان رہنے دو پرسیسا سے فرنگی نے جواب دیا کہ یہ امر غیر ممکن ہے کہ
 میں آپ کو بیان چھوڑ کر جاؤں اگر خدا خواستہ کوئی اقتاد دیرے تو میں کیا مسئلہ آقا سے نامہ بردار کو دکھاؤں گا
 اگر وہ تشریف لائے اور ضرور تشریف لائیں گے یہ بھی کوئی مصلحت خدا ہوگی جو وہ فقیر ہو کر نکل گئے اسی
 پر دے میں کوئی ملک اسلام آباد ہونے والا ہوگا کہ خداوند کریم نے یہ بات ان کے دل میں ڈالی بس
 اگر وہ اگر یہ سوال کریں کہ ایک میرے ناموس کی تم سے حفاظت نہ ہو سکی تو میں کیا جواب دوں گا
 بس نہ میں آپ کو بیان چھوڑ جا سکتا ہوں نہ یہ امر ممکن ہے کہ بدیع الملک کی ملک کو نہ کہ وہ بس
 بہتر ہوگا کہ آپ میرے ہمراہ چلیں مجھ کو اس سعادت سے محروم نہ رکھیں بلکہ میں کفار کشی سے محروم
 رہوں لعل اسلام کی ملک نہ کروں اگر آپ تشریف لے چلیں گی تو میں بھی نہ جاؤں گا ملکہ نے جواب دیا

کہ اگر سیرسیاسے فرنگی میں تو ہرگز ہرگز بدیع الملک کے لشکر میں نہ جاؤنگی اگر ایسا ہی تو تم مجھ کو میرے
 باپ صاحبقران ثانی کے پاس خانہ کعبہ میں پہونچا دو یہ سیرسیاسے فرنگی نے جواب دیا کہ میں آپ کے
 پہونچانے کو اگر مر جاؤں اور وہاں جنگ کا خاتمہ ہو جائے تو مجھ کو کیا فائدہ ہو اور صاحبقران بھی ناراض
 ہوں اور آقاے نامدار بھی ملکہ نے جواب دیا کہ اچھا تم ایک کام کرو کہ میرے ہمراہ کچھ لشکر کے مجھ کو ضرر
 فیروزہ حصار میں فیروز شاہ کے پاس بھیج دو کہ وہ ملک میرے باپ کا فتح کیا ہوا ہے اور فیروز شاہ
 اچھا بیعت ہو اور وہ ملک میرا جائے ولادت ہے میں وہاں اپنے فرزند کو لے کر رہونگی جب تم بدیع الملک
 کے پاس سے واپس ہو کر آؤ گے میں پھر یہاں علی آؤنگی مگر بدیع الملک کے پاس نہ جاؤنگی اور
 تم بھی کفار کشی سے نہیں محروم رہتے ہو اور وہاں کسی اور کا خون نہیں ہے سیرسیاسے فرنگی نے کہا کہ
 فیروز شاہ بھی تو ضرور ملک کو جائے گا جواب دیا کہ وہ نہیں جائے گا حب میں پہونچ جاؤنگی اگر وہ
 جائے گا بھی تو وہ مقام ایسا نہیں ہے کہ کسی قسم کی آفت میں میں مبتلا ہوں اور میرا بہت دنوں سے
 رہی بھی اس ملک میں جانے کو چاہتا ہے یہ جو ملکہ نے کہا سیرسیاسے فرنگی نے خیال کیا کہ ملکہ درست
 کہتی ہے وہ ملک ایسا ہے کہ ہر آفت سے محفوظ ہے بس عرض کیا کہ اگر آپ کی یہ مرضی ہے تو آپ سامان سفر
 درست فرمائیے کل آپ کو روانہ کر دوں گا اور رسون خود مع لشکر کے طرف نہ طاق کے روانہ ہو گا مان
 اگر آقاے نامدار ناراض ہوں تو آپ انکو سمجھا دیجئے گا ملکہ نے کہا کہ اچھا ملکہ وہاں سے اپنے مقام پر آئی
 خواصوں کو حکم دیا کہ سامان سفر کو وہم کل طرف فیروزہ حصار کے جائیں گے پس اسی وقت سے سامان
 سفر ہونے لگا کسب مال و اسباب بندھ گیا اور سب سامان رات بوقت درست ہو گیا پس صبح کو ملکہ کو
 سیرسیاسے فرنگی نے مخافین سوار کر کے اور سب خواصوں کو مع مال و اسباب کے اور شاہزادہ
 سکندر رستم خوں کے ہمراہ گئے بیرون شہر اور ہمارا کر کے طرف فیروزہ حصار کے روانہ کیا معلوم و التالیق دھرن کے
 استاد شاہزادے کے ہمراہ گئے بیرون شہر اگر خود سیرسیاسے فرنگی پہونچا گیا ملکہ تو اگر روانہ ہو میں یہاں
 سیرسیاسے فرنگی نے آکر سامان سفر تیار ہونے کا حکم دیا پس جب سب سامان تیار ہوا دوسرے دن
 سیرسیاسے فرنگی بھی چار لاکھ فنگوں سے طنبور بجاتا ہوا طرف نہ طاق کے روانہ ہوا اور یہاں اپنی
 طرف سے ایک فرنگی کو جو کہ اسکا عزیز قریب تھا اور نام اسکا دیاساے فرنگی تھا مقرر کیا اسکا طل آئندہ
 وقت پر خبر ہو گا مگر اب راوی حال ملکہ کا قصہ پر کرتا ہے

دو کلمہ داستان ملکہ و شاہزادہ سکندر رستم خوں کے ملاحظہ فرمائیے

راوی نے بیان کیا ہے کہ جب ملکہ مع لشکر کے مجمع منازل و محرم محل کر کے فریب فیروزہ حصار کے
 پہونچیں حاکم فیروزہ حصار فیروز شاہ کو ملکہ کی تشریف آوری کی خبر ہوئی : شہر ملکہ کی جاے ولادت
 ہے پس فیروز شاہ بہ خیر شکے بیرون شہر آیا اور ملکہ کو بڑی غرت و آبرو سے لے گیا کے جا کر عمارت
 شاہی میں اتارا سکندر کی قدم بوسی حاصل کی لشکر ملکہ کو جائے معقول پر فرود کش کیا ملکہ کے سبب
 تشریف آوری کا دریافت کیا ملکہ نے سب حال بیان کیا اور کہا کہ میں اس نے بیان آئی ہوں کہ تم میرے
 باپ کے ملازم ہو جو میں کہنگی تم اُس پر عمل کرو گے فیروز شاہ نے کہا کہ آپ کی اطاعت کرنا ہمارا فخر و شہر
 ہے پس ملکہ نے کہا کہ اگر نامہ رستم خاں کا تمہارے پاس آئے کہ بدیع الملک کی ملک کو لشکر کے کر
 چلو تو تم نہ جلا کوئی بہانہ کر دینا فیروز شاہ نے کہا کہ بہت خوب نس ملکہ یہاں رہنے لگی مگر اپنے شوہر

شہر یار عالی وقار کا بڑا صدمہ ہوا اور انکی مفارقت کا بڑا رنج ہی ان کے فقیر ہونے کا بہت خیال چورادی
 نے کہہ دیا کہ فیروز شاہ کے پاس نامہ رستم خان بن کنجاہ کا نہیں آیا ہے اب اس مقام پر ملک بیان
 تشریف فرما ہے اور شاہزادہ پرورش پاتا ہے بیان ملک کہ شاہزادے نے تمام علم و فضل سے فراغت پائی
 فن سیاہ گری سے فارغ ہوا ہر فن میں طاق شہرہ آفاق ہوا حسین علی الساتھا کہ کوئی مرد اس کے برابر
 اس زمانہ میں خوبصورت نہ ہوگا بالکل خصائل شاہزادے کے مثل علم شاہ اور ملک قاسم کے
 تھے جو ان کے زمانہ طفلی میں غمے وہی غصہ وہی بانگ بن وہی شجاعت اور بہادری کا طریقہ شاہزادہ
 اس سن میں کسی کو اپنے مقابل نہ جانتا تھا شیر کو زندہ گرفتار کرنے کا قصد رکھتا تھا دیو کو ایک بچہ مور
 اور فیل کو پٹہ خیال فرماتا تھا اب سن شاہزادے کا کوئی آٹھ برس کا ہوا ہے ملک شاہزادے کو دیکھ کر
 خوش ہوتی تھی ایک دن کا ذکر ہے کہ ملک سے شاہزادے نے دریافت کیا کہ ہم نے آج تک اپنے
 والد بزرگوار کو نہیں دیکھا جب سے فرنگستان سے بیان آئے اور ہم پر یہ حال ظاہر نہیں ہوا کہ اب
 فرنگستان سے بیان کیوں تشریف لائے ہیں یہ جو شاہزادے نے کہا ملک رونے لگی اور کہا کہ اے فرزند میں
 تم سے کیا بیان کروں کہ کیا مجھ پر سخت آتی تم ابھی بچے ہو تم کو ان باتوں سے کیا غرض و مطلب ابھی
 تمہارے بچپن اور کودنے کے دن ہیں جاؤ گھیلو اور کودو ان باتوں کو نہ دریافت کرو شاہزادہ نے
 جواب دیا کہ اگر آپ نہ بیان فرمائیے گا تو میں اپنے کو ہلاک کرونگا بس اب میرے لہو لب کے دن گزر گئے
 ہم اولاد صا جعفر ان ہیں ہم کو اپنی فکر کرنا پڑی ہے بس تلوار و نیزے سے کھیلنا ہم کو زیبا ہے میدان
 و غا ہمارا بازی گاہ ہے شمشیر و تیر ہمارے کھلونے ہیں آپ بیان تو کوں کہ کیا آفت آئی اور آپ کیوں
 بیان تشریف لائے ہیں اور ہمارے والد بزرگوار کہاں ہیں میں ان کے پاس جاؤں میں بہت دنوں سے اسی
 فکر میں تھا کہ آپ سے یہ حال دریافت کروں مگر موقع نہ پاتا تھا آج موقع ملا تو دریافت کیا جب شاہزادہ
 نے بہت اصرار کیا تو ملک نے مجبور ہو کر بیان کیا پس رستم نامی کا فقیر ہو کر اس امر پر لشکر سے
 نکلنا کہ میں بدینع الملک کی اطاعت نہ کروں گا اپنے لشکر کو شہر یار کے پاس روانہ کرنا فیروز تخت
 کی عرضی کا آنا کہ ہم پر محمود نیل سیکر از رنگ پرست تھے اور تھراں نوش تھے لشکر کشی ہی میری ملک
 فرمائیے شہر یار کا فکار گاہ سے قلعہ کفر بخش پر جانا یہ حال سنکے پرسیا سے فرنگی کا جانا دکان شہر یار
 کا اسکو قتل کرنا اور تھراں سے جنگ مغلوبہ ہونا اسی حالت جنگ میں شہر اب بن لندھو صاحب
 خاص رستم نامی کا ہو چکا ہے لشکر کے شہر یار سے ملنا اس جنگ کا فتح ہو گا بس شہر یار کا اس سے
 حال دریافت کرنا اسکا سبب حال بیان کرنا شہر یار کا یہ حال سنکے سب کو اس مقام پر ٹھہرنا اور جو
 فقیر بن کر شب کو تلاش میں رستم نامی کے نکلنا بیان کیا اور پرسیا سے فرنگی کا لشکر لے کر وہیں
 آنا اور سب حال سے آگاہ کرنا انبارخ و غم میں مبتلا ہونا اس کے بعد رستم خان بن کنجاہ کا نامہ
 آنا اس غرض سے کہ بدینع الملک کی کہک کر در پرسیا سے فرنگی کا سبب حال کھانا دکان جانے
 سے انکار کرنا اور ادھر کو آنا پرسیا سے فرنگی کا طرف نہ طاق کے جاننا اور در سب بیان کیا اور کہا کہ
 یہ آفت ہم پر پڑی ہے یہ تمہارے باب کا دھندہ ہے وہ تو ہم کو جیتے جی مار گئے ہم کسی طرف کے نہ رہے نانا
 تمہارے یعنی صا جعفر انجانی خانہ کعبہ کو تشریف لے گئے اگر وہ بیان ہوتے تو میری زندگی بسر ہو جاتی
 مگر خیر خداوند کریم تم کو سلاحت رکھے کہ تمہارے سبب سے میری زندگی ہے جب تم کو دیکھ لیتی ہوں سب
 رنج و صدمہ برطرف ہو جاتا ہے یہ جو سکندر رستم خوں نے سنا ملک اپنی مان سے کہا کہ اب مجھ کو معلوم ہوا

کہ یہ واقعہ گذرا مین یہ جانتا تھا کہ والد بزرگوار کسی ملک پر لشکرے کر گئے مین اب معلوم ہوا کہ وہ فقیر ہو کر نکل گئے مین اور آپ اس سبب سے بیان آشرفیت لائی مین خیر ملکیا جائے گا یہ کہ لکھنؤ رستم خوجا اپنی ماں کے پاس سے اُسے ملے یہ کہتے ہوتے کہ میرا جی چاہتا ہے کہ مین اپنے باپ کی تلاش مین جاؤں ماں کے خوشنایہ نلمہ آنا کہ مین اسی سبب سے یہ حال نہیں کہتی تھی مگر جب تم نے اصرار کیا ناچار کہنا پڑا اسی فرزند بھی تمہارا یہ سن نہیں کہ تم مگر سے نکلو ماں جب جوان ہونا اسوقت اختیار پر سکندر رستم خوجے جواب دیا کہ جی ماں ابھی نہیں مین نے بات کہی کہ میرا جی چاہتا ہے کہ اسکا بدن ملے کہہا کہ اسی فرزند تم کو اپنی مفارقت کا صدہ مجھ کو نہ دینا یہ لکھنؤ سے لکھا اور پیشانی پر بوسہ دیا سکندر رستم خوجے کہہا کہ آپ میری طرف سے اطمینان رکھیں یہ کہہا اپنے رفیقوں مین آئے اور نوادہ بعب مین مصروف ہوتے وہ دن تمام ہوا شب کو جب کہہا ناگھا کر شہر پر آم کر کے لیٹے تو باب کا خیال زیادہ خیال کیا کہ اسی سکندر رستم خوجے اس قدر کم ہمت اور کم ہمتی ہو اور دنیا کا خون سفید ہو گیا ہے کہ تمہارے باپ فقیر ہو کر لشکر سے نکل گئے اور انکی تم نے خبر نہ کی کیا حالی دنیا کا ہے کہ باپ تو فقیر ہو کر سر بھجھ کر نکل جائے اور حجاز اور فرزند باب کی خبر نہ لے نہ معلوم وہ کس آفت مین مبتلا ہوئے مین تم کو خداوند کریم نے مرد کی شوکت بنایا ہے اور ایسے خاندان مین پیدا کیا ہے کہ جہاں سب بہادر مین اور ہر ایک نے نام پیدا کیا اور اپنی شوکت بڑھائی بس باپ تمہارا یہ سن نہیں کہ تم اپنی عمر کھیل کو دینا پس کر دو اور اپنی بڑائی اور شوکت بڑھانے کی فکر نہ کرو بس تم کو لازم ہے کہ بیان سے نکل چلو بہت ہو گا ماں کو تمہاری بھی جدائی کا صدہ ہو گا ہونے دو کہاں تک ماں کے پہلو سے لگے بیٹے رہنے کے شل لڑکیوں کے اور کہاں تک خود کرو گے بس باپ کو تلاش کرو اور اس قدر شوکت پیدا کرو کہ مثل بدیع الملک کے تم بھی جاؤ اپنے کو صاحبقران بناؤ بدیع الملک سے مقابلہ کر دینا جسے تمہارے باپ و حجازاں حال سے فقیر ہو کر نکل گئے مین کہ ہم بدیع الملک کی اطاعت نہ کریں گے دے تم بھی یہ کر دو کہ نہ تہجج کر دو ملک گیری کر دو کوئی بدیع الملک صاحبقرانی کرے کہ پیدا نہیں ہوئے تھے جب انھوں نے ہزار دن سر کر کے طلسم فتح کے لشکر کشی ان کے ہمراہ ہو گیا ہزار دن پہلوانوں کو زیر کیا بہت سے سردار مطیع ہوئے بہتر ہم جو امیر بآپ و حجازاں بدیع الملک کے برابر رہے جو انکے مرتبے تھے وہی انکے بھی مین اس شخص کا پوتا ہوں کہ جس نے ہزار دن ملک فتح کیے بڑے بڑے پہلوانوں کو زیر کیا اور اسکا پر دنا ہوں کہ جس نے سات برس کے سن مین طلسم اور اسبابی فتح کیا اور اٹھارہ روز ترکی تو سن بلطانی کا نائب کر کے بارگاہ کبیرہ میں آئے نکل گیا اور لشکر لقا پر بلکہ دناشخون مارے اور مین اس شخص کا پر دنا ہوں یعنی علم شاہ رومی کا کہ جنھوں نے بارہ برس کے سن مین قیل سفید کو مارا کہ رستم لقب پایا اور یکہ دناشاہانستان مین جا کر کیتان فرنگی کو قتل کیا و ویل ہندی و قول ہندی اکو کہ جو مثل لکھنؤ کے تھے مع انھیں کے انھوں پر اٹھا کر خندق مین ڈال دیا کہ انکو یاگی سے چاہ مانگنی دشوار ہوئی موت کے گھاٹ اترے غرق دریا سے فنا ہوئے انپر کیا منحصر ہے لکھنؤ خور ایسے جوان کو مع کر ز اور قیل میمونہ کے اٹھا لیا اگر خمرہ صاحبقران نہ آجائے تو انکو بھی مثل قول ہندی کے موت کے گھاٹ اتار دینا پس جب تیرے بزرگ ایسے ہوں اور آٹھ شوکت نہ پیدا کر سچاں کے پہلوان مین بیٹھا رہے اب لازم ہے کہ تو بھی بیان سے نکل اور شوکت ہم کر دینا اب کسی کو شہر نہ دکھاتا سکندر رستم خود نے یہ قصد دل مین کر لیا اور کہا کہ تیرا بھی نام رستم خوجے ہو جس تو بھی وہی شوکت پیدا کر مثل اپنے باپ دادا کے اور بدیع الملک سے مقابلہ کرنا کہ انکو بھی معلوم ہو کہ یہ لڑکا شہر پار کا فرزند ایرج نامداز کا بنیرہ

ایک قاسم و علم شاہ کا پروانہ جب ایسے ایسے خیال دل میں آئے فوراً خیال کیا کہ اگر مان سے کلمہ جاؤ گے
 تو جاننا نہ ملے گا بس اس نار کی شب میں بدون کے لئے نکل جلو بصورت فقیرانہ کیونکہ تیرے والد زکوٰۃ
 بھی فقیر ہو کر نکلے ہیں یہ جو دل میں خیال آبادیت کے منتظر رہے جب دیکھا کہ سب سو گئے سناٹا ہو گیا
 فوراً کندھا کر اشیاء نام پر آئے جب بستر سے اٹھے تھے سب لباس اتار کر رکھ دیا تھا مگر شب خرابی گئے
 میں تھا اور ایک تخت جو کہ رات کو کسی مقام سے بہم کر لی تھی وہ باندھ کر باہر آئے اور وہاں سے
 زیر قصر آئے اور وہی حالت سے ایک طرف کو روانہ ہوئے قریب صبح در شہر نہاہ پر پہنچے جیسے بھاناک کھلا
 سب سے پہلے یہی شہر سے نکل کر روانہ ہوئے چونکہ اول تو تاریکی تھی دوسرے انکی حالت بھی دگرگون تھی تھمت
 بندھی ہوئی تھی کہ نہ سگھے میں تھا کوئی کیا پہچانتا بس راوی انکا کچھ حال بیان کرے گا مگر ان کے نکل کر
 جانے کی خبر ہونا اور وہاں کا اور رفیقوں کا رنج و غم کرنا اور سب کا مصروف آہ و فغان ہونا دھڑیر نہایت
 قاف میں جو کہ اس دفتر کے بعد بیان کرے گا کیونکہ یہ حالات اسی دفتر سے متعلق ہیں اور سب حال
 سکندر رستم خوکا اور انکی شوکت تھائی کا حال اسی دفتر میں تحریر ہوگا اگر جناب متشی صاحب مالک
 نے اس کے ترجمہ کا حکم فرمایا اور آپ لوگوں نے بھی اسکی خواہش کی جب آپ لوگ اس دفتر کو ملاحظہ فرمائیں گے
 تو اسکی داستانوں کا لطف پائیں گے خلاصہ یہ کہ سب واقعات اسی دفتر نیز ناک قاف میں تحریر ہوں گے
 بان اس دفتر میں کچھ حال برائے پتہ سکندر رستم خوکا تحریر ہونا ہے بس شاہزادے نے اپنی حالت
 فقیرانہ بنائی گو کہ نہ راہ سے واقعت تھے نہ طریقہ فقیری کے مگر جس طور سے ہوا تبدیل صورت کی اور فقیر بن کر اور
 شہر سے نکل کر ایک طرف کو روانہ ہوئے بالکل راہ سے نابالغ تھے مگر خوش میں اس امر کے ملے جانے تھے
 کہ کسی طور سے اپنی شوکت بڑھاؤں اور اپنے باپ کو تلاش کروں یہ خیال دل میں کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں
 دوپہر دن ایک نور راہ صحرا کی بصورت قلندرانہ رہ نور دہن تمام جسم پر خاک پڑی ہے وہ خاک اس رخ پر نور
 یہ معلوم ہوتی ہے کہ گویا آفتاب خاکی ہے اس خاک میں وہ چہرہ پر نور یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا آفتاب برج خالی
 میں آگیا ہے بس شاہزادہ تباہ و برباد عرق میں از ستر تا پا عرق چہرہ بسبب تمازت آفتاب کے سرخ ہو رہا ہے
 وہ پھول سے رخسار کہ جن پر بھی گرمی کی حد تک نہ پہنچی ہو آپر اس قدر تمازت آفتاب اپنا اثر کرے کہ
 وہ مثل گل کے مرجھا جائیں خیر وہ آفتاب حسن و خوبی ایک صحرا میں پہنچا وہ صحرا پر از آب و گیاہ تھا لب
 چشمہ پھلکھڑکتا تھا جو کچھ سیر وہ اس صحرا میں تھا نوش جان کیا کچھ دیر آرام لے کر پھر راہ لی اسی طور سے
 شب کو دوپہر قیام کرتے ہوئے پیاس پی تھکتے ہوئے چلے جاتے ہیں یا توں میں آبلہ ٹر گئے ہیں خار و غیلان
 تلوں کے باز ہو گئے ہیں یا توں ورم کر آئے ہیں آبلوں سے خون بہتا ہے جب کانٹا نکالا تلوں سے خون
 بہکر تمام زمین لعل ہو گئی یا توں میں دجیان بندھی ہوئی ہیں آبلہ اس کو ہر آبدار شہر باری پر پھوٹ
 پھوٹ کر رونے ہیں برگ شجر جب ہوا چلتی ہے اس کے حال پرقت آنسو سٹپے ہیں چہرہ سونلا گیا ہے
 جسم پر خاک پڑی ہے مگر وہ راہ نور دیا دیہ مصیبت رہر دی سے باز نہیں ہے برابر راہ چلے جاتا ہے بس
 شاہزادے کی غذا بناس نی ہے اور جہان پانی ل گیا پانی لیا اسی طور سے ایک ماہ تک سرگرداں و پشیمان
 رہے پس ایک دن ایسے صحرا میں پہنچے کہ جہان سوا سے ریگ کے کسی شجر کا نام نہ تھا درخت کا
 نشان نہ تھا پانی کا پتہ نہ تھا اس صحرا میں مسافر کو شہنہ بی سے نہاہ رانی دشوار تھی سوا سے خون دل کے
 پانی کا نشان نہ تھا نہ کوئی خیر قسم غذا سے تھی سوا سے سخت جگر یا دشوار خیر قسم کے جانور تاک اس صحرا
 میں نہ آتے تھے اگر کوئی اجل رسیدہ آگیا تو گر سنگ اور شہنہ بی سے ہلاک ہو گیا اگر درخت بھی کوئی

نظر آیا تو بالکل نکل بید مجنون کے خشک شاہزادہ اُس صحرا میں رہ نور و تھا حالت یہ تھی کہ شدت دھوپ سے یا تو ن زمین پر نہ رکھا جاتا تھا زمین مثل ماحہا ہن کے تب رہی تھی ہر مرتبہ یا تو ن میں چھالے پڑ جانے تھے ذرہ راک انگارے معلوم ہوتے تھے اس قدر گرمی تھی کہ ازسرنایا شاہزادہ پسینہ میں غرق غاشنگی سے بسبب کم پانی آب کے زبان نالو سے لپٹی جاتی تھی زبان میں کانٹے پڑے ہوتے تھے طاقت انگ طاقت ہو گئی تھی یا تو ن میں الگ آبلے پڑ گئے تھے یہ حالت تھی کہ کسی مقام پر یا زانو ریگ میں گر گئے تھے کسی مقام پر یا کٹر بس راہ چر کر تے ہوئے سختیان سفر کی اٹھاتے ہوئے اُس صحرا سے بلا کوٹے کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں بس ایک مقام پر پہونچ کر ایسے بے بس ہوتے کہ اب راہ کا چلنا دشوار ہو گیا گر سنگی نے الگ پریشان کیا نشنگی نے الگ یا تو ن نے الگ جواب دیا جب یہ نوبت پہونچی شاہزادے کو یقین مرگ ہو گیا بس اپنے خدا سے دعا کی دعا قبول ہوئی قریب سے ہر کے وہ صحرا تمام ہوا اور ایک صحرا میں پہونچے جو کہ نمونہ بہشت تھا پانی بھی ملا سفر ماحہو یا زبان کو تر کیا کچھ گھاس بھوس کھا یا آب و مان سے چلے قریب شام ایک شہر سیاہ کا بھانک دور سے دکھائی دیا انھوں نے اسکو دیکھ کر شکر خدا کیا اس طرف کو متوجہ ہوئے جب قریب پہونچے تو دیکھا کہ چار دیواری اُس شہر کی سنگ مرمر کی ہے اور بھانک فولادی ہے بس بسیم اللہ الرحمن الرحیم کہل داخل شہر ہوئے شہر کو خوب آباد یا رعا یا کو دل شاد ہر مقام پر اہل شہر کا مجمع تھا سب عورت و مرد کو اُس شہر کے حسین پایا ہر مقام پر کثرت راج رہا تھا بازار میں درختہ ٹھہرے دوکاندار خوش پوشاک بیٹھے ہوئے تھے خرید وخت جاری تھی ہر ایک مرفہ حال تھا جو تھا خوش پوشاک تھا یہ جو شہر میں داخل ہوئے دیکھا کہ ہر گلی کو چہ شہر کا صاف و شفاف ہے عمارت شہر بہت بلند اور بختہ ہے ایسی گنجان آبادی ہے کہ تل رکھنے کی جگہ بسبب عمارت کے نہیں ہے انکو جو اُس شہر کے لوگوں نے دیکھا ایک تو کم سن پایا دوسرے حسین و جمیل مگر لباس فقیری ہے بس ان کے گرد سب جمع ہو گئے کوئی کتا ہے کہ کسی ملک کا شاہزادہ ہے نہ معلوم کیا آفت و بلا نازل ہوئی جو فقیری اختیار کی کوئی بولا کہ بھائی شاہ و کد سب بندے خدا کے ہیں فقیر بھی ایسے ایسے حسین ہوتے ہیں کہ بادشاہ کیا ہونے بس کیا عجب ہے جو یہ فقیر حسین ہو مان یہ امر ضرور ہے کہ یہ سن و سال ابھی فقیری کے لائق نہ تھا کیونکہ ابھی اپنے دنیا کا کیا نصف دیکھا تھا جو فقیر ہو گیا ابھی سبترک نک تو نمایاں نہیں ہوا ہے ایک نے بڑھ کر پوچھا کہ اگر محتاج آب کا کہاں سے آتا ہوا جواب دیا کہ با ما جہان سے سب آتے ہیں و مان سے میں بھی آتا ہوں اُس نے کہا کہ کہاں کا قصد ہے کہا کہ جہان سب جائیں گے و مان میں بھی جاؤنگا اُس نے کہا کہ آپ کا کیا اسم مبارک ہے جواب دیا بابا اس ملک دنیا کو آوارہ شاہ کہتے ہیں یہ جواب دے کر کہا کہ اس ملک کا کیا نام ہے اور بادشاہ کا اور اہل شہر کا کیا طریقہ ہے اور کوئی سرا بھی ہے ان لوگوں نے کہا کہ اس شہر کو صندلیہ کہتے ہیں یہاں کے بادشاہ کا نام صندل شاہ فیل زور ہے اور بادشاہ اور کل اہل شہر کا دین اب پرستی ہے ہم سب بندے خداوند آب حیات کے ہیں جب شاہزادے کو معلوم ہوا کہ یہ صندلیہ شہر ہے اور یہاں کے لوگ اب پرست ہیں اور بادشاہ کے بھی نام سے آگاہ ہوئے دریافت کیا کہ یہاں کوئی سرا بھی ہے کہا کہ جی ہاں بہت سرا ہیں ہیں ایک سرا یہاں سے بہت قریب ہے جواب دیا کہ قیر ہے کہل سیر کرتے ہوئے موجب نشان دہی ان لوگوں کے سرا میں آئے یہ خیال دل میں کر لیا کہ تم اس شہر میں آئے ہو اب بدون اسکو اسلام آباد کیے ہوئے واپس نہ جانا بس اس قصد سے سرا میں آئے یہاں جو پہونچے مسافروں نے جو رنکو دیکھا کہا کہ دیکھو کیا خوبصورت یہ فقیر ہے بس انھوں نے ایک کو ٹھہری

سراپین لی بھٹیاری نے پوچھا کہ شاہ صاحب کچھ لکھو اُسے گا جواب دیا کہ میں کیا لکھوں گا میرا خدا
 مجھ کو بھیجے گا جب مسافروں نے دیکھا کہ اس فقیر نے کچھ نہیں لکھوایا ایک نے اُن میں سے اُکڑا کر باغ جوڑ کر
 عرض کیا کہ یا شاہ صاحب آج اس فقیر کے یہاں نان و نمک خوش فرائیے تاکہ آپ کے اُٹھنے فرمانے
 سے برکت ہو پھر شاہزادے نے انکار کیا مگر اُس نے نہ مانا کیونکہ زمانہ سابق میں ہر آدمی دینی و اعلیٰ
 فقیر کو بہت مانتے تھے معاذ اللہ اسکی خدمت کرنا اور اطاعت کرنے کو اپنی کشتی کا نتیجہ جانتے تھے
 فقیروں کا مرتبہ پندرہ دن کے مرتبہ سے کم نہیں جانتے تھے بس عجز و منت کر کے شاہزادے کو کھانا کھڑا یا
 صبح کو دوسرے نے بس شاہزادہ و بیان رہنے لگا مگر اس فکر میں ہی کہ کیونکر اس ملک کو اسلام آباد
 کر دن ہر روز اسی فکر میں ہی رہا کہ صبح کو براے سپر شہر نکلتا ہی ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ انکی خاطر
 کرتا ہی اور قدم بوسی حاصل کرتا ہی دکاندار ہر ایک اپنی دکان پر انکو چلے دیتا ہی مگر یہ اسی فکر میں
 ہیں کہ کسی صورت سے اس ملک کو اسلام آباد کیجئے اور یہاں کے بادشاہ کو اپنا مطیع کیجئے ایک
 دن کا ذکر ہے کہ یہ موافق دستور کے سپر کو شہر کی تسیر کو نکلے تھے اور چوک میں سیر کر رہے تھے کہ
 یکایک ایک طرف سے شور و غل کی صدا آئی اور جو راہ گیر شہر پر اس شہر چل رہے تھے وہ کنارے
 کنارے ہو گئے دکاندار اپنی اپنی دکانوں پر کھڑے ہو گئے شاہزادے نے دیکھا کہ کو تو ال شہر اُس کے
 ہمراہ ہی سادے کو تو الی کے سب راہ گیر دن کو ہٹاتے ہوئے اور کہتے ہوئے کہ کوئی سرنہ اونچا کرے
 سواری ملکہ کی آئی ہی نکل گئے شاہزادے نے اہل شہر سے پوچھا کہ یہ کیا ہے کہ سب لوگ کنارے
 کنارے ہو گئے اور دکاندار بھی کھڑے ہو گئے مگر سر جھکاتے ہوئے اور کو تو ال بند و بست کرتا ہوا چلا گیا
 کسی سواری آئی ہی اُسے کہا کہ ای شاہ صاحب آگاہ ہو جیے کہ یہاں کا جو بادشاہ ہے صندل شاہ
 اسکی ایک دختر ہے کہ اُسکا حسن و جمال تمام دنیا میں مثل و نظیر نہیں کہتا ہی ابھی اُسکا سن کوئی چودہ
 برس کا ہو گا وہ ماہ آسمان شہر یاری اپنے کمال کو نہیں پہنچی ہی اُسکے حسن و جمال کی کیا تعریف
 کروں اُس ماہ فلک شہر یاری کا نام ملکہ ماہ بارہ ہر دفعی وہ اسم بامسمیٰ ہر ماہ بارہ ہی ہر پری
 سواری آتی ہی ملکہ اپنے باغ کو جاتی ہی یہ دن شہر ملکہ کا باغ ہے یہ ملکہ دمان جاتی ہی اُس باغ کو
 اگر بہشت برین کہے تو بجا ہے یہ اسکی آمد کا بند و بست ہی شاہزادے نے دریافت کیا کہ کیا بادشاہ
 شہر کی ایک یہ جی لڑکی ہے کہنا کہ نہیں ایک لڑکا بھی ہے کہ جو اپنے حسن و جمال اور جوان مردی و
 شجاعت میں عدیل نہیں رکھتا ہے وہ بھی ابھی کم سن ہے بلکہ وہ ولی عہد ہے اُسکا نام منظر شیرگیر
 ہے شاہزادے نے اس سن و سال میں ایک دن ایک شیر زندہ شکار گاہ میں لکڑیاں تھامیں دن
 سے شیرگیر لقمہ ہو گیا وہ شاہزادہ بہت تیزی اور بہادری سے یہ جو شاہزادے نے کھا خا موش
 ہو رہا اور ایک طرف کھڑا ہو گیا دیکھا کہ آگے آگے سوار ملواریں برہنہ ہاتھ میں لے چلے آتے ہیں
 ان کے عقب میں اور جلوس سواری اُسکے بعد دیکھا کہ ایک محافظہ طلائی اُسیر الماس کی شکاری کی ہوئی
 کہار و دریاں باتاتی ہیںے ہوئے چھلیاں لگی ہوئیں و ردیوں پر کام زبردوزی کیا ہوا ہریان کار جوئی
 جوڑے ہیںے ہوئے طلائی چھلیاں لگی ہوئیں سر سے پانوں تک جڑاؤ کئے ہیں غرق چلی آتی ہیں بخانہ
 پر زردوزی پردے جالی لوٹ کے بڑے ہوئے اُس کے اندر وہ پارہ حسن و انبیا ذری ذری تر مہ آرا
 کے پیشی ہوئی عقب میں اور محافظہ میں چھین چھین غیر چلی آتی ہیں شاہزادہ دیکھ رہا تھا جیسے جی محافظہ شاہزادہ
 کا آیا اور مقابل ہوا ایک مرتبہ ہوا بچھو کا چلا پر وہ محافظہ کا بلند ہو گیا ملکہ ماہ بارہ ہر پری اسی طرف

دیکھ رہی تھی اور شاہزادہ بھی اسی طرف دیکھ رہا تھا کہ شاہزادے نے دیکھا کہ جیسے پردہ ہوا سے بلند
 ہوا ایک برق تھی کہ چمک گئی اور ہر ملکہ نے دیکھا کہ ایک جوان کم سن کہ جسکی مسین بھی ابھی تک نہیں
 نمودار نہیں مثل ماہ چہار دہ کے لباس فقیری تھے کھڑا ہی بھرے بھرے بازو بہن سینہ چوڑا ہی زلفین
 دوشیں پر بہن کو عالم فقیری میں ہی مگر چہرے سے وہ شان و شوکت آشکار ہے کہ شاہزادہ معلوم
 ہوتا ہی مگر محبت حالت سے ہی اسکی بھی حسن چمک رہا ہی چنی بھون بہن صراحی دار گلا ہی ملکہ نے
 جوشاہزادے کو بغور دیکھا ایک تیر عشق تھا کہ قلب کے مار ہو گیا اور شاہزادے نے ملکہ کو بھی خوب
 دیکھا کہ ایک نازنین مہر تھیں سر با حسن و جمال غرض مثل آفتاب کے بیشانی مثل بدر کے
 زلفین مثل سنبھل کے جون کا سینہ پر ابھار بازو مثل بلور کے کلاہیوں میں چوڑیاں وہ گوری گوری
 کلائی دسیاہ سیاہ چوری بوجہ غصہ سیاہ چوری بدست آن نگار سے بدستخا صندلین عیدہ
 مارے بدستخا تو شاکی ہیں ہوئے تھی یہ معلوم ہوتا ہی کہ دھانوں کے کھیت سے آفتاب طلوع
 ہو رہا ہی برابر ملکہ کے نرم آرا اسکی وزیرزادی بھی ہوئی تھی بس جسے جازگاہ ملکہ سے اور شاہزادے سے
 ہوا دونوں طرف حضرت عشق نے اپنا عمل کیا کشور دل پر سیاہ محبت نے لشکر کشی کی شاہزادہ ملکہ پر اور ملکہ شاہزادہ
 پر خریفہ ہو گئے بس فوراً ہوائے پردے کو بھر گرا دیا پردے کا گزنا تھا کہ ملکہ کے دل پر یہاں دھم دھم کا گرا دیا
 کر کے دل کو پکڑ لیا اور شاہزادے نے بھی اُن کر کے ہاتھ قلب پر رکھ لیا مگر یہ واقعہ کسی اور نے نہیں دیکھا
 سواری چند قدم چلی مار ملکہ کا یہ حال ہی کہ دل میں دعا کر رہی تھی کہ پھر پردہ اُٹھ جائے پھر ویسا ہی جھونکا آئے
 پلٹ پلٹ کر دیکھ رہی تھی کہ شاید پردہ ہٹ گیا ہو شاہزادے کی بھی آنکھ اُسی طرف ڈی ہوئی تھی اور دعا
 کر رہا ہی کہ اسی میرے خدا پھر ویسا ہی جھونکا ہو کا چلے اور پردہ اُٹھ جائے یہ سیرین بہن جو پردہ کہیں رہے ہو
 اور پھر دل سے کہتے ہیں کہ اذنا لائق تو آیا بھی تو کسیر آیا کہ جوشاہزادی ہی اور تو فقیر جلا تیرا اور اُسکا کیا مقابلہ
 مان غیب جھکو خدا نے کسی قابل کیا تھا وہ زمانہ ہوتا تو زیبا تھا اب یہ امر کیونکر ہوگا بس اس کے خزان میں ٹرپ
 ٹرپ کر جاوے اور ملکہ یہ اپنے دل میں کہ رہی تھی کہ افسوس یہ کم محبت دل آیا ہی تو کسیر آیا کہ جو فقیر ہی
 عشق بھی وہ بد بلا ہی اور کسیر کم ذات ہی ایسے کم ظرفیوں پر آتا ہی یہ بھی کوئی موقع ہی کہ فقیر پر تین عاشق ہو
 یہ کہ کھر پھر دل سے کہا یہ پھر کسی پر منحصر نہیں ہی دل کا آواز ہی جسکی صورت دل کو بھی معلوم ہوئی بس اس زمین
 اعلیٰ و ادنیٰ کی کوئی تمیز نہیں ہی افسوس ہی کہ پھر دل کسیر آیا کہ جو فقیر ہی اور تو شاہزادی بھرے اور اس کے
 زمین و آسمان کا فرق ہی جو کوئی سمجھے گا وہ کہے گا کہ شاہزادی کبھی کم ذات تھی کہ فقیر پر عاشق ہوئی کسی
 شاہزادے و شہر باز زادے پر نہ خریفہ ہوئی مگر میں کیا کروں دل پر کسی کا اختیار نہیں ہی اگر ایک جا رہے
 آجائے کس یہ خیال کر کے دل نے یہ دم گوارا نہ کیا کہ اسکو چھوڑ کر قانون بس انہی وزیرزادی سے کہا کہ جو
 کہار یاں ہمراہ محاذ بہن اُن سے کہو کہ جو لوگ ہمراہ سواری ہیں وہ ان شاہ صاحب کو باغ میں کے زمین
 میں انکی دعوت کر دے گی فقروں کی خدمت کرنا باعث برکت اور بخشش ہے ورنہ ہی کہ اس
 زمانہ میں فقیر کی بہت قدر کی جاتی تھی فقروں کا وزیر برابر فقروں کے خیال کیا جاتا تھا خصوصاً کھار
 اس زمانہ کے عورت و مرد سب فقیر کی عزت کرتے تھے کوئی غارتہ تھا جیسے شاہزادی فقیر کو اس کے برابر
 تھا سے کوئی منع نہیں کر سکتا تھا جس ملکہ نے اسی سبب سے وزیرزادی سے کہا کہ کہد و شاہ صاحب کو
 ہمراہ باغ میں لیتے آئیں بس یہ امر ظاہر تھا کہ کوئی اعتراض نہیں کر سکتا تھا کہ شاہزادی فقیر کو اپنے ہمراہ
 لے گئی ہے جیسے فقیر جو ان ہو چاہے پیر ہو ملکہ نے وزیرزادی سے کہا وزیرزادی نے مہر فون سے

ملکہ کا حکم بیان کیا بس انھوں نے ملکہ کے حکم سے سواروں کو آگاہ کیا بس یہ حکم پایا تھا کہ سواروں کو شاہزادے کے چلے شاہزادہ بیان کھڑا ہوا وطن محاذ کے دیکھ رہا تھا کہ سوار قریب آئے اور کہا کہ شاہ صاحب شریف نے چلے ملکہ نے آپ کو باغ میں طلب کیا ہے یہ سنا تھا شاہزادے نے جواب دیا کہ مجھ کو نہیں طلب کیا ہو گا وہ شاہزادی ہے میں فقیر ہوں وہ دنیا ساز لوگ بھلا فقیروں کو شاہزادوں سے کیا غرض اور شاہزادوں کو فقیروں سے کیا مطلب وہ لوگ دنیا کے بادشاہ ہیں ہم لوگ آخرت کے وہ صاحب دنیا ہیں ہم تارک دنیا ہمارے ان کے زمین و آسمان کا ذوق ہے میں جا کر کیا کروں ملکہ نے کسی دنیا ساز کو طلب کیا ہو گا تم کو دھوکا ہوا ہے میں نہ جاؤں گا میرا کیا کام ہے شاہزادوں کی صحبت میں یہ تو کہا مگر دل نے کہا کہ معشوق بلا ہوا اور تو نہ جانے مگر مصلحت یہ ہے کہ پہلے انکار کر پھر دیکھا جائے گا جب شاہزادے نے یہ کہا ان سواروں کو کہا کہ جی نہیں ہم کو دھوکا نہیں ہوا ہے آپ ہی کو طلب کیا ہے شریف نے چلے پھر شاہزادے نے انکار کیا انھوں نے غرض کیا کہ جی نہیں آپ ہی کو یاد کیا ہے جب شاہزادے نے دیکھا کہ یہ لوگ اب نہ مانگے کہا کہ اچھا چلو تمھارا ہی کہنا کرتا ہوں مگر میری اور اسکی صحبت کا ترانا محال ہے یہ کہہ کر ان کے ہمراہ چلے سواروں نے بیان رُکی ہوئی تھی ملکہ نے کہا تھا کہ جب تک شاہ صاحب نہ آئیں اس وقت تک تم گئے نہ بڑھے ملکہ نے دیکھا کہ وہ فقیر ہمراہ سواروں کے چلا آتا ہے شاہزادی نے کہا ہے کہ خود شاہزادے کا جی چاہتا تھا کہ میں اس محاذ کے ہمراہ جاؤں یہ انکار بغرض دنیا داری کیا تھا اس خیال سے کہ یہ کوئی نہ خیال کرے کہ یہ فقیر اس امر کا خواستہ نگار تھا جب شاہزادہ قریب محاذ پہنچ لیا ملکہ نے کہا کہ سواروں سے کہو کہ انکو مرکب پر سوار کوئی غرت سے باغ میں لے چلیں وزیر شاہزادی نے سواروں سے کہا انھوں نے شاہ صاحب سے کہا ملکہ کا حکم ہے کہ مرکب پر سوار ہو کر شریف لے چلے جواب دیا کہ ہم فقیر ہیں ہم کو مرکب سے اور ترک دنیا سے کیا غرض ہم اسی طور سے صحرا نوردی کرتے ہیں مرکب وغیرہ دنیا سازوں کے لیے ہے ہر جہم تارک دنیا ہیں ہمارے یا توں مرکب ہیں یہ جو کہا انھوں نے ملکہ سے کہا ملکہ نے کہا کہ اچھا جو انکی مرضی پس سواری وطن باغ کے روانہ ہوئی شاہزادہ بھی ہمراہ تھا یہاں تک کہ ملکہ باغ میں پہنچی پردہ گرایا گیا ملکہ محاذ سے آتری اور سب خواہشیں و رئیسین جلیسین بھی آترین پردہ وغیرہ در باغ پر مقرر ہوا جو لشکر ہمراہ ملکہ کے آیا تھا وہ در باغ درخس ہو جب ملکہ بارہ درسی میں پہنچی سب سامان درست ہو چکا تھا اسوقت ملکہ نے حکم دیا کہ لاؤ ان شاہ صاحب کو بس یہ حکم پا کر وزیر شاہزادی نے محلدار سے کہا کہ در باغ پر جا کر کہو کہ جن شاہ صاحب کو ملکہ شہر سے اپنے ہمراہ لائی ہیں انکو اندر باغ کے بار کیا ہے صبح دو محلدار در باغ پر آئی جو وزیر شاہزادی بزم آرا سے سنا تھا اگر کہا بس سواروں نے عرض کیا کہ شاہ صاحب باغ میں شریف لے جائے ملکہ نے طلب فرمایا ہے شاہزادہ ایک مقام پر بیٹھا ہوا تصور ملکہ میں شعر عاشقانہ پڑھتا تھا یہ شعر دربان تمنا سے مجھے آتا ہے کیونکہ تری صحبت میں جانا نہ ہے میری صورت فقیر نہ ترا دربار شاہزادہ جب ان لوگوں نے یہ کہا شاہزادے نے کہا کہ یکا رہم کو پریشان کر رکھا ہے میں کیوں کھڑا ہو گیا تھا جو اس بلا میں مبتلا ہوا انھوں نے کہا کہ شریف لے جائے بس یہ سننے شاہزادہ داخل باغ ہوا باغ کو خوب آراستہ پایا سواروں نے محلدار سے کہا کہ شاہ صاحب شریف لاتے ہیں جیسے محلدار کی نگاہ شاہزادے پر پڑتی دیکھا کہ ایک جوان رعنا ہے ابھی تک سبزہ بھی نمودار نہیں ہے بھرے بھرے بازو میں چہرہ مثل آفتاب کے روشن ہے محلدار نے اپنے دل میں کہا کہ یہ فقیر نہیں ہے وزیر شاہزادہ کی کسی سبب سے اسے فقیری اختیار کی ہے بس محلدار دل سے یہ باتیں کرتی ہوئی شاہزادے کو ہمراہ لے کر طرف بارہ درسی کے چلی شاہزادہ نے باغ کو خوب

سر سبز و شاداب یا ہر ایک قسم کے گل کا تختہ لگا ہوا تھانہ جاری تھی اُس کے کنارے طلائی و فخری و بلوری
 کملون میں چھوٹے چھوٹے بھولون کے درخت لگے ہوئے وہ کلمے رکھے تھے ہر رنگ کی پھلیاں نہر میں تھی
 تین فوارہ لگاتے تھا نفس طائران خوش احوال کے شاخاں شجر میں لگے ہوئے تھے طائر زعفرانی بھی کر رہے تھے
 ہری ہری دوب لگی تھی سرخون کی پیریاں بھی ہوئی تھیں بجائے سنگ ریزے کے یا قوت و زور کے ٹکڑے
 چڑے ہوئے تھے وسط بارغ میں ایک بارہ درمی نفرہ مصقول کی تھی اسیر چکاری الماس و زردی کی ہوئی
 نادر کار ہلے ہوئے تھے روبرو بارہ درمی کے ایک چوڑے سنگ مرمر کا گرد اس کے کپڑے طلائی
 اسیر نگہ کار چولی اسکی جو بین طلائی جسکی چھالو موتیوں کی اس جوڑے پر اسنادہ تھا فرش محل کا
 کیا ہوا بارہ درمی کے درون پر پردے زلفی پڑے ہوئے تھے یہ جو سامان شاہزادے نے دیکھا دل میں
 کہا کہ یہ ملکیت خوقین ہر بس محلہ ارشاہزادے کو لے کر بارہ درمی میں آئی شاہزادے نے بارہ درمی
 کو ہر قسم کے نشیمن آلات و محبت و پردوں و فرش سے آراستہ پایا قد آدم آئینہ لگے ہوئے دیے
 تصویریں تمام بارہ درمی میں آراستہ تھیں گھڑیاں لگی ہوئی تھیں بس محلہ ارشاہزادے کو لے کر اس
 درجہ میں آئی کہ جہان ملک جلوہ فرما تھی گرد اس کے اسکی خواصین تھیں یہ معلوم ہوتا تھا کہ ستاروں کے دریاں
 میں ماہ کامل جلوہ گر ہر سند زنگار پر ملک تھی ہوئی تھی سب سامان عیش و راحت موجود تھا جب شاہزادہ
 وہاں پہنچا شعاع نور شاہزادہ سے درجہ روشن ہو گیا یہ معلوم ہوا کہ آفتاب محل آیا اب جو
 خواصون نے وزیر زادی نے شاہزادے کو دیکھا ہر ایک باجم ختم کرنے لگین کہ یہ فقیر نہیں ہر ضرور کسی
 ملک کا شاہزادہ ہو کسی سبب سے اس نے فقیر و اختیار کی ہر دیکھ تو بہن کیا صورت ہو اور کیا جمال
 ہر یہ ضرور کسی پر عاشق ہو ہر سے سے آثار عشق ظاہر ہیں یہ اسی کی محبت میں اور ولولہ عشق میں فقیر ہو کر
 نکلا ہو دیکھو نگہوں سے وشت پیدا ہو ہم کو چہ دل میں کا لا معلوم ہوتا ہو ملک اس پر عاشق ہوئی ہو
 اس سبب سے اسے ہمراہ لائی ہو یہ برد خوب رنگ کے ہاتھ لگی کہ فقیر کی دعوت کر دلی کوئی منع بھی نہیں
 کر سکتا ہو خوب اچھی طرح دعوت ہوئی راوی نے کہا کہ وہ خورین تو باجم ہزاروں میں یہ باتیں کر رہی ہیں
 راوی کہتا ہے اس زمانہ میں ایک تو اس قدر پردہ نہ تھا شاہزادیاں وزیر زادیان باجم بھیاں مریون پر سوار
 ہو کر سیر کرتی تھیں شکار کھیلتی تھیں دوسرے فقروں سے بالکل پردہ نہ تھا پس جسے شاہزادے پر ملک
 کی نگاہ پڑی ایک مرتبہ عتاب ہو کر سند پر سے یہ گھسی ہوئی اچھی کہ خوش آمدی و صفا آوردی یہ مضرع
 زبان پر تھا کہ تم نماز و روزہ کا غافل نہ رہو اور چند قدم چڑھ کر شاہزادے کا ہاتھ پکڑ لیا بس ہاتھ کا
 پکڑنا تھا کہ اُدھر ملک کے دل کو قرار دیا اور شاہزادے کے دل کو اور اسی طور سے ہاتھ پکڑے ہوئے
 سند پر لائی اور کہا کہ تشریف رکھئے اپنے قدم و محبت و دم سے میرے کلیہ ہار ایک کو منور فرمائیے شاہزادہ
 نے جواب دیا کہ ہم درویش اور نازک دنیا ہیں ہم کو سند اور قالین سے کیا سرکار یہ سب ترک
 چشم زائے خیالان ذی مرتبہ ہو کہ دنیا کو غریزہ تھے ہیں ہمارے لیے بویا کافی ہو تم اس سند پر جلوہ گر ہو
 میرے لیے بویا سنگار و ملک نے جواب دیا کہ جہاں آپ نے یہ میری خاطر منظور فرمائی اور میرے حال پر مہربانی
 کی کہ شہر سے یہاں تشریف لائے دیان یہ بھی مہربانی فرمائیے کہ سند پر میری خاطر سے جلوہ فرمائیے آپ کی
 میرے حال پر مہربانی ہوگی یہ جو ملک نے کہا شاہزادہ سند پر بیٹھ گیا تھا کہ محلو آپ کی خاطر منظور ہو اور ملک سے
 کہا کہ آپ بھی تشریف رکھئے ملک بھی بیٹھ گئی مگر کچھ دیر سے حال یہ ہو کہ وہ شاہزادے کو اور شاہزادہ ملک کو
 ہر دیکھ نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں ایک دوسرے کے ناخن جمال سے گل چینی کر رہا ہے ایک مرتبہ ملک نے

کہا کہ اگر شاہ صاحب آپ کا اسم مبارک کیا ہے اور کہہ کر سے آنا ہوا اور کتنا عرصہ ہوا تشریف لائے ہوئے
اور کہاں کا قصد ہے خواب دیا کہ ہیر نام آوارہ شاہ ہے اور جہان سے سب آئے ہیں وہاں سے ہیں ہی
آیا ہوں اور بہت عرصہ ہوا آئے ہوئے اور جدھر سب کی بارگشت ہے اسی طرف میں بھی جاؤں گا ملکہ
نے کہا کہ یہ مجھ کو بھی حکوم ہے میرا مطلب ہے کہ اس شہر میں کب تشریف لائے اور کہاں تشریف فرما ہوئے
جواب دیا کہ مجھ کو یہاں آگے ہونے دس دن ہوئے اور ہیر میں آتا ہوں یہ سن کر ملکہ نے خواہش کی کہ حکم
دیا کہ شاہ صاحب کی دعوت کا سامان کرو اور کشتی شراب کی بھینچ کر کہا کہ شراب نوش فرمائیے جواب
دیا کہ ہم لوگ تارک دنیا ہیں ہم کو شراب و کباب سے کیا کام مان یہ مسئلہ اہل دنیا کا ہے ملکہ نے قصد کیا
کہ اصرار کروں چونکہ ملکہ کا فرہنگی پس ہلکا ہونے خیال کیا کہ کافر کے یہاں کا کھانا مایہ حرام ہے اور سب
اشیا سوئے خشک چیز کے جس میں کہنا کہ اگر ملکہ اس امر میں اصرار نہ کرنا تمھارا سخن ضائع جائے گا
ملکہ نے بھی زیادہ اصرار کرنا مناسب نہ جانا خاموش ہو رہی اس خیال سے کہ شاید آرزو ہو جائیں اب
ملکہ نے کہا کہ اگر شاہ صاحب یہ تو فرمائیے کہ آپ نے یہ لباس فقیری اس سن و سال میں کیوں اختیار
کیا اسکا کیا سبب ہے مجھ کو تو آپ کے چہرے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کسی ملک کے شاہزادے ہیں
آپ نے کسی سبب سے یہ لباس اختیار کیا ہے جواب دیا کہ یہ تیرا خیال خام ہے فقیری ہمارا آبائی طریقہ ہے
ہمارے خاندان میں سب فقیر ہوتے آئے ہیں ورنہ زادی چونکہ بہت چلبلی اور با مذاق تھی بولی کہ میں نہ
نہ مافون کی یہ کسی کے ولولہ عشق میں آپ نے فقیری کا یہ یاد کیا ہے اسکی تلاش میں بھرے ہوئے ہیں سچ سچ بیان
فرمائیے جواب دیا کہ اوچرت تو بہت زبان دراز ہے یہ کیا کلام تو نے لیا کیا عشق اور کیا ولولہ اور کسی
تلاش ہم لوگ مان عاشق خدا ہیں اس کے عشق میں ترک دنیا کرتے ہیں ہم کیا بندوں کا عشق کریں گے
ہم لوگ پاک بخت کرتے ہیں اب ایسے کلمے زبان پر نہ لانا ملکہ نے اشارے سے منع کیا کہ چپ رہو گیا
خانہ آؤ تھر وہ سب باہم اشاروں میں باتیں کر رہی ہیں کہ ضرور کوئی شاہزادہ ہے ذرا تر تفریر اور طریقہ
انتظار و نشست و برخاست تو دیکھو بھلا یہ طریقہ فقیروں کا کب ہوتا ہے گدا یہ طریقہ کیا جانیں یہ تو وہ سب
باتیں کر رہی ہیں ملکہ اپنی طرف اور شاہزادہ اپنی طرف خاموش بن گیا اور بھی ننگا ہون سے ایک
دوسرے کو دیکھ رہا ہے شاہزادہ جب زیادہ بیقرار ہوتا ہے تو خطاب کر کے کہتا ہے کہ تیرا اس قدر صحبت کو
غنیمت جان در نہ تیری بہ صورت تھی کہ تو یوں پہلو پہلو بیٹھتا اور نظارہ جمال جانان کرتا اُدھر ملکہ اپنے
دل سے کہتی ہے کہ افسوس کیا کروں کہوں کہ اسکا حال ظاہر ہو اور اس سے لطف صحبت حاصل ہو میری قدر
غنیمت ہے کہ اپنا معشوق سامنے تو بیٹھا ہے مقرر یہ کسی پر عاشق ہے اسی کے ولولہ عشق میں اسکا یہ حال
ہے افسوس دل نیرا کب پیرا کہ جو دوسری طرف رنادل لگا چکا ہے ایسی ایسی باتیں ملکہ دل سے کر رہی تھی
کہ اتنے عرصہ میں ایک خواص نے لاکر دسترخوان بچھا دیا اب رات ہوئی ہے تمام بارہ درمی میں روشنی
ہے بس لاکر ہر قسم کا کھانا اور میوہ گر سپر چن دیا اور ملکہ سے عرض کیا کہ خاصہ حاضر ہے بس ملکہ نے شاہ
صاحب سے کہا کہ تشریف لے چلے کچھ نوش فرمائیے جواب دیا کہ تم جا کر کھاؤ ہم لوگ ترک آب و طعام
رہ گئے ہیں ہم کو اس سے کیا غرض یہ تمھارے لئے ہے ملکہ نے کہا کہ آپ کو اپنے پیہ اکرنے والے کی
قسم ہے کچھ حل کر نوش فرمائیے میں نہ مافون کی جب ملکہ نے بہت اصرار کیا شاہزادہ دسترخوان پر تشریف
لا یا ملکہ بھی منع ورنہ زادی کے کمر بیچی بس شاہزادے نے کچھ میوہ خشک اٹھا کر کھایا ملکہ نے ہر ایک قسم
کا کھانا شاہزادے کے روبرو رکھا شاہزادے نے کہا کہ یہ سب تم ہی کھاؤ میری جو غذا تھی میں نے کھالی

میں ان چیزوں سے محروم ہوں یہ طعام اہل دنیا کے لیے ہے جو تارک دنیا ہیں اُنکو اس سے پرہیز ہے یہ
 میں نے تمہاری خاطر سے جایا ورنہ میرا یہ وقت نہیں ہے میں رات دن میں ایک وقت کھاتا ہوں اب
 زیادہ اصرار نہ کرو ورنہ تم کو ناگوار ہو گا ملکہ خاموش ہو رہی وزیرزادی نے ہنس کر کہا معلوم ہوا کہ
 انھوں نے کسی کے دلوں میں ترک لذت کیا ہے پس جب تک وہ نہ ملے گا اسوقت تک یہ
 طعام لذت نہ کھائیں گے شاہزادے نے وزیرزادی کی طرف دیکھ کر کہا کہ تو بہت جرب زبان ہے میں نے
 منع کیا تو نہیں مانتی ہے اب جو ایسے کلام کرے گی تو جواب سخت ملے گی ملکہ نے پھر منع کیا وزیرزادی
 خاموش ہو رہی سب باغیچہ منظر دھو کر آئے مسند پر ملکہ اور شاہزادہ بیٹھا اُس دن صحبت ناز ورنہ
 موقوف رہی دوپہر رات تک ملکہ اور شاہزادہ دونوں بیٹھے رہے اور گل چینی گلشن جمال کیا کیے
 جب نصف شب آئی تو شاہزادے نے کہا کہ اب جاتا ہوں تمہاری خاطر ہو گئی ملکہ نے جو یہ سنا دل
 سینہ میں بیقرار ہو گیا کہ یہ کیا اور تو مگر گئی کیا تدبیر کروں گو شاہزادے کا خود اس امر کو دل نہ چاہتا تھا
 کہ میں باغ سے باغوں مگر مصلحت وقت جان کر کھانا پس جب ملکہ نے اسے دل کا یہ حال پایا تو کہا کہ ایک
 میری اور عرض ہو اگر قبول ہو تو عرض کروں کہا کہ بیان کرو ملکہ نے کہا کہ میری یہ خواہش ہے کہ جب تک
 آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں میرے باغ میں تشریف رکھتے تاکہ میں آپ کی خدمت اچھی طور سے کر دوں
 جواب دیا کہ بس اب کیا ضرورت ہے میں تیرا مہمان ہو چکا اب جاتا ہوں ملکہ نے اور سب سے بہت
 اصرار کیا شاہزادے کی خود بھی مرضی تھی یہ جواب دیا کہ تم لوگوں نے ہم کو بہت پریشان کیا ہے خیر اب
 تو بیان آگیا ہوں تمہارا ناخوش کرنا بھی ہم کو زیبا نہیں ہے پس اُس وقت تک یہاں رہو گا کہ ملکہ
 تمہاری مرضی نہ ہوگی کہ جاؤ یہ کہ کمر خاموش ہو رہا بس ملکہ نے ایک کمرے میں سامان رحلت برائے
 شاہ صاحب میاں لادیا بس شاہ صاحب اُس صحبت سے اٹھ کر وہاں آئے یہاں ملکہ نے بھی صحبت
 برخواست کی تصویر میں اپنے معشوق کے لپٹی کسی طور سے بند نہیں ہے یہی خیال ہے کہ کیونکر یہ امر ظاہر ہو کہ
 یہ کون ہے شاہزادہ تو ضرور ہی ہے اور کسی کے عشق میں اس نے یہ حال اپنا کیا ہے اور شاہزادہ یہ اپنے
 دل سے بائیں کر رہا ہے کہ کیونکر ملکہ کو مسلمان کروں اور اسکو اپنا عشق ظاہر کروں یقین ہے کہ اسی طور
 سے خوب خوب کرنا مہم ہوں گے بس آدھ ملکہ نے اور ادھر شاہزادے نے وہ رات خوب خوب کر
 بسر کی نیند کسی کو نہ آئی ہر ایک کو یہی فکر تھی کہ کس طور سے یہ راز ظاہر ہو جب صبح ہوئی ملکہ منظر
 دھو کر مسند پر آکر بیٹھی وزیرزادی سے کہا کہ جاؤ شاہ صاحب کو لے آؤ اگر بیدار ہوے ہوں بس
 وزیرزادی نے اسے دیکھا کہ شاہ صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں کہا کہ ملکہ نے یاد کیا ہے شاہزادہ
 ہمراہ وزیرزادی کے آیا اور اگر برابر ملکہ کے بیٹھ گیا ملکہ بہت خاطر سے پیش آئی اور ادھر گل چینی
 ہونے لگی دونوں خاموش بیٹھے ہیں رادی نے کہا کہ اسی طور سے چند روز گزرے ہیں کہ ایک دوسرے
 کو دیکھ کر اپنے دل کو قرار دے لیتا تھا مگر بسبب خرم و کاظمی ایسا حال نہیں ظاہر کرتا تھا آدھ
 خواہوں اور ایسوں میں یہ چرچا تھا کہ کسی پر ضرور عاشق ہو شاہزادے کا اس کے عشق میں یہ
 حال ہے اور اسی سبب سے ملکہ کی طرف گفت نہیں ہوتا ہے اور ملکہ ضرور اس پر عاشق ہے پس جب
 چند دن گزرے اب سب کو اس امر کی پروا تھی کہ ہم موجود ہیں اور طریقہ دیکھیں کہ کیا
 برتاؤ ہوتا ہے جب دیکھا کہ ایک دوسرے سے گفت نہیں ہوتا اب کنارہ کشی ان سب نے اختیار
 کی تھکیہ ہونے لگا مگر باہم یہ باتیں ہیں کہ ملکہ کے سبب سے ایک دن ضرور ناک چوٹی کاٹی جائے گی

ہم سے اگر بادشاہ دریافت کریں گے تو ہم اپنے بچانے کو صاف صاف کہہ دیں گے۔ اسی بات کو پوشیدہ نہ کریں گے۔
 پس اب جو تخلص ہو اسوارے ملکہ کے اس دن اس مقام پر کوئی نہ تھا ملکہ نے کہا کہ امیر شاہ صاحب آب
 تو قسم اسی ہے سرخیز کی کہ جسکو آب چاہئے ہوں اسے اصلی حال سے آگاہ فرمائیے۔ یہ تو مجھ کو بولی معلوم
 ہے اور میرے اور ظاہر ہے کہ اب فقیر نہیں ہیں کسی ملک کی شاہزادے ہیں کسی کے دلوں عشق میں آئے ہیں یہ
 کسوت فقیری اختیار کی ہے مجھ سے نہ پوشیدہ فرمائیے میرے دل مضطرب ہے حال سے آگاہ فرمائیے مجھ کو اس
 دربار سے فرار فرمائیے جب ملکہ نے اس طور سے کہا اور اصرار کیا شاہزادے کے بھی دل کو قرار نہ رہا بیتاب
 ہو گیا اور کہا کہ اب اپنے حال کو اس پر ظاہر کر دو اور اسکو مسلمان کر دو اسکی صحبت سے لطف اٹھاؤ کہاں تک
 اسنے فراق میں تڑپا کر ڈگے یہ خیال کر کے کہا کہ ملکہ تم اپنے حواس درست کرو اور دہی تقریر پہلے کی جو سابق
 میں کہا کرتا تھا ملکہ نے کی ملکہ نے کہا کہ اس سے کچھ حصول نہیں اس امر سے اطمینان رکھیے کہ میں آپ کے راز کو
 کسی پر افشا کروں جب ملکہ نے اس طور سے کہا اس وقت شاہزادے نے کہا کہ امیر ملکہ تم نے بہت پریشان کیا
 جسکو اس امر کا خیال ہے کہ میرا راز کسی پر ظاہر نہ ہو تم کو میں اپنے حال سے آگاہ کرتا ہوں دوسرے یہ امر ہے کہ
 اگر میں تم پر ایسا حال ظاہر کروں گا اور جب تم میرے حال سے واقف ہوئی تم کو میرا بیان رہنا ناگوار ہوگا پس
 ایک امر ہے کہ جو میں کہوں اس پر تم عمل کرو تو میں اپنا حال ظاہر کروں گو داہن ہوں کہ تم میرا حال سننے سے میری
 دشمنی جانی ہو جاؤ گی تم پر کیا منحصر ہے جو سننے کا وہ دشمن ہوگا مگر مجھ کو کچھ خون نہیں ہے تم نے جو اصرار کیا ہے
 سبب سے میں حال بیان کرتا ہوں ملکہ نے کہا کہ تو میں وہ بات جو تم پر اطمینان اور غارت ہوں وہ لوگ جو
 آپ سے عداوت کریں اس امر سے آپ اطمینان رکھیے کہ کوئی آپ کا دشمن نہ ہوگا اور جو آپ فرمائیے گا
 اس پر عمل کر دے گی ملکہ نے اپنے دل میں کہا کہ کس امر کے لیے کہے گا اگر کہے گا بھی تو وصل کے لیے یہاں غار
 اس امر کی خواہش ہے کہ اس سے وصل حاصل ہو اور اسکا حال ظاہر ہو پس یہ جو ملکہ نے کہا شاہزادے
 نے جواب دیا کہ ملکہ آگاہ ہو کہ میں اصل میں شاہزادہ ہوں تمہارا اور تمہارے خواصوں وغیرہ کا خیال
 درست ہے اور خوب پہچانا ہے مگر میں خاندان سے حمزہ صاحبقران کے ہوں اور خدا پرست ہوں میں نے
 جو یہ کہا کہ تم میری دشمن ہو جاؤ گی وہ یہ سبب ہے کہ جب تم کو یہ معلوم ہوگا کہ میں خدا پرست ہوں اور
 تمہارے خداوند کا دشمن ہوں تم اور سب میرے دشمن ہوں گے اور میں بھی ان سب کا قاتل ہو جاؤں گا
 بدین سبب میں نے ابھی تک سبب حال تم سے نہیں بیان کیا تھا آگاہ ہو کہ میں حمزہ صاحبقران کا پوتا
 ہوں شہر یار عالی وقار کا فرزند ہوں صاحبقران ثانی کی دختر ملکہ حاجرہ بانو کے بطن سے پیدا ہوا ہوں
 صاحبقران ثانی کا نواسہ ہوں ایرج نامدار کا پوتا ہوں میں خدا پرست ہوں میری فقیری کا یہ سبب
 ہے کہ میرے باپ و چچا فقیر ہو کر لشکر سے نکل گئے ہیں میں کم سن تھا جب کا یہ واقعہ ہے جب میں سن پندرہ
 کو پہونچا تو میں نے اپنی ماں سے شناس خیال کیا کہ تم کسی بدیر سے بنگو تلاش کرو اور اپنی شوکت
 بڑھاؤ پس میں بھی فقیر ہو کر نکلا یہ سبب ہے میری فقیری کا پس آوارہ پھرتا ہوا اس شہر میں آیا یہاں آکر
 معلوم ہوا کہ یہ شہر اور اہل شہر اور بادشاہ خیر شب آب پرست ہیں دل میں خیال ہوا کہ کسی طور سے اس
 ملک کو اسلام آباد کروں ان لوگوں کو اس گمراہی سے نکالوں پس اس خیال سے یہاں سے نہ گیا اور نہ
 اب تک میں چلا بھی گیا تھا اسی فکر میں تھا ہر روز سیر کو نکلتا تھا کہ تجارتی سواری اور حرس گزری ہو مرنے
 پر وہ اٹھا دیا میں نے ٹکڑا دیکھا جب سے تمہاری طرف دل لگی ہو اتم نے طلب کیا چلا آیا جب سے یہاں آیا ہوں
 اسی فکر میں تھا کہ کسی طور سے تم کو مسلمان کروں اور یہاں کے بادشاہ کو پس میرا یہ واقعہ ہے پس اگر تم کو

میری خاطر منظور ہو تو اب پرستی ترک کرو اور میرے پاس شوق سے رہو اور اگر یہ امر تین منظر ہو تو اب میں جاتا ہوں تم پر میرا حال ظاہر ہو گیا اب میں یہاں قیام نہیں کر سکتا ہوں اس لیے اس فکر میں جاؤ گا کہ کسی طور سے یہاں کے بادشاہ کو مسلمان کروانے خواہ قتل کروانے کو اپنے قبضہ میں لاؤں ملک نے جو یہ سنا اور سب حال شاہزادے نے بیان کیا اور شاہزادے کے حال سے آگاہی ہوئی سر جھکا لیا اور اپنے دل سے کہا کہ بڑی مشکل لاقی ہوئی دل بھی آیا تو کس پر کہ جو دشمن ایمان ہے اور جن کو مرنے سے کچھ خوف نہیں ہے اگر مذہب اسکا نہیں قبول کرتی ہوں تو مفارقت کا سامنا ہے تڑپ تڑپ کر فرات میں جھکاؤ لگی اور اگر مذہب اختیار کرتی ہوں تو دین آسانی میں فرق آتا ہے کیا کروں عجب کش کش میں جان پڑی ہو ملک فکر کرنے لگی کہ کیا کروں دل نے کہا کہ بندہ عشق کو دین و مذہب سے کیا غرض پس جو اپنے عشق کا دین ہو وہی اختیار کروادھر شاہزادہ نے چند کلمہ وحدانیت خدا میں بیان کیے اور کہا کہ یہ کیسا تمنا ہے کہ لوگ اس سے منہ پھرا کر دھوئے ہیں زمین پر پھینک دیئے ہیں پس اس ملک یہ بانی اور آگ جسکو کہ خداوند کریم نے خلق فرمائے ہیں یہ سب اس کے بندے ہیں پس چند کلمہ مذمت اویان باطلہ میں بیان کیے ملک نے جو زبان شاہزادے کے سنا پس رنگ آنکھیں قلب ملک پر سے اب تفریق شاہزادے نے دھو دیا اور نور اسلام نے کاشانہ قلب ملک میں انبا عمل کیا ملک نے سر جھٹکا کر اور خبر لیا کہ جو آپ کے مذہب میں آئے وہ کیا کیے پس شاہزادے نے ملک کو کلمہ طیبہ تعلیم کیا بلکہ کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوئی شاہزادہ بہت خوش رہا جو اس ملک نے اس وقت اپنی وزیر ادا کی اور سب خواص کو طلب کیا اور ان سے سب حال شاہزادے کا بیان کیا وہ سب باہم اخبار سے سے کہنے لگے کہ جو ہم کو خیال تھا وہی ہوا کہ یہ شاہزادہ نکلا اور یہ امر بھی ضرور ہے کہ ملک اس سے عاشق ہو پس ملک نے کہا کہ میں نے تو اس شہر پار کا دین اختیار کیا پس جو ہمارا دوست ہوا اور ہم سے الفت رکھتا ہو وہ بھی اس شہر پار کا دین اختیار کرے ورنہ میرے پاس سے چلا جائے جگہ کوئی مطلب نہ مانے ہے نہ باب سے وہ کافر ہیں اور میں مسلمان بہ کہہ کر شاہزادے سے کہا کہ اب پھر وہی کلمات اپنی زبان سے فرمائیے کہ جو آپ نے میرے روبرو فرمائے تھے پس شاہزادے نے وحدانیت خدا میں چند کلمہ اور چند کلمہ مذمت اویان باطلہ میں زبان سے فرمائے پس جس قدر عورتیں اس باغ میں ملک کے ہمراہ آئی تھیں وہ سب کی سب از سر صدق مسلمان ہو گئیں اور سب نے کلمہ طیبہ پڑھا ملک نے ان سب کو اپنے سر کی قسم دے دی کہ تم اس راہ کو نشانہ کرنا سب نے قسم کھائی پس جب ملک کو سب کی طرف سے اطمینان ہو گیا اس وقت ملک نے کہا کہ اب میں بھی اپنا حال ظاہر کرتی ہوں کہ جب میں شیرے باغ کو آتی تھی تو یہ شہر پار اسی حالت سے کھڑے ہوئے تھے ہوا سے محاصرہ کا پردہ بلند ہو گیا تھا میری نگاہ جو اوپر پڑی پس انکی محبت نے میرے دل پر اثر کیا دم بھر کی جدائی ناگوار ہوئی اپنے ہمراہ باغ میں لائی جب سے یہ بیان میں بھگو انکی صورت اور شوکت سے ضرور معلوم تھا کہ شاہزادے نے کسی سب سے یہ لباس اختیار کیا ہے میں اسی فکر میں تھی آج موقع پا کر دریافت کر لیا شکر ہے خداوند کریم کا شہر خجودہ ملا جو کہ عالی خاندان بہادر جی ہوتا ہے فخر و افتخار ہے سب نے کہا کہ بہت درست اور سجا ہے ہم اسی وقت سمجھ گئے تھے کہ جب ہم نے دیکھا تھا کہ ملک کا دل انیر کیا ہے اور یہ فقیر نہیں ہیں بلکہ کسی ملک کے شاہزادے ہیں ہمارا قیاس درست ہوا پس یہ شک ملک نے نرم عشرت دوست کے ہونے کا حکم دیا شاہزادے سے کہا کہ تبدیل لباس فرمائیے شاہزادے نے جواب دیا کہ جب تک میں اپنے والد کو ملاں نہیں کر لیتا ہوں یا اپنی شوکت نہیں پڑھتا ہوں اس وقت تک تبدیل لباس نہ کروں گا اس امر میں زیادہ اصرار نہ کر ملک نے بھی خیال کیا کہ زیادہ اصرار نہ کرے

ملکہ خاموش ہو رہی بس سب خواص و غیرہ نے بزمِ ہر استہ کی سب سامانِ عیش مہیا کیا بس بزمِ عشرت
 آراستہ ہو چکی ملکہ نے جامِ شراب لبریز کر کے شاہزادے کے روبرو پیش کیا شاہزادے نے ملکہ کے ہاتھ
 سے لے کر نوش کیا اور اپنے ہاتھ سے جامِ ملوکہ کے ملکہ کو دیا ملکہ نے کہا کہ اُس دن تم نے شراب کیون
 نہ پی شاہزادے نے جواب دیا کہ ملکہ جب تک تم کا وہ نہیں اور کا ذی خیر تر مسلمان کو کھانا حرام ہے اسکی سبب
 سے میں نے آج تک سوئے میوہ کے کوئی خیر نہیں کھا کی پانی نہ پئے لی آیا کہ وہ جاری ہے اب تم
 مسلمان ہو میں اور سب تمہاری خواص و غیرہ بھی میں نے شراب پی لی اور کھانا بھی کھاؤنگا یہ سننے لے ملکہ
 خاموش ہو رہی دوڑ شراب چلنے لگا ملکہ نے اربابِ نشاط کو طلب کیا وہ سب ساز و سامان سے حاضر
 ہوئے ایک سفر پر گئے اگر گانا شروع کیا صحبتِ رقص و سرور برپا ہوئی گانا ہونے لگا شراب ناب پی
 جانے لگی گزک کے واسطے کباب تھے ملکہ کی وزیرِ رازی بھی چولین کر رہی تھی سب خوش ہو رہے تھے
 جب دیرِ رات تک صحبتِ بزم و سرور برپا رہی خاصہ والی نے اکر عرض کیا خاصہ تیار ہے ملکہ مع
 شاہزادے کے دسترخوان پر تشریف لائی خاصہ سے فراغت کر کے پھر صحبتِ میں آکر بیٹھے پھر جامِ شراب
 گردش میں آیا اب جو دماغِ بادۂ ناب سے گرم ہوا اور خم و حبابِ دریاں آئیں گیا شاہزادے نے دستِ خوق کو
 دراز کیا بلکہ کھانا ہرے خمر آرزو حاصل کرنے لگا خوب زور سے کھلے سے لگا یا رخسارِ نابان کے بوسے
 لینے لگا بعد اس کے شبِ فدا لو بلند ہوئی مانگوں کی فوج بندھ گئیں دستِ شوق دراز ہو گئے دونوں طرف کے
 اصول دلی بکھلنے لگے یہ رنگ جو وزیرِ رازی اور سب خواص و غیرہ نے دیکھا یہاں سے پیشاب وغیرہ کے بہانے
 سے سرگ گئیں خلیہ ہو گیا اب تو اور زیادہ آرزو پوری ہونے لگی مگر شاہزادے کو اس امر کا خیال ضرور ہوا
 کہ گو یہ مسلمان ہوئی ہو مگر جب تک اسکا باپ مسلمان نہ ہو لے اسوقت تک سوئے پاکِ محبت کے دوسرے
 امر کا خیال بھی نہ کر دے بس بوسہ بازی میں کوئی مضائقہ نہیں یا وہ قتل ہو جائے بس اسوقت اسکو اپنے
 جہانِ عقیدت میں لاؤ اس سے وصل حاصل کرو اسوقت اسی امر کو غنیمت جانو غور سے عرضہ تک بوسہ و کنار
 رہا بعد اُس کے دونوں لپٹ پر آکر لیٹ رہے اُس نہشت و رست میں جا بجا سے ملکہ کی محرم مسک گئی تھی
 بس جب لپٹ پر آئے شاہزادہ اپنی کر دھ سے اور ملکہ اپنی کر دھ سے سوئے صبح کو دونوں اُٹھے اور
 سحر دھویا تو ان سب کو گمان تھا کہ جو کچھ ہونے والا تھا وہ شب کو ہو گیا ہوگا خوب لذت و وصل ملکہ نے
 حاصل کی ہوئی وزیرِ رازی تو ایک چالاک ہے اسکو اب نہ رہی بلکہ سے خلیہ میں دریافت کیا کہ رات کو تو
 خوب آرزو سے دلی پوری کی مدت کے بعد مرا و بر آئی فرمائیے کیا گزری ملکہ نے شرما کر جواب دیا کہ کیا یہ وہ
 بکیتی ہے یہ لوگ مسلمان ہیں اور حرمہ کے خاندان سے ہیں جب تک عقد نہیں کرتے ہیں اُس وقت
 تک اور کسی بات سے نہیں غرض رکھتے ہیں یا بوسہ بازی میں کوئی ہرج نہیں ہے بس جب تک عقد
 نہ ہوئے گا کبھی ایسا گمان بھی نہ کرنا وزیرِ رازی خاموش ہو رہی اور سب نے اُس سے دریافت کیا اُس نے
 وہی واقعہ جو کہ ملکہ نے کھانا کھدیا وہ بھی خاموش ہو رہی بس یہاں ملکہ شاہزادے کے ساتھ عیش و
 عشرت میں بسر کرتی ہے مگر صحبتِ باگ ہے اور شاہزادہ اُسی لباسِ فقیری میں ہے ملکہ جب سے باغ میں آئی
 ہے محل میں نہیں گئی صندل شاہ اسکو غریب بہت رکھتا ہے اسکا طریقہ تھا کہ جب یہ باغ میں آتی تھی
 اُٹھ روڑے زیادہ نہیں رہتی تھی اور جب یہاں سے جاتی تھی تو باپ کے پاس ضرور جاتی تھی پھر سے کو
 اب اسکو یہاں بندہ دن ہوئے ہیں کہ یہ یہاں سے نہیں گئی بس صندل شاہ کو خیال آیا کہ اب کی
 جو ملکہ ماہ پارہ میری دھڑباز کو گئی ہے ابھی تک دپس نہیں آئی ہے کیا سبب ہے یہ خیال کر کے خواص و

ملکہ کو طلب کیا چونکہ سب خواصین ہمراہ ملکہ کے گئی ہوئی تھیں کوئی نہ حاضر تھی مگر ایک خواص جو کہ
سن رسیدہ تھی وہ اُس دن سے جب تک اس فقیر کو ملکہ کے کرائی تھی صرف اُس خیال سے چلی آئی تھی کہ
یہ فقیر نہیں ہے ضرور کسی ملک کا شاہزادہ ہے یہ گل ایک نہ ایک دن کھلے گا اور رنگ لائے گا اسوقت
سوارے ذلت کے کچھ نہ حاصل نہ ہوگا اور بادشاہ کو کیا جواب دیا جائے گا بس ایسی حالت میں
جب آبرو کا مقدمہ ہو بیان قیام کرنا بیکار رہی خفیہ آبرو ہر ایک کو لازم ہے اگر تو بیان ہوگی تجھ سے
بھی جواب طلب ہوگا کہ تو کیسی بڑی بوز محی تھی کہ تو نے منع نہ کیا اور ہم کو خبر نہ کی کہ ہم اسکا تدارک
کرتے تو کیا جواب دے گی بس بیان سے چلا جانا بہتر ہے جب تجھ سے سوال ہوگا اُس وقت یہی جواب
دینا کہ میں وہاں نہیں تھی مجھ کو کیا حال معلوم اگر میں وہاں ہوتی تو بیکار کچھ حال معلوم ہوتا اور میں عرض کرتی
راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ اُس دن سے بیان تھی آج جو بادشاہ نے خواصان ملکہ کی تلاش کی
برائے دریافت حال ملکہ اور کوئی نہ حاضر ہوئی بادشاہ نے حکم دیا کہ محلدار نواب ناظر کو اسی وقت
حاضر کرے یہ حکم دیا تھا اور بھی نواب ناظر حاضر نہیں ہوا تھا کہ ایک خواص نے بادشاہ سے عرض کیا
کہ ملکہ کی خواصوں میں سے کشتہ خواص اپنے بستر پر حاضر ہے بادشاہ نے جواب دیا کہ ہم نے طلب کیا
وہ کیوں نہ حاضر ہوئی بلکہ بیٹھا ہے کیا گیا کہ کوئی خواص نہیں ہے سب ملکہ کے ہمراہ ہیں جلد طلب کرو میں
اُس سے نہ حاضر ہونے کے سبب کو دریافت کروں اور ملکہ کی حالت کو یہ جو حکم دیا وہ خواص ملکہ کی
خواص کے پاس دوڑی ہوئی آئی اور کہا کہ چلو تم کو بادشاہ یاد فرماتے ہیں اُس نے کہا کہ مجھ
میں حالت نہیں ہے کہ میں حاضر حضور ہوں بسبب شدت بخار کے آج پندرہ سولہ دن سے بہت
بخار ہے یہی عرض کر دو اُس نے کہا کہ حکم عالی ہے کہ جس حالت میں ہو حاضر کر پس چلو درندہ عتاب
سلطانی میں مبتلا ہوگی یہ جو اسنے کہا یہ بڑبڑاتی ہوئی اور کانپتی ہوئی اُس کے ہمراہ ہوئی اور حاضر
ہو کر آداب بجالائی اور دست بستہ کھڑی ہوئی بادشاہ نے اُسکی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ادیشہو کیا تو نے
یہ نہیں سنا کہ میں نے ماہ مارہ کی خواصوں کو طلب کیا ہے جو تو نہیں حاضر ہوئی اور سب نے کہا کہ وہ ملکہ
کے ہمراہ ہے اگر سنا تو کیوں نہ حاضر ہوئی اسکا بہت جلد جواب دے شیعو نے ماتھو جوڑ کر عرض کیا
کہ خداوند میں آج پندرہ سولہ دن سے بہت شدت پ میں مبتلا ہوں واقعی یہ جو سب نے حضور میں
عرض کیا کہ سب خواصین ملکہ کے ہمراہ ہیں سح عرض کیا کیونکہ یہ ظاہر بھی گئی تھی مگر جب مجھ کو تب آگئی تو
ملکہ سے اجازت لے کر چلی آئی راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ لکاتہ ملکہ ماہ مارہ سے بھی یہی فقرہ کہنے آئی تھی
کہ میں آج صبح سے مبتلا ہے بخار ہو گئی ہوں تندر میں بستر پر جاتی ہوں تاکہ کچھ دور وغیرہ کروں ملکہ
نے اجازت دی تھی یہ وہاں کا رنگ بے رنگ دیکھ کر چلی آئی بس اُس نے عرض کیا کہ میں اُس دن
سے اُسی حالت میں مبتلا ہوں اسقدر نہلت نہ ملی کہ حاضر حضور ہوتی اور جب سے میں آئی ہوں اور
اپنے بستر پر پڑی ہوں تو اُسی بھی نہیں ہوں کہ جو کوئی مجھ کو دیکھتا اور میرے حال سے آگاہ ہوتا اور حضور
کو خبر کرتا آج صبح کو میں اس قدر ہوشیار ہوئی تھی کہ سوار ہو کر حکیم صاحب کے پاس گئی تھی ملاحظہ
فرمائیے کہ یہ نسخہ انھوں نے تحریر کیا ہے یہ کھرا ایک نسخہ اُس کے پاس تھا جو کہ کبھی کالکھا ہوا تھا پیش کیا
بس اس سبب سے مجھ کو اب کے حکم کی خبر نہ ہوئی اور نہ حاضر ہو سکی ہاں جب وہاں سے واپس آئی
تو محلدار نے مجھ سے کہا کہ تم کو بادشاہ نے طلب کیا ہے اور ہم نے بادشاہ سے عرض کر دیا ہے کہ سب
خواصین ہمراہ ملکہ ہیں تو کب آئی میں نے یہ سب حال محلدار سے بیان کیا انھوں نے کہا کہ جاؤ وقت

بادشاہ زمین اور زمین نواب نام کو لے جاتی ہوں وہ آدم گئیں اور میں اپنے بستر پر گئی کہ ذرا جو اس دست ہوں
تو حاضر دست ہوں کہ یہ خواہیں پہنچی اور آپ کے حکم سے آگاہ کیا میں فوراً حاضر ہوئی کیا حکم ہوتا ہے کیوں یہ
نوٹری طلب کی گئی ہو بادشاہ نے فرمایا کہ خیر میں نے سب حال سن لیا اب تو یہ بیان کر کہ پندرہ دن سے
ماہ مارہ باغ کو گئی تھی وہ میرے سلام کو کیوں نہیں آئی اسکا فرائج کیسا ہے طبیعت تو اچھی ہے اس نے کانپ کے
عرض کیا کہ جان کی امان پاؤں تو عرض کروں بادشاہ نے فرمایا کہ بیان کر اسیر اس وقت اس کا رعب و داب
شاہی طاری ہوا کہ گواہ کا قصد تھا کہ میں بیماری کا فقرہ کرتے عرض کر دوں گی کہ میں کیا جانوں اور زنی
جان بچاؤنگی مگر نہ پوشیدہ کر سکی صاف منہ سے نکل گیا کہ جب تک میں دہان تھی تب تک ملکہ کا فرائج اچھا تھا
اس کے بعد کا حال مجھ کو نہیں معلوم کہ اسکا فرائج کیسا ہے میرے خیال میں ایک امر ہے کہ جس دن ملکہ بیان سے
باغ کو تشریف لے جاتی تھیں تو اتفاق سے ایک مقام پر پردہ ہوئے محافہ کا اڑ گیا ملکہ نے دیکھا کہ ایک
شاہ صاحب کھڑے ہوئے ہیں چنانچہ ملکہ فقیروں کو بہت دوست رکھتی ہیں ان شاہ صاحب کو بندہ رقیہ
سواران سواری کے باغ میں طلب کیا اور بہت تکلف سے انکی دعوت کی کیا عرض کروں کہ وہ شاہ صاحب
کے ہیں انکا سن کوئی بارہ تیرہ برس کا ہو گا ابھی بالکل عفتوان شباب بہ ہرگز تک نہیں آغاز ہے چہرہ مثل آفتاب
کے روشن ہے بہت جوان رجبہ اور خوبصورت ہیں میں ملکہ اس دن سے انکی دعوت و ضیافت میں مصروف
ہیں جب تک میں آئی تھی وہ تشریف نہیں لے گئے تھے اس زمانہ میں باندی ہو کر چلی آئی پس میرے نزدیک
ابھی وہ تشریف نہیں لے گئی ہوں گے اور ملکہ انکی صانداری میں مصروف ہوں گی اس سبب سے باغ سے
نہیں تشریف لائی ہیں بادشاہ نے یہ واقعہ جو اس خواہ سے سنا کہ ماہ مارہ نے ایک فقیر جوان کو ہمان کیا ہے اسکی
خاطر داری میں مصروف ہے اس سبب سے نہیں حاضر ہوئی خیال کیا کہ وہ فقیر کون ہے اور کیسا ہے کہ جس کے
سبب سے یہ میرے پاس نہ آئی بڑا غضب کیا اس نے کہ جوان فقیر کے ہمراہ یہ باغ میں رہی گو فقیر ایسے
نہیں ہوتے ہیں کہ کسی کے ناموس میں زخم انداز ہوں اور ہم لوگ فقیروں کو بہت دوست رکھتے ہیں مگر
یہ خواہں کہتی ہے کہ وہ بہت خوبصورت ہے اور اسکے حزن تقریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ فقیر نہیں ہے بلکہ شاہزادہ
ہے کسی سبب سے فقیر ہوا ہے پس اس امر کو دریافت کرنا پر ضرور ہے کہ میں ایسا نہ ہو کہ میں تو اس امر سے
مطمئن رہوں کہ ماہ مارہ نے فقیر کی دعوت کی ہے کیا نقصان ہے دہان کوئی دوا گل گفتہ ہو اور آبرو پر ہون
جائے تو بڑی خرابی ہو آج تک پشتہ پشت سے ایسی کوئی بات نہیں ہوئی کہ جو ہمارے بزرگ پشت نہا
ہوے ہوں خاندان ہم عصر ہیں پس اگر کوئی خرابی ہوئی اور میں تمام خاندان ہم عصر ہیں پشت نہا ہوا اس
وقت سوائے جان دینے کے کوئی دوسرا امر نہ ہو گا پس اسکا انداز کرنا پر ضرور ہے یہ خیال کر کے اپنے دل
میں اس خواہ سے کہا کہ کیوں او لکھاتے تو نے کسی دن کیوں نہ مجھ کو اس حال سے آگاہ کیا اور کیوں نہ بیان کیا
اگر میں آج بھی نہ طلب کر کے دریافت کرتا تو آج بھی نہ بیان کرتی، یہ شرط کہ مجھ کو اس جرم کی سزا دوں یہ جو
تو نے خفا کی اور مجھ کو اس امر سے نہ آگاہ کیا اور پوشیدہ کیا تو بھی بڑی لکاتہ ہے کہ اپنی جہدائی اور تو نے خبر کی جو بادشاہ
نے فیض کی حالت میں کہا وہ درگئی گو اس نے اپنے بڑی ہونے کے لیے یہ فقرہ کیا تھا اور دہان سے
چلی آئی تھی اور نہ ظاہر کیا تھا اس خیال سے کہ جب کوئی گل گلے گا اور میری نوبت آئے گی تو میں یہ غدر کر کے
اپنی جان بچاؤنگی کہ میں تو باندی ہو کر چلی آئی تھی مگر کیا کرے کہ اس وقت جو دریافت کیا گیا وہ خیال
نہ رہا صاف صاف منہ سے نکل گیا مگر اسیر بھی یہ فقرہ کیا کہ حضور میں کیا عرض کرتی ایسی مجھ کو شب آئی کہ
میں دہان سے چلی آئی مجھ کو اپنے سن بدن کا تو ہوش نہ تھا جس دن سے آئی ہوں آج میری تپ اتری ہے

اور ایسی حالت ہوئی ہے کہ میں بات کرتی ہوں بہن جب وہاں سے چلی تھی تو میں نے خیالی کر لیا تھا کہ ضرور حضور سے اس حال کو عرض کر دے گی مگر ناچار ہو گئی خطا تو ضرور ہوئی مگر عہد انہیں ہوئی بلکہ سوچا ہوئی پس میں حاضر ہوں جو چاہے سزا دے خطا وار ضرور ہوں یہ جو بادشاہ نے سنا اور اسکی حالت دیکھی خیال کیا کہ یہ سچ کہنی ہے کیونکہ اس نے اپنی حالت ہی ایسی بنائی تھی اور دوسرے اس پر عیب بھی ایسا طاری ہوا کہ اس سے اور اسکی حالت خراب ہو گئی تھی کہا کہ خیر اب تو تو نے ایسی خطا کی میں نے معاف کی کیونکہ تو نے عذر معقول کیا اب کبھی ایسی خطا ہوگی تو کبھی معاف نہ کروں گا اور کوئی عذر نہ سنوں گا یہ تقریر ہو رہی تھی کہ نواب ناظر حاضر ہوا اور اس نے اگر مجھ کو بادشاہ نے حکم دیا کہ اسی وقت کسی خواجہ سرا کو طرف باغ ملکہ کے روانہ کر دو کہ وہ جا کر ملکہ ماہ مارہ میری دفتر سے میری طرف سے کہے کہ تم کو بادشاہ نے یاد کیا ہے تم جس دن سے ہم سے اجازت لے کر باغ کو گئی ہو اس دن سے تم ہمارے سلام کو دینا نہ اپنے خراج کی کیفیت عرض کر ابھی بس سیوقت حاضر ہو کہ ہمارا تم کو دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہے اور جو خواجہ سرا جلے اس سے یہ کہہ دینا کہ وہ خود ملکہ کے پاس جا کر یہ پیام بیان کرے اور دیکھے کہ ملکہ کس شغل میں ہے اور ابھی اپنے ہمراہ لائے در نہ لگائے یہ جو حکم دیا تھی وقت نواب ناظر نے ایک آجہاں کو جو کہ قدیمی تھا اور جہاں دیدہ تھا طرف باغ کے پیام بادشاہ کا دے کر روانہ کیا اور خود حاضر خدمت رہا وہ خواجہ سرا اُدھر کو روانہ ہوا یہاں بادشاہ اس انتظار میں ہے کہ خواجہ سرا گیا ہے ماہ مارہ آتی ہے یہ تو دختر کے انتظار میں بیٹھا ہے اور خواجہ سرا طرف باغ کے رہی ہو اور وہاں باغ میں محفل عایش برپا ہے نایاب دکانا ہو رہا ہے ساغر بادہ گلگون چل رہا ہے شاہزادہ لب ہاے ملکہ کے بوسے بجائے گز کے رہا ہے صحبت بے تکلف ہے گلزار میں ہاتھ پیر سے بین ناگہ کی قیسمان بندھی ہوئی ہیں کسی ام کا خون نہیں ہے سب اس راز سے آگاہ ہیں مگر صحبت پاکبازانہ ہے اور کوئی امر خلاف طریقہ اہل اسلام وقوع میں نہیں آیا ہے جیسے ملکہ محل سے آئی تھی اسی طور سے ہے ابھی تک کوئی دوسرا امر نہیں ہوا ہے وہ گوہر ناسختہ ابھی تک سفتہ نہیں ہوا ہے ہاں بوسہ و کنار کا تو ذکر نہیں ہے یہ تو ہمہ وقت ہے اسکا کوئی نقصان بھی نہیں ہے مگر ابھی تک شاہزادہ نے ملکہ کو دوسری قسم سے بات تو نہیں لگایا ہے صرف اس خیال سے کہ جب تک اسکا باپ اور دیگر عزیز قریب مسلمان نہ ہوں اور وہ اپنی خوشی سے اسکا عقد میرے ساتھ نہ کر دین اسوقت تک دوسرا امر نہ ہو گا یہ خود عاقلہ و بالغہ ہے مگر اُنکی بھی اجازت پر ضرور ہے یا وہ قتل ہو لیں اگر دائرہ اسلام میں نہ آئیں تو ضرور قتل ہوں گے اسوقت ملکہ صاحب اختیار ہوگی تب عقد کرنا اور ہم بستر ہونا کوئی نقصان نہیں ہے ابھی ناجائز ہے گو طبیعت ہر مرتبہ رغبت دلاتی ہے اور شیطان درغلالتا ہے مگر شاہزادہ طبیعت پر جبر کرتا ہے اور اسکو سہل سے بچنے و نفع دینے کے روکتا ہے پس راوی بیان کرتا ہے کہ یہاں تو صحبت بے تکلفی ہے عاشق و معشوق باہم بیٹھے ہوئے اٹھلا کر رہے ہیں اور ایک دوسرے کے ہم بغل ہونے سے خوش ہے صدائے خفتا بلند ہے جام مری چل رہا ہے نغمہ کا سرور ہے دل کو خوشی کا دفر ہے یہاں صحت کا رنگ چھوڑا ہے کہ وہاں دریاغ پر خواجہ سرا اگر پہنچا جائے محلدار نے دوسرے خواجہ سرا کو آئے ہوئے دیکھا اور سچا نا کہ یہ تو خاص شاہی خواجہ سرا ہے بس وہ وہاں کے یہ خیال کر کے فوراً طرف مارہ درسی کے چلی کہ ملکہ کو خواجہ سرا کے آنے سے آگاہ کروں کیونکہ وہ تو اس حال سے آگاہ تھی کہ یہاں یہ رنگ ہے اور اس قسم کی صحبت ہمہ وقت آراستہ رہتی ہے اور ملکہ اس شغل میں مصروف ہے اگر میں نہ آگاہ کر دے گی اور خواجہ سرا دیکھ لے گا تو جا کر بادشاہ سے عرض کرے گا بس بادشاہ سننے کے نہ معلوم ملکہ کا کیا حال کرے اور ہم لوگوں کے کس طور سے پیش آئے بس آگاہ کرنا پر ضرور ہے یہ خیال

اپنے دل میں کر کے دوڑی ہوئی جلی ایسی بدحواس تھی کہ مومے سر پریشان ہو اکیان اڑتی ہوئی پائے
چھوٹے ہوئے پسینہ بین غرق آکر روبرو ملکہ کے حیران ہو کر کھڑی ہو گئی یہاں وہ صحبت برپا تھی کہ جبکا ذکر ہو چکا
کسی امر کا خوف نہ تھا یہ جو اس حالت سے آکر کھڑی ہوئی ملکہ اور سب حاضرین جلسہ کی اتنی صورت دیکھ کر
جو اس جاتے رہے ملکہ کے ماتھ میں جام م تھا اور شاہزادے کو دے رہی تھی ایسی بدحواس ہوئی کہ ماتھ سے
چھوٹ گیا اور سب شراب گر پڑی شاہزادے نے ملکہ کے رخسار کا بوسہ لے کر کہا کہ اے ملکہ کیوں اسوقت
طبیعت کیسی ہو اور کیوں اس قدر پریشان ہوئیں کہ شراب گرادی ملکہ نے جو اس دہشت کر کے کہا کہ کچھ نہیں میں نے
جو محلدار کو بدحواس پایا تو میرے بھی جو اس جاتے رہے کچھ خیال نہ رہا یہ ملکہ نے شاہزادے سے کہا اُدھر
دزیرزادی نے محلدار کو بدحواس دیکھ کر کہا کہ کیوں بوا تم اس وقت اس قدر بدحواس کیوں ہو کچھ بیان تو کر
کہ اس حالت بجاہ سے کیوں آئی ہو خیر تو یہی ہے جو دزیرزادی نے کہا تو محلدار نے عرض کیا کہ خیر کہاں اب
ہم سب قتل ہونے ناک جوئی کئی آبرو گئی ہم نے اپنی جانیں اور آبرو سب ملکہ زنتار کی غضب ہو گیا کہ خان
بادشاہ ہی خواجہ سرا ملکہ کے باغ کی طرف چلا آتا ہے ضرور بادشاہ کے حکم سے آتا ہے چونکہ میں تو دن رات
در باغ پر بیٹھی رہتی ہوں اور دیکھا کرتی ہوں کہ کوئی ملازم شاہی تو نہیں آتا ہے کیونکہ میں تو یہاں کے
حال سے اور یہاں کی صحبت سے واقف ہوں بس اسی خیال سے کہ اگر کوئی آئے تو میں ملکہ کو آگاہ کروں
بس جو خیال تھا وہی ہوا پس جب میں نے دور سے اسکو ادھرتے ہوئے دیکھا اور یہاں کی صحبت کا خیال
کیا فوراً وہاں سے بھاگی کہ خبر کروں یہاں آکر پہنچی تھیں کہ وہ باغ میں گیا ہو یہ جو محلدار نے کہا سب کے جو اس
جاتے رہے ملکہ تو شاہزادہ کے پہلو سے ہٹ کر الگ بیٹھ گئی کشتیاں شراب و کباب کی انھا کر الگ
رکھ دی گئیں طاقتوں کو برخواست کر دیا ملکہ مودب ہو کر نیم شاہزادہ تو لباس فقیری زیب تن کیے
ہوئے تھا اسی طور سے بے خوف سند پر بیٹھا رہا سب خواہین حاضرین اب صحبت کا اور رنگ ہو گیا وہ
بے تکلفی جاتی رہی شاہزادے کو یہ امر ثبت ناگوار ہوا مگر بے تعلقت خاموش رہا یہاں تھوڑے عرصہ میں
یہ سب بند و بست ہو گیا محلدار سامنے کھڑی تھی یہ امر محلدار نے عرض کیا تھا کہ میں اس سبب سے خبر کرنے
آئی تھی کہ وہ اگر اس صحبت کو ترک دیکھ لے گا اور جا کر بادشاہ سے سب حال بیان کرے گا ہم سب پر آفت
آنے کی ناک جوئی کا فی جائے گی اگر خبر کروں شاید کوئی بند و بست ہو جائے خیر میرے خیال کے موافق ہوا کہ
اس رنگ کی صحبت تو بڑھتی ہو گئی اب اگر دیکھے گا بھی تو یہی بیان کرے گا کہ ملکہ نے کتنی صاحب کی
دعوت کی تھی وہی موجود تھے اور ملکہ بھی محلدار پر یہ کہہ رہی تھی کہ وہ خواجہ سرا جو کہ حکم بادشاہ طرف باغ ملکہ
کے ملکہ کو لیتے آیا تھا در باغ ملکہ پر پہنچا کسی نے اسکو نہ روکا کیونکہ خواجہ سرا شاہی تھا بلا خوف اندر
باغ کے آیا اور طرف بارہ درسی کے چلا آدھر ملکہ نے شاہزادے سے عرض کیا تھا کہ اب کہیں پوشیدہ
ہو جائیں خواجہ سرا شاہی پرے پاس آیا ہے وہ آکر چلا جائے دیکھو کس عرض سے آیا ہے یہ خوف ہے کہ
کوئی بدنام نہ کرے اگر بادشاہ کو اس حال کی خبر ہو گئی تو غضب ہو جائے گا پس تھوڑے عرصہ کے لیے
آپ پوشیدہ ہو جائے جب وہ چلا جائے گا طے آئے گا شاہزادے نے انکار کیا اور کہا کہ اگر زیادہ
کوئی تو میں اپنے کو ظاہر کر دوں گا مجھ کو کسی امر کا خوف نہیں ہے بلکہ میرا منشا یہی ہے کہ کسی طور سے یہ امر
ظاہر ہو اور میں بادشاہ کو مسلمان کروں اور اہل شہر کو اگر منظور ہے کہ ایسا ہو تو اس امر میں اصرار کروں
خاموش بیٹھی رہو میں حالت فقیری میں بیٹھا رہوں گا مجھ کو کسی امر کا خوف نہیں ہے میرے بزرگ کسی کے
خوف سے پوشیدہ نہیں ہوئے ہیں جہاں گئے ہیں یوں ہی بلا خوف رہے ہیں میں کیوں ایک

خواجہ سرا کے خون سے پوشیدہ ہوں وہ یہ کیا بلا اگر بادشاہ بھی آتے تو بھی میں نہ ڈرتا نہ ہرگز پوشیدہ ہوتا اگر
 بادشاہ تمام لشکر لے کر آئے تو بھی مجھ کو کوئی خون نہیں اگر مجھ سے کچھ خواجہ سرا بولے گا تو میں اسکو جواب
 دے لوں گا اس سے اطمینان رکھو کہ جب تک میرے تن پر سر ہر اور بدن میں جان ہر تم لوگوں پر آخ نہ آئے دوں گا
 بعد میرے پھر جو کچھ ہو اس سے ناچار ہوں کہ وہ حالت مجبور ہی ہو جو جب مصرعہ سے بعد از سر من کن فیکون
 شد شدہ باخذ یہ جو شاہزادہ نے برہم ہو کر کہا ہر ایک خاموش ہو رہی ملکہ نے تو پھر زبان سے کرئی
 حنث نکالا دل میں کہا کہ عجب مرد جاہل سے سابقہ پڑا ہے کہ کسی بات سے میں ڈرتا ہر خداوند کو خیر کرے
 اسکی جان بچائے اگر اسپر کچھ بھی آخ آئی تو میں ضرور اپنے کو ہلاک کر دوں گی ملکہ یہ خیال کر رہی تھی اور ایک
 خواص شاہزادے کے نہ پوشیدہ ہونے پر شاہزادے کو بڑا بھلا کہہ رہی تھی اور باہم اشاروں میں ایک دوسرے
 سے کہہ رہی تھی کہ ملکہ نے ہر ایک کی ابرو بھی لی اور جان بھی اور بخی بھی آبرو دی ایسے شخص سے محبت کی
 جسکے خیال میں کوئی بات بھی نہیں آتی ملاخوت ہی میں یہ کہتی ہوں کہ یہ اکیلے کیا کرینگے یہ امر ض کر لیا جا
 کہ ٹرے بہادر میں مگر ایک کی دوا دوا و دوا و دوا کی دوا چارہ میں بہ لاکھوں سے کیا مقابلہ کرینگے اگر بادشاہ اس خان
 سے آگاہ ہو گیا کہ یہ فقیر نہیں ہے بلکہ شاہزادہ ہی اور ملکہ سے اشنائی ہو گئی ہے اور ملکہ کو مسلمان کر لیا ہے تو
 پھر وہ نہ ہم کو زندہ رکھے گا نہ ملکہ کو نہ آپکو بڑا گشت و خون ہوگا افسوس مفت میں جان گئی اور آبرو ہم اس
 حال سے آگاہ نہ تھے کہ یہ انجام ہوگا دوسرے نے اشارے سے کہا کہ بہن اب توجہ ہونا تھا وہ ہوا ان باتوں سے
 کیا حاصل بس جو مقدر میں ہو گا پیش آئے گا نہ کہ حلال وہی ہو جو اپنے مالک کے ساتھ نیکی کرے اور
 اپنی جان و آبرو کو اسپر صدقہ کرے بس اب کیا حاصل ہے خواص میں تو یہ باتیں کر رہی ہیں شاہزادہ
 بیٹھا ہوا ہے اور ملکہ بھی ہر مرتبہ شاہزادے کا جی چاہتا ہے کہ ملکہ کو آغوش میں لے کر لب درخسار کے بو سے
 لون خواجہ سرا آتا ہے پھر یہ خیال کر کے کہ دیکھو کیا ہوتا ہے اب یہ بھی ممکن ہے کہ ملکہ ہمارے قبضہ سے نکل جائے
 ابھی کوئی ایسی بات نہ کر دو کہ تمہاری زیادتی ثابت ہو سکو تو یہ خواجہ سرا کیا پیام لایا ہے اگر کوئی ایسا پیام
 لایا ہے کہ جو تمہارے مزاج کے خلاف ہے بس فوراً اپنے کو ظاہر کرنا اور اپنی مقام سے تلوار بیکر کر ڈرنا نہ
 اس مقام پر سب کو قتل ہو سے جاتا جان بادشاہ ہی بس یا اسکو مسلمان کرنا یا قتل کرنا اور سائے خواجہ
 کے اس امر کو ظاہر کرنا کہ میں ملکہ پر عاشق ہوں اور ملکہ کو میں نے مسلمان کر لیا ہے اب اسکو کوئی مانتہ نہیں
 لگا سکتا ہے جب تک میرے دم میں دم ہے یہ خواجہ سرا تمہارا کیا کرے گا سو رہے اس امر کے کہ بادشاہ
 سے جا کر کہے گا وہ لشکر لے کر آئے گا تم اس امر کی نوبت کیوں آئے دیت تم بڑی کیوں نہ دیاں
 ہو بخ جانا بس شاہزادہ اپنے دل سے یہ باتیں کر رہا ہے ملکہ بسبب خوف کے خاموش بیٹھی ہے کہ وہ خواجہ سرا
 اگر بارہ درمی میں پہونچا پہلے اس نے سب طرف دیکھا اسکو ب نظر آیا کہ ایک مسند پر نگارار استہ
 ہے اسپر ایک جوان رخسار کا چہرہ مثل آفتاب کے درخشان ہے زلفیں دوش پر پڑی ہوئی ہیں لباس
 فقیری تن میں ہے مسند پر بیٹھا ہے مگر اسقدر عجب و در و خان و شوکت و جرات و شجاعت رہے
 سید ہے اور اتنا بہادری چہرے سے عیاں ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ شیر بہر بیٹھا ہوا ہے اس طرف یہ کسی کی
 خیال نہیں ہے کہ آنکھ اٹھا کر دیکھو کہ خواجہ سرانے یہ جو دیکھا اپنے دل میں خیال کیا کہ فرد یہ کسی ملک کا شاہزادہ
 جو کسی نہ کسی سبب سے اس نے فقیری اختیار کی ہے یہ دیکھ کر اور دل میں خیال کر کے پھر عجب اسپر طاری ہوا
 کہ اس نے جھک کر سلام کیا اور دیکھا کہ ملکہ ایک طرف گوشہ مسند پر مودب بیٹھی ہے اور سب خواص میں روبرو
 حاضر ہیں بس ملکہ کو بھی سلام کیا اور عرض کیا کہ حضور کا مزاج مبارک کیسا ہے ملکہ نے جواب دیا کہ اچھی ہوں

ای منصور تمہارا اس وقت کہ مرانا ہوا اور فران ظل اللہ کا تو اچھا ہی اور سب خیریت پر اُس نے جواب دیا کہ میں نے بہت دن سے حضور کو نہیں دیکھا تھا آرزو وہ موسیٰ کی تھی مگر کار بار سے ہمت نہ تھی جو حاضر ہوتا مجبور تھا اور فران شاہ بہت اچھا ہی میری خوبی تقدیر سے حکم شاہی میرے نام صادر ہوا کہ تم ملکہ کے پاس جاؤ اور پیام دو کہ جب سے تم ہم سے اجازت لے کر باغ کو گئی ہو اُس دن سے نہ کچھ تمہارے فران کی کیفیت معلوم ہوئی نہ تم ہمارے سلام کو آئین فران کیسا ہی جو نہیں آئین لہذا ہمارا جی تمہارے دیکھنے کو چاہتا ہے پس اسی وقت آؤ اب سیر باغ ہو چکی اگر طبیعت ناساز ہو تو آگاہ کرو ہم خود آئین کیونکہ اب طبیعت بہت پریشان ہے آج کئی دن سے قہم کو دیکھا نہیں ہے پس میں یہ حکم پا کر ادھر کو روانہ ہوا اور حاضر خدمت ہوا اب کے والد بزرگوار نے آپ کو یاد کیا ہے اور یہ پیام دیا ہے اور یہ ارشاد کیا ہے کہ جو سس خاکسار نے عرض کیا ملکہ نے یہ پیام جو بانی خواجہ کے سنا کہ بادشاہ نے یاد کیا ہے کہا کہ ای منصور میری طرف سے بہت بہت تسلیم عرض کرنا اور کہنا کہ مجھ کو خود آپ کی قدم پوسی کی آرزو تھی مگر کچھ اسے کاروبار میں بھی کہ نہ اتنی آج میں خود ہی حاضر ہونے والی تھی کہ آپ کا حکم میرے نام ہو نیا میں حاضر ہونی ہوں اور جس سبب سے نہیں حاضر ہوئی ہوں وہ سبب حاضر ہو کر خدمت والا میں عرض کر دوں گی یہ کیکر خواجہ را کو انعام دیا اور کہا کہ جاؤ میں آتی ہوں اُس نے عرض کیا کہ مجھ کو بھی کہ اپنے ہمراہ لانا بس میں حاضر ہوں شریف لے چلے ملکہ نے کہا کہ تم جاؤ میں ابھی ابھی آتی ہوں تم پہونچے نہ یاؤ گی کہ میں یہ سوچ جاؤ گی بس یہ سنکے اُس نے عرض کیا بہت خوب اور عرض کیا کہ ایسا نہ بھیجے گا کہ نہ شریف لائے تو بھیجے عتاب ہو کہ ہم نے حکم دیا تھا کہ اپنے ہمراہ لانا تو کیوں نہ ہمراہ لایا جا رہی عدول حکمی کی جرم عدول حکمی میں بین بتلا ہوں ملکہ نے فرمایا کہ تم اطمینان رکھو میں آتی ہوں تم پر عتاب نہ ہو گا خواجہ سرا یہ سنکے اور خصیت ہو کر ملکہ و شاہزادے کو سلام کر کے دہان سے روانہ ہوا جب جو کچھ پیام خواجہ سرا نے بیان کیا شاہزادہ خاموش بیٹھا سنا کیا جب ملکہ کو معلوم ہوا کہ خواجہ سرا چلا گیا شاہزادہ نے کہا کہ آپ یہاں شریف فرما رہے ہیں میں والد کے پاس ہواؤں واقعی میں بہت دن سے سلام کو نہیں گئی ہوں جب سے باغ میں آئی ہوں بس ابھی جاتی ہوں اور سلام کر کے اور اجازت لے کر آتی ہوں اب پریشان نہ ہو جیسے گامین اپنی ذریزادی اور چند خواصوں کو آپ کی خدمت میں چھوڑے جاتی ہوں جب تک ان سے دل بہلائیے شاہزادے نے جواب دیا کہ ای ملکہ یہ نہ ہو گا اول تو میرا دل بدون تمہارے یہاں نہ لگے گا دوسرے میں تم کو کیونکر جانے دوں یہ خواجہ سرا میرا بیان موجود ہونا ضروریان کرے گا بس نہ معلوم تمہارے والد تم سے کس طور سے پیش آئیں تم کو یہاں آنے ہی دین یا نہ دین اگر تم نہ آؤ تو پھر میں کیا کر دن ملکہ نے جواب دیا کہ آپ اس امر سے اطمینان رکھیں میں ابھی آتی ہوں اگر یہ کہے گا بھی تو بادشاہ مجھ کو نہیں منع کرے بلکہ اجازت دے گا کیونکہ ہم لوگ فقیر دن کو بہت مانتے ہیں ایسا میرا مشہد جانتے ہیں جب میں یہ کہوں گی کہ میں نے ایک شاہ صاحب کو جہان کیا ہے اور وہ میرے تھان ہیں میں انکی خاطر و مدارات میں مصروف تھی اس سبب سے نہیں حاضر ہوئی اور وہ اس وقت بھی میرے باغ میں موجود ہیں بس بادشاہ فوراً اجازت دین کے میں ابھی حاضر ہوتی ہوں جب تک اب ان سب سے باتیں کریں اور دل بہلائیں جب اس طور سے ملکہ نے کہا شاہزادہ نے فرمایا کہ اچھا جاؤ مگر اس امر کا خیال رکھنا کہ اگر تم کو عرصہ ہوا اور تم نہ آئیں تو میں یہاں نہ ٹھہر دوں گا فوراً در محل برآؤں کہ درانہ محل میں چلاؤں گا اور جو کوئی مانع ہو گا اسکو قتل کروں گا اور تمہارے باپ سے لڑ کر انکو بھی قتل کروں گا یا اپنی جان دوں گا یہ مجھ سے نہ ہو سکے گا کہ تم دہان رہو اور میں یہاں

بیٹھا رہوں میں اسی فکر میں ہوں کہ کسی تدبیر سے اس ملک کو اسلام آباد کروں ملک نے جواب دیا کہ ایسا غضب نہ کرنا تم اکیلے ہو وہ لوگ لاکھوں ہیں کہاں تک مقابلہ کرو گے اگر کوئی نوع دگر ہوئی تو میں کیا کرونگی کس کے بھروسے جو نگلی پھر نہ رکوں یہ میں بھی آتی ہوں شاہزادے نے جواب دیا کہ مجھ کو لاکھوں کا پھر خوف نہیں ہے ہم لوگ لاکھوں سے نہیں ڈرتے ہیں اگر تم یہ امر نہیں قبول کرتی ہو تو میں تم کو جانے بھی نہیں دیتا ہوں دیکھو کون ایسا بہادر ہے جو مجھ کو یہاں آکر لے جاتا ہے کیونکہ تم مسلمان ہو چکی ہو یہ کہہ کر شاہزادے نے ملک کا نام نہ لیا بلکہ نے خیال کیا کہ اگر نہیں جاتی ہوں تو بڑی خرابی ہوتی ہے ابھی بادشاہ یہاں آئیں گے یہ راز افشا ہو جائے گا اور کشت و خون ہوگا یہ اکیلے ہیں یا تو اسیر ہوں گے یا خدا خواستہ قتل اور میں تمام شہر میں مشہور ہو نگلی کہ بادشاہ کی دختر نے ایک فقیر سے آشنا کی کی تھی بادشاہ کو جو خبر ہوئی تو بادشاہ نے اس فقیر کو قتل کیا یہ اسی فقیر کی لاش ہے یا اسیر کیا یہ اسی فقیر کی قید ہے کیسی کم ظرف تھی کہ نہ کسی شاہزادے سے آشنا کی نہ وزیر ادے سے آشنا کی کی بھی تو ایک فقیر سے جو کہ در در کا پھر لے دلا ہے کتنی بڑی بدنامی کی بات ہے بس مناسب یہ ہے کہ کسی طور سے انکو سمجھا کر میں وہاں جاؤں تاکہ یہ پردہ نہ کھلے اور یہ راز افشا نہ ہو یہ دل میں سوچ کر کہا کہ اچھا آپ مجھ کو جانے دیں اگر میں ایک ہر بھر کے اندر نہ آؤں تو آپ کو اختیار ہے جو آپ کا جی چاہے وہ کیجیے گا یہ چونکہ لے کہا شاہزادے نے ماتھر چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اچھا جاؤ مگر اس امر کا خیال رہے کہ عرصہ ہو ورنہ پھر مجھ کو اسی مقام پر پاؤ گی اگر ذرا عرصہ ہو یہ امر یاد رکھنا کہ ہم لوگ جس امر کا قصد کرتے ہیں اور جو بات منہ سے کہتے ہیں پھر وہی کرتے ہیں چاہے اس میں جان رہے چاہے جائے پس جو تم سے کہا ہے وہی کرونگا قول مردان جا دارد دشمن مردان اعتبار اگر تم پھر پھر میں نہ آئیں تو پھر مجھ کو یہاں نہ پاؤ گی میں اندر محل کے ہونگا بادشاہ کے سر پر ملک نے جواب دیا بہت خوب ہے کہہ کر تبدیل لباس کیا بنا دیا وہ جو عالم دیکھا شاہزادے نے ملک کو اغوش مبتلا میں لے کر خوب لب و عارض کے پوسے لیے دست کشا کی آرزو پوری کی ملک نے کہا کہ عرصہ ہو تا ہے مجھ کو جانے دیجیے بس شاہزادہ خاموش ہو رہا ملک نے حکم دیا کہ محافظہ درباغ پر لگایا جائے بموجب حکم محافظہ آیا بس ملک شاہزادے سے مل کر اور خدا حافظ کہہ کر مع چند خواصوں کے سوار ہو کر طرف محل کے روانہ ہوئی اپنی وزیر ادی اور چند خواصوں کو شاہزادہ کے پاس چھوڑ گئی اور ان سے تاکید کر گئی کہ اگر شاید عرصہ ہو جائے تو شاہزادے کو پہلانا اور جانے نہ دینا اور کسی قسم کی تکلیف نہ دینا ان سب نے عرض کیا کہ بہت خوب ہم نے اسکاں پھر گوشش کر نیلے اب مانے نہ مانے کا انکو اختیار ہے سادی نے بیان کیا ہے کہ جب تک سانسار یا ملک شاہزادہ کو پلٹ پلٹ کر دیکھتی جاتی تھی اور شاہزادے کی آنکھ ملک کی طرف تھی اشارہ تھا کہ بہت جلد آنا در نہ خرابی ہوگی ملک جواب دیتی تھی کہ ابھی آتی ہوں اطمینان رکھو بس جب ملک چلی گئی اور وہ خواصین اور وزیر ادی شاہزادہ کی خدمت میں آئیں شاہزادہ نے کہا کہ دی وزیر ادی ملک سے یہ خیال کیا ہوگا کہ اس وقت یہ کہہ چلی جاؤ کہ تم کو اختیار ہے اگر مجھ کو عرصہ ہو میں تم سے قسم کیا کر گستاہوں کہ اگر ملک کو عرصہ ہو تو باہمان خود میں ایک کا بھی خوف نہ کرونگا فرد در نہ محل میں جس جاؤنگا اور بادشاہ کو یا تو مسلمان یا قتل کرونگا وزیر ادی نے ماتھو جوڑ کر عرض کیا کہ آپ اطمینان رکھیں ملک نے جو اقرار کیا ہے بموجب اس کے ضرور جلد آئیں گی وہ آپ کے مزاج سے بخوبی واقف ہو گئی ہیں دوسرے بدو دن آپ کے انکو کہہ کر دروازے کھلا وہ صوف سلام کر کے گھنٹہ آدھ گھنٹہ بیٹھ کر چلی آئیں گی آپ اور کچھ خیال نہ کریں یہ کہہ کر اباب نشاط کو طلب کیا اور کشتی کی رو برد شاہزادے کے حاضر کی عرض کیا کہ تلیپ تلاحظہ فرمائیے دل بہلائے شراب کا شغل کیجیے شاہزادے نے جواب دیا کہ یہ سب امر

بدون ملکہ کے بیکار ہیں جب ملکہ نہیں گی سب شغل ہوں گے یہ فرما کر کشتی کو سرکا دیا اور مطربہ کو منع کیا
 یہ چورنگ و زبردستی نے دیکھا خیال کیا کہ یہ نہیں مائیں گے خداوند کریم خیر کرے اور ہم سب کی آبرو
 بچائے بس یہ خیال کر کے خاموش ہو رہا تھا اس وقت بیٹھی ہی اور سب خواہین بہ خدمت حاضر ہیں مطربہ
 کو رخصت کر دیا شاہزادہ مسند پر اس فکر میں بیٹھا ہی کہ جو وعدہ ملکہ کر گئی ہے وہ گزر جائے اور ملکہ میری
 معشوقہ نہ آئے تو میں یہاں سے دراندہ محل پر جاؤں اور جو کوئی مانع ہو اسکو قتل کر دوں اندر محل کے
 جا کر صندل شاہ کو مع اس کے درندہ مظفر شیر گیر و کل اہل شہر کو سلبان کر دوں شاہزادہ تو باغ میں
 اس فکر میں مبتلا بیٹھا ہی اور سواری ملکہ کی طرف محل کے چلی جاتی ہے وہ خواجہ سرا جو کہ ملکہ کے پاس
 بادشاہ کا پیام لے کر گیا تھا اور پیام پہنچا کر اور خلعت پا کر ملکہ سے رخصت ہو کر خدمت بادشاہ میں
 روانہ ہوا تھا راہ طے کر کے حاضر خدمت ہوا انجرا بجالایا یہاں بادشاہ انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے کہ
 خواجہ سرا آکر پہنچا جب مجرا کر چکا اور دست بستہ سامنے کھڑا ہوا اب ناظر نے پوچھا کہ ملکہ کی خدمت
 میں ہوا یا حکم شاہی سے ملکہ کو آگاہ کیا انھوں نے کیا جواب دیا انکا فراموش کیا ہے وہ کیوں نہیں تشریف
 لائیں اس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ میں بوجہ حکم شاہ خدمت ملکہ میں گیا جہاں تباہ کی طرف سے
 دعا کی کہ آپ کو دعا زمانی ہے انھوں نے جہاں تباہ کی فراموش کی حالت دریافت زمانی میں نے عرض
 کیا کہ فراموش مبارک بہت اچھا ہے میں نے بامشاہی بیان کیا اور عرض کیا کہ آپ کو یاد فرمایا ہے انھوں نے
 بہت بہت تسلیم عرض کی اور کہا کہ عرض کرنا کہ میرا فراموش تو اچھا ہے جہاں تباہ کے جان و مال کی ترقی کی
 خواہشگار ہوں مجھ کو خود قدم بوسی کا اشتیاق تھا مگر ایک کام میں مبتلا تھی حاضر ہو سکی آج میرا خود
 قصد حاضر ہونے کا تھا کہ حکم عالی پہنچا میں حاضر ہوتی ہوں میں سے عرض بھی کیا کہ میرے ہمراہ سوار ہو کر چلے کہا
 کہ تم جاؤ میں بھی حاضر ہوتی ہوں میں زیادہ ہزار نہ کر سکا کیونکہ ملکہ عالم نازک فراموش بہت ہیں رہی فراموش
 کا خوف ہوا میں خاموش مجرا کر کے رخصت ہو کر حاضر خدمت ہوا میرے سامنے محاذ کے تیار ہونے
 کا حکم دیا تھا تشریف لائی ہوئی یہ سنکے بادشاہ نے خواجہ سرا سے پوچھا کہ ماہ مارہ کیا کر رہی تھی اور کون
 کون باغ میں تھا اس نے عرض کیا کہ جب میں گیا تھا تو بارہ درمی بین تشریف فرما تھیں محل عیش و فراہی
 حضور میں نے ایک شاہ صاحب کو ملکہ کے پاس دیکھا تھا کہ وہ بھی شریک بزم تھے ملکہ مع خواہین کے
 انکی خاطر و مدارت میں مصروف تھیں حضور ان شاہ صاحب کی کیا خان و شوکت بیان کروں اول تو
 وہ خوبصورت جری معلوم ہوتے ہیں جوان رخسار ہیں ایسا حسن ہے کہ وہ بارہ درمی شمع نور جمال سے روشن
 تھی یہ شان چہرے پر تھی کہ باوجود لباس فقیری زیب تن تھا مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی شاہزادہ جلوہ فرما
 ہے اور آثار شجاعت و دلادری رخ سے پیدا تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا شیر بریاننگ دریا سے شوکت
 مسند پر جلوہ گر ہے ہم نے تو آج تک ایسا کوئی فقیر نہیں دیکھا جیسا انکو دیکھا میرے نزدیک کسی
 ملک کے شاہزادہ ہیں کسی سبب سے یہ لباس اختیار کیا ہے ہر کس و ناکس کی یہ مجال نہیں ہے کہ انکی
 طرف دیکھ کے حضور کا بہت بڑا دربار ہے اور شاہزادہ عالم ایسے بہادر دربار میں جلوہ فرما ہونے میں
 مگر میں نے جیسا ان شاہ صاحب کو دیکھا نہ ایسا کوئی حسین آپ کے شہر میں ہے نہ دربار میں نہ ان کے
 مثل کوئی بہادر میری نگاہ میں گزرا ہے نہ آپ کے دربار میں ہے میں کس سے مثال دوں کیا تعریف کروں
 خواجہ سرا نے جو یہ بیان کیا بادشاہ نے خواب دیکھتے ہی قریب قریب کی تقریر ہی بھلا جو کہ فقیر ہو گا
 وہ کیا ایسی شوکت رکھتا ہو گا تو نے بھی فقیر نہیں دیکھے اگر کسی ملک کا شاہزادہ ہوتا تو اسکو کیا

ایسی ضرورت تھی کہ وہ جہت دارم کو ترک کر کے فقیری اختیار کر لیا کوئی فقیر ہو گا اور صاحب کمال ہو گا یہ صرف تیری نگاہ کا فرق ہے انکار عیب و دراب جو کہ بسبب خدا آگاہ ہونے کے تو نے دیکھا تو نے خیال کیا کہ کسی ملک کا شاہزادہ ہے اور انکے مثل کوئی بہادر نہیں ہے میرے دربار میں ایسے ایسے بہادر ہیں کہ جن کا مثل و نظیر پروکاز میں پر نہیں ہے خیر دیکھا جائے گا ہم ان سے ضرورتا قات کر نیلے اس وقت حیرت جھوٹ و سحر کا حال ظاہر ہو جائے گا خواجہ سرائے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا یہ عرض کر کے سلام کیا بادشاہ نے فرمایا کہ ابھی حاضر رہ شاید ملکہ نہ آئے تو حاکم میرا جانا ہو گا وہ خواجہ سرار در و بادشاہ کے دست بستہ حاضر رہا یہاں ملکہ دانہ ہی ہو چکی تھی سواری ملکہ کی در محل پر پہنچی مہلدار کو خبر ہوئی اس نے ملکہ کی ماں کو آگاہ کیا انھوں نے خواصوں اور اپنی دریزادی کو براے استقبال فرودہ کیا یہ ملکہ مع خواصوں کے آتری سب نے ملکہ کو سلام کیا اور استقبال کر کے ایوان میں لائیں ملکہ نے ماں کو سلام کیا اس نے دعا دے کر گلے سے لٹکایا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا کہ بیٹا تم تو دلہنی خوب جا کر باغ کی سیر میں مصروف ہو میں باپ کے سلام تک کو نہ آئیں ملکہ نے عرض کیا کہ کیا عرض کروں کہ کس سبب سے نہ حاضر ہونا ہوا ماں نے پوچھا کہ فرار تو اچھا تھا عرض کیا کہ جی ہاں اچھی تھی والد بزرگوار کہان تشریف فرما ہیں میں خود انکے زیارت کی مشتاق تھی آج آنے والی تھی کہ خواجہ سرایا م شاہی لے کر بیونجا فوراً سواری ہو کر حاضر ہوئی پس یہ جو ماہ مارہ نے کہا ماں نے جواب دیا کہ وہ بڑی دیر سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں تمہارے لیے بہت پریشان ہیں اپنے محل خاص میں تشریف فرما ہیں چلو یہ کھڑکی کو ہمراہ لے کر قصر شاہی کی طرف چلی وہاں بادشاہ خواجہ سرائے سے کہہ رہے تھے کہ ابھی تک ماہ مارہ نہیں آئی تو پھر جا اور کہا کہ ہم انتظار کر رہے ہیں باوجود اس کے کہ ہم نے طلب بھی کیا تو نہیں آئی دلی اپنے ہمراہ لانا وہ عرض کر رہا ہے کہ تشریف لائی ہو گی یہ غلام جاتا ہے یہی ذکر تھا کہ سامنے سے زوجہ دھڑکے بادشاہ کو نظر آئی اور خواجہ سرار و نواب ناظر نے بھی دیکھا ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ملکہ تشریف لائی ہیں حضور خیال فرماتے تھے کہ غلام نے دروغ عرض کیا بادشاہ نے دم دھڑک کر دیکھا چہرہ فرخا خوشی سے سرخ ہو گیا کیونکہ یہ دختر کو بہت چاہتا تھا کسی طرح کا رنج اسکا بادشاہ کو گوارا نہ تھا ایک اہت دلی تھی بادشاہ پر کیا منحصر ہے سب ملکہ ماہ مارہ سے اہت رشتے تھے بھائی ماں و دیگر ہل نفل سب کی جان و روح تھی وہ حسین بھی ایسی ہی تھی کہ اسکا مثل و نظیر نہ تھا اور خوبصورت سب کو دوست ہوتا ہے اور سب خوبصورت سے اہت کرتے ہیں پس جب قریب بادشاہ کے ملکہ پہنچی جھک کر باپ کو سلام کیا پس بادشاہ نے دعا دے کر گلے سے لٹکایا پیشانی پر بوسہ دیا ایسے برابر بچھا تا بہت شفقت سے پیش آ یا کہا کہ بیٹا میں نے تم کو نیدرہ دن سے نہیں دیکھا تھا تمہارے دیکھنے کو بہت دل چاہتا تھا دلکی تو تم خوب باغ میں جا کر رہیں کہو فرار تو اچھا ہے ملکہ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ دعا کرتی ہوں میں خود مشتاق حضور تھی مگر ایسی ضرورت میں تھی کہ نہ حاضر ہو سکی آج حاضر ہونے کا قصد تھا کہ آپ کا علم پہنچا فوراً حاضر ہوئی بادشاہ نے فرمایا کہ ہم نے تمہاری خواص سب کو اپنے خواجہ سرار کی زبانی سنا ہے کہ تم نے ایک فقیر کی دعوت کی ہے اور وہ تمہارے ہمان ہیں اور گستاخ کہ بڑے صاحب کمال ہیں تم نے ہم کو خبر نہ کی کہ ہم بھی انکی قدم بوسی حاصل کرتے اور شرف ملازمت سے بہرہ مند ہوتے ملکہ نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ واقعی یہی امر ہے کہ اسی سبب سے میں حاضر خدمت نہ ہو سکی انکی ہمان واری میں مصروف تھی اپنا افتخار جان کر انکی خدمت کر رہی تھی حضور ایسے صاحب کمال و صاحب جلال فقیر نہیں دیکھے نہ ایسے حسین و خوبصورت اور اس سن و سال میں کہ ابھی پورے جوان بھی نہیں ہوئے اتفاق سے یہ شرف مجھ کو حاصل ہوا جس دن میں آپ سے اجازت لے کر باغ کو

جاتی تھی راہ میں محافہ کا پردہ ہوا اُسے اڑ گیا میری نگاہ اُن پر پڑی میں نے وہ رعب و دباب و کشف و کمال اُن
 میں پایا میں نے خیال کیا کہ یہ ضرور بندہ خاص خداوند آب حیات ہیں اُنکی خدمت کرنا باعث افتخار
 ہے اور سبب نجات آخرت ہے بس میں اُنکو اپنے باغ میں لے گئی گو وہ نہ جانتے تھے بہت ہی اصرار سے
 تشریف لائے بس میں اُس دن سے اُنکی خاطر میں مصروف تھی اس سبب سے برائے سلام حاضر نہ ہو سکی اور
 اسی سبب سے اس قدر عرصہ ہوا اہلی مرتبہ باغ میں رہنے کا ورنہ میرا کیا کام تھا جو میں اس قدر زمانہ تک
 باغ میں رہتی بس یہ خطا تو مجھ سے ضرور ہوئی کہ میں نے اُنکو اپنا مہمان کیا اور اُن کے مہمانی کے سبب سے
 سلام کو نہ حاضر ہوئی اور نہ اُنکی خبر آپ کو کی اس خطا کی جو چاہئے نہرا دتھے آپکی گنگار ضرور ہوں بادشاہ
 نے بیٹی کی بیٹیاں پر جو سر دیکر فرمایا کہ تم نے کوئی خطا نہیں کی ہم نے تم کو کبھی اس امر کو منع نہیں کیا
 کہ تم کسی فقیر کی دعوت نہ کرنا بلکہ ان لوگوں کی خدمت کرنا باعث ہم سب کی نجات کا ہے اور یہی لوگ
 بندہ خاص خداوند ہیں یہی ہم گنگار دن کی بخشش کے سبب ہوں گے خواہ جوان ہوں خواہ پیر بلکہ جو
 جوانی میں ترک دنیا کرتے ہیں اُن کے بڑے مرے ہیں اور اُنکی خدمت کرنا باعث افتخار
 ہر دو جہان ہر مان مرت اس امر کا خیال ہوا کہ تم نے ہم کو آگاہ نہ کیا اکیلے اکیلے یہ شرف حاصل کیا دوسرے
 تم نے اپنے مزاج کی حالت سے نہ آگاہ کیا اگر تم ہم سے کسی کے ذریعہ سے کہلا سکتے تھے تو اس قدر شوش
 نہ ہوتی نہ فکر نہ ہم خواجہ سرا کو روانہ کرتے بلکہ اُنکی ملاقات کو مع اپنے اراکین و دلت کے آتے اور
 شرف ملازمت حاصل کرتے خیر اب تو جو کچھ ہوا وہ ہوا اسی ذریعہ آج مجھ کو خیال آیا کہ میری دختر نیک اختر
 کئی دن سے مسیوم کو نہیں آئی یہ کیا سبب ہے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ پندرہ دن سے سپر باغ کو
 گئی ہوئی ہیں ابھی تک وہاں سے نہیں آئیں اب خیال ہوا کہ نہ معلوم مزاج کیسا ہے جو نہیں آئی نہ کسی
 نے خبر کی تمہاری خواہوں کو جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی اُنکے ہمراہ ہیں مان بعد تھوڑی دیر کے
 معلوم ہوا کہ کچھ خواص اپنے بستر پر چڑھ کر طلب کیا وہ بیماری حالت بخار میں حاضر ہوئی اُس سے
 حالت دریافت کی اُس نے عرض کیا کہ میں تو کئی دن سے بیمار ہو کر ملکہ سے اجازت لے کر چلی آئی ہوں جب
 سے بخار میں مبتلا ہوں اس قدر حالت نہ تھی کہ میں ملکہ کی حالت حاضر ہو کر عرض کرتی اس وقت حضور نے
 طلب کیا حاضر ہوئی جب میں آئی تھی اُس دن تک ملکہ اچھی تھیں اُس دن سے مجھ کو خود اُنکی حالت نہیں
 معلوم کہ کیسے ہیں میں یہ خیال کرتی ہوں کہ ملکہ نے ایک شاہ صاحب کی دعوت کی تھی شاید ابھی اُنکی
 نمائنداری سے فرصت نہیں ہوئی جو تشریف لائیں جو میں نے سنا اُنسی وقت منظور خواجہ کو روانہ
 کیا اور وہ بام بھیجا جو کہ اُس نے تم سے بیان کیا اب میں نے تم کو دیکھ لیا اور معلوم ہو گیا یہ بیان کردہ
 شاہ صاحب تشریف لے گئے یا نہیں جب تک منظور کیا تھا تک تو مجھے ملکہ نے عرض کیا کہ جی نہیں
 وہ ابھی تشریف نہیں لے گئے ہیں بلکہ میرے باغ میں تشریف فرما ہیں میں اپنی دزبزدادی اور چند خواہوں
 کو اُنکی خدمت میں چھوڑ لی ہوں اور عرض کر آئی ہوں کہ آپ تشریف فرما رہیں میں دالہ بزرگوار سے اس
 ہواؤں تو حاضر ہوتی ہوں اُنھوں نے طلب کیا بس اُن سے اجازت لے کر آئی ہوں وہ خود آپ کی
 ملاقات کے مشتاق ہیں ماہ بارہ نے بہت تعریف شاہزادے کی کی اور اس طور سے تقریر کی کہ بادشاہ
 نے فرمایا کہ تم شوق سے جاؤ اور اُنکی نمائنداری میں مصروف ہو آج سہ پہر کو ہم بھی سوار ہو کر تمہارے باغ
 میں آئیں گے اور شاہ صاحب سے ملاقات حاصل کر نیلے ملکہ نے کہا کہ آپ کیون تکلیف فرمائیں وہ خود
 آپ کی خدمت میں آئیں گے کیونکہ اُنھوں نے کئی مرتبہ آپ کی ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا اور فرمایا

کہ میں بادشاہ کے پاس جاتا ہوں دربار میں میں نے منع کیا کہ میں پہلے آپ کی تشریف آوری اور آپ کے ارشاد کی بادشاہ کو خبر کروں تاکہ وہ بھی تو آگاہ ہو لیکن پھر آپ تشریف لے جائیے گا تاکہ آپ کی قدر و منزلت ہو سکی بادشاہ آپ کے حال سے کیا دریافت ہوں گے جس طور سے اور فقیروں کی وہ قدر و منزلت کرتے ہیں اسی طور سے آپ کی بھی کوہن کے وہ خاموش ہو رہتے تھے اس وقت بھی چلتے وقت فرمایا تھا کہ میری طرف سے بادشاہ کی خدمت میں تسلیم عرض کرنا اور عرض کرنا کہ اگر اجازت ہو تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور شرف ملازمت حاصل کروں آپ کے حکم کا خواہ سنگار ہوں گو میں اہل دنیا سے پرہیز رکھتا ہوں فقیر ہوں اب مجھ کو شاہ دھرم پور کی ملاقات سے کیا عرض مگر میں نے جو ان کے روز و شب کے مزاج کی تعریف کی اور عرض کیا کہ وہ آپ لوگوں کی خدمت کو فخر جانتے ہیں اس سبب سے انکو بھی آپ کی ملاقات کا اشتیاق ہو اور فرمایا کہ میری طرف سے عرض کرنا کہ مجھ کو شاہ ہوں سے کوئی ملاقات کی ضرورت نہ تھی مگر بسبب آپ کے اوصاف حمیدہ کے سننے سے اشتیاق زیارت ہوا پس آپ کیون تکلیف فرمائیے وہ خود کھلی آپ کے پاس تشریف لائیں گے آپ بھی اور کل رات دربار بھی انکی زیارت سے مشرف ہوں گے بادشاہ نے فرمایا کہ ان سے میری طرف سے بہت دست بستہ ہو کر عرض کرنا کہ مجھ کو آپ کے تشریف آوری کی خبر نہ تھی کہ آپ میری دفتر کے باغ میں تشریف فرما ہیں اگر خبر ہوئی تو میں ضرور آپ کی ملاقات کے لیے حاضر ہوں اور شرف ملازمت حاصل کرنا آپ کیون تکلیف فرمائیے میں خود حاضر ہوں گا جگو خود آپ کی ملاقات کا اشتیاق ہے اور وہ یوں کہ یہ آپ کا نقش خانہ ہے جس وقت چاہیے تشریف لائیے اپنے قدم بہت نرم سے اس کلمہ تارک کو سوز فرمائیے اور اپنے نور جمال سے ہم سب کے دیدہ بے نور کو روشن فرمائیے خانہ شہناست یہ تو خانہ بے تکلف ہے جس وقت جی چاہے تشریف لائیے یہ خادم آپ کی خدمت کرنے کو موجود ہے آپ لوگ تو ہم سب کے باعث نجات ہوں گے آپ کی خدمت کرنا تو ہم سب کا باعث افتخار ہے اور فرزند خلیفہ تک ہو انکو منع کرنا کہ وہ تشریف نہ لائیں میں خود حاضر ہوں گا مان اگر نہ مانیں تو نا جاری ہے تم انکی خدمت میں جاؤ وہ پریشان ہونگے ملکہ نے عرض کیا کہ میں اپنے اسکان میرے کر دہلی آئندہ انکو اختیار ہے مگر میں یہ جانتی ہوں کہ کل وہ ضرور آپ کے دربار میں آئیں گے آج آپ سے پہلے تشریف لائیے گا اگر وہ کل نہ آئیں تو آپ کو اختیار ہے پھر تشریف لائیے گا بادشاہ نے کہا کہ جہاں ملکہ انھی باب کو سلام کیا بادشاہ نے دعائے ترقی و درجہات دے کر رخصت کیا ملکہ نے بھائی کے قصر میں جا کر منظر شیرگیر کو سلام کیا اس سے ملی وہاں کے محل میں انکی مان سے رخصت ہو کر محافل میں سوار ہو کر خوشی خوشی مع خواہوں کے طرف بلوغ کے روانہ ہوئی یہاں بعد جانے ملکہ کے بادشاہ اپنی خواب گاہ میں تشریف لے گیا اور اس امر سے بہت خوش ہے کہ ایسا صاحب کمال درویش میری دختر کا زمانہ ہوا اور میری دختر نے بہت شرف حاصل کیا کل وہ ضرور میری ملاقات کو آئے گا میں بھی اسکی خدمت کر کے ملازمت حاصل کروں گا اور بسبب اپنی نجات کا پیدا کروں گا خداوند آب حیات نے ایسا صاحب کمال اپنی قدرت سے ملک میں بھیجا اور وہ یوں زمانہ ہوا اور وہی نے بیان کیا ہے کہ بادشاہ بدوئی دیکھے اور بدوئی ملاقات کے صرف ملکہ ماہ مارہ اپنی دختر کے بیان سے نادیدہ شاہزادہ درویش نقلی کے اوصاف کا شیفتہ اور رفیتہ ہو گیا ہے اور بہت ملاقات کا مشتاق ہے اور اسکو وہ استقدر دن اور وہ استبداد معلوم ہوئی ہے دعائیں کر رہا کہ کسی طور سے یہ دن تمام ہو اور شہب آگے اور جب بھی بسیر ہو جیتے ہوں کہ میں ان شاہ صاحب سے ملوں

اور ملاقات کردن بادشاہ تو اس فکر و تردید میں ہی کہ اسکا بھر حال بیان ہوگا اور ملکہ کی سواری راہ میں ہر
 دہان شاہزادہ وزیرزادی سے ملے تھا ہوا کہ رہا ہی کہ ابھی تک ملکہ نہیں آئیں ہیں اب جان کے وعدے
 میں تھوڑا سا زمانہ باقی ہی یہ زمانہ گزرا اور میں بیان سے روانہ ہوا طرف محل کے وزیرزادی دیکھ کر وہاں
 عرض کر رہی ہیں کہ ملکہ تشریف لاتی ہوئی آپ اطمینان رکھیے کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے سب یہاں
 سمجھا رہی ہیں مگر شاہزادہ ہر مرتبہ قصہ کرتا ہی وزیرزادی باتوں میں لگا لیتی ہی یہاں تو یہ باتیں ہو
 رہی تھیں کہ اسی عرصہ میں ملکہ کی سواری درباغ پر پہنچی ملکہ مع خواصوں کے محافہ سے اتری اور
 سب کو اپنے ہمراہ لے کر طرف بارہ درسی کے چلی وہاں جب شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ زمانہ جو ملکہ مقرب
 کر گئی تھی گزر گیا اور وزیرزادی تم کو باتوں میں لگائے ہوئے ہی اور مالی رہی ہی اسکا اندیشہ ہی کہ میں
 نہ جاؤں ایک مرتبہ برہم ہو کر گئے لگا کہ تم لوگ یہ چاہتے ہو کہ میں نہ جاؤں پس اب وہ وقت گزر گیا اب
 میں نہ مانو لگا یہ کہ کراؤ کھڑا ہوا وزیرزادی نے کہا کہ میں آپ کے رو پر دانا جوڑتی ہوں تھوڑی دیر
 اور پھر جائے پھر آپ کو اختیار ہے شاہزادہ نے جواب دیا کہ اب ممکن نہیں ہے کہ میں دم بھر غصہ
 یہ کہہ کر طرف صحن کے چلا چند قدم چلا تھا کہ ایک خواص دوری ہوئی آئی اور کہا کہ آپ کہاں تشریف لے
 جاتے ہیں ملکہ تشریف لاتی ہیں محافہ سے اتر چکی ہیں تشریف رکھے شاہزادہ نے فرمایا کہ کیوں مجھ کو
 فقرہ دیتی ہیں میں ایسے فقرہ میں کب آتا ہوں اس نے عرض کیا کہ اگر میں آپ سے جھوٹا عرض
 کرتی ہوں تو جو چور کا حال کیا جاتا ہے اس سے بدتر میرا حال بھیجے گا یہ جو اس نے عرض کیا شاہزادہ
 خاموش ہو رہا وزیرزادی سے کہا کہ تم جا کر دیکھو اگر یہ سچ کہتی ہے تو حیرت نہ اسکو نہادوں یہ جو شاہزادہ
 نے کہا وزیرزادی طرف صحن کے چلی شاہزادہ اسی مقام پر کھڑا رہا ابھی وزیرزادی باہر بارہ درسی
 کے نہ گئی تھی کہ سامنے سے ملکہ مع خواصوں کے نظر آئی پس وزیرزادی نے جو ملکہ کو دیکھا پھر کیا اور
 چند قدم بڑھ کر عرض کیا کہ خوب وقت پر تشریف لائیں ہم نے اس وقت تک بہت روکا اب وہ
 ہم سے ناراض ہوتے لگے تھے اور برہم ہو کر جانے پر آمادہ ہو گئے تھے اور مل کے تھے کہ خواص نے
 آپ کے تشریف لانے کی خبر کی انکو یقین نہ آیا محکوم نہ کیا کہ تم جا کر دیکھو یہ سچ کہتی ہے یا جھوٹ اور
 خود کرسی مقام پر کھڑے ہوئے ہیں محکوم اور حیرت نہ کیا جلد تشریف لے چکے تھیں اسانہو کہ وہ کھبرا کر
 ملے آئیں تو بیگانہ کو تکلیف ہو یہ تشنہ تھا کہ ملکہ قدم اٹھا کر داخل بارگاہ ہوئی دیکھا کہ شاہزادہ
 سامنے کھڑا ہوا ہی اور خواصین گرد میں اور ادھر کو دیکھ رہا ہی شاہزادہ نے ملکہ کو دیکھا پس
 باہم چار آنکھ ہوئی باہم ملے ملکہ شاہزادہ کو دیکھ کر متنبہ ہو گیا شاہزادہ ملکہ کو اور شاہزادہ نے کہا کہ تم
 نے خد عرصہ کیا اگر تھوڑی دیر اور نہ آئیں تو میں وہاں موجود ہوتا ملکہ نے جواب دیا کہ میں اقرار
 کر گئی تھی محکوم خیال تھا میں کیوں نہ آتی یہ کہ شاہزادہ کا ہاتھ پکڑ لیا اور بندر لاکر بٹھا یا اور کہا کہ
 آپ کے فراموش میں بہت جلدی ہی بھلا اکیلے کیا کرتے ہیں نے یقین کر لیا کہ آپ بڑے بہادر ہیں
 مگر لاکھوں سے کیوں نہ مقابلہ کرتے خدا بخواتمہ اسیر ہو جاتے سورما میں جیسا ہا نہیں پھوڑتا ہی شاہزادہ
 نے جواب دیا کہ ملکہ اس امر کا تم کبھی خیال نہ کرنا ہم لوگ ایسے نہیں ہیں کہ لاکھوں سے خوف کریں پس
 جس امر کا قصد کر لیا اسکو بدو نہ پورا کیے ہوئے نہیں باز رہتے ہیں جو مقدر میں ہوتا وہ پیش
 آتا چھا اب اس ذکر کو موقوف رکھو یہ بیان کرو کہ تمہارا آنا کیوں نہ ہوا اور کس لیے تم کو تمہارے باپ
 نے طلب کیا تھا اور کیا بائیں ہو میں ملکہ نے جواب دیا کہ کسی نے انکو تمہارے باغ میں آسنے کی

خبر کر دی اسی امر کے دریافت کرنے کو طلب کیا تھا دوسرے بندہ روز سے میں سلام کو نہیں گئی تھی اور
 مجھ کو دیکھا بھی نہ تھا کس الفت پدری نے زور کیا طلب کیا یہ کہم کہ جو تفریق صندل شاہ نے کی تھی وہ
 بیان کی اور خود جواب دیئے تھے وہ بیان کیے جو راوی قبل میں تحریر کر چکا ہے دوبار تحریر کرنے کی کیا ضرورت
 ہے ٹول سچا ہو گا ملکہ نے شاہزادے سے جب یہ کہا کہ جب بادشاہ نے تمہارا حال سنا تو کہا کہ میں اُن
 شاہ صاحب کی ملاقات کا مشتاق ہوں میں سہ پہر کو برائے ملاقات آؤنگا اُسکا میں نے یہ جواب دیا
 کہ وہ خود آپ کی ملاقات کے مشتاق ہیں بلکہ حاضری کی اجازت طلب کی ہے میرے منع کرنے سے وہ باز
 رہے ورنہ اب تک کب کے حاضر ہو چکے ہوتے یہ تقریر میری بادشاہ نے سنیے فرمایا کہ وہ کیوں تکلیف
 کریں میں خود اُن کے پاس حاضر ہونگا یوں تو اُنکا نقش خانہ ہے جب جاہل شریف لائین اُنکو مانع
 کون ہے بس اس شاہزادے میں بادشاہ سے اقرار کر آئی ہوں کہ وہ کل شریف لائین کے آپ تکلیف نہ
 فرمائیے ورنہ وہ یہاں پر آنے کو راضی تھے لہذا تم کل دربار میں بادشاہ کے ضرور جانا شاہزادے نے
 یہ جواب دیا کہ مجھ کو کیا ضرورت ہے کہ میں جاؤں اُنکو خود غرض ہو تو وہ یہاں آئیں میرے قدم چوبین ہیں
 اسلام قبول کریں یہ جو شاہزادے نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ وہ تو آنے پر آمادہ تھے مگر میں نے
 منع کیا بصلحت پس اب تم کو لازم ہے کہ میں اقرار کر آئی ہوں میں جھوٹی ہوئی میں یہ کہہ آئی ہوں کہ وہ
 خود آپ کی ملاقات کے مشتاق ہیں وہ خود آئیں گے لہذا اب تم انکار نہ کرو کل جاؤ اگر نہ جائے تو مجھ کو
 اپنے ہاتھ سے زمین میں دفن کرے ہم کو روٹے تم کو ہمارے سر کی قسم اب انکار نہ کرنا یہ کہم کہ شاہزادے
 کے گلے میں ہاتھ ڈال دیے اور کہا کہ میں جھوٹی ہوئی تم کو میری بات کا خیال نہیں ہے تم کیسی ہم سے
 الفت رکھتے ہو کہ ہماری بات جاتی رہے اگر میں اس امر میں جھوٹی ہوں تو بادشاہ سب باتوں کو چھوٹ
 خیال کر نیے پھر میری کسی بات کا یقین نہ لائیں گے کیا تم کو یہ منظور ہے کہ میں اُن کے روبرو دروغ گو قرار
 پاؤں ہے جو ملکہ نے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہا اسی توبہ وہ مقام ایسا تھا کہ شاہزادہ انکار کرتا ایسا تو نہ
 تھا اگر کوئی یہ بھی کہتا کہ ہم اقرار کر آئے ہیں کہ ہم تم کو قتل کر نیے ایسی حالت میں یہ گوارا کیا جاتا کہ جان جائے
 مگر ایسے معشوق کے کہنے سے انکار نہ کیا جائے بھلا کیونکر ہو سکتا ہے ایسا معشوق اپنے سر کی قسم دے وہ
 کون ایسا ظالم ہو گا کہ وہ اپنے معشوق کے کہنے پر عمل نہ کرے گا اور وہ معشوق جو کہ شہرہ آفاق اور حسن
 جمال میں طاق ہو اور اس طور سے گلے میں بے تکلف ہاتھ ڈال کر کہے ایسے مقام پر اگر دستہ بھی ہو تو وہ
 بھی اُسکے کہنے سے انکار نہ کرے دوسرے جیسے خود ہی دل آما ہو بھلا اُسکا ناراض ہونا یا اسکو رنج دینا
 کسی طور سے گوارا نہیں ہوتا ہے پس ایسی حالت میں جان کا بھی خون نہیں کیا جاتا ہے راوی نے کہا کہ
 کہ جب ملکہ نے اس طور سے کہا شاہزادے نے بھی خیال کیا کہ اسوقت ملکہ کے کہنے سے انکار کرتا
 ہوں تو ملکہ کو رنج ہو گا دوسرے اس سکندر جیو صندل شاہ کے دربار کا رنگ دیکھو تمہارا تو قصد
 تھا کہ اس ملک کو اسلام آباد کر دو جب تک نکلے نہیں اور دربار میں نہ جاوے کہے کہ ملکہ کا حال معلوم ہو گا
 اور کہاں تک ملکہ کے باغ میں پوشیدہ بیٹھے رہو گے جس کام کے لیے ایسا ملک و مال اور مان کو چھوڑ کر
 چلے ہو اس کام میں بھی تو غصہ ہوتا ہے پس یہی نہ کہ جب دربار میں جاؤ گے دو چار سے ملاقات ہوگی
 دو ایک دوست پیدا ہوں گے اُس وقت پھر اپنے قصد کو ظاہر کرنا اور تم نے یہ قصد مقسم کر لیا ہے کہ بدو
 اس ملک کو اسلام آباد کیے ہو یہاں سے نہ جاؤنگا بس مجھے ملے کیا ہو گا چلو دربار میں دیکھو کہ بادشاہ
 کیونکر پیش آتا ہے کیا طریقہ ہوتا ہے کیونکر برتاؤ کرتا ہے جب تک ہاتھ پاؤں نہ ملاو گے یہ ملک اسلام آباد

ہو گا ملکہ بھی کہ رہی ہے اسکا ناخوش کرنا بھی زیبا نہیں ہے یہ تصور کر کے اور سوچ کے کہا کہ اگر تم آواز کرتی ہو اور
تھاری یہی مرضی ہے تو اچھا میں کل جاؤنگا مگر ایک شرط ہے کہ جاتے ہی میں اپنے کو ظاہر کرونگا اور بادشاہ
سے کہوں گا کہ میرا دین قبول کرو اس آب پرستی کو ترک کرو اگر نہ مانے گا تو مقابلہ کرونگا اگر یہ امر تم کو منظور
ہے تو میں جاتا ہوں شاہزادہ نے مرنے پر ام ملکہ کے تئیں کے لیے کہا تھا کہ یہ اسکا قصد مصمم ہو یہ جو
ملکہ کے شاہزادے کی زبانی سنا جوہر کا رنگ اڑ گیا اور ماتہ جوڑ کر کہنے لگی کہ ہمارا حلو اٹھائے ہم کو ہر کسی سے
ہم کو اپنے ماتہ سے ذہن کرے جو ایسی حرکت کرے ابھی تو ایک دو مرتبہ دربار میں جاؤ وہاں کا رنگ دیکھو
اہل دربار سے ملاقات پیدا کرو پھر تم کو اختیار ہے اس طور سے جو ملکہ نے کہا شاہزادے نے جواب دیا کہ ملکہ تم
ہم کو بہت پریشان کر رہی ہو تم کو ہمارے کاموں میں کیا دخل ہے جو ہمارا جی چاہے گا وہ کریں گے اب ہم
کہاں تک تمہارے باغ میں پوشیدہ بیٹھے رہیں کوئی حد و انتہا بھی ہے میں تمہارے باغ میں آکر بہت
بچتا یا اگر میں یہ جانتا تو کبھی نہ آتا یہ جو شاہزادے نے کہا ملکہ نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اب تجھ سے
اور اس سے مفارقت ہونی ہے اس خداوند کریم کس بلا میں مبتلا ہو گئی اگر اس نے دربار میں جا کر اپنے کو
ظاہر کیا اور مقابلہ ہو تو وہ لوگ لاکھوں ہیں اور یہ اکیلا ہی کیا ہوگا بس انجام یہ ہوگا کہ خدا خواستہ یا تو
یہ قتل ہوگا یا اسیر بس میں کیونکر بدوں اسکے زندہ رہنے کی راہ بھی افشا ہوگا اور جان بھی جائے گی کس
آفت میں مبتلا ہوئی کیا کروں مجب جاہل سے سابقہ تھا ہے جو کہ کسی بات کو نہیں قبول کرتا ہے اپنی ہی بہت کرتا ہے
وہ محبت بھی کی تو کس سے اور یہ حضرت دل بھی آئے تو کس پر جو کہ مرنے سے نہیں خوف کرتا ہے موت کو حیات
جاتا ہے اب کیا تدبیر کروں کیونکہ آواز کرتی تھی اپنے ماتہ سے اپنے پاؤں میں کھڑکی ماری بس یہ جو خیال
دل میں کیا اور حدائی کا جو خیال آیا کہ یہ گلو گھر ہوا رونے لگی اسکا رونا تھا کہ شاہزادے کو اب کہاں تاب
ہے ملکہ کو خوب گلے سے لگایا اپنے دہن سے آنسو پاک کے اور گلے سے لپٹا کر آغوش میں لے کر لب و
عارض کے بوسے لیے اور کہا کہ کیوں روتی ہو اچھا جو تم کو کی میں اسی پر عمل کرونگا تم کو ہمارے کسر کی
قسم اب نہ روؤ وقت کو ضبط کرو ورنہ میں ابھی چلا جاؤنگا یہ جو شاہزادے نے کہا ملکہ نے آنسو پونچھ کر
کہا کہ میں اپنی حالت اور مقدر پر روتی ہوں کہ تم ایسے جاہل اور بے خوف سے سابقہ ہو کہ کسی امر کا
خوف نہیں ہے جان کا دنیا کوئی بات نہیں ہے بس میں یہ خیال کر کے روتی کہ میرا انجام کیا ہوگا یہ تو میں
گوارا نہ کروں گی کہ تم وہاں جا کر اپنے کو ظاہر کرو اور تم سے مقابلہ ہو خدا خواستہ تم قتل یا اسیر ہو اور جب
بادشاہ کو یہ امر معلوم ہو کہ یہ میری بیٹی کا ماں رہی اور میری بیٹی مسلمان ہوئی ہے وہ لشکر میری گرفتاری کے
لیے روانہ کرے اور وہ لوگ مجاد اسیر کرتے جاتے ہیں اور تمام شہر میں یہ مشہور ہو کہ بادشاہ کی بیٹی
نے یار کیا تھا وہ یا ربھی پکڑا گیا اور وہ بھی بس یہ ہوگا کہ تم نے اُدھر مقابلہ کیا اور تمہارے دشمنوں کی
اسیر کی خیر آئی اُدھر میں نے اپنی جان دی یہ بخت و محبت ہم نے اسی لیے کی تھی کہ جان جائے
خیر کیا چارہ ہے مگر افسوس ہے کہ کوئی آرزو پوری نہ ہوئی یوں ہی پر حسرت و ارمان دنیا سے چلی خدا ان
حضرت دل کھلا کر بے شکے سبب سے ہمارے جان گئی یہ جو ملکہ نے کہا شاہزادے نے ہنس کر اور
آغوش میں لے کر خوب بوسے لیے اور کہا کہ تمہاری یا پوش اپنی جان دے اوی جان جان
میں مرنے تمہارا دل لیتا تھا خیر جو تم کو کی وہی میں کرونگا تم رنج و غم نہ کرو معلوم ہوا کہ تم کو مجھ سے الفت
ہے میں تمہاری خوشی کرونگا قسم تمہاری جان کی تم نہ کرو ملکہ نے کہا کہ میں ایسے فقر و فاقہ میں کسب
آئی ہوں یہ فقر ہے اور کسی کو دوئم کہ چلے ہو کہ جو ہم لوگ زبان سے کہتے ہیں وہی کرتے ہیں پھر کیونکر

مجاہدین آئے مان اگر تم اپنے ایمان کی قسم کھاؤ تب مجھ کو باور ہو میں یہ چاہتی ہوں کہ دو ایک تمہارے دوست
 ہو جائیں اور تمہارے شریک حال ہوں اُس وقت تم اپنے کو ظاہر کرو تو اچھا ہے بھی کیا ضرور ہے شاہزادے
 نے یہ شے کس قسم کھائی اور کہا کہ اچھا میں دو ایک دن اور صبر کرتا ہوں کیا کروں کہ تمہارے سبب سے ناچار
 ہوں تمہارا رنجیدہ ہونا گوارا نہیں ہے یہ کلمہ اختلاط کرنے لگا ملکہ کو بھی شاہزادے کے قسم کھانے سے
 یقین ہوا نرم عشرت کے برپا ہونے کا حکم دیا مغل عیش برپا ہوئی جام شراب گردش میں آیا گزک
 کی جگہ شاہزادہ ملکہ کے بوسے لینے لگا باہم اختلاط شروع ہو گیا تنہاے دلی پوری ہونے لگی پہر رات
 تک یہی جلسہ رہا بعد پہر رات کے دونوں نے خاصہ کھانہ سہری پر جا کر آرام کیا کچھ دیر تک باہم اختلاط
 رہا بعد اُسکے دونوں اپنی اپنی کروش سے سو رہے یہاں تک کہ صبح ہوئی دونوں خواب راحت سے
 بیدار ہوئے خلوت خانہ سے باہر آئے امور ضروری سے فراغت کر کے منہ ہاتھ دھو کر ملکہ اور شاہزادہ
 مع خواصوں کے سیر باغ میں مصروف ہوا اور لب نہر آ کر کچھ عرصہ تک دونوں عاشق معشوق بیٹھے
 پانی سے کھیل کئے جب خوب دن چڑھا آیا اُس وقت شاہزادے نے ملکہ سے کہا کہ اب ہم تمہارے باپ کی ملاقات
 کو دربار میں جاتے ہیں جو جب تمہارے کہنے کے اجازت دو ملکہ نے صورت دیکھ کر کہا کہ بسم اللہ مگر کل کی قسم
 کا خیال رہے اور جلدی تشریف لائے گا اگر کل کے آخر کے غلام کیا یا عرصہ میں آئے تو مجھ زندہ نہ رہا بیگنا
 اگر میرا مردہ دیکھنے کا ارادہ ہے تو آئندہ آپ کو اختیار ہے شاہزادہ نے جواب دیا کہ جو میں نے تم سے کہا ہے
 انشاء اللہ کوائے آسمان ذوق نہ ہو گا اور خان تک ہو گا جلدی آؤنگا یہ کلمہ اور ملکہ کو گلے سے لگا کر چنہ
 بوسے لیکر درباغ کے جانب چلے ملکہ نے کہا خدا حافظ و نامہ خاصہ کی ضامنی جلد آنا دیکھو دیر نہ کرنا شاہزادہ
 یہ سنتا ہوا چلا آدھ ملکہ نے محلدار سے کہا کہ تم باہر جا کر جو سواری پر ہے پر ہوں اُن سے کہنا کہ شاہ صاحب
 کے ہمراہ جاؤ اور انکو دربار میں پہنچا دو اور تم باہر تھکے رہنا جب شاہ صاحب تشریف لائیں اُنکے
 ہمراہ واپس آنا اور جو واقعہ وہاں گزرے ہم کو خبر کرنا یہ جو ملکہ نے محلدار کو حکم دیا بس محلدار نے آکر اُن
 سواریوں کو ملکہ کے حکم سے آگاہ کیا اتنے عرصہ میں شاہزادہ بھی باہر آچکا تھا بس سواریوں نے شاہزادہ
 کو درویش باصفا خیال کر کے سلام کیا شاہزادہ اسی لباس درویشی سے آراستہ تھا بس اُن سواریوں
 نے عرض کیا کہ آپ تشریف لے چلین ہم آپ کے ہمراہ ہیں بموجب حکم ملکہ یہ مرکب حاضر ہے اس پر سواری
 ہونے سے شاہزادہ نے جواب دیا کہ تمہاری کوئی ضرورت نہیں ہے نہ مرکب کی حاجت ہے ہم فقیر ہیں ہم کو
 کوئی تزک و چشم کی حاجت نہیں ہے جو اہل دنیا ہوا اسکو پسند دیکار ہے اُن سواریوں نے عرض کیا کہ یہ
 آپ کو اختیار ہے کہ مرکب پر سواری ہونے چاہے نہ ہونے مگر ہم ہمراہی سے باز نہ آئیں گے کہنا
 اگر ہم غلام حکم ملکہ کریں گے تو ملکہ کا غضاب ہم پر نازل ہو گا چاری نوکری پرین جائے گی یہ جو اخوان
 نے عرض کیا بس کتا شاہزادہ خاموش ہو رہا اور طنز خیر کے پیادہ بارود نہ ہوا اسی حالت سے کہ
 لباس قلندرانہ زیب تن کیے ہوئے عقب میں سواری ملکہ کی اردلی کے تھے شاہزادہ تو ادھر سے طنز
 شہر اور دربار کے جاتا ہے ملکہ ادھر صحن باغ میں خواصوں کو ہمراہ لے ہوئے شاہزادے کے سلامت
 آنے کی دعا کر رہی ہے اور بال سر کے گلے ہوئے ہیں پیشانی خاک پر گئے ہوئے ہے لب پر یہ دعا ہے کہ اگر
 کریم کار ساز خدا سے نادیدہ میں نازہ سلمان ہوئی ہوں میرے حالی پر رحم کر میرا باپ شاہزادے
 سے اچھی طور سے پیش آئے کوئی باہم سخت کلامی نہ ہو شاہزادہ اپنے کو ظاہر نہ کرے جب تک اُسکے
 چند دوست نہ پیدا ہو لیں کیونکہ ہر ایک اُسکی جان کا دشمن ہے وہ پھر زندہ سلامت نہج سے آکر

ملے بلکہ اس کے روبرو موت آگے ملکہ بیان یہ دعا کر رہی ہے اُدھر صندل شاہ نے وہ رات تڑپ ڈیر کر
بسر کی اس انتظار میں کہ صبح ہوا درمیں دربار کروں وہ شاہ صاحب تشریف لائیں جو کہ میری دختر تھے
سمان بن مین انکی ملازمت سے بہرہ مند ہوں بس اسی خیال میں رات بھر سو یا نہیں آخر شمار ہی میں
رات کا کئی سحر ہوئی آرام گاہ سے باہر یا سستہ ضروری سے فراغت کر کے اور لباس پہن کر بیرون محل آیا
بیان سب اہل دربار حاضر ہو چکے تھے سب کا مجھ ہوا بادشاہ تخت پر جلوہ گر ہوا سب اپنے اپنے مقام
پر بیٹھے تھے بادشاہ نے درگاہ سالار کو طلب کر کے حکم دیا کہ اگر کوئی شاہ صاحب یہاں تشریف لائیں اور
اندرون کے کا قصد کریں تو منع نہ کرنا فوراً انکو آگے دیتا یہ جو حکم دیا درگاہ سالار نے عمدت پر آکر بیٹھا تھا
سب اہل دربار حیران ہوئے کہ بادشاہ کو کیوں مگر معلوم ہوا کہ آج کوئی شاہ صاحب تشریف لائیں گے
سب یہ خیال کر رہے تھے دربار کا یہ رنگ تھا کہ بادشاہ کے دہنی طرف اسکا فرزند مظفر اسد گیر اور
دیگر سرداران مغز بایں طرف سپہ سالار لشکر کہ جبکا نام بہرام سنگ تھا اور زر و ستان روزگار
سے اپنے دنگل سپہ سالاری پر بیٹھا اور سب افسران لشکر اپنے اپنے مقام پر متمکن ہیں کل اہل
دربار حاضر ہیں کہ بادشاہ نے اہل دربار کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آپ لوگ حیران ہوئے ہوں گے کہ بادشاہ
کو کیا الہام ہوا کہ آج شاہ صاحب تشریف لائیں گے آگاہ ہوئیے کہ اب افسران لشکر ہیں اور
کو تو اہل شہر بھی حاضر دربار ہو اور آپ لوگوں کو میرا حکم ہے کہ شہر کے حالت کی خبر رکھا جائے مگر آپ لوگ
غافل ہیں بالکل خبر نہیں رکھتے ہیں آج پندرہ دن سے ایک شاہ صاحب شہر میں تشریف لائے ہیں
کئی دن تک تمام شہر میں پھرے کسی نے ہم کو آگاہ نہ کیا نہ ہم سے ذکر کیا اتفاق سے میری دختر کی سوارچی
باغ کو جاتی تھی اس نے انکو دیکھا وہ انکو اپنے باغ میں لے گئی اپنا حمان کیا ہے وہ اس کے
باغ میں اس دن سے تشریف فرما ہیں کل میری دختر نے مجھ سے آکر انکی حالت بیان کی اور کہا کہ
وہ آپ کی ملاقات کے بہت مشتاق ہیں اگر اجازت ہو تو دربار میں تشریف لائیں میں نے جواب
دیا کہ میں خود انکی ملاقات کے لیے تمہارے باغ میں آؤنگا بلکہ نے کہا کہ آپ تکلیف نہ فرمائیں وہ
کل خود حاضر ہوں گے بس وہی شاہ صاحب آئے دالے ہیں انھیں کے لیے میں نے یہ حکم دیا ہے
افسوس کا مقام ہے کہ آپ لوگ بے غافل ہیں کہ ایسے لوگ شہر میں آئیں اور آپ ان کے حال سے
ہم کو آگاہ نہ کریں یہ جو بادشاہ نے کہا ہر ایک نے غدر کیا کہ ہم سے خطا ہوئی نیم لوگ شہر کی حالت
دریافت کرتے رہتے ہیں مگر اس حال سے اچھی طور سے نہیں آگاہ ہوئے جو عرض کرتے ہاں یہ ضرور
سمتا تھا کہ ایک شاہ صاحب تشریف لائے ہیں جو کہ ابھی بالکل نو عمر ہیں اور بہت حسین ہیں پھر جو
اس خیال سے دریافت کیا کہ انکی حالت دریافت کر کے حضور میں عرض کروں معلوم ہوا کہ وہ تشریف
لے گئے بدین سبب خداوند سے نہیں عرض کیا اب معلوم ہوا کہ وہ تشریف نہیں لے گئے بلکہ ملکہ عالم کے
سمان ہوئے بادشاہ نے کہا کہ خیر مگر ثابت ہوا کہ آپ لوگ بالکل شہر کی طاقت سے غافل ہیں میں آپ
لوگوں کے بھروسے پر تھا مگر آئندہ سے میں خود شہر کا بند و بست کر دینگا یہ کلمہ خاموش ہو رہا اُدھر ہر ایک
کو خیالت ہوئی بیان دربار کا تو یہ رنگ ہے بادشاہ شاہ صاحب نقلی کا انتظار کر رہے ہیں اُدھتہ
شاہزادہ مع ان سواروں کے جب داخل شہر ہوا تمام اہل شہر میں ہلچل مچ گیا کہ یہ وہی شاہ صاحب ہیں
جو کہ تشریف لائے تھے اور ملکہ عالم اپنے ہمراہ باغ میں بے گئی تھیں آج پھر شہر میں تشریف لائے ہیں
اور دیکھو ملکہ کی سوارچی کے سوار بھی ہمراہ ہیں ہر ایک نے سلام کیا کوئی قدم چڑھا ہی کوئی ماتھون تو

ہوسہ دتا ہی کوئی آنکھوں سے لگاتا ہی تھا ہزاروں کو رکھتے چلتا و خوار ہو گیا حاصل کلام یہ کہ اسی حالت
 سے فنا ہوا وہ در دولت پر پہونچا درگہ سالار نے دور سے دیکھا کہ ایک جوان رعنا لباس درویشی پہنے
 ہوئے پیرا کی ماتمیں چہرہ اسکا مثل آفتاب کے روشن اس لباس شکر فی میں اس چہرے کا یہ غام
 ہے کہ گویا تھقی میں آفتاب ہی تھمت بندھی ہوئی کرتے گلے میں زلفین دوش پر پڑی ہوئیں بلکہ کی سواری
 کے سوار چہرا اس طرف چلا آتا ہی سمجھ گیا کہ یہی شاہ صاحب ہیں کہ جنگی نسبت بادشاہ نے مجھ سے
 فرمایا ہے کہ ایک شاہ صاحب شریف لائیں گے آنکو منع نہ کرنا بس آپ مقام سے اٹھ کر آجوا جب
 شاہزادہ قریب آیا جھک کر سلام کیا قدم چوئے ماتم آنکھوں سے لگائے در دولت تک اہل شہر کا مجمع
 تھا یہاں سب اکٹھے گئے درگہ سالار نے ماتم کو ذکر عرض کیا کہ کسم اللہ شریف لے جائے آپ کی بابت
 حکم شاہی صادر ہو چکا ہے کہ اندر آنے سے منع نہ کرنا غلام کی مجال نہیں کہ آپ کو منع کرے یہ عرض کر کے
 پردہ اٹھا دیا بس شاہزادہ داخل دربار ہوا وہ سب سوار ایک طرف پر ابانڈھ کر کھڑے ہو گئے اہل شہر دیکھا
 گئے ادمر شاہزادہ سب درجہ و جلو خانہ چکر کے داخل دربار ہوا ہر ایک جلو خانہ کو خوب آراستہ ویراستہ
 پایا شاہزادہ وہ سب سامان دیکھ کر خوش ہوا اور خیال کیا کہ بادشاہ جلیل ہے اور صاحب لشکر کثیر اور صاحب
 اختیار ہے خدا وہ دن کرے کہ یہ مسلمان ہو اور یہ سب اہل شہر بھی بس شاہزادہ یہ خیال کرنا ہوا چلا جا کر
 درگہ سالار اپنے مقام پر بیٹھ گیا جب شاہزادہ صحن دربار میں پہونچا جب سے بادشاہ نے کہا تھام
 بادشاہ کے کل اہل دربار کی نگاہ اسی طرف تھی سب نے دیکھا کہ یکایک دربار گاہ سے روشنی پیدا
 ہوئی اب جو سب نے دیکھا تو ایک جوان خوش رو غیر موگو دیکھا کہ شہر فی تھمت بانڈھے ہوئے
 کرتے شہر فی پہنے ہوئے پیرا کی ماتمیں لباس درویشی سے آراستہ چہرہ مثل ماہ چہارہ کے روشن
 زلفین دوش پر پڑی ہوئیں رخ سے آثار جوان مردی دیہادری عیان عجب شان و شوکت کا
 جوان ہو کر ظنڈر نہ دھنچے ہی مگر یہ معلوم ہوتا ہی کہ کسی ملک کا شاہزادہ ہے یا زشتہ درگاہ خدا ہے وہ عجب
 وداب ہے کہ ہر ایک کے موئے تن صورت زیبا دیکھ کر کھڑے ہو گئے رعنا سب پر چھا گیا ہر ایک
 اپنے مذہب کے موافق درود پڑھنے لگا سب کی زبان پر یہ کلمہ جاری ہوا کہ کیا جوان ہے ضرورت کسی
 ملک کا شاہزادہ ہے نہ معلوم کس سبب سے اس نے یہ لباس اختیار کیا ہے یہ صورت و شکل یہ
 سن و سال اس لائق نہیں ہے کہ یہ ترک دنیا کرے نہ معلوم کیا مصیبت پڑی ہے کہ اس نے ترک دنیا
 کی ہے ادمر شاہزادہ نے صحن میں پہونچ کر بغور دربار کی طرف دیکھا کہ ایک بادشاہ تخت پر تھکن
 اسکا سن کوئی سچاس برس کا ہو گا وزیر بس پشت کھڑا ہو اگلے رانی کرنا ہی تاج سر پہ ہے قبا سے
 علیکا زیب تن ہے زشت رہت کی طرف ایک جوان سر سے تانک دریائے آہن میں غرق خود سر پہ
 کج کرتے ہوئے کبغہ شہر کو کھڑے ہوئے جھوم رہا ہے با وہ خرات سے تھمت ہوا در اسکے پہلو میں
 ہمت سے سردار ہیں جو کہ مثل تم اسکے ہیں دوسرے طرف ایک اور جوان جو کہ اس کے تن و توکس
 میں وہ چند ہی اسی طور سے بیٹھا ہے اور اس طرف بھی اسراں سیاہ بیٹھے ہوئے ہیں دربار خوب
 آراستہ ہے قریب تین ہزار کے اہل دربار سے کم نہ ہوں گے ہر ایک اسراں سے مزین ہے بیٹھا ہوا ہر ایک
 دربان جو بد از خاص برادر اپنے اپنے طریقہ سے کھڑے ہیں اور سب اسی طرف دیکھ رہے ہیں شاہزادہ
 نے اس دربار کو خوب آراستہ پایا اور سب اہل دربار کو اور ان کے طریقے کو پسند کیا اور ثابت
 ہو گیا کہ یہ سب بہادر ہیں خصوصاً مظهر اسد گیر کو دیکھ کر بہت آپے دل میں خوش ہوا بادشاہ

نے جوشا ہرادے کو دیکھا اہل دربار سے حکم کیا کہ جلد اٹھو اور استقبال کر کے لاؤ بس یہ حکم دینا تھا کہ سب اہل دربار اُٹھے اور حاضر خدمت ہوئے مگر کچھ لالچے شہزادے نے سب کے سلام کا جواب دیا کسی نے قد بون پر بوسہ دیا کسی نے دست شاہزادہ جوئے اور آنکھوں سے لگا کے بڑی غرت سے ایوان میں لاسے کچھ ایسا رعب و داب تھا کہ خود بادشاہ مع اپنے فرزند کے تائب فرس استقبال کو آئے اور سلام میں شہقت کی اور قدم جوئے مگر کچھ لالچے تخت کے قریب لایا اور حکم دیا کہ کرسی لاؤ شاہزادے نے فرمایا کہ کرسی کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں تارک دنیا ہوں میرے لیے یہی فرس کافی ہے بلکہ بوریہ ہوتا تو بہتر تھا مان کرسی وغیرہ اہل دنیا کو زیبا ہے یہی حال ایک دن ایسا ہوا کہ اس سے کہا کہ یہ کرسی پر بیٹھ کر کیا ملے گا آپ تخت پر شریف رہتے ہیں اس فرس پر بیٹھو جاؤ گا بادشاہ نے کہا کہ یہ تو کبھی نہ ہو گا آپ ہمارے مہمان ہیں اور ہمارے پیر مرشد ہیں ہم لوگ آپ کی خدمت کرنے کو اپنا فرض و انتہا تصور کرتے ہیں آپ کے سبب سے ہمارے یہاں برکت ہے ہم کو زیبا ہے کہ ہم اپنی آنکھیں فرس کو دیکھیں اس پر شریف رکھیں غلام زیادہ تو اصرار کر سکتا نہیں ہے شاید حلاوت فراخ عالی ہو اگر آپ کرسی پر نہ شریف نہ رہے گا تو غلام بھی تخت پر بیٹھے گا اسی فرس پر بیٹھے گا بس میری خوشی یہ ہے کہ غلام کو جان آپ نے اس قدر سرفراز فرمایا ہے غلام نوازی کی ہے اتنی خوشی اور فرمائیے کہ کرسی پر شریف رہے یہ جو بادشاہ نے کہا شہزادے نے جواب دیا کہ تم نے ہم کو بہت مجبور کیا اگر ہم یہ جانتے تو کبھی نہ آتے ہمارے طریقہ میں میران کی خاطر شکنی کرنا گناہ ہے خیر جو تم کہتے ہو اسی پر عمل کریں گے ہم اس شہر میں اگر بہت پریشان ہوئے ہمارے بہت سے طریقوں میں فرق ہوا اولیٰ مخرج تک ہم کسی کے دربار میں نہیں گئے خیر ہم نے جو تمہاری تعریف سنی تو ہم کو اشتیاق ہوا کہ تم سے ملیں بیان جو آئے تو ہم کو بہت طریقہ ترنا پڑا کہ کرسی پر بیٹھیں اب تو آئے اگر یہ معلوم ہوتا تو کبھی نہیں آتے یہ جو کہ بادشاہ کا مہربان کیا عرض کیا کہ کیا آپ ناخوش ہوئے اگر کوئی خطا ہوئی ہو معاف فرمائیے جواب دیا کہ خطا تو کوئی نہیں ہوئی مگر تمہارے اصرار سے پریشان ہوئے یہ کہہ کر اس کرسی پر بیٹھ گئے جو کہ خادم نے لا کر رو بہ تخت کے بچھا دی تھی جب شاہزادہ بیٹھ چکا اس وقت بادشاہ نے عرض کیا کہ غلام کو اجازت ہے جواب دیا کہ قسم اللہ تخت پر بیٹھو تمہارا تخت تم کو مبارک رہے بادشاہ نے یہ عرض کر کے کہ آپ کے رو بہ تخت پر بیٹھنا نہایت بے ادبی ہے مگر مجبور ہی ہے کہ کہ کوئی نقصان نہیں ہے یہ کہہ کر خود مگر کچھ لالچے بادشاہ کو تخت پر بٹھا یا وہ سلام کر کے تخت پر بیٹھا اسی نے بیان کیا ہے کہ یہ سب غرت و توقیر اسلام کی تھی ورنہ یہ اسکے خود تھے اور اب تو خوش ہوتے تھے بس جب بادشاہ بیٹھ چکا پھر تو ہر ایک اجازت لے کر اور سلام کر کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھا جب سب بیٹھ چکے بادشاہ نے فراخ پرسی کی جواب دیا کہ فقیر دن کے فراخ کو کیا دریافت کرتے ہو ہمارا کیا فراخ تم نے اپنے فراخ کی حالت بیان کر دیا بادشاہ نے جواب دیا کہ زندہ ہوں آپ کی دعا کا خواہستگار ہوں کہ کہ با ناخوش رہو بعد اسکے ہر ایک اہل دربار کی فراخ پرسی کی ہر ایک نے وہی کلمہ کہا جو بادشاہ نے کہا تھا سب سے یہی کہا کہ با ناخوش رہو جب سب کی فراخ پرسی کر کے اس وقت بادشاہ نے عرض کیا کہ آپ اپنے اسم گرامی نام نامی سے آگاہ فرمائیے کہ اس جہذ ذیل و حقیر کو آوارہ شامتے ہیں تم نے اسے نام سے اور کل اہل دربار کے نام و حالت سے آگاہ کر دیا بادشاہ نے کہا کہ اس غلام کو صندل شاہ کہتے ہیں اور یہ جو دست راست کی طرف ونگل پر بیٹھا ہے یہ غلام وادہ ہے اسکا نام مظفر اسد گمر ہے اور یہ فلان سردار ہے اور یہ فلان سردار سب کے نام سے آگاہ کیا اور مرتبہ سے اور عرض کیا کہ

جو بائین طرف یہ میرے لشکر کا سپہ سالار ہے اسکا نام ہرام سنگ خوار ہے اور جو اسی طرف سردار ہیں ان کے یہ مرتبہ ہیں اور یہ نام ہیں جب یہ سب امر معلوم ہو چکے اُس وقت بادشاہ نے عرض کیا کہ حضورؐ کا کس طرف سے آنا ہوا اور کتنا عرصہ ہوا یہاں تشریف لائے ہوئے اور اب کس طرف کا قصد ہے یہ جو بادشاہ نے کہا جواب دیا کہ جہان سے سب آئے ہیں میں بھی آیا ہوں اور جہان سب کی بازگشت ہے دہان میں بھی جاؤنگا اور میں بیان میں دن سے آیا ہوں اور چند دن سے آپ کی دفتر کا مہمان ہوں مجھ کو آپ کی ملاقات کا بہت اشتیاق تھا کئی مرتبہ قصد کیا مگر من اجازت کا خواستگار تھا کل ملکہ جو یہاں تشریف لائیں اور آپ نے میری کیفیت سنی اور فرمایا کہ میں اُنکی ملاقات کا مشتاق ہوں اور اُنکی ملاقات کی بہت خواہش ہے کل میں بلخ میں آکر ان سے ملاقات حاصل کرونگا بس ملکہ نے آپ سے کہا کہ وہ خود آئینگے لہذا ملکہ نے محمد سے آپ کی خواہش ظاہر کی یہ جو بادشاہ نے سنا جواب دیا کہ بہت بجا ارشاد ہوا یہ تو آپ کا نقش خانہ تھا خوب کیا جو تشریف لائے مگر مجھ کو بڑا صدمہ ہوا کہ آپ نے تکلیف فرمائی میں خود حاضر ہونا میں نے جب سے آپ کے اوصاف سنے آپ کی ملاقات کا بہت مشتاق تھا اور نہایت درجہ دل خوش کرتا تھا خیر آپ کی مہربانی اور کرم سے آپ کی قدم بوسی حاصل ہوئی ہم سب کو آپ کے شرف خدمت سے ہمارے مقدر نے بہرہ مند کیا اور آپ کے نور جمال سے ہم سب کے دیدہ بے نور کو روشن ہوئی میں اس قدر اہم کامیدوار ہوں کہ میرے لیے خداوند کی درگاہ میں دعا فرمائیے اور دوسری میری خواہش یہ ہے کہ جب تک آپ اس شہر میں رہیں میرے غریب خانہ پر تشریف رکھیے اور جو مجھ کو نان و نمک میسر ہو آپ کی دعا سے اُسکو نوش فرمائیے اور اُنکو بھیجیے تاکہ برکت ہو اور ہم سب آپ کی خدمت کریں اور خیر و افتخار حاصل کریں یہ جو بادشاہ نے کہا جواب دیا کہ یہ امر جو تم نے بیان کیا اسکا جواب یہ ہے کہ میں اُس وقت تک دعوت نہیں قبول کر سکتا ہوں جس وقت تک کہ ملکہ عالم مجھ کو رخصت نہیں کرتی ہیں میں اُنکا مہمان ہوں کیسے آپکی دعوت قبول کروں آپ کی اور ملکہ کی مہمانی میں کوئی ذوق نہیں ہے کیونکہ جو کچھ ملکہ کے پاس ہے وہ آپ کا ہے جیسے اُنکا مہمان ہوں ویسے آپ کا مہمان ہوں مجھ کو کچھ عذر نہ تھا اور نہ اب ہے اب میں زیادہ قیام بیان بھی نہ کر دینگا دو ایک دن میں چلا جاؤنگا بادشاہ نے یہ سُنکے عرض کیا کہ یہ جو کچھ آپ نے ارشاد کیا میں نے سُنا سب بجا ارشاد ہوا مگر یہ جو آپ نے ارشاد کیا کہ اب میں زیادہ قیام قیام نہ کر دینگا بس یہ ممکن نہیں ہے کہ آپ بد دن میری دعوت قبول کیے ہوئے یہاں سے تشریف لے جائیے میں ضرور آپ کی خدمت کر دینگا مان یہ جو ارشاد کیا کہ میں اُس وقت تک تجاری دعوت نہیں قبول کر سکتا ہوں کہ جب تک تجاری دختر کا میں مہمان ہوں بس جب وہ آپ کو رخصت کرے اُس وقت میرے غریب خانہ کو سر فرماؤ فرمائیے آپ کو قسم ہے خداوند کی کہ جب تک آپ میری دفتر کے مہمان ہیں اور باغ میں اُس کے تشریف فرما ہیں تو ہر روز میرے دربار میں تشریف لائیے اور تھوڑے عرصہ تک ہر روز اپنی زیارت سے ہم سب کو شرف فرماتے رہیے تاکہ ہم اُسی طور سے آپ کی زیارت سے شرف ہوتے رہیں اُسی طرح سے یہ شرف ہم کو حاصل ہوتا رہے شاہزادے نے یہ جواب دیا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں ہر روز آؤں بادشاہ نے کہا کہ آپ کو تکلیف تو ضرور ہو کرے گی مگر آپ کا تشریف لانا باعث برکت اور ہم سب کی غرت کا ہے اور میرے دربار کی رونق ہے بس میری خوشی ہے اور میری آرزو بھی یہ ہے کہ مجھ کو یقین ہے کہ آپ میری عرض کو رد نہ فرمائیے گا بس میں آپ سے اسی راہ کا امیدوار ہوں کہ میری عرض کو قبول فرما کر ان سب کے روبرو مجھ کو سر فرماؤ فرمائیے تاکہ میری آرزو دلی پوری ہو یہ جو بادشاہ نے

کہا صرت شاہزادے کو یہ امر منظور تھا کہ یہ اصرار کرے ورنہ انکار کرنے کی خود اسکی خواہش نہ تھی کہا کہ اچھا
 جب تم اس قدر اصرار کرتے ہو اور ہم لوگ فقیر ہیں ہم کو یہ رہا نہیں ہو کہ کسی کی خاطر شکنی کریں یہ امر ہم نے
 قبول کیا ہم ہر روز بوقت صبح تمہارے دربار میں آیا کرتے تھے کھڑی دو کھڑی بیٹھ کر چلے جایا کرتے تھے گو ہماری
 عبادت میں اور اوقات میں فرق ہو گا ہو مگر تمہاری خاطر شکنی تو نہ ہوگی یہ جو جواب دیا بادشاہ خوش
 ہو گیا بڑھ کر قدموں کو بوسہ دیا بہت غرت سے پیش آیا اور سب سے کہا کہ تم نے ایسے خلیق اور با
 مردت لوگ نہیں دیکھے کہ جو اپنے ایسے غلاموں کی عرض کو قبول کریں جو کسی خدمت کے لائق نہ
 ہوں آج کل میرا ستارہ ترنی پر ہے کہ ایسے باخدا لوگوں کے ملاقات نصیب ہوگی اور زیارت
 ایسے خاصان خدا کی میسر ہوگی سب اہل دربار نے عرض کیا کہ آپ کی بدولت ہم بھی اس دولت سے
 بہرہ یاب ہوئے ورنہ کہاں ممکن تھا کہ ہم ایسی نعمت سے بہرہ مند ہوتے بس جب یہ تقریر ہو چکی شاہزادہ
 متحور سے عرصہ تک دمان بیٹھا رہا اُس کے بعد ایک مرتبہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ اب میں رخصت ہونا
 ہوں اگر زندہ رہا تو کل پھر آؤنگا کیونکہ میری عبادت کا وقت آگیا اب اٹھیں ہرج ہونا ہی اب
 میں ٹھہر نہیں سکتا ہوں نہ تم زیادہ اصرار کرنا ورنہ میری طبیعت کڑوا گوار ہو گا سبب یہ تھا کہ شاہزادہ
 کو ملکہ کا خیال تھا کہ ابسانہ ہو سچو بیان عرصہ ہو اور وہ نہ معلوم کیا خیال کرے اور اپنے کو ہلاک
 کرے تو اُس کے خون کا سبب میں ہونگا بس یہ جو شاہزادے نے کہا کسی کی حرات نہ ہوئی کہ
 اصرار کرے بادشاہ نے عرض کیا کہ کل ضرور شریف لایے گا اور مجھ کو سرفراز کرے گا جواب دیا
 کہ شرف و جہات بس سب اہل دربار نے اٹھ کر قدم بوسی حاصل کی بادشاہ نے بھی اور دیگر امالکین سے اور
 مایب و شرف بادشاہ خود پہنچائے کیا بعد اُس نے رخصت ہو کر اپنے مقام پر آیا اور سب
 سردار تا دربار گاہ ہمارا آئے اور پھر و سلام کر کے رخصت ہوئے شاہزادہ ان سب سے خفیہ
 ہو کر ان سواروں کے ہمراہ طرف بلع کے جلا اسی طور سے سب اہل شہر قدم بوسی حاصل کرنے گئے
 تو بت بانیجا رسید کہ شاہزادہ قریب باغ آگیا سب اہل شہر اپنی طرف آئے یہاں ملکہ شاہزادہ کے
 لیے دعا کر رہی تھی اور دروہی بھی وزیرزادی سے کہتی تھی کہ ابھی تک شاہزادہ نہیں شریف لایا
 نہ معلوم بادشاہ کس طور سے پیش آئے خدا جلد انکی صورت دکھائے وہ سمجھا رہی تھی کہ آپ کھرا ہے
 نہیں وہ خوشی خوشی آتے ہوں گے یہی ذکر تھا کہ ایک خواص نے آکر عرض کیا کہ مبارک ہو شاہزادہ
 شریف لایا یہ سننا تھا کہ ملکہ نے کہا سچ کہتی ہو اسنے عرض کیا کہ اگر جھوٹ ہو تو جو چور کا حال وہ
 میرا حال کچھ گایا یہ جو اسنے عرض کیا بس ملکہ نے کہا کہ اس خداوند کریم شکر تیرا کہ تو نے یہ مجھ کو خبر سنائی
 کہ وہ شہر یار دمان سے سلامت آیا کوئی حراتی نہ ہوئی یہ کلمہ سجدے کو جھکی سجدہ شکر بجالائی اور
 شاہزادہ داخل باغ ہوا ملکہ صحن باغ میں کھڑی ہوئی طرف درباغ کے دیکھ رہی تھی کہ یکایک
 شاہزادہ نمایاں ہوا ملکہ کے جان میں جان آئی وہ اضطراب متوقف ہوا اور شاہزادہ سے
 جو ملکہ کو دیکھا کہ صحن باغ میں کھڑی ہر بال پریشان ہیں پیشانی پر خال کا نشان ہے خیال کیا کہ
 تمہارے لیے اسنے ایسا یہ حال کیا ہے جھپٹ کر ملکہ کے قریب آئے ملکہ اپنے معشوق کو دیکھ کر خوش
 ہو گئی شاہزادہ نے ملکہ کا آکر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تم نے ایسا یہ کیا حال کیا ہے میں تو تم سے
 کہ گیا تھا کہ بہت جلد آتا ہوں جیسا کہ تمہارا دسا ہی کیا تم نے اتنی دیر میں ایسا یہ حال کیا ہے آؤ
 یہ کلمہ ملکہ کو لے کر بارہ درمی میں آیا مشہور بجا یا سب خواص میں آکر روبرو بیٹھیں ملکہ نے شاہزادہ

سے کہا کہ وہاں کا حال بیان کرو کیا گزری اس وقت شاہزادے نے سب بیان کیا جو کچھ گزرا تھا اور کہا کہ بادشاہ بہت اچھی طور سے پیش آئے اور میری بہت غرت کی اور کل اہل دربار بہت خاطر سے پیش آئے بادشاہ نے کہا کہ آپ میری دعوت قبول فرمائیے میں نے جواب دیا کہ ابھی میں ملکہ کا ہمان ہوں آپ کی دعوت قبول نہیں کر سکتا ہوں تب انھوں نے اس امر پر اصرار کیا کہ اچھا ہر روز یہاں میرے دربار میں تشریف لائے تاکہ ہم آپ کی زیارت سے مشرف ہو کر میں پہلے تو میں نے انکار کیا جب بہت انھوں نے اصرار کیا تب میں نے اقرار کیا لہذا جب تک میں یہاں مقیم ہوں ہر روز جایا کروں تم اپنا یہی حال کیا کرو گی ملکہ نے کہا کہ تم نے یہ بڑا کیا کہ اقرار کیا ایسا نہ ہو کسی دن حال ظاہر ہو جائے تو بڑی خرابی ہو شاہزادے نے کہا کہ اب جو کچھ ہو میں اقرار کرتا ہوں اپنے قول سے نہ بھڑکنا ملکہ یہ سن کر اور یہ خیال اپنے دل میں کر کے کہ زیادہ اصرار کرنا اچھا نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ یہ ناخوش ہو جائیں اور اب جو چاہیں اپنے کو ظاہر کر دیں تو خرابی ہو شاید کوئی صورت ایسی آئے کہ وہاں ہر روز کے جانے میں نکلے کہ میرا باپ مع کل اہل دربار کے مسلمان ہو جائے کیونکہ وہ ان کے ہمراہ بہت خاطر اور خوشی سے پیش آیا اور میرے خدا تو بادشاہ کے دل میں ایسی بات ڈال دے کہ وہ بد دن مقابلہ کے مسلمان ہو جائے اس شہریار کا ایک مونس نہ نہ کم ہو یہ اپنے دل میں دعا کر کے حکم دیا کہ خاصہ فوراً حاضر کرو بس خاصہ حاضر کیا گیا دونوں عاشق و معشوق ایک جان دو قالب نے خاصہ خوش کیا اسکے بعد پھر آکر مسند پر بیٹھے گانے والیوں کو حکم ملا کہ آکر گائے وہ حاضر ہو کر گانے لگیں جام شراب گردش میں آیا گزرتے اپنا لہٹ دکھایا ایک مہر نے ہاتھ دیا وہی غزل گائی

کیا کرو گے حالت قلب پریشان دیکھ کر
غیر روتے ہیں مرا حال پریشان دیکھ کر
خند کبیریں آڑ گئیں اجڑا گلستان دیکھ کر
دم اُچھتا ہے مرا تار پات زندان دیکھ کر
کھینچ لاتی ہے گردشِ خلسر بیابان دیکھ کر
تفعل کہ میں زخم ہا کے دل کے ارمان دیکھ کر
بعد مردن بھی ہمارے دل کے ارمان دیکھ کر
دامن کہسار میں خسارِ مغیلاں دیکھ کر
زند مشرب ساقی کو ترکی دوکان دیکھ کر
خوش نہ ہونا چاہیے دنیا کے سامان دیکھ کر

بڑھ گیا در دگر وقت کے سامان دیکھ کر
تجاکو و نظام نہ آیا رحم وقت نزع بھی
آنے ہی فصل خزان کے رنگ بدلا مانع نے
جب سے سودا سرین ہر زلف سیاہ مار کا
دامن صحرائین دیوانہ سمجھ کر بار بار
آگئی شمشیر قاتل میں بھی خوش آبی بہت
میری یا لوتھی کو آتی ہیں بہت سی خستہ
آبلے دل کے پھل جانے ہیں لڑکوں کی طرح
مست ہو کر کچھ نہیں ڈرتے حسابِ خسرو کے
فکر جتنے چاہیے ہر وقت سب کو آخر پاض

دن بھر یہی جلسہ رہا اور ہر رات تک باہم ہی اختلاط رہا بعد اسکے کھانا کھا کر دونوں نے جا کر آرام کیا ہر ایک اپنے اپنے مقام پر آیا یہاں تک کہ صبح ہوئی موافق دستور کے سب بیدار ہوئے اور سب کاموں سے فراغت کر کے بارہ درسی میں آئے یہاں شاہزادہ و ملکہ دونوں بیدار ہو چکے تھے سب کا محراب شاہزادے نے بھی امور ضروری سے فراغت حاصل کی اسکے بعد شیر باغ ہمراہ ملکہ کر کے جب یقین ہوا کہ دربار بخوبی آراستہ ہو چکا ہو گا ملکہ سے کہا کہ اب ہم دربار کو جانے ہیں تم پریشان نہ ہونا ہم بہت جلد آتے ہیں کل کی سی حالت

نہ کرنا ورنہ ہم کو رنج ہوگا بس یہ کہ مکر ہرون باغ آئے سب سوار دن نے مچا کیا چند سوار بوجہ حکم
 ملکہ ہمراہ ہوئے شاہزادہ طر دربار کے روانہ ہوا ملکہ بارہ درسی بین آکر بھیجی تھی مگر حکم کے دے
 کر رہی تھی وہاں صندل شاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے ہر ایک شاہزادے کا ذکر کرتا رہا کہ کل
 جو شاہ صاحب تشریف لائے تھے بہت خلیق اور بامروت تھے صاحب کمال معلوم ہوتے ہیں
 جو لوگ زیادہ گستاخ ہیں انھوں نے عرض کیا کہ ہم کو تو یہ درویش نہیں معلوم ہوتے ہیں بلکہ
 کسی ملک کے شاہزادے ہیں کیونکہ چہرے اور طرز تقریر کے اور رعب و داب سے یہ اقربا ہوتا ہے
 کہ کسی نہ کسی سبب سے انھوں نے یہ وضع اختیار کی ہے بادشاہ نے فرمایا کہ یہ امر نہیں ہے بلکہ یہ درویش
 یا خدا بین بس اسی سبب سے یہ سب باتیں ہیں صاحب کمال ہونے کی یہی دلیل ہے ہر ایک خاموش
 کل بھی بعد جانے شاہزادے کے دربار میں یہی تقریر ہوتی تھی اور جب بادشاہ نے دربار برخواست
 کیا تھا تو اہل دربار باجمہر ہی ذکر کرتے ہوئے اپنے اپنے مکان پر آئے تھے آدم بر سر مطلب یہاں
 بادشاہ بیٹھا ہوا انتظار کر رہا ہے اور شاہزادہ راہ طکر کے داخل شہر ہوا اہل شہر کا مجمع ہمراہ ہوا
 اسی طور سے ہر ایک کا سلام و تحیات ہوا اور سب قدم بوجہ کرتے ہوئے در دولت تک آئے
 اس شاہزادہ داخل دربار ہوا سب واپس گئے درگہ سالار نے منع بھی نہیں کیا جب بادشاہ کی نگاہ
 شاہزادے پر پڑی سب اہل دربار کو براہ استقبال حکم دیا اور خود بھی مع اپنے فرزند ارجمند کے
 نائب فرش استقبال کیا لاکر جی غرت و بروئے براہ تخت کے کرسی پر بٹھایا کل سے زیادہ غرت
 کی فراخ پر ہی ہوئی بعد اسکے سب سبب ان کے رعب و داب کے خاموش بیٹھے رہے جو کچھ گفتگو
 ہوئی وہ بادشاہ سے ہوئی جب قریب پہنچے کے گذشتہ شاہزادہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ میں جاتا ہوں
 بادشاہ امر و نہ کر سکا بس دربار سے باہر آیا کل اہل دربار باہر تک پہنچائے وہاں سے رخصت ہو کر
 شہر کو طکر کے باغ میں آیا ملکہ سے ملا ملکہ سے سب حال بیان کیا یہاں بعد جانے شاہزادے کے
 بادشاہ نے بہت تعریف کی اور اپنا کاروبار دیکھا اسکے بعد دربار برخواست کیا یہاں باغ میں
 شاہزادہ ہمراہ ملکہ کے عیش و راحت میں مصروف ہوا راوی نے بیان کیا ہے کہ اب یہ طریقہ شاہزادہ
 نے اختیار ہے کہ ہر روز وقت سے دو گھنٹہ دربار میں ضرور آکر بیٹھتا ہے اور رنگ دربار کا دیکھتا ہے اور
 اس فکر میں ہے کہ اب کوئی تدبیر ایسی کروں کہ یہ سب لوگ مسلمان ہوں اور میرا عقد ملکہ کے ساتھ
 ہو جائے اب ملکہ بھی دوسرے دن خواہ سہ پہر کو خواہ صبح کو باپ کے سلام کو آتی ہے بادشاہ ملکہ سے
 شاہزادہ کی حالت دریافت کرتا ہے ملکہ کہتی ہے کہ اب باجا جان میں نے توجہ تک ایسا با خدا اور
 عبادت گزار کوئی درویش نہیں دیکھا بہت سے درویش آئے اور میں نے دعوت کی اور مہمانی مگر کوئی
 ایسا نہ تھا جیسے یہ ہیں رات دن سوئے عبادت کے دوسرا کام نہیں ہے یہاں مرت اس قدر زمانہ تک
 تو عبادت سے کوئی سرکار نہیں ہے کہ جب تک آپ کے دربار میں رہتے ہیں یا اور سہ ضرور یہ میں
 مصروف ہوتے ہیں بعدہ سوئے عبادت کے دوسرا کام نہیں ہے رات کو سوتے بھی بہت کم ہیں
 ملکہ ایسی تقریر دروغ بادشاہ سے جب اتنی غمی بیان کرنی ہے کہ بادشاہ کو دن بدن شاہزادہ کے
 صاحب کمال ہونے کا یقین ہوتا ہوتا ہے اور بیسی سے یہ فرمائش ہے کہ جہاں تک ہو سکے انکو انما جہاں
 رکھ جانے نہ دنیا کیونکہ ان کی خدمت کرنا موجب افتخار و سبب رکت ہے یہ جو بادشاہ کہتا تھا ملکہ خوش
 ہو جاتی تھی اور اپنے دل میں کہتی تھی کہ خوب فقرہ نے ابھی تک کام کیا ہے بس اسی طور سے چند دن

گذرے تھے کہ شاہزادہ دربار میں آتا تھا آج جو شاہزادہ دربار میں آیا اور اپنے مقام پر بیٹھا تھا اور سب اہل دربار بھی حاضر تھے دربار آراستہ تھا بادشاہ یعنی صندل شاہ تخت پر ٹھکان تھا منظر اس قدر گہرا
 فرزند بادشاہ دہرام سنگ خارسیہ سالار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے بادشاہ شاہزادے
 کے بائیں کر رہا تھا کہ یکایک بیرون دربار سے رونے اور شور و غل کی صدا آئی معلوم یہ ہوا کہ گویا در
 دولت پر ہزاروں آدمی زور ہے ہیں اور شور و غل کر رہے ہیں یہ صدا یہ کہ ایک طفل اکتد جہان شاہ ہماری
 زیادہ کو پہنچ ہماری داد دہی کہ یہ جو صدا آئی بادشاہ نے کھیرا کر اہل دربار کی طرف دیکھا اور کہا کہ یہ
 کیسی شور و غل کی صدا ہے ذرا دریافت تو کرو یہ جو حکم دیا بس جویدار چلا تھا وہ لوگ جو کہ در دولت پر
 زیادہ آئے تھے وہ سب کے سب داخل دربار ہوئے اور یکایک روبرو دیوان شاہی کے آکر زیادہ
 کرنے لگے اور صدائے استغاثہ بلند کی یہ جو واقعہ دیکھا سب اہل دربار مع بادشاہ و شاہزادہ کے حیران
 ہوئے کہ یہ کون لوگ ہیں اور وہ جویدار برائے خبر چلا تھا جانے نہ پایا تھا کہ یہ لوگ زیادہ کتنا داخل باغچہ
 ہوئے تھے آپ کو دیکھ کر وہ بھی غصہ کیا بادشاہ و کل اہل دربار و شاہزادہ سب اندر رستم خوں
 دیکھا کہ سیکڑوں مردوزن ہیں اور سب اپنی لیانت کے موافق کپڑے نفیس پہنے ہوئے ہیں اور
 عورتیں زور سے آراستہ ہیں مگر یہ سب لوگ بیچ قوم ہیں شریفان شہر سے نہیں ہیں بلکہ کوئی پیشہ ور
 ہیں خواہ گادڑ ہوں اور کوئی ہوں مگر ہیں اسی قبیل سے اور ان کے گرد کو تو والی کے ساتھ ہیں
 یا غم شیر برہنہ اور کو تو وال بھی ہمراہ ہے اور درمیان میں ان عورت دم کے ایک جوان کہ جس کا سن
 کوئی سو لکھ سترہ برس کا ہو گا لباس شاہانہ پہنے ہوئے تھلے سر پر سمر ہندھا ہوا تھا تو یا نون میں منجھکا
 لگی نوشاہ بنا ہوا ہے وہ سب عورت و مرد اس کے گرد ہیں اور چند یادے اس کے قریب ہیں رادی نے
 بیان کیا ہے کہ یہ لوگ جو بدون اجازت داخل دربار ہوئے اس کا سبب یہ ہے کہ صندل شاہ کا حکم ہے
 کہ جو کوئی زیادہ آئے خواہ ایک ہو خواہ ہزاروں کوئی اجازت کی ضرورت نہیں ہے انکو دربار میں بدون
 اجازت آنے دینا بس اسی سبب سے یہ لوگ داخل دربار ہوئے دوسرے درگہ سالار نے اسی سبب
 سے اور بھی نہ روکا کہ کو تو والی شہر مع اپنے پیادوں کے آئے ہمراہ تھا بس یہ جب سب نے دیکھا کہ
 یہ لوگ زیادہ ہیں اور ان کے ہمراہ ایک نوشاہ بھی ہے بادشاہ نے ان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تم
 لوگوں پر کیا بلا نازل ہوئی ہے جو تم یوں زیادہ آئے ہو سب نے دیکھا تھا کہ عورتیں سر کھوئے
 ہوئے تھیں ہوئے سر پریشان تھے جب یہ بادشاہ نے کہا تو انھوں نے سر پٹ کر کہا کہ ہم کو آپ
 کے کو تو وال نے پریشان کیا ہے اور ہمارا یہ حال کیا ہے یہ جو دہلے آپ کے روبرو حاضر ہیں ہم اس
 لیے کرتے ہیں کو تو وال شہر کتا ہے کہ اسکو ہم کو دے دو تاکہ ہم اسکو براے گزک دیو جیگاں سے
 جائیں کیونکہ اس کے نام پر ذمہ نکلا ہے اگر اسکو گزک نہ پہنچے گی تو وہ اگر سب کو کھا جائے گا اور شہر کو
 تباہ کرے گا اور بادشاہ جب ہم نے پشنا ہمارے ہوش جاتے رہے کیونکہ ہم سب کا یہ ایک ہی
 فرزند ہے ہم پانچ بھائی ہیں ان میں یہ ایک لڑکا ہے بڑی فرازون سے بچا ہے ہم نے اسکی شادی
 کا سامان کیا آج ہم رات لے کر عروس کے گھر جانے والے تھے نوشاہ بنا چکے تھے کہ کو تو وال
 صاحب ہوئے انھوں نے ہم کو اس خیال سے آگاہ کیا ہم نے ان کے روبرو دانا نہ جوڑ کر کہا کہ ہم
 سب کے کھانے پر زحمہ فرمائیے اس سے انھوں نے کھانے کیونکہ یہ ہم سب کی میرا نہ سالی کا سہارا ہے
 اندھے کی یہ ایک ہی لکڑی ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہم آپ کو دے دیں اور اسکو لے جا کر اس دیو

کے حوالہ کریں وہ اسکو کھا جائے یہ ہمارے قلمب کیونکر گوار کریں گے دوسرے آپ نے ملاحظہ کیا ہے کہ ہم اسکی
شاہی میں مصروف ہیں اسکے عروس کو چاہتے جاتے ہیں ابھی اسکا کوئی ارمان نہیں تھا کہ یہ قلمب اجل ہو کر
عروس کیا کہے گی نہ اس نے اسکی صورت دیکھی نہ اس نے اسکی کہ عروس حرگ کا سامنا ہوا لہذا ہم سب کی
جان پر زبردستی کھا کر اور سی کو لے جائے اسکو چھوڑ دیجیے اس قدر لوگ ہیں ان میں سے جسکو آپ کا جی چاہے
برائے گزرتل دیو لے جائے کو تو ال صاحب نے جواب دیا کہ یہ ہونہیں سکتا ہے کیونکہ فرغہ جو بھینکا گیا
تو اسکا نام نکلا اور حکم شاہی ہے کہ جسکا نام نکلے سو اسے اسکے دوسرے سے نہ لولتا بس ہم خلاف حکم
نہیں کر سکتے ہیں نہ اس طریقہ کو بدل سکتے ہیں جو کہ برسوں سے رواج پا چکا ہے اگر ہم اس طریقہ کے
خلاف کر سکیں گے اول تو عتاب سلطانی میں مبتلا ہونے دوسرے ہر ایک کو موقع غدر کا ہو گا اور ہر ایک
اپنی جان بچائے گا اور دوسرے کا سہارا ڈھونڈے گا بس ہم اس طریقہ کو نہیں توڑ سکتے ہیں ہم ضرور اسکو
لے جائیں گے جب ہم نے دیکھا کہ کو تو ال صاحب کسی طور سے ہم پر رحم نہیں کھاتے ہیں تب ہم نے
عاجز ہو کر ان سے کہا کہ ہم کو ہتھکڑیاں دیجیے کہ ہم اپنی اس عرض کو بادشاہ سے عرض کریں شاید انکو
ہمارے حال پر رحم آئے کیونکہ وہ عادل ہیں انصاف پسند ہیں رعایا پرور ہیں بس ہماری آپ کی خدمت
میں یہ عرض ہے کہ اسکی جوانی پر رحم فرمائیے اور ملاحظہ فرمائیے کہ یہ ابھی نو شاہ بننا ہے عروس کو بیاہنے کو
جاتا ہے اسنے باغ دنیا سے کوئی چل نہیں پایا ہے ابھی پورا جوان بھی نہیں ہوا ہے اپنی بالغ جوانی سے اسنے
کسی قسم کا خیر نہیں حاصل کیا ہے بس اسکو چھوڑ دیجیے اور ہم چھ آدمی ہیں ایک بین باب ہون دوسرے
اسکی مان اور چار چاہیں بس ہم سب کی بچو ایش ہے کہ ان میں سے جسکو حکم ہو وہ کو تو ال کے ساتھ جائے اور
اس دیو کا قلمب ہو یہ ہم کو نہیں منظور ہے کہ ہمارے سب سے سب اہل شہر پر آفت آئے بلکہ ہماری جان رہے
یہ بھی ہے اور اہل شہر بھی ہم بخوشی اس امر کو منظور کرتے ہیں ہماری داد دہی و فدا دہی فرمائیے ہم کو اس خون
کے داغ سے بچائیے کیونکہ ہم یا چون بھائیوں کے سوانے اسکے اور کوئی اولاد نہیں ہے نہ اب امید ہے
یہ کہ ضیفی نے اپنا عمل کر لیا ہے بہت سی ہم سب کے یہاں اولادیں ہوئیں سب مرگئیں چری مرادوں
اور رفتوں سے یہ بچا یہ پانچ گروان کا چراغ ہے اسکے مرنے سے بہت سے گھر بے چراغ ہو جائیں گے اور
بہت سے لوگ ہلاک ہوں گے انکا خون ناحق ہو گا اگر بادشاہ ہماری داد دہی نہ کرے گا تو ہم سب اپنی
جانیں در دولت پرانے اپنے ہاتھ سے گلے کاٹ کر دے دینے آئندہ حضور کو اختیار ہے اس طور سے انھوں
نے جو فریاد کی بادشاہ خاموش سنا کیا اور سب اہل دربار اور شاہزادہ سلطنت پرستم خاموش بیٹھے
ہوئے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ یہ کیا واقعہ ہے چھوٹے بچے سمجھ میں نہیں آتا ہے کیسا دیوار کیسا اسکا قلمب ہونا
یہ واقعہ تو ملکہ نے سمجھ لیا آج تک نہیں بیان کیا اسکو دریافت کرنا ضروری ہے اس صدمہ سے
فرغت ہوئے دیکھو کہ بادشاہ کیا انصاف کرتا ہے اور بادشاہ نے انکی فریاد سننے حکم دیا کہ تم سب
لوگ خاموش ہو جاؤ شور و غل نہ کرو ہم نے تمہاری تقریر سنی ہے انصاف کرتے ہیں یہ کلمہ حکم دیا کہ
کو تو ال رو برو حاضر ہو اور واقعہ کو بیان کرے یہ حکم سننے وہ لوگ خاموش ہوئے اور کو تو ال رو برو
حاضر ہوا مجرا بجا لایا بادشاہ نے فرمایا کہ کیا واقعہ ہے بیان کر دو کو تو ال نے عرض کیا کہ حضور کا حکم ہے کہ
دوسرے دن دس خیم شراب کے سوان میں بیوہ دس من غلہ ایک من روغن دس کو سفند اور ایک
آدمی اہل شہر سے برائے دیو خنگال بھیج دیا کہ کل اہل شہر کی جان بچے اور یہ بھی حکم دیا کہ سب
اہل شہر کے نام پر فرغہ انداز کی جائے بس جسکا نام نکلے وہ بھیجا جائے کیونکہ آپ نے اس دیو سے

اقرار کر لیا ہر روز وہ سب اہل شہر کو کھانے جاتا تھا اور شہر کو تباہ کرتا تھا آپ نے یہ اقرار کر لیا تھا کہ ہم دوسرے دن یہ چیزیں تمہارے لیے روانہ کیا کریں گے بس اس اقرار سے آپ کی یہ بلا ٹلی گویہ امر ضروری کہ ایک عرصہ کے بعد یہ شہر تباہ ہو جائے گا ایک مرتبہ تباہ ہوا رفتہ رفتہ تباہ ہوا بس ہو جب آپ کے حکم کے اُس دن سے وہی طریقہ جاری ہے کہ دوسرے دن ایک آدمی اور جو جو اشیاء آپ نے زمانہ پہن روزانہ کر دی جاتی ہیں اہل شہر کے نام پر قرعہ اندازی ہوتی ہے جسکا نام ظاہر ہوتا ہے اسکو لے جاتے ہیں چنانچہ آج بھی اُسی طریقہ سے قرعہ اندازی کی گئی ہے جو مرد ضعیف آپ کے روبرو کھڑا ہے تمام بھٹیاریوں کا چودھری ہے اور جو سرکار کی طرف سے تیار کی گئی ہے یہ اشیاء لازم ہے یہ پانچ بھائی ہیں انہیں ایک کے یہاں ہے ایک لڑکا ہے بس یہ اسکی خنثی کے سامان میں مصروف تھا سرکار نے بھی روئینہ ملا تھا چنانچہ آج اسکی برات بھی میں نے بموجب قاعدہ مقررہ جو اہل شہر باقی ہیں ان کے نام پر قرعہ اندازی کی تو اس لڑکے کے نام پر قرعہ نکلا بس میں نے پھر قرعہ اندازی کی پھر اسی کا نام نکلا پھر قرعہ نکلا چنانچہ اسی کا نام نکلا چونکہ حکم تھا ہی ہے کہ عین مرتبہ قرعہ اندازی کی جائے جب تینوں مرتبہ اسی شخص کا نام نکلا بس اسکو روانہ کیا جائے جب تینوں مرتبہ اسی کا نام نکلا تب میں ناچار ہوا اسکے گھر پر آیا اور اس مرد ضعیف کو جسکا نام رفیع ہے مع اسکے بھائیوں کے پاس جا کر طلب کیا اور سب حال سے آگاہ کیا یہ سننا تھا کہ یہ روئے لگے سینے لگے ٹوٹ یہ ہوئی کہ سب جمع ہوئے اور سب نے کہا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے ہم میں سے جسکو جی چاہے لے جاؤ میں نے کہا کہ یہ خلاف قاعدہ میں نہ کرونگا چنانچہ اس امر پر رائے قرار پائی کہ بادشاہ سے اس امر کی خواہش کی جائے جیسا وہ حکم دین اسے عمل کیا جائے بس پہلے سب حاضر خدمت ہوئے ہیں اصل واقعہ یہ ہے جو میں نے بیان کیا جب بادشاہ نے کوئال کی زبانی سب حال سنا اس چودھری کو مع اسکے بھائیوں کے اپنے روبرو طلب کیا وہ روئے ہوئے حاضر ہوئے اور تخت کو دوسرے دیا اور کہا کہ آپ ہم سب کے مالک ہیں اور خداوند ہیں ہم سب آپ کے تابع ہیں جی آپ کی جہر بانی اور غریب نواری ہوگی کہ جو اسکو چھوڑ دیکھے اور ہم میں سے جسکو چاہیے اس دیو کی گزرتک کے لیے تجھ پر فرماے بادشاہ نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا کہ اے رفیع تو یہی خیال کر کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں اپنے طریقہ کے خلاف کروں میں جو حکم دے چکا ہوں اس کے خلاف کبھی نہ ہوگا اور جو قاعدہ مقرر ہے چکا ہے اس کے خلاف نہ کیا جائے گا اس وقت تم یہ غدر کر کے اپنے فرزند کو بچا لو اور اسکے عوض میں تم میں سے کسی کو میں روانہ کروں بس یہی غدر سب کو ہوگا اور ہر ایک ہی غدر کرے گا میں اس وقت تمہارے سب سے اپنے طریقے کو بدل کر اپنے چھے ایک بلا لگاؤں بس صبر کرو کیونکہ یہ تمہارا فرزند اسی قدر زندگی خداوند آپ حیات کی سرکازت سے کرتا تھا کیونکر ہو سکتا ہے کہ اسکے خلاف ہو بس اسکی اسی قدر زندگی تھی اور اسی طور سے قصداً اسکی بھی کوئی اختیار نہیں ہے صبر کرو دل جبر کر دے جو بادشاہ نے کہا انکو یقین ہوا کہ بادشاہ بھی ہماری کچھ نہ کہنے کا بس وہ یا بچوں یا ہی بے آپ کی طرح ٹہرے لگے اور زار زار رونے لگے ایک شور گریہ درازی بلند ہوا کہ کان پری آواز نہ سنائی دیتی تھی ان سب نے زمین دربار کو سر پر اٹھا لیا تھا جب کہرام مچا ہوا تھا سب اہل دربار حیران ہوئے کہ کیا کیا ہوا شاہزادہ کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اور کہتا تھا اپنے دل میں کہ یہ کیا واقعہ ہے پھر سمجھ میں نہیں آتا، شاہزادہ تو خاموش ہے جب بات ہونے لگی کہ دیکھا کہ انھوں نے تو انت برباد کر دی کہا کہ تم لوگ ذرا خاموش ہو جاؤ میں انصاف کرتا ہوں ایک طریقہ میں اور بیان کرتا ہوں اگر تم لوگ بھی قبول کرو ان سب نے خاموش ہو کر کہا کہ

بیان فرمائیے بادشاہ نے کہا کہ وہ طریقہ یہ ہے کہ پھر قرضہ تم لوگوں کے نام پر ڈالا جاتا ہے پس اگر تم میں سے کسی کے نام قرضہ نکلا تو اسکو وہ گریبے ورنہ پھر اسی کو روایہ کرینگے اس کے نام پر پھر قرضہ اندازی تم سب کے سامنے کی جائے گی تاکہ تم لوگ بھی دیکھ لو یہ جو بادشاہ نے کہا ان سب نے عرض کیا کہ بہت خوب انھوں نے یہ بھی کہا کہ پہلے ہم لوگوں کے نام پر قرضہ اندازی کی جائے کوئی ہم پر منحصر نہیں ہے بلکہ یہ جس قدر زن و مرد یہاں موجود ہیں ان سب کے نام پر قرضہ اندازی کی جائے پس یہ جو انھوں نے عرض کیا بادشاہ نے کوتوال کو حکم دیا کہ ہر ایک کے نام پر قرضہ اندازی شروع کی اور قرضہ اندازی شروع ہوئی اور وہ سب کھڑے ہوئے ہیں بادشاہ ہر ادھر یعنی درویش نے بادشاہ کی طرف خطاب کر کے کہا کہ یہ کیا واقعہ ہے ذرا میں بھی تو دیکھوں اور اس حال سے آگاہ ہوں یہ جو بادشاہ سے شاہزادے نے کہا بادشاہ نے جواب دیا کہ اس قدر مشکل حال دے درویش حق آگاہ آگاہ ہو جائے کہ اصل واقعہ یہ ہے کہ اسکو عرصہ ہوا ہے کوئی دوسرا کسی کا کہ ایک دونوں دلوں جنگاں کسی سبب سے پردہ قاف سے یہاں چلا آیا اور میرے شہر سے جنوب کی طرف ایک صحرائے پر تیار ہے وہاں ایک بہادر فرشتا ہے اس نے اُس پر اپنی نوبد باش مقرر کی اتفاق سے ملکہ ماہ یارہ میری دختر کو اس نے دیکھ لیا اس پر عاشق ہو گیا جب اسکو یہ معلوم ہوا کہ یہاں کے بادشاہ کی یہ دختر ہے اس نے ایک نامہ مجھ کو تحریر کیا اور اچھکی خود اس پیش ظاہر کی میں نے اس کے جواب میں اسکو جواب سخت دیا وہ بہت برہم ہوا پس اس دن سے اس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ درانہ شہر میں چلا آیا اور دس یا سچ آدمیوں کو مار کر کھا گیا اور پھر چلا گیا دن بھر میں کسی مرتبہ آتا تھا اور اسی طور سے اہل شہر کو پریشان کرتا تھا میں نے اس کے خوف سے اپنی دختر کو تہ خانہ میں پوشیدہ کر دیا تھا اسکا یہ قصہ تھا کہ اگر ملکہ کو یا جاؤں تو اٹھالے جاؤں مگر اس تدبیر سے اسکا قابو ملکہ پر نہ چلا اس نے اس طور سے پریشان کرنا شروع کیا اسکو جب دس بندہ دن گذرے اور شہر میں غدر مچا تو میرا فرزند و میرا سپہ سالار دونوں لشکر لے کر اسکا مقام قیام دریافت کر کے گئے وہ اس لشکر کو دیکھ کر تنہا اسے مقابلہ آیا ایک ہی حملہ میں اس نے ہزاروں کو کھالیا اور میرے فرزند و سپہ سالار کو پکڑ کر لے گیا اور انکو قید کیا اور مجھ کو نامہ لکھا کہ میں نے تمھارے لشکر کو شکست دی اور تمھارے فرزند و سپہ سالار کو پکڑ کر لیا پس میں تم کو آگاہ کرتا ہوں اور خبردار کہ اگر انکی اور تمام شہر کی اولیائی ننگی مشطوری تو ملکہ کو میرے حوالہ کر دینا کہ میں اپنی مشقت سے وصل حاصل کروں اور تم سب کی جان میرے ہاتھ سے جائے اگر اسے خلافت کرو گے تو میں انکو بھی کھا لوں گا اور سب اہل شہر کو بھی اور تم کو بھی یہ جو نامہ آیا میرے ہوش اڑ گئے میں نے اپنے ارکان سلطنت کو جمع کیا اور ان سے اسے لی کہ کیا کیا جائے میرے وزیر نے اسے دی کہ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ اس نامہ کا یہ جواب تحریر کیجئے کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کچھ عرض کریں چون تو ہم سب آپ کے قبضہ میں ہیں جب چاہے قتل فرمائے مگر جو ہم عرض کریں اسکو سماعت فرمائیے اگر لائق قبول ہو تو قبول فرمائیے ورنہ پھر آپ کو اختیار ہے اگر وہ اس امر کو قبول کرے تو ہم اور آپ اس کے پاس خلیں اور اس سے یہ کہیں کہ ابھی ملکہ اس قابل نہیں ہے کہ وہ آپ کے پاس آئے اور آپ اس سے وصل حاصل کریں کیونکہ وہ ابھی بالکل کم سن ہے اور آپ جو ان میں بھلا انصاف فرمائیے کہ کجا آپ اور کجا نازنین بان اگر اب ہم کو اس قدر مہلت ملے کہ ہم اسکو خوب کھلا کر موتا تازہ کریں اور وہ جوان بھی ہو جائے اسوقت ہم ضرور آپ کی خدمت میں حاضر کریں گے

اُس وقت کوئی عذر نہ کر سکے ہم کو یاخ برس کی ہمت دی مائے پس وہ اگر اس امر کو قبول کر لے تو
 خیر اس عرصہ میں کوئی نہ کوئی فکر آتش کے قتل کی کی جائے گی اگر تیرے یہ جو اُس وزیر نے کہا سب نے
 اس رائے کو پسند کیا میں نے اُسی وقت وہی تقریر جواب میں تحریر کی اور روانہ کیا جب اُس کے
 پاس جواب میرا پہونچا اُس نے مجھ کو تو نہیں طلب کیا دوسرے دن صبح کو جب دربار آراستہ تھا وہ
 دربار میں آیا سب اُس کو دیکھ کر مارے خوف کے کانپ اُٹھے مگر دم بخود ہو کر رہ گئے اُس نے آتے ہی
 ایک نعرہ کیا اور کہا کہ ہر شرط کہ تم سب کو کھا جاؤں میں تخت پر سے اُٹھ کر اُہوا اور میں نے کہا کہ
 اے شاہ دیوان فاق ہم سب آپ کے غلام ہیں جو حکم ہو بجا لائیں مگر ایک عرض میری ہے اُس کو
 سماعت فرمائیے اگر وہ لائق قبول ہو قبول فرمائیے یہ جو میں نے عرض کیا تھا کہ بیان کریں نے وہی
 تقریر وزیر کی رو برو اسکے بیان کی جب وہ میری تقریر سن چکا قہقہہ مار کر ہنسا کہ خاتم عمارت بل گئی اور
 کہا کہ وہ ابھی اس لائق نہیں ہے یہ تو سچ کہتا ہے میں نے جواب دیا کہ اگر جھوٹ ہو تو آپ مجھ کو اور کل
 میرے عزیزوں اور اہل شہر کو اس دروغ کوئی کے جرم میں جو کھا جائے گا مجھ کو کوئی عذر نہ ہوگا کہا کہ یہ
 تو سچ کہتا ہے کہ یاخ برس کے عرصہ میں تو اُس کو خوب کھلا کر مونا کرے گا اور اُس کے بعد میرے حوالہ
 کرتے گامین تھے جواب دیا کہ ضرور آپ اطمینان رکھیں یہ جو میں نے کہا اُس نے کہا کہ میں ایک شرط سے
 یہ تیری عرض قبول کرتا ہوں اور تیرے فرزند اور سبہ رسالار کو روک کر تا ہوں میں نے عرض کیا کہ وہ
 شرط بیان فرمائیے تب اُس نے کہا کہ وہ یہ شرط ہے کہ سو اہل بیوہ اور دس بن غلہ اور دس ختم شراب کے
 اور ایک بن روغن اور دس گوسفند ہر روز دو دنوں وقت میرے پاس اُس درہ کوہ میں بھیج دیا
 کرو اور ایک آدمی خواہ حوریت خواہ مرد کہ میں شراب پی کر اور اُس کے گوشت کے کباب لگا کر بچا
 گزک کے کھاؤں بس اگر یہ تجھ کو منظور ہے تو میں بھی تیری عرض کو قبول کرتا ہوں ورنہ میں تم سب کو
 کھا جاؤں گا یہ جو اُس دیوے کہا میرے حواس جاتے رہے میں بدحواس ہو گیا کہ اور سب چیزیں تو ممکن ہیں
 میں دو آدمی ہر روز کہاں سے لاؤں گا میں نے ذریعہ کی طرف دیکھا اُس نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ اے شاہ
 دیوان فاق ہم آپ کو اس بات کا جواب کل دن کے آپ اس وقت شریف لے جائے بس یہ
 جو میرے وزیر نے کہا اُس نے کہا اچھا اگر تم کل جواب نہ دو گے تو میں تم سب کو کھا جاؤں گا چنانچہ
 میرے وزیر نے کہا کہ ضرور وہ دیوے کھل چلا گیا کہ میں کل بھر اسی وقت آؤں گا جب دم دلو چلا گیا تو
 میں نے وزیر سے کہا کہ تم نے کیا تدبیر سوچی ہے اور کیا جواب دو گے اور سب اُٹھ یا تو ہم ہر کشتی ہیں درو
 آدمی روز کہاں سے آؤ گے چورائے گزک دیے جائیں گے وزیر نے کہا کہ اسکی تدبیر یہ ہے کہ کل جو وہ آئے
 تو اُس سے یہ عرض کیا جائے کہ روز دو دنوں وقت تو نہیں ممکن ہے کہ ان ایک دن درمیان میں دے کر
 ایک وقت جو جو اُٹھیا آپ نے ارشاد کی ہیں میں حاضر کیا کروں گا مع ایک نفر آدمی کے یہ تو مجھ سے
 آپ کی خاطر ہو سکتی ہے اگر قبول فرمائیے تو کل سے حاضر کروں میرے فرزند کو روک کر فرمائیے میں نے وزیر
 سے پوچھا کہ اگر اُس نے قبول کر لیا تو دوسرے دن ایک آدمی کہاں سے آیا کرے گا وزیر نے کہا
 کہ اسکی تدبیر یہ ہے کہ سب اہل شہر کو جمع کیجئے اور ان سے یہ واقعہ بیان کیجئے اور کیسے کہ یہ بلا یوں
 دفع ہوتی ہے کہ تم سب اہل شہر کے نام پر دوسرے دن فرعہ اندازی کی جائے گی پس جب کا نام نکلا
 کرے گا وہ برائے گزک روانہ کیا جائے گا بس اس طریقہ سے یہ بلا دفع ہوتی ہے کہ یہ امر ہے کہ ہر
 روز ایک آدمی اہل شہر کے علم ہوا کرتے گا مگر سب اس امر سے محفوظ رہیں گے کہ اب مزید نہ تو نہ نکل

ہوے ہم اس عرصہ میں کوئی اور تدبیر کر لیں گے یہ جو وزیر نے کہا میں نے اسی وقت شہر میں شادی کرانی
 سب اہل شہر جمع ہوئے میں نے وزیر کی تقریر بیان کر دی سب نے کہا کہ ہماری جانیں آپ پر سے
 تیار ہیں ہم کو یہ امر منظور ہے ایک مرتبہ سے مرنے سے اس وقت نہ معلوم کہ کون مرے گا اگر نہیں قبول کرتے
 تو سب مرنے ہیں پس میں نے جب اہل شہر کو اس امر پر آمادہ پایا اس دن ان سے ایک اقرار نامہ لے کر
 رخصت کیا سب نے اس پر دستخط کر کے دوسرے دن جب دیوتا اس سے بیان کیا پہلے تو اس نے
 انکار کیا مگر پھر سوچ کر اس نے قبول کیا اور چلا گیا یہ کہ گیا کہ اس شرط میں خرقہ و زینت میں ایک مرتبہ
 تم سب کو کھانا کھانا بنائے گا کہ اچھا اچھا شاہ صاحب اس دن سے یہ طریقہ بیان جاری ہو گیا کہ دوسرے
 دن سب اہل شہر کے نام پر خرقہ اندازی کی جاتی ہو جس کے نام پر خرقہ نکلتا ہو اسکے نام پر تین مرتبہ
 خرقہ اندازی ہوتی ہے جب تینوں مرتبہ اسی کا نام نکلا پس اسکو اس حال سے آگاہ کیا جاتا ہے وہ بیکارہ
 ناچار ہو کر موت پر رضی ہو کر جاتا ہے اور اس دیو کا لقبہ ہوتا ہے میرے وزیر نے لاٹھون بدیر بن کہیں
 مگر کوئی پیش نہ آئی پس امر کو دوسرے ہو گئے ہزاروں آدمی اسکے لقبہ ہوئے اور ان سب کا خون
 میرے شہر پر ہوا مگر اسے اسی دن میرے فرزند اور کسیہ سالار کو مار کر دیا اور جن جن کو اسیر کیا تھا
 سب کو مار کر دیا تھا پس جب سے یہ طریقہ جاری ہے آج اس بھٹیاری کے ترکے کے نام پر خرقہ نکلا پس
 اسکی باری ہے یہ اسکے باپ و ماں ہیں فریادی آئے ہیں چاہتے ہیں کہ اسکے عوض میں ہم کو بھیج دیجیے
 اور اسکو مار کر دیجیے یہ واقعہ یہ جو کہ تین نے آپ سے بیان کیا یہ خوشخبر داد ہے سنا کہ انہوں نے اب
 بخوبی محکم معلوم ہوا دھر کو تو ان نے عرض کیا کہ جس قدر لوگ یہاں زن و مرد تھے سب کے نام پر خرقہ
 اندازی کی گئی کسی کے نام پر خرقہ نہیں نکلا سوا اسے اس نوشاد کے نام کے میں ناچار ہوں ان لوگوں
 سے بھی دریافت کر لیا جائے یہ جو کو تو ان نے عرض کیا بادشاہ نے رفیع سے کہا کہ دیکھا اور تم نے
 سنا اب میں ناچار ہوں تم صبر کرو کہ اسکی قصاص بھی یہ اپنی زندگی اتنے دن کی دمان سے لے کر آگیا تھا
 اب رفیع مجبور ہو گیا اور خیال کیا کہ بادشاہ سے فرماتے ہیں یہ لکھ بادشاہ سے رخصت ہو کر اپنے
 فرزند کے مقام پر آیا کہ خیر جو مرضی خداوند اب حیات کی کیا جا رہی معلوم ہوا کہ میرے فرزند کی اسی قدر
 زندگی تھی آؤ بھائیو اس سے گلے مل لو اور اسکا لقبہ دیو نے کیا اور ہم نے اپنی جان دی کیونکہ ہم
 سے اسکی مفارقت گوارا نہ ہوئی یہ لکھ اپنے فرزند دلہندہ طرہ بوند کے قریب آیا اور گلے ملی کر راز راز رہنے لگا
 ایک گہرا مچ گیا جو صاحب اولاد تھے ان کے بے ساختہ تشوکل آئے دلی بقرار ہوئے رونے لگے
 خود بادشاہ کے تشوکل آئے یہ حال جو شاہزادے نے دیکھا تو بادشاہ سے کہہ کہ اچھا بادشاہ
 آپ اس جوان لڑکے سے باز آئیے اور مجھ کو اسکے عوض میں اس دیو کی کرک کے لیے روانہ فرمائیے
 کیونکہ مجھ سے اسکے باپ و ماں اور دیگر عزیزوں کا ترنا نہیں دیکھا جاتا ہے مجھ کو اس جوان پر ترس آتا ہے
 پس میں اسکے عوض میں اس دیو کا لقبہ ہو گا یہ خوشخبر داد ہے کہ بادشاہ سے کہا بادشاہ نے
 جواب دیا کہ اچھا شدہ کامل یہ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ میں آپ کو اس دیو کے پاس بھیج دوں اگر یہ طریقہ ہوتا
 کہ ایک تھے عوض میں دوسرا جائے تو اسکے اور عزیز کہ رہے ہیں میں انکی نسبت نہ حکم دیتا یہ تو نہیں
 ہو سکتا ہے دوسرے میں کیونکہ آپ کو اسے اپنی اجازت دون کہ جس میں جان کا خوف ہو پس جب
 خداوند اب حیات مجھ سے استفسار کرنے لگے کہ تم نے میرے بند کا خاص کو ایک اذکار عابا کے
 عوض میں لقبہ دیو کر لیا اور اپنے ملازم کے فرزند کو بچا یا تو میں کیا جواب دوں گا مل جائے وہ زبان اور

خداوند آب حیات بکلیت میری اولاد کے غرق کر دیں جو میں آپ کو اجازت دوں ایسے خدا رسیدہ
اور کامل کو میں اپنے ہاتھ سے گنواؤں اور ایسے شہر کی برکت کو برباد کروں آپ تو میرے شہر کی برکت
ہیں جب سے تشریف لائے ہیں دن بدن اس شہر کی ترقی پاتا ہوں بس میں کیونکر گوارا کروں گا کہ
آپ نعمت اہل ہوں یہ امر ہرگز نہیں گوارا ہو گا آپ اس امر میں اصرار نہ فرمائیے یہ کلمہ بادشاہ نے شاہ
صاحب نقلی کے روبرو مانگو جوڑ کر کہا کہ آپ ایسے کلمے میرے روبرو نہ فرمائیے اس طور سے جو بادشاہ
نے کہا شاہزادے نے خیال کیا کہ زیادہ اصرار نہ کرو شاہزادے نے یہ امر اس سبب سے بادشاہ سے
کہا تھا کہ میں جا کر اُس دیو کو قتل کر دوں گا اور اس شہر سے اس بلا کو دفع کروں گا صاف صاف اس سبب
سے نہیں کہا کہ کوئی یقین نہ لائے گا اس پر وہ میں کہا اسکو بھی بادشاہ نے نہیں قبول کیا اور کو تو ال
سے کہا بادشاہ نے کہا بلکہ سکو یہاں سے لے جاؤ میں مجبور ہوں میں نے تو جا تھا کہ اس جوان کی جان بچے
مگر کیا کروں کہ خداوند آب حیات کو منظور ہی نہیں ہے اسکی قضاء آگئی ہے یہ سب کلمے کو تو ال نے اُن
سب سے کہا کہ چلو سو وقت ر فیع نے کہا کہ اس حضور ہم سب کو اس قدر اجازت ملے کہ ہم اسکے
ہمراہ اُس مقام تک جائیں اور اسکو جی بھر کر دیکھ لیں بادشاہ نے کہا کہ تم کو اختیار ہے یہ کلمہ کو تو ال
سے کہا کہ اس امر کا خیال رہے کہ سو اسے اس جوان کے اور کوئی آگے قدم نہ بڑھائے پائے اُس دیو
کی طرف کو تو ال نے کہا کہ بہت خوب بس کو تو ال ان سب کے کردار سے حلا وہ لوگ روتے ہوئے
چلے اُس جوان نے اس حسرت سے بادشاہ کی طرف دیکھا کہ سب اہل دربار کے آنسو نکل آئے اُسکا
یہ مطلب تھا کہ میرے مان و باپ و دیگر عزیز بیان بھی لے کر آئے مگر بادشاہ نے میری جوانی پر نہ رحم
فرمایا اور نہ داد رسی کی مجھے بیک اہل کے نعمت ہونے کے لیے مقرر کیا مقدر ہی میں یہ لکھا ہوا تھا میں اُس
ناتواں کی صورت نہ دیکھنے پایا وہ جو یہ خبر سننے کی کہ میرا دلہا لقمہ دیو ہوا تو کیا اپنے دل میں کہے کی
بس وہ جوان بہ دل سے باتیں کرتا ہوا اُن کے ہمراہ چلا یہ حالت دیکھ کر شاہزادے کو اُسکے حال پر
رحم آگیا پہلے بھی جو صندل شاہ سے کہا تھا تو یہ خیال کر کے کہا تھا کہ میں جا کر اُس دیو کو قتل کروں
اور اُن سب کی جانیں بچاؤں مگر جب صندل شاہ نے یہ منظور کیا تو خاموش ہو گیا مگر اُسکی
حسرت کی نگاہ دیکھ کر ہر شخص انا اور یہ خیال اپنے دل میں کیا کہ اس سکندر رستم خود بیان کیا
بیٹھا ہی چل تقدیر آزمائی کر دیکھ کہ تو اس دیو کو قتل کر سکتا ہے یا نہیں تیرے بزرگوں نے اکثر غیروں کے لیے
اپنی جان پر نیا دی ہے اور انکی کمک کی ہے تو بھی اسی خاندان سے ہے بھلا لازم ہے کہ تو اس دیو سے مقابلہ
کر اور اسکی جان بچاؤ اور یہ بلا ان سب پر سے دفع کر دوسرے وہ تیرا رقیب بھی ہے اسکا قتل کرنا تیرے
اد پر واجب ہے شاہد اگر یہ کار نمایان تھوے ہو اور تو ان سب پر یہ امر ظاہر کرے اور ان سب کو
معلوم ہو تو کیا عجب ہے کہ سب تیری اطاعت کریں اور دین اسلام قبول کریں یہ خیالی کر کے بادشاہ
سے کہا کہ اس بادشاہ ایک امر میں دریافت کرتا ہوں مجھ سے صاف صاف بیان فرمائیے صندل شاہ
نے کہا کہ آپ دریافت کریں شاہزادے نے کہا کہ میں یہ دریافت کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص اس دیو
کو قتل کرے اور تم سب کے اوپر سے یہ بلا دفع کرے اور تم کو اس بلا سے نجات دے اور تم پر یہ احسان
کرے اور اس احسان کے عوض وہ تم سے کسی ایسے امر کی خواہش کرے کہ جسکے تم قبول کرتے ہیں انکار
کر سکو تو کیا انکار کرو گے اور اسکے احسان کو نہ مانو گے صندل شاہ نے جواب دیا کہ اس امر میں کمال
اصل امر تو یہ ہے کہ اول تو میں کسی کو ایسا اس دنیا میں نہیں پاتا ہوں کہ جو دیو کو قتل کرے جسکے میرے

از زند و سپہ سالار اسکا کیم نہ لاسکے جو کہ جوان مردی و بہادری میں اپنا مثل و نظیر نہیں رکھتے ہیں بہت بہادر ہیں
 جب یہ نہ ہوا تو کون ایسا ہو کہ جو اس بلا کو دفع کرے اور اس غذا سے نجات دے اور میں نے تو بڑی
 بڑی روزنامے روانہ کیے کہ کوئی میری کمک کرے مگر کسی نے جواب تک نہ دیا میں نے یہ شرط کی ہے کہ اگر کوئی
 اس بلا کو میرے اوپر سے اہل شہر کے اوپر سے دفع کرے اور یہ احسان میرے اوپر کرے تو اس کے عوض
 میں وہ یہ کہے کہ مجھ کو سجدہ کرو اور سجدہ والی مانو تو میں منع اہل شہر کے اسکو سجدہ کروں اور دنیا دین آبادی ترک
 کروں اور اپنی دختر کی شادی اس کے ساتھ کروں مگر مجھ کو کوئی دنیا میں ایسا نظیر نہیں آتا ہے دین و مذہب سے
 زیادہ کوئی چیز نہیں ہے میں اس کے ترک پر بھی آمادہ ہوں یہ جو صندل شاہ نے کہا بس شاہزادہ اسے
 دل میں خوش نہ ہوا اور دل سے کہا کہ میرا مطلب حاصل ہو گیا اور اس کے دل کا حال ترے اوپر ظاہر ہو گیا اور جو
 مجھ کو لازم ہے کہ اس امر میں ضرر کو پیش کر اور اس دیو کو قتل کر کہ بدو نہ مقابلہ کے بادشاہ منع اہل شہر کے
 سلطان ہو جائے گا اور میری مشکوۃ بھی مجھ کو مل جائے گی یہ خیال کر کے صندل شاہ سے کہا کہ اے بادشاہ
 آگاہ ہو کہ یہ جو تو نے کہا کہ کوئی ایسا نہیں ہے نہیں نظر آتا ہے کہ اس بلا کو دفع کرے یہ میرا فولی درست ہے
 اور بہت سچا ہے یہ امر کوئی بہت دشوار نہیں ہے کہ جس کے عوض میں تم نے یہ شرط کی ہے کہ میں ایسا مذہب
 ترک کروں گا کوئی ایسی شرط نہ ہے صندل شاہ نے کہا کہ اب تو میں یہ شرط کر چکا ہوں نہ کوئی ایسا
 کرے گا نہ میں یہ شرط پوری کروں گا یہ سن کر شاہزادہ نے کہا کہ اے بادشاہ آگاہ ہو کہ تم نے سنا بھی ہو گا
 اور اخبار میں بھی دیکھا ہو گا کہ زمین عرب پر ایک شخص پیدا ہوا تھا جسکو بہت زمانہ ہوا کہ اسکا نام حمزہ
 تھا اور لقب صاحب قرآن وہ خدا سے آسمانی کی پرستش کرتا تھا اسکو نو خیر و ان نے اپنا فرزند
 کیا تھا اسنے اپنے دین کو رواج دیا اور بڑے بڑے مگر کہ سر کے اور نو خیر و ان کے لڑا اور جس قدر
 خدا بیان تھیں سب کو برباد کیا اسنے اور اسکی اولاد نے اور قاتل میں جا کر اتنا رہا برس دیوانہ قاتل
 سے مقابلہ کیا اور اسکو اپنا مطیع کیا زلزلہ قاتل ثانی سلیمان خطاب پایا ہزاروں غلام فتح کیے اور
 اس حمزہ کی اولاد نے بھی بہت سے ملک بر باد کیے اور غلام فتح کیے اور کفر و کاذبی کی بنیاد کو مٹا دیا
 اپنے دین و مذہب کے نشان تمام عالم میں برپا کیے حمزہ کی اولاد نے بھی ہزاروں دیو قتل کیے دیو کا
 قتل کرنا ان لوگوں کے نزدیک کوئی بے دشوار نہیں ہے بس اسی حمزہ کی اولاد سے خواہ تو ناخواہ بر دتا اس
 میں آئے گا اور اس ملک کو فتح کرے گا اور دیو کو قتل کرے گا اگر تم لوگ ایمان اسکا قبول کرو گے
 تو جان بچے گی ورنہ قتل کیے جاؤ گے وہ دین اسلام کو یہاں بھی رواج دے گا یہ کہ تمہارا آئے گا یہ میں تمکو
 بے در تبا ہوں یہ جو شاہزادہ نے بیان کیا صندل شاہ نے سن کر کہا کہ اے مرشد کامل یہ جو آپ نے
 خبر دی میں نہیں عرض کر سکتا ہوں کہ آپ نے دروغ بیان کیا ضرور ایسا ہو گا مگر مجھ کو یہ خبر سننے ہوئے
 ایک زمانہ ہوا بلکہ ان لوگوں کے دھمے کا اشتیاق ہے کہ وہ کس قدر قاسم کے جوان ہیں جو دیو سے
 مقابلہ کرتے ہیں یقین ہے کہ مثل دیو کے ہون گے یہ حالات ایک عرصے سے سنتا چلا آتا ہوں انھوں نے
 ہزاروں ملک فتح کیے اور لشکر کشی کر کے لے لے کر کوئی اس طرف نہیں آتا کسی نے ادھر کا قصد
 نہ کیا مجھ کو ہر وقت اس امر کا خوف تھا کہ ادھر بھی آئیں گے اور یہاں بھی مقابلہ ہو گا مگر نہ معلوم کس سبب سے
 وہ لوگ ادھر نہیں آئے اب کیا آئیں گے اور اگر مجھ کو جب آپ کے ارشاد کے کوئی ان میں سے آیا بھی اور
 اسنے اس دیو کو قتل بھی کیا اور مجھ سے اپنے دین کے قبول کرانے کی خواہش بھی کی تو میں ضرور
 اسکا دین قبول کر لوں گا بلکہ اس کے ہمراہ اپنی دختر کی شادی بھی کر دوں گا اگر وہ یہ کہے گا کہ مجھ کو سجدہ کر دو تو

اسکو سجدہ کر دینا گامیرے اور کیا منحصر ہے سب اہل شہر اور میرے عزیز اسکی اطاعت کرنے کے جب اس
امر سے بالکل شاہزادے کو اطمینان ہو گیا تو کیا کہ خبر جب وہ وقت آئے گا تو میرے کہنے اور خبر دینے کا
حال ظاہر ہو گا یہ کہل خاموش ہو رہا اور اپنے دل میں خیال کیا کہ اسی سکندر رستم خود یہاں کیوں
بیٹھا ہے چل اور اس دیو کو قتل کر کیا جب یہ جوان دو لہان کر آئے گا اور دیو اسکی لقمہ کرے گا تب
جائے گا یہ خیال کر کے صندل شاہ سے کہا کہ وہ دیو کہاں رہتا ہے صندل شاہ نے جواب
دیا کہ میں نے آپ سے عرض نہیں کیا کہ میرے شہر کے ایک فرسخ پر ایک صحرا ہے اور اس صحرائے میں ایک
کوہ بلند شکوہ ہے اس پہاڑ پر وہ دیو مسکن گزین ہے وہ کوہ اسکا جاسے قیام ہے خوب کی بہت خوب
پتہ بھی معلوم ہو گیا تو شاہزادہ خاموش ہو رہا یہ بھی صندل شاہ نے کہا تھا کہ اس صحرائے میں لالہ
اور گلاب کے درخت بہت ہیں اور ایک چشمہ ہے کہ اس میں بیخوش کوہ اور شقائق مانی ہے کہ دیکھنے
سے انسان کو اسکی مینے کی خواہش ہوتی ہے جب یہ پتہ اور شان معلوم ہو گیا تو شاہزادے کو
تو تھوڑے عرصہ تک شاہزادے نے دیوان اور قیام کیا اسے بعد کرسی پر سے اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ
میں جاتا ہوں کل پھر آؤنگا بس بادشاہ تالاب فرشتے ہو سچا نے آیا اور کل سردار تادربار گاہ پس
سب رخصت ہو کر دربار میں آئے شاہزادہ اسی حالت درویشی میں مرکب پر سوار ہوا اور اسی بیان
کر تا ہے کہ جب پہلے دن شاہزادہ دربار میں آیا تھا تو صندل شاہ نے ایک دستہ اسلحہ جو اہر نگار
اور ایک مرکب پریشی تمثال پیش کیا تھا گو شاہزادے نے بہت انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ میں فقیر ہوں
مجھ کو کیا ضرورت ہے تو آپ تو کون کے لیے ہے مگر بادشاہ نے حسین دے کر اور یہ کہل کر جب آپ
بیان تشریف لایا مجھے تو اس مرکب پر سوار ہو کر اور یہ اسلحہ لگا کر آئے کیونکہ آپ دربار میں تشریف
لائے ہیں تاکہ اہل شہر اور اہل دربار آپ کی عزت ظاہر ہو اسکی لگانے سے اور مرکب پر سوار ہونے
سے آپ کے کمال اور فقیری میں ذوق نہ آئے گا جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا تھا تو شاہزادے
نے قبول کر لیا تھا بس جب دربار میں آئے تھے وہ ہتھیار لگا کر اور مرکب پر سوار ہو کر اور ملک کی سواری
کے سوار بھی ہمراہ ہونے لگے بس راوی بیان کرتا ہے اب جو شاہزادہ آج دربار سے باہر آیا اور
سب سے رخصت ہو کر اور مرکب پر سوار ہو کر شہر کی راہ کو چل کر کے بیرون شہر آیا اور اس صحرائے کی راہ
لی جہاں وہ دیو مسکن گزین تھا اور صندل شاہ سے اسکا پتہ دریافت کر لیا تھا بس باغ کی راہ
کو ترک کیا اور مرکب کو اٹھا دیا اور ہمیں کر کے چلا اس صحرائے کی طرف اور مرکب کو ترک کیا اس ضال سے
کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کو تو الگ تیس جوان کو لے جا کر دیو کے حوالہ کرے اور وہ اسکو کھا جائے مرکب
کو ہمیں کرتے ہوئے چلے جائے تھے اور لب پر یہ دعا تھی کہ اے خداوند کریم ابھی وہ جوان رفیع جود مری
کا لڑکا اس دیو کے پاس نہ گیا ہو اور دیو نے نہ کھا یا ہو وہ بیادو لھا ہے اسی اسکی عوس بھی نہیں
آئی ہے بیابانے جاتا تھا کہ یہ وقت اسپر آئی ہے تو اسے حالی پر رحم کر شاہزادہ یہ دعا کرتا چلا جاتا تھا
جب ان سوار دن نے یہ واقعہ دیکھا کہ جو ملک کے حکم سے ہمراہ شاہزادے کے روز آئے تھے کہ آج
شاہ صاحب نے باغ کی راہ کو ترک کر کے اس صحرائے کی راہ لی کہ جس صحرائے میں دیو جنگال آدم خوار
رہتا ہے آج شاہ صاحب کو کیا ہوا ہے اپنے دل میں خیال کر کے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اگر
بھائی تم نے کچھ دیکھا کہ نہ معلوم آج شاہ صاحب کو کیا ہوا ہے کہ باغ کی راہ کو ترک کر کے اس صحرائے
طرف جاتے ہیں کہ جہاں دیو جنگال آدم خوار رہتا ہے کیا راہ فراموش کی انکو اس حال سے آگاہ

کرنا چاہیے اُس نے کہا کہ ضرور چاہیے یہ باہم صلاح کر کے بیکار کر کہا کہ ایشاہ صاحب آپ نے
 راہ فراموش کی بہ راہ باغ کی نہیں ہے بلکہ اُس صحرا کی ہے کہ جہاں دیو جنگا ل رہتا ہے کہ جس کو
 سرکار بادشاہ سے دوسرے دن ایک انسان اور غلہ وغیرہ ملتا ہے وہی تبت سے پہلے جان بھی ورنہ سب
 کو کھا لیتا اور نہ جانے ورنہ وہ اذیت دے گا یہ راہ باغ کی نہیں ہے کہ لیتے جاتے ہیں مگر مرکب
 کو نہیں لیتے جاتے ہیں عقب میں ان سواروں نے یہ کہا مگر شاہزادے نے کچھ خیالی بھی نہ کیا کہ کہتے کیا
 ہیں بلکہ اور مرکب کو تیز کر دیا انھوں نے پھر باہم یہ کہا کہ لو اور سو ہم منع بھی کرتے ہیں وہ کچھ سننے ہی
 نہیں پھر کہا ابلی بھی نہ سنا بس باہم یہ صلاح کی کہ سدر راہ ہو اور منع کر دے راہے باہم کر کے
 اور مرکب کو تیز کر کے سدر راہ ہوے اور وہ کلمہ زبان پر لائے بس شاہزادے نے بنگاہ قہر و
 غضب آلود انکی طرف دیکھا دیکھتا تھا کہ اُن کے اندام بھر میں رعشہ اُٹ گیا اور مارے خوف کے
 مثل بد کے کانٹے لگے شاہزادے نے بعد غیض یہ کہا کہ او نا بکاروں سانسے سے ہٹ جاؤ تم کو
 ہمارے کسی امر میں کیا دخل ہے کیا تم کوئی چارے آتا ہے جو ہمارا جد حرجی چاہتا ہے جاتے ہیں تم کون
 ہو ہماری ہمارا ہی سے واپس جاؤ اور کوئی تم ہمارے مالک نہیں ہو نہ ہم کوئی تمہارے باپ کے
 یا تمہاری ملکہ کے لو کہ نہیں ہیں نہ ہم غلام ہیں کہ سوار سے باغ کے اور کسی طرف کو نہ جائیں بس کہدا
 کہ اب کبھی ایسے کلام ہم سے نہ کرنا ورنہ سزا دوں گا ہم اپنے دل کے مالک ہیں جد حرجی چاہتا ہے اور
 براہ راست جاتے ہیں وہ دیو بلعون ہمارا کیا کرے گا ہم اسکی کیا حقیقت سمجھتے ہیں یہ جو بڑھم ہو کر
 شاہزادے نے کہا وہ سوار ڈر گئے اور حیرات نہ ہوئی کہ یہ کہیں اور اپنے دل میں کہا کہ ہم کو کیا
 ضرورت ہے کہ ہم بیکار کو باتیں سنیں ہم نے جب ملکہ دریافت کریں کی تو عرض کر لیں گے کہ ہم نے
 منع کیا تھا مگر انھوں نے نہ مانا بلکہ ہم پر چھا ہو ہے ہم کیا کرے ہم کوئی اُن کے مالک نہ تھے جو زبردستی
 لے آئے پس جو آل کھائے گا وہ انگارے کے گایہ باہم اشاروں میں باتیں کر کے ہٹ آئے
 جب شاہزادہ اُتیر چھا ہو کر اور مرکب کو نہیں کر کے روانہ ہوا یہ سوار بھی عقب میں چلے شاہزادے
 نے پھر لیت کر نہ دیکھا کہ کون آتا ہے وہ سوار اس خیال سے چلے کہ دیکھیں یہ کہاں جاتے ہیں آیا
 دیو کی طرف جاتے ہیں اور دیوان سے کیونکو پیش آتا ہے کیونکہ یہ تو درویش ہیں بس وہ سوار اس سبب
 سے عقب میں چلے آئے تھے انکو تو راہ میں رہے اب دربار کا حال سننے جب یہ دربار سے چلے
 آئے اور سب سردار اگر دربار میں تھے اُس وقت بادشاہ نے کہا کہ آپ تو کون تھے شاہ صاحب
 کی تقریر سنی اُن کے کلام سے یہ اقربا بت ہوتا تھا کہ کوئی اولاد حمزہ سے ضرور بیان آئے گا
 بس شاہزادہ ایسا ہو گا جو بلکہ یقین نہیں جب حمزہ خود آئے تو اور کون آئے گا اور یہ ملک ایسا ہے
 بھی نہیں کہ کوئی ادھر کا قصد کرے اور شاہد کوئی آیا اور شاہ صاحب کا قول درست نکلا اور
 اُس نے دیو کو قتل کیا تو ضرور میں اُسکا دین قبول کروں گا کیونکہ وہ حسن ہوا اور اُس نے عذاب
 سے نجات دی اور ضرور مذہب اسلام برحق ہے کیونکہ بدست میں خداوند آپ حیات سے
 دعا کر رہا ہوں کہ یا خداوند اُس دیو کو آپ غرق فرما لے مگر خداوند میری دعا قبول نہیں کرتے
 ہیں اور تم نے سنا ہے کہ کس قدر وہ تعریف اہل اسلام کی کرتے تھے ایک مذہم نے یا تو جوڑ کر عرض
 کیا کہ کتنا نچی معاف ہو تو کچھ غلام بھی عرض کرے کہا کہ بیان کر عرض کیا کہ مجھ کو تو یہ درویش نہیں
 معلوم ہوئے ہیں بلکہ اسی خاندان سے ہیں اور مسلمان ہیں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کس قدر مذہب

اسلام اور اہل اسلام کی تعریف کرتے تھے اور پہلے کس تیور سے کہا تھا کہ آپ کی مرضی ہو تو میں اس
دیوے کے پاس عرض میں اس جوان کے جاؤں جب آپ نے اصرار کیا تو خاموش ہو رہے بادشاہ
نے جواب دیا کہ یہ تمہارا خیال خام ہے یقین لائے کہ قابل نہیں ہے انکو کیا ضرور ہے جو اس حالت
سے بہانہ آتے جب کہ وہ لوگ بڑے بڑے ملکوں پر دراندہ گئے تو بہانہ کیا انکو خود تھا جو فقیر ہو کر
ہمارے ملک میں آتے بلا خوف و خطر کیوں نہ چلے آتے، مٹا بلکہ کرتے یہ جو صندل شاہ
نے کہا وہ خاموش ہو رہا بس بہانہ دربار آ رہا ہے یہی ذکر ہو رہے ہیں ہر ایک اپنی اپنی
کے موافق کہ رہا ہے انکو تو اسی مقام پر چھوڑے

اب یہ داستان دفتر تیرنگ قاف میں آتا اور اسد نقاشے تحریر ہوئی اگر جناب منشی صاحب
مالک مطبع نے اس کے ترجمہ کا حکم دیا اور میں نے ترجمہ کیا تو ناظرین و آلامتیں کو نہایت لطف حاصل ہوگا
اور اس وقت ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ کیا کیا نادر داستانیں ہیں بس آدم بر سر قصہ راوی بیان
کرتا ہے کہ جب کو تو ال ہو جب حکم بادشاہ رفیع بھٹیار سے کے دے کو لے کر مع اسکے عزیزوں کے
باہر دربار کے آیا اور کو تو ال میں آکر سب اشیاء اپنے ہمراہ لے کر وطن مسکن دیو کے بردارہ ہوا اور
اُس کے سب عزیز ہمراہ تھے اور روئے جاتے تھے اہل شہر اسکی نام راوی اور جوانی پر افسوس کرتے تھے
جو صاحب اولاد تھے وہ کلیجہ پڑ کر رہ جاتے تھے اور کف افسوس ملتے تھے بعض کی زبان پر یہ کلمہ تھا
کہ یا خداوند آب حیات اس عمر کا درخت بھی نہ برباد ہو یہ تو انسان ہے ابھی اسکی عمر کیا ہے
اُس نے لطف جوانی بھی نہ دیکھا اور رقمہ اجل ہوا بس کو تو ال وہ سب اشیاء لیے ہوئے مع اُس جوان کے وطن مسکن
دیو کے چلا آتا ہے اسکا حال آئندہ تحریر ہوگا

اب شمعہ حال سکندر رستم خوکا بیان ہوتا ہے

سکندر رستم خود کب کو مہینہ کیے ہوئے اسی طرف روانہ ہیں جدھر کا نہ صندل شاہ سے
شنا تھا بقصد مفاہکہ و نو چنگال و براے قصد دیو بد خصال راوی کتا ہے کہ شاہزادے نے وہ
راہ راست بطریق کی اس خیال سے کہ شاید کو تو ال اُس جوان کو لے کر پہنچ گیا ہو اور دیو کا
اقتہ نہ ہوا ہو اسلئے قبل پہنچ جاؤں کہ کو تو ال نہ پہنچے بس شاہزادہ بقدرت پروردگار اپنی خوش
کے موافق اُس صحرا میں پہنچا کہ جہاں کا پتہ سنا تھا دیکھا کہ چار دن طرف لالہ کے درخت لگے ہوئے ہیں
لالہ انہیں لگا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ صحرا میں آگ لگی ہوئی ہے اور ایک طرف ہزار دن درخت گلاب
کے ہیں ان میں گل سرخ کھلے ہوئے ہیں عجیب طرح کا لطف ہے بھینتی بھینتی خوشبو ملتی ہے اب
جو شاہزادے کا دل غ خوش ہوئے معطر ہوا صحرا کی ہوا لگی جسم میں جان نازہ خود کر آئی لہذا غلت کا
اور خوش دل میں پیدا ہوا یہ خیال کیے کہ اپنی منزل مقصد پر پہنچ گئے جس قدر صندل شاہ
نے بیان کیا ہے اُسی قدر باہر سے سو فریق نہیں ہے یہی صحرا ہے کہ جہاں وہ دیونا بکار آدم خود رہتا ہے
اب نگاہ دوڑا کر دیکھنے لگے کہ وہ دیونا مان ہے اور کوہ کس طرف ہے کہ یکا یک نگاہ تری کہ سامنے
ایک کوہ فلک شکوہ ہے کہ از قطع کوہ تا ما کہن کوہ درخت گلون کے لئے ہوئے عجیب لطف دکھاتے
ہیں وہ کوہ فلک شکوہ عروس شب آون بسبب کثرت گلون کے بنا ہوا ہے البتہ اس سے
اس طور سے جاری ہیں کہ جیسے نوارہ سے پانی نکلتا ہے یا سادہ بجاؤں کی جھری ہوتی ہے اس کوہ پر کھانگو

دیکھ کر آدم کو مرگ کو پھیر کر کے چلے جب تک اس صحرا میں پہنچے تھے اس وقت تک وہ سوار بھی چلے آئے برابر گرجب شاہزادہ اُدھر کو اپنی کوہ کی طرف چلا تو یہ سوار رُکے اور باہم کہا کہ یہ شاہ صاحب دیوانے ہوئے ہیں انکو اپنی جان دو بھر دو دہان اُردو میں جاتے ہیں کون اُدھر جائے کوئی ہلو اپنی جان دو بھر نہیں دے کہ ہم کام اُردو میں جا کر اپنے کو ہلاک کریں ان میں چونکے تھے انھوں نے کہا کہ چلو فرار دور سے تماشہ دیکھ لیں کہ یہ جو اُدھر کو جاتے ہیں تو کس قصد سے جاتے ہیں کوئی دیوانہ کو کھانا جائے گا کوئی نہ کوئی امر ضرور ہے جو شاہ صاحب بلا خوف چلے جاتے ہیں یہ جو دو ایک نے کہا جنکے دل ذرا خوف زدہ ہوئے تھے انکے دل بھی اُنکے گئے مئے قوی ہوئے اور وہ سب عقب میں چلے جب چند قدم شاہزادہ چلا تو سامنے سے درخت کوہ نظر آیا اور برابر کوہ کے نیچے ایک چشمہ کہ پانی اُسکا بہت شفاف تھا اور مثل آب گوہر کے چمک رہا تھا اور درختوں کا اُس مقام پر فرعہ تھا ابھی شاہزادہ کی نگاہ اس پر پڑی تھی مہ دیوانے ان سب کو دیکھا تھا مگر ان سواروں نے دیکھ لیا بس دیکھنا تھا کہ یہ حالت ہوئی کہ مارے خوف کے قدم اُٹھ سکتے تھے طائر روح نفس جسم سے قریب تھا کہ پرواز کر جائے بس اسی مقام پر ایک درخت کی اُڑ میں جو کہ بہت تناور تھا مریوں کو روک کر کھڑے ہوئے اور دیکھنے لگے کہ دیکھیں کیا ہوتا ہے انھوں نے دیکھا کہ دیو بیرون درخت ایک چٹان سنگ پر بیٹھا ہے اور اُدھر اُدھر دیکھ رہا ہے یہ تو اسکو پہچانتے تھے یہ سبب خوف کے پوشیدہ ہوئے اُدھر شاہزادہ چلا کہ کیا ایک نگاہ شاہزادہ کی اُس دیو پر پڑی دیکھا کہ زیر کوہ اور ایک کوہ پیدا ہوا اب جو غور سے دیکھا کہ ایک دیو چٹان سنگ پر بیٹھا ہے سر اچھا مانتہ کنبد مرقد ضحاک ہر بال بڑے بڑے ہیں کوتاہ گردن ہر اور تنگ پیشانی قد اور بہت بڑے آنکھیں اُسکی مثل تنور کے روشن ہیں یعنی یہ معلوم ہوئی ہے کہ دور فل رہتے ہوئے ہیں منہ قعر بلا ہر سینہ مثل تختہ کوہ کے ہاتھ مثل قلعہ برکد کے ہیں رنگ اُسکا مثل قیر کے سیاہ ہے بیٹھا ہوا شراب خواری کر رہا ہے ایک پہلو میں چند نیل و چند نیل گاسے وہ دیکھتے ہیں ایسی سڑکتے ہیں کہ ان سے نیلا نیلا پانی بہ رہا ہے اور بوسے بد آ رہی ہے مگر وہ دیوانہ کو کھانا گوشت کھا رہا ہے اور دو ہاتھ مٹی خم شراب کی زطی میں ہاتھ میں زندہ ہر ان خمون سے شراب لیتا رہا ہے چلتا رہا ہے جو صورت اور قد و قامت شاہزادہ سے دیکھا خوف پیدا ہوا سبب یہ تھا کہ ایک تو کم سن تھے دو سرے انھوں نے دیو کو دیکھا بھی نہ تھا بس اندام میں رخسہ پر کیا دل سے کہا کہ وہ پس چل چونکہ تنہا تھا اس سبب سے یہ حالت ہوئی مگر فوراً ہی تو خیال آ گیا کہ اسکو سکندر ایسا دل کس کام کا کہ دیو کو دیکھ کر خوف ہوا بس اگر ایسا ہی دل تھا تو تو یہاں کیوں آیا جو سننے کا نفرین کریگا تو خاندان صاحبقران سے ہو کر اور حمزہ کا پر پوتا ہو کر رہے سو درے اُسے تیرے ہمدانجد حمزہ نے بارہ برس کے سن میں پردہ قات میں جا کر ہزاروں دیو قتل کیے ان پر کیا منحصر ہے تیرے باپ و دادا نے بھی قتل کیے ہیں اور تو دراجاتا ہے یہ خیال دل میں کر کے اور اپنے دل کو قوی کر کے چلے وہ خوف جاتا رہا جبکہ یہ خیال کر لیا کہ اس زندگی سے مرنا بہتری ہو گا کیا دیکھا جائے گا یہ تو اُدھر کو چلے چند قدم چلے تھے کہ انھوں نے سنا کہ وہ دیو کہ رہا ہے کہ اُدھر خداوند ابلیس کیا سبب ہے کہ ابھی تک قندل شاد ہے میری خواہ نہیں بھیجی نہ آدم زاد کو بھیجا معلوم ہوتا ہے کہ اُسے سرکش کر کسی ہر اگر آج نہ بھیجے گا یا اسی طور سے عرصہ کیا کرے گا تو میں ایک دم میں سب کو کھا جاؤں گا

میرے مزہ میں فرق آتا ہوا اسکے عرصہ کرنے سے یہ جو شاہزادہ نے سنا خیال کیا کہ یہ دیو ابلیس پرست ہے۔
مرکب کو تیز کیا اس خیال سے کہ جلد اسکو قتل کرنا چاہیے وہ دیو یہ کہتا جاتا ہے اور شیر اس پر پٹیا جاتا ہے بھی
سر جھکا لیتا ہے بھی اور ادھر ادھر دیکھنے لگتا ہے یہ ذات خدا پر تکیہ کیے ہوئے چلے جاتے ہیں کچھ خوت نہیں ہے
کہ یکایک اس دیو کے کان میں سم مرکب کی صدا جو پوپچی بس دیو نے یہ خیال کر کے کہا کہ شاید
صندل شاہ نے تیری خوراک روانہ کی ہے اور کو تو ال وہ اٹھیا لے کر آگیا بس سر اٹھا کر صحر کی طرف
دیکھا دیو کی نگاہ شاہزادہ پر پڑی دیکھا کہ ایک آدم زاد مرکب پر سوار کیر وے کیڑے پہنے ہوئے
چہرہ مثل آفتاب کے چمکتا ہوا میری طرف بلا خوت چلا آتا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا صفتق میں آفتاب
ہے یا سبزہ زار سے خورشید طالع ہو رہا ہے یہ دیکھ کر اُس نے تمقہ لگا یا اور یہ کہہ کر کہ یا خداوند ابلیس شکر ہے
تیرا کہ تو نے میرے لیے گزرا یہ آدم زاد بھیجا کہ جس کا مثل نہیں ہے اسکا گوشت بہت با ذائقہ
ہو گا میں کمان تک تیری عنایتوں کا شکر یہ ادا کروں یہ کہہ کر سجدہ کیا اور وہ سوار دیکھ رہے ہیں
کہ شاہ صاحب طرف دیو کے مرکب اٹھائے ہوئے چلے جاتے ہیں اور دیو نے انکی طرف دیکھ کر
سجدہ کیا یہ لوگ حیران ہوئے کہ وہ کیا خوب یہ نئی بات ہوئی کہ دیو نے شاہ صاحب کو دیکھ کر
سجدہ کیا صاحب کہاں ہیں کہ دیو دیکھتے ہی مطیع ہو گیا اور سجدہ کیا یہ تقریر باہم کی ہلک دیو کے کلمہ
ان لوگوں نے نہیں سنے ہاں شاہزادہ نے سنے تھے کہ وہ کسی قدر قریب پہنچ گئے تھے اور وہ
دیو نے سر اٹھا کر سجدے سے بہ صراحت بلند کہا کہ آدم زاد بے بنیاد سیاہ سر زندان سفید تو بتا
کہ وہ کون بیرحم تھے کہ تجھ کو ادھر آنے سے نہ منع کیا معلوم ہوتا ہے کہ تجکو صندل شاہ
نے اپنا حمایتی بنا کر یا کوئی فقرہ دے کر میری طرف بھیجا ہے وہ تیرا نہایت دشمن ہے کہ یہ سلوک
اُس نے تیرے ساتھ کیا یا یہ امر ہوا کہ اسکو کوئی انسان آج ہم نہیں ہوا کہ وہ حسب وعدہ میرے
لیے بھیجتا اُس نے تجکو فقرہ دیا خیر تجکو اس سے کیا خواہ اُس نے بھیجا ہو خواہ تجکو میرے خداوند نے میری
خوراک کے لیے یہاں اپنی قدرت سے پہنچایا ہو بس تو خوت نہ کریں تیرے گوشت کے کباب
نہ بناؤنگا بلکہ یوں ہی کھاؤنگا مع مرکب کے اس طور سے کہ دانت بھی نہ لگاؤنگا اسی طور سے
شکل جاؤنگا یہ جو دیو نے کہا اسکی تقریر شاہزادہ نے سنی جواب دیا کہ او نا بکار کیا تو بیہودہ
کہتا ہے اپنی زبان بند کر میں تیری جان کا ملک الموت ہوں تیری روح قبض کرنے آیا ہوں
تو نے بہت مردم آزاری پر کمر باندھی ہے اور بہت شہر صندلیہ کے لوگوں کو پریشان کیا ہے بس
تجکو معلوم ہوا کہ تو کافر ہے اگر اپنی جان کی خیریت چاہتا ہے تو اپنے ہاتھ باندھ کر میری خدمت میں
حاضر ہوا ابلیس پرستی ترک کر خدا کو سجدہ کر اور اس امر کا اقرار کر کہ اب نہ صندل شاہ کو پریشان
کرؤنگا نہ اہل شہر کو بلکہ یہاں سے چلا جاؤنگا اگر میرے کلمے پر عمل نہ کریگا تو جاں سے مارا جائے گا
بس دیو نے شاہزادہ کی تقریر سنے جواب دیا کہ آدم زاد تو بہت چرب زبان ہے اور سخت کلامی
کر رہا ہے نہیں خیریت اسی میں ہے کہ میرے پاس سے چلا جائیں تو میں تجکو کھاؤنگا اب تو تیرا قتل ہے
اور لازم ہوا کہ تو خدا پرست ہے پس میں تجکو کھولتا ہوں تو اس میں آکر گود پر تجکو تکلیف نہ دے
ورنہ اگر میں اپنے مقام پر سے اٹھاؤں اور تجکو پکڑ لیا پھر اسی طور سے نہ کھاؤنگا بلکہ تیرے کباب
بنا کر کھاؤنگا اُس سے زیادہ تجکو اذیت ہوگی شاہزادہ نے یہ سنے جواب دیا کہ او
نا بکار بس اس قدر لانت و گناہ نہ کر تو مجھ سے واقف نہیں ہے میں اُس شخص کا پرہیز کرتا

ہوں کہ جسے دیو غفریت و سمندون ہزار دست کو قتل کیا اور علاوہ اُنکے اور ہزاروں دیو جان سے مارے اور حمزہ صاحبقران زلزلہ قاف ثانی سلیمان لقب پایا میرے ہزاروں نے بھی ہزاروں دیو قتل کیے میرے نزدیک تیری کیا انہل و حقیقت ہو تو میرے ہاتھ سے مارا جائے گا دیو نے یہ سنے جواب دیا کہ کیوں فقرہ دیتا ہو مجھ کو میں اُن لوگوں کے خوف سے قاف سے بھاگ کر یہاں آکر مقیم ہوا اور یہ ہر وقت خوف تھا کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی اُن میں سے آجائے تو یہاں سے بھی بھاگنا پڑے میں اُن لوگوں سے بخوبی واقف ہوں اور پہچانتا ہوں میں حمزہ اور اولاد حمزہ کے خوف سے یہاں آکر مسکن کر رہا ہوں اور آدم زاد یہ شیر اکنا بیکار ہو مجھ کو خوف دلاتا ہو میں تیرے فقرہ میں نہ آؤنگا بس آگاہ ہوں اور خبردار ہوں آدم زاد کہ مجھ کو فرزند ان حمزہ اور حمزہ سے خوف ہو اگر وہ لوگ ہوتے تو شاید میں خوف کرتا میں اُن سب کو بخوبی پہچانتا ہوں تو کیوں مجھ کو فقرہ دے کر خوف دلاتا ہو تو اس خاندان سے نہیں ہو بس اسی میں خیریت ہو کہ میں منہ کھولتا ہوں تو میرے منہ میں کود پڑتا کہ میں تجھ کو نکل جاؤں اپنی جان کو اذیت دے شاہزادہ نے کہا کہ کیا مخرقات بکتا ہو تیری قضا ہی آگئی ہو اس تقریر کا حال معلوم ہوا جاتا ہے دیو نے کہا کہ تو یوں نہ مائے گا مجھ کو یہی امر منظور ہے کہ میں اپنے مقام پر سے حرکت کروں اور تجھ کو پکڑ لاؤں اور تیرے گوشت کے کباب بنا کر کھاؤں خیر میں چاہتا تھا کہ تجھ کو تکلیف نہ ہو نہ تجھ کو اذیت ہو مگر تو منظور نہیں کرتا ہو میں خود آتا ہوں یہ کھل کر اپنے مقام پر سے دیو نے حرکت کی اور اٹھا یہ معلوم ہوا کہ پہلے نے جنبش کی اور ایک ابر سیاہ اٹھ کر طرٹ آفتاب کے چلا اُدھر شاہزادہ نے یہ خود دیکھا کہ دیو نے اپنے مقام سے حرکت کی اُسی مقام پر مرکب کو روک کر کھڑے ہوئے دیو اُدھر سے پہ کھتا ہوا چلا کہ تو نے اگر مجھ کو بڑی تکلیف دی میرے مزے میں خلل ڈالا یہ سب تقریریں سواروں نے شاہزادہ اور دیو کی سنی اور باتم کہا کہ سنا تم نے اُن شاہ صاحب نے کیا تقریر کی بالکل دیو سے خوف کیا اب ہم کو معلوم ہوا کہ یہ خلا پرست ہیں اور اس خاندان سے ہیں کہ جن کی بہادری کا حال ہم سنا کرتے تھے کہ ایک فرقہ خدا پرست پیدا ہوا ہے اُس نے تمام خلائقوں کو باطل کیا ہے اور ہزاروں ملکوں کو تباہ کیا اور لاکھوں بہادریوں کو اپنا مطیع کیا اور بہت سے دیو قتل کیے یعنی حمزہ صاحبقران کی اولاد سے اپنے کو ظاہر کرتے ہیں ہم کو پہلے اس امر میں عجیب تھا کہ ہم کسے درویش ہیں کہ بالکل اُنکے رخ سے تقیر کی علامت نہیں پائی جاتی ہے کسی ملک کے شاہزادے ہیں اس وقت ظاہر ہوا کہ یہ حمزہ عرب کی اولاد سے ہیں دیکھو کس بہادری اور جوا غروری سے دیو سے کھٹک کر رہے ہیں ہم سنا کرتے تھے کہ خدا پرست بڑے بہادر ہیں آج ثابت ہو گیا کہ واقعی جبری ہیں جانیکا بالکل خوف نہیں ہڈا بھائیوں ذرا دیکھو کہ یہ ہیں دیو سے کیونکر مقابلہ کرتے ہیں یہ باہم تقریر کر کے وہ سب اس طرف متوجہ ہوئے اور دیکھنے لگے اُدھر دیو کھتا ہوا قریب شاہزادہ کے آیا کہ او آدم زاد اب بھی کچھ نہیں کیا ہے تو اس امر کا اقرار کر کہ میں منہ کھولوں اور تو اس میں کود پڑ تو میں تیرے کباب نہ بناؤں اور اپنے مقام چلا جاؤں شاہزادہ نے جواب دیا کہ بس اپنی زبان بند کر اور ہزاروں دشنام دین دیو کو بس یہ سنا اٹھا کہ اُس کو بہت غصہ آیا اور نہایت غضبناک

ہو کر چلا اور قریب آ کر اپنا ہاتھ طرف شاہزادہ کے بڑھایا یہ معلوم ہوا کہ ظلمت نے طرف نور کے رخ کیا اور لکھ اور طرف آفتاب کے چلا بس جیسے ہی ہاتھ دیو کا قریب شاہزادہ کے آیا شاہزادہ نے اس چالاکی سے مرکب کو پھیرا کہ اس کے ہاتھ کی زد سے الگ ہو گیا اور مرکب پر سے کود کر اور اس کے بند و بست کو پھر کی سے پکڑ کر جو جھٹکا دیو منہ کے بھل طرف زمین کے چلا شاہزادہ نے بند دست چھوڑ کر ایک طونسہ اس کے پہلو پر رسید کیا دیو کو یہ معلوم ہوا کہ پسلیان میں لٹ گئیں شاہزادہ طونسہ مار کر الگ ہوا دیو طونسہ کھا کر سنبھلا اور یہ کہ مراد مراد دھرم دیکھنے لگا کہ او آدم زاد کو بڑا دل لگی باز رہی جب میں نے تیرے پکڑنے کو ہاتھ دراز کیا تو مرکب کو ہٹا کر میرے ہاتھ کے نیچے سے نکل گیا اور میرا ہاتھ پکڑ کر بھیج لیا کہ میں منہ کے بھل گرے گرے پچا تو نے میرے طونسہ مارا اچھا دل لگی ہو چکی میں ایسی باتوں کو کب خیال میں لاتا ہوں بدن کھائے ہوئے کپ تنگو چھوڑتا ہوں تو چلا کدھر گیا میرے سامنے آ شاہزادہ نے جواب دیا کہ ایک ہی طونسہ میں اندھا ہو گیا میں تیرے رو برو کھڑا ہوں اور لو کہتا ہوں کہ کدھر گیا سامنے تو میں موجود ہوں جو تیرا جی چاہے میرا پناے دیو نے جو طونسہ کھایا تھا تو اسکو شاہزادہ کی قوت کا حال معلوم ہو گیا تھا مگر خیال کیا کہ تو دیو جو وہ انسان ہو وہ تیرا کیا مقابلہ کرے گا یہ دل میں تصور کر کے اپنے سامنے جو دیکھا تو شاہزادہ کو کھڑا پایا بس دیکھنا تھا کہ ایک مرتبہ پھر ہاتھ بڑھایا اب کی شاہزادہ نے جیسے ہاتھ اسکا قریب آیا پکڑ کر جھٹکا دیا جیسے وہ زمین کی طرف چلا اسکی شاخ سر کو پکڑ لیا اور زور کیا اور دیو نے زور کیا کہ شاخ چھوٹ جائے شاخ چھوٹی تو زمین گریہ صدمہ دیو کو پہنچا کہ درمیان سے ٹوٹ گئی دیو نے ایک ہائے کانورہ کیا اور کہا کہ او آدم زاد تو بڑا صاحب طاقت ہے میں باز آیا جاتا ہوں اب یہاں بھی نہ رہوں گا یہ کہہ کر قصد کیا کہ بھاگ جاؤں اور وہ خون جو شاخ سے نکل رہا تھا اسکو چلو میں لیتا تھا اور پی جاتا تھا شاہزادہ نے جواب اسکا یہ قصد دیکھا کہ بھاگنے کا ارادہ رکھتا ہے یہ کہہ کر اس سے لپٹ گئے کہ اب میں بدون قتل کیے ہوئے تنگو کب زندہ چھوڑتا ہوں کہ تو یہاں سے جا کر اور کسی مقام پر ظلم کرے اور لوگوں کو پریشان کرے جب تک تو خدا پرست نہ ہوئے گا اور اسکا اقرار نہ کر لے گا کہ میں اب کسی کو اپنی زندگی بھر تکلیف نہ دوں گا اور تمھاری اطاعت سے باز نہ ہوں گا اسوقت تک میں تنگو زندہ نہ چھوڑوں گا یہ کہہ کر اس سے لپٹ گئے دیو نے بھی دیکھا کہ میں دیو ہوں اور یہ آدم زاد اسکو پیس کر مار ڈال یہ خیال کر کے دل میں کہا کہ یہ جو تو ہے کہ بغیر ممکن ہے بس یہ کہہ کر وہ بھی شاہزادہ سے لپٹ گیا باہم کشتی ہوئے لگی جو بند دیو باندھتا تھا شاہزادہ طول دیتا تھا اور جو بند شاہزادہ باندھتا تھا دیو اسکو رد کرتا تھا بڑے ٹوڑھوڑے ہوتے شاہزادہ بڑی ہوشیاری اور پھرتی سے لڑ رہا تھا اسکی گردن تک اسکا ہاتھ نہیں پہنچتا تھا جب وہ ان پر چھا جاتا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دامن سحاب میں چاند آ گیا مگر یہ اس پھرتی سے نکلتے تھے کہ وہ حیران ہو کر رہ جاتا تھا انکی اسکی کشتی ہو رہی تھی اور ان سواروں نے جو یہ واقعہ دیکھا باہم کہا کہ ہم نے یہ تماشا آج دیکھا اور آج ہی ہم نے انسان کو جو سے مقابلہ کرتے ہوئے دیکھا مگر کس دل دگر کا انسان ہے کہ

کیونکہ دیو سے لڑ رہا کسی طرح کا ہر اس سپرہ پر نہیں تڑکیا باحواس ہر ہمارے تو حواس دیو کو دیکھ جاتے
 رہے تھے اور ہم اس درخت کی آرمین پوشیدہ ہو گئے تھے اور وہ لڑ رہا ہر کیا قدرت خداوند احمیات ہر
 ہم نے دیکھا کہ جب دیو نے ہاتھ دراز کیا تھا تو کس پھرتی سے اُس نے مرکب کو الگ کیا اور کیونکر
 جالا کی سے مرکب پر سے کو دکر دیو کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا کہ وہ منہ کے بھل چلا تھا اور کس جستی سے
 ٹھونسہ مارا یہ پھرتی وہ جالا کی ہم نے سوائے اس جوان کے اور کسی میں نہیں پائی اور کیونکر اسکو
 غصہ دلا کر اب حواس نے کشتی لڑ رہا خداوند آب حیات اس جوان کو دیو پر فتح یاب کرین یہ ہم
 سب کی جان بچانے کے لیے لڑ رہا ہر یہ سوار تو یہ باہم تقریر کر رہے تھے اور تماشا کشتی کا دیکھ
 رہے تھے اُدھر کشتی ہو رہی تھی اب کو تو ال کا حال سماعت فرمائیے کہ وہ جو غلہ اور اس جوان
 فرزند رفیع شہ باز کو لے کر چلا تھا اور سب اُسکے عزیز ہمراہ تھے کو تو ال وہاں آکر پہونچا اور سے
 اُس نے دیکھا کہ چند سوار ایک درخت کی آرمین کھڑے ہوئے ہیں اور اس طرف بغور دیکھ رہے
 ہیں کہ جدھر دیو رہتا ہے یہ جو کو تو ال نے دیکھا اور اُس کے پیادوں نے کو تو ال نے اُن سے
 کہا کہ یہ آج کیا واقعہ ہے یہ سوار کیسے کھڑے ہیں ذرا بے قریب چل کر دریافت تو کریں پھر دیو کے
 پاس چلیں گے اور سب اشیاء اسکو دینگے یہ کہہ کر اُدھر کو سب چلے جب قریب پہونچے تو پہچانے کہ
 یہ تو سوار ملکہ کی ہمراہی کے ہیں اور وہ ہیں جو کہ شاہ صاحب کے ساتھ ملکہ کے باغ سے آئے
 ہیں یہ دیکھ کر کو تو ال اُنکے قریب آیا اور کہا کہ تم لوگ یہاں کیوں آئے ہو اور کیا دیکھ رہے ہو
 اُن سواروں نے بھی کو تو ال کو پہچانا اُنھوں نے کہا کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں اُس نے کہا کہ ہم
 تو غلہ اور سیوہ اور اس جوان کو لے کر آئے ہیں کہ دیو کے حوالہ کریں تاکہ سب اہل شہر اُسکے
 شر سے محفوظ رہیں اور غلا وہ میرے پیادوں کے جو لوگ میرے ہمراہ ہیں اس جوان کے جو
 نو شاہ بنا ہوا ہے عزیز ہیں اور سب الفت سے ہمراہ آئے ہیں تم بیان کرو کہ تم یہاں کیوں کھڑے
 ہوئے ہو اور کیا دیکھ رہے ہو اُنھوں نے کہا کہ کو تو ال صاحب ہم وہ واقعہ دیکھ رہے ہیں جو
 ہم نے آج تک نہیں دیکھا بلکہ سنا بھی نہیں یقین ہے کہ آپ نے بھی نہیں دیکھا ہو گا عجب
 عجیب خیر واقعہ ہے کو تو ال نے کہا کہ کچھ صاف طور سے بیان کرو اُنھوں نے کہا کہ آپ خود ملاحظہ
 فرمائیں کو تو ال نے کہا کہ تم کچھ بیان تو کرو اُنھوں نے کہا کہ سماعت فرمائیے کہ وہ جو شاہ صاحب
 ملکہ کے مہمان ہیں اور ہم اُنکے ہمراہ ہر روز آتے تھے دربار میں اور وہ بھی آتے تھے آج جو دربار
 سے چلے ہم یہ تھے کہ مثل ہر روز کے آج بھی باغ کو جائیں گے جب بیرون شہر آئے تب اُنھوں نے
 باغ کا راستہ ترک کیا اور اس طرف کا راستہ لیا ہم نے منع بھی کیا نہ سنا بلکہ ہم پر خفا ہوئے
 یہاں آکر پہونچے ہم تو دیو کو دیکھ کر خوف سے جان کے اس مقام پر پوشیدہ ہو گئے وہ روبرو
 دیو کے گئے اور اس سے ہم کلام ہوئے بس اُن سواروں نے جو تقریر دیو سے اور شاہ زادہ
 سے ہوئی تھی بیان کی اور کہا کہ اُنھوں نے اس دیو سے کہا کہ میں حمزہ صاحب قرآن کا بیوتا ہوں
 اے کو تو ال صاحب یہ جوان جو کہ فقیر بنا ہوا تھا مسلمان ہے بس دیو سے لڑائی ہونے لگی اور
 سب حال بیان کیا اور کہا کہ ملاحظہ فرمائیے کہ وہ سامنے کشتی ہو رہی ہے یہ جو کو تو ال نے
 سنا حواس جائے رہے اور سب اسنے ہیا دون اور اُن لوگوں سے کہا کہ جو رفیع شہا کی
 کے فرزند کے ساتھ تھے کہ تم نے سنا اور اگر یقین نہ ہو تو دیکھ لو یہ واقعہ بھی قابل دید ہے اور

کہا کہ اُن شاہ صاحب نے بادشاہ سے بھی عرض کیا تھا مگر بادشاہ نے قبول نہ کیا مگر جسے دل وجگر کا
 انسان ہو ہم نے آج تک ایسا انسان نہیں دیکھا ہاں خدا پرستوں کی قوت کی تعریف سُنی تھی یا
 اس درویش کو دیکھا یہ کہ کو تو ال اس طرف دیکھنے لگا اُن سواروں نے کہا کہ ہم کو آج یقین ہوتا
 ہے کہ یہ دیو اس جوان کے ہاتھ سے نہ بچے گا یہ جوان ہم سب پر سے یہ بلا ضرور دفع کرے گا خداوند
 اب حیات اس جوان کو فتح مند کرین انکی وجہ سے بھی یہ دوسرے دن کی رحمت جاتی رہی
 کو تو ال نے کہا کہ مجھ کو بھی یقین ہے کہ یہ سب اشیاء آج میں پھیر کر لے جاؤنگا یہ کہ کو تو ال اس طرف جو
 دیکھا تو کیا دیکھا کہ وہی شاہ صاحب جو بادشاہ کے برابر کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے دیو سے کشتی
 پڑے ہیں اس طور سے کہ کلہ مشست بہ مشست یہ دیکھ کر کو تو ال کو حیرت ہوئی اور سب
 لوگوں کو بھی مگر اب بغور دیکھنے لگے اُدھر دیو شاہزادہ سے لڑ رہا ہے بس یہ لوگ تو ہمہ تن چشم بنے
 ہوئے دیکھ رہے ہیں اُدھر دیو کی لڑنے لڑتے یہ حالت ہوئی کہ سانس پھول گئی قوت نے کمی کی
 بس ایک مقام پر شاہزادہ نے دیو بند باندھ کر اب جو زور کیا دیو سے اسکا ٹوڑ نہ ہو سکا جاؤ
 شاہ چست زمین پر گرا اس طور سے کہ جیسے پہاڑ زمین سے اٹھ کر کبے بڑے زور سے دھماکا
 کہ تمام صحرا ہل گیا اُدھر کو تو ال اور سب پیادے اور وہ سوار اور رفیع شہباز اس کا فرزند اور سب
 لوگ یہ واقعہ دیکھ کر حیران ہوئے اور دم بخود ہو کر رہ گئے اور تعریفیں کرتے لگے اور باہم کہنے لگے
 کہ یہ جوان بہت پر قوت ہے اسکی جہان تک تعریف کی جائے کم ہے یہ اس لائق ہے کہ بہت عزت
 کی جائے اُدھر شاہزادہ نے جو دیو کو چت پایا جست کر کے سینہ پر سوار ہوا اور زانو سے
 سینہ کو دبا کر بیٹھا دیو کو یہ معلوم ہوا کہ میرے سینہ پر پہاڑ رکھا ہوا ہے پسلیاں کھڑکیں
 یہ معلوم ہوا کہ پسلیاں ٹوٹی جاتی ہیں اُدھر شاہزادہ نے دیو سے کہا کہ بتا کیا کہتا ہے دین اسلام
 کے قبول کرنے میں اور میری اطاعت میں اسنے کہا کہ میری ہزار جانیں ایک ایک نوے
 تن ابلیس پر نثار ہوں میں بھی خداوند ابلیس کو بُرا نہ کہوں گا اُن پر لعن نہ کرونگا مجھ کو جان سے
 جانا گوارا ہے ترک نہ ہب کرنا گوارا نہیں ہے یہ کہہ کر چند کلمہ خلاف زبان پر لایا اب تو شاہزادہ
 کو غصہ آگیا ایک کھونسہ جو سر پر بارانغز سراسر اسکا پریشان ہو گیا ہاتھ تباہ کہنی سر میں گھس گیا انھوں
 جلدی سے ہاتھ اپنا لیٹھ کر اور ایک ہاتھ زریز خدان اور ایک بس سر پر رکھ کر جو نشہ کیا
 گردن کو جسم سے کھینچ کر پھینک دیا کہ روح نایاب پھوٹ کر رقص جسم سے نکل گئی اس طور سے
 کہ جیسے طائر اسیر پھیل جاتا ہے جسم اسکا خاک پڑ پڑ کر رہ گیا انھوں نے اس پر بھی اکتفا
 نہ کی ایک پاؤں کو دو لون پاؤں سے دبا کر دوسرے پاؤں کو ہاتھوں سے پکڑ کر مثل کر یاں
 کہنے لگے ایک ہی زور میں چیر کر پھینک دیا اور کھڑے ہو کر جوش میں آکر لڑنے لگا کہ بلند کیا اور
 جھومتے ہوئے اسی حالت میں قوت اپنے کب کے چلے جو کہ یہ جب مرکب پر سے
 کودے تھے تو مرکب کو الگ کھڑا کر دیا تھا مرکب اسیل تھا وہ اسی مقام پر پڑا
 کسی طرف نہ گیا یہ تو اس طرف چلے اُدھر سے وہ سوار اور کو تو ال مع اپنے پیادوں کے
 اور ان سب ستاروں کے جو کہ کو تو ال کے ساتھ اپنے فرند سے ملنے کو آتے تھے کہ ہم
 اس کو اس حد تک پہنچا دیں کہ جہاں دیو رہتا ہے اپنی ہی دیر اور دیکھ لیں یہ صلاح
 باہم کر کے چلے کہ اس جوان کی قدم بوسی کر میں ہاتھ آنکھوں سے لگائیں اور جہاں تک

ہم سے ہو سکے غرت کرین بادشاہ کے پاس بے چلین اُن سے سب حال بیان کرین بادشاہ
 ضرور غرت کریگا کیونکہ اسے بادشاہ کی آبرو بھی اس دیو کے ہاتھ سے بچانی اور جان بھی مع سب عزیز واقارب
 اور سب اہل شہر اور ہمارے فرزند کی جان بچانی بہت باہم صلاح کر کے کہ ہم سب کی جان بچانی ہی ہم بھی قدم بوسی
 کرین تعریفین کرتے ہوئے ادھر چلے شاہزادہ نے جو صدا سننی ادھر کود دیکھا سب کو پہچان لیا
 کہ کو تو الہی اور وہ سوار ہیں جو میرے ہمراہ رہتے ہیں اور وہ لوگ ہیں کہ جس کا فرزند دیو
 کے حوالہ کیا جاتا تھا اور وہ ڈولہ بھی ہے میری طرف سب خوشی خوشی آئے ہیں یہ مرکب کی طرف
 اس خیال سے چلے ہیں کہ اس پر سوار ہو کر ان سے کہوں جب یہ قریب آئیں کہ اگر تم دین اسلام
 قبول کرو اور آپ پرستی ترک کرو اور میری اطاعت کرو تو خیر درمچلے جاؤ اور اپنے بادشاہ
 سے کہدو کہ وہ ہوشیار ہو جائے میں آتا ہوں اگر وہ اسلام قبول کرے گا اور میری اطاعت تو
 خیر ورنہ مثل اس دیو کے میرے ہاتھ سے مارا جائے گا یہ تو دل سے باتیں کرتے ہوئے مرکب
 کی طرف چلے گئے اور وہ لوگ انکی تعریف کرتے ہوئے انکی طرف چلے گئے یہ ابھی قریب مرکب
 پہنچے تھے نہ وہ لوگ انکے پاس کہ پہاڑ کی طرف سے ایک غبار خود بہ خود بلند ہوا اور اس
 غبار نے شعلہ آگ کے پیدا کئے اور رونے کی صدا آرہی تھی وہ غبار بلند ہو کر طرف شاہزادہ
 کے چلا سب نے دیکھا کہ جب وہ غبار قریب شاہزادہ آیا تو ایک برق جھلکی اور ایک پیچہ
 اس غبار سے ظاہر ہوا اور اس جوان یعنی شاہزادہ کی کمر بین پڑا اور ایک بار طر آسمان
 کے بلند ہو گیا شاہزادہ اس غبار کو دیکھ کر سہما تھا کہ پیچہ لے کر بلند ہو گیا جھٹکا جو پہونچا شاہزادہ
 بے ہوش ہو گیا جب شاہزادہ کو پیچہ لے کر بلند ہوا اس غبار سے آواز آئی کہ اے ملازمان
 صندل شاہ داعی سواران ملکہ اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو اس مقام سے واپس جاؤ اور
 شاہزادہ کے حال سے ملکہ و صندل شاہ کو آگاہ کرو اور کہدو کہ اے ملکہ اب تو تمام عمر
 فراق میں اس جوان کے بیقرار رہے گی اور اسے ملاقات نہ نصیب ہوگی اور صندل شاہ
 سے کہنا کہ تیرے حمایتی نے دیو چنگال کو تو قتل کیا مگر دوسری بلا میں مبتلا ہوا بس اگر اپنی
 زندگی چاہتا ہے تو اس کی کچھ فکر نہ کرنا ورنہ پشیمان ہوگا ادھر یہ صدا آئی اور ان سب نے یہ
 واقعہ دیکھا اور صدا سننی بہت اسوس کیا بعد صدا آنے کے وہ غبار بھی غائب ہو گیا اور
 شاہزادہ بھی راوی بیان کرتا ہے کہ اب یہ داستان شاہزادہ سکندر رستم جو کہ دفتر نیرنگ
 قاف میں تحریر ہوئی جو کہ اس دفتر کے بعد ہے اور یہ امر اسی دفتر میں ظاہر ہوا گا کہ یہ پیچہ کیسیا
 تھا اور یہ غبار اور شاہزادہ کو کون لے گیا اور کہاں لے گیا بس ناظرین کی خدمت میں گزارش
 ہے کہ یہ سب حال اسی دفتر میں تحریر ہوگا اگر ترجمہ کی منشی صاحب سے اجازت ملی ورنہ
 میں ناچار ہوں معافی کا خواستگار ہوں بس یہ داستان اب اس مقام پر ترک کی جاتی ہے
 راوی نے کہا کہ جب وہ غبار اور پیچہ اور شاہزادہ غائب ہو گیا وہ سب کے سب گ
 باہم یہ صلاح کر کے کہ اب یہاں ٹھہرنا بیکار ہے چلو بادشاہ سے خبر کرین اور اس حال سے
 آگاہ کرین کو دیو کے مرنے کی خوشی ہوئی کہ اس بلا سے نجات پائی اور عذاب سے
 چھوٹے مگر اس جوان کے یوں غائب ہو جانے کا بڑا صدمہ ہوا یہ خوشی تبدیل بہ غم ہو گئی
 سواران ملکہ نے کہا کہ ہم تو جا کر ملکہ کو اس حال سے آگاہ کرتے ہیں بس یہ کہہ کر وہ سوار

اپنے مکب اٹھا کر طرف باغ کے روانہ ہوئے اُدھر ملکہ شاہزادہ کا انتظار کر رہی تھی اور وزیر زادی سے کہہ رہی تھی کہ آج بڑی دیر ہوئی کہ شاہزادہ دربار سے نہیں آیا خداوند کریم خیر کرے بس ملکہ کو شاہزادہ کے انتظار میں اور سواران ملکہ کو طرف باغ کے چھوڑا جاتا ہوا اور یہ حال بھی دفتر نیرنگ قاف میں گھوڑا ہو گا کہ جب سواروں نے جا کر ملکہ سے حال بیان کیا تو اُس نے کیا اپنا حال کیا اور کوتوال اور سب پیادوں اور دیگر لوگوں کو طرف بادشاہ کے اس خیال میں کہ چل کر بادشاہ کو اس حال سے خبر کریں اور صندل شاہ کو دربار میں رکھا جاتا ہے کہ وہ ابھی تک دربار آراستہ کیے ہوئے بیٹھا ہے اور ان سب کو راہ میں چھوڑا جاتا ہے بس یہ سب داستانیں دفتر نیرنگ قاف میں تحریر ہوئی اگر ترجمہ کی بالبو صاحب کے مطبع سے اجازت ملی اور جب ناظرین ملاحظہ کریں گے تو لطف یابین کے انشاء اللہ تعالیٰ اگر حیات نے وفا کی اور مجھ کو ترجمہ کی اجازت ملی بس اب میں نے اس داستان کو اس مقام پر ترک کیا اور عنان قلم کو میں نے طرف داستان صاحبقران کے منقطع کیا اب میں داستان صاحبقران اور سمندر شاہ کو شروع کرتا ہوں دیگر حالات کے اور یہ داستان اب اس دفتر میں نہیں تحریر ہوگی بلکہ دفتر نیرنگ قاف میں تحریر ہوگی اس دفتر کے کل داستانیں نادر اور عجائب نگار ہیں وہ دفتر اسم باغ میں ہی دفتر نیرنگ قاف ہی ہے جب ترجمہ ہو کر خدمت ناظرین میں پیش ہو گا اور ناظرین ملاحظہ فرمایا کریں گے تو میری بیہودگی اور یادہ گوئی کا لطف اٹھائیں گے والسلام خیر اختتام بموجب مصرعہ کس گوید کہ دوع من ترش است دیگر مشک است کہ بیوید نہ کہ عطار گوید میری اس تقریر کا اس وقت حال ظاہر ہو گا زیادہ کیا عرض کروں اب میں یہاں سے داستان صاحبقران اور دیگر داستانیں تحریر کرتا ہوں جو کہ اس دفتر سے متعلق ہیں پہلے حالات نامہ جاست جو کہ لشکر صاحبقران کے سرداروں نے اپنے اپنے ملک کی طرف تحریر کیے ہیں انکا حال تحریر ہو گا اس کے بعد ان ناموں کا حال جو کہ سمندر شاہ نے تحریر کیے ہیں اُس کے بعد الطاف جادو اور ملکہ ایوان نہ طافی کا حال اور ان سب کے بعد صاحبقران کا مقابلہ سمندر شاہ سے اور اس جنگ و پیکار کا حال تحریر کیا جائے گا و دیگر حالات انشاء اللہ تعالیٰ بتوفیق الہی

اب شمشہ حال اُن ناہوں کا سماعت فرمائیے کہ جو مرتح آفتاب علم نے اپنے بھائی اور اپنے نائب یمن جادو کو تحریر کیے تھے اور انکا مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر اور شکر لے کر اسے مکب روانہ ہونا سمندر یہ کی جانب اور اُس نامہ کا جو کہ قیصر صاف باطن نے اپنے نائب کو جو کہ اُسکی طرف سے طلسم مرآۃ العدم کا حاکم ہے اور اُسکا بھی مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر برائے مکب روانہ ہونا اور اُن سب کا عین وقت پر پہونچنا و دیگر حالات

راوی بیان کرتا ہے کہ تب ملکہ ایوان نہ طافی کو خضران بن عمر ثانی رہا کر کے بہ عیاری پہونچے سمندر شاہ سے لائے گئے تھے اور وہ رخصت ہو کر اور مطیع اسلام ہو کر اپنے ملک کو

اس لیے لکھی تھی کہ میں اپنے عزیزوں اور اہل شہر کو مسلمان کر کے اور لشکر لے کر براے ملک ان کے
آون ورا بھی مقابلہ موقوف ہوا سکے جانے کے بعد لشکر اسلام یہاں اس انتظار میں فروکش ہوا
کہ لشکر کفار میں طبل جنگ بجے تو مقابلہ ہوا اور مقابلہ لشکر صاحب حق ان کے سمندر جادو
کی طرف سے گرد آب شاہ وغیرہ مع پانچ لاکھ ساحروں کے اترے ہوئے ہیں انکو حکم
سمندر جادو کا آچکا ہے کہ جب تک ہم حکم نہ دیں اسوقت تک مقابلہ نہ کرنا یہاں کو یہ
بندوبست ہے پس اسی زمانہ میں مرغ آفتاب علم نے ایک نامہ اپنے بھائی محتاب شتری
خصالت کے نام اور ایک نامہ بنام سیمین جادو اپنے نائب جو کہ طلسم فیروز کا حاکم ہے
روانہ کیا تھا اسکا مضمون یہ تھا کہ یہاں سمندر یہ بر صاحب حق ان اور سمندر جادو سے مقابلہ
ہو رہے ہیں لہذا تم سب کو لازم ہے کہ صاحب حق ان کی کمک کرو یہ وقت کمک ہے بہت جلد
لشکر لے کر آؤ پس یہ نانے ساحر نے کر طرف طلسم فیروز اور شہر شتری کے روانہ ہوئے تھے
چنانچہ جو نامہ برکہ محتاب کے نام نامہ لے کر روانہ ہوا تھا وہ راہ طر کر کے شہر شتری پہنچا
یہاں دربار آراستہ تھا محتاب شتری خصلت تخت پر بیٹھا تھا اور سب سردار اور اراکین
دولت حاضر تھے کہ وہ ساحر صحن بارگاہ میں آکر پہنچا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر اگر صحن
میں اتر کر نامہ بر معلوم ہوتا ہے سب دیکھ رہے تھے کہ وہ نامہ بر آکر مگر آگاہ پر پہنچا مگر کیا دیکھا
وٹنا بجالا یا محتاب نے اشارہ کیا کہ کرسی پر بیٹھو جو بی کرسی رو برو تخت کے پچھلی ہوئی تھی
اس پر سلام کر کے بیٹھ گیا بادشاہ نے پوچھا کہ کتھارا کدھر سے آنا ہوا اور کیا نام ہے اور کس کام
کو آئے ہو اسنے عرض کیا کہ غلام کو ماہر جادو کہتے ہیں میں فرستادہ ہوں آپ کے برادر صاحب
کا نامہ لے کر حاضر ہوا ہوں شہر سمندر یہ سے یہ جو ٹٹنا محتاب شتری خصال نے کہا
کہ برادر صاحب کا مزاج تو اچھا ہے اور آج کل سمندر یہ پر کس ضرورت سے لے گئے ہیں اسنے
تمام حال ابتدا سے بیان کیا اور کہا کہ صاحب حق ان سے اور سمندر جادو سے مقابلہ ہو رہا ہے
میں آپ کے بھائی صاحب نے آپ کو مع لشکر طلب کیا ہے اور یہ نامہ لکھا ہے یہ کیکر وہ
نامہ پیش کیا محتاب شاہ نے وہ نامہ تعظیم کر کے لیا کیونکہ بڑے بھائی کا نامہ تھا دیر کو دیا اسنے
لفافہ چاک کر کے پڑھا جب محتاب شتری خصال مضمون سے نامہ کے آگاہ ہوا دیر سے
کہا کہ میری طرف سے تحریر کر دو کہ میں بموجب حکم عالی مع لشکر حاضر ہوتا ہوں دیر نے یہ لیکر
پیش کیا بادشاہ نے نامہ بر کو خلعت والعام سے سرفراز کیا وہ جواب نامہ لے کر رخصت
ہو کر طرف سمندر یہ کے روانہ ہوا بعد جانے نامہ بر کے بادشاہ نے حکم دیا کہ تین لاکھ ساحر
آمادہ سفر ہوں خیمہ وغیرہ نکالے جائیں ہم کل یہاں سے کوچ کرینگے طرف سمندر یہ کے یہ
حکم دیکر دربار برخاست گیا سب سردار اپنے مقام پر آئے اور اہل لشکر کو سپہ سالار نے
اور ملک افسروں کو حکم شباہی سے آگاہ کیا اسی وقت سب ہر ساحر اپنا بندوبست کر کے دکان
نظام سفر ہونے لگا خیمے و بارگاہیں کوٹنے سے نکالی گئیں اور تخت ہائے سحر بارگاہ
کے ساحر اپنے سحر کو در سحر کرتے لگے اور سواری ہائے سحر طیار کین تین لاکھ ساحر
آمادہ سفر ہوئے کل افسروں نے اپنا سامان سفر کیا اس دن اور اس شب بھر میں
سب سامان درست ہو گیا صبح کو بادشاہ نے جو دربار کیا افسروں نے عرض کیا کہ

سب سامان سفر طیارہ لشکر آمادہ سفر ہوا کیا حکم ہوتا ہے حضور سوار ہوں تشریف لے چلیں یہ سنکے
بادشاہ نے حکم دیا کہ سواری در دولت پر حاضر کی جائے اور اپنے وزیر عطار د جادو کو اپنی
طرف سے شہر کا حاکم کیا اور قریب ایک لاکھ سپاہ کے شہر میں پھوڑی اور خود محل میں تشریف
لے گیا ناموس سے ملا اور سامان سفر سے درست ہو کر براہِ مدہو خزانہ بار کیا گیا بادشاہ یعنی
مہتاب مشتری خصال وزیر کو عدل و انصاف کی تاکید کر کے بارگاہ سے براہ ہوا وہاں
بیرون بارگاہ جو جو افسر جانے کو تھے ہمراہ سب سامان سے کھڑے ہوئے تھے تین لاکھ کا لشکر
ساحرون کا سامان سفر سے درست تھا خزانہ بار تھا جسے و بارگاہ میں ایک طرٹ بار تھیں
جلوس سواری موجود تھا کل افسر حاضر تھے کہ بادشاہ براہ ہوتے سب کا جہاں مہتاب
مشتری خصلت نے سب کا سلام لے کر تختِ سحر پر قدم رکھا سحر جو کیا ابریا قوت رنگ
سر برا کر سایہ نکلن ہوا اُس میں بیزاروں چاند لگے ہوئے تھے صندوقے رہے تھے چاندوں
سے ایسے ضووظا ہر ہوئی تھی کہ گویا اصلی چاندین بارش مروارید ہو رہی تھی تخت پر
گلہ شہ لگے ہوئے تھے جب بادشاہ سوار ہو چکا کل لشکر اور افسر سوار ہوئے لشکر میں
نفیر سحر بھی نقارہ کوچ پر چوب بڑی حکم سواری کے بڑھنے کا ملا بادشاہ نے سب کو
رخصت کیا شہر سے بیرون شہر تشریف لایا لشکر کو طریقہ سے روانہ ہونے کا حکم دیا
بس لشکر نے پرے باندھے اور مہتاب مشتری خصلت تین لاکھ ساحرون کا لشکر لے کر
طرفِ سمندر یہ کے برے ملک صاحبِ حقان روانہ ہوا ہر ایک ساحر سواری سحر
پر سوار تھا کوئی ہنس پر کوئی اثر پر کوئی طاؤس پر کوئی شیر پر کوئی باز پر کوئی تخت
سحر پر کوئی ہنس آتشین پر علم لشکر نصب ہو کہ جن پر تعریف خدا و لغت رسول خدا مرقوم
تھی اور اثر درون پر سے و بارگاہ میں خزانہ وغیرہ بار تھا بس اس انتظام اور جدو بست
میں یہ تو اُدھر کو روانہ ہوا کہ اسکا حال پھر تحریر ہو گا اور نامہ بر جواب نامہ لیے ہوئے
جاتا ہے اب راوی اُس نامہ بر کا حال تحریر کرتا ہے کہ جو سیمین جادو کے پاس نامہ لے کر
فرسخ کا کیا تھا یہاں طلسم بین سیمین جادو مقیم ہے دربار آراستہ ہے سب اہل دربار
مباحران نامدار حاضر ہیں کل لشکر کے افسر دربار میں موجود ہیں کہ وہ نامہ بر پہونچا راہ
طی کر کے صحن بارگاہ میں اترا سب نے دیکھا کہ ایک ساحر ہوا سے زمین پر آیا نسب اسکو
دیکھ کر حیران ہوئے کہ یہ کون ساحر ہے اور کہاں سے آیا ہے کہ وہ مجرا گاہ پر آکر پہونچا مجرا کیا
اور عرض کیا کہ میں آپ کے پاس نامہ لے کر آیا ہوں آپ نے آقا و مالک شاہزادہ فرسخ
آفتاب علم والی طلسم کا انھوں نے آپ کو ایک نامہ تحریر کیا ہے اور وہ آج کل
سمندر سے پر تشریف فرما ہیں ہمراہ صاحبِ حقان کے اور صاحبِ حقان سے اور سمندر جادو
سے مقابلہ ہو رہے ہیں یہ جو اسنے بیان کیا سیمین جادو نے ہنس کر اور خوش ہو کر کہا
کہ کیا میرے آقا اور مالک نے مجھ کو نامہ تحریر کیا ہے نہ ہے نصیب میرے لا وہ
نامہ کہاں ہے بس اُس ساحر نے وہ نامہ نکال کر دیا اسنے سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا
نامہ پر لبو سے دیا خود نامہ کو چاک کر کے پڑھا وہ ساحر روبرو تخت کے گر سی پر بیٹھا
ہے جب مضمون نامہ سے آگاہ ہوا اسی وقت سب اہل دربار کو نامہ سنایا اور خود قلم و

کا غدو بیرے لے کر اپنے ہاتھ سے عرضی لکھی بعد القاب و آداب کے تحریر کیا کہ یہ حقیر سراپا قصیر بموجب
حکم عالی مع لشکر حاضر ہوتا ہوں اور شرف ملازمت حاصل کرتا ہوں اور قد مبوسی صاحب حقان سے بھی بہرہ
مند ہو گا مشتاق زیارت آنحضرت تھا اور بہت کچھ تحریر کیا اسکے بعد اپنا نام تحریر کیا عرضی کو بند
کر کے اس ساحر کو دیا اور خلعت و العمام سے سرفراز کیا وہ اسی وقت جواب نامہ لیکر اور رخصت
ہو کر طرٹ سمندر یہ گئے روانہ ہوا کہ اسکا حال پھر تحریر ہو گا یہاں سیمتن نے افسرون کو حکم دیا کہ بہت
جلد سامان سفر کرو میں کل صبح کو مع لشکر کے اپنے آقا کی خدمت میں روانہ ہو گا دربار بر خاست
کیا افسرون نے اگر بند و بست کیا بل لشکر کو آگاہ کیا کہ یہ وقت سے سامان سفر ہونے لگا بارگاہین
وینچے اثر در ہاے سحر پر بار کیے لئے خزانہ بار کیا گیا صبح تک سب سامان درست ہو گیا
ہر ایک ساحر اپنے اپنے سامان سے چاق و چست ہو گیا بس صبح کو سیمتن جو محل سے نکلا تو
سب سے رخصت ہو کر اور سامان سفر سے درست ہو کر دربار میں آئے ہی افسرون سے
دریافت کیا کہ سب سامان درست ہے انھوں نے عرض کیا کہ بموجب حکم سرکار سب
سامان درست ہے بس سیمتن نے اپنے فرزند ارتاس جادو کو حاکم طلسم کیا اور عدل و انصاف
ورع و یاد پروری کی تاکید کر کے دو لاکھ سپاہیوں چھوڑ کر اور خود تین لاکھ سپاہیوں کو لے کر
مع افسرون کے طرف سمندر یہ گئے ہشتیاق قد مبوسی مرتب آفتاب علم صاحب حقان
کے روانہ ہوا اب اسکا حال بھی آئندہ تحریر ہو گا کہ یہ کس وقت سمندر یہ گئے ہو یا اب
راوی اس نامہ پر کا حال تحریر کرتا ہے کہ چونکہ قیصر صاف باطن کالے کر طرف طلسم مراۃ العدم
کے روانہ ہوا تھا یہاں طلسم میں فیصر کی طرف سے فراست جادو حاکم ہی ہر روز دربار
کرتا ہے کہ وہ نامہ بر آ کر ہو یا در کہ سالار کے عرض کرائی کہ تمھارے بادشاہ کے پاس
میں نامہ لیس کر آیا ہوں مراست جادو کو درگاہ سالار نے نامہ بر کی خبر کی اسنے دربار میں طلب
کیا نامہ بر مجرا و سلام بجا لا کر کرسی پر بیٹھ گیا مراست نے حال دریافت کیا اسنے سب حال
بیان کیا نامہ دیا مراست نے نامہ لے کر آکھوں سے لگایا لافافہ پر بوسہ دیا لافافہ چاک
کر کے نامہ پڑھا مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر اسے جواب میں عرضی تحریر کی کہ یہ غلام مع
لشکر کے حاضر خدمت ہوتا ہے عرضی تحریر کر کے اس نامہ بر کو دی کہ لے جاؤ اور العمام دیا
وہ عرضی لے کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا یہاں مراست جادو نے طیاری لشکر کا
حکم دیا اس طلسم میں ساحر کم ہین غیر ساحر بہت ہین بس اسی دن سے سامان سفر ہونے
لگا کرات نے دربار بر خاست کیا ایک دن اور ایک شب میں سب سامان درست
ہو گیا نیمے وغیرہ بار ہوئے سب سامان ہو گیا دوسرے دن سرداروں نے مراست جادو سے
عرض کیا کہ سب سامان سفر درست ہے بس مراست نے اپنی طرف سے شاہیاز جادو کو طلسم کا
حاکم کر کے اسی دن وہاں سے ایک لاکھ سپاہیوں اور تین لاکھ غیر سپاہیوں کے کہ جس
میں دس ہزار میلوں کے طلسم مراۃ العدم سے طرف سمندر یہ گئے کوچ کیا کوس سفری پر
چوب پڑی فوراً لشکر روانہ ہوا ایک جانب ہملو انان روئین تن کا غول تھا ایک جانب
ساحر دن کا مجمع تھا عجیب تھا اٹھ سے یہ لشکر براے ملک لشکر اسلام جاتا ہے اسکا بھی حال
آئندہ تحریر ہو گا ان کو بھی راہ میں رکھا جاتا ہے

اب حال اس نامہ بر کا تحریر ہوتا ہے کہ جو آفاق شاہ کا نامہ لے کر طرف
آفاقہ کے گیا ہے

راوی بیان کرتا ہے کہ نامہ بر آفاق شاہ کا نامہ لے کر روانہ ہوا یہاں آفاقہ بین وزیر آفاق شاہ
تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ہے سب اہل دربار حاضر ہیں کہ وہ نامہ بر پہنچا در کہ سالار سے
خبر کر کے اندر دربار کے آیا مجرا کیا کر سہی بیٹھنے کو ملی سلام کر کے کر سہی پر بیٹھا نامہ دیا وزیر نے
نامہ پڑھ کر اور نامہ کی تعظیم کر کے مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر عرض کی تھی کہ یہ خاکسار سرایا انکسار
نہست جلد مع سیاہ خدمت خدیو بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے نور تعمیل حکم نقاشین کرتا ہے نامہ
بر کو العام دبیر رخصت کیا وہ تو عرضی لے کر طرف لشکر کے روانہ ہوا یہاں ولایت کے سرداروں
کو طیارسی لشکر اور سامان سفر کا حکم محکم دیا اسی وقت سے سامان ہونے لگا بس دوسرے
دن وزیر آفاق شاہ اپنے تختہ کو حاکم آفاقہ کر کے اور دولاکھ کال لشکر ساحرون کالے کر طرف سمندر
لے روانہ ہوا یہ بھی قطع راہ کرتا ہوا جاتا ہے اسکو بھی راہ میں چھوڑا جاتا ہے آئندہ حال تحریر ہوگا

اب شمعہ حال اس پتلی کا سماعت فرمائیے کہ جسکو سمندر شاہ نے نامہ دیکر
طرف طلسم کنجورہ سلیمانی کے روانہ کیا ہے

بس راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ پتلی زمرہ نامہ سمندر شاہ کا لیکر مثل سرارہ آتش کے دربار
سمندر شاہ سے طرف طلسم کنجورہ سلیمانی کے روانہ ہوئی اور قطع راہ کر کے داخل
طلسم ہوئی چونکہ طریقہ یہ ہے کہ ساحر کے سحر کو طلسم مانع نہیں ہوتا ہے پس اس سبب سے سمندر
نے پتلی اسحر کے ہاتھ نامہ بھیجا تھا کہ اگر نامہ بر جائے گا تو وہ نہ جاسکے گا پس یہاں طلسم میں
کنجور شاہ پر عیش و عشرت حکومت کرتا ہے کسی قسم کا خوف نہیں ہے دربار آراستہ تھہرے
سردار حاضر دربار رکھے اور رکن طلسم کہ یکا یک برقی چمکی اور سب کی چشم خیرگی کرنے لگی
جب وہ بڑی جھک کر سمٹی تو سب گتے دیکھا کہ ایک پتلی زمرہ کی اس کے ہاتھ میں نامہ ہے
سامنے تخت کے کٹری ہے کنجور شاہ نے اس پتلی کو دیکھ کر کہا کہ تو کس کا نامہ لائی ہے وہ زبان
انسانی گویا ہوئی کہ میں نامہ لائی ہوں سمندر شاہ حاکم شہر سمندر سے کا جو کہ متعلق ہے نہ طمانی
کے کنجور شاہ نے کہا کہ لا نامہ دے پس اس پتلی نے نامہ کنجور شاہ کو دیا پس کنجور شاہ نے
نامہ لیکر دیر کو دیا دیر نے لفافہ چاک کر کے نامہ پڑھا پس کنجور شاہ جب مضمون نامہ سے
آگاہ ہوا بہت برہم ہوا اور کہا کہ ہماری طرف سے تحریر کر دو کہ ہمارے بھارے اس قسم کی
دوستی نہیں ہے کہ ہم بھاری ملک کو آئین چاہے دینی مقابلہ ہو چاہے ملکی ہم بیکار کا درد
سر نہیں مول سکتے ہیں ہم کو کیا ضرورت ہے کہ ہم اپنا طلسم ترک کر کے اور لشکر لے کر بھاری
ملک کو آئین اگر تم بھی ہماری ملک کو آئے ہوئے تو ہم بھی ایسا کرتے ہم کو کیا غرض ہے کہ ہم بیکار کو
اہل اسلام سے دشمنی پیدا کریں اور اپنی طرف انکو مخاطب کریں ہم کو ایسی ضرورت نہیں ہے کہ
پرائے قصبہ میں بول کر اپنے سر بلا خرید کریں اور اپنے کو آفت میں ڈالیں فرض کر دو کہ ہمارے
بھارے ایسی ہی حد کی دوستی اور ملاقات ہوتی تو کیا مضائقہ تھا ہم کسی سردار کو کچھ لشکر لے کر

روانہ کرتے جب کہ ہمارے تمھارے دور کی صاحب سلامت ہو کو اتنی سی دوستی پر ہم یہ نہیں کر سکتے کہ
 اتنا بڑا قصہ مول لین یاں جب اہل اسلام ادھر کو آئیں گے تو دیکھا جائے گا ہم مقابلہ کر لین گے اور ہم سے
 یہ نہیں ہوگا کہ ہم ان پر لشکر کشی کر کے آئیں اور ایسے دشمن تو ہی پر کہ جن لوگوں نے ہزاروں طلسم برباد
 کر دیے اُنکے نزدیک طلسم کا برباد کرنا کوئی امر دشوار نہیں ہو پس میں تمھاری کمک کر کے اپنے طلسم
 کو بھی برباد کراؤں یہ مجھے اے بہن ہوہ سے اس امر کی امید نہ رکھو میں صاف طور سے تم کو جواب
 دیتا ہوں اور یہ جو تم نے تحریر کیا ہے کہ عنقیب میں ہی آنے والا ہوں تو میں اس امر کو منع نہیں کرتا
 ہوں یہ کچھ بھی تمھارا ہی بیان آنے کو کوئی مانع نہیں ہو اور جب تم ہمارے پاس اگر گناہ لو گے اور
 اس وقت کوئی تم سے مقابلہ کرے گا تو ہم جواب دے لین گے اس امر کی ہم سے بالکل امید قطع
 کر دو کہ ہم لشکر لیکر تمھاری کمک کو آئیں یہ محال ہے آئندہ تم کو اختیار ہو والسلام کھوڑی تحریر کو
 بہت خیال کرو پس اسی قدر دوستی کو کفایت جائے کہ میں تمھارے بیان آنے کو منع نہیں کرتا ہوں
 اور نہ میں اپنے مقام سے آسکتا ہوں کیونکہ میں مطیع حکم ہوں اور جس امر کی بابت مقابلہ ہے یعنی
 نہ حسب کی بابت خداوند خود ان سے سمجھ لین گے میں مطیع حکم خداوند ہوں یاں اگر نہ طاق سے میرے
 نام کوئی حکم آتا تمھاری کمک کی بابت تو میں ضرور تمھاری کمک کرتا یہ جواب لکھو اگر اور
 اغیار میں بند کر کے پتلی کو دیا اور کہا کہ سمندر شاہ کے پاس لے جایاں گے نامہ کا جواب
 پس اس پتلی نے نامہ بجزور شاہ کے ہاتھ سے لیا اور مثل شہزادہ کے دہان سے روانہ ہوئی اسکا
 حال آئندہ تحریر ہوگا بعد جائے اس پتلی کے بجزور شاہ نے اپنے اہل دربار سے کہا کہ کیوں میں نے
 جواب ٹھیک تحریر کیا مجھ کو کیا ضرورت ہے کہ بیکار درد سر مول لون اور خدا پرستوں سے عداوت
 پیدا کروں اگر وہ ادھر نہیں آتے ہیں تو ضرور آئیں یہ بالکل خلاف عقل ہے اہل دربار نے عرض کیا
 کہ حضور نے بہت معقول جواب دیا راوی بجزور شاہ کا حال پھر تحریر کریں گا جب موقع ہوگا
 اس راوی اس پتلی کو راہ میں چھوڑتا ہے کہ جواب نامہ لیے ہوئے طرف سمندر شاہ کے روانہ ہو

اس راوی پیام بر کا حال تحریر کرتا ہے کہ جو حکم سمندر شاہ کے نامہ لے کر طرف

اشفاق جادو برادر آفاق جادو کے روانہ ہوا ہے

راوی بیان کرتا ہے کہ پیام بر حکم سمندر شاہ تخت پر سوار ہو کر طرف قہر اشفاق قہر کے روانہ
 ہوا راہ طے کر کے شہر تین پہونچا یہاں اشفاق شاہ کی طرف سے اس کا وزیر حاکم شہر تھا
 پیام بر جادو جب دربار میں پہونچا خبر کوئی کہ میں وزیر صاحب کے پاس سمندر شاہ کا نامہ
 لایا ہوں انھوں نے اپنے وزیر اشفاق جادو کو نامہ تحریر کیا ہے وزیر جادو وزیر اشفاق شاہ نے پیام بر
 جادو کو دربار میں طلب کیا اپنے تخت پر اشفاق شاہ کو غایا ہو چکا کہ وزیر اعظم کہاں
 ہیں وزیر جادو نے کہا کہ وہ تو ملک ارجوا قہر کے پہونچے ہیں کیونکہ اشراق شاہ نے
 کئی برس سے خراج نہیں دیا تھا اور سرکشی پر مگر کئی تھی اسکی تنبیہ کو لے ہیں کہ خراج لون
 اور سرکشی کی سزا دون اگر نامہ لائے ہو تو ہم کو دو پیام بر جادو سے جواب دیا کہ مجھ کو حکم ہے
 کہ سوا کے اشفاق جادو کے کسی دوسرے کو نامہ نہ دینا اگر اپنے ملک میں نہ ہو
 جس ان ہو وہاں جا کر نامہ دینا پس میں ارجوا قہر کو جاتا ہوں اسی مقام پر اُنکو نامہ دینا

آپ کو نہیں دے سکتا ہوں وزیر جادو نے کہا کہ تم کو اختیار ہے پس یہ شکر پیام بر جادو وزیر جادو سے
 رخصت ہو کر اور دربار سے باہر آ کر طرف احراقیہ کے روانہ ہوا وہاں اشفاق شاہ مع لشکر کے مقابل
 احراق جادو کے پڑا ہوا ہے ابھی مقابلہ نہیں ہوا ہے نامہ و پیام ہو رہا ہے کہ پیام بر پہنچا دیکھا کہ دو
 لشکر ساحرون کے مقابلہ میں اترے ہوئے ہیں پیام بر جادو نے خیال کر کے دیکھا کہ کون سا لشکر
 اشفاق شاہ کا ہے پس اُس نے دیکھا کہ ایک لشکر تو شہر کی طرف فروکش ہے اور ایک اُس کے مقابلہ
 میں پس اُس نے خیال کر لیا کہ یہ جو لشکر طرف شہر کے فروکش ہے احراقی شاہ کا ہے دو سر لشکر
 آفاق شاہ کا ہے پس پیام بر جادو لشکر اشفاق شاہ میں آیا دیکھا کہ ساحرون کا لشکر ہے
 اُس نے بھی لشکر اشفاق شاہ کو نہیں دیکھا تھا نہ ان لوگوں نے پیام بر کو پس یہاں بارگاہ
 میں اشفاق شاہ بیٹھا ہوا تھا سب سردار لشکر حاضر تھے دربار گاہ پر پہنچا خبر کرائی کہ پیام
 بر جادو سمندر شاہ کے پاس سے نامہ لیکر آیا ہے پس یہ خبر جب اشفاق شاہ کو ہوئی اُس نے
 طلب کر لیا پیام بر ساتھ اشفاق شاہ کے پہنچا مگر کیا کر سکیں گے کو ملی سلام کر کے
 بیٹھا اشفاق شاہ نے کہا کہ بادشاہ کا مزاج کیسا ہے اور آج کل کیا رنگ ہے اور اہل اسلام
 سے کیا ٹھہری وہ مہم سر ہوئی یا نہیں پیام بر نے عرض کیا کہ ابھی تو اسی طور سے مقابلہ
 ہو رہا ہے میں غمشاق نہ طاقی آئے تھے انھوں نے مقابلہ کیے وہ بھی عیاروں کے ہاتھ سے
 مارنے لگے انکی بہن ملکہ ایوان نہ طاقی اُنکے بعد آئیں ان سے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہوئے
 بڑے مہم کے پڑے انھوں نے لڑائی فتح کر لی تھی مگر عیاروں نے عیاری ایسی ایسی کی کہ وہ بھی
 باری گئیں ہوئیں انکی وزیر زادی بھی لگی اور لشکر تباہ ہوا وہ بادشاہ سے منحرف ہو کر اپنے شہر کو چلی
 گئیں کھین گریاد شاہ نے اُنکو طلب کر کے بہت کچھ نصیحت کی مگر انھوں نے نہ مانا آخر کو بادشاہ
 کو ان پر غصہ آیا اب کی بھائی صاحب کا ایسا واقعہ ہوا کہ جیسے انھوں نے خواجہ شالست سے اقرار
 کیا تھا ویسے ایوان نے بھی اقرار کیا تھا جان سے جانا گوارا کیا مگر اقرار سے پھر نہ مانا گوارا کیا چنانچہ
 ان پر بھی بہت ظلم ہوا بادشاہ کا اور بہت بے عزتی کی لیکن اب تو سمندر شاہ جو جو کہ عالی
 خاندان ہیں ان سب پر ظلم و ستم کرتے ہیں ظلم و جور پر کسی ہر چنانچہ اُنکے قتل کا انتظام ہوا
 خیران بن عمر ثانی اُنکو بھی لقمہ نانہ بن کر رہا کر کے گئے سمندر شاہ کو بڑا صدمہ ہوا انھوں
 بھی یعنی ملکہ ایوان نے اہل اسلام کی اطاعت کی جب بادشاہ کو خبر ہوئی تو اُنکے ملک غلام
 و تاراج کرتے گئے لیے حیران جادو کو مع اسٹی ہزار ساحر دن کے روانہ کیا ہے اور جس دن سے
 کہ آپ کی بھائی صاحب کا واقعہ ہوا اس دن سے آپ نے بھی آنا ترک کر دیا خیر آپ تو ہم
 سرکار پر رہتے ہیں خوب حیلہ ہے مگر لطافت جادو بھی نہیں آتے تھے انھوں نے غلامت
 کا حیلہ کیا تھا چنانچہ جب ملکہ ایوان کی طرف سے بادشاہ کو ناامیدی ہوئی تو مستحلاق وغیرہ
 کی رائے سے الطاف جادو کو طلب کیا کہ وہ براے مقابلہ جائیں چنانچہ انھوں نے غلامت
 کا غدر کیا بادشاہ کو فقرہ معلوم ہوا انکی گرفتاری کا حکم دیا یہ خبر اُنکو بھی ہوئی اس طور سے
 حکم دیا تھا کہ اگر کل صبح کو الطاف جادو دربار میں نہ حاضر ہو تو اسکا ٹھکانہ لوٹ لیا جائے
 وہ اسیر کیا جائے پس یہ خبر سننے انھوں نے مکر کیا اور کہلا بھیجا کہ غلام کل صبح کو حاضر ہوگا
 دوسرے یہاں بھی کسی کو یہ امر گوارا نہ تھا کہ اتنے بڑے معزز کی بے عزتی کی جائے

کوئی مدارک نہ کیا وہ سب کو مع ناموس و کل عزیزوں و مال و اسباب کے مکان کو ترک کر کے نکل
 گئے خبر بھی نہ ہوئی جب صبح ہوئی بادشاہ کو خبر ہوئی بہت افسوس کیا تا راجی مکان کا حکم دیا بس
 اب سمندر شاہ نے معزز لوگوں کی بے عزتی پر کمر کسی ہر ایک ناراض ہو راوی نے کہا ہر
 کہ جو کچھ سمندر نے ملکہ ایوان نہ طاقی و الطاف کے ساتھ ادا کیا وہ بے مردانہ اور
 آبرو لینے کی فکر کی تھی سب پیام بر جا دوئے روبرو شفاق کے بیان کی اور نامہ نکال کر شفاق
 کو دیا شفاق نے نامہ ہاتھ میں لیا اس کے اوپر بوسہ دیا خود پڑھا بعدہ دیر سے اہل و رب کے
 روبرو پڑھوایا جب سب مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے مگر جب سے زبانی نامہ بر کے سمندر شاہ
 کی حرکتیں سنیں ہیں اور یہ معلوم ہوا کہ اس نے ظلم و تعدی پر کمر کسی ہر جو کہ ذی عزت ہیں انھیں کی
 آبرو کا خواہش نگاہ ہر انکو ذلیل کرتا ہر بہت افسوس ہوا اول تو جب سے آفاق شاہ پر وہ
 ستم ہوا ہر اسی زمانہ سے یہ برخاستہ خاطر تھا یہ حال سنکے اور صدمہ ہوا جو کچھ خیال تھا وہ بھی
 بھاتا رہا اور سمجھ لیا کہ اب دربار سمندر شاہ میں جانا بالکل بیکار ہر وہاں اب کوئی عزت نہ
 ہوگی سوائے ذلت کے وہ دربار اس لائق نہیں رہا کہ کوئی آبرو دار جائے بادشاہ کی بربادی
 کا زمانہ آگیا مگر یہ مصلحت وقت اس نامہ کے جواب میں عرضی اس مضمون کی تحریر کی کہ اس
 خاکسار نے آپا انگسار کو نامہ حضور فیض گنجور ملا تھا درجہ شرف حاصل ہوا یہ سب آپ کی
 عزت افزائی اور غلام نوازی ہر کہ سرکار فیض آتا اس خاکسار کو بدین الفاظ یاد فرماتے ہیں
 میں کہاں تک حضور کے ان غلام نوازیوں کا شکر یہ ادا کروں مجھ کو خود حضور کی قدیموسی کا عرصہ سے
 اشتیاق تھا مگر یہ غلام ناچار تھا کیونکہ جب سے حضور سے رخصت ہو کر اپنے ملک کی طرف آیا
 ہوں ایک زمانہ تک تو اپنے ملک پر بادشاہوں سے مقابلے رہے جب ان سے مہلت ملی باقبال
 خداوند تو اور مہمات کی طرف متوجہ ہوا چنانچہ جب سے اس وقت تک اتنی مہلت نہ ملی کہ حاضر
 خدمت ہو کر شرف ملازمت حاصل کرتا اور سب حالات سے اپنے ولی نعمت کو آگاہ کرتا نامہ
 بر سے دریافت فرمایا جیسے گا کہ میں اسکو اپنے ملک پر نہیں ملا بلکہ ملک احراقیہ پر مقابلہ احراق شاہ
 آرا ہوا تھا کیونکہ اس نے سرکشی بر کمر کسی ہر اور کئی سال سے خراج نہیں دیا ہر بس اس کی تنبیہ لازم
 تھی میں اس کے ملک پر لشکر لے کر براے تنبیہ کیا اس نے بھی میرے آنے کی خبر پا کر قصد مقابلہ
 لشکر روانہ کیا اور خود بھی بیرون شہر آکر میرے مقابلہ میں آتا چنانچہ اشتہار جنگ دیا جا چکا ہر بیرون
 مقابلہ ہوئے والا ہر میں اسی بند و بست میں مصروف تھا اور ہوں کہ حضور کا حکم نامہ پہنچا اور اسکو
 پڑھ کر اس کے حکم قضائیم سے آگاہ ہوا بس میں اس مقابلہ کو ترک کر کے اور لشکر یہاں سے لے کر
 اور غلہ کا بند و بست کرتا ہوا حاضر ہوتا ہوں سرکار دولت مدار لشکر لے کر براے مقابلہ اہل اسلام
 شریف لے جائیں قبل ورود حضور فیض وجود یہ خاکسار وہاں پہنچ جائے گا سرکار اس عاجز
 کی طرف سے اطمینان رکھیں بلکہ درجہ ملک راہ میں اس خاکسار کو ملیں گے ان ملکوں کے
 بھی حاکموں کو اس حال سے آگاہ کر کے اپنے ہمراہ لیتا آئے گا زیادہ حدادب واجب بود
 عرض نمود الہی آفتاب دولت تابان و درخشان بادیہ مضمون تحریر کر کے وہ عرضی اس
 ساحر کو درسی اور انعام دیا اور زبانی بھی اس سے کہا کہ میں کل ضرور یہاں سے مع لشکر کے
 کوچ کرونگا سب بند و بست راہ میں کرتا ہوا برسر اہل اسلام پہنچتا ہوں جو تم نے واقعہ

دیکھا ہوا اور میری زبان سنائی بادشاہ سے عرض کروینا میں اسوقت نامہ تحریر کر کے احراق شاہ
 کو اس حال سے آگاہ کرتا ہوں اور مہلت طلب کرتا ہوں یہ تحریر کرونگا کہ مجھ کو بادشاہ نے مع
 لشکر کے یاد کیا ہوا اور بہت تاکید ہو لہذا میں وہاں جاتا ہوں جب وہاں سے مہلت ملے گی
 تو تم سے آکر مقابلہ کرونگا وہ یقین ہے کہ منظور کرے گا میں یہاں سے کل رات ہی روانہ ہوں گا
 یہ کہہ کر دیر سے کہا کہ ایک نامہ بنام احراق شاہ اس مضمون کا تحریر کرو کہ ہمارے تمہارے
 پر سون مقابلہ کا دن تھا اور تم بھی سامان جنگ میں مصروف تھے اور ہم بھی ہم کو تمہاری
 جنگ کا اشتیاق تھا مگر چندہ ہر حال میں ناچار ہو رہے کہ وہ زیادہ جو کہ درمیان میں کچھ ہزار دن آئے
 واپس سے گذرا ایک دن باقی رہا تھا مگر قسمت نے کمی کی ابھی ابھی ایک فرمان واجباً لکھ کر
 ہماری سرکار فیض انار یعنی سمندر شاہ کا جسکی طرف سے میں تم سے مقابلہ پر موجود ہوں
 صادر ہوا اور اسکا مضمون یہ ہے کہ سرکار نے اس حقیر کو مع لشکر طلب فرمایا ہوا اور بہت تاکید
 ہو لہذا میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں کل صبح کو یہاں سے طرف بادشاہ کے مع لشکر کوچ کر جاؤنگا
 بس تم بھی شہر کو واپس جاؤ جب میں وہاں سے مہلت پاؤنگا تو پھر آکر تم سے مقابلہ
 کروں گا میں اب یہاں قیام کر نہیں سکتا ہوں اگر قیام کرونگا تو مقبوضہ نہر کا رہونگا لہذا اطلاع
 تم کو تحریر کیا یہ نہ خیال کرنا کہ بسبب خوف کے یہ فقرہ کر کے چلے گئے اگر یقین نہ ہو تو کسی
 کو بھیج کر دیکھ لو کہ نامہ بر موجود ہے میں کسی سے خوف نہیں کرتا ہوں زیادہ کیا تحریر کروں یہ
 لکھوا کر اور اپنے لشکر کے ایک ساحر کے ہاتھ وہ نامہ روانہ کیا اور پیام بر سے کہا کہ تم پھر
 رہو دیکھو کہ وہاں سے کیا جواب آتا ہے بس اگر وہ قبول کرے تو خیر میں کل یہاں سے کوچ
 کروں اگر نہ منظور کرے تو جو وہ جواب دے میں تم سے کہہ دوں اور اپنی مجبوری ظاہر کروں تاکہ
 عتاب شاہی سے محفوظ رہوں پیام بر نے کہا کہ اچھا وہ تو وہاں کھڑا دیکھو وہ ساحر کہ
 جسکے ہاتھ اشتقاق نے احراق کے پاس نامہ روانہ کیا تھا نامہ لے کر طرف لشکر احراق کے
 چلا وہاں احراق شاہ بارگاہ میں بیٹھا ہوا ہے سب سردار حاضر ہیں یہی ذکر ہو رہا ہے کہ پرسوں
 مقابلہ ہو گا دیکھیے کیا ہوتا ہے بہت بڑے ساحر سے مقابلہ ہو لشکر بھی اسے ہمراہ کثیر ہے کہ وہ
 ساحر دربار گاہ پر پہنچا اپنے آنے کی خبر کرائی در کہ سالار نے آکر عرض کیا کہ اشتقاق شاہ
 کے پاس سے ایک ساحر نامہ لے کر آیا ہے احراق شاہ نے کہا کہ اسکو بھیج دو بس در کہ
 سالار نے کہا باہر آکر کہ دربار میں جاؤ طلب کیا ہے بس وہ ساحر نامہ لے کر اندر گیا یہاں
 احراق شاہ سرداروں سے کہہ رہا تھا کہ نہ معلوم اشتقاق شاہ نے کس امر کی بابت نامہ
 تحریر کیا ہے کہ نامہ بر پہنچا اگر محرا کیا اور نامہ دیا احراق شاہ نے نامہ دیکھ کر دیا اسنے پڑھا جب
 احراق شاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہوا تو راجواب تحریر کر آیا کہ جو پھر آپ نے تحریر کیا
 بہت بجا اور درست ہے میں آپ کو کاذب نہیں جانتا ہوں جو دریا قسٹ حال کے لیے
 کسی کو روانہ کروں بس اگر آپ کی نہیں خوشی ہے تو میری بھی یہی خوشی ہے آپ شوق سے
 لشکر لے جائیے وہاں سے آکر مقابلہ فرمائیے گا میں بھی کل شہر کو چلا جاؤنگا جب
 آپ کو مہلت ہو اس وقت مقابلہ کو تشریف لائے میں ہر وقت موجود ہوں راوی
 نے بیان کیا ہے کہ احراق شاہ نے بدین سبب منظور کر لیا کہ وہ تو مقابلہ نہیں کر سکتا تھا

جس نے اس امر کو غنیمت جانا اور اپنی جان بچائی اس کو نصیب تھا کہ اصر مقابلہ ہوا اصر میرے لشکر نے
 شکست کھائی نہ میں سحرین مقابل ہوں نہ لشکرین صرت زبان کی پابندی کے سبب سے
 مقابلہ کو موجود ہوا تھا یہ جو اسکو نا مسہ ہو بچا اور آگاہ ہوا دل میں بہت خوش ہوا کہ جان بچی
 اب جب یہ آئین کے اسوقت دیکھا جائے گا اسوقت کو اس بلا کو ٹالوا اپنی جان بچا و بس یہ
 سوچ کے جس نے یہ تحریر کر لیا تھا جب یہ جواب تحریر ہو چکا اس نامہ کو دیا وہ جواب لیکر باہر
 آیا اور اپنے لشکر کی طرف روانہ ہوا یہاں اہل دربار سے احراق شاہ نے کہا کہ خوب خداوند
 تصویر نے خریف سے جان بچائی میں کسی طور سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اور نہ کر سکتا ہوں
 مگر صرت اس خیال سے کہ پانچ سال کا خراج دینا پڑے گا زکثیر خزانہ سے نکل جائے گا پس
 مقابلہ پر آمادہ ہوا تھا اگر ظفر ہو تو روپیہ مار لیا تھا اور میری حکومت بھی خود سر ہو گئی تھی اگر
 شکست ہوتی روپیہ دے کر اس بلا کو دفع کرتا پس اب تو اسی طور سے کچھ دنوں کو دفع ہو گئی
 یہ جو احراق شاہ نے کہا سب نے کہا کہ خوب ہوا پس یہاں تو یہ تقریر ہو رہی تھی اصر
 اس سحر نے جواب نامہ لے جا کر اشتقاق شاہ کو دیا اشتقاق شاہ جب جواب سے
 آگاہ ہوا تو اس سحر یعنی پیام بر سے کہا کہ اے پیام بر جادو اب تم جافرین بھی کل یہاں
 سے کوچ کرو نگاہیں وہ سحرانی وقت رخصت ہو کر طرف شہر سمندر کے روانہ ہوا یہاں
 اشتقاق شاہ نے لشکر کو سفر کے بند و بست کا حکم دیا جب وہ دن گذرا اور یہاں سب
 بند و بست ہو گیا پس شب کو اشتقاق نے سب کو دروں اور اہل لشکر کو جمع کیا اور
 کہا کہ اے بھائیوں آگاہ ہو کہ میں نے تم کو اس لیے جمع کیا ہے کہ تم سب نے سنا ہو گا کہ
 سمندر شاہ نے میرے بھائی آفاق شاہ کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ جو ایک ادنیٰ بھی کسی
 اپنے عزیز اور ملازم کے ساتھ نہیں کرتا اور جو خیر خواہیان میرے بھائی نے بادشاہ کے
 ساتھ کین وہ سب پر ظاہر ہیں انھیں کے سبب سے یہ حکومت قائم ہوئی ورنہ سمندر
 میں یہ لیاقت نہ تھی کہ وہ اپنی بڑی حکومت حاصل کرتے اور ان سب شاہوں کو اپنا
 تسلیم اور خراج گزار بناتے یہ صرت میرے بھائی کی تدبیر تھی اسکا عیوض بادشاہ نے
 ان کے ہمراہ کیا کہ جو اظہر من الشمس ہے اس دن سے میں نے وہاں کا جانا ترک کیا
 اسی سبب سے میں نہیں کیا اور نہ جاتا ورنہ جاؤ مگرتے یہ بھی سنا ہو گا کہ جو سلوک اس
 بادشاہ میں بادشاہ نے اور لوگوں کے ساتھ کیا ہے کہ جو جو ذی عزت و صاحب آبرو ہیں انکی
 آبرو کے ذریعہ میں اور ذلیل کرتے ہیں چند بدعاشوں نے بادشاہ کو ایسا کچھ فرمایا
 کہ وہ ان کے گنہگار سے نہیں سمجھتے ہیں بس وہ جو کہتے ہیں بادشاہ مان لیتا ہے وہ ذی عزتوں
 دشمن ہو رہے ہیں جو جو خیر خواہ اور خیر اندیش ہیں اور ملک حلال ہیں انکو نکال
 دیتے ہیں پس ایسی حالت میں وہاں جانا بیکار ہے اور جب کہ بادشاہ قدر دانی نہ
 کرے اور اسکو خیال اسے خیر خواہوں کا نہ ہو تو کیا ضرور ہے کہ اسکو اور بہت تعزیت اہل
 سلام کی کی اور کہا کہ وہ لوگ بہت قدر دان ہیں خصوصاً صاحب قرآن اور بادشاہ
 ہماروں کی عزت کرتے ہیں اور خیر خواہوں کی تمنا یہست درجہ تعزیت کرتے ہیں
 بھائی صاحب کی کس قدر عزت کی گئی ملکہ خزانہ کو کیہ روشن تن و سہرے چادر

کی جو عزت و آبرو وہاں ہو وہ کبھی سمندر شاہ کے یہاں نہ تھی اور نہ ہوتی بس میں اب صاف صاف کہتا ہوں کہ میں نے سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی اور اہل اسلام کی دوستی اور اطاعت پر کسی میں سمندر شاہ کے پاس جا کر اپنی بے آبروئی بھی نہ کرونگا یہ امر بخوبی ظاہر ہو چکا ہے کہ اگر حکومت کا برقرار رہنا کسی صورت سے ممکن نہیں ہو ضرور سمندر شاہ قتل ہو گا بس جو جو اسے ہمراہ ہونے والے وہ مارے جائیں گے اور انکا گھر بار تاراج ہو گا اور اس اعلیٰ میں بھی اہل اسلام کا ڈنکا بجے گا دین اسلام رواج پائے گا بس جو انکی اطاعت کرے گا وہ اچھا ہے گا اگر ان ہمراہی میں مارا جائے گا مرتبہ عالی پائے گا بس میں تم سب سے کہتا ہوں کہ جس کو میرا ساتھ ہو وہ میرے ہمراہ لشکر اسلام کی طرف چلے اور جس کو نہ منظور ہو وہ سمندر شاہ کو جائے میں سمندر شاہ کے پاس نہ جاؤنگا بلکہ کل صبح کو لشکر کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے ملک کو جاؤں وہاں بھی سب کو اس امر سے آگاہ کرونگا بس جو میرا ساتھ دے گا وہ میرے شہر میں رہنے والا ہو گا جو ساتھ نہ دے گا اسکو شہر بدر ہونے کا حکم دوںگا اپنے ملک و لشکر سے نکال دوںگا کوئی اہل شہر و اہل لشکر پر منحصر نہیں ہوگا اگر میرا عزیز بھی ہو گا اسے ساتھ بھی یہی برتاؤ کرونگا تقریر اشفاق شاہ نے سب کے روبرو بیان کی اور یہ ظاہر کیا کہ میں نے سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی چونکہ اشفاق شاہ کے سردار و اہل لشکر سمندر شاہ کی حالت میں سن کے برخاستہ نظر ہو رہے تھے اور اہل اسلام کی قدردانی سن سن کے خوش ہوتے تھے مگر اشفاق شاہ ان سب سے بہت اچھی طور سے پیش آیا تھا اس سبب سے ناچار تھے اگر کوئی ان کا افسر ہوتا ضرور یہ سب سے سبب لشکر سے نکل جائے مگر اشفاق کی رفاقت ترک کرنا خلاف جانتے تھے اس سبب سے ساتھ دے رہے تھے جب یہ تقریر سن کر ہر ایک خوش ہو کر اور ایک زبان ہو کر جواب دیا کہ الناس علیٰ دین ملوکم بس اب بادشاہ آگاہ ہو جائے کہ ہم سب آپ کے ہمراہ ہیں ہم کو سمندر شاہ سے کیا مطلب ہم نے آپ کو شک کیا یا نہیں جہاں آپ وہاں ہم جو طریقہ آپ کا وہ ہمارا جسکی آپ نے اطاعت کی ہے اسکی اطاعت کی ہم کو سمندر سے کیا غرض ہم سمندر کو کیا جانیں آپ کے سبب سے اسکی عزت و آبرو کرتے تھے ورنہ ہم اسکو اپنا بادشاہ لب خیال کرتے تھے ہم تو آپ کو اپنا افسر اور سرپرست جانتے تھے اور جانتے ہیں اگر آپ نے اہل اسلام کی اطاعت کی اور وہ ہم سب اختیار کیا اور سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی اور تصویر پرستی کی ہم نے تو آپ سے پہلے ترک کی یہ امر ضرور ہے کہ جہاں آپ کا پسینہ کرے گا وہاں ہمارے خون کرائیں گے ہم اپنی جانیں حضور سے نہ عزیز کریں گے یہ جو سرداروں و اہل لشکر نے اشفاق شاہ بہت خوش ہوا اور ان سب سے کہا کہ اپنے اس راز کو افشاء نہ فرمیں میرا یہ قصد ہے کہ میں یہاں سے اپنے شہر کو جاؤں اور یہی تقریر اپنے کل عزیزوں اور اہل شہر اور اپنے وزیر و اہل لشکر سے کہوں دیکھوں وہ کیا جواب دیتے ہیں اگر انھوں نے انکار کیا تو اسوقت پھر سب کو میں نکال دوںگا ایسی حالت میں نساذ ضرور ہو گا اس وقت ستم لوگ میری ملک کرنا اور اگر ان سب نے بھی مثل میرے اور سمجھا رہے ہیں میرے کہنے پر اور میرے خیال کے موافق اقرار کیا تو خیر ان سب سے کہنا کہ بہت خوب

بس اشفاق شاہ نے سب سرداروں اور اہل لشکر کو انعام کا امیدوار کر کے اور بہت تعریف ان کی کر کے کہ آپ لوگوں کے سبب سے میری حکومت ہو اور میں اس سے زیادہ تر آپ لوگوں کے امید رکھتا ہوں رخصت کیا اور یہ حکم دیا کہ صبح کو سب سامان درست ہو کہ میں یہاں سے کوچ کر جاؤں بس اسی وقت سے سب سامان کھولنے لگا اسباب وغیرہ سب اتر دربار سے سحر پر بار کیا کیا دن سے بندوبست تھا کیونکہ جب نامہ سمندر شاہ کا آیا تھا اسی وقت اشفاق نے سامان سفر کرنے کا حکم دیا تھا اور سامان سفر درست ہو گیا تھا جو کچھ باقی تھا وہ اس وقت بندوبست ہو گیا اب صرف اخیرہ وغیرہ باقی رہ گئے ہیں وہ صبح کو بار ہو جائیں گے بس سب نے سامان درست کر کے اپنے اپنے مقام پر آرام کیا اشفاق شاہ نے اپنے خیمہ میں آرام کیا راوی نے بیان کیا ہے کہ اشفاق شاہ دکل سرداران اشفاق شاہ نے و اہل لشکر نے خواب میں اسی شب دیکھا کہ ایک مرد بزرگ باریش سفید نقیہ لباس زیب تن کیے ہوئے اور چہرہ بہت نورانی اُنکے ہمراہ بہت سے مرد بزرگ مریضوں کے ہیں تشریف لائے اشفاق شاہ اور سب سرداروں و اہل لشکر سے فرمایا کہ آگاہ ہو کہ زمانہ ادبار سمندر شاہ آگیا اور طلسم نہ طاق بھی برباد ہو گا دین تصویر پرستی کوئی مذہب نہیں ہے سوائے خدا پرستی کے اور سب دین باطل ہیں بس جو مذہب اسلام کو اختیار کرے گا اسکے لیے بہشت ہو اور جو کافر رہے گا وہ نار جہنم میں جلا یا جائیگا بس جو خدا پرستوں کی اطاعت کرے گا اُسکا بڑا مرتبہ ہو گا وہ قتل و غارت سے بچے گا اور جو سمندر شاہ اور اہلوان تاجدار کا ساتھ دے گا وہ قتل بھی ہو گا اور غارت بھی اور اُسکا مقام دوزخ ہی بس آگاہ ہو کہ یہاں سے لے کر نہ طاق تک اہل اسلام کا قبضہ ہو گا اور دین اسلام کا ٹنکا بجے گا بس تم سب کو اور کل باشندگان سمندریہ و نہ طاق کو اگر اپنی زندگی و آبرو درکار ہے تو دین اسلام اختیار کریں اور سمندر کی رفاقت ترک کریں کیونکہ وہ کافر ہے ورنہ اختیار ہی یہ مقام ضرور تباہ و برباد ہو گا جو اہل اسلام کے ساتھ مارا جائے گا و شہید کلائے گا تبہ عالی پائے گا اور بہت سے کلمہ نصیحت کے کہ انجام یہ ہوا کہ اُسی عالم خواب میں اُن درویش وضع ہوئے مع اشفاق شاہ کے کل اہل لشکر کو مسلمان کیا اور طریقہ اسلام سے آگاہ کیا اور ایک کاغذ اشفاق شاہ کو دیا کہ اس طور کی عمارت اپنے شہر میں اُن اُن مقاموں پر بنا کہ جہان جہان شکوہ ہیں اور انکو منہدم کر دو اس عمارت کا نام مسجد ہو اور اس امر کا اقرار لے لے کہ صاحبقران کی ملک کو لشکر لے کر جاؤ یہ سب امر تعلیم کر کے لفظوں سے پوشیدہ ہوئے یہاں تو یہ خواب اشفاق شاہ وغیرہ نے دیکھا اور اسی شب کو شہر اشفاق قبیہ میں کل اہل شہر اور اُس لشکر نے جو کہ وہاں برے حفاظت تھا اور عزیزان اشفاق شاہ و دوزیر اشفاق شاہ و اہل محل نے بھی دیکھا بلکہ اُن لوگوں نے یہ بھی دیکھا کہ ایک بڑا سا میدان ہر وہاں لاکھوں بلکہ کروڑوں آدمی ہیں لاکھوں آدمی ایسے ہیں کہ اُنکے جھون میں سانپ و عقرب لٹکے ہوئے ہیں بلوق آتشیں و زنجیر ہائے آگ میں گرفتار ہیں اور ہزاروں حبیب قدرت کے لوگ گرز آتشیں سے انکو اذیت دے رہے ہیں اور ایک طرح کو پیچھے لیے جاتے ہیں وہ لوگ فریاد کر رہے ہیں مگر زنگی کوئی فریاد رسی نہیں کرتا یہ لوگ دیکھ کر ڈر گئے اور خوف زدہ ہوئے دریافت ہو گیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب کافر ہیں اور یہ سب ادیان باطلہ کے پرستار

تھے کوئی زمرہ پرست ہر کوئی لات پرست کوئی تصویر پرست بس انکو سزا دی گئی ہو کہ انھوں نے
 حالت کفر میں قضا کی اور اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں بس اس کفر و کافری اور
 اپنے خدا کے نہ پہچاننے اور اپنے پیدا کرنے والے کی نہ بندگی کرنے کے اور اس کے ماننے والوں
 سے مقابلہ کرنے اور لٹکے گئے پر نہ عمل کرنے کی یہ سزا ہو کہ اس عذاب سے داخل دوزخ لیے
 جائے ہیں تاکہ اپنے کردار کی سزا پائیں اور آتش جہنم سے جلیں اور جھجھون لے دیں اسلام
 اختیار کیا اور اہل اسلام کی اطاعت کی اور اپنے پیدا کرنے والے کو پہچانا اور کفار کے
 ہاتھ سے قتل ہوئے وہ وہ لوگ ہیں جو کہ ساتتے سبزیاس پہنے ہوئے ہمراہ حوروں کے
 طرف بہشت کے جاتے ہیں خوشی خوشی بس جو خدا پرست ہو گا اور اہل اسلام
 کی اطاعت کرے گا اُسکایہ مرتبہ ہو اور جو کافر رہے گا اور اہل اسلام سے مقابلہ کرے گا
 اُسکو یہ سزا ملیگی بس یہ سب کے سب یہ واقعہ دیکھ کر خوف زدہ ہوئے اور ڈر گئے اور باہم لگے
 لگے کہ ہم سے تو آگ میں نہ جلا جائے گا اور ان مرد درویش سے کہا کہ ہم تو اس عذاب
 کی برداشت نہ کر سکیں گے انھوں نے جواب دیا تھا کہ پھر اطاعت اہل اسلام کرو اور
 دین اسلام قبول کر دو یہ جو انھوں نے سنا تھا اُس عالم خواب میں یہ سب بھی ممکن
 ہوئے تھے راوی نے بیان کیا کہ اہل شہر و عزیز شفاق شاہ و وزیر شفاق شاہ
 بس جب صبح کو ان سب کی اپنے اپنے مقام پر آنکھ کھلی اور رات کے خواب کا خیال
 آیا کانپ گئے اور اسی وقت یہ قصد کر لیا کہ جب موقع ملے یہاں سے نکل چلو اور
 اہل اسلام کی اطاعت کرو راوی کہتا ہے کہ کل اہل شہر و اہل لشکر و عزیزان شفاق شاہ
 مع اہل محل اور وزیر و سرداروں کے ہر ایک پر لادہ رکھتا تھا مگر ایک نے دوسرے کو اس
 حال سے آگاہ نہ کیا تھا کہ شاید اسنے نہ دیکھا ہو اور اُسکا یہ قصد ہو تو خرابی ہو ہمارے
 حال سے وہ آگاہ ہو بس جب موقع پائیں گے چلے جائیں گے وزیر جادوئے جو کہ
 حاکم شہر ہر طرف سے شفاق شاہ کے یہ قصد کیا تھا کہ سب کو جمع کر کے یہ حال
 بیان کروں مگر اس خیال سے کہ عزیزان بادشاہ و دیگر سردار موجود ہیں کہیں ایسا نہ ہو
 اس حال سے آگاہ ہو کر حجب و قتل کر دیں تو یہ آرزو میرے دل میں رہ جائے کہ میں
 اہل اسلام کی ہمارا ہی بین جنگ کروں کفار سے بس راوی نے کہا ہے کہ اسی سبب
 سے وزیر جادو و خاموش ہو رہا مگر ہر وقت اس امر کا خیال ہو کہ یہاں سے نکل چلے
 راوی کہتا ہے کہ وزیر سے لے کر اور کل عزیز و اہل محل و اہل شہر تک سب اسی خیال
 میں مصروف ہیں اور ہر ایک وقت کا منتظر ہو وہاں جب صبح کو شفاق شاہ بیدار ہوا
 اور سب امور ضروریہ سے فراغت کر چکا برآمد ہوا خیمہ سے یہاں سب اہل لشکر آمادہ
 سفر تھے سب بادشاہ کے برآمد ہونے کے منتظر تھے کہ شفاق شاہ نے برآمد ہو کر
 سواری طلب کی محنت حاضر کیا گیا بس شفاق شاہ سوار ہوا اور خیمہ و غمرہ
 سب اندرون پر بار کے لئے شفاق شاہ نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا بادشاہ نے
 اپنے خواب کا حال بیان کیا اہل لشکر نے بس اسی وقت شفاق جادو کل لشکر
 کو اس طرف شفاق فیہ کے روانہ ہوا جب شفاق لشکر کو لے کر چلا گیا احراق جادو

اپنے لشکر کو لے کر داخل شہر ہوا اور خوشی خوشی باطنیان حکومت کرنے لگا اور شفاق شاہ راہ طر
 کر کے داخل شدہ شہر ہوا اور میر جادو کو خبر ہوئی وہ جمع کل اہل شہر اور اہل لشکر کے استقبال کر کے شہر
 میں لے گیا لشکر اپنے مقام پر آئرا اُس دن تو شفاق شاہ نے دربارہ کیا کہ تھکا ہوا راہ کا تھا
 دوسرے دن دربار کیا اور جب سب حاضر دربار ہوئے بس شفاق شاہ نے وزیر کو حکم دیا
 کہ آج شہر میں منادی کی جائے کہ کل سب اہل شہر اور کل ہمارا لشکر و کل عزیز اور کل ملازم و
 سردار حاضر ہوں ہم کل کچھ حکم سنائیں گے اگر کوئی نہ آئے گا وہ سزا پائے گا یہ حکم میرا عام ہے
 و مرد سب حاضر ہوں ساخر و غیر ساخر باشندے و مسافر تک بس وزیر نے بموجب حکم بادشاہ منادی
 کرادی چارچی نے ہر گلی کو چہ بین پھر کر سب کو اس امر سے آگاہ کیا ہر طرف چرچا ہونے لگا کہ
 نہ معلوم کیوں بادشاہ نے طلب فرمایا ہو دیکھو کیا حکم سناتے ہیں یہاں شفاق شاہ نے
 جو بزاروں کے ذریعہ سے کل اپنے عزیزوں کو طلب کیا اور کل اہل دربار کو جمع کیا اور ایک
 محفل تخلیہ آراستہ کی اس میں سمندر شاہ کی خدمت اور اسکے نظم و ستم کی حالت اور اہل اسلام
 کی قدر دانی اور لیاقت کی تعریف کی اور اپنا خواب دیکھنا اور دین اسلام کی تعریف بیان
 کی اور خواب کی حالت یہ جو سب عزیزوں اور سرداروں نے اور وزیر نے سنا جواب دیا کہ
 آپ نے بہت بجا ارشاد کیا ہم سب نے بھی یہی خواب دیکھا ہے بس ہر ایک نے اپنے
 خواب کی حالت بیان کی اور عرض کیا کہ ہم لوگ اس فکر میں تھے کہ اگر موقع ملے تو یہاں
 سے نکل جائیں مگر اب معلوم ہوا کہ آپ کا بھی یہی قصد ہے پس ہم سب آپ کے ہمراہ ہیں
 ہم سب کئی دن ہوئے کہ اس تصویر پرستی کو ترک کر چکے ہیں اور اہل اسلام کی اطاعت
 اور دین اسلام کے مطیع ہو چکے ہیں یہ جو سب نے کہا شفاق شاہ بہت خوش ہوا
 اور کہا کہ میں نے اسی سبب سے کل اہل شہر کو کل جمع ہونے کا حکم دیا ہے یہی حال ان سے
 بیان کرونگا اور صاف صاف طور سے کہہ دوں گا کہ جو سمندر شاہ کی رفاقت نہ ترک کرے
 خواہ میرا عزیز ہو خواہ ملازم خواہ اہل شہر سے میرے شہر سے نکل جائے ورنہ میرے ہاتھ
 سے ذلیل ہو گا یہ حکم دے کر بس جو میری اطاعت کرے گا وہ میرا دوست ہو اور میں اس کا
 دوست ہوں جو اسکے خلاف کرے گا میں اس کا دشمن ہوں اور آگاہ ہو کہ یہ نقشہ جو کہ میرے
 پاس موجود ہے اسی عالم خواب میں ان مرد بزرگ نے مجھ کو دیا تھا اور کہا تھا کہ مسجد کا نقشہ
 ہے بس اسی طور کی مسجد میں ان مقاموں پر کہ جہاں بتکدہ تھا اسے شہر میں ہوں بنوادینا
 پس میں کل ہی ان سب آتش کدوں اور بتکدوں کے منہدم ہونے کا حکم دوں گا اور مسجدوں
 کے تعمیر ہونے کا یہ جو بادشاہ نے کہا سب خوش ہوئے اور ہر ایک نے اپنے دل
 میں کہا کہ بدو نہ کسی قسم کی زحمت کے ہم سب کی مراد برآئی کہ بادشاہ نے خود ہم سے
 دین اسلام اور اطاعت اہل اسلام کے اختیار کرنے کی خواہش کی بس ہر ایک کی یہی
 مراد تھی سب نے یہ خوشی شفاق شاہ کے کہنے کو قبول کیا اور خوشی خوشی اپنے
 اپنے مقام پر آئے اور بادشاہ بھی خوش ہوا اور سب کی بہت تعریف کی اور داخل
 محل ہوا جب وہ دن اور شب گذری صبح کو سب اہل شہر و اہل لشکر و عزیز و اقارب
 اگر میدان وسیع میں جمع ہوئے کوئی ایسا نہ تھا کہ نہ آیا ہوا لاکھوں آدمیوں کا جمع تھا بس

جب اشتقاق شاہ کو معلوم ہوا کہ سب اکو جمع ہوئے ہیں بس بادشاہ اس مجمع میں آیا سب نے
 بادشاہ کو مجراد سلام کیا بس بادشاہ نے بندی پر جا کر پہلے ان سب کی تعریف کی اور کہا کہ آپ
 لوگ یہ فرمائیے کہ میں نے آپ کے ساتھ کیا کیا برائیاں کیں اور کس طور سے میں آپ کے ساتھ
 بیش آیا آیا میں نے عدل و انصاف سے حکومت کی یا لوگوں پر اور رعایا پر ظلم و ستم کیا بس
 جو کچھ میں نے کیا ہو بیان فرمائیے اور فرمائیے کہ آپ لوگ مجھ سے خوش ہیں یا ناخوش بس
 صاف صاف بیان فرمائیے یہ جو اشتقاق شاہ نے کہا بس سب نے پہلے اشتقاق شاہ کی
 بہت تعریف کی اور کہا کہ نہ آپ تھے ہم پر بھی ظلم کیا نہ ستم روا رکھا رعایا پروری اور انصاف گستری
 کے ساتھ برتاؤ کیا اور حکومت کی اور ہم سب پر آپ نے اس طور سے شفقت و مہربانی
 کی کہ جیسے پدر شفقت اپنی اولاد پر کرتا ہے بس ہم کیونکر تو بیان کریں کہ آپ نے ہم پر ظلم و ستم کیا
 اور ہم آپ سے ناخوش ہیں آپ آگاہ ہوں کہ ہم لوگ کیا ادنیٰ اور کیا اعلیٰ اور کیا طفل اور کیا
 جوان اور کیا پیر اور کیا عورت سب خوش ہیں اور ہم سب کی یہ دعا ہے کہ جب تک یہ دنیا
 قائم ہے اس وقت تک آپ ہم سب غلاموں کے سروں پر قائم اور سلامت رہے اور اسی طور
 سے ہم سب پر مہربانی فرمائے یہی بلکہ ہم سب کی یہ خواہش ہے کہ جہاں پر خدا نخواستہ آپ کا
 پسینہ گرے وہاں ہم سب اپنے خون کو عزیزہ کرین بلکہ آپ کے قدم پر اپنی جانیں نثار کریں یہ
 جوان سب نے ایک زبان ہو کر کہا بادشاہ نے کہا کہ مجھ کو آپ لوگوں کی ذات سے یہی امید تھی بلکہ اس
 سے زیادہ بس یہ کہ بادشاہ نے سمندر شاہ نے ظلم و بدعت کی حالت اور اسکے مشیروں کی
 کیفیت اور غری غریوں کے بے عزت کرنے کی حالت اور جو جو ظلم اس نے خیر خواہوں اور فادانوں
 پر کیے تھے سب بیان کیے اور وہ حالت و کیفیت جو کہ سمندر شاہ کے سہراب جادو اپنے
 سپہ سالار و ملکہ غزالان کے ساتھ کی اور وہ حالت جو کہ آفاق شاہ کے ساتھ اور ملکہ
 ایوان نہ طاقی کے ساتھ کی اور انکی خیر خواہی سب بیان کی اور صاف طور سے کہہ دیا کہ میں
 نے سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی کیونکہ وہ ظالم ہے اور ناقد ہے اسکے بعد اپنے خواب کی
 حالت اور نقشہ کے ملنے کی کیفیت خواب میں اور تعریف دین اسلام و مذمت دین تصویر
 پرستی اور تعریف اہل اسلام و انکی اطاعت پر کربانہ دینا اور دین اسلام کی اطاعت کرنا
 اور سمندر شاہ کے نامہ آنے کی کیفیت اور اپنا جواب تحریر کرنا اور سب کو اس حالت
 سے آگاہ کر دیا کہ میں یہاں اس قصد سے آیا ہوں کہ آپ سب کو بھی مسلمان کر لوں تو پھر
 اہل اسلام کی ملک کو جاؤں بس جو مجھ کو دوست رکھتا ہو اور میرا دوست ہو وہ میرے گھر پر
 عمل کرے اور اہل اسلام کی اطاعت کرے اور دین اسلام کو قبول کرے ورنہ میرے شہر سے
 نکل جائے اس امر کے نہ قبول کرنے پر میرے شہر میں آئے ورنہ میرے ہاتھ سے اذیت
 ملے گا میں نے اسی سبب سے سب کو جمع کر کے آگاہ کر دیا بس ہر ایک کو اپنے فعل
 کا اختیار دین کسی بہتر نہیں کرتا ہوں یہ جو بادشاہ نے کہا سب نے خوش ہو کر جواب
 دیا کہ ہم سب نے آپ کے لئے یہ عمل کیا اس وقت سے سمندر شاہ کی اطاعت
 ترک کی اور مذہب تصویر پرستی کو ترک کیا دین اسلام اختیار کیا اور اطاعت اہل
 اسلام کو قبول کیا کیونکہ ہم کو آپ ایسا بادشاہ عادل اور منصف نہ ملے گا قبول کئے الناس

علی دین ملوک ہمیں جواب کا مذہب و طریقہ یہ وہ ہمارا بھی لاوی نے کہا ہر کہ سب کا قبل سے یہی نشان تھا
اور سب اسی فکریں تھے کہ کوئی سبب ایسا پیدا ہو کہ ہمارا بادشاہ بھی اہل اسلام کی اطاعت کرے
اور سمندر شاہ مرتد کی اطاعت ترک کرے کیونکہ یہ لوگ تو اسدن سے کہ جب سے خواب
دیکھا تھا مطیع اسلام ہو چکے تھے اور اسی فکر میں تھے کہ موقع ملے تو ہم یہاں سے چلے جائیں پس
جب بادشاہ نے یہ سب اظہار کیے سب نے خوش ہو کر بادشاہ کے کہنے کو قبول کیا اور سب
خوش ہوئے پس اسی وقت اشتقاق شاہ نے داروغہ عمارت کو طلب کر کے حکم دیا کہ سب
بتکدہ کہ جہاں جہاں تصویریں ہیں خداوند باطل نہ طاق کی انکو منہدم کر کے اس اس مقام پر
مسجد بنواؤ اس حکم میں غریب نہ ہو اور ہر سون کل لشکر طیار رہے ہم یہاں سے طرنا لشکر
اسلام کے برائے لکھا سفر کریں یہ حکم دے کر اشتقاق شاہ نے مجمع کے برہم ہونے کا
حکم دیا اور خود یہاں سے خوشی خوشی اپنے مقام پر آیا اور ہر ایک ادرقی و اعلیٰ خوش خوش
اپنے گھر آیا اور ہر ایک کی مراد برآئی اور ہر ایک نے اسی قصد کو نسخ کیا کہ یہاں سے چلے
جائیں پس جس طور سے رہتے تھے اس شہر میں اسی طور سے مقیم رہے اور داروغہ نے
حاکم تمام بتکدہ کہ جہاں جہاں تصویریں ہیں سب منہدم کر کے اور بنا مسجدوں کی بموجب
نقشہ کے ڈالی اور لشکر میں بندوبست سفر ہونے لگا راوی نے بیان کیا ہر کہ اس کے
باشندوں میں سے اور لشکر اشتقاق شاہ کے دہزار آدمیوں نے دین اسلام نہ اختیار
کیا نہ سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی بلکہ باہم یہ صلاح کی ایک مقام پر جمع ہو کر کہ بادشاہ
مرتد ہو گیا کہ اسنے اپنا دین آہائی ترک کیا اور اپنے ہمراہ سب اہل شہر کو بھی مرتد کیا اور
نہک حرامی پر کمر کسی سمندر شاہ ایسا کوئی بادشاہ نہ ہو گا بس ہم کو یہ بھی نہ گریں گے کہ اپنا
مذہب ترک کریں ہم نے یہاں کار ہنا اور اشتقاق کی لازمیت ترک کی اور ہم تو طرف
سمندر شاہ کے جاتے ہیں اور اس حال سے آگاہ کرتے ہیں یہ جو باہم صلاح کی سب نے
اس رائے کو پسند کیا اور وہاں سے اسی دن شب کو کوچ کیا اور فرار ہو کر طرف سمندر
کے روانہ ہوئے راہ میں کہا کہ ہم سے نہ دیکھا جاتا نہ سنا جاتا کہ شہر میں مذہب اسلام کے
طریقہ جاری ہوں اللہ اکبر کی خدا بلند ہو ہمارے معا بدھود سے جائیں راوی نے کہا
ہر کہ ان سب کے قلب نہایت سیاہ تھے انکے دلوں پر سے نہک کفر نہ گیا کھانا لے
مقدور میں نار و دھخ میں جلنا لکھا تھا بس یہ دہزار آدمی تو طرف سمندر سے اسی حالت
کفر میں روانہ ہوئے کہ امکا حال پھر تحریر ہو گا یہاں جب سب طور سے اشتقاق شاہ
کو مطمئن ہو گیا اور سب اہل شہر اور اہل لشکر و عزیز و اقارب و سردار مسلمان ہو چکے
اور کسی قسم کا بادشاہ کو خوف نہ رہا اور دہبار کے سب کو دیکھ لیا اور مسجدوں کی بنا بھی پڑ
گئی بس تین لاکھ سلاخروں کا لشکر لے کر اور غلہ کا بعد و بست کر کے اور اپنے وزیر و وزیر جو
کو اپنی طرف سے حاکم شہر کر کے عدل و انصاف و رعایا پروری کی تاکید کر کے طرف
لشکر اسلام کے کوچ کیا کہ اسکا ذکر آئندہ ہو گا اور یہاں وزیر حاد و خوش خوش
حکومت کرتا ہوا اور سب اہل شہر خوش ہیں یہ ملک بھی اسلام آیا ہو گیا ایک
اشتقاق شاہ کا حال آئندہ تحریر ہو گا اب راوی ملکہ الیوان نہ طاقی کی حالت تحریر

کرتا ہے کہ اُس نے اپنے ملک میں جا کر کیا کیا اور حیران جادو کی کیفیت یہ ہے کہ وہ جو لشکر لے کر
برائے غارت شہر ایوانیہ پہ حکم سمندر کیا تھا اُسکی حالت تحریر ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ
اُسکے بعد اور حالات قلم بند ہونگے

اب شمعہ داستان ملکہ ایوان عطاتی کی اور کیفیت حیران جادو کی قلم بند ہوتی
ہی ناظرین ملاحظہ فرمائیں

بس راوی نازک خیال اس قصہ کو یوں حوالہ قلم عجائبات رقم کرتا ہے اور شہب کلک کیوں
میدان مدعا میں جولان کرتا ہے کہ جب ملکہ ایوان نہ عطاتی مطیع اسلام ہو کر اور صبا حبقران و
بادشاہ سے رخصت حاصل کر کے اس قصد سے کہ میں اپنے عزیز دن اور اہل شہر اہل لشکر
کو مسلمان کروں اور لشکر لیکر برائے ملک آؤں کیونکہ اب بہت بڑا معرکہ طرک کا سمندر شاہ سے
طرف ایوانیہ کے روانہ ہوئی تھی اور اُس پہاڑ پر سے موتی لے کر کہ جہان رکھ دیا تھا ایوانیہ کو
راہی ہوئی تھی قطع راہ کر کے داخل شہر ہوئی اُسکے داخل شہر ہونے کی کسی کو خبر نہ ہوئی کیونکہ
یہ تنہا تھی اسکے ہمراہ نہ لشکر تھا نہ سیاہ تھی کہ اُسکے آنے کی خبر سب کو معلوم ہوئی نہ کسی کو اس
حال سے خبر تھی کہ بلکہ اس طور سے سمندر یہ کوئی ہر ملک سب کو یہ معلوم تھا کہ ملکہ نے ترک
حکومت کر کے گوشہ نشینی اختیار کی ہے اور انکی ہمیشہ حکومت کرتی ہیں بس یہ حال سب عزیز
کو معلوم تھا کہ ملکہ سمندر یہ کوئی ہے بس ایوان وہاں جو آئی تو اپنے حجرہ میں آ کر اتری جو جو
لوگ وہاں موجود تھے وہ ملکہ کو دیکھ کر خوش ہوئے ایوان نے اُنکو اپنے قریب بلا کر کہا
کہ جاؤ سو ماق برق مزاج کو لے آؤ اور میری بہن کو لے آؤ اور میرے دیکر عزیز دن کو میرے
آنے سے آگاہ کرو اور کہ آؤ کہ آپ لوگوں کو ملکہ نے طلب کیا ہے بس وہ ملازم بموجب حکم
لئے پہلے ملکہ کی بہن کو ملکہ کی تشریف آوری سے آگاہ کیا اور کہا کہ آپ کو ملکہ نے یاد کیا ہے
اُسکے بعد ملکہ سو ماق برق مزاج ملکہ کی بھانجی کو آگاہ کیا اور بعد اُسکے ہر ایک عزیز واقارب
کو بس ملکہ کی بھانجی اور بہن اپنے اپنے مقام سے یہ سننے خوشی خوشی طرف ملکہ ایوان کے
مدانہ ہوئی اور دیکر عزیز بھی اپنے اپنے مقام سے چلے سب سے پہلے سو ماق برق مزاج آ کر پہونچی
مع چند اپنی خواہصوں کے بس خالہ کو سلام کیا چونکہ ملکہ اس سے محبت بہت رکھتی تھی گلے گلے
لگا یا پیار کیا پیشانی پر بوسہ دیا اپنے برابر بٹھایا اور مزاج کی حالت دریافت کی اُس نے جواب دیا
کہ آپ کے لیے دل بہت بیتقرار تھا اب میرا قصد تھا کہ کل ضرور یہاں سے طرف آپ کے روانہ
ہوئی کہ آج آپ خود تشریف لائیں ملکہ نے جواب دیا کہ مجھ کو خود اس امر کا خیال تھا کہ ایسا نہ ہو
کہ میری بچی بھانجی اگر حل آئے میں خود جلدی کر کے آئی گوتمست نہ تھی یہ وقت آنے کا تھا صرف
تیرے خیال سے آئی اور ایک امر ضروری بھی تھا اُسکا بھی بندوبست کرنا پر ضرور تھا یہ کہ
وہ موتی جھولی سے نکال کر اُسکو دیا اور کہا کہ لو اپنا موتی لو اُس نے کہا کہ اپنے پاس رہنے دیجیے
میرے کس کام کا ہے جواب دیا کہ نہیں تم ہی رکھو میرے پاس بیکار ہیں یہ سننے اُس نے سلام کر کے
لے لیا یہی باتیں ہو رہیں تھیں کہ سو ماق کی ماں آ کر یہ بھی جو کہ اب حاکم ہے ایوان کی طرف
سے اُس نے بہن کو سلام کیا اور برابر اگر قدموں کو بوسہ دیا ملکہ ایوان نے اگلے سے لگایا اپنے

بلکہ بھٹایا مزاج پر پی کی اُسے جو کہ خرد و دل کا طریقہ ہوا اسی طور سے جواب دیا وہاں کی حالت دریافت کی ملک
نے کہا کہ بیان کرتی ہوں یہ باتیں ہو رہیں تھیں کہ اب اور عزیز آنے لگے سب سے ملکہ بہ خوشی اور
بخندہ پیشانی ملی جب سب عزیز جمع ہو چکے پس ملکہ نے سب ملازمین محل کو جمع کیا اسکے بعد ملکہ نے
سمندر کی سب حالت بیان کی اور کہا کہ سمندر نے مجھ کو یہاں سے طلب کر کے یہ ظلم و ستم میرے
اور کیے پس میری زندگی تھی کہ عیار شکر اسلام عیاری کر کے مجھ کو لے گیا پس میں نے اہل اسلام کی
اطاعت کی اور مطیع اسلام ہوئی اور سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی پس میں اس سبب سے
صاحبقران سے اجازت لے کر آئی ہوں کہ تم لوگوں کو جمع کر کے اس حال سے آگاہ کروں اور تم کو
اور کل اہل شہر و اہل لشکر کو سلمان کروں پس سمندر شاہ اب اس لائق نہیں رہا کہ اسکی اطاعت
کی جائے وہ اب تدر دانون کا دشمن ہو آفاق شاہ اپنے وزیر کے ساتھ اُسے یہ سلوک کیا
اور دیگر لوگوں کے ساتھ یہ برتاؤ کیا اور میرے ساتھ یہ انجام کیا پس تم لوگوں کی کیا رائے ہو سب
نے کہا کہ اگر آپ نے مذہب اسلام اختیار کیا اور سمندر کی اطاعت ترک کی اطاعت اسلام
قبول کی پس ہم نے بھی کی اور ہم سب تو ہمیشہ سے سرکش تھے سمندر شاہ کیا ہو جب ہم نے
خداوند نہ طاق کی اطاعت نہ کی اور آپ نے بھی سمندر شاہ کو خراج دیا نہ خداوند کو پس پھر کیا
ضرور ہو کہ ہم اُسکا دباؤ اٹھائیں پس جو کچھ آپ نے کیا خوب کیا ہم کو قبول و منظور ہو ہم سب آپ کے
ہمراہ ہیں اور آپ کے پسینہ پر اپنا خون گرائیں گے سمندر شاہ کی کیا حقیقت ہو ہم خداوند نہ طاق
سے مقابلہ کرنے زیادہ تر سونامی برقی مزاج اور ملکہ کی بہن نے کہا پس اسی وقت ایوان نے
اُن سب کو مطیع اسلام کیا اور اُن سب کو اس امر پر آمادہ پایا کہ یہ سب میری اطاعت کو ترک نہ کریں گے
جب ملکہ ایوان کو ان سب کی طرف سے اطمینان ہوا اپنی بہن سے کہا کہ تم آج جب دربار کرنا
تو وزیر کو حکم دینا کہ وہ سب اہل شہر کو اس حال سے آگاہ کرے کہ کل کل اہل شہر جمع ہوں کہ ملکہ
حکم سنائیں گی اُسے کہا کہ اچھا پس ایوان نے سب کو رخصت کیا سب رخصت ہو کر اپنے
اپنے مقام کو آئے مگر خوش یہ سب لوگ ملکہ کے مطیع تھے پس جو ملکہ نے کہا اُن سب نے قبول
کیا پس ان سب کو خداوند کریم نے توفیق نیک عطا فرمائی تھی کہ انھوں نے بھی اطاعت اسلام
اور دین اسلام قبول کیا پس ملکہ کی بہن نے جب دربار کیا اور وزیر کو وہی حکم دیا وزیر نے
بذریعہ منادی کے نالکرا دی بس دوسرے دن سب اہل شہر اور اہل لشکر جمع ہوئے ایوان
نے اُس مجمع میں اگرادر بلندی پر کھڑے ہو کر سب کو اپنی طرف مخاطب کر کے پہلے اُن سب کی
تولیت کی اور دریافت کیا کہ میں نے تم پر کسی طور کا ظلم و ستم تو نہیں کیا پس میں تم سے دریافت
کرتی ہوں کہ اگر کوئی میرا دشمن ہو اور میرے قتل پر آمادہ ہو تو تم میری شراکت کرو گے یا نہیں
تم لوگ میرے دشمن کے شریک ہو گے یا میرے پس جو میں تم سے کہوں اُس پر عمل کرو گے
یا میرے گمنے پر عمل نہ کرو گے جلد بیان کر دیا جو ملکہ نے کہا سب نے جواب دیا کہ آپ نے
ہم پر کوئی ظلم و ستم نہیں کیا بلکہ اس طور سے ہم پر مہربانی کی کہ جیسے مادر مہربان اپنے فرزند پر
کرتی ہو کبھی ہم پر آپ نے ظلم نہیں کیا بلکہ ہم آپ کے عند حکومت میں اس طور سے رہے
اور رہے ہیں کہ جیسے شکم مادر میں ہیں اگر خدا نخواستہ کوئی دشمن ہمارا ہو ہم اُسکو اس طور سے
قتل کریں کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا کے حال پر رحم کھائیں اور ہم کو اُسکے حال پر رحم نہ آئے

بس ہم آپ کے دشمن بنے اور دوست کے دوست ہم آپ کے قدموں پر جان نثار کرنے کو موجود ہیں ہم اُسکی کمون شراکت کرنے لگے ہم آپ کے شریک ہیں اور ہم آپ کے فرماتے کو بسر و چشم قبول کر لیتے اگر آپ یہ فرمائیں کہ تم اپنے ہاتھ سے اپنے سر کاٹ کر ہمارے قدموں پر ڈال دو تو بھی ہم کو غدر نہ ہو یہ جو سب نے کہا بس ایوان نے پہلے بہت مدت سمندر شاہ کی کی اور اُسکے ظلم و بدعت کی حالت جو کہ اُسنے آفاق شاہ اور دیگر لوگوں پر اور اپنے اور جو کہ کی تھی بیان کی اور اُسکے بعد مدت تصویر پرستی اور اہل اسلام کی تعریف اور صفات و ثناء دین اسلام کی اور اپنے اسیری کی کیفیت اور بدعت سمندر جادو کی اور عیاری خواجہ شالٹ خضران بن عمر ثانی کی بیان کی اور کہا کہ اہل جمع جب مجھ کو عیار لشکر اسلام رہا کر کے لے گیا اور میں نے بزرگی دین اسلام کی دیکھی اور میرے ساتھ صاحبقران و دیگر اہل اسلام بڑی عزت سے پیش آئے اور اُنھوں نے مجھ سے ترک مذہب اور اپنی اطاعت کو کہا میں نے اُس مذہب اور ان لوگوں کو اچھا پایا اور مذہب اسلام کو حق اور اہل اسلام کو قدر دان دیکھا بس اُنکی اطاعت کی اور دین اسلام اختیار کیا اور وہاں سے رخصت ہو کر آئی کہ تم سب کو مسلمان کروں اور لشکر لے کر برائے ملک جاؤں بس ایوان نے ایسی صفت و ثناء اور حمد و تعریف دین اسلام کی بیان کی سب نے کہا کہ ہم نے آپ کی مہربانی سے دین اسلام کو قبول کیا اور تصویر پرستی ترک کی اور اطاعت سمندر شاہ اور ہم نے دین اسلام کو قبول کیا اور اہل اسلام کی اطاعت کو بس ملکہ نے سب کو طریقہ اسلام سے آگاہ کیا اور سب کو رخصت کیا اور وہاں سے آکر اپنے محل میں دربار کیا سب اہل دربار حاضر ہوئے ادھر اہل شہر اپنے اپنے مقام پر واپس آئے مگر خوش سبب یہ تھا کہ ایوان نے کبھی کسی قسم کا ظلم رعایا پر نہ کیا تھا سب خوش تھے بس جو ملکہ نے کہا وہ قبول کیا طریقہ یہ ہو کہ جو رعایا اسے بادشاہ سے خوش ہوتی ہو بس اُسکے کئے پر عمل کرتی ہو بس جب سب اپنے اپنے مقام پر آئے راوی نے بیان کیا کہ ایوانیہ میں بھی اسیدین سے دین اسلام رائج ہونیا ایوان نے مساجد کے بنے کا حکم دیا مدرسہ تعمیر ہونے کا حکم دیا جب سب طرف سے اطمینان ہو گیا ملکہ ایوان سے اپنے مکر داروں کو حکم دیا کہ طیارسی سفر کرو اور لشکر طیار ہو کہ میں برائے ملک لشکر اسلام کو چکروں گی یہ جو ملکہ سو ماق براق خارج نے اپنی خالہ سے سنا کہا کہ خالہ امان میں بھی آپ کے ہمراہ چلوں گی اور سمندر شاہ سے مقابلہ کروں گی ایوان نے جواب دیا کہ اگر فرزند ابھی کھارے چلے گی کوئی ضرورت نہیں ہو کیونکہ تو ابھی کم سن ہو دوسرے تو نے ابھی کسی طور سے جنگ نہیں دیکھی ہو وہاں ہزاروں کے خون ہونے تیرا کورہ پتہ ہو ایسا نہ ہو کہ بجو خوف معلوم ہو اور تو ڈر جائے سو ماق نے کہا کہ یہ تو بھی نہ ہو گا میں ضرور چلوں گی صاحبقران اور بادشاہ کی زیارت کروں گی آپ خوف نہ کریں ایوان نے جواب دیا کہ جب اس مقابلہ سے فرصت ہوے گی تو میں انکو بیان لاؤں گی دُخوت کروں گی اسوقت تو زیارت کر لینا سو ماق نے نہ مانا بہت اصرار کیا جب بہت اصرار کیا اسوقت ایوان نے جواب دیا کہ اچھا جب ہم جاینگے لشکر لے کر تو تم بھی چلنا ابھی تم اپنے باغ کو جاؤ سیر و تماشا میں مصروف ہو اور ملکہ نے سو ماق کی خوار صوں کو الٹا طلب کر کے کہا کہ تم لڑائی کو بھلائے رہنا اور اس طرف سے اُسکو مطمئن رکھنا تاکہ میں یہاں

سے مع لشکر کے کوچ کر جاؤں کیونکہ مجھ کو اسکو ہمراہ لے جانا مستطور نہیں ہوا بھی وہ پھر ہی ایسا نہ ہو کہ
وہ جنگ و سیکار دیکھ کر ڈر جائے اسی خیال سے ایوان نے سو باق سے بھی کہا تھا ان سب
نے عرض کیا کہ بہت خوب بس سو باق خالہ سے رخصت ہو کر مع اپنی خواصوں کے اپنے باغ میں
آئی اور میر و تما شہ میں مصروف ہوئی مگر اس امر کا خیال ضرور ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ خالہ بدون میرے کوچ
کر جائیں اور مجھ کو نہ لے جائیں اسکو تو یہ خیال ہوا مگر خواصوں نے اسکو ایسا کچھ لمبو لعب میں مصروف
کیا کہ اسکو بالکل خیال نہ رہا یہاں بلکہ تھے سرداروں سے کہا کہ جب سب لشکر طیار ہو جائے
اور سب سامان سفر درست ہو جائے تو مجھ کو خبر کرنا میں جس طور سے حکم دوں اس پر عمل کرنا سب
نے عرض کیا کہ بہت خوب بس یہاں سامان سفر کی طیار ہی ہو رہی ہو اور بلکہ اس انتظار میں
ہو کہ سب لشکر طیار ہو جائے اور سامان سفر درست ہو جائے تو کوچ کروں اب دونوں ہمیں
تحت سلطنت پر بیٹھی ہیں اور حکومت کرتی ہیں دربار آراستہ رہتا ہے اب حیران جادو کا
حال سماعت فرمائیے کہ یہ جو بموجب حکم سمندر شاہ اسی ہزار ساحروں کا لشکر لے کر براے
تاخت و تاراج شہر ایوانیہ کے روانہ ہوا تھا بعد قطع راہ کے قریب شہر ایوانیہ کے پہونچا
اور صحرا کے بر آب و لیاہ لائق جنگ و سیکار دیکھ کر حیمہ وغیرہ برپا کیے لشکر اتر بس یہاں تو لشکر
اترنے لگا ادھر حیدر راحر بلکہ ایوان کے ملازمین سے جو کہ ہر کاروں میں تو کھٹے براے
سیر و تما شہ اور بالادوی کے بیرون شہر آئے تھے اس لشکر کو فروکش دیکھ کر اس لشکر میں
آئے ساحروں کا لشکر دیکھا حال دریافت کیا بس جب معلوم ہوا کہ یہ لشکر سمندر سے
آیا ہے حکم سمندر شاہ اسکا افسر حیران جادو ہے سمندر شاہ نے اس لشکر کو اس لیے یہاں
بھیجا ہے کہ اگر اہل شہر اور بلکہ ایوان کی بہن اطاعت نہ کرے اور سرکشی برکے قتل سابق
کے خراج دینے کا اقرار نہ کرے اور مثل ایوان کے خود سر سے تو تم ہتھ کو تاخت و تاراج
کرنا اور اہل شہر کو اور کل عزیزوں کو ایوان کے قتل کرنا اور شہر کو غارت کر کے تالاب بنادینا
بس حیران جادو اس لیے یہ لشکر لے کر آیا ہے بس وہ ساحر یعنی ہر کار سے یہ حال دریافت
کر کے روانہ ہوئے وہاں جب حیران جادو کا لشکر اتر چکا بس حیران نے دربار کیا اور
ایک نامہ بنام ہمشیرہ ایوان تحریر کیا کیونکہ اسکو یہ امر معلوم تھا کہ ایوان نے تو اہل سلام
کی اطاعت کی ہے اور لشکر اسلام میں ہے یہاں اس خیال سے نہ آئی ہو کی کہ میں تو مسلمان
ہو گئی ہوں اور سب اہل شہر تصویر پرست ہیں اور میرے عزیز جب انکو یہ حال معلوم
ہو گا تو وہ ضرور میرے قاتل ہو جائیں گے بس اس خیال سے حیران نے بنام ہمشیرہ ایوان
نامہ لکھا اور سب حال ایوان کی تک حرامی کا اپنے نزدیک مطیع اسلام ہونے کا تحریر
کیا اور ایک ساحر کے ہاتھ روانہ کیا بس وہ ساحر نامہ لے کر داخل شہر ہوا اور شہر کی سیر
کرتا ہوا طرف دربار کے چلا یہ کوادھر سے نامہ لے کر جاتا ہے دربار آراستہ ہے سب سردار
حاضر دربار ہیں ایوان نہ ظافری اور اسکی بہن دونوں پہلو پہلو تخت پر بیٹھی ہوئی ہیں
اور حکومت کر رہی ہیں کہ ہر کاروں نے داخل دربار ہو کر مجاہد گاہ پر سے مجاہد کے عرض کیا
کہ ہم غلامان سرکار براے سیر صحرائے تھے ہم نے دیکھا کہ ایک لشکر قریب شہر فروکش
ہو ہم نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حیران جادو اسی ہزار سے براے غارت شہر

ایوانیہ بکلم سمندر جادو آیا ہوا ہر دیر بیان فردکش ہوا ہر سمندر جادو نے حکم دیا ہر کہ اگر اہل شہر اور جو کہ
حاکم شہر ہر میری اطاعت کرے تو خیر ورنہ شہر کو غارت کرنا اور اہل شہر کو قتل کرنا اور غنہ زن ایوان کو اسیر
کر کے میری خدمت میں حاضر ہونا پس یہ لشکر اس قصد سے آیا ہر جب ہم کو معلوم ہوا پس ہم لوگ وہاں
سے حاضر خدمت ہوئے کہ آپ کو اس حال سے آگاہ کریں یہ سننے ایوان نے کہا کہ آیا ہر تو آنے دو
اپنے آتے کی سزا پائے گا یہی ذلت اٹھائے گا کہ عمر بھر یاد کر گیا کیا میں کوئی سمندر شاہ کی ماتحت تھی
یا ہون یا میری بہن ماتحت ہر جو اسکی اطاعت کرے حیران کی بھی یہ لیاقت ہر کہ میرے شہر پر لشکر
لے کر آیا ہر اس کے بنائے سے کیا ہے گا اگر خود سمندر شاہ آئے تو بھی یہ امر ممکن نہیں ہر کہ ہم لوگ
اسکی اطاعت کریں یہ کہہ کر ایوان خاموش ہو رہی اور حکم دیا کہ ہر کارون کو انعام دیا جائے پس
ہر کارے انعام پا کر اور حیران کر کے وہاں سے باہر آئے یہاں ایوان نے کہا کہ اے حاضرین دربار تم نے
سننا کہ سمندر شاہ نے حیران جادو کو میرے شہر کے غارت کرنے کو روانہ کیا ہوا اور وہ اگر بیرون شہر
فردکش ہوا ہر خیر آیا ہر تو آئے ہیں اسوقت تک نہیں خبر لیتی ہوں جب تک وہ کوئی نامہ وغیرہ
نہیں روانہ کرتا ہر پس جب اسکا نامہ یہاں آئے گا اور وہ اپنے آنے سے خبر دیگا اسوقت لشکر
لیکر جاؤنگی در مقابلہ کر کے اسکو شکست دوں گی سب اہل دربار نے کہا کہ حیران کی کیا حقیقت ہر اگر
سمندر شاہ بھی آئے تو آپ کے غلاموں کے ہاتھ سے اسکا نہ پائے شکست کھا کر بھاگے اور
فرار ہو کر باندھے اور اسکو اسکا نامہ ایوان نے کہا کہ تم ایسے ہی ہو یہی ذکر ہو رہا تھا کہ وہ نامہ ہر
در دولت پر آکر پہونچا اور اسنے درگہ سالار سے کہا کہ میری خبر کردو کہ حیران جادو کا نامہ ہر نامہ
لے کر آیا ہر پس درگہ سالار نے جا کر اندر دربار کے ایوان سے عرض کیا کہ نامہ ہر آیا ہر حیران جادو
کا پس ایوان نے کہا کہ اسکو بھیج دو تاکہ نامہ کا حال ظاہر ہو پس درگہ سالار نے بیرون دربار آکر نامہ
ہر کو دربار میں جانے کی اجازت دی پس نامہ ہر اندر دربار کے آیا دربار کو آراستہ پایا ایوان کو
خفت حکومت ہر جلوہ گرد دیکھا اور اسکی بہن کو اور سب سرداروں کو کرسیوں پر اور دستکون پر
متمکن دیکھا پس حیران کیا کرسی چوٹی ملی سلام کر کے کرسی پر بیٹھا ساتھی نے حکم ملکہ جام شراب دیا
نامہ ہر نے شراب پی کر کہا کہ میں نامہ ہر ہوں نامہ لایا ہوں ملکہ نے نامہ طلب کیا اسنے نامہ دیا
پس ملکہ نے دبیر کو اشارہ کیا دبیر نے نامہ ہر کے ہاتھ سے نامہ لیا اور اسکو لفافہ چاک کر کے پڑھنا
شروع کیا اسمیں پہلے تعریف خداوند تصویر کی تحریر تھی جب سب اہل دربار نے فنی ہر طرف سے
صدائے تعن بلند ہوئی اس کے بعد تعریف توصیف سمندر شاہ کی تھی اس کے بعد تحریر تھا کہ اے ہمشیرہ
ایوان آگاہ ہو کہ ایوان نے اپنا دین آبائی ترک کیا اور مذہب اسلام اختیار کیا اور سمندر شاہ
سے مقابلہ پر آمادہ ہوئی بادشاہ نے جو اس امر کی بابت کہا کہ تو نے کیوں دین اسلام اختیار کیا اور
اپنا مذہب ترک کیا جواب دیا کہ جو میرے دل میں آیا میں نے کیا بادشاہ نے بہت پند دیکھی تھی
اسنے نہ مانا آخر کو آمادہ فساد پر ہوئی تب بادشاہ نے اس کے قتل کا حکم دیا لوگ برائے قتل لے گئے
مگر عیار لشکر اسلام اسکو رہا کر کے لے گئے اب وہ لشکر اسلام میں ہر پس میں تم کو آگاہ کرتا ہوں
یہ امر تم کو معلوم ہو کہ تختاری بہن مرتد ہو گئی اور وہ اب یہاں نہ آئے گی پس اسی غیض و
غضب میں بادشاہ نے مجھ کو ادھر کو روانہ کیا تاکہ میں تم کو اس حال سے آگاہ کروں بادشاہ نے
کہا ہر کہ وہ خود سری اور سرکشی ایوان تک تھی پس جب وہ ہم سے سخت ہو گئی اب وہ طریقہ ہم

جاری رکھنا نہیں چاہتے ہیں لہذا تم کو آگاہ کرتے ہیں کہ تم ہماری اطاعت کرو اور شہر کا خراج ہر سال روانہ کیا کرو تاکہ داخل خزانہ سرکار ہو پس مجھ کو حکم ہے کہ اگر وہ لوگ اس امر کو قبول کر میں تو ان سے اقرار لے کر اور میری طرف سے ان کو حاکم کر کے اور میرے نام سے جاری کر کے چلے آنا اور اگر اس کے خلاف کر میں اور میرے حکم کو نہ مانیں تو سب اہل شہر کو قتل کرنا اور کل غریزان الیوان کو قتل و غارت کر کے اور جو باقی رہیں ان کو اسیر کر کے میری خدمت میں حاضر کرنا پس میں تم کو تحریر کرتا ہوں کہ بموجب فرمان شاہی عمل کرو ورنہ میرے ہاتھ سے تباہ و خراب ہو گے میں بموجب حکم شاہ انتہی ہزار کا لشکر لیکر آیا ہوں ایک دم میں تمام شہر کو غارت کر دینا اور اہل شہر اور تم سب کو قتل کر کے اور غارت شہر کو منہدم کر کے تالاب بنا دوں گا یہی مجھ کو حکم ہے آئندہ تم کو اختیار ہے آگاہ ہو کہ اگر میرے نامہ کے مضمون سے آگاہ ہو کر اور غائشہ اطاعت کو دلش پر رکھ کر اور میری خدمت میں حاضر ہو کر سمندر شاہ کی اطاعت کا اقرار نہ کرو گی اور اسی طور سے سرکشی پر آمادہ رہو گی جس طور سے الیوان نمک حرام تھی تو یاد رکھ کہ میرے ہاتھ سے ذلیل ہو گی اور سب اہل شہر مارے جائیں گے اور ان سب کا خون تمھارے سر پر ہو گا پس اگر نہ قبول کر دو گی تو آمادہ مرگ و بھیاں سے قضا ہو کر اپنی آغوش میں عروس مرگ کو پاؤ گی سو اسے دولت کے پتھر ہاتھ نہ آئے گا پس میں نے تم کو ہر حال سے آگاہ کر دیا جو حق تھا وہ ادا کیا تاکہ یہ کوئی نہ کہے کہ آگاہ نہ کیا یہ دیکھو عدول حکمی میں بہت خرابی ہے اب وہ زمانہ نہیں ہے وہ زمانہ الیوان کے ساتھ گیا جس پر بادشاہ نے رعیت کی ورنہ اسکی بھی یہ مجال تھی جو خود سری کرتی خیر ہم کو بادشاہ کا حکم قبول کرنا پر ضرور ہے ورنہ سنایاؤ گی آئندہ اختیار ہے میں نامہ کے جواب کا منتظر ہوں اگر میرے موافق جواب تم نے دیا تو خیر ورنہ جواب نامہ یا کر کل لشکر لے کر داخل شہر ہو گا اور سب کو قتل کر دینا مجھ کو تم سے کوئی خون نہیں ہے عورت و مرد کی لڑائی کیا ایکس ڈانٹ میں عورت دب جاتی ہے میں ایسا نہیں ہوں کہ عورت سے دب جاؤں پس میں نے جو کچھ تم کو لکھا تھا اور آگاہ کرنا تھا آگاہ کر دیا پس تم کو اختیار ہے اپنے فعل کا میں نے اپنے حق دیونستی کو ادا کر دیا بموجب شعر میں نے اس شعر پر نامہ کو ختم کیا شعر منست آنچه حق بود گفتم تمام و لودانی دگر بعد ازین و السلام جب دبیر نے نامہ ختم کیا اور سب اہل دربار اور ملکہ الیوان مضمون نامہ سے آگاہ ہوئیں پس ملکہ کو بہت غصہ آیا اور بہت برہم ہوئی دبیر کے ہاتھ سے نامہ اسی حالت غیض میں لے کر چاک کر ڈالا اور اس نامہ پر کو دیکھ کر کہا کہ حیران جادو سے یہ نامہ دے کر کہنا کہ اسکی بیٹی بنا کر اپنے مقام مہر زین رکھ لے اسکا جواب یہ ہے اور دبیر کے کہا کہ ہماری طرف سے حیران جادو کو تحریر کر دو کہ او نمک حرام یہ تو کیا کرتا ہے تیری بھی یہ لیاقت ہے کہ تو ہم سے مقابلہ کر سکا ہم وہ لوگ ہیں کہ آج تک کسی سے نہیں دبے نہ کسی کی اطاعت کی نہ کسی کو خراج دیا پس تو کیا ہذا اگر خود تیرا بادشاہ لشکر لیکر آئے وہ بھی وہ سر جنگ پائے کہ تمام عمر یاد کرے پس خیر یہ اسی میں ہے کہ تو یہاں سے چلا جا اور کسی کو پیچ ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائے گا معلوم ہوتا ہے کہ تیری قضا بجگو یہاں طغیر کر لائی ہے پس اسی میں خیر یہ ہے کہ میری خدمت میں حاضر ہو کر میری اطاعت کر اس امر کا خیال رہے کہ تم میں نہ میری بہن ماراں تیری غم تیرے بادشاہ کے باپ کی ماتحت تھی نہ ہے تیرے جو یہ لکھا بالکل جھاک مالا اور کوٹھایا تو یہ جانتا تھا کہ تین یہاں نہیں ہوں پس اسی

سبب سے تو نے یہ کلمہ تحریر کیے مین تیری سرکوبی کو یہاں موجود ہون مین نے یہاں آکر قبل
 سے سب اہل شہر اور اہل لشکر اپنے غیروں پر اپنے مسلمان ہوتے اور اپنی اطاعت اہل
 اسلام کے کرنے کی سب حالت بیان کر دی اور ان سب کو بھی مسلمان کر دیا اب تیری
 یہاں دال نہ گئے کی تو بیکار یہاں قتلہ پردازی کرنے کو آیا ہے کیون قضاے گھبراہٹ بس تو
 کیون تکلیف کر مین تو خود تشکر لے کر تیرے مقابلہ کو بیرون شہر آتی ہوں بس تیرا جو بھی چاہے
 میرا کر لے مین موجود ہوں اہل شہر تیرا اور تیرے بادشاہ کا کیا نقصان کیا ہے جو تو اور وہ انہی
 تباہی پر آمادہ ہے بس جملہ کیا ضرورت ہے کہ مین بیکار ان کا خون کراؤن بس مین خود ہی کیون نہ
 تیرے مقابلہ کو آؤن زیادہ کیا تحریر کروں یہ امر تو دل سے دور رکھ کہ یہاں کوئی تیرے اس
 خوف دلانے سے ڈر جائے اور سمندر کی اطاعت کرے یہ امر بالکل غیر ممکن ہے بس آمادہ
 جنگ ہو مین لشکر لے کر آتی ہوں اور بہت سے کلمات سخت و سست تحریر کرائے بلکہ
 دشنام تحریر کرائے اور ایسے کلمہ کہ جسکے سننے سے نامرد کو بھی غصہ آجائے بس اس طور کا جواب
 تحریر کرائے اس ساحر کو دیا وہ ساحر جواب نامہ لے کر روانہ ہوا بعد جائے اس ساحر کے
 ایوان نے حکم دیا سرداروں کو کہ اسی وقت ایک لاکھ ساحروں کا لشکر طیار ہو کہ مین لشکر
 لیکر برائے مقابلہ حیران جادو جاؤن بیوتکہ وہ بڑا ٹٹھہ حرام ہے کہ مین ایسا نہ ہو کہ وہ جواب
 نامہ دیکھتے ہی لشکر لے کر اندر شہر کے نرغہ کر کے چلا آئے اور اہل شہر کو قتل کر کے تو
 بڑی خرابی ہو اس امر سے کیا فائدہ سرداروں نے عرض کیا کہ آپ شریف کے چلیں لشکر
 طیار ہے یہ سنے ایوان نے ماراں سے کہا کہ اے بہن مین ایک لاکھ کا لشکر لے کر برائے
 مقابلہ حیران جاتی ہوں تم پر سون تک دو لاکھ ساحروں کا لشکر لے کر آنا تاکہ مین اس مقابلہ
 سے فرصت کر کے اسی طرف سے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہو جاؤن کیونکہ اگر شہر سے
 جاؤن تو سو ماق کو معلوم ہو گا وہ ضد کریگی اسوقت خرابی ہوگی یا تو اسکو رنج دون یا
 اسکو ہمراہ لے جاؤن لیجائے مین خرابی ہو کر زدہ کرنے کو دل کو ارا نہیں کرتا ہے بس یہ طریقہ
 اچھا نکلا ہے کہ اسی طرف سے مع لشکر کے کوچ کر جاؤن ماراں نے کہا کہ اچھا بس ملکہ ایوان
 نے اسی وقت ان سرداروں کو اجازت دینی کہ جنھوں نے کہا تھا کہ لشکر طیار ہے کہ تم جاؤ
 اور لشکر کو لے کر آؤ مین برآمد ہوتی ہوں اور حمیہ وغیرہ آؤن پر بار کر آؤ بس وہ سردار
 دربار سے باہر آئے اور سب اہل کاروں کو ملکہ کے حکم سے آگاہ کیا اسی وقت خیمے و
 بارگاہین وغیرہ آؤن پر بار کے چھاؤنی مین جا کر ان سرداروں نے ایک لاکھ
 ساحروں کا لشکر جو کہ طیار تھا اسکو مکر بندی کا حکم دیا بس تھوڑے عرصہ مین وہ سب
 ساحر طیار ہو گئے نشان لشکر آؤن پر نصب کیے گئے بس جب لشکر طیار ہو گیا
 سب سردار در دولت پر حاضر ہوئے کہ ملکہ ایوان برآمد ہوئی سب سرداروں نے مجرا
 کیا تخت سحر حاضر کیا کیا ملکہ اس پر سوار ہوئی لشکر کو روانہ ہونے کا حکم دیا سب سردار
 اپنی اپنی سنوار یوں پر سوار ہوئے گرد تخت ملکہ حلقہ باندھ کر چلے بس سوار کی ملکہ کی
 بعد جاہ و حشم روانہ ہوئی عقب مین ایک لاکھ ساحر تھے قاز و قرقرے پر سوار ابر سحر
 سرون پر سایہ فلن عجب شان و شوکت سے ایوان لشکر لے کر شہر سے روانہ ہوئی بیرون

شہر پہنچی مقابل لشکر حیران فرکوش ہوئی بارگاہین وغیرہ برپا ہونے لگیں یہاں ماران نے سرداروں کو حکم دیا کہ پرسون ملک تین لاکھ اور ساحر طیار ہو جائیں پرسون لشکر اپنے ہمراہ لے کر اپنی بہن کی خدمت میں جاؤنگی یہ حکم دے کر دربار برخواست کیا اسوقت سرداروں نے اہل لشکر کو اس حال سے آگاہ کر دیا چونکہ سامان سفر تو ہو رہا تھا کہ ملکہ الیوان نے یہ حکم دیا تھا کہ لشکر طیار ہو تین برسے ملک اہل اسلام جاؤنگی پس یہ جو حکم سرداروں نے اہل لشکر کو دیا اُنکی وقت سے جلد جلد سامان سفر ہونے لگا یہاں تو یہ سامان ہو رہا ہے اور وہاں بیرون شہر الیوان نے مقابلہ حیران لشکر کو اُترنے کا حکم دیا ہے اُدھر لشکر حیران میں سب اطمینان سے بیٹھے ہیں حیران نے دربار کیا ہے سب سردار حاضر ہیں جواب نامہ کا منتظر ہے کہ وہ ساحر جواب نامہ لے کر آیا اور عرض کیا کہ ملکہ الیوان بھی موجود ہے آپ کو یہ خیال تھا کہ وہ نہ ہونگی لشکر اسلام میں ہونگی اُنھوں نے وہاں سے یہاں آکر سب اہل شہر کو مسلمان کیا اور سب اہل لشکر کو اور اپنے عزیزوں کو ہر مقام پر طریقہ اسلام جاری ہے آپ کا نامہ چاک کر ڈالا اور بہت سخت سست کیا اور وہ آمادہ جنگ ہیں لشکر لے کر آئی ہیں ہزاروں دشنام آپ کو دین اور لاکھوں سمندر شاہ کو آپ کو جواب نامہ سے اُنکی سرکشی ظاہر ہو جائے گی یہ کہ وہ نامہ پیش کیا حیران نے دہر کو دیا دہر نے لفافہ چاک کر کے پڑھنا شروع کیا پس جب حیران نے ہون نامہ سے آگاہ ہوا ایسا غصہ آیا کہ اپنے لگا چہرہ لعل ہو گیا اور کہا کہ الیوان کی قضا آئی ہے خیر میرے ہاتھ سے جانی کہاں ہے یہ کہہ کر سرداروں سے کہا کہ لشکر کو گردی کا حکم دو میں کیوں اس امر کا انتظار کروں کہ الیوان لشکر لے کر آئے تو مقابلہ کیا جائے پس کیا ضرور ہے کہ عرصہ ہو میں مرغہ کر کے کیوں نہ شہر پر قبضہ کر لوں اندرون شہر کیوں نہ مقابلہ کروں سرداروں نے جواب دیا کہ بہت خوب ابھی سردار بیرون بارگاہ نہ آئے تھے کہ جاسوس لشکر حیران بارگاہ میں آئے مجرا گاہ سے مجرا بجالائے اور بد عادی سے کر عرض کیا کہ پہلوان جہان و ساحر زمان آگاہ ہوں کہ ملکہ الیوان نہ طانی ایک لاکھ ساحر لے کر بیرون شہر آئیں ہیں اور آپ کے مقابلہ میں اپنے لشکر کو فرکوش کیا ہے لشکر ابھی ابھی آکر اتر رہا ہے بارگاہین وغیرہ برپا ہو رہی ہیں یہ سننا تھا کہ حیران نے سرداروں سے کہا کہ الیوان نے بہت جلدی کی بڑی غفلت مند ہو چکا ہے تو کہاں جاتی ہے اب میں بدون قتل یہے سب مانتا ہوں اور اس شہر پر قبضہ کیے ہوئے کہ وہ کہہ رہا ہے کہ ہم سے لشکر میں طبل جنگ ہے یہ حکم دینا تھا کہ لشکر حیران جاؤ و میں طبل جنگ پر چوب پڑی نفیر سحر کہ دم ملا اُدھر ملکہ الیوان کا لشکر اُتر چکا تھا ملکہ نے دربار کیا تھا سب سردار حاضر تھے کہ طبل جنگ کی صدا کان میں آئی طائران سحر خبر نواخت طبل جنگ سن کر حاضر ہوئے ملکہ کو طبل جنگ کے بجنے سے آگاہ کیا ملکہ نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی طبل جنگ بچے یہاں بھی کوس حرلی بجادھر ملکہ نے دربار برخواست کیا اُدھر حیران نے سب سردار اپنے اپنے مقام پر دونوں طرف کے آئے سامان جنگ میں مصروف ہوئے طریقین کے ساحر اپنا اپنا سحر درست کرنے لگے وہ باقی منہ دن اور وہ شب سامان جنگ میں دونوں لشکروں کو گذر کسی طبل جنگ بجایا یہاں تک کہ شب بر طرقت ہوئی اور خانہ شب سے صبح برآمد ہوئی دونوں میدان مضاف میں آکر صف آرا ہوئے لقبیوں نے انھایت کی ساحروں نے سحر کر کے بہت بلند زمین کو

ہموار کیا جو درخت حائل نظر تھے انکو ہم کیا ابر سحر بنا کر اس کے در پہ سے آب پاشی کر کے گرد و غبار کو ہٹا یا بس جب سب درستی ہو چکی اور دونوں طرف صفت بندی ہو چکی اسوقت ایوان کے اپنا تخت قلب لشکر سے نکالا اور وسط میدان میں آکر کہا کہ اوجیران حادو اگر کچھ دم رکھتا ہے اور غیرت بھی ہے تو مجھ سے آکر مقابلہ کر کیا اس امر سے فائدہ کہ بیکار بندگان خدا کا خون ہو میرے تیرے فیصلہ ہو جائے اگر میں تیرے اور غالب آؤں تو تیرا لشکر میری اطاعت کرے اگر تو مجھ کو اسیر کر کے خواہ قتل تو میرے اہل شہر اور اہل لشکر اور سب غریب مع میری بہن کے تیری اطاعت کرینگے یہ سننا تھا کہ حیران حادو نے بھی اپنا تخت سحر قلب لشکر سے نکالا اور مقابلہ ملکہ ایوان کے آکر تخت کو روکا اور کہا کہ ایوان اب بھی کچھ نہیں گیا ہے تو اس امر کا اقرار کر کہ میں نے سمندر شاہ کی اطاعت کی اور اب برابر خراج دے جاؤنگی اور اپنا مذہب قدیم اختیار کیا تو میں واپس جاؤں اور سفارش کر کے تیری خطا بادشاہ سے معاف کرادوں ورنہ میرے ہاتھ سے ماری جائیگی مجھ کو شرم آتی ہے کہ میں کیا دن دھاڑے عورت سے مقابلہ کروں عورت و مرد کا مقابلہ تو راست کو پلنگ پر ہوتا ہے تو تو ضعیف ہو گئی ہے مگر لگے زمانہ کی عورت ہے جو تیرے ساتھ مقابلہ کرے میں مرد کو تکلیف پہنچاؤں وہ جوان عورت کے ساتھ نہ ملے لی بس میری یہ رائے ہے کہ اگر تو قبول کرے تو میں تجھ کو اپنی ہم بستری کے لیے سمندر شاہ سے طلب کر لوں تو بھی ساحرہ ہرین بھی ساحرہ ہرین سحر کر کے جگہ جوان کر لوں گا ایسا جوان کہ جس کا مثل و نظیر نہ ہو گا بلکہ نا تختا بنا لوں گا جب میں اور تو پلنگ پر ہوگی اسوقت مقابلہ کا فرا ہو گا اور یہاں کیا مقابلہ کا فرا ہو گا تو بڑی بے غیرت ہے کہ سامنے دو دریا سے لشکر کے کہتی ہے کہ مجھ سے مقابلہ کرو میں ایسا بے غیرت نہیں ہوں کہ مجھ سے یہاں مقابلہ کروں اگر شب بھی ہوتی تو کیا نقصان تھا یہ جو حیران نے کہا ملکہ کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ اس طور کا مقابلہ تو اپنی مان کے ساتھ کر یا بہن کے ساتھ کیا بیہودہ بکتا ہے تیری قضا بھی آگئی ہے بس اب اگر ایسے کا زبان پر لائے گا تو تیری زبان گدی کی طرف سے نکال لی جائے گی تو کیا میری خطا کو معاف کرانگا اور کیا تیرا بادشاہ میری خطا معاف کرے گا لاجو تو حربہ سحر رکھتا ہے اسنے کہا کہ پہلے تو حربہ کر اسنے جواب دیا کہ جب سے ہم مطیع اسلام ہوئے ہیں یہ طریقہ ترک کیا کہ حریف پر پیش دستی کریں بس جب حریف کے حربہ سے ہمارا خدا ہم کو بچاتا ہے تو ہم اپنا حربہ کرتے ہیں بس یہ حیران نے ایوان پر سحر کیا ایوان نے رد کر دیا پھر حیران نے سحر کیا ملکہ نے رد کر دیا باہم دس پندرہ سحر کی رد و بدل ہوئی جب حیران نے دیکھا کہ میں کسی طور سے ایوان پر غالب نہیں آتا ہوں جو سحر کرتا ہوں ایوان رد کر دیتی ہے بس ایک مرتبہ ایوان کی طرف دیکھ کر کہا کہ ایوان یہ تو سحر ہو چکے نہ تم غالب آئیں نہ میں بس میں سحر کرتا ہوں بھلا اسکو تو رد کرو ملکہ نے کہا کہ ہاں میں ہوشیار ہوں تو سحر کریں نے ایسے طفل بکتب بہت سے تعلیم دیے ہیں حیران نے کہا کہ ہاں میں بھی جانتا ہوں کہ تم نے ہزاروں کو اپنے کتاب کا سبق دیا ہو گا اور تعلیم کیا ہو گا یہ جو حیران نے کہا ملکہ نے جواب دیا کہ اولطفہ حرام غیرتی مان تو ابھی تک سر بازار اپنی کتاب کا سبق دیا کرتی ہے پھر آئندہ ورنہ کو اور تیری بہن وہ ابھی جوان ہیں میں کیا

سبق دونکی حیران نے کہا کہ اچھا خبردار ہو جا یہ کمکر اور جھولی سے ترنج نکال کر اور اپنی لان کا خون دے کر
اسم سحر مکر ملکہ کی طرف پھینکا اور ایک دستک دی جیسے وہ ترنج قریب ملکہ پہونچا ملکہ نے
اشارہ کیا کہ وہ ترنج پچ سے شق ہو گیا اور اس کے اندر سے ایک شعلہ نکلا وہ بالاسے ہوا گیا اور ایک
گنبد آتشین بن کر طیار ہوا اور طرف ملکہ کے چلا ملکہ جب تک سنبھلے سنبھلے کہ وہ گنبد ملکہ کے اوپر اڑا
ملکہ مع تخت کے اس گنبد آتشین میں پوشیدہ ہو گئی دونوں لشکروں نے دیکھا کہ ایک دھواں
اس گنبد سے نکلا اہل لشکر ایوان کو یقین ہوا کہ ملکہ تمام ہو گئی سحر حیران نے ملکہ کو قتل کیا قصد کیا کہ
جنگ مغلوبہ کر دین سب ملکہ کے لیے انسو س کرنے لگے اہل لشکر حیران جادو و خوش ہونے
ادھر حیران جادو نے اپنی کلاہ کج کر کے صدادی کہ زرد و پست کردم بھلا عورت کہیں مرد سے
مقابلہ کر سکتی ہے یہ کمکر اپنے تخت پر چھو ما ادھر ملکہ کے لشکر نے قصد کیا پتھا کہ اپنے مقام سے حرکت
کرے کہ جب حیران جادو نے یہ کہا کہ زرد و پست کردم آواز آئی کہ زردی و پست کردی میں
تیری حریت موجود ہوں ادھر دیکھ حیران جادو نے ملکہ کی صدا پہچان کر پشت کی طرف دیکھا جب
ملکہ ادھر نظر نہ آئی تو طرف دست راست کے دیکھا اور چپ کے ادھر بھی ملکہ نظر نہ آئی ادھر
ملکہ نے پھر صدادی کہ اندھا ہو گیا میں سامنے موجود ہوں یہ ادھر ادھر دیکھ رہا ہے اب جو سامنے
تخت کے نگاہ کی دیکھا کہ ملکہ زمین سے نکل رہی ہے اہل لشکر ملکہ کے جو ملکہ کو دیکھا انھوں نے
تو اپنے قصد کوش کیا اور خوش ہوئے مگر حیران کے حواس جاگے رہے کہ یہ میرے ایسے زبرد
سحر سے بچ گئی ملکہ نے زمین سے نکلتی ہی ایک مرتبہ اس برج آتشین کی طرف نگاہ کر کے
ات جو کیا وہ گنبد خاک ہو کر رہ گیا جب ملکہ زمین سے نکل تھی تو اس کے ہاتھ میں ایک
چھوٹا سا بیضہ فولادی تھا ملکہ نے گنبد کو برباد کر کے حیران جادو سے کہا کہ میں نے توڑا
سحر کیا اب تو میرا سحر رد کر اور خبردار ہو جا حیران نے کہا کہ میں خبردار ہوں تو سحر کر سکتا
ملکہ نے وہی بیضہ فولادی حیران کے سینہ کو تاک کر مارا بس جیسے حیران کے قریب وہ
بیضہ پہونچا اس نے انگشت کا اشارہ کیا کہ وہ بیضہ درمیان سے شق ہو گیا اس سے ایک
چاندور سفید رنگ پیدا ہوا اور پرواز کر کے بالاسے ہوا گیا اور گرد سحر حیران گردش کرنے لگا
سات مرتبہ گردش کر کے اس نے قدا سے انسو س بلند کی اس صدا کا بلند کرنا تھا کہ حیران کی
یہ حالت ہوئی کہ مثل آئینہ حیران ہو کر رہ گیا سکتے کا عالم ہو گیا ادھر ملکہ کے سحر کو زور دیا
پس اس طائر نے لشکر کی طرف رخ کر کے وہی صدادی جس کے کان میں اس طائر کی صدا پہونچی
اسکی یہی حالت ہوئی یہاں تک کہ قریب دو ہزار اہل لشکر کے اس سحر میں مبتلا ہو کر ہر طرف
سے نکل آئے اور ملکہ سے کہنے لگے کہ ہم آپ کے غلام ہیں کیا حکم ہوتا ہے ملکہ نے کہا کہ تم
سب اپنے گلے اپنے ہاتھ سے کاٹ ڈالو یہ جو ملکہ نے کہا ان سب نے ایک مرتبہ
خیر سحر میانوں سے کھینچ کر اپنے گلے پر رکھ کر جو تکان دہی برابر سے دو ہزار کے گلے کٹ
گئے دو ہزار لاش زمین پر پڑنے لگی یہ جو واقعہ اہل لشکر حیران جادو نے دیکھا اور یہ
امران پر ثابت ہوا کہ یہ سحر ایوان کی ہے اور اس سحر میں مبتلا ہو کر سب نے اپنی جان
دی جو اس طائر کی صدا سے اس کا یہی حال ہو گا سب نے اپنے کانوں میں انگلیاں
دے لیں مگر حالت یہ ہے کہ جس کے کان میں صدا جاتی ہے وہ بھوت ہو کر لشکر سے باہر

باہر چلا آتا ہے اور ملکہ سے کہتا ہے کہ کیا حکم ہوتا ہے ملکہ کہتی ہے کہ اپنے کو ہلاک کرو وہ ہلاک کرتا ہے اور دھر
 حیران جادو نے ملکہ سے کہا کہ میں کتھا را غلام ہوں مجھ کو کیا حکم ہوتا ہے ملکہ نے کہا کہ یہی حکم ہے
 جب میں جانوں کہ تم میرے غلام ہو کہ اپنے سر کو کاٹ کر پھینک دو یہ سننا کتھا کہ حیران نے جتنی
 ہاتھ ڈالا اور قیام سے لے کر گئے پر رکھا اور دھر حیران نے خنجر گئے پر رکھا اور دھر زمین شق ہوئی اور
 ایک پتلی زمین سے پیدا ہوئی اور جست گر کے برابر اس طاغور کے پہونچی اور اس کو حال مار کر
 مکر لیا اور دی سے کہا ہے کہ یہ سحر سمندر جادو کا کتھا کہ سمندر نے حیران کی حفاظت کے لیے مقرر کیا
 تھا اور نہ ایوان نے تو اس کا کام تمام کر دیا تھا بس اس پتلی نے اس طاغور کو پکڑا اور سر ہلا کر
 حیران کے ذبح کیا جب اس کے خون کے قطرے حیران پر گرے حیران کو ہوش آیا خنجر اپنے ہاتھ
 میں پایا حیران ہوا اس پتلی نے سامنے آکر کہا کہ کوئی ایسا غافل ہوتا ہے اور یوں حریت کے سحر
 میں مبتلا ہوتا ہے دیکھو تو اپنے لشکر کا حال کہ کیا حال ہے اب جو حیران نے پلٹ کر دیکھا تو ہزاروں
 لاشوں کو زمین پر تڑپتے پایا حیران ہوا کہ یہ کیا واقعہ ہے اس پتلی نے کہا کہ یہ سب سحر میں ایوان
 کے مبتلا ہوئے تھے اور اپنے ہاتھ سے گلے کاٹ کر ہلاک ہوئے اور یہی حالت تمھاری بھی
 تھی اگر میں تھوڑی دیر اور نہ آتی تو تمھارا بھی کام تمام تھا یہ کتھا پتلی نے قصہ کیا کہ زمین پر گر کر
 غرق زمین ہو جاؤں ایوان نے جو یہ واقعہ دیکھا فوراً دستک دی کہ زمین شق ہوئی اور ایک پتلا
 فولاد دی زمین سے پیدا ہوا ایوان نے اس پتلی کی طرف اشارہ کیا کہ لینا اس لکاحہ نمبہ پتلی کو
 اس چنھال نے اگر اپنے یار کو بچایا اور میرے سحر کو برباد کیا یہ کہنا کتھا کہ وہ پتلا مثل شرارہ
 کے قریب اس پتلی کے پہونچا اور با سے جان جہان کھر مثل بلا کے اس کے چمٹ گیا اور پکار
 کرتے لگا بوسے لینے لگا وہ کہنے لگی کہ دور موٹے یہ کیا کرتا ہے وہ یہ جواب دیتا کتھا کہ جو مرد کا
 کام ہے وہ کرتا ہوں میں تو تیرا مدت سے عاشق ہوں آج کو مجھ کی ہر بدوں اپنے مصرت
 میں لائے مجھ کو کب چھوڑتا ہوں ان دونوں لشکروں کے سامنے تیرے شیشہ عصمت کو
 اپنے تیشہ سے ٹوڑتا ہوں یہ کہتا ہے اور چٹا چٹ بو سر لیتا ہے اور یہ قصہ ہے کہ پکڑے جاؤں
 پس یہ جو حال اس پتلی نے دیکھا ایک مرتبہ لڑنے پر آمادہ ہوئی باہم کشی بالائے ہوا ہوئے
 لگی اور وہ پتلا یہ کہتا جاتا ہے کہ بڑی سرکش عورت ہے ہاں سچ ہے کہ سب غور میں جو کہ ناگتھا
 جوتی ہیں وہ پہلی شب اسی طور سے ہشت و عشرت کرتی ہیں بس نوبت باہم جار سید
 کہ وہ پتلا اس پتلی کو پکڑا یا دونوں لشکروں کے لوگ یہ تماشا دیکھ رہے ہیں اور سحر ہو کر تقریر
 پر تپکے کی ہنستے ہیں حیران خود حیران کھڑا ہے کہ یہ کیا واقعہ ہے اس پتلی کے پکڑنے کی کیا تدبیر کروں
 اور وہ پتلا اس پتلی کو پکڑا یا دونوں لشکروں کے اور اس پر غالب آیا حالت یہ تھی کہ بوسہ کیے
 جاتا تھا بس جب ایوان کے روبرو پہونچا پوچھا کہ کیا حکم ہوتا ہے ملکہ نے کہا کہ اس لکاحہ
 کی ٹانگین پکڑ کر حیران کو اس خنجر نے اپنے یار کو بچایا میرے سحر کو برباد کیا یہ ایوان کا کہنا
 تھا کہ اس خنجر نے اسلی ایک ٹانگ ایک ہاتھ سے پکڑ لی اور دوسری دوسرے ہاتھ سے
 سے اور قصہ کیا کہ حیران کو وہ پتلی چلائی کہ اے حیران کیا کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے میں نے تجھ کو
 بچایا تو مجھ کو اس ظالم کے پیچھے سے نہیں بچاتا ہے بس یہ سننے حیران جادو نے قصہ کیا کہ
 سحر کردن اور اس پتلا نے ایک جھٹکا دیا کہ وہ پتلی مقام شرم گاہ سے لے کر تباہ گلو

ہو گئی اندھی سیاہ اٹھی تاریکی ہو گئی آواز آئی کہ کشتی ملکہ نام نہن پتلی سحر سمندر شاہ بود ادھر وہ پتلا
 اسکو چہرے غرق زمین ہو گیا جب تاریکی ہر طرف ہوئی اور روشنی ہوئی سب نے دیکھا ملکہ
 سامنے کھڑی ہوئی اور حیران چادو بھی کھڑا ہوا نہ وہ پتلی نہ پتلا جب حیران چادو نے
 دیکھا کہ ایوان نے سحر کر کے اس پتلی کو بھی غارت کیا اور میرے دو ہزار لشکر کے لوگ قتل کئے
 بہت بڑا سحر کیا بس ایک مرتبہ برہم ہو کر تخت پر سے کودا اور زمین پر آکر ایک مشت خاک
 اٹھائی اور اس پر اسیم سحر دم کر کے اور ایوان سے کہہ کر کہ خبردار ہو جاؤ گے تو بہت بڑا سحر کیا
 پتلا مجھ کو میرے خداوند کے لیے بچا یا بس ایوان نے جواب دیا کہ میں ہوشیار ہوں تو سحر کر بس
 میں نے حیران نے وہ خاک ایوان پر ماری سب نے دیکھا کہ سنگ ریزے ہر طرف
 ملکہ کے چلے ادھر حیران وہ خاک ملکہ پر مار کر اور سحر کر کے اپنے تخت پر آکر بیٹھ گیا ادھر
 جس قدر سنگ ریزے تھے اسی قدر پھول بن کر طیار ہوئے اور ہر طرف ملکہ کے چلے پاتو وہ
 خاک تھے یا چادر گل ہو گئے اب جو اسکی خوشبو پھیلی اور اہل لشکر ملکہ کے فرما گئے
 ہو چکی سب مست ہو گئے اور اشعار بہار پر پڑھنے لگے ادھر وہ چادر گل ملکہ پر گری
 اور ملکہ ان پھولوں کے سبب سے عروس بن گئی اور اسکا بھی دماغ معطر ہو گیا اور ملکہ
 بھی مست ہو کر چھوٹنے لگی اور اشعار بہار پر پڑھنے لگی جب حیران نے دیکھا کہ کل لشکر
 کے ساحر مست ہو گئے اور ملکہ بھی مست ہو گئی بس اسنے سو کہا کہ چند تپتے پیدا ہوئے
 انکو اسنے اپنے روبرو طلب کر کے کہا کہ ان سب کے سر کاٹ کے لاؤ بس ایک پتلا تو طرف
 ملکہ کے کا ر دے کر چلا اور باتی قلعے طرف لشکر کے راوی نے کہا کہ ابھی وہ پتلا نہ لشکر
 میں پہونچا ہے نہ ملکہ کے قریب پہونچا تھا کہ درمیان سے زمین شقی ہوئی اور ایک پتلا
 پیدا ہوا کہ اسے ایک ہاتھ میں ایک جام تھا اور دوسرے ہاتھ میں ایک شیشہ اس
 پتلے نے زمین سے نکلتی ہی آتش شیشہ کو ان پتلیوں کی طرف پھینچ مارا اور جام کو لے کر
 قریب ملکہ کے آیا اور اس سے پانی لے کر ملکہ کے منہ پر چھینٹا دیا اور کہا کہ ملکہ ہو شیار ہو جاؤ
 یہ لکڑی اور چھینٹا دے کر اور ایوان کو ہوشیار کر کے اسی پتلے نے وہ جام اچھا ل دیا کہ وہ جام
 بالائے ہوا جا کر ابر بن گیا اور تمام لشکر پر چھٹا ہو گیا اور اس سے بارش ہونے لگی جس کے
 اوپر قطرہ پانی کا گرا وہ ہوشیار ہو گیا ایک دم میں تمام لشکر کو ہوشیار کر دیا حیران نے
 یہ معرکہ دیکھا ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ سحر کر کے اس پتلے کو قتل کروں مگر وہ جاتا ہی ادھر اس
 پتلے نے جو شیشہ ان پتلیوں پر بارا اور وہ شیشہ اسنے قریب آکر خود بخود شقی ہو گیا
 اور اس سے شعلہ نکلا کہ اس شعلے نے انکو جلا نا شروع کیا ادھر وہ پتلے چلنے لگے ادھر
 یہ سب ہوشیار ہوئے ان پھولوں کا یہ حال ہوا کہ سب پر مردہ ہو کر رہ گئے بالکل خوشبو
 جالی رہی ملکہ کو جو ہوش آیا اپنے اوپر پھولوں کی چادر پڑی ہوئی پانی لے کر سب پھول خشک
 تھے ملکہ نے ان سب کو توح کر چھینک دیا اور حیران کی طرف دیکھ کر کہا کہ تو نے بھی بہت
 بڑا سحر کیا کا سحر کیا تھا مجھ کو بھی بچا یا میرے خداوند کریم نے میں پہلے ہی سے یہ تدبیر
 کر آئی تھی ورنہ تو ہاینار کام کر چکا تھا راوی نے بیان کیا کہ وہ پتلے یہ سب کام
 کر کے غائب ہو گیا اسکا غائب ہونا تھا کہ وہ ابر بھی غائب ہو گیا راوی بیان کرتا ہی

کہ جب بلکہ پیر حیران نے برج آتشین گرایا تھا اور ملکہ اُس میں پوشیدہ ہو گئی تھی بس اسی حالت میں ملکہ
 سحر کر کے نکلی تھی وہ جو دھوان سب نے دیکھا تھا وہ ملکہ نے اُس برج آتشین سے
 نکل کر اور غرق زمین ہو کر یہ سب بند و بست کیے تھی بس جب حیران نے دیکھا کہ ایوان نے
 اس سحر کو بھی رد کیا اور میرے سب قتلہ ہائے سحر جلادے غصہ آگیا اور نیچہ سحر نیام سے لے کر ملکہ
 پر آ کر ملکہ نے بھی نیچہ نیام سے لیا لکی نیچہ بازی ہوئے باہم ضرب چلتے لگی رد و بدل ہونے لگے جو
 ضرب ملکہ کرتی ہر خیران رد کرتا ہر اور جو حیران کرتی وہ ملکہ رد کرتی ہر ٹھوڑے عرصہ تک تو
 باہم خوب نیچہ چلا اب حیران دس لگا ملکہ دیکھنے لگی بس ایک مقام پر جو دباؤ پڑا اب حیران
 نے دیکھا کہ کوئی صورت منفی نہیں ہر بس عقب میں ہٹا کر اور یہ کہ ملکہ او ایوان خبردار
 ہو بس نیچہ کا دار کیا ملکہ نے سپر سحر پر رد کر کے اور خبردار کہ ملکہ جو اپنا دار کیا حیران نے بھی سپر
 سحر سے چہرہ کو پناہ گیا ملکہ نے سحر کا ہاتھ پتا کر جو ملکہ پر دار کیا حیران جب تک سپر روکے ہوئے
 نیچہ جو دو الی کر پڑا تیل خیار ترے دو ہو گئے حیران نیچہ سحر سے قتل ہو کر زمین پر گرا اُسکے
 پیر غل مچانے لگے تاریکی ہو گئی ایک برس لگی سنگ باری و برت باری ہونے لگی
 آتار حشر و نشر برپا ہوئے اواز آئی کہ سستی مہام من حیران جا دو لو دافسوس مریم دجان دوم
 بمطاب خود نہ رسیدیم جب یہ صدا آچکی وہ تاریکی برطرف ہوئی روشنی ہوئی ایوان نے دیکھا
 کہ لاش حیران کی سامنے پڑی ہر بس جب اہل لشکر حیران نے اپنے مالک کو کشتہ پایا اور
 ایوان کو زندہ سب کی آنکھوں میں جہان تیر و تار ہو گیا اور ایک مرتبہ حیرہ ہائے سحر لیکر طرف
 ایوان کے چلے جو حال لشکر ایوان نے دیکھا وہ بھی چلے بس دونوں لشکر باہم مل گئے
 جنگ مغلوبہ ہو گئی ترنج و نارنج پیکان کھینچے چلنے لگے امیر سحر بن کر گرنے لگے آتش سحر
 مشتعل ہونے لگی کافر ہاتھ سے اہل اسلام کے قتل ہوئے لکھ باریار مرگ گرم ہو گیا دریا کے
 خون روان ہوا لاشہ خاک پر تڑپنے لگے سر خاک پر لوٹنے لگے ٹھوڑے عرصہ تک جنگ
 مغلوبہ رہی لشکر حیران جما ہوا لڑا کیا آخر لشکر بے سردار گت تک مقابلہ کر کے شکست
 کھائی لشکر ایوان نے قدم لشکر حیران کے اٹھا دیے بس کفار بھاگ کر پڑاؤ پر آئے یہاں
 بھی حریف نے نہ ٹھہرنے دیا قتل کرنا شروع کیا پڑاؤ چھوڑ کر بھاگے ان سب نے پڑاؤ بھی
 لوٹ لیا تعاقب کیا بہت دور تک تعاقب میں آئے جب سب لشکر کوہ و صحرا میں
 منتشر ہو گیا سوقت ایوان نے کہا اپنے اہل لشکر سے کہ اب تعاقب کرنے سے کیا
 فائدہ بھاگے ہو و نہ کا پیچھا نہ کرو یہ جو ملکہ نے کہا بس سب اہل لشکر تھکے ایوان اپنے
 اہل لشکر کو لے کر طرف پڑاؤ کے واپس آئی ادھر وہ لشکر شکست خوردہ حیران کا ایک
 مقام پر جمع ہوا اور سب کے سب بحالت خراب طرف سمندر یہ کچے بھاگے اس
 خیال سے کہ سمندر شاہ کو اس حال سے آگاہ کریں تو ادھر کو بھاگے ہوئے چلے
 ہیں ادھر ایوان نے اپنے فرود گاہ پر پہونچ کر لشکر کو گم ہونے کا حکم دیا اور جو لشکر کے
 ساحر جنگ مغلوبہ میں مرے اُنکے دفن کلاؤں کفار کے سبکدستی کا بل اب جو ضماری کیا
 کیا تو معلوم ہوا کہ دس ہزار کفار مارے گئے اور دس ہزار اہل اسلام کلام آئے بس ان
 سب کو ملکہ نے دفن کرایا اور کفار کی لاشوں کو اُس صحرا میں پڑا رہے دیا کہ ناع دزغن

لکھا جائیں بس سب سردار کمرین کھول کر بارگاہ میں آئے ملکہ تخت پر اُتر بیٹھی سب حاضر
 دربار ہوئے ملکہ کو سب نے خوشی کی اور ظفر کی نذرین دین ملکہ نے خوش ہو کر سب کو انعام
 دیا لشکرِ سودہ ہوا ملکہ نے دربار برخاست کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے ملکہ اپنے خواجہ
 میں گئی وہ رات براحس و آرام بسر کی یہاں جب سحر ہوئی اب ملکہ نے دربار کیا ملکہ اس
 انتظار میں ہو کہ ماران لشکر لے کر آئے تو میں سب لشکر لے کر براے ملک اہل اسلام
 جانوں طرف سمندر میں کے ایوان پہاں اس انتظار میں ہو وہاں آج جو شہر میں مہراں نے
 دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے ان سے ملکہ ماران نے دریافت کیا کہ لشکر طیار ہو
 آگھون نے عرض کیا کہ سب لشکر طیار ہو سامان سفر سے بس ملکہ نے حکم دیا کہ لشکر کو کوچ
 کا حکم دیا جائے اور جلوں سواری در دولت پر حاضر کیا جائے ملکہ ابھی یہ حکم دے رہی تھی
 کہ ملکہ ایوان کی ظفریابی کی امر حیران کے مارے جانے کی اور لشکر کے شکست کھانے
 بھانے کی حالت بیان کی بس ملکہ یہ خبر سننے خوش ہوئی بس اس وقت حکم کو کوچ دیا ہوا
 نے سب لشکر کو حکم ملکہ سے آگاہ کیا لشکر میں کمر بندی ہوئی سب سامان سفر طیار ہوا
 جلوں سواری در دولت پر حاضر کیا بس ملکہ سب لشکر کو اور سرداروں کو ہراہ لے کر
 طرٹ ایوان کے روانہ ہوئی راوی نے بیان کیا کہ ان سب واقعات کی خبر سوماق
 برقی مزاج کو نہیں ہوئی اسکا سبب یہ تھا کہ وہ اپنے باغ میں لہو لعب میں مصروف
 تھی اور باغ بھی شہر سے دس کوس پر تھا بدین سبب خبر نہ ہوئی بس ماران لشکر لے کر
 بیرون شہر آئی ایوان کو خبر ہوئی سرداروں کو براے استقبال روانہ کیا سردار استقبال
 کر کے لے گئے ایوان کو ماران نے سلام کیا اُس نے براہِ گلہ دی لشکر اُترا بس سب
 حال ایوان نے اپنی بہن سے جنگ و پیکار کا بیان کیا وہ سننے بہت خوش ہوئی
 اُس دن تو ایوان نے وہاں اور قیام کیا بس دوسرے دن تین لاکھ سحرور کا لشکر لیکر
 مع خیمہ و بارگاہ کے اپنی بہن ماران سے رخصت ہو کر طرٹ لشکر اسلام کے روانہ ہوئی کہ انکا
 حال آئندہ تحریر ہوگا اور ماران باقی سندہ لشکر لے کر شہر میں واپس آئی اور انتظام شہر میں
 مصروف ہوئی بس اب راوی الطاف جادو کا حال تحریر کیا

اب شمعہ حال الطاف جادو وزیر سمندر شاہ کا سماعت فرمائیے

راوی نے اس داستانِ ندرت بیان کو اس طور سے بیان کیا کہ جب الطاف جادو
 سمندر شاہ سے منصرف ہو کر اور بخوت سمندر شاہ رات کو مع اپنی ناموس و مال
 و اسباب و عزیز و غنوں کے شہر سے نکل کر طرٹ لشکر اسلام کے روانہ ہوا تھا اس عجلت
 میں جلا سب کو ہراہ لے کر کہ رات ہی رات قریب لشکر اسلام پہنچ گیا جب صبح ہوئی
 تو انہوں نے حد لشکر اسلام پر پہنچ کر خیمہ و غیرہ برپا کیے اس میں سب کو اتارا اور خود بھی اگر خیمہ
 میں بیٹھا اور ایک عرفی اس مضمون کی خدمت صاحبِ حقان میں روانہ کی پہلے القاب
 ادب تحریر کیا اُس کے بعد تحریر کیا کہ یہ خاکسار آپ کا الطاف جادو اس امر کا خواستگار
 ہو کہ اختیاقِ قدوسی میں اپنے گھر سے نکل کر مع محل مال و اسباب و اہل عیال کے آپ کے

لشکر کے قریب مقیم ہوا یہ بین نے آپ کے اوصاف بہت کچھ سنے ہیں انکو سننے مجھ کو اشتیاق ہوا کہ آپ کی قدیموسی حاصل کروں پس اس اشتیاق میں یہاں آیا ہوں کہ آپ کی ملازمت حاصل کر کے اپنے دیدہ ہائے بے نور کو آپ کے نور قدم سے روشن کروں پس اس امر کا امیدوار ہوں کہ مجھ کو اجازت دے کہ میں مع سب اپنے اہل و عیال کے حاضر خدمت ہوں اور جو جو بدعت مجھ پر سمندر شاہ نے کی ہو وہ کیا آپ کی خدمت میں عرض کروں زیادہ حد ادب انکی اقتساب دولت تابان و درخشان بادیہ عرضی لکھو اگر ایک ساحر کے ہاتھ خدمت صاحبقران میں روانہ کی وہ ساحر عرضی لے کر ادھر کو روانہ ہوا را دی نے بیان کیا کہ یہاں لشکر اسلام میں دربار آراستہ تھا کل اللہ تخت پر جلوہ فرماتے اور صاحبقران دگل سویت پر جلوہ کرتے اور سب عزیز صاحبقران و بادشاہ اپنے اپنے دنگوں پر جلوہ کرتے اور سب سردار بھی اور ایک طرف سب شاہان اطراف سمندر یہ مثل محراب شاہ وغیرہ کے اور ایک سمت سب ساحران لشکر اسلام مثل مرزخ آفتاب علم و آفاق شاہ وغیرہ کے عیاران لشکر اسلام شہتہائے طلانی پر بیٹھے ہوئے تھے خضران بن اعمر ثانی کرسی ہدیہ پر بیٹھے ہوئے تھے اور سب خادم و خدمت کار حاضر تھے دربار آراستہ تھا کہ وہ ساحر عرضی لے کر در دولت پر حاضر ہوا یہاں دربار گاہ پر جنریل بن عادی مرتبہ درگم سالاری پر بیٹھے ہوئے تھے اس ساحر نے جنریل سے عرض کیا کہ میری خبر کر دیجیے صاحبقران کو کہ ایک ساحر عرضی لے کر آیا ہے الطاف جادو کی پس جنریل کرسی پر سے اٹھ کر داخل بارگاہ ہوئے مگر آواز سے مجرا بجا لائے عرض کیا کہ ایک ساحر سمندر یہ کا ایک عرضی لے کر آیا ہے اور لہتا ہے یہ عرضی الطاف جادو کی ہے اسنے خدمت صاحبقران میں روانہ کی ہے اسنے بہت کیل حکم ہوتا ہے جو صاحبقران نے عنایت کر آفاق شاہ کی طرف دیکھا اور سہراب کی کو فرمایا کہ تم الطاف جادو سے واقف ہو کہ یہ کون ہے اور کس مرتبہ کا سادہ کیونکہ تم تو اس شہر کے رہنے والے ہو اور اہل دربار سے ہو آفاق شاہ نے کہا کہ حضور یہ الطاف جادو بھی بہت بڑا ساحر زبردست ہے اور معزز ساحرون میں سے ہے یہ بھی ایک وزیر ہے سمندر شاہ کا اور وزیر معزز ہوا سکا واقعہ یہ ہے کہ ہمیشہ سمندر شاہ کے چار دربارے جب کہ بین وزیر تھا تو یہ بھی وزیر تھا میں اس مرتبہ پر تھا کہ لشکر لیے ہوئے شہر شیم پھا کر تا تھا اور ہر ایک ملک پر سمندر شاہ کا قبضہ کرتا تھا یہ سب ملک میرے فتح کیے ہوئے ہیں پس جب میری طرف سے سمندر شاہ کو اطمینان ہو گیا اور میری خیر خواہی دیکھ لی یہ امر ضرور ہے کہ سمندر شاہ میرا بہت پاس کرتا تھا اور مجھو بہت دوست رکھتا تھا مجھ سے کہا کہ اب تم ضعیف ہو گئے ہو تو اپنے ملک کو جاؤ اور اپنے مقام پر کسی اور کو مقرر کرو پس میں نے بھی منظور کیا میں نے اپنے کھائی اشتیاق شاہ کو اپنے مقام پر مقرر کیا اور خود آفاق میں آکر حکومت کرتے تھا میرا طریقہ حالت ملازمت میں بھی یہ تھا کہ برس دن کے بعد دربار میں ایک ماہ کے لیے آتا تھا اور بعد ترک ملازمت بھی وہی طریقہ رہا پس میں وزیر لشکر تھا اور وہی طریقہ میرے بھائی نے جاری رکھا اور الطاف جادو وزیر ملک ہوا اسکے پاس تمام

ملکوں کے کاغذ آئے ہیں یہ ان پر دستخط کرتا ہوا اور آٹھویں دن دربار میں جاتا ہوا اور دو دربار میں
کچلے نام شلاق و امراق ہیں بس آج کل و دریاہ مقرب بارگاہ ہیں یہ سارے فسادات
انکی ذات کے ہیں بس الطاف جاد و وزیر سمندر شاہ ہر یہ اسی سے عرضی لکھی ہوئے معلوم
اس عرضی کا کیا مضمون ہوا اور کس سبب سے عرضی لکھی ہوئی ساحر کو طلب فرما کے عرضی یا حلقہ
فرمائے صاحبقران نے جنرل سے فرمایا کہ اس ساحر کو اندر بارگاہ کے آنے کی دوا جازت دو
جنرل نے بیرون دربار آکر اسکو اجازت دی وہ ساحر داخل بارگاہ ہوا اُس نے اسد دربار آراستہ
پایا کہ بھی نہ دیکھا تھا ایک طرف آفاق شاہ و ملکہ غزالان و سہرا سب جادو و ہلکے کو کبیر روشن
تین کو بیٹھے تھے دیکھا اور دیگر ساحران مغز کو و پایک طرف محراب شاہ و اقبال شاہ
وغیرہ کو پایا اور دیگر شاہان اطراف و جوانب سمندر پر یہ کو باقی اور سرداران صاحبقران و عزیزان
صاحبقران کو تمکین پایا ایسا بار دیکھا کہ بھی نہ دیکھا تھا ایسا عرب و داب تھا کہ کیا ممکن تھا کہ
کوئی سر اٹھا کر دیکھنے سے ایک طرف عیاران لشکر موجود تھے بس اُس نے مجرا گاہ پر سے مجرا کیا کہ
آفاق شاہ نے اس ساحر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے خیر مان جادو و استہرام کہ صر
آنا ہوا تھا سب نانکس و آقا تو بہت اچھے ہیں اُس نے سر اٹھا کر آفاق شاہ کی طرف دیکھا
اور کہا کہ آپ کے جان و مال کو دعا کرتا ہوں اور میرے آقا کا بھی مزاج اچھا ہوا آفاق شاہ نے
کہا کہ صر آنا ہوا اُس نے عرض کیا کہ میں اُعلیٰ عرضی سے کہ خدمت صاحبقران میں آیا ہوں
آفاق شاہ نے کہا کہ وہ کہاں ہیں اُس نے عرض کیا کہ وہ سمندر شاہ سے ناراض ہو کر مع
اپنے مال و اسباب و اہل و عیال و عزیز و اقارب کے راستہ کو شہر سے نکل کر چلے
آئے ہیں اور قریب لشکر صاحبقران مقیم ہیں اسی مقام پر سے عرضی لکھی ہوئی آفاق شاہ نے کہا
کہ کیوں ناراض ہونے کا کیا سبب ہوا اُس نے کہا کہ اسکا حال مجلو نہیں معلوم ہیں بیمار کیا
جائون آفاق شاہ نے کہا کہ وہ عرضی کہاں ہوا اُس نے کہا کہ میرے پاس ہی کہا کہ پیش کرتے ہوئے
وہ عرضی جیب سے نکال کر خدمت صاحبقران میں پیش کی صاحبقران نے دیر کو اشارہ
کیا اُس نے عرضی اُسکے ہاتھ سے لے کر لفافہ چاک کر کے پڑھی سب اہل دربار نے سنی بس
صاحبقران نے دیر سے کہا کہ اسکی پشت پر لکھ دو کہ تم شوق سے آؤ ہم کو خود تمھاری
ملاقات کا اشتیاق ہو تم تو ہمارے دینی بھائی ہو چکے ہو اب کوئی تمھاری طرف نہ نگاہ
کے نہیں دیکھ سکتا ہر یہاں سب تمھارے دوست ہیں کوئی دشمن نہیں رہو تم شوق سے
آؤ یہ تمھارا گھر ہے بس یہ مضمون تحریر کر کے صاحبقران نے اس ساحر کو خلعت سے
سرفراز کیا اسی کے رو برو سہرا سب جادو و ملکہ غزالان کو حکم دیا کہ آپ لوگ جائیں
اور الطاف جادو کا استقبال کر کے لائیں بس یہ سب ساحر کو جب حکم صاحبقران
اپنے سرداروں کو لے کر باہر بارگاہ کے آئے ادھر وہ ساحر جواب عرضی لے کر اور
خلعت پا کر صاحبقران کو سلام کر کے بیرون بارگاہ آیا اور طاف جادو
کے روانہ ہوا اُسکے جانے کے بعد یہاں سے یہ ساحر تخت ہائے سحر پر سوار ہو کر
صاحبقران کے خواجہ ثالث کو حکم دیا کہ اے خضران بن عمر تم بھی حد لشکر چال
کرتے ہو جب سہرا سب جادو وغیرہ الٹا دست جادو کو لے کر داخل شہر ہوئے

تو جو کچھ غیمے وغیرہ اسکے ہمراہ ہوں انکو مقام مناسب پر برپا کرانا اسکا مال واسباب احتیاط سے
 رکھوانا اور سہراب سے کہنا کہ وہ الطاف کو اپنے ہمراہ لیے ہوئے مع اسکے عزیز و اقارب
 کے بارگاہ میں آئے بس خواجہ میمان سے روانہ ہوئے اور حد لشکر برپا کر الطاف جادو و
 سہراب کے منتظر کھڑے ہوئے اور وہ سحر جواب عرضی لے کر الطاف جادو کی خدمت
 میں پہنچا اور صاحبقران و بادشاہ و سرداروں کے خلق و دروت کی تعریف کی اور کہا کہ جبکہ
 صاحبقران نے سنا کہ آپ قریب لشکر آ کر فرود کش ہوئے ہیں سہراب جادو و ملکہ غزالان
 کو برائے استقبال روانہ کیا یہ یقین ہے کہ راہ میں ہونے اس ساحر نے دربار کی بہت تعریف
 کی اور وہ عرضی کہ جسکی پشت پر جواب تھا الطاف جادو کو دی الطاف نے جواب
 عرضی پڑھا بس مضمون سے آگاہ ہو کر اپنے کل سرداروں اور عزیزوں کو ہمراہ لے کر باہر
 بارگاہ کے آیا اور طرٹ سہراب جادو کے چلا اور سہراب مع غزالان و سرداروں
 کے ادھر کو آ رہا تھا کہ راہ میں ملاقات ہوئی یا ہم صاحب سلامت ہوئی اسکے بعد
 الطاف جادو و سہراب وغیرہ کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے خیمہ میں آیا بڑی عزت و آبرو سے بٹھایا
 مزاج پر سی کی ایک نے دوسرے کا مزاج پوچھا بعدہ سہراب نے الطاف کے ادھر
 آئے کی حالت دریافت کی الطاف نے کہا کہ میں رو برو صاحبقران کے سب حال
 بیان کرونگا سہراب نے کہا کہ پھر چلو صاحبقران انتظار کر رہے ہونے یہ سننے الطاف
 نے جواب دیا کہ بہت اچھا اور اچھا ہے اب سہراب و غزالان و سب سرداروں کو
 ہمراہ لے کر باہر خیمہ کے آیا اور ملازموں کو حکم دیا کہ سب اسباب بار کر دو اور چلو اول تو سب
 اسباب رہی تھا جو کچھ خیمہ وغیرہ برپا تھے سب بار ہوئے بس الطاف جادو کو سہراب
 اپنے ہمراہ لے کر طرٹ لشکر اسلام کے چلا عقب میں سب سردار اور عزیز الطاف مذکور
 ناموس اور خیمہ وغیرہ اور مال واسباب تھا میمان سرحد لشکر پر خواجہ کھڑے ہوئے تھے
 سہراب نے دور سے دیکھ کر الطاف سے کہا کہ دیکھو وہ خواجہ سلامت کھڑے ہیں
 انھوں نے سحر ان کو قتل کیا اور عشاق کو اور میمان کو اور افتاب جادو کو انھوں نے
 سب عیاران کین ہیں یہ بہت بڑے عیار ہیں شاہ عیاران کا لقب ہے سب واقعات
 بیان کیے اور کہا کہ پہچان لو بس سہراب الطاف کو لے کر لشکر میں آیا پہلے الطاف
 خواجہ سے ملا خواجہ نے الطاف کی بہت تعریف کی اور کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم
 بہت سخی ہو شل تمھارے شہر سمندر سے میں کوئی سخی نہیں ہے بہت تعریف کی بس
 الطاف نے خوش ہو کر ایک مالامر وارید کا دیا خواجہ نے خوش ہو کر وہ مال لیا اور
 بہت تعریف کی اور کہا کہ واقعی تم بہت سخی ہو یہ کہ سہراب سے کہا کہ تم تو انکو
 لے کر مع اپنے عزیزوں کے بارگاہ میں جاؤ کہ صاحبقران انکے منتظر ہیں اور میں انکے
 خیمہ وغیرہ برپا کرتا ہوں یہ کہ خواجہ ناموس الطاف و مال واسباب و خیمہ وغیرہ
 کو لے کر ایک جانب روئے ہوئے اور جا کے مناسب پر لشکر میں خیمہ وغیرہ برپا
 کر آئے ناموس کو اتار سب مال واسباب ملازمان الطاف کے سپرد کر کے اور
 سب بند و بست کر کے طرٹ بارگاہ کے روانہ ہوئے ادھر سہراب الطاف جادو کو لے کر

در بارگاہ پر پہونچا الطاف نے جنرل کو دیکھا سہراب سے کہا کہ یہ کون ہیں کہا کہ داروغہ
 بارگاہ میں سہراب ان سب کو لے کر داخل بارگاہ ہوا یہاں صاحبقران انتظار کر رہے تھے
 الطاف نے دربار کو خوب آراستہ پایا بس الطاف نے صاحبقران و بادشاہ کو اور سب
 سرداروں کو سلام کیا صاحبقران کی قد مبوسی حاصل کی صاحبقران نے گلے سے لگایا بادشاہ
 نے دست شفقت کشت پر رکھا بس حلقہ ساחרان میں الطاف کو مع اُسکے عزیزوں کے
 جگہ ملی صاحبقران و سب اہل اسلام بہت شفقت و خاطر سے پیش آئے الطاف آفاق شاہ
 وغیرہ سے ملا سب عزیزان الطاف نے شرف ملازمت حاصل کیا اور اپنے مرتبہ کے موافق
 ہر ایک بیٹھا بس صاحبقران نے الطاف سے آنے کا سبب دریافت کیا اُسنے وہ سب
 حال جو کہ اُس پر گذرا تھا سمندر جادو کی طرف سے اور اسی جلد میں وہ تحریر ہو بیان کیا اور
 کہا کہ یہ ظلم و ستم میرے اوپر سمندر نے کیا اور دیگر لوگوں پر بس میں نے دیکھا کہ اب یہاں
 رہنا بیکار ہو دو سرے آپ کی ملازمت کا میں بہت مشتاق تھا بس میں نے خیال کیا کہ یہی
 وقت ہو یہاں سے نکل چلنے کا بس میں وہاں سے سب کو اپنے ہمراہ لے کر حاضر خدمت ہوا
 صاحبقران نے فرمایا کہ تم نے خوب کیا یہ کو خانہ بے تکلف ہو جس کا جی چاہے اُسے کوئی
 مانع نہیں ہوتا ہو میں تمہارے بیان سے بہت خوش ہوا بس الطاف نے وہ سب
 حالات جو کہ اُس پر گذرے تھے اور اسی جلد میں تحریر ہو چکے ہیں ناظرین ملاحظہ فرما چکے
 ہونگے سب کے روبرو بیان کیے ہر ایک نے سمندر کی حالت سے نفرت کی سب اہل
 دربار الطاف جادو سے خوش ہوئے اُسکے ہمراہی بھی ہر ایک سے اچھی طور سے ملے
 بس ابھی الطاف دربار میں تھا کہ خواجہ آکر پہونچے انھوں نے بہت کچھ تعریف کی اور
 صاحبقران سے کہا کہ میں نے بموجب حکم آپ کے سب بند و بست کر دیا یہ عرض کر کے
 بنی کر سی پر بیٹھ گئے کہ اتنے عرصے میں جنرل نے ایک فرد لاکر صاحبقران سے دستخط کر کے
 الطاف کو دی اُس فرد میں تحریر تھا کہ سرکار صاحبقران و بادشاہ سے چند خیمہ و چوہدار
 و دیگر ملازم اور سب سامان خیمہ کی آرائش کا اور سامان باورچی خانہ تم کو اور تمہارے
 عزیزوں کے لیے مقرر ہوا اور ہر ایک کا مشاہرہ معقول مقرر ہوا بس آج سے تم سب
 کے نام دفتر سرکار میں لکھ گئے اور ملازم ہو گئے فرد میں ہر ایک کے مشاہرہ کی شرح
 لکھی کیونکہ یہاں کا طریقہ یہ ہے کہ جو کوئی شریک لشکر اسلام ہوتا ہو خواہ اُسکے ساتھ سامان
 و دوا باش ہو خواہ نہ ہو سرکار صاحبقران سے ضرور علی قدر مرتبہ مقرر ہوتا ہو بس دی
 طریقہ ساتھ الطاف کے بھی برتا گیا بس جب وہ فرد الطاف کو ملی اور اسی میں سب
 لازمون کے نام تھے الطاف نے آفاق سے اس فرد کا حال دریافت کیا کہ یہ کیسی
 فرد آفاق نے کہا کہ یہاں کا طریقہ یہ ہے کہ جو شریک لشکر اسلام ہوتا ہو اسکو سرکار
 صاحبقران سے خیمہ اور اسکا سامان اور جس قدر لوگ اسکے ہمراہ ہوتے ہیں سب کا
 مشاہرہ مقرر ہوتا ہو اور چند چوہدار و دیگر ملازم سرکار سے مقرر ہوتے ہیں انکی تعداد
 تمام سے ملتی رہی اور باورچی خانہ کا سب سامان اور مشارف خزانہ سے مقرر ہوتا ہو
 اور کچھ سپاہ اسکے پائے نام کی جاتی رہی بس یہ فرد اسی کی ہوا میں سب حساب ہوتا

یہ حال سننے الطاف بہت خوش ہو کہ دربار برخواست ہو اسب اپنے اپنے مقام و خیموں کو روانہ ہوئے الطاف بھی مع اپنے ہمراہیوں کے باہر آیا آفاق شاہ ہمراہ اتحادہ الطاف کو اپنے ہمراہ لے کر اپنے خیمہ کی طٹ روانہ ہوا راہ میں اُن ملازموں اور جوہداروں نے آکر مجرا کیا جو کہ سرکار صاحب حق را سے مقرر ہوئے ہیں الطاف نے اُن سے دریافت کیا کہ کیا مطلب ہو انھوں نے کہا کہ ہم کو کیا حکم ہوتا ہے الطاف نے کہا کہ میرا کیا حکم کوئی تم میرے ملازم ہو انھوں نے جواب دیا کہ ہم سب آپ کے ملازم ہیں ہم سب کو سرکار صاحب حق ان سے شاہرہ ملے گا اور ہم آپ کی خدمت میں حاضر رہیں گے یہ سننے الطاف نے جواب دیا کہ تم سب اُس مقام جا کر قیام کرو کہ جہاں میرے خیمے وغیرہ برپا ہیں میں آتا ہوں اور اپنے عزیزوں کو بھی روانہ کیا اور خود آفاق شاہ کے ساتھ اُس کے خیمہ میں آیا تھوڑے عرصہ تک یہاں بیٹھا رہا اُس کے بعد اپنے مقام پر آیا سب بندو گھمیک پایا بہت خوش ہوا راہی نے بیان کیا کہ الطاف کے آنے کی لشکر اسلام میں بہت خوشی ہوئی ہر ایک سرور سے اُسکی دعوت کی بس یہاں تو الطاف کی دعوت ہو رہی ہے اور وہ دین اسلام کے مشرف ہو چکا ہے اور صاحب حق ان کو یہ انتظار ہے کہ لشکر کفار بین طبل جنگ بجا تو یہاں بھی طبل جنگ بجوایا جائے اور مقابلہ کیا جائے بس ان سب کو تو مصروف و غمزدہ اور صاحب حق ان کو انتظار جنگ میں چھوڑا جاتا ہے اب حالی سمندر شاہ لکھا جاتا ہے اور کیفیت جنگ و پیکار لشکر اسلام و لشکر کفار تحریر ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ توفیق ملی

اب دو کلمہ داستان سمندر شاہ کا جواب نامہ گنجور شاہ سے آگاہ ہونا اور اُس نامہ بر کا آنا جو کہ طرقت اشفاق شاہ کے گیا تھا اور عرض کرنا کہ اشفاق شاہ مع لشکر حاضر ہوتا ہے اور اُسکی عرضی دینا پھر خبر آنا کہ چند پہلوان غیر ساحر آئے ہیں اُنکا دربار میں آنا اور سب حال سننے لاف و گداز کرنا اُن لوگوں کا آکر سمندر شاہ سے حال اشفاق شاہ بیان کرنا جو کہ شہر اشفاقہ سے فرار کر کے چلے آئے تھے سمندر شاہ کا حال اشفاق شاہ سننے پر ہم ہونا اور کہنا کہ میں جنگ مسلمانان سے فراغت کر لوں تو ان سب کو سزا دوں گا اور حکم دینا کہ پیش خیمہ روانہ کیا جائے پر سون ہم کوچ کرینگے براے مقابلہ اہل اسلام و طیار سی لشکر کا حکم دینا اُس لشکر کا بھاگ کر آنا جو کہ حیران جادو کے ہمراہ ایوانیہ پر گیا تھا اور حال جنگ سے و قتل حیران سے سمندر شاہ کو آگاہ کرنا بس افسوس کرنا سمندر شاہ کا اور لشکر لے کر بیرون شہر آنا اور اہل اسلام سے مقابلہ ساحروں سے وغیرہ ساحروں سے اور ہر ایک

مددگار سمندر شاہ کا و اہل اسلام کے عین وقت پر پہونچنا عشاق حجرہ نشین
کا ہاتھ سے سواق برق مزاج کے مارا جانا اور جنگ مغلوبہ ہونا سمندر شاہ
کا شکست کھا کر طرف طلسم گجورہ سلیمانی کے فرار کرنا صاحبقران کا بعد
فتح شہر سمندر پر قبضہ فرمانا اور ملکہ نسیم سیمتن دختر سمندر شاہ کا ساتھ
سہراب جادو کے عقد ہونا اور عاشق و معشوق کا وصال سے شاد ہونا
صاحبقران کا جشن خوشی کرنا اُس سے دریافت کر کے اور ملکہ نسیم سیمتن کو حاکم
سمندر پر کر کے صاحبقران کا عقب سمندر شاہ بین طرف طلسم کے روانہ

ہونا و دیگر حالات متعلق داستان ہذا

راویان اخبار و ناقلان آثار بلبل ہزار داستان قلم کو گلشن مضامین بین یون زمرہ سنج کرتے ہیں
و اشعب ملک کو میدان مدعا بین یون جولان کر کے ہیں و شیر آبدار زبان کو اس طور سے
معکہ آرائی لشکر معنی کرتے ہیں کہ جب سمندر شاہ نے پکی زمرہ کے ذریعہ سے نامہ طرف گجور شاہ
کے روانہ کیا اور ایک حکم نامہ بنام اشفاق شاہ اور حیران جادو کو ہمارے غارت
شہر ایوانیہ روانہ کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ لشکر طیار ہو اور سب سامان سے درست ہو
کیونکہ بین براسے مقابلہ اہل اسلام لشکر کشی کرونگا لشکر بین بند و بست ہوئے لگا تھا
اور وہ جو باد شاہ ساحر و غیر ساحر بیرون شہر کریم ہوئے ہیں وہ بھی سامان لشکر کشی کر رہے
ہیں بس سمندر شاہ دربار کرتا ہوا و اہل دربار سے ہر روز یہ کہا کرتا تھا کہ ایک ایک اطاق میں آیا
و حیران باولہوش مہم ایوانیہ سے فارغ ہو کر حاضر ہوا اشفاق جادو بھی اُنک دن کا ذکر ہے
کہ دربار آراستہ تھا اور سب سردار حاضر دربار تھے کہ اچھا اس جادو نے آکر مجرا گاہ پر
سے مجرا کیا اور عرض کیا کہ غلام نے غلہ کا بند و بست برائے لشکر کر لیا ہے جب حضور کا
جی چاہے گوج فرمائیں سمندر شاہ نے اسکو اس خدمت کے صلہ میں انعام دے کر
خصت کیا ابھی دربار آراستہ تھا کہ وہ سوار حاضر ہوئے کہ جو براسے تلاش الطاف جادو
کے تھے اور وہ ساحر انھوں نے عرض کیا کہ ہم نے بہت تلاش کیا کہیں الطاف جادو
کا نشان و ملاں ہم جب قریب لشکر اسلام پہونچے تو معلوم ہوا کہ الطاف جادو شہر سے
نکل کر داخل لشکر اسلام ہوا صاحبقران نے بہت عزت کی اور وہ دعوت پر ایک سردار
کی کھار ہا ہوا اور بہت خوش ہو یہ خبر سنے سمندر شاہ کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ یہ بادولت
میں مقام سے حرکت کرتے ہیں سب تک حراموں کو اُنکے انحال کی مزاد سنئے اور اہل
اسلام کو قتل کرینگے اب مجھ کو ان سب کی تباہی کا خیال آیا ہوا ہے میرے ہاتھ سے کچھ کر
لے جان جائے ہیں یہ کہ ان سب کو رخصت کیا سمندر شاہ خاموش بیٹھا تھا کہ کچھ
چند ہر کارے حاضر دربار ہوئے مجرا کر کے اور بدو عادی کر عرض کیا کہ حضور آگاہ ہوں کہ

کہا ابطال قوی بازو عقیقہ طالع قوی تن قنطاریل سخت پنجرہ کرگان گرز زن ہیکان نیزہ باز
 و اوراک بیخ زن یغواک سخت کمان یہ پہلوانان جہان سات لاکھ کا لشکر لے کر برائے
 ملک حضور آئے بین انکا لشکر بیرون شہر مرد کش ہوا در یہ سب غیر ساحرین بس یہ
 سب پہلوان مع اپنے سرداروں کے طرف دربار کے آئے ہیں یہ سننا تھا کہ سمندر شہ خوش
 ہو گیا در گھر سالار کو حکم دیا کہ پہلوان جو آئے تو منع نہ کرنا دربار کی آراستگی کا حکم دیا فوراً دربار
 آراستہ ہو گیا ان سب کے لیے کرسیاں آراستہ کر دیں کہین کہ وہ اگر پہونچے داخل دربار کفر
 آئنا رہوئے ہر ایک نے سمندر شاہ کے تخت کو بوسہ دیا بجا کیا اور جو مقام اسکے لیے
 مقرر ہوا تھا اس پر بیٹھ گیا جب یہ سب بیٹھ چکے اسوقت ادراک و غواک نے سمندر شاہ
 سے دریافت کیا کہ یہ خداوند حال لشکر اسلام اور سب جنگ و پیکار بیان کریں سمندر شاہ
 نے شملاتی کی طرف اشارہ کیا کہ یہ وزیر میرا بیان کریگا بس انھوں نے شملاتی سے کہا
 کہ تم بیان کرو شملاتی نے کہا کہ اصل واقعہ یہ ہے کہ بادشاہ نے سہراب جادو اپنے
 سہ سالار کو اس علت میں کہ اسکے یہ خواہش کی تھی کہ میری شادی ملکہ نسیم سیمنٹن
 اپنی دختر سے ہمراہ کر دیکھے وہ اس پر عاشق ہو گیا تھا مگر بادشاہ نے قبول نہ کیا ایک
 تو ملازم تھا دوسرے خود بادشاہ کا قصد تھا کہ میں اپنی دختر کو اپنی تصرف میں لاؤں
 اس سے وصل حاصل کروں اسکے مانع جوانی سے عمر آرزو حاصل کروں بس مقصد دیگر
 ماہیان طوفان کش کے پاس روانہ کیا کہ تم وہاں جاؤ آج کل طوفان پر کسی نے لشکر کشی
 کی ہو اسنے ملک طلب کی ہے بس تم اسکی ملک کو جاؤ اور سہراب کو حسب اُدھر روانہ
 کر چکا تو طوفان کو خفیہ طور پر لکھ بھیجا کہ اسنے بہت سرکشی پر کسی ہوا سکو اسیر کر لینا
 میں نے یہاں اس سبب سے اسیر نہیں کیا کہ سب لشکر اس کا تابع ہو عدو دشمن ہو
 بس جب سہراب وہاں پہونچا ماہیان طوفان کش حاکم دریائے سبز رنگ نے
 سہراب کو غافل پا کر اور اسیر کر کے پاس سحران سیہ پوش اپنی بہن کے روانہ کیا وہ
 اندرون دریائے سبز رنگ کے مسکن گزین تھی بس اسی زمانہ میں لشکر اسلام
 کنارے دریائے سبز رنگ کے اگر مقیم ہوا صنوبر شاہ و دیوانہ بھوت و بھوت
 نے اہل اسلام کی اطاعت کی جب سحران کو خبر ہوئی اسنے حساب جادو و اور
 سہراب جادو کو قید سے رہا کر کے برا کے مقابلہ صاحبقران روانہ کیا حساب کو
 مارا گیا اور سہراب اسیر ہوا سہراب نے اہل اسلام کی اطاعت کی اور سحران
 نے مل کر سب حالات سے اہل اسلام کو آگاہ کیا سحران کو فقرہ دیا جب سمندر شاہ
 کو خبر ہوئی مقابلہ کی کہ سحران سے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہو رہا ہے بس اپنے دوست
 سیہ سالار آفتاب جادو کو براے ملک سحران روانہ کیا بس غیاران لشکر اسلام
 نے سہراب کی ملک سے اس پار آکر سحران کو بھی غیاری کر کے قتل کیا اور آفتاب
 کو بھی اور ماہیان کو بھی قتل کیا دریا کو شادیا بس اب لشکر اسلام کا خروج ہوا انھوں
 نے ادھر کو لشکر کشی کی بس تمام اپنے قبضہ میں کیا ہر ایک بادشاہ کے عاجز ہو کر اسکی
 اطاعت کی اور بعض نے یہ خوشی طرہ اس پر یہ ہوا کہ دختر آفتاب جادو ہمیشہ گلاب دہ

جو کہ اس وقت دربار میں موجود ہیں برائے اسیری عیاران لشکر اسلام گئیں تھیں وہ بھی واپس آئیں اور شریک اہل اسلام ہو گئیں وہ جو اسیر ہو کر گئیں انھوں نے جو اہل اسلام کو قوی دیکھا انکی خواہش شہوانی نے زور کیا وہ ایک سردار پر عاشق ہو گئیں اور مسلمان ہوئیں اور شریک اہل اسلام ہوئیں پس ان سب نے یہ آفت یہاں برپا کی غزالان نے تو عاشق ہو کر بس پھر جو مقابلہ ہوا ان میں اہل اسلام کی فتح ہوئی شہلاق نے سب حال لشکر اسلام کے مقابلوں کا بیان کیا اور کہا کہ اب بادشاہ کا قصد ہے کہ برائے مقابلہ لشکر کشی کر میں چنانچہ تم سب کو طلب کیا ہے خدا پرست مسیح قوی ہیں اور زبردست ہیں ان سب نے یہ حال سنے کہا کہ انکی کیا حقیقت ہے جب مقابلہ ہوگا اس وقت حال کھلے گا ان غلاموں کی جنگ کا حال بادشاہ ملاحظہ فرمائیں کہ کیونکر اہل اسلام کو قتل کرتے ہیں جنگی تعریف وزیر صاحب کر رہے ہیں یہ سب ہم لوگوں کے روبرو طفل مکتب ہیں آپ شوق سے لشکر کشی فرمائیے اور ہمارے مقابلہ کا تماشا ملاحظہ فرمائیے کیونکہ ہم ان سب خدا پرستوں کو قتل کرتے ہیں یہ سب سمندر شاہ بہت خوش ہوا اور جو کچھ صدمہ تھا وہ برطرف ہوا مگر شہلاق نے اس طور سے حال بیان کیا کہ سب کو ناگوار ہوا خصوصاً سمندر شاہ کو تسیم کا حال بیان کرنا اسکو بہت ناگوار ہوا اور گلاب کو غزالان کی حالت کے بیان ہوتے سے رنج ہوا مگر کیا کرے شہلاق بہت بادشاہ کا منہ چڑھا ہوا تھا بس جب یہ سب حال ان سب نے کہا اور سمندر نے انکی تقریر سنی بہت خوش ہوا اسی حالت خوشی میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکایک برق چمکی اور سب کی آنکھیں بند ہو گئیں جب سب نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو کیا نظر آیا کہ زمر کی پتلی سامنے تخت سمندر شاہ کے کھڑی ہے بس سمندر شاہ نے کہا کہ جواب نامہ لائی اسے کہا کہ جی ہاں یہ مکمل نامہ سمندر کے ہاتھ میں دیا سمندر شاہ نے نامہ لے کر اس کے ہاتھ سے صندوق کھولا وہ پتلی چمک کر صندوق کے اندر چلی گئی اسے سمندر شاہ نے وہ نامہ دیر کو یاد پیرنے وہ نامہ پڑھا بس سمندر شاہ و اہل دربار مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے جب یہ سمندر شاہ کو معلوم ہوا کہ گنجور شاہ نے ملک کرنے سے انکار کیا اور وہ اسے لگا اور نہ کسی کو برائے ملک روانہ کرے گا بڑا صدمہ ہوا اور اہل دربار سے کہا کہ سنا تم نے کہ گنجور شاہ نے بھی انکار کیا بغیر حکم کیا پر وہ یہ کیا میں نے کوئی اسے پھر دسہ پر حکومت کی اور اسقدر ملکوں پر قبضہ کیا کہ کیا کوئی ملک سے گنجور شاہ کے کیا پھر نہ معلوم وہ اسے بدل میں سمجھا کیا کہ انکار کیا اس مہم کے بعد اس سے بھی سمجھ لیا جائے گا اسکو بہت زور ہو گیا ہے نیزہ طاق میں جو مقیم ہو اور خداوند نے ایک جو طلسم کا مالک کیا ہے اور کچھ ترکات دیے ہیں اس پر غرور کرتا ہے میں اس مہم سے فرصت کر کے خداوند سے گنجور شاہ کی شکایت روٹھا اور اس غرور کی سزا خداوند سے دوادنگا خیر یہ معلوم ہو گیا کہ اب اُدھر سے ملک لائے گی اب مجھ کو صرف اشفاق شاہ کا اور حیران بادلوں پوش جادو کا انتظار ہے کہ وہ آئیں تو میں یہاں سے لشکر کشی کروں مگر سمندر شاہ کو اس امر سے بہت غصہ ہے کہ گنجور شاہ نے میری ملک نہیں کی نہ کسی کو برائے ملک روانہ کیا صاف انکار کیا سمندر شاہ اس صدمہ میں بیٹھا ہوا تھا اور سب حاضر دربار تھے کہ یکایک درگم سالار نے اگر عرض کیا کہ کچھ لوگ شہر اشفاقیہ کے آئے ہیں اور فریادکنان ہیں سمندر شاہ

نے کہا کہ یہ کیا واقعہ ہوا جو شہر شفاقہ کے لوگ آئے ہیں جلدی آنکھوں اندر بچھڑو کہ میں ان سے
 حال دریافت کروں کیونکہ شفاق شاہ تو اپنے ملک پر نہ تھا وہ احراقیہ پر تھا اور میرے
 نام کا جواب اُسے تحریر کیا تھا کہ میں حاضر ہوتا ہوں راوی نے بیان کیا کہ اسی دن پیام بجا
 پہنچا جو اب نامہ اور عرضی شفاق شاہ کی لے کر آیا تھا اور سمندر شاہ نے پڑھو اگر کسی بھی
 بس سب آگاہ ہو چکے تھے کہ شفاق شاہ لشکر لے کر آتا ہے اب جو یہ درگاہ سالار نے اگر عرضی
 سمندر شاہ کو دی خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ شفاق شاہ تو ادھر کو روانہ ہوا ادھر کسی نے اسے
 ملک پر لشکر کشی کر کے قبضہ کر لیا اور یہ لوگ وہاں سے فرار کر کے میرے پاس بھاگ کر آئے
 ہیں انہی حالت دریافت کرنا پر ضرور پہنچیں درگاہ سالار نے جا کر ان میں سے چند لوگوں کو
 جو کہ معزز تھے دربار میں بھیجا وہ لوگ دربار میں آئے اور مبرا گاہ پر سے بھاگ کر آئے سب نے
 دربار کو اراستہ پایا اہل دربار نے ان سب کو دیکھا کہ بحال پریشان ہیں بس بادشاہ نے
 پوچھا کہ یہ کیا بھاری حالت ہے کچھ بیان تو کرو انھوں نے عرض کیا کہ ہم شفاق شاہ کے
 ہاتھ کے تباہ کیے ہوئے ہیں انھوں نے ہم کو شہر سے شہر بدر کیا ہے آگاہ ہو چیکہ شفاق شاہ
 مسلمان ہو گیا اور سب اہل شہر اور اہل لشکر اور شفاق شاہ لشکر لے کر ہمارے ملک
 اہل اسلام روانہ ہوا ہے ہم سے یہ حال نہ دیکھا گیا کہ جہاں ہمارے خداوند کی تصویر ہو وہ
 عمارت کھوڑی جائے اور اس مقام پر مسجد بنائی جائے اور صدائے اللہ اکبر بلند ہو پس
 ہم وہاں سے فرار کر کے چلے آئے کہ آپ کو اس حال سے آگاہ کریں سمندر شاہ نے کہا
 کہ یہ کیا بیان کرتے ہو شفاق شاہ کی عرضی تو آج میرے پاس آئی ہے کہ میں لشکر لے کر
 حاضر خدمت ہوتا ہوں اور تم یہ بیان کرتے ہو کہ وہ مسلمان ہو گیا انھوں نے عرض کیا کہ
 ہم آپ سے سچ عرض کرتے ہیں اُسے آپ کو دھوکا دیا ہے تاکہ میں لشکر اسلام میں پہنچ
 جاؤں بڑا غضب ہو گیا بس ان سب نے قسم کھا کر کہا تب سمندر شاہ کو یقین آیا اثر اُٹھ
 ہوا اور کہا کہ شفاق نے بھی دغا کی خیر میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائے گا ان سب
 سے بھی لوگ ابعد ہو کہ اہل اسلام کے یہ کمراں سب کو رخصت کیا اور کہا کہ تم اسی ملک
 میں مقیم ہو اور مسکن گزین ہو وہ لوگ دربار سے باہر آئے اور مکان کرایہ کے لے کر
 مقیم ہوئے ابھی سمندر شاہ دربار میں بیٹھا ہوا ہے اور اہل دربار سے کہہ رہا ہے کہ ان سب نے
 خاک حرامی پر کھڑے ہو کر سرکشی اختیار کی ہے میں ان سب کو سزا دوں گا مجھ سے انکار
 کر کے کہاں جائیگے میں لشکر اسلام کو غارت کروں گا جب یہ سب غارت ہو جائیں گے
 اس وقت ان سب کو اس خاک حرامی کا حال معلوم ہو گا ابھی تو خوشی خوشی مسلمان
 ہوئے ہیں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ وہ لشکر جو کہ حیران باولہ پوش کے ہمراہ ایوانہ پر لیا
 تھا اور حیران ہاتھ سے ایوان کے مارا گیا تھا اور لشکر شکست کھا کر بھاگا تھا بس
 اس کے باقی ماندہ سردار بحالت خراب تباہ و برباد قطع راہ کر کے داخل شہر سمندر
 ہوئے اور وہ سب سردار جو کہ قتل ہونے سے بچے تھے اور مجروح تھے اسی حالت
 سے در دولت پر آئے اور درگاہ سالار سے اجازت لے کر داخل دربار ہوئے سمندر شاہ
 نے اور سب اہل دربار نے آنکھیں پکڑنا بحالت تباہ و خراب و مجروح جو دیکھا تو دریافت

کیا کہ یہ کیا حال تھا ہر حیران بادلہ پوش جادو و تھار افسر علی کہاں ہر کچھ حال تو بیان کرو کہ کیا
 آفت آئی یہ جو سمندر شاہ نے کہا اٹھو نئے عرض کیا کہ ہمارے افسر حیران بادلہ پوش جادو
 آپ سے رخصت ہو کر اور لشکر لے کر شہر ایوانیہ پر گئے بیرون شہر فرود گشت ہوئے چونکہ وہ
 یہ جانتے تھے کہ ایوان نہ طامی لشکر اسلام میں ہر بس اُسکی مہین کے نام نامہ نہایت تہدید
 انہر تحریر کیا رہا ایوان اچلی بھی اور سب اہل شہر اور اہل لشکر اور اپنے عزیزوں کو مسلمان
 کر چکی تھی بس اُسے جو نامہ کا مضمون سنا بہت سخت جواب تحریر کیا اور لشکر لے کر برائے
 مقابلہ بیرون شہر آئی مقابلہ ہوا ہمارا افسر یعنی حیران جادو و تھار سبے ایوان کے مارا گیا ہم
 نے لشکر ایوان سے شکست کھائی اور وہاں سے بھاگے سب خیمے وغیرہ لشکر ایوان
 نے لوٹ لیے یہ واقعہ گذرا ہم پر یہ آفت آئی یہ سننا تھا کہ ایک صدمہ عظیم سمندر شاہ کو
 ہوا ان لوگوں کو حکم دیا کہ تم جا کر اپنا علاج کرو وہ سب دربار سے باہر آئے اور اپنے
 مقام پر آئے جو کہ بحر ارجح تھے وہ شفا خانہ کو گئے انکا علاج ہونے لگا ان سب کے جانتے
 کے بعد سمندر شاہ نے ایک آہ سرد بھری اور کہا کہ جن جن لوگوں کی امید تھی ان سب
 سے ناامیدی ہو گئی بس اب کس کی امید ہے کہ فلان آئے تو میں لشکر کشی کروں بس میں نے
 کوئی ان لوگوں کے بھروسہ پر یہ لشکر کشی کا قصد نہیں کیا تھا ہمارا پیش خیمہ آج شہر
 سے نکلے اور بیرون کل لشکر جو کہ ہمارا ہے وہ اور جو لشکر کہ ہمارے مددگاروں کا ہے اور بیرون
 شہر مقیم ہے آمادہ سفر ہو ہم پر سون یہاں سے برسر اہل اسلام برائے مقابلہ کوچ کرنے کے یہ
 حکم دے کر دیر سے کہا کہ ایک نامہ بنام گرداب شاہ وغیرہ اس مضمون کا تحریر کرو کہ
 ہم نے آج پیش خیمہ روانہ کیا ہے بس ہمارے ہمراہ لشکر قریب تین لاکھ لاکھ کے ساحروں
 وغیرہ ساحروں کا ہو گا ایسا مقام بخویر کرنا کہ پر آب و گیاہ ہو کسی امر کی تکلیف نہ ہو اور اس
 امر کا خیال رہے کہ ایک طرف لشکر ساحروں کا اترے گا اور ایک سمت غیر ساحروں کا
 آج میں میری بارگاہ ہوگی میدان وسیع برائے مقابلہ بھی رہے بس ان سب امروں کا
 خیال رہے بس دیر سے بموجب بیان سمندر شاہ حکم نامہ تحریر کر کے پیش کیا بس
 سمندر شاہ نے ایک طائر سحر کے ہاتھ وہ حکم نامہ پاس گرداب شاہ کے روانہ کیا
 وہ طائر نامہ لے کر طرحت لشکر کے روانہ ہوا یہاں سمندر شاہ نے دربار برخواست کیا
 سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے اور وہ سردار و پہلوان جو کہ آج وارد ہوئے
 تھے وہ اپنے لشکر میں آئے بس اُدھر کلاب جلد دوئے چھاؤنی میں آکر اور ایک لاکھ
 اور پچاس ہزار غیر ساحروں کا لشکر انتخاب کر کے ہر کردگی موج تیغزن و طوفان
 خیز جادو و پیش خیمہ اور بارگاہین اور خیمہ و خزانہ اتر دربارے آتشین پر بارگاہ کے طرف
 لشکر اسلام کے یہ حکم سمندر شاہ روانہ کیا اور کل لشکر کو سامان جنگ سے دست
 ہونے کا حکم دیا لشکر میں طیار سی ہونے لگی اور سب سردار سامان جنگ کرنے لگے
 اور بیرون شہر کو بادشاہ اور وہ سردار جو صعوبت سفاٹھا کر مقام دور دراز سے
 برائے کمک لشکر لے کر آئے تھے سامان جنگ میں مصروف ہوئے بس انکو تو اس
 حال میں پھوٹا جاتا ہے اور اب جان گرداب شاہ کا تحریر ہوتا ہے

اب شمعہ حال گرداب شاہ کا سماعت فرمائیے اور لشکر اسلام کا

بس راوی بیان کرتا ہے کہ یہاں گرداب شاہ مقابل لشکر اسلام کے مع لشکر کے فروکش ہوا اور جواب عرضی کا منتظر ہو کہ دیکھیے کیا جواب آتا ہے کہ وہ طائر جو کہ اسکی عرضی لے کر گیا تھا آکر پہونچا گرداب شاہ وغیرہ بارگاہ میں تخت پر بیٹھتے ہوئے تھے دربار آراستہ تھا سب حاضر و باز تھے کہ اس طائر نے آکر جواب عرضی ہاتھ میں گرداب شاہ کے دیا گرداب شاہ نے طرہا اور جواب نامہ سے آگاہ ہوا یہ جواب آیا تھا کہ جب تک ہم کوئی حکم نہ کوئے دین اس وقت تک تم تھیل جنگ بجو نامہ مقابلہ کرنا یا تو میں خود آتا ہوں یا کسی سردار کو لشکر کے کمرانے مقابلہ روانہ کرتا ہوں اور بہت اچھی طور سے لشکر کی حفاظت کرنا اور دوسرے حکم کے منتظر ہو یہ جواب پھر مکر وہ خاموش ہو رہے جا سوسان لشکر اسلام نے صاحب قرآن اور بادشاہ کو اس حال سے آگاہ کیا وہاں الطاف جادو کی دعوت ہو رہی ہے سب اسکی مہمانداری میں مصروف ہیں ہر ایک سردار کے یہاں روز جشن ہوتا ہے اس جواب کو آئے ہوئے گرداب شاہ وغیرہ کے پاس کوئی دس دن گزرے تھے کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ دربار آراستہ تھا گرداب شاہ تخت پر بیٹھا ہوا تھا کہ طائر آکر سامنے بیٹھا اور زبان انسانی کو یہ ہوا کہ میں نامہ لاہا ہوں سمندر شاہ کا یہ لکروہ نامہ گرداب شاہ کے ہاتھ میں دیا گرداب شاہ نے نامہ کو آنکھوں سے لگایا لفافہ پر نامہ کے بوسہ دیا اور دبیر کو دیا کہ بدھو بس دبیر نے پھر گرداب شاہ اور دیگر اہل دربار مضمون سے آگاہ ہوئے پس گرداب شاہ نے دبیر سے کہا کہ ہم سب کی طرف سے ایک عرضی تحریر کرو کہ ہم حکم سرکار سے آگاہ ہوئے پس جس حکم صادر ہوا ہے اسکی بموجب کار بند ہونے دبیر نے تحریر کر دیا گرداب شاہ وغیرہ نے اس پر اپنی مہر اور دستخط کر کے اس طائر کو دیا وہ طائر منقار میں دبا کر اڑ گیا بعد جاتے طائر کے گرداب شاہ وغیرہ نے کہا کہ آخر کو بادشاہ کو خود تکلیف کرنا پڑی براے مقابلہ اہل اسلام یہ کوہکرا ہی وقت حار ہو کر صحرائیں آئے اور لوہوں کا تھوہراے لشکر سمندر شاہ تجویز کیا جو کہ پر از آب و گیاہ تھا اور نہایت خوشگوار تھا بس جو کیست و بلند زمین تھی سب بذر نیلے سحر کے ہموار کی اور جو درخت تھے وہ سب تلے میدان کو صاف کر دیا سمندر شاہ کے خیموں اور بارگاہوں کی اور دیگر بادشاہوں کے خیموں کی جگہ مقرر کی اور ایک سمت براے لشکر غیر ساحران میدان صاف کیا اور ایک طرف براے لشکر ساحران میدان درست کیا اور وسط میں جگہ براے بارگاہ سمندر شاہ مقرر کی اسانید و بست کیا یہ لشکر جو کہ اترا ہوا ہے ایسی لشکر میں شامل ہو جائے پس یہ بند و بست کر کے بارگاہ میں آئے اور طائر سحر مقرر کیے کہ جب پیش خیمہ شاہی آئے تو ہنگو آگاہ کرنا راوی نے اس طور سے بیان کیا ہے کہ طوفان خیز جادو و مواج بیخ زن جو ایک لاکھ ساحرون اور پچاس ہزار غیر ساحرون سے پیش خیمہ کے گرد روانہ ہوا تھا قطع راہ کر کے بیرون شہر آکر پہونچے اور طرف لشکر گرداب شاہ کے چلے بس یہاں صبح کا وقت تھا کہ گرداب شاہ دربار میں تھا سب اہل دربار حاضر تھے کہ طائر ان سحر نے آکر خبر دی کہ ارے بادشاہ آگاہ ہو کہ مواج بیخ زن اور طوفان خیز جادو مع ایک لاکھ پچاس ہزار سپاہ کے

پیش خیمہ بادشاہ کا اور خزانہ لے کر قریب لشکر آ پہونچے ہیں بس یہ سننا تھا کہ گرداب شاہ وغیرہ سب سرداروں اور لشکر کو لے کر براے استقبال آیا اور استقبال کر کے اس صحرائین لایا کہ جو براے قیام لشکر مقرر کیا تھا بس سب خیمہ اور بارگاہین برپا کر آئیں ایک طرف یعنی طرف دست چپ کے شاہان و پهلوانان غیر ساحروں کے لشکر کے افسروں کے خیمے و بارگاہین برپا کیں اور دست راست کی طرف لشکر ساحران کے بادشاہوں اور افسروں کے خیمے و بارگاہین برپا کیں لیکن وسط میں خیمے و بارگاہین سمندر شاہ کی برپا ہوئیں بازارین آراستہ ہوئیں جھنڈے نصب کیے گئے بس لشکر ساحران اپنی طرف اتر اور غیر ساحران اپنی حد کی طرف بس یہ سب بندوبست کر کے گرداب شاہ وغیرہ اپنے مقام پر آئے وہاں لشکر اسلام میں دربار آراستہ تھا سب حاضر دربار تھے کہ ہر کاروں کے جوڑی داخل بارگاہ ہوئی پانچواں تھا کہ عاقل شاہ ہی بجالائے اس کے بعد عرض کیا کہ ہم لشکر کفار میں تھے کہ طائران سحر نے کفار کو خبر دی کہ دو ہزار سردار ایک لاکھ پچاس ہزار سپاہ سے سمندر شاہ کا پیش خیمہ لیکر آئے ہیں بس یہ سن کر گرداب شاہ وغیرہ نے انکا استقبال کیا اور دیر سے لشکر حضور میدان لق و دق میں خیمے برپا کر آئے اور بارگاہین سمندر شاہ کے ساتھ لشکر غیر ساحران بھی پڑیں ایک طرف لشکر ساحران اترے گا اور ایک سمت غیر ساحران چنانچہ ایسا ہی بندوبست ہوا اور بیچ میں بارگاہ سمندر شاہ کی ہو یہ سن کر صاحبقران نے فرمایا کہ خوب ہوا کہ خود سمندر شاہ براے مقابلہ نکل آیا لشکر لے کر بس اب فیصلہ ہو جائے گا جس کو خدا کے وہ لے فتح و شکست خدا کے اختیار میں ہوں کہ ان تک انتظار کیا جائے خداوند کریم نے سن لی کہ سمندر شاہ نے خود قصد مقابلہ کیا میرا خود قصد تھا کہ سمندر شاہ کو لکھوں کہ خود اگر مقابلہ کر داس سے کیا فائدہ کہ سرداروں کو روانہ کر کے طول دیتے ہو فیصلہ ہو جائے میرے تحریر کرنے کی نوبت نہ آئے وہ خود براے مقابلہ نکل آیا خیر دیکھا جائے گا خداے مایزرک است کوئی خوف نہیں ہو بلکہ مجھ کو خود عجلت ہو کہ فیصلہ ہو جائے تو میں براے فتح نہ طاعتی روانہ ہوں اور آئندہ اندام جادو کو قتل کر کے خدمت میں صاحبقران اول کے روانہ ہوں اور عبادت خدا میں مصروف ہوں یہ فرما کر اور ان ہر کاروں کو خلعت دیکر رخصت کیا اور فرمایا کہ لشکر کفار میں جاؤ یہ خبر دریافت کرو کہ سمندر شاہ کب آئے گا تاکہ ہم اسکی آمد کا تماشہ دیکھیں بس وہ ہر کار سے طرف لشکر کفار کے روانہ ہوئے اور داخل لشکر ہو کر اور صورت بدل کر پھرنے لگے وہاں صاحبقران اس انتظار میں ہیں کہ ہر کار سے اگر خبر دیں کہ سمندر شاہ لشکر کے کرشمہ سے نکلا اور ادھر کو آتا ہے تو میں سرحد لشکر پر جا کر آند لشکر کا تماشہ دیکھوں راوی نے بیان کیا کہ جب دودن گذرے اور وہ دن آیا جو کہ سمندر شاہ نے لشکر کے کوچ کے لیے مقرر کیا تھا بس سمندر شاہ سب اپنے ناموس سے مل کر براہ ہوا یہاں کل سردار لشکر ساحر و غیر ساحر اور کل شاہان اطراف و افسان سپاہ و پهلوانان جنگ آزمادہ ساحران غدار حاضر در دولت ہیں سویرے سے اور کل لشکر ساحروں کا اور غیر ساحروں کا طیارہ سب اسباب اثر درماے سحر بر بار ہو چکا ہے و خزانہ وغیرہ و خیمے پہلے ہی روانہ ہو چکے تھے مگر پھر بھی خزانہ ہمراہ ہی اور بارگاہین و خیمے میں غلہ بھی اور دیگر ضروریات اور ہر قسم کا اسباب ہر قسم کے لوگ ہمراہ ہیں طائفے بہت سے

ہمراہ ہیں سامانِ مخدیانہ و دیگر اسبابِ عیش ہمراہ ہر سب بار ہو چکا ہے جو لشکرِ ساحر و ن کا ہر اسکے
 علم آزدرون کے پشت پر نصب ہیں انکے پھر بیرون پر تعریفِ خداوند نہ تصور کی تحریر ہر پھر ہر
 انکے کھل چکے ہیں اور جو لشکرِ غیر ساحر و ن کا ہر اسکے نشان ہا خون پر ہیں انکے بھی پھر ہر کھلا
 ہوئے ہیں ان پر بھی تعریفِ خداوند نہ طاق تحریر ہر اور سب جلوسِ سواری در دولت
 پر موجود ہر غیر ساحر و ن کا لشکر ایک سمت پر اباندھے ہوئے کھڑا ہوا ہر ساحر و ن کا ایک سمت
 غیر ساحر و ن کیوں پر اسلحہ لگاتے ہوئے سوار ہیں پیدل صفت کبشتہ الگ کھڑے ہیں ساحر
 مرکب ہاسے سحر پر اور دیگر سواری ہاسے سحر پر مثل بازو ہنس و اژدر و طاووس و تحت سحر
 و غیرہ پر سوار ہیں اور کوئی ابر طیار کر رہا ہے کہ اس سے بارش ہو رہی ہے کوئی آگ پر سار رہا
 ہے کوئی سنگ کوئی چمن بناتا ہے کوئی اژدر ہر ایک اپنا کمال دکھا رہا ہے غیر ساحر کوئی
 سیف کے ہاتھ نکال رہا ہے کوئی تلوار ہلا رہا ہے کوئی نیزہ کوئی مرکب کو کاوے پر ڈالے
 ہوئے ہیں کوئی گرز کو تھوڑے ہوئے ہر بس یہاں تو لشکرِ طیار ہر اور آمادہ سفر ہے لشکر
 ساحران میں انتظار ہے کہ حکم ہو تو نفیر سحر کو دم دین اور غیر ساحران میں کہ کوس سفری پر چوب
 پڑے یہاں تو یہ بند و بست ہے اذہم بیرون شہر جو بادشاہ ساحر و غیر ساحر و پہلوان
 لشکر کے کمر ہر اسے ملک آئے تھے خود تو اپنے لشکر کو برائے سفر دست و طیار
 کر کے اور سب مال و اسباب بار کر کے ساحر ایک سمت اور غیر ساحر و ن کو ایک سمت
 کھڑا کر کے در دولت پر اکو موجود ہوئے بس بیرون شہر بھی ہر ایک کا لشکر برائے سفر طیار ہے کہ ایک سمندر شاہ محل
 سے برآمد ہوا سب حاضرین دربار کا مجرا ہوا سمندر شاہ نے تملاق و امراق کی طرف دیکھا اور اپنے سپہ سالار کی طرف
 مخاطب ہو کر کہا کہ سب لشکرِ طیار ہر خون نے عرض کیا کہ سب لشکرِ طیار ہر صرف حکم کی دیر ہر اور حضور کے سوار ہونے
 کی و بیرون نے عرض کیا کہ سب جلوسِ سواری در دولت پر موجود ہے بس یہ سنئے سمندر شاہ نے اپنے اُستاد
 عشاق کی طرف دیکھا اور کہا کہ اُستاد کیا حکم ہوتا ہے عشاق کنبہ نشین نے کہا کہ شوق سے سوار ہوا ہر کس امر کا
 انتظار ہے بس سمندر شاہ نے ان شاہوں سے اور پہلوانوں سے پوچھا کہ آپ لو کون کا بھی
 لشکرِ طیار ہے خون نے جواب دیا کہ سب لشکرِ طیار ہیں اب آپ کے لشکرِ یھن نے
 چلنے کی دیر ہر اور آپ شہر سے برآمد ہوئے وہ بھی ہمراہ ہو جائیں گے یہ سنئے سمندر شاہ
 نے حبابِ جادو کی طرف دیکھا اس ساحر کا نام حبابِ دریا ساز ہے اور اشارہ
 کیا وہ حاضر خدمت ہوا بس اُسکو حکم دیا کہ تم یہاں کی حکومت کرو پھر ہی طرف سے
 کسی قسم کی بد انتظامی نہ ہونے پائے حکمرانین کسب طور سے انتظام رکھنا ورنہ خرابی
 ہوگی اور چند افسرانِ سپاہ کو طلب کر کے کہا کہ پچاس ہزار ساحر و غیر ساحر ہیں یہاں
 چھوڑے جاتا ہوں بس تم لوگ سب مع اپنے لشکر کے حباب کی اطاعت سے باہر
 نہ ہونا اور بجائے میرے خیال کرنا کسی قسم کی عدول حکمی نہ کرنا ورنہ سزا ملے گی یہ کہہ کر حباب
 کو اپنے روبرو تخت پر بٹھایا اور اُسکے فرزند کو اسکا نائب کیا کہ جسکا نام زور فی جادو
 تھا راوی نے کہا ہے کہ یہ بند و بست کر کے سمندر شاہ نے چھ اشارہ کیا طرفت زمین
 کے زمین شق ہوئی سب نے دیکھا کہ گلزارِ جادو و سحر جادو و سحر جادو و سحر بہت
 سے ساحر و جادو گر زمین سے پیدا ہوئے اور سب نے سمندر شاہ کو سلام کیا اور

عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے کہ اہل اسلام پر لشکر کشی کرتے ہیں تم سب بھی ہمراہ چلو سب نے عرض
کیا کہ بہت خوب بس اسی وقت سے وہ بھی ہمراہ ہوئے راوی کہتا ہے کہ سمندر شاہ ابھی سوار نہ ہوا
تھا کہ ایک مرتبہ ہوا کے گرم کا جھونکا آیا اور برقی چمکی سب نے دیکھا کہ آتشبار جادو سامنے
سمندر شاہ کے کھڑا ہوا سکا واقعہ یہ ہے کہ یہ سابق میں آیا تھا اسکا ذکر ہو چکا ہے اور یہاں سے چلا
گیا تھا بس اپنے ملک میں پہونچا اور وہاں سے لشکر اپنا ہمراہ لے کر براے ملک آیا کیونکہ
اسکو سب واقعات معلوم تھے بس اپنے لشکر کو ہوا پر قائم کر کے خود سمندر شاہ کے پاس
آیا یہ سمندر شاہ سے دیتا نہیں ہے امتحان ہو چکا ہے دونوں برابر رہے ہیں بلکہ آتشبار جادو
چرب رہا ہے یہ داستان تحریر ہو چکی ہے صرف ملاقات کے بعد سب سے براے ملک آیا ہے
بس اسنے یہاں جو یہ سامان دیکھا سمندر شاہ کے بعد صاحب سلامت کے پوچھا کہ کیا
قصد ہے یہ کیا سامان ہے سمندر شاہ نے جواب دیا کہ میں نے کئی سردار براے مقابلہ
اہل اسلام روانہ کیے وہ مارے گئے یا اہل اسلام کے شریک ہو گئے بس میں نے عاجز ہو کر
خود قصد کیا بس براے مقابلہ اہل اسلام لشکر لے کر جاتا ہوں آتشبار نے کہا کہ میں بھی خوب وقت پر
پہونچا چلو میں بھی ہمراہ ہوں سمندر شاہ خوش ہو گیا بس سرداروں وغیرہ اور شاہوں و
ساحروں وغیرہ ساحروں کو ہمراہ لے کر بیرون دربار آیا اور سب افسر ساحر وغیرہ ساحر و دیگر
ملازم و جلوس مسواری موجود تھا سب نے سلام کیا سب کا مجرا ہوا بس سمندر شاہ
نے مجرا سب کا لے کر اشارہ کیا کہ ایک تخت سے پیدا ہوا اسکے چاروں گوشوں پر چار شیر
سے بنے ہوئے تھے انکے منہ سے شعلے نکل رہے تھے اور انکھوں سے موتی گرتے تھے پشتوں
پر آگے گلہ سستہ ہر رنگ کے پھول کے رکھے ہوئے تھے اس سے خوشبو آرہی تھی اس
تخت پر وہی بیٹھ رکھی ہوئی تھی اور وہی سب سامان صندوقچہ آئینہ جام حوض گلہ سستہ
پارچہ سنگ و دیگر سامان سحر اس میں پر رکھا ہوا تھا اور ایک ابراہیم تخت پر سایہ
گلہ تھا کہ جس سے بارش مروارید و دیگر جواہر کی ہو رہی تھی اور سامنے تخت کے ایک
سنگ سفید کی چٹان ہوا پر قائم تھی کہ جس پر فرشتے لکھے ہوئے تھے اس پر بیان خود بخود
سدا ہوتی تھیں اور ناپستی تھیں اور غائب ہو جاتی تھیں اس ابر سے صدا آئے ساز و آوا
ز وغیرہ ہر قسم کی آہی تھی اور سامنے تخت کے ایک تازہ حین طیار تھا کو یادہ باغ
روان تھا اور ادھر تخت کے دو نہر میں جاری تھیں کہ جس کا پانی بہت شفاف تھا
میں ہر رنگ کی پھلیاں پڑی ہوئیں تھیں وہ بالائے آب شناوری کر رہیں تھیں ان
کے منہ سے حباب پیدا ہوتے تھے اور بالائے تخت جا کر شق ہوتے تھے یا تہ لڑکرا اور
اس پر بیان ظاہر ہوتی تھیں اور وہ باہم ملکر ہوا پر ناچتی تھیں یہ حال خود اپنی طرف
کی نہتے حبابوں کا تھا اور بائیں طرف کی نہر کی پھلیوں کے حباب جو ہوا پر جاتے
تھے اور شق ہوتے تھے ان سے پہلوان پیدا ہوتے تھے اور باہم کشتی لڑتے تھے
جب اس طرز کا تخت سمندر شاہ نے سحر سے پیدا کیا بس بالائے تخت قدم رکھا
قدم کا رکھنا تھا کہ ہزاروں گھٹنے وناقوس خود بخود بجنے لگے اور بارش گہر بہ کثرت ہونے
لگی اور چاروں طرف سے صدا آئے لگی کہ جو صداوند تصویر کی مگر کوئی نظر نہ آتا تھا اور صدا

نغمہ و سرود آ کر ہی تھی بس اس لشکر وین بھی یہ خبر پہونچی کہ بادشاہ سوار ہوا سلامی دغی گھنٹہ
 و ناقوس بجنے لگے سمندر شاہ نے سحر کیا کہ تخت بلند ہوا اور حکم دیا کہ جلوس سواری بڑھے اور سب کو
 حکم دیا سب سوار ہوں بس سب اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہوں گے ساحرا اپنی سواریوں پر
 اور غیر ساحرا اپنی سواریوں پر بس جب سب بادشاہ اور سب سردار سوار ہو چکے اور سب
 گرد تخت سمندر شاہ آ کر موجود ہوئے اسوقت سمندر شاہ نے حکم دیا کہ آگے
 سب کے وہ بادشاہ اپنا لشکر لے کر طر ت قیام گاہ کے چلین کہ جو ساحر ہیں اور برائے ملک
 آئے ہیں اور ان کے بعد وہ بادشاہ اور پہلوان جو کہ غیر ساحر ہیں اپنا لشکر لے کر روانہ ہوں
 ان کے ہمراہ لشکر ساحران کے نشان ان کے بعد لشکر غیر ساحران کے نشان ہوں اسکے بعد اور
 سب جلوس سواری اسکے بعد ہمارے ملازمین جو بدار و خاص بردار وغیرہ اور ہماری اردلی
 کے مرکب اور دیگر سواریاں و لشکر اسکے بعد ہمارا تخت ہو گا اور سب افسر و سردار
 ہوں گے اور بادشاہ اسکے بعد ہمارا کل لشکر ساحران وغیرہ ساحران ہو سوائے یکا س ہزار
 لشکر کے کہ جو برائے حفاظت شہر رہے گا یہ جو حکم دیا بس ان بادشاہوں اور پہلوانوں
 وغیرہ ساحروں نے اپنے اپنے لشکر کے افسروں کو طلب کر کے حکم دیا کہ تم فوراً جاؤ اور لشکر لیکر
 طرف اہل اسلام کے کوچ کرو میرا حکم دینا تھا کہ وہ لوگ ساحر و غیر ساحر ہر دن شہر آئے
 یہاں لشکر طیار تھے بس دس لاکھ یا گیارہ بادشاہ ساحر برائے ملک آئے اور ان کا لشکر
 قریب دس لاکھ کے ہو گا اور سب ساحر تھے بس ان کے افسر بموجب حکم ان بادشاہوں
 کے لشکر کو لے کر روانہ ہوئے ابرہہ سے ترشح ہوتا جاتا تھا گرد و غبار بیٹھتا جانا تھا اور ٹرک پستی
 جاتی تھی ساحرا اپنی اپنی سواریوں پر سوار تھے سحر کے کرشمہ دکھاتے جاتے تھے اس طریقہ
 سے یہ لشکر روانہ ہوئے ان کے عقب ان سرداروں اور بادشاہوں کا لشکر تھا کہ جو غیر ساحر تھے
 ان کے لشکر وین کے علم ہاتھوں پر تھے آگے آگے سقہ چھٹکاؤ کرتے جاتے تھے ان کے بعد
 ہاتھی نشان کے تھے اور جلوس سواری تھا اسکے بعد لشکر قریب دس لاکھ کے غیر ساحر
 کا تھا یہ سب وہ تھے جو برائے ملک آئے تھے ان کا لشکر تھا اور سب زبردست پہلوان
 تھے اور چند بادشاہ تھے یہ لوگ تو اس طریقہ سے چلے جس طور سے حکم ملا تھا وہاں شہر
 وین یہ بند و بست کیا گیا کہ آگے آگے ساحروں کے لشکر کے نشان ان کے آگے آگے چھٹکاؤ
 ہوتا ہوا ان کے عقب میں غیر ساحروں کے لشکر کے نشان سقہ چھٹکاؤ کرتے ہوئے آئے
 عقب میں تمام جلوس سواری جو شاہان عظیم کے ساتھ ہوتا ہوا ہزاروں خاص بردار
 جو بدار کئی ہزار کسانڈن ان شتری دماغے بختے کہوئے نفیر سچ چنلتی ہوئی ڈنکا ہوتا ہوا ہزار
 مرکب با ساز و براق مرقع کار سائیس چوریاں لیے ہوئے اسکے بعد اور جلوس سواری
 بعد لشکر اردلی کا ساحروں کا بھی اور غیر ساحروں کا بعد اسکے تخت سمندر شاہ کا اس کے
 تمام لشکر کے سردار اس تخت کو گھیرے ہوئے اور سب بادشاہ اسکے بعد دس بارہ
 لاکھ کا لشکر ساحران وغیرہ ساحران بعد لشکر کے اور سب سامان اس طریقہ سے
 سمندر شاہ کا لشکر شہر سے نکلا اسدن تمام شہر میں بل چل پڑی ہوئی تھی مگر راوی
 نے کہا کہ ان سب واقعات کی دستر سمندر شاہ کو خبر ہوئی تھی مگر وہ اپنے باغ

سے نہ آئی ایسی اس دن سے خفا ہو کر گئی کہ جس دن سمندر شاہ نے برائے صندوقچہ اس پر بدعت کی تھی کہ پھر اسے صورت سمندر شاہ کی نہ دیکھی تھی سب نے بادشاہ کی سواری کا تماشا دیکھا اور سب اہل شہر و حباب دریا ساز جادو مع اس لشکر کے جو کہ برائے حفاظت رہا ہر شہر پناہ تک بادشاہ کو پہونچانے کے لیے جس جب سواری مع لاؤ لشکر کے شہر سے نکل گئی سب واپس آئے حباب جادو و بندوبست شہر میں مصروف ہوا سب اہل شہر اپنے اپنے گھر آئے اور سمندر شاہ بڑے تڑک و چشم سے شکر لیے ہوئے چلا جاتا ہر ڈنکا ہوتا ہوا علم کے چیرے لہراتے ہوئے باجے جنکی بکتے ہوئے طعنے و ناقوس بھٹکتے ہوئے نقیب لقا بکرتے ہوئے اسلحہ اہل لشکر کے صندوقچے ہوئے اور لباس اس کے چمکتے ہوئے اور اسی طور سے ساحرون کے اسلحہ اور لباس کی بہار سحر کی نیرنگ سازیاں دکھائے ہوئے چلے جاتے تھے کہ اُدھر طائران سحر نے گرداب شاہ وغیرہ اور موانع تنوع و طوفان خیز جادو کو خبر دی کہ لشکر بادشاہ کی آمد ہر کار سے بھی آکر حاضر ہوئے انھوں نے بھی یہی عرض کیا کہ بادشاہ کی سواری کی علامت معلوم ہوئی ہے بس یہ سننا تھا کہ وہ لوگ بھی مسلح و کمل ہو کر اور اپنا اپنا لشکر ہمراہ لے کر صفت آرا ہوئے ساحر ایک طرف وغیرہ ساحر ایک جانب طوفان خیز جادو بھی اپنا لشکر لے کر گرداب شاہ کے ہمراہ صفت آرا ہوا یہ حال دیکھ کر اور خبر دریافت کر کے ہر کار گان لشکر اسلام طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے وہاں صاحبقران و بادشاہ بارگاہ میں جلوہ فرما تھے سب سردار و ساحر وغیرہ حاضر و ہوا تھے اور سب بادشاہ و عزیزان صاحبقران و عیاران لشکر مع خواجہ خضران بن عمر ثانی کے ہر کاروں نے مجرا گاہ پر سے آکر مجرا کیا دعا و ثنا سے شاہی بجا لائے یہ شعور و زبان کیا شعرا کی تخت تو بیدار بادادہ تراز و دست ہمیشہ یار بادادہ یہ دعا کرتے کھڑے ہوئے خواجہ نے کہا کہ کیا خبر لائے ہو بیان کرو انھوں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ہم غلام بموجب احکام شاہی لشکر گفاریں صورت تبدیل کیے ہوئے موجود تھے کہ دیکھیں کب خبر آتی ہے کہ سمندر شاہ آتا ہے بس ابھی ابھی طائران سحر و ہر کاروں نے گرداب شاہ وغیرہ کو آکر خبر دی کہ آمد لشکر بادشاہ اور سواری جہان پناہ ہے یہ سننے وہ سب لوگ اپنی اپنی سیاہ لے کر صفت آرا ہوئے ہم یہ خبر پا کر حاضر ہوئے کہ آپ کو خبر کہہ بن باقی خیریت ہے بس صاحبقران نے انکو الغام دے کر رخصت کیا اور فرمایا کہ حد لشکر پر سامنے اس مقام کے کہ جہر سے لشکر آئے گا کرسیان و دنگل آراستہ ہوں اور تخت شاہی ہم آمد لشکر گفار کا تماشا دیکھیں گے اور جہان پناہ بھی بلا حظہ فرمائیں گے یہ حکم دینا تھا کہ اسی وقت سب بندوبست ہو گیا صفت زبان سے نکلنے کی دیر تھی کیا باست لکھی ایک خیمہ بہت وسیع برپا کیا گیا اس میں کرسیان و دنگل و تخت شاہی وغیرہ برپا کیا گیا سرایچہ اسے بلب کرادیے گئے کہ بالکل سامنا تھا بس صاحبقران سے جا کر عرض کیا صاحبقران و بادشاہ کل شانزادے و سردار و ساحر ہمراہ بادشاہ و صاحبقران کے آکر اس خیمہ میں بیٹھے الطاف جادو بہت خوش ہوا اور اس کا خاطر بھی بہت کی جاتی ہے سب زبان آ رہے اور طرف صحر کے دیکھ رہے ہیں کہ یکایک شہر سمندر میں کی طرف سے ایک ایسا ہوا

سب اہل اسلام نے بھی دیکھا اور گرداب شاہ وغیرہ نے یہ لوگ تو ادب سے کھڑے ہو گئے
کہ بادشاہ کی آمد پر جب وہ ابر قریب آیا تو دیکھا اس سے چھڑکاؤ ہوتا ہے اور خود سڑک بن جاتی ہے
اسکے عقب نشان ہن لشکر ساحران کے بعد اس کے جلوس سواری ہے اس کے بعد لشکر ساحرون کا
بس وہ ابر بھی اگر ایک طرف قائم ہوا اور وہ نشان ہے اور وہ لشکر ہے ہر کاران گرداب شاہ
نے گرداب شاہ کے اور ہر کاران لشکر اسلام نے صاحبقران سے دریافت کر کے بیان
کیا کہ یہ لشکر ساحرون کا ہے وہ ساحر ہیں کہ انکی بادشاہ برائے ملک سمندر شاہ لشکر کے آئے ہیں
اور یہ لشکر وہ ہے کہ مدد سمندر شاہ کو طلبیدہ اس کا آیا ہے اس کے بعد لشکر غیر ساحرون کا اور پہلوان
آئیں گے جو کہ سمندر شاہ کے طلب کیے ہوئے ہیں اس کے سمندر شاہ کا لشکر آئے گا ہر کار
یہ بیان کر رہے تھے کہ گردوغبار بلند ہوا جب وہ غبار شق ہوا تھے چھڑکاؤ کرتے ہوئے نظر
آئے وہ اگر ایک طرف قائم ہوئے حد پر غیر ساحرون کا لشکر تھا اس کے بعد ہزاروں ہاتھیوں
پر نشان آئینہ پیشانیوں پر لگے ہوئے غرض کہ لشکر ساحرون کا بھی اگر کھڑا ہر کاروں نے صاحبقران
نے عرض کیا کہ یہ سب لشکر برائے ملک آیا ہے اس میں بہت سے پہلوان ہیں صاحبقران
وغیرہ نے دیکھ کر ان پہلوانوں کی تعریف فرمائی کہ واقعی پہلوان لائق ہیں اور تربردست معلوم
ہوئے ہیں یہی ذکر تھا کہ ایک ابریز مرد گون سمندر سے کی طرف سے بلند ہوا ہر کار سے برائے خبر
دونوں طرف روانہ کیے گئے اور فوراً حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اب سمندر شاہ آتا ہے دیکھا کہ
زیرا ہر ایک بہت وسیع سڑک بنتی جاتی ہے اور اس ابر سے اس سڑک پر چھڑکا ہوتا جاتا ہے گرد
وغبار بٹھکتا جاتا ہے دونوں طرف سڑک کے پھن بٹے جاتے ہیں بس وہ ابر وسط میں آکر قائم ہوا
اس کے نشان لشکر اردراون کے پشت پر نمودار ہوئے سیاہ پھر سے آئے اسکے بعد غبار
اٹھا جب غبار شق ہوا تھے نظر آئے فیضان کوہ پیکر پر نشان لشکر ظاہر ہوئے وہ بھی اگر
کھڑے پھر تو جلوس سواری آئے لگا جب سب جلوس سواری آچکا اب سیاہ کے
غول کے غول ساحرون کے ہوا پر اور غیر ساحرون کے بالائے زمین جنگی باجھکے ہوئے
ڈنکا بجاتا ہوا شہناواز شہناکودم دیتے ہوئے گھنٹہ و ناقوس بجاتے ہوئے عقب بادب باش
کی صدا دیتے ہوئے ایک طرف آکر ادب سے کھڑے ہوئے دیکھا کہ سیکڑوں بادشاہوں اور
سرداروں و پہلوانوں کے بیچ میں تخت سمندر شاہ کا اسی ساز و سامان سے جو کہ اوپر
بشرح و بسط تحریر ہو چکا ہے اس تخت پر سمندر شاہ بیٹھا ہوا بائیں طرف سہ سالار لشکر غیر
ساحران اور دہنی طرف سہ سالار لشکر ساحران کا اور دونوں وزیر عقب پشت کھڑے
کرتے ہوئے برابر تخت سمندر شاہ کے ایک تخت طلائی پر عشاق استاد سمندر شاہ
بیٹھا ہوا عقب میں لشکر اگر ہو پنا صاحبقران وغیرہ سمندر شاہ و عشاق وغیرہ کو پہچانے
تھے کچھ دریافت کرنے کی ضرورت نہ ہوئی گرداب شاہ وغیرہ کا جوا ہوا سلامی دعویٰ یہاں
جو لشکر صفت آرا تھا اس میں باجہ جنگی بگے داخلہ کی توپیں فیر ہوئیں کل لشکر کے نشان
جلوہ گری میں آئے بس سمندر شاہ تخت پر اپنا بی بارگاہ کے قریب لایا تخت پر سے
اُترا داخل بارگاہ ہوا سب لشکر کو اترنے اور کھڑے ہونے کا حکم دیا بس ساحرون کا لشکر اپنے
مقام پر اُترا اور غیر ساحرون کا اپنے مقام پر اور شیمہ و شیرہ برپا ہوئے اب اس مقام پر لشکر

کفار بھی قریب چالیس لاکھ کے تھے ساحر وغیرہ سا حرا ملا کر اور قریب دس ہزار کے پہلوان ہیں جو کہ
برائے مقابلہ اہل اسلام سمندر شاہ نے اطراف و جوانب سے طلب کیے ہیں بس جب سب
لشکر آ کر چکا اور سمندر شاہ داخل بارگاہ ہوا وہ تخت ایک طرف پہلو بارگاہ میں ہوا پر
قائم ہو گیا مگر سب سامان اسی طور سے ہر جب سب لشکر کمر کھول چکا اپنے اپنے بستر لگا چکا
سردار اور افسر اور بادشاہ وغیرہ جو کہ ہمراہ آئے تھے وہ اور جو یہاں قبل سے مقابلہ میں آ کر
ہوئے تھے وہ اور دیگر جو کہ پیش خیمہ لے کر آئے تھے وہ سب داخل بارگاہ ہوئے سمندر شاہ
نے جلوس تخت پر کیا سب نے نذرین دین اور باب لشاط کو حکم ہوا انھوں نے مبارکباد
گائی انعام ملا یہ صحبت برخاست ہوئی سب حاضرین رخصت ہوئے بعد مختوری دایر کے دربار برخاست
کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے اُدھر بادشاہ اسلام نے بھی جب سمندر شاہ آچکا اور
بارگاہ میں جا چکا اپنا دربار برخاست کیا یعنی اب دربار نہ کیا حد لشکر پر سے سب کو
رخصت کر دیا خود خیمہ خاض میں داخل ہوئے جب وہ شب گذری یہاں بادشاہ اسلام
نے دربار کیا سب حاضر دربار ہوئے اب سمندر شاہ نے دربار کیا سب حاضر دربار
ہوئے بس سمندر شاہ نے حکم دیا کہ دبیر حاضر ہو شملاق و امراق نے عرض کیا کہ دبیر
کی کیا ضرورت ہے جواب دیا کہ میں کلام تحریر کرونگا بادشاہ اسلام و صاحبقران کو اور
اپنے آئے سے آگاہ کرونگا اگر انھوں نے میرے خوف کے سبب سے میری اطاعت
کر لی تو خیر ورنہ طبل جنگ بجوا کر مع سب نمک حراموں کے انکو تباہ کرونگا شملاق و
امراق نے عرض کیا کہ نامہ روانہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بارگاہ ایسا ہوا کہ
جو کوئی سردار برائے مقابلہ آیا نامہ اسے روانہ کیا وہاں سے جواب جنگ آیا پس کیا
ضرور ہے کہ پھر نامہ روانہ کیا جائے اور یہ امر ضرور ہے کہ وہاں سے جواب جنگ آئے گا
بس ہماری تو یہ رائے ہے کہ طبل جنگ بجو اسے سمندر شاہ نے کہا کہ یہ جو تم نے کہا
سچ ہے مگر وہ جو کہ نامے سرداروں نے روانہ کیے اور اس کے بعد جنگ ہوئی تو اسکا
اثر ان نمک رہا اور یہ لوگ ان سرداروں کی کیا اصل جانیں کہ جن کو قتل کیا یا اسیر لیں
اب میں آیا ہوں مجھ کو بھی لایم ہے کہ نامہ روانہ کروں میری اور بات ہے میں بادشاہ ہوں و
میرے ملازم تھے بس شملاق و امراق خاموش ہو رہے دبیر حاضر ہوا سمندر شاہ نے
کہا کہ ہماری طرف سے ایک نامہ بنام صاحبقران تحریر کرو بس جو مضمون سمندر شاہ نے
بتایا وہ دبیر نے تحریر کیا اور نامہ پیش کیا بس سمندر شاہ نے نامہ کو دیکھ کر اس پر اپنی
مہر کی دبیر نے لفافہ میں بند کیا بس سمندر شاہ نے ایک ساحر کہ نامہ اسکا شہر ریز جادو
تھا اور ایک غیر ساحر کہ نامہ اسکا بہران تیغ باز تھا ان دونوں کو نامہ دے کر طرف اہل اسلام
کے روانہ کیا یہ دونوں کچھ سوار ہمراہ لے کر اور چند ساحر روانہ ہوئے طرف لشکر اسلام کے
اُدھر ہر کاروں نے لشکر اسلام کے یہ حال دریافت کر کے بارگاہ میں حاضر ہو کر اور دعا و
تناسک شاہی بجالا کر صاحبقران کی خدمت میں عرض کیا کہ نامہ برنامہ لے کر سمندر شاہ کی
طرف سے آپ کی خدمت میں آئے ہیں دو سردار ہیں ایک ساحر و ایک غیر ساحر یہ جو
صاحبقران نے ہر کاروں کی زبانی سنا راستگی دربار کا حکم دیا اور درگاہ سالار سے فرمایا کہ

خبردار آنگو آئے سے اندر بارگاہ کے منع نہ کرنا کوئی خبر کرنے کی حاجت نہیں ہو آئے دینا بس یہاں
تو یہ بند و بست ہو فوراً دربار آراستہ ہو گیا دنگل و کرسیوں سے پیرا ستہ ہو گیا اور سب سامان ضروری
سے چنانچہ دو کرسیاں چوبی روبرو تخت کے آراستہ کی گئیں کہ جس پر وہ نامہ بر بٹھائے جائیں گے
یہاں تو یہ سب سامان ہوا اُدھر وہ دونوں اُس راہ کو طے کر کے کہ جو درمیان میں برا سے مقابلہ
یہ چھوڑی گئی تھی لشکر اسلام میں پہنچے اتنا بڑا لشکر فرد کش پایا کہ لشکر سمندر شاہ جو کہ تیس لاکھ
ہو اسکے روبرو چھ حقیقت نہیں رکھتا ہو دیکھا ہزاروں بازارین آراستہ ہیں بارگاہ میں لاکھوں
بریاہیں بیٹے روبرو استادہ ہیں ہزاروں سرداروں و افسروں و امیروں و وزیروں و شاہوں
کی تلواریں ہاں ہیں کہ جن پر پھرے چوکی سواروں کے مقرر ہیں بازاروں کے جھنڈے ہوا سے
لہا رہے ہیں نشان لشکر بلند ہیں فوجیں چاروں طرف اتر چکی ہوئی ہیں سوار و پیدل خوش
خوئی پھر رہے ہیں عجب شان و شوکت کا لشکر ہو یہ سیر و تماشا لشکر کا کر کے ہوئے نور بارگاہ
پر گئے اور قصد کیا کہ اندر جائیں پھر خیال آیا کہ شاید درگاہ سالار منع کرے پہلے خبر کرالین تو پھر
جائیں یہ دونوں باہم صلاح کر کے طرف درگاہ سالار کے متوجہ ہوئے اور کہا کہ ہماری خبر
کر دیجیے کہ دو شخص نامہ لے کر سمندر شاہ کا آئے ہیں اجازت کے خواستگار ہیں درگاہ
سالار نے انکی طرف دیکھا اور کہا کہ آپ لوگوں کے نام کیا ہیں کہا کہ ہم میں سے ایک کا نام
شہر ریز جاوہ اور دوسرے کا نام ببران تیغ باز ہے یہ سننے درگاہ سالار نے کہا کہ آپ دونوں
صاحب شہادت سے جائیں آپ کی اجازت ہو چکی ہو کہ اگر نامہ بر آئیں تو روکنا نہیں بدو
اعلائے آئے دینا کوئی مقام خوت و اندیشہ نہیں ہو بس میں تابع حکم ہوں آپ لوگ جائیں
لے کر اور لوگ جو آپ کے ہمراہ ہیں یہ اسی مقام پر قیام کر میں انکی اجازت نہیں ہو ببران تیغ باز
نے کہا کہ ہم خود آنگو نہیں لے جائیں گے آپ بیکار منع کرتے ہیں ہم کو طریقہ دربار شاہوں کا
معلوم ہے بس یہ دونوں کا فرامیے ہمراہیوں کو وہاں کھڑے کا حکم دیکر اور پردہ اٹھا کر اندر
بارگاہ کے سب جلوخانہ لے کر گئے آگے مختصر یہ کہ ہر ایک جلوخانہ دوسرے جلوخانہ سے
زیادہ آراستہ تھا انکے حواس وہ سامان دیکھ کر پرواز کیے جاتے تھے یہاں تک کہ یہ
بارگاہ میں پہنچے ایسا دربار آراستہ پایا کہ بنیاد تختہ یہ شعربان پر جاری ہوا شعر زہرے
بارگاہ و پرے کیر و دار چ تو کوئی کہ یک عرش کرسی ہزار دیکھا کہ وسط بارگاہ میں تخت
آراستہ ہو اس پر بادشاہ جلوہ فرما ہیں اور بہت سے نیم تختوں پر اور بہت سے بادشاہ
بیٹے ہوئے ہیں ایسا بقران دنگل پر جلوہ فرما ہیں ساحران نامی و سرداران گرامی کرسیوں
پر اور دنگلوں پر لیکن ہیں ہزاروں بلکہ لاکھوں ہیں ان میں ہر ایک کو اپنے وقت کا رسم
صفندہ پہنچا ہوا ہوتا ہے ہونے چھوڑے ہیں خود میروں پر کچ رہے ہوئے ہیں
سلطنت و سچو کہ آراستہ ہیں یہ دیکھ کر انکے طائر حواس نے نفس دماغ سے پرواز کیا
جیران ہو کر رہ گئے ہر شے ہوا شیار اور ہاتھ دیب اپنے کو نبھال کر ہمراہ عرض بلی کے
ہر اک بار آئے آئے بادشاہ کو بنایا پھر صاحبقران کو ان دونوں کے سلام کیا اور
مواد سب طلشے ہوئے آراستہ ہوا کہ کرسیوں پر جو کہ روبرو تخت کے آراستہ ہیں بیٹھ
جاؤ سلام کر کے بیٹھ گئے ساتی کو حکم ملا کہ جام شراب و دساقی نے جام لبریز کو کے دونوں کو

و یہ دونوں نے سلام کر کے جام لیے اور پی گئے بس جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا شررِ زہرِ جادو
 بکارا منہ نامہ دار و منہ نامہ دار صاحبِ حق ان نے اسکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ کس کا نامہ لائے ہو گناہ
 شہنشاہ کافر بایا کہ لاویں اُسے نامہ جھولی سے نکال کر صاحبِ حق ان کے ہاتھ میں دیا صاحبِ حق ان
 نے نامہ ہاتھ سے لے کر دیر کو دیا پس دیر نے وہ نامہ جاک کر کے پڑھنا شروع کیا پہلے تعریف
 خداوندہ طاق یعنی خداوند تصویر کی تحریر تھی اُسکے بعد نصیحت و ثنا خود سمندر شہاد کی تھی اُسکے
 بعد یہ چند سطرین مہمل تھیں انکا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ اے بادشاہ لشکر اسلام و صاحبِ حق ان وای
 سرداران اسلام و افسران لشکر خدا پرستان و اہل اسلام و مسلمانانِ ناکام آگاہ ہو خصوصاً بادشاہ
 و صاحبِ حق ان بگوش و ہوش اس نامہ کو سنیں اور پتہ غفلت کالوں سے دور کریں اور حجاب غفلت
 کو آنکھوں پر سے دور کر کے اس مضمون نامہ کو خود دیکھیں اور اس پر عمل کریں ورنہ انجام بد ہو
 سوائے خرابی کے نیکی کی امید نہیں ہے آئندہ اُنکو اختیار ہو پس معلوم ہو کہ آج تک تو میں نے
 یہ خیال کیا کہ تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ گے اور میں کیا ایسے لوگوں پر لشکر کشی کروں کہ جن کو سن
 یشہ سے بھی کم خیال کرتا ہوں ایک جنبش لب میں انکا خلاصہ یہ ہے کہ میں نے خیال کر کے لشکر کشی نہ کی تم
 لوگوں نے یہ خیال کیا کہ ہم نے سمندر کو دیا اور سرکشی پر کمر کسی تم نے سحران کو عیاری
 کر کے اور آفتاب کو اور ماہیان کو قتل کیا میں نے خیال کیا کہ ہو گا وہ بارے گئے تو مارے گئے
 یہ لوگ واقعت نہ تھے دوسری حرکت یہ ہوئی کہ تم نے میرے خراج گزاروں کو اغوا کر کے بعد
 چند نمک حراموں کے جو کہ تمہارے شریک ہوئے ہیں جن کے اغوا سے تم لوگ ادھرائے
 ہو اپنا شریک کیا اور لشکر لے کر سمندر پر آئے ہیں نے اسی خیال سے کہ یہ غیر ساحر
 ہیں انہیں کیا مقابلہ کروں اور ساحر بھی انہیں ہمراہ ہیں وہ کیا لیاقت رکھتے ہیں چند میرے ملازم
 ہیں جو کہ نمک حرام ہو گئے ہیں باقی اور ہیں انکا تار لینا کیا بات ہے میری یہ لیاقت نہیں
 ہے کہ میں مقابلہ کو ایسوں کے جاؤں پس سردار ساحر و غیر ساحر روانہ ہوئے جو کہ زبردست ساحر
 ہوا اُنکو تمہارے لشکر کے عیاروں نے عیاری کر کے یا کو قتل کیا یا کچھ ایسا تعلیم کیا کہ اُسے
 نمک حرامی پر کمر کسی اور تمہارا شریک ہوا میری اطاعت سے انخاف کیا چنانچہ آفاق شہاد
 وغیرہ نے ایسا ہی کیا ابھی کل کا ذکر ہے کہ الیوان کو اس نافرمانی کے جرم میں سین لے قتل
 کرنا چاہا تمہارا عیار رہا کر کے لے لیا الطافِ جادو خود بخود مجھ سے نصرت ہو کر چلا آیا
 تمہارے پاس پس اسی میں خیریت ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ میں تم پر رحم کھاتا ہوں
 کہ کیا تم کو ہلاک کروں اور اسی میرے رحم نے تم کو اسقدر شہ زور کیا کہ تم انوں سے اعلان میرے
 مقابلہ کو آئے میں نے اسکی فکر پہلے نہ کی کہ اب اسقدر زحمت کرنا پڑی کاش میں خود تمہارے
 مقابلہ کو چلا آتا اور تم کو غارت کرتا تو کیوں اسقدر صدقات اٹھاتا خیر اب بھی کچھ نہیں کیا ہے
 گو میں اسی خیال سے آیا ہوں کہ تم کو تمہارے ان کرداروں کی سزا دوں مگر کچھ عرصے آ گیا
 آگاہ کرتا ہوں کہ تم یہاں سے چلے جاؤ اور جسقدر میرے ملازم و باج دار تمہارے شریک
 ہوئے ہیں اُنکو میرے حوالہ کر دو تاکہ میں اُنکو اس حرکت ناشائستہ کی سزا دوں کیونکہ وہ
 میرے مجرم ہیں اگر اسے خلافت کرو گے یا دیکھو کہ میرے ہاتھ سے امان دیاؤ گے مرغان ہوا
 رہا یہاں دریا کو تمہارے حال پر رحم آئے گا اور مجھ کو نہ رحم آئے گا پس میں نے یہ نامہ تحریر

کیا اب یہی امر تمہارے حق میں بہتر ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ یا تم پر اس قدر اور رعایت کرتا ہوں
 کہ جو ملک میرے تم نے اپنے قبضہ میں کر لیا ہے وہ بھی میں نے تم کو دے دے میں اُنکا بھی خواہش
 نہیں ہوں بس اگر یہ امر قبول کرو گے اور اسی سرشتی پر آمادہ رہو گے تو یاد رکھو کہ ایک شخص بھی
 یہاں سے زندہ مرجائے گا اول تو میں ساحر ہوں اور لاکھوں ساحر میرے ہمراہ ہیں
 چند ساحر جو کہ تمہارے ہمراہ ہیں اُنکی کیا حقیقت ہے سب طفل بکتب ہیں ان میں چند تو ایسے
 ہیں جو کہ میرے ملازم تھے اور جو کہ تمہارے ہمراہ آئے ہیں وہ کیا ہیں میں اُنکو بھی لڑکیوں سے
 بدتر جانتا ہوں دو سرے میرے ہمراہ لشکر غیر ساحر ہیں کا اور پہلوانوں کا بھی ہے کہ جن میں ایک ایک
 اپنے وقت کا فیل مست اور ادیور بردست ہر دیو کی کچھ حقیقت نہیں جانتا ہر ایک ضرب شست
 میں اُنکا کام کرتا ہے بس اُنکے ہاتھ سے امان پانی دشوار ہوگی آئندہ تم کو اختیار ہے میں نے آگاہ
 کر دیا زیادہ کیا تحریر کروں اس لشکر کثیر سے سربر ہونا محال ہے بالکل خام خیال ہے میں مثل اُن
 سرداروں کے نہیں ہوں جو کہ اکثر میرے حکم سے مقابلہ کو آئے اور شکست کھا کر اسیر ہوئے
 یا قتل یا عیاری کے سبب سے تمہارے شریک ہوئے بس میں ابھی تک رحم کرتا ہوں اگر
 غصہ آگیا تو خرابی ہوئی اور کچھ تم کو حاصل نہ ہوگا سوائے جان جانے کے ایک زندہ نہ بچے گا
 بس تم کو اپنے فعل کا اختیار ہے میں نے سمجھا دیا بموجب شستن اپنے حق بود کفتم تمام ہر دانی
 اگر بعد ازاں والسلام یہ جو مضمون نامہ صا حبقران نے مٹا بہت غصہ آیا دیر سے فرمایا
 کہ ہماری طرف سے پہلے تعریف خدا لکھو اُسکے بعد مذمت اور نہ ہوں کی اور لکھو کہ ہزار ہزار دلا
 لاکھ لعنت خداوند تصویر پر اور اُسکے پرستاروں پر بس اس مہمل تحریر کا یہ جواب ہے کہ تو کیا ہم پر
 رحم کھائے گا اور غلام بکے شری بھی یہ لیاقت ہے کہ تو ہم پر رحم کھائے اور تیرا لشکر میرا کیا بنا
 لے گا سب میری شمشیر کے شکار ہونگے اور رقمہ دہان اجل ہونگے کیا ساحر و کیا غیر ساحر دیکھو تو
 سنی کہ میں جگو مثل سنگ و خوک کے قتل کروں گا اور تیرا گوشت و استخوان زراغ و زرخن کھاؤں گے
 اور تیرے ہمراہ ہوں گا کیون اس قدر غرور کرتا ہے بس اسی میں خیریت ہے کہ میری اطاعت کر دین
 اسلام کو قبول کر اپنے پیدا کرنے والے کو پہچان و رخصت کر سکی مزا پائے گا ضرور میرے ہاتھ سے
 مالا جائے گا اگر تیرے لشکر کے پہلوان مثل فیل مست کے زبردست ہیں اور دیو سے ہم پلہ
 ہیں تو ہم فیل کش و دیو کش ہیں اگر وہ دیو ایک شست ضرب سے ہلاک کرے ہیں تو ہمارے
 خاندان کے طفل عالم شیر خوار ہی ہیں دیو کو پیشہ سے بدتر جانتے ہیں جو انوں کا لیا ذکر ہے بس اگر زندگی
 چاہتا ہو تو غائب اطاعت کو دوش ہوش پر رکھ کر حاضر خدمت ہو اور قد سپوسی حاصل کر
 ورنہ اپنی موع کا امیدوار ہو یہ تو بخوبی ہم کو ثابت ہو گیا کہ تیری قضا اب اگلی ہے جو تو لشکر
 لے کر ہمارے مقابلہ کو آیا ابھی تک قضا نہ تھی جو نہیں آیا تھا جس کی قضا نہ تھا جس کے مقدر
 میں ظلمت سے نکلنا تھا اور نور اسلام سے مشرف ہونا تھا وہ مقابلہ کو آیا یا تو مارا گیا یا شرن
 باسلام ہوا یہ جو تو نے تحریر کیا ہے کہ اسی میں خیریت ہے کہ تم لشکر کے یہاں سے چلے جاؤ اور وہ
 جو کہ ہمارے ملازم تھا جسے شریک ہوئے ہیں اُنکو ہمارے خواہ کر و نہاکہ اُنکو سزا دوں بس
 اُسکا یہ جواب ہے کہ تو اُنکا تو اب ایک موعے میں نہ پاسے گا جب تک وہ کافر تھے اور ہم
 شریک نہ تھے اس حالت میں جگو اختیار تھا اگر اس حالت میں وہ ہمارے دامن میں اگر نہ آتا

لیتے تو ہم ضرور انکی کمک کرتے اور ہرگز نہ دیتے نہ کہ اب کہ جب وہ ہمارے شریک ہوئے اور ہمارے
 دینی بھائی ہوئے تو ہم تیرے حوالہ کریں یہ بالکل امر محال ہے بس اگر اطاعت کرنا ہے تو اگر اطاعت
 کرو ورنہ آمادہ جنگ ہوا بس ایسی محفل تحریر ہم کو نہ لکھنا ورنہ بڑی خطرہ ہوگی آئندہ تم کو اختیار
 ہے تمہارے اس نامہ کا جواب جنگ ہے اور اب جو ایسی تحریر کرو گے تو تم کو زبان تیغ سے جواب
 دیا جائے گا تم ہم کو کیا سمجھاؤ گے بلکہ ہم تم کو نصیحت کرتے ہیں کہ تم اطاعت کرو اور نہ ہنس سلام
 اختیار کرو زیادہ کیا لکھا جائے بس یہ جواب لکھو اگر ان نامہ بیرون کو دیا اور ان سے زیارتی فرمایا کہ
 سمندر سے کہہ دینا کہ کیوں شامت آئی ہے کیوں فضا سر پہ کھیل رہی ہے کیوں اجل دامن گیر ہوئی
 ہے بس خیریت اسی میں ہے کہ میرے پاس حاضر ہو کر دین اسلام اختیار کرو ورنہ مقابلہ برآمدہ
 ہو جو کچھ خوف نہیں ہے دین لشکر و سپاہ سے ڈرتا نہیں ہوں اٹھوں نے عرض کیا ہم ضرور
 آپ کا پیام بادشاہ سے عرض کر دیں گے پہلے انکا قصد ہوا تھا جب کہ صاحبقران نے بہت
 سخت و سست کہا تھا مگر کچھ خیال دل میں کر کے اور باہم اشارہ کر کے خاموش ہو کر
 نہیں تو قصد ہوا تھا کہ جواب دین مگر یہ جوت ہوا کہ یہاں ہزاروں سپاہیں ہیں اور ہزاروں
 سہلوان ہیں ہم دو ہیں کیا کرے ہلاک ہوئے یا اسیر ہیں یہ جو خیال کیا تو کچھ جواب نہ دیا
 خاموش ہو رہے اور جواب نامہ لے کر اور صاحبقران و بادشاہ کو سلام کر کے چلے
 کہ بادشاہ و صاحبقران نے حکم دیا کہ ان دونوں کو خلعت سے سرفراز کرو بس ان کو
 سرفراز صاحبقران کے خلعت عنایت ہوئے وہ خلعت سے خلع ہو کر صاحبقران
 وغیرہ کو سلام کر کے بیرون بارگاہ آئے اور اپنے عمراہیوں کو ہمراہ لے کر طرٹ اپنے لشکر
 کے روانہ ہوئے یہاں بعد چلنے نامہ بیرون کے صاحبقران نے بادشاہ سے فرمایا کہ اب
 بہت جلد فیصلہ ہو جائے گا یہ فرما کر صاحبقران خاموش ہو رہے اور کھینکھوئے
 لگی یہاں لشکر کفار میں سمندر شاہ بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا اور انتظار نامہ بیرون کا کر رہا تھا کہ
 وہ ناظر بر راہ نہ کر کے اپنے لشکر میں آئے اور اپنے بادشاہ کی بارگاہ میں آئے
 اور سلام کیا سمندر شاہ نے دریافت کیا کہ جواب نامہ لائے کیا کیفیت دیکھی اٹھو جانے
 سب حالت بارگاہ صاحبقران کی بیان کی اور جو پیام زیارتی صاحبقران نے دیا تھا
 بیان کیا اور جواب نامہ دیا سمندر شاہ نے جو انکی زیارتی سنا کہ صاحبقران نے بہت
 سخت و سست کہا اور بہت کچھ جواب نامہ میں سخت کلمات تحریر ہیں اور کہا کہ
 آمادہ جنگ ہوا اور یہی مضمون نامہ میں ہے بہت برہم ہوا دیر سے کہا کہ نامہ لے کر پڑھو
 تو سہی بس دیر نے نامہ پڑھا جواب نامہ کا سننا تھا کہ ایک دود غلیظ تھا کہ کاخ فراغ
 کو توڑ کر بار گذر گیا غیض و غضب طاری ہوا اس ناریکا چہرہ مثل آتش آفرختہ کے
 عمل ہو گیا کھوئے شعلہ نکلنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس ناریکا تمام جسم آتش و درخ
 سے بنا ہوا ہے اسی حالت غیض میں حکم دیا کہ کچھ طبل جنگ شملاتی و ادراقی لے کر اور
 آفر و ختم لے کر کہا کہ ہم نے آپ سے عرض کیا تھا کہ نامہ نہ روانہ فرمائیے وہ لوگ اس لائق
 نہیں ہیں کہ انکو بند و کیسیت کی جائے یا ان پر رحم رکھا جائے آپ نے نہ سماعت فرمایا
 ان کلمات کے لئے کی آپ کو خواہش تھی وہ سن لیں انجام وہ ہے جو کہ ہم نے عرض کیا

تھان باتون سے سمندر اور زیادہ جوش و خروش میں آباد رہا سے غیض و غضب کو ترستی ہوئی طوفان
غصہ کی طغیانی ہوئی مثل موجوں کے ہج و تاب کھاتے لگا ہمہ تن آب غیض میں عرق ہو گیا
بس حکم دیا کہ ابھی ابھی لشکر میں طبل جنگ بجے کل میں ان خدا پرستوں کو ضرور مقابلہ کر کے
غار سے نکال دیا کہ ابھی ابھی لشکر میں طبل جنگ بجے کل میں ان خدا پرستوں کو ضرور مقابلہ کر کے
چو بداروں نے انفسوں کے پاس پہونچائی اسی وقت لشکر اسحران میں نفیر سحر بجا گئی اور
کوس حربی پر خوب پڑی اور لشکر غیر اسحران میں نقارہ زرمی نوازش میں آیا لشکر کفار میں
کوس جنگ گڑ گڑایا کہ زمین ہل گئی ایک تھلکہ پڑ گیا ساحر و غیر ساحر اور کل لشکر کفار کو معلوم
ہوا کہ طبل جنگ بجا ہو کل اہل اسلام سے مقابلہ ہو گا بس اسی وقت سے ساحر تو اپنا سحر
جگا گئے اور اپنے آلات حرب و ضرب درست کرنے لگے اور غیر ساحر اپنے سحر و
سجور کی درستی میں مصروف ہو گئے یہاں لشکر میں تو سامان جنگ ہونے لگا وہاں
جب سمندر شاہ کو معلوم ہوا کہ طبل جنگ بج چکا ہے یہ کہہ کر دربار برخواست کیا کہ دیکھیں
کل اہل اسلام کیونکر مقابلہ کرتے ہیں ضرور قضا ہواں سب کی بس دربار برخواست گیا سب
سردار اپنے اپنے مقام پر آئے ساحر سحر سازی میں مصروف ہوئے غیر ساحر اسلحہ کی درستی
میں یہاں تو کفار میں سامان جنگ ہو رہا ہو وہاں صاحبقران دربار میں تشریف فرما
ہیں کہ یکایک نقارہ کے بجنے کی صدا کان میں پہونچی بادشاہ سے فرمایا کہ سماعت فرمائیے
سمندر شاہ نے جواب کے دیکھتے ہی طبل جنگ معلوم ہوتا ہے کہ بجوا دیا صدا نقارہ کے
بجنے کی آہی ہی بادشاہ نے جواب میں فرمایا کہ بجار شاد ہو اب صاحبقران نے خواجہ
سے فرمایا کہ ہر کارون کو روانہ کرو کہ وہ جا کر خبر تو لائیں کیا لشکر کفار میں کوس حربی بجا ہے
یہ اسکی صدا ہے یا اور کسی قسم کی خوشی سے نقارہ بجا یا کیا ہے خواجہ نے عرض کیا کہ بہت
خوب اور چند ہر کارون کو طلب کر کے حکم دیا جاؤ خبر تو لاؤ کہ یہ لشکر کفار میں کیسا
نقارہ بجا ہے وہ ہر کار سے یہ سنکے سلام بجا لائے اور قصد کیا کہ روانہ ہوں کہ یکایک
ایک جوڑی ہر کارون کی پسینہ میں غرق گرد آلودہ اگر حاضر دربار ہوئی یا کھڑا کھڑا کر
دعا و ثنا بجا لائے اور عرض کیا کہ ہم نامہ برون کے ہمراہ لشکر کفار میں گئے اور بارگاہ
میں پہنچے کہ نامہ برون نے جا کر زبانی پیام بھی دیا اور نامہ بھی بس سمندر شاہ نے زبانی
پیام سننے اور مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر فوراً حکم دیا کہ طبل جنگ بجے اس وقت اس
نقارہ کو ایسا غصہ تھا کہ تمام منھ سے شعلہ نکل رہے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کندہ جہنم
ہر یہ حکم دینا تھا اسی وقت لشکر اسحران و غیر اسحران میں بموجب حکم سمندر شاہ
طبل جنگ بجے اور اہل لشکر کو معلوم ہوا وہ سامان جنگ میں مصروف ہوئے بس اس
کاغذ خاص کا یہ قصد ہے کہ کل میدان جنگ میں اگر غلامان سرکار کو اپنا جہر و مدد کھائے بس
جب طبل جنگ بجا اُسے دربار برخواست کیا ہم جان نثار دھڑ دھڑا کر رہے ہیں کہ حضور
کو اس حال سے آگاہ کریں باقی خیریت ہے یہ سننا تھا کہ صاحبقران نے فرمایا خواجہ
سے کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و نہ یہ تا ئید سبحانی طبل جنگ بجے اگر میں نے
کل میدان جنگ میں جا کر اسی سمندر شاہ کا سارا جوش و خروش دہنایا اور اسکو مثل

پانی کے نہ یہاں تو کچھ کام نہ کیا یہ بھلا ہم کو کیا اپنا جوش دکھائے گا اگر وہ سمندر شاہ ہر توہین بھی
وہ طوفان ہوں کہ ایک ہی مرتبہ میں سارا جوش مٹا دوں گا اور اسکی شتی حیات دریا سے اجل
میں غرق کروں گا یہ میرے ہاتھ سے چکر جاتا کہاں ہے یہ حکم دینا تھا کہ خواجہ فوراً اپنی کرسی پر سے
اٹھے اور سرورن بارگاہ آئے اور طرقت نقار خانہ کے چلے آدھ نقار چیون اور داروغہ نقار خانہ
کو بھی خبر ہو گئی کہ خواجہ تشریف لائے ہیں طبل جنگ بجنے کا صاحبقران نے حکم دیا ہے کل
سمندر شاہ کے لشکر سے مقابلہ ہو گا دیان طبل جنگ بج چکا ہے بس نقار چیون نے نقاروں
کو درست کیا داروغہ نقار خانہ نذر لے کر کھڑا ہوا کہ خواجہ آکر پہونچے اسنے نذر پیش کی
پہلے انکار کیا مگر اس طور سے کہ اس پر یہ ثابت نہ ہو کہ انکا قصد نہیں ہے بس جب اسنے
انکار کیا یہ کمزیر قبول کی کہ بھی تم تو پریشان کرتے ہو بیکار زر بار ہوئے ہوا تھون نے عرض
کیا کہ یہ سب آپ کا قصد ہی ہے بس خواجہ وہاں سے نقارہ کے قریب آئے نقارچی
نے طبل اسکندری پر سے غاشیہ اٹھایا خواجہ نے پتھر بدل کر ایک چوب نقارہ
پر لگائی ایسی صدا پیدا ہوئی کہ گوش گردون کر ہوئے جانور صحا سے پریشان ہو کر طرف
اپنے آشیانوں کے بھاگنے لگے طائران سے درختوں پر سے اڑ کر مثل غبار کے پریشان ہوئے
مردے رہ گئے زمین پر اہل گنہگار دیکھا یہ سمجھے کہ صورتیامت پھونک دیا کیا تمام زمین میری
ہل گئی بعض بعض بے کفار کے اٹھ کر چلے ایسی صدا تھی کہ چوسٹھ کوں تک جاتی تھی
خواجہ تو چوب لگا کر دریر نقار خانہ کو دھڑکے آدھ نقارہ کی صدا بلند ہوئی سب لشکر
اسلام کے اہل لشکر ساحر و غیر ساحر کو خبر ہوئی کہ طبل جنگ بج رہا ہے کل کفار سے مقابلہ
ہو گا سب خوش ہوئے کہ بہت دل بھراتا تھا اور بہت دنوں سے ہاتھوں میں درد
تھا اور یہی دل چاہا کرتا تھا کہ کہیں تلوار چلے خیر خداوند کریم نے وہ دن دکھایا کہ مقابلہ
کا دن آیا طبل جنگ بجایا سب کل ہاتھوں کا درد جاتا رہے گا کچھ تو دل بھلے گا اہل لشکر میں
تو یہ تقریر ہونے لگی باہم اور سامان جنگ میں مصروف ہوئے آدھ صاحبقران و
شاہ کے دربار برخواست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے درستی اسلحہ میں
مشغول ہوئے بس وہ دن تمام ہوا رات آئی باہم دونوں لشکروں کے ساحرون وغیر
ساحرون میں تقریر تھی کہ دیکھے کل کیا ہوتا ہے کس کی فتح ہوتی ہے اور کس کی شکست
کون کون دریا سے خون میں غرق ہوتا ہے اور کون کل زخم تیز پر کھاتا ہے دیکھیں کل کون
عروس مرگ سے ہمنار ہوتا ہے اور کون زندہ رہتا ہے دیکھیں کس کا ہاتھ ٹھہر کر پڑتا ہے
اور کون پیچھے ہٹ جاتا ہے یہ کو دو دونوں طرف کے غیر ساحرون میں تقریر تھی مگر جو کہ مستحق جنگ
اور بہادر تھے اور جو کہ بزدل تھے وہ اس فکر میں تھے کہ تاریکی ہو جائے تو لشکر سے نکل
جائیں جب ظفر ہوگی پھر آئیں گے کوئی ہمارے جان بیکار نہیں ہے کہ ہم لڑکر جان دین
نہیں نامرد اور بزدل تشکروں سے نکل گئے تھے اور بہادر و جوانمرد خوش خوش سامان
جنگ میں مصروف تھے چہرہ خوش سماعت سے لعل تھے یہ تو غیر ساحرون کی حالت
تھی ساحر و دونوں طرف کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے جگہ سے اٹھ کر
کو کل کندھاک کے جلنے کی خوشبو نہ رہی تھی دھواں بلند تھا ساحرون میں یہ باہم

تقریر ہوتی تھی کہ دیکھیں کل کون سحر کرتا ہے کہ کفار کا خاتمہ ہو اسی طور سے کفاروں میں ذکر تھا کہ کل کون اہل اسلام کا خاتمہ سحر کرے کرتا ہے دیکھیں کون نئے نئے سحر دکھاتا ہے پس یہی باتیں دونوں کے لشکروں میں ہو رہی ہیں جو کہ بہادر تھے وہ سامان جنگ درست کر کے ایک دوسرے کی ملاقات کو لئے وہاں تھے ہوئے جنگ و پیکار کی باتیں کر رہے ہیں اور خوش ہیں گھڑی گھڑی فیموں سے باہر نکل کر طرف آسمان کے دیکھتے ہیں کہ اتار سحر فلک پر ہو پڑا ہو یا نہیں ستارے سحری چمک پائنتیں نسیم سحری کے چھبٹے چلے دامنوں کو ہوا کی خبر کرتے ہیں کہ اگر نسیم سحری کے چھوٹے چل رہے ہوں تو انکو حرکت ہوگی جب کچھ اتار سحر نہیں پائے ہیں تو پھر انکو یہ فیموں کے چلے جاتے ہیں حالت یہ ہے کہ کسی خوشوق جنگ و اشتیاق ملاقات عروس و رنگ بین کسی کو نید تہنیں آئی ہے افسکی مفارقت میں بیقرار ہیں تڑپ رہے ہیں پس اسی حالت میں ہے کہ ادھر لشکروں میں طلایہ پھر رہا تھا طبل جنگ بج رہا تھا صدا سے حاضر باش و ناظر باش و ہوشیار باش و بیدار باش کی بلند تھی اہل لشکر تلواروں کو صیقل کر رہے تھے بندوقوں کو تان رہے تھے کمانوں کو درست کر رہے تھے اور جو امر و انتظار سحر میں تڑپ رہے تھے صبح ہونے کی خبر سے دعا کرتے تھے کہ یکایک مرغ سحر کے آذان کی صدا کان میں آئی لشکروں میں وردیاں صبح کی بجٹے لگیں دونوں طرف سب بیدار ہوئے نسیم سحری کے چھوٹے چھوٹے جھک جھک کر آئے لگے باغوں میں پھول کھلنے لگے طائران خوش آگاہان زمزمہ سنجی کرنے لگے اور اپنی اپنی زبان میں مصروف عبادت خدا ہوئے بلبلین خوشی سے پہلوئے گل میں اڑاڑ کر آئے لکیر ظلمت شب کا فور ہونے لگی نور سحری اپنا عمل دنیا پر بڑھانے لگا سیاہ ظلمت نے شامست کھا کر فرار ہونے کا سامان کیا بس انجمن سارگان در ہم و بر ہم تھو فی شاد مغرب نے بہ سبب خسرو خاور کے مع اپنے ہمراہیوں کے تخت اطلسی سے طرف اپنے محل مغرب کے کوچ کیا اور تار سے لگا ہون کے پوشیدہ ہونے لگے دریا کے فلک بین دو بہنے لگے اور جادہ کمستان نور سحر میں پوشیدہ ہو گیا نظم

لگے ہوئے نظروں سے تارے نہاں	چھیا پور میں جادہ کمستان	سو ذراذان سے ہوئے بہرہ مند
ہوئی صوت اللہ اکبر بلند	رخ سمع ماکل بزر دی ہوا	فراج فلک لاوردی ہوا
سیخ نفس ہر نسیم روان	اٹھے لوگ لے لے کے انگلیاں	بس اوجھ ہر ایک سینے اپنے

بستر پر سے انظار اٹھان لے لے کر اٹھا لشکر اسلام میں مواد تون نے آذان کی صدا بلند کی لشکر کفار میں کھٹہ دنا قوس بھنے لگے اور خداوند تصویر کے جو پکاری جانے لگی اہل اسلام تو بعد فراغت امور ضروریہ نماز و وظائف میں مصروف ہوئے اور کفار اپنے طریقہ میں مشغول ہوئے غرض کہ ہر ایک دونوں لشکروں میں عبادت خدا میں اپنے اپنے طریقہ سے مصروف ہوا ادھر تخت اطلسی پر آمد آمد شاہ خاور کی کا شانہ مشرق سے شروع ہوئی شاہ خاور یعنی آفتاب عالم تاب سریر تاج شماعی رکھے ہوئے اور جسم میں قباے نور پہنے ہوئے ہاتھ میں نیزہ خطوط شماعی لیے ہوئے اور شمشیر نور کہ جس سے ظلمت شب کو شکست دی ہے حماکل کیے ہوئے تخت اطلسی پر آکر بیٹھ کر ہوا

اور تمام عالم کو اپنے پر توے جمال سے روشن کیا اس وقت آفتاب کا یہ عالم تھا کہ جیسے بھول نسیم
 سحری ٹھا کر کھلتا ہے اسی طور سے آفتاب آسمان پر نمودار تھا بموجب شعر کہتا ہوا گم فلک
 نیلوفر سے بچھولا گل خورشید نسیم سحری سے بچھوڑی تھوڑی دھوپ کی شعاع جا بجا ظاہر
 ہونے لگی بس سب نے آثار سحر دیکھ کر اور عبادت خدا سے فراغت کر کے لباس پہنے ہتیار
 لگائے بس دونوں لشکروں میں کمر بندی ہونے لگی یعنی کفار و اسلام میں سب اہل لشکر ساحر
 وغیرہ ساحر طیار ہو کر اور پیرے باہدو باندھ کر کھڑے ہو گئے کہ سردار خیموں سے باہر نکلے نشان
 ہر رنگ کے کھولے ہوئے ہوئے سحری سے اس کے پھریرے بل جھے اور پنجہ اور اسلحہ سواروں
 اور پیدلوں کے بسبب دھوپ کے چمک رہے تھے بس جب سردار خیموں سے نکلے ہر ایک
 نے اپنے رسالہ اور پلٹنوں کو طرف میدان جنگ کے جانے کا حکم دیا اور خود طرف در دولت
 کے روانہ ہوئے بس اہل لشکر غیر ساحر تو مرکبوں پر سوار ہو کر اور پیدل اپنے طریقہ سے روانہ
 ہوئے اور ساحر سوار سہارے سحر پر سوار ہو کر طرف میدان مصافحہ کے روانہ ہوئے لشکر
 اسلام کے ہونگ کے نشانوں کے پھریرے جو ہوا سے اڑتے تھے اور غبار جو یہ بسبب تگاپوں سے
 مرکبوں سے اڑتا تھا تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ غبار نہیں ہے بلکہ غبار یا قوت نگا و زمرہ نگار ہے جس
 رنگ کے پھریرے ہوئے تھے اسی رنگ کا صیحا کا رنگ ہو جاتا تھا سرداران لشکر اسلام اپنے
 لشکر کو طرف زرنگاہ کے روانہ کر کے در دولت پر آ کر حاضر ہوئے اسی طور سے ساحران مطیع
 اسلام اپنے لشکر کو طرف میدان کے پھچکے خود در دولت پر آ کر موجود ہوئے ساحروں کا جو لشکر
 چلا کوئی آگ برساتا ہوا چلا کوئی سنگ کوئی پانی کوئی مردار دید و ہر صبح کا وقت وہ لشکروں
 کا باجہ جنگی بنجاتے ہوئے جانا عجیب لطف تھا اور نیا سمان تھا اور ہر کفار کا بھی لشکر
 آراستہ ہو کر طرف میدان کے چلا آئے لشکر کے سب نشانوں کے پھریرے سیاہ تھے یہ معلوم
 ہوتا تھا کہ پردے ظلمات سے ظلمت نے نکلنے کے بعد اور سب سردار ساحر و غیر ساحر
 و بادشاہ دربار گاہ سمندر شاہ پر آ کر موجود ہوئے کہ بادشاہ برآمد ہوئے تو اس کے ہمراہ
 طرف میدان کے چلے راوی کہتا ہے کہ عشاق حجرہ نشین استاد سمندر بھی اپنے خیمے
 سے باہر آیا اور سمندر کا انتظار کرنے لگا سب سرداروں نے اسکو سلام کیا یہاں تو یہ سب
 انتظار سمندر شاہ کا کر رہے ہیں وہاں سرداران اسلام انتظار بادشاہ و صاحبقران میں
 در دولت پر حاضر ہیں زمین پوش بچھائے بیٹھے ہوئے ہیں کچھ تیر و کمان نبھائے ہوئے
 خاک کا تو دھنیا یا ہے اس پر نشاندہ لگا رہے ہیں کچھ سیف ہلاتے ہیں کچھ چوگان بازی میں
 مصروف ہیں کچھ نیزہ بازی میں یہاں تو یہ رنگ تو ہاں سجد خاص میں صاحبقران بعد فراغ
 فریختہ سحری کے دعائیں مصروف تھے کہ خواجہ جا کر پہنچے عقب پشت کھڑے ہوئے
 صاحبقران نے اپنی فتح و ظفر کی دعا مانگ کر سجدہ شکر کیا اس کے بعد سر اٹھا کر سجدہ شکر
 دیکھا خواجہ نے مجرا کیل صاحبقران نے فرمایا کہ لشکر کا کیا حال ہے خواجہ نے عرض کیا کہ
 کل لشکر طرف میدان کے گیا اور سردار سب در دولت پر حاضر ہیں اور سب بادشاہ کے پاس
 اور جہان نیزہ کا انتظار کر رہے ہیں جلد شریف لے چلے اسانہ ہو کہ جہان بناہ برآمد
 ہو جائیں اس کے بعد آپ پہنچیں یہ نکلے صاحبقران نے اسکی کا ہندوی طلب کیا

خادم نے حاضر کیا صاحبقران نے تبرکات جسم پر آراستہ کیے اسلحہ لگائے خود کچھ سر پر رکھا
 سب اسلحہ وغیرہ سے آراستہ ہو کر مسجد سے باہر التشریف لائے یہاں سائیس مرکب کو سوار
 و براق سے آراستہ کیے ہوئے کھڑا تھا بس صاحبقران کو مجرا کیا صاحبقران قریب مرکب
 آئے گردن مرکب پر انکشت شہادت سے یا علی ولی لکھ کر اور دامن گردان کر سوار ہوئے
 دونوں رکابین ہلال بن کنین نور قدم سے باگلی حواجہ نے گوشہ زمین پوش کو پکڑ لیا
 مرکب بن ہنا کر زمین پر قدم رکھنے لگا یہ معلوم ہوتا تھا کہ عروس شب اول رات چل رہی ہے
 خلاصہ یہ کہ صاحبقران بھی جلو خانہ میں پہنچے سب سرداروں کا مجرا ہوا ہر ایک برائے
 تعظیم کھڑا ہو گیا صاحبقران بھی ان سب کا مجرا و سلام لیتے ہوئے اپنے عزیزوں کے قریب
 آکر مرکب پر سے اترے اور زمین پوش بچھا دیا اس پر بیٹھ گئے اور انتظار آمد شاہ کرنے لگے
 راوی نے بیان کیا ہے کہ اندرون محل خاص بادشاہ نے بھی نماز سے فراغت کر کے جسم
 مبارک کو پوشاک شاہی سے آراستہ کیا تاج مرصع کار سر پر رکھا قبائے قلم کار زیب
 تن فرمائے اور جواہرات سے فرین ہوئے ہتھیار جواہر نگار لگائے شمشیر الماسل نگار
 ہاتھ میں لی تخت طلب فرمایا فوراً مہربان پرستی تمثال حور جمال از سر تار یا جواہرین نون
 کار چوبی لٹکے پہنے ہوئے دد پٹہ زر و زری سروں پر تخت طاؤسی لے کر حاضر ہوئے
 اور سب سامان سواری زمانہ آکر موجود ہوا بادشاہ نے تخت پر قدم رکھا سب نے
 صدائے مبارک و سلامت بلند کی اور خادمان محل نے یہ صدائے بلند کہا کہ بسم اللہ
 الرحمن الرحیم نظر من اللہ فتح قریب مہربان کے تخت اس جالیون تخت کا دوش
 پر رکھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت سلیمان کے تخت کو پران دوش پر رکھے ہوئے
 ثبات کو لیے جاتی ہیں آگے آگے قواب ناظر کوڑا پکڑے ہوئے انتظام کرتا ہوا
 روانہ ہوا طفلان مہر طلعت کے ہاتھوں میں لوستے کہ جس میں عود و عنبر سلگتا ہوا
 آگے آگے تخت کے مہربان کنول الماس نگار لیے ہوئے اس میں شمع ہائے موی
 کجا فوری روشن روشن چوکی بجتی ہوئی جھینے جھینے سروں میں شہنا کو نہیں یہ شعر بجائے ہوئے
 شوالی تخت تو بیدار باداد تیرا دولت ہمیشہ یار باداد گل امید تودا ہم شگفتہ بہ چشم
 و شمناعت خار باداد قریب لعل پردے کے پہنچتی رنبوری پردہ چرخ پر چینی اکڑ گڑا
 کی صدا آئی بس جو لوگ اس مقام پر انتظار سواری کر رہے تھے وہ خبردار ہوئے
 نقیبوں نے پکار کر کہا کہ سب مودب ہو جائیں جہاں پناہ خدیو بارگاہ فلک جاہ
 کیوان کلاہ فریدون فرخانی سکندر طلائع شہنشاہ جام جم التشریف لائے ہیں سب آگاہ
 ہوں یہ جو کہا سب سردار بادشاہ اور اپنے اپنے میل اور قرینہ اور طریقہ سے مودب
 کھڑے ہوئے صاحبقران سب کے آگے تھے کہ پہلے طفلان باہ پیکر توئے لٹانے
 لے کر آئے اسکے بعد اور سب سامان سواری بعدہ تخت شاہی بس کہاروں نے
 آگے بڑھ کر کہار یوں سے تخت لیا زمانہ عملہ واپس کیا خادمان در دولت نے صدے
 نفوس من اللہ فتح مہربان بلند کی سواری جلو خانہ میں آکر پہنچی سب کے پہلے
 مجرا صاحبقران کا ہوا غرض یہی تھے عرض کیا جہاں پناہ صاحبقران گاہ رو برو بادشاہ

نے دست مبارک سینہ پر رکھا کہ تمھاری جگہ ہمارے دل میں بڑا سکے بعد پھر تو ہر ایک عزیز کا مجرا ہونے لگا اور ہر ایک اپنے مرتبہ سے ہمراہ تخت چلا سات سو شاہان جلیل کا حلقہ گرد تخت شاہی کے ہوا یہاں تک کہ بادشاہ سب کا سلام و نجا لیتے ہوئے جلوہ خانہ سے برآمد ہوئے سب کی سواریاں موجود تھیں بس صاحبقران کو اشارہ ہوا کہ سوار ہو جیسے دن بہت چڑھا آیا ہو بس صاحبقران مرکب پر سوار ہوئے سب بادشاہ مرکبوں پر سوار ہو کر گرد تخت کے آئے اسب تو سب سردار ساحر و غیر ساحر سوار ہوئے جب سب سوار ہو چکے اس وقت سواروں کی مثل باد بہاری کے طرف صحرائے جلی وہ صبح کا وقت وہ نوبت کی صدا وہ شنایوں کی پیاری پیاری آواز دلوں میں چٹکی لپٹی تھی وہ نسیم سحری کے جھونکے وہ گلہائے خود رزوں کی خوشبو و نایع جان کو منظر کیے دیتی تھی ہر مقام پر صنعت پروردگار ظاہر تھی عجیب گل کاری کی تھی کہ جس سے اس کی صنعت ظاہر ہوتی تھی بس بادشاہ و صاحبقران و سب سردار تعریف خداوند کریم کرتے ہوئے میدان جنگ میں پہنچے سب لشکر کا مجرا ہوا نشان لشکر کو جلوہ ملا سلامی کے بجے صاحبقران نے صف بندی کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ لشکر ساحران ایک سمت ہمارے لشکر کے صف بستہ کھڑا ہوا اور جب تک کوئی ساحر اس لشکر سے برائے مقابلہ نہ نکلے اس وقت تک کوئی ہمارے لشکر سے نکلنے کا قصد نہ کرے اب یہ نیک مرتبہ آفتاب علم و آفاق شاد و سہرا اب جادو و غیرہ نے ساحرون کا لشکر ایک سمت کو صف بستہ کر کے استادہ کیا اور خود آگے لشکر کے تخت سحر پر سوار ہو کر کھڑے ہوئے ابر سحر مردن پر سایہ فگن تھے بارش مروارید بہوری تھی کہ مرتبہ نے سحر کیا کہ جس قدر درخت حائل نگاہ تھے سب قلم ہو گئے پست و بلند زمین برابر ہو گئی آفاق شاہ نے سحر کر کے گرد و غبار کو مٹا دیا اور چھڑکاؤ کر دیا دھر صف آرائے نکل کر لشکر کی صفیں درست کیں ساقہ و کین گاہ قلب و جناح میمنہ و میسرہ ساتون صفیں آراستہ لیں بدلوں کے شانوان سے شائع ملا ہوا مرکبوں کے سم سے سم سے دم سے دم سے جو کوئی ذرا صف سے بڑھا اسکو ہکا دے کر برابر کر دیا جو کوئی پیچھے ہٹ گیا اس کے مرکب کی باگ پکڑ کر جھٹکا دیا کہ برابر ہو گیا سب صفیں درست ہو چکیں صاحبقران بہ مرتبہ صاحبقرانی چالیس قدم آگے لشکر کے زیر سایہ علم اُردو ہائیکر کھڑے ہوئے قہر داروں کو حکم ملا کہ پست و بلند زمین کو برابر کرو جو درخت حائل نظر ہوں انکو قلم کرو و سقون کو حکم ملا کہ تم چھڑکاؤ کر کے گرد و غبار کو بٹھا دو یہ لوگ چلے گئے کہ یکایک لشکر الکفار کی آمد شروع ہوئی سیاہ نشان مٹوئے ہوئے وہ مہیب صورتیں کہ دیو بھی دیکھے تو ڈر جائے بس یہ لوگ ایک سمت آکر کھڑے ہوئے انکے بعد ساحران غدار جھو لیاں دویش پر لیے ہوئے اُردو رہائے سحر پر سوار شعلے سے نکلے ہوئے آکر میدان میں پہنچے کہ وہاں سمندر شیاہ صی سے باہر آیا سب کا بلا ہوا اسی تخت پر سوار ہو کر طرفین ان کے چلا کہ جو تخت پر سوار ہو کر شہر سے باہر آئے ایا تھا سربراہ سحر سایہ فگن تھا اس سے بارش جواہر است ہوتی ہوئی ابر تخت سحر پر عشاق عقب میں دونوں وزیر گرد تخت سب بادشاہ اور سردار اس شان و شوکت سے یہ میدان جنگ میں آکر پہونچا بس لشکر کے صف آرا

ہونے کا حکم دیا چنانچہ لشکر ساحران کو دست راست کی طرف مقرر کیا اور غیر ساحران کو دست چپ کی جانب اور خود مع بادشاہوں اور سرداروں کے وسط میں قائم ہوا بس یہاں بھی ساتون صفین آراستہ ہوئیں ساحرون نے سحر کر کے پست و بلند زمین کو ہموار کیا درخت قلم کیے ابر سے پانی برس کر چھڑکا و کیا بس لشکر اسلام و کفار کے صفوں اور تہذیب و ادب کے بھی نکل کر اپنا اپنا کام کیا جب سب بند و بست ہو چکا تو دونوں لشکروں کے نقیب نکلے انھوں نے ثقابت شروع کی پہلے دست دنیا بیان کی اس کے بعد بہت کچھ بہادریوں کی تعریف کی اور بہت کچھ بے شافی دنیا کو ثابت کیا کہ دونوں لشکروں کی صفوں پر مثل صف مشکان کے ساٹھا آ گیا بہادریوں کا خون شجاعت رگون میں جوش کھانے لگا یہی تصور ہوا کہ لشکر پر جا پڑن ہر ایک جوش شجاعت میں آکر چھوٹنے لگا قبضہ شمشیر چومنے لگا چہرے غرط بہادری سے سرخ ہو گئے بس کڑکیت کر دکا کھرا اور نقیب ثقابت کر کے میدان سے صف ہائے لشکر میں واپس آئے تھوڑے عرصہ تک ساٹھا ہاٹے بعد ایک مرتبہ لشکر کفار کے علم جلوہ گری پر آئے اور لشکر غیر ساحران سے ایک پہاوان کہ نام اس کا بلوط شیر کش تھا صف لشکر سے نکل رہو بروے تخت سمندر شاہ کے آیا سمندر شاہ نے اجازت دی اپنے مرکب کو پھیر کر کے میدان میں آیا پہلے خوب سلحشوری دکھائی جب آپ بھی اور مرکب بھی خوب پسینہ میں غرق ہو گیا نیزہ زمین میں گاڑ کر اور اسکو استوار پیکر کر ایک رکاب پر زور دے کر دم راست کرتے لگا جب پسینہ خشک ہو گیا اور دم راست ہوا بس طرٹ لشکر اسلام کے رخ کر کے آواز دی کہ اے فرقہ خلا پرستان و غرور بردستان بس تم میں سے جسکو تمنا ہے مرگ ہو میرے مقابلہ کو آئے اور ذائقہ موت میرے ہاتھ سے چھوے یہ کہنا تھا کہ ایک مرتبہ جنرل بن عادی نے اپنے مرکب کو صف سے نکالا اور رہو برو تخت شاہی کے آئے اجازت طلب کی بادشاہ نے فرمایا کہ تم نے کیوں رحمت کی اور کوئی اس کے مقابلہ کو جاتا عرض کیا کہ اسوقت غلام کا اس کا فر سے مقابلہ کرنے کو جی چاہا غلام نے قصد کیا بادشاہ نے فرمایا جاؤ سپرد خداوند کریم کیا اور جام عنایت کیا جنرل نے سلام کر کے جام لیا اور لا جبر عہ کر کے پی لیا اور پھر سلام رخصت کر کے اور تنگ مرکب کو اپنے مرضی کے موافق درست کر کے مہین کیا اور جب سامنے صاحبقران کے پہونچے جھانک کر تجرأ کیا اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ غلام کو اجازت بادشاہ سے ملی ہو آپ بھی رحمت فرمائیے صاحبقران نے فرمایا کہ جاؤ سپرد خدا کیا بس جنرل مرکب کو مہین کر کے اس کے براہر پہونچے اُس نے یہ قصد تنگ و زنی سپر شہت پر سے لی باہم تنگ اور چلی دونوں لشکروں کے ساخر و غیر ساخر و سب سرداروں نے دیکھا کہ چھو قدم مرکب بلوط اور ایک قدم مرکب جنرل کا لپٹا ہوا سپروں سے شرارے نکل کر بالائے آسمان گئے بس دونوں مرکبوں کو راتوں میں مل کر باہم مقابل ہوئے بلوط نے کہا کہ اے خدا پرست تیرا نام کیا ہے نام اپنا بیان کرتا کہ میرے ہاتھ سے کہنا نہ مارا جائے کیونکہ مجھکو سب بلوط شیر کش کہتے ہیں جو کوئی میرے مقابلہ کو آمادہ ہوا میرے ہاتھ سے مارا گیا بس اسی میں خیریت ہے کہ میرے ساتھ چل سمندر شاہ کی اطاعت کر دین تصور پرستی اختیار کر دین زردہ بچنا محال ہے جنرل نے کہا کہ مجھکو جنرل بن عادی کہتے ہیں تیرا خود میرے ہاتھ سے بچنا دشوار ہے یہ تیرا خیال خام ہے بس مجھکو خود یہ امر لازم ہے کہ میرے

ہمراہ چل کر صاحبقران کی اطاعت کرو اور تصویر برستی کو ترک کر آئے کہ بتو بھی نہ ہو گا جواب دیا کہ
 لا ضرب بہادری کی اُسے کہا کہ پہلے تو ضرب لگا جواب دیا کہ ایسا یہ دستور نہیں حسب خدا تیری
 ضرب سے بچائے گا تو پھر ہم بھی ضرب کر کے یہ سنئے اُسے کہا کہ اگر یہ تھا تو طریقہ نہیں ہو تو میرا تو
 طریقہ ہے پس یہ کہہ کر سینہ بے کینہ جنرل کو تھاک کر نیزہ کا وار کیا جنرل نے سنان کو سنان پر
 روکا لگی نیزہ بازی ہونے دونوں لشکروں کے بادشاہ و سردار دیکھ رہے ہیں اور اہل لشکر کہ نیزہ
 بازی ہو رہی ہے خوب نیزہ بازی کی کوئی ایک سو دس طعن کے رد و بدل ہوئی ایک مقام پر
 جنرل نے اُسے نیزہ کو گاتھو کر آواز دی کہ خبردار ہو جا کہ تیرا نیزہ ہاتھ سے نکلا جاتا ہے اُسے
 کہا کہ یہ سنا ہوا ہے پس تو بند باندھ چکے تھے ایک مرتبہ مرگسب کو جو ہمیز کرتے ہیں نیزہ صاف
 اُس کے ہاتھ سے نکل گیا اور بالاسے آسمان جا کر سنان نیزہ چمکی وہ نیزہ بھرا آب خجاست
 میں غرق ہو گیا اور کہنے لگا کہ معلوم ہوا کہ تم لوگ نیزہ بازی میں کامل ہو غضب کیا
 تم نے کہ رد و رد و دریا کے لشکر کے میرے ہاتھ سے نیزہ ہوائی کیا پس نیزہ بازی خلال
 بازی تیغ بازی راست بازی یہ کہہ کر تیغہ آبدار نیام سے لیا اور خبردار کہہ کر اٹھوٹھونے
 اُس کے وار کو سپر پر روکا اور خود تلوار دیا م سے لے کر اُس پر وار کیا لگی تیغ بازی ہونے
 اور وار رد ہونے لگے اُس نے کئی وار کیے اٹھوٹھونے رد کیے اب اٹھوٹھونے کہا کہ تو
 تو وار کر چکا اب میں وار کرتا ہوں خبردار ہو جا کہ تیرا نیزہ ہون پس اٹھوٹھونے
 دونوں رکابوں پر رد و دے کر اور ہاتھ کو بلند کر کے وار کیا اُس نے سپر کو سر کی پناہ کیا
 یا تو تلوار سپر پر چمکی تھی یا خود دوچ بلند اور عرق چین کو کاٹ کر کانسہ سر میں در آئی اٹھوٹھونے
 جھٹکا دیا سپر کے چکرے کو کاٹتی ہوئی حرا می گردن کو قلم کرتی ہوئی سینہ کے کوارٹر کو
 اٹھوٹھونے ہوئی شکم کو حیرتی ہوئی پشت مرگسب پر پہونچی اور کمرب کو دو کر کے زمین کا بوسہ
 تلوار نے لیا مع را کتب و مرگسب چار ٹکڑے ہو کر وہ کاڈر کر ملک الموت نے اُس کی رو
 قبض کر کے حوالہ مالک کی شکر اسلام کے لوگوں نے بہت تعریف کی لشکر کفار کے
 لوگوں کا رنگ اڑ گیا یہ ضرب دست دیکھ کر شملاق و امراق کے سمندر شاہ سے کہا کہ
 خدا پرستوں سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہوا ایک ہی ضرب میں ان کے مقابلہ کا حال کھل
 کیا ہاں اگر یہ لوگ پریشان ہوئے تو ساحرون سے کہ ان سے انکا کچھ پس نہ چلے گا ساحرون
 مقابلہ کا حکم فرمائے مناسب تو یہی ہے سمندر شاہ نے کہا کہ ایک پہلوان کے مارے
 جانے سے یہ امر نہیں ثابت ہوتا ہو کہ کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہے ہزاروں سردار ہیں اور
 پہلوانوں کی کمی ہے یہ لوگ بڑی بڑی دور سے میرے طلب سے ہوئے آئے ہیں اور
 اٹھوٹھونے بڑے بڑے دعوے کیے ہیں انکی بھی تو جنگ کا حاشہ نہ پکڑ لیا جائے وہ دونوں
 یہ سنکے خاموش ہو رہے راوی نے بیان کیا کہ ایک اور پہلوان سمندر شاہ سے اجازت
 لے کر جنرل کے مقابلہ کو آیا بعد رد و بدل ہاتھ سے جنرل کے مار گیا اور ایک پہلوان
 نکلا وہ بھی بڑی مہم تھا اور ایک نکلا اسکو جنرل نے اسیر کر لیا تاہم ہر پانچ پہلوان جان سے
 مارے اور دو اسیر کیے اور تین مجروح پس جب یہ رنگ کفار سے ٹکھٹاوا ایک پہلوان اُن
 پہلوانین سے کہ جو لشکر لے کر بڑے شد و مد سے اسے ملک سمندر شاہ آئے تھے اور دربار

بین لاف و گمان کر چکے تھے بس اُن مین سے ابطال قومی بازو اپنے مرکب کو صفت سے نکال کر سمندرِ شہادت
 کے روبرو آیا اور عرض کیا کہ مجھ کو اجازت ملے کہ اس خدا پرست کو جا کر قتل کروں شملاق نے کہا کہ وہاں کیا خوب
 جب اس قدر پہلوان کام آچکے اُس وقت آپ نے قصد کیا کیا کچھ نشہ پیے ہوئے تھے کہ خیال نہ آیا جب
 وہ کم ہوا تب خیال آیا سمندرِ شہاد نے شملاق کی طرف دیکھا اور منع کیا کہ یہ کیا بکثا ہو تو بہت گستاخ ہو گیا
 ابطال نے شملاق سے منسکے یہ نگاہ قہر شملاق کو دیکھا اور کہا کہ اسکا جواب کیا دون بادشاہ کا پاس ہو
 اور غم اسکا چوبہ دیا یہ جو سمندرِ شہاد نے دیکھا کہ اسکو غصہ آیا کہا کہ اے پہلوان یہ نہایت بدتمیز ہو گیا ہر تم
 اپنی بات دیکھو اور اپنے کام کو جاؤ اسکی باتوں کا کچھ خیال نہ کرو دیکھو حریت زیادتی کرتا ہو جاؤ تم کو سپردِ خدا
 تصور کیا بس ابطال سلام کر کے اور مرکب کو جولان کر کے مقابلہ مین جنرل کے آیا اور اپنا نام لے کر
 نہہ کیا اور کہا کہ لافرب بہادری کی جنرل نے کہا کہ ہم خدا پرست ہیں ہم پہلے حریت پر پیش دستی
 نہیں کرتے ہیں ہم وار حریت کا روک کر وار کرتے ہیں کیونکہ شیرون کا طریقہ ہے کہ جب اُن پر وار ہو جاتا ہو
 اُس وقت اُنکو غصہ آتا ہے بس یہ سننا تھا کہ اُس نے نیزہ مارا انھوں نے نیزہ کو نیزہ پر روکا نیزہ بازی
 ہونے لگی آخر کو دونوں نیزہ بازی مین برابر رہے بس گزر بازی ہونے لگی گزر بازی مین بھی برابر رہے
 بس ابطال نے دیکھا کہ مین کسی طور سے اس پر غالب نہ ہوا بس ایک مرتبہ گزر ہاتھ سے رکھ دیا اور
 چالاک کر کے تلوار نیام سے لے کر وار کیا جب وار کر چکا اور تلوار چلی اُس وقت کہا کہ خمدار ہو جاؤ جنرل
 نے بھی تلوار کی چمک دیکھی یہ تو گزر بلند کیے ہوئے اور ننھ پر روکے ہوئے تھے کہ یہ گزر کا وار کرے گا اُس نے
 یہ دھوکا دیا بس انھوں نے جلدی سے گزر پھینک دیا اور سپر شہادت پر سے لے کر اسکی آڑ کی اور نگاہ تلوار
 کی بازو سے لڑائی جیسے تلوار قریب سر آئی انھوں نے مرکب کو مہمیز اس خیال سے نہ کیا کہ وار خالی جا
 اور زیر ہاتھ ہو چکا اسکے بند دست پر ہاتھ ڈال دوں کہ اُس جلدی مین مرکب نے سکندری کھائی یہ اسکو
 سنبھالنے لگے جھٹکا جو پہونچا سپر بھی سر سے ہٹ گئی اور خود بھی اسکی تلوار چل چکی تھی بس سربراگر
 بھی کہ تادوا بروا سر آئی اس قوت سے لگائی تھی بس انھوں نے داستان مارے کلا بیان مجروح ہوئے
 داستان قلم ہوئے تلوار تو سر سے جھٹکا کر نکل گئی مگر چادر خون سر سے جاری ہوئی غشی طاری ہوئی اُس نے
 قصد کیا کہ انکا سر کاٹ لوں کہ حلیم عاد بادشاہ اسلام سے اجازت لے کر مرکب کو جولان کر کے مین آ گیا
 اور کہنے لگا کہ تو بڑا نامور ہے کہ مجروح پر ہاتھ اٹھاتا ہے بس اب مجھ سے مقابلہ کر اور جنرل اپنے آتش کو طرف
 لشکر کے عیار کے ہمراہ روانہ کیا اُس نے یہ منسکے کہا کہ تو بڑا نامور ہے جواب دیا کہ جس طور سے ہو حریت کا فائدہ کرے
 بس تو نے یہ کیا کیا کہ میرے حریت کو کہ جسکو مین مار چکا تھا میرے روبرو سے بٹا دیا اور خود مقابلہ کو آیا بس
 کیا تیرے ساتھ نیزہ بازی کروں یہ تلوار اہل اسلام کے خون سے اپنے لب کو تر چکی ہے بس اسی سے مقابلہ
 کرو نکال لافرب بہادری کی جواب دیا کہ تو میرے آقا سے سُن چکا ہو گا کہ ہم اہل اسلام پیش دستی نہیں کرتے
 مین پھر کیوں ہم سے ضرب کا خواستگار ہوتا ہے اُس نے کہا کہ تم سب کی قضا آئی ہے میری ضرب روک
 یہ کہہ کر اسی تلوار کا وار کیا حلیم عاد نے سپر کو چہرہ کی بناہ کیا اس نے کمر کو ہٹا کر جو سر پر ہاتھ
 لگا یا جب تک یہ سپر سر لا مین لائین تلوار خود پر آ کر پہونچی خود کو کاٹ کر کالہ سر مین در آئی
 زخم کاری لگا تلوار کو تو انھوں نے داستان مار کر سر سے نکال دیا مگر یہ سبب خون نکلنے کے
 عشاء نے لگا اس نے قصد کیا کہ ان کا سر کاٹ لوں کہ جسیم عاد مرکب کو مہمیز کر کے اور بادشاہ
 سے اجازت لے کر پہونچا حلیم کو تو طرف لشکر کے روانہ کیا انھوں نے مقابلہ کیا جسیم بھی مجروح

ہوا سلیم نے نکل کر مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا سلطان کو دشمن نے مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا اس دن دوپہر
 کے کچھ گز شام تک لشکر جنرل کے پانچ سردار ہاتھ سے ابطال کے مجروح ہوئے اور دو جان سے مارے گئے جب
 رات ہو گئی سمندر شاہ نے قبل باز بجوایا اور ابطال پر سے زرشاد کرتا ہوا خوش خوش طرف قیام گاہ کے
 واپس چلا اور لشکر اسلام میں بھی کچھ سب بزرگشت بجا بادشاہ سب سرداروں کو بے کرفود گاہ پر واپس
 آئے لشکر نے کچھ کھوئی جو کہ مجروح تھے ان کے ٹانگے لگائے گئے مریم کی پٹیاں چڑھائی کسین بسا دھڑا دھڑا
 اور ادھر صاحبقران وکل سردار لباس تبدیل کر کے بارگاہ میں تشریف لائے دربار آراستہ ہوا ذکر
 جنگ و پیگار ہوئے لگا صاحبقران نے فرمایا کہ یہ پہلوان زبردست ہو خوب مقابلہ کیا بادشاہ نے فرمایا
 کہ جنرل کے مرکب نے سکدری کھائی درء جنرل اسے بھی قتل کرتا یا اسیر اور جس قدر لگے وہ
 اس قابل نہ تھے صاحبقران نے فرمایا کہ درست ارشاد ہوا دیکھے طبل جنگ بجاتا ہی یا نہیں سب نے
 عرض کیا کہ آج تو ضرور طبل جنگ بجے گا یہاں تو یہ ذکر ہو رہا تھا کہ سمندر شاہ نے قیام گاہ پر پہونچ کر لشکر کو کمر
 لکھنے کا حکم دیا خود خیمہ خاص میں اگر لباس تبدیل کیا اور بارگاہ میں آیا سب سردار بھی اگر حاضر ہوئے ساحر
 وغیرہ ساحر دونوں جب دربار جمع ہو چکا سمندر شاہ نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا لقارہ زرمی لشکر
 کفار میں بجا جاسوسان لشکر اسلام خبر لیاخت طبل لیکر لشکر میں آئے داخل بارگاہ ہو کر بادشاہ کو طبل
 جنگ بجنے سے آگاہ کیا صاحبقران نے حکم دیا کہ یہاں بھی طبل بجنے بس یہاں بھی طبل جنگ بجا
 دونوں طرف طاری جنگ ہونے لگی طبل جنگ بجنے لگے طلبہ پھر نے لگا صاحبقران و بادشاہ نے
 دربار برخاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آکر سامان جنگ میں مصروف ہوئے ادھر کفار بھی
 سمندر شاہ نے دو پہرات تک دربار کیا اور شملاق کی طرف دیکھ کر کہا کہ تم نے دیکھا کہ کیسا ابطال نے خدا
 پرستوں کو مجروح کیا تم تو کہتے تھے کہ غیر ساحر مقابلہ نہیں بلکہ ساحر کریں کیونکہ یہاں سے سربرمنونگے یہی
 لوگ خاتمہ کر دیئے گئے شملاق نے جواب دیا کہ خیر دیکھا جائے گا بس سمندر شاہ نے بھی دربار برخاست
 کیا رات بھر سامان جنگ ہوا کیا طبل جنگ بجا کیا یہاں تک کہ زمانہ شب کا بر طرف ہوا خانہ شب سے
 صبح برآمد ہوئی حسب معمول دونوں طرف وردیان بکین سب آئے لشکر اسلام کے لوگ عبادت خدا
 سے فراغت کر کے میدان میں آئے حسب طریقہ گذشتہ جب صاحبقران و بادشاہ تشریف لائے حکم
 مع بندی ہوئی اور سمندر شاہ کا بھی لشکر اپنے طریقہ کی عبادت کے فراغت کر کے مع سمندر شاہ کے
 میدان میں آیا موافق کل کے لشکر صف آرا ہوا نصیبیوں نے دونوں طرف سے نکل کر نقاب کشی کر لیون
 نے کرکا کہا جب یہ لشکر میں واپس آئے ابطال قوی باز و سمندر شاہ سے اجازت لے کر میدان
 میں آیا مینار طلب کیا لشکر اسلام سے نکل کر کریں درشت چنگال نے بادشاہ سے اجازت لیکر
 اسکا مقابلہ کیا لگا درمیں اسکو گرد و برد کر دیا نیزہ اسکا ہوائی کپڑا سے تلوار کا کپڑا کر لیں نے
 وار کو خالی دیکر اپنا وار کیا اسنے خالی دیا بس ایک مقام پر کریں نے موقع پا کر اسنے ہندوستان
 پر ہاتھ ڈال دیا اور قصد کیا کہ تلوار چھین لوں وہ بھی ہتھیار کیا زور ہونے لگے دونوں کریں پر
 لکے کو دھڑے لشتی ہونے لگی ہر لشتی میں کریں نے اس کو باندھ لیا اور اپنے عیار کے
 حوالہ کر کے لشکر کو روانہ کیا اور مرکب پر خود سوار ہو کر مینار طلب کیا بس لشکر ابطال کے
 سردار سمندر شاہ سے اجازت لے کر مقابلہ کو آئے اور مجروح ہونے لگے بس کریں
 نے تین پہنچے تک آٹھ پہلوان لشکر کفار کے مجروح کیے اور پانچ جان سے مارے اور چھ کو اسیر

کر لیا جب یہ رنگ عقیقہ طالع قوی تن نے دیکھا اپنے لشکر کی صف سے نکل کر رو برو سمندر شاہ کے
آیا اور اجازت لے کر طرہ میدان کے چلا کہ شتلاق نے کہا کہ عقیقہ طالع تم ابطل کا انجام دیکھ چکے
ہو مقابلہ کو نہ جاؤ اسنے ہم ہو کر جواب دیا کیا کہتے ہو دیکھ لینا کہ جو سین جا کر کرونگا بس یہ کہہ کر اور مرکب
کو مہینہ کر کے میدان میں آیا اور اپنے نام کا نعرہ کر کے ہم نگا اور ہوا و دونوں برابر رہے بس اس کا فرسے نہ
نیزہ بازی کی نہ گزر بازی آئے ہی تلوار کا وار کیا کرکین نے خالی دیا لگی رو دو بدل ہوئے پس ایک مقام
پر آئے مگر کو بتا کر جو دار سپر کا کیا یہ حکم تلوار کی دیکھ کر عقب کی طرف مرکب کو ہٹانے لگے وہاں پر
موش خاندہ مقام مرکب کا پاؤں اس میں جاتا رہا سکندری کھائی تلوار سپر ہڈی تادوا بروا تر آئی تلوار
تو جھنکار نکل گئی چار دم خون کی جاری ہوئی غش آئے لگا بس یہ چل دیکھ کر اور ایک سردار میدان میں
آئے لشکر کرکین سے کرکین کو طرہ لشکر کے روانہ کیا خود مقابلہ کیا زخمی ہوا بس تباہ شام تین پہلوان علاوہ
کرکین کے مجروح ہوئے اور ایک نے جام شہادت نوش کیا شام ہو گئی طبل باز و دونوں طرف بجے
دونوں لشکر واپس گئے بس صاحبقران نے لباس تبدیل کر کے اور ہادشاہ نے دربار کیا سب سردار
حاضر دربار ہوئے لشکر کے مکر کھولی اور سمندر شاہ نے بھی فرود گاہ پر پہونچا اور تبدیل لباس
کر کے دربار کیا اور لشکر مکر کھول کر اسعودہ ہوا جب دربار آراستہ ہوا طبل جنگ بجے کا حکر دیا یہاں
طبل جنگ بجایا سامان جنگ ہونے لگا ہر کارون نے صاحبقران کو خبر دی وہاں بھی طبل جنگ بجایا
سامان جنگ ہونے لگا طلا یہ پھر نے لگا و دونوں طرف دربار بر خانہ ہو گیا سب اپنے اپنے مقام پر
آکر آرام پذیر ہوئے سہانک کہ سحر ہوئی و دونوں لشکر میدان میں و دونوں جانب آکر صف آرا ہوئے جب نقیب
لقابت کر چکے عقیقہ طالع اپنے لشکر سے نکل کر اور سمندر شاہ سے اجازت لے کر میدان میں آیا میدان
طلب کیا آج مملوک بن مالک نے بادشاہ سے اجازت لے کر اور میدان میں آکر اس سے مقابلہ کیا
بعد نیزہ بازی و تیغ بازی کے کشتی کی نوبت آئی مملوک نے اسکو اسیر کر لیا شام تک اسکو لشکر کے
سواروں نے مقابلہ کیا بعض کو مملوک نے جان سے مارا بعض کو مجروح کیا اور چند کو اسیر کیا بس
سمندر شاہ نے شام کو طبل باز گشت بجواد یاد و دونوں لشکر فرود گاہ پر واپس آئے مکر کھولی و دونوں
طرف کے سردار لباس تبدیل کر کے دربار میں آئے اپنے لشکر میں سمندر شاہ نے دربار کیا اور ہادشاہ
اسلام نے دربار کیا سمندر شاہ نے طبل جنگ بجوایا لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجایا سب بھر طیار
جنگ ہوا کی طبل جنگ و دونوں طرف بجایا دربار بر خا سب ہوئے سب آکر آرام پذیر ہوئے صبح ہوئی
و دونوں لشکر رزم گاہ میں آئے جب صف بندی ہو چکی نقیب لقابت کر چکے لشکر سمندر شاہ سے
قسطال سخت پیچہ نکلا سمندر شاہ سے اجازت لے کر اور مبارز طلب کیا و ایک گنہام سرداروں
نے مقابلہ کیا وہ اسنے ہاتھ سے مجروح اور شہید ہوئے بس شاہزادہ سکندر فرخ لقانے نکل کر ہادشاہ
سے اجازت لے کر اسکا مقابلہ کیا اسنے اسکا نام بتایا اسکا نام دریافت کیا انھوں نے بھی بتایا بس نیزہ بازی
ہوئی نیزہ شاہزادہ نے ہوائی کیا گر چلا گر بھی اسنے گزر کی ضرب سے ٹوٹ گیا تلوار کی نوبت آئی خوب
تلوار چلی آخر کو انھوں نے اسکی تلوار چھین لینے کے قصد سے اسکا ہندو ست پکڑ لیا وہ بھی لپٹ گیا
باہم زور ہونے لگے آخر و دونوں مریوں سے گود پڑے کشتی ہوئے لگی ایک طعشہ بھر کی کشتی میں
شاہزادہ نے اسکو باندھ لیا اور اپنے عیار کے حوالہ کیا اسکو لشکر کے سردار اجازت لے
لے کر اسنے لگے اور مارے جاتے لگے نوبت بایں جا رہا سید کہ شام تک شاہزادہ نے دس پہلوان کو

جان سے مارے اور بندہ مجروح کیے اور پانچ گونے قلاطال کے اسیر کر لیا سمندر شاہ نے شام کو طبل باز
بجوا دیا دونوں لشکر اپنے قیام گاہ پر واپس آئے بادشاہ اسلام نے اپنے لشکر میں اور سمندر شاہ نے
اپنے لشکر میں دربار کیا اور سمندر شاہ نے طبل جنگ بجوایا ہر کارون نے صاحبقران سے عرض کیا کہ
لشکر کفار میں طبل جنگ بجایا پس یہاں بھی طبل جنگ بجاد رہا ہر خواست کیا سب سردار اپنے
اپنے خیموں میں آکر آرام پذیر ہوئے طبل جنگ بجایا طبل پھر کیا سمندر شاہ نے بھی دربار خواست
کیا اس کے بھی سردار اپنے اپنے مقام پر آئے یہاں تک کہ صبح ہوئی دونوں لشکر زر مگاہ میں پہنچے صف
بندی ہوئی نفیسوں نے تقابلی کی اس لئے بعد گرجان گزرنے سمندر شاہ سے اجازت لے کر میدان میں
آکر مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک سردار نے نکل کر اس کا مقابلہ کیا بس وہ ہاتھ سے اس کے
باٹھ گیا پھر اس نے مبارز طلب کیا اب کی شاہزادہ آصف اعظم طلعت نے اپنے مرکب کی باگ لی اور
بادشاہ سے اجازت لے کر میدان میں آئے اس نے نامور یافتہ کیا اپنے نام سے آگاہ کیا اس نے کہا کہ
آگاہ ہو کہ مجھ کو گرجان گزرنے میں گزر سے مقابلہ کرتا ہوں میرے گزر کے ضرب کی پناہ نہیں
ہو ایک ضرب گزر سے میں بہار کو گرا دیتا ہوں جواب دیا کہ تو وار کر بس اس نے گزر کو گرد سر چرخ دینا شروع
کیا اس سے صدارت سے ہارے کی پیدا ہوئی بس اس نے دونوں رکابوں پر قدم جما کر اور گھڑے ہو کر دونوں
ہاتھوں سے پکڑ کر گزر کو یا خداوند تصویر کمر جو وار کیا انھوں نے اپنے گزر کو اپنے چہرہ کی پناہ کیا
گزر گزر کر آگیا تھوڑے کی صدا پیدا ہوئی جگر زمین ہول سے شق ہو گیا غبار بلند ہوا دونوں گزرنے میں
پہل چلے شہر سے گزرنے سے نکل کر بالائے ہوا کے ٹکوش گرد و دھول گرد و دھول گرد و دھول گرد و دھول
گرد و دھول گرد و دھول گرد و دھول گرد و دھول گرد و دھول گرد و دھول گرد و دھول گرد و دھول گرد و دھول
شاہزادہ کا دھڑاؤ اور جھانگل سے پانی لے کر چھٹا دیا اور اندر گردے جا کر دیکھا کہ دونوں ہاتھ تو ستون
میں مکر مرکب تابہ کمر غرق زمین ہو کر آ نکھیں شاہزادے کی بندہ میں کہ اس نے آواز دی مزاج مبارک
کیسا اور حریف زیادتی کر رہا ہو آنکھ کھول دی فرمایا کہ بلا کی ضرب لگائی بچا یا میرے پروردگار عالم نے
یہ نورا کر مرکب کو جو زمین پر اکیل تھا طبقہ زمین کا لے کر نکلا بس یہ محمودی کے رومال سے چہرہ
کی گولی پھٹتے ہوئے چلے یہ فرماتے ہوئے کہ کرار دی و کرار پست کر دی اس نے جو انکو سلامت دلچھا
پھر گزرنے کر چلا آئے ہی وار کیا مگر حیران ہو اور دل میں کہتا رہا کہ کیا صاحب قوت ہے جہاں سے کہ میرے
گزر سے بچ گیا میرے گزر سے آج تک کوئی زندہ بچا ہی نہیں آئے ہی وار کیا انھوں نے مرکب کو
گڑھا کر اس کے بند و بست پر ہاتھ ڈال دیا اور زور کر کے تھک گیا کہ گزر چھین لون مگر وہ لپٹ گیا اور
ایک راوی نے بیان کیا کہ کلمہ عمود دیکر لیا خیر بہر طور جو چھ ہوا کشتی کی نوبت آئی کشتی ہوتے
لی تھوڑے عرصہ میں شاہزادہ نے زیر کر کے اپنے عیار کے حوالہ کیا اور مبارز طلب کیا
اب لشکر کفار سے پہلوان آئے لگے اور قتل و غارتگری و اسیر ہونے لگے یہ کیفیت تھی کہ شمع شہزادہ
صاحبقرانی پر پہلوان مثل پروانوں کے خار ہوئے تھے شام تک بہت سے پہلوان کفار
کے لشکر کے جرح ہوئے اور بہت سے قتل اور بہت سے اسیر سمندر شاہ نے شام کو
طبل باز بجوا دیا دونوں لشکر واپس گئے فرد گاہ پر کمرین کھولیں مگر سمندر شاہ نے پھر دربار
الیا اور پھر طبل جنگ بجوایا گوان سب کے مارے جانے اور اسیر ہونے کا خبر صدمہ
حکم طبل جنگ کے بجنے کا دے کر دربار برخواست کیا ہر کارون نے صاحبقران کو جو پہونجائی

کہ سمندر شاہ نے طبل جنگ بجوایا جو بس صاحبۃ ان نے بھی طبل جنگ کے بجنے کا حکم دیا اور دربار
برخواست کیا رات بھر دونوں طرف طبل جنگ بجایا سا بان جنگ ہوا کیا طلایہ پھرا کیا صبح کو دونوں
لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے بعد صف بندی اور نقابت لقا کے نہنگان مرد باز لشکر کفار
سے سمندر شاہ سے اجازت لے کر نکلا مبارز طلب کیا شاہزادہ عین الزمان نے بادشاہ سے اجازت
لے کر اور لشکر سے محل کر اسکا مقابلہ کیا ہم تگاور ہوئے تگاور میں مرکب کو اسے گرد برد کر دیا اسے
نام دریافت کیا اپنے نام سے آگاہ کیا اسکا نام پونچھا اسنے بھی اپنا نام بتایا پس اسنے نیزہ کا دار
کیا انھوں نے چند عین میں اسکا نیزہ ہوا فی کیا وہ بہت شرمندہ ہوا تلوار لیکر میدان سے چلا
را انھوں نے اسے بدست کو پکڑ لیا زور ہونے لے مرکب پر سے کود پڑے کشتی ہوئے لگی آخر کو شاہزادہ
نے اسکو زیر کر کے گرفتار کیا اپنے عیار کے حوالہ کیا شام تک پندرہ پہلوان قتل کیے اور دس اسیر
اور پیش کو مجروح کیا شام کو سمندر شاہ نے طبل باز بجوایا دونوں لشکر واپس آئے قیام گاہ
پر آئے ہی سمندر شاہ نے دربار کیا اور طبل جنگ بجوایا دربار برخواست کر کے اپنے خیمہ خاص
میں جا کر سو رہا بعد کھانا زہر مار کرنے کے ہر کاروں نے صاحبۃ ان کو طبل جنگ کے بجنے سے آگاہ
کیا یہاں بھی دربار آراستہ تھا صاحبۃ ان نے طبل زرمی کے بجنے کا حکم دیا بادشاہ نے دربار
برخواست کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے اور آرام پذیر ہوئے رات بھر عین میں سامان جنگ
ہوا کیا صدائے بیدار باس بندر ہی صبح کو دونوں لشکر حسب معمول زرمگاہ میں آکر صف آرا ہوئے
لقیبوں نے نقابت کی جب نقیب نقابت کر کے واپس گئے اسوقت ادراک تیغ زن
سمندر شاہ سے اجازت لے کر میدان میں آیا بعد طشوری دکھانے کے مبارز طلب کیا لشکر اسلام
سے شاہزادہ نور الزمان نے اپنے مرکب کی باگی اور بادشاہ و صاحبۃ ان سے اجازت لیکر
میدان میں لشکر لیت لائے اور اس سے ہم تگاور ہوئے گرد برد کر دیا اسنے مرکب کو سات قدم چرب
جا کر گرے ہوئے دیکھا روکا اور رانون میں مسل کر اور سامنے آکر مقابل ہو کر یہ شعر پڑھا شعر کو نام خود را
درین زمین کہ بسیار تند آمدی سوے من و شاہزادہ نے اپنے نام سے آگاہ کیا اسنے کہنا کہ مجھ
بھی ادراک تیغ زن کہتے ہیں بس یہ کہرا و خیر دار کہرا شاہزادہ پر تلوار کا دار کیا شاہزادہ نے اسکی
غریب کو اپنی سپر پر روکا اور ایادار کیا چند فارسی رد بدل ہوئی تھی کہ ایک مقام پر شاہزادہ
جو سپر کو چھٹکا دیا اسکا علی بند شیت پر جا بھولا اور پنجہ ملی دراز کر کے اسکی بدست پر باجھ دال دیا
تلوار کی بازو سے بچا کر اور قصد کیا کہ تلوار پر قبضہ کروں اسنے بھی اپنا دوسرا ہاتھ اپنی کمر خیمہ میں
ڈال دیا پس زور ہونے لے ایک مرتبہ پشت مرکب سے دونوں زمین پر آئے کشتی ہوئے لگی خوب
کشتی ہوئی انجام کار شاہزادہ نے اسکو زیر کیا اور مشکین باندھ کر اپنے عیار کے حوالہ کیا
اور خود مرکب پر سوار ہو کر مبارز طلب کیا شام تک دس پہلوان گرفتار ہوئے اور پندرہ جان
سے مارے گئے اور پیش اسیر ہوئے طبل باز بجوایا دونوں لشکر واپس آئے خود گاہ پر سمندر نے
دربار کیا چونکہ اب سمندر کو غصہ بہت ہوا اسی حالت غصہ میں طبل جنگ بجوایا اور دربار
برخواست کیا یہ خبر صاحبۃ ان کو ہوئی انھوں نے بھی طبل جنگ بجوایا دربار برخواست
کیا چنانچہ رات بھر طبل جنگ بجائے صبح ہوئی خلاصہ یہ کہ دونوں لشکر موافق دستور کے
زرمگاہ میں آکر صف آرا ہوئے جب نقابت ہو چکی عواک سخت لمان میدان میں آیا

خوب سلج شوری دکھائی خوب چوگان بازی کی اس کے بعد لشکر اسلام سے مبارز طلب کیا آج شاہزادہ شہنشاہ کو ہر گلاہ باد شاہ و صاحبۃ ان سے اجازت لے کر زرنگاہ میں آئے پہلے ہم تگاور ہوئے اس کام کب دس قدم پس ہوا انکار کب ایک قدم ہٹ کر رہ گیا وہ مرکب کو نسل کر راتوں میں ہم مقابل ہوا بعد نام دریافت کرنے کے نیزہ بازی ہونے لگی خوب نیزہ بازی ہوئی شاہزادہ نے نیزہ ہوائی کیا اس نے تلوار کا وار کیا انکی نگاہ تلوار سے لڑی رہی جیسے تلوار قریب سر آئی تھیلی دی کہ تلوار ہٹ پڑی بس قبضہ پر ہاتھ ڈال دیا اور کلائی کو طوڑ کر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال لکڑی کا ش زین سے اٹھالیا اور گردن پر چرخ دے کر اسکو زین پر بار کر مشکیں باندھ لیں اور عیار کے حوالہ کیا اب تار بندھ گیا لشکر کفار سے سرداروں کے آنے کا جو آیا یا تو قتل ہو یا مجروح یا اسیر تا شام پندرہ پہلوان اسیر ہوئے اور بیس قتل اور پچیس مجروح جب شام ہوئی سمندر شاہ طبل باز بجوا کر واپس گیا پھر طبل جنگ بجوا یا لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجایا کو مقابلہ ہوا لادی نے بیان کیا کہ پندرہ دن کے میدان لاریوں میں لشکر کفار کے کل سردار جو کہ غیر ساحر تھے قتل و اسیر و مجروح ہوئے جو کہ سمندر شاہ کے لشکر میں تھے وہ بھی اور جو اور ملکوں سے براے ملک آئے تھے وہ بھی اور جو خود اپنا لشکر لے کر آئے تھے وہ بھی اور جو غیر ساحر بادشاہوں کے ہمراہ آئے تھے وہ بھی سب اہل اسلام کے سرداروں کے ہاتھ سے قتل ہوئے اور اسیر اور مجروح اب کوئی باقی نہیں رہا کہ جو نکل کر مقابلہ کرے اور جو باقی بھی ہیں وہ دم چراتے ہیں اور باہم کہتے ہیں کہ کون ان لوگوں سے مقابلہ کرے کہ جو ان کے مقابلہ کو کیا یا تو مارا گیا یا اسیر ہوا یا مجروح ہم کو اپنی جان دو پھر نہیں ہی پندرہ سو بیس دن سے میرے بڑا بند ہو گیا کوئی مقابلہ کو نہ نکلا جب یہ رنگ سمندر شاہ نے دیکھا فوراً طبل باز بجوا کر واپس گیا فرد گاہ پر صاحبۃ ان اپنے لشکر کو لے کر فرد گاہ پر واپس آئے لشکر دن نے گر ٹھوٹی بادشاہ نے تبدیل لباس کر لیا دربار فرمایا صاحبۃ ان و سب سردار حاضر ہوئے صاحبۃ ان نے فرمایا کہ طریقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اب کچھ دنوں مقابلہ نہ ہوگا کیونکہ آج تو یہ حالت تھی کہ کوئی مقابلہ کو نہ نکلا کر آخر سمندر شاہ نے پریشان ہو کر طبل باز کے بجنے کا حکم دیا اور لشکر لے کر واپس کیا بس اب کچھ دنوں صبر لے کر اور آسودہ ہو کر مقابلہ کرے گا اتفاق شاہ وغیرہ نے غرض کیا کہ جی نہیں وہ ایسا نہیں ہی اسی تاؤ میں تو مارا پڑتا ہی بس اب جب تک اس کے دم میں دم ہی اور لشکر میں ایک آدمی بھی موجود ہی اس وقت تک وہ ہر روز مقابلہ کیے جانے کا صاحبۃ ان نے فرمایا کہ کیا غم ہے اسے یا نہ رک اسے یہ فرما کر اور بائیں کرتے لے آدھ سمندر شاہ نے فرد گاہ پر پہنچ کر لشکر کو گر ٹھوٹنے کا حکم دیا خود لباس تبدیل کر دربار میں آیا سب سردار حاضر ہوئے اور سب بادشاہ جو کہ باقی کچھ بس سمندر شاہ نے عشاق اپنے استاد کی طرف دیکھ کر کہا کہ بڑا غضب ہوا بس پہلوان و سردار غیر ساحر کام آئے اور کچھ نہ مطلب ہوا جو شقائق نے کہا تھا وہی ہوا کہ یہ سب کام آئے شائق ساحر دن کے لشکر کو مقابلہ کا حکم دیا تھا میں نے خیال کیا تھا کہ کوئی تو ایسا ہوگا کہ ان سب کو قتل کر بیگا کیونکہ ان لوگوں نے بہت لاف و گزاف کیا تھا مگر کچھ نہ ہوا خیر جو ہونا تھا وہ ہوا اب افسوس سے کیا حاصل عشاق نے کہا کہ اب کیا کھاری راے ہے آیا کچھ دنوں

مقابلہ نہ کرو گے یا مقابلہ ہو گا سمندر نے جواب دیا کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ میں انکو دم لینے دوں دیکھیے
 طبل جنگ بجواتا ہوں یہ کہہ کر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ بلکہ اس طور سے کہ کل سے اب کوئی غیر ساحر
 مقابلہ کا قصد نہ کرے ساحرون کے مقابلہ کا حاشا نہ ہے کہ یہ کیونکر مقابلہ کرے ہیں اور لشکر اسلام
 کو غارت کرتے ہیں بس اسی طور سے طبل جنگ بجایا گیا ساحرون کے جان میں جان آئی شعلہ آگ
 نے سمندر شاہ سے کہا کہ جو میں نے عرض کیا تھا وہی پیش آیا ہے میں نے تو انکا طریقہ جنگ دیکھ کر
 خیال کر لیا تھا کہ ان سے تلوار کے مقابلہ میں سربر ہوتا محال ہے بلکہ آپ نے میرا کہنا نہ سنا اور مجھ کو
 دروغو غلو خیال کیا اسکا انجام دیکھا کہ کیا ہوا سوائے انسوس کے کچھ ہاتھ نہ آیا اور وہی تدارک
 کرنا پڑا جو کہ غلام نے عرض کیا تھا سمندر شاہ نے جواب دیا کہ خیر اس سے کیا حاصل اب ہم
 دیکھتے ہیں کہ خدا پرست ساحرون سے کیونکر مقابلہ کرتے ہیں اور کیونکر انکو قتل کرتے ہیں اب ذرا
 مشکل ہے یہ تلوار کی لڑائی نہیں ہے کہ ایک ہاتھ میں خاتمہ کر دیا اب وہ لڑائی ہے کہ ایک ہاتھ کے
 دانہ میں انکا قماش بدل جائے گا سب نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا بس سمندر شاہ نے
 دربار برخواست کیا پس جب ساحرون کو معلوم ہوا کہ کل سے ہم کو مقابلہ کرنا ہو گا ہر ایک اپنے
 سحر کو درست کرتے لگا اور جگائے لگا چنانچہ یہاں تو ساحرون بین سامان جنگ ہو رہا ہے
 اور سمندر شاہ دربار برخواست کر چکا ہے سب ساحر و غیر ساحر سردار جو کہ قتل و اسیر ہونے سے
 اور مجروح ہونے سے بچے ہیں اپنے مقام پر آئے ہیں ساحر تو سحر کا بندوبست کر رہے
 ہیں اور غیر ساحر اطمینان سے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے ہیں طبل جنگ بج رہا ہے طلسم پھر رہا
 ہے آدمی ہر کاروں نے بادشاہ و صاحبقران کو طبل جنگ کے بجنے سے آگاہ کیا اور عرض کیا کہ
 اب سمندر شاہ نے عاجز ہو کر ساحرون کے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے کل سے لشکر ساحران
 مقابلہ کر رہے گا اب غیر ساحر مقابلہ نہ کریں گے یہ سن کر صاحبقران نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں
 بھی طبل جنگ بجے ہم ساحرون سے مقابلہ کریں گے اگر ہمارے خدا کو چاہے سی ظفر منظور ہے تو ہم
 انکو بھی قتل کریں گے کیا خوف ہے کوئی مقام فکر و تردد نہیں ہے وہ مالک و مختار ہے اسکی ذات پر
 پھر و سا کرنا بہت اچھا ہوتا ہے وہی ہر بلا سے نجات دینے والا ہے انسان کو لازم ہے کہ کسی
 بلا کو بلا خیال نہ کرے جب کہ غیر ساحرون نے ہمارا کچھ نہ بنایا تو ساحر کیا بنا لینگے اپنے ہاتھ
 کی کھالیں کے اور میرا تو اس مصرعہ کے مضمون پر تکیہ ہے اور خدا کی ذات پر مصرعہ برسر اولاد
 آدم ہر جہاں بد کردہ دیکر مشکلی نیست کہ آسان نشود مرد یا بد کردہ ہر آسان نشود و بد کردہ
 سرخ و سرخ مشیت خدایا ہر جہاں بد کردہ بر سر من یا نصیب ہے یہ فرما کر حکم دیا کہ بجے طبل جنگ
 بس اسوقت طبل جنگ بجاجو کہ لشکر میں ساحر تھے وہ بہت خوش ہوئے کہ اب کل
 ہم سے مقابلہ ہو گا اور غیر ساحرون کو بھی کچھ خوف نہیں ہے بس یہاں بھی طبل جنگ بجنے
 لگا آفاق شاہ وغیرہ نے صاحبقران سے عرض کیا کہ جب حضور نے یہ فرمایا تھا کہ اب
 کچھ دنوں مقابلہ نہ ہو گا تو ہم نے عرض کیا تھا کہ جی نہیں ہے ایسا نہیں ہے کہ مقابلہ نہ کرے عجب
 لطف حرام ہے حضور نے ملاحظہ فرمایا صاحبقران نے جواب میں فرمایا کہ پھر کیا خوف ہے
 مقابلہ کیا جائے گا عرض کیا کہ اس خیال سے نہیں عرض کیا کہ مقابلہ نہیں کیا جائے گا
 بلکہ اس خیال سے کہ ملاحظہ فرمائیے کہ کس قدر عداوت ہے صاحبقران نے فرمایا کہ پھر ہو

کوئی ہمارا بھی تو حافظ ہر آفاق شاہ وغیرہ خاموش ہو رہے ہاں شاہ نے دربار برخواست کیا
 بس اپنے اپنے مقام پر آئے یہاں کے بھی ساحر سحر کج گانے لگے غیر ساحر اسکو کو درست کرنے
 لگے اسی بندوبست میں زمانہ شب بر طرف ہوا اہل اسلام نے اشتیاق جنگ میں وہ شب
 آنکھوں میں لہر کی جیسے نیا دھواشب برات کو اس انتظار میں اور خوشی میں بسر کرتا ہوا کہ صبح
 ہو تو عروس کے گھر جائیں اور عروس بیاہ کر لائیں یا وہ طفل جو کہ عید کی خوشی میں رات بھر
 جاتے ہیں کہ کسی طور سے سحر ہو جائے تو ہم خوشی عید کی کریں یا وہ لوگ کہ جن سے اپنے
 عاشق یا معشوق سے ملاقات کا وعدہ ہوتا ہے اور وہ شب مفارقت کو انتظار بلاقات
 میں بسر کرتے ہیں خلاصہ یہ کہ رات بھر صدا ہے بیدار باش ہو ہوشیار باش دونوں طرف بلند
 رہی طبل جنگ بجایا ساحر سحر درست کیا کیے کہ یکا یک خامہ شب سے صبح برآمد ہوئی
 ساحر شب اپنی جھولی تو رکودوش پر رکھ کر اپنے ہمراہیوں کے طرف ہوم خامہ مغرب کے بلای
 ہوا اور ساحرہ شب نے اپنے چہرہ سیاہ کو نقاب روز میں پوشیدہ کیا اور سامری روز یعنی آفتاب
 اپنے جھولی تو رکودوش فلکی پر جلوہ گر ہوا بس صبح ہوئی اور آفتاب نکل آیا دونوں لشکر
 بعد گرفتار میدان میں آئے اس دن لشکر سمندر شاہ میں لشکر ساحران پر غلبہ شان مچی ہر ایک
 ساحر اسباب سحر اور جہاز کے سم سے آراستہ تھا اسی طور سے لشکر اسلام کے بھی ساحر تھے ہر
 ایک اپنا سحر درست کر کے آیا تھا جب دونوں لشکر صف آرا ہو چکے ابھی نقیب نہ نکلے
 تھے کہ سمندر شاہ نے ایک ساحر سے کہا کہ تو میدان جنگ میں جا کر اور اہل اسلام کو اپنی
 طرف متوجہ کر کے کہہ دے کہ اب وہ زمانہ گیلکہ تم نے میرے لشکر کا ستراؤ کر دیا واقعی امر یہ ہے کہ
 تم سے کوئی نہیں لڑ سکتا ہے بس اب اسی میں خیریت ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ میرے
 ہاتھ سے سخت پریشان ہو کے اور گوشہ پناہ تلاش کرو گے سوائے گوشہ موت کے جا کے
 امن نہ ملے گی اب میں اپنے خاص لشکر سے تم سے مقابلہ کروں گا یعنی اب ساحرون سے مقابلہ
 کرنا پڑے گا اور یہ جو ساحر تمہارے ہمراہ ہیں ان پر بھروسہ نہ کرنا وہ میرے لشکر کا کچھ نہ کر سکیں گے
 بس میں نے آگاہ کر دیا آئندہ تم کو اختیار ہے بس اس ساحر نے بموجب حکم سمندر شاہ میدان
 میں جا کر اور اہل اسلام کو اپنی طرف متوجہ کر کے سمندر شاہ کا پیام بیان کر دیا صاحبقران نے
 ایک سوار سے کہا کہ تم میدان میں جا کر اور سمندر کو اپنی طرف متوجہ کر کے کہہ دو کہ ہم کو فدا
 خدا پر بھروسہ ہے اور کسی پر نہیں ہے بس تو ہر ور لشکر ساحرون کو حکم دے کہ وہ ہم سے مقابلہ کرے
 ہم کو کوئی خوف نہیں ہے جو ہمارے مقدر میں ہو گا وہ پیش آئے گا کیون بار بار ہم کو خوف
 دلاتا ہے ہم ڈرنے والوں میں نہیں ہیں یہ ساحران غیر ساحرون کے ہاتھ میں سب دھوک
 کے قتل ہونے ہمارا خدا ہمارا حافظ ہے تو کیا ہے جو ہم کو قتل یا غارت کرے گا اگر اسکو منظور نہیں
 ہے تو تو ہمارا کچھ نہیں کر سکتا ہے بس وہ سوار میدان میں آیا اور اسے صاحبقران کا پیام بکا کر
 سمندر شاہ سے کہا کہ سمندر شاہ نے اپنے اس ساحر سے کہا کہ واپس چلا جاؤ ساحر واپس
 آیا اور وہ سوار طرف اپنے لشکر کے واپس گیا دونوں طرف سے نقیب نکلے آنکھوں نے
 نقابت کی بعد نقابت کرنے کے لشکر واپس لے اب سمندر شاہ نے اپنے
 لشکر کی طرف دیکھا یعنی ساحرون کی طرف بس دیکھنا تھا کہ تمام نشان لشکر ساحران

کے جلوہ گری میں آئے اور ملکہ ماہ سیمتن اپنے طاؤس سحر کو بڑھا کر سامنے سمندر شاہ کے
آئی اور اجازت خواہ ہوئی سمندر جادو نے اسکو اجازت میداں دی پس وہ اپنے طاؤس کو
اڑاتی ہوئی میدان جنگ میں آئی پہلے کو اسنے بطور لشخوری کے کچھ شعبہ دکھائے بھی ابر
بنایا ہوئی برساتے بھی آگ برساتی جب یہ شعبہ دکھا چکی اسوقت طرف لشکر اسلام کے
مخاطب ہو کر پکاری کہ جس کو تمنا ہے مرگ ہو میرے مقابلہ کو آئے یہ صدا اس کا دینا تھا کہ
دست چپ کی طرف سے ایک سردار گنام اپنے مرکب کو ہمیں کر کے رو برو بادشاہ کے آیا
اور عرض کیا کہ مجھ کو اجازت ہے کہ میں جا کر اس لکائنہ سے مقابلہ کروں بادشاہ نے فرمایا کہ وہ
ساحرہ ہے تم غیر ساحرہ ہو کیونکہ مقابلہ کرو گے تم اپنے مقام پر جاؤ اور کوئی مقابلہ کو نہ لگائے گا اسنے
عرض کیا کہ حضور ملاحظہ کریں کہ یہ غلام کیونکر اسکو قتل کرتا ہے یہ میرے ہاتھ سے جاتی کہاں ہے
ساحرہ ہے تو کیا خود ہے دوسرے اب کو یہ غلام قصد کر چکا ہے یہ جو عرض کیا بادشاہ نے فرمایا
کہ جاؤ سپرد خداوند کرتیم کیا چونکہ طریقہ لشکر اسلام کا ہے کہ جو برائے مقابلہ پہلے قصد کرے خواہ
حرلیف اس سے زبردست ہو خواہ نہ ہو پس وہ ہی مقابلہ کو جانے کا دوسرا نہ جانے کا اس
سبب سے اور بادشاہ ناچار ہوئے اسکو اجازت دی پس وہ مرکب کو ہمیں کر کے اور سلام
رحمت کر کے طرف زرمکاد کے چلا یہ جو حال فرسخ و آفاق شاہ و سہراب و الطاف
کو کو کہنے دو پیکر و ہر دارون نے دیکھا باہم یہ صلاح کی کہ ہم یہ خیال کرتے تھے کہ ساحرون سے
مقابلہ ہے اب صاحبقران کسی غیر ساحر کو برائے مقابلہ نہ جاسنے دینگے ہم لوگ مقابلہ کریں گے
یہ تو نیا واقعہ ہوا کہ غیر ساحر کو اجازت پیکار مل گئی مفت اسکی جان کئی چلو خدمت صاحبقران
میں عرض کریں پس یہ باہم مشورہ کر کے یہ سب کے سب اپنی صفت سے نکل کر خدمت
صاحبقران میں حاضر ہوئے اور ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ کیا تم غلاموں اور کنیزوں سے حضور
ناراض ہیں جو غیر ساحر کو ساحر سے مقابلہ کرنے کی اجازت ملی یہ تو خلاف ہے جب تک
ہم جان نثار زندہ ہیں اسوقت تک کوئی غیر ساحر ساحر کے مقابلہ میں نہ جائے حضور و
غلامان حضور ہم جان نثاروں کے جان نثاری کا تماشہ ملاحظہ فرمائیں وہ ساحر ہیں یہ غیر
ساحر ایک دانہ ناٹس میں یہ پیکار ہو جائیں گے پھر پیکار لشکر کے قتل ہونے سے کیا حاصل
ہاں جب ہم غلام نہ ہوں اور کنیزیں اسوقت حضور کو اختیار ہے یہ جو ان سب نے عرض
کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا اب تو یہ سردار مقابلہ کو جاتا ہے جانے دو پھر دیکھا جائیگا
اسنے مبارز طلب کیا تم تین سے کوئی نہ نکلا اسنے قصد کر دیا یہ ہمارے طریقہ اور قاعدہ کے
مخلاف ہو تا کہ وہ اجازت طلب کرتا اور ہم نہ دیتے یہ کیونکر ہو سکتا ہے انھوں نے عرض
کیا کہ اسے منہ سے پوری بات نہ نکلنے پائی تھی کہ اسنے قصد کر دیا ہم تو اسے قصد سے کھڑے
ہوئے تھے کہ وہ مبارز طلب کرے اور ہم ہٹ کر مقابلہ کریں اجازت سے کرا کر خلافت
مراج عالی نہ ہو تو اسکو واپس فرمائیے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا ہے پس اسکو
اب مقابلہ کرنے دو جو اس کے مقدور ہیں ہو گا وہ پیش آئے گا یہ فرما کر فرمایا کہ اب تم لوگ
اپنے مقام پر جاؤ اور مقابلہ کا تماشہ دیکھو وہ سب کے سب وہاں سے اپنی صفت میں
آئے اور اس کے لیے آنسو س کرنے لگے ادھر وہ جوان میدان میں پہنچا اور کہا کہ اول لکائنہ

ایک رہی ہو جو اس سے زمین پر آ تو میں مقابلہ کروں تیری جان کا ملک الموت میں ہوں تیری روح قبض کرتے
 آیا ہوں وہ یہ سننے لگی اور کہا کہ تم مقابلہ کرو گے کیونکہ اپنی جان کے در پہلے ہوئے ہو اچھی پورے جوان
 بھی نہیں ہوئے ہو تم کو تو اپنے حال پر رحم نہ کیا ہو ابھی تم نے دنیا میں کیا دیکھا ہے اپنے باغ جوانی سے کون سا
 پھل حاصل کیا ہے جو میرے مقابلہ کو آئے ہو واپس جاؤ مجھ کو تمھارے اوپر ترس آتا ہے اور کسی کو آتے دے
 اس جوان نے کہا کہ تو میرے حال پر ترس نہ کھا اور زمین پر آ مجھ سے مقابلہ کر ہم اس بہادر کے غلام ہیں
 کہ جسکو موت سے بالکل ہراس نہیں ہو تم اس دین کے پیرو ہیں کہ جس میں موت کو حیات خیال کرنا زیبا
 ہے پس مرے کا کچھ غم نہیں ہے یہ کہہ کر کہا کہ تو بڑی لگاؤ پر خوب باتیں بناتی ہے یہ جو کہا اسکو غصہ آیا اور
 چند سخت کلمہ بھی کہے تھے اور خداوند تصور پر لعنت بھی کی تھی بس وہ طاؤس سحر کو زمین پر لائے دونوں
 لشکر کے ساحر وغیرہ دیکھ رہے ہیں کہ اُسے زمین پر آ کر ان سے کہا کہ لاکھ فرب بہادر بھی رکھتا ہے
 انھوں نے جواب دیا کہ یہ اپنا طریقہ نہیں ہے تو پہلے حربہ کرے یہ سننے آئے کہا کہ میں تیرے اوپر کیا
 سحر کروں تو ساحر نہیں ہیں زمین تجھ سے تلوار سے مقابلہ کر دے گی یہ کہہ کر سحر کو نیام سے لیا اور وار کیا
 انھوں نے اس کے پیچھے لے کر وار کر دے اپنے وار کیا اسے پیچھے چلے بس ایک مقام پر انھوں نے جو
 موقع پایا خبردار خبردار کہہ کر جو وار کیا اسے سر پر پیچھے پڑا کہ اوچھا سازم سر میں آیا اسے شکر کیا کہ پیچھے کند
 ہو گیا اور سر سے نکل گیا گر چند قطرے خون کے اس کی پیشانی پر بہا کر سر سے آگے بس خون کا ٹکڑا
 تھا کہ اسکو غصہ آیا اور یہ کہہ کر کہ قمر لوگ بہت زبردست ہو یوں نہ مانو گے پیچھے ہٹ کر اور جھولی
 سے دانہ ماش کے نکال گئے اس پر کچھ اسم سحر پڑھ کر اس جوان پر مارے ان دانوں کا اس
 جوان کے قریب جانا تھا کہ ایک شعلہ میدا ہوا وہ جوان مع مرکب کے مثل ہیزم خشک کے
 جیسے لگا شکر اسلام سے واقعہ دیکھ کر کھنکھاتا ہوا سمندر شاہ کے سہلاق نے عرض کیا کہ حضور
 نے ملاحظہ کیا کہ کیونکر خدا پرست کو آپ کی کینز سے قتل کیا یہ اسی طور سے غارت ہوئے
 سمندر جا دوئے جواب دیا کہ تمھارا خیال درست ہے وہ جوان تو جل رہا تھا یہ حال نہ جو
 ملکہ کو کبہ روشن تن نے دیکھا قبل اس کے کہ وہ مبارز طلب کیے اسے طاؤس سحر کو
 صفت سے نکالا اور خدمت بادشاہ میں آئی اس خیال سے قبل سے آئی کہ ایسا نہ ہو
 کہ وہ مبارز طلب کرے اور کوئی سردار غیر ساحر قصد مقابلہ کیے تو پھر مشکل ہوگی بس
 خدمت بادشاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ لونڈی کو اجازت ملے کہ جا کر مقابلہ کرے
 بادشاہ نے فرمایا کہ ابھی اسے مبارز نہیں چاہیے کیونکہ اجازت دی جائے جب وہ
 حریف کی خواست گار ہوگی اس وقت دیکھا جائے گا بادشاہ نے فرمایا کہ اسے
 لکاتے آئے اس جوان کو چلا کر اس شکر اسلام کی طرف تھک کر کے بلکہ صیبا جعفران کو
 مخاطب کر کے کہا کہ کیا غیر ساحر و ن کو براے مقابلہ روانہ کرے ہو کہ جو ایک
 ماش کے دانہ میں جل جائے میں تمھارے لشکر میں بھی تو ساحر ہیں اس میں سے
 کسی کو میرے مقابلہ کے لیے روانہ کرے گا کہ مجھ کو طعن مقابلہ سے یہ اگر لاکھوں
 آئین کے اسی طور سے جل کر خاک ہو جائیں گے یہ جو اسے کہا اور مبارز طلب کیا
 کو کبہ نے عرض کیا کہ اب تو اجازت ملے فریخ و غیرہ نے قصد کیا تھا کہ ہم
 اجازت کے لیے پرست سے نکلیں اور مقابلہ اس کا کریں دیکھا کہ کو کبہ

بادشاہ سے اجازت طلب کر رہی ہو بس یہ لوگ ٹھہر گئے اور اُدھر جب یہ کو کبہ نے عرض کیا کہ اب تو اجازت منگوانے وہ مبارز طلب کر رہی ہو بادشاہ نے یہ خبر پا کر اجازت دی کہ سپردِ خداوند کریم کے کیا کو کبہ سلام کر کے اور اپنے طاؤس کو اڑا کر سامنے صاحبِ قرآن کے آئی اور صاحبِ قرآن کو سلام رخصت کر کے میدانِ کارِ رخ کیا اور سکار کر کہا کہ کیوں لات و کذات کرتی ہو میں تیرے مقابلہ کو آتی ہوں یہ کہہ کر اور طاؤس کو اڑا کر اُسکے برابر پہنچی اُسنے جو کو کبہ کو اپنے مقابلہ میں دیکھا کہا کہ اے کو کبہ تم کو کیا ہو گیا کہ تم نے اپنا دین آبائی ترک کر کے خدا پرستی اختیار کی بس اسی میں خیریت ہے کہ میرے ساتھ چلو اپنی خطا بادشاہ سے معاف کر آؤ پھر وہی تدبیر اختیار کرو ورنہ میرے ہاتھ سے ماری جاؤ گی کو کبہ نے جواب دیا کہ یہ مقام پند و نصیحت کا نہیں ہے بلکہ مقابلہ کا بس تو اسنا حربہ کر تو کیا میری خطا معاف کر کے کی اور وہ کبہ می میری کیا خطا معاف کر کے گنجاب میں نے کوئی خطا بھی کی ہو ہزار ہزار لعن ہو خداوند تصویر پر اور اُسکے پرستاروں پر بلکہ تو میرے ہمراہ چل اور دین اسلام اختیار کر کہ تیری بخشش کا سبب ہو یہ جو کو کبہ نے جواب دیا اُسنے کہا کہ معلوم ہوا کہ تیری قضا آئی ہو دیکھو اب بھی کچھ نہیں کیا ہو میں تیری سفارش بادشاہ سے کر سکتی ہوں تو نے کوئی ایسی خطا نہیں کی ہو کہ بادشاہ تیرے قصور کو نہ معاف کر میں کو کبہ نے جواب دیا کہ میں تجھ سے کہہ چکی ہوں کہ یہ شکام زرم و سکار ہر نہ جاے بزم و گفتار اپنی زبان بند کر اور جو کچھ تجھ کو حربہ کرنا ہو کر بموجب شترِ زبان و سرکش و تیغ پر کش غلاف ڈک کہ جائے خون نیست اندر مصافحہ یہ جو کو کبہ نے کہا بس ماہِ سمیٹن جا دو سنے کہا کہ اچھا معلوم ہوا جاتا ہے یہ کہہ کر اور جھولی سحر پر ہاتھ ڈال کر چاند دانہ ماش کے نکال کر اُسے سحر ان پر دم کر کے کو کبہ پر بارے کو کبہ نے ان ماش کے دانوں کو اپنی طرف اُڑے ہوئے دیکھ کر ایک مرتبہ کچا اشارہ کیا کہ ایک مرغ پیدا ہوا وہ ان دانوں کو راہ میں کھل گیا کو کبہ نے کہا کہ یہ کس قماش کا سحر کرتی ہو کوئی سحر عمدہ کر کہ جی لگے اُسنے تو یہ دیکھا کہ کو کبہ نے میرے سحر کو رد کیا مرغ سحر کو کبہ نے دانہ ماش کے باغ کو حین کر کھالیا بس پھر اُسنے جھولی پر ہاتھ ڈالا اور ایک گولہ نکالا اسکو زبان کے خون سے رنگین کر کے کو کبہ کی طرف پھینکا جیسے وہ گولہ قریب آیا کو کبہ نے اُسکو ہاتھ سے پکڑ لیا وہ یوم کا ہو کر رہ گیا اور اُسی گولہ پر کچھ اسم سحر دم کر کے اُس پار بار اُسنے جو گولہ گوائے ہوئے دیکھا ایک کار و نکال کر جھولی سے پھر اشارہ کیا کہ وہ گولہ بیچ سے دو ہو گیا اُس سے شعلہ نکلا اُسے اشارہ کیا کہ وہ شعلہ کو کبہ کی طرف چلا کو کبہ نے اُس جو کھلا وہ شعلہ فرو ہو کر رہ گیا اسی طور سے چند سحر کی باہم رد و بدل ہوئی جو اُسنے کیا کو کبہ نے رد کیا جو کو کبہ نے کیا اُسے رد کیا بس ایک مرتبہ اُسنے کہا کہ اے کو کبہ بیچ یہ میرا بہت زبردست سحر ہے بس تو اب زندہ نہ بکے گی کو کبہ نے کہا کہ میں خیر دار ہوں یہ سنا تھا کہ اُسنے اپنے گلے سے طوق طلائی اتارا اور اُسکا چاند اُس سے جدا کیا اور اُسے سحر پڑھ کر طرفِ آسمان سے پھینکا وہ چاند بالائے آسمان جا کر شق ہوا اور اُس سے ایک برقی جلمک کر چلی بس

کو کہہ نے جو اس برقی کو آئے ہوئے دیکھا فوراً طاؤس پر سے کود کر غرق زمین ہو گئی وہ برقی اس
 طاؤس پر گری کہ وہ جلنے لگا اسنے آواز دی کہ میں نے کو کہہ کا کام تمام کیا راوی نے بیان کیا ہر
 کہ اگر کو کہہ یہ تدبیر نہ کرتی تو ضرور ہلاک ہوتی اسنے اپنے کمال کا سحر کیا تھا اسکا توڑ فوراً
 غیر ممکن تھا بس جب اسنے یہ کہا کہ میں نے مارا اور کام تمام کیا کو کہہ نے زمین سے نکل کر
 کہا کہ کس کو مارا اور کس کا کام تمام کیا خبردار جو جاب میرے حربہ کی باری ہو اس نے
 کہا کہ خبردار ہوں بس کو کہہ نے سحر کیا کہ ایک ابر پیدا ہوا اس ابر سے بارش
 مردارید ہونے لگی بس کو کہہ نے چھوٹی سے نکال کر ایک پارچہ کتان اس پر سحر کیا کہ
 وہ پارچہ بالاسے ہوا جا کر محیط ہو گیا نہ میرا برابر اب کو کہہ نے ایک ڈبیہ نکالی اسکو
 اس ابر کی طرف پھینکا وہ ڈبیہ قریب اس پارچہ کتان کے شق ہوئی اور اس سے
 ہزاروں ستارے نکلے اور وہ اس پارچہ میں خود بخود نصب ہو گئے اور خود سینے لگے وہ
 ساحرہ یعنی ماہ ستمن کھڑی ہوئی یہ تماشا دیکھ رہی تھی جب کو کہہ یہ بندوبست کر چکی
 کہا کہ خبردار ہوں حربہ کرتی ہوں وہ بولی خبردار ہوں یہ سننا تھا کہ کو کہہ نے
 ان ستاروں کی طرف اشارہ کیا کہ ستارہ ان میں سے جدا ہو کر اور برقی کے مانند بن کر
 طرف اس ساحرہ کے چلا کو کہہ نے زور دیا اسنے جو ستارے کو آئے ہوئے دیکھا
 چند سحر پر قائم کیں اور قصد کیا کہ طاؤس پر سے کود پڑوں مگر نہلت نہ ملی جب
 تک یہ کودے کودے وہ ستارہ اسے سپروں پر گرا اور سپروں کو توڑتا ہوا اور اسکی
 دل و جگر کو جلاتا ہوا شرمگاہ کی طرف سے نکل کر بلند ہوا اور اس پارچہ میں نصب
 ہو گیا اسے تین بدن میں آگ لگ گئی اور وہ مثل خیار خشک کے جلنے لگی اور
 آندھی سی سیاہ اٹھی تاریکی ہو گئی ہر غل نجائے کے آواز آئی کہ کشتی کہ نام من ملکہ ماہ
 ستمن جادو و بود بعد اس صدا کے آنے کے سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ چلی ہوئی
 خاک پر پڑی ہے ساحران لشکر اسلام و کل اہل اسلام نے کو کہہ کی بہت تعریف
 کی اسنے سب کو سلام کیا بس ماہ ستمن کا مرنا تھا کہ ایک اور ساحرہ سمندر شاہ
 سے اجازت لے کر کو کہہ کے مقابلہ کو آئی ادھر سمندر شاہ نے شلاق سے کہا کہ تم
 نے دیکھا کہ اس کو کہہ نے کیونکر اس ساحرہ کو قتل کیا خوب سحر اے کجا کہ سحر شلاق
 نے عرض کیا کہ کو کہہ اسی اقلیم کی ساحرہ ہے ملک کو کہہ کی ایک حاکم ہوا کہ کچھ تو بہت
 زبردست ہے اور ساحرہ بھی بہت زبردست ہے یہ ایسے ویسے ساحرے ہیں یہ قتل ہوئی
 سمندر شاہ نے جواب دیا کہ ملکہ سیلاب جو گئی ہے یہ ضرور قتل کرے گی شلاق نے
 عرض کیا کہ دیکھیے یہاں تو یہ گفتگو ہو رہی تھی ادھر سے اب جادو و مقابلہ کو کہہ نے پہنچ جاتی
 ہے کو کہہ مارا کہ کو کہہ شق ہوا اور اس سے چادر سیاہ نکلی اور کو کہہ پر چڑھ گئی کہ کو کہہ
 پوشیدہ ہو گئی کو کہہ نے سحر کیا کہ وہ پارہ مثل دھوین کے اڑ گیا اور سامنے آکر کہا کہ
 واہ کیا خوب سحر کیا اسنے جو کو کہہ کو زندہ پایا بس برہم ہو کر اہل مرتبہ ترجیح سحر خون سے
 رنگین کر کے کھینچ مارا کہ وہ ترجیح سینہ پر کو کہہ کے پڑا اور سرد ہو کر گرا اگر اس مقام پر کوئی
 اور ساحرہ ہوتا اسکا کام تمام ہو جاتا ایسی ہی زبردست ساحرہ تھی کہ پنج گئی بس دو حربہ

روک کر کو کبہ نے کہا کہ اب میں حربہ کرتی ہوں پنج یہ لکڑا اشارہ کیا ان ستاروں کی طرف بس ایک
 ستارہ چلا جب تک یہ بنیو بست کرے کرے وہ ستارہ مہر پر پڑا کہ سر کو توڑ کر اس مقام کی
 خبر لیتا ہوا اس طاق ویران کو کشادہ کرتا ہوا نہایت نکل گیا اسکے بھی مرنے کی علامت بلند
 ہوئی یہ نکل مچانے لگے تاریکی ہو گئی جب تاریکی دفع ہوئی آواز آئی کشتی کہ نام من سیاب جادو
 بود سب نے دیکھا کہ ایک ساحرہ سیہ فام کی لاش برہنہ زمین پر پڑی ہو اور اسکا وہ مقام مثل
 طاق کے نمایان ہے یہ دیکھ کر ہر ایک نے اہل اسلام سے لاجول پڑھ کر منہ پھیر لیا سمندر شاہ
 نے سحر کیا کہ ایک جادوگر اسکی لاش پر خود بخود پڑا کی جب سیاب بھی پا کھڑے کو کبہ کے
 ماری گئی بس بلکہ بتیہ سیاب جادو سمندر شاہ سے اجازت لے کر آئی آئے ہی نارنج
 سحر کا وار کیا آگ بر سائی خون کا دریا بہا یا مگر سب کو کو کبہ نے رد کیا اور خود جو حربہ
 کیا یعنی اسی ستارہ کو جو اشارہ کیا یہ بھی مثل ان دونوں کے قتل ہوئی تا شام کو کبہ نے
 بندرہ ساحر لشکر کفاس کے جان سے ماریے جب شام ہو گئی سمندر شاہ نے طبل امان
 بجننے کا حکم دیا طبل باز کشت بجادو دونوں لشکر فرو گاہ پروا پس آئے سب اہل اسلام نے
 کو کبہ کی بہت تعریف کی لشکر نے مگر کھولی دونوں لشکر آسودہ ہوئے صاحبقران و بادشاہ
 نے دربار کیا اور سمندر شاہ نے بھی دربار کیا مگر خاطر تھا مگر حکم طبل جنگ بجننے کا دیا طبل
 جنگ بجا ہر کاروں نے صاحبقران کو بھی آگاہ کیا یہاں بھی کوس حربی بجا کو کبہ کی
 بہت تعریف ہو رہی ہو پس بادشاہ اسلام نے دربار برخواست کیا سب اپنے اپنے
 مقام پر آئے درستی سحر میں مصروف ہوئے اور سمندر شاہ نے اہل دربار سے کہا کہ
 آج کو کو کبہ نے جڑا غضب کیا کہ بار ساحروں کا سترا و گردیا جو کیا مارا کیا سب نے عرض کیا
 کہ وہ حضور کی آنکھیں دیکھ ہوئی تو اسکے سحر ایسے ہی ہیں ایک ہی سحر سے اُس نے سب کو قتل
 کیا دوسرا سحر نہ کیا سمندر شاہ نے کہا کہ پروا کیا یہ کہاں تک قتل کرے گی جب مجھ کو غصہ آئے گا ایک ہی
 جنتیش لب میں کام تمام ہر یا کسی زبردست ساحر کو حکم دوں گا وہ سب کی مشکین باہر لیگا کہ مکر دربار
 برخواست کیا رات بھر دونوں طرف طیاری جنگ ہوا کی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آئے جب
 صف بندی ہو چکی اور لقیب لقا بت کر چلے اسوقت لشکر سمندر شاہ سے طوفان جادو
 ہوائے میدان داری میدان میں آیا مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک ساحر اس کے مقابلہ کو کیا جو
 کہ ملازم تھا سہرا ب جادو کا اور شاگرد بھی جس طوفان نے اس سے کہا کہ حربہ کر اسے کہا کہ یہ ہم
 لوگوں کا طریقہ نہیں ہے تو حربہ کر پس اس نے کار و سحر کو چھوٹی سے نکال کر اور سحر اس پر کر کے اسکی طرف
 پھینکی اس نے اسکو رو کرنا چاہا مگر وہ مرد ہوئی کیونکہ وہ کوئی زبردست ساحر نہ تھا اس کے سینہ پر پڑی
 کہ لشت کو توڑ کر بار گذر گئی اسکا مرنہ تھا کہ اس نے مبارز طلب کیا ابلی اور ایک شاگرد سہرا ب کا اجازت
 لیکر نکلا اور مقابلہ کیا اس نے وہی کار و اس کے بھی پھینچ ماری کیا مگر بھی کام تمام ہوا اور ایک ساحر نکلا اس نے
 بھی مقابلہ کیا طوفان نے کار و ماری اس ساحر لشکر اسلام نے جیسے کار و کو آئے دیکھا سحر کر کے اسکو
 پھینکا اور وہی کار و طوفان پر ماری طوفان نے اس کار و کو رو کر کے جو سحر کیا تو زمین شق ہوئی اور
 وہ ساحر لشکر اسلام اس زمین میں سما گیا بعد تھوڑی دیر کے اسکی لاش زمین پر پڑی ہوئی نظر آئی یہ حال دیکھ کر
 سہرا ب کو تاب نہ رہی اپنا تخت سحر بڑھا کر سامنے بادشاہ کے آیا اور اجازت لے کر میدان میں آیا

اور طوفان کا مقابلہ بس طوفان نے جو سہرا بس کو ہم مقابلہ پایا پہلے بہت کچھ سمجھا یا جب اُس نے نہ مانا
 بس ایک مرتبہ چھوٹی پر ہاتھ لگا دیا اور ایک بیضہ فولادی نکال کر سہرا بس پر مارا سہرا بس نے
 جو بیضہ فولادی کو اپنی طرف اُسے پھونکے دیکھ کر اشارہ کیا کہ وہ بیضہ بیچ سے شق ہوا اور ایک
 ایک غبار پیدا ہوا وہ سہرا بس پر آکر گر سہرا بس اس غبار میں پوشیدہ ہوا بس بعد تھوڑی دیر
 کے سہرا بس جھک کر اس غبار سے نکلا طوفان نے سحر کیا کہ اب سحر آسمان پر محیط ہو گیا اور
 پانی برستے لگا تھوڑے عرصہ میں جہاں پر سہرا بس تھا ایک دریا بن کر طیار ہو گیا بس
 سہرا بس نے سحر کیا کہ ایک آذر اس پانی سے ظاہر ہوا ایک مرتبہ کی دم نشی میں سب
 پانی پی لیا زمین خشک ہو گئی بس سہرا بس نے ایک مرتبہ اس آذر کو اشارہ کیا وہ
 طرف طوفان کے چلا جب طوفان نے دیکھا کہ آذر درمیری طرف آتا ہے کچھ ایسم سحر پڑھ کر
 بند دھا اُس پر بارے کہ وہ آذر طرف سہرا بس کے چلا بس سہرا بس نے تخت پر سے
 کود کر آذر درمے کلو نہیں ہاتھ ڈالا لگا لگا سکو جیر کچھینکدیا اور جست کر کے تخت پر سوار ہوا
 آذر ایک مرتبہ خاک زمین سے اٹھا کر اب جو پڑھ کر بارہی ایک برج خالی بن کر طوفان
 پر گر طوفان اُس میں پوشیدہ ہو گیا بس سہرا بس نے سحر کیا کہ وہ برج غائب ہو گیا
 بعد تھوڑی دیر کے سب نے دیکھا کہ ایک زرنگی طوفان کو پکڑے ہوئے ہوئے ہوئے
 زمین پر آیا اور اسکو زنج کیا بس اسکا زنج ہونا تھا کہ تار کی ہوئی جب روشنی ہوئی سب
 نے دیکھا کہ ایک ساحر کی لاش پڑی ہوئی تار بس اور ایک ساحر سہرا بس کے مقابلہ
 کو نکلا سہرا بس نے اُس کے سحر کو رد کر کے اسی زرنگی کو اشارہ کیا اُسے اسکو پکڑ کر فوج
 کر ڈالا راوی نے بیان کیا ہے کہ اسی طور سے شام تک سہرا بس نے تین ساحر کو قتل
 کر دیا اسی سحر کے جو ساحر آئے تھے معمولی سحر کیا بس اس حقیقت سے سبب اختصار
 کے ہر ایک کا سحر نہیں لکھا اگر لکھتا تو طول ہو جاتا اور اصل مطلب رہ جاتا کیونکہ اس
 دفتر کے ختم کرنے کا حکم اسی جلد میں ہو چکا ہے رات کم اور سوا یک بہت اگر اختصار نہ
 کرونگا تو کیونکہ تمام واقعات تحریر ہوئے اگر یہ حکم نہ ہوتا تھا تو ہر ایک ساحر کا سحر
 کے طریقے سے تحریر ہوتا جو کہ ابھی تک ناظرین نے نہ دیکھا ہو گا کسی کتاب میں بس اشارہ
 اللہ تعالیٰ اگر حیات مستعد رہا ہے تو دفتر نیزنگ قاتلین میں تحریر کرونگا آدم بر سر
 مطلب بس جب شام ہو گئی سمندر شاہ نے طبل بارت بجا کر دو دنوں لشکر
 واپس آئے قیام گاہ پر مگر طوولی ادھر صاحبہ ان و بار شاہ نے دربار کیا ادھر سمندر شاہ
 نے دربار میں آکر حکم لو اختیار طبل جنگ دیا طبل جنگ بجا ہر کارون نے خبر بادشاہ
 سلام کو پہونچائی وہاں بھی طبل جنگ بجا رات بھر دو دنوں طرف طیار رہی وہی دور
 رات تک دربار آراستہ رہے یہی ہوئی دونوں لشکر میدان میں آئے بعد صفت آرائی
 کے لشکر سمندر شاہ سے موانع جادو مقابلہ کو نکلا مسازر طلب کیا آج ملازمین
 ملکہ غزالان نے نکل کر مقابلہ کیا دو ساحر ملازمان ملکہ سے اُسے ہاتھ سے مارے گئے
 بس ملکہ اجازت سے کر مقابلہ کو آئی اُس نے ملکہ پر گولہ مارا ملکہ نے سرد کر دیا اب اُس نے
 سحر کیا کہ طائر پیدا ہوا اُس نے ملکہ کے سر پر اگر صندائے ہیما ت دی کہ ملکہ بھوت ہو کر رہی

یہ جلا کہ ملکہ کا سر کاٹ لیا کہ زمین شوق ہوئی ایک پتلی پیدا ہوئی اُس نے ملکہ کے منہ پر چھٹا دیا
ملکہ کو ہوش آیا ملکہ نے دیکھا کہ موج جادو و تیری طرف پہنچے لے کر آتا ہے پس ملکہ نے منہ کھل کر
جو ایک پھول جھولی سے نکال کر پیچ مارا ہر برگ گل اسی شعلہ بن کر اس پر چلی اُس نے سحر کیا
کہ وہ شعلہ دافع ہوئے پس اُس نے پلٹ کر ایک دو ہنر زمین پر مارا کہ زمین کو زلزلہ سا ہوا
اور زمین شوق ہوئی ایک آذر پیدا ہوا کہ وہ ملکہ پر چلا ملکہ نے ایک مرتبہ ایک انکشت
کا اشارہ کیا کہ ایک برقی چمک کر اس آذر پر پڑی کہ وہ جل کر خاک ہو گیا اور ایک مرتبہ
تیر و لہان دوش پر سے لیکر آذر تیر چمک لہان میں بیو ستہ کر کے آواز دی کہ او موج جادو
اے کو بچا میرے تیر سحر سے یہ گہر تیر کو رہا لیا اور موج جب تک موج سنبھلے سنبھلے تیر کر
سینہ پر ٹرا مہر کشت کو تو کر یار کر گیا اس کا مہر نا تھا کہ تاریکی ہو گئی آواز بن مہیب آئے
لیکن جنت روشنی ہوئی سب نے دیکھا کہ موج کا لاشہ زمین پر ٹرا ہوا ہے پس اب ساحر
نکلنے لگے لشکر کفار سے اور قتل ہوئے لگے تا بہ شام بہت سے تیرا خرغہ الان کے ہاتھ
سے قتل ہوئے سمندر شاہ طبل باز کشت بجوا کر واپس کیا اور جاتے ہی پھر طبل جنگ
بجوا دیا لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجالات بھر طیاری رہی صبح کو دونوں لشکر میدان میں
آئے آج گرداب جادو نے نکل کر لشکر سے مبارز طلب کیا چند ساحر ملا زبان الطاف
سے اُس کے مقابلہ کو آئے مارے گئے بس الطاف جادو نے بادشاہ سے اجازت لے کر
گرداب شاہ کا مقابلہ کیا گرداب نے سحر کیا کہ ایک طائر ہوا پر ظاہر ہوا اُس نے سہ
الطاف پر آکر تین مرتبہ گردش کی الطاف کی یہ حالت ہوئی کہ عالم سکوت میں مثل
تصویر گئی کے ہو کر رہ گیا گرداب نے پھر کیا کہ ایک پتلا پیدا ہوا اُس کے ہاتھ میں تلوار
تھی بس گرداب نے اشارہ کیا کہ اس کا سر کاٹ لے وہ پتلا چلا جب قریب الطاف
پہنچا اور قفسد کیا کہ سر کاٹوں کہ یکا یک الطاف کے کشت پر سے ایک آواز آئی
کہ خبردار یہ کیا کرتا ہے یہ پتلا کر کا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اُس نے اس پتلے کا ہاتھ پکڑ لیا زمین شوق
ہوئی اور ایک پتلا مرکب پر سوار ظاہر ہوا اُس نے اس پتلے کو پکڑ کر چاہا کہ خبردار العرش
یہ جو واقعہ گرداب نے دیکھا سحر کیا کیا رنگی پیدا ہوا وہ اس سوار سے تر لے لگا
الطاف ابھی اسی طور سے بھجوتے پھرتے کہ یکا یک ایک طرف سے ایک باز سوار
رنگ پر وار کرتا ہوا آیا اور وہ طائر بالائے سر الطاف گردش کر رہا تھا اس باز نے
آئے ہی اس باز کو پکڑ لیا اور منقل سے نوحنا شروع کیا وہ لاٹھ لٹھ مٹا کر اس نے
نہ چھوڑا اور بالائے سر الطاف لاٹھ لٹھ منقل سے ذبح کیا اس کا خون جو الطاف پر گرا
الطاف جادو کو ہوش آیا دم کو وہ طائر ہلاک ہوا اور الطاف کو ہوش آیا الطاف
نے دیکھا کہ طائر سحر گرداب کو میرے باز سے ہلاک کیا گرداب سانسے پھرا اور
پتلے سحر گرداب کو میرے پتلے سے پھرا اور اس سے زمین سحر گرداب سب لڑ رہے پس یہ
واقعہ دیکھ کر الطاف جادو نے ایک مرتبہ جھولی پر ہاتھ ڈال کر اور یہ کہہ کر گرداب
خبردار ہو جا اب میرے حربہ کی نوبت آئی ہے تو ابنا حربہ کر چکا اور جھولی پر ہاتھ ڈال کر
ایک نازخ نکل آ اور زبان میں اشتر دے کر اور خون زبان کا لے کر اس نازخ پر چھپی دی

اور سو کر کے اب جو اس کو طرف آسمان کے پھینکا اور زمین پر کو د کر ایک سو دو ہتھ مارا یہ معرکہ ہوا کہ جہان پر
 لشکر سمندر شاہ ساحر وغیرہ ساحر تھا وہاں کی زمین شوق ہوئے لگی اور اس میں لوگ سمائے
 گئے وہ نارسج بالا سے آسمان جا کر شوق ہوا اس سے برق چمک کر گری کہ گرد اس کے دو ہر کالہ
 ہوئے وہ لاٹھا اپنے کو بچا یا کیا نہ بچ سکا وہ پتلہ اور زرنی دونوں گرد اب کے مرنے سے جلے
 خاک ہو گئے اور ہزاروں برقیں چمک کر لشکر سمندر شاہ پر گریں کہ ہزاروں ساحر ہلاک
 ہوئے جل کر اور ہزاروں غرق زمین ہو کر ایک لشکر میں مہملکہ نظر کیا قریب تھا کہ لشکر بھاگ
 پڑا ہو یہ جو واقعہ سمندر شاہ نے دیکھا تھا ملاق سے کہا کہ اس الطاف نے تو بڑا غضب
 کیا میرے لشکر ہی کو تباہ کیا خیر اس وقت تو اسکی مدد کرتا ہوں یہ سحر اسکا ہر طرف کرتا ہوں
 لشکر کو اس تہلکہ سے بچاتا ہوں یہ کہہ کر سمندر شاہ نے زمین کی طرف دیکھ کر کچھ استغفر فرمایا
 کہ وہ لرزلہ اور شوق ہونا زمین کا موقوف ہوا اور جب اس امیر سے فراغت ہوئی سحر
 کیا کہ وہ جو سحر الطاف کا تھا کہ برقیں چمک کر گریں کھین بر طرف ہوا لشکر نے
 اس تلاطم سے نجات پائی بس سمندر شاہ نے یکار کر کہا کہ حرام الطاف تو نے
 بڑا غضب کیا کہ میرے لشکر کے بہت سے ساحر قتل کیے ہیں اب تم سب پر رحم کرتا
 ہوں اور کہتا ہوں کہ میں نے تم کو آج کی شب مہلت دی ہے کہ تم سب بلکہ باقیہ مشورہ
 کر کے میری خدمت میں حاضر ہو اور میری اطاعت کرو ورنہ کل تم سب کو ہلاک کر دوں گا
 اب تم سب نے بہت سہرا کھٹایا ہے اب تم سب کے ظلم و ستم کی حد ہو چکی ہے
 مجھ سے کہیں دیکھا جاتا ہے کہ تم میرے ملازموں کو میرے رو برو قتل کرو اب میں کل اسکی
 مدد کر دوں گا آج جہان تک تمھارا جی چاہے میرے ملازموں کو ہر نشان کر لو اگر اطاعت
 پر نہ راضی ہو گے یہ جو سمندر شاہ نے کہا الطاف نے جواب دیا کہ اب ہم لوگ بھی
 تیری اطاعت پر نہ راضی ہو گے نہ ہم موت سے ڈرتے ہیں بس جو تیرا جی چاہے وہ
 کر کل پر کیوں موقوف رکھ آج ہی اپنے دل کی حسرت نکال لے تم تو تیرے مقابلہ کے مشتاق
 ہیں کہ یہ کچھ لطف تو لے یہ لوگ تو ہمارے رو برو کیا چیز ہیں ہم ان کو طفل مکتب سے بدتر
 جانتے ہیں ان اگر تو اکر مقابلہ کرے یا عشاق تیرا استاد تو جو کچھ لطف مقابلہ ہو باقی یہ جو
 سب بادشاہ اور سردار اور اہل لشکر ہیں سب اسی طور سے قتل ہوئے انکی کیا حقیقت
 ہے باقیال صا حبقا ان وہ بد خداوندی زبان میں ہی ان سب کے لیے کافی ہوں اگر تو
 یا تیرا استاد کچھ حوصلہ رکھتا ہے تو میرے مقابلہ کو آئے تو حال معلوم ہو یہ کیا دور ہے غرض
 دکھارہا ہے نہ دھمکیاں ان لوگوں کو دے جو کہ مجھ سے خوف نہ کرے ہوں ہم تو سوار سے
 خداوند کریم کے اور کسی سے نہیں ڈرتے ہیں اگر سامری و جمشید بھی آپہن تو ہم ان سے
 بھی مقابلہ کریں اور وہ مختار خداوند ہو کر کیا کتہی ہو اگر وہ بھی آئے تو اسکو بھی مثل
 سب و خوک کے قتل کریں مختاری کیا حقیقت ہے یہ لوگ کیا ہم لوگوں سے مقابلہ
 کریں گے وہی ہیں کہ جنہم نے تیرے لیے زیر کر کے تیری اطاعت پر راضی کیا
 سب ہمیں تو گون گے جو تیوں کا صدمہ ہے جو تو اپنا پڑا بادشاہ ہوا وہ اپنا کس
 رانی کرنا اور نہ طاق سے جو تیاں کھا کر کانا بھول سے پہنچ جو بھی لم نظرت کی اطاعت نہ

کرے جہاں اسکو کسی قدر دولت ملی وہ اپنے کو بھول جاتا ہر تیری ذات سے کب کسی کو راحت ملے کی سوائے تکلیف کے تو اپنی حقیقت کو تو خیال کر اور یہ خیال کر کہ یہ کن لوگوں کا حصہ ہے جو اسوقت تو بادشاہ بنا ہوا ہے ہر سب ہم لوگوں کا صدر ہے کہ بجگو اسقدر عروج دیا اور بادشاہ کر دیا ورنہ تمام عالم میں تباہ ہو جاتا اور کوئی باستانہ پور بچتا نہ کہ وہ غائین دے اس پر تو نے ہماری قدر نہ کی سچ فردوسی نے کہا کہ شعر پر ستارہ زادہ نہ آیا بکار نہ اگر نہ بود زادہ شہر یاسر نہ جب کہ لونڈی بچہ ہوا ورنہ اظہر بادشاہ کا ہوا اس سے بہتر کی امید نہیں ہے تو غلام سے کیا ہوگی جو کہ خود غلام نہیں اس پر بادشاہ اپنی حقیقت کو نہ بھول اور ہم لوگوں سے مقابلہ نہ کر اس اسی میں خیریت ہے کہ صاحبِ دولت کی اطاعت کر ورنہ اس کی موت مارا جائے گا اور سوائے افسوس کے کچھ ملے نہ آئے گا یہ سب جو کہ بادشاہ اور سردار حیرے لشکر میں ہیں یہ کیا ہم سے مقابلہ کر سکتے ہیں ہمارے لئے ہوئے ہیں بہت سے اس میں ایسے ہیں جو کہ ہمارے شکار ہیں وہ کیا مقابلہ کر سکتے اگر مقابلہ تو آئیں گے بھی تو ہمارے جائیں گے وہ جو تیرے وزیر بھلائی و امراق ہیں انکو بھیج کہ وہ اگر مقابلہ کریں وہ لو اپنے کو سامری وقت و تشدد نہ دانتے ہیں اس سے کیا نسل کہ میں رو بہ کی پیادوں کو قتل کراتا ہوں اور خود ہر اسے مقابلہ نہیں آتی یہ تو اطاعت نے کہا سمندر کو بہت غصہ آیا اور شل مار سردم بریدہ کے پیچ و تاب کھایا بروٹ نخس کے سب ہال مثل تیلے کے کھڑے ہو گئے منہ میں کھنکھایا یہ سبب غصہ کے کا اپنے لگا تمام زمانہ نگاہ میں میر و تار ہو گیا بس تصد کیا کہ مقابلہ کو جاؤں اور اطاعت کو اس سخت کلام کی مزا دون یہ رنگ جو عشاق اس کے استاد نے دیکھا کہا کہ اگر سمندر شاہ بھی ایسا قصد نہ کرنا کہ مقابلہ کو جانا تمھاری بلا ایسے کم ظرفوں کے مقابلہ کو جائے وہ اسی واسطے تو گراتے ہیں کہ تم غصہ میں آکر مقابلہ کو نکل آؤ اگر تم نے انکو قتل کیا تو کوئی نام نہ ہوا اگر انھوں نے تم کو زخمی کیا تو تمھاری آبرو جاتی رہی ان سب میں کرکری ہوئی تمھاری یہ لیاقت نہیں ہے کہ تم بادشاہ ہو کر ہر اعلیٰ و ادنیٰ کے مقابلہ کو نکلو تمھارے غلام بہت سے ہیں وہ مقابلہ کرینگے بس کبھی ایسا قصد نہ کرنا تمھاری یہ لیاقت نہیں ہے کہ تم اطاعت یا آفاق یا شہر اس کے مقابلہ کو جاؤ ادھر تو عشاق سمندر سے یہ بائیں کر رہا تھا ادھر اطاعت نے جو دیکھا کہ کوئی مقابلہ کو نہیں آتا ہر کھڑے ایک سحر کیا کہ ایک بار آسمان پر نمودار ہوا اور وہ لشکر سمندر شاہ پر محیط ہوا اس سے بارش تیرون کی ہوئی جس کے وہ تیر لگا اس کے سینہ پر خواہ سر پر ہوا تو دوسرے مقام کے پار ہو گیا ہزاروں اس بلا سے ہلاک ہوئے لشکر میں کچھ عملہ بڑ گیا تلاطم مچ گیا شور و غل کی جو صدا بلند ہوئی سمندر شاہ نے دریافت کیا کہ معلوم ہوا کہ بارش تیر و گنگ ہوئی ہے تمام ساحران لشکر اعلیٰ و ادنیٰ نے سیرا سے سحر کی پناہ لی مگر کسی طور سے نہیں بچتے ہیں اور غیر ساحر بھی تیرون کی آڑ میں ہوئے ہیں مگر نہیں پاتے ہیں قریب نہ کہ لشکر فرار کر جائے یہ جو سمندر شاہ نے سنا اپنے ہاتھ کو دیکھا اس میں تحریر تھا کہ یہ سحر اطاعت جادو کا آسنے یہ سحر کیا ہے جب اس کے مقابلہ کو کوئی نہیں بچتا آسنے یہ سحر کیا ہے جو سمندر نے تحریر پایا عشاق سے کہا کہ ملاحظہ کیا آپ نے کہ

اس نمک حرام نے کس قدر سراٹھایا ہو بدون سزا پائے ہوئے نہ مانے گا آپ مجھ کو منع کرتے ہیں
 اب میں جانتا ہوں مجھ سے صبر نہیں ہو سکتا اور جا کر اس نمک حرام کو منادیتا ہوں اس
 سرکشی کی دیکھیے تو کیا غدر کر رکھا لشکر کو ہلاک کرائیے ڈالتا ہو یہ جو سمندر شاہ کے کہا عشاق نے
 کہا کہ تم کو قسم میری جان کی اور سر خداوند کی کہ ایسا قصد نہ کرنا اور کسی کو برا سے مقابلہ روانہ
 کرو سمندر شاہ کے کہا کہ سچ امر تو یہ ہے کہ جس قدر یہاں بادشاہ ہیں اور سردار ہیں اور افسر ہیں
 اور ساحر لشکر ہیں ان میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو اطمینان سے یا آفاق سے یا اتشفاق سے
 یا سہرا ب سے یا غزالان سے یا زوجہ آفاق سے یا کو کب سے مقابلہ کر سکے سوائے میرے
 آپ کے یا عشاق و امرا کے بلکہ یہ بھی مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں وہ اتنے بھی زبردست
 نہیں ہیں جو ان کے مقابلہ کو جائے گا مارا جائے گا کیونکہ یہ سب ان لوگوں کے زیر کیے ہوئے
 ہیں اور ان لوگوں نے ان سب کو زیر کر کے میری اطاعت کرائی ہے پس وہ کیا آپ کی
 حقیقت جانیں گے بیکار ہو کر میں ان کو بھیج کر قتل کروں اور شرمندہ ہوں پس یہی بہتر ہے
 کہ خود مقابلہ کروں عشاق نے کہا کہ ایسا سمندر شاہ تم نہ مقابلہ کو جاؤ بلکہ میں ان سب کو
 باندھ لاؤنگا اور پتھارے حوالہ کروں گا یا قتل کروں گا پتھارے صورت سے زبا
 نہیں ہے سمندر نے کہا کہ آپ کا جانا مثل میرے جانے کے ہے جسے آپ مقابلہ کو نکلے
 دیتے ہیں پھر کیا ضرور ہے کہ آپ تشریف لے جائیں عشاق نے کہا کہ یہ تم نے درست
 کہا مگر مجھ میں اور تم میں فرق ہے تم بادشاہ ہو پتھارے بڑا مرتبہ ہے گو میں پتھارے استاد ہوں
 مگر مجھ کو لازم ہوں پس میرا جانا مناسب ہے پتھارے جانے سے سمندر نے گواہی بہت
 کیا مگر عشاق نے نہ مانا آخر کو سمندر شاہ مجبور ہو گیا اور کہا کہ آپ کو اختیار ہے یہ کہہ
 لیا کہ استاد اس بل کو تو دفع فرمائیے یہ جو لشکر ہر نازل ہے پس یہ سنکے عشاق نے
 انگشت سے طرہ اس ابر کے اشارہ کیا کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا وہ تیر وغیرہ ہر سنا
 موقوف ہو گیا لشکر کو اس شخص سے نجات ملی اب جو عشاق نے قصد کیا کہ مقابلہ
 کو جاؤں تو دیکھا کہ دن تمام ہو چکا ہے شام قریب ہے سمندر شاہ سے کہا کہ ایسا سمندر شاہ
 سوقت تو طبل باز جو اگر کچھ چلو کیونکہ دن اقلیل باقی ہے جاتے ہی اور مقابلہ کی گفتگو میں
 شام ہو جائے گی واپس آنا ہو گا پس چل کر طبل جناب بجواؤ میں کل نکل کر مقابلہ کرونگا
 سمندر شاہ نے یہ سنکے طبل باز بجواؤ یا الطاف جادو طبل باز کی صدا سنکے طرہ اسے
 لشکر کے واپس چلا لشکر اسلام میں بھی طبل باز بجائے دونوں لشکر فرود گاہ پر واپس آئے
 مگر کھولی آسودہ ہوئے ادھر سمندر شاہ نے خیمہ خاص میں جا کر لباس تبدیل کیا اور
 دربار میں آیا سب سردار حاضر ہوئے جب سب حاضر ہوئے اسوقت سمندر شاہ نے
 سب کو مخاطب کر کے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو آفاق شاہ
 وغیرہ سے مقابلہ کر سکے کیونکہ تم سب ان لوگوں کے ہاتھ سے زیر ہو چکے ہو جب ہی تو
 اطاعت کی ہے پس کل کوئی مقابلہ کو میدان میں نہ نکلے اور براے مقابلہ نہ جائے کل تمہارے
 استاد عشاق تجھ کو شہین نکل کر ان چند نمک حراموں کا خاتمہ کر دے پتھارے اختیار ہے جس کا
 ہی چاہے براے مقابلہ جائے کیونکہ سوائے ان چند نمک حراموں کے کوئی ایسا ساحر لشکر اسلام

ہیں نہیں ہو کہ جو اس طرف کے ساحر و دان سے مقابلہ کر سکے بس وہ سب تمہارے شکار ہیں انکا قتل
 کرنا کوئی امر دشوار نہیں ہو یاں جب تک یہ چند نمک حرام اس لشکر میں ہیں اس وقت تک
 مشکل ہو یہ جو سمندر شاہ نے کہا سب نے سر جھکا لیا نہایت شرمندہ ہوں بلکہ اپنے دل میں
 کہا کہ بادشاہ سچ کہتے ہیں یہ کہ سمندر شاہ نے جاکہ دیا کہ تیل جناب کے ہمارے استاد
 کے نام پر بس اسی وقت تیل جناب عشاق حجرہ لشکر کے نام پر لشکر کفار میں بجا یا گیا
 سب لشکر کو معلوم ہوا کہ کل عشاق جلاوڑ مقابلہ لشکر اسلام سے کریں گے ایک کو عشاق
 کے مقابلہ کا اشتیاق ہوا اور باہم لڑنے کے کل سحر معرکہ کے ہونے کو وہ لوگ بھی بہت
 زبردست ہیں مگر عشاق سے مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں یہ استاد بادشاہ ہیں دوسرے پہلو
 نشین سامری و مجاہد ہیں انکے سحر کا کون جواب دے سکتا ہو کل لشکر اسلام کے ساحر و دان
 کا خاتمہ ہو یہاں تو لشکر میں ہر طرف پرچہ چڑھا کر سمندر نے یہ حکم دے کر دربار پر خاصیت
 کیا سب اپنے اپنے مقام پر آئے اور خواب مرگ میں مبتلا ہوئے اس سبب سے کہ معلوم
 ہو چکا تھا کہ کل اور کوئی مقابلہ کو نہیں جائے گا سوائے عشاق جلاوڑ کے پھر کیا ضرورت
 ہو کہ سحر کی طیاری کریں وہ جائیں گے لشکر اسلام کا خاتمہ کر کے میدان سے واپس آئیں گے
 بس اس سبب سے سب خواب مرگ میں مبتلا ہوئے عشاق نے اپنے خیمہ میں
 آکر اپنے سحر کو جگایا یہاں تو سامان جنگ لشکر میں ہو رہا ہو عشاق اپنے سحر کو جگایا
 ہو طلا یہ پھر رہا ہو صدا سے بیدار باش ہو شیار باش بلند ہو اور ہر کار سے لشکر اسلام کے
 یہ خبر لے کر طرف اپنے لشکر کے روانہ ہوئے ہیں وہاں صاحبقران و بادشاہ دربار میں تشریف
 فرما ہیں سب سردار ساحر و غیر ساحر حاضر دربار ہیں الطاف جلاوڑ کی تعریفیں ہو رہی ہیں
 وہ سلام کر رہا ہو اور عرض کرتا ہو کہ کل بہت بڑے لوگوں سے سامنا ہو گا یا تو خود سمندر
 مقابلہ کوئے گا اگر غیرت دار ہو یا عشاق اسکا استاد صاحبقران فرما رہے ہیں کہ پھر کیا
 حوت ہو سب عرض کر رہے ہیں کہ جی کچھ خوف نہیں ہو الطاف نے عرض کیا کہ اسی سبب
 سے تو میں نے اسے گرایا کہ یا تو وہ خود کھلے یا اسکا استاد تاکہ جلدی مقابلہ کا فیصلہ ہو
 ہم غلامان حضور مرتضیٰ فلک سے نہیں ڈرتے ہیں عشاق کیا کیدی ہو اور سمندر
 کیا شغال ہو اگر اتنا ہی حضور ہم لوگوں کے شامل حال ہو تو انکا بھی بچنا ہمارے ہاتھ
 سے محال ہو ایک اقبال سے اور فضل ذوالجلال سے انکو بھی قتل کر سکتے کوئی خوف
 نہیں ہو اتفاق شاہ وغیرہ عرض کر رہے ہیں کہ حضور کل کا شہ لا خطم کریں گے کہ کیسے
 کیسے معرکہ کے سے ہوتے ہیں مرتضیٰ آفتاب علم ہر مرتبہ جھوم کر کہتا ہو کہ دیہیے ہماری بھی
 باری آتی ہو کہ ہم عشاق سے مقابلہ کریں یا آپ ہی لوگ سکو قتل کر کے ہیں بچو اسکے
 مقابلہ کا بہت اشتیاق ہو میرا دل چاہتا ہو کہ سمندر سے باخندون سے اور فیروزیم
 کے باخندون سے سحر چلیں کیونکہ ہر مرتبہ وہ لوگ میری کہتے ہیں کہ اور اطراف و جوانب
 کے اور طلسموں کے اور ملکوں کے ساحر یہاں کے لوگوں سے اور اس ملک کے اطراف
 و جوانب کے لوگوں سے سحر میں مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں ہمارے نزدیک وہ طفل ملک
 ہیں ہم برسوں انکو سحر کی تعلیم کریں تب وہ اس قابل ہوں کہ ہماری برابری کریں اتفاق

وغیرہ نے جواب دیا کہ جب ہم لوگ موجود ہیں تو آپ کو کیا ضرورت ہے کہ آپ ایسے کم ظرفوں سے
 مقابلہ کریں شاہزادہ طلسم غیر وزیر ہو کر ہاں جب نہ طاق پر مقابلہ ہو گا اسوقت آپ کے سحر کا
 ہم لوگ تماشا دیکھیں گے ہاں وہ لوگ آپ کے مقابلہ کے قابل ہیں اور وہ لوگ کچل ہیں اے
 سحر و ساحری میں لطف حاصل ہو گا ہم کو ان لوگوں سے مقابلہ کرنے دیکھیں مریح یہ سنکے خاموش
 ہو رہا صرف اسقدر جواب دیا کہ یہ آپ لوگوں کی لیاقت ہے اور بندہ نوازی ہے ورنہ میں کس
 لائق ہوں یہ بھی نہیں جانتا ہوں کہ سحر و ساحری کیا ہے صرف دو ایک شعبہ جانتا ہوں
 وہی جو کہ آپ لوگوں سے سنے ہیں اور آپ کو دیکھا ہے ورنہ مجھ سے تو ایک لڑکا اچھا ہے ہاں
 آپ لوگ کالمین سے ہیں یہ سب آپ کی لیاقت ہے جو میری طرف خیال ایسا فرماتے
 ہیں یہ سب بزرگوں کا فیض صحبت ہے کہ میں بھی ساحرون میں شامل کیا جاتا ہوں ورنہ میں
 کیا جانوں جو کہ خود اچھے ہوتے ہیں وہ دوسروں کو بھی اچھا خیال کر کے ہیں آفاق شاہ وغیرہ
 نے کہا کہ یہ سب آپ کا انکسار ہے ہم سب آپ کے سامنے طفل بکتب ہیں برسوں آپ
 ہم کو تعلیم کریں تب کہیں اس لائق ہوں کہ سحر کر سکیں آپ نے ان لوگوں کی صحبت
 اٹھائی ہے جو کہ کالمین سے تھے ایک زبانیہ کثیر تک اپنے طلسم کی دلی عہدی کی ہے انکے
 والد ایسے ساحر زبردست تھے کہ حاکم طلسم تھے ساحر انکے نام سے گانتے تھے ہم لوگ انکی
 صحبت میں بن گئے یہ آپ کا فیضان صحبت ہے جو ہم اسقدر سحر کر سکتے ہیں دوسرے
 صاحبقران کا اقبال ہے یہاں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ ہر کارے حاضر ہوئے مجرا گاہ پر سے مجرا
 بجالائے دعا و ثنا سے شاہی آدا کر کے عرض کرتے لگے کہ سمندر شاہ نے اپنے استاد عشاق
 کے نام پر طبل جنگ بجوایا ہے کل وہ غلامان سرکار سے مقابلہ کرے گا اور کل اسنے اہل لشکر
 و سرداروں و بادشاہوں کو منع کیا ہے کہ تم میں سے کوئی برائے مقابلہ نہ جائے کل استاد
 ان چند نمک حراموں کو اسیر کریں یا قتل پھر جسکا جی چاہے مقابلہ کو لشکر اسلام سے
 نکلے کیونکہ جب تک وہ نمک حرام اس لشکر میں رہیں گے اسوقت تک کوئی اس
 لشکر سے مقابلہ نہیں کر سکتا ہے بعد ان کے کوئی ایسا ساحر پھر اس لشکر میں نہیں ہے جو
 جو تم سے مقابلہ کر سکے بس یہ کہنا طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیریت ہے صاحبقران نے
 فرمایا کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجوایا ہے ہم کل اسکے استاد سے مقابلہ کریں گے
 یہ اس کا خیال خام و تصور ناتمام ہے خدا کے اندر کتبت بس یہ فرما کر طبل زرمی کے
 بجنے کا حکم دیا یہاں بھی لشکر میں طبل زرمی بجا اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل عشاق مقابلہ
 کرے گا سب نے باہم کہا کہ کیا بداد ہے کوئی مقابلہ کرے خدا ہمارا مالک ہے کوئی عشاق
 دھڑی تو نہیں باندھے ہے ہاں یہ امر ہے کہ وہ برائے ساحر ہے وہ سحر ہم سے زیادہ جانتا
 ہو گا یہ امر تو خوب ہے کہ اگر ہم اسکے ہاتھ سے قتل ہوئے تو کوئی اسکا نام نہ ہو گا اگر
 ہم نے اسکو قتل کیا یا زہر ہمارا نام ہو جائے گا ہماری شہرت ہوگی کہ ان لوگوں نے
 اتنے بڑے ساحر کو قتل کیا اہل لشکر میں تو یہ ذکر ہو رہا ہے طلا یہ پھر رہا ہے خدا کے
 حاضر باش و ناظر باش کی بلند ہے صاحبقران نے دربار پر خاست کیا سب سردار
 اپنے اپنے مقام پر آئے غیر ساحر تو آرام پذیر ہوئے ساحر اپنے سحر جگانے لگے

اور تیار کرنے لگے بیرون کو اُنکے خوراک دینے لگے بخورات سلگانے لگے اس خیال سے کہ
بڑے زبردست سخت سخت مقابلہ ہو پس وہ رات اسی سامان میں اہل اسلام و کفار کو گذر
ستارہ سحری آسمان پر چمکا مگر دونوں نے اذان دی لشکروں میں دروہی بھی ہر ایک سے
اسپینے اپنے مقام سے اٹھ کر عبادت خدا سے فراغت کی سچہ و سچوگ سے آراستہ ہو کر
در دولت پر حاضر ہوئے لشکر طرٹ میدان کے روانہ ہوئے بادشاہ و صاحبقران لشکر
لائے پس سب کو ہمراہ لے کر طرٹ میدان جنگ کے لشکر لہن لائے اور صف بندی
ہونے لگی ادھر کفار نے بھی اپنے دینی امور سے فراغت کر کے اور آبادہ پیکار ہو کر
لشکر طرٹ میدان کے روانہ کیا خود دربار گاہ سمندر شاہ پر جا کر کھڑے تہوئے
عشاق اپنے خیمہ سے اسباب سحر سے آراستہ ہو کر نکلا آج اُنکی وہ صورت تھی
کہ اگر ہر فلک بھی دیکھے تو ڈر جائے عجب ہیبت ناک شکل تھی مر کھٹ کا بھوت
مفوم ہوتا تھا تمام جسم پر خاک لے ہوئے تھا آج بہت چھ اسباب سحر تخت پر
رکھا ہوا تھا وہ سردار اور بادشاہ اُنکی صورت دیکھ کر ڈر گئے جب وہ خیمہ سے برآمد
ہو چکا اُسکے بعد سمندر شاہ برآمد ہوا پس لشکر کو لے کر اور عشاق کو میدان میں آیا
جس نے عشاق کی صورت کفار میں سے دیکھی بارے خوف کے کانپ گیا اور
منہ پھر لیا لشکر اہل اسلام کی جواںسیر نگاہ پڑی تھی پناہ بذات پروردگار کمر اور لاجول
طرٹھکر تھ پھر لیا پس جب سمندر شاہ میدان میں آچکا پس دونوں طرف سے
صف آرا لشکر اُنھوں نے صفوں کو آراستہ کیا اُسکے بعد جب صفین آراستہ ہو چکے
تو نقیبوں نے نکل کر نقابت کی جب نقیب بھی نقابت کر کے لشکروں میں چلے
آسوقت عشاق نے ایک ساحر سے کہا کہ تو پیکار کر اہل اسلام سے کہہ کے کہ
ای خدا پرستان اگر اپنی زندگی کے خواستگار ہو تو رومال سے ہاتھ باندھ کر خدمت
سمندر شاہ میں حاضر ہوا سلی اطاعت کرو ورنہ اب تمھارے ظلم و ستم کی حد ہو چکی
آج میں مقابلہ کو آتا ہوں ایک دم میں تم سب کو باندھ کر سمندر شاہ کے حوالہ
میل کو سفندان قربانی کے قتل کرو لگائیں ایسا ویسا ساحر نہیں ہوں میرا کوئی جواب
ہیے والا نہیں ہے میں پہلو نشین سلام ہی ہوں آئندہ تم کو اختیار ہے میں آگاہ
کیے دیتا ہوں پس اس ساحر نے یہ حکم پکار کے اہل اسلام سے کہے ادھر کسی نے
جواب نہ دیا سوائے لعن و نفرین کے پس اُسکو غصہ آیا اور سمندر شاہ سے
اجازت لے کر طرٹ میدان کے چلا سمندر شاہ حد لشکر تک ہمراہ آیا وہاں سخت
روک کر دونوں استاد شاگرد لگے لے پس اُسکے بعد سمندر شاہ تو اپنے مقام پر جا کر کھڑا ہوا
اور عشاق سخت اڑا کر میدان میں آیا اور سخت کور وک کر بڑے غرصہ تک ادھر ادھر
دیکھا کیا اُسکے بعد سخت پرے کو دھڑا اور کچھ زمین پر لکیر بنائیں پھر سخت پر بٹھا اور اہل
اسلام کے خوف دلانے کے لیے چند شعبدہ کیے تھے آگ برساتی پھر سانپ و عقرب
پھر آفتاب پیدا کیا پھر خون برساتا پھر اژدر و شیر بھی اُسے پیدا کیے اور چند شعبدہ دکھائے
جب اہل اسلام اس کے بھی نہ ڈرے تو اسنے کیا کیا کہ اپنی بھولی سے چند دانہ ماش کے

نکال کر اور اسے سحران پر دم کر کے زمین پر بارے کہ تمام زمین کا پتھر لگی زلزلہ آگیا یہ جو حال
آفاق شاہ و غیرہ نے دیکھا انھوں نے سحر کیا کہ زمین قائم ہو گئی اسنے برکت لشکر اسلام
پر برسانی مرتب کرنے سحر کر کے برکت کو دفع کیا جب یہ سب شعبہ کر چکا اس کے بعد
اسنے کیا کیا کچھ دانہ جھول سے نکالے اور اس کے رو برو تخت پر ایک کانسہ میں
خون خوک تختہ ان دانوں کو اس خون میں ڈال دیا اور سحر کرنا شروع کیا بعد کھوڑے سے حصہ کے
وہ دانہ اس میں سے نکالے اور کچھ ان پر دم کر کے زمین پر بارے انکا زمین پر گرنا تھا کہ
ایک تھیلہ ہو گیا زمین شل ہونے کے بلنے لگی اور غبار بلند ہوا سب نے لینے
دونوں لشکروں کے لوگوں نے دیکھا کہ اس زمین سے غبار بلند ہوا اور بالائے ہوا
جا کر قائم ہوا اب سب نے دیکھا کہ ایک گنبد خاکی سب پر اس غبار کا بنکر بالا کے
سحر عشاق قائم ہو گیا وہ زلزلہ زمین کا بر طرف ہو گیا بس جب وہ گنبد طیار ہو چکا
اسوقت اس نا بکار نے اس گنبد کی طرف دیکھ کر کچھ سحر اپنی زبان پر جاری کر کے دم
کے کہ اس گنبد کو نکل چلا کہ کھار کے گردش ہونے لگی دونوں لشکروں کے کچھ اہل لشکر
نے دیکھا کہ اس گنبد کے کئی دروازے ہیں ہر دروازہ پر ایک زنگی سیاہ فام ہمیشہ ہنہ
ہاتھ میں لیے ہوئے بیٹھا ہے جب وہ ناہنجا یہ سب خبریں کر چکا پھر وہ تخت پر
سے زمین پر آیا اور کچھ خط لکھنے ان پر سحر کیا کہ اس مقام پر دیو علم پرین سنی پیدا ہو گیا اور
اس کے پشت پر ایک عمارت بلوری بنکر طیار ہوئی ایسی کہ اسے ادھر کا حال ادھر
والوں کو ادھر کا حال ادھر والوں کو معلوم ہوتا تھا جب وہ یہ عمارت بنا چکا اس
وقت تخت پر سوار ہوا اور اپنے تخت کو برابر اس عمارت کے لا کر ہوا پر قائم کیا
اور آواز دی کہ اے فرقہ خدا پرستان بس آگاہ ہو کہ میں پہلے ان لوگوں سے مقابلہ کر دینا
جو کہ سمندر شاہ سے پھر گئے ہیں اور تمھارے شہر کے ہیں ان کے بعد ان لوگوں سے
جو کہ ساحرین ان کے بعد غیر ساحروں سے یہ جو میں نے کہا کہ جو ساحرین ان سے ان
لوگوں سے مراد ہے کہ جو تمھارے ساتھ اور ملکوں کے ساحرین ہیں میرے مقابلہ کو
ان لوگوں میں سے کوئی نہ لے کہ جو سمندر شاہ کے شریک ہے اور حر لیتہ میں میرے
مقابلہ کو نکلیں یہ صدا دینا تھا کہ اولان اول بلکہ غزالان آہو چشم نے اپنے طاؤس سحر
کو صف سے نکالا اور خدمت بادشاہ میں حاضر ہو کر جاز شکی خواہ سنگار ہوئی
بادشاہ نے فرمایا کہ پہلے تم کیوں نکلیں کسی ایسے وکسے ساحر کو جانے دیا ہوتا اور
طرز مقابلہ دیکھا ہوتا کہ کش طیار سے مقابلہ کرتا ہے پھر قصد کیا ہوتا غزالان نے عرض کیا
کہ کیا ضرور تھا کہ کوئی اور جا کر اسکا شکار ہوتا کیونکہ وہ ایسا ساحر نہیں ہے کہ مرتبہ
کا ساحر اس سے مقابلہ کرے دوسرے میں اس کے طریقہ جنگ سے واقف ہوں
تیسرے اسکی خواہش ہے کہ بس لوٹے گی کو اجازت مرحمت فرمائیے کہ وہ جا کر مقابلہ
کرے بادشاہ نے فرمایا کہ جاؤ سیر خدا کیل بس غزالان نے سلام رخصت کیا
اور طاؤس کو اڑایا اور رو برو صاحب ان کے حاضر ہوئی سلام کیا اور عرض کیا کہ اجازت
میں یہ لوٹدی نکلتا ہونے کو جاتی ہوں صاحب ان نے فرمایا کہ ساحر بر دست ہے

دیا سمجھ لو جو کر مقابلہ کرنا غرالان نے عرض کیا کہ کنیز کو خود خیال ہو دوسرے آپ کا ارشاد ہے
 یہ کہہ کر اور مگر کر کے طاؤس کو آڑا کر حلیٰ اُدھر شعلیق نے کلاب سے کہا وہ پہلو سے
 تخت سمندر شاہ بین بہ مرتبہ سیٹہ سالاری کی تھا کہ آپ کی ہمشیرہ صاحبہ استاد سے
 مقابلہ کرنے آئی ہیں تم کیسے بے شرم و بے حیا ہو کہ کھڑے ہو گئے ہو شرم نہیں آتی کہ
 بہمن نے بار کر لیا اور شہوت کے مزے کے سبب سے دین آبا کی بھی ترک کیا کلاب
 نے سر جھکا کر جواب دیا کہ اے شعلیق یہ میری بہن نہیں ہے بلکہ میرے مان اور باپ نے
 اسکو لے کر سردر ش کیا تھا بین اکیلا ہوں دوسرے بین کیا کروں جب اسکو اس امر کا
 خیال نہ ہوا تو میرے شرم و حیا کرنے سے کیا ہوتا ہے اور اب تو یہ طریقہ نکلا ہے کہ وزیر نامیان
 امیر نادیان شاہزادیان جوان ہو بین اور مستانی رہو بین انکو فکر ہوئی کہ کوئی بار بار مجھے
 جنگو کوئی دوسرا ملاوہ ملاز مون سے بیٹلا ہو گئیں انکی محبت کا دم بھرنے لکین اگر اس نے
 ایسا کیا تو کیا اب جو طریقہ دنیا کا ہے اس کے خلاف کیا اسے تو اپنے کسی نوکر سے آشنائی نہیں
 کی کہ جو سب کی نیگا ہوں میں سبک ہو بلکہ ایک غیر مذہب والے سے کی بین کیا
 شرمندہ ہوں وہ تو شرمندہ ہوتے نہیں ہیں کہ جنگی لوگ یاں جوان ہو کر اپنے ملاز مون
 سے طریقہ محبت پیدا کرتی ہیں اور یہ فکر کرتی ہیں کہ کسی طور سے کھربا ہو جائے یا رکابا
 ہو جائے یہ جو کلاب نے کہا شعلیق تو خاموش ہو رہا بلکہ سمندر زرد ہو گیا اور کہنے
 لگا کہ یہ کیا بہودہ تقریر ہے بس موقوف کرو کلاب نے عرض کیا کہ میں نے نہیں اس
 قصہ کو چھیڑا تھا بلکہ وزیر شاہ نے میرے سبک کرنے کو چھیڑا بین نے جواب اصل امر تھا
 وہ بیان کیا اور جواب دیا یہ کہ خاموش ہو رہا دھر غرالان فریبک عشاق طاؤس کو
 آڑا کر بیٹھو محی عشاق نے جو غرالان کو دیکھا کہا کہ اوجھو کرمی تو بہت مغرور ہوئی ہے میرے
 مقابلہ کو آئی ہے تجکو شرم نہیں آتی ہے کہ تیرا باپ ہمیشہ سمندر شاہ سپہ سالار رہا اور
 اب بھائی ہے اور تو نے یہ بے غیرتی اختیار کی کہ ایک غیر مذہب کے آدمی پر عاشق
 ہوئی اس کے عشق میں ابنلذہب بھی ترک کیا اور اپنے ولی نعمت سے مقابلہ کو آمادہ
 ہوئی اور نمک حرامی پر کہ کسی بس خیریت اسی میں ہے کہ میرے ہمراہ چل کہ بین تیری
 خطا تیرے بھائی اور بادشاہ سے معاف کرادوں ورنہ یاد رکھ کہ پانندھوے جاؤں گا
 پھر سوائے قتل کے اور کوئی چارہ نہ ہو گا پھر امان نہ ملے گی آئندہ تجکو اختیار ہے بلکہ
 نے جواب دیا کہ اوکیدی لوکید بکتا ہے کہ اپنے ولی نعمت سے مقابلہ پر آمادہ ہوئی
 کیسا ولی نعمت اس ولی نعمت کی ایسی کی نیستی جو کہ دوسرے کی آبرو کا خواہاں ہو خیال
 تم کرو کہ میں اسکی دختر کے برابر ہوں وہ میرے باپ کے برابر اور تجھ پر عاشق ہو
 کہ کسی صورت سے اسکی آبرو لون بس میں نے جو یہ رنگ دیکھا اپنی حفظ آبرو
 کے لیے اسکی رفاقت ترک کی اور اس مذہب کو برحق اور سب کو باطل یا ماضیہ
 کیا یہ کوئی فرض نہیں ہے کہ جو مذہب مان باپ کا ہو وہی اولاد بھی اختیار کرے بس
 انکو دوسرے مذہب کی بزرگی نہیں ظاہر ہوئی ان کے نزدیک وہی مذہب اصل تھا
 ایسے انھوں نے نہیں ترک لیا نہ کوئی انکو راہ نما ملا جو اسے بھائے اور راہ راست

کے دکھانے سے وہ ترک کرتے بس مجھ بزرگی ثابت ہو گئی مین نے ترک کیا یہ کوئی میراث
 نہیں ہے کہ بعد وفات والدین اولاد کو ملے یا اولاد اس پر قابض ہو یہ دین و مذہب کا تقدیر
 ہے جسکو جس مذہب کے بزرگی جب ثابت ہوئی اُسے قبول کیا اور یہ جو تو نے کہا کہ عشق
 مین ایک غیر مذہب کے تو نے ترک کیا مین نے تو مذہب ہی ترک کیا یہ نہیں کہا کہ
 شاہزادی ہو کر کسی اسنے باب کے لازم پر عاشق ہوئی ہوں اور اسکی محبت
 مین مگر ہو کہ چاہے سب کچھ تباہ ہو جائے مگر بار مل جائے مین تو ایک سادہ سی سالار
 کی لڑکی تھی جس پر تہ کی تھی ویسا شوہر بھی تجو نہ کر لیا یہ نہیں کیا کہ کسی چمار کے ساتھ عشق
 کیا عشاق یہ سننے زد ہو کیا غزالان نے کہا کہ یہ جو تم سے کہا کہ میرے ہمراہ چل مین
 تیری خطائیرے بھائی اور بادشاہ سے معاف کرادون کہ میرا کوئی بھائی ہے نہ بادشاہ میرا
 بادشاہ وہ سامنے تخت پر جلوہ فرما ہو کہ جسکی طرف سے مین مقابلہ کرنے آئی ہوں وہ
 کب میرا بھائی ہو اور کب بادشاہ مین مسلمان وہ کافر میرے اٹلے کیا رشتہ اور کیا
 قرابت یہ سلسلہ ترک ہو گیا مقراض اسلام نے اس رشتہ قرابت کو بہ سبب کفر کے قطع
 کر دیا یہ جو تو نے کہا کہ اگر مین اسیر کر کے لے جاؤنگا تو پھر سوائے قتل کے کوئی چارہ نہ
 ہو گا تو مین اس سے نہیں ڈرتی ہوں اگر میری موت ہو تو کوئی مجھ کو بچا نہیں سکتا ہے
 اگر زندگی ہو تو کوئی قتل نہیں کر سکتا ہے یہ سحر میرے قول پر ذال ہے شعا اگر بیخ عالم
 بچند رہا ہے نہ در کے تا نخواہد خدا ہے اگر اسکی طرف سے میری آئی ہے تو
 کچھ پرواہ نہیں ہے اگر نہیں آئی ہے تو تو کیا اگر تمام عالم میرے قتل کی فکر کرے گا تو
 ایک موئے تن میرا نہ کم کر سکے گا بس تیرا جو جی چاہے وہ کر مین موجود ہوں یہ جو
 ملکہ نے کہا عشاق نے جواب دیا کہ تو بہت چرب زبان ہے اور مجھ کو مسلمانوں کے
 خدا پرست بھروسہ ہے اب مجھ کو تیرا خدا بچائے بس معلوم ہوا کہ تو یوں نہ ماننے کی
 تیری فصل می آئی ہے تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاتی ہے یہ کہہ کر غزالان پر صر
 وحمکا نے کو سحر کیا غزالان نے اس سحر کو اشارہ سے رد کر دیا عشاق نے یہ دیکھ کر
 کہا کہ تو بہت جالاک ہے اس سحر کو تو رد کر یہ کہہ کر اور چند دانہ ماش کے اس بد
 معاش نے اٹھا کر زمین پر بارے زمین شق ہوئی ایک طاٹر پیدا ہوا اور اڑ کر حلا
 جیسے وہ طاٹر پیدا ہوا اور خلا غزالان نے جلدی سے چھولی سے ایک مقراض نکالی
 اور پرچہ کاغذ اور ایک پتلہ مقراض سے کاٹا اور سحر کیا کہ وہ پتلہ بصورت انسان
 ہو گیا بس چھولی سے ایک جال نکال کر اسکو دیا اور ایک کارڈ اور اشارہ کیا کہ اس
 طاٹر کو پکڑ کر ذبح کر اور اسکا دل و جگر تو کھالے یہ اشارہ کرنا تھا کہ وہ پتلہ جھپٹ کر
 طاٹر کی طرف چلا طاٹر بلند ہو چکا تھا کہ اس پتلے نے جا کر حال مار کر اسکو پکڑ لیا
 وہ تڑپتا رہا نہ چھوڑا اور لا کر سامنے ملکہ کے ذبح کیا ملکہ نے جلدی سے اس پر کھا
 خون چلو مین لیا وہ طاٹر جب ذبح ہو چکا بس پتلے نے اسکا دل و جگر کھا لیا اور کہا
 کہ کیا اکل ہوتا ہے بس ملکہ نے اس طاٹر کے خون کا ٹکڑا پیہ کی پیشانی پر دے کر
 اشارہ عشاق کی طرف کیا کہ اسکو قتل کر یہ میرا دشمن ہے یہ سننا تھا کہ وہ پتلہ مثل

برق کے حکم کر طرف عشاق کے چلا اور جاتے ہی برس پڑا اگر عشاق ساحر زبردست
 نہ ہوتا تو تیلہ نے کام تمام کیا تھا بس عشاق نے سنبھل کر حصہ تیلہ نے کار دکا وار
 کیا عشاق نے ان جوگی ایک شعلہ منہ سے نکلا کہ وہ تیلہ جلتی رہا جب ایسا
 زبردست ہو بلکہ نے کیا عشاق کو غصہ آیا اور ایک مرتبہ اس کنبہ خاکی کی طرف
 دیکھ کر اشارہ کیا کہ یا تو وہ گردش کر رہا تھا یا ساکت ہو گیا اور فتنہ ہوا اور اس کے
 ایک صورت قیید پیدا ہوئی اور آواز آئی کہ اے غزالان اے وہ دیکھ کہ میں کون ہوں
 اس صدا پر غزالان نے سہرا اٹھا کر دیکھا ایک ہیبت ناک شکل نظر آئی کہ غزالان
 کو ساحر زبردست تھی بلکہ اس شکل کو دیکھ کر کانٹ لگی وہ شکل کسی اور نے نہیں دیکھی
 سوائے غزالان و عشاق کے بس جیسے غزالان کا پنی اور جسم میں لرزہ پیدا ہوا
 وہ شکل تو غائب ہو گئی اب سب نے دیکھا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اس میں چند حلقے تھے
 غزالان یہاں طاؤس پر کھڑی ہوئی عالم سکوت میں کانپ رہی تھی کہ وہ پنجہ مع ان حلقوں
 کے قریب غزالان کے آیا سب نے دیکھا کہ سر و گردن و کمر غزالان کی ان حلقوں میں
 پھنس گئی مگر غزالان اسی طور سے کھڑی رہی حرکت تک نہ کی وہ پنجہ غزالان کو
 اس طور سے اسیر کر کے اس کنبہ کی طرف مثل شرارہ کے تھک کر چلا گیا سب
 نے دیکھا کہ ایک زنجیر آہنی ہو کہ اس برج سے لٹک رہی ہو اور وہ غزالان کے
 حلقہ اس زنجیر میں بندھے ہوئے ہیں بس اب دیکھا کہ وہ زنجیر پہنچنے لگی یکایک غزالان
 طاؤس پر سے بلند ہو کر اس کنبہ میں غائب ہو گئی وہ زنجیر بھی غائب ہو گئی ایک
 برق حکم کر گری کہ وہ طاؤس چلنے لگا وہی نے کہا کہ بلکہ غزالان اس شکل کو
 دیکھ کر آرزو فراموش رہتی یہ سحر ہو عشاق کا بس جب غزالان اس کنبہ میں پہنچی
 اب موش آیا اپنے کو طوق و سلاسل میں اسیر یا پاؤں خاک پر پڑے ہوئے دیکھا
 حرکت کرنا چاہا بالکل حس و حرکت نہ کر سکی مثل مشقہ گوشت بنے اپنے کو یا یا اس
 زندگ سے مایوس ہو گئی غزالان کا تو یہاں یہ چل رہی وہاں عشاق نے غزالان کو
 گواہ کر کے اور اس کنبہ میں قید کر کے مبارز طلب کیا کہ میں نے جو اپنی معشوقہ کا یہ حال
 دیکھا فوراً مر کب کویر کے سے نکال کر بدون اجازت کے کو میر حرکت بجا کی کہ اجازت
 نہ لی ایسی نافرمانی بھی اہل اسلام سے نہیں ہوتی مگر اسوقت کچھ خیال نہ رہا فراق
 معشوقہ میں جہاں پر وہ تار ہو گیا بس مریب کو جو لان کر کے قریب عشاق کے پہنچا
 عشاق نے جو اسکو آتے ہوئے دیکھا پکار کر کہا کہ کدھڑاتا ہو کیا قصد رکھتا ہو کہ میں
 نے کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا میری معشوقہ کو مجھ سے جدا کیا میں تیرے قتل کرنے کو
 آتا ہوں یہ کہہ کر اور دونوں رکابوں پر کھڑے ہو کر پیچھے نیام سے لے کر وار کیا چون کہ
 عشاق تخت پر تھا اس پر تو پیچھے پڑا نہیں گوشہ تخت پر پڑا کہ وہ گوشہ کٹ گیا
 اسکا لکنا تھا کہ عشاق نے دیکھا کہ اگر میں اس مقام پر ہوتا تو ضرور اسے ہاتھ سے
 مارا جاتا یہ حال میں خیال کر کے قصد کیا کہ کچھ سرگردن کہہ کر میں نے پھر وار کیا اب کی
 اسنے سحر کیا کہ کرکین کے ہاتھ پاؤں بالکل بیکار ہو گئے قریب تھا کہ مریب پر سے

زمین پر کرے کہ عشاق نے کہا کہ کیوں اس قدر پریشان ہو تا رہی ہیں تجھ کو بھی تیری مشوق کے پاس
 پہنچ جائے جتنا ہو جائے کہ اشارہ کیا کہ پھر اس گنبد میں شکاف پیدا ہوا اور ایک رنج کہ وہ کر کہیں
 میں اگر تیری اور پہنچ کر کہیں کو بھی اسی گنبد میں لے گئی وہ شکاف بند ہو گیا کہ کہیں کی جوڑ لکھ لکھلی اپنے
 کو مٹو تو پایا لکھ لکھ پاؤں بالکل رہتا ہوا اور غزالان کو دیکھا کہ وہ بھی خاک پر پڑی ہوئی، کہ کہیں نے
 مشوق کو زندہ دیکھ کر شکر خدا کیا اور نہ کہ ہم بھی تمہارے اشتیاق میں اسیر ہوئے تمہاری مفارقت کو ارا
 نہ ہوئی غزالان نے اشارہ سے کہا کہ رہا کیا لکھ چشم کے اشارہ سے ہاتھ پاؤں تو بیکار ہیں کلام اس سبب
 نہ کر سکی کہ سوزن دیے ہوئے تھے زبان میں یہاں تو کہیں ملک سے کلام کر رہا ہوا اور ملک اشاروں سے
 جواب دے رہی تھی کہ اُدھر ہی چک کر گری مرکب کہ کہیں کا ہلاک ہوا عشاق نے پھر مبارز طلب کیا
 پس الکی مرتبہ ملک کو کہہ روشن میں اپنے طاؤس کو اڑا کر ورو بادشاہ کے حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اجازت
 دیدان لے یا تو کنیر اس ناجار کو قتل کر لی یا مثل نہیں غزالان کے اسیر ہوئی اب کتاب نہیں دیکھ لکھ لکھ
 نے فرمایا کہ جاؤ سیر و خدا کیا ہو وہاں سے تمہا جعفران کی خدمت میں آئی اور اجازت حاصل کر کے اور
 سلام رخصت کر کے طاؤس کو اڑا کر سامنے عشاق کے آئی عشاق نے کو کہہ کو دیکھ کر کہا کہ تو کیوں آئی
 پس خیر بیت اسی میں ہم کہ سمندر رشتہ کی اطاعت کر نہیں تو تیرا بھی یہی حال ہو گا جو کہ غزالان کا
 ہوا ہوا آئندہ جکوا اختیار کو کہہ نے جواب دیا کہ آپ اپنی بند و نصیحت کو رہنے دے کہ حیرت بیچے ہم اطاعت
 سمندر کی نہیں کر سکتے مرنے قبول ہو اسکی اطاعت نہیں قبول کر سکتے چھوڑا لکھ لکھ چھوڑا یہ جو کہ کہہ
 نے کہا پس عشاق کو غصہ آیا اور نارنج سحر جو سامنے رکھا تھا اٹھا کر کو کہہ پر مارا کو کہہ نے نارنج کو
 آئے ہوئے دیکھ کر کار دس چھوٹی سے نکالی اور اس نارنج کی طرف اس کا رخ سے اشارہ کیا کہ وہ نارنج دریا
 سے کٹ گیا اس کا لٹنا تھا کہ ایک چادر کپ اس سے پیدا ہوئی وہ کو کہہ پر گری کو کہہ نے ان جو
 کی وہ آگ فرو ہو گئی آگ کا فرو ہونا تھا پس کو کہہ نے جوڑے پر ہاتھ ڈالا اور وہ سہاٹے نکالا جو کہ اسے
 رات کو برائے مقابلہ عشاق طیار کیا تھا ایک چھوٹی سی ڈبیہ فولادی جوڑے سے نکالی اور اسکو کھولا
 سب نے دیکھا کہ ایک طائر سرخ رنگ اس ڈبیہ سے نکلا اسکے تمام جسم پر ستارے جڑے ہوئے تھے
 پس اسنے اس طائر کو طائر عشاق کے اڑا دیا وہ طائر اڑ کر چلا اور سر پر عشاق کے آکر گردش کرنے
 لگا جب کہ سات مرتبہ گردش کر چکا اب وہ طائر ہوا پر قائم ہوا اور اسکے جسم سے ایک ستارہ خود
 بخود ٹوٹ کر بالاسے آسمان پہا اور وہاں سے برق بنکر عشاق پر گرا جیسے عشاق کے قریب آیا
 عشاق نے سیر کو اٹھا دیا وہ برق سیر پر گری سیر ہو کر رہی اب کو تا بڑ توڑ برتین کرنے لکین یعنی
 جس قدر ستارے اس طائر کے جسم پر لکے ہوئے تھے اسی قدر برتین گرین اور سب سرد ہو گئیں جب
 برتین گر جلیں کو کہہ نے دیکھا کہ برق توں سے کچھ نہ ہوا پس سحر کیا کہ وہ خود بخود برابر عقاب کے ہو گیا اور
 ایک مرتبہ طائر عشاق کے چلا اس قصد سے کہ اسکو منتقا را و توجہ سے ہلاک کر دے گوشت نوح کر
 تھا جاؤں جب قریب آیا عشاق نے جال چھوٹی سے نکال کر مارا کہ وہ اس جال میں اسیر ہوا پس
 اسکو پکڑ کر اور اسکی ٹانگیں چیر کر پھینک دیا اور کہا کہ اسی سحر پر غور تھا کہ لکھ لکھ کہ اسے سحر پر تو دیکھ کہ
 کیا واقعہ ہو پس یہ کہ اس گنبد کی طرف اشارہ کیا وہ گنبد ساکت ہوا جیسے کو کہہ نے سحر اٹھا لکھ لکھ
 ایک ستارہ اس گنبد سے ظاہر ہوا کو کہہ کی جو نظر اس ستارے پر پڑی بالکل سحر فراموش ہو گیا
 اور جس و حرکت طاقت کو یا لکھ جاتی رہی ساکت ہو کر رہی یہ ستارہ اور کسی کو لکھ نہیں آیا سوائے

کو کبہ کے جب یہ حالت کو کبہ کی ہوئی بس ایک سیماں اُس گنبد سے پیدا ہوئی کو کبہ اُس رسیماں میں بندھ گئی وہ رسیماں کو کبہ کے کراس میں غائب ہو گئی کو کبہ کی جو آنکھ کھلی اسے کو ایک مقام پر اسیر پایا اور زبان میں سوزن پائے اور بالکل بے حس و حرکت اور دیکھا کہ زمین و غزالان بھی خاک پر اسیر پڑی ہوئی ہیں کو کبہ سے غزالان نے اشارہ سے پوچھا کہ تم اسیر ہو زمین اس نے بھی اشارہ سے جواب دیا مگر انکی سمجھ میں آیا نہ انکی سیماں تو یہ رنگ ہر زبان چدر ساحر کیے بادیکے لشکر کو کبہ کے اجازت لے آئے اور اسیر ہوئے انکی لڑائی کا حال کیا تحریر ہو وہ کوئی ساحر زبردست نہ تھے کیا حال تحریر کیا جائے ہاں جو ساحران زبردست ہیں انکے مقابلہ کا حال تحریر ہو گا طول کے خیال سے انکی لڑائی نہیں لکھی بس اسقدر کافی ہے کہ ایک سحر احق نے عشاق پر کیا اور ایک عشاق نے ان پر اس کے بعد گنبد کی طرف اشارہ کیا کوئی زنجیر میں اسیر ہو کر اندر گنبد کے غائب ہو گیا کوئی رسیماں سے باندھ کر بیچ لیا گیا اور سب اُسی حالت سے بے حس و حرکت طوقی و زنجیر میں گرفتار زبان میں سوزن خاک پر پڑے ہیں اور ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہے دوسری حالت یہ ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ تمام جسم جلایا جاتا ہے ایسی ہیبت آتی ہے کہ بیان نہیں ہو سکتی کیا کریں نہ ہاتھ پاؤں میں حرکت ہے نہ زبان میں طاقت یہ حال جو سہراب نے دیکھا اور ابلی عشاق نے مبارز طلب کیا بس اپنے تخت سے کورے سے نکال کر رو برو بادشاہ کے حاضر ہو کر اور اجازت حاصل کر کے اور صاحب قرآن کے رخصت ہو کر عشاق کے مقابلہ میں آیا اور تخت روک کر کھڑا ہوا عشاق نے جو سہراب کو دیکھا کہا کہ اے سہراب تم کو کیا ہوا تھا جو تم نے بادشاہ کی اطاعت ترک کی بس خیریت اسی میں ہے کہ میرے ساتھ چلو میں بادشاہ سے کہہ کر تم کو سب سالاری دلا دوں گا اور تمہاری خطا معاف کر دوں گا کیونکہ اپنی شامت بلائے ہو یاد رکھو کہ شل غزالان کو کبہ کے تھکا رہی حال ہو گا سہراب نے جواب دیا کہ تو بیکار بنو نصیحت کرتا ہے جو تیرا ہی چاہے وہ کریں مقابلہ کو آیا ہوں یہ سننا تھا کہ عشاق نے ترغیب سے تخت پر سے اٹھا کر سہراب پر مارا سہراب نے جب وہ قریب آیا اسکو ہاتھ سے پکڑ لیا اور ہنس کر کہا کہ ایسے نہ تو بے کرتے ہیں کوئی استاد کی کاسی کر دیں یہ سنکے عشاق نے اپنے ہاتھ کو گردش دی ہزاروں ہر تین چمک کر سہراب پر کرنے لگے لیکن سہراب نے انکو بھی دفع کیا جب وہ بر زمین دفع ہوئے بس عشاق ایک مرتبہ تخت پر سے کود پڑا اور شیر بر بنکرت سہراب کے چلا یہ جو سہراب نے دیکھا یہ بھی تخت پر سے کودا اور گینڈ بنکر سیر پر چمک لیا بس اسکا پنجہ چلتا تھا اور اسکی ٹانگ پرے غصہ تک دونوں لڑا کیے اس کے بعد جدا ہو کر اپنے اپنے تخت پر آکر بیٹھے عشاق نے تخت پر بیٹھے ہی ایک سحر کیا کہ ایک باغ پیدا ہوا اور خوبو چوہوں کی آئے لگی سہراب نے اسکا یہ تو کیا کہ سحر کیا کہ وہ باغ آتشکدہ ہو گیا تمام جل کر خاک ہو گیا عشاق نے برہم ہو کر سحر کیا کہ ایک ابر پیدا ہو کہ اس سے برق چمک کر سہراب پر گری سہراب نے سحر کیا کہ ایک پنجہ پیدا ہوا اسنے اس برق کو پکڑ لیا بس سہراب نے اس سحر کو رد کر کے اور چھوٹی سے ایک گولہ نکال کر اور سینہ در سے اسکو زمین کرنے عشاق کے سینہ کو تھک کر مارا کہ وہ گولہ سینہ عشاق پر آکر پڑا عشاق آٹھ کر ضرب گولہ سے تخت کے کرا کر دو سہراب ساحر ہوتا تو کام تمام تھا چونکہ ساحر زبردست ہی سلو نشین سامری ہر دوسرے اہل اسلام کا ستارہ گردش میں ہی قرآن شعبہ ہی لشکر اسلام پر اس سبب سے جو ادھر کا ساحر جاتا ہے اسیر ہو جاتا ہے یہ تیسرے عشاق کی قصا بھی ان لوگوں کے ہاتھ سے نہیں اسکا قاتل اور ہی شخص ہے بدین سبب کوئی سحر اس پر پورے طور سے اثر نہیں کرتا ہر دن ان لوگوں کے سحر کا کوئی جواب دینے والا نہیں ہے

اینکال کے سحر کر رہے ہیں بس عشاق کا تخت سے گرنا تھا کہ لشکر اسلام میں ایک تمغہ پڑا اور
 حقیقت ہوا اٹھا اور کہا کہ اس سہراب نے غضب کیا کہ مجھ کو دو دریا سے لشکر کے ساتھ لے گیا تو اس
 سے ہاتھ سے پکڑ کر کہاں جاتا ہے یہ کہہ کر اور پشت خاک اٹھا کر اسے سحر دم کر کے سہراب پر ماری کہ وہ خاک
 ایک چادر خاکی بن کر سہراب پر آکر گر کر سہراب کے دفن کرنے میں مصروف ہوا کہ عشاق نے سحر کیا کہ
 ایک چوہا چلی اور اس ہوا کے ساتھ صحرا سے ایسی خوشبو آئی کہ سہراب کا دماغ اس خوشبو سے معطر
 ہو گیا اس خوشبو کا انا تھا کہ مجھ سہراب کے حس و حرکت و حواس میں فرق ہو زبان میں لذت سی
 ہوئی اول تو یہ اس غبار کو دفن کر رہا تھا کہ یہ واقعہ ہوا بس ادھر عشاق نے اس کنید کی طرف دیکھا وہ
 گزشتہ سے راست ہو اور شکات ظاہر ہوا ایک بیچ اس شکات سے پیدا ہوا کہ سہراب کی بازو سحر کر
 اس کنید میں لے گیا بس اب جو سہراب کو ہوش آیا اپنے گواہ سیر پا باز بان پر تھکے پایا اور کو کبہ وغیرہ کو بھی
 سیر دیکھا مگر معلوم ہوتا تھا کہ آگ کے اندر پڑا ہوں اس قدر گرمی تھی اس کنید میں کہ تمام اعضا جل جالے
 تھے ادھر عشاق کے مبارز طلب کیا چند شاگرد سہراب کے اجازت لے کر مقابلہ کو آئے ذرا ذرا سے
 عرصہ میں اسیر ہو گئے بس یہ حال دیکھ کر الطاف جادو اپنے تخت کو صفت سے نکال کر خدمت بادشاہ
 میں آیا بادشاہ اسلام و صاحبقران سے اجازت لے کر عشاق کے مقابلہ میں آیا عشاق نے کہا کہ مجھ
 کو سحر کرنا تو بیکار ہے بس کیونکہ تم لوگ ماننے والے نہیں ہو کل تو نے بہت جرب زبانی اور سخت کلامی
 کی اور بہت سے لشکر سمندر شاہ کے لوگ ہلاک کیے آج اسکا خالاجاتا ہے الطاف نے کہا کہ جو تیرا
 جی چاہے وہ کر میں موجود ہوں یہ سننا تھا بس عشاق نے دستک دی کہ ایک سوار صحرا سے پیدا ہوا اسے
 سیر پر ایک صندوق رکھا تھا عشاق نے الطاف سے کہا کہ تو ایسے ویسے سحر سے ہلاک نہ ہو گا تیرے
 لیے کوئی عمدہ سحر کرنا چاہیے بس جب وہ سوار صندوق لیکر قریب عشاق کے آیا عشاق نے اس سوار سے
 وہ صندوق لیا اور تخت پر رکھا الطاف جادو دیکھ رہا ہے کہ عشاق نے وہ صندوق کھولا اور
 انجمن سے ایک گولہ اور ایک ڈبہ نکالی اور پھر بند کر کے اس سوار کو دیا وہ سوار وہ صندوق لے کر جڑھ سے
 آیا تھا اسی طرف چلا گیا اب عشاق نے وہ گولہ اپنی زبان میں نشر دے کر اس خون سے لعل کیا اور
 الطاف سے کہا کہ جب جانوں جو تو اس سحر کو میرے رد کرے میں نے اسی سبب سے اور سحر نہیں کیا
 کہ بیکار ہیں تو ساحر زبردست ہے الطاف نے جواب دیا کہ سحر کر میں بڑی دیر سے پکڑا ہوں نہ معلوم گولہ
 کر رہا ہے عشاق نے کہا کہ معلوم ہوا جاتا ہے بس یہ کہہ کر عشاق نے اس گولہ کو اپنے ہاتھ پر لیا اور سحر
 کیا کہ اس گولہ سے یکا یک ایک جاندہ پیدا ہوا وہ بالائے ہوا جا کر قائم ہوا اس جاندہ نے ایک چادر نور پیدا
 ہوئی کہ وہ تمام تخت الطاف پر محیط ہو گئی اب یہ عالم ہوا کہ اس چادر نور نے طاف کے سرخ
 کیا اور ایک مرتبہ الطاف پر گری اسکا گرنا تھا کہ وہ جاندہ کڑکڑا کر چلا تھا ان الطاف نے کیا تدبیر کی کہ
 جیسے وہ چادر نور اس پر گری اس کے سامنے کانٹے میں خون رکھا تھا وہ اٹھا کر اس چادر پر لگا کہ ایک
 شعلہ پیدا ہوا وہ چادر نور شعلہ ہو کر غائب ہو گئی رہا جاندہ جیسے قریب آیا اسے کانٹے سے جاندہ کو دیا
 وہ جاندہ کانٹے میں گر کے شعلہ ہو کر اڑ گیا اسکا اڑنا تھا کہ پھر عشاق نے سحر کیا کہ اس گولہ سے ایک مرتبہ
 ایک برق نکلی اور چمک کر چلی جیسے قریب الطاف پہنچی الطاف نے وہی کانٹے خون کا سامنے کیا
 کہ وہ برق اس کانٹے سے قریب آکر غائب ہو گئی بس ابی مرتبہ عشاق نے وہ گولہ الطاف پر مارا
 الطاف نے اس گولہ کو آگے ہونے دیکھ کر دستک دی کہ یکا یک صحرا سے ایک شیر پیدا ہوا سامنے الطاف

کے آبا الطاف نے کہا لینا اس گولہ کو پس اس شیر نے اس گولہ کو پکڑ لیا اور الطاف نے دستک دے کر اشارہ کیا شیر کو کہ عشاق کو کھائے پس وہ غراتا ہوا طاف عشاق کے چلا جیسے عشاق نے دیکھا کہ شیر آتا ہے پس ایک مرتبہ دستک دی کہ ایک سوار صحر سے ظاہر ہوا کہا کہ مارے اس شیر کو اس سوار نے آتے ہی شیر کا مقابلہ کیا شیر نے پنجہ مارا اسنے خالی دے کر جو تلوار کاوار کیا شیر کے دو پر کالہ مہوئے شک شیر سے ایک شعلہ نکلا کہ اسنے اس سوار کو ہلاک کیا پس اب الطاف نے وہ کانہ خون اٹھا کر اور کچھ سم سجھ کر پھر کچھ عشاق پر بارادہ تمام خون شعلہ ہو کر عشاق پر آکر گر کر اور کچھ دین عشاق کے آگ لگ گئی اس حرکت سے الطاف کی عشاق کو بہت غصہ آیا اور ایک مرتبہ اس ڈبیہ کو پھولا جو کہ صندوق سے نکالی تھی اس میں سے ایک پھول نکالا مگر خشک اور اس پر کچھ پڑھ کر الطاف پر بارادہ پھول درمیان میں جا کر قائم ہوا اور تازہ ہو گیا اس سے خوشبو پیدا ہوئی کہ جس کے شبنم سے دماغ الطاف معطر ہوا اور زبان میں لکنت حواسون میں ابتری ہاتھ پاؤں میں رعشہ اس حالت میں بھی الطاف نے قصد کیا کہ اس سحر کو اسکے دفع کروں اور عشاق نے گنبد کی طرٹ اشارہ کیا وہ فوراً کھڑا اور شکات ظاہر ہوا اور ایک ہاتھ پیدا ہوا کہ وہ الطاف جادو کو تخت پر سے اٹھائے گیا اب جو الطاف کو ہوش ہوا اسنے کو اسیر ہلا یا یا مثل سہراب وغیرہ کے اسکے بھی زبان پر تھکے تھاجب الطاف اس طور سے اسیر ہوا تو برادر الطاف مہربان بنے نکل کر مقابلہ کیا وہ بھی اسیر ہوا اسکے بعد فرزند الطاف نے مقابلہ کیا وہ بھی اسیر ہوا اور چند الطاف کے عزیزوں نے مقابلہ کیا اسیر ہوئے چونکہ ستارہ ان سب کا گردش میں ہے پس اب کی مرتبہ آئینہ اندام روضہ آفاق شاہ کو تاب نہ رہی طاؤس سحر کو آکر اور ضرور بادشاہ سلام و صاحبقران سے اجازت لے کر عشاق کے مقابلہ میں لای عشاق تو اس سے جلا ہوا تھا جیسے یہ آئی پس ایک مرتبہ سحر کیا کہ برقی چمک کر چلی اور عشاق نے برقی کے سحر پر اکتفا نہ کیا گولہ بھی اٹھا کر مارا پس آئینہ اندام نے برقی و گولہ کو اپنی طرٹ آتے ہوئے دیکھ کر جھولی سے آئینہ نکال کر سامنے کیا جیسے آئینہ کا عکس برقی و گولہ پر نہاد دونوں سرد ہو کر رہ گئے اور ایک برقی آئینہ کی ضو کی چمک کر عشاق کی طرٹ چلی عشاق نے سیر سحر کو سر کی بناہ کیا جیسے برقی قریب سیر آئی اس سیر سے دو پنجہ پیدا ہوئے برقی کو پکڑ لیا یہاں سے جو آئینہ اندام نے عکس ڈالا آئینہ کا تو سب پنجہ نہیں آگ لگ گئی عشاق نے وہ سیر اٹھا کر پھینک دی اور بہت سے کاغذ کے تیلے تراشے ہوئے رکھے تھے پس ایک پر سحر کیا کہ وہ بصورت انسان ہو گیا اسکے ہاتھ میں تلوار دے کر کہا کہ یہ جو ساخرہ ساؤس پر سوار کھڑی ہے اسکو جاکر قتل کر دہ تیلہ جلا آئینہ اندام نے آئینہ کا عکس ڈالا کہ وہ مثل کاغذ کے جل گیا پس عشاق نے دوسرا تیلہ روانہ کیا وہ بھی جل گیا اب کی مرتبہ ماش کے آئے کا پتلہ بنا کر اور سحر کر کے روانہ کیا پس آئینہ اندام نے کیا کیا کہ خود بھی ماش کے آٹلی ایک پتلی بنائی اور اس پر سحر کیا جب وہ بصورت انسانی ہوئی اسنے سر کا بال اوڑھ کر گولہ بنا کر اسکو دیا کہ مارے گولہ دیکھے اس تیلہ سے تلوار چھین لے اور اسکو ہلاک کر دہ پتلی بہت کر کے قریب تیلہ آئی دونوں غصہ پٹ ہو گئے وہ گولہ مارنے لگی اسقدر کڑے مارے کہ وہ تیلہ ڈھائی دینے لگا یہ تو عشاق نے دیکھا کہ سیرے تیلہ پر آئینہ اندام روضہ آفاق کی پتلی غالب آئی سحر کیا کہ شعلہ زمین سے نکلا وہ پتلی جلنے لگی ملک نے خود دیکھا کہ عشاق نے سحر کر کے سیری پتلی کو جلا دیا پس آئینہ کا عکس جو ڈالا وہ تیلہ جلنے لگا غرض دونوں جل کر خاک ہو گئے اب عشاق نے اس ڈبیہ کو پھولا جو کہ صندوق سے نکالی تھی اور ایک پتلی اس ڈبیہ سے نکالی جیسے ہی وہ سامنے آئی یا تو برابر پورا نامشت کے تھی یا فوراً قند پیدا کر لیا عشاق سے کہا کہ کیا حکم ہو تا رہے عشاق نے کہا کہ یہ جو ساخرہ سامنے کھڑی ہے اسکو جھونٹے پکڑ کر میرے سامنے آدہ چلی آئینہ اندام نے جو اسکو اپنی طرٹ آئے دیکھا دستک دی کہ ایک پتلی زمر دین زمین سے پیدا ہوئی کہا کہ ملک کیا حکم ہو ملک نے کہا کہ یہ جو پتلی سیری طرٹ آئی ہے اسکو پکڑ کر بار ڈال اور عشاق کو پکڑ لیا پس وہ پتلی ملک کی پتلی عشاق کے پٹ گئی کشتی ہوئے لگی ملک کی پتلی غالب آئی اور اسکی پتلی

کو پہنچا اور قریب عشاق آکر دونوں پاؤں پکڑ کر تھڑا لاسکو ہاں کر کے طعن عشاق کے چلی ملک نے زور دیا جب قریب عشاق پہنچا تو عشاق نے اسکو دیکھ کر غصہ میں تو بچا ہوا تھا کما کما دیکھ کر وہ میرے رو بروئے ورنہ ہلاک ہوگی جس کا کنا تھا اس پہلی سے بڑھ کر ایک ایسا طراپہ عشاق کے منہ پر مارا کہ شراقہ کی صدا آئی عشاق کا منہ بچ گیا خبری شرمندگی ہوئی جس غصہ آگیا ہاتھ بڑھا کر اسکو پکڑ لیا اور چہرہ کر پھینکا یا ملک سے کہا کہ تو نے بڑی ذلت دی کہ تیرے منہ کی تلخی نے طراپہ مارا رہ تو جا تو میرے ہاتھ سے جاتی کہان یہ کہ ایک صندریہ کھولا اور ایک آئینہ نکالا اسکا عکس ملک پر ڈالا ملک نے بھی ایسا آئینہ لے آئینہ کے مقابل کیا دونوں کا عکس جب باہم آیا یعنی وہ اس میں نظر آیا اور یہ اس میں تو ایک مرتبہ ایک غبار بند ہوا زمین سے اور ایک گنبد بنکر ملک پر کرا ملک اس غبار کے دفع کرنے میں معذرت ہوئی کہ عشاق نے طعن گنبد کے دیکھا وہی طور سے ساکت ہوا شگات پیدا ہوا جس ایک زنجیر اس گنبد سے چمکی کہ وہ اس غبار کے اندر گری ملک تو اس غبار کو دفع کر رہی تھی اور اسے غافل تھی وہ زنجیر زمین سے پھیرا ہوئی اب ملک کو معلوم ہوا جب تک ملک اسکا تدارک کرے وہ ملک کو بچھ کر گنبد میں لے گئی وہ حالت ملک کی یہ جو کہ الطاف وغیرہ کی ہوئی تھی اب ملک نے اسے کوا سیر پایا یہ جو خیال متورہ چادوئے دیکھا باہر نکلا کہ کسکرتاؤں کو آکر عشاق پر آٹھری ایسی بدحواس ہوئی کہ کچھ خیال دیکھا نہ کچھ سوچا کرتے ہی تھیں کہ دار کیا عشاق نے اس کے دار کو رو کر کے جو تھوڑا متورہ اس سے کو دفع کرنے لگی یعنی اس سحر میں مبتلا ہو گئی تھی پس اس گنبد سے ایک ہاتھ نکلا الفور دیکھنے عشاق کے متورہ کو اٹھائے گیا یہ بھی اسیر ہوئی مثل الطاف وغیرہ کے پس اب آفاق کو تاب نہ رہی زور دیا اور بھاگنی کے اسیر ہونے سے پس آفاق شاہ نے اپنا تخت اپنی صفت سے نکالا اور مرغ وغیرہ سے ملکر رو برو بادشاہ کے حاضر ہوا عرض کیا کہ غلام کو اجازت میدان ملے اس نا بیکار نے بہت سراٹھایا یہ کو یہ امید نہیں ہے کہ میں اس سے غالب ہوں مگر شاید اقبال حضور سے اور فضل خداوند کریم سے اسکی موت میرے ہاتھ سے ہو کیونکہ اب مجھ سے یہ حالت لشکر کی نہیں دیکھی جاتی ہر بادشاہ نے فرمایا کہ کبھی آفاق شاہ تم نے دیکھا کہ جو اسکی مقابلہ کو گیا اسیر ہو گیا تم جاؤ در کسی کو جانے دو آفاق شاہ نے عرض کیا کہ شاید حضور اس حق کو اس قابل نہیں خیال فرمائے ہیں جو مقابلہ منع کرتے ہیں فرمایا کہ نہیں یہ امر نہیں ہے بلکہ یہ خیال ہے کہ تم لوگ لشکر کی زمینت ہو اگر تم نہ ہو گے تو زمینت جانی رہے گی آفاق شاہ نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ہم تو غلامان سرکار سے ہیں ہاں زمینت لشکر آپ صاحبقران و دیگر عزیزان صاحبقران ہیں ہم تو جان نثار ہیں ہمارا تو یہ فرض ہے کہ جہاں تک ہو سکے اپنی جان نثار کریں اور آپ لوگوں پر آج نہ آئے دین اپنی زندگی بھر پس اب اجازت مرحمت فرمائیے کیونکہ غلام کو دم بھر ٹھہرنا ناگوار ہے یہ جو آفاق شاہ نے عرض کیا بادشاہ نے فرمایا کہ بسم اللہ کرو جاؤ سیر خدا کا پس آفاق شاہ بادشاہ سے رخصت لے کر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ظل اللہ نے تو اجازت مرحمت فرمائی اب آپ بھی غلام کو آزاد فرمائیے تاکہ غلام جا کر اس گہر سے مقابلہ کرے اور اپنے دل کا حوصلہ نکالے اگر افضال خدا اور اقبال حضور سے غالب آیا تو خیر ورنہ سورہ فاتحہ سے نہ فراموش فرمائیے گا ورنہ جہاں تک ممکن ہو لاش اس غلام کی حاصل کر کے دفن فرمائیے گا صاحبقران نے جواب میں فرمایا کہ تم گہر سے مقابلہ کو جاتے ہو اور کوئی جائے گا عرض کیا کہ اب غلام سے یہ حالت دیکھی نہیں جاتی ہے کہ پیر سے پیر سواروں سے خالی ہوئے اس زندگی سے تو مرنے پر تیار ہو کر نہ فرمائیے اجازت مرحمت فرمائیے غلام کو ایک فنٹ برابر ایک سال کے معلوم ہوتا ہے صاحبقران نے ناچار ہو کر اجازت دی آفاق شاہ صاحبقران کو سلام رخصت کر کے اور تخت سے کو آکر اسے عشاق کے آیا اور بیکار کہ میں تیرا ہم نبرد آہوئی عشاق نے آفاق شاہ کو دیکھ کر کہا کہ میں تو تیرا بڑے عرصہ سے ملا تھی تھا میں خود مقابلہ کے لیے جنگ طلب کرنے والا تھا کہ تو یہاں آیا مجھ سے

کچھ لطف مقابلہ کا ہے گا گریاد رکھ کہ مثل ان سب کے تو بھی اسیر ہو گا آفاق شاہ نے جواب دیا کہ اگر تو سلاشی
تھا تو میں تیرے سر کو بی کو موجود ہوا پس جو میرے مقدر میں ہو گا وہ پیش آنے کا لا ضرب ہما دی یہ سننا تھا کہ
عشاق نے ایک مرتبہ دستک دی کیا ایک ابر سیاہ رنگ محراب سے اٹھا اور وہ سر پر آفاق شاہ کے اگر سایہ نکلن ہوا
اور اس سے بارش حیر و لنگ ہونے لگی اور برقی گرنے لگی آفاق شاہ نے یہ دیکھ کر فوراً روئی تخت پر سے اٹھائی اور
اُس روئی کو خون سے لعل کیا اور اس کو اس ابر کی طرف اڑا دیا اور اس سے جو غریبہ دستک دی دستک کا دینا تھا کہ یا تو
وہ روئی تھی یا ایک شعلہ جوالہ بن گئی اور اس ابر کے قریب پہنچی مگر اس پر گری کہ وہ جلنے لگا دم بھر میں
وہ ابر سیاہ جل کر خاک ہو گیا اب جو دستک آفاق نے دی یا تو وہ شعلہ تھا یا ابر بن گیا اور عشاق کے سر پر اگر محیط
ہوا جیسے اس ابر کا سایہ عشاق پر پڑا عشاق کے جسم میں لرزہ پیدا ہوا اور اس پر سے آتش کی بارش ہونے لگی پس عشاق
نے جو یہ واقعہ دیکھا فوراً سمجھا ایک ابر سفید رنگ پیدا ہوا اور وہ اگر اس ابر آتش بار پر محیط ہوا اور بارش ہونے لگی اور وہ ابر
سور آفاق پر فرود ہو گیا پس آفاق نے یہ دیکھ کر اشارہ کیا کہ ایک برقی کوندہ کر گری کہ جس نے اس پر عشاق کو لفظ لفظ
اور شاہ دیا پس عشاق نے کچھ ٹھہر کر دستک دی کہ تو زمین کو زلزلہ سا ہوا اور شوق ہونے لگی پس آفاق شاہ نے سحر کے
دستک دی زلزلہ موقوف ہو گیا پس عشاق نے سحر کیا کہ ایک چاند آسمان پر نکلا یہ نئی بات تھی کہ تھا تو چاند مگر گرہ کی
روشنی میں ایسی تھی کہ آفاق شاہ کو یہ معلوم ہوا کہ میں جلا جاتا ہوں آفاق نے سحر کیا کہ ایک عقرب پیدا ہوا ہوا اور اس نے
قریب چاند کے پہنچ کر دستک مارا کہ وہ چاند سیاہ ہو کر غائب ہو گیا عقرب جدھر سے آیا تھا اسی طرف چلا گیا عشاق کا
جب یہ بھی سحر ہوا پس عشاق نے دستک دی کہ ایک سوار سحر سے ظاہر ہوا اور ایک جشی دونوں قریب عشاق
کے آئے اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہے کہا کہ اس ساحر کو مار جو کہ تخت پر سوار ہے پس وہ دونوں طرف آفاق کے چلے آفاق
نے جو اپنی طرف آئے ہوئے انکو دیکھا قریب بھی نہ آنے دیا دور ہی سے جوا برد کا اشارہ کیا ایک برق کوندہ کر گری کہ دونوں
جل کر خاک ہو گئے اٹھا جلنا تھا کہ عشاق نے سحر کیا کہ ایک تباہ سحر کی طرف سے پیدا ہوا اور اس غبار سے ایک نیل
مست ظاہر ہوا کہ چاروں ہٹیاں اس کی بھی ہوئیں چلا آتا ہے پس عشاق نے اس کو اشارہ کیا کہ لینا اس کو یہ
اشارہ کرنا تھا کہ وہ نیل مست خرطوم اٹھا کر طرف آفاق شاہ کے چلا اور قریب پہنچ کر تصدیق کیا کہ آفاق شاہ
کو تخت پر سے اٹھا کر اور خرطوم میں لپیٹ کر زمین پر مارے کہ وہ نفس زمین پہنچے جیسے نیل نے آفاق شاہ
پر حمل کیا آفاق نے ایک مرتبہ چند دانہ مائش کے نیل پر مارے کہ وہ جلنے لگا پس آفاق شاہ نے کہا کہ وہ عشاق
تو نے کئی حربہ مجھ پر کیے ہیں نے قہر رونے اور میں نے کیے تو بے رنج مار سوخت تک کوئی تو نے وہ سحر نہیں
کیا کہ جو استاد دی اور کمال کا ہو تو کیسا پہلو نشین سامری ہر طرف لوگوں نے تیری دھماک باندھ دی ہو ورنہ تو
مجھ نہیں دیکھتے تو لڑکے آج کل کے اچھے ہیں یہ سننا تھا کہ عشاق کو غصہ آ گیا اور سامنے تخت پر ایک صندوق رکھا
تھا اس کو کھولا اور ایک نو لادی کو لے نکالا کہ جس پر چاروں ٹیکے دیے ہوئے تھے اور ایک کچھ خوک تخت پر فرزند کیا ہوا
رکھا تھا اس کا شکم چاک کیا اور اس کا خون لیکر اس کو لہر لگایا اور ایک کارد نکالی اور ایک مائش کے آگے کا تیلہ لیا
اُس پر سحر کیا کہ وہ بظہر تالسانی ہو گیا اور سامنے عشاق کے کھڑا ہوا پس وہ کارد ہاتھ میں دی اور اس کو لہر
کو طرف آفاق کے اٹھا کر پھینکا کہ وہ گولہ مقہور ہوا چلا اس تیلہ کو اشارہ کیا کہ جب گولہ قریب آفاق سے ہوئے تو یہ
کارد اس پر مارنا پس وہ چلنے لگی مثل شہارہ کے چلا آفاق شاہ نے دیکھا کہ ایک گولہ اور تیلہ میری طرف آتا ہے
پس اس سے دستک دی کہ زمین سق ہوئی اور ایک تیلہ پیدا ہوا آفاق نے کہا کہ لینا اس تیلہ کو وہ تیلہ ایک گرام
تیلہ پاس آیا اور اس سے لپٹ گیا دونوں میں کشنی ہونے لگی جیسے گولہ قریب آفاق پہنچا آفاق نے
گولہ کی طرف اشارہ کیا کہ وہ درمیان سے سق ہوا اس نے تیلہ پر تریک سحر کو مایا دہان گولہ کا شوق ہونا تھا کہ

یہ تک ہوئی اور برق کو ندر کر حلی نور آفاق شاہ تخت پر سے کوہ غرق زمین ہو گیا وہ برقی تخت پر گری تخت جلنے لگا کہ
 عشاق نے صدی کی کام تمام کیا یہ صدی نہ تھا کہ آفاق شاہ زمین سے نکلا یہ کتا ہوا کہ کس کا کام تمام کیا میں بہتر
 حریت موجود ہوں اور وہ دونوں پہلے طور ہے میں یہ جو عشاق نے بنا اور دیکھا کہ آفاق زمین سے نکلا اور وہی تھا
 کہ وہ دونوں ٹکڑے گولہ کے ہوا پر قائم ہیں جیسے آفاق زمین سے نکلا عشاق نے ایک ٹکڑے کی طرف اشارہ کیا
 کہ وہ ٹکڑے کو اور سر ہوش کی صورت ہو کر چلا جب تک وہ ٹکڑے قریب آفاق آئے آفاق نے پھر اشارہ کیا کہ وہ سر
 ہوش یعنی ٹکڑے کو کاشت ہو اور ایک برق حکمی اور تیلہ سر آفاق پر پڑی کہ وہ جلنے لگا آفاق نے جو یہ دانگو دیکھا
 اٹھا کر خاک جو تیلہ عشاق پر مارتی اس خاک نے ہاروت راگ کا کام کیا وہ تیلہ بھی جلنے لگا اور عشاق نے
 دوسرے ٹکڑے کو اشارہ کیا وہ آرد رہ کر ہوا پر سے زمین پر آیا اور طرف آفاق کے چلا آفاق نے آگے دیا جب وہ
 آرد قریب آگیا بس دونوں جہڑوں میں ہاتھ جو اسم سے پڑھ کر اپنے اوپر دم کیا اور والد یا کہ اسے شعلوں نے آفاق پر
 اثر کیا ہاتھ والد نے اور شل کر پاس کے چیر کر پھینک دیا اس آرد کا مڑنا تھا کہ اس کے شکر سے ایک باز پیدا ہوا اس نے
 بلند ہو کر صدی ہیات دی صدی کا دینا تھا کہ آفاق تجھ کو آفاق کا جھومنا تھا کہ ترائی سے زمین شش ہوئی اور
 اور ایک تیلہ پیدا ہوا اس نے بلند ہو کر اس باز کو بٹھایا اور سر پر آفاق کے لا کر ذبح کیا بس جب چند طرے
 خون کے آفاق پر پڑے آفاق کی یہ حالت ہوئی کہ یہ ہوش ہو کر تخت پر رہ گیا اب عشاق نے اس تیلہ کو
 اشارہ کیا کہ لینا اسکو اور قتل کرنا وہ تیلہ وہی چھری لیکن اس سے باز کو ذبح کیا تھا آفاق پر چلا آفاق عالم سکوت میں
 بے خون بیٹھا جیسے تیلہ آفاق کے قریب آیا اب پھر زمین برق سے شق ہوئی اور اس سے ایک تیلہ منڈلی
 ہوش پیدا ہوا اور اس نے ٹانٹ کر کہا کہ کیا کرتا ہو دست خود را نگاہ یہ کہہ کر اور جست کر کے اس تیلہ
 کے قریب پہونچا اور ہاتھ اسکا بٹھایا اور ایک طلیا پختہ اس زور سے مارا کہ ٹھنڈا ہو گیا اس نے قصد کیا کہ زمین
 بھی طلیا پختہ ماردن کہ اس نے چھری اس کے ہاتھ سے چھین کر اسے جو ماری اس کے شکر سے شعلہ نکلا کہ یہ اور وہ دونوں جلنے لگے
 یہ جو واقعہ عشاق نے دیکھا فوراً سر کیا اور ایک تیلہ پیدا ہوا وہ بموجب اشارہ عشاق آفاق کی طرف چلا ابھی
 راہ میں تھا کہ ایک مرتبہ پھر زمین شق ہوئی اور ایک تیلہ پیدا ہوا اس کے ہاتھ میں ایک پھول تھا اور دوسرے ہاتھ
 میں ایک نارنج اس تیلہ نے وہ نارنج تو تیلہ عشاق پر مارا اور وہ پھول لیکن قریب آفاق آیا اور سونکھا یا بس پھول
 کا قریب دماغ جانا تھا کہ آفاق کو ہوش آگیا دیکھا کہ میرا پتہ سوچو کل خوشبو سونکھا رہا یہ وہ نارنج جو قریب اس
 تیلہ کے پہونچا جو کہ عشاق کا تھا اور اس کے سینہ پر ٹھرا وہ تیلہ اس نارنج کے ضرب سے ہلاک ہوا اور وہ نارنج ہوا پر
 قائم ہوا بس جب وہ تیلہ جو کہ نارنج کے کر آیا تھا آفاق کو ہوشیار کر چکا لیکن اس نارنج کے پاس آیا اور نارنج
 کے لکڑی غرق زمین ہو گیا مع پھول اور نارنج کے بس آفاق نے اپنے خواص درست کر کے اپنے جو سے پر ہاتھ
 نکالا اور کہا کہ اے عشاق اب میں خبر کرتا ہوں میری باری ہے یہ کہہ کر ایک بیفہ نولادی جوڑنے سے نکالا اور
 اسکو اسم سے پڑھ کر ان عشاق کے پھینکا وہ گولہ ہو گیا اور شل برق کے اس میں جب تک پیدا ہوئی اور چلا جیسے
 قریب پہونچا عشاق نے کارڈ کا اشارہ کیا وہ ٹوٹا اسکا ٹوٹنا تھا کہ ہزار دن طائر برابر لعل کے اس سے ظاہر
 ہوئے اور ایک مرتبہ سب عشاق پر گرے اور اسکو نو چنانہ دے کیا اب عشاق کی یہ نوبت ہے کہ رد مال نکلا
 رہا یہ مگر وہ طائر اسکو مہلت نہیں دیتے ہیں کہ وہ کچھ تندرستی کے پیر لیشان ہو گیا یہ حال دیکھ کر لشکر اسلام میں
 بلند ہوا بہت شرم مندہ ہوا فوراً تخت پر سے کودا اور غرق زمین ہو گیا وہ طائر اسی طور سے اڑ رہے ہیں بس
 تھوڑے عرصہ کے بعد جو نکلا یہ طائر پھر اسکی طرف سبھلے آئے تے جھولی جو کہ شانہ بہر تھی اس میں سے
 خاک نکالی اور ایک زمین وہ خاک پھر کہ طائر دن کی طرف پھونکی بس وہ خاک شعلہ ہو کر اس

نے کھلی اور طائر پر وہ شعلہ گر اڑا کر جلنے لگے اور آفاق شاہ نے تخت پر سے اٹھا کر ایک گولہ عشاق پر مارا کہ وہ
 گولہ عشاق کے سینہ پر آکر پڑا اگر دو سراسر ہو تا تو فنا ہو گیا تھا مگر اسکو بھی اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ قلابازی کھا کر
 گرا اور بیہوش ہو گیا اور آفاق نے دستک دی کہ ایک سوار سدا ہوا اسکو آفاق نے اشارہ کیا کہ مارے
 عشاق کو وہ مرکب اٹھا کر چلا اور ہر سے عشاق کے زمین نشین ہوئی اور تیلی سدا ہوئی اسنے کچھ عشاق کو
 سونٹھا کہ عشاق کو ہوش آیا اپنے گویا کہ پر پڑے ہوئے پایا بڑی خفت ہوئی اس تیلی نے کہا کہ سوار سدا آفاق
 آپ کے ہلاک کرنے کو آتا ہے میرے تو سینہ میں اس قدر درد ہے کہ بولا نہیں جاتا آفاق نے بڑے غضب کی ضرب لگائی سینہ
 ایسا سحر تھا جو کچھ گیا دوسرا ہوتا ضرور ہلاک ہوتا یہ سننا تھا کہ وہ تیلی غرق زمین ہو گئی اب سوار آفاق راہ میں ہوا اور عشاق
 خاک پر بیٹھا ہوا ہے کہ وہ تیلی کچھ ظاہر ہوئی اور کالہ عشاق کے ہاتھ میں دیا بس عشاق اسکو منہ سے لگا لیا اور وہ
 سوار قریب پہنچ گیا اسنے قصہ کیا کہ عشاق پر وار کروں کہ وہ تیلی اس سے لیٹ گئی اسنے ایک طیانچہ جو مارا وہ
 تیلی چرخ کھا کر زمین پر گری اسنے کہا کہ دور ہو دور ہو کا کہنا تھا کہ سوار کے منہ سے شعلہ نکلا اور اس تیلی پر پڑا کہ وہ
 جلنے لگی اور سوار نے بچھڑا عشاق پر وار کیا بس عشاق نے وہی کالہ سوار پر طیانچہ مارا کہ اسکے سینہ پر آکر پڑا اور
 ایک شعلہ کالہ سے نکلا کہ وہ سوار جلنے لگا بس عشاق اس سوار کو جلا کر اپنے تخت پر سوار ہوا اور آفاق
 سے کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا کہ مجھ کو ہلاک کیا تھا اگر میں اسکا بند و بست قبل سے نہ کر چکا ہوتا تو تو نے میرا کام
 تمام کیا تھا اب تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاتا ہے یہ میرا حربہ رکھ کر یہ لکڑی ایک بیضہ فولاد ہی تخت پر سے اٹھا کر
 آفاق کی طرف بھینکا آفاق نے خیال کیا دل میں کہ یہ قریب آئے تو اسکا تدارک کروں جب وہ بیضہ قریب
 آیا جب تک آفاق کچھ تدبیر کرے کرے کہ وہ خود شق ہو اور اس سے غبار نکلا اور وہ غبار آفاق شاہ پر پڑا
 کہ پھر تڑا کہ ہوا اور وہ بیضہ پھر شق ہوا اب کی مرتبہ دھواں نکلا اور اس غبار و دھواں نے آفاق شاہ کو کھلیا تو نگہ
 میں سلام کا ستارہ گردش میں تھا آفاق شاہ کسی قدر غنودگی سے طاری ہوئے اور فوراً عشاق نے گنبد
 کی طرف اشارہ کیا گنبد سالت ہوا اس گنبد سے ایک جشی پیدا ہوا اور غبار میں گھس گیا جب تک تیلہ
 آفاق آئے آئے اس جشی نے آفاق شاہ کو اسیر کر لیا اور اس گنبد کی طرف بلند ہو گیا اس جشی کا
 آفاق شاہ کو لے کر بلند ہونا تھا کہ وہ غبار و دھواں جاتا رہا اور شان سب کے آفاق شاہ کو بھی قید کیا
 آفاق شاہ کو جو ہوش آیا اپنے کو اسے پایا اور سب کو بھی شکر خدا کیا یہاں عشاق نے مبارز طلب کیا ابھی
 کوئی لشکر اسلام سے نکلا نہ تھا کہ صرا کی طرف سے گرد آڑی اور جب وہ گرد فوراً قریب لشکر آکر شق ہوئی دونوں
 لشکروں نے دیکھا کہ دیوانہ بھوت و دیوانہ مہجوت سے جالیس ہزار دیوانوں کے چلے آئے ہیں سمندر شاہ نے
 خیال کیا کہ میری ملک کو آتے ہیں صاحبقران تو انکو زیر کر کے چلے ہیں جلد اول تین اسکا حال تحریر ہے ناظرین بلا
 غرما چلے ہیں کہ یہ اجازت لے کر گئے تھے کہ ہم اپنے ملک کو اسلام آباد کر آئیں جب سے اب آئے ہیں بس سب ملک
 کا بند و بست کر کے اور کور و دانہ موئے راہ میں خبر پائی کہ سمندر یہ بر مقابلہ ہے بس فوراً دو منزلہ سے منزلہ سفر کر کے اس
 وقت آکر پہنچے ان دونوں نے دیکھا کہ دو لشکر صفت آ رہے ہیں بیان لیا کہ ایک لشکر صاحبقران کا ہے اور ایک سمندر شاہ
 کا بس ہر کارون کور و دانہ کیا کہ خبر تو لاؤ کہ یہ کون میدان میں تخت پر سوار کھڑا ہے انھوں نے دیکھا تھا کہ ایک شخص تخت
 پر سوار لشکر اسلام کی طرف بڑھ رہا ہے اور اسلے سر پر ایک گنبد ہے ہر کارون نے دریافت کر کے عرض کیا کہ عشاق
 ہے چہ نہیں استاد سمندر ہے اور صبح سے مقابلہ کر رہا ہے لشکر اسلام سے بہت سے ساحرا سیر کر لیے ہیں اور اب
 پھر مبارز طلب کر رہا ہے یہ سننا تھا کہ دونوں نے اپنے لشکر سے کہا کہ تم کو جا کر ایک لشکر اسلام ہو مگر اسکو قتل کر کے آتے ہیں اور
 اسی مقام سے مرکب اٹھا دیے اور تلوار میں نیام سے لین لگا رہے تھے چلے کہ تو ہمارے ہاتھ سے بچ کر

کمان جائے گایہ واقعہ صاحبقران نے جو ملاحظہ فرمایا خود بکار کرکما کہ کدھر جائے ہو یہ ساحر اور تم غیر ساحر تم اسکا کیا بنالو گے انھوں نے صاحبقران کی صلا سے بٹ کر دیکھا اور مجھ کو کیا کر اور کچھ جواب نہ دیا سیدھے اسی طرف چلے یہ دیوانے ہیں بھلا کب سنتے ہیں جیسے کوئی جیالیا کو کہ چاہئے منع کرے اب تو انہیں دیوانگی نے جو شہ مارا صاحبقران پکار رہے ہیں وہ دونوں قریب عشاقی پیونج گئے عشاق تو حیران ہو کر یہ بلا کدھر سے آئی اور سمندر شاہ نے شہلاق سے کہا کہ یہ تو میرے بلج گذر گئے یہ شہر یک لشکر اسلام کب ہوئے شہلاق نے عرض کیا کہ آپ کو خیال نہیں رہا یہ جو لوہے کے دیوانہ ہیں نے عمر کرکھا تھا کہ جب کنارے دریا سے سہر رنگ کے صنوبر شاہ نے صاحبقران کی دعوت کی تھی تو یہ دونوں یہ خبر سنے آئے تھے اور مقابلہ کیا تھا اسی زمانہ میں زبرد ہوئے تھے اور شہر یک لشکر اسلام ہوئے تھے آپ کو اس وقت خیال نہیں ہو سمندر شاہ نے یہ سنے کہا کہ ان یاد آئے یہاں تو یہ تقریر ہو رہی ہے اور حیران دونوں نے قریب عشاق پہونچ کر ایک نئے دہنی طرف سے اور دوسرے نے بائیں طرف سے عشاق پر وار کیا دونوں تلواریں برابر سے علم ہو ہیں اور برابر سے چلیں بس عشاق نے چند داندہ ماش کے اسکی طرف اور چند اسکی طرف مارے کہ یہ دونوں بے حس و حرکت ہو کر رہ گئے اور کھنکھن کر رہے گئے کہ عشاق نے اشارہ کیا گنبد کی طرف و دو پنجہ میدا ہوئے دونوں کو اٹھائے گئے اور قید کیا یہ حال دیکھ کر اور دیوانوں نے قصد کیا تھا چونکہ لشکر اسلام میں پیونج چکے تھے اور صف باندھ کر کھڑے ہو چکے تھے بس صاحبقران نے اشارہ سبب خوف صاحبقران کے دانت نکال کر رہ گئے اب کوئی سہر بگردن باقی ہے کہ عشاق نے پھر مبارز طلب کیا بس اسکا مبارز طلب کرنا تھا کہ مریخ آفتاب علم کے لشکر کے نشانوں کو جلوہ ملا اور مریخ آفتاب علم اپنے تخت کو آلا کر خدمت بادشاہ اسلام میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اب غلام کا قصد ہے کہ جا کر اپنے سر کو قدم پر تھار کر ادان اب مجھ سے یہ بدعت اس کانر کی نہیں دیکھی جاتی ہے کہ اسے پر سے کے پرے خالی کر دیئے یہ میں نہیں عرض کرتا ہوں کہ میں قتل کرونگا جب کہ آفاق شاہ وغیرہ اسکا کچھ نہ کر سکے جو کہ ساحران زبردست سے تھے تو میں کیا کر سکتا ہوں جان نثار کرونگا بادشاہ نے فرمایا کہ تم کو کیونکر اجازت دی جائے لشکر ساحران کے تم لوگ زمینت و رونق ہو اور سردار ہو بدون تم لوگوں کے وہ لشکر کیونکر قائم رہ سکتا ہے تمھارا جاننا تو مناسب نہیں ہے اب غیر ساحران میں سے کوئی جا کر مقابلہ کرے گا اس امر کا یقین ہو گیا ہے کہ ہم سب کی تفصا سے ہاتھ سے جو اسی مقام پر لشکر کا خاتمہ ہونے والا تھا خیر نقد پر سے کیا چارہ ہے بس اب تم نہ جاؤ یہ لوگ مقابلہ کرین بعد اٹے دیکھا جائے گا مریخ نے عرض کیا کہ یہ غیر ممکن ہے کہ غلام کی موجودگی میں غیر ساحر مقابلہ کرین اور غلام اٹے اسیر اور قتل ہونے کا خاتمہ دیکھتے ہیں یہ امر غلام کے کبھی نہ ہوگا بعد غلام کے حضور گواہ سب کو اختیار ہے اگر اجازت مرحمت نہ فرمائیے گا غلام سے کو قدم حضور پر ملا کرے گا اور فدا ہو جائے گا یہ جو مریخ نے عرض کیا بادشاہ نے ناچار ہو کر اجازت دی مریخ اجازت حاصل کر کے اور سلام آخری کر کے خدمت صاحبقران میں آیا یہاں صاحبقران عالم سکوت میں کھڑے ہوئے بین دل سے باتیں کر رہے ہیں کہ یہ طرہ ساحر زبردست ہے جو مقابلہ کر گیا وہ اسیر ہو اگرچہ ساحر اسکا کچھ نہ کر سکے تو غیر ساحر کیا چیز میں بس یہاں میری صاحبقرانی کا خاتمہ ہے کچھ زمانہ بھی نہ گذرا کہ خاتمہ ہو گیا یہ باتیں کر رہے ہیں کہ مریخ نے پہونچ کر مجھ کو اجازت طلب کی اور وہی کلمہ ہے صاحبقران نے فرمایا کہ جاؤ اور ہم بھی آئے ہیں یہ فرما کر مریخ کو اجازت دی صاحبقران مریخ سے بہت محبت رکھتے ہیں آنکھوں میں آنسو پھلائے فرمایا کہ جاؤ سہر دھوا گیا بس مریخ صاحبقران کے اجازت سے لکھنؤ میدان کے جلا لشکر کا یہ حال ہے کہ ساحرون وغیرہ ساحرون کے اور بادا اسی چھائی ہوئی ہے سب عالم سکوت میں اپنے اپنے مقام پر کھڑے ہوئے ہیں اور دونوں میں خیال کر رہے ہیں جو کہ ساحر میں کہ جب ایسے ایسے زبردست ساحر اسکا کچھ نہ بنا سکے تو ہم کیا کر لیتے تفصا آگئی ہے جو ساحر کے لشکر میں بہت سے سبب سے مریخ مریخ باقی ہیں وہ بھی مقابلہ کرنے جاتے ہیں خدا ان ہی کو فتح یاب کرے مگر یہ ہونا غیر ممکن ہے اب اسے ہاتھ سے بچنا محال ہے یہ

خام خیال ہوا بزندگی ختم ہوئی تو سحر خیال کر رہے ہیں اور غیر سحر نو اور زیادہ مایوس ہیں دلون میں اپنے اپنے کہ رہے ہیں کہ جب سحر اسکا کچھ نہ بنا سکے تو ہم غیر سحر کیا کر سکیں گے ہم نے تلواریں تیرہ کرتے کے قصد سے اٹھائی اُسے مائیں کا دامن اٹھا کر مار دیا ہم بے حس و حرکت ہو کر رہ گئے اُسے پکڑ لیا دل کی حسرت دل ہی میں رہی کیا یہ مقابلہ ہو اسی طور سے مرنا چاہا کہ ہم نے بھی وار کیا اُسے بھی وار کیا جس کا چل گیا وہ اچھا بہیمان تو مقابلہ کرنا بالکل ہی بیکار ہو کس پر وار کر دین وار کرتے ہیں تو کبھی اسیر ہوتے ہیں نہیں کرتے ہیں تو کبھی اگر کیا بھی تو کیا نتیجہ ہوا سوا اسے اسیری کے بس غیر سحر یہ خیال کر رہے ہیں اور زندگی سے مایوس ہیں مگر مریخ اُدھر تخت اُڑا کر سامنے عشاق کے پہنچا عشاق نے مریخ کو دیکھ کر کہا کہ کیا اب اس اقلیم کے ساحر ہو گئے جو تم پر اسے مقابلہ آئے ہو گو میں یہ بخوبی واقف ہوں کہ تم شاہزادے ہو طلسم فیروز یہ کے اور فیروز ستارہ پیشانی ساحر زبردست تھا جو کہ تھا راباب کھا ایسا زبردست تھا کہ مالک طلسم کھا لکڑی بیان کے ادنیٰ ساحر سے مقابلہ نہیں کر سکتا تھا بس تم کیا مقابلہ کرو گے بیکار آئے میرے نزدیک تھا رے اسیر کرتے ہیں اتنی بھی کوشش نہ کرنا چاہی کہ جتنی غیر سحر کے اسیر کرنے میں ہوتی ہو بہیمان کے ادنیٰ ساحر کے اسیر کرنے میں کرنا چاہتی ہو مریخ آفتاب علم نے کہا کہ بہ درست ہو کہ میں بہیمان کے ساحرون کی برابری نہیں کر سکتا ہوں کہ وہ کاملین سے ہیں مگر ہمارے کا دین و مذہب میں یہ ضرور ہو کہ جو عورت کرتا ہو وہ پست ہوتا ہو تیرا غور و تجلو پست کرے گا اور شاید تو نے یہ نہیں سنا کہ فضلنا بعضکم علی بعض بہیمان تو نے کہاں سنا ہو گا کیونکہ یہ آیت تو ہم لوگوں میں ہو بس شاید یہ حقیر تیرے اور غالب آگے تو تو اپنا حربہ کہہ جو مریخ نے کہا تو عشاق نے جواب دیا کہ خیر میرے نزدیک تو یہ بہتر ہو گا کہ پہلے تو حربہ کرے تاکہ تیرا حوصلہ نکل جائے پھر تو میں تجکو ادنیٰ سحر میں اسیر کر لوں گا مریخ نے جواب دیا کہ یہ تو بے نظریہ نہیں ہو جب تیری ضرب سے خدا ہمارا ہم کو بچائے گا تو ہم اپنا حربہ کرنے کے عشاق نے کہا کہ میں تیرے روبرو کیا سحر کروں یہ گولہ ہی کافی ہو یہ کہ گولہ تخت پر کے اٹھایا اور کہا کہ تو ابی کو رد نہیں کر سکے گا اُدھر عشاق نے گولہ ہاتھ میں لیا اُدھر مریخ نے سحر کر کے دستک دی کہ آفتاب مریخ پر قائم ہوا بس اُسے گولہ مارا مریخ نے اشارہ کیا آفتاب کی طرف آفتاب بلند ہوا اور اسکا عکس گولہ پر پڑا گولہ میں خود بخود شعلہ برپا ہوا اور جل گیا جب عشاق کا گولہ اس طور سے چلا اُدھر وہ آفتاب پھر اپنے مقام پر آ کر قائم ہو گیا بس عشاق نے یہ واقعہ دیکھ کر ایک نارنج سحر نکال کر کہا کہ بھلا اسکو تو مثل گولہ کے جلا دے مریخ نے کہا کہ کیا معلوم کہ یہ جلے گا یا نہیں تو مار تو معلوم ہو جائے گا بس عشاق نے نارنج کو طر مریخ کے پھینکا نارنج تو اُدھر سے چلا مریخ نے باکی آفتاب کو اشارہ نہ کیا بلکہ تخت پر سے جھک کر خاک زمین سے لی اور وہ خاک اُس نارنج پر ماری کہ وہ نارنج اسی مقام پر جلنے لگا عشاق نے یہ جو دیکھا کہا کہ معلوم ہوا کہ تو بھی کچھ جانتا ہو میں یہ جانتا تھا کہ تو ادنیٰ سحر میں اسیر ہو جائے گا ختمین تیرے لیے کبھی کوشش کرنا چاہی نہ ایسی کہ جسی آفاق کے لیے کرنا چاہی تھی اُسے تو ایسا گولہ مارا تھا کہ اسوقت تک میرے سینہ میں درد ہو اور اسکا فریاد ہو یہ کہ لکڑی عشاق نے ایک ترچ چھوٹی سے نکالا اور اسکو خون خوک سے رنگین کیا اور چند شکیان اُس پر لگا دیں اور اس ترچ کو طر آسمان کے پھینکا وہ قہقہہ کرتا ہوا چلا اور اُس سے شعلہ نکلنے لگا اُدھر مریخ نے آفتاب کو اشارہ کیا کہ وہ آفتاب اس قدر بلند ہوا کہ اسکا عکس مریخ پر پڑا اور وہ ترچ چلا اُس سے ایک شعلہ نکل کر طر عشاق کے چلا عشاق نے جو شعلہ کو آنے ہوئے دیکھا فوراً سحر کو مٹتی بنا دیا وہ شعلہ سحر پر آ کر گرا اُسے سحر کیا کہ اسی مقام پر قائم ہو گیا ایسا برق اُس شعلہ سے نکلی اور بالائے آسمان جا کر حملی اور کرکڑا کر مریخ کی طرف چلی مریخ نے جو برق کو اپنی طرف آئے ہوئے دیکھا ایک مرتبہ آفتاب کو اشارہ کیا کہ وہ سحر مریخ پر آ گیا وہ برق اس آفتاب کے قریب آ کر فرو ہو گئی اُدھر وہ شعلہ بھی گل ہو گیا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ ترچ عشاق نے چھوٹی کیا بس عشاق نے

مریم ہو کر مریم سے کہا کہ معلوم ہوا تیرے استاد نے تجھ کو بھی سزا عظیم کیا ہے کہ جب تیرے تیرے اوپر خیر ہو کرے تو اس کے حربہ کو
جلادینا اور تو نے اس میں مشق بہم کی ہو کیونکہ میں نے تجھ تیرے اوپر حربہ کے لئے یا تو آفتاب کے عکس سے جلانے یا
خاک سے اور کوئی جگہ سو یاد نہیں ہے مریم نے کہا کہ ایسا ہو گا عشاق نے کہا کہ میں حربہ کرتا ہوں بھلا تو رو تو کر علاوہ
جلادینے کے مریم نے جواب دیا کہ جگہ اس سے کیا عرض جو میرا جی چاہتا ہے وہ کرنا ہوں تو میرے برابر کا قاضی ہے میرا جی
چاہے گا جلاد و نگاہی چاہے گا دوسری تدبیر سے رکھو نہ لگا تو اپنا کام کر لیں عشاق نے ایک پھول تختہ سے اٹھایا اور اس کو
تیندور سے الٹ کر کے اور اس پر کچھ دم کر کے مریم پر مارا وہ پھول تو پہلے برابر چلا آیا جب قریب مریم پہنچا تو اس کی ہر
نیکوئی جلا ہو گئی اور صورت عقرب و شعلہ بن کر چلی مریم نے ہاتھ میں ایک رول تھا اپنی اس کو مریم نے اٹھا کر
تخت پر مارا کہ نور اتر آتہ ہوا اور ایک طائر دلا منقار گوشہ تخت سے پیدا ہوا مریم نے اس کو اشارہ کیا طرف
عقربون کے وہ عقربون کو حین چن کر کھانے لگا جو مریم کی طرف بہ قصد اذیت چلا اور مریم نے ایک شعلہ
ہاتھ میں لیا جو شعلہ آیا اس شیشہ کا مچھ اس کی طرف کر دیا وہ اس کے اندر چلا گیا بس سب عقربون کو اس طائر نے
چن کر کھالیا اور سب شعلون کو مریم نے شیشہ میں بند کر لیا یہ واقعہ دیکھ کر عشاق نے مریم سے کہا
کہ یہ سحر تو نے اچھا کیا مریم نے جواب دیا کہ یہ آپ کی عنایت ہے جو آپ نے تعریف کی یہ تو فکر کرنے لگا کہ
میں دوسرا سحر کروں اور مریم نے اس طائر کو اشارہ کیا وہ قریب شیشہ آیا اور وہ سب عقرب اس
شیشہ میں اگل دیے اور خود اسی گوشہ تخت میں غائب ہو گیا بس عشاق نے ایک سرمہ ایک بال
سحر کا اٹھا اور اس کو بل دے کر تخت پر رکھ دیا اور سحر کیا کہ وہ بال مثل سانپ کے طیار ہو کر چلا طرف
مریم کے بس مریم نے وہی شیشہ اس سانپ کے بھی سامنے کیا وہ سانپ بھی اس شیشہ
میں چلا گیا بس یہ واقعہ دیکھ کر عشاق حیران ہوا اور اب اس کو معلوم ہوا کہ یہ بھی کامل ہے اور جب
مریم نے اس طور سے اسے چند سحر دیے اس کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ اب مجھ کو معلوم ہوا کہ تو لون نہ
اسیر ہو گا ہاں بدون کوشش کے میرا خیال غلطی پر تھا کہ وہ سحر سے اقلیم کے ساحر یہاں کے ساحرون
کے مقابلہ میں سحر نہیں کر سکتے ہیں اب خبردار ہو جا میں کمال کے سحر کرتا ہوں دیکھو تو کیونکہ اس کو رو کر تیار
یہ کہ عشاق کے بھولی سے ایک ڈبا نکالا اس کو کھولا اور کچھ خاک اس سے نکالی اس کا طائر بنا یا
برابر باز کے اس پر سحر کیا کہ وہ زندہ ہو گیا اور کہا کہ او بار سحر تو جا کر اس آفتاب کو تو توڑ ڈال جو کہ مریم کے سر پر قائم ہے
بس وہ باز پر دراز کر کے اور منقار کو کھول کر طرف آفتاب کے چلا بس مریم نے آفتاب کو اشارہ کیا کہ وہ کوک کر بلند ہوا
اور آسمان عکس باز پر ڈالا کہ وہ اسی مقام پر قائم ہوا اب اس آفتاب سے ایک شعلہ نکلا کہ وہ باز پر آ کر گرا باز پر
جلنے لگا مریم نے سحر کر کے جو د شمس دی یا تو آفتاب بلند تھا یا ایک مرتبہ کوک کہ چلا طرف عشاق کے
اور شعلے جلنے شروع ہوئے عشاق نے دیکھا کہ اگر یہ آفتاب میرے اوپر آ کر گرا گو میں اپنی تدبیر کو چھوڑوں
کہ مردنگا نہیں مگر ایک نہ ایک عضو بیکار ہو جائے گا یا جسم میں اسے چڑھا بیٹھے کے دونوں اذیت اٹھائے تو لگا
اسے بڑے غضب کا حربہ کیا بس ساحر زبردست ہو جو کیا اور مستند دی سحر عشاق پر آسمان نو لادی
فرا قائم ہو گیا اور مریم سحر کو زور دے چکا تھا وہ آفتاب کوک کر اس آسمان پر گرا اتر آتہ تو ہوا سر پہ
ہوا کہ وہ آفتاب اور آسمان دونوں ریزہ ریزہ ہو گئے اور سب ٹکڑے اسکے عشاق کی طرف چلے بس
عشاق نے اپنے تخت کو الگ کیا اگر انکب نہ کرتا تو ان ٹکڑوں سے بھی اذیت پہنچتی ضرور تھا کہ ایک
ایک عضو بیکار ہو جاتا اور تو اس کا تخت الگ ہوا وہ ٹکڑے زمین پر گرے کہ غار ٹکڑا بس جب آفتاب
سحر مریم کو عشاق اس طور سے سنا چکا مریم سے کہا کہ مقام افسوس ہر کہ شام ہونے کے

قریب پروردہ دو ایک ہو اور کرتا مگر اب نہ چاری ہو کہ دن بھر کا کھٹا ہوا ہون اس تیرے اسیر کرنے کی فکر کرتا
 ہون کہ تیرے محلہ سے بھی فرصت پاؤں تو جا کر آرام کروں اچھی کل بچہ سیدانی میں آتا ہوا اور مقابلہ کرنا ہر مرتبہ
 نے کچھ جواب نہ دیا مرتبہ کو بہت غصہ کھاتا ہے آفتاب سحر کے اُڑنے سے نہیں یہ کہہ کر عشاق نے قہر کیا کھٹا
 کہ مرتبہ نہ کوئی سحر کے کہ مرتبہ نے وہی شیشہ کہ جس میں وہ شیشہ وغیرہ بندھے تھے اٹھا کر عشاق پر مارا اور
 وہ شیشہ قریب عشاق آکر شق ہوا بس ایک طرف سے شعلہ اور ایک سمت سے عقرب اور ایک جانب سے
 سائب عشاق پر چلے یہ جو واقعہ عشاق نے دیکھا کہ چاروں طرف سے یہ آگ لپک لپک کر آیا تیرہ سر کروں تیس فوراً کھجولی
 سے کچھ خاک نکالی اس پر کچھ دم کر کے ان عقریبوں پر مارا کہ وہ جلنے لگے اور میٹ گئے اور پھوڑا سا خون خوک
 لپک آتش شعلہ پر مارا کہ وہ کل ہوا اب سائب جو چلا تو کچھ اہم ہو پڑھکر اس پر ہاتھ ڈال دیا بس وہ سائب
 نہ کھایا بل کھاتا جو کہ اسکو دیا ہوا تھا جب یہ سحر بھی عشاق نے دفع کیا اب تو کمال کے سحر ہونے لگے
 جو سحر عشاق کرتا ہر مرتبہ دفع کر دیتا ہوا جو مرتبہ کرتا ہر عشاق دفع کر دیتا ہوا عشاق کے خیریت
 مقابلہ کر رہا ہر کیونکہ اسکو یقین ہو کہ میں تو مارا نہ جاؤں گا اپنی فکر کر چکا ہے اس سبب سے اور جی توڑ کر
 مقابلہ کر رہا ہر ناظرین کو معلوم ہو کہ یہ جو اسکو یقین ہو کہ میں مارا نہ جاؤں گا اسکا کیا سبب ہے اسکا سبب
 یہ ہے کہ جب یہ صحبت سامری و شبید میں جاتا تھا اور بہت مقرب تھا سامری و شبید اس سے بہت
 الفت کرتے تھے کیونکہ یہ اس زیادہ بین جوان تھا اور خوب صورت بھی تھا اور وہ دونوں کا فرسوس
 تھے بس یہ بھی کبھی اس کے مصرت میں آجاتا تھا اور خوب انکو مثل تماشبین غور سے کے خوش کرتا تھا
 کہ جیسے عورت جو کہ کھلا رہتی ہو تو ہر اور وہ مرد کو خوش کرتی ہے کہ جس کے سبب سے اسکو لطف
 حاصل ہوتا ہے اور وہ اسکا مرید ہو جاتا ہے اسی طور سے یہ اس فن میں انکو خوش کرتا تھا بس اس کے
 عیوض میں ان دونوں نے اسکو سچا خیال کیا تھا اور تیغ بنا کر اسکو دیا تھا اور کہا تھا کہ اسکو یہ حفاظت
 رکھنا کیونکہ یہ تیغ تیری موت کا سبب ہے جب تک یہ تیغ نہ ہوگا کوئی جگہ قتل نہ کرے گا ہاں اگر
 اس تیغ سے قتل کرے گا تو توفیر در قتل ہو جائے گا اس تیغ کا نام تیغ عشاقی کش ہے بس اسنے
 وہ تلوار ایسے مقام پر رکھی ہے کہ اسکا ملنا اس کے نزدیک غیر ممکن ہے بس یہ بے خوف ہے کہ وہ تیغ ملے گا
 نہ میں قتل ہوں گا ان سب کو میں مار لوں گا بس یہ تو حملہ مقرضہ تھا آدم بر سر مطلب کہ جب کہ کئی سحرانہ
 سے کمال کے ہوئے اور رد ہوئے اسوقت اوپر تو مرتبہ کو غصہ آیا اور عشاق کو بس عشاق نے فوراً
 ماش کے آگے کا پتلہ بنایا اس کے سر میں ایک باشت بھر کا ٹکڑا لٹکان کا رکھا اور ایک چوڑی مچھوڑے بال بچے
 سر کا اور ایک مرکب بنایا اس مرکب پر اس پتلہ کو سوار کیا اور سحر کیا کہ وہ مرکب سے پتلہ کے زندہ
 ہو گیا اس کے تن پر پتھار لگائے تیر و کمان اسنے ہاتھ میں دیے اور کہا کہ جا کر مرتبہ کو قتل کر بس وہ سوار
 سحر عشاق مرکب کو آٹھ اطراف مرتبہ کے چلا جب قریب مرتبہ پہنچا اور اسنے ہی اسنے وار کیا مرتبہ نے وار کو
 خالی دے کر پیچھا کا جو وار لگا اس سوار نے اپنا سر بڑھا دیا پیچھا سر پر پڑا کہ مر شگافہ ہو بس سر کا شگافہ
 ہونا تھا کہ دو برقیں کو نذر فوراً بالاسے آسمان اُٹھیں اور وہاں اسنے لوک کر چلیں مرتبہ نے جو خیال کیا تو معلوم
 ہوا کہ یہ برقیں بلا کی ہیں اسنے پچھا و سوار پر بس فوراً مرتبہ نے دستار دی عشاق اور دونوں طرف
 کے اہل لشکر نے دیکھا کہ چار پتلہ خود بخود پیدا ہوئے اس میں لیے ہوئے اور عقب نشست مرتبہ آئے اور
 چاروں نے ان بیرون کا سایہ سر مرتبہ پر اس طور سے کیا کہ سپر بالاسے سپر اور کئی سپرین علاوہ ان
 سپرین کے اور سر مرتبہ پر قائم ہو گئے انہی طور سے مگر یہ سب بندوبست انتہا پر جلد ہوا کہ وہ برقیں

قریب میر مرتضیٰ بنو چنے پائین تھیں کہ سپرین قائم ہو گئیں بس وہ برہنہ کوک کر گزین ایک نور سحر میں پیدا ہوا روشنی ہو گئی
 زمین ہل گئی آگے کوٹنے سے جب وہ سپرین بر گزین اور سب سپرین کو قلم کر کے اور جلا کے ان سپرین پر زمین جو کہ وہ
 تیلے لیے ہوئے تھے نکالتا تھا کہ ایک تو زمین کا ٹکڑا ہو کر رہ گئی اور دوسری بال اور سامنے تخت مرتضیٰ کے وہ بال بھی اور
 زمین گری مرتضیٰ نے عشاق سے کہا کہ گویا تیرا سحر بال کا ہاندھا تھا کہ کوئی نہج نہیں سکتا تھا مگر میر اسحاق
 سے بھی باریک ہو جو کہ تیرے سر کو وبال ہو کیا وہاں ہیات سحر کرتا ہے کوئی اور سحر کرے جو مرتضیٰ نے کہا اور
 عشاق نے دیکھا کہ یہ بھی میرا سحر رد ہوا اور مرتضیٰ نے دستک دی کہ ایک دیور میں سے پیدا ہوا اور
 بہ اشارہ مرتضیٰ اس سوار کو کھٹا گیا اور پھر غائب ہو گیا بس مرتضیٰ نے ان پتلون کی طرف اشارہ کیا کہ
 عشاق کو قتل کرو البس وہ پتلے سپرین دوش پر رکھ کر اور تلوار میں علم کر کے طرف عشاق کے چلے
 عشاق نے خیال کیا کہ یہ پتلے میر ہیں اور بہت زبردست ہیں کو میں قتل نہ ہونگا مگر اس کے طرف
 سے کوئی نہ کوئی عضو بیکار ہو جائیگا یہ خیال کر کے اس کی فکر کی جیسے وہ پتلے اس کے قریب آئے اس نے
 نکال خاک قہر شیدا ان پتلون پر ماری کہ وہ خاک جو ان پر پڑی وہ جلنے لگے یہ حرکت جو مرتضیٰ نے
 دیکھی سمجھ کر عشاق بر آٹا اور وار کیا عشاق نے اسکا وار سپرین روک کر اپنا وار کیا دوچار
 واری رد و تبدیل ہوئی تھی کہ عشاق نے اپنے مقام پر خیال کیا کہ یہ شاخ زبردست ہو کیسے کیسے
 میں نے سحر کیے اسنے رد کیے اب سحر سحر کر مقابلہ کر رہا ہے اور شام ہوئے تو وہ بس یہ تیرے ہاتھ
 سے یوں زیر نہ ہو گا جب تک مکر نہ کرے گا بس یہ خیال کر کے دل میں فوراً کھولی سے خاک قہر
 جمشیدی نکالی اور مرتضیٰ کی طرف اڑائی اور وار بھی کرتا جاتا تھا مرتضیٰ اس حال سے غافل تھا وہ خاک
 مرتضیٰ پر پڑی اس خاک کا پڑنا تھا کہ مرتضیٰ کی یہ حالت ہوئی کہ تمام بدن کی طاقت زائل ہو گئی بلے
 حس و حرکت ہو گیا جب یہ حالت مرتضیٰ کی ہوئی کہ وہ از خود فراموش ہو گیا بس عشاق نے اشارہ
 کیا کہ لہجہ کی جانب گنبد ساکت ہوا اور شکاف ظاہر ہوا اس سے چند حلقہ زمینان کے مرتضیٰ پر گرے کہ
 مرتضیٰ کا کمر و سران حلقوں میں پھنسا بس چھٹکا پڑا مرتضیٰ صاف اٹھا ہوا اس گنبد میں چلا گیا یہ بھی اس
 ہوا اسی طور سے راوی نے کہا ہے کہ یہاں گنبد میں سب بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے حالت یہ ہے کہ یہ
 معلوم ہوتا ہے کہ انکار سے ہیں کہ چھان پر پڑے ہیں اتنی طاقت بھی نہیں ہے کہ حرکت کریں مگر ایسے ثابت قدم
 ہیں کہ اپنے قول سے نہیں پھرتے ہیں بس مرتضیٰ بھی ان سب میں قید ہوا یہاں عشاق نے دیکھا کہ شام
 ہو گئی ہے بس یہ کہ لشکر اسلام کی طرف رخ کر کے کہ اے خدا پرستان میں تم سب کو شب بھر کی مصلحت دیتا ہوں
 بس اگر تم کو اپنی زندگی منظور ہے تو باجم صلاح کر کے خدمت سمندر شاہ میں صبح کو حاضر ہونا میں اس سے تم سب
 کی خطا معاف کر دوں گا اگر تم لوگ میرے لینے پر عمل نہ کرو گے تو یاد رکھو کہ مثل ان سب کے تم سب کو بھی
 اسیر کروں گا اور قتل کروں گا آئندہ تم کو اختیار ہے کہ کھڑے ہو اپنے تخت سحر کو طرف لشکر کے پھیرا اور جلا سمندر شاہ
 اور کل لشکر خوش ہو بس سمندر شاہ نے قبل بازگشت کہنے کا حکم دیا طبل بازگشت بجا اور لشکر اسلام میں
 بھی بجا عشاق کی اس تقریر کا اہل اسلام نے یہ جواب دیا تھا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کرم نزار نہ اراغث کرتے
 ہیں تجھ پر اور سمندر شاہ پر ہم لوگ موت سے نہیں خوف کرتے ہیں بس سمندر شاہ عشاق کو لے کر
 اور زرد جو اہر نثار کرتا ہوا فرد گاہ پر آنا خوش خوش ورحم دیا کہ لشکر کھولے بس یہ حکم دیکر سمندر اپنے جسم میں گیا
 اور سب سردار اسے پیچھون میں عشاق اپنے حصے میں اور بادشاہ اسلام دھما جہا ان باقی منہ لشکر ساحران
 اور غیر ساحران کو ہراہ لے کر مقوم و مخزون فرد گاہ پر واپس آئے لشکر نے کھولی کھا جہا ان و بادشاہ

تبدیل لباس کر کے بارگاہ بین شریف لائے سب سردار حاضر ہوئے جو سردار کہ ساحر تھے اور اسیر ہو گئے تھے اُنکے
 دنگل میں مرغاشیں پڑے ہوئے تھے صاحبِ حق ان نے اُنکے دنگل کو دیکھ کر ایک آہ سرد دل سے گنجی جہانِ بناہ سر جھکا گئے
 ہوئے تخت پر بیٹھے ہوئے کہ یہ صاحبِ حق ان نے سر اٹھا کر بادشاہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آج تمام بارگاہ
 ساحرون سے خلی ہو گئی یہ ساحر زبردست ہیں بس معلوم ہوا کہ کل ہم سب کی بھی قضا ہو کر فرمایا کہ آج تمام بارگاہ
 مسمندر شاہ کی اطاعت کروں اور اِن زائد سب ترک کروں مجھ کو اپنی فکر پر اہل لشکر کی ہان جو فکر ہو وہ ناموس
 کی کہ یہ بیچارہ کیا کرینگی جب کہ انکا کوئی سرپرست نہ ہوگا کیونکہ اس وقت موقع ہے کہ میں سب ناموس کو
 طرف خانہ کعبہ کے روانہ کروں تاکہ یہ لوگ وہاں جا کر سب حال صاحبِ حق ان سے بیان کریں تاکہ وہ ہم غریبوں کے
 خون کا عیوض اس کا فرما سے لین زمانہ کیا ہے جو یہ امر وقوع میں آئے بڑی خرابی ہوئی ہم لوگ قتل ہوئے
 ناموس تباہ ہوئیں یہ بیچارہ کیا کرینگی کہ صحنِ یمنی کون انکی سرپرستی کرے گا مجھ کو اپنی فکر و تشویش نہیں
 ہان ان سب کی فکر ہو کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو انکو لیکر نکل جائے اور خانہ کعبہ میں پہنچا دے یہ جو صاحبِ حق ان
 نے فرمایا بادشاہ نے خواب دیا کہ بہت بجا ارشاد ہوا جو کچھ فکر نہ فرمائیے بجا ہر لکھ گیا جائے ایسی حالت میں
 کون ہے جو آپ کے ناموس اور میرے ناموس کو لیکر ہمراہ یہاں سے نکل جائے اب تو کوئی یہ امر گوارا نہ کرے گا
 کہ ایسی حالت میں آپ کو یہاں چھوڑ کر چلا جائے صاحبِ حق ان نے یہ سنے جواب میں فرمایا کہ پھر میرے ناموس
 کیا تدبیر کی جائے کیونکہ میرا یہ قصد ہے کہ کل جب وہ لشکر کے کرائے اور عشاق میدان میں آکر مبارز طلب
 کرے تو میں جا کر اُسکا مقابلہ کروں کیونکہ صاحبِ اسمِ اعظم ہوں شاید میرے ہاتھ سے اُسکی موت ہو چھ سے چل
 ذیلکھانہ جائے گا کہ سردار جہاں اور اُسکے ہاتھ سے قتل یا اسیر ہوں یہ فرما کر صاحبِ حق ان نے فرمایا کہ اہل دربار آگاہ ہو
 کہ یہ امر تو اس وقت غیر ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی میرے ناموس کو لیکر طرف خانہ کعبہ کے روانہ ہوا کرتے ہیں سے
 کوئی ایسا کرے تو کیا اچھی بات ہے کیونکہ ناموس تباہی سے بچیں اور انکی بے پردگی نہ ہو سب نے کہا کہ
 یہ ہم سے نہ ہوگا کہ ہم آپ کو چھوڑ کر ایسی حالت میں چلے جائیں دنیا ہم کو کیا کہے گی کہ جب موقع جنگ ہو پیکار
 اور جان نثاری کا آیا اس وقت یہ لوگ صاحبِ حق ان کو چھوڑ کر چلے آئے ساتھ ندیا بہت جان نثاری کا دم بھرتے تھے
 بس ہم سے یہ نہ ہوگا دوسرے یہ کہ ہم آپ کو اپنی زندگی میں اُسکے مقابلہ کو جانے دیں جب تک ہم زندہ ہیں
 اس وقت تک ہم آپ کو نہ جانے دیں بعد ہمارے آپ کو اختیار ہے یہی سرداروں نے کہا اور سی غریبوں نے
 صاحبِ حق ان نے فرمایا کہ اس امر کا ہم کو پہلے ہی سے یقین تھا خیر اب میں ایک امر اور تم سب سے کہتا ہوں کہ شاید کوئی
 اس تملک سے بچے تو وہ بیکرے کہ جس طور سے ممکن ہو تمام ناموس کو صاحبِ حق ان کے پاس خانہ کعبہ میں پہنچا دے
 اور میرے حال سے صاحبِ حق ان کو آگاہ کرے کیونکہ اس امر کا یقین ہے کہ کل لشکر کا خانہ کعبہ کی قضا ہے
 شاہ ایک مرتبہ ہوا دفعہ دفعہ کر کے بس تم سب کو لازم ہے کہ یہ رات عبادتِ خدا میں بسر کرو ناموس کو تو میں نے سیرِ خلا
 کریم کیا جو اسکی مرضی ہوگی اور جو اُنکے حق میں بہتر ہوگا اور جو اُنکے مقدر میں کاتبِ تقدیر نے تحریر کیا ہے وہ پیش آنے کا
 یقین ہو گیا ہے کہ ابھی تمہاری کا زمانہ آگیا کو زمانہ سابق سے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ ناموس تباہ ہوئی ہوں سوا ایک مرتبہ
 کے جب سائل میں لقا سے اور صاحبِ حق ان اول سے مقابلہ ہوا ہے اور صاحبِ حق ان اول نے نہ تھے اور اس زمانہ میں
 ساحرون نے لشکرِ اسلام کو تباہ کیا اور جو بیس ہزار اہل اسلام کو قتل کر کے اُنکے سردن کا برج بنوایا اس زمانہ میں
 ناموس پر تباہی آئی تھی یا اب یہی صاحبِ حق انی کے زمانہ میں آنے والی ہے حقرہ صاحبِ حق ان کے زمانہ میں پھر
 خداوندِ کریم نے اپنے فضل و کرم سے دینی سامان مہیا کر دیا تھا اور پھر سب جمع ہو گئے تھے اور ناموس بھی ملی
 گئیں یقین کوئی خرابی نہیں ہوئی تھی مگر میرے زمانہ میں اب اس لشکر کا تباہی سے بچنا محال ہے جو کہ سردار

بین وہ میرے ہمراہ جانیں دینگے اہل لشکر تیار ہو کر محل جائینگے بس ناموس کی خرابی ہوئی کوئی کسی کا پریشان حال نہ
 ہوگا بس ملاں پر تو اس امر کا کہ آپ سب لوگوں کو لازم ہے کہ میری بھراہی ترک فرمائیے اسے اپنے ناموس کو اس تاریکی
 شب میں لے کر محل جائیے اُنکے ہمراہ میری بھی ناموس کو تو بڑا احسان ہو سب نے عرض کیا کہ ہم پہلے ہی خدمت
 والا میں عرض کر چکے ہیں کہ ہم سے نہ ہوگا کہ ہم آپ کے قدموں کو چھوڑیں خلا وہ دن ملائے کہ ہم زندگی میں آپ سے جدا
 ہوں آپ سے جو جدا ہونے کو چھوڑ کر کس کو منہ دکھائینگے اور کہاں جا کر اپنی زندگی بسر کریں گے آپ ایسا قدر دان ہم کو ملنا محال
 ہے بس ہماری توبہ آرزو و حسرت ہے کہ ہم اپنے سر کو آپ کے قدم پر نہ رکھیں اور یہ آرزو و غمیں ہے کہ آپ کی رفاقت کو ترک
 کریں جو سرداروں اور عزیزوں نے جواب دیا صاحب قرآن نے فرمایا کہ خیر میں کیا کروں ناموس کی بھی بربادی ہوئی
 بس صاحب قرآن نے کل عیاروں کو مع خواجہ کے اپنی طرف مخاطب ہو کر اسے یہی کلمہ فرمائے اُنھوں نے بھی یہی
 جواب دیا جو کہ سرداروں نے دیا تھا بس صاحب قرآن اُنکا بھی جواب سننے خاموش ہوئے بعد چھوڑی دیر کے فرمایا کہ
 خیر یہ تو معلوم ہوا کہ کوئی یہاں سے نہ جائے گا بس اب سب کو لازم ہے کہ یہ شب شب آخری زندگی کی بس جہان تک
 ممکن ہو عبادت خدا کر لی جائے اور کچھ توشہ زاد سفر مہیا کیا جائے کیونکہ کل سامنا اس قہار و قہار سے ہوگا جو کہ ہم
 سب کا پیدا کرنے والا ہے بس یہ شب الحاح و زاری میں بسر کھائے اور مغفرت کی دعائیں بعد گریہ و زاری کے یہ دعا
 کی جائے کہ اے کریم کوئی ایسا سبب پیدا کر کہ ناموس تباہی سے بچیں اور ہم اس کا فریضہ پائیں یہ جو صاحب قرآن
 نے فرمایا سب نے عرض کیا کہ کیا نقصان ہے یہاں تو صاحب قرآن و بادشاہ اس تعمیر میں ہیں اور یہ فکر ہو کر کوئی
 صورت ناموس کے بچنے کی نکلے اور ہر ایک کو زندگی سے یاس ہے ہر ایک کو ناموس کی طرف سے ہراس ہے ہر ایک سب
 حاضر دربار ہیں ناموس بیٹھی ہوئیں ہیں ادھر اپنے لشکر میں سمندر مشاہدے لباس کو تبدیل کر کے دربار کیا سب
 خوش خوش بیٹھے ہوئے ہیں عشاق بھی اگر دربار میں اپنے مقام پر بیٹھا سب عشاق کی تعریف کر رہے ہیں
 کہ رہے ہیں کہ استاد آپ نے تو آج وہ وہ کمال کے سر دکھائے ہیں کہ جو ہم نے اپنی عمر میں بھی نہیں دیکھے تھے
 انصاف کا امر ہے کہ اُن لوگوں نے بھی خوب خوب مقابلہ کیا اور خوب خوب جواب دیا کہ کہاں آپ اور کہاں وہ
 نسبت خاک را با عالم پاک پھر آپ پہلو نشین سامری تھے وہ آپ کا کچھ نہ کر سکے عشاق نے کہا کہ مجھ سے تو نہیں
 تھا کہ مرغ اس اقلیم کا ساحر نہیں ہے یہ کیا میرے مقابلہ میں سحر کرے گا مگر جب مقابلہ ہوا تو معلوم ہوا کہ ساحر
 زبردست ہے مجھ کو اسکی اسیری سے یاس تھی مگر خداوند تصویف نے اُن پر مجھ کو ظفر پاب کیا اگر تھوڑا عرصہ اور
 گذرتا تو ظفر پانا دشوار تھا کیونکہ اس کے ستارہ کس نکل جائے سعدا جائے پھر میں ظفر نہیں پاتا خیر اس کو
 تو میں نے اسیر کر لیا اب کل ان لوگوں سے مقابلہ ہے جو کہ غیر ساحر ہیں اُنکا اسیر کرنا کیا مشکل ہے جن لوگوں کا
 ہوت تھا اُنکو سب کو اسیر کر لیا ہاں اب ایک شخص لشکر اسلام میں بہت زبردست ہے کہ جس پر ظفر پانا دشوار
 ہے کیونکہ وہ صاحب باطل ہے اگر اس سے مقابلہ ہوا تو بڑی خرابی ہوئی وہی تو سر غن اور سر آمد لشکر
 صاحب قرآن جب تک وہ اسیر باطل نہ ہوگا اسوقت تک لشکر پر ظفر پانا بیکار ہے مزداروں کو اگر کھڑ لیا
 تو کیا کمال کیا وہ اکیلا ان سب کو کاٹنی ہے کیونکہ باطل سحر کا مالک ہے خداوند تصویف اس پر ظفر پاب کرے
 خیر اسکی بھی فکر کجائے گی سمندر شاہ نے کہا کہ استاد کچھ تدبیر کر کے اسے اسم اعظم کو اُس کے قلب سے
 محو فرما دیجئے تاکہ یہ خوف جاتا رہے عشاق نے کہا کہ ان یہی تدبیر کروں گا مگر کب کہ جب وہ مقابلہ
 کرے گا اسوقت تاکہ یہ نہ ہو کہ وہ جب اس امر سے آگاہ ہو کہ میں اسم اعظم بھول گیا ہوں میرے
 قلب پر کسی نے سحر کیا ہے اور منہ پر مہر لگائی ہے کہ میں اسم اعظم نہ پڑھ سکوں اور اسکو نہ یاد دے بس اسمی
 حالت میں وہ لشکر لے کر چلا نہ جائے تو سب بخت بیکار ہو سمندر شاہ نے کہا کہ آپ کو اختیار ہے میرے

نزدیک تو مناسب یہ کہ اب مقابلہ کو کلین اور کوئی مقابلہ کو جائے ادنیٰ ساحران سب کو کافی بڑھو کہ وہ لوگ
 سحر سے تو واقف نہیں ہیں جو شکل ہوگی بس جو ساحر تھان سب کو آپ نے اسیر کر لیا عشاق نے کہا کہ میں
 کل اور مقابلہ کرونگا اور صاحبقران کو اپنے مقابلہ میں طلب کرونگا بس جب انکو اسیر کرونگا اس وقت واپس آؤنگا
 پھر جسکا جی چاہے جا کر مقابلہ کرے پھر کوئی مقام خوف نہیں ہے سمندر شاہ نے کہا کہ بہت خوب شہلاق نے کہا کہ
 ایسا دایک میری عرض ہے اگر قبول فرمائیے عشاق نے کہا کہ بیان کرو اگر لائق قبول ہوگی تو قبول کرونگا اور نہ جواب
 دوں گا شہلاق نے کہا کہ میری عرض یہ ہے کہ جن جن اسخاص ساحر دن اور غیر ساحر دنو آپ نے اسیر کیا ہے انکو قتل فرمائیے تاکہ
 دل کی بھڑاس تو بجھے اور حسرت نکلیے جیسا انھوں نے ہم سب کو پریشان کیا ہے اسکی سزا پائین اور سب کا عیوب
 لین کہ جن جن نے خدا پرستوں نے قتل کیا ہے عشاق نے جواب دیا کہ زیادہ بھراؤ نہیں اب کیا یہ لوگ رہا بھی ہوئے
 ہیں میں صاحبقران کو بھی اسیر کروں اور بادشاہ کو اور غنیمت ان صاحبقران کو بس بچان سب کو اور انکو ایک مرتبہ
 کرونگا ایسمندر شاہ میں تم سے کہ دیتا ہوں کہ جب میں صاحبقران اور غنیمت ان صاحبقران اور بادشاہ کو اسیر
 کروں بس تم یہ نہ کرنا کہ فردا مقابلہ کا حکم دواد میں ان سب کو اسیر کروں اور تم جنگ مغلوبہ کا حکم دواد ایک
 حملہ کر کے سب کو اسیر کرو اور اس طور سے حملہ کرنا اور لشکر کو گھیر لینا کہ ایک بجی کل کر جائے نہ پائے اور ان کے ہمراہ جو عورتاں ہیں
 انکو بھی اسیر کر لینا مال و اسباب بہت ہاتھ آئے گا سمندر شاہ نے کہا کہ بہت خوب بس یہ راسے جب قرار پا چکی
 سمندر شاہ نے ساتھی کو حکم دیا کہ جام شراب دے ساتھی نے سب کو شہاب پلائی سمندر شاہ نے حکم دیا کہ ارباب
 نشاط حاضر ہو کر مبارکباد گائیں اور سب اہل بزم کو خوش کریں یہ حکم دینا تھا کہ اسی وقت طائفہ حاضر ہوئے اور قہر سرور
 شروع ہوا ساتھی شراب پلانے لگا سب اہل محفل مع سمندر شاہ کے شراب پیکر مست ہوئے اسی عالم سستی میں
 سمندر شاہ نے حکم دیا کہ بچے طبل جنگ یہ حکم دینا تھا کہ نقارے پر چوب بڑی اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل پھر مقابلہ
 ہوگا اور عشاق مقابلہ کو جائے گا لشکر میں ساکنان جنگ ہوئے لگائیاں بزم عشرت آراستہ ہے سب بیٹھے ہوئے
 شراب پی رہے ہیں اور گانائیں رہے ہیں ایک طرف نے اہل دربار کی طرف دیکھ کر عزم کیا کہ اگر اجازت ہو تو چند
 شعر ایک غزل کے کہ جو شاعر نے نزل میں کہے ہیں اب لوگوں کے رو بہ و گاون اور آپ لوگوں کا دل خوش
 کروں آپ لوگ ملاحظہ فرمائیے کہ کیا اسنے خوب یہ نزل میں کہا ہے اپنی طبعی دکھائی ہے سمندر شاہ نے کہا کہ ضرور
 اسکو گادیم بھی سنیں کہ کیا شاعر نے کہا ہے کیسے شعور میں کہ جسکی تو تعریف کرتی ہے اس مطرب نے عرض کیا کہ گو وہ شعر عمدہ
 نہیں ہیں مگر نزل میں عمدہ ہیں بہت لوگوں نے نزل کہی مگر ایسی نہیں جیسی کہ اس شاعر نے کہی ہے حضور ملاحظہ
 فرمائیے یہ کہ لکھ سارندوں سے کہا کہ سارا ملاؤ اسنے گنگا کر اور پیچھے سرور میں یہ شعر کا شروع کے شعر کہیں معشوق
 کو غنیمت دہن گرا سکے تھیں ہوئے بنائیں شوخ کج رفتار کر پھر کی کاٹانگن ہوئے اس مطلع پر سب نے خوب تعریف
 کی اسنے کہا کہ دوسرا مطلع سماعت فرمائیے سب خاموش ہوئے اسنے دوسرا مطلع گانا شروع کیا تیار کسی کی بیج ہو
 او را پی گردن ہو پھر اسکے بعد بارب سرکے نالہ یہ مدفن ہو پھر سب تعریف کرتے لگے اسنے عرض کیا کہ پورے
 شعر سماعت فرمائیے پھر تعریف کیجئے کیونکہ فرما شروع کیا جاتا ہے کہ لکھ اسنے پھر دونوں مطلع گائے اسکے بعد یہ شعر شروع
 کیا شعور دہن کھیا سا ہو سینہ طباقی اور پیٹ مشکلی سا پھر اس پر کیا قیامت کراچی دار گردن ہو پھر نگاہ تیز
 کیا ٹھہری کہ گو با پیلچہ ٹھہری مکان یاری دیوار میں جس سے کہ روزن ہو پھر لب شیریں اگر معشوق کا
 قند کر رہی ہے جمعی جائیں کہ پھیں کھیاں اور اس پر بھین بھین ہو پھر فلک کی لفرقہ برداریاں ہیں دید کے قابل
 رہے ساتھی تو بختانہ میں اور سیلہ میں ساکن ہو پھر اٹھا کر نانک سینہ پر جو رکھ دے ناقہ زلیلی یقین ہے پھر نہ
 محشر تک یہاں مجنون کو دھڑکن ہو پھر بس یہ شعر جو اس مطرب نے گائے سب کا یہ حال ہوا کہ مارے

ہنسی کے لوٹنے لگے یہ بھی نہ خیال رہا کہ سمندر شاہ بیٹھا ہوا بہت تعریف کی اور بہت کچھ انعام سکون ملا اس نے
 عرض کیا کہ میں نے اسی سبب سے تو یہ شعر گائے کہ آج دن خوشی کا ہر خداوند تصویر نے یہ دن نصیب کیا کہ ہر لوگ
 کے گاتے کی نوبت آئی ورنہ جس دن سے یہاں لشکر آیا اور مقابلہ شروع ہوا سوائے رنج و صدمہ کے دوسرا امر نہ
 تھا آج استاد صاحب کی بدولت نصیب ہوا بس میں نے خیال کیا کہ یہ شعر گا کر آپ لوگوں کو خوش کروں بس
 دیوی بیان کرتا ہوں کہ یہاں تو یہ چرچا ہو رہا ہے سب خوش و غرم گانا سن رہے ہیں وہاں اپنے لشکر میں صاحبقران
 بارگاہ میں تشریف فرما ہیں دربار میں سب موجود ہیں اور وہی تقریر ہو رہی ہے جو کہ بالا رند کو ربطی پکھا جعفر
 نے فرمایا کہ آج ابھی تک طبل جنگ نہیں بجایا معلوم ہوتا ہے کہ کل مقابلہ ہو گا اگر ایسا ہو تو کیا بھی بات نہیں کسی
 نے کسی کو راضی کر کے ناموس کو طرف خاتمہ کعبہ کے روانہ کر دوں بادشاہ نے فرمایا کہ طبل جنگ ضرور بجے گا وہ کم سخت
 مہلت نہ دے گا اگر یہی امر ہے تو مہلت طلب کر لیجیے صاحبقران نے فرمایا کہ یہ ہمت گوارا نہیں کرتی ہر ایک
 کافر سے لڑ کر اور مہلت کا خواستگار ہوں اگر نہ دے تو اپنا سخن لاینگان جائے کیا فائدہ صرت اس امر کا
 خیال ہے کہ طبل جنگ کے بجنے کی خبر آئے تو میں بھی حکم دے کر دربار برخواست کروں اور سب ناموس کو
 اپنے اور سردار وطن کے جمع کر کے انکو بند نصیحت کروں اس کے بعد عبادت خلائق میں مصروف ہوں کیونکہ یہی
 شب زندگی کی شبوں میں باقی ہے یہ ذکر تھا بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ صدا سے طبل کو سن جالیوں
 میں آئی فرمایا کہ سماعت فرمائیے وہ طبل جنگ لشکر کفار میں بجایا صاحبقران و سرداروں نے بھی ہنسا صاحبقران
 نے خواجہ سے فرمایا کہ ای خواجہ ذرا خبر تو منگاؤ کہ یہ طبل جنگ کس کے نام پر لشکر کفار میں بجایا آیا اسی
 کافر کے نام پر بجایا ہے یا اور کسی کے نام پر خواجہ نے ہر کاروں کو حکم دیا وہ چلے گئے اور ابھی باہر بارگاہ کے در
 کے تھے کہ جوڑی ہر کاروں کی جو کہ لشکر اسلام کی ہرے خبر لشکر کفار میں موجود تھی وہ خبر نواخت
 طبل جنگ اور دیگر حالات دریافت کر کے طرف لشکر کے روانہ ہوئی تھی اگر یہی بجایا گیا ہے تو
 ہم اور سلام بجالائے خواجہ نے پوچھا کہ کیا خبر لائے انھوں نے دعا دے کر بادشاہ کو یوں عرض کیا کہ ہم
 لشکر میں موجود تھے کہ سمندر شاہ فرود گاہ پر طبل باز بجا کر واپس گیا لباس تبدیل کر کے دربار میں آیا سب
 سردار حاضر دربار ہوئے عشاق بھی اپنے خیمہ سے لباس تبدیل کر کے آیا پہلے تو سب نے بہت تعریف کی
 اس قدر بھولا گیا کہ بچوں کو بچوں کی طرح صلاح ہونے لگی عشاق نے کہا کہ میں کل بھر مقابلہ کرونگا اور
 صاحبقران و بادشاہ و دیگر عزیزان صاحبقران کو جب اسیر کر لیں تو جنگ مغلوب کرنا پس ہر راسے
 قرار پائی ہر ان ہر کاروں نے کل تقریر دربار سمندر شاہ کی جو کہ مرقوم ہو چکی ہے بیان کی اور کہا کہ بعد
 اس تقریر اور اسے قرار پانے کے شراب خواری شروع ہوئی ناچ گانا ہونے لگا اسی حالت
 نشہ اورستی میں سمندر شاہ نے عشاق کے نام پر طبل جنگ بجا دیا باقی خبریت ہر لشکر کفار میں
 طبل جنگ بجا کر کل وہ کافر پھر میدان میں اگر مقابلہ کرے گا صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ ہمارے لشکر
 میں بھی طبل جنگ ہے وہ طبل جنگ آخری ہے پھر اسے یقین ہے کہ بجنے کی نوبت نہ آئے خواجہ نے اور دیکر
 سرداروں نے عرض کیا کہ ابھی ہزار مرتبہ بجے گا ایسے کلمہ زبان پر نہ لائیے یہ کہہ کر خواجہ اٹھے و نقار خانہ
 میں آئے نقارہ پر خوب لگائی صدا سے نقارہ بلند ہوئی اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ کل بھر مقابلہ
 ہو گا سب نے صدا سے نقارہ سن کر یہ آیت زبان پر جاری کی ان کلمہ وانا للہ راجعون دیکر کل میں
 ظیماتان و میقے ویر بک فدا للہ والاکرام چڑھتی اور باہم کہا کہ کل خاتمہ ہو گیا ہے یہ تو نہ ہو گا
 کہ ہم رفاقت صاحبقران ترک کریں اور ایک کافر کی اطاعت کریں یا صاحبقران کو اور سب سرداروں کو

اس حالت میں چھوڑ کر نکل جائیں ہم برسوں سے صاحبِ حق ان کا ترک کھا رہے ہیں ایسا قدر دان اور بہادر
 کہان سے لائیں گے جو اطاعت کرینگے اور دنیا ہم کو کیا ہے کی پس مرگ انہوہ جتنے دار و بان نعم ہو تو اس امر کا کہ
 ایسے مقام پر موت آئی کہ جہاں سب کافر ہیں کوئی مسلمان نہیں ہر ذوق و کفن نہ نصیب ہوگا خیر نہ ہوا کسی
 پر وہ نہیں ہر جن کو نصیب ہوا انھوں نے کیا کیا اچھا ہر جو نشان قبر نہ باقی رہے اگر کسی صحابہ میں مرتے تو کیا
 سے نصیب ہوتا اہل لشکر تو یہ تقریر کرتے جاتے ہیں اور ایک دوسرے سے گلے ملتا ہوا اور سامان جنگ میں
 مفروض ہوتا انھوں سے اس امر کا کرتے جاتے ہیں کہ انھوں سے حسرت دلی نہ ملے گی کیونکہ ساحر سے مقابلہ ہر خیر ہم
 اپنا تو وار کرینگے چاہے چلے جائے ہم کیوں حسرت دل کی دل میں رہنے دین اہل لشکر کے تو یہ خیالات
 میں وہاں بارگاہ میں صاحبِ حق ان سے قبل جنگ کے بچنے کا حکم دے کر ان کو ان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ جو
 دریائے سبز رنگ کے کنارے سے لیکر اور سمندر یہ تک شریک ہوئے تھے مثل صنوبر شاہ و یقین خود
 پرست و محراب شاہ و انبیا شاہ و امثال شاہ و حیرت شاہ و مراد شاہ کے اور دیگر سرداروں کے
 بس انکو اپنی طرف متوجہ کر کے فرمایا کہ آپ لوگ کیوں اپنے کو ہلاکت میں ڈالیں کیونکہ آپ لوگ تو تارہ مسلمان
 ہوئے ہیں بس اپنے اپنے لشکر کو لیکر اور ناموس کو میرے لشکر سے نکل کر اپنے ملک کو تشریف لیجائیے
 بعد اس معرکہ کے سمندر شاہ سے مل جائیے گا انکی اطاعت کر لیجیے گا وہ آپسے کسی قسم کی فراحت نہ کرے گا
 کیونکہ اسکو جو کچھ غرض ہو ہم اہل سلام سے ہر آپ لوگ تو اس کے ہمیشہ سے مطیع و فرمان بردار ہیں اگر وہ کچھ کہے تو یہ
 جواب ہو کہ وہ لوگ ہم سے زبردست تھے ہم نے بسبب خوف جان کے انکی اطاعت کر لی تھی جب آپ نے
 انکا استقبال کیا ہم بھی نکل آئے بس وہ قبول کرے گا ان سب نے جواب میں عرض کیا کہ ہم لوگوں کا شیوہ
 نہیں ہر کہ جسکی اطاعت ترک کی پھر اسکی اطاعت کریں یا جس چیز کو برا جان کر ترک کیا پھر اسکو قبول
 کریں بس ہم کو مر جانا گوارا ہر مگر اب آپ کی خدمت سے جدا ہونا گوارا نہیں ہر یہ فرمائیے کہ سوائے موت
 کے اور کیا بخوت ہو ہم کو یہ بتائیے کہ اگر ہم اسوقت جان بچا کر چلے گئے اور کل نہ مرے تو اب ہم نہ مرینگے
 بس اگر اسکا اطمینان ہو جائے کہ اگر کل نہ گئے تو پھر نہ مرینگے تو ہم چلے جائیں اور جب کہ مرنا ضرور ہو خواہ
 کچھ بعد دو ایک دن کے تو یہ کیا ضرور ہو کہ ایسی نعمت عظمیٰ یعنی مرتبہ شہادت اور میر جنت کو ترک
 کریں اور بکواسی ضلالت میں مبتلا ہوں یہ کون سی عقل ہو جس جو اس سب کا حال ہو گا فرمائیے ہم سب کا
 حال ہو گا یہ قافلہ کا قافلہ آپ کے ہمراہ ہو گا آپ کا دامن ہمارا ہا کھ ہو گا یہ جو انھوں نے عرض کیا صاحبِ حق ان
 نے فرمایا کہ شاباش فرمادیندار اور وفادار ایسے ہی ہوتے ہیں ہم نے اس سبب سے کہا تھا کہ یہ لوگ تو برسوں
 کے میرے ہمراہ ہیں اور کیفیت دین اسلام سے آگاہ ہو چکے ہیں ہزاروں معرکہ قبل میں ہو چکے ہیں انھوں
 نے جو ترک رفائقت نہ کی تو کوئی نقصان نہیں ہر میں نے خیال کیا کہ آپ لوگ تارہ مسلمان ہوئے ہیں
 آپ نے کیا کیفیت دیکھی اور کیا لذت نہ سب اسلام کی اٹھائی نہیں میں نے اپنے دل میں تصور کیا کہ
 ایسا نہ ہو کہ آپ لوگ یہ خیال کریں اپنے دل میں کہ انھوں نے ہم کو اپنا شریک کر کے اور فقرہ دے کر
 ہماری جانیں لیں نہ ہم اسے شریک نہ کرتے نہ ہماری جانیں نہیں اس سبب سے میں نے آپ
 لوگوں سے کہا تاکہ یہ امر نہ ہو اور بعد کو کوئی شکایت کا موقع نہ ہو انھوں نے جواب دیا کہ یہ آپ کیسا
 فراموشی ہے ہم سب آپ کے ادنیٰ غلام ہیں اور آپ ہمارے مالک ہیں ہم کیا ایسے خیال آپ کی طرف
 سے کر سکتے ہیں اگر کریں تو ہم کو زیبا ہو کہ اسوقت مر جائیں تاکہ ہمارا پردہ رہے صاحبِ حق ان اور بادشاہ
 نے انکی بہت اعلیٰ کی بس یہ فرما کر صاحبِ حق ان کے کہ آپ لوگ اپنے ناموس کو میرے خیمہ خاص میں

تھوڑے عرصے کے لیے بھیج دیا کہ میں ان سے بھی کچھ کہہ سکوں اور پند و نصیحت کروں سب نے عرض کیا کہ وہ آپ کی کنیز بنیں ابھی حاضر ہوئی صرف حکم کی دیر تھی صاحبقران نے فرمایا کہ اب آپ لوگ تشریف لیں امین اور اپنے اپنے مقام پر جا کر یہ شب عبادت الہی میں بسر کریں اور دعا کریں شاید کوئی صورت نفع و ظفر کی نکل آئے اور کوئی پردہ غیب سے اسکا قاتل پیدا ہو سب نے عرض کیا کہ بہت خوب بس صاحبقران و بادشاہ نے یہ فرما کر دربار برخواست کیا اور داخل محل خاص ہوئے سب سردار اور بادشاہ اپنے مقام پر آئے اور جس کے جس کے ناموس تھے اگر مخون نے ان سے کہا کہ تم فوراً چلی جاؤ خیمہ صاحبقران میں انھوں نے تم کو یاد فرمایا ہر وہ بیچارہ ان سب خیمہ خاص صاحبقران میں آئیں صاحبقران و بادشاہ کو خبر کیا جب سردار اور بادشاہوں کی جو کہ لشکر اسلام میں ہیں ناموس جمع ہو چکے اسوقت صاحبقران نے اپنے ناموس کو اور بادشاہ کے ناموس کو اور دیگر عزیزوں کے ناموس کو اور محل عورت پر درہ نشین اور غیر پردہ نشین کو طلب کر کے فرمایا کہ اے صاحبان عفت و عصمت تم کو آج کے مقابلہ کا حل بخوبی معلوم ہو گا کہ کل تک تو ہماری ظفر ہوا کی آج صبح سے جس قدر ساحت سب کو عشاق استاد سمندر خادو سے اسیر کر لیا اور جو غیر ساحر گیا وہ بھی اسیر ہو گیا اور اس امر کا یقین ہو کہ کوئی اس پر غالب نہ آئے گا کیونکہ وہ ساحر زبردست ہو اور اس وقت اس نے پھر طبل جنگ کل کے مقابلہ کے لیے بجوایا ہر جس کل کا لشکر کا خاتمہ ہو میں نے بہت فکر کی کہ تم لوگوں کو کسی سردار کے ہمراہ کر کے طرف خانہ کعبہ کے رواء کر دوں مگر کسی نے اس امر کو قبول نہ کیا بلکہ میں نے یہاں تک کہا کہ آپ لوگ اپنے ناموس کو لے جائیں ان کے ہمراہ میرے ناموس کو بھی اس پر بھی نہ قبول کیا میں نے کہا کہ آپ صرف اپنے ناموس کو لے جائیں انھوں نے اس کو بھی قبول نہ کیا اور کہا کہ جو سب کا حال وہ انکا حال کیا انکا مرتبہ ان شاہزادیوں کے زیادہ ہو کہ جو ہماری مالک و مختار ہیں وہ تو یہاں رہیں اور ہم انکو یہاں سے روانہ کر دیں راوی نے یہاں کیا ہو کہ یہ صاحبقران نے سرداروں سے دربار میں فرمایا تھا کہ تم لوگ اپنے ناموس کو لے جاؤ خیمہ میں جو اب سرداروں نے دیا تھا اس حقیر نے بہ سبب طول کے نہیں تحریر کیا اگر وہاں تحریر کرتا تو پھر دوبارہ یہاں تحریر ہوتا طول ہوتا اس سے نہیں تحریر کیا یہ کوئی صاحب نہ فرمایا کہ صاحبقران نے سب سرداروں سے کہا تھا اور کب ہوا تھا نے یہ جواب انکو دیا تھا جو کہ تحریر ہوا صاحبقران نے ان عورت سے فرمایا کہ میں نے تم سب کو اس لیے طلب کیا ہے کہ تم سب مل کر آج شب بھر دعا کرو اور اگر خدا خواستہ کل کفار کی ظفر ہو تو تم سب کو لازماً یہ کہ قبل اس امر کے کہ کفار خیام و خیرہ تاراج کر دیں تم یہاں سے کسی طرف کو نکل جانا یہ ہرگز نہ کرنا کہ جب وہ خیام تاراج کرتے آئیں اس وقت نکل جانے کا قصہ کرو ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی اسیر ہو جائے تو بڑی خرابی ہو پس جہاں تک ممکن ہو اس امر کی کوشش کرنا اور یہ میری پند و نصیحت کو یاد رکھو کہ اگر اس آفت سے بچ کر نکل جانا ہو اور کسی تدبیر سے خدمت صاحبقران اول و ثانی میں پہنچنا ہو تو میری طرف سے ان کی خدمت میں عرض کرنا کہ یہ آپ کا غلام ہاتھ سے کفار کے مارا گیا اگر ممکن ہو تو اس کے خون کا غیوض کفار سے لے آئے اس بے بسی اور بے بسی سے کہ کفن تک ممکن نہ ہوا اور سب اس کے عزیز و اقارب تھے اس کے ساتھ کام آئے ہم سب کے سب تباہ ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں یہ فرما کر صاحبقران نے ناموس سرداران سے فرمایا کہ میں آپ

لوگوں سے ایک اور کہتا ہوں ذرا ہوشیاری کے ساتھ سنو وہ امر یہ ہے کہ اول تو میں نے اپنے ناموس کو اپنے عزیزوں کے ناموس کو اور آپ لوگوں کو سپرد خداوند کو ہم کیا اور اس کے حفظ و امان میں دیا بعد اس کے آپ لوگوں کو اپنے ناموس کے سپرد کیا اور ان لوگوں کو آپ کے سپرد کیا ذرا بہت ان سب کا خیال رکھیے گا کیونکہ یہ لوگ بالکل واقف نہیں ہیں پردہ دار میں نہ کبھی ان پر ایسی مصیبت پڑی ہے کہ جو واقف ہوں نہ تھی بلا میں مبتلا ہوئی ہیں بس جہان تک ممکن ہوا کلی ہمارے ہی نہ ترک کیجئے گا یا ہم میں نے جو آپ لوگوں سے کہا اس کا سبب یہ ہے کہ آپ لوگ جس زمانہ میں آپ لوگوں کے عزیز و اقارب حالت کفر میں تھے تو آپ لوگوں میں کہاں پردہ تھا بس ضرور ہوا کہ آپ لوگ راہ وغیرہ سے بخوبی واقف ہونے لیں جس جب خدا خواستہ یہ لشکر تباہ ہوا اور ناموس ہمارے نمایاں کے خیموں سے نکلیں تو آپ ان کا ساتھ دیجیے گا بس بعد خدا و رسول کے آپ کا بھروسہ ہے جو صاحبقران نے فرمایا سب نے عرض کیا کہ یہ کیا آپ فرماتے ہیں اول تو خداوند کریم وہ دن ملائے آپ کو ہم سب کے سروں پر سلامت رکھے کفار غارت ہوں دوسرے یہ کہ ہم کیا چیز ہیں جیسے اور کثیرین میں دوسرے ہم بھی ہیں بس جو کچھ آپ نے فرمایا ہے خدا خواستہ اگر وہ وقت ہوگا تو ایسا ہی کیا جائے گا کفار کا وقت بدعت ان ہر ایردگمان ہر اذقہ عصمت تک نہ پہنچنے پانے کا صاحبقران نے فرمایا دوسرا امر یہ ہے کہ آپ لوگ اپنے دارتوں سے اجازت لے آئیے اور اس وقت سے ایک مقام پر بیٹھیں اور خدا سے دعا کیجئے تاکہ وہ اس بلا کو دفع کرے ایک مقام پر ہونے سے یہ نفع ہے کہ پھر اس وقت ایک جا ہونے کی وقت نہ ہوگی انھوں نے عرض کیا کہ بہت خوب جو کچھ ارشاد ہوا ہم اس کی ابھی تعمیل کرتی ہیں ادھر ناموس صاحبقران و بادشاہ و دیگر عزیزان صاحبقران نے اپنے اپنے دارتوں اور صاحبقران سے کہا کہ ہم سے تو یہ نہ ہوگا کہ ہم سر دیا برہنہ کسی طرف کو صرا میں نکل جائیں اور نامحرموں کی ہم پر نظر پڑے اور کفار یہ کہیں کہ یہ ناموس صاحبقران ہیں اور ہمیں بس عورتوں کے دل میں ٹھکان لیا کہ اگر خدا خواستہ یہ خبر آئے کہ آپ کے دشمن گرفتار ہو گئے اور لشکر شکست کھائی تو اسے کو ہلاک کرینگے زندہ خیموں سے نہ نکلیں گے سوائے اس کے اور کوئی تدبیر نہیں ہے صاحبقران نے فرمایا کہ ایسا غضب نہ کرنا کیونکہ اس حالت میں اور خرابی ہے کہ نامحرم کی نگاہ میست نہ پڑے بس اس وقت میں کون مجرم ہوگا جو تم سب کی میتوں کو ایک جا کر لے گا سوائے نامحرموں کے کیسی خرابی ہوگی بس جو خدا ڈالے اس کو گوارا کرنا صبر کا بڑا اجر ہے خداوند کریم فرماتا ہے کہ ان الصابرین بس صبر کرو اور دیکھو کہ پردہ غیب سے کیا نظر ہوتا ہے جو فرمایا بس ہر ایک نبی نے اپنے وارث سے سچا کر دینے لگی ایک کرام محل معلیٰ میں پڑ گیا اور ہر ناموس سر دیا ہو اپنے اپنے خیموں میں گئے صاحبقران کی تقریر بیان کی اور اپنے دارتوں سے مل کر روئے لے گئے کہنے لگے کہ ہم تو بموجب حکم صاحبقران خیمہ ناموس میں جا کر مقیم ہوتے ہیں تم سے رخصت ہوئے ہیں بس خداوند کریم کل پھر ہم کو یہ صورتیں دکھائے اور ہم تم سے ملیں اور تم سے بس ہر ایک سردار کا ناموس اپنے وارث سے مل کر اور اس سے رخصت ہو کر خیمہ ناموس صاحبقران میں آیا یہاں صاحبقران نے بھی اور سب عزیزان صاحبقران نے اپنے اپنے ناموس کو سمجھا جاکر رخصت کیا اور خود ہر ایک اپنے خیمہ میں آیا اور عبادت خدا میں مصروف ہوا صاحبقران بنفس نفیس خیمہ عبادت میں تشریف لے گئے اور بادشاہ بھی مفرد عبادت پروردگار عالم ہو گئے ادھر سب ناموس نے مع سرداروں کے ناموس

کے بال سر دیکھ کر دیکھ کر خاک مل لی بصداء وزاری و ہزار نام و بتقراری در گاہ باری میں ہون انجا کہ نے لکین کا کرم کا سنا
 وادی رب بے نیاز تو ہی سب کا مالک و مختار ہی تیرے نزدیک اس بلا کا دفع کرنا کوئی امر دشوار نہیں ہو تو ابھی چاہے تو
 یہ سب بلا دفع ہو جائے تیرے نزدیک اس غصہ سے نجات دینا کوئی بات ہو راحم و رحیم تیری ذات ہو تو نے حضرت
 خلیل جدا مجد حضرت حمزہ صاحب قرآن کو آتش مزد سے نجات دی اس آگ کو انیر گلزار کر دیا تو نے حضرت یونس کو
 شکم حوت سے زندہ نکالا سلمان کو شیر کے پنجے سے رہائی دی اور پہنچی کی امداد کی بس تیرے نزدیک ہم سب پر رحم
 کرتے ہوئے کیا ہو رہی تو ابھی چاہے تو یہ سب بلا آسان ہوئی جاتی ہو ای خداوند کریم واسطہ تجھ کو اپنے عزت و جلال کا اور واسطہ
 تجھ کو انبیائے ماسبق کا گلشن صاحب قرآنی کو اس سوم ظلم و ستم سے بچا اور اس گلشن بجزان کو خزان سے محفوظ رکھو ہمیں
 وہ رہ نہ لالان صاحب قرآنی ہیں کہ جن تک کہ کسی تیر ظلم نہیں ہو نہ بچا اور نہ باغبان قضا نے انکی طرف دیکھا ہوا اب تو
 انکو باغبان قضا اور تیر ظلم سے بچا نہیں وہ وہ گل خوش رنگ صاحب قرآنی ہیں کہ جنکو صاحب قرآن اول و ثانی
 نے وہ سال ریاضت کر کے درست کیا ہو اور انکے سبب سے رونق گلشن شکر ہو اور کبھی ان تک دست گلچین اجل
 نہیں ہو نہ بچا ہوا اب بھی دست گلچین اجل سے انکو بچا اور اس باغبان میں وہ وہ شجر تازہ ہیں کہ جو ابھی پورے
 نشوونما کو نہیں ہوئے ہیں اور ابھی سبزہ تک نہیں نکلا ہو اور انکو صاحب قرآن اول و ثانی نے اپنے خون دل و جگر
 سے سینچا ہو انکو اس آفت خزان سے محفوظ رکھو اس گلزار شکر میں وہ وہ گل تازہ رہتے ہیں کہ جنکی خوشبو
 سے دماغ جان معطر ہوتا ہو انکو آفت تباہی سے بچا تو بڑا رحیم ہو اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو اس بلا سے نجات
 دے ہماری اس التجا کو سن لے راوی بیان کرتا ہو کہ ناموس تو یوں بلک بلک کر دعا کر رہے ہیں اور کل اہل شکر
 کیا ادا لے اور کیا اعلیٰ یعنی سائیس تک دکل سرداران شکر و عزیزان صاحب قرآن سجاد و غیر بیٹھے ہوئے عبادت
 احدی میں مصروف ہیں اپنی مغفرت کی دعا کر رہے ہیں کوئی کتا ہو کہ تو ہی بچانے والا ہو کوئی سچو دین ہو کوئی رکوع
 میں کوئی قنوت پڑھو رہا ہو کوئی سلام پھیر رہا ہو کوئی سجدہ شکر میں مصروف ہو کوئی ہاتھ اٹھائے دعا مانگ رہا ہو
 کوئی مناجات پڑھ رہا ہو کوئی صحیفہ ابراہیم کی تلاوت کر رہا ہو کوئی فتح و فطر کی دعائیں مصروف ہو صاحب قرآن و
 بادشاہ اپنے اپنے مقام پر مشغول عبادت پروردگار ہیں ہلا یہ شکر میں پھر رہا ہو ہر ایک بیدار ہو عجب وہ
 شب تھی گویا اہل اسلام کے لیے شب قدر تھی گو شب قدر کو سب خوش ہوتے ہیں آج وہ حال نہیں ہے سب
 منہوم و رنجور ہیں عبادت خدا میں مصروف ہیں یہاں شکر اسلام کا تو یہ حال ہو اور شکر کفار کی حالت کچھ تو
 تحریر ہو چکی ہو اور کچھ اور تحریر ہوتی ہو کہ محبت رقص و سرود و ہر باہر ناچ و زنگ ہو رہا ہو سب خوش خوش
 بیٹھے ہوئے ہیں نصف شب کے قریب رات آچکی ہو ابھی تک سمندر شاہ نے دربار نہیں پرخواست کیا ہو
 ظلا یہ پھر رہا ہو کہ ہر کارے حاضر دربار سمندر شاہ ہوئے انھوں نے بعد بدعا دینے کے عرض کیا کہ ہم شکر
 اسلام میں موجود ہیں کہ خبر فواخت طبل جنگ ہو چکی اب سمندر شاہ نے گانے والوں کو منع کیا کہ تم جاؤ
 یہ حال بیان کر لیں پھر گانا وہ تم گئے سمندر شاہ نے کہا کہ پھر کیا ہوا انھوں نے عرض کیا کہ صاحب قرآن
 نے بھی طبل جنگ بجوایا اور سرداروں سے یہ تقریر کی جب سب سے جواب پا چکے دربار پر خواست کیا
 ہر کاروں نے جو تقریر یا ہم سرداروں اور صاحب قرآن میں ہوئی تھی سب بیان کی ہر کاروں نے
 عرض کیا کہ اب کل اہل شکر مع صاحب قرآن و بادشاہ و سرداروں کے عبادت خدا میں مصروف
 ہیں اپنے خدا کی عبادت کر رہے ہیں اور رہے ہیں اور کل ناموس ایک تھے میں الگ دعا مانگ
 رہے ہیں عجب تلامذہ مجاہد ہو سمندر شاہ نے کہا کہ خیر مع کو دیکھا جاوے گا ہم دیکھتے ہیں کہ اب کل ان
 سب کو انکا خدا بچا لے گا انکو اپنے خدا پر بڑا بھروسہ ہو اب کوئی صورت انکے مفکر کی نہیں ہو نہ وہ ان کے

کہ وہ میری اطاعت کریں اور دین اسلام ترک کر دیں تو تو انکو قتل ہوئے سے نجات ملیگی ورنہ کیا ممکن ہے جو سمندر شاہ نے
 کہا شلاق بولا کہ ان لوگوں کا مقولہ ہے کہ ہم موت سے نہیں خوف کرتے ہیں مرے کو حیات خیال کرنے ہیں اگر ہماری زندگی
 خدا کی طرف سے ہو تو وہ ہماری حفاظت کریگا کوئی ہکو قتل نہیں کر سکیگا اگر قضا آگئی ہے تو کیا چارہ ہو ہم لاکھ اس سے بچنے کی
 تدبیر کریں گے کچھ نہ ہوگا وہ یہ شعر پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا بھروسہ ذات خدا پر ہے اور یہ مضمون شعر ہر ایک کے روبرو بیان
 کرتے ہیں شعر روزیکہ قضا باشد روزیکہ قضا نیست روزیکہ قضا نیست در درگ روا نیست بدو گز اگر تیغ عالم
 یہ جنبد ز جانی نہ ہزد رسکے تا نحو ابد خدا ہے اور کہتے ہیں کہ کوئی بلا ایسی نہیں ہے کہ دفع ہو سکے نہ کوئی مشکل
 ایسی ہے کہ آسان ہو سکے پس ہر بلا و ہر مشکل میں انسان کو صبر زیا ہے یہ اہل اسلام کا قول ہے سمندر شاہ نے کہا کہ
 دیکھتے ہیں کہ کل وہ نجات پا جائیں گے اور انکا خدا جسکی وہ عبادت کر رہے ہیں انکو بجائے گاہبت بھروسہ آپس کرتے ہیں
 یہ کہ سمندر شاہ نے دربار برخواست کیا اور یہ کہا کہ استاد دن بھر کے تھکے ہوئے ہیں یہ بھی جا کر آرام کریں کل بھرون کو
 مقابلہ کرنا ہے میں سب دربار سے اٹھ اٹھ کر اپنے اپنے مقام پر اگر خواب مرگ میں مبتلا ہوئے راوی نے بیان کیا ہے
 کہ وہ رات ایسی تھی کہ جیسے شب غم ہوتی ہے پس اس رات کی یہ حالت تھی کہ ہر طرف ایک عالم تاریکی اور سننا تھا
 وہ رات بھی اہل اسلام کے غم دالم ہیں سیاہ پوش تھی سائیں سائیں جنگل کر رہا تھا باوجودیکہ درخت پتھر آئز سے
 ہوئے تھے آئین ملا یہ پھر رہا تھا اگر آپس بھی سننا تھا ہر طرف سے مھرائی جا لور و سکے بسنے کی صدا آرہی تھی آسمان پر
 یہ عالم تھا کہ انجن انجن بر آو اسی تھی مابت شال عزا ڈالے ہوئے تھا چاندنی ملکی تھی گو نکلی ہوئی تھی وہ آسمان پر
 کشان نہ تھی آسمان نے نشان غم دالم نکالا تھا وہ اس نہیں گر رہی تھی بلکہ آسمان اشک غم اپنی چشم نم سے
 گزار رہا تھا اور حال اہل اسلام کے وہ رات باوجود چاندنی رات ہوئے کے ایسی تاریک تھی کہ کچھ دکھائی نہ دیتا
 تھا ہر طرف پر دو غمات معلوم ہوتا تھا ایک عجب عالم تھا نیا نقشہ تھا راوی نے بیان کیا ہے کہ وہ رات اہل اسلام
 کو عبادت خدا میں بسر ہوئی مابت اب بعد حال پریشان انجن انجن روان روان طرف مغرب کے روانہ ہوئے سحر غم نے اپنا
 نمبر کیا گریبان جج غم میں اہل اسلام کے جاگت ہوا آفتاب نے افق مشرق سے نزول کیا مگر عجب حال سے کہ چہرہ
 سبب افراط غم دالم کے زردیالا عجب ملال نورجی کہ کہ نقاب گرد و ملال رخ بر پڑی ہوئی تلک پر نکلا بس مواد نون
 نے بانگ التذکر بلند کیا پس سب اہل اسلام نے تجدد و وضو کیا فریضہ سحر کو بعد خضوع و خشوع ادا کیا ہر ایک اپنے
 تیغ و ظفر کی دھما مگ کر سجادے پر سے اٹھا زیر لباس کفن پہنا مشت خاک اٹھا کر گریبان میں ڈالی اور کہا کہ اے
 خاک تو قبر ہو جا اور اے کفن کے لباس پہنا ہتھیار لگائے شکر اتنے عرصہ میں تیار ہو گیا مگر کیا باحواس سے تھے کہ
 مرنے سے بے ہراس تھے یہ خیال تھا کہ چہرہ و نہر آو اسی نہ معلوم ہو ورنہ کفار مضحکہ کرینگے کہ یہ لوگ مرنے سے تو خوف
 کرتے نہ تھے اب کیوں چہرہ و نہر آو اسی ہے پس ایسے خیال سے بشاش بشاش چہرہ و نہر بالکل ہراس کا نام نہیں جب
 لشکر بھی تیار ہو گیا اسکو طرف میدان کے روانہ کر کے خود در دولت چسب الممول آکر حاضر ہوئے آدم
 صاحبقران نے بھی ناز بھیج سے فراغت کو کے اسکو طلب کیے خادم نے صندوق اسکو حاضر کیا سب تبرکات
 جسم پر آراستہ کیے دے تیغ و ظفر اپنے خالق سے مانگ کر سجادے پر سے اٹھے خواجہ عقب پشت کھڑے ہوئے تھے
 صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا کہ کیا خبر ہے خواجہ نے عرض کیا کہ سب سردار در دولت بر حاضر ہیں صرف
 جہان بنا کے برآمد ہونے کی دیر ہے لشکر طرف میدان کے روانہ ہو چکا ہے پس یہ سنکے صاحبقران مرکب پر
 سوار ہوئے خواجہ سے صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ آج لشکر کا خاتمہ ہے یہ ساحر زبردست ہے دیکھیے
 انجام کیا ہوتا ہے خواجہ نے عرض کیا کہ رات بھر میں میں نے اور چند عیاروں نے لشکر کفار کا اس قصد
 سے پھیرا کیا کہ اگر موقع مل جائے تو عیاری کریں مگر اس نابکار کا خیمہ نہ ملا اول تو وہ نصف شب تک

اور بارہین چھتار با پھر جو خیمہ میں آیا تو کچھ ایسا بند و بست کیا کہ خیمہ غائب ہو گیا اہلوگ واپس آئے صاحبقران
 نے فرمایا کہ معلوم ہوا قضا گئی ہے خواجہ نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا مگر اس امر کا خیال رہے کہ بندہ تو
 لشکر سے جلا جا چکا تھا طرف خانہ کعبہ کے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں جب میں دیکھوں گا کہ لشکر شکست کھانیکو
 ہو اسوقت صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ تم اسوقت چلے جاؤ تو بہتر ہو میرا بھی کام نکلے گا کہ میں تمہارے ہمراہ
 اپنا ناموس کروں گا خواجہ نے جواب دیا کہ یہ تو نہیں ہوگا کہ میں اسوقت چلا جاؤں پس جب کوئی دوسری حالت لشکر
 کی دیکھوں گا اسوقت کوچ کروں گا ناموس کی بابت جو اپنے فرمایا تو اسکا کیا جواب دوں یہ ہی جواب ہے کہ میں خود اپنے
 ناموس کو چھوڑ جاؤں گا اس آفت میں انکو کمان نہ جاؤں گا بس یہ امید رکھنا مجھ سے بیکار ہو میں اپنے پیچھے یہ بلا
 نہ لگاؤں گا جگو معاف فرمائیے یہ مجھ سے نہ ہوگا جگو اپنی جان بچانی دشوار ہوگی نہ معلوم کیونکر میں وہاں پہنچوں
 صاحبقران نے فرمایا کہ خیر بس صاحبقران یہ باتیں کرتے ہوئے درود ملت پر آئے سب سرداروں کو
 وہاں جمع پایا سب نے سلام کیا صاحبقران نے سب کا مجرا و سلام لیا اور مرکب پر سے اتر کر کھڑے ہوئے
 اور صربا و شاہ بھی عبادت سے فراغت کر کے اور لباس وغیرہ سے آراستہ ہو کر تخت پر سوار ہو کر برآمد ہوئے
 سب ناموس سے ملے ہر ایک روئے لگا جب بادشاہ برآمد ہوئے ہیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کھڑے گھر
 سے جنازہ نکلتا ہے پس بادشاہ سب کو رخصت کر کے برآمد ہوئے چلے صاحبقران کا مجرا ہوا اسکے بعد اور
 سب کا مجرا و سلام ہوا پس بادشاہ سب کو ہمراہ لیکر طرف میدان کے روانہ ہوئے میدان میں پہنچے
 یہاں لشکر آجکا تھا بس صف بندی کا حکم فرمایا صف بندی ہونے لگی یہاں صف بندی ہو رہی ہے اور سمندر شاہ
 بیدار ہوا عشاق اسباب سحر سے آراستہ ہو کر اپنے خیمہ سے نکلا اور سب سردار حاضر ہوئے پس سمندر شاہ
 بھی کل لشکر کو ہمراہ لیکر خوشی خوشی میدان بنزد میں آیا یہاں بھی صف بندی ہوئی جب دونوں طرف صف بندی
 ہو چکی سقون نے ٹھکر آباشی کی نقیبوں نے ٹھکر نقابت کی بس جب نقیب نقابت کے لشکر و نہیں واپس
 آئے نہ لشکر کفار سے عشاق نے اپنے تخت کو بڑھایا اور میدان میں اتر تخت کو روکا مبارز طلب کیا بس
 لشکر اسلام سے ابھی کوئی نہ نکلا تھا کہ طرف سے طلسم فیروز کے ابر سفید رنگ نمودار ہوا اور وہ ابر
 قریب ان دونوں لشکروں کے آکر قائم ہوا سب نے دیکھا کہ اس ابر سے اثر در آتش نشان پیدا ہوئے
 کہ انکی پشت پر نشان لشکر تھے پھر برون پر نشانوں کے تعریف خدا اور نعمت رسالت پناہ تحسیر بخشی پس
 وہ اثر در ایک طرف قائم ہوئے و دونوں لشکروں کے لوگ دیکھنے لگے کہ یہ لشکر کسکا آتا ہے اہل اسلام پر
 یہ امر تو ضرور ثابت ہو گیا اور کفار پر کہ یہ جو لشکر آ رہا ہے ساحر و نکاحی اور ساحر بھی مطلع اسلام ہیں یہ لوگ تو
 یہ دیکھ رہے تھے کہ جب وہ نشان لشکر آئے پکے جلوس سواری آیا بعد جلوس سواری کے آمد لشکر شروع ہوئی
 ساحر قاز و قرقرے پر سوار سحر سے نیرنگ سازیاں کرتے ہوئے نمودار ہوئے اہل اسلام نے پہچان لیا کہ
 یہ ساحر طلسم فیروز کے ہیں مگر سمندر شاہ وغیرہ نے نہ پہچانا بلکہ طائران سحر روانہ کیے تاجر دریافت کر کے
 حاضر ہونے اور حرمتمتن جاؤ نے جو دشکر صف آرا دیکھے اور پہچانا کہ ایک لشکر تو لشکر اسلام ہی
 دوسرا لشکر کفار ہی بس دیکھا کہ ایک ساحر تخت پر سوار لشکر اسلام کی طرف منہ کیے ہوئے دیکھ رہا ہے
 اور لشکر اسلام سے کوئی مقابلہ کو نہیں نکلا بس اسنے بذریعہ طائران سحر کے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا
 کہ لشکر اسلام سے اور کفار سے مقابلہ ہو رہا ہے پہلے تو کئی معرکہ ہوئے ہر معرکہ میں اہل اسلام غالب
 آئے اب کل سے عشاق استاد سمندر شاہ نے ٹھکر مقابلہ کیا چنانچہ جب قدر ساحر لشکر اسلام میں زبردست
 تھے سب اسیر ہو گئے تھے کہ مریخ آفتاب علم تک سیر ہو گیا اب کوئی ساحر لشکر میں ایسا نہیں ہے کہ جو

مقابلہ کرے بس آج بھر میدان داری ہوئی ہو اور اسنے لشکر مبارک طلب کیا ہوا ب غیر ساحر و نکا نصیب ہر کہ نکل کر
مقابلہ کریں چنانچہ خود صاحبقران قصد کر رہے تھے کہ انکے لشکر کی آمد شہر دہلوی سب اس طرف متوجہ
ہو گئے اس سبب سے کوئی نہیں نکلا یہ سننا تھا کہ تہمتن جادو کو بہت غصہ آیا اور سردار ہون سے کہنا
کہ تم تو لشکر لیکر خدمت صاحبقران میں جاؤ میں اسکا سر لیکر حاضر خدمت ہوتا ہوں میری طرف سے عرض
کرنا کہ غلام اسکو سزا دے لے اور اپنے آقا اور مالک کا عجب عرض لے لے تو پھر حاضر ہو صاحبقران دیکھ رہے
تھے اور دونوں لشکر کے سامنے سے تخت پر سوار تہمتن جادو و نظر آیا عقب میں تین لاکھ ساحر و ن کا
لشکر تھا بس اسنے صاحبقران یعنی بدیع الملک کو دیکھ کر جھک کر سلام کیا اور بادشاہ اسلام کو چونکہ
اسکو پرچہ اخبار سے معلوم ہو چکا تھا اور سردار ہون کو طرف لشکر اسلام کے مع سپاہ کے جانے کا
حکم دیا اور کہا کہ جدھر ساحر و ن کا لشکر ہو اور جہاں کہ تم لوگ بھی صفت باندھ کر کھڑے ہو میں بھی آتا ہوں
یہ کہ اور اپنا تخت طرف عشاق کے بڑھایا صاحبقران نے جو تہمتن جادو کو آدھ جاتے ہوئے
دیکھا پکار کر فرمایا کہ بھائی تہمتن جادو و کچھ دیر تو دم لیا ہوتا پھر مقابلہ کو نکلے ہوئے تہمتن جادو نے
اسی مقام پر سے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ غلام اسکو سزا دے لے تو پھر حاضر ہو کر قدمبوسی حاصل کرے یہ لشکر
حاضر ہوتا ہے جسکو جس طرف حکم ہو صفت آرا ہو یہ کہ کھرا در تخت آڑا کر آدھ کو چلا دھرتیں لاکھ ساحر خدمت
صاحبقران و بادشاہ میں پہونچے سب نے قدمبوسی حاصل کی صاحبقران وغیرہ انکو بھجانتے تھے
سردار ہون سے دریافت فرمایا کہ کیونکر آدھ کو آنا ہوا انھوں نے سب واقعہ عرض کیا کہ ہمارے آقا کا
نامہ پہونچا تھا کہ سمندر شاہ سے اور صاحبقران سے مقابلہ ہوا ہے ملک آؤ چنانچہ تہمتن جادو ہمارے
افسران کے جو کہ آقا کی طرف سے حاکم تھے وہ فوراً لشکر لیکر روانہ ہوئے راوی نے بیان کیا ہے کہ اسی
زمانہ میں جب سمندر شاہ لشکر لیکر آیا ہے تو سب نامہ بردار پس آئے تھے یعنی مریخ آفتاب علم کے
اور فیصلہ صاف باطن اور آفاق شاہ کے چونکہ کوئی ضروری امر نہ تھا کہ آٹھ سال ٹھہر کر کیا جاتا
اس سبب سے نہیں ٹھہر کر گیا خلاصہ یہ کہ سب کو معلوم ہوا تھا کہ جن جنگو میں طلب کیا ہے سب لشکر
لیکر آتے ہیں ہاں امر ضروری تھا کہ ہر ایک کو اپنے اپنے طلب کیے ہوئے لوگوں کا انتظار تھا اور یہ
خیال تھا کہ راہ میں ہونے چنانچہ تہمتن جادو فراسوقت آ پہونچا اسی طور سے ہر ایک آگیا بس جب
سردار ہون نے صاحبقران سے سب حال عرض کیا صاحبقران نے حکم دیا کہ جہاں سب ساحر
صفت بستہ کھڑے ہیں تم بھی اپنے لشکر کی صف آراستہ کر دچنانچہ اسی مقام پر ان ساحر و ن نے بھی
اپنے لشکر کی صف بندی کی تین لاکھ ساحر صفت باندھ کر کھڑے ہوئے اور سردار ان سحر نے سمندر شاہ
کو خبر دی کہ یہ لشکر طلسم فیروز سے براے ملک اہل اسلام طلب کیا ہوا مریخ آفتاب علم کا آیا ہے اور
اسکا حاکم تہمتن جادو ہے جو کہ لشکر کو لشکر اسلام کی طرف روانہ کر کے خود براے مقابلہ استاد صاحب
کے آتا ہے سمندر شاہ نے کہا کہ اسکی بھی قضا اسکو طلسم فیروز سے لائی ہے جب مریخ آفتاب علم
استاد کا کچھ نہ کر سکا تو یہ کیا کر لیا سمندر شاہ تو یہ کہ رہا تھا کہ تہمتن جادو و تخت آڑا کر قریب عشاق
پہونچا اور کہا کہ ادنا بکار تو نے بہت سرائٹھا یا ہے بس خیریت اسی میں ہے کہ رد مال سے ہاتھ باندھ کر
خدمت صاحبقران میں حاضر ہوا درمیرے آقا و مالک مریخ آفتاب علم کو راکر دے ورنہ
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا عشاق نے جواب دیا کہ تو خود اپنے ہاتھ باندھ کر میرے ہمراہ چل کہ میں
سمندر شاہ سے تجکو ملا دوں ورنہ یاد رکھ کہ مثل اور سبکے تجکو بھی اسیر کر لوں گا اور اپنے نام سے

آگاہ کرد اس امر سے کہ تو کمان سے یہ نشکر کیا آیا ہو تاکہ میرے ہاتھ سے گتام نہ مارا جائے تمہیں جادو نے
جو ابدیہ کہ بہادر و ن کا نام زبان شمشیر سے ظاہر ہوتا ہے خیر آگاہ ہو کہ میرا نام تمہیں جادو ہے اور میں
ملازم ہوں صریح آفتاب علم کا اپنے آقا کی طرف سے حاکم طاسم فہر وزیر تھا کہ حکم نامہ ہو سچا کہ تو نشکر
لیکھ فوراً حاضر ہو بس میں تین لاکھ سا حریک حاضر ہوا یہاں اسکر معلوم ہوا کہ کل سے تو مقابلہ کر رہا ہے اور تو نے
بہت اہل اسلام کو پریشان کیا ہے اور میرے آقا کو دھوکے سے اسیر کیا ہے بس میں خدمت صاحبزادان میں
بھی گیا اسی طرف آیا کہ پہلے جگہ سزا دے لوں تو پھر قند مہوسی حاصل کر دوں لا گیا حریہ رکھتا ہی یہ سگنا
تھا کہ عشاق نے دستک دی کہ ایک سوار صحرایہ پیدا ہوا عشاق نے اشارہ کیا کہ اسکو قتل کر
بس تمہیں جادو فوراً تخت پر سے کودا اور زمین پر آکر دستک دی کہ ایک اثر در پیدا ہو بس یہ اثر در
پر سوار ہوا اور اثر در کے اوپر کوڑا کیا کوڑا کرنا تھا کہ پشت اثر در سے برقی کوند کراس سوار پر
گری کہ وہ سوار ملی لٹا ہو گیا اور عشاق بھی تخت پر سے کودا اور بسے بھی دستک دی ایک اثر در
اور صحرایہ پیدا ہوا یہ اثر در پر سوار ہوا اور اسے بھی کوڑا کیا اسکے اثر در کے سر سے برقی کوند کر
بلند ہوئی تمہیں جادو نے پھر کوڑا کیا کہ پھر برقی کوند کر بلند ہوئی و دون برقیں باہم ملکر پٹنے لگیں
و بجلیاں باہم بالاب ہو اچھلنے لگیں بڑے غصہ تک و دون برقیں باہم ہو ابرو اکیں کہ تمہیں جادو
نے دستک دی و دون برقیں کوک کر عشاق پر چلیں عشاق نے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر
دستک دی کہ وہ و دون پھر کر تمہیں جادو کی طرف چلیں تمہیں جادو نے جوابی طرف آتے ہوئے
دیکھا بس دستک دی کہ وہ ہوا پر قائم ہو گئیں بس ابکی جو تمہیں جادو نے دستک دی و دون
برقیں کوند کر نشکر سمندر شاہ پر گرین اور کئی سی سا حریون کو جلا کر خاک کر دیا نشکر میں ایک تلاطم
مچ گیا سب ڈبائی دینے لگے یہ جو صدا کان میں عشاق کے آئی بس ایک مرتبہ پلٹ کر دیکھا یہ واقعہ
نظر آیا بس اسنے برہم ہو کر اسم سحر پڑھ کر دستک دی دستک کا دینا تھا کہ وہ برقیں یا تو نشکر
سمندر شاہ پر کوند کوند کر گر رہی تھیں یا ایک مرتبہ بلند ہو کر طرف نشکر اسلام کے کوک کر چلیں
کوڑا کے کی صدا جو تمہیں جادو نے سنی اور دیکھا کہ اب برقیں نشکر کفار پر نہیں گرتی ہیں پلٹ کر طرف
آسمان کے دیکھا کہ و دون برقیں جب کر نشکر اسلام پر گرا جاتی ہیں بس فوراً تمہیں جادو نے پشت
اثر در پر سے جھک کر خاک زمین سے اٹھائی اور اسبراسم سحر پڑھ کر جو برتوں کے اوپر ماری خاک کا
مارنا تھا کہ وہ برقیں خاک سیاہ ہو گئیں و دون نشکر وں نے دیکھا کہ و دون مکشے ریشمان
کے باہم لپٹے ہوئے خاک پر گرے ان برتوں کا ثنا تھا کہ عشاق کو غصہ آگیا اپنے اثر در کو اشارہ
کیا کہ وہ قلابہ آتشیں چھوڑتا ہوا طرف تمہیں جادو کے جلا تمہیں جادو نے جو اثر در کو اپنی طرف
آتے ہوئے دیکھا اپنے بھی اثر در کو اشارہ کیا وہ بھی جلا بس باہم و دون اثر در لڑنے لگے اور
قلا بہ چھوڑنے لگے یہ و دون اسی لمبے سے پشت اثر در پر سوار ہیں اثر در لڑ رہے ہیں نوبت باہم
رسید کہ اثر در تمہیں جادو و اثر در عشاق پر غالب آنے لگا اور یہ مغلوب ہونے لگا عشاق نے
یہ واقعہ دیکھا فوراً سحر کیا کہ اثر در نے ایک ایسا قلابہ آتشیں چھوڑا کہ وہ جادو آگ تمہیں جادو پر
پڑی یہ اسکے دفع کرنے میں مصروف ہوا کہ عشاق نے سحر کیا کہ ایک برقی کوند کر تمہیں جادو
پر گری کہ کانسہ سر میں در آئی فوراً تمہیں جادو نے سحر کیا کہ وہ برقی کوند گئی مگر زخم کاری لگا
خون سر سے چہنے لگا غشی سی تمہیں جادو و برطاری ہوئی بس عشاق نے گنبد کی طرف اشارہ کیا

کہ گنبد سبکت ہوا کیونکہ وہ تو اسی طور سے گردش کر رہا تھا اور بشت ہوا اور ایک ریمان پیدا ہوئی کہ جو سرور
 گردن تہمتن جادو میں پڑی اور تہمتن جادو کو وہ ریمان کھینچا اسی گنبد میں لیگی اور مثل سبکت
 قید کیا جب تہمتن جادو اس طور سے اسیر ہو گیا عشاق نے مبارز طلب کیا لشکر تہمتن جادو
 سے کئی ساحر لکھے اسیر ہوئے اب اسنے پھر مبارز طلب کیا کہ خود صاحبقران نے قصد کیا تھا کہ بادشاہ
 سے اجازت لیکر برائے مقابلہ جاؤں کیونکہ خیال فرمایا تھا دل میں کہ سولے میرے میرے کسی سے قتل
 نہوگا کیونکہ میں مالک باطل السحر ہوں بس صاحبقران قصد کر رہے تھے کہ صحران کی طرف سے گرد آڑی اور
 آسمان پر ابر نمایان ہوا وہ گرد قریب آکر شق ہوئی دو سو علم نشان و دلاکھ سپاہ کے ظاہر ہوئے
 پھر ہرون پر تعریف خداوند کریم مرقوم تھی علیارون نے قریب لشکر اسلام آکر صاحبقران و بادشاہ
 و قیصر صاف باطن کو سلام کیا اب جو پہچانا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر غیر ساحرون کا طلسم مرآۃ العدم
 سے برائے ملک آیا ہے بعد نشانوں کے اور سب سامان گذرا اسے بعد و دلاکھ کا لشکر غیر ساحرون کا
 نمودار ہوا سب نے صاحبقران کو اور سب کو سلام کیا بموجب حکم صاحبقران وہ لوگ صف باندھ کر
 کھڑے ہوئے آنے کا حال دریافت کیا انھوں نے عرض کیا کہ ہمارے بادشاہ کا نامہ گیتا تھا بس مرآت جادو
 و دلاکھ ساحر اور دلاکھ غیر ساحر لیکر روانہ ہوئے وہ بھی آتے ہیں چنانچہ یہ ابراہیمین کی آمد کا ہی یہ
 باتین ہو رہی تھیں کہ وہ ابر شق ہوا اور نشان لشکر پیدا ہوئے اور ہرون پر تھے بس سب نے
 سلام صاحبقران وغیرہ کو کیا اور مجدد ساحرون کا لشکر تھا جا کر صف باندھ کر کھڑے ہوئے سب نے
 دیکھا کہ مرآت جادو و دلاکھ بر سوار عقب میں لشکر پیشا نمودار ہوا اسنے جو د و لشکر صف آرا
 دیکھے اور دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ عشاق لشکر اسلام سے مبارز طلب ہی بس اپنے لشکر کو
 تہمتن جادو کے مانند لشکر اسلام کی طرف روانہ کر کے اور بادشاہ اور صاحبقران اور اپنے
 آقا کو سلام کر کے طرف عشاق کے چلا آدھر ہکارون نے سمندر شاہ کو خبر دی کہ طلسم مرآۃ العدم
 سے مرآت جادو و دلاکھ ساحر اور دلاکھ غیر ساحر لیکر صاحبقران کی ملک کو آیا ہے اور لشکر کو
 لشکر اسلام کی طرف روانہ کر کے خود برائے مقابلہ عشاق آتا ہے سمندر شاہ نے کہا کہ یہ بھی مثل
 تہمتن جادو کے اسیر ہوگا آدھر مرآت جادو کو جو صاحبقران نے طرف جابے دیکھا فرمایا کہ تمہارے
 یہ ساحر زبردست ہے اور تم جھکے ہوئے ہو اور کوئی مقابلہ کر لے گا مرآت جادو نے ماتم جوڑ کر جواب دیا کہ تو
 غلام اس سے مقابلہ کریگا یہ کہہ چلا آدھر عشاق نے دیکھا کہ ایک ساحر میری طرف آتا ہے ولین
 خیال کیا کہ تو کہاں تک مقابلہ کیے جائیگا یہ تو اسی طور سے برائے ملک آتے جاینگے بس بہتر یہ ہے
 کہ اب مقابلہ نہ کر جو ساحر خواہ زبردست خواہ زبردست آئے خاک قبر جمشیدی سے گرفتار کر
 ولین بیخاں کر کے جھولی سے خاک نکالی اور اس قصد سے کھڑا ہوا کہ جب یہ قریب آئے اسیر
 ماروں بس جیسے ہی مرآت جادو و قریب آیا اس کا فر نے کیا کیا کہ وہ خاک ماری مرآت جادو
 تو اس حال سے غافل تھا تمام خاک اسیر چڑی اور دو بے حس و حرکت ہوا اس نا بکار نے
 مرآت جادو سے زمام دریافت کیا نہ مقام کا نشان یہ حرکت کر بیٹھا صرف استقدر تو
 مرآت جادو نے عشاق سے کہا کہ آدھر عشاق تو پہلے بڑی دغاکی یہ خلاف جو انفرادی کام کیا
 مرآت جادو کی تقریر سنکے عشاق نے جواب دیا کہ پھر کیا کروں کسی طور سے ادا فی کا خاتمہ تو ہو
 یہاں کے ساحر اسیر ہو چکے اب اور ملکوں سے چلے آتے ہیں میں کہاں تک ہر ایک سے مقابلہ کروں اب

میں نے یہ طریقہ اختیار کیا مرأت جادو نے تصدیق کیا کہ کچھ جواب دوں بگڑاقت جواب دے چکی تھی جس حرکت
زائل ہو چکی تھی جواب نہ دے سکا جھوم کر طاؤس پرستے گرنے لگا کہ عشاق نے گنبد کی طرف اشارہ
کیا اسی طو سے ریمان پیدا ہوئی اور مرأت جادو کو بھی باندھ کر گنبد میں کھینچ لیا اور بند کیا سب
ساحر اور غیر ساحر جو کہ اسیر ہوئے تھے مثل ما ہی بے آب کے تڑپ رہے ہیں جس خاک پر پڑے ہیں
یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ خاک نہیں ہے بلکہ آگ ہے ہر ایک کے جسم میں آبلہ بڑے ہیں کیا کریں ناچار ہیں
میں بیان عشاق نے مرأت جادو کو اسیر کر کے سباز طلب کیا پس صاحبقران نے خواجہ سے
فرمایا کہ بکار کر کہدو کہ اب نہ کوئی ساحر نہ کوئی غیر ساحر میرے مقابلہ نکلے میں جا کر مقابلہ کرو نگار و سرا
امر یہ بھی تھا کہ بعد اسیر ہونے مرأت جادو کے چند ساحر کے لشکر کے نکلے تھے وہ اسیر ہو چکے تھے
پرا بند ہو گیا تھا بس خواجہ نے بکار کر کہنا اور میدان کو فرق کیا صاحبقران و بان سے روبرو
بادشاہ کے شریف لائے بادشاہ نے فرمایا کہ کیا قصد ہو آپکا صاحبقران نے فرمایا کہ اب میں
مقابلہ جاؤنگا کیونکہ اس امر کا یقین ہے کہ جو مقابلہ کو جائیگا اسیر ہوگا خواجہ ساحر ہو خواہ غیر ساحر ہو
بس کیا ضرور ہے کہ بکار کو بندگان خدا کا خون ہوا و رزحمت ہو میں خیال کرتا ہوں کہ بد و ن میرے
جائے ہوئے یہ معرکہ سر نہوگا کیونکہ وہ ساحر زبردست ہے بس جو ساحر مقابلہ کو جائیگا اسیر ہوگا
غیر ساحر کی تو کیا اصل ہو اور میں مالک اسم اعظم ہوں میرے اوپر اسکا سحر اثر نہ کریگا بس میں قتل
کر لوں گا یہ جو صاحبقران نے فرمایا بادشاہ نے تخت زمین پر رکھوا دیا اور دونوں ہاتھ گلے ہیں
صاحبقران کے ڈال دیے سب سردار اور عزیز اسی مقام پر جمع ہو گئے اپنے اپنے مقام سے آکر
بادشاہ نے صاحبقران سے کہا کہ یہ نہوگا کہ آپ مقابلہ کو جائیں پہلے میں مقابلہ کروں پھر آپ کو اختیار
ہو آپ کے سبب سے میری بادشاہت ہو میں آپ کو نہ جانے دوں گا صاحبقران فرما رہے ہیں کہ آپ نکل اٹھ
میں جان پناہ میں آپ کے سبب سے لشکر کی رونق ہو اگر میں نہوگا شکر تباہ نہوگا آپ کے قدم کے نہونے سے
لشکر کی تباہی کا خوف ہو بس بادشاہ یہ فرما رہے ہیں صاحبقران یہ جواب دے رہے ہیں اور عزیز بھی
کہ رہے ہیں کہ آپ مقابلہ کو نہ جائیں ہم جا کر مقابلہ کریں گے آپ کے سبب سے ہم سبکی عزت و آبرو ہو
ہر ایک کو یہ ہی جواب صاحبقران دیتے ہیں کہ نکل جانے دو تم میں سے جو جائیگا وہ اسیر ہو جائیگا
ریمان تو یہ واقعہ ہے کہ صاحبقران بادشاہ اور سردار و ن اور عزیز و ن سے رخصت چاہ رہے
ہیں کوئی نہیں دیتا ہر دونوں طرف سے اصرار ہے بس ان سب کو تو اسی حالت میں رہنے اور
اب دوسرا قصہ بیان ہوتا ہے اسکے بعد پھر یہ داستان تحریر ہوگی

اب شمشہ حال ملکہ ایوان نہ طاقی کا سماعت فرمائے کہ یہ جو لشکر لیکر اپنے
اہل شہر کو مسلمان کر کے اور حیران بادلہ پوشش کو شکست دیکر جو کہ مندر شاہ
کی طرف سے اسکے ملک کو غارت کرنے آیا تھا طرف لشکر اسلام کے روانہ
ہوئی و دیگر حالات داستان ہند

راوی بیان کرتا ہے کہ ملکہ ایوان نہ طاقی جو تین لاکھ ساحروں کا لشکر لیکر برائے ملک اہل اسلام روانہ ہوئی تھی بعد قطع مراحل و طے منازل کے قریب سمندر پر اسدن پہونچی کہ جسدن عشاق نے میدان میں آکر کل ساحران مطیع اسلام کو اسیر کر لیا تھا چنانچہ یہ دو منزلہ و سہ منزلہ کرتی ہوئی آتی تھی بسبب یہ بھی اور اسکا کل لشکر ٹھک گیا تھا اور یہ بھی بسبب راہ کے کسلند تھی بس اسنے بصلاح سرداران لشکر اس مقام پر قیام کیا اور شب اسی مقام پر بسر کی صبح کو جب یہ وہاں سے کوچ کرنے لگی تو اسنے خیال کیا کہ ذرا کچھ حال سمندر شاہ اور لشکر اسلام کا دریافت کر دن کے مقابلہ تو نہیں ہوا سمندر شاہ کس فکر میں ہے اسنے دلمیں خیال کر کے اسنے ہوم خانہ میں جا کر کچھ لونگ وغیرہ کا پتھر کیا اور ایک ماش کے آسنے کی پتلی بنا کر اسپر سحر کیا جب وہ گویا ہوئی اس سے دریافت کیا کہ تو یہ بیان کر کہ لشکر اسلام کس فکر میں ہے اور سمندر شاہ کس فکر میں ہے آیا ابھی مقابلہ تو اہل اسلام اور سمندر شاہ سے نہیں ہوا یہ جو اسنے کہا وہ پتلی کچھ عرصہ تک ساکت رہی اسکے بعد گویا ہوئی کہ اے ملکہ آگاہ ہو کہ سمندر شاہ بتیس لاکھ کا لشکر لیکر جسمیں ساحر بھی تھے اور غیر ساحر بھی مقابلہ میں لشکر اسلام کے آیا طبل جنگ بجا چنانچہ پہلے تو غیر ساحر و فتنے مقابلہ ہوا لشکر اسلام غالب آیا اسکے بعد سمندر شاہ نے اپنے ساحر و فتنے حکم دیا کہ مقابلہ کو نکلے آدمے سے بھی ساحروں نے نکل کر مقابلہ کیا چنانچہ اس معرکہ میں بھی اہل اسلام کا غلبہ رہا بس سمندر شاہ نے عاجز ہو کر خود نکلنے کا قصد کیا اسکے استاد نے منع کیا اور بعد صلاح کے یہ رائے ہوئی کہ میں نکلوں یعنی عشاق حجرہ نشین بس اسکے نام پر طبل جنگ بجا رات بھر تیاری جنگ رہی صبح کو دو دنوں لشکر مقابل ہوئے عشاق نے نکل کر میدان میں آکر ایک گنہ خاکی بالائے ہوا بنایا اسکے بعد مبارز طلب کیا چنانچہ لشکر اسلام سے اولیٰ دل ملکہ غزالان نگلیں عشاق سے خوب خوب مقابلہ کیا آخر کو اسیر ہو گئیں یعنی عشاق نے اسیر کر لیا پھر توجہ نکلا پہلے تو خوب لڑا اسکے بعد اسیر ہوا نوبت یہ آئی کہ مریخ سے قریب شام مقابلہ ہوا وہ خوب لڑا جب عشاق نے دیکھا کہ یہ مغلوب ہو گا تو خاک جمشیدی سے اسکو اسیر کر کے اسی گنبد میں قید کیا خلاصہ یہ کہ کوئی دو ڈیڑھ سو ساحران نامی اور کوئی بندرہ سولہ غیر ساحر کل عشاق نے لشکر اسلام کے اسیر کیے رات ہوئی طبل انگشت بجا دو دنوں لشکر فرو گاہ ہوا پس آئے رات بھر لشکر کفار میں خوشی رہی لشکر اسلام میں سب عبادت خدا کیا کیے آج جب صبح ہوئی پھر دو دنوں لشکر میدان میں آئے عشاق نے نکل کر مبارز طلب کیا ابھی کوئی لشکر اسلام سے مقابلہ کو نہیں نکلا تھا کہ طلسم فیر و زیر سے متمن جادو و ناب مریخ آفتاب علم موجب اسکے طلب کر کے لشکر لیکر آتا تھا اگر ہو سکا جب اسنے عشاق کو میدان میں مبارز طلب دیکھا لشکر کو تو خدمت صاحبقران میں روانہ کیا اور خود آکر عشاق سے مقابلہ کیا خوب لڑا آخر کو اسیر ہوا اسکے لشکر کے چند ساحر نکلے وہ بھی اسیر ہوئے اسنے پھر مبارز طلب کیا صاحبقران نے خود قصد کیا تھا کہ طلسم مراۃ العدم سے مرآت جادو حسب الطلب فیصر صاف باطن کے لشکر ساحران و غیر ساحران لیکر آیا اسکو بھی جیب یہ معلوم ہوا تو یہ بھی مثل متمن جادو کے لشکر کو لشکر اسلام کی طرف روانہ کر کے اور خود مقابلہ عشاق میں آیا وہ بھی اسیر ہوا اس سے مقابلہ کی نوبت ثانی کہ عشاق نے خاک جمشیدی سے اسکو اسیر کر لیا اسکے لشکر کے چند ساحر نکلے وہ بھی اسیر ہوئے اب جو اسنے مبارز طلب کیا ہے تو خود صاحبقران نے قصد کیا ہے بارشاہ سے اجازت طلب کر رہے ہیں وہ نہیں دیتے ہیں اصرار ہو رہا ہے یہ واقعہ ہے اور سب ساحران اسلام و غیر ساحران اسلام اس گنبد میں قید ہیں اور عیس و حرکت پڑے ہیں عجب آئینہ نشدہ ہے کہ جس خاک پر پڑے ہیں وہ مثل لک کے جل رہی ہے بلکہ یہ حال ہے کہ اسکے جسم میں آبلے پڑ گئے ہیں اور اس گنبد میں

سب اسیر ہوں یہ حال ہو لشکر اسلام کا جلد اپنے کو پہنچائے ورنہ صاحبقران نہ ٹھکرے مقابلہ کریں اس ملک ایک امر
مزدوری ہو کہ اس عشاق کا قتل ہونا غیر ممکن ہو کیونکہ یہ سحر بند ہے جب تک کہ اس کا قاتل نہ آئیگا نہ یہ صاحبقران
کے ہاتھ سے مارا جائیگا نہ کسی دوسرے کے ہاتھ سے یہ بھی میں آپکو خبر دیتی ہوں کہ آج یہ ضرور مارا جائیگا اور سمندر شاہ
کا قبیل بدل گیا ساتھ دوبار کے سمندر شاہ شکست کھا کر طرف طلسم گنج پوری کے بھاگے گا مگر ابھی چند ساعت تو
یہ زندہ رہے گا اور اہل اسلام پر یہ ہی مصیبت رہے گی جب تک کہ ان کے ستارے کے خمس میں بان بدلا جائے ہن چھ
ہی زمانہ باقی ہو دوسرے آدمی عشاق کا قاتل آیا بس یہ ہی نشانی ہے اہل اسلام کے ستارے کہ بہ سنی کی سر
عشاق مارا جائے بس سمندر شاہ پریشان ہو کر جنگ غلو بہ کا حکم دے گا اور جنگ معلوم ہوئی اہل اسلام کی
طرف ہوئی اب سمندر شاہ یہاں ٹھہر نہیں سکتا ہے جو گھڑی ٹھہرا ہے وہ گھڑی ٹھہرا ہے ورنہ اسے کشتی سے بہت
خمس آگئے ہوں یہ ضرور ہو کہ اس مقابلہ میں قتل نہیں ہوگا اسکی فضا طلسم گنج پوری میں ہے جو اس پتلی سے کھا
ایوان کو بہت بڑی فکر ہوئی سحر کیا کہ وہ پتلی تو غائب ہوئی یعنی مائش کا آگیا ہو کر وہ گئی اور اسنے سرور و نکو
طلب کر کے حکم دیا کہ تم نو لشکر لیکر طرف لشکر اسلام کے چلو میں آتی ہوں مگر بہت جلد راہ مل کرنا ایسا ہو کہ صاحبقران
مقابلہ کو نکل آئیں تو پھر ہی شرمندگی ہوگی مجھ کو خواجہ سے میں بند و بست کر کے آتی ہوں ایک ضرورت سے جانی
ہوں راوی نے کہا کہ ایوان کے ایسے حواس گئے تھے یہ خبر سنکے کہ اسنے پہلے سے یہ بھی نہ دریافت کیا کہ عشاق کا
قاتل کون ہو اور یہ کیونکر قتل ہوگا اگر دریافت کرتی تو معلوم ہو جاتا بس یہ حکم دیکر اور سحر کر کے پریر وازیدہ کر کے
ایک طرف کور واندہ ہوئی سرداران لشکر کو لیکر اسوقت طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے کہ لشکر اسلام سے
واقعہ نہ تھے مگر سمندر یہی کی طرف چلے اور ایوان نے تہ بھی بتا دیا تھا یہ تو آدمی چلے یہاں صاحبقران اصرار
کر رہے ہں بادشاہ اجازت نہیں دیتے ہن عشاق مبارز طلب کر رہا ہے ایوان جو پریر وازیدہ کر کے طرف
آسمان کے چلی تھی عشاق تو اس حال سے بالکل بیخبر تھا کہ اب کون ایسا ہے کہ جو میرے اسیر و نکو بجا آئیگا
نہ یہاں تک خبر رہے ہو سکتا ہے نہ کوئی ساحر لشکر میں ایسا ہے بس یہ بخوف کھڑا ہوا مبارز طلب کر رہا تھا ایوان
جو دہان سے چلی ایک مرتبہ یہاں آکر چکی اسنے جو غور کر کے زمین کی طرف دیکھا تو کیا نظر پڑا کہ صاحبقران
قریب تخت بادشاہ کھڑے ہوئے ہن تخت بادشاہ کا زمین پر رکھا ہوا ہے اور بادشاہ صاحبقران کے
گلے سے گلے ہوئے ہن سب سردار غیر ساحر اور عزیز اسی مقام پر ہن لشکر ساحران ایک طرف کھڑا ہوا
ہو مگر عجب عالم ہے کہ برے کے برے ساحرون سے خالی ہن جب قدر اہل لشکر ہن سب مغموم کھڑے ہوئے
ہن عجب ایک سنسنی تھا لشکر میں یہ حال دیکھ کر ایوان کو بھی بڑا صدمہ ہوا نگاہ دوڑا کر خواجہ کو دیکھا
کہ خواجہ کہاں ہن دیکھا کہ خواجہ بھی قریب صاحبقران ہن بس ایوان تو اپنے کو سحر سے پوشیدہ کیے
ہوئے تھی وہ سب کو دیکھ رہی تھی اسکو کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا ایک مرتبہ ایوان نے لشکر سمندر شاہ
کی طرف دیکھا سب کو خوش و خرم پایا بڑا صدمہ ہوا اسنے خوش ہونے کا بس ایوان بلند ہو کر اس
گنبد کے قریب آئی اور سحر کیا کہ سقف گنبد شگافہ ہو گئی بس اسنے کیا تہ ببر کی کہ جب قدر ساحر و غیر ساحر
سے سحر کر کے سب کو اس گنبد کے اندر سے نکال لیا اور ایک تخت بڑا لایا اسنے سحر
کیا تھا کہ سب بیہوش ہو گئے تھے اسکے بعد سب کو نکال لیا اور اسکے عیون میں مائش کے پتلے
بنا کر اسی صورت کے اور اسی طور سے اسیر اس گنبد میں ڈال دیے اس امر کی کسی کو خبر بھی ہوئی
جو دربان در گنبد پر بیٹھے تھے وہ بھی آگاہ ہوئے گنبد اسی طور سے گردش کیا اسنے یہ
نہیں کیا کہ سحر عشاق کو مٹا دے اس خیال سے کہ ذرا اسکو بھی چرکا ہو گو ممکن تھا کہ اس گنبد کو

شاکر خیال لاتی مرت خفیت کرنے کو آئے سحر بدل کیا جیسے کہ ہوش رہا میں برہمن روئین تن نے کیا تھا
بس یہ سب کو لیکر اسی حالت بیہوشی میں ایک ابر سحر بردار اور اس ابر کو غائب کر کے دیوان سے
بہت جلد روانہ ہوئی اس قدر جلد جلی کہ اسکا لشکر لشکر اسلام تک نہ پہنچنے پایا تھا راہ میں تھا کہ
ہو اپنے لشکر میں پہنچ گئی اور اپنے کو ظاہر کیا اور سب سے کہا کہ اسی مقام پر بہت جلد ایک خیمہ برپا
کر دو اور تھوڑے عرصہ تک قیام کرو مگر کوئی خیمہ میں نہ آئے بس فوراً ایک خیمہ برپا کیا گیا یہ اس خیمہ میں
آئی اسے اس ابر سحر کو بھی اندر خیمہ کے سحر کے کھینچ لیا اور اس مقام پر خیمہ برپا کر آیا تھا کہ جس مقام پر
اسے ابر سحر کو زمین پر اتارا تھا گرد و سبکی نگاہ سے پوشیدہ تھا بس جب خیمہ برپا کر چکا اب اسے سحر کیا کہ
سبک جسم پر سے تہ سحر دفع ہوئی اور زبان سے ہر ایک کی سوزن نکالی تھی سحر کا دفع ہونا تھا کہ سبک
جسموں میں طاقت آگئی جب یہ سوزن نکال چکی اور تہ دفع کر چکی اب اسے سحر کیا کہ سب کو ہوش
آیا اب جو ہوش آیا ہر ایک نے اپنے کو رہا پایا یا تو بالوں کو جو حرکت دی انہیں بھی طاقت پائی
خیال کیا کہ ہم خواب دیکھ رہے ہیں یہی حال غیر ساحر و نکاح بھی تھا کہ ایوان نے کہا کہ آپ لوگ کچھ
نکرنے کریں جلد انہیں آپکی اس کنیز نے آپ سب کو رہا کیا ہو عشاق کو زک دی ہے جب معلوم ہوگا
بہت خفیت ہو گا میں نے سحر بدل کر کے آپ کو بند سے نکال لائی ہوں اور آپ سب کو گونگی صورت
بن کر ڈال آئی ہوں یہ جو ایوان نے کہا اب جو سب کے آنکھیں کھول کر دیکھا تو ابے کو ایک خیمہ میں پایا
اور ایوان کو کھڑے ہوئے دیکھا سو اسے نہمتن جادو و مہارت جادو اور انکے لشکر کے ساحروں نے
اور دیوانہ ہوت و مہوت سے تو نہیں بچا نا اور سب نے بچان لیا قریب دو ڈھائی سو کے سب ساحر
وغیرہ سحر تھے بس سب آٹھے اور ایوان سے ملے اور اسکا لشکر یہ ادا کرنے لگے ایوان نے کہا کہ یہ
وقت لشکر یہ ادا کرنے کا نہیں ہے اور نہ مجھ سے حال دریافت کرنے کا ہے جب المیدان سے ہونگی تو بیان
کر دنگی بس آپ لوگ اس قدر کام کریں کہ جو ساحر ہیں وہ سحر سے اور جو غیر ساحر ہیں انکی ساحر صورتیں تبدیل
کریں مثل میرے اہل لشکر کے اور میرے لشکر کے ہمراہ چلیں کیونکہ وہاں عشاق مبارز طلب کر رہا ہے
اور صاحبقران نکلا چاہتے ہیں ایسا نہ ہو کہ وہ میدان میں اس کے مقابلہ میں آجائیں تو بڑی خرابی ہو
بس یہ تدبیر کیجئے اور جب میں یہ پکار کر عرض کروں کہ آپ لوگ اپنے کو ظاہر کیجئے بس فوراً
اپنی اپنی اصلی صورت پر ظاہر ہو جائیگا اور اپنے اپنے مقام پر لشکر میں تشریف لیجائیے گا
اور غیر ساحروں کی بھی صورت بدل دیجیئے گا سب نے قبول کیا کیونکہ نہ قبول کرتے کہ اتنا بڑا
احسان کیا تھا بس سب نے صورتیں تبدیل کیں سحر سے اور غیر ساحروں کی بھی تبدیل کیں بس
ایوان ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر خیمہ سے نکلی سب اہل لشکر حیران ہوئے کہ یہ اس قدر ساحر
ملکہ کہاں سے لائیں ایوان نے سب کو حیران دیکھ کر کہا کہ تم لوگ حیران ہو کہ یہ اس قدر ساحر کہاں سے
آئے یہ لوگ میرے پاس بہت عرصہ سے ملازم ہیں مگر پوشیدہ تھے ساحران زبردست سے ہیں اور معزز
ہیں انکا حال کسی کو نہیں معلوم تھا ہمیشہ پوشیدہ طور سے میرے ہمراہ رہتے تھے اور میری حفاظت کرتے تھے
بس اس وقت میں نے انکو ظاہر کیا اور اپنے ہمراہ لیکر خیمہ سے باہر آئی یہ کھنکھت بر سوار ہوئی اور وہ سب ساحر
یعنی جب گور ہا گیا تھا اور غیر ساحر طاؤس و باز بر سوار ہو کر گردنخت ملکہ قائم ہوئے غیر ساحروں کے لیے ساحروں نے
سحر کر کے طاؤس وغیرہ بنائے اور انھیں کے سحر کے سبب سے وہ طاؤس آڑے ہوئے چلے بس ایوان ان سب کو اپنے
ہمراہ لیکر اور کل اپنے لشکر کو اس مقام سے چلی اور اس قدر جلد راہ طے کر کے پہنچی قریب لشکر اسلام کے کہ صاحبقران

نہ لکھے پائے تھے بادشاہ سے فرما رہے تھے کہ اجازت مرحمت فرمائیے عشاق میدان میں کھڑا ہوا تھا نہ دیکھ
 رہا تھا اور نہیں رہا تھا کہ یکایک صحر کی طرف سے گرد آڑی اور ابر سو سنی رنگ دکھائی دیا یہ جو بادشاہ نے
 اور کل اہل لشکر نے دیکھا صاحبقران سے بادشاہ نے فرمایا کہ ملاحظہ فرمائیے کہ کیا خوش رنگ ابرا کھا ہو اس
 ابر کو دیکھ کر ایک قسم کی فرحت ہوتی ہے ضرور کوئی نہ کوئی مددگار ہمارا آتا ہے خداوند کوہ نے شاید کیسوا بنی قدرت
 سے بھیجا ہو کہ جو اگر اس کا فر کو قتل کرے صاحبقران نے فرمایا کہ گواہ کی ذات سے اس سے زیادہ امید ہے
 مگر اب کوئی ایسا نہیں ہے کہ ہماری ملک کو آئے گو ساحر وغیرہ ساحر بہت سے دست ہیں مگر انکو اس معرکہ کی
 خبر کب ہو جو ملک کو آئیں گے اور فرض کر دم جیسا آپ فرماتے ہیں ایسا ہی ہو تو جو آئیگا وہ اسکے ہاتھ سے
 اسیر ہوگا اسپر نتج نہ پائیگا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ امر درست ہے مگر ذرا ملاحظہ تو فرمائیے صاحبقران نے
 فرمایا کہ بہت خوب یہ فرما کر آمد صحر دیکھنے لگے جدھر سے ابرا کھا تھا ذریعہ سب سردار اور سب عزیز اور بادشاہ
 اور کل اہل لشکر ساحر وغیرہ بادشاہ نے فرمایا تھا کہ یہ ابرا مدد ساجر کا ہے اور یہ ہی ہر ایک کو یقین ہوا تھا
 سمندر شاہ اور اسکا لشکر کل اور عشاق بھی اسی طرف متوجہ ہوا شملاق نے سمندر شاہ سے عرض کیا
 کہ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ساحر زبردست یا تو آپ کی ملک کو آتا ہے یا اہل اسلام کی سمندر شاہ نے کہا کہ سمیت
 تو ہمارے مددگاروں کے آنے کی ہے کوئی ہمارا مددگار آتا ہے اگر آتا ہے تو بیکار استاد تو خاتمہ کرے جیسے ہن سمندر شاہ
 شملاق سے یہ کہ رہا تھا کہ آمد صحر وہ ابرا ایک طرف میدان میں دونوں لشکروں سے الگ اگر قائم
 ہوا اتنو سمندر شاہ نے شملاق سے کہا کہ یہ تو نہ میرا مددگار معلوم ہوتا نہ اہل اسلام کا کیونکہ وہ ابرا
 الگ دونوں لشکروں کا قائم ہوا ہے شملاق نے جواب دیا کہ معلوم ہو جائیگا آمد صحر صاحبقران نے بادشاہ سے
 فرمایا کہ اب نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ ابرا الگ قائم ہوا ہے کوئی دوسرا حریف پیدا ہوا ہے کہ جو
 الگ ٹھہرا ہے خیر اگر اس سے جان بچی تو اس سے بھی مقابلہ کیا جائیگا بادشاہ نے فرمایا کہ دیکھئے
 پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے میرا نازل گواہی دیتا ہے کہ ضرور کوئی نہ کوئی ہمارا دوست ہے جو جب
 مصرعہ کوئی معشوق ہو اس پر وہ رنگاری میں پڑا ہے اور اہل ان نے اپنے اہل لشکر کو حکم دیا تھا
 کہ تم دونوں لشکروں سے الگ اپنے پرے جانا چنانچہ اسی سبب سے وہ لوگ الگ کھڑے
 ہوئے پس راوی نے بیان کیا ہے کہ جب سب لشکریوں ان کا آگیا اور برے جمے کے اسوقت وہ ابرا
 شوق ہوا اب بادشاہ اور صاحبقران اور کل اہل اسلام اور سمندر شاہ اور عشاق اور کل لشکر
 سمندر شاہ نے دیکھا ایک لشکر صف آرا ہے مگر ساحروں کا اب جو غور کر کے سمندر شاہ نے دیکھا
 تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر ایوانیہ کا ہے سب شہر ایوانیہ کے لوگ ہیں دیکھا کہ ملکہ ایوان نہ طاقتی
 آگے لشکر کے تحت سحر پر سوار کھڑی ہوئی ہو اور میرے لشکر کی طرف دیکھ رہی ہے سمندر شاہ
 نے اسکو دیکھ کر شملاق سے کہا کہ یہ تو شریک اہل اسلام تھی اور اپنے شہر کو گئی تھی کہ اہل شہر کو
 مسلمان کر آؤں اور لشکرے آؤں چنانچہ جب حیران باد لہ پوشش لشکر لیکر گیا تھا بارے
 غارت ایوانیہ واسنے اس سے مقابلہ کیا تھا اور اسکو قتل کیا اور لشکر کو شکست دی
 اب کیا سبب ہوا کہ جو الگ آکر اپنے لشکر کو لیکر کھڑی ہوئی ہو شملاق نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے
 کہ اہل اسلام کو اسنے دھوکا دیا صرف جان بچانے کے لیے اور آپ سے بھی انحراف اس سبب
 سے کیا کہ آپ نے اسیر بدعت کی پس اس سبب سے وہ آپ سے ناراض ہے معلوم ہوتا ہے کہ لشکر
 لیکر آئی کہ آپ سے بھی مقابلہ کرے اور خدا پرستوں سے بھی آپ سے تو اس بنا پر اسنے بگاڑی کہ آپ نے

اسکی قدر کر کے بے عزت کیا اسی طرح یہ ہوا کہ شکر اسکے ملک کے تباہ و برباد کرنے کو روانہ کیا پس یہ اور خرابی ہوئی اسنے اس شکر کو شکست دی اور خود شکر بیکر آئی ساحرہ زبردست ہو ہم بلکہ ہوا کے استاد کی جو سن آجے استاد کا ہو گا وہ ہی ایوان کا بھی ہو گا بلکہ کچھ سن میں زیادہ ہوگی کسی نو اسی ہو ملک شعلہ جادو کی آگ کا پتلا ہوئے مقابلہ میں عشاق مثل جگاری کبھی نہیں ہن اسکا سر آپ ملاحظہ کر چکے ہن کہ جب اسنے اپنی طرف سے آکر اہل اسلام سے مقابلہ کیا ہوا ایک اونسے سحر میں سب کو اسیر کر لیا تھا اور خود مقابلہ کو نہ نکلی تھی صرف اپنے مقام پر سے کھڑے کھڑے سحر کیا تھا جسکی وزیر زادی ایسی تھی کہ جسے کل شکر اسلام کو پکڑ لیا وہ خود کیسی ہوگی ایک ذرا سے اشارہ میں شکر اسلام میں تلاطم مچ گیا کستدر ساحر و غیر ساحر اسیر ہوئے جب اسنے دریا بنایا تھا اور ایک اشارہ ابرو میں ایوان کے اسم اعظم صاحبقران انکے قلب پر سے نکل کر دیا تھا ہر لگا دی تھی نہ عیاری خواجہ کرتے تھے اہل اسلام اس بلا سے نجات پاتے وہ بھی ساحر تھے جنکے گرفتار کرنے میں استاد صاحب کو مشکل پڑی تھی کس کس تدبیر سے اور دھوکے سے اور فقرہ سے اور مکاری سے اسیر کیا ہو پس اگر ایوان اس قصد سے آئی ہو تو بڑی خرابی ہوئی دیکھیے پہلے کس سے مقابلہ کرتی ہو ایوان سے تو کوئی ساحر اس شکر کا نہیں مقابلہ کر سکتا ہو پس بان اگر کچھ مقابلہ میں ٹھہرے تو استاد دیا آپ بانی تو سب انکے قلم ہیں اور ہم سب اسکے نزدیک ملوہ تازہ ہیں سمندر شاہ نے کہا کہ اگر وہ ہم سے مقابلہ کرے گی تو ہم یہ جواب دیں گے کہ ہم اہل اسلام کا خاتمہ کر دیں تو پھر تم سے مقابلہ کریں اگر وہ پہلے اہل اسلام کی طرف توجہ کرے گی تو بھی ہم یہی کہیں گے کہ ہم انکا خاتمہ کر چکے ہن نکو کیا ضرورت ہو جو تم زحمت کر دے اسنے فیصلہ ہو جانے دو شملہ ق نے کہا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہو یہاں شملہ ق و سمندر شاہ میں تو یہ تقریر ہو رہی ہو اور پھر عشاق کھڑا ہوا ایوان کی طرف دیکھ رہا ہو ایوان اس قصد سے آگے اپنے شکر کے کھڑی ہو کہ ابکی یہ اہل اسلام سے مبارز طلب کرے تو میں اپنے شکر سے اسکے مقابلے کو نکلون اور پھر شکر اسلام کے لوگوں اور خود بادشاہ و صاحبقران اور سرداروں و خواجہ نے جو دیکھا کہ ایوان شکر کثیر بیکر حسب وعدہ آئی تو مگر الگ صف آرا ہوئی اور آگے شکر کے کھڑی ہوئی دونوں شکرون کی طرف دیکھ رہی ہو صاحبقران نے یہ دیکھ کر بادشاہ سے کہا کہ آپکا فرمانا تو درست ہوا کہ شکر ساحرون کا آیا ہو مگر نہ آیکا دوست نکلا نہ سمندر شاہ کا گو یہ دوستی کا دعویٰ کرتی تھی اور یہ ہی اقرار کر گئی تھی کہ شکر بیکر حاضر ہوتی ہوں اور آئی مگر نہ معلوم کیا سبب ہو جو الگ کھڑی ہو اور اپنے شکر کو بھی الگ صف آرا کیا ہو خواجہ نے یہ سنکے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو میں کچھ عرض کروں صاحبقران نے فرمایا کہ آپ فرمائیں خواجہ نے عرض کیا کہ میں نے اسوقت عرض کیا تھا کہ جب یہ مطیع اسلام ہوئی تھی کہ اسکا کیا اعتبار ہو اسکی پیشانی سے ظاہر نہیں ہوتا ہو یہ مکر کرتی ہو آپ نے فرمایا تھا کہ ظاہر ہو دیکھتے ہن باطن کا حال خدا کو معلوم ہو پس ملاحظہ فرمائیے میرا قول درست ہوا کہ وہ فقرہ کر کے گئی اور اپنی جان اسنے بچائی صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارا کیا نقصان ہوا وہ اسی کا ہوا اسکے نصیب میں دین اسلام سے مشرف ہونا نہ لکھا تھا سیر حبت اسکے مقدر میں نہ تھی نار و زرخ میں جلتا مقدر میں تھا بس کیا ضرورت تھی کہ جب اسنے کہا کہ میں نے آپکا دین قبول کیا اور مطیع اسلام ہوئی مجھ کو اجازت ملے کہ میں اپنے شمر میں جا کر اپنے سب عزیزوں اور اہل شکر کو مسلمان کروں اور شکر لکھ لکھ کر

آؤں تو میں کیوں منع کرتا جو کچھ مجھ کو سمجھانا تھا سمجھا دیا تھا راہ راست بتا دی تھی خواجہ نے عرض کیا کہ یہ
 امر تو ضرور ہو گا آپ ان لوگوں سے واقف نہیں ہیں یہ بڑے مکار ہونے میں انکے قول و فعل کا کچھ اعتبار نہیں
 صاحبقران نے فرمایا کہ میرا قلب اس طور کا نہیں ہے نہ میں ایسا ہوں کہ کسی کے قول کا اعتبار نہ کروں
 یہ فرما کر فرمایا بادشاہ سے کہ آپ مجھ کو اجازت دیجئے اب کس امر کا انتظار ہے بادشاہ نے فرمایا کہ آپ
 مجھ کو اجازت مرحمت فرمائیے یہ فرما کر بادشاہ نے خواجہ سے فرمایا کہ کچھ تاہت ہوا کہ یہ ایوان کس
 قصد سے آئی ہے خواجہ نے جواب میں عرض کیا کہ میں تو یہ خیال کرتا ہوں کہ اس قصد سے آئی ہو کہ
 جگر آپ لوگوں سے مقابلہ کروں اور عیوض ہوں اس ذلت کا بادشاہ نے فرمایا کہ پھر سمندر شاہ
 کی کیوں نہ شریک ہوئی خواجہ نے جواب دیا کہ یا تو اس سے بھی مقابلہ کرے گی کیونکہ اسکے بھی تو ماتم سے
 زک پائی ہو یا آپ لوگوں سے مقابلہ کر کے خواہ شکست پائے خواہ ظفر پھر سمندر شاہ سے بیگی اگر ظفر
 پائی تو سمندر شاہ خود اس سے ملنے کی خواہش کرے گا بادشاہ نے فرمایا کہ اس بلا سے توجان بچے
 پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے یہ ہی باتیں تھیں اور صاحبقران برائے اجازت اصرار فرما رہے تھے کہ
 عشاق نے ایوان کی طرف سے منہ پھرا کر اور اہل اسلام کی طرف دیکھ کر کہا کہ کیا اب
 تم میں سے کوئی میرے مقابلہ کو نہ آئیگا کیا میں خود آؤں وہ جو بڑے بہادر تھے اور دلدار
 اپنے کو جانتے تھے اور مالک اسم اعظم ہیں وہ بھی نہیں مقابلہ کو نکلتے ہیں میں کمانک انتظار
 کروں اگر کوئی نہیں آتا ہے تو میں خود آتا ہوں ساری بہادری کا حال تم لوگوں کی کھل گیا یہ جو
 عشاق نے کہہ کر نہیں دی بس صاحبقران نے بادشاہ سے اس طور سے کہا کہ عشاق
 و سمندر شاہ و کل لشکر سمندر شاہ و اہل لشکر اسلام و ایوان اور اسکے اہل لشکر نے سنا کہ صاحبقران
 نے بادشاہ سے فرمایا کہ آپ نے سنا کہ اس مرتد نے کیا کلمے اپنی زبان پر جاری کیے اب مجھ کو
 ان کلمات سنکے تا ب نہیں ہو یا تو اجازت فرمائیے یا جواب صاف بس اگر اجازت نہ دیجیے گا
 تو میں اپنا گلا کاٹ کر اپنے کو ہلاک کر دوں گا تاکہ میں دوبارہ یہ کلمات نہ سنوں یہ جو بادشاہ
 سے صاحبقران نے فرمایا اور عشاق نے مبارز طلب کیا ایوان ان تو اس امر کی منتظر تھی
 روکے اپنے لشکر کے آگے کھڑی تھی بس ایک مرتبہ تخت کو اڑا کر طرف عشاق کے چلی اور
 صاحبقران سے بکار کر عرض کیا کہ حضور توقف فرمائیں یہ آپ کی کینز سہرا پاتینہ اس کا فر کے
 مقابلے کو جاتی ہے مجھ کو سب حال معلوم ہے کہ کل سے اسے آپ کو اور شہر بار کو بہت پریشان کر رکھا ہے
 اور بہت سہرا اٹھایا ہے میں اس کا سر کاٹتی ہوں یہ یوں نہ مانے گا جب تک مغول نہ انہ بائیگا
 بڑے بڑے ساحر و نکو اسے مکر سے اسیر کیا ہے بس آپ نہ تشرف لائیں پھر اس کو کافی ہی مہر موجدگی میں
 آپ کیوں تکلیف کریں میں تو اسکے مقابلہ کی بہت دنوں سے مشتاق تھی اور اسی قصد سے آئی
 ہوں کہ یا تو آج میں نے اسے قتل کیا یا اسے مجھے میں نے جو اپنا لشکر الگ صف آرا کیا تو ایک مصلحت
 سے آپ یہ خیال فرماتے ہو گئے کیا ایوان نے مکر کر کے جان اپنی بچائی اب ہم سے مقابلہ کرنے آئی ہے ایسا
 نہیں ہے بلکہ ایک مصلحت ہے اور میں تو آپ کی کینز زرخیز سے بدتر ہوں اس کو عذر ہو گا مجھ کو عذر بھی نہ ہو گا بس
 اس کینز کو اپنے قدموں پر نشان ہونے دیجئے پھر آپ کو اختیار ہے کہ میں آپ کو برائے مقابلہ تشرف نہ لائے دوں گی
 پہلے میں مقابلہ کروں گی اور مثل ان سب جان نشانہ دیکھے اپنے کو نشانہ کروں گی اور میں انتظار کر رہی تھی کہ یہ مرتد مبارز
 طلب کرے تو میں مقابلے کو جاؤں بس اسے اب مبارز طلب کیا ہے میں جاتی ہوں یہ جو ایوان نے عرض کیا بادشاہ و

صاحبقران و خواجہ نے سر اٹھا کر ایوان کی طرف دیکھا ایوان نے تخت پر سے جھک کر سب کو سلام کیا
 ہاتھ جوڑ کر کہا کہ میں کینہ ہوں میری عرض قبول ہو صاحبقران نے یہ سُنکے فرمایا کہ اے ایوان تو براے
 مقابلہ نہ جا کیونکہ یہ کل سے جو مقابلہ کو آیا ہے جس جو اسکے مقابلہ کو نکلا وہ اسیر ہوا یہ سوا کے میرے اور
 کسے ہاتھ سے قتل ہو گا کیونکہ میں مالک اسم اعظم ہوں ایوان نے کہا کہ اب تو کینہ نصہ کر چکی ہو کینہ کی بغضی
 ہوگی اگر مقابلہ کو نہ جاؤنگی سب خیال کریں گے کہ ایوان عشاق سے ڈر گئی جو صاحبقران کے منع کرنے
 سے مقابلہ کو نہ نکلی کینہ کو بھی اپنے اوپر سے قصد قتل فرمائیے صاحبقران نے فرمایا کہ مٹے بڑا دھوکا دیا
 ہو کہ نہ معلوم تھا کہ تمھارا یہ قصد ہو در نہ میں کب کا براے مقابلہ نکلیں گا ہوتا خیر جو مصلحت پروردگار
 کا اختیار ہو یہ فرما کر خاموش ہو رہے وہ خواجہ سے فرمایا کہ مٹے دیکھا کہ یہ کیا امر ہوا جو ہمارا اور تمھارا
 خیال تھوڑا غلط نکلا میں خود حیران تھا کہ ایوان کے چہرے سے نور اسلام ظاہر تھا اسے پھر کیوں ہو گیا
 اور میں نے دھوکا کھا یا معلوم ہوا کہ کسی سبب سے اُس نے اپنے لشکر کو الگ صف آرا کیا ہے اپنے
 قول کی پختہ ہو اور بہت صادق الودع ہو خواجہ نے عرض کیا کہ یہ امر میرے خیال میں نہ آیا کیا مصلحت ہو
 بادشاہ نے فرمایا کہ خیر اگر زندگی ہو تو بعد معلوم ہو جائیگا بس صاحبقران اپنے مقام پر آکر کھڑے ہوئے
 بادشاہ کا تخت قلب لشکر میں قائم ہوا اور سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے خواجہ صاحبقران کے
 پاس آئے اور سب طرف میدان کے متوجہ ہوئے اور سمندر شاہ نے شملاق سے کہا کہ دیکھا تو نے
 ایوان نے اہل اسلام کی طرف ذاری کی تو تو کتا تھا کہ وہ آب سے اور آئنے دو لون سے مقابلہ
 کرنے آئی ہو لشکر لیکر تو وہ انکی طرف سے براے مقابلہ آتی ہو اور یہ بھی تو نے سنا کہ اُس نے کہا کہ
 مصلحت میں نے لشکر کو الگ صف آرا کیا ہے نہ معلوم کیا مصلحت ہو شملاق نے کہا کہ کیا عرض کروں
 تیور و سنے تو یہ ہی پایا جاتا تھا خیر مجھ کو یہ نہ معلوم تھا کہ اب مقام فکر و تردد پر بڑے سخت سے سلنا
 ہو سمندر شاہ نے کہا کہ استاد اسکو بھی اسیر کرینگے یہ عورت ہو کر بھلا کیا اُستاد کا مقابلہ کرے گی شملاق
 نے عرض کیا کہ ذرا مشکل ہو گئی ہے جس نے اسکا اسیر ہونا غیر ممکن ہے یہ دھوکا نہ کھائیگی کہ استاد کسی قریب سے
 اسیر کر لیں سمندر شاہ نے کہا کہ دیکھو تو کیا ہوتا ہے اب سب کفار بھی اسی طرف متوجہ ہوئے یہاں یہ تقریر ہو رہی
 تھی کہ آدھو ایوان صاحبقران سے یہ عرض کر کے اور تخت کو اُترا کر سامنے عشاق کے آئی اور تخت کو
 روک کر کھڑی ہوئی عشاق نے کہا کہ او ایوان تو نے صاحبقران کو کیوں نہ میرے مقابلہ کو آنے دیا جو تو
 خود آئی وہ منع بھی کرتے رہے اس پر بھی تو نے نہ سنا کیوں اپنے بانوں سے دامن از در میں اپنے گویا یاد رکھ
 کہ میں تجھ کو بھی مثل اُن سبکے اسیر کر لوں گا کیوں اپنی قضا بلاق ہے جس خیریت اسی میں ہو کہ میرے
 قدموں پر گرا دیر کہ میری خطا بادشاہ سے معاف کر اے جس میں تجھ کو خدمت سمندر شاہ میں لیلوں اور تیری
 خطا معاف کرادوں وہ میرے کئے سے تیری خطا معاف کر دے گا نہیں تو یاد رکھ کہ مثل اُن سبکے تیرے بھی حال ہوگا
 کل سے اس وقت تک میں نے اس قدر ساحراں اسلام کو اسیر کیا کہ اب کوئی لشکر اسلام میں ایسا سامر نہیں رہا کہ
 میرے مقابلہ کو آئے بلکہ پرانہ ہو گیا میں بڑی دیر سے مبارز طلب کر رہا ہوں کوئی مقابلہ کو نہیں آتا تھا کہ خود صاحبقران
 نے عاجز ہو کر قصد کیا تھا کہ تو آگئی میں یا ملاں سبب سے کتا ہوں کہ ہم در تم ایک مقام کی پیشینہ دیکھتے اور میرے
 تیرے بڑائی ملاقات ہو تیرے باب سے بڑا یا نہ تھا اور تیرے بھائی سے ہمارا وہاں تو ہمیشہ ساتھ ہی رہے تھے اور بار
 میں پہلو پہلو بیٹھے تھے اس ملاقات کا خیال ہو رہا ہے کہ میں کبھی ایسے کئے نہ کتا اُسندہ تجھ کو اختیار ہو پھر تو نے نہ کئے
 کہ عشاق نے ملاقات کا بھی خیال نہ کیا وہ سرے ایک مراد یہ کہ میں کبھی ضعیف ہوں اور تو بھی یہ تیرا جو خوب ہو سو بیان

میرے تیرے مقابلہ کا لطف اس وقت شوکا تو اگر تمندر شاہ کی اطاعت کرنے تو بس میرے تیرے مقابلہ میں کون
 بلیک پر ہوگا دیکھ تو کیا لطف ملتا ہی میں بھی ساحر ہوں اور تو بھی ساحر ہی میں بھی اگلے زمانے کا ہوں تو بھی جو
 کرتب چکھو معلوم ہونگے وہ آجکل کے جو انکو نہ معلوم ہونگے تو جو بسبب مستانی ہونگے کہ بہت دنوں سے مرد سے
 سابقہ نہیں ہوا ہے اور تو نے جو اہل اسلام کو موٹا تازہ پایا تیرے منہ میں انکو دیکھ کر بانی بھر آیا اور تیری رگ نہوت نے نہ دیکھا
 تو نے یہ خیال کیا کہ ان لوگوں سے خوب مطلب نکلے گا بس اس جوش مستی میں تو نے انکی شرارت کی اور اپنے دین کو بھی ترک
 کیا اری نادان یہ لوگ صرف دیکھنے کے خوبصورت ہوتے ہیں اور موندے تازے اور کوئی بات انہیں نہیں ہوتی ہے
 کہ جب عورتیں مرقی ہیں وہ امر انہیں نہیں ہوتا ہے دیکھتا ہیگی مجھسا قوی مرد کوئی نہ بیگی آگے چکھو اختیار یہ میں نے
 سمجھا دیا یہ جو تیرے یہودہ عشاق لے کی ایوان کو منسکے نہایت ہی غصہ آیا یہ عالم ہوا کہ مثل بید کے کانپنے لگی
 جہرہ سرخ ہو گیا کفتم سے جاری ہوا ملین آیا کہ ایسا طمانچہ ماروں کہ منہ اسکا بھر جائے گدی سے زبان
 کھینچ لوں کہ بھر یہ ایسے کلمے زبان پر نہ لائے مگر کیا کرے طریقہ اسلام سے ناجار تھی کہ پیش دستی جائز نہ تھی مگر
 اسی حالت غیظ میں کہا کہ اونا بکار و مرتد و ناجار دیکھا اپنی ماں کے پاس جا کے شب کو بلیک پر مقابلہ کرنا
 اسکی مستی کو چھاننا کہ جنہوں نے شیطان سے فعل بد کر کے تجھ ایسا بیجا جنا کہ جسکو جیانتک نہیں کیا وہ
 دن بھول گیا کہ جب تیرے ساتھ خلوت میں سامری و جمشید فعل بد کیا کرتے تھے اور تو خوش
 ہوتا تھا اکثر انہوں نے سر دربار تیرے گال جوئے ہیں اور چکھو اپنی گود میں بٹھا کر دوسرا امر
 کیا ہے سب نے دیکھا ہے کوئی میرے اوپر منحصر نہیں ہے جبکہ لوگ اسوقت ہوتے تھے سب اس امر سے
 واقف تھے اور تو خوش ہوتا تھا اور گنتا تھا کہ سب علم خدائی اور نیر نجات اپنے بذریعہ اپنے
 آلہ کے میرے ہیٹ میں اتار دیئے وہ وقت بھول گیا تو اس امر کی قدر جانے تو اس امر کو کیا جانے
 جو تو اسوقت یہ یہودہ تیرے کرتا ہی بس اپنی زبان کو بند کر میں طریقہ اسلام سے ناجار ہوں ورنہ
 چکھو اس تفریق کا خوب اچھے طور سے جواب دیتی اور دونگی کھڑ جا تو میرے ہاتھ سے جاتا کہاں ہے اور
 یہ جو تو نے کہا کہ چکھو پرانی ملاقات کا خیال ہے کہ میں اور تم ایک مقام پر پہلو پہلو بیٹھتے تھے تو
 اسکا یہ جواب ہے کہ جب تک میں عالم کفر میں تھی میرے تیرے دوستی اور ملاقات تھی چکھو بھی تیرا
 پاس تھا اب میں خدا پرست تو کا فر میرے تیرے کو نسی ملاقات میرے تیرے زمین آسمان کا
 فرق ہے کہیں بھی کا فر سے اور مسلمان سے ملاقات ہوئی ہے آگ و بانی کہیں ایک جگہ کہتے ہیں
 اجتماع ضدین محال ہے یہ تیرا مزت خیال ہی خیال ہے اور یہ جو تو نے کہا کہ تو کیوں مقابلہ کو آئی صاحبقران
 کو آنے دیا ہوتا انہوں نے منع بھی کیا تو نے نہ سنا اسکا یہ جواب ہے تیری بھی یہ بات تھی کہ وہ تیرے
 مقابلہ کو آنے تو ایک اونے مرتبے کا آدمی سامری و جمشید کا لڑا وہ صاحبقران دوسرے یہ کہ
 میں تیرے خوف سے مقابلہ کو نہ آتی اللہ اللہ اب آپ ایسے کامل ہو گئے کل کی بات ہے کہ بات کرنا
 نہ جانتے تھے نہ سامری و جمشید کی دوسری طور سے خدمت کرتے نہ ساحر ہوں میں نام پیدا
 کرتے یہ صرف تیرے اس فعل کرانے کا صدقہ ہے جو تو ساحر ہو گیا اور ہمارے سامنے ساحری کا
 دعویٰ کرتا ہے یہ مٹی کا گھر وندا بنا کر مغرور ہو گیا میں نے ایسے ایسے بہت سے بنائے اور ٹاڈالے
 ان تیری قدر اس نطفہ حرام بچہ حیضی سمندر کو ہوگی جو کہ مثل تیرے ہے اور عالم طفلی میں آسنے بھی
 ہر ایک سے وہ فعل بد کر آیا ہے اور رجم سے بھی جب تو تو اسکا استاد بنا وہ تیرا شاگرد ہے اسکے
 نزدیک تو نے یہ کمال کا سحر کیا ہے یہ کیا سحر ہے اور یہ جو تو کہتا ہے کہ میں نے سب ساحران اسلام کو سیر کیا

ہو اسکا جواب یہ ہر کہ او مرتد تو نے ایک کو بھی بجا نمر دی نہیں اسیر کیا بلکہ بہ مکاری اور بغریب کاری
کسیکو دھوکا دیکر کسیکو کسی بلا میں مبتلا کر کے وہ اسکے دفع کرنے میں مصروف ہوا تو نے سحر کر کے اسیر کیا
چنانچہ مرآت جاو و مریخ آفتاب علم کو تو نے خاک جمشیدی سے بچس و حرکت کر کے اسیر کیا اسیطور
سے اور سب کے ساتھ سلوک کیا ہوگا تو میرے سامنے کیا تم لیکر بات کرتا ہو پہلے اپنی ناک تو درست کر کے
کہ ناک کٹو گھسے کلام کرتا ہو میں ایسے نکلے سے نہیں تقریر کرتی ہوں یہ مقام مر جانے کا ہو کہ ہر ایک کو مگر سے
اسیر کیا اور پھر جسے یہ کہتا ہو کہ میں نے سب کو اسیر کر لیا ارے نالائق کسی کو بھردی نہیں اسیر کیا اور یہ جو تو نے
کہا کہ تو میرے ساتھ چل کہ میں تیری خطا بادشاہ سے معاف کرادوں وہ تیرا شاگرد کیا میری خطا معاف کرے گا
بلکہ تو اور تیرا شاگرد میرے ساتھ چلے میں صاحبقران سے تصور معاف کرادوں اور عشاق تجھ کو اس
امر پر بہت غور ہو کہ میں نے یہ سحر کیا اور یہ گنبد بنایا اور سب ساحران اسلام کو اسیر کیا تو یہ امر کوئی
غور کرنے کا نہیں ہو تو کیسا ساحر ہو ذرا اپنے قیدیوں کو گنبد کو مشاگرد کہہ کہ وہ گنبد میں ہیں یا نہیں میں
وہ غائب ہو گئے ہیں تو کیسا ساحر ہو کہ کوئی تیرے ساحر دن کو لگیا اور تجھ کو خبر نہ ہوئی وہ کیا خوب
اسی منہ بردہ ہوئی سحر و ساحری بس اگر تو ساحر ہوتا تو تجھ کو یہ حال معلوم ہو جاتا بس تیرے سحر کا حال
معلوم ہو گیا یہ کہکرا یوان نے اپنے لشکر کی طرف منہ کر کے کہا کہ اے ساحران لشکر اسلام آپ لوگ اپنے کو
ظاہر فرمائیے کہ یہ وقت ظاہر ہو نیکار اور آپ لوگ اپنے کو ظاہر کر کے اپنے اپنے مقام پر اپنے لشکر
میں جا کر قیام فرمائیے یہ بکار کر ا یوان کا کہنا تھا کہ ساحران لشکر اسلام تو اس امر کے منتظر تھے نہ اپنے
ایک مرتبہ جو سحر کیا کہ سبکی صورت میں اصلی ہو گئیں جو غیر ساحر تھے انکی صورت میں ساحر دن نے سحر
سے بدل دین اور وہ بھی صورت اصلی پر سب آگئے بس لشکر ا یوان سے لشکر سامنے عشاق
کے آئے اور کہا کہ ادعشاق دیکھ کہ ہلکے ملک ا یوان نے تیری قید سے رہا کیا اور ہم اسکے سبب
سے رہا ہوئے اب جو عشاق نے ان سب کو دیکھا ایک حیرت ہوئی ان سب نے تجھ کو صاحبقران
اور بادشاہ کو سلام کیا اور اپنے کو عشاق کو دکھا کر اور سب بڑا ہر کر کے خدمت صاحبقران
میں آئے اور قدم بوسی حاصل کی اسکے بعد بادشاہ کی بسلام کر کے اپنے مقام پر آگئے اپنے پرے میں کھڑے
ہوئے پھر لشکر کا وہ ہی عروج ہو گیا اور وہ ہی نشان و شوکت ہو گئی وہ سننا ٹٹا اور آدمی
جاتی رہی ساحر اپنے لشکر میں آئے اور غیر ساحر اپنی صف میں دیوانہ ہوت و مہموت اپنے
لشکر میں آکر کھڑے ہوئے جہاں پر انکے ساتھ کے دیوانے کھڑے ہوئے تھے بس یہ جب سب اپنے
مقام پر آکر استاد ہوئے صاحبقران و بادشاہ اور کل لشکر اسلام یہ واقعہ دیکھ کر حیران ہو گیا صاحبقران
نے اور بادشاہ نے تو اپنے ہمراہی بادشاہوں سے جو کہ گردخت تھے آئے یہ کلمہ فرمایا اور خواجہ سے
صاحبقران نے کہ ملکہ ا یوان نے بڑا کام کیا اور خوب رک عشاق کو دی اور عشاق ان سب کو دیکھ کر
دریاے حیرت میں غرق ہو گیا اگر داب تفکر میں غوطہ زن ہوا اور زرد ہو کر رہ گیا کہ یہ کیا واقعہ ہوا آدمی
سمندر شاہ اور کل لشکر یہ سانچہ دیکھ کر ایک عالم سکنتہ میں ہو گیا ہر ایک کو حیرت ہو گئی سملاق نے
سمندر شاہ سے کہا کہ دیکھا آپ نے کیا کام کیا ا یوان نے اور کیا رک دی ہو اور کیا سحر کیا ہو کہ
استاد صاحب کا دل چاہتا ہوگا دیکھے سحر اسکا نام ہو کہ بالکل استاد کو خبر نہ ہوئی اور وہ اپنا کام کر گئی یہ جو
سمندر شاہ سے سملاق نے کہا سمندر شاہ نے جواب دیا کہ کچھ مقام فکر نہیں ہو استاد ا یوان کو اسیر
کر کے پھر ان سب کو اسیر کر لینے جاتی کہاں ہو سمندر شاہ تو یہ باتیں کر رہا ہو آدمی ا یوان نے عشاق سے

کہا کہ تو نے میرے سحر کو دیکھا بس اب میرے روبرو سے چلا جا تو کیا مجھ سے مقابلہ کرے گا تیرا حال کھل گیا یہ سنکے
عشاق نے کہا کہ ادا یوان تو جگو دھوکا دیتی ہو بھلا یہ کسکی مجال ہو کہ میرے گنبد سحر سے میرے قید یون کو
نکال لائے تو نے راہ میں خبر پائی ہوگی کہ عشاق نے سب ساحران اسلام کو اسیر کر لیا ہو بس تو نے دریافت کر کے
اپنے لشکر کے ساحر و منکوا کی صورت بنا کر جگو دکھا دیا میں ایسے نفرے میں نہیں آتا ہوں ادا یوان نے جواب دیا
اگر تجکو یقین نہیں آتا ہو تو اپنا گنبد سحر مل کر دیکھ لے کہ وہ ساحر ہیں یا نہیں میں اگر تو نہ دیکھے تو میں سحر کر کے
آتا ہوں اور تجکو دکھا دوں عشاق نے جواب دیا کہ جگو کیا ضرورت ہو کہ بیکار کا کام کروں ادا یوان نے
کہا کہ بھریو نہ تجکو یقین آئے بس اب جب تک تو اس امر کو دریافت نہ کر لیگا اسوقت تک میں مقابلہ نہ کرونگی
عشاق نے جو یہ سننا جا رہا ہوا سحر کیا کہ یا تو وہ گنبد بالائے ہوا گر دیش کر رہا تھا یا اگر دیش کرنا ہوا
زمین پر آیا اور زمین پر ہو چکا تھا سحر کیا بس عشاق نے جو دستک دی کہ وہ گنبد و حوان اور غبار
ہو کر اڑ گیا اور وہ حبشی جو کہ اسکے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے وہ بھی غائب ہو گئے اب سب نے دیکھا
سب ساحران اسلام وغیرہ ساحر ملوک و سلاسل میں مسلسل خاک پرچس و حرکت پڑے ہوئے
ہیں یہ دیکھنا تھا کہ عشاق نے بیکار کر ادا یوان سے کہا کہ تو نے دیکھا تو جگو فریب دینی تھی یا نہیں بھلا
میں کب مانتا اور تیرے کہنے پر کب عمل کرتا تو لے بڑا بکا دھوکا دیا تھا اور سمندر شاہ نے شمللاق سے
کہا کہ تھے دیکھا ادا یوان نے استاد کو دھوکا دیا تھا اگر وہ ایسے جہاندیدہ نہ ہوتے تو فریب میں آجاتے
شمللاق نے کہا کہ اس میں بھی کوئی بھید ہو اور سحر عشاق سے ادا یوان نے کہا کہ ذرا اٹکوا کھا کر
دیکھو تیرے نزدیک نسب وہ ہی لوگ ہیں بس یہ سننا تھا کہ عشاق اپنے تخت پر سے کودا اور
ان سبکی طرف چلا صاحبقران بادشاہ اور کل اہل اسلام حیران تھے کہ یہ کیا واقعہ ہو کہ جسقدر
ساحر وغیرہ ساحر ہمارے لشکر کے اسیر ہوئے تھے سب کو ادا یوان لے آئی اور سب ادا یوان کے
لشکر سے نکلے یہ کہاں سے آگئے بس سب اسی طرف متوجہ ہوئے اور کفار بھی بس عشاق نے قریب
ان کے ہو چکا اور رنج آفتاب علم کا ہاتھ پکڑ کر قصد کیا کہ اٹھاؤں جیسے زور کیا ہاتھ شانہ پر سے
اٹھ کر اسکے ہاتھ میں آگیا اور ادا یوان نے سحر کیا کہ وہ حالت اسکی جاتی رہی ماشس کا آٹا ہو کر رہ گیا
اب جو اسے اسکو پھیک کر اور خفیت ہو کر آفاق کے پتلے پر جو کہ آفاق کی صورت تھا ہاتھ رکھا عشاق
کا ہاتھ گھس گیا اور ماشس کے آٹے میں لت پت ہو گیا بس یہ جو واقعہ ہوا اور اہل اسلام نے دیکھا
کہ سب ماشس کے آٹے کے پتلے ہیں اور عشاق نے بھی دیکھا اور لشکر کفار نے بھی بس عشاق خفیت
ہوا اور اپنے دھوکا کھانے سے اور زیادہ اور سحر اسلام میں اسکے اس طور سے دھوکا کھانے سے
ایک تہقہ پڑا کہ تمام صحرا ہل گیا یہ اور زیادہ خفیت ہوا اور شرمندہ ہو کر رہ گیا اس ماشس کے آٹے کو
اس مقام پر چھوڑ کر اور اپنے تخت پر آکر سوار ہوا اور اہل اسلام نے ادا یوان کی بہت تعریف
کی اور تہقہ زنی کرنے لگے شمللاق نے سمندر شاہ سے کہا کہ آپ نے ملا خطہ فرمایا کہ یہ دوسرا
دھوکا استاد نے کھا یا اور کیسے خفیت ہوئے میں نے عرض نہ کیا تھا کہ اس میں بھی کوئی بھید ہو وہ ہی نکلا
سمندر شاہ نے جواب دیا کہ یہ شعبہ بازی ہو ایسا کوئی امر نہیں ہو کہ یہ خیال کیا جائے کہ ادا یوان
استاد پر غالب آئی شمللاق نے عرض کیا کہ میرا یہ مشا نہیں ہو بلکہ یہ مشا ہو کہ بڑے غضب کے
دھوکے دیے سمندر شاہ نے کہا مان اسکا فقرہ چل گیا استاد کو اس حال سے خبر نہ تھی کہ ادا یوان
آتی ہو اور وہ یہ حرکت کرے گی وہ تو بالکل بخوف تھے بس وہ طرف مقابلے کے متوجہ تھے اس طرف

کا خیال بھی نہ تھا وہ غافل پا کر اپنا کام کر گئی مزہ یہ تھا کہ آگاہ کر کے بجاتی تو ہم جانتے شمللاق نے کہا کہ جس طور سے حریت کا قابو چل گیا وہ اپنا کام کر گیا سمندر شاہ نے کہا کہ خیر تھا یہی کہنا درست ہے یہ دعوے کا کام تھا ہو گیا اب مقابلہ میں کیا کرے گی شمللاق نے کہا گستاخی معاف جو ہو گا ملاحظہ کر لیجیے گا میان تو بہت پروری تھی اور عشاق کو اہل اسلام کے قہقہہ زنی پر بہت غصہ آیا اور ایوان سے کہا کہ تو نے بڑا دعوہ کا جھگو دیا میں اس حال سے واقف نہ تھا کہ تو آتی ہو اور یہ حرکت کرے گی اگر واقف ہوتا تو اس امر کا حال معلوم ہوتا اور میں دیکھتا کہ تو کیونکر لیگی خیراب میں ان سبکے عیوض میں جنگو قتل کرونگا پہلے تو میرا قصد تھا کہ اسیر کروں اب قتل کرونگا کیونکہ تو نے بہت جگہ خفیف و ذلیل کیا ان سبکے سامنے ایوان نے کہا کہ بھرا انتظار رکھا ہے جو کچھ جھگو کرنا ہو کر یا مرث زبانی دیکھاتا ہے میں نے سنا ہے کسی شاعر نے ایک شعر کہا ہے اسکا مضمون تیرے حسب حال ہے یعنی تو زبانی بہت کچھ بکتا ہے کچھ سے ہو کچھ نہیں سکتا ہے اس شاعر کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ زیادہ تقریر کو طول دیتے ہیں اور اپنے کو بہت کچھ خیال کرتے ہیں اور حریف پر بہت گرم ہوتے ہیں اُن سے کچھ نہیں ہو سکتا ہے اتنی مثال یہ ہے اور اس مثال کو اُس نے نظم کیا ہے ایک شعر میں بس وہ شعر تیرے اور پر صادق آتا ہے کہ تو بھی بہت گرم ہوتا ہے اور بہت لاف و گداز زبان سے کرتا ہے مگر کچھ دکھاتا نہیں ہے وہ شعر یہ ہے سن لے اور خفیف ہو غیرت کے معنی یہ ہیں کہ اس شعر کو سننے کو خفیف ہونا اور پھر کچھ کرتب دکھاتا اور وہ سچ جو کہ تو نے سامری و جمشید سے سنا ہے ہیں اور میں بھی کچھ دکھاؤنگی جو کہ تجھ کو آئے ہیں اور جو میں نے استادوں سے یاد کیے ہیں یہ کمر ایوان نے یہ شعر پڑھا شعر - گرے ہیں جو بہت وہ برستے نہیں کبھی دیکھتے ہیں جتنے سائب وہ ڈوستے نہیں کبھی یہ شعر پڑھ کر کہا کہ بہت خوب نظم کیا ہے بس یہ جو عشاق نے سنا اور زیادہ غصہ آیا اور محنت کو پیچھے ہٹا کر اور یہ کہہ کر کہ او ایوان خیر دار ہو جا یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا اب میں حربہ کرتا ہوں میں تیرے اور وہ سحر کرتا ہوں کہ جنگو میں نے برسوں کی محنت میں حاصل کیا ہے اور آئینہ قبضہ کیا ہے اور سب تعلیم کیے ہوئے سامری و جمشید کے ہیں کیونکہ تو بھی ایرانی ساحر ہے تو ایسے ویسے سحر سے غمیں زیر ہوگی یہ جو عشاق نے کہا ایوان نے جواب دیا کہ شوق سے تو وہ ہی سحر کر میں بھی تو مشتاق ہوں تیرے انھیں سحر و ن کی دیکھوں کہ تو نے کیسی محنت کی ہے یا جھوٹ بولتا ہے اور دیکھوں کہ تو کیسا پہلو نشین سامری و جمشید ہے اور اُنکا معشوق پر یہ بھی تو معلوم ہو کہ انھوں نے اپنے معشوق کو کیسے سحر تعلیم کیے ہیں میں خبردار ہوں یہ سننا تھا کہ عشاق نے جوڑے برہانہ ڈالا اور حالت غصہ میں ایک جھوٹا سا جھلا جوڑے سے نکال کر اور اسکو اُنکی برگردش و دیکر طرف آسمان کے اچھا لادہ جھلا طرف آسمان کے گیا اور وہاں مثل ہالہ کے ہو کر قائم ہوا انھوں نے عرصہ تک قائم رہا اُسکے بعد آسمان ایک چمک پیدا ہوئی اور ایک برق کو نکد کر جلی طرف ایوان کے پس ایوان نے جیسے برق کو اپنی طرف آئے ہوئے دیکھا اسم سحر پڑھ کر اور دستک دیکر اپنی کلمہ کی انگشت کو بلند کیا جیسے برق قریب انگشت آئی اب جو انگشت کو حرکت دی وہ برق پر پڑی انگشت کا برق پر پڑنا تھا کہ برق درمیان سے دو ہو کر زمین پر گری سب نے دیکھا کہ وہ ہی جھلا تھا کہ در و ٹکڑے ہو کر زمین پر گر ایوان نے کہا کہ او عشاق تو نے اسی سحر محنت کی تھی اس کے رد کرنے میں تو جھگو کچھ محنت نہ کرنا پڑی یہ سننا تھا کہ عشاق نے برہم ہو کر پھر دستک دی کہ یکا یک ایک سستانی ہوئی ہو اہل اور غبار آڑا جب وہ غبار برطرف ہوا دیکھا کہ ایک فیصل مست جھلا آتا ہے جیسے قریب عشاق پہنچا عشاق نے

ایوان کی طرف اشارہ کیا کہ لبنا اسکو وہ نیل مست خرطوم اٹھا کر اور خرطوم کا گھونسا بنا کر طرف ایوان کے چلا
ایوان خاموش اپنے تخت پر بیٹھی رہی کہ آئے ہی اس نیل مست نے یہ قصد کیا کہ گھونسا مار کر اور خرطوم میں
بہشت کر تخت پر سے اٹھالوں اور زمین پر ماروں کہ نقش زمین ہو جائے جیسے آئے گھونسا مارا دیتے ہی ایوان نے
موقع پا کر اسکی خرطوم پر ہلی اور جھپکا جو دیا تو خرطوم مع زخروے کے کھینچ آئی بس ایوان نے وہ خرطوم پھینک دی
اور ہاتھی نے جرخ مارا اور قریب تھا کہ گرے یکایک اسکے دہن سے ایک شعلہ نکلا کہ جسکے سبب سے وہ ہاتھی
جلنے لگا اور نام جسم اسکا شعلہ ہو گیا لو ٹپکنے لگی اور مثل نیل آتش بازی جرخ کرنے لگا اور صرہ رنگ دیکھ عشاق
نے دستک دی دستک دینا تھا کہ اسی آگ سے یعنی جسم نیل سے ایک طائر برابر کبوتر کے پیدا ہوا کہ جسکے
جسم پر نام گل تھے اور وہ بلند ہوا اور اسنے منقار کھولی بولنے لگے کہ اسکا منقار کا گھونسا تھا ایوان
نزدیک پہنچی مٹی بس فوراً تخت پر سے نکل کر کمان اٹھائی اور تنکے کا تیرا اس کمان میں بیوست کر کے اور
اس طائر کے دہن کو تارک کر جو مارا وہ تیر نشانیہ پر بیٹھا بس دہن کے اندر تھا اور خرطوم کی طرف سے
نکلانیر کا پڑنا تھا کہ ایک شور نشور برپا ہوا آندھی سیاب اکٹھی تارکی ہو گئی برق چمکنے لگی اور وہ طائر
جلنے لگا اور صرہ طائر جل کر خاک ہوا اور ہاتھی اب عشاق کو اور غصہ آبا کہ میں نے جو سحر کیا
اسنے فوراً رد کر دیا عشاق نے یہ خیال اپنے دل میں کر کے چند دانے ماش کے زمین مارے کہ
یکایک جا بجائے زمین شق ہونے لگی اور اس زمین شق شدہ سے حباب برابر پھٹنے لگے
نیا تماشہ تھا کہ بدون پانی کے حباب پیدا ہو رہے تھے اور ان حبابوں میں انگلی انگلی بھر کے پتے
تھے کہ جنکے ہاتھوں میں تلواریں تھیں یہ جو ایوان نے دیکھا فوراً سحر کے دستک دی کہ اسی طور سے
زمین شق ہوئی اور بانشت بالشت بھر کے پتے کہ انکے ہاتھوں میں بتا ور کی بنی ہوئی غلیبیں تھیں
پیدا ہوئے ایوان نے انکو اشارہ کیا وہ پتے ان حبابوں پر مثل طفلان خورد سال کے غلے بازی
کرنے لگے جسپر غلہ مارا وہ حباب ٹوٹ گیا اور وہ پتے جو اسکے اندر تھا جلنے لگا جسے کہ سب حباب
ان تیلوں نے توڑ ڈالے ایک کو باقی نہ رکھا یہ جو عشاق نے دیکھا کہ ایوان نے میرے حبابوں کو
اس طور سے برباد کیا پھر دستک دی کہ پھر زمین شق ہوئی اور اسی قدر پتے پیدا ہوئے جتنے پتے
ایوان کے تھے انکے بھی ہاتھوں میں غلیبیں تھیں بس اشارہ کیا ایوان کے تیلوں سے اور
عشاق کے تیلوں سے غلہ بازی ہونے لگی بس جسپر خواہ ایوان کے پتے پر غلہ پڑا خواہ عشاق
کے وہ جلنے لگا تاہم تھوڑے عرصے میں وہ سب پتے عشاق کے اور ایوان کے جل کر خاک سیاہ
ہو گئے صرف ایک پتہ ایوان کا باقی رہا کہ عشاق نے سحر کیا کہ اس پتہ کے بھی جسم میں آگ
لگ گئی وہ بھی جلنے لگا ایوان نے کہا کہ او عشاق کوئی تو سحر کار نامہ کا کر کہ کچھ وال لگے
کہا کہ ہاتھی بنایا اس سے طائر پیدا کیا پھر خاک سے حباب ظاہر کیے عشاق نے یہ سنے ایک تیرہ
جھوٹی بین باخوڑالا اور ایک نارنج نکالا اسکو صحر کی طرف پھینکا وہ نارنج غائب ہو گیا بعد ازاں
عرسے کے ایک ہوا کا جھوٹکا آبا کہ اسنے تمام صحر کو تیرہ و تار کر دیا غیار سے جب وہ تار کی
برطرت ہوئی سب نے دیکھا کہ کیسا پڑھنا باغ لگا ہو گیا کیا خوشنما بھول گئے ہیں طائر چھ زنی
کر رہے ہیں ہوا سے سرد کے جھونکے آ رہے ہیں بلبلیں خوشنما فعلیان کر رہی ہیں ڈالیاں کھڑکی
تار و زیا دتی گل سے مجموع رہی زمین کے بو سے لے رہی ہیں نہرین جاری ہیں نوار سے
جھوٹ رہے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ سادون بہادون کی جھڑی لگی ہو یہ جو باغ نظر آیا سو اسے

ایوان و صاحبقران کے جسکے دماغ میں بیان کے گلوں کی خوشبو پہنچی سب مست ہو گئے اور نوبت بجنون پہنچی شعر عاشقانہ پڑھنے لگے اور چھوٹے لگے اور تویہ رنگ ہوا اور باغ میں جو بارہ دری سنگ مرمر کی تھی اس پر فوج کاری کی ہوئی تھی اسکے پردے خود بخود بلند ہوئے اور اس بارہ دری سے ہزاروں نازنین مرچیں اڑ سرنایا دریاے جواہر میں غرق لباس گلنار سے آراستہ عجب ناز واداسے نکلیں اور سامنے آکر کھڑی ہوئیں پس جسکی نگاہ ان پر پڑی وہ فریفتہ ہو گیا اہل لشکر اور سرداروں کا کیا ذکر بادشاہ تک اس سحر میں مبتلا ہوئے مگر صاحبقران بسبب اسم اعظم کے اور ایوان بسبب اپنے سحر کے نہیں مبتلا ہوئی اور اہل لشکر سے اور ان نازنینوں میں انتشار کے ہونے لگے انھوں نے انتشار کے سے کہا کہ بیان آؤ تو جانیں پس سبکی یہ نوبت ہو کہ نہ پاس صاحبقران پر نہ بادشاہ دیوانہ وار مجنون مثال شعر عاشقانہ در زبان ہیں اور یہ ہی جانتے ہیں کہ کسی طور سے اپنے کو اس باغ میں نازنینوں کے پاس پہنچا دیں لشکر میں ایک تلامذہ ایوان نے جو پلٹ کر دیکھا تمام لشکر اسلام درہم و برہم ہو صفت یہ ہو گیا سحر بھی اس سحر میں مبتلا ہوئے ہیں اور لشکر ایوان کا تو بہ حال ہوا کہ وہ دیوانہ وار طرف باغ کے چلا یہ جو ایوان نے لشکر اسلام کا حال دیکھا اور لشکر کو اپنے اس حال میں پایا خیال کیا کہ عشاق کے سحر نے ان سب پر اثر کیا یہ اسی میں مبتلا ہوئے ہیں عشاق سے پلٹ کر کہا کہ یہ کیا حرکت ہو دیکھا کہ عشاق اپنے تخت پر نہیں ہو اب یہ حیران ہوئی کہ یہ مرتد کہاں گیا اب جو غور کر کے دیکھتی ہو تو کیا دیکھتی ہو کہ عشاق وسط باغ میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہو ایک گلدستہ اسکے روبرو رکھا ہوا ہو ایوان نے یہ دیکھا آواز دی کہ میں نے دیکھا تجھ کو تو خوب سحر کر کے اور میرے لشکر کو اور لشکر اسلام کو مبتلا ہے سحر کر کے باغ میں جا کر پوشیدہ ہوا ہو میرے تیرے مقابلہ تھا ان لوگوں نے تیرا کیا کیا تھا جو تو نے اپنے سحر کیا بس خیریت اسی میں ہو کہ تو اپنے سحر کو ان سب پر سے اتار لے اور میرے اوپر سحر کر ورنہ میں وہ سحر کر دوں گی کہ تیرے شاگرد کا سب لشکر ہلاک ہو گا اور تیرے اس سحر کو مٹائے دیتی ہوں عشاق نے ایوان کے اس کلمہ کا کچھ جواب نہ دیا بلکہ گریہ سے اتر کر وہ ہی گلدستہ ایوان کی طرف پھینکا کہ وہ گلدستہ بیرون باغ آکر شق ہوا اس سے ایک حبشی شمشیر برہنہ اسکے ہاتھ میں نکلا اور وہ ہی تلوار بیک طرف ایوان کے چلا یہ کہتا ہوا کہ رہ تو جا میرے مالک سے کس طور کے کلام کرتی ہو میں اس تقریر کی تجھ کو سزا دیتا ہوں تو میرے ہاتھ سے جائیگی کہاں وہ حبشی جب قریب ایوان پہنچا ایوان نے دیکھا کہ یہ میرے قریب آ گیا ایک مرتبہ جھولی سے ایک کاغذ نکالا اسپر چند لکیریں بنائیں اور سینہ در سے ٹکے دیے اس کاغذ کو جب درست کر چکی دستک دیکر اٹھا کر اس حبشی کے سامنے کیا جیسے اس حبشی کی نگاہ اس کاغذ پر پڑی ایک مرتبہ وہ تلوار پھینک کر اور دوڑ کر ایوان کے قدم پر گر پڑا اور کہا کہ کیا حکم ہوتا ہو ایوان نے فوراً دستک دی کہ ایک بتلی ایک تھاں حلوے کا لیکر بیدار ہوئی بس ایوان نے اس بتلی سے وہ حلوے لیکر اس حبشی کو دیا کہ کھالے وہ کھا گیا اب ایوان نے کہا کہ وہ جو باغ میں کرسی پر بیٹھا ہوا ہو اسکا سر کاٹ لا تو اور تجھ کو حلوے کھلاؤن یہ سننا تھا کہ وہ حبشی پھر وہ ہی تلوار ہاتھ میں لیکر مثل شعلہ جوالہ کے طرف باغ کے چلا یہ جو رنگ عشاق نے دیکھا ان نازنینوں سے کہا کہ اس حبشی کو بیکر تو میرے پاس نہ آنے دو بس یا تو وہ نازنینیں طرف لشکر اسلام اور ایوان کے دیکھ رہیں تھیں اور اشارہ کر رہیں تھیں یا ایک مرتبہ سبکی سب اس حبشی کی طرف چلیں وہ حبشی شعلہ جوالہ بنا ہوا تھا شمشیر برہنہ ہاتھ میں تھی کہ ان نازنینوں نے اگر اسکو راہ میں روکا اور کہا کہ کہاں جلتا

یہی مقام پر پڑھ رہے باغ پر عشاق جادو کا انکا حکم نہیں ہو کہ کوئی اس باغ میں آئے حبشی نے جواب دیا کہ کیسا حکم
 اور کیسا عشاق میں تو ضرور باغ میں جاؤنگا اور میں یکم ملکہ ایوان عشاق کا سر لینے آیا ہوں وہ میرے ہاتھ سے
 کمان جاتا ہوا اسکو قتل کرونگا کیونکہ وہ میری ملکہ کا دشمن ہے جسکا میں غلام ہوں وہ حرام زادہ سامنے کھڑی پڑھا ہوا
 خود نہیں منع کرنے آیا بجگو بھیجا ہوا دیکھوں تو کون بجگو منع کرتا ہے میں تو نہ مانونگا یہ کہہ کر اس حبشی نے قصد کیا
 کہ آگے قدم بڑھاؤں کہ ان نازنینوں نے کہا کہ کیا کرتا ہو دیکھو بچتا کیگا ہمارے ہاتھ سے مارا جائیگا حبشی
 نے کہا کہ تم سب میرے ہاتھ سے ماری جاؤ گی نہیں ہٹ جاؤ انھوں نے کہا کہ ہم تو آگے نہ جانے دینگے
 اسے کہا کہ ہم تو جائینگے یہ کہہ کر پھر قصد کیا کہ پھر وہ سامنے آگئیں اس حبشی نے کہا کہ وہ درہو میرے سامنے سے
 کیوں اپنی شامت بھلائی ہوا انھوں نے کہا کہ تیری شامت آئی ہے تیری کیا مجال جو تو آگے قدم بڑھا سکے
 یہ سننا تھا کہ حبشی کو اور غصہ آیا اور اسنے قدم اٹھایا کہ وہ نازنینیں لینا لینا کہہ کر دوڑیں بس انکا
 دوڑنا تھا یہ تلوار تو برہنہ ہاتھ میں لیے ہوئے تھا ایک مرتبہ علم کی اور وار کیا وار کا کرنا تھا کہ ایک برق
 کو نہ کر گری ان نازنینوں پر اس برق کا گرنا تھا یہ معلوم ہوا کہ کسی نے قودہ باروت میں آگ لگا دی
 سب مثل سیرم خشک کے جلنے لگیں اور جلائے لگیں کہ اے عشاق جادو بجاؤ اور شکر ایوان و
 شکر اسلام کی طرف منہ کر کے کہا کہ تم لوگ کیسے ہمارے عاشق ہو کہ اس حبشی نے تو ہم پر یہ ظلم و ستم
 کیا اور تم لوگ خاموش کھڑے ہوئے دیکھا کیے کچھ تھے اسکو سزا نہ دی اگر ہم سبکے تم عاشق ہو
 تو اس حبشی کو قتل کر دیے انکا کہنا تھا کہ ہماروں آدمی شکر اسلام کے اور کل شکر ایوان تلواریں
 لیکر اس باغ کی طرف چلا یہ جو واقعہ ایوان نے دیکھا فوراً سحر کیا کہ وہ جو تلواریں لیکر چلے تھے
 ان سبکے پاؤں زمین نے بکڑ لیے وہ ساکت ہو کر رہ گئے اب جو ان نازنینوں نے کہا کہ خبر تو جواب دیا
 کہ ہم ناچار ہیں پاؤں قابو میں نہیں ہیں یہ تو یہ کہہ رہے تھے کہ وہ سبکی سب جھک خاک ہو کر رہ گئیں
 عشاق نے دیکھا کہ ایوان نے میرے سحر کو اپنے قابو میں کر کے میرے دوسرے سحر کو مٹا یا اور وہ حبشی
 میری طرف تلوار لیے ہوئے آتا ہوا اسنے کرسی پر سے اٹھ کر ایک گلاب کا بھول توڑا اور اسے سحر دم کیا
 وہ حبشی اتنے عرصے میں قریب عشاق پہنچ گیا اور جانے ہی تلوار کا وار کیا ادھر اسنے وار کیا
 ادھر عشاق نے وہ گل سرخ اس حبشی پر مارا اسکا پڑنا تھا کہ جیسے باروت میں آگ لگا دی وہ حبشی
 جلنے لگا یہ جو ایوان نے دیکھا کہ اسنے حبشی کو جلا دیا بس ایک مرتبہ جھولی سے خاک نکالی اسے
 اسم سحر پڑھ کر اس باغ کی طرف بھینک دیا وہ خاک نہ تھی گویا اس باغ کے لیے سموم خزان تھی
 کہ ایک ہوا ایسی گرم چلی کہ وہ تمام باغ خشک ہو گیا خاک اڑنے لگی ابکی جو جھولکا آیتا تمام باغ جلنے لگا
 بارہ دری گری عشاق نے جو یہ واقعہ دیکھا وہاں سے غرق زمین ہو کر اپنے تخت پر آ بیٹھا دم بھر
 میں وہ باغ جھک کر خاک سیاہ ہو گیا نشان تک نہ باقی رہا اور سب اہل اسلام و شکر ایوان کو
 ہوش آیا ایوان نے بھی اپنا سحر انہر سے اتار لیا انھوں نے اپنے کو شکر سے الگ بابا بہت حیران
 ہوئے کہ یہ کیا امر ہوا اور لوگوں سے پوچھا کہ ہم تو صفوں میں تھے وہاں کیونکر ہو گئے انھوں نے کہا
 کہ جھوکا معلوم کہ کیونکر ہو گئے وہ لوگ اور حیران ہوئے یہ تو سب حیران ہیں ادھر عشاق نے ایوان سے
 کہا کہ تو نے بڑے بڑے میرے سحر دیکھے جب جانوں کہ یہ میرا سحر در کر لے راوی نے بیان کیا ہوا کدسی طور سے بہت سے
 سحر ہوئے سب ایوان نے رد کیے مگر ابھی تک ایوان نے کوئی سحر نہیں کیا سوائے عشاق کے سحر رد کرنے کے بس
 عشاق نے جو یہ کہا ایوان نے کہا کہ شوق سے تو دار کر بس عشاق نے ایک بیل نکالا اسکے چاروں طرف چاروں

تھے اور اس پر گہرے سے چار تصویریں بنی ہوئی تھیں اور ہزاروں سوزن کے برابر سوراخ تھے پس
عشاق نے فوراً دستک دی کہ ایک بتلی ایک کانشہ خون کا بے ہوئے زمین سے نکلی سنئے عشاق
کو دیا پس وہ خون عشاق نے پیکر اس بتلی کو اس کانشہ میں ڈال دیا اور اس بتلی نے ایک ناریل
عشاق کے ماتھ میں دیا عشاق نے وہ ناریل اس سے پیکر تخت پر رکھ لیا وہ بتلی ناریل و
کانشہ دیکر غائب ہو گئی اور وہ بتلی غائب ہوئی اور عشاق نے اس بتلی کو کانشہ سے نکالا
اور اس پر اس پر دم کر کے ایوان کی طرف بھینکا وہ بتلی قریب ایوان کے آکر شق ہوا اس کا شق ہونا
تھا کہ غبار اڑا اور ایوان اس غبار میں پوشیدہ ہوئی کچھ تاریکی ہوئی اس نے سچ کیا کہ وہ غبار بر طرف ہوا
سب نے دیکھا کہ چار عشاق ایک صورت کے اس غبار کے بر طرف ہوئے سے پیدا ہوئے و دون
شکر و ن نے دیکھا کہ عشاق تخت پر نہیں ہر اب سب کو حیرت ہوئی کہ یہ تو ایک تھا یہ چار کہاں سے
آگئے سب حیران حیران ہو کر دیکھ رہے ہیں اور ادھر وہ چار و ن تلواریں بلند کر کے چلے ایوان بھی حیران
ہو کہ یہ ایک کے چار کیونکر ہو گئے مگر سنس رہی ہو کہ وہ چار و ن چلے آئیں سے ایک دہنی طرف کو اور
ایک بائیں سمت اور پشت کی طرف سے اور روبرو سے تلواریں پیکر ایوان پر حملہ آور ہوئے
اور چار و ن نے ایک مرتبہ وار کیا ایوان نے سچ کیا کہ چار سیدیں چار و ن طرف ٹھاکم ہو گئیں چار و ن
کے وار ان سپرد نہ پڑے خالی گئے اتنے عرصے میں ایوان نے اپنا بندوبست کر لیا ابکی جوا تھون نے
وار کیا ایک مرتبہ ایوان نے تخت کو خالی کر دیا اور خود کو دکر الگ ہو گئی اور سامنے جا کر کھڑی ہوئی
پھر آنکے وار خالی گئے تخت پر پڑے ابکی جوا وار خالی گئے اور اٹھون نے ایوان کو تخت پر نہ پایا دیکھا
کہ سامنے کھڑی ہو ایک مرتبہ چار و ن تلواریں پیکر کر طرف ایوان کے چلے جیسے قریب ہو گئے ایوان
نے جھولی سے ایک اپنی پھلی کان کی نکالی اس کو سچ کر کے جو آئینہ مارا ایک برق تڑپ کر گری کہ ایک کے
سر سے جو گزری تو ٹانگوں سے پھلی وہ ابھی چلنے نہ پایا تھا کہ وہ پو بلند ہوئی دوسرے پر گری اسی طور
سے تیسرے پر اور چوتھے پر پس چار و ن کا کام تمام کیا وہ چار و ن چلنے لگے ایک شور مچا کر
بلند ہوا آندھی سیاب آئیں آگ برسنے لگی ایوان حیرت کر کے تخت پر سوار ہوئی اس نے سچ کیا کہ وہ تاریکی
بر طرف ہوئی سب نے دیکھا کہ چار ماش کے آٹے کے پتلے خاک پر چلے ہوئے ہیں ایوان نے آواز دی کہ
واہ میان عشاق واہ کیا خوب تم نے سچ کیا اور سامنے آئیے یہ جوا ایوان نے کہا دیکھا کہ عشاق زمین سے
نکلا مگر کچھ شرمندہ سا اور غصہ سے اس کا چہرہ لعل ہو گئے ہی تخت پر حیرت کر کے سوار ہوا اور وہ ناریل نکلا کر
اور خبردار کر کے مارا وہ ناریل و مان سے جلا ایوان نے جو اس کی تڑپ دیکھی تو خواب پائی فوراً سحر سے دریافت
کیا تو معلوم ہوا کہ ملکہ اگر یہ ناریل آپ پر پڑ گیا تو غضب ہو گیا یہ ضرب کی خالی خالی فروری کچھ نہ کچھ نقصان پہونچا سکی
ابے کو اس سے بچائے یہ جوا ایوان کو معلوم ہوا تو فوراً اس نے سچ کیا کہ تخت پر بیٹھے بیٹھے غائب ہو گئی اور سحر سے ایک بتلی
اپنی صورت کی بنا کر چھوڑ گئی پس وہ ناریل تو قریب آچکا تھا اس بتلی سحر پر جو کہ ایوان کی شکل تھی اس کے سینے پر آکر پڑا وہ جیسے ہی پڑا
اس بتلی میں آگ لگ گئی اور وہ ناریل شق ہوا غبار بلند ہوا آگ چار و ن طرف برسنے لگی اور عشاق نے
کھلا کچ کر کے آواز دی کہ زدم و پست کردم مگر حیران ہو کہ ایوان کے مرنے کی کوئی علامت نہ ظاہر ہوئی نہ اس کے
مرنے کے صدا آئی یہ کیا واقعہ ہوا اور اہل اسلام سحر و غیر سحر و شکر ایوان کو یقین ہوا کہ ملکہ کو عشاق نے
قتل کیا سب نے قصد کیا کہ جنگ غلو بہ کر دیں اور مہمند شاہ نے شملاق سے کہا کہ دیکھا ہے کیونکر اسٹا دے
ایوان کو قتل کیا شکر مہمند شاہ کو یقین ہوا کہ ایوان عشاق کے ماتھ سے ماری گئی شملاق نے مہمند شاہ کا یہ

کلام سنکے عرض کیا کہ یہ جو آپ نے ارشاد کیا کہ اُستاد نے ایوان کو قتل کیا یہ امر تو ظاہر ہی مگر سنو کوئی علامت
 اسکے مرنے کی نہیں برپا ہوئی نہ اسکے بیرون نے غل مجاہدانہ اسکے نام کی صدا آئی یہ کیا امر ہے کیونکہ ساحر زبرد
 تھی اگر کوئی ایسا ویسا ساحر موتا تو خال کیا جاتا کہ علامت مرگ اسکے نہ ظاہر ہوئی اسکے مرنے کے آثار تو
 ظاہر ہوناتے اور ایسے کہ تمام صحرا کا نب جاتا تا ربکی ہو جانی سمندر شاہ نے کہا کہ اسی امر میں میں بھی فکر
 کر رہا ہوں کہ یہ کیا بات ہے شملاق نے کہا کہ ہمیں بھی کوئی بھید ہو بہان بھی باتیں ہو رہی تھیں اور عشاق
 نے زوم و پست کرم کی صدا دی بہ صدا دینا تھا کہ آواز آئی کرا زومی و کرا پست کرا دی میں تیرے
 مقابلہ کو موجود ہوں اور کافر تو جاتا کہاں ہے میرے ہاتھ سے یہ بھی ایک شعبہ تھا تو کیا ہی کو قتل کرے گا
 میں تیری جان کی ملک الموت موجود ہوں بہ صدا سب نے سنی یعنی دو دنوں لشکروں نے بس لشکر ایوان نے
 جو جنگ مغلو بہ کا قصد کیا وہ قسح کیا اور سمندر شاہ سے شلاق نے عرض کیا کہ کچھ اپنے سنا کہ کیا صدا آئی
 عیوض صدا سے مرگ کے اسکے خود آواز آئی سمندر شاہ نے کہا کہ تمہارا لگان درست تھا اب دو دنوں لشکروں
 نے دیکھا کہ ایوان زمین سے نکلی مگر دو دنوں ہاتھوں میں اسکے کچھ تھا جو راز میں سے نکلی اور خست کر کے تخت
 بر سوار ہوئی عشاق نے جو ایوان کو زندہ دیکھا اور سمندر شاہ و شملاق اور کل اہل لشکر سمندر شاہ
 نے سب دنگ ہو گئے اور زرد ہو گئے مگر لشکر ایوان و لشکر اسلام دیکھ کر ایوان کو خوش ہوے
 ایوان کو جو عشاق نے تخت پر بار باس برہم ہو کر چھوٹی پر ہاتھ ڈالا اور قصد کیا کہ ایوان پر چڑھ کر دن
 ایوان نے جو یہ قصد عشاق کا دیکھا ہنس کر کہا کہ کیوں عشاق اب تو ہی سحر کبے جا یگا میری لوبت
 نہ آنے دیکھا میں تو تیرے بہت سے سحر و کر جکی ہوں اب ایک دو میرے سحر تو رد کر عشاق نے
 جواب دیا میں نے کب منع کیا ہے کہ تو سحر نہ کر شوق سے سحر کر میں تیرے سحر کا مشتاق ہوں ایوان نے کہا
 کہ اے عشاق میں بہت سے سحر کر دنگی صرت د و سحر کر دنگی دیکھوں تو کیونکر انکو رد کرنا ہو دیکھ لے دو ہی
 حربے میرے پاس بھی ہیں عشاق نے کہا کہ میں موجود ہوں تیرا جو جی چاہے وہ سحر کر بس یہ کہہ کر عشاق
 تم گیا ایوان کے ہاتھ میں ایک آہنی گولہ تھا اور دوسرے ہاتھ میں ایک پھول تھا جو کہ یہ زمین سے
 بیکر نکلی تھی بس ایوان نے وہ پھول ایک بار اٹھا کر طرٹ آسمان کے پھینکا یا تو وہ خشک تھا یا تازہ ہو گیا
 اور ایک ہوا جو چلی اُس پھول کی خوشبو جو پہیلی اور اہل لشکر سمندر شاہ کے دماغ میں جو ہو چکی سب ایک مزہ
 مست و از خود رفتہ ہو گئے اور تلواریں اور حربہ ہائے سحر پھینک کر شعر عاشقانہ پڑھتے ہوئے طرف
 ایوان کے چلے اور اٹھ کر ایوان نے سحر کیا کہ وہ پھول شگافہ ہوا اور اُس سے ایک آفتاب پیدا ہوا اور اسکا
 عکس جو ان لوگوں پر پڑا اسکے سب بکار کے کہ اے ملکہ عالم ہم آپ کے تابعدار ہیں ہکو نہ جلائے جو حکم ہو ہم
 بجا لائیں ایوان نے یہ سنکے انگشت کا اشارہ کیا کچھ لوگ الگ ہو گئے کچھ جو باقی رہے انکو حکم دیا
 کہ تم سنکے سب سمندر شاہ کو بکڑ لاؤ اور جو کہ الگ ہوئے سنکے انکو حکم دیا کہ تم اپنے سر کاٹ ڈالو
 یہ حکم دینا تھا بس جسکو سمندر شاہ کی گرفتاری کا حکم دیا تھا وہ تلواریں بکڑ کر سمندر شاہ کی
 طرف چلے اور جسکو سر کاٹنے کا حکم دیا تھا انھوں نے فوراً اپنے گلے کاٹ ڈالے وہ لوگ
 جو سمندر شاہ کی طرف چلے گئے انکو سمندر شاہ نے اپنی طرف بقصد فاسد آتے دیکھ کر اپنے
 اہل لشکر کو حکم دیا کہ انکو بکڑ لو کیونکہ یہ ایوان کے سحر میں مبتلا ہو کر دیوانہ ہو گئے ہیں بس
 اہل لشکر سمندر شاہ انکی طرف چلے اور ان کے اپنے گلے کاٹنے لشکر میں ایک تلامذہ مچ گیا
 اور ایوان نے اُس آفتاب کو اشارہ کیا کہ وہ پھر اُسی طور سے پھول ہو کر یہ گیا یہ جو تلامذہ لشکر

میں مجاہد عشاق نے ہلٹ کر لشکر کی طرف دیکھا کہ کئی سو نو سو سر کٹے ہوئے خاک پر ہیں اور بہت سے آدمی تلوار پرین پھینچے ہوئے سمندرِ رشاہ کی طرف جاتے ہیں اور سمندرِ رشاہ نے اپنے لشکر کے لوگوں کو اپنے گرفتار کرنے کا حکم دیا ہے وہ لوگ چلے ہیں گو یہ لوگ بھی اسی لشکر کے ہیں بہ تلامم جو عشاق نے لشکر میں دیکھا ایوان سے ہلٹ کر کہا کہ یہ کیا حرکت ہے تو نے میرے اور نو کوئی حربہ نہ کیا اور اہل لشکر کو ہلاک کیا ایوان نے جواب دیا کہ یہ عیوض اسکا ہے کہ تو نے میرے اہل لشکر کو ہلاک کرنا چاہا تھا مگر میں آگاہ ہو گئی میں نے بچا لیا اگر تو ساحرِ زبردست ہے تو اپنے اہل لشکر کو میرے سحر سے بچالے ورنہ سب کا اسی طور خاتمہ کرو ونگی دیکھو وہ باہم جنگ ہونے لگی عشاق نے جو ہلٹ کر دیکھا تو یہ واقعہ دیکھا کہ وہ لوگ جو کہ سحر ایوان میں مبتلا ہوئے تھے اور سمندرِ رشاہ کو اسیر کرنے چلے تھے اُسے اور دوسرے اہل لشکر سے تلوار چل رہی ہے یہ جو عشاق نے دیکھا پس ہلٹ کر اور ایک نارنج اٹھا کر جو اس بھول پر بارہا جیسے قریب بھول نارنج پہنچا اس سے ایک برق چمک کر گری کہ وہ نارنج جل گیا عشاق کو اور غصہ آیا پس فوراً بھولی سے کچھ دانہ ماش کے برابر لگانے لگا تو اپنی ران کے خون سے رنگین کیا اور وہ اٹھا کر اس گل بر مارے پس جب وہ قریب پہنچے اُسے شعلے پیدا ہوئے اور بھول پر گرے جیسے بھول پر وہ شعلے گرے بھول تو مر چھا کر رہ گیا مگر اس سے ایک آفتاب پیدا ہوا جس نے اپنا عکس اہل لشکر سمندرِ رشاہ پر ٹھالا تھا پس وہ آفتاب کڑک کر طرف عشاق کے چلا ایوان نے دستک دی کہ وہ آفتاب اور زیادہ زور سے کڑکا اور چلا یہ جو عشاق نے دیکھا پس دستک دی کہ ایک گنبد آہنی پیدا ہوا عشاق اس کے اندر پوشیدہ ہو گیا وہ آفتاب اس گنبد پر گرا اور اس کو ریزہ ریزہ کر دیا عشاق فوراً عرقِ زمین ہو گیا پس آفتاب اس گنبد کو مٹا کر بلند ہوا اور لشکر سمندرِ رشاہ پر گر کر اسے سیکڑوں اہل لشکر ہلاک ہوئے پھر بلند ہوا لشکر میں ایک تلامم مچ گیا اور وہ بھول جب خشک ہوا تھا وہ لوگ ہوش میں آئے تھے کیونکہ اسکی خوشبو سے مد ہوش ہونے لگے اُسکے خشک ہونے سے ہوش میں آگئے تھے اور اپنے مقام پر آکر کھڑے ہوئے تھے کہ وہ آفتاب گرنے لگا و مرتبہ گرا تھا تیسری مرتبہ جو آفتاب بلند ہوا تھا اور کڑک چلا تھا کہ یکا یک عشاق زمین سے نکلا باہر چو آیا دیکھا کہ لشکر میں تھلکے پڑا ہوا ہے پس جیسے آفتاب کڑک کر گرنے لگا اس کے ماتھ میں خاک تھی وہ اسنے آفتاب پر ماری اس خاک کا بڑنا تھا کہ ایک جھٹکا ہوا اور وہ آفتاب ٹوٹ کر زمین پر گرا سب نے دیکھا ایک آہنی تو تھا عشاق نے اس سحر کو مٹا کر کہا کہ ایوان دیکھا تو نے کیونکہ میں نے تیرے سحر کو مٹا دیا گو تیرے سحر کے سبب سے اور بہت سے اہل لشکر سمندرِ رشاہ کے مارے گئے خیر اسکا عیوض تجھ سے لوں گا ایوان نے کہا کہ خیر تو نے ایک سحر تو میرا دیکھا اور اپنی اور اہل لشکر کی جان بچائی یہ میرا دوسرا حربہ ہے پس اس کو رد کر دے تو جانوں اور یہ تیرے ادیر ہی یہ کہہ کر وہ کڑا آہنی جو کہ ماتھ میں تھا اس کو گردش دیکر عشاق پر مارا وہ جب ایوان کے ماتھ سے رہا ہوا تھا اس وقت تو کڑا تھا جب رہا ہو کر جلا اب تمشیر آبدار و برق شعلہ بار بن کر جلا طرف عشاق کے عشاق نے جوابی طرف اس کو آئے دیکھا اب جو خیال کیا دل میں اور سحر سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایوان نے بڑے غضب کا سحر کیا ہے گو تو طلسم بند ہے اگر یہ حربہ اسکا چل گیا تیرے اور نو تو ضرور ہلاک ہو گا اگر ہلاک سے بچا تو ایسا سحر ہو گا کہ بجز زندگی بجز اس قابل نہو گا کہ اٹھ بیٹھ سکے سوا اے بے حس و حرکت پرے رہنے کے بلکہ دو آدمیوں کی ضرورت

ہوگی کہ وہ خدمت کریں یہ جو عشاق نے سحر در یافت کیا اور معلوم ہوا بس اسے کیا نہ سہی کہ اپنی
 ہمشبیہ یعنی ہمزاد کو اپنے مقام پر فوراً سحر کر کے جھوڑا اور خود تخت پر سے کود کر غالب ہو گیا اور وہ
 برق فعاہ بار اگر اس ہمشبیہ عشاق پر پڑی کہ اسکو قتل کرتی ہوئی اور اسکو جلائی ہوئی غرق زمین
 ہو گئی ایک سیاہ آنندھی جلی تاریکی ہو گئی شور و غل برپا ہوا آوازین مہیب آنے لگیں غبار بلند
 ہوا برت باری ہونے لگی آگ برتنے لگی ہر طرف سے صدائے ہولناک آرہی تھی پھر برس رہے تھے
 ایک تلاطم اس صحرائین ربا تھا اہل بنکر سمندر شاہ و خود سمندر شاہ و شملاق وغیرہ کو حیرت
 ہوئی اور سب کو یقین کلی ہوا کہ عشاق کو ایوان سے قتل کیا وہ تلاطم ربا تھا کہ آواز آئی
 کشتی کہ نام من ہمشبیہ عشاق حجرہ نشین بود افسوس مردیم و جان دادیم بطلب خود ز سیدیم
 یہ صدا سب نے سنی اہل اسلام کو خوشی ہوئی سب خوش ہو گئے مگر کفار یہ صدا سنے بقیار ہوئے
 اور خصوصاً سمندر شاہ بہت حیران ہوا راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ امضوری کہ جب ہمشبیہ ساحر
 کی قتل ہوئی ہر یا ساحر خود قتل کراتا ہو تو وہ اسی کے نام کی صدا دیتی ہے اور اس ساحر کا زور بھی
 کم ہو جاتا ہر اسی سبب سے ہر ساحر اپنے ہمزاد کو نہیں قتل کراتا ایسی ہی مجبوری کے مقام پر جیسے
 افراسیاب جادو نے یا اور ساحروں نے کیا ہے بس وہ ہی طوفان عشاق نے بھی کیا دوسرے
 یہ بات ہے کہ اکثر سنا گیا ہے کہ جب ساحر قتل ہوتا ہے تو جو اسکے سحر کے اشیاء ہوتے ہیں وہ مٹ جاتے
 ہیں بس اسی طور سے ہمزاد کے بھی قتل ہونے سے بھی مٹ جاتے ہیں مگر اس ساحر کے کہ جسکی
 تعمیر اور نیاری میں اسکا ہمزاد بھی شریک ہوتا ہے یا یہ ساحر کہ جسکا ہمزاد قتل ہوا ہے یا خود اسنے قتل
 کرایا ہے اور کوئی بند و بست اسکا نہیں کیا کہ وہ چیزیں کہ جو میرے سحر سے تیار ہوئی ہیں نہ نہیں
 توٹ جائیں گی اگر بند و بست کر لیا ہے تو ہمزاد کے قتل ہونے پر نہ نہیں کی بلکہ اسکے خود کے قتل ہونے
 پر برباد ہو گئی چنانچہ عشاق نے اسکا بند و بست کر لیا تھا کہ میرے ہمزاد کے قتل ہونے پر کوئی چیز میری
 سحر سے جو کہ بنی ہو نہ برباد ہو اسی سبب سے سب اشیاء سحر عشاق جو کہ سمندر شاہ کے پاس تھیں
 یا جو عمارت تھی قائم رہی برباد نہیں ہوئی مگر اس صدا کے آنے پر بنکر سمندر شاہ میں ایک تلاطم
 بڑ گیا سب رونے لگے ہر طرف سے صدا آنے لگی باے استاد وائے استاد سمندر شاہ کی عجب
 حالت ہو گئی کہ گریبان چاک کر ڈالا تاج سر پر سے پھینک دیا شملاق کو معلوم تھا کہ بہت سے سحر
 اور بہت سی چیزیں اسوقت سمندر شاہ کے پاس ایسی ہیں کہ جو عشاق کی بنائی ہوئی ہیں دیکھوں
 وہ بھی برباد ہوئیں یا نہیں یہ خیال اپنے دل میں کر کے اب جو دیکھا تو انکو اسی طور سے برباد ہوا
 سمندر شاہ سے کہا کہ امیر بادشاہ ایک بات میری سن لیجئے پھر روئے گا کیونکہ یہ امضوری کہ استاد
 مارے گئے اب ان ساسا حریدا ہونا غیر ممکن ہے مگر ایک امر میں مجھو حیرت ہو سمندر شاہ نے کہا کہ مجھو
 ہر وقت حیرت ہوا کرتی ہے اسوقت میں بھی تیرا مذاق نہیں جاتا اسنے جواب دیا کہ میری کیا مجال جو مذاق
 کرتا ہوں کیا مجھو استاد کے مرنے کی خوشی ہے جو مذاق کرتا ہوں میں ایک بات عرض کرتا ہوں کہ جس سے
 انکو اس امر کا یقین ہو گا کہ استاد زندہ ہیں سمندر شاہ نے کہا کہ پھر وہ ہی تو بے مذاق کی بات
 کہ شملاق نے کہا کہ ذرا سماعت فرمایا لیجئے پھر فرمایا گا کہ مذاق کی بات کہی سمندر شاہ نے جو
 سنا کہا کہ بیان کر شملاق نے عرض کیا کہ مجھو حیرت اس امر میں ہے کہ جسقدر سحر استاد کے بیٹھے
 سب قائم ہیں اور جو چیزیں انکی بنائی ہوئی تھیں وہ سب موجود ہیں بس اگر استاد قتل ہوئے

تو ضرور یہ سب برباد ہو جائیں اور ایک کا بھی نہیں ہے نام و نشان نہ باقی رہتا یہ کیا سبب ہے کہ سب
 اسی طور سے برقرار ہیں سمندر شاہ نے جو یہ کلمہ سنا شمللاق سے کہا کہ یہ تو تو نے ایک بات طریقی
 کی کوئی مگر معلوم یہ ہوتا ہے کہ انھوں نے فرمایا نہیں وہ ان سب کا اختیار چکودے گئے ہیں جو یہ نہیں
 برباد ہوئیں انکے بعد میں انکا مالک ہون اور میرے لیے تو بنائیں یقین اگر یہ کہا جائے کہ وہ قتل نہیں
 ہوتے تو خدا کیسی آئی پس اگر مثل ایوان کے دھوکا دیں تو خدا نے آئی جیسے اس کے مرنے کا سبکو یقین
 ہوا تھا مگر خدا کے نہ آنے سے شک تھا یہ اس کے بیان بھی ہوتا یہ صد کیوں آئی شمللاق نے کہا کہ یہ
 سب ارشاد آیکارست ہے مگر چکودے در شک ہوتا ہے یہ ان تو سب اہل شکر و ربہ ہیں سمندر شاہ بھی
 منہم جو شمللاق کے اس کہنے سے رونا تو نہیں ہے مگر منہم جو ادھر ایوان کے جب دیکھا کہ وہ تاریکی
 وغیرہ دفع ہو گئی اور سب علامت سحر طرقت ہو گئی ایوان نے دیکھا کہ نہ عشاق کی لاش ہر تخت پر
 خیال کیا کہ بیڑا س تاریکی میں لاش اٹھا لیگئے بس ایک مرتبہ جو راج کر کے آواز دی کہ زردم و پست
 کر دم یوں کام تمام کرے ہیں یہ کہہ کر عمومی راوی نے کہا کہ ابھی نہ تو عشاق کی موت کا وقت
 آیا تھا نہ اسکا قاتل آیا تھا نہ ایوان اسکی قاتل تھی نہ ابھی اہل اسلام کے ستارہ دن کی نخواست بر طرقت
 ہوئی تھی کیسے عشاق قتل ہو جاتا کیونکہ میں عرض کر چکا ہوں کہ جب تک تیغ عشاق کش نہ آئیگا
 اسوقت تک عشاق قتل نہ ہوگا جو کہ سامری و خیمہ شہر بنا گئے ہیں دیکھو اس تیغ کو کون لیکر
 آتا ہے اور کون عشاق کو قتل کرتا ہے اور کب قتل ہوتا ہے گو ہزار دے قتل کرانے سے نصف فوت
 سحر کی اور جسم کی کھٹ گئی ہے جو کہ اہل اسلام کا ستارہ گر و دش میں ہے بس اس سبب سے ابھی خوف ہے
 یہ جو خدا ایوان نے دی کہ زردم و پست کر دم برابر سے آواز آئی کہ آواز دی و کر پست کر دی تو
 یوں نہ قتل ہوگی سحر سے بلکہ چکودے سے قتل کرونگا کیونکہ تو سحر میں زبردست ہے اور کامل ہے میرا
 تیرا بلکہ برابر ہے میں سحر میں تیرے اور غالب آؤنگا نہ تو میرے برابر ہے جو خدا ایوان نے سنی پلٹ کر دیکھا
 کہ عشاق زمین سے نکل رہا ہے پیچہ برہنہ ہاتھ میں بس یہ بھی اسکو دیکھ کر تخت پر سے کود پڑی
 پیچہ لیکر عشاق بھی جست کر کے زمین سے نکلا اور باہر آکر پیچہ بد لکر کھڑا ہوا اب جو اہل اسلام
 نے دیکھا سب کو حیرت ہوئی اور باہر کہا کہ وہ ہی تدبیر کی جو کہ ایوان نے کی تھی اب ایوان کے
 ہاتھ سے مارا جائیگا یہ ہرام میں غالب آئی ہو اور شمللاق نے سمندر شاہ سے کہا کہ ملاحظہ فرمائیے
 جو میں عرض کرتا تھا وہ ہی ہوا نہ دیکھو وہ استاد نے اپنے کوئی اسیر کیا معلوم ہوتا ہے کہ ایسا ہزار قتل
 کرایا اب جو سمندر شاہ نے دیکھا تو عشاق کو میدان میں کھڑا پایا شمللاق سے کہا کہ تم نے
 سچ کہا تھا یہ کہہ نقیبوں سے کہا کہ لشکر میں بیکار و دیکھ کوئی رنج و غم نہ کریں استاد زندہ ہیں
 انھوں نے اپنے ہزار کو قتل کرایا تھا یہ اسکے دہشت کی علامت بلند ہوئی اتنی نقیبوں نے لشکر میں بیکار دیا
 اب پھر سب کو اطمینان ہوا اور دیکھا تو عشاق کو میدان میں رو رہا ایوان کے استاد ہایا اور
 دیکھا کہ اب مرد و زن میں نیچہ چلا جاتا ہے شمللاق نے کہا کہ اب استاد نے ایوان کو قتل کیا سحر میں
 تو نہیں قتل کر سکتے تھے ان تلوار کے مقابلے میں ضرور مار لیگئے کیونکہ وہ عورت ہے اور یہ مرد ہیں
 عورت تلوار کی لڑائی مرد سے نہیں کر سکتی ہو کیسی ہی اس فن میں بھی کامل ہو مگر مرد کا مقابلہ
 تلوار میں نہیں کر سکتی یا اور کسی حربہ جنگ میں مثل نیزہ و گرز کے استاد نے یہ تدبیر اچھی کی
 اب کوئی دم میں اسکا خاکہ ہو اب جاتی کہاں ہے شمللاق تو سمندر شاہ سے یہ کہہ رہا ہوا کہ

ایوان نے عشاق سے کہا کہ تو نے اس وقت بڑا کام کیا کہ اپنے ہزار کو قتل کرایا ورنہ تیرا بچنا محال تھا مگر دیکھ لے مجھ میں اور تجھ میں اتنا فرق ہے کہ میں پتلی سحر کو قتل کر کے تیرے حربہ سے اپنے کو بچایا اور تو نے اپنے ہزار کو قتل کر کے میرے حربہ سے اپنی جان بچائی اور تو جو نیچے سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوا تو میں اس پر بھی راضی ہوں کیونکہ میں اس فن سے بھی واقف ہوں تو نے اس خیال سے کہ میں مرد ہوں اور فنون سپہ گری سے آگاہ ہوں یہ عورت ہی یہ کیا واقف ہوگی بس میں اسکو اس فن میں زیر کر لوں گا اور قتل کر دوں گا کیونکہ یہ سوا سحر و ساحری کے فنون جنگ سے آگاہ نہوگی گو یہ تیرا خیال درست ہے مگر میں نے اس فن کو بھی خوب حاصل کیا ہے اسی وقت کے لیے کہ میں ایسا شوکہ تلوار کی نوبت آئے تو بڑی خرابی ہو بس اس سے بھی آگاہ ہونا خوب ہے استادوں سے حاصل کیا ہے میں اس میں بھی بند نہیں ہوں آقا بلکہ عشاق نے جو ابد یا کہ اگر بند نہیں ہے تو وار کر ذرا میں بھی تو دیکھوں کہ تو نے عورت کو اس فن میں کیا کمال حاصل کیا ہے ایوان نے کہا کہ پہلے تو وار کر دیکھ میں وار کر دیکھ یہ سننا تھا کہ عشاق نے سحر و سحر علم کر کے وار کیا ایوان نے سپہ سحر کو نپاہ کیا اور اسکا وار خالی دیا اپنا وار کیا عشاق نے خالی دیا بس دو لون بچے متواتر چلنے لگے دو بجلیاں لکھیں کہ کوند نے لکھیں شہر سے سر دھون سے ٹھکر بالائے آسمان جانے لگے جھٹکا بچو مکی بلند ہوئی یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیاں باہم بیٹھی ہوئی جھک رہی ہیں ایوان و عشاق اس طور سے گردش کر رہے تھے کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ کات سے پتلے ہیں اور ہندوہ کھل کے بھر رہے ہیں کسی مقام پر نہ ایوان کو کوئی کم پانا تھا نہ عشاق کو معلوم ہوتا تھا کہ دو بجلیاں کھلی ہوئی ہیں بربر تہ اہل لشکر اسلام کو یقین ہوتا تھا کہ ابھی ایوان نے مار لیا اور کفار کو یقین ہوتا تھا کہ عشاق قتل ہوا اسی طور سے جب عشاق کا وار چلنا تھا تو اہل اسلام کو ایوان کے قتل ہونے کا یقین ہوتا تھا اور کفار کو عشاق کے قتیاب ہونے کا پھر پھر کمال دو لون لڑا کیے پیچھے آ رہی سپہرین مثل غریب کے ہو گئیں بلکہ بزرے بزرے ہو گئیں عشاق نے دم لیا اور ایوان سے کہا کہ تو خوب اس فن سے بھی واقف ہے پس بھر دو سہرا نیچہ لیکہ مقابلہ کرنے لگا ایوان بھی اٹھنے لگی کبھی یہ اسکے حد کی طرف آ جاتی تھی یعنی ایوان کبھی ایوان کی حد میں عشاق چلا جاتا تھا اگر ایوان کا نیچہ پہلو سے نکل گیا تو عشاق کا نیچہ سر پر آ کر خالی گیا اگر آسنے ملتا نیچہ لگایا تو ایوان نے بھنڈا رکے کہا باختر لگایا آسنے کرتائی تو ایوان نے بھڑکے کا باختر لگایا اسکا نیچہ اگر سن سے قریب نشانہ اگر نکل گیا تو ایوان کا بھی نیچہ سر پر سے سن سے نکل گیا اسی طور سے بڑی دیر تک لڑا کی یہ نوبت تھی کہ نہ دراطفہ یہ این راطفہ نہ این راطفہ اور راطفہ دو لون برابر تھے ہوئے لڑ رہے تھے برابر کے ہاتھ چل رہے تھے جب ایوان کو عشاق نے اس فن میں بھی کمال پایا اور اپنے دلیں نیال کیا کہ میں نے تو تلوار کا مقابلہ اس لیے کیا تھا کہ یہ اس سے ناواقف ہوگی یہ تو اس فن میں بھی کمال نکلے اس پر غالب آنا دشوار ہی ہوتا دھوکے بازی کے بس یہ خیال دلیں کر کے عشاق نے کم کا باختر لگایا ایوان اس طرف متوجہ ہوئی دھوکا تو تھا ہی بس فوراً بتایا تو کم اور لگایا سر پر سر پر سے ہٹا چکی تھی نیچہ سر پر بیٹھا تا دوا بردار آیا ایوان نے جو یہ حال دیکھا کہ اسنے دھوکا دیا بتائی کم اور ضرب لگائی سر پر میں دھوکے میں آ کر مجروح ہوئی فوراً سحر کیا کہ نیچہ تو سر سے نکل گیا خون نکلنے لگا سحر کیا کہ خون بند ہو گیا مگر زخم اسی طور سے رہا فوراً دو بیٹہ پھاڑا اس سے خوب مضبوط سر کے زخم کو باندھا اور عشاق سے کہا کہ مکاری کرنے لگا عشاق نے جو ابد یا کہ

جس طور سے ہو حریف کو زکب دے ایوان نے جو ابدا کہ اچھا کوئی پروا کی بات نہیں ہو کبھی ہمارا بھی تو
موقع ہو گا مگر ہم کمر دار کریں گے راوی نے بیان کیا ہو کہ چونکہ ابھی اہل اسلام کے ستاروں کی
نخست بر طرف نہ ہوئی تھی اس سبب سے ایوان عشاق کے ہاتھ سے مجروح ہوئی راوی
بیان کرتا ہو بھر باہم پیچ چلنے لگا کہ پھر عشاق نے دھوکا دیکر وار کیا ابکی ایوان کا شانہ نشانہ ہوا
اسنے اسکو بھی کسکر باندھا اور مقابلہ میں مصروف ہوئی اسی طور سے چند زخم ایوان نے کھائے
زخم سر جو پارہ ہو گیا کس جیسے اور سائے کی عورت تھی کہ برابر مقابلہ کہے جاتی ہو لڑ رہی ہو بیان تو
مقابلہ ہو رہا ہو اور ایوان زخمی ہو رہی ہو اور عشاق سے مقابلہ کر رہی ہو مگر راوی ان دونوں کو
اسی مقابلہ میں چھوڑتا ہو اور

اب شمشہ حال ملکہ سوماقی برق مزاج بھانجی ایوان کا قلم بند کرتا ہو اسکو سہمت

فرمایے

کہ ملکہ سوماقی برق مزاج بھانجی ایوان کی جب ایوان لشکر اسلام سے مسلمان ہو کر آئی
تھی تو اپنی خالہ کے پاس آئی تھی ایوان اسکا موتی لینگئی تھی وہ اسکو دیا تھا اسے سب حال پہنچا
تھا تو بیان کیا تھا خلاصہ یہ کہ ایوان نے سب کو یعنی تمام اپنے اہل لشکر راہل شہ و عزیز و نیکو مسلمان
کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ لشکر تیار ہو ہم براے ملک اہل اسلام لشکر دیکر جائیں گے چنانچہ سوماقی نے بھی
خند کی تھی چونکہ سوماقی کو ایوان نے پرورش کیا ہو اس سبب سے الفت بہت ہو اور سوماقی بھی
ایوان کو مان جانتی ہو اور راز جد جانتی ہو بس اتنی الفت کے سبب سے خند کی تھی کہ میں بھی
آپکے ہمراہ چلوں گی پہلے تو ایوان نے بہت کچھ سمجھایا تھا جب اسنے نہ مانا تھا تو یہ کہ اسکو باغ کی
طرف اسکے روانہ کیا تھا کہ جب ہم جائیں گے تو بلا لیتے چونکہ وہ بچہ تھی اس فقرہ میں آگئی تھی اور
اسکی ہمسوئوں کو بہت کچھ سمجھا دیا تھا کہ ملکہ کو ہمہ وقت سیر و تماشا میں مصروف رکھنا اور صحر کا
خیال بھی نہ آنے دینا چنانچہ جب سوماقی چلی گئی تھی اسکے بعد حیران باد لہ پوش کا نامہ آیا تھا
اور ایوان اسنے مقابلہ کیا تھا اور اسکو شکست دیکر اور تین لاکھ کا لشکر اپنے ہمراہ لیکر طرف
لشکر اسلام کے روانہ ہوئی تھی چنانچہ اسکی داستان تو تحریر ہوئی کہ وہ اگر عشاق سے لڑی
اور مقابلہ کر رہی ہو مگر سوماقی کا حال نہیں تحریر ہوا تھا اب اسکا حال قلم بند ہوتا ہو کہ یہ باغ میں
جا کر ایسی سیر باغ میں مصروف ہوئی اور ہوا لعب میں کہ بالکل اس طرف سے غافل ہو گئی دوسرے
انبسوں اور خواصوں نے بھی بموجب حکم ملکہ ایوان سوماقی کو ایسا ہوا لعب میں مصروف کیا کہ
اسکو کچھ خیال نہ رہا نہ کسی امر کی خبر پہنچی نہ وہ اس حال سے آگاہ ہوئی کہ حیران باد لہ پوش میری خالہ
کے لشکر پر لشکر لیکر آیا ہو اور خالہ مقابلہ کو لشکر لیکر گئی ہیں نہ اس حال سے آگاہ ہوئی کہ خالہ نے
اسکو شکست دیکر بھاگادیا اور خود لشکر لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہو گئیں اگر کسی وقت خیال
بھی آیا اور ذکر کیا تو مصاحبوں نے دوسری بات شروع کر دی اس ذکر کو کاٹ دیا خواصوں
وہ مصاحبوں کو سبب خبر میں یقین نہ ملکہ سے نہیں عرض کرتی تھیں بس اسی طور سے چند روز

گزرے کہ ایک دن سو ماق کو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ امی جان نے کہا تھا کہ جب میں شکر لکیر کے مقابلہ
 اہل اسلام جاؤنگی تو جگو بھی باغ سے طلب کر لوں گی اور اپنے ہمراہ بچلوں گی اس امر کو عرصہ بہت ہوا
 اور وہ تو اس زمانے میں کوچ فرمانے والیں تھیں کیا سبب ہو کہ جگو نہیں طلب کیا گیا شکر لکیر وادہ
 نہیں ہوئیں یا کسی ضرورت سے رک گئیں ذرا حال دریافت کرنا چاہیے بس اسکے پاس موتی ہو
 میں عرض کر چکا ہوں کہ اسنے بڑی محنت سے موتی تیار کیا ہے اول تو حربہ بے پناہ ہو کسی سے رو نہیں
 ہو سکتا ہو اگر سارسی و جمشید پر بھی سو ماق یہ حربہ کرے تو انکو بھی بچنا ذرا دشوار ہو دوسرے یہ صفت ہو
 کہ جبکا چاہے حال دریافت کرے چاہے کسی مقام پر چوچکر اسکی حالت ہوگی وہ پیش نگاہ ہو جائیگی
 اور صاحب گوہر اسکے حال سے بخوبی آگاہ ہو جائیگا یا درجو حالت دریافت کرے گا اس موتی سے معلوم
 ہو جائیگی بس یہ جو میں نے عرض کیا ہے اسی قسم کا موتی اسنے تیار کیا تھا میں قبل میں بھی عرض کر چکا ہوں
 اور وہ ہی گوہر ایوان اس سے جب دوبارہ سمندر شاہ نے طلب کیا ہو گئی تھی تو لیتی تھی چنانچہ
 جب آئی تھی تو دید یا تھا بس سو ماق نے جو یہ خیال اپنے دل میں کیا کہ امی جان کا حال دریافت
 کروں کسی کو اسکے پاس روانہ کر کے دریافت کروں تو وہ جھوٹ بچا کر بیان کرے اس سے موتی میں کیوں نہ
 دیکھ لوں بس یہ خیال کر کے دل میں جوڑے میں سے ڈبیا لگالی اسی ڈبیا میں موتی رہتا ہے اسکو
 نکولا اور ہاتھ پر رکھ کر کہا کہ جگو میری خالہ ملکہ ایوان کی حالت دریافت کرنا ہے جو آٹھ سال ہو
 میرے اور یہ ظاہر ہو جائے وہ جس فکر میں ہوں اور جہان ہوں بس یہ جو اسنے نیت کر کے موتی
 میں دیکھا کیا دیکھتی ہو کہ ملکہ ایوان شکر کثیر لیے ہوئے ایک صحرا میں چلی جاتی ہیں اسکو حیرت ہوئی
 کہ یہ کیا سبب ہے یہ کہاں جاتی ہیں میں تو شہر میں چھوڑ آئی تھی یہ کہاں مع شکر شریف لیے جاتی ہیں
 شاید آج موتی نے خطا کی پھر دیکھا پھر وہ ہی نظر آیا اب اسنے یہ نیت کی کہ جگو میری خالہ کی کیفیت
 معلوم ہو جائے کہ یہ مع شکر کے کہاں جاتی ہیں کیونکہ منہ سے تو اقرار کیا تھا کہ میں جب برائے
 ملک اہل اسلام جاؤنگی تو جگو بھی ہمراہ لیتی جاؤنگی اب یہ کہاں جاتی ہیں یا طرف شکر اسلام کے
 جاتی ہیں یا اور کسی مہم پر اس موتی میں اسنے یہ تحریر پایا کہ امی ملکہ آگاہ ہو کہ جب منہ بہت ضد
 کی تو ملکہ نے یہ فقرہ نکلو دیا کہ تم باغ میں جا کر اپنا دل جب تک بھلاؤ جب میں شکر لکیر کوچ
 کرؤنگی تو جگو بھی طلب کر لوں گی بس تم ادھر باغ کو آئیں ادھر حیران بادلوں پوشش شکر لکیر حکم
 سمندر رساہ برائے تاخت و تاراج ملک ایوانیہ آیا تھا اسنے نامہ لکھا تھا وہ نامہ آیا بس ایک
 خالہ صاحبہ نے لکھا اسکا مقابلہ کیا اسکو قتل کیا شکر کو شکست دی اسکے بعد میں لاکھ کا شکر کثیر
 اسی طرف سے برائے ملک اہل اسلام روانہ ہو گئیں اسی طرف شریف لیے جاتی ہیں اس
 حال کا ظاہر ہونا تھا اور سو ماق کو معلوم ہونا تھا اور یہ بھی تحریر تھا کہ آپ اسدن سے یہاں
 اگر ایسی غافل ہوئیں کہ پھر آپکو خیال بھی نہ آیا اور ایسی لہو و لعب میں مصروف ہوئیں کہ پھر
 کچھ فکر نہ کی بس یہ جو سو ماق پر ظاہر ہوا یا تو بیٹھی ہوئی تھی یا اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنی مصاحبوں و
 خداموں و جلسوں و انیسوں کو حکم دیا کہ بہت جلد اسباب سحر سے آراستہ ہوا و سامان
 سفر کرو میں اپنی خالہ صاحبہ کے پاس جاؤنگی تم سب نے بڑی غلطی کی جگو اس حال سے
 آگاہ نہ کیا کہ آپکی خالہ صاحبہ شکر لکیر طرف شکر اسلام کے شریف لکھیں حیر و مان سے
 آلوں تو سزاؤ ونگی وہ غدر کرے لیکن ملکہ نے کہا کہ بس پھر غدر کرنا جب سزا ملیگی اسوقت

سامان سفر کرد انھوں نے کہا کہ ہم جا کر دریافت کر آئیں وہ ابھی تشریف نہیں لیگی میں اگر تشریف
یہاں تین تو آجکو ضرور طلب فرمائیں ملکہ نے کہا کہ بس آپ مہربانی فرمائیے وہ تشریف لیکن انھوں
نے تجھو فقرہ دبا تھا میں کچھ تھی فقرے میں آئی بس تجھو سب حال موتی سے ظاہر ہو چکا ہے میں دریافت
کر چکی ہوں کوئی جانے کی ضرورت نہیں ہے یہ جو ملکہ نے کہا سب سامان سفر اور اسباب سحر سے
آراستہ ہونے لگیں کیونکہ ملکہ کے مزاج سے بخوبی واقف ہیں کہ ذرا سی میں خفا ہو جاتی ہیں
نومان بد حالہ کی تو سستی نہیں ہیں تو ہماری کیا اصل ہے تھوڑے عرصے میں سب سامان سفر اور
اسباب سے آراستہ ہو گئیں ملکہ آنکو حکم دیکر بارہ درمی میں گئی تھی وہاں جا کر خود اپنے کو سامان
سفر اور کل اسباب سحر سے آراستہ کیا اور جلب تیار ہو چکی تو باہر آئی مصاحبوں کو طلب کر کے پوچھا
کہ سب سامان تیار ہو اور سامان سفر سے لیس ہیں اور اسباب سحر سے عرض کیا کہ جی ہاں بس
ملکہ نے سحر کیا طاؤس سحر تیار ہو کر سامنے موجود ہوا بس ملکہ طاؤس سحر پر سوار ہوئی اپنے سوار ہو چکے
بعد اور سب کو حکم دیا کہ تم سب بھی سوار ہو بس فریب دوسو کے خواہدین تھیں وہاں رہا تھی تو کہیں
رجلیسین و انیسین تھیں اور سب ساحرہ تھیں یہ سب فریب آٹھ نو سو کے تھیں اور سب جوانین
یا روکیان سب بموجب حکم ملکہ سوار ہوئیں کوئی طاؤس پر کوئی باز پر کوئی ہنس پر کوئی قاز پر کوئی
قرقرے اور کوئی آتر در سحر پر بس ملکہ ان سب کو اپنے ہمراہ لیکر اور موتی سے حال دریافت کرنے کے
طرح لشکر اسلام کے روانہ ہوئی بہت جلد راہ طر کرتی ہوئی جاتی تھی چنانچہ دو منزلہ و سہ منزلہ اسنے
طر کیا یہاں تک کہ یہ قریب ستمند رہیہ پہونچی ایک پہر اسنے لشکر کے فروکش ہونے کا حکم دیا یعنی انھیں
سب مصاحبوں وغیرہ کو اور لشکر کے ہمراہ نہ تھا اور سحر کیا کہ ایک خیمہ برپا ہو گیا یہ اس خیمہ میں اتری
اور سب بھی سحر سے خیمہ پر پا کر کے اتریں وہاں تک کہ یہ سب کے ہمراہ باتیں کیا کی جب نصف شب کے
قریب آئی تو سب سے رخصت ہو کر چلی گئی پہرہ والیاں رہ گئیں پھر بیگہ را کر لیٹی اسکو نیند نہ آئی
کچھ خیال ملکہ ایوان کا جو بندھا تو دل پریشان ہوا بس موتی کو لگا لگا دیکھا تو معلوم ہوا اور خود بھی
دیکھا کہ ملکہ قریب لشکر پہونچ چکی ہے اب تھوڑا فاصلہ ہے صبح کو جو روانہ ہوگی تو قریب دو پہر کے
لشکر اسلام میں پہونچ جائیگی اسنے خیال کیا کہ ذرا لشکر اسلام کا تو حال دریافت کر دن اب جو لشکر
اسلام کا حال دریافت کرتی ہے تو معلوم ہوا کہ کل ساحران لشکر اسلام کو عشاق نے قید کیا ہے
وہ گنبد جو بالائے ہوا قائم ہے اور بہت تکلیف سے وہ لوگ بسر کر رہے ہیں اور سب اہل اسلام جو کہ
غیر ساحر ہیں اپنی زندگی سے مایوس ہو کر عبادت خدا میں مصروف ہیں کیونکہ صبح کو پھر عشاق
مقابلے کو آئیگا عجیب بلا لشکر اسلام پر نازل ہوئی ہے اور کل ایوان بھی عشاق کے ہاتھ سے
ترخمی ہوگی یہ جو سونا قے نے دیکھا اور اہل اسلام کی حالت بھی دیکھی اور کفار کو خوش پایا بہت
بڑا مددہ ہوا اور یہ جو معلوم ہوا کہ ایوان بھی مجروح ہوگی بس یہ دریافت کیا کہ عشاق
اسکے ہاتھ سے قتل ہوگا اور کون اسکا قاتل ہے معلوم ہوا کہ عشاق کا قاتل ہونا غیر ممکن ہے
یہ طلسم بند ہے یہ سب بر غالب آئیگا ملکہ نے یہ جو دیکھا تو دریافت کیا کہ یہ تو معلوم ہوا کہ یہ سحر بند
ہے پھر اسکے قتل کی بھی ٹوک کوئی تدبیر ضرور ہوگی کیونکہ جسنے اسکو سحر بند کیا ہوگا تو اسنے کی ہوگی اگر اسنے
اپنے کو خود سحر بند کیا تو اسنے کی ہوگی لکھا یا یا کہ ای ملکہ آگاہ ہو کہ اسکو طلسم بند یا سحر بند سامری
و جشیہ نے کیا ہے اور اسکے قتل کی یہ تدبیر کی ہے کہ ایک تیغہ بنا کر اسکو دبا تھا کہ اسکو جفا کلت رکھنا

کہو کہ جب تک یہ تیغہ کسی کے ہاتھ نہ لگے گا اس وقت تک تیری قضا نہ آئیگی اگر کوئی لاکھ تدبیر کرے کہ تجھ کو
 قتل کرے مگر تو قتل نہ ہوگا اگر تمام عالم ایک ہو جائے تو بھی تو قتل نہ ہوگا مان اگر یہ تیغہ ہوا ایسا کہ ایک بجہ
 تجھ کو قتل کر ڈالے گا بس تیری موت اس تیغہ پر منحصر ہو ادا اسکو بہت حفاظت سے رکھنا چنانچہ عشاق
 نے اسکو بڑی حفاظت سے رکھا ہے اس تیغہ کا نام تیغہ عشاق کش ہے پس جب تک وہ تیغہ نہ آئیگا
 عشاق نہ مارا جائیگا یہ جو سو ما ق کو معلوم ہوا پس اسنے خیال کیا کہ اے سو ما ق اس موتی سے
 تو اس تیغہ کا نشان بھی دریافت کرے کیونکہ یہ تو تو نے خوب چیز بنائی کہ جو حال دریافت کرنا ہو اور بات
 کرنا یا جو امر معلوم ہو اسکو معلوم کر یا بس نشان تیغہ معلوم کرے اور کوشش کرے اس تیغہ کو حاصل کر اور تجھ کو عشاق
 سے مقابلہ کر اسکو قتل کر کے سب اہل اسلام کو اس بلا سے نجات دے کہ کتنا بڑا ثواب ہو گا بس یہ
 خیال ولین کرے اور یہ بھی خیال کیا کہ کتن بڑا نام ہو گا یہ نیت کر کے موتی کو دیکھا کہ تجھ کو نشان اس
 تیغہ کا معلوم ہو جائے پس نشان معلوم ہوا سو ما ق نے سحر کیا کہ ایک پتلی اسی کی صورت کی اسکے
 پتنگ پر سحر سے تیار ہو گئی اور خود سو ما ق سحر کے غرق زمین ہوئی اور فکر میں تیغہ عشاق کش کے
 زیر زمین روانہ ہوئی نقب کئی کرتی ہوئی کوئی دو تین منزل نکل گئی پس ایک مقام پر طبقہ زمین کا
 توڑا جو کہ شب تھی مگر ایک صحرا میں نکلے پس وہاں مشعل سحر روشن کر کے ایک طرف کو اسکی روشنی میں چلی
 جو کہ نشان تیغہ تو مل چکا تھا بس یہ اسی پتہ پر برابر چلی جاتی تھی یہاں تک کہ اس مقام پر پہنچی کہ جہاں کا
 نشان ملا تھا دیکھا کہ ایک درہ کوہ ہوا اور بہت سرسبز ہے پس اس درہ کوہ کے اندر داخل ہوئی دیکھا کہ
 ایک ساحر چوکی سنگ مرمر پر بیٹھا ہوا ہے جوڑا بندھا ہوا جوگی وضع ہو جاگ رہا ہے جیسے اسنے سحر اٹھا کر
 روشنی کی طرف دیکھا دیکھا کہ ایک لڑکی بہت خوبصورت میری طرف چلی آتی ہے پس اسنے آواز دی
 کہ کون اجل رسیدہ ادھر آتا ہے یہ مقام اسنے کا زمین پر بیان کا مالک ہوں سو ما ق نے یہ صدائے
 کہا کہ اجل رسیدہ من تیری جانکی ملک الموت ہوں اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو ہٹ جا میں تیغہ
 عشاق کش کو حاصل کروں اس جوگی نے کہا کہ اب معلوم ہوا کہ تو تیغہ کی فکر میں آئی ہو اب تیرا زمانہ
 بچنا میرے ہاتھ سے دشوار ہے یہ کہہ اپنے مقام پر سے اٹھا جو کہ سو ما ق کو جلدی تھی اور یہ فکر تھی
 کہ کسی صورت سے اسکو قتل کر کے تیغہ حاصل کروں پس جیسے وہ ساحر اٹھا اسنے فوراً موتی کو
 اپنے جوڑے سے نکالا اور ہاتھ پر رکھا اور اسکا عکس اس جوگی پر ڈالا وہ تو نارنج سحر اٹھا کر چلا گیا
 اس خیال سے کہ یہ لڑکی ہر جہلا کیا مقابلہ کر سکے گی ایک ہی منٹ میں گرفتار ہو جائیگی اس حال سے
 واقف نہ تھا کہ جان کی خواہان ہے یہ تو بلا خوف جلا آنا تھا جیسے عکس اس موتی کا جوگی پر
 بڑا ایک برق چمک کر موتی سے اس جوگی پر گری جب تک وہ سنبھلے سنبھلے اس برق نے اس
 جوگی کو جلا دیا اسکا جلنا تھا کہ ایک شور قیامت اٹھا ایک تو تاریکی تھی اور ہو گئی برف باری
 رنگ باری شروع ہوئی آواز آئی کہ کشتی مرا کہ نام من دریاں جادو ہو جب تاریکی دفع ہوئی وفاق
 نے دیکھا کہ ایک دروازہ مقفل سامنے ہے پس اسنے جاتے ہی اس قفل کو توڑا اور دروازہ کھولا
 دروازے کا کھولنا تھا کہ یکایک اتر در آتش نشان قلعہ آتشیں چھوڑتا ہوا اندر سے چلا بس اسنے یہ
 تدبیر کی کہ اس اتر در پر بھی اس موتی کا عکس ڈالا وہ بھی عکس موتی سے جلنے لگا اور اسیر عکس بڑا
 اور اس اتر در کے خیمے سے شعلہ نکلا اور وہ جلنے لگا آواز آئی کہ کشتی مرا نام من اتر در جادو
 ہو جب سو ما ق اتر در کو قتل کر چکی اور جلا چکی اب اندر دروازے کے آئی دیکھا کہ ایک

مکان بہت وسیع ہو بس یہ صحن مکان طہ کر کے دالان میں آئی اور شمال کی طرف جو حجرہ تھا اسکی طرف منوجہ ہوئی جیسے اودھ کو قدم اٹھایا قدم کا اٹھانا تھا کہ آواز آئی کہ اذ ظالم کدھر جاتی ہو تو بڑی بیخوف ہو دربان جادو و دوا در جادو کو مار کر بیان ہوئی یہ بصر بھی کچھ خوف نہیں کرتی ہو کھڑی رہ میں تیری جان کا ملک الموت آتا ہوں بس یہ جو صدا آئی سو ماق نے پلٹ کر دیکھا دیکھا کہ ایک جوگی جسکے برے بال سیاہ خام برے برے دانت آنکھوں اور منہ سے شعلے نکلتے ہوئے میری طرف چلا آتا ہے یہ ہی کتا ہوا کہ کہاں جاتی ہو بس جیسے وہ قریب آیا سو ماق نے اسکی طرف بھی موتی کو کیا اسی طور سے اس موتی سے برق پیدا ہوئی اور اس جوگی پر بھی بڑی کہ وہ مثل ہیزم خشک کے جلنے لگا بس نہایت ہی ہنگامہ محشر افزا برپا ہوا آوازیں ہونے لگیں تار کی انتہا درجہ کی ہو گئی جب وہ سب آفتین کم ہوئیں آواز آئی کہ کشتی مرانام میں یاس بیان جادو و بود جب یہ صدا آچکی اور وہ تار کی وغیرہ دفع ہو چکی اسوقت سو ماق نے دیکھا کہ ایک ساحر کی لاش بڑی ہوئی ہو بس یہ حجرہ کی طرف چلی اور حجرے کا قفل توڑ کر اندر آئی اور رقت حجرہ سے اس صندوق کو جو کہ لٹکا ہوا تھا سحر کر کے اتارا اور اسکا قفل توڑا اور پر کا پٹیرا جو پٹایا دیکھا کہ ایک کیسی سیاہ ناگن بیٹھی ہوئی ہو زبان نکالے ہوئے بس فوراً کچھ اسم سحر پڑھ کر اسیر ہوا تو والد یا اب جو ہاتھ ڈالا قبضے پر پڑا اب جو اٹھایا نہ وہ ناگن تھی نہ اور کچھ تھا ایک تلوار نیام میں تھی اسکے قبضے پر لکھا تھا کہ این تیغہ عشاق کش بس جب سو ماق نے وہ تیغہ پایا بہت خوش ہوئی اپنے دل میں کہا کہ خداوند کریم نے میری کمک کی کہ یہ تیغہ ہاتھ آیا بس اس صندوق وغیرہ کو اسی طور سے چھوڑ کر باہر آئی اور مکان کو طہ کر کے درہ میں آئی اور وہاں سے اس مقام پر آئی کہ جہان بردہ نقب توڑا تھا بس نقب میں جا کر اسی طور سے راہ طہ کر کے اپنے خیمہ میں صبح ہوئے ہوئے ہوئے ہوئے گئی راوی بیان کرتا ہے کہ یہ سب کام ملکہ نے حسب نشان دی ہی گو ہر آبدار جو کہ اسکے پاس ہو گیا اور اس موتی کے ذریعہ سے پتہ بھی ملا اور سب کو قتل بھی کیا بس خیمہ میں آکر تھوڑے عرصے تک آرام کیا بعد کو جب صبح ہوئی بیدار ہوئی فوراً سب کو کوچ کا حکم دیا اور کہا کہ تم لوگ نوبالاسے ہوار دانہ ہو میں اندر اندر زمین کے آتی ہوں قریب لشکر اسلام ہو چکر ایک طرف صفت باندھ کر کھڑی ہونا جو کوئی دریافت بھی کرے تو کہنا کہ جب ہمارا مالک آئیگا وہ خود اپنے نام و نشان سے آگاہ کرے گا اول تو میں تم سے پہلے ہو چوگی یہ کہہ کر اور سحر کر کے غرق زمین ہوئی اور سحر سے زمین کنی کرتی ہوئی طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی اسکی خواصین اور مصاحبین اپنی اپنی سواریوں پر سوار ہو کر جلیں یہ تو اودھ سے جاتی ہیں اور سو ماق اندر زمین کے چلی جاتی ہو مگر ساتھ جھلست کے اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ خالہ جان ہو چکی ہوں اور مقابلہ ہونے لگا ہو یا صاحبقران نے ٹھکر مقابلہ کیا ہو کیونکہ سب ساحران لشکر اسلام قید ہو چکے ہیں بس یہ تو اس خیال و فکر میں چلی جاتی ہو دہان ایوان سے اور عشاق سے نیچے زنی ہو رہی ہو اور ایوان بہت زخمی ہو چکی ہو اور پسا ہونے لگی اور عشاق پھینا جاتا ہو راوی کہتا ہے کہ اب اسکے ظلم و ستم کی حد ہو چکی تھی اور نحوست بھی ستارہ اہل اسلام کی جا چکی تھی اور عشاق نے غرور بھی کیا ہو اور اسکا یہ قصد ہے کہ کسی مقام پر موقع پا کر ایسا ہاتھ لگائوں کہ ایوان کا سرتن پر سے کٹ کر زمین پر گرے گویا ایوان بہت زخمی ہو اور خون بھی

بہت ٹکٹا ہوا طاقت بھی کم ہوتی جاتی ہو ایوان ایسی جرأت کی عورت ہو کہ استقدر مجھ روح ہو نون
 جسم سے بہ رہا ہو مگر مقابلہ سے ہمتی نہیں ہو برابر عشاق کے وار کو روک رہی ہو کوئی مقام
 ایسا نہیں ہو ظاہر جسم میں جو کہ زخمی ہوا ہو اس پر تا با جھرجح بھی زخم کاری لگے تھے اب استقدر طاقت
 نہ تھی کہ وار کرے سوائے وار روکنے کے انگلیں بند ہوتی جاتی تھیں ہر مرتبہ ہاتھ رک جاتا تھا بس اب
 جو یہ حالت ایوان کی ہوئی اسکو اپنی زندگی سے ناامیدی ہوئی بس اپنے دل میں یہ خیال
 کیا کہ اگر ایوان اب کوئی صورت زندگی کی نظر نہیں آتی ہو طاقت جواب دے چکی ہو ہاتھ اب
 اٹھ نہیں سکتا ہو بس اب جو وہ وار کرے گا کام تمام ہو جائیگا یہ ہی وقت ہو کہ خداوند کریم سے رجوع
 کر اور اپنے گناہوں کے غفو ہونے کی دعا کر اور اہل اسلام کی اس بلا سے نجات پانے کی یہ خیال کرے
 بس رجوع قلب سے آہستہ آہستہ یوں دعا کرنے لگی اور یہ شعر زبان پر بصد بخیر وانکس جاری کیا شعر
 جو عاجز رہا بندہ دانم ترا ۛ درین عاجزی چون نہ خوانم ترا ۛ تو گفتی ہر آنکس کہ در رنج و تاب ۛ
 دعا لے گندین گنم مستجاب ۛ اے کریم میرے حال پر رحم کرے میں نہیں عرض کرتی ہوں کہ مردوں
 نہیں اگر میرا بیانا عمر لبریز ہو گیا ہو تو کچھ خوف نہیں ہو شوق سے ملک الموت کو روانہ فرما کہ وہ میری
 روح آکر قبض کرے کوئی جگہ عذر نہیں مگر آرزو یہ تھی کہ میں اپنی آنکھوں سے یہ دیکھ لیتی کہ
 سمندر پر پہنچ ہو گیا اور اہل اسلام کا اس پر قبضہ ہوا عشاق و سمندر شاہ مارا گیا اور سکھ
 بادشاہ اسلام کا سمندر پر یہ مین جاری ہوا اور دوسری میری یہ خواہش تھی کہ میں اس کافر
 خاسر کے ہاتھ سے نہ ماری جاتی تو اچھا تھا مگر جو تیری مشیت تیسری میری یہ آرزو ہو کہ جو
 کچھ گناہ مجھ سے حالت کفر میں سرزد ہوئے ہیں انکو معاف کر دینا اور میری توبہ کو قبول فرما
 جو تھی آرزو میری یہ ہو کہ اس بلا سے شکر اسلام کو نجات دے اور ان سب کو اس کافر کے
 ہاتھ سے بچالے کیونکہ یہ سب تیرے بندے ہیں اور میرے دین و مذہب کے رواج دینے کے
 لیے جماد پر کر کے ہوئے ہیں اگر یہ خدا بخواتی ہلاک ہوئے تو کون پھر تیرے دین کو رواج دے گا
 اور کوئی ایسا نہیں ہو کہ یکسوں کی حالت پر رحم کھائے اس ملک میں انکا دشمنوں کے سوا
 کوئی نہیں ہو بس جہان تک ہوا ہو کریم کار ساز اپنی عنایت اور بندہ نوازی سے ان سب کو
 بچائے واسطہ بچکوا اپنے عزت و جلال کا واسطہ انبیاء سابق کا میری سب آرزو و نیکو پورا
 کر اگر یہی موت بھی آئی ہو تو اسوقت محل جاے میں اس کافر کے ہاتھ سے نہ قتل ہوں اگر قتل
 ہوئی تو سب ہنسینگے اور دشمن خوش ہونگے اور اہل اسلام پر سے اس بلا کو دفع کر یہ دعا جو
 ایوان نے اس حالت مجبوری اور نا جاری میں رجوع قلب سے مانگی چونکہ اب زمانہ
 اجابت دعا کا قریب آچکا تھا اور بہت غرمہ ہو چکا تھا اہل اسلام پر سختی گزرتے ہوئے ستاروں کی
 نحوست بھی جا چکی تھی ایوان کی دعا قبول ہوئی عشاق زیادتی بھی کر رہا تھا در آسمان واسطے
 میر دعا بدت اجابت پر جا کر پڑا اور گاہ خدا بین ایوان کی دعا قبول ہوئی ایوان توبہ عا کر ہی
 تھی عشاق نے پھر نیچے مارا کیا اچھے جگہ نیچے دیکھ کر سیر کا ہاتھ اٹھایا اور مہرا سے وار کیا ایوان
 نے سپرد لٹائی کہ زمین سے زمین شق ہوئی اور غبار بلند ہوا عشاق یہ واقعہ دیکھ کر
 تھا ایوان بھی حیران ہوئی مگر بسبب غبار بلند ہونے کے کچھ دکھائی نہ دیا لشکر کفار نے
 بھی دیکھا سمندر شاہ خوش ہو مو کر شلاق سے کہہ رہا تھا کہ آستا دے ایوان کو آج قتل

کیا اب یہ جانی کہان ہو دیکھو کس قدر رنج ہوئی ہو از سرنا پا براجت سے جو رہی شملاق نے عرض کیا کہ میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ ب اُسناد قتل کر لینگے مگر آپ نے ملاحظہ کیا کہ وہ بھی جس غضب سے (اور یہی ہو اور مقابلہ کر رہی ہو) تو حالت ہو مگر بجا گئی نہیں ہو سمندر شاہ نے کہا کہ یہ بات ہو کہ قضا یا جان بکڑے ہوئے ہو سب کفار خوش ہو رہے ہیں سمندر شاہ و شملاق میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ شملاق نے دیکھا کہ درمیان میں عشاق اور ایوان کے زمین خن ہوئی اور غبار اثر شملاق نے سمندر شاہ سے کہا کہ آپ نے یہ بھی ملاحظہ کیا کہ خود بخود زمین خن ہوئی ہو اور غبار باند ہو اور دیکھئے یہ کیا واقعہ ہو شملاق تو اُدھر سمندر شاہ سے یہ کہہ رہا تھا اور یہ واقعہ سب کفار کے لشکر سے بھی دیکھا سب اسی طرف متوجہ ہوئے اہل اسلام نے بھی دیکھا وہ بھی اسی طرف متوجہ ہوئے اور اہل اسلام ایوان کے لیے دعا کر رہے ہیں اور دیکھ رہے ہیں کہ جب وہ غبار ہر طرف ہو اور لون شکر کے اہل شکر نے اور سرداروں اور بادشاہ اسلام و صاحبقران و عیاروں و ایوان نے بھی دیکھا اور سمندر شاہ اور شملاق اور کل سرداروں اور عشاق نے بھی دیکھا کہ ایک آفتاب اس غبار کے ہر طرف ہونے کے بعد ظاہر ہوا اب جو سب نے غور کر کے دیکھا کہ ایک لڑکی برس بار ویرہ ایک کئی چہرہ مثل آفتاب کے چمکتا ہوا مگر غبار آلود و میٹھا بان گندھی ہو زمین نامک میں ایک موتی کی نہ کنوارے پیچے کی نشانی اور سر سے باتک زیور میں غرق جسم میں لباسی سسج یہ معلوم ہونا ہو کہ گویا آفتاب شفق میں ہو جس راوی بیان کرتا ہو کہ اسکے سراپا کی کیا تعریف کروں جو کہ از سر تا پا نور کے سانچے میں ڈھلی ہو ہر عضو اسکا نکمہ سکھ سے درست تھا اٹھتی جوانی تھی سینے پر پستان کا انھار قیامت ڈھاتا تھا دل عشاق کو بالمال کہے ڈالتا تھا عجیب طرح کی رفتار تھی قیامت خیز و بڑی شوخ مزاج تھی اور چستی و جالا کی سے ہر عضو میں خون و دھڑ رہا تھا ہر عضو کھٹکتا تھا جب نور کی صورت اور عورت اس ناز میں نے پائی تھی کہ دیکھنے والوں کے دل بقیہ اثر ہو جاتے تھے خلاصہ یہ کہ اگر سراپا بخیر کیا جائے تو طویل ہو اصل مطلب فوت ہو میان تو اب ہر مقام پر اختصار مد نظر ہو یہ چند شعر کافی ہیں نظر - سبز نخل گل جوانی تھا

حسن یوسف فقط کہانی تھا	تھا یاس گل کا جامہ زیب بدن	سادہ یو تھا ک بر بھی سوچوں
آری سیکل کلمے میں ٹوٹے ہوئے	پیاری پیاری چلین نکالے ہوئے	ناک نین نیم کا فقط تشکا
خونچی چالاکی مقتصد سائن کا	چشم بد و دروہ حسین آنکھیں	ریشک چشم غزال جبین آنکھیں
سارا گھر آپہ رہتا تھا فرمان	روح گرمان کی تھی تو باب کی جان	یہ جو سب اہل لشکر اسلام

اور بادشاہ و صاحبقران اور کل سرداروں نے دیکھا ہر ایک کو حیرت ہوئی کہ یہ ناز میں یکایک کہان سے پیدا ہوئی اور کون ہو ہر ایک بہ سراپا اور نزاکت دیکھ کر حیرت زدہ ہوا سب کو کہتے ہو ایوان کی جو اس عالم میں یعنی حالت زخماری اور مقابلہ میں نگاہ پڑی کیونکہ بہ درمیان میں ایوان و عشاق کے زمین سے نکلی کہا کہ اوسو ماق تو کہان اُدھر سمندر شاہ اور دیگر سرداروں اور اہل لشکر نے جو دیکھا ہر ایک کو حیرت ہوئی اور سب مع سمندر شاہ کے اسکے حسن و عباد اور فریفتہ ہو گئے جو انون کا کیا ذکر ہو کہ ہر سچے اور مرنے کے قریب تھے وہ بھی اسکو دیکھ کر بقیہ ہو گئے عشاق کا یہ عالم ہوا کہ آسنے سو ماق کو دیکھا اپنے کلچر بہ ماتم رکھ لیا اور زبان سے اُف نکل گئی آنکھوں کے نیچے ایک چکا چونہ سی بسبب اسکے شجاع حسن

کے آگئی واقعی اسکا حسن زار بد فریب عابد کش تھا ایسا اسنے حسن و جمال پایا تھا کہ اگر فرشتگان
 دیکھ لیتے تو مثل ماروت و ماروت کے چاہ میں قسید ہونے کی خواہش کرتے اسکے چاہ رخسار
 میں ڈوب کر رہتے اور بھر عمر بھر نہ نکلتے پس جب انکا یہ حال ہوتا جو کہ نفس امارہ نہیں رکھتے ہیں اور
 دوسرے شیطانی سے بچے ہوئے ہیں تو خیال کرنے کا مقام ہے کہ جو نفس امارہ اور خواہش نفس رکھتے
 ہیں اور شیدان جنکے اوپر ہمہ وقت مادی ہی تو انکا کیا حال ہوا ہو گا خلا صد یہ کہ ہر ایک خدا پرست
 و کافر اسکو دیکھ کر دلدادہ و فریفتہ ہو گیا مگر اہل اسلام تو صابر ہیں صبر کو کام میں لائے کفار کا یہ حال ہے
 کہ سب اسی طرف متوجہ ہیں شمللاق نے سمندر شاہ سے عرض کیا کہ یہ نیا گل کھلا خاک سے
 یہ کون نا زمین زمین سے پیدا ہوئی کیا حسین ہوا در کس باغ کی بھول ہوا در کس شجر حسن کا ثمر ہو
 اور کس آسمان جمال کی ثمر ہو سمندر شاہ نے کہا کہ میں خود حیران ہوں کہ یہ کیا واقعہ ہو گیا کوئی
 سمجھتا ہو ان کا یہ کوئی میر ہو اسکا کہ اسکی بد کو ایسی صورت و فریب بن کر ظاہر ہوا کہ جسکے سبب سے
 دل کو کشش ہوئی ہو اسکا حسن تو مقناطیسی اثر رکھتا ہو شمللاق نے عرض کیا کہ کچھ عقل نہیں
 کام کرتی ہو ضرور بالضرور کچھ نہ کچھ وال میں کالا ہوا در کوئی نہ کوئی فریب ہو خداوند تصور پرستاد کو
 بجا میں جب سے میں نے اس نا زمین کو دیکھا ہو تجکو استاد کی طرف سے یاس ہو گئی ہو آب جگو
 بچتے نہیں معلوم ہوتے ہیں خود بخود دل میں دھڑکن ہو رہی ہو نامقون اچیل رہا ہو خیالات فاسد
 آ رہے ہیں سمندر شاہ نے جواب دیا کہ یہ ہی میرا بھی حال ہو مگر کوئی مقام انتشار نہیں ہو خداوند تصور
 کا فضل ہو اگر یہ سمجھتا ہو ان کا تو استاد و نفع کریجے اگر میر ہو اسکا تو بھی اسکی تمسیر کریجے اگر
 کوئی اسکی عزیز ہو تو اسکے ساتھ قتل کریجے یہ جاتی کہان ہو بلکہ میں استاد سے کہہ دوں گا پکار کر کہ
 چنان تک مکن ہو اسکو زندہ اسیر کر لیجئے گا کیونکہ میں اسپر عاشق ہو گیا ہوں سمندر شاہ
 شمللاق سے یہ کہہ رہا ہو کفار نے بھی اسکو بھجانا نہیں ہو کیونکہ نہ آج تک یہ کبھی ایوان کے
 ساتھ سمندر یہ میں آئی نہ میلے میں نہ کسی مقابلہ میں ایوان کے کبھی اسکو گھر سے کھلے نہیں دیا
 اس خیال سے کہ ایسا ہو کہ اسپر کسی کی نگاہ پڑے اور نظر لگ جائے تو خرابی ہو دوسرا سبب
 یہ تھا کہ یہ خیال تھا کہ یہ لوگ بہت خراب ہیں سمندر شاہ وغیرہ ایسا ہو کہ کوئی عاشق ہو جائے
 اور خواہش کرے تو اسوقت میں خرابی ہوگی اور میں ان لوگوں کے ساتھ اسکو منسوب کر دینی
 کسی عالی شان ان رشکے کے ساتھ منسوب کر دینی جو کہ اصل دنشل کا بادشاہ ہو گا بنا ہوا ہو گا
 پس ان ان خیالات سے ایوان نے اسکو کسی مقام پر نہ جانے دیا نہ کبھی اپنے ہمراہ لیگی نہ ان کے
 ہمراہ جانے کی روادار ہوئی سوائے محل کے یا باغ کے اس سبب سے کوئی سو ماق سے واقف نہ تھا
 نہ پہچانتا تھا کہ یہ ایوان کی بھانجی ہو جب کفار نہ واقف تھے تو اہل اسلام کیا واقف ہونگے
 اگر کوئی ایوان کے شہر میں گیا بھی اور دربار میں تو بھی سامنا نہیں ہوا سو ماق کا کیونکہ اسکو
 حکم ہی نہ تھا دربار میں آنے کا جب کوئی غیر ملک کا آدمی دربار میں آئے تو اس زمانے میں
 ملک کا یہ طریقہ تھا کہ جب یہ خیراتی تھی کہ تھلان سوداگر یا تھلان ملک سے نامہ برنامہ لیکر یا
 کوئی سفیر آتا ہو تو اسوقت اگر سو ماق دربار میں ہوتی تھی تو اٹھا دیکھتی تھی پس یہ نو جملہ مترضہ تھا
 آدم بر سر مطلب کہ کسی نے سوائے شکر ایوان اور ایوان کے ملکہ کو نہیں پہچانا سب حیرت زدہ
 ہو رہے ہیں عشاق کی نو یہ نوبت ہو کہ مثل تصویر گلی کے کھڑا ہوا اسلی منتظر تھے کہ دیکھ سکیں

سب کام قبول کیا ہو نہ ایوان پر دار کرتا ہو نہ کچھ اس نازنین سے سوال کرتا ہو کہ تو کون ہو
بس ساکت کھڑا ہو جب ایوان نے سو ما ق سے کہا کہ او سو ما ق تو کہاں سو ما ق نے
ایوان کی طرف دیکھا اسکو از سر تا پا جراحت سے چور پا پا دیکھا کہ ایک طرف لشکر کثیر
ہے آ رہا ہے مگر سب مسلمان ہیں انہیں ساحر و نکاحی لشکر ہوا و سب پریشان ہیں اور اسی طرف
دیکھ رہے ہیں اور ایک طرف خالہ کا لشکر صف آرا ہے اور ایک سمت لشکر کفار ہے مگر لشکر کفار
بھی اسی طرف دیکھ رہا ہے سو ما ق نے سمندر شاہ اور اسکے لشکر اور عشاق اور کل
سرداروں کو پہچان لیا اور بلکہ جو جو سردار اور ساحر سمندر شاہ کی طرف سے لشکر
اسلام کے شریک ہو گئے تھے انکو بھی پہچان لیا اسکا سبب یہ تھا کہ ان سبکی تصویریں دیکھ چکی
تھی اور پرچہ اخبار سے اس پر بھی ظاہر ہو چکا تھا کہ نلان فلان بادشاہ اور سردار شریک
لشکر اسلام ہو گئے ہیں بس اس سبب سے اسنے لشکر اسلام اور کفار کی شناخت کر لی سو ما ق
عشاق کی بھی تصویر دیکھ چکی تھی بس اسنے عشاق کو بھی پہچان لیا کہ یہ ہی عشاق ہیں دوسرے
یہ بھی موتی سے ظاہر ہو چکا تھا کہ تیری خالہ سے اور عشاق سے مقابلہ ہو رہا ہے اس سبب سے
اور شناخت کر لیا بس ایوان نے جو یہ کہا سو ما ق نے ایوان کی طرف دیکھ کر کہا امی جان
آیکا یہ کیا حال ہوا واہ کیا خوب آپ نے جگو فقرہ دیا بچہ تھی بھلا دیا اور خود لشکر لیکر اس طرف
تشریف لائیں میں بھی آپکے فقرہ میں آگئی کہ آپ نے وعدہ کیا ہے کہ جب لشکر لیکر جاؤنگی جگو ہمراہ
ضرور لجاؤنگی میں نے خیال کیا کہ امی جان کبھی ٹھوٹ نہ بولینگی چنانچہ اسی خیال کے سبب سے
میں بے فکر ہو گئی بس آپ جگو فقرہ دیکر اس طرف تشریف لے آئیں اور جگو آگاہ بھی نہ کیا
یراں آیکا یہ حال ہوا جب عرصہ ہوا میرا خود بخود دم گھبایا اب جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ
لشکر لیکر تشریف لیگئیں ہیں میں بھی اسوقت بدون والدہ کو آگاہ کئے ہوئے روانہ ہوئی
مع انیسوں اور چالیسوں اور خواہوں اور مصاحبوں کے انکو تو بالائے آسمان چلنے کا حکم دیا
اور خود غرق زمین ہو کر جلی خیر عین وقت پر تو پہنچی اور آیکو آکر زندہ دیکھا اگر تھوڑی دیر نہ آتی
تو آپکے دشمنوں کو زندہ نہ پاتی یہ کیا غضب کیا کہ جگو آگاہ نہ کیا اب آپ لشکر میں تشریف لیجاؤ
میں اس سے مقابلہ کرتی ہوں یہ مونڈی کاٹنا جانا کہاں ہے اسنے میری امی جان کو بہت پریشان
کیا کیا لاور نہ جانتا ہو میں انکی لونڈی موجود ہوں ایک جنبش لب میں تو اسکا کام تمام ہو گا نہ معلوم
کیا سبب ہوا جو آپ مجروح ہوئیں یہ جو سو ما ق نے کہا ایوان نے ایک آہ کی اور کہا کہ اوجھوری
تو بیون بدون امان کے آگاہ کئے باغ سے اور چلی آئی افسوس بس آن کبختوں نے جگو منع
بھی نہ کیا اور ادھر آنے دیا اگر خدا خواستہ جگو کچھ چشم زخم پہونچا تو میں کسی طرف کی نہ رہی
اور اس بڑھاپے میں یہ صدمہ جگو پہونچا اور کیا میں اپنا روی سیاہ ماراں تیری مان کو بکھاؤنگی
اگر خدا خواستہ کچھ نوع دگر ہوگی امی سو ما ق تو واپس جاتا تو اس سے مقابلہ نہ کر جبکہ میں
جناں دیدہ اسکے فریب میں آکر مجروح ہوئی تو تیری کیا حقیقت ہے اپنی جوانی اور میرے حال
اور اپنی مان پر رحم کھا تو نے بڑا غضب کیا کہ تو یہاں آئی میں اسی سبب سے جگو فقرہ دیکر
اور بدون یہی اطلاع کے جلی آئی تھی شہ تو مفا بلکہ نکر سو ما ق نے جواب دیا کہ امی جان
آپ اہمیشان فرمائیے اور اپنے لشکر میں جائیے اور زخموں کو اپنے ہاتھ سے دیکھیں

ہو کہ کو مارے لیتی ہوں یہ سب اٹھتے جاتا کہاں ہوا سنے بہت سرائٹھا یا ہوا ایوان نے کہا
 کہ اچھو کہی کیا دیوانی ہوئی کیوں میرے کئے پر نہیں عمل کرتی ہر راوی نے کہا ہر کہ عشاق
 کیڑا ہوا دونوں کی نفرتیں رہا ہر جب یہ ایوان نے سو ماق سے کہا سو ماق نے جواب دیا کہ
 کہ اب تو میں واپس بننا تو نگہ بدو نہ اس سے مقابلہ کیے ہوئے آپ بیکار اصرار فرماتی ہیں
 آپ انکر کو واپس جائیں ہر کمر قسین دیئے لگی کہ آپ جگو مقابلہ کرنے سے منع نہ فرمائیں اور
 خود لشکر کو واپس جائیں جب ہزاروں قسین سو ماق نے دین اس وقت ایوان نے کہا
 کہ اچھو کہی تو نے جگو بہت پریشان کیا ہوا اچھا تو برا کے مقابلہ جا اور مقابلہ کریں اسی مقام پر
 کھڑی ہوں اور تیرے مقابلہ کا تماشا دیکھتی ہوں اسنے جواب دیا کہ آپ لشکر میں نشرین بھیجیے
 کیونکہ آپ مجروح ہیں آپ کو زحمت ہوگی کہا کہ بس اب تو زیادہ اصرار نہ کرو اور ضد نہ کریں نہ مالتو لگی
 سو ماق خاموش ہو رہی اور قصد کیا کہ بلٹون کہ یکا یک سب نے دیکھا کہ ایوان کی طرف سے
 ابر نظام ہوا اور وہ ابر جب شق ہوا تو سب نے دیکھا کہ آٹھ نو سو سا حریفان تاز و قمر فرے پر
 سوار اس ابر سے پیدا ہوئے ان سب نے بھی دیکھا کہ تین لشکر صفت آ رہے ہیں پہچان لیا کہ ایک
 لشکر اسلام ہوا اور ایک ہماری ملکہ ایوان کا لشکر ہوا اور ایک سمندر شاہ کا بس یہ سب کی سب
 ایوان کے لشکر کی طرف چلین کفار و اہل اسلام نے دیکھا تھا کہ اس ابر سے بہت سے
 سائیں پیدا ہوئیں اور ایوان کے لشکر کی سمت چلین خیال کیا کہ ایوان کی ملازم ہیں اور
 ان سب نے دیکھا کہ ملکہ ایوان مجروح کھڑی ہوئی ہیں اور ہماری ملکہ سے باتیں کر رہی ہیں
 اور عشاق خاموش کھڑا ہوا ہماری ملکہ کو دیکھ رہا ہے بس سب نے اسی مقام پر سے جھپک کر
 ایوان کو سلام کیا اور لشکر میں آئیں سرداروں نے لشکر ایوان کے اسنے دریافت
 کیا کہ تمہارا آٹا کیونکر ہوا کیونکہ ملکہ تو منع کر آئیں تھیں ملکہ سو ماق کو یہ حال کیونکر معلوم
 ہوا انھوں نے اسنے کہا کہ کہنی دن تک تو مالک کو کچھ خیال بھی نہ آیا لہو لعب میں مصروف رہیں
 اگر خیال بھی آیا تو ہمیں اور باتوں میں لگا لیا اور مثال دیا کہ آج کئی دیکھا ذکر ہو کہ ملکہ نے
 جسے کہا کہ تم سب نے جگو دھوکا دیا اور امی جان نے بھی وہ تو لشکر بیکر اسے مکمل ہن سلام
 شریف لکھیں اور جگو ہمراہ نہ لیا بس سامان کر دین بھی جلتی ہوں ہمنے لاکھ لاکھ ٹالا لاکھ
 اب ملکہ کب سماعت کرتی ہیں اپنی ضد کی دین فرما با کہ جگو موتی سے ظاہر ہو چکا ہے کیوں
 فقرہ دیتی ہو بس یہ جو جسے ملکہ نے فرمایا ہمنے بھی خیال کیا کہ اس امر میں کوشش کرنا بیجا
 ہے جو ملکہ فرماتی ہیں وہ ہی کر دے بس ہم سب نے سامان سفر درست کیا ملکہ اسدن دہان سے مردن
 اپنی مان کو آگاہ کیے ہوئے روانہ ہوئیں غلام مقام تک ہم سب کے ہمراہ آئیں شب و دن بس
 بھیج کو نکھو دیا کہ تم سب ظاہر کے راستے سے آؤ میں غرق زمین ہو کر جاتی ہوں بس ہم سب
 اس راہ سے آئے اور ملکہ اندرون زمین روانہ ہوئیں وہ جسے قبل آکر پہنچیں دیکھو وہ اپنی
 خالہ سے باتیں کر رہی ہیں یہ ملکہ کا کیا حال ہے سب نے کہا کہ بلکہ ایوان سے اور عشاق
 سے مقابلہ ہوا ملکہ ایوان عشاق پر غالب آئیں سحر میں اسنے نیچے سے مقابلہ کیا اسمین بھی
 برابر زمین بس اسنے عاجز ہو کر دھوکا دیکر ملکہ کو مجروح کیا ملکہ مکر سے عشاق کے مجروح
 ہوئیں یہ ککر سب حال جنگ بیان کیا اور بنا یا کہ یہ لشکر اسلام میں یہ جو علم کے سایہ میں

کھڑے ہیں یہ صاحبقران ہیں اور وہ تخت پر بادشاہ اسلام ہیں اور یہ سب لشکرِ غیرِ ساحر و نکاح اور
 وہ لشکرِ ساحر و نکاح اور کہا کہ یہ سپاہِ سمندرِ شاہ کی ہو اور وہ سمندرِ شاہ کھڑا ہو ان سب نے کہا
 کہ اسکو تو پہچان لیا تھا مان صاحبقران وغیرہ کو نہیں پہچانتا تھا تو اب معلوم ہو گیا یہ سب بھی
 لشکرِ ایوان ہیں اگر صفت آرا ہو میں ایوان نے ان سب کو دیکھ کر سو ماق سے کہا کہ تمہاری
 خواہشیں وغیرہ بھی آگئیں سو ماق نے عرض کیا کہ جی ہاں وہ میرے ہمراہ جلیں یقین میں اس طریقہ
 سے آئی وہ ظاہر کی راہ سے اب میں بمقابلہ عشاق جاتی ہوں یہ کھر طرف عشاق کے جلی
 عشاق نے اسکو اپنی طرف آنے ہوئے دیکھ کر دل سے کہا کہ یہ تجھ سے مقابلہ کرنے آتی ہیں تیرا دل
 اس کے مقابلہ سے خوف کرتا ہو اور یہ تیرے دل کی حالت ہے کہ جب سے اسکو دیکھا ہے بے قرار ہو رہے
 ہوتا کیا ہو پس یہ خیال کیا کہ جان تک ممکن ہو گا پہلے اسکو نصیحت کرونگا جب نہ مانے گی تو پھر مقابلہ
 کرونگا اور زندہ اسیر کرونگا کیونکہ اس سے زندگی کا مزہ حاصل ہو گا اس پرانہ سالی میں خوب
 مزے ہونگے راتوں کو جب یہ لیٹ کر سائے سوئیگی کیسی جوان ہو گیا کیا لطف ملیں گے مگر عشاق کی
 حالت یہ ہے کہ اسکو دیکھ کر کانپا جاتا ہوا اندام میں لرزہ ہوا ہے ہاتھ پاؤں میں رعشہ ہے خیال دہلن
 کرنا ہے کہ معشوق کا جو سامنا ہو اور تو اس پر عاشق ہو چکا ہو دل قابو میں نہیں ہو اور یہ بھی خیال ہے
 کہ ایسا شو کہ کوئی چشم زخم ہو جائے اس سبب سے تیری یہ حالت ہے یہ تو سن چکا تھا اور اس پر ثابت
 ہو چکا ہے کیونکہ کھڑا ہوا سن رہا تھا کہ یہ ایوان کی بھانجی ہو اور راران کی لڑکی ہو سو ماق اسکا
 نام ہی حالہ کی محبت میں بد و ن مان کو آگاہ کیے ہوئے باغ سے جلی آئی ہے ایوان بھی اس سے
 نفرت کرتی ہے پس اسنے ایسے ایسے خیالات دہلین کیے جب یہ آدھر کو جلی سمندرِ شاہ نے شملاق سے کہا کہ
 مزدور یہ کوئی قربت دار ایوان کی ہے کیونکہ تھے دیکھا کہ ایوان سے ہاتھیں کر کے اور اسکو روک کر
 استاد کے مقابلہ کو جلی ہو شملاق نے عرض کیا کہ بھلا ارشاد ہوا یہاں تو یہ تقریر ہو رہی ہے آدھر
 سو ماق عشاق کے مقابلہ میں ہو بھئی اور کہا کہ او بوبک کیا کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے پس خیریت ہی میں
 ہے کہ رومال سے ہاتھ باندھ کر امی جان کے قدموں پر گرا درابنی خطا معاف کرا اور مثل ہم سے
 دین اسلام قبول کر دے نہ یاد رکھو کہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا تو نے بہت سب کو پریشان کیا ہے
 میں تیری جان کی ملک الموت ہوں میری طرف کیا کھڑا ہو اجرت سے دیکھ رہا ہے جو میں کہتی ہوں
 اس پر عمل کرے جو سو ماق نے عشاق سے کہا اور عشاق کے سو ماق کو اپنے روبرو کھڑا ہوا یا
 اور اسکی زبان سے تقریر سننی یہ معلوم ہوتا تھا کہ بھول دہن سے گر رہے ہیں تقریر نہیں کر رہی
 ہے ایسی تسیریں زبان نمی کہ عشاق اسکی تقریر پر مثل فریاد کے کہ جسے فریاد شیریں کی تقریر سمجھنے
 فریفتہ ہو گیا تھا دیسے ہی یہ بھی سو ماق کی تقریر سمجھنے اور زیادہ فریفتہ ہوا اور دل قابو سے جاتا رہا
 ولین قصد کیا کہ بیک کر اسکو گلے سے لگا لیجے اور لب و عارض کے بوسے لیجے مگر خوف معلوم ہوا
 کہ ایسا شو کہ خفا ہو جائے تو پھر چری خرابی ہو شاید ابھی تو سمجھانے سے مان لے اور پھر اگر ایسی حرکت
 کی تو مشکل ہے یہ خیال دل سے کر کے اور اسکی تقریر سمجھنے عشاق نے جواب دیا کہ اے ملکہ عالم تھے یہ جو فرمایا
 کہ میں تیری جان کی ملک الموت ہوں یہ بھلا ارشاد ہوا نہ تھے کوئی تلوار لگائی نہ کوئی سحر کیا مگر میں
 بد و ن کے تمہاری صورت دیکھ کر مر گیا جو جا ہو سو کر یہ پسر حاضر ہی میرا دل تو تیرا آچکا ہے پس
 پھر مرنے ہوں تو تو اپنی تیغ نگاہ سے مجھ کو قتل کر چکیں اب کیا قتل کر دو گی پھر حاضر چرچا ہو گا تو

جا ہو بخش دو میں تو تمہارا غلام ہوں جب سے نکو دیکھا ہر دل قابو میں نہیں ہر بس وہ تدبیر کرو
کہ دل قابو میں آئے اور وہ تدبیر یہ ہو کہ میرے کئے پر عمل کرو میرے ہمراہ یہاں سے جلو میرے
مقام پر میں سمندر شاہ کو بھی چھوڑ دوں گا وہ جانے اسکا کام جانے اور لشکر اسلام سے وہ مقابلہ
کرنے گا بس میں نکو یہاں سے اپنے ہمراہ اپنے مقام پر لجاؤں گا اور تمہارے ساتھ عقد کروں گا گو
مرد پیر ہوں مگر اسقدر قدرت رکھتا ہوں کہ تمہاری خواہش پوری کروں گا اور اپنے کو سحر سے
جوان بھی کروں گا مگر اسی شرط سے کہ تم میرا ساتھ دو اور یہ جوتنے اپنی خالہ کے بہکانے اور درغلانے
سے اجنادین ترک کیا ہو اسکو اختیار کرو کیونکہ تمہاری خالہ ایک نو عورت ہیں اور دوسرے
ضعیف ہو گئی ہیں اس سبب سے انکی عقل بالکل زائل ہو گئی ہے بس انھوں نے عقل سے تو کام
لیا نہیں صرف اہل اسلام کے بہکانے پر جو کہ ایک عالم کو خراب کر کے پھرنے ہیں آگئیں اور انکا
دین قبول کر لیا اور یہاں سے جا کر تم سب کو بھی بہکا یا اور دین قدیمی ترک کر با نام میرے کئے پر
عمل کرو اور اپنا دین اختیار کرو اور میرے ہمراہ چلنے پر راضی ہو اگر ممکن ہو اپنی خالہ کو بھی سمجھاؤ
اور انکو بھی اس امر پر راضی کرو کہ وہ بھی اپنا مذہب قدیم اختیار کریں اور جس طور سے حکومت
کریں نہیں کریں اگر سمندر شاہ آئے کسی قسم کی خصومت کرے گا تو میں اسکو اسکا جواب دوں گا
کئے کوئی غرض منوگی اور اگر وہ نہ راضی ہوں تم مزدور ایسا کرو ملکہ میں تمہاری خالہ اور مان کو بھی
قتل کر کے اس ملک کا حاکم کروں گا تم حکومت کرنا ان سب پر تمہارا قبضہ کروں گا کیونکہ اب تو میں
تمہاری غلامی اختیار کرتا ہوں یہ جوتنے کہا کہ تم اپنے رد مال سے مانتو باندھ کر میری خالہ کے قدموں پر
گرو اور اپنی خطا معاف کروں گا جو کوئی عذر نہ تھا کیونکہ اب تو وہ میری بزرگ ہوئیں اور میں
انکا خور و ادربانی سے مجھ کو انکی خدمت میں نیاز تھا میں نے پہلے انکو سمجھا یا تھا مگر انھوں نے
میرے کئے کو سماعت نہ کیا میں ناچار ہو گیا اور اب بھی مجھ کو عذر نہیں ہے صرف اس قدر خیال
ہو کہ وہ میرے دشمنوں کی شریک ہیں اور دوسرا مذہب رکھتی ہیں اگر بہ امر منو نا تو میں
اسقدر عذر بھی نہیں کرتا وہ اسوقت اپنا مذہب قدیم اختیار کریں اور اہل اسلام کی رفاقت ترک
کریں میں موجود ہوں کیونکہ اب تو انکا خور و ادربان ہے وہ اس استغاثی کی مجھ کو سزا دین اور اپنے
اوسے ملازم کے ہاتھ سے میری گوشمالی کرائیں مگر وہ کام کریں کہ ایک نو مذہب قدیم
اختیار کریں دوسرے تمہارے ساتھ میرا عقد کریں تاکہ میں تم سے وصل حاصل کر کے اپنے
دل مضطر کو تسکین دوں مجھ کو کسی قسم کا عذر نہیں ہے میں حاضر ہوں یہ جو تقریر مہل عشاق نے کی
سوماق کا یہ حال ہوا فرط غیظ سے کہ کاپنے لگی تیوریاں جڑے گئیں اور وہ ہم ہوئے یہ معلوم
ہونا تھا کہ دوسرے وہاں ہیں کہ برائے قتل عشاقی لیس ہیں وہ جو شکستیں پیشانی پر فرط غیظ
سے پڑیں تھیں انکا یہ حال تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ برائے قتل عاشقان تلواریں ہیں کہ بنام
سے باہر نکل آئی ہیں برہم ہو کر اور تیوری برہل ڈال کر ہنگامہ غیظ عشاق کی طہرت دیکھ کر کہا
کہ کیا کچھ دیوانہ ہو گیا ہے کہ جو ایسے کلمات بوج زبان پر لانا ہوئے کیا کہا اور تو نے کیا اسکا
جواب نہیں دیا جو کہ بالکل سمجھ میں نہیں آیا بس سید سے طور سے ہمارے سوال کا جواب دے
اس تقریر فضول کو جانے دیجئے کیا سر پر قضا سوار ہے جو تو اس طور سے تقریر کرنا ہے کیا تو نے
کوئی ہجو بھی ایسا دیکھا ہے کہ ایسی تقریر ہو تو گدی سے زبان کی بیج لی جائیگی کیا

شامت تو نہیں آتی ہو تو یہ تفریر کرنا ہو کیا سڑی ہو گیا ہو اس جاتے رہے ہیں بسبب پیرانہ سال
 کے بس جو کچھ میری خالہ نے کیا خوب کیا اور جو کچھ کہنے کیا اچھا کیا تو کوئی ہمارا انا بقی نہیں ہے جو ہنگو
 سمجھاتا ہو اور تو کیا میری خالہ اور مان کو قتل کر کے ہنگو بادشاہ کرے گا اور تمام ملک سمندر شاہ کے
 میرے قبضے میں کرادے گا بس اگر یہ امر شدنی ہو اور خداوند کریم کو منظور ہو کہ میں تمام ملکوں ان پیر
 سمندر شاہ کے قابض ہوں تو وہ کوئی نہ کوئی ایسی صورت نکالے گا کہ میرا قبضہ ہو جائیگا اور خداوند کریم
 وہ دن نہ لائے کہ میں خالہ اور مان کو قتل کر کے خود حکومت کروں بلکہ یہ ہو کہ میں اس کے سامنے
 با آبرو و عزت دنیا سے جانوں میرے روبرو ان کے قتل کرنے کا نام بتاتا ہوں پھر شرط تیری زبان
 کاٹ لوں جہاں ان کا پسینہ گرے وہاں تیرا خون بہاؤں اور ہنگو آئینہ قدہ کروں اور تو کیا اطاعت
 کرے گا تیرے سر پر تو شیطان سوار ہو تیرا مقام نار ہو تیرا مسلمان ہونا دشوار ہو یہ جسکو خداوند فوق
 دیتا ہو وہ اس راہ کو اختیار کرنا ہو تو کیا کرے گا بس اب کسی قسم کا جواب نہ دینا اگر اپنی جان کی
 خیریت چاہتا ہو تو اطاعت اسلام کرو ورنہ حربہ کر میرے گوش تیری تقریر کے سننے کی تاب نہیں لے سکتے
 ہیں عشاق نے جو بدایا کہ اے ملکہ عالم دای آرام دل مضطر دای جان عاشق رنجور یہ جو بے فرمایا
 کہ تو دیوانہ ہو گیا ہو ضرور میں مختاری صورت دیکھ کر دیوانہ ہو گیا ہوں اور تمھارے عشق کا دیوانہ
 میرے سر پر سوار ہو بس نکو اختیار ہو چاہے قتل کرو چاہے اپنے وصل سے شاد کرو عاشق
 تو ہمیشہ معشوق کے ظلم و ستم کی برداشت کر لے ہیں کٹھن امن وہ ہاتھ جو تمھارا وہ فاسد انگین
 کو رہوں وہ آنکھیں جو کوننگاہ دشمنی دیکھیں بس نکو جو امر لازم ہو وہ کرو چاہے میری
 زبان کھینچ لو چاہے اپنی آنکھیں میں لو اور اپنے لب و عارض کے بوسے و دہن تو تمھیر
 اشار ہو چکا اور اپنی جان تیرے فدا کر چکا یہ جو عشاق نے کہا اور بوسوں کا نام لباب سوماق
 کو تاب نہ رہی اور کہا کہ تو اسی طور کی تقریر کیے جاتا ہو شامت ہی آئی ہے رہ تو جا جانا لگان
 ہو میں سارا دیوان پن نکالے دیتی ہوں اور دیو عشق کو تیرے سر پر سے اتارے دیتی
 ہوں اپنے وصل سے شاد کرنی ہوں عروس مرگ سے نچو ممکنا کر تے ہوں تو یوں
 نہ مانے گا جب تک سنا نہ پائیگا اسی طور سے یہودہ بکے جائیگا یہ کہکڑ سوماق نے موتی
 نکالا اور اسکو ہاتھ پر رکھ کر سامنے کیا عشاق کے عشاق اس کے عشق میں بہوت کھڑا تھا
 اور کہہ رہا تھا کہ جو جاہو وہ کہو میں تو بندہ بے زر ہوں مگر اپنے وصل سے شاد کرو اور نہ
 معلوم کیا کیا یہودہ کے زبان پر لارہا تھا کہ جو باعث غیظ و غضب تھے سوماق طریقہ
 اسلام سے واقف ہی نہ تھی وہ سب اسکی تقریر یہودہ سے بہت غصہ آیا تھا بس اسے
 خود ہی پہلے اسپر حربہ کیا یعنی موتی کا عکس ڈالا عکس پڑنا تھا کہ ایک برق کو نڈر بالائے آسمان
 گئی اور وہاں سے کڑک کر بجلی یہ جو سمندر شاہ نے دیکھا سملاق سے کہا کہ غضب ہوا استاد
 تو خاموش کھڑے ہیں اسکی طرف دیکھ رہے ہیں اور اسنے حربہ کیا اب کیا ہوگا دیکھو وہ برق
 چمک کر استاد پر گرا جا رہی ہے میں پکار کر کہتا ہوں کہ آپ کس فکر میں ہیں سملاق نے کہا کہ ضرور
 بس سمندر شاہ نے اپنا تخت پر سے نکالا اور چند قدم بڑھ کر پکارا کہ اے استاد آپ کس فکر میں
 ہیں اسنے اپنا حربہ کیا ہی دیکھو وہ برق سحر کو نڈر کر آپ پر پڑتی ہے جلد تہہ بیزبانی کی فرمائیے ادھر
 تو سمندر شاہ نے کہا اُدھر میں شق ہوا اور ایک بجلی زمین سے پیدا ہوئی اس کے اُدھر میں ایک

بھول تھا اسنے عشاق کو دیا جیسے عشاق کے ہاتھ میں وہ بھول آیا اور اسکی خوشبو و باغ میں ہو بھی سارا
عشق رنو چکر ہو گیا اس بھول کی یہ غایت ہو کہ اگر عشق اصلی بھی ہو تو وہ اسکی خوشبو سے جاتا رہتا
ہو انسان ہوش میں آ جاتا ہر اسی عشاق کا بنایا ہوا ہوا اور اس عشق کا کیا ذکر ہو جو کہ سحر کے سبب سے
ہو گو عشاق کو سوماق سے عشق اصلی تھا مگر بھول کے سو گھٹتے ہی برطرت ہو گیا اس بتلی نے کہا کہ آپ کس
نکار میں ہیں سوماق نے بڑے غضب کا حربہ آپ پر کیا ہر جلد اپنے کو بجائیے بلکہ اس بھول کی یہ بھی ایک
نما صیت ہو کہ جس سے مدد رہ کی الفت ہوا اور عشق ہوا اور جب اس بھول کو سونگھ لے اس سے اسی
مرتبہ کی عداوت ہو جاتی ہو اور وہ جو کہ عاشق ہوتا ہے اپنے معشوق کا دشمن جانی ہو جاتا ہر عشاق
کو سوماق کی الفت ہو جاتی رہی بلکہ دشمن ہو گیا ایسا دشمن ہوا تھوڑے ہی عرصے میں کہ خوابان جاٹکا
ہوا پس جب یہ اس بتلی نے کہا ادھر سمندر شاہ نے بکار کر کہا عشاق نے سر اٹھا کر طرف آسمان
کے دیکھا دیکھا کہ برق کو نہ کر میری طرٹ آتی ہر جلدی سے وہ بھول تو اس بتلی کو دیا اور کہا کہ تو جا
اس بتلی نے قصد کیا کہ میں غرق زمین ہوں یہ امر سوماق کو ناگوار ہوا کہ اسنے ظاہر ہو کر عشاق
کو آگاہ کیا چونکہ اسکا نام برق مزاج ہو فوراً غصہ آ گیا اور ایک مرتبہ جو کچھ بڑھکر باتھو کو گردش
دی وہ بتلی غرق زمین نہونے پائی تھی کہ ایک برق کو نہ کر قیل عشاق پر گرنے کے اس بتلی پر
گری کہ وہ جلنے لگی اور چلائی کہ اے آفا یہ کینز تو آپ پر نثار ہوئی وہ بتلی بھی جل گئی اور وہ بھول
بھی یہ امر عشاق کو اور ناگوار ہوا سوماق سے کہا کہ ادھو کری تو نے برا غضب کیا تھا کہ پہلے
تو مجکو غافل کیا باتوں میں تیری باتوں میں مصروف ہوا اور تو نے سحر کر کے میرے اوپر
برق گرانا جا ہی میری کینز نے ٹھکڑے ٹھکڑے آگاہ کیا تو تو نے اسکو جلا دیا اب تو میرے ہاتھ سے
بچ کر کمان جاتی ہو اسکے عیوض میں میں مجکو قتل کرونگا پہلے تیری برق کو دفع کرونگا پس یہ کہکشی عشاق
نے دیکھا کہ برق قریب آگئی ہو اور یہ سحر اسکا بڑے غضب کا ہیروں نہ منع ہو گا خالی و دیس
سحر کر کے اور زمین میں باتوں مار کر غرق زمین ہو گیا اب جو اندر زمین کے جا کر خیال کرتا ہے
اور دیکھتا ہے کہ میں اسپر غالب آؤنگا تو یہ ظاہر ہوا کہ یہ تیری قاتل ہو اور تو نہ غالب آئیگا
چند ستارے ایسے بخش آئے ہیں کہ جو خوابان جان کے ہیں مگر کئی دن تک اسکا اثر رہے گا
اگر وہ نہ آئے کچھ مضائقہ نہ تھا مگر اب کیا ہوتا ہے تیرے اوپر چار دن بہت بخش ہیں اس میں
تیری جان بچتی معلوم نہیں ہوتی ہو یہ جو عشاق نے دریافت کرنے سے پایا پہلے تو متفکر ہوا
اور بہت پریشان ہوا خیال کیا کہ اندر ہی اندر یہاں سے چلا جاؤں اور کسی مقام پر پوشیدہ
ہو کر بیٹھ رہوں کہ یہ چار دن جو کہ بخش ہیں کٹ جائیں پھر آکر مقابلہ کروں تاکہ اس آفت سے
بچوں چونکہ قضا بجلی تھی بیانا نہ عمر میری ہو چکا تھا کیونکہ اس خیال پر عمل کرتا فوراً دوسرا خیال
وہ میں پیدا ہوا جو کہ باعث قتل ہوا کہ یہ سب جھوٹ ہے نہ کوئی ستارہ نہ محسوس ہے نہ دن بخش
آئے ہیں کچھ حساب میں غلطی ہوئی مجکو کون قتل کر سکتا ہو کیونکہ مجکو تو سامری و جمشید سحر بند کر گئے
میں اور میرے قتل ہونے کا تیغ بنا کر مجکو دے گئے ہیں میں نے اسکو بڑی حفاظت سے رکھا ہوا اس
مقام کا بتہ آج تک سوائے میرے کسی کو نہیں معلوم ہے میں نے سامری و جمشید سے ٹوک نہیں
انھوں نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ جب تک یہ تیغ نہ ہوگا اگر تمام عالم میرے قتل کرنے کی فکر کرے گا تو
قتل نہ کر سکیگا میں نہ وہ تیغ کسی کو ملے گا نہ میں قتل ہونگا یہ کتنا اور یہ جو ظاہر ہوا ہو بالکل غلط ہے

کبھی سامری و جمشید کا قول جھوٹ نہوگا وہ خداوند تھے جو انھوں نے حکم لگایا وہ درست ہوا کبھی
 اس میں فرق نہوا یہ اس وقت بالکل جھوٹ نہوگا جس سے ظاہر ہوا کہ یہ تیری قاتل ہی تھا اسکو نیغہ کہان
 ملا ہوگا فرشتہ تو بائیں سکتا ہی یہ کہان سے پائیگی نہ وہ تبغ ہوگا نہ بن قتل ہوگا صرف میری نگاہ
 کا فرق ہی جو کہ میں اس وقت بدحواس بہت ہو رہا ہوں بس یہ زانچہ میں ہوگا کہ یہ تیرے ہاتھ سے
 قتل ہوگی اسکے دن نخس ہیں اور سنارے نخس ہیں اور اس حکم کو انکا خیال کر کے اور خیال کر کے
 کہ کوئی جگہ قتل نہیں کر سکتا ہی پھر اسے زانچہ نہ کیا بقول شاعر عر۔ چون قضا آید طبیب ابلہ شود
 بس جب قضا آجاتی ہی تو اچھی بات اور سچ آنٹی جھوٹ معلوم ہوتی ہی چنانچہ جیسا کہ اس وقت میں نے
 عشاق کا واقعہ تحریر کیا جو کہ قضا فریب آگئی تھی بہ خیال پیدا ہوا اور فوراً طبقہ زمین کا توڑ کر نکلا
 اور مردہ برق سوماق کی خالی گئی سوماق اس انتظار میں تھی کہ یہ زمین سے نکلے تو اس پر پھر
 سحر کر دے کہ عشاق طبقہ توڑ کر اسکے برابر پہلو کے نکلا اور کہا کہ او چھو کری میں تجھ سے کیا سحر سے
 مقابلہ کروں جبکہ میں نے تیری خالہ کو زیر کیا سحر میں اور نیچہ بازی میں تو تیری کیا اصل ہی
 صرف تیرے لیے یہ نیچہ کافی ہو اسی سے تیرا سر کاٹ لیتا ہوں یہ کھڑا درنرب آکر نیچے کا دار کیا سوماق
 نے یہ سنے اور اسکو اپنے قریب آئے ہوئے دیکھ کر نیچے بکٹ سپر اٹھائی اور اسکو روکا اور اسکا وار خالی
 دیا اور اپنا نیچہ نیام سے لیکر عشاق پر وار کیا اب سوماق نے اور عشاق کے نیچہ بازی ہونے لگی
 وار چلنے لگے دو در زمین تھیں کہ میدان میں کو نہ رہی تھیں بچوں سے شرارے نکل نکل کر بالائے ہوا جاتے
 تھے دار و دون طرف کے سہر دے بزرگ رہے تھے سوماق کسی مقام پر کمی نہ کرتی تھی برابر سے جواب
 دے رہی تھی تھوڑے عرصے تک باہم نیچہ زنی ہوا کی ایک مقام پر عشاق نے موقع پا کر جو وار کیا سوماق
 کا شانہ نشانہ ہوا اس زخم کا کھانا تھا کہ سوماق کو غصہ آگیا اور عشاق کا بیانہ عمر لبرز ہو گیا جو زمانہ
 اسکی زندگی کا باقی تھا وہ گزر گیا موت قریب آگئی ملک الموت کو قبض روح کا حکم ہو گیا
 فرشتگان عذاب اسکی روح کے لیے کو دوزخ سے ملے مالک دوزخ نے آتش دوزخ
 کو تیز کیا شیطان خوش ہوا کہ میرا بھائی اپنے مقام اصلی کو جاتا ہی سامری و جمشید و لقار
 نہ مرد شانی و فرعون وغیرہ خداے باطل یہ خبر سنے کہ ہمارا ماننے والا ہمارے پاس آتا
 ہو و دوزخ پر برائے پیشوائی کھڑے ہوئے ہیں اور سامری و جمشید بہت خوش تھے کہ ہمارا
 شاگرد آتا ہی ملک ماہیان طوفان کش و ملک سحران سیاہ پوش یہ خبر سنے کہ ہمارا استاد
 یعنی عشاق حجرہ نشین بیان شریف لاتے ہیں بڑے انتظام سے کہ ہمراہ انکے فرشتگان عذاب
 گرز آتشین بے ہوئے ہونگے بہت خوش ہوئیں اور ہمارے استقبال انے مقام سے
 رواۃ ہوئیں انکے جسموں سے شعلے آگ کے نکل رہے تھے شیطان بھی خوش تھا کہ میرا فرزند
 داخل جہنم ہوتا ہی اسکے لیے بڑا سالن ہی مالک دوزخ نے اس تاریکی کے لیے جگہ بنا دیہ میں خالی
 کی آتش دوزخ کو خوب مشتعل کیا شعلے آتش اسکے استقبال کے لیے دوزخ سے نکل رہے
 تھے تمام ساکنان جہنم کو خوشی تھی کہ عشاق آتا ہی مالک فرشتگان عذاب سے کیا
 کہا تھا کہ بڑے شیطان کی آمد ہی آج ایک دشمن خدا اور کرم ہوگا اور کیا معلوم کہ اسکے ہمراہ کس قدر
 آگے پیرو آئین ہادیہ میں جگہ خالی ہونا چاہیے یقین ہی کہ آج ہادیہ بھر جائیگا بس دوزخ میں
 تو عشاق کے لیے یہ بند و بست ہو رہا ہی اور مالک دوزخ نے اسکی دعوت کے لیے آگ فرشتگان

کی ہر رو میں سب شیاطین کی پیشوائی کو جلیں ہیں یہاں سوماق نے زخم شانہ پر کھا کر اور پرہم ہو کر
عشاق سے کہا کہ ادب و بک پرنا بالغ دیکھو ابھی تک کوئی خرابی کا امر نہیں ہوا ہے اگر اپنی زندگی جاہتا
ہو تو اہل اسلام کا شریک ہو دین اسلام قبول کر صاحبقران و بادشاہ اسلام کی اطاعت کر اور امر پر غور کر
کہ کوئی مجھ کو قتل نہیں کر سکتا ہے مجھ کو سامری و جمشید سحر بند کر گئے ہیں میرے قتل کا تیغہ بن گئے ہیں
وہ دو دن کیا مردک اور گدھے تھے کہ جبکو وہ سحر بند کر جائیں اور تیغہ بنا جائیں وہ پھر قتل نہ ہو
کیا انکو کار خدا میں بھی دخل تھا بس جس قدر جسکی زندگی خداوند کریم نے مقرر فرمائی ہو اس سے
زیادہ بندہ نہیں رہ سکتا ہے نہ کوئی اس زمانہ کے اندر اسکو قتل کر سکتا ہے بس اب تیری زندگی
کا زمانہ گزر گیا اور موت قریب آئی ہے اور نہ اس امر پر غور کرنا کہ وہ جو تیغہ سامری و جمشید
نے بنایا ہے میرے قتل کا اور مجھ کو دیا ہے میں نے حفاظت سے رکھ دیا ہے کوئی نہیں پاسکتا ہے یہ امر
بھی کوئی محال نہیں ہے اور خداوند کریم کا حکم ہوا کہ اسکی روح قبض ہو اور وہ تیغہ زمین سے
خود بخود پیدا ہو جائیگا یا کسی نہ کسی تدبیر سے تیرا قاتل پا جائیگا یہ امر کوئی خدا کے نزدیک مشکل
نہیں ہے اور نہ کوئی ایسا امر ہو کہ جس سے خداوند عالم واقف نہ ہو اس سے کوئی بات پوشیدہ
نہیں رہتی ہے وہ ہر ایک کے مافی الضمیر سے واقف ہے اور تمام عالم کے اسرار اور کل حالات
اور جو جو اشیا کہ آستے زمین میں پیدا کی ہیں اور آسمان میں جسکو بندے نہیں دیکھ سکتے ہیں بلکہ
فرشتے بھی اس سے آگاہ نہیں ہیں وہ واقف ہے اور جو اشیا کہ اس کے بندوں نے اپنے
بمجنسون کے خوف سے زمین میں خواہ اور کسی طور سے پوشیدہ کی ہیں گو اسے مجھس تو آگاہ
نہیں ہیں مگر خداوند عالم ضرور آگاہ ہے اور اسکی پیش نگاہ ہیں بس اس امر پر غور کرنا نہایت
ہی عجیبائی ہے میرے نزدیک بہتر ہوگا کہ تو میرے کہنے پر عمل کر اور اپنی زندگی کو نہ برباد کر آئندہ
مجھ کو اختیار ہو گو میں یہ بخوبی جانتی ہوں کہ یہ بند و نصیحت تجھ کو سود مند نہ ہوگی کیونکہ تیرا قلب سبب
رنگ کفر کے سیاہ ہو رہا ہے اور ایسا تاریک ہے کہ تیرے کوشاں دل میں شمع نور اسلام کی روشنی
بالکل نہیں ہے پھر کیونکر یہ بند و نصیحت تجھ کو فائدہ دے گی غیر ممکن ہے اختیار قلب اس سیاہی سے
باز و صاف ہوا اور توراہ ضلالت کو ترک کرے اور راہ ہدایت کو قبول کرے خیر میں نے سمجھا دیا
اور یہ بھی معلوم ہے کہ تیری عمر تمام ہو گئی ہے تیرا انتظار نار و زرخ کو ہے کہ عشاق سیاہ قلب
آئے تو میں اسکی خاطر کروں بس اب تجھ کو اختیار ہے ذرا سچ بوجھ کر جواب دے میں تو اپنی مرگ کا
خواستگار ہوا اب میرا وار ہوگا اسوقت تک تو میں تجھ کو بھلایا کی تو نے مجھ کو مجروح بھی کیا پس کیا
مضائق ہے کچھ پر و انہیں ہے شہر جو ہیں وہ زخمی ہو کر اپنے حریف پر چڑھ کرے ہیں جب تک
مجروح نہیں ہو گئے ہیں اسوقت تک نہیں حملہ ور ہوئے ہیں بس اب مجروح ہو چکی ہیں اب
میں بھی حملہ کرونگی اور میرا حملہ ایسا ہوگا کہ تیرا بچنا محال ہوگا تجھ کو جان بچانا دشوار ہوگا ایک
ہی وار میں در پر کالے ہونگے آئندہ تجھ کو اختیار ہے جو جب شعہ منت اٹھ حق بود گفتہ تمام ہے
تو دانی و گریہ ازین والسلام و سوماق کی یہ تقریر عشاق نے سنی جو اب دیا کہ معلوم ہوتا ہے
کہ تو بھی مثل ایوان کے دیوانی اور بے عقل ہو گئی ہے یہ جو مہمل تقریر کرتی ہے جو کہ میری سمجھ میں
بالکل نہیں آتی کیسا غرور اور کیسا خدا بس جو ہمارا خدا ہے وہ خدا ہی یعنی خداوند تصور پر جاہت
جوت کا خداوند جو کہ مثل ہمارے ہے ہم اس سے ہر امر کو عرض کر سکتے ہیں وہ ہماری سنتا ہے

ہم اسکی سنبھلنے ہیں یہ نہیں کہ نہ خدا کو دیکھ سکتے ہیں نہ اسکے کلام کو سن سکتے ہیں بہر تقدیر تو نے کی ہے یہ
کسی خدا پرست کے روبرو کر وہ ہی اس پہلی تقدیر پر عمل کرے یا جو کہ مثل تم لوگوں کے بے عقل
ہو اس سے کہ وہ بسبب اپنی کم عقلی کے تیرے کہنے پر عمل کرے گا اور مجھ کو اس امر کا غور ہے کہ
خداوند سا مری و جیشید مجھ کو سحر بند کر گئے ہیں بس آپ کوئی مجھ کو نہیں قتل کر سکتا ہے انکا جو کام
ہونا ہے وہ نیک ہوتا ہے کیونکہ خداوند تھے دوسرے اس امر کا بھی غور و غور ہے کہ انھوں نے
جو تیغ بنا کر مجھ کو دیا ہے اور میں نے اسکو بچاؤ رکھا ہے بس کوئی اسکو نہیں پاسکتا ہے اور بدون
اس تیغ کے میں نہیں قتل ہو سکتا ہوں خلاصہ یہ کہ میں مر نہیں سکتا ہوں غور رہم لوگوں کو نازیبا ہے
کہ جو جانتے ہیں وہ کہتے ہیں اگر ہم سب ملکر دعویٰ خدائی کریں تو زیبا ہے مگر جو امر جسکے لیے تھا
وہ اسی کی ذات پر ختم ہو گیا اور یہ خدا پرستوں کا خدا ہے کہ زندگی و موت خدا کے آسمانی
کی طرف سے ہے بس جب قدر اسنے مقرر کی ہے اس سے زیادہ کوئی نہیں جی سکتا ہے یہ ہم لوگوں کا
قول نہیں ہے بلکہ ہم لوگوں کا مقولہ یہ ہے کہ زندگی و موت اپنے قبضے میں ہے کہ جب تک جی چاہا
زندہ رہے جب جی چاہا مر گئے بس جب قدر تن پروری اور صفائی جسم کرینگے زندگی کو ترقی
ہوگی جیسا انھوں نے پیدا کرینگے مددہ اشبا کھا کے اور بالکل بے فکری کے ساتھ اور راحت سے
بہرہ کرینگے اسی قدر زندگی زائد ہوگی بس پھر یہ امر انکے قول کے خلاف ہوا یا نہیں اور انکا مقولہ
بالکل غلط نکالا بس سن کہ یہ کیسی کیا طاقت ہے کہ مجھ کو قتل کر سکے باتینے تک اسکا دسترس ہو یہ بالکل
محال ہے اور یہ جو تو نے کہا کہ مجھ کو بند و نصیحت کا رگر نہوگی کیونکہ تیرا قلب بسبب سیاہی کفر کے
تاریک ہو رہا ہے یہ بالکل غلط ہے بلکہ ایسی حالت تیری ہے بس اسی میں خبریت ہے کہ میری طاقت کر
ور نہ یاد رکھ کہ ابکی ایسی تلوار لگاؤنگا کہ سرتن پر سے اتر جائیگا آئندہ مجھ کو اختیار ہے سو ناق
نے رہم ہو کر جو ابد یا کہ میں تو پہلے ہی کہ چکی ہوں کہ تو اول درجہ کا سیاہ قلب ہے اور عشاق
یہ غرور و تکبر سوائے ذات باری کے اور کسی کو زیبا نہیں بس جو یہ غرور و تکبر کرتا ہے وہ ایسا پست
ہوتا ہے کہ اسکا کاسہ سر ٹھوکرین کھاتا پھرتا ہے دیکھ لے کہ جن جن لوگوں نے غرور کیا انکا کیا انجام
ہوا مثل لقاد زمرود و فرعون کے یہ تو بندے تھے اور اسوقت تک کوئی انکا نام نہیں لیتا
ہو جب تک کہ پہلے آپر لعنت نہیں کر لیتا ہے اور تا بہ قیامت یہ امر جاری رہے گا خیال تو کر کہ وہ
عزائیل کہ جسکے تم سب بہکائے ہوئے ہو اور وہ تم سب کا استاد ہے بلکہ اب تو تم اس سے بھی
زیادہ ہو اسکو بدتون سبق مکرو و فساد و وہ قبل خلقت آدم ایسا مقرب فرشتہ تھا کہ جسکی
کچھ تعریف ہو نہیں سکتی تھی تمام فرشتگان آسمان کو منبر پر بیٹھ کر درس دیتا تھا بس جب خداوند عالم
نے حضرت آدم کو خلق فرمایا اور تمام فرشتوں کو حکم فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو سب نے حکم
باری تعالیٰ کو قبول کیا مگر عزائیل نے یہ سنے خیال کیا کہ مجھ ایسا فرشتہ مقرب خاک کے
ہے کہ جو کہ میرے سامنے بنا ہے سجدہ کرے بس انکار کیا یہ امر جناب احدیت کو ناگوار ہوا یا تو
مقرب بارگاہ تھا یا اسی وقت سے معسوب ہوا آسمان پر سے نکال دیا گیا طوق لعنت گلے پر
غیر غور سے یہ ٹھہرا از خلقت آدم تا این دم اند این دم تا قیامت اسیر لعن و نفرین
رہ گئی کوئی اسکا نام بدون لعنت کے نہیں لیتا ہے ہمہ وقت لعن کا کوڑا اسکی پشت پر
پڑتا ہے جب کہ شاعر نے اسکی نسبت نظم کیا ہے شعر عجز عزائیل را خوا کردہ بزدان لعنت گرفتار کردہ

بس اور عشاق وہ ہی تو تم سب کا بہکانے والا ہوا اور تم سب کا استاد ہر قسم سب اسکے پیرو ہوا اور
یہ جو نوئے کہا کہ کوئی جگہ قتل نہیں کر سکتا یہ نہ تیغہ پاسکنا ہوا اور کور باطن اپنی آنکھوں پر سے حجاب
عفت کو دور کر اور دیکھ کہ یہ وہ ہی تیغہ ہے با کوئی اور تلوار ہے اور قدرت خدا کو دیکھ کہ نوئے
کس حفاظت سے اس تیغہ کو رکھا تھا اور بن میں ساحر مفر سے تھے مگر جگہ کس آسانی سے مل گیا
بالکل زحمت ہوئی اسی تلوار کا تیغہ عشاق کشن نام ہوا اسی سبب سے میں کہتی ہوں کہ تیری
قضا میرے ہاتھ ہے کہ کس کمر سے اس تیغہ کو نکالا اور اس پر سے نیام کو دور کر کے چمکا کر عشاق
کو دکھا یا اسکے جو جو ہر جگہ اور عشاق نے اس تیغہ کو دیکھا ایک عجب عالم ہوا سائنس ہو کر رہ گیا
بدون دار کے طائر روح اسکے نفس جسم سے پرواز کر گیا چہرہ زرد ہو کر رہ گیا یہ معلوم
ہوا کہ تمام جسم کا خون خشک ہو گیا تصویر موت آنکھوں کے نیچے پھر گئی پر عرصے تک ساکت
کھڑا دیکھا گیا اور خیال کیا کہ یہ تیغہ اسکے ہاتھ کیوں نہ لگا یہ وہاں تک کیوں نہ پہنچی اور اسکو
نشان کیوں نہ ملا کیا کوئی مبرا ملازم جو کہ محافظ تیغہ تھا وہ مل گیا یہ کیا امر ہوا کیا یہ ان سب کو
قتل کر کے تیغہ لے آئی اب کیا تدبیر کر دے اسکے روبرو سے بھاگ جاؤں اپنی جان بچاؤں پھر
خیال کیا دل میں کہ ایک چھو کر می کے روبرو سے بھاگتا تو بڑے ننگ کی بات ہے چونکہ اسکی
قضا آجکی تھی اس سبب سے اسکو یہ خیال ہوا اور اسکو یہ بھی خیال ہوا کہ شاید اسے سنن پایا
ہو کہ عشاق کی موت تیغہ سے ہو کیوں نہ یہ سحر بند ہو بس سحر سے دریافت کر کے اسی کے مشابہ
یہ تیغہ بنا لائی ہوا اور جگہ فقرہ دیتی ہو بہر طور اسکے روبرو سے بھاگنا تو کسی طور سے اچھا نہیں
ہو یہ ارادہ کیا ہوا اسکو فقرہ و شاید فقرے میں آجائے اور تیغہ جگہ دیدے تو پس پھر کیا ہو پھر کون
جگہ قتل کر سکتا ہو ایک مرتبہ جو تیغہ ہاتھ آجائے تو توڑ کر بھینک دوں باقی تر کھوں کہ پھر کسی کے
ہاتھ لگے اور ہمہ وقت خون رہے یہ خیال کر کے سو ماق سے کہا کہ اوجھو کر می تو جگہ
دھوکا دیتی ہو یہ وہ تیغہ نہیں ہے کھلا وہ تیغہ کہاں وہ ایسے مقام پر ہو کہ جہاں انسان کا گذر
غیر ممکن ہو تو کیوں نہ پاسکے ہو یا ان تو اسی کے بننا یہ تیغہ بنا کر لائی ہو خوب بنایا ذرا جگہ دے
میں دیکھوں کہ یہ تیغہ وہ ہر یاد و سر اور یہ بنا کہ تیرے ہاتھ کیوں نہ لگا سو ماق نے کہا
کہ اور عشاق گرگ جہاں دیدہ تو مجھ غزال رعنا کو دھوکا دیتا ہو میں کب تیرے دھوکے میں
آتی ہوں کہ تیغہ جگہ دیدہ وہ تا کہ تو اس پر قبضہ کرے اور کہے کہ یوں فقرہ دیکر سیتے ہیں
آخر یہ بھی فقرے میں آگئی یہ اس امر کو تو اپنے دل سے پوچھ کہ میں کہاں سے لائی ہمارے ساجران
ربر دست کو قتل کر کے مسافت دور دراز کو طوطی کے بڑی محنت و مشقت سے یہ تیغہ
ہاتھ لگا ہوا اب بھی دیکھ میں کہتی ہوں کہ میرے کہنے پر عمل کر اطاعت صاحبقران پر راضی
ہو ابھی کچھ گیا نہیں ہے آئندہ جگہ اختیار ہو عشاق نے جواب دیا کہ اد سو ماق تو جگہ فقرہ
دیتی ہو اور خوف دلائی ہو تو مجھ سے بھی نہوگا کہ میں اپنے آباؤ اجداد کے دھوکے کو ترک
کروں اور ایک بے اصل مذہب کو اختیار کروں جو کہ بالکل اصلیت نہ رکھتا ہو یہ امر
کبھی نہ کرونگا اور اپنی تمام عمر کی محنت کو تیرے خوف سے برباد نہ کرونگا جگہ اختیار ہو
راہ کر رہ گیا ہو گا یہ تیغہ وہ تیغہ ہی نہیں ہے یہ جو عشاق کے کہا سو ماق نے جواب دیا
کہ میں کیا کروں تیری قضا ہی آئی اور عشاق نے چھوٹی سے راہ نکالی اسپر کچھ اہم سحر

دم کر کے فوراً اپنے تمام جسم پر مل لی اور سوما ق سے کہا کہ اگر یہ وہ ہی تلوار ہے تو بھی یہ میرا کچنہیں
 کر سکتی ہو میں نے وہ دوسری تدبیر کر لی ہے یہ تلوار میرا ایک سوے نن بھی نہ مہلا کرے گی تو وار
 کر کے دیکھ لے واقعی یہ امر تھا کہ اگر اسکی فضا نہ آئی ہوتی تو اسنے ایسی ہی تدبیر کی تھی کہ اسے کوھر
 سے روئین نن کر لیا تھا مگر کیا موتا ہو فضا کے مقابلہ میں روئین نن بھی پہنچ ہو وہ ایسی تلوار تیز ہو
 کہ روئین نن تو کیا اگر اپنی بدن ہو جائے تو بھی بدن کاٹے ہوئے اور فنا سکے ہوئے نہیں چھوڑتی
 ہو اگر خدا کی طرف سے حکم ہو جائے المختار سوما ق سے یہ کہہ کر خبردار ہو جا اپنے کو بچا اور تیغہ علم
 کر کے وار کیا عشق قی سے سحر کر کے دست دی کہ سو سپرین سحر کی عشاق قی سے سر پر قائم ہوئیں
 یہ آن سپرین کے ساتھ میں کھڑا ہوا بلکہ اسنے یہ تدبیر کی کہ سحر کر کے پیچ پر اسکو بھی زیر سپر قائم کیا
 اور سوما قی سے ایسا ہوا ان پاک ککچو وار کیا ایک برق تھی کہ کوئند گرا بر سپر بر گری اسکی جھک
 نوب سے دیکھی گریہ و کسی کو نظر نہ آیا کہ کب گری عشاق قی تو اس امر سے بخوف تھا کہ ایک تو
 سیکڑوں سپرین سپرین دوسرے میں سننے اپنے کو روئین نن کر لیا ہو یہ تیغہ مہلا کیا کہے گا
 را دی نے بیان کیا ہو کہ سن تیغہ کا نام ہی عشاق قی کش تھا بس ابر سپر بر مثل برق کے کوئند گرا
 اور اسکو مثل قمر منہ کے کاٹکر اور قلم کر کے پیچ پر آیا پیچہ کو بھی مثل خیار کے دیکھا اور خود پر اگر
 بیٹھا خود وہ دہلنے عرق چسکے کو کاٹ کر کاٹنے سپر بر آیا سوما قی سے جھکا دیا کہ وہ تیغہ اس طور سے
 سر میں در آیا کہ جیسے صابون میں تار پہنی در آتا ہو تا وہ ابرو ہو سچا تھا کہ عشاق قی سے قصد کیا تھا
 کہ سحر کر دی کہ تیغہ سر سے نکل جائے اول تو فضا تھی دوسرے سوما قی نے چالاکی کی کہ فوراً بقوت
 تمام دو وزن ہاتھوں سے پکڑ کر جو جھکا مارا تیغہ صاف کاٹنے سر کو کاٹ کر صراحی گردن میں آیا اسکو
 قلم کرتا تھا اس وقت برق سبب میں آیا دل و جگر کو مثل الماس کے تراش کر اور دروازہ سینہ کو کھولکر
 تنور اشکم میں آیا اسکی آتش افروختہ کو اپنی آب و تاب سے گل کر کے ٹانگوں کی راہ سے صاف نکل گیا
 اور زمین پر آئے ہی زمین کو بوسہ دیا اور جھک کر بلند ہوا صرف عشاق قی کے منہ سے اسقدر تو
 صدا آئی کہ اشوس ہوا دھوکا کھایا اور جان دی بس دو وزن ٹکڑے جسم عشاق قی کے زمین پر گرے
 ایک ہاسے کی صدا آئی پس آن دو وزن ٹکڑے نکال زمین پر گرنا تھا کہ ایک شور قیامت افزا برپا
 ہوا آندھیاں سیاہ آگئے لگیں غبار بلند ہوا صدا ہائے مہیب و ہولناک آئے لگیں
 غل جگانے لگے ہر طرف سے رونے کی صدا آرہی تھی اور اس صدا سے یہ آواز پیدا تھی کہ ہاسے
 عشاق قی ہاسے عشاق بر زمین کوئند کوئند کر گرنے لگیں شعلہا بے آتشین ہر طرف سے بلند ہونے
 لگے وہ سحر کر دہ تار ہو گیا ہر طرف باری و سنگ باری ہونے لگی بڑی بڑی سلیبن سنگ کی
 گیت لگیں تاریکی ہوئی کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ دکھائی دیتا تھا ایک صدا بے مہیب ایسی آئی کہ
 تمام صحرایک اس تاریکی میں جب برق جھک کر زمین پر گری دیکھا کہ کالی کالی صورتوں
 کے انسان نیلے نیلے یا سہ پہنے ہوئے سر پر خاک اڑا رہے ہیں اور ہاسے عشاق قی ککچو
 رور ہے ہیں عشاق قی کے بے ساری تدبیر بھول گئے ہاسے ہاسے کاٹل جگانے لگے راوی نے
 بیان کیا ہو کہ جو ہمارت جہان جہان عشاق قی کے سحر سے تعمیر کی ہوئی تھی سب منہدم ہوئی
 اور کہ چپیں ہو کر کڑھ گئی اور دھواں ہو کر وہ گنبد کہ جس پہاڑین عشاق قی رہتا تھا وہ
 اور وہ کھان کہ جہان اسنے تیغہ رکھا تھا اودہ وہ عمارت جو کہ شہر مند رہی میں اسکی

بتائی ہوئی تھی سب برباد ہو گئی اور وہ باغ اور مکان جو کہ اسکے سحر کے تحتے سب میں
 آگ لگ گئی اور وہ سحر جو کہ اسنے ایجاد کیے تھے سب مست گئے ایک بھی باقی نہ رہا راوی
 سند بیان کیا ہو کہ جلد اول میں اس دفتر کے تحریر ہوا ہو کہ جبہ عشاق سمندر شاہ پاس
 آیا ہوا اور سمندر شاہ نے شکایت کی ہو پس اسنے چند تدبیریں سمجھیں کیں تھیں اور کہا تھا کہ
 تو جو وقت ہو یا کوئی شہر میں لشکر لیکر بدولت و اجازت کے نہیں آسکتا ہو وہ بھی سب برباد
 ہوئیں نہ وہ سب اسنے یہ تدبیر کی تھی کہ جب لشکر اسلام کے آنے کی خبر ہوئی تھی اسنے سحر کیا تھا
 کہ شہر سمندر یہ اس فخر اسنے دور ہو گیا تھا کہ جہاں لشکر اسلام فروکش ہوا تھا یہ عشاق
 کا سبب تھا ورنہ شہر سمندر یہ سب اسنے لشکر اسلام کے تھا پس اسنے مرے ہی ذرہ سحر بھی برفروغ
 ہوا اور شہر سمندر یہ نظر آنے لگا سمندر شاہ خود ایسا ساحر و زبردست نہیں چھوٹ عشاق
 نے اور اسکے ملازمان خبر خواہ نے اسکو بنا رکھا ہو وہ میز و آئینہ اور سنگ و صندوق و
 گلدستہ وغیرہ جو کہ ہمہ وقت اسکے روبرو رہتے تھے اور کاشہ پر آب جبین باہیان خوش رنگ
 بڑی رہتی تھیں وہ سب ساختہ عشاق تھا اور یہ سب عشاق نے سمندر شاہ کو بنا دیا تھا
 صرف افسر اسقدر سمندر شاہ کا قبضہ تھا کہ سمندر شاہ اسنے کام لیتا تھا ورنہ مالک عشاق تھا
 عشاق کے قتل ہوتے ہی وہ سب کا خانہ بھی برباد ہو گیا وہ باز سیاہ و سفید وہ گنبد جو کہ قبر
 سامری پر دریا کے سبز رنگ میں بنا ہوا تھا بعد برباد ہوئے دریا کے سبز رنگ کے
 قائم رہا تھا جلد اول میں ذکر ہوا ہو کہ جب دریا کے سبز رنگ برباد ہوا ہوا اور سمندر شاہ
 کو خبر ہوئی اور سمندر شاہ سب کاموں سے فراغت کر کے اندر محل کے گیا ہوا اور مار سفید رنگ
 اسنے اگر سمندر شاہ کو خبر دی ہو اور سمندر شاہ اسنے اسکو روانہ کیا ہو کہ تو گنبد پر جا کر بیٹھ اور
 جو کوئی ادھر آئے اسکو منع کرنا اور اسی طور سے باز سیاہ کو پس وہ گنبد اور باز بھی عشاق
 کے سحر کے تحتے اسنے مرنے سے وہ باز بھی جل گئے اور گنبد بھی خاک سیاہ ہو گیا ہاں سمندر شاہ
 بھی ساحر و زبردست ہوا اور بہت سے اشیا اسنے بھی ایجاد کیے ہوئے ہیں وہ باقی ہیں پس جب
 یہ نفرہ اور تلاطم چلا کہ جو کچھ عشاق کے سحر کا تھا سب برباد ہوا اور ہر محل مجالے لگے ایک
 تملکہ بڑ گیا زمین کو زلزلہ ہوا لشکر کفار کے تو ہوش جاگے رہے اہل اسلام و عانیین اور آیات
 صغیرا حضرت ابراہیم علیہ السلام بڑھنے لگے کسی کی زبان پر یہ جاری تھا یا ناکہ کوئی بڑا وادہ لگا
 تھے ابراہیم کوئی کہہ رہا تھا کہ باحفظ باحفظ کوئی کہتا تھا فی النار و اسقرفیع الجہنم و انبدر
 یہاں تو بہ تلاطم تھا اور عشاق کی روح قبض کر کے ملک الموت اسنے فرشتگان غائب
 کے حوالے کی وہ اسکو گرز آتشیں مارنے ہوئے و وزخ کی طرف لپٹے اور سپرد مالک کی
 جو شیاطین اسنے استقبال کو آئے اسنے اسکی روح سے اسے اور خوش ہوئے مالک اسنے
 قسریہ و یہ روح کو ڈال دیا اور مذاب ہونے لگا راوی کہتا کہ یہاں یعنی صحرا میں
 ایک سچہ بھڑا ظلم رہا عشاق و شملاق و ایراق جہاں میں کہ یہ کیا مابرا ہوا اور یہ کیا
 تلاطم ہوا نہ معادہ تم یہ کہے مرنے کا شہر و شہر برباد ہو گیا اب سا زبردست ساحر مر رہا خداوند
 تصویر استاد کی خبر منو شملاق نے کہا کہ امیر بادشاہ و وادہ میں یا تو ایوان انجمن بہت چڑ
 وہ مر گئی ہو یہ اسنے مرنے کا تلاطم ہر یاسو ماق کو استاد نے قتل کیا یا سو ماق کے ہاتھ

سے استاد قتل ہوئے رلو می نے بیان کیا کہ جب ملکہ سوماق برق مزاج سے اور
عشاق سے مقابلہ ہوا تھا تو ملکہ نے اپنے نام کا نفرہ کیا تھا اس سبب سے یہ املا ہر
ہوا تھا سب پر کہ اس نازنین کا نام سوماق برق مزاج ہے اس سبب سے شمللاق
نے یہ نام لیا ورنہ شمللاق کیا جانے شمللاق نے سمندر شاہ سے کہا کہ آپ نے ملاحظہ
تو کیا ہو گا کہ جب سوماق نے استاد کو تلوار نیا م سے نکال کر دکھائی تھی تو استاد کا جگرہ زرد
ہو گیا تھا اور سکنہ سی کیا حالت ہو گئی تھی نہ معلوم کیا سبب تھا جو اس تلوار کو دیکھ کر استاد کا
یہ حال ہوا سمندر شاہ نے جواب دیا کہ یہ امر اس وقت تک نہیں ظاہر ہو سکتا ہے جس وقت
تک یہ تاریکی نہیں دفع ہوئی ہو اور مدد نہیں آتی ہے یہی باتیں تھیں کہ اس میں زمین اور گلستان
میں اور آئینہ میں اور کائنات میں و مندر و قمہ میں اور دیگر اشیا میں جو کہ ساختہ سحر عشاق
تھے آگ خود بخود لگ گئی اور شہر سمندر یہ کی طرف شعلے بلند ہوئے یہ جو واقعہ سمندر شاہ
نے دیکھا سرپیٹ لیا اور تاج سر پر سے اتار کر پھینک دیا اور ہائے استاد و کنگریاں کو چاک کیا
اور شمللاق سے کہا کہ غضب ہو گیا استاد کو سوماق نے قتل کیا یہ انھیں کے مرنے کی
علامت ہے اور شمللاق و امراق جو سحر کہ استاد کے ساختہ میرے پاس تھے دیکھ سب میں ہلک
لگ گئی اور برباد ہوئے اب کیا تدبیر کی جائے استاد تو قتل ہوئے اہل لشکر سے کہندو کہ سب
اپنے گریبان چاک کریں استاد کو سوماق نے قتل کیا اب میری سلطنت برباد ہوا
ماہیان و سحران و آفتاب جادو یوں مارے گئے عشاق نہ طاقتی ملک کو آیا تھا
وہ یوں قتل ہوا اور جو خیر خواہ تھے انھوں نے سانچہ چھوڑ دیا ایوان نے یہ سلوک کیا
استاد ایک سرپرست باقی تھے وہ یوں مارے گئے یہ سنے شمللاق وغیرہ بھی رونے لگے
سمندر شاہ کا تو یہ حال ہوا کہ اپنے کو تخت پر سے گرانے لگا شمللاق وغیرہ نے روک لیا
اور مصردہ تاریکی برطرف ہونے لگی روشنی ظاہر ہونے لگی آواز آئی کہ کشتی مرا نام من
عشاق جگرہ نشین بود افسوس مریم و جان دادیم بطلب خود نرسیدیم جب یہ صدا
آجکی روشنی ہوئی سب نے یہ صدا سنی اہل اسلام تو اس صدا کو سنے خوش ہوئے مگر کتنا
نے جو یہ صدا سنی ایک کھرام لشکر میں بڑگیا اور شمللاق و امراق وغیرہ نے یہ صدا سنے
بموجب حکم سمندر شاہ بکار کراہل لشکر سے کہا کہ عشاق کو سوماق نے قتل کیا سب اپنے
گریبان چاک کرو سر پر خاک آڑا و سمندر شاہ نے جو یہ صدا سنی اور اپنی حالت تباہی
جب محرابین بالکل روشنی ہوئی کفار و اہل اسلام نے دیکھا کہ ایک لاش خاک پر دو پرکالہ
کی ہوئی پڑی ہے اور بہت سے طائر سیاہ رنگ مثل زرافع و زغن کے آئے ہیں اور اس لاش پر
نوحہ کرتے ہیں لاش سے ایک شعلہ پیدا ہوتا ہوا جل جانتے ہیں اسکے بعد دیکھا کہ صحرا سے ہزاروں شیر
و گرگ و اژدر پیدا ہوئے اور لاش پر آئے بخون سے خاک اڑائی خاک سے شعلہ نکلا
وہ بھی جل گئے اب دیکھا کہ ایک غول کا غول سیاہ پوشو کھا آیا سب سیاہ پوش تھے موڑ میں
کالی دانت بڑے بڑے وہ بھی آکر لاش پر روئے اور جل کر خاک ہوئے انکے بعد جوق جوق
گر وہ گر وہ نیلی پوشون کے آئے انھیں عورتیں اور مرد سب تھے اور گرد لاشیں بیٹھ کر روئے
ایک مرتبہ لاش سے شعلہ پیدا ہوا لاش بھی جلنے لگی اور وہ بھی دم بھر میں جل کر راکھ ہو گئے

ظلم کا انبار زمین پر ہو گیا اس راکھ سے ایک طائر سیاہ رنگ پر تراز کے پیدا ہوا اور اس نے بلند ہو کر
 بزبان انسانی کہا کہ میں نے آج اس ظالم کے قید سے نجات پائی اب اپنے مسکن کو جاتا ہوں
 راوی نے خبر پر کہا کہ وہ بہت عاشق کا اور ہزاروں عاشق نے اپنے قبضے میں کیا تھا گو یہ سب
 میرے تھے جو کہ آکر لاش پر روئے تھے اور جمل گئے تھے مگر یہ سب سے زبردست بہت تھا اس طائر نے
 یہاں یہ صدا دیکر اور بالاسے سر سے تار شاہ جا کر بزبان انسانی کہا کہ اوسمندرشاہ آگاہ ہو کہ
 عشاق مارا گیا تیرا اقبال گیا اب تیرا یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں ہے آگاہ ہو کہ خیر سمندر یہ فتح
 ہو گا تو اہل اسلام کے ہاتھ سے مارا جائیگا سمندر یہ پر کیا منحصر ہو نہ طاق بھی برباد ہو گا
 یہاں سے بیکر نامہ طاق و گنہورہ سیلانی و شہر حمید یہ سب پر اہل اسلام کا قبضہ ہو گا اور
 دین اسلام کا ڈھکنا بچے گا اب تم لوگوں کا درد و درد ہو چکا عمر طلسم تمام ہو گئی آئینہ اندام
 مالک طلسم آئینہ نے یہاں آکر اپنے نمودار کی خوشی سے یہ سب بھی برباد کر ایا نہ وہ آئینہ
 ایوان تاجدار اسکو پناہ دیتا نہ اہل اسلام اور اس نے مگر یہ کیونکر نہوتا کیونکہ مدت طلسم تمام
 ہو چکی تھی یہ صدا دیکر وہ طائر ایک سمت کو اڑ کر چلا گیا یہ صدا سب اہل اسلام و کفار نے
 سنی اور سمندر شاہ نے بھی سمندر شاہ تو اپنے آپ میں نہ تھا ورنہ تھا لشکر کفار میں تلاطم
 مچا ہوا ہر ایک رو رہا ہر جو سردار اور بادشاہ ساحر و غیر ساحر اور کل لشکر سمندر شاہ سب
 گریان ہیں لطف بہ ہو کہ جو لوگ ملک کو آئے تھے وہ بھی رو رہے ہیں یہاں تو ایک عجب تلاطم
 ہوا آدمی ایوان نے اتنے عرصے میں کہ جب تک سو ماق نے مقابلہ کیا اپنے زخموں کو باندھ رہا
 سحر کے پھاڑے لگائے کہ خون بند ہوا طاقت جسم میں آئی کھڑی ہوئی مقابلہ دیکھ رہی ہو اور
 سو ماق کی فتح کی دعا کر رہی تھی ورنہ گاہ خدا میں اور دونوں کی تقریریں یہی تھی سو ماق
 کے جواب دہنے پر لوٹ جاتی تھی پس جب سو ماق نے وار کیا اور عشاق قتل ہوا اور
 تاریکی ہو گئی جب تاریکی دفع ہوئی اور سب واقعات ہو چکے لاش بھی عشاق کی جگہ خاک
 ہو گئی اور وہ طائر بھی صدا دے چکا ایوان نے دیکھا کہ سو ماق تیغ ہاتھ میں لیے ہوئے
 کھڑی ہو خون اس تیغ سے ٹپکتا جاتا ہے یہ وجد میں مجھوم رہی ہو خون کو بو بھتی جاتی ہو پس ایوان
 نے دوڑ کر سو ماق کو گود میں اٹھایا اور کہا کہ امیر فرزند تو کے بڑا کام کیا اس کا غرور
 فی النار کیا اور تعریفیں کرنے لگی دعائیں دینے لگی پیشانی کے بوسے لینے لگی اور صاحبقران
 اور بادشاہ کی طرف منہ کر کے کہا کہ اب لوگوں کی دعا کی برکت سے اس آپ کی کنیز نے اس کافر کو
 قتل کیا صاحبقران و بادشاہ اور کل اہل اسلام نے بہت تعریف کی اور فرمایا کہ بڑا کام کیا
 ایوان نے سو ماق کے ہاتھ جو م لیے اتر کر یہاں ایوان یعنی تین لاکھ ساحر ہوا جاتا
 سو ماق نے ایک مزیہ لشکر کفار کی طرف منہ کر کے اور تمغہ لگا کر یہ کہا کہ یوں قتل
 کرنے ہیں اتنے بڑے ساحر کو اوسمندرشاہ اب کوئی تیرے شکر سے مقابلہ کو نہیں بکے گا
 بس شکر کا خاتمہ ہو گیا عشاق کے دم تک مقابلہ تھا یہ لشکر ایوان وغیرہ نے کہا خود
 ایوان نے بھی سو ماق کو گود سے اتر کر اوسمندرشاہ کی طرف منہ کر کے کہا
 کہ اب بھراستا د کو رو نہا کسی کو برا سے مقابلہ روا نہ کرو یا اوستاد کی فکر کرو پس
 رو بچے کیا اس روئے سے عشاق زندہ ہو جائیگا اوسمندرجا و کیا بھی اسی عشاق پر تیرا

بھروسہ تھا اب کوئی مقابلہ کو نہ آئیگا پس ساری حقیقت کھل گئی پر اسے برتے پر شکر ابا سے ہودہ
جو مارا گیا سبکے ہاتھ پاؤں کے ٹوٹے اڑ گئے نہیں کیا اب مقابلہ ہو چکا ہے کیا واپس جائیں ساری
تیری بادشاہت کا حال کھل گیا یہ کیا عورتوں کے ہاتھ کو مرد پر اختیار کیا ہے کہ ہاسے ہاسے
کر کے استاد کو رو رہا ہے اگر ایسا ہی تھا اور عورتوں کا طریقہ کیا تھا تو کھر میں بیٹھا ہوتا اور جوڑیاں
اور تھوہنکر بیٹھا ہوتا کیوں سپہنوار باندھکر میدان میں آیا ہے بس یہاں سے چلا جا اور کھر
میں بیٹھکر استاد کو رو وارے اور نامرد ہم عورتیں بھی تو اس طور سے نہیں روتے ہیں جس طور سے
تو رہتا ہے وہ کیا خوب صورت تو مرد کی اور سیرت عورت کی بہ جو ایوان کے سمندر شاہ
کی طرف منہ کر کے کھائے اسلام میں ایک تہقہ پڑا سمندر شاہ بہت خفیف ہوا سب
رونا بھول گیا اور ایوان کو یہ جواب دیا کہ او ایوان کیا یہودہ کہتی ہے تیری بھانجی نے
جو استاد کو قتل کیا ہے تو بہت خوش ہو دیکھ میں تجھ کو اسکے غم میں رلاتا ہوں اسکو قتل کرتا
ہوں یہ میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتی ہے یہ ساری تیری خوشی نکالے دیتا ہوں بہت
خوش ہو رہی ہے اور تھے لگا رہی ہے یہ سب تہقہ زنی لکھی جاتی ہے یہ کھر سمندر شاہ نے
شملاق سے کہا کہ یہ لوگ بون نہ مانینگے اور فردا فرما اسے کوئی مقابلہ بھی نہیں کر سکتا
اور میری یہ بباقت نہیں ہے کہ میں اسے مقابلہ کروں کیونکہ جو ساحر ہیں وہ سب میرے
ملازم تھے بس جب میں مقابلہ کو نکلونگا جب یہ ہی لوگ آکر مقابلہ کرینگے بالکل میری شان
کے خلاف ہے اسے مقابلہ کرنا بس میں جنگ مغلوبہ کا حکم دیتا ہوں شملاق نے کہا
کہ یہ آپکی رائے بہت نیک ہے بس سمندر شاہ نے شملاق و امراق سے کہا کہ نقیبوں
سے کہو کہ لشکر میں ہکار دین کہ سب اب استاد کے واسطے نہ روئیں یہاں رنج و غم نہ کریں
فرد گاہ پر چلکر انکی ماتم داری کیجائیگی پہلے ان لوگوں سے انکے خون کا عیوض لے لیا
جائے پھر جو انکی ماتم داری کیجائیگی انکے دشمنوں سے تو معاوضہ کر لیا جائے گا یہاں
لشکر میں ایک تلامچا ہوا تھا ہزار ایک گریاں تھا عجب عالم تھا بس شملاق و امراق
نے نقیبوں کو حکم دیا وہ یہ حکم پا کر چلے آئیں انھوں نے لشکر میں جو کچھ کہ شملاق نے کہا
تھا ہکار دیا بس وہ تلامچا جو کہ تھا ہوا تھا ہر طرف ہوا سب خاموش رہے صف بندی
ہو گئی اسی طور سے پھر لشکر درست ہو گیا جب سب کو اطمینان ہوا اور سمندر شاہ نے
دیکھا کہ لشکر میں جو تلامچا تھا وہ ہر طرف ہوا اور دیکھا کہ ایوان و سوماق اسی
طور سے کھڑی ہوئی ہنس رہی ہے دیکھکر سمندر شاہ کو اور زیادہ غصہ آیا بس اسے
خود ہکار کر سارون و غیر سارون سے کہا کہ لینا ایوان کو اور سوماق کو بھی ان
دونوں کو زندہ نہ جانے دینا سب ملکر ان دونوں کو قتل کرو استاد کے خون کا
عیوض ہو یہ استاد کو قتل کر کے میدان سے زندہ نہ واپس جائیں اور جا کر خوشی
نہ کرنے پائیں جینا انھوں نے استاد کو قتل کیا ہے اسکی سزا پائیں خصوصاً سوماق کو زندہ
نہ جھوڑنا اس ایوان کا نہ کو اسکے رنج و غم میں مبتلا کر دے ایوان لشکر سب ملکر اہل اسلام
و لشکر ایوان کو شکست دے دینا نام روشن کرو یہ جو سمندر شاہ نے ہکار کر اہل لشکر سے
کہا بس یہ کل لشکر کا سننا تھا کہ ایک طرف سے کل بادشاہ جو کہ ساحر تھے اور سمندر شاہ

کی کمک کو آئے تھے اور کل لشکر سمندر شاہ میں چکرے ساہرتے اور کل سردار سمندر شاہ کے ساحر اور
 آن بادشاہ ہونے پر رسول اور رسول و ناریج و تریج و گولہ فولا دی و پیکان کے پچھے لیکر اور پھر کر کے ہوئے
 اور پھر سے آگ برساتے ہوئے طرف ایوان و سوماق کے حملہ کر کے اور نزعہ کر کے چلے ایک
 طرف سے وہ بادشاہ جو کہ غیر ساحر تھے اور وہ سردار جو کہ غیر ساحر تھے اور جو کہ دعویٰ پہلوانی
 رکھتے تھے اور کل غیر ساحر و نکاحا لشکر اور جو کہ سمندر شاہ کی کمک کو غیر ساحر بادشاہ و پہلوان و سردار
 آئے تھے وہ اور کل لشکر سمندر شاہ غیر ساحران اور کل سردار غیر ساحر تلوارین و سپہین و خنجر
 و نیزے و عمود و تبر و تیر و کمان لیکر اور مرکب اٹھا کر اور پیدل بہت حملہ آور ہوئے ایوان
 و سوماق پر یہ جو حال لشکر ایوان و سوماق کی خواصوں نے دیکھا وہ لوگ بھی ایک مرتبہ
 حربہ ہائے سحر سنبھا لکر طرف لشکر کفار کے لینا لینا کہہ کر چلے آئے بھی ہاتھوں میں ترسول و پشول
 تھے اور دیگر حربہ ہائے سحر تھے آئے ہی کفار سے بھڑکے بس حربہ ہائے سحر کے دار ہونے لگے اور پھر
 سوماق نے نزعہ کفار کا دیکھ کر فوراً دستک دی کہ ایک طاؤس پیدا ہوا اسپر سوار ہو کر اور موتی
 کو ہاتھ پر رکھ کر کفار پر جا پڑی اور عکس گوہر سے برقیں جپکا جپکا کر کفار کو جلانے لگی ایک تلام
 ڈال دیا لشکر کفار میں ایوان نے جو یہ حال دیکھا وہ بھی اپنے تخت پر سوار ہو کر اور حربہ ہائے
 سحر سنبھا لکر کفار پر جا پڑی اور جانے ہی حربہ کیا کہ ایک برق کوند کر جو گری ہزاروں کے سر گر گئے
 اور لشکر ایوان بھی حربہ کرنے لگا جب سمندر شاہ نے دیکھا کہ ایوان و سوماق نے لشکر
 میں تلام ڈال دیا پس یہ بھی اپنا تخت بڑھا کر چلا پھر خیال آیا کہ تخت پر سے کیا مقابلہ ہو گا
 جنگ مغلوبہ میں بس اسنے دستک دی کہ ایک اثر در پیدا ہوا یہ اسپر سوار ہو کر لشکر ایوان کی
 طرف چلا اسکا چلنا تھا کہ اور حیدر بادشاہ و سردار ساحر و غیر ساحر تھے مثل شمللاق و اوراق
 و گلاب جادو و وغیرہ کے سب حربہ ہائے سحر اٹھا کر چلے یہ جو واقعہ صاحبقران نے دیکھا خیال
 فرمایا کہ ایوان کی کمک کرنا پڑو رہی کیونکہ کل لشکر سمندر شاہ اسپر حملہ آور ہوا ہے پس کیا عمدہ بات
 ہو کہ اسی جنگ مغلوبہ میں اس لڑائی کا فیصلہ ہو جائے یہ خیال فرما کر مرکب کی بات لی اور
 تیغ عقرب سلیمانی کو علم کیا اور نعرہ کیا کہ منم صاحبقران نمائش بدیع المملک نوجوان
 کفار ان بیجا و بزدل گذارم کہ از دست من زندہ و سلامت بدر و ید یہ نعرہ کر کے
 غیر ساحر و سپہر حملہ آور ہوئے یہ واقعہ لشکر اسلام نے دیکھا بس کل سردار ساحران اپنا اپنا لشکر
 ساحران لیکر اور حربہ ہائے سحر سنبھا لکر اور نعرہ کر کے کہ منم مرسیج آفتاب علم منم آفاق شاہ
 منم الطاف جاد و منم متن جاد و منم مرآت جاد و منم سہراب جاد و منم کوسبہ
 روشن تن و منم ملکہ غزالان و منم ملکہ آئینہ اندام جاد و منم وزیر آفاق شاہ
 لشکر کفار پر حملہ آور ہوئے بادشاہ اسلام و کل سرداران نیک نام نے جو دیکھا کہ صاحبقران
 نے لشکر کفار پر حملہ کیا پس بادشاہ نے تخت کو ترک فرمایا اور مرکب طلب فرما کر اسپر
 سوار ہو کر مع سات سو بادشاہ ہونے اور کل لشکر غیر ساحران کے کفار پر حملہ کیا نعرہ بادشاہ
 منم شاہ شامان فرید و منم بہار گستان کاؤس و جم و منم خسروان و منم
 منم مالک تخت و تاج و منم بادشاہ کا نعرہ کرنا تھا کہ کھیر تو منم منم کی ہر طرف سے
 سدا بلند ہوئی کہ ایک سمت سے صدا آئی کہ منم نور الزمان و عین الزمان ایک جانب

سے آواز آئی منہ سکندر فرخ اقامت آصف انجم طلعت منہ شہنشاہ گوہر کلاہ منہ ملوک
بن مالک ایک جانب سے کوئی بکارا منہ جزیل بن عادی منہ منہ دیوانہ ہوت و بہوت
منہ یقین خود پرست منہ صنوبر شاہ منہ محراب شاہ بس منہ منہ کی صدا آئے لگی اور کل
سوار و کل اہل لشکر مع سوار و پیادہ سب تلواریں علم کر کے اپنے کام بشکر نے علموں کو
جلوہ دیا پچھلے علم جو چمکا یہ معلوم ہوا کہ ہزاروں برقیں کو ند گئیں لشکر اسلام نے جو اپنے مقام
سے حرکت کی یہ معلوم ہوا کہ دریا سے لشکر اپنی جگہ سے جنبش کی صفیں جو یقین یہ معلوم ہوتا
تھا کہ سمندر کی موجیں ہیں صدائے سم مرکبان سے زمین معرکہ ہل رہی تھی استعد غبار پکڑ تھا
کہ معلوم ہوتا تھا کہ آندھی سیاہ اٹھی ہو موجب شعر کے شعر۔ زخم ستوران دران بہن و ست
زمین شمش شد آسمان گشت شہت در بس دو دریا تھے کہ باہم ملنے ساحر سحر و ن سے غیر ساحر غیر ساحر و ن
سے تلوار چلنے لگی باہم لپٹ گئے لشکر ساحران سحر و ن سے رٹنے لگے جو ہر جماعت دکھانے لگے لظہ

سوار و ن کے اک سمت رہے ہوئے	کئے مومن و گبر باہم لپٹ	ملے غول کے غول اور غول کے غول
کسی کے لگا سسریر گزر گران	کوئی نبرد کھسا کر ہوا نیلیمان	پیادے تھے جانو نہ کھیلے ہوئے
کوئی خاک پر تھا تڑپتا بڑا	کسی کا تھا خنجر سے دل چاک طرب	کوئی تیغ سے ہو رہا تھا ہلاک
کوئی لے رہا تھا بڑا بچکیان	کوئی تھا بڑا خاک پر نیلیمان	کوئی ایڑیاں تھا رگڑتا بڑا
کسی جاتھے ناریچ ترین چل رہے	کسی سمت یقین سحر کی بچکیان	کسی سمت تھا آتش فشان
کسین گر رہی برف ہمتی متصل	کسین سنگباری سے تھا شور و غل	ہزاروں تھے ساحر کسین چل رہے
کسی جا پہ لاشوں کا انسا رہا تھا	ہزاروں تھے مڑے پڑے خاک پر	تلاطم تھا بار باد و ہوا اور آدھ
تہا چرخ ایسی ہوئی تھی نہ جنگ	ہوئی خون سے رنگی زمین لالہ رنگ	دبان راہ چلتا بھی دشوار تھا
تھا سب کا تھا بس معرکہ دبان بڑا	نمایان تھا اک سمت جادو کا ابر	بلند ایک جانب تھا دھواؤں کا ابر
		تھو کھا کسی نے نہ ایسا سنا

ساحر و ن سے اور غیر ساحر غیر ساحر و ن سے آواز ہوا ناریچ و ترنج و گولہ چلنے لگے ماشروانہ اچھلنے لگے
اب سحر بن بکریار ہونے لگے آتش رنگ و تیر رہنے لگے اوپکان ساحر ہلاک ہونے لگے آنکھیں غل میا نیلے
انمار مرگ ساحران بلند ہونے لگے ایک تلاطم رستخیز برپا تھا غضب کا معرکہ بڑا تھا ہر ایک اپنی
جان لڑاے ہوئے تھا نقیب بکار سرجو انوکھو لولہ جنگ دلا رہے تھے اور انکو آما وہ کر کے
لڑا رہے تھے اہل اسلام کو یہ فکر تھی کہ کسی طور سے ہم غالب آئیں کفار کو یہ فکر تھی کہ ہماری
ظفر ہوشمن ریشاہ بھی لڑ رہا تھا سحر کر رہا تھا جب اسکا گولہ چلا دیا پانچ اہل اسلام درجہ
شہادت پر فائز ہوئے سر پہ سب جب بڑھ کر سحر کیا لشکر کفار میں تلاطم ڈال دیا آفاق سے تو ہلک
ڈال رکھا آئینہ اندام و حراست جاو و کے آئینوں کے عکس سے برقیں کو ند کو ند کر رہی تھیں
گوہر سو باق سے اک تیا تلاطم برپا ہوا ان کا تو سحر لا جواب ہو تھمتن نے تو قیامت برپا
کر رکھی جو غزالان سے تو آندھ بانی ہوا اب اپنی بادری دکھا رہا ہو کو کبہ سنار سے تو بھر
اگر رہی ہو ستارہ کفار کو گرد و غبار نہ تھا قق کفار کی لک کر رہا ہوا حراق اپنا سحر کر رہا ہو
اگر وہاں شام نے نیا سحر کیا ہو کلاطم لشکر ساحران میں برپا ہوا ہزار مرگ گرم ہو
خون کے ناسے بہ رہے ہیں زمین پر گھسٹون گھسٹون خون کا دریا ہو رہی تھی معرکہ ہر سورتی کے

انبار میں مرکب پاٹمال کرنے پھر نے ہیں ہزاروں بسمل خاک پر ایڑیاں رگڑتے ہیں سزوتن
 خاک میں اسے ہوئے ہیں پکیان لے رہے ہیں جہمون سے شعلے نکل رہے ہیں اڑ رہا ہے سحر
 ہزاروں نکونگل رہے ہیں نہ ملے قشائی کر کے جلا رہے ہیں شیر ہاے سحر کے الگ طمانچے چل رہے
 ہیں اس طور سے کہ سحر و نکا لشکر لڑ رہا ہے اودھر غیر ساحر و ن میں بھی ایک قیامت کبرا بلند ہو
 جھٹکار دینے تلوار و نکی کچھ سنائی نہیں دیتا ہے غبار بلند ہو سنائیں جو جھک رہی ہیں یہ معلوم ہوتا ہے
 کہ ستارے جھللا رہے ہیں صدائے گرز سے وہ صحرائیک آہن گراں معلوم ہوتا ہے منہ منہ
 کے نعرے بلند ہیں سوار و ن سے سوار اور پیدل و ن سے پیدل اور رہے ہیں کمانیں کر دکھ رہی ہیں
 منہ سحر و نکا برس رہا ہے ابر سپر اٹھا ہوا ہے برقی تلوار کوند کوند کر رہی ہے بسمل خاک پر تڑپ
 رہے ہیں عروس مرگ سے بہاؤ رہکتا رہا ہے ہیں لباس زن خون کی جھبٹوٹے رنگین ہیں کھینچوں
 سے خون بہ رہا ہے برابر ہاتھ بلند ہو ہو کر بڑ رہے ہیں سناٹوں کے الگ وار ہو رہے ہیں مرکب
 لاشوں کو پاٹمال کرتے پھرے ہیں دریا کے خون روان ہو رہا ہے سناٹوں کے مانند نظر آتے ہیں
 لاشیں مثل مگر کے پڑی ہیں نیرے جو پہاڑوں کے ہاتھ سے جھوٹ جھوٹ کر گرے ہیں انفعی دراز معلوم
 ہوئی ہیں بازو جو تھلکتوں کے کٹ کر گرے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ پھیلیاں دام میں چھنسی ہیں خود
 سر کاٹنے وارگوں معلوم ہونے ہیں تلوارین بام کی صورت سی نظر آتی ہیں سپرین سنگ پست
 کا مزہ دکھاتی ہیں علمائے لشکر جو کٹ کر گرے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ مردے کھنکھاتے ہوئے
 پڑے ہیں ایک ٹلاطم حشر و نشر صحرائیں برابر رہا ہے جب کوئی ساحر زبردست مڑتا ہے تمام صحرائیں ایک
 ہو جاتا ہے فلک پر جھکا ہوا دیکھ رہا ہے عینک مردہ کو لگائے ہوئے ساکتان فلک بھی اسی طرف
 متوجہ ہیں مگر جرجخ پیراس معرکہ کو دیکھ کر رزان ہو آفتاب کو حرکت ہے جلد جلد راہ طی کر رہا
 ہے اور یہ قصد ہے کہ سمت مغرب پہنچ جاؤں یہ معرکہ نہ دیکھوں کیونکہ آج زمین کے اسے کا
 سامان ہو تمام سبزہ صحرائوں سے لالہ رنگ ہے غبار بھی جو بلند ہوتا ہے وہ بھی گلابی ہے عجیب
 طرح کی آس صحرائیں خرابی ہے اگر کوئی پزند قضا کا مارا آ رہا ہوا اودھر آنکلا یا تو وہ شباز خدنگ
 یا شکار ہوا یا باز سحر کے اسکا قہر کیا دیر و نکی صدائے زمین معرکہ ہل رہی ہے گاؤں زمین کو
 تشویش ہے غبار لشکر سے تھکی جاتی ہے ہر مرتبہ سینگ بدلتی ہے اسدن اس قیامت کی جگہ مغلوبہ
 ہو رہی تھی کہ ہر مرتبہ زمین کے نہ دبالا ہو جانے کا خوف تھا و حماد ہم کی ہر طرف سے صدائے
 آ رہی تھی ترس و ناہنج جو شوق ہونے لگے انکی صدائے گوش گرد و ن کرہوئے جاتے تھے
 غبار و ن کے ایک طرف حقہ ہے آتش بازی چل رہے تھے وہ الگ کنندہ امانت ہے تھے
 مرکب کو تل پھر رہے تھے باجے جنگی بیج رہے تھے علمائے لشکر لہرا رہے تھے جو انوکھے دل
 صدائے گوش رزمی سن شکر خوش شجاعت میں بھر رہے تھے مگر بہ عام تھا کہ جلاجل
 کت افسوس مل رہا تھا خسرنا کا دم بند ہو گیا تھا تری ٹھٹھک کر رہ گئی تھی دس کو در دشمن
 تھا نقارے کو نفع تھا تا سوئی آواز بیٹھی تھی شہزادان لشکر بہ ہمار پھر رہے تھے فیضان نیک
 بست تھے عجیب قسم کا معرکہ قیامت خیز آہستہ آہستہ بھرا میں رہا تھا قیاب صدون میں بیکار رہے
 پھرتے تھے اکی جوانان کو شہید تا جائے زمان نہ ہو شہید شہید رہا وہ لاؤ تم عروس موت کو
 در طلاق اس زندگی کی موت کو دیگر زنجبک ست جنگ با بد کرد با کوشش نام و ننگ با بد کرد

یہ صداجو دلبردن کے کان میں جاتی تھی وہ جان لڑا کر حملہ کرنے لگے یہ بھی قصد کرتے تھے کہ کفار کے
 پاؤں اٹھ جائیں اور اسے کفار بھی اسی قصد سے حملہ آور ہوتے تھے بادشاہ کے ایک سمت تلوار
 چل رہی تھی ہزاروں کفار مرکز کر رہے تھے شمشیر صاحبقران نے عجب تلاطم برپا کر دیا تھا صاحب
 تیغ شہنشاہ کو سرکلاہ سے نیاختر برپا تھا اسی طور سے ہر سردار و بہادر کا حال تھا جب بادشاہ دار
 کرتے تھے برابر سے سات سو بادشاہ جو کہ جلو میں رہتے ہیں انکا بھی دار ہوتا تھا سات سو برہنیں کو بند کر
 گرتی تھیں درباے لشکر کفار میں ایک تلاطم برپا تھا اور غیر ساحران لشکر اسلام نے نو غیر ساحروں کے
 لشکر کو تباہ کر رکھا تھا اور ساحروں نے ساحروں کے لشکر کو مسمار کر دیا تھا بس درباے لشکر
 کفار میں ایک تلاطم برپا تھا طوفان مرگ سے سامنا تھا چادر خون سے ہر ایک تن شرابور تھا
 موج موت دم نہیں لینے دیتا تھا ہر مرتبہ کشتی حیات کو درباے فنا میں غرق کیے دیتا تھا ورق
 زندگی قریب غرق ہونے کے تھی طوفان فنا نے گھیر لیا تھا چار حیات کو تلاطم مرگ سے کب مفر تھا
 گرداب فنا میں لشکر کفار بھنس گیا تھا طغیانی اجل نے آکر گھیر لیا تھا سر اٹھانے کی اہلیت نہ تھی سب
 درباے فنا میں غرق ہونے لگے موت کے گھاٹ اتر رہے تھے زندگی نہ گھر کی نہ گھاٹ کی تھی
 ہر مقام پر گرداب مرگ میں لشکر مبتلا تھا سیلاب اجل سے مقابلہ تھا سمندر فنا سے سامنا تھا
 ہنگام فنا میں کھولے ہوئے تھے ایک ہلا کا سامنا تھا ملک الموت نے وسط لشکر میں خیمہ برپا کیا
 تھا روحیں قبض کرنے پھرتے تھے دم لینے کی مہلت نہ ملتی تھی ایک کی روح قبض کرنے سے مہلت
 نہ ملی تھی کہ سو مرکز گریے اور اوجھڑوڑتے پھرتے تھے مالک و درخ نے تمام درجہ ہائے دوزخ
 کھول دیے تھے ملک الموت سے روحیں لے لیکر بھر رہے تھے طائران روح قفس جسم کو چھوڑ
 چھوڑ کر مثل طائران گم کردہ آشیان کے بھر رہے تھے شہباز اجل کے نسکار ہو رہے تھے کاشہ ہا
 سر مٹی کے مول تھے مشکورین کھاتے پھرتے تھے نصر جسم برق اجل سے منہدم ہو ہو کر گر رہے تھے
 بازار مرگ ہر طرف گرم تھا جانوں کے خریدار بہت تھے جانوں کا سودا ایزان تھا دلال
 اجل کی بن آئی تھی ہر طرف خریدار بکار رہے تھے عروس مرگ مثل معشوق طناز کے
 ہر ایک کے گلے مل رہی تھی راوی نے بیان کیا ہو کہ اسی طور سے جنگ ہوا کی اور وہ دن خوف
 سے تمام ہوا آفتاب غروب ہو گیا ماہتاب نے اپنا جلوہ دکھایا تیغ نور کو گلے میں جا ل کر کے
 میدان فلک پر جلوہ گر ہوا اور تماشاے جنگ دیکھنے لگا مگر یہ لوگ ایسے مصروف جنگ تھے
 کہ انکو خبر بھی نہ تھی کہ کب دن تمام ہوا اور کب شب ہوئی برابر تلوار جلا کی نوبت بایں چار سید کہ
 وہ شب بھی تمام ہوئی پھر آفتاب نکلا مگر ابھی تک اسی طور سے مقابلہ ہو رہا ہی پہلوانوں کے
 جسموں پر گل زخم کھلے ہوئے ہیں بدھیان زخمونکی پڑی ہوئی ہیں شرابے خون کے بہ رہے ہیں
 مگر مقابلہ سے باز نہیں آئے ہیں آخر کار ایک مرتبہ کفار نے مجھست کھایا قریب تھا کہ فرار کر کے
 کہ صحرا سے گرد پیدا ہوئی اور دامن گرد سے ایک لاکھ سپاہ ساحران وغیرہ سلطان لشکر شرار جاو
 پیدا ہوا اور یہ دریافت کر کے کہ سمندر شاہ سے اور اہل اسلام سے مقابلہ ہوا رہا ہی
 لشکر جلا اور ہوا یہ لوگ ایسے مصروف جنگ تھے کہ انکو خبر بھی نہ تھی کہ کون آیا اور کون نہیں
 آیا یہ جی آکر مشغول جنگ ہوا تھا کہ اور ایک ساحر ایک لاکھ ساحر و نکا لشکر لشکر آہو سچا
 اور وہ بھی لشکر یک کفار ہوا اسی طور سے دس ساحر لشکر ساحران لیکر آئے اور غریب کفار

ہوئے کوئی پچاس ہزار سے کوئی لاکھ ساحر و شہرے اسکے بعد غیر ساحر و نکاحا لشکر آئے لگا پانچ باغ و شاہ
 غیر ساحر و نکاحا لشکر لگے یہ بھی قریب چار لاکھ کے لشکر تھا رادوی نے بیان کیا ہے کہ یہ سب وہ
 لشکر ہیں کہ جو سمندر شاہ نے تانے لگے تھے اپنی کمک کے لیے طلب کیا تھا جن میں جلدی و نہ
 میں یا اسی جلدی میں تھے کہ بہت سے ساحر بادشاہ و غیر ساحر سمندر شاہ کی بدعنوانی
 کے گواہ اپنے اپنے شہر سے لشکر لیکر چلے گئے مگر واپس گئے اور بہت سے قبل مقابلہ ہونے کے
 جبکہ سمندر شاہ شہر میں تھا آگئے تھے اور جو باقی رہے تھے وہ اس وقت آکر پہنچے اور شہر یک
 جنگ ہوئے اہل اسلام سے لڑنے لگے میں نے نام ان سب کے بسبب ملوں ہو جانے سے
 نہیں تحریر کیے ہیں اب جو لشکر تازہ دم آیا اور اسنے جگر مقابلہ کیا وہ جو تلامذہ لشکر میں بڑ گیا تھا
 برطرف ہوا اور پھر اسی طور سے مقابلہ ہونے لگا اہل اسلام کب خوف کرنے میں آئی ہوئی ہوئی
 کلمہ بکھڑ رہے ہیں سوفاق نے تو ایک تلامذہ یا ہوا آفت برپا کر دی ہے قیامت کی جنگ مغلوب
 ہو رہی ہے اسی جنگ مغلوب ہیں وہ دن بھی تمام ہوا شب آئی یہاں تک کہ وہ شب بھی تمام ہوئی رنگی
 شب نے شاہ روز سے شکست کھائی چونکہ برائے کمک کفار لشکر تازہ دم آیا تھا اسنے جو آکر
 مقابلہ کیا ہر طرف جوے خون روان ہوئی دریاے خون کی لہریاں ہوئی زور و برق جات اہل لشکر
 طوفان میں آئی پھر لشکر گرداب موت میں مبتلا ہوا جاب مرگ اپنی آنکھیں دکھانے لگے
 جاہر موت آٹھ آنکھ سب کو ڈبوسنے لگی پھر ملک الموت روحین قبض کرنے لگے بازار مرگ پھر گرم ہوا
 عروس مرگ سے پھر سب ہم آغوش ہونے لگے کاندہ ہائے سر پھر ٹھوکرین کھانے لگے
 لاشوں کے اتبار ہونے لگے میتھو سر و نکاحا لاشے دریاے خون میں مثل نہنگان بلاء
 کے شناوری کرنے لگے غضب کا معرکہ پڑا اس طور سے جو جی لڑا کر کفار نے سب کمک
 کے آ جانے کے کئی حملے کیے اب لشکر اسلام پر ہراس طاری ہوا اور نوبت یہ پہنچی کہ کفار
 و باؤ ڈالنے لگے مگر یہ لوگ کب پیچھے قدم ہٹائے ہیں جان سے جانا گوارہ ہو مگر پیچھے ہٹنا
 گوارہ نہیں ہے سب ایک مقام پر جمع ہو کر لڑنے لگے یہ جو واقعہ بادشاہ اسلام و صاحبقران
 نے ملاحظہ فرمایا کہ لشکر پر ہراس طاری ہوا اور کفار کا دباؤ پڑنے لگا ہو ایسا نہ کہ کفار کی
 فکر ہو جائے بس بادشاہ نے رجوع قلب سے بدرگاہ باری بعد بقراری التجا کی اور
 عرض کیا کہ اے کریم کار ساز وای رب بے نیاز بہ وقت مدد ہی تیری ہی ذات کا ہم سب کو
 بھروسہ ہے تو ہی مدد کر نیوالا ہے کوئی سبب پر وہ غیب سے ایسا فرما کہ کفار پسپا ہوں سمندر
 میں بھی تیرے نام کا ڈھکاں ہے ہم سب تو تیری راہ پر لڑتے ہیں اور تیری راہ میں سر دینے کو موجود
 ہیں جو تیری مرضی ہو کوئی عذر نہیں ہے یہ جو بادشاہ نے ملک کردعا کی تیر دعا بدت اجابت پر
 پہنچا فوراً آسمان پر ایک ایرمنو دار ہوا اور ایک روشنی پیدا ہوئی گو جنگ مغلوب ہو رہی
 تھی مگر سب اس طرف متوجہ ہونے لگے بھی جاتے ہیں اور دیکھتے بھی جاتے ہیں کہ وہ آہ
 قریب اس صحرا کے آکر شن ہوا اس سے آزدور آتش فشان جنہر علیہاے لشکر تھے پھر ہر وہ
 نشانے جانے ہوئے تھے انکے عقب میں ساحران نیکنام نفث و قترے و تمار و بڑ پر
 سوار منو دار ہوئے سمندر شاہ کی طرف سے بھی طائران اور لشکر اسلام کی بہت
 سے ہر کارے برائے خبر روانہ ہوئے کہ دریافت کریں یہ لشکر کسی کمک کو آیا ہے یا کفار کسی یا اہل اسلام

کی اور مردہ لشکر چپ قریب میدان جنگ کے پہونچا سردار لشکر یعنی مہتاب مشتری خصلت
 برادر مریمچ نے جو جنگ مغلوبہ دیکھی بذریعہ ہر کار و ن کے دریافت کیا کہ دریافت تو کرو کہ یہ کس
 جنگ ہو رہی ہے انھوں نے دریافت کر کے عرض کیا کہ لشکر اسلام سے اور سمندر شاہ سے
 مقابلہ ہو ملاحظہ فرمائیے وہ صاحبقران جنگ فرما رہے ہیں اور وہ آپ کے بھائی صاحب مقابلہ
 فرما رہے ہیں مہتاب کل لشکر اسلام کو بھیجتا تھا اور یہ بھی بذریعہ برہہ اخبار اور مریمچ کے نامہ
 سے ثابت ہو چکا تھا کہ صاحبقران ثانی تو طرف خانہ کعبہ کے تشریف لیگے ہیں اور شاہزادہ
 بدیع الملک نوجوان کو صاحبقران کا لقب دے گئے ہیں اب وہ صاحبقران ہیں پس یہ
 تو اسکو معلوم تھا یہ جو ہر کار و ن نے بیان کیا اور اسکو معلوم ہوا پس مہتاب مشتری خصلت
 نے یہ خبر سنی کہ جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے اپنے لشکر کو حکم فرمایا کہ کفار کو گھیر کر مار لو اور خود
 مرکب سحر بر سوار ہو کر اور اس ابر سحر کو جو کہ اس کے سر پر سایہ فگن تھا اور اس میں ہزاروں
 چاند لگے ہوئے تھے اس ابر کو اشارہ کیا وہ ابر چلا پس جب مہتاب نے لشکر کو یہ حکم دیا کہ
 کفار کو گھیر کر مار لو پس کل لشکر جو کہ قریب چار لاکھ کے برائے ملک اہل اسلام بیکر چلا تھا
 وہ کل لشکر ایک مرتبہ حربہ ہائے سحر بیکر لشکر کفار پر آ پڑا اور ایک ہی حملہ میں تلامذہ الدیا
 اور مہتاب نے جو ابر کو اشارہ کیا اس ابر سے چاند جدا ہو ہو کر کفار پر گرنے لگے لشکر کفار
 میں تھمک پڑ گیا اور طائران سحر نے سمندر شاہ کو جا کر خبر دی کہ یہ جو لشکر آیا ہے برائے ملک
 اہل اسلام کے آیا ہے اسکا بادشاہ مہتاب مشتری خصلت برادر مریمچ آفتاب علم ہودہ
 لشکر بیکر برائے ملک اہل اسلام کے آیا ہے یہ سب سمندر شاہ نے کہا کہ اگر آیا ہو تو وہ بھی
 مارا جائیگا شملاق نے سمندر شاہ سے کہا کہ ملاحظہ فرمائیے کہ وہ لشکر جو کہ ابھی آیا تھا
 اسنے تلامذہ الدیا سمندر شاہ نے کہا کہ لشکر کو آگاہ کر دو کہ اہل اسلام کی کمک آئی ہو ذرا
 خبردار ہو کر مقابلہ کریں شملاق نے نقیبوں کو آگاہ کیا انھوں نے تمام لشکر میں بکار دیا
 اور بادشاہ اسلام کو ہر کار و ن نے آگاہ کیا کہ مریمچ کا بھائی لشکر ساحران بیکر برائے
 ملک آیا ہے یہ جو ابر نمودار ہوا تھا اسی کی آمد کا تھا دیکھیے وہ ہی مع لشکر کے مقابلہ کرنے لگا جو کفار
 قتل ہوئے گئے ہیں اور مریمچ کو طائران سحر نے خبر دی کہ آپ کے بھائی صاحب لشکر بیکر آئے ہیں
 اور شریک جنگ مغلوبہ ہوئے ہیں مریمچ بہ سبب خوش ہو گیا راوی نے بیان کیا ہے کہ مہتاب
 کے آنے سے وہ ہراس لشکر اسلام کا بر طرٹ ہو گیا پھر جگر روتنے لگے پھر وہ ہی تلامذہ بریا ہو گیا
 پھر کفار مکر کرنے لگے پھر دریائے خون بنے لگا پھر سرد و نکا پھر برسنے لگا پھر سرد و ن کا
 پھر ابر سحر سے آگ برسنے لگی پھر ترنج و نارنج و گولہ چلنے لگے پھر تلوار و نکی بھلیان کو نڈی لگین
 سناہین نیز و نکی چکنے لگین کمانیں کڑکنے لگین شہباز تیر جا نو نکا شکار کرنے لگے نونکی چھینٹیں اڑنے
 لگین سرماند جابون کے تیرنے لگے ساحر اور غیر ساحر مکر کرنے لگے ساحر و ن کے مرنے کی
 علامت باند ہوئی طوفان موت کی طغیانی ہو گئی گرداب تغنائے کفار کو گھیر لیا ایک شہور
 حشر و شہر بریا ہو گیا ابھی مہتاب کو آئے ہوئے عرصہ نہ گزرا تھا کہ ایک سمت سے اشتفاق شاہ
 برادر آفاق شہاہ لشکر ساحر و ن کا لیکر آیا ہو نچا چونکہ اسکا حال خیر نہ ہو چکا ہو کہ یہ بعد جائے نامہ
 سمندر شاہ کے اور سمندر شاہ کے حالات سے آگاہ ہو کر پھر گیا تھا اسنے سب لشکر کو اور

اہل شہر کو مسلمان کیا تھا اور ہم ہرقیہ کو موقوف کر کے لشکر ساحران لیکر برائے ملک اہل اسلام روانہ ہوا تھا بس یہ بھی آکر پہونچا اور حال دریافت کر کے شریک جنگ ہوا سمندر شاہ کو ہرکاروں نے خبر دی کہ اشفاق شاہ بھی آکر شریک اہل اسلام ہوا سمندر شاہ نے کہا کہ مجھ کو تو معلوم تھا کہ اسنے بھی تمک حرامی کی خبر آنے دو اس تمک حرام کو بھی ادھر بادشاہ اسلام صاحبقران کو بھی معلوم ہوا کہ کوئی اشفاق شاہ ہر وہ بھی لشکر بیکر آیا ہے اور ابکا شریک ہوا ہے آفاق شاہ سے سن چکے تھے کہ میرے چھوٹے بھائی کا نام اشفاق شاہ ہے اور وہ وزیر سمندر شاہ ہے خیال فرمایا کہ وہ ہی ہو گا مگر اس امر سے حیران ہوئے کہ یہ کیا سبب ہے کہ وہ میرا شریک ہوا سمندر شاہ کی کیوں نہ شراکت کی خیال فرمایا کہ بعد فیصلہ جنگ معلوم ہو جائیگا پھر جنگ میں مصروف ہوئے اور عرصین مقابلہ میں آفاق کو بھی خبر ہوئی کہ آپکے بھائی لشکر بیکر آئے تھے وہ سمندر شاہ کے نہ شریک ہوئے بلکہ اہل اسلام کی طرف سے لشکر سمندر شاہ سے مقابلہ کر رہے ہیں آفاق شاہ حیران ہوا اور اپنے دل میں کہا کہ یہ کیا سبب ہے کہ اشفاق اہل اسلام کا شریک ہوا شکر خدا کا کہ وہ بھی راہ راست پر آگیا ورنہ بڑی خرابی تھی شاید میرے اسکے مقابلہ ہوتا اسوقت بسبب خون عزیز کی مجھ کو کچھ خیال ہوتا اور رعایت کرتا تو بڑی خرابی ہوتی تھی یہ امر معلوم ہو جائیگا بعد فیصلہ جنگ کے کیوں اسنے سمندر شاہ کی اطاعت ترک کی یہ خیال کر کے آفاق شاہ بھی اٹھنے لگا را دیوں نے اس قصہ کو یوں نثر کر دیا ہے کہ جب اشفاق اور مہتاب لشکر بیکر آئے در شکر تازہ دم آیا کسی قدر اہل اسلام نے دم لیا اور پھر دنا شروع کیا ایک سمت سے مہتاب نے کفار پر زغہ کیا اور ایک سمت سے اہل اسلام نے اور ایک جانب سے اشفاق شاہ نے بس ان سب نے کفار کو بیچ میں لے لیا اور جنگ رستمہ نہ کرنی شروع کی ایسے ایسے حملے کیے کہ کفار کے دم بند ہو گئے بس سوار کے کوہ موت کے پا کو چہ زخم باگو غنہ کمان کے کوئی مقام امن و امان کفار کو نہ ملتا تھا جلائے پھرنے تھے انہو لشکر کفار میں تلاطم پڑ گیا راہ بارہ بند ہو گئی ہر طرف سے حملے ہونے لگے کسی سمت مغر نہ تھا صاحبقران و بادشاہ اور سرداروں نے غیر ساحر و دن کے دم بند کر دیئے تھے برابر شمشیر زنی و گرز بازی و تیر اندازی کر رہے تھے کسی نے کفار پر نیزہ مارا اور پشت مرکب سے اٹھا کر زمین پر مارا کہ استخوان اسکے سر نہ سا ہو گئے کسی نے گرز کا وار کیا کہ دو معرکے مرکب پیوند زمین ہو گیا کسی نے سوار کو اٹھا کر سوار پر مارا کہ دو لون داخل و وزخ ہوئے کسی نے تلوار کا وار کیا کہ دو پر کالے ہوئے کسی نے تیر جانتان سے ہلاک کیا کسی نے فخر سے شکم چاک کر کے قصہ بانگ کیا کسی نے مرکب سے بانہال کر ڈالا کہ کانشہ ہر چور چور ہو گیا کسی کے تیر کا وار چل گیا کسی نے چورنگ ہوائی کیا بہر طور کفار کی جان پرانی ہوئی تھی سب موت کے گھاٹ اتر رہے تھے جانو پیر بنی ہوئی تھی اہل اسلام کی بن آئی تھی آستینیں کہنیوں تک اٹھے ہوئے خون بہکنا ہوا جسم سے شرارے خون کے بہتے ہوئے خود سر و پھر سچ رکھے جو غل شجاعت سے چہرہ شہر گل زخم جسمو پیر کھلے ہوئے اشتیاق عروس مرگ میں دولہ بنے ہوئے بوجہ ان گلیاں زخم کی تن پر بڑی چوٹی خون سے کپڑے لالہ رنگ فیض تلوار و نکلے بال خون میں گئے ہوئے تین شبانہ روز کے جاگے ہوئے آنکھوں میں میند کے لال لال ڈورے

پڑے ہوئے مگر برابر مقابلہ کیے جانے میں کسی مقام پر کمی نہیں کرتے ہیں کفار کو دم لینے کی
 نیت نہیں دیتے ہیں اسی طور سے ساحران اسلام بھی مقابلہ کر رہے ہیں غضب کی جنگ
 ہو رہی ہے راوی بیان کرتا ہے کہ اب یہ فوج ہو کہ ہر مرتبہ یقین ہوتا ہے کہ کفار فرار کریں
 مگر وہ لوگ بھی جان بڑاے ہوئے ہیں اور ریدر سے میں یہاں فوج مغلوب ہو رہی
 ہے اور اتفاق سے ایک طرف سے سہرا اب کفار کو قتل کرتا ہوا آتا تھا اور ایک
 سمت سے سوماق برق مزاج ساحرون کو غارت کرتی ہوئی آتی تھی کہ سہرا اب
 سے اور سوماق سے اس حالت جنگ میں ملاقات ہوئی سہرا اب نے سوماق سے
 کہا کہ اے ملکہ مجھے تم سے کچھ صلاح کرنا ہے بابت جنگ کے ذرا کسی مقام پر چلو کہ جہاں کچھ
 ویر دم لین اور صلاح کریں سوماق نے کہا کہ اچھا بس یہ دونوں کفار کو قتل کرنے
 ہوئے میدان جنگ سے الگ نکل آئے اور ایک درخت کے سایہ میں کھڑے ہوئے
 اپنے اپنے طاؤس و مرکب کو روک کر اتفاق سے ملکہ غزالان کو پاس لگی اور نشنگی
 نے غلبہ کیا کیونکہ میں شبانہ روز ہوئے ہیں رات نے ہوئے سب نشہ دگر سنہ اور
 لے خور و خواب میں ملکہ نے خیال کیا کہ میدان جنگ سے الگ ہو کر اور کسی مقام پر پانی
 تلاش کر کے پیون اور ذرا دم بھی لے لوں یہاں اور نومب مقابلہ کر رہے ہیں تاکہ
 حواس درست ہو جائیں مقابلہ کرنے کی طاقت آجائے بس یہ خیال کر کے دل میں یہ کفار کو
 قتل کرتی ہوئی ایک سمت کو چلی اور میدان جنگ سے باہر آئی طاؤس سحر کو بلند
 کیا اور ہر طرف نگاہ دوڑائے لگی تلاش آپ کہ کوئی چشمہ باجاہ نظر آئے تو وہاں جا کر
 پانی پی آؤں کہ اسکی نگاہ سہرا اب و سوماق پر پڑی اسنے دیکھا کہ ایک ساحر اور ایک
 ساحرہ ایک درخت کے سایہ میں کھڑی ہوئے ہیں یہ ذور تھی پہچانا نہیں بس اسنے خیال
 دل میں کیا کہ انکو چکر دیکھو کہ یہ کون ہیں اب انشکر کفار کے ساحر ہیں یا لشکر اسلام کے ہیں
 ہر کفار کے ہیں تو کس قصد سے یہاں کھڑے ہیں کہا کوئی لشکر براے ملک کفار یہاں آتا
 ہو اسکا انتظار کر رہے ہیں اگر ایسا ہو تو میں کچھ لشکر بکریاں آؤں اور اس لشکر سے مقابلہ
 کروں میدان جنگ تک نہ جانے دوں کیونکہ اب کفار کی حالت خراب ہے اگر ملک آگئی
 تو پھر مقابلہ وہ جگر کرنے لگئے جنگ کو طویل ہو گا اگر اہل اسلام کے ہیں تو وہ کس قصد سے
 کھڑے ہیں ؟ حال دریافت کرنا پڑ ضرور ہے بس یہ دل میں سوچ کر آدھرو چلی اور سوماق
 سہرا اب سے کہہ رہی تھی کہ اے سہرا اب بیان کرو کہ کس صلاح کے لیے تم یہاں آئے ہو
 جلد بیان کر ونا کہ اسکی نیند بیکر بن سہرا اب کہ رہا تھا کہ اے ملکہ ذرا دم لے لیں تو بیان کریں
 کہ غزالان فریب ہو چکے لگی اب اسنے پہچانا کہ ایک تو سہرا اب جادو و جادو سہری ملکہ سوماق
 ہواستے خیال کیا کہ یہ دونوں کس قصد سے یہاں آئے شاید مقابلہ کرنے کے لئے شک
 لگے ہیں تو یہاں آکر دم لے رہے ہیں یہ خیال کر کے اسنے قصد کیا کہ آواز دوں اور
 سہرا اب کی نگاہ غزالان پر پڑی دیکھا کہ ملکہ غزالان طاؤس پر سوار اور چرچلی آتی ہے مگر
 اور آدھرو دیکھ رہی ہے سوماق سے کہا کہ ملکہ دیکھو غزالان آ رہی ہے چشم بھی لشکر سے جدا ہو کر
 آدھرو آتی ہیں خوب ہوا اسے بھی صلاح کر چکے دو سے بین راہین بہتر ہیں کہ سوماق

نے پلٹ کر دیکھا اور آواز دی کہ اے بھائی غزالان تم کیوں شکر سے جدا ہو کر ادھر آئیں کیا منہ ہو گئی
یہ صدائے غزالان نے کہا کہ اگر حال بیان کر دنگی تم دونوں صاحب بہان کیوں کھڑے ہو یہ
کہہ کر اور طاؤس سحر کو بڑھا کر آنکے قریب آئی اور اپنا طاؤس روک کر کھڑی ہوئی اور کہا کہ
یہ تو فرمائیے کہ آپ دونوں صاحب بہان کیوں کھڑے ہیں سو ماق نے کہا کہ میں مقابلہ کر رہی
تھی کہ بھائی سہراب نے کہا کہ اے ملکہ الگ شکر سے چلو تو کچھ بابت جنگ کے صلاح کریں اور
جنگ بھی گئے ہیں فرار دم بھی بے یں بس ہم دونوں اڑنے ہوئے بہان آکر کھڑے ابھی
کوئی صلاح نہ ہوئی تھی کہ آپکو آنے ہوئے دیکھا باہم صلاح کی کہ ملکہ کو بھی صلاح میں شریک کریں
اجا تو ہو گا کہ ہم اور وہ ملکر جو رائے کریں اور اس پر عمل کریں آپ کیوں ادھر کو تشریف لائیں
غزالان نے کہا کہ کچھ شدت سے پیاس لگی ہے اور تھک بھی گئی ہوں بس پانی کی تلاش
میں جنگ کو چھوڑ کر نکلی تھی میں نے دور سے دیکھا کہ دو ساحر ایک درخت کے سایہ میں کھڑے
ہیں جھوگمان ہوا کہ شاید شکر کفار کے ہوں اور کوئی شکر برائے کمک سمندر شاہ آتا ہے اسکا
انتظار کرتے ہوں پس اگر ایسا ہو تو میں کچھ شکر لیکر بہان آؤں اور اس شکر کو اسی مقام پر
روکوں جب قریب آئی تو آپ لوگوں کو دیکھا بس یہ خیال ہوا کہ یہ لوگ کیوں جنگ چھوڑ کر
بہان آکر کھڑے ہوئے ہیں شاید یہ بھی تلاش آپ بہان آئے ہوں اور بانی ملا ہو تو میں بھی اسے
لیکر اپنی پیاس بجھاؤں سو ماق نے کہا کہ خوب آئے یہ خیال کیا گو ہم تلاش آپ نہیں آئے تھے
مگر اب ہلکوبھی اسکے تلاش کرنے کی ضرورت ہوئی کیونکہ آپ پیاسی ہیں غزالان نے کہا کہ اب تکلیف
نہ کریں میں پانی کی فکر کیے یعنی ہوں آپ وہ صلاح بیان کریں کہ جسکے لیے بیان آپ لوگ تشریف
لائے ہیں سو ماق نے سہراب سے کہا کہ ہاں اب بیان فرمائیے اب تو ملکہ بھی آگئی ہیں سہراب
نے کہا کہ بیان کرتا ہوں ادھر غزالان نے دستک دی کہ ایک پتلی پیدا ہوئی اس سے کہا کہ
تو بانی تو تلاش کر کے لائے وہ پتلی ایک طرٹ کو روانہ ہوئی اور ایک ڈوہلچا بانی سے
بھر کر لائی اور ایک ایک جام غزالان و سہراب و سو ماق کو دیا انھوں نے خوب سیر ہو کر پانی پیا
اب سہراب نے کہا کہ وہ صلاح یہ ہے اور میں آپکو یہاں اس رائے کے لیے لایا ہوں کہ میں
دیکھتا ہوں کہ اب سمندر شاہ شکست کھا کر بھاگے اور شکر فرار پر کمر باندھے کیونکہ اب کفار
کی حالت بہت خراب ہے ہم تم کو مقابلہ کر کے ہمیں وہ زور و شور نہیں ہے تو ٹھیک ہی عرض میں
شکست کھا باجائے ہیں میرے پیاس میں یہ ہے کہ سمندر شاہ جو شکست کھا کر بھاگے گا تو طرٹ
شہر سمندر یہ گئے اور داخل شہر ہو کر قلعہ بند ہو کر مقابلہ کریگا بس قلعہ کے فتح کرنے کی کوشش
ہوگی قلعہ سمندر یہ ایسا قلعہ نہیں ہے کہ دو ایک دن میں فتح ہو جائے مہینوں میں فتح ہو گا اور
بہت مشکل سے میں نے سنا ہے کہ سمندر شاہ نے برسوں کا قلعہ قلعہ میں بھر لیا ہے بس وہ قلعہ بند ہو کر
خوب مقابلہ کریگا بڑی زحمت ہوگی بس میری رائے یہ ہے کہ وہ تو یہاں مصروف جنگ ہے ہم
اور تم تو اس شکر لیکر داخل شہر ہوں اور اہل شہر کو اور جو کہ وہاں حاکم ہو اور جس قدر لشکر
ہو اسکو قتل کر کے شہر پر اپنا قبضہ کر لیں اور خود قلعہ کا بندوبست کریں بس جب یہ ادھر سے
شکست کھا کر ادھر کو بھاگے اور قریب شہر ہو گئے ہم وہاں سے اس پر ترقی کریں اور داخل شہر
منوئے دین قلعہ پر سے ہم اور ادھر سے اہل اسلام اس پر ترقی کریں بس یا تو یہ قتل ہو جائیگا یا اس پر

پس اس تدبیر سے سمندر پر یہ بہت آسانی سے قبضے میں آجائیگا اور سمندر شاہ قلعہ بند ہو کر
 لڑنے بھی نہ پائیگا باقی جو آبکی رائے ہوا اور بہان تو سب سردار لڑ رہے ہیں اگر ہم لوگ
 ہنوس کے نوکوی مقابلہ میں نقصان نہوگا اور قلعہ و شہر بھی ہاتھ آجائیگا اگر وہ بھاگ کر داخل
 شہر ہو گیا اور قلعہ بند ہو کر رہنے لگا اور تو ہزاروں ہندوگان خدا کا خون ہوگا اور
 قلعہ مشکل سے ہاتھ آئیگا تیسرے جنگ کو طول ہوگا سو ماق وغزالان نے کہا کہ یہ
 رائے تمھاری بہت ٹھیک ہے جو یہ تم نے تدبیر سوچی ہے چلو ابھی اسکا بندوبست کرنے ہیں
 یہ کھڑے بنوں ساحر وہاں سے بھر میدان جنگ میں آئے دیکھا کہ اسی طور سے مقابلہ ہو رہا
 ہے کفار قتل ہو رہے ہیں آئے ہی انھوں نے حملہ کیا راوی کہتا ہے کہ خواصان سو ماق اور
 مصاحبان سو ماق کا یہ سحر ہے کہ وہ جھولیوں سے جھولی جھولی گردبان نکالنی ہیں اور
 انکی ٹانگیں پکڑ کر چیر ڈالنے ہیں اسی طور سے حریف کی بھی ٹانگیں چریانی ہیں اور ہلاک
 ہو جانا ہے یہ سب اس طور سے آفت برپا کر رہی ہیں بس سو ماق نے ان سب کو
 جمع کیا اور کچھ لشکر اپنی خالہ کے لشکر میں سے لیا اور ان سے کہا کہ تم ہمارے عقب میں لڑنی ہوئی
 آؤ جدھر ہم جائیں اسی طرف کو تم بھی آؤ اور غزالان نے بھی کچھ لشکر غریب چار ہزار کے
 جمع کیا اور یہ ہی اتنے بھی ان سب سے کہا اور سہراب نے بھی یہ ہی کیا اور ایک مقام
 مقرر کر لیا تھا کہ ہم لشکر ہر اس مقام پر آئیگے کیونکہ یہ بنوں جدا جدا لڑنے لگے تھے اور لشکر
 کے جمع کرنے کی فکر کرنے لگے تھے بس موافق اقرار کے ہر ایک لشکر کو جمع کر کے اور حملہ کرنا
 ہوا ایک طرف کو چلا تھلا طم ڈال دیا ہر ایک کے عقب میں لشکر تھا راوی نے اس طور
 سے بیان کیا ہے کہ سامنے شہر سمندر پر یہ کابھٹک دیکھائی دیتا تھا مگر مقام جنگا ہ سے پندرہ
 کوس پر تھا بس سو ماق وغزالان و سہراب لڑتے ہوئے اپنے اپنے لشکر کو بلے ہوئے
 جنگ مفلوبہ کرتے ہوئے اس میدان جنگ سے باہر نکل آئے اور اس صحرا میں آکر جمع ہوئے
 اب جو شمار کیا تو سب لشکر دس ہزار سا حرو نکا تھا بس یہ ساحران زبردست جو کہ اپنے
 وقت کے سامری و جیشید تھے ایک سپہ سالار لشکر سمندر شاہ اور ایک شہر ایوانیہ کی
 رہنے والی یعنی سو ماق کہ جسکے سحر کا سوائے عشاق یا سمندر شاہ یا شملاق یا اوراق
 یا گلاب جادو وغیرہ کے کوئی جواب دینے والا نہ تھا تیسری غزالان تھی کہ جسکا
 کوئی ہمسرہ نہ تھا سوائے چند ساحروں کے کہ جسکا نام میں نخرہ کر چکا ہوں دوسرے
 سمندر شاہ نے یہ تدبیر کی تھی کہ اس لشکر کو براے حفاظت شہر جھوڑا یا تھا کہ جسکا سہراب
 سپہ سالار تھا کسی زمانے میں اور جب سے سہراب کو سمندر شاہ نے ماہیان
 طوفان کش کے پاس بھجوا دیا تھا اسدن سے اس لشکر نے اور کسی سپہ سالاری
 منظور نہیں کی اور ہر وقت اس لشکر کے ساحروں اور سرداروں کو یہ ہی فکر تھی کہ کسی
 طور سے ہم اپنے سپہ سالار سے جا ملیں مگر بسبب اس امر کے کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے
 وہ لشکر سہراب کے پاس نہیں آیا مگر جب سے یہ سنا ہے کہ سہراب نے شراکت
 اہل اسلام کی ہے ہر مرتبہ یہ ہی قصد کیا کہ جا کر شریک ہوں مگر جب یہ خیال ہوا کہ تبدیل مذہب
 کرنا پڑے گا اس قصد کو فسخ کر دیا بس شہر میں وہ لشکر ہر فریب دولا کر کے اور ایک

ساحر زبردست سمندر شاہ کی طرف سے حاکم ہر بے خوف و خطر حکومت کر رہا ہے بالکل ہر اس
 نہیں ہر خیال یہ ہے کہ کون سمندر شاہ کو شکست دے سکتا ہے اگر شکست بھی ہوگی تو بادشاہ
 بھاگ کر آئیگا اور قلعہ بند ہو کر مقابلہ کرے گا اور کوئی حریف میں سے بدون شکست
 دے سمندر شاہ کے یہاں نہیں آسکتا ہے کیونکہ درمیان میں تو بادشاہ کی سپاہ ہے جس
 اسی خیال سے وہ بے خوف حکمرانی کر رہا تھا کوئی خطر نہ تھا اس نے یہ طریقہ مقرر کیا تھا کہ صبح سے
 دوپہر رات تک دربار کرتا تھا اور سب سردار و حکو حکم تھا کہ مسلح و مکمل دربار میں آیا کریں
 اور ہر کارے مقرر کیے تھے برائے خبر کہ دم بدم کی خبر دیا کریں یہ سب بند و بست تھا
 اسیر کچھ خوف نہ تھا ہر کارے خبر دیتے تھے مگر جب سے عشاق مارا گیا ہے اور جنگ مغلوبہ
 ہوئی ہے کسی نے اسکو خبر نہیں دی ہے یہاں بیٹھا ہوا تھا دربار آراستہ تھا کہ یکایک
 وہ چیزیں اور وہ عمارت جو کہ سحر عشاق کی تھیں وہ یکایک مٹ گئیں اور عمارت برباد
 ہو گئی اور ایک شور و غل اور تاریکی ہو گئی جب روشنی ہوئی اسنے اہل دربار سے
 کہا کہ معلوم ہوتا ہے عشاق حجہ نشین استاد شہنشاہ مارے گئے کیونکہ یہ جو کچھ عمارت اور شاہ
 و باغات اسنے اس شہر میں کئے وہ سب برباد ہو گئے دیکھو کیسی تاریکی ہوئی ہے اہل دربار نے
 کہا کہ یہ قول آبکا درست ہے مگر انکو کوئی قتل نہیں کر سکتا ہے وہ بڑے ساحر زبردست ہیں نہ تو
 کوئی ایسا ساحر لشکر اسلام میں ہے کہ جو انکو قتل کرے نہ عیار را خبر عیاری کر سکتے ہیں معلوم ہوتا ہے
 انھوں نے خود کسی مصیحت سے یہ سب اشیا اپنے سحر کے ثوابے ہیں آپ کچھ فکر و تردد کریں اسنے
 جواب دیا کہ مجھ کو کیا فکر و تردد ہے میں جس طور سے یہاں نبات بادشاہ میں حکومت کرتا ہوں کیے جاؤ گا
 تا انکی نشیون آوری کے کوئی اس شہر کی طرف میری زندگی میں بگاڑ کچ نہیں دیکھ سکتا ہے نہ یہاں
 آسکتا ہے اول تو فریب میں لاکم کے لشکر میرے ماتحت ہے دوسرے آپ لوگ میرے مددگار ہیں
 تیسرے میں خود کسی سے پایداری کا نہیں رکھتا ہوں بس بھر کیا خوف ہے ہاں چند ہر کارے جا کر
 خبر لائیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے اور آج وہ ہر کارے نہیں آئے کہ جو ہر روز وہاں کی خبر
 دیا کرتے تھے سب نے جواب دیا کہ بوقت شب وہاں بھر کی خبر لیکر آئینگے دوسرے ہر کارے کا
 روانہ کرنا بیکار ہے جب وہ شب کو آئینگے اسنے کل حال معلوم ہو جائیگا وہ یہ سکے خاموش ہو رہا
 راوی نے بیان کیا ہے کہ یہ بیان حکومت کر رہا ہے در شہر کھلا ہوا ہے ہر روز ہر کارے کا انتظار
 کرتا ہے اور اس فکر میں ہے کہ کیا سبب ہے کہ ہر کارے خبر لیکر نہیں آئے صفت یہ ہے کہ جو ہر کارے
 یہ خبر کے لیے اور روانہ کرتا ہے وہ بھی واپس نہیں آئے ہیں وہ بھی جا کر وہاں مقید ہو جائے
 ہیں یہ اس فکر و تردد میں ہے کہ کیا سبب ہے کہ جو کوئی برائے خبر جاتا ہے وہ پھر واپس نہیں آتا ہے یہ
 حال کچھ نہیں کھلتا ہے نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہاں کیا گزری اور کیا ہوا جو یہ تمام عمارت سحر و دیگر
 اشیا جو کہ بنائی ہوئی عشاق کی تھیں سب برباد ہو گئیں بس یہ تو اس فکر و تردد میں ہے اور
 در شہر اس خیال سے کھلا رہے دیا ہے کہ شاید بادشاہ کی شکست ہو اور وہ بھاگ کر
 شہر کی طرف آئے اور در شہر بند ہو تو خرابی ہو بس کھلا ہوا ہے برابر آمد و رفت ہے یہ تو اس فکر و تردد
 میں ہے اور اسے سو ما ق و غزالان و سہراب وں ہزار ساحر و دان کو لے ہوئے برائے فتح شہر چلے
 آئے ہیں اب انکا ذکر پھر ہو گا اور جنگ مغلوبہ کا بھی حال آئندہ تحریر ہو گا وہاں صحابین

جنگ مغلوب ہو رہا ہو اب راوی اس قصہ کو تھوڑی دیر کے لیے موقوف رکھتا ہے اور تھوڑا
حال ملکہ نسیم جاو و دختر سمندر شاہ کا بیان کرتا ہے کہ آسکا حال عرصہ سے نہیں تحریر ہوا ہے
صرف جلد دوم میں کچھ معرض تحریر میں آیا تھا جب سے پھر نوبت تحریر کی نہیں آئی آسکا حال
بیان کرنا لازم ہے

اب ششمہ حال ملکہ نسیم جاو و دختر سمندر شاہ کا ملاحظہ فرمائیے قلم بند ہوتا ہے

راوی بیان کرتا ہے کہ جلد دوم میں یہ داستان بیان کیا تھا کہ ملکہ نسیم کے
پاس سہراب جاو و آبا تھا اور باہم عاشق و معشوق تھے ملکہ کو سہراب نے
مسلمان کیا تھا اور ملکہ سے سب حال بیان کیا تھا صند و تچہ کا ملکہ نے یہ حال سننے کے اقرار
کیا تھا کہ میں امکان بھر کوشش کر دنگی چنانچہ ملکہ گئی تھی اور تندرست سے صند و تچہ بدل لائی تھی
اور سہراب کو دیا تھا سہراب نے وہاں آکر اس صند و تچہ کے ذریعہ سے لشکر کفار کو
شکست دی تھی اور سب اہل اسلام کو اس بلا سے بچا دیا تھا چنانچہ سمندر شاہ کو معلوم ہوا
تھا اس نے ملکہ نسیم کو بلا کر پہلے باسانیت دریافت کیا تھا جب اس نے انکار کیا تو خوب
زور و کوب کی تھی اس قدر کوشش کے مارے تھے کہ ملکہ کا بدن پاش پاش ہو گیا تھا مگر ملکہ انکار
کیے گئی تھی اقرار نہ کیا تھا چنانچہ ایسی طاقت طاق ہوئی کہ بیہوش ہو کر گر پڑی تھی جب
یہ حال سمندر شاہ کی دایہ نے نسیم کا دیکھا تھا اسکو محبت آگئی تھی کیونکہ اس نے نسیم کو
بالا لیا تھا بس اس فرعون نے سمندر شاہ کو ڈانٹا تھا اور کہا تھا کہ کیا چھوڑی کو مار ڈالیں گے
اپنے صند و تچہ سے غرض یہ میں تیرا صند و تچہ لائے دیتی ہوں یہ تو سمندر شاہ سے کہا تھا اور
ملکہ کی خواہشوں پر خفا ہوئی تھی کہ تم کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہو تمہارا نہیں لیجاتی ہو چنانچہ خواہش
اور ملکہ کی وزیر زادی جو کہ ہمراز تھی ملکہ کو آٹھا کر باغ میں بیٹھ گئی تھیں اور اس دایہ نے
لشکر اسلام میں ہونچ کر فریب کر کے سہراب سے صند و تچہ حاصل کیا تھا اور بیکر جلی تھی کہ راہ
میں اخضر ماہی پوش معشوق آئے اندام جاو و سے ملاقات ہوئی تھی بس اخضر نے بعد
دریافت حال کے دایہ کو قتل کر کے صند و تچہ پر قبضہ کیا تھا اور طرف آئے اندام کے روانہ
ہوئی تھی چنانچہ اسکی داستان نہیں تحریر ہوئی ہے آئندہ تحریر ہوگی مگر جب سمندر شاہ کو
یہ حال معلوم ہوا تھا تو بہت برہم ہوا تھا اور قصد کیا تھا کہ اخضر سے مقابلہ کروں مگر
اہل دربار کے کچھ اسنے سے اسنے اس قصد کو فسخ کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ جب اہل اسلام کی مہم
سے فراغت ہوئے گی اسوقت اخضر سے سچم لونگا اور اندر محل کے کچھ بہ حکم دیدیا تھا کہ اول تو
نسیم زندہ نہ بچسکی کیونکہ میں نے خوب کوشش کی تھی کہ میں اس زندہ نہ بچے یا نہ سچے کوئی
آج سے اس تنگ خاندان کیسے بریدہ کا میرے روبرو نام نہ لے نہ وہ میرے روبرو آئے
نہ میرے محل میں بس اپنے باغ میں رہے جو کوئی میرے روبرو یا میری محبت میں اس شوخ دیدہ
کا نام لے گا یا میں سن لوں گا کہ وہ محل میں آئی تھی تو سب اہل محل کو قتل کر دینا کوئی عذر
نہ سنو لگا کیونکہ اسنے غضب کیا کہ بار کے لیے تمام خاندان بھر کی جانیں لی تھیں اور اسکو

یہ خیال نہوا کہ میں کیا حرکت کرتی ہوں اگر یہ صندوقہ دید ونگی تو باب بھی مارا جائیگا اور مان بھی اور
 سب اہل شہر تباہ ہونگے ایسی مستحالی ہوئی تھی اور ایسی آتش شہوت سننے زور کیا تھا کہ کچھ
 خیال نہ رہا ابھی آگ فرو کرنے کے لیے سب کا قتل گوارہ کیا بس ایسی بچھا اور بیباک کا زندہ
 رکھنا بیکار ہو کہ تنگ خاندان ہو گو میں نسیم کو اپنی جان و روح خیال کرتا تھا مگر اس وقت
 نفرت ہو گئی کہ میری قاتل ہو اگر اسکا قابو ہوگا تو ضرور یہ مجکو قتل کر ڈالے گی مقام افسوس ہو کہ
 آشنائی بھی کی تو کس سے کہ جو اپنا ملازم تھا نہ کسی شاہزادے نہ شہر پارزادے سے بس
 ایسے کا محل میں آنا کوئی ضرورت نہیں ہو کہ جس سے خوف ہو اور اپنی زور سے کما تھا کہ اگر
 لکھو اپنی دختر کی محبت و الفت زیادہ ہو تو غم بھی اسی وقت میرے سامنے آسکے پاس جلی جاؤ
 ورنہ آج سے آپکا ذکر نہ کرنا یہ خیال کر لو کہ وہ مر گئی اگر نہ اسکا ذکر میرے روبرو کیا یا میری
 صحبت میں آیا یا اسکو بلایا یا خود اسکے دیکھنے کو گئیں اور مجکو خبر ہوئی تو یاد رکھو کہ لکھو اس
 بیرحمی سے قتل کر دینا کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا تھا رے حال پر زس کھاٹنگے اور مجکو رحم
 نہ آئیگا بس بہتر یہ ہوگا کہ با تو اسکی الفت سے دست بردار ہو یا اسکے پاس جلی جاؤ ورنہ
 جواب دیا تھا کہ میں اسکی الفت سے دست بردار ہوئی کبھی نام نہ لوں گی اگر لون تو جو چور کا
 حال وہ میرا حال آپکو اختیار ہو کیونکہ جب آپ اس سے ناخوش ہیں تو میں کب خوش ہوں میں
 تو آپکی تابعدار ہوں مجکو آپکی خوشی سے غرض ہو جبکہ وہ آپکی دشمن پٹھری تو میری پہلے دشمن ہوئی
 سمندر شاہ سننے یہ سنے اپنے زور کو جو اب دیا تھا کہ میں اور تم اگر زندہ ہیں تو نسیم ایسی
 ہزاروں ریڈیکان ہو جائینگے میری زندگی کی خیر مناد اس گیسو پریدہ بر لعنت کر دایسی جی تو
 کیا اور نہ جی تو کیا جو کہ مان باب کی قاتل ہو اور یار کے لیے گھر کی تباہی کی فکر کرے راوی
 بیان کرتا ہے یہ جو حکم سمندر شاہ نے دیا تھا اور خود اسکو نسیم سے ایسی نفرت ہوئی تھی
 نام تک نہیں لیتا تھا گو اسکا یہ قصد تھا قبل میں کہ میں نسیم سے عقد کروں اور اپنے
 صرف میں لاؤں اسکے ساتھ ہم بستر ہوں کیونکہ اس دین و دھب میں بیٹی باب براور
 باب بیٹی پر حلال ہو اور مان ہمراہ فرزند کے اور بہن بھائی اگر ہم بستر ہوں تو جائز تھا
 بس بدین سبب سمندر شاہ بھی یہ قصد رکھتا تھا کہ ایسی حسین و خوبصورت جوان دھنا
 جسکا اسوقت شہر سمندر پر یہ من حسن و جمال میں کوئی جواب دینے والا نہیں ہو کیونکہ خیر کے
 بغیر میں جائے اور دوسرا اسکے باع حسن سے گل مراد حاصل کرے اور اسکے درناستہ
 کو سفتہ کرے میں خود کیوں نہ اسکے خیال جوانی سے بڑا زور حاصل کروں اور اسکو اپنے
 صرف میں لاؤں بس اس خیال سے وہ نسیم کے ساتھ اور طور سے پیش آتا تھا چونکہ
 نسیم اس قابل نہ تھی جو وہ ہم بستر ہوتا اور جب سے ہوئی بھی تھی تو خود نسیم
 اسکی صحبت سے پرہیز رکھتی تھی کیونکہ وہ خود سہراپ پر عاشق تھی اس سبب سے
 بھی ہوئی تھی اور اوپر بہ اہل اسلام سے جو مقابیلہ وغیرہ ہونے لگے اور سمندر شاہ
 کو فکر و تردد لاحق ہو گیا تھا بدین سبب اور اسکا خیال اس طرف سے کم ہو گیا تھا اور سوچ
 یا تھا کہ بعد فیصلہ اہل اسلام سے جب المہمیان ہوگا اسوقت اس امر کو اختیار کر دینگا
 اسی سبب سے نسیم کی شادی بھی نہیں تلاش کرنا تھا بہ امر اور بھی ناگوار ہوا کہ میں خود

اسکو اپنے نصرت میں لایا اور اسے خود یا ر تلاش کر لیا بس نفرت ہو گئی دوسرے خداوند کریم
 کو نسیم کی پردہ دری اس ظالم کے ہاتھ سے منظور نہ تھی ایسے اسباب پیدا کیے کہ اسکو نفرت
 ہو گئی غلی بس بوجہ حکم سمندر شاہ اسدن سے کوئی نسیم کا نام بھی پھولے سے نہ لیتا تھا
 زوہ سمندر شاہ خود دھڑ سے باطن میں جلتی تھی بظاہر تو ایسی محبت کرتی تھی کہ جو مان کو اولاد
 سے ہوتی ہو مگر باطن میں اسکی دشمن تھی اس سبب سے کہ وہ سمندر شاہ اپنے شوہر کا منشا
 سمجھ گئی تھی اور اسنے خیال کر لیا تھا کہ یہ بیٹی پر مرتا ہو اور ضرور اپنے نصرت میں لایگا بیٹی کو
 میری سوت بنا لینگا وہ خود اس فکر میں تھی کہ یا تو یہ کسی کے ساتھ نکل جائے یا مر جائے ایسا
 ہو کہ یہ سمندر شاہ کے سامنے نہ آئے مگر سمندر شاہ کے خوف سے کچھ کر نہیں سکتی تھی بظاہر
 اسکی الفت کا دم بھرتی تھی اور اپنی جان و روح جانتی تھی جب یہ حکم سمندر شاہ نے
 دیا بظاہر تو ملال کیا مگر دل میں خوش ہوئی اور خیال کیا کہ یہ خاریون دفع ہوا اور تیرا
 غیوہ آرزو کھلا سمندر شاہ کو اس سے نفرت ہو گئی بس اسدن سے اسے نسیم کا نام تک
 نہ لیا آدم بر سر مطلب بہ توجہ معترضہ تھا اب نسیم کا حال خبر ہوتا ہے کہ جب خواصین اور
 وزیر زاد می اسکو اس حالت پہنچی میں سمندر شاہ کے روبرو سے اٹھا کر باغ میں لائیں
 اسکا تمام پیراہن جسم ضرب سے کوڑونکی تار تار تھا اور تمام بدن پاش پاش تھا خون
 جاری تھا تمام اس گورے گورے جسم پر نیل پڑ گئے تھے زلفین پریشان تھیں چہرہ جو کہ مثل
 گل سنج کے مسخ تھا اور مثل مہر کے درخشان تھا اسکا یہ حال تھا کہ زرد ہو گیا تھا مثل
 زعفران کے اس سب خواصون اور وزیر زاد می نے ملکہ کو لا کر مسہری پر لٹا دیا اور
 رومال سے تمام جسم کا خون پاک کیا روئی جاتی ہیں اور خون پاک کرتی جاتی ہیں ایک
 سے ہلدی پیکر اور جو نا ناکر جان چوٹ لگی تھی لگانا شروع کیا ایک نے گلاب
 و کیوڑا وغیرہ لا کر تلخ تیار کیا ایک نے مرہم کے بھاسے بنا کر جہان جہان زخم کو مٹے کے
 پڑے تھے لگا کے ایک نے دودھ دھو کر جو شکی کوئی زلفین درست کرنے لگی کوئی
 چٹکا جھٹکے لگی کوئی رومال گرم کر کے سینکھنے لگی کوئی ہاتھ پاتوں دبانے لگی کوئی تلوی
 سمیٹانے لگی بس جو تدبیرن لالین بادشاہ زادوں کے تھیں سب خواصین کر کے لگیں اور
 وزیر زاد می نے گلاب و کیوڑے کے گئی چھٹے ملکہ کے منہ پر دیے تلخ سنکھا یا کہ ملکہ کو ہوش
 آیا آہ کر کے آنکھ کھولی استدر طاقت نہ تھی کہ کلام کر سکے اشارے سے کہا کہ بانی ملکہ نے
 جب آنکھ کھولی تو ابھی خواصون کو دیکھا بعد اسکے ادھر ادھر دیکھا کہ وہ ظالم یعنی سمندر شاہ
 تو نہیں ہوا اپنی بارہ دری پائی بس پانی اشارے سے طلب کیا اس امر سے اطمینان ہو گیا
 کہ اپنے باغ میں ہوں اس ظالم کے پاس نہیں ہوں یہاں میری خواصین ہیں بس جب ملکہ
 نے آنکھ کھولی اور پانی اشارے سے طلب کیا سبکی جان جان آئی حواس درست ہوئے
 اور اطمینان ہوا کہ ملکہ زندہ ہو ورنہ سب مایوس تھیں رورہی تھیں یہ خیال تھا کہ ملکہ نے
 بسبب ضرب ناز بانو کے کہ اس گل سے بدن پر جو پڑے جس جسم پر بھول کی جھڑی نہ پڑی ہو
 اور بدھی سے نیل پڑ جائے اسپر نازیا نے پڑے انتقال کیا مگر بسبب الفت و محبت کے
 سب تدبیرن کر رہی تھیں اور ملکہ کی زندگی کی دعا خداوند کریم سے مانگ رہیں تھیں بس

پس ملکہ کے ہوش میں آنے سے سب بہت خوش ہوئیں ملکہ نے جو بانی طلب کیا وزیر راوی نے
 فوراً دودھ و بھنگری جو کہ گرم کی ہوئی رکھی تھی گلاس میں انڈیل کر ملکہ کے منہ سے لگا یا اور عرض
 کیا کہ ملکہ عالم پہلے اسے خوش فرمایئے پھر بانی خوش فرمایا ملکہ انکار کرنا مناسب نہ سمجھی پی گئی اب
 کسی قدر ملکہ میں طاقت آئی جو اس درست ہوئے دیکھا کہ سب خواصین خدمت گزار ہی میں مصروف
 ہیں اتنے عرصہ میں سب نے تمام زخموں پر بھاپے لگا دیے تھے جہاں جہاں چوٹ لگی تھی سب کچھ کر
 پا اندھ دیا پس اب جو ملکہ کو راحت ملی ملکہ نے آہستہ سے وزیر راوی سے کہا کہ کچھ حال نشکر
 اسلام کا بھی معلوم ہوا کہ وہاں کیا ہوا کیا تدبیر مندر شاہ نے صندوقہ کی کی وزیر راوی نے
 عرض کیا کہ جب اب ہوش ہو گئیں اسوقت آپ کی دایہ جسے آپ کے والد کو بھی پرورش کیا ہو
 انہوں نے برہم ہو کر مجھے کہا کہ کیا کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہو ملکہ کو اٹھا کر بچاؤ اور بادشاہ سے کہا کہ کیا
 ملکہ کو مار ڈالے گا بچکوا اپنے صندوقہ سے کام ہو میں صندوقہ لائے دیتی ہوں اتنا تو بے سنا تھا اسکے
 بعد ہم آپ کو لیکر بیان چلے آئے اسکے بند کا حال پھر نہیں معلوم کہ کیا ہوا ملکہ نے ایک آہ کی اور کہا کہ اس
 وہ بڑی مکارہ ہو ضرور صندوقہ بے آئینگی کوئی ایسا نہیں ہو کہ جو انکو اس حال سے آگاہ کرے مفت
 سہری محنت برباد ہو گئی سب نے عرض کیا کہ ہم تو مجبور ہیں اور ناجار ہیں کیا کر سکتے ہیں صبر فرمائیے
 جو مقدر میں ہوگا وہ پیش آئیگا آپ رنج و صدمہ نہ فرمائیے کیونکہ ابھی آپ نے کس قدر تکلیف اٹھائی
 اور ایسا صدمہ اٹھایا ہو کہ جس سے جان کے بچنے کی امید نہ تھی اور ابھی کیا امید نہ معلوم کیا ہو
 ایسا شو کہ بسبب رنج و صدمہ کے پھر حضور کو غش آجائے اللہ اللہ کر کے تو ہوش رہا ہو
 طاقت جسم میں صدمہ اٹھانے کی بھی نہیں ہو خون تمام نکل چکا ہو پس ہم سب برہنہ مر جائیں ملکہ
 نے جواب دیا کہ اچھا تو ہو کہ جو میں مر جاؤں اس کشاکش سے نجات پاؤں اب صدقات کے
 اٹھانے کی طاقت نہیں ہو میرے دل میں اب قوت نہیں ہو سب نے عرض کیا کہ ہم سب
 آپ کی الابلایک دنیا سے جا پین آپ زندہ رہیں یا جو آپ کے دشمن ہوں وہ دن خدا ہکو نہ دکھائے
 کہ ہم زندہ ہوں اور آپ کے دشمن خدا نخواستہ نہوں ملکہ نے جواب دیا کہ مرنا تو ضرور ہو پس
 اس ذلت و خواری سے زندہ رہتا کیا ضرور ہو کہ ایک ظالم کے ہاتھ سے تازیانے کھا لیں
 اور پھر زندہ رہیں دوسرے مفارقت کے صدمے اٹھائیں اور اپنے دوست سے
 جدا رہیں سب نے عرض کیا کہ خدا وہ بھی دن لاتا ہو کہ آپ اور سہرا اب جاو و ایک جا
 ہونگے آپ انکے شربت دیدار سے اور وہ آپکے شربت وصال سے سیراب ہونگے ان دنوں کی
 کب امید تھی کہ اتنے آپ سے ملاقات ہوگی اور اس امر کی خبر آپ کی کہ وہ زندہ ہیں صبر فرمائیے
 خداوند کریم پر نگاہ رکھیے وہ یہ بھی سامان ہم کر دیگا یہ کہ خواصین سمندر شاہ کو سوسے لکین
 ملکہ نے فرمایا تم سب ملکہ صبر کرو اور خدا پر اس ظلم و ستم کی سزا کو چھوڑ دو وہ عادل و سزا دہ ہے
 سن لینا کہ کس ذلت و خواری سے یہ ظالم مارا گیا وہ منتقم حقیقی ہو اس جو روستہ کا انتقام لے گا
 صبر کا بہت عمدہ نمونہ ہو یہ کہ ملکہ نے کہا کہ بچکوا اٹھا کر بچھاؤ سب نے ملکہ کو اٹھا کر بٹھایا ملکہ نے
 اپنے ہاتھ سے سب زخموں پر بھاپے لگائے دوسرا لباس بدلایا راوی نے بیان کیا کہ وہ دن
 اور وہ شب تو ملکہ پر بہت اذیت سے گزری صبح سے تمام جسم کے زخم پھر پھیلے ہوئے اور جہاں
 جہاں چوٹ لگی تھی اور درد تھا وہ بھی کم ہو گیا ملکہ نے دوسرے دن خود اپنے ہاتھ سے شربت ابار

نکال کر نوش کیا خواصون و غیرہ نے اغذیہ لطیف حاضرینِ ملکہ نے نوش فرمائیں ملکہ کے جسم میں
 طاقت آئی چونکہ زخم کچھ ایسے گہرے نہ تھے کہ جگے اندام میں کچھ زمانہ گذرنا و ایک دن میں
 ملکہ تندرست ہو گئی زخون اور چوٹ کا نشان تک باقی نہ رہا پھر جیسی ملکہ تھی ویسی ہو گئی سب نے
 شکر خدا کیا اور سب خوش ہوئے اور ملکہ سے عرض کیا کہ غسل صحت فرمائیے اپنی تندرستی کا جلسہ
 فرمائیے ملکہ نے فرمایا کہ میں اب جلسہ خوشی اس وقت آراستہ کرونگی کہ جب یہ سنو گئی کہ
 سمندر شاہ مارا گیا اور اہل اسلام کا شہر سمندر یہ میں عمل ہو گیا سب نے عرض کیا کہ
 بہت خوب مگر غسل تو فرمائیے کہا کہ اچھا یہ فرما کر کہا کہ کوئی جا کر خبر نہ لائے کہ کیا گزری
 صند و قحہ سمندر شاہ پاس آیا یا نہیں اور اب سمندر شاہ کس فکر میں ہو بس چند خاصین
 یہ حکم پا کر روانہ ہوئیں اور وہاں سے خبر دریافت کر کے حاضر ہوئیں یہاں ملکہ غسل کر چکی تھی
 اور تبدیل لباس کر کے کنارے نہر کے بیٹھی ہوئی کرسی پر پانی سے کھیل رہی تھی وزیر زادی
 برابر کھڑی ہوئی تھی اور سب خواصین حاضر تھیں کہ وہ خواصین جو خبر کو گئیں تھیں آکر حاضر
 ہوئیں دل تو یہ بیان کیا کہ اے ملکہ عالم آپنے بیٹا بادشاہ نے سب اہل محل اور ایک ہی والدہ صاحبہ
 کو حکم دیا ہے کہ اب کوئی میرے روبرو یا میری غیبت میں نسیم کا نام نہ لے اور نہ نسیم
 میرے محل میں آئے نہ اسکی کوئی خواص اگر میں سنوں گا کہ کسی نے نام لیا یا نسیم آئی یا
 اسکی خواص تو سب اہل محل کو قتل کرونگا چنانچہ ہم جو گئے تو محل میں نہ جانے پائے گئی
 سے واپس آئے ملکہ نے فرمایا کہ مجھ کو وہاں جانے کی پروا کیا ہے خدا اس ظالم کا مٹھاپ مجھ کو
 زندگی میں نہ دکھائے اس کے مارے جانے کی خبر آئے میں اس طرف منہ کر کے سوئی ہو نہیں
 ہوں میری پاپوش بھی وہاں نہیں جاتی میری بلا کو کیا عرض ہو جو جائے نہ معلوم وہ
 سمجھا کیا ہو یا نہ جانے کچھ حال دریافت بھی کیا انھوں نے عرض کیا کہ ہم نہیں اسی لیے
 گئیں تھیں کیونکہ دریافت کرتے بننے دریافت کر لیا کہ وایہ بادشاہ کی شکر اسلام
 میں گئی اور کسی تدبیر سے صند و قحہ حاصل کیا اسکو لیکر آتی تھی کوئی انھیں رہا ہی پوشش
 رہنے والی نہ تھا قحہ دریا پر شکار کھیل رہی تھی اسکو جو صند و قحہ کا حال معلوم ہوا اسنے
 وایہ کو قتل کیا اور خود صند و قحہ لیکر طرف نہ طاق کے روانہ ہوئی یہ حال جو بادشاہ کو
 معلوم ہوا بہت غصہ آیا قصد کیا کہ اس سے مقابلہ کریں مگر سب نے سمجھا یا تو یہ کہا کہ اچھا
 بعد ہم اہل اسلام کے اس سے سمجھا جائیگا خلاصہ یہ کہ نہ وہ صند و قحہ یہاں آیا نہ اہل اسلام
 کے پاس ریاد و سر شخص اسکو لے گیا ملکہ نے فرمایا کہ شکر اس خداوند کریم کا کہ جسنے
 اس بلا سے اہل اسلام کو نجات دی اور اس نکاتہ کو بھی اس کے افعال کی سزا دی اب آوی
 بیان کرنا ہے کہ ملکہ اپنے باغ میں رہتی ہو راحت و آرام بسر کرتی ہو اس فکر میں ہو کہ یہ خبر
 آئے کہ سمندر شاہ مارا گیا اور اہل اسلام کا قبضہ سمندر یہ پر ہو گیا چند خواصین مقرر
 کی ہیں کہ وہ دہم کی خبر دیتی رہیں کہ اب سمندر شاہ کس فکر میں ہو اور کیا تدبیر کر رہا ہے
 مگر حکم ملکہ کا خواصون کو یہی ہو کہ محل میں نہ جانا بس راوی کہتا ہے کہ ملکہ کو روز کی خبر ملتی
 ہو جب ملکہ یہ سنتی ہو کہ یہ کام اہل اسلام نے کیا فلاں ساحر سمندر شاہ کی طرف کا
 مارا گیا ملکہ کو خوشی ہوئی ہو اور ملکہ سجدہ شکر بجالاتی ہو اور جب ملکہ سمندر شاہ کی

اچھائی سنتی ہو اور سنتی ہو کہ اہل اسلام پر یہ وقت برا ہی تو صد مہ ہوتا ہی سمندر شاہ
 کو گالیان اور کوسنے دیتی ہو اور اہل اسلام کے فتح و ظفر کی دعا کرتی ہو خلاصہ یہ کہ خواہوں
 نے ملکہ کو اس حال سے بھی آگاہ کیا کہ ملکہ ایوان نہ طاعتی آئی اور اسنے اہل اسلام سے
 مقابلہ کیا اور بہت سے اہل اسلام کو اس پر لیا قرآن ثالث و برق ثانی نے عیاری
 کر کے سب کو ربا کیا اور اسکی وزیر زادی کو قتل کیا اور خواجہ نے عیاری کر کے ایوان کو بیکر
 و رہا سمندر شاہ سے بیگنی اور اسکو اپنا مطیع کر کے اہل اسلام کو اسکی سحر سے نجات دلائی
 اور اس سے افرار پیکر رہا کر دیا وہ اپنے ملک کو چلی گئی یہ بھی خبر ملکہ سے بیان کی کہ سمندر شاہ
 کو معلوم ہوا تو اسنے پھر اسکو طلب کیا اور اس سے بہت کچھ کہا کہ تو اہل اسلام سے مقابلہ کر اسنے
 قبول کیا اسکو بہت کچھ خوف دلا یا اور دھمکا یا وہ راضی ہوئی آخر اسکی قتل کا حکم دیا خواجہ
 نے بھر عیاری کی اور اسکو ربا کیا اور سمندر شاہ کو قتل کیا تھا کہ سمندر شاہ کے دوست نے
 آکر بچا لیا تو ایوان شریک اہل اسلام ہو گئی ہو اور اپنا لشکر لینے گئی یہ ملکہ یہ سب خبریں سننے
 خوش ہوئی اور بہت تعریف خواجہ کی کی اور ایوان کی اسنے دوسرے دن خواہوں نے
 ملکہ سے یہ خبر بیان کی کہ بادشاہ نے الطاف جاو و کو طلب کیا تھا وہ اپنے مکان میں
 گوشہ نشین ہوا تھا و رہا رہیں آنا ترک کیا تھا اسنے کہ تو جا کر اہل اسلام سے مقابلہ کرو وہ نہیں
 آیا اور شب کو سب مال و اسباب لیکر شہر سے نکل گیا اور اہل اسلام کی اطاعت کی بادشاہ
 کو جو اس حال کی خبر ہوئی بہت برہم ہو گیا بس آج ایک ساحر کو اسی ہزار سے طرف ایوانیہ کے
 روانہ کیا کہ شہر ایوانیہ کو ناخست و تاراج کر اور ایک نامہ طرف طلسم گنجورہ سلیمانی کے
 روانہ کیا کہ اسکو برائے ملک طلب کیا ہو اور ایک نامہ اپنے وزیر اشفاق شاہ کو
 روانہ کیا کہ اسکو بھی طلب کیا ہو اور چند سوار برائے تلاش الطاف جاو و روانہ کیے ہیں انکے
 حکم دیا کہ اگر الطاف جان ملے پکڑ لاؤ اور کل افسران فوج اور جو بادشاہ ساحر و خیر ساحر
 برائے ملک آئے ہیں انکو سامان سفر کا حکم دیا ہو اور یہ کہا ہو کہ ان ناموں کا جواب آئے تو
 میں خود لشکر لیکر شہر سے نکلونگا اور اہل اسلام سے مقابلہ کرونگا بد دن میرے مقابلہ کیے یہ
 قصہ فیصلی ہو گا اور جو کچھ حال گذرا تھا اور خبر بھی ہو چکا ہو ناظرین ملاحظہ کر چکے ہیں ملکہ سے
 خواہوں نے بیان کیا اب ملکہ کو فکر ہوئی کہ دیکھیے اسکا انجام کیا ہوتا ہو الطاف کے تو واقعات
 سننے ملکہ خوش ہوئی اور سب سالات سننے فکر میں مبتلا ہوئی کہ بعد چند دن سے خواہوں
 نے آکر عرض کیا کہ ملکہ خضب ہوا بادشاہ آج بتیس لاکھ کا لشکر ساحرون اور غیر ساحر و نکال کر
 اور سب سردار و نکو اور جو بادشاہ ملک کو آئے تھے ساحر و غیر ساحر سردار و بھلو ان
 ان سبکو ہمراہ لیکر اور تین لاکھ سپاہ اور چند سردار کو یہاں چھوڑ کر اپنی طرف سے ایک ساحر کو
 بادشاہ کے برائے مقابلہ اہل اسلام روانہ ہوا ہو اور وہ ساحر یہاں کا حاکم ہوا ہو یہ خبر
 سننے ملکہ کے چہرے کا رنگ اڑ گیا ہو اور ہوا بیان اڑنے لگیں وزیر زادی سے کہا کہ دیکھیے
 کیا نتیجہ ہوتا ہو خداوند کریم ان سبکی ملک کر بوالا ہو اور وہ ہی سب کا حافظ ہو وزیر زادی نے
 عرض کیا کہ اگر انکی فتح و ظفر کا نب قدرت لکھ چکا ہو تو بتیس لاکھ کیا ہیں اگر تیس کرور ہونگے
 تو کچھ نہوگا بقول ان لوگوں کے نہ دشمن اگر نویست کہ بان نوی تراست ملکہ نے فرمایا

کہ بہ امر درست ہی یہ فرما کر ان خواصوں سے دریافت کیا کہ جو بہ خبر لائیں خیر کیا بخور شاہ
نوح یکبر برائے ملک آگیا اور اشفاق برادر آفاق شاہ بھی اور وہ ساحر جو کہ برائے
خارت شہر ایوانیہ گیا تھا شہر ایوانیہ کو غارت کر کے واپس آیا جو سمندر شاہ خود برائے
مقابلہ روانہ ہوا کیونکہ اسے تو یہ عہد کیا تھا کہ جب یہ سب لوگ آئیں گے یا اسے پاس سے جواب
آئے گا تب میں برائے مقابلہ جاؤں گا انھوں نے عرض کیا کہ کیا آپ کو اس حال سے آگاہی نہیں ہے
ایک ملکہ عالمہ بخور شاہ نے جواب صاف دیا کہ ہم تمہاری کمک کرینگے ہم بیکار اہل اسلام سے عداوت
نہیں کرینگے زبان سے جواب صاف آیا وہ سوار واپس آئے جو کہ برائے اسیری الطاف جاؤ
گئے تھے انھوں نے آکر خبر دی کہ الطاف جاؤ و شریک لشکر اسلام ہو گیا وہاں اسکی دعوت
ہو رہی ہیں اشفاق کے پاس سے عرضی آئی تھی کہ میں آتا ہوں قندیسوی کو بادشاہ کو اشفاق
اور اس ساحر کا انتظار تھا جو ایوانیہ پر گیا تھا پس اسکا لشکر ایوانیہ پر سے شکست کھا کر آیا
وہ ملکہ ایوان کے ہاتھ سے مارا گیا اشفاق شاہ نے یہ کیا کہ بادشاہ کو تو عرضی لکھی کہ میں
حاضر ہونا ہوں اس کے بعد اپنے گل لشکر اور اہل شہر مسلمان کیا اور خود بھی مسلمان ہوا اور اپنے
وزیر کو اپنے شہر کا حاکم کر کے اور شکر یکبر برائے ملک اہل اسلام روانہ ہوا ہی اس کے شہر سے
دو ہزار اہل شہر بھاگ کر آئے تھے انھوں نے سب حال بیان کیا تھا پس بادشاہ کو بہت غصہ
آیا اسی دن پانچ بادشاہ غیر ساحر بہت سا لشکر یکبر برائے ملک آئے بس سمندر شاہ نے یہ
سب خبریں پا کر اور برہم ہو کر سامان سفر کا حکم دیا چنانچہ سب سامان درست ہو گیا بادشاہ
نے کوچ کیا یہ جو خبر ملکہ نے سنی کما کہ خوب اشفاق نے کام کیا کہ میں نہ ایسی بات کرتا اسکا
بڑا بھائی جبکہ شریک اہل اسلام ہو دیکھو نہ اٹکا شریک ہونا بس کچھ تو ملکہ کو خوشی اور کچھ فکر
تھی ملکہ نے ہر کار سے مقرر کیے کہ روز کی خبریں جو میدان جنگ میں واقعہ گذرے اسکی ہکودیا کرو
چنانچہ ملکہ کو ہر روز کی خبر ملتی تھی جب تک ملکہ نے یہ سنا کہ اہل اسلام غالب رہے اور کفار یعنی
سمندر شاہ کے لشکر کے ساحر و غیر ساحر اہل اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوئے ملکہ بہت
خوش ہوئے نوبت بانیچار سید کہ خبر آئی کہ آج عشاق استاد بادشاہ نے لکھنؤ مقابلہ کیا اور
سب اہل اسلام کے ساحر و ن کو اسیر کر لیا بادشاہ کے لشکر میں خوشی ہو اور اہل اسلام پر
مصیبت کا آسمان ٹوٹا ہوا وہ لوگ بلایین بتلایین ملکہ کو بڑا صدمہ ہوا اور اپنی وزیر زادی
اور سب خواصوں سے کہا کہ خدا اس عشاق کو غارت کرے کہ جسے یہ شہر لشکر اسلام میں آ لیا
ہی خداوند کریم اسکی مدد کرے چنانچہ یہ خبر ملکہ کو رات کو ملی تھی ملکہ نے وہ رات دعا میں
بسر کی صبح کو ہر کار سے ہر خبر روانہ کیے چنانچہ دو پہر کے وقت حیدر عشاق ہاتھ سے
سوماق کے مارا گیا ہی ملکہ صحن باغ میں گر سی پڑی ہوئی بال سر کے کھلے ہوئے تھی اہل اسلام
کے نجات کی عشاق کے ہاتھ سے دعا کر رہی تھی کہ یکایک ایک سیاہ آندھی اٹھی تمام باغ
تار یک ہو گیا شہر سمندر یہ کی طرف سے شعلے آگ کے بلند ہوئے دیکھائی دیے شور و غل
کی صدا آئی غبار بلند ہو ابرت وغیرہ آسمان سے برسی یہ واقعہ ملکہ نے دیکھا اور دیکھا کہ
تمام شہر سمندر یہ میں آگ لگی ہوئی ہے اپنی وزیر زادی سے فرمایا کہ معلوم ہونا ہے کہ کوئی
ساحر زبردست لشکر سمندر شاہ کا مارا گیا یہ اس کے مرنے کی علامت ہے وزیر زادی نے

عرض کیا کہ سا حزر بردست کون ہوئی الحال تو کل سے عشاق اہل اسلام سے مقابلہ کر رہا ہے
 ابھی کل ہر کارون کی زبانیں سننا تھا کہ آسنے سب ساحران اسلام کو اسیر کر لیا ہے آج لشکر
 غیر ساحران سے مقابلہ کر لگا بس معلوم ہوتا ہو کہ وہ مارا گیا یہ اسی کے مرنے کی علامت ہے ایک
 وعادہ گاہ خدا میں قبول ہوئی ملکہ نے فرمایا کہ خدا بچائیں کند تیرے منہ میں گلی شکر وہ ہی ظالم مارا گیا
 ہوا ہی میں میرا دل بھی یہ ہی گواہی دیتا ہے اچھا کوئی براے خبر جائے اور یہ خبر شہر میں جا کر دریافت کرے
 ابھی کوئی خواص ملکہ کی بدو حکم ملکہ جانے نہ پائی تھی صرف ملکہ نے یہ حکم دیا تھا کہ جانے دو سرے حکم
 کی امید وار تھی کہ چند خواص میں بضرورت کسی کام کے صبح سے شہر کو گئی ہوئی تھیں وہ آکر حضور
 ملکہ میں حاضر ہوئیں منہ پر ہوائیاں اڑتی ہوئیں جو اس خیمہ متشکر سانس پھولی ہوئی سانس ملکہ کے آکر
 گر پڑیں اور اپنے حواس درست کر کے یوں عرض کرنے لگیں کہ اے ملکہ عالم بڑا غضب ہوا عشاق
 حجرہ نشین مارا گیا اہل اسلام کے ہاتھ سے گو یہ خبر شہر میں مشہور نہیں ہو رہی ہم اپنی عقل سے
 کہتی ہیں کیونکہ جو باغات اور جو عمارت عشاق کے سحر کے شہر میں تھے اور جو اشیا سحر عشاق
 کے تھے وہ سب برباد ہو گئے سب میں آگ لگ گئی ملاحظہ فرمائیے کہ وہ شعلے بلند ہیں اہل شہر
 بہت پریشان ہیں ملکہ نے یہ سُننے فرمایا کہ شکر خدا یہ خبر تو آئی تم سب کا گمان درست ہے ضرور
 عشاق مارا گیا ہو گا کیا ایک اور دشمن خدا کم ہوا شکر کرو تھنے اپنی یہ کیوں حالت بنائی ہے
 مقام خوشی ہو نہ یہ کہ یاس و ہراس انھوں نے عرض کیا کہ ہکو یہ خوف ہو کہ مادشاہ شکست
 کھا کر داخل شہر ہو گا اہل اسلام کا شہر برباد ہو گا وہ داخل شہر ہونگے شہر کے غارت کا حکم
 دینگے بس اس امر کا خوف ہے کہ سواران اہل اسلام یہاں بھی آکر لوٹ جائیں گے اور ہم سب کو
 بھی لوٹ جائیں گے ملکہ نے فرمایا کہ تم اس امر سے بخوف رہو ہکو کوئی نہیں لوٹے گا میں نے دین
 اسلام کسٹے قبول کیا ہے اسی غارت و لوٹ سے اپنے کو بچانے کے لیے اگر ایسا ہوا تو پھر کس
 کام کی یہ بات ہوئی کہ اپنا دین بھی دیا مان باب سے بھی جدائی ہوئی بس کوئی بھی نہ لوٹے گا جب
 تم یہ کہہ دو گی کہ ہم ملکہ نسیم کے ملازم ہیں اور ملکہ دین اسلام قبول کر چکی ہے بس سب کو
 چھوڑ دینگے اور ملکہ تمھاری حفاظت کے لیے بہرہ مقرر ہو جائیگا یہ سننے خواصوں کی جان میں
 جان آئی اب ملکہ اس انتظار میں ہے کہ خبر آئی کہ کیا واقعہ گذرا راوی نازک خیال روایت
 کرتا ہے کہ فریب شام ہر کارون نے آکر ملکہ کو خبر دی کہ اے ملکہ صبح کو دو دنوں شکر میدان میں
 صف آرا ہوئے کہ تمھیں جاو و براے کمک شکر اسلام اپنے مقام سے جل نکلا تھا وہ
 آکر پہونچا آسنے عشاق سے مقابلہ کیا وہ بھی اسیر ہوا پھر عشاق نے مبارز طلب کیا تھا
 کہ مراٹ جاو و کہوہ بھی بموجب حکم اپنے آقا کے شکر لیکر براے کمک اہل اسلام ملا تھا
 اگر عین وقت پر پہونچا اور عشاق سے مقابلے کو نکلا وہ بھی اسیر ہوا اب صاحبقران نے قصد
 کیا تھا کہ ملکہ ایوان نہ طاقتی نے آکر مقابلہ کیا وہ براے کمک شکر لیکر ایوانہ سے جلی
 تھیں انھوں نے راہ میں خبر پائی تھی پہلے یہ داغ عشاق کو دیا کہ سب اسیر ہو گئے کسی قید سے
 رہا کر لیا اور انکی صورت کے ماش کے آٹے کے پتلے بنا کر ڈال دیے یہ بہت بڑا چر کا عشاق کو
 دیا عشاق بہت خفیہ ہوا چنانچہ مقابلہ ہوا ایوان سحر میں عشاق پر غالب آئی نیچے سحر
 لیکر عشاق نے ایوان سے مقابلہ کیا ایوان نے بھی نیچے سے لڑنا شروع کیا بڑے عرصے

ایک خوب نیچہ بازی ہوئی بس عشاق نے ایوان کو دھوکے سے مجروح کیا اسنے کئی زخم کاری
 کھائے تھے اور قریب تھا کہ ایوان عشاق کے ہاتھ سے ماری جائے کہ اسکی بھانجی سوماق
 برق مزاج نے زمین سے پیدا ہو کر اور اپنی خالہ کو ہٹا کر عشاق سے مقابلہ کیا بلکہ بہ مزہ بہت
 بڑی تدبیر کر کے آیا تھا کہ اپنے کو سحر بند کیا تھا اور اپنے قتل کا تیغ بنایا تھا بڑی حفاظت سے
 اسکو رکھا تھا مگر سوماق بھی بلا کی سارہ ہر اسنے کسی تدبیر سے اس تیغ کو پیدا کیا اور اگر مقابلہ کیا
 خلاصہ یہ کہ عشاق کو اس تیغ سے قتل کیا سمندر شاہ کو بڑا حد سے ہوا خوب رو دیا اور اہل لشکر
 بھی روئے اسی غصے اور مدد سے بین جنگ مغلوبہ کا حکم دیا بس دونوں لشکر ملگئے جنگ مغلوبہ
 ہونے لگی اب جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے کسی کے لشکر میں ابھی اتنی زمین نہیں بڑی ہے بلکہ اہل اسلام یاقین
 کر رہے ہیں خوب جنگ ہو رہی ہے یہ واقعہ بھی ملکہ نے سنا فرمایا کہ جاؤ انہی مقام پر ضرور جو واقعہ
 گذرے اگر بیان کر دو وہ سلام کر کے بھر جاتی ہیں ملکہ بیان برائے فتح و ظفر اہل اسلام دعا میں مصروف
 ہوئی دوسرے دن انھوں نے اگر ملکہ کو خبر دی کہ ابھی اسی طور سے جنگ مغلوبہ ہو رہی ہے آج یہ امر
 واقع ہوا تھا قریب تھا کہ کفار کو شکست ہو کہ چند بادشاہ ساحر و کما لشکر لیکر براے ملک آگئے
 انھوں نے جنگ کو روک لیا شکست منوانے پائے اور چند بادشاہ اور پہلوان غیر ساحر و کما
 آگئے بس اس سبب سے کفار بھراؤنے لگے مگر بڑے غضب سے اہل اسلام مقابلہ کر رہے ہیں ساحر
 ساحر و کما غیر ساحر ساحر و کما سے لاکھوں کما کھیت ہوا ہوا ایک رات اور ایک دن اسی طرح
 میں گذرا ہوا اہل اسلام کو بالکل ہراس نہیں ہوا اس لئے رہے ہیں یقین ہے کہ اہل اسلام کی فتح ہو
 ملکہ نے انکو انعام دیکر رخصت کیا راوی نے روایت کی ہے کہ ہر کار و ن نے کل حال کی ملکہ کو خبر دی
 یہاں تک سیر کی اور اشفاق کے آنے کی بھی خبر دی کہ یہ لوگ لشکر لیکر براے ملک اہل اسلام
 آئے ہیں بس اب وہ دن ہے کہ جس دن سہراب جادو و سوداق برق مزاج و غزالان آہو چشم
 باہم صلاح کر کے اور لشکر لیکر اور جنگ مغلوبہ سے الگ ہو کر براے غارت گری شہر سمندر یہ چلے
 تھے ملکہ اپنے باغ میں بیٹھی ہوئی خدا سے دعا کر رہی تھی کہ اے میرے خدا آج یہ خبر آگئے کہ سمندر شاہ
 نے شکست کھائی اور اہل اسلام غالب آئے سمندر شاہ کا لشکر بھاگا ملکہ کو تو اس حال میں
 چھوڑا جانا ہوا اب حال سہراب وغیرہ کا خبر ہوتا ہے کہ یہ جو لشکر لیکر چلے تھے اور ایک مقام پر
 پھر کر اب جو وہاں سے چلے جو کہ عشاق مارا جا چکا تھا شہر سمندر یہ سامنے تھا اور سہراب
 و غزالان یہ دونوں بخوبی حالات شہر سے واقف تھے عشاق بنے یہ سحر گرد شہر کیا تھا کہ اگر
 غنیم لشکر لیکر آئے تو داخل شہر ہو سکے اور ہکو خبر ہو جائے اسکے مرنے سے یہ سحر گرد نفع ہو چکا تھا
 بس یہ سبکے سبب لشکر لیکر قریب شہر ہوئے اور بیرون شہر سے حربے بنی حال کہ جو ساحر و سوار
 و شہر پر براے نگہبانی مقرر تھے انکو آتے ہی سہراب نے اسیر کر لیا اور جو جیسے ہی داخل شہر ہوا
 ایک سحر کیا کہ چاروں طرف شہر میں آگ لگ گئی اور شعلے بلند ہونے لگے اور غزالان نے
 بھی سحر کیا کہ تیرے لگے سوماق نے سحر کیا کہ برقیں چمک کر گرے لکین جب یہ تینوں ساحر و
 کر چلے اور انکا لشکر داخل شہر ہوا بس انھوں نے سکم دیا کہ سب اہل شہر کو قتل کرو اور غارت
 اور لوٹ لو جو امان طلب کرے امان دواور جب تک امان کے خواستگار نہ ہوں اسوقت تک
 قتل و غارت سے باز نہ آنا مگر امان بھی بشرط امان دینا یہ حکم دینا تھا کہ لشکر بیاں سہراب و

غزالان و سوماق نے شہر میں غدر ڈال دیا تمام بازاروں میں قتل عام ہونے لگا اہل شہر قتل ہونے لگے دکانیں لٹنے لگیں شہر میں تلاطم مچ گیا ہر طرف سے شور و غل کی صدا بلند ہوئی کہ غنیم لشکر لیکر اندر شہر کے چلا آیا ہوا ہے اہل شہر کو قتل کرنا شروع کیا ہوا اور تمام شہر میں تلاطم ڈال دیا ہوا سہراب و غزالان و سوماق نے جو اندر شہر کے آگے سحر کیا تھا اس سحر کے سبب اسے کئی مکان اور عمارت بلند گر پڑیں تھیں آئین ہزاروں دب کر فی النار ہوئے تھے بس شہر میں اب تھلکہ بڑ گیا بلکہ غریب و امیر حربہ لے لیکر اپنے مقام سے چلا جوق جوق لوگ جمع ہو کر آنے لگے اور قتل ہونے لگے ابھی اسکو خبر بھی نہیں جو کہ یہاں کا حاکم ہودہ فرے سے بیٹھا ہوا دربار میں حکومت کر رہا ہو سب سردار حاضر ہیں چھاؤنی میں لشکر کھڑے پڑا ہوا ہے کہ یہاں تلاطم مجاہد جو شور و غل شہر میں بلند ہوا کو تو ال شہر کو تو الی میں بیٹھا ہوا تھا اسے دیکھا کہ شہر میں ایک ہنگامہ عظیم برپا ہو رہا ہے دریافت ہو گیا تو معلوم ہوا کہ کسی طرف سے غنیم نے موقع پا کر اور اندر شہر کے آکر زفرہ کر دیا ہوا اہل شہر کو قتل کر رہا ہے بس یہ سننا تھا کہ کو تو الی کے سب پیادے ہمراہ لیکر طرف شہر کے چلا بھر خیال کیا کہ انکو تو خبر کروں جو یہاں کے حاکم ہیں بادشاہ کی طرف سے یعنی سہراب جاو و اسکا دوسرا نام بھی ہے جو کہ قبل میں تحریر ہوا ہے بس اسے پیادوں کو تو طرف شہر کے روانہ کیا کہ تم جا کر اس بلوے کو روکو اور خود طرف دربار کے چلا یہ تو ادھر سے چلا آدھر سہراب نے غزالان سے کہا کہ آپ لشکر کے ہمراہ رہیں اور اہل شہر کی خبر لیں اور میں اور تھلکہ سوماق طرف محلات شاہی اور دربار کے جاتا ہوں دیکھوں کون سمندر شاہ کی طرف سے یہاں کا حاکم ہے اس سے مقابلہ کروں اور اسکو قتل کر کے سب عمارت شاہی پر قبضہ کروں خزانہ وغیرہ پراور ناموس سمندر شاہ کو اسیر کروں غزالان نے کہا کہ اچھا بس غزالان تو شہر کے غارت و قتل میں مع لشکر کے مصروف ہوئی اسے تلاطم ڈال دیا ہے ہر گلی کو جہ خون سے اہل شہر کے رنگین ہو ہر طرف آگ لگی ہوئی ہے بازار مرگ گرم ہو سحر کے گولہ و تار بج و ترنجیل رہے ہیں مکانات و دکانیں لٹ رہی ہیں بازاریں تباہ ہو رہی ہیں شہر میں تو تلاطم ہی پیادے جو کو تو الی کے اس مقام پر آئے یہ واقعہ دیکھ کر اور دور سے کھڑے ہو کر چلانے لگے لینا پکڑنا مگر خود مقابلہ نہیں کرتے ہیں دور رہی سے دھمکا رہے ہیں ادھر کو تو ال شہر آبریز جاو و دربار میں پہنچا دیکھا کہ سب سردار جو کہ یہاں بادشاہ برائے حفاظت شہر جمپوڑ گیا ہے دربار میں موجود ہیں ہم تخت پر بیٹھ رہا جاو و تاج سر پر رکھے ہوئے بیٹھا ہے مگر متفکر ہے بس کو تو ال نے سامنے اس کے جا کر اور تبدیل سر سے آثار کر پھینک دی اور کہا کہ آپ یہاں کیا خبر نیچے ہوئے ہیں غضب ہو گیا غنیم لشکر لیکر کسی سمت سے شہر میں چلا آیا اور اندر شہر کے آئے آکر تاخت و تاراج و قتل عام شروع کر دیا تمام شہر میں تھلکہ بڑا ہوا ہے اہل شہر قتل ہو رہے ہیں یہ سننا تھا کہ سہراب جاو و کے حواس جاتے رہے فوراً بدحواس ہو کر تخت سے اٹھ کھڑا ہوا اور سب سرداروں سے کہا کہ کیا تدبیر کروں بڑا غتب ہو گیا کو تو ال سے کہا کہ نو در محلات کے بہرہ والوں کے گدے کہ وہ اندر محلات کے خبر کریں کہ سب خبردار و ہوشیار ہو جائیں حریف لشکر لیکر اندر شہر کے چلا آیا ہے اور سب اہل شہر کو قتل کر رہا ہے درباروں سے کہا کہ آپ لوگ فوراً چھاؤنی میں جا کر لشکر کو تیار کر کے حریف کے مقابلے کو آئیں میں برائے مقابلہ حریف جاتا ہوں سب نے کہا کہ بہت خوب بس سب سردار فوراً دربار سے باہر آئے وہاں اپنے اپنے مکان پر آئے اپنے اپنے مکان کا بند و بست

کر کے چھاؤنی میں آئے اور لشکر کو اس حال سے آگاہ کیا لشکر میں کمر بندی ہونے لگی اور ہر کو تو ال سے
 سہراب جاوونے پوچھا کہ یہ بھی کچھ معلوم ہوا کہ یہ کون لڑگ ہیں جو کہ اندر شہر کے لشکر لیکر آئے انکا
 افسر کون ہوا اسے جواب دیا کہ جب میں نے یہ خبر سنی کل کو تو ال کے پیادوں کو تو ادھر کوروانہ کیا اور خود
 آیکو آگاہ کرنے کے لیے آیا میں نے یہ نہیں دریافت کیا سہراب نے کہا کہ خبر تم ادھر جاؤ اور سب کو
 آگاہ کر کے اس مقام پر آؤ کہ جہاں حریف لڑ رہا ہو تو ال تو محلات کی طرف روانہ ہوا اور سہراب
 بیرون دربار آیا اور اندر سحر کو دستک دیکر پید کیا اور اس پر سوار ہو کر جلا تھا اور ہر سے سہراب
 وسوماقی اہل شہر کو قتل کرنے ہوئے چلے آئے تھے اور ہر سے یہ ادھر کو جاتا تھا اور چند سردار
 اسکے ہمراہ تھے یہ سہراب کو بخوبی پہچانتا تھا جیسے اسکی نگاہ سہراب پر پڑی اسنے پکار کر کہا کہ
 اوسہراب جنگو معلوم ہوا کہ یہ فتنہ یزدان تیری ہیں میرے ہاتھ سے بجکے کمان جاتا ہے تو نے شہر
 میں اگر غدر ڈال دیا اہل شہر کو قتل کرنا شروع کیا یہ صلہ جو سہراب کے کان میں پہونچی سہراب
 نے اسکی طرف دیکھا اور کہا کہ میں تیری ہی تلاش میں آنا تھا خوب سامنا ہوا سہراب نے
 دیکھا کہ اسکے سر پر تاج رکھا ہوا ہو کہا کہ معلوم ہوا وہ نامرد تجھ ایسے نامرد کو اپنی طرف سے
 بیان کا حاکم کر گیا ہے خیر تو جانا کمان ہو حکومت کر کے بہت اترایا ہے یہ سب تیری انراہٹ نکالے
 دیتا ہوں یہ لکھ سہراب کی طرف سہراب چلا اسنے سرداروں سے کہا کہ لینا بہ مرے قریب
 آنے نہ پائے راوٹی نازک فہم بیان کرتا ہے کہ سردار طرف سہراب کے چلے آتے عرصے میں وہ
 سردار لشکر کو راستہ کر کے آگئے بس بیان مقابلہ ہونے لگائیں لاکھ سپاہ فتنی تمام شہر میں پھیل گئی
 حریف کے چلنے لگے وسوماقی نے تھلکہ ڈال دیا بڑے معرکے کی جنگ ہونے لگی لشکر سہراب وغیرہ
 سے لشکر کفار پڑنے لگا اہل شہر کو قتل ہونے سے مفر ملا ہر گلی کو چہ میں مقابلہ ہو رہا تھا غزالان
 وسوماقی خوب جوانمردی سے لڑ رہے تھیں سہراب ان سرداروں سے مقابلہ کر رہا تھا جو سامنے
 آیا اسنے برق سحر جیکا کر گرائی اسکے دویر کالے ہوئے بہت جتے سردار سہراب نے قتل کیے سہراب
 کھڑا ہوا سرداروں کو لڑو اور ہا ہی خود نہیں مقابلہ کرتا ہے سردار مارے جا رہے ہیں اور ہر کو تو ال نے
 جا کر محلات میں یہ خبر کر دی کہ حریف نے شہر کو آکر گھیر لیا اور اندر شہر کے چلا آیا اور لڑ رہا ہے اور سب
 اہل شہر قتل ہو رہے ہیں آپ لوگ خبردار ہو جائیں یہ جو خبر محلات میں پہونچی ایک تھلکہ پڑ گیا ہر ایک
 عورت بدحواس ہو گئی بس زوجہ سمندر شاہ نے حکم دیا کہ سب مال و اسباب کو باندھ کر ایک مقام پر
 جمع کر دو اگر ہماری فتنہ ہوئی اور حریف مارا گیا تو خیر ورنہ اس مال و اسباب کو لیکر بیان سے نکل جائینگے
 اسی وقت سب مال و اسباب بندھنے لگا اور سب اہل محل آمادہ اس بات پر ہو کر بیٹھے کہ اگر ہماری ظفر
 ہوئی تو خیر ورنہ بیان سے گریز کریں گے طرف لشکر بادشاہ کے مگر یہ خبر نہیں ہو کہ وہاں خود بادشاہ بر وقت
 سخت ہر جنگ مغلوب ہو رہی ہو ہیں اہل محل کا تو یہ حال ہو کو تو ال ان سب کو اس حال سے آگاہ کر کے
 اور ہر کوروانہ ہوا کہ جہاں مقابلہ ہو رہا تھا بس کو تو ال سے اور غزالان سے سامنا ہو گیا کو تو ال
 پکارا کہ اور غزالان تک حرام معلوم ہوا کہ تو بہ لشکر لیکر آئی ہے میرے ہاتھ سے بجکے جاتی کمان ہے
 یہ لشکر غزالان پر کو تو ال نے سحر کیا غزالان نے اسکے سحر کو رد کر کے اپنا جو سحر کیا یعنی کان کی بجلی
 اتار کر جو ماری وہ برق بنکر جو کو تو ال پر گری کو تو ال کے دویر کالے ہوئے اب تو غزالان نے بیٹھا
 کام نہ ہو صرف کرنا شروع کیا ایک آن میں تمام لشکر میں تھلکہ ڈال دیا اور اہل شہر کو قتل کرنا

شروع کیا تلاطم مچا ہوا ہر بازار مرگ گرم ہو ہر طرف جوئے خون روان ہو سرون کے انبار لاٹھو کے
 ڈھیر لگے ہوئے ہیں ساحر جل رہے ہیں خاک کے انبار ہو ہو کر رہ گئے ہیں ہر طرف ترس و نارسج چل رہے
 ہیں علیا کر شہر سمندر یہ امواج اجل کے حلقے میں آگئی تھی طوفان مرگ نے انہر طغیانی کی تھی گرداب
 موت میں مبتلا تھے کشتی حیات انکی فریب غرق ہونے کے پہنچی تھی ہر طرف امواج موت سے تلاطم
 پڑا ہوا بھاسب موت کے گھاٹ اتر رہے تھے سوائے گوشہ مرگ کے اور کو جہ نعتا کے کوئی گوشہ
 اہل شہر و لشکر کو پناہ کا نہیں ملتا تھا بازار بن تباہ ہو رہی تھیں آگ کے شعلے بلند ہو رہے تھے
 عمارات شہر منہدم ہو ہو کر گر رہیں تھیں اہل شہر اسکے نیچے دب رہے تھے اہل اسلام نے تلاطم ڈال دیا
 تھا اور دھر سہراب نے بہت سے سردار قتل کیے جب سہراب نے یہ واقعہ دیکھا خود اثر در سحر کو
 بڑھا کر سامنے سیراب کے آما ملک سو ماق نے کیا کیا کہ ایک مالا موتیوں کا اتار کر اور اسکو توڑ کر
 بچہ موتی دہنی طرف اور بچہ بائیں طرف بھینکے ایک طرف سے گرگ اور ایک سمت سے شیر پیدا
 ہوئے اور وہ لشکر کفار کو ہلاک کرنے لگے کفار انہر سحر کرنے لگے مگر وہ کسی صورت سے دفع نہیں
 ہوتے ہیں زیادہ ہوتے جاتے ہیں ایک تلاطم مچا ہوا ہر جسکے شہر شیر نے طمانچہ مارا اسکا سرتن سے
 جدا ہو گیا اور غزالان نے کیا تدبیر کی کہ ایک فولادی بیضہ جھولی سے نکال کر اسکو اسم سحر ٹھکرا لاکے
 آسمان اچھا لادہ بلند ہو کر شق ہوا اور آسمین سے ایک طائر پیدا ہوا اسنے بلند ہو کر صدا دی منم سحر
 ملک غزالان بس جبرائیل سے اپنا ٹکس ڈالا وہ جلنے لگا ہزاروں اس طور سے ہلاک ہوئے سو ماق
 وغزالان نے لشکر کے حملوں کو روکا اور لشکر کو تباہ کرنا شروع کیا اور سہراب سے اور سیراب
 سے مقابلہ ہو گیا سیراب نے سحر کیا کہ زمین کو زلزلہ ہوا بس سہراب نے ایک نقش لکھ کر زمین پر
 ڈالا وہ زلزلہ موقوف ہوا اور سہراب نے سحر کیا کہ ایک مرتبہ تمام زمین ہلی اور شق ہونے لگی اور
 کفار و اہل شہر غرق ہونے لگے سیراب نے جو یہ واقعہ دیکھا خود سحر کیا کہ شق ہونا زمین کا ہر طرف ہوا
 سیراب نے سہراب پر گولا مارا سہراب نے اس گولے کو رو کر کے اور مرکب سحر کو بڑھا کر اور
 قریب پہنچ کر کارو سحر کا وار کیا سہراب نے اثر در کو اشارہ کیا جبر سوار تھا کہ اسکو مع مرکب نکل جا
 اثر در نے بقصد دم کشی منم کھولا شعلہ منم سے نکلا سہراب قریب تو پہنچ چکا تھا ایک مرتبہ جھولی سے
 ایک نارنج نکالا جسے اثر در نے منم کھولا اور شعلہ نکلا سہراب نے وہ نارنج دھان اثر در میں
 ڈال دیا اس نارنج کا دھان اثر در میں گرنا تھا کہ ایک شعلہ اسکے جسم سے نکلا وہ اثر در جلنے لگا
 یہ جو واقعہ سیراب جاوے دے دیکھا فوراً اثر در پر سے کودا اور دھر سہراب نے کارو کا وار کیا
 وہ کارو اسکے سر پر پڑی کہ سر اسکا نچر دھج ہوا اسنے جا ہا کہ سنبھل کر میں بھی وار کروں کہ سہراب
 نے سحر کیا جب تک یہ سنبھلے سنبھلے ایک برق کو بند کر گری کہ اسکے دو پر کا لے ہوئے
 بس اسکے مرنے کی علامت بلند ہوئی شہر میں تہلکہ پڑ گیا اور غل مچ گیا کہ جو ہم سب کا
 افسر تھا اور جبکہ بادشاہ اپنی طرف سے حاکم کر گیا تھا وہ ہاتھ سے حریف کے مارا گیا
 اب ہم بے سردار کے ہو گئے یہ جوشور و غل مچا اور یہ خبر محلات میں پہنچی بس سب مستورات
 محل اپنا اپنا سباب اٹھا کر اور اپنے اپنے بچوں کو گود میں لیکر سرور باہر ہنہ محلات
 سے نکل کر چور دروازے سے بھاگیں طرف صحرائے اسی طور سے اہل شہر کی بھی عورات
 اور زوجه سمندر شاہ بھی مع اپنی خواہوں کے محل سے نکل کر بھاگی تمام محلات شاہی ویران

اور خالی ہو گئے سیراب جاؤ و کا مارا جانا تھا کہ اہل سہرا و رابل لشکر کے حواس جاتے رہے سب
بد حواس ہو گئے بی جھوٹ گئے اب شہر میں بھگدڑ لگی ہر طرف سے لوگ بھاگنے لگے ادھر
شیردن و گرگون نے ہلاک کرنا شروع کیا ادھر اس طاؤس نے جلانا شروع کیا سہرا اب
نہ سحر کیا کہ ایک مرتبہ کچھ لکھنؤ میں برکات اللہ میں زلزلہ پڑ گیا کفار پریشان ہوئے زمین
شق ہونے لگی اور کفار مانتے لگے ایک غلام چاہا ہوا ہر کوئی صورت نجات کی نظر نہیں آتی
سب جانیں بچانے کی فکر میں ہیں کہ کوئی صورت تو جان بچنے کی نظر آنے لگے کہ ان میں آفتوں
میں گھرے ہوئے تھے لشکر و رابل تھا خالان و سو ماق کی یہ حالت تھی کہ جان انکے لشکر کا کوئی
ساحر کفار کے سحر میں مبتلا ہوا انھوں نے بڑھ کر اسکی کمک کی کفار کو قتل کیا اپنے ساحر کو بچایا
پھر تاشا دیکھنے لگیں اب شہر سمندر میں سوئے سیراب جاؤ و کے کوئی ساحر ایسا نہ تھا کہ جو
ان لوگوں سے مقابلہ کرتا جو سردار تھے وہ پہلے ہی سامنے سیراب کے کام آچکے تھے اور جو باقی
ہے وہ جانکر سامنا نہیں کرتے تھے اس خوف سے کہ جب سیراب انکے ہاتھ سے مارا گیا تو ہم کیا
چیز میں جو اسے مقابلہ کریں راوی نازک تقریر بیان کرتا ہے کہ ارل تو یہ مینون ساحر زبردست و دوسرے
انکے سارے نیک اور کفار کے سارے گردن میں آچکے تھے اقبال سمندر شاہ کا جاچکا تھا دوبارہ
گھیر لیا تھا اہل اسلام کا اقبال عوج پر تھا بس کیونکہ اہل اسلام کی فوج ہوتی بس لشکر بے سردار
غوب لڑا آخر کو لشکر میں بھی اتنی بڑی جہاں سیراب سے دیکھا کہ لشکر کفار میں اتنی بڑی ایک جہ
بکار کر کہا کہ اہل لشکر کفار و اہل شہر کیوں اپنی جانیں برباد کر رہے ہو دین اسلام قبول کرو
اس قتل و غارت سے امان پاؤ اور سہرا اب نے اس لشکر کو دیکھا کہ جو کہ اسکے ماتحت رہا تھا
اور یہ اسکا سپہ سالار تھا کہ کیوں بھائیوں ایک وہ زمانہ تھا کہ ہم قیرا نسر تھے تم ہمارے حکم سے
لڑتے تھے اور ایک یہ زمانہ ہو کہ تم ہم سے مقابلہ کر رہے ہو وہ سہرا بنیان اور ہمارے قہر و دانی جو کہ
تم کے ساتھ کی رہا بد بھول گئے کیوں نہ تو اسی نا قدر کے تو تم بھی ملازم ہو بہ تھا دنی ٹھانہ میں ہو نہ
اسکے ملک کا اثر ہو چکو تو اس امر کا یقین تھا کہ جب تم یہ خبر پاؤ گے کہ ہمارا افسر جنگی و شاہ اسیر کر لیا گیا
تو تلگوں ضرور فساد کرو گے اور سمندر شاہ سے اس امر کا عیوض لو گے مگر میرا وہ خیال غلط
نکلا چکو یہ خیال تھا کہ تلگوں میرے ایسے خیر خواہ ہو کہ میرے لیے اپنی جان نہ عزیز کر و گے
اسکا معاد و ضد یہ ہو کہ مجھ ہی سے لڑ رہے ہو میں نے اپنے مقام پر یہ خیال کیا تھا جب میں
یہاں اہل اسلام کے ساتھ آیا تھا صاحبقران کا پیشین خیمہ ایک کہ جب یہ خبر اس لشکر میں
پہونچے گی کہ تھا را افسر قید بلا سے رہا ہو کر شریک خدایرستان ہوا ہو اور اب اہل اسلام کا
پیشین خیمہ بیکر قریب سمندر یہ آکر ہو سچا ہو تو ضرور تلگوں ملازمست سمندر شاہ ترک کر کے
میرے شریک ہو گے یہ نہ جانتا تھا کہ جب وقت پڑے گا تو بھو ہی سے مقابلہ کر دے گئے
کی بات ہو کہ تم تو میرے ماتحت رہے اور میں تھا را افسر رہا بس میں تلگوں قتل کروں چاہے
تم تلگوں قتل کرو اور میری قدر نہ کرو مگر میرا ہاتھ نہیں اٹھتا میں تلگوں قتل کروں معلوم
ہوا کہ تم لوگ بڑے بے مردت اور ناحق شناس ہو یہ جو سہرا اب نے بکار کر کہا میں اس
امر کو پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ یہ لوگ اسی دن سے برخاستہ خاطر ہیں جب سے انکو
یہ معلوم ہوا ہے کہ ہمارے افسر کو بادشاہ نے دھوکے سے اسیر کر لیا ہے اور اسدن سے

انھوں نے کسی کی انصرہی کو قبول نہیں کیا جب سے سہراب لشکر اسلام کے ساتھ میان آیا ہر
کئی مرتبہ یہ قصد کر چکے ہیں کہ جا کر شریک ہوں اور اپنے آقا سے ملین مگر بسبب فرق ہونے
کے نہیں گئے اب جو سہراب نے یہ بکار کر لیا اور اپنے احسانات یاد دلانے ہر ایک نے اپنے
اپنے دل میں خیال کیا کہ ہمارا سردار سچ کہتا ہے جسے بڑی نادانی ہوئی اسے ہمارے ساتھ بٹھے بڑے
احسانات کیے ہیں کہ جنکا شکریہ ہمیں ہو سکتا ہو مقام افسوس ہر ہم اسی سے مقابلہ
کر رہے ہیں اور یہ امر بھی بخوبی ہم پر ثابت ہو گیا کہ دین اسلام حق اور ضرور برحق اور سچا نہ ہو سکتا
حق ہونے کا یہ ثبوت ہے کہ جب سے اہل اسلام کے قدم اس سرزمین پر آئے وہاں سے سب شریک
سے لیکر اور اس مقام تک ہزاروں معرکے ہوئے وہاں ہر معرکہ میں ظفر بلب ہوئے اور وہ وہ
ساحر جنگویہ دعویٰ تھا کہ ہم اہل اسلام کو ایک جنبش لب میں خاک سیاہ کر دیں گے وہ انکے ہاتھ
سے لگ و خوک کی محورت مارے گئے اور اہل اسلام نے انکو اس مقام پر جا جا کر مارا
کہ جہان بیک و ہم بھی نہیں جاسکتا ہو دوسرے یہ بات خیال کرنے کی ہو کہ سمندر شاہ تو لشکر لے ہوئے
وہاں پڑا رہا یہاں تین ساحر ایک ہمارا افسر اور وہ ساحرہ کچھ لشکر لیکر آئے اور تمام شہر میں تھلکہ
ڈال دیا اسکو جسکو سمندر شاہ اپنے مثل خیال کر کے میاں کا حاکم کر گیا وہ کہتے کی موت مارا گیا ضرور
دین اسلام حق ہے پس یہ ہر ایک نے اپنے دل میں خیال کر کے مقابلے سے ہاتھ روک لیا اور
اور ہر طرف سے یہی صدا آئی کہ اے سہراب جاؤ و ہلوگ آجکے اسی طور سے فرمانبردار
ہیں بننے آجکی اطاعت کی ہم سے بہت بڑی خطا ہوئی معاف فرمائیے اور جو حکم ہو ہم اسکو بجالائیں
اگر آپ یہ فرمائیں کہ ہلوگ اپنے ہاتھوں سے اپنے سر کاٹ کر ہمارے قدم پر ڈال دو تو ابھی ہم حاضر
ہیں صرف حکم کی دیر ہو یہ جو صدا آئی سہراب نے بکار کر لیا کہ تم سبکی اطاعت بشرط ایمان قبول
کیجائیگی اگر تم تصور پرستی کو ترک کر کے دین اسلام قبول کر دے ہر طرف سے یہ صدا آئی کہ
جب اپنے دین اسلام قبول کیا تو ہلوگ عذر ہو قبول کرنے میں بس سہراب نے کہا کہ
اجھامین نے تھاوی اطاعت قبول کی اب میری طرف سے ان کفاروں کو قتل کروادی
نازک خیال بیان کرتا ہو کہ ایک مرتبہ قریب ایک لاکھ نوے ہزار ساحر و ن کے ہلٹ گئے
اور سب شریک سہراب ہو گئے کل میں لاکھ سیاہ شہر میں برائے حفاظت تھی انہیں سے
قریب بیس ہائیس ہزار کے کام آچکے تھے باقی ایک لاکھ نوے ہزار شریک سہراب ہو گئے
دس ہزار اس لشکر کے آدمی مارے گئے تھے باقی اور جو مارے گئے تھے وہ اس لشکر کے
تھے جو کہ علاوہ اس دو لاکھ کے تھا کیونکہ سہراب جبکہ ملازم سمندر شاہ تھا تو یہ دو لاکھ
سیاہ پر حاکم تھا گو سپہ سالار یہ کل لشکر کا تھا جو کہ دست چپ کا لشکر تھا مگر دو لاکھ سیاہ اسکے
زیر حکم ایسی تھی کہ گویا اسکے ملازم تھے بادشاہ کے حکم سے انھوں نے حکم سے انھوں نے تھا
وہ دس ہزار جو مارے گئے تھے وہ ایسے تھے کہ انکے ایسے قلب سیاہ تھے کہ وہ کبھی شریک نہ ہوتے
انکے مفدر میں مغرت بدین اسلام نہ ہونا تھا اور انکی قضا تھی بس وہ مارے گئے اب جو یہ لوگ
ایک مرتبہ شریک سہراب جاؤ و ہو کر اپنے لگے انہو اور قیامت برپا ہو گئی اور حضرت
سوسوماق و غزالان و سہراب نے آفت برپا کر رکھی تھی اور اس لشکر کے کعبہ کر نشل کرنا
شروع کیا بس اہل شہر اور اہل لشکر کی یہ حالت ہوئی کہ جسکا جدم کو منہ اٹھ گیا بھاگ بھاگ

ہوا کہ ان تک روہین ایک تو کوئی افسر نہیں دوسرے اپنے ہاتھ پاؤں دشمن ہو گئے بقول کسی کہ گھر کا
 بھیدی لٹکا ڈھالے اب کیونکر ٹھہر سکتے ہیں مقابلہ کرنا دشوار ہو گیا ٹھہرنا دشوار ہوا یہ رنگ جو
 سہرا بے دیکھا غزالان و سوماق سے کہا کہ تم یہاں مقابلہ کروہین اس تلاش میں جاتا
 ہوں کہ ملکہ نسیم جاو و دختر سمندر شاہ کو لا کر تخت پر بیٹھا دوں اور یہ منادی کرا دوں کہ جو کوئی
 ملکہ کی اطاعت نہ کریگا اور دین اسلام قبول نہ کریگا وہ قتل کیا جائیگا دوسرے یہ بھی خیال ہو کہ
 کہیں ایسا نہ ہو کہ ملکہ کو خبر ہو کہ کوئی بادشاہ لشکر بیکر شہر میں گھس آیا ہو یہ خبر باکر کہ سمندر شاہ
 پر اے مقابلہ اہل اسلام گیا ہو شہر خالی ہو اور اسکی فتح ہو گئی پس وہ بھی بھاگ جانے اپنی ماں اور
 دیگر عزیزوں کے ہمراہ تو خرابی ہو جسکے لیے سب امر گوارہ کیے وہ بھی ہاتھ نہ آئی بلکہ یقین ہو کہ جب تک
 بین و مان سے واپس آؤنگا یہاں فتح ہو جائیگی اور سب امان طلب کریں گے تم امان دینا ملکہ بشرط
 ایمان غزالان و سوماق نے کہا کہ اچھا بس سہرا بے طاؤس سحریر سوار ہو کر طرف محلات
 شاہی کے آیا محلات شاہی کو خالی پایا دیکھا کہ ویران پڑے ہیں خاک اڑ رہی ہے بڑا صدمہ ہوا
 خیال ہوا کہ سب ناموس سمندر شاہ غدر کی خبر باکر بھاگ گئے ملکہ بھی انکے ساتھ چلی گئی خیر جو مرضی
 خدا مگر ذرا جھک ملکہ کے باغ میں تو ملکہ کو دیکھ لو اگر معشوق نہیں ملا تو اسکے مسکن کی زیارت ہو جائیگی
 یہ تو آدھر کو جلا اور غزالان قتل کرتی ہوئی اس مقام پر آئی کہ جہاں اسکا مکان تھا دیکھا کہ نام
 عورتیں اور میری ماں اس فکر میں کھڑی ہیں کہ راہ ملے تو نکلیا میں غزالان نے جو مان کو دیکھا خون غریزی
 نے رگون میں جوش مارا اور پکاری کہ احوالہ کا مہربان آپ حیران کیوں کھڑی ہیں میری طرف چلی
 آئیے دین اسلام قبول فرمائیے آپکے لیے پھر کسی طرح کا ضرر نہیں ہو مان اگر دین اسلام قبول کرنے سے
 انکار فرمایا تو پھر مشکل ہو جو صدانا در غزالان نے سنی اور اپنی دفتر کی صدا پائی ایک مرتبہ
 حیران ہو کر دیکھا دیکھا کہ غزالان طاؤس سحریر سوار بالائے موا کھڑی ہوئی سحر کر رہی ہے پس مہر
 مادی سے تاب نہ رہی اور یہ کہہ کر کہ امیری غزالان تو کہاں تھی تو نے ہم سبکی محبت کو ترک کیا
 برسوں کے بعد آج صورت دکھائی دی ایٹیا جو تو نے کہا جھو بدل و بان قبول ہو میں نے تصویر پرستی
 ترک کی دین اسلام قبول کیا یہ کہہ کر اور سحر کر کے قریب غزالان ہو بنی دختر کو گلے سے لگایا یہ غزالان
 کو بہت جاہتی تھی اسکے غم بظن دن رات رو با کرتی تھی بسبب گلاب جاو کے جو کہ اسکا فرزند تھا
 بچہ کہ نہ سکتی تھی کیونکہ اسکا حکم تھا کہ غزالان کا کوئی نام نہ لے اسنے خلافت شرافت حرکت کی
 اپنا دین ترک کیا اور اہل اسلام کی خیر اکت کی اور خود اہل اسلام کے کسی ایک سردار سے
 عقد کر لیا بس بیٹے کے خوف سے کچھ کہہ نہ سکتی تھی مگر ہر وقت غزالان کا خیال تھا اب جو
 دختر کو دیکھا خوش ہو گئی اور اسکی شریک ہوئی اور جب قدر عورتیں اور خواہدین تھیں سب
 سے کہا کہ جسکو میرا ساغ دینا ہو وہ دین اسلام قبول کرے اور میرے ساتھ رہے کیونکہ ہم
 میں نے اپنی پیاری بیٹی کو بعد ایک مدت دراز کے پایا ہے اور جسکو یہ مشورہ دینا ہو وہ جلا جائے
 پس سب نے ماور غزالان کا کتنا قبول کیا بس اب غزالان اور اسکی ماں دونوں ملکر
 جنگ میں مصروف ہو میں آدھر سوماق نے عمارت شاہی پر جا کر قبضہ کر لیا اور خزانے
 پر بھی قبضہ کیا جسے مقابلہ کیا اسکو قتل کیا اب ہر طرف سے صدائے امان بلند ہوئی
 انھوں نے کتنا شروع کیا کہ امان بشرط ایمان بس لشکر دشمنی رد ملل سے ہاتھ باندھ جائیں

حاضر ہونے لگے غزالان و سوماق نے اپنے اہل شکر و لشکر سہراب کو جو کہ ناز و شریک ہوا تھا منع کیا کہ اب انکو قتل نہ کرو اور نہ شہر کو غارت کرو اور نہ کسی کے مال و اسباب کو لو تو ہر طرف یہ بکار کر کہہ دیا گیا جو بشرط امان امان طلب کر لیا اسکو امان دینا اور نہ قتل کرنا یہ جو بکار کر کہا گیا ہر طرف سے جوق جوق گروہ گروہ لوگ آنے لگے اور امان طلب کرنے لگے راہی نے روایت کی ہو کہ یہ معرکہ اندر شہر کے دو شبانہ روز برابر ہوا اور کفار قتل ہو اسکی تیسرے دن بوقت صبح سب نے امان طلب کی سوماق و غزالان نے امان دی اپنی اسلام و لشکر سہراب نے جو کہ ناز و شریک ہوا تھا قتل و غارت اہل شہر سے ہاتھ روک لیا ہر طرف امان کی بکار ہو گئی رئیسان شہر و امیران شہر و افسران سپاہ حاضر ہونے لگے اور دائرہ اسلام میں آنے لگے غزالان و سوماق نے منادی کرادی کہ سب جنگدے کہ جمیں تصویر بن آویزان ہیں منہدم کر ائے جائیں اہل شکر غزالان و سوماق یہ بند و بست کرنے لگے کل اہل شہر جو کہ امان کے خواستگار ہوئے تھے اور اہل شکر حاضر ہوتے تھے اور جو گلے بین تصویر بن بڑی بھین اسکو اتار کر پھینک دیتے تھے اور اطاعت اسلام اختیار کرتے تھے لاکھوں تصویر بن جمع ہو گئیں بھین اس معرکہ میں ہزاروں اہل شہر اور ہزاروں اہل لشکر اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے اور بہت مال و اسباب اہل اسلام کے ہاتھ لوٹ میں آیا اور ہزاروں اسیر ہوئے کوئی گلی کوچہ ایسا نہ تھا کہ جان لاشیں نہ بڑی ہوں اور سرد تن کا انبار نہ ہو یا خون کی کچھڑ نہ ہو بس یہاں تو غزالان و سوماق سبکو امان دے رہی ہیں اور سب حاضر ہو رہے ہیں اور سہراب طرف باغ ملک کے روانہ ہو ملک باغ میں بیٹھی ہوئی اہل اسلام کے فتح و ظفر کی دعا کر رہی تھی کہ خواصون نے ملک کو خبر دی کہ امی ملک عالم اپنے کچھ اور سنا بڑا غضب ہو گیا کہ کوئی دوسرا بادشاہ یہ خبر پا کر کہ سمندر شاہ کل لشکر لیکر برائے مقابلہ اہل اسلام گیا ہے شہر خالی ہے کچھ سپاہ برائے حفاظت چھوڑ گیا ہے یہ جو خبر اسکو معلوم ہوئی وہ لشکر لیکر اندر شہر کے بلغر کر کے چلا آیا اور آج دو دن سے اہل شہر کو قتل کر رہا ہے سہراب جاوہر جو کہ آبکے والد کی طرف سے یہاں کا حاکم تھا وہ ہاتھ سے اس بادشاہ کے مارا گیا اور سب لشکر جو کہ برائے حفاظت شہر یہاں بادشاہ چھوڑ گیا تھا کچھ آسمین سے مارا گیا کچھ بھاگ گیا اور باقی اسکا شریک ہوا اور سب ناموس نشانی بے سربا محلات سے ٹکڑے ٹکڑے دروازے شہر کے بھاگ گئے اپنی جان بچا کر اور ہزاروں اہل شہر ہسون سے شہر میں غدر مچا ہوا ہے میں اسوقت ایک ضرورت سے گئی تھی تو دوری سے یہ واقعہ دیکھ کر اور کچھ لوگوں سے دریافت کر کے بخوف جان واپس آئی ملک نے کہا کہ تو نے اس بادشاہ کا بھی نام دریافت کیا جو کہ یہاں بلغر کر کے آیا ہے اور شہر پر قبضہ کر لیا اسنے جواب دیا کہ یہ خبر سننے میرے حواس بجا نہ رہے میں اپنی جان بیکر بھاگی ہر امر میں نے نہیں دریافت کیا ملک نے کہا کہ تو نے بڑی نادانی کی اور سب خواصین بولیں کہ امی ملک اب کیا ہوگا ملک نے جواب دیا کہ جب یہاں آئیگا تو دیکھا جائیگا جیسے ہم پر پڑے گی وہ برداشت کرینگے پیش از مرگ واد بلا کرے سے کیا حاصل تھے سنا کہ دو دن سننے وہاں یہ معرکہ ہو بس اسوقت تک تو ادھر نہیں آیا اور کیوں آتا کیونکہ میرا باغ تو شہر سے بہت دور ہے وہاں یہ معرکہ بڑا ہوا تھا یہاں بالکل خبر نہ تھی گو کچھ شور و غل کی صدا آتی تھی اور شعلہ آگ کے بلند ہونے سے میں نے بہ خیال کیا تھا

کہ شہر میں کسی کے بیان شادی ہوگی اور سب ساحر تو زبان رہتے ہیں بشعلہ انکے سحر کے ہونگے وہ اپنا
 سحر جگاتے ہونگے دوسرے میں اہل اسلام کے فتح و ظفر کی دعا میں مصروف تھی مجھ کو کیا خبر کہ شہر میں
 کیا ہوتا ہے یہ سب سب بہ اسرار میں قرار دے لیا کہ چاہے شہر تباہ ہو چاہے آباد رہے
 مجھ کو کیا چاہے بہت رشادہ کے قبضہ میں رہے چاہے کسی دوسرے کے ہاں اگر اہل اسلام کا قبضہ
 ہوتا تو ہنگو بھی خوشی ہوتی اگر انکے مقدر میں ہو تو جب انکو سمندر شاہ کی مہم سے فراغت ہوگی وہ اس سے
 مارجو تیوں کے جھین لینگے اسکی کیا حقیقت ہو دیریز رادی نے عرض کیا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہوا ہے
 کہ کسی اہل اسلام کے سردار نے یہ کارروائی کی ہو کہ سمندر شاہ نوکل لشکر لیکر ہمارے مقابلہ
 کو آیا ہو تھوڑا سا لشکر شہر میں ہو بس یہاں جنگ ہو رہی ہو سمندر شاہ اس طرف مصروف ہو بس
 وہ تھوڑا سا لشکر لیکر شہر میں جلا آیا ہو اس خیال سے کہ شہر پر قبضہ کر لو تا سمندر شاہ شہر میں
 بھاگ کر نہ جائے اور قلعہ بند ہو کر مقابلہ کرے تو جنگ کو طول ہو گا جب وہ بھاگ کر
 شہر کی طرف آئیگا تو ہم اسکو اندر نہ آنے دینگے بس وہ عاجز ہو کر یا نو اور کسی سمت بھاگ جائیگا
 یا مارا جائیگا ملکہ نے کہا کہ بہ تیری بھی رائے ٹھیک ہو شاید ایسا ہی ہو خیر معلوم ہو جائیگا جو کچھ کہ
 ہوا ہو گا پوشیدہ نہ رہے گا رادی کہتا ہے کہ ملکہ کا باغ شہر سے اس قدر فاصلہ پر تھا کہ یہاں یہ
 سب معرکہ گزرا اور ملکہ کو بالکل خبر نہ ہوئی ملکہ اپنے باغ میں بیٹھی ہوئی اہل اسلام کی فتح و ظفر کی دعا
 کیا کی اور ہر کارے اسکو جنگ منلو بہ کی خبر دیا کہ یہاں شہر پر اہل اسلام کا قبضہ بھی ہو گیا اور
 کفار بھاگ بھی گئے اور ناموس سمندر شاہ رادی نے روایت کی ہے کہ ہزاروں اہل شہر اور
 ہزاروں اہل لشکر اپنا مال و اسباب و ناموس کو لیکر دوسرے دروازے سے شہر کے بھاگ
 گئے اس خیال سے کہ لشکر میں بادشاہ کے جا کر قیام کریں اور بادشاہ کو اس حال سے آگاہ کریں
 اور ناموس سمندر شاہ بھی اسی خیال سے بھاگ گئے تھے اور ملکہ کو خبر نہ ہونے کا دوسرا سبب
 یہ بھی تھا کہ ملکہ نے اپنی خواص کو منع کر دیا تھا کہ اب کوئی شہر میں بد دن حکم ہمارے نہ جائے
 اگر جائیگا تو سزا پائیگا بس خواص ان ملکہ اور ملازمان ملکہ شہر میں نہیں جاتی یقیناً یہ خواص کسی
 ضرورت سے ملکہ سے اجازت لیکر گئی تھی جو اسنے آکر یہ خبر دی ورنہ ملکہ کو خبر بھی نہ ہوتی ملکہ
 نے یہ واقعہ سنے فرمایا کہ خبر جو کچھ ہوا وہ ظاہر ہو جائیگا یہ فرما کر دعا میں مصروف ہوئی کہ
 اے کریم کا ساز و ایوب بے نیاز تو اہل اسلام کو سمندر شاہ پر فتحیاب فرما اور کفار کو
 اہل اسلام کے ہاتھ سے شکست دے ملکہ صحن باغ میں بیٹھی ہوئی یہ دعا کر رہی تھی اور
 سب خواص میں گرد کھڑی تھیں مگر متفکر کہ دیکھیں اس واقعہ کا کیا انجام ہوتا ہے جو دوسرے
 کسی بادشاہ نے شہر پر قبضہ کر لیا ہے کہ یکایک ایک برق چمکی اور ایک طرف سے کچھ غبار بلند
 ہوا ایسی برق چمکی کہ شبکی آنکھیں اس چمک سے بند ہو گئیں بس سب نے آنکھیں کھول کر طرف
 آسمان کے دیکھا ملکہ نے اپنی دیریز رادی سے فرمایا کہ یہ برق کسی ساحر کے آنے کی ہے
 تو ہوشیار ہو جا اور سب خواص کو سنے کہا کہ تم بھی ہوشیار ہو جا شاید کوئی ساحر اس
 لشکر کا کہ جسے سمندر شاہ پر آکر قبضہ کیا ہے اور مارتا ہو تو اسکی خبر لی جائے اگر وہ ہم سے برسر فساد
 ہوا تو ہر سہرا بجا دیا جائے باغ ملکہ آکر چمکا یہ برق اسی کے سحر کی تھی اور اسنے
 نگاہ دوڑا کر باغ کی طرف دیکھا دیکھا کہ میری راحت روح و طاقت قلب و جگر یعنی

ملکہ نسیم جادو والا لائے گڑھی لب نہر جلوہ گر ہو عکس رخ سے تمام باغ روشن ہو اور عکس جو چہرے کا
 نہر کے پانی میں پڑتا ہو اور اس میں جو لہرائی ہو تو بہ معلوم ہوتا ہو کہ ہزاروں معین پانی میں روشن
 ہیں مگر حالت یہ ہو کہ سر کے بال نکلے ہوئے ہیں ڈپٹہ سینے پر سے ڈھلکا ہوا ہی ہو ایمان چہرے پر اثر ہو
 ہیں سب خواص میں گرد و پیش حربہ ہلے سحر ہے موئے کھڑی ہیں اور آسمان کی طرف دیکھ رہی ہیں
 حیران ہو ہو کر بس یہ جو حالت سہراب نے ملکہ کی دیکھی اور اپنے معشوق کو جلوہ گر پایا دل بھرار
 ہو گیا ایک مرتبہ طاؤس سحر کو چکا کر بلندی سے طرف بستی کے متوجہ ہوا ملکہ کی وزیر زادی کی نگاہ
 پڑی دیکھا کہ ایک ساحر طاؤس پر سوار بالائے آسمان سے باغ کی طرف آتا ہے چونکہ وہ بلند
 تھا اس سبب سے نہ پہچانا ملکہ سے عرض کیا کہ ملاحظہ فرمائیے کہ ایک ساحر ادھر کو آتا ہے جیسا کہ
 آپ نے فرمایا تھا کہ یہ برق آمد ساحر کی ہو رہی ہو یہ اسی ساحر کی آمد کی برق تھی ملکہ نے فرمایا
 کہ میں نے پہلے ہی خیال کر لیا سب خواصوں نے کہا کہ ہم سحر کر کے راہ میں روکیں یہاں نہ آنے
 دیں وزیر زادی نے بھی یہی عرض کیا ملکہ نے جواب دیا کہ نہیں یہاں آنے دو وہ کیا یہاں آکر
 کر بگا کوئی وہ ایسا نہر دست تو ہو نہیں کہ تم سب کو قتل کر ڈالیں گا وہ ایک ہو اور تم اس قدر
 ہو دوسرے میری وزیر زادی اسکو کافی ہوگی اسکا مطلب تو معلوم ہو کہ وہ یہاں کیوں آیا ہے
 کیا اسکی غرض ہو سب نے عرض کیا کہ بہت خوب ہے مگر سب اس طرف متوجہ ہوئیں اور ملکہ
 بھی سہراب جادو اتنے عرصے میں قریب آگئے تھے اب جو سب نے دیکھا تو چھپا کر کہ یہ تو
 سہراب جادو ملکہ کے عاشق ہیں اور ہمارے مالک ہیں سر جھکا کر رہ گئیں سہراب جادو
 مسکراتے ہوئے طاؤس سحر کو نیچا کرتے ہوئے چلے آئے ہیں ملکہ کی جونگاہ پڑی پہلی ہی نظر میں
 پہچان لیا اور مسکرا کر سر جھکا لیا اب جو آپ نے کو دیکھا تو سر کے بال پریشان اور ڈپٹہ سینے پر
 سے پٹا ہوا پایا جلدی سے ڈپٹہ درست کیا اور زلف کو درست کرنے لگی اس خیال سے
 کہ یہ تیرا عاشق ہو چکا جو اس حالت سے دیکھے گا تو اپنے دل میں کہے گا کہ ملکہ کیسی بد سلیقہ اور بیجا
 ہو کہ اس صورت سے باغ میں بیٹھی رہتی ہو بس اپنے کو درست کرنے لگی اور سر جھکا لیا مگر
 وزیر دیدہ نگاہوں سے دیکھ رہی تھی وزیر زادی نے جو سہراب کو آنے ہوئے دیکھا اور خواصوں
 نے تو کہا کہ ملکہ وہ تشریف لائے اس قدر خوش ہوئیں کہ مارے خوشی کے بات نہیں کی جاتی ہو
 یہ ہی کہتی ہیں کہ ملکہ وہ تشریف لائے ملکہ کچھ جواب نہیں دیتی ہو خاموش بیٹھی ہوئی انگلی باتیں
 سن رہی ہو کہ وزیر زادی نے سب کو ڈانٹا اور کہا کہ کیا تم دیوانی ہو گئی ہو جو یہ کہے جاتی ہو
 کہ وہ آئے وہ تشریف لائے پھر کیا کیا جائے آئے تو آئیں انکا گھر ہو اسکی خوشی کیا ہو یہ کہہ
 ملکہ سے عرض کیا کہ آپ کے عاشق زار و شیدائے رخ تابان فریفتہ زوے زیبا شیفتہ زلف و دوتا
 مجروح خدنگ نگاہ قتل ابرو کے کچ اور سہراب جادو کا دفاتر تشریف لائے ہیں ذرا اٹھ کر انکا
 استقبال فرمائیے انکے دل ریخ کو شاد فرمائیے یہ جو وزیر زادی نے عرض کیا ملکہ نے مسکرا کر
 فرمایا کہ تو بہت گستاخ ہو گئی ہو اپنی حد کو بھول گئی ہو چکو کیا ضرورت ہو کہ میں ایک غیر مرد کے
 استقبال کو اٹھوں وزیر زادی نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا دل سے کوئی اسوقت پوچھے کہ جو
 اسکا حال ہو گا مانا تو ایسی باتیں فرمائیے گا ملکہ نے فرمایا کہ مجھ کو ایسی باتیں اچھی نہیں معلوم
 ہوتی ہیں وہ میرے عاشق نہیں ہیں بلکہ میرے عاشق ہیں تیرے لیے آئے ہیں اسنے مسکرا کر

جواب دیا کہ بجا اور شاید ہوا اس دن شب بھر میرے ہی ساتھ تو صحبت رہی میں ہی تو ان کے ساتھ شراب پیانی میں ہی
تو لاکر آنکو صند و تچہ دیا تھا اور میں ہی تو وقت رخصت کے روئی تھی میں نے ہی تو خدا حافظ
کہا تھا میں نے ہی تو دامن بکڑ بیا تھا یہ سب حرکتیں میری تھیں یہ جو اسنے پتہ کی کمی اسوقت
ملکہ کو کچھ شرم آئی اور کچھ خوشی ہوئی یہ کہہ کر کرسی پر سے اٹھی کہ تو بہت گستاخ ہو گئی ہو اور
سب چرب زبانی پر کہہ بانڈھی ہو جب تک جھگو سزا نہ ملیگی تو نہ مانے گی نہ معلوم کیا وہاں ہی تباہی
کی ہو ملکہ یہ فرماتی ہوئی قدم اٹھا کر بارہ دری کی طرف روانہ ہوئی اور داخل بارہ دری
ہو کر پردے خود چھوڑ دیے اور مسند پر جا کر بیٹھی یہ حرکت ملکہ کی سہرا ب نے دیکھی جلدی سے
طاؤس کو صحن باغ میں اتارا وزیر زادی کھڑی ہوئی تھی اور چند خواہنیں باقی منہ خواہنیں ملکہ
کے پاس چلی گئی تھیں اس خیال سے کہ ملکہ اکیلی بارہ دری میں تشریف لیگی ہو یہاں جب
سہرا ب طاؤس پر سے اتر اس کے لباس کا یہ حال ہو کہ تمام خون سے رنگین ہو رہا ہو کچھ اچھے
اچھے زخم بھی لگے ہیں آنبر خون جسم گیا ہو جا بجا ہاتھوں میں خون بھرا ہوا ہو عجب حالت ہو جو
حالت وزیر زادی اور خواہنوں نے دیکھی حیران ہوئیں کہ یہ کیا حالت ہو کہاں سے اس حالت سے
آنے ہیں بھر خیال آیا کہ جنگ مغلو بہ تو ہو رہی ہو معلوم ہوتا ہو کہ اس حالت جنگ و بیکار میں
آنکو ملکہ کا خیال آیا اور یہ خیال کیا کہ سمندر شاہ تو یہاں مصروف جنگ ہو جیو ملکہ کو دیکھ
آئیں بس اسی طور سے لڑنے ہوئے اور حریف آئے ہیں بس سہرا ب کو سلام کیا سہرا ب
نے جواب سلام دیکر وزیر زادی سے کہا کہ ملکہ عالم کہاں تشریف فرما ہیں اسنے عرض کیا کہ
ابھی تو یہاں کرسی پر جلوہ گر تھیں آنکو تشریف لائے ہوئے دیکھ کر آنکر اندر بارہ دری کے
تشریف لیگئی ہیں سہرا ب نے کہا کہ معلوم ہوا ملکہ ہم سے ناراض ہیں ہاں ہم اسی قابل ہیں
ہم سے خطا ہی ایسی ہوئی ہو کہ ہم اس سے بڑھ کر لائق سزا ہیں ہم تو عاشق ہیں جو انکا جی چاہے ہم پر
ستم کریں ہم سبکی برداشت کریں گے بہتر تو یہ ہو گا کہ ان صدموں کے دینے سے وہ میرے سر کو
اپنے ہاتھ سے قلم کریں ہم تو ان سے ملنے کو آئے اور وہ ہکو دیکھ کر بارہ دری میں چلی گئیں ہاں
ہم اسی لائق تھے یہ کہہ کر سہرا ب آنکھوں میں آنسو بھر لایا وزیر زادی نے عرض کیا کہ آپ بھی
تشریف بچلیں ملکہ سے ہمکلام ہوں آپ تو بخوبی آنگے مزاج سے واقف ہیں آپ سے آنکو صرف
استدرا صدمہ ہو کہ جب سے منہ دہچھ لیکر گئے پھر خبر نہ لی نہ معلوم آنبر کیا گزری دشمنوں کی زندگی
کی کب امید تھی دوبارہ زندگی ہوئی ایسی غلیل ہوئی تھیں سہرا ب نے جواب دیا کہ یہاں آنبر ستم
گزر رہے رہاں ہکو استدرا فرصت نہ ہوئی کہ ہم آکر شرف دیدار سے مشرف ہوئے اور شراب
و صل ملکہ سے بہرہ مند ہوئے دن رات سوائے مقابلہ کے دوسری فکر نہ تھی نہ معلوم اسوقت بھی
کیونکر آنا ہوا ہو جیو میں حاضر ہوں میری سفارش کرنا وزیر زادی نے عرض کیا کہ ہاتھ نہ منہ تو دھوئیے
یہ خون تو پاک فرمائیے ملاحظہ تو فرمائیے کہ کیا صورت ہو رہی ہو جو کوئی دیکھے ڈر جائے سہرا ب
نے جواب دیا کہ استدرا مہلت کہاں صرف ملکہ کو دیکھ لیں اور دود و باتیں کر لیں اپنا قصور
معاف کرالیں نہ معلوم زندہ بچیں یا نہ بچیں کیونکہ آج کئی شہانہ روز سے جنگ مغلو بہ ہو رہی
ہو اپنی آنکھوں کے سامنے وہ وہ لوگ قتل ہو گئے ہیں جو کہ زینت جہلو تھے یہ عالم ہو کہ ابھی
براہر کھڑے تھے ہلٹ کر جو دیکھا تو خاک پر پڑ پڑے یا بس ایسی حالت میں کیا امید زندگی ہاتھ نہ منہ

دھونے کی کہان مہلت اور خون پاک کرنے کی کہان فرصت بس جلو دیر تک وہ یہ سکے وزیر زادی
 سہراب کو ہمراہ بیکر طرف بارہ دری کے چلی سہراب نے کیا ندہیر کی کہ رومال سے ہاتھ باندھ لیے
 اور سر جھکائے ہوئے ہمراہ وزیر زادی کے ہو لیا اور خنجر نیام سے نکال کر ہاتھ میں لے لیا وزیر زادی
 پر وہ آنکھ کر اندر بارہ دری کے آئی دیکھا کہ ملکہ مسند پر بیٹھی ہوئی ہو زلفین وغیرہ درست
 کر لی ہیں اسی طرف دیکھ رہی ہو اور سب خواہین ادب سے کھڑی ہوئی ہیں بس وزیر زادی
 سہراب کو بیکر قریب ملکہ آئی سہراب نے جو ملکہ کو مسند پر جلوہ گر دیکھا بس دل مضطرب
 تاب نہ رہی یہ کتنا ہوا چلا کہ اے ملکہ عالم اے توت دل و جگر اے راحت قلب مضطرب عاشق زار و شیفہ
 ویدار و فریقہ رخسار حاضر ہو اسکی خطا کو عفو فرمائیے جو اس سے حالت مجبوری میں ہو گئی ورنہ
 یہ خنجر موجود ہو اور یہ سر حاضر ہو اسکو اپنے دست نازک سے فلم فرمائیے اگر میری خطا لائق عفو نہ ہو ہتھکڑ
 عتاب و خطاب بیکار ہو میں تو مرغ نیم بسمل سے بدتر ہوں کیونکہ وہ پھر تک تو سکتا ہی رہا تو پھر کتنے
 کی بھی اجازت نہیں ہو مجھ سے نہ تڑپنے کی اجازت ہو نہ فریاد کی ہو نہ گھٹنے کے مر جاؤں یہ مرضی مرے صیاد
 کی ہو اے ملکہ عالم و اے راحت جان عاشق و اے سرور قلب نا تو ان میں تو پہلے ہی آجکی تیغ ابرو
 و خنجر نگاہ سے بسمل ہو چکا ہوں دام گیسو میں مبتلا ہوں اسقدر غصہ میرے حال پر بیکار ہو یہ بیکر
 ملکہ کے قدموں پر گر املکہ نے ہاتھیں ہاتھیں کھراپنا پاؤں پٹا لیا اور وزیر زادی سے فرمایا کہ تو
 بہت شوخ دیدہ ہو گئی ہو میں اسی سبب سے دمان سے اٹھ کر یہاں چلی آئی تو اپنے بار کو یہاں
 بھی لے آئی رہ تو جا دیکھ اسکی سزا بجو دیتی ہوں بہ وزیر زادی سے لیا کہ سہراب کی طرف
 مخاطب ہو کر فرمایا کہ ذرا دل کو سنبھالیے قابو میں لائیے ایسے خود رفتہ نہیں ہو جائے ہیں دیکھ بھال کر
 پائین کرتے ہیں مجھ سے آپسے کیا غرض میں کیوں خفا ہونے لگی آپسے میری کیا خطا کی ہو جو میں عفو کروں
 نہ جانتی ہوں کہ یہ کارستانی اسی شوخ دیدہ کی ہو یہ ہی تھو یہ بٹی بڑھا کر لائی ہو خیر رہ تو جا
 تو میرے ہاتھ سے باقی کہان ہو وزیر زادی نے کہا کہ جی مان وہ تو ایسے نہیں ہیں کہ جو میں نے
 تعلیم کیا اس پر انھوں نے عمل کیا وہ کچھ جانتے نہیں ہیں ابھی انکا درد و جھوٹا ہو کیا کروں جگو ہمیں
 فائدہ ہو اس سبب سے میں نے یہ انکو تعلیم کیا یہ جو آسنے کیا ملکہ کو ہنسی آگئی لاکھ ضبط کیا
 ضبط نہوسکی وزیر زادی نے جو ملکہ کو شکستہ پایا عرض کیا کہ اے ملکہ آپکو میرے سر کی قسم آپ انکی
 خطا کو معاف فرمائیے ہاتھ کھول دیجئے پہلو میں بٹھائیے کیونکہ یہ دم بھر کے مہمان ہیں آپکو لازم ہو
 انکی خاطر فرمائیے کیا اعتبار زندگی کا یہ جنگ مغلوبہ میں سے تو آپکے دیکھنے کو آئے ہیں
 ملاحظہ فرمائیے کہ تمام لباس خون سے پرا نشان ہو رہا ہو بس ایسی حالت میں آزر دہ ہونا
 بیکار ہو جو اپنے پاس آئے اس سے خفا ہونا خلافت دستور ہو گو اسنے خطا ہوئی کہ جسدن سے
 یہ منہ و قہر نیکر گئے پھر انھوں نے خبر نہ لی یہ کیا کریں مجبور تھے ورنہ انکے دل کو لگی تھی یہ کب
 ایسی حرکت کرتے کہ نہ آئے ایسے ہی ناچار تھے جو نہ آسکے بس اتنی سی خطا پر کوئی اپنے جاننے والے
 سے خفا نہیں ہوتا ہو اے ملکہ سب ملتے ہیں مگر محبت کرنیوالا نہیں ملتا ہو بس غصہ ہو جھکائے اپنے
 عاشق کے ہاتھ کھول دے پہلو میں بٹھا لو باتیں کرو یہ جو وزیر زادی نے کہا ملکہ کو قسمیں بھی دیں ملکہ
 خود یہ امر منظور تھا سہراب کی یہ حالت گراں گذر رہی تھی اور اسنے عاشق کو جو ناچار
 و مجبور دیکھا رحم آگیا یہ فرما کر وزیر زادی سے کہ تیری خاطر سے میں انکے ہاتھ کھولنے دیتی

ہوں ورنہ انھوں نے ایسی خطا کی تھی کہ یہ اس لائق نہ تھے کہ انکی خطا معاف کی جاتی تو سفارش کرتی ہوا درجگو تیری خاطر بہت عزیز ہو بس میں یہ امر بھی گوارہ کرتی ہوں یہ فرما کر اسے اپنے ہاتھ سے سہراب کے ہاتھ کھولے اور اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ سہراب رو بہرہ ملک کے پٹھنے لگا کہ وزیرزادی نے ٹھوکا دیا جب سہراب نے اسکی طرف دیکھا اشارہ کیا کہ پہلو میں جا کر بیٹھو یہاں کہاں بیٹھتے ہو یہ جو اشارہ پایا بس سہراب پہلو کے ملک میں بند پر جا کر بیٹھ گیا وزیرزادی نے سہراب سے کہا کہ پھر ہم ہی کام آئے آپکو لازم ہو کہ ہماری خاطر کیا کیجیے اگر ہماری خاطر کیا کیجیگا تو پھر کبھی بات نہ حاصل ہوگی نہ میں سفارش کرتی نہ یہ بات حاصل ہوتی اور بہت سی مذاق کی باتیں وزیرزادی نے کیں سہراب نے جواب دیا کہ آپکا بڑا احسان ہوا میرے حال زار میں آپکا ممنون احسان ہوں اب سہراب نے قصد کیا کہ ملک سے کچھ کلام کرے بس ملک کی طرف دیکھ کر کہا کہ راحت جان عاشق تھا راغصہ ابھی تک فرو نہیں ہوا ہم کو بندم کے مہمان ہیں ہمسے کیوں خفا ہو مسافرہ عام سے خفا ہونا بیکار ہوا اس گرد و گردون کے ہاتھوں سے ناچار ہیں کہ اسنے کوئی امید ہماری نہ برآئے دی اور ملک ہم تو ہر وقت برسرِ دار ہیں اسقدر تمھارا دیکھنا ہمارے مقدر میں تھا کہ زندہ رہے ورنہ زندگی کی کب امید تھی کیونکہ دل تو عشاق نے اسیر کر لیا تھا اور ایسے مقام پر قید کیا تھا کہ جان کی زمین مثل تنور کے جل رہی تھی اور ایسے مجبور تھے کہ کر دھڑک نہیں لے سکتے تھے خداوند کرم بھلا کرے ملک ایوان نہ طاقی تاکہ اسنے راکھا اسیر بھی امید زندگی نہ تھی نہ خیال تھا کہ ادھر ایوان عشاق کے ہاتھ سے مغلوب ہوئی پھر ہم سب اسی طور سے اسیر ہو جائیں گے چونکہ زندگی بانی تھی اسکو ملک سوماق نے آکر قتل کیا اب اسدن سے آج تک جنگ مغلوب ہو رہی ہے برا بر تلوار چل رہی ہے یہ عالم ہو کہ جو ابھی سامنے لڑ رہا تھا اب جو دیکھا خاک پر پڑا اڑیاں رگڑ رہا ہو ایسی حالت میں کیا امید زندگی ہو اور ملک میں اسوقت تمھارے دیکھنے کو سبکو چھوڑ کر چلا آیا ہوں خلافت مروٹ کیا ہو دیکھو اب کس کو جا کر زندہ پاتا ہوں اور کسکو قتل شدہ بس مجھ سے باتیں کر لو اپنے شربت دیدار سے سیراب کر دو گلے سے لگا لو یہی آرزو پوری ہو جائے اور تو سب امید بن خاک میں ملی جاتی ہیں اگر زندہ رہے اور اس آفت سے نجات ملی اور اہل اسلام کی فح ہوئی تو پھر تو ہم ہیں اور تم ہو اور سب مرادین براہی ورنہ حسرت و آرزو لیکر کنج لحد میں جائیں گے یہ خلافت مروٹ ہو کہ جسکا واسن بکرا اور جسکا ساتھ دیا اب ایسی حالت میں جبکہ وقت بڑا ہو اسکا ساتھ چھوڑ دین جب ہم پر وقت پڑا تھا تو ہم انکے ساتھ تھے انھوں نے ہر طرح کا ہمارا خیال رکھا اب جو وہ ایک بلا میں مبتلا ہوئے ہیں اب انکا ساتھ نہ دین تو اور دونکو ہم سے کیا امید ہوگی یہ جو سہراب نے کہا ملک نے اسکا بھی کچھ جواب نہ دیا نا موشن شاکی مگر دل پر از حد صدمہ ہو چکا اور ایک گھونٹہ قلب پر لگا آنسو نکل آئے اور جان کیا کہ سہراب سچ کہتے ہیں اور سہراب اب بھی یہ کلام کر کے خاموش ہو رہا جب وزیرزادی نے دیکھا کہ ملک نے کسی بات کا سہراب کی جواب نہ دیا اور دیکھا کہ خاموش بیٹھی ہے اپنے دل میں خیال کیا کہ اب تو یہ کام کر صحبت شراب و کباب کی گرم گرم جبکہ ملک کا دماغ بادہ ناب سے گرم ہو گا اسوقت کچھ کلام کرے گی اور یہ غصہ فرو ہو گا بس خواصون کی طرف اشارہ کیا کہ کشتی شراب کی اور قابین کباب کی بہت جلد حاضر

کرو انھوں نے بموجب حکم وزیر زادی شراب و کباب حاضر کیا وزیر زادی نے سہراپ
 کی طرف اشارہ کیا کہ آپ اپنے ہاتھ سے جام بھر کر کے ملکہ کو دیجیئے تاکہ ملکہ کا غصہ فرو
 ہو سہراپ نے جواب دیا کہ اگر وزیر زادی اس قدر مہلت کہاں ہو کہ میں مہجست شراب و کباب
 گرم کروں غلام جو پوچھتی ہو تو میں ملکہ کو لینے آیا ہوں یہ کہہ کر اسدن سے کل حال بیان
 کرنا شروع کیا کہ جسدن مند و نچہ لے گیا تھا کل واقعات بیان کیے یہاں تک کہ عشاق
 کے مقابلے اور سب کا اسیر ہونا ایوان نہ طاقی کا سب کو رہا کرنا اور عشاق سے
 مقابلہ کرنا اور ملکہ ایوان کا مجھ و ح ہونا ملکہ سو ماقی کا اگر عشاق حجرہ نشین کو
 قتل کرنا اور جنگ مغلوبہ کا ہونا اور ساحر و ن اور غیر ساحر و ن کا سمندر شاہ
 کی لگت کو آنا اور اہل اسلام کی بھی لگت کا آنا اپنا اور غزالان آہو چشم اور
 ملکہ سو ماقی کا باہم صلاح کر کے لشکر لیکر شہر سمندر یہ پر آنا اور یہاں تاخت و
 تاج کرنا سہراپ جادو و ناعب سمندر شاہ کا مارا جانا اور اہل شہر کا قتل ہونا اور
 فرار ہر کر کسنا لشکر کا شریک ہونا اور اپنا ملکہ غزالان اور ملکہ سو ماقی کو مصروف جنگ
 چھوڑ کر اس قصد سے آنا کہ ملکہ کو لا کر تخت پر بٹھا دوں سب بیان کیا اور کہا کہ میں
 ملکہ کو لینے آیا ہوں ملکہ خفا ہیں اب کیا کروں وہاں وہ دونوں لڑ رہی ہو گی میرا انتظار
 کر رہی ہو گی بیرون شہر کا کچھ حال نہیں معلوم کہ وہاں کیا گذری ابھی اسی طور سے مقابلہ
 ہو رہا ہو یا اہل اسلام کی طرف ہوئی یا نہیں آج ہکو یہاں آئے ہوئے تیسرا دن ہی جب
 ہم تینوں آدمی لشکر لیکر شہر کی طرف چلے گئے لہذا اہل اسلام کا غلبہ تھا مگر اب حال نہیں
 معلوم کہ وہ ہی غالب رہے کہ کفار خدا نخواستہ غالب آئے پس میرا قصد یہ کہ یہاں تک بندوبست
 کر کے پھر وہاں جاؤں وہاں کا رنگ دیکھوں ملکہ عالم کی یہ حالت ہو اب کیا کروں وزیر زادی
 نے جب یہ سنا تو خوش ہو کر کہا کہ شکر ہو اسکا کہ تھے خبر سنا لی ملکہ کو اس امر کی زیادہ فکر تھی
 کہ ملکہ نے سنا تھا کہ کسی اور بادشاہ نے اگر شہر سمندر یہ پر قبضہ کر لیا اب معلوم ہوا کہ یہ
 ساری کارروائی آپکی ہو بس شراب پیجیے ملکہ کو بھلائے اور انکو راضی کیجیئے اپنے ہمراہ بیچلے
 جلدی کیا ہو وہ تو لڑ رہی ہیں وہ کوئی ایسی ویسی نہیں ہیں کہ شکست کھا جائیگی انہیں ایک
 ساحر و ایسی آدک جسے عشاق حجرہ نشین ایسے زبردست ساحر کو قتل کیا اور غزالان آہو چشم
 بھی کوئی کم نہیں ہیں اس کے حال سے بخوبی واقف ہوں کیونکہ وہ اور ہم لوگ اور ملکہ عالم
 ساتھ کھیل کر رہی ہوئی ہیں وہ حالات شہر اور مقامات شہر سے بھی خوب آگاہ ہو یہ تو اپنے
 خوب کیا جو اس طور سے ملک پر قبضہ کر لیا ہے جو وزیر زادی نے کہا بس سہراپ نے
 اس کے کہنے موافق شراب سے جام بھر کر کے ملکہ کے روبرو پیش کیا ملکہ نے سر جھکا کر جواب دیا
 کہ آپ نوش فرمائیے مجھ کو معاف فرمائیے مگر ملکہ کے دل کا یہ حال ہو کہ جب سے یہ واقعات سننے
 ہیں دل نل غم گل کے شگفتہ ہو گیا ہوا اور یہ ہی جی جا رہا ہے کہ سہراپ کو گلے سے لگا لوں کہائے
 یہ خوشخبری سنائی اور پھر وزیر زادی نے سب کو اشارہ کیا کہ سب خواصین بہانہ کر کے نل گئیں یہ
 خود بھی بچیلے پیشاب کے وہاں سے چلی آئی اور سہراپ نے اشارہ کیا کہ اب میں جاتی ہوں
 تم ملکہ کو راضی کر لو وزیر زادی کا جانا تھا اور نخلیہ کا ہونا تھا بس سہراپ نے جام شراب تو

ہاتھ سے کشتی میں رکھ دیا اور ہاتھ جوڑ کر پھر ملکہ نسیم جاو کے قدموں پر گر پڑا اور کہا
 کہ اے روح و جان عاشق میرے تصور کو از پر اسے خدا معاف کر دین ان آلاموں میں
 تھا جو نہ حاضر ہو سکا ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ یہ عاشق بقرار ستم کشیدہ صدمہ فراق حاضر نہوتا اور
 شربت دیدار سے سیر و سیراب نہوتا مگر کیا کروں مجبور و ناچار تھا ملکہ نسیم جاو و سنے جو یہ حالت
 سہراب اپنے عاشق و لدادہ کی دیکھی اور از حد مضطرب و بقرار پایا تیوری پر بل ڈال کر کہا کہ میں نے
 ایسے بہت سے فقرے سنے ہیں وہ شوخ و بد و میرے پیچھے عجب بلا لگا گئی خود کل کر چلی گئی خیرہ تو
 جائے میرے ہاتھ سے جانی کہاں ہو بس معلوم ہوا کہ تلوگ اپنے مطلب کے ہو جب غرض
 ہوئی تب خبر لی آسداں جو آئے تو وہ فقرہ کہنے ہوئے آئے جگو فقرہ دیکر صند و قہ لے گئے کہ
 جسکے سبب سے ہم پر وہ شدا مگر گزرے کہ خدا کسی دشمن پر بھی نہ ڈالے ہم مرتے مرتے بچے
 مگر ہماری کسی نے خبر نہ لی مان باپ کے روبرو اور اپنے عزیزوں اور بگائوں کے نزدیک
 رسوا بھی ہوئے بدنامی بھی گوارہ کی عزت و آبرو میں بھی دھبا لگا با ظلم و ستم بھی سے طعنہ زنی
 بھی گوارہ کی مگر کوئی بھی برسان حال نہوا اور کیوں ہونا کیا غرض تھی اپنا کام تو نکل چکا تھا
 چاہے زندہ رہے چاہے نہ رہے ہم نہوتے تو ہماری بہنیں ہزاروں تھیں، اور کسی خوبصورت محبوب
 سے دل لگائے بقول کے شعر۔ گروہ نہیں تو اور کوئی مر جیبن سہی ۛ ہکو تو دل کی سے غرض ہو کہیں ہی
 جب سے اب آپ شریف لائے اب بھی ایک نیا فقرہ بنانے ہوئے آئے جب اپنی غرض ہوئی
 تو ادھر کا خیال آیا میں آپکے ایسے فقروں پر کب آئی ہوں بس کیا ضرور ہو مجھے ایسے بیوفا
 اور بے مروت سے کلام کرنا آپ اور کسی کو بادشاہ بنائے میری کیا ضرورت ہی میں
 ایسے بہت سے فقرے بنایا کرتی ہوں میں ایسی محبت کی قائل نہیں ہوں کہ منہ دیکھے کی
 محبت ہو جب مثل جب آنکھ ہوئی چاروں دل میں آیا یا رہا جب ہوئی اوٹ دل میں آئی کھوٹ،
 بس جگو معاف فرمائیے جگو اسقدر آپکی عنایت کافی ہو کہ آپ میرا اور پر مہربانی فرماتے
 ہیں میں کیا کرونگی حکومت کر کے یہ باتیں اور کسی سے کیجیے یا اس شوخ دیدہ کے ساتھ یہ باتیں
 کیجیے جو کہ آپکو یہاں لائی ہو میں ایسے مرد خود غرض سے بات نہیں کرتی ہوں یہ جو ملکہ نے
 فرمایا سہراب نے جواب دیا کہ اے ملکہ یہ جو چکو اپنے فرمایا اور شکایت کی سب آپکی شکایت
 بجا ہو مگر میں کیا کروں ناچار تھا اور میں تو بخدا کے لایزال اس گل سے جمرے کا بلبل ہوں
 اور اس سرو قامت کا قمری ہوں اور اس شجر قد شمشاد کا فاختہ ہوں تمہو بخدا مرنا ہوں جان
 و دل سے تمہاری الفت کا دم بھرتا ہوں جو تمہاری مفارقت میں میرا حال ہی وہ خوب خدا پر
 روشن ہو کیا بیان کروں جو تمہاری مہاجرت میں میرے قلب کا حال ہی یقین ہے اب وہ
 دن مفارقت کے کٹجائیں ہم اور تم ایک جا ہو جائیں اے ملکہ عالم یہ وقت شکوہ و شکایت
 کا نہیں ہے جب وہ دن جامع المتفرقین لایگا جو جاہنا شکایت کر لینا اب یہ جام شراب
 پیلو اور میرے ہمراہ چلوں گا کہ میں تمہارے ہند و نیست کروں ملکہ سے یہ جو سہراب نے کہا
 اور بہت ہنسن کہیں اور ہاتھ جوڑنے لگا ملکہ خود اسکی عاشق تھی میں اپنے معشوق کی یہ
 حالت نہ دیکھی گئی کہا کہ کیا کروں میں بھی ناچار ہوں تمہاری ان باتوں سے تو دل
 یہ جاہتا ہے کہ میں کلام کروں مگر جب آن ہو نا ہو نا کا خیال آتا ہے غصہ آجاتا ہے بس سہراب

نے قسین کیا کر اپنی نا چارہ کی اور ملکہ کو منت بہاجت ایکے راضی کیا بس جام شراب
 سے لہریز کر کے ملکہ نسیم جاو و کو دیا اور یہ شعر پڑھا شعر - بنوش بادہ کہ ایا نم نیم خواہر ماند
 جان ماند و چنین نیرم نچو اید ماند + ملکہ نے اپنے عاشق صادق یعنی سہراب کے ہاتھ سے لیکر
 خود نوش کیا اور اپنے ہاتھ سے جام لہریز کر کے سہراب کو دیا اور کل اپنی حالت
 بیان کی جو جو واقعات گزرے تھے اور جو جو صدقات شہنشاہ کے ہاتھ سے پہنچے
 تھے سہراب کو یہ سنکر بڑا صدمہ ہوا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے رفت کو ضبط کر کے
 سہراب نے سب اپنی حالت بیان کی ملکہ کل واقعات سنکے خوش ہوئی کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے
 اہل اسلام کی فحیابی کی اس قدر نوبہر سنائی آئندہ وہ مالک ہو اور دود و د جام کی جو نوبت
 ملی بس سہراب نے ملکہ نسیم جاو و کو آغوش میں لیکر خوب گلے سے لگایا اور
 خوب لب و عارض کے بوسے لیے اور کہا کہ اے ملکہ عالم اب عرصہ نہ کرو جلد تشریف
 بچلو کیونکہ ملکہ غزالان آہو چشم اور ملکہ سوماق میری راہ دیکھتی ہو گئی اور اپنے
 دل میں کہتی ہو گئی سہراب اپنی معشوق ملکہ نسیم جاو و کو دیکھ کر ایسے چوہے کہ ہلو گو گو
 بھی بھول گئے اور عیش و عشرت میں پڑ گئے ملکہ نسیم جاو و نے جواب دیا کہ جو تمھاری مرضی
 سہراب نے کہا کہ اگر مرضی خداوند کریم ہو اور ہمارا اور تمھارا ایک جا ہونا مقدر میں ہو
 تو وہ سب بیان ہوا جاتا ہے اس قدر تو امید ہوئی ہو اور شہر پر قبضہ بھی ہو گیا ہے ملکہ نے فرمایا
 کہ بہ ندریر نے خوب کی کہ شہر پر قبضہ کر لیا اب جو شہنشاہ بھاگ کر ادھر آئیگا اور یہاں
 تمھارا قبضہ پائیگا اور شہر میں نہ آنے پائیگا تو ضرور قتل یا اسیر ہو جائیگا سہراب نے
 جواب دیا کہ جو خداوند کریم کو منظور ہو گا وہ ہو گا بس راوی بیان کرتا ہے کہ سہراب
 نے منت و سماجیت کر کے ملکہ نسیم جاو و کو راضی کیا ملکہ خود اس فکر میں تھی کہ کسی
 طور سے میں اپنے عاشق سہراب تک پہنچ جاؤں یہ جو باتیں ملکہ نسیم جاو و نے
 کہیں صرف اس خیال سے کہ سہراب پر یہ نہ ظاہر ہو کہ ملکہ نسیم جاو و مجھ سے محبت
 کرتی ہو اور چشم نمائی بھی مد نظر تھی ورنہ ملکہ خود آتش مفارقت سہراب میں رات دن
 جلا کرتی تھی اور صدمہ جدائی کو دل پر سہا کرتی تھی یہ ہی یہ وقت فکر تھی کہ کسی
 صورت سے سہراب سے وصل حاصل ہو اور یہ آتش مفارقت فرو ہو اور درمیان
 سے بہ حجاب جدائی آنٹو جائیں مقصد دلی بر آئے حسرت دل نکلے دست شاد ہوں دشمن آتش
 حسد سے ہلکے خاک ہوں بس اب جو سہراب نے ملکہ کو راضی کیا اور ملکہ خوش ہوئی
 خوب سہراب نے ملکہ کو آغوش تما میں بکر بوس و کتار کیا اسکے بعد کہا کہ اے ملکہ عالم
 اب تشریف بچلو ملکہ نسیم جاو و نے کہا کہ اچھا بس ملکہ نے وزیر راوی کو آواز دی وہ
 سکر اتی ہوئی اندر کمرے کے آئی جھک کر سلام کیا اور کہا کہ اے ملکہ عالم مبارک ہو
 ملکہ نے کہا کہ تم اب بہت چل چکی ہو اور از حد گستاخ ہو گئی ہو میرے پیچھے ایک بلا لگا کر
 خود چلی گئیں آئیں عرض کیا کہ ملکہ اپنے پاسنے والے سے نہیں خفا ہوتے ہیں یہ تو آپکے
 دام کیسو میں اسیر ہو چکے ہیں اب جانے کہاں ہیں اور آپکے مہمان ہیں آپ کو انکی خاطر
 کرنا تو زیبا تھی مہمان کے دل کو آزر دہ نہیں کرتے ہیں غمزہ کے دل کو نہیں دکھانے ہیں

ملکہ نے کہا کہ بجا ارشاد ہوا آپکی نودلگی ہو گئی مسن میں نے صرف اس خیال سے اسے کلام نہ کیا تھا کہ یہ بے مروت ہیں پھر اب جا کر خبر نہ لینے اپنے مطلب سے تشریف لائے ہیں ایسے سے کلام کرنا کیا ضرور ہو خبر میں نے متبر اور رانہر بہت رحم کیا کہ جو اسے کلام کیا اسے مسکرا کر جواب دیا کہ آپکی بڑی عنایت و مہربانی میرے حال پر ہوئی مگر اپنے دل سے تو پوچھیے کہ قبلی اسکے آنے کے اسکا کیا حال تھا اور اب کیا حال ہو یہ کہہ کر اور چند باتیں طعنہ و طنز کی کہیں تب ملکہ نے ہنس کر فرمایا کہ اب تو مختاری بن آئی جو مختارے دل میں آئے کہوا اسنے کہا کہ جی ہاں یہ تو میرے عاشق ہیں اور میرے پاس آئے ہیں آپ سے کیا غرض آپنے میرے اوپر بڑی مہربانی کی جو اسنے کلام کیا ملکہ نے کہا کہ لے اچھا اب یہ باتیں ہو چکیں سامان چلنے کا کرد سب کو آمادہ کرو اور سب اسباب بار کر و بس اسوقت وزیر زادی نے سب سامان کیا اور سب مال و اسباب خواصون کے حوالے کر کے اور اسنے یہ کہہ کر کہ یہ سب تم لیکر عقب سے آؤ اور آکر ملکہ سے عرض کیا کہ بسم اللہ تشریف لیٹ لیجئے بس ملکہ اور سہرا اب اور وزیر زادی ایک تخت پر سوار ہوئے سہرا اب نے سحر کیا کہ وہ تخت طرف شہر کے چلا آؤ سب خواصین مال و اسباب لیکر عقب میں روانہ ہوئیں یہاں سہرا اب اسوقت آکر پہونچا کہ ملکہ سو ماق اور ملکہ غزالان آہو چشم اہل شہر کو امان دے چکی تھیں اور سب اہل شہر اور اہل لشکر جو کہ قتل ہونے سے اور بھاگنے سے بچے تھے آکر اطاعت کر رہے تھے خزانہ اور عمارات شاہی پر قبضہ کر لیا تھا بس سہرا اب نے آکر سب حال دریافت کیا انھوں نے سب کیفیت بیان کی سہرا اب نے ملکہ نسیم جاو و کو سب سے ملایا وہ سب بھی خوش ہوئے اسوقت سہرا اب نے ملکہ نسیم جاو و کو لا کر تخت پر بٹھایا اور پہلے آپ نذر دی اسکے بعد اور سب نے نذر گزارا بی ملکہ نسیم جاو و نے سبکی نذر قبول کر کے حکم دیا کہ جو ایمان لائے اور دین اسلام قبول کرے اسکو امان دی جائے بس حکم سہرا اب اور ملکہ غزالان آہو چشم اور ملکہ سو ماق جاری نے ملکہ نسیم جاو و کے نام کا چارج دیا کہ آج سے ملکہ نسیم جاو و کی حکومت شہر ہندریہ میں قائم ہوئی بس سہرا اب نے سب عمارات شاہی اور محلات کشاہی اور تمام رئیسوں کے مکانوں پر اور جو لوگ اپنے اپنے مکان چھوڑ کر بھاگ گئے تھے بہرہ مقرر کیا اور ملکہ نسیم جاو و کے نام کا سکندر سیو قوت جاری ہوا سلامی کی تو پھر چھوٹیں سب اہل لشکر اور اہل شہر نے ملکہ نسیم جاو و کو نذر دی ہر طرف امن و امان ہوئی سب اہل شہر وائر اسلام ہیں آگے تمام جنگدے منہدم کیے گئے مساجد وں کی بنا ڈالی گئی سہرا اب نے حکم دیا کہ تمام شہر لاشوں سے صاف و پاک کیا جائے اہل اسلام کی لاشیں دفن ہوں اور کفار کی لاشیں چھرا میں ڈال دی جائیں تاکہ زراغ و زرعین کھا جائیں اب جو شمار کیا گیا اور ہر گلی کو چھ لاشوں اور خون سے صاف و پاک کیا گیا تو معلوم ہوا کہ تین ہزار اہل اسلام و چھ ہزار کفار سے فائز ہوئے اور پچیس ہزار کفار و تین ہزار اہل لشکر اور اہل شہر دو ہزار تھے اور دو ہزار اہل اسلام مجروح ہوئے جو کہ بموجب حکم سہرا اب شفا خانہ کو روانہ کیے گئے اور دس ہزار کفار راوی نے بیان کیا ہو کہ یہ جو پچیس ہزار کفار کام

آئے انھیں بہت سے مورمر گئے تھے بس ہر گئے کو چہ صاف و پاک کہا گیا کفار کی لاشیں بیرون
 شہر صحرائین ڈال دیں گئیں کہ وہ قلعہ نراغ و زغن ہو گئیں اہل اسلام کو دفن کیا اور وہ جو
 دس ہزار مجروح ہوئے تھے چونکہ اطاعت کر چکے تھے اور ایمان لائے تھے بس وہ بھی
 شفا خانہ کو روانہ کیے گئے یہ بند و بست کر کے سہراب نے ملکہ غزالان آہو چشم
 اور ملکہ سوماق سے کہا کہ یا تو آپ لوگ یہاں کا بند و بست کریں قلعہ وغیرہ کو
 آراستہ کریں اور جب سمندر شاہ اس طرف بھاگ کر آئے اسکو داخل شہر نہ ہونے
 دیں اور میں لشکر لیکر جاؤں میدان جنگ کی خبر لون یا آپ لوگ وہاں جائیں
 میں یہاں کا بند و بست کروں ملکہ سوماق اور ملکہ غزالان آہو چشم نے کہا آپ
 یہاں کا بند و بست کیجئے ہم وہاں جاتے ہیں سہراب نے کہا کہ نہیں آپ یہاں کا
 بند و بست کریں میں جاتا ہوں انھوں نے کہا کہ نہیں ہم جاتے سہراب نے کہا کہ
 جو مرضی آپ لوگوں کی بس ملکہ سوماق اور ملکہ غزالان آہو چشم جب قدر لشکر لیکر
 اندر شہر کے آئیں تھیں بس جو انھیں سے شہید ہوئے یا مجروح اور جو باقی رہے انکو
 یہ دونوں لیکر طرف میدان جنگ کے روانہ ہوئیں جب یہ دونوں شہر سے باہر
 نکل آئیں بس آگے آگے ملکہ سوماق طاؤس پر سوار اس کے عقب میں غزالان
 اس کے عقب میں لشکر یہ تو اس طریقے سے طرف میدان جنگ کے چلے اور سہراب
 نے بعد جانے ملکہ سوماق اور ملکہ غزالان کے شہر کا بند و بست کیا جو تھوہرین
 کہ اہل شہر اور اہل لشکر کے گلوں سے لین تھیں انکو جلوا دیا ہر مقام پر پہرہ جو کی
 مقرر کی حکم دیا کہ قلعہ آلات حرب ضرب سے درست ہو بس اس وقت سے سامان
 جنگ ہونے لگا قلعہ کو توپ و فنگ سے اور دیگر آلات جنگ سے درست کیا ہر طرف
 پہرہ جو کی مقرر کیا گیا سہراب نے کل محلات شاہی پر قبضہ کیا اسکو آراستگی سے درست
 کیا ملکہ نسیم جاو کو وہاں قیام کرنے کا حکم دیا بس خواصوں نے طرح طرح کے سامان سے
 مکانات کو آراستہ کیا ملکہ محلات شاہی میں آکری اور سہراب نے قلعہ وغیرہ کو آراستہ کیا
 یہاں یہ سامان ہونے لگا اور قلعہ آراستہ ہو گیا ہر ایک برج و فصائل پر سپاہ مقرر ہوئی
 ایک تختہ اٹھا دیا گیا خندق میں پانی بھرا گیا در شہر پر سپاہ کا پہرہ مقرر ہوا خود سہراب فصیل قلعہ پر
 انکرز پر غامبیانہ زرتار کرسی پر کل آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہو کر بیٹھا اور سیکو
 حکم دیا کہ جب سمندر شاہ کو یا اس کے لشکر کو ادھر آئے ہوئے دیکھنا فوراً گولہ بازی کرنا انکو اندر
 شہر کے نہ آنے دینا سب نے عرض کیا کہ بہت خوب یہی حکم آن سوار و نکو بھی دیا جو کہ شہر
 پر برائے پاسبانی مقرر ہوئے تھے یہاں سہراب یہ حکم سب کو دیکر اور خود کرسی پر بیٹھ کر درمیں
 بانو میں لیکر طرف صحرائے دیکھنے لگا یہاں یہ سامان ہوا اور ملکہ سوماق اور ملکہ غزالان
 لشکر لیے ہوئے چلی جاتی ہیں طرف میدان جنگ کے انکو راہ میں چھوڑے اب کچھ حال جنگ معلوم
 کا سماعت فرمائیے کہ یہاں میدان جنگ میں اسی طور سے جنگ ہو رہی ہے جو شہانہ روز
 گذر چکے ہیں مگر اب کفار کا یہ حال ہے کہ عجب طرح سے لڑ رہے ہیں ہر مرتبہ جب اہل اسلام
 حملہ کرتے ہیں ان کے قدم اٹھ جاتے ہیں پھر سردار جرات دلا کر انکو آمادہ کرتے ہیں راوی

اس طور سے روایت کرتا ہوں کہ سرداران اسلام نے اور لشکر اسلام نے یاروں طرف سے
 لشکر کفار کو گھیر لیا ہے جہاں طرف سے نزع ہو ایک طرف سے اشتقاق کفار پر حملہ کر رہا
 ہے ایک سمت سے ہمتاب مشتہمی خصلت نے گھیر لیا ہے اور سانس سے لشکر اسلام کا
 نزع ہے اس فتنہ میں سمندر شاہ متلا ہو مگر جو اندری سے ساحروں اور غیر ساحروں کو
 ردوار رہا ہے اگر یہ نہ کوشش کرنا تو اب تک کبکا لشکر کفار بھاگ چکا ہونا مگر اب اس کے بھی جی جھوٹ
 گئے جو جو نامی سردار تھے وہ مارے گئے یا اسیر ہوئے یا بھڑچا بہت چند سرداروں سے اور
 کل لشکر سے میدان جنگ میں مقابلہ کر رہا ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ ساحران اسلام نے
 بہت سے سردار مثل گرداب و موج و سیلاب و زور و قی و جادو وغیرہ کے قتل
 کیے اور ساحران لشکر ہزاروں اور مثل گلزار جادو و آتشبار جادو و دملکہ چند ترن
 و ملکہ سیٹھن وغیرہ کے قریب تین ساڑھے تین سو سرداروں کے اور انہی ہزار ساحروں کے
 مجروح کیے اور ایک لاکھ اور پانچ سو سردار مارے گئے ہیں اب سمندر شاہ کے پاس
 شملاق و امراق و زبرا و رگلاب جادو و سپہ سالار اور چند سردار ہیں اور سرداران
 اسلام نے لشکر غیر ساحران میں نہ لکھ ڈال دیا ہے ہزاروں کو اسیر کر لیا ہے لاکھوں کو قتل کیا ہے
 سیکڑوں مجروح ہوئے ہیں بس لشکر کفار میں ایک تلامیہ بچا ہوا ہے گرداب ابل کی لہریں
 لشکر کفار ہی ہر مقام پر سرورتن کا انبار ہے جوے خون صحرائیں روان ہے ہر طرف خون کا دریا
 جاری ہے سرمانند جابوئے تیر رہے ہیں جوانوں کے حربے جو گرے ہیں انکا ہر مقام پر انبار ہے
 مرکب کو تل پھر رہے ہیں کسی کی باگ کٹی ہوئی ہے کسی کی رکاب لاشوں کو بالمال کرتے پھرتے
 ہیں ایک عجیب تلامیہ ہے بازار مرگ گرم ہونوں پر سرداروں کے گل زخم کھلے ہوئے ہیں
 دولہ بنے ہوئے عروس مرگ کے خواستگار ہیں نشہ شجاعت سے جو رہیں بادہ جرات
 سے مخمور ہیں آنکھوں میں لال لال ڈورے پڑے ہوئے ہیں آنکھوں میں نیند کا خمیر ہے
 سات شبانہ رواں کے چالے ہوئے ہیں تمام لباس خون سے گلزار ہو رہا ہے نصیے تلواروں کے
 ہاتھوں میں جم گئے ہیں نابہ مرفق آستین اٹھے ہوئے ہیں گھنٹیوں سے خون ٹپک رہا ہے مگر
 باجم نہیں ترستے ہیں بازار مرگ ہر طرف گرم ہے کانسہ سرٹھو کر بن کھاتے پھرتے ہیں قصر تن
 برق ابل سے مسمار ہو گئے ہیں کوئی خاک پر پڑا ہوا اڑیاں رگڑ رہا ہے کوئی بچکیان لے رہا
 ہے کوئی دم توڑ رہا ہے کوئی نیجان کس نظریاں سے دیکھ رہا ہے نہ سرنگاہ جانی ہے یہ ہی
 مات ہوتا ہے کہ لالے کا کھیت ہے کہ کھلا ہوا ہے زخمی جو خاک پر پڑے ہیں انکے زخم
 منہ کھولے ہوئے ہیں وہ محو ازبلہ فصالبان معلوم ہوتا تھا یہ ثابت ہوتا تھا کہ
 ہر طرف گو سفند و نکو ذبح کر کے ڈال دیا ہے بالائے ہوا ہزاروں با زور پر داز کر رہے
 ہیں مثل زراغ و زغن کے وہ صحرانوں بازار منا تھا عجیب نقشہ تھا نیا طریقہ تھا جہاں
 طرف لاشوں اور لہجوں کا انبار تھا سوار مرکبوں کو لاشوں پر دوڑاتے پھرتے تھے یہ معلوم
 ہوتا تھا کہ اس صحرائیں بجائے سبزہ کے انسان پیدا ہوتے ہیں مرکبوں کے ستم تباہ کھٹن
 خون میں تر تھے اس قدر لالے پڑے تھے کہ سوائے لاش کے کسی مرکب کا یا لاش
 نہ زمین پر نہ پڑتا تھا وہ جو سنا ہو کہ مرے پر سو درے وہ نقشہ تھا کہ مرے تو چکے تھے شہر بھی

مفرق تھا کہ بائمال ہو رہے تھے جسم کے استخوان ٹاپون سے سر پہا ہو رہے تھے ایک شور شور
 برپا تھا بازار رستخیز کا نقشہ تھا ملک الموت روحیں قبض کرنے کرتے پریشان ہو گئے نام
 یاد یہ بھر گیا روحیں اس طور سے اس صحران میں پریشان تھیں کہ جیسے شب کو جانور و نکو
 اڑاؤ اور وہ پریشان ہو کر اڑتے ہیں یا طائر و نکو ایک مرتبہ نفس کو لکڑاڑا مثل طائر
 کم کردہ آشیان کے پران تھیں نفس جسم سے نکل کر طائر روح بہت حیران تھے میا و اجل
 کے خوف سے پریشان تھے پیر فلک سر جھکائے ہوئے عینک ہر ماہ لگائے ہوئے جنگ کا تماشہ
 کر رہا تھا کہ اس طور سے سات شبانہ روز گزرے پس اب اہل اسلام نے جو جم کھلے کے
 شکر کفار کے جی بھوٹ گئے پاؤں اکٹھے گئے شکر لے بھر مٹ کھا با ثبات قدمی نہ دکھائے
 قریب شکست کے نوبت ہوئی ادمر صاحبقران سے اور طوفان تیغ باز جو کہ کل
 شکر غیر ساحران کا سپہ سالار تھا سامنا ہو گیا پس اسنے تیغ مارا صاحبقران نے سپر بر
 کاٹھ کر اب جو دار کیا اسکے زخم کاری لگا اسنے دستا نہ مار کر جا یا کہ تیغے کو بر طرف
 کرے کہ صاحبقران نے جو جھٹکا دیا تیغ جگر کا ونگ ہو بیچ گیا ابکی مرتبہ جو جھٹکا دیا
 تیغ نے زمین کو بوسہ دیا ویر کالے ہوئے اسکا مرنا تھا کہ دوسرا سپہ سالار کہ جسکا نام
 طغیان گرز زن تھا اسنے آتے ہی گرز کا دار کیا صاحبقران نے گرز کو خالی دیکر اسکے
 بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اور گرز بکڑ کر صدر زمین سے اٹھایا اور سر پر بلند کر لیا
 ادمر نو سپہ سالار سر سے بلند ہوا ادمر ہر ایک بہادر نے جو سردار باقی تھے غیر ساخرانگو یا تو
 قتل کیا یا اسیر کیا بادشاہ اسلام نے علم شکر کو قلم کر کے گرا دیا شہنشاہ گوہر کلاہ نے
 قریب نقارچی ہو بکھر نقارے کو شکستہ کیا نقارچی کو قلم کیا مملوک بن مالک نے شکر میں تھلکہ
 ڈال دیا اب شکر پر تباہی آئی نشان شکست بلند ہوا ادمر شکر ساحران کی حالت ملاحظہ
 فرمائیے کہ گلاب جادو سے اور آفاق سے سامنا ہوا اسنے آفاق پر سحر کیا پس آفاق
 نے اسکا سحر رو کر کے اپنا سحر کیا وہ اس سحر کے دفع کرنے میں مصروف ہوا ادمر آفاق شاہ
 نے دوسرا سحر کر کے اسکو اسیر کر لیا ملکہ کو کبہ سے ملکہ طوفان بلا شور سے سامنا ہوا
 اسکو کو کبہ نے اسیر کر لیا ملکہ آئینہ اندام زور و جہ آفاق شاہ سے اور ملکہ جمال آرا
 سے مقابلہ ہوا بعد رد و بدل کے ملکہ جمال آرا کو ملکہ آئینہ اندام نے اسیر کر لیا
 اطاقت جادو سے اور ملکہ ابر و جمال سے مقابلہ پڑا وہ بھی اسیر ہو گئی
 اشفاق شاہ سے اور گرداب موجزن سے سامنا ہوا اسکو اشفاق شاہ نے
 اسیر کیا مہتاب مشتری خصلت سے دریا ساز جادو سے مقابلہ ہوا اسکو
 مشتری نے اسیر کیا تھمتن جادو نے بحران ساز کو اسیر کیا مرآت جادو نے
 ملکہ طغیان موج خیز کو اسیر کیا چنانچہ اسی طور سے بہت سردار ان شکر اسلام نے
 سرداران و شایان شکر سمندر شاہ کو اسیر کر لیا اتفاق سے سمندر شاہ سے
 اور صریح آفتاب علم سے سامنا ہو گیا ادمر ان ساحرون نے ساحران کفار کو اسیر
 کر کے اب جو شکر پر حملہ کیا پس قریب علم شکر ہو بکھر علم شکر کو قلم کیا باجے جو بیچ رہے تھے
 انکو بھی شکستہ کیا پس شکر ساحران میں بھی طور شکست کے پیدا ہوئے ادمر شکر غیر ساحران

میں شکست ظاہر ہوئی اور لشکر ساحران میں اتفاق کار سمندر شاہ جما ہوا مع چند سرداروں کے
 لڑ رہا تھا بسبب اسکے ابھی لشکر کے سر نہیں اٹھ سکے اس سے جو مرنج سے مقابلہ ہوا مرنج پر
 اسنے وار کیا تیغہ سحر کا مارا مرنج نے اسکو خالی دیکر اب جو برقی سحر چمکا کر گرائی جب تک وہ دفع
 کرے کہ سر بر آ کر گری سر میں زخم کاری لگا مرنج نے فرصت پا کر جو تیغہ کا وار کیا شانہ
 سمندر شاہ کا نشانہ ہوا اسنے زخم کاری کھائے اور مرنج نے دوسرا وار کیا اور سحر بھی
 کیا اسنے دیکھا اور دل میں خیال کیا کہ تو زخمی بھی ہو چکا ہے زخموں سے خون بہ رہا ہے ایسا نہو کہ
 اہل لشکر دیکھ پا ئیں اور خیال کریں کہ بادشاہ مجروح ہو گیا رنگ نوشکر کا بگڑا ہوا ہے سب سردار
 و دونوں لشکروں کے ساحرا و دیگر ساحر اسیر ہو گئے ہیں مرث تیرے سبب سے لشکر اور با
 رہی بس اگر جنگو دیکھ کر بد دل ہو گیا اس خیال سے کہ بادشاہ مجروح ہو گیا ہے اور لشکر کے پاؤں
 اٹھ گئے تو شکست سے مفت میں سامنا ہوا دوسرے مرنج نے پھر سحر کیا ہوا اور سحر زبردست کیا
 ہوا اس سے بھی بچنا ضرور ہے بس الگ لشکر اور کسی طرف میدان جنگ سے جا کر زخموں کو باندھ لو
 اور پھر آکر مقابلہ کر دنا کہ لشکر پر میرے مجروح ہونے کا حال نہ ظاہر ہو یہ سوچ کر سمندر شاہ نے
 اپنا تخت پیچھے کو ہٹایا اور مقابلہ مرنج سے ہٹنے کا قصد کیا اور شمللاق و ایراق بھی گھائل
 ہوئے اور جو سردار باقی رہے تھے وہ سب بھی زخمی ہوئے پس ان سب کا مجروح ہونا تھا اور
 پیچھے ہٹنا تھا کہ اہل لشکر نے دیکھا کہ جو سردار آگے بڑھے ہوئے مقابلہ کر رہے تھے وہ بیکار
 پیچھے کو ہٹے یہ کیا ہوا اور بادشاہ کہ جسکی لگ سے ہم مقابلہ کر رہے تھے اسکا بھی تخت پیچھے کو
 ہٹا بس لشکر کا دل ٹوٹا اور سمندر شاہ کچھ پیچھے ہٹا تھا کہ مرنج نے سحر کر کے اب جو برقی سحر چمکا کر
 سمندر شاہ پر گرائی ایک شعلہ تھا کہ سمندر شاہ اسکے اندر آ گیا ہزاروں برقیں چمک کر
 گرین سمندر شاہ بہت مجروح ہوا یہ جو واقعہ اہل لشکر نے دیکھا سمندر شاہ نے ان
 برتنوں کو تو دفع کیا اور اپنا تخت بہت جلد میدان جنگ سے محاذ کی طرف پھرا اور میدان جنگ
 سے ہٹ کر موڑا اسی خیال سے اب جو لشکر نے اپنے بادشاہ کو مجروح دیکھا اور مقابلہ سے ہٹ کر
 موڑنے ہوئے پامیدانی کی حالت سے نواد رہے تھے قدم جم تو سکتے نہ تھے بس یہ خیال کیا کہ
 بادشاہ زخمی ہو کر بھاگا ایک مرتبہ جس صف کے لوگوں نے یہ خیال کیا تھا اس صف کی صف
 کے پاؤں اٹھ گئے اور بھاگ پڑ گئی بس اب کب قدم لشکر کے جتے ہیں و دونوں لشکر یعنی ساحر
 و غیر ساحر بھاگ کھڑے ہوئے میدان جنگ چھوڑ دیا سب کے قدم اٹھ گئے اور سب پڑا و کپڑے
 بھاگے کچھ پڑاؤ پر منحصر نہیں ہر جہت کو جسکا سمت تھا بھاگ کھڑا ہوا سردار بیکار رہے ہیں ارے
 کیوں جی چھوڑے دیتے ہو کیوں بھاگے جانے ہو تھا را بادشاہ اور ہم تو تمھاری لگ کو موجود
 ہیں اور دیکھو وہ سمندر شاہ مقابلہ کر رہا ہے اب کون سنتا ہے کہ کیا کہتے ہو قاعدہ ہے کہ جہاں
 لشکر کے پاؤں اٹھتے پھر نہیں جتے ہیں بس سب لشکر بھاگنے لگا یہ نقشہ جو سرداروں نے دیکھا
 رہ بھی میدان جنگ چھوڑ کر بھاگے سمندر شاہ نے جو یہ حال اپنے لشکر کا دیکھا بہت افسوس
 کیا اور اپنے دل میں خیال کیا کہ میں نے جس خیال سے اپنے مجروح ہونے کو ظاہر نہ کیا تھا اور
 قصد کیا تھا کہ کسی طرف جا کر اپنے زخموں کو باندھ لوں وہ ہی امر درپیش ہوا بس اتنوسب بھاگنے
 لگے ہیں میں اکیلا میدان جنگ میں رہ کر کیا کرونگا یہ بھی پڑاؤ کی طرف چلا بس جب مقدر

میں شکست ہوتی ہر تو اسکے عنوان بہت سے ہو جاتے ہیں شکست کھانیکے اب جو لشکر بھاگا
 ادھر سے اہل اسلام نے دباؤ ڈالا لشکر غیر ساحران پر لشکر غیر ساحران نے اور ساحرون پر
 ساحرون نے راوی کتا ہو کہ لشکر اہل اسلام کے غیر ساحرون نے غیر ساحرون کو زبردستی رکھ لیا
 اور تلوار و تفتنگ و تیر کی آہیر بوجھا کر دی اور ساحرون نے ساحرون پر سحر کی بوجھا کر دی
 ہزاروں حالت بھاگنے میں قتل ہوئے اور ہزاروں مجروح اور ہزاروں اسیر یہ لوگ انکو
 قتل کرتے ہوئے اور بھاگتے ہوئے پڑاؤ پر آکر پہنچے یہاں آکر کفار کے اور پھر اپنے لگے بڑے
 عرصے تک یہاں بھی کشت و خون ہوا یہاں بھی لاشوں کے انبار سر و نکلے ذخیر ہو گئے دریائے
 خون یہاں بھی بہنے لگا مگر اب کہیں لشکر ختم نہیں سکتا ہر بھاگے ہوئے لشکر کے کہیں باکون جم سکتے
 ہیں پڑاؤ کو بھی چھوڑ کر بھاگے اہل اسلام لوٹنے لگے کچھ لو پڑاؤ کی لوٹ میں مصروف ہوئے اور
 سب لشکر کفار کے عقب میں چلے کفار سے خیمہ و خرگاہ و خزانہ و بارگاہیں اور کل مال و اسباب
 چھوٹ گیا پھر اٹھانہ سکے بس اب آگے آگے سمندر شاہ پر عقب میں جو سردار کہ قتل اور اسیر
 ہونے سے بچے ہیں مگر مجروح ہیں وہ ہیں اور انکے عقب میں کل لشکر ساحر و غیر ساحر کا ہوا زمین مجروح
 ہزاروں میں دباؤ بھی گرتے بڑے ہمراہ ہیں اور بھاگے ہوئے چلے جاتے ہیں عقب میں لشکر اسلام
 انکو قتل کرتا ہوا چلا آتا ہے صاحبقران سبکے آگے ہیں تیغ کھینچا ہوا ہاتھ میں ہے اس خیال سے
 تعاقب نہیں چھوڑتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ یہ داخل شہر ہو کر اور قلعہ بند ہو جائے اور قلعہ بند
 ہو کر مقابلہ کرے تو بڑی خرابی ہو اور قلعے کا محاصرہ کرنا پڑے اس سے بہتر یہ ہے کہ اسکا تعاقب
 نہ چھوڑ دو یوں ہی اسکو قتل کرتے ہوئے اور لشکر کو بھاگاتے ہوئے ساتھ ہی قلعہ میں گھس جلودہان
 چل کر اہل شہر پر تیرش کر دو اسکو یعنی سمندر شاہ کو وہاں بھی نہ ٹھہرنے دو وہاں سے بھی بھگا دو
 تاکہ یہ قلعہ بند ہو کر مقابلہ نہ کر سکے اور سمندر شاہ سب لشکر کو لیے ہوئے اور بھاگتا ہوا شہر کی طرف
 اس خیال سے چلا آتا ہو کہ کل لشکر کو اپنے ہمراہ لے کر جو کہ قتل اور اسیر ہونے سے بچاؤ داخل شہر
 ہو کر در شہر شاہ بند کر لوں اور قلعہ بند ہو کر اہل اسلام سے مقابلہ کر دو اسکی خبر نہیں ہو کہ وہاں
 شہر میں دوسرے کی علمداری ہو گئی ہو وہاں اب داخل ہونا محال ہے اقبال بدل گیا ہے در بدری
 کا زمانہ آگیا ہے اب حکومت مقدر سے جا چکی ہے بد نصیبی نے آکر گھیر لیا ہے لشکر ادیار کی جہت کی ہو گئی ہے
 راوی کتا ہو کہ یہ بھاگتا ہوا اہل اسلام لشکر کو کفار کے قتل کرتے ہوئے قریب شہر پہنچے
 ابھی شہر کوئی دو کوس پر تھا کہ سمندر شاہ نے دیکھا کہ شہر کی طرف سے لشکر ساحر و نکا آتا ہے
 اسکو خیال ہوا کہ معلوم ہوتا ہے سیراب جاو و جنگ مغلوبہ کی خبر یا کر میری کمک کو آتا ہے
 یہ اس طرف کو چلا اور غزالان و سب باقی نے دیکھا کہ سمندر شاہ شکست کھا کر اور
 میدان جنگ سے بھاگ کر ادھر کو آتا ہے بقصد قلعہ بند ہونے کے بس جو لشکر آئے ہمراہ
 تھا اسکو حکم دیا کہ لشکر سمندر شاہ پر حملہ کرے اور ملکہ سو باقی ملٹاؤں سحر کو بڑھا کر چلی
 اور اہل لشکر بھی حربہ ہائے سحر اٹھا کر چلے ادھر سے سمندر شاہ چلا اب جو دشمن قریب آیا اور
 سمندر شاہ اور اسکے اہل لشکر نے دیکھا کہ یہ تو لشکر اسلام ہے جو کہ شہر کی طرف سے آتا ہے
 یہ کیا واقعہ ہے یہ لوگ ادھر کیونکر آ گئے انجو انکے ہوش اڑ گئے اور خیال کیا کہ بڑا غنیمت
 ہوا ادھر سے وہ لشکر بھاگتا ہے قتل کرتا ہوا چلا آتا ہے ادھر سے اس لشکر نے آکر گھیر لیا بڑا کام کیا

اس لشکر نے خوب آگ آکر روکا بس یہ لوگ یعنی کفار ختم کئے انکا ٹھکانا تھا کہ وہ لشکر آکر اپنے مل گیا اور تلوار چلنے لگی جو کہ سمندر شاہ کے آگے تھا اور اوسو ماق کے آگے تھی سمندر شاہ سے اور سو ماق سے مقابلہ ہونے لگا سمندر شاہ نے دیکھا کہ یہ وہ ہی لڑکی ہو کہ جس نے میرے استاد کو قتل کیا ہو اور اسے موتی کے ذریعہ سے میرے لشکر کے ہزاروں ساحرا اور غیر ساحر قتل کیے ہیں بس اسکو قتل کرنا لازم ہو یہ خیال دل میں کر کے اپنے دل سے کہا کہ یہ لشکر بیکرا دھر کیونکر آئی اب جو غور کر کے دیکھا تو غزالان کو بھی دیکھا کہ وہ بھی ہر اور لشکر کو لیکر میرے لشکر پر گری ہو خیال کیا کہ یہ کام میں کچھ غزالان میسوا کا ہو کیونکہ یہ تو سب راسون اور راستون سے واقف ہو جب اسنے دیکھا کہ میں شکست کھا کر بھاگا بس لشکر توڑا سا لیکر اور کسی راہ سے میرے آگے آ نکلی اور اس طور سے لشکر کو آکر رد کا خیر یہ لوگ کہاں جاتے ہیں پہلے اس سو ماق کا کام تو تمام کر لیں اسکو اپنے موتی پر بہت بھروسہ ہے اس کے موتی کو مٹانا چاہیے بس یہ خیال کر کے اسنے اپنی ران میں نشتر دیا اس کے حواسوں کو دیکھتا چاہیے کہ کس قدر با حواس ہو گو شکست کھا کر بھاگا ہو اور یہ دوسرا معرکہ بڑا ہو کہ یہ نوا دھر بھاگا ہوا ہے تاکہ لشکر نے آکر سامنا کیا اور عقب میں بھی لشکر اسلام ہو مگر اسنے کیا جالا کی کی کہ نوراً نشتر دیکر دان سے خون لیا اور اس خون پر چھ بڑھکر او بایک جھکی خاک کی جھولی میں سے نکالی اس خاک کو اس خون سے زمین کیا اور کچھ اسم سحر اس خاک پر بڑھکر دم کیا بس ایک سلائی طلائی نکالی اس سے وہ خاک بنو رہی تھی آنکھوں میں لگائی اور بانی جو رہی وہ منہ پر مل کی یہ تدبیر کے طرف سو ماق کے جلا دھر غزالان کل لشکر کو لیکر کفار کے لشکر پر گری جو کہ سو ماق نے غزالان سے کہا تھا کہ میں تم لشکر کو لیکر لشکر سے مقابلہ کرو کیونکہ ہم نہ سکیگا شکست کھاتا ہوا اور بھاگا ہوا ہو عقب میں اس کے لشکر اسلام ضرور ہو گا ختم ادھر سے رو کو اور قتل کرو اور لشکر اسلام عقب سے آئے بس گھیر کر مارا تو شہر تک جانے نہ دو میں جا کر اس پھر دوے سمندر شاہ سے مقابلہ کرتی ہوں اور یہی حکومت اسکی نکالے دیتی ہوں مثل عشاق کے قتل کرتی ہوں بس غزالان تو لشکر پر آئی اور سو ماق طرف سمندر شاہ کے چلی راوی کشا ہو کہ کفار یہ واقعہ اور لشکر کو دیکھ کر گئے تھے کہ غزالان مع لشکر کے لشکر پر آ پڑی اور قتل کر دی گئی عقب میں لشکر اسلام جلا آتا تھا کفار بھی لڑنے لگے لشکر غزالان سے یہاں بھی جنگ مفلوہ کا سامان ہو گیا کوئی دوا ہی چلے کیے ہوئے کفار نے کہ ادھر لشکر اسلام آہو سچا اور پھر گھیر لیا اور قتل کرنا شروع کیا سامنے سے ملکہ غزالان نے دباؤ ڈالا اور عقب سے لشکر اسلام نے کفار کا ناطقہ بند ہو گیا مگر مقابلہ کر رہے ہیں اور سمندر شاہ نے ملکہ سو ماق کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر آواز دی کہ او چھو کر آیا کدھر آئی ہو میری طرف نہ آ ورنہ میرے ہاتھ سے ماری جائیگی تو بہت گستاخ ہو گئی ہو کیا نو نے بجاو بھی عشاق خیال کیا ہو وہ تو دھوکے میں آکر تیرے ہاتھ سے مارے گئے ہیں تیرے دھوکے میں نہ آؤ لگا پلٹ جا کیوں اپنی فضا بھلائی ہو ملکہ سو ماق نے کہا کہ میں تیرے قتل کرنے کو آتی ہوں تو لشکر اسلام سے جان بچا کر بھاگا ہو اس قصد سے کہ شہر سمندر یہ میں جا کر اور قلعہ بند ہو کر مقابلہ

کردن ارے اور داخل کردہ جاتا ہی شہر تیرے قبضے سے نکل گیا و مان بھی اہل اسلام کا قبضہ ہو گیا۔ شہر ہی کو تو فتح کیے ہوئے اور سب بند و بست کیے ہوئے طرف میدان جنگ کے آتی تھی کہ چلکر شریک جنگ ہوں کہ تو بھاگ کر ادھر کو آیا اور زاہد بن تاجر سے اور مجھ سے سامنا ہوا اور میرے لشکر سے اب تو کمان جاسکتا ہے اب تو جنگو گھر کر مار لینے یہ خیال تیرا خام ہے کہ میں شہر میں جا کر قلعہ بند ہوں تیری ہو ایک تو اندر شہر کے باہر نہیں سکتی ہے تیرا جانا تو درکنار تیرے گرد قدم کا وہاں پہنچنا دشوار ہے تیرا جانا ادھر بھاگ رہی اگر جائیگا تو دو گولے تیری فوج اور تیرے اور قلعہ پر سے بڑے بڑے اور اہل قلعہ اور اہل شہر مارے گئے تیرا تیرے بھی نہ لگے گا ارے نادان سیراب خاں و جبکو تو اپنی طرف سے حاکم کر آیا تھا وہ مارا گیا سب اہل شہر اور اہل لشکر نے اہل اسلام کی اطاعت کی جسکی ضمانتی وہ مارے گئے جو سیاہ قلب تھے وہ بھاگ گئے اب وہاں ملکہ نسیم جاوید تیری دختر کا بند و بست ہے سہراب خاں و شہر کی حفاظت کر رہا ہے قلعے کو آسنے آلات حرب و ضرب سے درست کیا ہے تیرا اقبال بدل گیا بہت تو نے ظلم و بدعت کی آخر اسکا نتیجہ بایا شجر ظلم و بدعت کا ثمرہ ملا بہت مغرور ہو گیا تھا آخر اس غرور نے بہت کیا یہ جو ملکہ سوماق نے کہا سمندر شاہ کو یقین ہو گیا کہ شہر پر اہل اسلام کا قبضہ ہو گیا یعنی یہ اسی طرف سے آتی ہے کیونکہ بہت قریب شہر کے اس لشکر سے سامنا ہوا ہے بڑا غضب ہوا ایک گھونٹہ قلب پر بڑا ٹکرا ہے جو اس کو درست کر کے کہا کہ کیوں جنگو فقرہ دیتی ہے یہ فقرہ اور کسی کو دے میں جنگو قتل کروں تو سب کو بیکر داخل شہر ہوں اور قلعہ بند ہو کر اہل اسلام سے مقابلہ کروں یہ جو ملکہ سوماق نے سمندر شاہ سے کہا تھا اور واقعہ شہر کا بیان کیا تھا سب اہل لشکر نے سنا اور تھلکے ڈر گیا اور باہم کہنے لگے کہ بڑا غضب ہو گیا کہ ہم شہر کی طرف بھاگ کر چلے تھے وہاں اہل اسلام کا قبضہ ہو گیا اب کہہ جاؤ میں اور یہ خیال کیا کہ اس طرف اس خیالی سے آئے تھے کہ داخل شہر ہو کر اس سے پیشکر اہل اسلام سے مقابلہ کریں گے یہ کیا خبر سنائی دی بس یہ جو خیال ہوا لشکر میں اتنی بڑی ہلکی آدھر اہل اسلام کا دباؤ بھی بڑا بس اب جو جدھر جبکا رخ ہوا بھاگ کھڑا ہوا کوہ و صحرا کی طرف لشکر ساحران و غیر ساحران بھاگا یہ حال جو سمندر شاہ نے دیکھا پکار کر کہا کہ اے اہل لشکر اسقدر پریشان نہ ہو جو اس مقام سے بھاگے سامنے شہر سمندر ہے یہ ہمسایہ جا کر کھڑے ہیں بھی آتا ہوں راوی کہتا ہے کہ بہت سے لوگ اس مقام سے جو بھاگے اور منتشر ہو کر طرف شہر کے چلے جنہوں نے یہ نہیں سنا تھا کہ سمندر یہ براہی اسلام کا قبضہ ہو گیا ہے وہ تو بھاگ کر آدھر کو چلے مگر کیونکہ کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہوا کسی کا منہ کٹا ہوا اس راستے سے نہیں کہ جدھر لشکر غزالان تھا اس مقام سے تو صحرا کی طرف بھاگے صحرا میں جو ہلکے جب دیکھا کہ لشکر اسلام ہمارے عقب میں نہیں آتا ہے طرف شہر کے چلے خیر انکا حال خیر نہ ہو گا اب سمندر شاہ اور ملکہ سوماق کے مقابلے کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ جب سمندر شاہ سے اور ملکہ سوماق سے مقابلہ ہوا اور دونوں ہمہ گیر ہوئے اسوقت سمندر شاہ نے ملکہ سوماق سے کہا کہ چلے سنا ہے کہ تو نے ایک موٹی تیار کیل ہے جو کل حالات گذشتہ اور آئندہ کی خبر دیتا ہے اور جبکا حال جنگو دریافت کرنا ہوتا ہے تو اس سے دریافت کر لیتی ہے وہ سب بیان کر دیتا ہے دوسری اس موٹی میں صفیت ہے کہ وہ بڑے غضب کا حربہ ہے جہاں تو نے اسپر سحر کر کے اور کف دست پر رکھا اس موٹی

سے برق جک کر حریف پر گری اور حریف ہلاک ہو گیا میں نے خود دیکھا کہ تو نے اس کو ہر آبدار سے
 میرے لشکر کے لاکھوں آدمی قتل کیے ذرا وہ موتی بن بھی تو دیکھوں کہ وہ موتی کیسا ہو جس کے
 کہا ہے آجھوٹ ہی باسج ہو سوما ق نے جواب دیا کہ معلوم ہوا تو بالکل کو رہ گیا ہے وہ موتی میرے
 گلے میں بڑا ہوا ہے تو نے سفت بیان کی ضرورت اس کو ہر بن ہی اور ضرورت ہی میں اس کو ہر سے جھگو قتل
 کر دنگی دیکھو یہ ہی وہ موتی ہے جو کہ میرے گلے میں ہے نیز سامنے میں موتی لیے ہوئے موجود ہوں جھگو
 دکنائی نہیں دیتا ہی راوی کہتا ہے کہ وہ گوہر آبدار جسکو سوما ق نے تیار کیا تھا اور جس کے ذریعہ
 سے یہاں کا حال دریافت کر کے اپنے باغ سے چلی تھی اور راہ میں موتی کے ذریعہ سے تیغ
 عشا ق کش حاصل کیا تھا ورنہ مشکل نمٹانے کا ہاتھ آنا اور عشا ق کا قتل ہونا غیر ممکن تھا اگر
 یہ گوہر نہ ہوتا تو یہ عقدہ حل نہ ہوتا اور اسے گوہر کے ذریعہ سے لاکھوں ساحرا اور غیر ساحر لشکر کفار
 کے ملکہ سوما ق نے فی القار کے ہیں اب جو نہر کو نفع کر کے ملکہ سوما ق طرف میدان جنگ
 کے چلی تھی اس گوہر کو ایک رشتہ ریشم میں گوندھ کر گلے میں ڈال لیا تھا وہ گوہر آبدار اس کے سینہ
 پر نور بردر میان میں آن دو لون گوہر وں کے جو کہ اس کے مدد سینہ سے ابھرے تھے اور
 انکی آب و تاب جو انون کے دونوں پائمال کے ڈالنی تھی اور ان گوہر وں کے بہت سے لوگ
 عاشق بن مشتاق بن گئے کہ اگر ہاتھ آجائیں تو ہم مزے آٹرائیں مگر انکا ہاتھ آنا غیر ممکن تھا بس
 در میان میں ملکہ وہ گوہر جک رہا تھا ڈبے کے اوپر سے اسکا عکس جو رخسار وں پر پڑ رہا
 تھا تو عجب اسوقت ملکہ سوما ق کے چہرے کی رنگت تھی اور عجب نور تھا بس سمندر شاہ
 نے جب اس موتی کے دیکھنے کی خواہش کی ملکہ سوما ق نے کہا کہ میرے گلے میں تیرے روبرو
 موجود ہے تو اندھا ہے جو جھگو دکھا لی نہیں دیتا ہے دیکھ یہ وہی گوہر ہے جب یہ اسے کہا اب
 سمندر شاہ نے دیکھا کہ واقعی وہ گوہر اس کے سینے پر جک رہا ہے اسے خوب غور سے
 اسکو دیکھا چونکہ یہ سرمہ سحر اپنی آنکھوں میں لگا چکا تھا اس سحر کا اور سرمے کا یہ اثر تھا کہ اگر
 کسی ساحر نے کوئی چیز اپنے کمال کو صرف کر کے بنائی ہو اور جو حریف ہو وہ اس چیز کو یہ سرمہ لگا کے
 دیکھے تو اسکا اثر اور وہ سحر اس پر اثر نہیں کرتا ہے اگر حریف اس حال سے آگاہ نہ ہو اگر حریف آگاہ
 ہو گیا اور اسے تدارک کر لیا تو پھر یہ بات نہیں رہتی ہے چنانچہ یہ ہی تدبیر سمندر شاہ نے
 کی تھی اس حال سے ملکہ سوما ق واقف نہ تھی ورنہ تدارک کر لیتی یہ نہیں جانتی تھی کہ یہ سرمہ
 وافع سحر لگائے ہوئے ہے اسکی نگاہ سے گوہر کو بچانا جاسیے بس جب ملکہ سوما ق نے سمندر شاہ
 سے اس طریقے سے کہا اور سمندر شاہ نے غور سے نگاہ سے موتی کو دیکھا اور اس سرمے کے
 سبب سے وہ اثر موتی کا جانتا رہا بس سمندر شاہ نے ملکہ سوما ق سے کہا کہ اسی جھوٹے موتی
 پر جھگو ناز ہے میں یہ جانتا تھا کہ وہ بہت عمدہ موتی ہو گا یہ تو کچھ بھی نہیں ہے مرث لوگوں کے ڈرانے
 کے لیے معلوم ہوتا ہے یہ موتی تو نے گلے میں ڈال لیا ہے واہ کیا خوب بیکار کو لوگوں نے یہ امر مشہور
 کیا ہے کہ ملکہ سوما ق نے گوہر تیار کیا ہے کہ وہ گزشتہ اور آئندہ حالات اس سے دریافت
 کر لے گی اور اس کے عکس سے برق گراتی ہے یہ جھوٹا موتی بھلا کیا حالات بیان کرے گا اور کیا
 اس کے عکس سے برق گرے گی یہ سب باتیں ہیں یہ جو سمندر شاہ نے کہا ملکہ سوما ق نے جواب دیا
 کہ معلوم ہوا جانتا ہے کہ یہ موتی جھوٹا ہے یا سچا ہے ابھی سب مال جھوٹ سچ کا ظاہر ہوا جانتا ہے تو

میرے ماتے سے بچکر جاتا کہاں ہو سمندر شاہ نے جواب دیا کہ یہ فقرہ اور کسی کو تو نے جو کہ بچر ہو میں گرگ
 چاند بدہ کب تیرے اس فقرے میں آتا ہوں اور کب اس جھوٹے موتی سے ڈرتا ہوں بھلا تو ہی
 دیکھ لے کہ یہ موتی اصلی ہو یہ جو سمندر شاہ نے کہا سو ماتق کو بھی خیال ہوا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہوا
 کہ میں تو اس سے باتوں میں مصروف ہوئی ہوں اور اسے باتوں میں جکولگا یا ہوا اور سحر کر کے موتی
 بدل لیا ہو تو بڑی خرابی ہوئی یہ امر دل میں خیال کر کے اپنے سینے کی طرف دیکھا اس موتی کو پایا
 مگر کسی قدر آب میں اسکی فرق دیکھا بس یہ کہہ کر کہ دیکھ تجکو حال معلوم ہوتا ہوا اسکو گلے سے اتارا
 اول تو اسکا امتحان بھی مد نظر تھا دوسرے کچھ آب میں جو فرق پایا تھا تو شک ہوا بس اس موتی کو
 گلے سے مع رشتہ کے اتار کر کف دست پر رکھا اور سمندر شاہ کے روبرو کیا کہا کہ اسکا اثر دیکھنے کا
 اور سو ماتق نے ماتم کو بلند کیا اور سمندر شاہ نے اسپر نگاہ کی بس سمندر شاہ کا نگاہ کرنا تھا
 کہ یکایک اس موتی کی آب کم ہو گئی سمندر شاہ نے کہا کہ کیا جھوٹا موتی دکھائی ہو دیکھ تو کہ اس موتی
 میں وہ ہی آب و تاب ہے جو کہ قبل میں تھی اب جو یہ سمندر شاہ نے کہا سو ماتق نے اس موتی کو دھو
 دیکھنے کے ماتم بچا کیا جیسے ہی ماتم بچا کیا اس موتی سے نڈرائے کی صدا آئی اور وہ موتی ٹوٹ گیا
 اور غبار اس سے بلند ہوا موتی کے بیج سے دو ٹکڑے ہو گئے تمام سحر سو ماتق کا ایک نگاہ میں
 سمندر شاہ کی مٹ گیا بسبب سرمہ سحر کے یہ دھوکا سو ماتق نے مفت میں کھایا اگر وہ
 اس حال سے واقف ہوتی تو کبھی دھوکا نہ کھاتی اب جو موتی کو سو ماتق کو حیرت ہوئی کہ
 کہ یہ کیا واقعہ ہوا کہ میرا موتی ٹوٹ گیا معلوم ہوتا ہو سمندر شاہ نے دھوکا دیا موتی بدل لیا
 کوئی دوسرا موتی یہ تھا جو کہ ٹوٹ گیا بڑا کامل فقرہ دیا تمام تیری محنت بیکار ہوئی تو نے بڑی
 مشقت سے یہ موتی تیار کیا تھا اسنے تیری مشقت کو بیکار کیا اب کیونکر دریافت ہو کہ موتی
 کیا ہوا اگر موتی ہوتا تو دریافت ہو جاتا راوی کہتا ہے کہ سو ماتق کے چہرے کی وہ آب و تاب
 جاتی رہی اب سو ماتق کو بڑی فکر ہوئی اور سمندر شاہ نے سو ماتق سے کہا کہ تجکو اسی موتی پر
 بھروسہ تھا واہ وہ تو ذرا سی میری نگاہ میں ٹوٹ گیا واہ کیا خوب سحر تیار کیا تھا میں نے جو
 کہا تھا کہ جھوٹا موتی ہو میرا کتنا سچ ہوا بیکار لوگ اس سے خوف زدہ ہوتے تھے یہ جو سمندر شاہ
 نے کہا اور سو ماتق کو بڑا صدمہ ہوا اور فکر کی کہ کیونکر معلوم کروں کہ موتی پر کیا جوگ بڑا
 جو ٹوٹ گیا یہ تو بڑے کمال کا سحر تھا اور بہت محنت سے میں نے تیار کیا تھا بس یہ امر دل میں
 سو بچکر فوراً کچھ بڑھکا اپنے کف دست کی طرف دیکھا اس میں یعنی کف دست پر تحریر تھا کہ ای ملک
 نے بڑا دھوکا کھایا سمندر شاہ نے نگاہ دھوکا دیا یہ موتی تھا راوی کہتا ہے کہ ٹوٹ گیا واقعی
 تھا راہبٹ بڑا سحر مٹ گیا اور ایسا سحر تھا کہ جسکو کوئی دفع نہ کر سکتا تھا اسوقت تک کہ جس تک
 تم اسکی طرف سے غافل نہ ہو میں جیسے کہ اسوقت بس اسکا دفع ہونا تھا راری غفلت پر منحصر تھا
 وہ ہی ہوا چنانچہ جب سمندر شاہ نے نگاہ اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا بس اسنے فوراً سرمہ
 دفع سحر اپنی آنکھوں میں لگا با تم آگاہ ہو کہ اس سرمے کا یہ اثر ہے کہ جیسے ہی صاحب کمال زبردست
 ساحر کا سحر ہوا اور مرد مقابل سرمہ دفع سحر لگا کر اس سحر کی طرف دیکھے وہ سحر بر طرف ہوتا
 ہے اگر کوئی حربہ ہو تو وہ ٹوٹ جاتا ہے مگر جبکا وہ سحر وہ اس حال سے واقف نہ ہو کہ جو ہمارے
 مقابل ہے وہ سرمہ سحر لگائے ہوئے ہو اگر آگاہ ہو گا تو اسکا تدارک کرے گا بس جیسے

تم اسوقت اس حال سے آگاہ نہ تھیں اور سمندر شاہ کا حربہ جل گیا تمہارا سحر مٹ گیا اگر تم
 آگاہ ہوتے تو یہ امر کبھی نہوتا بس جب تم نے موتی کو کف دست پر رکھ کر بلند کیا اور کہا کہ
 دیکھو یہ وہ ہی موتی ہے میں تجھ کو اس سے قتل کرونگی اسکا تو یہ نشان تھا اسی سبب سے تو
 اسنے یہ تقریر کی تھی کہ کسی طور سے میری نگاہ بخوبی موتی پر پڑ جائے گو جب تمہارے گلے میں تھا
 اسوقت بھی اسکی نگاہ بڑی تھی مگر پورے طور سے نہیں اسکو یہ منظور ہوا کہ کسی طور سے پورے
 طور سے پڑے جب تم نے کف دست پر رکھا اسکی نگاہ پورے طور سے پڑی اس سرسہ نے اپنا اثر
 کیا موتی ٹوٹ گیا اور ملکہ صدمہ نکر و تہر کیا منحصر ہو اگر سامری و جمشید ہوتے اور وہ اس حال
 سے آگاہ نہوتے اسی طور سے انکا بھی سحر مٹ جاتا دوسرے حربے سے مقابلہ کر دیکھ بات
 ہی بھرتیا کر لینا یہ جو ملکہ نے کف دست پر تحریر یا یا بس بہت غصہ آیا اور کل حال معلوم ہو گیا
 سمندر شاہ کی مکاری پر بہت برہم ہوئی اور کہا کہ لعنت ہو او سمندر تیرے اوپر اور تیرے
 افعال پر تو بڑا مکار ہو اور دغا باز ہو اور ظالم تو نے سرسہ و افغ سحر لگا کر میرے موتی کو برباد کیا
 خیر کیا ہوتا ہے ویسے میں دس ہزار موتی بنا سکتی ہوں اسکی اصل کیا ہے مگر تیری نامردی ظاہر ہوئی
 کہ تو مجھ ایسی چھوڑی کا سحر نہ دفع کر سکا اور مجھ کو غافل پا کر مکاری سے دفع کیا کہ وہ سرسہ لگایا
 جو کہ سامری نے برائے دفع سحر تیار کیا تھا بان اگر میں آگاہ ہو جاتی اور تو میرے سحر کو سرسہ سامری
 سے دفع کرتا تو میں جانتی یہ کیا کہ غافل پا کر اپنا حربہ کیا سمندر شاہ نے جواب دیا کہ جہتس سپاہی کے
 فن ہیں جسطور سے جا ماحریت کو مغلوب کیا سو ماق نے کہا کہ خیر مجھ کوئی صدمہ موتی کے ٹوٹنے کا
 نہیں ہے نہ تیرا خوف ہے نہ تجھ کو اسپر بھر دسا تھا مجھ کو تو اپنے خدا پر بھروسہ ہے تو اب میرے ہاتھ سے
 کہاں جاتا ہے یہ ککر کہا کہ حربہ سمندر شاہ نے نیچے سحر اٹھا کر سو ماق پر مارا سو ماق نے رد کر کے
 جواب دیا نیچے مارا جو کہ سمندر شاہ کا ستارہ گردش میں تھا سو ماق کا نیچہ سر پر پڑا زخم سر جو بار ہوا
 اور سر سے خون جاری ہوا سو ماق نے دوسرا وار کیا کیونکہ یہ علی ہوئی تھی اسکا سحر دھوکے سے
 مٹا یا تھا بس اسنے اس حالت غلط میں دوسرا وار کیا کہ اس وار سے شانہ و دسرا نشانہ ہوا سو ماق
 نے متواتر کئی وار کیے اسقدر چالاکی سے کہ سمندر شاہ کو فرصت رو کر نیکی نہ دی سمندر شاہ زخمین
 جو رہو گیا اور مجبور ہوا اور ایسا چور ہوا کہ مجھ کو کرخت پر سے چلا سو ماق نے قصد کیا کہ جو کہ
 سمندر شاہ کو کرخت پر سے گرنے نہ دوں بلکہ اسکو اسی تخت پر قتل کروں جو کہ ابھی سمندر شاہ
 کی زندگی باقی ہے کہ شملاق و ایراق اور دیگر سردار ونگی نگاہ بڑ گئی جو کہ سمندر شاہ کے
 ہمراہ تھے اور لشکر اسلام سے مقابلہ کر رہے تھے انکی نگاہ سمندر شاہ پر پڑ گئی دیکھا کہ بادشاہ
 ہاتھ سے سو ماق کے بہت مجروح ہوا ہوا اور قریب ہے کہ تخت پر سے گرنے اور سو ماق نے یہ
 قصد کیا ہے کہ سمندر شاہ کو قتل کرے یہ جو دیکھا بس سب کے سب مقابلے کو ترک کر کے طرف سمندر شاہ
 کے یہ کہنے ہوئے چلے کہ او سو ماق دست خود را نکند از خبردار ہم آہو بچے بس یہ کہنے ہوئے بچ
 میں آگئے اور چند سردار سمندر شاہ کو اسی حالت میں لیکر طرف شہر کے بھاگے اور شملاق
 و ایراق بھی سو ماق کے ہاتھ سے مجروح ہوئے بس جب انکو معلوم ہوا کہ اور سردار بادشاہ کو لیکر
 طرف شہر کے بھاگے ہیں یہ بھاگے سامنے سے سو ماق کے سو ماق انکے عقب میں چلی یہ حال جو
 اہل لشکر کے دیکھا کہ سب سردار میدان جنگ چھوڑ کر طرف شہر کے بھاگے انکے بھی ہاتھوں آگئے

یہ لوگ بھی بھاگے سب لشکر میں بھگدڑ مچ گئی سب نے فرار برقرار کیا اول تو لشکر اسلام کا دباؤ بڑا دوسرے میدان جنگ سے بھاگ کر یہاں آنے لگے ڈرتے تھے اور باؤن جملے تھے کہ یہ واقعہ دیکھا کہ سردار بھاگے جانے ہیں تیسرے اہل اسلام کا دباؤ بڑا بس بھاگ کھڑے ہوئے طرف شہر کے عقب میں اہل اسلام چلے راوی روایت کرتا ہے کہ وہاں شہر میں قلعے کو آراستہ کیے ہوئے فصیل قلعہ پر سہراب جادو مع کل سامان سے قلعہ بند کیے ہوئے بیٹھا تھا اس انتظار میں کہ سمندر شاہ اگر بھاگ کر آئے تو اسکو قریب شہر نہ آنے دے دن فوراً قلعے پر سے گولا مار دے تاکہ اب وہ شہر میں نہ آنے پائے بس یہ تو اس انتظار میں زیریں سامان گر سی جو اہر نگار پر بیٹھا ہوا تھا اور سب سردار حاضر تھے ہر مقام پر خوب طور سے پہرہ جو کی سواروں اور ساحر و نکاح مقرر تھا جیسے بیابان سے گرد آڑی اسنے دور بین سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سمندر شاہ کا لشکر اس طرف کو بھاگا ہوا چلا آتا ہے بس اسنے سب گولہ اندازوں اور ساحر و نکاح حکم دیا کہ ہوشیار ہو جاؤ سمندر شاہ نے شکست کھائی اور وہ بھاگ کر اس قصد سے ادھر کو آتا ہے کہ داخل شہر ہو کر قلعہ بند ہو کر مقابلہ کر دے اسکو اس حال سے خبر نہیں ہے کہ یہاں میرا قبضہ ہے بس جیسے وہ لشکر قریب آئے پہلے تو ان لوگوں سے یہ کہنا کہ کیوں ادھر کو آئے ہو یہاں بھی اہل اسلام کا قبضہ ہو گیا ہے واپس جاؤ یہاں کچھ تمہارا کام نہیں ہے اپنی جانیں نہ برباد کرو کیونکہ اگر تم ادھر آؤ گے ہم قلعے پر سے گولے مارینگے انکو شہر میں نہ آنے دینگے آئندہ انکو اختیار ہے اگر وہ اس کہنے پر عمل نہ کریں اور واپس نہ جائیں تم فوراً گولا بازی کرنا انکو قریب شہر کے نہ آنے دینا میں تمکو بہت انعام و دنیا کا سب نے عرض کیا کہ بہت خوب بس اس عرصے میں وہ دامن گردن گمانہ ہوا اس دامن گرد سے لشکر شکست خوردہ پیدا ہوا عجب حال پریشان سے ہاتھ کٹے ہوئے سر مجروح کسی کے سر پر خود نہیں کسے کے ہاتھ نہیں دستانیں نہیں جب حالت خراب سے بھاگے ادھر کو چلے آئے ہیں یہ سب اہل قلعہ نے دیکھا نہ علم ہے نہ کوس حربی ہے نہ خیمہ و خرگاہ ہے سبکی حالت شاہ ہے چہرہ دن سے آثار شکست ہویدا ہیں خرابی کے سامان رخون سے پیدا ہیں راوی کہتا ہے کہ یہ وہ لشکر ہے جو کہ قبل میں بھاگا تھا جبکہ سوناق اور سمندر شاہ سے سامنا ہوا تھا اور سوناق نے سمندر شاہ سے کہا تھا کہ تو کہہ دے جاتا ہے وہاں بھی ہم لوگوں کا قبضہ ہو گیا ہے حال سننے لشکر میں انہری بڑی تھی اور صحرا کی سمت بھاگ کر چلا تھا کہ سرداروں اور سمندر شاہ نے بکار کر کہا تھا کہ جو بھاگ کر یہاں سے چلے وہ اور کسی طرف نہ جائے سوائے شہر کے بس یہ لوگ ادھر کو آئے نے جب قریب شہر پہنچے ایسے بدحواس تھے کہ انھوں نے قلعے کی طرف بھی نہ خیال کیا کہ قلعے پر کون لوگ ہیں منہ اٹھائے ہوئے چلے ادھر جب ان لوگوں نے انکو بحالت خراب دیکھا اور انہی طرف آئے ہوئے بابا بکار کر قلعے پر سے کہا کہ ایے لشکر یہاں سمندر شاہ آگاہ ہو کہ یہاں بھی لشکر اسلام کا قبضہ ہو گیا ہے ملکہ نسیم جادو دختر سمندر شاہ یہاں کی حاکم ہے ملکہ سوناق اور ملکہ غزالان اور سہراب جادو نے انکو اس شہر کو فتح کر لیا مع قلعہ کے اور اس پر قبضہ کر لیا بس انکو ادھر آنے کا حکم نہیں ہے ملکہ نسیم جادو کا نہ سہراب کا ہم انکو آگاہ کرتے ہیں کہ ہنسنے اور کل اہل شہر نے اور کل لشکر نے جو کہ یہاں تھا اہل اسلام کی اطاعت کی اور دین اسلام قبول کیا جسے اطاعت نہیں کی اور نہ دین اسلام قبول کیا وہ مارا گیا جتنا سیراب جادو جو کہ یہاں کا حاکم تھا سمندر شاہ کی طرف سے وہ بھی قتل ہوا اور جو اپنی جان بچا کر بھاگ گیا وہ بجا انکو وہ سیاہ قلب تھا جو نکل گیا اسکے مقدر میں یہ نعمت نہ تھی کہ وہ نور اسلام سے مشرف ہوتا بس خیریت اسی میں ہے کہ ادھر نہ آؤ

واپس جاؤ اگر ہمارے کہنے پر عمل نہ کرو گے تو ہم قلعے پر سے ٹکڑے مار کر قتل کرینگے اپنی جانیں مفت نہ برباد
کر داندہ ٹکڑا اختیار ہے یہ جو قلعے پر سے پکار کر اہل قلعہ نے کہا اور ان لوگوں کے کان میں صدا آئی
اب جو سردار قلعے کی طرف دیکھا تو قلعے کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ پایا اور خندق کو پانی
سے لبریز پایا اور ہر برج فصائی پر پردہ جو کی دیکھا اور دیکھا کہ سہراب جادو و زبر و نمکیرہ زرقینی گرسنی
جو اہر نگار پر منگن ہو سب سردار اور امیران شہر خدمت میں حاضر ہیں قلعے پر تو بہن جڑھی ہوئی ہیں
مہتابین سلگ رہی ہیں سب تو بونیکے منہ ہمارے طرف ہیں گولند الیسیس کھڑے ہیں پتھرہ بندہ ہوئے
یہ واقعہ دیکھ کر ان سب کے حواس جانے رہے اور بدحواس ہو گئے اور سو ماق کا قول یاد آیا کہ سو ماق
نے سچ کہا تھا بس کیا ضرور ہو کہ اپنی جانیں برباد کریں اور ہر جا کر یہ باہم صلاح کر کے قصد دیان سے
فرار کیا مگر اکی طرف کھڑے اس سمت سے گرد بلند ہوئی کہ جدھر مقابلہ ہو رہا تھا انکے اور حواس
باختہ ہوئے کہ اہل اسلام آپہنچے اب جو گرد شبن ہوئی سب نے دیکھا کہ ہمارے ہی ہمراہی ہیں یعنی
ہمارا ہی لشکر ہے دیکھا کہ کل سردار و مجروح ایک تخت پر سمندر شاہ کو ڈالے ہوئے اور دھریے ہوئے
چلے آتے ہیں انکے عقب میں لشکر ہے مگر کوئی ایسا نہیں ہے جو مجروح ہو بس یہ لوگ یہ حال دیکھ کر اسطرن
چلے کہ ان لوگوں کو اس حال سے آگاہ کریں جب انکے قریب پہنچے پوچھا کہ آپ لوگ کیوں ادھر کو
بھاگ آئے واپس چلے غضب ہو گیا قلعہ اور شہر پر بھی اہل اسلام کا قبضہ ہو گیا ملکہ نسیم جادو
دختر بادشاہ حاکم ہوئی اسکا حکم جاری ہوئے حکم دیا ہو کہ اگر ایک متنفس بھی سمندر شاہ کے
لشکر کا شہر میں آنا چاہے تو نہ آئے و بنا اس شہر کو سو ماق و غزالان و سہراب نے آکر فتح کیا
سہراب خود فصیل قلعہ پر موجود ہو سب اہل شہر اور اہل لشکر نے اطاعت کی اور دین اسلام
قبول کیا جنھوں نے نہ اطاعت کی نہ دین اسلام قبول کیا یا وہ مارے گئے یا بھاگ کھڑے ہوئے
ہلوگ بھاگ کر میدان جنگ سے یہاں اس قصد سے آئے کہ داخل شہر ہوں ان لوگوں نے
ٹکڑے دیکھ کر قلعہ پر تو بہن سیدھی کہیں اور ہم سے یہ سب حال کہا اور کہا کہ واپس جاؤ اگر تمہیں قدم
برہا یا ہننے اور پر سے گولندازی شروع کی اور ٹکڑے مارے گئے ہلاک کیا ہلوگوں نے یہ سنکے واپس جانیکا
قصد کیا تھا کہ آپ لوگوں کو آنے ہوئے دیکھا خیال کیا کہ آپ کو آگاہ کریں پس آپ کو آگاہ کیا اب کیا فائدہ
ادھر جانے سے انھوں نے کہا کہ یہ بھی کوئی مصلحت ہے ٹکڑے بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ یہاں
اہل اسلام کا قبضہ ہو گیا ہو اگر ایسا بھی ہوا ہو تو دختر شاہ حاکم ہے جب اسکو یہ معلوم ہوگا کہ میرا باپ
شکست کھل کر اہل اسلام کے ہاتھ سے پریشان ہو کر برائے حفاظت طرف شہر کے آیا ہے فوراً
قلعہ کھول دے گی اور سب اہل شہر نجات ہو جائینگے سہراب جادو و زبر و نمکیرہ زرقینی
نم لوگ کیا جانو کہ اہل شہر نے کہا نہ بیکر کی ہو کر سے مسلمان ہوئے ہیں صرف اسی خیال سے
کہ جب ہمارا بادشاہ ادھر کو آئے ہم ان سب سے بگڑ کر اور اطاعت سے انحراف کر کے اسکے
شریک ہو جائیں انکو شہر میں آنے کا مزہ چکھائیں نم لوگوں سے جو انھوں نے نفرت کر کے اور نہ
کہا تو تم لوگ ڈر گئے جلو ہمارے ہمراہ بس وہ سردار و دروون و زبر یعنی شملاق و ایراق
سمندر شاہ کو اسی طور سے تخت پر ڈالے ہوئے چلے طرف شہر کے قلعے پر سے ان لوگوں نے
دیکھا کہ اب وہ لوگ جو کہ پہلے آئے تھے نہ ادھر بہت سا لشکر اور سردار و مجروح اور
سمندر شاہ کو تخت پر ڈالے ہوئے ادھر آتے ہیں سہراب سے عرض کیا سہراب نے

کہا کہ آنے دو دیکھو یہ کہنے کیا ہیں اسنے بھی وہ ہی تقریر بیان کرنا جو کہ ان لوگوں سے کی تھی
 بس جب وہ لوگ قریب آئے اہل قلعہ نے وہ ہی تقریر کی اور کہا کہ واپس جاؤ اپنی جانیں
 نہ برباد کرو واپس جاؤ ملکہ نسیم جاوے تیرے رحم کا ہا ہا کہ درگزر کیا اگر اب آگے قدم
 بڑھاؤ گے تو ہم تمہارے گولہ مارینگے اور تمکو ہلاک کرینگے یہ جواب اہل قلعہ نے کہا ان لوگوں نے ہکا کر
 کہا کہ در قلعہ کھول دو ہم ہیں اہل لشکرِ سمندر شاہ اور دیکھو یہ بادشاہ تخت پر مجروح پڑا ہے جس
 پر کوئی تم میں جو جلدی سے قلعہ کا بھاگ کھول دے تاکہ ہم لوگ مع بادشاہ کے اور کل لشکر کے داخل
 قلعہ ہوں اور بھاگ کھولنے کا بند کر لیں کیونکہ ہمارے عقب میں اہل اسلام آتے ہیں اگر وہ آجائینگے
 تو مفت میں قلعہ ہاتھ سے جانا رہیگا دیر نہ ہو کہ وہ ان لوگوں نے کہا انھوں نے جواب دیا کہ کیسا سمندر شاہ ہاگو
 ملکہ نسیم جاوے گا حکم نہیں ہے تم اور کسی طرف بھاگ کر جاؤ اہل اسلام آتے ہیں تو کیا کریں
 اچھا ہو گا کہ اہل اسلام تمکو آکر قتل کریں ہماری بلا سے بلکہ ہم اور اوپر سے گولے مارینگے اور
 اہل اسلام کے ہاتھ سے ہلاک ہو گے اور ہر گونے سے یہ جو ان لوگوں نے کہا سرداروں نے اس
 لشکر شکست خوردہ سے کہا کہ جو کچھ ہو قلعے پر یرش کر دو اہل شہر بھی منحرف ہو گئے سوائے
 اس تدبیر کے دوسری تدبیر نہیں ہے قلعے پر یرش کر کے قلعہ پر قبضہ کر لو جب تک اہل اسلام
 آئیں اب اور کدھر بھاگ کر جائیں بس یہ سمجھو کہ وہ لوگ یعنی سردارِ سمندر شاہ کے تخت کو
 بیچ میں لیکر یہ کہہ کر اہل قلعہ سے کہ تم لوگ یوں نہ مالتو گے دیکھو ہم قلعہ لیے لیتے ہیں پس یرش کر کے
 طرف قلعہ کے چلے جس قدر لشکر کہ بھاگ کر میدانِ جنگ سے آیا تھا مع اس لشکر کے یہاں
 سہراب سے گولندازوں نے عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے سہراب نے کہا کہ زور پڑا لینے دو
 پھر گولہ مارنا بس جب نصف میدان طے کر کے زور پڑا گئے اسوقت دیدبان نے عرض کیا کہ
 اب بخوبی زور پڑا گئے ہیں اب کیا حکم ہوتا ہے بس سہراب نے ہوائی داغی شراٹا بلند ہوا
 گویا بناے غم و فساد ظاہر ہوئی بس گولندازوں نے تو بونگو بھکا بھکا کر اور سیدہ باندھ کر
 اب جو آگ بتائی ایک مرتبہ کئی ہزار توپوں میں جو آگ دی گئی اور سب فیر ہوئے بس
 اسکی صدائے شہرِ سمندر یہ کہ زمین اور عمارت اور قلعے کی عمارت اور زمین معرکہ ہل گئی
 دھوین کا آسمان زیر آسمان قائم ہو گیا غبار بلند ہو گیا ایسی صدا تھی کہ حاملہ عورتوں کے
 حمل سقط ہو گئے دروازوں کی زنجیریں کھل گئیں خفگان زمین جو تک اٹھے یہ خیال کر کے کہ
 قیامت برپا ہو گئی سرافیل نے صورت قیامت چھونکا یہ اسکی صدا تھی کہ گوش گردوں کر
 ہو گئے طائرِ جہان جہان کے سب پریشان ہو کر بھاگے اور آڑے درندے اور چرندے
 صرا کو چھوڑ کر طرف کھامیوں کے بھاگے کہ یہ قیامت برپا ہوئی یہ صدا کیسی پیدا ہوئی
 چراگاہ کو بھی بھول گئے یہ عالم ہوا بس اب جو کفار پر قلعے پر سے بارش گولہ ہوائی پہلی ہی
 تیر میں دس بارہ نہار کفار اڑ گئے داخلِ جہنم ہوئے دوسری تیر کی نوبت بھی نہ آئی
 کہ سب کے جی چھوٹ گئے دل ٹوٹ گئے بدحواس ہو گئے ایک مرتبہ بھاگ کھڑے ہوئے
 کوسوں تک سوائے لاشوں کے اور کچھ نہ دکھائی دیتا تھا کفار گولے کی زد سے الگ
 ہنر کھڑے ہوئے راوی خوش فکر بیان کرنا ہے کہ اس غبار و ابرو دھوین میں اہل لشکر
 کفار کے جو مزب گولے سے ہاتھ دوسر وغیرہ جو آڑے سے آئے اس طور سے اڑے ہوئے

معلوم ہوتے تھے کہ جیسے طائر اڑتے ہیں بازو داغ و زخاں اس مقام پر جمع ہو کر پرواز کرتے
 ہیں کہ جہاں رن پڑتا ہے بس کوسوں تک زمین نہیں نظر آتی یعنی سوائے لاشوں اور سرداروں کے
 جب گولند از ہفت فیلہ داغ کے آسوت سہراب جادو سے عرض کیا کہ اب کیا حکم مونا ہے
 سہراب جادو نے کہا کہ اب ہاتھ روک کر دیکھو کہ کفار کی کیا حالت ہو آیا کوئی بچا بھی یا سب
 ہلاک ہوئے اب جو گولند از رن نے ہاتھ روکا اور ہوائے اس گرد و غبار اور دھوئیں کو طرف
 کیا روشنی ہوئی کیا نظر آیا دیکھا کہ کوسوں تک لاشیں پڑی ہوئی ہیں زمین میں غار پڑ گئے ہیں بس
 جو کفار گولے کی ضرب سے بچے تھے وہ در و درگاہ پریشان کھڑے ہوئے ہیں راوی کہتا
 ہے کہ اس آفت سے وہ بچے کہ جسکی تضاد تھی اور جسکی تضاد اس طور سے تھی وہ ہلاک ہوئے
 انھیں کے مرنے کے لیے یہ امر سرداران سمندر شاہ کے ذہن میں آیا تھا ورنہ کیا ضرورت تھی
 کہ جبکہ یہ معلوم ہو چکا تھا کہ قلعہ ہاتھ سے جا چکا ہے اس پر ہرجس کرتے اس شکر سے جو کہ
 شکست خوردہ اور مجروح ہو بس یہاں اہل قلعہ خوشی کے شادیاں بجانے لگے انکو
 اس حالت پریشان سے دیکھ کر اور کفار اس فکر میں ہیں کہ کیا کریں قلعے کی طرف جائے
 ہیں تو اہل قلعہ گولے مارتے ہیں اور ہر کو بھاگتے ہیں تو اور ہر اہل اسلام تعجب میں آتے
 ہیں وہی طرف جلتے ہیں تو دریا حائل ہے بائیں طرف کی راہ ہے تو اور ہر ہاتھ زیادہ
 ہیں کس طرف بھاگ کر جائیں چاروں طرف سے گھر گئے ہیں کچھ بن نہیں پڑتا ہر اہل
 پریشان ہیں یہ ہی خیال کر رہے تھے کہ شکر اسلام نمودار ہوا بس شکر اسلام کا ظاہر ہونا
 تھا کہ اور جو اس جاتے رہے بدحواس ہو گئے سرداروں نے بکار کر کہا کہ جدھر جسکا منہ
 اٹھے اور مردہ بھاگ جائے ایک دوسرے کا خیال نہ کرے کیونکہ اگر قلعے پر جاتے ہیں
 تو وہاں سے گولا پڑتا ہے اور ہر اہل اسلام نے آکر گھیر لیا ہے وہ ہمارے کیے ڈالتے ہیں
 بس جسکا جدھر جی چاہے چلا جائے یہ کھرا اور سمندر شاہ کا تخت بیکر سب کے سب
 سردار اور کچھ شکر اس طرف یعنی بائیں طرف کو جدھر ہاتھ زیادہ نئے بھاگے ابھو
 جدھر جسکا منہ اٹھ گیا وہ بھاگ کھڑا ہوا اور ہر اہل اسلام نے آکر قتل کرنا شروع
 کیا ہزاروں دریا میں گر کر غرق ہو گئے پھر انکا بہنہ نہ لگا سوائے دوزخ کے
 ہزاروں کفار نا بکار پیر کر نکل گئے جسکی تضاد تھی بس کل شکر سمندر شاہ کا منتشر
 ہو گیا اور بھاگ کر جدھر سینک سما یا چلا گیا مگر سرداروں نے بوقت بھاگ رہے بھی
 کدیا تھا کہ فلاں صحرا میں جو کہ یہاں سے پانچ فرسخ پر ہے سب آکر جمع ہونا جو زندہ
 بچنا بس اب سب منتشر ہو کر بھاگے ہزاروں کوہ و صحرا میں سرگرداں ہوئے
 مگر انکو اگے ہزاروں کوہ و رندے کھائے مگر قریب دولا کو سیاہ اور کل سردار
 جو کہ قتل و اسیر ہونے سے بچے تھے اور دونوں دوزخ سمندر شاہ کو لیکر طرف بہاڑوں
 کے بھاگے تھوڑی دورت تک اہل اسلام نے تعاقب کیا ورت تک بھاگائے صاحبقران
 نے فرمایا کہ اب بھاگے ہو ورت تک تعاقب کرنا بیکار ہے مگر سب اہل اسلام حیران ہیں
 کہ یہ کیا سبب ہے کہ یہ لوگ بھاگ کر داخل شہر کیوں ہوئے کیونکہ آپ انکے بڑے
 عرصے کے بعد آئے تھے اسکا کیا سبب ہے اہل اسلام اور بادشاہ اور صاحبقران کو یہ حال نہیں

معلوم ہے کہ سردار سوماق و غزالان نے یہ تدبیر کر کے قلعہ قبضہ کر لیا اور سب کو اپنا مطیع کیا یہ کیونکر یہ حال
معلوم ہوتا کیونکہ یہ سب لوگ تو جنگ مغلوبہ میں مصروف تھے یہ قینوں سردار کچھ لشکر لیکر نکل آئے تھے اور یہ
تدبیر کر کے غزالان و سوماق پھر شریک جنگ ہو گئے اسی حالت میں جنگ مغلوبہ ہو چکی ایک کو دوسرے
کے حال کی کوئی خبر ہو سکتی ہی نہیں صاحبقران و بادشاہ اور کل سردار ساحر و غیرہ ساحر آئے اپنے کفار کے عقب
کو ترک کر کے قلعہ کی طرف چلے کہ چل کر قلعہ اور شہر پر قبضہ کر رہے تھے تو اُدھر کے خیال میں ہن اُدھر خواجہ نے
کیا کیا کہ چند ہر گز سے عقب ہن لشکر کفار کے روانہ کے کہ چاکر خبر لاؤ کہ کفار کس تدبیر میں مصروف ہیں ہن
اور کہ حضر بھاگ کر جائے ہن پس دوسرے صورت بدل کر لشکر کفار کی طرف بھاگے اب پہلے لشکر کفار کا
حال سماعت فرمائیے کہ جو سردار سمندر شاہ کو لیکر جا گئے اور میں عرض کر چکا ہوں کہ قریب دو لاکھ کے ساحر و
غیرہ ساحر اور کئی بادشاہ جو کہ قتل و اسیر ہونے سے ساحر و غیرہ ساحر بچے ہن سب اسی لشکر کے ہمراہ ہن اور بعض اور
نکل گئے ہن چنانچہ یہ لشکر جو بھاگا تو اسے پھر کوئی بھی نہ دیکھا برابر کوہ و جنگوں کو طر کر تا ہوا باغ و نوس پر جا کر اس
لشکر تیار شدہ تھے دم لیا اب جو خیال کیا تو اہل اسلام کو تعجب میں آئے ہوئے نہ پایا مگر عجیب خراب حالت
سماعت ہوئے ہاتھ پاؤں ٹوٹے ہوئے زخم لگے ہوئے آئے خون بہتا ہوا خود سردار و ہندو و جو عورتیں
ہن آئے دوپٹہ ندارد نہ کوئی خیمہ ہمراہ نہ بارگاہ نہ خزانہ نہ غلہ جسون پنٹاک پڑی پاؤں میں آبلہ پڑے ہوئے
خاک گرے ہوئے پاؤں سو بے ہوئے عجب خراب و تباہ حالت سے ایک چھوٹے ہوناک میں جو کہ بے آب
گیا ہ تھا جا کر ٹھہرے جبکہ یہ امر بالکل ثابت ہو گیا کہ اب حریف تعجب میں نہیں آتا ہر سائے درخت میں زد و کشت
ہوئے زمین پر بیٹھے سواروں نے زمین پوش بھائے پس جب ذرا حواس درست ہوئے ساحر و ہن
سحر کر کے چنے وغیرہ پیدا کیے سب لشکر کو ان چیموں میں اتارا اور سب سامان و ہاں مینا کیا کل لشکر عجب روح
تھا ایک نے دوسروں کے ٹانگے لگائے مریم سحر کے بچائے چڑھائے شملاق و امراق نے ایک خیمہ
مستقل سحر سے برپا کیا مسند راکر سمندر کو لٹایا اسکے زخموں میں ٹانگے دے مریم سحر سے تندر کے لگائے
جو کہ سمندر کے جسم سے خون بہت جاری ہوا تھا غش کیا تھا اب جو ٹانگے لگے اور پھلے لگائے گئے سمندر شاہ
کو ہوش آیا اپنے کو ایک خیمہ میں پایا اور سب اپنے سرداروں کو جو کہ مجروح ہوئے تھے اور ساتھ بھاگے تھے
دیکھا کہ سب کے سروں پر مٹیاں بندھی ہوئی ہن میرے گرد بیٹھے ہن سمندر نے آنکھ کھول کر سملاق و امراق
سے کہا کہ یہ کیا مقام ہے کہیں تم لوگ مجھ کو لیکر شہر سمندریہ میں آ گئے ہو شہر سمندریہ کا بندوبست کر لیا ہے حریف تو
بیان نہیں سکتا ہ شملاق و امراق نے جواب دیا کہ شہر سمندریہ کجا اور ہم لوگ سبجا وہ آپ نے قبضہ سے
نکل گیا اہل اسلام کا اسیر بھی قبضہ ہو گیا جیسا کہ سوماق نے آپ سے بیان کیا تھا ویسا ہی ہوا پس یہ کس
کل جان بیان کیا کہ آپ تو سوماق کے ہاتھ سے مجروح ہو کر بیہوش ہو گئے ہم آپ کو لیکر شہر کی طرف بھاگ کر آئے
ہاں سہراب قلعہ بندوبست کر کے موجود تھا اسی قلعہ پر سے گوہ باری ہوئی اور اہل اسلام نے آکر قتل کرنا شروع
کیا پس ہم آپ کو لیکر اُدھر کو بھاگے سوا بے اسلحہ کی دوسری صورت مفر کی ہو کہ نظر نہ آئی بیان اگر جب اس
امر سے اہل بیان ہو گیا تو سحر سے خیمہ وغیرہ برپا کیے جو لشکر ہمارے ہمراہ آیا تھا اسکو ان چیموں میں اتارا
اور سب بندوبست کیا کل لشکر مجروح تھا سبکی زخم دوزی کا حکم دیا اپنی زخم دوزی کی آپ کے لیے خیمہ
برپا کیا آپ کے زخموں میں ٹانگے لگائے مریم سحر طیار کر کے چائے چڑھائے کہ آپ کو
ہوش آیا کل حال جب شملاق و امراق نے بیان کیا سمندر شاہ نے ایک آہ سرد دل پر دروست کھینچ لیا
کہ نہ معلوم میری ناموس کا کیا حال ہوا نہ معلوم وہ بیچاری تباہ موی یا اسیر ہو گئی انکی خبر نہ معلوم ہوئی بہت

بڑی تباہی میرے لشکر پر پڑی اور میرے اوپر کہ جس سے لکھنا دشوار ہوا کچھ سحر و ساری نے نہ کام کیا
 ناموس و دیگر عزیز و اقارب سے بھی مفارقت ہوئی شہر بھی چھوٹا لشکر بھی تباہ ہوا خود آوارہ و سرگردان ہوا اب
 کیا کروں کہ تو میرا ناموس کا حال دریافت ہو سرکار سے بھی تو نہیں مین کہ آنکھ رواند کر کے خبر منگوانا خیر نہ لکھنا
 جائیگا اگر آپ کیا کروں کہ میرا جان کمان جا کر پناہ گزین ہوں یہ لکھنا دوستی لکھنا سب سردار گریان ہوئے سمندر
 نے کہا کہ ایسی آفت میں مبتلا ہوئے کہ جو قتل ہوئے نہ لکھنا تم کر سکتے نہ استاد کا ماتم کر سکتے یہ ہو لکھنا
 سمندر شاہ رو یا سب سردار بھی زدے بڑے عرصہ تک سب رو یا کیے آخر کو وہ گریہ و بکا کم ہوئی
 سمندر شاہ نے کہا کہ ذرا خیمہ کے پورے اٹھا دو صبح کی سیر کریں تاکہ کچھ دل بہلے فوراً پورے اٹھا لے
 گئے وہ صبح بالکل دیران تھا اسکی کیا سیر ہوتی سوائے اس کے کہ اوپر بگولہ بلند ہوا ادھر بگولہ اٹھا زار و
 زغن مٹا رہے ہیں سوکھے ہوئے درخت کھڑے ہیں اس حالت کے ہوا کوئی دوسرے سیر نہ تھی یہی
 سمندر شاہ دیکھ رہا تھا اور اس نے سامان کو یاد کرتا تھا اور اپنی حکومت و اختیار کو اور اپنی بے سرد سامانی
 کو دیکھ کر آہ سرد بھرتا تھا سب سردار موجود تھے کہ ایک سمت سے کچھ لوگ آئے ہوئے دکھائی
 دیے مگر بحالت پریشان سمندر شاہ نے سرداروں سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا پرست ہماری فکر و
 تلاش میں آئے ہیں کیا بیان بھی یہ ہیں بے دینکے عجب بلا میں مبتلا ہوئے ہیں سمندر یہ کہہ رہا تھا کہ وہ
 لوگ کہ قریب آئے ادھر سرداران لوگوں نے دیکھا کہ ایک لشکر آ رہا ہوا ہے مگر بحالت تباہ و خراب یہ
 لوگ اس لشکر کی طرف واسطے دریافت کرنے حال کے چلے جب قریب ہوئے تو معلوم ہوا کہ یہ ہمارے
 بادشاہ کا لشکر ہے ادھر ان لوگوں نے یعنی سمندر شاہ اور کل اہل لشکر نے جاننا کہ یہ نو اس لشکر
 کے لوگ ہیں جو بڑے حفاظت شہر میں چھوڑا جاتے تھے اور اہل شہر ہیں اب جو دیکھا تو ہزاروں آدمی
 چلے آئے ہیں ان میں ساحر بھی ہیں اور غیر ساحر بھی لشکر بھی اور شہری بھی غور میں بھی اور مرد بھی پس وہ لوگ
 لشکر میں آئے حالت دریافت کی ان سبھوں نے حالت بیان کی کہ اس طور سے ہم شکست کھا کر شہر کی طرف
 چلے آئے وہاں پہنچ کر معلوم ہوا کہ شہر بھی بادشاہ کے قبضہ سے نکل گیا ہے پس ادھر بھاگ کر آئے وہ سامنے
 خیمہ میں بادشاہ سے اسے کل سرداروں کے فروکش میں پس یہ لوگ سب سمندر شاہ کے پاس آئے
 سمندر شاہ سے سب حال بیان کیا کہ اس طور سے سوا بق و غزالان و سہراب نے اگر قبضہ کر لیا
 سہراب جاو و مارا گیا ہم لوگ تباہ ہو کر رہا گئے سمندر شاہ نے کہا کہ میرے ناموس کا بھی حال معلوم ہوا
 کہ اسپر کیا گزری انھوں نے عرض کیا کہ آگے ناموس بھی شہر سے بھاگے ہیں اور ہم سب کے ہمراہ ہیں پس
 سمندر شاہ نے حکم دیا کہ ان لوگوں کے قیام کے لیے خیمے و غیرہ سحر سے برپائے جائیں یعنی برائے ناموس
 اسی وقت سب بند و ملت ہو گیا کل ناموس مع خواص و غیرہ کے خیمہ میں آئے اسی حالت تباہ سے
 جو کچھ مال و اسباب رکھے تھے سب رکھا اسی حالت میں کیا لا سکتے تھے جو جلدی میں آسکے آگے پس جو
 لڑیں شہر اور اہل لشکر شہر سے بھاگ کر آئے تھے سب سمندر شاہ سے آکر ملے ناموس سمندر شاہ
 بھی آگیا بادشاہ ناموس کے پاس گیا سب حال بیان کیا ایک رات و ایک دن میں سب لشکر اس مقام پر مع
 اہل شہر ناموس کے سب سمندر کے پاس آگئے ہاں جو لشکر ہی ادھر ادھر تباہ ہوئے لکھا ذکر نہیں ہے جن جن کو
 یہ معلوم ہوا کہ فلان مقام پر بادشاہ جو شکست کھا کر بھاگا تو وہاں آ رہا ہے سرداروں سے جب زیر قلعہ مقابلہ
 ہوا ہے اور لشکر نے فرار کر کسی تھی تو لکار کر کہدیا تھا کہ بیان سے جو دوزخ پر ہوا ہے سب وہاں اکٹھے
 ہوں ہم وہاں جا کر قیام کریں گے چونکہ راہ اسی طرف سے تھی پس سب ادھر جو آئے تو لشکر کو دیکھ کر جمع

بننے لگے اور اہل شہر اور جو لشکر کہ بلا سے حفاظت شہر میں تھا اور نامولیں جو شکست کھا کر اس خیال سے شہر سے
 جانے تھے کہ بادشاہ ماس پہنچ کر اس حال سے آگاہ گردن وہ بھی اس طرف سے گذرے انا لشکر سحان کر
 شریک ہوئے اور شب حال سمندر سے کہا پس سمندر کو یہ حال سن کے بہت جوش و خروش میں ہوا
 اور غصہ آیا مگر بالکل بدست و پا تھا کیا کرنا خانہ ناموس کے پاس گیا اسے سب حال سنا کہا کہ جو کچھ خدا
 تصویر نے تعذر میں تحریر کیا تھا وہ پیش آیا پس تین دن تک سمندر نے وہاں قیام کیا جب ٹھکن اور
 کل بظرف ہوا اور کسی قدر زخم بھی پھر میرے ہوئے اور طاقت جسم میں آئی سمندر نے سب سرداروں کو
 جو کہ ہمراہ تھے کل لشکر و اہل شہر کو جمع کیا جو کہ اسکے پاس تھے اور کہا کہ میں نے بہت بڑی فکست کھائی
 تمام لشکر قتل و اسیر ہوا بہت سے بادشاہ مل گئے فہر بھی ہاتھ سے گیا آستاد مارے گئے اب میں
 بالکل بے دست و پا ہوں میں کچھ نہیں کر سکتا لہذا میں تم سب کو آگاہ کرتا ہوں کہ میں چند سرداروں و
 ناموس سے طرف طلسم گنجو شلیمانی کے جاتا ہوں اور گنجو شاہ سے سب حال بیان کرتا ہوں اور
 ملک کا خواستگار ہوتا ہوں اگر اس نے میری کمک کی اور میرے ساتھ لشکر بڑے مقابلہ اہل اسلام
 آیا تو میں اسکو اپنے ہمراہ لیکر آتا ہوں اس کے سبب سے ضرور اہل اسلام کو زک ہوئے گی اور میں غالب
 آؤں گا اور پھر سب ملکوں پر میرا قبضہ ہو جائیگا اسکا سب یہ ہو کہ وہ ملک کھنڈ جات ہے اس پر ہر کس و نا کس
 غالب نہیں آ سکتا یہ وہ بہت صاحب اختیار ہے بہت سے تبرکات خداوند نے اسے دست قدرت سے
 طیار کر کے گنجو شاہ کو دیے ہیں اور خداوند گنجو شاہ سے بہت خوش ہیں اسکو بہت صاحب لیاقت
 خداوند نے بنایا ہے اس سے خوش ہیں کہ اسکو ایک طلسم کا مالک کیا ہے اور اکثر اپنے راز خدا فی
 اسکو آگاہ کیا ہے اور وہ بھی خداوند کو بہت دوست رکھتا ہے مگر کلب مقرب بارگاہ ہونے کے مفور ہو گیا
 ہے اپنے نزدیک کسی کو نہیں خیال کرتا ہے پس میں اسکی بہت منت و التجا کروں گا اور اگر اس نے کمک کی
 اور وہ لشکر لیکر آیا تو ایک چشم زدن میں اہل اسلام کو بالکل غارت کر دوں گا اور جب یہ حال خداوند کو
 معلوم ہوگا کہ میرا بندہ گنجو شاہ اہل اسلام سے مقابلہ کر گیا ہے خداوند بھی ضرور اسکی کمک کرینگے پھر اہل اسلام
 کا غارت ہونا کتنی بڑی بات ہے اگر یہ تدبیر چل گئی تو پھر سب سامان درست ہو اگر اس نے الکار کیا اور یہی
 کمک نہ کی تو وہاں سے مقام خداوند قریب ہی میں ایک عرضی کل حال کی کمک خدمت خداوند میں
 روانہ کروں گا اس میں کل حال تحریر کروں گا اور کمک کا خواستگار ہوں گا اور میری عرضی جائیگی اور وہ میرا
 دوست ہو کہ اس دن میری کمک کو آیا تھا جس دن میں نے ایوان کے قتل کا حکم دیا ہے اور خواجہ
 عتار لشکر اسلام نے عیاری کر کے ایوان کو رہا کیا ہے اور مجھ کو بیوش کیا ہے اور میری قتل کو طے میں
 آئے اگر مجھ کو اس بلا سے نجات دی ہے اور مجھ سے مل کر طرف اسے مقام کے روانہ ہوا ہے اور میں نے
 اہل حال اس سے کہا ہے کہ میرے حال سے خداوند کو آگاہ کرنا اور عرض کرنا کہ میں اس بلا میں مبتلا ہوں میری
 کمک کرنی لازم ہے کمک فرمائیے یہ بھی میں نے اس سے کہا کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہی بیان کرنا ضرور ہے
 کہ وہ دست میرا اس حال سے خداوند کو آگاہ کر لیا اور میری سفارش کر لیا اس کے کلام کی تصدیق میری
 عرضی سے ہو جائیگی پس ضرور خداوند گنجو شاہ کو میری کمک کے بارے میں حکم دے گا یا کسی فرشتہ مقرب
 کو مع افواج کے روانہ کرینگے کہ وہ آکر میری کمک کر لیا اور اہل اسلام کو قتل کر کے تیسرا ملک لاؤں گا
 سوائے اس تدبیر کے کوئی دوسری تدبیر نہیں ہے میں انھیں دو کاموں کے لیے طرف طلسم گنجو کے
 جاتا ہوں پس تم کو لازم ہے کہ نا آئے میرے صوائے نہ طاقت میں جو کہ زیر نہ طاق واقع ہوا ہے اگر آئیں

اور میرے آنے کے منتظر رہیں یا تو فوج لاکھ لاکھ لکڑیاں ہوں یا اسے ہمراہ گنجو شاہ کو لانا ہوں میں اس صحرا میں اگر قہر سب کو بھی اپنے ہمراہ لکڑیاں اسلام سے مقابلہ کروں گا انکو قتل کر کے اپنے ملکوں پر قبضہ کروں گا یہ میرا فتنا تھا جو کہ میں نے تم سے رو برو بیان کیا سب نے جواب دیا کہ جو کچھ ہم کو حکم ہو اسی ہم اسی کے موافق عمل کریں گے کیونکہ ہم کو تو آپ کی اطاعت سے مطلب ہے ہم کو اب ایسا بادشاہ قہر دان کہان لیگا ہم اور ون کی طرح نمک حرام نہیں ہیں اگر ہم کو آپ کی اطاعت و فریاداری منظور نہ ہوتی تو ہم بھی مثل ان سب کے اہل اسلام کی اطاعت کرتے اور ون آپ کے ہمراہ تباہ و برباد نہ پھرتے سمندر شاہ نے کہا کہ مجھ کو آپ لوگوں سے اس سے زیادہ امید ہے پس آپ لوگ میرے لئے پر عمل فرمائیے اور میرے آنے کے اس صحرا میں مبتظر رہیں آج میں اس طرف کو روانہ ہوتا ہوں آپ بھی میرے رو برو اس صحرا کی طرف روانہ ہو جیے جیسا کہ میں آپ کو بتا رہا ہوں یہ لکھنؤ سمندر نے شملاق و امراق اور چند سرداروں سے کہا کہ آپ لوگ میرے ہمراہ چلیں ان سب نے کہا کہ بہت خوب باتیں سب سے کہا کہ آپ لوگ اس طرف روانہ ہوں راوی نے رواست کی ہے کہ ان لوگوں کے پاس کچھ ساز و سامان تو تھا نہیں جو اس کے بار کرنے میں عرصہ ہوتا پس وہ لشکر شکست خوردہ ہو کر سمندر کے پاس آکر جمع ہوا تھا اور کچھ اہل شہر جو کہ قریب ساٹھ لاکھ کے موجود تھے اسی وقت بموجب حکم سمندر شاہ طرف صحرا سے نہ طاقہ کے روانہ ہوئے جب وہ لوگ جا چکے اس کے بعد سمندر شاہ ان سرداروں کو کل ناموس کو اپنے ہمراہ لکڑیاں اور تختہ سحر طیار کر کے اپنے سوار ہو کر طرف طلسم گنجو شاہ کے روانہ ہوا کہ اسکا حال آئندہ تحریر ہو گا کہ اسے طلسم گنجو شاہ کی مافی میں جا کر کیا کیا آیا وہ گنجو شاہ کو اپنے ہمراہ لکڑیاں اسلام آیا پس انشا اللہ تعالیٰ آئندہ بشرط حیات مستعار تحریر ہو گا سمندر شاہ نے جس لشکر کو طرف صحرا سے نہ طاقہ کے روانہ کیا تھا وہ لشکر قطع راہ کر کے بعد دس روز کے اس صحرا میں پہونچا اور مقام پر آب دیکھا سحر سے خیمہ وغیرہ طیار کر کے اس صحرا میں بقیہ ہوا اور سمندر شاہ کا انتظار کرنے لگا اب راوی سمندر شاہ کو جانب طلسم گنجو شاہ کی راہی رکھتا ہے اور اس کے لشکر کو اس کے انتظار میں صحرا سے نہ طاقہ میں بقیہ چھوڑتا ہے یہ خیال رہے کہ سمندر شاہ مع چند سرداروں اور ناموس کے طرف طلسم کے گیا ہے خیمہ سمندر شاہ کا حال بعد کو تحریر ہو گا راوی اہل اسلام کا حال تحریر کرتا ہے کہ جب صاحبقران و بادشاہ کل لشکر و سرداروں کو اپنے ہمراہ لکڑیاں طرف قلعہ کے ملے تھے تو خواص سے فرمایا تھا کہ ہر گز کو عقب کفار میں برائے جز کے روانہ کرو کہ کفار کہان قیام کرتے ہیں اور تکیا تدبیر کرتے ہیں تاکہ ان کے حال سے آگاہ ہو کر اسکا تدارک کیا جائے خواجہ نے عرض کیا تھا کہ میں نے آپ کے فرمان سے قبل چند ہزارے روانہ کر دیے ہیں وہ خبر لیکر حاضر خدمت ہوئے اور کل حال سے آگاہ کرینگے ناظرین کو اس امر کا خیال رہے کہ جہاں سمندر شاہ نے اسے لشکر کو طرف صحرا سے نہ طاقہ کے روانہ کیا اور خود طرف طلسم گنجو شاہ کے راہی ہوا اور دو ہزارے جو کہ بموجب حکم خواجہ صورت دیئے ہوئے کفار کے ہمراہ تھے یہ سب حال اور دست کر کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئے انکا حال پھر تحریر ہو گا کہ انھوں نے جب خبر صاحبقران کو دی تو حمزہ صاحبقران نے کیا تدبیر کی پس ادھر سے تو صاحبقران کفار کا ناقب تک کر کے واپس چلے اور ادھر سے کل لشکر جو کہ عقب میں رہ گیا اور بوٹ و غارت خیم کفار میں مصروف تھا وہ بھی زیر قلعہ آکر پہونچا دیکھا کہ ہزاروں لاشیں زیر قلعہ کھائی گئی ہیں صرف شاگرد ہشت اس مقام پر رہ گئے تھے جان لشکر اسلام لڑکھن تھا براے حفاظت ہار گاہ و خیم وغیرہ لشکر اسلام میں اسی طور سے بازاریں وغیرہ آراستہ تھیں کسی قسم کا فرق نہ تھا جب ناموس صاحبقران کو اس فتح و ظفر کی خبر ہوئی تھی سب نے سجدہ شکر ادا کیے

تھے اور جو نیاز و نذر مانی تھی وہ ادا کی تھی آدم بر سر مطلب جب صاحبقران زیر قلعہ آکر پہنچے اور کھنار کی ناشون کو ملاحظہ فرمایا بہت حیران ہوئے کہ انکو کئے قتل کیا ہو خواجہ سے فرمایا کہ کس طرح قلعہ کہہ رو اندر دکر وہ خبر لائے کہ قلعہ میں کون ہو کہ جبے کفار کو داخل قلعہ نہ دے دیا اور انکو ضرب توپ سے ہلاک کیا گیا کوئی ہمارا دوست ہو یا دشمن ہو یہ امر صاحبقران خواجہ سے فرما رہے تھے کہ ملکہ غزالان و سوماق و ایوان حاضر خدمت ہوئیں سوماق نے سب حال قلعہ کے فتح کرنے کا اور اوصاف سے واپس آنے کا اور رادین سمندر شاہ سے مقابلہ ہونے کا اور موتی کے برباد ہونے کا بیان کیا تھا ایوان نے بہت ان سب کی تعریف کی تھی اور کہا تھا کہ تھے بڑی عقلمندی کی مگر گوہر کے برباد ہونے کا صدمہ کیا تھا سوماق نے عرض کیا تھا کہ کچھ صدمہ کی بات نہیں ہو میں پھر محنت کر کے تیار کر لوں گی بس یہ حال شکے ایوان سوماق و غزالان کو خدمت صاحبقران میں لیکر حاضر ہوئی اور کہا کہ خداوند قلعہ و شہر میں تشریف لے چکے و شہر میں حضور ہی کا قبضہ ہو گیا ان دونوں کنیز و غلام سہراب نے جا کر قلعہ پر قبضہ کر لیا جب کفار اوصاف کو بھاگ کر آئے اور قلعہ میں داخل ہوئے کا قصہ کیا انکو ضرب توپ سے ہلاک کر کے قتل کیا یہ جو لاشیں آپ ملاحظہ فرماتے ہیں یہ وہی ہیں جو کہ ضرب توپ سے ہلاک ہوئی ہیں یہ جو صاحبقران نے ایوان کی دہائی ثنا فرمایا کہ کیا سہراب جادو شہر میں ہو لشکر میں نہیں ہو تھو اس حال سے خبر بھی نہیں کہ یہاں یہ تدبیر کرنی اور اس تدبیر سے قلعہ اور شہر پر قبضہ کر لیا کیونکہ خبر موتی مہو جنگ میں مصر و قلعہ تھے ایک کو دوسرے کے حال کی خبر نہ تھی اور غزالان و سوماق تم بیان کر دے کہ یہ کیا تدبیر کی اور کسکی صلاح سے اشادہ شہر تھے تو بہت بڑا کار نمایان کیا کیا تعریف کی جائے بڑی دانائی کی اگر یہ تدبیر نہ کی جاتی تو ضرور سمندر شاہ قلعہ بند ہو کر جسے مقابلہ کرتا اور جنگ کو طول ہوتا بس سوماق نے اجماع سے بیان کرنا شروع کیا اور سہراب کا باہم صلاح کر کے میدان جنگ سے نکل کر اپنا مورخا میں اور غزالان کا دہان آنا اور باہم ہونا کہ چکر قلعہ و شہر پر قبضہ کر لو سمندر تو یہاں جنگ مغلو بہ میں مصروف ہو اگر اسکی شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر داخل شہر ہوا تو پھر بڑی خیالی ہوگی برسوں قلعہ کے حاصل کرنے میں مگر ان کے اور نہ اردن بندگان خدا کا خون ہو گا بس اپنا اور غزالان و سہراب کا محو ڈانسا لشکر لے کر داخل شہر ہونا جنگ مغلو بہ کو ترک کر کے اور اہل شہر کو قتل اور غارت کر کے اس لشکر کا اگر مقابلہ کرنا کہ جو کہ برائے حفاظت شہر سمندر چھوڑ آیا تھا اور سہراب جادو سے اور سہراب سے مقابلہ ہونا سہراب کا سہراب کے ہاتھ سے مارا جانا اہل شہر کا اور لشکر و ناموس سمندر کا بھاگنا باقی سب کا اطاعت کرنا سہراب کا نسیم جادو و مہر سمندر شاہ کو لا کر تخت پر بٹھانا مسجد و دن کی تعمیر کا حکم دینا جنگ و امن کو منہدم کرانا اپنا سب بند کر کے اور سہراب کو دہان چھوڑ کر اور سہراب کا شہر و قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرنا اپنا اور غزالان کا طرفین جنگ مغلو بہ کے بلند اس انتظام کے روانہ ہونا شاہ میں سمندر شاہ سے مقابلہ ہونا کہ وہ شکست کھا کر طرف شہر کے حاکم تھا اور موتی کا برباد ہونا اپنا سمندر شاہ کو زخمی کرنا سردار و دن کا بیچ میں آکر اور اسکو آٹھا کر کے بھاگنا اپنا قلعہ گرتا

سمندر شاہ کا قریب قلعہ پہنچنا سہرا ب کا قلعے پر سے توہین مار کر سب کو بھگانا بیان کیا پس
یہ واقعات سنے صاحبقران نامہ اردو عزیزان صاحبقران و سرداران صاحبقران ساحر
و غیر ساحر مثل مریخ و آفاق شاہ و سمیتر جادو و غیرہ کے بہت خوش ہوئے
اور بہت سہرا ب ثانی و غزالان جادو و سوماق جادو کی تعریف فرمائی اور کہا کہ بڑی
عقل بند کی کیا گناہ مگر موتی کا حال سنے سب کو صدمہ ہوا سوماق جادو نے عرض کیا کہ اگر
زندہ ہیں تو اور تیار کر لیں گے پس جناب صاحبقران عالی شان سب سرداروں و عزیزوں
و سرداران ساحر و غیر ساحر و اشفاق شاہ و مریخ شاہ و محتاب و غیرہ کو لے کر
طرف شہر کے چلے اور باقی لشکر اور چند سرداروں کو حکم فرمایا کہ ہمارے خیمے و بارگاہیں غیرہ
و ہاں سے لا کر اسی میدان میں برپا کرو اور اسی صحرائے لشکر کا پڑاؤ ہو اور سب اُقرین
ہم شہر میں جاتے ہیں اور ہمارے ناموس کو داخل شہر کرو اور جو کشتے ہمارے لشکر کے
ہیں اُن سب کو شہر کر کے دفن کرو اور جو کشتے لشکر کفار کے ہیں اُنکو شہر کر کے صحرائے
چھوڑ دو اور ان لاشوں کو بھی اُٹھالو اور جو کہ اسیر ہوئے ہیں اُنکو بحفاظت قید رہنے دو
ہم کل اُنکا دربار کرینگے جو اطاعت کریں گے اُنکو رہا کر دیں گے جو انکار کریں گے اُنکو قتل بعد
اُسکے ہر کاروں کے آئے تک ہم بیان قیام کریں گے جب ہر کارے آکر کفار کا حال
بیان کر دیں گے اُسوقت ہم بیان سے کوچ کریں گے اس عرصے میں ہم عقد سہرا ب
سے بھی فراغت کر لیں گے یہ حکم دے کر اور اپنے ہمراہ لے کر طرٹ شہر کے چلے لشکر
نے جو کہ وہاں موجود تھا اُسی مقام پر قیام کیا اور جن لوگوں کو یہ سب حکم صاحبقران
نے دیے تھے وہ اُسکے بند و بست کو روادہ ہوئے راوی بیان کرتا ہے کہ ابھی صاحبقران
نے تھوڑی راہ طر کی تھی کہ در قلعہ کھلا ہوا اور سہرا ب مع سرداران لشکر و امیران شہر
واہل شہر کے تخت شاہی لیے ہوئے قلعے سے باہر آیا صاحبقران و بادشاہ کو
بھاک کر سلام کیا اور سب اہل شہر و لشکر کو آگاہ کیا کہ یہ صاحبقران ہیں اور یہ بادشاہ
اور یہ فلان عزیز ہیں صاحبقران کے اور یہ فلان اور سب سرداروں کے نام سے راہ
بھر میں سب کو بتا دیا پس آکر راہ میں صاحبقران و بادشاہ کا قدمبوس ہوا صاحبقران
و بادشاہ نے بہت تعریف کی اُسکے بعد ہر ایک عزیز و سردار صاحبقران سے ملا ہر ایک
نے تعریف کی سوماق نے سمندر شاہ کے مقابلے کا سب حال بیان کیا سہرا ب نے
سب سے اپنے قلعے پر سے گولہ مارنے کا حال بیان کیا اور صاحبقران و بادشاہ
کی خدمت میں عرض کیا سب نے بہت تعریف کی اور سب اہل شہر و امیران
و سرداران لشکر و اہل لشکر نے صاحبقران و بادشاہ کی قدمبوسی حاصل کی اور شرف
ملازمت سے مشرف ہوئے پس بعد اُسکے ہر ایک سے ملے صاحبقران و بادشاہ
و عزیزان صاحبقران و مزدوران صاحبقران و سرداران صاحبقران نے ان کی بہت مدح و ثنا کی اور
بہت خاطر سے پیش آئے ہر ایک کی تسکین کی چنانچہ سہرا ب اور وہ سب لوگ بادشاہ
کو تخت پر سوار کر کے بڑی عزت و شرف سے لیکر داخل شہر ہوئے اہل شہر درمے غم بھی راہ میں تھے
قدمبوس ہوئے ہر ایک نور جمال بادشاہ و صاحبقران و عزیزان صاحبقران و سرداران

صاحبقران و سرداروں سے بہرہ مند ہوا اور بہت ہر ایک کی خلق و مروت و جوانمردی کی تعریف کی
یہ سب لوگ اپنے صاحبقران و غیرہ بھی اسے بہت خلق و مروت سے پیش آئے اہل اسلام نے
ہر مقام پر مسجد میں تعمیر ہونے ہوئے دیکھیں چنانچہ یہ سب لوگ صاحبقران و غیرہ کو لیکر در دولت
پر آئے یہاں ملک نسیم جادو نے سب بوجب کئے سہرا ب جادو کے بند و بست کر لیا تھا مع
اپنے ملازموں و خواہوں کے در دولت پر حاضر تھی جیسے ہی صاحبقران و بادشاہ اور سب
عزیز و سردار و غیرہ آکر پہنچے سہرا ب نے اشارہ کیا کہ اپنے بڑے حکم قدوسی صاحبقران بادشاہ
و عزیزان صاحبقران کی حاصل کی اور سر جھکا کر سامنے کھڑی ہوئی صاحبقران ملک نسیم سے بہت
اچھی طرح پیش آئے اور بہت اس کی تعریف فرمائی اور شاہی فرمائی سہرا ب نے عرض کیا کہ آپ کی
اس کنیز نے بڑے بڑے صدمہ ہاتھ سے سمندر کے اٹھائے اور صبر کیا یہ کہ کل سمندر کے علم و
برکت کا جو کہ ملک سے سنا تھا بابت صند و تچہ کے بیان کیا صاحبقران نے ملک کی بہت تسلیں
قلب فرمائی بس ملک و بادشاہ و صاحبقران و غیرہ کل کو لے کر دربار میں آئے بادشاہ تخت پر
جلوہ فرما ہوئے سب سردار جو کہ ہمراہ صاحبقران کے آئے تھے اور عزیز صاحبقران اور وہ
سردار اور وہ بادشاہ جو کہ دربار سے لیکر تاجہمندریہ شریک ہوئے تھے مثل صنوبر
شاہ و محراب شاہ وغیرہ کے و مثل آفاق شاہ و کوکبہ روشن تن و دیوانہ بھوت و بھوت کے
اور جو شہر سمندریہ نے رئیس دامیر تھے اور لشکر سمندر شاہ کے سردار تھے سب اس دربار
میں اپنے اپنے رتبہ سے بیٹھے اور موافق اعلیٰ لیاقت کے مقام بیٹھے کو صاحبقران نے مرحمت
فرمائے کوئی ناخوش نہوا بلکہ سب رضا مند رہے بس جہان سمندر شاہ حکومت کرتا تھا اور اسکا
تخت بچھتا تھا اب وہاں تخت بادشاہ اسلام کا آراستہ ہوا جس مقام پر کنار کا مجمع ہوتا تھا اب ہاں
اہل اسلام کا مجمع ہی یہ فلک بھی ہر مرتبہ نئی گردش کرتا ہی اور ہر مرتبہ نئے طور کا انقلاب دکھاتا
ہو جہاں سامری و جمشید و خداوند تصویر کی جو پکاری جاتی تھی اب وہاں بانگ اللہ اکبر بلند
ہوتی ہی پس جب سب دربار آراستہ ہو چکا اسوقت آفاق شاہ اپنے بھائی اشفاق شاہ
کو لے کر دربار صاحبقران و بادشاہ کے حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ تازہ غلام بہ شرف قدوسی
سے مشرف ہونے کو حاضر ہوا ہی اور اپنے وزیر کو بھی لیکر اور مرید اپنے بھائی ممتاز شریف کو
لے کر چنانچہ آفاق سے اشفاق شاہ نے اپنے ایک کل کیفیت بیان کر دی تھی جو کہ میں تحریر کر چکا
ہوں بس آفاق شاہ نے خدمت صاحبقران و بادشاہ میں عرض کی اس حقیر نے زبان
بسبب طول کے نہیں کہی بادشاہ و صاحبقران نے اشفاق شاہ کی حالت سماعت فرما کر
اسکی داناتی کی بہت تعریف فرمائی اور بہت شفقت اسکے حال پر فرمائی اور فرمایا کہ اپنے مقام
پر جا کر بیٹھو وہ رخصت ہو کر اپنے مقام پر آئے کہ پھر ملک نسیم نے اپنے مقام پر سے اٹھ کر نذر دی
یہ اس ملک کی شاہزادی تھی اور انکا باپ یہاں کا حاکم تھا اسکے لیے جگہ برابر تخت کے حرم
ہوئی تھی اسے نذر دے کر عرض کیا کہ یہ کنیز اس امر کی خواہشگار ہو کہ میرے حال پر چشم مرحمت فرمائیے
رہے صاحبقران و بادشاہ نے اسکی نذر قبول فرما کر خلعت مرحمت فرمادی خلعت سے سرفراز ہو کر
اپنے مقام پر آکر بیٹھی پھر تو سب امیران شہر و ریسان شہر و اہل شہر و اہل لشکر نے نذرین گداز میں مبارکباد
دی سب کو خلعت و انعام مرحمت ہوئے اسکے بعد اور سب اہل دربار نے بیخ و بھر کی نذرین گداز

سبارک باد دی ان سب لوگوں کو خلعت و انعام مرحمت ہوئے وہ سب بھی خلعت و انعام سے سرفراز ہوئے جاگیرین و منصب عنایت ہوئے خواجہ نے یہاں آکر بڑا مال اور اسباب پایا اور اس جنگ مغلوبہ میں تو خواجہ مال مال ہو گئے کسی کفار کے تن پر سوائے زیر جامہ کے از قسم پارچہ کچھ نہ چھوڑا اور جس سے کچھ نقد نہ حاصل ہوا اسکو بالکل پر ہنہ کر دیا تھا خواجہ بھی حاضر دربار تھے جب نذرین دے چکے تو بخاندان میں حکم پہنچا کہ حلامی لٹی تو میں چلیں و سبارکباد کی خبر کچھ بچا چھاپی ایک سواکس ضرب توپ فیر ہوئی انکو انعام سرکار شاہی سے مرحمت ہوا بہت خاندان میں خوشی کی توتین بچیں یہ لوگ بھی انعام سے سرفراز ہوئے جب یہ سب بندوبست ہو چکا خواجہ خاموش بیٹھے دیکھا کہ جب اس سب بندوبست سے صاحبقران نے فراغت حاصل کی کہ ایک مرتبہ سہراب نے اپنی کرسی پر سے اٹھ کر خدمت صاحبقران میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور اس غلام کے حال سے بخوبی واقف ہیں کہ جو میری حالت ہو اس میں حضور کی چشم عنایت کا امیدوار ہوں صاحبقران نے فرمایا کہ تم اطمینان رکھو میں بخوبی آگاہ ہوں انشاء اللہ بخیر آرزو بھی پوری ہو جائیگی تم پریشان نہ ہو درالان سب کاموں سے فراغت ہو لینے دو محکو تھرا بہت خیال ہوتے میرے ساتھ بہت احسان کیا ہو اور سرفروشی اور نہایت حسن و خوبی سے اطاعت کی ہو اور بہت کچھ تعریف کی اور تسکین دی سہراب اپنے مقام پر آکر بیٹھا کہ خواجہ نے منہ نہ کر لیا کہ مقام انوس ہو کہ اس وقت سب کو خلعت و انعام و جاگیر و منصب مرحمت ہوئے اور سب کی ترفیقین کی گئیں مگر سب کو نہ خلعت ملا نہ انعام نہ ہماری ترفیق کی گئی بس کیا نافروری اور ناحق شناسی ہو یہ سب کیا ہوا ہمارا ہی ہو جس نے کس کس مقام پر سرفروشی کی اور کیا کیا کام کیے کن کن ساحر و دن و سردار و دن کو عیاری کر کے مطیع کیا اور شریک اگر ہم ایسا نہ کرتے تو کبھی یہ دن نہ نصیب ہوتا محکو کوئی کلمہ تحسین و آفرین سے بھی نہیں خوش کرتا ہو دینا لینا کیسا جیسے قے کچھ کیا ہی نہیں ہوا کہ کیا خوب رنگ عالم ہو یہ جو خواجہ نے کہا بادشاہ نے فرمایا کہ یہ حال سب پر روشن ہو کہ جو جو آپ نے کام کیے ہیں زبان سے تعریف کرنا کیسا ہمارے دل آپ کی مدح و ثنا کر رہے ہیں اور آپ کے لیے تو خلعت و انعام سب کچھ موجود ہے آکھو دیا جائیگا آپ پریشان نہ ہو جسے خواجہ نے کہا کہ آپ نے جناب عالی پر مثل سنی ہو گی کہ اندھا جب بنیائے جب دو انگبین پائے بس یہ تو میں بخوبی جانتا ہوں کہ میرے لیے خلعت و انعام ہے مگر کچھ دکھائی نہیں دیتا ہو یہ تو وہ مثل ہوئی گھر بار سب تھرا ہو مگر کوٹھی کو کھٹلے کو ہاتھ نہ لگانا میں ایسے خلعت و انعام سے باز آیا کہ امید تو دلا دی مگر دیا نہ کیا نام تو ہوا کہ خواجہ کو انعام دیا گیا ماحزون و غمیدہ کو اسکی خبر ہو تو وہ تقاضا اپنے روپیہ کا کرے کہ اتنا دے دیکھے آکھو انعام کثیر ملا ہو یہاں تو جان ضیق میں ہو گئی انکو دین کیا کچھ ملا بھی نہیں صرف زبانی کہا گیا اور وہ زبانی امر سب میں مشہور ہوا یہاں سب کا تقاضا شروع ہو گیا اور لوگوں کو دل لگی ہو گئی یہ جو خواجہ نے کہا بادشاہ نے فرمایا کہ آپ خفا نہ ہوں ابھی آکھو بھی خلعت و انعام دیا جاتا ہو یہ فرما کر حکم دیا کہ خواجہ کے لیے خلعت لاؤ اور دس ہزار روپیہ بس اسوقت خواجہ کے لیے بہت بھاری خلعت آیا اور دس ہزار روپیہ خواجہ کے لیے لیکر نذر زبیل کیا اس کے بعد سب ایک سردار سے جو کہ اسوقت دربار میں موجود تھے اور عزیزان صاحبقران سے انعام کے خواستگار ہوئے سب ایک نے اپنی قدر و منزلت کے موافق دیا گئی لاکھ روپیہ جمع ہو گیا وہ سب نذر زبیل کیا اب صاحبقران کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ بادشاہ نے اور سب

سرداروں نے اور اُنکے عزیزوں و اُنکی اولاد نے اپنی اپنی لیاقت کے موافق محکوم انعام دیا مگر آپ نے ایک جہ نہ دیا صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا کہ خواجہ بین تھا میری طمع سے پریشا ہو گیا اب کیا تمام عالم کا روپیہ پیسہ مال و اسباب لیلو کے معلوم ہوا کہ تم بھی مثل اپنے دادا اور باب کے طامع ہو اے خواجہ اب کہاں تک لوگے جب سے تم اس سرزمین پر آئے ہو کہ درون روپیہ تنہا پیدا کیے دریا سے سبز رنگ سے لیکر ہما تک کئی کر در کی نوبت تو آئی ہو گی خواجہ خیال تو کر دیکھتے جب آفتاب جادو کو دریا سے سبز رنگ کے اس پار آ کر قتل کیا تو اُسکا مال و اسباب سب لے لیا اُسکے قبل جبکہ صنوبر شاہ نے میری دعوت کی تھی اور حباب جادو کو قتل کیا تھا اور سیراب کو مین نے اُسکے معاوضہ میں اور خوشی میں کس قدر کم دیا تھا اُسکے بعد تنہا اہل دربار سے لیا تھا اُسکا تو کچھ نہ کہیں یہاں اب سنو تم نے سحران کو قتل اُسکا سب مال لیا مہیاں کو مارا اُسکا سب مال لیا اور جن جن ملکوں پر لشکر کشی ہوئی اُن سب ملکوں کے بادشاہوں سے لیا کہ ایک مرتبہ سمندر شاہ کا دربار لوٹا عشاق نہ طاقی کو لوٹا خلاصہ یہ کہ اس جنگ مغلوبہ میں جو کفار قتل ہو کر گرا تھے اُسکے لباس نقد و جنس پر قبضہ کیا آخر میں جب سمندر شاہ کے خیمہ وغیرہ و پڑاؤ وغیرہ لوٹا گیا و خزانہ تو تنہا نصف خزانہ پر قبضہ کر لیا اُسپر بھی بخارا میٹ نہ بھرا بس اور سب مال سے تو محکوم کچھ مطلب نہیں رہا ہاں وہ جو خزانہ تنہا لوٹا وہ حق غادیوں کا ہو محکوم دو تاکہ انپر تقسیم کیا جائے بس جب وہ تم محکوم دو گے تو میں بھی تمکو انعام و دنگا خواجہ نے برہم ہو کر کہا کہ یہ سب جو آپ نے فرمایا بجا ارشاد ہوا میں نے تمام عالم کو لوٹ لیا مگر یہ جسے آپ سے کہا کہ نصف خزانہ سمندر شاہ کا خواجہ نے لے لیا بالکل غلط کہا میں تو جنگ میں مصروف تھا میں نے خزانہ کسوت لیا یہ صرف آپکی ہمتی کی باتیں ہیں واقعی امر یہ ہے کہ آپ اُسکی اولاد سے میں جو کہ ہمیشہ کے بے مروت ہیں صاحبقران اول کے ساتھ میرے دادا نے کیا کیا کام کیے جب انعام ملنے کا وقت آیا ایسی ہی ایسی باتیں انھوں نے بھی کیں اور ایک جہ نہ دیا سوائے تین روپیہ ماہوار مخی کے دادا صاحب ہمیشہ فقیر و حقیر رہے خیر نہ دیجئے معلوم ہوا کہ آپ سے کسی کو فیض نہو گا خواجہ نے اور بہت سی باتیں مذاق کی کیں کہ صاحبقران ہوے اور بادشاہ بھی بس صاحبقران ثانی نے بھی خواجہ کو پانچ ہزار روپیہ اور خلعت مرحمت کیا یہاں تو شہر میں یہ جند و بست ہو رہا ہو اُدھر ان سرداروں نے کہ جنگو صاحبقران وہ حکم دے آئے تھے جو کہ قبل میں تحریر ہوے ہیں بس بموجب حکم صاحبقران اُن سب نے فرود گاہ پر آ کر تمام بارگاہیں دیکھے و کل سامان اکلڑا کر اور ناموس کو سوار کر اکر طرف شہر کے روانہ کیا چند سردار باقی رہ گئے باقی اُس سب اسباب و ناموس کے ہمراہ آئے بس یہاں آ کر زیر قلعہ میدان وسیع دیکھ کر اور خوب سبز و شاداب بین بارگاہیں دیکھے وغیرہ پر پا کر آئے بازاریں آراستہ ہو کیں کو سون تک سوائے بارگاہوں اور خیموں کے دوسری شے نظر نہ آتی تھی نشان بارزاروں کے ہوا سے اڑ رہے تھے سب لشکر سا حراں و غیر سا حراں اور دم لشکر جو کہ براے نمک آیا تھا طلب کیا مریخ آفتاب علم و آفاق شاہ و قیصر صاف باطن اور کو کبہ روشن تن وغیرہ کا اور دوشکر جو کہ اشتقاق شاہ کے ہمراہ آیا تھا اور دیوانوں کا لشکر یہ سب لشکر دیوان پر آ کر اترے اپنے اپنے سردار کے خیمے کے قریب جو کہ مجروح تھے وہ شفا خانہ کو روانہ کیے گئے اُنکا علاج ہوئے لگا اب زیر قلعہ سمندر یہ ایک عجیب طرح کی چلی پھل چلی ہوئی ہے

تمام لشکر اترے ہوئے ہیں سوار و پیدل پھر رہے ہیں ہر طرف خوشیاں ہو رہی ہیں ایک دوسرے سے ملے ملے ہاتھ اور کتنا تھا کہ خداوند کریم نے خوب اس بلا سے نجات دی بڑی عقلمندی مہر اب وغیرہ الان و سو ماق نے کی کہ تلے پر قبضہ کر لیا ورنہ بڑی خرابی ہوتی یہاں اہل لشکر میں یہ ہیں ہو رہی ہیں اُدھر سردار ناموس کو بڑی عزت و اکبر و سے لیکر داخل شہر ہوئے در و دولت پر ہو چکر صاحبقران سے عرض کیا کہ ناموس حضور آئے ہیں حکم ہوا کہ محلات شاہی میں اتار دیں نسیم جادو و یہ شے دربار سے آگئی اور مگر اگر کے محلات میں آئی اپنی خواصوں کو لے کر ناموں صاحبقران کا استقبال کیا سب کو محافون میں سے اتار کر ایک کی قدم بوس ہوئی ایوان میں لا کر مسند پر بٹھایا سب سامان مہیا تھا خوب محل آراستہ تھے کسی شو کی ضرورت نہ تھی خوب عمارت نفیس بنی ہوئی تھی حملہ وغیرہ کے لیے ایک جگہ تھی چنانچہ ایسی تدبیر سے اور طریقہ سے سب کو جگہ دی کہ کسی کو تکلیف نہ ہوے دعوت کا سب کے قبل سے سامان کیا تھا ابھی صاحبقران نے دربار میں برخواست کیا تو کہ نسیم جادو سب ناموس کو اتار کر پھر دربار میں آئی صاحبقران نے ملکہ نسیم کو رو برو طلب کر کے فرمایا کہ امی ملکہ ایک امر کا خیال رہے ہم اہل اسلام ہیں پردہ کا بہت بجا نظر رہتا ہے چنانچہ ہم لوگوں میں یہ دستور ہو کہ عورت بدون پردہ دار سواری کے باہر نہیں نکلتی ہر کسی غیر مرد کی صورت نہیں دیکھتی ہو یہ طریقہ ہو کہ نامحرم کی نگاہ نہ پڑے بس جب تک تم حالت کفر میں تھیں تمکو اختیار تھا کہ جس طور سے چاہے نکلتی تھیں مگر اب پردے کا خیال رہے صرف تمکو اس قدر اجازت دی جاتی ہو وہ بھی اس سبب سے کہ سوائے تمہارے کوئی اس ملک و مال کا وراثت نہیں ہو بس کون یہاں حکومت کرے گا لہذا دربار میں جو آیا کہ وہ اب خواہ جیسا یہاں کے حاکم ہو اس وقت نقاب منہ پر ڈال لیا کہ وہ تاکہ نامحرم کی نگاہ نہ پڑے پس دربار کے وقت تو باہر آیا کہ وہ نقاب پوش ہو کر بعد برخواست دربار پھر باہر بدون پردہ دار سواری کے کہیں نہ نکلتا نسیم جادو نے عرض کیا کہ جیسا حکم عالی میری نسبت ہوا ہو میں اُسی پر عمل کر دگی یہ عرض کر کے عرض کیا کہ میں سب ناموس سرکار کو بوقت و حرمت محلات میں فروکش کر آئی ہوں خواصین وغیرہ براے خدمت مقرر کر آئی ہوں صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا بس ملکہ اپنی کرسی پر آکر بیٹھی یہاں ابھی دربار آراستہ ہو وہاں میدان جنگ میں ان سرداروں نے کیا کیا کہ سب لشکان اہل اسلام کو جمع کر کے انہر نماز پڑھی بطریقہ اہل اسلام اور انکو دفن کیا شہارجو کیا تو معلوم ہوا کہ پچاس ہزار اہل اسلام اس جنگ مغلوب ہوئے میں ساحر و غیر ساحر درجہ شہادت پر فائز ہوئے ہیں اور اسی ہزار مجروح ہوئے ہیں کفار کے لشکروں کو اس صحرائے میں پڑا رہنے دیا بلکہ وہ لاشیں جو زیر قلعہ پڑی ہوئی تھیں انکو بھی اُٹھو کر اس میدان میں ڈلوادیا اب جو شمار کیا تو تین لاکھ ستر ہزار کفار اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے ساحر و غیر ساحر سب اور زخمیوں کا حال نہ معلوم ہوا اور پندرہ ہزار اسیر ہوئے ہیں جسین سردار و بادشاہ و لشکر سب ہیں ساحر و غیر ساحر ملکر بس ان سب لاشوں کو کفار کے صحرائے میں چھوڑ کر چلے جو کہ طور و درندہ پرند ہوئے اور قلعہ زراغ و زرخن ہوئے خوب جانوروں کا پست بھرا برسوں کھا یا وہ صحرائے قابل نہ تھا کہ کوئی اس صحرائے میں جاسکے بس وہ لاشیں وہاں پڑی ہیں اب وہ سردار جو کہ اس بند و بست کے لیے رہے تھے یہ بند و بست کر کے حاضر دربار ہوئے صاحبقران سے سب حال کہا اور عرض کیا کہ پچاس ہزار اہل اسلام درجہ شہادت پر مع ساحر

و غیر ساحر فائز ہوئے ہیں اور اسی ہزار مجروح اُنکا علاج ہو رہا ہو اور کفار اہل اسلام کے ہاتھ سے
 ساحر و غیر ساحر ملا کر تین لاکھ ستر ہزار تو قتل ہوئے اور پندرہ ہزار اسیر ہوئے اور زخمیوں کا
 حال معلوم کہ کس قدر مجروح ہوئے یہ خبر سنکے صاحبقران نے فرمایا کہ بہت بڑا دن ہے اس سب سرداروں نے
 عرض کیا سات شبانہ روز مقابلہ بھی تو ہوا اور کس قدر سے جنگ منلو بہ ہوئی آج آٹھویں دن اس
 موکر سے فرصت ملی سہراپ نے عرض کیا کہ بیس ہزار شہر میں بھی تو قتل ہوئے اہل شہر و اہل لشکر
 ملا کر اور ہزاروں بھاگ گئے اور ہزاروں مجروح ہوئے جب یہ سب باتیں ختم ہوئیں بادشاہ
 نے دربار پر نہایت کیا کیونکہ تھکے ہوئے اور آٹھ روز کے جاگے ہوئے تھے بس دربار پر نہایت
 کر کے بادشاہ و صاحبقران مع عزیزوں کے داخل محل خاص ہوئے ہر ایک اپنے ناموس سے
 ملانا موس نے تصدق کا انتظام کر رکھا تھا خواجہ صاحبقران کے ہمراہ تھے جو جسے تصدق اتارا
 خواجہ نے کہا کہ لاؤ مجھ کو دو مین مستحقین کو تقسیم کر دو نگاہ ہزاروں روپیہ خواجہ نے تصدق کا لیا اور یوں
 سب سے روپیہ وصول کیا بطور انعام کے ہر ایک نے خوش ہو کر دیا ملکہ نسیم جادو نے دعوت
 کا سامان کیا تھا بس سب کو خاصہ کھلایا چنانچہ سب خاصہ نوش کر کے آرام پذیر ہوئے سب دربار
 پر نہایت ہوا جو سردار کہ شہر کے رہنے والے تھے اور اُنکے مکانات شہر میں تھے اور عزیز و شغل
 الطاف جادو و غزالان و سہراپ وغیرہ کے وہ اپنے عزیزوں سے اکوٹے سب خوش
 ہوئے ہر جگہ خوشی کی تہنیں بجنے لگیں خوشیاں ہونے لگیں ہر ایک اپنے عزیزوں سے مل کر خوش
 ہوا اور کھانا کھانے کے بعد آرام پذیر ہوا کیونکہ ہر ایک تھکا ہوا تھا اور جاگا ہوا تھا تمام شہر میں ہر طرف
 چل پل ہی ہر گلی کوچہ ہنوز بازار گرم ہو اہل شہر خوش پھر رہے ہیں کہ بڑے قدردان رعایا پروریہ
 لوگ ہیں ہم ایسا نہ خیال کرتے تھے کہ خیال تھا کہ ظلم پسند ہونگے اس طور سے تو کبھی سمندر شاہ
 نے ہم پر رعایت اور ہماری خاطر نہیں کی باوجودیکہ ہم برسوں سے اُسکی اطاعت میں تھے جو کہ
 ان لوگوں نے ایک دن میں ہم پر کی ہو بس ہر طرف شہر میں یہی چہ چاہو اور سب سردار ساحر و
 غیر ساحر دربار سے اٹھ کر بیرون شہر آئے لشکر بیرون شہر آکر فروکش ہو چکا تھا سب خیمے وغیرہ
 اور ہوجکے تھے ہر ایک سردار اپنے اپنے خیمے میں آکر قیام پذیر ہوا ملازموں نے خاصہ حاضری کیا کھا کر
 سوڑا پینا تک کہ وہ رات براحسن و آرام بسر کی صبح کو سب بیدار ہوئے ذرا بھی تھکن کا نام نہ تھا
 فریضہ سحری ادا کر کے دربار میں لباس سے آراستہ ہو کر ساحر و غیر ساحر اپنی اپنی سواری پر سوار
 ہو کر خواص و خدمتگار ہمراہ لے کر در دولت پر آکر حاضر ہوئے دربار میں آئے راوی کہتا ہے کہ سب
 سردار ساحر و غیر ساحر اونا داسٹے سب حاضر دربار ہوئے بعد سرداروں کے عزیزوں کی آمد
 شروع ہوئی جب سب عزیز و سردار آچکے اُسوقت صاحبقران تشریف لائے سب کا مہر ہوا
 سب نے تعظیم کی صاحبقران اپنے مقام پر جلوہ فرما ہوئے اور سب سردار و عزیز اپنے اپنے
 مقام پر متمکن ہوئے عیار بھی سب آکر حاضر ہوئے اور اپنے اپنے سردار کی پشت پر کھڑے ہوئے
 اور باقی صفت باندھ کر ردبر و تخت شاہی کے استادہ ہوئے خواجہ آئے ہی کرسی پر بیٹھے کہ آمد
 بادشاہ کی ہوئی جہاں پناہ دربار میں تشریف لائے سب نے مجرا کیا براے تعظیم اُسکے بادشاہ
 نے تخت پر جلوہ فرمایا اب خوب دربار آراستہ ہو ملکہ نسیم بھی نقاب چہرے پر ڈالے ہوئے کرسی
 پر بیٹھی ہو جب دربار آراستہ ہو چکا اُسوقت صاحبقران نے فرمایا کہ وار و نذر نہانخانہ کو حکم دیا

جائے کہ سب قیدیوں کو لے کر حاضر دربار ہو مگر بعزت و اکبر کسی کی بے عزتی نہ ہونے پائے تاکہ انکا
دربار سمجھا جائے اس امر سے بھی فرصت ہو جائے ابھی مجھ کو بہت سے کام ہیں یہ جو حکم دیا فوراً
جوہر اردن نے وار دئے دندان کو حکم صاحبقران سے آگاہ کیا وہ ان سب قیدیوں کو لے کر
جو کہ پندرہ ہزار تھے طرف دربار کے چلا یہ ایک کو اسکی عزت و اکبر کے موافق ان قیدیوں
میں بہت سے بادشاہ ساحر و غیر ساحر تھے اور بہت سے ساحر و غیر ساحر اور باقی لشکر می ساحر
و غیر ساحر تھے یہاں تک کہ در دولت پرے کر حاضر ہوا اطلاع کرائی حکم ملا کہ پہلے بادشاہوں کو لے کر
داخل دربار ہو سب طوق و سلاسل میں مبتلا تھے مگر شرم سے سر جھکا لئے تھے کیونکہ اس دربار میں بہت
سے بادشاہ و سردار ایسے تھے جو کہ اُن سے واقف تھے وار دئے نے بادشاہ و صاحبقران داخل دربار
کو سلام کیا صاحبقران نے ان قیدیوں کو دیکھا حکم فرمایا کہ ان سب کے لیے کرسیاں لاؤ بس
کرسیاں حاضر کی گئیں رو بہ تخت کے بچھائی گئیں صاحبقران نے فرمایا کہ آپ لوگ کرسیوں پر
تشریف رکھیں وہ کرسیوں پر بیٹھے بہت عزت و توقیر سے صاحبقران داخل دربار پیش آئے
انہوں نے جو یہ حالت دیکھی بہت شرمندہ ہوئے اور اپنے دلوں میں خیال کیا کہ یہ لوگ بہت
قدردان ہیں جب وہ بیٹھ چکے اسوقت صاحبقران نے اُنکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ
لوگ یہ فرمائیں کہ میں نے اور میرے عزیزوں و سرداروں و اہل لشکر نے آپ لوگوں کو کیوں عکس
اسیر کیا ہو اور زیر آ یا ہر مردی یا ہر مکران سب نے جواب دیا کہ جس طور سے بہادر بہادر کو زیر
کر تاہی اس طور سے ہر کو زیر کیا ہو مگر نہیں زیر کیا ہو تب صاحبقران نے فرمایا کہ آپ لوگوں
کو اب کیا عذر ہو دین اسلام کے قبول کرنے میں جبکہ آپ یہ فرما چکے ہیں کہ ہر دی زیر کیا ہو یہ فرما
بہت سے کلمہ وحدانیت خدا اور مذمت دین تصویر پرستی و دیگر ادیان باطلہ میں فرمائے اور عذاب
و ثواب و بہشت و دوزخ کا حال اور خداوند کریم کی مہر و ثنا فرمائی جب ان سب نے یہ تقریر سنی
اور دیکھا کہ جو سردار اور بادشاہ اس سرزمین کے اہل اسلام کے شریک ہوئے ہیں اُنکی جبری
عزت ہو اور بہت اکبر و سے وہ یہاں ہیں ایسی اکبر و اور عزت کبھی سمندر کے دربار میں کسی ملے
درجہ کے بادشاہ و سردار کی ملتی تھی جو اس دربار میں ایک اوتاد درجہ کے شخص کی ہو بس یہ
حالت دیکھ کر عرض کیا کہ ہم سب نے آپکی اطاعت اختیار کی اور دین اسلام قبول کیا جو آپ کے مذہب
میں آئے وہ کیا کہے صاحبقران نے کلمہ تعلیم فرمایا جو کہ غیر ساحر تھے وہ کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان
ہوئے جو ساحر تھے وہ صدق دل سے مطیع اسلام ہوئے فوراً اُنکی قید دور کی گئی اُنکو بھی دربار
میں آئے مگر جب کے موافق جگہ ملی ان سب نے قدمیسی بادشاہ و صاحبقران کی حاصل کی اور
سب اہل دربار سے ملے یہ بھی اپنے مقام پر جو انکو مرحمت ہوا تھا آکر بیٹھے یہ خبر باہر آئی کہ ان سب بادشاہ
نے صاحبقران کی اطاعت اختیار کی جو انکے سردار اور لشکر میں تھے انہوں نے قصد کر لیا کہ ہم بھی
اطاعت اختیار کر لیں گے کیونکہ جب ہمارے مالکوں نے اطاعت اختیار کی تو ہمارے عذر پر راوی لگتا
کہ جن بادشاہوں ساحر و غیر ساحر نے دین اسلام قبول کیا ہو انکے دو ایک کے نام تحریر کرتا ہوں
کہ گرداب شاہ مواج شاہ حباب شاہ سہراب شاہ وغیرہ ساحر و غیر ساحر ہیں جب یہ
بادشاہ اطاعت اختیار کر چکے صاحبقران نے فرمایا کہ اب سرداروں کو دربار میں لاؤ کہ انکا بھی
دربار کیا جائے بس سب سردار حاضر کیے گئے اُنکو بھی بعزت و اکبر و جگہ دی گئی اب جو دربار کو

انھوں نے دیکھا کہ سرداروں و افسروں و بادشاہوں سے ملو پایا ان بادشاہوں کو دیکھا جو کہ ابھی قید تھے
 دیکھا کہ بہت عزت و اکبر سے دربار میں بیٹھے ہوئے ہیں انھوں نے اپنے دلوں میں بہت تعریف
 کی جب یہ بیٹھ چکے صاحبقران نے وہ کلمہ جو پہلے بادشاہوں سے فرمائے تھے انھوں نے بھی وہی
 جواب دیے بعد اُسکے صاحبقران نے حمد و ثنا خداوند کریم کی اور مذمت اور مذہبوں کی بیان کی خلاصہ
 یہ کہ وہ سب سردار بھی از سر صدق مسلمان ہوئے ساحر مہیج اسلام ہوئے غیر ساحروں نے کلمہ پڑھا
 جو سردار مسلمان ہوئے ہیں اُنکے چند کے نام تحریر ہوتے ہیں گلاب جادو سپہ سالار سمندر شاہ جادو
 حباب جادو و سیلاب جادو و طوفان جادو و ملک جمال آرا لکھ یا سمن ملک طغیان طوفان
 خیر جادو و دریا ساز جادو و غیرہ بس انکی بھی قید و در کی گئی خلعت مرحمت ہوئے اور علی قدر مزا
 دربار میں جگہ ملی اُنکے بعد سب لشکر کی جو کہ قید ہوئے تھے انکو طلب کیا انھوں نے دربار میں
 آکر سب کو عزت و اکبر سے دیکھا بہت اپنے دلوں میں صفت و ثنا کی صاحبقران نے اُنکے
 بھی وہی کلمہ فرمائے اور فرمایا کہ تمھارے بادشاہوں اور سرداروں نے ہمارے کئے پر عمل کیا
 اور دین اسلام قبول کیا اب تمکو کیا عذر ہو بس ہر ایک نے عرض کیا ہکو کوئی عذر نہیں ہر سب
 لشکر کی اسی وقت مسلمان ہوئے انکو بھی خلعت و انعام ملا اور حکم دیا گیا کہ تم ہمارے لشکر میں جا کر
 مقیم ہو اور تم اپنے اپنے بادشاہ و سردار کی خدمت میں رہنا جس طور سے رہتی تھی جب یہ
 پندرہ ہزار کفار و اشرک اسلام میں آچکے اس امر کی خبر تمام شہر میں پھیل گئی ہر ایک نے شکے صاحبقران
 کی خلق و مروت کی بہت تعریف کی وہ لشکر کی سلام و حرا کے دربار سے باہر گئے اور طرقت
 لشکر اسلام کے روانہ ہوئے وہاں لشکر اسلام میں جو یہ خبر پہنچی ان بادشاہوں و سرداروں
 کے یہ عجیب و غریب و برپائے کئے ملازم مقرر ہوئے اُنکے لشکر و دن کے لیے جگہ مقرر کی
 گئی یہ جا کر پہنچے سب نے انکو جو مقام انکے لیے مقرر ہوا تھا وہاں مقیم کیا کسی امر کی
 تکلیف نہیں ہوئی اور خوش ہوئے بہت تعریف کی یہاں صاحبقران مالیشان نے کار پر وازین
 کو طلب کر کے حکم دیا کہ سامان جشن خوشی کیا جائے ہم ایک جشن خوشی اس تہ و تظرف کا اور ان
 لوگوں کے مسلمان ہونے کا برپا کرینگے کل سرداروں و اہل شہر کو پندرہ دن تک ہماری سرکار سے
 دعوت کا کھانا جائے ہر ایک کے خیمے و مکان پر ناچ و رنگ کی صحبت ہو رہی گلی کوچہ میں ناچ و
 رنگ ہو اور روشنی کی جائے یہاں لیکر اور ہمارے لشکر تک کل لشکر کو کھانا یا جائے اور دریاں
 تقسیم ہوں اسی جشن میں ہم سہراب جادو و کے عقد سے فراغت کرینگے یہ کلمہ شے سہراب تو
 قتالی کو گویا تقسیم بھی بہت دل میں خوش ہوئی صاحبقران نے فرمایا کہ درخشاں و اہو ہر ایک کو
 روپیہ دیا جائے جسکو جس قدر روپیہ کی ضرورت ہو کہ وہ اپنے مکان پر جلسہ آراستہ کرے یہ جو حکم دیا
 اسی وقت سے سامان جشن ہونے لگا منادی نے شہر میں ندا کر دی کہ سب رعایاے شہر پندرہ دن
 تک صاحبقران کے مہمان رہیں ہر ایک روپیہ خزانہ شاہی سے لیجائے اور اپنے مکان پر جلسہ آراستہ
 کرے اسیدن تمام شہر کی صفائی کی گئی روشنی کا بندوبست ہو گیا ہر ایک کے مکان پر جلسہ آراستہ ہو گیا
 بندوبست ہوا تمام لشکر کو روایان نئی نئی تقسیم ہوئیں نوبت خاتون کی آراستگی ہوئی ہر طرف ایک خوشی
 و شگفتہ برپا ہو یہاں صاحبقران نے تقسیم جادو کی وزیر زادی کو اپنے روبرو طلب کر کے فرمایا کہ تم
 اپنی ملکہ کا استنراج لیکر تجکو آگاہ کرو کہ میرا قصد ہے کہ اُسکا عقد ہمراہ سہراب جادو کے کر دوں کیونکہ وہ

عاقلاً وبالغہ ہو اسکی مرضی کیا ہو اس امر کا خیال رہے کہ سہراب ایک مدت سے ملکہ پر فریفتہ ہو اور اسکی مقاربت
 میں اسکی عجیب حالت ہو میں نے اس امر کا اقرار کیا ہو اس سے کہا ہو کہ اگر میں سمندر شاہ پر غالب آؤنگا تو
 تمہارا عقد اسکی دختر کے ہمراہ ضرور کرونگا وہ اسی امید پر آج تک زندہ بھی رہا ورنہ نہ معلوم اسکا کیا حال
 ہوتا وزیر زادی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ملکہ آپکی کینز ہو اور سہراب آپ کا غلام بس ملکہ کو کوئی عذر دیکھ
 فرمانے سے نہیں جو آپکی مرضی ہو اور جو اُنکے حق میں بہتر ہو وہ جو یز فرمائیے ملکہ کبھی انکار آپ کے فرمانے
 سے نہ کر گی یہ جو جواب وزیر زادی نے دیا اس سبب سے دیا کہ وہ آگاہ تھی کہ ملکہ خود سہراب پر فریفتہ ہو
 صاحبقران نے فرمایا کہ یہ جو تم نے کہا بہت ٹھیک کہا مگر اصل صاحب معاملہ سے بھی رائے لینا پڑے وہ
 ہو کہ اسکی کیا مرضی ہو وزیر زادی نے عرض کیا کہ لوٹدی اسکو دریافت کر کے آج ہی عرض کر دے گی
 صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا وہ سلام کر کے اپنے مقام پر چلی آئی دربار آراستہ رہا اس کے بعد حضور صی پر
 کے دربار پر غاست ہو اسب اپنے مقام پر آئے وہ بادشاہ اور سردار جو کہ مسلمان ہوئے تھے لشکر اسلام
 میں جو آئے بس یہاں اُنکے لیے خیمے وغیرہ تو حسب لیاقت برپا ہو چکے تھے جیسے ہی آکر پہنچے جو
 لوگ اس خدمت پر مقرر تھے اُنھوں نے اُنکو لا کر ان خیموں میں اتارا وہ حیران ہوئے کہ یہ خیمے
 وغیرہ کہاں سے آئے اُنکو جو حیران دیکھا اُنھوں نے کہا کہ یہ بیان کا لینے سرکار صاحبقران کا
 طریقہ ہو کہ جو شریک ہوتا ہو اسکو سرکار شاہی سے خیمے وغیرہ اور سامان منور و ملازم وغیرہ عنایت
 ہوتے ہیں بس آپ لوگ شریک ہوئے اسی طریقہ سے آپ کے لیے بھی سب سامان کیا گیا کوئی
 مقام حیرت نہیں ہو وہ یہ سبکے بہت خوش ہوئے اور وزیر زادی نے ملکہ نسیم سے صاحبقران
 کی تقریر اور اپنا جواب بیان کیا اور کہا کہ کیا جواب دون ملکہ نے کہا کہ یہی جواب کافی ہو کہ میں
 آپکی کینز ہوں جو آپکی مرضی ہو میں اس سے سرتابی نہیں کر سکتی ہوں تو تو واقف ہو کہ میری خود بخوبی ہوش
 ہو بس وزیر زادی نے صاحبقران کو اس حال سے آگاہ کیا صاحبقران نے سامان شادی
 کا حکم دیا راوی بیان کرتا ہو کہ اگر تفصیل سامان جشن و تختہ بانی تحریر کیا جائے تو نہایت طول ہو گا
 ایک اور دفتر تیار ہو گا بس مجھ پر یہ ہو کہ اسیدان سے محفل جشن آراستہ ہوئی تمام شہر آئینہ بند کیا گیا
 ہر گھگی کو چہر میں روشنی کا بند و بست کیا گیا ہر مقام پر ناچ و رنگ کی صحبت برپا ہوئی سب اہل
 شہر خوش و خرم تھے اطراف و جوارب سے حائفہ طلب کیے گئے ناچ ہونے لگا بارگاہیں آراستہ
 کی گئیں دو دن وقت تمام لشکر و سرداروں و اہل شہر کو سرکار صاحبقران آباد شاد سے دعوت کی
 کھانے کے خان جاتے تھے طعام لذیذ و لطیف ہوتا تھا صاحبقران بزم عشرت میں بادشاہ
 تشریف لاتے تھے سب سردار حاضر ہوتے تھے شب کو آتش بازی کا تاشہ ہوتا تھا پہلے اُنکے
 بعد ناچ شروع ہوتا تھا اسی طور سے آٹھ روز تک بزم عشرت برپا رہی اُنھوں میں دن حکم صاحبقران
 بڑی دھوم سے سہراب کا مانجہ آیا سہراب نے مانجہ پہنا بہت خوش ہوا صاحبقران کو دعائیں
 دین اور دھوم سے ساپختی گئی بڑی دھوم سے اس شادی کا حال یہ حقیر کیا تحریر کر کے طول ہو گا اگر بہ
 حکم نہ ہوتا کہ اسی جلد میں سب حال تحریر ہو اور یہ دفتر اسی جلد پر تمام ہو جائے تو یہ حقیر اس شادی
 کی کیفیت اور جشن نوروزی کی حالت تحریر کر کے دکھا دیتا ناظرین اسکو ملاحظہ فرما کر بہت خوش ہوتے
 خلاصہ یہ کہ بعد ساپختی کے منہدی ہوئی اُنکے بعد برات کی شب آئی بڑی دھوم سے برات نوشاہ کے
 مکان پر سے چلی خود صاحبقران نے اپنے دست حق پرست سے سہراب کو نوشاد بنا با سہراب چلے

اُس برات کا کیا کہنا کہ حسین صاحبقران و سرداران صاحبقران ایسے سمدھی ہوں ان مختصر برات
 عروس کے گھر پر پہنچی سب اترے اور عزت و توقیر سے بٹھائے گئے بارپول الہی پان کی کشتیاں
 ملین نوشاہ مسند پر بٹھا ناچ ہونے لگا ساعت نیک دیکھ کر خواجہ حشام و خواجہ خضران بن عمر و ثانی
 نے عقد پڑھا ساسات گڑ در اشرفیون کا مہر مقرر ہوا جب ایجاب و قبول ہو گیا شربت پلائی ہوئی نوشاہ
 محل میں آیا ریٹ رسم سے فراغت حاصل کی بہت کچھ جہیز میں ملا عروس کو سوار کر کے برات
 رخصت ہوئی مکان نوشاہ پر پہنچی سب براتی رخصت ہوئے نوشاہ نے عروس کو حمانہ
 سے اتار ا محل میں لا کر مسند پر بٹھایا دامن پر نماز پڑھی شب ہوئی حجلہ عروس تیار ہوا دولہا
 و دلہن حجلہ عروسی میں آئے وہاں باہر ہزم عشرت آراستہ تھی ناچ و رنگ ہو رہا تھا غلام و غلام
 بعد شکوہ شکایت کے سہراب نے گوہر مراد حاصل کیا نعل طلسم کو توڑا حسرت و ارمان و دوزن کے
 پر آئے خوب لپٹ کر شب بھر سوئے بعد ایک عرصہ دراز کے یہ دن نصیب ہوا صبح ہوئی
 آفتاب عالم تاب برآمد ہوا دوزن حجلہ عروسی کے باہر آئے ایک سرخ رو و دوسرا شرمندہ
 المختصر پوچھی چالون سے فراغت ہوئی سہراب بہت شاد و بالہ خرم تھا صاحبقران کو دہل سے غلام
 دے رہیں ہیں بس سہراب دن بھر تو ہزم عشرت میں رہتا ہوا رشب بھرا اپنی معشوقہ کے پہلو میں
 چین سے بسر کرتا ہی یہاں تک کہ زمانہ جشن ختم ہو اپنے دھوین صاحبقران نے خواجہ سے کہا کہ اے
 خواجہ زمانہ خوشی ختم ہو اگر تھے ایک دن بھی ہکو نہ خوش کیا اپنا گانا سنا کر خواجہ نے جواب دیا کہ کیا
 آپ نے ہکو کوئی گویا تصور کیا ہو کہ میں ہزم عشرت میں گاؤں میں کیا جاؤں یہ جو خواجہ نے کہا
 صاحبقران نے فرمایا کہ یہ امر نہیں ہو بلکہ ہمارے خوشی یہ ہے کہ تم بھی کچھ گاؤ یہ جو صاحبقران نے فرمایا
 پھر تبادشاہ اور سب سردار خواجہ کے پیچھے پڑ گئے آخر مجبور ہو کر خواجہ نے زینت پونڈی و زینیل
 سے نکالی اور ساز و ندون کو حکم دیا کہ ساز و آفتون نے سا دلا یا خواجہ نے اُسکی قطلیان درست
 کر کے بھیر دین میں یہ غزل گائی جو کہ وقت صبح صادق تھا غزل
 ناز و انداز جب آیا تو حیا بھی آئی
 یوں تو ہر روز لڑاتے تھے وطمین
 بار بار میں چب آیا تو قضا بھی آئی
 حسن انسان میں جو آیا تو ابھی آئی
 روح قالب میں جب آئی تو قضا بھی آئی
 آج پہلو میں جو بیٹھے تو حیا بھی آئی
 اسے کسوقت میں ہوئی میں دین صاحب
 یہ تو زانیے کا نوین صدا بھی آئی

بس یہ غزل جو خواجہ نے بالخان داؤدی گائی سب کی شگے یہ حالت ہوئی کہ سکتہ کی ذہبت ہو گئی ہر ایک
 کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے وجد میں آکر چھوٹنے لگے زہر ہلک و جد کہ سنر لگی مشتری فلک کو حیرت
 ہوئی سماں بندھ گیا طائر اپنے اپنے آشیان سے اڑ کر بالائے قعر مجھوٹنے لگے بس خواجہ نے جب یہ
 حالت دیکھی تو رکھ دی بڑے عرصے تک سماں بندھا رہا جب سب کو ہوش آیا سب نے خواجہ کی تعریف
 کی ہزاروں روپیہ خواجہ کو دیے چونکہ وقت صبح کا تھا اور نماز سحر کا وقت قریب تھا بس صاحبقران
 نے فرمایا کہ جلسہ رخسار ہوتا ہو سب نماز سحر سے فراغت کر کے اپنے اپنے مقام پر جا کر آرام پذیر ہوں
 اب کل بادشاہ و دربار و زامین گئے شکر جو خداوند کریم کا کہ میں نے عقد سہراب سے فراغت پائی
 جو میں نے کہا تھا وہ میرے خدا نے پورا کر دیا میں اُس سے سرخ رو ہوا اور میں نے جشن خوشی بھی خوب
 برپا کیا اب فکر کرنا چاہیے اُس کام کے لیے کہ جس کے لیے میں ادھر آیا ہوں اور سمندر کا حال نہ معلوم ہوا
 کہ وہ کدھر گیا ہو اسکی بھی فکر لازم ہو ایسا ہو کہ وہ کچھ فساد برپا کرے یہ فرما کر صاحبقران اٹھ کھڑے

ہوئے بس صاحبقران و بادشاہ کا آشنا تھا کہ وہ بزم و برہم ہوئی ہر ایک نے اپنے اپنے مقام پر آکر نماز سحر ادا کی اور آرام پذیر ہوا کیونکہ پندرہ دن سے جاگ رہے تھے و درجہ جو اس شہر میں تھا سب برخواست ہوا سب اپنے اپنے کام میں مصروف ہوئے بادشاہ و صاحبقران و دونوں باہر تشریف لائے و بار نہ کیا سب سردار بھی اپنے اپنے مقام پر راحت سے رہے تیسرے دن و رات آراستہ ہوا سب حاضر دربار ہوئے پھر اگر کے اپنے مقام پر متکین ہوئے بادشاہ تخت پر جلوہ فرما ہوئے صاحبقران و کل شوکت پر ملک نسیم جادو بھی آکر ایک کرسی پر جو اہر نگار پڑھی صاحبقران نے نسیم جادو کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ تھے ملک بھان کا بادشاہ کیا اور یہ ملک تمہارے کیا آئے غرض کیا کہ یہ کثیر اس لائق نہیں جو اس بار عظم کی برداشت نہیں کر سکے گی یہ منصب جلیل کسی کو مرحمت ہو فرمایا کہ یہ تمہارا حق اور کسی کو نہیں مل سکتا جو تم اسی ملک کے وارث ہو گئے بہت عذر کیا مگر صاحبقران نامدار نے نہ قبول فرمایا اسیدان تخت پر اُسکو بچھا یا بس سب بادشاہوں اور سرداروں اور رئیسان شہر سے فرمایا کہ آج سے نسیم جادو و تمہاری حاکم ہو تم اُسکی اطاعت کرنا اور ان بادشاہوں سے فرمایا کہ جو کہ اور ملکوں کے تھے او سمندر شاہ کو خراج دیتے تھے کہ تم لوگ اُسی طور سے برابر خراج دیے جانا کبھی ملک نسیم کے حکم سے سرنامی نہ کرنا سہرا ب جادو اُسکے شہر کو اُسکا نائب کیا اور فرمایا کہ تم ملک کا بند و بست کرنا مل و انصاف سے کام لینا آئے غرض کیا کہ میں آپ کے قدموں کو نہ چھوڑ دوں گا آپ کے ہمراہ رہو گا فرمایا کہ اب کیا ضرورت ہو تم بھان کا بند و بست کرو اگر تم بھان نہ رہو گے تو کون بند و بست کرے گا ملک عورت جو وہ انتظام ملک کیونکر کرے گی دوسرے ایک مدت کے بعد تمہاری مراد حاصل ہوئی بھان یہ پیش کر دیا سہرا ب نے عرض کیا کہ میں اس پیش کو بہتر از غدا ب باندہ ہوں بلکہ مفارقت ملک کی گوارا ہو مگر آپ کے قدموں سے جدا ہونا گوارا نہیں ہو بہت کچھ جناب صاحبقران نے سمجھا بلکہ سہرا ب نے نہ مانا آخر کو فرمایا کہ اچھا اُسوقت تک تو بھان کا بند و بست کرو جب تک کہ ہم بھان ہیں آئے غرض کیا کہ خیر اس حکم کی میں تعمیل کروں گا نسیم نے جو پستیا تو عرض کیا کہ کثیر بھی آپ کے ہمراہ رہتی آپ کے قدموں کو نہ چھوڑے گی صاحبقران نے فرمایا کہ دیکھا جائیگا آئے غرض کیا کہ میں نہ مانو گی اس ارکا اقرار فرمائیے کہ میں تمکو ہمراہ بچھوڑاں گا جب بہت کچھ نسیم نے عرض کیا صاحبقران نے فرمایا کہ جب ہم یہاں سے روانہ ہونگے تو تمہاری طرف سے کسی کو بھان کا حکم کر کے تم لوگوں کو ہمراہ لے چلیں گے بعد اس تقریر کے صاحبقران نے خواجہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ابھی تک کچھ خبر سمندر شاہ کی نہیں آئی کہ وہ کدھر بھاگ کر گیا ہو اور کس فکر میں ہو میں نے کئی مرتبہ تھے کہا کچھ خبر بھی جواب دیا کہ ہر کارے اُسکے عقب میں گئے ہیں کیا وہ ابھی واپس نہیں آئے اگر نہیں آئے ہیں تو اور ہر کارے روانہ کرو تا کہ وہ خبر لائیں اُسکی طرف سے غفلت نہ کی جائے کیونکہ وہ بادشاہ عظیم تھا ایسا نہ کہ پھر لشکر جمع کر کے لشکر کشی کرے تو حشر ابی ہوگی کوئی خوف نہیں ہو مگر جلد ہی اس امر سے ہر کہ میں ان سب کاموں سے فراغت کر کے آئینہ اندام جادو کو قتل خواہ مطیع کر کے اور سب کو ملک نسیم کر کے طرف خانہ کعبہ کے جاؤں کیونکہ مجھ کو اپنے بزرگوں کی مفارقت کا بڑا صدمہ ہو بس ان سب سے جا کر ملوں صاحبقران اول و ثانی کی ملازمت حاصل کروں اُسکے بعد عبادت خدا کروں پھر سفر آخرت تو بھیا ہو جو فرمایا صاحبقران نے خواجہ نے عرض کیا کہ میں نے ہر کارے کو قتل کر دیا ہے وہ بے گناہ تھے کہ وہ ابھی تک واپس نہیں آئے ہیں آج اور ہر کارے روانہ کروں گا

صاحبقران نے فرمایا کہ کوئی خوف نہیں ہو صرف اسکا خیال ہو کہ ایسا نہ ہو کہ اس کے پاس کچھ کفار جمع ہو جائیں اور وہ پھر چڑھائی کر کے فتنہ و فساد برپا کرے تو پھر اسے نو اسکا تدارک کرنا پڑے یہ کار کا بلول ہو اور عرصہ ہو خواجہ نے عرض کیا کہ اچھا میں آج ضرور اسکی تدبیر کرونگا ہر کار سے روانہ کرونگا بہت جلد یہ حال دریافت کر کے خدمت عالی میں عرض کرتا ہوں خواجہ و صاحبقران میں یہ تقریر ہو رہی تھی راوی بیان کرتا ہے کہ وہ ہر کار سے جو کہ بعد جاتے سمندر شاہ طرف طلسم گنجورہ سلیمانی کے سبب دریافت کر کے ادھر کو روانہ ہوئے تھے وہ آکر بیان ہوئے بیرون شہر اپنے لشکر کو فروکش دیکھا داخل لشکر ہوئے دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ صاحبقران شہر میں تشریف فرما ہیں بس یہ ہر کار شہر میں آئے اور تمام شہر کی سیر کرتے ہوئے در دولت پر پہنچے جہیل بن عادی در دولت پر پہنچا درگہ سالاری پیٹھے ہوئے تھے انکو سلام کیا اور عرض کیا کہ ہم خدمت صاحبقران میں جاتے ہیں یہ شکر انھوں نے کہا کہ تمھاری ممانعت کب تھی بس یہ ہر کار سے داخل دربار ہوئے مگر گاہ پر آکر صاحبقران و بادشاہ کو بجا کیا لب عبدیت سے زمین ادب کر بوسہ دیکر اس طور مدح و ثنا کہہ دئے

لے اور دعا دینے کے نظم	اکہی بخت تو بیدار بادا	ترا دولت ہمیشہ یار بادا
کل اسبہ تو دائم شگفتہ	بچشم دشمنانت خار بادا	تاسر زند آفتاب سرور باشی
تا صبح و نہ ہمد م ساغر باشی	تا تاج حیات بر سر خضر نهند	در خاندان اقبال سکندر باشی

جہاں پناہ خدیو بارگاہ کی عمر دراز ہو ترمی پرستارہ اوج و اقبال دوست شاد دشمن پائمال ہو بہ نظام سرکار فیض آتار ایک خبر تازہ عرض کیا جاتے ہیں خواجہ نے کہا کہ کیا خبر لائے ہو عرض کر دو تم لوگ بڑے عرصے میں حاضر ہوئے انھوں نے عرض کیا کہ جب ہم نے سب حال تمام و کمال دریافت کر لیا تب ادھر کا قصد کیا اور راہ طوکر کے حاضر خدمت ہوئے یہ سب خواجہ نے صاحبقران سے عرض کیا کہ یہ وہی ہر کار ہے زمین کہ جو کہ تعاقب میں سمندر ناہنجار کے گئے تھے جسکی خبر دریافت کرنے کے لیے حضور تاکید فرما رہے تھے صاحبقران اُنکی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ ہاں بیان کرو تب انھوں نے یوں بیان کیا کہ سمندر ناہنجار جو علامان سرکار ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگا تو ہر کوہ و صحرا کو طوکر بنا ہوا چلا گیا اس خوف سے کہ عقب میں لشکر اسلام آتا ہی پانچ یا چھ کوس پر جا کر دم لیا کچھ سامان ہمارا نہ تھا ساحر و نر نے سحر سے سامان درست کیا خیمے وغیرہ سحر کے برپائے آسمین سب اترے چونکہ قریب دو لاکھ کے لشکر اس کے ہمراہ تھا سب مجروح تھے سب کے ٹانگے وغیرہ دیئے گئے مرہم سحر کے بچاے گئے خلاصہ یہ کہ جب سب جند و بست ہو چکا سمندر کی بھی زخم دوزی ہو چکی اب سمندر شیطانت کچھ شکایت کی اور روایا کیا سردار نے قلعہ کا حال بیان کیا اور صدمہ ہوا خلاصہ یہ کہ جو لشکر ادھر اُدھر بھاگ کر منتشر ہو گیا تھا اور جو لشکر شہر سمندر یہ سے بھاگا تھا اور جو اہل شہر اور ناموس سمندر سب اس مقام پر آکر جمع ہوئے اور سمندر نے وہاں پانچ روز تک قیام کیا اتنے عرصہ میں سات لاکھ کا لشکر جمع ہو گیا جب یہ لوگ جمع ہوئے اور سمندر کی تحکیم و کسل بھی برطرف ہوئی اور زخم بھی کچھ مند مل ہوئے بس اسنے سب کو جمع کیا اور یہ تقریر کی ہر کاروں نے وہ تقریر جو کہ سمندر نے اپنے اہل لشکر سے کی تھی اور میں اسکو اس کے قبل اسکو تحسیر کر چکا ہوں مع اہل لشکر کے جواب کے رو برو صاحبقران کے بیان کی اور عرض کیا کہ سمندر نے اسدن کل اپنے لشکر کو تو طرف صحرا سے نہ طاقیہ کے روانہ کیا اور خود اسی دن تختہ سے سحر پر سوار ہو کر مع ناموس اور چند سرداروں و کل عساکروں کے طرف طلسم

گنجو رہ سلیمانی کے روانہ ہوا اس خیال سے کہ یا تو گنجو رشاہ کو آمادہ کر کے اور اسکو اپنے ہمراہ لیکر بیرون طلسم
اگر مارا ان سرکار سے مقابلہ کروں اور آتش جنگ ویکار کو فروختہ کروں اگر گنجو رشاہ کمک کرنے سے انکار
کرے تو وہاں سے طاق قریب ہو عرضی خدمت خداوند نہ طاق میں روانہ کروں اور کل حال ایسا غریب کران
خداوند نہ طاق سے کمک طلب کروں وہ ضرور کمک کرینگے بس وہ لشکر ہمراہ لے کر آپکے دشمنوں کو قتل کرے
باقی خیریت ہو جب وہ آدھر کو روانہ ہو چکا تب غلام یہ طہر لیکر آدھر کو روانہ ہوئے کہ اس خبر کو سح اقدس
تک پہونچا دیں تاکہ جو تدارک حضور کو اسکی نسبت تجویز کرنا ہو وہ خداوند کریم یہ جو ہر کاروں نے عرض کیا
صاحبقران نے سماعت فرما کر حکم دیا کہ انکو غلٹ و انعام دیا جائے بس بوجہ حکم وہ غلٹ سے مخلف
ہوئے اور انعام پا کر دعائیں دینے ہوئے مجبور کر کے بیرون دربار آئے صاحبقران نے اہل دربار کی
حرف دیکھ کر فرمایا کہ آپ لوگوں نے سننا کہ جو ہر کاروں نے بیان کیا کہ سمندر نے کیا تدبیر کی ہو یہ میرے
ہاتھ سے بچکر جاتا کہاں ہو اگر اسنے طلسم گنجو رہ سلیمانی میں جا کر پناہ لی ہو تو میں وہاں بھی اسکی سرکوبی کو
پہونچتا ہوں اور اس طلسم کو فتح کر کے اسکو قتل کرتا ہوں مع گنجو رشاہ کے اگر اسنے اطاعت نہ کی اور دین
اسلام قبول نہ کیا اور بعد فتح طلسم گنجو رہ سلیمانی نہ طاق کا قصد کرونگا میں نہ طاق کی فتح کے لیے تو اس
آپاں غلہ یہ ملک راہ میں ملا اسکو بھی خداوند کریم نے میرے ہاتھ سے اسلام آباد کرایا اسکی مشیت میں یہ گزرا ہو
کہ طلسم گنجو رہ سلیمانی بھی فتح ہو جب تو اسنے یہ تدبیر پیدائی کہ سمندر شاہ کے ولیمین یہ بات پیدا کی کہ وہ
اسی طرف بھاگ کر گیا اب جب تک میں سمندر شاہ کو قتل نہیں کر لیتا اور طلسم گنجو رہ کو نہیں فتح کر لیتا ہوں
اور کسی طرف کا قصد نہ کرونگا جب تک سمندر شاہ کو تخت حکومت سے اتار کر تختہ کما بوت پر نہیں بٹھاتا ہوں
مجھ کو چین نہ آئیگا بعد اس ہم کے نہ طاق کا قصد کرونگا یہ فرما کر فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا ہو کہ جو کہ راہ
طلسم گنجو رہ سلیمانی سے آگاہ ہو اور اس طلسم کی طرف راہ بتلا کر لے لے یہ کلام جیسے ہی زبان سے نکلا کہ
آفاق و اشفاق و کوکبہ و غزالان و سہراب و ایوان و سوماق و الطاف جادو نے عرض کیا کہ
ہلوگ اس راہ سے بخوبی واقف ہیں کیونکہ اکثر سمندر شاہ ہم لوگوں کو ہمراہ لیکر پاس گنجو رشاہ کے گیا
تھا اور ہم طریقہ طلسم سے بھی بخوبی آگاہ ہیں ایوان نے عرض کیا کہ میں خود ہمارے ملاقات گنجو رشاہ
اکثر گئی ہوں صاحبقران نے پوچھا کہ اس طلسم کی کیا حالت ہو کچھ بیان کرو اور یہ کیونکر ثابت ہوتا ہو کہ یہاں
طلسم شروع ہوا ہو اور یہ حد طلسم ہو ایوان نے کہا کہ میں حالات اندرون طلسم سے تو آگاہ نہیں ہوں
کیونکہ جب گئی تھی سیدھی گنجو رشاہ کے پاس پہونچی اور اس سے ملکر دو ایک روز رہ کر چلی آئی
اکثر میں نے اس سے اس امر کی خواہش کی کہ مجھ کو سیر طلسم لے کر گنجو رشاہ نے جواب دیا کہ ہلوگ ہمیں
ہو ہم مجبور ہیں کیونکہ ہلوگ خداوند کی طرف سے ممانعت ہو کر اگر کوئی ساحر بیرون طلسم سے بخاری ماہی
کو آئے اور اس امر کی خواہش کرے کہ ہلوگ سیر طلسم کر او تو کبھی ایسی حرکت نہ کرنا خواہ تھا را حشر
قریب ہو خواہ دوست صادق باشندگان بیرون طلسم کو سیر طلسم نہ کرانا چنانچہ اس سبب سے کوئی
حالات طلسم سے سوا نہ باشندگان طلسم کے واقعہ نہیں ہو مجھ کو کیا مختصر ہو سمندر شاہ جو کہ بہت بڑا
دوست گنجو رشاہ کا ہو اور مقرب خداوند تھا اسکی بھی گنجو رشاہ نے یہ طلسم نہیں کرائی اکثر اسنے بھی
خواہش کی کہ اسے یہی جواب دیا جو کہ مجھ کو دیا بس کوئی حالات طلسم سے واقف نہیں ہو ہاں جو جو اسطرح گئے ہیں
وہ واقف ہیں ایک صحرا ہی بہت خوش و خم اور اس میں ہزاروں درخت لالہ کے ہیں اور ہزاروں گلاب کے
آفرین ہر جہت ہمارے رہتی ہو کبھی خزان نہیں ہوتی اس صحرا کے چھوٹے چھوٹے میں ایک ناز عظیم ہو اور اس غار کے

ایک گنبد ہو کہ اسے کلس پر ایک آفتاب بنا دو اور اس آفتاب کی روشنی جہاں تک پہنچتی ہو یہی معلوم ہوتا
ہو کہ زمین طلائی ہو یہ کلس آفتاب کا اثر ہو اور یہی حد طلسم ہو اور غار اس مقام پر ہو کہ جہاں سے زمین
طلائی شروع ہوئی ہو اور مثل کنند کے چمک رہی ہو یعنی غار کے اسیار زمین طلائی ہو اور اسی پار وہ
گنبد ہو خداوند نئی بات ہو کہ شب کو وہ آفتاب باہتاب ہو جاتا ہو اور چاند کا عکس جو زمین پر پڑتا ہو تو زمین
نقرئی ہو جاتی ہو یہ حد طلسم ہو بس جو شخص یہ قصد کرتا ہو کہ ہم غار کے قریب جا کر اور غار کو جست کر کے پھاندا
ہائیں اور اس گنبد کے حال سے آگاہ ہوں یہ امر ضرور ہو کہ وہ غار عمیق تو بہت ہو کہ اسکا کچھ حال نہیں کھاتا
ہو مگر جو ڈاکم ہو ایسا چوڑا ہو کہ جسکا جی چاہے جست کر کے اس پار چلا جائے کوئی مشکل نہیں ہاں عمق و
طول کا پتہ نہیں ہو اس پار غار کے لالہ کا چین دگلاب کا ہو اور کچھ درخت کنارے غار کے اس پار
بھی ہیں اسی سبب سے میں نے عرض کیا کہ جو بیچ صحرا میں غار ہو بس جہاں کوئی اس غار کے قریب
ہو نچا نوراً دو برقیں اس غار سے پیدا ہوئیں اور چمک کر بلند ہوئیں اور باہم لڑیں اور کڑک کر اس
شخص پر گرین جو کہ غار کے قریب پہنچ چکا ہو اور اس قصد میں ہو کہ جست کر دے اُنکا گونا گونا کھاکہ اس کے
چار منڈے ہوئے وہ برقیں تو فارمیں غائب ہو گئیں اور اسکی لاش کے ٹکڑے زمین پر لوٹنے لگے
جب سرد ہو گئے اسوقت ایک اثر اور اس لالہ کے درختوں سے پیدا ہوا اُن ٹکڑوں کو دم کشی کر کے
نگل گیا پھر جا کر اس چین لالہ میں غائب ہو گیا اکثر تلاش کیا اسکا پتہ نہ ملا بس یہ حد طلسم ہو اور اس نشان
سے ثابت ہوتا ہو کہ یہاں سے طلسم شروع ہوا بس جو اس حال سے واقف ہو وہ تو دھوکھا نہیں کھاتا
ہو سر حد طلسم سے الگ فروکش ہوتا ہو اور جو واقف نہیں ہو اور اسکی قضا آتی ہو وہ دھوکھا کھاتا ہو ہزاروں
آدمی اسی طور سے ہلاک ہوئے بس میں تو عرض نہیں کر سکتی ہوں کہ آپ ادھر کا قصد نہ کریں کیونکہ آپ
لوگ اپنے قول کے پورے ہوتے ہیں جو زبان سے کہتے ہیں وہی کرتے ہیں مگر یہ عرض ضرور کر دینی
کہ ادھر جانا بیکا ہو اور اس طلسم کا فتح ہونا بسا دشوار ہو بس سمندر شاہ کو جانے دیجیے اسکو لعنت فرما
جس حال میں ہو رہے ہیں اور آپ دوسرے کام کی طرف متوجہ ہو جیے کیونکہ اپنے کو رحمت میں
مبتلا فرمائیے آئندہ حضور کو اختیار ہو جو حق خیر خواہی کا تھا وہ کینز نے عرض کر دیا اور اس حال کو بھی
عرض کیا کہ یہ حالت ہو سر حد طلسم کی یہ صا جقران نے سماعت فرما کر ایوان سے فرمایا کہ یہ امر تو
غیر ممکن ہو کہ میں سمندر شاہ کی طرف سے دست بردار ہوں بدون اس کے قتل کیے محجو چین نہیں پڑتا ہو
تو نام میرا بدیع الملک نہیں جو میں نے اندر طلسم کے کلس کر سمندر شاہ کو قتل کیا اور اس طلسم کو نہ فتح
کیا میرا خدا میرا مالک ہو وہ امر مشکل کو اسطور سے آسان کرتا ہو کہ کچھ نہیں معلوم ہوتا ہو وہ ان ہرقوں کے
رفع ہونے کی اور طلسم کی فتح ہونے کی کوئی نہ کوئی تدبیر کرے گا اگر میرے مقدر میں اس طلسم کا فتح نہ ہا مقدر
ہو اور میں اس طلسم کا فاتح ہوں اگر یہ امر نہیں ہو تو جا کر اس طلسم میں اسیر ہو جاؤ گناہنا آج ہو گا وہ
اگر فتح کرے گا محجور ہا کرے گا یہ اب غیر ممکن اور امکان سے باہر ہو کہ میں ادھر نہ جاؤں یا اس کے فتح کرنے کی
تدبیر نہ کروں اس میں جو کچھ ہو ایوان مرد کو لازم ہو کہ کبھی ہمت نہ ہارے ہر کام مشکل و اہم کو یہ خیال کرے
کہ اسکا آسان کر نیوالا وہی خداوند کریم ہو کہ جس نے اسکو مشکل کیا ہو اور کسی بلا میں بدحواس نہو اور صبر کرے
اور یہ خیال کر لے کہ جس نے یہ بلا میرا نازل کی تو وہی ہمارے نجات بھی دے گا اور اس معجزہ پر ہمیشہ عمل کرے
مصرعہ بر سر اولاد آدم ہر خیر آید بگذرد + بس اگر ہر بلا میں جبکہ نازل ہو یہ خیال کر کے صبر کرے کہ خداوند
کریم نجات دینے والا ہو یا ہر اہم و مشکل میں یہ خیال کر کے قدم رکھے کہ وہ آسان کر نیوالا ہو تو اسطور سے

اُس بلا سے نجات ملتی ہو اور اُس آسانی سے وہ اثر شکل آسان ہوتا ہو کہ دیکھنے والوں کو حیرت ہو جاتی ہو
 تم سب کے رو بہ وکل ہی کا ذکر ہے کہ کسکو اُس امر کا یقین تھا کہ سمندر شاہ شکست کھائیگا ہر ایک نئی
 کتا تھا کہ ہرسون لگین کے خیال تو کہ وہ کیونکر یہ امر آسان ہو گیا اور اسطور سے کہ بلا در و سر شہر و قلعہ بھی
 ہاتھ آ گیا بس یہ اُسی کی عنایت اور مہربانی تھی ورنہ میری کیا لیاقت تھی اور میرے لشکر کی کیا حقیقت
 تھی کہ اسطور سے فتح ہو جاتی بس اُسی طور سے وہ فتح بھی کرا دینگا اُسکے نزدیک کوئی امر دشوار نہیں ہو
 بس اُسکی ذات پر نگاہ رکھنا اچھا ہوتا ہو تم لوگ دیکھ لینا کہ کیونکر اُسکے فتح ہونے کے سامان غیب سے
 پیدا ہوتے ہیں کہ حیرت ہو جائے یہ جو صاحبقران نے فرمایا سب اہل دربار نے عرض کیا کہ بھیا
 ارشاد ہوا ہم لوگ آپ کے ہمراہ ہیں آپ کے قدموں سے جدا ہونے کے جہاں آپ تشریف لے جائیں
 ہم بھی خدمت میں حاضر رہیں گے راوی کہتا ہو کہ میں حال آفاق و اشفاق وغیرہ نے صاحبقران
 سے عرض کیا تھا اور ایوان کے قول کی تصدیق کی صاحبقران نے ایوان سے کہا کہ بھلا یہ تو بتلاؤ
 کہ جب اُس غار کے پاس کوئی نہیں جاسکتا ہو اگر جاتا ہو تو برقن سے ہلاک ہوتا ہو پھر تم کیونکر جاتی
 تھیں اور سمندر کیونکر گیا ہو گا ایوان نے عرض کیا کہ اس امر کو بھی عرض کرتی ہوں کہ یہ امر جو آپ نے
 دریافت فرمایا اُسکی تفصیل یہ ہو کہ سمندر کو تباہ شدادہ طاق سینہ ایوان تاجدار جو کہ خداوندان سبکا
 ہو اجادت ہو کہ جب تمھارا جی چاہے طلسم کنجورہ سلیمانی میں جاؤ اور کنجور شاہ سے ملاقات کرو اور لوگوں کو بغیر اجازت
 طلسم کے اندر اجازت نہیں ہو اور ایک پروانہ معافی کا ایوان تاجدار کی طرف سے سمندر کے پاس ہو
 کہ جبکے ذریعہ سے کوئی اُسکو مانع نہیں ہوتا ہو اور برقن کے دفع کرنے کے لیے ایک اسم ایوان
 کی طرف سے اُسکو تعلیم ہوا ہو کہ وہ اُس اسم کو پڑھکر برقن کو دفع کرتا ہو بس طریقہ یہ ہو کہ جب قریب
 غار پہنچے اور برقین غار سے نکلکر بلند ہوئیں سمندر شاہ نے وہ اسم پڑھا وہ برقین بالائے آسمان
 قائم ہو گئیں اور ایک دروازہ درمیان ان برجوں کے پیدا ہوا آواز آئی کہ کون آیا ہو بس میں ہوئی
 خواہ سمندر رکھا کہ ہم میں سمندر یا ایوان آواز آئی کہ اجادت کا پروانہ ہو کہا کہ ہاں میں دروازہ
 کھل گیا جس قدر لوگوں کو لے کر جانا ہوا اُنکو ہر ادے لے کر اندر دروازے کے داخل ہوئے ادھر
 دروازے سے باہر قدم نکالا اور دروازے کے اُس پار ہوئے دروازہ غائب ہو گیا اب حال
 نہیں معلوم کہ وہ برقین اُسی طور سے قائم رہیں یا گرچہ اُس غار میں اب جو دیکھا تو سوائے میدان
 کے اور کچھ نہیں ہو چند قدم چلے کہ ایک باغ کا دروازہ نمودار ہوا اُس باغ میں گئے اُس میں ایک
 بارہ دری تھی اُس بارہ دری میں ایک ساحر رہتا ہو کہ نام اُسکا عشاق جادو ہو وہ دربان طلسم اور
 منشی طلسم ہو وہ دن رات بیٹھا ہوا کھا کرتا ہو بارہ دری کے بیچ کے درمیں بیٹھا ہوا اور جو ساحر اُسکے
 ملازم ہیں وہ اُسکے گرد و پیش بیٹھے رہتے ہیں ایک میز اُسکے رو بہ وکل ہوئی ہو اور ایک گھنٹہ جھپٹ
 میں لٹکا ہوا ہو ادھر کسی نے باغ میں قدم رکھا وہ گھنٹہ خود بخود بجائے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک طائر
 سبز رنگ پیدا ہوا اُس نے کہا کہ فلاں شخص داخل طلسم ہوا ہو وہ آتا ہو گرا اُسکے پاس پروانہ اجازت کا ہو
 یہ کہہ کر وہ طائر زمین پر گرا اور چل گیا اب جو طلسم میں داخل ہوا ہو خواہ میں ہوئی خواہ سمندر وہ اُس
 باغ کو طو کر کے عشاق کے رو بہ وکلے عشاق نے دیکھ کر کہا کہ آپ ٹھہر جائیے میں بادشاہ کو آگاہ
 کر دوں کہ فلاں شخص آپکی ملاقات کے لیے آئے ہیں اتنے آدمیوں سے بس اُس نے اُسوقت جس قدر
 آدمی ہمراہ ہوئے ان سب کے نام ایک پرچہ کاغذ پر تحریر کر کے اُسپر جو سحر کیا کہ وہ پرچہ خود بخود

منبر پر سے غائب ہو گیا بعد بخور سے عرصہ کے نظر آیا بس اگر اُس میں یہ حکم ہوا کہ جس قدر آدمی اُس کے
 ہمراہ ہیں اُنکو مع اُن سب کے بھیج دو تو اُس نے سحر کیا کہ ہوا چلی اور غبار بلند ہوا بسبب ہوا اور غبار
 کے سب کی آنکھیں بند ہو گئیں بعد بخور سے عرصہ کے جب یہ معلوم ہوا کہ ناب ہوا ہے نہ غبار
 آنکھیں جو کھولیں تو اپنے کو دربار گنجو رشاہ میں پایا جتنا کہ جی چاہا رہے جب رخصت ہوئے
 اُسی طور سے ہوا چلی اور غبار اُٹھا آنکھیں بند ہو گئیں پھر جو آنکھیں کھولیں تو اپنے کو بیرون طلسم
 پایا اب اُس باغ میں نہیں آئے ہیں جاتے وقت تو باغ میں جاتے ہیں آئے وقت بظلمت بیرون
 بیرون طلسم آجاتے ہیں اُسے کا راستہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ کیونکر آئے اگر یہ حکم نہ ہوا اور یہ حکم ہوا
 جو آیا ہو اُس کے ہمراہ بچاس آدمی ہیں تیس آدمیوں سے روانہ کروادیں گے اپنے پاس رہنے
 دو اُنکا یہاں کام نہیں ہے تو حضور وہی تیس آدمی جائیں گے پس اُسی مقام پر رہ جائیں گے جب
 دشمن و ہائے رخصت ہو کر بیرون طلسم اُسی غبار کے ذریعہ سے آئیگا تو اُنکو بھی بیرون طلسم پایگا
 بس یہ طریقہ ہے کہ جس قدر لوگوں کی اجازت وہاں سے آتی ہو اُس قدر جاتے پاتے ہیں باقی اُس
 باغ میں رہ جاتے ہیں یہ طریقہ ہے طلسم میں جائیگا اور اگر آپ ارشاد کریں کہ تجھ کو کیونکر معلوم ہوا اس کا
 جواب یہ ہے کہ ایک دن میں وہاں موجود تھی یعنی مشاق کے روبرو میں اُس وقت پہونچی تھی کہ
 سمندر شاہ بھی آیا میرے بعد بس یہ سب واقعہ میں نے دیکھا جو کہ عرض کیا بس سمندر شاہ
 کو تو ایوان تاجدار کی طرف سے اجازت ہو اور پروانہ بھی اور اسم تعلیم ہوا ہے اور مجھ کو خود گنجو
 شاہ کی طرف سے اجازت تھی اور خود گنجو رشاہ نے پروانہ دیا تھا اور اسم تعلیم کیا تھا مگر خداوند
 ایوان تاجدار سے اجازت لے لی تھی اسکا سبب یہ ہے کہ میرے اور گنجو رشاہ کے قرابت ہو
 وہ میرا مومن زاد بھائی ہے قرابت فریہ ہی نہیں سبب برادری کے میں جانی تھی اور مجھ کو اجازت
 ملی تھی اس امر کا بھی لحاظ رہے کہ جو کوئی ساحر بیرون طلسم کا طلسم میں جاتا ہے وہ سحر بھول جاتا ہے پھر
 اُسکو اندرون طلسم سحر یاد نہیں آتا ہے بس جب میں گئی سحر فراموش ہو گیا اسی طور سے سمندر شاہ کو
 بھی فراموش ہو جاتا تھا دوسرا امر یہ ہے کہ جسکو اجازت ہو پروانہ ایوان تاجدار کی طرف سے
 ملا ہے وہ جب تک ایوان نہ لے یا اُسکو منع نہ کرے اُس وقت تک وہ جاسکتا ہے اگر گنجو رشاہ اجازت
 بھی نہ دے مگر وہ جاسکتا ہے کیونکہ اُسکو ایوان کی طرف سے اجازت ہو بان اگر ایوان وہ
 پروانہ لے لے اور وہ اسم اُس کے صفحہ دل پر سے محو کر لے تو پھر وہ نہیں جاسکتا ہے جیسے کہ
 سمندر شاہ کی اُسکو کوئی ضرورت تھی کہ یہ گنجو رشاہ کے منع کرنے سے نہ جائے کہ برابر چلا جائے
 ہاں مجھ کو اگر گنجو رشاہ منع کر دے تو ہم نہیں جاسکتے ہیں جیسے پہر گذری کہ مجھ کو گنجو رشاہ نے
 منع کر دیا پروانہ لے لیا اسم جو کہ تعلیم کیا تھا وہ فراموش ہو گیا ایک حرف بھی نہیں یاد ہو اب
 میں نہیں جاسکتی ہوں مجھ پر کیا منحصر ہے جس قدر دوست و عزیز گنجو رشاہ کے بیرون طلسم رہتے تھے
 اور گنجو رشاہ کی اجازت سے جاتے تھے اُن سب کو گنجو رشاہ نے منع کر دیا ہاں سب کی حالت ہر
 تفصیل اُسکی یہ ہے کہ جس زمانہ میں حضور سمندر سے پر لشکر لیکر آئے تھے اور کئی مقابلے ہوئے تھے
 اور میرے بھائی عشاق نے طاقی نے اگر آپ سے مقابلہ کیا میں اس زمانہ میں طلسم میں گنجو رشاہ
 کے پاس تھی کہ ان واقعات کی خبر پہونچی کہ عشاق نے طاقی بازے گئے یہ شکر مجھ کو بڑا صدمہ ہوا جب
 یہ حال گنجو رشاہ کو معلوم ہوا کہ خدا پرست سمندر یہ تک آگئے اُسے اُس وقت غشی دربار کو بلا کر حکم دیا

کہ جہتد ر میرے دوست و عزیز بیرون طلسم رہتے ہیں اور میری اجازت سے طلسم میں آئے ہیں ان کے نام دفتر سے بکاٹ دو اور مشتاق جاو دو کہ اس امر سے آگاہ کرو کہ اب کوئی نہ آنے پائے اب یہ نہ کہو لہذا اس شخص کے لیے کہ جو کہ میری اجازت سے آتے ہیں اس شخص سے مجبور ہوں کہ جسکو خود اند کی طرف سے اجازت ہو میں اسکو منع نہیں کر سکتا ہوں یہ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ یہ لکھ گنچو رشاہ نے ایک دستک دی کہ جب قدر میں نے اپنے دوستوں اور عزیزوں کو یہاں کے ان کے پروانے دیے ہیں سب ان کے پاس سے میرے پاس آجائیں یہ دستک دینا تھا اور تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ میں نے دیکھا کہ سب پروانے خود بخود گنچو رشاہ کے پاس آ گئے ان لوگوں کے پاس سے جو کہ بیرون طلسم تھے اور میں تو وہاں موجود بھی مگر میرے پاس کا بھی پروانہ خود بخود پہنچ گیا تھا میں نے نہیں دیا تھا بلکہ جب سب پروانے آئے تو میں اس خیال سے کہ دیکھوں کہ میرے پاس پروانہ ہی کیونکہ گنچو رشاہ مجھ سے بھی ضرور طلب کر گیا یا گنچو رشاہ پاس پہنچ گیا اب جو دیکھا تو نہ پایا میں حیران ہوئی مجھ کو جو حیران گنچو رشاہ نے دیکھا کہا کہ میں تم پریشان نہ ہو دو پروانہ میرے پاس ہے یہ لکھ گنچو دیکھا یا میں نے کہا کہ تمہارے پاس کیونکہ میرے پاس تھا میں نے تم کو دیا نہیں کہا کہ جسکو میں نے حکم دیا تھا کہ سب پروانے لیلو اسنے تمہارے پاس سے بھی لیلیا میں نے کہا کہ اسکا کیا سبب ہو کہ تم نے اسکی آمد و رفت بند کی گنچو رشاہ نے کہا کہ تھوڑا دین سے کہتا ہوں یہ لکھ اپنے پروانہ ان پروانوں سے نام پڑھو پڑھ کر نشی کو سنائے اور اسکے نام دفتر سے کٹوادیے اسکے بعد دستک دی کہ جن جسکو منہ اسم تعلیم کیا ہو کہ جسکے پڑھنے سے برقیں ہوا پر قائم ہو جاتی ہیں اور دروازہ ظاہر ہوتا ہو اسکے صفحہ طلب پر سے وہ اسم محو کر لو اور انکو آگاہ کرو کہ اب وہ طلسم میں آئیکا قصد نہ کریں ورنہ ان برقوں سے ہلاک ہونگے انکو اختیار ہے کہ آگاہ کر دیا حضور میں وہاں کی بھی ہوئی تھی کہ یہ معلوم ہوا کہ جیسے کوئی میرے کان میں کہہ رہا ہو کہ اسکو لکھ ایوان نہ طاقی اب جو تم یہاں سے جانا تو اب طلسم میں نہ آنا تمہارے پاس سے پروانہ بھی لے لیا گیا اور اسم جو کہ تعلیم ہوا تھا وہ بھی محو کر لیا گیا اگر انکی تو ہلاک ہوگی یہ جو صد اسم میرے کان میں آئی میں نے ادھر ادھر دیکھا کہ یہ کون ہو کوئی نظر نہ آیا اب جو اس اسم کو اپنے دل میں پڑھنے کا قصد کیا تو بالکل یاد نہ تھا ایک حرف تک قبل اس صدا کے آئے کے یاد تھا مجھ کو ادھر حیرت ہوئی ابھی میں نے کچھ کہا نہ تھا کہ صدا آئی کہ سب نے دلون سے وہ اسم محو کر لیا گیا سب کو اس حال سے آگاہ کر دیا گیا انھوں نے کہا کہ اب ہم آنے کا قصد نہ کریں گے کیا ہمارے جان دو بھر یہ وہ اسم اب کسی کو یاد نہیں ہے گنچو رشاہ نے کہا کہ اچھا یہ لکھ اس نشی کو بھی رخصت کیا اب میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اس ہشیرہ عزیزہ کیونکہ میں اس سے چھوٹی ہوں میں تمکو آگاہ کرتا ہوں کہ میں نے سنے پروانہ بھی لے لیا اور وہ اسم بھی تمکو میرے حکم سے فراموش ہو گیا بس اب تم نہ آنا اور میں نے تمہارا نام بھی تمہارے پروانہ دفتر سے کٹوادیاتمہر کیا منحصر ہے سب اپنے عزیزوں اور دوستوں کے نام کٹوادیے اسکا سبب یہ ہے کہ خدا پرست لشکر لیکر سمندر پر گئے ہیں دریائے سبز رنگ تک شگیا اب سمندر شاہ سے مقابلے ہو رہے ہیں چنانچہ اسکے ہاتھ سے بھائی صاحب یعنی عشاق نہ طاقی مارے گئے ہیں بس مجھ کو یہ خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ وہ خدا پرست ادھر بھی آئیں اور اس لشکر میں عیارست ہیں اور سب بلا کے میں مگر ایک عیار ہی جو کہ خواجہ ثالث کے نام سے مشہور ہے دراصل عمر و ثالث

جو بہت زبردست عیار ہی ایسا نہو کہ کسی کے ساتھ میرے دوست یا عزیز کے داخل طلسم ہوا اور
اس طلسم میں بھی تھلا کر ڈال دے اور کوئی صورت خرابی کی نکلے تو اس وقت بڑی وقت ہوگی اور
بڑی رحمت پس اب جبکہ اہل اسلام یہاں سے جا نہیں لیتے ہیں اس وقت تک میں تم میں سے
کسی کو نہ آنے دوں گا بعد تصفیہ اہل اسلام کے پھر شوق سے آنا میں اجازت دید ونگاہ میں یہ جانتا ہوں
کہ نہ میرے سر کوئی بدنامی آئی نہ میرے عزیزوں و دوستوں کے سر اور نہ یہ کہا جائے کہ فلان دوست
یا فلان عزیز گنجور شاہ کا آیا تھا اسکے ہمراہ پوشیدہ ہو کر عیار لشکر اسلام کا آیا اس سبب سے یہ خرابی
طلسم میں واقع ہوئی پس اس الزام سے بچنے کے لیے میں نے یہ تدبیر کی جب گنجور شاہ یہ کہ چکا
اس وقت میں نے کہا کہ اب سمندر شاہ بھی نہیں آئیگا جبکہ اسکو تم اجازت نہ دو گے کہا کہ اے بہن
سمندر شاہ آسکتا ہی کیونکہ اسکو اجازت خداوند کی طرف سے ہو اور اسکے پاس پروانہ خداوند کی سرکار کا
ہو اسکو اسم خداوند کی طرف سے تعلیم ہوا ہو اسکو میری قدرت نہیں ہو کہ میں منع کر سکوں یا پروانہ لیلون
یا اسم فراموش کرادوں یہ سننے میں خاموش ہو رہی بعد تھوڑے عرصہ کے میں نے کہا کہ مجھ کو رخصت
کر دو کہ اب جاؤں گی گنجور شاہ نے کہا کہ اچھا یہ کہنا تھا کہ اسی طور سے ہوا چلی اور خبر بلند ہوا اب
جو میری آنکھ کھلی تو میں بیرون طلسم تھی یہاں آکر بھی اس اسم کو یاد کیا تو فراموش تھا یہ واقعہ ہے جو کہ
میں نے عرض کیا اور یہ حالت ہو طلسم کی اور یہ صورت تھی وہاں جانے کی اب میں جا نہیں سکتی ہوں
سمندر شاہ جو گیا ہی تو اسکو تو اجازت تھی وہ اس سبب سے گیا یہ جو ایوان نے کہا اور سب
ساحر وں نے جو جو گئے تھے سب نے ایوان کے قول کی تصدیق کی پس یہ تقویٰ صاحبقران
نے سماعت فرما کر فرمایا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم وہاں جا کر کوئی نہ کوئی صورت طلسم کے اندر جانے کی
پیدا کریں گے اور اس طلسم کو فتح کریں گے یہ فرما کر جنرل بن عادی کو طلب کیا اور فرمایا کہ ہمارا
پیش خیمہ ایک طرف طلسم گنجورہ سلیمانی کے روانہ ہو ہم بھی عقب سے آتے ہیں مع کل لشکر کے یہ فرما کر
حکم دیا کہ ایک کانسٹنٹ شربت اور ایک بیڑا بن کا اور سپر وشمیر حاضر کجائے پس بموجب حکم یہ سب
اشیاء ایک چوکی پر رکھ کر حاضر کی گئیں صاحبقران نے سب ساحر وں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ میں
ایک ایسا ساحر چاہتا ہوں کہ جو راہ سے طلسم گنجورہ کے واقف ہو اور میرے ہر اول لشکر کو حد
طلسم تک پہنچا دے یہ کلام صاحبقران کا تمام ہوا تھا کہ سہرا اب جاؤ اپنے دنگل پر سے اٹھ کر
ہوا اور اتنے وہ کانسٹنٹ شربت پی لیا اور بیڑا کھالیا اور خلعت پہن لیا اور صاحبقران کی خدمت میں
آکر ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ یہ غلام جنرل کے ہمراہ جائیگا اور حد طلسم پر پہنچ کر مقام معقول دیکھ کر جہاں
کل لشکر حضور کا فروکش ہو جائے جسے وغیرہ برپا کر آئیگا کیونکہ جب اسے میں نے حضور کی غلامی اختیار
کی اور حضور نے اس سمت کو نصبت فرمائی میں نے ہی ہر ادلی کی اور جنرل کے ہمراہ رہا اور یہ
خدمت بجالایا اب بھی یہی غلام بجالائیگا صاحبقران نے فرمایا کہ بھی تم یہاں رہو سمندر یہ کا بندہ بہت
کر و اگر تم چلو گے تو تنہا رہی زود بھی یہاں نہ رہیں گی وہ بھی چلنے کا قصد کرے گی سہرا اب نے عرض
کیا کہ غلام تو کسی طور سے نہیں رہ سکتا ہو اور حضور کے قدم اقدس کو چھوڑ سکتا ہو یہی وہ کنیز چاہے
ابھی جائے چاہے آپ کے ہمراہ رہے صاحبقران یہ سنکے خاموش ہو رہے فرمایا کہ اچھا بندہ بہت کر و
تھارے ہمراہ ملکہ غزالان و سوماق کو بھی کہے دیتا ہوں سہرا اب نے کہا کہ یہ غلام کافی ہو اچھی کوئی
ضرورت نہیں ہو یوں حضور کو اختیار ہو صاحبقران نے فرمایا کہ نہیں ہمارے یہی مرضی ہو رہے

عرض کیا جو مرضی مولا ازہر اٹھے صاحبقران نے غزالان و سوماق سے فرمایا کہ تم دونوں ہمراہ
بھی اپنا سامان کرو انھوں نے عرض کیا بہت خوب جزیل سے فرمایا کہ کل پیش خیر لیکر روانہ ہو جانا
اب کوئی اجازت کی ضرورت نہیں ہو جب یہ حکم صاحبقران دے چلے اور جزیل رخصت ہو کر باہر
چلا آیا اور سہراب اپنے مقام پر جا کر بیٹھا اسوقت ملک فیسیم جادو اپنے مقام پر سے اٹھی اور عرض
کیا کہ اسوقت کنیز نے گذارش کیا تھا کہ یہ منصب اور کسی کو حرکت فرمائیے میں ہمراہ چلوں گی قدم مبارک
سے جدا نہوں گی ارشاد ہوا تھا کہ ابھی تو اس امر کو قبول کر اور ہمارے کشت پر عمل کر جب ہم جائیں گے
تو دیکھا جائیگا لہذا وہ وقت آگیا یہ کنیز ہمراہ چلی گئی اس اقرار کو حضور کے کچھ عرصہ نہیں ہوا آج ہی کا ذکر
اگر یہ خیال ہو کہ سہراب جادو جو کہ میرا شوہر ہے وہ ہمراہ حضور جاتا ہے اس سبب سے یہ کنیز اصرار
کرتی ہے تو یہ امر نہیں ہو اگر وہ نہ بھی جاتا تو بھی یہ کنیز آپ کے قدموں کو نہ چھوڑتی حضور ہمراہ چلتی
یہ جو ملک فیسیم نے عرض کیا اور بہت اصرار کیا صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تم بھی اپنے شوہر کے
ہمراہ جاؤ یہاں ہم تمھاری طرف سے کسی کو بادشاہ مقرر کر دین گے فیسیم نے جھک کر مجرا کہا
اے بعد صاحبقران نے آفاق شاہ و اشتقاق شاہ و محراب شاہ و صنوبر شاہ و گوکہ
و غیرہ سے جو جو کنارے دریائے ہنر رنگ سے لیکر سمندر یہ تک شریک ہوئے تھے
بعد فتح سمندر یہ جو جو ایمان لائے تھے ساحر و غیر ساحر و سردار و بادشاہ ان سب سے
صاحبقران نے فرمایا کہ آپ لوگ بھی اپنا لشکر لے کر اپنے اپنے ملک کی طرف تشریف
لے جائیں اور اپنے اپنے ملک کا بند و بست کریں میں طرف طلسم کے جاتا ہوں ان سب سے
ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ ہم لوگوں نے جو آپ کی اطاعت اختیار کی اور دین اسلام قبول کیا
اس لیے نہیں قبول کیا ہے کہ آپ کے قدموں کو ترک کر کے اپنے مقام پر جا کر مقیم ہوں
بلکہ اس لیے اختیار کیا ہے کہ آپ کی ہمراہی میں راہ خدا میں جہاد کریں اللہ اسے دین سے مقابلہ کریں
اگر قتل ہوں تو شہید راہ خدا کا خطاب پائیں اور اپنے گناہان ماضیہ سے نجات پائیں زاد
آخرت ہم کریں اگر نہ قتل ہوں تو فرومجاہدان و فیدار میں نام لکھے جائیں پس ہم لوگ کسی صورت
سے قدم اقدس سے جدائی نہ اختیار کریں گے ہم بھی آپ کے ہمراہ ہیں جان نزاری کو موجود
ہیں اور ہم کیونکر گوارا کریں کہ انکو ایسے مقام سخت و صعب پر مع عزیز و اقارب کے
جائیں ورنہ اور خود خدمت میں چلیں ہم لوگوں سے یہ امید نہ رکھیے ہم لوگ وہ ہیں کہ جہان
آپ کا خدا بخوایہ پسند کرے وہاں ہم اپنا خون گرائیں اور اپنی جانیں آپ سے عزیز نہ کریں یہ جو
ان سب نے عرض کیا صاحبقران نے فرمایا کہ آپ لوگوں سے مجھ کو اس سے زیادہ امید ہے
اور آپ لوگ ضرور خیر خواہ ہیں مگر میں نے اس سبب سے یہ امر کہا کہ آپ لوگ جا کر اپنے اپنے
ملک کی رعایا کو مسلمان کیجیے اور ملک کا بند و بست فرمائیے انھوں نے عرض کیا کہ جب آپ ہم طلسم
گنجورہ سیامانی و نہ طاق سے فراغت فرمائیے گا اسوقت ہم آپ سے رخصت ہو کر اپنے
ملکوں کو جائیں گے اور وہاں کا بند و بست کریں گے ابھی ہماری طرف سے ہمارے وزیر وہاں
موجود ہیں اور سب بند و بست پورے طور سے کر رہے ہیں بس صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا بند و بست
سفر فرمائیے یہ فرما کر مشتری و ممتن و مراست جادو سے فرمایا کہ آپ لوگ اپنے ملکوں کو جائیں کیونکہ یہاں کی تم
ہو گئی آپ لوگوں نے خوب عین و شہ پر کر لیا کی انھوں نے کہا کہ لوگ قدم نہ چھوڑینگے جیسے کہ نہ طاق کی تم

فراغ نہیں ہوتا ہوا اور اسکو آپ فتح نہیں فرما لیتے ہیں ہلوگ اپنا کامل بندوبست کر کے آئے ہیں
 جب یہ جواب ان سب نے دیا صاحبقران نے فرمایا کہ خیر یہ فرما کر سب اہل دربار و سرداروں
 و عزیزوں سے فرمایا کہ آپ لوگ بندوبست سفر کریں خواجہ سے فرمایا کہ خواجہ تم لشکر میں منادی کرادو
 کہ اہل لشکر اسباب سفر سے تیار ہوں اور آمادہ سفر ہوں خواجہ نے عرض کیا بہت خوب اب جناب
 صاحبقران نے خواجہ حشام کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ آپ زائچہ کریں کہ میں کس دن یہاں سے طرف ظلم
 کے کوچ کروں مع کل لشکر و بادشاہ اسلام کے بس خواجہ نے اسوقت زائچہ کر کے عرض کیا کہ پرسوں
 بروز شنبہ کہ یہ دن برائے سفر نیک ہو اور تاریخ بھی اچھی ہے بوقت صبح یہاں سے حضور بہ دولت و
 اقبال باجاہ و جلال طرف ظلم کے بخدم و حشم کوچ فرمائیں تو بہتر ہوگا صاحبقران نے فرمایا کہ بہت
 بہتر یہ فرما کر خواجہ سے فرمایا کہ کل لشکر کو آگاہ کر دو کہ وہ پرسوں بوقت سحر تیار رہیں اور آمادہ سفر رہیں
 ہم پرسوں بموجب احکام خواجہ حشام یہاں سے کوچ کریں گے اور یہی کلمہ صاحبقران نے سب سرداروں
 سے بھی فرمایا اور جزیل سے فرمایا کہ تم کل پیش خیمہ لیکر روانہ ہونا راوی بیان کرتا ہے یہ حکم دے کر
 صاحبقران نے ایک شخص کو کہ وہ بہت کبیر السن تھا اور رئیسان سمندریہ میں بہت معزز تھا بلکہ
 قرابت دار سمندر شاہ تھا اپنے روبرو طلب کر کے حکم دیا کہ تم یہاں یہ نیابت ملکہ نسیم جادو حکومت
 کرو مگر عدل و انصاف اپنا شیوہ رکھنا رعایا پر درمی کرنا کسی مظلوم پر کسی ظالم کو ظلم نہ کرنے کو تیار رعایا
 غدار سے ملک آباد رہے اُس نے عرض کیا کہ گو یہ حقیر اس کام کے قابل نہیں ہو مگر فرمان حضور سے
 مستزانی نہیں کر سکتا ہوں عتاب سرکار سے ڈرتا ہوں اُس پیر مرد کو جسکا نام منظوم جادو تھا
 صاحبقران نے سمندریہ کا حاکم مقرر فرمایا اور اُسکے فرزند ان نظام جادو کو اسکا وزیر کیا ان دونوں
 نے یہ بات بسر و چشم قبول کی یہ سعادت حصول کی صاحبقران نے اسیدن منظوم کو تخت حکومت پر
 بجائے ملکہ نسیم کے اٹھایا اور جو لشکر اور سردار کہ سمندریہ میں برائے حفاظت چھوڑے گئے تھے
 انکو اُسکی اطاعت کر فیکو حکم فرمایا اور اہل شر کو بھی بہت کچھ پند و نصیحت فرمائی جب ان سب کاموں سے
 صاحبقران کو فراغ حاصل ہوا بس بادشاہ نے دربار برخواست کیا سب اپنے اپنے مقام پر
 آئے راوی بیان کرتا ہے کہ جو بادشاہ و سردار و ساحر و غیر ساحر شریک صاحبقران ہوئے تھے
 وہ لوگ جو کہ اسیر ہوئے تھے جبکہ دربار اٹکا سمجھا گیا اور انھوں نے اطاعت کی جو لوگ اہل لشکر
 سے اُنکے ہمراہ تھے وہ تو اسوقت مسلمان ہوئے تھے اور جو کہ اُنکے لشکر کے لوگ کوہ صحرائین
 اس خیال سے قیام پذیر ہوئے تھے کہ دیکھیں ہمارے سردار و بادشاہ کے ساتھ صاحبقران
 کسطور سے پیش آئے ہیں اور وہ لوگ صاحبقران کی اطاعت کرتے ہیں یا نہیں اگر وہ لوگ
 اطاعت کر لیں گے تو ہم بھی اطاعت ضرور کر لیں گے کیونکہ بزرگی دین اسلام کی ہم پر بخوبی ثابت
 ہو گئی دین اسلام پر حق ہو اور سب دین باطل ہیں جو سوائے دین اسلام کے اور نہ ہوں کی
 پرستش کرتے ہیں و کفر پرست ہیں بس یہ لوگ جو کہ خدا سے ناپویدہ کو مانتے ہیں باطل پرست
 نہیں ہیں بلکہ حق پرست ہیں ان ان خیالات سے کہ وہ صحرائین قیام پذیر ہوئے تھے جب
 یہ خبریں ان سب کو معلوم ہوئیں کہ ہمارے سرداروں و شاہوں کے ساتھ صاحبقران
 بمرات و خلق پیش آئے اور ان سب نے اطاعت صاحبقران و مطابعت دین اسلام
 اختیار کی بس وہ لوگ بھی لشکر اسلام میں آئے تھے اور اپنے اپنے بادشاہ و سردار کے

ذریعہ سے دین اسلام اختیار کیا تھا اور لشکر اسلام میں مقیم ہوئے تھے آدم برسر قصبہ جب بار
 برخاست ہوا اور سب سردار و بادشاہ اپنے اپنے مقام پر آئے اس وقت سے ہر ایک سامان
 سفر کرنے لگا چنانچہ ادھر خواجہ نے کل لشکر میں بحکم صاحبقران بموجب ارشاد صاحبقران
 کے منادی کرادی اس وقت سے کل اہل لشکر انظام سفر میں مصروف ہوئے راوی کہتا ہے کہ دوسرے
 دن پھر صاحبقران نے دربار کیا اور سب سے دریافت کیا کہ آپ لوگوں نے سامان سفر درست
 کر لیا سب نے عرض کیا کہ جی ہاں سہرا ب نے عرض کیا کہ آج غلام مع ماکہ غزالان و سومان
 و ملکہ تقسیم کے ہمراہ جنرل بن عادی کے حضور سے رخصت ہو کر طرف طلسم کے روانہ ہوگا
 صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا بس اس وقت صاحبقران نے ان سب کو مع جنرل کے خلعت
 رخصت سے سرفراز فرمایا سب سرداروں میں ممتاز فرمایا بس اسی دن جنرل مع ایک لاکھ
 سپاہ غیر ساحران و ایک لاکھ اسی ہزار لشکر ساحران سے مع سہرا ب جادو و ملکہ غزالان و
 سومان و تقسیم کے بارگاہ حشامی و دیگر بارگاہوں و خیموں کے راہوں پر بارگاہ کے اور خزانہ
 ہمراہ لیکر حکم صاحبقران پیش خیمہ شاہی لیکر روانہ ہوئے سرداران غیر ساحران غیر ساحر
 مرکبوں پر سوار خود سرون پر زمین خیموں میں مسلح و مکمل نشان لشکر کھلے ہوئے اور سرداران ساحر
 و سپاہ ساحران طائفتی قازوقر سے پر سوار چھو لیاں کاندھوں پر نشان اسس لشکر کے بھی
 کھلے ہوئے انہر تعریف خداوند کریم تحریر بس اس نشان و شوکت سے جنرل تو پیش خیمہ لیکر
 روانہ ہوا کہ اسکا ذکر آئندہ ہوگا جب جنرل پیش خیمہ لیکر روانہ ہو گیا اسکے بعد صاحبقران نے دربار برخاست
 کیا وہ دن گذرا شب آئی شب بھی بسر ہوئی بوقت سحر کل لشکر ساحران و غیر ساحران و مسلم و لشکر سابق سب مسلح و مکمل
 ہو کر بیرون شہر صفت بستہ تھا کہ صاحبقران و بادشاہ تشریف فرما ہوں تو کوچ ہو یاں سب اہل شہر و دیہات سے
 ہر مقام پر مجمع کیے ہوئے بیٹھے تھے اور افسوس کر رہے تھے کہ افسوس صاحبقران نے یہاں کچھ دنوں
 بھی نہ قیام فرمایا ان لوگوں کے قدم سے کہا برکت تھی عجب طرح کی سرطفت خوشی کی حالت تھی یہ
 لوگ کیا خلیق ہیں ہماری تو زبان نہیں ہو جوائی خلق و مردت کی تعریف کر سکیں ہم نے تو ایسے لوگ
 آج تک دیکھے ہی نہیں بس ہر مقام پر یہی چرچا ہو اور یہی ذکر ہو رہا ہو اہل شہر از دن و مرد و سب جناب
 صاحبقران کے تشریف لیجانے سے ناخوش ہیں بہت رنج و غم میں مبتلا ہیں ہر ایک کے قلب
 پر بڑا صدمہ ہے ہر ایک رو رہا ہے یہاں تک کہ سب سردار اپنے اپنے عزیزوں سے کہ جو کہ اس شہر سمندر
 کے تھے در دولت پر حاضر ہوئے اور سب عزیز صاحبقران و شاہان عالیشان و سرداران
 صاحبقران بھی در دولت پر آکر موجود ہوئے محافل در دولت پر لگائے گئے اسمین ناموس جو کہ
 ہمراہ صاحبقران تھے سوار ہوئے خواصین و غیرہ تا نگون میں سوار ہوئیں جب ناموس سوار ہو چکے
 بادشاہ محل سے برآمد ہوئے مع صاحبقران و عزیزان قریب کے سب کا مجرا ہوا بس بادشاہ
 بیرون دربار آئے تخت پر سوار ہوئے سب کو سوار ہونیکا حکم ملا چنانچہ سات سو بادشاہ مرکبوں
 پر سوار ہو کر سرون پر تاج رکھے گرد تخت شاہی حلقہ باندھ کر چلے کوئی سردار شہر سمندر یہ میں
 نہیں سوائے انکے جنکو صاحبقران نے برائے حفاظت شہر مقرر فرمایا تھا بس سوار می بادشاہ
 کی مثل بادشاہی کے بیرون شہر آئی صاحبقران و بادشاہ نے کل اہل لشکر و منظوم جادو
 کو بیرون شہر آکر رخصت کیا وہ لوگ روئے ہوئے سلام و مجرا کر کے شہر میں آئے منظوم جادو

ان نظام شہرین مصروف ہوا اور صاحبقران نے ایک ایک سردار کو حکم دیا کہ تم اپنا اپنا لشکر لیکر روانہ ہو پس یہ طریقہ مقرر کیا کہ ایک سردار ساحر و ایک غیر ساحر اس بیڑے سے کل سرداران صاحبقران طرف طلسم گنجورہ کے صاحبقران سے رخصت ہو کر چلے آئے بعد عزیزہ دن کی نوبت آئی ان کے ہمراہ بھی ہر ایک کے لشکر کثیر تھا اور ایک ایک سردار ساحر مع لشکر ساحران کے تھا اس خیال سے کہ تاکہ سرطلسم پر یہ ساحر پہونچا دے پس جب سب عزیزہ و سردار روانہ ہو چکے اب صاحبقران مع بادشاہ و کل سپاہ ساحران و غیرہ ساحران کے روانہ ہوئے طویل سکندری پر چوب پڑی نقارہ سفری گز گزایا صدا سے اجل بند ہوئی جو نیچے وغیرہ کہئے گئے تھے وہ عقب لشکر راہون پر بار تھے بس بادشاہ اسلام بعد اقل تمام نوبت و نقارے بجتے ہوئے نشان لشکر لہراتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے طرف طلسم گنجورہ سلیمانہ کے مازم ہوئے کہ اب صاحبقران کا مع لشکر سرطلسم پر پہونچا اور وہاں قیام فرماتا اور بند و بست فتح طلسمین مصروف ہونا آئندہ تحریر ہوگا بشرط حیات مستقار اب صاحبقران و بادشاہ اسلام و کل سرداران اسلام ساحر و غیر ساحر و عزیزان ایک نام صاحبقران کو اور جزیل بن عادی کو مع پیش خیمہ کے راہ میں چھوڑا جاتا ہوا اور آدھرمندرشاہ کو بھی مع ناموس کے و چند سردار و رعایا و رعایا کے طرف طلسم گنجورہ سلیمانہ کے روانہ رکھا جاتا ہوا اور جناب صاحبقران کو بدولت و اقبال بعد جادو جلال اس کے نقاب میں یہ دونوں تھہر اب آئندہ کے جزدن میں تحریر ہونگے اب کچھ حال نقابدار سرخ پوش و زمرہ پوش یعنی پسر بدیع الملک شانزادہ رفیع البخت تحریر ہوتا ہی ناظرین ملاحظہ فرمائیں شعر اذین قصہ بکدم فراموش کن + زجائے دگر داستان گوش کن

اب دو کلمہ داستان شانزادہ رفیع البخت پسر صاحبقران ثالث اعنی بدیع الملک نوجوان کہ یہ جو ملک محرابیہ پر سے جبکہ برائے ملک نقابدار زمرہ پوش بن کر آئے تھے اور بعد فتح ملک محرابیہ صاحبقران پر بذریعہ خواب کے یہ امر ظاہر ہوا تھا کہ یہ نقابدار میرا فرزند ہی اور نقابدار پر یہ امر ظاہر ہوا تھا کہ صاحبقران میرے والد بزرگوار ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا تھا کہ یہ لڑکا بطن ملکہ ناوک فگن سے ہی پس باہم میل ہوا تھا باپ بیٹے سے اور بیٹا باپ سے ملا تھا سب حال بیان کیا پس رفیع البخت بموجب وصیت نامہ لوح لے کر برائے فتح طلسم نورآگین روانہ ہوئے تھے صاحبقران سے رخصت ہو کر مع اپنے لشکر کے اب انکا حال قلمبند ہوتا ہی ناظرین ملاحظہ فرمائیں و دیگر حالات متعلق داستان ہذا خمس بجائے ساقی نامہ

جسے کہ یاد نہ ہو پنا آشیان صیاد	بھلا وہ خاک کے کچالوستان صیاد	عجبت عبت نہ تو مجھ سے بگمکان صیاد	اٹلی ہر کنج نفس میں نئی بان صیاد
خواب تھا سر ہر ادسایہ صیاد	جس میں بھی بنی ان دن صیاد	نہ ضعیف تھا تھی ہر جہان صیاد	جہان کیا میں گیا دام کیے بان صیاد
بتناک کر یاد دیا کے کارخانہ	بٹھا یا خاک لٹ پسر اٹھانے	پھنسا یا لاکے کمان جیت نہانے	دکھایا کنج نفس مجھ کو آب اندہ
کچھ اور نہ کو شکایت نہیں ہی ہو گلا	بہار کیا کہ خزان میں خوش ایک نکلا	اُجاڑا موسم گل ہی میں اشیان صیاد	عجبت یہ اوٹم بھاؤ کیوں غصہ بان صیاد
مزاج نازک صیاد سے مجھے ہر کا	اگر جی نہ لگتا تھا رستا تھا تو نہیں کا	خبر ہو چکے کیا اسنے انامیرا پا	اقتضیٰ شام سے نکلا کے فرخ ایکا
وہ عندلیب شمع کمان ن ہو گیا	سزا بار کیا بند لطف طوطی کا	بست نہیں اسے ہوئی اگر تیز ذرا	سر کیا ان کس سن شے کا پیر
میں ہوں چینستان میں شہر	چمن کی سیر میں تھی مجھ کو اٹھ کر	پھنسا نکلا دام میں اگر مجھے تھی بھا	اٹلی مجھے محبت برار ہو کیوں کر
نہ اس کے دام میں تائیں نہ اڑاؤ	اگر کشمکش اٹھا تائیں نہ اڑاؤ	کبھی قریب نہ جاتا میں اڑاؤ	قریب نہ کھاتا میں نہ اڑاؤ
بیت نگارندہ معنی داستان	چنین کرد این داستان را بیان	چہرہ طو کشفندگان راہ معنی	فتح کنندگان طلسم مضامین
اس داستان نازد کو صفیہ قرطاس	صداقت اساس پر قلم ندرت رقم سے	یون تحریر و تفسیر کرتے ہیں کہ جب	نقا بد ار زمرہ پوش یعنی شانہراؤد رفیع البخت اپنے والد بزرگوار اپنے صاحبقران ثمالث
بدیع الملک نوجوان سے بعد مہم محرابیہ مل کر	اور وصیت نامہ دیکھ کر لوح الماس لے کر	جو کہ بدیع الملک کو مقبرہ نو ذرا اور رنگ نشین سے ملی تھی	اور نو ذرا نے وصیت نامہ میں تحریر کیا تھا
کہ یہ لوح طلسم ہر رفیع البخت کو دینا کہ وہ اسکے ذریعہ سے	طلسم فتح کرے گا اپنے پاس امانت رکھنا	بدیع الملک نے رفیع البخت کو دی تھی شانہراؤد اس لوح کو	یا کہ بہت خوش ہوا اور رخصت ہو کر
بصد خدم و حشم طرف طلسم نورا گین کے روانہ ہوئے تھے	برائے فتاحی طلسم نورا گین کیونکہ اس	طلسم کے بھی فاتح ہیں اور نو ذرا اور رنگ نشین نے	وصیت نامہ میں وصیت کی تھی کہ جو میرے
خاندان سے ہو وہ میرے خون کا عوض لے کیونکہ میں	بیگناہ مارا گیا ہوں چنانچہ ناظرین عالی فہم	و بلند طبیعت کو یاد ہو گا کہ یہ داستان اس حقیر نے	جلد دوم میں بیان کی ہو یہاں تک کہ جبکہ اس
نقا بد ار زمرہ پوش نے محرابیہ پر آکر بدیع الملک کی	ملک کی تھی بمقابلہ محراب شاہ اور بعد	فتح محرابیہ و خدا پرست ہوئے محراب شاہ کے	یہ امر قرار پایا تھا کہ کل صبح کو نقا بد ار سے اور
صاحبقران سے مقابلہ ہو گا بس جو صاحبقران ہو گا وہ	بائے لگا کیونکہ نقا بد ار نے دعویٰ کیا	تھا کہ میں صاحبقران ہوں مجھ کو بانی مرمت ہوں	بس دو دن طرف بل بجا تھا اور دو دن لشکر و
میں تیار ہی جنگ ہو رہی تھی کہ شب کو صاحبقران کو	یہ خواب ہوا کہ یہ نقا بد ار تمہارا فرزند ہے اور	تمہارے صلب و لطن سے ملکہ ناوک فلکن دختر نو ذرا اور رنگ	نشین کے پیدا ہوا ہے اسکا نام شہزادہ

رفیع البخت ہوا اس سے مقابلہ نہ کر بلکہ وہ صبح کو تسے ملنے آئیگا اسکے گئے سے لگا نا حال دریافت کرنا
وہ سب حال بیان کر یگا اور رفیع البخت کو بھی خواب ہوا تھا کہ صاحبقران تمہارے پر بزرگوار ہیں
اور تم اُنکے فرزند ہو تمہاری ماں کا نام ملکہ نادرک فلکن ہو بس صبح کو اُنکی خدمت میں جا کر قدموں پر حاضر
کرنا وہ تم کو ایک وصیت نامہ دینگے اُس وصیت پر عمل کرنا اور اپنا حال سب بیان کرنا چنانچہ وقت سحر
رفیع البخت ہو جب حکم اُس بزرگ کے جو کہ خواب میں تشریف لائے تھے اور سب حال بیان کیا
تھا خدمت صاحبقران میں گئے تھے اور وہاں صاحبقران اُنکے منتظر تھے چنانچہ باپ بیٹے ملے
دونوں نے اپنی اپنی حالت بیان کی صاحبقران نے جشن کیا تھا اُسکے بعد وہ وصیت نامہ دیا تھا
بس رفیع البخت اُس وصیت نامہ کو پڑھ کر اور لوح الماس کو لے کر صاحبقران سے رخصت
حاصل کر کے روانہ ہوئے تھے اور صاحبقران بعد رفیع البخت کے جانے کے طرف سمسدر پہ
کے عادم ہوئے تھے چنانچہ اُنکی داستان تو تحریر ہوئی مگر جب سے کچھ حال رفیع البخت کا نہیں تحریر ہوا
اب تحریر کرتا ہوں ناظرین ملاحظہ فرمائیں چند سطور بطور یاد دہی کے اُس داستان کی بھی تحریر کر دینے تاکہ ناظرین
قدرشناس فلک اساس کو وہ داستان یاد آجائے آدم بر سر مطلب بس رفیع البخت جو رخصت ہو کر
اور اپنا لشکر لے کر روانہ ہوئے راوی بیان کرتا ہے کہ اُس شاہزادے کو اسقدر تعجیل تھی کہ میں کسی طور
سے طلسم نور آگین پر پہنچ جاؤں اور اُسکو فتح کر کے اور اپنے نانا کے خون کا عوض سا کتنا
طلسم سے لوں بس یہ شاہزادہ دو منزلہ سے منزلہ کرتا ہوا چلا جاتا ہے جب لشکر بہت تھک جاتا تھا تو کسی
مقام عمدہ و پر آب و گیاہ پر فروکش ہوتا تھا ایک شب وہاں قیام فرما کر پھر روانہ ہوتا تھا اسطور
سے کہی منزلیں طوفانیں چنانچہ اتفاق سے ایک صحراے سبزہ زار و گلزار فرحت افزا و نواح دلکش
میں اُس شیریشہ صاحبقرانی کا مع لشکر گذر ہوا اُس صحرا کی فرحت و فرا و کھک سر داروں سے بھر پورا
کہ اسی مقام پر آج قیام کر دکل یہاں سے روانہ ہونے کیونکہ یہ مقام بہت پر فضا و دلکش ہے یہاں
ہوا بہت نفیس ہے نواح دلکش ہو سب نے دیکھا کہ واقعی ہر طرف ایک نیا سما ہے سبزہ روئیدہ جو
یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرش محل گسندہ ہو چونکہ وقت سحر تھا ابھی آفتاب ابھی طور سے بلند نہوا تھا اُس
سبزہ پر قطراتے بہنم جو پڑے ہوئے تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا گوہر ناسفہ غلطان ہیں ہوا سے
مسیح نفس جل رہی تھی غنچہ مسکرا رہے تھے بھول کھلے ہوئے تھے کسی طرف لالہ کا تختہ تھا کسی سمت
سوتیا موگراد بیلاد کوڑیا لہ کھلا ہوا تھا گلاب و کیوڑے کی الگ خوشبو و ماغ جان کو سطر کیے دیتی تھی
کھاسے خود رو کی مہک تو غضب ڈھا رہی تھی اپنی طرف دل کو لہجھا رہی تھی نسرین و نسرین سین
و یاسمن کی الگ بہار تھی صنعت باغبان قضا و قدر آشکار تھی وہ صحرا تھا قدرت خدا کا نمونہ تھا
باغ شدادی اُسکے روبرو بے اصل تھا طائران خوش الحان شاخاے درخت پر بیٹھے ہوئے
یاد معبود کر رہے تھے اُسکی وحدانیت کا دم بھر رہے تھے قریبان نہالان شمشاد پر بیٹھی ہوئیں یا ہوا
کا دم بھر رہی تھی فاختہ سرد پر بیٹھی ہوئی کو کو کی صدا دے رہی تھی بچیا الگ پی کو پکار رہا تھا کوئل
الگ کوک رہی تھی بلبلین پہلو سے گل سے جدا نہوتی تھیں عجب وقت تھا اور عجب وہ صحرا تھا
جدھر نگاہ اٹھ جاتی تھی صنعت خالق پرورد نظر آتی تھی شاہزادہ و اہل لشکر سب کے سب اُس صحرا
کو دیکھ کر خوش ہوئے حمد و ثناء الہی کرنے لگے اُس صحرا میں ایک چشمہ تھا کہ دل خضر سے زیادہ
مصفا پانی اُسکا تھا نہات سے صاف و شفاف مثل گوہر آبدار کے نایاب حباب اُسکا ہر ایک چشمہ کن

حباب آسمان پر تھا وہ صفائی و لطافت میں غیرت حوض کوثر و بسبیل تھا ایسا بیدیل تھا کہ جسکی صفت زبان فلم سے غیر ممکن ہے بس شانہزادہ نے اہل لشکر کو حکم دیا کہ خیمے وغیرہ اسی مقام پر برپا کرو ہم آج اسی صحرائین قیام کریں گے شب کو اسی مقام پر سپر کریں گے کل یہاں سے طرف منزل مقصد کے سفر کریں گے یہ جو حکم فرمایا مجھے وغیرہ برپا ہونے لگے شانہزادہ مرکب پر سوار تھا سردار وں سے یہ فرما کر کہ تم لوگ یہاں کا انتظام کرو میں فوراً اس صحرائی سیر کر لون اور اپنے خالق بے نیاز کی صنعت کو ذرا دیکھوں کہ اُس نے اپنی قدرت کاملہ سے کیا کیا مقام خلق فرمائے ہیں کہ جو کہ بہتر از باغ ارم ہیں اتنی کیا خوب صحرائی اور کیا عمدہ چشمہ ہو جسکو دیکھ کر دل کو فرحت روح کو راحت حاصل ہوتی ہے سردار وں نے عرض کیا کہ بہت خوب بس شانہزادہ مرکب کو بڑھا کر صحرائی سیر کرنے لگا یہاں سب سردار انتظام میں مصروف ہوئے بندوبست فروکش ہونے کا کرنے لگے یہ لوگ تو یہاں بندوبست میں مصروف ہیں انکا حال پھر تحریر ہو گا مگر شانہزادہ جو سیر میں مصروف ہوا اور مرکب کو مہمیز کر کے ایک طرف کو چلا کچھ دور گیا ہو گا کہ دیکھا کہ ایک کوہ فلک شکوہ اُس صحرائین واقع ہوا ہے کہ از قیام کوہ تا پائین کوہ گھٹائے رنگا رنگ کھلے ہوئے ہیں وہ کوہ کثرت گھٹائے بونگھون سے دوہن بنا ہوا ہے ابشارین اُس سے جاری ہیں مثل ساون بھاؤں کے اُس سے پانی گر رہا ہے جیسے ساون بھاؤں میں جھڑی لگتی ہے چھوٹی چھوٹی بوندیاں پڑ رہی ہیں مگر اسقدر وہ پانی صاف ہے اور اسطور سے چمکتا ہے کہ جیسے گوہر آبدار بڑے عرصہ تک شانہزادہ اُس کوہ کی سیر کیا کیا اُس صحرائین جاؤراں نیکاری بھی بہت تھے ہرن نبل گاؤ وغیرہ بکثرت تھے بس شانہزادہ کو ہرن وغیرہ کو دیکھ کر شوق شکار پیدا ہوا کمان قرمان میت سے لی ترکش سے تیر لیا مرغ تیر کو چلہ کمان میں بیوستہ کر کے صید انگنی میں مصروف ہوا کئی ہرن شانہزادہ نے حیر سے گرائے اُنکو بقر بانی پہونچا یا ایک آہو جو کڑی بھرتا ہوا جست و خیز کرتا ہوا دریا کوہ سے نکلا شانہزادہ کی نگاہ جو اسپر پڑی اُسکو بہت پسند فرمایا اور خیال کیا کہ اُسکو زندہ اسیر کر لو اور لشکر میں لے چلو یہ ہرن بہت خوبصورت ہے یہ خیال دل میں کرنے کے اُسکی طرف مرکب اٹھایا وہ ہرن سم مرکب کی صدا سنکے ایک طرف کو جست و خیز کرتا ہوا چلا انھوں نے گنہ کے لچے ہاتھ میں لیے اور اُسکے عقب میں چلے جب اُسکے قریب پہونچ جاتے ہیں اور قصد کرتے ہیں کہ کند ماروں وہ ہرن جست کر کے صدا نکلتا ہوا جیسے کمان سے تیر بس پڑنے کے عقب میں مرکب کو مہمیز کرتے ہیں براہ مرکب اٹھائے ہوئے چلے جاتے ہیں گردہ ہرن انھیں آتا ہے اسی دوادوش میں کوئی ہرن بھڑک اٹھا یہ اُس صحرائے کوئی کوس دو کوس اور دوڑ نکلتے اب انکو بھی غصہ آگیا کہ یہ ہرن ہاتھ نہیں آتا ہے ہون اُسکو اسیر یا لٹک کیے ہوئے نہ واپس ہو بھگتاوی کہتا ہے کہ شانہزادہ مرکب اٹھائے ہوئے عقب ہرن میں چلا جاتا ہے ہرن بھی جست و خیز کرتا ہوا آگے آگے روان ہے شانہزادہ حیران ہے کہ کیونکر اُسکو اسیر کروں دام کند میں دشتگیر گردن میں فکر و تردد ہے جب قریب پہونچ کر کند مارتا ہے وہ صدا سنکے شہزادہ کے حلقہ کند سے نکل جاتا ہے جب اسطور سے شہزادہ مدت سرگردان و حیران ہوا ہرن ہاتھ نہ آیا تو اب قصد فرمایا کہ اُسکو تیر سے گراؤں بس کمان و ترکش پر سے لی ترکش سے تیر لیا تیر کو چلہ کمان میں بیوستہ کر کے اور ہرن کو ٹا کا وہ نشانہ سے لگ ہو گیا اور بھگا گیا یہ اب مرکب اٹھا کر چلے مرکب بھی بیسندہ میں غرق مرکب کی زبان نکل آئی ہے ہانپ رہا ہے اگر مرکب کے اشارہ پر چلا جاتا ہے شانہزادہ کا بھی یہی عالم ہے کہ پیاس کا غلبہ ہے مگر ابھی ضد میں مشغول

کھائی ہو کہ جب تک اسکو ہلاک نہ کر لنگا واپس نہ لگا تو بہت بائبا رسید کہ ہرن ایک مقام پر پہنچا
 چوڑی بجولا جو ملک اسکی تھا تھی زندہ کیونکر اسیر ہوتا پس انہوں نے برہم ہو کر نشانہ تاک کر جو
 جو ہنگی سے خدائے گویا کیا وہ جا کر پٹھ پر بڑا ترادو ہو گیا زخم کاری لگا ہرن نے تیرکھا کر چرخ کھایا
 اور زمین پر گرایا یہ مرکب بڑھا کر چلے وہ منہ بھلا اور اٹھ کر بھاگا مگر زخمی ہو چکا تھا اور زخم کاری بھی لگا
 تھا تھوڑی دیر پر جا کر گرایا یہ مرکب اٹھا کر اُسکے قریب آئے اور مرکب پر سے اتر کر اور قرونی کر سے
 نکال کر اسکو تکبیر ہو گیا یا فریح کیا ایک سایہ درخت میں آکر ٹھہرے زمین پوش بچھالیا چونکہ دوپہر تھی
 زیادہ دن آچکا تھا کہ اس ہرن کے عقب میں سرگردان تھے دو پہر کا کل ہرن نے پریشان
 کیا آفتاب تازت آفتاب بھی زیادہ ہو گئی تھی اور یہ لگان بھی بہت ہوئے تھے انہوں نے اس
 خیال سے کہ تم تھک بہت گئے ہو تھوڑی دیر اس درخت کے سایہ میں دم لیتا کہ پسینہ
 ہو جائے اور یہ تازت آفتاب وحدت دھوپ بھی کم ہو جائے مرکب بھی راحت پائے پھر
 سوار ہو کر اپنے لشکر کی طرف چلتا یہ دل میں سوچ کر مرکب کو چھوڑ دیا وہ چرامین مصروف تھا اور
 خود زمین پوش بچھا کر زیر درخت بیٹھے ہرن سامنے ذبح کیا ہوا بڑا ہی چمکتے ہوئے تھے معنی
 ٹھنڈی ہوا کھانے میں پسینہ خشک ہو گیا ہر دو جو پیاس کی شدت تھی وہ بھی کم ہو گئی یہ اب
 یہ بیٹھے ہوئے سوار کی سیر کر رہے ہیں دیکھ رہے ہیں کہ درندے اپنے اپنے مقام سے نکل کر با
 تلاش آدودہ جارہے ہیں دھواں ہے ہمارا ہر باد جو دیکھ دو پہر کا ہنگام ہی گمراہی گمراہی گمراہی
 کی کثرت ہو عجیب فائق ہر دہر کی قدرت ہر طرف نکلت گل سے صواہکا ہوا ہی گل لالہ کھلا
 ہوا ہی اپنے دل میں بیٹھے ہوئے تعریف وصفت خداوند کریم کی کر رہے ہیں کہ یکایک
 صواہکی طرف سے گردا گردی دیکھا کہ وہ گردا گردی اسی طرف چلی آتی ہو پس وہ گردا گردے قریب
 آکر بھی اور دامن گرد و شگانتہ ہوا اس دامن گرد سے ایک سو چالیس علم پیدا ہوئے کہ جو کہ
 ثابت کرتے تھے کہ ایک لاکھ چالیس ہزار سپاہ کے ہیں فیضان مست کی پشت پر علمدار
 بیٹھے ہوئے چھڑیں علموان کی بندوقوں میں دبی ہوئیں پھر یرون پر نشانوں کے تعریف خداوند
 قصود کی تحریر ہو چھوڑے اُڑنے ہوئے ہاتھیوں کی مستکون پر آہنے گئے ہوئے علمداروں
 کے سروں پر گزریان سرخ بندھی ہوئیں سرخ دردیان پہنے ہوئے چلے آتے ہیں بس وہ
 علم و نشان شمال کی سمت سے آتے تھے جنوب کی سمت کو چلے یہ بیٹھے ہوئے دیکھا کہ
 عقب میں ان ہاتھیوں کے اور جلوس سوار بھی تھا جب وہ بھی گزر گیا نشانہ اُس نے دیکھا
 کہ ایک تخت پر بادشاہ سوار تاج سر پر رکھے ہوئے تھا سب علمدار پہنے ہوئے موتیوں کے
 لٹے گلے میں سپر و شمشیر سامنے رکھی ہوئی پہلو سے تخت میں دو پہلو ان گیندوں پر سوار دریا
 آہن میں از سر تا پا غرق تھے خود سروں پر داستانیں ہاتھوں میں زرہیں پہنے ہوئے موزے پانوں
 میں مگر عجیب صورتیں بہت ناک سنگین بڑے بڑے دانت عجیب قومی ہیکل ضلالت و کفر کے نشان
 اُنکے عقب میں لشکر بیکران جلا آتا تھا عقب لشکر میں ایک بہادر اور ضمیمہ کرنا تھا غرض کہ شہزادہ نے جو اس
 لشکر کو جاتے ہوئے دیکھا خیال فرمایا کہ یہ لشکر کہاں جاتا ہو اور یہ بادشاہ اور کل اہل لشکر کا فرہین
 انکا نام بھی دریافت کرنا پڑ ضروری پس یہ خیال دل میں کر کے اپنے مقام پر سے اٹھا اور اُس مقام پر
 آیا کہ جہاں پرست گل لگا کر گذر تھا جب سب لشکر چل گیا عقب لشکر میں چند دکاندار شکل نیچے اقبال و

دیگر دوکاندار ہوا اسے راحت لشکر ہمارا رہتے ہیں وہ بھی گزر گئے تھانہرا دے نے اُسے دریافت کیا کہ یہ لشکر کدھر کو جاتا ہے اور یہ کون بادشاہ ہے اُنھوں نے کہا کہ اسی مسافر آگاہ ہو کہ یہ لشکر شہر بیدار سے آیا ہے اور بیدار شاہ تصویر پرست اس لشکر کا بادشاہ ہے اور یہ دونوں سپہ سالار ہیں جو کہ برابر تخت کے گنبدوں پر سوار ہیں انہیں ایک کا نام قہار شیر پیکر ہے اور دوسرے کا نام مقصود دیو پیکر ہے زبردستان روزگار سے ہیں رستم واسفندیار انھیں کے خوف سے وہیں کفن سے منھ چھپا کر گوشہ مخد میں جا کر پوشیدہ ہوئے اگر زندہ ہوتے تو ضرور اعلیٰ غلامی اختیار کرتے اس بادشاہ کے ہمراہ ایک لاکھ چالیس ہزار کا لشکر ہے بادشاہ اپنے بھائی پر لشکر کشی کر کے جاتا ہے کیونکہ وہ مرتد ہو گیا اپنا اُسے مذہب ترک کیا زمر و پرستی اختیار کی ہے یہاں سے تھوڑی دور پر ایک قلعہ ہے کہ نام اُس قلعے کا قلعہ کشور ہے ہوا اُس قلعہ میں وہ رہتا ہے قلعہ کشور یہ کے نزدیک ایک بہت بڑا ملک ہے کہ نام اُس ملک کا انور ہے ہوا ان کا نام کہ جسکا نام دلدار شاہ ہے وہ بہت زبردست ہے اور اُسکے پاس لشکر بھی بکثرت ہے وہ بادشاہ زمر و پرست ہے اُسے بہت سے ملک جو کہ زمر و پرست دستھے اپنے در و طاقت سے سب ملکوں کو فتح کیا اور زمر و پرستی کو رواج دیا چنانچہ قلعہ کشور یہ پر بھی لشکر کشی کی حاکم قلعہ کشور یہ نے مقابلہ کیا چونکہ اُسکے پاس لشکر کم تھا اور دلدار شاہ سپاہ کثیر رکھتا تھا حاکم قلعہ کشور یہ نے کہ جسکا نام شداد شاہ ہے شکست کھائی اور اسکی اطاعت اختیار کی اور دین زمر و پرستی قبول کیا اسی مسافر دلدار شاہ کا ایک فرزند ہے کہ جسکا نام خسر و شیر دل ہے بہت صاحب زور و طاقت و قوت ہے اُسکی بہادری کا عالم عالم میں شہرہ ہے پس اُسی کے سبب سے دلدار شاہ ہر ایک ملک پر غالب آتا ہے اور بہت سے پہلوان بھی ہیں ایک سپہ سالار ہے کہ جسکا نام فرمان چیمہ گیر ہے بہت بڑا دلیر و بہادر ہے پس جب ہمارے بادشاہ کو یہ خبر ہوئی کہ تمھارے بھائی شداد شاہ نے دلدار شاہ کی اطاعت اختیار کی اور اپنا مذہب آبائی ترک کیا زمر و پرست ہو گیا دوسرے بہت سے ملک جو باپ دادا کے ترکے میں پائے تھے سب پر دلدار شاہ نے قبضہ کر لیا بہت غصہ آیا اور اُسوقت کمر بندی کا حکم دیا اور یہ لشکر لے کر ادھر کو روانہ ہوئے پس یہ لشکر قلعہ کشور یہ پر جاتا ہے یہ جو بیان کیا تھانہرا دے سنے خاموش ہو رہا مگر ان سب نے دیکھا تھا کہ ایک جوان رعنا مہر طلعت ماہ رخسار ہے پوچھا کہ آپ کدھر کو جاتے ہیں کیا آپ اکیلے ہیں تھانہرا دے نے جواب دیا کہ میں تاجر ہوں میرا قافلہ حقیق میں آتا ہے سمندر یہ کو جاتا ہوں میں شکا رکھیاتا ہوں آگے بڑھ آیا ہوں قافلہ آئے تو روانہ ہوں یہ کہہ اُس درخت کے نیچے میں آئے وہ لشکر سامنے تھانہرا دے کے چلا گیا پس جب کسی قدر دھوپ کی حدت کم ہوئی اور وہ تھکن بھرت ہوئی مرکب بھی گھاس وغیرہ کھا کر آسودہ ہوا تھانہرا دے نے زمین پوش مرکب پر رکھا تنگ وغیرہ کسکر سوار ہوئے ہرن کو شکا رہند میں باندھ لیا اور طرٹ اپنے لشکر کے چلے یہ تو ادھر سے جاتے ہیں ادھر جب اہل لشکر خیمے وغیرہ برپا کر چلے سب اپنے اپنے مقام پر فروکش ہوئے سردار تھانہرا دے کا انتظار کرنے لگے جب بہت عرصہ ہوا تو لاہور تیز گام جو کہ عیار تھانہرا دے ہے اپنے وقت کا عمر و ثانی ہوا اُس سے سرداروں نے کہا کہ اسی متر بڑا عرصہ

عرصہ ہوا کہ شاہزادے یہ فرماتے ہوئے کہ تم مجھے وغیرہ برپا کرو میں صحرائی سیر کرتا ہوں اس طرف کو تشریف لے گئے تھے ابھی تک تشریف نہیں لائے ذرا چکر دیکھیں کہ شاہزادے کہاں ہیں اور کیا سبب یہ جو عرصہ ہوا لاہور نے کہا کہ محکوم خود تشویش ہے غرض کہ چند سرداروں کو لاہور ہمارا لے کر اس طرف چلا کہ جو صحر کو شاہزادہ روانہ ہوا تھا جبکہ اُنکے ہمراہ صحر کے قریب پہونچا دیکھا کہ گئی ہرن شکار کے ہوئے پڑے ہیں لاہور نے سرداروں سے کہا کہ یہ ہرن ہمارے آقا نے شکار کیے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ کسی ہرن کے تعاقب میں گھوڑا ڈالے کسی سمت چلے گئے ہیں بس لاہور ان سب سرداروں کو ہمراہ لے کر نشان قدم راہوار دیکھتا ہوا چلا جاتا ہی اور تلاش شاہزادے میں معروف ہو کر سانسے سے گرد آڑی جبکہ دامن گرد و شگافتہ ہوا اس گرد سے شاہزادہ کو دیکھا کہ مرکب پر سوار ایک ہرن بیچ گیا ہوا تھا لہذا سے بندھا ہوا دھڑ کو چلے آئے ہیں سردار اپنے آقا کو دیکھ کر قاش زمین سے فرش زمین پر آئے سعادت ملازمت حاصل کی لاہور نے عرض کیا کہ حضور کہاں تشریف لے گئے تھے ہنکو بڑی فکر تھی آخرا امر تاجا پہونکر ان سرداروں کو ہمراہ لیکر ایک کی تلاش کو چلے تھے خداوند کریم نے اپنا بڑا فضل شامل حال کیا کہ دیدار نائض الالوہ شاہزادہ سے مشرف فرمایا اتنے عرصے میں اور سب سردار بھی جو کہ لشکر میں باقی رہ گئے تھے آگے شاہزادے کے قدموں سے ہوئے اور بکمال ادب انھوں نے بھی دست بستہ عرض کی شاہزادے نے تمام حال بیان کیا اپنا براے شکار صحر میں جانا اور اس ہرن کا ظاہر ہونا اس خیال سے کہ اسکو زندہ پکڑ لوں گھوڑے کو ہرن کے تعاقب میں بسرعت تمام مہینہ کرنا اور دوپہر سرگردان رہنا آخر تیر سے شکار کرنا اور اپنے شکار کو ایک مقام پر رکھ کر آب صحرائی سیر کرنا اتفاقاً ایک لشکر کثیر کا صحر سے نمودار ہونا اور اپنا بھی وہاں سے اپنے شکار کو لیکر اپنے لشکر کو روانہ ہونا بس سرداروں نے شاہزادہ سے عرض کیا کہ وہ لشکر کس قدر فاصلہ پر آ رہا ہے شاہزادے نے فرمایا کہ قریب ہی ہیں انہوں نے کچھ فاصلہ پر ایک صحر پر فضا ہی دہن مقیم ہو غرض کہ شاہزادہ یہ باتیں کرتا ہوا فروگاہہ پر آیا مرکب سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا خاصہ نوش فرمایا چونکہ دن تمام ہو چکا تھا رات ہو گئی تھی بس وہ شب شاہزادے نے اسی مقام پر بسکی جب سفید سحری آسمان پر نمایاں ہوا شاہزادہ بیدار ہوا خادم نے پانی حاضر کیا وضو کر کے نماز سجد اور مائی بعد فریضہ سحری کے جب سردار حاضر ہوئے شاہزادے نے فرمایا کہ لشکر تیار ہو ہم طرف قلعہ کشور یہ کے کوچ کریں گے اور جتنا کہ دلدار شاہ و اہل لشکر دلدار شاہ و بیدار شاہ سب کو دائرہ اسلام میں نہ لاؤنگا اسوقت تک طرف اپنے کام کے نہ روانہ ہونگا کیونکہ یہ امر ہم لوگوں پر فرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو دین اسلام کے رواج دینے میں کوشش کریں اور جہاد پر کسی رکھیں اور راہ خدا میں جہاد کریں اور اپنی شوکت بڑھائیں تاکہ لوگ ہماری طرف آئیں پس لشکر میرا طرف قلعہ کشور یہ کے روانہ ہو جو کہ یہاں سے بہت قریب ہو حکمت و مشیت خداوند کریم میں یہی گذرا تھا کہ یہ سب لوگ میری کوشش سے مسلمان ہوں یہی سبب ہے تو میرا اس طرف کو آنا ہوا یہ مقامات بھی غارستان خلالت سے پاک و صاف ہوں جو کہ مسکر ہیں وہ ہلاک ہوں تاکہ اور لوگوں کو گمراہ نہ کریں اور وہ لوگ جو کہ اپنے دلون میں کسی وقت سے نور اسلام کو کسی سبب سے پوشیدہ رکھتے ہیں ظاہر کریں اور گمراہ کرنے والوں کے شر سے بچیں یہ لشکر شاہزادے نے لشکر کو کوچ کا حکم فرمایا بس اسی وقت کل لشکر تیار ہو گیا اور بموجب حکم شاہزادہ طرف قلعہ کشور یہ کے روانہ ہوا انکو نوزاد میں رکھا جاتا ہے اور اب حال قلعہ کشور یہ و بیدار شاہ کا تحریر ہوتا ہی راوی کہتا ہو کہ بیدار شاہ مع ایک لاکھ چالیس ہزار لشکر جس پر دسہ سالہ بران نامدار کے راہ مل کر کے قریب قلعہ کشور یہ کے پہونچا مقام مناسب دیکھ کر چند دن

ہوا بارگاہین وغیرہ برپا ہو میں لشکر اترایمان تو لشکر اتر رہا ہی اور ہر کارون نے شدادشاہ کو خبر پہنچائی کہ امیر بادشاہ آگاہ ہو جسے کہ آپ کے بھائی صاحب یہ خبر پا کر کہ آپ نے اطاعت دلدارشاہ کی اور انہوں نے کئی ملک آپ کے آپ کے قبضے سے لئے اور آپ نے دین زمرہ پرستی اختیار کیا اور انکو خراج دینا قبول کیا لشکر کشی کر کے تشریف لائے ہیں بیرون شہر کشور یہ مع لشکر فرودکش ہوئے ہیں یہ سنکے شدادشاہ کے جو اس جلتے رہے رہے رو متغیر ہو گیا اپنے اہل و عیال سے کہنے لگا کہ بڑا غضب ہوا کہ اس امر کی بھائی صاحب کو خبر ہو گئی اور وہ لشکر کشی کر کے آگئے کیا جواب دون اب نہ یہ ہو سکتا ہے کہ دلدارشاہ کی اطاعت سے سرگردانی کروں کیونکہ دلدارشاہ سے اور مجھ سے اقرار ہو چکا ہے اور اس سے ہر وقت کا سامنا ہے وہ لشکر کثیر رکھتا ہے اور بھائی صاحب میں بھی اسقدر طاقت و قوت نہیں ہے اور نہ اسقدر اُنکے پاس لشکر ہے نہ پہلوان ہیں جو دلدارشاہ سے لڑ سکیں اور مقابلہ کر سکیں اگر جرأت کر کے مقابلہ بھی کریں تو سوائے شکست اٹھانے کے کچھ نہ حاصل ہو گا بس جب یہ امر ظاہر ہو تو میں کیونکر اُنکی اطاعت کروں نہ میں اپنے میں اسقدر قوت اسوقت پاتا ہوں کہ بھائی صاحب سے مقابلہ کر سکوں کیونکہ اُنکے ہمراہ لشکر بہت ہے اور اُنکے ساتھ پہلوان زبردست ہیں اب کیا کیا جائے یہ تو کبھی نہ کر وں گا کہ دلدارشاہ کی اطاعت ترک کروں اور اسکو اپنا دشمن بناؤں بس اتنے قلعہ بند ہو کر مقابلہ کر دنگا اور دلدارشاہ سے ملک طلب کر دنگا یہ جو شدادشاہ نے کہا مشیران سلطنت و اراکین دولت نے دست بستہ عرض کیا کہ یہ رائے حضور کی بہت عمدہ اور نہایت بھیک ہے پس ایک عرضی خدمت دلدارشاہ میں روانہ فرمائیے اور اُنسے ملک طلب فرمائیے جب تک وہ اُنسے ملک آئے اُنسے قلعہ بند ہو کر مقابلہ فرمائیے یہ رائے جو سب نے دی اسوقت شدادشاہ نے ایک عرضی اس مضمون کی کہ امیر بادشاہ دیجاہ داعی شہنشاہ گردون پناہ فلک شکوہ امیر پشت و پناہ غریبان و ام اقبال بعد ادائے آداب کے واضح رائے عالی ہو کہ میرا بڑا بھائی امیر بادشاہ جو کہ شہر جیدار ہے یہ حاکم ہی میرے مطیع ہونے کی خبر پا کر کہ میں نے آپ کی اطاعت کی لشکر کثیر لے کر بزم جنگ و پیکار چڑھ آیا ہے اور اسکا قصد ہے کہ مجھ کو اس امر کی سزا دے میں اپنے میں اسقدر قوت نہیں پاتا ہوں کہ اُس سے مقابلہ کر سکوں لہذا میری ملک فرمائیے بہت جلد یا تو خود تشریف لائیے یا کسی سردار زبردست کو بھیجے کہ جو کہ اس کردار کی اسکو سزا دے زیادہ کیا تحریر کروں یہ عرضی لکھ کر طرف شہر انور یہ کے پاس دلدارشاہ کے روانہ کی ایک فتر سوار تیز رفتار کے ہاتھ بعد ازین یعنی عرضی کے روانہ کر کے اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ حملے کی آراستگی کرو چنانچہ اسی وقت سے قلعہ آراستہ و پیراستہ اسباب جنگ سے ہونے لگا خندق میں پانی بھر وادیا گیا تو میں وغیرہ بروج و فصائل پر لگا دی گئیں پہرہ چرکی سپاہ جنگی کا ہر مقام پر مقرر کر دیا گیا در قلعہ بند کر لیا گیا بل تھک لب خندق پر سے اٹھا لیا گیا خلاصہ یہ کہ اپنے نزدیک خوب قلعہ کا بند و بست کر لیا بادشاہ کو اس حال سے آگاہ کیا اور حوہ مختصر سوار شہر کے دوسری طرف سے نکل کر طرف انور یہ کے روانہ ہوا اور شہر انور یہ میں پہونچ کر دربار دلدارشاہ میں اپنی خبر کرا کے گیا بادشاہ کو مجھ کو اسکو جگہ ملی بیٹھنے کو یہ سلام کر کے بیٹھا شدادشاہ کی عرضی دی بادشاہ نے میری فتنی کو طلب کر کے عرضی کے پڑھنے کا حکم دیا اُس نے عرضی پڑھی جب بادشاہ مضمون عرضی سے آگاہ ہوا حکم دیا کہ ہماری طرف سے لکھو کہ تم اطمینان رکھو

میرہ خود لشکر لے کر آتا ہوں اور اس سرکش کو بہ سزا پہونچاتا ہوں تم کسی قسم کا خوف نہ کرو مجھ کو
 اپنے پاس جاؤ فتنی نے وہی مضمون پشت عرضی پر تحریر کر دیا اور اس مختصر سوار کے حوالے کیا
 اور خلعت بہ حکم بادشاہ کے اسکو دیا وہ جواب عرضی لے کر اور بادشاہ کو سلام کر کے بیرون
 دربار آیا شہر پہونچ کر اور راہ طوکر کے قلعے میں آیا شہر بادشاہ کو دیا یہاں دربار تھا شہر بادشاہ
 بہ اطمینان بیٹھا تھا کہ میں قلعے کا بندوبست کر چکا ہوں کہ مختصر سوار نے عرضی کا جواب لا کر دیا شہر باد
 شاہ نے وہ عرضی کا جواب خود پڑھا اور بہت خوش ہوا اور اہل دربار سے کہا کہ خود بادشاہ
 لشکر کشی لے کر تشریف لائے ہیں بس انکی تشریف آوری تک میں قلعہ بند رہے گا اسکے بعد باہر
 نکلا کر اور آگے شریک ہو کر مقابلہ کر دیکھا یہاں بعد روانہ کرنے جواب عرضی کے دلدار شہر
 نے اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ کل لشکر قریب تین لاکھ کے تیار رہے ہم برابر لگے شہر بادشاہ
 کوچ کریں گے بس ہو جب حکم بادشاہ کے سرداروں نے بندوبست کیا شب بھر میں تین
 لاکھ سپاہ تیار ہو کر آمادہ سفر ہوئی آدو سے دن بادشاہ کو خبر کی بادشاہ نے شہر انور میں
 اپنی طرف سے اپنے وزیر کو نائب اپنا کیا اور مع اپنے فرزند خسرو شیر دل دیگر پہونچا انان پور دل
 اور اپنے سپہ سالار قہرمان پنجہ گیر کو ہمراہ لے کر تین لاکھ سپاہ کے طرف قلعہ کشور یہ
 کے برابر لگے شہر بادشاہ کوچ کیا یہ راہ طوکر تا پہونچت چلا آتا ہوا اسکو نورہ میں رکھا جاتا
 ہو حال اسکا آئندہ تحریر ہو گا یہاں جب بیدار شہر بادشاہ فرودکش ہو چکا اور ایک رات اسنے
 آرام سے بسر کی بوقت سحر اسنے دربار کیا اور اہل دربار سے کہا کہ مجھ کو اس امر کا یقین تھا
 کہ جب شہر بادشاہ میرے لشکر کشی کی خبر پائیگا بس فوراً آمد و رفت کی خدمت میں حاضر ہوگا
 اور غور کرے گا اور میری بند و نصیحت کو سن کے پھر اپنا دین کا بانی قبول کرے گا اور دلدار
 شاہ کی اطاعت ترک کرے گا مگر مجھ کو اس امر کا عجب ہو کہ کل سے میں یہاں آیا ہوں اور اسکو
 اس امر کی خبر ضرور ہوئی ہوگی کہ میں اس قصد سے آیا ہوں اسیر نہ آیا اسکا کیا سبب ہو اہل
 دربار و دیہان نامدار و مشیران تک کردار نے عرض کیا کہ یہ امر جو آپ نے ارشاد فرمایا بہت
 درست ہو مگر آپکو لازم ہو کہ ایک سرفراز نامہ تحریر فرمائیے اسکے ذریعہ سے طلب فرمائیے تاکہ انکو بھی
 یہ امر ثابت ہو کہ آپ اس عرض سے تشریف لائے ہیں بادشاہ نے فرمایا کہ اچھا نامہ تحریر کیا
 جائے مگر ایک اور امر ہو کہ جب تک نامہ تحریر ہو چند ہر کار سے جا کر خبر لائیں کہ شہر بادشاہ کس فکر
 میں ہو اور کیا کر رہا ہو اسکو اس واقعہ کی خبر ہو یا نہیں یہ حکم جو بادشاہ نے دیا اسکا عیار کہ جب کام
 مہتر فرقت تیز نگاہ ہو اسنے عرض کیا کہ میں ابھی ہر کار سے روانہ کرتا ہوں اسکے سات سو
 شاگرد ہیں بس اسنے انہیں سے چند کو طلب کر کے کہا کہ تم قلعہ کشور یہ میں جاؤ اور بہت جلد یہ خبر
 دریافت کر کے حاضر ہو کہ آیا ہمارے بادشاہ کی تشریف آوری کی خبر شہر بادشاہ کو ہوئی یا
 نہیں اگر ہوئی تو وہ کس فکر و تردد میں ہو جو ابھی تک خدمت بادشاہ میں نہیں حاضر ہوئے
 وہ عیار یہ حکم پا کر اسی وقت بارگاہ سے نکلا کہ طرف قلعے کے روانہ ہوئے یہاں بادشاہ نے
 دہر کو طلب کر کے فرمایا کہ ایک نامہ ہماری طرف سے شہر بادشاہ اس مضمون کا تحریر کر دے
 ای برادر بھائی پر ابرقوت باز و وزیرت پہلو زاد عمرہ بعد دعاے ترقی درجاست اسنے معلوم کرو
 کہ جب مجھ کو خارجہ یہ معلوم ہوا کہ تہر دلدار شہر بادشاہ نے لشکر کشی کی تیہ پہلے اس سے مقابلہ کیا جب

نہ لڑ سکے اور اُسے بہت سے ملک آبادی تھارے کہ جنہیں میرا بھی حق تھا اور میں نے صرف اس خیال سے اپنے قبضہ نہ کیا تھا کہ تم میرے چھوٹے بھائی ہو تم ہی قابض رہو میں کیا تم سے لوں کیونکہ میں نے خود اپنے قوت و بازو سے بہت سے ملک فتح کیے اور وہ اب تک میرے قبضے میں ہیں مجھ کو کیا ضرورت ہے یہی حکومت کوئے انکو منے یوں تباہ کیا اور مجھ کو خبر نہ کی اس پر طرہ یہ کیا کہ اسکی اطاعت کی اور اسکا مذہب قبول کیا اور اس باطل خدا کی پرستش اختیار کی جو کہ ہمیشہ مسلمانوں کے ہاتھ سے تباہ و برباد ہوا اور ایک ایک کے دامن میں پناہ گزین ہوا اور انکا کچھ نہ کر سکا اور اس خدا کی اطاعت ترک کی جو کہ اسوقت تک نہ طاق میں موجود ہوا اسکو چھوڑ دیا یہ کیا حرکت ہے بس تمکو لازم تھا کہ جب دلد ارشاہ لشکر لے کر آیا تھا تھے مجھ کو اطلاع کی ہوتی میں اگر اس سے مقابلہ کرتا اسکو شکست دیتا اور اسکو خود اپنا فرمانبردار کرتا پہلے خبر نہ کی جو جی چاہا وہ کیا کر سکا نتیجہ اٹھایا مگر انجام کو نہ خیال کیا کہ اسکا انجام کیا ہوگا بس اب تمکو لازم ہے کہ میرے نامہ کو دیکھتے ہی میرے پاس آؤ اور اپنے دین آبادی کو اختیار کرو اور دلد ارشاہ کی اطاعت کو ترک کر دو میں دلد ارشاہ سے سمجھ لوں گا وہ مجھ سے مقابلہ نہیں کر سکتا ہے تم کچھ اسکا خوف نہ کرو اگر میری خبر کے خلاف کرو گے تو یاد رکھو کہ میں سواران سپاہ سے قلعے پر حملہ کروں گا اور قلعے کو بیخ و بن سے منہدم کر کے گرا دوں گا اور کل رعایا سے شہر کو قتل کروں گا اور خاک و خون میں سب کو ملا دوں گا ایک کو زہر نہ چھوڑوں گا آئندہ تمکو اختیار ہی بس اس صورتی تحریر کو بہت جاوید جو بادشاہ نے دہرے کہا دہرے ایسے نشت نامہ تحریر کیا یہاں تو نامہ تحریر ہوا ہی اُدھر وہ ہر کار سے جو ہر اسے خبر قلعہ کشوریہ روانہ ہوئے تھے راہ ہر کر کے قریب قلعہ پہنچے اب جو قلعہ کی طرف دیکھا اس کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ پایا اور خندق کو پانی سے مٹوا اور دیکھا کہ نوپن وغیرہ قلعے پر چڑھی ہوئی ہیں در قلعہ بند ہے یہ جو ان ہر کاروں نے دیکھا قریب جا کر آواز دی کہ اے قلعے کے لوگوں در قلعہ کھول دو ہم مسافر ہیں شہر میں داخل ہو کر آرام سے بسر کریں جو لوگ قلعے پر تھے انھوں نے آواز دی کہ لڑ مسافر ہو تو واپس جاؤ در قلعہ نہ کھلے گا کیونکہ لشکر غنیم قریب قلعہ فروکش ہے ایسا نہ کہ کوئی لشکر حریف کا جاسوس وغیرہ ہر اسے خبر چلا آئے اور کسی آمد میرے حریف قلعے میں داخل ہو جائے اچھل اس شہر و قلعہ میں بیسافر وغیرہ کے آنے کا حکم نہیں ہے اور کسی طرف چلا جائے بادشاہ نے منع کر دیا ہے کہ کوئی آئے قلعے میں نہ آنے دینا یہ جو ان ہر کاروں نے سنا فوراً وہاں سے طرف اپنے لشکر کے واپس آئے اور داخل بارگاہ ہوئے یہاں نامہ تیار ہو چکا تھا کہ یہ عیار رک کر ہوئے بادشاہ نے عیاروں کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ بیان کرو کیا خبر لائے انھوں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ہم بموجب حکم سرکار قلعے کی طرف گئے جب قریب قلعہ پہنچے تو خندق کو پانی سے بھرا پایا پل تختہ کو اٹھا ہوا پایا در قلعہ بند تھا نوپن وغیرہ قلعے پر آراستہ تھیں بروج و فناء مل آلات حرب و ضرب سے آراستہ تھے یہ واقعہ دیکھ کر مجھے آواز دی کہ ہم مسافر ہیں در قلعہ کھول دو تاکہ ہم داخل ہوں راجت و آرام پائیں آواز دی اہل قلعہ نے کہ در قلعہ نہ کھلے گا حکم بادشاہ کا نہیں ہے کیونکہ حریف مقابلہ میں فروکش ہے ایسا نہ کہ تم لوگوں کے ہمراہ جاسوس لشکر حریف کے نہ آجائیں ہم قلعے کا دروازہ ہرگز نہ کھولیں گے بادشاہ کا حکم نہیں ہے جب مجھے یہ سنا تو واپس آئے خداوند قلعہ کو خوب آلات حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ کیا ہے ہم اندر قلعے کے نہ جا سکے جو وہاں کے حالات دریافت کرتے یہ جو بادشاہ

نے ہر کارون کی زبانی سنا بہت برہم ہوا اہل دربار سے کہا کہ معلوم ہوا کہ شہداد کو غور ہو گیا ہے وہ میرے کہنے پر عمل نہ کرے گا وہ مقابلہ کرے گا اسی سبب سے وہ خیر آنے کی پابکر نہیں آیا بلکہ قلعے کا بند و بست کیا وہ اپنے نزدیک یہ خیال کر کے کہ قلعہ کوئی نہیں لے سکتا ہے قلعہ بند ہوا ہے مجھ کو قسم ہے سر خداوند کی ایک دم میں قلعے کو خالی کرالو گا وہ اپنے نزدیک سوچا کہ یہ کونکر دیر سے کہا کہ اس قدر نامہ میں اور تحریر کر دے کہ مجھ کو معلوم ہو گیا ہے کہ تجھے میرے آنے کی خبر پا کر اور یہ خیال کر کے کہ ہم مقابلہ کریں قلعہ بند ہو کر بیٹھے ہو میں نے ایسے گھر دند بہت سے مشاویہ ہیں میرے نزدیک اس قلعے کی کیا حقیقت ہے جو وقت مابدولت نے قصد کیا کھڑی سواری قلعہ لے لیا پس خیریت اسی میں ہو کہ اپنی اس حرکت سے باز آؤ اور ان خیالوں کو دور کرو اور آکر حاضر ہو آئندہ اختیار ہو یہ تحریر کر کے وہ نامہ اپنے عیار کو دیا کہ نامہ لے کر تم خود جاؤ اور شہداد شہاد تک نامہ پہنچاؤ اگر قلعے میں جانا نہ ملے تو جو اس وقت مناسب ہو وہ کام کرنا نامہ اس تک ضرور پہنچانا اور ضرور جواب لانا پس فرقت تیز نگاہ نے وہ نامہ لیا اور سر سے باندھ کر بیرون بارگاہ آیا اور پاسے شاطری مارتا ہوا طرف قلعے کے روانہ ہوا ادھر ان لوگوں نے شہداد شاہ کو اس حال سے آگاہ کیا کہ چند مسافرائے تھے کہتے تھے کہ در قلعہ کھول دو ہم اندر شہر کے آئیں گے تجھے اُن سے کہنے کہہ کہ در قلعہ نہ کھلے گا بادشاہ کا ہمارے حکم نہیں ہو واپس جاؤ وہ بہت کہا کہیے سمجھنے در قلعہ نہیں کھولا وہ واپس گئے شہداد شاہ نے کہا کہ تجھے خوب کیا کوئی آئے در قلعہ نہ کھولنا وہ مسافر نہ تھے بلکہ لشکر حریف کے جاسوس تھے اس فقرہ سے قلعے میں آنا چاہتے تھے وہ لوگ پھر اپنے مقام پر آکر ٹھہرے کہ دیکھا صحرا سے گرد بلند ہوئی ایک عیار نامہ سر سے باندھے ہوئے پاس شاطری مارتا ہوا چلا آتا ہے جب وہ قریب قلعہ آکر پہنچا لب خندق کھڑا ہوا یہاں شہداد شاہ دربار میں بیٹھا ہے سب سردار حاضر دربار میں یہ کافر بیٹھا ہوا کہ زبا ہو کہ جب بیدار شاہ ادھر آجگا اور قلعے کو آراستہ پائیگا تو ضرور واپس جائیگا اس خیال سے کہ قلعے کا لینا بہت مشکل ہے اگر مقابلہ بھی ہو تو وہ قلعے پر سے توپیں مار دینگا کہ یاد کرے گا پھر اسکا ہواؤ نہ پڑے گا کہ قلعے پر یورش کرے اس عرصے میں دلدار شاہ مع لشکر کے آجائیگا بس وہ شکست دے کر بجگاؤ یگا سب کافر اسکی بان میں بان ملا رہے ہیں ادھر بیدار شاہ اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا اپنے سرداروں سے یہ کہہ رہا ہے کہ جواب نامہ آئے تو میں بند و بست کروں اگر شہداد شاہ نے اطاعت اختیار کر لی تو خیر اور اپنا مذہب قدیم اختیار کر لیا ورنہ کل ہی تو میں قلعے پر یورش کروں گا اور قلعے کو لے لوں گا یہ میرے ہاتھ سے چمک جاتا کہ ان ہر اپنے نزدیک بہت بڑی حفاظت کی ہے قلعہ بند ہوا اتنا بڑا نامہ دہو کہ دون مقابلہ قلعہ بند ہوا ہے سرداروں نے عرض کیا کہ ہمارے تو یہ خیال میں معلوم ہوتا ہے انھوں نے کمک طلب کی ہر دلدار شاہ سے پس اس خیال سے جب تک کمک آئے قلعہ بند ہو کر مقابلہ کریں کیونکہ یہ لہر تو ظاہر ہے کہ وہ آپ سے مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں نہ انکے پاس اس قدر سپاہ ہے کہ مقابلہ کریں اور نہ ایسے پہلوان ہیں پس جب کمک آجائیگی اس وقت ضرور مقابلے کو باہر آئیں گے بادشاہ نے کہا کہ راے تمھاری بہت ٹھیک ہے مگر میں کب اتنی جلت دوں گا کہ وہ جو کمک آئے سنے طلب کی ہو وہ آجائے میں کل ہی قلعے پر قبضہ کر لوں گا نامہ کے جواب کا صرف انتظار ہو یہاں یہ باتیں ہو رہی ہیں ادھر فرطوٹ نے وزیر قلعہ پہنچکر آدائی کہ اہل قلعہ در قلعہ کھول میں نامہ لے کر بیدار شاہ اپنے

بادشاہ کا تھا رسے بادشاہ کے پاس آیا ہوں انھوں نے شدادشاہ کو نامہ تحریر کیا اور اسکا جواب طلب کیا ہو مجھ کو حکم ہو کہ بادشاہ کے ہاتھ میں دینا اور اسکا جواب حاصل کرنا یہ جو فرطوت نے کہا اہل قلعہ نے پکار کر کہا ہو بادشاہ کا حکم نہیں ہو کہ ہم در قلعہ کھولیں بس اگر نامہ لائے ہو تو تیر میں باندھ کر ہمارے پاس بھیجینگے وہم اسکا جواب بادشاہ کی خدمت میں پیش کر کے لادیں جو وہ جواب دین سوائے اسکے اور کوئی صورت جواب کے ملنے کی نہیں ہو در قلعہ نہ کھلے گا یہ جو فرطوت نے سنا پکار کر کہا کہ تنہ خود جواب دید با اچھا تم در قلعہ نہ کھولو بادشاہ کو خبر نہ کر دو کہ فرطوت تیز نگاہ عیار آپ کے بھائی صاحب کا نام لے کر آیا ہو اور کہتا ہے کہ در قلعہ کھول دو میں نامہ اسکے ہاتھ میں دوں گا اور اسنے جواب لوں گا بس اگر وہ حکم دین کہ در قلعہ کھول دو تو در قلعہ کھولنا اور جس طور سے تم کہتے ہو میں اسی طور سے تم کو نامہ دوں گا تم جواب لا دینا مجھ کو یقین ہو کہ جب وہ یہ سماعت فرمائیں گے کہ میرے بھائی کے پاس سے نامہ آیا ہو اور انکا عیار نامہ لے کر آیا ہو تو ضرور در قلعہ کے کھولنے کا حکم دین گے اگر نہ دین گے پھر جو تم کو کہے میں قبول کروں گا ان لوگوں نے کہا کہ امی فرطوت تمہارا کہہ خیال ہو بادشاہ نے انہیں کے انہی خبر سننے تو قلعہ آراستہ کیا ہو اسنے مقابلے کا قصد ہو وہ تیرے لیے حکم دیدیں گے فرطوت تیز نگاہ نے کہا کہ اچھا تم اسقدر تکلیف کرو چنانچہ دو ایک آدمی تو در قلعہ پر ٹھہرے رہے اور کچھ شدادشاہ کے پاس گئے اور سب حال اس سے بیان کیا جو کچھ جواب و سوال ہوئے تھے شدادشاہ نے کہا کہ بس اس سے کہنا کہ در قلعہ تو کھلنا غیر ممکن ہو کیونکہ ہو تو تمہارے بادشاہ سے کوئی اتفاق نہیں ہو وہ ہمیشہ لشکر کشی کر کے آیا ہو اور نامہ و پیام کی کیا ضرورت ہو ہم اسکے کہنے پر عمل نہ کریں گے جو اپنے اپنے حق میں بہتر جانا وہ کیا اور کریں گے جو اسکو بن چڑے وہ کرے اگر اسنے نامہ بھیجا ہو تو خیر اسکو نیز یہ تیر کے قلعے میں بھیجینگے وہ ہو کہ اسکا جواب دینا ہو گا وہ تحریر کرنے تیر میں باندھ کر بھیجینگے تیر کے ہمارے اسکے تو محبت و قرابت قطع ہو گئی وہ بیکار اسقدر کوشش کرتا ہو صلح ہونا غیر ممکن ہو سوائے جنگ کے بس اگر وہ عیار تیر میں باندھ کر نامہ بھیجینگے تو نامہ لے آنا ہم جواب دیدیں گے اگر انکا رکے تو کہنا کہ نامہ لیکر واپس جاؤ یہی جواب ہو اس نامہ کا بس وہ لوگ در قلعہ پر آئے جو کچھ کہ شدادشاہ نے کہا تھا وہ پکار کر کہا یہ جو تقریر فرطوت نے سنی اسکو یقین ہو کہ قلعے میں چالانہ لے گا اور جواب نامہ حاصل کرنا ہر درجی ایسا نہ ہو کہ یہ جو جواب دیا ہو میں جا کر بادشاہ سے بیان کروں اور عرض کروں کہ میں نامہ لے کر واپس آیا میں نے اس نامہ کو نامہ نہ دیا جس طور سے انھوں نے طلب کیا یہ سننے بادشاہ نے فرمایا کہ سننے کیون نہ دیا اور اگرچہ ناراض ہو تو جوابی ہو بس جس طور سے یہ کہتے ہیں اسی طور سے نامہ دون تحریر ہی جواب لینا اچھا ہو تاکہ انکی سندر ہے شاید کسی وقت میں انکا کہیں کہیں جواب نہیں دیا تو دکھا دیا جائے ۷ دل میں خیال کر کے کہا کہ اچھا میں نامہ تیر میں باندھ کر بھیجینگے دیتا ہوں تم اسکا جواب لا دو بس فرطوت نے نامہ تیر میں باندھ کر ہلا سے قلعہ تیر کو بھیجنا ان لوگوں نے وہ نامہ تیر سے کھول کر اور لیجا کر شدادشاہ کے روبرو پیش کیا شدادشاہ نے دیر سے پڑھوایا جب مضمون نامہ سے آگاہ ہوا دیر سے کہا کہ لا سکی پشت پر یہ چند کلمے تحریر کر دو کہ ہمارے تمہارے کوئی قرابت نہیں ہو تم تصویر پرست ہو اور ہم فرمود پرست وہ سلسلہ قرابت و رشتہ عزیز فاری قطع ہو گیا جو تمہارا بھائی ہو اسکو ہند و نصیحت کر دو وہ تمہاری اس

پند و نصیحت کو قبول کر لگا میں تو تھا راجانی دشمن ہوں اور تم میرے پس جو امر میں نے اپنے حق میں بہتر
جانا وہ کیا اور جو بہتر جانو کھا وہ کر دنگا تم بیکرا ایسی مہمل تحریرات روانہ کر کے اپنے دماغ کو خراب
کرتے ہو اور میرے اس تحریرات سے کوئی فائدہ نہ کونہ ملے گا بلکہ سوائے نقصان کے اور یہ جو
تجربہ کر کیا ہو کہ اپنا دین آبائی ترک کیا اور اس خداے باطل کی پرستش اختیار کی جو کہ خدا پرستوں
کے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھرتا تھا اور ایک ایک کے دامن میں پناہ گزین ہوتا تھا آخر کو اس کے
ہاتھ سے مارا گیا اسکا جوا بستر نکو کھا کیا جائے صرف اسی قدر کافی ہو کہ یہ اسکا علم و رحم تھا کہ اس نے
ایسے چڑھتے بندے پیدا کیے اور انکو اپنی قدرت سے اس قدر زور و طاقت عطا کیا کہ وہ کسی
سے زیر نہ ہو سکے بس جب انکو یہ معلوم ہو گیا کہ ہم ایسے بر طاقت ہیں اور کسی سے زیر نہ ہونے والے اپنے
خدا کو بھول گئے اور اپنے پیدا کرنے والے کو فراموش کیا اور نیا دین پیدا کیا اور کیا کہ ہمارا خدا
آسمان پر ہے اسکو کوئی دیکھ نہیں سکتا ہے اور یہ سب خداے باطل ہیں گو بظاہر تو وہ یہ کہتے ہیں مگر
باطن میں وہ زمرہ کی بندگی کرتے ہیں اور اسی کو اپنا خدا جانتے ہیں جب ان بندگان محتجب نے
یہ سرکشی کی اور اپنے خدا سے مقابلے پر آمادہ ہوئے انکو بہت چند نصیحت کی گئیں مگر وہ لوگ بھی
اپنے قول کے بڑے پختہ تھے نہ پھرے خداوند زمرہ سے مقابلے پر آمادہ ہوئے
اور خداوند سے مقابلہ کرنے لگے چنانچہ بہت سے مقابلے ہوئے چونکہ خداوند نے انکو
بہت خوبصورت و صاحب جمال پیدا کیا ہے بدین سبب انکو غارت کرنے ہوئے رحم آیا پس
انھوں نے خداوند پر ستم کیا خداوند نے گوارا کیا مگر انکو غارت نہ کیا یہ ممکن تھا کہ ایک چشم زدن میں
سب کو غارت کر سکتے تھے اپنے بندگان خاص کو ان کے ہاتھوں سے قتل کرایا مگر انہوں کوئی ظلم و ستم نہ کیا اور
خود بھی ان کے ہاتھوں سے پریشان ہوئے اور ایک ایک کے پاس جا کر پناہ لی جا کر پوشیدہ ہوئے اور
دوسرا سب ان کے غارت نہ کرنے کا یہ بھی تھا کہ جو بندے بہت مغرور ہو گئے تھے انکو بھی غارت کرایا
ان کے ہاتھ سے قتل کرایا کیونکہ انکا اسی طور سے غارت کرنا تھا گو بظاہر خداوند ان بندگان منصوب کے
ہاتھ سے مارے گئے مگر اصل میں چولا بدل کر آسمان پر تشریف لیگئے انکی بھی خوشی کر دی پس وہ خداوند
پر حق میں یہ بھی مصلحت تھی جو کہ خداوند نے انکو بھلا شیت خداوند میں دخل ہو تو بالکل بے عقل ہو جیسا
خیال کرتا ہے پس اب یہ کہی نہ خیال کرنا کہ خداوند خدا پرستوں کے ہاتھ سے مارے گئے بلکہ اگلے حال
پر رحم کیا اور اس غرض سے انکو نہیں غارت کیا کہ جو ایسے بندے مثل تیرے مورت ہیں انکو قتل
کر میں پس جب خدا پرست سب بندگان گنگا کو قتل کر لیں گے تو خداوند ان پر اپنا عذاب نازل کرے گا
پس یہ امر ثابت ہو گیا کہ خداوند ان خدا پرستوں کو بھی غارت فرمائیں گے اور کس طور سے تیرے اوپر
ثابت کیا جائے کہ زمرہ خدا سے برحق ہو اور خداوند انکو قتل کرے کہ تیرا ہر اور قبل میں میں بھی کرتا
تھا وہ خداوند کا نائب اور بندہ تھا پس خداوند نے اسکو کتاب دے کر نہ طاق کو روانہ کیا تھا وہ
جا کر وہاں مغرور ہو گیا اور خود خدا بن بیٹھا پس خداوند اگلے بھی غارت کر دیں گے میرے نزدیک تو یہ
امر عمدہ اور بہتر ہو گا کہ تو بھی خداوند کی بندگی کر و نہ تجھکو اختیار ہو میں تو اس دین کو اب نہ ترک کرونگا
اب تو مجھکو مدت کے بعد راہ راست ملی ہو ضلالت سے نکلا میں پس جو تیرے جی میں آئے وہ کر
مگر یاد رکھ کہ اسکی سزا بہت جلد تو پائیگا تیری سرکوبی کے لئے میں نے دلدار شاہ سے ملک طلب
کی یا تو وہ خود تشریف لاتے ہیں یا اور کسی سردار زبردست کو روانہ کرتے ہیں تو بھلا اسے کیا تھا

کرنے کا اور کیا کرتا میں نے اسی سبب سے تجھ کو آگاہ نہیں کیا کہ جب وہ لشکر کشی کر کے میرے اوپر آئے
تھے کہ تو ان کے برابر سی کر تا تو ضرور ذلیل ہوتا اور اب ذلیل ہو گا وہ اگر گوشمال بخوبی تجھ کو دین گے اور یہ جو
لکھا ہو کہ میں قلعے کو کھڑی سواری لیلو نگا یہ امر غیر ممکن ہو تیری تو کیا مجال ہو یہ خیال محال ہے تیری تو کیا اصل
ہو اگر تمام عالم ایک جا ہو کر یہ قصد کرے کہ اس قلعے کو فتح کرے تو غیر ممکن ہو وہ توہین بار و نگاہ پناہ
نہیلی سوائے فرار کے کوئی تدبیر بن نہ آئیگی تو کیوں اس قدر باد و کبر و نخوت سے مدہوش ہو کیوں
اپنے کو بھول گیا ہو اور کیوں اس قدر بھول گیا ہو دلدار شاہ کو کچھ دور نہ سمجھ بس تیرے نامہ کا جواب
میری طرف سے جواب جنگ ہو میں کبھی نہ تیرے پاس آؤنگا نہ اپنے بادشاہ کی اطاعت ترک
کر دنگا بلکہ اس امر کی کوشش کر دنگا کہ تو بھی مثل میرے اسکی اطاعت کرے اور زمر و پرست
ہو جائے یہ لکھوا کر ان لوگوں کو دیا اور کہا فرطوت کو لیا کر دو کہ یہ تمھارے بادشاہ کے نامہ کا جواب
ہو بس وہ لوگ در قلعے پر آئے اور تیرے باندھکے تیر کو پاس فرطوت کے پھینکا یا اور کہا کہ یہ جواب
نامہ موجود ہو بس فرطوت نے وہ تیرا ٹھکانا لیا کیونکہ وہ اس انتظار میں تو یہاں کھڑا ہی تھا وہ جواب
نامہ لے کر اپنے لشکر کی طرف چلا اور داخل بارگاہ ہو کر بیدار شاہ کے روبرو کھڑے ہو کر جو چلچہ کہ
واقعہ گذرا تھا وہ عرض کیا اور عرض کیا کہ یہ جواب موجود ہے بس بادشاہ نے وہ جواب دے کر
پڑھا کر شاہ جب مضمون سے آگاہ ہوا بہت غصہ آیا اس وقت حکم دیا کہ طبل یورش بجے کل میں کھڑی
سواری قلعے کو لیلو نگا یہ شداد شاہ کس امر پر بھولا ہو تجھ کو دلدار شاہ سے خوف دلاتا ہوا بدلت
کسی سے خوف نہیں کرتے ہیں دلدار شاہ کیا چیز ہو یہ حکم دینا تھا اس وقت لشکر میں نقارے
بجے چوبہ پڑی طبل یورش کی صدا بلند ہوئی سب اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ قلعے پر یورش ہو گا سامان
قلعہ گیری سے آراستہ ہونے لگے اور سب سامان درست کرنے لگے اور بادشاہ نے دربار
برخواست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے سامان جنگ میں مصروف ہوئے ہر کسے
جو کہ شداد شاہ کے اس لشکر میں برابر خبر موجود تھے وہ طبل یورش کی بجنے کی خبر لے کر دوسرے
دروازے سے داخل قلعہ ہوئے اور شداد شاہ کو خبر دی کہ جب آپ کا جواب بیدار
شاہ کو پہونچا بیدار شاہ نے جب سنا بہت غصہ آیا اور اتنی وقت طبل یورش اپنے لشکر میں بجا
یقین ہو کل قلعے پر حملہ کر۔ باقی خیریت ہو شداد شاہ نے سرداروں سے کہا کہ کل بہت ہوشیار
رہنا اور خوب قلعے کو آراستہ و پیراستہ کرنا و کل ضرور حملہ کریگا ایسے گوئے مارنا کہ ایک نفر
اسکی سپاہ کا زندہ نہ بچے بس سب نے عرض کیا کہ کل خداوند ملاحظہ کر لین گے جیسے ہم کوشش
کرین گے شداد شاہ نے کہا کہ میں تمکو بہت کچھ انعام دوں گا اگر تم لوگ کل حریف کو قلعے تک نہ آئے
دو۔ گے سب نے جواب دیا کہ جبکہ ہماری جان و زمین ہو ہم نہ آئے دین گے آجندہ خداوند زمر
کو اختیار ہو ہم لوگ مجبور و ناچار ہیں جو انکی مرضی ہو لکھ سب خاموش ہوئے شداد بانی بیدار نے
دربار برخواست کیا محل میں گیا سردار دربار سے قلعے پر آئے خوب قلعے کو آراستہ کیا جہاں دس
سوار تھے وہاں پچاس مقرر کیے ہزاروں توہین نگا دین انہر گوند از بہت چالاک مقرر کیے اور
سب سامان سے قلعے کو آراستہ کیا راوی کہتا ہو کہ رات بھر قلعے پر سامان جنگ ہوا گیا اور طبل
بجا کیا اور یہاں لشکر بیدار شاہ میں بھی سب سامان جنگ میں مصروف رہے جب سفیدہ سحر ہی
آسمان پر نمودار ہوا بیدار شاہ بیدار ہوا اور اہل لشکر بھی اٹھے اپنے امور ضروریہ سے فراغت

کر کے آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہوئے رسالہ دارون کے ہمراہ اور افسروں کے ہمراہ
در بار گاہ پر آئے بیدار شاہ مسلح و مکمل ہو کر خیمے سے برآمد ہوا و وزن سپہ سالار
بھی اونچی بنے ہوئے اپنے اپنے خیمے سے نکلے بادشاہ کو سلام کیا بس بیدار شاہ کل لشکر کو
لے کر طرف قلعے کے روانہ ہوا سب سامان قلعہ گیری ہمراہ تھا حداد و غیرہ بھی ہمراہ تھے اور
ہزاروں سیڑھیاں تھیں سوار کنندین بے ہوئے تھے ہر ایک کے ہاتھ میں گڑا ہنی تھا یہ تو اس
سامان سے طرف قلعے کے چلے آدھر قلعے میں شہداد بیدار ہوا باہر محل کے آیا سردارون کو
ہمراہ لے کر فسیل قلعے پر آکر زیر شاہ میانہ تخت پر بیٹھا مگر مسلح و مکمل سب سردار پس پشت آلات
حرب و ضرب درست کھڑے ہوئے جو کہ معزز تھے وہ سب اپنے اپنے مقام پر بیٹھے گولنداز
بیترہ بے ہوئے کھڑے ہیں تو میں آراستہ ہیں صرف حکم کی دیر ہو شہداد شاہ آکر بیٹھا تھا کہ صبح
سے گرد آؤں جب دامن گرد کا خشکا فتنہ ہوا دیکھا کہ بیدار شاہ تخت پر سوار عقب میں لشکر جراز
و وزن سپہ سالار اونچی بنے ہوئے ہمراہ چلا آتا ہے شہداد شاہ نے کہا سردارون سے کہا کہ
وہ ظالم اظلم آگیا مگر کیا ہوتا ہے قلعے پر قبضہ پانا بسا دشوار ہے یہ اسکا خیال غامض و تصور ناقص ہے سب
کوشش بیکار ہو شہداد شاہ یہ کہہ رہا تھا کہ بیدار شاہ گول کی زد سے ہٹ کر کھڑا ہوا لشکر کو بھی
صفت بندی کا حکم دیا لشکر میں صفت بندی شروع ہوئی جب صفت بندی ہو چکی بیدار شاہ نے
قلعے کی طرف دیکھ کر کہا اپنے سردارون سے کہ میان شہداد نے قلعے کو اپنے نزدیک خوب
آراستہ کیا ہے اور یہ خیال کیا ہے کہ قلعے کو کوئی نہیں لے سکتا ہے میرے نزدیک اس قلعے کا لینا
کیا مشکل ہے ابھی قلعے کو فتح کیے جیتا ہوں سردارون نے عرض کیا کہ خداوند لشکر کو حکم فرمائیں کہ وہ
حملہ کر کے قلعے کو لے لیں آپ کے لشکر کے نزدیک اس قلعے کا لینا کیا مشکل ہے بیدار شاہ نے
یہ سن کر فرمایا کہ امیر سرداران مابہ دولت یہ امر تو بالکل خلاف ہے کہ میں لشکر کو حکم دوں کہ قلعے پر یورش
کرے آدھر سے گولہ پڑے ہزاروں ہندگان خداوند کا خون ناحق ہو گو میں یہ جانتا ہوں کہ یہ سب
لشکر ہی میرے تابع حکم میں اپنی جانیں میرے اوپر نثار کرنے کو موجد ہیں اگر میں اشارہ کر دوں
تو ابھی قلعے پر جا پڑیں اور بہون قلعے پر قبضہ کیے ہوئے واپس نہ آئیں چاہے سب ہلاک ہو جائیں
مگر یہ امر ضرور ہے کہ ذیر قلعہ جا کر دم لین گے میرے حکم سے سرتابی نہ کریں گے یہ تو قلعہ ہے اگر میں حکم
دوں کہ تم لوگ آگ کے دریا میں کود پڑو تو یہ لوگ کو دہرین کچھ جان کا خیال نہ کریں بس میں کیونکر
ایسے جان نثاروں کو اس طور سے قتل کروں کہ انکا خسر بہ تو ان تک نہ پہونچے اور انکے حربہ
سے یہ ہلاک ہوں بس میرا ایک سپہ سالار مقہور دیو پیکر اس کے فتح کرنے کو کافی ہے یہ فرما کر مقہور
کی طرف بادشاہ نے دیکھا جیسے ہی بادشاہ نے اسکی طرف دیکھا اسنے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ یہ غلام
صرف اجازت کا امیدوار ہے اگر حکم ہو تو جا کہ قلعے پر قبضہ کر لوں یہ مٹی کا گھر دندا ہے میں ایسے ایسے
گھر دندے بہت سے ملا دیے ہیں میرے چون کا کہیں یہ اسکا مٹانا کیا دشوار ہے یہ سب سامان جو قلعے
پر نظر آتا ہے غلام کے نزدیک سب بیکار ہے حضور چاشت قلعے میں نوش فرمائیں بادشاہ نے فرمایا
کہ پھر عرضہ کس امر کا ہے یہ کتنا تھا کہ مقہور نے سلام کیا اور اپنے کینڈے کو درست کیا سیر ذراخ دامن ہاتھ
میں لی گزرا اپنی دوش پر رکھا اور بادشاہ کو سلام کر کے کینڈے کو طرف قلعے کے جولاں کیا
گزر گاؤں سر کو ہلاتا ہوا چلا آدھر دیکھا بان نے شہداد شاہ سے عرض کیا کہ ایک پہلوان آدھ کو آتا ہے

کیا حکم ہوتا ہوا تھا کہ شہزادہ نے کہا کہ ثابت ہوتا ہے کہ اب جو بیدار شاہ نے دیکھا کہ قلعہ خوب
 آراستہ ہو فتح ہونا مشکل ہو تو براے صلح کسی کو روانہ کیا ہو اب میں صلح نہ کرونگا سر داروں نے
 عرض کیا کہ ہمارے نزدیک تو یہ امر ہے کہ اسکا سپہ سالار براے فتح قلعہ آتا ہو اسنے کسی مصلحت سے
 لشکر کو یورش کا حکم نہ دیا ہو گا بادشاہ نے کہا کہ یہ تمہاری رائے غلطی پر ہوتے بڑے لشکر سے
 تو یہ قلعہ فتح ہونے کے کا بھلا ایک پہلوان کیا فتح کر لے گا انھوں نے عرض کیا کہ دید بانوں سے فرمایا
 کہ وہ دیکھیں کہ کس سامان سے آتا ہو آیا اس کے پاس کچھ آلات حرب و ضرب سے ہو یا نہیں ہو اگر
 براے آتی آتا ہو تو بالکل آلات حرب و ضرب نہونگے سوائے ایک رومال کے کہ وہ اسکو
 ہلاتا ہوا آتا ہو گا گویا امان کا طالب ہو گا اور اگر آلات حرب و ضرب ہونگے تو ضرور براے قلعہ گیری
 آتا ہو بادشاہ نے دید بانوں سے دریافت کیا انھوں نے دیکھا عرض کیا کہ چوتھائی میدان زد
 کا اسنے طر کیا ہو بڑے زور شور سے آتا ہو گرد گردان سنگ پار چہ کوہ پشت پہلو ہاتھ میں ہو سپر
 فراخ دامن دوش پر ہو تمام دریاے آہن میں ازسرتا پا خرق ہو کچھ اس امر میں فرق نہیں ہو
 کہ وہ ضرور براے قلعہ گیری آتا ہو یہ شکے شہزادہ نے حکم دیا کہ اچھا زور خوب اسنے دوپسر
 دیکھا جائیگا کہ دید بانوں نے عرض کیا کہ اسنے نصف میدان طر کر لیا اب تھوڑا فاصلہ باقی ہو خندق
 سے خوب زور آگیا ہو یہ دید بانوں کا عرض کرنا تھا کہ شہزادہ نے کہا کہ بڑا دل و جگر ہو ان
 لوگوں کا کہ اتنے بڑے قلعے پر یکہ دستہ آتے ہیں یہ خوف نہیں ہو کہ قلعے پر سے گولہ پڑیگا یہ کہہ کر
 شہزادہ نے ہوائی کو اٹھا کر دانالیں ہوائی کا داغنا تھا کہ ایک شرطاب بلند ہو گا گویا یہ لسانی
 شروفساد کی تھی بس ہوائی کا داغنا تھا کہ گولندازوں نے توپوں کو جھکا جھکا کر اور نشانہ باندھ کر
 آگ دی آگ کا دینا تھا کہ ایک ایسی صدا سے مہیب و مہبت ناک پیدا ہوئی کہ زمین سے کھڑکی
 عورت حاملہ کے حمل سا قہ ہو گئے ایک آسمان و صوبین کا ٹکڑیا ہو گیا غبار بلند ہو گا کہ
 پر سے لگا توپیں آگ اگلنے لگیں ہنگامہ دار و گیر ہوا ہر طرف سے بارش گولہ کی ہونے لگی
 مگر مقصور کا یہ حال ہو کہ اس دریا سے آتش کو طر و پڑتا ہوا بلا خوف و خطر چلا آتا ہو کبھی گینڈے
 کو کاوے پر ڈالا کبھی بائیں طرف دوڑا کر چلا گیا کبھی دہنی طرف جو گولہ قریب ٹھنڈے کے آیا اسکو
 ضرب گرز سے بخش کر دیا جو دہنی طرف آیا اسکو رکاب خالی کر کے خالی دیا جو بائیں طرف آیا
 اسکو دہنی طرف ہٹ کر خالی دیا کبھی دیر شکم گینڈہ پوشیدہ ہو گیا کبھی ایک رکاب خالی کی کبھی دونوں
 اس طور سے گولوں سے بچتا ہوا اور گینڈے کو بچاتا ہوا برابر چلا آتا ہو کوئی گولہ اسپر نہیں پڑتا ہو
 حال یہ ہو کہ قلعے پر سے برابر گولہ برس رہا ہو مثل اولہ کے چنگار بیاں جو آسمان و دوسری میں اڑتے
 ہیں یہ معلوم ہوتا ہو کہ ستارے چاک رہے ہیں غبار بلند ہو کچھ دکھائی نہیں دیتا ہو لشکر بیدار
 شاہ زور سے آگ صفت بستہ کھڑا ہوا جو اس انتظار میں ہو کہ سپہ سالار زور قلعہ پہنچ جائیں
 تو ہم لوگ بھی دوڑ پڑیں اور در قلعہ توڑ کر اندر میں بس اسی طرف سب دیکھ رہے ہیں مقصور
 گولوں کو رد کر کے لب خندق پہنچ گیا اور ادی کہ او اہل قلعہ بیکار مال مابہ دولت کو پر باد کرتے
 ہو میں لب خندق آ پہنچا میں نے قلعہ لے لیا اب اپنی جان بچانے کی تدبیر کروا دو گولندازوں
 نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ہم ہفت قیدیہ داغ جکے اب کیا حکم ہوتا ہو ہمنے اسقدر گولے مارے
 ہیں ایک کی تو کیا ہستی ہو اگر دس لاکھ بھی ہوتے تو ہلاک ہو جاتے شہزادہ نے حکم دیا کہ اب

ہاتھ روک لوتا کہ معلوم ہو کہ کوئی گولہ قضا کا لگا یا نہیں یقین ہو کہ اس جوان کا پتہ نہوگا یہ جو حکم دیا
گولہ اڑدن نے ہاتھ روکا ہوا ہے جو تھپڑ مارا وہ گرد و غبار و دھواں ہر طرف ہوا اب جو دیکھا
تو مقبور کو زیر قلعہ لب خندق ٹپکتے ہوئے پایا ذرا سی جھپٹ نہیں لگی یہ حال دیکھ کر اہل قلعہ کے
حواس جاتے رہے شہاد کی تو یہ حالت ہوئی کہ رنگ روتغیر ہو گیا سرداروں سے کہنے لگا
کہ اب کیا ہوگا سب نے سپرین دھواں میں سنبھال کر عرض کیا کہ ہم مقابلہ کریں گے کوئی ہم
اس سے کم نہیں ہیں شہاد شاہ نے کہا کہ ایسے پل مست سے کون لڑ سکتا ہو جو کہ دریا سے
آتش کو ٹکر کے پھینکے آپہنچا بڑی خرابی ہوئی بس تمام قلعے میں تھلک پڑ گیا ہر ایک بندوبست
بھاگنے کا کرنے لگا اپنا اسباب بار کرنے لگا اُدھر مقبور نے پکار کر کہا کہ اہل قلعہ اب قلعہ
کھول دو اپنی جانوں پر آفت نہ لو اگر میں قلعے کے پھاٹک کو توڑ کر اندر آیا تو یاد رکھو کہ ایک کو پھر
زندہ نہ رکھو نگاہ تو میں قلعہ لے چکا ہوں قلعے پر سے کسی نے جواب نہ دیا بلکہ عرض میں جواب
کے حق نفق کے ہانڈیاں بارود کی اور تباہی بارود میں ڈوبی ہوئی جلا جلا کر اس پر ٹھیکنے لگے مقبور
نے کیا تدبیر کی جو کچھ قلعے پر سے اہل قلعہ نے اس پر پھینکا اسے سپر پر روکا اور خندق میں ڈال دیا تیل کے
کوٹھاؤں جلتے ہوئے اس پر ڈالے یہ سب آفتوں سے بچا اُدھر بیدار شاہ نے اپنے اہل لشکر اور
سرداروں سے فرمایا کہ تھے دیکھا میرے شیہ کو کس طور سے قلعہ لے لیا اور کیونکر لب خندق پہنچ گیا
کیونکر گولوں کو روک دیا سب نے عرض کیا کہ حضور ہم سب آپ کے تابع فرمان ہیں بس یہاں باجے
فتح کے بجنے لگے تمام لشکر نے قصد کیا کہ سب سامان لے کر جس سے کہ قلعہ فتح ہو جائے مقبور
کے پاس ہائیں تاکہ مقبور خندق کو چھانک کر پھاٹک قلعے کا منہدم کرے ہم اس کے ہمراہ داخل
قلعہ ہوں شہاد شاہ کو اس پر کر لین سب تلوار میں ہر ہنہ کر کے چلنے پر آمادہ ہوئے اُدھر مقبور
نے اہل قلعہ کو آواز دی کہ معلوم ہوا تم لوگ در قلعہ نہ کھولو گے اور نہ مابہ دولت کی خدمت میں حاضر
ہو گے غم میں خود آتا ہوں چھانک کر یہ کہہ کر گیند سے پر سے اُتر دامن گردا سننے لگا اہل قلعہ نے
جو یہ واقعہ دیکھا تھلاطم مچ گیا ہر طرف سوار و پیادے دوڑنے لگے سردار کھبرا گئے عجب عالم تھا
ہر ایک کو اس کا الم تھا کہ اس پہلو ان قلعے نے نیا بڑی خرابی ہوئی اب اس کے ہاتھ سے نجات
کی صورت نظر نہیں آتی ہو شہاد شاہ نے سرداروں سے کہا کہ تم لوگ لشکر لے کر در قلعہ
پر جاؤ کیونکہ وہ اب خندق کے پار آتا ہو اور پھاٹک توڑ کر اندر چلا آئے گا اسکی سپاہ بھی قصد
کر رہی ہو کہ کس کو چلے جیتا تم مقابلہ کرنا میں بھی آتا ہوں یہ سنکے چند سردار کچھ سپاہ لے کر
چلے یہاں شہاد شاہ نے جو سردار کہ اس کے پاس باقی رہے تھے ان سے کہا کہ آؤ ہم تم ملکر خداؤ
زمرہ سے فریاد کریں اور اپنی فتح و ظفر کی دعا کریں شاید دعا تمھاری قبول ہو اور خداوند کسی کو ہراسے
لگاں روانہ کر دیں کوئی مددگار پردہ غیب سے پیدا ہو جائے تو اس کے سبب سے اس بلا سے
نجات ملے سب نے جواب دیا کہ بہت خوب ہیں شہاد شاہ نے تاج سر پر سے اتارا اور
ہاتھوں پر رکھ کر اس طور سے پکارا کہ ای جاگتے جوت کے خداوند اے زمرہ شاہ باختری ہم سب
حال پر رحم کر تو بڑا رحیم ہوا اپنے بدوں پر ہر وقت نظر عنایت رکھتا ہی تم تیرے تازہ بندے ہیں
ہم پر عنایت فرما اور اس بلا کو ہم پر سے دور کر اس مغرور کو مزا دے کہ یہ قلعے میں نہ اس کے ورنہ
سب اہل قلعہ اس کے ہاتھ سے قتل ہو گئے یہ بڑا ظالم الظلم ہر ہم سب تازہ میرے اوپر ایمان لائے

ہین ہماری مدد تیرے اوپر پر ضرور ہو لسی کوئی پردہ غیب سے تیر کر کہ یہ بلا رو ہو کوئی بندہ خاص
تیرا تیرے حکم سے آئے اور اسکو پسرا ہو بچائے اس ہمارے خداوند کو اس وقت زمین پر نہیں ہو
تو نے ہم سب کے لیے اپنے اوپر تکلیف گوارا کی اور ہیکو در طہلاکت سے بچایا خود اپنے بندگان
مغضوب کے ہاتھ سے عاجز ہو کر چولہ بدلا اور عاجز ہو کر بالائے آسمان تشریف لیگیا ہم سب
تیری طرف قلب کو رجوع کر کے تہ دل سے تجھ سے التماس کرتے ہیں کہ اس کا فر کے ہاتھ سے
ہیکو نجات دے ورنہ ہم سب قتل و غارت ہو جائیں گے اس طور سے شہداد شاہ نے جو دعا
کی سرور اردن نے آمین کی پس انکی دعا قبول ہوئی کیونکہ خداوند تعالیٰ بہت بڑا رحیم و کریم ہو جو
جس طور سے دعا کرتا ہو قبول فرماتا ہو چاہے کافر ہو چاہے مسلمان وہ ہر ایک کی مراد کو بر لاتا ہو اسکو
اپنی درگاہ سے مایوس نہیں رکھتا ہو دشمن و دوست کو ایکساں نگاہ رکھتا ہو جیسا کہ شاعر نے کہا ہو
شعر یہ ابر نظر دشمنو دوست پر و نہیں منحصر مغز کو پوست پر و سیاہ رو جو آیا ہوا ز وسفید و کب اس
ور سے سائل پھر انا امید و بقول سعدی شیرازی اسے کرے کہ از خزانہ غیب و گہر و ترسا و طیفہ
خور واری و دوستان را کجا کنی محروم و تو کہ بادشمنان نظر واری و خواہ گہر و خواد کوئی ہو کسی مذہب
کا ہو اگر وہ دعا کرتا ہو خداوند کریم اسکو قبول فرماتا ہو کیونکہ اسکا دیار رحمت ہر وقت جوش زن رہتا ہو
اور آتش غضب ہر وقت فرو رہتی ہو گو یہ امر ہو کہ کفار تو یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اپنے خدا سے دعا
کرتے ہیں اصل میں وہ کیا ہیں اور انکی خدائی باطل ہو سب اسی کے بندے ہیں بس بندوں
سے کیا ہو سکتا ہو صرف شیطان کے بھکانے اور گمراہ کرنے سے خدا بن بیٹھے ہیں اور خالق خدا
کو بیکار گمراہی میں ڈالا ہو ورنہ سب کی بازگشت اسی کی طرف ہو اور وہ ہی ہر ایک کی دعا کو
قبول کرتا ہو ان اعمال کی سزا سننے ان سب کے لیے عقبیٰ میں مقرر کی ہو دنیا پر ہر ایک کی مراد
بر لاتا ہو کیونکہ وہ کریم و رحیم ہو اور اپنے بندوں کی پرورش کر پھولا ہو خلاصہ یہ کہ جس طور سے دعا کرتا ہو وہ
قبول فرماتا ہو بس اب جو شہداد شاہ نے ہاک کر دعا کی خداوند کریم کو رحم آگیا اسکی دعا قبول
فرمائی ابھی اسکی دعا قبول نہوئی تھی کہ پردہ بیابان سے گرد و غبار کا تعلق بلند ہوا شعر از وامن
دشت عاج اورنگ و گردے برخاست طوطیا رنگ و دیکر ز گرد و غبار کہ بر شد سپہر و رہ رفتن خلیش
گم گرد مر و گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ اسقدر گرد بلند ہوئی کہ چہرہ گرد و گردن مکر رہو گیا وہ خدا عظیم
بلند ہوا کہ برج آفتاب پنہان ہو گیا یہ جو گرد بلند ہوئی اور اہل قلعہ نے اس گرد و غبار کو دیکھا
ما ہم کہنے لگے کہ زمرہ شاہ با ختر می نے ہماری دعا قبول کر لی کسی اپنے بندہ خاص کو ہماری
کام کے لیے روانہ کیا ہو کیا عجیب ہو جو دلدار شاہ لشکر لے کر آگیا ہو یہ اسکی آمد کی گرد ہو
شہداد شاہ نے سرور اردن سے کہا کہ تھے قدرت خداوند کی دیکھی کس وقت میں مددگار روانہ
کیا اور کس وقت آکر ہو بچا لینے یہ دلدار شاہ ہو بس کہدو کہ نقارے خوشی کے بچیں کہ ہمارا
مددگار آگیا یہ حکم دینا تھا کہ باجے خوشی کے بچنے لگے اور سب اہل قلعہ خوش ہوئے لگے
مقبور یہ واقعہ دیکھ کر حیران ہوا کہ یہ اہل قلعہ دیوانے ہیں میں نے تو قلعے پر قبضہ کر لیا اب
کیا بات باقی ہو کوئی دم میں سب کو تہ تیغ بید تیغ کرتا ہوں یہ خوش ہوتے ہیں واہ بڑے
عجب کی بات ہو کہ اپنے مرنے کی خوشی کرتے ہیں یہ وقت رنج و غم ہو کہ خوشی یہ امر اپنے
دل میں خیال کر کے اہل قلعے سے پکار کر کہنے لگا کہ بڑے عجب کی بات ہو کہ موت تو تمہاری

تھارے سر پر آپو پچی ہو تگور بج و غم کرنا زیبا ہونہ کہ خوشی اور اس سے نجات پانے کی فکر کرنا
 ہی نہ کہ تھارے خوشی کے بجانا تم لوگ بڑے احمق اور نادان ہو یہ جو اہل قلعہ نے اسکی زبانی
 سنا کہا کہ ہم اس امر کی خوشی کرتے ہیں کہ تیرا سر کو ب آپو پچا خد او مد زمر و شاد با ختری نے
 ہم سب کی کمک کی اور دعا قبول فرمائی ہمارے مددگار کو روانہ فرمایا دیکھ و دگر دہند ہوئی ہو اور
 اس گرد سے تیرا سر کو ب پیدا ہو گا یہ جو اہل قلعہ نے کہا مقہور نے پلٹ کر دیکھا کہ مہر سے ایک
 گرد و غبار اڑتا ہوا ادھر چلا آتا ہے یہ ادھر کو دیکھنے لگا کہ یہ گرد و غبار کیسا ہو کون آتا ہو ادھر اس
 گرد و غبار کو جو بیدار شاہ و اہل لشکر داہل لشکر بیدار شاہ نے دیکھا اپنے سرداروں سے
 کہا کہ یہ غبار کیسا بلند ہوا ہو کیا کوئی شہاد شاہ کی مدد کو آتا ہو سرداروں نے عرض کیا کہ معلوم
 تو ایسا ہی ہوتا ہو کیونکہ جب تک غبار زمین بلند ہوا تھا تو اہل قلعہ میں ایک ظالم تھا سردار لشکر کو
 لیے ہوئے دوڑے ہوئے ادھر سے ادھر آتے جاتے تھے اور شہاد تاج اتارے ہوئے دنا
 کر رہا تھا پشت سے یہ غبار بلند ہوا ہو اور اہل قلعہ نے دیکھا ہو سب خوش ہو گئے ہیں بلکہ بابجے خوشی
 کے قلعے پر بج رہے ہیں شہاد انکا کوئی مددگار آتا ہو مددگار کون آتا ہو سوائے دلدار شاہ کے
 کون ہو گا بادشاہ نے کہا کہ بیکار یہ لوگ خوشی کرتے ہیں اور بیکار سرت کرتے ہیں دلدار شاہ
 آیا ہو تو کیا قلعہ بچ جائیگا مقہور و دہان قلعے کو لیگا میں یہاں دلدار شاہ کے لشکر سے مقابلہ کر دنگا
 میرا دوسرا سب سالار فہار فیل پیکر دلدار شاہ کے لشکر کو تباہ کر دگا اب تم لوگ پھر جاؤ اس
 گرد کا حال معلوم ہونے تو پھر قلعے پر جانا بیدار شاہ یہ کہ رہا تھا مقہور اسی طرف دیکھ رہا تھا
 لشکر بیدار شاہ خود بادشاہ بھی دیکھ رہا تھا اسی گرد کے جانب اور اہل قلعہ خوشیاں کر رہے
 تھے کہ یکایک وہ تھق گرد کا اس صحرا کے قریب پہونچا اور ہوائ نے مارا گرد کو اور گردنے مارا
 باد کو دامن گرد کا شکافتہ ہوا سب نے دیکھا دامن گرد نے ایک جوان پر ہی مثال آفتاب جمال
 سبز لباس پہنے ہوئے مرکب بادہ رفتار سوار آلات حرب و ضرب سے آراستہ خود سر پہ رکھے ہوئے
 کمان کیسا فی دوش پر نیزہ کنوئی مرکب پر رکھا ہوا گرد وہ سپر کا بالا سے پشت تینہ صاعقہ مار کر
 لگا ہوا عقب میں اس کے سپاہ سب اسی طرف چلے آئے ہیں مگر جو ان رعنا ایسا حسین و خوبصورت
 ہو کہ اس کے چہرے پر نگاہ نہیں کام کرتی ہو مثل آفتاب کے روشن ہو اس کے نور جمال سے تمام صحرا
 روشن ہو گیا یہ معلوم ہوا کہ دامن گرد سے آفتاب تابان نکل آیا سب سپاہ سلاح میں غرق دریا
 آہن میں غوطہ مارے ہوئے سرداران قوی بیکل ہمراہ رکاب سعادت آفتاب ہر ایک انہیں
 رشک آفتاب و ماہتاب ایک حیا ر نیز رفتار خنجر گذار رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے عجب شان و
 شوکت سے ادھر کو چلا آتا ہو لشکر قریب لاکھ سواروں کے ہمراہ ہو گا مگر سب مچلے اور بہا و معلوم
 ہوتے ہیں رعب و داب و شان و شوکت جلالت و عظمت چہرے سے آشکار ہو رہا ہوا اور
 بڑا اہل نامی و نامدار ہو یہ حال دیکھ کر بیدار شاہ وہ اس کے اہل لشکر حیران ہو گئے کہ یہ کون جو ان
 ہو جو اس شان و شوکت سے ادھر کو چلا آتا ہو سب کے دلون پر ایک رعب چھا گیا ہر ایک
 اس جوان کو دیکھ کر متوا گیا مقہور نے جو اس جوان کو دیکھا ایسا رعب طاری ہوا کہ پسینہ آ گیا
 حیران ہو کر آئینہ دار دیکھنے لگا اہل قلعے نے جو قلعہ پر سے یہ واقعہ دیکھا کہ اس طور کا جوان دامن
 نشان کا لشکر اس غبار کے دامن سے پیدا ہوا شہاد شاہ نے اپنے سرداروں سے کہا

کہ یہ جوان تو نہ کوئی سردار ہو دلدار شاہ کا نہ کوئی عزیز نہ خود دلدار شاہ ہی نہ معلوم کون یہ ذبیحہ
ہو ادھر کہاں سے آیا ہو اس بہت اسکے آنے کا کیا سبب ہو سرداروں نے عرض کیا کہ ہم خود
حیران ہیں اور بہت پریشان ہیں صبر فرمائیے ہم بہرین معلوم ہو جائیگا جو کوئی ہو گا اگر ہماری ملک
کو بھیجا ہو دلدار شاہ کا آیا ہو تو ضرور مدد کرے گا شاید اس زمانہ میں یہ جوان دلدار شاہ کا
ملازم ہو اسوشد ادشاہ نے کہا کہ یہ جو لشکر اسکو ہمراہ ہو اسہیں کوئی جوان لشکر دلدار شاہ نہیں
ہو نہ یہ جوان لشکر دلدار شاہ کا فرستادہ ہو بلکہ یہ خود کسی ملک کا شاہزادہ ہو کسی طرف لشکر کشی کر کے
جاتا ہو کیونکہ سب لشکر و سپاہ جنگی ہمراہ ہو پس اہل قلعہ الگ حیران ہیں اور بیدار شاہ اور اسکا
لشکر الگ پریشان ہی مقصور خود دم بخود کھڑا ہو اس جوان کو دیکھ کر سب اپنی جرات و بہت کو بھول
گیا ہو خندق کا پچھاندا من گرداننا سب فراموش ہو حیرت کا ایک جوش ہو یہ سب تو اس حیرانی
و پریشانی میں ہیں یعنی اہل قلعہ و اہل لشکر بیدار شاہ راوی بیان کرتا ہو کہ یہ جوان رفیع الجنت
عالی مرتبت ہیں عین عرض کر چکا ہوں کہ لشکر کو لے کر قیام گاہ سے اس طرف کو اس قصد سے
روانہ ہوئے تھے کہ ان سب بادشاہوں کو مسلمان کر دینا راہ میں تھے کہ توب کی صدا جو کان
میں پہنچی اپنے سرداروں سے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہو کہ قلعہ کشور یہ پر مقابلہ شروع ہو گیا بیدار
شاہ نے قلعہ پر پورش کر دیا خیر ہو گیا ہو اپنے کام سے غرض ہو ذرا جلدی چلو ہم بھی چل اس
معرکہ کا تماشا دیکھیں جو مغلوب ہو اسکی ملک کریں یہ فرما کر مرکب کو تیز کیا تھا تھوڑی دور چلے
تھے کہ توب کی صدا بلند ہو گئی شاہزادے نے فرمایا کہ معلوم ہوتا ہو کہ قلعہ فتح ہو گیا کیونکہ اب
صدا سے توب نہیں اتی ہوا فسوس یہ مقابلہ دیکھنے میں نہ آیا خیر چلو شاید کچھ معرکہ نظر سے گزرے
اگر ابھی قلعہ نہ فتح ہوا ہو تو اہل قلعہ کی کمک کریں گو ہمارے نزدیک دو دن برابر ہیں کیونکہ دونوں
کافر ہیں ایک زمرہ پرست و دوسرا تصویر پرست مگر ایک وقت پڑا ہو جب ہم اسکی کمک
کرینگے اور اسکو اس بار سے نجات دین گے تو ضرور وہ اس احسان کے عوض میں تمہاری امانت
کرے گا دوسرے سے لڑ کر اسکو اپنا مطیع کریں گے سرداروں نے عرض کیا تھا کہ تشریف لی لیچلے
بس شاہزادہ مرکب کو تیز کیے ہوئے رو رو سی چلا آتا تھا کہ عین وقت برآ کر پہنچا جبکہ مقہور
لب خندق پہنچا تھا اور قلعہ نے چکا تھا شاہزادے نے دور سے دیکھا کہ ایک جوان تاجدار صفیل
قلعہ پر زیر نگیرہ درختی کھڑا ہوا ہوتا ج سر سے اتارے ہوئے اسکے عقب میں بہت سے سردار ہیں
سب اپنے مذہب کے موافق دعا میں مصروف ہیں اور کچھ لوگ سوار و پیادے لیے ہوئے ادھر
اور خستہ آنچو اس دوڑ رہے ہیں قلعہ میں تھلکہ و تلاطم مچا ہوا ہو اور وہی بادشاہ کہ جھکو میں نے
دیکھا تھا کہ لشکر لیے ہوئے صحرائے گدرا تھا اور دریافت کیا تھا کہ یہ کون بادشاہ ہو معلوم ہوا تھا
کہ سید ارشاہ ہو خدا دشاہ پر لشکر کشی کر کے جاتا ہو صحرائے روبرو قلعہ کے لشکر کو جائے کھڑا ہو
اور خود تخت پر سوار ہو عقب میں لشکر ہتھارہا اور ایک پہلوان ان دونوں پہلوانوں میں سے جو کہ
تخت کے راس و چپ تھے لب خندق کھڑا ہوا جو دامن وغیرہ گردان چکا ہی صرف اس پار جا
کی دیر ہی اگر اس پار پہنچ جائے تو قلعہ پر قبضہ کر لے مگر سب اہل قلعہ اور وہ پہلوان اور یہ
لشکر جو کہ صحرائے روبرو دیکھ رہے ہیں یہ دیکھ کر شاہزادے نے اپنے دل میں خیال
فرمایا کہ گو یہ دونوں کافر ہیں مگر اس وقت اہل قلعہ کی کمک کرنا پر ضرور ہو کیونکہ اچیر وقت پڑا ہو

ایک ظالم نے اُنکو پریشان کیا ہی گو دوزن اسنے دشمن ہین مگر ہم لوگ خاندان کریم سے ہین
 اور ہین کریم ابن کریم ہون ہم پر لازم و واجب ہو کہ جسکو بلا میں مبتلا دیکھیں اُسکی کمک کریں تاکہ
 ہر ایک ہم سے خوش ہوے اور نئی طرف رجوع کرے دشمن بھی اگر بلا میں مبتلا ہو ایسے وقت میں
 اُسکی دشمنی کا خیال زیبا نہیں ہو جیکہ وہ کسی آفت میں پھنسا ہو بلکہ اُسکی کمک زیبا ہو کیونکہ ہم لوگ
 اہل اسلام ہین اور اُس خدا کی بندگی کرتے ہین جو کہ دوست دشمن پر برابر نظر رکھتا ہو اور ہکو
 آسنے اسی لیے خلق فرمایا ہو کہ ہم ہر ایک بندے کی جو کہ بلا میں مبتلا ہو اُسکی امداد کریں اور
 اُسکو راضی کر کے اپنے دین کی طرف رغبت دلائیں تاکہ ہمارے خلق ہونے کا نتیجہ نکلے پس
 اگر اسوقت بد میں ہین اُسکی کمک کر دینا تو ضرور خدا خوش ہو گا اور میری مراد بلا لیکھا میری آرزو
 دلی پوری کریگا و دوسرا یہ امر ہو گا کہ اسقدر بندہ گمان خدا کی جان اس ظالم کے ہاتھ سے بچگی کو کا
 ہین مگر بندے تو خدا کے ہین پس یہ طرور ایمان لائیں گے کہ قدر ثواب مجھ کو حاصل ہو گا اور ضرور
 خداوند کریم میرے اس کام سے خوش ہو گا اور اپنے بندگان مقبول بارگاہ کے دوزین میری بھی
 نام تحسیر فرمایا گیا یہ خیال کر کے یہی تقریر اپنے سرداروں سے بیان فرمائی اور کہا کہ میں تو
 اس کافر کے مقابلے کو جاتا ہوں تم اسی مقام پر ٹھہرو اور اگر دیکھنا کہ کفار قلعے کی
 سمت یورش کر کے آتے ہین تو اُنکو روکنا اور اُنسے مقابلہ کرنا اور نہ خاموش کھڑے رہنا
 ہین جا کہ اُس ظالم کو سزا ہو جانا ہون سب نے عرض کیا کہ بہت خوب یہ فرما کر شاہزادے
 نے مرکب کو بہیز کیا اور آواز دی کہ او گرتا ہنجا ر ظالم خدا رو تا بکار یہ کونسی بہادری اور جوانمردی
 ہو اور یہ کونسی شجاعت ہو کہ جو کہ عاجز ہو کر قلعہ بند ہو اور مقابلہ نہ کرے اُسکو یون پریشان کرے
 کہ اُسکے قلعے پر یورش کرے تو کیسا مرد میدان ہو اور کیسا جوانمرد ہو مجھ کو بالکل نامرد معلوم ہوتا
 ہو وہ لوگ تو مجھ کو انکسار کر رہے ہین تو اُن پر ظلم و ستم کرتا ہو میرے نزدیک تو بالکل نامرد ہو
 اور بالکل بزدل اور بودا ہو پس خیریت اسی میں ہو کہ قلعے کی طرف سے پلٹ آ اور اس ظلم و ستم سے
 ہاتھ اٹھا اور ماؤ اور نہ میرے ہاتھ سے سزا پائیگا میں تیری جان کا ملک الموت ہوں او کافر
 اظلم کیون ستم پر کسی ہو اگر ایسا ہو تو اُنکو بیرون قلعہ آسنے دے کہ وہ تجھ سے مقابلہ کریں جبکہ یہ
 امر بالکل ثابت ہو گیا کہ وہ تجھ سے نہیں لڑ سکتے ہین پھر کیون اُن پر یہ ستم روا رکھتا ہو کیون اس طور
 سے اُن پر بدعت کرتا ہو اور ظالم اس ظلم و ستم کا نتیجہ ہو دیکھ بچتا لیکھا سوائے افسوس کے کچھ نہ ہاتھ
 آئیگا بس اسی میں خیریت ہو کہ پلٹ آ اُن پر ستم نہ کر ورنہ میرے ہاتھ سے سزا پائیگا میں نے
 سمجھا دیا آئندہ اختیار ہو تو اپنے فعل کا مختار ہو یہ جو شاہزادے نے کہا مقہور نے شاہزادے
 کی طرف دیکھ کر وہ جواب دیا کہ تو کون ہو جو انکی حمایت کرتا ہو تو کیون اپنے سر پرانی آفت
 مول لیتا ہو یہ کونسی بات ہو میرا نام مقہور دیو پیکر ہو میں نے لاکھوں پہلوانوں کو قتل کیا ہو
 میری تلوار سے کوئی نہیں بچا ہو تو اپنی جوانی پر رحم کر اور اس حرکت سے باز آ جدھر سے
 آیا ہو اسی طرف چلا جا اسنے خون میں اپنے جسم کو نہ رنگین کر میں قلعہ لے چکا ہوں اب
 واپس ہوتا میرا غیر ممکن ہے بڑی مشقت سے یہاں تک پہنچا ہوں ہزاروں گولوں کو روکے
 دریا سے آتش کو پیر کر یہاں آیا ہوں بڑی جان کھی سے لبِ حندق پہنچا ہوں اسے جو ان
 از براے خداوند تصور پر اپنی جان و جوانی پر رحم کر میرے مقابلہ سے پلٹ جا میں وہ ہوں

کہ میرا نام سنکے شیران دشت کو تپ آتی ہو میرے نام سے دیوان قاف کا نیتے ہیں میری
 تلوار کو دیکھ کر مریخ فلک کا نپ اٹھتا ہو میرے ہی خوف سے رستم و سہراب نے گوشہ قبر میں
 جا کر دامن کفن سے منہ کو پوشیدہ کیا ہو اور تو بچہ ہو کر نامزد کتا ہو میرا نام تو ک نیزہ و زبان
 شمشیر پر لکھا ہوا ہو میری تلوار مریخ کوہ کو قلم کرتی ہو میرا گرز فیل مست کو پست کرتا ہو میرا نیزہ جگر
 سنگ میں در آتا ہو تیرے پست کوہ کو توڑ کر نکل جاتا ہو اگر میں اپنی قوت کو دکھاؤں تو کوہ بلند شکوہ کو
 مریخ و بن سے اٹھا کر پھینک دوں بس کیون مجھ سے جبری و بہادر سے مقابلے کا قصد کرتا ہو
 اور اپنی جان دیتا ہو کچھ فائدہ نہ ہو گا میں اس قلعے پر ضرور قبضہ کروں گا میرے بادشاہ کا حکم ہو
 پہلے کیون نہ ان لوگوں نے آکر اطاعت کی جبکہ انھوں نے نامہ لکھ کر طلب کیا تھا اب کیا
 ہوتا ہو میں مرد میدان ہوں کبھی قدم آگے بڑھا کر میں نے نہیں ہٹایا ہو اب یہ غیر ممکن
 ہو کہ پلٹ آؤں بدون قلعہ لیے ہوئے یہ جو آئے کما شاہزادے نے فرمایا کہ او کا فریاد
 لاف و گداز کرتا ہو یہ فقرہ اور کسی کو دے اور خوف دلا میں ڈرنے والوں میں نہیں
 ہوں میری قوت و شجاعت سے تمام عالم آگاہ ہو اپنے زور و طاقت کے حالات زبان زد
 خلافت ہیں کئی دفعہ ہمارے قوت و طاقت کے حال سے ملو ہو گئے ہیں ہم وہ ہیں کہ جنھوں نے
 دیوان قاف کو شکست دی ہمارے بزرگوں نے زلزلہ قاف کا لقب پایا ہمارے
 بزرگوں کے نام سنکے شیران دشت و ہنگام دریا کو نپ لرزہ آتا ہو مریخ فلک دہرام چرخ
 ہمارے خوف سے فلک پر جا کر پوشیدہ ہوا ہو ہمارے تلوار جگر زمین کو شق کرتی ہو کفر و اسلام
 میں فرق کرتی ہو ہم وہ ہیں کہ جنکے خوف سے شیران دشت و اس کوہ کو منہ پر سے کر سوتے
 ہیں سہنے اکثر ہزاروں لشکر تنہا بھگائے ہیں ہمارے منہ آج تک کوئی چڑھ کر نہیں آیا ہم خود
 ہر ملک پر لشکر کشی کر کے گئے ہیں بس اگر خیریت درکار ہو اور جان کی سلامتی کا خواستگار ہو
 تو قلعے کی طرف سے پلٹ آؤرنہ یاد رکھو کہ اس طور سے تھکو قتل کروں گا کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا
 کو تیرے حال پر رحم آئیں گا اور مجھ کو ترس دے آئیں گا اگر میرے کہنے کے خلاف کریگا دنا ہنجاؤ تو کیا ہو
 اور تیرا بادشاہ کیا ہو تو بھی کا فر اور وہ بھی بلکہ وہ تو اکفر ہو اور تجھ سے زیادہ نامزد ہو تو کیا ہو ار
 اسکی کیا حقیقت ہو اور لیاقت ہو بس اسی میں خیریت ہو کہ پلٹ آؤرنہ میں اسی مقام پر تیری سرکونیا
 کو آتا ہوں اور تجھ کو بے سرا ہو بجاتا ہوں کیون اپنی قضا بولاتا ہو او نامزد تو شاہد ہمارے حال سے
 آگاہ نہیں ہو یہ کلمہ مرکب کو اسکی ظرٹ میں کیا مقصود ہے لہا کہ اطفال کیون وہاں اثرورسین
 اپنے کو جان بوجھ کے کرتا ہو بین خوب واقف ہوں کہ تجھ کو دلدار شاہ بادشاہ شہر انور یہ
 نے برائے ملک شداد و ہمدان روانہ کیا ہو وہ تیری جان کا دشمن تھا جو اوھر کو بھیجا اب تو یہ
 قلعہ مریخ فلک بھی مجھ سے نہیں لے سکتا ہو اور نہ مجھ کو یہاں سے ہٹا سکتا ہو تو کیا ہو بس اب تو
 نہیں مانتا ہو اور خود اپنے پاؤں میں دہان اثرورسین کرتا ہو تو مجھ کو بھی لادم ہوا کہ میں پہلے تجھ کو قتل
 کر لوں یا اسیر پھر اہل قلعہ سے تجھ کو بچاؤں گا یا بڑا اٹکا جاتی ہو اور دوست بلکہ آبا ہو یہ کلمہ وہ اپنے
 کہنے سے پر سوار ہوا اور گزرنے کو کھڑا ہوا یہ کلمہ اسکا سنکے شاہزادے نے کہا کہ او نامزد میں
 شیران دشت کہ دلدار شاہ کون کتا ہو اور شداد کون گدھا ہو اور تیرا بادشاہ کون الوکا پٹھان ہے
 نہ صرف راہ خدا میں جہاد کرتا ہوں کسی کا جاتی نہیں ہوں میں ادھر آنکلا ان لوگوں کو میں نے برے شان

دیکھا اور تجلو اپنے رستم کرتے ہوئے پایا رحم آگیا میں نے تجکو منع کیا تو نہیں ماننا ہو میں تجکو سزا دے کر اُنکو
 اس بلا سے نجات دیتا ہوں میرے نزدیک ہر سب کا فرہین ہنگ زر و برادر شغال بس جو میرے
 کئے پر عمل کرے گا میرے ہاتھ سے امان پائیگا ورنہ مارا جائیگا یہ فرماتے ہوئے اُسکے قریب پہنچے
 اُدھر اہل قلعہ نے جو یہ تقریر سنی ابتوا اور حیران ہوئے کہ یہ کون بہادر ہو جو یوں ہماری طرف سے
 مقابلہ کرتا ہو یہ امر تو اُسکی تقریر سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ دلدار شاہ کا بھیجا ہوا نہیں ہو اور نہ ہم لوگوں
 میں سے ہو کوئی دوسرے دین و مذہب کا آدمی ہو ہر مرتبہ اُسکی زبان پر خدا سے نادیہ کا نام آتا ہو
 شاید کوئی خدا پرست ہو مگر یہ امر بہت عجیب کا ہو کہ خدا پرست کو ہماری کمک کرنے کی کیا ضرورت
 ہو اس مقدمہ میں کچھ عقل کام نہیں کرتی ہر سردار و دن نے عرض کیا کہ جو کوئی ہو گا ظاہر ہو جائیگا
 اس بلا کو تو دفع ہو لینے دیجیے قلعے پر تو یہ تقریر ہو رہی ہو اُدھر پیدار شاہ نے اپنے سپہ سالار
 و سردار و دن و وزیر و دن و مشیر و دن سے کہا کہ میری سمجھ میں یہ معاملہ نہیں آتا ہو کہ یہ کون جوان ہو جسے اُسکو
 کیا سبب خصومت کا ہو اور یہ اہل قلعہ کا کیوں دوست بنا ہو کیونکہ یہ امر تو اُسکی تقریر سے ثابت
 ہو گیا کہ نہ زمر و پرست ہو نہ قصور پرست نہ دلدار شاہ کا بھیجا ہو نہ شاہ اُدشاہ کی کمک کو
 آیا ہو بلکہ کسی طرف جاتا تھا یہ سچ کہ دیکھا اُن نے پر آمادہ ہو گیا تجلو اُسکے حال پر رحم آتا ہو کہ مفت
 میں میرے سپہ سالار کے ہاتھ سے قتل ہو گا ابھی پورا جوان بھی نہیں ہوا ہو واقعی بڑا جوان و زوردار ہو اگر
 جوان ہو جاتا تو اس سے کوئی مقابلہ نہ کر سکتا یہ تمنا لشکر و دن کو شکست دیتا سردار و دن نے عرض
 کیا کہ اُسکی تقریر کے طرز سے ثابت ہوتا ہو کہ خدا پرست ہو اور یہ وہی لوگ رحم دل ہیں جہاں
 جسکو بلا میں مبتلا دیکھا اُسکی کمک کی خواہ دشمن ہو خواہ دوست وہ ہر ایک کی بلا و مصیبت میں
 کمک کرتے ہیں آپ نے سنا ہو گا ہر مرتبہ وہ خدا سے آسمانی کا نام لیتا تھا اور یہ بھی اُس نے کہا
 کہ تم اور خدا و دلداد سب میرے نزدیک کا فر ہو اور سب برابر ہو مگر اس وقت اہل قلعہ کو
 کا فر ہیں مگر اُن پر وقت پڑا ہو اس سبب سے اُنکی کمک میرے اوپر لازم ہو یہ جو سردار و دن نے
 کہا بادشاہ نے جواب دیا کہ تمہارا خیال درست ہو بس ایسے شخص کا قتل ہونا ہی بہتر ہو جو بادشاہ
 نے کہا تمہارے جواب دیا کہ ای خداوند کوئی ہو خواہ خدا پرست ہو خواہ زمر و پرست ہو سب بھائی
 کے ہاتھ سے زندہ نہ رہے گا ضرور قتل ہو گا اگر غلام اس مقام پر ہوتا تو اب تک قتل بھی کر چکا ہوتا
 اس قدر تقریر نہ کرتا خیر ملاحظہ فرمائیے کہ وہ قریب پہنچ گیا اُدھر خدا و دن نے سردار و دن سے
 کہا کہ اگر اس جوان نے اس جوان کو زہر کر لیا اور لشکر پیدار شاہ نے اس پر پورش کیا
 تو میں بھی قلعہ سے نکل کر اُسکی کمک ضرور کروں گا سب نے عرض کیا کہ ضرور کمک کرنا چاہیے
 ہو یہاں تو یہ گفتگو ہو رہی ہو اُدھر شاہزادہ قریب مقبور پہنچ گیا ہو لشکر شاہزادہ ایک طرف
 صاف بستہ کھڑا ہوا ہو مقابلے کا تماشا دیکھ رہا ہو جیسے ہی شاہزادہ قریب مقبور کے پہنچا
 اور مقبور نے دیکھا کہ وہ جوان میرے قریب آیا گردہ سپر کا پشت پر سے لیا اور بغزم نکا و
 بڑھا شاہزادہ اُسکا قصد سمجھ گیا شاہزادے نے بھی سپر پشت پر سے لی اور مرکب مٹیر کیا
 باہم نکا و پٹے دونوں سپرین لڑیں شرارے آگ کے نکل کر بالائے آسمان گئے سب نے
 دیکھا کہ مرکب شاہزادے کا تین قدم پسپا ہوا اور گینڈا مقبور کا آٹھ نو قدم پسپا ہوا بلکہ ایسی تکان
 پہنچی کہ مقبور چھوٹ کر آگیا بس نبھل کر اور گینڈے کو بڑھا کر قریب آیا اور کہا کہ ای جوان اپنے

نام سے آگاہ کرتا کہ گناہ نہ مارا جائے اور اپنا وار کرتا کہ تیرے دل میں کوئی حوصلہ نہ باقی رہے کیونکہ تو میرے حربے سے زندہ نہ بچے گا شاہزادے نے فرمایا کہ او نامرد ہم لوگ اہل اسلام ہیں اور خدا پرست ہیں خاندان صاحبقران سے ہیں جلی تو نے حالت اور طاقت کی کیفیت و زور و شجاعت کے قصہ سنے ہوئے کہ وہ آج تک کسی سے زیر نہیں ہوئے لاکھوں ملک تباہ و برباد کیے ہزاروں کافر قتل کیے بڑے بڑے پہلوان اُنکے ہاتھ سے پست ہوئے بڑے بڑے زبردست جو تھے وہ پست ہوئے زبرد و فرعون و زبرد شاہ و عنبرہ کی خدایوں کو برباد کیا اور دین اسلام کا سکہ جاری کیا نشان کفر کو قلم کر کے علم اسلام کو بلند کیا میں بھی اسی خاندان سے ہوں میں پیش قدمی نہ کروں گا کیونکہ میرے طریقہ اور مذہب و خاندان میں شبہی حریف نہیں کرتے ہیں اور تو نے جو نام میرا دریافت کیا تو میں تجھ نامرد کے روبرو کیا نام اپنا ظاہر کروں ہاں اگر کوئی بہادر اور جری ہوتا تو اُسکے روبرو میں اپنا نام ظاہر کرتا تیرے روبرو مجھ کو ظاہر کرتے ہوئے ننگ و عار معلوم ہوتا ہو بس میرا نام تجھ کو زبان نیزہ و نوک شمشیر سے ظاہر ہوگا تو حربہ کہ میں جب تیرے حربے سے بچوں گا اور میرا خداوند کریم بچائے گا تو پھر میں بھی تجھ حربہ کروں گا یہ جو شاہزادے نے فرمایا تو مقہور نے باور پذیر کہا کہ اب مجھے حال کھلا کہ تو خدا پرست ہو اور تو خاندان حمزہ سے ہے جو جب ہی اس قدر چرب زبان اور زبان آور ہو اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتا ہو میں تم لوگوں کی بہادری و جوانمردی کی تعریف سنا کرتا تھا اور خیال کرتا تھا کہ بڑے بڑے قہ کے لوگ ہونگے اور بہت مجاہد تھارے مقابلے کی حسرت تھی کہ کسی طور سے مقابلے کی نوبت آئے مگر نہ آتی تھی آج خداوند تصویر نے میری حسرت نکالی مگر مجھ جبریت ہوتی ہو کہ اس قدر وقامت پر یہ زور و طاقت صرف لوگوں نے بڑھا دیا جو معلوم ہوا صرف باتیں ہی ہیں اب کھل گیا کہ تم لوگ کچھ نہیں ہو بس اب تیرا قتل میرے اوپر لازم ہوا مگر ایک امر ضرور ہو کہ جب تک تو اپنا نام نہ ظاہر کر لیا اس وقت تک میں مقابلہ نہ کروں گا یہ جو اُس نے کہا شاہزادے نے فرمایا کہ سن میرے نام کو شیر بیشہ جرات جنگ دریا سے شجاعت صاحب سطر و صولت شاہزادہ رفیع البخت بن صاحبقران بدیع الملک نوجوان دین صاحبقران نور الدہر عالیشان دین صاحبقران بدیع الزمان دین صاحبقران حمزہ عالیشان زلزله قاتل شامی سلیمان او کافر میں پرتو تاجون حمزہ صاحبقران کا اور بدیع الزمان کا میرے پرداد دے ملے باختر و سنجان کو تباہ و برباد کیا اور میرے ہی پرداد اُس نے کھجاب کو تہ تیغ کیا وہ میرے ہی پرداد اُس نے کہ جنھوں نے چونسٹھ لاکھ کے لشکر پر جو کہ دیر قیلول لقا سے بے بقار اندہ درگاہ کہہ پھر و کش تھا چالیس روز خون مارے آئندہ ہو کہ میں پرتا ہوں نور الدہر عالیشان کا کہ جسکی تلوار کا سکہ دل کفار پر اتک پڑا ہوا ہے میں پرتا ہوں بدیع الملک نوجوان کا جو کہ اب صاحبقران وقت ہیں اور لقب صاحبقران ثالث سے لقب میں اور شہر مند رہے پر کفار سے مقابلہ کر رہے ہیں اور تصویر پرستوں کو تہ تیغ فرما رہے ہیں اب تو میرے نام سے آگاہ ہوا یہ جو شاہزادے نے کہا اہل لشکر بیدار شاہ و خود بیدار شاہ نے سنا اور اپنے سرداروں سے کہا کہ لو سن لو کہ یہ خدا پرست ہو اور اپنا حسب و نسب بھی اُس نے ظاہر کر دیا مگر بڑا زبردست ہو کہ کچھ خوف نہ کیا سب نے کہا کہ قضا لائی ہو اب اسکا بچکر جانا دشوار ہو اور اہل قلم سے شہاد شاہ نے کہا کہ

بڑا غضب ہوا خدا پرستوں کے قدم یہاں بھی آگئے اب کیا ہو گا اس سے تو بہتر تھا کہ یہ جوان میری ملک
 نہ کرتا اور چلا جاتا کیونکہ اب یہ امر ضرور ہو کہ اگر یہ بیدار شاہ پر غالب آیا تو ہم سے بھی وینچہ رہتی
 قبول کرنے کی درخواست کریگا اور میں کبھی یہ دین نہ قبول کروں گا دوسرے مجبوران لوگوں کی ملک
 کی کوئی ضرورت نہیں ہے خداوند نہ مرد کریں کہ یہ جوان مقہور کے ہاتھ سے قتل ہو جائے بہتر یہ
 ہو کہ مقہور ہی قلعے پر قبضہ کر لے وہ گوارا ہو خدا پرستوں کا ادھر آنا گوارا نہیں ہو اور نہ یہ گوارا ہو
 کہ خدا پرست اس قلعے پر قابض ہوں سرداروں نے عرض کیا کہ دیکھیے کیا ہوتا ہو بقول آپ کے بہت
 برا ہوا کہ خدا پرست ادھر آئے یقین ہو کہ مقہور اس پر غالب آئے خدا و شاہ نے کہا کہ خداوند
 ایسا کریں ادھر بیدار شاہ نے سرداروں سے کہا کہ اگر یہ جوان میرے سپہ سالار پر غالب آیا
 تو تم سب ملکر ایک مرتبہ اسپرٹ پڑنا اور اسکو قتل کرنا قمار نے کہا کہ یہ امر بالکل نامردی کا ہے
 اگر وہ مقہور پر غالب آیا تو میں جا کر اس سے مقابلہ کروں گا خواہ اسکو قتل کروں خواہ زیرہ میں اپنی
 موجودگی میں یہ ننگ نہ گوارا کروں گا کہ ایک پر اسقدر لوگ حملہ کریں گے اسکے ہمراہ بھی لشکر ہو مگر یہ
 بالکل نامردی ہو یا ان اگر میں بھی دیر ہو جاؤں اسوقت حضور کو اختیار ہو بادشاہ نے کہا کہ خیر دیکھا
 جائیگا ادھر تو یہ تقریر تھی ادھر جب مقہور نے یہ سب اسماء مبارک سنے کہا کہ بس ختم کر میں
 سن چکا خبردار ہو جا میں حربہ کرتا ہوں یہ لکھنیزے کوتان کر اور سینہ بے کینہ شاہزادے کو تاک
 کروا کر کیا شاہزادے نے سنان نیزے کو اپنی سنان نیزے پر روکا لگی نیزہ بازی ہونے دو بھلیاں
 تھیں کہ بالائے ہوا چمک رہی تھیں جو بند وہ نیزے کا باندھتا تھا شاہزادہ اسکو کھل دیتا تھا کوئی
 شتر طعن کی رد و بدل ہوتی کہ ایک مقام پر شاہزادہ نے چھڑ چھڑ مار کر اور ہند صاحب قرائنی
 باندھ کر آواز دی کہ او مقہور خبردار ہو جا تیرا نیزہ ہوائی ہوتا ہے یہ نہ کہنا کہ ہوشیار رہ کہتا تھا بس
 یہ فرما کر اب جو مرکب کو گرما یا صاف نیزہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا وہ کافر نیزہ بھرا آب خجالت میں
 غرق ہو گیا پیشانی پر عرق شرم آگیا سر جھکا کر رہ گیا سوائے کھٹا فوسلے کے کچھ ہاتھ
 نہ آیا نیزہ مثل خیر شہاب کے بلند ہو کر دور جا کر گرایہ واقعہ دیکھ کر جو کہ منصف مزاج دونوں لشکر
 میں تھے یعنی لشکر بیدار شاہ میں اور اہل قلعہ میں انکے منہ سے بیباختہ صداۓ واہ نکل گئی
 بلکہ قمار تو بہت قرینت کرنے لگا اور کہنے لگا کہ سنئے آج تک اس طریقہ کا بہادر نہیں دیکھا
 نہ اس طور سے کسی کو نیزہ ہوائی کرنے دیکھا واقعی یہ لوگ خوب فنون جنگ و سپہ گری سے
 آگاہ معلوم ہوتے ہیں مقہور کے ہاتھ سے نیزہ نکال دینا بہت امر دشوار تھا مگر کس آسانی سے
 نکال دیا وہ کیا کہنا معلوم ہوا اس فن میں یہ بہت کامل ہیں قمار یہاں قرینت کر رہا ہو شہزادے
 کے لشکر میں بھی نفرۂ تکبیر بلند ہوا اور صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی ادھر مقہور نے سراٹھا کر
 شاہزادے سے کہا کہ معلوم ہوا کہ فن نیزہ بازی تو نے استاد سے خوب حاصل کیا ہو اور آہن
 نہایت درجہ کمال پہنچایا ہو اصل امر یہ ہے کہ میرے ہاتھ سے آج تک کسی نے نیزہ نہیں
 نکالا مگر تو اس فن میں مجھ پر سبقت لیکر گیا تو نے مجھ کو دو دریاۓ لشکر کے روبرو نیزہ نکال کر
 نہایت شرمندہ کیا خیر میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جائے گا نیزہ نکال دینا کوئی اس بات پر
 نہیں صادق ہوتا ہے کہ تو ہر فن میں مجھ پر غالب آئیگا اب میں تجھ گزرا کا وار کرتا ہوں دیکھو ان کو
 کیونکہ اس ضرب سے میری بچتا ہو اگر استخوان سرمہ سانہو جائیں تو مجھ کو مقہور نہ کہنا یہ وہ گزری

کہ جس سے کہ وہ ٹوٹ جاتی ہو شاہزادے نے فرمایا کہ تو شوق سے وار کر میرا جھکوتیرے
 شہر سے بجائیگا یہ سن کے اُس نے وہی گرز نبھا لاجو کہ در قلعہ کے توڑنے کے لیے لے کر آیا
 تھا اُدھر اہل قلعہ اور بیدار شاہ و قہار شاہ نے کہا کہ اب بچنا اس جوان کا بسا دشوار ہو
 اسکے اہل لشکر سے کوئی کدے کہ اب اپنے سردار سے ہاتھ دھوا اور اُدھر مقہور نے
 اُس گرز کو اٹھا کر اور استوار دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر گردش دی اُسکے گردش دینے میں
 اُس گرز سے صدا فٹا فٹا کی آتی تھی اگر واقعی اُسکی ہوا بھی فیل مست کے لگ جائے
 تو پھر بل کر پانی نہ مانگے ضرب کا پڑنا تو شو دیکھ رہے مگر یہاں شاہزادے نے جب دیکھا کہ
 اُس نے گرز بلند کیا اور گرز سرچرخ دے رہا ہو اپنا گرز تیرے دین پر سے لیا اور اُسکو اپنے
 چہرے کی پناہ کیا اور درگاہ خدایین التجا کی کہ اے رب بے نیاز و کار ساز چہرہ من نازک تر
 از گل است پناہ تو دارم پناہ گرز ندارم بچا نہ اسکے گرز کی ضرب سے یہ کہ گرز کو بلند کیا اُس نے
 دونوں رنگا یوں پر زور دے کر اور گرز کو خوب اپنے نزدیک گردش دے کر اب جو مارا
 گرز گرز پر آکر پڑا کہ تڑاقہ کی صدا بلند ہوئی دل زمین ہول سے شق ہو گیا ضبا رہ بند ہوا شاہزادہ
 اُس ضبا رہ میں پوشیدہ ہو گیا شرار سے دونوں گرزوں سے نکل کر بالائے ہوا گئے گوش گردون کہ
 ہو گئے دونوں گرزوں میں پہل پڑ گئے گا و دین کا نپ کر رہی صدا سے تڑاقہ گنبد دوار سے
 گذر گئی ہو جب شعر تڑاقہ نمودان چنان خاصہ کہ بگذشت زمین طاق آراستہ اس نے
 ضرب لگا کر اور گینڈے کو چھپے ہٹا کر خود کو کچ کر کے صدا دی کہ زدم و پست کر دم مابدولت
 کی ضرب گرز سے کوئی بچ سکتا ہو کہاں ہیں اسکو ہرا ہی کر آکر اسکے استخوان کو تلاش
 کریں یہ صدا دینا تھا کہ صبا شاہزادہ یہ حال دیکھ کر اور ول پر ہاتھ رکھ کر حجا گل آب
 لے کر دڈڑا اور قریب گرز آکر گردش لگائی پانی کا چھینا دے کر گرز کو بٹھایا دل گردین آکر دیکھا
 کہ دونوں ہاتھ تو ستون گرز پر ہیں انہیں قرق نہیں آیا ہو مگر پلاس سے پلاس ملی ہوئی ہو چہرہ سرخ
 ہو مرکب تابہ زانو زمین میں غرق ہو گیا ہو آواز دی کہ اے شہر بار ہوشیار ہو جائیے حریف
 زیادتی کر رہا ہو جیسے ہی آواز دی شاہزادے نے آنکھ کھول دی عیار کی طرف دیکھا عیار
 نے عرض کیا کہ مزاج مبارک کیسا ہو حریف زیادتی کرتا ہو فرمایا بجا یا خداوند کریم نے ہلاکی
 ضرب لگائی تھی مگر وہ حفاظت کرنے والا تھا کچھ آسیب نہ پہونچا یہ فرما کر مرکب کو جو گدگدایا
 وہ مرکب اسیل تھا طبقہ زمین کا لے کر نکلا بس شاہزادہ محمودی کی رومال سے چہرہ کی گرد پاک
 کرتا ہوا گرز سے باہر آیا جیسے کہ برج خاکی سے آفتاب طالع ہوا آواز دی کہ آواز دی وکرا پست
 کر دی میں تو تیرا حریف ہو جو دہون تیری ضرب سے خداوند کریم نے بجا یا بس یہ دیکھ کر مقہور
 تو حیران ہو گیا اور مثل تصویر گلی کے ساکت ہو کر رہ گیا اپنے دل میں کہنے لگا کہ ہلاکی دوست و
 طاقت اس جوان میں ہو اس سن میں جب یہ اور جو ان ہو گا تو کون اس سے مقابلہ کر سکتا ہو
 واقعی امر یہ ہو کہ خدا پرستوں کو جیسا سنتے تھے اُس سے زیادہ پایا خداوند تصویر اس جوان
 کے ہاتھ سے آبرو بچائیں آج جھکوا اپنی آبرو بچتے ہوئے معلوم نہیں ہوتی کیونکہ جب اس نے میری
 ضرب گرز کو روکنا اور کچھ آسیب نہ پہونچا یہ وہ ضرب ہو اور یہ وہ گرز ہو کہ جب میں نے اسکا وار
 کیا کبھی خالی نہ گیا مجھ کو خیال تھا کہ استخوان تک ریزہ ریزہ ہو گئے ہونگے ہلاکی اسکے جسم میں تو

طاقت ہو راوی کہتا ہے کہ مقتور اپنے دل میں بہت قائل ہوا اور حد کی تعریف کی ادھر اہل قلعہ نے جو یہ واقعہ دیکھا
سب کو سکتہ ہو گیا اور باہم کہنے لگے کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں کہ ایسی ضرب گرز سے بچے کچھ آسیب نہ پہنچا
شد ادا نے کہا کہ بیکار حیران ہوتے ہو خداوند زمر و نے ان لوگوں کے جسم میں کوٹ کوٹ کر اپنی قوت و
طاقت بھر دی ہو اسی سبب سے یہ لوگ ہر ایک پر غالب آتے ہیں یہ صرف قوت خداوندی ہو کہ جو یہ
لوگ کسی سے مغلوب نہیں ہوتے ہیں سب سردار کہنے لگے کہ بجا ارشاد ہوا ادھر لشکر پیدا ارشاد
دہا ر شیر پیکر دوسرا سپہ سالار یہ واقعہ دیکھ کر دنگ ہو گیا اور مثل آئینہ کے سشدر و حیران ہو کر بادشاہ
سے کہنے لگا کہ جیسی تعریف ہم خدا پرستوں کی سنتے تھے اُس سے زیادہ تر ہم نے خدا پرستوں کو پایا یہ وہ
ضرب تھی کہ اگر دیو بھی ہوتا تو وہ ہل کر اس ضرب کے صدمہ سے پانی نہ طلب کرتا اس کے استخوان تک
سرمہ ہو جاتے خداوند تصور مقتور کو اس جوان کے ہاتھ سے بچائیں یہ تو شاہزادے کے زور و
طاقت کا شہید ہو گیا اور اذ حد تعریف کر رہا ہو اور بیدار شاہ بھی ادھر مقتور نے شاہزادے سے
کہا کہ مرجا اور شاہباش خوب تم میری ضرب سے بچے جیسا میں تم لوگوں کی تعریف سنتا تھا ویسا ہی پایا
اب تم اپنے گرز کا وار کر و شاہزادے نے فرمایا کہ میں کیا تجھ ایسے نامور گرز کا وار کر دوں تیرے
قتل کرنے کے لیے ایک ضرب مشت کافی ہو یہ جو شاہزادے نے فرمایا کہ تیری ہلاکت کے لیے
ضرب مشت کافی ہو اُس نے کہا کہ تو گرز کا وار نہ کر گا خیر نیزہ بازی خلال بازی عمو بازی حلال بازی
تیغ بازی راست بازی اب میرے تیرے تلوار کی لڑائی ہو شاہزادے نے فرمایا کہ تو یہ بھی حوصلہ
کمال لے میں اس میں بھی بند نہیں ہوں یہ جو فرمایا اُس نے تیغ نیام سے لیا یہ معلوم ہوا کہ اژدر آتش نشا
نکل آیا نیام سے جو تلوار باہر ہوئی اور نیام خالی رہ گیا اُس کا دھن جو کھلا ہوا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ
اژدر منجھ کھولے ہوئے ہو بس مرکب کو ہٹا کر تلوار علم کی شاہزادے نے گرد سپر کا قبت پر سے
لیا اور اپنی تلوار نیام سے لی یہ معلوم ہوا جب وہ تلوار نیام سے نکلی کہ ناگن کھلی چھوڑ کر باہر آئی یا برق
جہندہ ابر تیرہ سے ٹکڑ کر نکلی اُس نے مرکب کو بڑھا کر وار کیا شاہزادے نے اُس کے وار کو سپر پر روکا
پھر اُس نے وار کیا شاہزادے نے اُس کے وار کو سپر پر روکا پھر اُس نے وار کیا (خون نے رو کیا اب دونوں
طرف سے وار چلنے لگے دونوں مرکب پھرنے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کل لگی ہوئی دو بھلیاں چک رہی
ہیں ابر سپر پر چک چک کر گر رہی ہیں تگا پوسے مرکبوں کے جو غبار بلند ہوا تھا اُس میں جو تلوار میں
چمکتی تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابر میں برقیں کو ندر ہی ہیں عجب طرح کی لڑائی ہو رہی تھی سب لشکر
غور سے دیکھ رہے تھے کہ شاہزادہ ہر مرتبہ اُسکی ضرب تیغ سے اسطوریہ بچتا تھا کہ دیکھنے والوں کو
حیرت ہو جاتی تھی اُسکی ضرب کو اسباب سپر پر روک رہا تھا اور اپنی ضرب اس طور سے لگاتا تھا
کہ سب کی زبان سے تعریف نکل جاتی تھی دوست و دشمن سب تعریف کر رہے تھے قہار تو یہ
معرکہ دیکھ کر کچھ آگے بڑھ آیا تھا وہ تو شاہزادے پر فریفتہ ہو گیا تھا اپنے دل میں کہتا تھا کہ کیا جوان ہو
خوب فن سپہ گرمی سے آگاہ ہو اور کیا طاقت و قوت رکھتا ہے کسی مقام پر کی نہیں کرتا ہی ایسا نہو
کہ کوئی چشم زخم اُس کے پہنچے اگر مقتور اس پر غالب آیا تو میں مقتور سے مقابلہ کر دینگا اگر یہ
مقتور پر غالب آیا تو میں ضرور اس جوان سے لڑ دینگا اگر اُس نے مجھ کو زیر کر لیا تو ضرور اُسکی
اطاعت کر دینگا ایسے بہادر پیدائیں ہوتے ہیں یہ تو یہ کہ رہا ہو اپنے دل میں ومان برابر رو بہ
ہو رہی ہو کبھی اُسکی تلوار سن سے قریب مس کر نکلتی ہو اُنکی تلوار سپر کے پاس جا کر نکل آتی ہو جب

وہ خالی دیتا ہے مرکب خوب بھڑک رہے ہیں وہ بھی اپنی جان لڑا لے کر رہے ہیں بلکہ جو ان سے
غضب کا معرکہ پڑا ہے اگر کسی تلوار قریب سرکاری تو لڑائی تلوار گردن پر آئی وہ پہلو پر آئی تو یہ صدر
کے قریب پہنچے اسنے کہہ کا ہاتھ لگایا تو انھوں نے طباغچہ کا ہاتھ لگایا اس طور سے ہر ایک پر
چوٹیں چل رہی ہیں نہ اور خطر نہ این رائفٹز این رائفٹز اور انھوں کا نقشہ ہر دو بچلیاں ان میں
کہ چپک رہی ہیں دو برقیں ہیں کہ کوئی نہ رہی ہیں غبار بلند ہو مرکب عرق عرق راکب
از سر تا پا دریا سے عرق میں عرق مگر ضرب کی رد و بدل میں فرق نہیں ہو تلوار دن کی جھٹکار
سے صبح آگونیچ رہا ہر سن سن کی صدا بلند ہو بس اسی طور سے ہر بچہ کامل تلوار با ہم چلی
اور رد و بدل ہوئی ایک مقام پر اسنے یہ کہہ کہ اس جوان اس ضرب سے بچ کر کاوار
کیا شاہزادہ کی نگاہ تلوار سے لڑی سپر اٹھائی جیسے ہی تلوار قریب سرکاری جھٹکا دیا کہ علی بند
سپر کا جھوٹا سپر لپٹت پر جا کر مجبوری مرکب بڑھا کر داستانہ مارا تلوار پٹ پڑی بس نیچے ملی
در از کر کے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا کلائی پکڑ کر زور کیا اور قصد کیا کہ تلوار کلائی مڑ کر چھین
لوں مگر اسنے تلوار نہ چھوڑی اور ہاتھ بڑھا کر انکی کر بخیر میں ڈال دیا بس زور کشمکش
کے ہونے لگے دو وزن مرکب پیٹ کے بھل زمین پر بیٹھ گئے اب قہار دل میں
خوش ہوا کہ کشتی ہونے لگی یہ جوان ضرور مقہور کو کشتی میں زیر کر لے گا خوب ہوا
تلوار کی لڑائی سے مجھ کو خوف تھا اہل قلعہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ مقہور کی خیر نہیں ہو
افسوس ہو کہ خدا پرست یہاں بھی آگئے بڑا غضب ہوا شاہزادہ کہ رہا ہو کہ میں اس
جوان سے ضرور مقابلہ کرونگا اسکا دین نہ قبول کرونگا گواہ اسنے میرے اوپر احسان کیا
مگر میں ایسے احسان سے باز آیا وہ اچھا تھا کہ مقہور قلعہ میں چلا آتا اور ہم سب کو قتل
کرنا سردار عرض کرتے ہیں آپ ملاحظہ تو فرمائیے کہ ہوتا کیا ہو میدا رشا د یہ اپنے
دل میں کہ رہا ہو کہ اگر یہ جوان میرے سپہ سالار پر غالب آیا اور قہار کو بھی اسنے زیر کر لیا
اگر اسنے مقابلہ کیا تو میں جنگ مغلوں پر ضرور کر دنگا اگر میری شکست ہوئی اور میں اسپر ہو گیا
تو اس جوان کی اطاعت کرونگا کیونکہ یہ بہت زبردست ہے ہر ایک اپنے اپنے دل میں شاہزادہ
کی تعریف کر رہا ہو جب دیکھا دو وزن طرف کے اہل لشکر نے یعنی شاہزادے کے
اور میدا رشاہ کے مرکب ہلاک ہوئے جاتے ہیں تو پکار کر کہا کہ اے پہلوانان جہان
یہ بے زبان تمھارے زور و طاقت کی تاب نہیں لاسکتے ہیں دیکھو پیٹ کے بھل زمین
پر بیٹھ گئے ہیں ہلاک ہوئے جاتے ہیں انہرے اتر کر نہ در آزمائی کرو زمین تمھاری
قوت و طاقت کی برداشت کرے اے تمھارے لشکر کو نبھالے لی ان بے زبانوں پر رحم کھاؤ
وہ مرے چلے جاتے ہیں بس راوی کا بیان ہے کہ شاہزادہ و مقہور دیو پیکر دو وزن مرکب
پر سے یہ کمر نشین کے زمین پر آئے آلات حرب و ضرب کھول کر رکھ دیے اور مشغول کشتی
ہوئے جھڑاکا کشتی کا بندھ گیا داؤن بیچ جوڑ توڑ سامنے کے ہونے لگے جو بیچ باندھتے تھے وہ توڑ
کر تا تھا ہر ایک سے جوڑ توڑ ہو رہے تھے تو بت یہ ہوئی کہ اب گڑھی دو گڑھی تک ایک
مقام پر جم کر لپٹنے لگے جب وہ شاہزادے کو پیچھے پکڑ لایا اور قصد کیا کہ گھسا دوں شاہزادہ مثل برق
کے تڑپ کر نکل گیا جب شاہزادہ اسکو پکڑ لایا وہ بھی نکل گیا مگر اب اسکا دم پھولنے لگا ہے

مثل جینے کے ہانپنے لگا ہوا جہان پر جم کر دم بھر غائب ہو گیا اس مقام پر کچھ عرصہ گزرا
 کہ تلے زمین پر بن گئے اب سب نے دیکھا کہ مقتور نے پھر پھر لڑنے لگا اور اسکا کم ہونے لگا
 دم چڑھ گیا قہار نے اپنے دل میں کہا کہ کیا اس جوان نے میان مقتور کو اور بادشاہ سے
 پلٹ کر کہا کہ ملاحظہ فرمائیے کس طور سے یہ جوان مقابلہ کر رہا ہے کسی مقام پر کمی نہیں کرتا ہو کیا بہادر
 ہوا واقعی یہ لوگ بسادہ لیر ہیں مجھ کو کچھ رنگ اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے بادشاہ نے کہا کہ دیکھو کیا ہوتا
 ہے یقین ہو کہ مقتور زیر کر کے قہار خاموش ہو رہا اور دھرمپار شاہ نے سرداروں سے کہا
 کہ رنگ بیرنگ ہو مقتور اب زیر ہوئے جاتے ہیں معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسکا دم آگیا ہو اور ہانپنے
 لگا وہ جوان ابھی اسی طور سے لڑ رہا ہے اس کے چہرے پر یہ بھی نہیں ثابت ہوتا ہے کہ مقابلہ ہو رہا
 ہے بالکل ہر اس تک نہیں رہی سب نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوتا ہے بس ہر ایک کو اہل لشکر
 پیدا ارشاد میں یہ یقین ہو گیا کہ مقتور کو زیر کر لیا اہل قلعہ بھی دیکھ رہے ہیں اور کہتے ہیں
 کہ کیا جوان قوی ہو کہ اتنے بڑے دیو سے یوں مقابلہ کر رہا ہے کسی مقام پر کمی نہیں کرتا ہے
 شد اور سرداروں سے کہہ رہا ہے کہ بڑا غضب ہوا مقتور کو اس خدا پرست نے زیر کر لیا بڑی
 خرابی ہوئی یہ کیا خداوند مہر نے کیا کہ ملک کو اس شخص کی بھیجا جو کہ دین و ایمان کا دشمن
 ہو میں تو ہرگز در قلعہ نہ کھولوں گا مجھ کو مقتور کے ہاتھ سے مر جانا بہتر معلوم ہوتا تھا اس زندگی
 سے سرداروں نے عرض کیا کہ اگر مقتور زیر ہو جائیگا تو قہار ضرور اسکو زیر کر لے گا
 ملاحظہ فرمائیے وہ قبل سے بڑھا ہوا کھڑا ہے مگر پھر قلعہ نہ بچیکا شد اور نے کہا کہ بلا سے یہ پیدار
 شاہ ہی کا تو قبضہ ہو گا وہ میرا بھائی ہے خدا پرست تو نہ قابض ہونگے قلعہ پر یہ گفتگو ہو رہی تھی
 یہاں مقتور نے دیکھا کہ اب میرا دم بھر گیا ہے اور سانس چڑھنے لگی زور و طاقت میں فرق آنے
 لگا بس ایک مرتبہ یہ خیال کر کے کہ ایسا نہ ہو یہ جوان زیر کر لے تو بہت بڑی ہتک ہو اور آبرو
 کر کر ہی ہو دو وزن شانہ زادے کے پڑ کر اور سرسینہ میں اڑا کر لے دوڑا کوئی پانچ قدم
 پر لا کر جھٹکا دیا یہ بھی دم کے شمار پر قدم کے اندازہ پر پہنچتے تھے جیسے ہی اس نے پانچ قدم
 پر لا کر جھٹکا دیا انکا بایان کھٹنے آشنا بن میں ہوا انھوں نے ٹپ کر جو لنگر مارا تاہ کھٹنوں یہ عرق
 تو میں ہوئے اب وہ مثل ابر کے اوپر شانہ زادے کے چھا گیا اور کمر زنجیر پڑ کر زور کرنے لگا راستہ
 دور کیا کہ انکھوں سے خون بہنے لگا کہنیاں چمکنے لگیں چہرہ سرخ ہو گیا پیشانی پر عرق آگیا مگر شانہ زادے
 کے لنگر میں فرق نہ آیا اور ابھی جنبش نہ ہوئی بس پریشان ہو کر پٹ کھڑا ہوا اور کہا کہ ای جوان میں تو
 اپنا زور کر چکا اب آپ کے زور کا خواستگار ہوں واقعی یہ امر ہے کہ کوئی آپ سے مقابلہ نہیں کر سکتا
 شانہ زادے نے فرمایا کہ تم اپنا حوصلہ خوب نکال لو اس نے جواب دیا کہ میں اپنا حوصلہ نکال چکا ہوں
 اب آپ اپنا حوصلہ نکالیے یہ جو اس نے کہا شانہ زادہ اسکو لیکر چلا دو وزن بازو دیکر کے اور سرسینہ
 سے لگے وہ اس طور سے چلا کہ جیسے ہوا کے زور میں تپہ چلتا ہے مثل برگ کے اڑا ہوا جاتا تھا
 جہاں پر اس نے قصہ کیا کہ لنگر قائم کروں انھوں نے ہکا لگایا کہ لنگر قائم نہ کر سکا تو دس قدم پر لا کر
 جھٹکا دیا کہ دو وزن کھٹنے آشنا بن میں ہوئے اس نے قصہ کیا کہ میں بھی لنگر قائم کروں بھلا یہ کب لنگر قائم
 کرنے دیتے ہیں ڈال کمر زنجیر میں ہاتھ اور نعرۃ اللہ اکبر جگہ سے کھینچا اب جو زور کیا اسکو زمین
 سے لے آئے پہلے زور میں تا بہر دوسرے میں تا بہر سیمینہ دوسرے زور میں دو وزن بازو دھکا زور شریک

کر کے سر سے بلند کر لیا اگر دوسر چرخ دے کر قصد کیا کہ زمین پر مار دین کہ نقش زمین ہو جائے
اپنے افعال کی منہ پائی راوی بیان کرتا ہے کہ جب شاہزادے نے یہ قصد کیا کہ زمین پر
مار دین تو مقتور نے کہا اسی حالت میں کہ اگر شہر یا جسکو سر سے بلند کرتے ہیں پھر اسکو زمین
مذلت پر نہیں گرا سکتے ہیں شاہزادے نے یہ سن کے آہستہ زمین پر رکھ دیا اپنے عیار سے
فرمایا کہ اسکی مشکین باندھ لو راوی کہتا ہے کہ جب عیار اسکی طرف چلا تو مقتور نے کہا کہ اگر
شہر یا زمین امان کا طالب ہوں تا زندہ ایم بندہ ایم شاہزادے نے فرمایا کہ امان بشرط
ایمان اگر تو دین تصویر پرستی ترک کرے اور دین اسلام قبول کرے تو امان ملے اسنے
عرض کیا کہ اگر شہر یا رجو آپ کے مذہب کو اختیار کرے وہ کیا کے شاہزادے نے
اسکو کلید طیبہ تعلیم فرمایا وہ صدق دل سے کلید پڑھ کر مسلمان ہوا شاہزادے نے عیار کو
منع کیا بس مقتور دھڑک کر قدموں پر گر پڑا اور قدم چومے اور گرد پھرنے لگا اور کہنے
لگا کہ واقعی جیسا آپ لوگوں کو سننا تھا ویسا ہی پایا کہ اس سے زیادہ جب آپ نے
آکر مجھ کو دکھا تو میں نے خیال کیا تھا کہ یہ کیا مقابلہ کریں گے ایک ڈانٹ میں میری
یہ ڈر جائیں گے مگر جو میرا خیال تھا وہ سراسر لغو اور بالکل غلط تھا بس اگر بہادری کا خون
ہو تو آپ لوگوں کی خدمت میں حاضر رہے جرات و جوانمردی اور طاقت و قوت و
شجاعت آپ ہی کے خاندان پر ختم ہے کوئی آپ لوگوں کے آگے دم بہادری کا
نہیں مار سکتا ہر نہ دعویٰ جو انمردی کر سکتا ہے اور جو کوئی ایسا خیال کرے بالکل نادان
ہو شاہزادے نے فرمایا یہ سب اس کریم کی پرورش اور عنایت ہے کہ اسنے ذرہ کو یہ
مرتبہ عنایت فرمایا ایک مشت خاک کو یہ رتبہ مرحمت کیا اگر وہ یہ قوت و طاقت عطا نہ فرماتا
تو کوئی کیا بہادری کر سکتا ہے کہ بہت سے کلمے اسکے زور و حدود عطا ہے الہی و نصرت رسالت پناہی
میں بیان فرمائے کہ بالکل اسکے صفحہ دل پر سے و آئینہ قلب پر سے رنگ کفر کو پاک
کر دیا شاہزادہ مقتور سے یہ کلام کہ رہا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ جب شاہزادے نے
مقتور کو سر سے بلند کیا یہ حال لشکر بیدار شاہ نے و سرداران لشکر و خود بیدار شاہ
و قہار نے دیکھا سب کے حواس باختہ ہو گئے مثل تصویر گلی کے ہو کر رہ گئے بیاختہ
ہر ایک کی زبان پر یہ کلمہ جاری ہوا کہ مر حبا و شایا باش واقعی کیا کام کیا ہے ہر ایک تعریف
کرنے لگا جو کہ بہادر تھے وہ تو جھوٹے لگے اور تحسین و آفرین کی صدا دینے لگے
بیدار شاہ نے اپنے سرداروں سے کہا کہ دراصل یہ سب خدا پرست بہت
زبردست اور نہایت بہادر ہیں انکی زور و طاقت کا مثل و نظیر نہیں ہے مقتور دیکھ کر
اس جوان کے رعب و فیل مست کا مرتبہ رکھتا ہے اور یہ مثل پیشہ کے ہے وہ جو سناتا ہے
کہ فیل مست کو پیشہ نے پست کیا وہ یہی معرکہ ہوا اب کون ایسا بہادر ہے جو اس جوان
سے باکر مقابلہ کرے میرے تو جو اس جاسے رہے ہیں یہ نہ جانتا تھا کہ یہ اس طور سے
اسکو زیر کر لے گا اور دین سر سے بلند کر لے گا سرداروں نے عرض کیا کہ معلوم ہوتا
ہے کہ یہ ساحر ہے کیونکہ سوائے سحر کے یہ بات نہیں حاصل ہو سکتی ہے بیدار شاہ
نے کہا کہ یہ تھا ہر خیال بالکل خام ہے کیونکہ سب اہل اسلام سحر و ساحری و تحسیر

کو کفر جانتے ہیں بلکہ ساحر کو کافر کہتے ہیں انکے مذہب میں سحر کرنے والا کافر ہی جیسا کہ یہ امر ہر
 تو نو دیکھی سحر کو نہ کریں گے تنہا دیکھا ہوگا کہ کس قدر ملک ساحرون کے بر باد کیسے سب
 سردار خاموش ہو رہے ہر ایک اپنے دل میں تعریف کرتا رہا ہوتا تھا کہ تو یہ تو بہت
 ہوئی کہ وجد کرنے لگا اور جھوٹے لگا کر پکار کر شاہزادے سے کہا کہ ایسا جوان دیکھی جانا
 نہیں میں تیرے مقابلے کو آتا ہوں تو نے بڑا غضب کیا کہ اسنے بڑے پہلوان کو یوں
 زیر کیا تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاتا ہی یہ جو شاہزادے نے سنا اسی دور سے میدان
 میں کھڑا رہا بلکہ مقہور سے کہا کہ تم میرے لشکر میں جاؤ میں اس سے مقابلہ کروں تو آتا ہوں
 مقہور نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ایسا اس غلام کو اجازت دیجیے کہ یہ تازہ نلام اس
 کافر سے مقابلہ کرے اور لشکرین باندھ کر حاضر خدمت والا کرے آپ ابھی مجھ سے مقابلہ کر چکے ہیں
 تھکے ہوئے ہیں اسی سبب تو اسنے آپ کو نوکری شاہزادے نے فرمایا کہ ایسا مقہور دیو پیکر تم لشکر میں جاؤ
 اگر خدا چاہتا ہو تو اسکو بھی مثل تیرے زیر کرتا ہوں ہمارے خامدن کا طریقہ یہ ہو کہ حریف
 جسکو برا سے مقابلہ طلب کرتا ہو وہی جاتا ہو دوسرا نہیں جاتا اگر ایک دوسرا اور ایک
 ہمارے لشکر کے طفل کو جو کہ بہت کم سن ہوا اپنے مقابلے کو طلب کرے تو وہ بھی شاہجہاں مقابلہ
 کرے گا دوسرا نہیں جائیگا بس میں خلافت قاعد اسلام نہیں کر سکتا ہوں تم لشکر میں جاؤ اور
 خدا میرا حافظ و نگہبان ہو مجھ خوف نہ کرو یہ تمہارے مقہور دیو پیکر اپنے دل میں تعریف کرتا
 ہوا ہمراہ عیار کے لشکر میں آیا یہاں کے سب سرداروں نے عزت کی گلے سے
 ملے بہت خاطر سے پیش آئے یہ بھی اپنے گینڈے کو روک کر ایک صف میں کھڑا
 ہوا اہل قلعے نے جو دیکھا کہ اس جوان نے مقہور دیو پیکر کو مثل بچوں کے اٹھالیا اور
 مقہور دیو پیکر نے زیر ہو کر اسکی اطاعت کی سب کو بڑی حیرت ہوئی دم نکل گئے
 شہادشاہ نے کہا کہ خداوند نے کس قیامت کی طاقت و زور ان لوگوں کو عطا
 کیا ہے کہ جسکی حد و انتہا نہیں ہو اسپر بھی یہ لوگ خداوند کے قائل نہیں ہوتے ہیں
 خیر میں تم سے کہے دیتا ہوں اگر بیدار شاہ نے اس سے مقابلہ کیا اور جنگ مغلوب
 کی تو بت آئی تو میں بیدار شاہ کی ملک کروں گا اگر فتح ہوئی تو یہ ہوگا کہ بیدار شاہ
 میرے قلعے کو لے لیگا وہ قبضہ کر لے مجھ کو بے ل قبول ہو مگر یہ خدا پرست تہی طور سے
 یہاں سے دفع ہو جائے سرداروں نے کہا کہ اب لشکر کا یہاں سے دفع ہونا غیر ممکن
 ہے کیونکہ اب مقہور دیو پیکر نے اطاعت کی اور مقہور دیو پیکر بھی تو بے بلا ہے
 وہ ہونگے اب کو اس لشکر کو شکست دے سکتا ہو شہادشاہ نے کہا کہ قہار
 ضرور اس جوان کو زیر کرے گا سب نے کہا کہ خداوند ایسا کریں شہادشاہ
 تو یہ گفتگو قلعے پر کر رہا ہی یہ نہایت سیاہ قلب و تیرہ درون ہوا اسکو حد درجہ کا اہل اسلام
 سے بغض ہو بڑا سیاہ قلب ہو خدا پرستوں کا دشمن جانی ہی ہون کا پیا سا ہی نقطہ شیطان
 ہو خاص بچہ ابلیس ہو کہ اسنے یہ سب میرے دیکھا مگر پھر بھی اسکو یہی خیال ہو کہ کسی طور
 سے یہ جوان قتل ہو جائے بیدار شاہ قبضہ قلعے پر کر لے مگر خدا پرستوں کا قبضہ نہو
 دیکھیے یہ کیا کرتا ہے آدم بر سر قلعہ کہ قہار شاہزادے کو ٹوک کر خدمت بیدار شاہ میں

آیا اور کہنے لگا کہ مجھ کو اجازت مرحمت ہو تا کہ میں جا کر اس جوان سے مقابلہ کروں اس نے
بڑا غضب کیا کہ بھائی مقہور کو سر میدان یون دیر کیا بڑی دولت ہوئی میں جا کر اسکو اس
حرکت کی سزا دوں گا یہ مجھ سے زیر ہو گا جاتا کہاں ہو میرے دل پر داغ ہو بڑا صدمہ ہو
وہ مقہور کو زیر کر کے باغ باغ ہو دیکھے میان مقہور کو کہ انھوں نے اس جوان کی
اطاعت کرنی وہ لشکر میں گینڈے پر سوار کھڑے ہیں یہ نئی حرکت کی کہ اُس نے بھی اپنا دین
ترک کیا دین اسلام قبول کیا اب اُسکو بھی سزا دینا لازم ہوئی بس میں مقابلہ کو جاتا ہوں
بادشاہ نے کہا کہ میرے نزدیک مناسب یہ ہو کہ تم پر اسے مقابلہ نہ جاؤ میں لشکر کو حکم دوں
کہ وہ جنگ منلو بہ کر کے اور پورش کر کے اس جوان کو اسیر کر لے خواہ قتل قمار کرنے
کہا کہ یہ امر بالکل جو ان مردی کے خلاف ہو میں قبل میں عرض کر چکا ہوں کہ جب تک میں لشکر
میں ہوں اُس وقت تک ایسی حرکت نہ فرمائیے گا کیونکہ میں بدنام ہو گا دوسرے یہ امر ہو
کہ سب یہ کہیں گے کہ قمار ڈر گیا پہلے تو خود ٹوٹا پھر نہ معلوم کیا خیال کیا کہ ہر اسے مقابلہ نہ
آیا اور لشکر کو پورش کا حکم دیا میں مقابلہ کر لوں اگر مثل مقہور کے مجھ کو اس جوان نے زیر
کر لیا اُس وقت آپکو اختیار ہو چاہے جنگ منلو بہ کا حکم دیجیے چاہے نہ مقابلہ فرمائیے میں
منع نہیں کرتا ہوں بادشاہ نے کہا کہ اچھا قمار لے کہا کہ آپ اطمینان رکھیں میں اُسکو زیر
کر لوں گا وہ میرے ہاتھ سے جاتا کہاں ہو یہ لکڑ اور اپنے گینڈے کو جو لان کر کے طرف
شاہزادے کے چلارہ میں یہ خیال کرتا آتا تھا کہ اگر میں اس جوان پر غالب آیا تو اسکو
بجائے بیدار شاہ کے تخت پر بٹھا دوں گا اور بیدار شاہ کو اسیر کر لوں گا کیونکہ یہ جوان
لائق حکومت ہو یہ زیب تخت و زینت سلطنت ہو اگر میں زیر ہوا اور یہ غالب آیا اُس وقت
میں میں بھی مثل مقہور دیو پیکر کے اسکی اطاعت کروں گا اور اسکا دین قبول کروں گا اور لشکر بیدار
شاہ سے لڑوں گا بلکہ میں اس سے منلو اور سے مقابلہ کروں گا نہ گرزے نہ نیزے سے
سوائے کشتی کے اگر کشتی میں دیر کر لیا تو خیر ورنہ وہ تو ضرور دیر کر لے گا راوی کہتا ہے
کہ مقہور دیو پیکر نے جو دین اسلام قبول کیا اسکا سبب یہ تھا کہ جب سے مقہور دیو پیکر
نے شاہزادے کو دیکھا تھا اور شان و شوکت پر نگاہ پڑی تھی اُس وقت سے شیدائے
جمال شاہزادہ ہوا تھا اور اُس نے اپنے دل میں کہا تھا کہ کیا جوان ہو اور اسقدر عجب و ذرا
تھا کہ مقہور دیو پیکر کو اُس وقت سے عورت غالب ہو گیا تھا مگر مقابلہ کیا جب شاہزادہ
ہر فن میں مقہور دیو پیکر پر غالب آیا تو اسکو شاہزادے سے اور زیادہ محبت ہو گئی
جب کشتی کی نوبت آئی تو اُس نے دل میں خیال کر لیا تھا کہ اگر میں اس پر غالب آیا تو بیدار شاہ
کو اسیر کر کے اسکو بادشاہ کروں گا اور اگر یہ غالب آیا تو اسکی اطاعت کروں گا کیونکہ
ایسے بہادر نصیب نہیں ہوتے ہیں مقدر سے ملے ہیں اسکی غلامی اختیار کرنا فخر و افتخار
ہو بس وہی کیا جو دل میں اس نے قصد کیا تھا اور تمنا یہ بھی ہر جرات و طاقت شاہزادے کی
دیکھ کر فریفتہ ہو گیا تھا پس قمار ایسے ایسے خیال اسنے دل میں کرتا ہوا جو کہ بالائے گوشت
ہوتے ہیں قریب شاہزادہ پہونچا شاہزادہ حضور کو لشکر کی طرف روانہ کر کے قمار
کے انتظار میں کھڑا ہوا تھا کہ قمار آکر پہونچا اُس نے ہر اسے سلام اپنا ہاتھ بلند کیا شاہزادہ

نے جواب سلام دیا اُس نے کہا کہ ای جو ان تو نے بڑی بہادری و جوانمردی سے مقہور
 کو زیر کیا میری کم توڑ دی مگر میں تجھ سے یہ کہتا ہوں کہ اسی میں خیریت ہو کہ تو میری
 اطاعت کر میں تجھ کو لشکر بیدار شاہ کا بادشاہ کر دینگا بیدار شاہ تیری اطاعت کرے گا
 اپنی جان نہ دے یہ نہ خیال کرنا کہ تو نے جس طور سے مقہور کو زیر کیا ہو تجھ کو بھی زیر کر لیا
 یہ امر بہت دشوار ہو یہ تصور تیرا بیکار ہو نہ معلوم کہ کیا سبب ہوا کہ مقہور کو تو نے زیر کر لیا
 وہ ایسا پہلو ان نہ تھا کہ زیر ہو جاتا معلوم ہوتا ہو کہ تو نے اُس پر سحر کیا یا وہ تیرے حسن جمال
 پر فریفتہ ہو گیا اس سبب سے اُس نے اپنے کو زیر کرادیا میں ایسا نہیں ہوں میں تجھ کو
 باندھ کر لیجاؤنگا میرا نام قہار شیر پیکر ہو میرا زور و طاقت دیو سے بڑھ کر ہو مقہور ایسے
 میرے سیکڑوں شاگرد ہیں میری طاقت کے روبرو کوہ کی بھی حقیقت نہیں ہوا کشت
 میں نے ایک مشیت کی ضرب سے فیل مست کو پست کیا ہو شیر کو بدون کسی حربہ کے
 قتل کیا ہو کلمہ چیر کر پھینک دیا ہو دیو کو پشہ سے کم تصور کرتا ہوں کیوں اپنی آبر و کر می کرتا ہو
 میری اطاعت کر شاہزادے نے جواب دیا کہ بس زیادہ لالٹ و گداز نہ کر جو تیرا
 قصد ہو وہ کر میں موجود ہوں میں تیری اطاعت سرگوند کر دینگا تو بکتا کیا ہو یہ جو تو نے کہا
 کہ تو نے سحر کر کے مقہور کو زیر کیا تو سن لے کہ ہم لوگ سحر و ساحری کو حرام جانتے ہیں اور
 ساحر کو کافر خیال کرتے ہیں یہ خیال تیرا بالکل غلط ہو بس تجھ کو اس سے کیا غرض کہ مقہور
 کیونکر زیر ہوا خواہ اُس نے اپنے کو زیر کرادیا یا میں نے زیر کر لیا تو اپنے کو زیر نہ کرانا اگر
 فضل خدا شامل حال ہو تو تجھ کو بھی مثل مقہور کے زیر کر دینگا تو بھولا کس بات پر ہوا رہے
 ظالم یہی غرور تیرا تجھ کو پست کرے گا بس زیادہ نہ بک اٹھا حربہ وار کر قہار شیر پیکر نے جواب
 دیا کہ ای جو ان مجھ کو تیرے حال پر اور جوانی پر رحم آتا ہو بس کیوں تو اپنی جوانی کو برباد کرنا
 ہو تو مقہور کو زیر کر کے بہت پھول گیا ہو یہ ہی تیری بات تجھ کو پست کرے گی کیا کون
 مجھ کو رحم آتا ہو اگر کوئی اور اس طور سے مجھ سے کلام کرتا تو اُس کو وہ سزا دیتا
 کہ عمر بھر یاد رکھتا مگر اب مجھ کو لازم ہوا کہ تجھ کو صرف گوشتالی دون بدون گوشتالی پائے
 ہوئے تو نہ مانے گا تم لوگوں سے آجک کسی سے سامنا نہیں ہوا کہ تم دو سو اسے بودون
 کے ہاں اگر کسی بہادر سے سامنا ہوتا تو حال کھلتا اسی سبب سے تم ہر ایک سے
 اس طور کی تقریر کرتے ہو سب خدا پرستوں کا یہی حال ہو جہاں تک سنا گیا کہ وہ کسی کو اپنے
 نزدیک خیال نہیں کرتے ہیں تجھ کو تو دیکھ لیا شاہزادے نے کہا کہ اس تقریر سے کیا
 حاصل جو تجھ کو کرنا ہو وہ کر بکا رہے کہ دماغ پریشان کرتا ہو یہ مقام جنگ ہو نہ جات
 نصیحت و پند اٹھا حربہ وار کرتا کہ تیرے بھی ہر سپہ گری سب دیکھ لیں یہ سنکے قہار نے
 کہا کہ مجھ کو تیرے ساتھ حرب تیر و شیر سے عار ہو کیونکہ میں نے دیکھ لیا کہ تو ان فنون
 سے بخوبی واقف ہو بس میں تجھ کو کشتی میں دیر کر دینگا نیزہ و شمشیر سے نہ ڈر دینگا شاہزادے
 نے جواب دیا کہ میں موجود ہوں ہر طرح جس طرح سے تیرا جی چاہے مقابلہ کر میں کسی
 سے یا ہر نہیں ہوں خواہ نیزے سے خواہ گرز سے خواہ تلوار سے اگر تیری عوار ہش
 ہو کہ کشتی ہو تو کینڈے سے اتر اور مقابلہ کر میں بہ مننا تھا کہ قہار کینڈے سے کود پڑا

پیدا ہوا تھا وہ نے سرداروں سے کہا کہ یہ کونسی حرکت تھا کرنے کی کہ تلوار سے مقابلہ کیا
 نہ کر کے کشتی پر آمادہ ہو گیا سرداروں نے عرض کیا کہ خدا اپنے ست ان فداؤں سے بھری
 آگاہ ہیں کوئی ایتر لالت جرب و ضرب کے مقابلے میں غالب نہ آئیگا سوائے کشتی کے
 مقابلے میں بس یہ بڑی عقلمندی تھا کرنے کی کہ نیزہ و تلوار سے مقابلہ کر کے ہیکار اپنے
 کو ہکان کرتا ہو کشتی لڑ کر دیر کر لوں بس اب یہ جوان اسیر ہو گیا کیونکہ تھکا ہوا ہو مقہور سے
 لڑ چکا ہو تھوڑے ہی عرصے میں قہار دیر کر کے گا بادشاہ نے کہا کہ اگر قہار زیر ہو گیا
 تو میں اس جوان سے جنگ مغلوبہ ضرور کرونگا اور اسکو اسیر کرونگا اگر جنگ مغلوبہ میں
 بھی میں نے شکست کھائی اور میں بھی اسیر ہو گیا تو اسکی اطاعت کرونگا کیونکہ ایسے لوگ
 ممکن نہیں ہوتے ہیں بس ایسوں کی اطاعت کرنا باعث افتخار ہوتا ہو سرداروں نے
 عرض کیا کہ ہمتو آپ کے تابع فرمان ہیں جو حکم ہوگا وہ بجالائیں گے ہمدار شاہ خاموش ہو
 اُدھر اہل قلعہ نے جو یہ دیکھا کہ نہ قہار نے نیزے سے مقابلہ کیا نہ تلوار سے مقابلہ کیا
 کشتی پر آمادہ ہو گیا شداد شاہ نے یہ دیکھ کر اپنے سرداروں سے کہا کہ اب یہ جوان نہ
 بے گا ضرور قہار دیر کرے گا کیونکہ یہ تھکا ہوا ہو وہ تازہ دم ہو خوب ہو لہذا قہار نے
 کشتی پر آمادہ ہو کر مقابلے کا قصد کیا سرداروں نے عرض کیا کہ آپ بلا خطر کریں کہ یہ
 قہار کیونکر زیر کیے لیتا ہو شداد نے کہا کہ ضرور ایسا ہوگا سب سردار کہنے لگے ہوا شداد
 ہوتا ہو یہاں تو یہ تقریر ہو رہی تھی اُدھر قہار نے گیند سے پر سے اُتر کر شاہزادے سے
 کہا کہ امیر جوان مجھ کو اس امر کا خیال ہو کہ تو تھکا ہوا ہو مقہور سے لڑ چکا ہو اسکو زیر کر چکا ہو
 اگر میں دیر کرونگا تو سب یہ کہیں گے کہ وہ جوان تھکا ہوا تھا ایک کم سن تھا اسس
 سب سے قہار نے زیر کر لیا اگر تو نے زیر کیا تو تیری نام آدہ ہی ہوگی تیرے زیر
 کرنے میں میری کوئی نام آوری نہیں ہو شاہزادے نے کہا کہ آپ مقابلہ کیجئے اسکا
 کچھ خیال دفرمائیے میں اب بدون تجکو زیر کیے ہوئے واپس نہ جاؤنگا یہ جو شاہزادے
 نے کہا بس قہار نے اپنے سب ہتھیار کھول کر رکھ دیے اور طرف شاہزادے کے
 چلا اُدھر سے شاہزادہ چلا باہم ہاتھ ملے دستی ساتھ زیر دستی کے ہوئی قہار نے جو ہاتھ
 شاہزادے کے شانے پر رکھا تھا شاہزادے کو یہ معلوم ہوا کہ ہاں ایسے ہاتھ بھی
 کبھی ہاتھ آئے ہیں اور ایسے لوگوں سے مقابلہ ہوا ہو شاہزادے نے جو ہاتھ رکھا تھا قہار
 کو یہ معلوم ہوا کہ آسمان بھٹ پڑا بس داؤن تیج بندھنے لگے جوڑو ٹوڑو ہونے لگے
 شاہزادہ مثل برق چندہ کے چمک چمک کر لڑ رہا ہو وہ بھی خوب مقابلہ کر رہا ہو باوجودیکہ
 گران ٹویل طویل القامت ہو مگر خوب جم کر لڑ رہا ہو جب شاہزادہ اسکو پکڑ لاتا ہو تو وہ
 تڑپ کر نکل جاتا ہو اور جب وہ شاہزادے کو پکڑ لاتا ہو تو یہ بھی مثل برق کے کوند کر
 نکل جاتے ہیں پھر قہار نے جھڑاکا کشتی کا بندھا ہوا ہو دیکھنے والے دونوں کی تعریف
 کر رہے ہیں عجب مزے کی کشتی ہو رہی مقہور کی تویر نوبت ہو کہ باچھین کھلی جاتی ہیں
 دل میں کہتا ہو کہ آقا قہار کو بھی زیر کریں گے دعائیں کر رہا ہو عجب طرح کا مقابلہ ہو
 اگر کوئی تیج قہار نے باہر شاہزادے سے اُسکا توڑ کیا اگر شاہزادے نے باہر

قہار نے لوڑ کیا اسی طور سے سواپہر کامل کشتی ہوئی ایسے شملش سے مقابلہ ہوا اور زور ہوئے
 کہ قہار کا دم چڑھنے لگا سانس پھولنے لگی یہ پسینہ میں غرق ہو گیا اب یہ ثابت ہو کہ مثل
 بھیس کے بائیں رہا ہو مگر رخصت جاتا ہو کچھ دن باقی تھا کہ قہار شاہزادے کو لے دوڑا
 شاہزادہ کوئی سات قدم پر پہنچا ہو گا اور پیچھے بٹا ہو گا کہ اسنے موقع پا کر جھٹکا لیا
 کہ دھنکھٹنا اشنا بزمین ہوا تھا کہ انھوں نے تڑپ کر لنگر قائم کیا تا بہ کر یہ زمین میں غرق
 ہو گئے بس قہار اسپر مثل بلا کے چھا گیا دل میں کتا ہو کہ کجک مجھ سے ایسے جوان
 سے سابقہ نہیں ہوا یہ حال دیکھا بیدار شاہ و اہل لشکر کے حواس جاتے رہے اور
 بیدار شاہ نے سرداروں سے کہا کہ لڑھکھٹا ہوا قہار شیر پیکر بھی زیر ہو گیا یہ لنگر
 اس جوان کا زنا کھڑکے گا وہ اسکو زیر کرے گا مقہور نے خوش ہو کر آواز دی کہ وہ
 مارا یہ بھی شکار ہوا مثل میر سے اہل قلعہ تو ساکت ہو کر رہ گئے شاہ و شاہ نے کہا کہ اگر
 بھائیوں اب بیدار شاہ کس بھروسے پر لڑے گا اس جوان نے قہار کو بھی زیر کر لیا
 اب کیا تم میر کروں میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ادھر اس قہار کو زیر کیا اگر بیدار شاہ نے
 اسکی اطاعت کر لی بسبب اپنے سپہ سالاروں کے زیر ہو جاتے تھے تو یہ جوان خدا پرست
 ہماری طرف رجوع ہو گا مجھے بھی درخواست کریگا کہ تم لوگ بھی دین اسلام قبول کرو
 بس اسی وقت بڑی مشکل ہو گی کیونکہ میں اسقدر خدا اپنے میں قوت اس امر کی دیکھتا ہوں
 کہ اس سے مقابلہ کر سکوں کیونکہ جب بیدار شاہ و مقابلہ کر سکا اور زیر ہو گیا تو میری کیا
 لیاقت ہو نہ یہ امر محکو گوارا ہو گا کہ اسکی اطاعت کروں بس عجب طرح کے محسن میں گرفتار
 ہوں چند سپاہ قہار نے جو کہ مترب بارگاہ شہدادتھے عرض کیا کہ ہمارے ذہن میں
 ایک تدبیر آئی ہو اگر حکم ہو تو بیان کریں خدا و شاہ نے کہا کہ بیان کرو شاہ تمہاری ہی
 رائے صائب ہو اور اس سے کوئی نفع پہنچے انھوں نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک
 یہ امر بہتر ہو گا کہ اگر قہار زیر ہو جائے اور بیدار شاہ بدون مقابلہ اس جوان کی اطاعت
 کر لے خواہ زیر ہو کر اطاعت کرے بس آپ بھی قلعے سے باہر تشریف لیجائیے اور اردو
 کر کے مسلمان ہو جیے مع کل لشکر اور سرداروں کے اور ان سب کی دعوت کیجیے مع اس
 جوان و مقہور و قہار و دیگر سرداروں کے و بیدار شاہ کے و شراب و کباب و غیر مطام
 و آب میں بیوشی ملا کر ان سب کو زیر کر لیجیے در قلعہ بند کر لیجیے دوسرے دروازے سے
 قلعے کے نکل کر خدمت ولد ار شاہ میں مع اسیروں و ناموس تیکے پہنچ جائیے اور ان
 اسیروں کو ولد ار شاہ کے سپرد فرمائیے انکو اختیار ہو خواہ قتل کریں خواہ رہا اب
 ان سب کی شر سے پیچھے بیدار شاہ کی بھی شر سے نجات پائیے اور اس جوان کے بھی
 شر سے کیونکہ اگر صرف اس جوان کو اسیر فرمائیے گا تو بیدار شاہ بہت کوشش کریگا
 بس و دوزن کو اسیر فرمائیے رہے اہل لشکر وہ بیرون قلعے پڑے رہیں گے جب انکو یہ خبر
 معلوم ہوئی کہ ہمارے سردار اسیر ہو گئے بس وہ لوگ یا تو عاجز ہو کر اطاعت کریں گے
 یا آپ ہی کسی طرف چلے جائیں گے بس یہاں سے لے کر شر بیدار شاہ یہ تک آپ کی
 عملداری ہو جائیگی ایک صورت تو یہ نجات پانے کی ہے دوسری صورت یہ ہے کہ اگر

بیدار شاہ بعد اسیر ہونے قہار کے اس جوان سے مقابلہ کرے آپ قلعہ سے نکل کر بیدار
 شاہ سے شریک ہو کر اس جوان سے مقابلہ کیجیے اور دونوں صاحب ملکر اسکو شکست دین
 اور قتل کرین مع سرداروں کے بس جبکہ یہ قتل یا اسیر ہو جائے لشکر اسکا شکست کھا کر بھاگے گا
 بس آپ بیدار شاہ کے قلعہ پر قبضہ کرادین اور کرے بیدار شاہ کی اطاعت کرین یا تو
 اس عرصے میں دلدار شاہ اگر بیدار شاہ کو سزا دے گا اور قلعے پر قبضہ کرے بیدار شاہ
 کو نکال دینگا آپ کا قبضہ ہو جائیگا آپ بلا سے نجات پائیں گے جب دلدار شاہ آئے آپ
 اسے شریک ہو جائیں اگر اگلا آئے میں عرصہ ہو تو کسی تدبیر سے انکو بھی بیوشی کھلا کر پیش
 درپے لشکر پہنچون گراہے سب کو بھگا دیجیے اور ان سب کو لے کر خدمت دلدار شاہ
 میں جائیے اور انکے سپرد کر دیجیے بس دونوں دشمنوں سے نجات پا جائیے گا ایک کو تو
 بیدار شاہ کے شریک ہو کر دفع کیجیے اور ایک کو کرے یہ جو ان مشیروں نے رائے
 دی بس خدا دشاہ اچھل پڑا بہت خوش ہوا دل میں نہایت شاد ہوا بند غم سے آزاد ہوا
 کہنے لگا کہ تنے خوب رائے دی واقعی بڑی عمدہ ترکیب ہو سوائے اس تدبیر کے کوئی
 دوسری صورت ان لوگوں کے ہاتھ سے نجات پانے کی نہیں ہو یہ ککر علم دیا کہ ہمارا لشکر
 تیار ہو ہم بیرون قلعہ جائیں گے اسنے خیال کر لیا دل میں کہ اگر بیدار شاہ بدون رائے
 اس جوان کا مطیع ہو گیا تو میں نے بھی کرے اطاعت کی اور دام کر پھیلایا سب کو اسیر کر لیا
 اور اگر رائے کے اور زیر ہو کر اطاعت کی تو اس حالت میں میں نے بیدار شاہ کی شراکت
 بھی کی اور کرے اطاعت بھی اس جوان کی کی اور اس صورت میں بھی اسکو اسیر کیا اگر
 بیدار شاہ مقابلے میں اس جوان پر غالب آیا اور یہ جوان خواہ قتل خواہ اسیر ہوا بیدار
 شاہ کے ہاتھ سے اور بیدار شاہ اسپر غالب آیا تو میں نے بیدار شاہ کی اطاعت
 کی اور بیدار شاہ کو دام کر میں مبتلا کیا اور اسپر کر لیا، میرے ہاتھ سے بچ کر جاتے کہان
 میں خوب تدبیر میرے ہاتھ کی بڑی عمدہ رائے دی بس یہاں تو لشکر تیار ہونے لگا
 اور وہاں میدان میں جبکہ شاہزادے نے اپنا لشکر قائم کیا بس قہار مثل ابر کے شہر پہ
 پر چھا گیا اور گمر نہ بخیر کچڑ کر نہ کر کے لگا خوب اسنے دور کیا اسقدر دور کیا کہ انگلیوں سے
 گنہیں سے بونہیں خون کی ٹپکنے لگیں مگر شاہزادے کے لشکر کو جنبش نہوئی بہت
 پریشان ہوا اب اسمین طاقت نہ رہی جواب دیا اسکو اسکی قوت اسنے ہاتھ نہیں لیا
 اور کہا کہ او جوان میں اپنا حوصلہ نکال چکا اب تیری باری ہو تو اٹھ اور اپنا حوصلہ نکال
 میں نے تو جعفر مجھ میں طاقت بھی سب صرف کی اگر میں دور ہوا ڈپر کرتا تو اسکو بچ دین
 سے اکھڑ کر پھینک دیتا مگر تیرے لشکر کو حرکت تک نہوئی شاہزادے نے فرمایا کہ اے قہار
 جو کچھ تجھ کو حوصلہ ہو نکال لے پھر یہ نہ کہنا کہ میں نے رہایت کی ورنہ میں زیر نہوتا قہار نے
 کہا کہ میں نہایت ہوں ایسا کلمہ بھی زبان پر نہ لایا مگر بس تو اس امر سے اطمینان رکھ اب
 یہ کلمہ جو شاہزادے نے اس سے سنا تو رائے اسکے بازو پکڑ کر اور سر کو سینے سے لگا کر اسکو
 لے دوڑے وہ اس طور سے چلا کہ جیسے ہوا میں پتہ اڑتا ہوا جاتا ہی اگر وہ دہنے پر تھا تو پھر
 بائیں کا ہکا پڑا کہ زمین پاؤں کے نیچے سے نکل گئی اگر بائیں پر تھا وہی طرف ہکا پڑا کہ

تھم دسکا کیا بڑا وقت تھا کہ زمین پانوں کے نیچے سے نکلی جاتی تھی تھنا دشوار تھا بڑی کوشش کرتا تھا کہ کسی مقام پر توڑ کوں مگر ممکن نہ تھا بس شاہزادہ اسکو بارہ قدم ریل لایا ایک مقام پر جو اسکی آنکھ پھری انھوں نے جو موقع پا کر ہکا مارا دوڑن سے ٹپٹنے اسکے آشنا زمین ہوئے اسنے قصد کیا کہ تڑپ کر لنگر قائم کروں بھلا یہ کب لنگر قائم کرنے دینے ہن فنون سپہ گری سے بخوبی آگاہ ہن دہنے پر آکر کر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر جب تک وہ لنگر قائم کرے یہ اسکو لے اٹھے پہلے ہی زور میں تباہ کر کے آئے دوسرے میں تباہ سینہ میسرے زور میں دوسرے بازو کا بھی زور شریک کر کے مثل طفل کے اسکو سر سے بلند کر لیا یہ واقعہ دیکھ کر مقتور ہو کر دیکھنے آجمل پڑا اور طرف میدان کے چلا شاہزادے کی تعریف کرتا ہوا لشکر شاہزادے میں ایک تعریف کا شور بلند ہوا کہ گوش گردون کر ہو گئی سب نے صدا سے تکیہ بلند کی بیدار شاہ کے تو طائر جوش و حواس بران ہو گئے کل اہل لشکر و سردار ساکت ہو کر رہ گئے شہاد شاہ نے جو بالائے تلے سے یہ موکہ دیکھا سردار وں سے کہا کہ لو اس جوان نے میان قہار کو بھی زیر کر لیا اور سر سے بلند کر لیا واقعی کیا قوت و طاقت ہو کوئی ایسے جوان کا مقابلہ کر سکتا ہو کیونکہ جسکو یہ قوت و طاقت خداوند زمرہ کی طرف سے عنایت ہو جسکے بزرگ سپہ سالار قدرت کا لقب پائین اس سے کون مقابلہ کرے بس یہ لوگ سوائے مکر و فریب کے اور کسی طور سے نہ زیر ہونگے اسنے سرکہ ہو کر کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہو سردار وں نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا یہ لکھ شہاد شاہ نے کہا کہ ہمارا لشکر تیار ہے سب نے عرض کیا کہ جی ہاں تیار ہو بس اسوقت شہاد شاہ تخت پر سوار ہوا اور سب سردار مکیوں پر اور لشکر کو لے کر در قلعہ کھول کر بل تخته خندق پر ڈولا کر طرف میدان کے چلا اسکے ہمراہ لچہ خیمے وغیرہ ہن اتنی ہزار سوار و پیادے ہن یہ تو ادمر کو آتا ہو ادمر شاہزادے نے قہار کو مثل طاؤس آتش باری کے گرد سرچرخ دیا اور قصد کیا کہ زمین پر مارون کہ قہار زمین ہو جائے کہ قہار نے عرض کیا کہ اے شہریار جسکو سر سے بلند کرتے ہن اسکو پھر خاکِ نعلت پر نہیں گرہنے ہن محکو امان عطا فرما یہ شاہزادے نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان اسنے عرض کیا کہ میں آپ کی اطاعت دل و جان سے قبول کی تا زندہ ایم بندہ ایم شاہزادے نے قہار کو زمین پر رکھ دیا آہستہ وہ اٹھکر اور دوڑ کر شاہزادے کے قدموں پر گرا اور عرض کیا کہ اے شہریار جو آپ کے دین کو اختیار کرے وہ کیا کہے بس شاہزادے نے اسکو کلمہ طیبہ تعلیم فرمایا وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا زنگ لفر اسکے آئینہ قلب پر سے دور ہوا شاہزادے نے اسکو گلے سے لگایا اسنے بہت تعریف فرمائی اور سات بار گرد پھرا اسکے بعد اپنی سپہ و تلوار اٹھا کر اور طرف لشکر بیدار شاہ کے منتہ کر کے نکلا کہ اے بیدار شاہ آگاہ و خبردار ہو کہ میں نے اس بہادر و شہریار کی اطاعت اختیار کی اور لعنت کی تصویر پرستی پر اور میں نے دین اسلام قبول کیا جو کہ دین برحق ہو اور یہ سب خداے باطل تھے میں نے رام ضلالت کو ترک کیا چشمہ پر ایت سے سیراب ہوا نور اسلام نے میری دل میں جگہ کی بس خیریت اسی میں ہو کہ تو بھی آکر اس شہریار کے قدموں کو بوسہ دے اور اس شہریار کی اطاعت اختیار کر لعنت کر

خداوند تصویر پر جو کہ ایک مکار اور ساخر ہو کہ جس نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا ہے اس وقت
میں آکر لگا نہ کی اس جوان کو میرے ہاتھ سے زبرد کر آیا بس ثابت ہوا کہ وہ گیدی کچھ
قدرت نہیں رکھتا ہے سوائے خدا کے آسمانی کے کہ اسکو ہر طرح کی قدرت و طاقت
حاصل ہو بس آ اور اطاعت کر اور دین اسلام قبول کر ورنہ یاد رکھ کہ میرے ہاتھ سے
مارا جائیگا یہ لشکر تیرا میرا کچھ نہ بنا سکے گا ایک حملہ میں سب کو خاک و خون میں ملا دوں گا
سب کو تیغ کر ونگاہ جو قہار نے پکار کر کہا بس بیدار شاہ کو بہت ناگوار ہوا اپنے
سرداروں و اہل لشکر سے کہا کہ مار لو ان سب کو اور اس قہار تک حرام کو اس تقریر
کی سنرا دو بس یہ حکم دینا تھا کہ کل سردار اور کل لشکر تلوار میں لے کر مرکبوں کو مہینہ کرے
طرف قہار و شاہزادے کے چلے یہ جو قہار نے دیکھا کہ کل لشکر بیدار شاہ کا آتا ہے
شاہزادے سے عرض کیا کہ شہر پار ہوشیار ہو جائیے وہ نابکار لشکر لے کر بقصد جنگ آتا ہے
شاہزادے نے فرمایا کہ میں ہوشیار ہوں یہ فرما کر اور سپرد تلوار اٹھا کر جست کر کے مرکب پر
سوار ہوئے پودا جو لیا اور آگ ہو گیا اُدھر قہار شیر پیکر بھی مرکب یعنی پشت گینڈے پر
سوار ہوا اور شاہزادے کے ہزارہ چلا مقہور بھی قریب آ گیا تھا وہ بھی چلا یہ رنگ جو لشکر
شاہزادے نے دیکھا کہ کفار نے قصد جنگ مفلوبہ کیا اور سب طرف شاہزادے کے چلے
بس اہل اسلام بھی تلوار میں علم کر کے اور مرکب اٹھا کر لشکر کفار پر جا پڑے اور باہم لگے
تلوار چلنے لگی شور ملے غول کے غول اور فٹ کے فٹ + گئے مومن و کفر باہم لپٹ پڑے
کے اک سمت ریلے ہوئے + پیادے تھے جانوں پھیلے ہوئے + غضب کی تلوار چلنے لگی
میدان جنگ لاشوں سے پٹ گیا دریاے خون ہر طرف بہنے لگا جا بجا سرو تن کے انبا
ہو گئے سرٹھو کرین کھانے لگے کالے سر چور چور ہو گئے تلواروں کی جھنکار سے اور
مرکبوں کے ٹاپوں کی صدا سے میدان معرکہ ہل رہا تھا نگاہوں سے سمند ان سے خبار بلند
تھا انہیں جو ستائین چمک جاتی تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابرسیاہ میں ستارے چمک رہے
ہیں ہر طرف پہلوانان رعد آواز فرہ کر رہے تھے وہ معلوم ہوتا تھا کہ بادل گرج رہے ہیں
ڈھالوں کی گھٹا چھائی ہوئی تھی آسمین برق شیشہ کو ندر ہی تھی صداے باجھائے جنگی سے
زمین معرکہ کو زلزل تھا بازاں مرگ ہر سمت گرم تھا ملک الموت روحین قبض کرتے پھرتے
ہیں ہر ایک بہادر و دوس مرگ کا خواستگار تھا جسم پر گلہائے زخم کھلے ہوئے تھے غنچہ
زخم چمک رہے تھے نقیبوں کی صدا ہر صفت میں اٹھی کہ اے جو الو کو شیش کیے جاؤ مقابلہ
سے کہ بھاگو تھارے باپ دادا بڑے جرمی تھے کبھی انکے قدم آگے بڑھ کر پیچھے نہیں
ٹپے انکے نام سے ہمارا دن کو تب آتی تھی یہ روز جنگ ہوا اپنے باپ دادا کے
نام کو روشن کر وہ معرکہ کر وہ نام رستم و اسفندیار و صفیہ ہستی پر تھے مثل حرف غلط کے
مٹ جائے ہو جب شہر روز جنگ است جنگ بید کر د + کوشش نام و تنگ
باید کر د + دیکر بیاہ لاؤ تم عروس موت کو + دو طلاق اس زندگی کے سوت کو + یہ ہر
صفت میں نقیبوں کی صدا تھی بہادر بہ صید اسن شکر اور جوش شجاعت میں آتے تھے
بڑھ بڑھ کر حریف سے مقابلہ کرتے تھے کسی نے کسی کو تیر سے پر اٹھا کر مارا کہ نقش زمین

ہو گیا ہر عضو سے بدن چور ہو گیا کسی کے سر پر گر پڑا کہ مع راکب و مرکب پیوند زمین ہو اسواسے
 لحظ خون کے کچھ نظر نہ آتا تھا جیسے تلوار کا ہاتھ بڑا تیر تک نہ باقی رہا راکب و مرکب چار
 ٹکڑے ہوئے راہ عدم کھلی ہر سب کا اسی طرف کوچ ہو سواسے کو پچھڑ خمر و گمشدہ کمان
 کے کوئی جائے مفر نظر نہیں آتی ہر ہر ایک کی جان پر بنی ہو کانسہ مثل کانسہ گلی کے خراب
 ہو رہے تھے دریائے خون ہر سمت کو روان تھا بڑے عرصہ تک مقابلہ رہا راوی کتاہر
 کہ شاہزادہ و قہار و مقہور و دیگر سرداروں نے لاشوں کے انبار لگا دیئے خون کے
 دریا بہا دیئے بس شاہزادہ لڑتا ہوا قریب تخت بیدار شاہ کے پہنچا اسکو لگا راٹے تلوار
 کا وار کیا بس شاہزادے نے ہاتھ کو بچا کر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا اور کلائی مڑوڑ کر تلوار
 جھین لی کر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اسکو تخت پر سے اٹھالیا اُدھر قہار شیر پیکر نے بڑھ کر
 علم فوج کو قلم کیا مقہور نے انقار سے پر تلوار ماری کہ وہ شکست ہوا انقار جی مارا گیا بس جیسے
 شاہزادے نے بیدار شاہ کو تخت پر سے اٹھا کر سر سے بلند کیا وہ بکا را کہ امان شاہزادے
 نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان اُسے عرض کیا کہ میں نے آپ کا دین قبول کیا شاہزادے
 نے اسکو آہستہ تخت پر رکھ دیا اُسے جب اپنے کو تخت پر پایا بس پکار کر کہا کہ اہل لشکر بابت
 وادی سرداران باشوکت میں نے اس جوان کی اطاعت قبول کی اور دین اسلام قبول کیا
 بس جسکو یہ امر منظور ہو کر دین اسلام قبول کرے وہ تو میرے لشکر میں رہے ورنہ نکل جائے
 اور اب نہ لڑو یہ جو بیدار شاہ نے پکار کر کہا اور سب اہل لشکر اس حال سے آگاہ ہوئے
 لڑا مقابلے سے ہاتھ کھینچ لیا حریف سے حریف جدا ہوا جو کوئی سینہ پر حریف کے سوار
 تھا اور خنجر گلے پر رکھ چکا تھا اسی وقت صدائے امان سنکے ہاتھ روک لیا اگر کسی نے
 تلوار کا وار حریف پر کیا تھا تلوار اداہین تھی ہاتھ روک لیا قتل نہ کیا بس کل لشکر بیدار
 شاہ لشکر شاہزادے سے جدا ہوا اور لشکر شاہزادہ و لشکر بیدار شاہ سے ہر ایک
 صدائے امان سنکے تھم گیا جنگ مغلوبہ موقوف ہوئی بس سب اہل لشکر بیدار شاہ نے
 جو قتل ہونے سے بچے تھے پکار کر بیدار شاہ سے کہا کہ ہم سب نے دین اسلام قبول
 کیا کیونکہ الناس علی دین ملوکم یہ جو صدائے طرف سے آئی شاہزادے نے ہاتھ روک
 لیا بس بیدار شاہ رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر خدمت ہوا قدیم شاہزادے کو بوسہ
 دیا اور عرض کیا کہ مجھ کو کلمہ طیبہ تعلیم فرمائیے میں نے آپ کی اطاعت کی بس شاہزادے نے
 بیدار شاہ کو کلمہ تعلیم کیا وہ صدق دل سے مسلمان ہوا اسکے سردار سب جمع ہو کر خدمت میں
 حاضر ہوئے بس وہ سب بھی کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوئے اور کل لشکر بیدار شاہ
 کا صدق دل سے مسلمان ہوا راوی کتاہر کہ کسی میدان جنگ میں سب دائرۂ اسلام میں
 آئے اور سب مسلمان ہوئے شاہزادے کو بڑی خوشی ہوئی بس بیدار شاہ شاہزادے
 کو لے کر اپنی نزد گاہ پر آبا شاہزادے نے حکم دیا کہ ہمارے جیسے وغیرہ بھی شامل لشکر
 بیدار شاہ پر آپ کے حاکمین اور کشنگان ہر دو لشکر کا شمار کیا جائے اور مجروحان ہر دو لشکر
 کو شہانہانہ دین روانہ کیا جائے اہل اسلام و دین کے جائین اور کفار کی بھی لاشیں
 اٹھا کر دلا کر آسین ڈال دی جائیں بس بموجب حکم شاہزادہ کل لشکر شاہزادہ شریک

لشکر بیدار شاہ ہوا اسی مقام پر بیٹھے وغیرہ برپا کیے گئے بارگاہ زمردی برپا ہوئی لشکر
اُترا بازار میں آراستہ ہوئیں دولون لشکر دن نے کریں کھولیں سب آسودہ ہوئے اُدھر
لاشون کا جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ دو ہزار اہل اسلام درجہ شہادت پر فائز ہوئے اُنکو دفن
کیا نماز پڑھ کر اور پانچ ہزار کفار قتل ہوئے بس اُنکو بوجہ حکم شاہزادہ ایک غار میں
ڈال کر توپ دیا زخمیوں کا جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ دولون لشکر دن کے ایک قریب تین
ہزار کے مجروح ہوئے بس اُنکو شفا خانے کی طرف روانہ کیا وہاں اُنکا علاج شروع
ہو گیا یہاں شاہزادہ ہمراہ بیدار شاہ کے اسکی بارگاہ میں داخل ہوا اسی لباس رزم
سے بیدار شاہ نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ حضور تخت پر تشریف لے رہے ہیں اپنے قدم
مینست لزوم سے تخت کو رونق بخشیں شاہزادے نے فرمایا کہ اپنا یہ طریقہ نہیں ہی ہلک
تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں تمہارا تخت ٹکو مبارک رہے بس شاہزادے نے
یہ جو فرمایا اور ہاتھ پکڑ کر بیدار شاہ کو تخت پر بیٹھا یا اسکو کچھ بن نہ پڑا سو اسے قبول کرنے
کے وہ سلام کر کے تخت پر بیٹھا شاہزادہ برابر تخت کے ایک دنگل پر جلوہ منبر ہوا
سب سردار شاہزادے کے اور بیدار شاہ کے طریقہ سے دنگل و کرسیوں پر مستکن
ہوئے شاہزادے نے تہارہ و مقہور کو بھی بیدار شاہ سے بلوایا دھر بھی اپنے اپنے
مقام پر شاہزادے کو سلام کر کے بیٹھے مگر شمع رخسار شاہزادے کے پر وانا نہیں
ہر وقت رخ کی طرف نگاہ ہو اور دل میں قوت و طاقت کی تعریف کر رہے ہیں کہ
گو کون نے آکر عرض کیا کہ ہمیں اہل اسلام کو جو کہ قریب دو ہزار کے شہید ہوئے اُنکے
دفن کر دیا اور کفار کو بھی جو کہ قریب پانچ ہزار کے مارے گئے تھے ایک غار میں ڈال دیا
میدان لاشوں سے صاف ہو گیا زخمیوں کو شفا خانہ میں بھیجا یا جو کہ تین ہزار کے قریب
تھے اوہیں وغیرہ حضور کے اسی لشکر میں لا کر برپا کیے اور لشکر بھی کل آگیا شاہزادے
نے فرمایا کہ جاؤ اور کاروبار میں مصروف ہو ہم بھی آتے ہیں بس وہ لوگ رخصت ہو کر
اور سلام کر کے بیرون بارگاہ آئے راوی کہتا ہے کہ ابھی کچھ دن باقی تھا شام نہیں ہوئی
تھی کہ یہ لڑائی فتح ہو گئی اور ان سب کاموں سے فرصت ہوئی شاہزادے نے دربار میں
بیٹھ کر بہت سے حکم و ہدایت خدا میں اپنی زبان سے تعلیم فرمائے اور سب سرداران بیدار
شاہ کو عقائد دین اسلام تعلیم فرمائے بعدہ بیدار شاہ نے شاہزادے سے عرض کیا کہ
ای شہر یا رشتہ دار کے بارے میں کیا حکم ہوتا ہے کہ اُسے یہ سب معرکہ دیکھا اور وہ حاضر خدمت
نہوا بلکہ آپ نے اسکی طرف سے مقابلہ کیا اسکو پنجاہ اجل سے نجات عطا فرمائی ورنہ میرا
سپہ سالار قلعہ لے چکا تھا بلکہ ای شہر یا رجب آپ نے قہار کو زیر کیا اور سرتے بلند فرمایا
ہو تو شہزادہ شاہ کل لشکر لے کر قلعہ سے نکلا تھا میں نے یہ خیال کیا تھا کہ آپکی اطاعت
کو آتا ہے بس وہ نہ آپکی خدمت میں حاضر ہوا نہ میری شراکت کی : معلوم وہ اپنے دل میں
سوچا کیا ہو شاہزادے نے فرمایا کہ ہر ایک کو اپنے فعل کا اختیار ہے جو جسکو بن پڑتا ہو وہ
کرتا ہو وہ کچھ تو اس امر میں اپنے لیے اچھا سوچا ہو گا جو اُسے نہ میری اطاعت کی اور نہ
تمہاری شراکت کی بس آجکل اُسکا انتظار کیا جائیگا اگر اُسے آکر اطاعت کی اور نہ میں اسلام

قبول کیا تو خیر ورنہ پرسون اسکو نامہ لکھا جائیگا اور اسے قبول کرنے دین اسلام کے طلب کیا جائیگا اگر وہ آیا تو خیر اگر اسنے مقابلے کا قصد کیا تو مقابلہ کیا جائیگا وہ جائیگا کسان بقول تھا ہے کہ وہ قلعے سے تو باہر آچکا ہو مع لشکر کے کل اسکے دل کا حال معلوم ہو جائیگا اب قلعے میں تو واپس جائیگا نہیں بیدار شاہ نے کہا کہ وہ بڑا مکار ہو میں خیال کرتا ہوں کہ جب اسنے دیکھا ہوگا کہ میں اسنے ہاتھ سے شکست کھائی اور میں آپ کا مطیع ہوا وہ فوراً لشکر لے کر واپس گیا ہوگا اور جا کر قلعہ بند ہوا ہوگا وہ بڑا بودہ اور نامرد ہو اسی نامردی کے سبب سے تو میں اسے لشکر کشی کی اس نامردی کے سبب سے تمام ملک آبائی قبضے سے نکلوا دیے اور مجھ کو آگاہ نہ کیا ورنہ یہ نوبت نہ آتی شاہزادے نے فرمایا کہ خیر جو اسکو اسوقت مناسب تھا وہ اسنے کیا اور جو اب مناسب ہوگا وہ کرے گا اسکا کچھ خوف نہیں ہو کہ وہ قلعہ بند ہو کر مقابلہ کرے گا تو دیکھا جائیگا اگر فضل خداوند کریم شامل حال ہوگا تو وہ قلعہ بھی فتح ہو جائیگا کوئی مقام تردد نہیں ہو پس جو کاتب تقدیر نے جاری اسکی پیشانی میں لکھ دیا ہو وہ پیش آئیگا اگر اسکی تقدیر میں مسلمان ہونا ہو تو مسلمان ہوگا ورنہ اپنے کردار کی سزا پائیگا وہ اپنا حوصلہ نکال لے قلعہ بند ہو کر مقابلہ کر لے مقہور نے عرض کیا کہ اگر وہ قلعہ بند ہو کر مقابلہ کریگا حضور مجھ کو فرمائیں گے میں جا کر مثل آج کے اس سے قلعہ لیلو لنگا وہ جاتا کہان ہو بیدار شاہ نے عرض کیا کہ وہ صرف اس امر پر بہت بھولا ہوا ہو اور اپنے نزدیک بہت بھولا ہوا ہو کہ میں نے دلدار شاہ سے ملک طلب کی ہو وہاں سے میری ملک آئیگی وہ لوگ آکر ان سب کو قتل و غارت کریں گے شاہزادے نے فرمایا کہ خیر جو کوئی جب آئیگا اسوقت دیکھا جائیگا جو مقدر میں ہو گا وہ پیش آئیگا یہاں یہ تقریر ہو رہی تھی راوی شہزاد کی حالت بیان کرتا ہے کہ یہ جو لشکر لے کر قلعے سے اس خیال سے نکلا تھا کہ اگر بیدار شاہ اس جوان سے جنگ مفلوہ ہو کر لگا تو میں اسکا شریک ہونگا اور اس جوان کو قتل کرونگا اسکے بعد جب یہ جوان قتل ہو جائیگا اور اسکی شہر سے مفرغے گا تو بیدار شاہ کے ساتھ مکر کرونگا اسکو بھی اسیر کرونگا پس یہ لشکر لے کر چلا تھا جب تک فریب لشکر بیدار شاہ آئے آئے اور شریک جنگ ہو ہو یہاں فتح ہو گئی سب نے شاہزادے کی اطاعت قبول کر لی یہ جسرت تو اسکی اسکے دل میں رہ گئی پس یہ گفت افشوس مل کر رہ گیا اسی وقت دوسرا کمر اسنے بھلایا اور دام مکر کو پھیلایا کیونکہ اسکو سرداروں نے صلاح دی تھی کہ اگر بیدار شاہ لا کر خواہ یون ہی اطاعت کرے پس آپ بھی مکر سے مسلمان ہو جائیے گا بیدار شاہ و کل سرداران بیدار شاہ و مقہور و قہار اور اس جوان خدا پرست کی کہ جسکا نام رفیع البخت ہے اور کل اس جوان کے سرداروں کی دعوت کیجیے گا قلعے میں لا کر اور سب کو بیوشی دے کر پکڑ لیجیے گا اور در قلعہ بند کر لیجیے گا دوسری طرف سے نکل کر خدمت میں دلدار شاہ کی پہنچی جائیگا وہ ان سب سے تیج لین گے بلکہ ہکو یقین ہو کہ وہ راہ میں ملین یا کل تک یہاں آجائیں پس یہ اسے اسکو پسند آئی تھی انھیں دو چھالوں سے یہ حملے سے چلا تھا جب اسنے دیکھا کہ بیدار شاہ نے اطاعت کر لی مع کل لشکر کے اور دونوں لشکر

ایک ہو گئے پس اس نے کیا کیا کہ تھوڑے سردار جو کہ موز اور عقلمند و مکار تھے سیاہ قلب
تیرہ درون بچہ شیطان اُنکو اپنے ہمراہ لیا اور باقی کل لشکر جو کہ اسی نہر کا تھا اور کل سرداروں
سے کہا کہ تم قلعے میں جاؤ میں اپنا کام کر کے آتا ہوں وہ کل لشکر اندرون قلعہ اس وقت
چلا گیا اور یہ بانی بیداد نطفہ حرام شہداد بھرا ہوا از قبض و حنا دآن سرداران سیاہ قلب
کو اپنے ہمراہ لے کر طرف لشکر شاہزادہ و بیدار شاہ کے چلا جب قریب لشکر پہونچا
اُسی وقت اس نے نہر کو قریب کیا کہ چند کشتیان پر از جو اہل قلعے سے طلب کر کے اپنے ہمراہ
لے لیمن تھیں بس آکر قریب لشکر پہونچا اہل لشکر بیدار شاہ نے جو اسکو اسطور سے آتے
ہوئے دیکھا بڑھکرائے دریافت کیا کہ آپ کس قصد سے اس طرف تشریف لائے
ہیں اس مکار نے بیان کیا کہ ہم اس قصد سے آتے ہیں کہ شاہزادے کی خدمت
میں حاضر ہو کر مثل بیدار شاہ کے ہم بھی اسکی اطاعت کرین دین اسلام قبول کرین
کیونکہ یہ امر تو ہمیر بخوبی ثابت ہو گیا کہ ہم مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں جبکہ شاہزادے نے
بیدار شاہ کو شکست دی اور مقہور و قہار کو زیر کیا تو جاری حقیقت کیا ہے جبکہ ہم
بیدار شاہ سے نہیں مقابلہ کر سکتے تھے اور قلعہ بند ہوئے تھے تو بھلا اسے کیا مقابلہ
کرین گے دوسرے شاہزادے لے سب اہل قلعہ کی جان بچائی ہے وہ سب کا عمن ہے
ابے شخص کی اطاعت ہم سب پر لازم ہے یہ جو شہداد شاہ نے کہا وہ خاموش ہو رہے
کہ جنہوں نے آکر دکھا تھا بس شہداد شاہ مع سرداروں کے داخل لشکر ہوا لشکر کی سیر
کرتا ہوا اپنے سرداروں سے کہتا ہوا کہ کیا خوب لشکر ہے اصل یہ ہے کہ جیسا لشکر ہو ویسا ہی
افسر ہو یہ دو پہلو ان خوب ہاتھ آئے ہیں بیدار شاہ بھی کم نہیں ہے بیدار شاہ کے شک
ہونے سے دونی رونق ہو گئی ہو را دی کہتا ہے کہ شہداد بہ شہداد سرداروں سے یہ
باتیں کرتا ہوا قریب بارگاہ آیا جہاں کہ شاہزادہ و بیدار شاہ بیٹھے ہوئے شہداد
بہ شہاد کی باتیں کر رہے تھے کہ جب شہداد بانی فساد پہونچا دیکھا کہ درگہ سالار دربار گاہ
پر دنگل پر بیٹھا ہوا ہے سپر و تلوار سامنے رکھی ہوئی ہے خادم پس پشت کھڑے ہوئے
ہیں جب شہداد کو درگہ سالار نے مع سرداروں کے دیکھا چونکہ پہچانتا تھا دنگل پر سے
اُٹھ کھڑا ہوا اور قریب آکر عرض کیا کہ حضور اس وقت کہاں تشریف لائے اور کیا قصد
ہو شہداد نے وہی تقریر جو ان لوگوں سے کی تھی درگہ سالار سے بھی کی اور کہا کہ میں رگہ
میں جانا چاہتا ہوں درگہ سالار نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ گستاخی معاف ہو آپ یہاں
تشریف فرما ہوں میں اجازت لے آؤں میری خطائیں ہیں میں حکم کا پابند ہوں ورنہ
میں جیسے آپ کے بھائی صاحب کا ملازم ویسے آپ کا میرے نزدیک دونوں برابر
ہیں ہم خیر خواہ سرکار ہیں مگر حکم سے مجبور ہیں کیونکہ حکم ہے کہ جو کوئی اندر بارگاہ کے آٹکا
قصد کرے ہکو فوراً اطلاع دینا جب اجازت ملے جب آئے اس میں ہمارا عزیز قریب
کیون نہوشہداد نے کہا کہ اچھا جاؤ عرض کرو اجازت لاؤ میں ٹھہرا ہوں بس درگہ سالار
اندر بارگاہ کے آیا یہاں شہداد ہی کا ذکر ہو رہا تھا کہ درگہ سالار نے آکر بیدار شاہ
و شہداد سے کو مجرا کیا اور عرض کیا کہ شہداد شاہ حاکم قلعہ کشور یہ در دولت ہر حاضر

پندرہ سرداروں کے بارہا بی کا خواستگار ہی عرض کرتا ہے کہ امیدوار ہوں کہ حاضر خدمت ہو کر شرف ملازمت سے مشرف ہوں اپنے دیدہ کو کو نور جمال جہان آرا سے حضور سے روشن کروا لیا عیت حضور اختیار کروں و دین حضور کیونکہ میں حضور سے مقابلہ نہیں کر سکتا ہوں دو سبب ہیں ایک تو حضور میرے محسن ہیں دوسرے میں اس قدر لیاقت نہیں رکھتا ہوں کہ آپ سے لڑوں یہ جو درگاہ سالار نے عرض کیا شاہزادے نے فرمایا کہ جاؤ ابھی شہزادہ شاہ کو اندر بھیج دو تھے بڑی نادانی کی کہ اتنے بڑے بادشاہ کو جو کہ اس وقت بہت محبوب مجبوری کے لہان کا خواستگار ہو دردت پر کھڑا رکھا ہمارا نہ لیتے آئے اس نے عرض کیا کہ خلاف حکم یہ غلام کیونکر کرتا فرمایا کہ اچھا جاؤ جلد مسکو اندر بھیجوا و چند سرداروں کو حکم فرمایا کہ تم شہزادہ شاہ کا استقبال کر کے ہماری خدمت میں لاؤ اور درگاہ سالار نے بیرون بارگاہ آکر کہا کہ تشریف لے جاؤ فرمایا ہے بس شہزادہ شاہ سرداروں کو لیکر اندر بارگاہ کے آباؤ دھرم سے چند سردار جو بموجب حکم شاہزادے کے برائے استقبال چلے تھے وہ محسن میں آکر پہنچے تھے کہ دیکھا شہزادہ شاہ مع سرداروں کے چلا آتا ہے بڑا عجب صاحب سلا کی مزاج پرسی کی بس وہ سردار شہزادہ کو اپنے ہمراہ لیکر ایوان میں آئے یہاں ایک نیم تخت برائے شہزادہ شاہ و گریبان برائے سرداران شہزادہ بموجب حکم شاہزادہ دربار میں آراستہ ہو چکی تھیں تخت برابر تخت بیدار شاہ کے بچھا یا گیا تھا بس شہزادہ شاہ ایوان میں پہنچا آئے اور اس کے سرداروں نے دیکھا کہ وہ دربار آراستہ ہو کر جو کبھی بیرون ملک نے بھی بایں پیرانہ سالی چشم بہراہ سے نہ دیکھا ہو گا دربار کا ہے کو تھا بیشہ شیران تھا ہر ایک بہادر بیٹھا ہوا مجموعہ رہا تھا قبضہ شمشیر چوم رہا تھا بیدار شاہ کو تخت پر جلوہ گر پایا دیکھا وہ جوان و نکل فیت پر بعد سطوت رونق افروز ہو اور سب سردار فریب سے کھڑے ہوئے میں عیار اس جوان کا پشت پر اپنے آقا کے کھڑا ہوا ہو یہ دیکھا شہزادہ شاہ پر ایسا عجب کاری ہوا کہ چند منٹ تک خاموش کھڑا ہوا کچھ کلام نہ کیا یہ ہی اس کے سرداروں کا حال ہوا جب کسی قدر حواس درست ہوئے تو دو ذکر شاہزادے کے قدم پر گرا یہ مصرعہ زبان پر تھا مصرعہ سرکھٹ پیش تو اخیل اکہ آمدہ ایم + اور یہ کہتا جاتا تھا کہ مجھ کو آج دولت دین و دنیا ملی عقیلی میری درست ہوئی راہ منلالت میں اچھٹا ہوا تھا اس کے قدموں کی برکت سے سر شہزادہ بے ایت پر پہنچا دیدہ کو میرے نوراہان سے روشن ہوئے اس ولدا شاہ نے مجھ کو بیکار گراہ کر دیا تھا دین آبا کی بھی ترک کر آیا منلالت میں اچھٹا یا آپ نے تشریف لا کر سب میری جان و اکبر و بھی بچائی اور میرے اوپر کیا مقرر ہو بلکہ آپ نے سب اہل قلعہ کی جان و اکبر بچائی ورنہ بیدار شاہ ہم سب کو قتل کرتا آبرو بھی لیتا لڑکا پہلوان خندق تک پہنچ چکا تھا آپ نے بڑا احسان کیا آپ ہم سب کے محسن ہیں اور جان بخش یہ جو شہزادہ بددعا نے کیا یہ سب مکر کی باتیں اور مکاری کی گھٹائیں تھیں شاہزادے کو یقین ہو گیا کہ یہ مسلمان ہوا ہو بس اگلے سے لگایا اور فرمایا کہ امیر شہزادہ یہ کوئی احسان نہیں ہو تمہاری سب کی جان اس کریم برحق و مالک مطلق نے بچائی کہ جسکی قبضہ قدرت میں سب کی جانیں ہیں میری کیا لیاقت ہو جو میں جان بچا سکوں یہ فرما کر فرمایا کہ امیر شہزادہ شاہ نے خیر خواہ کیا کہ جو تشریف لائے بلکہ ہم تمہارا ہی ذکر کرتے تھے شہزادے کے عرض کیا کہ امیر شہزادہ یہ غلام کیونکر نہ حاضر ہوتا بس جو آپ کا

دین قبول کرے وہ کیا کئے شاہزادے نے کلمہ تعلیم فرمایا شداد کلہ پڑھ کر سے مسلمان ہوا
شاہزادے نے چند کلمے اُسکے روبرو دے دیے خدا میں بیان فرمائے مگر وہ ایسا سیاہ
قلب تھا کہ اُسکے دل پر اثر نہوا کر سے مسلمان ہوا جب شاہزادہ کلمہ تعلیم کر چکا اور شداد ابی بید
کلمہ پڑھ چکا سو وقت شاہزادے نے بیدار شاہ کی طرف منھ کر کے فرمایا کہ اے بیدار شاہ
تم مجھ کو بھائی کی خطا کو معاف کر دے گا و اب یہ مسلمان ہوا ہے بس بیدار شاہ نے عرض
کیا کہ مجھ کو حکم دے اب سے انکار نہیں ہے حضور میں نے تو آئے ہی انکو طلب کیا تھا مگر انھوں نے
وہ کلمے تحریر کیے اس نامہ کے جواب میں کہ کیا عرض کروں خیر جو کچھ کیا خوب کیا اب میں
آپ کے حکم سے سرتابی نہیں کر سکتا ہوں جو حکم ہوا سکو بس و چشم بجالاؤں شاہزادے نے
فرمایا کہ انکو گلے سے لگاؤ راوی کہتا ہے کہ بیدار شاہ نے شداد کو گلے سے لگایا وہ ہاتھ
جوڑ کر بھائی کے قدموں پر گرا اور کہنے لگا کہ میری خطا معاف فرمائیے بہت بڑا قصور ہوا
خیر یہ چند مشیران سلطنت و امیران مملکت نے ہکا کر ایسے لڑوا دیا تھا خداوند کریم اس شہر بار
کو زندہ و سلامت باکرامت رکھے کہ جس نے آکر میری جان بھی بچائی اور آبرو اور میرے آپ کے
ملاپ بھی کر دیا اور سب سے بڑی یہ خوشی کا مقام ہے کہ گمراہی و ضلالت سے نکالا آتش جہنم
سے بچا یا سیر باغ جنان کا مشتاق کر آیا اے بھائی صاحب یہ حکومت و سلطنت حاضر ہے اس پر آپ
قبضہ فرمائیں میں تو اس شہر بار کی غلامی کو نہ ترک کروں گا قدموں سے جدا نہوں گا یہ دنیا محض ناپائیدار
ہے اسکی محبت بیکار ہے افسوس ہو اس دنیا کے لیے میں نے اپنا دین آباؤ بھی ترک کیا
تھا اور بھائی سے مقابلہ پر آمادہ ہوا تھا اے بھائی یہ سلطنت کیا چیز ہے ہاں فراہت و عزت داری
سب سے زیادہ ہے تو چھ بھی ممکن ہو سکتی ہے مگر عزیز کہاں لے سکتا ہے خدا برا کر سے دلدار شاہ
کا کہ جس نے ایسا کچھ دباؤ ڈالا کہ میں نے ایسا کچھ اُسکے بھروسے پر تحریر ہے اگر میں یہ
بات کہ وہ صرف مکار ہے کبھی وقت بد میں ملک نہ کر لگا اپنی غرض کا خواستگار ہے تو کبھی ایسی بات
منوئی جیسے آپکی تشریف آوری کی خبر پاتا نور آ حاضر ہوتا بس ہو جب اسے از خوردان خطا و از
بزرگان عطا میرے تصور کو معاف فرمائیے لیجئے سلطنت حاضر ہے خواہ خود اور خواہ کسی کو دیکھے میں تو
اب دست بردار ہوا اس شہر بار کے قدم نہ چھوڑ دوں گا یہ جو تقریر کر آ میر شداد نے کی بیدار شاہ
کے خون عزیز نے جوش مارا بھائی کو گلے سے لگایا جواب دیا کہ خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب ان گذشتہ
باتوں کا یاد کرنا بیکار ہے میں تیسری خطا سے درگزر کرتا ہوں بڑی نادان کی کہ دلدار شاہ کے
بھروسے پر مجھ سے برسرِ نساد ہوئے اے بھائی سوا سے اپنے خون کے کوئی کسیکا نہیں ہو اور
وقت بد میں کوئی کسی کے کام نہیں آتا ہے دیکھ لو کہ تنے میرے آنے سے دلدار شاہ کو آگاہ کیا
اور سبب حال تحریر کیا مگر وہ نہ آیا بس کیا کسی کا اعتبار کرے خیر خیر اسکا ہے کہ تھاری بھی جان و آبرو
بھی اور میں بھی اس الزام سے بچا کہ بھائی نے بھائی کو بطع ملک و مال قتل کیا خدا نے میری ملک کی
کہ ہمارے شہر بار کو عین وقت پر بچھا اور ہر ایک کو اس محسن سے بچایا اور ہم سب کو
راہ راست کی طرف ہدایت کی کہ اس شہر بار کے فرمانے سے چلنے راہ راست اختیار
کی ورنہ ہر روز قیامت نہ معلوم کیا حال ہوتا یہ جو چلنے کہا کہ سلطنت حاضر ہے مجھ کو اب کوئی ضرورت
حیثیت نہیں ہے کیونکہ میرا زمانہ گزر گیا میں خود اس شہر بار کے قدموں سے جدا نہوں گا اب

اپنی باقی عمر انکی خدمت گزاری میں بسر کرونگا اور راہ خدا میں بہادری کے اپنی عقیدہ دست کر دینا مجھ کو
 کیا کرنا ہے تمھاری حکومت تمکو مبارک رہے شہادہ سے ظاہر میں تو جواب دینا کہ میں خود اس وقت
 سے دست بردار ہوتا ہوں جبکو چاہیں شہر یا ر عطا فرمائیں مگر دل میں کہا کہ او بیدار شاہ وہ تو
 مجھ کو اور اس خدا پرست کو مع تیرے سرداروں اور اس کے سرداروں کے اسیر کر کے قتل
 نہ کیا تو اپنا نام شہداء دہ پایا اب تم لوگ میرے دام تیرے کے بچکر جاسے کہاں ہوا دھس
 شاہراہ سے کی خدمت میں سب سردار شہداء دست حاضر ہوئے ہر ایک پر شاہراہ سے
 نے ہر بانی فرمائی سب مکر سے کلیہ بڑھکے مسلمان ہوئے دلیں کینہ لکھ کر ہر ایک کو غلے قدر مرتبہ دگل
 و کر سی محنت ہوئی اور خلعت فاخرہ اور شہداء کو جیدار سے تخت پر اسٹے برابر بٹھایا
 یعنی جو نیم تخت اس کے تخت کے برابر آراستہ تھا چپ سب بیٹھ چکے اسوقت شاہراہ سے
 نے بیدار شاہ سے کہا کہ خداوند کریم نے اس مہم سے بھی بدو نہ مقابلہ نجات دی پس
 اب کل تم سامان سفر کرنا میں لشکر لے کر طرف شہر انور آپ کے جاؤنگا اور ولد ار شاہ
 کو برائے اطاعت و براے قبول دین اسلام طلب کرونگا اگر وہ حاضر ہوا تو خیر ورنہ
 اس سے مقابلہ کرونگا اسکو بھی زیر کر کے اس ملک کو اسلام آباد کرونگا بس تم اپنے
 ملک کی طرف جاؤ اور اسلام آباد کرو اور شہداء اپنے قلعے میں جا کے اہل ملک کو مسلمان
 کرے اور بیدار شاہ مجھ کو ایک بڑی مہم درپیش ہے کہ جس کے لیے میں اپنے عزیزوں
 کو چھوڑ کر نکلا ہوں اگر وہ درپیش نہ ہوتی تو مجھ پر روانہ ہتی میں اس مہم پر جاتا تھا کہ راہ میں
 یہ واقعہ درپیش ہوا پس اب اسکا انجام دینا مجھ پر لازم ہوا اب مجھ کو بہت تعجیل ہے کہ میں مہم
 انور سے فرغت کر کے تب اس طرف گورواہ ہوں اگر وہ مہم نہ ہوتی تو ضرور میں
 تمھارے ملک میں چلتا دو ایک دن وہاں رہتا سیر کرتا پس اس طرف مجھ کو بہت جلد
 جانا چاہیے اور بیدار شاہ کل میں طرف انور سے کے روانہ ہو نگا تم اپنے ملک کی طرف
 بیدار شاہ نے عرض کیا کہ اب یہ غلام قدم مبارک کو نہ چھوڑے گا جس نے میرا شہر
 اسلام آباد ہو چاہے نہ میں نے جو وفات اختیار کی ہو تو صرف ایسے نہیں اختیار کیا
 کہ آپ کے قدموں سے جدا ہو کر رہوں بلکہ اسلئے اختیار کیا ہے کہ آپ کے ہمراہ ۱۰۰
 راہ خدا میں جاؤ کر دن بس میں تو نہ جدا ہوں گا شاہراہ سے سے فرمایا کہ اور بھائی بیدار
 شاہ میں جس مہم پر جانے والا ہوں وہاں سواے میرے اور کسی کا کام نہیں ہو یہ
 جو لشکر میرے ہمراہ ہے بیکار ہو پھر میں تم کو اسلئے تکلیف دون بان جب اس مہم سے
 فرغت حاصل کر کے زندہ واپس ہوں گا تو تم سے اگر مانو گا تمکو ہمراہ لیکر لشکر صاحبقران
 میں جلوں گا رحمت اٹھانے سے ابھی کہا فائدہ بیدار شاہ نے عرض کیا کہ پہلے یہ حضور
 ارشاد کریں کہ وہ مہم کیا ہے پھر میں عرض کروں گا جو کچھ عرض کرنا ہو گا شاہراہ سے نے فرمایا
 کہ ایک طلسم ہے کہ اسکو طلسم انور کہتے ہیں جس سے ہر وہ طلسم بہت بڑا طلسم ہے وہاں سے کہ ہر
 سب حسین کو جو بصورت ہیں بس اسکی فتاحی مد نظر ہے کبب اسکا یہ ہے کہ اس طلسم میں
 ایک کافر ہے کہ نام اسکا حسین الزمان ہے اسنے اپنے کو خدا مشہور کیا ہے ایک عالم کو
 گمراہ کیا ہے تمام اہل طلسم اسکو اپنا خدا جانتے ہیں معبود حقیقی سے برگشتہ ہیں اس

کو سجدہ کرتے ہیں وہ مکار اس ظلم میں خدائی کرتا ہے دم کیتائی بھرتا ہے بس اس کو اس کردار کی
مزا دینا لازم ہے اور اہل ظلم کو اس گمراہی سے نکالنا منظور ہو تا کہ وہ لوگ اس ضلالت سے
نکلین اپنے خدا کو بخوبی پہچانیں دوسرا سبب یہ ہے کہ ایک مظلومہ کے خون کا بھی عرض لینا ہی
یہ فرما کر سب قصہ ازا جتان انتہا بیان کیا یعنی بدایع الملک کا اس مرحلہ کو فتح کرنا اور ملک
ناوک ظلم سے عقد کرنا اور اپنا پیدا ہونا اور وصیت نامہ پڑھکر اصرار کرنا ہونا یہ فرما کر
فرمایا کہ سوائے میرے اور کسی کا کام نہیں ہے یہ واقعات سنکے بیدار شاہ نے عرض کیا کہ اتنا
جو کچھ ہو میں ضرور ہمراہ رہوں گا حمان لشکر حضور فرودکش ہو گا وہاں یہ غلام بھی فرودکش ہو گا اور
حاضر رہیگا حضور کی خبر تو ملتی رہے گی اب غلام قدم نہیں چھوڑے گا رہا یہ امر کہ شہر بیدار ہے یہ کار اسلام آباد ہونا
میں کل ہی اپنے وزیر کو جو کہ میری طرف سے وہاں کا حاکم ہے نامہ تحریر کرتا ہوں اور کچھ بھیجتا
ہوں کہ میں نے دین اسلام قبول کیا بس تم بھی دین اسلام قبول کرو اور سب اہل شہر کو اسلام
آباد کرو میں آتا ہوں میرا وزیر فوراً میرے حکم کی تعمیل کرے گا جب بہت کچھ اصرار بیدار شاہ
نے کیا اور اس طور سے کہ شاہزادے کے فرمایا کہ خیر تم نامہ روانہ کر دو میرے ہمراہ جلو
یہاں بیدار شاہ اور شاہزادے میں یہ تقریر ہو رہی تھی اصرار شداد شاہ اپنے دل میں
کہ رہا تھا کہ یہ دونوں مسلمان نہ معلوم کیا خیالی بلاؤں کا رہے ہیں انکو بسنت کی خبر نہیں ہے کہ ہونا
کیا ہے کون اسے کہے کہ جب تم شداد کے ہاتھ سے زندہ ہو گے اس وقت یہ سب باتیں
کرنا ابھی بیکار ہیں کل سے پرسوں تک تمہارا خاتمہ ہوا جاتا ہے یہ بد نہاد اپنے دل سے یہ
باتیں کہ رہا تھا جب شاہزادہ بیدار شاہ سے باتیں کر چکا اور یہ امر قرار پا چکا کہ کل
بیدار شاہ طرف اپنے ملک کے نامہ روانہ کریں اور سامان سفر تیار کریں بس وقت
سہ پہر یہاں سے طرف شہر انور یہ کے کوچ ہو جائے تو شاہزادہ طرف شداد شاہ
کے متوجہ ہوا فرمایا کہ امیر شداد تم اپنے قلعہ میں جاؤ کل تو ہم یہاں سے مع لشکر کے
طرف انور یہ کے کوچ کریں گے انور یہ کو اسلام آباد کریں گے اس کے بعد ظلم فوراً کمین
پر جائیں گے جب اسکو فتح کر کے واپس ہونگے تو پھر تمکو ہمراہ لیکر خدمت جناب
صاحبقران میں ملین گے اسے ملو ملانین گے تم شرف ملازمت حاصل کرنا تم اتنے
عرصے میں اپنے قلعہ کو توڑے طور سے اسلام آباد کرنا بیدار شاہ ہمارے ہمراہ رہیگا اگر کوئی
تیر لشکر کشی کرے گا تو اسکو تم بھلہ و حوالہ ٹالنا اور نہ کوئی نامہ لکھنا یا تو ہم خود آئیں گے یا کسی سردار
کو روانہ کریں گے جو کہ تمہاری کمک کرے گا اور اس بلا کو تیر سے رد کرے گا جب یہ تقریر شاہزادہ کر چکا
اور شداد نے سنی اپنے مقام پر سے اٹھا اور رد ہوا شاہزادے کے آغا عرض کیا کہ یہ غلام بھی
خدمت عالی سے جدا ہو گا ہمراہ رہیگا اگر نہ ہمراہ رہے گا تو میں اپنے کو ہلاک کر دینگا میں نے اسلئے یہ
اطاعت نہیں کی ہے کہ خدمت سے جدا ہوں بلکہ ماہری خدمت کے جیسے کی ہو یہ سنکے شاہزادے
نے اسکو بہت کچھ سمجھایا بس یہ تو اسکا فقر و خدادہ کب جا بجا لا تھا صرف دنیا سازی کرتا تھا جب
شاہزادے نے بہت کچھ کہا عشا تو اسے عرض کیا کہ بہت خوب جو کبھی مرضی ملے غلام ایک شرط سے
آئیے فرمائے کو بجا لایا کہ شاہزادے نے فرمایا کہ بیان کرو اگر لائق قبول ہوگی تو ضرور قبول کریں گے شداد
نے کہا کہ کل نہ جانیے بلکہ پرسوں کل میں بندگان عالی کی دعوت کر لوں اور جو کچھ کہان و ملک

اس خاکسار کو نصیب ہو خداوند اسکو نوش فرمائیں اور میرا سر افتخار آسمان ہنتم پر پہونچائیں
میری آرزو پوری فرمائیں اپنے غلاموں میں سر فراز فرمائیں بس اگر یہ شرط میری قبول ہو اور میرا مطلب
دلی حصول ہو میری دعوت کو قبول فرمائیں تو غلام حکم عالی سے سرتابی نہ کریگا جیسا ارشاد ہوا ہے
کہ جب تک ہم ظلم فتح کر کے آئیں تم اپنے قلعے میں رہو بس یہ غلام ایسا ہی کریگا دوسرے دین اسلام
میں دعوت کو رد نہیں کرتے ہیں نہ کہ میں مسلمان ہو کر حضور کی دعوت کروں اور حضور اسکو قبول نہ فرمائیں
شاہزادے نے یہ سنے جواب میں فرمایا کہ میں دعوت کو رد نہیں کر سکتا ہوں موجود ہوں مگر سبب
یہ ہے کہ مجھ کو جلدی ہے اور عرصہ ہوگا ورنہ کیا نقصان تھا تم ایک دن کے لیے کہتے تھے میں دس
دن کے بعد جاتا تھا اوسنے عرض کیا کہ جہاں حضور کو اتنے دن کا عرصہ ہوا ایک دن غلام کے
سبب سے قیام فرمایا ہے بس شہزادے نے ایسی تقریر کی کہ شاہزادہ مجبور ہو گیا فرمایا کہ اچھا ہے
تھاری دعوت قبول کی مگر اسکا خیال رہے کہ پرسوں ہم ضرور بیان سے کوچ کر جائیں گے
پرسوں نہ ٹھہریں گے شہزادے نے کہا کہ جی نہیں غلام بھی زیادہ صرار نہ کریگا صرف کل سب کو
اپنے قلعے میں لیجا لیگا وہاں جو کچھ میسر ہوگا حاضر کریگا پرسوں صبح کو حضور لشکر میں تشریف لائیں
کوچ فرمائیں شاہزادے نے فرمایا کہ بہتر شہزادے نے اپنے دل میں کہا کہ وہ مارا اب
کہاں جاتے ہو دیکھو کیسا مزہ اچھا تاہوں اس ظلم و بدعت کی سزا دیتا ہوں اپنے ساتھ بیدار
کو بھی ملچھ بنایا یہ اپنے کردار کی سزا پائیگا بلکہ تو کہنا تھا کہ اپنا آبائی دین ترک کیا آپ خود مسلمان
ہو گیا اسکا کچھ نقصان نہیں ہی ہمیشہ لشکر کشی کر کے آئے تھے کہ کیوں آبائی دین ترک کیا آپ
خود کو کھالیا یہ دل سے باتیں کر کے شاہزادے کے روبرو سے بیدار شاہ کے سامنے
آیا اور کہا کہ بھائی صاحب آپ بھی ہمراہ شہر یار کے تشریف لائیے گا بیدار شاہ نے
کہا کہ اچھا اسکے بعد مقبور و قمار و دیگر سرداران نامدار جن جنکو زبردست دیکھا سب سے
دعوت کا اقرار لیا ہر ایک نے وعدہ کیا جب سب سے وعدہ لے چکا اب شاہزادے
سے عرض کیا کہ غلام رخصت ہوتا ہوتا کہ جا کر سامان دعوت کرے کیونکہ زمانہ بہت قلیل ہے
بھی رات درمیان میں ہی اور صبح کو یہ بھی بندوبست کرنا ہے کہ اہل شہر کو طلب کر کے انکو حکم
دینا ہے کہ دین اسلام قبول کر دو ورنہ میرے ملک سے نکل جاؤ شاہزادے نے فرمایا
کہ بسم اللہ جاؤ بس یہ مکار غدار سلام کر کے اپنے سرداروں کو ہمراہ لے کر بیرون بارگاہ
آیا اور مرکبوں پر سوار ہو کر طرف قلعہ کے سب روانہ ہوئے جب لشکر اسلام سے نکل
آئے تو شہزادے نے سرداروں سے کہا کہ کیا دھوکھا دیا ہے بس کل میں نے سب کو اسیر کیا
اب میرے ہاتھ سے جاتے کہاں ہیں تم سن رہے تھے کہ کیا خیالی پلاؤپک رہے
تھے مگر کیا کرکام آیا وہ ضرور کل دعوت میں آئیگا آیا اور میں نے اپنا کام کیا سب نے
عرض کیا کہ حضور نے خوب تقریر کی اور خوب دعوت پر راضی کیا بس یہ باتیں کرتا ہوا
قلعے میں آیا سب سردار اسے ہر ایک نے دریافت کیا شہزادے نے سب حال بیان کیا
اور کہا کہ سامان دعوت کر دے کہ محل میں گیا یہاں سامان دعوت ہونے لگا وہاں
بارگاہ میں جب شہزادہ چلا گیا اسوقت بیدار شاہ نے کہا کہ حضور یہ بڑا مکار ہے ایسا تو نہیں
ہو کہ اسنے مکر سے دین اسلام قبول کیا ہوا اور کوئی مکر کو شہزادے نے فرمایا کہ تم بڑے

شکی ہو پہلے تھا راہی قول تھا کہ وہ قلعہ بند ہو کر مقابلہ کر لگا قلعے سے نکلا تھا واپس گیا ہوگا بڑی مشکل ہوگی کیونکہ بیدار سمجھنے کہنا نہ تھا کہ جو مقدر میں ہوگا وہ پیش آئیگا پس اسکو مکر کرنے کی کیا ضرورت تھی میں نے ابھی اسکو کوئی نامہ نہیں تحریر کیا تھا نہ طلب کیا تھا نہ ابھی اسپر کسی قسم کا دباؤ پڑا تھا کہ جسکے سبب سے وہ مکر سے مسلمان ہوا ہو پس وہ خود آیا اور خود ہی اسنے دین اسلام کے قبول کرنے کی درخواست کی پس کیا ضرورت تھا کہ وہ خود آتا اور مکر سے مسلمان ہوتا ہاں اسوقت اس امر کا خیال نہ کیا تھا کہ میں اسکو طلب کرتا اور وہ نہ آتا اور کسی قسم کا دباؤ پڑتا پس وہ بخوف جان مسلمان ہوتا اس وقت میں یہ خیال کیا جاتا تو بہتر تھا کہ مکر سے مسلمان ہوا ہر بیدار شاہ نے عرض کیا کہ مجھکو اسکے مکر و فریب سے خوف معلوم ہوتا ہے اسوقت لاہور عیار شاہزادے نے بھی عرض کیا کہ کیا کہ خداوند میرے نزدیک اسکے یہاں دعوت کھانا قلعے میں جانا اچھا نہیں ہے کیونکہ اسکی پیشانی نور اسلام سے روشن نہیں ہے اسبطور سے تاریک ہے یہ جو بیدار شاہ فرماتے ہیں بدست ہر شاہزادے نے فرمایا کہ ہماری شرع ظاہر ہے ہر باطن کا حال خدا کو معلوم ہے ہم علم غیب سے آگاہ نہیں ہیں کہ دل کا حال دریافت کر سکیں پس جبکہ اسنے کلمہ پڑھا اور وحدانیت خدا کا قائل ہوا ضرور مسلمان ہو گیا چاہے مکر کیا ہو چاہے صدق دل سے پس تنہو اسکے مسلمان ہونے میں شک نہ کیا نہ میں ہو میں یہ امر کئی مرتبہ کہ چکا ہوں کہ جو مقدر میں ہوگا وہ ضرور پیش آئیگا پھر اسکا پس پیش بیکار ہو بجا یہ گفتار ہے یہ سنے عیار بیدار شاہ خاموش ہو رہے پس شاہزادہ نے دربار برخواست کیا جا کر اپنے خیمہ خاص میں خاصہ نوش فرما کر آرام فرمایا ہر ایک سردار اپنے اپنے مقام پر گیا اور آرام پذیر ہوا راوی بیان کرتا ہو کہ جب لیناے شب نے اپنے چہرے پر سے نقاب دور کی اور جا کر غار مغرب میں مابتاب پوشیدہ ہوا شاہ خاور افق مشرق سے فلک نیلی پر جلوہ فرما ہوا سبیدہ سحری کا ظہور ہوا تمام عالم مطلع نور ہوا شاہزادہ بیدار ہوا نماز صبح سے فراغت کر کے بارگاہ میں آیا بیدار شاہ بھی آیا سب سردار حاضر دربار ہوئے دربار آراستہ ہوا پس شاہزادے نے بیدار شاہ سے فرمایا کہ تم نامہ تو طرف اپنے ملک کے روانہ کرو پس اسوقت بیدار شاہ نے دیر کو طلب کر کے نامہ اس مضمون کا روانہ کیا اپنے وزیر کو کہ آگاہ ہو میں تم سے جھوٹ کر اور لشکر لیکر ہر شہزاد شاہ قلعہ کشور یہ پر پہونچا نامہ خدا کو تحریر کیا اسنے جواب جنگ دیا اور قلعہ بند ہوا میں نے قلعے پر حصار کیا میرے سپہ سالار مقتور نے گولوں کو رد کر کے اور اب خندق پہونچ کر قصد کیا کہ خندق کے پار جا کر قلعے پر قبضہ کر لوں کہ صحرائے گرد اڑی ایک لشکر ظاہر ہوا پس اسکا سردار جو کہ اسوقت ہمارا آقا اور مالک ہے خدا پرست تھا اور بڑا بہادر اور جوانمرد خاندان حمزہ صاحبقران سے ہے ابھی کوئی سن دس برس کا ہوگا اس شہر پار نے شہزاد کی کمک کی اور مقتور و قہار نے دونوں میرے سپہ سالاروں کو ایک ہی دن میں زیر کیا اور میرے لشکر کو شکست دی مجھکو اسیر کر لیا پس میں نے صدق دل سے اس شہر پار کا دین قبول کیا اور اطاعت اختیار کی مسلمان ہوا تقویٰ پرستی کو ترک کیا خداوند تصویر پر لعنت کی اور شہزاد شاہ نے بھی اور کل میرے اہل لشکر نے پس اب وہ شہر پار طرف شہر انوریہ کے لشکر کشی کر کے جاتا ہے میں اسکے ہمراہ ہوں تمکو لکھ جاتا ہے کہ بغور پوچھنے اس نامہ کے دین اسلام اختیار کرو اور سب اہل شہر کو بھی مسلمان کرو و تبرک سے کھدو اگر مناجد کی بنا ڈالو اور یہ کلمہ

طیبہ جو کہ تحریر ہوا ہو اسکو زبان پر جاری کر و اور سب کو تعلیم کرو اور جو قواعد تحریر ہیں ان سب پر عمل کرو اگر اسکے خلاف کرو گے تو مور و عتاب ہو گے تھوڑے لکھے کو بہت جان و نامہ لکھو اگر اور قواعد دین اسلام بھی تحریر کر کے ایک شتر سوار کو دیا کہ یہ میرا نامہ میرے وزیر ناموس نیزہ باز کو دینا اور زبانی بھی جو تو نے دیکھا ہو سب واقعہ بیان کرنا بس وہ شتر سوار اسیدن وہ نامہ لیکر طرف شہر بیدار یہ کے روانہ ہوا کہ اسکا حال آئندہ تحریر ہوگا اب راوی بیان کرتا ہے یہاں تو دربار کا ہر ذکر ہو رہا ہے کہ دیکھیے کب مقابلہ دلدار شاہ سے مہلت ہو اور کب طرف طلسم کے روانہ ہونا ہوں اور وہاں قلعے میں شہداد نے سب سرداروں کو طلب کیا اور اُسے کہا کہ کل لشکر ہمارا سر شام سے تیار رہے ہم خدا پرستوں کے لشکر پر شیخون گرین گے اُنکو اس حرکت کی سزا دینگے یہ لکھ کر اُنکو رخصت کیا وہ یہ عرض کر کے گئے کہ کل لشکر تیار رہے جب حکم ہو ہمراہ ہو جائے یہ حکم دیکر اسنے اپنے عیار فریب کمند انداز کو باورچی خانہ کا بند و بست سپرد کیا اُس مکار دغا باز جہلساز نے کل کھانے میں بیہوشی ملائی حتی کہ شراب و کباب تک میں یہاں یہ بند و بست ہو رہا ہو ایوان اسنے خوب آراستہ کیا ہے اسنے اپنے وزیر سے کہا کہ میں تو اہل اسلام کی قید لیکر اور لشکر اسلام پر شیخون مارتا ہوا نکلا چلا جاؤنگا خدمت دلدار شاہ میں تم قلعے کا بند و بست کر لینا اسنے عرض کیا بہت خوب شہداد بد نہاد نے کہا کہ سب مال و اسباب و خزانہ وغیرہ اور ناموس تحارے سپرد ہیں وزیر نے جواب دیا کہ بہت بہتر یہ غلام جہنگ زندہ ہے اسوقت تک حفاظت کریگا قلعے کو خوب آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا ہے ہر گلی کو پنجہ صاف و شفاف ہے بس جب تھوڑا سا دن باقی رہا اور یہ بد نہاد سب بند و بست کر چکا تو تھوڑے سردار ہمراہ لیکر اور تخت خالی لیکر قلعے سے باہر آیا اور لشکر شاہزادے میں آیا شاہزادے کو خبر ہوئی کہ شہداد شاہ آتا ہے چند سردار برائے استقبال روانہ کیے بس وہ اسکا استقبال کر کے بارگاہ میں لائے اسنے بیدار شاہ و شاہزادے کو بہت ادب سے مجرا کیا اور سب سے صاحب سلامت کی بس شہزادے سے عرض کیا کہ حضور شریف لیجئے توقف نہ فرمائیے یہ سننا تھا کہ شاہزادہ اٹھ کھڑا ہوا اسکا اٹھنا تھا بیدار شاہ اور وہ سردار مثل مقبور و غیرہ کے کہ جنگی اسنے دعوت کی تھی اٹھ کھڑے ہوئے بس سب ہمراہ شاہزادے کے بیرون بارگاہ آئے بس بیدار شاہ کو تخت پر سوار کیا شاہزادہ مرکب پر سوار ہوا اور سب سردار مرکبوں پر سوار ہوئے شہداد بد نہاد یاے انداز بچھوتا ہوا زرا شاہزادے پر نثار کرتا ہوا شاہزادے کو مع بیدار شاہ و سرداروں کے قلعے میں لایا شاہزادے نے سب قلعے کی سیر فرمائی قلعے کو بہت آباد اور رعایا کو دل شاد و مرفہ حال پایا ہر مقام پر اہل شہر کا مجمع تھا سب وضع و شریف لوگ تھے قلعہ بھی خوب آراستہ تھا ہر مقام صاف و شفاف تھا آئینہ بندی کی ہوئی تھی بس شاہزادہ دارا لارہ میں آکر پہونچا داخل دربار ہوا بہت آبر و سے شہداد نے بھجایا سب سردار بیٹھے اسنے ناچ کا حکم دیا ناچ ہونے لگا لاہور عیار بھی شاہزادے کے ہمراہ ہی مگر بہت ہوشیار اور عیار بیدار شاہ فرطوت بھی آیا ہے یہ دونوں عیار ایک طرف بیٹھے ہیں کہ ساتی نے لاکر شراب مٹھل میں رکھی خیال رہے کہ یہ شراب خالص ہو اسمین بیہوشی نہیں ملائی ہو بس جب سامان میکشی آچکا شہداد نے اشارہ کیا ایک ایک جام ساتی نے سب کو پلایا جب میکشی سے فرصت ہوئی ناچ شروع ہوا ایک

مطر بہ نے کھڑے ہو کر خوب گستاخی اور خوب خوب گائی خوب انعام پایا کہ رات ہو گئی انہکار نے
 نے عرض کیا کہ آتش بازی کا تماشا ملاحظہ فرمائیے بس شہزاد شاہ شاہزادے وغیرہ کو لیکر برآمدے
 پر آیا اور سامنے ٹھایا آتش بازی چھوٹنے لگی بڑے عرصے تک آتش بازی چھوٹا کی جب اس سے
 بھی فراغت ہوئی پھر آکر محفل میں ایک مطربہ گانے لگی وہ بھی خوب گائی بہت کچھ انعام پایا وہ
 گاہی رہی تھی کہ بکاؤل نے آکر عرض کیا کہ خاصہ تیار ہو دسترخوان آراستہ ہو بس شہزاد نے
 شاہزادے سے عرض کیا کہ حضور تشریف لیجیے کچھ نان و نمک اوش فرمائیے بس شاہزادہ
 مع عیارون و سردارون کے دسترخوان پر آکر بیٹھا شہزاد پس پشت کھڑا ہوا اور سب اسکے
 سردار طریقے سے کھڑے ہوئے بس شاہزادہ مع رفقا و بیدار شاہ کے مصروف طعام نوشی
 ہوا سب کھانا بیہوشی آغشته تھا اور بیہوشی بھی وہ کہ سم قاتل اگر ایک نوالہ کھالے تو کئی دن
 تک ہوش نہ آئے خلاصہ یہ کہ سب نے مع شاہزادہ و بیدار شاہ و سردارون و عیارون کے
 خوب سیر ہو کر کھانا کھا یا ہاتھ منہ دھو کر بیٹھے تھے کہ ساتی نے آکر یہاں بھی سکوا ایک ایک
 جام شراب سے سیراب کیا راوی کہتا ہے بس اب جو چیز آتی ہے بیہوشی آمیز آتی ہے یہاں تک کہ
 پانی میں بھی بیہوشی ملی ہوئی تھی جب ساتی شراب سکوا پلا چکا اور شہزاد کو اسکے عیار نے اشارہ
 کیا کہ اب بیہوشی نے اپنا پورا اثر کر لیا ہے بس شہزاد نے شاہزادے سے فرمایا کہ حضور محفل
 میں تشریف لیجیے ناچ ملاحظہ فرمائیے شاہزادے کا اور کل سردارون و دونوں عیارون اور
 بیدار شاہ کا یہ عالم ہو کہ سر کو گردش ہو مگر کچھ کہ نہیں کر سکتے ہیں جب یہ امر شہزاد بد نہاد نے
 عرض کیا شاہزادہ اٹھا اٹھنا تھا کہ بیہوشی تو اپنا اثر کر چکی تھی لڑکھڑا کر شاہزادے کا گریہ تھا
 کہ بیدار شاہ ہائین لیکر اٹھا شاہزادے کے اٹھانے کو وہ بھی گرا بس اب جو اٹھا وہ گرا یہاں
 کہ سب بیہوش ہو گئے شہزاد نے آئینہ گردن کو بلا کر سب کو طوق و سلاسل میں منسلک و مطلق کیا
 مع عیارون کے بس سب کو مطلق و منسلک کر کے اراہون پر ڈالا حکم دیا کہ ہاں لشکر تیار ہو لشکر
 تو تیار تھا پچاس ہزار سوار ہراہ لیکر اور کل سردار اپنے وزیر کو قلعے میں برائے حفاظت قلعہ
 چھوڑ کر اور بیس ہزار سپاہ ان سب کی قید لیکر بیرون قلعہ آیا کوئی نصف شب آئی ہوگی کہ یہ بیرون
 قلعہ آیا اور طرف لشکر بیدار شاہ و شاہزادے کے چلا یہاں سب اہل لشکر اور جو سردار ہیں
 سب باطمینان سو رہے ہیں کیونکہ مقابلہ میں کوئی لشکر اتر نہیں ہو کہ جس کا خوف ہو کہ حریف
 شیخون نہ گریں دوسرے شاہزادہ قلعہ میں تشریف فرما ہوں ان سب کو اطمینان ہو کہ یہ بد نہاد
 جب قریب لشکر پہونچا دس ہزار سپاہ کو حکم دیا کہ تم قیدیوں کو لیکر آگے بڑھو میں شیخون گرتا ہوں اور
 قتل و غارت کرتا ہوا آتا ہوں بس دس ہزار سپاہ اور دو ایک سردار قیدیوں کو لیکر طرف الوریہ
 کے روانہ ہوئے اور یہ چالیس ہزار سپاہ کو لیکر لشکر اسلام پر شیخون گرا اسنے قتل کرنا شروع کیا
 خیموں میں آگ لگا دی مٹا بہن کاٹ دین تمام لشکر میں ہلکے ڈال دیا جو سامنے آ گیا قتل کیا ایک
 شور و غل برپا ہوا کہ حریف لشکر پر آکر شیخون گرا لشکر کو قتل کر رہا ہے یہ جو غوغا ہوا کل اہل لشکر بیدار
 ہوئے مسلح و مکمل ہونے لگے سردار اپنے اپنے خیموں میں آئے سب سے تھے مگر راوی کہتا
 ہے کہ اس لحظہ احرام نے یہ تدبیر کی تھی کہ جو سردار زبردست تھے ان سب کی دعوت کی تھی
 اور جنگو کمزور سمجھ لیا تھا انکی دعوت نہیں کی تھی خیر جو سردار لشکر میں تھے مثل کیدان و رسالہ دار

وغیرہ کے مسلح و مکمل ہو کر خیموں سے نکلے دیکھا تلوار چل رہی ہوتی تھی عرصہ میں کل لشکر تیار ہو گیا
 رن مہتابین چھوٹنے لگے نچشتانے روشن ہو گئے اب بخوبی تلوار چل رہی ہوتی کہ راوی کہتا ہوں کہ ایک
 پہر بھر کا مل تلوار چلی جب شہداد نے دیکھا کہ خوب لشکر اسلام کو قتل کر لیا دل کا حوصلہ نکال لیا تو
 بس اسے خیال کیا کہ اب صبح قریب ہو ایسا نہ ہو کہ صبح ہو جائے اور یہ لوگ سب ملکر جھگو گھیر لیں تو
 بڑی خرابی ہو گوارے لشکر میں کوئی افسر اعلیٰ نہیں ہو مگر یہ لوگ خود کیا کم ہیں ایک تو قریب تین لاکھ
 کے ہیں دوسرے بہادر اول درجہ کے ہیں بس اسے جان کا بچا ہوا مشکل ہو گا میرے ہمراہ لشکر
 کم ہو اور جب یہ ان کو معلوم ہو گا کہ ہمارے سرداروں کو اسیر کر لیا ہو تو اور زیادہ وہ جان معرکہ
 میں لڑا دیں گے بس اب یہاں سے فرار کرنا بہتر ہے یہ خیال کر کے اپنے دل میں اور سرداروں
 کو اس امر سے آگاہ کر کے کل لشکر کو لیکر ایک سمت کو قتل کرتا ہوا چل کھڑا ہوا یہ تو حملہ کرتا ہوا
 نکل گیا یہاں تلوار چل رہی ہے جب خوب روشنی ہوئی اور اہل لشکر نے دیکھا کہ ہم باہم خود مقابلہ
 کر رہے ہیں حریت کا نشان تک نہیں ہے تو باہم لڑائی سے باز آئے اب جو تلاش کیا آخر لیت
 نشان تک نہ پایا سوائے لاشوں کے زندوں کا نشان تک نہ تھا بس وہ تھکا بر طرف ہوا
 لشکر میں امن و امان ہوئی سب سردار ایک مقام پر جمع ہو کر بیٹھے باہم کہنے لگے کہ ہمارے
 واقعے کی خبر نہ تھی کہ یہ ہو گا ورنہ اسطور سے غافل ہو کر نہ سوتے شانہزادہ جو دریافت کر گیا تو کیا
 جواب دین کے نہ یہ معلوم ہوا کہ یہ تھا کون کسے کسپر شیخون مارا کون ایسا در دست تھا کہ لشکر
 کو قتل کر کے خیمے جلا کر جلا گیا بڑی خرابی ہوئی سب لشکر مسلح و مکمل ہو اس خیال سے کہ ابھی
 رات باقی ہے ایسا نہ ہو کہ پھر حریت آکر گرے اور قتل کرے اسی فکر و تردد میں صبح ہو گئی اب
 جولا شین پڑی ہوئی ہیں شناخت ہو گیا تو لشکر شہداد کے لوگ ہیں اپنے لشکر کے کشتوں کو
 جو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ دو ہزار آدمی کام آئے اور پانچ ہزار حیران ہوئے بس زخمیوں
 کو شفا خانہ روانہ کیا کشتوں کو دفن کیا کفار کے جولا شون کو شمار کیا تو معلوم ہوا کہ پانچ سو آدمی
 کام آئے باقی سب اپنا کام کر کے قتل گئے یہ لوگ حیران ہوئے کہ یہ کیا امر ہو شہداد تو
 مسلمان ہو گیا ہے یہ اس کے لشکر کے لوگ کیوں شیخون گرے بس سب لشکر کا بند و بست کر کے
 چند سردار طرف قلعے کے چلے کہ چلکر اس حال سے شانہزادے کو آگاہ کریں تاکہ شانہزادہ
 شہداد سے دریافت کرے راوی کہتا ہے کہ جب شہداد لشکر و قیدیوں کو لے کر نکل آیا تھا
 قلعے سے تو اس کے وزیر بدتمیز نے پھاٹک قلعے کا بند کر لیا تھا پل تختہ اٹھوا دیا تھا خندق کو پانی
 سے لبریز کر لیا تھا قلعے کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کر کے خود فصیل قلعے پر آکر بیٹھا
 تھا کہ یہ سردار جو سامنے قلعے کے پہونچے در قلعے کو بند پایا خندق کو پانی سے لبریز دیکھا
 اور سب آلات حرب و ضرب سے قلعے کو آراستہ پایا سامنے آکر پکارے کہ قلعے کا
 پھاٹک کھول دو پہلوگ لشکر شانہزادے کے سردار ہیں ہم شانہزادے کے پاس جاؤ گے
 کچھ عرض کرنا ہے یا ہماری خبر کر دو جب یہ ان لوگوں نے کہا قلعے پر سے لوگوں نے پکار کر
 جواب دیا کہ کیسا شانہزادہ ہم نہیں جانتے ہیں نہ یہاں شانہزادہ ہے نہ وزیر زادہ کیا بیوہ بہن
 رہے ہو بیکار دماغ خالی کر رہے ہو سامنے سے ہٹ جاؤ نہیں تو ہم تو بین مار کر تم سب کو ہلاک
 کر دیں گے انھوں نے کہا کہ اگر قلعہ ابھی شام کو تو شہداد شاہ کے ہمراہ ہمارا شانہزادہ و پیدار شاہ

و چند سردار قلعے میں گئے ہیں شہزادہ شاہ نے دعوت کی تھی تم کہتے ہو کیسا شہزادہ
یہ امر ہماری سمجھ میں نہیں آیا سب اہل قلعہ نے کہا کہ آگاہ ہو کہ وہ شہزادہ شاہ نے
دعوت نہیں کی تھی بلکہ عداوت کی تھی مگر سے اسلام قبول کیا تھا دعوت کے بہانہ سے
قلعے میں لا کر اور سب کو بیہوشی کھلا کر اسیر کر لیا کیونکہ تم لوگوں کا یہی علاج ہو اور رات
کو لشکر پر شیخون گرا تم سب کو قتل کیا بس اسی میں خیریت ہو کہ یا تو اگر اطلاع کرو اور یا
یہاں سے چلے جاؤ اب تمہارا یہاں کوئی کام نہیں ہو نہ در قلعہ کھلیگا بیکار کو پکار رہے ہو
نہ اب تم سے تمہارا شہزادہ زندہ نہ ملیگا یہ جو اہل قلعہ نے کہا اور ان لوگوں کو معلوم ہوا
کہ مگر سے آقا کو اسیر کر لیا اور لشکر پر شیخون بھی گرا شہزادہ نے مگر کیا تو کف افسوس ملتے
ہوئے لشکر میں آئے اور سب اہل لشکر سے حال بیان کیا بس سب نے باہم صلاح کی کہ اب
کیا کرنا چاہیے راوی بیان کرتا ہے کہ اہل قلعہ نے یہی کیا تھا کہ شہزادہ ان سب کو اسیر کر کے
اور اپنے ہمراہ لیکر طرف شہر انور یہ کے گیا ہو دلدار شاہ کے پاس وہاں لے جا کر
ان سب کو قتل کر دیا بس باہم صلاح کر کے اور سب نصیبے اور بارگاہ میں بار کر کے طرف انور یہ
کے یہ لوگ روانہ ہوئے کہ انکا حال پھر تحریر ہوگا یہاں اہل قلعہ اطمینان سے ہیں یہ معلوم ہوا
کہ لشکر اہل اسلام یہاں سے کوچ کر گیا اب راوی حال شہزادہ کا بیان کرتا ہے کہ یہ
شیخون مار کر اور قتل کرتا ہوا جو نکلا تو طرف شہر انور یہ کے روانہ ہوا راہ میں وہی لشکر اسکو
ملا جو کہ قیدیوں کو لیے ہوئے جا رہا تھا بس یہ سب ملکر اور قیدیوں کے اراہوں کو بیچ میں
لیکر بہت خوش خوش چلے صبح جو ہوئی ہوا جو ٹھنڈی تھی ٹھنڈی چلی ہوا سے سرد کے جھوکوں
سے وہ بیہوشی ان سب کی بظرف ہوئی سب کی آنکھیں کھلیں ہوتی رہے ہر ایک نے
اپنے کو طوق و زنجیر میں اسیر پایا اور اپنے گرد لشکر کو دیکھا کہ برہنہ تلواریں لیے ہوئے
ہیں اور شہزادہ خوشی خوشی لشکر کے ہمراہ ہو بیدار شاہ نے شہزادے سے کہا کہ چون
شہر یار میں نے خدمت میں عرض نہ کیا تھا کہ یہ بڑا مکار ہو اسکی تقریر فریب سے خالی نہیں
ہو آپ نے فرمایا کہ نہیں ایسا نہیں ہو دیکھیے وہی پیش آیا کہ اُسے فریب سے سب کو اسیر کیا
کھانے میں بیہوشی ملا کر بیہوش کر کے عیار نے کہا کہ میں نے بھی عرض کیا تھا مگر شہر یار
نے مجھ کو گھڑک دیا میں خاموش ہو رہا افسوس میں نے بھی دھوکھا کھایا ہر ایک افسوس
کر رہا ہے شہزادے نے فرمایا کہ بیکار افسوس کرتے ہو جو مقدر میں ہوگا وہ پیش آئیگا
تم نے یہ نہیں سنا کہ بموجب مصرعہ دشمن اگر قوی است گمان قوی تراست پس اگر ہماری
قضا اسی طور سے ہو تو کیا چارہ ہو جو اسکی مرضی اگر قضا نہیں ہو تو کوئی ہمو قتل نہیں کر سکتا ہے
یہ جو شہزادے نے فرمایا سب خاموش ہو رہے شہزادے نے ان سواروں سے
کہا کہ جو گرد تلواریں لیے ہوئے تھے کہ شہزادے کو کہو کہ تلو قیدیوں کا افسر طلب کرتا ہے
یعنی رفیع البخت انھوں نے برہم ہو کر کہا کہ ہم تمہارے باپ کے نوکر ہیں جو جا کر
کسین بڑے قیدی بنے ہیں انکو کیا ضرورت ہو کہ تمہارے پاس آئیں گے بس خاموش
چلے جاؤ ورنہ خرابی ہوگی لو اور سنو اس قیدی کی شامت آئی ہے ہمارے بادشاہ کو ایسا ویسا
خیال کرتا ہے اپنے پاس طلب کرتا ہے اعلیٰ جوتی کو غرض نہیں ہو کہ وہ یہاں آئیں یہ جو اُسے

شاہزادے کو بہت غصہ آیا فرمایا کہ اگر رہا ہوتا تو اس تقریر کا مزاجتا تاخیر اتو ہم یہاں سے نہ جائیں گے جہتک شہزادہ ہمارے پاس نہ آلیگا ان سواروں نے کہا کہ واہ کیا خوب لو ابھی تک کچھ بل بافی ہو سچ ہو رسی جل جاتی ہو بل نہیں جلتا ہو تم اپنے بس نہ چلو گے زبردستی چلو گے یہ کلمہ شاہزادے کو اور ناگوار ہوا اب جو کہ مارا مارا بہ کے غرق زمین ہو گئے اب اب نہیں بڑھتا ہو لاکھ لاکھ جیلوں کو مارے ہیں اسپر بھی ارابہ جنبش نہیں کھاتا ہو سب کے آگے ارابہ شاہزادے کا تھا اسپر شاہزادہ ویدار شاہ و مقہور و قمار و دیگر سردار تھے اس ارابے کے عقب میں اور ارابے تھے جنہر اور سردار اور دونوں عیار تھے شاہزادے نے کہا کہ لے اب لیچلو دیکھیں کہ تم کیسے نہکولیچاتے ہو جب سب تہہ پرین کر کے تھک گئے اور ارابہ نہ چلا تو کچھ سوار شہزادے کے پاس آئے اور عرض کیا کہ قیدی بگڑ گیا ہو ارابہ اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتا ہو اسنے پوچھا کہ کون قیدی کیون بگڑا تب انھوں نے بیان کیا کہ جب ہوشیار ہوا آپکو طلب کیا ہننے اسکو ڈانٹا وہ برہم ہوا نہ معلوم کیا کیا کہ لاکھ لاکھ تدبیر کرتے ہیں ارابہ جنبش تک نہیں کھاتا ہو آپ چلیے تو شاہ قیدی کچھ راہ پر آئے شہزادہ سرداروں کو لیکر ارابے کے قریب آیا اور کہا کہ او خدا پرست تیری ابھی سرکشی نہیں گئی ہوجو قید شدیدی میں گرفتار ہو کہ کیا کہتا ہو یہ حرکت اچھی نہیں ہو شاہزادے نے فرمایا کہ اوسیاہ قلب تیرہ درون یہ کیا حرکت تھی تو بڑا نامرد ہو کہ دھوکھے سے ہم سب کو اسیر کیا بڑا مکار ہو جب جانتے کہ ہوشیار میمن اسیر کرتا تو معلوم ہوتا شہزادے نے جواب دیا کہ تم لوگ بہت بہادر ہو اور تمکو خداوند زمرود نے اسقدر قوت و طاقت عطا فرمائی ہو کہ کوئی تم سے سرکھ ہو کر نہیں مقابلہ کر سکتا ہو بس کیا مجھ کو اپنی جان و دھمکتی کہ میں مقابلہ کرتا بس میں نے تمکو دھوکھا دیا بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ میں زمرود پرستی ترک کرتا میں مثل بیدار کے نادان نہ تھا کہ اسنے اپنا دین ترک کیا یہ تو بڑے عجیب کی بات ہو کہ میں نے جو تصویر پرستی ترک کر کے زمرود پرستی اختیار کی تو میرے اوپر لشکر کشی کر کے آیا اب خود اپنا دین آبائی ترک کیا اور کچھ ہو گیا اسنے تیرے ساتھ اپنی بھی جان دی اب میں تم سب کو پاس و لد ارشاہ کے لیے چلتا ہوں اسکے حوالہ کروں گا اسکو اختیار ہو کہ چاہے قتل کرے چاہے رہا چاہے قید رکھے کیونکہ وہ میرا فرما لے اور بادشاہ وقت ہو یہ جو شہزادہ شاہ نے کہا شاہزادے نے فرمایا کہ او نامرد کیا کہوں کہ قید ہوں ورنہ اس نامردی کی منزا دیتا شہزادے نے جواب دیا کہ تم خود اب منرا پاتے ہو تم کیا منرا دو گے بیدار شاہ نے بنگاہ قہر آلود شہزادہ کی طرف دیکھا کہ کیا کہتا ہو وہ بکرا رہا ہو تمکو مرنے سے خوف دلاتا ہو او نامرد سمجھنے تو اپنا مقام بہشت میں بنایا سعادت عقبی حصول کی اس شہریار کی اطاعت قبول کی تو ہمیشہ نارد و زرخ سے جلا یا جائیگا تیرا مقام دوزخ میں ہوگا یہ جو تو نے کہا کہ میں نے جو دین تصویر پرستی ترک کیا تھا تو میرے اوپر لشکر کشی کر کے آئے تھے اب خود ترک کیا او کیدی خیال تو کر کہ تو نے خود حرکت کی کہ موت سے نکل کر گو میں تمھے کے بھل گرا اور میں تو دوزخ سے نکال کر بہشت میں پہونچا میرے تیرے یہ فرق ہو شہزادے نے کہا کہ خیر معلوم ہوا جاتا ہو بس خیریت اسی میں ہو کہ یہاں سے چلو اس سے کیا فائدہ کہ ارابے کو روک لیا ہو کہ اسکو جنبش نہیں ہو تم لوگ تو

یہ کہتے ہو کہ ہم موت سے ڈرتے نہیں پھر کیوں خوف کرتے ہو کہ لشکر مار کر ارا بے کو روک لیا صرف اسی
خوف سے کہ وہاں جو جائینگے تو دلدار شاہ حکم قتل دیگا قتل ہو جائینگے اس خوف سے یہ حرکت کی یہ
جوشد او نے کہا شہزادے نے لشکر کو ہلکا کر دیا غیرت آگئی اور فرمایا کہ چل دیکھیں کیونکر بجو دلدار شاہ
قتل کرتا ہو اگر ہماری قضا نہیں ہو شہزادے نے کہا کہ کیا اب تم زندہ بھی بچو گے یہ امر غیر ممکن ہے یہ کہہ کر شہزاد
چلا گیا اب جو بلوں کو مارا تو وہ چل کھڑے ہوئے شہزاد ان سب کو لیے ہوئے طرف دلدار شاہ کے
جاتا ہوا اب دلدار شاہ کا حال سماعت فرمائیے کہ وہ اس دن کہ جسدن شہزاد کی عرضی پہنچی تھی
اور فرزند خسرو شیردل کو ہمراہ لیکر طرف کشور یہ کے چلا طومر محل قطع منازل کرتا ہوا چلا آتا تھا و منزل
و سہ منزل کرتا تھا اتفاق سے ایک صحرا میں پہنچا تھا کہ وہ صحرا پر بہار تھا وہاں قیام کیا اور حکم دیا کہ ہم یہاں
دو دن قیام کرینگے تیسرے دن یہاں سے کوچ کریں گے تو کشور یہ پر پہنچ جائینگے کیونکہ کشور یہ یہاں سے بہت قریب
ہو کچھ آسودہ تو ہو لیں کیونکہ وہاں تو جا کر جنگ و پیکار میں مصروف ہونگے پھر آرام کمان لیا گیا پس اہل لشکر
نے اس صحرا میں چیمے وغیرہ پر پائے لشکر اترا وہ رات تو اس مقام پر بسر ہوئی جب سحر ہوئی تو
خسرو شیردل اسکا فرزند و سپہ سالار فرمان نبخہ گیر یہ دونوں بادشاہ سے اجازت لیکر برائے شکار
روانہ ہوئے یہاں صبح کا وقت ہوئی تو ڈھ پھر دن آیا ہوگا دلدار شاہ بارگاہ میں بیٹھا ہوا ہوا اور سب
سردار حاضر ہیں لشکر ترا ہوا ہو کہ ہر کارون کی جوڑی گردین آلودہ داخل بارگاہ ہوئی
اور دعا دیکر عرض کرنے لگے کہ اے خداوند ہم برائے سیر صحرا گئے تھے سیر کر رہے تھے کہتے
دیکھا کشور یہ کی طرف سے گرد و غبار بلند ہوا ہم اس غبار کی طرف چلے کہ دیکھیں یہ غبار کیسا
ہو جب قریب غبار پہنچے اور وہ غبار شق ہوا کہ ہم نے دیکھا کہ ایک لشکر چلا آتا ہے جب ہم لشکر
میں گئے تو ہم نے اہل لشکر کو پہچانا کہ شہزاد شاہ کے اہل لشکر ہیں اہل لشکر سے دریافت کیا
کہ شہزاد شاہ کا یہ لشکر کمان جاتا ہو انھوں نے بیان کیا کہ بیدار شاہ بھائی شہزاد شاہ کا
بادشاہ کے زمر و پرست ہونے کی خبر پا کر لشکر لیکر قلعہ کشور یہ پر چڑھ آیا تھا بیدار شاہ
نے اپنے مالک و آقا دلدار شاہ کو عرضی تحریر کی تھی اور ملک طلب کی تھی پس جواب آیا تھا
کہ اطمینان رکھو ہم خود لشکر لیکر آتے ہیں جب جواب عرضی پہنچا تو شہزاد شاہ قلعہ بند ہو کر باطمینان
بیٹھا اتنے عرصہ میں بیدار شاہ کا نامہ آیا بادشاہ نے جواب سخت تحریر کیا پس اس نے قلعے
پر پورش کیا قلعے پر سے گولہ برسے لگا اسکا ایک سپہ سالار گولوں کو رد کر کے زیر قلعہ پہنچ گیا
اہل قلعہ پریشان ہوئے کہ صحرا سے گرد آڑی ایک جوان بہت خوبصورت مع لشکر کے اس
گرد سے پیدا ہوا ہم سب یہ سمجھے کہ دلدار شاہ نے ملک روانہ فرمائی ہو مگر وہ جوان خدا پرست
تھا اس نے اگر بیدار شاہ کے دونوں سپہ سالاروں کو زیر کیا اور جنگ مغلوبہ کر کے
بیدار شاہ کو بھی زیر کر لیا پس بیدار شاہ نے اسکا دین اختیار کیا اور مسلمان ہو گیا یہ امر
شہزاد شاہ کو بہت ناگوار ہوا پس مکر سے جا کر مسلمان ہوئے اور اس خدا پرست کی مع بیدار
شاہ اور کل سرداروں کے دعوت کی کھانے وغیرہ میں بیہوشی ملا کر اسکو گرفتار کر لیا پس قلعہ
اپنے وزیر کے سپرد کر کے اور پچاس ہزار لشکر اپنے ہمراہ لیکر اور قیدیوں کو لیکر لشکر اسلام پر تہجون مار
طرف دلدار شاہ کے جانے تہن کو قیدی انکے حوالہ کرین جو انکو مناسب ہو وہ قیدیوں کے
حق میں حکم دین پس دیکھو وہ ساتنے قیدی ارا بون پر سوار ہیں یہ سب لشکر طرف انور یہ کے

کے جاتا ہی ہم یہ خبر پا کر وہاں سے بھاگے کہ انکو اس حال سے آگاہ کرین یہ خبر ہی بس شہزاد شاہ
 مع قیدیوں کے آتا ہو دلدار شاہ نے یہ سیکے انکو تو خلعت دیکر رخصت کیا اور حکم دیا کہ پردے بارگاہ
 کے اٹھا دیے جائیں اور اپنے اہل دربار سے کہا کہ پہلے تو میں ان سبکو ہدایت کرونگا کہ دین زمرہ پرستی
 اختیار کریں اگر قبول کیا تو حیر و رغبت ان سبکو اسی مقام پر قتل کرونگا اپنے شہر میں نہیں لیجاؤنگا کیونکہ یہ سب
 لوگ بچھڑتے ہیں انکا خون میرے شہر میں نہ گریے دوسرے ایسے منحوس قدم ہوتے ہیں
 کہ جہاں انکے قدم پہنچے وہ شہر تباہ و برباد ہوا بس کیا ضرورت ہے ایسے لوگوں کے لیجانے کی
 سب نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا دلدار شاہ نے کہا کہ میں کیا خوش نصیب ہوں کہ دشمنان
 خداوند اسیر ہو کر میرے پاس آتے ہیں بس جب میں انکو قتل کرونگا خداوند بہت خوش ہونگے
 میرا مرتبہ اعلیٰ کریں گے کیونکہ ان لوگوں کے ہاتھ سے خداوند کو بڑی رحمت پہنچی ہو دوسرے
 میرے خوش قسمت ہونے کی یہی بات ہے کہ بدون میرے پہنچنے دشمنان خداوند اسیر ہو گئے
 یہ تقریر ہو رہی تھی کہ سامنے سے گرد آڑی اور دامن گرد کا شگافتہ ہوا لشکر پیدا ہوا اور شہزاد شاہ
 نے جو لشکر کو فز و کش پایا ہر کار سے روانہ کیے کہ خبر تو لائیں کہ یہ لشکر کسکا ہے ہر کار سے اگر دریافت
 کر کے شہزاد شاہ سے بیان کرنے لگے کہ یہ لشکر دلدار شاہ کا ہے وہ آپلی ملک کو تشریف
 لیے آتے تھے کل اس صحرائ میں آکر پہنچے جو مکہ قلعہ قریب تھا اور لشکر ٹھکا ہوا بہت تھا اس
 مقام پر قیام کیا اور حکم دیا کہ پرسوں ہم یہاں سے کوچ کریں گے بس یہ وہی لشکر ہے اور کوئی لشکر
 نہیں ہے یہ سیکے شہزاد شاہ بہت خوش ہو گیا اور خود مرکب بڑھا کر اور سرداروں کو لیکر طرف
 بارگاہ و دلدار شاہ کے چلا اور اہل لشکر سے کہا کہ تم قیدیوں کو لیکر آؤ میں عاتقا ہوں بس داخل
 لشکر دلدار شاہ ہو کر قریب بارگاہ پہنچ کر مرکب پر سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا تخت کے
 پاسے کو بوسہ دیا اور ایک مقام مناسب پر اتر کر ابون کو بیچ میں کر لیا سب نے کمر میں
 کھولیں آسودہ ہوئے اور دلدار شاہ نے شہزاد سے حالات دریافت کیے شہزاد
 نے سب حالات ابتدائے اور آخر تک بیان کیے دلدار شاہ نے خوش ہو کر جواب دیا کہ امی
 شہزاد تو نے بڑی عقلندی کی کہ کسی قدر نامردی تو ہوئی مگر ساتھ دانائی کے کیونکہ یہ لوگ
 بدون مکر و فریب کے اسیر نہیں ہوتے ہیں تجھ سے خداوند بہت خوش ہوئے ہونگے
 خیر حکم دو کہ قیدیوں کو دربار میں لائیں تاکہ میں انکے کچھ کلام کروں اگر وہ میری اطاعت
 اور دین اسلام کو ترک کریں زمرہ پرستی اختیار کریں تو خیر و نہ رہا ذکر و نیک اس وقت قتل
 کروں انکے خون سے ہاتھ بھرون اور اپنے شہر کو واپس جاؤں میں انکو شہر میں نہ لیجاؤنگا
 شہزاد شاہ نے عرض کیا کہ حضور وہ لوگ ماننے والے نہیں ہیں بیکار حضور انکو طلب
 فرماتے ہیں اور حضور کو صدمہ ہوگا وہ سب بڑے بزدلان اور دہن دراز ہیں دلدار شاہ نے کہا
 کہ یوں دہن درازی اور بزدلانی کی سزا پائیں گے یہ جو دلدار شاہ نے کہا شہزاد نے کہا کہ
 لاؤ قیدیوں کو بلا کر بس اسی وقت سب قیدیوں کو لے کر داد و نذرانہ بارگاہ میں حاضر ہوا
 شاہزاد نے دیکھا کہ ایک بادشاہ معقول تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور بہت سے سردار و ہوا
 میں ہیں مگر بہادر معلوم ہوتے ہیں چہرہ و شرافت پائی جاتی ہے شہزاد بھی بیٹھا ہوا ہے
 اور اس کے سردار بھی اور دلدار شاہ اور اس کے سرداروں نے دیکھا کہ ایک جوان آفتاب

مثال چہرہ مثل ماہ تابان کے روشن مگر ابھی کم سن سبزہ خطامک نمودار زمین ہوا ہی زلفین دوش
 پہ پڑی ہو میں طوق و سلاسل میں گرفتار اسکے برابر ایک تاجدار وہ بھی مرد مقبول اور قوی اور
 دو پہلو ان بہت زبردست اور جہت قدر قیدی ہیں سب قومی ہیں دو عیار بھی ہیں بس سب
 اکڑتے ہوئے چلے آتے ہیں مگر اس جوان کے چہرے سے ایسا رعب و داب پیدا ہو کہ
 دیکھ کر جو اس باختہ ہوئے جاتے ہیں دلدار شاہ نے اہل دربار کی طرف دیکھ کر کہا کہ کیا جان
 اور کیا نگاہ ہو اور کیا رعب و داب ہو اور بہت خوبصورت ہو اہل دربار نے کہا کہ حضور
 ملاحظہ کریں کہ یہ معلوم ہوتا ہو کہ شیر بر جلا آتا ہو باوجودیکہ قید ہو مگر کچھ خوف و ہراس نہیں ہو پڑا
 باحواس ہو یہ سنکے دلدار شاہ نے کہا کہ وہ جوان کون ہو جس نے بیدار شاہ و لشکر بیدار شاہ
 کو شکست دی اور سپہ سالاران بیدار شاہ کو زیر کیا اور اسکے سپہ سالار کون سے ہیں اور
 اس جوان کے سردار کون سے ہیں یہ لڑکا کون ہو کیا بیدار شاہ کا فرزند ہو شہداد نے
 سر جھکا کر کہا کہ حضور جس جوان کو آپ لڑکا تصور فرماتے ہیں یہی وہ جوان ہو کہ جس نے سپہ سالاران
 بیدار شاہ کو زیر کیا اور لشکر کو شکست دی لڑکا نہ خیال فرمائیے یہ بلائے درمان آفت
 جان ہو اسی نے تین پہر میں مقہور و قہار کو زیر کیا اور دم بھر میں تمام لشکر کو شکست دی
 یہ کہہ کر کہا کہ وہ جو تاجدار ہو بیدار شاہ ہو اور یہ مقہور ہو اور یہ قہار ہو اور یہ سب سردار
 بیدار شاہ کے ہیں اور یہ اس جوان کے ہیں جب شہداد نے کہا تو سب اہل دربار کہیں
 دلدار شاہ کے حیرت ہوئی اور کہا کہ اس لڑکے نے ان دیو خصالوں کو زیر کیا اور لشکر
 شکست دی اور یہ سب سردار جمع کیے ہیں میں نہ مانو لگا تو جھوٹ کہتا ہو شہداد نے کہا کہ
 حضور کے قدموں کی قسم اور سر خداوند زمرہ شاہ کی قسم یہ سب اسی جوان کے زیر کیے
 ہوئے ہیں اس کے ہمراہ تھے تب دلدار شاہ نے کہا کہ اب میں سمجھ گیا کہونکہ یہ لڑکا خوبصورت
 بہت ہی بس سب اس پر عاشق ہو ہو کر زیر ہوئے اہل دربار نے کہا کہ تجا ارشاد ہوا شہداد
 نے کہا کہ جو کچھ ہو یہی تقریر ہو رہی تھی کہ شاہزادہ مطلق و مسلل مع اپنے ہمراہیوں کے بارگاہ
 میں پہونچا جب دلدار شاہ اسے آنکھ ملی اور اہل دربار سے شاہزادے نے پکار کر کہا کہ
 کہ میرا سلام اس پر ہو کہ جو کہ خداوند کریم کو واحد جانتا ہو اور اسکے پیغمبروں کو برحق اور سب خدا پرست
 کو باطل و ناحق بس شاہزادے نے بطور اہل اسلام سلام جو کیا سب اہل دربار کا منپ گئے
 ہر ایک کی تیوری پر بل پڑا ہر ایک نے قبضہ کی طرف ہاتھ بڑھایا مگر سب دلدار شاہ کے
 خاموش رہے چند سرداروں نے کہا کہ اوبے ادب تو نے غضب کیا کہ بھڑے دربار میں
 سب کے زبرد خدا سے نادیدہ کا نام لیا کیا کریں کہ حکم نہیں ہو ورنہ تیری وہ حالت کرتے
 کہ مرغان ہوا و ماہیان دریا تیرے حلق پر ترس کھاتے اور ہکو رحم نہ آتا تجھ کو کچھ خوف نہ آتا
 کہ دلدار شاہ ایسے بادشاہ قاهر و جابر کے دربار میں جو کہ زمرہ پرست ہو بادہ جرات و شجاعت
 سے مست ہو خدا سے نادیدہ کا نام لے لیا ہو شرط کہ تیری زبان گچی سے کھینچ لی جائے یہ سنکر
 شاہزادے نے برہم ہو کر جواب دیا کہ میں اس دربار میں کسی کو جو اندر نہیں پاتا ہوں سب
 بودے ہیں بس کیا جواب دون کوئی جو اندر ہوتا اور وہ اس تقریر کو اس طور سے کرتا اور میں
 رہا بھی ہوتا تو اس گفتگو کا جواب دیتا اور میرے اسکے تقریر کا مزا ہوتا نامردوں نے مجھ کو بات کرتے

ہوئے عار معلوم ہوتا ہی یہ فرما کر خاموش ہو رہے جب قریب دلدار شاہ پہنچے دلدار شاہ نے کہا کہ امی جوان میں تجھ سے چند سوال کرتا ہوں تو مجھ کو اسکا جواب دے اول تو یہ بتا کہ تو نے کس سبب سے جانا کہ یہاں سب بوسے ہیں کیونکہ جو جو یہاں بیٹھے ہیں سب اپنے وقت کے رستم و اسفندیار ہیں ان لوگوں کے خوف سے رستم و سہراب گوشہ قبر میں جا کر پوشیدہ ہوئے اور تو انکو بوجہ بتاتا ہو اسکا کیا سبب ہے شاہزادے نے فرمایا کہ سن اسکا سبب یہ ہے کہ یہ جو شہداد نطفہ حرام تیرے دربار میں بیٹھا ہی بڑا مکار و خدار ہے اسنے مجھ کو مکر سے دعوت میں بلا کر اور کھانے میں بیہوشی ملا کر اسیر کیا اور مجھ سے جب سسر رکھ ہو کر نہ لڑ سکا تو یہ مکر کیا پس تم سب نے اسکی کمک کی اور دامن پناہ دیا میرا تو درجہ دور ہی میں یہ لکھا ہوں کہ میرے ہمراہ اتنے سردار جو اسیر ہو کر آئے ہیں انہیں سے ایک اونا سردار کے ہاتھ کی تھکڑی اتار کر پھر کوئی پنجا دے تو میں اسکی غلامی اختیار کروں اگر تم میں کوئی مرد ہو تو ایسا کرے ورنہ سب نامرد ہیں اور یہ شہداد کیا اسیر کرتا اگر مکر نہ کرتا دلدار شاہ نے یہ فصاحت و بلاغت سنکے جواب دیا کہ بقول آپکے ہم سب نامرد تھے مگر امی جوان تو اتنا بڑا سرکش ہے کہ اسس حالت میں بھی تو اپنی کسے جاتا ہو اور چہ بربانی سے باز نہیں آتا ہی بقول کسے کہ رسی جل گئی مگر اسکا بل نہیں گیا خیر اس امر سے ہو کر کیا غرض کہ تجھ کو شہداد نے مکر سے اسیر کیا کہ بچو امزدہ می ہم تو بسبب اسکے کہ تو خداوند کو برا کہتا ہے اس سبب سے تیرے دشمن ہیں اگر تو خداوند کو برا بھلا کہنا چھوڑ دے تو ہم ابھی تجھ کو برا کر دین شاہزادے نے فرمایا کہ کون خداوند وہ ہی خداوند جسکو میرے پردادا حمزہ نے قتل کیا اور انکے ہاتھ سے شہر بکھر بھاگتا پھرا اور کسی مقام پر پناہ نہ ملی ہاں وہ ہی خداوند کہ جسکی ڈاڑھی چارے لشکر کے عیار نے بجائے پانی کے پیشاب اسپر کر کے موت دی وہ خداوند اسی لالچی ہے کہ اسپر ہمیشہ لعنت کی جائے اور دلدار شاہ تو اگر میرا ایک ایک بندہ کر لگا اور یہ کہے گا کہ میں نہ چھوڑ دوں کہ زمر و شاد پر لعنت نہ کروں اور کہہ سکو سجدہ کروں یہ غیر ممکن ہے یا تیری اطاعت کروں میں مرنے سے نہیں ڈرتا ہوں موت سے بالکل بیخوف ہوں موت سے کیا خوف اگر قضا آئی ہو تو کوئی روک نہ لگا اور اگر نہیں آئی ہو تو قتل نہ کر سکے گا بقول شاعر شعر اگر تیغ عالم بچھنہز جائے + نہ یر در گے تا نخواہ خداے + پس تیری کیا حقیقت ہے اگر میری قضا نہیں ہے تو تو مجھ کو قتل نہ کر سکے گا یہ جو شاہزادے نے کہا دلدار شاہ کو بہت غصہ آیا کہ امی جوان تو بڑا چرب زبان معادیم ہوتا ہی تجھ کو بالکل خوف اس امر کا نہیں ہے کہ میں سانسے بیٹھا ہوں اور تو خداوند کی خدمت کر رہا ہی ہے شرط کہ تیرے قتل کا حکم دون شاہزادے نے جواب دیا کہ تیری کیا لیاقت ہے کہ تو میرے قتل کا حکم دیگا اور تیرے حکم سے میں قتل کیا جاؤنگا جتنا کہ خدا کا حکم نہ ہو گا اور یہ جو تو نے کہا کہ تو میرے سانسے خداوند کو برا کہہ رہا ہی اور مجھ سے خوف نہیں کرتا ہی اسکا یہ جواب ہے کہ تیری بھی یہ لیاقت ہے کہ میں تجھ سے خوف کروں اور تیرے سانسے نہ مت زمر و شادانی و لقا کی نہ کروں ارے اگر وہ خود ہوتے تو انکے سانسے کرتا وہ میرا کیا کرتے جو تو کر لگا دلدار شاہ نے کہا کہ امی جوان یہ بتا کہ ان سب کو تو نے یہ کیا کیا ہے کہ سب تیرے حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر مطیع ہو گئے ہیں شاہزادے نے فرمایا کہ تو ان

بے عقل کوئی بھی اپنی آبرو دیتا ہو اور کسی کی بدولت زیر ہوئے اطاعت کرتا ہو یہ کوئی امر تعجب خیز نہیں ہے ہمارے خاندان سے سات برس کے لڑکے دیو کو قتل کرنے میں انسان کی کیا اصل ہو یہ سب موجود ہیں دریافت کر لے کہ زیر ہوئے ہیں یا یوں ہی اطاعت کی بدولت ارشاد نے کہا کہ خیر ان باتوں سے تو کوئی غرض نہیں ہو اب میں تجھ سے صداقت صاف کہتا ہوں کہ مجھ کو تیری جوانی پر رحم آتا ہے پس تو میری اطاعت کر اور دین اسلام پرک کر زمرہ پرستی اختیار کر اپنی جان کو مفت بر باد و ضائع نہ کر اپنی جوانی پر رحم کر اگر تو اطاعت اور دین اسلام کو ترک اور زمرہ پرستی قبول کر لگا تو میں تجھ کو رہا کر دینگا ورنہ قتل کر دینگا یہ جو دلدار شاہ نے کہا شاہزادے نے ہزاروں گالیوں و لعنت ہزاروں ہزار زمرہ و لقا پر کی اور کہا کہ تو میرے قتل کا حکم دے یہ جو شاہزادے نے کہا بس سب اہل دربار و دلدار شاہ کو غصہ آگیا حکم دیا کہ بلاؤ جلادوں کو کہ ان سب کو لہجہ کر ہرون بارگاہ قتل کریں یہ لوگ یوں نہ مانیں گے شہزادے نے دلدار شاہ سے عرض کیا کہ میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ انکو طلب نہ فرمائیے وہ بہت چرب زبان ہیں آپ نے نہ قبول فرمایا آخر اسکا مزا اٹھا پاسو اسے صدمہ کے کیا ہاتھ آیا دلدار شاہ نے کہا کہ اسے شہزادے تو اپنے بھائی کو نصیحت کر شاید وہ تیرے کہنے سے اسکی رفاقت ترک کرے یہ جو دلدار نے کہا ابھی شہزادے نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ بیدار شاہ بولا کہ یہ نامرد اذلی وابدی مجھ کو کیا نصیحت کر لگا جو کہ موت سے نکل کر گو میں منہ کے پھل گرا جئے اس نامرد کو سجدہ کیا کہ جسکی ڈاڑھی موت سے موٹدی گئی جو کہ ہمیشہ بھاگتا پھرا بس میں نے وہ سعادت کو میں و راحت دازین حاصل کی ہو کہ کسی کو نہ ملیگی میں بڑا آدمی قسمت و ذی تقدیر ہوں کہ ایسے دین مبین میں قتل کیا جاتا ہوں کہ جو سب نہ ہوں سے بہتر اور برحق ہو بس مجھ کو اور میرے ہمراہیوں کو تو میر بہشت نصیب ہوگی مجھ کو اور تیرے ہمراہیوں کو نار و دوزخ ملیگی میں کیا خوش نصیب تھا کہ ایسے شہر یار کے ہمراہ قتل ہوتا ہوں کہ جو کہ میرا راہبر اور راہنما ہو اور میں اسکا دامن پکڑے ہوئے سید ما بہشت میں جاؤنگا اگر او شہزادے تو مجھ سے تقریر کر لگا تو میں تیرے اوپر تھوک دینگا بیکار کو اتنے بڑے دربار میں دلیل ہوگا یہ جو تقریر بیدار شاہ کی سب اہل دربار نے عرض کیا کہ ان لوگوں کے منہ حضور نہ لکھیں وہ کلمات بیوہ کہتے ہیں ہلکو غصہ آتا ہے اس کے بھانپ سے ہم جواب نہیں دیتے ہیں دلدار شاہ نے کہا کہ دیکھو میں ابھی انکی سب چرب زبانی نکالے دیتا ہوں یہ لکھ حکم دیا کہ جلاد حاضر ہوں بس یہ حکم دینا تھا کہ جلاد ان میں سے خصلت غلبہ لکھیں لگاتے ہوئے گلوں میں کانٹا کے بار پڑے ہوئے چوڑے چوڑے تینے ہاتھ میں لہروں پر بل لباس میں خون کے دھبے لگے ہوئے رمال کا دھوا لٹا دئے اس میں سے خون کی بو آرہی تھی لال لال آنکھیں بڑے بڑے دانت سیاہ رنگ صیب صورت میں آکر حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ فیض باڑہ دار رکھنے میں اور بادوہر وقت کسا پیانہ عمر لہر نہ ہوا کسی کو چاشنی مرگ چکھنے کی ضرورت ہوئی کس پر عتاب سلطانی نازل ہوا کون مقرب سرکار ہوا کسا رشتہ زہد کی قطع ہوا کون اپنی حیات سے مایوس ہوا کون عدم کو راہی ہوگا قتل کرنا ہمارا کام ہو زندہ کرنا ہمارا کام نہیں ہو یہ کام خداوند زمرہ دستانی و خداوند لقا کا ہو ذرا سمجھ لو جھک حکم فرمائیے گا بس جب جلاد حاضر ہوئے دلدار شاہ نے اشارہ کیا شاہزادے وغیرہ کی طرف اور کہا کہ ان سب

قیدیوں کو لیجا کر بیرون بارگاہ قتل کروائے خون سے ہاتھ بھر زمین کو رنگین کر دیں وہ جلاوطن سبکو
 پہنچ کر بیرون بارگاہ لائے جو قیدی تھے وہی چوتھے رنگ کے بنائے اپنے پوئے فلاح
 بچھائے یہاں سب سامان قتل موجود تھا دارین استادہ تھیں سب اسباب سیاست مثل شمشیر کش
 و آہ کش و چشم کن وغیرہ کے موجود تھے راوی کتابی کہ ان سب کو زیر تیغ بیدریغ بچھایا
 بس جو طریقہ ہے کہ مجرم سے دریافت کر لیں وہ سب دریافت کر لیا جلاوطن سنے کو لہ کا
 خط ہر ایک کی گردن پر دیا اور یہ شو پڑھنے لگے اور ٹنگلنگین لگانے لگے شہر سلطنت سلطان کندز یا دہر جلاوطن
 چیت + مرغ زادانہ بلا خد طعنہ برصیا و چیت + ادھر جب شاہراہ سے گئے دیکھا کہ وقت
 مرگ قریب ہوا اب صرف حکم کی دیر ہی اپنے دل کو طرف پروردگار عالم کے رجوع کیا اور
 بالحاج وزاری یون عرض کیا کہ اے کریم کا رساز وادی رب بے نیاز تو سب کا حامی و مددگار
 ہو مجھ کو مرنے کا تو بالکل خوف نہیں ہے نہ میں موت سے ڈرتا ہوں صرف خیال اس قدر ہے کہ یہ
 لوگ جو کہ میرے ہمراہ ہیں سب تازہ مسلم ہیں اگر قتل ہو جائیں گے تو اور لوگوں کے اعتقادوں
 میں فرق آئے گا ہر ایک دین اسلام قبول کرتے ہوئے گھبراہٹ تو بہت بڑا رحیم ہو اس وقت رحم کر
 اور بلا سے ہم سب کو نجات دے اگر تقضا آگئی ہو اور وعدہ پورا ہو گیا ہو تو مجبوری ہو تجھ کو اختیار ہے
 چندہ تیرا ہر وقت میں مجبور و ناچار ہوتا ہوں میرے بزرگوں کی ایسے ایسے مقام پر مدد کی ہو اور ایسی
 ایسی بارود کی کہ جس سے نجات پانے کی امید نہ تھی تو نے ابراہیم خلیل اللہ کو نارسے نجات
 دی شکم حوت میں یونس کو پناہ دی شیر کے سلمان کو چھڑایا بس تیرے نزدیک کیا بات ہو اس
 بلا سے نجات دینا اسطور سے جو شاہراہ سے گئے دعا کی اور اس دعا کے درمیان میں یہ بھی
 کہا کہ اے کریم میں اپنے باپ سے جدا ہو کر تیری راہ میں جہاد کر رہا تھا اور تیرے دین کے رواج
 دینے کو کیونکہ ایک منکار نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا ہو ظلم نورانگین میں خدائی کرتا ہو دم بیکتائی
 بھرتا ہو اسکو سزا دینے جاتا تھا کہ راہ میں اس بلا میں مبتلا ہو گیا اے کریم اگر میں قتل ہو گیا تو اس ظلم
 کی فحاشی رہ جائیگی اور اس اقلیم کا اسلام آباد ہونا گویا مجھ میں قدرت ہو کہ تو کوئی اور تدبیر کرے اور
 اُسکے ذریعہ سے اسکو فتح کرائے مگر میری یہ آرزو ہو کہ میں تیرے فضل و کرم سے اسکو فتح کروں اور
 اپنی نانی کے خون ناحق کا عوض لوں یہ جو دعا شاہراہ سے گئے تڑپ کر کے حیرت و عجب و اجابت
 پہونچا دعا قبول ہوئی میں تحریر کر چکا ہوں کہ فرزند دلدار شاہ خسرو شیر دل بہت جری و بہادر ہوا اور
 بہادر کو دوست بھی رکھتا ہوا اپنے باپ سے اجازت لیکر برائے شکار گیا ہوا تھا اُسکے ہمراہ
 سپہ سالار قہرمان چنہ گیر بھی تھا جو کہ بڑا بہادر اور جری ہو بس یہ دونوں شکار میں مصروف تھے
 کہ بکاروں نے انکو جا کر خبر دی سنا اسنے کہ شہزاد شاہ چند مسلمانوں کو گرفتار کر کے لایا ہے مع
 اپنے بھائی کے کہ وہ بھی مسلمان ہو گیا تھا ہمارے بادشاہ کے اور ان مسلمانوں کے افسر
 سے بہت تفریر ہوئی نہایت یہ آئی کہ بادشاہ نے ان سب کے قتل کا حکم دیا وہ قتل ہوتے ہیں دو
 حکم مل چکے ہیں خسرو نے کہا وہ جو ان سب کا افسر ہے اسکی کیا صورت ہو اور مقتدر قوی ہو اور کتنا
 بڑا قد ہو میں خیالی کرتا ہوں کہ دیو کے برابر ہو گا کیونکہ میں نے اکثر سنا ہے اور کتابوں میں دیکھا بھی ہے
 کہ خدا پرست دیو سے لڑے اور اسکو قتل کیا جس لاکھ پر لشکر کشی کر کے گئے اسکو فتح کیا انھیں
 سب کے ہاتھوں سے پریشان ہو کر خداوند بھائے بھائے پھرے ہیں بس ایسے لوگوں کا

دیکھنا پر ضرور ہو میں تو بہت زمانے سے ان لوگوں کا مشتاق تھا انکے دیکھنے کا مجھ کو اشتیاق تھا اور
 خدا پرستوں کی جرات و شوکت و شجاعت کی بہت تعریف سنا کرتا ہوں اور کتابوں میں دیکھا کرتا
 ہوں ہزاروں کتابیں مثل نوشیروان نامہ و بالاباختر و کوچک باختر و تورنج نامہ و صندلی نامہ
 و ایرج نامہ و لعل نامہ وغیرہ کے انکی تعریف میں تصنیف ہوئی ہیں انہیں ہزاروں طلسم
 ہیں کہ جنکو خدا پرستوں نے فتح کیا ہے مثل طلسم ہوشربا وغیرہ کے بس ان لوگوں کی بہادری و دلوری
 کا شہرہ سن سن کے مجھ کو اشتیاق ہو رہا تھا اور یہ خیال کرتا تھا کہ کیا صورت کروں کہ جو یہ لوگ
 دیکھنے میں آئیں کئی مرتبہ قصد کیا کہ ان لوگوں پر لشکر کشی کر کے جاؤں مقابلہ کروں پھر یہ خیال کیا
 کہ جو کہ اپنی طرف نہ آئے اس پر ہیکار ہو لشکر کشی کرنا بس اس خیال کو کر کے دل میں اپنے قصد
 کو منع کر دیا میں خیال کرتا ہوں کہ جو لوگ دیو سے مقابلہ کرتے ہیں اور اسکو قتل کرتے ہیں
 وہ قد و قامت میں اس سے زیادہ ہونگے اور تن و توش بھی اُن سے زیادہ ہوگا گو تصور میں
 انکی دیکھیں ہیں مگر ان تصور و ان سے جو کہ خیال ہو وہ نہیں ظاہر ہوتا ہے اُن سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ
 خدا پرست قلیل القامت اور دبلے تلے آدمی ہیں مجھ کو حیرت ہوتی ہے کہ ان ہاتھ پاؤں پر دیو
 کو قتل کرتے ہیں اور اس سے مقابلہ کرتے ہیں یہ جو شاہزادہ خسرو نے کہا قہرمان نے
 کہا کہ حضور مجھ کو بھی بہت اشتیاق ہے جب سے یہ سنا ہے کہ چند خدا پرست اسیر ہو کر آئے ہیں وہ
 قتل کیے جاتے ہیں تو یہی جی چاہتا ہے کہ کسی طور سے اڑ کر وہاں پہنچوں اور دیکھوں کہ میرے
 خیال کے موافق قد و قامت رکھتے ہیں یا جیسا کہ کہا جاتا ہے حضور جلد بشارت لیچلیں شاہزادہ
 خسرو نے ہر کاروں کی طرف منہ کر کے کہا کہ تمہیں تو ان خدا پرستوں کو دیکھا ہے جو کہ اسیر ہو کر آئے
 ہیں ہاں ذرا بیان کرو کہ کیسی صورت ہے اور کس قدر قوی ہیں اور کیا قد و قامت رکھتے ہیں انہوں نے
 ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ کیا عرض کریں حضور جو کہ اصلی خدا پرست ہیں علاوہ بیدار شاہ اور سرداران
 بیدار شاہ کے انہیں تو کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو دیو سے کم ہو اور سرداران بیدار شاہ بھی دیو
 سے کم نہیں ہیں مگر جو کہ ان خدا پرستوں کا افسر ہے کہ جو کہ شاہزادہ کہلاتا ہے اور سب اس سے زیر ہوتے
 ہیں اور وہ خاندان حمزہ سے ہے وہ تو کوئی دس گیارہ برس کا ہوگا اور پستہ قد ہے اور دبلہ پٹلا ہے مگر
 خوبصورت بہت ہے جو سردار اس کے ہمراہ ہیں وہ سب یہ کہتے ہیں کہ اس شہر بار نے ہکو زیر کیا ہے
 وہ سب بچہ دیو معلوم ہوتے ہیں عقل کام نہیں کرتی ہے کہ کیونکر اس نے دیر کیا ہے حضور ان سرداروں
 میں جو ادنا مرتبہ کا سردار ہے وہ بھی ہمارے سپہ سالار سے کسب پورتن و توش میں کم نہیں ہے اور
 اوروں کا تو کیا ذکر ہے علاوہ اسکے شہزاد شاہ نے خود بیان کیا ہے کہ اس جوان نے تین پہر
 کے عرصہ میں سپہ سالاران بیدار شاہ کو زیر کیا جو کہ اسوقت دیو خصال ہیں اگر انکو دیو بھی
 دیکھ لے تو کانپ کر ہٹ جائے پھر سامنا نہ کرے بس یہ کہا جاتا ہے کہ اس جوان نے زیر کیا
 اور لشکر کو شکست دی حضور واقعی مقام حیرت ہے اور وہ جوان لائق دیکھنے کے ہے یہ سننا تھا کہ
 شاہزادہ خسرو نے شکار کو ترک کیا اور مرکب اٹھا کر وہاں سے چلا سپہ سالار بھی ہمراہ چلا راہ
 میں اپنے ہمراہیوں سے یہ کہتا ہوا آتا تھا کہ خداوند ایسا کریں کہ وہ جو لیل قتل نہواہو میں زندہ دیکھوں اور
 سرکاروں کے بیان سے مجھ کو اور حیرت ہوئی کہ نو دس برس کے لڑکے نے اتنے بڑے جوان
 کو کیونکر زیر کیا جو کہ دیو خصال اور عفریت مثال ہے اور وہ کیونکر مطیع ہوئے ایسے لوگوں کو دیکھنا

پر ضرور ہو کہ میں ثنا کرتا تھا اور کتابوں میں پڑھا کرتا تھا مگر محکوم یقین نہ آتا تھا یہ خیال کرتا تھا کہ مبالغہ
 کیا جاتا ہو مگر ہر کاروں نے جو بیان کیا تو کس قدر اس بیان کی صداقت کا یقین ہوتا ہو کیونکہ یہ
 ہر کارے جھوٹ نہ بولیں گے کیونکہ جب انکو یہ امر معلوم ہو کہ شاہزادہ جا کر دیکھ لینگا اس وقت
 جو ٹھہرے سچ ظاہر ہو جائیگا ہنکو دروغ گوئی کی سزا ملے گی پس کیا ضرور ہو کہ وہ جھوٹ بولیں اور ایسا جھوٹ
 کہ جو کہ بخوش عرصہ میں ظاہر ہو جائے قہرمان نے عرض کیا کہ کیا دور ہو ظاہر ہوا جاتا ہو کچھ تو ان
 ہر کاروں نے ضرور جھوٹ عرض کیا ہو شاہزادہ خسرو یہ کہتا ہوا چلا آتا ہو کہ خداوندِ مہر وادایسا کوئن
 کہ زندہ باد وین میں خود اس جو ان سے مقابلہ کرونگا اگر میں نے اسکو زیر کر لیا تو اپنے لشکر کا
 سپہ سالار کرونگا اگر میں زیر ہو گیا تو ضرور اسکی اطاعت کرونگا قہرمان نے کہا کہ غلام کا بھی یہی
 قصد ہو مگر غلام اس امر میں نہایت حیران ہو کہ جبکہ اس جو ان نے اتنے اتنے بڑے پہلوان پر
 کر لیے تو یہ کیا امر واقع ہوا شداد نے اسیر کر لیا ضرور اس امر میں کوئی نہ کوئی مگر ہو یا تو ہر کاروں
 کا بیان غلط ہو یا شداد نے کوئی مکر کیا کیونکہ وہ بڑا مکار ہو شاہزادہ خسرو نے کہا کہ معلوم ہوا
 جاتا ہو راوی کہتا ہو کہ یہاں شاہزادہ مع اپنے ہمراہیوں و بیدار شاہ و مقہور و قہار کے
 و دیگر سرداروں کے زیر تیغ بیٹھا ہوا ہو و ماکر رہا ہو دو حکم جلا دون کو مل چکے ہیں تیسرے حکم
 کی دیر ہو کہ صحرا سے گزرا و اڑی شاہزادہ خسرو و شیردل مع سپہ سالار قہرمان کے آکر پہونچا بارگاہ
 کے پردے اٹھے ہوئے ہیں دلدار شاہ بارگاہ میں بیٹھا ہوا ہو دربار آراستہ ہو شاہزادہ
 و قہرمان کے دھنل پر غاشیہ پڑا ہوا ہو اہل دربار نے دیکھا دلدار شاہ نے عرض کیا کہ حضور
 شاہزادہ عالم شکار گاہ سے واپس آئے دلدار شاہ کا یہ کھڑکے رنگ متغیر ہو گیا اہل دربار سے
 کہا کہ کوئی اسل جو ان خدا پرست کا ذکر نہ کرے اور نہ یہ ذکر کرے کہ اسکو شداد نے مکر سے اسیر
 کیا کیونکہ خسرو و مہر و جرمی اور بہادر و دست ہو جب یہ سنے گا کہ شداد نے مکر سے اسیر کیا اور
 میرے باپ کے پاس لایا میرے باپ نے اسکو قتل کیا تو بہت بڑا صدمہ کریگا جہنک وہ
 یہاں آئے آئے ہیں تیسرا حکم بھی دیتا ہوں وہ قتل ہو جائیگا اگر دریافت کریگا تو کدیا جائیگا کہ
 بیدار شاہ و غیرہ کو شداد اسیر کر کے لایا تھا انکو بھجایا اور راہ پر نہ آئے قتل کیا بلکہ لاشہ بھی
 اس جو ان کا نہ دکھایا جائے کیونکہ اکثر خسرو نے قصد کیا کہ میں جا کر خدا پرستوں سے مقابلہ کروں
 اور انکو زیر کروں انکے مقابلے کا اسکو بہت اشتیاق ہو اور خدا پرستوں کے دیکھنے کا اگر وہ
 یہاں ہوتا تو ضرور مقابلہ کرتا مین لاکھ منع کرتا مگر میرا کتنا سفتاسب نے عرض کیا کہ بہت خوب
 ہم لوگ کچھ ذکر نہ کریں گے یہ کہہ کر دلدار شاہ نے تیسرا حکم بھی دیا جو بدار لیکر چلا آدھر شاہزادہ
 خسرو نے لشکر میں پہونچ کر ہر کاروں سے پوچھا کہ وہ لوگ کہاں قتل ہوئے ہیں انھوں نے اشارہ
 سے بتایا کہ وہ سامنے بارگاہ کے جو مجمع ہو اسی مقام پر انکے قتل کا بند و بست ہو پس شاہزادہ
 مرکب اٹھا کر اسقدر جلد وہاں پہونچا کہ جو بدار حکم لیکر نہ پہونچنے پا یا تھا کہ شاہزادہ مع قہرمان کے
 پہونچ گیا شاہزادے و قہرمان نے دیکھا کہ ایک جو ان کہ جسکا سن واقعی کوئی دس گیارہ برس کا
 ہو گا آفتاب مثال چہرہ مثل ماہ چارہ دہ کے روشن زلفین دوش پہ پڑی ہو مین قصیر القامت
 و بلا تیل طوق و زنجیر مین اسیر نہ تیغ بیٹھا ہو جلا و سر پہ تلوار برہنہ لیے ہوئے کھڑا ہو اسکے برابر
 ایک تاجدار ہو مگر بہت قوی اور بہت سے سردار و دیو خصال حفریت مثال سب طوق و زنجیر مین

اسیر زیر تیغ بیٹھے ہیں سر جھکائے ہوئے اور جلا دسرون پر کھڑے ہیں بدیکھ کر خسرو نے قمران کی طرف دیکھا اور کہا کہ تنے دیکھا میں حیران ہوں کہ یہ لوگ کیوں کر شہزادے نے اسیر کیے جو کہ ہر گز کتے تھے وہ سب درست ہی ہر کاروں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ وہ جو ان ماہ رخسار یہی ہے اور اسی نے ان سب کو دیر کیا ہے اور بیدار شاہ یہ تا جدار ہے اور اسکے سپہ سالار کہاں ہیں تب ہر کاروں نے عرض کیا کہ جی ہاں وہ جو ان یہی ہے اور وہ بیدار شاہ ہے اور یہ پہلوے بیدار شاہ ہیں دو لڑن سپہ سالار بیدار شاہ کے مقہور و قہار ہیں کہ جنگو اس جو ان نے تین پہر کے عرصہ میں زیر کیا ہے اور یہ جو پس پشت بیدار شاہ کے زیر تیغ بیٹھے ہوئے ہیں یہ سب سردار بیدار شاہ کے ہیں شاہزادہ خسرو نے مقہور و قہار کو فیصل مست و دیو لڑن سے زبردست پایا اور سب سرداروں کو بھی بہت حیران ہوا ہر کاروں نے عرض کیا کہ جو اس جو ان کے پس پشت بیٹھے ہوئے ہیں زیر تیغ وہ سب سردار اس جو ان کے ہیں اور اسکے زیر کردہ ہیں خسرو نے انکو بھی بہت زبردست دیو پیکر پایا حیران ہو کر قمران سے کہا کہ مجھ کو اس امر کی بڑی حیرت ہے کہ اس جو ان نے کیونکر ان سب کو زیر کیا اور کیونکر زیر ہوئے اگر زیر ہوئے ہوتے تو اس وقت میں اسکی اطاعت نہ کرتے ضرور اسکی رفاقت کو ترک کرتے اور دوسری حیرت یہ ہے کہ شہزادے نے کیونکر ایسے ایسے جوانوں کو زیر کیا اور اسیر ضرور مکر سے کام لیا ہے قمران نے کہا کہ میری خود عقل نہیں کام کرنی ہے یہی باتیں ہو رہی تھیں کہ جو بدارتیسا حکم لیکر پہونچا اور جلا دون سے کہا کہ حکم شاہی ہے کہ اسکے سر تن سے جدا کرو جلا دون نے قصد کیا تھا کہ خسرو نے ڈانٹا اور کہا کہ خبردار ہاتھ نہ لگانا ورنہ میں تم سب کو قتل کر دوں گا وہ تھے اور عرض کیا کہ آپ کے والد کا حکم ہے ہم کیونکر تعمیل کریں خسرو نے کہا کہ وہ اُنکا حکم ہے یہ میرا حکم ہے اگر اپنی جان کی خیریت چاہتے ہو تو میرے حکم پر عمل کرو جب تک میں اسے کلام نہ کر لوں اور جو کچھ مجھ کو دریافت کرنا ہو وہ دریافت نہ کر لوں اور تمکو قتل کا حکم نہ دوں اسوقت تک قتل نہ کرنا جلا د جان کے خوف سے ختم گئے خسرو نے شاہزادہ سے کہا کہ امی جو ان فوراً سر اٹھا کر میری طرف دیکھ اور کچھ مجھ سے کلام کر جو میں دریافت کروں اُسکا جواب دے شاہزادے نے فرمایا کہ میں کیا نامردوں سے کلام کروں اور کیا نامردوں کی بات کا جواب دوں خسرو نے کہا کہ آپ نے یہ کلمہ کس سبب سے کہا کہ کیا نامردوں سے کلام کروں آپ نے مجھ کو کس سبب سے نامرد جانا شاہزادے نے فرمایا کہ جب قدر اس لشکر میں لوگ ہیں سب نامرد ہیں رو باہ خصال ہیں حیلہ ساز ہیں اسکا سبب یہ ہے کہ جب اپنے سے قوی دوسرے کو پایا اُسکو مکر و فریب سے اسیر کر لیا ان لوگوں پر کیا منحصر ہے جب قدر کفار ہیں سب ایسے ہی ہیں انہیں تو بھی اُنکیا خسرو نے کہا کہ یہ امر میری سمجھ میں نہیں آیا اُسکو صاف طور سے بیان فرمائیے شاہزادے نے فرمایا کہ کیا خاک بیان کروں سر پر تو جلا د موجود ہے اگر تو اُسکو سنا چاہتا ہے تو دربار میں جا کر بیٹھ وہاں طلب کر تو سب کے روبرو بیان کروں خسرو نے کہا کہ بہت خوب اور سب میں وہاں سنو گنا صرف اسقدر بیان فرمائیے کہ یہ جو سب زیر تیغ بیٹھے ہوئے ہیں یہ سب آپ کے زیر کردہ ہیں شاہزادے نے فرمایا کہ انہیں سے دریافت کر لے مجھ سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے جبکہ وہ خود موجود ہیں پس یہ سب خسرو نے ہر ایک سے دریافت کرنا شروع کیا ہر ایک نے بھی جواب دیا کہ تمکو اس شہر بار نے بقوت و طاقت زیر کیا اور ہم سب زیر ہوئے ہیں یہی کلمہ مقہور

و قہار و بیدار شاہ نے سرداران بیدار شاہ نے بیان کیے اب اسکو اطمینان ہوا قہرمان کو بھی یقین آیا بس خسرو نے قہرمان سے کہا کہ میں تو بارگاہ میں جاتا ہوں تم ان سب کو بغزت و ابرو لیکر آؤ خسرو یہ لکھ کر اور مرکب اٹھا کر طرف بارگاہ کے چلا قہرمان شاہزادہ و بیدار شاہ و کل سرداروں کو اسی طور سے مسلسل و مطلق لیکر بموجب حکم خسرو طرف بارگاہ کے چلا چلا وہاں تک پہنچے واقعی اس پر یہ ہو کہ جب تک قضا نہیں آتی ہو کوئی کسی کو قتل نہیں کر سکتا ہو اسکی طرف سے زندگی ہوتی ہو تو دست برد ہوتا ہو اور اگر قضا نہیں ہو ایک عالم قتل پر تیار ہو تو کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا ہوتا ہو کہ قتل نہیں ہوتا ہو اگر قضا ہو تو پھر کوئی کچھ نہیں کر سکتا ہو بموجب مصرعہ مرد شو دسبب خیر گر خدا خواہد + راوی کہتا ہو خسرو طرف بارگاہ کے چلا اور قہرمان ان سب کو لیکر ادھر دلدار شاہ نے دیکھا کہ شاہزادہ جب لشکر میں آیا تو بارگاہ کی طرف نہیں آیا بلکہ اُس طرف گیا کہ جہاں پر خدا پرست آئیں کیے جاتے ہیں اہل دربار سے کہا کہ لو غضب ہو گیا جس امر کا خوف تھا وہی پیش آیا شاہزادہ ادھر نہیں آیا اسی طرف گیا اہل دربار نے عرض کیا کہ پھر خوف کس امر کا ہو شاہزادہ اپنے وقت کا رستم و اسفندیار ہی اگر وہ لوگ بھی ہوتے تو ہمارے شاہزادے کا حلقہ نلامی اپنے ان میں ڈال لیتے کیا شاہزادہ کسی سے کم ہو دلدار شاہ نے کہا کہ یہ امر نہیں ہی بلکہ یہ خیال ہو کہ وہ خدا پرست چرب زبان بہت ہو ایسا نہ ہو کہ میرے فرزند سے اور اُس سے تکرار ہونے لگے اور وہ خدا پرست سب حال شہداد کے کر و فریب کا کدے اور یہ کہے کہ تم مجھ سے مقابلہ کرو تو یہ ضرور منظور کر لیا کیونکہ اسکو خدا پرستوں سے مقابلے کا اشتیاق ہو بس ضرور مقابلہ پر راضی ہو جائیگا اگر وہ جوان زیر ہوا تو خیر اگر خدا نخواستہ شاہزادہ زیر ہوا اور اُس جوان نے اُس سے اطاعت کہا تو وہ ضرور اطاعت کر لیا اسوقت بڑی خرابی ہوگی ہم تم سب اُس جوان اور شاہزادے کی نگاہ میں حقیر و ذلیل ہونگے خصوصاً شہداد تو بہت ہی ذلیل ہوگا سب نے عرض کیا کہ آپ خوف فرمایاں اگر ایسا ہوگا تو ہمارا شاہزادہ ہی غالب آئے گا وہ جوان بھلا کیا غالب آئے گا یہ ذکر ہو رہا تھا کہ چوہداروں نے آکر عرض کیا کہ مجھے حکم سرکار سے چلا دوں کو آگاہ کیا و مان شاہزادہ عالم موجود تھے جب مجھے حکم سے آگام کیا انھوں نے قصد کیا کہ قتل کر میں شاہزادے نے منع فرمایا اور فرمایا کہ اگر قتل کرو گے تو میں تم سب کو اسی وقت قتل کروں گا وہ لوگ خوف جہان سے ختم گئے بس شاہزادے نے اُس جوان سے کچھ کلام کیے ہم لوگ دور کھڑے تھے ہم نے نہیں سنا کہ کیا تقریر ہوئی مگر یہ سنا کہ شاہزادے نے قہرمان کو حکم دیا کہ میں تو بارگاہ میں جاتا ہوں تم ان سب کو بغزت و ابرو لیکر بارگاہ میں آؤ بس سب خدا پرست قتل سے بچ گئے شاہزادہ تشریف لاتا ہو اور قہرمان ان سب کو لیکر آتے ہیں بادشاہ نے کہا کہ جو بھولگان تھا وہی ہوا خیر کیا کیا جائے وہ تو انجی خدا کے ہیں دیکھیے کیا ہوتا ہو دلدار شاہ یہ کہہ رہا تھا کہ خسرو و مرکب پر سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا باپ کو سلام کیا مگر تیوری پر بل اپنے دنگل پر بیٹھ گیا ہر مرتبہ طرف شہداد کے بنگاہ غضب دیکھتا ہو اور رہتا ہو ایک مرتبہ اپنے باپ کی طرف منھ کر کے کہا کہ کیوں والد بزرگوار اسوقت آپ نے بھوکہ بہت شرمندہ کر آیا ایک طفل کم سن سے ہم شرمندہ ہوئے اور سوا سوا خاموشی کے بھوکہ جواب دیتے ہیں پڑا آپ کے دربار میں شہداد شاہ چند خدا پرستوں کو اور اپنے بھائی کو اسیر کر کے لایا اپنے

اُنکے قتل کا حکم دیا ہلکو اس حال سے آگاہ نہ کیا نہ اُسے کچھ حال دریافت کیا بھلا یہ تو خیال فرمائیے کہ اُنہیں ایسے ایسے جوان ہیں کہ جو کہ شہاد کو ایک طمانچہ مارین تو شہاد اُسکی ضرب سے ہلاک ہو جائے نہ کہ شہاد اُنکو اسیر کرے یہ بالکل خلاف عقل ہے ضرور اس امر میں کوئی مگر جو میں نے شکار گاہ میں خبر پائی صید افغانی کو ترک کر کے آیا اول تو مجھ کو خدا پرستوں کے دیکھنے کا اشتیاق تھا دوسرے یہ امر بھی دریافت کرنا تھا کہ یہ لوگ کیوں اسیر ہوئے اگر میں نہ آتا تو وہ لوگ قتل ہو جاتے بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ بزرگ ہو کر ایسی باتوں کا خیال نہ فرمائیں اور بدو نہ سمجھے اور بوجھے حکم قتل دیا یہ بن شکر جو خداوندِ مہرود کا کہ میں وقت پہنچ گیا میں نے جو جا کر دیکھا تو اُنہیں ہر ایک کو بیاتین و صف شکن پایا بابا جان ایسے بہادر دیکھنے میں بھی آتے ہیں ایسے بہادر وں کی تہہ کیجاتی ہے یہ سب لوگ سرفروزش و جان نثار ہیں دیکھے کیسے ثابت قدم ہیں کہ آپ نے حکم قتل دیا کوئی اپنے آقا کی اطاعت سے نہیں پرا نہ اپنا دین ترک کیا بھلا اسے بچلے اور سارے کے لوگ دیکھے بھی ہیں اور شہاد نے جو کچھ آپ سے بیان کیا بالکل غلط بیان کیا اسکا کیا اعتبار جب اسنے آپ کے خوف سے اپنا دین آباؤ ترک کیا اور اپنے مذہب قدیم کو چھوڑ دیا جو کہ پشتاپشت سے چلا آتا تھا تو اسکے کسی قول و فعل کا اعتبار نہیں ہو بس جب اسنے زبردست ان سب کو پایا ضرور مگر کیا ہوگا دیکھیے ابھی سب حال کھلا جاتا ہے میں اُنکو قتل سے ابھی بچا کر ادھر آیا ہوں قہرمان اُنکو بوجہ میرے حکم کے ابھی لیکر آتا ہے میں سب حال دریافت کرتا ہوں اگر جو کچھ شہاد نے آپ سے بیان کیا ہو اُسکے خلاف نکلا تو ابھی اس شہاد کو قتل کر دینا کیونکہ ہم سب اسکے سبب سے ذلیل ہوئے یہ جو خسرو نے کہا دلدار شاہ سنئے کیا کہ کیا وہ لوگ ابھی قتل نہیں ہوئے سنئے منع کیا جلا دیوں کو خسرو نے جواب دیا کہ جی ہاں میں نے منع تو کیا دلدار شاہ نے کہا کہ اگر فرزندِ منے بہت بُرا کیا وہ لوگ کسی طور سے تھارے گئے کو نہیں نہیں گے وہ بڑے چرب زبان اور سخت گوہر ہیں اُنکے نزدیک کوئی بہادر اور جرمی نہیں برودہ سوائے اپنے کسی کو بہادر خیال نہیں کرتے میں خسرو نے کہا کہ اُنکا خیال درست ہے جتنا بہادر کسی سے زیر نہیں ہوتا وہ کسی کی اطاعت نہیں کرتا ہر میں ہی ہوں اگر کوئی مجھ سے کہے کہ تم میری اطاعت کرو بدو نہ مقابلہ تو میں کبھی قبول نہ کروں گا ہاں اگر زیر ہو جاؤ اسوقت ضرور اطاعت کروں گا اسوقت اسقدر سردار آپکے دربار میں موجود ہیں خیال فرمائیے کسی نے بھی بدو نہ زیر ہوئے اطاعت کی شہاد کو خیال فرمائیے کہ جب تک سختی نہ چڑی جائے خراج دینا گوارا کیا اس پھر وہ کیوں کسی کی اطاعت کریں دلدار شاہ نے کہا کہ اگر فرزند یہ تمہارا قول دوست ہے بس وہ لوگ تو زیر ہوئے پر بھی نہیں اطاعت کرتے میں سنو تو تم جب شہاد نے ان سب کی قید لیکر میرے پاس آیا اور اسنے بیان کیا کہ میں نے ان سب کو سر میدان زیر کیا ہے اور اسیر کیا ہے میں نے اُنکو اپنے پاس طلب کیا اور بہت کچھ نصیحت و ہند کی اور کہا کہ تم سب میری اطاعت کرو اُنھوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہم اطاعت نہیں کریں گے نہ ہم زمرود پستی کریں گے اگر فرزند اُنھوں نے لاکھوں گالیاں خداداد وں کو دی ہیں کیا بیان کو دوں کہ جو جو کچھ اُنھوں نے شان میں خداداد وں کی کہے ہیں

میں نے یہی کہا کہ جبکہ تمکو شہادشاہ نے زیر کیا پھر تمکو کیا عذر ہو اطاعت کرنے میں انھوں نے اس امر کا اقرار کیا کہ تمکو ضرور شہادشاہ نے زیر کیا مگر ہم اطاعت نہ کریں گے بس تمکو غصہ آیا میں نے حکم قتل دیا تمکو اس سبب سے آگاہ نہیں کیا کہ کوئی مهم تو تھی نہیں کہ تمھاری ضرورت ہوتی میں نے خیال کیا کہ تمھارے مزے میں فرق آئیگا تم شکار میں مصروف تھے جب میں نے خوب طور سے تمکو بند و نصیحت کر لی اس وقت حکم قتل دیا اور فرزند وہ کبھی راہ راست پر نہ آئیں گے شہزادہ خسرو نے جواب دیا کہ دیکھو ابھی میں انکو قائل کرتا ہوں اگر انھوں نے اس امر کا پیروں رو بروا قرار کیا تو ضرور میں انکو قائل کر کے اطاعت پر راضی کرونگا اگر انکی یہ خواہش ہوگی کہ وہ مجھ سے مقابلہ کریں تو میں ضرور اُن سے مقابلہ کر کے زیر کرونگا جبکہ شہادشاہ نے زیر کر لیا تو مجھ کو کیا دیر لگے گی جو کہ مجھ سے بہر جا کمزور ہو اگر میں زیر ہو گیا تو میں انکی اطاعت کرونگا اگر وہ زیر نہ ہو تو وہ میری اطاعت کریں گے کیا مجال انکی جو میری اطاعت نہ ہو کر نہ کریں اگر اس امر پر نہ راضی ہوئے تو میں خود انکو اپنے ہاتھ سے قتل کرونگا خسرو نے یہ جو کہا دلدار شاہ غاموش ہو رہا مگر دل میں کہا کہ بڑا غضب ہوا جب یہ اس جوان سے دریافت کر یگا وہ صاحب صاف شہاد کی مکاری کا حال کد گیا اور کہے گا کہ تمکو شہادشاہ نے زیر نہیں کیا بلکہ مکر سے اسیر کیا ہوا اب کیا تدبیر کروں اسکو یقین آجائیگا کیونکہ اسکے خیال میں ہو کہ مکاری سے شہادشاہ اسیر کیا ہو دلدار شاہ یہ بائین دل سے کہہ رہا ہے اور کہتا ہے کہ یہ لڑکا بڑا ضدی ہی میری حکومت و سلطنت اسی کے بھروسے پر قائم ہے کوئی تدبیر میں نہیں پڑتی ہو کہ وہ خدا پرست یہاں نہ آئیں اور ایسی تقریر نہ ہو ورنہ بڑی خرابی ہوگی یہ شہاد کا تو دشمن جانی ہو جائیگا اور خسرو نے شہاد کی طرف منہ کر کے کہا کہ کیوں شہادشاہ تم سے ان سب کو کیونکر زیر کیا ہو سچ بیان کرو اس مکار نے سارا قصہ اول سے آخر تک تو ٹھیک ٹھیک بیان کیا جب اس مقام پر آیا مقصور و قہار کو اس جوان نے زیر کیا اور بیدار شاہ نے زیر ہو کر اطاعت کی اُسکے بعد یہ بیان کیا کہ جب یہ واقعہ گذرا تو مجھ کو بیدار شاہ پر بڑا غصہ آیا میں لشکر لیکر باہر نکلے کے آیا میں نے طبل جنگ جو ایا لشکر حرايت میں بھی طبل جنگ بجا بس دوسرے دن میں میدان میں آیا مبارز طلب کیا پہلے لشکر بیدار شاہ کے پہاڑ ان میرے مقابلے کو آئے میں نے کسی کو گشتی میں کسی کو تلواریں سے زیر کیا یہاں تک کہ مقصور و قہار کو بھی زیر کیا اور بیدار شاہ کو بھی اُسکے بعد اس جوان کی ہر اہی کے سردار آئے لے آئے انکو بھی میں نے ہر دمی و مردانگی زیر کیا اس جوان سے مقابلے کی فوج آئی اُسکو بھی زیر کیا لشکر کو شکست دیکر او سب کو ایک اور حصہ آیا خسرو نے کہا کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ جب بیدار شاہ لشکر لیکر تمھارے قلعے پر آیا تھا تو تم قلعہ بند ہوئے تھے لگاتار طلب کی تم یہاں سے چلے جباہ تم ایسے پر قوت تھے کہ تم نے ان سب کو زیر کر لیا پھر قلعہ بند کیوں ہوئے اور جسے لگاتار کیوں درخواست کی خود کیوں نہ نکال کر مقابلہ کیا خدا نے مکر سے جواب دیا کہ اسکا بدلہ یہ تھا کہ میں لشکر بیدار شاہ کی اور پہلو اوزن کی تعریف بہت سنتا تھا بس جب وہ لشکر لیکر آیا میں نے خبر پائی اس خیال سے کہ اسکے لشکر کے پہلوان بہت زبردست ہیں میں مقابلہ نہ کر سکا لہذا قلعہ بند بھی ہوا اور لگاتار بھی طلب کی جب میں نے دیکھا کہ ایک لڑکے نے سب کو اسیر کر لیا

اور زیر کر لیا تو وہ میرا خیال بر طرت ہوا میں نے خیال کیا کہ مروت یہ لوگ دیکھے ہی کے ہیں
 بیکار کا خوف ہو تو خود اسے مقابلہ کر جبکہ لڑکے سے زیر ہو گئے تو تجھ سے بھی ضرور زیر
 ہو گئے بس میری رائے نے اس وقت خطا کی تھی اب جو میں نے مقابلہ کیا جیسا خیال کیا تھا
 ویسا ہی پیش آیا خسرو نے کہا کہ بالکل یہ تیری تقریر مکر کی ہے خیر معلوم ہوا جاتا ہے تیرا جھوٹا بیج
 کھلا جاتا ہے بھلا ہم ایک بات اور دریافت کرتے ہیں اب پھر انہیں سے کسی سے مقابلہ
 کرو گے اور زیر کر لو گے کیونکہ تمہارے زور و طاقت کا امتحان کر چکے ہو شہزادہ شاہ نے
 کہا کہ جس سے حکم ہو لڑوں اور سامنے آئے اسکی مشکین باندہ لون خسرو نے کہا کہ اچھا اگر
 انھوں نے مثل تیرے کہنے کے اقرار کیا تو میں انکو بہت کچھ نصیحت و پند کر دنگا اگر انھوں نے
 قبول کیا تو خیر ورنہ ابھی قتل کر دنگا اگر انھوں نے اقرار نہ کیا تو انکو رہا کر دنگا اور تجھ کو حکم دنگا
 کہ پھر تو انکو زیر کر لے یہ جو خسرو نے کہا شہزادہ نے کہا کہ بہت خوب مگر شاہزادہ عالم ایک
 امر کا خیال رہے وہ لوگ بڑے مکار اور دروٹلو ہیں وہ آپکے روبرو اس امر کا اقرار کبھی نہ
 کریں گے اس سبب سے کہ وہ خیال کر لیں گے کہ یہ بہادر ہیں اگر انکے روبرو اقرار کیا تو خود
 یہ ہمہ گیر کرے گا اور اطاعت کو کیگا اس وقت مشکل ہوگی بس وہ اقرار نہیں کریں گے بلکہ ان سب
 باتوں سے انکار کریں گے شاہزادہ خسرو نے کہا کہ مجھ کو اس امر کا یقین نہیں ہے کیونکہ وہ لوگ
 بظاہر بہادر اور صادق القول معلوم ہوتے ہیں بس جو بہادر ہوتے ہیں وہ جھوٹ نہیں
 بولتے ہیں جو بات راست ہوتی ہے اس سے اقرار کرتے ہیں اپنے قول پر صادق رہتے
 ہیں اگر یہ جب تیرے کہنے کے انھوں نے انکار کیا تو موجود ہی پھر مقابلہ کر کے زیر
 کر لینا اسکا پس و پیش کیا ہے جو کہ ایک مرتبہ زیر ہوا وہ نہایت مرتبہ زیر ہو گا اسکا خوف کیا ہے
 شہزادہ نے عرض کیا کہ کچھ خوف نہیں ہے مگر والد ارشاد وکل اہل دربار دل میں کہہ رہے
 ہیں کہ بڑا مکار ہے جی ہاں یہ مقابلہ کر کے زیر کر لین گے مگر سے تو اسیر کیا ہے دم تو نام سے
 نکلا جاتا ہے سامنا جب ہوتا ہے ہندو کا نہیں لگتا ہے یہ زیر کریں گے مگر شہزادہ کا یہ حال ہے کہ رنگ بڑ
 متغیر ہے ہوا بیاں چہرے پر اڑ رہی ہیں خسرو کی نگاہ دربار گاہ کی طرف ہے کہ یکایک قہر مان
 آکر سب قیدیوں کو لیکر پہونچا بادشاہ کو سلام کیا اور اپنے دنگل پر بیٹھ گیا شاہزادہ وغیرہ
 سب مطوق و مسلسل سامنے کھڑے ہو گئے ہیں کہ خسرو نے شاہزادے کی طرف دیکھ کر
 کہا کہ اے جوان اب آپ اپنے حال سے آگاہ فرمائیے کہ کیونکر آپ اسیر ہوئے اور شہزادہ
 نے جبکہ آپ کو اسیر کر لیا اور سر میدان زیر کر لیا تو پھر آپ کیون نہیں اسکی اطاعت کرتے ہیں اور کیوں
 خداوند کو برا کہتے ہیں آپ نے اقرار کیا تھا کہ میں یہاں نہیں بیان کر دنگا سب کے روبرو بیان
 کر دنگا میں آپ کو یہاں لایا اس حال کے سننے کا مشتاق ہوں مجھ کو عجب ہے کہ جب آپ نے
 ایسے ایسے پہلو ان دیو خصال عفریت مثال زیر کیے اپنا مطیع کیا اور اب شہزادہ سے زیر
 ہو گئے جو کہ آپ کے مقابلے میں یسہ کا مرتبہ رکھتا ہے میرے والد نے آپ کو بہت پند و نصیحت کی
 آپ نے اسکا کچھ خیال نہ کیا سننا ہوں بہت سخت کلامی سے پیش آئے کہ انکو غصہ آیا انھوں نے
 حکم قتل دیا آپ نے خداوند کو بھی بہت سخت و سخت کہا یہ تو آپکی مروت و بہادری سے ہمید
 معلوم ہوتا ہے کہ زیر ہو کر سرکشی فرمائیے ہاں اگر زیر نہ ہوئے ہوتے تو یہ امر زیبا تھا بس شاہزادہ

۱۔ تقریر سن کے جوابدہ یا کہ اسی سبب سے تو میں نے وہ کلہ کہا تھا کہ جبکہ تمہے مجھ سے سوال کیا تھا کہ اس مقام اور اس لشکر میں سب نامزدہین کوئی مرد نہیں ہو ایوان آگاہ ہو کہ بھلا کون ایسا ہوگا کہ جو زیر ہو جائے اور پھر اسکی اطاعت کرے کہ جسے زیر کیا ہو اسقدر سردار میرے ہمراہ ہیں انھوں نے اسوقت تک میری اطاعت نہیں کی کہ جب تک زیر نہیں ہوئے میں تو اس دربار میں کسی کو نہیں پاتا ہوں کہ مجھ کو یا میرے سرداروں کو زیر کر لے اور یہ شہاد کیا اصل رکھتا ہوں اول درجہ کا نامزد اور بوجہ اسکا یہ کہ کیا زیر کر لگا میرے سرداروں میں ایک ادنا سردار اسکو طمانچہ مارے تو اسکی جان بچنا بڑی مشکل ہو یہ بڑا محسن کش ہو خیال تو کرو کہ یہ قلعہ بند تھا اور مقہور بہ سالار بیدار شاہ نے قلعہ لے لیا تھا یہ بہت ہی قدر تھا کہ میں لشکر لیے ہوئے برائے فتح ظلم نور آگین جاتا تھا تو پ کی صدا سننے اور دھڑکنا یا لشکر لیکر مجھ کو اسکے حال پر رحم آیا یہ واقعہ دیکھ کر بس امین نے اسکی ملک کی مقہور و قہار کو زیر کیا لشکر بیدار شاہ کو شکست دی اسنے میری اطاعت اور دین اسلام قبول کیا میں لشکر لیکر بیرون قلعہ اس خیال سے اُترا کہ شہاد شاہ یا تو اگر اطاعت کر لگا اس احسان کے عوض میں یا اگر اطاعت نہ کر لگا تو میں خود نامزدہانہ کر کے طلب کروں گا اگر آیا تو خیر ورنہ مقابلہ کر کے اسکو بھی دائرہ اسلام میں لاؤں گا اور اسکے بعد انور یہ پر لشکر کشی کروں گا دلدار شاہ اور اسکے فرزند خسرو کو برائے اطاعت طلب کروں گا اگر انھوں نے بد و ن مقابلہ اطاعت کر لی تو خیر ورنہ اسے بھی مقابلہ کر کے اپنی اطاعت میں لاؤں گا زیر کر کے کیونکہ اسے خسرو میں نے تمھاری بہادری اور جوانمردی کی بہت تعریف سنی تھی بیدار شاہ کے منہ سے بس مجھ کو تمھارے مقابلے کا اشتیاق تھا میں ہی خیال کر رہا تھا کہ یہ شہاداد بہ نہاد میرے پاس آیا اور کر کے مسلمان ہوا مع اپنے سرداروں کے اور مجھ کو اپنے قلعے میں برائے دعوت مع ان سب سرداروں کے لے لیا کہ مجھ کو بیدار شاہ و میرے عیار نے منع کیا کہا کہ یہ مکار معلوم ہوتا ہی میں نے کسی کا کہنا نہ سنا اسنے کھانے میں بیہوشی کھلا کر مجھ کو ایمر کیا اور میرے لشکر پر شہون گرا ان سب کو قتل کیا نہ معلوم وہ سب کے سب کہ ہر تباہ ہو کر گئے اور میری قید کو لیکر ادھر آیا یہاں دلدار شاہ نے مجھ کو طلب کیا اور کہا کہ میری اطاعت کرو و مرد پرستی اختیار کرو میں نے قبول نہیں کیا اور جو میرے منہ میں آیا میں نے ضرور کہا کیوں دکتا کہ میرے ساتھ کر کیا گیا ای خسرو اس شہاداد نے اس احسان کا میرے ساتھ یہ عوض کیا بس تیرے باپ نے میرے قتل کا حکم دیا اس سبب سے میں نے کہا کہ اس لشکر میں کوئی مرد نہیں ہو سب نامزدہین اگر مرد ہوتے اور بہادر دوست تو کبھی شہاداد کے کئے پر عمل نہ کرتے اور نہ میرے قتل کا حکم دیتے بلکہ یا تو مجھ کو رہا کر دیتے یا میرے ساتھ رہا کر کے مقابلہ کرتے بس اگر میں زیر ہوتا تو ضرور اطاعت کرتا یا اب کوئی مجھ کو زیر کر لے تو میں اسکی اطاعت کروں میں تو اس دربار میں کسی کو نہیں پاتا ہوں کہ میرے ہاتھ سے تمھاری اتار کر پھر مجھ کو نہاد دے اگر چہا دے تو میں اسکی اطاعت کرتا ہوں شہاداد کیا زیر کر لگا جو کچھ اسنے کہا ہو سب غلط بیان کیا ہی میں نے تو دلدار شاہ سے بھی سب حال کدیا تھا اسنے نہ سنا اور کہا کہ ہکو اس سے کیا کہ تمھو خدا و شاہ نے کر کے اسیر کیا یا سر سید ان اگر تم اطاعت کرو اور دین زمرہ پرستی قبول کرو تو ہم رہا کر دین ورنہ قتل کریں گے یہ جو شاہزادے کے بغض احت و بلاغت بیان کیا

خسرو اپنے دل میں قائل ہوا اور خوش ہوا اور قہرمان بھی خسرو نے قہرمان کی طرف دیکھ کر کہا کہ
 کیوں سپہ سالار میں نے تم سے کہا تھا کہ ضرور ان لوگوں کے ساتھ خدا دے گا کہ کیا ہی اُس نے
 جواب دیا کہ آپ کا خیال درست تھا بس یہ کہ خسرو نے شاہزادے سے کہا کہ خدا دے تو کہتا
 ہو کہ میں نے سب کو سر میدان زیر کیا ہو کشتی میں اسکا کیا جواب ہو شاہزادے نے فرمایا کہ اسکا
 یہ جواب ہو کہ وہ پھر مقابلہ کرے اور ہم تین سے اگر وہ ایک کو زیر کر لے تو ہم سب اس وقت
 زمرہ پرستی اختیار کرتے ہیں اور اطاعت خدا کی کرتے ہیں جبکہ وہ مجھ کو زیر کر چکا ہو تو اب
 اسکے نزدیک دوسری مرتبہ زیر کرنا کیا بات ہو خسرو نے کہا کہ آپ نے درست کہا راوی کہتا
 ہو کہ شاہزادے سے پیدا ارشاد ہے اُس وقت کہ یا تھا کہ جب خسرو اُس مقام پر پہنچا تھا کہ
 جہان قتل ہونے لگے تھے کہ یہی خسرو شیر دل فرزند دلدل ارشاد ہوا اور یہ سپہ سالار قہرمان ہو جو کہ
 اسکے ہمراہ ہو شاہزادے نے ان دونوں کو پسند فرمایا تھا پیدا ارشاد ہے کہ یا تھا کہ اگر یہ دونوں
 بھی زیر ہو جائے تو کیا اچھی بات تھی مگر کیا کر دن اسیر ہوں ورنہ اسنے مقابلہ کرتا اب تو اُس نے
 طلب کیا ہو اگر بن پڑا اور رہا ہوا تو ضرور مقابلہ کر دینا اگر زیر کر لیا تو ضرور یہ دونوں اطاعت
 کر لیں اگر میں زیر ہو گیا تو میں اطاعت کر دینا اس سبب سے شاہزادے نے پہچان لیا تھا
 اور نام سے بھی آگاہ ہوئے تھے جو ہر مرتبہ نام لیکر کلام کرتے تھے بس خسرو بھی عاشق جمال
 شاہزادہ و فریفتہ شان و شوکت ہو گیا ہو اور قہرمان بھی جب یہ تقریر شاہزادے نے کی خسرو
 نے بنگاہ قرا و طرف خدا دے کے دیکھا اور کہا کہ تو نے سنا جو اس جوان نے بیان کیا تو تو
 کچھ اور کہتا تھا وہ تو انکار کرتا ہو اور تبرے بیان کے خلاف کہتا ہو سچ بتا کہ کیا امر سچ ہو تو نے
 اپنے ساتھ ہم سب کو بھی ذلیل کرایا اور نامزد ٹھہرایا یہ قول اس جوان کا بہت درست ہو کہ سب
 اس مقام پر نامزد ہیں جو ایسی حرکت کرے وہ نامزد ہو کیسا ہی بہادر کیوں نہ ہو خدا دے تو جواب دیا
 کہ اسی شہر یار میں نے قبل ہی میں عرض کیا تھا کہ وہ آپ کے رو بہ و اقرار کر لگا دیکھے وہی
 امر پیش آیا اور اُس نے انکار کیا خسرو نے کہا کہ او خدا دے مجھ کو قیل ہی اس امر کا یقین تھا کہ تو نے
 کہے ان سب کو اسیر کیا ہو وہ امر ثابت ہو گیا او خدا دے تو نے سنا نہیں کہ اس جوان نے
 یہ بھی تو کہا کہ اگر خدا دے تو ہم سب کو سر میدان اسیر کیا ہو تو پھر کیا بات ہو ہم میں سے ایک
 ادنا سردار کو اگر خدا دے تو اسیر کر لے تو ہم سب خدا کی اطاعت کریں گے یا میرے ہاتھ
 سے جھکڑی اُتار کر پھر والدے نو اُس وقت میں بھی کوئی عذر نہ ہوگا اسکا کیا جواب دیتا ہو خدا دے
 نے کہا کہ اسی شاہزادہ کا عالم سہا یہ قول نہیں ہو بلکہ یہ قول ہو کہ آرمودہ کو آزمانا جہل ہے میں
 مقابلہ کر چکا ہوں اور زیر کر چکا ہوں اب مجھ کو کیا ضرورت ہو کہ بیکار در دسر مول لون میں نے زیر
 کر کے آپ کے سپرد کیا اب آپ کو اختیار ہو اگر میں یہ جانتا کہ وہاں یہ معرکہ گذر لگا تو کبھی نے کر
 نہ آتا اپنے قلمے میں قتل کرتا غیر اتنا دانی ہوئی گو یہ میرے قیدی ہیں مجھ کو اختیار ہو مگر جب کہ
 میں انکو آپ کے حوالے کر چکا ہوں اب آپ کو اختیار ہو چاہے رہا فرمائیے چاہے قتل یہ اسکے
 خسرو نے برہم ہو کر جواب دیا کہ او مکار میں تیرے کرے سے بخوبی آگاہ ہوں تو نے بڑا کر کیا ضرور
 ان سب کو دھوکے سے اسیر کیا او نامزد و بزدل تو نے اپنے ہمراہ جھوک بھی نامزد اور بزدل بنایا
 تھا اور سب میرے سردار دن کو اور اس جوان نے سچ کہا کہ تم سب لوگ نامزد ہو اگر یہ جوان

قتل ہو جاتا تو بین مردان عالم سے آنکھ جاکر کر کے بات نہ کر سکتا رہہ ہم سکونا مرو اور پورا خیال کرتے
 کہ وہ جو ان قوی اور زبردست جو تھا تو خسرو نے اسکو مکر سے قتل کیا شہاد دہی مگر یہی سے
 اسیر کر لیا خسرو نے قتل کر ڈالا باوجودیکہ دعویٰ بہادری رکھتا تھا کچھ خیال نہ آیا کہ کیا کرنا چاہی
 میری آبرو باقی رہنا تھی جو بجا و شکار گاہ میں خبر ہوئی بین وہاں سے یہاں آیا اور یہ جوان بھی قتل
 ہوا اسب خوب وقت پر پہنچا کہ خجالت اور شرمندگی سے محفوظ رہا اور مکارہ نہ نہ رہا تو جادو کے
 میں اس حرکت کی تجھ کو کیا سزا دیتا ہوں یہ کہہ کر اپنے باب کی طرف متوجہ ہوا خسرو کا فرط غیظ
 سے یہ عالم ہو کہ مثل بید کے کانپ رہا ہی ہو سے بدن کھڑا ہو بار بار مونچھوں کو تاؤ دیتا ہو کھین
 خون کبوتر ہو رہی ہیں چہرہ شدت غصہ سے لال ہو بڑا مال ہو باب کی طرف متوجہ کر کے کہا
 کہ امی والدہ بزرگوار تجھ کو کبھی بزرگی اور بہادری سے بعید معلوم ہوا کہ جبکہ آپ پر یہ امر ظاہر ہو گیا
 اور آپ نے اپنی آنکھ سے ملاحظہ فرمایا کہ شہاد کی یہ لیاقت نہیں ہو کہ ایسے ایسے پہلو اتون کو زیر
 کر سکے اور اس جوان سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ شہاد نے مکر سے اسیر کیا بیوشی کھلا کر گولہ اس
 جوان نے سخت کلامی کی تھی یہ آپ کو معلوم ہو کہ جو کہ اپنی جان سے ہاتھ دھو چکتا ہو بس جو زبان
 میں کہتا ہو کہ ڈالتا ہو بس آپ کو لازم تھا آپ نے طرح دی ہوتی اور میرا انتظار کیا ہوتا جب میں آتا اس
 مقدمہ میں اسے کہہ کے حکم جاری کیا ہوتا بدون تجھے بوجھے صرف شہاد دہے کہنے پر
 حکم قتل دیدیا اگر یہ جوان قتل ہو گیا تا تو خسرو بدنامی اور زہامت حاصل ہوتی اور سب مجھ کو بدنام
 کرتے میں تمام عالم میں نامزد مشہور ہوتا شہاد کا کیا جانا ایسی حرکت انکو نہ ہانہ تھی اگر غصہ
 اس جوان کی تقریر پر آیا تھا اسکو فرو کیا ہوتا شہاد کوئی ایسا صادق نہ تھا کہ جسکے قول پر اعتبار
 کر لیا اگر کسی اور سے ایسی خطا ہوتی تو ضرور میں اسکو بھی شہاد دہے کہ ہمراہ سزا دیتا مگر ناچار
 ہوں کہ آپ والدہ میں اور میں زیادہ کچھ کہ نہیں سکتا ہوں آپ بزرگ ہیں آپ کو تو یہ زیبا تھا کہ اگر
 میں ایسی حرکت کرتا تو آپ مجھ کو نصیحت کرتے نہ کہ خود ایسی حرکت کے مرتکب ہو سٹے یہ جو
 خسرو نے کہا دلدار شاہ خاموش بیٹھا سنا کیا اور اپنے دل میں خیال کیا کہ شہاد نے
 دراصل بہت بجا حرکت کی واقعی بدنام تمام عالم میں کیا تھا خوب خداوند زمر و نے آبرو
 بچائی کہ خسرو عین وقت پر آگیا اور یہ جوان قتل سے بچ گیا یہی ہر ایک اہل دربار اپنے دل
 میں خیال کر رہا ہوا دھر خسرو نے شاہراہ سے کبیرٹ متوجہ ہو کر کہا کہ میرا ایک سوال ہے
 اسکا جواب مرحمت ہو میں آپ کو رہا کیے دیتا ہوں آپ آج شب کو میرے مہمان ہو جیے
 اور میری دعوت قبول فرمائیے اور کل مجھ سے مقابلہ کشتی میں کیجئے اور میرے سپہ سالار
 سے میں آپ سے نیزہ و تلوار سے نہیں مقابلہ کرونگا اس خیال سے کہ شاہ کوئی زخم آپ کے
 جسم پر میرے ہاتھ سے لگے تو بڑا مجھ کو صدمہ ہو پس میں اور میرا سپہ سالار آپ سے کشتی میں مقابلہ
 کریگا اگر میں نے یا میرے سپہ سالار نے آپ کو زیر کر لیا تو آپ کو لازم ہو کہ میری اطاعت فرمائیے اور دین زمر و پرستی
 اختیار کیجیے مع اپنے لشکر اور سرداروں کے اگر آپ ہم دونوں کو کشتی میں زیر کر لیں گے
 تو ہم دونوں مع کل لشکر اور سرداران کے اور مع بادشاہ کے مسلمان ہو سٹے اور آپ کی
 اطاعت کریں گے کچھ عذر دانا کار نہ کریں گے اگر میرا آپ اطاعت نہ کریگا اور اذکار کر لگا
 تو میں اسکو آپ کے روہر و اسی مقام پر قتل کرونگا میں بہادر ہوں اور اپنے قول کا پابند ہوں

جو کہتا ہوں وہ کرونگا یہ جو خسرو نے کہا شاہزادے نے فرمایا کہ مرد کے معنی ہیں بس اتنوں میں تم ہی دو آدمی تو جو اندر اور بہا در دوست معلوم ہوتے ہو بس بقول تمہارے مرد وہ ہو جو اپنے قول و اقرار پر ثابت رہے اور خسرو میں آپسے مقابلہ میں کسی شخص میں بند نہیں ہوں تمہارا یا تمہارے سپہ سالار کا جی چاہے تو مجھ سے تلوار و نیزہ و عمود سے بھی مقابلہ کرے ہر طرح سے میں موجود ہوں مجھ کو تمہاری خوشی مد نظر ہو بس جیسا کہ تم نے کہا کہ اگر میں یا میرا سپہ سالار آپ پر غالب آئے تو آپ مع اپنے اہل لشکر و سرداروں کے مذہب زمرہ پرستی اختیار کیجیے اور میری اطاعت قبول فرمائیے اگر آپ میرے اوپر اور میرے سپہ سالار پر غالب آئے تو میں بھی ایسا ہی کرونگا بس تم سب کے سامنے اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر تم دونوں میں سے جو میرے اوپر غالب آئیگا میں اطاعت بھی کرونگا مع اپنے سرداروں اور لشکر کے اور زمرہ پرستی بھی قبول کرونگا اور جو انکار کرے گا اسکو تمہارے روبرو قتل کرونگا مگر ان دعوت نہ قبول کرونگا کیونکہ ابھی میرے تمہارے مذہب میں فرق ہے تم کا فرہو میرے نزدیک اس تمہارے یہاں کا اکل و شراب حرام ہے جو کہ تمہو خسرو نے کہا کہ اچھا تراشیا نہ کھا لیگا بلکہ خشک از قسم میوہ و غیرہ شاہزادے نے فرمایا اسکا مضائقہ نہیں بس خسرو نے بھی اسی طور سے اقرار کیا اسوقت شداد نے دیکھا کہ یہ خدا پرست رہا ہوتے تیری سب تدبیر بکار ہوئی بڑا غضب ہوا خیر ایک بات تو اور کہ یہ خیال کر کے خسرو سے کہنا کہ امیر شاہزادہ عالم آپ یہ کیا غضب کرتے ہیں انکو رہا کرتے ہیں یہ لوگ بڑے مکار اور جھلسا زمین آدمی آپ نے رہا کیا انہوں نے رہائی پائی یہ سیدھے یہاں سے نکلے ہوئے پہلے جائیں گے نہ مقابلہ کریں گے نہ کچھ بس آپ کھت افسوس ملکر رہ جائیے گا کل جب مقابلہ ہوا اسوقت رہا فرمائیے گا آپ ان لوگوں کے حال سے بالکل آگاہ نہیں ہیں میں بخوبی واقف ہوں میں نے آگاہ کر دیا اسکا اس امر سے مطلب یہ تھا کہ یہ اسی طور سے قید رہیں میں سب کو اور دار و درندہ زندان خانہ کو قتل کر کے ان سب کو نکال لیجاویگا اور صحرائین لیجا کر قتل کرونگا اگر لیجانے کا موقع نہ ملے گا تو اسی مقام پر قید خانہ میں سب کو قتل کر دیا لونگا بس جب یہ شداد نے کہا تو خسرو نے جواب دیا کہ او مکار بس خاموش رہ تو بڑا مفید اور مکار ہے یہ لوگ مثل تیرے مکارو جھلسا زمین ہیں جو زبان سے کہا ہو وہی کرین گے چاہے سر بھی کٹ جائے اب کوئی کلمہ خلاف زبان سے نہ نکالنا یہ تیری طرح بھانگے والے نہیں ہیں کہ حریف سے خوف کر کے قلعے میں بھاگ گئے قلعہ بند کر لیا یہ جو خسرو نے شداد سے برہم ہو کر کہا وہ بسبب خوف کے دنگ رہا دلدار شاہ خاموش سر جھکا گئے بیٹھا رہا کسی بات میں نہ بولا کیونکہ اسکو بہت بڑی ندامت ہوئی اور اپنی حرکت کے خاطر بہت شرمندہ ہوا خسرو نے باپ کی طرف دیکھا کہ آپ تو فرماتے تھے کہ یہ لوگ بہت سخت کلام ہیں اور بہت چرب زبان اور نہایت بدگو ہیں خداوندون کو ہزاروں دشنام دی اور بہت سخت و سخت کہا اور مجھ کو بھی میرے روبرو کچھ بھی سخت کلامی نہ کی نہ کچھ مجھ کو نہ خداوند کو دلدار شاہ نے کہا کہ اس جوان نے مجھ کو زبردست دیکھا تھے جو گیا کچھ نہ کہا خسرو نے کہا کہ یہ امر کبھی نہیں ہو یہ لوگ کسی سے خوف نہیں کرتے ہیں سوائے اپنے خدا کے

پس اسل امر یہ ہوا کہ جو جسٹس سے کلام کرتا ہوا اسی طور سے جواب دیا جاتا ہو میں نے نرمی اور
 شیرین زبانی سے کلام کیا مجھ کو اُنھوں نے اسی طور سے جواب دیا اگر میں سختی اور تلخ زبانی کلام کرتا
 مجھ کو اسی طور سے جواب دیتے بالکل خوف نہ کرتے میرے دیو کو سختی سے جواب ملتا میری کیا اسل
 تھی یہ لکھ خسر و نے حکم دیا کہ حداد حاضر ہوں اور ان سب کو قید سے رہا کرین چوہا رچلا کہ حداد
 کو لاؤن شاہزادے کے فرمایا کہ کوئی ضرورت حداد کی نہیں ہو اگر میری رہائی کا وقت آگیا ہو
 تو خود بخود میں رہا ہو جاؤنگا یہ قید کیا ہو اسکو میں اپنے جسم سے دور کر دوںگا یہ فرما کر اور خانہ دور
 میں آکر جو چرخ مارا اور زور کیا تمام قید کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر بھینکا یا اور رہا ہو کر کھڑے
 ہو گئے اور سید ارشاد و مقہور و قہار و دیگر سرداروں نے بھی قید کو توڑ کر بھینکا یا بس جو کہ
 کمزور تھے انکی قید کو شاہزادے اور دیگر سرداروں نے توڑا اور رہا کیا یہ واقعہ دیکھ کر سب
 اہل دربار مع خسر و و قہرمان و دلدار شاہ کے حیران ہوئے شہاد کے چہرے کا رنگ تو
 اڑ گیا راوی کہتا ہو کہ جتنا سداہلی کا وقت نہیں آتا ہو یہ لوگ قید رہتے ہیں جہاں رہائی کا وقت
 آیا خداوند کریم ایسا زور و طاقت عطا فرماتا ہو کہ قید کو توڑ ڈالتے ہیں اکثر اولاد صبا حقران
 پر یہ واقعہ گذرا بس جب سب رہا ہو چکے اُدھر خسر و نے ان سب کے لیے دنگل و کربان
 طلب کین مگر جب مقہور نے اپنی قید توڑی اور رہا ہوا اُٹھ کھڑی لیکر یہ کہتا ہوا طرف شہاد
 کے چلا کہ اوتا بکا ر مکار تو اب میرے ہاتھ سے رہا ہو کر کہاں جاتا ہو دیکھ میں مجھ کو اس مکاری
 کی کیسی سزا دیتا ہوں اسی دربار میں قتل کرتا ہوں تو نے بہت بڑا کر کیا یہ جو حال شہاد
 نے دیکھا مارے خوف کے دم نکل گیا بد مثل بید کے کانپنے لگا منہ سے یات و نکلتی
 تھی اپنے مقام پر سے اُٹھ کر اپنے لوگوں سے یہ کہتا ہوا عقب تخت دلدار شاہ آکر کھڑا ہوا
 اور اپنے سرداروں سے کہنے لگا کہ ابھی سب ملکر اس میرے دشمن کو قتل کر دو یہ تو میری جان بچانے
 کی فکر میں آتا ہو تم کیسے نکال حلال ہو یہ جو شہاد نے کہا اسکے سرداروں نے قصد کیا کہ سپر و تلوار
 سنبھال کر اُنھیں کہ خسر و نے انکی طرف بگاہ تو دیکھا اور کہا کہ اگر تم میں سے کسی نے حرکت کی
 میں ابھی اسے قتل کر دوںگا یہ جو خسر و نے کہا سب دم بخود ہو کر گئے کوئی نہ اُٹھا اور شہاد سے خسر و
 نے کہا کہ اب کیوں بھاگا اور کیوں سرداروں کو حکم دیا تو نے تو اسیر کیا تھا غالب آکر یہ وہی لوگ
 ہیں کہ جنکو تو نے زیر کر کے سرسید ان اسیر کیا تھا اب کیوں اسے بھاگتا ہو اور بادشاہ کے
 تخت کے عقب میں پناہ لے رہا ہو تو بڑا نام و ہو اور نہایت درجہ کا بزدل ہو شہاد نے
 کہا کہ حضور آپ ہی اس ظالم کے ہاتھ سے بچا ہے ورنہ یہ مجھ کو زندہ نہ چھوڑیگا ہاتھ جوڑنے لگا
 دلدار شاہ سے کہنے لگا کہ میں نے آپکا دامن پناہ اختیار کیا ہو میری جان بچائیے دلدار
 شاہ نے خسر و کی طرف دیکھا بس خسر و نے شاہزادے سے کہا کہ آپ مقہور کو منع فرمائیے
 کہ وہ شہاد کی طرف نہ جائے پس جیسی اسنے حرکت کی اُسکی سزا اسکو ملی وہ بہت ذلیل ہوا یہ خلاف
 جرات ہو کہ جو اپنے سے خوف کرے اس پر زیادتی کی جائے یہی مروت کے خلاف ہو شہاد
 نے مقہور کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ اے مقہور تمکو ہمارے سر کی قسم جانے دو رحم کرو وہ مجھے
 ڈر کر بھاگ گیا بس مقہور قسم دینے سے خاموش ہو گیا اور پتھر کیا اور کہنے لگا کیا کروں نا چار
 ہوں کہ آقا منع کرتے ہیں ورنہ اسکی سزا دیتا خیر دیکھا جائیگا تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاتا ہو

اُس دن بھی اسے شہر بار نے میر سے بچا یا تھا اور آج بھی اگر سر مبارک کی قسم نہ دیتے تو تجھ کو اسکا مزاحم ہوتا کہ مکر کرنے کا یہ مزاج ہوتا ہی دعائیں دے اس فہر یار کو کہ جبکے صدقہ میں بچ گیا بس مقہور قریب شانہزادہ آیا اور خسرو نے شانہزادہ ولد ارشاہ وقمار و مقہور و دیگر سرداروں کو بڑی عزت و آبرو سے بٹھایا اور بہت خاطر سے پیش آیا شانہزادے نے مقہور سے فرمایا کہ اسی مقہور اسقدر تم لوگوں کو غیظ و غضب دیا نہیں ہو بس جو اپنے سے بھلا ہے اُسکا تعاقب نہیں کرتے ہیں یہ فرما کر خسرو سے کہا کہ ایک میری بات کو تم قبول کرو کہ تم اپنے سپہ سالار کو حکم دو کہ وہ مجھ سے آج ہی مقابلہ کرے اور کل تم مقابلہ کرنا کیونکہ مجھ کو زیادہ عرصہ کرنا منظور نہیں مجھ کو ایک مہم پر جانا ہے اور اُس سے فراغت کر کے بہت جلد اپنے والد کی خدمت میں جانا ہے کہ اُسے مقابلہ کفار سے ہو رہا ہے اس میں بہت عرصہ ہو گا کہ کل میں تمہارے سپہ سالار سے مقابلہ کروں پہون تھے تو یہ امر گوارا نہیں ہو خسرو نے کہا کہ آپ قید تھے راوی کی تکلیف اُٹھائی قید کی اذیت فوراً راحت پالیں پھر مقابلہ کیجیے گا اگر آپ زیر ہو گئے سب یہ بدنام کرے کہ وہ تھکا ہوا تھا اس سبب سے زیر ہو گیا شانہزادے نے فرمایا کہ تم اسکی کچھ پروا نہ کرو ہم لوگ اسکے عادی نہیں تین روز کے فاقہ میں حریف سے مقابلہ کرنے میں ہمارا راحت و ہمارا آرام حریف سے مقابلہ کرنا ہی ہلکا اُسوقت آرام ہوتا ہے جب حریف کو زہر کے اپنا کر لیتے ہیں بہت کچھ خسرو نے کہا مگر شانہزادے نے نہ قبول کیا آخر مجبور ہو کر خسرو نے حکم دیا کہ اکھاڑا بیرون بارگاہ تیار ہو اور لشکر میں منادی کر دی جائے کہ سب آکر تماشہ دیکھیں کہ ہمارے سپہ سالار اور اُس جس جو ان خدا پرست سے کہ جسکا نام رفیع البخت ہے اور جسکو خدا دکر سے اسیر کر کے لایا ہے مقابلہ ہو گا اور کشتی بس اسیوقت ہو جب حکم کے تہداروں نے اکھاڑا بیرون بارگاہ تیار کیا اور لشکر میں منادی ہو گئی سب اہل لشکر آکر قریب اکھاڑا جمع ہوئے بس ایک طرف اکھاڑے کے دلدار شاہ مع خسرو اپنے سپہ سالار قمران اور کل سرداروں و شداد شاہ اُسکے سرداروں کے آکر بیٹھا اور ایک طرف شانہزادہ و بیدار شاہ و وقمار و مقہور اور سب سردار بیدار شاہ کے اور شانہزادے کے آکر جمع ہوئے جو کہ اسیر ہو کر آئے تھے اور دو طرف سب اہل لشکر بس خسرو و ولد ارشاہ نے قمران سے کہا کہ جاؤ اکھاڑے میں اور حریف کو طلب کرو بس قمران بادشاہ و خسرو کو سلام کر کے چٹ لنگوٹ کسکر اکھاڑے میں کتراخ ماریے گیارہ ڈنڈے اور مٹی بن پر لگائی آواز دی کہ جسکا جی چاہے میرے مقابلے کو آئے کہاں تین رستم و اسفندیار کہ اگر میری غلامی اختیار کریں کہاں تین حمزہ صاحبقران و صاحبقران ثانی و اولاد صاحبقران و بدیع الملک و جوان مابہر دست کی اگر اطاعت اختیار کریں یہ کھڑکھا کہ وہ جوان کہاں ہو کہ جسکو میرے شانہزادے نے رہا کیا ہے اور اُسے مجھ سے مقابلے کا قصد کیا ہے بس آئے اور مقابلہ کرے اُسکے سواے اور کوئی نہ آئے راوی بیان کرتا ہے کہ مقہور نے قصد کیا تھا کہ میں جا کر مقابلہ کروں شانہزادے سے اجازت طلب کر رہا تھا کہ اُسے یہ ککر شانہزادے کو طلب کیا بس شانہزادے نے مقہور سے کہا کہ وہ مجھ کو طلب کرتا ہے اب سواے میرے کوئی اُس سے مقابلہ نہیں کر سکتا ہے تم ٹھرو میں جا کر مقابلہ کرنا ہوں لاکھ لاکھ مقہور نے چاہا کہ میں جا کر مقابلہ کروں مگر شانہزادے نے اجازت نہ دی اور خود کمر کسکر برائے مقابلہ اکھاڑے

میں تشریف لائے یا علی دلی لکھ گیا وہ ڈنڈ کیے اُسکے بعد اُس سے کہا کہ اس قدر لاف و گداز مت نہ
 کر اور مردان عالم کا اس بے ادبی سے نام نہ لے صاحبقران و صاحبقران ثانی و بدیع الملک
 نوجوان و اولاد صاحبقران کا تو بڑا مرتبہ ہے ایک مین ادنا غلام اُن سب کا ہون پہلے مجھ سے
 تو مقابلہ کر اور مجھ کو تو زیر کر لے پھر اُنکا نام لینا یہ لکھ اُسکے رد و بر و آئے بس دستیاب نہ ہوا
 کے ہوئے لیکن سب دیکھ رہے ہیں ہمہ تن چشم بنے ہوئے ہیں برابر کے داؤن بیچ جوڑ توڑ
 ہونے لگے یہ معلوم ہوتا تھا کہ دو بلبلیں باہم ملی ہوئی لڑ رہی ہیں یا دو بچلیاں کوند رہی ہیں یا آدمی
 شیرین زبان کہتا ہے کہ بیچ شاہزادے نے باندھا وہ اُسکا توڑ کر تار ہی جھڑا کا کشتی کا بندھا ہوا ہر دونوں
 کی تعریف ہو رہی ہے تو ناشانی دیکھ رہے ہیں اور تعریف کر رہے ہیں جب کوئی عمدہ داؤن بیچ
 فرمان کرتا ہے تو شاہزادہ اُسکا توڑ کر تار ہی تو بیدار شاہ اور سب سردار بہت تعریف کرتے
 ہیں اور خسرو دل میں بہت خوش ہوتا ہے اسی طور سے جب فرمان کوئی اچھا توڑ کرتا ہے تو دلدار
 شاہ اور سب سردار اُسکے تعریف کرتے ہیں بس راوی بیان کرتا ہے کہ اس کشتی کو کوئی توڑ پھڑ گزرا
 تھا کہ فرمان کا دم چڑھنے لگا۔ انیس بھول گئی ہانپنے لگا تمام بیٹے مین غرق ہو گیا شاہزادے
 کو کچھ معلوم بھی نہوا صرف پیشانی پر کچھ عرق آگیا تھا یہ بھی نہ معلوم ہوا تھا کہ کسی سے مقابلہ کر رہا
 ہوں بس شاہزادے نے ایک بیچ کا ٹھکڑا اور کوئلے پر لاد کر جو مارا تو فرمان دو گز زمین
 سے اونچا بلند ہو گیا اور قلاباڑی کھانکے طرف زمین کے چلا شاہزادے نے دیکھا کہ اگر
 یہ زمین نہ کرے گا تو کوئی نہ کوئی عضو اسکا ضرور بیکار ہو جائیگا بس پتہ ابدل کر اُسکو ہاتھوں پر روکا
 اور سر سے بلند کر لیا اور چرخ دینا شروع کیا ایک غریو اہل مجمع میں بلند ہوا سب تعریفیں کرتے
 لگے خسرو کا یہ حال ہوا کہ فطرت خوشی سے اُچھل پڑا بیدار شاہ و خیرہ کی توبہ نسبت ہوئی کہ ٹھکڑے
 ہو گئے مگر خدا و شاہ اور اُسکے سرداروں کا چہرہ متغیر ہو گیا باہم کہا کہ کتنے بڑے پہلو ان
 کو یوں دم بھر میں زیر کر لیا واقعی کوئی ان لوگوں سے مقابلہ نہیں کر سکتا ہے و لد ار شاہ نے
 اپنے سرداروں سے کہا کہ درحقیقت یہ لوگ بڑے بہادر ہیں اور صاحب طاقت ہیں مین
 ایسا نہ جانتا تھا فرمان سے اور اس جوان سے زمین آسمان کا فرق ہے خسرو نے کہا کہ بہادر
 کو بہادر کی قدر ہوئی ہے دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ بڑا بہادر ہے اور جب شاہزادے نے چرخ
 دیکر قصد کیا کہ زمین پر ماروں فرمان نے عرض کیا کہ او شہریار جسکو سر سے بلند کرتے ہیں اُسکو
 پھر خاک نہ لت پر نہیں گرا سنے ہیں مین امان کا خواستگار ہوں شاہزادے نے فرمایا کہ امان بٹھرا
 امان اُسے عرض کیا کہ مین نے آپکی اطاعت اختیار کی اور آپکا دین قبول کیا چاہے خسرو سلطان
 ہو چاہے نہ ہو مین آپکا غلام خائف و بگوش ہوں بس شاہزادے نے اُسکو زمین پر رکھ دیا وہ اُٹھ کر
 قدموں پر گرا اور گرد و بھر اور عرض کیا کہ مجھ کو کل تعلیم فرمائیے بس شاہزادے نے اُسکو گلے سے لگایا
 کہ تعلیم فرمایا وہ کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا رنگ کھڑا اسکے آئینہ دل سے دور ہوا کسے نکار
 کر اور طرف و لد ار شاہ کے و خسرو کے مُنہ کر کے کہا کہ مین نے تو اس شہریار کی غلامی کو
 اختیار کی اور مسلمان ہوا بس اب مجھ کو نہ خسرو سے عرض ہی نہ و لد ار شاہ سے یہ شکے سب کا
 رنگ اُڑ گیا و لد ار شاہ نے خسرو و سرداروں سے کہا کہ بہت بڑا سردار ہاتھ سے نکل گیا
 خسرو نے کہا کہ آپہ فائدہ فرمائیے کل مین اس جوان کو زیر کر لوں گا یہ میری اطاعت کرے گا

اگر میں بھی زیر ہو جاؤں تو میں بھی اطاعت کروں گا اس وقت آپ بھی انکار فرمائیے گا مع لشکر کے
 غلامی اس شہر پار کی قبول فرمائیے گا دلدار شاہ نے کہا کہ بہتر بس خسرو نے آواز دی کہ اے
 جوان اب کل میرے تیرے مقابلہ ہو شاہزادے نے فرمایا کہ میں ایہ وقت موجود ہوں خسرو
 نے کہا کہ اب شام قریب ہو شاہزادہ نے فرمایا کہ مگر اختیار ہے بس یہ فرما کر قہرمان کو اپنے ہمراہ
 لیکر اٹھاڑے سے نکلے اُدھر اقبیہ بن نے پکار کر کہدیا بموجب حکم خسرو و دلدار شاہ کہ کل خسرو
 شاہزادہ فرزند بادشاہ سے اور اس جوان سے کشتی ہو کی جب برابر اسے تماشے کشتی آئیں
 راوی کہتا ہے کہ وہ مجمع درہم و برہم ہوا سب اپنی اپنی طرف چلے بعض یہ کہتے تھے کہ کیا بہادر ہو کس
 آسانی سے سپہ سالار کو زیر کیا بھائی کل شاہزادے کو بھی زیر کر لیا بعض کہتے تھے کہ نہیں بھائی
 ہمارا شاہزادہ زبردست ہو وہ غالب آئیگا دیکھنا کس طور سے زیر کرتا ہو بس سب لوگ تو باہم یہ
 کلام کرتے ہوئے اپنے اپنے مقام پر آئے کوئی شاہزادے کی تعریف کرتا ہو کوئی خسرو کی
 اُدھر خسرو اور دلدار شاہ مع شہد ادشاہ و کل سرداروں کے اٹھکر بارگاہ میں آیا شاہزادہ
 بھی مع قہرمان اور بیدار شاہ و کل سرداروں کے اسکی بارگاہ میں تشریف لایا خسرو نے
 بہت عزت و آبرو سے سب کو بٹھایا بہت خلق سے پیش آیا بخندہ پیشانی ہم کلام ہوا کہ بکا دل
 نے حاضر ہو کر عرض کیا خاصہ تیار ہو دسترخوان آراستہ ہو بس خسرو سب اہل دربار کو ہمراہ لیکر
 اور شاہزادے کو مع بیدار شاہ و قہرمان وغیرہ کے دسترخوان پر آیا سب نے کھانا کھایا
 شاہزادہ و بیدار شاہ و قہرمان وغیرہ نے جو جو کہ مسلمان تھے سب نے میوہ خشک کھایا
 بعد فراغت طعام پھر دلدار شاہ مع خسرو کے اور شاہزادے و سب سرداروں کے آکر
 بارگاہ میں بیٹھا سب بیٹھے بعد تھوڑی دیر کے دلدار شاہ نے دربار پر خاست کیا دلدار
 شاہ مع خسرو کے اُس نیمے میں آیا کہ جو کہ برائے آرام تھا شہد ادشاہ اپنے سرداروں سمیت
 اپنے لشکر میں آیا اور اپنے سرداروں سے کہنے لگا کہ غضب ہوا وہ جوان خدا پرست رہا ہو گیا
 اور اُسے قہرمان کو بھی زیر کر لیا کیا صاحب اقبال ہو کہ قتل ہونے سے بچ گیا فتنہ سر پر سے
 آکر ٹل گئی میں نے تو کوئی درجہ اٹھانہ رکھا مگر کیا کروں میرے خیال میں خسرو بھی زیر ہو جائیگا
 اور اطاعت کر لیا بس اگر خسرو بھی زیر ہو گیا دلدار شاہ نے مع فرزند کے دین اسلام قبول
 کیا اور مع سپاہ کے زیاد رکھنا کہ کل میں ضرور جنگ مغلوب کروں گا میں تو اطاعت نہ کروں گا
 اور یا تو ان سب خدا پرستوں کو نمارت کیا یا اپنی جان دی تم لوگ بھی خوب جان لڑا کر
 مقابلہ کرنا سب نے کہا کہ بہت محبوب یہ تو یہاں باتیں راستور کی کر رہا ہو اُدھر لشکر دلدار شاہ
 میں یہی چرچا ہو کہ کل کا معرکہ قابل دید ہو سب سردار اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے یہی باتیں
 کر رہے ہیں اُدھر شاہزادہ بھی بارگاہ سے اٹھکر سرداروں و بیدار شاہ و قہرمان کے اُس
 نیمے میں آیا جو کہ خسرو نے برائے شاہزادہ برپا کر لیا تھا اسکو سب سامان عیش سے مہیا پایا
 بہت خوش ہوا آرام کیا یہاں تک کہ رات بھر لشکر دلدار شاہ میں یہی چرچا رہا سب سردار بہرام
 و راحت سوپا کیے یہاں تک کہ خسرو شب نے شاہ روز سے شکست کھائی پہلوان روز نے
 آفتاب عالم افزو میدان فلکی پر آیا سپیدہ سحری کا ظور ہوا عالم نور سے معمور ہوا شاہزادہ بیدار
 ہوا اور سب سردار اُسے سب نے وضو کیا فریضہ سحری کو ادا کیا اُسکے بعد ہر یک لباس وغیرہ

سے آراستہ ہو کر ہمراہ شاہزادے کے اکھاڑے پر آیا شاہزادہ ایک طرف آکر متمکن ہوا اہل لشکر بھر
رات رہے سے آکر جمع ہوئے بڑا مجمع تھا شہزادہ ہر نہاد بھی اپنے خیمے سے تیار ہو کر مع سرداروں
کے آیا شاہزادے کو دیکھ کر جل گیا اپنے لشکر کو مسلح و مکمل ہونے کا حکم دیکر آیا تھا سب آلات حرب
منہب سے آراستہ ہو کر آئے بیدار شاہ نے یہ رنگ دیکھ کر شاہزادے سے کہا کہ شہزادہ فساد
پر آمادہ ہو دیکھیں سب لشکر اسکا مسلح و مکمل ہو شاہزادے نے جواب دیا کہ جیسا کہ اسکی سزا پائیگا
تم لوگ نظر خدا پر رکھو کہ اس عرصہ میں دلدار شاہ بھی بیدار ہوا سب امور ضروری سے فراغت
کر کے خسرو کو اور سب سرداروں کو ہمراہ لیکر اکھاڑے پر آیا شہزادہ شاہ وغیرہ نے سلام کیا
شاہزادے سے صاحب سلامت ہوئی دیکھا کہ سب سامان موجود ہو پس خسرو باپ سے اجازت
لیکر اکھاڑے میں آکر کیونکہ اسکو جلد ہی ہی اور آتی ہو شاہزادے کو اپنے مقابلے کے لیے طلب
کیا بس شاہزادہ بھی بیدار شاہ سے اجازت لیکر اکھاڑے میں آیا گیا رہ ڈنڈ کیے خسرو نے
کہا کہ اے جوان تم اپنے قول پر قائم ہو شاہزادے نے فرمایا کہ جبکی زبان ایک اسکا باپ ایک
چاہے سر جالے مگر ہم اپنے قول سے نہ پھوین گے تم بھی اپنے قول پر قائم ہو خسرو نے یہی
جواب دیا بس باہم کشتی ہونے لگی سب دیکھ رہے ہیں کہ خوب زور شور سے مقابلہ ہو رہا ہو کوئی
کسی مقام پر کمی نہیں کرتا ہو کمال کے داؤن بیچ جوڑوڑ ہو رہے ہیں جھڑاکا کشتی کا بندھا ہوا ہو
دو بجلیہ ن ہیں کہ کوند رہی ہیں یاد و شیرزہن کہ لڑتے ہیں یاد و فیل مست ہیں کہ باہم مقابلہ کر رہے
ہیں شکرین چل رہی ہیں کہ پوست پیشانیوں کے اڑ گئے ہیں جہان پر گھڑی دو گھڑی ہم کر لے اس
مقام پر اکھاڑے میں کچھ ہو گئی اسقدر پسینہ چھوٹا جب شاہزادہ خسرو کو پکڑا تا ہو وہ تڑپ کر نکل جاتا
ہو جب خسرو شاہزادے کو پکڑا تا ہو یہ صاف نکل جاتے ہیں اسی طور سے دو پہر کا مل کشتی ہوئی
ادھر تو دواں آفتاب ہوا ادھر خسرو کے زور میں جو زوال ہونے لگا طاقت کمی کرنے لگی
دم پھول گیا سانس چڑھنے لگی اب سب کو یقین ہوا کہ خسرو کو بھی زیر کر لیا دلدار شاہ نے کہا
کہ لوصا جو غضب ہوا شاہزادہ بھی زیر ہو گیا واقعی ان لوگوں سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہو
یہ لوگ بلا کے ہیں شاہزادے کی طاقت کمی کرنے لگی اس جوان کو کچھ معلوم بھی نہیں ہوتا ہو
شہزادے نے یہ معرکہ دیکھ کر اپنے سرداروں و لشکر سے اشاروں میں کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ اب
وقت قریب آگیا ہو بس اس شہزادے کے اشاروں سے سب خبردار ہو گئے ادھر جب خسرو
نے دیکھا کہ میری طاقت جواب دینے لگی بس شاہزادے کے شانے پکڑ کر لے دوڑا ادھر
بیدار شاہ و قہرمان و قہار و مقہور وغیرہ کہ رہے ہیں کہ شہر پار نے خسرو کو بھی زیر کیا
غالب آئے بس شاہزادہ ساتھ قدم پیچھے ہٹا تھا کہ خیال جو ہٹا خسرو کو موقع ملا اسنے ہکا
بار کہ شاہزادے کا ہایان کھٹنا آشتنا زمین ہوا اب جو تڑپ کر لنگر قائم کیا تا ہر پاشہ حرق زمین ہوئے
خسرو نے کمر زنجیر پکڑ کر زمین زور متواتر شاہزادے پر کیے کہ انگلیوں سے خون کی بوندیں پینے
لگیں کنیاں تنگنے لگیں بس جب شاہزادے کے لشکر کو حرکت نہوئی عاجز ہو کر ہاتھ کھینچ لیا اور
کہا کہ میں زور کر چکا اپنا حوصلہ نکال چکا اب آپ زور کریں شاہزادے نے فرمایا کہ خوب طور
سے حوصلہ نکال لو بعد کو یہ نہ کہنا کہ یہ بیچ رہ گیا ورنہ میں اس بیچ پر زیر کر لیتا خسرو نے کہا کہ میں
سب طور سے امتحان کر چکا اب آپ کی باری ہو بس شاہزادہ خسرو کے دولوں شانے پکڑ لے

نے دوڑا وہ مثل تپ کے جاتا تھا جہاں پر قصد کرتا تھا کہ رُکون شاہزادہ ہکا مارتا تھا کہ زمین پانی کے نیچے سے نکل جاتی تھی کیا برا وقت تھا کہ زمین کو بار تھا بسن بسن قدم پر لاکر ہکا جو مارا دو وزن کھسرو کے آشنا زمین ہوئے اُسے قصد کیا کہ میں بھی تڑپ کر لشکر قائم کر دوں حریف زبردست ہو لشکر کب قائم کرنے دیتا ہی شاہزادے نے دہنی طرف آکر کمر بیکر کر اب جو یاحید صفدر وغیرہ اللہ اکبر لکھ کر دوڑ کر کیا خسرو کو زمین سے اٹھا لیا پہلے ہی زور میں تابہ کمر لائے دوسرے میں تابہ سینہ تیسرے میں سر سے بلند کر لیا پھر تو ہل جمع سوائے سردار شاہ و قمران و قہار و مقہور تو اٹھ کھڑے ہوئے اور سب سردار تعریفین کرنے لگے اہل لشکر شہداد و دلدار شاہ و سرداران و لدار و کل لشکر و لدار شاہ کے حواس باختہ ہو گئے سب کے رخون پر مردنی چھا گئی چہرے زرد ہو گئے مگر کیا کر سکتے ہیں شہداد نے قصد کیا کہ اپنے اہل لشکر کو حکم دوں کہ وہ سب ٹوٹ پڑیں مگر کچھ سوچ کر خاموش ہو رہا اور خیال دل میں کیا دیکھو تو انجام کیا ہوتا ہوا دھڑکنا ہوا اُسے نے خسرو کو گردن سر چرخ دیا اُسے امان طلب کی شاہزادے نے فرمایا کہ امان بشرط ایمان اُسے جواب دیا کہ میں نے کبھی غلامی اختیار کی آپکا دین و مذہب قبول کیا بس شاہزادے نے اُسکو آہستہ زمین پر رکھ دیا خسرو اٹھ کر شاہزادے کے قدموں پر گر اٹھا شاہزادے نے کلمہ تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہوا اگر دیکھنا شاہزادے نے گلے سے لگایا اُسے اپنے سرداروں اور اپنے باپ و اپنے اہل لشکر کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں نے تو اس شہریار کی غلامی اختیار کی اور دین اسلام قبول کیا بس جسکو میری ہمراہی منظور ہو وہ دین اسلام اور اس شہریار کی غلامی اختیار کرے ورنہ میرے ہاتھ سے مارا جائیگا اپنی گمراہی کی سزا پائیگا راوی کہتا ہے دلدار شاہ اپنے فرزند و سپہ سالار کے بھروسے پر حکومت کرتا تھا جب یہ دروزن زیر ہو گئے اب کون تھا کہ جسکے بھروسے پر دلدار شاہ مقابلہ کرتا بس مع سرداروں کے رومال سے ہاتھ باندھ کر خدمت شاہزادے میں حاضر ہوا قدموں کو بوسہ دیا شاہزادے نے اُسکے ہاتھ کھولے اُسکو کلمہ تعلیم فرمایا وہ کلمہ پڑھ کر مع سرداروں کے از سر صدق مسلمان ہوا یہ رنگ جو اہل لشکر و دلدار شاہ نے دیکھا بس سب اسی وقت حاضر ہوئے لگے اور کلمہ پڑھ کر دائرہ اسلام میں آنے لگے کیونکہ انھوں نے دیکھا کہ جب بادشاہ اور شاہزادہ و سپہ سالار و کل سرداروں نے دین اسلام اختیار کیا تو ہلکا ضرورت ہو جو لبنی جانین برباد کریں بس یہ کہتے ہوئے کہ الناس علی دین ملوکم ایمان لائے راوی کہتا ہے کہ تھوڑے ہی عرصہ میں کل لشکر و دلدار شاہ کا جو کہ تین لاکھ کا تھا مع شاگرد و پیشہ و نجیب و بقال کے دائرہ اسلام میں آگیا ایک بھی کا فر نہ رہا بس سب نے دین اسلام قبول کیا کیونکہ سب نیک نیت و روشن دل تھے جب سب لوگ مسلمان ہو چکے اُس وقت دلدار شاہ نے دیکھا کہ شہداد مع اپنے سرداروں و اہل لشکر کے الگ کھڑا ہوا اُسے دین اسلام نہیں قبول کیا ہی دلدار شاہ نے شہداد سے کہا کہ اے شہداد تو بھی آکر مع سرداروں و اہل لشکر کے اس شہریار کی غلامی اختیار کر اور دین اسلام قبول کر کیوں الگ کھڑا ہے حیران حیران ادھر ادھر دیکھ رہا ہے کیوں نہیں سعادت کو نبین حاصل کرتا ہے اُس بدشاہ نے جواب دیا کہ میں تم سب کی طرح دیوانہ و بیوقوف نہیں ہوں کہ اپنا دین ترک کر دوں میری ہزار ہزار جانیں خداوند لقا و زہر و ثانی برنثار ہیں میں کبھی یہ دین نہ قبول کرونگا یہ لکھا اُسے سرداروں و اہل لشکر کو حکم دیا کہ ان سب کو قتل کر دیں یہ شہداد بدشاہ نے حکم دیکر دلدار شاہ

سے کہا کہ میں اب نمک اور اس جوان کو زندہ چھوڑتا ہوں ابھی اس حرکت کی سزا دیتا ہوں یہ جو
شداد بانی پیداوے نے کہا دلدار شاہ نے کہا تو بڑا سیاہ قلب ہو تو کیا کرے تیرے مقدر
میں یہ سعادت نہیں ہو بس شاہزادے کی طرف منہ کر کے کہا کہ حضور اس کے شر سے اپنے کو بچا۔
شاہزادے نے فرمایا وہ خدا بچا یا لا ہو کہ جسے قتل ہونے سے بچا یا اور شداد نے جو سب
اپنے اہل لشکر و سرداروں کو حکم دیا کہ اس جوان اور دلدار شاہ کو قتل کرو بس وہ لوگ سب کے
سب تلوار میں علم کر کے چلے چونکہ لشکر دلدار شاہ بھی مسلح و مکمل تھا ان کفاروں سے لڑنے
لگا دو لڑن لشکر مل گئے اس عرصہ میں دلدار شاہ تخت پر سوار ہوا اور بیدار شاہ اور اسکے
سب سردار اور دلدار شاہ کے سردار و قربان و مقہور و قہار و خسر و خود شاہزادہ مرکب
پر سوار ہوئے اور تلوار میں لیکر لشکر حریف پڑ جا چکے تلوار چلنے لگی بازار مرگ گرم ہو گیا سرون
کا منہ برسنے لگا کفار مر مر کے گرنے لگے خون کا دریا بہنے لگا ملک الموت روحیں قبض کرنے
لگے کفاروں کی روحوں سے دوزخ بھرنے لگا راوی کہتا ہے کہ کفار تو بچا س ہزار تھے اور سب
تین لاکھ سے اوپر تھے اس طور سے کفار کو گھیر لیا اور کفار سے مل گئے کہ جیسے آٹے میں نمک جہان
پر ایک کفار مقابلہ کر رہا تھا وہاں دس ہزار لشکر دلدار شاہ کے اہل لشکر تھے سب کفار تتر بتر ہو گئے مثل
نکبۃ انشیری کے گھر گئے تھے راوی بیان کرتا ہے کہ یہاں تو جنگ ہو رہی تھی اور وہ لشکر اور
سردار جو کہ اہل قلعے کے منہ سے یہ سنکے کہ شداد شاہ نے سب خدا پرستوں کو بیوشی کھلا کر اور
بیوش کر کے سب کو اسیر کر کے انکی قید لیکر مع بچا س ہزار سپاہ کے خدمت دلدار شاہ میں
لشکر پر شیخون مار کر چلا گیا ہے ہکو برا سے حفاظت قلعہ چھوڑ گیا ہے ہم قلعے میں نہ آئے دین گے اگر ادھر
آؤ گے تو گوئے مارین گے ہاں اگر اطاعت کرو گے تو آئے دین گے بس یہ لوگ وہاں سے
کل لشکر اور خیمہ و بارگاہ لیکر اور جو سردار تھے وہ سب اپنے کشتن کو دفن کر کے کہ جو حالت
شیخون اور حالت غفلت میں کفار کے ہاتھ سے مارے گئے تھے طرف شہر انوریہ کے رواد
ہوئے تھے یہ لشکر بھی قریب لاکھ کے تھا کیونکہ اسی ہزار جوان شاہزادہ رفیع البخت کے ہمراہ تھے
اور ایک لاکھ چالیس ہزار کا لشکر بیدار شاہ کا تھا بس جوان دو مقابلوں میں قتل ہوا یعنی اس موقع
میں جو کہ شاہزادے سے ہوا تھا اور اس شیخون میں کام آئے باقی سب طرف انوریہ کے چلے
تھے اس وقت آکر پہنچے کہ جب یہاں لشکر شداد شاہ و لشکر دلدار شاہ و شاہزادے سے مقابلہ
ہو رہا تھا اور دلدار شاہ کی سپاہ لشکر شداد شاہ کو قتل کر رہے تھے ان سب نے جو دور سے
یہ معرکہ دیکھا کہ مقابلہ ہو رہی ہے اور جنگ مغلوب ہو رہی ہے سرداروں نے ہر کاروں سے کہا کہ خبر تو لاؤ
کہ یہ کس لشکر سے مقابلہ ہو اور کون دو لشکر لڑ رہے ہیں ہر کارے دوڑے ہوئے اس مقام پر
آئے کہ جہاں جنگ ہو رہی تھی تدبیر عمل سے دریافت کر کے سرداروں کی خدمت میں پہنچے
اور کہا کہ جلد می چلے شاہزادے سے مقابلہ ہو رہا ہے اور شداد شاہ کے لشکر سے انھوں نے
کہا کچھ دریافت بھی کیا کہ شاہزادہ کیونکر رہا ہوا انھوں نے کہا کچھ دریافت بھی کیا کہ شاہزادہ کیونکر
رہا ہوا انھوں نے کہا کہ دریافت کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ شداد شاہ جو ہمارے لشکر پر شیخون
مار کر اور قید اعلیٰ لیکر چلا تو اس صحرا میں آکر پہنچا چونکہ شداد شاہ دلدار شاہ حاکم شہر انوریہ
کو براے لگاکر طلب کر چکا تھا اور دلدار شاہ مع تین لاکھ سپاہ اور اپنے فرزند خسر و شیر دل

اور سپہ سالار فرمان پنجہ گیر کے برائے ملک چل چکا تھا اور اس مقام پر فز و کش تھا کہ شہزادہ پنجہ
 اُس نے سب حال بیان کیا اور قیدیوں کو حوالہ دلدار شاہ کے کیا اُس نے طلب کر کے دربار میں بہت
 کچھ ہندو نصیحت کی کہ میری اطاعت اور زمرہ پرستی قبول کرو انھوں نے بہت سخت کلامی کی اُس نے قتل
 کا حکم دیا جلاد حاضر ہوئے وہ حکم دیکھا تھا کہ اسکا فزند خسرو و سپہ سالار شکار گاہ سے یہ خبر ملے آئے
 کیونکہ یہ لوگ اس وقت دربار میں نہ تھے شکار کو گئے ہوئے تھے جلاد کو قتل سے منع کر کے دربار
 میں شاہزادے کو طلب کیا چونکہ خسرو مرد بہادر تھا اُس نے حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ شہزادے نے
 مکر سے اسیر کیا ہو وہ شہزادہ اور اپنے باپ سے بہت آزرده ہوا شاہزادے کو اس اقرار پر رہا
 کر دیا کہ مجھ سے مقابلہ کے لیے اور میرے سپہ سالار سے آمادہ ہو جیے اگر میل سپہ سالار آپکو زیر کر لے
 تو آپ میری اطاعت اور زمرہ پرستی قبول فرمائیے اگر آپ مجھ اور میرے سپہ سالار پر غالب آئے
 تو میں اپنے کل لشکر و سرداروں و باپ کے ابلی غلامی اختیار کر دوں گا اور آپکا دین اختیار کر دوں گا
 بس شاہزادے نے اقرار کیا اور قید سے رہائی پائی اُس دن مقابلہ کر کے سپہ سالار دلدار شاہ
 کو زیر کیا اُس نے اطاعت کی اور مسلمان ہوا آج خسرو فزند دلدار شاہ کو کشتی میں زیر کیا بس وہ
 بھی مسلمان ہوا مع اپنے باپ اور کل سرداروں اور اہل لشکر اور آت کی اطاعت اختیار کی شہزادہ
 مع اپنے لشکر کے الگ ہو گیا لاکھ لاکھ سب نے کہا اُس نے نہ اطاعت قبول کی نہ دین اسلام
 بلکہ مقابلے پر آمادہ ہوا اور سب لشکر سے لے کر ان سب پر ٹوٹا پڑا بس لشکر دلدار شاہ نے
 اُس سے مقابلہ شروع کر دیا اور لڑائی ہوئے لگی یہ سننا تھا کہ وہ سردار کل لشکر لیکر آپرے اور
 اور شریک جنگ ہوئے اُسی لشکر نے لشکر شہزادہ کا ناطقہ بند کر دیا تھا یہ تازہ لشکر جو پہونچا
 اور قتل کرنا شروع کیا ایک دم میں سب کا ہتھوڑا کر دیا لاشوں سے میدان جنگ بھر دیا خون کا دریا
 بہا دیا منہ سردن کا برس دیا جو نامی سردار اور امیر تھے وہ اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے
 اور باقی اسیر ہوئے اور بہت سے اہل لشکر کے یکایک خسرو سے اور شہزادہ سے سامنا ہو گیا
 خسرو یہ کہتا ہوا چلا کہ او مکار تو میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جا بیگا تو نے تو میری آبرو ہی لی تھی اور
 مجھ کو ذلیل بھی کیا تھا سب مردان عالم ہیں اور اس نعمت عظمیٰ سے اور سعادت کونین سے محروم
 کیا تھا جو کہ دین اسلام قبول کرنے سے مجھ کو حاصل ہوئی شہزادے نے جو اس شیر کو آئے ہوئے
 دیکھا بہت گھبرا یا ایک طرف سے دلدار شاہ ہی کلمہ کہتا ہوا طرف شہزادے کے چلا اور ایک
 سمت سے بیدار شاہ اسکا بھائی یہ کہتا ہوا چلا کہ او مکار جیسا کہ شہزادہ ہند دین آہو نچا اب تو
 میرے ہاتھ سے بچ کر کہاں جاتا ہو مجھ کو کب زندہ چھوڑتا ہوں تو نے بڑا کم کیا ہم سب کی جان لی تھی
 وہ تو قدرت خدا ہوئی اور خدا نے خسرو کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اُس نے دریافت کیا ورنہ کیا
 باقی تھا کیون خدا تو بڑا کور دل و سیاہ قلب ہی یہ سب قدرت اور کار سازی رب کریم کی آنکھوں
 سے دیکھی کہ اُسے کیونکر ہم سب کو زندہ رکھا اور کیونکر دلدار شاہ و خسرو کو شاہزادے کا مطیع کیا
 اور یہ لوگ کیونکر زیر ہوئے اور اسیر بھی تو ایمان نہ لایا مقابلے پر آمادہ ہو گیا اور مقابلہ کیا
 تو نے تو اپنے نزدیک کوئی بات اٹھا نہیں رکھی جہان تک ہو دشمنی کی مگر خداوند کریم ہم سب کا حافظ
 تھا اُس نے بچا یا دوسرے ان سب کو بھی یہ سعادت مانا تھی اور ان سب کے نصیب میں سیر باغ
 بہشت مقرر ہو چکی تھی بس وہ امر پردہ غیب سے ظاہر ہوا جس سے کوئی آگاہ نہ تھا اور یہ سب

شرف اسلام سے مشرف ہوئے تو اس سعادت سے محروم رہا اور ریگاتیرا مقام دوزخ سے
 نیکو جلاہشت سے کیا مطلب ہی بس بیدار شاہ یہ کہتا ہوا چلا ایک جانب سے مقہور تیغہ برہنہ ہاتھ
 میں لیے ہوئے اور کلمات سخت و سخت شہاد کو کہتا ہوا چلا اب جو شہاد نے ان چاروں
 شیروں کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا گھبرا یا فکر کرنے لگا کہ کیا تدبیر کروں جو ان شیروں کے
 پنجوں سے بچوں لاکھ لاکھ فکر کرتا ہو کوئی تدبیر میں نہیں آتی ہر روح ان شیروں کو دیکھ کر نفس جسم میں
 گھبراتی ہو دل سے کہتا ہو کہ اب بچنا محال ہے یہ ان سب کا خیال خام ہو کہ میں خوف جان سے دین
 اسلام قبول کروں مر جانا گوارا ہو مگر مسلمان ہونا گوارا نہیں ہے یہ پانچوں دل سے کر کے اسنے
 خیال کیا کہ ادشہاد تو اتنا ان لوگوں سے ڈرتا کیوں ہو کوئی اسنے چار ہاتھ پاؤں نہیں زمین
 جو دوسرے کے ہاتھ پاؤں میں وہی اسنے وہ جو ان خدا پرست تو طرف تیرے آتا نہیں ہے
 جو زیادہ خوف ہو تیرے ہی تو بھائی بند ہیں جو قوت و طاقت تیرے جسم میں ہو وہ اسنے جسم
 میں ہو جسے مجھو پیدا کیا ہو اسی نے انکو بھی خلق کیا ہے جو فنون سپہ گری کے مجھو معلوم ہیں وہی انکو
 بھی معلوم ہیں پھر کس امر کا خوف ہو شاید یہ تیرے ہاتھ سے قتل ہوں خداوند زہر دہنے ان سبکی
 قضا تیرے ہاتھ سے مقرر کی ہو بس مقابلہ کر یہ امر دل میں تجویز کر کے اور تلوار جس سے لڑ رہا
 تھا علم کر کے کھڑا ہوا کہ جو میرے قریب آئیگا اسکو اس تلوار سے قتل کر دوں گا یہ تو اس قصد سے کھڑا
 ہوا ہو تو اسی بیان کرتا ہو کہ بیدار شاہ نے مرکب کو تیز کیا کیونکہ اسکو بہت غصہ تھا مرکب کو
 مہینہ کر کے قریب شہاد کے پہنچا اور کہا کہ ادب نہاد کیا کہتا ہو شناخت میں پروردگار عالم کی
 دیکھ تیری قضا تیرے سر پر موجود ہے یہ کہتا تلوار چمکانی شہاد ادب نہاد نے کچھ جواب نہ دیا اور بلکہ
 اس تقریب کے جواب میں تلوار کا دار کیا بس بیدار شاہ نے دار کو خالی دے کر اب جو سر کو
 بنا کر کر پدار کہا تلوار جو بھر پور پڑی مثل خیار تر کے دو ٹکڑے شہاد کے ہوئے وہ بانی پیدا
 بد نہاد فلم ہو کر پشت مرکب پر سے زمین پر گرا بیدار شاہ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا یہ حال جو دلدار
 شاہ و مقہور و خسرو نے دیکھا کہ جب تک ہم جاہلین جاہلین بیدار شاہ نے پہنچ کر شہاد کو قتل
 کیا ان لوگوں نے بہت تعریف کی اور تعریف کر کے جو سوار و پیدل و سردار اس مقام
 پر تھے اسنے اسنے لگے اور انکو قتل کرنے لگے یہ حال جو لشکر شہاد نے دیکھا کہ ہمارا افسر
 و بادشاہ مارا گیا سب کے جی چھوٹ گئے ہر ایک کی طاقت نے جواب دیا ہر ایک
 گوشہ امان تلاش کرنے لگا چونکہ مثل مشہور ہے کہ لشکر بے امیر تکیہ بے فقیر ترکش بے قیر بیکار ہے
 بس شہاد شاہ کا مرنا تھا کہ لشکر نے شکست کھائی سب کے پاؤں اٹھ گئے ہر طرف سے
 صدائے الامان بلند ہوئی دلیران اسلام نے جواب میں کہا کہ امان بشرط ایمان سب نے کہا
 کہ ہمنے زمرہ پرستی پر لعنت کی دین اسلام اختیار کیا اور اس شہر پار کی اطاعت بس اس صدا
 کا ہر طرف سے آتا تھا کہ شاہزادے نے تیغ انتقام کو نیام میں کیا ہاتھ جنگ سے روک لیا شاہزاد
 کا ہاتھ کار و کنا تھا کہ سب اہل اسلام جنگ سے دست بردار ہوئے کفار کش سے باز ہوئے بس
 یہ ذہبت ہوئی کہ جو اہل لشکر قتل و اسیر ہونے سے بچے تھے وہ تلوار میں ٹپک ٹپک کر ہاتھ و مال
 سے باندھ باندھ حکم حاضر ہونے لگے بیدار شاہ نے سب کی سفارش شاہزادے سے کر کے
 انکی خطا کو معاف کرایا بس کل لشکر شہاد شاہ کا کہ جو کہ قریب بیس ہزار کے تھا اور قتل و مارت

سے بچا تھا کلمہ طیبہ علیٰ منہک صدق دل سے مسلمان ہوا اور غلامی شاہزادے کی سب سے قبول کی بس
 شاہزادہ ان سب کو اور اپنے سرداروں و پیدار شاہ و دلدار شاہ و خسروہ قمار و قہرمان
 و مقہور کو اپنے ہمراہ لیکر اور ان سب کے سرداروں کو اور لشکر کو کھوٹنے کا حکم دے کر اور اپنے
 اہل لشکر سے یہ فرما کر کہ خیمے وغیرہ برپا کر و طرٹ بارگاہ دلدار شاہ کے چارہا میں ان سرداروں
 نے کہ جو کہ قلعہ کشور یہ پر بیرون قلعہ پہنچے تھے اور دعوت میں نہیں گئے تھے بن برشدہ ہونے
 بخون مارا تھا سب حال شداد کے بخون کرنے کا اور اہل لشکر کے قتل ہونے کا اور اسی
 تاریکی شب میں جو بخون کر کے نکل جانے کا اور اپنا طرف قلعے کے جانے کا اور اُسے یہ کہنا
 کہ شاہزادے کو ہمارے خبر کر دو ان لوگوں کا جواب سخت دینا اور قلعے کو آلات حرب و ضرب سے
 آراستہ پانا اُنکی زبان پر نہ کہ شداد شاہزادے کو مع سرداروں کے قید کر کے اور لشکر پر بخون مار کے
 طرف انور یہ کے پاس دلدار شاہ کے گیا بس اپنا مع لشکر کے ادھر کوروا نہ ہونیکا اور یہاں پہنچ کر
 حال دریافت کر کے شریک جنگا ہونے کا بیان کیا راہ میں یہ جو شاہزادے سے سنا تو ر طرف
 مقہور کے دیکھا اُسے ہاتھ جوڑ کے عرض کیا کہ کیا حکم ہوتا ہے شاہزادے نے فرمایا کہ اے مقہور تم
 اس وقت تھوڑا سا لشکر لیکر طرف قلعہ کشور یہ کے روانہ ہو بیرون قلعہ اُترنا پہلے اُنکو بندہ نصیحت کرنا
 اگر وہ مان لین تو خیر ورنہ قلعے پر یورش کر کے قلعے پر قبضہ کرنا اور وہاں دین اسلام کو رواج دینا
 ہم بھی آتے ہیں ہمارے آتے تھے یہ سب بند و بست ہو جائے مقہور نے عرض کیا کہ بہت
 خوب بس مقہور اس وقت شاہزادے کو سلام کر کے بارگاہ میں بھی نہ گیا لشکر میں آیا فوج میں
 قرنا ہوا لشکر تیار ہو گیا ابھی اہل لشکر نے کمر بھی نہ کھولی تھی بس مقہور بچا پاس نہرا سپاہ لیکر طرف
 قلعہ کشور یہ کے روانہ ہوا کہ اسکا حال پھر تحریر ہوگا یہ تو ادھر کو جاتا ہی یہاں شاہزادہ بارگاہ میں
 آیا دلدار شاہ نے قصد کیا کہ شاہزادے کو سخت پر ہٹھائے شاہزادے نے انکار کیا
 اور دلدار شاہ و شداد شاہ کو سخت پر ہٹھایا آپ دنگل پر جلوہ فرما ہوئے سب سردار و نگوان
 و کرسیوں پر بٹھکے ہوئے شاہزادے کا دنگل پانچ چارم تخت پر بٹھایا گیا جب سب سردار
 آپ کے دربار کر آئے ہو چکا شاہزادے نے حکم دیا کہ کشکان کفار و اہل اسلام کا شمار کیا جائے
 اہل اسلام و دین ہوں اور کفار کو ایک غار میں ڈال دیا جائے اور زخمی شفا خانے کو روانہ کیے جائیں
 تاکہ اُنکا علاج ہو اور اسیروں کو حاضر کیا جائے تاکہ اُنکا دربار سمجھا جائے کہ چونکہ محکوم اب اس قدر
 مہلت نہیں ہو کہ میں ان کاموں میں تاخیر کروں ابھی محکوم طلسم کے فتح کرنے کو جانا ہو کہ جس کام
 کے لیے میں اپنے والد بزرگوار سے ایسے وقت میں جدا ہوا ہوں کہ جبکہ وہ مقابلہ میں مصروف
 ہیں اور مقابلہ بھی کوئی ایسے و ایسے سے نہیں ہو کہ بہت جلد فراغت ہو جائیگی بادشاہ بزرگ
 سے جو بس محکوم لازم ہو کہ میں بہت جلد طلسم کو فتح کر کے اُنکی خدمت میں جاؤں اور اُنکے ہمراہ جاؤں
 یہ جو حکم دیا تو رکار پر دازوں نے سب بند و بست کیا اہل اسلام کے لاشوں کا شمار کر کے
 غار انہر کے حکم دین کیا کفار کے کشکان کو شمار کر کے غار میں ڈال دیا خیموں کو شمار کر کے شفا خانہ
 کو روانہ کیا اُنکا علاج ہونے لگا اور اگر عرض کیا کہ اس مقابلہ میں کل اہل اسلام دس ہزار شہید و
 مجروح ہوئے اور بیس ہزار کفار چہمیں پندرہ ہزار تھوڑے گئے یا پنج ہزار اسیر ہوئے بیس ہزار
 نے دین اسلام قبول کیا کیونکہ شداد کے ہمراہ کل بچا پاس نہرا سپاہ تھی باقی بیس ہزار قلعے میں آئے

حفاظت اللہ چھوڑا کرتا تھا وہ تعلق میں تھے بس یہ تنگے شاہزادے نے فرمایا کہ ان سب کو حاضر کرو
 جو کہ اسیر ہوئے ہیں داندہ نڈر اندان اسی وقت ان سب کو لیکر حاضر ہوا وہ سب جب دربار میں گئے
 شاہزادے نے ان کو تلبین بدین اسلام کیا اور چند کلمہ وحدانیت میں اپنی زبان بھریا ان سے
 فرمائے اور پند نصیحت فرمائی وہ سب کے سب کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوئے اور
 اطاعت کی ان سب کو خلعت مرحمت ہوئے اور جگہ دربار میں ملی جب ان کاموں سے شانہ
 زاعفت فرما پڑا اس وقت دلدار شاہ و خسرو سے فرمایا کہ آپ لوگ اپنا لشکر لیکر طرف اپنے
 شہر کے تشریف لے جائیں اور اہل شہر وغیرہ کو مسلمان کریں مسجد میں ہوا میں سکے و گز بنام بادشاہ اسلام
 دارالامین جتیشہ شاہ کے جاری کریں میں صبح کو اپنا لشکر لیکر طرف کشور یہ کے جاؤ گا اگر مقہور
 نے قلعہ فتح کر لیا ہو گا تو صلح ہو گئی ہوگی تو اسکا بندوبست کر کے مقہور کو اپنے ہمراہ لیکر طرف طلسم کے
 روانہ ہو گا اگر نہ فتح کیا ہو گا نہ صلح ہوئی ہوگی تو اس حالت میں وہاں قیام کرونگا اور قلعے پر قبضہ کر کے
 خواہ جنگ خواہ بجا شتی وہاں سے روانہ ہو گا جب طلسم فتح کر کے واپس ہو گا تو آپ لوگوں کو ہمراہ
 لے کر طرف لشکر صاحب قرآن کے چلوں گا اس عرصہ میں آپ لوگ بھی شہر کے بندوبست سے
 فراغت پا جائیں گے پھر کوئی خدشہ نہ رہیگا یہ جو شاہزادے نے فرمایا دلدار شاہ و خسرو و قہرمان
 دیگر سرداروں نے عرض کیا کہ یہ تو بجا ارشاد ہوا مگر ہم غلاموں کو اگر اجازت ہو تو کچھ عرض کریں
 اگر قبول ہو زہے عز و شرف و رزہ کیا چارہ ہو فرمایا کہ بیان کرو تب ان سب نے عرض کیا کہ ہماری
 دو عرض ہیں اول تو یہ کہ ہم نے جو حضور کے قدم مبارک کو بوسہ دیا اور آپ کی اطاعت کی اور دین اسلام
 قبول کیا تو اس عرض سے نہیں قبول کیا کہ ہم سب جا کر اپنے ملک میں بچیں بلکہ اس عرض سے
 کہ اب جو باقی عمر جو اسکو حضور کی اطاعت و دین اسلام کی پیروی میں بسر کریں کیونکہ ایک زمانہ دراز
 ملک گمراہی و ضلالت میں مبتلا رہے سو اسے افعال پر گئے کوئی فعل نیک جسے سزا نہیں ہوا بلکہ
 یہ کتنا بڑا گناہ تھا اس کے ایک بندہ مغضوب کو توبہ کرے تھے اسکی خدائی میں اسکو شریک کیا تھا
 ایک بندہ بے ادب کو اپنا خدا قرار دیا تھا بس بسبب و سوسہ شیطانی کے ہم لوگ گمراہ تھے جبکہ
 ایک راہ نما اور ہدایت کنندہ ملا اور اس کے بسبب سے راہ ضلالت و گمراہی سے اٹکے اور نجات پائی تو
 سب کے بہشت کی سیر کے مستحق ہوئے اب اس راہ نما کے قدموں کو چھو کر کہاں جائیں کہ جس کے بسبب
 سے یہ نعمت غیر مترقبہ نصیب ہوئی اب ہمارے بیاہری کہ اپنی باقی عمر جہاد میں بسر کریں تاکہ ان گناہوں کی
 باز پرس نہ ہو اور دین اسلام کے رواج دینے میں آپ کے ہمراہ کو شمشیر کریں تاکہ جو کچھ کالائش کفر و فسق
 جو سب سے پاک ہو جائیں اور وہ کریم جسے خوش ہوا اور ہمارے گناہ بخش دے ہیں ہم نے اس
 عرض سے اطاعت کی تو کہ آپ کے ہمراہ رکاب رہ کر کھارکشی میں مصروف ہوں اگر خدائی میں
 پائی اور کفار کشتی میں غالب آئے تو مشر و غار زبون میں نام لکھا گیا اگر کفار کے ہاتھ سے قتل ہوئے
 تو مرتبہ شہادت پایا سیر بہشت عنبر شریعت نصیب ہوئی بس ایسی سعادت کو ترک کر کے ہم کیسے کر
 اپنے ملک کو جائیں بہتو کہی آپ کے قدم نہ چھوڑیں گے اب یہ سرفردمونی پر شمار کریں گے شاہزادہ
 نے فرمایا کہ یہ قول آپ لوگوں کا بہت درست ہوا اور صحیح ہو مگر میں نے جو یہ امر کیا تو ایک بسبب سے
 لگا کہ یہ تو آپ کو بخوبی معلوم ہو کہ جو کہ طلسم کو فتح کرنے جاتا ہوا اسکو کچھ سپاہ و لشکر کی ضرورت نہیں
 ہوتی ہو بلکہ یہ حکم ہو کہ طلسم کشا کے ہمراہ شاطر تاک نہو بس سپاہ و لشکر بیکار ہو ایسی حالت میں یہ زبان

جائے پکار ہو عزت سے کیا حاصل آپ لوگ یہاں تشریف لے گئے تھے واپس آکر آپکو ہمراہ لے جانا جبکہ براہ
مقابلہ کفار سفر کرونگا دوسرے یہ جو آپ نے کہا کہ آپ لوگ شہر میں جا کر اہل شہر کو اور لوگوں کو
مسلمان کیجئے تو یہ بھی تو ایک طرح کی سعادت ہو کہ آپکے سبب سے وہ لوگ کہ جو کہ گمراہی میں مبتلا ہیں
راہ راست کو اختیار کریں گے کتنا بڑا ثواب ہوگا اگر آپ لوگ میرے ہمراہ چلیں گے تو وہ اس
شرف سے محروم رہ جائیں گے انکو کون مسلمان کریگا وہ اسی ضلالت میں مبتلا رہیں گے ولد ار
شاہ نے عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا مگر ہم لوگ آپکے قدموں سے جدا ہوتا گوارا نہیں کریں گے بس یہ
آپ یہ خیال فرمائیے کہ جہاں آپکا یہ لشکر چلا جائے گا آپ کے ہمراہ ہی رہے گا ہم لوگ بھی اسی مقام پر رہیں گے
اگر یہ لشکر آپ کے ہمراہ داخل طلسم ہوگا ہم بھی داخل ہونگے جبکہ آپ یہ ارشاد فرما چکے ہیں کہ طلسم میں
سوائے میرے کوئی نہیں جائیگا آخر یہ لشکر کسی مقام پر قیام پذیر ہوگا یہ غلامان تازہ بھی اسی مقام پر حاضر ہیں
اور کسی صورت سے آپ کے قدموں کو نہ چھوڑیں گے اگر حضور نہ لے جائیں گے بس ہم سب آپ کے
روبرو گلے کاٹ کر اپنی جانب قدم مبارک پر نشانہ کریں گے اب ہمارے ایک بل کی جدائی نہ گوارا ہوگی
یہ جو ارشاد ہوا کہ تمہارے ہمراہ چلنے سے اہل شہر اس شرف سے محروم رہیں گے انکو کون مسلمان کریگا
وہ بتلائے ضلالت رہیں گے انکی تدبیر یہ غلام نے سوچی ہو کہ حضور راہ برائے خدا میرے شہر میں ایک
دن کے لیے تشریف لے جائیں تاکہ اہل شہر زیارت جمال سے مشرف ہوں اور جو نان و نمک اس حقیر کو
میسر ہو اسکو دوش فرمائیے میری عزت بڑھائیے تاکہ سب کو معلوم ہو کہ جس شہر بار کی ولد ارشاہ نے
غلامی اختیار کی اُسے ولد ارشاہ کو سرفراز کیا بس غلام اسی ایک دن کے عرصہ میں سب اہل شہر
کو مسلمان کر لیا اور اپنے وزیر کو طرہ اسلام تعلیم کر کے اور اسکو اپنی طرف سے حاکم کر کے سب مضروری
سے آگاہ کر کے ہمراہ رکاب ہوگا یہ تقریر جو ولد ارشاہ نے بھڑوا کر اس کی شانہ اداے کو سوا سے
قبول کرنے کے کچھ بن دیا مگر یہ فرمایا کہ ای ولد ارشاہ تھنے بہت پریشان کیا ہم تھے مجبور ہو گئے
خیر مگر اسکا خیال رہے کہ ہم ایک دن سے زیادہ نہ قیام کریں گے ختم اس عرصہ میں سب بندوبست
کر لینا کیونکہ ہمکو جلدی ہو ہم تھے سب حال کہ چکے ہیں اگر تھنے پھر ضد کی تو ہم نہ مانیں گے ذرا کوچ
کر کے اپنے کام کی طرف روانہ ہونگے ولد ارشاہ نے عرض کیا کہ کیا مجال غلام کی جو ایک دن سے
زیادہ تشریف فرمائے کا اصرار کرے بس شانہ اداے نے حکم دیا کہ کل کل لشکر بوقت سحر تیار رہے
ہم ہمراہ ولد ارشاہ کے شہر انوریہ کو جائیں گے یہ حکم فرما کر دربار برخواست کیا سب اپنے اپنے
مقام پر آئے ولد ارشاہ نے اسی وقت ایک شہر سوار طرٹ اپنے ملک کے روانہ کیا اور اپنے
وزیر کو بھیج کر کہا کہ تم کل کل لشکر لیکر بیرون شہر کرنا اور دعوت کا سامان کرنا اور شہر میں منادی کر دینا کہ کل
اہل شہر انہی تین نا جوان و اندر دنا حورت سب ایک مقام پر جمع ہوں ہمکو کچھ حکم سنانا ہی ہم کل اس شہر بار
کو لیکر اپنے ملک میں آئیں گے کہ جسکی سمیٹے اطاعت کی ہو اور جسکا نہ سمیٹے دین قبول کیا ہو جسے ہمکو
ضلالت سے نکالا اور ماہ نیک کا سالک کیا بس ان حکموں میں میرے فرق نہیں وہ شہر سوار یہ نامہ
لیکر فوراً طرٹ انوریہ کے روانہ ہوا یہاں سب اپنے اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوئے اُدھر
سرداروں نے سب لشکر کو حکم شانہ اداے سے آگاہ کیا اسی وقت سے کوچ کی تیاری ہونے لگی
یہاں تو کوچ کی تیاری ہو رہی ہو اور وہ شہر سوار نامہ لیکر شہر انوریہ میں راہ ہموار کے داخل ہوا
غلامان غماہی سے دریافت کیا کہ وزیر اعظم کہاں تشریف فرما ہیں آیا دربار میں یا اپنے محل میں ہیں

انھوں نے کہا کہ ابھی دربار برخواست کر کے اپنے مقام پر گئے ہیں تم کہاں سے آئے ہو کہا کہ بادشاہ کا نامہ اُنکے نام لایا ہوں بہت ضروری نامہ جو اُن سب نے کہا کہ دولت میراے وزیر پر جاؤ بس وہ در دولت وزیر پر آیا در باذن وہاں سب اُن سے کہا کہ اطلاع کرو کہ ایک شترسوار بادشاہ کے پاس سے نامہ ضروری لیکر آیا ہو در باذن نے جو یہ سنا کہ بادشاہ کے پاس سے نامہ آیا ہو فوراً محلدار کو بلا کر کہا کہ حضور سے عرض کرو کہ ایک شترسوار فرمان شاہی لیکر آیا ہو کہتا ہے کہ بہت ضروری فرمان ہو کیا حکم ہوتا ہے بس محلدار یہ سنے اندر گئی اسوقت وزیر خاصہ کھا کر مسہری پر جا کر لیٹا تھا کہ محلدار نے جا کر جھنجھ کر در باذن نے کہا تھا عرض کیا بس وزیر نیک مد بیر یہ سنے کہ فرمان شاہی آیا ہو فوراً اٹھا اور بیرون محل آیا سب نے سلام و محراب کیا اُس شترسوار نے بھی سلام کیا وزیر نے پہلے اُس سے دریافت کیا کہ جہان پناہ مع شانہ زادہ فیجاہ خیریت سے ہیں اُس نے عرض کیا کہ جی ہاں خیریت سے ہیں ایک فرمان آپ کے نام رواد فرمایا ہے وزیر نے کہا کہ کہاں جو لاؤ میں دیکھوں کہ میرے آقا و مالک نے کیا تحریر فرمایا ہے ہم بھی اُس سے آگاہ ہو کر اُس کام کو بسر و چشم بجالاؤ میں بس شترسوار نے وہ نامہ پیش کیا وزیر نے پہلے سرنامہ پر جہان پر شاہی سرخمی بوسہ دیا انھوں سے لگا یا سر پر رکھا گرد پھر اُسکے بعد لفظہ کو چاک کر کے مضمون پڑھا جب سب مضمون سے آگاہ ہو چکا شترسوار کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ حالات بیان کر کیونکہ جہان پناہ نے تحریر فرمایا ہے کہ سب حالات نکو شترسوار سے معلوم ہو جائیں گے راوی کہتا ہے کہ دلدار شاہ نے نامہ میں لکھ دیا تھا کہ سب میرے حالات شترسوار سے دریافت کر لینا اُنکے تحریر کرنے کی ضرورت نہیں ہے بس شترسوار نے سب اول سے آخر تک حال بیان کیا وزیر کو شکے بڑی حیرت ہوئی مگر حکم سے سرتابی نہیں کر سکتا ہوا سیوقت چوہداروں کے ذریعے سب اہل کاروں اور سرداروں کو طلب کیا اور چار جی کو طلب کر کے حکم دیا کہ تمام شہر میں ندا دی کر دے کہ کل سہ پہر کو انیسیرتا جوان از مردتا عورت و طفل شیرخوار و بچہ اسے شہر و ملک فر دابل پٹنہ سب در دولت پر حاضر ہوں کل بادشاہ تشریف لاکر کوئی حکم تازہ سنائیں گے اور سرداروں کو حکم دیا کہ کل صبح کو کل لشکر تیار رہے میں برائے استقبال شاہی بیرون شہر جاؤنگا اور اہل کاروں کو حکم دیا کہ تمام شہر آراستہ کیا جائے ہر گلی کو چھ صاف ہو ہر گلی کو چھ مین آئینہ بندی کی جائے اور دربار خوب آراستہ ہو اور سامان و عورت کیا جائے سب سامان درست رہے کل بادشاہ کسی شہنشاہ زبردست کو اپنے ہمراہ لیکر تشریف لاؤ میں گے اُنکی دعوت کر میں گے دیکھو کسی بات میں کمی نہو کوئی امر نہ جائے ورنہ معتوب سرکار ہو گے سب نے عرض کیا بہت خوب بس جب وزیر حکم دے چکا سب سلام کر کے رخصت ہوئے اور اپنے اپنے کام میں مصروف ہوئے وزیر نے شترسوار سے کہا کہ کیا تم جواب لیکر جاؤ گے جواب طلب فرمایا ہے اُس نے جواب دیا کہ مجھ سے یہ نہیں ارشاد کیا کہ جواب لیکر آنا صرف اس قدر ارشاد ہوا کہ یہ فرمان وزیر کے پاس پہونچاؤ بس یہ سنے وزیر نے اُسکو رخصت کیا وہ اپنے مقام پر آیا وزیر داخل ہوا مگر وزیر کو شب بھر اس فکر میں نیند نہ آئی کہ وہ کون ایسا شانہ زادہ ہو اور بہادر ہو کہ جسے سپہ سالار کو بھی زیر کر لیا اور شانہ زادے کو بھی اور شاہ و شانہ زادہ و کل سرداروں و اہل لشکر نے اُسکا دین قبول کیا یہاں وزیر تو اس فکر میں مبتلا ہوا و صبح جاری نے پھر کر تمام شہر کے ہر گلی کو غنیمت منادی کر دی کہ کل سب سپہ پہر کو در دولت پر حاضر ہوں بادشاہ تشریف لاکر کوئی حکم سنائیں گے اُدھر سرداروں نے لشکر کو تیاری کا حکم دیا کار پر دالان شاہی نے اسوقت

سے سامان و عوص کیا دربار کو خوب آراستہ و پیراستہ و شہر کے ہر گلی کوچہ کو صاف و صفاف و آئینہ جلدی سے درست و آراستہ کیا مطلق میں طعام سے لذت و خوش ذائقہ کی بخت کا حکم دیا یہاں سب سامان تیار ہو گیا بس بوقت سحر وزیر کل لشکر جو کہ قریب دو لاکھ کے تھے اور سب سرداروں کو لیکر اور تخت شاہی کو ہر اد لیکر بیرون شہر آیا اور ایک طرف صفا باندھ کر کھڑا ہوا اعلیٰ لشکر کے پھر سے کھول دیا اور انتظار آء شاہ کر رہا ہی اور اندرون شہر سب سامان و بست و تیار ہو گیا یا شہر کو جو یہ حال معلوم ہوا کہ بادشاہ کسی اور بادشاہ کو لیکر آگیا اور اسکی دعوت کی ہو سب اہل شہر پر اسے تماشا بیرون شہر آئے ایک طرف انکا مجمع ہی کچھ شہر میں ہر گلی کوچہ میں بیٹھے ہیں سر مقام پر اور ہر گلی و دوکان پر اہل شہر کا مجمع ہو سب لباس نفیس عمدہ سے آراستہ ہیں طوائف ان شہر بناؤں غنا کر کے گمراہی پر بیٹھی ہیں روز عید معلوم ہوتا ہے یہاں قریب بند و بست ہو جان صحرائین شاہزادہ بوقت سحر بیدار ہوا غنا و سحر سے فراغت فرما کے لباس پر تکلف سے آراستہ ہو کر جیسے سے برآمد ہوا سب سردار بھی آراستہ و پیراستہ ہو کر حاضر ہوئے سب کا بجا ہوا دلدار شاہ و بیدار شاہ کا بھی سلام ہوا لشکر تیار تھا بس جیسے و بارگاہین اراکون پر بار کی گئیں شاہزادہ مرکب پر بیٹھ کر پر سوار ہوا کل لشکر تیار ہوا تخت پر دلدار شاہ و بیدار شاہ برابر بیٹھے ایک طرف قمریان اور ایک سمت قمار گیند دن پر سوار خسرو شیر دل مرکب پر عیار شہزادے کا رکاب پر ہاتھ رکھے عقب خنب لشکر پیشا رکھتا در قطار انکے عقب اور سب سامان بس سب کے آگے سامان سواری شاہزادہ وسط میں اس سامان و شوکت و شان سے دلدار شاہ شاہزادے کو لیکر طرف اپنے قلعے کے روانہ ہوا یہاں تک کہ بعد قطع راہ و طومنازل کے قریب شہر انور پہ پہونچا وزیر نے دیکھا کہ گرد عظیم بلند ہوئی سرداروں سے کہا کہ سواری بادشاہ کی آگئی اہل شہر میں نکل ہوا کہ وہ بادشاہ تشریف لائے کہ گرد شقی ہوئی جلوس سواری نمودار ہوا جب وہ گذر گیا تو سب نے دیکھا کہ ایک جوان حور مثال پر ہی تمثال چہرہ مثل ماہ کامل کے درخشان و مانند ہر کے تابان مرکب پر سوار از سرتاپا جواہر میں غوطہ زن برابر اس جوان کے خسرو شیر دل و تخت پر دو بادشاہ ایک دلدار شاہ اور ایک دوسرا بادشاہ قرینہ سے دریافت ہر ایک کو ہوا کہ یہی بیدار شاہ ہی جو تکہ وزیر نے سب سرداروں سے کل حال بیان کر دیا تھا اہل شہر بیدار شاہ کو خیال کرنے لگے کہ اسی بادشاہ کی بادشاہ نے دعوت کی ہو دیکھا کہ برابر تخت کے ایک طرف ہمارا سپہ سالار ہو اور ایک سمت کوئی دوسرا نادر ہو اس شہر سوار نے وزیر و کل سرداروں و اہل لشکر کو سب کے نام بتا دیے اور شناخت کرا دی بس جب سواری قریب پہونچی تمام لشکر کے علم سلامی ہوئے سب سردار و اہل لشکر مرکبوں سے اتر کر سلام و محرابجا لائے وزیر سرداروں کو لیکر لشکر میں آیا کہ کیا کہ دلدار شاہ کے قدموں کو بوسہ دے کہ دلدار شاہ نے کہا کہ وزیر پہلے اس شہر بار کی جا کر قدم بوسی کرے اور آنکھوں سے لگائے کیونکہ یہ شہر یا میراجی آقا ہی اور تیراجی آقا ہی بس ہو جب حکم بادشاہ شاہزادے کے قریب آیا جھک کر سلام کیا قدموں کو بوسہ دیا آنکھوں سے لگائے شاہزادے نے بلطف و زبرد سے کلام کیا بہت شفقت فرمائی پھر وزیر بادشاہ کے پاس آیا دلدار شاہ و بیدار شاہ و خسرو کی قدم بوسی کی اسی طور سے سب سردار پہلے شاہزادے کی قدم بوسی سے مشرف ہوئے اسکے بعد اپنے بادشاہ کے بس وزیر پاؤں تخت پر ہاتھ رکھ کر بادشاہ و شاہزادے کو لیکر طرف شہر کے چلا وہ لشکر بھی ہمراہ ہوا اہل شہر حیران تھے کہ یہ جوان کون ہو کہ جسکی اس قدر عزت کی جاتی ہو چنانچہ

سب عقب میں چلے آئے تھے جبکہ شاہزاد و قریب شہر چلا وہو نچا لشکر کو حکم دیا کہ کل لشکر ہمارا اسی مقام پر آ کرے اور جیسے وغیرہ برپا کیے جا میں اور کل بوقت سہ پہر کل لشکر تیار رہے ہم شہر سے آ کر کل طرف قلعہ کشور یہ سکے کو بچ کرین گئے اور وہاں سے طرف طلسم کے بس یہ حکم دے کر اور کل سرداروں کو ہمراہ لیکر مع دلدار شاہ و بیدار شاہ وغیرہ کے داخل شہر ہوا بس وزیر پست انداز بچھو اتا ہوتا ہوا رہا شاہی لایا جس اہل شہر نے شاہزادے کو دیکھا حد سے زیادہ تعریف حسن و جمال و خلق و مروت کی کی یہاں تک کہ نام شہر میں ہلڑ ہو گیا کہ بادشاہ ایک جوان کو لایا ہے کہ جو حسن میں ماہ چار روہ سے زیادہ ہو اور خلق و مروت میں اسکا کوئی ثنائی نہیں ہو اہل شہر میں تو ہر طرف یہ چرچا ہو اور کہتے ہیں نہ معلوم وہ کون بادشاہ ہے کہ جسکی بادشاہ نے دعوت کی ہو اور اسنے ہمراہ لیکر یہاں ان تعریف لائے ہیں ہکو یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ جو بادشاہ تخت پر برابر بیٹھا ہوا تھا یہی ہے ہر ایک اپنی اپنی کہ رہا تو کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ اور دھرو دیر نے سب کو بڑی عزت و اکبر و سے لاکر دربار میں اتارا سب داخل دربار ہوئے دلف کی توہین غیر ہو میں نقار قانون میں حکم پہنچا نقار سے بے یہاں دربار آراستہ ہوا سب اپنے اپنے قاعدے اور قرینے سے بیٹھے حاضر دربار ہوئے عزیزان دلدار شاہ بھی آئے خوب دربار آراستہ ہوا بس جب سب حاضر دربار ہو چکے اسوقت دلدار شاہ نے ان لوگوں کی طرف منہ کر کے جو کہ امیران شہر و رئیسان شہر اس دربار میں تھے اور جو سردار یہاں برائے حفاظت شہر رہتے تھے اور اپنے وزیر و عزیزوں کی طرف منہ کر کے تمام واقعات از ابتدا تا انتہا بیان کیا اور اپنا مسلمان ہونا اور شاہد ادشاہ کا مقابلہ کرنا اسکا مارا جانا شہر اور قلعہ کشور یہ پر آنا شاہد ادشاہ کی کمک کرنا بیدار شاہ و سپہ سالاران بیدار شاہ کا زیر کرنا اسکا دین اسلام قبول کرنا شاہد ادشاہ کی مکاری سب حال اہل دربار کو کہ سنایا اور کہا کہ جن صاحب کو یہ امر ناگوار ہو کہ ہم دین اسلام نہ قبول کریں گے نہ اس شہر یار کی اطاعت کریں گے خواہ وہ میرا عزیز ہو خواہ یگانہ خواہ بیگانہ خواہ ملازم خواہ غیر ملازم وہ ابھی میرے دربار سے چلا جائے اور میرے شہر میں نہ رہے جلا وطنی اختیار کرے میں اپنے شہر میں اسکا رہنا نہیں چاہتا ہوں اور جسکو یہ امر منظور ہوں وہ شوق سے رہے اسکا گھر ہو اس سے کسی قسم کی مزاحمت نہ کی جائیگی یہ لیکر بہت سے لکے وحدایت خدا میں جو زبان شاہزادے سے سنئے تھے بیان کیے سب نے یہ تقریر سنکے جو ابیا کر انسان علی دین ملو کم ہم سب نے دین اسلام قبول کیا اور شہر یار کے کئے پر عمل کیا اور اس شہر یار کی اطاعت کی جسکی آپ نے اطاعت کی اور ہر طرح کا امتحان کر لیا اور اس دین کو پہچانا بنا رہی کیا مجال ہے جو انکار کریں بس یہ جو سب نے کہا بادشاہ نے فرمایا کہ پھر دیر کیا ہے سب کلمہ چڑھو اور اس شہر یار کے قدم چومو کہ جسکے سبب سے یہ سعادت نصیب ہوئی یہ سننا تھا کہ ہر ایک نے شاہزادے کے قدم چومے اور کلمہ چڑھا راونی کتا ہو کہ اسی وقت سب اہل دربار مع عزیزان و سرداران و دلدار شاہ و امیران شہر صدق دل سے مسلمان ہوئے یہ خبر اسی وقت تمام شہر میں مشہور ہو گئی کہ بادشاہ نے زمرہ پرستی سے توبہ کی دین اسلام قبول کر لیا مع کل لشکر کے اور سرداروں و عزیزوں کے اور امیران شہر نے بھی جو کہ دربار میں موجود تھے سنا گیا جو وہ جو جان خورشید شال مرکب پر سوار آگے آگے لشکر کے تھا آئنے چلے بیدار شاہ و سپہ سالاران بیدار شاہ کو زیر کیا شاہد اد نے مار کر کے اسیر کیا بادشاہ کی خدمت میں لیکر حاضر ہوا بادشاہ نے بتل کا حکم دیا

شاہزادہ خسرو نے آکر بچا یا مقابلہ کیا مع اپنے سپہ سالار کے زیر ہوا وہ غالب آیا بس وہ جو ان
خدا پرست تھا سب نے اسکی اطاعت کی دین اسلام قبول کیا شاہ اودشاہ نے انکار کیا مقابلہ ہوا
وہ مارا گیا اسکا لشکر جو باقی رہا وہ بھی مسلمان ہوا بس بادشاہ یہاں لیکر آیا سب شہر کو مسلمان کرنے کے
لیے اگر بادشاہ سے اس امر کی خواہش کریں گے تو ہم ضرور دین اسلام قبول کریں گے راوی کہتا ہے
کہ ہر طرف شہر نہیں ہی غوغا مچا ہوا ہو اور چرچا ہو رہا ہو کوئی کہتا ہے کہ بادشاہ نے سب کو جو در دولت پر
سہ پہر کو طلب کیا ہی اور حکم دیا ہے کہ ہم کوئی حکم نادرہ سنائیں گے تو معلوم ہوتا ہے یہی حکم سنائیں گے بس پہنچے
ابھی سے دین اسلام قبول کیا ہم اپنے بادشاہ کے حکم سے سر تابی ذکرین گے کیونکہ ہمارا اس بادشاہ
کے عہد حکومت میں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی نہ کوئی ظلم نہ ہوا ہمارا بادشاہ کمان بیگناہی اہل لشکر کا
قول ہی بیرون دربار شہر میں تو یہ چہے ہو رہے ہیں وہاں دربار میں ناچ دگانا شروع ہوا طائفوں کو
انعام ملنے لگا ہر طرف ایک خوشی کا ہنگامہ ہی بیرون شہر لشکر شاہزادہ و لشکر بیدار شاہ و لشکر ولد ار
شاہ و جو کہ مسلمان ہوا ہو حکم شاہزادہ فرودکش مہا سب فوجے و بارگاہین وغیرہ اسی طور سے اراہون
پر بار رہنے دیے کہ کل تو یہاں سے کوچ ہو گا صرف چند فیصے وغیرہ براے ضرورت ہر پا کر لیے ہیں
دو ایک سو دے والے کہ جسکی ضرورت زیادہ تھی دوکانین آراستہ کر کے بیٹھ گئے ہیں بس یہاں تو
یہ بند و بست ہو وہاں سہ پہر تک دربار آراستہ رہا ناچ گانا ہوا کیا جب خاصہ کا وقت آیا سب نے
خاصہ نوش کیا دربار آراستہ تھا کہ چوبداروں نے آکر عرض کیا کہ سب اہل شہر در دولت پر حاضر
ہیں بس ولد ار شاہ مع کل اہل دربار و بیدار شاہ و شاہزادے و کل سردار شاہزادے و
بیدار شاہ کے بیرون دربار آیا دیکھا لاکھوں آدمیوں کا مجمع ہو تمام شہر آگیا ہی کل دن و مرد جمع ہیں
بس ولد ار شاہ نے جس طور سے اہل دربار سے بیان کیا تھا اسی طور سے اہل شہر سے بھی کہا
سب نے وہی جواب دیا کہ جو اہل دربار نے جواب دیا تھا خلاصہ یہ کہ طول سے کیا حاصل کل اہل شہر مع
ساحر و غیر ساحر کے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے اور از سر صدق دین اسلام قبول کیا بادشاہ نے ان
سب کو رخصت کیا کہ تو اہل شہر کو طلب کر کے اسی وقت حکم دیا کہ تمام شہر کے دیرو تیکہ سے منہدم کر او اور
دار و فہ عمارت کو حکم دیا کہ مسجد وں کی بنا ڈالو یہ حکم دیکر پھر دربار میں آیا دربار آراستہ ہوا وزیر سے کہا کہ تمکو
جو میں تعلیم کروں اُسکے موافق کار بند ہونا اُسے عرض کیا بہت خوب ولد ار شاہ نے کہا کہ میں
تو اس شہر کا رے کے ہمراہ براے جہاد و کفار کشی کے جاتا ہوں تاکہ اپنی عقبی درست کروں تم میری
طوٹ سے یہاں حکومت کرو یہاں ایک لاکھ سپاہ براے حفاظت شہر بھیج ڈے جاتا ہوں اور چند
سردار اور باقی سب کو ہمراہ لے جاؤ گا مگر چند امروں کا خیال رہے اول تو جب کوئی غنیمت پھر لشکر کشی
کرے ہکو فوراً خبر کرنا ہم جہان ہونگے اسکا بند و بست کریں گے دوسرے عدل و انصاف سے
کام لینا رعایا پر ظلم و ستم نہ کرنا مظلوم کی وادری کرنا ظالم کو سزا دینا تیسرے دین اسلام کے رواج
دینے میں کوشش کرنا دوسرے تعمیر کر کے اُسپہن دین اسلام کی تعلیم کرانا و مسجد و مدرسہ کی تعمیر کی کوشش
کرنا بہت جلد اسکا بند و بست ہو اور گز و سکہ بنام غمنشا و دارا بن جمشید جاری کرنا ان باتوں میں
فرق نہ ہو وزیر نے عرض کیا کہ بہت خوب یہ کلمہ ولد ار شاہ نے طریقہ دین اسلام جو شاہزادے نے
تعلیم فرمائے تھے وزیر کو تعلیم کیے اور چند کتابیں دین اسلام کی وزیر کو دین کہ لا سکھو طبع کر کے اسکی
تعلیم سب اہل شہر کو کجائے جب ولد ار شاہ یہ سب بند و بست کر چکا پھر ناچ و رنگ ہونے لگا

راوی کہتا ہو کہ دو دن اور ایک رات خوب جلسہ آراستہ رہا دوسرے دن بوقت سپہر بس ولدا ارشاد
سب اپنے عزیزوں و ناموس و غیرہ سے رخصت ہو کر ہمراہ شاہزادے کے کل لشکر لیکر بیرون شہر
آیا سب اہل شہر و عزیزان ولدا ارشاد و وزیر بیرون شہر تک پہنچانے آئے یہاں لشکر شاہزادے
کا تیار تھا بس شاہزادہ اس لشکر کو ہمراہ لیکر طرف قلعہ کشوریہ کے روانہ ہوا یہاں وزیر نے
بوجہ حکم ولدا ارشاد کے سب بند و بست کیا جیسا کہ حکم دیا تھا کو نوال نے دیروقت دے
مقدم کرادے داروغہ عمارت نے بنا مسجد کی ڈال دی یہاں بوجہ حکم ولدا ارشاد انتظام ہونے
لگا اسکے تحریر کی کوئی ضرورت نہیں ہوا اب راوی شاہزادے کو طرف قلعہ کشوریہ کے روان
رکھتا ہے اور کچھ حال دوسرا تحریر کرتا ہے

اب شہمہ حال عیار شدادشاہ و قلعہ کشوریہ و مقہور کا سماعت فرمائیے

بس راوی بیان کرتا ہے کہ جب شدادشاہ مارا گیا ہاتھ سے بیدار شاہ کے اور سب لشکر نے
اطاعت شاہزادے کی کی اور دین اسلام قبول کیا بس اسکا عیار بھی کہ جسکا نام فریب ہوا ہے
جو یہ حال دیکھا مع اپنے شاگردوں کے اسی وقت یہاں سے بھاگا کہ جب شاہزادے نے مقہور
کو طرف قلعہ کشوریہ کے مع پچاس ہزار سپاہ کے روانہ کیا تھا یہ مکار و دغا باز اس خیال سے
یہاں سے بھاگا کہ جا کر اہل قلعہ و وزیر کو اس حال سے آگاہ کروں تاکہ وہ کچھ تدبیر کریں ایسا نہ ہو کہ
وہ لوگ غافل ہوں مقہور پہنچ جائے اور قلعہ پر قبضہ کر لے تو بڑی خرابی ہو بس یہ مزدا زنی
واہمی مع اپنے شاگردوں کے بھاگ کر روادری کر کے دوسرے دروازہ سے داخل قلعہ
ہوا اور وزیر کے پاس آکر کلاہ سر پہنے چپینکدی اور رو رو کر کہا کہ غضب ہو گیا کہ بادشاہ مارا
گیا ہاتھ سے بیدار شاہ کے سب نے اطاعت اس جوان خدا پرست کی کی اور دین اسلام
قبول کیا امی وزیر اعظم ہوشیار ہو جائیے مقہور سپہ سالار بیدار شد و حکم اس جوان کے
لشکر لیکر آتا ہو قلعہ پر قبضہ کرنے کو میں اسی سبب سے وہاں سے بھاگا کہ آپکو خبر کروں کہ یہ
واقعہ گذرا ہے یہ لشکر وزیر نے کہا کہ امی مترجی کیا یہ سب لوگ رہا ہو گئے یہ سبب
کیونکر رہا ہوئے کیا واقعہ گذرا تب اس عیار نے سب حال بیان کیا اور کہا کہ یہ واقعہ
گذرا اس سبب سے سب خدا پرست رہا ہوئے غضب ہو گیا کہ ولدا ارشاد مع اپنے فرزند
سپہ سالار و لشکر کے خدا پرست ہو گیا اس سبب سے بادشاہ مارا گیا وزیر نے یہ سن کے کہا
کہ امی مترجم پریشان نہوا طہنان رکھو میں خدا پرستوں سے مقابلہ کرونگا اگر مقہور آتا ہے تو آئے
اسکی کیا طاقت کہ جو قلعے کی جانب نگاہ اٹھا کر دیکھ سکے وہ کولہ مارونگا کہ اسکو تختن محال ہوگا میں تو
زمر و پرستی و ترک کرونگا مگر افسوس اس امر کا ہے کہ نہ تو کوئی فرزند بادشاہ کا ہے نہ دختر کہ جسکو بادشاہ
کریم اور ہم سب اسکی اطاعت کریں کیونکہ کوئی نوابنا مالک و آقا ہو خدا دہد زمر و نے ایک
فرزند بادشاہ کو نہایت حسین و خوبصورت صاحب طاقت و قوت دیا تھا وہ شکار کا ہر سے
غائب ہو گیا پھر لاکھ لاکھ تلاش کیا نہ ملا ایک دختر تھی کہ اسکا بھی حسن میں مثل و نظیر نہ تھا ناہ شوق
کملانی نفس کا شوق وہی اسوقت ہوئی اسی کو تخت پر بٹھاتے ہم سب اسکی اطاعت کرنے
مگر جب وہ جوان ہوئی لایع شادی و بیاہ کے اسکو کوئی بام پرستہ نہ لکھتا نہ معصوم

دیو لگیا یا کوئی پر نیراد جسکے غم و الم میں بادشاہ ہمیشہ گریان رہتے تھے پھر اس دن سے نہ کوئی دفتر ہوئی نہ فرزند اب کسکو حکم قلعہ و وارث تاج و تخت کرین امیر منہ مکتوبہ حال معلوم ہو اب کیا تدبیر کریں قریب عیار نے جواب دیا کہ میری ذمہ داری ہے کہ آپ خود حکومت فرمائیے تخت پر قدم رکھیے تاج سر پر رکھیے سب اہل لشکر و اہل قلعہ پر اپنا حکم جاری فرمائیے کیونکہ جب کوئی حقدار و وارث تخت و تاج نہیں ہو تو پھر کیا کیا جائے اگر کوئی ہو نا اسکی موجودگی میں آپ ایسی حرکت کرتے تو اس حالت میں سب آپکی اطاعت سے سرتابی کرنے اور آپکی بدنامی کا سبب بننا دوسرے بادشاہ جبکہ آپکی زندگی میں آپکو بادشاہ کر کے گئے پھر کیا ضرورت ہے کہ آپ اس امر سے دست بردار ہوں کوئی اعتراض نہ کریگا اگر آپکی زندگی میں آپ خود سری کرنے تو مقام اعتراض تھا یہ جو عیار نے کہا وزیر نے جواب دیا کہ تو نے اسے تو خوب دمی بس اسوقت وزیر نے سب اہل قلعہ و اہل لشکر و سرداروں کو طلب کیا جب سب جمع ہو گئے سب حال جو کچھ زبانی عیار کے سنا تھا بیان کیا اور شہداد کا قتل ہونا اور یہ بھی کہا کہ آپ لوگوں پر بخوبی ظاہر ہے کہ کوئی وارث تاج و تخت نہیں ہے نہ کوئی فرزند ہے نہ جسکو تخت پر بٹھا کر آپکی اطاعت کریں نہ کوئی دفتر شاہ ہے کہ وہ بجائے باپ کے حکومت کرے پھر ایسی حالت میں کیا کیا جائے ایک شخص ایسا ضرور درکار ہے کہ جو حاکم ہو اور سب اسکے محکوم ہوں تو پورے پورے بند و بست ہو گا اور حریف لشکر لیکر چل چکا ہے عقیقہ آتا ہے بس قلعہ کا بھی بچا نا پر ضرور ہے ایسی حالت میں کیا تدبیر کی جائے سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ہم جان شاری و سر فروشی کو موجود ہیں آپ مقابلہ کریں مگر قلعہ بند ہو کر وہ توہین قلعہ پر سے ماریں گے کہ حریف پریشان ہو جائیگا یہ ہمے نہوگا کہ ہم اطاعت اہل اسلام کریں اور زمرہ مرد پرستی ترک کریں جان سے جانا گوارا ہو مگر دین اسلام قبول کرنا گوارا نہیں ہے وزیر نے کہا کہ یہ وہی مقصود ہے پہلے سالار میدان شاہ جسے بادشاہ مرحوم کے زمانہ میں گولن کور در کے لب خندق دم لیا تھا قلعہ لے لیا تھا مگر اس جوان خدا پرست نے اگر بچا لیا کاش یہ جوان نہ آتا میدان شاہ کا قبضہ ہو جاتا تو بہتر تھا اور بھائیوں اب پھر وہی مقصود اس جوان کی طرف سے آتا ہے وہی واقعہ پھر ہو گا سب نے کہا وہ اور وقت تھا اسوقت بھائی بھائی مقابلہ کر رہا تھا ہم لوگوں کو دخل دینے کا موقع نہ تھا جیسا حکم ہوا دیا گیا اب ہمکو کوئی پروا نہیں ہے مقصود تو انسان ہے اگر دیوبندی قلعہ پر آئے تو ہم اندر قلعہ کے نہ آنے دین اور بابت بادشاہ ہونے کے جواب دے گا کہ واقعی یہ امر تو ظاہر ہے کہ شاہ مرحوم کی اولاد کوئی نہیں ہے جو بادشاہ کی جائے بس آپ ہم سب بادشاہ بنیں اور تخت حکومت پر بیٹھیں ہم مثل خادموں و چاکروں کے آپکی خدمت کریں گے اور ہمیشہ کرتے چلے آئے آپ ہم پر ہمہ وقت حاکم رہیں حالت وزارت میں بھی حاکم تھے اب بھی حاکم ہیں سوائے آپ کے اس مرتبہ کے لائق کوئی نہیں ہے اور کوئی اعتراض آپ پر نہیں کر سکتا ہے یہ کہہ رہے ہیں کہ ان سب نے بھی کہے اور وزیر شہداد کو تخت پر بٹھا یا سب نے نذرین دین اسوقت سے وزیر شہداد کا سکہ جاری ہوا اسکے نام کی دوبائی دی جانے لگی بس جب اسکو ان سب کاموں سے فرصت ہوئی اسنے سب اہل قلعہ و اہل لشکر و سرداروں سے کہا کہ اگر آپ نے مجھ کو بادشاہ کیا ہے اور یہ امر اپنے دل میں قرار دیا ہے کہ پاسے جان جائے مگر مرد پرستی ترک نہ کریں گے حریف کو قلعہ نہ لے آئے دین گے بس اسی قول پر ثابہت قدم رہے گا

اور اس معرکہ میں جان لڑا دیکھے گا مین ایک کے بھروسہ پر مقابلہ کرتا ہوں سب نے اقرار کیا بلکہ
 سر زمرہ کی قسم کھائی کتاب احکام زمرہ جو کہ کئے دین و مذہب میں معاذ اللہ بجا سے کلام خدا
 کے تھی اسکو اٹھا کر ہر ایک سے قسم کھائی پس جب ہر طرح سے وزیر بیکہ اطمینان ہو گیا۔ تب
 سب لشکر اور سرداروں کو لیکر ہر مقام پر آیا اپنے طریقہ سے قلعہ کو آراستہ کیا جہاں دس سو اہل
 نئے وہاں ہیں جہاں بیس نئے وہاں چالیس مقرر کیے اسی طور سے پیدل اور اسی طور سے
 زویوں کا بندوبست کیا ہر برج و قلعہ کو خوب آراستہ کیا کہ کئی برس کا قلعہ میں بھر لیا بل تھنہ
 اٹھڑا لیا خندق کو پانی سے لبریز کر دیا آمد و رفت اہل قلعہ کی بند کڑی پس ہر وقت گولنداز
 پس اپنے اپنے کام پر رہتے ہیں یہ مزدور دن رات قلعہ پر بیٹھا رہتا ہوا اسی مقام پر
 رہا کرتا ہوا اسی طور سے اسنے قلعہ کا بندوبست کیا ہوا دی کتا ہو کہ زور و جوشد او کہ جبکہ ایک
 دن با عصمت وہاں سا تھی واقعی بہت حسین و خوبصورت تھی اس پاکدامن کا نام ملکہ ماہر و بانو
 تھا اسکو ایک زمانہ سے طرف دین اسلام کے میلان تھا مگر بسبب خوف شوہر کے کچھ کہ نہ سکتی
 تھی اسی عورت نیک و با عصمت کے بطن سے ایک فرزند کہ جسکا نام احمر تاج گیر تھا پیدا ہوا
 تھا جو کہ نہایت حسین و خوبصورت و صاحب زور و طاقت تھا اکثر اسنے شہر کو مشقت سے ہلاک کیا
 رستم قلعہ کشور یہ کہلاتا تھا شکار و دوست بہت تھا ہمیشہ مشغول سیر و شکار رہتا تھا جبکہ اسکا
 سن کوئی پندرہ برس کا ہوا تھا تو ایک دن شکار کے لیے صحران کو گیا تھا ایک ہرن کے عقب میں
 رقب کو ہمینہ کیا تھا وہ ہرن اسکو لگا کر لینگیا تھا پھر اسدن سے اسکا پتہ نہ لگا کہ کیا ہو گیا شد او
 بہت عزیز رکھتا تھا جب اسکو اس حال کی خبر ہوئی بہت تلاش کرایا اور بہت فکر کی مگر وہ نہ ملا
 برسوں شد او اسکے غم میں مبتلا رہا محل سے باہر نہ نکلا مان کا ہوا حال ہوا اسی زمانہ میں ایک دختر
 پیدا ہوئی تھی جو کہ بالکل مشابہ اپنے بھائی کے تھی اور حسن میں بے نظیر ماہ منیر تھی پس اسکا نام
 شد او نے احمر بانو رکھا تھا اور سب ماہ کشوری بھی کہتے تھے اس دختر کے سبب سے
 وہ جو رنج و غم شد او اور اسکی زوجہ کو تھا بر طرف ہو گیا تھا اب شد او حکومت کرنے لگا تھا
 دن رات راحت و خوشی سے بسر ہوتی تھی راوی کتا ہو کہ جبکہ وہ ماہ چار دہ کمال کو پہنچی تھی
 اور اسکا حسن عالم گیر ہوا تھا شہرہ آفاق ہوئی تب ایک دن لب بام شب ماہ میں مسہری پر
 سو رہی تھی کہ ایک سادہ کا ادھر سے گزر ہوا کہ جو کہ رہنے والا تھا طلسم نور آئین کا وہ اس
 ماہ پارہ کو دیکھ کر عاشق ہو گیا تھا اور اٹھا کر اسی شب کو طلسم میں لینگیا تھا جب صبح ہوئی اور
 خواصون وغیرہ نے اسکو نہ پایا تو شد او شاہ اسکی زوجہ سے خبر کی بہت تلاش کیا پتہ نہ
 چلا یہ دونوں بہت بفرار ہوئے اور بہت دنوں تک رو پایا کیے سب باد پوش رہے چنانچہ
 اسدن سے زوجہ شد او نے قسم کھائی تھی کہ میں اب اپنے شوہر کے پاس نہ سویا کرونگی
 وہ تو امر دیوی سے تائب ہو گئی تھی لاکھ لاکھ شد او نے قصد کیا کہ میں اپنی زوجہ سے مباشرت
 کروں مگر اس زن نیک نے نہ قبول کیا پس اسی سبب سے کوئی اور فرزند یا دختر نہ پیدا ہوئی
 گو شد او نے بہت سی عورتیں کین مگر کسی سے اولاد نہیں ہوئی راوی بیان کرتا ہو کہ یہ جملہ
 اسلیے طرد کیا کہ ان دونوں کا ذکر آگے تحریر ہوگا طلسم نور آئین میں جبکہ طلسم ختم ہوگا
 اور دختر شد او سے شاہراہ سے کا عقد ہوگا اس ملکہ کے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوگا

جو کہ بہت بہادر اور جری ہوگا اور خوب خوب کفار سے لڑیگا اور کئی ظلم فتح کریگا بس اسلئے یہ حال تحریر ہوا کہ تاکہ کوئی اعتراض نہ کرے کہ اسکا تو کسی مقام پر ذکر نہیں ہوا تھا یہ دونوں کہان سے پیدا ہوئے جبکہ قلعہ کشور یہ پر مقابلہ ہوا تھا اسوقت بھی یہ حال نہیں تحریر ہوا تھا اب کیون تحریر ہوا بس اس غرض سے مختصر طور سے تحریر کر دیا کہ بعد اسکے حالات تحریر ہونگے آرم پر مطلب بس جب زوجہ شہزادہ جو کہ زن نیک و پارسا تھی اسکو یہ خبر ہوئی کہ میرا شوہر مارا گیا اور اسنے مکر کیا تھا اسکی سزا ملی اول سے آخر تک اسنے سب حال سنا اور یہ بھی سنا کہ لاکھ لاکھ اس سے کہا گیا کہ تو دین اسلام قبول کر لے اسنے نہ مانا آخر کو قتل ہوا اب وزیر بادشاہ ہوا جو اور قلعہ کا بند و بست کیا ہی وہ خدا پرست لشکر لیکر ادھر کو آتا ہی چونکہ اول سے اسکو میلان طرف دین اسلام کے تھا اسنے شوہر کے مرنے کا صدمہ بہت کیا مگر جب یہ معلوم ہوا کہ اسنے دین اسلام قبول نہ کیا اس سبب سے قتل ہوا تو وہ صدمہ برطرف ہو گیا اور شکر کیا کہ میں نے ایک کافر کی صحبت سے نجات پائی کہ جسکے سبب سے میں اپنے راز دل کو ظاہر نہیں کر سکتی تھی مگر یہ سنکے اور زیادہ رنج ہوا کہ وزیر نے حکومت قلعہ پر قبضہ کر لیا وہ مرتد آباد فساد ہی وہ جو خوشی ہوئی تھی کہ اب خدا پرست میان آئین کے سب اہل قلعہ مسلمان ہونگے میان اہل اسلام کا گز و سکہ جاری ہوگا میں بھی اپنا دین ترک کر کے اسلام اختیار کر ونگی اس خبر کے سننے سے کہ وزیر آباد فساد ہی بہت بڑا صدمہ ہوا مگر خاموش ہو رہی دل میں دعا کرتی تھی کہ اپنے مسلمانوں کے واسطے ایسا کر کہ میان بھی تیری بندگی کرنے والوں کا قبضہ ہو جائے تاکہ یہ تیری تازہ کنیز اس گراہی سے نکلے مابہر و با تو زوجہ شہزادہ نے وزیر تک حرام کو در محل پر طلب کیا یہ لفظ حرام بڑے جوک و چشم سے آیا خبر ہوئی کہ بادشاہ جو کہ سابق میں وزیر تھا اب حاکم قلعہ ہی شریف لایا ہی بموجب حکم سرکار ملکہ نے پردہ کر کے اندر طلب کیا یہ مرتد ولد الزنا محل میں آیا پردہ کے ادھر بیٹھا ملکہ نے فرمایا کہ اس وزیر حکم حکومت مبارک ہو مگر تمکو تنے رنج اس امر کا ہو کہ تنے سے صلح بھی نہ کی اور جو چاہا وہ کیا تمکو لازم یہ تھا کہ تم سے لڑا نہ لی جوتی کیونکہ میں شاہ مرحوم کی زوجہ تھی گر یہ امر تھا کہ میں اسوقت سوا سے اس مدبر کے کہ جو تنے کی ہو اور کوئی تدبیر نہ کرتی تم ہی کو میں بادشاہ کرتی مگر میری رائے پر ضرور تھی کیونکہ اب اس تخت و تاج و قلعہ کی میں مالک تھی اگر میری دختر یا فرزند زندہ ہوتا وہ مالک ہوتا وہ تو ناپید ہو گئے پیدا ہوئے کے خیر جو مقدر میں تھا وہ پیش آیا مگر مقام افسوس ہی کہ مالک کے ہوتے تنے یہ خود سری اختیار کی خیر جو کچھ کیا خوب کیا اسکی کوئی شکایت نہیں ہو اس بد اعتدال ملک حرام نے یہ جواب دیا کہ امی ملکہ عالم مجھ سے خطا تو ضرور ہوئی کہ بد و ن آپکی رائے کے یہ کام کیا مگر اس خیال سے کہ اول تو آپ عورت ہیں آپ سے کیا ر اسے لون دوسرے آجکل آپ خود اپنے آلام میں مبتلا ہیں صدمہ شوہر کا ہو کہ جو کہ ریت پہلو تھا وہ مارا گیا بس ان خیالات سے آپ کیا رائے دیکھی میں نے یہ کام کر لیا اور خیال اپنے دل میں کر لیا کہ جب ان سب کاموں سے سرکار کو فراغت ہو لیگی اور رنج و صدمہ کم ہو جائیگا معافی طلب کر لیگا حضور میں اسی طور سے آپ کا خادم و غلام ہوں کبھی حکم سرکار سے سرتابی نہ کرونگا سرکار اطمینان رہیں یہ امر بھی میں نے ایک سبب سے اور جامہ میں قبول کیا میں کوئی اسدن کا خواستگار نہ تھا کہ

بادشاہ قتل ہون اور میں اُس کے مقام پر حکومت کروں یہ میری خواہش نہ تھی مگر کیا کرتا کہ سب داروں
 و اہل قلعہ کی یہی رائے ہوئی اسکا سبب یہ تھا کہ خبر آئی تھی کہ وہ خدا پرست اس طرف لشکر لے کر
 آتا ہے پس اگر کوئی بادشاہ نہوتا تو بد انتظامی ہوتی اور قلعہ ہاتھ سے نکل جاتا اور کون اُسے لڑتا
 پس میں نے یہ سب باتیں خیال کر کے قبول کر لیا بعد ان سب قصوں کے فیصلہ ہونے کی حکومت
 آپ کے نام کیجا کی گئی میں بطور نائب سرکار کے کام کروں گا کیونکہ یہ حق آپکا ہے بعدہ تو ملازم سرکار ہی
 ملکہ نے جواب دیا کہ مجھ کو حکومت کر کے کیا کرنا ہو پس مجھ کو اس قدر کافی ہے کہ میں اپنی اوقات بسر ہی کر لوں سو
 میرے پاس بہت کچھ ہے یہ حکومت تمکو مبارک رہے مگر تم مجھ کو ایک اور بات کا جواب دو
 تم جو براے مقابلہ اہل اسلام مستعد ہوئے جو اور قلعے کو فتح کرنا چاہتے ہو تو اسکا انجام بھی
 سوچ لیا ہے تم اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو کہ جبکہ بیدار شاہ نے لشکر کشی تھی تو کس قدر شاہ مرحوم
 نے کوشش کی تھی کہ قلعہ ہاتھ سے نہ جائے اُس پر بیدار شاہ کا سپہ سالار گولون کو رد کر کے
 قریب خندق آگیا اُس جوان خدا پرست نے اگر تم سب کی جان بچانی تم سب پر احسان کیا
 بیدار شاہ کے سپہ سالاروں کو زیر کیا اُس کے لشکر کو شکست دی اُس نے اپنا دین ترک کر کے
 اور زیر ہو کر دین اسلام اور اُس جوان کی غلامی اختیار کی خیر ہمارے بادشاہ نے اُس احسان
 اُس جوان سے یہ عوض کیا کہ اُس کے ساتھ کر کیا اور اسیر کر کے اُسکو مع اُس کے سرداروں
 کے اُس کے لشکر پر بیخون مارا اور اُسکی قید لیکر پاس دلدار شاہ کے لئے اس خیال سے
 کہ دلدار شاہ ان سب کو قتل کرے موافق اُس کے خیال کے دلدار شاہ نے حکم قتل
 دیا مگر اُن سب کی زندگی باقی تھی دوسرا سبب پیدا ہوا کہ وہ رہا ہوئے خود دلدار شاہ
 و اُسکا فرزند خسرو و شیردل و سپہ سالار قہرمان پنجہ گیر مسلمان ہوئے اور اطاعت کی مع
 لشکر کے ہمارے بادشاہ سے بھی کہا اُنھوں نے قبول نہ کیا آخر اس سرکشی اور محسن کشی
 کی سزا پائی ہاتھ جان سے دھوئے مارے گئے بس جبکہ اتنے بڑے بڑے بادشاہ
 کہ جو دولاکھ اور زمین لاکھ سے آئے تھے اُس جوان سے مقابلہ کر کے اور شاہ مرحوم نے
 ہوا خسرو و شیردل و اُسکا تو تم اتنی فوج قلیل سے کیونکر مقابلہ کرو گے بیکار بندگان خدا کی جانیں
 برباد ہو گئی اور کچھ نہوگا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ اطاعت کر لو یہ جو ملکہ نے کہا وزیر
 نے ہم ہم ہو کر جواب دیا کہ یہ جواب نے فرمایا سب بجا اور درست ہے مگر یہ کیونکر ہو سکتا ہے
 اپنا دین و مذہب ترک کرین خدا سے ناویدہ کو جسکو دیکھا نہیں ہو اُسکی ہندگی کہ میں یہ
 کبھی نہوگا جاے جان جائے جاے رہے اور اب اس قلعے کا لینا غیر ممکن ہے وہ زمانہ
 گزرا کہ مقتدر گولون کو رد کر کے خندق پر پہنچ گیا اب وقت نہیں ہوا ایسے گولے
 مارو گا کہ حریص کو دم لینا دشوار ہو جائیگا ہر سو تو یہ قلعہ فتح نہوگا میں نے خوب بندوبست
 کیا ہے آپ اطمینان رکھیے ملکہ نے کہا کہ مجھ کو یقین نہیں آتا تو میرے نزدیک تو یہی بہتر
 معلوم ہوتا ہے کہ اطاعت کر لو دین اسلام قبول کرو یہ مذہب ترک کر داسی یہی بہترائی ہے
 ورنہ یاد رکھو کہ خرابی ہوگی آئندہ تمکو اختیار ہے اُس بد انجام نظریہ حرام نے جواب دیا کہ ملکہ عالم
 یہ نہ فرمائیے اپنے دین و مذہب کو قائم رکھیے خلافت نہ فرمائیے دیکھیے خداوند کونسا گوار
 نہوگا کوئی کلمہ شان میں خداوند کے نہ فرمائیے ایسا نہوگا کہ وہ اپنا عذاب نازل کرین ملکہ

نے کہا کہ وہ کیا عذاب نازل کرے گا وہ خود تو خدا پرستوں کے ہاتھ سے بھاگا بھاگا پھر اور اُنکا کچھ نہ کر سکا یہ کہہ چند کلمے سخت شان میں نمرود کے کہ یہ کلمات سخت اُس تک حرام کو ناگوار گذرے مگر اس خیال سے کہ اگر کسی قسم کی بد عنوانی ملکہ کے ساتھ کرتا ہوں تو سب اہل قلعہ و اہل لشکر بگڑ جائیں گے کیونکہ ابھی میری حکومت پورے طور سے قائم نہیں ہوئی ہے اور یہ زوجہ ہر بادشاہ کی اسکی سب اطاعت کر لین سے تو بڑی خرابی ہوگی خیر بعد اس مصرعہ کے دیکھا جائیگا اگر اس فحشہ کی بوٹیان کاٹ کر زانغ وزغن کو نہ دیں تو اپنا نام نہ رکھا یہ مرتد ہو گئی ہو خداوند کو برا کہتی ہو راوی کہتا ہے کہ وہ لفظ حرام وہاں سے برہم ہو کر چلا آیا پھر کچھ جواب نہ دیا صرف اس خیال سے کہ ایسا نہو کہ ملکہ کچھ فساد کرے بلکہ یہ کہا کہ امی ملکہ میں سرداروں و اہل لشکر سے جا کر صلاح کرتا ہوں اور آپکا قول اُسے بیان کرتا ہوں اُنکو سمجھا بھجا کر اس امر پر راضی کرتا ہوں میرے اور آپ کے راضی ہونے پر یہ امر نہیں ہوگا جتنا کہ وہ لوگ نہ راضی ہوں اگر میں یہ ظاہر کر دیتا کہ بلکہ یہ مشرقاتی ہیں کہ دین اسلام قبول کر لو اور میری بھی راسے ہو تو سب ابھی بگڑ جائیں گے مجھ کو اور آپ کو اسیر کر لین کے تو بڑی خرابی ہوگی یہ کام تدبیر سے ہوگا ملکہ نے جواب دیا کہ جہان تک ہو سکے اس میں کوشش کرنا بس یہ وہاں سے ملکہ کو اپنے دل میں برا بھلا کہتا ہوا اٹھا اور باہر آکر سب سرداروں سے کہا کہ ملکہ نے اسوقت مجھ کو طلب کیا تھا میں جو گیا تو بہت سخت و سخت کہا میں نے کسی امر کا جواب نہیں دیا مٹا آپ لوگوں نے ملکہ مرتد ہو گئی ہو کہتی ہے کہ دین اسلام قبول کر لو میں نے تو دین اسلام قبول کر لیا ہے بس تم لوگ بھی قبول کر لو راوی کہتا ہے کہ اُس مکار نے ملکہ سے یہ بھی کہا تھا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم دین اسلام قبول کریں جسکے ہم ملازم تھے یعنی شاہ مرحوم کے جب اُسے دین اسلام قبول نہ کیا جان دیدی زبان نہ دیا اس راہ میں ثابت قدم رہے پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے بادشاہ کی پیروی نہ کریں ملکہ نے جواب دیا تھا کہ اُسکی سزا پائی مارے گئے اسکے جواب دیا تھا کہ پھر جو کچھ ہو بس اُسے سب تقریر سرداروں سے بیان کی اور کہا کہ ملکہ کو کچھ رنج و صدمہ نہیں ہے بلکہ وہ خوش ہیں کہ خوب ہو اوہ کافر مارا گیا میں نے جو خفیہ طور سے دریافت کہ ملکہ کی خوشی کا سبب کیا ہے تو معلوم ہوا کہ جب بادشاہ اُن سب کو دعوت میں لائے تھے تو ملکہ نے بھی کسی طور سے اُن لوگوں کو دیکھا تھا بس ملکہ کسی خدا پرست پر عاشق ہو گئیں ہیں اُسکے عشق میں اپنا دین بھی ترک کیا اور ایمان بھی اور بادشاہ کے مرنے سے خوش ہوئیں مگر جب تک شہر بار زندہ رہے اُنکے خوف سے ظاہر نہ کر سکے اس امر کو ظاہر کیا کہ میں نے دین اسلام قبول کیا ہے اُس عشق کا سبب ہے اور بھائیو میں تو اسوقت کچھ چاہو سی کر کے آیا ہوں کیونکہ وہ کہتی تھیں کہ اگر وہ قلعے پر آئیں گے تو میں خود در قلعے کسی نہ کسی تدبیر سے کھول دوں گی اُنکا قبضہ کر دوں گی ہیں مگر کہ ایسا نہو کہ یہ بادشاہ کی زوجہ ہو اسکا کہنا اور سننا زیادہ اثر پذیر ہوگا نسبت ہمارے تمھارے کہنے کے یہ اہل قلعہ کو طلب کر کے اُسے کہے اور اپنی ملک کے لیے طلب کرے اور اُن لوگوں کو

لاچ دے تو بڑی خرابی ہو یا ہم فساد ہو وہ لوگ یہ قصد کر رہے ہیں کہ ہم قلعہ پر اہل اسلام کا قبضہ کرادیں اور ہم یہ کوشش کریں کہ ہم ان سب کو اسیر کر کے اہل اسلام سے مقابلہ کریں بس باہم اتفاق ہوا اہل اسلام کی بن آئے یہ خیال کر کے ہیں سنے اس آگ کو اس طور سے فرو کیا کہ میں جا کر سرداروں سے صلاح کرتا ہوں انکو اس بات پر راضی کرتا ہوں ملک سنے کہا بہتر بس میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ جب قدر ملک سے عزیز اس قلعہ میں موجود ہیں میں سب کو طلب کر کے قید کیے لیتا ہوں اس کے بعد ملک کو بھی قید کر لیگا کہ ملک کو نہ یادہ بھر دسہ ان سب کا ہی بس جب اس تدبیر سے فراغت ہو جائیگی اس وقت اس ان سب کو قید رکھو گا جب تک اہل اسلام کے معرکہ سے فراغت نہیں ہوتی اس کے بعد جب ہماری نظر ہو جائیگی اور اہل اسلام کا خوف جاتا رہیگا تو پہلے ملک کو بند و نصیحت کریں گے اگر مان لیا تو خیر ورنہ اسکو مع اس کے عزیزوں کے قتل کریں گے یہ کلمہ اس تک حرام نے اس طور سے بیان کیے اور ایسی آگ لگائی کہ سب نے جواب دیا کہ جو آپ کے نزدیک مناسب ہو وہ سمجھو ہم سب آپ کے ہمراہ ہیں ہم ملک کو کیا جانیں کیونکہ بادشاہ آپ کو اپنی زندگی میں ہم سب پر حاکم کر گئے تھے ہم اس حکم کے پابند ہیں اگر ملک نے یہ طریقہ اختیار کیا تو ضرور واجب القتل ہو جائے ابھی قتل فرمائیے جاہے بعد بس جب اس تک حرام بد انجام کو سب سرداروں و اہل لشکر و اہل قلعہ کی طرف سے اطمینان ہو گیا اسنے کیا تدبیر کی کہ جب قدر عزیزان ملک اس قلعہ میں تھے سب کو اس وقت طلب کر کے قید کر لیا اور ان کے مکان کے غارت کا حکم دیا اور ملک کو بھی مع کنیزوں کے اسیر کر کے قید خانہ میں بھیج دیا اور محل کو لوٹ لیا اگر کچھ دشمنان قلعہ نے کہا کہ یہ کوشی حرکت ہے کہ اپنے مالک و آقا کی زوجہ اور اس کے عزیزوں کے ساتھ یہ کیا حرکت نازیبہ ہو تو یہ جواب دیا کہ ملک اور سب عزیز ملک مسلمان ہو گئے اور برسر فساد تھے اس سبب سے اس آگ کے فرو کرنے کے لیے یہ حرکت کی وہ لوگ خاموش ہو رہے کیونکہ عہد و پیمان اس کے ساتھ کر چکے تھے اگر کچھ اہل قلعہ نے قصد بھی کیا کہ اس وزیر سے اس حرکت کو بادا دل کریں جو کہ ملک کے ساتھ کی ہو مگر اس خوف سے کہ سب اہل قلعہ و اہل لشکر اس کے شریک ہیں ہم کیا کر سکتے ہیں سو اسے جان دینے کے اور کیا ہو گا خاموش ہو گئے اپنے اپنے دل میں سوچ لیا کہ اسنے تک حرامی پر کمر باندھی ہو اسکا عوض لیگا ملک بچا رہی و عزیزان ملک اسیر ہو گئے ملک بہت نادم ہو گئے کہ میں نے یہ کب حرکت کی جو اسکو طلب کر کے یہ امر ظاہر کیا دوسرا سبب اس کے دشمنی کا ملک سے یہی تھا کہ یہ ایک مدت سے ملک پر عاشق تھا جبکہ شہزادہ زندہ تھا کئی مرتبہ اسنے ملک کے پاس پیغام بھیجا تھا کہ میں آپ پر عاشق ہوں آپ کے بچر میں مرتا ہوں اگر آپ میرا وصل قبول کریں تو میں بادشاہ کو قتل کر کے آپ کو بادشاہ کر دوں ملک نے انکار کیا تھا اور شہزادہ شہاد سے کہتا تھا شہزادہ اسنے اس کلام کو سنے ملک کو جھڑک دیا تھا کہ میرا وزیر ایسا نہیں تو تم تمہاری جیسی ہو اور اس سے جو دریافت کیا تھا تو اسنے خود اپنے سے ملک کو متمم کر دیا تھا کہ ملک نے پیغام میرے پاس بھیجا تھا میں نے انکار کیا بس اسکو یہی بدادوت تھی جب شہزادہ کے مرنے کی

خبر آئی تھی اسوقت بھی اسنے ملکہ کو پیام دیا تھا کہ اتو بادشاہ نے انتقال کیا اب مجھ کو قبول فرما ایسے ملکہ نے انکار کیا تھا اور ہزاروں گالیوں پر کوہین تھین اور اسکو بھی بس اسکو یہ بھی امر ناگوار ہوا تھا یہی عداوت تھی اسنے ان سب باتوں کو جمع کر کے یہ افترا ملکہ پر لیا اور افترا کیون تھا ملکہ نے خود ہی کہا تھا مگر یہ نہیں ظاہر کیا تھا کہ میں مسلمان ہو گئی ہوں اسنے طرز تقریر سے سمجھ لیا تھا یہ افترا تھا کہ ملکہ کسی خدا پرست پر عاشق ہوئی ہو بس اس عداوت میں ملکہ و عزیزان ملکہ کو اسنے قید کیا اور سب کا مال و اسباب لوٹ لیا کسی نے اسکے حکم میں دخل نہ دیا سب اس نمک حرام کے شریک ہو گئے ملکہ کو اس پر ہونے دیا کوئی نہ بولا اسکو یہی خیال تھا کہ جب اسوقت قید ہوگی اسوقت ملکہ مجھ کو قبول کرے گی بس اسنے ایسے خیال کر کے یہ ظلم و جور و وار کھا بس اب راوی بیان کرتا ہے کہ قلعے میں تو یہ ظلم و ستم و زبردستی کر رہا ہے اور قلعہ کو خوب آراستہ کیا ہے فریب عیار کی رے سے یہ کام کرتا ہے اسکو اپنا وزیر کیا ہے بس یہ تو خوب اپنے نزدیک بند و بست کر کے بیٹھا ہے سہ پہر کا وقت ہو یہ فیصل قلعہ پر دربار آراستہ کیے ہوئے بیٹھا ہے اسکا حکم ہے کہ جو ملکہ یا عزیزان ملکہ کی سفارش کریگا میں اسکو قتل کرونگا یا جہان کین ملادان ملکہ و عزیزان ملکہ ملکین فوراً اسیر کر کے حاضر کرو اور سب قیدیوں کو دو دن وقت آب و طعام نہ ملے بلکہ ایک وقت میں بھی ایک جو کی روٹی جس میں برابر کی بھوسی ہو اور گرم پانی ایک آنچور بس ہر ایک کو یہی کھانا ایک وقت ملا کرے اس سے زیادہ نہ ملے چاہے قیدی مر جائے راوی کہتا ہے کہ وہ بچارے طعام لذیذ کے کھانے والے انکو جو یہ کھانا اور آب گرم ملا کسی نے نہ کھا یا فاقہ کر رہے ہیں راوی کہتا ہے کہ ملکہ نے رفتہ رفتہ سب اپنے عزیزوں کو مسلمان کر لیا تھا یہ سب لوگ مسلمان تھے بظاہر ملکہ کا دھنسی مگر باطن میں مسلمان تھی مگر یہ لوگ ایسے ثابت قدم تھے کہ یہ تکلیف قید گزاری اور فاقہ نہ کی اور دین ظاہر کیا کہ ہم مسلمان ہیں بلکہ میں ظاہر کیا کہ ہم زمرہ پرست ہیں اس پر بھی رہائی نہ ہوئی اس نمک حرام نے اس خوف سے ان سبکو بھی اسیر کیا تھا کہ اگر میں ملکہ پر بدعت کرونگا تو یہ اسکی شرارت کرے گی بس فساد ہو گا اس خیال سے ان سبکو اسیر کیا تھا اور یہ کہتا تھا کہ تم سب نے دین اسلام اختیار کر لیا ہے یہ اسکی سزا ہے بان اس صورت سے رہائی ہو سکتی ہے کہ ملکہ کو اس امر پر راضی کرو کہ ملکہ میرے وصل کو قبول کرے اور زمرہ پرستی اختیار کرے تو ظلم بھی رہا ہو گے اور ملکہ بھی سب نے یہی جواہر دیا تھا کہ تو اسی حسرت میں رہیگا یہ آرزو تیری پوری نہ ہوئی اسنے کہا تھا کہ بس تم بھی رہا نہ ہو گے سب نے کہا تھا کہ کچھ پروا نہیں ہو اور سب یہی دعا کر رہے تھے کہ اے خداوند کریم بھلا اس ظالم کے بچہ سے نجات دے بس یہاں قیدیوں پر یہ تکلیف ہو مگر سب ثابت قدم ہیں وہاں وہ بالائے قلعہ دربار آراستہ کیے ہوئے بیٹھا ہے کہ صبح سے گرد بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ جب دامن گرد کا شکار فتنہ ہوا تو آگے آگے مقبور کیٹھے پر سوار عقب میں پچاس ہزار سواران جبار و اٹالہ بارگاہ کا اگر اس صحران میں پوچھا کہ یہاں پہلے بیدار شاہ فرود کش ہوا تھا بس مقبور سامنے قلعہ کے اتر لشکر نے کر لھولی لینا بڑھا کر طرف قلعہ کے چلا جب سامنے قلعہ کے آیا دیکھا کہ قلعہ آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہے قلعہ پانی سے لبریز ہے بل تختہ آٹھا ہوا ہے یہ جو طرف قلعہ کے چلا گواہ قلعہ پر سے پڑنے لگا بس مقبور یہ واقعہ دیکھ اپنے لشکر میں چلا آیا اور اہل لشکر سے کہا کہ یہ لوگ سپاہ قلب ہیں و نصیحت سے نہ مین گے جنکب انکو سزا دے جائیگی کل میں قلعہ لیلو دگا لشکر میں طبل و دریش بچے بیجر ہر کاروان نے اسکو سپہ پانی کے مقبور نے طبل

دیا اسکا قصہ کہ کل قلعہ پر پورش کرے اس تک حرام نے بھی قلعہ پر طیل جنگ بجوا یا یہاں بھی تقارے
 خوب پڑی سب کو معلوم ہوا کہ کل قلعہ پر حریف پورش کرے گا سب اپنا اپنا بندوبست کرنے لگے پھر اہل
 آہنا مال و اسباب اٹھانے لگے کہ شاید قلعہ ہاتھ سے نکل جائے اور بچا کین تو مال تو نہ رہ جائے
 ان قلعہ میں تو یہ سامان ہوا دھروڑ میر نے دربار برخواست کیا سب سردار رخصت ہو کر سامان
 میں مضمون ہوئے اور منظور نے بھی طیل پورش بجوا کر کچھ دیر دربار کیا بعد اس کے برخاست کر کے
 خیمہ میں جا کر آرام پذیر ہوا و نون لشکروں میں رات بھر سامان جنگ ہوا کیا طلا یہ پھرا کیا
 یہاں تک کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا پسیدہ سحری نے ظہور کیا شمشاہ کو اکب نے شکست
 کی طرف قلعہ مغرب کے مع اپنی فوج کے راہی ہوا خسرو خاور نے قلعہ فلکی پر اپنا قبضہ کیا یعنی
 ہو گئی اور وہ تک حرام بالا سے قلعہ آکر بیٹھا سب سردار حاضر ہوئے مسلح و مکمل قلعہ کو خوب
 لات حرب و ضرب سے درست کیا ہر حرفت کا انتظار ہی یہاں منظور اس نے لشکر میں بیدار ہوا
 سحر سے فراغت کر کے اپنی فتح و ظفر کی خداوند کریم سے دعا کر کے خیمہ سے باہر آیا سب لشکریاں
 اس سب کا حرا ہوا بعد منظور سب لشکر کو ہر آج لے کر اور سامان قلعہ گیری اپنے تن پر
 راستہ کر کے میدان جنگ میں آیا و دسے گونوں کی الگ کھڑے ہو کر لشکر کی صف بندی کی جب
 بندہ ہو چکی چند سواروں سے کہا کہ تم طرف قلعہ کے رومال ہلاتے ہوئے جاؤ اور اہل قلعہ سے
 کہو کہ کیوں اپنی جانیں برباد کرتے ہو تم ایک مرتبہ دیکھ چکے ہو کہ کیوں تم میں نے قلعہ لے لیا تھا اگر شاہزادہ
 آجاتا تو قلعہ پر میرا قبضہ ہو جاتا بس اُسے آکر ہم سب کو دین اسلام تلقین کیا راہ راست دکھائی
 ہم سب مسلمان ہوئے ہم پر اور ہمارے بادشاہ پر احسان کیا کہ جانیں بچا بنیں اسکا عیوض یہ
 کیا کہ اسکو ہر سے اسیر کیا اس کے قتل کی تدبیر کی خداوند کریم نے بچا یا بس و لدا رشاہ بھی
 مسلمان ہوا خدا نے اپنے فعل کی سزا پائی بس کیا ضرور ہو کہ بیکار کو نساہد کروا کر اس شہر بار کی
 سلامی اختیار کروا و دین اسلام ورنہ یاد رکھو کہ ایک دم میں قلعہ لے لوں گا ایک کو زندہ نہ رکھوں گا
 فضل خدا و اقبال شاہزادہ شامل حال ہر آئندہ تم کو اختیار ہو اور بہت کچھ کلمہ نید و نصیحت کے
 سے لے کر روائے کیا وہ سوار رومال ہلاتے ہوئے طرف قلعہ کے چلے دید بانوں نے اس تک حرام
 سے کہا کہ چند سوار رومال ہلاتے ہوئے آتے ہیں شاید کوئی پیام لاتے ہیں کہا آنے دو ذرا پیام لو
 نہیں کیا پھر بچا ہر قلعہ پر سے گولہ نہ پڑا وہ سوار قریب قلعہ پہنچے اور جو منظور نے کہا تھا سب
 بیان کیا اور بہت کچھ کہا اہل قلعہ نے اس کے جواب میں منظور وغیرہ کو ہزاروں گالیوں دین اور شاہزادہ
 کے شان میں بہت سخت و سخت کہا اور کہا کہ اگر قلعہ کی طرف منظور قصد کریگا تو وہ گولہ قلعہ پر سے
 سے گا کہ اسکا نشان تک نہ ملے گا وہ زمانہ اب نہیں ہے کہ گولوں کو رز کر کے لب خندق آجاسے اس مرتبہ
 سے کہنا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر نہ ہم دین اسلام قبول کرینگے نہ اس خدا پرست کی اطاعت پس وہ
 سوار یہ جواب لے کر واپس ہائے اور منظور سے سب حال بیان کیا منظور کو بہت غصہ آیا اہل لشکر نے
 کہ کہ کیا حکم ہوتا ہے حملہ کریں منظور نے کہا کہ سنو وہ قلعہ میں ہیں اور تم لوگ نیچے انکا حربہ تم پر کارگر
 نہ کیا تھا الا حیران تک نہ پہنچے گا میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ بیکار بندگان خدا کی جان لوں یہ
 میں جانتا ہوں کہ اگر حکم دوں تو تم لوگ وریا سے آتش میں پھانڈ ڈرو کوئی بخوبی جان نہ کرو بس کیا ضرور ہو
 کہ ایسے بہادر و نگوین ظالم کروں میں خود جا کر ابھی قلعہ سے لیتا ہوں تم لوگ اسی مقام پر ٹھہرو

جب میں قلعہ لے لوں اور پچاسک توڑ ڈالوں پس اسوقت تم لوگ حملہ کر کے آنا یہ وہی قلعہ ہے کہ جس کو میں
ایک مرتبہ لے چکا ہوں انبیاں شاہزادہ و فضیل خدا سے لے لیتا ہوں بہت بہت سرداروں و اہل لشکر
نے کہا مگر منصور نے قبول نہ کیا اور سب کو سکین و اطمینان دے کر گیندہ کو مہینہ کر کے گزر کر ان ملک
پر چہ کوہ ہشت پہلو پہر فراخ دامن ہاتھ میں لے کر کہ جسکے سایہ میں خود بھی پوشیدہ ہو جائے گا و
مرکب بھی از سر نہایا دریا سے آہن میں غوطہ مارے ہوئے سوائے دو آنکھوں کے کہ وہ تو کھلی
تھیں طرف قلعہ کے چلا گیندہ کو خوب تیر کے جاتا ہے جب نصف میدان زد کا طر کیا اور دید بان کے
اُس پر انجام سے کہا کہ منصور خود برابر قلعہ گیری چلا تھا اور نصف میدان زد طر کر چکا ہے قریب قلعہ
یہو پختا جانتا ہے یہ دید بان کا کہنا تھا کہ اس بد کردار نے ہوائی اٹھا کر داعی شر کا بلند ہوا گویا یہی
سلسلہ شرف و فساد کا تھا اب گندہ لہن نے تو یہ نلو جھکا کر اب جو آگ بھڑائی خدا سے میت ناک پیدا
ہوئی آسمان دھو میں کا بندھ گیا غبار بلند ہوا آگ برسے لگی تو میں آگ لگنے لگیں ہر طرف شعور
دار و گیر برہا ہوا گولہ مثل اولہ کے برسے لگا ابر دھوان و دھار دھوا میں کا چھا لیا تمام عالم تاریک ہو گیا
و دھوا کر گولہ تار ہو گیا ہر طرف آگ برس رہی تھی غبار بلند تھا بڑے بڑے غار پڑے تھے کجب گولہ
گرا غبار بلند ہوا تاریکی چھا لئی تھی مگر منصور کو لون کور د کرتا ہوا اپنے کو بچاتا ہوا دریا سے آنکھ
میں شنواری کرتا ہوا برابر چلا آتا ہے جب گولہ دہنی طرف آیا یہ مرکب کو مہینہ کر کے بائیں طرف
چلا گیا جب بائیں طرف آیا دہنی طرف چلا گیا جو سامنے آیا اٹھ کر گزر سے پشتر آیا جو آگ
لے نکل گیا اس کو جھٹے دیا سپے گوا اور گیندہ کو بچاتا ہوا برابر چلا آتا ہے قلعہ پر سے گولہ میں
رہا ہے مگر اس بہادر کو پھر خوف نہیں ہے بلا خوف و خطر مرکب اڑا لے چلا آتا ہے یہاں تک کہ
سب گولوں کو رد کر کے لب خندق پہنچ گیا مثل شیر نہ کے لب خندق پہنچ کر گولہ کو بجایا اور
کہ اہل قلعہ کیوں مال سرکار کو تباہ و غارت کرتے ہو بیچارہ گوشش کرتے ہو نہیں نے قلعہ
لے لیا میں لب خندق پہنچ گیا ہوں پس رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہو دین اسلام قبول
کر داور غلامی میرے آقا کی بیٹوں اپنی جانوں کے پیچھے پڑے ہو بیچارے اپنے خون سے ہاتھ بھر لے
ہوا اگر میں در قلعہ لوڑ کر اندر قلعہ کے آؤنگا تو ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا سب کو قتل کرونگا ایاں ندونگا
بدون دین اسلام قبول کیے ہوئے منصور تو یہ صلا اہل قلعہ کو دے رہا ہے اور ہر بالا کے قلعہ کو لندازوں
نے اُس تک حرام سے کہا کہ اب کیا حکم ہوتا ہے ہفت فیلہ داغ چلے دو نہار کو بفرما کر چلے آئے جواب
دیا کہ اب ہاتھ روک لو اور دیکھ لوئی گولہ قضا کا لگا یا نہیں کیونکہ ایک قسوار تھا کیا کوئی گولہ نہ لگا میرے
نزدیک استخوان تک کا پتہ نہیں لگا پس گولہ لندازوں نے ہاتھ روکا جو اسے دھوان ہر طرف ہوا تاریکی موقوف
ہو گئی روشنی ہو گئی اب سب اہل قلعہ نے دیکھا کہ سب گولہ بیکار کے منصور لب خندق زندہ موجود ہے
ہوا ہے گیندہ کو ادھر سے ادھر پھیر رہا ہے اور یہ کہ رہا ہے کہ کیوں مال مابعد دولت کو ضائع کرتے ہو
و بر باد میں نے قلعہ لے لیا اب یہ مال میرا ہو چکا پس خیریت اسی میں ہے کہ رومال سے ہاتھ باندھ کر حاضر
خدمت مابعد دولت ہو دین اسلام و غلامی شہر مارا اختیار کرو ورنہ میں در قلعہ لوڑ کر اندر آنا ہوں پھر ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگا میرے ہاتھ سے بچا جائے کہاں ہو معلوم ہوا کہ تم سب کی تمنا ہے یہ حال ہوا اہل قلعہ کے دیکھا
سب کے حواس جاتے رہے قلعہ میں کھل پائی گئی ایک منسلکہ کھل گیا تلام ہو گیا ہر ایک بہ سبب خوف و ہراس
کی فکر کرنے لگا ایک نے طور کی اہل قلعہ کی حالت ہو گئی ہر ایک کی زبان پر یہ کہہ تھا کہ اب کیا کیا ہے

اسی وقت دربار کیا جو کہ اسیر ہوئے تھے انکو طلب کیا اور محاسب تھے اگر عرض کیا کہ کفار قریب
 ہندو ہمارے کے مع اہل قلعہ و لشکر کے قتل ہوئے اور اہل اسلام قریب پانچ ہزار کے مجروح و شہید ہوئے
 یہ سب منصور نے سیدہ شکر پر گاہ پروردگار کیا کہ لشکر بھی میرا بہت نہیں برباد ہوا اور قلعہ بھی
 آسانی پاؤ گا کیا کہ استہدین وہ سب اسیر حاضر کیے گئے منصور نے ان سب کے رو برو حمد
 و ثناء کی بیان کی اور ان سب کو تاقین و من اسلام کیا پس وہ اسی وقت صدق دل سے
 کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے منصور نے سب کو رہا کیا پس عزیزان را در وجہ شہادہ منصور سے
 سب حالت بدعت و زبرد کی بیان کی جو کہ اسیر نہ ہوئے تھے اور اپنے کو پوشیدہ کیا اور اس سے
 لے ہوئے تھے اور عرض کیا کہ اس باعصمت و پاکدامن کو اسنے مع عزیزان کے اور ملازموں کے
 قید کر لیا تھا ہم نے اس خوف سے کہ اگر ظاہر کرینگے کہ ہم عزیز ملکہ ہیں تو یہ ہمارے ساتھ کبھی وہی
 سلوک کرے گا پس مظاہر کیا اور اس سے کہہ رہے چنانچہ وہ سب قید ہیں پس منصور نے حکم دیا
 کہ ان سب کو رہا کرو اور محلات میں داخل کرو پس اسی وقت وہ بیچارے قید سے رہا ہوئے اور اپنے
 اپنے مقام پر آئے شکر خدا کیا اسکے بعد جو مرد تھے وہ حاضر خدمت منصور ہوئے اور ایمان لائے ملکہ
 نے محل میں آکر اپنا مذہب تبدیل کیا اور بہت شکر یہ منصور کا بذریعہ محلدار کے کیا اور اپنے مسلمان
 ہونے کے آگاہ کیا اور اہل لشکر منصور نے سب قلعہ کا بند و بست کیا جس طور سے منصور نے
 حکم دیا تھا یعنی تنگہ وغیرہ منہدم کر کے مساجد و مدارس کی بنیاد لی ہر طرف صدائے اللہ اکبر بلند
 ہوئی اب خوب طور سے تسلط ہو گیا سب امن و امان ہو گئی اہل قلعہ اپنے اپنے مقام پر جا کر آباد
 ہوئے بازار میں کھل گئیں خرید و فروخت جاری ہو گئی ہر ایک خوش خوش پھر نے لگا یہ مسلمان
 لشکر اتر اچھاؤنی ہوئی لشکر بھی آسودہ ہوا اب منصور دربار کرنے لگا کوئی دو روز قلعہ پر قبضہ کیے
 ہوئے گذرے ہوئے کہ ہر کاروں نے منصور کو اگر خبر دی کہ مبارک ہو آقا مع کل لشکر و بیدار شاہ و
 دلدار شاہ و خسرو شیر دل و قہرمان و قہار و کل سرداران کے لشرف لائے ہیں کل داخلہ ہو گیا ہے
 منصور خوش ہوا اسی وقت نو جوانوں کے بچنے اور قویوں کے نیر ہونے کا حکم دیا ہر طرف خوشی کے شادیاں
 بچنے لگے جب وہ شب اور دن گذرے دوسرے دن منصور کل اہل قلعہ و کل اہل لشکر و سرداروں کو لیکر
 بیرون قلعہ آکر صف آرا ہوا کہ گرد بلند ہوئی جب دامنہ گرد کا شگافتہ ہوا اس گرد سے نشان لشکر و
 جلوس سواری ظاہر ہوا بعد گزرنے جلوس سواری کے دیکھا کہ مرکب پر سیلیک پر شاہزادہ جلوہ فرما رہی
 تخت پر دونوں بادشاہ ہیں ادھر ادھر تخت کے سپار و قہرمان ہیں خسرو و شہر دل ہمراہ شاہزادہ کے
 مرکب پر سوار عقب میں کل سردار قریب پانچ لاکھ بیاس ہزار کے سپاہ و عقب سپاہ خمیہ و خراہ
 وغیرہ ہیں یہ دیکھ کر منصور بے پایادہ ہوا اور سب سرداروں و اہل قلعہ کو لے کر حاضر خدمت ہو کر نوازیات
 قدویانہ بجالایا تقدیر سب کی حاصل کی سب نے قدم چومے مشرف بہ زیارت ہوئے منصور نے
 کل حالات قلعہ و جنگ عرض کیے شاہزادہ نے سماعت فرما کر بہت تعریف منصور کی پس
 اپنے لشکر کو بیرون قلعہ و رکش ہونے کا حکم دیکر مع سب سرداروں و دونوں بادشاہوں کے ہمراہ
 منصور داخل قلعہ ہوا یہاں لشکر و دشمن ہوا خیمہ و غیرہ برپا ہوئے ادھر شاہزادہ تمام قلعہ کی سیر کرتا ہوا اور
 اہل قلعہ کے دونوں ہاتھوں سے سلام لیتا ہوا قریب قریب دولت آیا مرکب پر سے اتر کر داخل دربار ہوا
 دربار آراستہ ہوا سو وقت شاہزادہ نے امیران شہر و درمیشان قلعہ و انفسران سپاہ کو طلب کر کے فرمایا کہ

شہاد کا کوئی فرزند ہو یا بدختر کہ ہم اسکو یہاں کا بادشاہ کر دیں سب نے عرض کیا کہ نہ فرزند نہ بدختر ایک فرزند تھا
 نام اسکا احمد تاج گیر تھا نہایت جبری و بہادر تھا شکار کا بہت شوق تھا ایک دن شکار کو گیا تو پھر
 پس نہ آیا بادشاہ نے بہت تلاش کر لیا مگر پتہ نہ ملا آخر کو بادشاہ خاموش ہو رہا ایک دختر پیدا ہوئی وہ بھی
 بہت حسین تھی جب ہوا ان ہوئی ایک دن سب بام شب ماہ بین سو رہی تھی کہ اب جو صبح ہوئی تو غائب
 ہو گیا بھی بہت مدد بادشاہ کو ہوا اسدن سے افس کے پھر کوئی اولاد نہ ہوئی از قسم ذکر نہ اناث بس
 والد رہا اسی سبب سے نور میں وزیر کو ہم سب نے بادشاہ کیا اس تک حرام تھے یہ بدعت کی کہ زوجہ بادشاہ
 و تکرار کیا صرف اس سبب سے کہ ملکہ نے بلا کر کہا تھا کہ خدا پرستوں سے مقابلہ کرنا بیکار ہے یہ جو شاہزادہ کے سنا
 کہ کیا کوئی شہزاد کا عزیز بھی نہیں ہو گا کہ کوئی عزیز نہیں ہو سب اس معرکہ میں مارے گئے سوائے
 لکھنویان ملکہ کے شاہزادہ خورشید پورہ راوی کہتا ہے کہ عیار شہزاد بھی اس مقابلہ میں مع اپنے شاگردوں کے
 سے اہل اسلام کے ملا گیا فاصل جہنم ہوا بس اسدن تو شاہزادہ نے وہاں قیام کیا دوسرے دن جو دربار
 لیا بس اہل شہزاد اہل شہر و سرداروں کو طلب کیا ملکہ ماہرو بالو کو طلب کر کے پس پردہ بٹھایا اور فرمایا کہ اہل
 شہزاد اہل شہر و سرداران لشکر آگاہ ہو کہ اب سوائے ملکہ زوجہ شہزاد شاہ کے کوئی اس سلطنت کا وارث
 نہیں ہے میں نے ملکہ کو یہاں کا بادشاہ کیا تم سب ملکہ مثل غلامان جان باز و سرفروشان جان نثار کے
 عادت کرنا ملکہ کے کسی حکم سے سر تابی نہ کرنا بہت خوش رہنا ملکہ بھی ساتھ عدل و انصاف کے مختار ہے
 فراہمیش آئے گی سوائے رعایہ پروری و کرم گستری کے دوسرا کام نہ کرے گی ظالموں کے ہاتھ سے مظلوموں
 کے لئے کی انکی دادرسی اور فریاد رسی کرے گی سب نے ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ ہم کو کسی قسم کا آپ کے
 ملکہ عالم کے حکم میں غدر نہیں ہو بسرو چشم بھالائینگے بس شاہزادہ نے ملکہ سے فرمایا کہ اے ملکہ یہ تاج و
 تخت تم کو مبارک ہو بہ راحت و آرام بسر کرو مگر سوائے عدل و انصاف کے ظلم و ستم کا طریقہ اختیار کرنا
 بدخترانہ خوش ہو گا ملکہ نے جواب میں عرض کیا کہ میں عورت ہوں دوسرے پردہ نشین ہوں میں کیوں کر
 مقام ملک کا ہندوست کرونگی کیونکہ مذہب اسلام میں عورت کو پردہ نشینی لازم ہے پس آپ اور کسی کو یہاں
 حاکم مقرر فرمائیے میرا کچھ گزارا تو فرمائیے کہ میں اس گزارے سے بسر اوقات کروں اور ایک گوشہ عافیت
 میں بیٹھ کر عبادت خدا میں اپنی باقی زندگی بسر کروں اس بار عظیم کی میں برداشت نہیں کر سکتی ہوں شاہزادہ
 نے جواب میں فرمایا کہ یہ امر عجیب ممکن ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جب حق دار موجود ہو اسکو محروم رکھا جائے اور
 دوسرے کو اسکا حق دے دیا جائے یہ بالکل خلاف شرع ہے پس تم کو قبول کرنا ہو گا اور مختاری طرف سے
 مختار ہے کسی عزیز بزرگ کو جو کہ کار آزمودہ و جہان دیدہ ہو گا اسکو نائب کیا جائے گا کہ وہ سب بندوبست
 کرے گا مگر مختار سے حکم سے ملکہ نے لاٹھ لاطھ انکار کیا شاہزادہ نے نہ قبول کیا بلکہ اسی دن ملکہ کو تخت پر
 بٹھایا تمام قلعہ میں منادی کرادی کہ آج سے حاکم اس قلعہ کی ملکہ ماہرو بالو ہے اور ملکہ کے حقیقی چچا کو کہ وہ مرد
 بزرگ اور صاحب لیاقت و جہان دیدہ تھا ملکہ کا نائب مقرر فرمایا سب نے بدریں دین مبارکبادی کی
 و بتین بچین سلامی کی تو پین فیروز ہو پین ملکہ ماہرو بالو کا اس قلعہ کشور میں حکم جاری ہوا مگر گود سکھ
 بنام دارا بن جمشید جاری کیا گیا جب شاہزادہ ان کاموں سے فراغت کر چکا اسوقت شاہزادہ نے
 فرمایا کہ ہمارے لشکر کو آگاہ کیا جائے کہ ہم کل یہاں سے کوچ کرینگے طرف طلسم کے ملکہ ماہرو بالو
 نے عرض کیا کہ اے شہر یار دو ایک دن یہاں قیام فرمائیے تاکہ یہ کثیر ناچیس نہ محضوری کی دعوت کرے
 شاہزادہ نے فرمایا کہ مجھ کو ایک مہم درپیش ہے میں قیام نہیں کر سکتا ہوں جو جو عرصہ ہوتا ہے وہ وہ مجھ کو

پریشانی ہوتی ہے میں اپنے والد بزرگوار کا مقابلہ کفار میں چھوڑ کر ادھر کو آیا ہوں ان سے اور سمن رشتہ سے
 معرکہ پڑا ہوا ہے مگر میں اس ضرورت سے آیا ہوں کہ مجھ کو بزرگان دین کا حکم ہوا ہے کہ تو جا کر طلسم نور آگین کو
 فتح کر کیونکہ اسکی عمر تمام ہو گئی ہے اب وہاں نسق و مجبور پڑھ گیا ہے حسین الزمان کے خدائی کا دعویٰ
 کیا ہے خدائی کرتا ہے وہ مہلتا ہے پھر تاہیں اسکی خبر لینا لازم ہے تو اس طلسم کا فاتح ہو اب اسکو فتح کرنا لازم ہے
 پس میں اسکی فتح کرنے کو والد بزرگوار سے رخصت لے کر چلا تھا کہ یہ واقعہ درپیش ہوا بہت بڑا عرصہ
 ہو گیا ہے لہذا اب میں قیام نہیں کر سکتا ہوں والد بزرگوار پریشان ہوئے دوسرے بزرگان دین کی
 عدول حکمی ہو گئی ہاں جب طلسم فتح کر کے واپس آؤنگا تو تمھارا مہمان ہو گا اب معاف کرو ملکہ شہ
 زیادہ اصرار نہ کر سکی عرض کیا جو آپ کی خوشی میں کچھ اب عرض نہ کرونگی خیر بعد فتح طلسم کثیر کو سرفراز فرما
 مگر جب ملکہ نے زبانی شاہزادہ کے طلسم نور آگین کا نام سناروئے لکی شاہزادہ کے فرمایا کہ اگر
 ملکہ روئے گا کیا سبب ہے ملکہ نے عرض کیا کہ مجھ کو اپنے حال پر دونا آیا کہ خدائے اس قابل نہ کیا کہ اگر
 اسوقت کوئی غرزد ہو تا تو حضور کی خدمت میں حاضر رہتا غلامی اختیار کرتا اسکی خدمت گزار رہی کے
 سبب سے ہم سب کو اختیار ہوتا شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ تقدیری امر ہیں اس سے کیا چارہ ہے کہ میں نے
 تمھارے فرزند و دختر کا حال سنا بہت صدمہ ہوا مگر یہ سبب تمھارے رونے کا نہیں ہے بلکہ سبب
 گریہ بنان کرو جب اس طور سے شاہزادہ نے فرمایا تو ملکہ نے عرض کیا کہ اے شہریار مجھ کو نام طلسم سنکھ
 رو نا آیا کہ اسی طلسم نے میرے گھر کو بے چراغ کر دیا اور مجھ کو لوٹ لیا جب میرا فرزند اور دختر غائب
 ہو گئے اور رمالوں اور نجومیوں سے جو دیانت کیا کیونکہ میں اور میرا شوہر انکی جدائی سے بہت
 بیقرار تھے تو انھوں نے رمالوں اور نجومیوں کو طلب کر کے پوشیدہ طور سے دریافت کیا تھا اس
 مقام پر میں اور میرا شوہر اور چند لازم تھے نجومیوں وغیرہ نے ایک زبان ہو کر عرض کیا تھا کہ شاہزادہ
 نے ایک آہو کے عقب میں مرکب کو مہینہ کیا تھا وہ اصل میں آہو نہ تھا بلکہ ایک ساحر کے چھٹی سر
 والی طلسم نور آگین کی وہ شاہزادہ پر عاشق ہوئی تھی شاہزادہ کو آہو بن کر اور لگا کر لے گئی ہے
 اور شاہزادہ اسے طلسم ہوا ہے اس ساحرہ کے قید میں ہے اور آپ کی دختر کو ایک ساحر اسی طلسم
 کا عاشق ہو کر لٹا لیا ہے وہ دختر بھی اسی طلسم میں اس ساحر کی قید میں ہے مگر ابھی تک اسکا دامن غصت
 میں دھبہ نہیں لگا ہے وہ ابھی تک رخنہ اندازی سے بچی ہے وہ ساحر کو لاٹھ چاہتا ہے کہ یہ راضی ہو
 ملکہ نہیں راضی ہوئی ہے اسی جرم میں قید کیا ہے پس جب طلسم فتح ہو گا تو وہ دونوں رہا ہوں گے
 اور آپ سے ملین گے تب میرے شوہر نے کہا تھا کہ اسطلسم کا فتح ہونا غیر ممکن ہے نہ
 معلوم کتب فتح ہو ہم زندہ ہوں یا نہ ہوں اور ہم نے سنا ہے کہ طلسم کو سوا خدا کے نا دیدہ کے ماننے
 والوں کے کوئی فتح نہیں کر سکتا ہے پس وہ خدا پرست ہو گا جو کہ فاتح طلسم ہو گا ہم زمرہ پرست
 وہ ہمارے فرزند و دختر کو کیوں زندہ رکھنے لگا اور وہ کیوں رہا ہونے لگا اور وہ کیوں اتنی درد
 سری کرنے لگا تب انھوں نے عرض کیا تھا کہ اب عمر طلسم تمام ہونے کو ہے چھ عرصہ باقی ہے
 اور فاتح اس طلسم کا پیدا ہو چکا ہے ضرور وہ خدا پرست ہے اور خاندان حمزہ سے ہی اس طلسم کو
 فتح کرے گا آپ کے لیے ختمین بلکہ خود اسطلسم کے فتح کرنے کی خواہش ہو گی اپنے بزرگ کی
 کے خون کے عیوض میں وہ یہ طلسم فتح کرے گا آپ کے فرزند و دختر کو بھی رہا کرے گا مگر یہ امر
 ضرور ہے کہ آپ کو دین اسلام قبول کرنا پڑے گا ہمارے رایچہ میں کو یہ نکلتا ہے کہ وہ غنچہ بیاد

کو آتا تو بلکہ وہ آپ کی ایسے وقت میں ملک کرے گا کہ جب آپ حریف کے قبضہ میں ہو گئی وہ آپ کو
 اس دشمن قوی سے نکالت دے گا اور وہ لوگ سب اس کی اطاعت کر رہے ہیں دین اسلام کا رنگ اس کے
 یہ سرزمین اسلام آباد ہوگی ہم کو طریقہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ اس کے ساتھ دین احسان دشمنی فرمایا گیا
 اور اس کی جان کے خدایان ہو جیسے گا مگر اس کو اس کا خدا آپ کے شر سے محفوظ رکھے گا آپ کو اس کے ہاتھ
 سے زکیم ہو جائے گی بلکہ آپ چند سرداروں سے اس کے ہاتھ سے مار سکے ہائے کا خطا موافق ہو جو زیادہ
 میں بخوارہ ہم نے عرض کیا اور باقی اہل قلعہ دین اسلام قبول کر چکے اس کے بعد وہ جا کر طلسم کو فتح کر کے
 آپ کے فرزند و دختر کو رہا کرے گا اور آقا کے نام لڑیہ کنیز کو اس کی دین سے یہ سب واقعات سننے اور
 بخوبیوں کی زبانی اسی انتظار میں شب و روز مصروف رہتی تھی اور دعا کرتی تھی کہ وہ شہر بار طلسم
 شریف لائے مگر شہزاد شہزاد نے اسی وقت ان سب کو اپنے قلعہ سے نکلوا دیا تھا اور حکم دیا تھا
 کہ آج سے کوئی رمال ہمارے قلعہ میں نہ رہے ہم سے جھوٹ سچ بیان کرتے ہیں جس بات کی کوئی
 اصل نہیں ہو ورنہ اصل اگر آپ کے کہنے کے موافق ہو تو مجھ کو اب فرزند و دختر نہیں درکار ہے کہ دین
 و مذہب چار کرے تو کیا ہے اور کون طلسم فتح کر سکتا ہے اگر ایسا ہوگا بھی تو میں ضرور اس خدا
 پرست کو قتل کروں گا چاہے کیسا ہی وہ مجھ پر احسان کرے میں بھی دین اسلام قبول کروں گا
 حضور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا میری سب پیش آیا اور وہی واقعہ گذرا اور جو شہزادوں نے کہا
 تھا وہی آیا وہ آپ کے ہاتھ سے مارا گیا جب میں نے سب واقعہ سنا کہ آپ نے اگر مرد کی اور اس نے
 آپ کے ساتھ کر لیا اور قتل ہوا بس مجھ کو قول بخین کا یقین ہو گیا کہ جو کچھ انھوں نے بیان کیا
 تھا سب راست ہوا اس میں اپنے کل عزیزوں کے مسلمان ہو گئے مگر پوشیدہ طور سے
 کوئی نہ مجھ کو قتل سے اس نہ ہر کی طرف میلان تھا جب میں نے سنا کہ وہ سریمان کا بادشاہ
 ہوا اور اس کا قصد ہے کہ آپ سے مقابلہ کرے میں نے اس کا طلب کر کے بہت کچھ بندوبست کی مگر
 وہ بھی راہ راست پر نہ آیا بلکہ میرے ساتھ جو ظلم و ستم پیش آیا مجھ کو میرے عزیزوں سمیت قید
 لیا اور کلمہ صند ہو چکا اس تک حرام نے اپنے کردار کی منہ زبانی نہ چیراں تھی کہ اور جو کچھ رمالوں
 نے کہا تھا وہ سب درست نکلا مگر کیا چنانچہ قول غلط ہو گا کہ وہ شہر بار طلسم کو فتح کر چکا ہے اب
 جو آپ نے یہ فرمایا کہ میں ہمارے فتح طلسم نور آکین عاہل ہوں مجھ کو بہت خوشی ہوئی مگر فرزند
 و دختر جو یاد آئے تو رونے لگی بس میری عرض یہ ہے کہ اگر آپ سے اور اس حلام سے جو کہ اسیر
 طلسم ہو اور اس لونڈی سے ملاقات ہو اور آپ طلسم فتح کریں تو انکو بھی تلاش کر کے رہا
 فرمائیے گا اور اپنے ہمراہ لیتے آئیے گا تاکہ میں آپ کے تلمیذوں کی بدولت اپنی مراد کو پہنچوں
 میں اسید پر زندہ رہی اور زندہ رہی ورنہ اب تک کس کی ان کے غم میں فرمائی ہوئی کو یہ
 ہے کہ جب تک قضا نہیں آتی ہے کوئی نہیں سکتا ہے مگر دنیا اسید پر قائم ہے شہزادہ نے
 فرمایا کہ تم اطمینان رکھو میں تمہارے فرزند و دختر کی رہائی کی کوشش کروں گا اور انشاء اللہ
 تمہارا کر کے تم سے لا کر ملا دوں گا اب یہ مجھ پر فرض ہو رہا ہے کہ اگر طیارہ لشکر کا حکم دیا راوی بیان
 کرتا ہے کہ وہ دن اور رات شہزادہ نے مع سرداروں کے قلعہ میں براحت و آرام بسر کی جب
 سافر فلک نے طرقت سراے مغرب کو فتح کیا اور آفتاب عالم تاب نے اپنا اسباب منفرد درست
 کر کے طرقت سراے طور کیا اور طرقت مغرب کے روانہ ہوا بس شہزادہ بیدار ہوا نماز پڑھ کر

فراغت کر کے باہر برآمد ہوا سب سردار حاضر تھے بس شاہزادہ سوار ہو کر طرف اپنے لشکر کے چلا گیا سب
اہل قلعہ و اہل لشکر ملکہ وہ خود ملکہ بھراہ تھی یہاں تک کہ بیرون قلعہ تشریف لایا یہاں ستان
سفر درست تھا بس شاہزادہ نے ملکہ و اہل قلعہ کو رخصت کیا ملکہ نے حضورؐ کا سر لشکر اپنے لشکر میں
سے شاہزادہ کے ہمراہ کر دیا اور عرض کیا کہ میں تو ہماری ہر سبب عورت ہوتے کبریا چاہتا ہوں کہ وہ
میری طرف سے آپ کے ہمراہ ہیں آپ کی خدمت کرینگے بس شاہزادہ اس لشکر کو ہمراہ لے کر
طرف طلسم کے روانہ ہوا بلکہ شاہزادہ نے رخصت ہو کر مع اپنے عزیزوں و اہل لشکر و اہل قلعہ
قلعہ میں آئی اور ساتھ عدل و انصاف کے سلطنت کرتے لگی اور شاہزادہ کی توجہ و تفرغ کی دعا
میں مصروف ہوئی کہ اب اسکا حال آئندہ تحریر ہوگا وقت پر اب شاہزادہ کے حال میں ملکہ
فرمانی کی جاتی ہے کہ شاہزادہ جو لشکر کو ہمراہ لے کر مع دلدار شاہ و بیدار شاہ و خسرو شیردل
و قہرمان پنجہ گیر و منصور دیو پیکر و قہار شیر پیکر اور چھ لاکھ سپاہ و سرداران دیجاہ کی طرف
طلسم کے روانہ ہوا بس دو منزلہ و سہ منزلہ سفر کرتا ہوا چلا جاتا ہے جب لشکر تھک جاتا ہے تو
صحرا کے پر بہار دیکھ کر قیام کا حکم فرماتا ہے وہاں لشکر دو ایک روز قیام کرتا ہے پھر روانہ ہوتا ہے یہاں تک
کہ طمراصل و قطع منازل فرماتا کہ اوطاف طلسم کے پہونچا کہ جہاں سے طلسم و منزلہ پر تھا ایک
صحرا کے پر بہار و رشک گلزار ملا کہ چاروں طرف سبزہ روئیدہ تھا مثل زمیں مچھل کے اس
صحرا میں ہزاروں درخت لالہ و بیلا و پھیلا کے نئے نئے اشجار میوہ دار و پھلدار کے وہ صحرا ملکہ
معاقل خود رو اپنی بہار دکھا رہے تھے اب شفات و خوشگوار کے موزن تھے صحرا نے غنا
نمونہ بہشت شدادی تھا طائران خوش الحان شاخماں اشجار سرسبز ہوئے خدا کی زمین
سرائی کر رہے تھے ہر طرف طاووسان خندان کی رقص سے عجب لطفت تھا زمانہ بہار کا
تھا ہر طرف شہر کا جو بن اچھا رہتا و رخت مثل معشوقان مست و طناز کے لباس سرسبز
پینے ہوئے جھوم رہے تھے طائران صحرا و درندگان جنگل ہر سبب بہار کے مست
نہور رہے تھے اشجار میں نمی نمی کو پلین پلین ہوئیں پھلین بلبلیں مست پھر رہیں تھیں
فاختہ الگ مست تھی قمری کی الگ کو کو تھی پیہا الگ بی کا شور کر رہا تھا کوئی ہر طرف
کوک رہی تھی چونکہ زمانہ بہار تھا ہر ایک سست و آدھ بہار تھا یہ صحرا جو شاہزادہ کو نظر آیا
ہوا ہے عسی دم سے نفس کے جو جھومنے آنے لگے دل کو فرحت قلب کو راحت ملی سبب
تری و خشکی و سبزی صحرا و لطافت آب ہوا کی تازگی حاصل ہوئی آنکھن میں تراوت
ہوئی بس شاہزادہ بڑھی مع سرداروں کے اس صحرا کا عالم دیکھا و چھوٹا رہی ہوا صنعت
باغبان قضا و قدر دیکھ کر تعریف خداوند کریم کرنے لگا چونکہ ہر طرف گلہائے قدر کی چلے ہوئے تھے وہ
صحرا خداوند کریم کی قدرت کا نمونہ تھا صنعت کار ساز حقیقی اس صحرا سے ہویدا تھی اور شان خلا فی
اس صحرا کے گاہاے رنگارنگ و میوہ ہائے پھولوں سے پیدا تھی ہر شجر میوہ ہائے کونا کون کے
مملو تھا کثرت شمار سے شاخیں زمین کو حوم میں پھین پائے کہ راہدان سبز بخت سر بسجود ہیں
فیض خالق کون و مکان و حاکم زمین و زمان جاری تھا اس صحرا سے پر بہار و دلکش و فرحت افزا
کا خود باغبان قضا و قدر مالک تھا بس اس صحرا کو دیکھ کر شاہزادہ کی زبان پر یہ شعر جاری ہوا
شعرا بن سبزہ و این صحرا بونے رجنون دارد دیوانی دستی امروز شکون دارد و در یہ شعر فارسی

کا پڑھنا ہے برگ درختان سبز در نظر ہو شمار ہر درختے بفرست مغرت کردگار وادہ کیا صحرا اور کیا خوب
 سبزہ ہر بالکل نمونہ بہشت عنبر سرشت ہر دور ورت تک ہم اس صحرا میں قیام کیلئے مقام مناسب دیکھ کر خیمہ و خیمہ برپا
 رویہ کردیا تھا کہ اسیدوت اہل کاران شاہی نے بارگاہ میں ویمبر برپا کیے کچھ بالین آراستہ ہو گئیں لشکر اس
 سب کے گمرین کھولیں اپنے اپنے بستر لگائے کیونکہ کئی دن کے تھکے ماندے تھے سب اتنے شاہزادہ مع سوا
 و دلدار شاہ و بیدار شاہ کے مرکب پر سے اتر کے داخل بارگاہ ملک اشتیاب ہو اور بارگاہ آراستہ ہو اور دے بارگاہ کے
 حکم شاہزادہ اٹھا دیے گئے ہیں شاہزادہ مع اہل دربار کے صحرا کی سیر فرما رہا ہے کہ چند ہر کار سے حاضر ہوئے دعا و ثنا سے
 شاہی ہمالائے اور عرض کیا کہ حضور اس صحرا میں شکار بہ کثرت ہر ہر قسم کا بھی غلام سیر کرتے ہوئے گئے تھے غلاموں
 نے دیکھا کہ ایک مقام پر ہزاروں آہو چرایں مصروف ہیں ہر ہر سے خوب ہیں یہ سننا تھا کہ شاہزادہ کو دلولہ شکار کا ہوا
 جا دیا کہ ابھی سامان شکار طیار رکھا ہے ہم شکار کو جاننے بھلا کس کی مجال تھی جو منع کرتا بس اسی وقت کل سامان
 شکار مہیا ہو گیا پہلے نرا دل میر شکار باز دار سب اگر دربار گاہ پر حاضر ہوئے نہیں شاہزادہ نے خسر و شیر دل و فہرمان
 و تمار و منصور و چند سرداروں کو ہزار لیا بیدار شاہ و دلدار شاہ اور سب سرداروں کے فرمایا کہ اب لوگ یہاں لشکر
 رکھیں میں ابھی شکار کھیل کر آتا ہوں ان سب نے عرض کیا بہت خوب بس شاہزادہ سرداران ندکور کو ہمراہ لیکر
 اور سب سامان شکار کو ہمراہ لے کر طرقت صحرا کے روانہ ہوا یہاں بیدار شاہ و دلدار شاہ مع سرداروں کے دربار آراستہ
 کیے ہوئے بارگاہ میں بیٹھے ہیں انتظار شاہزادہ کرتے ہیں کہ آدھ صحرا میں پہونچ کر پہلے پرندوں کا شکار کیا باز و
 شاہ میں چھوڑے کیے وہ طائر ان تیر بڑے شکار کر کے لائے ایک طرف وہ سب جمع ہیں اس کے بعد جیتوں سے
 شکار کیا اب سب سردار مع شاہزادہ کے تیر و کمان لیکر خود میدان لنگی میں مصروف ہوئے ہر ایک نے ایک ہوتیر سے
 لڑا یا شاہزادہ نے کئی آہو شکار فرمائے کہ کچھ لوگوں نے اگر عرض کیا کہ اس مقام سے تھوڑی دور ایک کھیت
 ہے کہ وہاں بہت سے آہو سبزہ چر رہے ہیں یہ سننا تھا کہ شاہزادہ نے مرکب کو اٹھا دیا اسی طرف گئے سب
 سردار بھی عقب میں چلے عیار شاہزادہ رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ہمراہ ہر دور سے دیکھا کہ بہت سے ہرن سبزہ
 چر رہے ہیں بس پوری سب نے لیے ان کے کان میں جو سم مرکب کی صدا میں پہونچیں یا تو چر رہے تھے یا ایک مرتبہ
 کان کھٹکے اور اپنے صیادوں کو دیکھ کر جست و خیز کرتے ہوئے بھاگے سب نے مرکب ان کے عقب میں
 اٹھائے وہ چو کر بیان بھرتے ہوئے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ تھوڑی دور پر جا کر ہر ایک نے ایک ایک ہرن
 کو تیر سے کرایا شاہزادہ نے بھی ایک آہو کو تیر سے کرایا عیار نے قریب پہونچ کر فریاد کیا اور شاہزادہ نے اور ایک
 ہوئے عقب میں مرکب دوڑایا آہو چو کڑی بھرتا ہوا چلا یہ اس کے عقب میں مرکب اٹھا کے چلے جاتے ہیں
 عیار نے جو دیکھا کہ شاہزادہ نے دوسرے آہو پر مرکب اٹھا یا تو بس عیار بھی چلا اس طرف میدان ٹپک کوہ
 ہرن ایک مقام پر جا کر کوئی پانچ گویں پر پہونچ کر خود بھی عقب لایا شاہزادہ نے مرکب کو دیکھا کہ تیر مارا وہ
 تھوڑے اور تھوڑے کو توڑ کر گذر لیا وہ چرخ مار کر گرا گیا شاہزادہ پہونچ گیا تھا اس وقت تک کہ اب جو شاہزادہ
 کے ساتھ اٹھا کر دیکھا کہ ایک قلعہ نظر آیا دیکھا کہ سامنے ایک قلعہ شریفک شہید ہر گھر پر ایک کھیتی حیار اور
 میں عقب قلعہ کھڑا ہوا ہوں دروازہ پشت قلعہ کا کھلا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ قلعہ اور قلعہ شہید
 قلعہ سلمی دروازہ پر مقابلہ ہوں تو بس حریف قلعہ میں طعن آیا ہے بھانسنے والے اور قلعہ سے بھاگے بس شاہزادہ
 نے عیار سے کہا کہ چلو اس قلعہ کی کیفیت دیکھیں یہ قلعہ کیسا ہوا اور کون اس قلعہ کا حاکم ہے یا خدا پرست
 ہے یا اور کوئی مذہب رکھتا ہے اگر وہ ملو میں رکھتا ہے تو مثل ان سب کے سلو بھی مسلمان کہیں و زوریا
 رہیں کہ اس قلعہ کا کیا نام ہے اور حاکم قلعہ کیا اسم رکھتا ہے یا کیا ہے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ شاہزادہ نے

مرکب اسی سمت کو اٹھا دیا پس عیار بھی اٹھ کر اور رکاب پر ہاتھ رکھ کر جلا شاہزادہ راہ طو کر کے داخل قلعہ ہوا دیکھا کہ قلعہ بہت بڑا عمارات وسیع مکانات رفیع ہیں بہت آباد تھا مگر کسی شہب سے ویران ہوا انسان کا نام تک نہیں ہو دروازے مکانات کھلے ہوئے ہیں سب مال و اسباب پڑا ہوا ہے جا بجا لاشیں پڑے ہوئے ہیں کسی کا سر کاٹا ہوا ہے کوئی سینہ فکا ہے کسی کا شکم چاک ہے کوئی تلوار سے مجروح ہوا ہے کوئی نیزہ سے عرض کہ ہر مقام پر لاشوں کا انبار ہے ہر گلی کوچہ خون سے گلنا ہے ہر طرف درو دیوار پر خون کی چھینٹیں پڑی ہوئی ہیں مرد تو مرد عورتیں بھی ذبح کی ہوئی پڑی ہیں طفلان خرد سال کے الگ لاشیں پڑے ہیں بڑا معرکہ ٹرا تھا کسی ہر جرح نے اہل قلعہ پر ظلم و ستم کیا ہے یہ امر ضرور ہے کہ سب حسین و خوبصورت تھے چہرہوں سے آثار اسلام ظاہر تھے شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ قلعہ اب مسکن زراغ و زرعن ہو رہا ہے ہر طرف صدائے ہوم آرہی ہے پس شاہزادہ اس قلعہ کی تباہی کو دیکھتا ہوا اور کف افسوس ملتا ہوا حالت پر اہل قلعہ کے تاسف کرتا ہوا عیار سے یہ کلمہ کہتا ہوا کہ کسی ظالم اظلم نے اس قلعہ کو تباہ و برباد کیا ہے ایسے وقت اپنی آہ پڑا ہے کہ نہ تو بیچارے مال و اسباب لے کر بھاگ سکے نہ اپنی جانیں بچا سکے ایسی ایسی باتیں کرتا ہوا حالات قلعہ دیکھتا ہوا چلا جاتا ہے جدھر کو گاہ اٹھ جاتی ہے سو اسے ویرانی اور لاشوں کے کچھ نہیں نظر آتا ہے یہاں تک کہ قریب عمارات شاہی کے پہونچا اس کی حالت سب سے زیادہ تباہ پائی سناٹا سا ہو رہا تھا نہ کوئی حاجب تھا نہ دربان سوائے حسرت و ماتم کے وہاں ہر خزانہ لاشیں پڑی ہوئیں تھیں تمام درو دیوار خون سے رنگین تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ اپنے مالک اور ملکین کے رنج و غم میں خون کے آنسوؤں سے روئے ہیں شاہزادہ اندر عمارات شاہی کے آیا دیکھا کہ عمارات وسیع ہر مکانات رفیع ہیں صناعات چاک دست تے بنائے ہیں خوب خوب نقش و نگار سے مزین کیا ہے ہر قسم کا سامان موجود ہے مگر بے سود ہے اس سامان و حالات مکانات سے ظاہر ہوتا تھا کہ ضرور یہ کسی شوقین و جوان کے رہنے کا مقام ہے ہر طرف طاقون پریشیشہ ہائے شراب رکھے ہوئے تھے سب مکانات چھت پر وہ سے آراستہ و براستہ تھے باغ بھی خوشنما تھا مگر ہر طرف خاک اڑ رہی تھی ہر روش پڑی مثل زلف معشوقان پریشان تھی شمشاد بکھر سکوت ایک طرف کھڑا تھا نرس حیران وارد دیکھ رہی تھی منہ پریشان سر مارے صدمہ کے پاگل تھا نہر کا عجب عالم تھا کہ رومالی موقوف مثل چشمہ ہائے عمدیدہ کے لبریز حباب بھوٹ بھوٹ کر حالت تباہی باغ پرورد ہے تھے پر بلبلیں و فاختہ کے جا بجا پڑے تھے بجائے بلبلوں و فاختہ و قمریوں کے زراغ و زرعن نے اشیائے بنائے تھے غرض و نگار عمارت مرفیع ابابیلوں کا مسکن تھا پس یہ حالت دہان کی دیکھ کر شاہزادہ کو طرہ صدمہ ہوا جسے عرضتک لعالم سکوت کھڑے ہوئے دیکھا کیے اور کف افسوس ملا کیے آخر صبر نہ ہو سکا یہ چند شعروہان کی حالت کو دیکھ کر زبان پر جاری کیے نظم

<p>ایک قلعہ تھا وایا اولی الابصار پڑھو جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باغ و دھار شاخ گل زلف سر سبز و شکم نشیون تھا دام کبھی گل بھندی کا عالم بھی لاکہ کی ہمار جن پر رہتا تھا پر نرادرے تھے چہر کا عکس ہیں خیابان میں زراغ و زرعن کے کنار قصر کو جاتے دو باغ و نگر دہانے دیکھ نہ کوئی دوست نہ مونس کوئی ہر غم خوار</p>	<p>تاہم کہ حسرت فرزند ورن و نہر و عیار اس مکان میں کبھی دربار رہا کرتا تھا عیش عشق کا یہاں گھر تھا ہر سو بازار باریان تھا نہ خزان کا کوئی موسم میں واہ ری تیری تنگ نظری باین غر و دھار ٹھوسے سقف میں ہیں لاکھوں ابابیلوں مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار سینہ پر نہر تباہ و بلب مسکوت</p>	<p>ایک قلعہ تھا وایا اولی الابصار پڑھو جلوہ فرما تھا کوئی خسرو باغ و دھار شاخ گل زلف سر سبز و شکم نشیون تھا دام کبھی گل بھندی کا عالم بھی لاکہ کی ہمار جن پر رہتا تھا پر نرادرے تھے چہر کا عکس ہیں خیابان میں زراغ و زرعن کے کنار قصر کو جاتے دو باغ و نگر دہانے دیکھ نہ کوئی دوست نہ مونس کوئی ہر غم خوار</p>
--	--	--

مردہ ترکیب نہ وہ ٹخنہ وہ رنگت وہ حسن
نہ وہ آنکھیں نہ نقشہ وہ طرز رفتار
نہ وہ چھین تگین نہ خود آرائی ہی

کے بھائی لاہور پہ چند شعر جوین نے پڑھے یہ اس وقت کے سب جانی تھے اور یہ حالت دیکھ کر یہ شعر یاد آئے اب
برمان سے چلو کیونکہ یہاں کی حالت کو دیکھ کر طبیعت پریشان ہوتی ہے نہ معلوم کون لوگ اس قلعہ میں رہتے تھے
کہ جن پر یہ آفت نازل ہوئی اور سب کے سب تباہ و برباد و قتل و غارت ہوئے چلو آگے چلین شاہد کوئی مل
جائے تو اس سے اس قلعہ کی تباہی کا حال دریافت کریں بس شاہزادہ غبار کو لے کر اس مقام کے باہر آئے
انہوں نے کتان ایک طرف کو چلے کوئی مقام لاشوں سے نکالی تھیں بلا لطف یہ بڑے ہو جو آگے بڑھتے جاتے
ہیں وہ وہ زیادہ لاشیں ملتی ہیں یہاں تک کہ تمام بازاروں کو اسی طور سے آراستہ پایا مگر صاحب مال کا نشان نہ
تھا اس قلعہ میں سوائے مردہ کے زندہ کا نشان نہ تھا کوئی ذی حیا نہ نظر نہ آتا تھا کہ اس سے حل دریافت
کیا جائے اب جو دیکھا قلعہ کو خوب سببان جنگ سے آراستہ پایا ہر ایک سامان جنگ زمین سے ہر مقام پر موجود
تھا در قلعہ وزیر فیصل قلعہ ہزاروں لاشیں آلودہ بچاک و خون پڑیں تھیں یہاں پر خوب تلوار چلی تھی بس
شاہزادہ آہ ناعبوا پڑھتا ہوا بیرون قلعہ آیا دیکھا خدی لبر نہ رہی پانی سے پلغختہ خندق پر رکھا ہوا ہی برتن
قلعہ لب خندق لاشیں پڑی ہوئیں ہیں بس شاہزادہ مل پر گئے اس پار آیا اب کیا دیکھا ہے کہ صحرائیں کو شکار
کے سوائے لاشوں کے کچھ نظر نہیں آتا ہے وہ صحرائیں لاشوں سے بھرا ہوا ہے ایک سمت چند خیمہ جگے ہوئے
اور تلواروں سے ٹکڑے کئے ہوئے پڑے ہیں یہ معرکہ دیکھ کر شاہزادہ کو بڑی حیرت ہوئی اور غبار سے کہا کہ
واقعی بہت بڑا معرکہ پڑا اہل قلعہ خوب لڑے معلوم ہوتا ہے انداز سے مگر حریف زبردست تھا آخر کو اہل قلعہ
نے شکست کھائی اور بھائی کس سے یہ حال دریافت کریں کیونکہ یہ معاملہ ہر کوئی نظر نہیں آتا سوائے
لاشوں کے غبار سے عرض کیا کہ میں خود حیران ہوں کہ یہ کیا معاملہ ہے شاہزادہ یہ غبار سے جواب دیا کہ اور
کے گردانہ ہوا یکا یک شاہزادہ کی نگاہ جو بڑی دیکھا کہ ایک زن پیر زال خمیدہ پشت مثل ہلال
مگر جہرہ اسکا ماتہ کمال بال سر کے سفید جہرہ سے اتار بزرگی ہویدانا قصیدہ سے شرافت و بجا بت پیدا
باس سیاہ پینے ہوئے ان لاشوں کے درمیان میں بیٹھی ہوئی ایک ایک لاش پر رو رہی ہے روئی
جاتی ہے اور حیران ہو ہو کر ادھر ادھر دیکھتی جاتی ہے کبھی سر اٹھا کر طرف آسمان کے دیکھتی ہے اور آہ اس
طرز سے کرتی ہے کہ آسمان ہل جاتا ہے یہ جو شاہزادہ نے ملاحظہ کیا غبار سے فرمایا کہ چل کر اس پیر زال سے
دریافت کریں طریقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کشتگان ہلاکی عزیز تر قریب ہے اس سے حال معلوم ہو جائے
غبار نے عرض کیا کہ قسم اللہ کشریف لے چلے بس شاہزادہ مرکب پر سے اتر غبار نے مرکب کی ہانک
بٹھالی شاہزادہ ان لاشوں کو طے کرتا ہوا اس پیر زال کی طرف چلا جب قریب پہنچا تو شاہزادہ نے
دیکھا کہ وہ پیر زال روئی جاتی ہے اور یہ کہتی جاتی ہے کیوں او سپہ غدار فرقہ انداز یہ کیا حرکت کھتی کہ
جگہ اس پر نہ سالی میں یوں برباد کیا میرا سپہ غزیروں کے ہمراہ رہنا و براحت بسر کرنا مجھ کو بہت ناگوار
ہوا کہ ایک ظالم غدار کے ہاتھ سے اس قلعہ کو تباہ و برباد کیا میرے غزیروں کو قتل و غارت کر دیا جو کہ
زندہ باقی ہیں وہ اپنے سے تید اٹھا رہے ہیں اور جفا سے قتل انکو اٹھانا پڑے گی ای سپہ غدار اب تو
میرے حال پر رحم تھا اور ایسی گردش کر کہ وہ شہر بار شریف لائے جو کہ اس ظالم کو اگر سزا دے اور
ان اسیران ہلا کو رہا کرے مجھ کو تو انتظار کرتے ہوئے اس شہر بار کا بہت عرصہ ہوا اگر میرا خواب
رویائے صادقہ سے ہے تو اسکا برعکس پردہ خیب سے ظہور ہووے گا کیا وہ شہر بار عالی وقار اس وقت

لئے گا جب وہ دونوں جام مرگ سے سیراب ہو لیں گے اور فلک ناہنجار کیا ابھی تیار ہم سب پر ظلم و ستم کرنے
 سے جی نہیں بھرا اسے یہ تو بہت تو پہونچا اب تو رحم کر تو غلام سفلہ پرور پر تیرے زمانہ میں شرفا و نجبا کو سوائے ظلم و
 ستم سمجھنے کے دوسری راحت نہیں نصیب ہوتی کہ تیرے زمانہ میں کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو خون دل و لخت
 جگر دکھاتا ہو یا نہ پتہ ہو تیرے ہاتھ سے تو نے ایک اپنی چال میں ایسے شاہان الوالعزم و خسروان یا
 حشم کو غارت کیا اور تباہ کیا کہ بعض کو نان شبینہ کا محتاج کیا اور بعض کو ایسا برباد کیا کہ انکا نشان قبر تک باقی
 رہا تیرا ہمیشہ سے یہی کارخانہ ہے ہر ایک کے زبان پر تیرے ظلم و بدعت کا فسانہ ہے جیسا کہ ایسے بادشاہ کو صفی کی
 کے ہاتھ سے برباد کرا یا تیرے ہی دور میں شہزادے کس حسرت و یاس سے و محنت و مشقت سے باغ بنوایا
 اسکی سیر اسکو نصیب نہ ہوئی تیرے دور میں جو کہ بندگان خاص خدا تھے اور ہیں ہمیشہ پریشان رہے اور جو ر
 ستم اٹھا کر اس خلق سے کئے تو نے انبیاء و اوصیاء کے ساتھ کیا کیا وہ بھی تیرے شکاری رہے اور تیرے ستم خیز
 بس اب تو میرے محل پر رحم کر مجھ میں اب طاقت تیرے ستم اٹھانے کی نہیں ہے کہ میرے قلب و جگر میں
 اب جگہ ہے کہ میں عزیزوں کی مفارقت و جدائی کے داغ کی برداشت کروں یا تو مجبور میں کیا پیوند کرنا یا میرے
 حال پر ترس رکھا کر صورت شاہد آرزو کی آئینہ امید میں دکھانا کبھی وہ پیر زال طرٹ آسمان کے منہ کر کے یہ کہتی
 ہے کہ اے کریم کارسار وای رب بے نیاز اب میرے حال پر رحم فرما اور اس بلا و آفت سے نجات عطا فرما
 کہ میں اپنی آرزو کو موافق اپنے خواب کے اور بموجب ارشاد بزرگان دین کے ہو بخون یا ملک الموت کو
 حکم فرما کہ میری وہ آکر روح قبض کرے تجھ سے اب یہ سختی ٹھہر نہیں سکتی ہے حکم دے اپنے بندہ خاص کو کہ
 وہ آکر اس ظالم کو سزا دے اے میرے خالق اب مجبور فرما سیاہ نہ دکھانا اب مجھ کو میرے وارث و فرزند کے غم
 میں نہ رولانا اگر انکی قضاء آئی ہے تو پہلے میری روح قبض فرما کہ میں اُنکے مرنے کی خبر نہ سنوں اب تو ان سب
 سے ایذا سے قید نہیں اٹھائی جاتی ہر مین نے سنا ہے کہ اس ظالم نے اُن سب کو برائے قتل طلب کیا ہے اے
 کریم ابھی تک وہ شہر یا زمین آیا کہ جسکا وعدہ بزرگان دین نے مجھ سے خواب میں کیا تھا کہ تو طہر انہیں
 ایک شاہزادہ آکر تیرے حضور و فرزند کو اس بلا سے نجات دے گا اور اس ظالم کو اس ظلم و ستم کی مین کرے گا
 میں تو ابھی وعدہ کی امیدوار ہوں کہ وفا فرما تو صادق الوعد ہو تو اپنا فضل و کرم میرے شامل حال کر بھی کہتی تھی
 کہ اے شہید خدا آپ شہیدت لائیے اس بلا سے مجھ کو بچائیے زور اسدا لکھی دکھائیے آپ نے تمام انبیاء
 یا سالت کی ملک فرمائیے کبھی بھی ہوا اے کریم برحق تو نے اس سے حضرت خلیل اپنے نبی کو نجات دی
 شکم حوث میں یونس امان دی ہے نجمہ شیر سے سلمان کو بچایا اب مثل ان سب کے میری بھی ملک کریم
 سب کچھ تیری بندگی کرنے والی ہیں تیری ماننے والی ہیں اب ظالموں نے بہت سزا اٹھائی ہے انکو سزا
 دے یہ کہتی ہے اور روتی ہے اشکوں کا تار بندھا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دو دریا سے ہیں کہ جوش مار رہے
 ہیں بس شاہزادہ کو اسکی یہ حالت دیکھ کر ترس آیا اسکے روئے پر دل بھرا یا لگے ضبط کر کے اور قریب
 جا کر فرمایا کہ اے درد و غم کی مبتلا وای گزشتہ صدمہ بچ و بلا نہ اسراٹھا کر میری طرف دیکھ اور مجھ اپنی نصیب
 کا حال بیان کر کس بلا میں مبتلا ہے اور کس ظالم نے تیرے اوپر اس پرانہ سبائی میں ظلم و ستم کیا ہے تو کہ تیرے
 عزیز مارے گئے اور کیونکر تیرے وارث قید ہوئے کس کا انتظار کر رہی ہو کس بندہ کا خاص خدا کی منتظر
 ہے کہ وہ آکر اس بلا سے نجات دے گا تیرے درد و یاس کی باتوں نے میرے دل کو بے چل کر دیا ہے تو
 میرے اوپر بخونی ثابت ہو گیا کہ تو خدا پرست ہے اے ضعیف و ناتوان اپنا منہ سے بیان کر میں بھی اس خدا
 برحق کا ایک اذنی بندہ ہوں اس رب جلیل کا ایک عبد ذلیل ہوں شاید کچھ مجھ سے تیری ملک ہو سکے

تیری تقریر و دھم نے میری رگ دل کو توڑ دیا یہ جو شاہزادہ نے فرمایا اس مبتلا سے رنج و الم نے یہ صدائے سر اٹھا
اور دیکھا گیا نظر آیا کہ ایک آفتاب عالم تاب میرے سر پر طالع ہوا جو تخت خواہیدہ میرا جاگا ہو دل سے گہرا
لے تیرا تخت خفتہ بیدار ہو گیا قسمت نے پادری کی خداوند کریم نے تیری فریاد رسی کی اپنے بندہ خاص
تیری لک کے لیے بھیج دیا بس اس پر زال نے دیکھا کہ ایک جوان رعنا چہرہ مثل آفتاب کے روشن زلفین
دوس پر پڑی ہوئیں قد لوٹہ سا ہاتھ پاؤں خوبصورت از سر تا پا نور کی صورت آلات حرب و ضرب سے آراستہ
عقب میں اس کے ایک شاطر بہت خست و چالاک مرکب کی باگ پکڑے ہوئے کھڑا ہو بس یہ شاہزادہ کو
دیکھ کر خوش ہو گئی گو پہچانتی نہ تھی یہ جانتی تھی کہ یہی میری مراد کو پورا کرے گا اسی کا خواب میں بزرگان دین
نے اقرار کیا جو اسی جوان کے آنے کا امیدوار فرمایا ہو مگر اس پر بھی شاہزادہ کو دیکھ کر اس کے قلب بھور
لو خیلے تسکین ہوئی اور سر اٹھا کر کہا کہ اے جوان میں اپنی مصیبت رنج و غم کیا بیان کروں میری وہ مصیبت
کہ سننے والے کو تاب و ضبط نہیں رہتی ہو تو سن سکے گا یہ وہ نساء رنج انگیز و متنہ بنا خیر ہے کہ جس کے
پن کر نے کی میرے قلب میں طاقت نہیں ہو زبان میں گویا بی نہیں شاہزادہ نے فرمایا کہ اچھا کچھ تو
بیان کرو تا کہ ہم بھی تو آگاہ ہوں شاید کوئی کام بکھارا ہم سے حل ہو اسے رو کر جواب دیا کہ اے جوان تو اس
عالم میں اپنے کو نہ مبتلا کر دے آگاہی اسی طرف چلا جا کیوں اپنی راہ کھوئی کرتا ہو کیوں میری مصیبت کو سننے
پنے کو مبتلا سے رنج و غم کر کے گامیرے اوپر وہ مصیبت پڑی ہو کہ اگر بھاڑ پر پڑے تو وہ ٹکڑے ٹکڑے
ہو جائے اگر رات پر پڑے تو مہڈل بروز ہو جائے یہ میرا ہی مطلب و جگر ہے کہ میں برداشت کر سکتی ہوں
اور کیا کوئی برداشت کرے گا شاہزادہ نے ارشاد کیا کہ اے نفعیہ میں اسی کام کے لیے صحرابھرا جنگل جنگل
پر گیا ہوں کہ جو فریاد رس و گرفتار بلائے اسکی داد رسی کروں تاکہ خداوند کریم مجھ سے خوش ہو اور میرے گناہوں
و معاصات کے جھگڑے سے اپنے پیدا کرے والے کی کہ بیان تو کرتا کہ میں بھی تو سنتوں جب اس طور سے شاہزادہ
نے فرمایا تو اس نے کہا کہ اے جوان میں اس گردون غدار و زمانہ ناہنجار کے ہاتھوں اس بلا میں مبتلا ہوئی ہوں
و دونوں کو ہمیشہ اسی امر کے ذریعے رہتے ہیں کہ کسی کو تباہ کریں اور کسی کو برباد داخل فلک نقرہ انداز و زمانہ ناہنجار
کا یہی وتیرہ ہے کہ صاحبان لیاقت و اہل خاندان کے غارت کی فکر کیا کرتے ہیں اور ان پر ہمیشہ ظلم و ستم
کے ہاتھوں سے ہوتا ہے اور جو کم یا یہ اور ظالم ہیں انکی شرارت کرتے ہیں بس اس فلک نے مجھ کو مبتلا
کے صدقات کیا راحت و آرام ہم سب کا اس سے نہ دیکھا گیا بس اسے نقرہ اندازی کی بعض کو قتل کرایا اور
بعض کو تباہ کیا اور اب جو باقی ہیں وہ اس کے ہاتھوں سے ایدے قید اٹھارے ہیں اور ادھر ادھر تباہ پھر رہے
ہیں بس یہ چند شعرا سے بدعنوانی اور اپنی حالت کے بیان میں سناتی ہوں شعرا پر ہنہ خاں پر جھگڑا ہے
نشت میں + خان کے سر پر کرے دامن گل کا سا کبان + ہنس کو موتی چکاتا ہے صدائے بے تمیز + پوست
چنے پر ہما کا دسے کے نشت استخوان + ابر کو ہر بار کو برسے دشت پاس پر + خشک رکے فرزند امید پر
و جوان + تا کہ کجایے بیان اس سفلہ و نکامراج + اک وتیرے پر نہیں گاہے چنین گاہے چنان + بس
کہ شرف و نجابتیں انکی بربادی کی فکر میں رہتا ہے کہ انکو تباہ کر کے در بدر خاک بھر دے اور ایسا برباد
روں کہ پھر نہ آباد ہوں اے جوان یہ جو سامنے قلعہ نظر آتا ہے یہ کل تک ایسا آباد تھا کہ شاید کوئی مقام
باد ہو گا آج ویران ایسا ہوا ہے کہ شاید کوئی اس طور سے ویران ہوا ہو گا بموجب شعر کل چمن میں
طرت تھا آشیان عند لب + آج جو دیکھا ہے یا کچھ نشان عند لب + باغبان لے رحم سے رو رو
کے یہ میں نے کہا + کچھ پتا گل کا بتا اور دے نشان عند لب + سنتے ہی چمن سے بھونکے لایا دم کبلا

والیان سوطی ہوئی اور استخوان عند لیب پدین اس آفت میں مبتلا ہوں کہ جس سے نجات پانا غیر ممکن ہو
بقول میر درد ربا عی احوال دردیہ دردیہ سے کھونا معلوم ہونا لالہ جگر سے دافع دھونا معلوم ہونا گلزار جہان
نزار پھولے لیکن پدینے دل کا شکستہ ہونا معلوم ہونا پس اس بلا سے نجات ملنا غیر ممکن ہو پس اس قدر
میری حالت کافی ہو جو کہ بیان کی میں تو یہ خیال کرتی ہوں کہ اپنے کو ہلاک کروں چھ لگا کر مر جاؤں تو بہتر
ہو گا اس در بدر پھرنے اور پردہ وری کے ہوتے سے بموجب شعر کھاکے چھ مر ہوں یہ جی میں ہو پھر میریت
ہو تو پھر اسی میں ہو تاکہ پردہ توڑ دھک جائے مگر اس سے بھی مجبور ہوں بقول سے زمین تخت آسمان
وورہین تو ایسی سخت جان ہوں کہ مرنے بھی نہیں اور ایسی بد کردار ہوں کہ موت بھی نہیں پوچھتی ہو اور اس قدر
سخت جان ہوں کہ مجھ کو موت نے بھی نہ پوچھا بموجب رباعی کیا کروں شرح سخت جانی کی پدینے مرنے کے
زندگانی کی پد حال بدلتی نہیں اپنا اب بھی پوچھا تو مہربانی کی پد شاہزادہ نے ارشاد کیا کہ چہ امر تو ضرور
ہو مگر بندہ کا کیا زور ہو جب تک نصیبا نہیں آئی ہو اس وقت تک لاکھ تندر کرے مگر نہیں سکتا ہو اور
ہر رنج کے بعد خوشی ہوتی ہو اور ہر خوشی کے بعد رنج و ہر راحت کے بعد تکلیف و ہر تکلیف کے بعد
راحت کوئی ایسی بلا نہیں ہو کہ جو دفع نہ ہو کوئی جلدی دفع ہوتی ہو کوئی دیرین دافع البلیات ہو اور
جامع التفرقات ہو پس اس سے امید نہ کی اور بہتری کی رکھنا زیبا ہو وہ خالق یکتا ہو کوئی نہ کوئی صورت
اس بلا سے نجات دینے کی نکالے گا اُسکی درگاہ سے ناامید نہ ہونا چاہیے بموجب شعر اُسے فضل کرتے
نہیں لگتی بار نہ ہو اُس سے مایوس امیدوار نہ پس تم اپنا حال تجھ سے مفصل بیان کرو تاکہ میں چھ تندر
کروں اُس پیر زال نے جواب دیا کہ اے جوان تفصیل اس اجمال کے یہ ہو پہلے ایک شعر سودا کا شجاعت
قرائے پھر میں اپنا حال بیان کروں گی شعر فی بیل حمین مگر کل نو میدہ ہوں پدین موسم بہار میں شاخ بریدہ
ہوں پد ابھی ابھی کچھ زمانہ نہیں گزرا کہ ہمارے وارثوں کے ہمارے گردن زدنی ہوتی تھی ہمارے وارثوں کا
گز و سکہ اس قلعہ میں جاری تھا ہمارے وارث شاہی کرتے تھے ہزاروں خدمت کار و خادم ہمہ وقت
خدمت میں موجود رہتے تھے ہر ایک کو یہی خیال تھا کہ کوئی امر ایسا نہ ہو کہ مالک کے ناگوار ہو ہزاروں
خواہشیں و مصائبیں ہمہ وقت خدمت میں حاضر رہتی تھیں یا وہی ہم ہیں کہ اس جنگل میں تین تین دن
سیر کرتے پھرتے ہیں اور ایک ایک لاش پر روئے پھرتے ہیں کوئی خبر نہیں لیتا ہو یہ زمانہ کی خوبی ہو بموجب
شعر جب کہ ہم گل سٹے تو لگتے تھے ہزاروں گلے جب سے ہم خار ہوئے سب سے کنارے تی بھلے
تباہی جو آئی قلعہ برباد ہوا غرور و اقارب مارے گئے مال و اسباب گٹ گیا جو وارث تھے وہ قید
ہوئے پس اب کون خبر لے جائے مر جائیں جائے زندہ رہیں اے جوان خلد و ندر گریم تیری عمر میں ترقی
عطا فرمائے مرتبہ اعلیٰ کو پہونچائے تو نے اتنا تو کیا کہ خبر تو پوچھی دل جوئی کر کے ورنہ ہر سون سے کوئی
اتنا بھی نہ تھا کہ دل جوئی کرتا تین تھی یا یہ صحرا تھا اور یہ لاشیں یا وہ مقام تھا کہ جہاں وارث قید ہیں
اب میری حالت کو بکوش سماعت فرما کہ یہاں سے ایک مقام بہت پر از آب و گیاہ ہو وہاں پر
ایک طلسم ہے کہ اسکو طلسم نور آکین کہتے ہیں اس طلسم میں ساحر رہتے ہیں وہاں کا بادشاہ و
حاکم حسین الزمان ہو کہ جو کہ تدا سے کو خدا کہتا ہوا ہو اور دعویٰ خلائی کرتا ہو اسی طلسم کے
تعلق ایک اور مقام ہے کہ اسکا نام ضنم کہہ آذری ہو وہاں کا بادشاہ نو ذرا ورنہ کشتیگن تھا
پہلے وہ مقام طلسم سے الگ تھا وہ مدالعینی نو ذرا ورنہ کشتیگن مرو با خدا مسلمان و نذر تھا
مگر عامل زبردست و مجملے بدل تھا اسنے اس مقام کو آباد کیا تھا اور بادشاہت کرتا تھا اپنا عبادت گاہ تیار کیا تھا

نمرد عمل کے بہت کثرت و شہرت ہم پہونچائی تھی میرا شوہر کہ جس کا نام حشام شہر شکار تھا اس مرد با خدا کا چچا اڑا
بھائی ہر جو کہ اس وقت ایک ظالم کے قید میں بے گناہ قتل ہوا اور بین بد نصیب و بد بخت اس کے قید ہونے
نے آوارہ پھر رہی ہوں اور کوئی میری کفالت نہیں کرتا ہوں تو ذرا اور رنگ نشین نے اپنے
بھائی حشام کو یہ قلعہ جو کہ سامنے ہوا اسکا حاکم کیا کہ جس قلعہ کا نام حشام شہر شکار تھا اس مرد با خدا کا چچا اڑا
نے اس عدل و داد کے ساتھ حکومت کی کہ سب اہل قلعہ خوش ہوئے اور سب اہل قلعہ خدایہ رست
تھے میرا شوہر ہر سال نو ذرا خراج بھیج دیا کرتا تھا وہ بھی بہت خوش تھا تو ذرا صنم کدہ آذری میں رہی حکومت
کرتا کہ کیا کوئی حکومت کرے گا اس عدل و انصاف کے ساتھ جیسی نو ذرے کی اور نو ذرے اپنے نام
کے چند دن لیکر تمام کام تمام صنم کدہ آذری رکھا تھا ایسے انصاف کے ساتھ حکومت کی کہ لوگ عدل
نوشیروان کو کھول لئے بہت عرصہ تک وہ بادشاہ رہا باوجودیکہ چھوٹی سی سلطنت تھی مگر ایسا رعاب
و داد تھا کہ کسی اہل ظلم کی جرأت نہ ہوئی کہ اس پر قبضہ کرے باوجود مساحر ہونے کے اسی حسرت
میں رہے اور بلکہ نو ذرے ہمیشہ خوف زدہ رہتے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ یہ ظلم پر قبضہ کرے تو اس کی
طاعت کرتے تھے کہ تحفہ و تحائف ظلم سے آنے تھے باہم رسم و راہ و اتحاد و دوستی تھی ہم اس
قلعہ میں نو ذرے کی طرف سے حکومت کرتے تھے میرا شوہر بڑا درجہ جری اور بہادر ہوا اسنے کئی ملک اپنے
توٹ بازو سے فتح کیے اور اس قلعہ سے متعلق کر لیے ایک فرزند میرے یہاں پیدا ہوا کہ جو حسن بین باہ
ہمارے سے زیادہ تھا اور زور و طاقت میں رستم و اسفندیار سے زیادہ بس ہم دونوں زن و شوہر
اسکو دیکھ کر خوش ہوئے تھے یہاں تک کہ وہ جوان ہوا ہم نے اسکا نام صفدر شیر دان رکھا تھا
بھی باپ کے ساتھ حکومت کرتا تھا اسی طور سے چندے زمانہ گزرا کہ نو ذرا اور رنگ نشین نے
انفصاف کی اس جہان فانی سے طرف عالم جاودانی کے رحلت فرمائی ایک دختر خرد سال نام
ملکہ ناوک تھیں جو کہ حسن و جمال میں اپنا مثل و نظیر پر وہ دنیا پر نہ رکھتی تھی اور ایک پسر سلیم نام
جو کہ خرد سال تھا گروہ بھی خوبصورت تھا اور ایک زوجہ کو چھوڑ کر ہم سب نے جب یہ خبر پائی
نورادمان کے اس مرد با خدا کو غسل و کفن دے کر دفن کیا اس مقبرہ میں جو کہ انھوں نے تعمیر
کیا تھا جب دفن کر کے پھرے دروازہ جو اس حجرہ اور مقبرہ کا بند ہوا پھر نہ کھلا لاٹھ لاٹھ تدبیر کی خیر
جب انکے فاتحہ وغیرہ سے مہلت ملی ہم لوگ تو اپنے مقام پر چلے آئے چونکہ فرزند و دختر و لون خرد
سال تھے انکی زوجہ کو وہاں کا حاکم کیا ہم جب چلے آئے یہ خبر جو ظلم میں پہونچی وہ لوگ تو
اس روز کے امیدوار تھے اور اس آرزو کے خواستگار تھے یہ خواہش تھی کہ کسی طور سے یہ مقام
بھی ہمارے قبضہ میں آجائے کیونکہ مقام نفیس و شہر وسیع بہت ہی ایک مرحلہ ظلم کا قرار پائے
مگر یہ سبب نو ذرا اور رنگ نشین عامل یا عمل کے خوف کے قابو نہ چلتا تھا اب جو وہ درے
بس مقام دربار رست ایک سا خزر برد رست اس ظلم سے یہاں آیا اور اسنے اس مقام
پر قبضہ کر لیا وہ سبب خوف اہل ظلم کے کہ وہاں مساحران زبردست ہیں اس مقام کو شامل
ظلم کیا اور ایک مرحلہ اسی ظلم کا قرار کیا یہ مقام یعنی صنم کدہ آذری بھی مرحلہ ظلم اور کین
ہو گیا اسکا خراج و باج وہاں جائے لگا مقام خود بادشاہ بن بیٹھا چونکہ زوجہ نو ذرا جوان اور
خوبصورت تھی مقام اس پر عاشق ہوا اس دن نیک و پار سا ہے وصل کا خواستگار ہوا
اسنے نہکار کیا اور اپنی عصمت بچانے کی اور مقام کے ظلم و بدعت سے

اپنے کو بچایا اور اسکی رخنہ اندازی سے محفوظ رہی اسکے بدعت و دست ظلم سے اپنی ابرو لون بچائی اس وقت قہر مقام نے لاکھ لاکھ تدبیر کی کہ اس لاش کو بھی اسی مقبرہ میں دفن کرین مگر ممکن نہ ہوا اور وہاں نہ کھلا سحر بھی کیا کچھ سحر نے اس عمارت پر اثر نہ کیا آخر ناچار ہو کر اور مقام پر دفن کیا ہم کو اس حال سے خبر ہوئی مگر بہ سبب خوف مقام کے ہم کچھ نہ کر سکے دوسرے یہ خوف ہوا کہ اب اہل طلسم اسکے شریک ہیں وہ ساحر ہیں اور یہ بھی ساحر اور ہم غیر ساحر کیوں نہ مقابلہ کر سکتے ہیں ورنہ میرے شوہر کا قصہ ہوا تھا کہ اس ستر لڑکر اور شکست دے کر یہ مقام اپنے قبضہ میں کر کے مگر بہ سبب خوف سحر کے کچھ نہ کر سکا ان دونوں لڑکوں کو یعنی دختر و فرزند کو مقام نے اپنا فرزند و دختر قرار دیا اور انکی پرورش کرنے لگا اور تمام شہر میں دین دریا پرستی کو رواج دیا اور اپنے سحر و ساحری کے سبب سے اور بہت سے نیرجیات و عجائبات اس مقام پر قرار دے چنانچہ وراطرات و جوانب میں جو حاکم تھے انکو نامہ لکھے کہ تم لوگ بھی دریا پرستی اختیار کرو سب نے بہ سبب قہر مقام کے خوف کے دریا پرستی اختیار کی تھی اور دین اسلام ترک کیا بعض دراصل دریا پرست ہوئے اور بعض بتقیہ اس خیال سے کہ شاید پھر زمانہ گردش کرے اور یہاں دین اسلام پھیلے ہم کیوں اپنے کو گمراہ کرین چنانچہ میرا شوہر و فرزند مع کل اہل قلعہ اور جو جو ملک ہمارے قبضہ میں تھے وہ سب تفتہ کر کے دریا پرست ہوئے اسی طور سے خراج دیے جاتے تھے اسی طور سے اہل شہر نے بھی دریا پرستی اختیار کی تھی تب جو کہ سیاہ قلب تھے وہ تو بالکل دریا پرست ہو گئے تھے جو کہ صاف باطن تھے انھوں نے بظاہر دریا پرستی قبول کی مگر باطن میں خدا پرست تھے چنانچہ اسی طور سے ایک زمانہ گذر اذخر نو ذر و فرزند نو ذر سن تیز کو پہونچے قہر مقام نے انکو سحر تعلیم کیا چنانچہ ملکہ و سلیم نے ایسا کمال سحر میں حاصل کیا کہ ساحران طلسم پر فوقی سے لے کر سحر و ساحری میں طاق شیرہ آقاں کہوئے خصوصاً ملکہ ناوک فلن تو اس فن میں اپنا مثل نہ رکھتی تھی اسی زمانہ میں ایک دختر قہر مقام کے یہاں پیدا ہوئی اسکا نام قہر مقام نے ترہہ جمال رکھا اُسنے بھی انھیں دونوں کے ساتھ پرورش پائی تھی اور بہت خوبصورت تھی وہ بھی ساحرہ زبردست تھی مگر ملکہ و سلیم سب دریا پرست تھے چونکہ یہ امر ظاہر نہ ہونے پایا تھا کہ ملکہ و سلیم فلان سے فرزند و دختر ہیں ان کو دونوں پر جو لوگ واقف اس حال سے تھے وہ بہ سبب خوف قہر مقام کے ظاہر نہ کر سکتے تھے قہر مقام نے دوسری یہ تدبیر کی تھی کہ یہ امر بھی نہ ظاہر ہونے دیا تھا کہ ملکہ و سلیم دونوں بھائی بہن ہیں نہ ملکہ اس حال سے واقف تھی کہ سلیم میرا بھائی ہے نہ سلیم اس حال سے واقف تھے کہ ناوک فلن میری بہن بطن و ہم صلب بہن ہیں پس قہر مقام نے کس تدبیر کی کہ ناوک فلن کو اس مقام کا بادشاہ کیا جب سحر میں اسکو کامل پایا اور سلیم کو منتظم ظلم قرار دیا اور اپنی دختر کو وزیر زادی ملکہ کی مقرر کیا پس ملکہ سلیم کو اپنا ملازم اور سلیم ملکہ کو اپنا مالک جانتا تھا اکثر اوقات قہر مقام نے یہ قصد کیا کہ مقبرہ کو کھولے مگر نہ کھلا ایک دن ہم سب کو جو جو کہ خدا پرست باطن میں تھے اور بظاہر دریا پرست اور کل اہل شہر صنم کہہ آؤری کو قہر مقام نے جمع کر کے قصد کیا کہ مقبرہ کو کھولے مگر لاکھ کوشش کی کھلنا غیر ممکن ہوا عاجز ہو گیا اسی شب کو قہر مقام کو خواب ہوا کہ تم بیکار کوشش کرتے ہو اس مقبرہ کا دروازہ نہ کھلے گا جب اس کا وقت آئے گا جب خود خود کھل جائے گا اور بہت کچھ تنبیہ کی اور جو جو لوگ کہ بظاہر دریا پرست تھے اور باطن میں خدا پرست تھے انکے خواب میں خود بادشاہ نو ذر شریف لائے فرمایا کہ تم لوگ

کہ تمام کو منع کر دے کہ وہ اس امر میں کہ نہ کرے دروازہ نہ کھلے گا بلکہ میں نے اسکو خواب میں منع کر دیا ہو مگر میں
 تم سب کو آگاہ کرتا ہوں کہ تم لوگ اسی طور سے اپنے دین و مذہب کو پوشیدہ رکھو اور تم مقام سے ملے رہو ایک
 زمانہ ایسا آئے گا کہ یہاں پھر دین اسلام رواج پائے گا اب تم مقام کے مرنے کا زمانہ قریب آگیا شوہر میری
 دختر ملکہ ناوک فلن کا آنے والا ہے وہ بہت بڑا عالی خاندان ہے اور اپنے وقت کا صاحبقران ہے وہ بدلتا ہے
 حرم غریب کا اور پوتا ہے بدلیع الزمان کا اور فرزند ہے نور الدین عالی شان کا وہ شاہزادہ بہت خوش
 نصیب و صاحب اقبال ہے اسنے لاکھوں طلسم اپنے دست حق پرست سے فتح لیے ہیں وہی اس محل
 پر فوج ہے ورنہ شوہر میری دختر ملکہ ناوک فلن کا وہ طلسم مراۃ العدم کو منسوخ کر کے جو واپس ہو گا مع
 لشکر و سپاہ کے رادہ بھی آئے گا اسکے ہمراہ لاکھوں ساحر و غیر ساحر ہونگے اور ایک شاہزادہ ہو گا طلسم
 فرزند یہ کا جو کہ اکثر یہاں آیا ہے وہ ساحر زبردست ہے اسکا نام مرتخ آفتاب علم ہے اور بادشاہ طلسم
 مراۃ العدم ہے ہمراہ ہو گا بس وہی لوگ اسکو لے کر یہاں آئیں گے براے سیر ملکہ ناوک فلن سے مقابلہ
 ہو گا وہ ملکہ پر عاشق و فریفتہ ہو گا بس ملکہ پر وہ سب حال ظاہر کرے گا اور آگاہ کرے گا کہ تم فلان
 کی دختر ہو تم مذہب اسلام رکھتی تھیں چونکہ تمھارے باپ نے جب کہ تم خرد سال تھیں انتقال کیا
 تھا بس تم مقام سے تم کو پرورش کیا اس سبب سے تم اپنے حال سے آگاہ نہ ہوئیں بس وہ ملکہ کو سب
 حال سے آگاہ کرے گا ملکہ سب حال سے آگاہ ہو کر دین اسلام قبول کر لے گی اسدن بھائی بہن بیٹے
 سلیم میرے فرزند کو معلوم ہو گا کہ ملکہ میری بہن ہے اور ملکہ کو معلوم ہو گا کہ سلیم میرا بھائی ہے بس وہ
 شاہزادہ ملکہ اور سلیم کو لے کر میرے مقبرہ پر آئے گا براے فاتحہ خوانی اسی دن مقبرہ کا دروازہ
 کھلے گا جب فاتحہ پڑھنے والا آئے گا جب مقبرہ کھلے گا اس شاہزادہ کو کہ جس کا نام بدلیع الزمان
 ہو گا اور میری دختر کا وہ شوہر میرے مقبرہ سے ایک صندوق اور ایک وصیت نامہ لے گا اس
 صندوق میں ایک لوح ہو گی کہ جو میں نے اپنے نواسے فاتح طلسم نور آکین کے لیے بنائی ہے الماس
 کی اور ایک وصیت نامہ ہو گا کہ پند و نصیحت اس شہر پار یعنی دختر کے شوہر کو کرنا وہ تحریر ہونی بس
 میں آگاہ کرتا ہوں کہ یا تو اسی دن مقبرہ کھلے گا یا پھر اس دن کھلے گا جس دن میرا نواسہ براے فاتحہ
 میری قبر پر آئے گا اور طرٹ طلسم نور آکین کے براے فاتحی جائے گا اور دروازہ نہیں کھلتا ہے
 اور میں تم سب کو آگاہ کرتا ہوں کہ میری دختر کا عقد بدلیع الملک کے ساتھ ہو گا اور دختر تم مقام
 کا عقد مرتخ کے ساتھ ہو گا بس بطن ناوک فلن و صلب بدلیع الملک سے ایک فرزند پیدا
 ہو گا کہ جو نہایت جری و بہادر ہو گا اور خوبصورت ہو گا وہی فاتح ہے طلسم نور آکین کا اپنی
 نانی کے خون کے معاوضہ میں اس طلسم کو منسوخ کرے گا بموجب میری وصیت کے کہ میں نے
 وصیت نامہ میں تحریر کی ہے اور اسے بائیں پاس ہو گا اور بدلیع الملک اپنے فرزند کو
 بموجب وصیت نامہ لوح الماس دے کر ادھر کو روانہ کرے گا جس تم لوگوں کو لازم ہے کہ تا
 آنے بدلیع الملک شوہر ناوک فلن کے اپنے دین و مذہب کو پوشیدہ رکھو جب کہ وہ
 یہاں آکر ملکہ و سلیم کو مسلمان کر لے اسوقت تم لوگ جو جو پوشیدہ طور سے مسلمان ہیں اپنا
 دین و مذہب ظاہر کریں اور میں سے بسر کریں مگر کل حال خواب کا تم مقام سے نہ بیان کرنا
 حرم اسقدر بیان کرنا کہ ہم نے خواب میں دیکھا ہے کہ کوئی منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم مقام کو منع
 کر دے کہ وہ مقبرہ کے کھولنے کی کو شمش نہ کرے ورنہ ترک اٹھائے گا آئندہ اختیار ہے اے جوان

میرے شوہر سے نو ذرے پہنچی اسی خواب میں کہا تھا کہ میرا نواسہ یعنی رفیع البخت تمہاری ایسے وقت سخت بین ملک کرے گا کہ جب کوئی ملک کرنے والا نہ ہوگا اور وہی زمانہ فتح طلسم ہوگا اسی کے بعد طلسم فتح ہوگا بس مادی جوان جب صبح ہوئی ہر ایک نے اس خواب کو پوشیدہ کیا اور قہر مقام سے صرف اسی قدر بیان کیا کہ ہم نے یہ خواب بین دیکھا کہ کوئی شمع کرتا ہے کہ قہر مقام شہادے کہ وہ مقبرہ کے کھلنے کی کوشش نہ کرے ورنہ رک پائے گا قہر مقام نے کہا کہ میں نے بھی یہ خواب بین دیکھا ہے بس جو جو کافر تھا انھوں نے صرف اسی قدر دیکھا جو کہ قہر مقام سے بیان کیا اور جو پوشیدہ طور سے خدایہرست تھے انھوں نے پورا خواب دیکھا مگر ایک نے دوسرے سے بیان نہ کیا یہاں تک کہ وہ جلسہ برخواست ہوا پھر اس دن سے قہر مقام نے کوشش مقبرہ کے کھلنے کی نہ کی بلکہ اس طرف سے چشم پوشی کر لی سب اپنے اپنے مقام پر چلے آئے میرے شوہر نے مجھ سے مکان پر آکر یعنی اپنے قلعہ میں یہ خواب بیان کیا میں نے بھی بیان کیا بس اس خواب کو دیکھے ہوئے جب زمانہ گذرا اور ہم سب لوگ اسی طور سے مطیع قہر مقام رہے کہ قہر مقام واصل جہنم ہوا اب ملکہ مستقل طور سے بادشاہ ہوئی حکم و احکام جاری کرنے لگی ہم سب نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ ملکہ کو اس حال سے آگاہ کریں مگر ہر سبب خوف ملکہ کے نہ ظاہر کر سکے کیونکہ وہ ساغر زبردست تھیں اس راز کو پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ حسین الزمان ملکہ کی تعریف سننے عاشق ہوا اور پیام وصل بھیجا ملکہ نے ضابطہ طور سے انکار تو نہ کیا مگر حیلہ و حوالہ ڈالا باہم اتحاد دوستی قائم رہا مگر ملکہ کو یہ نہ معلوم تھا کہ حشام حاکم قلعہ صفدر یہ میرا چچا ہے میرے شوہر کو بخوبی معلوم تھا کہ ناولک فلکن و سلیم میرے بھائی کے فرزند و دختر ہیں برابر سال بھر کے بعد خراج بھیج دیا کرتے تھے اور کبھی بھی خود بھی چلے جاتے تھے صرف اس خوف سے کہ ناولک فلکن ساحرہ ہے دوسرے اہل طلسم سے اور اس نے روابط دوستی ہیں ورنہ میرے شوہر ناولک فلکن سے سیاہ و لشکر بین کم نہ تھے نہ مال و دولت میں یہاں تک کہ اسی جوان وہ زمانہ آیا کہ بدیع الملک ادھر کو آئے بڑے مکر کے مرحلہ فتح ہوا ملکہ پر وہ عاشق اور ملکہ ان پر سب راز سر بہتہ ظاہر ہوئے مقبرہ کا دروازہ کھولا بدیع الملک کو لوح و وصیت نامہ ملا ملکہ نے دین اسلام قبول کیا تب ہم سب نے بھی بنیادین ظاہر کیا جو جو کہ کافر ہو گئے تھے سب مسلمان ہو گئے ملکہ کو وہ شہر بار اپنے لشکر بین لے گئے وہاں جا کر ملکہ کے ساتھ عقد کیا ملکہ وہاں سے حاکم ہو کر یہاں آئیں سب بند و بست سابق طور سے کرنے لگیں اسی طور سے حکومت کرتیں تھیں بس سب ملک اسلام آباد تھے سوائے طلسم اور دو ایک شہروں کے اس امر کو چند ہی دن کا عرصہ گزرا تھا کہ شاہزادہ بدیع الملک کو ہمراہ صاحبقران ثانی کے اور طلسمات کے فتح کو روانہ ہوئے اب یہاں ملکہ حکومت کرتیں ہیں اب جب یہ سب اظہار ہوئے تو ہر ایک نے ملکہ سے سب حال بیان کیا اور اپنا اپنا خواب بیان کیا ملکہ کو بڑی حیرت ہوئی چنانچہ جس زمانہ میں شاہزادہ بدیع الملک آئے تھے اس زمانہ میں میرا شوہر علیل تھا اس سبب سے وہ نہیں گئے تھے یہاں بیٹھے تھے سب حال سنائے اب جب ملکہ لشکر اسلام سے واپس آئیں تب گئے اور انھوں نے سب حال بیان کیا تب ملکہ کو معلوم ہوا کہ یہ میرے چچا ہیں بہت عزت ابرو کے ساتھ پیش آئیں جو خرد بزرگوں کے ساتھ برتاؤ

کرتے ہیں اس طریقہ سے گہر میرا شوہر اسی طور سے ملکہ کو اپنا بادشاہ خیال کرتا تھا نا انصاف نہیں تھا بس
جب یہ خبر طاسم بن پہونچی کہ ملکہ مسلمان ہو گئی اور ایک شاہزادہ خدا پرست کے ساتھ عقد کر لیا
بلکہ اس سے حال کیا بھی ہو جب یہ حال حسین الزمان کو معلوم ہوا بہت غصہ آیا بس اسی وقت
سنا جاتا ہے کہ اس نے چند ساحر زبردست طواف مرحلہ صنم کدہ آذری کے روانہ کیے اور انکو حکم دیا کہ
ملکہ کو اسیر کر کے لاؤ اور سلیم جادو کو بھی یہ اسنے کیا حرکت کی مابدولت کی معشوقہ ہو کر اور
یہ حرکت کہ خدا پرست ہوئی اور عقد بھی کر لیا اس ننگ خاندان کیسویں بڑہ کو بین وہ سخت سزا دینا
کہ یاد کر رہی چنانچہ وہ ساحر اسی وقت آکر پہونچے کہ جب ملکہ غافل تھی اور زمانہ وضع حمل قریب
تھا بس ملکہ کو یہ حال معلوم ہوا بہت بریشان ہوئی کوئی تدبیر نہ کر سکی بے دست و پا ہو کر
رہ گئی سوائے اس تدبیر کے کہ بھاگے ملکہ مع چند خواصوں کے اپنے مکان کو ترک کر کے بھاگی اور
سلیم بھی یہ مرحلہ ویران ہوا جسقدر یہاں کے باشندے تھے سب متفرق ہو گئے وہ لوگ جو کہ
ملسم کے بحکم حسین الزمان آئے تھے یہاں سے بے نیل مقصود واپس گئے پھر ملکہ اور
سلیم کا کچھ حال نہ معلوم ہوا کہ ان پر کیا گذری چونکہ ان لوگوں کو حسین الزمان کا حکم تھا کہ
ملکہ و اسلیم کو اسیر کر کے لاؤ اور لوگوں سے کچھ نہ فرما کر نا چنانچہ وہ لوگ چلے گئے نہ باشندگان
مرحلہ سے کچھ تعارف کیا نہ اور اطاعت و جو انب کے عمال کے لوگوں سے بس جب وہ لوگ
چلے گئے پھر سب لوگ اپنے اپنے مقام پر آکر آباد ہوئے مگر نہ معلوم ملکہ پر کیا گذری و سلیم پر
لڑکا کہاں پیدا ہوا بعد تھوڑے زمانہ کے ملکہ و سلیم آکر مرحلہ میں پہونچے اور اسے آنے سے
ہل مرحلہ کو آگاہ کیا یہاں مرحلہ کی حالت خراب تھی کوئی حاکم نہ تھا ملکہ نے آکر بندوبست کیا سب
شوش ہوئے اور میرا شوہر بھی آگیا ملکہ سے ملا حال راہ اور بادی دریافت کیا ملکہ نے سب
حال بیان کیا اور کہا کہ لڑکا راہ میں پیدا ہوا لڑکا بیان کروں کہ کیا گذری قصہ مختصر وہ لڑکا چھوٹ
کیا نہ معلوم شیر کھا گیا یا کوئی اسکو اٹھالے گیا جب ہم نے یہ سنا بہت انسوس کیا اور کہا کہ
کیا چارہ ہو سوائے قبر کے جو اسکی مشیت تین گزرا اگر اسکی زندگی ہو تو وہ ضرور آکر تم سے ملیگا
اکثر اولاد صاحبقران پر ایسے واقعہ گذرے ہیں اسی فرزند کے پرداد یعنی بدیع الزمان راہ
میں پیدا ہوئے تھے اور دریا میں ڈال دیے گئے تھے ایک دھوئی کے مکان پر پرورش پائی اپنے
باب سے ملے بس اگر زندگی ہو تو یہ فرزند بھی تم سے ضرور ملے گا ملکہ کو بہت کچھ تسکین دی اور
ملکہ کو سمجھا بچھا کر تم لوگ اپنے مقام پر چلے آئے ملکہ حکومت کرتے کی بگڑا فرزند میں بہت
مقرر تھیں سکون بھی چند سال کا غصہ جب گذرا اور کسی قسم کی خیر نہ آئی تو ملکہ مایوس ہو گئی
اور سنا کیا کہ صاحبقران ثانی طرٹ خانہ کعبہ کے تشریف لے گئے بدیع الملک کو صاحبقران
شکر کیا اور وہ مع لشکر و سیاہ طرٹ نہ طاق کے روانہ ہوئے ملکہ نے کئی مرتبہ قصد کیا کہ میں
اپنے شوہر کے پاس لشکر میں جاؤں اپنے چچا کو بلا کر اسے لی اٹھوں نے اسے نہ دی کہا کہ
وہ کفار سے مقابلہ کر رہے ہیں انکا کسی مقام پر قیام کا ٹھیک نہیں ہے آج یہاں ہیں کل وہاں
ہیں ایسی حالت میں بدو ان کے طلب کیے جانا نہایت نادانی ہو اگر ایسا ہی ہوتا تو وہ اپنے
چراہ رکھتے جدائی کو نہ اختیار کرتے جب یوں سب نے کہا ملکہ کو بھی خیال آیا کہ سب سے ملنے
میں خاموش ہو رہیں اپنے بھائی سلیم کو اپنا نائب مقرر کیا بس حکومت کرتے لیکن چند

ون کا عرصہ ہوا کہ ایک نامہ ملکہ ناوک فلکن کے پاس سے آیا تھا اس میں یہ تحریر تھا کہ میرے اوپر
 پھر حسین الزمان نے لشکر کشی کی ہے بس آپ کو لازم ہے کہ میری ملک بھیجے اور میرے شہر ایک ہو کر
 حسین الزمان سے مقابلہ بھیجے چنانچہ میرے شوہر نے لکھا تھا کہ تم مقابلہ میں لشکر نکالو میں بھی
 آتا ہوں یہ لکھ کر روانہ کیا اور خود تیاری سپاہ میں مصروف ہوئے تابعین کو نامہ لکھ کر طلب
 کیا وہ سب اپنے اپنے ملک سے لشکر لے کر آئے اور بیرون شہر فرود کش ہوئے لشکر اترانا
 اپنا لشکر بیرون قلعہ صفدر بہار تار کر داخل دربار ہوئے میرے شوہر حشام کی اگر قدیموسی حاصل کی ہیں
 بھی لشکر طیار ہو چکا بس پہلے شوہر مع اپنے فرزند صفدر یہ شیر دل کے اور کل لشکر کے بیرون قلعہ
 جا کر فرود کش ہوا تھا اس لشکر برائے حفاظت قلعہ چھوڑ کیا تھا بیرون شہر اتر تھا کہ دن سفر کا آجھی مقرر
 نہ ہوا تھا کہ صبح کا وقت تھا دربار راستہ تھا سب سردار اور سب حاکم اطراف و جواب کے دبا
 میں تھے بابت کہ بیچ کے راستے ہو رہی تھی کہ یکایک ہر کارون نے اگر خبر دی کہ اے بادشاہ
 آگاہ ہو جائیے بڑا غضب ہوا حاکم شہر چکلا یہ کہ جو زمرہ بہت ہی اور بسا بہادر اور زبردست
 ہر ایک ہزار پہلوانوں سے اور عین لالچہ سپاہ سے آپ کے اوپر لشکر کشی کر کے آیا ہے کیونکہ اسنے ملک
 گیری کا قصد کیا ہے کئی ملک اسنے فتح کیے ہیں اور سب کو زمرہ در دست کیا ہے خود بھی بہت
 جبری اور شجاع ہے دوسرے اسکا فرزند محمود کج کلاہ بہت جبری ہے وہی سب ملکوں کو فتح کرتا ہوا
 چلا آتا ہے اسکا یہ قصد ہے کہ اسی طور سے یوں ہی ملک گیری کرتا ہوا برسر اہل اسلام پہونچو گا اور
 اہل اسلام سے مقابلہ کرو گا اسکا لشکر بہت قریب آگیا ہے اور آپ کا قصد ہے کہ میں برائے ملک
 ملکہ ناوک فلکن جاؤں اب کیا ہو گا یہ جو میرے شوہر نے سنا اہل دربار کی طرف سے دیکھ کر کہا کہ آپ
 لوگوں نے سنا جو ہر کارون نے کہا اب میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم مقام کج کلاہ کے
 لشکر سے مقابلہ کروں کیونکہ وہ لشکر کشی کر کے آیا ہے اگر میں برائے ملک ملکہ جادو کا یہاں قلعہ
 خالی ہو جائے گا وہ اہل قلعہ پر زبانی کرے گا اور ان پر لشکر کشی کر کے قلعہ پر قبضہ کرے گا
 پھر جبری خرابی ہوگی چنانچہ میرے نزدیک مناسب تو یہ ہے کہ ملکہ کو نامہ تحریر کروں کہ میں آپ کی
 خدمت میں مع لشکر حاضر ہونے کو تھا اور بیرون قلعہ لشکر لے کر آیا تھا قصد تھا کہ آپ کی
 طرف کو پہونچ کروں کہ تم مقام کج کلاہ حاکم شہر چکلا یہ لشکر کشی کر کے آگیا بس اس سے جنگ
 و سیکاری چھڑ گئی اس سبب سے ناچار ہوں میری عدم حاضری معاف فرمائی جاوے اس
 منہ سے فراغت کر کے حاضر ہو گا سننے کے کہ بہت ٹھیک رائے ہے ایسا ہی فرما بیجے
 بس اسی وقت حشام نے ایک نامہ لکھ کر ملکہ کی خدمت میں ایک فخر سوار کے ہاتھ روانہ
 کیا شتر سوار وہ نامہ لے کر طرقت صنم کدہ آذری کے روانہ ہوا چونکہ میں اپنے شوہر کے ہمراہ
 تھی بدین سبب سب حالات سے آگاہ ہوتی جاتی تھی یہاں تک کہ تم مقام مع لشکر کے
 اگر مقابلہ میں فرود کش ہوا پہلے نامہ و پیام ہوا کہ آخر جنگ و سیکاری نو بہت آئی کہ مقابلہ
 ہونے لگا بہت سے پہلوان تم مقام کے لشکر کے پاس گئے بس اسکا فرزند محمود کج کلاہ
 نکلا اسنے کئی پہلوان ہمارے لشکر کے قتل و زخمی کیے میرا فرزند صفدر یہ شیر دل جو کہ اپنے
 وقت کار ستم ہے اپنے باپ سے اجازت لے کر میدان میں گیا پہلے خوب گفتگو ہوئی تو
 نو بہت جنگ کی آئی یہے فرزند محمود کا نیزہ ہوائی کیا کر لور ڈالا تلوار پر قبضہ کیا بس

تھا بس یہ سبب محنت کے چھوٹ گیا تھا بس ایک بادشاہ اٹھائے گیا تھا اس نے پرورش کیا تھا اب
 فضل خدا سے وہ جوان ہوا لشکر ہم کیا کئی مقام پر اپنے باپ کی مدد کی یہاں تک کہ باپ بیٹے لے ایک
 دوسرے سے آگاہ ہوا بس وہ بموجب میرے وطنیت نامہ کے اپنے باپ سے رخصت حاصل کر کے
 اور لوح الماس لے کر برائے فتح طلسم نور اکین روانہ ہوا تھا اپنی ثانی کے خون کا عیوض لینے کو راہ
 میں اس نے چند قلعے تھے فتح کیے بس وہ لشکر کشی سے ہوئے آتا ہی قبیح کو اس مقام پر جلا کر جہان پرکھ پڑا
 تھا وہ جوان وہاں ایک کھل تیرا دریا نہت کر کے تیری ملک کر کے کا قہم مقام واسے تو زندہ کو زیر کر کے اپنا
 مطیع کر کے گا تیرے شوہر و فرزند کو اس بلا سے ددیکر غریزون کو رہا کر کے گا تجلویا دہوگا کہ میں نے
 قبل اس کے جب کہ قہم مقام دریا پر سست نے مقبرہ کے کھولنے کا قصد کیا تھا اور خواب تم سب کو
 ہوا تھا خبر دی تھی اسی خواب میں کہ حشام پر ایک ایسا وقت پڑے گا کہ وہ پریشان ہوگا اس
 وقت میں میرا نواسہ حشام کی ملک کرے گا اور وہی زمانہ فتح طلسم کا ہوگا بس اسی حال کی خبر
 دی تھی وہ وقت یہی وقت ہو وہ صبح کو اگر ملک کرے گا اور سب کو اس بلا سے رہا کرے گا اس
 قلعہ کو پھر سے آباد کرے گا وہ اپنی مان کی خدمت میں جائے گا میری قبر پر فاتح پڑھے گا اور برائے
 فتح طلسم روانہ ہوگا اب عمر طلسم تمام ہوئی اب کوئی اس اقلیم میں کافر نہ رہے گا اسکی ہیبت شمشیر
 سے سب دین اسلام اختیار کر لیتے وہ اپنی آب مخفی سے سب الالیش کنز کو پاک کرے گا رنگ کفر
 کو مثل رنگ کے ہر ایک کے دل سے برطرف کرے گا اب یہاں ہر طرف دین اسلام کا ڈنکا بجے
 گا تو پریشان نہ ہو اور خوش ہو کہ تیرا ندگار آگیا یہ جو خواب میں نے دیکھا اور بہت سے کلمات
 سند و نصیحت نو ذرے فرمائے اور غائب ہو گئے اب جو میری آنکھ کھلی وقت صبح تھا میں نے
 تنہیم کر کے نماز سچ سے فراغت کی لشکر میں گئی کہ وہاں کی چالست دریافت کروں کہ اس کافر کا قصد
 کیا ہے معلوم ہوا کہ وہ یہاں سے کل کو رخ کرے گا آج وہ ان لوگوں کا دہرا سمجھے گا کہ جن کو اسیر
 کیا ہوا اگر انھوں نے زمرہ پرستی اختیار کر لی تو خیر ورنہ قتل کرے گا اس امر سے تو اطمینان ہوا کہ وہ
 آج یہاں سے مہ جائے گا مگر یہ حال سن کر نہایت درجہ قلق ہوا کہ سب کو طلب کرے دین زمرہ
 پرستی کے قبول کرنے کی خواہش کرے گا اگر قبول کر لیا تو جان بچی ورنہ مارے جائیں گے میں وہاں
 ٹھہری رہی کہ میرے روبرو قیدی طلب کیے گئے اور سیاہان سیاست بھی میرے شوہر و فرزند
 سے بہت بہت اسنے کہا کہ تم زمرہ پرستی اختیار کرو انھوں نے بہت سخت جواب دیے
 اور بہت سخت تقریر کی اسکو غصہ آیا اسوقت جلا د کو طلب کر کے انکے قتل کا حکم دیا بس
 جلا دانکو لیکر جلا چھوٹے یہ حال نہ دیکھا گیا میں انکو سپرد خدا کر کے وہاں سے چلی کیونکہ رات کے
 خواب کا خیال آگیا بس یہ خیال ہوا کہ پہلے جو کچھ نو ذرے خواب میں آکر کہا تھا اسکا ظہور
 ہوا وہ خواب صادق نکلا شاید یہ بھی خواب صادق نکلتا وہ شہ پارائے حال دریافت کرے
 وہاں کون ہے جو بیان کرے گا تو انکو سپرد خدا کر اگر زندگی ہو تو زندہ بچ جائیں گے اور تو وہاں
 چل بس میں راہ کو طر کر کے اور انکو خدا کے حوالہ کر کے یہاں آئی اور اس شہر پار کا انتظار
 کرنے لگی کہ جو میرے شوہر اور فرزند کو اس بلا سے رہا کرے گا کہ جو کہ جگر بند بدیع الملک
 نو جوان دیار کا قلب ملکہ ناوک فکین ہو کہ جس کا نام رفیع الجنت عالی شان ہے کہ اے
 جوان ابھی تک وہ راحت قلب ناوان و فریاد رس بیلسان و داد رس مظلومان و دستگیر

غریبان نہیں تشریف لایا کہ میری وادری فرماتا اور میرے شوہر و فرزند و دیگر عزیزوں کو اس ظالم کے پنجہ سے نجات
 دینا نہ معلوم وہاں ان پر کیا کڑی آیا وہ زندہ ہیں یا قتل ہو گئے ہیں اس امید پر میں زندہ ہوں کہ خواب میں ہوں
 نے مجھ سے اس امر کا اقرار فرمایا کہ وہ جوان ضرور آئے گا اور تیرا فرزند و شوہر قتل نہیں ہو سکتا یہ وہ ضرور رہا کہ
 میں اپنے عزیزوں کی لاشوں پر روئے جاتی ہوں اور اپنے خدا سے اس کے آنے کی دعا کرنے جاتی ہوں لیکن
 کب تشریف لاتا ہے اور کب میرا غمخوار و شکستہ ہوتا ہے جب وہ پیر زال یعنی ربیعہ یا تو یہاں تک کہ چلی
 اور شاہزادہ نے سب حال سنا بہشت افسوس کیا اور جب اپنا نام سنا اپنے دل میں کہا کہ شکر ہے اس کریم
 کا جو تجھ کو اسے یہ مرتبہ دیا کہ بزرگان دین تیرے حال سے لوگوں کو خواب میں آگاہ کرتے ہیں پس اس پیر زال کی
 فریاد سنی کرنا اور حشام و صفدر شیر دل کی رہائی کی فکر کرنا پر ضرور ہی پہلے اس ظالم مکار قہر مقام کو اس
 حرکت کی سزا دے اور ان سب اسیران بلا کو اس بلا سے نجات دے پھر طرف طلسم کے جاننا کیونکہ خدا
 کریم نے تجھ کو اس لیے خلق فرمایا ہے کہ جو بیس و مظلوم ہوا اس کی فریاد کو پہونچوا سکے ہر بلا میں کمک کرو
 ظالم کو سزا دے ان کے افعال کی دوا بکچھ فرض ہے کہ قہر مقام کو حکم ملے بدین اسلام کر اور ان سب کو رہا
 کر اگر وہ دین اسلام قبول کرے تو خیر ورنہ قتل کر اپنے دل میں یہ تصور فرما کر اس پیر زال سے
 بشفقت فرمایا کہ کچھ حال تم نے ملکہ ناوک فکرن کا نہ بیان کیا کہ اُن کے پاس سے تاسہ کا کیا جوان
 آیا اور ان سے اور حسین الزبایان سے جو مقابلہ ہونے والا تھا اور تم کو براے کمک طلب کیا
 تھا اس مقابلہ کا انجام کیا ہوا اس پیر زال نے جواب دیا کہ ای جوان بچہم سب کو اسقدر
 مہلت کہان ملی ان بلاؤں سے جو ادھر کی خبر دریافت کرتے نہ وہ شتر سوار جواب لے کر واپس
 آیا اگر آیا بھی ہو گا تو قلعہ کو تباہ و برباد دیکھ کر وہ بھی کسی طرف نکل گیا ہو گا پس بعد اس جواب
 کے شاہزادہ نے فرمایا کہ ای ربیعہ ہاں تو تم مجھ کو اس مقام کا پتہ دو کہ جہاں وہ ظالم لشکر لیے ہوئے
 فرود کش ہو اور تمھارے شوہر و فرزند کے قتل کی فکر کر رہا ہو تاکہ میں جا کر اس سے مقابلہ کروں اور اسکو
 رہا کروں اس عورت نے صورت دیکھی اور کہا کہ ای جوان تجھ کو خدا نیک توفیق عطا فرمائے کہ تو نے
 میری حالت سنے یہ تو کہا کہ میں تیرے شوہر و فرزند کو اس ظالم سے مقابلہ کر کے رہا کروں گا میں
 یہ نہیں جانتی ہوں کہ تجھ سا جوان رعنا اس ظالم کے ہاتھ سے مارا جائے وہ بہت بہادر اور بہت
 بہادر جوان میں بھی صاحب اولاد ہوں میں کیونکر یہ امر گوارا کروں کہ اپنے فرزند کی محبت میں تجھ
 سے جوان کو ایک ظالم کے ہاتھ سے قتل کر آؤں خداوند کریم بجز زندہ و سلامت رکھے تو اپنے والدین کے
 دل کا چین ہو اور اُن کے قلب کی راحت ہو اور اُن کے خانہ تارک کا چراغ ہو نہ معلوم انھوں نے یہ تو تمھیں
 اجازت دی کہ تو ادھر آیا انکا تیرے فراق میں کیا حال ہو گا پس اس صدمہ کو کوئی کبیرے دل سے
 دریافت کرے تو اپنے کام کو جو اس بلا میں مبتلا ہوئے جو اپنے کہا شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ تو بھی ہو گا
 کہ میں تیری مصیبت سنے تیری کمک کروں اور ان سب کو اس ظالم کے پنجہ میں اسیر رہنے دوں میں تو
 اسی غرض سے نکلا ہوں کہ جو بندگان خدا مصیبت میں مبتلا ہوں انکی خبر گیری کروں اور ان سے
 مدد کروں میں نہ مانو گا تو مجھ کو نشان دے اسے جواب دیا کہ میں تو بھی پتہ نہ دونی اور بہت جہاد
 کرنے لگی تب شاہزادہ نے ناچار ہو کر کہا ای عورت کو جس کا انتظار کر رہی ہو اور جسے آنے کی خبر ہو
 اور انک نشین میرے نانائے تم کو خواب میں دی تھی وہ عبد ذلیل رب جلیل تھی خاکسار زفرہ
 یہ مقدار ہر غلام تارہ بدیع المملک نو جوان صاحب قرآن ثالث ہوں مجھ ہی بندہ خاکسار کا

ربيع البخت نام زمین ہی برائے نسطلم نور اکین اس شہر بارے حکم سے لوح الماس لیکر حال ہون
 میرے ہی آلے کی شہنشاہ کو ذرے خیر دی گئی بس تین ہی وہ خاکسار ہون تم خون نہ کرو اور آگاہ ہو
 میں اب ضرور تمھارے شوہر و فرزند کی ملک کرونگا اور اس ظالم ظلم کو مراد و نکاح اور بیعہ بالو ہمارے
 بزرگوں کا قول ہے کہ جس کسی کو بلا میں مبتلا دیکھو اسکی ملک کرو خواہ وہ مسلم ہو خواہ کافر کی
 ملک کرنے کا حکم ہے تو مسلم کا تو بڑا مرتبہ ہے اور وہ مسلم جو کہ اپنا بزرگ ہو بس اکیونکر ہو سکتا ہے کہ میں
 حسام کو بلا میں مبتلا رہنے کو دن مجھ کو قسم ہے اپنے خدا کے بزرگ اور اپنے پیدا کرنے والے کی کہ اب
 بدو حسام کو رہا کیے ہوئے مجھ کو چین دے گا میرے اور کھانا پینا حرام ہے جب تک کہ میں اٹھو رہا
 کہ نہیں لیتا ہوں اور اس ظالم کو اس حرکت کی سزا نہیں دیتا ہوں اب تم مجھ کو بیٹہ دو ایسا نہ ہو کہ وہ
 لوگ قتل ہو جائیں اور وہ ظالم قتل کر دالے کیونکہ تم ہی کہتی ہو کہ جلا داد آئے ہیں یہ جو شاہزادہ نے
 فرمایا بس ربيع نے سراٹھا کر شاہزادہ کو سر سے پاؤں تک دیکھا اور کہا کہ اگر شہر بار جو کچھ آپ نے
 فرمایا میں نے یقین کر لیا مگر میرے دل کو اسوقت اطمینان ہوگا کہ جب میں لوح الماس دیکھوں گی جو کہ
 آپ نے کر کے نسطلم روانہ ہوئے ہیں یہ جو اپنے کہا شاہزادہ نے وہ لوح جو کہ گلے میں تھی اس کو
 دکھائی اور فرمایا کہ لود بھیجی لوح میرے پدر بزرگوار کو مگر قد تو ذرے رہی تھی جو کہ میری امانت رہی ہوئی تھی
 لوح جو ربيع نے دیکھی فوراً دوڑ کر قدموں پر گری اور کہنے لگی کہ میری زندگی میں میری آرزو برآئی نہ رہی
 میر پوری ہوئی میں نے اپنی مراد پائی میرے دیدہ کو آپ کے نور جمال سے روشن و منور ہوئے بس تین
 فرزند ہوں میں آنکے ایک ایک ناخن یا برنثار کروں آپ اس طرف تشریف نہ لے جائیں اگر انکی زندگی خدا
 کی طرف سے ہے تو وہ بچ جائیں گے کوئی نہ کوئی سبب انکی رہائی کا ہوگا بھلا میں کیونکر اپنے شہر بار کو اس
 ولیم کے مقابلے لیے بھیجوں اور پتہ دون میں تو ذر کو کیا بروزیامت منہ دکھاؤنگی اور اپنی مالکہ ملکہ
 تاوک فلک سے کیا کوئی جو کچھ مجھ کو رنج و صدمہ تھا سب آپ کے زیارت کے نصیب ہوئے ہی جاتا
 رہا اب مجھ کو غم نہیں ہے جب آپ ایسا میرا آقا اور مالک ہے کچھ مجھ کو کیا پروا ہے بس اب آپ اس طرف
 نہ جائیں میرے حال پر رحم فرمائیں شاہزادہ نے فرمایا کہ یہ امر غیر ممکن ہے میں قسم کھا چکا ہوں بدو انکو
 رہا کیے ہوئے مجھ طنانہ وغیرہ حرام ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ بندگان خدا تو بلا میں مبتلا ہوں اور میں
 آگاہ ہوں ورنہ رہائی کی فکر کو نہ ہیں اگر ایسا نہ کرونگا تو خدا مجھ سے ناخوش ہوگا والد بزرگوار ناراض ہوئے
 گویا خوف ہو اگر فضل خدا شامل حال ہے تو میں رہا کرتا ہوں جب یہ قصہ بہادر اور دلاور سنیں گے تو
 میرے اور طعنہ زنی کریں گے کہ ربيع البخت جان کے خوف سے انکی رہائی کو نہ کیا کیسا بہادر و بھلا
 ضرور جاؤنگا جب اس طور سے اور برہم ہو کر شاہزادہ نے فرمایا وہ عورت یعنی ربيعہ بالو تو مجبور ہو گئی
 عرض کرنے لگی کہ میں نے ناحق سب حال بیان کیا اگر میں یہ جانتی کہ آپ ہی ہیں تو بھی نہ بیان کرتی خیر
 سامنے ایمان سے پاؤں کوں پر ایک صحرا پر بہار اور دلکش شاہزادہ لگا ہوا ہے وہ ظالم اترا ہوا ہے
 تشریف لے چلیں میں بھی ہمراہ چلتی ہوں دور سے نشان بتاؤنگی شاہزادہ نے فرمایا کہ تم اسی مقام پر
 ٹھہرو بلکہ میرے عیار کے ہمراہ میرے لشکر میں جاؤ میں وہاں پہنچ جاؤنگا اسنے عرض کیا کہ میں تو
 اب جلائے ہوئی ضرور ہمراہ چلوں گی شاہزادہ نے فرمایا کہ جو ہم کہتے ہیں اس پر عمل کرو تمھاری ہمراہی
 کی کوئی ضرورت نہیں ہو تم عورت ہو نا محرومون میں تمھارا کیا کام ہے عورت کا نہ محرومون میں نکلتا
 بڑا عیب ہے اہل اسلام میں بس یہ جو شاہزادہ نے فرمایا ربيعہ بالو کانپ کر رہ گئی عرض کیا کہ

بہت خوب بین قلعہ بین جاتی ہوں آپ شریف لے جائیں بس رمیعہ بالو شاہزادہ سے اجازت لیکر قلعہ
 کے چلی کر شاہزادہ کی فتح و ظفر کی دعا کرتی جاتی تھی ادھر شاہزادہ مرکب پر سوار ہو کر اور مرکب کو اٹھا کر قلعہ میں جنگل
 کے چلا کہ جہاں قلعہ مقام کج کلاہ مع لشکر کے اترا ہوا تھا اور حشام وغیرہ کے قتل کا بندوبست کر رہا تھا
 شاہزادہ تو حسب نشان دہی رمیعہ بالو کے اس طرف کو روانہ ہوا عیار شاہزادہ ہمارا شاہزادہ تھا
 اسے جو دیکھا کہ میرا قادیان مالک تنہا تین لاکھ سپاہ پر جاتا ہے وہاں ایک ہزار پہلو انان زبردست
 ہیں سب بادہ کبر و نخوت سے مست ہیں اہل اسلام کے دشمنی جانی ہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی چشم
 زخم پہونچے تو بڑی خرابی ہو بس دلدار شاہ و بیدار شاہ و دیگر سرداران سپاہ کو اس حال سے آگاہ
 کرنا پڑا ضرور ہو تا کہ وہ لوگ ملک کو لشکر کے روانہ ہوں بس یہ امر دل میں بخوبی کر کے شاہزادہ کو اس
 بات پر وہ چھوڑ کر پاسے شاطری مارتا ہوا قلعہ لشکر کے چلا تھوڑی دور راہ طرکی تھی کہ دیکھا ہمارا
 شیر پیکر منصور دلوپیکر و خسرو شیر دل و قہر مان پنجہ گیر و دیگر سرداران پر جگر مرکبوں پر سوار
 اس طرف کو چلے آئے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ یہ سرداران نامدار ہمارا شاہزادہ کے برائے شکار
 آئے تھے چونکہ شاہزادہ ایک آہو کے عقب میں مرکب ڈال کر ادھر چلا آیا اور اس قلعہ کو دیکھ کر
 قلعہ کی سیر میں مصروف ہوا تھا یہ لوگ اور طرف صید افگنی کر رہے تھے بس شاہزادہ تو رمیعہ بالو
 کے یہ حال سننے طرف لشکر مصاصم کج کلاہ کے روانہ ہوا یہ لوگ جو صید افگنی سے فارغ ہوئے
 شاہزادہ کو نہ پایا بس باہم صلاح کر کے تلاش کرنے کو چلے گئے کہ عیار سے ملائی ہوئے ادھر تو
 عیار نے ان سب کو دیکھا کہ سردار چلے آئے ہیں ادھر ان لوگوں نے عیار کو دیکھا بس مرکب اٹھا کر
 چلے جیسے قریب پہونچے پکار کر کہا کہ اے مہتر والا کہ شاہزادہ کہاں شریف فرما ہی ہم بڑے عرصہ سے
 اپنے آقا کو تلاش کر رہے ہیں سرگردان ہیں عیار نے پکار کر کہا کہ اے سرداران باوقار بڑا غضب
 ہوا جلد اپنے آقا کی خبر لو ایسا نہ ہو کہ خدا نخواستہ دشمنوں کو کسی قسم کی تکلیف ہو اور حریت
 خوش ہوں یہ جو اُس نے کہا سب کے حواس رہے چہرہ پر ہوا بیان اُس نے لکین بد
 حواس ہو کر پوچھا کہ بہت جلد بیان کرو کہ کیا واقعہ ہے ہمارے دل پریشان ہوئے ہم جا کر
 اپنے آقا کی خبر لینے عیار نے اول سے آخر تک قلعہ کا ملنا قلعہ کی سیر کرنا لا شون کا نظر آنا
 ہزاراں رمیعہ بالو سے ملنا اسکا سب حال بیان کرنا بس شاہزادہ کا مرکب پر سوار ہو کر لشکر
 مصاصم پر تہنہا جانا اپنا براے خبر ادھر کو آنا بیان کیا یہ سننا تھا کہ سب نے کہا کہ شاہزادہ کہہ کر
 شریف لے گیا ہم کو تیرہ دو ہم بھی جائیں عیار نے تہ دیا اور کہا کہ آپ لوگ جائیں میں دلدار شاہ و
 بیدار شاہ کو مع لشکر کے کرتا ہوں بس وہ سردار ند کو حسب نشان دہی عیار شاہزادہ کے مرکب
 اٹھا کر اس طرف کو عقب میں شاہزادہ کے روانہ ہوئے کہ انکا حال و شاہزادہ کا آئندہ خبر ہوگا عیار ان
 سب کو ادھر روانہ کر کے خود طرف لشکر کے چلا بہت جلد آکر پہونچا یہاں لشکر اترا ہوا تھا سب راحت
 آرام سے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے ہوئے تھے چند بازار میں آراستہ تھیں اور چند خیمہ وغیرہ برپا تھے باقی
 راہوں پر بار تھے دلدار شاہ و بیدار شاہ بارگاہ میں بیٹھے ہوئے تھے سب سردار حاضر و بار تھے دربار
 آراستہ تھا دلدار شاہ وغیرہ شاہزادہ کا انتظار کر رہے تھے کہ شاہزادہ شریف لائے تو ہم دربار پر حاضر
 ہوں ہمارا شاہزادہ کے خاصہ کھائیں کہ ہمت لاہورا کر پہونچا سب نے جو ہمت لاہو کو تنہا لے ہوئے دیکھا
 کو سب پریشان ہوئے بیدار شاہ کو تاب نہ رہی پکار کر پہونچھا کہ اے مہتر صاحب ہمارے

آقا سے نامدار و بادشاہ و مولائے نامدار کیا ابھی نہیں تشریف لائیں گے صیدانگنی میں مصروف رہیں گے اب تو تشریف
 لائیں کہ دوسرے کا وقت آگیا ہر آفتاب تہارت پر ہر دھوپ میں تیزی ہو گئی ہر عیار نے یہ سننے کہا کہ قریب آلون کو
 بیان کروں کہ کیا غضب ہوا بڑا غضب ہو گیا آپ لوگ کیا بے خبر بیٹھے ہیں جلد لشکر کو تیار ہونے کا حکم فرمایا
 شاہزادہ سے اور لشکر مصاصم کے کلاہ سے مقابلہ ہونے لگا ہو گا آقا سے نامدار یکہ و تنہا لشکر پر چڑھ گئے ہونگے
 یہ جو عیار نے کہا دلدار شاہ نے کہا کہ انکا غلام خسرو قہرمان کیا اُنکے ہمراہ نہیں ہر عیار نے جناب دیا کہ وہ
 لوگ کہاں ہمراہ ہیں مجھ کو راہ میں لے گئے تھے مجھ سے یہ حال سننے اس طرف کو روانہ ہوئے ہیں یہ کہتا ہوا لاہور
 اُنکے قریب پہونچا اور کل حال جو کچھ گذرا تھا اتنا ہی آخر تک سب بیان کیا بس یہ حال سننا تھا کہ
 دلدار شاہ و بیدار شاہ اچھوٹے ہوئے انکا اٹھنا تھا کہ سب سردار چچی اچھوٹے ہوئے اپنے اپنے
 مقام پر آئے مسلح و مکمل ہونے لگے دلدار شاہ وغیرہ نے لشکر کے طیار ہونے کا حکم دیا سیوٹ لشکر
 میں کمر بندی ہوئے لگی قرنا ہوا تھوڑے عرصہ میں سب لشکر مکمل ہو کر طیار ہو گیا تخت نشاہی دربار گاہ پر
 حاضر کیا گیا بس دلدار شاہ و بیدار شاہ مسلح و مکمل ہو کر تیسے سے برآمد ہوئے سب سردار بھی آلات حرب و
 ضرب سے آراستہ ہو کر حاضر ہو گئے تھے کہ بادشاہ برآمد ہوئے بس بہت جلد سوار ہوئے بادشاہ ہون کا سوار ہونا
 تھا کہ سردار بھی مرکبوں پر سوار ہوئے لشکر بھی طیار ہو گیا بس دلدار شاہ و بیدار شاہ کل سرداروں و کل لشکر
 کو اپنے ہمراہ لیکر طرف لشکر مصاصم کے کلاہ کے لاہور عیار کے ہمراہ برائے ملک روانہ ہوئے اور اہل کاران
 شاہی کو حکم دیا کہ تم عقب سے سامان لے کر آؤ یعنی بارگاہ وغیرہ بس یہ بادشاہ چھو لاکھ سپاہ لے کر اُس طرف کو چلے
 لاہور آگئے آگے تھا عقب میں یہ بادشاہ مع لشکر کے تھے اُنکے عقب میں تمام نیے و بارگاہیں راہوں پر
 تھیں بس راوی دلدار شاہ و بیدار شاہ کو بھی مع لشکر طرف لشکر مصاصم کے روان رکھتا ہوا سکا بھی حال
 آئندہ تحریر کرونگا بس اس داستان کو اس مقام پر چھوڑتا ہوں کہ شاہزادہ مرکب اڑائے ہوئے رعبہ بالوں
 سے سب حال سنکر برائے رہا فی حشام شیر پیکار و صفد شیر دل بڑے غیض و غضب میں نہ لشکر مصاصم کی
 طرف جاتا ہوا اُسکے عقب میں خسرو شیر دل و تیمار شیر پیکار مقصور و دیو پیکار قہرمان پنجہ گیر و دیگر سرداران
 نامدار عیار سے سب حال سننے چلے ہیں عیار نے لشکر میں جا کر دلدار شاہ وغیرہ کو خبر دی وہ کل لشکر لیکر
 اُسی طرف چلا گیا بس راوی ان سب کو راہ میں رکھتا ہوا کہ انکا حال آئندہ تحریر ہو گا اور رعبہ بالوں کو قلعہ
 میں انشاؤ اللہ اگر زندگی نے وفا کی اور فضل خدا شامل حال ہوا اور حیات مستعار باقی رہی تو یہ داستان
 آئندہ تحریر کی جائے گی اگر جلد حیارم کی اجازت ملی تو اس جلد میں ورتہ دفتر نیز تک قات میں بیان ہوگی
 شاہزادہ کا لشکر مصاصم پر پہونچنا اور حشام و صفد کو ریا کرنا لشکر سے مقابلہ ہونا عین گرمی جنگ میں
 سرداران شاہزادہ کا پہونچنا اور سر یک جنگ ہونا دلدار شاہ وغیرہ کا مع لشکر آنا جنگ عظیم واقع ہونا
 آخر مصاصم کا شکست کھانا اور زیر ہو کر مع اپنے کل لشکر و سرداروں و فرزند کے مطیع اسلام ہونا بصدقہ
 میں اسلام قبول کرنا شاہزادہ کا قلعہ صفد پر آنا قلعہ کو آباد کرنا سب کو ہمراہ لے کر صہنم کدہ آذری
 پر پہونچنا بلکہ ناوک فکن کا حال سننے بہت افسوس کرنا قبر پر نوذر کے جا کر نائچہ پڑھنا خواب دیکھنا اور
 ان طلسم کے برائے فتح طلسم رواء ہونا حالات طلسم و سحر ساحران طلسم و مبتلائے بلا ہونا لوح کا دستیاب ہونا
 ویراوی طلسم و مقابلہ حسین الزبایان کا ہمراہ شاہزادہ و عجائبات و غیرہ نجات طلسم عجب لطفانی داستانیں
 ہیں اور بالکل نئے طریقہ کے بیان و تحریر ہو گئی جو کہ ملاحظہ سے تعلق رکھتی ہیں حسب ناظرین ملاحظہ فرمائیں
 کو خط کافی پائین کے بس اب راقم اس داستان کو اسی مقام پر ترک کرتا ہوں کہ رعبہ بالوں کا تخت مرکب اٹھائے

ہوئے طرف لشکر مصاصم کج کلاہ کے جاتے ہیں وہاں مصاصم نے حشام و صفدر و دیگر سرداروں کو نیر تیغ
 بٹھایا اور حکم قتل دینے والا ہوا دھڑ سے رفیع البخت یہ حال زربانی ربیعہ بالو کے سنگے چلے ہیں ان کے عقب
 میں آئے سردار اقبال و منصور و گہرمان و خسرو و شیردل و دیگر سرداروں اور شاہ ویدار شاہ مع کل لشکر
 سرداران کے عیار سے خبر پا کر چلے ہیں دیکھے اب ان سب کی داستان کہاں بیان ہوتی ہو اور کب اور کیا حال
 ہو گیا اور ہوتا ہے یہ حقیر عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ صاحب عالی مرتبت نے چوتھی جلد کی اجازت مرحمت فرمائی تو اسی
 جلد میں یہ داستان تحریر ہوگی ورنہ ننگ قاف میں کیونکہ حکم ہر بابو صاحب کا کما سی تیسری جلد پر
 دفتر آفتاب شجاعت کو ختم کرو گے و اوقات بہت سے ہیں مگر میں ناچار ہوں جہاں تک اس جلد میں آئیں گے
 میں تحریر کرونگا جو رہ جائیگی کے میں ناچار ہوں ناظرین اس حقیر کو کسی قسم کا الزام نہ دین میں معافی کا
 خواستگار ہوں اہل منطق کے حکم سے ناچار ہوں زیادہ و اسلام اب میں عنان قلم کو طوط حالات نقابدار
 یاقوت پوش کے منقطع کرتا ہوں اس نقابدار باشوکت کی داستان تحریر کرتا ہوں کہ بہت زمانہ ہوا
 اس کا کچھ حال معروض تحریر میں نہیں آیا ناظرین اس قصہ کو ملاحظہ فرمائیں

اب شمعہ حال نقابدار یاقوت پوش میں قلم فرسائی کی جاتی ہو ملاحظہ ہو بدیست

نویسندہ قصہ داستان چہین گرد این داستان را بیان چہرہ طمکنندگان خوارستان بلا و ماحول ہمایان
 لہ محراب پر خوت و جفا نویسندگان شیرین رقم اس داستان مسافرت کوین قلم پتیر رقم سے صفحہ قرطاس
 صداقت اساس پر تحریر کرتے ہیں کہ جب نقابدار یاقوت پوش صاحب حق ان ثالث کی کمک
 کر کے جنگ محراب شاہ بین خواہ شہر سمندر پر یہ مقابلہ جیسے سیاہ پوش و قسیر سیاہ پوش کے
 اور بعد ان فراغ ان مقابلوں کے یا بعد فتح جنگ محرابیہ کے میدان زرمکھ سے صاحب حق ان سے یہ کہہ کر
 اپنے لشکر کے ایک سمت کو روانہ ہوا تھا کہ میں تو اس وقت ایک سو سو ہزار جا تا ہوں بعد طم ہونے
 اس منہ کے پھر آؤنگا اور آپ سے مقابلہ کر کے اثاثہ صاحب حق انی توں گا کیونکہ میں صاحب حق ان ہوں
 صاحب حق ان ثانی نے بڑی غلطی کی جو آپ کو صاحب حق ان فرمایا بس یہ کہتا ہوا ایک طرف کو مرکب
 اٹھا کر چلا گیا صاحب حق ان اسکی تقریر و نشان شوکت دیکھ کر خاموش ہو کر رہ گئے اسکا جانا تھا کہ اسکا
 کل لشکر جو کہ قریب آتھی ہزار کے چلا تھا اور سب یاقوت پوش تھے اس کے عقب میں روانہ ہوا سب
 دیکھا کہ کہ خورسی دور تک تو گرو لشکر صحرائین نظر آئی بعد وہ غبار یاقوت رنگ غائب ہو گیا
 صاحب حق ان اپنے کاموں کی طرف مصروف ہوئے اسکا خیال بھی نہ کیا اوقات صاحب حق ان
 تو تحریر ہوئے کہ اس کے بعد صاحب حق ان نے شہر آفالیہ و امثالہ و مرا و سر و تھابہ فتح فرمایا بعد
 سمندر پر یہ بڑے بڑے مقابلہ ساحر وین سے ہوئے سمندر شاہ شاکست طہاکر طرف طلسم خجورہ
 سلیمان کے بھاگا اس کے عقب میں صاحب حق ان بھی مع کل لشکر کے سمندر پر یہ کا بند و بست
 زما کو روانہ ہوئے ہیں بس اب نقابدار یاقوت پوش کی حالت تحریر کی جاتی ہو کہ یہ عالی مقام
 یعنی نقابدار برابر مرکب اٹھائے ہوئے منزکین طم کرتے ہوئے کوہ و صحرائی سیر فرماتے ہوئے برابر
 چلے جاتے ہیں جو مقام پر از سبزہ و آب ملاحظہ فرماتے ہیں وہاں قیام کرتے ہیں سختی زمر و نگار کا نظر
 پائے کہ جس کے سبب سے سحران پر اثر نہیں کرتا ہوا اشی طور سے دو منزلہ سے منزلہ
 لڑے ہوئے جاتے ہیں اتفاق سے ایک صحرا ملا کہ جو بہت شاداب تھا نہایت عمدہ

سبزہ زار تھا وہاں پہنچے لقا بیدار نے اُس دُشیت پر قضا کو دیکھ کر حکم فرمایا کہ یہاں خیمے و بارگاہ وغیرہ برپا کرو
ہم یہاں دو ایک روز قیام کر سیتے ہیں اسی وقت خیمے وغیرہ برپا ہو گئے لقا بیدار مرگب پر سے اتر کر داخل
بارگاہ ہوا سب سردار حاضر ہوئے تھوڑے عرصہ تک دربار کیا اُس کے بعد دربار برخاست کر کے خاصہ نوش
فرما کر آرام کیا سب اپنے اپنے مقام پر آکر آرام پذیر ہوئے بس بوقت سہ پہر لقا بیدار بیدار ہو کر برآمد
ہوا تھوڑے عرصہ تک بیٹھ کر بعد چند سرداروں کو ہمراہ لیکر چونکہ آفتاب قریب غروب تھا برائے
سیر صحراروانہ ہوا صحرائی سیر کرتے لگا شہتے ہوئے ایک طرف جانکے دیکھا کہ اُس سبزہ زار میں ایک
قبر نہایت نورانی بنی ہوئی ہے کہ اُس پر کچھ ہار پھول چڑھے ہوئے ہیں شمع دان گلی و اگر شمعوز
رکھے ہوئے ہیں سامنے قبر کے ایک چھپر چڑا ہوا ہے جو کہ نہایت کمند ہے اُس پر بھی بیڑا ایک مردیر با
ریش سفید بوزیر پر سر جھکائے ہوئے دیکھا کہ ایک کتاب سامنے رکھی ہوئی تھی یہ وہ اُس کا
مطالعہ کر رہا ہے مگر حیرت انگیز اسکا مثل آفتاب کے روشن و پیشانی پر سجدہ کا نشان تسبیح ہزار و اندوید
اسباب عبادت شان کے برابر رکھا ہے بس ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بہت بڑا عابد و زاہد ہے لقا بیدار نے جو
اُس کو دیکھا یہی دیکھا کہ ایک نہایت باہمے ہوئے ہے اور کرتے پہنے ہوئے ہے کہ جو کئی مقام سے
پکھٹا ہوا ہے بس دل میں کہا کہ یہ کوئی درویش حقیقت کیش تارک دنیا ہے اس سے ملنا ضروری ہے اور
اپنے حق میں اس سے دعا کا خواہنا ہو نا لازم ہے اگر یہ دعا کرے گا تو تیری مزدین سب پوری ہو گئی
کیونکہ یہ بندہ برگزیدہ درگاہ باری تعالیٰ معلوم ہوتا ہے جب تو اس مقام پر گیا و تنہا فروکش ہو کسی
بات کا خوف و خطر نہیں رکھتا ہے ایسے لوگوں کی خدمت کرنا باعث برکت و خوشنودی جدا و نادر ہے
ہوتی ہے بس یہ بات دل میں خیال کر کے لقا بیدار اس مرد بزرگ کی طرف چلے اور راہ طے کر کے مع
سرداروں کے وہاں پہنچ گئے مگر وہ مرد بزرگ اسی طور سے بیٹھ چکے ہوئے مطالعہ کتاب میں مصروف
رہا سر اٹھا کر بھی نہ دیکھا کہ کون آیا ہے امر ضرور ہوا تھا کہ جب لقا بیدار ادھر چلے گئے تو اس مرد
بزرگ کے کان میں پاؤں کی چاپ کی صدا پہونچی تھی اُس نے دیکھ لیا تھا کہ ایک لقا بیدار و چند سردار
سیری طرف آئے ہیں پھر اپنے کام میں مصروف ہوا لقا بیدار اسی طور سے سامنے اس کے کھڑے رہے
اور اس کی طرف دیکھ کر ایسے لگوئے کہ انہیں اور یہ بھی خیال کرتے رہے دل میں کہ کوئی بڑا برگزیدہ بندہ ہے اور
بہت خدا رسیدہ ہے مگر سردار اپنے دل میں کہہ رہے تھے کہ بڑا متکبر و مغرور ہے کہ ہمارا آقا تو کھڑا ہوا ہے یہ
سر بھی اٹھا کر نہیں دیکھتا ہے کہ کون آیا ہے اور کون کھڑا ہے ہم بسب آقا کے خوف کے کچھ کہہ نہیں سکتے ہیں
ورنہ اس کو اس کے تکر و غرور کی سزا دیتے تھے سردار یہ خیال دل میں کر رہے ہیں کہ ادھر اس مرد بزرگ نے وہ
کتاب بند کی اب سر اٹھا کر دیکھا طر لقا بیدار و سرداروں کے کہ لقا بیدار نے جھک کر کہتے ہی ادب سے
سلام کیا جب لقا بیدار نے سلام کیا تو سب سرداروں نے مجبور ہو کر سلام کیا مرد بزرگ نے اس طور سے جواب
سلام دیا کہ علیکم السلام اے لقا بیدار عالی مقام خوش آمدی و صفا آوردی حال مزاج شمایک طور است بس
جس طور سے اس مرد بزرگ نے جواب سلام دیا اور ان سرداروں کی طرف دیکھ کر مسکرایا لقا بیدار نے
جواب دیا کہ یہ بندہ ذلیل رب جلیل زندہ ہے اور اس کی نعمات کا ہم وقت شکر یہ ادا کرتا ہے کہ اُس نے مجھ سے
بندہ ناپسند کو یہ مرتبہ عطا فرمایا کہ آپ ایسے برگزیدہ و مقبول درگاہ خدا جواب سلام سے سرفراز کریں
کہ لقا بیدار نے اُس مرد بزرگ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اُس نے لقا بیدار کو گلے سے لگایا بہت ہی
شفقت سے پیش آیا اپنے برابر حکم دی لقا بیدار سلام کر کے بیٹھ گئے بس اُس مرد بزرگ نے سرداروں سے

مسکرا کر فرمایا کہ آپ لوگ بھی تشریف رکھیں گو آپ لوگوں کے شان کے خلاف ہے اس پر یہ بڑھٹیا لکھنے والے نے کیا ہے
یہاں سوائے اس پر یہ کہنے کے اور کوئی چیز نہیں کہ جو میں آپ لوگوں کے لیے حاضر کروں یہ بھی بیجا ہے کیونکہ یہ مقام فنا ہے
بزرگوں نے اسکو مثل سرائے کے فرمایا ہے آنکا قول بہت بجا ہے بلکہ سراسر سچ بھی بدتر ہے جو مسافر میں جاتا ہے تو اس قصد
سے کہ شب بھر یوں بچہ قیام کرے نیلے پھر کوچ کرے یہاں کے قیام اور کوچ کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے یہ کسی کو نہیں معلوم کہ
ہم کب یہاں سے کوچ کرینگے سب پاؤں رکاب ہیں نہ معلوم کہ کس وقت طلبی ہو جائے پس ایسی حالت میں ترک و حشم و
زین و فرودش کی کیا ضرورت ہے پس غم دور و زورہ کے لیے مکان بنانا و سامان عیش بہم کرنا بیجا ہے جب خود چلے گئے
وہ مردوں کا حصہ ہوا جو کہ مر گیا اسے کو مر کے سب جمع کیا و دسراں نے اس پر نصیحت کر لیا اور بھائیوں اس دنیا
میں لدا و بادشاہ برابر ہیں مرث اس قدر فرق ہے کہ وہ صاحب مال و دولت ہے اور یہ محتاج ہے مگر بعد مرے کے جو
اسکی حالت ہے وہ اسکی بقول سعدی چو آہنگ رفتن کنر جان پاک ہچہ بر تخت مردن چہ بر رو کے خاک
پس بعد موت کے سوائے کھوڑے سے پار چار و دو گز زمین کے کچھ کام نہیں آتا ہے مال و دولت دنیا پر ہی
بہ جاتا ہے اندر زمین کے لدا و بادشاہ برابر ہیں یہی سامان فقیر کے لیے کیا جاتا ہے اور یہی بادشاہ کے لیے پس
ہاں اعمال نیک و حسنة کام آتے ہیں جس کے اعمال اچھے ہیں وہ چین سے سوتا ہے اور جس کے اعمال بد ہیں
وہ عذاب میں مبتلا ہوتا ہے پس اعمال کا درست ہونا شرط ہے پس اسی سبب سے تو اولیا و وصیاء و انبیاء
اس دنیا کو ترک فرمایا ہے اور لعنت کی اور طلاق دی ہیشہ دنیا سے کارہ رہے اور اہل دنیا سے نفرت
رکھی مرتبہ اعلیٰ پائے پس کیا ضرور ہے کہ اس پر فریفتہ یہ نہایت خراب چیز ہے دنیا کا زین فاحشہ کا سطر
ہے کہ جب تک اس سے نفرت کرو وہ اپنی طرف رغبت دلاتی ہے جہاں اسکی طرف متوجہ ہوئے وہ بھاگتی ہے
ایسی پر فریب و مکارہ سے نفرت ہی کرنا زیبا ہے پس دنیا ایک مقام تنگ و تاریک ہے جس نے اس سے
نفرت کی وہ نہایت عمدہ رہا جس نے رغبت کی وہ خراب ہوا مراد میری اس تقریر سے یہ تھی کہ جو تارک الدنیا
ہیں ان کے پاس سوائے بلوریلے کے اور کچھ نہیں ہوتا ہے بلکہ بعض کے پاس بکرہ بھی نہیں ہوتا ہے وہ
تہ سے بھی بہتر ہیں اور میں تو ترا صاحب دنیا اور بندہ گنہگار ہوں دیجھے میری بعد مرگ کیا حالت ہوتی ہے
مسکرا کر فرمایا کہ انہی کا ذکر ہے کہ آپ لوگ مجھ کو اپنے دل میں برا بھلا کہہ رہے تھے اور کہتے تھے کہ بڑا متکبر و مغرور
ہو کہ ہمارا آقا تو کھڑا ہوا ہے اور یہ بیٹھا ہے سرائے کا بھی نہیں دیکھتا ہے یہ خیال آپ لوگوں کا بجا تھا مگر میں کیا
غور و فکر کرونگا سوائے ذات باری کے کسی کو زیبا نہیں ہو مگر وہ بھی غور و فکر نہیں کرتا ہے جس نے غور و
فکر سے ناسنے کیا وہ ذلیل و خوار ہوا وہ غور و فکر کو پسند نہیں کرتا ہے شیطان کی حالت تو آپ لوگوں
نے اکثر سماعت فرمائی ہوگی جب کہ ایسا مقرب بارگاہ بیاعت غور و فکر کے مغضوب درگاہ ہوا تو اور
کسی کی کیا حقیقت ہے اس طور سے جو اس مرد بزرگ نے تقریر کی سب سردا سردا نام ہوئے اور شرمندہ
ہو کر ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے کہ ہم سب کی خطائیں معاف فرمائیے ہم آپ کے مرتبہ سے آگاہ نہ تھے ورنہ کبھی
یہ خیال دل میں نہ لاتے مرد بزرگ نے فرمایا کہ تم نے کیا ایسی خطا کی ہے جو معاف کی جائے تم کیا جانو
خیر اب بیٹھو اور جو میں تم سب سے کہوں اسکو سماعت کرو پس ان لوگوں نے جو ایسا بالکمال و صاحب
کرامات پایا اپنے دل میں خیال کرنے لگے کہ یہ مرد بزرگ غور و فکر رسیدہ ہے اور غور و فکر کی بہت بڑا عابد و
زاد ہے کہ جو عارف دل کے حال سے آگاہ ہو گیا بہت بڑا صاحب کشف ہے پس یہ خیال کر کے بیٹھ گئے
سلام کر کے ہر ایک کو نہایت درجہ کا عقائد ہوا القایہ حال ہوا کہ وہ تو بندہ ہے نہ ہو کیا اور دل
میں خیال کرنے لگا کہ ایسے مرد بزرگ کی خدمت کرنا باعث افتخار آخرت ہے پس جب سب بیٹھ چلا سو گشت

وہ مرد بزرگ طرف نقابدار کے متوجہ ہوا اور فرمایا کہ اے نقابدار عالی مقام! وہاں مقرب درگاہ کار ساز و صاف
وصف شکن و آدمی و مدتیخ ترن و دلاور و اے غیث و شیشہ جرات ننگ دریائے شجاعت و اے گل گلشن صاحبقرانی
و اے فتح طلسم آفتاب سلیمانی آگاہ ہو کہ یہ عہد و دلیل رب جلیل آپ کے انتظار میں ایک زمانہ بعید و مدت
بیدار سے یہاں نزول کش ہوا و میری ہر وقت خالق کون و مکان و مالک زمین و زمان سے دعا تھی کہ میں زیارت
نقابدار سے مشرف ہوں کیونکہ وہ مجاہد راہ خدا ہے تیرے دین کے رواج دینے میں سرگرم کارزار ہے کفار سے
اے نقابدار آپ کو مبارک ہو کہ آپ ہی فتح میں طلسم ستارہ یعنی آفتاب سلیمانی کے آپ ہی
کے دست زبردست سے یہ طلسم شکست ہو گا آپ ہی فتح کریں گے وہاں بھی آپ دین اسلام کو رواج دینے
پس میں مدت سے آپ کی زیارت کا مشتاق تھا اور یہ امید تھی کہ میں آپ کو اس حال سے آگاہ کروں
اور جو امانت آپ کی میرے پاس ہے وہ میں آپ کو دونوں اور اس بار سے بیکدوش ہوں دوسری آرزو
یہ تھی کہ آپ مجھ کو اپنے ہاتھ سے غسل و کفن دے کر اور نماز میت پڑھ کر دفن کریں کہ کون ہوا اس صحرا میں
کہ جو غسل دے گا اور دفن کرے گا پس میری دونوں مرادیں پوری ہو جائیں اور مجھ کو میرے استاد نے بھی تیر
ہوئی تھی کہ جب نقابدار یا قوت پوش یہاں تشریف لائیں گے اسی زمانہ میں تو انتقال کریں گا وہی شہر بار
مجھ کو اپنے ہاتھ سے غسل دے گا اور قبر میں اتارے گا تو اُس کے آنے کا اسی مقام پر منتظر رہا اُس مرد حق
آگاہ و روشن ضمیر نے آپ کی تشریف آوری کی علامت بیان فرمائی تھی اور کچھ ایسی نشانیاں بنا لیں
تھیں کہ جس سے میں آپ کو شناخت کر سکتا ہوں و بسا ہی ہوا کہ بموجب اُن کے ارشاد کے وہ سب
انما ر علامات ظاہر ہوئے جو حواخون نے یہاں فرمائے تھے اور جو نشان دیے تھے وہ سب میں نے
آپ میں پائے پس میں بہت خوش نصیب ہوں کہ آپ کی زیارت سے مشرف ہوا اور مجھ کو آپ ایسا
مرد مجاہد و غازی غسل و کفن دے کر دفن کرے میری قبر پر فاتحہ پڑھے پس آگاہ ہو جسے کہ وہ جو سامنے
قبر میرے استاد کی ہو وہ بہت بڑے مرد خدا اور بڑے کامل تھے انکا مثل کوئی نہ تھا میں اُنکا
ایک لہنی جیلا و شاگرد ہوں وہ میرے مرشد تھے ولی خدا تھے انکا اسم مبارک درویش روشن ضمیر
تھا واقعی وہ روشن ضمیر تھے اسم بائیں تھے تمام حالات آئندہ سے وہ آگاہ تھے جو چھ لہرتے
مالا ہوتا تھا سب بیان کر دیتے تھے بڑے بڑے بادشاہ اُنکی قدمبوسی کو یہاں آتے تھے اور اُنکی زیارت
سے مشرف ہوتے تھے ہمیشہ وہ اُسی صحرا میں تشریف فرما رہے یہاں تک کہ بعد مرنے کے بھی یہ سر
زمین نہ ہرک فرمائی قبر بھی بنیں یا بی چنانچہ انھوں نے سب حالات صاحبقران اول و ثانی
سے مجھ کو آگاہ فرمایا جب صاحبقران اول و ثانی کسی مہم یا کسی طلسم تشریف لے گئے یا اُن کی
اولاد میں سے کوئی انھوں نے فرمایا کہ اب یہ طلسم نہ بچے گا فتح ہو گا بس اسی طور سے وہ سب
حالات سے خبر دیتے رہتے تھے یہاں تک کہ اُنکا زمانہ انتقال قریب آیا مجھ کو اپنے قریب طلب فرما کر
فرمایا کہ اے فرزند صفا کیش اب میرا زمانہ انتقال قریب آیا ہے پس میں یہ چاہتا ہوں کہ میں تجھ کو حید
و شہید کروں اور مثل اپنے روشن ضمیر بناؤں پس ایک کانسہ میں پانی لا میں یہ سن کر روئے
لگا فرمایا کہ یہ سفر سب کو درپیش ہے کوئی آگے جائے گا کوئی پیچھے چند دن کا پس و پیش ہی ہو گا تو
روتا ہوا رہے بہت سے کلمات تسلیم فرمائے میں نے ایک کانسہ آب حاضر کیا انھوں نے نوش
فرمایا جو باقی بچا مجھ سے فرمایا کہ تو بی میں بی کیا فرمایا کہ میں اس پر مجھ کو لازم ہے کہ تو اسی مقام
رہ اور کہ میں نہ جاؤں میں نے اپنا جائزین کیا تو مثل میرے روشن ضمیر ہو گیا پس یہ مقام تیرے لیے

میں نے مقرر کیا ہوا ہے کہ کسی کو بقا نہیں ہے سب کو فنا ہے سوائے ذات پروردگار کے پس اس دنیا کا
 ایک کرنا بہتر ہے ہر انسان کو لازم ہے کہ توشہ آخرت ہم کرے اس عالم سے سفر ایک دن ضرور کرے گا پس اسے فرزند
 تو اس صحرائے دیوان میں بیٹھ کر عبادت خدا کر اور میں تجکو خیر دیتا ہوں کہ تو ایک بہت بڑے ثمر سے مشرف
 ہوگا جب تیرے انتقال کا زمانہ قریب آئے گا تو ایک لقا بدار یا قوت یوش خاندان امیر محمد صاحب حق ان سے
 رہبان شریف لائیکادہ تجکو غسل و کفن دیکر دفن کریگا پس تجکو لازم ہے کہ تو اس شہر یار کے آمد کا منتظر رہ بلکہ
 میرا بھی ایک کلمہ ہے جو سے وہ یہ ہے کہ تو اس شہر یار سے میرا سلام کہنا اور میرا ایک لفافہ اور صندوقچہ میں تیرے
 پاس امانت رکھے جاتا ہوں اس سیر پیشہ صاحب حق انی کو دینا اور کہنا کہ بموجب اس وصیت نامہ کے جو
 کہ لفافہ میں بند ہے عمل فرمائیے آپ ہی خارج طلسم آفتاب تسلیمانی کے ہیں اسے فرزند وہ خارج طلسم آفتاب
 تسلیمانی ہے اس کے سبب سے لاکھوں آدمی گمراہی کے کلیں کے وہ ہزاروں کا فون کو قتل کر کے گا
 سیکڑوں ملک سلام آباد ہوں گے جبکہ وہ برائے فتح طلسم چلے گا تو اس صحرائے آکر پہونچے گا اس کے پاس ایک
 تختی زردی ہوگی جو کہ ایک بزرگ کی عطا کی ہوگی خواہ میں ہوگی اس پر یہ سب اس تختی کے تحت اثر کرے گا
 پس یہ لفافہ و صندوقچہ اسکو دے کر میرا سلام کہنا اور کہنا کہ اس لفافہ کہ اپنی بارگاہ میں لے جا کر خاک فرمایا
 جو اس میں تحریر ہوا اس پر عمل فرمائیے گا اور جو اس صندوقچہ میں آپ کے لیے امانت رکھے ہیں ان پر قبضہ
 فرمائیے پس اسے فرزند یہ میرا کام ہے ہائی جو کچھ تم کو اپنے علم سے ظاہر ہوگا اس امر سے آگاہ کرنا ہے میں نے
 عرض کیا تھا کہ میں اس شہر یار سے آگاہ نہیں ہوں نہیں نے دیکھا ہے پھر میں کیونکر اسکو پہونچاؤں گا جواب
 میں فرمایا کہ آگاہ ہوا اول کو تم کو تمھارے علم کے ذریعہ سے آگاہی ہوگی دوسرے وہ اس زمانہ میں آئیگا
 کہ جب صاحب حق ان ثانی طرف خانہ کعبہ کے لشرف لے جائے ہونگے اور بدیع الملک صاحب حق ان
 ہونگے تیسرے اس کے کلے میں تختی زردی ہوگی اور انشی ہزار کا لشکر اس کے ہمراہ ہوگا وہ خود یا قوت یوش
 ہوگا اور کل لشکر بھی مشرق کی طرف سے لشرف لائے گا خال سبز اسکی پیشانی پر ہوگا رنگ ہاشمی رکھتا
 ہوگا زین خلیلی ہونگی گو یہ سب غلامین اولاد صاحب حق ان میں ہیں اور کل اولاد میں ہر سوائے
 اسے کوئی ان علامات کا آدمی اس دن تک کہ جس دن وہ آئے گا ادھر کو نہ آیا ہوگا نہ ابھی تک آیا ہے
 پس سوائے اس شہر یار کے جس دن وہ لشرف لائے گا وقت سے پہر کا ہوگا چند سہارا اس کے ہمراہ
 ہونگے باقی لشکر اسکا اس صحرائے فوکش ہوگا تم ایک کتاب کے مطالعہ میں مصروف ہو کے وہ تم کو
 پہونچا کر اور مرد بزرگ و عابد و زاہد خیال کے تمھارے پاس آئے گا اس خیال سے کہ تم سے اسے حق میں
 دعائے خیر ہے پس جب تم ایسے مرد کو دیکھنا پہچان لینا کہ یہ وہی شہر یار ہے اور لقا بدار پس یہ خبر پا کر اور وہ
 لفافہ و صندوقچہ دے کر چھ سے فرمایا کہ فلان مقام پر میری قبر بنا اور ہر جمعرات کو میری قبر پر صبح روشن کہنا
 اور اگر سوز لگتا ہے تو قبول کیا پس مرشد کامل لیٹ گئے اسی پور کے پرانے مرغ روح نے نفس جسم
 سے نکل کر طرف باغ بہشت کے پرواز کی اس عالم فانی سے وہ مرد باخدا طرف عالم بقا کے انتقال
 فرمایا میں نے بموجب انکے ارشاد کے انکو غسل دیا اور کفن نماز میت پڑھ کر انکی قبر اپنے ہاتھ سے
 بطور کمرہ دفن کیا پس اسدن سے میں بھی روشن ضمیر ہو گیا سب حالات مجکو بذریعہ علم کے ظاہر ہو جاتے تھے
 انھوں نے خود مجکو اپنی رہائش میرا نام روشن صفائش روشن ضمیر رکھا پس میں بموجب ارشاد استاد کے
 رہبان اپنی اوقات بسر کرنے لگا اور آپکا انتظار کرنے لگا پس جو کچھ حال دنیا میں گذرنا تھا اور گذرنے والا
 ہر سب سے میں آگاہ ہوتا تھا اور ہوں کہ آپکی شریف ادبی کی بھی مجکو اپنے علم سے آگاہی ہوئی ہے

بین اسی دن کا منتظر تھا اور جو آثار و علامات مرشد کا ملنے ارشاد فرمائے تھے وہ سب ظاہر ہوئے بس یہ کہ مرشد
 ایک لفافہ اور ایک صندوق لے کر بیدار ہو کر دیا اور فرمایا کہ یہ اپنی امانت ہے جیسے کہ جسکا میں امانت دار تھا شکر ہے
 خداوند کریم کا کہ میں نے مرشد کا حکم بجالایا اور اس بار عظیم سے سبکدوش ہوا امانت جسکی مٹی اُسکو پہنچی
 اور پیام پہنچا دیا بس میرے مرشد نے آپ کو سلام ارشاد کیا کہ بس یہ فرما کر وہ مرد بزرگ خاموش ہوا
 لقا بدار نے وہ لفافہ و صندوق لے کر لفافہ و صندوق کو انکھون سے لگایا بوسہ دیا سر پر رکھا اور بس مرد بزرگ کے
 قدم چومے ہاتھ نکلیں لگائے جب ان کاموں سے لقا بدار قاریع ہوا تب مرد بزرگ نے لقا بدار سے کہا کہ
 لقا بدار اب چند باتیں میری سماعت فرمائیے اگر ان پر عمل فرمائیے گا تو بہت راحت پائے گا لقا بدار نے کہا کہ ارشاد
 ہوں میں بس و چشم قبول کرونگا اور ضرور ان پر عمل کرونگا اور پیش صفا کیش روشن فرمائیے فرمایا کہ آگاہ ہو جیسے کہ
 کہ آپ ہی طلسم ستارہ المعروف بہ طلسم آفتاب سلیمانی کے فاتح ہیں اچھی عمر طلسم تمام نہیں ہوئی ہے تھوڑا عرصہ باقی ہے جس پر
 فاتح کو اس کے فروہن بلکہ چند چیزوں کا ہم ہونا پڑے اور ضرور ہے جب تک وہ ہم نہ ہو تو اس وقت تک طلسم فتح نہ ہوگا
 اور آپ کو بھی لازم ہے کہ جب تک آپ انکو حاصل نہ کر لیں اس وقت تک قصد تاحی نہ فرمائیں اور انکا حاصل
 ہونا بدون اقلیم کل برستان کے فتح کیے ہوئے غیر ممکن ہے بس آپ کو لازم ہے کہ آپ بدولت و اقبال طرف
 اقلیم کل برستان کے تشریف لے جائیں وہاں سات قلعہ ہیں اور ایک قلعہ بہت وسیع و رفیع ہے جس ان کو
 فتح فرمائیے اس اقلیم کو سلام آباد فرمائیے ہر قلعہ میں ایک بادشاہ بزرگ مع چار لاکھ سپاہ کے حکومت کرتا
 ہے پہلوانان زبردست اس اقلیم میں بہت ہیں بلکہ افضل خدا و اقبال خود آپ ان سب کو فتح فرمائیے گا وہ
 سب آپ کی اطاعت کریں اور دین اسلام قبول کرینے چاہیں جب وہ سب ملک اور قلعہ اسلام آباد
 ہو جائیں تو آپ وہاں ایک عبادت خانہ ہے کہ جب سے اس اقلیم میں کفر پرستی کا رواج ہوا ہے بند ہے لاکھ
 لاکھ کوشش کی گئی نہ کھلا بس آپ اُسکو اپنے دست زبردست سے وافر فرمائیے گا اس عبادت خانہ میں رات
 بھر عبادت فرمائیے گا آپ کو خواب ہوگا بس ایک مرد بزرگ خواب میں تشریف لائیں گے جن جن اشیاء کے
 حاصل کرنے کو وہ ارشاد کریں اور جو پند و نصیحت کریں اس پر عمل فرمائیے گا اور ان اشیاء کو حاصل کر کے پھر اسی
 عبادت خانہ میں اگر شب بھر عبادت خدا میں مصروف رہیں گے پھر خواب ہوگا بس وہ مرد بزرگ پھر تشریف لائیں گے
 اور جو وہ ارشاد کریں اس پر عمل فرمائیے گا اور برائے فتاحی طلسم تشریف لے جائے گا بس طلسم بہت آسانی
 سے فتح ہوگا اور بہت کچھ سامان شوکت آپ کو اس طلسم سے دستیاب ہوگا بس جب تک اقلیم
 کل برستان نہ اسلام آباد ہو لے گا اس وقت تک وہ طلسم نہ فتح ہوگا اور لقا بدار اب بھی آپ کو جب آپ
 طرف اقلیم کل برستان کے تشریف لے جائے گا ایک اور مہم درپیش ہوگی مگر وہ بہ فضل خدا آسان
 ہو جائیگی یہ فرمادے اور بہت سے کلمات پند و نصیحت و بے ثباتی دنیائے فرمائے اور فرمایا کہ ہمیشہ اس
 امر کا خیال رہے کہ کسی مظلوم پر ستم نہ ہو کوئی ظالم کسی مظلوم کو نہ ستائے عدل و انصاف سے کام لیا
 جائے اگر کوئی فریاد رس ہو خواہ وہ مسلم ہو خواہ کافر اسکی اپنے امکان بھر فریاد رسی کی جائے اپنے
 کام پر دوسرے کے کام کو مقدم رکھیے گا اگر کوئی کسی ظالم کے بیٹے میں مبتلا ہو خواہ مسلم ہو خواہ کافر
 اُسکو اس کے بیٹے سے نجات دیکھے گا ہمیشہ غریبوں اور یتیموں کے کام اجرا کرنے کی کوشش رہے جو کوئی
 کسی مشکل میں پھنسا ہوا اسکی مشکل آسان کرنے کی کوشش فرمائے گا جو کسی مشکل میں مبتلا ہو
 تو اپنے کو اس مصیبت میں مبتلا کر کے اسکو رہا فرمائے پس ایسے ایسے کاموں میں اگر کوشش فرمائے گا
 خدا خوش ہوگا اور آپ کے سب کام دینی و دنیوی بر لائے گا اور آپ کو مرتبہ اعلیٰ عطا فرمائے گا آپ کے

بزرگ اسی سبب سے تو ہر مقام پر سرخرو و فتح مند ہوئے رہے اور رہیں گے کیونکہ انھوں نے یہ طریقہ اختیار
کیے تھے بلکہ ان کا یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ جو زبان سے کہا پھر اسے غلام نہ کیا اور جس بات کا قصد کیا اسکو لوہا کیا
اور جو جس سے وعدہ کیا اسکو وفا کیا چاہے اس میں جان رہی چاہے کئی جان کا خوف نہ لیا جس خداوند کریم نے
بھی اُسے ہر امر کو آسان کیا اور ہر بلا و مشکل میں اُنکی کمک کی اُنکو مرتبہ اعلیٰ عطا فرمائے اُنکی نشان و شوکت بڑھائی
پس آپ کو بھی لازم ہو کہ اپنے بزرگوں کے قدم پر قدم رہے اور مثل اسے اپنے نام کو روشن بھیجے یہ دنیا فانی ہر کسی
کو اس میں بقا نہیں ہو پس انسان کو لازم ہو کہ وہ کام کرے کہ جسکے سبب سے نام نیک اس صفحہ روزگار پر
باقی رہے بلکہ مثل حریف غلط کے مٹ نہ جائے ہر ایک کی زبان پر جاری ہو کہ فلان شخص نے کیا اچھا کام کیا
پس سوائے نام کے کوئی چیز قیامت تک باقی نہ رہے گی اگر نیک نامی حاصل کی ہو تو ساتھ نیک نامی کے شہرہ
ہوگا اگر بدنامی حاصل کی تو ساتھ بدنامی کے پس لازم ہو کہ وہ افعال حسنہ و اطوار پسندیدہ اختیار کرے کہ جسکے
سبب سے ہر ایک خوش ہو اور ساتھ نیکی کے یاد کرے اور بہادران عالم کی زبان پر جاری ہو کہ فلان شخص کیا
بہادر تھا پس بقائے نام سے وہ شخص کو یا زندہ رہتا ہو جیسا کہ سعدی نے کہا ہو شاعر زبداست نام فرخ نوشیروان
بہ عدل و کریم جسے گذشت کہ نوشیروان غائب ہو پس آپ بھی اسی امر کی کوشش فرمائیں لقا بدار لے لیا کہ جو ہر
آپ نے ارشاد فرمایا ہو اس میں فرق نہ ہو گا مگر اس مرد بزرگ کا نام نہ ارشاد ہوا کہ جو میرے خواب میں اس عبادت خانہ
میں تشریف نہ لائیں گے اس عبادت خانہ کے نام سے آگاہ فرمایا جواب دیا کہ نام ان مرد بزرگ کا ابھی نہ ظاہر ہوگا
وہ خود اپنی زبان سے تم کو اپنے نام سے آگاہ کریں گے نام اس عبادت خانہ کا عبادت خانہ اصفیٰ ہے لقا بدار لے لیا
ساکت ہو رہے کہ اس مرد بزرگ نے سرداروں کی طرف سے کچھ کہنے فرمایا کہ میں تمھارے آقا کو تو بند و نصیحت کر چکا
اب تم لوگوں سے مجھ کو کچھ کہنا ہو ذرا بگوش ہو میں میرے کہنے کو سنو اور اس پر عمل کرو وہ یہ کہنا ہو کہ آگاہ ہو کہ اگر
اس شہر پار کی اطاعت کرو گے اور غلامی تو مرتبہ اعلیٰ تم کو ملے گا پس اس شہر پار کی ہر وقت اطاعت کے
خواہ سنگار رہو اور غلامی سے باہر نہ ہو سکی عدول حکمی نہ کرو اپنا آقا و مالک جانو اس کے حکم و احکام کے بجا لانے کو
و جب جانو دوسرے راہ خلا میں جہاد کرو دین اسلام کے رواج دینے کی کوشش کرو کفار کشی میں مصروف رہو
کہ یہ سب امر باعث نجات کے ہیں اور بقائے نام کے دنیا میں کوئی زندہ ہمیشہ نہیں رہتا ہو جو تم لوگ زندہ رہو
ان نام نیک باقی رہتا ہو پس یہ کہہ کر وہ مرد بزرگ خاموش ہوا سب نے جواب دیا کہ جو کچھ ارشاد ہوا ہو ہم سب
پیشم بجا لائیں گے اب اس مرد بزرگ نے لقا بدار لے لیا کہ لو میں تم سب کو بند و نصیحت کر چکا ہے اور جو
میں لے لے واجب کیا تھا اسکو وفا کیا اب میں تم سب سے رخصت ہوتا ہوں کوئی مقام رنج و افسوس نہیں ہو
یہ راستہ کھلا ہوا ہو کوئی آج جائے گا کوئی کل بس کچھ دنوں کا پس و پیش ہوتا ہو یہاں کوئی رہے نہیں یا
نہ سوائے عبادت کی ذات کے اور کسی کو بقا نہیں ہو سب کو فنا ہو یہ فرما کر فرمایا کہ بس میرا کام تم سے یہ کہ جب
میں مرجاؤں تو تم اپنے ہاتھ سے غسل دینا اور لفظ اور نماز جنازہ پڑھ کر مجھ کو براہ میرے استاد کے دفن کرنا
پس میں اتنی خدمت تم سے لیا چاہتا ہوں لقا بدار لے لیا کہ یہ ہو اس مرد بزرگ نے بہت کچھ تسکین فرمائی
بعدہ پورے پردہ راز ہوئے و ناز ہو کر قبلہ کی طرف منھ کیا ایک جادوگر سفید و ٹھہری پس قدزے جسم کو حرکت
ہوئی اسی حرکت میں طاہر روح اس مرد با خدا اور غائب رہے ریا و زراہد حق آگاہ کا نفس جسم سے نکل کر
طرح باغ بہشت عمیر سرشت کے پرواز کر گیا اس مرد حق آگاہ نے اس عالم فانی سے طرے عالم جاودانی
کے انتقال کیا اس سوائے نایاب و ترک کر کے اپنا مسکن بہشت کو بنا یا پس اب جو لقا بدار لے لیا
پس رد کو اٹھا کر دیکھا کہ مردہ پایا پس بہت افسوس کیا اپنے ہاتھ سے غسل دیا لشکر سے پانی

طلب کر کے غسل کے بعد کفن و یا کھل لشکر کے لوگوں کو طلب کیا پس اس مرد خدا کے جنازہ پر نماز پڑھی برابر درویش
 روشن ضمیر اُنکے استاد کی قبر کھدوا کر اپنے ہاتھ سے دفن کیا جب دفن و کفن سے فراغت پائی پس بیٹھ کر دونوں
 قبروں پر فاتحہ پڑھی بلکہ اس وقت تک دیا کہ چند آدمی آج رات بھران قبروں پر تلاوت صحیفہ ابراہیمی کریں یہ حکم
 ہے کہ اور چند آدمی وہاں مقرر کریں کہ کل سرداروں کے وہ صندوقچہ اور لفافہ لے کر افسوس کشان لشکر
 میں آئے نماز مغرب سے فراغت کر کے خاصہ نوش کر کے بستر راحت پر آرام پذیر ہوئے سب سردار بھی اپنے
 اپنے مقام پر جا کر آرام پذیر ہوئے ہر ایک کی زبان پر اس مرد خدا کی تعریف تھی اور ہر ایک افسردہ بزرگ کی
 علم و کمال کی صفت و شان کو رہا تھا یہاں تقابدار کے دیدار پر غماز ہری بند ہوئے باطنی کشادہ تھے کہ عالم
 رویا میں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ گہرے کپڑے پہنے ہوئے بارش سفید چہرہ نورانی عصا ہاتھ میں لیے نصرت
 لائے پس تقابدار اُنکو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اُنکے ہاتھوں کو بوسہ دیا اُنھوں نے گلے سے لگا یا
 دست شفقت نشست پر پھر فرمایا کہ اچھا تقابدار آگاہ ہو کہ میرا ہی نام درویش روشن ضمیر جو میں نے ہی
 دو لفافہ اور صندوقچہ اپنے شاگرد درویش صفائیش کے پاس تھا ہے لیے رکھا تھا تم نے مجھ کو بہت خوش
 کیا کہ اسکو دفین و کفن دیا خدا تمہارا بہت بڑا مہربان ہے تم کو بند و نصیحت کیا ہے اسی پر عمل
 کرنا پس وہی تقریر حرفت جو کہ درویش صفائیش نے شاہزادہ یعنی تقابدار سے کی تھی سب خواب میں
 درویش روشن ضمیر نے بھی کی اور وہی بند و نصیحت کی اور کہا کہ جب تک اقلیم گل پرستان نہ فتح ہوگی
 اور تم کو ان اشیاء کے حاصل کرنے کی ہدایت نہ ہوگی کہ جسکی ضرورت فتح طلسم گل پرستان میں اسوقت تک
 طلسم فتح نہ ہوگا پس تم اقلیم گل پرستان کو فتح کرو اور ان اشیاء کو حاصل کر کے طلسم کو فتح کرو اور ایک
 مہم تم کو راہ میں پیش آئے گی وہ بھی آسان ہوگی پس صبح کو تم طرٹ اقلیم گل پرستان کے مع لشکر
 کے روانہ ہونا اور لفافہ چاک کر کے میری تحریر کو دیکھنا اور اس پر عمل کرنا اور جو اشیاء تم کو صندوقچہ سے
 ملیں اُنکو اپنے پاس محفوظ رکھنا اور اس وصیت نامہ کو جہان پرستہ پر کوئی مشکل نہ آئے اس کا غنا
 کو دیکھنا جو اس میں تحریر ہوا اس کے موافق عمل کرنا یہ فرمایا اور بہت کچھ کلیات و غلط و پند کو مکرر درویش
 بزرگ غائب ہوئے اب جو تقابدار کی آنکھ کھلی تو وقت نماز صبح قریب تھا بس خادم لو آواز دی
 خادم بانی لیکر حاضر ہوا تقابدار نے وضو کیا نماز صبح سے فراغت فرمائی اپنی مغفرت و فتح و ظفر کی دعا
 اپنے حلق سے کر کے اسی مقام پر لفافہ کو چاک کیا ایک کاغذ نکلا اسکو کھولا پس اس پر پہلے تو محمد
 شافعی اسی مرقوم تھی اس کے بعد نعت رسالت پڑھا ہی تحریر تھی بعد اُس کے وہی سب تقریر تھی کہ جو درویش
 صفائیش نے کل تعلیم کی تھی اور شب کو خواب میں درویش روشن ضمیر نے کہا تھا اور یہ آخر میں تحریر
 تھا کہ اس صندوقچہ کو کھولا اس میں سے ایک انشتیری الماس کی اور ایک تختی یا قوت کی کہ جس پر
 اسماء الہی کندہ ہیں تھے کی اس کو اپنے پاس رکھو اگر اس صندوقچہ کو بہت احتیاط سے رکھو کہ دست
 ضرورت کے کام آئے گا اور یہ تحریر تھا کہ جب کوئی مشکل ہو اس وقت پھر اس کاغذ کو دیکھنا پس
 جیسی ہدایت ہو اس پر عمل کرنا اس کے بعد اور کچھ تحریر تھا تقابدار نے اس کاغذ کو لپیٹ کر اپنے پاس
 رکھا بلکہ بازو پر باندھ لیا صندوقچہ کو کھولا کھیندا اسکی اس لفافہ کے اندر سے ملی تھی سو وہ انشتیری
 اور تختی کو نکال کر تختی کو گالے میں پھنسا اور انشتیری کو اسکی میں اس کے بعد صندوقچہ کو با احتیاط اس کے
 پاس رکھا اس تختی اور انشتیری پر کچھ نقش کندہ تھے اور کچھ ایسے الفاظ کندہ تھے کہ جو پڑھے بخاتہ
 تھے پس تقابدار کلباس و پوشاک کے آراستہ و پیراستہ ہو کر گھر سے براہ ہوئے سب سردار حاضر

تھے سب نے مجھ کو کیا اتفاقا بدار نے لشکر کی طیاری کا حکم فرمایا فوراً لشکر طیار ہو گیا خیمے وغیرہ بار ہو گئے بس
 اتفاقاً بدار کل لشکر کے کرحسب نشان دہی درویش صفت گیش کے طرف اقلیم گل پرستان کے روانہ ہوئے
 کیونکہ درویش نے کہا تھا کہ آپ طرف مغرب کے تشریف لے جائیں اسی طرف اقلیم گل پرستان ہے وہ
 لوگ پھول کو اپنا خدا جانتے ہیں اور اسکو سجدہ کرتے ہیں اسکا حال راوی اسوقت بیان کرے گا کہ جب
 اتفاقاً بدار وہاں پہنچے گا جب اس پرستش کا مفصل طور سے ذکر ہوگا جب یہ داستان تحریر ہوگی اور
 ناظرین ملاحظہ کریں گے تو میری جودت طبع کا حال ظاہر ہوگا بس اتفاقاً بدار مع لشکر کے طرہ اعلیٰ قطع منازل
 کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں کہ پندرہ دن مرحلہ چمائی میں گزرے تھے پچیس روز میں طرہ کین تھیں کہ ایک صحرا ملا کہ وہ
 بہت پر ہمار اور نہایت سرسبز و شاداب تھا اس صحرا میں لشکر کے فروکش ہونے کا حکم فرمایا چیمے و بار کا بہن
 برپا ہوئیں اتفاقاً بدار بارگاہ میں اترے سب سردار حاضر ہوئے دربار آراستہ ہوا بارگاہ کے پرے اٹھے
 ہوئے تھے سیر صحرا ملاحظہ کر رہے تھے کہ چند ہر کاے لشکر اتفاقاً بدار کے حاضر خدمت ہوئے دعا و ثنا بجالائے
 زمین ادب کو لب عبودیت کے بوسہ دے کر یوں عرض کرنے لگے کہ اتفاقاً بدار کا ستارہ اقبال ہمیشہ ترقی
 و اوج پر ہے دشمن پانکمال ہوں اور دوست شاد رہیں ہم غلامان جان نثار ہر اے سیر کے یہاں سے چند
 کوس پر گئے جب قریب دس کوس کے راہ طرہ کی تو ہم کو ایک لشکر دکھائی دیا کہ اترا ہوا ہے ہم اس لشکر کی
 طرف چلے جب قریب لشکر پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ ایک لشکر کثیر فروکش ہے لگی کوس کے حلقہ میں اور
 ایک قلعہ سامنے ہے کہ وہ سامان جنگ و میکا سے آراستہ ہے مگر اہل قلعہ نہایت مضطرب و پریشان ہیں اور
 یہو لشکر کہ فروکش ہے وہ قلعہ کے سامنے صف بستہ کھڑا ہے ایک بادشاہ تخت پر سوار قلاب لشکر میں اسکا
 تخت قائم ہے بڑے بڑے پہلوان زبردست بادہ کبر و خوت سے مست مثل دیو اور فیل اس لشکر میں موجود
 ہیں اور وہ لشکر قریب پانچ لاکھ کے ہے اور جو لوگ کہ قلعہ بند ہیں وہ کھوڑے سے ہیں اور ان سب کی منت
 و خوشامد کر رہے ہیں کہ ہم کو ایک ہفتہ کی مہلت دو ہم اپنے وزیر و نادر و شیر و نادر سے صلاح کر کے تم کو
 جواب دینگے یا تو تمھاری اطاعت کریں گے اور تمھارا دین اختیار کریں گے یا قلعہ کو ترک کر دو اور نکل جائیں گے
 یہ لوگ جواب میں کہتے ہیں کہ ہم تو مہلت نہ دینگے اگر ایسا ہے تو اگر اطاعت کرو اور زبردستی اختیار کرو
 اور ابھی قلعہ سے نکل جاؤ وہ لوگ بہت عاجز ہیں اور ایک پہلوان اس لشکر کا گولون کو روک کر کہے کہ
 خنق پر کھڑا ہوا انکو یعنی اہل قلعہ کو سخت سست کر رہا ہے اور ہر مرتبہ یہ قصد کرتا ہے کہ خندق کے پار جا کر
 در قلعہ کو توڑ کر اور اندر جا کر سب کو قتل کروں وہ لوگ پھر ہاتھ جوڑ کر دہی کھٹے کہتے ہیں وہ قہم جاتا ہے ہم نے
 دیکھا کہ اس قلعہ کا بادشاہ بہت ہی ضعیف و ناتوان ہے اور پیر ہر بس ہم نے جو یہ حال دیکھا اہل لشکر سے دریافت
 کیا تو معلوم ہوا کہ اہل قلعہ نردان پرست ہیں حضرت یونس کی امت میں سے ہیں اور اس قلعہ کا نام
 قلعہ فرہاد ہے اور بادشاہ قلعہ کا نام فرہاد شاہ ہے کل اس کے پاس ایک لاکھ سپاہ ہے اور وہ بادشاہ
 جو کہ قلعہ پر پورش کیے ہوئے ہے اسلئے ہر اہل لاکھ سپاہ ہے اور دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ اس
 بادشاہ کا نام جو کہ قلعہ پر حملہ کر رہا ہے قلعہ کا نام شاہ ہے قلعہ کا نام شاہ ہے قلعہ کا نام شاہ ہے قلعہ کا نام
 ہیں خور بھی بڑا زبردست ہے اور اس کے پہلوان بھی اور سب زبردست ہیں بس جب قلعہ کا نام شاہ
 کو معلوم ہوا کہ عالم قلعہ فرہاد ہے نردان پرست ہے اور امت حضرت یونس سے ہے بس لشکر کشی کر کے
 اس طرف آیا کہ عالم قلعہ کو نامہ لکھا کہ یا تو میری اگر اطاعت کرو اور نردان پرستی کو ترک کرو یا اس قلعہ
 پر چھوڑ کر نکل جاؤ وگھون نے چھ جواب دیے بلکہ جواب کے عبوحش میں قلعہ بند ہوئے قلعہ کو آلات

حرب و ضرب سے آراستہ کیا چنانچہ یہ امر بادشاہ کو ناگوار ہوا اسی وقت طبل پورشن بجوادیا اور قلعہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور محاصرہ کر لیا اور آج اپنے سپہ سالار و دستہ چپ کو کہ جو ہمراہ آیا تھا کہ جس کا نام مریخ و کو خصل آدم خوار ہے حکم دیا کہ قلعہ کو اپنے قبضہ سے لے لو اور ان سب کو قلعہ سے نکال دو پس وہ بموجب حکم بادشاہ قلعہ کے چلا قلعہ پر سے گولہ برسے لگا دہ گولوں کو رد کر کے خندق پر پہنچ گیا جب اہل قلعہ نے اس کو لب خندق پر دیکھا تو اب منت و سہا جت کرتے ہیں کہ ہم کو مہلت دو ہم صلاح کر کے یا تو اطاعت کر کے یا قلعہ کو چھوڑ کر چلے جائیں اب بادشاہ قبول نہیں کرتا ہی یہ واقعہ ہے پس اگر خداوند جب ہم نے یہ حال سنا اور معلوم ہوا کہ یہ لوگ یزدان پرست ہیں جو کہ قلعہ میں طے ہوئے ہیں اور جو کہ ظلم و ستم کر رہے ہیں مرد پرست ہیں ہم وہاں سے روانہ ہوئے کہ آپ کو اس حال سے آگاہ کریں تاکہ آپ ان بیکسوں کی مدد کریں اور مصیبت سے ان کو نجات دیں یہ جو ہر کاروں نے بیان کیا پس نقادار کو درویش صفائش کا قول یاد آیا کہ انھوں نے کہا تھا کہ تم کو ایک مہم ملا ہے درویش ہو کر اور یہ بھی یاد آیا کہ جب انھوں نے ہندو نصیحت کی تھی تو یہ بھی فرمایا تھا کہ ہیکس کی کمک کرنا لازم ہے اور جو مصیبت و بلا میں مبتلا ہوا اس کی امداد کرنا ضروری ہے پس ان لوگوں کی کمک کرنا لازم ہے کیونکہ یہ تو یزدان پرست ہیں انھوں نے تو کفار تک کی کمک کرتے تو فرمایا تھا پس یہ سب امور دل میں خیال کر کے فوراً دنگل پر سے نقادار اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ میں جا کر اس کاغذ کو منادیتا ہوں اور ان سب کو اس بلا سے نجات دیتا ہوں اگر اس بادشاہ نے مع لشکر میری اطاعت کی تو خیر ورنہ قتل کروں گا اور لشکر کو شکست دوں گا اگر خداوند کریم نے کمک کی یہ فرما کر حکم دیا کہ میرا کل لشکر طیار ہو کر میرے عقب میں آئے پس اسی وقت لشکر میں کمر بندی ہونے لگی نقادار کا اٹھنا تھا کہ سب سردار اپنے اپنے مقام پر سے اٹھے اور ہمراہ نقادار کے بیرون بارگاہ آئے پس نقادار مرکب پر سوار ہو کر اور ہر کاروں کو ہمراہ لے کر قلعہ فرما دیے گئے برائے کمک فرما دیا بادشاہ روانہ ہوا کہ اس کا حال آئندہ خبر ہو گا بعد جاتے نقادار کے کل سردار عقب نقادار میں مرکبوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور ان کے عقب میں کل لشکر خیمے و بارگاہ بار کر کے اسی طرف کو چلا کہ ان سب کا حال آئندہ وقت پر تحریر ہو گا اب دیکھئے کہ اس داستان کی تحریر ہونے کی کب نوبت آتی ہے اگر حیات مستعار باقی ہے اور بابو صاحب تے بھی اجازت مرحمت فرمائی جلد حیارم کی تو اس میں تحریر ہوگی اگر اجازت نہ ملی اور دفتر نیرنگ تات کے ترجمہ کی نوبت آئی تو اس میں تحریر ہوگی پس ناظرین آگاہ ہوں کہ نقادار کا قلعہ فرما دیے پر پہنچ کر مریخ و کو خصل کو قتل کرنا اور بمقام شاہ کے لشکر سے مقابلہ کرنا اور بمقام شہاد کا شکست کھانا اور زیر ہونا اور اطاعت کرنا اور ملک کا مطیع اسلام ہونا صدق دل سے پس نقادار کا طرہ تعلیم کل پرستان کے جاپا اور وہاں مقابلوں کا ہونا سب قلعوں کا فتح ہونا سب کا خدا پرست ہونا نقادار کا عبادت خانہ اصفی میں جا کر عبادت کرنا خواب میں مرد بزرگ کا آنا اور نقادار کو ہندو نصیحت کرنا اور چندا شیلے حاصل کرنے کی ہدایت کرنا جو کہ طلسم آفتاب سلیمانی کی فتاحی میں درکار ہیں نقادار کا ان سب کو حسب ہدایت حاصل کر کے پھر عبادت خانہ میں آکر عبادت کرنا پس خواب میں اس مرد بزرگ کا اگر اجازت فتح طلسم دینا نقادار کا طرہ طلسم کے روانہ ہونا داخل طلسم ہو کر لوح کو بڑی حمد و حمد سے حاصل کرنا اور اکتی مقام پر مبتلا سے بلا ہونا بہت بزرگان دین اس بلا کو ان سے نجات پانا طلسم کو فتح کرنا و حالات طلسم و نیرنگات و عجائبات وہ اس طلسم کے ساحر و ن کے بحر

جو ہر طلسم کے ساحرون سے الگ ہیں اور مرحلہ جات طلسم ہو کہ نئے نئے میں سب بیان ہوئے ہیں طلسم کو فتح کر کے لقا لیا رکامع اسباب طلسمی و بارگاہ آفتابی کے طلسم سے باہر کرنا اور مع خدم و حشم طرف لشکر صاحب قرآن کے روانہ ہونا اس جلد میں خواہ دفتر ہر رنگ قاتلین کی تحریروں کے اگر اجازت ملی ورنہ یہ حقیر ناچار ہر ناظرین اسکی خطا کو معاف فرمائیں کیونکہ محکوم کے تحریر کرنے کی اہل مطبع کی اجازت نہیں ہر درہ میں ضرور تحریر کرتا تھا کہ اسی جلد پر اس دفتر کو ختم کروا کر یہ داستانیں معرض تحریر میں آئیں اور ناظرین ملاحظہ فرمائے تو ناظرین کو اظہاف حاصل ہوتا ہیں ناظرین طلسم ہوش ربا وغیرہ کو اور ان دفاتر کو فراموش فرمائے کہ جبکہ ترجمہ ہو چکا مگر کیا کروں کہ ناچار ہوں اپنے حشر ط دلی و آرزو کے قلبی کو ظاہر نہیں کر سکتا ہوں بس آپ لوگوں سے معافی کا خواستگار ہوں مجھ کو معاف فرمائیں زیادہ والسلام اس راوی اپنے قلم عجائب رقم نو طر حالات برجیس آفتاب پرست کے لاتا ہوں اور اس کے حالات کچھ تحریر کیا ہوں ناظرین ملاحظہ فرمائیں

ششم حالات داستان برجیس آفتاب پرست ملاحظہ ہوں بیست

بروز سخن طوطی خوش نوا بدین زمزمہ شد ترنم سرا ہو یلک ہا بشنوا می بندم داستان کہ باز آمد بمیہر داستان چہرہ تلمذ گیران معنی و طر کنندگان میدان مضامین و شمشیر زنان میدان فصاحت و سحران بلا اس داستان حیرت آیات کو لوگ خامہ عبرت نامہ سے یوں گلشن قضا میں پر گلہ ز کرتے ہیں کہ جب برجیس آفتاب پرست بموجب درغلانے سخنگان دار رنگ و حشر رنگ کے محکم و حشم سپاہ پیکران اپنے ہمراہ لے کر مع ارزننگ وغیرہ کے شہر آفتاب نما سے چلا تھا جیسا کہ تحریر ہو چکا ہے اور شہر فرنگوشیہ پر پہونچا تھا حاکم شہر فرنگوشیہ سے اطاعت کے لیے کہا تھا اور ترک بندہ بسلار سلام کو پس اسنے مقابلہ کیا تھا آخر شکست کھائی حاکم قلعہ فرنگوشیہ یعنی محکوم شاہ بھاگ کر فرنگوشیہ پر گیا حاکم ارنگوشیہ یعنی احکام شاہ نے اس شرط سے برجیس کی اطاعت کی تھی کہ اگر آپ صاحبہ ان پر فتح پائے گا تو ہم سب آپ کا دین اختیار کریں اور آپ کو سجدہ کریں بس برجیس نے قبول کیا تھا اور اپنا لشکر لے کر وہاں سے اور آگے کو روانہ ہوا تھا یہ لوگ باطمینان تمام قبضہ کے ارنگوشیہ میں مقیم ہوئے تھے بس برجیس آفتاب پرست بازہ کبر و نخوت سے مست کا لشکر جو وہاں سے روانہ ہوا تو شہر اردبیل پر آکر پہونچا حاکم اردبیل نے بھی تفریق کر کے بموجب شرط احکام شاہ کی اطاعت کی جس طور سے احکام شاہ نے ہدایت کی تھی جس اقرار کے ساتھ بس یہ وہاں دو دن تک قیام پذیر رہا اس کے بعد وہاں سے روانہ ہوا شہر سنجان پر آکر پہونچا حاکم شہر سنجان نے اطاعت اسنے انکار کیا اسنے مثل فرنگوشیہ کے اسکو تباہ و تاراج کیا حاکم شہر سنجان وہاں سے بھاگ پڑا ہوا مگر اطاعت برجیس کو پسند نہ کیا برجیس شہر سنجان کو تباہ و تاراج کر کے اور آگے کو روانہ ہوا لشکر اسے ہمراہ اسقدر ہر گز جہان یہ اترتا ہوا ایک غنیمت وسیع آباد ہو جاتا ہے بس راوی کہتا ہے کہ اسی طور سے برجیس اردبیل اسلام سے اپنی اطاعت کی درخواست کرتا ہوا اور جسے اطاعت کی اسی شرط سے کہ جو حاکم ارنگوشیہ وغیرہ نے مقرر کی ہے اور ہر ایک کو ہر ایک پر چہ اخبار کے معلوم ہوگی بس اسکو وہاں سے اٹھ کر جس نے اطاعت سے انکار کیا اس ملک کو اور اس ملک کے باشندوں کو سب سے چلا دیا شہر کو تاراج کیا اسنے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ اپنے لشکر کو مقابلہ کا حکم نہیں دیتا ہر بلکہ اس ابر

سحر کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جو اسکے لشکر پر محیط رہتا ہے اور اس آسمان سحر سے ایک آفتاب نکل کر تمام اہل اسلام کو جلا دیتا ہے جو کہ اسکے سر پر ہمہ وقت سایہ فلک رہتا ہے اسی سبب سے اہل اسلام مجبور و ناچار ہوجاتے ہیں وہ لوگ سحر جانتے نہیں ہیں پھر کیونکر مقابلہ کریں بس قتل و غارت ہوئے ہیں چونکہ یہ امر ہر ایک پر ظاہر ہو چکا ہے کہ یہ لشکر کو مقابلہ کے لیے نہیں حکم دیتا ہے بلکہ سحر سے کام لیتا ہے بس ہر ایک جو کہ اطاعت کرتا ہے اپنی آبرو و جان بچانے کے لیے غرضاً اطاعت کرتا ہے بس ہر جلسہ اسی طور سے محالک اہل اسلام کو اپنے قبضہ اور تصرف میں لاتا ہوا اور بعض شہروں کو تاخت و تاراج کرتا ہوا بعد قطع منازل و طرح داخل کے شہر صنوبر پر پہونچا راوی نے بیان کیا ہے کہ اس مرتد نرلی وادی نے توبہ ایک سو ملکوں کے کہ جو قبضہ اہل اسلام میں تھے نہ اطاعت کرتے کے معاوضہ میں غارت کیا اور ہزاروں ہندوکان خدا کو بے گناہ سحر سے جلا دیا اور قتل کیا اور وہ ملک ایسے عمار و برباد ہوئے کہ پھر بعد اسکے وہاں سے چلے آنے کے نہ آباد ہوئے وہاں کے لوگ کوہ و صحرا میں اسکے خوف سے جا کر مسکین گزین ہوئے مگر اسکو رحم نہ آیا اور اسی طور سے قریب دو سو شہروں کے کہ جو خدا پرست تھے بخوف جان و آبرو لقیہ کر کے اسکی اطاعت کی بس وہ ملک تباہی سے محفوظ رہے اور باشندے ان شہروں کے قتل و غارت سے بچے بس جب کہ ہر جلسہ اسی طور سے غارت کرتا ہوا اور اپنی اطاعت کرتا ہوا قریب شہر صنوبر پر پہونچا بس لشکر کو فروکش ہونے کا حکم دیا اور ایک نامہ حاکم صنوبر میر کے پاس روانہ ہوا چونکہ صنوبر شاہ تو عمارہ صاحبقران تھے اسکا وزیر پیمان اسکی طرف سے حاکم تھا بس جب نامہ ہر جلسہ کا اسکے پاس پہونچا اور ہر کاروں نے اس لشکر کشی کے آنے کی خبر دی بہت پریشان ہوا مگر جب نامہ پہونچا دیر نے نامہ پڑھا سمجھیں یہ تحریر تھا کہ اے وزیر صنوبر شاہ اگر میری اطاعت کر اور مجھ کو سجدہ کرو ورنہ یاد رکھ کہ جس طور سے میں نے شہر فرنگو شیبہ و سنجان وغیرہ کو تاخت و تاراج کیا ہے اسی طور سے اس ملک کو بھی تاخت و تاراج کرونگا اپنا غضب خداوندی تیرے اوپر اور تمام اہل شہر پر نازل کرونگا اگر اپنی جان و اہل شہر کی جان بچانا ہے تو بابدولت کی خدمت میں حاضر ہو کر بابدولت کو سجدہ کر اور آفتاب پرستی قبول کر ورنہ مادہ مرگ ہوا اگر تجھ کو بھی مثل اور بادشاہوں کے ابھی اطاعت کرنا نہ منظور ہو بس مثل ان سب کے تو بھی بشرطیہ اطاعت کر کر کہ میں صاحبقران پر غالب آیا اور صاحبقران نے سجدہ کیا تو تو کو بھی سجدہ کرنا بس یہ جو مضمون نامہ وزیر صنوبر شاہ تھے سننا اسوقت سرداروں کو عمارہ نے اس اور شہر صنوبر میر کے چند خفے لے کر لشکر ہر جلسہ میں آیا اور اسکے بارگاہ میں پہونچ کر ساگھ اس شرط کے اطاعت کی اگر آپ صاحبقران پر غالب آئے یا صاحبقران نے شکست کھائی اور آپ کو سجدہ کیا تو میں بھی اسوقت سجدہ کرونگا مگر یا ان اسوقت آپ کا دین اس طریقہ سے اختیار کرنا ہوں اور آپ کی اطاعت اس طور سے کرتا ہوں کہ آپ اسوقت تک ہماری کسی امر میں دخل نہیں جسوقت تک کہ صاحبقران آپ کو سجدہ نہ کریں ہاں بعد اس واقعہ کے آپ کو اختیار ہی ہم خود ہی کسی قسم کا عذر و انکار نہ کریں گے بس ہر جلسہ نے اسکے کہنے کو قبول کیا اور عہد و قرار لیکر اسکو طرف شہر کے رخصت کیا اور آپ دو مہرے دن وہاں سے کوچ کر کے مع لشکر کے روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طرح داخل کے شہر یقینہ پر پہونچا میدان وسیع دیکھ کر لشکر کے فروکش ہونے کا حکم دیا لشکر فروکش ہوا یقین یزدان بدست تو مع لشکر کے ہمراہ صاحبقران کے ہر پیمان اسکی طرف سے اسکا وزیر بطور نائب کے حکومت کرتا ہے اسکو ہر کاروں نے خبر دی کہ ہر جلسہ آفتاب پرست

ایک ساحر زبردست پسر شد و مد سے خروج کر کے اپنے شہر آفتاب نما سے چلا تھا اسکے ہمراہ دو فرزند
 زرد ثانی کے ہیں یعنی چتر ناک و ارژن ناک جو کہ بر جلیس پر لشکر کشی کر کے گئے تھے کہ ہم خدا ہیں اور
 خدا کے فرزند ہیں بلکہ ارژن ناک تو بر جلیس کی بہن ملکہ تر با کے پیچھے پر عاشق ہو کر اسکی خجہ استگاری
 میں گیا تھا مگر یہ امید پوری نہ ہوئی شکست کھائی آخر کو ریشیان ہو کر اسکی اطاعت کی اس شرط سے کہ
 تم خدا پرستوں سے مقابلہ کرو اور انکو اگر غارت کرو گے تو ہم تم کو سجدہ کرینگے بس ان دونوں نے بہکانے
 سے اور آمادہ کرنے سے اس نے لشکر کشی اہل اسلام پر کی لشکر اس کے ہمراہ قریب انشی نوٹے لاکھ کے ہو کہ جس
 میں ساحر بھی ہیں اور غیر ساحر بھی اور دو فرزند اس کے ہمراہ تورج کے ہیں کہ جنکا نام اسلام بن تورج ہے اور
 ولیم بن تورج ہے چونکہ ان سب کو اہل اسلام سے ایک قسم کی خصومت دلی اور عداوت قلبی ہے
 بس یہ سب یہ کہ بر جلیس کو درغلان کر کے مقابلہ اہل اسلام کے آمادہ کر کے لائے ہیں چنانچہ
 بر جلیس نے بزور سونگنی ملکوں پر اپنا قبضہ کر لیا بعض حاکمان شہر نے بر جلیس کی اطاعت نہ کی بس
 اُس نے اس ملک کو مع اس ملک کے باشندوں کے سحر سے غارت کیا ایک آسمان سے اس کے لشکر پر محیط
 ہو سنا جاتا ہے کہ اسی آسمان میں خداوند آفتاب رہتے ہیں اور سب بر جلیس کو فرزند خداوند کہتے ہیں
 بس جہان بر جلیس نے طرٹ اس آسمان کے دیکھا سنا جاتا ہے کہ اس آسمان سے ایک آفتاب
 ظاہر ہوا کہ جس میں اس قدر شدت کی گرمی ہوتی ہے کہ جب اسکا عکس زمین پر پڑتا ہے تو زمین سے دھواں
 بلند ہوتا ہے بس ادھر اسکا عکس کسی شے پر پڑا وہ مثل ہیزم خشک کے جلنے لگی دو سہرا طریقہ یہ سنار ہے کہ
 جو کوئی حریف ساحر یا غیر ساحر مقابل لشکر بر جلیس فرود کش ہوتا ہے اور جب اس کے مقابلہ کی
 نوبت آتی ہے اور دونوں لشکر صف آرا ہوتے ہیں اور طرفین سے اگر پہلوان یا ساحر نکل کر مقابلہ
 کرتے ہیں وہ آفتاب آسمان سے ظاہر ہوتا ہے اور جب اسکا عکس پڑتا ہے وہ جل جاتا ہے یا لڑک کر
 گر جاتا ہے اسوقت حریف جل جاتا ہے مگر لشکر بر جلیس و پہلوان بر جلیس کو بالکل گزند نہیں ہوتا
 ہے بلکہ یہ بھی نہیں معلوم ہوتا ہے کہ گرمی ہے یا نہ لشکر حریف میں تلاطم ہو جاتا ہے یہ طریقہ اسکی لڑائی کا ہے
 اسی طور سے اُس نے بہت سے ملک اہل اسلام کے تباہ و غارت کئے ہیں جن جن بادشاہوں نے
 اطاعت سے انکار کیا اُس نے طرٹ آسمان کے دیکھا بس آفتاب ظاہر ہوا اور بلند ہو کر اس ملک
 پر چمکا اور اپنا عکس ڈالا بس ہر در و دیوار زمین سے شعلہ نکلے شہر جلنے لگا غارت خود بخود و تہدم
 ہوئے لگی اہل شہر ہلاک ہوئے لگے جو اس آفتاب میں جان بچا کر کسی تدبیر سے نکل گئے وہ تو
 بے ورنہ سب ہلاک ہو گئے شہر ویران ہو گیا عمارت تہدم ہو گئی جس نے اطاعت کیے کا
 انکار کیا بس اُس نے اس ملک کو تباہ نہ کیا چنانچہ بہت سے بادشاہوں نے نہ اطاعت کی اس خیال
 سے کہ کیوں ہم ایک کافر کی اطاعت کریں مسلمان ہو کر کافر کے مطیع ہوں اپنی جان دی اور بہت
 سے حاکمان شہر نے جو کہ مسلمان تھے انھوں نے اس شرط سے اطاعت کی کہ اگر آپ صاحب حق ان
 و اولاد صاحب حق ان و لشکر اسلام پر غالب آئے گا اور وہ لوگ آپ سے مغلوب ہونگے بس ہم لوگ
 اسوقت آپ کے دین کو قبول کرینگے اور آپ کو سجدہ کرینگے اور تقیہ کر کے اسکا کتنا قبول کیا
 بس وہ ملک قتل و غارت سے محفوظ رہے و بعض ممالک کے باشندوں نے تقیہ کر کے بن اسلام
 کو ترک کیا ہے اور سنا جاتا ہے کہ بہت سے ملکوں کے بادشاہوں نے دین آفتاب پرستی قبول
 کر لیا خلاصہ یہ کہ تمام ممالک اسلام آباد جو کہ شہر آفتاب نما سے اور اس حد تک راہ میں سے

یا تو ہاتھ سے جرحیں کے غارت ہوئے یا ان ملکوں کے بادشاہوں نے بشرط اطاعت کے دین آفتاب
پرستی اختیار کر لیا پہلے تو تمام ملک اسلام آباد تھے اور اب کفرستان ہو گئے ہیں چنانچہ صنوبر شاہ کے
وزیر نے بھی اطاعت کی اب وہ لشکر کے کراپ کے ملک پر آیا ہے سپاہ کشیر ہمراہ ہے حضور بڑی خرابی
کی یہ بات ہے کہ وہ لشکر کو مقابلہ کا حکم نہیں دیتا ہے سحر سے مقابلہ کرتا ہے بس یہی سبب ہے سب کے عاجز
ہونے کا یہ جو وزیر یقین خود پرست گئے سنا ہر کاروں کی زبانی تا کو بیچ تھا کر بولا کہ یہ امحال ہر جیسے
کی کہ جو وہ اس ملک کو تباہ کر سکے یا ہم سے اطاعت لے ہم سب تازہ غلامان صاحب حق ان ہیں
ہمارا خدا ہمارا نگیان ہے اس کا فراق کی بھی یہ طاقت ہے کہ وہ ہم ایسے بہادروں کو ہلاک کر سکے یا ہم سے
اطاعت کر آئے جنھوں نے اطاعت کی ہے خواہ بشرط خواہ بتقیہ خواہ دین اسلام ترک کر کے ان سب کے
دلوں میں فتنہ پھارے سب غوث جان سے مسلمان ہوئے تھے جب انھوں نے دیکھا کہ ہمارا مددگار
اور ملک کرنے والا پیدا ہو گیا صرف اور لوگوں کے دکھانے کے لیے اس طریقوں سے اطاعت کی
بس وہ سب سپاہ قلب ہیں اور جنھوں نے اطاعت نہ کی بلکہ اطاعت سے انکار کیا اور مارے گئے
وہ سب سچے مسلمان اور صدق دل سے خدا پر ایمان لائے تھے بس جو بہادر ہیں اور دین کے لیے
ہیں وہ جان جانے کو بہتر جانتے ہیں کسی غیر مذہب والے کی اطاعت سے وہ جان دیدیتے ہیں مگر
ایمان نہیں ترک کرتے ہیں جان کیا چیز ہے ایمان تو وہ شے ہے کہ جو عاقبت میں کام آتا ہے اسی کے سبب
سے سیر بہشت غیر بہشت نصیب ہوتی ہے بس میں کو بھی اطاعت نہ کر دینا خواہ جان جائے
خواہ پسے خواہ نہ رہے ملک کے باغدادے اطاعت کر لے ہاں اگر بادشاہ یہاں بشارت فرما
ہوتا اسکو اختیار تھا میں کو نائب ہوں میں اپنے اوپر یہ الزام نہ لوں گا کہ تم نے کیا سمجھ کر ایک
کافر کی اطاعت کی دوسرے ہم لوگ تو بھی ضلالت تھے تھے ہیں راہ راست پر آئے ہیں بس کیونکر ہو
سکتا ہے کہ اس راہ راست کو ترک کر کے بھڑ ضلالت کو اختیار کریں چاہے کچھ ہوا اگر غالب آئے تو
بہت بڑے دشمن کو مارا سب میں نام ہوا کہ شہر یقینہ کے لوگوں نے بڑی بہادری کی کہ ایسے سے
مقابلہ کیا کہ جس سے کوئی مقابلہ نہ کر سکتا تھا اور اسکو شکست دی اور اگر مارے گئے تو مرتبہ شہادت
ملا دینا میں نام لکھا کیا بس یہی اور بہتری حاصل ہوئی ابراہیل دربار یہ جس قدر ملکوں کے بادشاہوں
نے بشرطیہ و بتقیہ اطاعت کی ہے یہ سب کتبہ رطبتے تھے ورنہ اس میں ایک ایک ایسا تھا کہ اگر
ہزار جرحیں ہوتے تو وہ لوگ شکست نہ کھاتے کیونکہ کتابوں سے ثابت ہوتا ہے کہ بڑی
بڑی کوشش و سعی سے صاحب حق ان اول و ثانی نے ان ملکوں کو فتح کیا ہے بڑے بڑے معرکہ
پڑے ہیں برسوں مقابلہ ہوئے ہیں تو شیر والے نامہ و بالا یا خیر و لو جب باختر قاہر نامہ
دھندلی نامہ و تورج نامہ اٹھا کر دیکھو تو کہ کس طور سے یہ ملک فتح ہوئے ہیں بس
جو کہ تمام عالم کے بہادروں کے سردار ہوں جنے نام سے شیران وشت کو تپ لاتی ہو جن کے
نعرہ کی صدا سننے والوں ان قاف کا نتیجہ ہوں جن میں ایک ایسا ہوا کہ جو لاٹھوں سے منہ
مقابلہ کرے اور لاٹھوں کو شکست دے کر کھکا دے وہ لوگ تو ان ملکوں کو برسوں میں
فتح کریں اور بڑے بڑے معرکہ واقع ہوں ہزاروں کلکشت و خون ہو بس ان لوگوں سے
تو یہ لوگ لطیف اور مقابلہ کریں اور جو کہ تمام بزدلوں کا افسر ہوا اور کافر ہوا اس کے
خوف سے اطاعت کر لیں بس ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ اسی دن کے امیدوار تھے اور اسی

بات کے خواہشمند گارنتھے کہ کوئی ایسا پیدا ہو کہ ہم جس کی اطاعت کر دین ان کی اطاعت ترک کر کے فرس کریم وہ
 لشکر کو براے مقابلہ نہیں سمجھتا ہے بلکہ سحر سے کام لیتا ہے تو بلا سے ایک جان پر چاہے دشمن کے چاہت تھا
 لے مرنا پر ضرور ہے پھر نام کر کے کیوں نہ مرین اور با ایمان کیوں نہ اس پر وہ دنیا سے جائین جو ایک کا فر
 کی اطاعت کر دین پس اگر میرے پاس کوئی نامہ طلب اطاعت میں آئے گا میں تو صاف جواب دوں گا
 اور مقابلہ برآمد ہو گا خوف کو منظور ہو گا وہ ہو گا یہ جو وزیر یقین نیردان پرست نے اہل دربار سے
 کہا سب نے جواب دیا کہ جو آپ کی مرضی وہی ہم سب کی بھی راے ہی ہم تو آپ کے تابع فرمان ہیں حکم
 بادشاہ اگر آپ ہم کو حکم دیکھے گا کہ آپ لوگ آگ میں کود پڑیں پس ہم اگر غدر کریں تو ہم ایک بان باپ
 کے نہیں اگر آپ تو یائیکہ کہ تم لوگ دیو سے مقابلہ کرو تو ہم دیو سے مقابلہ کریں اگر یہ ارشاد ہو کہ اپنے
 سر اپنے ہاتھ سے کاٹ کر حاضر کرو تو ہم ایسا ہی کریں خلاصہ یہ کہ جہاں آپ کا پسینہ گرے گا وہاں
 دلا خون بہا ہوا ہو گا جب وزیر نے یہ تقریر سن کر سب کی بہت تعریف کی اور کہا کہ اس دولت کی زندگی
 کے تو مرنا بہتر ہے کہ خدا پرست ہو کر کافی اطاعت کر دین تو فرشتا اگر وہ سحر سے غارت کرتا ہے تو کیا پرواہ غار
 کرے ہم سب بے گناہ ہیں ہم سب کا خون اس کے سر پر ہو گا اس کی سزا پائے گا ہم سب اپنے اعمال
 سے سبک دوش ہو جائیں گے سب نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوتا ہے کیا غم یہ بیان تو یہ باتیں ہو
 رہی ہیں ہر کاروں کو انعام دے کر رخصت کیا ہے اور ہر بیرون شہر میدان وسیع دیکھ کر ہر جلسے نے
 بہ صلاح از رنگ و خیر ناک و خوشگاہان لشکر کو اترنے کا حکم دیا ہے لشکر جو بیس کو س کے حلقہ
 میں اتر رہا ہے جو صبح کہ اشجار سے حملو تھے وہ بالکل لشکر ہو چکے ہیں کئے قلم گردانے اور لشکر فرشتہ
 اتنا بڑا لشکر ہے کہ اس لشکر کو پانی بڑی مشکل سے نصیب ہوتا ہے جس چشمہ یا بھیل کے کنارے پر لشکر
 اترتا ہے وہ خشک ہو جاتا ہے نہ شربت لشکر کی ہو غلہ کا لٹا د شوار ہوتا ہے راوی بیان کرتا ہے کہ جب
 لشکر ہو چکے ہیں کا اتر چکا بارگاہین بریا ہوئیں بارگاہ جیسی بریا ہوئی ہو چکیں آفتاب پرست
 تخت پر سے اتر کر بارگاہ میں تخت پر آکر اپنے مقام پر بیٹھ گیا سب اگر حاضر دربار ہوتے جب
 دربار آراستہ ہو چکا اس وقت ہر جلسے نے افریق شاہ و خو خوار شاہ وغیرہ سے کہا کہ
 اے پیغمبر ان من سخنگان و از رنگ و خیر ناک وغیرہ سے دریافت کرو کہ کیا تم میری جاسے
 کیونکہ بعض امر جو کہ دنیوی ہیں ان میں تمھاری راے درکار ہے کیونکہ ان لوگوں کے مقابلہ کے
 لیے میں تمھارے لئے سے ادھر کو آیا ہوں تمھاری اس امر میں کیا راے ہے کہ شہر یمنیہ کے لوگوں
 سے کیونکہ یمنیہ آنا چاہیے کیونکہ ان لوگوں کو لشکر کے آنے کی خبر ضرور پہونچی ہوگی بلکہ انھوں نے
 کچھ خیال نہ کیا کسی نے خبر تک نہ لی کہ کون آیا ہے میں نے اپنے والد بزرگوار خداوند آفتاب سے
 کہ جنکا میں نائب ہوں دریافت کیا تھا کہ کیا کیا جاے انھوں نے فرمایا کہ میں نے سخنگان
 ایسا شیطان و خیر ناک و از رنگ ایسے عقل مند اپنے بندے تمھارے ہمراہ کر دیے ہیں
 ان سے راے لو کیونکہ ان کے بزرگ ہمیشہ اہل اسلام سے مقابلہ کرتے رہے ہیں یہ لوگ ان کے
 طریقہ جنگ و لنگے اطوار و حرکات و طبیعت سے بخوبی واقف ہیں بس میں نے بموجب ارشاد
 خداوند آفتاب اسے پیر کے کیونکہ میں انکا نائب ہوں تمھاری راے پر عمل کیا اس وقت تک
 میں جس ملک کے لوگ مطیع ہوئے ہیں نے انکو اپنے عذاب سے امان دی تمھارے کھنڈ
 سے اور انھوں نے ناطاعت کی اور تم نے کہا کہ انکو غارت کرو میں نے اپنا عذاب نازل کر کے

غارت کیا بس اس ملک کے باشندوں کے بارے میں تم کیا کہتے ہو میں ناظرین کی خدمت میں بار بار ملک
 کی مقام پر یہ عرض کر چکا ہوں کہ آفتاب جادو پر بر جلیس ہمہ وقت بر جلیس کے پاس سحر
 سے پوشیدہ موجود رہتا ہے بر جلیس جو کچھ کام کرتا ہے اسی کے گینے سے کرتا ہے یہ امر بر جلیس کو بھی نہیں
 معلوم ہے کہ جس سے میرا باپ میرے پاس موجود ہے بلکہ اسکو یہ یقین ہے کہ وہ خدا ہے جس ہمہ وقت
 مجھ کو نصیحت کرتا رہتا ہے اور اسے بتایا کرتا ہے بس یہ تو حبلہ معترضہ تھا آدم بر سر مطلب یہ جو بر جلیس
 نے افراق شاہ و خو خوار شاہ سے کہا اس امر کا بھی ناظرین کو خیال رہے کہ بر جلیس جب
 دربار میں آتا ہے تو اس بارگاہ میں بھی ایک پردہ حائل ہے اسے عقب میں اسکا تخت آراستہ ہے عقب
 پردہ آکر بیٹھا ہے کسی کا سامنا نہیں کرتا ہے ہاں اسوقت سامنا کرتا ہے کہ جب نقاب الٹ کر اسکا
 چہرہ دکھاتا ہے اور دیکھنے والا سجدہ کرتا ہے وہ بھی صرت چہرہ دیکھتا ہے پس ادھر کسی نے اسے چہرہ پر نگاہ کی
 تو اس سجدہ کیا کیونکہ اسے چہرہ پر غارہ سحر طیار کیا ہوا ہے سو مناسبت جادو و استاد آفتاب جادو
 کا ملا ہوا ہے کہ جسکا یہ اثر ہے کہ جو اسے چہرہ کو بے نقاب دیکھے گا وہ سجدہ کرے گا چنانچہ اسکو حکم تھا کہ
 تم کبھی اسے کو کسی کو نہ دکھانا جب دربار میں بیٹھا تو پردہ میں اپنی حجاب قدرت کے اندر ہاں محل
 میں ان خواصوں اور مصاحبوں سے پردہ نہ کرنا جو کہ تمھاری خدمت پر مقرر ہیں بس اسی سبب سے
 بر جلیس عقب پردہ بیٹھتا تھا اور پردہ کے اندر سے گفتگو کرتا تھا آج تک کسی نے بر جلیس کو سواے
 صفر سنی کے نہیں دیکھا اگر میدان جنگ میں جاتا ہے یا لشکر کے ہمراہ سفر میں رہتا ہے تو تخت اسکا
 تین درجہ کا ہے درجہ اوسط میں اسکا مقام ہے کہ اس پر تینوں کا پردہ پڑا رہتا ہے اور ایک ایسا
 نورانی سے سا طبع رہتا ہے کہ کوئی نگاہ کام نہیں کرتی ہے اسی تخت کے اوپر جب یہ سوار ہوتا ہے
 تو آفتاب سحر سا یہ نہیں رہتا ہے یہ نورانی آفتاب کا ہے کہ جو آنکھوں کو خیرہ کرتا ہے کوئی نہیں دیکھ سکتا
 ہے پس وہ تخت ایک نیم کے در پر لگا دیا جاتا ہے پس بر جلیس اس تخت پر اس خیمہ سے نکل کر سوار
 ہو جاتا ہے اسکی بارگاہ اس طریقہ کی ہے کہ اسکی پشت پر اسے رہنے کا خاص خیمہ ہے اور وہی خیمہ ہے کہ
 جس خیمہ سے یہ سوار ہوتا ہے اور وہ دونوں خیمے بہت وسیع ہیں اور بارگاہ میں لے ہوئے اور
 خیمے ناموس وغیرہ بھی برابر بارگاہ کے برابر ہوتے ہیں بس اندر ہی اندر راہ ہے یہ ہرے میں جا سکتا ہے
 اور اسی راہ سے بارگاہ میں آتا ہے پس آدم بر سر مقصد جب کہ یہ حکم بر جلیس کا خو خوار شاہ وغیرہ
 کو ہوا آنکھوں نے از رنگ و حیرت و سحر کان وغیرہ سے کہا سحر کان کے جواب دیا
 کہ ہم سب کی یہ رائے ہے کہ ایک نامتہ خداوند بنام حاکم شہر یقینہ تحریر کر دین اور برائے اطاعت طلب
 کر دین اگر وہ اطاعت کرتے تو خیر جس طور سے اور سب کو امان دی لئی امان دی جائے اگر انکار
 کرتے تو مثل ان شہروں کے کہ جن پر خداوند نے اپنا عذاب نازل کیا تھا نازل کر کے غارت کر دین
 یہ جو ان سب نے کہا افراق نے قریب پردہ آکر جو سحر کان کے ماتھا عرض کیا پس بر جلیس نے
 حکم دیا کہ میر کو طلب کر کے نامہ تحریر کرانے پاس حاکم شہر یقینہ کے روانہ کرو یہ حقیر خدمت
 ناظرین میں عرض کرتا ہے کہ ناظرین کو اس امر کا ہر وقت اور ہر مقام پر خیال رہے کہ بر جلیس کی
 بارگاہ کے سات درجہ ہیں درجہ اول میں تو حجاب قدرت ہے اور عقب حجاب قدرت تخت
 خداوندی ہے وہاں بر جلیس کے سوا اور کوئی نہیں ہوتا ہے یا فرشتہ قدرت جو کہ آفتاب نے
 سحر سے پتے پتے ہیں وہ مکتس رانی کرتے ہیں بس اس درجہ میں عقب پردہ بر جلیس ہوتا ہے

وزیر و ن پر وہ دو کرسیاں ہیں کہ ایک پر خورشاد و دوسرے پر افریق شاہ بیٹھتے ہیں کیونکہ یہ منیمبر
 ہیں اور عیار بر جلیس ہوتا ہے کہ جس کا لقب و نام نیک قدرت ہے جو کہ بہت بڑا عیار زبردست ہے
 جس کے قریب تین ہزار شاگرد ہیں دوسرے درجہ میں وزیر بر جلیس و دیگر شاہان اقلیم خورشید پر و دیگر
 مالک کے بادشاہ و ازرننگ و ہترنگ و سنحکان و غیرہ کے لیے جگہ مقرر ہے یہ لوگ و محل
 و کرسیوں پر بیٹھے ہیں تیسرے درجہ میں سب سپہ سالاران لشکر ساحر و غیر ساحر خاص و لشکر
 عام و اسلم و دیلم و غیرہ اور ان کے سرداران مغز و ازرننگ کے سرداران مغز و خود لشکر بر جلیس
 کے سرداران مغز کی جگہ مقرر ہے چوتھے درجہ میں سب لشکروں کے سردار بیٹھتے ہیں جو کہ ان لوگوں سے
 یا پھر کی کا رکھتے ہیں پانچویں میں بھی اسی طور سے بیٹھے درجہ میں اہل دفتر و اہل اقلیم ہیں تا تو ان درجہ عام
 ہر قسم کے لوگ و پان ہیں ملازم و چوہدار و غیرہ اس کے بعد بہت بڑا محفل ہے ہر وقت اس صحن میں
 باغ آراستہ رہتا ہے بکرا اس باغ کو خزان نہیں ہے محفل کے بعد سات جلو خانہ ہیں کہ ہر جلو خانہ میں دو
 طرفہ غلامان زرین پوش و زرین کمز قریب پانچ پانچ ہزار کے صفت بستہ کھڑے رہتے ہیں اور ہر جلو خانہ
 کا رنگ جدا ہے بیرون بارگاہ درگہ سالار کا مقام ہے جس پر طریقہ اسکی بارگاہ کا ہے جس اب کوئی
 ضرورت ہر مقام پر اس حال کے تحریر کرنے کی نہ ہوگی ناظرین اسکی بارگاہ کا جب ذکر کے گا
 خود خیال کر لیں گے کہ یہ طریقہ ہے جس پر جلیس نے یہ حکم دیا سو وقت افریق شاہ نے وزیر
 سے نامہ تحریر کر کے دوسرے جلیس کی کرا کے عرض کیا کہ نامہ تیار ہو کہ نامہ روانہ کیا جائے
 ایک قدرت کسی کے ہاتھ ناسہ روانہ کرے یہ جو حکم دیا بس عیار وہ نامہ لے کر باہر آیا اور ایک
 بے شاگرد کو نامہ دیا کہ یہ نامہ لے کر جاؤ حاکم شہر یقیناً کے پاس بلکہ سنحکان نے افریق شاہ
 سے کہا تھا کہ خداوند سے عرض کیا جائے کہ نامہ بڑے اہتمام سے روانہ کیا جائے تاکہ ان کے دھوکوں میں
 خوت پیدا ہو افریق شاہ نے عرض کیا آواز آئی کہ ابھی اس امر کی کوئی ضرورت نہیں ان لوگوں کو
 پنا ترک و چشم دکھا کر کیا کرنا ہے بس یہ لوگ معمولی ہیں ہاں جب صاحب حق ان کو جو کہ کل خدا
 پرستوں کا سردار ہے نامہ تحریر کیا جائے گا سو وقت نامہ بڑے شان و شوکت سے روانہ
 کیا جائے گا اور نامہ پر بھی بہت زبردست اور حرب زبان ہوگا اور بڑی شوکت سے نامہ
 لے کر جائے گا ان لوگوں کا میرے نزدیک کچھ مرتبہ نہیں ہے بس کیا ضرور ہے کہ انکو شوکت
 دکھائی جائے اسی سبب سے کسی مقام پر نامہ کا اہتمام نہیں کیا گیا معمولی لوگوں کے ہاتھ
 روانہ کیا گیا بس وہی طریقہ یہاں بھی کیا گیا سنحکان خاموش ہو رہا تھا کہ وہ عیار نامہ لیکر
 چلا کہ جس کا نام کل گریچہ باز تھا اور لقب شاگرد ایک قدرت بس کل گریچہ باز نامہ
 لے کر روانہ ہو لیا ایک قدرت اندر بارگاہ کے آیا کہ وہ عیار نامہ لے کر داخل شہر یقیناً ہوا
 شہر کو خوب آباد دیکھا رعایا کو بہت شاد و خوش حال پایا ہر مقام پر اہل شہر کا مجمع تھا
 کسورہ کھنک رہا تھا جو اہل شہر تھا وہ خوش پوشاک تھا اسنے دیکھا کہ بازار میں آراستہ
 میں مہاجن دوکاندار طر حار اپنی اپنی دوکان پر بیٹھے ہوئے ہیں خادم کام کر رہے ہیں لال
 بھڑا کر رہے ہیں سوداگر الگ دوکانیں لگائے ہوئے بیٹھے ہیں خرید و فروخت جاری ہے چون
 خوب آراستہ ہو یہ سیر کرتا ہوا قریب در دولت لے ہو چکا دیکھا کہ سردار و ن کی سواریا
 در دولت پر کھڑی ہیں بس یہ قریب درگہ سالار کے آیا اولائے سے قصد کیا کہ برودہ اٹھا کر

اندر جاؤں کہ درگاہ سالار نے ڈاکا کہ او بے ادب کہہ جاتا ہے یہ دربار شاہی ہے کوئی بدون اجازت جا
نہیں سکتا ہے بس کیا کام ہے بیان کرتے ہیں جا کر عرض کروں گا اگر اجازت ملے گی تو جانے دوں گا ورنہ واپس
جانا اسکو یہ خیال تھا کہ میں خداوند کے فرزند کا نام لے کر آیا ہوں مجھ کو کون روک سکتا ہے میں جس
طور سے چاہوں گا جاؤں گا اسنے کچھ خیال نہ کیا اگے قدم بڑھا یا درگاہ سالار نے دیکھا کہ یہ بڑا بے ادب
ہے میرے کمنے کو نہیں سنتا ہے اپنے ایک ملازم سے کہا کہ اسکو روک لے اور اندر نہ جانے دے
اسنے جرح کر ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ اس شخص تو کیا قانون ہے کم سنتا ہے آقا نے تجھ کو منع بھی کیا کہ
یہ دربار شاہی ہے یہاں کوئی بدون اجازت کے جا نہیں سکتا ہے اس پر تو نے قدم اٹھا یا بس میرے آقا
کے پاس چل اور ان سے بیان کروہ جا کر اجازت حاصل کرے اسنے بعد جاننا سب نے یہ دیکھا تھا کہ
اسنے سینہ پر اور شانوں پر تصویر آفتاب و برجیس بنی تھی اور گروہ تحریر تھا کہ امین بندہ خداوند
آفتاب و برجیس نائب خداوند بس سب یہ سمجھ گئے تھے کہ یہ آفتاب پرست ہے جب
اس خادم نے ہاتھ اسکا پکڑا اسنے برہم ہو کر جواب دیا کہ میں کم نہیں سنتا ہوں بلکہ تیرا آقا اور
تو دونوں نابینا ہیں کہ سراسر دیکھ رہے ہیں کہ میں بندہ خاص خداوند ہوں اور آفتاب پرست
ہوں میرے سینہ پر تحریر ہے کہ امین بندہ خاص خداوند ہے بس حکم خداوند سے کیا ہوں نام خداوند
کا لایا ہوں بس بادشاہ کے اور وہ اندر جانے سے منع کرتا ہے کہ میں ہم لوگ رک سکتے
ہیں جو اسے کمنے پر عمل کرتے یہ کون ہے جو ہم بدون اجازت کے نہ جائیں ایسے ایسے بادشاہ
تو ہمارے خداوند کے خدمت میں مثل غلاموں اور خادموں کے حاضر ہوتے ہیں اسکی کیا
اصل ہے شاہان بزرگ خدمت کرتے ہیں اور اپنا فخر جانتے ہیں بس کیوں تم لوگ اپنی شامت
بلاتے ہو مجھ کو اندر جانے سے منع کرتے ہو اگر جاؤں تو خداوند سے شکایت کروں گا وہ فوراً اپنا
عذاب نازل کر دینے سب شہر تباہ ہو جائے گا بس مجھ کو جانے دو چونکہ یہ برابر درگاہ سالار
کے تقریر ہو رہی تھی جب یہ عیار نے کہا تو درگاہ سالار نے ڈانٹ کر جواب دیا کہ کیا بیہودہ
کہتا ہے بس اپنی زبان کو روک ورنہ گدی سے پھینچ لی جائے گی تو کیا ہے اور تیرا خداوند کیا ہے
کوئی کافر ہو گا کہ جس نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا ہو گا بدون اجازت کے نہ جانا ملے گا
اگر زیادہ ہمارا ہی کرم ہے گا تو بیٹا یا لے گا وہ گیدی کیا عذاب نازل کرے گا ہم سب خدا
پرست ہیں اور اسکی بندگی کرتے ہیں کہ جو سب کا پیدل کرتے والا اور خالق ہے بس ٹھہر جاؤ
بیان کر کہ تو کیوں آیا ہے اور کیا مطلب ہے یہ تو ثابت ہے کہ تو آفتاب پرست ہے بس جب
اس طور سے درگاہ سالار نے کہا اور کچھ کلام سخت برجیس کو بھی گئے بس اس عیار کو
اپنی جان کا خوف ہوا اور خیال دل میں کیا کہ تو اکیلا ہے ان سب کا شہر ہے اور یہ سب
خدا پرست ہیں اگر بکوتا ہے تو اکیلا کیا کرے گا سوائے جان دینے کے بس جو یہ کہتے ہیں اس
پر عمل کر اور صبر کر جب یہاں سے جاتا خداوند سے سب حال بیان کرنا وہ اپنا عذاب نازل
کرے ان سب کو غارت کر دینے یہ خیال کر کے کہا کہ بتاؤ کیا کہتے ہو درگاہ سالار نے کہا کہ تو
یہاں ٹھہر اور بیان کر کیا ضرورت ہے میں جا کر خبر کروں گا بس اگر حکم ہو گا جانا ورنہ واپس جانا جب یہ
اسنے سنا تو کہا کہ آگاہ ہو کہ میں نامہ لے کر آیا ہوں تیرے بادشاہ کے پاس مہرند خداوند آفتاب
نائب خداوند آفتاب یعنی برجیس آفتاب پرست کہ جسکا لشکر بیرون شہر اترا ہوا ہے اور جو کہ خالق ہے

اور جسکو خداوند نے اپنا ولی عہد فرما کر تمام اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ میرے فرزند کو تم سب سجدہ کیا کرو تم سب کا خدا ہے پس میں اسی نائب خداوند کا نامہ بر ہوں اور نامہ لایا ہوں میرا نام کل کیسے پیچھے باز ہے میں ادنیٰ شاگرد ہوں ہیک قدرت کا اس طور سے جو اس عیار سے کہتا ہے کہ سالار نے جواب دیا کہ ہم نے خبر کر کے ہیں تو تمہارے لیے کھڑے ہو گئے ہیں اور پردہ اٹھا کر داخل دربار ہوا مگر آگاہ پر جا کر وزیر یقین میزدان پرست کو خبر کیا جو کہ اب یقین کی طرف سے حاکم شہر ہوا اور عرض کیا کہ ایک نامہ بر نامہ لے کر پرچیس کوئی کافر ہے اور آفتاب پرست ہوا اسکا نامہ ہے جو کہ آیا ہے اور نامہ لایا ہے یہ جو در کہ سالار نے کہا وزیر نے حکم دیا کہ اس نامہ بر کو اندر بلا لو پس در کہ سالار براہ کیا اور اسکو ہمراہ لے کر اندر آیا عیار نے دربار کو خوب آراستہ و پیراستہ یا کو سب سردار اور پہلوان ہمراہ یقین کے لئے گئے تھے مگر اس پر بھی یہاں بہت سردار اور پہلوان تھے و کھلون و کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے مثل شیران زبردست و فیضان مست کے چھوم رہے تھے قبضہ شمشیر چوم رہے تھے دربار میں تھا گویا ہمیشہ پیران تھا پس عیار دیکھ کر دنگ ہو گیا کہ ایسے ایسے بادشاہ بھی ابھی موجود ہیں کہ جنکے دربار کا یہ رنگ ہے پس یہ دیکھ کر اسنے مگر آگاہ پر آکر مگر کیا کر سی جو بی بی بیٹھے کو بہ سبب نامہ بر ہونے کے در نہ عیار کی یہ عزت نہ کی جاتی اور عیار بھی کون جو کہ کافر ہوئیں وہ جب بیٹھ چکا وزیر نے ساتی کو اشارہ کیا اسنے جام لبریز کر کے نامہ بر کو دیا اسنے ساتی کے ہاتھ سے جام لے کر منھ سے لگایا اور لالچرہ کر کے پی کیا اب وزیر نے دریافت کیا کہ کس کا نامہ لائے ہو کہا کہ اپنے خداوند اور تم سب کے پیدا کرنے والے سرچیس آفتاب پرست کا کہ جو فی زمانہ سب بندوں کا خالق ہے طرف سے خداوند آفتاب کے کہ جنکا ظہور تمام عالم میں ہے کہ جن کے نور سے تمام دیار روشن ہے اگر یہ نور نہ ہوتا تو بہ سبب تاریکی کے اہل دنیا ہلاک ہو جاتے اور سب کام دنیوی معطل رہتے اہل دنیا کیونکر بہ سبب تاریکی کے ایسے کاموں کو سرانجام دیتے پس خداوند نے اپنے نور سے تمام تاریکی کو برطرف کر کے تمام عالم کو روشن کیا اور جب کہ خداوند نے ملاحظہ فرمایا کہ شب کو میں آرام کرونگا پس تاریکی ہوجائی ایک اپنا نائب مقرر کیا کہ جسکو ماہتاب کہتے ہیں اسکے نور سے تمام دنیا کو روشن کیا تاکہ بندے بہ سبب تاریکی کے پریشان نہ ہوں ایسی ایسی مہربانیاں خداوند کی اپنے اپنے بندوں پر ہیں اور خداوند کی یہ خواہش ہے کہ میرے بندے کسی ام سے پریشان نہ ہوں مگر بعض ایسے بندے ہیں کہ یہ سب اوصاف دیکھتے ہیں اس پر خداوند کو برا کہتے ہیں اور دوسرے دین کو اختیار یہ ہوتے ہیں جو کہ بالکل بے اصل و نابود ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جسکو دیکھا نہیں اور نہ دیکھ سکتے ہوں وہ خدا ہے اسنے یہ سب پیدا کیا ہے پس بالکل غلط انکا خیال ہے اور وہ سب گمراہ ہیں یہ جو عیار نے کہا وزیر نے جواب دیا کہ ہم تم سے بابت مذہب کے گفتگو نہیں کرتے ہیں جو تم یہ تقریر بیہودہ بیان کر رہے ہو کہ جسکا نہ کچھ سر ہے نہ پیر بالکل لغو اور بخر ہے پس اس تمھاری تقریر کا یہ جواب ہے کہ تم لوگ سب گمراہ ہو اور لالیق منزہ ہوں آفتاب و ماہتاب سب خدا کے خلق کے بندے ہیں جو کہ خدا کے برحق اور لالیق بندگی ہے جسلی اطاعت و بندگی ہم سب اہل اسلام کرتے ہیں وہ رب کار ساز و بے نیاز ہے ہمارے خدا نے اپنے قدرت کا ملہ سے سجد و حیرت کوہ صفا چشمہ دریا باغ و جنگل جن و بشر خوب و علما و نادر و جنان کل و تمھارے خلق فرمائے یہ آفتاب و ماہتاب کہ جسکو تم لوگ خدا و نائب خدا کہتے ہو ہمارے خدا کے خلق کیسے ہوئے ہیں اور وہ سب اسی خدا کے بندہ تھے کہ جنھوں نے دعویٰ

خدا کی کیا بہ سبب بہکائے شیطان کے اور اپنے ساتھ ایک عالم کو گمراہی و ضلالت میں مبتلا کیا پس وہ
 سب خدائے باطل و کافر تھے اور ان کے ماننے والے بھی کافر تھے اور جو جو اس وقت موجود ہیں اور دعویٰ
 خدائی کرتے ہیں وہ سب کافر اور گمراہ کرنے والے ہیں اور ان کی بندگی کرنے والے کافر ہیں وہ سب بہکائے
 شیطان کے ہیں پس جو کہ دعویٰ خدائی کرتے تھے اور اپنے کو خدا اٹھواٹے تھے انکو اس کردار کی
 مع ان کے تابعین کے سزا ملی کہ مثل سب و خوک کے مارے گئے اور جو کہ آپ ایسے دعویٰ کیے ہوئے
 ہیں اور اپنے کو خدا اٹھوائے ہیں اور لوگ انکو خدائی مانتے ہیں انکو بھی اس کردار کی سزا ملے گی اور مثل
 سب و خوک کے مارے جائیں گے مع تابعین کے پس تو نامہ لے کر آیا یہ نامہ دے اس قصہ سے متوجہ کیے بغیر
 جب ہم سے کوئی اس بارے میں گفتگو کرے گا اسکو جواب دیا جائے گا یہ تقریر جو عیار نے سنی کو بہت
 غصہ آیا مگر خاموش رہا کیا جواب دینا مناسب نہ جانا کیونکہ تنہا تھا پس جب تقریر وزیر تمام ہوئی اس
 کا بکار عیار نے نامہ نکال کر پیش کیا وزیر نے دیکھ کر نامہ دیا دیر نے سر نامہ کو چاک کر کے نامہ پڑھنا شروع کیا
 اس نامہ میں بہت کچھ تعریف آفتاب و برجیس تحریر تھی اس کے بعد یہ تحریر تھا کہ اگر حاکم فقیدہ آگاہ
 ہو کہ میں برجیس ہوں نامہ ہوں خداوند آفتاب کا بلکہ فرزند ہوں و جگر بند ہوں خداوند آفتاب
 نے مجکو اپنا نائب مقرر کیا ہے بلکہ اپنے بندوں کو حکم فرمایا ہے کہ تم سب میرے فرزند کی اطاعت کرو
 اور سجدہ کرو پس سب نے اطاعت کی اور سجدہ کیا اور ہزاروں ملک میرے قبضہ میں آئے اور سب
 مجکو ماننے لگے لاکھوں بندے خداوند کے مجکو سجدہ کرنے لگے تمام اقلیم خور مشرق نے میری
 اطاعت کی اور جس نے میرے حکم سے سرتابی کی اس پر عذاب خداوندی نازل کیا وہ تباہ و غارت
 ہوا اور اسکا مقام بہشت میں نہ اٹھا بلکہ دوزخ جائے سکونت ہوئی خداوند نے اپنی قدرت سے خانہ
 عیش و خانہ رزق پیدا کیے اور بہت سے ایسے عجائبات ظاہر کیے ہیں کہ جن کا ذکر کرنا بیکار ہے جو کہ چشم
 بصیرت رکھتا ہے وہ دیکھ سکتا ہے پس خلاصہ یہ ہے کہ اگر اپنی زندگی اور بہتری کا خواستگار ہے تو غائب
 اطاعت کو دور نہ یاد رکھو کہ مثل فرنگو شیشہ اور سنجان وغیرہ کے اس ملک کو بھی تباہ و غارت کر دینا اور
 عذاب نازل کر دینا اگر مثل ارنگو شیشہ وار و سیل وغیرہ کے باشندوں کے اطاعت کرو گے تو
 میرے عذاب سے امان پاؤ گے پس تمکو خلاصہ طور سے تحریر کر دیا تم کو لازم ہے کہ مابعد دولت کی
 خدمت میں حاضر ہو کر مابعد دولت کی اطاعت کرو اور اپنی جان کو بچاؤ آئندہ تم کو اختیار ہے کیونکہ
 میں خدا ہوں اور نائب خدا ہوں میرے ہمراہ لشکر بيشمار و سپاہ جبار ہے میرا غیض و غضب غضب
 خداوندی ہے جس طرف میں بہ نگاہ فرماؤ دیکھنا ہوں وہ ملک تباہ و غارت ہو جاتا ہے پس اپنی
 جانوں کو عنایت جان کر میری اطاعت کرو میرے غضب سے خوف کرو آئندہ اختیار ہے میں
 نے تم پر رحم کھا کر یہ نامہ تحریر کیا زیادہ کیا تحریر کیا جائے جب وزیر یقین نے یہ نامہ سنا دیر نے
 کہا کہ ہماری طرف سے تحریر کرو کہ یہ جو کچھ تم نے تحریر کیا بالکل غلط اور محض جھوٹ ہے پس وہی
 ایک خدا ہے جو کہ ہمارا خدا ہے جس کو تم خدا کے نام دینے ہو اور یہ سب باطل خدا تھے اور میں خدا
 کی یہ تعریف نہیں ہے کہ مثل بندوں کے ہو کہ ستہ ضروریہ رکھتا ہو پس وہ ایک نور ہے کہ ہر
 مقام پر موجود ہے ہر بندہ کی رکب کلمہ کے قریب ہے قلب مومن خانہ خدا کہلاتا ہے وہ نہ منہ
 رکھتا ہے نہ پاؤں نہ صدر و نہ پشت و نہ شکم وہ نور کا بقعہ ہے اسکو کوئی دیکھ نہیں سکتا ہے

کوئی اسکے جمال یا کمال کی تاب نہیں لاسکتا ہو اگر دیکھنے کی خواہش کرے تو ایسی برق گرے کہ جل کر خاک ہو جائے اس امر کے ثابت کرنے کے لیے ایک دلیل قاطع میرے پاس موجود ہے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت موسیٰ کی امت نے آنحضرت سے کہا کہ آپ ہماری طرف سے درگاہ باری میں عرض فرمائیے کہ ہم دید کے مشتاق ہیں بس جناب موسیٰ نے کوہ طور پر تشریف لے جا کر عرض کیا کہ میری امت کی یہ خواہش ہے جناب باری کی طرف سے حکم ہوا کہ اے موسیٰ اپنے امت سے کہو کہ وہ اس امر کی خواہش نہ کریں کون میرے جمال کی تاب لاسکتا ہو کیونکہ ایسے امر کی خواہش کرتے ہیں کوئی بھی اپنے خدا کو دیکھ سکتا ہے جو تم دیکھو گے بس جناب موسیٰ نے وہاں سے آکر اپنے امت سے یہی فرمایا سب نے جواب دیا کہ ہماری تو یہی خواہش ہے بس دوسرے دن جناب موسیٰ نے حضرت باری سے عرض کیا حکم ہوا کہ اچھا وہ لوگ آئیں کہ جن کو اس امر کی خواہش ہے بس آنحضرت نے سب سے آکر کوہ طور پر سے کہا دوسرے دن سب جا کر جمع ہوئے جناب موسیٰ نے عرض کیا کہ سب حاضر ہیں بس ایک برق ایسی چمکی کہ جناب موسیٰ کو تو غش آگیا کوہ طور جل کر سرسبز ہو گیا اور جن لوگوں نے یہ خواہش کی تھی وہ بھی جل گئے بس اس امر سے ثابت ہے کہ کوئی جمال خدا کے دیکھنے کی تاب نہیں لاسکتا ہے بس خدا مثل ہم سب کے خواہش نفسانی و شہوت جسمانی سے بری ہے نہ اس کے مان ہے نہ باپ نہ بھائی نہ بہن نہ دیگر عزیز نہ بیٹا نہ رشتہ دار نہ بیٹی نہ مثل ہم سب کے جو رو رہتا ہے وہ کسی شے سے نہ بنا ہے نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے نہ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا ہاں اس کے حکم سے یہ زمین و آسمان و کل دنیا خلق ہوئی ہے اور سب اس کے بندہ ہیں جن بندوں نے بہ سبب خواہش نفس و شہوت نفسانی و دوسو شہ شیطانی کے گمراہی اختیار کی اور اپنے کو خدا مشہور کیا اور شریک لائے بس وہ مورد عتاب الہی ہوئے اس تقریر سے یہ مطلب ہے کہ خدا مثل بندوں کے نہیں ہے بلکہ وہ ایک نور ہے اور جن جن میں یہ سب باتیں ہیں وہ خلد نہیں ہیں بلکہ اس کے بندے ہیں پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو کہ خدا سے برحق ہوا اس کی بندگی ترک کر کے ہندہ کو سجدہ کیا جاسے اور گمراہی اختیار کی جائے یہ امر بالکل خلاف عقل ہے لہذا تیرا دعویٰ غلط ہے ہم بھی نہ قبول کریں گے کہ تو خدا ہے ہمارے نزدیک تو کافر ہے اور ایک عالم کو تو نے گمراہ کر رکھا ہے بس اس کی سزا پائے گا اور یہ جو تو نے لکھا ہے کہ میں خداوند آفتاب کا فرزند ہوں بالکل خلاف عقل ہے آفتاب ایک ستارہ ہے خلق لیا ہوا خداوند کریم کا خداوند کریم نے اس لیے اس کو خلق کیا تاکہ دن رات میں کما حقہ تمجید ہو جائے اور تاریکی عالم پر ظلمت ہو جائے بس اس نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ امر قرار دیا کہ دن کو آفتاب مشرق سے طلوع ہو کر ساری روشنی میں اہل دنیا سب کام کریں اپنے حوائج ضروری سے فارغ ہوں فکر قوت و معاش کریں اور شب کو اس لیے خلق کیا اور مستعمل یا کتاب سے روشن کیا کہ رات کو سب اپنے اپنے مقام پر راحت سے بسر کریں اور اس کی ان نعمات کا شکر ادا کریں بس آفتاب کوئی انسان نہیں ہے کہ وہ آسمان پر سے زمین پر آیا اور اس نے یہاں عقد و تزویج کی جسے سب سے تو ظہور میں آیا بس میرے نزدیک کوئی ساحر تیرا باپ ہے کہ جس نے دعویٰ خدائی کیا ہے اور اس نے یہ سب عجائبات سحر سے بنائے ہیں بس کیونکہ اپنے کو خراب کرتا ہے اور اپنے ساتھ اور لاکھوں بندگان خدا کو گمراہ کرتا ہے بروز قیامت خدا کو کیا جواب دے گا جب کہ خداوند کریم سوال کرے گا کہ تو خدا تھا کہ میں بہتر اس سے یہ ہو گا کہ اس گمراہی سے باز آ اور اس دوسو شہ شیطانی سے درگزر کیوں بندگان خدا کا خون اپنے سر لیتا ہے کیا تو غضب خداوند کریم سے نہیں ٹھرتا ہے

بس ہم سے اس امر کی امید نہ رکھنا کہ ہم دین اسلام ترک کرین یا تیری اطاعت کرن یہ امر محال ہے تیرا خام
خیال ہے کہ ہم موجود دین جو تیرا جی چاہے وہ ہمارے ساتھ کر اگر ہم سب کی اسی طور سے آئی ہو تو کیا خوف
ہو موت کے کسی کو چار نہیں ہو سوائے ذات خدا کے کسی کو لقا نہیں ہو سب کو فنا ہو دنیا بیخ ہو
بموجب آپ کریمہ کل من علیہا فان وبقیہ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام بس جب کہ یہ امر ثابت ہو چکا
ہو کہ موت سے کسی کو رستگاری نہیں ہو تو پھر کیا خوف کرنے سے حاصل جب وقت مرگ آئے گا ضرور
انسان مر جائے گا اگر ہم سب بی عمرین تمام ہو گئی ہین تو کیا ضرور ہو کہ ہم خوف کرن اور بہ سبب
خوف جان کے اپنے کو مگر ابی بن دالین اور مگر اہ ہو کر قہر بن بس ہم غیر ممکن ہو اور خارج از امکان
ہو اور کافر کفر نہ تھوہین یہ قدرت ہو کہ تو کسی کو مار سکے مگر زندہ رکھے یا امان دے سکے تو محض بیکار
اور ایک مکار ہو بس جب کہ یہ امر بدلائل ثابت ہو چکا ہے کہ تو کسی امر پر قادر نہیں ہو تو کیا ضرور
ہو کہ ہم تجھ سے خوف کرن جو ہم سب کے مقدر میں بروز ازل کا تب تقدیر نے تحریر کیا ہو گا اور
جو خط پیشانی ہو گا وہ پیش آئے گا تجھ کو اختیار ہو یہ امر ضرور ہو کہ اگر تو سحر سے کام نہ لے اور سیاہ کو
حکم دے کہ وہ مقابلہ کرے تو تجھ کو ہم لوگوں کی جوا مردی و بہادری کا حال معلوم ہو مگر ناچار و مجبور اس
امر سے ہین کہ تو ساحر ہو اور ہر ملک کو تو نے سحر سے تباہ کیا ہو کسی ملک کو تو نے نذر تلوار نہیں غار
کیا جس قدر ملک تو نے اہل اسلام کے تباہ کیے ہین سب سحر سے تباہ کیے ہین خیر کوئی مقام اندیشہ
و فکر نہیں ہو ناچار اس امر سے ہون کہ میرا بادشاہ یمان نہیں ہو وہ اپنے آثار مالک یعنی صاحبقران
مخالفت کے ہمراہ طرٹ نہ طاق کے گیا ہو اگر وہ یمان موجود ہوتا تو تجھ کو اس تحریر کا جواب باصواب
وندان شکن ملتا اور ایسی وہ سزا دیتا کہ تو تمام عمر یاد کرتا خیر جو مشیت الہی رضی اسکی مصلحت میں کسی کو
دخل نہیں ہو خلاصہ یہ کہ ہم اطاعت نہ کرن کے جو تیرا جی چاہے وہ کر اگر تجھ دعویٰ بہادری ہو اور
لشکر بھی تیرا اس لائق ہو کہ ہم لوگوں سے لڑ سکے تو ہم لشکر قلیل لیکر آتے ہین مقابلہ کر اور ہمارے جو ہر
دیکھ کہ اس لشکر قلیل نے کیونکر اس لشکر کثیر کو شکست دی اگر تو نام نہ ہو تو اختیار ہو چاہے سحر
سے غارت کر چاہے سحر سے ہم اطاعت تو نہ کرے زیادہ طول تحریر سے بچھ حصول نہیں جب یہ
نامہ تحریر ہو چکا دیر نے پیش کیا وزیر نے ملاحظہ کر کے اس پر مہر کی اور اس عیار کو دیا کہ یہ جواب
نامہ ہو عیار جواب نامہ لیکر اور سلام کر کے بیرون در بار آیا قہر کی سپر کرتا ہوا ہر مقام کو دیکھتا ہوا
چلا عیار نے ہر مقام پر ایک مسجد بنا پائی کہ جہاں عابد و پرہیزگار بیٹھے ہوئے عبادت آموز گار کر رہے
تھے بس عیار بیرون شہر آیا اور راہ طے کر کے اسے لشکر بٹن پہونچا وہاں در بار آراستہ تھا کہ پردہ
کے اندر سے صدا آئی کہ افریق شاہ بیک قدرت سے کہو کہ عیار جواب نامہ لے کر آیا ہو بیرون
بارگاہ طرا ہو بس افریق شاہ نے بیک قدرت سے کہا وہ فوراً سلام کر کے باہر بارگاہ کے آیا دھر
کل گئے تھے بار در بارگاہ پر پہونچا تھا کہ یہ آیا اور کل گیر کو دیکھ کر کہا کہ جواب لایا اسنے جواب
نامہ اسنے لیا تھوہین دربار سنسب حال شہر کا اور دربار کا بیان کیا اور کہا کہ یقین شاہ جو کہ
یمان کا حاکم اصلی ہو وہ مسلمان ہو کر بدیع الملک کے ہمراہ طرف نطاق کے گیا ہو
اسکا وزیر یمان حکومت کرتا ہو بس نیک قدرت جواب نامہ لے کر اور سب حال
سننے اندر بارگاہ کے آیا اور افریق شاہ کو نامہ دیا اور عرض کیا کہ یہ جواب نامہ حاضر ہو
بس افریق شاہ نے قریب حجاب جا کر عرض کیا کہ جواب نامہ حاضر ہو گیا حکم خداوند ہوتا ہے

آواز آئی کہ تم اس جواب کو آواز بلند پڑھو تاکہ سب سنیں کہ اُس نے کیا جواب دیا ہے گو مجھ کو تو علم خدا ہی سے معلوم ہے جو کچھ جواب آیا خدا صہ جس کا یہ ہے کہ اس شہر کے باشندوں پر بھی عذاب نازل کرنا چاہیو گا یہ لوگ بدون مزایا اپنے حرکت سے بار نہ آئیں گے یہ آواز جو آئی بس افریق شاہ نے وہ نامہ با واز بلند پڑھا کہ ساتون درجون کے لوگوں نے سنا جب نامہ تمام ہوا اور سب مضمون نامہ سے آگاہ ہوئے اس وقت ایک قدرت متبر برقی مباد تیز رفتار نے سب حال جو کہ ربانی عیار کے شہادت بیان کیا اور عرض کیا کہ بہت بڑا شہر ہے اور خوب آباد ہے بس آواز آئی کہ سختگان سے اسے لے کر آئے کہ اب کیا کیا جائے یہ لوگ اطاعت نہیں کریں گے ایسے مغرور ہیں کہ بادولت کو تحقیر کرتے ہیں کہ تم اگر ہماری اطاعت کرو یہ سب بندہ اپنے خدا کو بھول گئے ہیں یہ جو حکم ہوا خود خوار شاہ نے سختگان سے کہا کہ کیا کہتے ہو اس امر میں سختگان نے عرض کیا کہ میری تو یہ رائے ہے کہ مثل فرنگو شہر و سنجان وغیرہ کے اسکو تباہ و برباد فرمائیے عذاب نازل فرمائیے خود خوار نے عرض کیا کہ یا خدا سختگان کی یہ رائے ہے کہ عذاب نازل کیا جائے آواز آئی کہ اسکی رائے بہت خوب ہے بس کل اس شہر پر عذاب نازل ہو گا یہاں تو یہ گفتگو ہو رہی ہے اور شہر میں وزیر نے یہ تدبیر کی کہ ایک عرضی اس مضمون کی تحریر کر کے خدمت صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک ابو جوان بن روانہ کر کے ایک شہر سوار لے گا تاکہ بعد تشریف لے جائے حضور کے ایک کافر اقلیم خورشید یہ شہر آفتاب نما سے خروج کر کے برائے مقابلہ حضور چلا بس جو ملک اسلام و غیر اسلام آباد اسکو تباہ کر دے اُس نے ان پر اپنا قبضہ کیا جنھوں نے اسکی اطاعت نہ کی انکو اُس نے سحر سے غارت کیا چنانچہ ملک فرنگو شہر و سنجان و دیگر اور ملک کہ ان ملکوں کے باشندوں نے اطاعت سے انکار کیا تھا اُس نے ان سب ملکوں کو غارت کیا اور اس طور سے کہ نشان تک باقی نہ رکھا بلکہ کل عمارات شہر کو منہدم کر دیا باشندے ان ملکوں کے جو قتل و غارت سے بچے وہ کوہ صحرا میں جا کر مقیم ہوئے طریقہ اس کافر کے غارت کرنے کا یہ ہے کہ ان کے ہمراہ قریب اسی لاکھ کے سپاہ ہے اور دو فرزند اُس کے ساتھ توریج کے ہیں جو کہ ہم سب کے جانی دشمن ہیں اور دو فرزند زحر و دشمنائی کے ہیں کہ جو خصوصیت دلی اہل اسلام سے رکھتے ہیں کہ جن کے نام از رنگ و چتر تک ہیں یہ دونوں لشکر کثیر ہمارے کر اُس کے اوپر یعنی بر جیس آفتاب میرست ہمارے مقابلہ کرتے تھے مقابلہ میں عاجز ہوئے گوائے ہمراہ لشکر ساحران بھی تھا مگر اسکا بھوکہ کر کے کوئی ساحر نہ رہ سکتا بر جیس کا سر مرست ہمارے سب کا رخ نامہ سحر سے طیار کیا ہے بس جب لشکر بر جیس کا کسی حریف کے مقابلہ میں آتا ہے تو ایک آسمان لشکر بر جیس پر آکر محیط ہوتا ہے بس جب حریف سے مقابلہ ہوتا ہے اس آسمان سے ایک آفتاب ظاہر ہوتا ہے کہ اسکی حد سے جو کہ مقابلہ میں پہلوان بر جیس کے حریف کے لشکر کا پہلوان یا ساحر ہوتا ہے سنا جاتا ہے کہ اوپر غلٹ اس آفتاب کا اس ساحر یا پہلوان پر پڑا اُس کے جسم سے مثل شمع کے دھواں نکلا اور وہ جلکر خاک سیاہ ہو گیا یا وہ آفتاب کڑک کر گر اتر اُس نے جلا دیا یہ بھی سنا گیا ہے کہ ایسی گرمی پیدا ہوتی ہے کہ ہر ایک کو جان بچا ناوشوار ہوتی ہے وہ گرمی صرف حریف کے لیے ہوتی ہے لشکر بر جیس کو کچھ گزند نہیں پہونچتا ہے اسی میں جو کہ بر جیس سے اور از رنگ بن زمر سے واقع ہوا تھا استاد اسلام جو کہ ہمارے کورج حرامی کا مارا لیا آفتاب نے گر کر اسکو ہلاک کیا بس از رنگ و چتر تک نے عاجز ہو کر بہ صلاح سختگان بن بختگان بر جیس سے اس

شرط پر اطاعت کی کہ اگر آپ خدا پرستوں کو مقابلہ کر کے غارت کر بیٹے اور انکو مٹا دینگے تو ہم دین آپ کا قبول کرینگے اور آپ کو سجدہ کرینگے چنانچہ سنا گیا کہ بر جیس نے یہ شرط انکی قبول کی اور لشکر کشی ہمراہ لے کر خروج کیا وہ کافر آفتاب پرست ہو اور یہ کہتا ہو کہ میں فرزند ہوں آفتاب کا اور نائب ہوں بہت جاہ و حشم رکھتا ہو اور بہت سے عجائبات اُسکے ہمراہ ہیں سنا جاتا ہو کہ نہ معلوم کیا سبب ہو کہ جہان اُسنے نقاب چہرہ پر سے دور کی اور کسی غیر مذہب والے کی اُسکے روئے نفس پر نگاہ پڑی فوراً سجدہ کیا اور اُسکا دین اختیار کیا خلاصہ یہ کہ وہ دین آفتاب پرستی کو رد و اج دیتا ہوا چلا آتا ہے جب وہ فرنگو شیبہ پر پہونچا حاکم فرنگو شیبہ سے اطاعت کے لیے کہا اُسنے انکار کیا بس اُسے اسی آفتاب پرستوں سے اس شہر کو غارت کیا اور فرنگو شیبہ والوں نے بخوف جان اطاعت کی مگر اس شرط سے کہ ہم سجدہ اسوقت کرینگے کہ جب صاحب قرآن پر غالب آؤ گے اسی طور سے وہ اطاعت لیتا ہوا اور ملکوں کو تباہ و برباد و کفرستان کرتا ہوا یہاں آکر پہونچا کہ بہت سے ملک اُسنے تباہ کیے اور بہت سے ملکوں کے باشندوں نے اُسکی اطاعت کی خلاصہ یہ کہ سیکڑوں ملک کے باشندے آفتاب پرست ہو گئے ہیں اب وہ یہاں آکر پہونچا کہ ہم سے بھی اطاعت کا حوالہ مان ہوا ہو ہم نے انکار کیا بس جو ہمارے مقدر ہیں ہو گا وہ پیش آئے گا گو اُمنو بر سے کہ لوگوں نے اطاعت اُسکی کر لی ہو بس ہم تو اطاعت نہ کرینگے اُس کا فرمایہ قصد ہو کہ اسی طور سے سب سے اطاعت لیتا ہوا آپ کے لشکر کے مقابلہ میں آئے اور آپ سے مقابلہ کرے بس اُسکی فکر حضور کو لازم ہو کہ بہت بڑا دشمن قوی اور زبردست ہو اور ساحر بھی بمعین معلوم ہوتا ہو اگر وہ خود ساحر نہیں ہو تو جو اُس کا مددگار ہو وہ ساحر زبردست ہو لہذا میں نے بطور اطلاع کے حضور سے عرض کیا تاکہ حضور کو معلوم ہو جائے اور یہ الزام میرے اوپر نہ آئے کہ تم لوگوں نے اس حال سے ہم کو آگاہ نہ کیا اور جب جانکر عرض کیا گیا اُمی آفتاب دولت تباہ و درخشان ہو بس وزیر نے سب حالات جو کہ سننے لگتے تحریر کر کے اور عرضی کو ملفوف کر کے خدمت صاحب قرآن میں روانہ کیا شتر سوار عرضی لیکر طرہ نہ طاق کے راہی ہوا کہ اسکا ذکر وقت پر کیا جائے گا اسی طور سے ان بادشاہوں نے کہ جنھوں نے بر جیس کی اطاعت کی تھی عرضیان روانہ کیں ہیں انکا یہ مضمون ہو کہ بر جیس ہم پر لشکر کشی کر کے آیا ہم نے اُسکی اطاعت اس شرط سے کی کہ اگر تم صاحب قرآن پر غالب آؤ گے تو ہم تم کو سجدہ کرینگے اور تقیہ کر کے اُسکا مذہب اپنے ملک میں جاری کیا اس امر سے حضور اطمینان رکھیں کہ ہم خدا پرست ہیں صرت بلا کے دفع کرنے کے لیے یہ تدبیر کی ورنہ مثل فرنگو شیبہ وغیرہ کے یہ ملک بھی تباہ ہوتے ہیں بخال غرت و حرمت و جان کے اطاعت کر لی اسی مضمون کی ہر ایک نے عرضی روانہ کی ہو چنانچہ صغیر شہا کے وزیر نے بھی روانہ کی ہر ان سب کی عرضیان شتر سوار لے کر روانہ ہوئے ہیں طرہ نہ طاق کے ہر ملک سے کہ ان سب عرضیوں کا حال آئندہ تحریر ہو گا کہ یہ عرضیان کب پہونچیں اور کیا تدبیر کی گئی آدم بر سر قصہ اختصار جب وزیر یقین نردان پرست عرضی روانہ کر چکا اُسکے بعد اُسنے تیار سی لشکر کا حکم دیا ناظرین کو اس امر کا خیال رہے کہ جب سے یقین کے دین اسلام قبول کیا ہو جب سے یہ نردان پرست کے نام سے مشہور ہو ورنہ خود پرست کہلاتا تھا یہ اپنے کو آپ سجدہ کرتا تھا اُسکی داستان جلد دوم میں تحریر ہو چکی ہو یہاں شہر یقین میں تو تیار ہی ہو رہی ہو اور وزیر کا قصد ہو کہ

کل بین کل سپاہ لے کر بیرون شہر فروکش ہوئے اور بر جلیس سے مقابلہ کروں وہاں بیرون شہر اس کا فراق کفر
 بر جلیس نے حکم دے دیا کہ ہمارے لشکر بین نقارہ کے اور سب آگاہ ہوں کہ ہم کل شہر یقیناً پرورد
 اپنا عذاب نازل کرینگے اور سب کو تباہ و غارت کرینگے یہ حکم دینا تھا اسکے لشکر بدین ایک موائیس
 نقاروں پر خوب پڑی صدائے کوس حربی سے زمین ہل گئی منادی نے تمام لشکر بدین ندا کر دی
 کہ کل شہر یقیناً پر ناب خداوند و فرزند خداوند اپنا عذاب نازل کرینگے کیونکہ ان لوگوں نے اطاعت
 سے انکار کیا یہ صدا دینی تھی کہ ہر طرف چرچا ہونے لگا کہ یہ لوگ بڑے خود سر معلوم ہوئے ہیں اور
 بہت بے خوف ہیں کہ خداوند کی اطاعت سے انکار کیا اور کچھ خوف جان نہ کیا یہ بھی مثل
 ان نافرمان بندوں کے ہلاک و غارت ہونے اور سوائے ہلاکت کے کوئی پھل اس نافرمانی
 کا نتیجہ عدول حلی سے نہ پائیں گے یہاں تو یہ چرچا ہو رہا تھا کہ آدھری جلیس نے دربار برخواست
 کیا بس سب اسکے اہل دربار اپنے اپنے مقام پر آکر بیٹھے اور باہم کہنے لگے کہ یہ خدا پرست بڑے
 نافرمان اور بے خوف ہیں کہ خداوند کے حکم پر عمل نہیں کرتے ہیں باوجودیکہ دیکھ چکے ہیں کہ جنہوں
 نے نافرمانی کی وہ غارت ہوئے نافرمانی کی سزا پائی مگر کچھ بھی خیال نہیں آیا ہے اور وہی
 حرکت کرتے ہیں کہ جو باعث ہلاکت ہو بڑے نادان ہیں ان میں جو عقلاً مندھے انھوں نے
 اطاعت کر کے اپنی جان بچائی لشکر بر جلیس میں تو ہر طرف یہی چرچا ہو سکتا تھا وازرنک
 و حیرناک و اسلم و سلیم خوش ہیں کہ ہماری لڑکے نے بڑا کام کیا خوب اہل اسلام کی
 تباہی کی صورت نکلی ضرور بر جلیس بدیع الملک پر غالب آئے گا بدیع الملک کو
 بر جلیس کے ہاتھ سے شکست پہونچے گی اور کل اہل اسلام بر جلیس کے ہاتھ سے غارت ہوئے
 دین اسلام کا نام بھی بچھ کوئی نہ لے گا اور جو باقی رہ جائیں گے وہ اطاعت کریں گے بس ہم تدبیر کر کے
 بر جلیس کو بھی قتل کرینگے اور خود خدائی کرینگے بے خوف و خطر بعد مہم بدیع الملک ہم جلیس
 کو بھگا کر مع لشکر طر خانہ کعبہ کے لے جائیں گے وہاں صاحبقران اول عثمانی ہیں انکو بھی
 اسکے ہاتھ سے قتل کرائیں گے اب ہم دین اسلام کا نام تک باقی نہ رکھیں گے بہت بڑا شخص
 ہمارے ہاتھ لگا ہے بس یہ کافران لے جایا ہم اسی طور کی تقریر کرتے ہیں اور خوش ہوئے ہیں
 انکو تو اسی باہم گفتگو میں مصروف رکھا جاتا تھا اب حال شہر یقیناً کا تحریر ہوتا ہے کہ یہاں وزیر
 یقین شاہ نے طیار سی لشکر کا حکم دے کر دربار برخواست کیا داخل محل ہو اسب سردار
 اپنے اپنے مقام پر آکر بندہ بست کر گئے لشکر میں طیار سی ہوئے نکی نصیب و باز کا ہیں
 تو شک خاہ سے ٹکائے بار ہوئے لے یہاں تو تمام دن اسی بندہ بست میں گذر اقرب شام
 چند ہر کارے اہل اسلام کے بیرون شہر اس خیال سے آئے کہ چل کر دریافت کریں کہ لشکر حریف
 میں کیا ہو رہا ہے اب جو داخل لشکر بر جلیس ہوئے دیکھا ہر طرف لوگ جمع ہیں اور باہم کچھ تقریر
 کر رہے ہیں اور اسوس کر رہے ہیں سیکڑوں نقارہ بے جگ رہے ہیں یہ حیران ہوئے کہ یہ نقارہ
 کیسے بج رہے ہیں بس یہ اس مقام پر آئے کہ جہاں لوگ بیٹھے ہوئے باہم باتیں کر رہے تھے
 انھوں نے سنا کہ وہ لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ بڑا غضب ہوا شہر یقیناً کے باشندوں نے
 اطاعت سے انکار کر کے اپنے اوپر غضب نازل کرایا آخر خداوند کو غصہ آگیا انھوں نے
 نقارہ بجوا دیا کہ سب آگاہ ہوں کہ ہم کل شہر یقیناً پر اپنا عذاب نازل کرینگے اور سب کو

غارت کرینگے اب کیا ہوتا ہے منادی نے ندا بھی دیدی بس کل کل شہر پر غلبہ نازل ہوگا مثل فرنگو شیم
 وغیرہ کے یہ ملک بھی غارت ہوگا بس وہ ہر کارے یہ سننے پر لیٹان ہو گئے اور آگے چلے بس جہان
 پہنچنے یہی ذکر سنا اب تو یہ بہت حیران ہوئے اور باہم صلاح کی کہ اس حال کو بخوبی دریافت
 کر کے وزیر صاحب سے اس حال کی خبر کرنا پر ضرور ہے کیونکہ وہ تو غافل ہیں اور تیاری لشکر میں
 مصروف ہیں انکو تو یہ خیال ہے کہ میں شہر سے نکل کر حریف سے مقابلہ کرونگا یہاں دوسرا سامان
 ہے ایسا نہ ہو کہ غفلت میں کوئی بلا نازل ہو جائے اور شہر تباہ ہوا ہل شہر ہلاک ہوں ہم پر
 فرض ہے کہ ہم اس حال کو دریافت کر کے انکو خبر کریں تاکہ وہ کوئی تدبیر کریں یہ باہم صلاح
 کر کے وہ ہر کارے ایک مقام پر آئے کہ جہان پر چند لوگ بچے ہوئے یہی تذکرہ کر رہے تھے یہ
 ہر کارے بصورت آفتاب پرستان تھے اُن سے دریافت کیا کہ اے بھائیوں یہ کیا امر ہے کہ جب
 ہم لشکر سے گئے تھے پر اے سیر کے تو نہ تقارے بچتے تھے نہ ہرط ہر جا تھا اُن نے عرصہ میں کیا ہوا ہمارے
 سامنے نامہ خداوند کا کیا تھا انھوں نے کہا کہ بھائیوں بڑا غصہ ہو گیا خداوند کا وہاں نامہ کیا انھوں
 نے جواب صاف تحریر کیا اطاعت سے انحراف کیا بلکہ بہت کچھ سخت و سست تحریر کیا جب
 جواب نامہ آیا خداوند کو غصہ آ گیا فوراً حکم فرمایا کہ تقارہ بچے اور منادی لشکر میں ندا کر دے کہ ہم کل
 شہر یقیناً پر اپنا عذاب نازل کرینگے بموجب حکم خداوند تقارے بجائے گئے منادی نے ندا کر دی
 بس وہ تقارے بچ رہے ہیں اور ہم لوگ اس امر کا افسوس کر رہے ہیں کہ ان لوگوں نے خود سری
 کر کے اپنی جان دی اور یہ ملک بھی تباہ ہوا اب کیا ہوتا ہے ہر کارے یہ تقریر سننے بولے کہ پھر اس
 امر کا افسوس کیا جو جیسا کرے گا ویسی سزا پائے گا کیوں نہ اطاعت کی خدا پرست بہت کچھ اپنے
 کو خیال کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہم سے بڑھ کر کوئی نہیں ہے بس ان سب کا غور اسی طور پر
 کیے گئے کہ ان کے پاس سے چلے آئے اور سب کی کڑکھ بجا کر لشکر سے نکل کر میر ہمدان یہاں پر
 حاکم شہر کے بچا گئے اور داخل شہر ہوئے چونکہ رات ہوئی تھی بلکہ اس قدر بدحواس تھے کہ اسی وقت
 وزیر محل پر آکر پہنچے جو بدار سے کہا کہ محلدار کو بلا کر اطلاع کرو وزیر صاحب کو کہ چند ہر کارے
 در دولت پر حاضر ہیں چھ عرض کرنا ہے اور بہت ضروری خبر کہنا ہے ذرا تشریف لائے جو بدار سے
 محلدار کو بلا کر جو چھ ہر کاروں نے کہا اٹھائیاں کیا بس محلدار اندر گئی وہاں وزیر خاصہ کھا کر
 برائے آرام مسرخی پر جا کر لیٹا تھا اور خیال کر رہا تھا کہ صبح کو کل لشکر کے کربیر وں شہر جاؤنگا
 اور مقابل لشکر پر جلیس فریش ہو کر اسکو مقابلہ کرنے سے آگاہ کرونگا اور مقابلہ کر دنگا خدا
 کریم جسکو چاہے طفرے میں تو اسکی ذات پر تکیہ کیے ہوں اسی قسم کی دل سے باتیں کر رہا تھا
 کہ محلدار سے آکر عرض کیا کہ چند ہر کارے در دولت پر حاضر ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ ہم کو
 کچھ ضروری خبر عرض کرنا ہے جو یہ سنا فوراً اٹھ کھڑا ہوا اس خیال سے کہ نہ معلوم کیا
 خبر لائے ہیں جو اس وقت آئے ہیں کوئی نہ کوئی ایسی ہی ضرورت ہے اور ایسی ہی کوئی تازہ
 خبر ہے کیونکہ لشکر حریف بیرون شہر اتر ہوا ہے شاید کوئی ایسی لشکر کی خبر لائے ہوں یہ دل
 میں خیال کرتا ہوا باہر آیا ہر کاروں کو طلب کر کے کہا کہ کیا خبر لائے ہو جلد بیان کرو یہاں
 نے عرض کیا کہ ہم غلام لشکر کفار میں گئے تھے کہ کچھ حال دریافت کریں وہاں جو پہنچے تو
 ہر طرہ تقارے بچ رہے تھے اور لوگ باہم گفتگو کر رہے تھے کہ مقام افسوس ہے کہ شہر

یقینیہ مفت بین غارت ہوا ان لوگوں نے خداوند کی اطاعت نہ کر کے شہر کو اور اہل شہر کو غارت کیا
اب نہ بچے گا ہم نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جب جواب دیا کہ یہو نچا تو بر جیس کے پر ہم ہو کر
حکم دیا کہ نقارہ بجے اور لشکر میں منادی کر دی جائے کہ کل ہم شہر یقینیہ پر اپنا عذاب نازل کر دیں اور
سب کو غارت کر دیں پس ہم یہ حال سننے وہاں سے بھاگے اس خیال سے کہ آپ کو خبر کریں کیونکہ
آپ اس حال سے بالکل بے خبر ہیں تاکہ آگاہ ہو کر کوئی تدبیر فرمایا میں وزیر نے ہر کاروں سے یہ سننے
جواب دیا کہ وہ کافر کیا ہم پر عذاب نازل کرے گا مگر اس لیے اُس نے یہ مشہور کیا ہے تاکہ ہم
لوگ یہ خبر سننے اور خوف جان اس کی اطاعت کر لیں مگر ہمارے ڈرانے کے لیے اُس نے یہ خبر مشہور
کیا ہے ورنہ اس کی کیا مجال ہو اور کیا قدرت ہے کہ وہ ہم پر کسی قسم کا دباؤ ڈالے ہمارا خدا حافظ و نگہبان ہے
سوائے خداوند کریم کے یہ قدرت کسی بین نہیں ہے کہ کوئی کسی کو غارت کرے یہ صریح باتیں ہیں تم
جا کر اپنے مقام پر بے خوف بیٹھو اور خدا کو یاد کرو کیا تم نے نہیں سنا صا حتم ان کا قول ہے کہ خداوند
کریم سب کا حافظ ہے دشمن سے خوف تو لازم ہے مگر ہر وقت وہ ہر بلا میں خدا کو یاد رکھے اور اس کو نہ بھولے
اس کی ادا پر تکیہ کرے پس دشمن کیا چیز ہے اُس کے رو برو بموجب مصرعہ دشمن اگر تومی است لہمان
تومی تراست جو اس کی شہادت میں ہو گا وہ ہو گا بیکار فکر کر کے اپنے کو معرض ہلاکت میں ڈالنے
سے کیا حاصل ہے کہ ہر کاروں کو رخصت کیا اور محل میں آکر فکر کرنے لگا کہ بڑا غضب ہوا میں تو اس
فکر میں تھا کہ صبح کو لشکر لے کر بیرون شہر جاؤنگا اس سے مقابلہ کر دینگا اُس نے بھی راہ نہ دیکھی اور
نقارہ بجنے کا حکم دیدیا اور وہ کل سحر سے مقابلہ کرے گا یہ خیال کر کے وزیر نے دل سے کہا کہ کیوں
اس قدر نشان ہوتا ہے جو منظور خدا ہو گا وہ ہو گا اگر ہم سب کی اسی طور سے آئی ہو تو کیا چارہ ہے
موت سے کوئی بچ سکتا ہے پس وزیر اسی فکر و تردد میں شب بھر سوچا جب جلا د فلک تیغہ
شعاعی حائل کر کے میدان فلک میں آکر صفت آرا ہوا اور اپنے نور و جمال سے تمام عالم کو روشن
کیا یعنی سفید کسحری کا ظہور ہوا ہر ایک نے اہل اسلام سے غار سے فراغت کی اور اپنے
اپنے کاروبار میں ہر ایک مصروف ہوا دوکاندار دوکانین آراستہ کرنے لگے اہل حرفہ اپنے اپنے
کام میں مصروف ہوئے پس سردار آلات حرب و ضرب سے آراستہ و پیراستہ ہو کر در دولت
پر حاضر ہوئے وزیر یقین بردان پرست بھی عبادت خدا سے فراغت کر کے باہر آیا دربار
آراستہ ہوا وزیر نے دریافت کیا ہمارا لشکر طیار ہے سب نے عرض کیا کہ طیار ہے صرف
آپ کے سوار ہونے کی دیر ہے یہ سننے وزیر نے سرداروں سے کل واقعہ جو کہ ہر کاروں سے
سنا تھا بیان کیا اور کہا کہ اب تو جو کچھ ہو میں اطاعت نہ کرونگا اگر آپ لوگوں کو اپنی جان غم
ہے تو میں منع نہیں کرتا ہوں آپ لوگ شوق سے جائیں اور اس کی اطاعت کریں سب نے
جواب دیا کہ یہ امر غیر ممکن ہے کہ ہم آپ کو چھوڑ دین اور ایک کافر کی اطاعت کریں ہم ایسی
زندگی سے باز آئے یہ جو سب نے کہا وزیر نے جواب دیا کہ پھر کیا خوف ہے یہ امر ضرور ہے کہ
اس میں ایسی قدرت نہیں ہے کہ وہ غارت کرے یا ہلاک کر سکے ہاں خداوند کریم نے
ہم سب کی اجل اس کے ہاتھ سے مقرر فرمائی ہے تو کیا پروا ہے بموجب شعر سرکی پیچم
رستم شیر جیب + ہرچہ آید بر سر من یا نصیب + سب نے عرض کیا کہ بسم اللہ سوار
ہو جیے اور بیرون شہر تشریف لے چلیے اور مقابلہ میں فروکش ہو جیے یہ جواب سننے مشہور

کیا ہو یہ صفت اس غرض سے کہ شاید یہ لوگ خوفِ زدہ ہو کر اور جان کے بچانے کے خیال سے اگر میری
 اطاعت کریں وزیر نے جواب دیا کہ یہی امر میرے بھی خیال میں آیا ہے بس لشکر کو تیاری کا حکم دو کہ تیار
 ہو میں سوار ہوتا ہوں یہاں تو یہ گفتگو ہو رہی ہے اور میری طرف سے بھی لشکر پر جیسے تم ترابھوا تھا کہ
 جب صبح طالع ہوئی سب کفار خوابِ مرگ سے بیدار ہوئے بس سب بیدار ہوئے و کمل ہو کر ہو کر
 بارگاہِ بین آئے اور اپنے اپنے درجہ میں آئے اپنے مقام پر تشریف لائے اگر بیٹھے ارزننگ و چترنگ
 وغیرہ بھی اپنے مقام پر آکر بیٹھے افریق شاہ و خوار شاہ قریب پردہ کر سیدوں پر بیٹھے
 جب دربارِ آراستہ ہو چکا ادنیٰ و اعلیٰ سب آچکے طریقہ یہ ہے کہ جب بر جیسے اگر تخت پر بیٹھا ہو تو
 ایک برقی چمک جاتی ہے اس سبب سے سب کو معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تشریف لائے ورنہ کیونکر
 معلوم ہو کہ سب خداوند تشریف لائے دوسرے یہی طریقہ ہے کہ جو کوئی دربار میں آتا ہے سوا سے
 ارزننگ و چترنگ و اسلم و دیم و ستمکان و قراسپ و دیگر سردارانِ ارزننگ و چترنگ کے
 سب اس پردہ کو سجدہ کرتے ہیں اور جب برقی چمکتی ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ خداوند نے تخت پر جلوہ
 فرمایا اس وقت سب سجدہ کو خم ہو جاتے ہیں سوا کے اشخاص مذکورہ سے اور سبھی بر جیسے نے سب
 سے گمدا ہے کہ جب برقی کو ند کے بس معلوم کر لینا کہ میں نے تخت پر جلوس کیا دوسرا طریقہ یہ ظاہر
 ہونے کا ہے کہ خداوند نے جلوس کیا کہ ہر قسم کی خوشبو سے بارگاہِ معطر ہو جاتی ہے اور ایک نور پیدا
 ہوتا ہے کہ جس کے سبب سے تمام بارگاہِ روشن ہو جاتی ہے چنانچہ جب سردار آچکے اور دربار
 آراستہ ہو چکا اس وقت خوشبو پیدا ہوئی بارگاہِ بین روشنی نور ظاہر ہوئی برقی کو ندی بس سوا کے
 ان لوگوں کے کہ جن کے نام تحریر ہوئے ہیں اور سب نے سجدہ کیا وہ لوگ بیٹھے رہے کیونکہ اقرار
 ہو چکا ہے کہ جب صاحبِ قرآن کو غارت کیجیے گا اور اہل اسلام کو تباہ اس وقت ہم سب آپ کو
 سجدہ کریں گے اور آپ کی اطاعت کریں گے تا وقتہ کہ یہ امر نہ ہو گا اس وقت تک ہم کو سجدہ کی تکلیف
 سے معاف رکھیے گا بر جیسے نے منظور کر لیا تھا بدین سبب یہ لوگ سجدہ نہیں کرتے ہیں ورنہ
 سب اہل دربار سجدہ کرتے ہیں بس سب نے جب سجدہ سے سوا کھٹایا اور پکڑے ہوئے کہ اقرار
 آئی اور خوار شاہ سب بندوں سے کہو کہ آپ بیٹھ جائیں تعظیم ہو چکی خوار شاہ نے
 پکار کر کہا سب سلام کر کے اپنے مقام پر بیٹھ گئے یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ جو جب کا نگل
 یا کر رہی ہے اس پر اسکا نام تحریر ہے وہ اسی پر بیٹھ سکتا ہے دوسرا نہیں بیٹھ سکتا ہے جب سب
 اپنے اپنے مقام پر بیٹھے اس وقت حجاب کے اندر سے آواز آئی کہ لشکر کی تیاری کا حکم دو ہم
 سوار ہو کر مع لشکر کے میدان میں جا کر شہرِ یمنیہ پر غلبہ نازل کریں گے اور تم لوگ بھی سوار ہو
 اور اپنے خداوند کی قدرت کو دیکھو کہ کیونکر ان بندگانِ گنہگار پر غلبہ نازل کریں گے اور خوف
 کرو کہ اگر ہم ہر تابی کریں گے تو اسی طور سے ہم بھی بتلا سے غلبہ و غلبہ خداوندی ہونے یہ
 جو حکم دیا بس اسی وقت افریق شاہ نے حکم دیا کہ منادی اہل لشکر کو آگاہ کر دے کہ سب
 طیار ہلو کر آوے ہو جائیں اور تختِ خداوندی در دولت پر حاضر کیا جائے خداوند سوار
 ہونے پر حکم دینا تھا کہ منادی نے لشکر کو اس حکم سے آگاہ کیا اسی لاکھ کا لشکر فوراً گرنڈی
 ہوئے لکی ٹکڑے عرصہ میں کل لشکر طیار ہو گیا کہ ہی تخت کے جس پر بر جیسے سوار ہو کر
 شہرِ آفتاب سے چلا نکلا کر درجیمہ پر تگایا گیا جو بدارون سے آکر عرض کیا کہ سب سامان

ہو گیا لشکر طیار ہر بس خوئیوار نے قریب پردہ جا کر عرض کیا آواز آئی کہ تم لوگ بھی بیرون بارگاہ
 جا کر سوار ہو تم سوار ہوئے ہیں یہ حکم سنا تھا کل اہل دربار بیرون بارگاہ آئے ہر ایک اپنی سواری
 کے قریب آکر کھڑا ہوا افریق و خوئیوار و وزیر برجلیس تخت کے پاس آکر کھڑے ہوئے چاکر ایک
 برق کو ندی روئنی ہوئی خوشبو پھیلی خود بخود گھنٹہ دنا کوں جو تخت میں لگے ہوئے تھے چھنے
 لگے سب اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ خداوند سوار ہوئے ایک مرتبہ سوائے لشکر از رنگ و جہیز
 کے سب لشکر نے سجدہ کیا اور سبے یا خداوند آفتاب و برجلیس کی لشکر میں بلند ہوئی خوئیوار شاہ
 و افریق شاہ و وزیر اپنے اپنے مقام پر جو کہ اس تخت کے درجوں میں ان کے لیے مقرر تھا آکر بیٹھے
 انکا سوار ہونا تھا کہ سب سوار ہوئے از رنگ و غیرہ اپنے تختوں پر سوار ہوئے تخت برجلیس
 یا تختوں پر کسا گیا سب مرداروں بادشاہوں نے گرد اس کے حلقہ کیا نشان لشکر کھل کے برجلیس
 اٹھنے لگے لیکن ہر طرف سے یا خداوند برجلیس کی صدا آنے لگی اس شان و شوکت سے لشکر سامنے
 شہر یقینیہ کے آکر پہونچا صف بندی کا حکم ملا صف آرا نے نکل کر صفیں آراستہ کیں اشی لا کھ
 سپاہ کی صف بندی ہوئی صفیں تھیں کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ سمندر کی موجیں ہیں ایک طرف ساحر
 صف آرا تھے اور ایک سمت غیر ساحر سب کے اسلحہ و معویہ میں چمک رہے تھے و در بیان
 ضو دے رہیں تھیں جب لشکر صف آرا ہو چکا بر سوسنی رنگ آکر تمام لشکر پر محیط ہو گیا
 ایک آسمان پر سر تخت برجلیس بلوری محیط ہوا جب یہ سب بند و بست ہو چکا وقت
 برجلیس نے گنبد کے اندر سے چار کر کہا جو کہ تخت نرا الماس نگار بنا ہوا تھا جسک اندر جہیز
 بیٹھا ہوا تھا اور پردے موتیوں کے پڑے ہوئے تھے اور ایسا ضو دیتا تھا کہ نگاہ نہ کام کرنی
 تھی کوئی اس سمت دیکھ نہ سکتا تھا یہ وجہ تھی کہ جو کسی نے برجلیس کو ہر وقت سوار ہونے
 کے بھی نہیں دیکھا کیا دیکھے نگاہ تو کلام کرتی ہی نہیں کیونکہ کوئی دیکھے بس جب برجلیس
 نے چار کر کہا کہ یا خداوند وای در زمر کواریں تو شہر یقینیہ کے حاکم سے اور اس شہر کے باشندوں
 سے تخت تمام کر چکا میں نے نامہ بھیجا اٹھوں نے میرے نامہ کا جواب تخت تحریر کیا میں کو یہ چاہتا
 ہوں کہ ان پر اپنا عذاب نازل کروں لہذا آپ بھی کسی فرشتہ کے ذریعہ سے انکو آگاہ فرمائیے
 شاید آپ کے فرمانے سے وہ اطاعت کریں ورنہ آفتاب قدرت کو حکم فرمائیے کہ وہ ظاہر
 ہو کر ان قسب کو جلادے اور شہر کو تباہ کرے ایک کو زندہ نہ رکھے بلکہ عمارات شہر کو بھی منہدم
 کر دے انکی یہی سزا ہے تاکہ اوروں کو عبرت ہو کہ جو نافرمانی کرے گا اسکا یہی حال ہوگا جیسے
 کا یہ کہنا تھا کہ اس آسمان سے آواز آئی کہ ای فرعون وای نائب من جو تو کہتا ہے ایسا ہی کیا
 جائے گا تو اطمینان رکھ اس صدا کا آنا تھا کہ پھر گھنٹہ دنا کوں سبے اور سب سجدہ لو حرم ہوئے
 اب جو سب نے سر سجدہ سے اٹھائے دیکھا کہ اس آسمان میں ایک در پیدا ہوا اور اس در
 سے ایک تخت نکلا سب نے دیکھا کہ اس پر ایک مہرب صورت و عجیب شکل کا انسان
 ہوا اور ایسا ہولناک چہرہ ہوا کہ اگر دلو بھی دیکھے تو مارے خوف کے کاف جائے زاندام
 میں اس کے ریشہ طے جائے تخت پر بیٹھا ہوا ہے اس کے ہر بن مو سے شعلہ نکل رہے ہیں ایک
 نقارہ اس کے سامنے رکھا ہوا ہے خوب اس کے ہاتھ میں ہے دیکھ کر لشکر برجلیس کے تو خواں اس
 جائے رہے سب نے سر جھکائیے اسنے آسمان سے حکمت ہی آواز دی کہ منم فرشتہ قدرت

وہ صدر ایسی پرمول تھی کہ یہ معلوم ہوا کہ گویا نقارہ لڑکڑاپا یا بادل گر جاسب کے دل ہل گئے اسنے
یہ کہہ کر کہا کہ میں بہ حکم خداوند برائے بندو نصیحت باشندگان شہر یقینیہ کے جاتا ہوں یہ کہہ کر اور نقارہ پر
چوب لگائی صدائے نقارہ سے سب کے قلب و جگر ہل گئے وہ یہ کہتا ہوا طرقت شہر یقینیہ کے
روانہ ہوا اور سے یہ چلا اُدھر سے سرداروں نے وزیر یقین شاہ سے عرض کیا کہ سواری درد و کست پر
موجود ہو حضور سوار ہوں لشکر بھی تیار ہو یہ سننا تھا کہ وزیر یقین شاہ سے سرداروں کے ہون
وزیر بار آیا تخت پر سوار ہوا سب سردار بھی سوار ہوئے وزیر کل لشکر کر جو کہ قریب ایک لاکھ
ساتھ ہزار کے تھا مع بارگاہ وغیرہ کے چلا کھٹا بھی چند قدم در دولت سے راہ طر کی تھی کہ ایک
برقی چمکی سب نے سڑا کھڑا دیکھا گیا نظر پڑا کہ ایک تخت ہوا پر قائم ہوا اس پر ایک دیو خصال لہ
جسکے دونوں شانوں پر دو پرہیز مثل اردو زبان کے اور چہرہ اسکا سیاہ ہر مثل تیر دو دانت بڑے
بڑے باہر ہن ایک لنگ باندھے ہوئے ہر گرایسی مہیب صورت ہو کہ دیکھے سے ہاتھ پاؤں
کانپے جاتے ہن دل تھراتے ہن تخت پر بیٹھا ہر تمام جسم سے اسکے شعلہ نکل رہے ہن ایک
نقارہ آگے بڑا سا رکھا ہر چوب ہاتھ میں یہ دیکھ کر سب سردار و اہل لشکر حیران ہوئے کہ
یہ کیا آفت ہر اور یہ کیا بلا ہر مگر سب نے لاجول پر ٹھکر سر جھکالیے مگر نصیحت یہ تھی کہ اسکو
کل اہل شہر نے دیکھا کوئی مقام ایسا نہ تھا کہ جہاں وہ نظر آتا ہو جو لوگ راہ میں تھے انھوں نے
بھی دیکھا اور جو گھروں میں تھے انھوں نے بھی دیکھا اور سب اسکو دیکھ کر خائف ہوئے مگر جو
اعتقاد کے پختہ تھے وہ اپنے مقام پر جمے رہے سب نے کہا کہ یہ کوئی شیطان ہر ہم کو ڈرانے آیا ہر ہم
تو خوف نہ کرینگے جو سب کا حال وہ اپنا حال راوی کہتا ہر کہ مردوں کا کیا ذکر ہر عورت اس
و بچوں نے بھی یہی کہا اہل شہر میں ہر طرف یہی ذکر تھا کہ جو کچھ ہو ہم تو ہر جیس کی اطاعت
نہ کرینگے یہ سب اسی کی مکاری ہر اور فریب ہر اسی کے کسی ساحر کو ایسے ہیبت سے
بکھجا ہر تا کہ ہم خوف زدہ ہو کر اسکی اطاعت کر میں ہاں اسقدر تو ہوا کہ دو کانداروں نے
دو کانیں بند کر دیں اور اپنے اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے بازار میں بند ہو گئیں جو لوگ
باہر تھے گھروں میں چلے آئے اور بندوبست کرتے لگے کہ اگر کوئی بلا سے میرا اس شہر پر نازل
ہوگی تو ہم سب اپنے بال بچوں کو لے کر نکل جائیں گے جلائے وطن اختیار کرینگے مگر کار
کی اطاعت نہ کرینگے ہر ایک شہر سے نکل جانے کا بندوبست کر رہا ہر کیا رئیس کیا فقیر کیا
صاحب پیشہ کیا غیر صاحب پیشہ سب نے مال و اسباب سے ہاتھ دھویا اپنے جانوں کی
حفاظت کی تدبیریں ہر ایک مصروف ہوا یہ لوگ تو یہ فکر کر رہے ہن اُدھر اس مہیب شکل
نے پکار کر کہا کہ اکر اہل شہر یقینیہ راہی باشندگان ملک وادی حاکم ملک وادی اہل لشکر
ای خدا پرستان آگاہ ہوا و خبردار ہو کہ میں فرشتہ قدرت خداوند آفتاب ہوں میرا نام
ملک الموت قدرت و جلال ملک ہر میں ہی سب کی روحیں قبض کرتا ہوں مجھ کو خداوند
نے بھیجا ہر کہ تم سب اہل شہر وغیرہ کو آگاہ کرو کہ کیوں اپنی جانیں برباد کر کے ہو کیوں
شہر کی تباہی کی صورت پیدا کر کے ہو کیوں نہیں میرے مژند و ناک کی اطاعت کرتے
ہو ہر جیس آفتاب پرست میرا فرزند ہر میں نے اسکو اپنا نائب مقرر کیا ہر میں ہی
تم سب کا خدا ہوں تم سب کو بدیع الملک نے بھکا دیا ہر بھلا کوئی بھی اس امر کو

یقین کرے گا کہ جسکو دیکھا نہیں جو کہ نور کا نقہ ہو اسی سے یہ سب کام ہوں کہ وہ دنیا کو خلق کرے اور انسان پیدا کرے بھلا خیال تو کرو اس میں یہ قدرت کب ہو سوائے اسکے کہ وہ تاریکی کو برطرف کر دے یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو نہ ہاتھ رکھتا ہو نہ منہ نہ چشم نہ جسکے ہاں ہو نہ باپ نہ بھائی نہ بہن نہ جوڑو نہ بیٹا نہ بیٹی نہ لکھاتا ہو نہ پیتل ہو نہ سوتا ہو نہ جاکتا ہو جس میں یہ سب باتیں نہ ہوں وہ کیونکر دنیا کو خلق کر سکتا ہے بھلا دیکھو تو کہ بھی سلف سے آج تک بدون ہاں باپ کے کوئی فرزند پیدا ہوا ہے پس یہ سب دلیلیں اہل اسلام کی بیکار ہیں اور بہکانے کے طریقہ ہیں ہاں جن میں یہ سب اوصاف پائے جاتے ہیں اور جو سب کاموں پر قدرت رکھتا ہے وہ خدا ہے جیسا کہ میں ہوں جو صفتیں تم میں ہیں وہ سب مجھ میں ہیں پس اس قدر فرق ہے کہ میں دنیا کو پیدا کر سکتا ہوں اور غارت کر سکتا ہوں تم یہ نہیں کر سکتے ہو اگر میں چاہوں تو اس دنیا کو برباد کر کے دوسری اور دنیا پیدا کروں جسکو چاہوں مار ڈالوں اور جسکو چاہوں زندہ کر دوں تم میں یہ قدرت نہیں ہے پس تم بندے ہو میں خدا ہوں میرے کمنے پر عمل کرو اگر عمل نہ کرو گے تو یاد رکھو کہ ایک چشم زدن میں میں اس ملک کو ایسا غارت و تباہ کر دوں گا کہ یہ بھی نہ ثابت ہو کہ یہاں ملک آباد تھا اور تم سب پر غلاب نازل کر کے ہلاک کر دوں گا اور جلا کر خاک سیاہ کر دوں گا ایک بھی زندہ نہ بچے گا یہ آخری حجت ہے کیونکہ میں رحیم ہوں و عادل ہوں اس سبب سے بار بار بھیجتا رہا ہوں آئندہ تم کو اختیار ہے اگر اب میرے کمنے پر عمل نہ کرو گے اور ایک گھنٹہ کے عرصہ میں میرے فرزند کی خدمت میں حاضر ہو کر اسکی اطاعت نہ کرو گے تو میں تم سب کو ابھی غارت کر دوں گا یہ کہہ کر اُس نے چوب نقارہ بول گئی اور کہا کہ یہ جو کچھ میں نے بیان کیا سب خداوند کی طرف سے بیان کیا اب تمکو اختیار ہے جو انکا حکم رکھا وہ میں نے تم سب کو سنا دیا لاوی کہتا ہے کہ اس ساحر کی صدا جو کہ تخت پر سوار بائیں زمین و آسمان یہ سب تقریر کر رہا تھا کل اہل شہر نے سنی یہ صفت تھی کہ اُس نے ایک مقام پر تخت قائم کر کے بیان کی مگر سب کے کان میں حرف بحرف اُسکی تقریر کی صدا آئی جو جہاں تھے اُس نے سنی ایک غریب پیدا ہوا تمام شہر میں اور ہر ایک کی زبان سے یہ نکلا کہ ہم کو مرنا قبول ہے مگر اس کافر کی اطاعت کرنا نہیں قبول ہے بلکہ ہر ایک نے بہت سخت و سست کہا اور اہل لشکر و سرداران لشکر و وزیر نے جو کہ اب حاکم شہر و طرف سے یقین نہ دریاں پر سست کے یہ تقریر سننے لگا لگا لعنت کی اور ہزاروں گالیوں پر چلیں کو دین یہ تقریر اس تخت سوار نے بھی سنی بہت برہم ہوا اور کہا کہ تم سب کی قضا ہی آئی ہے یہ کہہ کر اور نقارہ بجا کر جبر سے آیا تھا اسی طرف کوچ چلا گیا مگر یہاں اہل شہر نے از غریب تانا میر سب نے اپنی جان بچانے کی یہ صورت کی کہ جو کچھ اٹھ سکا وہ مال و اسباب لیا اور اپنے بال بچوں کو ہمراہ لے کر دوسرے دروازہ شہر سے نکل گئے ہر طرف غریب ہو گیا اہل شہر فرار ہونے لگے مگر اطاعت نہ کی کہاں تک بھاگیں لاطھون آدمی ہیں مگر جو کہ بھاگے تھے وہ جا جا کر گویہ و صحرا میں مقام امن تلاش کر کے مقیم ہوئے اس خیال سے کہ جب ہم کو یہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ کافر اپنا لشکر لیکر چلا گیا اور شہر بچ گیا یا غارت ہو گیا تو پھر اگر اپنے مقام پر قیام کرینگے شہر میں ہر طرف ایک طور کی بھگدڑ مچی ہوئی ہے جسکو جو بٹتا ہے وہ کرتا ہے ایک تلام بریا ہے کچھ لوگ بھاگے جاتے ہیں کچھ یہ خیال کر کے نہیں بھاگے ہیں کہ اگر قضا آئی ہے تو جہاں جائیں گے ضرور ہلاک ہونے سے سب متعبدہ رہیں گے میں اگر قضا نہیں آئی ہے تو یہاں بھی چین کے اور دباں بھی خدا سب مقام پر غافل رہے ہیں

اپنے کو معرض ہلاکت میں ڈالنے سے کیا حاصل بعض یہ خیال کر کے بھاگے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ
 جہان بلا نازل ہونے والی ہو یا نازل ہو اپنی جان کی حفاظت کے لئے بھاگے کیونکہ دو قصہ ہیں
 ایک معلق اور ایک سبب معلق ہمارے سے ٹل جاتی ہے مگر نہیں ٹلتی یہ نہیں کیا معلوم کہ یہ کونسی
 قضا ہے اس سے ٹل جانی اچھا ہے خیر شہر میں تو غدر ہے اور غدر ہر کل لشکر کو لیے ہوئے ہے قصہ جنگ جانا
 ہے اسے قصہ کر لیا ہے اور سب سرداروں و اہل لشکر سے گدیا ہے کہ جب لشکر کفار نظر آئے تم لوگ
 بلا تامل تلواریں منہ سے نکال کر چاہے نہ خیال کرنا کہ انکی طرف سے سبقت ہو یہ موقع اس خیال کا نہیں ہے
 سب نے منظور کیا ہے وزیر یہ اپنے سرداروں سے کہتا ہوا راہ طر کر رہا ہے کہ آپ لوگوں نے اسکی
 سرکاری و تدبیر دیکھی ہے سب شہید ہیں جب اسنے دیکھا کہ یہ لوگ کسی صورت سے اطاعت قبول
 نہیں کرتے ہیں ایک ساحر کو اس صورت سے بھیجا کہ وہ جا کر یوں خوف دلائے اور اہل شہر کے
 دلوں پر خوف طاری کرے شاید وہ لوگ خوف کھا کر اور اگر اطاعت اختیار کریں تو یہ اس کا
 خیال خام و تصور نا تمام ہے ہم تو مگر کو تو تھیلی پر رستے ہوئے ہیں ہم سے تو یہ نہ ہوگا کہ کافر کی اطاعت
 کریں پس چاہئے زندہ رہیں چاہئے مرجائیں ہم موت سے نہیں خوف کرتے ہیں بدون قضا کے نہ
 مرینگے آپ لوگوں کو اختیار ہے میں جس کسی پر نہیں کرتا مگر کہ میرے ہمراہ رہ کر اپنی جان تلف
 کریں اختیار ہے اس کا فرائض اطاعت بھیجے چاہئے کسی طرف نکل جائیے میں تو یہ اطاعت
 کرونگا نہ کسی طرف جاؤنگا اسے خوف سے میں اس بادشاہ کی طرف سے یہاں کا حاکم ہوں کہ میں
 نے کئی مقابلہ جہاں سے سر میدان کیے اور سامنے سے نہ بھاگا بس میں اس کا فرار
 خوف سے بھاگوں اکیلا نہ ٹھہرونگا اور جان دو نکل سب نے عرض کیا کہ آپ یہ کیا فرماتے ہیں
 اگر یہی امر منظور ہوتا تو اسوقت تک آپ کی ہر ای کیوں کرتے آپ تک نکل نہ گئے ہوتے ہم سب
 جانیں دین اسلام و آپ کے قدم پر نثار ہیں وزیر ان سب سے یہ باتیں کرتا ہوا چلا جاتا تھا
 کہ جو ہر کاروں نے آکر خبر دی کہ بیرون شہر ایک میدان وسیع میں لشکر برجیس صف آرا ہے
 جہاں تک نگاہ جاتی ہے سوائے سپاہ کے دوسری شے نظر نہیں آتی ہے وزیر نے کہا کہ صف آرا
 ہونے دو ہم سب کو ذات خدا پر تکیہ ہے جو میں وہ ہر کار سے یہ خبر دے کر بیٹھے تو چند ہر کاروں نے
 اگر بیان کیا کہ حضور بڑا غضب ہوا اس مکار کی گفتگو و تقریر کے تمام شہر میں غدر مچ گیا ہے
 کسی نے یہ امر تو قبول کیا نہیں کہ ہم جا کر کافر کی اطاعت کریں اپنا دین ترک کریں مگر یہ ضرور
 کیا کہ اپنے آل و عیال و مال کو بچے کر شہر سے بھاگے جائے ہیں وزیر نے کہا کہ جا بے تردد و اچھا
 ہے شاید کوئی بلا نازل ہو مثل فرنگو شہر وغیرہ کے تو بڑی خرابی ہو کیونکہ یہ لوگ فرنگو شہر
 کا حال سننے ہوئے ہیں اس سبب سے تقدیر کر رہے ہیں اچھا ہے یہاں تو یہ باتیں ہیں مگر وزیر
 لشکر کے ہوئے چلا آتا ہے بہت جلد راہ طر کر رہا ہے اور وہ تخت سوار لشکر میں پہنچا اور
 سامنے تخت برجیس کے اپنے تخت کو روک کر بکا رہا کہ اگر ناب خداوند یہ لوگ راہ پر نہ
 آئینگے آپ خداوند سے کہہ کر ان پر اپنا عذاب نازل فرمائیے یہ کہہ کر اسی آسمان میں غائب ہو گیا
 اور وہ غائب ہوا اور برجیس نے اسی گنبد کے اندر سے بکا رہا کہ یا خداوند یہی راہ
 ہے کہ اب آپ غلاب نازل کریں یہ کہتا تھا کہ ایک مرتبہ کڑ گڑا ہٹ ہوئی ہزاروں برقیں لوہے
 بس سب نے دیکھا کہ وہ آسمان شق ہوا اور اس آسمان سے ایک آفتاب پیدا ہوا اور چمک کر

بلند ہو گیا اور چمکتا ہوا طرف مشرق یقیناً سب نے کہا کہ لو غضب ہوا اب شہر یقیناً غرق ہو جائے گا
 کہ بی دم میں تباہ ہو جائے گا خداوند کا غضب نازل ہو یا یہ لوگ تو یہ کہ رہے تھے کہ او مدعوہ آفتاب
 بلند ہو کر چمکے اور اسکا عکس شہر یقیناً پر پڑے اور وہ آفتاب مقابل شہر ہو کر ہوا پر قائم ہوا اسکا سایہ
 ہونا تھا اور عکس کا پڑنا تھا کہ ایک مرتبہ اب ہوا سے گرم کا جھوٹا شہر بین چلا اچھی دیر میں شکر
 کے شہر میں یہ کہہ رہے تھے کہ یہ شہر کا جھوٹا ہونا کا آئینہ معلوم ہوا کہ گویا کسی نے
 اٹھا کر تو بین ڈال دیا سب اہل شہر اٹھ کر اسے سے لے لگا لیا گرم جھوم نکا
 آیا ہوا سوشت کا آئینہ معلوم ہوا کہ گویا آگ میں گھسٹے اہل شہر پر کیا غصہ ہے سب اہل شہر کو
 یہی معلوم ہوا کہ لوگ کہوں کہ وہ لالہ لون میں سے آگ ہو گئی یہی معلوم ہوا سب نے یہ خیال کیا کہ
 اتفاق ہی تو ہے کہ اس میں سے ہو کر گرم آگنی ہلکے اب متواتر ہوا سے گرم کے جھوٹے آنے لگے اب تو سب
 پریشان ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہوا دھڑ دھڑ جو چھ عرصہ گزرا اور آفتاب شہر کا پورا اثر شہر پر پڑا صفت
 یہ ہوا اور ایسا شہر کا بل رہا کہ آفتاب تو قائم ایک مقام پر ہو گیا اسکا اثر تمام شہر پر پڑا وہ جس
 پورا اثر پڑا اب تو گرمی کی یہ حالت ہوئی کہ ہر ایک کی زبان نکل آئی پیاس کی کیفیت ہو گئی
 تمام ظرو تون میں پانی خشک ہو گیا ایک قطرہ نہ باقی رہا ہر درود تیرے شعلہ نکلنے لگے زمین
 مثل تابہ آہنی کے گرم ہو گئی بس انسان و حیوان کی ایک حالت ہو گئی سب ہانپنے لگے
 دربانوں میں کانٹے پڑ گئے تلو خشک ہو گئے حیوان تو تڑپ تڑپ کر مرنے لگا سیاہ کی عجیب
 حالت ہوئی اہل شہر کی نئی کیفیت ہوئی وہ جو اہل شہر نے عالم دیکھا جو لوگ اطمینان سے بیٹھے
 ہوئے تھے وہ بھی بدو بست بھاگنے کا کرتے لگے ایک تلاطم مچ گیا اب تو یہ حالت ہوئی کہ
 آسمان پر سے آگ برسنے لگی اور زمین سے شعلہ نکلنے لگے درود تیرے شعلہ نکلنے لگے
 بھٹنے لگی جو شہر تھی وہ مثل شمع کے جل رہی تھی ہر طرف شہر میں آگ لگی تھی آسمان شعلہ درخت
 چنار کے جل رہے تھے بس جنگی جنگی قضا تھی وہ باقی رہے تھے ورنہ سب بھاگ گئے تھے جب
 یہ عالم لشکر کا دیر سے دیکھا کہ ہر طرف لشکر میں آگ لگی ہوئی ہر لشکر کی ہلاکت ہو رہی تھی
 بس حکم دیا کہ بڑا غضب ہوا ہم اس خیال میں رہے کہ وہ مقابلہ کرے گا اٹھنے سحر کیا کہ سب
 اس کے ملک شہر میں آگ لگ گئی اور آسمان پر سے بھی آگ برس رہی ہوا دیکھا یہ خون جس کا
 جادو جی چاہے بھاگ جائے اپنی جان اس بلا سے بچائے جس امر کا خیال تھا وہی پیش آیا اور
 اٹھنے لگا کہ جس طور سے اٹھنے فریاد شہر کو سحر کر کے شاہ کیا تھا اسی طور سے اس ملک کو بھی تباہ
 کیا خیر جو مرنے والا مگر بین تو بچا لو نکاہ جو وزیر نے بکا کر کہا بس لشکر میں ایک تلاطم مچ گیا
 سب اپنی جان میں لے کر بھاگنے لگے راوی بیان کرتا ہے کہ جب تک آگ لگے لگے لاکھوں آدمی
 شہر سے نکل گئے اور کئی لاکھ قریب بھاگ گئے بلکہ کل لشکر بھاگ گیا دو میرے دروازے
 سے بس وزیر و چند سردار اس مقام پر رہ گئے اور تھوڑے سے اہل شہر جنگی قضا تھی اب تو
 تمام شہر آتش بار ہو گیا عمارت جل جل کر گرنے لگی شہر بڑا کی دنیا رہا اب سب لشکر جنیس
 نے دیکھا کہ تمام شہر میں آگ لگی ہوئی ہر تلاطم یہ یا ہر شہر مثل شمع خشک کے جل رہا ہوا وہ
 آفتاب بچا ہوا تھا ہر جہت قریب ہونا ہوا وہ وہ شعلہ زیادہ ہونے لگا لشکر جنیس میں ہر ایک
 کی زبان پر تو یہ جانی تھی ہر ایک یہی کہ رہا تھا کہ خداوند نے تو یہ بچا ہوا ہر شہر شرم

رکھنا خداوند تیری توبہ ہی پچانے والا ہے جو تجھ سے بچا اور جس پر تیرا غضب نازل ہوا وہ کسی طرح کا نرما
 کیا چلے تو نے اس شہر کو تباہ کیا ہر آدمی کو تباہ کر دیا وہ جو اہل شہر میں رہ گئے وہ جل کر خاک
 ہو گئے اور وزیر مع چند سرداروں و کچھ لشکر کے رہ گیا تھا وہ بھی سوختہ ہو کر رہ گیا مگر یہ جو سب
 جلے اور مرے خداوند کریم نے ان سب کو داخل بہشت فرمایا اس پر بھی قریب لاکھ بچا اس ہزار
 کے اہل اسلام شہید ہوئے آگ تو لگی ہوئی تھی اس پر یہ غضب ہوا کہ اس آفتاب سے برقیں چمک
 چمک کر شہر پر گرتے لیکن اور عمارت گرنے لگی تمام مال و اسباب نقد و جس سب تباہ ہو گئی
 جو لوگ جلے ان کے استخوان ہیک کا نشان باقی نہ رہا ایسا وہ شہر غارت ہو گیا بالکل میدان ہو گیا
 ہر مقام پر خاک کا پتلا بن کر رہ گیا ہر طرف غبار بلند تھا خاک اتر رہی تھی ایک ہونکا عالم تھا سوا
 ویرانی کے کچھ نظر نہ آتا تھا از رنگ و حیرت رنگ و شگفتگان کھڑے ہوئے ہنقمہ لگا رہے تھے اور
 باہم کہتے تھے کہ خوب ہوا جو یوں خلیہ پرست تباہ ہوئے خوب ہم نے بدلا لیا اچھا شخص ہمارے ہاتھ لگا
 ہوا اب اہل اسلام کا زندہ بچا دشوار ہے اسی طور سے سب تباہ ہو گئے یہ کہتے تھے اور کہتے تھے بس
 جب تمام شہر غارت ہو چکا ایک مرتبہ وہ آفتاب کھٹک کر گرلا اور ایک شعلہ زمین سے نکلا جو کچھ کہ
 باقی تھا وہ بھی جل کر خاک سیاہ ہو گیا سوائے راکھ کے انبار کے وہاں کچھ نظر نہ آتا تھا جو بیچارے
 جلے تھے انکو قبرین تک نہ نصیب ہوئیں بس وہ آفتاب جب چمک کر گرا اور سب جل گیا ایک
 مرتبہ کھٹک کر بلند ہوا اور اسی آسمان میں غائب ہو گیا جو کہ گنبد اور تخت برقیں پر محیط تھا غائب
 ہوا اسکا غائب ہونا تھا کہ ایک ایسی ہوا چلی کہ وہ جو راکھ کے انبار اس مقام پر لگے ہوئے تھے سب کو
 اٹا لے گئی صاف میدان ہو کر رہ گیا سوائے خشت و چوٹ کے اور کسی چیز کا انبار نہ تھا یہ جو عالم
 لشکر برقیں نے دیکھا اور اس طور سے شہر کو غارت پایا بس نے افسوس کیا اور باہم کہا کہ دینی
 بہت برا غضب نازل ہوا یہ مگر ہر نافرمانی کا جب برقیں اس شہر کو غارت کر چکا پکار کر کہا کہ
 اے افریق شاہ لشکر کو واپس چلنے کا زود گاہ یہ حکم دو کل سے دوسرے ملک کو کوچ کر گئے
 اور اہل لشکر سے کہہ دو کہ تم نے غضب خداوندی کا حال دیکھا جو میری نافرمانی کر کے اسکا
 یہی حال ہو گا افریق شاہ نے یہ حکم اہل لشکر کو سنایا بس لشکر طرقت زود گاہ کے واپس گیا
 تخت برقیں اتنی جیسے کے در پر لا کر لگا دیا گیا برقیں اتر کر داخل محل ہوا ایک برقی کو ندی
 آواز آئی تخت لے جاؤ خداوند داخل جیمہ ہو گئے تخت کو لا کر اس مقام پر رکھا جو کہ اس کے لیے
 مقرر تھا سب لشکر نے کمر کھولی ہر ایک اپنے مقام پر جا کر آسودہ ہوا مگر افسوس کر رہا تھا
 کہ دربار کا ڈنکا ہوا سب حاضر دربار ہوئے دربار آراستہ ہوا برقیں موافق اپنے قاعدہ کے
 آکر بیٹھا جب سب سجد کر چکے اسوقت برقیں نے حو خوار کو پکارا اور کہا کہ اہل دربار
 سے کہو کہ تم نے میرے غضب کو دیکھا کہ جنھوں نے نافرمانی کی انھوں نے کیسی سزا پائی دیکھو
 کہ شہر کا نام و نشان ہیک باقی نہ رہا یہ بھی تو نہیں معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر کوئی ملک آباد
 تھا یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہمیشہ سے ویران تھا سب نے یہ جو سنا ایک زبان ہو کر کہا کہ
 خداوند تیرے غضب سے ڈرنا چاہیے جو جگہ بخدا ہی نہ مانے وہ ضرور کافر ہی تیرا ماننے والا قابل
 بہشت ہے جو کچھ تو فرماتا ہے آمنا و صدقنا سب صحیح اور درست ہے جو اہل دربار نے کہا آواز
 آئی کہ تم لوگ دیکھنا بین اسی طور سے سب خدا پرستوں کو غارت کر دیا کیونکہ اب مجھ کو اور

خداوند کو ان کی نافرمانی بہت ناگوار گذرتی ہوا اور یہ لوگ حد کے مغرور ہیں بس اس کی افست و محبت خداوند کے قلب سے جاتی رہی جو تم لوگ دیکھنا کہ اب یہ لوگ کیوں غارت ہوئے ہیں مجھ سے خداوند فرماتے تھے کہ میں نے ان لوگوں سے سلب نمونہ کر لی جو قوت و طاقت عطا کی تھی وہ سب سلب کر لی تھے تو ان طاقت ان لوگوں میں نہیں باقی رہی ہوا ایک بچہ انکو زیر کر سکتا ہوا وہ زور نہ کر سکتا کہ ہوئے اب وہ عاجز و ناتوانی کے لئے بجائے خداوند یہ فرماتے تھے کہ اب میں ان بندوں میں سے کسی کو صاحبقران بناؤں گا کہ وہ میں آفتاب پرستی کو رد و راج دے کو میں نے ان لوگوں کو بھی رواج دینے کے لئے خلق کیا تھا اور زور و طاقت دے دی تھی مگر وہ شرم ہوئے دو مرادین قبول کر لیا اپنے زور و طاقت پر مغرور ہوئے اور سب میرے بندوں کو قتل کیا میں نے بل میں ایک اور صاحبقران پیدا کیا تھا جو کہ حمزہ کی اولاد سے تھا اور میرج نام تھا اسے اس مذہب کو رواج دیا تھا کئی ملکوں پر اسے قبضہ کر لیا تھا اٹھارہ برس لشکر حمزہ سے لڑا جب اسقدر اسکو زور و طاقت مرحمت ہوئے کہ برابر سے حمزہ سے لڑا بس وہ بھی مغرور ہو گیا یہ امر مجھ کو ناگوار ہوا میں نے حمزہ سے زیر کر دیا اگر وہ غور نہ کرتا تو وہی صاحبقران ہوتا حمزہ کو زیر کرتا مگر اسے غور کر کے اپنی خرابی کی جیسے کہ میں نے لقا و فرعون وغیرہ و زیر حد شاہ وغیرہ کو اپنا نائب مقرر کر کے پردہ دنیا پر بھیجا کہ تم جا کر دین آفتاب پرستی کو رواج دو وہ جو دنیا پر آئے خود خدایں بیٹھے اور دعویٰ خدائی کرنے لگے بس میں نے انکو اپنے سپہ سالار قدرت کے ہاتھوں سے زیر کر لیا اور ذلیل کر کے قتل کر لیا انکو اسے حرکت کی سزا دی اس سبب سے حمزہ و اس کے اولاد حمزہ ثانی و بدیع الملک وغیرہ اور مغرور ہوئے کہ ہم سے بڑھ کر کوئی نہیں رہا اب اسکا غرور حد سے زیادہ ہو گیا اب میں انکو غارت کراتا ہوں کیونکہ اب مجھ سے نہیں دیکھا جاتا کہ وہ مجھ کو اور میرے بندوں کو برکتے ہیں اور لعنت کرتے ہیں بس اب کہاں تک سنوں آخر حصہ آگیا اب ان لوگوں کا بچا دشوار ہو گا تم لوگ خوش ہو اور شہرت کرو کہ اب تم میں سے جس کی تقدیر اچھی ہوگی اور جسکا نصیب یاور ہو گا وہ صاحبقران ہو گا اب صاحبقرانی ان لوگوں سے منتقل ہو کر امدھ کو آتی ہوا اب خداوند کو تم لوگوں کی حال پر رحم کیا اور میں نے حد سے زیادہ سفارش بھی کی اس سبب سے اور زیادہ خداوند کو خیال ہوا اب ضرور خداوند خدا پرستوں کو غارت کرینگے تم نے دیکھ بھی لیا کہ کیوں ان لوگوں کو غارت کیا جنھوں نے نافرمانی کی جب یہ میرجیس نے کہا تو سب نے عرض کیا کہ یا نبی خداوند وای فرزند خداوند آپ نے تو اس وقت ایسی خبر خوش سنائی کہ ہمارے دل جو کہ مثل غنچہ کے سر بستے تھے کھل گئے اور دل ہمارے مثل اس گل کے پر مردہ تھے کہ جو ہوا کے گرم کے سبب سے پر مردہ ہو جاتا ہوا اور جب ہوا کے سرد کا چھونکا اس کو گلستاں تو تازہ ہو جاتا ہوا تازہ ہوئے آپ نے وہ خبر خوش سنائی کہ جسکی ہم خوشی بیان نہیں کر سکتے ہیں بس آپ کی مہربانی اور عنایت کے خواستگار ہیں کہ اسی طور سے سفارش فرماتے رہیں گے تاکہ خداوند خدا پرستوں کو غارت فرماوین ہمیں نے جو خوار شاہ سے کہا کہ کہہ دو کہ تم سب اطمینان رکھو اب خداوند انکی فریاد کو نہ سنیں گے اور ہم ان پر رحم کریں گے جو خوار شاہ نے پکار کر کہہ دیا بس سب خوش ہوئے پھر آواز آئی کہ سب سے امد و کہ کل ہم یہاں سے کوچ کریں گے بوقت سحر سب طیار رہیں جو خوار شاہ نے اس حکم سے بھی آگاہ کیا بعد اٹھوڑے عرصہ کے دربار برخواست ہوا برجلتیں اپنے جیمہ خاص میں کیا وہ اردوئی جو کہ

بارگاہ میں پھیلی ہوئی تھی جانی رہی یہی علامت تھی بر جیس کے اٹھ جانے کی جب وہ دربار پر حاضر
 کر کے اٹھ جاتا تھا تو وہ روشنی جو کہ بارگاہ میں پھیلی ہوئی تھی جانی رہتی تھی بس سب پر ناہیب
 ہو جاتا تھا کہ نائب خداوند نے دربار پر حاضر کیا سب اٹھ کر اپنے اپنے مقام پر گئے
 تھے بس اسی طور سے آج بھی اپنے مقام پر آئے لشکر کو اس حال سے آگاہ کر دیا کہ صبح
 یہاں سے خداوند کو رخ فرمائیں گے طرف شہر محرابیہ کے لشکرین سامان سفر ہونے لگا یہاں تک
 کہ وہ رات بسر ہوئی بوقت صبح بر جیس تخت پر سوار ہوا کل سردار و سپاہ کو لیکر اسی خدم و حشم
 سے کہ جس خدم و حشم سے اپنے ملک سے چلا تھا روانہ ہوا یعنی سب کے پٹے جانی ہو مدت بلخ و زمان
 طیار ہو تا جاتا ہے طرف محرابیہ کے جاتا ہے ادھر نائب محراب شاہ کو بندر یحییٰ پر چارے کے
 حال بر جیس کے خروج کا اور ملکوں پر قبضہ کرنے کا و دیگر ملکوں کے غارت ہونے کا معلوم ہوا
 یہاں تک معلوم ہوا کہ وزیر منصور شاہ نے اطاعت کی اس کے ظلم و ستم سے امان پائی وزیر یقین شاہ
 نے نہ اطاعت کر کے شہر یقینہ کو تباہ کر لیا اب ادھر کو بر جیس آتا ہے یہ سننا تھا کہ اسنے اسی وقت لشکر
 کی طیاری کا حکم دیا اور اسی دن قریب دو لاکھ سپاہ کے بیرون شہر آکر مقیم ہوا یہ آکر اترتا تھا کہ بر جیس
 کا لشکر آکر پہونچا بڑے شان و شوکت سے بارگاہ میں وغیرہ بریا ہو پین بڑی دور تک لشکر اتر بر جیس
 اپنے نیچے میں داخل ہوا ہر کارون نے ادھر تو نائب محراب شاہ کو خبر دی کہ یہی اس کا فر کا لشکر ہے
 ادھر خو خوار شاہ وغیرہ کو ہر کارون نے خبر دی کہ آپ کے آنے کی خبر سننے نائب محراب شاہ
 مع سپاہ کے بیرون شہر آکر مقیم ہوا یہ اور یہ قصد ہے کہ مقابلہ کرے بس جب دربار آراستہ ہوا خو خوار
 نے قریب پردہ جا کر جو کچھ ہر کارون سے سنا تھا بیان کیا حکم ہوا کہ نامہ روانہ کر دے اطاعت اور طلب
 کرو اگر آئے تو معذور نہ اس شہر پر بھی غلاب نازل کیا جائے بس اسی وقت نامہ اسی مضمون کا روانہ کیا
 گیا جو کہ وزیر یقین شاہ کو روانہ کیا تھا نائب محراب شاہ نے بھی وہی جواب تحریر کیا بس
 بر جیس نے برہم ہو کر طبل بجوا دیا یہ خبر لشکر اسلام میں آئی کہ اس کا فرتے طبل بجوا یا کل وہ سب پر
 غلاب نازل کرے گایہاں بھی نائب محراب شاہ نے طبل بجوا یا رات بھر دونوں لشکروں میں
 طبل بجا کیا اور طیاری جنگ ہوا کی صبح کو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے لشکر بر جیس
 نے کھانسمندر موج زن تھا لشکر اسلام جو کہ مختصر کتباہ نسبت اس لشکر کے وہ بھی صفت بستہ کھان
 کہ بر جیس نے حکم دیا کہ ہمالا تخت لشکر کے آگے قائم کرو باہین دونوں لشکروں کے بس تخت بر جیس
 درمیان میں دونوں لشکروں کے آکر قائم ہوا وہ آسمان مبارک میں ہو کہ ایک مرتبہ بر جیس نے کہا کہ
 یا خداوند میں اپنے منہ پر سے نقاب دور کر کے ان سب کو اپنی صورت دکھانا چاہتا ہوں جو کہ مجھ
 سے منہ نہ ہیں بس کیا حکم ہوتا ہے آواز آئی کہ شوق سے ان سب کو اپنی صورت دکھائیے تیرے جمال
 کو دیکھ کر تیری اطاعت کریں گے تو صدا آئی اور ایک دیوار درمیان لشکر بر جیس و بر جیس کے
 حائل ہو گئی اس سبب سے کہ کوئی اور سوائے لشکر اسلام کے نہ دیکھ سکے جب دیوار حائل ہوئی
 وہ جو پردہ کنبہ پر مومنوں کے اور شجاع آفتاب کے پڑے ہوئے تھے سب اٹھ گئے لشکر محراب شاہ
 نے مع اپنے عالم و آسروں کے دیکھا کہ بیچ کے درجہ میں کنبہ کے ایک کبریا ہمار بہت قوی پوشاک الماس
 زر نگاری پہنے ہوئے بیٹھا ہے نقاب منہ پر بڑی ہی تاج سر پر ہے جس میں بجائے کلی کے آفتاب الماس کا پر شا
 ہوا ہکا ہے دیکھ کر سب نے لا حول پڑھی ادھر بر جیس نے خود پکار کر کہا کہ اے خدا سے نادیدہ کی بندگی

کرنے والوں اپنے خندا کو بچی نو اور اس کی اطاعت کرو میں ہوں فرزند خداوند میری خدمت میں اگر حاضر
ہو اور میری بندگی نہ کرے میرے کئے کے خلاف کرو گے تو مثل شہر لکھنؤ کے تم بھی تباہ ہو گے میری طرف
دیکھو جو میں نے کہا تھا اس پر عمل کر دیتے کہ کہہ کر کہ بر من نکر بر من نکر شاید کہ بشنا سی مرا یہ جو اسنے کہا سب
نے اسکی طرف دیکھا اسنے اپنے منہ پر سے آدھر نقاب اٹھائی نقاب کا اٹھنا تھا کہ ان سب کی نگاہ
اسکے رخسے پر پڑی سب برنگین ارمان رخ خود نقاب ہٹا کر دعوے حسن آفتاب دیا تو کھڑے ہوئے اسکی طرف
دیکھ رہے تھے یا نگاہ کا پڑنا تھا کہ سب کے سب دلاکھ کھڑے کہہ کر دے کہ ہم سے بڑی خطا ہوئی جو ہم آپ کے مقابلہ کو آئے
آپ ہمارے خداوند ہیں ہماری خطا کو معاف فرمائیے یہ سب اتر کر کوپٹے اور برچیس نے نقاب بھی ڈال لی
نقاب کا پڑنا تھا کہ وہ پردہ پر گئے وہ دیوار بر طرف ہو گئی اب کل لشکر برچیس نے دیکھا کہ کل
لشکر حریف کا ہاتھ باندھے ہوئے طرف تخت کے چلا آتا ہے جب وہ سب آکر پہنچے قریب تخت
روئے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے تصور کو معاف فرمائیے برچیس نے خوشخوار شاہ سے کہا کہ ان سب
سے کہہ دو کہ ہم نے تمہاری خطا معاف کی کیونکہ تم نے ہماری اطاعت کی اپنے ملک کو مع لشکر
کے جاؤ اہل شہر کو میری بندگی پر راضی کرو اور اب میں طرف نہ طاق کے برائے مقابلہ بدیع الملک
جاتا ہوں جب وہاں سے واپس آؤنگا تو اس شہر کی سیر کرونگا ان سب نے عرض کیا کہ بہت
خوب بس حاکم محرابیہ کو ایک خلعت اسی مقام پر طلب کر کے دیا اور ایک کتاب کہ جس میں
قواعد آفتاب پرستی تحریر تھے اسی طور سے جن جن ملکوں کے حاکموں نے اطاعت کی ہر ایک
کتاب ہر ایک کو دی گئی ہر بس نائب شاہ وہ کتاب و خلعت لے کر مع اپنے لشکر
کے شہر میں واپس آیا اور سب اہل شہر کو جمع کر کے بہت تعریف آفتاب پرستی کی کیونکہ
وہ تو بتلائے سحر ہو چکا ہے یہ اسی غارہ سحر کا اثر ہے جو سو منات جادو استاد آفتاب جادو
نے لا کر برچیس کے منہ پر ملا تھا اگر کوئی اعتراض کرے کہ اسی طور سے جن جن خدا پرستوں
نے اطاعت نہیں کی اور برچیس نے ان ملکوں کو تباہ کیا کیونکہ ان ملکوں کے باشندے گلوبنی صورت
دکھا کر مسخو کر کیا کیوں غارت کیا اسکا جواب یہ ہے کہ اسکو اپنی شوکت دکھانا تھی اور اپنا رعب
جمانا تھا ورنہ ممکن تھا کہ ہر ایک کو یہ صورت دکھا کر اپنا مطیع کرنا بس اسنے اسقدر ملک تباہ
ویرباد کر کے اپنا سکھ ہر ایک کے دل پر قائم کیا اور جن جن سے شرطیہ اطاعت لی اس کا
سبب یہ تھا کہ اگر یہ انکو صورت دکھا کر اپنا مطیع کرتا تو یہ امر نہ حاصل ہوتا ہر ایک انکار کرتا
خلاصہ یہ کہ جیسا اسکو حکم اسکے باپ آفتاب نے دیا وہ اسنے کیا جس ملک کے تباہ کرنے کو
کہا اسنے تباہ کیا جس کی اطاعت قبول کرنے کو کہا اسنے اسکی اطاعت قبول کی اور اس
ملک کے باشندوں کو امان دی یا جسکی بابت یہ حکم دیا کہ تم اپنی صورت دکھا کر انکو اپنا مطیع
کرو اسکو صورت دکھا کر مطیع کیا المختصر یہ کل فعل اسکی آفتاب جادو کے ہیں کہ وہ سحر کے
ذریعہ سے کرتا ہے اور وہی کہتا ہے کہ اسی طور سے کہی ملک اسلام کے اسنے آفتاب پرست
کیے ہیں کہ وہاں کے حاکموں کو جب کہ وہ مقابلہ میں لشکر لے کر آئے اسنے نقاب اٹھ کر
اپنی شکل حسن انکو دکھائی وہ آفتاب پرست ہو گئے بتلائے سحر ہو کر ان ملکوں میں
آفتاب پرستی کو رواج ہو گیا آدم بر سر قصبہ بس نائب محراب شاہ نے کل اہل شہر
کو آفتاب پرست کیا مگر اسقدر بات باقی رہی کہ جو مساجد اس شہر میں تھیں انکو منہدم

نہ کر آیا بلکہ اُسے درون کو مفضل کر دیا شہر محرابیہ میں دین آفتاب پرستی جاری ہو گیا یہ مرتد یعنی بڑھاپہ سے
 دن وہاں سے مع کل لشکر کے طرف شہر اقبالیہ کے روانہ ہوا شہر اقبالیہ میں اقبال شاہ کا فرزند
 افضال شاہ حاکم تھا اسکو سب وراثت معلوم ہوئے تو اپنے وزیر درون و مشیر درون و ارکان
 سلطنت کو طلب کر کے کہا کہ آپ لوگوں کی کیا رائے ہے آیا میں جو پیش سے مقابلہ کروں یا اطاعت
 کروں ان سب نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک تو بہتر یہ ہوگا کہ مثل بادشاہان صنوبریہ کے
 اطاعت کی جائے تاکہ ملک و مال تباہی سے بچے آئندہ جو رائے عالمی افضال شاہ نے کہا کہ یہی
 رائے میں نے بھی تجویز کی تھی بس تم سب کی رائے لینا تھی انتظام کرو میں جا کر اُسے لشکر میں
 اسکی اطاعت کروں گا تاکہ اہل شہر پر یہ حال نہ ظاہر ہو کہ یہ سب خوف کے اطاعت کی وہاں سے
 یہاں آکر سب کو راضی کر لوں گا چنانچہ اسی دن سے سامان ہونے لگا بہت سے عمدہ عمدہ شہر
 اقبالیہ کی عمدہ عمدہ اشیاء برائے نذر جواہرات بے بہا لیکہ بہیمانہ شکار فرزند اقبال شاہ مع
 وزیر درون و مشیر درون کے شہر سے نکل کر اور کچھ سیاہ بچہ لے کر چلا اور لشکر پر چھپیں قریب شہر پہنچ
 چکا تھا اور چھپیں نے نیام کا حکم دیا تھا بس لشکر اتر چکا تھا دربار آراستہ تھا کہ افضال شاہ
 پہنچا اہل لشکر چھپیں نے جو ایک بادشاہ کو مع چند سرداروں و وزیروں و سیاہ کے اپنے لشکر
 کی طرف آئے ہوئے دیکھا بس کو تو اہل لشکر نے آگے بڑھ کر ٹوکا اور کہا کہ کدھر آتے ہو یہ لشکر
 خداوندی ہے یہاں تھا لا کیا کام ہے کیونکہ تم خدایرست ہو بس وزیر درون نے افضال شاہ کے
 بادشاہ بادشاہ بڑھ کر اُسے کہا کہ ہمارا بادشاہ آند خداوند کی خبر سننے پر اسے اطاعت آیا ہے
 کیونکہ اُسے جو سنا کہ جس نے خداوند کی اطاعت نہ کی خداوند نے اسکو غارت کر دیا بس
 ہمارے بادشاہ افضال شاہ کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ خداوند ناراض ہو کر اس ملک کو
 بھی تباہ کر دے لہذا وہ خود بدرون طلب برائے اطاعت و آستانہ بوسی حاضر ہوئے یہ جو کو تو اہل
 نے سنا پھر نہ روکا آئے دیں افضال شاہ مع اپنے کل لشکر کے جو کہ ہمراہ تھا داخل لشکر
 چھپیں ہوا تمام لشکر کو دیکھتا ہوا اور سامان کو وزیر درون سے کہتا ہوا کہ بھلا میں کیا تھا جو اس
 لشکر سے مقابلہ کر سکتا ہے لشکر ایک ہی حملہ میں میرے شہر کی خاک تک کو برباد کر دیتا خوب
 ہوا جو میں نے اطاعت کا قصد کیا ورنہ بڑی خرابی ہوتی اور سوائے پشیمانی اور ندامت کے
 کچھ نہ حاصل ہوتا جنھوں نے اطاعت کرنی اور آفتاب پرستی اختیار کی بڑی عقل مندی کی
 اور جنھوں نے ایسا نہ کیا نہایت نادانی اور بوقونی کی اسکی سزا پائی وزیر عرض کرتے ہیں
 بجا اور درست ہے یہ سننے سے سب دربار گاہ پر پہنچے افضال شاہ نے اپنے لشکر کو ایک
 طرف صف بستہ ہونے کا حکم دیا اور خود دربار گاہ پر آیا یہاں دربار گاہ پرستوں قدرت
 بہ عمدہ درگاہ سالاری دیکھ کر ہوا تھا کہ افضال شاہ نے خود اُس سے بڑھ کر کہا کہ بندگان
 خداوند سے جا کر عرض کرو کہ افضال شاہ حاکم شہر اقبالیہ برائے اطاعت حاضر ہوا ہے درون
 پر موجود ہے اُسے بارے میں کیا حکم صادر ہوتا ہے درگاہ سالاری سننے لگا اور قصد کیا کہ اندر بارگاہ
 کے جاؤں کہ وہاں اندر بارگاہ کے چھپیں نے خود خوار شاہ سے کہا کہ شہر اقبالیہ کا حاکم
 افضال شاہ جو کہ فرزند اقبال شاہ کا اور اقبال شاہ اسکو اپنی طرف سے حاکم شہر
 کر گیا ہے اور خود ہمراہ بدیع الملک کے نہ طاق کی طرف گیا ہے وہ آیا ہے برائے اطاعت

پس چند سردار برائے استقبال افضل شاہ کے جائیں اور اسکو بہ عزت و حرمت اندر بارگاہ کے لائیں
یہ سب کے خوگوار شاہ نے فوراً چند سردار مقرر کر کے استقبال روانہ کیے وہ اس وقت آکر پہنچے کہ جب
درگاہ سالار اندر جانے کے لیے ونگل پر سے اٹھا تھا کہ لال پروہ بلند ہوا سب نے دیکھا کہ چند سردار
آفتاب پرست لباس زرنگار سے آراستہ بارگاہ کے اندر سے نکلے اور درگاہ سالار سے کہا کہ افضل شاہ
کہاں ہیں جو کہ برائے اطاعت خداوند تشریف لائے ہیں انکو خداوند نے یاد فرمایا ہو یہ سننا تھا کہ درگاہ
سالار نے افضل شاہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ آپ ہیں وہ سردار آکر افضل شاہ سے بعد سلام
کرنے کے بے بغل گیر ہوئے اسکو اپنے ہمراہ لے کر مع اس کے سرداروں کے داخل بارگاہ ہوئے فوری عزت
سے لائے افضل شاہ نے ہر مقام پر عجائبات دیکھے اور حیرت کی یہاں تک کہ جو سردار جس مرتبہ کا تھا
اسی مرتبہ کے مقام پر اسکو ٹھہرنے کا حکم ملا اور کرسی مرحمت ہوئی پس افضل شاہ مع چند وزیروں و
سرداران معزز کے دوسرے درجہ تک گیا وہاں اسکی لیاقت کے موافق جگہ ملی اسنے سلام کیا جواب سلام
ملا اسنے وہ محفے جو ہمراہ لایا تھا پیش کیے وہ قبول ہوئے یہ نذر دے کو بیٹھا پروہ کے اندر سے آواز آئی کہ
اس سے دریافت کرو کہ کیوں آیا ہو خداوند اسے حال دل سے باہر میں مگر تم لوگوں پر بھی تو ظاہر
ہو جائے افریق شاہ نے افضل شاہ سے دریافت کیا اسنے جواب میں عرض کیا کہ میں نے جو
شان و شوکت خداوند کی سنی اور اپنے میں جبرائیل مقابہ کی نہ پائی سوا اسے اطاعت کے بس میں
بدون طلب حاضر ہوا لہذا امیدوار ہوں کہ میری اطاعت قبول فرمائی جاوے مگر اس شرط کے ساتھ
کہ میں تمام ملک میں دین آپ کا جاری کروں گا اور گزوسکہ آپ کے نام کا جاری ہوگا بعد اسی وقت
کروں گا کہ جب خداوند بدیع الملک پر حق کہ اسوقت کے صاحبزادان ہیں اور جن کی ہم سب
نے اطاعت کی ہے اور جنہوں نے ان سب ملکوں پر زور و شمشیر قبضہ کیا ہے اور ساحرون کو قتل کیا ہے
غالب آئین کے خواہ وہ خداوند کی اطاعت کریں خواہ نہ کریں میں ضرور اس وقت سجدہ کروں گا
اگر اس طور سے میری اطاعت خداوند کو منظور ہو تو میں حاضر ہوں ورنہ خداوند کو اختیار ہے یہ لقمہ
افضل شاہ کی سب اہل دربار نے سنی سخت کان وازرنگ و حیرت انگیز و غیرہ بھیجے ہوئے
ہنسائے اور باہم اشارہ کر رہے ہیں کہ کیا ان خدا پرستوں کا زور کم ہوا ہے دیکھو بدون طلب حاضر
ہو ہو کر اطاعت کرتے ہیں یہ تو باہم یہ اشارہ کر رہے ہیں اور افریق شاہ نے کل تقریر
افضل شاہ کی قریب پروہ جا کر بیان کی آواز آئی کہ تم نے اسکی عرض کو قبول کیا جس شرط
سے اسنے اطاعت کی ہے ہم کو قبول ہوا اسکو مع اسے لشکر کے سب کو خلعت دیا جائے اور کہہ دیا
جائے کہ تم اپنے ملک کو جاؤ اور دین آفتاب پرستی کو رواج دو ایک کتاب دی جائے کہ
اسے بموجب قواعد آفتاب پرستی جاری کیے جائیں اور اب تم جا کر بارام بسر کرو کوئی تم سے تعرض
نہ کرے گا کل ہمارا لشکر یہاں سے کوچ کر جائے گا اب تم کسی طرح کا خوف نہ کرو چنانچہ
افریق شاہ نے یہ سب حکم سنائے اور ایک کتاب منگا کر افضل شاہ کو دی اور
اسکے کل ہمراہیوں کو مع اس کے خلعت دیے اور کہا کہ خداوند فرماتے ہیں کہ ہم تم سے بہت خوش
ہیں اب تم اپنے ملک کو جاؤ پس افضل شاہ وہ کتاب و خلعت سے مطلع ہو کر اور کتاب
تے کر سلام کر کے مع اپنے سرداروں کے بیرون بارگاہ آیا اور اپنے لشکر کو سب کو خلعت
سے سرفراز فرمایا لشکر کو لے کر راہ طو کر کے داخل قسمر ہوا اور اسی دن سب اہل شہر کو جمع

کر کے ان سے کہا کہ آپ لوگ بدظن نہ ہوں تو میں ایک امر بیان کروں سب نے عرض کیا کہ ہم آپ کی
 رعایا میں جس طور سے ہم آپ کے والد کے تابعدار تھے اسی طور سے آپ کے ہیں پس جو امر آپ کے
 نزدیک مناسب تھا وہ آپ نے کیا آپ جو ہم سے ارشاد کرتے ہم اسکو بدل و جان قبول کر سکتے
 آپ کے حکم سے سر تالی نہ کرتے اسوقت افضل شاہ نے کل حال بیان کیا اور کہا کہ آپ لوگ
 بخوبی آگاہ ہیں کہ جن ملکوں کے حاکموں نے اطاعت نہیں کی انکا کیا انجام ہوا پس میں اسی خیال
 سے کہ اگر اطاعت نہ کرونگا تو وہی حال اس شہر کا بھی ہوگا پس میں نے اطاعت کر لی اور آپ سب کو ورطہ
 ہلاکت سے بچایا اور اس بلا سے ناکامی کو یوں دفع کیا سب نے جواب دیا کہ جو آپ نے کیا بہت
 اچھا کیا ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں کہ جو آپ نے کیا مناسب کیا ہم کو کوئی مقام غدر نہیں ہو پس
 افضل شاہ نے تقہ کر کے دین آفتاب پرستی کو رواج دیا اور مساجد میں جو کلمہ پڑھتے تھے ان میں
 فضل و لوادیکے یہاں بھی اُس دن سے آفتاب پرستی کو رواج دیا یہی افضل شاہ نے اہل شہر سے
 کہا تھا کہ جب صاحبقران نہ طاق کو فتح کر کے واپس آئیں گے میں ان سے اپنی خطامعات کرالونگا
 اور اپنی اس حرکت نازیبا کا غدر کرلوں گا وہ رحم و دل میں معاف کر دینگے بلکہ میری کارگزاری سے خوش
 ہونگے سب نے وہی جواب دیا جو کہ تحریر ہوا یہاں کا تو افضل شاہ نے یہ بندوبست کیا اور دھڑ
 دھڑ سے دن برجیس مع کل لشکر کے اسی شان و شوکت سے کوچ کر کے طرف شہر امشالیہ کے روانہ
 ہوا شہر امشالیہ میں افعال شاہ برادر امثال شاہ امثال شاہ کی طرف سے حاکم ہوا اور امثال شاہ
 ہمراہ صاحبقران کے مع لشکر کے کیا ہو جب افعال شاہ کو ان واقعات کا اخبار پہنچا اور پرچہ
 اخبار سے سب حال معلوم ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ کافر اور کومع لشکر کے آنا جو بہت پریشان
 ہوا اور شیران سلطنت وزیران اہمیت کو طلب کر کے کہا کہ تمھاری کیا رائے ہے اس مقدمہ میں
 آیا مقابلہ کیا جائے یا مثل صنوبر پر کے لوگوں کے اور افضل شاہ کے اطاعت کی جائے اس امر
 میں تمھاری کیا رائے ہے سب نے عرض کیا کہ مقابلہ کرنے میں وہی خرابی ہے کہ جو شہر یقیناً کے لوگوں پر
 گذری اطاعت میں ہو بہتری ہو کہ یہ بلا بھی دفع ہوتی ہے اور جان بھی بچتی ہے صاحبقران شریف
 لائیں کہ ان کے عرض کر لیا جائے گا کہ ہم نے اس بلا کے دفع ہونے کی یہی تدبیر مناسب دیکھی
 پس یہ مدارک کیا ہم آپ کی اطاعت سے باہر نہیں ہیں افعال شاہ نے جواب دیا کہ یہی
 رائے مناسب ہے پس اسی دن افعال شاہ تحفہ و جواب راست لے کر اور چند سرداروں و
 کچھ سپاہ کو ہمراہ لے کر مثل افضل شاہ کے بیرون شہر آیا اور ایک مقام پر فروکش ہوا کہ
 لشکر بزرگ و بیل آفتاب پرست بڑے جاہ و خشم سے آکر پہنچا اسنے یعنی افعال شاہ نے
 مثل افضل شاہ کے جا کر اسی شرائط سے اطاعت کی اور خلعت سے نخلع ہو کر اور کتاب
 کے کروبان سے اپنے شہر میں آیا اور مثل افضل شاہ کے سب اہل شہر کو جمع کر کے اور
 سب اہل شہر کو اطمینان دے کر اسی طریقہ سے اسنے بھی دین آفتاب پرستی کو رواج دیا یہاں
 بھی آفتاب پرستی ہونے لگی اور برجیس اس ملک کی مہم سے فراغت کر کے دوسرے دن مع
 لشکر کے طرف شہر مراد پور کے روانہ ہوا شہر مراد پور کا حاکم آج کل فرزند مراد شاہ ہے جسکا
 نام مراد شاہ تھا یہ بہت سادہ قلب تھا اسکو دین اسلام کی طرف رغبت نہ تھی اور یہ امر سب
 بہت ناگوار ہوا تھا کہ باپ کے جو دین اسلام قبول کر لیا تھا مگر یہ بہت سادہ باپ کے خورن کے

پچھون نہ مار سکا تھا جب سے اسکا باپ اسکو بادشاہ کر گیا تھا یہ اس فکر میں تھا کہ کسی تدبیر سے میں
 اس ملک کو پھر تصویر پرست کروں رات دن اسی فکر میں غرق رہتا تھا کہ اسکو کبھی برصاخبار کے
 ذریعہ سے سب حالات معلوم ہوئے اور اسنے سب واقعہ سننے یہ بھی سنا کہ اس وقت سے بہت
 سے ملک متباہ ہوئے کہ جنکا نام و نشان تک باقی نہ رہا یہ بھی نہیں ثابت ہوتا ہے کہ یہ ملک بھی
 آباد تھے اور بہت سے حاکمون نے بہ شرائط اطاعت کی اور بہت سے بادشاہوں نے بہ خوشی
 دل بدون شرائط اطاعت کی اور بہت سے بادشاہوں نے بہ خوشی دل بدون شرائط دین آفتاب
 پرستی قبول کیا اور ان پانی صنوبر پرست کے لوگوں نے شرائط اطاعت کی پیشکش کے لوگوں نے
 اطاعت نہ کر کے اپنے شہر کو تباہ و برباد کر دیا تھا پھر اس کے لوگوں نے بہ خوشی اطاعت کی
 اقبالیہ و امثالیہ کے حاکمون نے اطاعت کی یہ بہت خوش ہوا کہ جب برصیقل آفتاب پرست
 اور آئے گا تو میں اسکا دین قبول کروں گا اس دین اسلام سے تو بہتر ہوگا اس مذہب سے تو
 جگہ نفرت ہے یہ کون سی عقل ہے کہ جسکو دیکھ نہ سکے اسکو بخدائی مانے سب خدا پرست نادان
 ہیں دوسرے یہ امر کہ اسکے شرائط بہت سخت ہیں اور سب مذہبوں میں ان بنین حلال ہیں
 اگر ان کو بصورت ہو اور بیٹے کا جی چاہے تو ان سے مباشرت کرے اگر بہن کو بصورت ہو اور
 بھائی کی خواہش ہو تو اس سے ہم بستر ہو باپ بیٹی سے ہم بستر ہو سکتا ہے دین اسلام میں ان
 بیٹے پر حرام ہے اور بہن بھائی پر اور بیٹی باپ پر بڑے غضب کی بات ہے کہ کیسی ہی خوبصورت
 دختر ہو اور باپ اس پر مائل ہو مگر ناچار ہے کہ دوسرے کے حوالہ کر دے خود اس سے لطافت
 نہیں ہو سکتا اس دین خدا پرستی میں یہ بہت بڑی خرابی ہے اور کسی مذہب میں نہیں ہے بلکہ یہ
 مسئلہ طم شدہ ہے کہ جس کا جی چاہے جس عورت سے ہم بستر ہو خواہ صاحب شوہر ہو خواہ ناگوار
 یہ دین عمدہ ہے کہ جس میں یہ کید نہ ہو یا وہ دین اچھا ہے کہ جس میں یہ کید ہو ایسے ایسے خیالات و اہیات
 اسکو پیدا ہوئے تھے اور یہ مرتد ہو گیا تھا اب جو اسکو یہ معلوم ہوا اسنے اپنا دین یعنی اسلام ترک کیا
 اور مرتد ہو گیا دوسرے اسکو یہ بھی خیال پیدا ہوا کہ بدیع الملک نے کوئی اس ملک پر بڑا شیر
 نہیں قبضہ کیا ہے بلکہ میرے باپ مراد شاہ نے جب دیکھا کہ سب بادشاہوں نے اطاعت
 بدیع الملک کی کی اور دین اسلام قبول کر لیا اس نے بھی کر لی اور اسکی پیروی کی پس کیا
 غرور ہے کہ میں اسی طریقہ پر ثابت قدم رہوں اب تک میں نے اپنے باپ کے سننے پر عمل کیا اب
 میں خود صاحب اختیار ہو گیا ہوں پس اب جو مجکو مناسب ہوگا میں کرنا چاہیے بھی خیال کیا اس نے
 اپنے مقام پر کہ اسوقت تک کوئی مددگار نہ تھا جو میں دین کو قبول کرتا اب اتنا بڑا مددگار جو کہ خود
 خداوند اور صاحب اختیار ہے جسے قبضہ میں ہزاروں ملک ہیں جسے کئی سے ملکوں پر اہل اسلام
 کے قبضہ کر لیا اور اپنا دین جاری کیا جسکو لاکھوں بندے بتدائی مانے ہیں پس جب کہ ایسا مددگار
 ملتا ہے تو کیا ضرور ہے کہ میں اسی دین پر قائم رہوں جب کہ خودی تقدیر سے مددگار ملا جو کہ خود خدا ہی
 پس مجکو لازم ہے کہ تبدیل مذہب کروں اور اس خدا کا دین اختیار کروں ایسے ایسے خیالات
 دل میں کر کے خاموش ہو رہا جب کہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ برصیقل کشکولے کر قریب آ گیا اسوقت
 اسنے ایک مجتہد مشورہ آراستہ کی اس میں سب وزیروں و عمائد شہر کو طلب
 کیا اور مجمع راسے کو روٹھن کیا سب نے یہی رائے دی کہ اطاعت کرنا لازم ہے جب سب

اپنی اپنی رائے بیان کر چکے اسوقت اسنے یعنی امداد شاہ نے کہا کہ میری رائے آپ سب کی رائے کے خلاف ہے اب میں اپنی رائے ظاہر کرتا ہوں خلاصہ یہ کہ جو جو باتیں اسنے اپنے مقام پر دین اسلام میں نقص کی نکالیں گھٹیں وہ سب بیان کیں اور سب کو ان باتوں سے شک میں ڈال دیا اور جو اس کے نزدیک اور دینوں میں اچھا کیاں گھٹیں وہ بیان کر کے اور وہ سب امر جو کہ اسنے اپنے مقام پر تجویز کیے تھے اور یہ حقیر تحریر کر چکا ہے سب کے روبرو بیان کیے اور ایسی تقریر کی کہ سب کی پر رائے ہو گئی کہ دین آفتاب پرستی قبول کر لیا جائے واقعی مراد شاہ نے بڑی غلطی کی جو ایسے دین کو ترک کر کے دین اسلام اختیار کیا جیسے مذہب آفتاب پرستی ویسے تصویر پرستی بلکہ تصویر پرستی سے آفتاب پرستی عمدہ ہے اول تو جو تصویر پرستی کے طریقہ میں اور جو اس کے قاعدہ میں وہی سب آفتاب پرستی کے ہیں بس فرق کچھ نہیں ہے سوائے اس فرق کے کہ خداوند آفتاب پرست وقت موجود ہیں اور ان کے نائب و فرزند یعنی برجیس اور تصویر پرستی میں یہ بات نہ تھی بلکہ خداوند تصویر کو بھی جنگ نہیں دیکھا تھا یہ بہت بڑا عیب تھا اس مذہب میں بھی بس خوب آپ نے رائے کی اور آپ نے خوب اپنے عقل سے کام لیا ہم سب کو یہ رائے آپ کی بہت پسند آئی بہتر ہو گا کہ دین اسلام ترک فرما کر امداد شاہ نے کہا کہ میں نے پہلے ہی سے دین اسلام کو ترک کیا تھا اب تم لوگ بھی ترک کرو اور آفتاب کو اپنا خدا جانو یہاں تک کہ خداوند برجیس یہاں تشریف لائیں اور طریقہ سب کو تعلیم فرمایا کہ پان راوی پان کرتا ہو کہ اس شیطان کے بہکائے سے سب دین اسلام سے پھر گئے اور ترک کیا سب گمراہ ہوئے راہ ضلالت کو پھر اختیار کیا اور اسی وقت سے سب آفتاب پرست ہو گئے جب یہ سب مرہم ہو چکے امداد شاہ نے حکم دیا کہ ہمارے شہر میں منادی بجاوے کہ جسکو دین آفتاب پرستی اختیار کرنا ہو وہ تو ہمارے شہر میں قیام کر میں اور جو اس دین کو نہ اختیار کرے اور دین اسلام کے ترک کرنے میں عذر کرے ہمارے شہر سے نکل جائے ورنہ اسکا خون ہم پر حلال ہو گا ہم اسکو ضرور قتل کریں گے اور آج سے کوئی دین اسلام کے طریقہ کو نہ اختیار کرے بلکہ دین اسلام کو ترک کرے آئندہ اسکو اختیار ہو ہم نے آگاہ کر دیا یہ جو منادی نے بہ حکم بادشاہ تمام شہر میں ندا دی جو کہ با اعتقاد اور صاف قلب تھے انھوں نے لا حول کہی اور اسکی دن شہر سے سب مال و اسباب لے کر مع اہل و عیال کے نکل گئے کیونکہ بادشاہ کا حکم تھا جو آج سے کل تک دین اسلام ترک کر کے آفتاب پرستی نہ اختیار کرے گا تو اسکا خون بہا تا ہم پر جائے اور اسکا مال و اسباب سب لوٹ لیا جائے گا وہ مع اہل و عیال کے قتل کیا جائے لاوی بیان کرتا ہے کہ اس ملک میں قریب چھ لاکھ کے لوگ آباد تھے انہیں سے قریب کوئی ایک ہزار کے با ایمان تھے اور ان کے قلب صاف تھے وہ تو نکل گئے باقی سب اسی دن کافر ہو گئے اور آفتاب پرستی اختیار کر لی گوا کے طریقہ سے نہ آگاہ تھے صرف اسی قدر امر کو اختیار کیا اور یہ زبان سے کہا کہ ہم نے دین اسلام ترک کیا اور آفتاب عالم تاب کو اپنا خدا قرار دیا بس تمام ملک مراد کے باشندے آفتاب پرست ہو گئے اسی دن سے اس ملک میں آفتاب پرستی کا رواج ہو گیا امداد شاہ پسر مراد شاہ نے اپنے نام پر سکہ جاری کیا جو سکہ و گز بنام بادشاہ اسلام اس ملک میں جاری تھا اسکو منسوخ کر دیا یہاں تو یہ بند و بست ہوا اور بیرون شہر برجیس آفتاب پرست مع خدم و حشم کے آکر فروکش ہوا بیرون شہر امداد شاہ نے چند ہرکارے برائے

خبر مقرر کیے تھے اور انکو حکم دیا تھا کہ لشکر خداوند اگر جب فروکش ہو ہم کو اس حال سے آگاہ کرنا ہم خداوند کی
جا کر اطاعت کر لینے ہر کاروں نے اگر بادشاہ کو برجیس امداد شاہ کو یہ حال
معلوم ہوا کہ نائب خداوند یعنی برجیس آفتاب پرست جو کہ فرزند خداوند بھی ہر مع لشکر کے جو کہ قریب
نشی لاکھ کے ہر اکہ بیرون شہر فروکش ہوئے ہیں دوسرے دن وہ کا فر خاص مع چند سرداروں و کچھ سپاہ کے
تحفہ و تحائف لے کر اور بہت سا جواہرات برائے نذر لیکر اپنے شہر سے روانہ ہوا اور لشکر برجیس کے قریب
پہونچا جو سردار سردار لشکر پر اترا ہوا تھا اُسے دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو اور کیوں مع اس قدر لشکر کے
سپاہ خداوندی کے حاکم کے اندر پہنچا چکے ہو وزیر امداد شاہ نے بیان کیا کہ ہمارا بادشاہ پہلے تصویر پرست
تھا جب بدیع الملک اس طرف کو آئے تب ہمارے بادشاہ کے باپ نے کہ جسکا نام مراد شاہ
تھا اُسے دین اسلام بخون صاحبقران قبول کیا اور مع لشکر کے بدیع الملک کے ہمراہ ملن فطابق
کے چلے گئے اور اپنے فرزند کو یہاں نکالا شاہ کیا چونکہ ہمارا بادشاہ امداد شاہ اپنے باپ سے اس امر پر
ناراض تھا کہ بلا وجہ کیوں ترک مذہب کیا اور کیوں اہل اسلام کی اطاعت اختیار کی جب اُنکے والد ان کو
بیہمان کا حاکم کر کے چلے گئے تھوڑے دنوں تک تو وہ خاموش رہے جب انھوں نے خداوند کی تشریف آوری
کی مع لشکر کے خبر سنی دین اسلام سے انحراف کیا اور آفتاب پرستی کو اختیار کیا بلکہ تصویر پرستی کو بھی ترک
کیا اب جو سنا کہ لشکر خداوند اگر فروکش ہوا ہو بس برائے قدم بوسی حاضر ہوئے ہیں اور تمام شہر مراد شاہ کے
پائندے آفتاب پرست ہیں کو اس دین کے طریقہ سے آگاہ نہیں ہیں مگر یہ طریقہ اختیار کیا ہو کہ آفتاب کو
اپنا خدا جانتے ہیں اور ہر صبح کو انکو کرط آفتاب کے سجدہ کرتے ہیں یہ جو اس سردار نے سنا اجازت
دے کہ شوق سے داخل لشکر ہو کیونکہ یہ حکم برجیس کا ہر ایک کو جو ہمارے لشکر میں برائے اطاعت
ہماری داخل ہو خواہ وہ کسی مذہب کا ہو فوراً آنے دینا جب کہ وہ یہ کہے کہ ہم خداوند کی خدمت میں
جائے ہیں کہ خداوند کی جہ کی کریم اُسکو منع نہ کرنا چنانچہ امداد شاہ مع سرداروں و لشکر کے داخل لشکر
برجیس ہوا اور لشکر کی سیر کرتا ہوا قریب بارگاہ پہونچا وہاں بارگاہ کے اندر برجیس نے خو خوار شاہ
سے کہا تھا کہ امداد شاہ حاکم شہر مراد شاہ آفتاب پرست ہو کر اور دین اسلام کو ترک کر کے مع چند
سرداروں اور کچھ سپاہ کے لشکر میں آیا ہو اور بیرون بارگاہ آکر پہونچا ہو وہ بندہ خاص مابدولت ہو کہ بدو
ہمارے کہنے اور حکم دینے کے اس نے آفتاب پرستی اختیار کی بلا کسی شرط اور غدر کے لہذا اس کے
استقبال کو چند سردار مغز جاکین خو خوار شاہ نے چند سردار مغز بجکر برجیس روانہ کیے وہ سردار
بیرون بارگاہ آئے بیہمان وزیر امداد شاہ درگہ سالار سے کہ رہا تھا کہ ہمارے بادشاہ کے آنے کی خبر
خدمت خداوندین کر دو تاکہ بادشاہ حاضر خدمت ہو کر مشرت زیارت و تہنیتی حاصل کرے کہ وہ سردار اگر
پہونچے انھوں نے جو غیر آدمیوں کو دیکھا اور دیکھا کہ ایک جوان تاج سر پہ رکھے ہوئے سب کے بیچ میں
کھڑا ہو اور ایک شخص منديل سر پہ رکھے ہوئے درگہ سالار سے کچھ باتیں کر رہا ہو ان سرداروں نے عقل سے
دریافت کر لیا کہ یہ جو تاج سر پہ رکھے ہوئے بادشاہ ہو اور جو اُسکے گرد میں یہ سب سردار ہیں اور یہ جو منديل
پہنتے ہوئے درگہ سالار سے کلام کر رہا ہو یہ وزیر ہیں ان سب سرداروں نے آگے بڑھ کر ان سب سے
صاحب سلامت کی اور کہا کہ آپ لوگ ہمارے ہمراہ بارگاہ میں تشریف لے چلیں خداوند ذاب
خداوند آپ سے بہت خوش ہیں اور انکو آپ کے بیان سے پہلے خبر ہو گئی تھی بعلم خدا کی ہم سب کو آپ کے لے آنے
کے لیے روانہ کیا ہو کہ ہم آپ کا استقبال کر کے آپ کو داخل بارگاہ کریں یہ جو انھوں نے کہا امداد شاہ

مع وزیر و دیگر سرداروں کو ہمراہ لے کر ان سرداروں کے ساتھ بارگاہ میں آیا سب جلو خانوں کی سیر کرتا ہوا
اور عجائبات سحر دیکھتا ہوا ایون میں آیا اسکے ہمراہی کے سردار موافق قاعدہ کے ہر ایک درجہ میں بٹھا دیے گئے
جو درجہ اور جو جگہ جسکے لائق تھی یہاں تک کہ یہ مع چند سرداروں کے دوسرے درجہ میں آیا اور بہت ادب سے
طرف حجاب قدرت کے سلام کو خم ہوا کیونکہ جو سردار ہمراہ آئے تھے اور استقبال کر کے بارگاہ میں لائے
تھے انھوں نے کہا تھا کہ یہ حجاب قدرت ہو اور طریقہ یہاں کا یہ ہو کہ جو کوئی آتا ہو وہ پہلے حجاب قدرت
کی طرف برائے سلام خم ہوتا ہو اگر دوسرے مذہب کا ہوتا ہو اگر آفتاب پرست ہوتا ہو وہ سجدہ کرتا ہو
امداد شاہ نے مع اپنے کل سرداروں کے سجدہ بھی کیا اور سلام بھی یہ ادب اپنے مقام پر بیٹھا جو کہ اسکے
لیے مقرر کیا تھا جب بیٹھ چکا اسوقت حجاب قدرت کے اندر سے صدائی کہ افریق شہاد دریافت
کر دو امداد شاہ کیون آیا ہو گو ہم اسکے دل کے حال سے بخوبی آگاہ ہیں مگر وہ بھی اپنی زبان سے بیان
کرے افریق شہاد نے امداد شاہ سے کہا تب اُس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ میں اس لیے حاضر ہوا ہوں
کہ خداوند کو سجدہ کروں اور قواعد آفتاب پرستی سے آگاہ ہوں گو میرا باپ اور میں قبل میں تصویر پرست تھا
جب شکر اسلام ادا ہو کر آیا اور چند ملک بدیع الملک نے بزورِ شمشیر لیے میرے باپ نے بدیع الملک
کی اطاعت کی اور دین اسلام قبول کیا میں بھی خدا پرست ہوا میرا باپ تو لشکر کے کر بدیع الملک
کے ہمراہ جو کہ اپنے تئیں صاحبقرانِ ثالث کہتا ہو چلا گیا اور مجھ کو اپنی طرف سے یہاں کا بادشاہ کر گیا مجھ کو
پہلے ہی سے دین اسلام کی طرف رغبت نہ تھی بلکہ امر بالکل ناگوار ہوا تھا اب جو میں بادشاہ ہوا تو اس
فکر میں مبتلا ہوا کہ کسی تدبیر سے میں اس دین کو ترک کروں اور دین سابق اپنا اختیار کروں مگر اس خیال
پسے کہ میں کیونکر ایسا امر کروں کیونکہ میں ایک اکیلا ہوں اور سب خدا پرست ہیں اگر اطاعت و جوانی کے
بادشاہ یہ سنیں گے کہ امداد شاہ نے ترک اسلام کیا سب میرے اور لشکر کشی کرینگے میں کیونکر ہر ایک
کو جواب دوں گا سوائے شکست کب کچھ نہ حاصل ہو گا اس قدر تامل کرنا چاہیے کہ کوئی مددگار ایسا
در بردست لے کہ جو ان لوگوں کے حملوں کو رو کرے میرے مقدر کی خوبی سے آپ نے خروج کیا
اور اہل اسلام کے ملکوں کو غارت کیا بہت سے بادشاہوں نے اطاعت نہ غرط کی اور بہت سے آپ کے
ہاتھ سے مارے گئے اور سب سے یہ خوشی دل آپ کے مطیع ہوئے جب مجھ کو یہ معلوم ہوا کہ آپ نے
خروج فرمایا اور دین آفتاب پرستی کو رواج فرما رہے ہیں میں نے اپنے مقام پر خیال کیا خوبی تقدیر
سے ایسا خداوند ملا ہو اب تو دین اسلام ترک کر اور اس خداوند کی اطاعت اختیار کر اور دامنِ پناہ
میں جا کر پوشیدہ ہو چنا پچھ میں نے دین اسلام ترک کر کے آفتاب پرستی اختیار کی گو قواعد آفتاب پرستی
سے آگاہ نہ تھا مگر یہ طریقہ اختیار کیا کہ ہر صبح گواکھ کر خداوند آفتاب کو سجدہ کرتا تھا میرے کہنے سے
سب اہل شہر نے دین اسلام ترک کیا اور آفتاب پرست ہو گئے جب یہ خبر مجھ کو پہونچی کہ خداوند بدست
مقابل میرے کسے کے قریب آکر فروکش ہوئے ہیں بس میں یہ خبر سنے خوش ہوا اور اسی دن چند سردار
کو لے کر حاضر خدمت ہوا امیدوار ہوں کہ میری اطاعت قبول فرمائی جاوے اور مجھ کو قواعد دین آفتاب
پرستی تعلیم فرمائے جاویں اور میرا بھی نام بندگانِ خاص کی فہرست میں تحریر فرمایا جاوے اور اگر خدا پرست
میرے اور پر لشکر کشی کریں تو میری ملک فرمائی جاوے یہ جو امداد شاہ نے کہا افریق شہاد نے سب
حال قریب پرودہ جا کر بیان کیا اور عرض کیا آواز آئی کہ اُس سے کہہ دو کہ ہم تجھ سے بہت خوش ہوئے
ہم نے تیرے کہنے کے قبل تیرا نام بندگانِ خاص کی فہرست میں تحریر کر دیا اور ہم نے تیری اطاعت

قبول کی اور یہ ایک کتاب تجھ کو دی جاتی ہے اس کتاب میں جو احکام تحریر ہیں انکے موافق عمل کر اور یہی طریقہ دین آفتاب پرستی کے ہیں جو کہ اس کتاب میں تحریر ہیں انہیں پر عمل کرنا اور یہی کتاب تجھ ابھی قواعد دین آفتاب پرستی بتا دیتی گئی کوئی ہمارے تعلیم کرنے کی ضرورت نہیں ہے اب تو کچھ خوف نہ کر تیری طرف کوئی بہ نگاہ کج نہیں دیکھ سکتا ہوا اہل اسلام کی کیا طاقت ہے جو تیری طرف اسلین اور جو بادشاہ تیرے ملک کے قریب حکومت کرتے ہیں ان سب نے میری اطاعت کی اور مطیع ہوئے اب کوئی تجھ سے مزاحم نہ ہوگا تو بیخوف ہو کر حکومت کراؤ اور فوق شاہ امداد شاہ کو مع اس کے سرداروں کے خلعت سے سرفراز کر و بلکہ ہمارے بندے ہوئے کا پر دانہ دو اور وہ نشان کہ جس کے سبب سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ لوگ آفتاب پرست ہیں امداد شاہ کو دو تاکہ سب جان لیں کہ امداد شاہ آفتاب پرست ہو گیا امداد شاہ کو خلعت سے سرفراز کر کے رخصت کر د اور کہہ دو کہ کل خداوندیہان سے طرف شہر حیرتہ کے تشریف لے جائیں گے اور وہاں سے طرف سمندر میں گئے اور سمندر میں پہلے طرف نہ طاق کے تم جا کر اپنے ملک میں اچھے طور سے انتظام کرو اور فوق شاہ نے جو کچھ برجلس نے کہا تھا سب باتوں سے امداد شاہ کے آگاہ کیا اور کتاب منگا کر دی اور ہر ایک سردار کو و ملازم امداد شاہ کو خلعت سے سرفراز فرمایا اور ایک ایک تصویر آفتاب و برجلس طلائی ان سب کو دی اور حکم دیا کہ اسی طور کی تصویر میں طلائی بنا کر سب اہل شہر کو تقسیم کرنا اور حکم دینا کہ ہر مرد و زن ان تصویروں کو سینہ پر لباس کے اوپر لٹکائے رہا کر میں کسی وقت پاس سے جدا نہ ہوں یہی علامت ہے ہندگان خداوند کی اور آفتاب پرست ہونے کی دیکھ لو کہ جس قدر لشکر ہے سب کے سینوں پر تصویر میں لگی ہوئی ہیں اور جس قدر لوگ دربار میں موجود ہیں ان کے بھی سینوں پر تصویر میں لگی ہوئی ہیں امداد شاہ نے جو دیکھا تو واقعی ایسا ہی پایا بلکہ گرد تصویروں کے یہ تحریر تھا کہ این ہندگان خداوند آفتاب یہ سنکے وہ تصویر میں امداد شاہ نے لے لیں اور وہاں سے رخصت ہو کر اور سلام و سجدہ کر کے مع کتاب و تصویروں کے اپنے سرداروں کو لے کر اپنے شہر میں آیا جو تحفہ و تحائف و جواہرات برائے نذر لے گیا تھا سب پیش کش کر دیا بعد امداد شاہ کے جانے کے پردہ کھاندر سے صدارتی کہ تم سب نے ہمارے دین کی برکت دی تھی کہ بدون طلب لوگ حاضر ہوئے ہیں مرن ہمارا نام سنکے اور ہم کو سجدہ کرتے ہیں اور عبادت قبول کرتے ہیں سب نے جواب میں عرض کیا کہ یا نائب خداوند اب کا دین برحق ہے اور آپ نائب خداوند ہیں کیونکہ ہم ایسا کہ لوگ اگر اطاعت کریں جن کے قلب صاف ہیں وہ خلوص دل سے اطاعت کرتے ہیں جنکے دلوں میں ابھی کسی قدر کدورت ہے وہ ساتھ شرطوں کے اطاعت کرتے ہیں جو کہ بالکل سوا قلب ہیں وہ اطاعت سے انکار کرتے ہیں اسکی منشا پاتے ہیں یہ کہہ کر سب نے سجدہ کیا سوائے ارزننگ و چترنگ وغیرہ کے جب سب سجدہ سے فارغ ہوئے اسوقت آواز آئی کہ اب تم سب اپنے مقام پر جاؤ اور لشکر کو اس حال سے آگاہ کرو کہ کل یہاں سے کوچ ہوگا طرف شہر حیرتہ کے یہ حکم دے کر برجلس اپنے خیمہ کی طرف چلا گیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر چلے آئے امداد شاہ کے مطیع ہوئے بے سب کو بہت خوشی تھی اور سب بہت خوش تھے یہاں تو لشکر میں بندوبست کو بخ ہوئے لگاؤ تھا امداد شاہ و سب سرداروں کو لے کر اپنے ملک میں آیا کرتے ہی سب کو جمع کیا اور سب کو طریقہ آفتاب پرستی اس کتاب کے رو سے تعلیم کے اور زر گردوں کو طلب کر کے وہ تصویر میں دین کہ مثل انکے تصویر میں طلائی طیار کر کے حاضر کر د زر گردوں نے تصویر میں لے جا کر اور دوسرے دن تصویر میں طیار

کر کے حاضر کین سب کو امداد شاہ نے یعنی اہل شہر کو جمع کر کے وہ تصویریں تقسیم کر دیں سب نے وہ تصویریں
 سامنے امداد شاہ کے سینوں پر لگالیں اب پورے طور سے آفتاب پرستی ہوئے لگی اس شہر کے سب
 باشندے آفتاب پرست ہو گئے ان سب کو تو آفتاب پرستی میں مصروف رکھا جاتا ہوا اب حال شہر حیرت انگیز
 ہو رہا تھا کہ جب حیرت شاہ نے دین اسلام قبول کیا تھا اور تصویر پرستی کو ترک کیا تھا اور لشکر
 اپنا لے کر عراہ صاحبقران کے طرف شہر سمندر میں کے روانہ ہوا تھا تو اپنے بھائی نفاق شاہ
 کو یہاں کا حاکم کیا تھا اور رکھ دیا تھا کہ عدل و داد سے کام لینا اور رعایا پروری سے غافل نہ ہونا دین اسلام
 کے رواج دینے میں بہت کوشش کرنا اُس نے کہا تھا کہ اچھا اور بہت خوش ہوا تھا مگر جب لشکر صاحبقران
 وہاں سے کوچ کر کے چلا گیا اور اسکو اطمینان ہو گیا اور یہ اسکو یقین ہو گیا کہ اب کسی امر کی خبر صاحبقران
 و میرے بھائی کو نہ ہوگی چونکہ یہ سیاہ قلب و بد باطن تھا اور یہ صدق دل سے مسلمان نہ ہوا تھا مگر
 اس نے دین اسلام اختیار کیا تھا جب یہ مستقل بادشاہ ہوا اس نے سب اہل شہر و اہل دیہات کو جو کہ سرداران لشکر
 تھے اور اسکا بھائی حیرت شاہ برائے حفاظت شہر چھوڑ گیا تھا جمع کیا اور کہا کہ اے حاضرین آگاہ ہو کہ
 میں نے بخوف بھائی صاحب کے یہ دین قبول کیا تھا اور اپنا مذہب تصویر پرستی ترک کیا تھا کیونکہ
 بھائی صاحب کی تو عقل پر پتھر پڑ گئے تھے اور نہ معلوم اُنکے دل پر خدا پرستوں نے کیا کر دیا تھا کہ وہ
 بدون مقابلہ کیے ہوئے خدا پرست ہو گئے اور انکی اطاعت کر کے اُنکے ہمراہ چلے گئے اپنا دین آبائی
 ترک کیا اسوقت تو میں نے بھی اُنکے کہنے سے اس دین کو قبول کیا مگر بکرانیت اور صدق دل سے
 میں مسلمان نہ ہوا تھا اب میں مستقل بادشاہ ہوا ہوں گو بھائی صاحب خود مجھ کو بادشاہ کر گئے ہیں مگر
 اس حکومت میں میرا بھی حق ہو صرف اس خیال سے میں نے آج تک اپنے حق کا دعویٰ نہ کیا تھا کہ وہ
 بڑے بھائی ہیں دوسرے وہ اور ہم ایک مذہب ہیں جیسے انھوں نے بادشاہت کی ویسے میں نے کی دوسرے
 والد بزرگوار اپنی زندگی میں اُنکو ولی عہد بھی کر چکے تھے اور مجھ کو تے وقت نصیحت بھی کی تھی کہ اے فرزند
 باہم فساد نہ کرنا بھائی کو بادشاہت کرنے دینا تم اسکی اطاعت کرنا کیونکہ وہ بڑا بھائی ہے تمہارا بچا ہے
 باپ کے ہے اگر فساد کرو گے اور نوبت مقابلہ کی آئیگی تو یہ ہوگا کہ کچھ تمہاری شراکت کرے گے اور کچھ تمہارے
 بھائی کی دونوں کی قوت کم ہوگی بس کوئی دوسرا بادشاہ اس نفاق کی خبر سننے لشکر کشی کرنے کا اور تم
 دونوں سے مقابلہ کرے اور شکست دیکر ملک پر قبضہ کر لیگا انجام یہ ہوگا کہ یہ حکومت دوسروں کے قبضہ
 میں چلی جائے گی تم دونوں مجھ و مرہ جاؤ گے اگر باہم اتفاق سے رہو گے تو یہ بات نہ ہوگی کسی غیر کو تم
 ملک پر لشکر کشی کی جرات نہ ہوگی ہمیشہ بلا خوف حکومت کرو گے چنانچہ انکی نصیحت پر میں نے عمل کیا
 کسی قسم کا فساد نہ کیا ہمیشہ بچا ہے باپ کے اُنکو خیال کیا کیونکہ وہ مجھ کو اپنا خداداد فرزند تصور کرتے تھے
 مگر اب اُنھوں نے خلاف کیا اور لاندہ مذہب ہو گئے اب میں نے ملک پر قبضہ پایا اسنے دنوں انھوں نے
 حکومت کی اب میں حاکم ہوا ہوں اب میرے اُنکے وہ اتفاق نہیں رہا کیونکہ مذہبی نفاق ہو گیا نہ وہ
 میرے بھائی نہ میں اسکا بھائی ہاں وہ اپنے مذہب قدیم پر قائم رہتے تو میں بھی انکی اطاعت سے باہر
 نہ ہوتا مثل سابق کے انکی اطاعت میں ہمیشہ کمر بستہ رہتا اور اطاعت کرتا مگر اب غیر ممکن ہے وہ خدا پرست
 ہیں اور میں تصویر پرست ہوں اب میں خلاصہ طور سے بیان کرتا ہوں کہ آپ سب کو لازم ہے کہ میری
 اطاعت کریں اور میرے حکم سے مرتابی نہ کریں اور اپنا بادشاہ مجھ کو خیال کرو میں اپنے بھائی سے باغی
 ہو گیا ہوں میں نے حکومت پر قبضہ کر لیا ہے اور دین اسلام کو ترک کر دینا اگر چہ اب میں تصویر پرستی بھی ترک کر دیتا

آپ لوگ کریں کیونکہ اس مذہب میں بھی کوئی اچھالی نہیں ہے بس لاندہب ہو نا بہتر ہو اسوقت تک کہ
 جب تک کہ کسی اور مذہب کی بزرگی ہم پر ثابت ہو جب ثابت ہو جاوے گی اس دین کو اختیار کر لین گے اور جس
 کسی کو یہ امر منظور نہ ہو اور وہ نہ دین اسلام ترک کرے بس میرے ملک سے آج سے کل تک نکل جائے
 اگر رہے گا اور پھر پر ثابت ہو گا کہ فلاں شخص مسلمان ہے تو میں اسکا مال و اسباب و عمارت سب ضبط کر لوں گا اور
 مع اہل و عیال کے قتل کروں گا پھر ذرا بھی رحم نہ کھاؤں گا میں نے قتل کا یہ حکم دیدیا یہ جو اتفاق شاہ
 نے سب کو جمع کر کے بیان کیا سو اسے دو ہزار اہل شہر اور چند سرداروں کے کہ جنکو خیریت شاہ سے خصوصیت
 زیادہ تھی وہ تو خاموش ہو رہے باقی سب نے جواب دیا کہ ہم نے اسی وقت سے دین اسلام کو ترک کیا اور آپ
 اپنا بادشاہ مقرر کیا اور آپ کی اطاعت کی جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا بہت درست و بجا ارشاد ہوا آپ
 ضرور حق دار ہیں اور ضرور خیریت شاہ نے خلافت طریقہ کیا اور ہم سب آپ کے تابع فرمان ہیں اور
 آج سے جو دین و مذہب آپ کا ہے وہ ہمارا ہے اور جو مذہب آپ اختیار کریں گے وہی ہم بھی قبول کریں گے
 اتفاق شاہ بہت خوش ہوا سب نے بادشاہ کو نذرین دین اس دن سے کل لشکر اور سردار و اہل شہر
 خیریت لاندہب ہو گئے وہ جو دو ہزار اہل شہر اور چند سرداروں و کچھ سپاہ نے کچھ جواب نہ دیا تھا بعد اس
 واقعہ کے وہ جمع برہم ہوا وہ لوگ اپنے اپنے مقام پر آئے ہر ایک نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہاں سے
 نکل جانا بہتر ہے کیونکہ یہ بادشاہ کافر ہو گیا ضرور اس شہر پر کوئی آفت نازل ہوگی اور ان سب کو اس امر
 کی سزا درگاہ خدا سے ملے گی اسی دن کل اپنا مال و اسباب ہر ایک نے بار کیا مع اپنے اہل و عیال و مال
 کے شہر خیریت کو چھوڑ کر طرف سمندر یہ گئے روانہ ہوئے اور شہر مراد یہ کے بھی لوگ جو کہ آفتاب پرست
 نہ ہوئے تھے اور مع مال و اسباب و اہل و عیال کے مراد یہ سے نکلے تھے وہ بھی سمندر یہ کی طرف چلے گئے
 کہ ان سب کا حال آئندہ تحریر ہو گا مگر خیریت میں اب کوئی مذہب نہیں ہے سب لاندہب ہیں کہ اسی
 زمانہ میں برجیس کے خروج کی خبر اتفاق شاہ کو پہونچی اور اسکو معلوم ہوا کہ خداوند آفتاب نے
 عز و دل فرمایا اور اپنے فرزند کو اپنا نائب مقرر کر کے مع انتی ہزار سپاہ کے شہر آفتاب خداداد قلعہ خوشید
 سے خروج کیا اور برجیس تمام ممالک اہل اسلام کو تباہ و غارت کرتا ہوا اس طرف چلا آتا ہے جو بادشاہ
 اسکی اطاعت کرتا ہے اسکو تو نائب خداوندان دیتا ہے اور جو اطاعت نہیں کرتا ہے اسکو اپنے عذاب
 میں مبتلا کر کے مع ملک و مال و باشندگان شہر کے غارت کرتا ہے چنانچہ بہت سے ملک اس طور سے غارت
 کیے ہیں کہ انکا نام و نشان تک باقی نہ رہا اور یکڑوں ملکوں کے بادشاہوں نے اطاعت کر کے دین آفتاب
 پرستی قبول کیا یہ دین برحق اور بہت عمدہ مذہب اور لائق پرستش خداوند آفتاب ہے اور جو جو عجائبات
 آفتاب جادوئے بحر سے بنائے گئے تھے ان سب کے حالات اتفاق شاہ کو ہر چار بار سے معلوم ہوئے
 اور یہ بھی معلوم ہوا کہ برجیس شاہ یعنی برجیس آفتاب پرست فرزند نائب خداوند شکر لینے
 ہوئے براے مقابلہ صاحبقران ادھر کو آتا ہے جو اسکا دین اختیار کرے گا وہ اسکے ہاتھ سے امان پائے گا
 ورنہ غارت ہو جائے گا جب یہ حال اتفاق شاہ کو معلوم ہوا اسنے اپنے مقام پر خیال کیا کہ خوبی تقدیر
 سے خداوند آفتاب نے ظہور فرمایا ضرور یہ مذہب برحق ہے اور سب دینوں سے یہ دین روشن ہے اگر
 خداوند آفتاب نہ ہوتے تو تمام عالم تاریک رہتا انکی اطاعت کرنا اور انکو بخدا فی ماننا اچھا ہے اور یہی
 دین سب دینوں سے زیادہ روشن ہے ایسا دین ہے کہ خدا پرستوں نے اسلام ترک کر کے اسکو قبول
 کیا کیونکہ وہ سو اسے آسمانی خدا کے اور کسی کے قابل نہ تھے مگر ایسی ہی بزرگی اس دین میں انھوں نے

پانی تب تو ترک کیا اسلام کو اور آفتاب پرستی کو اختیار کیا یقین ہے کہ جب نائب خداوند لشکر بیکر بر سر صحنہ
 پہنچیں گے اور بدیع الملک کو بھی بزرگی اس دین کی معلوم ہو جائیگی وہ بھی قبول کر لیں گے اب
 دین آفتاب پرستی تمام عالم میں پھیل جائے گا نہ پردہ دنیا باقاف ایک دین ہو جائے گا جگو بھی لازم ہے
 کہ میں بھی یہی دین قبول کروں کیونکہ میں مدت سے لاندہب ہو رہا ہوں یہ خیال کر کے اپنے دل میں
 اسے سب اہل شہر اور اہل لشکر و شیران سلطنت و امیران بہت دوریران حکومت کو طلب کیا جب
 سب جمع ہوئے سب حال جو کہ میں نے تحریر کیا ہے اور اسے اپنے دل میں خیال کیا تھا بیان کیا اور کہا کہ
 میں نے تو آفتاب پرستی قبول کی اور آج سیر میں آفتاب پرست ہو گیا ہر روز میں صبح کو اٹھ کر خداوند
 آفتاب کو سجدہ کیا کرونگا اسوقت تک کہ جب تک جگو کوئی طریقہ تعلیم ہو اور کوئی اس دین کے طریقہ
 تعلیم کرنے والا یہاں آئے آپ لوگ بھی ایسا ہی کیجیے سب نے جواب دیا کہ جو کچھ آپ نے ارشاد کیا
 ہم نے قبول کیا آپ کے حکم سے سرتابی نہ کریں گے ہم سب نے دین آفتاب پرستی قبول کیا جس طریقہ
 سے آپ نے فرمایا وہ جمع درہم و برہم ہوا اسی دن سے شہر حیرتیہ کے لوگ آفتاب پرستی اس طور سے
 کرنے لگے کہ صبح کو اٹھ کر آفتاب کی طرف سجدہ کرتے تھے یہاں تک کہ اتفاق شاہ کو اندر بیہ پرچہ اخبار
 و چند تاجرون کی زبانی معلوم ہوا کہ دین آفتاب پرستی نے اس قدر ترقی کی اور برجیس آفتاب پرست
 فرزند خداوند مع لشکر و سپاہ کے شہر صنوبر پر آ کر پہنچا اور صنوبر شاہ نے اطاعت کی دین
 آفتاب پرستی قبول کیا شہر یقینیہ پر جو لشکر کشی کر کے فرزند خداوند آیا ان لوگوں نے اطاعت سے انکار
 کیا وہ ملک تباہ کیا اور ایسا نیست و نابود ہوا کہ نشان تک باقی نہ رہا یہ واقعہ سنکے محرابیہ
 والوں نے اطاعت کر لی اسکے بعد اقبال شاہ کے فرزند افضال شاہ و امثال شاہ کے
 بھائی افعال شاہ نے بھی اطاعت کر لی امداد شاہ فرزند مراد شاہ نے نائب خداوند کو سجدہ
 کیا اور اپنے تمام ملک مراد میں دین آفتاب پرستی جاری کیا اب خداوند کا لشکر امداد کو آتا ہے
 اسی دن اتفاق شاہ نے ہر کار سے مقرر کیے کہ جب خداوند یہاں شریف لائیں مع لشکر کے
 ہم کو خبر کرنا اور نذر وغیرہ کے لیے بندوبست کرتے لگا اور سب اہل شہر کو اس حال سے آگاہ کیا
 یہاں تک کہ ہر کاروں نے اگر خبر دی کہ لشکر خداوند آگیا اور بہت شان و شوکت بیان کی لاٹھی
 بیان کرتا ہے کہ برجیس مراد یہ پر سے جو کو بیخ کر کے بعد المفازع ہم مراد یہ کے روانہ ہوا تھا کیونکہ
 تحریر کر چکا ہوں کہ جس دن امداد شاہ آکر قطع برجیس ہوا تھا اور کتاب و تصویر میں لیکر اور
 خلعت سے نخل ہو کر چلا گیا تھا تو برجیس نے حکم دیا تھا کہ ہم کل یہاں سے طرف حیرتیہ کے کوچ
 کریں گے چنانچہ بندوبست ہونے لگا تھا دوسرے دن برجیس کے متع جاہ و چشم کے کوچ کیا تھا بند
 قطع منازل و طر مراحل کے قریب حیرتیہ پہنچ کر برجیس اتر کر سون تک لشکر فروکش ہوا پھر
 ہر کاروں نے اتفاق شاہ کو خبر دی اتفاق شاہ تحفہ و تحائف لے کر مع چند سرداروں کے لشکر برجیس
 میں آیا جس طور سے امداد شاہ آیا تھا اسی طور سے لیے بھی برجیس نے سردار برائے استقبال
 روانہ کیے وہ استقبال کر کے بارگاہ میں لے گئے اسی طور سے یہ بھی جا کر بیٹھا اور برجیس نے
 نذر بیہ افریق شاہ کے اس سے بھی آسنے کا سبب دریافت کیا یا اسنے کل حال جو کہ حیر کہ
 چکا ہے اسکے سنوٹ ہونے کا بیان کیا پس اسکو بھی مع کتاب و تصویر کے خلعت ملا اور وہی
 حکم ہوا جو کہ امداد شاہ کو ہوا تھا یہ بھی رخصت ہو کر آیا اسی طریقہ سے اسنے بھی دین

آفتاب پرشی کو اپنے شہر میں رواج دیا جس طور سے ابداد شاہ نے رواج دیا تھا یہاں بھی آفتاب پرستی ہو جانے لگی دوسرے دن برجنیس مع لشکر حسب طریقہ اپنے شہر حیرتیہ سے طرف سمندر پر کے روانہ ہوا راہی بیا کرتا ہے کہ ان سب حالات کی خبر منظوم جادو کو جو کہ ملکہ کبیر جادو کی طرف سے حاکم سمندر پر پہنچا اور وہ لوگ جو کہ حیرتیہ و حداد پر سے بھاگے تھے سمندر پر میں پہنچے انھوں نے دونوں کا مرتد ہونا یہاں کیا اور برجنیس کے لشکر بھی کا حال بیان کیا منظوم جادو نے ان کو آباد ہونے کا حکم دیا کہ منظوم جادو کو ہرچہ اخبار سے سب حال معلوم ہوا اور تاجروں و سوداگروں نے حاضر و بار ہو کر کل حالات برجنیس سے آگاہ کیا منظوم جادو نے یہ حالات سنے سب مشیران دولت و وزیران سلطنت کو طلب کیا اور کہا کہ کیا خیالی کی بات ہے کہ اگر میں برجنیس کی اطاعت کرتا ہوں تو صاحب حق ان وغیرہ سے مجھ کو شرمندگی ہوگی اور وہ لڑائی کے کہ ہم تم ایسے مرد جہان ندیدہ و کار آزمودہ کو یہاں کا حاکم کر گئے تھے تم نے بخون جان ایک کافر کی اطاعت کر لی دوسرے یہ امر ہے کہ یہ جو کارخانہ و عجائبات اور طریقہ جنگ برجنیس کا ہے کہ آفتاب نے نکل کر تمام شہر کو جلا دیا حرلیت پر اپنا غلٹ ڈالا وہ جل گیا یہ سب کارخانہ سحر کا ہے کوئی ساحر زبردست ہے جو کہ برجنیس کا مددگار ہے یہ سب اسی کا کام ہے پس کیوں کر ہو سکتا ہے کہ میں برجنیس کی اطاعت کر لوں لوگ مجھ کو طعنہ دینے کہ شہر سمندر پر کے ساحر ایسے بونہ سے اور نام دیتے کہ اس حال سے واقف تھے کہ یہ سب کارخانہ سحر کا ہے اور اطاعت کر لی سمندر پر ہی کے ساحر و سحر کا قول تھا کہ کیا بھر کے ساحر دن سے ہم لوگ سحر اچھا جانتے ہیں اور بناے سحر ہم سے ہے اگر سامری و جمشید بھی ہوتے تو ہم سے اگر سحر حاصل کر لے یا ایک ساحر سے جو کہ ایک آسمان سحر میں پوشیدہ رہتا ہے اور اپنے سحر سے آفتاب بنا کر حرلیت کو جلا مارتا اس سے ڈر گئے اور اطاعت کر لی پس میں تو یہ گوارا نہ کروں گا نہ صاحب حق کی طرف سے الزام لوں گا آپ لوگوں کی کیا رائے ہے آیا اطاعت کروں یا مقابلہ اس امر کا بھی خیال رہے کہ یہ جس قدر ملک اسے تباہ کیے سب غیر ساحروں کے تھے اور جن جن پر قبضہ کیا اور جنھوں نے اطاعت کی یہ بھی غیر ساحر تھے بھلا کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ساحر سے غیر ساحر مقابلہ کرے یہ قدرت و اقبال صاحب حق کا ہے کہ وہ غیر ساحر ہو کر ساحروں سے مقابلہ کرتے ہیں اور اس کا سبب یہ ہے کہ وہ مالک باطل السحر ہیں صاحب اسم اعظم ہیں ان پر سحر کام نہیں کرتا ہے دوسرے وہ صاحب اقبال ہیں بس جدیدہ و تحرلیت لے جاتے ہیں وہ ملک فتح ہو جاتا ہے یہ اقبال و جرات و طاقت خداوند کریم نے انھیں عطا فرمائی ہے اور یہ جرات انھیں پر ختم ہے اور کوئی ایسی جرات نہیں کر سکتا ہے خیال کر لو کہ جس بادشاہوں نے اطاعت اس کا فری نہ کی کہ غیر ساحر تھے اپنی جان دی قریب سو سو سو ملک کے اسے تباہ کیے جنھوں نے یہ خیال کیا کہ اسکے ہمراہ ساحر ہیں اور سحر سے مقابلہ کرتے ہیں انھوں نے یہ خیال کر کے اطاعت کر لی وہ فتح کیے اور اسکے ظلم و بدعت سے محفوظ رہے ان پر کوئی اعتراض نہ کرے گا کہ تم نے کیوں اطاعت کی اگر اعتراض ہو گا بھی تو وہ یہی جواب دینے جنھوں نے اطاعت سے انکار کیا اور وہ غیر ساحر تھے اس نے کیا ان کا حال کیا کہ ملک تک کا نشان نہ باقی رکھا بس ہم نے یہ خیال کر کے کہ ہم غیر ساحر ہیں اور وہ ساحر ہے اطاعت کر لی ان کا غدر معقول ہو گا اور لائق قبول ہے اگر میں اطاعت کر لوں گا تو جب یہ امر اعتراض ہو گا کہ ان لوگوں نے تو یہ سبب غیر ساحر ہونے کے اطاعت کی تم تو ساحر تھے تم نے کیوں اطاعت کر لی کیوں نہ مقابلہ کیا تو کیا جواب دوں گا سو سے خاموشی اور شرمندگی کے کہ یہ امر بھی زبانی تاجروں کے معلوم ہوا ہے کہ جب ارزنکس

وچترنگ لشکر کشی کر کے اسکے شہر آفتاب بنما پر گئے تھے وہ خود مقابلہ کو نہ آیا تھا صرف اُسے ایک
 بادشاہ کہ جسکو اُسے اپنا پیغمبر مقرر کیا ہو خوار شاہ نام ہو مع بیس لاکھ سپاہ کے بھیجا تھا سنا
 گیا ہو کہ جب مقابلہ ہونا تھا ایک ابر لشکر پر آکر محیط ہوتا تھا خوار شاہ کے اور لشکر ازرننگ
 کے پہلوان سے اور لشکر برجنیس کے پہلوان سے مقابلہ ہوتا تھا سو قسطنطینک تو چھوٹا ہوتا تھا
 جب تک برجنیس کا پہلوان غالب رہتا تھا اور ازرننگ وچترنگ کے طرف کے پہلوان
 کو غلبہ ہوا اُس ابر سے آفتاب ظاہر ہوا اسی حریت کو جلا دیا یا گڑگ کر گرا دو پر کالہ کر دیئے اُس
 آفتاب کے ظاہر ہونے سے ایسی گرمی پیدا ہوتی تھی کہ تمام لشکر ازرننگ وچترنگ قریب
 ہلاکت پہنچ جاتا تھا اور ان دونوں کے بھی ہمراہ ساحر تھے مگر کچھ نہ کر سکے بہت سے ساحر
 مارے گئے چنانچہ اُسی مقابلہ میں اثر در جادو جو کہ بہت بڑا ساحر تھا اور جاہ آرد در پہ کمالک
 تھا اور استاد تھا اسلم بن نورج کا بھی مارا گیا بس ازرننگ وچترنگ نے عاجز ہو کر
 اطاعت کی اور وہی اسکو ہٹا کر اور آمادہ کر کے برائے مقابلہ صاجقان لائے ہیں ورنہ وہ
 ادھر بھی نہ آتا گو یہ امر ضرور ہو کہ جب ساحر بھی اُس سے سربر نہ ہوئے اور وہ غالب آیا تو بہت
 زبردست ساحر ہو اور اپنا پورے طور سے بندوبست کر چکا ہو ہر ایک ساحر کا بھی اُس پر
 غالب آنا محال ہو صرف اُس قدر خیال ہو کہ یہاں کے ساحرون میں اور دوسرے مقام کے
 ساحرون میں فرق ہو یہاں کا وہ سحر ہو کہ ہر ایک نہیں جانتا ہو اور دوسرے مقام کے ساحر
 اُس سحر سے آگاہ نہیں ہیں اُس خیال سے میرا قصد مقابلہ ہوتا ہے اب آپ لوگ اپنی اپنی راہ
 ظاہر فرمائیے جب منظم جادو یہ کہ چکا اسوقت ہر ایک نے جواب دیا کہ اے بادشاہ چاہ
 ہماری جان جانے چاہے رہے ہم تو کافر کی اب اطاعت نہ کریں گے اگر اسکے ہمراہ ساحر ہیں تو
 ہم بھی ساحر ہیں بس ضرور مقابلہ کریں گے ہم سے تو یہ نہ ہوگا کہ ہم دین اسلام ترک کر دیں کس
 مدت کے بعد تو ضلالت سے نکلے ہیں پھر ضلالت میں مبتلا ہوں بقول آپ کے یہ سب
 کارخانہ سحر کے ہیں سوائے خداوند کریم کے کوئی دوسرا خدا نہیں ہے آفتاب و ماہتاب سب
 اُسکے پیدا کیے ہوئے ہیں وہی سب کا خالق ہے بس خدا کو کس طور سے چھوڑ دیں اور انہیں کے
 پیدا کی ہوئی چیز کو اپنا خدا جانیں ہم تو راہ خدا میں جہاد کریں گے اور اپنی جانیں تیار کریں گے اب تو
 ہم کبھی راہ اسلام سے برگشتہ نہ ہونگے خلاصہ یہ ہے کہ اگر آپ بھی ہم سے یہ ارشاد کر دیں کہ میں
 اطاعت کرتا ہوں تم اطاعت کر لو تو ہم آپ سے مقابلہ پر آمادہ ہو جائیں دوسرے کی کیا
 اصل ہے جب یہ سب نے جواب دیا منظم شاہ بہت خوش ہوا اور کہا کہ آپ لوگ اطمینان رکھیں
 اسکو لشکر لے کر یہاں آنے دیجیے دیکھیے گا کہ کیسا مقابلہ ہوتا ہے کہ اُس کافر کو بھی معلوم ہوگا کہ منظم
 کے ساحر کیسے ہیں اور یہاں کا سحر بہت عمدہ ہے اُس سے ابھی تک کسی ساحر سے مقابلہ نہیں ہوا
 ہے دیکھ لینا کہ صاجقان سے تو کچھ بھی مقابلہ میں ہم لوگوں نے کوشش نہیں کی اُس خیال ہے
 کہ غیر ساحر ہیں دوسرے صاحب اسم اعظم ہیں یہاں اُس سے مقابلہ میں کوشش کریں گے
 اور اُس مقابلہ کا لطف ہوگا اُس معلوم کہ کتنے زیادہ دن نہ بڑھیں تو اپنا نام منظم جادو
 نہ رکھوں وراوہ کافر خاں ملو مع لشکر لے کر آئے سمندر پر کو مثل اور ملکوں کے نہ خیال کرے
 وہ لوگ غیر ساحر تھے دیکھتے یا ہم لوگوں کو مثل ساحران ازرننگ وچترنگ کے نہ تصور

کرے کہ جیسے انکو قتل کر لیا اور انھوں نے عاجز ہو کر اطاعت کر لی یہ لوگ بھی عاجز ہو کر اطاعت کر لینگے
ہم انہیں کے نہیں ہیں یا جان دینگے یا لینگے بقول شاعر یا ساتھ ترے سوئیگے یا گور میں جا کر بوندین تو لیگا جو تر کو تر لیگا یہ جو منطوم نے کہا
سب خوش ہو گئے منطوم نے اسیدن سے فوج کی نگداشت شروع کی فوج کو آلاشت کرنے لگا سب سردار وغیرہ رخصت ہو کر اپنے اپنے مقام پر
چلائے منطوم چادونے ہر کارے مقرر کیے کہ جب لشکر مجلس قریب سمندر پہ آکر پہنچے تو ہم کو خبر کرنا ہر کارے بلائے خبر ہر وقت بیرون
شہر مقیم رہتے ہیں کہ منطوم چادو کو خبر پہنچی کہ شہر قبالیہ و امشالیہ کے حاکمون نے تو بشرط اطاعت
کی مگر مراد یہ وحیرتہ کے بادشاہوں نے جو نئی اطاعت کی اور اس کا فر کو سجدہ بھی کیا اب اسنے
یعنی برجلس نے ادھر کا قصد کیا ہر اور کی منزلین طر بھی کر چکا ہر منطوم نے کہا کہ آتے دو یہاں سے
نک کر جاتا کہان ہر راوی کہتا ہے کہ یہاں شہر سمندر پہ میں دربارا راستہ ہر منطوم تخت حکومت پر
قائم ہر مگر اہل سمندر پہ و منطوم با ایمان ہیں سب سردار حاضر ہیں کہ ادھر ہر مجلس مع انسی لاکھ سپاہ
کے قریب سمندر پہ آکر پہنچا یہاں جو آیا تو دیکھا کہ لاکھوں لاشیں میدان میں پڑی ہوئی ہیں جان بچا
استخوان کے انبار میں زمین خون سے لالہ رنگ ہو رہی ہر راوی کہتا ہے کہ یہ وہی صحرا ہے کہ جہاں صاحب
کے لشکر سے اور سمندر شاہ کی سپاہ سے سیکڑوں سوکھ اور مقابلہ ہوئے اور جنگ مغلوبہ ہوئی تھی
اسقدر کفار اہل اسلام کے ہاتھ سے مارے گئے کہ لاکھوں دمن کر دیے گئے یعنی ایک غار میں ڈال دیے
گئے اس پر بھی وہ صحرا لاشوں سے پٹا ہوا تھا اور وہ لاشے طعمہ زرع و زغن ہو رہے تھے اور مٹ گئے
تھے تمام صحرائے انکی بدلے سے متعفن ہو رہا تھا زمین تو کثرت خون سے لال تھی یہ اثر تھا کہ اگر کھاس بھی
روئیدہ ہوتی ہر تو سر خرنک کی خون کے دریابے ہوئے تھے یہ حالت جو لشکر برجلس نے دیکھی
سب سردار جمع ہو کر قریب تخت آئے اور افریق شاہ و خوخوار شاہ سے عرض کیا کہ نائب
خداوند سے عرض کرو کہ اس صحرائین کو فروکش ہونے کا مقام نہیں ہر تمام صحرا لاشوں سے بھرا ہوا ہر
زمین پر اسقدر خون بہا ہے کہ زمین لال ہو رہی ہر دوسرے مردے جو سترے ہیں تو بدبو بہت ہر اور
گئے شہر سمندر پہ یہ حکم ہوتا تھا کہ نائب خداوند یہاں بہت بڑا رہا ہر جو ابھی تک یہاں
ہر افریق شاہ نے عرض کیا کہ سردار یہ کہتے ہیں کیا حکم ہوتا ہے کہ آواز آئی کہ ان سرداروں سے کہو
کہ لشکر کو اس صحرا سے الگ اتارے کیونکہ جب یہ حالت ہے تو اہل لشکر کے بیمار ہو جانے کا جو
ہر اور حالوں و تہذاروں سے حکم کیا جائے کہ زمین کو کھود کر ان سب لاشوں کو خاک میں دبا
دین میدان کو اس آلالش سے صاف دیا کہ زمین افریق شاہ نے یہی حکم سرداروں کو سننا
دیا انھوں نے ایسا ہی کیا کہ لشکر کو اس مقام پر اتارنے کا حکم دیا اور وہاں لشکر کا گھر قرار دے کہ
جہاں پر لشکر اسلام فروکش تھا برجلس نے مہنی حکم دیا تھا کہ اہم اس مقام پر دو ہفتہ قیام کریں گے
اور یہاں سے سب حال بدیع الملک کا دریافت کریں گے کیونکہ راہ میں تو یہ سنا گیا تھا کہ
بدیع الملک سمندر پہ پر سمندر شاہ سے لڑ رہا ہے جسے مگر بڑے ہیں یہاں آکر اسکو
مہیا یا نہ معلوم اب کہہ کر کو کیا پس یہ معلوم ہو گیا اور لشکر بھی بہت تھکا ہر مہرہ بھی آسودہ
ہوئے اور دہل سمندر پہ بھی میری اطاعت کر لیں تو پھر یہاں سے طر بدیع الملک کے کوچ
ہو گا اہل سمندر پہ ساحر میں انکا بھی ہمارا کینا پر ضرور ہر اور یقین ہے کہ یہ لوگ بھی اطاعت
کر لیں کیونکہ جب یہ زمین کے کہ بدیع الملک کے مقابلہ کو تائب خداوند جاتا ہے تو ضرور
شریک ہونے کیونکہ مجھو علم خدا سے ذریعہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ بدیع الملک کے

ان لوگوں پر بہت ظلم و بدعت کی بڑے بڑے نامی و نامور اس ملک کے سردار قتل کیے ہیں یہ
 لوگ بدیع الملک کے ہاتھ سے پریشان ہوئے ہیں یہ جو بڑے چلیں نے کہا تھا سب بہت
 خوش ہوئے تھے کیونکہ اہل لشکر و زر کے سفر سے پریشان ہوئے تھے اب طاقت سفر نہ باقی
 تھی نہ ہی ہر ایک کو خیال تھا کہ کسی مقام پر مقابلہ ہوگا تین چار روز اس مقام پر لشکر کو قیام کر کے
 اہل لشکر یہ سننے لگے کہ یہاں دو ہفتہ قیام ہوگا بہت خوش ہوئے لشکر چار منزل کے گردے ہیں
 اترا بازارین آراستہ ہو گئیں نشان لشکر بلند ہوئے کجیات کے جھنڈے بربا کیے گئے لشکر اطمینان
 کے ساتھ اترا بڑے چلیں کی بارگاہ آراستہ ہوئی سب سردار لباس سفر تبدیل کر کے دو سر الباس
 پہن کر داخل دربار ہوئے ادھر تیرہ مارون نے تھوڑے عرصہ میں اس سب میدان کو لائشون
 سے صاف کر دیا زمین کے اندر لائشون کو اور استخوان کو تو پیا دیا وہ بد بو وغیرہ کم ہو گئی سوائے
 اس امر کے کہ زمین تو خون سے لالہ رنگ تھی اور کوئی علامت انکی باقی نہ رہی جب سب
 بندوبست ہو چکا اور سردار حاضر دربار ہوئے جب سب دربار آراستہ ہو چکا بڑے چلیں نے
 حجاب قدرت کے اندر سے حکم دیا افریق شاہ کو کہ کہیں ایک قدرت کو حکم دیا جائے کہ وہ شہر
 سمندریم کی خبر لائے کہ آیا حاکم شہر سمندریم شاہ ہر یا کوئی اور ہے اور اس خیال میں ہر اور کیا فکر
 کر رہا ہے اسکی ہمارے آنے کی خبر بھی ہے یا نہیں ہے اور یہ کس سے معرکہ پڑا تھا اور کب پڑا تھا
 اور بدیع الملک کدھر کو لشکر لے کر گیا ہے اگر سمندریم شاہ حاکم نہیں ہے تو سمندریم شاہ کیا ہوا
 گو یا بدولت بعلم خدا فی سب حال سے آگاہ ہیں مگر کار دنیا دینے کے طریقہ پر ہوتا ہے بس جو اہل
 دنیا کا طریقہ ہے اسی طریقہ پر ہم کو بھی کار بند ہونا پڑے اور تم لوگوں کو بھی اس حال سے
 آگاہ کرنا لازم ہے یہ خبر آئے تو ہر پھر اسکا بندوبست کیا جائے حاکم سمندریم کو براے اطاعت
 طلب کیا جائے اسی غرض سے میں نے یہاں دو ہفتہ قیام کرنے کا حکم دیا ہے بس افریق شاہ نے
 نیک قدرت کو حکم خداوندی سے آگاہ کیا وہ اسی وقت بیرون بارگاہ آیا اور چند ہر کارے براے
 خبر طرف شہر سمندریم کے روانہ کیے وہ ہر کارے یہ حکم یا اگر طرف سمندریم کے روانہ ہوئے
 راوی بڑے چلیں کو بیرون سمندریم مع لشکر کے صحرا میں فروکش رکھتا ہے اور ہر کارون کو اس کے حکم سے
 براے خبر طرف سمندریم کے روان رکھتا ہے کہ اسکا حال آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ تحریر ہوگا
 جلد چہارم میں اگر اجازت ملی ورم دفتر تیرنگ قاف میں اب منطوم جادو کی داستان بکھ
 لکھ کر اس قصہ کو ختم کرتا ہوں اور دوسرے قصہ کی طرف عنان اشہب کلک کو موڑتا ہوں یہ
 تو تحریر کر چکا ہوں کہ منطوم جادو کو اطاعت بڑے چلیں سے انکار ہے یہاں دربار آراستہ ہے
 سب حاضر دربار ہیں کہ ہر کارون نے حاضر ہو کر ہر آگاہ پر سے مجرا بجالا کر دعا و ثنائے شاہی آدا
 کی اور عرض کیا کہ ہم حسب الحکم ہر کارے براے خبر بیرون شہر منقسم تھے آج صبح کو جو ہم براے
 کشت نکلے تو ہم نے ایک لشکر اکثر اس مقام پر فروکش پایا کہ جہاں کبیر لشکر اسلام اترا ہوا تھا
 جب کہ سمندریم شاہ سے مقابلہ تھا نشان لشکر سیاہ تھے اور سرخ رنگ و سفید رنگ
 ان پر آفتاب بنے ہوئے تھے اور ایک دلو کی صورت اٹھ آفتاب کے برابر بنی ہوئی تھی
 لشکر کی منزل کے حلقہ میں اترا ہوا ہے ہم نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر بڑے چلیں
 ہے جو کہ آفتاب پرست ہے اور نائب خداوند ہے براے مقابلہ بدیع الملک جاتا ہے شہر

آفتاب نما و اقلیم خورشید یہ سے ادھر کو آیا ہو کئی سو ملک اہل اسلام جو راہ میں ملے اُن سب میں
 دین آفتاب پرستی کو راج کیا جس نے اطاعت سے انکار کیا اس ملک کو غارت کر دیا چنانچہ
 جب سے اس سرحد میں یہ لشکر داخل ہوا ہر سوائے شہر یقینیہ کے لوگوں کے اور سب نے
 اطاعت کی انھوں نے جو اطاعت سے انکار کیا اس ملک کو غارت کر کے غارت کر دیا اسکا
 نشان تک نہ باقی رہا اب یہ لشکر بہ حکم خداوند سمندر یہ پر آیا ہو کہ یہاں کے حاکم سے اطاعت
 لے کر اور اپنا مطیع کر کے یہاں بھی دین آفتاب پرستی کا رواج دے کر خداوند ظنٹ پادشاه الملک
 کے کو بیخ فریادینے دریافت جو کیا تو معلوم ہوا کہ اسی لاکھ سپاہ ہر بس ہم لوگ یہ حال دریافت کر کے
 وہاں سے بھاگے کہ آپ کو اس حال سے خبر کریں کیونکہ آپ نے ہم کو اسی خبر کے دریافت کے لیے
 مقرر فرمایا تھا باقی خبریث ہر پہنکے منظوم جادوئے ہر کاروں کو تو خلعت دے کر رخصت کیا
 اور ہر ہم جو کر کہا کہ ہر جیس کے دل میں یہ حسرت رہ جائے گی کہ میں اہل سمندر یہ سے اطاعت
 اپنی کر آؤں اور یہاں آفتاب پرستی کو رواج دوں یہ حسرت و آرزو اسکی پوری نہ ہوگی اسی مقام
 پر اس کے خدائی کا خاتمہ ہو کیونکہ اب ساحرون سے اس سے مقابلہ ہو ہمارے لشکر میں عیاری
 شروع ہوا اس وقت تک میں بیرون شہر لشکر لے کر نہ جاؤں گا جب تک ہر جیس کے پاس سے
 کوئی نامہ میرے پاس طلب اطاعت میں نہ آئے گا جب نامہ آئے گا میں جواب روانہ کر کے
 اسی نامہ بر کے عقب میں منع لشکر کے روانہ ہونگا اور مقابلہ لشکر ہر جیس آئے کہ مقابلہ اس سے
 کرونگا ابھی لشکر لے کر میں نہ جاؤنگا اپنی طرف سے پیش قدمی اور سبقت نہ کرونگا شاید وہ
 مقابلہ نہ کرے اور یہی حال اس کے یہاں سے چلا جائے کہ یہ لوگ ساحرین اور میرے لشکر کے مقابلہ
 میں لے جانے سے اسکو خیال آئے اور مقابلہ کی نوبت نہ پہونچی ہم پروی اہل اسلام کی کرتے
 ہیں اور خدا پرست و مطیع اسلام ہیں ہم کو سبقت لازم نہیں ہے جب تک کہ حریف کی طرف
 سے کسی قسم کی تحریک نہ ہو سب اہل دربار نے عرض کیا اب کی راے بہت ٹھیک ہے
 منظوم جادوئے حکم دیا کہ یہ امر ضرور کیا جائے کہ لشکر ساحران و غیر ساحران ہر وقت طیار رہے
 اور سب آمادہ سفر و استعداد کو راج رہیں نہ معلوم میں اسوقت کو بیخ کا حکم دوں اور یہ بتاؤ کہ
 اب میرے پاس کس قدر لشکر ساحرون کا ہے اور کس قدر غیر ساحرون کا لشکر ہے سرداروں نے
 عرض کیا کہ حضور لشکر ساحران اسوقت سرکار کے حضور میں قریب تین لاکھ چار سو ہزار کے ہیں
 اور لشکر غیر ساحران بھی قریب ایک لاکھ پچھتر ہزار کے ہوگا حضور کل لشکر ساحران و غیر ساحران
 پانچ لاکھ پچیس ہزار ہے آپ شوق سے براے مقابلہ لشکر کشی فرمائیے کو اس کے ہمراہ اسی لاکھ سپاہ
 ہر لکھ ہم کو چھ خوت نہیں ہے ہمیشہ خداوند کریم حضور سے سے لوگوں کو بہت سے پرستج دیتا ہے
 وہ ہمیشہ اپنے بندوں کا شریک ہوتا ہے اور مدد کرتا ہے اور فتح دیتا ہے منظوم جادوئے یہ سننے
 سب سرداروں سے کہا کہ اسوقت ہمک میں لشکر لے کر براے مقابلہ نہ جاؤنگا جب تک
 نامہ نہ آئے گا اور جواب نہ روانہ کرونگا سبقت خدا پرستوں کو زیبا نہیں ہے اس سے کچھ
 صورت فساد نہ بنے یہ کہہ کر منظوم جادوئے دربار برخواستہ کیا حکم دے دیا کہ کل لشکر
 ہمیشہ اور ہر وقت طیار رہے ادھر اس جانب سے نامہ آیا ادھر بن لشکر کشی کی اور شہر سے جا کر
 اس سے مقابلہ کیا راوی بیان کرتا ہے کہ منظوم جادو اس انتظار میں شہر سمندر یہ میں

یقین ہے کہ بر جلیس کے پاس سے نامہ آئے تو مقابلہ کا بندوبست کیا جائے منظوم جادو انتظار
 نامہ میں اپنے شہر میں ہر گھر بندوبست لشکر میں مصروف ہو اور بیرون شہر بر جلیس آفتاب پرست
 مع انشی لاکھ سیاہ کے فروکش ہو اور ہر کار سے برائے دریافت حال روانہ کیے ہیں ان کے انتظار
 میں ہے کہ ہر کار سے خبر لے کر آجائیں تو نامہ روانہ کروں اور جو حاکم سمندر یہ ہوا سکو برائے حفاظت
 طلب کروں یہ اس فکر میں ہوا اب بر جلیس کو تو اس فکر میں راوی چھوڑنا ہے اور منظوم جادو کو نامہ
 کے انتظار میں اس امر کا بھی ناظرین کو خیال رہے کہ منظوم جادو نے ایک عرضی محل حال
 کی تحریر کر کے ایک ساحر کے ہاتھ خدمت صاحب جمال میں روانہ کی ہو اور تحریر کر دیا ہے کہ بر جلیس
 نے اس طور سے شہر آفتاب نما سے خروج کیا مع ازرننگ و چترنگ اور فلان فلان ملک سے
 غارت کیے کیونکہ ان ملکوں کے حاکموں نے اطاعت نہ کی تھی اور فلان فلان ملک اس کے ظلم
 سے بدین سبب محفوظ رہے کہ ان ملکوں کے حاکموں نے اطاعت کی چنانچہ بر جلیس مع لشکر
 کے یہاں بھی آیا صنوبر پرچہ و محرابیہ و اقبالیہ و امثالیہ کے حاکموں نے اطاعت کی اور مراد یہ اور
 حیرتیں کے حاکموں نے اسکا دین بہ خوشی قبول کیا شہر یقینہ کے حاکموں نے جو کہ یقین شہر کی
 طرف سے تھا اطاعت نہ کی شہر یقینہ برباد ہوا اب وہ کا فر خاسر میرے ملک پر آیا ہے میں کو اطاعت
 نہ کروں گا بلکہ مقابلہ کروں گا لہذا اطلاق تحریر کیا عرضی منظوم نے روانہ کی عرضی کے جواب کا بھی انتظار
 ہے اور ہر جلیس نے ہر کار سے روانہ کیے ہیں اسکو ہر کاروں کا انتظار ہے مگر ایک امر اور ملحوظ خاطر
 ناظرین والا نگین رہے کہ جب بر جلیس نے اقلیم خورشید پر شہر آفتاب نما سے کو بیخ کیا تھا تو
 بہت سے نامہ اطراف و جوانب میں اس مضمون کے روانہ کیے تھے کہ میں فرزند خداوند آفتاب
 ہوں یہ حکم خداوند میں نے خروج کیا ہے لہذا یہ خداے برحق اور مطلق ہے جو خداوند آفتاب کے دین
 کو قبول کرے گا وہ میرے ہاتھ سے امان پائے گا ورنہ میں سب پر کبر و غضب خداوندی نازل
 کروں گا اور دیکھ لو کہ میرے ساتھ فرزندان سابق خدا یعنی لقاور مرد و ثانی موجود ہیں اور میری نیا
 اور خداوند کی خدائی کو قبول کر چکے ہیں بس تم سب کو لازم ہے کہ جب تمھارے خدا زادوں نے
 میری اطاعت کی تو تم بھی اطاعت کرو آئندہ تم کو اپنے اپنے فعل کا اختیار ہے اگر خلافت تجرید
 کرو گے تو مزا پاؤ گے یہ نامے اس نے شتر سواروں کے ذریعے ان ملکوں کی طرف روانہ کیے تھے
 کہ جو جو ملک اسوقت تک زمر و پرست تھے اور ازرننگ پرست و لقا پرست و چترنگ
 پرست اور ازرننگ و چترنگ نے جن ملکوں کو مقابلہ کر کے اپنا مطیع و تابع بنا
 لیا تھا اور سب کا ازرننگ و چترنگ کو اپنا خدا جانتے تھے جن ملکوں کو ازرننگ نے
 اپنے تفسفہ میں کیا تھا اسکے باشندے ازرننگ کو خدا کہتے ہیں اور جن ملکوں کو چترنگ نے
 فتح کیا ہے اُنکے باشندے چترنگ کو خدا کہتے ہیں اور بہت سے ملک ایسے ہیں کہ جنکے باشندے
 لقا پرست ہیں اور بہت سے ملک ایسے ہیں کہ جنکے باشندے زمر و پرست ہیں ان سب
 ملکوں کی طرف بر جلیس نے حکم نامہ روانہ کیے تھے اور ازرننگ و چترنگ نے بھی انہیں
 ناموں کے ساتھ ایک ایک خط اپنی طرف سے تحریر کر دیا تھا کہ آگاہ ہو کہ ہم نے جلیس
 آفتاب پرست نامک و فرزند خداوند آفتاب کی اطاعت کی کیونکہ خداوند آفتاب
 خداے برحق ہیں اور جو عجائبات و نیرجانات خداوند آفتاب کی قدرت اور خدا کی بے دریغی

یہاں تک کہ کسی خدا کی خدائی نہیں سنی بس ہم کو ثابت ہو گیا کہ ہم نے غلط دعویٰ کیا تھا کہ ہم
 خدا ہیں اور ہمارے بزرگوں نے غلط دعویٰ کیا تھا سب خداوند آفتاب کے بندہ تھے اور بندہ
 ہیں جب کہ ہم نے اطاعت کر لی تو تم لوگ بھی اطاعت کر لو اور کوئی غدر نہ کرو آفتاب پرستی اختیار
 کرو اور جو کتاب نامہ کے ساتھ تھا اسے پاس پہنچنے اسکے موافق طریقے اور قاعدہ آفتاب پرستی
 کے رواج دو تھوڑی تحریر کو بہت جانو اور یہی کہتا ہوں کہ ہر نامہ کے ساتھ ایک کتاب بھی ملتی
 ہے جس میں یہ نامے ان ملکوں میں پہنچے جو جو ملک کہ از رنگ و چتر تک کے قریب
 ہوئے تھے ان ملکوں کے حاکموں نے جو اپنے ملکوں کے نامے ہر جیس کے نامہ کے ساتھ پڑے
 اور مضمون سے آگاہ ہوئے اسی دن سے ہر ایک نے آفتاب پرستی کو اپنے ملک میں
 رواج دے دیا تھا اور سب آفتاب پرست ہو گئے اور جن جن ملکوں کے حاکم تقاریرست و زور دست
 تھے جب ان کے پاس ہر جیس کے نامہ پہنچے اور وہ مضمون ناموں سے آگاہ ہوئے اور انکو زبانی
 نامہ بدو و نیز تحریر سے ہر جیس و از رنگ و چتر تک کے ثابت ہوا کہ ہمارے خدا کے غیر سے اور
 ہمارے خداوند کے نزدیک اس کے مطیع ہوئے ہیں بس ان سب نے بھی آفتاب پرستی اختیار کر لی چنانچہ
 اب پرست سے ملکوں میں آفتاب پرستی کو رواج ہو گیا جو جو ملک کے حاکم تقاریرست و زور دست
 و از رنگ و چتر تک پرست تھے سب آفتاب پرست ہو گئے رہ گئے اور اعلان
 بالظہر ہو گئے ان کے ماننے والے آفتاب پرست ہوئے انھوں نے طرف ہر جیس کے رغبت کی صرف
 اس خیال سے کہ جب میں خدا پرستوں کو غارت کر لوں گا کہ جنھوں نے تمام لوہوں کو برباد کیا اور سب
 خدا یوں کو تباہ کیا پھر سب کو عبرت ہو گی اور خود ہر ایک مذہب کے لوگ میری اطاعت کریں گے اور
 اس دین کو قبول کریں گے بدین سبب ہر جیس اور طرف متوجہ نہ ہو صرف تقاریرستوں و
 زور پرستوں کو اپنا مطیع کیا اور اہل اسلام پر لشکر کشی کر کے چلا تھا اب اسکے سرکار میں بہت
 سے مالک سے خراج آتا ہے اور وہ ہیکے آمد ہو گئی ہے آدم ہر طرف ہر جیس بدو و
 سمندر بہر مع لشکر کے فروکش ہے ہر کاروں کے انتظار میں اور منظم جادو و سمندر یہ میں
 بندہ دست سیاہ میں مصروف ہے اور ہر جیس کے نامہ کا انتظار ہے اور ہر ایک ملک سے جو کہ
 ہر جیس نے اہل اسلام کے اپنے قبضہ میں سے ہیں شتر سواران حاکموں کے نامے لیکر طرف
 نہ ملایں گے خدا دست صاحبقران میں روانہ ہو چکے ہیں یہ بھی خیال رہے کہ یہ جو ملک ہر جیس
 کے مطیع ہوئے ہیں ان سب کے حاکم رستم خان بدین گنجاب کی تحریر کے موافق ہر ایک ملک
 صاحبقران نے خلیفہ کو مع لشکر کے روانہ ہو گئے تھے اپنی اپنی طرف سے نائب مقرر کر کے
 یہ اعلیٰ ناموں نے ہر جیس کی اطاعت کی ہے ان سب حاکموں کا مع لشکر کے نہ طاق پر پہنچنا
 آئندہ تحریر ہو گا اب میں داستان ہر جیس کو اس مقام پر ترک کرتا ہوں اگر اہل مطیع کی طرف
 سے اجازت ملی تو جلد چہارم میں تحریر ہو گی ورنہ دفتر نہایت بے انت میں ہو گا اس دفتر کے بعد ہو گا
 کروں ناچار ہو گیا ہوں ورنہ میں ان داستانوں کو اس اختصار کے ساتھ نہ لکھتا ہر ایک کو
 تفصیل طور سے تحریر کرتا کوئی مقام ترک نہ ہوتا مگر اہل مطیع کے حکم سے مجبور ہو گیا اور جو
 و نولہ دل میں تھا وہ جاتا رہا اور دل کی آرزو دل میں رہ گئی کیا کیا جاے عالم مجبور ہی اگر ایسا
 نہ ہوتا تو ناظرین ملاحظہ فرمائے کہ میں نے کن کن مدیروں سے ان داستانوں کو الگ کیا اور

کیسے کیسے مقام بیان کیے وہ سب حوصلہ رہ گئے یہ خاکسار آپ لوگوں سے معافی کا خواستگار ہر معاف فرمائیے گا یہ حقیر ناچار ہر در نہ آپ لوگوں کو لطف حاصل ہوتا اور خدا چاہتا تو آپ لوگ بوستان خیال و ہوش ربا وغیرہ کو فراموش فرماتے اس دفتر کے روبرو مگر حکم بالوصاحب نے ناچار کر دیا یہی حکم ملا کہ اسی جلد میں تمام کرو بس جہاں تک ممکن ہوا اختصار کر کے لکھا اور مثل کھانص کے کاٹا ورنہ یہ دفتر لایق دید ہوتا ناظرین خیال فرمائیں کہ اس خاکسار نے بموجب حکم بالوصاحب دریا سے تا پیدائنا کو گورہ میں بند کیا ہوا اور اپنے امکان بھر کوئی مقام نہیں ترک کیا ہوا پندرہ شاید کوئی بات رہ گئی ہو تو آپ لوگ معاف فرمائیں کیونکہ میں مجبور ہوں اور خلعت معافی سے سرفراز کر میں یہ خاکسار آپ کی ترقی دولت و اقبال کی خداوند کریم سے دعا کرتا رہے گا اور یہ دل سے آپ لوگوں کا ہمیشہ شکر گزار رہے گا زیادہ کیا عرض کروں اب میں داستان برہنہ کو ترک کر کے حال سہراب ثانی تحریر کرتا ہوں اس شیریشہ صاحب حقانی کا مع اپنے والد نذر گووار رستم ثانی نامدار وجد عالی تبار امیرج نوجوان و قار و عمومی شہر بار ذی وقار کے پردہ نقاب سے ملع خزانہ طلسمی کے اور بارگاہ طلسمی کے پروردگار پر اگر صاحب حقانی کرنا اور برائے مقابلہ بدیع الملک طرٹ نہ طاق کے روانہ ہونا بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ داستان بڑے لطف کی ہے جب نظر میں کی نظر لیمیا اشہ سے گذرے گی تو نظروں والا نگین کو لطف حاصل ہوگا اور میری بیچورہ کوئی کچھ لطف ملے گا گو سوائے منفر خطی کے دوسری بات نہیں ہو گئی آپ لوگ قدر فرماتے ہیں بین بھی جو کچھ ذہن میں تھا جو آپ لوگوں کے روبرو پیش کرتا ہوں یہ آپ لوگوں کی مہربانی اور قدر دانی ہو کہ اسکو ملاحظہ فرماتے ہیں ورنہ میں اس قابل کتب تھا کہ میرا بکا ہوا آپ ایسے قدر دان اور صاحبان مرتبہ و عالی نعم ملاحظہ فرمائیں اور بجز خلعت تحسین و آفتون سے سرفراز کر میں یہ سب آپ لوگوں کی بندہ پروری و ذرہ نوازی ہو اور خداوند کریم کی عنایت ہو کہ مجھ ایسا بے علم اور بے عقل جاہل مطلق ہو گیا اور آپ لوگ ملاحظہ کیوں میں دست بستہ خدمت میں آپ لوگوں کے عرض پر دابر ہوں کہ اگر کوئی عیب یا نقص ہوا اسکو پردہ دل میں پوشیدہ فرمائیے گا کیونکہ میں بالکل بے عقل و بے علم ہوں اور آپ لوگ قدر دان ہیں اس سبب سے بے خوف ہوں کیا آپ لوگ اگر کوئی عیب بھی ملاحظہ فرمائیے تو اسکو پوشیدہ کر نیگیے اور اسکو حجاب دل میں مثل عروس کے جلد و نیلے پیر میری غرض کو لائق قبول نہیں ہو گا اگر آپ لوگوں کی ذات سے بڑی امید ہو بموجب مصرعہ کہ قبول انتہی ہے عز و شرف و اس میں عنان نیست مگر کو طرف مہندان داستان کے پھیرتا ہوں اور حال سہراب ثانی تحریر کرتا ہوں یہ قلم بہرہ بیان کلامان چھوڑیے بد سمند قلم کی عنان موڑیے بد ویکر سمند قلم کی میں موروں عنان بد سمند قلم کی داستان

اب دو کلمہ داستان جلالت عنوان سہراب ثانی بن رستم ثانی و شیریشہ صاحب حقانی
ملاحظہ فرمائیے غزل بجا ہے ساقی نامہ غزل

مردہ دل ہو گیا کیوں لا انزار دل	کس رشک گل کے لعل سے ہو گیا ہوا دل	دو لون کا حال ہو میری وقت میں ایک سر
مردہ دل ہو گیا کیوں لا انزار دل	ظالم کو عاشقوں سے کدورت ہو گیا دل	اب آن بظرت نہیں ہوتا غبار دل
مردہ دل ہو گیا کیوں لا انزار دل	کیا دل کا زرق ہو بھی پروردگار دل	امید کیا وفا کی ہو قلب کا نامہ دل
مردہ دل ہو گیا کیوں لا انزار دل	مردہ ہوا جو ساتھ ہمارے فراق میں	پہلو میں بھی بنا نیکی کے اپنے دہار دل

یہ مر رہا، عشق میں نالان میں حسرتیں
 اور بار بار یہی سبب انتشار دل
 گلیوں کے منکے روز یہ جنوائے عشق رہے

ارمان رو رہے ہیں بے حال نار دل
 مرنے کی اسکی سنتے تھے ہر ایک سے خبر
 مجھ پر چلے جو یاس کمین اختیار دل

سرگوشیاں جو کرتی تھو تم سے تمھاری
 دیکھا نہیں مگر کمین ہم نے قرار دل
 بھیت لپسندہ معنی خوش بیان

چنیں کرد نقش سخن را عیان + و مکر بیا بستنوا کر ہدم داستان + کہ باز آدم ہر سرد داستان + چہرہ علم کنندگان پر وہ
 قاف معنی و سر کنندگان عجائبات مضامین و سیاہان دشت صنمون و فتح کنندگان طلسمات بلاغت و مجاہدان
 میدان فصاحت و شمسواران عرصہ جلالت معنی و تہولان معرکہ مضامین اعوان جہالت کو شکست دیکر
 اس داستان جلالت عنوان کو صفحہ قرطاس صداقت اساس پر نوک قلم عنبرین رقم سے یوں خود وسطیہ کرتے
 ہیں اور پاسے قلم جلالت رقم سے میدان کو یوں طوطی کہتے ہیں کہ ناظرین! والا تمکین کو یاد ہو گا کہ داستان
 سحر عنوان اس مقام پر حقیر نے ترک کی تھی کہ سہراب ثنائی بن رستم ثنائی نے جو سے شد و بد سے طلسم
 چیل چراغ سلیمانی کو فتح کیا تھا اور بادشاہ طلسم ازور جاو کی دختر کے ساتھ عقد کیا اور حاکم مرحلہ کرد
 کی دختر کے ساتھ عقد کیا تھا اور یہ دونوں پر یان اس شیر سے حاملہ ہوئیں ہیں کہ جنکے بطن سے فرزند
 پیدا ہوئے جنکا ذکر دفتر نیرنگ قاف میں ہو گا یہ بھی تحریر کر چکا ہوں کہ سب حاکمان در بند و سیاہ
 و لشکر طلسمی اور ان مقاموں کے حاکموں کو ہمراہ لے کر کہ جن سے بروقت جاتے طلسم کے ملاقات
 ہوئی تھی و خزانہ طلسمی و بارگاہ طلسمی و مرکب و سفینہ طلسمی و اشی ہزار خفتان شب چراغی اور کل
 سامان طلسمی ہمراہ لیکر جڑے جاہ و چشم سے قلمہ یا قوت نگار میں اگر پہنچے تھے مع اپنے والد رستم ثنائی
 و شہر یار عم نادر و ایرج تو جو ان جہد عالی تیار کئے اپنے نانا اخضر پیر زاد و ان مضراب پر موسیقی بے
 تھے سب کو خوشی حاصل ہوئی تھی اور جشن ملوکانہ بپا کیا گیا اس خوشی کے سبب کہ جب اس جشن
 سے فراغت ہوئی تھی تو ایرج و رستم ثنائی و شہر یار و سہراب ثنائی اخضر پیر زاد سے پردہ و نیالی طر
 جانے کی اجازت مانگی تھی اخضر نے بڑے اصرار کے بعد اجازت دی تھی اور اسی طور کے مضراب
 پر ہی زوجہ رستم ثنائی نے اپنے فرزند سہراب ثنائی کو اور اپنے شوہر رستم ثنائی کو اجازت دی تھی
 اشدان سے محل کشاہی میں ہر ایک پر ہزار دو پری معموم تھی اور سہراب ثنائی نے تیاری لشکر کا حکم
 دیا تھا میں تحریر کر چکا ہوں کہ تیاری لشکر ہو رہی ہو اور سامان سفر کا بندوبست ہو یہ داستان اسی
 مقام پر ترک ہوئی تھی اب اس کے بعد سے تحریر کرتا ہوں یہ چند سطریں براے یاد ہی ناظرین تحریر
 کر دین ہیں تاکہ ناظرین کو یاد آجائے آدم بر سر قصبہ الخضر کہ جب سہراب ثنائی نے لشکر کو تیاری
 کا حکم دیا اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ تم بصورت انسان ہو کر اہل دنیا سے مقابلہ کرنا سب سے قبول کیا
 تھا اور یہ باہم طو ہو گیا ہے کہ رستم ثنائی و شہر یار و ایرج نادر تنہا پر نقاب ڈال کر ہمراہ رہیں گے
 اور سہراب ثنائی بھی نقاب پوش رہے بس ان چاروں بزرگوں کے لیے نقابین سرخ رنگ
 کی تیاری کئیں تھیں اسکا سبب یہ تھا کہ باہم یہ صلاح ہوئی ہو کہ اگر پردہ دنیا پر چلکر بدیع الملک
 سے مقابلہ کریں اور انکو ترک دین سہراب ثنائی کو صاحبقران قرار دین اور مقابلہ کریں تاکہ
 بخوبی امتحان ہو جائے اگر غالب آئیں تو باہمناے صاحبقرانی پر قبضہ کریں اور کل لشکر کے
 صاحبقران ہوں اپنی صاحبقرانی کے ڈنکے بجا ہیں چونکہ بدیع الملک سہراب ثنائی سے ورنہ
 نہیں ہیں گو یہ امر ضرور دیکھنے سے ثابت ہو جائے گا کہ یہ جوان اولاد حمزہ صاحبقران سے ہو کر
 یہ نہ معلوم ہو گا کہ کس کا فرزند ہو اور کون ہوا و فضل خداوند کریم سے تمام سامان صاحبقرانی سہراب

کے پاس موجود ہر طلسم کو فتح کر کے اسبابہر شان و شوکت مہیا کر لیا ہر ایک یہ شان و شوکت دیکھ کر
حیرت کر بکا اگر ہم لوگ نقاب پوش ہو گئے اور اسی طور سے ہمراہ ہو گئے تو ظاہر ہو جائے گا کہ انہیں میں
سے کسی کا فرزند ہوا اور یہ لوگ ہم سے مقابلہ نہ کر سکے عاجز ہو کر اپنے فرزند کو صاحبقران بنا کر لائے ہیں
اس حالت میں اچھی طور سے امتحان نہ ہو گا اور ایک کو دوسرے کا حال نہ معلوم ہو گا یہ امر طرہ ہو گا پھر
اسی طور سے رہنے کا کیونکہ غارت کرنا پڑے گی اور عالم اخفائین کوئی رعایت کی ضرورت نہ ہو گی اور
خوب دلون کے حوصلہ نکلیں گے اور مقابلہ ہونے لگی سبب سے نقاب پوشی کی صلاح ہوئی تھی
سوائے سہرا ب نہانی کے ایرج نوجوان وغیرہ نے نقاب پوشی کو اختیار کیا تھا جب یہ سبب
امر طرہ ہو چکے تھے اس وقت طیارسی فوج کا حکم ملا تھا لشکر دیو پر نیراد میں تیار رہ رہی تھی
کہ ایک دن یہ سبب شاہزادہ ایک مقام پر جمع کئے کہ سہرا ب نہانی نے رستم نہانی وغیرہ سے کہا
کہ ایک امر میرے ذہن ناقص میں آیا ہوا اگر آپ لوگ بھی قبول فرمائیں مجھے یقین ہے کہ فرزند قہسول
فرمائیے کار رستم نہانی وغیرہ نے فرمایا کہ ای فرزند بیان کرو تا کہ ہم بھی سنیں تب سہرا ب نہانی نے بیان
کیا کہ میری رات نے غلطی کی جو میں نے لشکر دیو پر نیراد کو تیار ہی کا حکم دیا یہ بالکل خلاف
شجاعت کیا کیونکہ ان لوگوں سے مقابلہ کا ہم کو قصد ہے کہ جن سے ایک کدش سے جنگ چلی
آئی ہو اور اگلے ہمراہ سوائے لشکر انسان کے دوسرا لشکر نہیں ہے پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ انسان
سے دیو پر نیراد مقابلہ کریں گو بصورت انسان ہو کر مقابلہ کرے مگر جب یہ امر سب پر ظاہر ہو گا
کہ یہ صاحبقران پردہ کائنات سے لشکر دیو پر نیراد لیکر آیا تھا اور اس لشکر نے انسان سے مقابلہ
کیا اور فتح پائی ہر ایک یہی خیال کرے گا کہ انسان کیونکر دیو پر نیراد سے لڑ سکیں ماسی سبب سے
شکست ہوئی ہر ایک کو اس وقت ہماری شجاعت اور جواغردی میں شک ہو گا اور ہر ایک
انکشت نما کرے گا تو وہ کام کیوں کیا جائے کہ جو دشمنوں کو موقع کلام کا ملے دوسرے جد عالی
مبار نے اکثر بیان فرمایا ہے کہ صاحبقران اول کے تابع فرمان تمام دیوانہ مات کئے اور ہر مرتبہ
یہی خواہش کرتے تھے کہ آپ ہم کو حکم فرمائیں تو ہم بھی سب کافروں کو ہمارا کردین اور پناہ نہ دیں
مگر آنحضرت نے قبول نہ فرمایا اور یہی فرمایا کہ میں کیونکر تم کو حکم دوں کہ تم ان لوگوں سے مقابلہ
کرو کیونکہ یہ انسان ہیں تم دیو پر نیراد ہو میں ہی انکو شکست دوں گا میری شجاعت و جرات جو انکی
و صاحبقرانی کے خلاف ہے بلکہ کئی مرتبہ ملکہ قریشیہ سلطان خیر صاحبقران و ملکہ عالیہ آسمان
پر ہی لشکر کے نران دیو پر نیراد کا ایک پردہ دنیا پر کثرت لے گئیں مگر صاحبقران نے انکی ملک
کو قبول نہ فرمایا اور مع لشکر کے واپس فرمایا جب کہ میرے جدا مجھ نے دیو پر نیراد کی ملک کو مقابلہ
کفار کو ارادہ کیا تو مجھ کو بڑیا ہے کہ میں دیو پر نیراد کا لشکر ہمراہ لے کر پردہ دنیا پر جاؤں اور خدا
پر شہن کو انکے ہاتھ سے قتل کروں میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ لشکر کی کچھ ضرورت نہیں ہے
حضرت کل اسباب طلسمی اور بارگاہ و خزانہ طلسمی اور ان لوگوں کو ہمراہ لے کر میان سے کثرت لے
پر وہ دنیا پر لے چلیے کہ جن کو میں نے فضل خدا سے طلسم کو فتح کر کے رہا کیا ہے اور قوم انسان
تے ہیں کیونکہ ہم اور وہ لوگ کہ جن سے مقابلہ کا قصد ہے ایک ہی ہیں اور ایک خانہ ان سے
ہیں با ہم سمجھ لیں گے کیونکہ ایک ہی باغ کے مثال ہیں اور ایک ہی کاٹن شجاعت کے گل
انارہ اور ایک ہی نخل جرات کے ثمر اور ایک ہی صفت نجابت کے گوہر ہے بہادریت

بین کوئی مقام اعتراض کسی کو نہ ہو گا اور لشکر دیوار کے برابر ہونے سے سب کو مقام اعتراض ہو گا اور شجاعت
 بین فرق واقع ہو گا اگر خداوند کریم کو ہمارے شان و شوکت و ترقی اتھال و دولت فرمانا ہو تو وہ سبب الہی
 کوئی ایسی صورت پروردہ دنیا پر اپنی قدرت سے مہیا کر دے گا کہ سب سامان شوکت موجود ہو جائے گا
 اور بین کو سب صاحب قرانی کو ہر طرف بجاؤنگا اور سب میری اطاعت کریں گے اور تمام عالم میری قبضہ
 ہو جائے گا مثل میرے جہاں مجد حمزہ صاحب قران کے اگر انکی مشیت بین یہ امر نہیں ہو تو کچھ بھی کہ ہو گا
 اگر تمام عالم بھی شراکت کرے گا تو بھی سوا اس کے حکم کے جو ہم سب کے بارے میں اسنے بروز ازل
 تحریر کر دیا ہو کچھ نہ ہو گا لشکر دیوار پر بڑا کیا کرے گا سوائے بدنامی کے کچھ فائدہ نہ ہو گا اگر والد بزرگوار
 جو خط پیشانی ہو وہ پیش آئے گا لشکر دیوار پر بڑا کر کے جاتے کی میرے نزدیک کوئی حاجت نہیں ہو
 خیال فرمائیے کہ انکی مشیت بین جاری ہو چکا تھا کہ آپ پروردہ قات بین تشریف لائیں اور بین پیدا
 ہوں اور ہم نامدار بھی بہانہ آئیں اور بین سے ظلم ہوں آپ کا غلام طلسم فتح کر کے آپ کو کون کو رہا
 کرے اور اسے جد عالی ہمارے لئے خیال فرمائیے کہ کہاں پروردہ دنیا اور کہاں پروردہ قات کہ ہر سو گنا
 راستہ ہو مگر اسنے کسی قدر اپنی قدرت سے آسان کیا اور کیا سبب پیدا کیا مقام غور یہی کہ جد عالی ہمارے
 صاحب قران ثانی کے طرف خانہ نعیم کے تشریف لے جاتے تھے مگر انکی مشیت بین یہ نہ تھا بھی ہمارے
 جد عالی ہمارے کفارشی بین مشرقت رہنا تھا اور ہم کو انکی زیارت سے مشرقت ہونا تھا اور جد بزرگوار
 کے مقدر بین تکلیف بدی تھی اسکا یہ سبب پیدا کیا کہ ساحرون نے اس صحرا بین آگ لگا دی کہ جہاں
 صاحب قران فروکش ہوئے تھے اور اس آتش خیزان سے ساحر جہنم کو اڑا کر اٹھا لائی اور پروردہ قات
 بین لا کر طلسم بین مقیم ہو گئے خداوند کو ہم کو منظور ہوا کہ اب یہ رہا ہوں اور جو ملک کہ پروردہ قات بین ہیں وہ
 انکے باشندے کا فرہین وہ سب اسلام آباد ہوں اور زیر دستان قات سست ہوں اور مسلمان ہوں
 اسکا سبب یہ پیدا کیا کہ یہ امر انکو ناگوار ہوا کہ کیوں صاحب قران ثانی سے بدلع الملک کو صاحب قران
 کیا آپ اس رنج و صدمہ کی برداشت نہ لا کر اور حکم صاحب قران سے مجبور ہو کر فقیر ہو گئے سب ملت
 و شہرت کو ترک کیا لشکر کو خدا کے بھروسہ پر چھوڑ دیا کہ وہ تنہا اس فقیری سے آراستہ ہو کر نکلتے اس کی
 مشیت بین یہ امر جاری ہوا تھا کہ انکے ہاتھ سے عالم فقیری میں بھی ایک ملک اسلام آباد ہوا اسنے
 اس امر کو یوں ظاہر کیا کہ اپنی قدرت کا لہجہ کو شہر زین حصار میں پہونچا دیا اپنے دیوان جا کر عالم
 فقیری میں ایک پہوان زبردست ازرباب پرست کو قتل کیا سب آپلے مرید ہوئے آپلے لیے گوشہ
 عافیت بیرون شہر بموجب آپ کے حکم کے قرار دیا آپ دیوان تشریف فرما ہوئے اپنے رشتہ رشتہ اس شہر کو مع
 بادشاہ شہر اور اہل شہر کو مسلمان کیا سب نے اپنی غلامی میں کمر کسی اور آپ کے حکم سے سرتابی نہ کی یہ امر بھی
 وہ بروز ازل تحریر کر چکا تھا کہ آپ پروردہ قات بین تشریف لائیں اور دیوان قات کو قتل کریں جو کہ کافر
 ہیں اور آپ کا عقد ہمراہ دختر بادشاہ پنجم قات کے ہو اور بین پیدا ہوں اسکا طریقہ یہ ہوا کہ دیوانان سے
 سالار بادشاہ اپنے مالک یعنی ہو گیا اور اپنے مالک پر لشکر کشی کی دیوانان کے مقدر بین کافر ہو
 اور قتل ہونا تھا عالم کفر میں وہ یعنی ہو گیا اور آقا زادی سے موعوے عشق کیا ہے مقابلہ ہوئے جب
 بادشاہ پروردہ پنجم قات پریشان ہوا اسنے اپنے وزیر سے فرمایا کہ کس طور سے اس بلا سے نجات ہوگی چونکہ
 وزیر بادشاہ پنجم بے بدل عامل با عمل تھا طریقہ حل سے دریافت کر کے بادشاہ سے کہا کہ ایک شاہ تمام
 پروردہ دیوانان پر بین اور وہ خاندان مرزہ قات سے ہیں جب تک وہ یہاں نہ آئیں اس دیوان کے ہاتھ سے

انجمن نہ ملے کی اور آپکی دختر کی شادی بھی انھیں کے ساتھ ہوئی اور ایک فرزند پیدا ہو گا کہ جو بڑا بہادر اور
 جوانمرد ہو گا پس اخضر پر نرود نے وزیر سے یہ تمام بات سکونت کا دریافت کر کے آپکو اکھوا منگوایا اپنے
 یہاں تشریف لا کر دیو کو شکست دی اور جب آپ نے خاندان کا حال ظاہر ہوا بادشاہ نے میری والد کو اپنی
 کنیزی میں دیا اسنے اس دیو کو ایسا پریشان کر دیا کہ کرسنے اپنے آپ کی اطاعت کی چنانچہ میں پیدا ہوا اسنے مگر
 کر کے آپکو اسیر طلسم کیا اور پھر لشکر کشی کر کے اخضر پر نرود آیا پھر اخضر پر نرود نے وزیر سے وہی سوال
 کیا وزیر نے پھر راجہ کر کے کہ اسے یہ تمام سچا ہے بادشاہ نے صاحب شریف فرمایا میں وہ بھی اسی
 خاندان سے ہیں جب تک اسوہ نہ آئے اسوقت تک یہ دیو کا جز نہ ہو گا چنانچہ غم نا مدار نے جب
 اپنے نظریہ ہو جانے کی سبب سے خود کو بھی بل لشکر خیر سنی بنی تو وہ بھی کتب کو بدو ن اطلاع کے
 لباس فقیر عورت سے آراستہ ہو کر گئے تھے اور اتفاق سے اس شہر زرین حصار پر اس وقت آکر پہنچے
 تھے کہ جب زرنگار شاہ برادر زرومان مہاجدار لشکر کشی کر کے اپنے بھائی پر آیا تھا اور خوشید تاج گہ
 یعنی زرنگار شاہ کا شریک ہو گیا تھا دونوں نے زرومان مہاجدار کو پریشان کیا تھا اور یہی کہتے تھے
 کہ تو دین اسلام تک کروہ مرد با خدا نکار کرتا تھا اور قلعہ بند تھا اگر غم نا مدار نہ پہنچتے تو وہ مرد خدا
 ہوتا اور سب اہل شہر اور وہ ملک بھر کفرستان ہو جاتا مگر خداوند کریم کو تو یہ امر منظور نہ تھا بلکہ
 ان دونوں کے مقدر میں مسلمان ہونا تھا دوسرے ایک جوان اولاد صاحب قرآن سے کہ جس کا نام
 اسد ثنائی ہوا ان کافروں کی فہم میں تھا اسکی بھی رہائی کا وقت آگیا تھا خداوند کریم نے غم زرگوار
 وعین وقت پر پہنچا دیا تھا آپ نے اس عالم فقیری میں ان دونوں کو شکست دیکر اسد ثنائی
 کو رہا کیا اور ان سب نو مسلمان کیا زرومان کو ان کے شر سے بچا خدا پکایا اور فقیر ہو کر اسی تکیہ
 پر بیٹھے کہ حیاں آپ تشریف فرما ہوئے تھے زرومان وغیرہ اسی طریقہ سے انکی بھی خدمت میں
 مصروف تھے جیسے کہ آپ نے سنا تھا برتاؤ کرتے تھے بس دیو طیران انکو بھی وہاں سے حکم اخضر پر نرود
 آٹھا لایا کیونکہ ان بزرگوار کے بھی ہاتھ سے بہت سے دیوان قات کی موت تھی اور حرا و شفا و
 شجاعت کا انکے بھی یہاں شہرہ ہوتا تھا غم نا مدار نے یہاں تشریف لا کر دیو ہا مان کو شکست
 دی اور اپنا مطیع کیا اسنے مگر سے اطاعت کی اور مکر میں مصروف ہوا کہ کسی مدبیر سے انکو بھی
 اسیر طلسم کر دین ایک امر اور مشیت ہا زوی میں جاری ہو چکا تھا کہ مجھ میرے غم نا مدار فنون
 سپہ گری کی تعلیم فرمائیں پس کیونکہ انکا یہاں آنا نہ ہوتا غم نا مدار نے مثل اپنے فرزند کے مجھ
 پرورش فرمایا اور سب فنون سپہ گری سے آگاہ فرمایا چونکہ مقدر میں غم نا مدار کے بھی تہید
 طلسمی برپا تھی دیو ہا مان نے یہاں مکاری کر کے اسیر طلسم کیا دیو ہا مان کے قضا میرے ہاتھ
 سے بھی ہوئی تھی لشکر کشی کر کے آیا میں نے بفضل خدا وہ بددینارگان دین و بائباں آپ لوگوں کے
 اسکو قتل کیا تھا و کفر و بدعت کو منہدم کیا خارستان کفر سے پردہ قامت پنجم کو پاک و صاف
 کیا اور قلعہ بھی طلسم چرخ سلطانی کا یہ ایک غامض تھا بہ بددینارگان دین اسکو فتح کیا اور
 آپ لوگوں کو رہا کیا اور حد عالی دقار کی نیابت سے مشرف ہوا اور فضل خدا سے سامان
 شان و شوکت و شہرت جو کہ میرے لایق تھا طلسم کو فتح کر کے حاصل کیا اور اپنے سب غزنیوں
 سے آکر ملا خاں احمد اس بیان سے یہ تھا کہ ان واقعات کی کسی کو بھی خبر تھی اور لوئی بھی آگاہ تھا جو
 پردہ غیب سے عالم علوی میں آئے اسی طریق سے نہ معلوم اسنے کیا تحریر فرمایا جو اسکی ذات پر تیرے زاریہ

وہ ضرور اپنی قدرت کا بلکہ سے یہ بھی سامان مہیا کر دے گا خیال فرمائیے کہ مقابلہ کن لوگوں سے ہرگز جن سے ہمیشہ سے ایک قسم کی چشمک چلی آئی ہو بس وہ کام کرنا زیبا ہے تاکہ جب مقابلہ ہوا اس وقت کسی قسم کے آنکھیں نہ ہوں اور کوئی موقع انکو طعنہ زنی کا نہ ملے خداوند کریم کو اگر منظور ہو گا تو بلا غلطہ فرمایا جیے گا کہ کس قدر جلد سب سامان مہیا ہو جائے گا اور اس طور سے کہ جس کا کوئی سامان و مکان بھی نہ ہو گا اور تین لفظ خداوند کریم وہ عنایت ان رحیم وہ بدد بزرگان دین و با قبیل آپ صاحبون کے مثل اپنے جدا نجد کے کوس بکتائی کو بجاؤنگا اور شان صاحبقرانی کو بلند کرونگا آئندہ جو آپ کی مرضی میں آپ لوگوں کے خلاف حکم نہیں کر سکتا ہوں جو امر میرے ذہن ناگھس میں آیا میں نے عرض کیا آپ لوگ جہاں دیدہ ہیں اور میرے بزرگ ہیں میں ہر طرح سے خرد ہوں یہ جو پھر عزت و تکریم سب آپ ہی لوگوں کا صدمہ ہے اور آپ سب صاحبون کی دعا کی برکت ہو رہی میری بھی یہ لیاقت تھی کہ یہ سامان مہیا کر سکتا ہوں کار سازی کی عنایت کا حیلہ ہے جب اس طور سے سمجھتا ہوں مٹائی نے یہ تقریر کی اور اپنے کلام کو ختم کیا ایرج نابدار و شہر یار عالی وقار و رستم عالی تنہا رہے شہر پیشہ صاحبقران کو گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دے اور بہت تعریف فرمائی اور فرمایا کہ ای فرزند محمد نے بڑی دانائی کی بات بیان کی گو یہ امر ہم سب کو ناگوار تھا کہ لشکر دیود پر بڑا دے کر پردہ دنیا پر جا لیں اور بدیع الملک سے اس لشکر کے ہمراہی لے مقابلہ کرین مگر بہت بھاری خوشی کے ہم نے تم سے نہیں کہا بلکہ ہم سے اپنے مقام پر بخیر کر لیا تھا کہ جب پردہ دنیا پر پہنچ جائیے تو تم کو سمجھ کر اس لشکر کو واپس کر دیں گے ای فرزند جو پھر تم نے اس وقت ہم سے بیان کیا بہت درست اور ٹھیک ہے کوئی حال غیب سے بھی آگاہ نہیں ہو سکتا ہے جو اسکی مصلحت ہوتی ہو رہے ہوتا ہے وہ ہمیشہ اپنے بندوں کی بہتری اور اچھائی کی تدبیر فرماتا ہے اسکی جانب سے کار نیک کی ہم کو ہدایت ہوتی ہے اور جو کار بد ہم سے سرزد ہوتی ہیں یہ ہماری نفس امارہ اور وسوسہ شیطانی کی کوشش ہے درہ کار بد کی ہدایت خدا کی طرف سے نہیں ہوتی اسی لیے کہ اسے ہر ایک کو عقل و فراست عطا فرمائی ہے تاکہ اسے ذریعہ سے ہم دریافت کر لیں کہ یہ کار بد ہے اور یہ کار نیک ہے اور اسنے انبیاء و اصحاب خلق فرمائے تاکہ وہ ہم سب کو ہر ایک امر سے آگاہ کر دیں اور ہم کو ٹھیک راہ کی ہدایت کر دیں اسنے علم سے کوئی نہیں آگاہ ہو سکتا ہے کہ اسنے اپنے بندہ کے مقارن میں لیا کیا راضین اور نیکیان تحریر فرمائی ہیں اب تم کو مناسب ہے کہ یہاں سے چلنے کا بہت جلد بند و بست کرو اور لشکر کو منع کر دو کہ وہ سامان سفر نہ لے کرے اور حاضر ہر بڑا اپنے ناتا سے چل کر اجازت لو اور چلو نہ معلوم وہاں پردہ دنیا پر کیا گذری اور بدیع الملک آج کل کہاں ہیں اور تم سب کے ملازمین اور سرداروں کے ساتھ آکھوں نے کیا برتاؤ کیے ہیں اور کس ملک پر کفار سے ملے ہو کر رہے ہیں سمجھنا اب تم نے عرض کیا حضور اس غلام کو اس امر کا خیال آیا کہ بدیع الملک نے جو ان کو کہ اب صاحبقران ہیں انکے بزرگوں سے اور میرے بزرگوں سے ایک طور کی چشمک ہے اور چشمک کے سبب سے کسی نے انکے صاحبقران کو سننے خوشی نہ ظاہر کی بلکہ صدمہ ہوا اب مجھ کو انھیں سے مقابلہ کرنا ہے اور انکو صاحبقران مٹانی اپنی طرف سے تمام عالم کا صاحبقران کر لیتے اور سب لشکر اسلام پر انکو حاکم فرمایا اور نقشب صاحبقران کمالیث سے ملقب فرمایا سب اثاثہ صاحبقرانی وہاں ہے صاحبقرانی انکو مرحمت فرماتے و مالک اسم اعظم بھی ہیں اسی سبب سے میرے بزرگ و بزرگوار اور انکی اطاعت نہ کی کہ ہم اور وہ برابر ہیں اور بارگاہ میں ہم مرتبہ سے اب انکی اطاعت کرین و نہ

حکم صاحبقران ثانی سے انحراف بھی منظور نہ تھا فقیری اختیار کی اب محکوم لازم ہو کہ ایسی شان و شوکت و
 شکست بدو خدا سے پیدا کروں کہ بد بیع المملک کے ہم مقابلہ ہو جاؤں اور صاحبقرانی کا دعویٰ کر کے
 بزور قوت لقب صاحبقرانی واثاثہ صاحبقرانی حاصل کروں تاکہ تمام عالم کو معلوم ہو کہ یہ صاحبقران
 ہے اسنے مثل حمزہ صاحبقران کے صاحبقرانی حاصل کی اس سے کیا ہوتا ہے کہ ایک نے صاحبقران کر دیا
 مزار یہ ہو کہ سب کی زبان پر جاری ہو کہ یہ صاحبقران ہے انکو تو صاحبقران ثانی نے صاحبقران کیا ہے انشاء
 اللہ تعالیٰ یہ بدو خداوند نیردان و باقبال بزرگان ہیں بقوت بازو و مجہ صاحبقرانی کو حاصل کر دینا اور
 اپنے بزرگوں کو خوش کر دینا فضل خدا اور اسکا کرم شامل حال ہونا چاہیے آپ لوگ اطمینان رکھیں
 میں پرسوں تک یہاں سے مع کل سامان کے کوچ کر دینگا اب آپ لوگ میرے ہمراہ پاس اخضر ہر زاد
 کے تشریف لے چلیں اور میں بھی ان سے اجازت طلب کروں آپ میری سفارش فرمائیں رستم ثانی
 کو بھیج دے فرمایا کہ سیم اللہ چلو راوی بیان کرتا ہے کہ یہ چاروں شاہزادہ باہم صلاح کر کے پاس اخضر ہر زاد
 کے تشریف لائے یہاں اخضر ہر زاد دیوان خاص میں تشریف فرما تھا چند مغز سرداران حاضر تھے
 صاحبقران کی تعریف ہو رہی تھی اور ایرج نامدار و شہر یار عالیو تار و رستم عالی تبار کی صفت و ثناء سب
 کر رہے تھے اخضر سرداروں سے یہ کہہ رہا تھا کہ گو میرا دل نہیں چاہتا ہے کہ یہ لوگ یہاں سے تشریف
 لے جائیں کیونکہ ان کے قدموں کی برکت سے یہ ثمرت ہم کو حاصل ہو رہی ہے اور میری جان و آبرو سب
 پر ہے پروردگار کوئی ایسا نہ تھا کہ دیوان کو قتل کر لیا یا شکست دیتا اگر یہ لوگ نہ آئے مگر ناچار ہوں کہ
 وہ لوگ راضی نہیں ہوتے ہیں خصوصاً فرزند امجد سہراب ثانی کو بہت اشتیاق ہے پردہ دنیا کا
 میں منع بھی نہیں کر سکتا ہوں مجھ پر جبر کرنا ہوں اور یہوں اسی خیال میں مبتلا رہتا ہوں کہ ان
 صاحبوں کے تشریف لے جانے کے بعد کسی دیوسرکش نے پھر سرکشی کی تو کون مقابلہ کرے گا کیونکہ اب
 سب سردار میرے ضعیف ہو گئے ہیں علاوہ ضعیف ہو جانے کے جب کہ جوان تھے تو کیا کر سکے دیوانان
 نے پریشان کر دیا راتوں کی نیند اس خیال سے اڑ جاتی تھی دوسرے جب یہ خیال آتا ہے کہ یہ لوگ مجھ سے
 جدا ہو جائیں گے مجھ پر جبر کرنا پڑے گا تو اور طبیعت پریشان ہوتی ہے اور سردار بھی کیا تدبیر کروں وہ جواب
 دیتا ہے کہ اگر جہاں پناہ سوائے صبر و جبر کے کوئی چارہ نہیں ہے کیونکہ لوگ ولادہ صاحبقران ہیں جو زبان
 سے کہتے ہیں وہ کرتے ہیں بنور پردہ دنیا پر جا بیں گے اب یہاں انکار ہنا محال ہے اگر آپ اجازت دے گئے
 باغ دیتے وہ ناخوش ہوتے اور بدون اطلاع چلے جائے اسوقت آپ کو اور زیادہ صدمہ ہوتا آپ نے
 قولہ قاف ثانی سلیمان امیر حمزہ صاحبقران کا حل سماعت فرمایا ہو گا کہ جب وہ پردہ قاف میں تشریف
 لائے تھے اور سب بزرگستان قاف کو زیر کیا تھا کہ جسکے سبب سے رزلزلہ قاف لقب ملا بادشاہ قاف
 نے اپنی دختر نیک اختر ملکہ آسمان پیری کی شادی حمزہ صاحبقران کے ہمراہ کر دی وہ آسمان پیری
 کہ جسکے حسن و جمال کا کھمرہ تمام پردہ قاف میں بھل کر کوئی پیری اس ملکہ کے برابر قاف میں نہ تھی مگر
 جب صاحبقران کو پردہ دنیا کا خیال آ گیا پھر نہ رگے لاکھ لاکھ تدبیر کی آسمان پیری نے مکر وہ نہ راضی
 ہوئے آخر ناخوش ہو کر چلے گئے پھر لاکھ لاکھ ملکہ آسمان پیری نے کوشش کی کہ راضی ہوں مگر انکی وہ
 از ررگی بر طر نہ ہوئی پس جب کہ یہ لوگ اسے تک مزاج ہیں اور اپنے محسن بھی ہیں ایسی حالت میں اپنے
 دوست دلی کو ناخوش کرنا یہاں نہیں ہے جو انکی مرضی ہو وہی ہمتی اور اسب ہی میرے نزدیک مناسب ہے کہ
 ملکہ کو بھی سمجھائے کہ وہ بھی صبر فرما دیں اور آپ بھی صبر فرمائیے کیونکہ صبر و خلد و تدبیر کو بھی پسند ہے دوسرے

اس امر کا بھی خیال ہو کہ یہ افر خالق برحق کو ناگوار نہ ہو کہ میرے بندے تو بڑے جہاد پر درہ دنیا پر جاتے ہیں میرے
 دین کے رواج دے گا وہ ایک لمحے میں ہونے میں منع و منع کرنے میں صبر نہیں کرتے ہیں بس کوئی ایسی صورت ہو کہ جدائی
 واقع ہو تو کیا کیجیے گا جیسا کہ آپ نے کتابوں میں ملاحظہ فرمایا ہو گا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت
 یوسف علیہ السلام کو بہت عزیز رکھتے تھے ایک دم کی جدائی ناگوار تھی گو بیٹے تھے مگر یہ امر خداوند کریم کو ناگوار
 ہوا اور پدر و فرزند میں کیسی مفارقت پیدا کی کہ برسوں جدائی رہی اور حضرت یعقوب علیہ السلام رنج و
 غم فرزندین روتے روتے نابینا ہو گئے انکی مشیت پر شاگرد ہنا بہت عمدہ بات ہو آئندہ حضور کو اختیار
 غلام کی جو اسے بین آیا عرض کر دیا اخضر پر نیراد نے جواب دیا کہ اے درویش تم نے بہت منہ سب کلمہ کہے وہی
 سوائے صبر کے کیا چارہ ہیں سفر اب کو چھی بھاد و نگا اور بھجا دیا ہو وہ بھی نہ رو سکے گی یہاں یہ گفتگو ہو رہی
 تھی کہ دیکھا سامنے سے شاہزادہ سہراب ثنائی مع رستم ثنائی و ایرج نوجوان و شہر یار عالی شان کے چلے
 آئے ہیں اخضر پر نیرادہ کو نو اسہ اور حویش کو دیکھ کر تاب نہ رہی بقیہ رہے اسندیر سے اٹھ کر ان سب
 کی طرف چلے ان شاہزادوں کی جو نگاہ چڑی اور دیکھا کہ بادشاہ ہم کو دیکھ کر اٹھے اور ہماری طرف آئے ہیں
 بادشاہ کا اٹھنا تھا کہ سب حاضرین جلسہ اٹھ کھڑے ہوئے تھے اور ہمراہ بادشاہ کے چلے گئے کہ رستم ثنائی
 نے یہ دیکھ کر او قدم بڑھا کر کہا کہ آپ کو ہم سب کو محبوب فرماتے ہیں اور سہراب تو انکا خرد ہون اس
 تکلیف کی کیا ضرورت ہے میں تو خود حاضر خدمت ہونے کو آیا مجھ کو آپ کی تعظیم لازم ہے نہ کہ آپ کو رستہ ہلا
 کر اور بھائی شہر یار ہاں انکی جو کچھ عزت فرمائیے وہ بھائی اخضر پر نیراد نے جواب دیا کہ مجھ کو آپ سب جوں
 کی تعظیم و تکریم واجب ہے کہ آپ لوگ میرے محسن ہیں فضل خدا اور آپ لوگوں کی مدد سے میں نے پنجہ اجل
 اور دست ظالم سے نجات پائی مجھ کو فخر کرنا زیبا ہے کہ میں نے ایک کنیز آپ کی خدمت میں دے کر آپ سے
 سلسلہ قرابت حاصل کیا اور صاحب قرآن کے غلاموں میں شامل ہوا گو میں بادشاہ ہوں اور آپ کا بزرگ
 ہوں مگر اصل بادشاہ آپ ہی لوگ ہیں اور یہ حکومت و سلطنت مجھ کو آپ ہی لوگوں کی دی ہوئی ہے ورنہ میں
 کب اس لائق تھا اور یہ جو کچھ میری عزت و آبرو و توقیر ہے یہ خداوند کریم نے آپ کے سبب سے عنایت
 فرمائی ہے کیونکہ میں نے آپ کی خدمت کی یہ عزت مجھ کو ملی اس پر بھی جو خدمت کہ لائق کرنے کے تھی اور
 جیسی چاہیے تھی اس غلام سے نہ ہو سکتی یہ کہہ کر اخضر پر نیراد نے رستم ثنائی کو گلے سے لگایا شہر یار و ایرج نوجوان
 کے ہاتھوں کو بوسہ دیا سہراب ثنائی کو گود میں اٹھا لیا پیشانی پر بوسہ دیا بہت عزت و آبرو سے لاکر سبکو
 مقام صدر پر بٹھایا ایرج نامدار نے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے برابر بٹھالیا سب سردار ادب سے سامنے بیٹھے
 جب سب بیٹھ چکے اس وقت اخضر پر نیراد نے حکم دیا کہ پر نیرادان تمام حاضر ہو کر اسوقت کچھ دل کو خوش
 کرین کچھ گائیں کیونکہ ہمارے آقا و سرپرست اسوقت تشریف لائے ہیں رستم ثنائی نے فرمایا کہ آپ
 یہ کیا فرماتے ہیں ہم سب آپ کے خرد ہیں سوائے والد نر گوار کے ان سے اور آپ سے برابری کا رشتہ
 ہے بلکہ آپ ہمارے سرپرست اور بزرگ ہیں اسے کلام کر کے آپ ہم کو محبوب فرماتے ہیں اور صحبت رخص
 و سرود کو اسوقت معطل فرمائیے ہم کچھ آپ سے کہنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں اسکو سماعت فرمائیے اخضر پر نیراد
 نے جواب میں فرمایا کہ اسوقت میری خوشی یہ ہے کہ کچھ گانا بونا کہ جو کلفت میرے دل میں ہے وہ
 ہر طرف ہو جائے اور پھر دیر تو غم غلط ہو چلو ہم غم کے لیے پیدا ہیں اور غم ہمارے لیے پیدا ہے
 سوائے صدمہ و رنج کے اور کیا ہم کو خوشی نصیب ہو گی یہ صحبت اسوقت کی نعمت ہے نہ معلوم زمانہ
 کیا گردش کرے اور تقدیر کیا کہائے بقول شاعر شعر غنیمت جان لے مل بیٹھنے کو جدائی کی گھڑی سر پر گھڑی ہے

اور کسی اہل زبان کا بھی ایک شعر مجھ کو یاد آیا ہے شعر غنیمت فتنہ صحبت دوستان ہمارے گل پہنچ روز سنت درلوستان
میری خوشی یہ ہے کہ کچھ دیر تو گانا سماع سے فرمایا پھر بعد اسکے جو کچھ آپ کو فرمانا ہے فرمائیے گا میں اس کو
بجاولاؤں گا کیونکہ میں آپ کو ناراض نہیں کر سکتا ہوں آپ کی خوشی سے ہم کو بھی خوشی ہے جو مرضی آپ کو ہوں
کی ہوگی میں اسی پر عمل کروں گا یہ جو احقر پر نیراد لے گیا ایرج نامدار نے فرمایا کہ ہم کو بھی آپ کی خوشنودی
سے غرض ہے بسم اللہ جو آپ کی مرضی یہ تقریر ختم نہ ہوئی تھی کہ پر نیراد ان حوزہ جمال مع ساز و سامان کے حاضر
ہوئیں سامنے مواد بکری ہوئیں تھیں جب باہم گفتگو ہو چکی سب نے جھک جھک کر سب کو مجرا و سلام
کیا احقر پر نیراد نے حکم فرمایا کہ ہاں کچھ گاؤں یہ حکم دینا تھا کہ سازندوں نے ساز ملائے ایک پر ہی سے جو
کہ بہت طوطی و شنگ مٹی گت ناچتی شروع کی ایسی ناچی کہ مطربہ فلک کو اس کے حال پر وجد ہوا اور ہر درہ
دیوار سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوئی احقر پر نیراد وان شاہرا دون و نیز سب حضار جلسہ نے
بہت تعریف کی اور بہت کچھ اس کو انعام دیا وہ سامنے بیٹھ گئی اور یہ غزل فدا حسین صاحب خوشنویس
کی شروع کی غزل

<p>جو ہم ابرو کمانوں کی گلی میں جا سکتے ہیں ہمارا کئی جہان زنجیر توڑی دشت میں ہوئے تھارے چرے آخر کیا ممنون غیر دن کا تولائے علی گو یا تو لائے محمد ہے خبر عاشق کے مرنے کی جو انکے کان میں ہوئی تھارے سحر میں جو گوگردنا ہم پر تھی گذری اکیس اس اندھیری رات میں کھر کو نجاؤ تم سیحاک دوا بے سود ٹھہرا کمان ابرو</p>	<p>اول صد چاک پر جہازن طرف سے تیر چلتے ہیں تیرے دیوانے پھر کس کے بٹھالے سے بیٹھتے ہیں کوئی کروٹ بدلوائے تو ہم کروٹ بدلتے ہیں تیرے ہونٹوں کے وہ منزل تک جو گھڑی راہ چلتے ہیں بہانے سے حنا کے وہ کتافسوس ملتے ہیں سلامت تم رہو ہم منزل اول کو چلتے ہیں دھڑکنادل کا کہ ہوئے تو ہم ہو جائے چلتے ہیں فدا رحیمی کہیں تیر نظر کے چلی بیٹھتے ہیں</p>
--	--

اس غزل کو اس پر ہی نے خوب بنا بنا کر گایا ہر شعر کو دو دو مرتبہ گایا ایسا گائی کہ تمام محفل کو سکتہ ہو گیا ہر
ایک کو محویت کا مرتبہ حاصل ہوا سب کو سناٹا سا ہو گیا ہر ایک خاموش بیٹھا ہوا عالم محویت میں جھوم
رہا کچھ جھکے جھکے قلب نازک نے اُٹلی آنکھوں سے آنسو روان تھے خصوصاً احقر پر نیراد کا تو یہ عالم تھا
کہ آنکھوں سے اشکوں کا تار بندھا ہوا تھا اس کو سہرا ب ثنائی وغیرہ کی مفارقت کا خیال آ گیا تھا یہ
خیال تھا کہ اب تھوڑے ہی عرصہ کے یہ لوگ جدا ہو جائیں گے پھر ہم کہاں اور یہ لوگ کہاں اور یہ محبتیں
کہاں لاکھوں کوس کا فاصلہ ہو جائے گا دیکھتے ہیں فلک کفر تمہ پر دازلیا تفرقہ ڈالتا ہے اور کب ان سب
سے ملاقات ہوتی ہے یہ جو خیال بندھا دل پر قابو نہ رہا اسو جا رہی ہوئے جب اس پر ہی نے محفل کا
یہ رنگ دیکھا تو یہ چند شعر اور گائے نظم

<p>کسی کج خلق و ستم گر سے نبا میں کیونکر زیر خنجر ترے عشاقی کراہیں کیونکر آپ کے چشم فسون گر میں ہیں انداز خرام ہنس کے وہ طفل حسین ناز سے فرما لہو چشمکوں سے دل عشاقی شک ہوئے دل میں اس شوخ ستمگر کے نہ تاثیر ہوئی</p>	<p>دیکھ لیں گے وہ کہ ملتے ہیں نگاہیں کیونکر ہوں حائل تری گردن میں یہاں کیونکر ہم کو حیرت ہے کہ پھرتی ہیں نگاہیں کیونکر تم ہمیں چاہتے ہو ہم تھیں جاہل کیونکر لوکھے آپ ملائے ہیں نگاہیں کیونکر عیش پر زک کہیں جا کر میری آہیں کیونکر</p>
---	--

یہ چند شعر جو اُس نے گائے اور سب مہجوت ہو گئے ہر ایک کے دل صدمہ رنج و الم سے بھر گئے اب تو ہر ایک پر
وحد کا عالم طاری تھا دریا سے اشک ہر ایک کی آنکھ سے جاری تھا وہ پیری یہ شعر گا کر خاموش ہو رہی تھیں
عرصہ تک سہا بندھار ہا جب سب کی وہ محویت کم ہوئی اور سب اپنے اپنے ہوش میں آئے بہت لوہین
کی انعام کثیرا سکولادہ رخصت ہو کر اپنے مقام پر آئی بعد برقا ست ہوئے مہجبت نایح و رنگ کے اخضر ہزار
نے رستم ثنائی وغیرہ سے فرمایا کہ بسم اللہ اب آپ بیان فرمائیں کہ آپ کی کیا خواہش ہو اور کیوں اس وقت
مجھ کو سرفراز فرمایا ہو کیونکہ مجھ کو بہت بڑی فکر پیدا ہوئی ہو رستم ثنائی نے جواب میں فرمایا کہ کوئی مقام نہ
و تشویش نہیں ہو آپ اطمینان رکھیں میں بیان کرتا ہوں اب سب محفل اس طرت متوجہ ہوئی رستم ثنائی
نے فرمایا کہ آپ اس امر سے تو بخوبی واقف ہیں کہ جس سبب سے ہم دونوں بھائی فقیر ہو گئے تھے اور
اُسی عالم درویشی میں آپ نے ہم کو یہاں اٹھوا سگھوایا تھا یہاں جب ہم پہنچے خداوند کریم نے ہماری
مدد کی اور ہم سے آپ کے حسب دلخواہ کام ہوا اور جس غرض سے ہم کو آپ نے طلب فرمایا تھا اُس کا
انجام ہو گیا بفضل خدا آپ آگاہ ہیں کہ ہم لوگ ولادہ صاحبقران کے ہیں اور انکی غلامی کا دم بھرتے
ہیں اور اُنکے نام کے سبب سے ہماری سب عزت و آبرو کر گئے ہیں ورنہ ہم کسی لائق نہ تھے یہ سب
اُن بزرگواروں کے اقبال و نام آوری کی بدولت ہم کو عزت حاصل ہو اور کچھ خداوند کریم کی بھی مدد بانی
ہو کہ اُسے ہم ایسے کندکار بندوں کو یہ مرتبہ عنایت فرمائے گا اُسکی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور اُس کے
دین دلت کے رواج دینے میں کوشش کرتے ہیں یہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ ہم یہاں بیٹھے رہیں اور ہمارے
بھائی بند اُسکی راہ میں جہاد کریں اور ہم اس ثواب سے محروم رہیں اور یہ امر بھی بخوبی آپ کو معلوم ہو
کہ جب صاحبقران ثنائی نے بدیع الملک نوجوان کو صاحبقران کیا اور لقب صاحبقرانی سے
سرفراز فرمایا اور ہم سب پر حاکم قرار دیا یہ امر ناگوار ہوا ہم سب کو میں اور بڑا دشہرہ اپنے اپنے شکر سے
فقیر ہو کر کھلے اور یہ قصد کر لیا کہ اب اس وقت تک ہم اپنا روئے جس کسی کو نہ دکھائیں گے کہ جس
وقت تک بدیع الملک سے زیادہ حشمت و شوکت نہ حاصل کر لیں گے اور اس سامان سے
زیادہ سامان ہمارے پاس نہ ہو جائے گا جو کہ بدیع الملک کے پاس ہو اور جب تک بدیع الملک
سے زیادہ ہمارے پاس لشکر و سپاہ نہ ہوئے گی بس یہ سب قصد خداوند کریم نے اپنی عنایت سے ہم
فرمادیے اور پردہ غیب سے ظاہر فرمائے کسی کو بھی اس حال سے آگاہی نہ ملے کہ یہ سامان ہم ہونے
خیال فرمائیے کہ اگر بدیع الملک کے پاس اثاثہ صاحبقرانی سے بارگاہ سلیمانی ہو تو میرے غزنہ
ارجمند کے قبضہ میں بھی بارگاہ چل چرائے سلیمانی ہو جو کہ کسی طور سے اس بارگاہ سے کم نہیں ہو اسی
طرح ہر امر کا اقبال کرنا زیادہ ہم کو اب کیا ضرورت ہو کہ ہم پردہ دنیا پر نہ جائیں اور اپنا حق نہ ظاہر
کریں اور کیوں نہ بدیع الملک سے اس امر کا دعویٰ کریں کہ اس سبب اسباب میں ہمارا بھی حق
ہو تم اکیلے اسکے مالک نہیں ہو صاحبقران ثنائی نے غلطی کی جو تم کو تنہا اس سبب اسباب پر
قابل قرار دیا اگر تم نے طلسمات کو فتح کیا اور بہت سے معرکہ سر کیے تو ہم نے بھی ایسا ہی کیا کسی
مقام پر تم سے کم نہیں رہے نہ باہمی کار رکھتے ہیں اور بادشاہ تان دو سر ہی دلیل ہمارے حق دار
ہونے کی یہ ہو کہ جب ملکہ ہرنگار و قباد شہر یار نے اس جہان فانی سے انتقال فرمایا اور
صاحبقران اول نے ان دونوں بزرگواروں کے رنج و الم میں ترک دنیا فرمائی اور تاج ہو کر خانہ کعبہ
تشریف لے گئے اس وقت میں کئی فرزند حمزہ صاحبقران کے حمزہ صاحبقران کی خدمت میں موجود

تھے اور سب بہادر اور جبری تھے اور بہت سے سردار مثل فرامرز عاد مغربی جمہوریہ بہرام گرد وغیرہ کے
تھے جو کہ ہمیشہ ہمراہ رکاب رہے اور جان نثاری میں درلغ نہ کی یا بادشاہ ہندوستان لندھو بن
سعدان جو کہ رستم ہند کھلائے تھے اور حمزہ صاحبقران آنکھو مثل اپنے خیال فرماتے تھے اور جانشین
حمزہ صاحبقران کے لقب سے مشہور تھے یا مالک اثر درجو کہ مثل لندھو کے بہادر تھے اور وہ بھی
جانشین حمزہ صاحبقران تھے اسی طرح سے اور سردار تھے اس زمانہ میں فرزندوں میں ہمارے
جدا مجد علم شاہ و عمر بن حمزہ یونانی موجود تھے اور عمر بن حمزہ یونانی ایسے بہادر اور جبری تھے کہ ان
سے اور جب حمزہ صاحبقران سے مقابلہ ہوا تو دونوں صاحب برابر رہے اور خواب میں دونوں کو
مقابلہ کی ممانعت ہوئی گو یا وہ ثانی حمزہ تھے مگر جب حمزہ صاحبقران نے ترک دنیا فرمائی
اور سب سرداروں کو ہر ایک کے ملک کی طرف سے سپاہ و لشکر کے رخصت فرمایا اس وقت کل
اثاثہ صاحبقرانی و بارگاہ سلیمانی و اشقر و یوزاد ہمارے جدا مجد علم شاہ عالی شان کو مرحمت فرمایا اور
اور انکا قبضہ کر دیا باوجودیکہ عمر بن حمزہ ایسے بہادر موجود تھے اور ہمارے جدا مجد سے بڑے بھی تھے
اگر انکو مرحمت فرماتے تو کسی کو مقام عذر نہ ہوتا مگر نہ مرحمت کیا چونکہ حمزہ صاحبقران مرد عاقل و
عادل ہیں میرے جدا مجد کو مرحمت کیا انکے نزدیک علم شاہ بھی اس لائق تھے اور جب تک حمزہ
صاحبقران رہا نہ ہوئے میرے ہی جدا مجد کے قبضہ میں وہ سب سامان رہا اس سے بھی ہم لوگ
اسکے حق دار ہیں کہ حمزہ صاحبقران نے بدیع الملک یا بدیع الزمان یا نور الدہر کو یہ اثاثہ
مرحمت اس طور سے نہیں فرمایا ہیں کہ وہ بالکل قابض نہ ہوئے ہوں وہ امر و سربراہ کہ کسی
سبب سے ان لوگوں کے قبضہ میں آئیں اور یہ قابض ہو گئے جب یہ امر ہو تو پھر وہ کیوں قابض
ہوئے صاحبقران ثانی کو جو صاحبقران اول نے صاحبقران کیا تو سب سردار اور سب اولاد
اس وقت موجود تھے اور سب کی مرضی سے یہ امر ہوا اتحاد و سرے یہ امر تھا کہ حمزہ صاحبقران
نے کل اثاثہ صاحبقرانی کو ایک طلسم بین والد یا تھا اور حکم فرمایا تھا کہ جو اس طلسم کو فتح کرے
وہ ان سب اشیاء پر قابض ہو جائیگا صاحبقران ثانی نے اس طلسم کو فتح کر کے سب اسباب
حاصل کیا اور قابض ہوئے کسی کو مقام عذر نہ ہوا بلکہ سب یہ خوشی انکی اطاعت و فرمان برداری
کر گئے تھے کیونکہ حمزہ صاحبقران کا یہ ارشاد تھا کہ جو اس طلسم کو فتح کرے یہ سب اسباب
حاصل کرے گا وہ صاحبقران ثانی ہو گا جب انھوں نے حاصل کر لیا تو اب کیا مقام عذر تھا
وہ ضرور صاحبقران تھے اور ہم سب کو انکی اطاعت کرنا لازم تھی ایسا ہی کیا بھی انکے حکم سے
کسی نے سر تابی نہ کی باوجودیکہ ہم اور وہ ایک ہی کی اولاد ہیں مگر انکا مرتبہ ہم سے زیادہ تھا
پھر کون مقام عذر و انکار تھا اسی طور سے صاحبقران ثانی کو بھی زیبا تھا کہ پہلے سب کو جمع
فرماتے اور اس امر کو ہم سب کے سامنے ظاہر کرتے کہ اب ہم ملت خانہ کعبہ کے جاتے ہیں اور
بدیع الملک کو صاحبقران کرتے ہیں تم سب کی کیا رائے ہے اگر سب راضی بھی ہوتے
تو اس حالت میں یہ امر انکو زیبا تھا کہ سب اثاثہ صاحبقرانی کو کسی طلسم بین رکھ دیتے اور
حکم فرماتے کہ جو اس طلسم کو فتح کرے یہ سب اسباب حاصل کرے وہی اسکا مالک ہو اور
وہی صاحبقران ٹالے گا اگر بدیع الملک طلسم کو فتح کر کے حاصل کر لیتے تو پھر کسی کو
انکے صاحبقرانی سے عذر نہ ہوتا اور سب اطاعت کرتے جیسے کہ حمزہ صاحبقران کے

کیا تھا اور پھر کسی کو صاحبقران ثانی کی صاحبقرانی سے انکار نہ ہوا اور سب نے اطاعت کی اسی
 طور سے بدیع الملک کی اطاعت کرنے نہ یہ کہ جب سب ناراض تھے جو کہ بدیع الملک سے
 علاقہ نہ رکھتے تھے اور یہ امر سب کو ناگوار بھی ہوا اس حالت میں صاحبقران ثانی نے ایسا کیا تو ہم
 سب کو لازم ہوا کہ ضرور اپنے حق کا دعویٰ کریں کیونکہ بدیع الملک نے کوئی قوت بازو سے یہ سب
 اسباب نہیں حاصل کیا ہر بلکہ صاحبقران ثانی نے انکو صاحبقران کیا ہر کیونکہ صاحبقران ثانی بدیع الملک
 سے زیادہ محبت رکھتے تھے اور سب سے کم پس اس الفت اور محبت کے سبب سے یہ امر کیا ان کے حکم
 سے سب ناچار ہو کر سب نے قبول کیا کوئی عذر نہ کر سکا ہم دونوں بھائی فقیر ہو کر اپنے اپنے لشکر سے
 نکل آئے ہاں اگر بدیع الملک بقوت بازو یہ سب حاصل کرتے تو ہم کو بھی کوئی مقام انکار نہ ہوتا جیسے
 صاحبقران ثانی نے حاصل کیا تھا جبکہ بدیع الملک نے بقوت بازو حاصل نہیں کیا ہر اور صاحبقران
 نے یہ سب اس وجہ سے انکو صاحبقران کیا ہر تو ہم کو کیا ضرور تھا اور کیا ضرور ہر کہ اطاعت کرتے یا
 کریں اپنا حق کیونکہ نہ طلب کریں کیونکہ اب تو ہم سب حق دار ہیں اگر یہ کوئی کہے کہ صاحبقران ثانی آپ
 اس اسباب کے مالک تھے کیونکہ انھوں نے بقوت بازو حاصل کیا تھا جسکو انکا جی چاہا دے دیا اسکا
 جواب یہ ہر کہ یہ اثر صاحبقرانی کسی کی ملکیت نہیں ہر بلکہ مال و ثروت ہر جو محنت و مشقت کے حاصل
 کرے وہ اسکا اپنی زندگی تک مالک ہر دوسرا مالک نہیں ہر ہاں اگر کوئی اسکو زیر کر کے لے لے تو وہ
 مالک ہوگا کیونکہ اُس نے محنت سے حاصل کیا ہر اور شرط ہر اس صاحبقرانی کے مقدمہ میں کہ جو اثاثہ صاحبقرانی
 کو اس صاحبقران سے جو کہ اس وقت صاحبقران ہو بمقابلہ میدان میں زیر کر کے لے تو جو کہ زیر کرے وہ
 صاحبقران ہر اور اس مال کا وہی مالک ہر یا جو کہ صاحبقران ہر وہ یہ چاہے کہ میں صاحبقرانی سے
 دست بردار ہوں اور دوسرے کو صاحبقران کروں تو اسکو لازم یہ ہر کہ وہ اس سبب سب کو کسی طلسم
 میں امانت رکھ دے اور حکم کر دے کہ جو طلسم کو فتح کرے وہ اس مال کا اپنی زندگی تک مالک ہر خواہ
 قریب زمانہ تک یا کسی طلسم میں رکھ دے جو اس طلسم کو فتح کر کے حاصل کرے گا وہ صاحبقران ہوگا خواہ
 اپنی حیات میں جیسا کہ حقہ صاحبقران ہے کہ اگر وہ مالک اور قاض بالکل ہوتے تو ایسا نہ کرے کہ طلسم میں
 والدیت ضرور وہ صاحبقران ثانی کو عنایت فرماتے اس بات سے یہ امر ضروریات سے ہو گیا کہ حقان اسکی
 صاحبقرانی کا مد نظر ہوتا ہر کہ آیا یہ خداوند کی طرف سے صاحب اقبال اور صاحبقران ہر یا نہیں کسی کے
 بنائے سے صاحبقران نہیں ہوتا ہر یہ کوئی امر نہیں ہوا صرف صاحبقران ثانی نے بدیع الملک کو صاحبقران
 قرار دے کر انکو سب اثاثہ صاحبقرانی مرحمت کر دیا جبکہ ایسا کیا ہر تو ہم سب دعویٰ کر سکتے ہیں کیونکہ بدیع الملک
 کا اور ہر احق ایک ہر ان میں کوئی توثیق نہیں ہر کہ وہ اکیلے مالک ہو کر صاحبقران ہوں اور سب مالک
 ہوں جبکہ اسی طور سے صاحبقران ہوتے تھے کہ جسکو جبکا جی چاہا اُس نے صاحبقران کر دیا تو ہم بھی صاحبقران
 ہیں اور ضرور ہم بدیع الملک سے مقابلہ کریں گے اور انکی صاحبقرانی کا امتحان کریں گے اگر وہ بقوت بازو اور طلسم کو
 فتح کر کے یہ سب حاصل کرتے تو ہم انکو ضرور صاحبقران جانتے ایسی صورت میں تو یہ ہم سے نہ ہوگا کہ ہم
 انکی اطاعت کریں دوسرے خداوند کریم نے اپنے کرم اور عنایت سے سب سامان شوکت و محنت
 فرمایا ہر اب ہم کو لازم ہر کہ اپنے حق کو ظاہر کریں بدین سبب میرا قصد ہر کہ میں اپنے فرزند کو پردہ دنیا
 پر لے جاؤں اور اسکو اپنے لشکر کا صاحبقران کروں اور بدیع الملک سے مقابلہ کروں سہرا ب ثانی کی
 صاحبقرانی کا ہر طرف شہرہ ہوا اور بدیع الملک سے لڑ کر میرا فرزند اثاثہ صاحبقرانی پر قبضہ کرے اسی

بصورت میں جب کہ ہم کو بدیع الملک سے مقابلہ کی خواہش ہو تو دیو پر نژاد کے لشکر کی اُنکے مقابلہ میں
 کوئی ضرورت نہیں ہو گی کیونکہ بہت بڑا اعتراض ہو گا کہ اگر دعویٰ صاحبۃ الانی تھا تو لشکر دیو کے ہمراہی کی
 کیا ضرورت ہو کہ لشکر دیو کے بھروسہ پر یہ دعوے کیا تھا اور اسی سبب سے غالب آئے اگر
 خداوند کریم کو ہمارے شوکت و حشمت کی ترقی منظور ہو تو وہ کچھ ایسا سامان پردہ غیب سے ہم کو دکھا کہ
 بدیع الملک سے زیادہ لشکر ہو جائے گا اور جو لشکر دیو پر نژاد کے طیار ہونے کا حکم دیا تھا جب تک
 یہ تقدیر تھا اب جو خیال کیا تو یہ دل نے راہ بتائی اب کوئی لشکر دیو پر نژاد کے ہمراہ آئے جانے کی
 ضرورت نہیں ہو دو سرے اسوقت انکلاس سبب سے اور بھی مناسب نہ تھا کہ سہرا ب ثنائی نے
 حکم دیا تھا اب جو سہرا ب ثنائی نے اپنے مقام پر خیال کیا تو انکو بھی یہ امر نازیبا معلوم ہوا ہم کو کون سے ذکر
 کیا ہم نے بھی اُنکے بیان کو سننے کا ہر کیا کہ یہ رے بہت ٹھیک ہو خلاصہ یہ کہ اب ہم کو لشکر دیو پر نژاد کی
 ضرورت نہیں ہو ان صرف وہ لوگ جو کہ متمم بارگاہ وغیرہ ہیں اور اگر قسم دیو پر نژاد ہیں وہ تو ہم ہمراہ
 لے جائیں گے کیونکہ اُنکے بدون بارگاہ کا بندوبست غیر ممکن ہو باقی اور لشکر کی حاجت نہیں ہو اور وہ
 لوگ ہمراہ جائیں گے کہ جو سہرا ب ثنائی نے طلسم سے رہا کیے ہیں اور وہ قوم انسان سے ہیں ہم ایک یو
 و پر نژاد کو بھی سوئے نظم ان بارگاہ وغیرہ کے ہمراہ نہ لے جائیں گے لہذا اب ہم کو اجازت فرمائیے کہ ہم طرف پردہ
 دنیا کے جائیں اور اپنے کاروبار میں مصروف ہوں بہت عرصہ ہوا آپ کی خدمت میں آئے ہوئے
 وہاں کا حال کچھ یہ معلوم ہوا کہ ہمارے لشکر و سپاہ پر کیا کدڑی اور ان لوگوں کا ہمارے مفارقت میں کیا
 حال ہوا اور بدیع الملک اُنکے ساتھ کیونکونشیں آئے اب ہم کو یہاں ایک پل برابر ایک برس کے
 معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت پر نژاد نے یہ تقریر سنے جوابدہا کہ کو میراجی نہیں جانتا کہ آپ لوگ شریف لے جائیں مگر میں منع
 بھی نہیں کر سکتا ہوں آپ کو ہر امر کا اختیار ہے مگر اس امر میں میں حیران ہوں کہ ہمراہی لشکر سے کیوں
 انکار ہو جب آپ کے پاس لشکر آدم زاد جمع ہو جائے گا اسوقت اس لشکر کو رخصت کر دیجیے گا کبھی
 تو ہمراہ لے جائیے سہرا ب ثنائی نے جواب میں کہا کہ اگر مانا جان جو مجھ والد پر گوارے آپ سے فرمایا بہت
 ٹھیک ہے لشکر دیو پر نژاد کے جانے میں ہماری بدنامی ہو اس امر میں اصرار نہ فرمائیے یہی فتنہ بار و ایرج نامدار
 نے بھی فرمایا تب انھوں نے نژاد نے جواب میں کہا کہ آپ کو اختیار ہے جو مرضی آپ سب صاحبوں کی میں
 غور نہیں کر سکتا ہوں یہ سننے ایرج وغیرہ نے کہا کہ اب ہم لوگ برسوں یہاں سے طرف پردہ دنیا کے ضرور
 کوچ کرینگے اسی وقت سب کار سرداران سرکار کو طلب کر کے حکم دے دیا جائے کہ برسوں تخت وغیرہ
 طیار رہیں اور بارگاہ طلسمی خزانہ طلسمی و اثاثہ طلسمی و خفستان طلسمی اور وہ لوگ جو کہ بارگاہ وغیرہ کے
 متمم ہیں سب آمادہ سفر ہیں کسی امر میں فرق نہ ہو اور ہم ان لوگوں کو جو کہ انسان ہیں اس حکم سے
 آگاہ کر دیجئے وہ سب بھی طیار رہیں گے اور سرداران لشکر کو حکم دیا جائے کہ وہ سامان سفر نہ کریں اور
 آپ اس امر کا ضرور خیال رکھیے گا کہ جب کوئی دیو یا پر نژاد سرکشی کرے لشکر شی آپ پر کرے ہم کو فوراً
 کسی دیو کے ذریعہ سے آگاہ فرمائیے گا ہم چار شخصوں میں سے ایک نایک آپ کے پاس آئے گا اور
 اس آپ کے حریف کو اسکی سرکشی کی سزا دے گا اس امر سے غافل نہ ہو جیسے گاور نہ ہم کو ملال ہو گا
 اور ضرورت پر نژاد نے جواب میں کہا کہ بہت خوب جیسا آپ نے فرمایا ہے ایسا ہی کرونگا آپ لوگ بھی جھگو
 فراموش نہ فرمائیے گا اس وراثت آمادہ کا خیال رہے ایرج نامدار و سہرا ب عالیو تو بار شتم ثنائی نے فرمایا کہ
 آپ کیا فرماتے ہیں ہم کو خبر ہونا چاہیے پھر ہم ایک پل بھی دیران نہ قیام کریں گے فوراً اپنے آپ اطمینان رکھیں

اخضر پر نرا دے فرمایا کہ حضور اس کنیز کو بھی تو اس امر سے آگاہ فرمائیے کہ ہم پرسون یہاں سے کوچ کرینگے
 وہ بھی تو اس حال سے آگاہ ہوا اخضر پر نرا دے کی یہ بات سن کر رستم ثانی و امیر بیخ ناپارہ نے فرمایا کہ ہم تنگہ کو اس
 حال سے ضرور آگاہ کریں گے جب محل میں جائینگے آپ سے اتنی خواہش رہے گی کہ اگر وہ کچھ اصرار کریں تو آپ انکو
 بچھا دیں اخضر پر نرا دے نے جواب میں فرمایا کہ میں اپنے امکان بچھڑاؤنگا وہ کچھ غلغلہ نہ کریں صبر کریں
 جب یہ امر طے ہو گیا اسوقت اخضر پر نرا دے نے سرداران لشکر و اہلکاران دولت کو طلب کر کے
 حکم دیا کہ لشکر کو منع کر دیا جائے کہ وہ بندوبست سفر نہ کرے کیونکہ اب آپ کا مقصد لشکر کے ہمراہ لیجانے
 کا نہیں ہے سرداروں نے عرض کیا کہ ہم غلاموں سے کیا تصور ہو ا جو حضور نے ہماری ہمراہی سے
 انکار فرمایا اور تنہا مقصد فرمایا رستم ثانی و سردار اب ثانی نے سب سرداروں کو بہت کچھ العام و محبت
 فرمایا اور محبت سے کلمات تسکین فرمائے اور وہی سب حال اول سے آخر تک جو کہ اخضر پر نرا دے
 بیان کیا تھا ان سے بھی کہا اور کہا کہ تم اطمینان رکھو تم وقتاً فوقتاً یہاں آیا کیون گے اگر جبکہ مکان سے
 محبت لے لی یا جب بادشاہ طلب کریں گے اسوقت ضرور آئیں گے ہم تم سب سے بہت خوش ہیں
 ضرور ہمراہ لے جاتے مگر مجبوری ہو دشمن طعنہ زن ہونگے وہ لوگ یہ سننے خاموش ہو رہے اور عرض کیا
 کہ جو آپ کی مرضی ہم غلام ہیں خیر نہ لیجائیے ہم زیادہ اصرار نہیں کر سکتے ہیں کیونکہ آپ مالک ہیں اور
 ہم خادم ہیں رستم ثانی نے فرمایا کہ ہم تم سے بہت خوش ہیں تم نے ہمارے ساتھ بہت سرفروشی کی
 ہو اور ہماری اطاعت سے انکار کسی وقت میں نہیں کیا یہ تمہارا نکل و خصلت کیا وہ سب مایوس پھلے
 آئے اور اہل لشکر کو طیاری سفر کی مخالفت کی وہ لوگ مایوس ہو گئے اور طیاری سفر سے دست بردار
 ہوئے سبب جو سرداروں سے دریافت کیا تو انھوں نے جو شاہزادوں سے سنا تھا سب سے
 بیان کیا وہ سب تعریف کرنے لگے اور خاموش ہو کر سامان سفر سے دست بردار ہوئے وہاں اخضر پر نرا دے اہلکاران
 سلطنت سے حکم فرمایا کہ کئی سے تخت طیار کیے جائیں اور پرسون بوقت سحر دولت پر حاضر ہوں کیونکہ شاہزادہ
 مع ان اپنے ملازموں کے کہ جنکو طلسم سے رہا کیا ہو اور قوم انسان سے ہیں طرف پردہ دنیا کے تشریف لیجائیں گے
 اور بارگاہ طلسمی و خزانہ طلسمی و صندوق طلسم سے حاصل ہوئے ہیں اور بہت سے تحفہ پردہ ثبات
 کے سب تختوں پر بار ہوں اور دیو جو کہ انکو لے جائینگے طیار رہیں اس حکم میں فرم فرما اور شہر میں منادی
 کر دی جائے کہ پرسون صبح کو سب اہل شہر اگر شاہزادوں سے ملیں کیونکہ وہ تشریف لے جاتے ہیں طرف پردہ
 دنیا کے ان سب نے عرض کیا کہ بہت خوب جیسا آپ نے فرمایا ہے اس میں فرق نہ ہو گا ہم سب غلام اسکا بندہ ہیں
 آج ہی سے کرینگے وہ سب اپنے اپنے مقام پر آئے اور جو جو حکم اخضر پر نرا دے نے دیے تھے سب کے بندوبست میں
 مصروف ہوئے شہر میں منادی بھی بموجب حکم بادشاہ کوئی ہر طرف یہی شور و غل ہونے لگا کہ مقام انسوس ہو کہ
 اب اس شہر سے وہ شیر جاتے ہیں کہ جنگ سبب سے سرکشان قاتل پست ہوئے ہیں اور سرکشی نہیں کر سکتے ہیں
 اور یہ شہر سے گئے اور ان سب نے سراٹھائے بادشاہ کو خبری مشکل ہوئی کہ یہاں کیا ہو گا جب وہ سب
 سرکشی پر آمادہ ہونگے بادشاہ پھر دیو روانہ کر کے ان سب کو طلب کر لیں گے وہ اگر پھر نرا دے کے بھلے ہوئے امر تو
 غیر ممکن ہو کہ یہ لوگ ہمیشہ یہاں رہیں کیونکہ ان لوگوں سے پردہ دنیا پر بھی تو ہمیشہ معرکہ کفار سے رہتے ہیں ایک
 مقام پر قیام نہیں ہوتا یہ لشکر بمقابلہ حریت فروش رہتا ہے اور جنگ و مکار ہوتی ہے کسی مقام پر جم کے نہیں رہتے
 ہیں دوسرے باہم کی جنگ کے سبب سے اور زیادہ اس امر کی فکر ہوتی ہے کہ اپنے ہم چشم سے مرتبہ اور شان و شوکت
 میں زیادہ ہو جائیں اس سبب سے اور بھی معرکہ پیشے رہتے ہیں نو شیردان نامہ وغیرہ اٹھا کر دیکھو کہ اس جنگ

کے سبب سے کہا گیا مگر پھرے ہیں اور کن کن مقامات پر یہ لوگ لڑے ہیں جبکہ یہ بات ہر کچھ کیونکر میان قیام کرین
 رہا یہ امر کہ شاہزادہ کو قتلے جائیں تو یہ بھی ممکن نہیں ہوا اگر دختر ہوتی تو قتلے جاتے فرزند ہوا اس سبب سے لیے
 جاتے ہیں تاکہ حالات جنگ و پیکار سے خوب آگاہ ہو جائیں اور اپنے نزرگون سے لے اور اہل دنیا کو معلوم ہو
 کہ یہ شاہزادہ بھی خاندان صاحبقران سے ہوا اور میرہ ہو حمرہ صاحبقران کا گوکہ وہ سیر ہوا اس سن و سال میں ایسا
 جرمی ہو کہ جس نے دیو یا بان اسی دیو کو سر سے بلند کر لیا اور قتل کیا پھر ایسے بہادر کو کیوں نہ ہمراہ لے جائیں اس
 خیال سے اور لیجاتے ہوئے تاکہ پردہ دنیا پر جنگ و پیکار کر کے مثل ہم سب کے نام پیدا کرین اور نام آور ہوں
 اہل شہر تو باہم یہ باتیں کرتے ہیں اور افسوس کرتے ہیں اور جب احضر سر نرادیہ سب حکم دے چکا کہ رستم ثانی
 وغیرہ سے کہا کہ اب تو آپ لوگ مجھ سے خوش ہوئے گے جیسا آپ نے فرمایا میں بجالا بانکار نکار نکار کیا جواب دیا کہ ہم آپ
 سے بہت خوش ہیں کبھی آپ نے ہماری ناراضی کا کام نہیں کیا پھر ہم کیوں ناخوش ہوں اور ہم بھی ناخوش ہوئے
 اب احضر سر نرادیہ سب سرداروں کو رخصت کیا صرف سرور جی کو روک لیا اور کہا کہ اے وزیر عظیم تم ابھی
 نہ جاؤ تم سے ایک ضرورت ہو وہ شہر گیا اور سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے مگر نجدہ تھے شاہزادوں کے جانے لے گیا
 کرتے مجبور تھے نکالیں تھے جب بادشاہ کا کہنا نہ چلا تو وہ کیا تھے سوا بے صبر کے اور کیا جالا تھا جب سب سردار
 رخصت ہو کر چلے گئے اسوقت احضر سر نرادیہ رستم ثانی و امیرج نامدار و شہریار سے فرمایا کہ آپ اندر تشریف لے چلیے
 اور سرور جی سے کہا تم میان موجود رہو جب میں طلب کروں تم فوراً محل میں آنا شاید میرے بچھانے سے مضراب
 نہ مانے تو تم بھی نصیحت کرنا اور سمجھانا کیونکہ وہ تمھارے کہنے کو بھی بہت مانتی ہے سرور جی نے عرض کیا کہ میری
 کیا لیاقت ہے جو میں ملکہ کو سمجھاؤں گا یہ انکی غلام نوازی ہے جو وہ میرا پاس دیکھا فرماتی ہیں خیر جیسا حکم ہوا یہ غلام
 بجالائے گا اپنے امکان بھر کو شش کرے گا آئندہ خلدند کریم کو اختیار ہے احضر سر نرادیہ سرور جی سے یہ فرما کر اور
 محسلی تقریریں کئے اٹھ کھڑا ہوا اور شاہزادوں کو ہمراہ لیکر طرٹ محل کے چلا سرور جی بھی ہمراہ تابہ لال پردہ آیا ادھر
 محلہ اسنے بکار کر محل میں کہا کہ صاحبو پردہ کرو جہاں پناہ مع اپنے خویش و محدثی اور نواسہ کے کشریف لائے ہیں
 بکھا ان لوگوں سے پردہ کون کرتا تھا مگر سب قاعدہ اور ادب سے کھڑے ہو گئے بادشاہ مع شاہزادوں کے
 داخل محل ہوا خلدار نے سلام کیا دو طرفہ یریاں صفت بستہ ستادہ تھیں وہ مصروف اہتمام ہوئیں اور بادشاہ کو
 معان سب کے بڑی تعظیم و تکریم سے لیکر ایوان شاہی میں آئیں زوجہ بادشاہ نے بھی سب کی تعظیم کی سواے
 اپنے نواسہ کے یعنی سہراب ثانی کو گلے سے لگایا پیار کیا ان سب کو مع بادشاہ کے مسند پر لا کر بٹھایا سب
 خواہشیں اور مصاحبین دست بستہ و بروصف بلند ہو کر کھڑے ہوئیں احضر سر نرادیہ اپنی زوجہ سے فرمایا
 کہ اے ملکہ کسی سے مضراب کو بلاؤ کچھ نیکو مضراب سے کچھ کہنا ہے وزیران شاہزادوں کو بھی زوجہ احضر سر نرادیہ لے گیا
 خواہش خاص سے حکم کیا کہ ملکہ مضراب پر ہی گواہی ایوان سے بلاؤ کہنا کہ آپ کے والد نزرگوں اطاقت کرتے
 ہیں کسی ضروری امر کے بارہ میں کچھ کہنا ہے وہ خواہش یہ حکم پا کر طرٹ ایوان ملکہ کے روانہ ہوئی ادھر کاحال
 سماعت فرما رہے کہ ملکہ مضراب پر ہی دختر احضر سر نرادیہ زوجہ رستم ثانی باور سہراب ثانی اپنے ایوان میں
 جلوہ فرما تھی ایسی حسین و خوبصورت و صاحب جمال پری تھی کہ جس کا مثل ظہیر پردہ کثات میں نہیں چھوڑ
 اسکا مثل آفتاب کے درخشان ہے سبز لباس زیب تن ہے یہ ثابت ہوتا ہے گویا وطن کے کھیت میں آفتاب
 طالع ہوا ہے گرد خواہشیں و مصاحبین جو بیٹھی ہوئی ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ گرد ماہ چہارہ کے ستاروں کا چھو
 ہے بلکہ اپنی وزیرزادی سے یہ فرما رہی ہے کہ جس دن سے مجھ سے میرے شوہر و فرزند نے کہا ہے کہ ہم سب کا قصد
 ہے کہ اب ہم طرٹ پردہ دنیا کے جائیں گے میں نے اسوقت بہت انکار کیا مگر پھر اثر پذیر نہ ہوا ناچار ہو کر اجازت

دینا پوری مگر اُس دن سے دل کا یہ حال ہے کہ بیقرار ہو اور اضطراب زیادہ ہو مٹھانا ہو دل مضطرب کسی پہلو قرار نہیں آتا ہے
 لاٹوں کی نیند اتر گئی ہے اور جب یہ خبر سنتی ہوں کہ لشکر میں طیارہ سفر کی ہو رہی ہے صرف لشکر کے طیارہ ہونے کی دیر ہے
 اور دھڑلہ شکر تیار ہو کیا دن کو بچ کا مقرر ہوا اور یہ لوگ روانہ ہوئے وہ دل کا حال ہوتا ہے کہ جو بیان سے باہر ہے
 بروقت صاحبِ نعم و ملال پر چھاپا ہوتا ہے جس وقت جدائی کا خیال آتا ہے ایسا صدمہ ہوتا ہے کہ کیا بیان ہو یہی دل
 چاہتا ہے کہ چھین مار کر روؤں مگر ضبط کرتی ہوں سل صبر دل پر رکھ لی ہے خصوصاً جب یہ خیال ہوتا ہے کہ میرا فرزند
 سہرا اب مجھ سے جدا ہو جائے گا وہ ماہِ آسمان شہر یاری کی ہے آنکھوں سے میرے پنہان ہو جائے گا دل کا یہ حال
 ہوتا ہے کہ مثل ماہی بے آب کے تڑپتا ہے اور قصد کرتا ہے کہ سینہ کو توڑ کر نکل جاؤں یہی جی چاہتا ہے کہ کہ بیان کو
 چاک کر کے دیوانہ وار کشتی طرف نکل جاؤں مگر صبر سے کام لیتی ہوں دل مضطرب کو سمجھاتی ہوں پہرہ پوشہ
 تنہائی میں بیٹھی ہوتی رویا کرتی ہوں یہی خالق سے دعا کرتی ہوں کہ تو مجھ کو دنیا پر سے اٹھالے کاش میں
 بد نصیب مگر ہوتی یا لا ولد ہوتی وہ کون سی مگر ہوتی جو میری ولادت ہوتی تھی سو اسے رنج و صدمہ
 کے ایک پل راحت سے نہیں گذرتا ہے قبل اس کے کہ جب شادی نہ ہوتی تھی یہ خوف تھا اور یہ صدمہ تھا کہ
 ایک ایک دعوے عشق کرتا تھا اور لشکر کشی کرتا تھا والدِ بزرگوار کو ہر روز مقابلہ کی فکر تھی مجھ کو یہ خوف رہتا تھا
 کہ ایسا نہ ہو کہ کسی دن کوئی غالب آئے اور وہ میرے اوپر قبضہ پائے ناموس میں رخصت پڑے پردہ عفت
 و عصمت دست ظالم سے چاک ہو خدا کی عنایت سے ان مصیبتوں سے نجات ملی تھی کہ دل کا برا ہو بلائے عشق
 میں مبتلا کیا اُس سے بھی نجات ہوئی تو وارث کے غم میں دو برس تک مبتلا رہی وہ مصیبت سہی اس سے
 فراخ نہ ہوا تھا کہ فرزند صاحبِ تنہا نکل گئے انکی جدائی میں جو حالت ہوئی وہ سب نے دیکھی تھی اُس زمانہ
 میں تو کئی صدمہ تھے پہلے تو جدائی وارث کا صدمہ اور اسکا خیال کہ نہ معلوم ان پر قیدِ طلسم میں کیا گذرتی ہے دوسرے
 دیور کی قید کا الم تیسرے سب سے زیادہ فرزند کی مفارقت کا غم تھا کہ جس سے تمام عالم آنکھوں میں سیاہ تھا
 اچھا نہ معلوم ہوتا تھا خدا خدا کر کے ان آلام سے نجات ملی تھی کچھ دل کو اطمینان ہوا تھا کہ یہ صدمہ پہونچا کہ جس کے
 سبب سے کھانا پینا سونا جاکنا سب حرام ہو دل پر هجومِ غم و آلام ہو دل کا یہ عالم ہے کہ میٹھا جاتا ہے قلب اس
 واقعہ کو خیال کر کے ٹھہراتا ہے خصوصاً آج صبح سے تو عجب عالم ہے، هجومِ رنج و الم ہے یہی جی میں آتا ہے کہ کسی
 طرک نکل جاؤں کوئی دل کو ہاتھوں سے مل رہا ہے جیسے کوئی یہ کچن میں کہ رہا ہے کہ کوئی دم میں ایسا تازہ
 صدمہ پہونچا چاہتا ہے کوئی خبر رنج و غم سناتا ہے دل پہ گواہی دیتا ہے کہ آج مجھ سے تیرا فرزند اجازت
 رخصت طلب کرے گا اور وزیرِ زہدی میں تو کبھی اجازت نہ دیتی تھی چاہے وہ تاراض ہو جائے چاہے میرے
 وارث کو ناگوار ہو اگر سہرا اب مجھ سے جدا ہوا اسکی مفارقت کو ارا نہ ہوگی میری جان پر بن جائے گی زبان
 مجھ کو بھی ہمراہ لے کے چلین تو گیا مسافرت ہے وزیرِ زہدی و دیگر خواص میں مرض کر رہی ہیں کہ ملکہ عالم نے جو کچھ
 ارشاد فرمایا درست ہے جو کچھ حالِ نمودہ کم ہے یہی ہم سب کے دل کا بھی عالم ہے جب سے سنا ہے اور آپ تو مان
 ہیں مگر حضورِ عالم لاچار ہے ہو کیا رو رہے جو مرضی بازی آپ کو اجازت دینا پڑے گی یہ جو ارشاد ہوا کہ مجھ کو
 ہمراہ لے چلین تو یہ امر غیر ممکن ہے اول تو وہ لوگ اس امر کو ارا نہ کریں گے دوسرے آپ کے والدین کو کب
 گوارا ہو گا کیونکہ انکی زندگی کا آپ ہی سہارا بن جس طور سے آپ کو اپنے فرزند کی مفارقت گوارا
 نہیں ہے اسی طرح آپ کے والدین کو کب گوارا ہوگی بلکہ لے جواب دیا کہ بیاہی ڈل کر کسی کا گھر ہو وہ
 پر اسے کھڑکی ہوئی جہاں اُسکا خاوند لے جائے سب گوارا کرنا پڑے گا آپ اُنکا کوئی حق نہیں ہے خواہ وہ
 نے عرض کیا کہ درست ہے مگر ہمارے نزدیک تو یہ امر ممکن نہیں ہے بلکہ لے کہا کہ اگر یہ ممکن نہیں ہے تو

سہرا ب کا بھی جانا غیر ممکن ہو یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ وہ خواص آکر بیوی ملکہ نے جو خواص اپنی ماں کی
 دیکھی کہ چلی آتی ہو وزیر زادی سے فرمایا کہ خدا خیر کرے اس وقت کیون یہ خواص آتی ہو صبح کو تو میں
 سلام کو ہوائی ہوں خواص کے آنے کی کیا وجہ ہو وزیر زادی نے عرض کیا کہ کسی ضرورت سے ملکہ عالم
 نے آپ کے پاس بھیجا ہو گا معلوم ہوا جاہاز ملکہ نے جواب دیا کہ مجھ کو تردد ہے کہ وہ خواص سامنے آئی
 جھک کر سلام کیا ملکہ کی بلائیں لین دعائے ترقی حسن و جمال و جاہ اقبال دے کر عرض کیا کہ حضور
 کو آپ کے والد بزرگوار نے یاد فرمایا ہے ابھی دربار سے تشریف لائے ہیں محکوم حکم فرمایا ہے کہ ملکہ کو
 جا کرنے آؤ ہم کو ان سے کچھ کہنا ہے چلیے تشریف لے چلیے ملکہ نے اس سے پوچھا کہ جہان پناہ اکیلے
 تشریف دربار سے لائے ہیں یا کوئی اور بھی ہمراہ ہے اس نے عرض کیا جی جہان پناہ کے ہمراہ آپ کے فرزند
 ارجمند ہیں آپ کے شوہر ہیں اور دیوی ہیں اور خسر ہیں یہ سب ملکہ نے کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا اور وزیر زادی
 سے فرمایا کہ آج صبح سے جو زیادہ دل بیتاب تھا تو بے سبب نہ تھا اسکا ظہور ہوا ان سب کا بادشاہ کے
 ہمراہ آنا اور محکوم بادشاہ کا طلب فرمانا خالی از علت نہیں ہو سہرا ب کے جانے کی اجازت طلب کیا جی
 معلوم ہوتا ہے کہ لشکر سب طیار ہو گیا سامان سفر مہیا ہو گیا خیر جو کچھ ہو میں تو سہرا ب کو اجازت نہ
 دوں گی یہ کہ ملکہ اپنے مقام سے اٹھی سب خواصوں و وزیر زادی کو ہمراہ لے کر طرقت الیوان ملکہ اپنی والدہ
 کے چلی جب صحن میں پہنچی تو دیکھا کہ سب لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اور سہرا ب برابر اپنی نانی کے بیٹھا
 ہے وہ بار بار پیار کر رہی ہیں ملکہ کے ہمراہ دونوں زوجہ سہرا ب ثانی کی بھی تھیں ایک اس پہلو میں
 دوسری دوسرے پہلو میں جب ان حضرات نے اپنی دختر کو مع بسوؤں کے آتے ہوئے دیکھا خواصوں
 کو حکم دیا کہ استقبال کر کے لاؤ خواصین امتشقبال کر کے لائیں سہرا ب ثانی نے ماں کو سلام کیا
 مضراب پری نے دعا دے کر منہ پھیر لیا اور بولا کہ ماشاء اللہ جب سے آپ طلسم فتح کر کے آئے
 ہیں جب سے ہم سے کوئی غرض نہیں ہو اب ہم کون ہیں یا وہ زمانہ تھا کہ سوائے میرے آپ کو
 کسی کے پاس چین نہ لٹا تھا امان جان امان جان کہتے کہتے زبان خشک آپ کی ہوتی تھی یا یہ بے
 مروتی تم کیا کرو یہ تمھارے خاندان کا اثر ہو خیر جو ہم پر گذرتی ہے وہ ہمارا ہی دل خوب جانتا ہے یہ جو
 ملکہ نے کہا سہرا ب اٹھ اٹھ گئے سے لیٹ گیا اور یوں عرض کرنے لگا کہ کیا آپ ہم سے خفا ہیں مجھ
 سے خطا ہوئی میرے قصور کو معاف فرمائیے ملکہ نے بلائیں لے کر فرمایا کہ میں تم سے کیون خفا ہوں
 لگی مگر یہ امر ضرور ہے کہ تم کو میری فکر نہیں ہو ماں باپ و حیا کی موجودگی میں میری کیا ضرورت ہے بیٹھو
 میں تم سے خوش ہوں یہ کہ ملکہ مضراب پری نے پہلے آپ ج نا ملار کو سلام کیا پھر اسے باپ اور
 ماں کو شہر باریہ نے ملکہ کو سلام کیا کیونکہ یہ چھوٹے ہیں انھوں دونوں پر یوں نے جو کہ مہیاں
 ہیں سہرا ب کی ان سب کو جھک کر سلام کیا ملکہ سلام کر کے مع ان دونوں کے سامنے انھیں بڑا
 کے سہرے جھکا کر بیٹھ گئی آنکھ اٹھا کر کسی کی طرف نہ دیکھا مگر اپنے فرزند کو دیکھتی جاتی ہے در دیدہ نگاہ نے
 خواصین بھی سلام و مجرا کر کے بیٹھ لیکن جب سب بیٹھ چکے اس وقت انھیں پر نرادلے اپنی
 دختر سے کہا کہ اے فرزند جو ہم تم سے کہیں اسکو بانوئی اور ہمارے کہنے پر عمل کرو گی ملکہ نے عرض
 کیا کہ جو آپ ارشاد کریں گے بسر و چشم قبول کروں گی اب انھیں پر نرادلے اول سے آخر تک سب
 حالات جو کہ رستم ثانی وغیرہ نے بیان کیے تھے بیان کیے اور لگتا کہ تم کو لارم ہے کہ اپنے فرزند
 کو اجازت دو کہ وہ پردہ دنیا پر جائے اور نام پیدا کرے مثل اپنے بزرگوار کے اے فرزند اولاد

صاحبقران سے ہیں انکا ایک مقام پر تیار کرنا غیر ممکن ہوا ان صاحبوں کا یہی کام ہے کہ یہ ہمیشہ یاد خدا میں
 جہاد کریں اور کفار کشتی کر کے دین اسلام کو رواج دین دوسرے اگر دختر ہوئی اسکا یہ شیوہ بھلا کہ وہ
 خانہ نشین ہوئی ساتھ عفت و عصمت کے بسر کرنی مرد کا یہ ہنر اور جو ہر ہر کہ نام پیدا کرے اور جو ہر ہر
 دکھائے مرد کے لیے گوشہ نشین ہونا عیب ہے یہ کنگر کل حال صاحبقران کے پردہ ثابت میں آنے کا
 بیان کیا اور جو کہ سرور جنی نے احقر پر نرا دے بطور نند و نصیحت کے کہا تھا سب بیان کیا اور
 لگا کہ اب صبر کرو اور اجازت دو کیونکہ خداوند کریم صبر کرنے والے سے بہت خوش ہوتا ہے رشامند
 یہ امر خداوند کریم کو ناگوار ہو کہ اسکا فرزند ہماری راہ میں جہاد کرنے کے جاتا تھا اسنے نہ جانے دیا اور کوئی
 ایسا واقعہ ہو کہ تمھارے اور سہرا ب کے ایسی مفارقت ہو جائے کہ تم اسکو نہ دیکھ سکو اور نہ وہ
 تم کو اور اس کے حال کی نہ تم کو خبر ہو نہ اسکو تمھارے حال کی تو کیا کرو گی ملکہ نے یہ سب تقریر سننے
 جواب میں عرض کیا کہ یہ جو کچھ آپ نے ارشاد فرمایا سب بہت درست اور بجایہ میں ان صاحبوں کو
 منع نہیں کرنی ہوں کہ یہ پردہ دنیا پر نہ جائیں اور شوق سے جائیں میں نہ روکوں گی مگر سہرا ب کو
 میں جانے کی اجازت نہ دوں گی گو آپ سے عرض کر چکی ہوں کہ جو آپ فرمائیں گے میں بسر و چشم
 قبول کروں گی مگر اس بار سے میں صبر نہیں کر سکتی ہوں میری زندگی بقدر سہرا ب کے محال ہے کچھ
 سے اسکی مفارقت کا صدمہ آٹھٹھا پائے گا یہ میں نہ گوارا کروں گی کہ میرا سہرا ب پردہ دنیا
 پر جائے یہ جو مضرا ب پر مری نے کہا احقر پر نرا دے ستم ثانی و سہرا ب و ایرج نامدار کی طرف
 دیکھ کر خاموش ہو رہا مگر اب ان تینوں صاحبوں نے ملکہ کو سمجھا نا شروع کیا ایرج نامدار نے
 فرمایا کہ اے فرزند تم اس امر سے اطمینان رکھو میں اقرار کرتا ہوں کہ میں تمھارے فرزند کو وقتاً
 تو وقتاً تمھارے پاس یہاں روانہ کروں یا کروں گا تم دیکھ لیا کرو اور دو ایک دن یہاں رہنا
 پھر رخصت کرو دینا اور بہت سے کلمات تسکین کمر لگے ملکہ نے ناچار ہو کر کہا کہ خیر میں ایک
 شرط سے اجازت دیتی ہوں کہ آپ مجھ کو بھی لے چلیں ہمراہ تو بہتر ہے ایرج نامدار نے فرمایا
 کہ اے فرزند یہ امر ابھی غیر ممکن ہے کیونکہ ابھی ہم لوگ بے سر و پا جاتے ہیں کوئی ٹھکانا بنا لا
 نہیں ہے دوسرے یہ امر ہے کہ ہم لوگوں کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ ناموس کو ہمراہ لشکر رکھیں ہم لوگوں
 کی ناموس ہمیشہ تلعة ذوالامان میں رہتی ہیں ہر سون ہم لوگ وہاں نہیں جاتے ہیں شوہر زوجہ
 کی صورت دیکھنے کو ترستا ہے زوجہ شوہر کے دیکھنے کو ترستی ہے ملکہ فرزند کے لیے بیقرار رہتی ہے
 فرزند بان کے لیے اس خیال سے نہیں لشکر میں ناموس کو رکھتے ہیں کہ نہ معلوم کیا وقت اور
 پڑے ہم لوگ تو مرد ہیں کسی نہ کسی صورت سے بسر کر لیں گے یہ عورت پردہ نشین کیا کرے ثانی
 اور گدھر جائیں گی سوائے ناموسی اور پردہ دری کے کچھ حاصل نہ ہو گا اکثر ایسا اتفاق پڑا ہے
 کہ لشکر تباہ ہوا ہے اور سب آوارہ ہو گئے ہیں اگر ناموس ہمراہ ہوتا تو وہ بھی تباہ ہوتا یا نہیں
 تا محرم کی نگاہ پڑتی یا نہیں بس ایسی صورت میں کیا ضرورت ہے کہ ناموس کو ہمراہ رکھیں ایسی
 حالت میں جب کہ تم سہرا ب سے جدا رہیں اور ہر سون صورت نہ دیکھیں تو یہاں سے
 جانے سے کیا حاصل ہوا اپنے مان باپ سے کتنی مفارقت ہوئی اور جس مطلب کے لیے
 مان باپ کو ترک کیا وہ بھی حاصل نہیں ہے تو کیا فائدہ بہتر یہی ہو گا کہ تم یہاں رہو تمھارا
 فرزند تمھارے پاس برس دن کے بعد ایک دو دن کے لیے ضرور آیا کرے گا جب اس ضرورت سے

ایرج نامدار نے فرمایا اور رستم ثانی و شہر یار و اخضر پر نرا دلے سمجھا یادو سری اخضر پر زاو نے یہ مہر
کی تھی کہ جب ملکہ نے انکار کیا تھا تو محلدار کے ذریعے سے سرور جی کو بھی اندر محل کے طلب
کے عقب پردہ بھادیا تھا سرور جی نے بھی ملکہ کو بہت کچھ پند و نصیحت کی تھی اور یہ بھی کہ
تھا کہ ای ملکہ یہ فرزند آپ کا بڑا صاحب اقبال ہر وہ شان و شوکت ہم کرے گا جو کہ حمزہ صاحب قرآن
نے ہم کی تھی اور یہ صاحب قرآن و تبت ہر انکی صاحب قرآنی کا دنیا کا تمام دنیا میں بچے کا بڑے بڑے
نہر درست انکے ہاتھ سے بہت ہوئے سہرا اب کے نام سے شیران و تبت کو تپ لڑہ اسے لگا
انے سب سے دین اسلام کو تر تھی ہوئی ایک قوم کو جو کہ کافر ہو اور بہت سہرا لٹھایا یہی شیر
بہت کرے گا انکا پردہ دنیا پر جانا مناسب ہے کیونکہ یہ مشیت ایزدی میں جاری ہو چکا ہے اب
اس شیر کا یہاں قیام کرنا محال ہے اگر آپ اجازت نہ دینگے یہ اس وقت تو نہ جائیں گے مگر یہاں
کھڑے بھی نہیں آپ سے بدو نہ ہونے چلے جائیں گے اور آوارہ ہونے اس حالت
میں آپ کو اور صدمہ ہوگا اور انکو بھی زحمت ہوگی اور یہ ناخوش بھی ہونے آپسی عقل مندان
امرو شکاتہ خیال کرے اور صبر نہ کرے اور اپنی پارہ جگر کو نا ملاض کرے یہ کیسی الفت و محبت ہے
میرے نزدیک یہ الفت نہیں ہے بلکہ عداوت ہے یہ غلام تو خیر خواہ و دولت ہے جو اسکو از رو سے
علم نمل معلوم ہوا بیان کر دیا اب حضور کو اختیار ہے جو عرض کرنا تھا عرض کیا جب اس طور
سے سرور جی نے بیان کیا اور سب نے سمجھا یا تو ملکہ نے سہرا ب ثانی کی طرف دیکھا
چہرہ انور پر اثر رنج و ملال پائے بہت مغموم پایا بس مہر مادی سے مضر اب پیری کو
تاب نہ رہی آنکھوں میں اشک بھر کر بولی کہ خیر اگر آپ سب صاحبوں کی یہی رائے اور انکی بھی
یہی مرضی ہے اور انکو ملال ہے تو اچھا میں نے اجازت دی گو دل گوارا نہیں کرتا یہ لفظ اجازت
منہ سے نہیں نکلتی ہوا اسے ساتھ کیجئے منہ کو آتا ہے مگر ناچار ہوں مجھ کو ایسے فرزند کی خوشی گوارا ہے اور
ناراضی نہیں گوارا ہے مگر یہ اپنے منہ سے اقرار کریں کہ میں برس دن کے بعد اگر تم کو اپنی صورت دکھایا
گوں گا تو مجھ کو اطمینان ہو کہ تمھارے آقا اور نیرک ایرج نامدار نے بقسم فرمایا ہے کہ میں میرے
فرزند کو برس دن کے بعد بھیج دیا کروں گا اور مجھ کو انکی مہربانی کا یقین ہے کیونکہ وہ کچھ ایسی کثیر بے تمیز
جھوٹ نہ بولیں گے ضرور ایسا کریں گے مجھ کو و زیادہ اطمینان ہو جائے گا اگر سہرا ب بھی اقرار
کرے گا یہ جو ملکہ نے کہا سہرا ب نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ای مادی مہربان آپ اس غلام کی
جدا کی کا صدمہ نہ فرمائیے میں آپ کا ایک ادنی غلام ہوں میں بھی آپ کی قدمبوسی سے جدا نہ ہوتا
مگر موقع ہی ایسا ہے آپ اطمینان رکھیں کہ میں ضرور برس دن کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا
کر دوں گا بشرط اس امر کے کہ کسی سے مفالہ نہ درپیش ہوگا اگر ایسا ہوگا تو مجبور ہی ہے مگر اس امر کا
اقرار کرتا ہوں کہ بعد اس معرکہ کی فراغت کے حاضر ہوں گا یہ کہ مکر اور ہاتھ جوڑ کر مان کے قدموں پر
اگر کے کا قصد کیا ملکہ نے فرزند کو گلے سے لگایا اور کہا کہ میں نے تجھ کو اجازت دی اچھا جاؤ ہم
کو اپنے خراف میں رولاؤ ہم تمھارے ناخوش ہونے سے ناچار ہونے ورنہ غیر ممکن تھا یہ جو ملکہ
نے کہا سہرا ب کا چہرہ فرط خوشی سے لال ہو گیا وہ سب رنج و ملال دور ہو گیا خوش ہو کر
مان سے کہنے لگا کہ آپ نے اپنے غلام پر بڑی عنایت فرمائی کہ گویا بے دامون خرید لیا اجازت
کے نہ حاصل ہونے سے مجھ کو اپنی جان کا خوف تھا اگر والد بزرگوار و جد عالی مقرر و عم نامدار

یمان سے بدون میرے تشریف لے جاتے تو میری بھی زندگی محال تھی مین ضرور اپنے کو ہلاک کرتا اس
 صدمہ سے مین اپنی جان دیتا آپ نے اجازت دے کر مجکو زندہ فرمایا میری جان و آدم و سب بچائی
 ملکہ نے جواب دیا کہ بہت ٹھیک ہے خیر آپ کی تو خوشی ہو گئی ہم پر جو گذرے کی اسکو اٹھالین کے
 صبر کریں گے اب یہ تو بیان کرو کہ کب سدھارو گے اب تو اجازت بھی مل گئی سہرا بٹانی نے
 عرض کیا کہ یہ غلام آپ کے قدموں سے پرسون جدا ہوگا سب سامان کا حکم نانا جان نے دے دیا
 انھوں نے بھی تو بڑی مشکل سے اجازت عطا فرمائی ہے وہ بھی اجازت مرحمت نہیں فرماتے تھے
 مگر خونی تقدیر سے یہ مشکل بآسانی حل ہوئی اسکی عنایت کا کیا شکریہ ادا کروں ملکہ نے جواب دیا
 کہ آپ کو تو خوشی ہوئی جو ہمارے دل کا حال ہے وہ کیا بیان کریں خدا اس حال سے بخونی آگاہ ہے
 فرزند ابھی تم کو اسکا مزا نہیں ہو یاں جب فضل خدا سے صاحب اولاد ہو گئے اس وقت
 معلوم ہوگا ابھی تم کیا جانو خیر آپ کی خوشی سے عرض ہو جہاں رہو سلامت رہو کبھی نہ کبھی مجکو بھی
 یاد کر لیا کرو گے اگر تمھاری جدائی کے صدمہ سے مر گئی تو جب یہاں آنا تو قبر پر ضرور آنا اور سورہ فاتحہ پڑھ کر
 روح کو شاد کرنا ملکہ کی ان باتوں پر سب رونے لگے ایک کدھم ٹپ گیا آخر کو سرور جتنی نے سب کو سمجھا یا
 اور کہا کہ آپ لوگ کیسی عقل مند ہیں کوئی بھی مسافر کے رخصت کرنے کے وقت روتا ہے دوسرے
 ابھی تو یہ لوگ نہیں تشریف لے جاتے ہیں پرسون تشریف لے جائیں گے اس قدر بقیاری ابھی
 سے کیا ضرور ہے سرور جتنی کے کہنے سے سب خاموش ہو گئے سرور جتنی بادشاہ سے رخصت ہو کر
 اپنے مکان پر آیا ادھر ملکہ مضر اب پری وہاں سے اٹھ کر اور اپنی ہمراہ اپنی دونوں بہوؤں کو لے کر
 اپنے قصر میں آئی مگر منموم و رنجور اور اگر اور تخلیہ مین جا کر خوب چلا کر رونے لگی سہرا بٹانی درستم نواز
 و شہر پار و غیرہ محل سے انھیں پر نرا دے اٹھ کر اپنے مقام پر آئے اور باہم باتیں کرنے لگے کہ مرحلہ بہت
 سخت و صعب تھا خداوند کریم نے طے فرمایا ادھر انھیں پر نرا دو کل اہل محل منموم و رنجور اپنے اپنے
 مقام پر جا کر بیٹھے کوئی ایسا نہ تھا کہ جسکو ان لوگوں کے جاتے کا صدمہ نہ ہو کہ ایک خواص نے آکر
 انھیں پر نرا دے عرض کیا کہ ملکہ جو آپ کے پاس سے اپنے فرزند کو اجازت دے کر گئیں ہیں اس
 وقت سے جان پھو رہی ہیں اور رو رہی ہیں اور ایسے کلمات دل خراش فرماتی ہیں کہ سننے کی تاب
 نہیں ہر انکے ہمراہ دونوں بیٹیاں آپ کے فرزند ارجمند سہرا بٹانی کی مصروف گریہ و زاری ہیں
 یہ سننے انھیں پر نرا دے کو تاب نہ رہی فوراً وہاں سے اٹھ کر ملکہ کے قصر میں آئے ملکہ کو گلے سے لگایا
 اور فرمایا کہ اے فرزند اگر تم اس قدر صدمہ کرو گی اور خدا خواستہ کچھ طبیعت ناساز ہو گئی تو ہم تو کسی
 طرف کے نہ رہے داماد سے اور نو اسے سے یوں مفارقت ہوئی تمھاری یہ حالت جواب ہمارا
 سوا ہے تمھارے کون ہے خداوند کریم سہرا بٹانی و تمھارے وارث کو صدوسی سال زندہ رکھے
 انکے دیکھنے سے ہماری آتش مجبست نہ فرو کی بلکہ اور صدمہ ہوگا یاں اگر تم زندہ ہو تو ہمارے دل کو قوت
 و طاقت ہے کیا کسی کے فرزند سفر نہیں کرتے ہیں برسوں عالم سفیرین رہتے ہیں خیال کو کرو کہ جب کہ
 سہرا بٹانی بدون تمھارے اور میرے اطلاع کے براے فتح طلسم شب کو نکل گیا تھا تم نے
 اپنا حال شاہ کیا تھا اس حال تباہ کرتے سے کیا حاصل ہوا تھا سوا اسے کا ہش جان کے جتنا کہ
 خدا کو نہ منظور ہوا ملاقات نہ ہوئی مقام شکر ہے کہ تمھارا فرزند اپنے نزر کون کے ہمراہ نام پیدا کرنے
 کو جاتا ہے مثل نزر کون کے نام آور ہوگا بڑے بڑے بہادر و نزر کون کے نام آوری حاصل کرتے گا

بیٹا مرد کے جو ہر ہین نام پیدا کرنا اگر یہ نہ ہو تو وہ نام رکھلا تا ہوا اپنے ہی شوہر کو خیال کرو کہ اگر وہ بہادر اور
 بھری اور نام آور نہ ہوتے تو ہم کیوں انکو پردہ دنیا پر سے یہاں طلب کرتے اور کیوں انکی خاطر کرنے
 اور کیوں انکے ہاتھ سے دیوان قات کو قتل کرتے اور کیوں کر تم کو اس ظالم کے ہاتھ سے نجات ملتی
 حمزہ مہاجر ان کی حالت کو خیال کرو کہ اس بہادر نے یکہ و تنہا بڑے بڑے سردستوں کو زیر
 کر کے کیسا نام پیدا کیا کہ اب کوئی بدون عزت کے انکے نام کو زبان پر جاری نہیں کرتا ہر تم خیال
 کرو کہ ہم لوگ قوم آتشی سے ہیں مگر کیسی عزت انکی کرتے ہیں یہ مرتبہ انکو اسی سبب سے حاصل
 ہوا کہ انھوں نے اپنے گوراہ خدا میں وقت کر دیا ہر ایک کی فریاد رسی کی پردہ قات میں آکر
 آسمان پیری کے باب کی کمک کی عوض میں اسکی یہ مرتبہ ملا کہ دیوان قات نام سے بھرا کے
 میں یہ مرتبہ ملا کہ لرزلہ قات ثانی سلیمان لقب ہو گیا ادھر انکا نام کسی دیو کے سامنے لیا وہ
 کانپ گیا یہ سب ام کیونکر انکو حاصل ہوئے انھوں نے بہادریوں سے مقابلہ کیے ہمیشہ اپنے
 لوگوں سے یعنی باب مان سے جدا رہے لڑائی میں مصروف ہوتے یہ مرتبہ ملا اب تم کو بھی لازم
 ہے کہ تم بھی صبر کرو اور خوش ہو کہ میرا فرزند بہادر ہو اور اس کا بھی نام دفتر دلاوران میں مرقوم ہو گا
 اسکی معلوم کا قس و براہ کی زبان پر ہو گا انشاء اللہ جب وہ مع شان و شوکت کے تم
 سے آکرے گا اس وقت کیسی خوشی حاصل ہوگی ہم کو بھی جاسے خیر ہو گا کہ بھلا انواسہ ایسا بہادر
 ہو کہ اسکی نام سے بہادر ڈرتے ہیں کیسی ہم کو نصرت حاصل ہوئی لوگ اور ساکنان قات ہم سے
 سرکشی نہ کریں گے اس خون سے کہ انکا نواسہ دیو کش ہو اور ان کا سلسلہ خاندان لرزلہ قات سے
 ملا ہو کیسے مقام فخر و مہربانی ہوں اور جاسے شکر ہو نہ جاسے رنج و غم خیال تو کرو کہ اگر وہ طلسم
 خیر کے مع اپنے بزرگوں کے اسی طرت سے طرت پردہ دنیا کے چلا جاتا اور تم کو خبر نہ کہہ رہا تو کہ
 ہو گیا سوائے صبر کرنے کے اب تو اس امر سے بھی اطمینان ہو کہ وہ اپنے بزرگوں کے ہمراہ گیا ہو
 وہ لوگ اسکی سرپرستی کو موجود ہیں جب تم کو یہ بھی نہ معلوم ہوتا کہ کہاں ہو اور کہاں نہیں ہو اور ہیں
 ہمراہ ہو اور کون نہیں ہو اب نہ بھرا ہو صبر کرو جب اس طور سے اخضر ہر نر ادا نے اپنی دختر کو
 بچھایا ملکہ کو بھی خیال آیا کہ والد بزرگوار درست فرمائے میں روئے کو ضبط کیا اور باب کو جواب دیا کہ
 اب میں سوائے صبر کے کچھ بھی کر یہ وزاری نہ کرونگی آپ کے گفتے پر عمل کرونگی آپ اطمینان کیجئے اخضر ہر نر
 نے اپنی دختر کو خوب گلے سے لگایا اور کہا تم تو ہم سب کی روح و جان ہو تمھارے رنج و صدمہ سے ہم بے
 چین ہو جاتے ہیں ہمارے عمر بھر کی تم ہی تو کمانی ہو خداوند کریم ایسا کرے کہ ہم تم کو چھوڑ کر اس دار فانی سے
 طرت عالم بقائے جاوید اور تمھارے سبب سے ہمارا نام باقی رہے اس سلطنت کی تم ہی مالک و وارث ہو
 یہ کہہ دو لون اسراپ کی زوجاں کو گلے سے لگایا اور انکو بھی تسکین دی ان سب کو سمجھا کر اور اپنے
 سر کی قسم دے کر اخضر ہر نر ادا سے مقام پر آیا ادھر سہراپ ثانی وغیرہ نے اپنے ملازمین کو طلب
 کر کے سامان سفر کے تیار کرنے کا حکم فرمایا اور ان لوگوں کو کہ جنگو طلسم سے ہلکیا تھا اور وہ انسان
 تھے تو بہت سے دیو و پریزاد بھی طلسم سے رہا کیے تھے انکو نہیں جوا انسان تھے انکو حکم دیا کہ آپ
 لوگ بھی سامان سفر میں تاکہ ہمارے ہمراہ پردہ دنیا پر چلے چلیے اور اپنے عزیزوں کے لیے
 وہ خوش ہوئے اور سامان سفر میں مصروف ہوئے ادھر سہراپ ثانی نے ان بادشاہوں
 کو جو کہ مرحلہ جارت طلسم کے حاکم تھے اور ہمراہ آئے تھے طلسم سے اور وہ پر نر ادا بادشاہ جو کہ راہ

مین مطیع ہوئے تھے حکم و پاکد آب لوگ بھی کل مع اپنے لشکر سپاہ کے طرف اپنے شہر اور محلہ کے لشکر
 لے جائیں مین آب کو رخصت کرتا ہوں آپ لوگ اطمینان رکھیں کہ جب مین پردہ دنیا سے یہاں
 آیا کرونگا تو آپ لوگوں سے ضرور ملونگا ہر ایک بادشاہ اور سردار نے عرض کیا کہ اے آقا سے نامدار
 یہ کیا امر ہے ہم تو سب خوش تھے کہ آپ کے ہمراہ رکاب پردہ دنیا پر جائیں گے یہ کیا آپ فرماتے ہیں
 تب سہرا ب ثنائی نے سب حال بیان کیا اور کہا کہ سوائے اُن کے جو کہ مہتمم بارگاہ وغیرہ ہیں
 اور مین کسی دیو پر نژاد کو ہمراہ نہ لے جائونگا اگر لشکر ہمراہ لے جاتا تو ضرور آپ لوگوں کو ہمراہ لیتا یہ
 جو کہا وہ سب کے سب مایوس ہو گئے زیادہ اصرار نہ کر سکے سب نے عرض کیا کہ بہت خوب
 جیسا کہ ہوا ہے ہم بجا لائیں گے راوی بیان کرتا ہے کہ جب سہرا ب ثنائی یہ حکم دے چکے اور ان
 سب کو رخصت کیا وہ اپنے اپنے مقام پر آئے اور سامان سفر کرنے لگے اپنے اپنے ملک
 کی طرف جاتے گئے اور سہرا ب ثنائی وغیرہ داخل محل ہو گئے مان پاس آئے پھر بہت
 اچھا یا میرج نامدار وغیرہ کے بھی بلکہ کو بہت تسکین دی بعد اسکے ہر ایک اپنے مقام پر
 آیا رستم ثنائی نے اپنی زوجہ مضراب پیری کو بہت کچھ بند و نصیحت کی اور اطمینان کر دیا کہ تم مطمئن
 رہو سہرا ب ضرور آیا کرے گا اور سہرا ب ثنائی نے اپنی دونوں معشوقوں کو بھیجا یا اور کہا کہ تم
 والدہ صاحبہ کی خدمت میں رہنا وہ بھاری بہت خاطر فرمائیں گی اور تم کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو گی
 ہر ایک کھانا کھا کر آرام پذیر ہوا وہ رات راحت و آرام بسر کی راوی کا بیان ہے کہ سہرا ب ثنائی
 کل اسباب طلسمی و خزانہ طلسمی و بارگاہ طلسمی کندن جنی کے سپرد کر کے آئے تھے وہی اسکا محافظ
 تھا جب طلسم سے چلے گئے وہ بارگاہ وغیرہ ہمراہ بھی کندن بھی ہمراہ تھا اور بہت سے
 پر نژاد و دیو و جن اس بارگاہ کے منتظمین جلیل پر نژاد و جلیل پر نژاد یہ نقار خانہ کے داروغہ ہیں اور
 شہاب پر نژاد و سرخاب پر نژاد یہ بہت بڑے شہنشاہان ہیں اور اس بارگاہ کے ساتھ بہت سی
 سی بازاریں اور نقار خانہ ہیں کئی سے دہل و کوس ہیں مثل بارگاہ سلیمانی کے اسکی شان و شوکت
 ہر جب کندن جنی کو خبر ہوئی کہ کل شاہزادہ یہاں سے طرف پردہ دنیا کے سفر فرمائے گا اسنے
 بارگاہ کو بار کر آیا اور تمام خزانہ طلسمی اور ان متادق کو کہ جس میں اسلحہ طلسمی اور خفیان شب چراغی
 تھیں اور مرکب طلسمی اور جو مرکب اس طلسم میں تھے اور ہمراہ شاہزادہ کے لئے تھے اُن سب کو لے
 جانے کے لئے لیس کیا اور کل اسباب طلسمی بار کیا اور سب کارند و کمو آگاہ کیا وہ بھی سامان سفر سے
 لیس ہو گئے اور ہلکاران دولت نے بہت سے تحفہ پردہ قات کے تیار کر کے اور کئی سے تخت
 برائے سواری شاہزادگان مہیا کیے سب سامان سفر لیس کر لیا کیا صرف حکم کی دیر تھی جسوقت طلب
 کیا جائے موجود کر دیا جائے ہر ایک لیس اپنے مقام پر بیٹھا ہوا ہوا دھڑک رہا تھا سبھی کوئی گل خورشید
 گلشن آسمان پر کھلا اور اپنی خوشبو سے تمام عالم کو مطر کیا اور قطرے بہنے لگے سبب عکس آفتاب عالم
 پیاب کے جذب زمین ہوئے مرغان خوش آواز نے نور سحر کو دیکھ کر رزمہ سرائی شروع کی اور حمد و ثنا
 الہی مین معروف ہوئے رسم عمری کے جھونکے آنے لے یہ عالم دیکھ کر ہر ایک عابد و زاہد اپنے بستر
 خواب سے اٹھا اور روضہ کر کے اطاعت پروردگار مین مصروف ہوا اور حاضر پر نژاد کے بیدار
 ہو کر وضو کیا اور عبادت خدا سے فراغت کر کے لباس زیب تن کر کے ہمدون محل آ کر دربار گیا
 سب سردار آ کر حاضر ہوئے دربار آراستہ ہوا یہ چاروں شاہزادہ بھی اپنے اپنے مقام سے بعد

فراغت و طیفہ سحری کے دربار میں آئے سب اہل دربار عظیم بجالائے اپنے اپنے دنگل شوکت پر
متکین ہوئے وہ بادشاہان در بند جو کہ عہد طلسم سے آئے تھے حاضر ہوئے آداب و مجاہد الا کر بیٹھے
جب دربار راستہ ہو چکا اسوقت سہرا ب ثانی نے ان خدایان در بند وغیرہ سے فرمایا
کہ میں نے آپ لوگوں سے کل بیان کیا تھا کہ آپ لوگ سامان کریم اور طرقت اپنے مقام
کے کثرت لیتے جائیں لہذا آپ سب صاحبوں نے سامان کیا یا نہیں انھوں نے عرض کیا کہ ہم
حکم سرکار کے ہم نے سب سامان کیا اور حافض دست ہوئے ہیں کہ اجازت حاصل کر کے طرقت اپنے
اپنے مقام کے روانہ ہوں شاہزادہ نے یہ سماعت فرما کر انکو حکم فرمایا کہ بسم اللہ آپ لوگ کثرت لیتے
جائیں کیونکہ دن چڑھائیں وہ سب ان سب سے رخصت ہو کر اور آخری سلام کر کے بیرون
دربار آئے اور اپنے اپنے لشکر کو عہد لیا کہ اپنے اپنے شہر کی طرقت روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ کے اپنے
اپنے شہر میں پہونچ کر راحت و آرام بسر کرنے لگے سہرا ب ثانی نے یہی حکم دیا تھا کہ اگر کوئی دیو
یا پریزاد تم پر لشکر کشی کرے آئے ہمارے ناہا صاحب کو خبر کرنا وہ کھاری ضرور لگا کر نیلے اور یہی
احتضار پر نرا دے گا تھا کہ جب یہ لوگ آپ کو اپنے حال سے خبر کریں ضرور انکی کمک فرمائیے گا
اور یہ بھی بادشاہ سے کہا تھا کہ اگر خدا نخواستہ کوئی آپ پر لشکر کشی کرے تو ان سب کو آگاہ فرمائیے گا یہ
لوگ آپ کی آکر کمک کریں گے اور ان سے کہا تھا کہ جب بادشاہ تم کو خبر کریں کہ فلاں نے تم پر لشکر
کشی کی ہو پس فوراً اس خبر کو پاتے ہی حاضر دست ہونا مع سپاہ و لشکر کے اور مدد کرنا ان سب نے
قبول کیا تھا اور رخصت ہو کر اپنے اپنے شہر کو چلے آئے تھے راوی بیان کرتا ہے کہ جب وہ سب
بادشاہ سے رخصت ہو ہو کر اپنے اپنے شہر کو روانہ ہو گئے اسوقت کارپردازان سلطنت و
اہلکاران دولت نے اگر عرض کیا کہ سب سامان سفر درست ہو صرف حکم عالی کی ویرجہ سہرا ب ثانی
نے فرمایا کہ کل صبح کو سب سامان در دولت پر حاضر ہو ہم بوقت سحر یہاں کے طرف پردہ دنیا کے
کو رخ کریں گے مع کل سامان کے وہ لوگ یہ حکم پا کر باہر آئے سلام کر کے یہاں دوپہر تک دربار آئے
رہا بعد دوپہر کے دربار برخاست ہوا بادشاہ داخل محل ہوا سب سردار اپنے مقام پر آئے
اور سب شاہزادہ بھی داخل محل ہوئے وہ دن اور رات محل میں بسر کی رستم ثانی و سہرا ب ثانی
رات بھر سب اہل محل کو سمجھاتے رہے اور بند و نصیحت کرتے رہے یہاں تک کہ کسا فرشب نے
اسباب سفر کو بار کیا اور منزل مغرب میں جا کر مقیم ہوا شاہ خاور نے افق شرق سے ظہور کیا اور آمادہ
سفر ہو کر راہ آسمان کو طر کرنے لگا اور طرقت مغرب کے روانہ ہوا تاج شماعی سر پر رکھا اور اپنے نور جمال
جہان آرا سے تمام عالم کو روشن و منور کیا مسافر نلک نے منزل شرق سے نکل کر منازل فلکی کو طر
کرنا شروع کیا طرف منزل مغرب کے راہی ہوا یہ سیدہ سحری کا آسمان پر ظہور ہوا سیم سحری کے چہرے
آستے کے دماغ جان کو معطر کرنے لگے باغون میں طائران خوش آواز حمد الہی میں شاخماے شہر بچھکر
چہرہ زن ہوئے پتھر چٹاک چٹاک کر خوشبو دینے لگے قطر ہائے خیم ربک اشجار پر مثل گوہر آبدار کے چمک
رہے تھے کچھین باغون میں پھر رہے تھے عجیب رنگ کھاصیج کا جو دست تھا ہر ایک خوش بخت
صوت ہزار ہزار ناز و انداز کے ہر طرف بلند تھی نرا ہدان شب زندہ دار صدا کے آذان کھج کو سننے عباد
پروردگار میں مصروف ہوئے سب اہل اسلام بیدار ہوئے بسترون سے اٹھے وضو کر کے مصروف عبادت
خالق بیل و ہمار ہوئے ان چاروں شاہزادوں نے بھی عبادت سے فراغت حاصل کی و طیفہ کو ختم کر کے

اپنے حق میں دعا سے مغفرت کر کے بخادون پرے اٹھے لباس سفری کو طلب کیا خادمان محل نے کشتیان
لباس میں لی لا کھانہ میں لباس تبدیل کرنے لگے اہل محل نے اپنی اپنی قدر و منزلت کے موافق امام خاص و عام
یہاں تو آراستہ ہو رہے ہیں اہل محل کا ادنیٰ سے لے کر اعلیٰ تک یہ حال ہے کہ چہرہ اداس ہے ہر ایک کے
رخ پر عالم یاس ہے اشک آنکھوں میں ڈبڈبائے ہوئے ہیں مگر یہ سبب بدشگونی کے رو نہیں سکتے
ہیں خصوصاً مضراب پری زوہر ستم ثانی کا تو عجب عالم ہے مفارقت فرزند کا جدا غم ہے فراقی شوہر
سے دل پر بجوم صدمہ والہ ہے مجبوری سب کچھ کراتی ہے ایک ایک کا حیران ہو ہو کر منہ دیکھ رہی ہے دل کا
مالک خدا ہے جو اس کے دل کا حال ہے وہ بیان نہیں ہو سکتا ہے وہ چاند سا چہرہ رہہ دھو رہا ہے وہ بچوں
سے رخسار بہ سبب رنج و غم کے کھلا گئے ہیں منہ اترا ہوا ہے چہرہ فق ہے مثل ماہ صبح کے آنکھو نہیں
جو آنسو پھرے ہوئے ہیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ بطن صدمت میں موتی ہیں ششدر و حیران بصورت عذرا
پریشان ہے بھی شوہر کی طرت دیتی ہے اور سر جھکا لیتی ہے بھی فرزند کو یہ نظر یاس دیکھ کر کہتی ہے کہ اے
نکلت جگر آرام دل مضطر قوت بصر تم ہمیں مارے جاتے ہو تم سے یہ امید تھی بھی دل تو بھجاتی ہے کہ
کیونکر اس قدر بیکار ہوتا ہے صبر کر صبر خداوند کریم کو پسند ہے خواہی میں و مصاحبین گرد ملک میں یہ معلوم ہوتا
ہے کہ ماہ کے گرد بجوم سیارگان ہو مگر سب اداس ہیں ملک کو سمجھا رہی ہیں مگر آواروں سے ثابت ہوتا ہے کہ
اگر یہ گلو گری کوئی پری ایسی نہیں ہے جو اداس نہ ہو ہر ایک اپنے بے بال وبری سے مایوس ہے
زندہان رنج و غم کی مجوس ہے ادھر ادھر خضر سریر ادھی بیدار ہوئے نماز سے فراغت فرمائی اپنے خالق
سے یہ دعا ہاتھ اٹھا کر کہے کہ اے رب بے نیاز و فراموش کار سارے توجامع المتقین ہے مجکوان سب کو زندہ
دیکھانا اور پھر مجھ سے ملانا تو ان کے ارادوں میں برکت عطا فرمانا اور سہرا سب ثانی کی شوکت و
شمنت کو مرقی دنیا یہ شیر بھر مجھ سے خوشی خوشی آکر لے میرا پنچہ آرزو ملے میں تیرا ایک بندہ کھنگار
ہوں میری اس وقت کی دعا قبول فرما یہ دعا کر کے سجدہ شکر ادا کیا اور لباس طلب کر کے آراستہ
ہوا اب تو ہر طرف محل میں ہل چل پڑی ہے ہر ایک دوڑتی پھرتی ہے جگہ در جگہ پکار پکار کر کہ رہی ہے کہ سب
اپنے اپنے مقام پر پہنچو سامنے نہ آؤ شاہزادہ باہر تشریف لے جاتے ہیں اندرون محل کو یہ بندوبست
ہے خواجہ سرا وغیرہ انتظام کر رہے ہیں ناظر محل کوڑا بکڑے ہوئے بندوبست میں مصروف ہیں بیرون
محل یہ حال ہے کہ در دولت پر سب سردار صبح سے آکر موجود ہوئے ہیں سیاہ صفت بستہ کھڑی ہے
جلوس سواری موجود ہے اور کل سامان سفر وغیرہ بیرون شہر دیوار تختوں پر لادے ہوئے کھڑے
ہیں انتظار کر رہے ہیں سب کی آنکھیں طرف شہزادے کے لی ہوئی ہیں اسی سے تخت آراستہ ہیں ان پر
بارگاہ و صنادیق اسلحہ و خزانہ طلسمی بار ہے مرکبان پری بیکر دیوار دیے ہوئے کھڑے ہیں اہل شہر
کے مجمع کا یہ حال ہے کہ اندرون شہر کوئی مقام ایسا نہیں ہے کہ کوئی بفراعت راستہ چل سکے
تل رخصنے کی جگہ نہیں ہے ہوا کا بھی گذر محال ہے بیرون شہر بھی جمع کا حال ہے نیک نگاہ کا بھی گذر نا
محال ہے اہل شہر رات بھر اس خوف سے سوئے نہیں کہ ایسا نہ ہو کہ انکھ نہ کھلے اور سواری شاہزادہ
کی نکل جائے تو ہم زیارت سے محروم رہ جائیں نہ معلوم کب یہ شہر بار عالی و قار یہاں تشریف لائیں
ہم زندہ ہوں یا نہ ہوں تو آخری دیدار کی حسرت رہ جائے ہر ایک کلی کو پنچہ و دوکان و کمرہ اہل
شہر سے مملو ہے بریان اور پر زیاد و دیو وغیرہ جنکے مکان سر راہ ہیں اپنے اپنے مکانوں پر انتظار میں
بیٹھے ہوئے ہیں مگر سب کو صدمہ و رنج ہے کوئی ایسا نہیں ہے جو درد مند نہ ہو ہر ایک کی زبان پر

انیسویں کی صدا ہر ایک واسطے ان گھمے گلشن صاحبہ قانی کے بقرار ہوا نکاح فراق ہر ایک کو ناگوار ہو
 مثل گھما سے پھر مردہ کے کھلائے ہوئے ہیں یہی حکم زبان پر ہیں کہ اب برکت اس شہر سے جاتی ہو
 ان شہریاروں کے قدم کی برکت سے کیسی رونق تھی ہم سب حریف سے بے خوف تھے اپنے اپنے گھر
 میں براحت سوئے تھے کوئی خطرہ نہ تھا ہمارا بادشاہ ضعیف ہو چکا ہوا اب کوئی بادشاہ دوسرے ملک کا
 خوف نہیں کرتا ہوا اس خیال سے کہ بادشاہ ضعیف ہو ہر ایک کو اس ملک کی خواہش ہو بلکہ ان شیروں
 کے سبب سے کوئی ادھر کا رخ نہیں کرتا تھا اب لشکر کشی ہو گی دیکھیے نلک کیا دکھاتا ہو کچھ منہ کو آکر
 اہل شہر تو یہ تقریر کر رہے ہیں مگر سب برائے زیارت موجود ہیں وہاں جب شاہزادہ لباس پہنکر طیار ہو چکا
 اس وقت انھیں پھر غرا دے اپنے ملازموں کے ساتھ ایوان ملکہ مضر اب پری کے تشریف لائے دیکھا کہ
 وہ چاروں شیر پیشہ جرات مسلح و لعل ہو چکے ہیں سب اہل محل گردین اپنی دختر کو دکھا کہ وہ بصورت
 مائیتہ حیران ہو اور ایک ایک کی طرف دیکھ رہی ہو چہرہ اترا ہوا ہے سب خواص میں اس کے گرد ہیں
 ایک طرف سہرا سب ثنائی کی دونوں معشوقین مگر جب کائے طہری ہیں ایک سمت اپنی زوجہ کو دکھا کہ
 وہ بھی مع کل خواصوں کے موجود ہیں جیسے ہی سب نے بادشاہ کو آگے ہوئے دیکھا جھک کر ہر ایک نے
 سلام کیا اختر پرنزاد نے سب کے سلام کا جواب دے کر یہی بیٹی کو گئے سے لگا یا اسکی صورت
 دیکھا اختر کو تاب نہ رہی بیضا خنجر آنکھوں سے اشک ٹپک پڑے گلے سے لگا کر فرمایا کہ او مضر اب
 تم بقرار نہ ہو اطمینان رکھو جب کہو گی میں دلیو طہران کو روانہ کر کے تمھارے فرزند کو بلا دوں گا یہ تو میرے
 اختیار میں ہو مضر اب خاموش مٹھی ہو کچھ جواب نہیں دیتی ہو سکتے کا عالم ہو کہ اتنے میں ایرج ناچار
 نے رستم ثنائی سے فرمایا کہ او فرزند اب سب سے مل لو اور حلیو کیونکہ دن چڑھتا ہو اچھا ہو کہ سویرے سے
 محل چاہیں کہ صوبہ نہ چھوڑنے پائے ورنہ تجارت آفتاب تکلیف دے گی رستم ثنائی نے جواب میں ہر
 کیا کہ بسم اللہ حضور پہلے سب سے ملوں یہ غلام بھی موجود ہے یہ سنکے ایرج ناچار نے اپنی بہو مضر اب پری
 کو گلے سے لگایا اور بہت کچھ کلمات تسکین فرمائے مضر اب نے سلام کیا اسکے بعد اور سب سے ملے
 سہرا سب ثنائی کی معشوقوں کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیے جب ایرج ناچار سب سے
 مل چکے اسکے بعد شہر پارتے بھاوج کو سلام کیا اور جھک کر ملے سہرا سب ثنائی کی معشوقوں کو گلے
 سے لگا کر رخصت کیا اور سب اہل محل سے ملنے زوجہ اختر پرنزاد کو سلام کیا اب رستم ثنائی کی باہن
 اپنی پہلے رستم ثنائی نے ساس کو سلام کیا اسنے سے سے لگایا بلاتین لین رو کر کہا کہ او فرزند ہم کو
 بھول نہ جانا تمھاری جدائی میں رات دن بقرار رہیں گی دور افتادگان کو یاد کرتے رہنا اب تو
 ایک کہرام چڑ گیا رستم ثنائی بھی روتے لگے ساس کو بہت کچھ بھجھایا اور عرض کیا کہ جو کچھ مجھے خطا
 ہوئی ہو وہاں فرمائیے اور جگہ فراموش نہ کیجیے گا میں آپ کا خرد ہوں زوجہ اختر نے جواب دیا
 کہ او فرزند تم چارے سر کے تاج ہو تمھارے سبب سے ہم کو بڑی قوت ہو اور بڑی بڑی امیدیں ہیں
 ایک بھونڈی سی مثل ہو کہ مول سے سودر یادہ پیلا ہوتا ہو داماد آنکھوں کا نا ہوتا ہو اگر ساس
 خسرو لائق ہوتے ہیں خیر او فرزند ہم سے تو تمھاری کچھ خدمت نہ ہو سکی نا چارے تم نے یہاں
 آکر کیا راحت پائی سوائے تکلیف کے ہم تم سے بہت شرمندہ ہیں خبر جو کہ ذی قدر و ذی مرتبہ
 ہوتے ہیں وہ یوں ہی سرفراز کرتے ہیں جیسی تم نے ہماری عزت افزائی کی اور ہم ایسے ناقدر و
 رشتہ قرابت پیدا کیا ورنہ ہماری کیا لیاقت تھی جو ایسی خاندان سے رشتہ قرابت حاصل کرتے یہ

شرف سوائے شہباز بن شمرخ کے اور کسی کو نہیں نصیب ہوا تھا یا تھا کہ سبب سے ہم کو نصیب
ہوا جائے مخیر یہ ہنگام ایک اکہ الماس کا ہار پر رستم ثنائی کے باندھا اور کہا کہ یہ مدہ کو لائق اسکے
تہن میں ہو کہ قبول کیا جائے مجھ کو تھا میری ذات سے امید ہے کہ تم میری خوشی کرو گے رستم ثنائی نے جواب
دین کہا کہ یہ سب آپ کی عزت افزائی ہو ورنہ میں کس لائق ہوں آپ کے سبب سے یہ سب دولت
و شہمت میسر ہوئی ورنہ میں تو ترک دنیا کر کے فقیر ہو گیا تھا آپ نے یہاں طلب فرما کر پھر مجھ کو
سرفراز کیا یہ آپ کیا فرماتی ہیں مجھ کو خود بخود کرنا یا ہو کہ میں نے یہ مرتبہ پایا کہ بادشاہ بہت قات کا
وامادہ مور بہا یہ فرمایا کہ اور جو کچھ ہر کون سے ملے وہ ترک ہے یہ کہہ کر سلام کیا پھر اور سب اہل
محل سے ملے اپنے عزیزوں کے مشقون کو گلے سے لگایا اور پیار کیا بہت چھٹ بھایا اب طرف
مصر آپ میری کے متوجہ ہوئے اور کہا کہ صاحب ہمارا کہا سنا معاف کرو اب ہم طرف پردہ دنیا
کے جاتے ہیں نہ معلوم کب آتا ہو خدا وہ دن پھر لائے کہ ہم تم سے آکر ملین یہ کہنا تھا کہ اب ہمارا
کو تاب نہ رہی سب شرم و حیا کو بالائے طاق رکھ دیا اور بولی کہ ای صاحب آپ اس گنیز سے
اچھا سلوک کیے جاتے ہیں ہمارے دل پر جو گزری ہو وہ خدا پر روشن ہے تم سے کیا بیان کریں یہ کہ
کہتے ہو کہ ہمارا کہا سنا معاف کرو میری خود یہ خواہش ہے کہ جو خطا مجھ سے سرزد ہوئی ہو وہ معاف کی
جائے میں لائق معافی ہوں میری ذات سے سوائے رنج کے آپ کو راحت کسی قسم کی نہیں ملی اس
گنیز کو فراموش نہ فرمائیے گا جب یہاں تشریف لائیے گا میری قبر پر ضرور تشریف لائیے گا کیونکہ مجھ کو یقین
ہے کہ اس صدمہ کی برداشت نہ ہو سکے اور میں مر جاؤں ملکہ نے ایسے کلمات یاس و حسرت زبان سے
کہے اور رونے لگی کہ کسی کو تاب نہ رہی سب بیقرار ہو کر رونے لگے خود رستم ثنائی بھی رو دیے
اپنے دامن سے ملکہ کے اشک پاک کیے اور بہت نصیحت کی اور کلمات تلکین فرمائے اور کہا
کہ تم اطمینان رکھو جب تم طلب کرو گی میں ضرور آؤں گا تم کو ہمارے سر کی اور سہرا اب کے سر کی
قسم اب نہ رو کر کیا کسی کے وارث سفر کو جاتے نہیں ہیں ان لوگوں کو خیال کرو کہ جو ہم سے علائقہ
رہتے ہیں ہر سو گزیر گئے ہیں کہ ہم انکی صورت سے آگاہ نہیں ہیں نہ وہ ہماری صورت سے انہر
کیا گذر رہی ہوگی یہ کہہ کر قصداً کہا اب باہر کو جاؤں ملکہ نے دامن بکڑ لیا اور کہا کہ اسکی قسم کھاتے جاؤ
کہ جب تم بلا بھیجی ہو گی تو میں ضرور آؤں گا رستم ثنائی نے اس شرط سے قسم کھائی کہ اگر کسی حریف سے
مقابلہ ہو گا اور تم بلا بھیجی ہو گی تو میں ضرور آؤں گا ملکہ نے مایوس ہو کر دامن چھوڑ دیا رستم ثنائی
اہل محل سے ملکر معراج نامدار و شہر بار عالی ذقار کے باہر تشریف لائے اس خیال سے کہ سب
اہل محل سہرا اب ثنائی سے ملین گئے اور ایک کھرام ہو گا تم سے نہ دیکھا جائے گا جب یہ
سب باہر چلے گئے اسوقت سہرا اب ثنائی نے اپنی نانی کو جھک کر سلام کیا اُس نے دوڑ کر نواسہ
کو گلے سے لگایا بلا میں لین خوب پیار کیا اور چلا کر رونے لگی سہرا اب ثنائی بھی رونے لگے
و دونوں نانی نواسے خوب گلے مل کر رونے لگے جب سب نے جدا کیا اور زوجہ انحضرت مرزا کو بھایا
تو رونام ہوا زوجہ انحضرت مرزا نے نواسہ سے کہا کہ ای فرزند میں مجبور ہوں کہ تم کو قتل نہیں
کر سکتی ہوں نہ روک سکتی ہوں کیونکہ تم نازک مزاج ہو ایسا نہ ہو کہ ناراض ہو جاؤ خیر جاؤ ہم صبر
کریں گے یہ کہہ کر وہ کہ الماس و زمرود سے سہرا اب ثنائی کے بازو پر باندھے سہرا اب ثنائی نے سلام
کیا اور نانی سے رخصت ہو کر بان کے پاس آیا اور عرض کیا کہ والدہ مہربان اجازت ہو کہ یہ غلام

سہراب ثنائی نے عرض کیا کہ جب والدہ صاحبہ نے اجازت دی جب غلام حاضر ہوا بسم اللہ تشریف لے چلے یہ
 لکھنؤ شہزادہ نے قصد کیا کہ اخضر پر نیراد سے ملوں کہ اخضر نے فرمایا کہ امیر فرزندین تو تباہ بیرون شہر چلوں گا جو طہری
 تم سب کو دیکھ لوں وہی طہری غنیمت ہے پھر ہم کہاں اور تم کہاں سہراب نے عرض کیا کہ آپ کو زحمت ہوگی آپ
 یہاں تشریف رکھیں دو مہرے اور زیادہ صدمہ ہوگا اخضر نے منظور کیا اب شاہزادہ جس سے ملنے کا قصد کرتا ہے وہ بھی
 خد کر تا ہے آخر کو ناچار ہو کر تخت طلب کیا راوی بیان کرتا ہے کہ ایک تخت پر چاروں شاہزادہ و اخضر پر نیراد
 سوار ہوئے دیو تخت کو اٹھا کر چلے جلوس سواری آگے بڑھا اور طر فواظ موابلت رہی کو س سفری پر چوب چری
 اب تو سب سردار سوار ہوئے جو انسان کہ شاہزادہ نے طلسم سے رہا کیے تھے وہ قریب پانچ چھ ہزار کے تھے وہ بھی
 تختوں پر سوار ہوئے ان کے بھی تخت دیو زاد اٹھا کر عمار ہوئے سواری ان شاہزادوں کی بڑے شان و شوکت سے
 در دولت سے باہر آئی اور طن صحر کے چلی دو رستہ اہل شہر کھڑے ہوئے سلام کرتے تھے یہ شاہزادہ دونوں ہاتھوں سے
 جواب سلام اہل شہر کو دیتے جاتے اور تسکین فرماتے جلتے تھے ہر طرف سے بھی صدا بلند تھی کہ آج اس شہر کی برکت جاتی ہے
 خداوند کریم وہ دن جلد لائے کہ پھر اس گلشن بے خزان میں بہار آئے اور آپ لوگ تشریف لائیں نوبت باغیچہ سیدہ شاہزادہ
 اہل شہر سے ملتے ہوئے بیرون شہر تشریف لائے یہاں بھی اہل شہر کا مجمع دیکھا چنانچہ سب یہاں تک بھی ہمراہ آئے یہاں سب
 سامان سفر موجود تھا صرف آمد کی دیر تھی یہاں جب سواری آکر پہنچی سب نے سلام و مجرا کیا تخت شاہی زمین پر رکھا گیا
 پھر شاہزادہ سب سے ملنے لگے ہر ایک ادنیٰ و اعلیٰ سے ملنے غلٹ پیش آئے سب کو رخصت کیا امیرج نامدار و شہر یار
 عالی وقار و رستم ثنائی اخضر پر نیراد سے بغل گیر ہوئے اخضر پر نیراد نے بہت سے کلمات یا س کہے ان سب نے تسکین
 کی اب نوبت سہراب ثنائی سے ملنے کی آئی نانا نواسہ گلے ملتے خوب روئے بعدہ جو کچھ اخضر پر نیراد سے ہو سکا وہ ان
 سب کے رہبر و پیش کیا آخر کار پھر رخصت ہو کر ان تختوں پر سوار ہوئے کہ جو طن دنیا کے جانے کے لیے تیار ہوئے تھے وہ
 سب انسان بھی ہر ایک سے رخصت ہوئے اور اخضر پر نیراد سے بھی رخصت ہوئے اور سوار ہوئے اخضر پر نیراد
 نے ان دیوؤں سے بتا کید کہ کیا کسی قسم کی راہ بین تکلیف نہ ہو اور جب پردہ دنیا پر پہنچا کر واپس آتا تو رسید لیتے آتے لکھنؤ
 فرمایا کہ بسم اللہ سدھارو سہراب ثنائی و رستم ثنائی نے کہا کہ آپ شہر کو تشریف لے جائیں تو ہم روانہ ہوں اخضر نے
 کہا کہ نہیں پہلے آپ تشریف لے جائیں میں پھر جاؤں گا ان سب نے کہا کہ یہ نہ ہوگا آخر یہ قرار پایا کہ دونوں سواریاں
 برابر روانہ ہوں بس اخضر پر نیراد بھی اپنے تخت پر سوار ہوا اور مع خدم و حشم کے خدا حافظہ نامہ کر طٹ شہر کے چلا
 ادھر رستم ثنائی و سہراب ثنائی مع بارگاہ طلسمی و خزانہ و دیگر اسباب طلسمی کے طرٹ پردہ دنیا کے چلے گئی ہزار تخت
 عمار تھے جل پر انسان جو کہ طلسم سے رہا کیے تھے وہ سوار تھے اور سب مال و اسباب طلسمی تھا دیو زاد وہ تخت لیکر
 بروئے ہوا چلے لکھنؤ اخضر پر نیراد کا یہ عالم کہ پلٹ پلٹ کر دیکھتا جاتا ہے راوی کہتا ہے کہ دیو زاد ان تختوں کو لیکر ہوا چلے
 جب سامنا نہ رہا اخضر پر نیراد داخل شہر ہوا اور در دولت پر آکر پہنچا سب سرداروں کو رخصت کیا داخل محل ہوا
 اُس دن دربار نہ کیا بلکہ کئی دن تک باہر تشریف نہ لایا جب صدمہ کم ہوا دربار کرنا شروع کیا اب راوی جہاں موقع ہوگا
 یہ داستان پھر تحریر کرے گا اب سب کو مبتلا سے رنج و الم رکھتا ہے اگر کسی مقام پر موقع ہوگا بیان ہوگا اب میں حال ساحران
 دنیا کا تحریر کرتا ہوں ان کے حال میں قلم فرسائی کرتا ہوں کہ ان سب کو جو دیو تختوں پر تھا کر طٹ پردہ دنیا کے لیکر چلے گئے
 مثل طائر ان تیر ہر کے لیے ہوئے ان کے جانے تھے دن بھر دیوؤں نے راہ فر کی قریب پچاس کو س کے محل آئے
 قریب شام ایک مقام پر ایک صحرا میں پہنچے حکم شاہزادگان عالی مقام اس صحرا میں اترے ابھی تک سرحد
 پردہ قائم پنجم یعنی غلدار می اخضر پر نیراد ختم نہیں ہوئی ہے اخضر پر نیراد کی غلدار می ہے بموجب حکم کے دیو
 تخت لے کر زمین پر آئے وہ صحرا بہت برفضا اور دلکش تھا وہاں سب اترے بند و بست ہوا پچھوئے چھوئے چھوئے

جسے پر پا ہوئے اس میں سب اتر کر بیٹھے اور کل اسباب و مال طلسمی کو بیچ دین کر لیا اور دیو زاد پاسبانی کرنے لگے یہ سب
 راہ کے چھلکے ہوئے تھے کچھ میوہ وغیرہ کھا کر شب ماہ تھی سیر صحرائین مصروف ہوئے تھوڑے عرصہ تک صحرا کی سیر کی
 بعد اس کے جا کر آرام کیا یہاں تک کہ صبح ہوئی بوقت سحر نماز وغیرہ سے فراغت کر کے تخت سحر پر سوار ہوئے دیو تخت
 لے کر روانہ ہوئے اُس دن دن بھر میں اسی کو س راہ طو کی رات کو پھر قیام کیا ایک صحرائین راوی کہتا ہے کہ جب پانچ
 سو کو س قلعہ یا قوت نگار سے چار روز کے عرصہ میں چلے آئے پانچویں دن عملداری اخضر پر نراو سے نکلے اب
 اخضر کی عملداری ختم ہوئی دیوؤں نے شاہزادوں سے عرض کیا کہ حضور راج ہم اپنے بادشاہ کی عملداری سے
 باہر ہو گئے ہیں اب یہاں سے اور پر نراو دن کی عملداری ہو بہت سے ملک پردہ قاف میں اب بھی ایسے
 ہیں جو کہ کافروں کے قبضہ میں ہیں شاہزادوں نے جواب دیا کہ اب تو ہم طرف دنیا کے جاتے ہیں اگر یہاں رہتے
 تو ضرور ان ملکوں کو بھی اسلام آباد کرنے خیر اب جو آئے کا اتفاق ہو گا تو ضرور بندوبست کیا جائے گا اب چھ دن جو
 تختوں پر سوار ہو کر روانہ ہوئے دن بھر دیو لیے ہوئے چلے گئے قریب شام ایک صحرا سے پر سوار میں قیام کیا شاہزادوں
 نے دیوؤں سے دریافت کیا کہ اب پردہ دنیا یہاں سے کی دن کی راہ ہر اٹھونے عرض کیا کہ نندرہ دن کی راہ
 کو پردہ دنیا برسوں کی راہ ہر لاکھوں کو س ہر لاکھ انسان کے لیے اور ہم سب کے لیے اکیس روز کی راہ ہر اور
 بعض ہم میں سے ایسے ہیں کہ جو پردہ دن میں آئے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو کہ دس دن میں اور بعض ایسے ہیں جو
 کہ پانچ دن میں اور بعض تین دن میں مگر تکلیف بہت ہوتی ہر رات دن راستہ طو کرنا پڑتا ہے کسی مقام پر کھڑے نہیں
 سکتے ہیں جیسے کہ دیو طیاران حضور کے لیے گویا تھا اور چھ روز میں حضور کو لیکر آیا تھا اسی طور سے اور بھی بہت سے
 دیو ہیں شاہزادوں نے یہ سُنکے فرمایا چونکہ سب کو چھ دن ہوئے ہیں کہ ہر روز برابر راہ طو کی ہر سو اسے رات کے
 کسی وقت قیام نہیں کیا ہر گز ایماں دو دن قیام کر سکتا اس صحرا کی سیر کرینگے کچھ جیسے وغیرہ پر پا کر و تیسرے دن
 یہاں سے روانہ ہوئے انھوں نے بموجب حکم کے ایک کوہ بلند شکوہ کے اوپر جیسے وغیرہ پر پا کیے اور سب ان
 چیموں کے گرد اترے اور مال و اسباب کی بہت حفاظت کی اس خیال سے کہ یہ دوسرے کی عملداری ہر نہ معلوم کیاں
 شاہزادہ ان چیموں میں اتنے چونکہ شب تھی اس سبب سے صحرا کی سیر نہ کی دوسرے یہ بھی سبب تھا کہ قیام کرنے کا
 قصد تھا یہ خیال دل میں کیا کہ صبح کو سیر کرینگے رات تو اُس کوہ پر سیر کی صبح کوہ بلندی کوہ پر آکر بیٹھے سیر صحرا کرتے لگے سب
 دیو پر مراد جو کہ ہر آئے تھے ادھر ادھر بھرنے لگے شاہزادہ مع اپنے ہمراہیوں کے بلندی کوہ پر بیٹھے ہوئے سیر کر رہے
 ہیں صبح کا وقت ہر گھنٹے خود رو گھلے ہوئے ہیں چونکہ یہ پردہ قاف ہر اسکا ہر صحرا ہر جنگل بہتر از باغ شاد ہر یہاں
 ہمیشہ فصل بہار رہتی ہر نران کا یہاں گندہ نہیں ہر گلاب سے خوش رنگ کھلے ہوئے میوہ ہرے رنگارنگ لگ رہے
 طائران خوش الحان لہ لہ مہرانی میں مصروف ہیں پھولوں کی خوشبو چلی آتی ہر نسیم تھری دماغ جان کو خوشبو کے ریاں
 سے سار ہی ہر بلبلین چہچہاتی کر رہی ہیں قافہ الگ شاخماں ہر بڑھی ہوئی ہر اور یاد الہی میں مصروف ہر
 نمریان غمشاد پر مشغول تھا کسی زبان بے زبانی میں تدرہ ان کو ہر سار مقدمہ ترقی کر رہے ہیں طائر س صحرائی ہر طرف بھر
 رہے ہیں سبزہ دور تک روئیدہ ہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قتل سبزہ کا شش گسترہ ہر اُس پر جواد میں کے قطرے پڑے ہیں
 کو غلطی کا سنا دکھا رہے ہیں عجیب وہ بچا تھا اور بہت بھی صبح کا تھا سب ایک اُس صحرا سے مینو سوار کوہ کوہ کچھ کچھ
 ہو گیا نندرہ قبا کھول دیے ہوا کھانے لگے شاہزادہ تو تھے ناشتہ کل ہر دھین کر رہے ہیں ہر گلاب سے زکارتان میوہ ہر
 بو قلموں سے بھرا ہوا ہر دیو پر نراو ہر زمین بھر رہے ہیں خوش ہو رہے ہیں کوئی پر بھر دن آیا ہو گا کہ دیکھا
 شاہزادوں نے ایک طرف سے کچھ دیو بڑے بڑے شہنشاہ کے شہنشاہ ہر غلط کار کھیلے ہوئے شہنشاہ آئے ہیں یہ دیو
 ہر نراو جو شاہزادوں کے ہر آئے ان سب کو دیکھ کر فوراً کوہ پر چلے آئے اور قریب شاہزادگان آکر کھڑے ہوئے ان

سب نے جو دورے دیکھا کہ بہت سے دیو و پری و آج صحرائیں آئے ہیں کسی طرف سے اور کچھ حصے وغیرہ کوہ پر رہ رہا ہیں اور وہ دیو
 و پری زاد ہم سب کو دیکھ کر بالائے کوہ چلے گئے یہ دیو اس خیال سے اس طرف کو چلے کہ چل کر دریافت کریں کہ یہ دیو و پری زاد
 کس پردہ قاف کے رہنے والے ہیں اور اس صحرائیں کس عرض سے آئے ہیں کیونکہ یہ صحرائے قبضہ میں دیو ابلاغ بلند
 شاخ کے جو کہ بنبرہ دیو عفریت بدست کا اور ہم سب کا حاکم و آقا ہے ہم نے آج تک اس صحرائیں کسی غیر ملک
 کے باشندے کو آئے ہوئے نہیں دیکھا اور یہ ہمارے مالک کی شکار گاہ ہے ایسا نہ ہو کہ سب اس کو برباد و غارت
 کریں آقاے نامدار تو آج کل لشکر کشی کی تدبیر میں ہیں اخضر سر نرادیہ کیونکہ سنا گیا ہے کہ دیو ہامان سپہ سالار اخضر سر نرادیہ
 نے اپنے مالک پر لشکر کشی کی تھی جب اخضر سر نرادیہ عاجز آیا تو اسے پردہ دنیا سے چند آدم زاد طلب کیے جو کہ اولاد
 حمزہ سے تھے انھوں نے اگر دیو ہامان کو عاجز کیا انھیں آدم زادوں میں سے کسی آدم زاد کے ساتھ اخضر سر نرادیہ نے
 اپنی دختر کی شادی کر دی کہ جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور اسے جوان ہو کر دیو ہامان کو قتل کیا اور اب سنا گیا ہے
 کہ اس حوالی میں کوئی طلسم تھا اسکو بھی فتح کیا ہے اور بہت کچھ مال و اسباب لایا ہے آقاے یہ شے بہت عجیب و غریب
 ٹھہرا اور اس خیال سے لشکر کشی کا قصد کیا ہے کہ یہ آدم زاد جو پردہ دنیا سے آئے ہیں اولاد حمزہ سے ہیں ان کے
 بزرگوں نے ہمارے بزرگوں کو قتل کیا ہے بس چل کر ان سے اپنے بزرگوں کے خون کا عوض لینا پڑ رہا ہے اس سبب
 سے وہ تو لشکر کشی کی تدبیر کر رہے ہیں شکار وغیرہ کو ترک کیا ہے ہم اس صحرائے کے محافظ ہیں ایسا نہ ہو کہ کچھ اس
 مقام پر خرابی ہو اور انکو معلوم ہو تو وہ ہم سے ناامنی ہوں اس سے بہتر یہ ہے کہ ان سب کو اس حال سے آگاہ
 کریں اور کہیں کہ یہاں سے چلے جاؤ ورنہ بہت پریشان ہو گے یہ دیو تو باہم یہ باتیں کرتے ہوئے ابھر کو چلے
 اب راوی ایک جملہ در بیان کرتا ہے ناظرین کی خدمت میں وہ یہ کہ ایک دیو ابلاغ بلند شاخ ہے جو کہ ہر روز
 دیو عفریت کا کہ جسکو حمزہ صاحبہ ان نے قتل کیا تھا دیو ابلاغ بہت توی ہے اور ثانی دیو عفریت بدست
 ہے سات لاکھ نرہ دیو پر حاکم ہے ایک مسیہ ہے پردہ قاف میں کہ جس کا نام شہر ابلاغیہ دیو ہامان کا یہ حاکم ہے اور
 ابلیس پرست ہے لہذا ہر گز مرہم اسے قصد کیا کہ قریشیہ سلطان سے جا کر مقابلہ کروں مگر اسے مشیر دن و فریادوں نے
 منع کیا اور کہا کہ ابھی آپ کے پاس وہ سامان نہیں ہے کہ آپ قریشیہ سلطان سے مقابلہ کر کے اپنے بزرگوں کے
 خون کا معاوضہ کریں لشکر اس کے مقابلہ کے قابل بہم فرمائیے اسوقت قصد مقابلہ فرمائیے اسکو بھی اسے ان سب
 پسند آئی تھی اور اسے اس تدبیر سے اپنے پاس لشکر دیو زاد جمع کیا تھا کہ جن کے باپ دادا ہاتھ سے حمزہ
 صاحبہ ان و صاحبہ ان ثانی و قریشیہ سلطان و دیگر اولاد صاحبہ ان کی مارے گئے تھے ان سب کو تلاش
 کر کے اپنا ملازم کیا تھا اور بہت کچھ رعایت ان کے ساتھ کرتا ہے اور جو دوا یک ملک اسے ملک کے قریب تھے ان
 ملکوں کے بادشاہوں کو بزرگوں کی بازو اپنا طبع آیا ہے اور ان سب سے یہ آفر کیا ہے کہ ہم قریشیہ سلطان و
 قریشیہ ثانی و دیگر اولاد حمزہ سے جو کہ یہاں موجود ہے و نیز پردہ دنیا پر ہم سب کے باپ دادا اور اپنے باپ دادا کے
 خون کا معاوضہ لین کے لہذا تم سب ہماری مدد کرو اور ہمارے فریب ہو چنا چھو جسے یہ سنا اسکا اگر خیر یک ہوا
 اور اسکو اپنا آقا قرار دیا اور شاہ دیوان قاف کا لقب دیا جب اس کے پاس قریب چار لاکھ کے تھے دیو جمع ہوئے
 تھے اسوقت بھی اسے قصد کیا تھا کہ قریشیہ ثانی سے مقابلہ کروں لشکر کشی پر آمادہ ہوا تھا مگر مشیر دن نے
 منع کیا تھا کہ ابھی آپ کے پاس اس قدر سپاہ نہیں ہے کہ آپ ان سے مقابلہ کر سکیں کیونکہ تمام قاف میں اہل
 اسلام کی عملداری ہے ہر پردہ قاف اہل اسلام سے آباد ہے چنانچہ مقام ایسے ہیں کہ جہاں ہم سب آباد ہیں ورنہ
 حمزہ صاحبہ ان نے تمام قاف کو ہم پر جمع کر دیا اور سب بزرگوں و ستان قاف کو پست کیا اور سب اسلام
 جاری کیا اگر یہ سب سالکان قاف کو خبر ہوئی کہ قریشیہ ثانی پر لشکر دیو ابلاغ نے چڑھائی کی ہے تو

تو سب جمع ہو کر اسے مقابلہ کرنے کے اس وقت بڑی مشکل ہو گئی لہذا اور لشکر جمع فرمایا پھر ایسا قصد فرمایا اسنے قبول کیا تھا اور نگہداشت فوج میں مصروف ہوا تھا بھرتی جاری کر دی چنانچہ ہر طرف سے وہ دلو جو کہ جنگاہے متواتر سے اولاد حمزہ و قریشیہ کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگے تھے اور ادم زادہ ہر ششہ ہو گئے تھے جنگ بزرگ ان سب کے ہاتھ سے مارے گئے تھے یہ عداوت رکھتے تھے اہل اسلام سے آ کر جمع ہونے لگے اور اطاعت کرنے لگے یہاں تک کہ جب دیو ہان سے اور اخضر پر نر ادم سے نوبت بن ساد آئی تھی اور مقابلہ شروع ہو گیا تھا اسنے قصد کیا تھا کہ دیو ہان کی کمک کروں خبر پا کر سب نے منع کیا اور کہا کہ آپ کو کیا ایسی ضرورت ہے کہ آپ ایک دیو جو کہ بادشاہ کا ایک سپہ سالار تھا آپ اسکی بیٹی پر عاشق ہو کر اس سے ہر مہر فساد میں کمک کریں اسکو لازم تھا کہ وہ آپ کو اس حال سے آگاہ کرنا اور آپ کو اپنا بادشاہ کرنا اور آپ اسکی کمک کرتے جب کہ وہ خود سر ہوا اور آپ اسنے حکومت پر کسی اور آپ کو اس حال سے آگاہ نہ کیا بلکہ آپ کے خلاف اسنے بھی اپنا لقب شاہ دیوان تانت مقرر کیا اور بہت سے ملک اسنے مکر سے اپنے قبضہ میں کر لیے اور چند بد معاشر اسنے پاس جمع ہو گئے انکے بھروسہ پر وہ پھول گیا آپ کو بھول گیا خود بادشاہ بن بیٹھا تو ایسے ذنی مرتبہ اور شان و شوکت کو کیا ضرور ہے کہ ایک ادنیٰ کی کمک کریں جب کہ وہ تو بچتے ہی نہیں خاموش اپنے مقام پر بیٹھے رہے اور ملاحظہ فرمائیے کہ اس جنگ و بیکار کا انجام کیا ہوتا ہے اگر دیو ہان اخضر پر نر اور غالب آیا تو ہان سے مقابلہ کر کے اور اسکو قتل کر کے تمام ان ملکوں پر قبضہ کر لے گا جو کہ اسکے قبضہ میں ہیں اگر اخضر پر نر اور غالب آیا تو اخضر سے مقابلہ فرمائیے گا اسی پردہ تانت سے لگا لگا بیٹے کا جب تک آپ گئے ہیں اور سپاہ بنو جانیکی اور بوری قوت بہم ہو جائیکی یہی رائے دیو ہان کو پسند آئی تھی مگر چند دیو مقرر کر دیے تھے کہ وہ دسدم کی خبر دیتے تھے جو کچھ واقعہ دیو ہان کے مقابلہ میں ہوتا تھا یہاں تک کہ یہی خبر دی تھی ان سب نے کہ اخضر پر نر اور جب بہت پریشان ہوا تو اسنے ایک آدم زاد کو جو کہ پروتاہر حمزہ کا پردہ دنیا پر سے اسکو اٹھوا لیا یہ وہ فقیر بنا ہوا تھا یہاں آکر اسنے تبدیل لباس کیا دیو ہان سے مقابلہ کر کے اسکو شکست دی وہ مجروح ہوا اور بھاگ گیا دوسرا غضب پہ ہوا کہ مضراب پیری جو کہ معشوقہ تھی دیو ہان کی جسکے سبب سے یہ معرکہ واقع ہوا تھا وہ اس آدم زاد پر عاشق ہوئی اور آدم زاد اس پر جب دیو ہان بھاگ گیا تو چشمہ ہندوگان پر بہت بڑا جلسہ ہوا یہ خبر سنکے مامون دیو ہان کا اور نر د دیو ہان کے مامون کل اس آدم زاد پر لشکر لے کر گئے اور اسی مقام پر ہاتھ سے اس آدم زاد کے جو کہ پروتاہر حمزہ صاحبقران کا مارے گئے بعدہ جب وہ آدم زاد دہان سے قلعہ یا قوت نگار میں آیا اخضر پر نر ادم نے بھری دھوم سے اپنی دختر کو اسکے ہمراہ کھڑا کر دیا وہ اس سے حاملہ ہوئی کہ دیو ہان پھر لشکر کشی کر کے آیا اور مقابلہ ہوا اس آدم زاد نے اسکو زبرد کر لیا اسنے مکر سے اطاعت کی اور اس آدم زاد کے پاس موجود رہا مگر اپنے لشکر کو برا کندہ کر دیا یہاں تک کہ وہ لڑکا پیدا ہوا اور بہت بڑا حشیش ہوا ایک دن موقع پا کر دیو ہان نے پیکر کر کے اس آدم زاد کو اسیر طلسم جہل حیران سلیمانی کیا خود پھر لشکر کشی اخضر پر نر پیری جب اسکی خبر ہوئی اخضر پر نر ادم کو اسنے دیور وادہ کر کے اسنی آدم زاد کے بھائی کو یعنی دوسرے پردہ کے کو حمزہ کے پردہ دنیا پر سے طلب کیا وہ بھی فقیر بنا ہوا تھا یہاں ہان لشکر لے کر قلعہ پر آ گیا اخضر قلعہ بند ہوا کہ انسی لڑکے نے جو کہ بطن سے مضراب کے پیدا ہوا تھا اسکا سن کوئی سات برس کا تھا وہ شکار پر گیا ہوا تھا یہ خبر پا کر کہ دیو ہان نے قلعہ پر لشکر کشی کی یہ وہ طفل شکار گاہ پر سے میدان جنگ میں آیا اور ہان سے لڑا زخمی ہوا عین وقت پر وہ آدم زاد آکر پہونچا جسکو اخضر پر نر ادم نے پردہ دنیا پر سے طلب کیا تھا اسنے آکر دیو ہان سے مقابلہ کیا اور دیو ہان کو زبرد کر لیا ہان نے اسکی بھی اطاعت کی اور غلامی اختیار

کی جواب وہ آدم زاد اپنے بھائی کے فرزند کو منہوں سپہ گری تعلیم کر رہا ہے راوی بیان کرتا ہے جب یہ مجر دیوا بلایا
 بلت شاخ نے سنی تھی تو قصد کیا تھا کہ جا کر مقابلہ کروں اور بندوبست لشکر کا حکم دیا تھا لشکر میں طیار ہی ہوئے
 لگی تھی کہ ایک دیو نے اگر خبر دی کہ دیو ہان نے اس آدم زاد کو بھی مکر کر کے اسی طلسم میں پھنسا دیا اور خود پھر لشکر جمع
 کر کے اخضر سر نرادیو بلا کر دیوا بلایا تے یہ فرما کر حکم دیا کہ اب لشکر میں طیار ہی ہو ہم اس مہم کے بعد دیو ہان
 سے مقابلہ کریں گے اگر وہ اخضر سر نرادیو غالب آئے گا اگر اخضر دیو ہان پر غالب آیا تو اخضر سے مقابلہ
 کرونگا دیوا بلایا تو یہ حکم دے کر گنگا نشست سپاہ میں پھر مصروف ہوا تھا کہ خبر ہو گئی اس طفل کے جو کہ بلیٹن
 سے مضر اب سری کے پیدا ہوا تھا جس کا نام سہرا ب ثانی تھا دیو ہان کو منع اس کی اولاد و اقارب کے
 قتل کیا کوئی بھئی اولاد دیو ہان سے باقی نہ رہا لشکر نے شکست کھائی لاکھوں دیو ہارے گئے اور بھاگ
 گئے اور لاکھوں نے اطاعت کی اب اس نے اس فتح کی خوشی کا جشن کیا ہے یہ خبر سننے ابلاغ کے حواس جاتے
 رہے اور اپنے اہل دربار سے کہا کہ میں جا کر اس طفل آدم زاد سے مقابلہ کرونگا یہ میرے ہاتھ سے قتل ہوگا
 اخضر سر نرادیو اپنا مطیع کرونگا سب نے کہا کہ یہ راسے مناسب ہے کیونکہ اگر اخضر سر نرادیو مطیع ہوا تو اور
 قوت بہت ہوگی کیونکہ وہ اس وقت بادشاہ بزرگ ہے اور بہت سے ملک اس کے قبضہ میں ہیں ایک سردار
 نے کہا کہ خیال اس امر کا ہے کہ جب اسے نواسہ نے دیو ہان ایسے دیو کو قتل کیا سنا جاتا ہے کہ اس طور سے قتل کیا
 اور سر سے بلند کر لیا کہ جیسے کوئی بڑا پہلوان قوی کسی طفل صغیر کو اٹھا لیتا ہے یا کوئی بھول کو اٹھا تا ہے دیو ہان اس طفل
 نے دیو ہان کو اٹھا لیا بس ایسے سے مقابلہ کرنا نادانی ہے ابلاغ نے جواب دیا کہ یہ دیو ہان کو اس کی خود سری
 و نمک حرامی کی سزا ملی کہ ایک طفل کے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہوا اور قتل ہوا ورنہ طفل آدم زاد کی کیا مجال تھی
 کہ وہ دیو کو قتل کرے یہ اس کی خود سری کا انجام تھا وہ طفل میرے ہاتھ سے مارا جائے گا دیکھ لینا تمام قاتلین
 میری مملداری ہوگی اور سب پردہ ہائے قاتلین دین خداوند ابلیس جاری ہوگا دین اسلام کا کوئی نام
 نہ لیکاراوی نازک خیال بیان کرتا ہے کہ دیوا بلایا بلند شاخ کو اس فکر میں مصروف تھا کہ اخضر سر نرادیو
 و سہرا ب ثانی پر لشکر کشی کروں کہ دیو سے اگر خبر دی کہ یہ شاہ دیوان قاتل نواسہ اخضر سر نرادیو کا خود
 بخود غائب ہو گیا قلعه یا قوت نگار تین ایک کھرام چکر ہا لگی دن تک اخضر سر نرادیو نے جو درخت پر دست
 کیا اہل غیم سے معلوم ہوا کہ چھ ماہ کے بعد وہ طلسم چھل جرائع سلیمانی تیغ کر کے اور اپنے باب و حیا کو
 رہا کر کے بڑے حشم و خدم سے آئے گا وہ شاہ دیوان قاتل ہو گیا قلعه یا قوت نگار کا راوی کہتا ہے
 کہ ابلاغ نے چند دیو مقرر کیے تھے کہ جو حال دیا سہرے اس میں ہم وغیرہ دیا جو واقعہ گذرنا تھا وہ دیو اگر بیان
 کرتے تھے یہ خبر سننا ابلاغ نے سرداروں سے کہا کہ میں جو اخضر سر نرادیو پر زیادہ تر لشکر کشی کر کے
 جاتا تھا تو اسے کو اس کے قتل کرنے کے لیے لہذا اب وہ برائے تیغ طلسم کیا ہے جب وہ آئے گا تو میں لشکر
 کشی کرونگا اس کا پ و حیا بھی اسے جو وہ ہوگا اب ان سب کو قتل کرونگا اور جو خبر تمام میں منتشر ہوگی
 کہ میرے عقربت نے اولاد دینے کو قتل کیا اور قاتل دیو ہان کو سب میری اطاعت کریں گے اور مجھ سے
 خوف کریں گے سردار دین نے عرض کیا کہ جو آپ کے نزدیک من سبب ہو وہ جیسے ہم آپ کے تابع فرمان
 ہیں جیسا آپ حکم دینگے بجالائیں گے بدین سبب اس زمانہ میں دیوا بلایا نے لشکر کشی موقوف رکھی اور سپاہ کے بندر
 میں مصروف ہوا اور یہ بھی خیال کر لیا تھا دل میں کہ اس عرصہ میں میرے پاس اور سپاہ جمع ہو جائے گی
 راوی بیان کرتا ہے کہ وہ دیو زاد بھی اسے پاس آکر جمع ہونے لگے کہ جو تو وہ دیو ہان تھے اور بعد قتل دیو
 ہان بھاگے تھے اور ہر تباہ چکے تھے جب لاکھوں نے اس امر کی خبر پائی کہ دیوا بلایا نے میرے

غفریت کا قصد کر کے لشکر کشی کرے اخضر سر نرا پر وہ سب جمع ہو کر دیو ابلاغ کے پاس آئے اور سب
 حالات جنگ و بیکار دیو ہایان و اخضر سر نرا کو رستم ثانی و سہراب ثانی و حال قتل دیو ہایان بیان کیا
 دیو ابلاغ نے اسے بہت کچھ تسکین دی اور کہا کہ اطمینان رکھو میں اخضر سر نرا و نیز ان آدم زادوں سے
 تمہارے بزرگوں کے خون کا معاوضہ لوں گا اسی قصد سے میں نے لشکر کا بندوبست کیا ہے لو اس اخضر سر نرا
 کو طلسم فتح کر کے آئینے دو اگر نہ آیا تو بعد گزرتے چھ ماہ کے میں اخضر سر نرا پر لشکر کشی کرونگا اگر اسے تیری
 اطاعت کر لی تو خیر ورنہ اسکو قتل کر کے اس ملک پر قبضہ کر کے مع لشکر و سپاہ قریشیہ ثانی وغیرہ سے معاوضہ خون
 بزرگان لوں گی اور پردہ دنیا پر جا کر اولاد محمد سے خون بزرگان کا عوض لوں گا اب یہ خدا پرست میرے
 ہاتھ سے جائے کہاں ہیں راوی کہتا ہے کہ دیو ابلاغ چھ ماہ تک اسی انتظار میں رہا ساتویں ماہ میں سے
 مجزوں نے آ کر خبر دی کہ وہ طفل طلسم فتح کر کے آیا مع اپنے چچا و باپ کے اور دادا کو بھی اسے رہا کیا وہ
 کسی سبب سے مدت سے اسیر طلسم تھا اور بہت مال و اسباب و خزانہ اسکو طلسم سے ملا ہے اخضر سر نرا
 نے بہت بڑا جشن خوشی برپا کیا ہر لاکھوں دیو و مرزاد اس کے ہمراہ طلسم سے آئے ہیں اور بہت تھے
 بادشاہ دیو زاد و پر مرزاد اسے منطوق ہوئے ہیں بڑا لاؤ لشکر لے کر آیا ہے یہ خبر سنے دیو ابلاغ نے سر راز
 کو جمع کیا تھا اور باہم صلاح کی تھی کہ اب کیا رائے ہو آیا لشکر کشی کروں یا نہ کروں سب نے جواب دیا تھا
 کہ اب لشکر کشی کرنا پر ضرور ہے کہ سب آدم زاد جمع ہوئے ہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ اخضر سر نرا کو ہمراہ لیکر
 پردہ ہائے ثبات کی غماہی کی فکر کریں اور جو ملک کہ اب ابلیس پرست ہیں انکی بدعت سے ہر باد نہ
 ہوں اور وہ انکو اسلام آباد نہ کر دین اسوقت میں لشکر کشی لازم ہے کہ انکو اور کسی طرف جانے کی مہلت
 نہ ملے ابلاغ نے کہا کہ تمہاری رائے بہت ٹھیک ہے اور اسی دن سے تیاری سپاہ میں مصروف ہوا
 تھا چنانچہ جو دیو برائے خبر پور کیے تھے انکو بھی طلب کر لیا اور لشکر تیار کیا جب قریب سات لاکھ
 ترکہ دیو کے اسے پاس ہو گئے اسنے سامان سفر کے حیا کرنے کا حکم دیا تھا جب سب سامان سفر درست
 ہو گیا تو اسنے ایک دن برائے کوچ مقرر کیا اور اپنے فرزند دیو حیرا رخ بلند گردن کو شہر ابلاغ غیمہ کا حام
 کیا اور دو لاکھ ترکہ دیو برائے حفاظت شہر چھوڑے اور سات لاکھ سے اسنے قصد کیا کہ طرف شہر یاقوت کا
 کے کوچ کروں اب یہ وہ زمانہ ہے کہ رستم ثانی وغیرہ اخضر سر نرا سے رخصت ہو کر طرف پردہ دنیا کے
 چلے ہیں جسدن یہ اگر اس صحرائین پہونے ہیں جو کہ شہر ابلاغ غیمہ کے حوالی ہیں ہر اور شکار گاہ ہے دیو
 ابلاغ کی کمپنیں کا ذکر ہو چکا ہے کہ یہ شانزادہ ساتویں دن ایک صحرائے پر نضا میں آکر پہونے گئے
 اور ایک کوہ پر پہونے وغیرہ پر پائے گئے اور قصد کیا تھا کہ دو دن تک یہاں قیام کریں تیسرے دن یہاں
 سے طرف پردہ دنیا کے کوچ کریں اور بوقت صبح کوہ پر بیٹھے ہوئے تھرا کی سیر کر رہے تھے اور انھوں نے
 چند دیو ایک طرف سے آئے ہوئے دیکھے تھے یہ شانزادہ اتفاق سے قریب شہر ابلاغ غیمہ کے مقیم ہوئے
 تھے، لو ابلاغ نے اس صحرائین کو جس صحرائین یہ اترے تھے اپنا شکار گاہ بنایا تھا اور برائے شکار آیا کرتا
 تھا کہ جب سے لشکر کشی کے قصد میں مصروف ہوا تھا آنا ترک کیا تھا چند دیو برائے پاسبانی مقرر
 تھے وہ اس صحرائے نگران رہتے تھے جس دن یہ لوگ یہاں آکر اترے تھے اسے ایک دن قبل دیو ابلاغ
 مع لشکر دیوان خوشوار کے یہ دن شہر آکر بہ قصد سفر مقیم ہوا تھا اور اسنے حکم دیا تھا کہ میں پرسوں یہاں
 سے طرف قلعہ یاقوت شکار کے برائے مقابلہ اخضر سر نرا کو کوچ کرونگا یہاں مقیم تھا اور ایک دن
 اسے سفر میں باقی تھا کہ بوقت سحر اسکو خیال آیا کہ کل تو تم یہاں سے برائے جنگ و بیکار کوچ کرو گے

نہ معلوم کب آنا ہوا اس سے آج چل کر شکار گاہ میں شکار کھیل لو اور دل کو بہلا لو نہ معلوم مہلت نے یا نہ نے
 یہ خیال دل میں کر کے اور چند سرداروں کو ہمراہ لیکر لشکر کو اسی مقام پر چھوڑ کر طرٹ شکار گاہ کے چلا یا اس
 دن چلا ہو کہ جس دن یہاں رستم ثنائی و سہراب ثنائی کوہ پر بیٹھے ہوئے مہر و تیر سیر صحرائین یہ تو آدمی سے
 برائے شکار آتا ہوا سکوراہ میں رہے اب حال ان دیوؤں کا ملاحظہ فرمائیے کہ جو برائے نگہبانی یہاں مقرر
 تھے اور وہ بوقت صبح اپنے مقام سے اس صحرائی طرف چلے گئے تھے جن کو رستم ثنائی وغیرہ نے آتے
 ہوئے دیکھا تھا اور ان دیوؤں نے بھی دوسرے دیکھا تھا کہ دیو زاد و پر نر زاد کسی اور انکیم کے اس صحرائین آئے
 ہیں اور ہم کو آتے ہوئے دیکھ کر ہٹا کر چلے گئے ہیں وہ اس خیال سے چلے گئے تھے کہ چل کر ان سے دریافت
 کریں کہ تم کون ہو اور کس غرض سے اس مقام پر آئے ہو جیسا کہ سابق میں ذکر ہوا ہے کہ یہ دیو یہ خیال
 کر کے طرٹ کوہ کے چلے گئے تھے چنانچہ جب بہت قریب پہنچے تو ان سب نے دیکھا کہ بالائے کوہ کے
 ایسے بریاہن اور بہت سے دیو زاد و پر نر زاد اس کوہ پر مقیم ہیں تعجب یہ ہو کہ علاوہ دیو زاد و پر نر زاد کے بہت
 سے آدم زاد بھی ہیں جو کہ اس کوہ پر ہیں اور چار آدم زاد بہت خوبصورت اور حسین ہیں طریقہ سے ان کو
 یہ ثابت ہوا کہ یہی سب کے انسر ہیں کیونکہ ہر ایک دست بستہ کیا دیو کیا پر نر کیا آدم زاد انکے روبرو
 کھڑا ہو وہ بالائے کوہ پر کرسی یا بے مرصع کار پر بیٹھے ہوئے سیر کر رہے ہیں یہ واقعہ دیکھ کر انھوں نے باہم
 صلاح کی کہ ہم سب کیا خوش تقریر ہیں کہ خداوند ابلیس نے اپنی قدرت کا مد سے اس قدر آدم زاد ہماری
 خوراک کے لیے پردہ دنیا پر سے بچھڑے چلو انکو اپنا لقمہ بنائیں ان میں سے ایک دیو نے کہا کہ تم نے
 دیکھا بھی ہو کہ کس قدر دیو اور پر نر زاد انکے ہمراہ ہیں اور مثل غلاموں کے حاضر ہیں وہ کیوں کھانے دینگے
 یہ بہت تعجب کی بات ہو کہ دیو ہو کر آدم زاد کی اس طور سے اطاعت کریں ضرور یہ آدم زاد بندگان
 خاص خداوند سے ہیں پہلے چل کر دریاں سے تو کرو کہ کون لوک ہیں اور یہاں کہاں سے آئے ہیں اور
 کیا انکا منشا ہے یا ابھی سے لقمہ کرنے کی فکر کی انھوں نے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے یہ دیو زاد ان کو
 پردہ دنیا پر سے لکھا لائے اور یہاں اترے ہیں آپ یہاں انکے کھانے کی فکر کر رہے ہیں یہ اطاعت
 بہ طور خوشامد سمجھتے نہ سی دباؤ کے سبب سے انھوں نے کہا کہ یہ امر نہیں ہو بلکہ ضرور دباؤ کے سبب سے
 ہو وہ بولے کہ ابھی ظاہر ہوا جاتا ہے باہم اس طور کی تقریر کرتے ہوئے چلے آئے تھے کہ اُدھر شاہزادوں
 سے ان دیو اور پر نر زاد نے جو کہ خدمت میں موجود تھے عرض کیا کہ حضور ملاحظہ کریں کہ چند دیو آدمی کو
 آتے ہیں جو کہ اس قعر کے رہنے والے معلوم ہوتے ہیں انکی بخون سے ظاہر ہوتا ہے کہ انکا ارادہ فاسد
 ہم ان سے آگاہ نہیں ہیں کہ یہ کون ہیں اور نہ اس مقام سے آگاہ ہیں کہ یہ کون مقام پر ایک زمانہ ہوا
 جب ہم یہاں آئے تھے تو اس مقام کو ویران دیکھا تھا جب سے یہاں آئے کا اتفاق نہیں
 ہوا آج جو حضور کے ہمراہ آئے تو اس صحرائی کو بہتر از گلشن شہزاد یا معلوم ہوتا ہے کہ کسی دیو زاد یا پر نر زاد
 بادشاہ نے آباد کیا ہے اور اپنے سیر کا مقام قرار دیا ہے یہ دیو اسی کی طرف سے بیمار کے محافل ہیں جو کہ
 اُدھر کو آتے ہیں سہراب ثنائی نے فرمایا کہ اگر دیو آتے ہیں تو آتے دو کیا خوف ہو اگر قصد فاسد
 رکھتے ہیں تو اپنے قصد کی سزا پائیں گے یہ شاہزادے سے کہنے وہ دیو ویری زاد خاموش ہو رہے ہیں کہ
 اس عرصہ میں وہ دیو قریب آئے گئے جمع انسان و دیو زاد و پر نر زاد کو دیکھ کر حیران ہوئے خصوصاً
 انسانوں کو دیکھ کر منہ میں پانی بھرا کہ کسی تدبیر سے یہ لقمہ ہوستے تو بہتر تھا ایسے ایسے خیال کرتے
 ہوئے کوہ پر آئے یہاں آکر دیکھا کہ لاکھوں صندوق ایک مقام پر رکھے ہوئے ہیں اور ایک بار گاہ

کہ ان سب کو ہمارے پاس لے آؤ تاکہ ہم ان کا منشا تو دریافت کریں مگر فساد کرنے سے کیا فائدہ ہو
 یہ جو انھوں نے کہا یہ سب خاموش ہو رہے اور کہا کہ ہم حکم سے آقا کے ناچار ہیں ورنہ اس کا فرائض کو
 چھوٹے کیا تمھاری مجال تھی کہ تم قدم آگے رکھتے مگر آقا کے اندام کے حکم سے ناچار ہیں کہ انھوں نے
 منع فرمایا پس خیریت اسی میں ہو کہ اب ان کے ہمراہ ہمارے آقا کے پاس جاؤ اور جو وہ فرمایا میں بجا لاؤں
 یہ جان لو کہ تم سب کا یہاں سے زندہ جاننا دشوار ہے وہ دیو یہ سننے ان دیوؤں کے ہمراہ آؤ جو چاہے
 کہ جدھر شاخزادہ جلوہ فرماتے وہ دیو ان سب کو اپنے ساتھ لے کر آئے جب سامنے پہنچے
 کہ ان کو سلام کرو انھوں نے یہ مجبوری سلام کیا وہ دیو مٹی کا نطنان صحرائے ابلاب غیب ان شاخزادوں
 کو دیکھ کر رنگ ہو گئے حسن و جمال کی اپنے دل میں تعریف کرنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ یہ
 دیو اور پر یزاد جو ان کے تابع ہوئے ہیں ان کے حسن و جمال پر فریفتہ ہو کر بھی سبب ہو جو اذیت
 نہیں پہنچا سکتے ہیں ہم نے آج تک اس حسن و جمال کے انسان نہیں دیکھے جیسے یہ ہیں یا تو
 رزلہ قات کو دیکھا تھا یا انکو دیکھا ان کے حسن و جمال کے روبرو تو پر یزاد ان فاسق کی بھی حقیقت
 نہیں ہر افسوس یہ آدم نافرمانت میں ہمارے آقا کے ہاتھ سے مارے جائیں گے نہ معلوم یہ
 کہاں سے آئے ہیں یہ یہاں کیوں مقیم ہو چکے اگرچہ ہمارے کہنے پر عمل کریں اور یہاں سے چلے
 جائیں تو بہتر ہو ہم انکو یہاں سے نکال دیں گے کسی قسم سے فراجم نہ ہو گئے یہ نکار تو اپنے دلوں
 میں یہ باتیں کر رہے ہیں اور حیران حیران دیکھ رہے ہیں کہ یہاں تائی نے ایک دیو سے فرمایا کہ ان
 سے دریافت کرو کہ تمھارا دین و مذہب کیا ہے اور تم کس کے ملازم ہو اور یہ کیا مقام ہے اور ہمارے
 پاس کس غرض سے آئے ہو اور کیوں ہمارے ملازموں سے فساد پر آمادہ ہو گئے تھے ہم یہاں پہنچے
 کو نہیں آئے ہیں بلکہ مسافر ہیں جاتے تھے یہ صحرا میں کوڑھیا معلوم ہوا ہم نے یہاں قیام کیا تھا
 کیا نقصان ہی تم دوا یک دن یہاں رہ کر چلے جائیں گے کوئی ہم زین کوں سر پر نہ اٹھالیا ہیں گے
 رہا یہ وہ وغیرہ کوئی ایسی شے نہیں ہے خراکی تمہارے ملازم وغیرہ کچھ تو زلین کے تو کوئی
 نقصان نہیں پہنچا کیونکہ کوئی بند و بست نہیں ہے قدرت پرست کے ہوتے ہیں جس کا جی چاہے
 کھائے پان اگر کچھ حد بنی ہوتی اور اس کے اندر جا کر ہمارے ملازم کچھ نقصان پہنچاتے تو البتہ جائے
 شکایت ہوتی مگر فساد سے کوئی فائدہ نہیں ہے اس امر کا خیال رہے کہ ہم کسی صورت سے
 دیکر یہ کلام نہیں کرتے ہیں بلکہ اس خیال سے کہ فساد ہو وہ ہم فساد سے ڈرتے ہیں جو کوئی ہم
 سے فساد کرے گا ہم موجود ہیں مگر یہ چاہئے ہیں کہ ہماری طرف سے کچھ زیادتی نہ ہو ہم نے سنا ہے کہ
 تم ہماری ملازموں سے کہہ رہے تھے کہ یہاں سے چلے جاؤ ورنہ خرابی ہوگی وہ بیچارے کیا
 جواب دیتے ہاں ہم سے بیان کرو کیا خرابی ہوگی اور تمھارا یہ قول کھٹاکہ اس امر سے آگاہ کرو
 کہ کہہ رہے آئے ہو اور کہہ جاؤ گے اور کون لوگ ہو تاکہ ہم اپنے مالک کے خبر کریں آگاہ ہو کہ
 تم تمھارے تابعین میں نہ تمھارے مالک کے جو یہ حال بیان کریں مسافر ہیں جدھر جاتے
 کا قطعہ ہر چلے جائیگا کہ تم کو اس امر کا اصرار ہے تو پہلے تم یہ بیان کرو کہ تمھارے مالک کا کیا نام
 ہے تو پھر ہم بھی اپنے حال سے آگاہ کریں گے یہ بھی ہم نے سنا ہے کہ تم نے کہا تھا تم دیو ہو تم چلے جاؤ
 اور ان آدم زادوں کو چھوڑ دو ہم ان کے گوشت کے کباب لگا کر کھا سکتے ہیں ان کتب کو منع کر
 دیتے ہیں کہ انہیں سے کوئی تم سے نہ بولے گا اور ہم تمھارے سامنے موجود ہیں انہیں سے

جس کے گوشت کے کباب لگا کر تم کو کھانا ہون اُسکے گوشت کے کباب لگاؤ ہم بھی تو دیکھیں کہ تم
 کیونکر کباب لگاتے ہو ہم نے جسے جسے زبردست دیوان کو دیکھا کہ اُنھوں نے جب ہم سے
 فساد کیا وہ ہمارے ہاتھ سے مارے گئے یہ جسے دل میں لے کر گئے کہ ہم کباب لگا کر کھائیں
 معاً پر کسی کا اختیار نہیں ہو جواہر فرق تھا کہ یہ وقت سو ہو جو ادھر سے گزرے گا ضرور مقام راحت
 پا کر قیام کرے گا اگر ایسا ہی تھا تو تم نے یا تمھارے مالک نے اسکا بندوبست کیا ہوتا تاکہ کوئی
 نہ آسکتا اس سے کیا حاصل کہ بیکار کی تقریر کرتے ہو کہ یہاں سے چلے جاؤ ہمارے مالک کا حکم نہیں
 ہو کوئی حکم نامہ دکھاؤ کہ جس میں یہ تحریر ہو کہ کوئی یہاں نہ ٹھہرے صلاح کی تو یہ بات ہو اگر فساد
 منظور ہو تو ہم تم سے کیا فساد کریں تم اپنے مالک کو جا کر خبر کرو وہ اگر ہم کو یہاں سے ہٹا دے
 تو شاید ہم یہاں سے نہیں ورنہ تمھاری کیا لیاقت ہو جو تم ہمارے ایک ادنیٰ ملازم کو بھی
 ہٹا سکو دوسرے اس امر کا خیال ہو کہ تم کہ ہو اور ہمارے ملازم بہت ہیں کیا تم سے بولیں یہاں
 سے جاؤ اور اپنے ہمراہ اور دیوانہ و پیراؤ لے آؤ اس وقت تصدیق و ثبات طریقہ کی ہو فراخ
 ہم کو بھی معلوم ہو اور تم کو بھی فراخ ہے اس طور سے جو شاہزادہ نے فرمایا وہ دیو صورت ہی دیکھ
 حیران ہو رہے تھے تقریر دلیرانہ سننے اور شہسدر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نے تو پہلے ہی یہ چاہا تھا
 کہ ہم آپ سب کو اس حال سے آگاہ کریں اور کہہ دیں کہ آپ یہاں سے چلے جائیں مگر جب
 آپ کے ملازموں نے ہم کو کوہ پر آنے سے روکا تو ہم نے ضرور ان سے کہا کہ تم سب چلے جاؤ ہم
 ان آدم زادوں کے گوشت کے کباب لگا کر کھائیں اور ضرور کہا کہ اگر ہمارے مالک کو خبر ہوگی
 تو وہ اگر تم کو قتل کرے گا اور ضرور کہا کہ ہم تم کو ہٹا دیں مگر اس سبب سے تاہل کس کا نام و نشان
 معلوم ہو جائے ورنہ اب تک ہم کب کے خبر اپنے مالک و آقا کو کر چکے ہوتے ہم کو صرف نام و
 نشان دریافت کرنے کے لیے آئے تھے اور اس امر سے آگاہ کرنے کے لیے یہاں سے چلے جاؤ یہ سب
 فساد پر آمادہ ہوئے ہم بھی برسر فساد ہوئے صرف یہ خیال تھا اور یہ کہ اگر ہمارے بادشاہ کو
 اس حال کی خبر ہوگی تو بڑا غضب ہو گا وہ ضرور اگر فساد کرے گا اور سوائے قتل و غارت کے
 دوسرا انجام نہ ہو گا آگاہ ہو کہ یہاں سے تھوڑی دور پر ایک مقام ہو کہ اُسکو بلا غیبہ کہتے ہیں وہ بہت
 بڑا شہر ہے اور اس صحران کا بھی نام بلا غیبہ ہو اسی ملک کے حوالی میں ہو وہاں کا حاکم و بادشاہ دیوانہ
 بلند شاخ ہو جو کہ نبیرہ ہو دیو عظیم کا اور یہ صحرا اس دیو کا شکار گاہ ہو اور ہم اُسکے ملازم ہیں اور
 ہم کہ یہاں مقیم ہو اور حکم دیا ہو کہ کسی کو یہاں آتے نہ دینا ہمارا آقا بہت زبردست دیو ہو ثانی
 خفرت ہو مشکل اپنے دادا کے زبردست اور قوی ہو ہم سب خداوند ابلیس کو سجدہ کرتے ہیں
 ہمارے پاس وہ دیوانہ اکٹرا جمع ہوئے ہیں کہ جنکے بزرگوں کو حمزہ عرب نے قتل کیا ہو اور
 سب نے ہمارے آقا کی اطاعت کی ہو ہمارے آقا نے ان سے اقرار کیا ہو کہ میں ازاد حمزہ کے
 جو کہ پردہ قاتل ہیں ہو غرض خون ہم سب کے بزرگوں کا لونگا و نیز اپنے بزرگوں کا اور تمام قاتل
 میں دین ابلیسی کو جاری کرونگا قریشیہ ثانی وغیرہ کو قتل کرونگا اور معاوضہ خون بزرگان لونگا
 مگر چند در چند سب سے اُنھوں نے لشکر کشی نہیں کی اس سبب سے لڑائی نہیں ہوئی ورنہ
 اب تک یہاں سے دین اسلام اٹھ جاتا سوائے خداوند ابلیس کے کسی کا دین نہ ہوتا اہل
 اسلام کا نام تک کوئی نہ لیتا اُنھوں نے لشکر خوب اراستہ کر لیا ہو وہ دیوان خدا پرست کے

بجائی دشمن بین ہم کو یہ خوف ہوا جب آپ سب کو دیکھا گیا ایسا دھوکہ کوئی آنکو خبر کر دے اور وہ
 لشکر لے کر آپڑن تو خرابی ہو کیونکہ ان کے پاس لشکر اس وقت قریب نولاٹھ کے موجود تھا اور وہ
 قصد کر رہے ہیں کہ قلعہ یا قوت نگار پر لشکر کشی کریں اور اخضر پر نیراد سے معرکہ پڑے کیونکہ
 اسکے ملک میں چار آدم زاد خاندان حمزہ سے اس وقت موجود ہیں ان سے لڑنے کے لیے ادھر لو
 لشکر لے کر جاتے ہیں ورنہ وہ پہلے فریشتہ ثانی سے مقابلہ کرتے مگر یہ خبر جو سنی کہ ان آدم زادوں
 نے بڑا سراٹھایا جو دیو ہا مان ایسے دیو کو قتل کیا ہے کوئی طلسم اس جواری میں کھٹا اس کو فتح
 کیا ہے بہت مال و اسباب ملے گا یا جو خیال ہوا کہ اس ملک کو بھی فتح کر کے اور ان آدم زادوں
 کو قتل کر کے اخضر کو اپنا مطیع کر دے اور سب مال و اسباب پر قبضہ کر دے پھر فریشتہ ثانی سے مقابلہ
 کر دے اس سبب سے ادھر کو لشکر کشی کا قصد ہر لشکر طیار ہو چکا ہے دو ایک دن میں روانہ ہونگے
 اس ہم سب کے نزدیک بہتر ہے کہ آپ لوگ یہاں سے چلے جائے ہم اس امر سے بھی باز
 آئے کہ آپ لوگوں کے کباب کھائیں کیونکہ ہم کو آپ کی صورت دیکھ کر رحم آ گیا ورنہ کیا
 ممکن تھا کہ یہاں سے کوئی زندہ بچ کر جاسکتا آئندہ آپ کو اختیار ہو اگر دیو ابلاغ کو خبر ہوگی
 تو پھر بچنا دشوار ہو گا یہ سب دیکھا گیا جانتے اسکی صورت دیکھ کر آپ اسکے لشکر کے دیوؤں کا قلعہ ہو جائیگا
 اسکا تو یہ قصد ہے کہ میں پردہ قامت کو اولاد حمزہ سے پاک و صاف کر لوں اور دین اسلام کو مثالوں
 تو لشکر دیوان لے کر پردہ دنیا پر جاؤں اور وہاں اولاد حمزہ سے مقابلہ کروں آنکو وہاں بھی قتل
 کر کے تمام دنیا کو اپنے قبضہ میں کروں اور ایک مذہب از پردہ قامت تا پردہ دنیا ہو جائے
 اب آدم زادوں کا بچنا اُن کے ہاتھ سے دشوار ہے خبر جو دن کی زندگی ہے وہ دن کی ہر روز سب
 قتل ہونگے یہ جو ان دیوؤں نے بیان کیا شاہزادہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ دیو ابلیس پرست
 ہیں فرمایا کہ بس خیریت اسی میں ہے کہ دین ابلیس پرستی کو ترک کر دے اور دین اسلام اختیار کر دے
 ورنہ تنہا رہی جان کی خیر نہیں ہو آگاہ ہو کہ ہم وہی آدم زاد ہیں کہ جنہوں نے دیو ہا مان کو قتل
 کیا ہے اور طلسم فتح کیا ہے اور جو مال و اسباب تم کوہ پر دیکھتے ہو یہ سب مال طلسمی پردہ
 دنیا کو یہ سب مال لے کر جاتے ہیں آگاہ ہو کہ ہم ہی لوگوں نے دیو ہا مان کو قتل کیا
 اور طلسم کو فتح کیا ہمارے ہی سر پر پردہ قامت میں آئے تھے حمزہ صاحب قرآن کہ جنگ
 اقب پر وہ قامت میں نزلہ قامت کو چاک سلیمان ہوا ہے ہمارے ہی دادا ہیں ہم حمزہ صاحب قرآن
 کی اولاد سے ہیں وہ دیو ابلاغ کیلے گیدی ہے جو ہم سے مقابلہ کرے گا یا اخضر پر نیراد پر
 لشکر کشی کرے گا مثل اپنے دادا کے ہمارے ہاتھ سے مارا جائے گا اس کے دادا کو ہمارے
 دادا نے قتل کیا ہم اسکو قتل کرنے آئے اس سے کہہ دو کہ وہ زیادہ تکلیف نہ کرے جن کی
 تلاش میں وہ لشکر کے گھڑات قلعہ یا قوت نگار کے جا رہا تھا اب کیوں جائے بیکار راہ کی
 تکلیف کیوں اٹھائے اسی مقام پر ہم کو وہ اپنے جوہر دکھائے اسکے پاس نولاٹھ نرہ دیو
 ہیں وہ ان کو لے کر آئے اور ہم سے مقابلہ کرے اخضر پر نیراد نے اسکا کیا بگاڑا ہے زیادہ عمر
 اسکو ہم سے تمنا ہے سو ہم موجود ہیں وہ بچہ شیطان کیا مقابلہ کرے گا ہمارے ہاتھ سے
 کتے کی نموت مارا جائے گا اسکی بھی تمنا ہے مثل دیو ہا مان کے ہم وہ لوگ ہیں کہ جنہوں
 نے پردہ دنیا سے یہاں آکر اپنے نام کے جھنڈے کاڑ دیے اور سب دیوان کر بردست

گو بہت کیا عفریت ہمارا کیا کر سکا جو اسکا پوتا کرے گا اپنے کردار کی سزا پائے گا تم نے میری مہربانی کی
جو ہم کو اس حال سے آگاہ کیا ورنہ بڑی ہم کو تکلیف پہنچتی پھر مردہ دنیا ہر سے اسکی مہربانی کو اتنا
پڑتا اب ہم اسکو سزا دے کر اپنا مطیع کر کے پردہ دنیا کو جائین گے یہ شکار خوب ہاتھ لگا ہم تو
اسی امر کے بروقت جو بیان رہتے ہیں کہ کوئی تو مقابلہ کرے وہ کیدی کیا مقابلہ کرے گا اور کیا
دین اسلام کو نکالے گا اسکا خدا کیا حقیقت رکھتا ہے ہم صبح و شام اس پر لعنت کرتے ہیں یہ
کہ ہزاروں دشنام شیطان و دیوانہ کو دین اور ان سے کہا کہ اگر تم کو یہ امر منظور ہے کہ
دین اسلام قبول کرو تو خیر ورنہ یہاں سے چلے جاؤ اور اپنے بادشاہ لطفہ حرام کو خیر کر دو کہ وہ
اگر یہ سب مال و اسباب ہم سے لے لے اور ہم کو اس مقام سے ہٹا دے اگرچہ تقیر کر دے
تو پچھتاؤ گے آئندہ تم کو اختیار ہے اگر ہم کو یہ معلوم ہوگا کہ تم ابلیس پرست ہو تو ہم تم کو اپنے
روبرو طلب بھی نہ کرتے اپنے ملازموں کو حکم دیتے کہ انکو نکال دو یہ نہ آنے پائین خیر تمھارے
آنے سے یہ حال تو معلوم ہوا کہ ابلاغ لطفہ حرام کا یہ قصد ہے اس طرز سے جو شاہزادہ نے
فرمایا انکو بہت غصہ آیا اور کہا کہ اوانسان ہر سیاہ دندان سفید تو شان خداوندین کیا کلمہ
کہتا ہے ہماری ہزار جانیں ہر ایک ناخن پا سے خداوند پڑتارہیں اور تو ہمارے روبرو ہمارے
بادشاہ کو جو کہ شاہ دیوان قاتل ہے کلمات نامزا کہتا ہے اب تو ہم محکوم یہاں سے ہٹا کر جائیں گے
لیکن تیرے گوشت کے کباب لگائیں گے تو اپنے دل میں سوچا کیا ہو گیا اس سرزمین کو بھی
تو نے قلعہ یا قوت نگار خیال کیا ہے کیلئے ہم سب کو بھی تو نے لشکر دیو پیمان تصور کیا ہے وہ سب
نامرد تھے جو آدم زاد کے ہاتھ سے مارے گئے اور بھاگے ہم سب تو تم کو کون کے خون کے پائے
ہیں اب ہم زندہ بھی چھوڑتے ہیں ان دیوانوں و پیرزادوں پر نہ بھولنا ایک حملہ میں سب کو
خاک سیاہ کر دینگے یہ ہم سے کیا مقابلہ کریں گے ہم چند دیوان سب کے لیے اور تم سب کے لیے
کافی ہیں اسی میں خیریت ہے کہ اٹھو اور خداوند ابلیس کو سجدہ کرو اور ہمارے بادشاہ کی غلامی اختیار
کر ورنہ تم سب کی قضا ہے اور ہمارے لقمہ ہو گے اب معلوم ہوا کہ تم اولاد حمزہ سے ہو اور
خلا پرست ہو اب تو تمھارا قتل ہم پر لازم ہوا دیکھیں کہ اب تم یہاں سے کیونکر نہیں جاتے
ہو ہم کو بھی دیو پیمان بنایا ہے ہم اس شخص کے ملازم ہیں جو کہ تمام دیوان قاتل کا افسر اور حاکم
ہے تم سب کو خداوند ابلیس نے اپنی قدرت سے یہاں پہنچا دیا راہ کی رحمت سے بچا یا میری
تکلیف اور رحمت سے ہمارا بادشاہ بجا ورنہ تکلیف نہ راہ بہت گوارا کرتے پرتی بادشاہ
کے آنے کی کیا ضرورت ہے ہم ہی کافی ہیں لو اب تم ہم کو روک لو دیکھو ہم تمھارا لقمہ کرتے ہیں
یا نہیں یہ کہہ کر ان میں سے ایک نے قصد کیا کہ ہاتھ بڑھا کر شاہزادہ کو اٹھا کر منہ میں رکھ لوں
اسکا ہاتھ اٹھا اٹھا اور ہاتھ کا قریب پہنچنا تھا کہ شاہزادہ اسی طور سے بے خوف
بیٹھا رہا اپنے مقام سے حرکت تک نہ کی جسے ہاتھ قریب پہنچا شاہزادہ نے اپنا دست
خورشید نما غرھا کر اسکا ہاتھ پکڑ کر ایک جھٹکا دیا کہ وہ اونچے سے اٹھ سانسے کر جیسے زمین پر گرا
اٹھا ہاتھ سے اس کے منہ پر ایک طمانچہ مارا کہ تیرا سچ کی صدا پیدا ہوئی وہ جے ہوش
ہو گیا اگر لوراطمانچہ پڑتا تو سر چنبر گردن سے اڑ جاتا اسکا کرنا تھا کہ اس کے ہمارے دلے لینا
لینا مگر چلے رستم تاقی و شہر کار وایرج نامدا نے ان سب کو روکا اور قصد کیا کہ ہلاک

کرین مگر سہرا بے کہا کہ اے والد نیر گوار و جد نامدار و عم عالی و قار ان حر و مزدون کو ہلاک نہ کرنا
 حضرت چچہ سزا دینا چاہتے تھے کہ یہ یاد کرین اور اپنی حرکت سے ناوم ہوں انکا قتل کرنا کیا مشکل ہے
 جو سنا ہزارہ نے کہا ان صاحبوں نے ان دیوؤں کو ایک ہی حملہ میں زیر کر لیا اور سر سے بلند کر کے
 زمین پر دے مارا اور حکم دیا کہ انکے ناک و کان کاٹ کر ہاڑ پر سے نکال دینے میں سزا کافی ہے
 دیوان ہمای شاہزادگان نے ایسا ہی کیا کہ انکے ناک و کان کاٹ کر چچہ ہاڑ کے ڈال دیاس
 دیو کی جو آنکھ کھلی کہ جس نے سہرا بے ثانی پر حملہ کیا اور ضرب طبا پختہ سے بے ہوش ہو گیا
 کھٹا شاہزادہ کو سامنے بیٹھا ہوا پایا یا ملک الموت کو سر پر دیکھا جلد ہی سے آنکھ بند کر لی شاہزادہ
 نے حکم دیا کہ اسکو بھی زیر کر کوہ ڈال دو پر نیرادون نے اسکو بھی اسی حالت سے کہ کان و ناک
 کاٹ کر زیر کر کوہ ڈال دیا یہاں وہ دیو سب ناک و کان کٹے ہوئے پڑے تھے جب دیو اسکو
 بھی اسی حالت سے زیر کر کوہ ڈال کر چلے گئے ان سب نے اسکی بھی حالت اپنی ہی پائی
 اسکو پکارا گو وہ ہوشیار کھٹا مگر اسنے جواب دیا خاموش رہا سب ان دیوؤں نے کہا کہ
 موت نہ کر ہم ہیں تمھارے ساتھی ہوشیار ہو دیکھو کہ ہمارے کیا حالت ہے اور کیا صورت ہے
 چل کر دیو ابلاغ اپنے بادشاہ سے سب حال کی خبر کرین کہ وہ تشریف لا کر ان سب کو سزا
 دے یہ جو ان سب نے کہا اب اسنے آنکھ کھولی اپنے ساتھ کے دیوؤں کو دیکھا کہ سب کے
 ناک و کان کٹے ہوئے ہیں خون جاری ہے یہ دیکھ کر وہ اٹھا اور کہا کہ تم نے مہلت میں اپنی
 یہ حالت کرائی بیکار مکرار کی خاموش چلے آئے اور بادشاہ سے خبر کرتے وہ اگر سمجھ لیتا تم کو
 جانا ہی نہ تھا جیسے دیکھا تھا فوراً جا کر اطلاع کرتے یہ کیا تقدیر خداوند ابلیس نے کی کہ تمہارے
 اب سب دیکھ کر طعنہ زنی کریں گے اور کیا صورت محسوس جا کر بادشاہ کو دکھائیں وہ جو دریافت
 کرے کہ یہ کیا صورت بنائی ہے تو کیا جواب دین ان میں سے ایک نے کہا کہ اب تو جو ہونا
 کھا وہ ہوا مگر تم بڑے نادان ہو ڈرا سنی تو بات ہے کہ یہاں سے فریاد کرتے ہوئے بادشاہ کے
 پاس چلو اور اس طور سے فریاد کرو کہ ہم کو سیکڑون دیو اور پر نیرادون نے لپیٹ کر اسکی حالت
 کو یہ ہو چکا یا آج صبح کو جو ہم صحرائین برائے نگرانی گئے تو دیوان ہزاروں دیو پر نیرادون پھٹے کہ وہ صحرا
 میں پھڑپھڑ رہے ہیں اور دیکھا کہ بہت سے آدم زاد بالائے کوہ بیٹھے ہوئے ہیں مگر قرینہ سے
 ثابت ہوا کہ ان آدم زادوں میں چار آدم زاد جو کہ سب سے زیادہ حسین و خوبصورت ہیں
 وہ ان سب کے حاکم ہیں ہم نے اس خیال سے ان دیو زاد و پر نیرادو کو منع کیا کہ ایسا نہ ہو کہ یہ
 سب اس صحرا کو برباد کرین اور آپ کے جانوران شکار میں کا شکار کرین تو آپ ہم سے
 ناراض ہوں اور خفا ہوں ہم نے ان سے کہا کہ اس صحرا سے چلے جاؤ یہ شاہ دیوان قاصد
 سیرہ عفریت دیو ابلاغ بلند شاخ کی شکار گاہ پر یہاں مہ قیام کرو ورنہ بادشاہ خفا ہوگا
 انھوں نے آپ کا نام بھی سنا مگر کچھ پروا نہ کی ہم نے دوبارہ پھر کہا پھر وہ کچھ خبر نہ ہوئے
 جب ہم نے تیسری مرتبہ کہا تو وہ برہم ہو کر بولے کہ وہ کیا ہے اور تم کیا ہو جو ہم کو
 کرین بس ہم کو تاب نہ رہی ہم نے کہا کہ یہاں سے چلے جاؤ ورنہ ہم نکال دیں گے ہم نے فریاد
 یہ کلمہ بھی ہم ہو کر کہا یہ ہمارا کہنا تھا کہ وہ ہم سے لپیٹ گئے وہ بہت سے تھے ہم کو اور وہ
 بھونے لگے پھر لیا اور ان آدم زادوں کے پاس لے گئے جو کہ کوہ پر بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے

ہم سے دریافت کیا کہ تم کون ہو تب ہم نے سب حال آپ کا بیان کیا اور آپ کا نام ظاہر کیا کہ
 ہم اُنکے ملازم ہیں نہ سب کا حال دریافت کیا ہم نے کہا کہ ہم ابلیس پرست ہیں ہم نے یہ
 بھی ظاہر کر دیا کہ وہ لشکر کے طرف قلعہ یا قوت نگار کے جانے ہیں انھوں نے وجہ دریافت
 کی ہم نے کہہ دیا کہ برائے قتل اولاد حمزہ کے کہ وہ وہاں موجود ہیں کسی سبب سے اسے حضرت سید
 نے پرکھ دیا ہے اولاد حمزہ کو طلب کیا ہے یہ سننا تھا کہ وہ لوگ بہت پرہیزگار ہیں
 ایک طفل ہے کہ اسکا سن کوئی گیارہ بارہ برس کا ہے بہت پرہیزگار ہے ہوا ہزاروں دشمنوں
 دین اور خداوند کو اور کہا کہ جا کر اس دیوا بلاغ سے کہہ دو کہ جو جنگی نکالیں دین طرف قلعہ یا قوت
 نگار کے لشکر کے کر جاتا ہے ہم وہی ہیں یہاں آ کر اترے ہیں طرف پردہ دنیا کے جانے تھے مگر اب
 ہم کو لازم ہوا کہ جب تک جنگو سلیان نہ کر لینے نہ جائیں گے یا قتل اور حکم دیا کہ ان سب کے
 ناک و کان کاٹ لو ہم ناچار تھے جو انھوں نے بدعت ہم پر کی ہم کو کوا کرنا پڑی چاروی
 فریاد رسی فرمائی اور ان سب ظالموں کو اسکی سزا دیجیے جب اس طور سے بیان کر دے تو بادشاہ
 کو بھی رحم آئے گا اگر صاف صاف حال کہہ دو گے تو وہ ناراض ہونے اور فرما دیں گے کہ
 جب کہ تم تھوڑے سے تھے تو کیوں گئے اور کیوں مکرار کی اگر تم نے منع کیا تھا انھوں نے
 نہیں سنا تھا تو چلے آئے ہوئے ہم سے خبر کی ہوتی ہم اسکا کچھ بندوبست کرتے جیسا کیا
 ویسی سزائی جب یہ کہو گے کہ ہم لے تین چھ منع کیا اور انھوں نے جواب بد سخت دیا اور
 آپ کو برا کہا ہم کو تاب نہ رہی صرف اس قدر کہ ہم تم کو یہاں سے نکال دینگے ہزاروں کپڑے
 لے کر اور پٹریا لبس اس بات پر بادشاہ ناراض نہ ہونے بلکہ اُنکے اوپر بہت غصہ آئے گا
 اور سیوشت برائے سر کوئی تشریف لائیں گے سب نے کہا کہ یہ رائے خوب ہے اسی حالت
 سے باہم یہ صلاح کر کے طرف شہر ابلاغیہ کے روانہ ہوئے ادھر سے یہ چلے آدھر سے دیوا بلاغ
 برائے شکار چند سرداروں سے لشکر کو بیرون شہر قیام پزیر کر اسکا آیا تھا اور حکم دے چکا
 تھا کہ پرسوں ہم یہاں سے طرف قلعہ یا قوت نگار کے سفر کریں گے دو دن شکار کھیل لیں
 یہ حرا زادہ طرف صحرا کے شکار کو آتا تھا اور یہ سب مکان حال خراب و بیکار اسے پاس
 فریادی جاتے تھے تھوڑی راہ طرکی تھی کوئی گویں بھڑاس صحرا سے چلے گئے کہ دیکھا شہر
 کی طرف سے گرد بلند ہوئی یہ اسی مقام پر تھے دیکھنے لگے کہ گرد پسی کی کون شہر کی طرف سے
 آتا ہے دیکھ رہے تھے کہ دامنہ گرد کا شگاف تھہ ہوا ان سب نے دیکھا کہ اس گرد سے بادشاہ مع چند
 سرداروں کے ظاہر ہوا کل سامان شکار ہمراہ لیے ہوئے اسی طرف کو چلا آتا ہے یہ دیکھ کر وہ سب
 فریاد کرتے ہوئے دیوا بلاغ کی طرف پہلے ادھر دیوا بلاغ نے دیکھا کہ چند دیو عجیب حالت سے کہ
 لباس اُنکے خون میں تر بہ تر ناک و کان نثار و بحال پریشان میری طرف آتے ہیں سرداروں سے کہا کہ
 یہ معلوم ان بیچاروں پر کس نے ستم کیا ہے یہ فریادی ضرور ہیں میرے پاس فریاد لے کر جاتے ہیں مگر
 تعجب اس امر کا ہے کہ میرے شکار گاہ کی طرف سے آتے ہیں کیا میرے ملازموں نے ان پر ستم کیا
 ہے اگر انھوں نے ان پر ستم کیا ہے تو ضرور ان کو سزا دینا بلاغ سرداروں سے یہ کہہ رہا تھا کہ وہ
 اگر ہونے اب سب نے سمجھا تھا کہ یہ تو وہ دیو ہیں جو کہ برائے حفاظت شکار گاہ مقرر تھے یہ کیا
 انکی حالت ہے کون ایسا زبردست آیا ہے کہ جس نے یہ حال ان سب کا کیا ہے دریافت کر دے کہ

تم پر کیا بلا نازل ہوئی جو یہ کھاری حالت ہوئی ایک دیو نے ان سے پوچھا انھوں نے وہی فقرہ دیکر
 امیر بیان کی اور کہا کہ ہم پر یہ مصیبت پڑی اور اس طور سے یہ ہم پر بلا نازل ہوئی وہی آدم زاد کہ
 جنکو اختر خضر پر نرا دے دیا یہ سے بلا ماکھا اور اپنا داماد بنایا تھا اب مع اپنے فرزند کے طلسم وغیرہ
 فتح کر کے اور دیو باہان کو قتل کر کے مع کل مال و اسباب طلسمی کے طرف پر وہ دنیا کے جاہا کھٹا
 راہ میں اسکو آپ کی شکار گاہ ملی وہ اس میں اترا ہم نے منع کیا نہ مانا بہت سے دیو ہم سے بہت
 گئے ہم کو پکڑ لیا اور یہ حالت کی نو اسہ اختر خضر پر نرا دے آپ کو بہت سخت و سست کہا
 ہی اور جب ہم سے سنا کہ آپ مع لشکر طرف قلعہ یا قوت شکار کے جاتے والے ہیں تو پیام دیا
 کہ کہ او نا ہنجا رتو کیون ادھر کو جانا تیرا تیری سرکوبی تو یہاں آیا ہوں تاکہ تکلیف راہ نہ ہو اور
 کیا عرض کریں کہ جو کلمات محل او یہودہ آپ کی شان و خداوند کی شان میں کہ ہیں یہ جو
 ابلاغ نے سنا دنگ ہو گیا اور کہا کہ کیا ان آدم زادوں کے ہمراہ لشکر بھی ہے انھوں نے عرض کیا
 کہ جی لشکر تو نہیں معلوم ہوتا ہے مگر مال و اسباب بہت ہے خزانہ طلسمی ہے کروڑوں روپیہ ہر بلا
 نے کہا کہ وہ آدم زاد نہ ہونگے یہ کوئی اور ہونگے انھوں نے عرض کیا کہ جی نہیں وہی ہیں
 انھوں نے خود اپنی زبان سے کہا کہ کیدینا کہ وہی آدم زاد ہیں یہ جو ان سب نے بیان کیا
 دیو ابلاغ کو بہت غصہ آیا اور کہا کہ قضا اس کو کتنے ہیں کہ کہاں قلعہ یا قوت شکار
 اور کہاں غصہ ابلاغ غیہ قضا جو کتنی تو یہاں آکر مقیم ہوئے یا تو دنیا کو جائے تھے یا قضا نے
 روک لیا قربان ہو جاؤں میں اپنے خداوند کے کہ جس نے رحمت سے سفر کی مجھ کو بچایا اور
 میری خواہش کے موافق ان آدم زادوں کو بیان پہونچا دیا چلو چل کر دیکھیں کہ وہی آدم زاد
 ہیں یا اور ہیں تم میں سے کوئی انکو پہچانتا بھی ہے چند دیوؤں نے عرض کیا کہ ہم بخوبی پہچانتے ہیں
 کیونکہ ہم تو ہر سون ان سے لڑے ہیں جب کہ دیو باہان کے لشکر میں ہم تھے تو ہم نے بارہا ان
 آدم زادوں کو دیکھا ہے ان اس آدم زاد کو نہیں پہچانتے ہیں کہ جس کو نو اسہ اختر خضر پر نرا دے
 طلسم سے رہا کر کے لایا ہے کہ وہ کون ہے دیو ابلاغ نے کہا کہ اور سب کو تو پہچانتے ہو کتنے
 بخوبی دیو ابلاغ ان میں سے ایک دیو کو ساتھ لے کر چلا جن کے کہ ناک و کان کے
 تھے اور باقی کو حکم دیا کہ بیرون شہر ہمارا لشکر فرود لیں ہم وہاں جاؤ اور شفا خانہ میں جا کر اپنا
 علاج کرو ہم ابھی ان آدم زادوں کو اس جرئت کی مزاد کے کراتے ہیں وہ سب نکلے اگلی
 حالت سے لشکر میں آئے اور شفا خانہ میں داخل ہو کر اپنے علاج میں مصروف ہوئے ادھر وہ
 دیو ابلاغ کو لے کر شکار گاہ میں آیا اور دوسرے ٹھٹھے ہو کر بتانے لگا کہ وہ سامنے جو
 پہاڑ ہے اس پہاڑ پر وہ سب آدم زاد ہیں اسی میں اور دیو بھی اور پر نرا دے ہیں اور سب
 مال و اسباب بھی ہے دیو ابلاغ بابتد شکار کے اس سے کہا کہ قریب چل کر بتا دے اسنے
 کہا کہ غلام نہ جائے گا غلام کو انکی صورت دیکھ کر غصہ آئے گا غلام ان پر جا پڑے گا وہ بہت
 سے ہیں غلام کی جان مفت جائے گی اگر آپ کو یہ منظور ہو کہ میں قتل ہو جاؤں تو کیا
 نقصان ہے میں چلتا ہوں اس دیو نے اس طور سے کہا کہ دیو ابلاغ نے جواب دیا کہ
 چھٹا تو نہ چل ہم کو معلوم ہو گیا دیو ابلاغ اسکو اسی مقام پر چھوڑ کر وہاں سے مع سردار
 کے طرف اس پہاڑ کے چلا جب قریب پہاڑ پہونچا دیکھا کہ پہاڑ پر کچھ وغیرہ بہت سے

ہر باہن دیو و پری زاد ہزاروں پھر رہے ہیں قلم کوہ پر چار آدم زاد بہ لباس زر نگار بیٹھے ہوئے ہیں
 کر سکی ہائے مریض نگار پر اور ہزاروں آدم زاد اپنی خدمت میں حاضر ہیں ان سب کو دیکھ کر دیو ابلاغ
 و نیز اس کے ہمراہ ہون کے منہ میں پانی بھرا یا اور یہ خیال پیدا ہوا کہ کیا ہی ہم خوش ہوتے اگر خداوند
 ابلیس ان سب کو ہمارا قلمہ گرا دیتا کیونکہ ان سب کا گوشت لطیف اور با ذائقہ و مرغین ہوگا
 کس لئے کہ جوان ہیں تڑوہ تڑوہ اور صاحب تن و توش اور حسین ہر سنا گیا ہے کہ خوبصورت
 انسان کا گوشت نہ کمین ہوتا ہے یہ جو ابلاغ نے کہا سب نے جواب دیا کہ بجا ارشاد ہوا
 خداوند ایسا کریں انکی صورتیں دیکھ کر ہمارے بھی دل بکھر بکھر اٹھتے ہیں کیا بیان کریں کہ خود دل کا
 حال ہے یہ دل میں آتا ہے کہ چاہتے ہیں مگر ان میں وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے دیو یا مان کو قتل
 کیا ہے اس خوف سے قہر نہیں کرتے ہیں ورنہ اگر کوئی ہوتا تو ضرور جا پڑتے اور قلمہ کہتے
 مگر ان لوگوں سے خوف معلوم ہوتا ہے ابلاغ نے کہا کہ تامل کرو میں ان سب کو اسیر کر کے تم
 سب کے حوالہ کرنا ہوں یا ان سے چار جو ہیں یہ میرا حصہ ہیں ان میں سے کسی کو نہ دینا سب
 نے جواب دیا کہ آپ ہم سب کے مالک ہیں جو دیکھیے گا ہم قبول کرینگے یہاں تو یہ باتیں ہوتی
 ہیں اور سب دیو طرف کوہ کے دیکھ رہے ہیں وہاں کوہ پر سب نے دیکھا کہ ایک سمت سے کئی
 سو دیو بہت قوی اور زبردست نمودار ہوئے اُنکے آگے آگے ایک دیو بہت زبردست ہے
 تاج سر پر رکھے ہوئے ارہ پشت مننگ دوش پر طریقہ سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ان سب کا بادشاہ
 ہے اور یہ سب سردار ہیں وہ سب زبردست کوہ آکر کھڑے ہوئے اور ہماری طرف دیکھ رہے ہیں ان
 سب نے شاہزادوں سے عرض کیا کہ حضور نے ملاحظہ فرمایا کہ اس قدر دیو زبردست کوہ آکر کھڑے ہوئے
 ہیں نہ معلوم یہ کون ہیں اور کس مطلب سے آئے ہیں شاہزادوں نے فرمایا کہ آگے ہیں تو آئے
 دو اگر ہم سے کچھ تعرض کریں گے تو دیکھا جائے گا ورنہ کیا ضرورت ہے جو ہم ان کے کسی قسم کا تعرض کریں
 یہ ہمارے مذہب میں جائز نہیں ہے کہ اپنی طرف سے کسی قسم کی زیادتی کریں یہ فرما کر حکم دیا کہ ہمارے
 واسطے سامان شکار مہیا کیا جائے ہم شکار کو جائینے خالی بیچے ہوئے کیسے کریں دل پریشان
 ہوتا ہے آج تو میدان ضرور قیام رہے گا کل یہاں سے روانہ ہونے سے پہلے پر نژاد وغیرہ سامان شکار
 درست کرنے لگے یہاں سامان شکار کا بندوبست ہو رہا ہے اور دیو ابلاغ نے چند سرداروں
 سے کہا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہمارا بادشاہ دیوان تانت دیو ابلاغ بلند مشاخ
 فرما رہا ہے کہ آپ لوگ جو میدان آکر فروکش ہوئے ہیں تو کس غرض سے یہ میری شکار گاہ ہے یہاں
 کسی کو حکم اترنے کا نہیں ہے میں نے سنا ہے کہ میرے ملازموں نے جو آپ کو منع کیا تو آپ نے
 ان پر بدعت کی اور اُنکے ناک و کان کاٹ کر یہاں سے نکال دیا یہ بھی کوئی طریقہ ہے کہ دوسرے
 کے مقام پر زبردستی قبضہ خالف اللہ کیا اور میں نے یہ بھی سنا ہے کہ آپ لوگ خدا پرست ہیں یہ امر ہم کو
 بہت ناگوار ہوا اور بہت ہم کو غصہ آیا لہذا ہم تم کو آگاہ کرتے ہیں کہ خیریت اسی میں ہے کہ اگر ہماری
 اطاعت کرو اور دین ابلیس پرستی اختیار کر دو تو ہم تمہاری اس خطا سے ذر گدر کرینگے لو ہمارے
 تمہارے خصوصیت قلبی اور خدا پرست دلی ہے کیونکہ تمہارے بزرگوں نے ہمارے بزرگوں کو
 قتل کیا ہے ہم کو اُنکے خون کا عوض اپنی اولاد سے لینا پر ضرور ہے مگر اس شہر طے سے ہم سب سے
 باز آئیں گے اگر ہماری اطاعت کریں اور دین ابلیس پرستی اختیار کریں گے تو ہم معاوضہ خون

سے باز آئین کے اسی سبب سے تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ تم اگر ہماری اطاعت کرو اور دین ابلیس پرستی قبول کرو تو جان بچے گی یا دوسری صورت جان بری کی یہ ہے کہ جو کچھ مال و اسباب و خزانہ وغیرہ تم نے ظلم کو فتح کر کے حاصل کیا ہے وہ میرے حوالہ کر دو اور یہاں سے چلے جاؤ جب میں پردہ ثبات کے انتظام سے مصلحت پا کر پردہ دنیا پر برائے مقابلہ اولاد حمزہ آدم کا اس وقت تم سے بھی سمجھ لو نگاہیں نے ان اپنے ملازموں کے منہ سے یہ سنا ہے کہ جن کے تم نے ناک و کان کاٹ کر اور ان پر ظلم و بدعت کر کے یہاں سے نکال دیا ہے کہ تم وہ لوگ ہو جو کہ پردہ دنیا پر برائے کمک اخضر سر نیزا و بموجب طلب اخضر سر نیزا کے آئے تھے جب کہ اس پردہ یوہان اس کے سپہ سالار نے اُسکی دختر پر عاشق ہو کر لشکر کشی کی تھی اُسنے عاجز ہو کر تم کو بلوا لیا فقیری پردہ دنیا پر سے اُٹھوا منگایا تھا تم نے یہاں آکر اسکی ملک کی اور دیوہان کو شکست دی اُسکے معاوضہ میں اخضر نے تمہارے ساتھ یہ سلوک کیا کہ اپنی دختر کی تمہارے ساتھ شادی کر دی کہ جسکے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جو کہ تمہارے ہمراہ ہے اسی نے دیوہان کو قتل کیا اور ظلم کو فتح کیا دیوہان نے بلوغ کے کل حالات جنگ و پیکار دیوہان اول سے آخر تک کے اور کہا کہ کہنا کہ وہ زرا نہ گذر گیا کہ آدم زادوں نے یہاں آکر دیوہان کو قتل کیا یا دیوہان تمہارے ہاتھ سے مارا گیا اب میرا دور ہی ہیں وہ دیوہون کہ میرا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا ہیں یہ قصد کر چکا تھا اور بلکہ لشکر لے کر بیرون شہر آچکا ہوں اور یہ میرا قصد تھا اور اب بھی ہے کہ مع لشکر قلعہ یا قوت نگار پر جاتا اور وہاں تم لوگوں سے مقابلہ کر کے خواہ قتل کرنا خواہ اپنا مطیع کرتا اور سب مال و اسباب ظلمی پر قبضہ کرتا جب سے میں نے یہ سنا تھا کہ تم نے ظلم فتح کیا اور بہت مال و اسباب پایا اس وقت سے مجھ کو اس امر کی ضرورت پیش ہوئی کہ قلعہ یا قوت نگار پر لشکر کشی کر دوں اور تم سے اپنے بزرگوں کے خون کا عوض لون اگر تم میری اطاعت نہ کرو تو پہلے ہی سے یہ قصد میرا تھا ظلم کی فتح کی حالت سنکے زیادہ دلولہ ہوا اور لشکر تیار کر کے شہر سے کوچ کیا بیرون شہر آکر اتر قصد تھا کہ برسوں یہاں سے سفر کروں طرف قلعہ یا قوت نگار کے اس وقت بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ دل نے کہا کہ چل کر شکار کھیل لو نہ معلوم پھر کب آنا ہو یہ سوچ کر مع چند سرداروں کے ادھر کو روانہ ہوا راہ میں وہ دیوے جن پر تم نے بدعت کی تھی اُسے سب حال معلوم ہوا میں نے خیال کیا کہ جنگ لے تم تکلیف کر کے طرف قلعہ یا قوت نگار کے جاتے تھے وہ لوگ قدرت خداوند سے اسی مقام پر آگئے زحمت راہ اور تکلیف سفر سے فرار ہوا انکو چل کر نصیحت کروا کر مان جائیں تو خیر ورنہ انکو اس استغنی کی منراد جو کہ سرزد ہوئی تھی تم ان پر ہی زرا دون اور دیوہان پر بھروسہ نہ کرنا جو کہ تمہارے ہمراہ ہیں یہ سب ایک حملہ میں میرے لشکر کے بھاگ جائینگے اس وقت تم کو سوا کے قتل ہونے کے چارہ نہ ہوگا اس امر کا خیال رہے کہ میرے ہمراہ اس وقت سات لاکھ نر دیوہون اور یہ وہ ہیں کہ جسکے باپ دادا تمہارے باپ دادا کے ہاتھ سے مارے گئے ہیں سب تمہارے خون کے پیاسے ہیں اور اسی وقت طلب گار ہیں کہ تم سے اپنے خون کا معاوضہ لین لہذا اگر میرے کہنے پر عمل نہ کرو گے تو بہت بھگتاؤ گے میں تو اس قصد سے چل ہی چکا ہوں تم سے اسی مقام پر سمجھ لو نگاہ بعدہ تمام لشکر ہمراہ لے کر قلعہ یا قوت نگار پر جا لیا اخضر نیزا کو اپنا مطیع کر دینا اُسکے بعد اور محالک کی طرف رخ کرونگا ویشیہ ثانی وغیرہ سے مقابلہ کر کے اور ان سب کو اپنے بزرگوں کے خون کے معاوضہ میں قتل کر کے اور دین ابلیس کو تمام پردہ ہائے تافہ میں جاری کر کے پردہ دنیا پر جاؤنگا اور وہاں اولاد حمزہ سے جسکو پانگنا قتل کرونگا بلکہ قوم انسان سے کسی کو

زندہ نہ رکھو گا کیونکہ اسی قوم کے ہاتھ سے میرے بزرگ قتل ہوئے ہیں اور وہاں دیو کی بستی آباد کرونگا انسان کا نام
 تک باقی نہ رکھو گا اگر اپنی خیریت چاہتے ہو تو میرے کئے پر عمل کرو ورنہ یاد رکھو کہ میرے لشکر کے دیو تم سب
 کی اس طور سے بوٹیاں اڑائیں گے اور گھاتین گے کہ جیسے زرخ و زغن کھائے ہیں کیونکہ اب مجھ کو اس امر کا خیال
 آیا ہے اور میں نے معاوضہ خون بزرگان پر کسی ہر بدون اس کا معاوضہ کیے ہوئے مجھ چین نہ آئے گا یا ان سے
 سے معاوضہ نہ لوں گا جو کہ میری اطاعت و فرمانبرداری کرے گا اور دین خدا و ندا بلیس کو قبول کرے گا اور سجدہ
 کرے گا تم سے جو یہ میں نے کہا کہ تم مال و اسباب طلسمی مجھ کو دے کر چلے جاؤ ورنہ دنیا پر اس سے میرا یہ منشا
 تھا کہ اگر تم وہاں بھی چلے جاؤ گے تو بعد صہم قات میں پردہ دنیا پر اگر کچھ لوں گا اتنے دنوں اور زندگی بسر کر لو اور
 اپنے بزرگوں اور عزیزوں سے اس حال کو کہہ دو اور سب کو آگاہ کر دو تاکہ وہ آگاہ ہو کر میرے آنے سے خوف
 کریں اور اپنی جان بچانے کی فکر کریں اور جب میں وہاں آؤں تو میری اطاعت کریں اگر نہ کریں تو تم
 سب ایک ہی مقام پر مارے جاؤ تاکہ ایک دوسرے کی حالت دیکھ کر تاسف کرے اور یہ خیال دل میں
 لائے کہ ہم نے اسی طور سے ان بزرگوں کو قتل کیا تھا یہ اس کا معاوضہ جو ان مصلحتوں سے میں تم سے یہ کہتا
 ہوں اور تم کو امان دیتا ہوں کہ تم سب مال و اسباب طلسمی میرے حوالہ کر کے چلے جاؤ اگر ان دونوں امروں
 میں کسی پر عمل نہ کرو گے تو یاد رکھو بہت پچھاؤ گے آئندہ تم کو اختیار ہو مجھ کو دیو یا ان نہ تصور کرنا میں پوتا ہوں
 و لو غفیریت کا جو کہ تمام پردہ ہائے قات میں ایک دیو تھا بلکہ اس سے بھی قویست میں زیادہ ہوں میں نے
 تم کو اپنے قصہ سے آگاہ کر دیا اب تم کو اپنے فعل کا اختیار ہو یہ کہہ کر دیو ابلاغ نے چند سردار طرٹ کوہ کے
 روانہ کیے اور کہا کہ میرے اس پیام کا جواب لے آؤ تم کو اجازت دی جاتی ہے کہ اگر وہ لوگ کچھ سخت کلامی
 یا کچھ الفاظ نامترا میری شان میں یا خداوند کی شان میں زبان پر لائیں تو تم اس امر کا پاس نہ کرنا کہ یہ لوگ
 بہت ہیں فوراً مادہ فساد ہونا اور جو ایسی حرکت کرے اسکو سزا دینا اور قتل کرنا میں یہاں موجود ہوں تمھاری
 کمک کروں گا بلکہ تم پر ان سب کا گوشت خلل ہو اگر وہ میرے کسی کئے پر عمل نہ کریں اس حالت میں جو تم
 سے ہو سکے وہ کرنا تم کو اجازت ہے میری طرف سے میں نے ان سب کا گوشت و خون تم پر حلال کر دیا ہے کیونکہ
 وہ میرے حکم سے نافرمانی کرتے ہیں یہ جو دیو ابلاغ نے کہا وہ سردار خوش ہوئے اور عرض کیا کہ آپ نے ہماری
 آرزو کے موافق ہم کو حکم دیا اگر وہ لوگ آپ کی نافرمانی کریں گے اور ان دونوں میں سے کسی کو قبول نہ کریں گے
 تو ہر دم آپ کے فرمانے کے ہم موجب انکو قتل و غارت کریں گے اس امر سے ہم بالکل بے خوف ہیں کہ یہ جو دیو
 و پر نیا دانتے ہمارے ہیں یہ حالات جنگ و پیکار سے آگاہ نہیں ہیں بلکہ حمال اور مزدور ہیں یہ تو اعدا جنگ کیا
 جانیں ایک ہی حملہ میں فرار کر جائیں گے گو بہت ہیں مگر ان سے خوف کرنا بالکل نافرمانی اور خلافت شجاعت
 ہو ایسے ایسے مزدوروں سے کیا ہو گا یہ سب اس لیے ہمارا آئے ہیں کہ انکو پردہ دنیا سے ہلکے اسباب کے پہنچانے
 کوئی ان میں لشکر اخضر پر نرا دے نہیں ہو دیو ابلاغ نے جواب دیا کہ یہ سب ہمارے مقصد کا اثر ہے اور
 یہ سب عنایت خداوند ہے کہ ہم کو زحمت نہ کرنا پڑی بدون تکلیف و زحمت کے مال و اسباب ہاتھ آ گیا
 اگر یہ لوگ یہاں نہ آتے اور ملک یا قوت نکا بریں ہوتے تو ضرور اخضر پر نرا دے لشکر کے آئے
 ہمارا نکل کر مقابلہ کرتا جنگ و پیکار ہوتی دونوں طرف کے لشکر کے درکوکام آئے کو فتح میری ہوتی مگر
 مشکل پڑتی زحمت سے یہ سب مال و اسباب ہاتھ آتا اب بدون درد میری کے اور لا کھوں کی جان
 بچ کر ہاتھ آیا ضرور یہ لوگ میرے خوف سے سب مال و اسباب حوالہ کر دیں اور اپنی جان کو غنیمت
 جان کر طرٹ پردہ دنیا کے چلے جائیں گے جب وہ یہ کہہ چکا وہ دیو یہ پیام لے کر طرٹ کوہ کے چلے آدھر

شاہزادوں سے چند دیوؤں نے عرض کیا کہ حضور ملاحظہ فرمائیں کہ وہ دیو جو زیر کوہ آکر کھڑے ہوئے تھے ان میں سے چند دیو ادھر کو آتے ہیں وہ جو ان سب کا افسر ہے اسی نے بھیجا ہے کہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی خدمت میں کچھ پیام بھیجا ہے شاہزادوں نے فرمایا کہ آتے ہیں تو آئے دو جو کچھ پیام لائینگے اس کا جواب پائین کے ہم سنیں تو کیا پیام لائے ہیں کوئی روکے نہیں بلکہ ہمارے پاس باغ ازلے آئے شاہزادوں نے جب یہ حکم دیا ان دیوؤں نے سب کو منع کر دیا کہ یہ جو دیو آتے ہیں ان کو کوئی روکے نہیں آئے دے آقا کا یہی حکم ہے سب نے جواب دیا کہ ہم بسرد چشم بجالائیں گے اگر روکنے کی ممانعت نہیں ہے تو ہم کیوں روکنے لگے ایمان تو یہ تقریر ہو رہی ہے اور وہ دیو اچلے آتے ہیں باہم صلاح کی ہے کہ اگر یہ آدم زاد کچھ سخت کلامی کریں پس مل کر حملہ کرنا اور ان پر قبضہ کر لینا اور جب ان پر قبضہ کر لو گے تو پھر کسی کو تم سے جبراً روکے ہوئے کی نہ ہوگی دوسرے یہ امر ہو گا کہ کوئی منع کرے کہ وہ پر نہ آوے اس سے کہنا کہ ہم پیام لے کر آئے ہیں ہم کو چاہئے دویا ہماری خبر کروا کر وہ اس پر بھی نہ مانے تو مقابلہ کرنا کوئی خوف نہ کرنا کیونکہ یہ دیو ہم سے لڑ نہیں سکتے ہیں اس سبب سے کہ یہ سب کے سب کے فنون جنگ سے ماہر نہیں ہیں یہ اسی کام کے لیے ہیں کہ جو کچھ بار ہوا سکوا اٹھا کر ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچا دیں اور اگر فنون جنگ سے ماہر بھی ہیں اور مقابلہ بھی کر سکیں تو یہ ہمارا کیا کہہ سکتے ہیں ہم کسی طور سے ان کو کون سے طاقت میں کم ہیں اور نہ فن سپہ گری میں کیونکہ آبا و اجداد سے فن سپہ گری جلی آتی ہے اور خداوند کے فضل و کرم سے ہمیشہ فتح یاب رہے ہیں کوئی مقام خوف نہیں ہے علاوہ اس کے ہم بہت ہیں اور یہ کم ہیں ابھی لشکر میں خبر ہو جائے گی تمام لشکر آپرے گا بادشاہ خود زیر کوہ آئے گا جب غوغا اور منگامہ ملاحظہ کرے گا اگر ہماری کمک کرے گا ان سب کا مار لینا کتنی بڑی بات ہے ہم کو یقین کامل ہے کہ ان لوگوں کی موت ہمارے ہاتھ سے لکھی ہوئی ہے اور یہ کسی طرح سے اب سہان سے زندہ و سلامت نہیں جاسکتے ہیں اور ان کا گوشت ذراغ و زرقین دے سے کھا جائے یہ باہم صلاح کر کے چلے ہیں یہ ابھی راہ میں تھے کہ شاہزادگان و اہلبار اس مقام پر سے اٹھ کر خیموں میں آکر بیٹھے ان خیموں میں دربار آراستہ کیا جو کہ طریقہ دربار کا ہوتا ہے جو دیو اور پریرادوں میں اعلیٰ مرتبہ کے تھے ان کو علیٰ قدر مراتب جگہ ملی اور جو انسان ہمراہ تھے اور لالہ و لعل و ہار تھے ان کو بھی نہ نکل و نہ کسی درجست فرمائے اور خوب عمدہ معقول چھوٹا سادہ بار آراستہ کیا اس خیالی سے کہ پیام بر آتا ہے تاکہ وہ کچھ ہماری شوکت کو دیکھے اور خیال کرے کہ سب سفر کے مجبور ہیں ورنہ شوکت دکھائے اس خیال سے دربار آراستہ کیا اس امر کا خیال ہے کہ میرے وغیرہ جو بر پا ہوئے ہیں اور دربار آراستہ ہو تو اس طور سے آراستہ ہوا ہے کہ وہ دیو جو زیر کوہ کھڑے ہوئے ہیں سب دیکھ رہے ہیں اور ان کا سامنا ہر بالکل انہوں نے سب حالت دیکھی اور تھکے لگائے دیو ابلاغ سے کہنا کہ آپ کے سردار دن کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر اس خیال سے دربار آراستہ کیا ہے تاکہ ہماری طرف سے کچھ خوف ہو اور خیال ہو کہ یہ بھی بادشاہ ہیں یہ انسان کیسے نادان ہوتے ہیں دیو کو ڈراتے ہیں ہم ان میں کے نہیں ہیں کہ ان سے ڈر جائیں ابلاغ نے جواب دیا کہ یہ سب غرور و تکبر نکل جائے گا جب میرا نام سنیں گے اور میرے قصد سے آگاہ ہوں گے راوی بیان کرتا ہے کہ دیو ابلاغ یہ باتیں کر رہا تھا کہ چند دیوؤں نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ہم حضور کو شناخت کرادیں کہ کس نے دیو یا مان کو رنجی کیا اور کون داماد ہے حاضر پر نرا دکا اور کون نواسہ ہے حضور وہ جو طفل برس بارہ ایک کایچ میں کر سی پر بیٹھا ہوا ہے جس کے چہرہ سے تمام خیمہ روشن ہے وہ نواسہ ہے حاضر پر نرا دکا اور بیٹا ہے مضر اب پر می کا اسی نے دیو یا مان کو قتل کیا اور اس کے

عزیزوں اور بیگانوں کو نہ تیغ کیا ہم اسی کے ہاتھ سے شکست کھا کر بھاگے ہیں اور یہ جو برابر اس جوان کے
 جوان بیٹھا ہے ہم اس سے آگاہ نہیں ہیں یہ جب تک اسے مراد نہ کھا شائد طلسم ہے اسی جوان کو رہا کر کے
 لائے ہیں جس کا ذکر ان دیوؤں نے کیا تھا کہ جن کو حضور نے جبر کے لیے مقرر فرمایا تھا انھوں نے اگر عرض
 کیا تھا کہ نواسہ اخضر سر نرا دکا علاوہ اپنے باپ اور چچا کے ایک آدم زاد کو اور رہا کر کے لایا ہے جو کہ
 بالکل شباب ہے ان سب سے اور یہ جو سب آدم زاد ہیں یہ سب طلسم سے رہا ہوئے ہیں کیونکہ جب تک
 ہمارے لشکر سے مقابلہ ہوتے تھے ان میں سے کوئی نہ تھا اور حضور وہ جو برابر اس جوان کے کہ جس کو ہم
 نہیں پہچانتے ہیں دنگل پر بیٹھا ہے یہی ہر داماد اخضر پر نرا دکا اور شوہر ہے مضر اب پری کا اور رقیب ہے
 دیو یا مان کا اسی کے صلب سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے کہ جس کو میں نے پہلے حضور کو دکھا یا ہے اس لڑکے کا نام
 سہراب ثانی ہے اور اس کے باپ کا نام رستم ثانی ہے کہ جو برابر اس جوان کے دنگل پر بیٹھا ہے اور جو برابر
 داماد اخضر سر نرا دکا کے دنگل پر بیٹھا ہے یہ چچا ہے نواسہ اخضر سر نرا دکا اسی کا نام شہر باز ہے اور بھائی
 ہے رستم ثانی کا پہلے رستم ثانی کو اخضر سر نرا دکا نے پردہ دنیا پر سے اٹھوا منگایا تھا رستم ثانی نے اگر
 دیو یا مان کو زخمی اور مجروح کیا تھا اور لشکر کو شکست دی تھی اسی کو دیو یا مان نے لکیر سے مبتلا
 طلسم چیل چراغ سلیمانی کیا تھا اور جب دوبارہ لشکر کشی دیو یا مان نے کی تھی تو اخضر سر نرا دکا
 نے اس جوان کو پردہ دنیا پر سے اٹھوا منگایا تھا اس نے آئے ہی دیو یا مان کو زخمی کیا تھا اور لشکر کو شکست
 دی تھی اس کو بھی دیو یا مان نے لکیر سے اسیر طلسم کیا تھا جب تیسری مرتبہ اخضر سر نرا دکا
 پر لشکر کشی کی تو اس طفل نے دیو یا مان کو قتل کیا لڑکے بہت بڑا جری اور بہادر ہے اسے کبھی کسی کے ہاتھ سے
 شکست نہیں کھائی ہے بلکہ ہمیشہ فتح یاب رہا ہے میدان جنگ و قتال میں اسکا ڈنکا بھارتا رہا ہے اسے کبھی لڑائی
 کے میدان سے کچھ نہیں ٹوڑا ہے بلکہ اپنے زور و طاقت پر اسکو ناز ہے میں نے آپ کو ان سب کے شناخت
 کرادی حضور نے پہچان لیا اور شناخت کر لی میں نے حضور سے عرض کیا تھا کہ میں حضور کو شناخت کرادونگا
 میں واقف ہوں بموجب اپنے عرض کرنے کے میں نے شناخت کرادی دیو یا بلخ نے یہ سُنکے کہا کہ اسی طفل نے
 دیو یا مان کو قتل کیا ہے کیا حقیقت رکھتا ہے کہ جو دیو کو قتل کرے یا یہ جوان جو کہ اسے برا بیٹھا ہے یہ بھی کوئی
 حقیقت نہیں رکھتا ہے نہ داماد اخضر سر نرا دکا کی یہ ایقت ہے جو دیو کو قتل کر سکے یا اس کے بھائی کی یہ اصل ہے
 کہ وہ دیو سے لڑ سکے میں جانتا تھا کہ جتنھوں نے دیو یا مان کو قتل کیا ہے اور لشکر دیو کو شکست دی ہے
 بڑے قدر کے جوان ہوئے اور مثل ہمارے تن و توفض ہوتے ہوں گے تو ایسے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو کچھ
 دن تو اثر جائیں واہ کیا بخوب شائد تو بھول گیا ہے اسے قسم کھا کر کہا کہ مجھ کو قسم ہے سر خداوند کی یہ وہی
 جوان ہیں تب دیو یا بلخ مقدمہ لگا کر ہنسنا کیا تھا کہ زمین ہل گئی صحرانکب اٹھا جانور ہڈی کے مقدمہ
 سُنکے ڈر کر بھاگے قدامت مقدمہ کا ہے کو کھی رعد کی گرج تھی اور کہا کہ واہ ان سے میں غور وں دیو چ کر مار
 ڈالونگا میں دیو یا مان کے قدر و قاست کی بہت تعریف سنتا تھا اور قوت کی مگر معلوم ہوا کہ وہ
 کبھی کچھ نہ تھا اسی طرح سے مشہور کر دیا تھا جو ایسے لوگوں کے ہاتھ سے قتل ہوا جو میں اسکی
 ملک کے لیے نہیں کیا ورنہ مجھ کو بڑی خفت حاصل ہوتی یہاں یہ باتیں ہو رہی ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ
 ایرج نامدار نے دربار کو اس طرح سے آراستہ کیا تھا کہ دینی طرٹ سہراب ثانی کے خود بیٹے تھے اور اپنے برابر رستم ثانی
 کو بیٹھا تھا اور رستم ثانی کے برابر شہر باز عالیو تار کو جگہ دی تھی دینی طرٹ سب سردار قوم انسان کے تھے اور
 بائیں طرٹ سہراب ثانی کے سب پر نرا دکا اور دیو زاد تھے اور سہراب ثانی کو کیوں اس قدر عزت

وہی بھی کہ خود اسکو وسط میں بٹھایا تھا سب اسکا بیٹا کہ ان سب کو یہ قصہ ہو کہ بروہ دنیا پر جا کر سہراب ثانی کو
صاحبقران بنائینگے اور ہم سب نقاب پوش رہینگے اور پھر بیچ الملک کو بروہن سے مقابلہ کراینگے بہت بڑا
سبب یہ ہو کہ جو کوئی صاحبقران ہونا چاہو وہ خود ہو خواہ بزرگ اسکی عزت کچھائی ہو جیسا کہ یہ الملک
کو صاحبقران ثانی نے صاحبقران مقرر کیا اور کل لشکر پر حاکم مقرر کیا: لیکن پھر بیچ الملک کے بزرگ
کبھی بہن مثل نور الزمان و عید الزمان وغیرہ کے یہ چاہیں مگر عزت کرتے ہیں اسکی طور سے ایرج
وغیرہ نے سہراب ثانی کو صاحبقران بنایا یہ عزت کرتے ہیں مقام صدر پر جگہ رستہ بہن
یہ وجہ یہ سہراب ثانی کی وسط میں جگہ ہانے کی آدم بر سر مطلب بب وہ دیو دیو ابلاغ کو کونست
کراچکا اور یہاں دیو ابلاغ ان پیام بروہن کے انتظار میں مع سردار ونگے کھڑے ہوا ہوا ہوا ہوا ہوا
راہ طر کر کے بالائے کوہ پہونچے کسی نے روکا نہیں سب مال و اسباب طلسمی کو دیکھتے ہوئے زبان
آئے کہ جہاں دربار آراستہ تھا ایک دیو سے کہا کہ جا کر خبر کرو کہ چند دیو دیو ابلاغ کا کچھ پیام لیکر
آئے ہیں جو کہ اس حوالی کا بادشاہ اور حاکم ہو اور بہت بزدست ہو آئے ہیں کچھ پیام ہمارے
ذریعہ سے ان آدم زادوں پاس بھیجا ہو وہ پیام ہم لیکر آئے ہیں اسکو بیان کرتے ہو اب
سارے کرنا ہوسکتا دیو سے کہا کہ جاؤ یہاں پہلے سے خبر آگئی تھی تمہارے جیسے کی جائزست ہر
یہ دیکھنے وہ دیو اندر نیمہ کے آئے دیکھا دربار آراستہ ہوئے دیکھا رنگ ہوئے مگر طریق ایسی پرستان
سلام کیا کسی نے جواب نہ دیا انکو بہت ناگوار گذرا مگر ساکت رہے کچھ نہ کہا یہاں تک کہ کسی سبب
فریب ہو گئے تو جو کیا ان جو بیٹھنے کو سامنے مہمٹ ہوئیں یہ آخر یہ شہزادے اب اسے سوال کیا کہ
کہ تم کس غرض سے آئے ہو بیان کرو دیو ابلاغ وغیرہ زبردستی سے دیکھ رہے ہیں کہ ہا یہ
پیامبر آ رہا ہے پہونچ گئے ہیں جگہ بیٹھنے کو ملی ہے ضرور باہم آتے ہو جاتے ہو دیو ابلاغ کا
فساد منظور ہوتا تو کبھی ان سب کو جگہ بیٹھنے کو نہ دیتے اور بدعنوانی سے پیش آتے ایک دیو ابلاغ
کہ یہ ان سب خدا پرستوں کا طریقہ ہو کہ جو کوئی انکے پاس پیام لیکر جاتا ہو اسکی عزت کرتے
ہیں پیام سننے اسکا جواب دیتے ہیں اگر اسے کوئی حرکت بجا آید بیٹھنے پیام کے کی تو پھر اسکو
سزا دیتے ہیں اپنی طرف سے زیادتی نہیں کرتے ہیں دیو ابلاغ سننے ہوا بدیا کہ حوام
ہو نیوالا ہر وہ ظاہر ہو جائیگا دیکھے جاؤ یہاں جب اسے سوال کیا گیا کہ کیوں آئے ہو
بیان کرو تب انہیں سے ایک نے کل پیام جو کہ دیو ابلاغ لے دیا تھا درمیں اپنی تحریر
کر چکا ہوا دوبارہ تحریر کرنے کی حاجت نہیں ہے بیان کیا بلکہ کچھ اپنی طرف سے عمل باتین
کہ جو لایق تحریر نہیں ہیں بیان کیں جب سب تقریر تمام کر چکا تو کہا کہ اسکا جواب فرما
سیچ بوجھ کر دیا جائے کیونکہ مجھ کو حکم ہو کہ اگر خلافت ہمارے حق کے کہہ ان تو سرا دینا
ہے آں سب کا گوشت تیرے حلال کر دیا ہے اگر کچھ بھی خلافت کیا تو یاد رکھنا کہ اس کے
وریا ہم سب بہا دینگے ایک کو زندہ نہ رکھینگے آئندہ کا اختیار ہوئے اس امر سے اور اپنے
ارادے سے بھی نکو آگاہ کر دیا اور ہم خلافت اسے الگ کے حکم کے نہ کریں گے اسکا
خیال ہے یہ جو آئے کیا سہراب ثانی کو بہت غصہ آیا خصوصاً ستم ثانی و شہر پار کو تباہی غلط
طاری ہوا کہ کاٹنے لگے مگر ایرج نامدار نے جواب دیا کہ اے پیامبر اس قدر زبان درازی پیامبر
کو زبان نہیں ہے جو پیام لیکر آئے ہو تو خاموش بیٹھو ہم نے اسکا پیام سن لیا اور جو ہمارے

نزدیک مناسب ہوگا جواب دیجئے تم یا تمہارا بادشاہ ہمارا اتالیق یا حاکم نہیں ہو کہ ہم خواہ مخواہ اس کے
 کہنے پر عمل کریں یہ دربار بہادر و نکاہر بود و نکا نہیں ہو کہ تمہارے اس خوف دلائے سے ہم ڈر جائیں
 کیا کریں کہ پیامبر مذہب اور ہر ملت میں بگناہ ہوتے ہیں انکو کسی قسم کی تہنید دینا جائز نہیں ہو
 ورنہ اس سخت کلامی کی نگو سزا دیجاتی اگر پیام بیکرنہ آئے ہوتے تو اسکی سزا پاتے مگر خود زبا ہو
 کہ خاموشی کو اختیار کر دیکو مکہ پیام بیان کر چکے ہو جو ہم جواب دین اسکو اپنے آقا سے جا کر
 بیان کرو اور اس حمل تقریر سے کچھ فائدہ نہوگا سوائے ذلت اور خواری کے ہم لوگ اسے ویسے
 نہیں ہیں کہ جو تمہارا جی چاہے کہ لو اور ہم برداشت کر لیں ہمارے گوش ایسی باتوں کے خوگر
 نہیں ہیں آئندہ تمکو اختیار ہو اسنے جواب دیا کہ چاہے خوگر ہوں چاہے نہوں میں اسی پر
 عمل کرونگا اور ویسی ہی تقریر کرونگا کہ جسکی میرے مالک نے اجازت دی ہو ایرج نامدار نے
 کہا کہ اچھا جو کچھ تمکو بیان کرنا ہو کر لو ہم سب باتوں کا تمکو ایک مرتبہ جواب دیجئے بعد ہمارے جواب کے
 پھر تمکو اختیار ہو تم اپنے مالک کے حکم کی تعمیل کرنا ابھی سے بدو ن جواب پائے گرم ہونا گوشی
 بہادر می ہو یہ تو وہ قتل ہوئی کہ پیش از مرگ واویلا کا تم نقشہ کرتے ہو ابھی جواب نہیں ملا
 مگر گرم ہوئے جاسے ہو یہ نیزی و گرمی یہاں کچھ کام نہ آئیگی سب ایکدم میں ٹھکل جائیگی کسی سے
 ابھی تک سامنا نہیں ہوا ہو کہ معلوم ہوتا تمہاری تو وہ مثل ہو کہ جب تک اونٹ پہاڑ کے
 پیچھے نہیں آتا ہو بہت بلبلایا کرتا ہو اور خیال کرتا ہو کہ مجھ سے بلند کوئی نہیں ہو جہاں پہاڑ کے
 پیچھے آیا سب بلبلایا ہٹ نکل جاتی ہو اور وہ جانتا ہو یہ امر ضرور ہو کہ جتنے قوم کے باجی ہوتے ہیں
 اور انکی اصل و نسل میں فرق ہوتا ہو جہاں انکی ذرا بھی عزت کی وہ اپنے کو بھول جاتے
 ہیں اپنے جلمے سے باہر ہو جاتے ہیں یہ خیال کر کے کہ ہم بھی کچھ ہیں جو ہماری عزت کیجاتی ہو
 پھر یہ ہی قصد کرتے ہیں کہ سر پر چڑھکر پیشاب کرو کیا سبب ہو کہ انھوں نے ہماری عزت کی
 کیونکہ وہ اپنی عادت اور خصلت کے خلاف پاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہ ہمارے خوف
 سے ہماری عزت کرتا ہو یہ نہیں خیال ہوتا ہو کہ یہ نہ معلوم کس سبب سے ایسی حرکت ہمارے
 ساتھ کرتے ہیں اپنی شرافت و بیاقت کو کام میں لانے ہیں خیر اس تقریر سے تو کچھ حاصل نہیں ہو اب
 تم بیان کر چکے ہو تمکو تمہارے سوالات کا جواب دینا چاہیے جو کہ تم دوسرے کی طرف سے
 لیکر آئے ہو اور نیز ان باتوں کا جو کہ تم نے کہیں ہیں یا ابھی اور کچھ بیان کرنا ہو وہ بھی بیان کر لو تاکہ
 تمہارے دلیمن کوئی حسرت نہ رہ جائے کہ تم نے یہ تقریر نہ کی اس دیو کو یہ تقریر ایرج نوجوان کی
 از حد ناگوار ہوئی مگر کچھ جواب نہ دیا صرف برہم ہو کر استقدر تو مزدور کہا کہ معلوم ہوا تم لوگ بدو ن
 گوشمالی کے اپنی حرکت سے باز نہ آؤ گے مگر جو کچھ کہتا تھا کہ چکا جلد جو کچھ جواب دینا ہو وہ دیکو مکہ میرا
 مالک و آقا زبیر کو کہتا ہو کہ پیام کا جواب منہ سے بند و بست کرے جیسا کہ تم جواب دو اس کے
 موافق ایرج نوجوان نے کہا کہ خیر معلوم ہوا آپ اپنی تقریر تمام کر چکے آپ جواب کے خواستگار
 ہیں انداز زیادہ طولانی تقریر سے تو کچھ مطلب نہیں ہو مختصر طور سے جواب دیا جاتا ہو حید فقر و نہیں
 اس سب تقریر پہل اور یہودہ کا ہماری طرف سے یہ جواب ہو کہ دیوا بلایع سے جو کہ تمہارا مالک ہو اور جسے تمکو پیام
 لیکر روانہ کیا ہو کہہ دینا کہ تو بڑا نا مرد اور یہودہ ہو کہ ایسے نالافتون کو پیامبر مقرر کیا ہو جو کہ
 بالکل قواعد مذہب سے واقف نہ تھے اور نہ ہیں معلوم ہو گیا کہ تو بھی متعلق ان کے یہودہ

اور نالائق ہر تیری ہو وہ نفریر کا اسقدر جواب دیا جانا ہو کہ کیوں اپنی قضا ملتا ہے کیوں اپنے کو
 معرض ہلاکت میں ڈالتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ تو نے وہ واقعات نہیں سنے جو کہ تیرے بزرگوں پر
 ہمارے بزرگوں کے ہاتھ سے گزر گئے اور نہ وہ واقعات سنے جو کہ ابھی دیو ہامان پر ہلوگوں کے
 ہاتھ سے گزرے ہیں ابھی کچھ عرصہ ایسا نہیں ہوا ہے اور نہ گزرا ہے تھوڑے ہی عرصے کی بات ہے کہ دیوان
 قاف کی بہ نوبت تھی کہ جہاں ہم ہیں سے کسی کا نام سن لیا تو مارے خوف کے ریشہ اندام میں پھرجانا
 تھا عالم خواب میں چونک چونک اٹھتے تھے یا ایسے دیر ہو گئے کہ ہم سے مقابلے کی خواہش کرتے ہیں
 اسقدر جلد بھول گئے اسقدر غرور نہ کر دے غرور و تکبر کام نہ آئیگا مثل اپنے بزرگوں کے تباہ و
 برباد ہو گئے اور کچھ نہ حاصل ہو گا اس نخل غرور و تکبر سے سوائے دولت و خواری کے دوسرا
 ثمر نہ پاؤ گے دیکھو دیو ہامان دیو عفریت و سمندرون ہزار دست وغیرہ نے کیا ثمرہ پایا ہے
 مقابلہ کر کے سوائے دولت و خواری کے جاے امن تلاش کرتے تھے مگر نہ ملتی تھی ہزار مرتبہ بھاگے
 مگر بے غیرت ایسے تھے کہ پھر آکر اُسے آخر کو مثل سگ و خوک کے مار گئے مگر بھی کیا اور فریب بھی
 مگر کچھ نہ چلا اس سے کیا فائدہ تو بھی مثل آن سب کے اپنی جان بچا کر بھاگے گا یا قتل ہو گا یا کوئی مگر
 کر بیگا تھیو نہ تو بھی تو انھیں بھگوڑو نکال پھرا در پیر و ہر اور تیرے پاس سب وہ ہی بھگوڑے آکر
 جمع ہوئے ہیں جو کہ اُنکے ہمراہ تھے تو کیا ہم سے اُنکے خون کا معاوضہ لیگا جب وہ ہمارا کچھ نہ کر سکے تو
 تو کیا کر سکیگا تھوڑی سی چشم نمائی کافی ہو گی یہ جو نو نے کہا کہ میں لشکر لیکر قلعہ یا قوت نگار پیر آتا تھا
 کہ تم سے مقابلہ کروں اور سب مال و اسباب طلسمی پر کھو قتل کر کے قبضہ کروں اگر وہاں آتا تو اتنی
 جوتیان کھاتا کہ بچا نہ جاتا اور سوائے فرار کرنے کے دوسرا امر مجھ سے سرزد نہوتا وہ سب مال
 و اسباب طلسمی اس مقام پر موجود ہے ہم خود تیری تکلیف کے خیال سے اسکو لیکر یہاں آئے ہیں
 تو ہم سے لیلے دیکھیں تو تو کیسا بہادر ہے اور یہ جو تو نے کہا ہے کہ میں پردہ قاف کا بندہ و بست
 کر کے پردہ دنیا پر آؤنگا اور وہاں سب اولاد حمزہ کو آکر قتل کرونگا یہ تیرا خیال خام ہے
 اونا دان کہیں ایسی حرکت بھی نہ کرنا ورنہ بچتا لیگا ایک دیو بھی زندہ پھر کر نہ آئیگا وہ سب
 دیو کش و دیو خوار ہیں اُنکی تلواریں خون دیوان کی مشتاق ہیں ایک ایک لفل آئین سے
 ہزار ہزار دیو کو قتل کر بیگا جب وہ لوگ یہاں آکر اپنا سکہ بٹھا گئے تو وہ تو اُنکا مقام ہی یہ تیرے
 سر میں کیا خیال خام ہے اسی کو غنیمت جان لے کہ وہ لوگ یہاں آکر اس امر کے درپے نہیں ہوئے
 ہیں کہ یہاں کل قاف میں دین اسلام کو رواج دین ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ اگر وہ ایسا قصد کرے
 اور پھر یہاں ابلیس پرست کا نام باقی رہنا کیوں ہم سب کو ہوشیار کرنا ہے کیوں سوتی بھڑو کو
 جگانا ہے اسی کو غنیمت جان کہ ہم یہاں سے چلے جاتے ہیں ورنہ یاد رکھ کہ اگر ہکو خیال آگیا تو
 بھرتلاش بھی کریگا تو جائے پناہ سوائے تیرے نہ ملیگی آن لوگوں سے تو مقابلہ کرنا بسا محال ہے
 ہم جا شخص یہاں موجود ہیں پہلے انھیں کو قتل و غارت کر لے اور اُنکے ہاتھ سے اپنے کو بچالے
 پھر پردہ قاف کا بند و بست کر کے پردہ دنیا پر جا کر ان بہادر و ن سے مقابلہ کرنا یاد رکھ
 اگر تو نے ایسا کیا تو وہ بہادر کھو قتل کر کے ہوئے پردہ دنیا سے بھاگے ہوئے
 پردہ قاف میں لا کر قتل کر دیے اور پردہ قاف کو خون سے بھر دیے اور یہاں نشان
 دین اسلام نصب کر دیے کیا تو ہم لوگوں سے مقابلہ کرنا آسان خیال کرتا ہے۔

یاد رکھو کہ راتوں کی نیند آڑ جائیگی جب خیال آجائیگا یا نام سن جائیگا سوتے ہیں سے چونک اٹھیں گے
 مثل اسے بر گونے اس سو داسے خام کو دل سے دور کرادے اور اپنی جان کو عینت جان آئندہ
 تجھ کو اختیار ہو اور تو نے یہ جو پیام بھیجا ہو کہ میری آگرا طاعت کرو تو میں درگزر کرنا ہوں ورنہ سزا
 دے گا اس گستاخی کی جو کہ تمہارے ملازموں کے ساتھ کی ہو اور اپنی عدول حکمی کی اور
 خداوند ابلیس کو سجدہ کر دین اسلام کر نہ کر کرو تو میرے ہاتھ سے امان پاؤ گے اسکا جواب
 یہ ہو کہ کیوں قضا آئی ہو تو خود آکر ہماری اطاعت کرو دین باطل پرستی ترک کرنا بھی
 یہ نیاقت ہو کہ ہم تیری آگرا طاعت کریں اور لطفہ حرام تیرے باپ دادا ہمیشہ ہم سے بھاگائے
 ہیں انکو تو کبھی یہ جرات نہوئی ہو ہم سے سرنگو ہو کر مقابلہ کرتے یا یہ امر کہتے کہ ہم امان نہ دینگے جب تک
 ہماری اطاعت نہ کرو گے جب ہم نے انکی کسی بات کو اگر انھوں نے کہا خیال نہ کیا تو تو کیا ہو جو ہم
 تجھ سے خوف کریں اور تیری اطاعت کریں تو کیا گیدی ہو اور وہ تیرا خداوند کیا الوہی اور
 شیطان ہو جو ہم اسکو سجدہ کریں ہم اسکو سجدہ کرنے کی جگہ رات دن لعنت کرتے ہیں اور اسکو
 سزا دے گا لیان دینے ہیں وہ ہمارا کچھ نہیں کر سکتا ہو ہم پر کیا منحصر ہو جو خدا پرست ہیں وہ ایسا ہی
 کرتے ہیں اور ہمیشہ ایسا ہی کریں گے تا زمانہ قیامت ابلیس بر تلبیس پر لعنت کیا کریں گے جبکہ وہ
 ہمارا کچھ نہیں کر سکتا ہو جو کہ تمہارا خداوند ہو اور ہماری لعنت سنا کر نا ہو جو کہ ہم اس پر کرتے ہیں
 بلکہ وہ ہمارے پاس سے بھاگتا ہو ہماری شمشیر زبان کی تاب نہیں لاتا ہو تو تو کیا ہو تو بھی مثل
 اپنے خداوند کے بھاگے گا اور ہماری تلوار کی آغ کی تاب نہ لائیگا تجھ کو یہ زیبا ہو کہ رمال سے
 ہاتھ باندھ کر حاضر ہو ہماری اطاعت کرو دین اسلام قبول کر شیطان پر لعنت کر جسے تمہیں کو
 بہکا رکھا ہو اور اگر یہ نہیں منظور ہو تو جو تیرے جی میں آئے وہ کرنا جو قسم ہو سراسر انشیاطین کی
 جو تو ہکو سزا دے گے ہم قسم دیتے ہیں تجھ کو میرے خداوند کی نو ہم پر رحم نہ کیا ہو جو تو نے کہا کہ تمہارے
 ہمارے ملازموں پر بدعت کی اسکا جواب یہ ہو کہ انھوں نے جیسی گستاخی کی ویسی سزا پائی انہو
 رحم اس سبب سے کیا گیا کہ وہ کہتے اور ہم بہت تھے ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ زندہ نہ رہتے
 جاسکتے یہ صرف گونہ مالی دیگئی کہ پھر کبھی کسی کے ساتھ ایسی حرکت نہ کریں گے اگر خیال بھی آئیگا تو جب
 ابی ناک و کان کی طرف خیال کریں گے تو فوراً خود کھا کر اس حرکت سے باز آئیں گے دوسرے
 یہ ہماری نشانی ہو جو دیکھے گا وہ خیال کریگا کہ ان دیو و نسنے آدم زاد سے مقابلہ کیا تھا یہ
 اسکی سزا ہو ہر ایک ہمارے مقابلے سے خوف کریگا اور یہ جو تو نے پیام دیا ہو کہ سب مال
 و اسباب طلسمی ہکو دیکر تم پر وہ دنیا پر چلے جاؤ جب ہم پر وہ دنیا پر لشکر لیکر آئیں گے تو تم سے
 بھی سمجھ لیں گے اسکا جواب یہ ہو کہ اگر تجھ میں قوت و طاقت ہو تو مال و اسباب ہم سے لے لے جاؤ
 کبھی اپنے ہاتھ سے کسی کو دھمکی سے نہیں دیتے ہیں جب تک اسکا امتحان نہیں کر لیتے ہیں تو کیا
 ہم سے لے گا ہم تو یوں نہ دینگے بدو و مقابلہ کیے ہوئے تو کیوں اسوقت اس امر کو
 موقوف رکھو کہ ہم تجھ کو یہ سب مال و اسباب دیکر چلے جائیں پر وہ دنیا پر جب تو دیاں آئے
 تو ہم سے سمجھ لے جبکہ ہم موجود ہیں یہ ہی گوہر یہی میدان تو بھرائی بڑی رحمت گوارہ کرنے سے کیا حاصل
 اگر ہم وہاں نہ ہوتے تو تیرے دل میں ہمارے مقابلے کی حسرت رہ جائے یہ تو ممکن نہیں ہو کہ ہمارے اسباب
 تجھ کو تیرے خوف سے دیدین مان اگر تو بہادر و زبردست ہو تو لے لے ہم موجود ہیں ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ اب

جنگو برو دنیای پر جانان نصیب ہو گا بلکہ یہ تو صورت و امان ہوتی ہو گا کہ نہ میں برو دنیای پر جا سکا نہ میں
 قاتل میں دین الیمیس پرستی کو رو دین دے سکا یہ صورت ہی رہ جائیگی اور تو مارا جائیگا جیسے دیو
 ہا مان اور دیو غفر بہشت اپنے ہاں کی حسرت کو بیکر گئے اور کوئی آرزو انکی نہ پوری ہوئی
 اسی طور سے تو بھی یہ حسرت و درمان جائیگا اور تو نے جو یہ کہا کہ میرے خداوند نے اپنی قدرت سے
 تم سب کو یہاں پہنچایا وہ باز تمہارے سامنے بجا یا یہ امر ضرور ہے کہ ہمارے خداوند کہ تم نے ہلکو تیری
 سرکوبی کے لیے یہاں پہنچایا اس سبب سے کہ خون ناپاک و نجس اس سرزمین پر نہ گرے
 وہ زمین تیرے خون سے نجس ہوا اور تیرے ہاتھ سے اور بندگان خدا کو اذیت نہ پہنچے
 اگر تو وہاں جا کر مقابلہ کرتا تو ہزاروں خدا پرست دیوتیرے ہاتھ سے اور تیرے لشکر کے
 ہاتھ سے ہلاک ہوتے انکا ہلاک ہونا خداوند کریم کو منظور نہ تھا اب ہم تجکو سزا دیکر طرف
 برو دنیای کے جائینگے تاکہ تیرے ہاتھ سے اور سبکو تکلیف نہ پہنچے بس اسقدر جواب کافی ہو گا
 اس جواب کا یہ ہو کہ نہ ہم اطاعت کرینگے نہ دین اسلام نہ کہہ کرینگے نہ مال و اسباب یوں دینگے
 بدوین مقابلہ کہے ہوئے ہاں تیری جان بچنے کی یہ صورت ہے کہ تو اگر ہماری اطاعت کر مع اپنے
 لشکر کے ورنہ آنا دیکھا رہو ہم سب مال و اسباب لیکر پہاڑ پر سے اترنے میں اور پھر اسے مقابلے
 میں فروکش ہوتے ہیں تم طبل جنگ بجاؤ اور مقابلے کو آؤ بدوین مقابلہ ہمارا اطاعت کرنا اور دین اسلام
 ترک کرنا اور یہ سب مال و اسباب دینا اسی امر پر ہو تو فہم کہ اگر تم ہم پر مقابلے میں غالب آئے
 اور ہم مغلوب ہوئے تو اسوقت میں تمکو اختیار ہے جو چاہنا سو کرنا خواہ تمکو قتل کرنا خواہ ہم سے
 اطاعت کرنا اسوقت اگر ان سب امر و تمکو کو گے تو ہم قبول کرینگے اسوقت تو نا ممکن ہے اور
 تمہاری تقریر کا یہ جواب ہے کہ ہم ذہن متدولہ الزنا بچہ شیطان کی اطاعت نہ کرینگے اور یہ کہ تم
 ہزاروں دشنام شیطان اور دیوا بلاغ کو دین اور کہنا کہ آسنے اگر تمکو یہ حکم دیا ہو کہ اگر ہماری
 نافرمانی کریں اور ہمارے کہنے پر عمل نہ کریں تو انکا گوشت حلال ہے ہم اللہ ہم موجود ہیں جو چیز
 حرام ہمارے مالک نے حلال کر دی ہے تم اسکو حرام قرار نہ دو بلکہ خادم وہ ہی مالک حلال ہے
 کہ جو مالک کے حکم کو بجالائے اور اسکے حکم سے سربازی نہ کرے اب ہم جواب دے چکے
 جو تمکو کہنا ہو کہ تم اس امر میں اب کچھ نہ کہنا کہ اطاعت کرو یا مال و اسباب دے اسکا ہم جواب
 تمکو دے چکے ہیں ہاں ایک امر کا اور جواب اپنے آقا کو دینا کہ آسنے یہ جو کہا ہے کہ میرے پاس
 وہ دیو زاد جمع ہوئے ہیں کہ جنکے بزرگوں کو تمہارے بزرگوں نے قتل کیا ہے وہ سب تمہارے
 خون کے پیاسے ہیں اگر میرے کہنے کے خلاف کر دگے تو وہ سب مثل زراغ و زرخن کے
 تمہارے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا جائینگے اگر ایک دیو کو حکم دینگا وہ ہی کافی ہو کہ
 تمہارے ہمراہ ہیں سب بھاگ جائینگے تم ہی سب بر آفت آئیگی تو اسکا جواب یہ ہے کہ اگر وہ لوگ
 میرے خون کے پیاسے ہیں تو ہم سبکی تلوار اور تیرے نیزے ان سبے خون کے پیاسے ہیں اور
 انکے خون کے ذائقے کے مشتاق ہیں اگر وہ ہمارے گوشت کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے کھا جائینگے
 یہ انکا خیال خام اور تمہارا تصور نا تمام ہے میرے نزدیک یہ ہو گا کہ انکے گوشت کو خود زراغ و زرخن
 بنائیں گے کیونکہ انکے گوشت کے ایک مدت سے جانوران صحرائی مشتاق ہیں اور اس
 اشتیاق میں یہاں آکر بیٹے ہیں اور انھوں نے اپنے اشیائے بنائے ہیں تم سبکے گوشت

دیوان کے یہ تمام سب مشتاق ہیں ان سب کو ہر روز دین و در نہ گمان میرا ہی ہے اور یہی ہے
 سے مشتاق ہیں اور وہ سب اسکا اشتیاق رکھتے ہیں اور ان کو اس کی نسبت بڑا ہی میل مشتاقی ہے اور
 ہم انکی روحیں نہیں کر رہے ہیں۔ ان سب کو اس کی نسبت بڑا ہی میل ہے اور ان کی ہر ایک حرکت
 مالک اور رخ کو بہت ان سب کے دیکھنے کی آواز ہے اور یہی ہے اس کے نام جو ہم اس قدر راہی و پر
 مشتاق ہیں کہ ایک ایک گراہی پیشوا کی کو دوزخ سے نکل اس کے میں اور ہر ایک
 بھڑک بھڑک کر باہر آئے ہیں۔ اسکا خیال خام ہے کہ میں ایک دم سے کمر رنٹا دوں ان سب کو شکست دینگا
 ہماری نظر میں تو کوئی ایسا نہیں نظر آتا ہے کہ جو ایک لمحہ میں ان سب کو بھگا دینگا۔ سبب مثل تم
 سب کے بودے و نام و نہیں ہیں ان میں ایک ایک ایسا ہے کہ جو لاکھوں سے زیادہ کے فرض کر دے
 ایسا بھی ہوا تو ہم سب ان کے ہر دے پر قابض نہیں رہتے ہیں اپنے دنیا کی فضا پر تکیہ کر کے اور
 فوت و طاقت پر بھروسہ کر کے حریف سے روئے ہیں اگر تمہارے ہمراہ سات لاکھ ترقہ و پو
 ہیں تو کچھ خوف نہیں ہے اگر ساٹھ لاکھ یا سات کروڑ ہوئے تو بھی ہم ہند نہ تھے ضرور مقابلہ کیا
 لے پس اب انکو حکم دے دو کہ جو ہمارے خون کے پاس کے ہیں کہ وہ ہمارا خون بہا کر اپنی پیاس
 کو فرو کر دیں اور ہمارے گوشت کو مثل زراغ و ترغن کے کھائیں یہ جو ایرج نامہ دار نے
 فرمایا ان دیوان نابکار کو بہت غصہ آیا انہیں سے ایک بولا کہ او آدم زاد تو بہت جرب زبان
 معلوم ہوتا ہے کہ شان خداوند اور شان شاہ دیوان قاف میں ایسے کلمات سخت و سست
 جاری کرنا ہی ہر شرط کہ اس سخت زبانی و سست گوئی کی سزا دوں تجکو میرے آقا کی طرف
 سے حکم ہے کہ میں جڑ پیا میر نہیں ہوں بلکہ تم سے مقابلہ بھی کرنے آیا ہوں یہ جو اس نامرد و پو
 نے کہا سہرا بٹائی کو اب تاب نہ رہی رہیم ہو کر فرمایا کہ او نابکار جا اپنی راہ لے ورنہ تو بھی
 مثل ان کے یہاں سے نکٹا ہو کر جا بیگا اور اپنے آتما کے حکم کے بجائے کسی سزا پائیگا معلوم ہوا
 کہ تیری قضا آئی ہے یہ جو سہرا بٹائی نے فرمایا اب تو اسکو اور غصہ آیا اور کہا کہ او طفل ہے وہ
 تیرے منہ سے ابھی دودھ کی بوتلیں گئی ہیں نو دیوان قاف کی شان میں ایسا کلمہ کہتا ہے کہ
 قضا آئی ہے ابھی طمانچہ مار دوں تو ہلکے زبانی نہ مانگے اس سین و سال پر یہ باتیں کیوں اپنی
 قضا بلاتا ہے جبکہ میں ان لوگوں کی حقیقت نہیں جانتا ہوں تو تجھ ایسے بچے سے کب دلوں گا انکو
 تو میں برابر جواب دے رہا ہوں اور میرا کچھ نہیں کر سکتے ہیں تو تو کیا ہو یہ جو اسے کہا تو سہرا بٹائی
 نے آنکھ ملا کر فرمایا کہ اپنی زبان کو بند کر اور سمجھ کر کلام کر ورنہ ابھی حکم دینگا تیری زبان
 گدی کی طرف سے کھینچ لی جائیگی سخت زبانی کی سزا ملے گی یہ سہرا بٹائی کا کہنا تھا کہ وہ دیوانگ
 ہو گیا اور یہ خیال کر کے لپکا کہ یہ بچہ تو ہی پہلے اسے دلوں کر مار ڈالو اور اسکا لقمہ کر جاؤ پھر اونکی
 طرف رخ کرنا یہ تصور دلیں کہ سہرا بٹائی کی طرف لپکا اور قریب جاتے ہی ہاتھ پٹھا کر قصد کیا کہ اٹھا کر لقمہ
 کر جاؤں وہاں دیوان بلاغ و سب سردار دیکھ رہے ہیں کہ سردار دن نے دیوان بلاغ سے کہا کہ ملاحظہ فرمائیے
 کہ آپ کے پیامبر سے اور آدم زاد و نسب بگڑ گئی اور نوبت بچنگ و بیکار آئی دیکھیے وہ دیوان بلاغ
 اس طفل کی طرف لپکا ہے جو کہ اسکا ہوا حاضر سزا کا بلاغ نے جواب دیا کہ بگڑ جائے دو یہ ہر سب جو
 پیامبر لپکے گئے ہیں ان سب کو کافی ہیں تم سب یہاں سے تائب و بکھوج دیکھنا کہ ایک پردس دس پانچ پانچ
 تو سب کے استوائت جا کر رہ کرنا ابھی کیا ضرورت ہے دیوان بلاغ تو یہ کہ رہا تھا اور صبر سے اس دیوان سے

طرقت سہراب ثانی کے ہاتھ دراز کیا تھا کہ اٹھا کر کھانوں جیسے وہ فریب ہو نچا اور ہاتھ قریب آیا
 شاہزادہ اسی طور سے اسبہ ڈنگل پر بیٹھا رہا حرکت تک نہ کی جیسے ہاتھ قریب آیا یا مین ہاتھ سے
 پکڑ کر جو جھٹکا دیا وہ منہ کے جھل آ رہا جیسے زمین پر بیٹھا ایک گھوٹا جو مارا ہاتھ تانبہ یعنی سسویں
 گھس گیا مغز سر نکل آیا تڑپ کر رہی ملک نٹا ہوا مانگ نے ایک کراسکے کان سیلے اور داخل دوزخ
 کیا اسکا بھائی دیوایاغ جو کہ اسکے ہمراہ آیا تھا اسنے جو اپنے بھائی کو مردہ دیکھا تاب نہ رہی ایک
 مرتبہ اپنے مقام سے یہ کہتا ہوا اٹھا کہ او ملے تو نے غضب کیا کہ میرے روبرو میرے بھائی کو
 جان سے مار ڈالا مین کسب کچھ زبردہ چھوڑتا ہوں وہ دھوکے مین آ کر تیرے ہاتھ سے قتل
 ہوئے انکا پائون پھسل گیا فرش پر وہ گر پڑے تو نے تلوار مار دی ورنہ تیری بھی یہ لیاقت
 تھی کہ تو انکو قتل کر سکتا یہ کہہ کر فریب ہو نچا اور آ رہ پشت ننگ کا وار کیا شاہزادہ بھی
 طور سے ڈنگل پر بیٹھا رہا جیسے آ رہ پشت ننگ قریب آیا ذرا سی جو کن دینا ہی وار خالی
 گیا زمین پر پڑا فرش کو جاک کر کے زمین مین در آ یا شاہزادے نے بڑھا کر اسپر پائون بھدیا
 اسنے لاکھ زور کیا کچھ بھی نہوسکا عاجز ہو کر رہ گیا آ رہ کو جھوٹ کر لپٹ بڑا شاہزادہ اسی طور سے
 بیٹھا رہا جیسے وہ لپٹا شاہزادے نے پیچ باندھ کر اب جو جھٹکا مارا وہ چاروں شانہ چست
 سامنے گرا شاہزادے نے بیٹھے بیٹھے دونوں پائون اٹھا کر اسکے پائون پر رکھے اور جھٹک کر
 دونوں ہاتھوں سے دوسرا پائون پکڑا اب جو زور کیا مثل کر پاس کہنے کے چیر کر اسکو پھینک دیا
 شاہزادے ان دونوں دیوون کو جب قتل کرنے کا قصد کیا تھا تو یہ کہا تھا کہ شناخت
 مین پروردگار عالم کی کیا کہتے ہو سرائیک نے خلافت جو ابد یا تھا نہیں ایک کو گھوٹا مار کر اور
 دوسرے کو چیر کر پھینک دیا اور دیو جو ان دونوں کے ہمراہ آئے تھے انہیں سے جو ذرا منجھلے
 تھے وہ تو طرقت رستم ثانی و ایرج نو جوان و شہر یار عالی نشان کے لپک چمے باقی
 اپنی جان بچا کر اور یہ معرکہ دیکھ کر باہر کو بھاگے شاہزادوں کے ہمراہی کے دیوون اور پروردون
 نے قصد کیا کہ انھیں ان سبکو روکیں مگر شاہزادہ سہراب ثانی نے منع فرمایا کہ یہ کیا حرکت
 ہی بھاگے ہوئے کا تعاقب کرنا خلافت شجاعت ہی جبکہ وہ بھاگے تو کیا ضرور ہو کہ انکو روکا جائے
 دوسرے وہ پیامبر مین پیامبر کا قتل کرنا بھی خلافت ہو مگر یہ جو میرے ہاتھ سے مارے گئے
 انھوں نے جانکر اپنی جان دی ورنہ مین کبھی نہ انکو قتل کرتا یہ حرام زادے خود مجھ سے آمادہ
 پیکار ہوئے اور میرے اور آپرے مین نے قتل کیا اور دھروہ دیو جو کہ ایرج وغیرہ بطرت
 اپنے آئے قریب ہو گئے مگر کیا ان شاہزادوں نے بھی انکو پکڑ لیا اور قصد کیا کہ ہلاک
 کریں کہ سہراب ثانی نے منع کیا اور کہا کہ انکی یہ سزا ہو کہ مثل آئے جو کہ قبل مین آئے تھے ناک
 کان کاٹ کر نکال دیجیے رستم ثانی وغیرہ نے کہا کہ جو تمھاری مرغی مگر یہ بڑے سکارا دروغا باز
 مین شاہزادے نے کہا کہ انکی سکاری اور دغا بازی سے کیا خوف ہو کہ حکم دیا کہ ان دونوں لاشیں زیر
 کوہ پھینک دیجائیں اور انکے ناک و کان کاٹ کر زیر کوہ ڈال دیا ہرے جیسے وغیرہ مع کل مال و سہا بے کے
 زیر کوہ لیجا کر ہر پار دیوون نے وہ دونوں لاشیں اٹھا کر زیر کوہ پھینک دیں اور انکے ناک و کان
 کاٹ کر زیر کوہ ڈال دیا اور کہا کہ اب ادھر کا رخ نہ کرنا ورنہ اپنی زندہ نہ بچو گے اس امر کو غنیمت جان کر وہ بھی درپز
 مثل ان دونوں کے تم بھی قتل ہوئے وہ یہ سنکے بھاگے خون بہتا ہوا اور دھروہ دیو جو یہ واقعہ دیکھ کر بھاگے تھے

پھر وہاں نہ ٹھہرے نہ ہٹ کر دیکھا کہ ہمارے ہمراہیوں پر کیا واقعہ گذرا ایسے بھاگے کہ زیر کوہ آکر
دم لیا جب زیر کوہ آئے تب جو اس درست ہوئے یہاں آکر دیو سرانخ و ابلاغ کی لاشیں پائیں
انکو اٹھا کر طرف دیو ابلاغ کے چلے وہ دیو بھی ہمراہ ہو لیے جنکے ناک و کان لٹے تھے یہ سب
نو آدم کو چلے دیو ابلاغ زیر کوہ سے یہ سب واقعہ دیکھ رہا تھا سماع اپنے سردار و نکے آسنے جو اس طور سے ان
سبکی حالت دیکھی کہ اس طفل نے جو کہ نواسا ہی حاضر کا دیو سرانخ و ابلاغ کو آسنے یوں قتل کیا کہ جیسے کوئی
مرد قوی طفل صغیر کو قتل کرتا ہو دوسرے آدم زادوں نے جو کہ اولاد حمزہ سے ہیں دوسرے
دیو وں کو بیٹھے بیٹھے زیر کر لیا جو اس جاتے رہے اپنے سردار وں سے کہا کہ یہ آدم زاد بڑے صاحب
نوت و طاقت معلوم ہوتے ہیں دیکھو اس طفل نے دیو سرانخ کو ایک گھونسا مار کر ہلاک کیا جیسے آسنے
ہاتھ بڑھایا آسنے ہاتھ پکڑ کر جو چھکا دیا وہ منہ کے بھل آیا گھونسا مارا کہ اسکا کام تمام ہوا اسکا بھائی ابلاغ بہت
اکیل کر چلا آ رہا بہت تنگ مارا آسنے بیٹھے بیٹھے خالی دی آ رہا زمین پر پڑا وہ آ رہا کو چھوڑ کر لپٹنے کے قصد
سے چلا جیسے لیٹا ایک ہکا جو اس طفل نے دبا وہ چاروں شانہ جیت گرا اپنے زور میں اب آسنے
کچھ ابلاغ کے کان میں ٹھیکے کہا نہ معلوم آسنے کیا جواب دیا کہ آسنے چیر کر پھینک دیا اسی طور سے ان
سب نے جو کہ اسکے چچا و باب و دادا ہیں جو دیوانگی طرف گیا ہنسنے دیکھا کہ انھوں نے ایک ختم زدن میں
پکڑ دیا معلوم ہوتا ہے کہ ان سب سے کچھ نہ کچھ گناہ خداوند کا ہوا تھا کہ جسکی یہ سزا بائی اب ثابت ہو گیا
کہ یہ لوگ بہت سرکش ہیں بد وں گوشمالی مناسب کے نہ مانینگے اب انکو ان حرکات کی سزا دینا
لازم ہے انھوں نے کچھ بھی میرا خوف نہ کیا نہ یہ خیال کیا کہ میں زیر کوہ موجود ہوں میرے پیام برون
کے ساتھ یہ حرکت کی تم میں سے ایک دیو میرے لشکر میں جائے اور یہ حکم میرے افسران لشکر سے
کہہ دے کہ دیو ابلاغ تمہارے بادشاہ نے حکم دیا ہے کہ اس وقت کل لشکر بیکر شکار گاہ میں آؤ یہاں ایک
حریف سے مقابلہ ہونے کو ہے اس سے نوبت جنگ و پیکار آگئی ہو اور ایک دیو یہ نامہ لیکر میرے نور نظر
بارہ جگر دیو چیراغ بلند کروں گے پاس شہر ابلاغیہ میں جائے اور اس سے کہے کہ جن لوگوں کے
مقابلے کے لیے میں طرف تلخ یا قوت نگار کے جاتا تھا وہ لوگ اتفاق جند سے میرے شکار گاہ
میں آکر آ رہے ہیں طرف بردہ دنیا کے یہ خبر پا کر جاتے تھے کہ دیو ابلاغ بلند شاخ نے لشکر کشی کا ہمیر
قصد کیا ہے گو اس خوف سے جاتے تھے مگر ایک حرکت انھوں نے یہاں ہو چکی بہت بجا کی کہ جسکے
سبب سے جگو آئیر نہایت غصہ آیا اور میں نے انکو پیام بھیجا کہ یہ کون حرکت تھی آئیر بھی وہ کچھ متنبہ
ہوئے بلکہ آمادہ مقابلہ ہوئے ہیں لہذا تم کسی کو اپنی طرف سے حاکم شہر کر کے اور کچھ لشکر لایے حفاظت
شہر وہاں چھوڑ کر میرے پاس آؤ تاکہ ہم اور تم ملکر انکو سزا دیں بڑے سرکش اور غرور معلوم ہونے میں کیونکہ
نہ کچھ لشکر ہمراہ ہے نہ سپاہ صرف تھوڑے دیو زاد و پیر زاد اور چند آدم زاد ہمراہ ہیں آئیر مجھ ایسے بادشاہ برکت سے
مقابلہ کرنے پر آمادہ ہیں اور برسر فساد ہیں ہاں ایک امیر ضرور ہے کہ مال و اسباب بہت ہمراہ ہی ہیں اگر
ہم اور تم ملکر ان سبکو مار لینگے اول تو گوشت انسان جو کہ باذائقہ ہوتا ہے وہ کھانے کو ملے گا ایک مدت کے
بعد یہ غذا نصیب ہوگی قدرت خداوند الہیہ سے دوسرے مال و اسباب جو کہ نادر زمانہ ہیں دران آدم زادوں نے
ملسم کو فوج کر کے حاصل کیا ہے آئیر قبضہ ہو گا تیسرے کتنا بڑا نام ہو گا کہ بیریہ دیو عفو بہت سے خروج کر کے اولاد
حمزہ کو قتل کیا اور اپنے بزرگوں کے خون کا معاوضہ لیا جو دیو و پیر زاد و بادشاہ اس خوف سے نقل و حرکت
نہیں کرتے ہیں کہ ہم ان لوگوں سے نہیں مقابلہ کر سکتے ہیں یہ لوگ دیو کش ہیں انکو یہ خبر پاکیزہ ہوگی اور ہر ایک

اگر ہمارا شریک ہو گا مع شک کے جو ہون لوگوں سے کہنے میں اور بسبب خوف کے بلا ہر نہیں کر سکتے ہیں
وہ ایسے وقت میں ضرور اس کینہ دیرینہ کو اپنے ظاہر کرینگے لہذا تم بہت جلد آؤ یہ جو دیو ابلاغ کے کہا اور
ایک نامہ بھی اسی مضمون کا لکھ کر اپنے ہاتھ سے اپنے فرزند کے پاس روانہ کیا کیونکہ سب سامان ہمراہ
تھا ایک دیو وہ نامہ لیکر طرف شمال بلاغیہ کے روانہ ہوا اور ایک دیو طرف شکر کے دیو ابلاغ
زیر کوہ سے ہشکڑو درجا کر کھڑا ہوا کہ وہ دیو اور لاش دیو سراسر دیو ابلاغ کی مع آن سب کے اگر
ہونچے اور لاشیں سامنے دیو ابلاغ کے پھینک کر رونے لگے اور فریاد کرنے لگے خصوصاً وہ دیو کہ جنکے
ناک و کان کٹے تھے رور و کر سب جواب پیام بیان کیا اور سب حالت بیان کی دیو ابلاغ
کو جواب پیام سنکے بہت غصہ آیا اسنے کہا کہ اچھا ٹھہر جاؤ میں آدم زار وٹنے سے حرکت کا
عیوض لیتا ہوں اور اس ناشائستہ حرکت کی سزا دیتا ہوں اب یہ میرے ہاتھ سے بچ کر جاتے
کہا ان میں یہ کہہ کر انکو حکم دیا کہ ان لاشوں کو بچا کر موافق مذہب ابلیس رستی کے حلالہ وہ لاشیں لیکر
سامنے سے چلے گئے اور جنکے ناک و کان کٹے ہوئے تھے اسنے کہا کہ تم ٹھہرو شکر کو میں نے طلب
کیا ہے وہ آتا ہے ٹھوٹھا خانہ میں بھیج کر تمہارا علاج کراؤنگا اور تمکو بہت کچھ انعام دیا جائیگا میں یہاں سے
سب حال دیکھ رہا تھا مجکو بہت اسوقت غصہ ہوا جب میں نے اپنے سردار دکنی لاشیں دیکھی ہیں
اسوقت سے میری آنکھوں میں خون اتر رہا ہے جب تک میں ان سبکو مثل انکے قتل نہیں کرتا ہوں اسوقت تک
مجکو چین نہیں آتا ہے یہ کہہ کر سردار وٹنے کہا کہ مجکو اس امر میں بڑی فکر تھی کہ وہ لوگ بالائے کوہ میں
ایسی حالت میں مشکل میں فتح حاصل ہوگی کیونکہ جب وہ سب راہیں کوہ کی روک لینگے تو کوہ پر جانا
مشکل ہوگا کیونکہ یہ کوہ مثل قلعہ کے ہوا اور میں نے اسکو اسی طریقہ سے آراستہ کیا ہے مگر جب سے
یہ امر سنا انکی زبانی کہ وہ سب مال و اسباب لیکر زیر کوہ آئے ہیں تو وہ فکر دفع ہو گئی اب نکا مار لینا
کتنی بڑی بات ہے یہ تھوڑی سے ہیں میرے ہمراہ سات لاکھ دیو ہیں دوسرے میں نے اپنے فرزند کو طلب
کیا ہے وہ بھی شکر لیکر آئیگا سردار وٹنے نے عرض کیا کہ اسقدر سپاہ کافی تھی آپ نے بکار شانہراؤ سے کو
زحمت دی خبر انکو زیر کوہ تو آنے دیجیے پھر ملاحظہ فرمایا گا جب مقابلہ ہوگا کہ ہم جان نثار کیونکر لڑے اور کیسے
سور کے بڑے زمانہ سلف سے آج تک اس طریقے سے دیونہ لڑے ہوئے جیسوڑ سے ہم لڑینگے اس معرکے
سے اب نہ بھاگیں اب یہ قصد کر رہا ہے کہ باحریت نہیں یا ہم نہیں دیو ابلاغ نے کہا کہ اگر اس طور کی
ثابت قدمی دکھاؤ گے تو ضرور فتح پاؤ گے یہاں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ادھر بالائے کوہ سے بموجب
حکم شانہراؤ سب اہلکار وٹنے تمام مال و اسباب مع بارگاہ و خزانہ وغیرہ کے لیکر زیر کوہ جانیکا قصد
کیا کہ ادھر شانہراؤ وٹنے دربار برخواست کیا سب دربار سے آٹھکر ہمراہ شانہراؤ وٹنے کے باہر چھوٹے
آئے شانہراؤ کے قبل سے ان سبکو ہمراہ لیکر زیر کوہ آئے اس خیال سے کہ ایسا نہ ہو کہ وہ حرام زادے
مہلت پا کر اس مال و اسباب پر قبضہ کر لیں کیونکہ زیر کوہ کھڑے ہوئے ہیں جب شانہراؤ سے زیر کوہ آئے
ایک مقام مناسب دیکھ کر چبے وغیرہ کے برابر کرنے کا حکم فرمایا اور کل مال و اسباب کو وسط میں غریب اپنے
خیموں کے احتیاط سے رکھنے کا حکم دیا تیسرے دیو زیر زاد کا پیرہ مقرر کیا دیکھا کہ دیو ابلاغ سامنے سے سردار وٹنے
کھڑا ہوا ہے یہ شانہراؤ و دیو ابلاغ کو دیکھ کر داخل خیمہ ہوئے اور دیوت و خطر زیر کوہ آکر مقیم
ہوئے اب ایک دیو اور ایک بریزا بھی بالائے کوہ نر یا ذرا سا بھی سامان کو پرہ چھوڑا سب زیر کوہ لے آئے اور سب
بموجب حکم شانہراؤ کان عالی تبار آ کر دیوت مقیم ہوئے تو سردار وٹنے نے طرف لشکر و شہر بلاغیہ کے

روانہ کیے تھے انہیں سے جو دیو لشکر کو اس حال سے آگاہ کرنے اور کہنے گیا خادہ لشکر میں پہنچا اور انہیں دیکھ کر
 حکم دیو ابلاغ سے آگاہ کیا اس وقت لشکر میں تیاری ہوئی چونکہ لشکر ہمہ وقت آمادہ سفر رہتا تھا یہ حکم
 پانے ہی سب موجود ہو گئے نقارہ کوچ بجا اور کل لشکر طرف شکار گاہ کے حسب الطلب دیو ابلاغ کے جلا
 و سر دوسرے دیو نے شہر میں جا کر دیو چراغ و راز گردن سپر دیو ابلاغ کو دربار میں نامہ دیا دربار کا
 راستہ مناسب سردار موجود تھے دیو ابلاغ کا ذکر ہو رہا تھا کہ ابھی راہ میں ہو گئے کہ اس دیو نے جا کر
 نامہ دیا اور زبانی بھی پیام کیا دیو چراغ نے نامہ دیکھ کر دیا اسے نامہ پر مہیا وہ ہی مضمون تھا کہ
 جو تخت پر ہو چکا ہے جب سب مضمون سے اہل دربار آگاہ ہوئے دیو چراغ نے اہل دربار سے
 کہا کہ لشکر کو تیاری کا حکم دیا جائے میں اس وقت خدمت والدہ بزرگوار میں مع لشکر کے جاؤنگا کیونکہ
 انھوں نے بہت جلد طلب فرمایا ہے یہ حکم دیکر اپنی طرف سے اپنے وزیر کو بیان کا حکم کیا اور پچاس ہزار
 دیو کو بیان رہنے کا حکم دیا لشکر سے اور ایک لاکھ پچاس ہزار کو تیاری کا حکم دیا اور خود دربار پر بٹا
 کر کے داخل محل ہوا اور یہ حکم دیا کہ جب میں محل سے تیار ہو کر نکلوں سب تیار ہوں عرصہ نہو ورنہ
 سزا دی جائیگی سرداروں نے دربار سے آکر اور چھاونی میں پہنچ کر حکم سے آگاہ کیا اس وقت ایک لاکھ پچاس ہزار
 کا لشکر تیار ہو گیا اور مسلح و مکمل ہو کر در و درت پر حاضر ہوا سب سردار اپنے اپنے مقام سے سامان سفر
 سے آراستہ ہو کر آئے کہ دیو چراغ محل سے سامان سفر سے درست ہو کر نکلا لشکر کو آراستہ یا اس وقت تخت پر
 سوار ہو کر مع لشکر کے طرف شکار گاہ کے روانہ ہوا بیان دیو ابلاغ لشکر کا اور اپنے فرزند کا منتظر کھڑا
 تھا اور سرداروں نے کہہ رہا تھا کہ ابھی تک شکار آیا نہ وہ دیو واپس آئے سب صید و شکار قبول کیا ہے
 خود وہ میاں دنگر کا شکار ہوا ہے کہ سامنے سے گرد آڑی دیو ابلاغ نے کہا کہ لشکر میرا پہنچا کہ واسنہ گرد کا
 شکار آئے اس گرد سے نشان شکاریاں ہوا سیاہ پھر بے آنہ تعریف خداوند ابلیس مرقوم دیو بڑے بڑے
 قد آور اور زبردست ہاتھوں میں انگوٹھے ہوئے نقارے بجتے ہوئے کہ جسکی صدا سے زمین ہل جاتی تھی عقب
 میں سات لاکھ ترہ دیو چلے آئے ہیں نقارہ کی صدا جو کان میں شانہ زادوں کے پہنچی فرمایا کہ ذرا باہر نکلو
 خبر تو دریافت کرو کہ یہ نقارے کیسے بجتے ہیں سیارہ ثانی بیرون خیمہ تھے وہ یہ سب واقعہ دیکھ کر اندر
 خیمے کے آئے اور اس طرح نامدار و مستم ثانی سے عرض کیا کہ سنا آپ نے اس حرام زادے دیو ابلاغ نے اپنا لشکر
 طلب کیا ہے وہ لشکر آ رہا ہے یہ نقارے اسی کے لشکر میں بج رہے ہیں بڑا لشکر ہے جانتے کیا گاہ کام کرتی ہے
 سوائے دیو زادوں کے دوسری شہوت نظر نہیں آتی ہے جب قدر جلدی کی تھی کہ پردہ دینا پر پہنچ کر اپنے عزیزوں
 و لگاؤ سے ملیں اس قدر عرصہ ہوتا ہے دیکھو اس جنگ کا کیا انجام ہوتا ہے اور کب فتح ہوتی ہے لشکر تو بہت
 ہے شانہ زادوں نے جو ابدیا کوئی مقام فکر نہیں ہے جو مصلحت خدا بدوں اس کے حکم کے ایک پتہ نہیں مل سکتا ہے
 بموجب ابن آیین کل آخر تر ہوئے باؤ قاتل کام وقت پر موتوں میں دوسرے جب یہاں کا آب و دانہ
 سا جو چھوڑ گیا جب جانا ہوگا ابھی یہاں کی اور ہوا کھانا مقدر میں ہے پھر کیونکر جا سکتے ہیں کچھ مقام فکر و زرد
 نہیں جو اسکی مشیت یہ کہہ کر اور آٹھ بیرون خیمہ آئے اور اپنے لشکر کے جو کہ ہمراہ ہے اسے حفاظت
 مال و اسباب اور زبردستی اخضر یہ زرادے ساتھ کر دیا ہے اس کے کنارے پر آکر کھڑے ہوئے براے
 ملاحظہ آمد لشکر دیو ابلاغ ملاحظہ فرمایا کہ ہزاروں عالم سیاہ آکر ایک طرف قائم ہوئے
 سب نے دیو ابلاغ کو جنگ کر سلام کیا اسکے بعد لشکر آئے لگا ٹھوڑے عرصے میں تمام
 صحرا دیوناؤں سے بھر گیا یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ سب اس صحرا سے آئے ہیں یہ ثابت ہوا تھا کہ

بجائے گماہ و اشجار وغیرہ کے دیو زمین سے روئیدہ ہوئے ہن لشکر کے عقب ہن خیمہ و خرگاہ وغیرہ تھا جب
 حکم دیو ابلاغ مقام مناسب پر بارگاہ دیو ابلاغ کی برپا کی گئی اور سردار و لشکر کے لیے برپا ہوئے لشکر آڑا
 اہل لشکر ابلاغ نے دیکھا کہ سامنے کچھ آدم زاد دیو زیاد و پرزاد آئے ہوئے ہن باہم کہنے لگے کہ
 ان لوگوں کے مقابلے کے لیے ہم سب کو بادشاہ نے یاد فرمایا ہم اپنے مقام پر خیال کرتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے
 کسی بادشاہ زبردست و صاحب لشکر سے سامنا ہو گیا ہے جو بادشاہ نے ہم سب کو یاد فرمایا یہ نہ معلوم تھا
 کہ ان چند آدم زادوں اور دیو زیاد و پرزادوں کے لیے طلب کیا ہے اس لشکر میں جوان سب سے
 آگاہ تھے اور دیو پامان کے مقابلے میں انکی جنگ و پیکار کا حال دیکھ چکے تھے بولے انکو حقیر و کمزور نہ
 خیال کرنا یہ وہ لوگ ہن کہ جنہوں نے دیو پامان ایسے دیو کو قتل کیا اور اسکے لشکر کو جو کہ قریب
 پندرہ لاکھ کے تھا کئی مرتبہ شکست دی آخر یہ انجام ہوا کہ سب بھاگے اور متفرق ہو گئے ہن آکر یہاں
 بناہ لی انہیں کے بزرگوں نے دیو عفریت و دیو سمند و نرار و مسرت کو قتل کیا یہ وہ لوگ ہن
 کہ یکہ و تنہا لاکھوں دیووں سے مقابلہ کرتے ہن خداوند خیر کریں کہ ان لوگوں نے کمان سامنا ہوا
 کمان بادشاہ قلعہ یا قوت نگار پر لشکر کشی کر کے جاتے تھے انکو یہ ہی خوف تھا کہ یہ لوگ وہاں موجود
 ہن جب مقابلہ ہوگا بڑی خرابی ہوگی یا وہاں جانے کی نوبت بھی نہ آئی وہ لوگ اسی مقام پر آ گئے
 دیکھے انجام کیا ہونا ہے خداوندان کے ہاتھ سے جانیں ہم سب کی بچائیں یہ جوان سب نے کہا انہو پر ایک کو فکر
 ہوئی مگر ناچار کیا کر سکتے ہن سب اپنے مقام پر آکر اترے دیو ابلاغ داخل بارگاہ ہوا ابھی سب
 لشکر اتر نہ چکا تھا شاہنشاہ نے اپنے لشکر کے کنارے پر کھڑے ہوئے دیووں کی آمد کا تماشہ ملاحظہ فرما رہے
 تھے اور انکے سحرے بن کی باتوں پر ہنس رہے تھے کہ پھر گرد ایک طرف سے بلند ہوئی اور غبار کشید اٹھا کہ
 جسے روئے آفتاب کو پوچھید کہ کیا جب وہ گردش ہوئی اس گرد سے دیکھا کہ نشان لشکر نمودار ہوئے
 سیاہ اور انپر تعریف شیطان تحریر تھی اسکے عقب میں لشکر تھا قریب ایک لاکھ بچاس ہزار کے اور
 ایک دیو زبردست مثل دیو ابلاغ کے بادہ کبر و نخوت سے مسست تخت پر سوار تاج سر پر رکھے
 ہوئے عقب میں لشکر چلا آتا ہے لشکر دیو ابلاغ نے جو اپنے شاہنشاہ کے کو مع لشکر کے آتے ہوئے دیکھا
 دیو ابلاغ کو خبر کی اسنے چند سردار برائے استقبال فرزند بد افعال روانہ کیے کہ وہ لشکر سے باہر آئے
 اور اس لشکر میں داخل ہو کر دیو چیراغ سے ملے سلام کیا اسکے لشکر کو لاکھ شامل لشکر کیا وہ لشکر بھی آڑا وہ
 دیو دیو چیراغ کو ہمراہ لیکر بارگاہ میں آئے باب بیٹے ایک تخت پر دونوں بیٹھے دربار آراستہ ہوا اور
 شاہنشاہ اس لشکر کو بھی ملاحظہ فرما کر اپنے خیمے میں تشریف لائے سیارہ ثانی سے فرمایا کہ ذرا خبر تو
 سناؤ کہ یہ کون دیو آیا ہے کک کو دیو ابلاغ کی سیارہ ثانی نے چند دیو اپنے شاگرد کیے تھے اور ان
 انسانوں میں سے چند کو فنون عیاری سے ماہر کیا تھا جو کہ طلسم سے رہا ہوئے تھے انہیں سے جو کہ اسکے شاگرد
 نئے حکم دیا کہ جا کر لشکر کفار کی خبر لاؤ پس وہ صورت تبدیل کر کے داخل لشکر کفار ہوئے اہل لشکر سے دریافت
 کیا تو معلوم ہوا کہ یہ جو لشکر لیکر آیا ہے یہ فرزند ہی دیو ابلاغ کا کہ بادشاہ نے اپنے فرزند کو بھی طلب
 کیا ہے یہ دریافت کر کے بصورت تبدیل وہ دیو داخل بارگاہ کفار ہوئے یہاں جب سب
 آچکے اور دربار آراستہ ہو چکا اسوقت دیو ابلاغ نے سب اہل دربار اپنے فرزند کو کل واقعات
 سے آگاہ کیا اور کہا کہ تم نے دیکھا ہوگا کہ وہ لوگ تھوڑے سے دیو اور پرزاد سے میرے
 لشکر کے سامنے بقصد جنگ فروکش ہن انہوں نے یہ یہ ظلم کیے اسپر مجھ کو غصہ آیا میں نے

اُس کے مقابلے کے لیے اپنا لشکر بھی طلب کیا اور ٹکڑے بھی ملا بھیجا ہوا اب انکو سزا دینا واجب و لازم ہے انھوں نے کچھ بھی میرا
 پاس دلچاظ نہ کیا اور میری موجودگی میں سرکشی کی اس کے فرزند نے کہا کہ واقعی وہ لوگ لائق گوشمالی ہیں مگر
 میرے نزدیک ایک اور امر ضرور ہے کہ پھر ان کے پاس پیام روانہ فرمائیے شاید کثرتِ شکر سے خوف کھا کر اطاعت
 کر لیں تو کیوں بیکار کا کشتِ خون ہوا ہل دربار نے ہنس کے کہا کہ آپ کی رائے بہت نیک ہے مگر چند دہائیوں
 نے کہا کہ وہ لوگ کبھی نہ مانیں گے بڑے سرکش ہیں دیو ہامان نے کس کس طور سے ان لوگوں سے جا ملکہ
 صلح ہو جائے اور یہ لوگ اطاعت کر لیں مگر یہ لوگ راہِ راست پر نہ آئے آخر وہ مارے گئے انکی فتح ہوئی یہ سرگز ہرگز
 کبھی آپ کے کہنے کو قبول نہ کریں گے دیو ابلاغ نے جواب دیا کہ مجھ کو بھی اس امر کا یقین ہے مگر میں اپنے فرزند کا کہنا
 کرتا ہوں ایک دیو سے کہا کہ تم جا کر ان آدم زاد دہشتے پیام دو کہ ابھی چھ نہیں نقصان ہوا ہے اگر اپنی
 جان کی خبریت چاہتے ہو تو ہماری آکر اطاعت کرو ہم تمہارے دونوں قصور معاف کر دیں گے اس
 شرط سے کہ اگر اطاعت کر گئے اور خداوندِ باریس کو سجدہ کر دے گا یا اس امر پر عمل کر دے گا کہ نام مال و اسباب
 ہکو دید اور تم پر وہ دنیا پر چلے جاؤ تو ہم تمہاری خطا کو معاف کر دیں گے اور دہشتے مزاحمت نہ کریں گے اگر
 ان سب امور دن کے خلافت کر دے تو یاد رکھو کہ یہ لشکر کثیر ملک و امان نہ دیگا اور سب ملکہ کو قتل
 کرینگے آئندہ ملک اختیار ہو اور اس دیو سے کہا کہ اگر وہ کچھ سخت و سست کہیں تو تو خاموش
 رہنا کرنا اور کچھ جواب نہ دینا جواب پیام لیکر چلا آنا ہم میدانِ جنگ میں سمجھ لیں گے کیونکہ پیش کشنی
 ہوگی کہ جب جیونیشی کی نضا آتی ہے تو بد بختی میں اور جب انسان کی نضا آتی ہے تو اُسکی زبان دراز
 ہوتی ہے انکی نضا ضرور آتی ہے وہ کبھی اس میرے کہنے پر عمل نہ کریں گے اور مقابلہ کریں گے اپنی جان دیں گے
 خیر میں ناچار ہوں وہ دیو یہ پیام لیکر باہر بارگاہ کے آیا اور طرفِ شانہ زادوں کے چلا اور وہ
 دیو جو کہ یہاں صورتِ تبدیل کیے ہوئے موجود تھے یہ حال دریافت کر کے اُسکے آنے کے قبل
 یہاں آکر پہنچے سیارہ ثانی سے سب حال بیان کیا سیارہ ثانی نے اندر چلے کے جا کر
 شانہ زادوں سے بیان کیا انھوں نے حکم دیا کہ آنے دو دربار اسی طریقے سے آراستہ کیا
 کہ وہ دیو راہِ طم کیسے یہاں آیا اور داخل خیمہ ہو کر دربار کو آراستہ دیکھ کر حیران ہوا سلام
 کر کے جو کی بیٹھے تو محنت ہوئی تھی بیٹھ گیا دیو ابلاغ کا پیام دیا رہتہ ثانی نے پیام کے جواب دیا
 کہ اُس سے کہہ دینا کہ تو بیکار ہو بار بار شکر سے خوف دلا تاں انکی محنت اسی قدر مہربانی کافی ہے کہ اب
 آکر ہماری اطاعت کریں اور دین اسلام قبول کریں ورنہ آمادہٴ بیکار ہوں ہم نہ اطاعت کریں گے
 نہ یہ کریں گے کہ اپنا مال و اسباب دیدین اور چلے جائیں ہکو مٹسے بالکل خوف نہیں ہے ہماری تلوار و ٹکڑے
 دیو کے خون پینے کا بہت اشتیاق ہے بس ہم آمادہٴ بیکار ہیں جو تمہارا جی چاہے وہ کرو ہکو بالکل کثرت
 شکر سے خوف نہیں ہے یہ جواب دیکر اُس دیو کو رخصت کیا وہ جواب پیام لیکر اپنے لشکر میں آیا
 اور دیو ابلاغ سے بیان کیا دیو ابلاغ نے برہم ہو کر طبلِ جنگ بجوا دیا یہاں خبر آئی یہاں بھی
 نفا رہ سجھ رات بھر دونوں لشکر دھن تباری جنگ ہوا کی طبلِ جنگ بجایا یہاں وہ نفا رہ سجھ
 جو کہ بارگاہِ چہل چراغ سلیمانی کے ساتھ ہی اُس نفا رہ کی بھی مدد مثل طبل سکندر می کے دور تک
 جاتی ہے راوی بیان کرتا ہے کہ رات بھر نفا رہ بجایا شکر میں تباری رہی بوقتِ صبح دیو ابلاغ دو چہرہ
 کل شکر لیکر میدانِ جنگ میں آکر صف آرا ہوا اور ہر سہرا بٹائی اور ستم ثانی وغیرہ ان
 دیو زادوں و پریزادوں و انساؤں کو لیکر میدان میں آئے اپنے لشکر کو صف آرا کیا چھوٹا سا لشکر تھا مگر

سب ہمارے درجہ سے تو شکر کم تھا عرض کر چکا ہوں اخضر پر نژاد نے زبردستی برائے حفاظت خود اس لشکر
 ہمراہ کر دیا تھا اور باقی با پنجزار انسان تھے اور وہ دیو نژاد و پر نژاد تھے جو کہ بارگاہ و خزانہ و خیر و کیکر ہمراہ
 ہوئے تھے اور حامل تخت تھے مگر وہ سب بھی فنون جنگ سے ناہر تھے لہذا کل شاہزادوں کے ہمراہ بیس ہزار
 دیو و پر نژاد تھے اور با پنجزار انسان شاہزادوں نے صرف سپاہی و کمانے کے لیے اس لشکر کو آراستہ کیا تھا
 ورنہ اس لشکر کے دیو و دیو کیا حقیقت تھی وہ قریب نو لاکھ پچیس ہزار جنہیں کل سپاہ دس ہزار تھی جو کہ آلات
 حرب و ضرب سے آراستہ تھے شاہزاد و نکو ذات خدا پر بھروسہ تھا اسکے اور تکیہ کر کے اتنے بڑے لشکر دیو و
 سے مقابلے پر آمادہ ہوئے تھے راوی بیان کرتا ہے کہ جب صف آرائی و دونوں طرف ہو چکی تو شکر ابلاغ
 سے ایک دیو کہ جس کا نام دیو اثر و دیو ابلاغ سے اجازت لیکر میدان میں آیا شاہزادوں کی طرف
 دیکھ کر ہکا بکا کہ میری خواہش یہ ہے کہ نہ کوئی دیو میرے مقابلے کو آئے نہ کوئی پر نژاد سوائے ان جار
 آدم زادوں کے کہ میں ان کے مقابلے کا مشتاق ہوں کہ میں نے ان کو گولے زور و طاقت کا بہت فہم و
 شناسی اور شناسی ہے کہ دیو سراسر و دیو ابلاغ کو انھوں نے قتل کیا ذرا میں بھی تو دیکھوں کہ کیونکر قتل کیا
 یہ کلام جیسے اس کی زبان سے نکلا شکر مارا عالیو قار نے اس پر حیرت سے کہا کہ مجھ کو اجازت ملے کہ میں
 جا کر اس نابکار سے مقابلہ کروں اس پر حیرت ناہار نے اجازت دی شاہزادہ ایک دیو کے دوش پر
 سوار ہو کر میدان میں آیا اسے کہا کہ کیوں ہکا بکا رہی جان کو برباد کرتے ہو کیوں نہیں بادشاہ کے
 کہنے پر عمل کرتے ہو شاہزادے نے جواب میں فرمایا کہ تو برائے مقابلہ آیا ہے یا بھگوان بند نصیحت کرنے آیا ہے
 اگر برائے بند نصیحت آیا ہے تو واپس جا یہ مقام رزم ہے نہ جا بے رزم یا نصیحت و بند اور کیسکو بھیج کر وہ
 آکر مقابلہ کرے یہ جو شاہزادے نے کہا اسکو بہت غصہ آیا اسنے دار شمشاد اٹھا کر ماری شاہزادے نے
 کو دکر اسکو خالی دیا وہ دیو بھی جو کہ انکو دوش پر سوار کر کے لایا تھا وہ بھی اسے کو بھائی گیا اس دیو
 نے دار کر کے ایک تھمہ مارا کیونکہ اسکی دارجوز میں پر بڑی تو غبار بلند ہوا تھا شاہزادہ اس غبار
 میں پوشیدہ ہو گیا تھا اسنے اسی سبب سے دار کر کے تھمہ لگایا اور بہت خوش ہوا آواز دی زوم و
 چست کروم او آدم زاد افسوس ہے تو نے کتنا شناسنا مفت اپنی جان دی اب تو تیرا گوشت بھی کرکرا
 ہو گیا ہے کیا ذائقہ رہا ہو گا یہ جو دیو اثر ورنے کہا ایک مرتبہ شاہزادے نے پہلو میں آکر آواز دی
 کہ کیا بیو وہ یک رہا ہے کسکو مارا اور کس کا کام نام کیا میں تیرا حریف موجود ہوں اور وہ غبار
 بھی ہر طرف ہوا اب سب نے دیکھا کہ وہ آدم زاد زندہ موجود ہے اور وہ دیو بھی کہ جسکے دوش پر
 سوار ہو کر آیا تھا دیو اثر ورنے قصد کیا کہ بھر دار کروں شاہزادے نے کہا کہ خبردار ہو جا
 اب میں دار کروں ہوں یہ کہہ کر تلوار نیام سے لیکر دیو پر دار کیا اسنے دار شمشاد کو پناہ کیا
 تلوار جو بڑی مثل خیار تر کے دیو کے دنگڑے ہوئے وہ نابکار مرگرا یہ صفائی دست دیکھ کر
 دیو ابلاغ کے ہوش جاتے رہے دوسرا دیو ابلاغ سے اجازت لیکر مقابلے میں آیا آتے ہی
 اسنے دار کیا شاہزادے نے دار کو خالی دیکر اب جو تلوار کا دار کیا اسکے بھی دیر کا لے ہوئے
 اسی طور سے تا بہ شام بند رہے دیو شاہزادے نے تلوار سے قتل کیے اور دو کو جیر کھینک دیا
 اور دوس کو مجروح کیا جب شام ہوئی دیو ابلاغ طبل باز گشت بجا کر اپنی فرد و گاہ پر
 آیا مگر منہ موم ان دیو دن کے مارے جاتے تھے اب دربار آراستہ ہوا سب اہل دربار
 سے کہنے لگا کہ یہ انسان بڑا زبردست تھا کہ جسے بہت سے دیو میرے لشکر کے ہلاک کیے اور

بہت سے مجروح کیے میں ایسا زبردست نہ جانتا تھا خبر میرے ہاتھ سے جلتے کہاں ہیں و ایک
 دیو بول اٹھے کہ ایسا زبردست ہو کہ جب یہ پردہ دیکھتے آبا تھا راہ کا نکلا ہوا تھا مگر عین گرمی جنگ
 میں آکر پہونچا تھا دیو ہا مان سے اس وقت مقابلہ کیا تھا وہیر کی کشتی میں اسنے دیو ہا مان ایسے
 دیو کو زیر کر لیا تھا اور تنہا پائشو دیو قتل کیے تھے آج تو کچھ بھی نہیں قتل کیے بیگنے ابلاغ نے
 طبل جنگ بجوایا یہاں جب طبل جنگ بج چکا وہاں بھی طبل جنگ بجایا کیونکہ جب ابلاغ واپس
 گیا تھا تو شاہزادے بھی مع لشکر کے واپس آئے تھے اپنے مقام پر رات بھر طبل جنگ بجایا
 صبح کو دونوں لشکر اکرم صفت آراہوے لشکر ابلاغ سے ایک دیو کہ جسکا نام دیو چہار آدم خوار تھا میدان
 میں آیا مبارز طلب کیا ادھر رستم ثانی ایرج نامدار سے اجازت لیکر دوش دیو پر سوار ہو کر اسکے
 مقابلے میں آئے اسنے زرخنول کا وار کیا رستم ثانی نے خالی دیا بعد اسکے اپنا وار کیا اسکو قتل کیا
 اور دیو نکلا اسی طور سے شام تک شہر دیو تلوار سے ہلاک کیے اور تین کو جیر کر پھینک دیا اور
 بارہ کو مجروح کیا شام کو دیو ابلاغ طبل بازگشت بجو کر واپس گیا یہ اپنے مقام پر واپس آئے
 اسنے باکر طبل جنگ بجوایا رات بھر طبل جنگ بجایا یہاں بھی کوس زرمی بجایا صبح ہوئی دونوں لشکر
 صفت آراہوے بعد صفت بندی کے لشکر ابلاغ سے دیو سمندر میدان میں آیا یہ بہت زبردست
 دیو تھا اسنے آئے ہی مبارز طلب کیا ادھر سے سہراب ثانی ایرج نامدار سے اجازت لیکر میدان
 میں آئے اسنے آتہ کا وار کیا شاہزادے کی آنکھ آتہ سے لڑی رہی جیسے آتہ قریب سر
 آیا پینزہ بد لکرا ب جو تھپکی دی آتہ پٹ پڑا نبض پر ہاتھ ڈال دیا اسنے یہ حال دیکھ کر آتہ چھوڑ دیا
 اور ہٹ گیا شاہزادے نے تھوڑے ہی عرصے میں کوئے ہلاک کر زمین پر مارا اور سینے پر
 سوار ہو کر کہا کہ شناخت پر درو گار میں کیا کتا ہے اسنے کلہ بخت کہا شاہزادے کو غصہ آگیا سینے
 پر سے اتر کر اور مثل کر پاس کہنے کے اسکو جیر کر پھینک دیا اسی طور سے تا بہ شام بجاس دیو شاہزادے
 نے جیر کر پھینک دیے شام کو دیو ابلاغ طبل بازگشت بجو کر واپس گیا یہ بھی واپس آئے پھر آئے
 طبل جنگ بجوایا دوسرے دن میدان میں آکر صفت آراہوے جب دونوں لشکر صفت آراہو چکے
 لشکر ابلاغ سے دیو مذاق دراز شاخ میدان میں مبارز خواہ ہوا آج ایرج نامدار خود میدان میں
 آئے اور اسکو قتل کیا تلوار سے تا بہ شام بیٹھ دیو ایرج نامدار نے تلوار سے ہلاک کیے اور
 بائج کو جیر کر پھینک دیا اور بندرہ کو مجروح کیا اس امر کا ناظرین اعتراض نہ کریں کہ ایرج نامدار
 داؤ لٹے اور رستم ثانی باپ اور شہر بار چاہتے یہ کیا بات تھی کہ سب سے زیادہ جرات سہراب ثانی
 نے کی اور سب سے زیادہ دوسرا سہراب ثانی نے ہلاک کیے اسکا سبب یہ ہو کہ یہ صاحب فرائی
 کرنیوالا ہے اس سبب سے اسکی شوکت زیادہ ہو راوی بیان کرتا ہے کہ اسدن بھی دیو ابلاغ
 واپس گیا شام کو طبل بازگشت بجو کر اسی طور سے بندرہ میدان داریاں ہوئیں ان بندرہ
 میدان داریوں میں جنت قدر دیو لشکر ابلاغ میں زبردست اور قوی تھے وہ ان شیروں کے
 ہاتھ سے ہلاک و مجروح ہوئے سوائے اب دیو ابلاغ اور اسکے فرزند کے اور اہل لشکر کے کوئی
 باقی نہ رہا کہ جو مقابلہ کرے سولہویں دن جب لشکر صفت آراہوے اور صفت بندی ہو چکی تو دیو ابلاغ کا
 فرزند جو کہ مثل اپنے باپ کے قوی تھا باپ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور ہٹا کر کہا
 کہ میں اس طفل کا دشمن ہوں کہ جسکا نام سہراب ثانی ہے سوائے اسکے اور کسی سے

مقابلہ نہ کرونگا یہ چونکا کر کہا سہرا بٹانی سب سے اجازت بیکر اسکے مقابلے میں آئے آسنے جیسے ہی
 انکو فریب پایا وار شمشاد کا وار کیا انھوں نے خالی دی وار زمین پر پڑی کہ بانی انکل آیا یہ غبار میں نہان
 ہو گئے آسنے آواز دی کہ زوم و بست کروم یہ غبار سے بہہ گئے ہونے لگے کراڑ دی و کر ابست کراڑی
 یہ معلوم ہوا کہ محاب سے آفتاب طالع ہوا آسنے انکو زندہ یا کر بھر وار وار کا کیا انھوں نے خالی
 دی وار زمین پر آئی انھوں نے بہترہ بد لکر سپر پاٹون رکھ دیا آسنے زور کیا مگر وہ زمین سے نہ اٹھی برہم ہو کر
 آسنے جھٹکا مارا درمیان سے ٹوٹ گئی آسنے دستہ کھینچ کر مارا انھوں نے خالی دیا وہ الگ جا کر گرا
 بہ حرام زادہ و در کر پٹ گیا کشتی ہونے لگی داؤن پیچ بندھنے لگے جوڑ توڑ ہونے لگے تا بہ شام
 کشتی رہی قریب شام دیو چراغ شاہزادے کو لیکر دوڑا اور چند قدم بر لا کر آسنے جھٹکا مارا انکا
 گھٹنے جب آشنا زمین ہوا تر تیکر شکر مارا اب آسنے لاکھ لاکھ زور کیا کچھ نہ کر سکا اب وہ عاجز ہوا
 شاہزادہ اسکو لے دوڑا یہ کتا ہوا کہ او دیو چراغ سنبھل ورنہ تیرے چراغ ہستی کو صر صر اجل
 گل کر دے گی ہواے موت بجا دیگی یہ کہتے ہوئے اسکو چند رہ قدم تک ریل لاسے اور چند رہ
 قدم بر لا کر اب جو ہکا مارا اسکے دونوں گھٹنے آشنا زمین ہوئے آسنے قصد کیا کہ لشکر قائم کر دن
 بجلا یہ سب قائم کرنے دینے ہیں اسکی کمزیر بخیر کو پکڑ کے آٹھ پہلے ہی زور میں اُس دیو کو
 سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور کو د کر سینے پر سوار ہوئے اور کہا کہ شناخت خداوند کریم
 میں کیا کتا ہو آسنے جواب دیا کہ میری لاکھ جا میں ہوں تو میں ہر ایک موئے تن ابلیس پر
 نثار کروں بس شاہزادے کو غصہ آیا اُس خود سر کا سر چنبر گردن سے کھینچ کر سامنے
 دیو ابلاغ کے پھینک دیا اور کہا کہ دیکھ میں تیرے چراغ خانہ کو گل کر دیا اسی طور سے
 جگو بھی قتل کرینگے اور وہ بڑ پکر مر گیا دیو ابلاغ کو تاب نہ رہی فرزند کو جو کشتہ پایا تڑپ گیا چلا کر رونے
 لگا سر پر خاک اڑانے لگا بہت اپنی حالت خراب کی و در کر وہ سر اٹھا لیا کبھی آسنے بو سے
 لیتا تھا کبھی سینے سے لگاتا تھا کبھی پار کرنا تھا اور کہتا تھا کہ ای فرزندم ہم سے پہلے چلے گئے ہو ماما
 نہ پیدا دیو ابلاغ کے اس حال کو دیکھ کر کل اہل لشکر کو تاب نہ رہی سب رونے لگے سب نے گریہاں
 پاک کیا خاک سر پر ڈالی جب حالت کی مگر دیو ابلاغ کی زبان پر یہ کلمہ تھا کہ ای فرزند نو بریشان
 نہو ناجب تک تیرے قاتل سے میں تیرے خون کا معاوضہ نہ لے لو لگا اسوقت تک جگو میں نہ آئیگا
 یا کروں اسوقت تا چار ہوں کیونکہ شام ہو گئی ہو ورنہ ابھی عبوض لیتا خبر یہ ہی رات درمیان میں
 ہر شب بھر تھا ری تہیز و تکفین میں مصروف رہو لگا صبح کو تمھارے قاتل سے اڑو لگا اور
 تمھارے خون کا عبوض لو لگا یہ کہہ کر رونے لگا اور طبل باز گشت بجا یا اپنے فرزند کی
 لاش اٹھا کر مع لشکر کے فرود گاہ پر آیا آتے ہی طبل جنگ بجا دیا اور عجب لشکر دیو ابلاغ
 واپس گیا رستم ثانی شاہزادے پر زور نثار کرتے ہوئے فرود گاہ پر آئے بہت تعریف
 کی کہ خبر آئی کفار نے طبل جنگ بجا یا یہاں بھی طبل جنگ بجا و دونوں لشکر و نہیں تیاری
 رہی دیو ابلاغ نے اپنے فرزند کی لاش کو موافق طریقہ ابلیس پرستی کے جلا یا اس
 طور سے روتا تھا کہ جیسے کوئی عورت روتی ہو اور وہ عورت کو جسکا جوان فرزند
 مر جاتا ہو رات بھر آسنے زور و کر بسر کی صبح کو کل لشکر کو لیکر میدان جنگ میں آکر صف آرا
 ہوا اور حضرت شاہزادے اپنا مختصر لشکر لیکر میدان میں پہنچے دیو ابلاغ کی آنکھوں میں اندھیر

تھا اپنے چراغ کے گل ہو جانے سے اسکو کچھ دکھائی نہ دیتا تھا گو دن تھا جب آسنے دیکھا کہ آدم زاد
 لشکر آکر صف آرا ہو گیا فوراً اپنے لشکر سے سخت کوزرک کر کے اور سب اہل لشکر سے یہ کہہ چلا کہ
 اب میں مقابلے کو جاتا ہوں اگر قتل ہو جاؤں تو جنگ مغویہ ضرور کرنا یا اسیر ہوں تو اس حالت
 میں بھی پہلے اسنے بہت چاہا تھا کہ کوئی دوسرا میرے لشکر سے مقابلے کو جائے جب کوئی نہ نکلا
 تو یہ خود سبکدوشی اختیار کر کے اور سبھا بکھا کر میدان میں آیا خوب جلا با اور اپنے کو گرما یا اسکے بعد
 پکار کر کہا کہ سوائے میرے فرزند کے فانی کے کوئی دوسرا میرے مقابلے کو نہ آئے میں بھی اسنے
 باب و داد کو اسکے غم میں گریان کر دنگا جیسے اسنے میرے فرزند کو قتل کیا ہی میں اسے قتل کر دنگا یہ
 جو پکار کر کہا فوراً سہرا بٹھائی اجازت بیکرا میرج نامدار سے دیو ابلاغ کے مقابلے میں آئے
 اسنے سہرا بٹھائی کو دیکھ کر کہا کہ اولفل آدم زاد تو نے بڑا غضب کیا کہ میرے فرزند کو
 قتل کیا وہ بچہ تھا تو نے مار لیا ارے ظالم تجھ کو اسکے اوپر رحم نہ آیا وہ لائق رحم تھا دیکھ تو
 سہی میں تجھ کو قتل کرنا ہوں اور تیرے خون میں مانعہ بھرنا ہوں تیرے غم میں تیرے عزیز و نکو
 کر لاتا ہوں شاہزادے نے فرمایا کہ کیوں اسقدر بیہودہ بکتا ہو دیکھ میں کوئی دم میں تجھ کو بھی
 اسکے پاس پہنچاتا ہوں پس اپنی زبان کو بند کر دے اس نفریر کی سزا پابیکار زبان کھینچ لی جاوے گی
 کیوں اسقدر بیقرار ہوتا ہو میں تجھ کو تیرے فرزند کے پاس پہنچائے دینا ہوں یہ چونشاہزادے
 نے کہا دیو ابلاغ کو بہت غصہ آیا اور پیچھے ہٹ کر ایک میل آہنی اسکے ہاتھ میں تھا اسکا وار
 کہا شاہزادے نے بفتون سپہ گری اس وار کو خالی دیا وہ میل زمین پر پڑا پانی نکل آیا
 غبار بلند ہوا وہ مکار پکارا کہ کیوں اسکی سزا پائی جو تو نے میرے فرزند کو قتل کیا تھا
 کوئی ہو کہ آکر اسکے استخوان کو خاک میں تلاش کرے یہ کہہ کر وہ مرد و پیچھے ہٹا اور دھڑکے
 ہٹا اور شاہزادہ اس گرد کے اندر سے مثل آفتاب تابان کے نکلا بہ کشتا ہوا کہ دیکھ بچا یا
 میرے پروردگار عالم نے اسے شاہزادے کو زندہ دیکھ کر بہت حیرت کی اور پھر اسی میل کا
 وار کیا انکی مرتبہ شاہزادے نے تلوار نیام سے بیکر میل کو اسپر روکا جب روک چکے اپنا وار کیا
 اسنے بھی میل پر روکا تلوار جو میل پر پڑی اسکے دو ٹکڑے ہوئے اسنے قبضہ ہاتھ سے پھینک دیا اور
 دوڑ کر پیٹ گیا بڑے زور و شور کی کشتی ہونے لگی وہ دیو بہ انسان وہ خدا و راو رہ
 قصیر القامت مگر برابر سے لڑ رہے ہیں جب وہ پکڑ لاتا ہی یہ نکل جاتے ہیں جب یہ پکڑ
 لاتے ہیں تو اسکو نکلنا دشوار ہوتا ہی نا بہ شام برابر کشتی ہوا کی بیان تک کہ جب شام
 ہوئی تو دیو نے شاہزادے سے کہا کہ اے آدم زاد اب تو رات ہو گئی دن واسلے جنگ
 دیکھا کہ ہے اور شب برائے راحت و آرام لہذا اب تو بھی جا کر آرام کر اور میں بھی جاتا ہوں
 کل پھر آکر مقابلہ کر دنگا شاہزادے نے کہا کہ یہ اپنا طریقہ نہیں ہے بد دن فیصلہ کیے ہوئے ہم
 میدان جنگ سے نہیں جاتے ہیں اگر ایسا ہی ہو تو جا کر کچھ دیر استراحت کرے پھر آکر مقابلہ
 کرنا میں بیان موجود ہوں اسنے کہا کہ واہ میں کیوں جانے لگا میں بھی موجود ہوں اچھا
 یہ تو بناؤ کہ میرے اور تمہارے مقابلے کا تماشا اہل لشکر کیونکر دیکھینگے کیونکہ رات ہے شاہزادے
 نے فرمایا کہ بادشاہوں کے نزدیک رات کا دن کر دینا کتنی بڑی بات ہے نواہنے لشکر سے
 روشنی طلب کر میں اپنی طرف سے روشنی طلب کرنا ہوں ابھی دن ہو جائیگا سب بخوبی دیکھینگے

یہ سنکے آسنے کہا کہ اچھا اور اپنے لشکر سے روشنی طلب کی دونوں طرف سے روشنی آئی واقعی دن ہو گیا
دونوں لشکر سمٹ کر قریب آ گئے بھر کشتی ہونے لگی رات بھر کشتی رہی بھٹک اسی طور سے لڑا کیے
بیان تک کہ جب کوئی سپر بھرون آیا ہو گا اس وقت دیو ابلاغ شاہزادے کو لے دوڑا کوئی تین قدم پر
لا کر ہکا مارا کہ شاہزادے کا بایان گھٹنے آشنا بزمین ہوا شاہزادے نے ٹریکر لنگر قائم کیا اب اسنے
لاکھ زور کیا کچھ ہوا آخر عاجزا کر ہٹ گیا اب شاہزادہ بیکر چلا اور دس قدم بڑا کو ہکا مارا دونوں
گھٹنے آشنا بزمین ہوئے اسنے بھی قصد کیا کہ ٹریپر کر لنگر قائم کر دن مگر شاہزادہ کب لنگر قائم کرنے
دیتا ہی کمزور بزمین ہوا تو الکر اور لفظ اللہ اکبر جگر سے کھینچ کر اب جو زور کیا زمین سے لے آئے
پلے زور زمین تابہ کر لائے دوسرے زور زمین تابہ سینہ بسترے زور زمین سر سے بلند کر کے مثل
طاؤس آتشباری کے گرد سر چرخ دیا اور قصد کیا کہ زمین پر مار و ن اسنے لشکر نے جو یہ حال
دیکھا ایک مرتبہ سب دار فاشاد و آرزہ پشت مننگ لیکر اور حملہ کر کے شاہزادے کی
طرف چلے شاہزادے نے انکو اپنی طرف آنے ہوئے جو دیکھا دیو ابلاغ کو فوراً زمین پر مارا
اور کو دکر اسکی چھاتی پر سوار ہوئے اور اسکی کمزور بزمین سے اسکی مشکین باندھ کر سیارہ کے قتل
کیا اور خود تلوار بیکر طرف لشکر ابلاغ کے چلے سیارہ دیو ابلاغ کو بیکر فرو دگا ہر آبا جب
رستم ثانی وغیرہ نے دیکھا کہ کل لشکر کفار نے حملہ کیا بہ سب بھی تلواریں بیکر جا پڑے اور جو
لشکر ہمراہ دیو و بریزاد کا تھا وہ بھی کفار سے مل گیا تلوار چلنے لگی ان چار دن شاہزادوں نے
آفت بریا کر دی ہزاروں دیو قتل کیے کیسوا مان نہ ملنے تھی گو بہت تھے لاکھوں تھے مگر ایسے
بدحواس تھے کہ اپنے لشکر کو آپ قتل کرنے تھے خون کے دریا یہ رہے تھے لاشے ٹریپر رہے تھے
بہل خاک پر لوٹ رہے تھے بازار مرگ گرم تھا ملک الموت روحیں قبض کرتے پھرتے تھے سردن
کا خاک پر ابنا تھا اسلحہ پڑے ہوئے تھے زخمون سے یہ معلوم ہوا تھا صحرا میں کہ لائے کا کعبیت ہی
مگر شاہزادہ نکایہ عالم تھا کہ تلواریں ہاتھ میں تھیں آستین اٹے ہوئے ہیں خون کے قطرے ٹپک
رہے تھے راوی بیان کرتا ہو کہ دہر کا مل جنگ مغلوب رہی جو سردار و افسر قتل و زخمی ہونے سے
بچے تھے وہ اس جنگ مغلوبہ میں گرفتار ہوئے اور مارے گئے اور بہت سے اہل لشکر بھی لشکر کے سردار
کہا شک رٹے آخر باؤن اٹھ گئے سات لاکھ ان سب سے شکست کھا کر بھاگے ان شبانہ جہتقرانی
نے مار تلواروں کے لشکر کا ستمراؤ کر دیا آخر سب بھاگ کھڑے ہوئے پڑاؤ پر جا کر دم لیا انھوں نے
دبان بھی ہونچ کر قتل کرنا شروع کیا جب دبان بھی تاب نہ لاسکے دبان سے بھی بھاگے اب ادھر ادھر صحرائوں
دھاروں میں بھاگ کر پوشیدہ ہو گئے بہت سے اسیر ہوئے بہتوں نے اطاعت کر لی امان طلب کی دین اسلام
اختیار کیا ابلیس پرستی کو ترک کیا جب یہ فتح ان شاہزادوں کو اس لشکر کثیر حاصل ہوئی سب سجدہ شکر
خدا بجا لائے مال حریف کو لوٹ لیا جمونین آگ لگا دی چونکہ اس جنگ مغلوبہ کے فتح ہونے میں
شام ہو گئی تھی یہ سب اپنے مقام پر آئے لباس زرم تبدیل کرنے کچھ نوش فرما کر آرام پذیر ہوئے شب
باستراحت بسر کی دوسرے دن دربار کیا حکم دیا کہ لاؤ دیو ابلاغ و دیگر قیدیان بلا کو بس دیوان سب
اسیر کے لینے کو چلے یہ دیو تو انکے لینے کو چلے اور دیو ابلاغ نے اپنے مقام پر جو خیال کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے اسکو
اسکی عقل نے یہ رائے دی کہ مکر سے اطاعت کر جب تو اطاعت کر لیا یہ آدم زاد مسلمین تیری طرف سے
ہو جائیگے جگو بیان چھوڑ کر طرف پر وہ دنیا کے چلے جائیگے بس بعد انکے جانیکے تو لشکر جمع کر کے پھر خروج کرنا اور

سب خدا پرستوں کو جو کہ قاتلین ہیں قتل کرنا اور اپنا سکہ جاری کرنا بدو اس مکر و جملہ کے جان نہ چھپی اور
 اسی مکر و جملہ سے خدا پرستوں کی عملداری یہاں سے جائیگی اور ابلیس پرستوں کی عملداری ہوگی یہ آدم زاد بڑے
 زبردست ہیں میں انکو ایسا نہ خیال کرتا تھا اسنے کوئی دیویا پرزاد مقابلہ نہیں کر سکتا ہی راوی بیان کرنا ہو کہ
 دیو ابلاغ نے یہ خیال اپنے دل میں اور اپنے مقام پر یہ تجویز کر لیا تھا کہ جب وہ آدم زاد کو جگہ طلب کریں گے اور
 دین اسلام کے قبول کر نیکو کہیں گے تو میں مکر سے انکا دین اختیار کر نوں گا مثل دیو پامان کے اگر میرا قبضہ ہو گیا
 تو مکر سے اسیر کر کے ان سبکو قتل کر دوں گا اور اس قصہ کو پاک کر دوں گا اور اگر قبضہ نہوا اور یہ لوگ چلے گئے
 صرف میرے اس کہنے پر کہ میں نے انکی اطاعت کی بعد جانے ان سبکے خروج کر کے پہلے قلعہ یا قوت نگار کو
 تباہ کر دوں گا یہ حرام زادہ یہ امر تجویز کر کے خاموش ہو کر بیٹھ رہا بلکہ جو سردار اسنے ہمراہ اسیر ہوئے تھے اور یہی
 مقام پر قید تھے انکو بھی اپنے اس راز سے آگاہ کیا اور کہا کہ تم سب بھی مکر سے انکی اطاعت کر لینا سب
 انکی اس رائے کو پسند کیا اور کہا کہ آپکی یہ رائے بہت عمدہ اور اچھی ہی ہم سب آپکے فرمانے پر عمل کریں گے
 یہاں تو سب میں یہ رائے قرار پا گئی اور سب ایک رائے ہو گئے اس انتظار میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ ہمو
 طلب کر کے دربار بھیجا جائے تو ہم مکر سے اطاعت کریں راوی بیان کر چکا ہو کہ چند دیو یکدم سہاٹی
 دیو ابلاغ و دیگر اسیر دنگے لینے کو چلے تھے طرف خیمہ زندان کے کہ وہ آکر پہنچے داروغہ زندان سے
 کہا کہ آقا نے قیدوں کو طلب فرمایا ہے بہت جلد لیکر چلو یہ حکم سننا تھا کہ داروغہ زندان اندر اس خیمہ کے
 آیکہ جان دیو ابلاغ وغیرہ قید تھے دیکھا کہ سب قیدی مسلسل ملوق بیٹھے ہوئے ہیں زانوے
 غم پر سر خم کیا نے ہوئے اسنے خیمہ میں آکر بعد اے بلند کہا کہ اے اسیران بلا آگاہ ہو کہ مکر
 ہمارے آقا نے طلب فرمایا ہے تمہارا دربار بھیجا جائیگا اگر شاہزادے کے کہنے پر عمل کیا تو زندہ
 نیچے ورنہ قتل کیے جاؤ گے ہر ایک نے سرائے کا اسکی طرف دیکھا مگر کچھ جواب نہ دیا داروغہ زندان
 نے سرائے کا ہر ایک کی مع زنجیر دیو ابلاغ کے ہاتھ میں لیا اور انکو لیکر باہر آیا ہر ایک دیو
 خاموش جلا آیا جب آئے سرائے کا پیکر اور دیکھنے کا قصد کیا ہر ایک انکو کھڑا ہوا تھا
 اور خاموش اسی طور سے ہمراہ ہو لیا تھا یہاں تک کہ داروغہ آن سبکو لیکر دربار گاہ پر
 پہنچا شاہزادوں کو خبر ہوئی کہ داروغہ سب اسیروں کو لیکر بموجب حکم والا در دولت پر
 حاضر ہو فرمایا اس سے کہو کہ اندر حاضر ہو مع سب اسیروں کے یہ دنگے داروغہ مع سب قیدیوں
 کے اندر بارگاہ کے آیا یہاں دربار آراستہ تھا ایک طرف سب آدم زاد جو کہ طلسم سے رہا
 ہوئے تھے قریب پانچ چھ ہزار کے تھے کرسیوں اور دنگوں پر بیٹھے ہوئے تھے ایک سمت سب
 دیو اور پرزاد جو کہ ہمراہ تھے وہ بیٹھے ہوئے تھے وسط بارگاہ میں یہ چاروں شاہزادے
 جلوہ فرما تھے کہ داروغہ پہنچا مگر آگاہ سے آداب و مہربانی لا یا اور عرض کیا کہ یہ سب قیدی
 حاضر ہیں حکم ہوا کہ ان سبکے لیے کرسیاں لاؤ چنانچہ بموجب حکم کرسیاں حاضر کی گئیں قریب
 آٹھ نو سو کے قیدی تھے سبکے بیچ میں کرسی دیو ابلاغ کی بچائی گئی اور ادھر ادھر سبکے لیے
 شاہزادوں نے حکم دیا ان سبکو کہ کرسیوں پر بیٹھ جاؤ وہ سب مع دیو ابلاغ کے سلام کر کے
 بیٹھ گئے چونکہ یہ امر قرار پا چکا تھا بدین سبب سب نے سلام کیا کہ مکر سے اطاعت کریں گے ورنہ بھی
 سلام نہ کرتے بڑے سنگدل اور سیاہ قلب تھے جب سب بیٹھ چکے وہ سب اس دربار کو دیکھ کر حیران ہو رہے
 تھے کہ کیا خوب دربار ہر ایک پر عرب شاہی طاری تھا کوئی انھیں سے سزا نہ تھا سب کا بند کاپڑا تھا

سب سر جھپکائے ہوئے بیٹھے تھے جب کچھ عرصہ گزرا اسوقت سہراب ثنائی نے دیو ابلاغ دو دیگر سرداروں سے کہ جنگو اسیر کیا تمنا فرمایا کہ اب تم سب کیا کہتے ہو میری اطاعت قبول کرنے میں اور دین اسلام کے اختیار کرنے میں دابلیس پرستی کے ترک کرنے میں کیونکہ یہ امر ہر ایک پر بخوبی ظاہر ہے کہ میں نے تم سب کو یہ مکر و دغا نہیں اسیر کیا بلکہ بخواند دی و بہادری اسیر کیا ہے جبکہ تم مقابلہ کرنے آئے اور تمہارے لشکر کو بھی میرے تھوڑے سے لشکر نے شکست دی بہت سے تمہارے لشکر کے لشکر میرے لشکر کے ہاتھ سے مارے گئے جو باقی بچے وہ بھاگ گئے ایسی حالت میں تم کو لازم ہے کہ تم دین اسلام کو قبول کرو اور دابلیس پرستی سے باز آؤ دابلیس پرست کر داور میری اطاعت کرو آئندہ تم کو کیا ہو کہ میں نے تم کو بند بیعت کر دی یہ فرما کر چند لمحے و خدا نیت خداوند کریم میں بیان فرمائے اور ان سب کو طرف دین اسلام کے رغبت دلائی اور یہ بھی فرمایا کہ اگر تم سب میرے کہنے پر عمل نہ کرو گے تو یاد رکھو کہ بہت بھتاؤ گے میرے ہاتھ سے بڑی ذلت سے مارے جاؤ گے یہ اس غور کا ثمرہ ہے جو کہ تم سب نے کہا تھا کہ ہم تم کو قتل کر کے قلعہ یا قوت نگار کو تباہ کرینگے اور تمام پردہ ہائے قاتل میں دین ابلیس پرستی کو رواج دینگے اسکے بعد پردہ دنیا پر جا کر تمام اولاد حمزہ صاحبقران کو قتل کرینگے کیونکہ حمزہ صاحبقران نے ہمارے بزرگوں کو قتل کیا ہے اور جو اولاد انکی یہاں ہے انکو بھی قتل کرینگے از پردہ قاتل تا پردہ دنیا ایک دین رائج کرینگے یعنی ابلیس پرستی یہ تو اسکے خلاف ہوا یعنی تم نے جو غور کیا اسکا یہ عیوض ہوا کہ تم خود اسیر ہو گئے خداوند کریم کو غور تمہارا سند نہوا ہمارا جز و انکسار پسند آیا ہم کو تیر غالب فرمایا اور وہ کلمہ تمہارے آگے آیا کہ تم نے یہ جو کہا تھا کہ ہم تیر رحم کھاتے ہیں تم سب مال و اسباب ہم کو دید و اور خود چلے جاؤ ورنہ ہمارے ہاتھ سے مارے جاؤ گے دیکھائے ہمارے خدا نے کیسی ہماری مدد کی کہ نولاکھ پر تھوڑے سے لشکر سے ہم کو مظفر منصور فرمایا اور تم کو مغلوب اور تمہارے خدا نے تمہاری کچھ بھی ملک نہ کی یہ کیسا تمہارا خدا ہے بس لائق بعنت ہے یا نہیں یہ جو شانہ زامے نے فرمایا تو ان سب کو ان کلمات پر بہت غصہ یا کدول میں ناؤ پہنچ کھا کر رہ گئے کچھ جواب نہ دیا دوسرے کچھ بھی کرنا تھا سوائے خاموشی کے دوسرا امر نہ تھا جب شانہ زامہ اپنی تقریر کو تمام کر چکا اسوقت دیو ابلاغ نے سر اٹھا کر کہا کہ اے شانہ زامہ عالم آگاہ ہو کہ واقعی جو اپنے ارشاد فرمایا وہ بہت درست اور بجا ہے آپ نے ہم سب کو بھڑکیا اور دنگی کر کیا ہے اور ہم سب آپ سے اور آپ کے لشکر سے رو نہیں سکتے ہیں آپ کا دین برحق ہے اور ہم سب باطل پرستے ہم نے جو غشی دل آہلی اطاعت اختیار کی اور دین اسلام قبول کیا ابلیس پرستی کو ترک کیا واقعی ابلیس اسی قابل ہے کہ اسیر رات دن لعن کی جائے آپ کا مذہب صادق ہے اور سب مذہب باطل میں میں نے رات کو ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا کہ وہ فرمائے ہیں کہ اے دیو ابلاغ کہوں اپنی جان دینا ہے دین اسلام قبول کرے کیونکہ یہ دین برحق ہے اگر دین اسلام قبول نہ کرے گا تو وقت میں بجو سہراب ثنائی قتل کرے گا اور نو آتش و دوزخ میں جلا یا جائے گا یہ فرما کر وہ بجو ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ جہان سوائے آگ کے دوسری شے نہ تھی اور شعلے نکل رہے تھے ہزاروں مہیب مہر نوکے لوگ گزر آتشیں بنے ہوئے کھڑے ہوئے وہ بجو دیکھ کر ڈرے اور قصد کیا کہ مجھ پر وہ گرز ماریں کہ ان بزرگ نے منع فرمایا اور فرمایا کہ اسکو تکلیف ابھی نہ دوشاید یہ دین اسلام قبول کرے مان اگر یہ دین اسلام نہ قبول کرے اور یہ مکر یہاں آئے اسوقت تکلیف دینا میں ان سب کو دیکھ کر ایسا خالکت اور ترسان ہوا کہ میرا بندہ کا اپنے لگاؤ میری عجب حالت ہوئی میں نے ان بزرگوں سے عرض کیا کہ یہ کیا مقام ہے انھوں نے فرمایا کہ یہ جہنم ہے جو کہ کا فر مہرناہر وہ اسی ہلک میں ڈال دیا جاتا

ہو بس اگر تو دین اسلام نہ قبول کر لگا اور اعلیٰ پرستار ہیک اور قتل کیا جائیگا تو اسی آگ میں ڈالا جائیگا اور یہ جو
 مور میں نو دیکو رہا ہے سب فرشتگان عذاب ہیں جنکو ان گزراے آتشین سے تکلیف دینگے یہ جو میں نے اسے
 اس عالم خواب میں سنا اور وہ مقام دیکھا میں ایسا خوف زدہ ہوا کہ رونے لگا اور میں نے عرض کیا کہ اب میں کیا
 کروں مجھ سے بہت بڑی خطا سرزد ہوئی جو میں نے اہل اسلام سے مقابلہ کیا اب میری خطا کیونکر معاف ہوگی فرمایا
 کہ بوقت صبح جنکو میرا فرزند سہرا بٹائی جو کہ اس زمانہ کا صاحب قرآن ہے اور اس کے برابر کوئی بہادر نہیں ہے جنکو اپنے
 دربار میں طلب کر لگا اور جنکو نصیحت کر لگا اپنی اطاعت کو کہے گا اور دین اسلام کے قبول کر نیو کہے گا بس تو
 دین اسلام قبول کرنا اور اسکی اطاعت کرنا وہ تیری خطا کو معاف کر دینگا اور اے شاہزادے انھوں نے بہت
 کچھ کلمات نصیحت و بند فرمائے اور یہ ہی سب کچھ فرمائے جو کہ ابھی اپنے اپنی زبان پر جاری کیے تھے اور فرمایا کہ
 لے نواب اپنے مقام پر جا میں نے اسے عرض کیا کہ اپنے نام نامی و اسم گرامی سے تو آگاہ فرمائیے فرمایا کہ جنکو
 ہمارے نام سے کیا عرض ابھی ہم اپنا نام نہیں بتا سکتے ہیں جب تک تو اسلام نہیں اختیار کرنا ہے میں اور کچھ
 دریافت کر لے کو تھا کہ وہ بزرگ غائب ہو گئے مجھے کچھ ایسا خوف طاری ہوا کہ میں اس عالم خواب میں
 رونے لگا اسی حالت گریہ میں میری آنکھ کھل گئی تو وقت صبح تھا اب جو خواب کا خیال آتا تو میرا بند بند
 کاٹنے لگا میں لاکھ لاکھ قلب کو تسکین دیتا ہوں مگر کسی طور سے قلب کو قرار ہوتا ہی نہیں چونکہ وہ بزرگ
 فرما چکے تھے کہ تو صبح کو جا کر دین اسلام قبول کرنا تیرے سب گناہ عفو ہو جائیں گے اس سبب سے کسی قدر
 اطمینان تھا بس میں نے ان سب سے یہ حال بیان کیا اور کہا کہ میں تو دین اسلام قبول کر لوں گا
 میں نے تو یہ خواب دیکھا ہے ان سب نے بھی یہ ہی بیان کیا کہ ہم سب نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے
 چاہے آپ دین اسلام قبول کریں چاہے نہ کریں ہم سب توجہ وہ آدم زاد ہو کو طلب کرے گا اور
 دین اسلام کے قبول کرنے کو کہے گا ہم تو ضرور قبول کر لینگے اور اطاعت کرینگے کیونکہ ہم بزرگی
 دین اسلام کی ظاہر ہو گئی ہے اور ہر کوئی معلوم ہو گیا کہ یہ دین برحق اور سب دین باطل ہیں
 ہم دیدہ و دانستہ اپنے کو عذاب میں مبتلا نہ کرینگے جبکہ ہم آگاہ ہو چکے ہیں کوئی جان بوجھ کر
 زندہ گئی نہیں کھا لیتا ہے جو ہم اپنے کو درطہ ہلاکت میں ڈالیں یہ جو ان سب نے کہا میں بہت
 خوش ہوا اور میں نے ان سب سے کہا کہ شہر وہ وقت کوئی دم میں آتا ہے کیونکہ آج ضرور ہمارا
 دربار سمجھا جائیگا جب وہ ہکو طلب کرے ہم سے اطاعت وغیرہ کو کہیں گے ہم بلا عذر قبول کر لینگے یہ ہی امر
 منظور ہے اور ہم سب اپنی آنکھوں سے کافروں کی حالت دیکھ چکے ہو تو واقعی دین اسلام سے انکار
 کرنے میں بڑی خرابی ہو جان بوجھ کر اپنے کو مبتلا سے آلام کرنا ہے یہ امر بالکل خلاف عقل مند دیکھے
 نزدیک حضور میں ان سب سے یہ ہی کلام کر رہا تھا کہ آپ کا حکم ہو سچا اور دار و فرائض زندان ہو جب
 آپ کے حکم کے ہم سب کو بیکرا و بیکر روانہ ہوا ہم حاضر ہوئے جو کچھ آپ نے ارشاد کیا ہے مجھے خوشی اور بخت خوش دلی
 قبول کیا اب آپ ہکو وہ کلمہ تعلیم فرمائیے کہ جسکے سبب سے کافر و مسلم میں فرق ہو جاتا ہے جس کلمے کے
 پڑھنے سے کافر خدا پرست ہوتا ہے اور جسکی برکت سے پھر اسیر آتش و دوزخ حرام ہو جاتی ہے وہی
 اس دین میں بڑی بڑی کرامتیں اور بہت اعجاز ہیں یہ جو دیو ابلاغ نے مکر کی تفریہ شاہزادوں کے روبرو
 کی اور بنا ایسا غلام ظاہر کیا اور ایک چھوٹا درو دروغ خواب دل سے بنا کر بیان کیا ان شیر و لکڑاکی اس
 تفریہ مکر آمیز کا یقین ہو گیا اور اسیر مع اس کے کل سردار و نئے رحم آگیا حکم فرمایا کہ ان سب کو قید سے
 رہا کر دو کیونکہ یہ اقرار کرتے ہیں کہ ہم دین اسلام قبول کرینگے اور ایک دلیل لاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہکو خواب

میں ہدایت ہوئی ضرور انکا قول درست ہو پس انہر اب ہم لازم ہو چکے ہیں اپنی خوشی سے ان کی خواہش کرتے
ہیں کہ ہم ابلیس پرستی ترک کرتے ہیں اور دین اسلام کو قبول کرتے ہیں اور آپ کی اطاعت پس اب
کوئی مقام حجت نہیں اور یہ کوئی ایسی وجہ معلوم ہوتی ہو کہ یہ خواہش انکی قبول نہ کجائے اور ایسے ہی قید رکھے
جائیں بھی انکے جسم و نہر سے انکی قید کو دفع کر دے جو حکم شاہزادوں کے دیا فوراً آپن گرجا کر کہے گئے انکو حکم ملا
کہ انکے جسم و نہر سے قید دور کر دو وہ تو مصروف ہوئے قید کے کاٹنے میں اور ہر سیارہ ثانی نے رستم ثانی
سے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ ایو آقا شاہزادے کو منع فرمائیے کہ انکو رہا نہ کریں یہ سب حرام زادے ہیں انھوں
نے دیکھا کہ اب کسی تدبیر سے جان نہیں بچتی ہو پس مکر کیا یہ سب تقریر مکر سے بھری ہوئی ہو کوئی حرف اس
تقریر میں ہمت نہیں ہو سوائے دروغ کے یہ ضرور فریب کرینگے یہ سب مکے سے مسلمان ہوئے ہیں یہ ساری
فریب باتری و مکاری دیو ابلاغ کی ہر میرے نزدیک نو بہ امر ہو کہ اسنے اپنے نزدیک یہ امر قرار دیا ہو کہ
اسنے اسوقت تو مکر کر کے اپنی جان بچاؤ اگر موقع مل جائے تو ان سبکو قتل کر دو اور اپنے دل کی آگ کو بجھاؤ
اور اگر یہ لوگ چلے گئے اور انہر کسی قسم کا دسترس نہوا تو بھی اپنا مطلب حاصل ہو کہ انکے جانیکے بعد
یہاں بھر خروج کرینگے اور جو مسلمان ہیں انکو قتل کرینگے ایو آقا انکے باطن صاف نہیں ہیں یہ مکے سے
اطاعت کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیے انکی پیشانی نورانی نہیں ہر اسی طور سے سیاہ ہو جسے کافر کی ہوتی ہو
نور اسلام انکے چہرہ و نشے ہویدا نہیں ہو دیکھئے دھوکا ہو آئندہ آپکو اختیار ہو جو امر میرے نزدیک بقا
اور میری رائے نے مجکو خبر دی تھی میں نے عرض کر دیا تا کہ آئندہ مجکو الزام نہ دیا جائے رستم ثانی
نے جواب دیا کہ تم تو اسی طور سے کما کرتے ہو تمھارے نزدیک کوئی صدق دل سے اسلام نہیں قبول
کرتا ہو ہمیشہ سب مکر کیا کرتے ہیں کسی کا جہرہ نہیں روشن ہوتا ہو ایسی سیارہ ثانی ہماری شرع ظاہر پرست
ہو جو امر ظاہر ہوتا ہو ہم اسپر عمل کرتے ہیں ہم کسیکے دل کے مال سے آگاہ نہیں ہوتے ہیں نہ ہمکو علم غیب ہو
ہر ایک کے باطنی حال سے خدا آگاہ ہو وہ عالم الغیب ہو پس جو جیسا کریگا اسکی سزا پائیگا وہ خدا کے داناؤ
میں ضرور نازل پائیگا کیونکر ہو سکتا ہو کہ وہ تو اس امر کا اقرار کریں کہ ہم دین اسلام قبول کرتے ہیں ہکو خواب میں
ہدایت ہوئی ہو اور ہم اس سے انکار کریں اور انہر بدعت کریں آپ اپنی خبر خواہی کو رہنے دیجیے
آپنی یہ رائے ہو کہ ان سبکو قتل کیا جائے یہ بالکل خلاف ہو سیارہ ثانی یہ جسکے خاموش ہو رہا بھر کچھ
نہ گما اور آہنگروں نے انکی قید کو دفع کیا پس جیسے دیو ابلاغ قید سے رہا ہوا ہاتھ جوڑ کر اور
یہ کتا ہوا طرف سہراب ثانی کے چلا کہ ایو آقا جو آپکے دین میں آئے اور نہ سہراب اسلام قبول
کئے وہ کیا کہے یہ مکر سہراب ثانی کے قدم و نہر گرایس شاہزادے نے اسکے سر کو قدم پر سے اٹھا کر
سینے سے لگایا اور شفقت فرمائی کہ میں تجھ سے صاف ہوں خداوند کریم تجھے سب شہنشاہش
دیگا تو پریشان نہ ہو یہ فرما کر اسکو کل طیب تعلیم فرمایا وہ طوطے کی طرح کلمہ پڑھ کر اور کینہ دل میں رکھ کر
بلا ہر تو مسلمان ہوا مگر باطن اسکا صاف نہوا خلاصہ یہ کہ دیو ابلاغ مکر سے مسلمان ہوا جب کلمہ پڑھا
اور شاہزادے نے حکم دیا کہ دیو ابلاغ کے بے کسی حاضر کجائے اور دیو ابلاغ کلمہ پڑھ کر اور شاہزادے
کے قدم و نہر بوسہ دیکر اسراج نامہ اراکے قدم و نہر گرا انھوں نے بھی سر اسکا سینے سے لگا یا نہت مہربانی
فرمائی بعد اسکے دیو ابلاغ رستم ثانی و شہر یار کی طرف آیا ہر ایک کی قدم بوسی حاصل کی اور ہر ایک
بہ محبت پیش آیا جب دیو ابلاغ سب سے مل چکا تو سلام کر کے اس کی پیروی کیا صفت میں دیو زادوں کی آمد
اور جہت قدر و ارکے سب نے تابو بوسی ہر ایک کی حاصل کی اور قتل دیو ابلاغ کے مکر سے کلمہ پڑھ کر مسلمان

ہوے کیونکہ یہ امر تو قہد خالصتہ میں طر ہو گیا تھا کہ مکر سے مسلمان ہونا بس سب مکر سے مسلمان ہوئے ہر ایک کو
موانع مرتبہ اور قدر کے کرسی رحمت ہوئی وہ سب سلام کر کے اُس دربار دربار میں بیٹھے مگر وہاں کی شان
و شوکت دیکھ کر چلے جانے میں آتش کینہ و فساد و بغض و عناد گھڑی گھڑی مشتعل ہوتی جاتی ہو کر ناچار ہیں کہ اپنی
کو کسی قسم کا بس نہیں ہو کیونکہ اپنے جسموں میں مقابلے کی طاقت نہیں ہوتی ہیں ایک مرتبہ مقابلہ کر کے رک ٹھاچکے ہیں نواب خاموش
ہیں وقت کے منتظر ہیں اپنا موقع گانتھ رہے ہیں جب یہ سب بظاہر مسلمان ہو چکے اس وقت شاہزادوں نے حکم دیا کہ ان
اُن سب کو لاؤ جو کہ اہل شکر میں اُنکا بھی دربار کیا جائے تاکہ اُنکے بھی معاملہ سے فرصت ہو جائے تو ہم یہاں سے
طرف پردہ دنیا کے جاہلین کیونکہ ہکو بیان ایک منٹ قیام کرنا ناگوار ہے خداوند کریم نے اس مہم سے بہت
جلد فراغت دی نہ معلوم وہاں کیا حال ہو گا ہمارا جو آما اور کو ہوا اسکی مشیت میں یہ جاری ہو چکا تھا کہ
یہ شہر بھی ہمارے ہاتھ سے اسلام آباد ہو بس اسنے اپنی قدرت سے ہکو بیان ہو بجا دیا اور ہمارے ہاتھ سے ہکو
اسلام آباد بھی کرا دیا جلد اُن سب کو حاضر کرو اور سب ہمارے ہاں ہو گئے آگاہ کرو کہ وہ سامان سفر کریں ہم بعد
اس فیصلہ کے اور دیو ابلاغ کو سب طریقہ دین اسلام کی تعلیم کر کے اور اُسکو یہ حکم دیکر کہ تم جا کر اپنے شہر کو
اسلام آباد کرو اور ہم طرف پردہ دنیا کے جاتے ہیں اُسکو اور ہر دانہ کرینگے اور ہم مع کل سامان کے
طرف پردہ دنیا کے کوچ کرینگے یہ جو حکم دیا شاہزادے نے اسوقت سے سب سامان کرنے لگے سامان
سب تیار تھا صرف حکم کی دیر تھی اور ہر دار و فدا اُن سب قید ہو گئے لیکن حاضر ہوا جو کہ اہل شکر تھے انھوں
دربار کو خوب آراستہ پایا اور اپنے آقا و مالک اور اپنے کل شکر کے افسر و ہکو جو کہ قتل ہونے سے بچے
تھے اُس دربار میں بیٹھے دیکھا بہت حیران ہوئے اور عقل سے دریافت کر لیا کہ ان سب نے دین اسلام قبول
کر لیا اور اطاعت کی خبر وہ اطاعت کریں ہم نو نہ کرینگے مگر اسوقت مکر کرینگے اور مکر سے کام لینگے ہمسے تو
منو گا کہ ہم اپنے دین آبائی کو ترک کرینگے اور آبا و اجداد کے طریقے سے انحراف کریں بس اسوقت مکر کرنا
زیبا ہو مگر کر کے دین اسلام قبول کرو اور جان بچاؤ جب رہا ہو جاؤ اور یہ سب آدم زاد یہاں سے چلے جائیں
اور موقع مل جائے تو دیو ابلاغ کو بھی قتل کرو اور اُسکو اس حرکت کی مناد و جیسے اسنے اپنے آبا و اجداد کے
طریقے کو ترک کیا اُسکو یہ بھی نہ خیال ہوا کہ ہمارے باب و دادا نے جان کا دنیا گوارہ کیا مگر ابنا مذہب
نہ ترک کیا یہ کیسا بہادر ہے کہ اسنے جان کے خوف سے اپنا مذہب ترک کیا اور اپنے ساتھ دوسرے ہکو بھی گمراہ
کیا ہم تو اُسکو جری و بہادر خیال کرتے تھے اور یہ ہی خیال کر کے ہمنے اسکا ساتھ دیا تھا مفت میں ہمنے نہ رحمت
گوارہ کی اور اسکے ساتھ ہو کر رٹے یہ تو اول درجہ کا بودا نکلا ہوا مان میں سے لاکھ درجہ بلند تھا اسنے جاندی مگر اسلام
نہ قبول کیا مگر وہ فریب سے بظاہر قبول کیا بھی مگر اپنے دین پر قائم رہا ہکو لازم ہو کہ اس مقام پر مکر کریں اور
کیون اپنی جان دین انکار کر کے مان اگر یہ انکار کرتا اور قتل کیا جاتا تو ہم کبھی مکر کر کے اپنی جان نہ بچاتے
خود اسکے ساتھ قتل ہوتے اور انکار کرتے اس مقام پر یہ ہی امر بہتر ہو کہ مکر سے اطاعت کرو اور مسلمان ہو
اور دیو ابلاغ سے ملو اور موقع پا کر اُسکو قتل کرو ایسے ایسے خیالات ہر ایک بد کردار نے اپنے مقام پر اپنے دلیلیں جو ہیں
کئے اور مکر کرنے پر آمادہ ہوئے اُن نابکار و ہکو دیو ابلاغ وغیرہ بہت غصہ آیا ایسے سیاہ قلب تھے کہ نور اسلام
کی چمک اُنکے قلوب پر اثر بھی نہ کر سکتی تھی راوی بیان کرتا ہے کہ وہ سب آکر رو برو کھڑے ہوئے قریب دس بارہ ہزار
کے تھے مگر یہاں کی حالت دیکھ کر دلوں میں تاؤ بیچ کھا رہے ہیں مگر خاموش کھڑے ہیں کہ شاہزادے نے اُن
سبکی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ یہ امر تو ہکو بخوبی معلوم ہے کہ میں نے اور میرے اہل شکر نے ہکو جو امر دیا
اسیر کیا ہے نہ کسی مکر و حیلہ سے بس ہکو لازم ہو کہ اپنی اپنی زندگی کو عنایت جانو اور ابلیس پرستی کو ترک کرو

اور دین اسلام اختیار کر دے میری اطاعت برکے باندہ ہو اور اپنے آقا کے ساتھ رہو دیکھو تمہارے آقا مالک نے مع اپنے کل افسران سپاہ کے دین اسلام قبول کیا اور میری اطاعت منظور کی کیسا مرتبہ پایا اگر ایسا نہ کرتے تو میرے ہاتھ سے قتل ہوتے یہ کہہ کر چند کلمے وعدائیت خدا میں بیان کیے وہ ایسے تیر و درون و سپاہ قلب تھے کہ انکے دل و نپرس تقریر نے اثر نہ کیا وہ اپنی حرکت سے باز نہ آئے یعنی یہ ہوتا کہ وہ صاف غور سے اور عفا فی قلب سے مسلمان ہوتے اور مکر و دغا سے باز نہ آتے نہ بلکہ اسی امر پر قائم رہے خاموش سنا کیے جب شاہزادہ اپنی تقریر کو ختم کر چکا اس وقت دیو ابلاغ نے سبکی طرف دیکھ کر کہا کہ اپنی جان کو مفت پر باد نکرو اور مثل ہمارے تم بھی اطاعت کرو ورنہ عدم تمہیل حکم میں جان کا خوف ہو ناحق قتل کیے جاؤ گے اور میں سفارتیں بھی نہ کر سکو نگا آئندہ نکو اختیار ہو اور بہت کچھ مکر و فریب کی تقریر کی بظاہر تو وہ تقریر خوب تھی مگر نہایت مکر کی وہ تقریر بھی مرث اسکو بہ منظور تھا کہ یہ سب اس وقت بچ جائیں اور قتل نہ ہوں اگر صاف دل سے بھی مسلمان ہونگے تو جب یہ لوگ یہاں سے چلے جائینگے تو میں ان صوبہ پر اس امر کو ظاہر کر کے کہ میں نے بسبب خوف جان کے مکر سے اسلام قبول کیا تھا صرف اس غرض سے کہ یہ بلا کسی صورت سے یہاں سے اٹل جائے اور یہ کو انکے ہاتھ سے امان مل جائے پھر دیکھا جائیگا بس وہ ہی کیا لہذا تم اپنا دین آبائی ترک نہ کرو اگر ترک بھی کیا ہو تو اس سے دست بردار ہو اور خداوند ابلیس کو سجدہ کر دے کسی نہ کسی صورت سے ان سبکو بھرو بن اصلی کی طرف لے آؤنگا اس وقت تو یہ زندہ رہ جائیں اس سبب سے دیو ابلاغ نے انکی طرف مخاطب ہو کر کہا تھا کہ تم بھی مثل میرے اطاعت کرو ان سب نے دیو ابلاغ کی تقریر سے کچھ جواب نہ دیا مگر ہر ایک نے اپنے دل میں کہا کہ لا تو جاؤ ہم نکو اس حرکت کی سزا دینگے یہ اپنے دلیمن بھال کر کے شاہزادے کو جواب دیا کہ جو کچھ آپ نے فرمایا میں نے بدل دیا جان قبول کیا اور میں نے دین اسلام اختیار کیا اور آپکی اطاعت بھی کی جو آپ نے دین کو قبول کر کے وہ کیا کہے یہ جو انھوں نے عرض کیا تو شاہزادے نے حکم دیا کہ انکی قید کو کاٹ دو یہ حکم دینا تھا کہ آہنگروں نے ہر ایک کی قید کو کاٹ دیا ان نابکاروں نے مکر کر کے قید سے رہائی پائی شاہزادے کے قدموں کو ہر ایک نے بوسہ دیا اور مکر سے کلمہ پڑھا اور اسلام کر کے ہر ایک بارگاہ کے باہر آیا اور طرف اپنے مقام کے شاہزادے سے رخصت ہو کر چلا گیا راہ میں ایک نے دوسرے سے اپنے دل کا حال ظاہر کیا اور کہا میں نے مکر سے قتل ہونے سے امان پائی بس ایک کا راز دوسرے پر ظاہر ہوا اور سب خوش ہوئے اور اس فکر میں کوہ و صحرا میں جا کر مقیم ہوئے کہ یہ آدم زاد وہاں سے چلے جائیں اور دیو ابلاغ میاں سے طرف اپنے شہر کے جائے تو راہ میں اس سے مقابلہ کرینگے اور اسکی سزا دینگے یہ دیو تو کوہ و صحرا میں مقیم ہیں کیونکہ ان سب نے مکر سے اسلام قبول کر کے شاہزادوں سے عرض کیا تھا کہ ہکو اجازت ملے کہ ہم ابھی جا کر ان سبکو آپکی خدمت میں حاضر کریں جو کہ آپکے ہاتھ سے شکست کھا کر کوہ و صحرا میں پراگندہ ہو گئے ہیں تلاش کر کے لائیں تاکہ وہ بھی دین اسلام سے مشرف ہوں اور انکو اس حال سے آگاہ کریں کہ تمہارے آقا مالک نے بھی دین اسلام قبول کر لیا ہے اور اس شاہزادے کی اطاعت کر لی ہے راوی کہتا ہے کہ یہ مکر کر کے وہ سب چلے آئے تھے اور پوشیدہ ہو کر کیگاہ میں دیو ابلاغ کے انتظار میں بیٹھے تھے کہ انکا حال آئندہ بخیر ہو گا جلد جنارم باد فرستے قاف میں اگر اسکے ترجمہ کی اجازت ملی ورنہ میں چار ہوں آپ لوگوں سے معافی کا خواستگار ہوں ناظرین میری خطا کو معاف فرمائیں کیونکہ میں مجبور ہوں آدم بر سر مطلب راوی بیان کرتا ہے کہ جب وہ سب دیو مکر سے مسلمان ہو کر اور شاہزادے سے اجازت لیکر کوہ و صحرا میں پراگندہ ہو گئے انکے بعد شاہزادے نے

دیو ابلاغ سے فرمایا کہ ایو دیو ابلاغ اب تم اپنے ملک کو جاندار جا کر اہل شہر کو مسلمان کرو ہم طرف پر وہ دنیا کے
جائے ہیں کیونکہ ہنود ہن بانا پڑھو رہو ہم اسی قصد سے چلے گئے کہ راہ میں جسے مقابلہ ہو گیا خیر خداوند کریم نے اپنا
فضل کیا کہ سب جلد اس ہم سے فراغت ہوئی اور تم سب دائرہ اسلام میں آئے دیو ابلاغ نے یہ تقریر سننے کے اپنے دلیلیں
کہاں اور آدم زاد تو نے براؤ ہو گا کھایا کسی اور کو نصیحت کر کہ وہ جا کر اہل شہر کو مسلمان کرے یہاں مسلمان کون ہو گا
صرف جنگجو ہو گا دیو تو یہاں سے جاتے تو دیکھ کیسی سرکشی کرنا ہوں اور پہلے تیرے ہی پرستاروں اور عزیزوں یعنی
اخضر پر نیر اور دیگر کو قتل کرنا ہوں اور تمام پردہ قاتل میں دین ابلیس پرستی کو جاری کرنا ہوں تو ابھی فضل
ہی مجھ جانتا رہے کہ کیا مقابلہ کر سکتا تھا اور کر سکتا ہی سپاہی کے چھپنے میں نہیں ایک بہیمی فن تھا کہ اپنی جان بچانی
یہ باتیں دل سے کر کے شاہزادے سے عرض کیا کہ ایو آقا میری یہ مرضی تھی کہ آپ مع کل اپنے ہمراہوں کے میرے ملک میں
تشریف لیجیے اور اپنے سامنے سب اہل شہر کو مسلمان نیچے میں آپ کی دعوت کرنا اور جو کچھ سمجھ سکتے ہوں سب کو بتاتا
میں امیدوار ہوں کہ میری یہ عرض قبول ہو اور میں سرفراز فرمایا جاؤں اور جو جنگجو تان و ملک میسر ہو وہ حضور
آتش فرمائیں تاکہ میرا سر اتھاڑ بلند ہو اور سب میرے مرتبہ سے آگاہ ہوں آئندہ حضور بالک ہرین میں زیادہ جہنمیں کر سکتا
ہوں کیونکہ میں خادم ہوں اور آپ آقا ہیں شاہزادے نے جواب میں فرمایا کہ نہیں بھائی یہ کوئی بات نہیں ہو بلکہ
تم ہمارے برادر دینی ہو ہم کبھی تمھاری درخواست کو نامنظور نہ کرتے اور نہ انکار کرتے مگر سبب یہ ہو کہ ہلو پردہ دنیا پر
جائے بہت شدید ضرورت ہو اور ایسی ضرورت ہو کہ اپنے نانا اور مان کو آزر دہ کر کے آئے ہیں اگر اب ہم یہاں قیام
کر لیتے اول تو ہمارا نقصان ہو گا دوسرے وہ سب ناراض ہونگے تیسرے ہلو بہان قیام کرنا منظور نہیں ہو گا اگر
ہم قیام کریں گے تو ہمارے چشم پر طعنہ زنی کریں گے تم اس امر سے اطمینان رکھو کہ ابکی مرتبہ جو ہم پردہ قاتل میں آئیں گے
تو تمھارے ضرور ہمان ہونگے اور تمھارے یہاں دعوت ضرور کھائیں گے ابکی ہلو جانے دو زیادہ روکنے میں اصرار
نہ کرنا یہ جو شاہزادے نے کہا اسکو خود بھی منظور نہ تھا صرف دنیا سازی کی تھی خاموش ہو رہا صرف اس قدر کہ لاگو
اختیار یہ تو خبر ابکی جو شریف لایکا تو غلام کو ضرور سرفراز فرمایا شاہزادوں نے فرمایا ضرور ابلاغ نے یہ
انکار ابکی جو تشریف لائے یہ غلام کو ضرور سرفراز فرمایا لایکا اور دلیلیں کہا کہ اب تمھارا بہان آنا محال ہو کچھ عرصے
میں یہاں سب ابلیس پرستوں کی عمارتیں ہو جائیں گی اور جو ابلیس پرستی سے انکار کرے گا مرے ہاتھ سے
مارا جائیگا دیکھو تو یہاں رنگ کیا ہونا ہے یہ تو دل سے باتیں کر رہا تھا اور صرف شاہزادوں نے دیکھا
کہ دیو ابلاغ رضامند ہو گیا بس اسکو تمام قواعد اسلام تعلیم فرمائے اور فرمایا کہ اس طور سے مساجد
تیار کرانا اب اس طریقے کے بدرستہ بنوانا اور موذن نوکر رکھنا اور سکھ وغیرہ بنام اخضر پر نیر اور
جاری کرنا جو کچھ شاہزادوں نے فرمایا سب کا یہی جواب دیو ابلاغ نے دیا کہ جیسا غلام کو حکم ملا ہو
ایسا ہی کرنا مگر دلیلیں کہتا ہو کہ نہ معلوم بہک کہا رہے ہیں کچھ دیوانے ہو گئے ہیں نہ معلوم انکا خیال
کہ میرے کون مسلمان ہوا ہو جو یہ سب تدبیریں کر لیا گیا کوئی میں اچھن تھا کہ اپنے آبائی دین کو ترک کرنا
صرف جان بچانے کے ہے اور ہلو بہان سے دفع کرنے کے لیے میں نے یہ فقرہ کیا ہے سب باتیں کسی اچھن کو تعلیم کر د
دیکھو تو تمھارے جاننے کے بعد میں اہل اسلام سے کس طور سے پیش آنا ہوں اگر ایک بھی خدا پرست تمام پردہ ہمارے
قاتل میں بانی رہے تو میں اپنا نام بدل ڈالوں جن جگر قتل کر دینا تمام قاتل میں ابلیس پرستی کو رواج دینا
جب یہاں بالکل میری عمارتیں ہو جائیں گی اور سپاہ بھی کثیر بہم ہو جائیگی اور اس امر سے جنگجو اطمینان ہو جائیگا کہ
آپ کوئی دیو یا پڑا آدم زاد کی کمک نہ لے گا تو شکر کہ ہمراہ نیک پردہ دنیا پر نیر سب آدم زادوں کو قتل کر دینا
دنیا کو نسل انسان سے خالی کر دینا و ہن بھی دیو یا دیکھو آباد کر دینا خداوند ابلیس نے اپنا بڑا کام کیا کہ تم

میرے کرد فریب میں آگئے اب میرے ہاتھ سے بچ کر جانے کہاں ہو تم اس امر سے خوش ہو کہ ہم نے ابلاغ کو مسلمان
کیا میں اس امر سے خوش ہوں کہ میں نے ٹکڑے ٹکڑے کا دیا اور اپنی جان بچائی دیو ابلاغ کو یہ دل سے باتیں کر رہا
تھا اور جب شانہ و نون نے دیو ابلاغ کے کھم سے بہشتا کہ جیسا حکم ہوا ہی اس پر غلام عمل کرنا فرما پا کہ لے چھا
اب ہم مع سردار و نون کے طرف اپنے ملک کے جاؤ ہم بھی طرف پر وہ دنیا کے جاتے ہیں دیکھو سنی بات میں فرق نہو
جب قدر تھے کہدیا ہی اسی پر عمل کرنا وہ تو اس امر کا خواستگار تھا کہ کسی صورت سے میں یہاں سے چلا جاؤں یہ سننا
تھا کہ وہ مع کل سردار و نون کے آٹھ کھڑا ہوا یہ بھی نہ کہا کہ جب آپ تشریف لیجائیں گے تو غلام جائیگا بس یہ سننا کہ
تم اپنے شہر کو جاؤ فوراً کھڑا ہو گیا اور کہا کہ کیا مجال جو غلام حکم عالی کے خلاف کرے یہ کہہ کر اکر کے مع کل
سردار و نون کے بیرون بارگاہ آیا اور اس مقام سے طرف اپنے شہر کے چلا جو نیکہ لشکر نو شکست کھا کر تباہ ہو گیا
تھا جو قید و قتل سے بچے تھے اور اور دھڑ دھڑا کر میں براگندہ تھے کچھ شہر کی طرف چلے گئے تھے اور اہل شہر کو اس
حال سے آگاہ کیا تھا اور قلعہ کا سب نے بند و بست کیا تھا کہ شاید حریف اور کو آجائے اور شہر رقبہ کر لے
اسکا حال جب داستان دیو ابلاغ کی تحریر ہوئی تو بیان کیا جائیگا اب دیو ابلاغ کی حالت سنئے کہ جب تک
یہ لشکر اسلام کی حد میں رہا سو وقت تک یہ خاموش چلا آیا پڑاؤ بر کیا جاتا وہ تو لٹ چکا تھا وہاں کیا تھا
سید صاحب شہر کو چلا جب کوئی کوس بھر اس لشکر سے دور نکل آیا تو سردار و نون سے بولا کہ کیوں کیسا دھوکا
دیا اور کیا فریب کیا اور کس خوبصورتی سے تم سبکی اور اپنی اور کل اہل شہر کی جان بچائی اور آبرو اور
ایمان بچایا ورنہ بڑی خرابی ہوتی وہ تو خوش ہیں کہ دیو ابلاغ مسلمان ہو گیا ہے اب جا کر اہل شہر کو مسلمان
کر لیگا اسکی خبر نہیں ہو کہ ابلاغ نے دھوکا دیا اور اپنی جان بچا کر نکل گیا اور کیسی اب آفت بر پا
کرنا ہے کہ یاد کرو گے خدا پرستوں کو جانے بیاہ نہ ملے گی اس ذلت اور خواری کا مزہ اباؤ گے جو جھکودی ہو
اور جو کچھ اور باتیں میرے زور و خداوند کی شان میں کہی ہیں میں اسکا عوض لوں گا اے بھائیو وہ تو
جھکوند و نصیحت کرتا تھا میں اپنے ولیم کہتا تھا کہ نہ معلوم کیا حکم رہا ہے جھکوند وہاں بیٹھنا ناگوار تھا
مگر ناچار تھا خداوند نے فضل کیا کہ ان بھائیوں کی صحبت سے رہائی ملی خیر اس قدر صبر کرو کہ یہ لوگ چلے
جائیں اور لشکر میرے پاس جمع ہو جائے تو پھر رحم دیکھنا کہ میں کیا قصاص ان سب باؤں کا انھیں رزاد
سے لیتا ہوں کہ یہ آفت یہاں اسی کی بلائی ہوئی تھی اگر اسکی بوشیان کاٹ کر اور کیا بنگا کر
نہ کھائے ہوں اور اسکے ناموس کی آبرو نہ لی ہو تو اپنا نام دیو ابلاغ نہ رکھوں خواہ انہیں جوان
ہوں راہ پیر ہوں ایک ایک بری بردس دس دیو جھکوند و نون کا کہ ان سب کا ان ضربات اور
اس صدمہ سے دم نکل جائے اور بی ضرب کو جو کہ بہت پارسیا اور نیک ہیں انکو اپنے نصرت
میں لاؤں گا آدم زاد کا تو مزہ چکھ چکے ہیں دیو زاد کا تو مزہ ذرا چکھیں تم دیکھنا کہ کیسی ذلتیں
دیتا ہوں ذرا میرے حواس درست ہو لیں سب سردار و نون نے جوابدہا کہ واقعی حضور نے خوب
تدبیر کی ہم بہت خوش ہوئے بس اسی طور کی باتیں کرنا ہوا دیو ابلاغ اپنے سردار و نون کو
لیکر طرف اپنے شہر کے جاتا ہی اسکو راہ میں رکھا جاتا ہی اسکا حال آئندہ جلد جہارم
میں نھر رہا ہو گا اگر اسکی اجازت ملی موقع پر اور اگر اجازت جلد جہارم کی نہ ملی تو جعفر
ناچار ہی آپ لوگ معاف فرمائیں اور میرے تصور کو اپنی رحم دلی سے معاف کر دیں کیونکہ
میں ناچار ہوں اب میں اس داستان کو اسی مقام پر ترک کرنا ہوں اور حال سہراب ثانی کا
تحریر کرنا ہوں

اب شمعہ حال سہراب ثانی کو ملاحظہ فرمائیے سہراب ثانی کا مع بارگاہ طلسمی و دیگر اسباب طلسمی کے پردہ دنیا پر آنا و دیگر حالات اس کے قلم بند ہوتے ہیں
ملاحظہ ہوں

راوی نے اس طور سے بیان کیا ہے اور ہون روایت کی ہے کہ جب شاہزادوں نے دیو ابلاغ کو طرف
اس کے شہر کے مسلمان کر کے رخصت کیا اور وہ حرام زادہ مکہ سے مسلمان ہو کر مع اپنے سرداروں کے
طرف شہر ابلاغیہ کے چلا گیا تو سہراب ثانی نے حکم فرمایا کہ سب اسباب بار موسم بہ وقت بیان
سے کوچ کرینگے یہ حکم دینا تھا کہ سب دیو زادوں و پرنزادوں نے اسباب بار کیا اول تو کل اسباب
بہ وقت بار رہنا تھا جو دو ایک خیمے برپا تھے وہ بھی بار کیے اور سب کو تختوں پر سوار کر کے اور تخت و تخت
اتھا کر طرف پردہ دنیا کے روانہ ہوئے ایک تخت طلائی پر یہ چاروں شاہزادے مع سیارہ ثانی
کے سوار تھے اور تختوں پر اور سب آدم زاد تھے راوی بیان کرتا ہے کہ اب جو دیوان سب کو بیکردیان
سے چلے تو دوسرے دن فریب پردہ دنیا کے ہوئے راہ میں کسی مقام پر نہ قیام کیا برابر رات دن چلے
آئے تیسرے دن جب فریب پردہ دنیا کے ہوئے تو ایک پہاڑ پر شب کو آنا را اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم
بہان دم لے لیں کیونکہ اب پردہ دنیا بہت فریب ہے انشاء اللہ تعالیٰ کل آپ داخل ہو جائینگے
شاہزادوں نے فرمایا کہ بہتر ہے بس شاہزادوں کے لیے ایک چھوٹا سا خیمہ بالائے کوہ برپا کر دیا گیا اور
باقی سب دیو و پرنزاد و انسان زیر درخت جو کہ اس کوہ پر لگے ہوئے تھے قیام پذیر ہوئے سب مال و
اسباب و بارگاہ و خزانہ وغیرہ کویج میں رکھ لیا اور پہرہ جو کی مقرر کیا سہرا ایک نے اپنی راحت کا سامان
کیا سیوہ وغیرہ توڑ کر لائے اس کو کھنایا پانی سرد لاکر خود بھی پیا شاہزادوں کی بھی خدمت میں حاضر کیا
وہ رات اسی پہاڑ پر بس کر بوقت صبح آکر عرض کیا کہ حضور شہر تفت بھلیں آج دو پہر کو آپ پردہ دنیا پر
ہونچ جائینگے یہ جو عرض کیا اور جب یہ امر ستم ثانی و سہرا بار و ایرج نامدار کو معلوم ہوا ان شاہزادوں
نے اپنے منہ پر نقاب یا نقوت رنگ ڈالیں اور سیارہ ثانی کو بھی نقاب پوش ہوئے کا حکم دیا اس نے بھی نقاب
سرخ رنگ منہ پر ڈالی و رکوائی نقاب پوش ہوا سو اسے ان چار آدمیوں کے جب اس کام سے فراغت
ہوئی تخت پر سوار ہوئے دیو تخت بیکر روانہ ہوئے کوئی پہرہ بھردن آیا ہو گا کہ سر حد فانی تمام ہوئی
عمارت پردہ دنیا نظر آنے لگی یہ سب پردہ دنیا کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے دیوان کی ہوا جو لگی غنچہ بول
جو بزمزدہ کے کھل گئے مارے مسرت کے کوئی اپنے جاسے میں نہ سماتا تھا سہرا ایک کا چہرہ فرخندہ خوشی
سے بحال تھا خصوصاً ستم ثانی و سہرا بار و ایرج نامدار کا تو عجب حال تھا سہراب ثانی
سے فرماتے تھے کہ اگر فرزند دیکھو وہ پردہ دنیا کی عمارت بلند نظر آتی ہو تم نوا فرزند پہلے پہل
آئے ہو مگر بہان کیا لطف ملے گا تم قاف کے رہنے والے ہو دیوان کے عجائبات دیکھے ہوئے ہو
قاف گو ہمہ وقت مثل گلزار کے پر بہار رہتا ہے کبھی قاف میں خزان نہیں آتی ہر قسم کے بھول
اور ہر قسم کا سیوہ ہمہ وقت موجود ہے دیوان خزان کو کبھی دخل نہیں ہوتا ہے مگر برابر پردہ دنیا
کے نہیں ہے جب بہان فردکش ہو گے اور بہان کے حالات دیکھو گے تو بہت خوش ہو گے نقیب
بیکر پردہ قاف کو بھول جاؤ گے سہراب ثانی جواب میں عرض کرنے میں کہ جو کچھ حضور ارشاد فرماتے
ہیں بہت بجا ہی پردہ دنیا کے روبرو پردہ قاف کی کیا اصل ہے خصوصاً جہان بزرگ آپ ایسے

ہوں اُس مقام کا کیا کتنا ہی بے سبب زمین اپنا مسکن دیا وہاں وہ مقام یعنی قاف دیو دیو برزاد کے
 رہنے کا مقام دیو دیوان سوائے غیر جنس کے ہجنس کی صورت نظر نہیں آتی ہر اسی قسم کی باتیں کرتے
 ہوئے اور خوش ہوتے ہوئے تخت پر سوار وہ تخت و دوش دیو زاد پر ہر یا لالے ہوا یہ لوگ نہایت
 خوش و خرم ہیں کہ اب پردہ دنیا پر ہونے لگے قاف ہم سے نیک ہوا اب اپنے عزیزوں و بگائوں سے ملیں گے
 ہجنسوں سے ملنے کے بڑے راہ خدا ہیں جہاں کریں گے ہماری صاحبقرانی کے عالم میں سیکے بڑے ہنر نشان
 و بن اسلام کو بلند کریں گے تاریکی کو چراغ ہدایت سے برطرف کریں گے ضلالت کو کفر پرستی کو آپ
 تیغ ہدایت سے صاف و پاک کریں گے ہر ایک گمراہ منالالت سے نکال کر چشمہ ہدایت پر پہنچائیں گے فرخاندان
 دیندار و مجاہدان تہور شہنشاہ میں نام نثار ہو گا فضل خداوند کریم سے بعید نہیں ہو گا مثل آبا و اجداد
 کے ہمارا بھی نام ہوا اور ہم سب بھی غازی مشہور ہوں ایسے ایسے خیالات کرتے ہوئے اور سیر کرتے
 ہوئے چلے آتے ہیں بیان ہم کہ حد قاف تمام ہوئی کوئی دیو دیوان آبا ہو گا کہ یہ لوگ داخل پردہ دنیا
 ہوئے دیو زادوں نے عرض کیا کہ حضور کو مبارک ہو کہ باقیال وحشم و بجز و عافیت آپ داخل
 پردہ دنیا ہوئے قاف کی حد تمام ہوئی پردہ دنیا کی سرحد شروع ہوئی اور اب حضور داخل
 حد پردہ دنیا ہوئے ان چاروں نشانہ زادن نے ہاتھ اٹھا کر بدرگاہ رب کریم بہت عجز و
 انکسار کے ساتھ اپنے خیر و عافیت سے پردہ دنیا میں پہنچنے کا شکریہ ادا کیا اور سجدہ شکر
 بجا لائے سر اٹھا کر خود یکساں تو ہر طرف صحرائے وسیع و میرفتا نظر آتے ہیں کوسوں سوائے
 سبزہ زار کے اور گلہائے رنگارنگ اور میوہ ہائے گوناگون کے دوسری شے کا نام نہیں
 ہے چشمہ آب شیرین و خوشگوار کے لہریں مار رہے ہیں ہاں نوران محرابی بھر رہے ہیں کسی سمت کوہ
 فلک شکوہ و مانع ہوئے ہیں کہ از قلم کوہ تا یاقین کوہ سبزہ لگا ہوا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا
 پہاڑ عروس بنا ہوا کھڑا ہے کسی نوشاہ کے اشیانہ میں اور گلہائے رنگ برنگ یعنی سرخ
 و زرد وغیرہ جو کھیلے ہوئے ہیں تو عجب بہار ہے ہر طرف قدرت پروردگار آشکار ہے صنعت باطن
 قضا و قدر پیدا ہے ہر برگ و گل سے صنعت خالق حقیقی ہویدا ہے یہ بہار دیکھ کر سہرا ب تانی
 نے رستم تانی سے عرض کیا کہ واقعی پردہ دنیا کے سامنے پردہ قاف کی کوئی حقیقت
 نہیں ہے پردہ دنیا کو اگر فردوس برین کہا جائے تو بجا ہے یہ مقام بہت پر بہار اور بافضا
 معلوم ہوتا ہے پردہ دنیا کا کیا کتنا رستم تانی نے جواب دیا کہ ای فرزند بہ وہ مقام ہے کہ
 جہاں ہمیشہ بہار رہتی ہے یہاں کی آب و ہوا سے دل کو فرحت قلبی مسرت حاصل ہوئی ہے
 خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے ہر اُس مقام بہشت آئین کو دکھایا ہو تو اسے اپنی
 زندگی میں یہاں سے آنے کی امید نہ تھی مگر اسے اپنا فضل شامل حال کیا کہ بہر بیان کی سبب
 نصیب ہوئی اور تقدیر نے یادری کی کہ ہم یہاں آئے ہو تو خواب میں بھی یہاں کا خیال
 رہتا تھا ای فرزند ابھی کیا نے دیکھا ہے جب یہاں کی سیر کر دے گا اور ملکوں اور شہروں کو
 دیکھو گے اور یہاں کے باشندوں سے ملو گے تو تمکو یہاں کی قدر ہوگی کیونکہ ہم پردہ قاف
 میں پیدا ہوئے ہو اسی مقام پر ویش بائی ہو دیو دیو برزاد کی صحبت آٹھائی ہے تمہیں
 یہاں کی کیفیت کیا معلوم اور یہاں کی حالت سے کس طور سے آگاہ ہو سکتے ہو ان جب
 یہاں رہو گے نہ واقف ہو گے اسوقت تمکو لطف حاصل ہو گا ابھی کہنے دیکھا کیا یہاں

جب یہاں سکونت اختیار کر دے اسوقت لطف ملے گا اور فرزند پر ادنیٰ نمونہ ہو اس سے زیادہ زیادہ پرہیز اور فرحت افزا یہاں مقام ہیں یہاں کے باشندے سب خوش کلام ہیں سہرا ب ثانی نے عرض کیا بجا ارشاد ہوا رستم ثانی نے فرمایا کہ اور فرزند بہت سی باتیں ایسی ہیں جو کہ پردہ قاف میں نہ تھیں جبکہ ہمارے جد امجد شریف لے گئے انھوں نے رواج دین اہل قاف طرز جنگ و بیجا رستے واقف نہ تھے اب جو طریقے نئے وہاں دیکھے یہ سب ہمارے جد امجد کے جاری کیے ہوئے ہیں خداوند کریم نے انسان کو اشرف مخلوقات فرمایا ہے اور سب خلقت پر شرف بخشا ہے اسی سبب سے ہر قسم کی خلقت انسان کی اطاعت کرتی ہے اپنی قدرت کا ملکہ اور حقیقت بالغہ سے وہ عقل انسان کو عطا فرمائی جو کہ کسی کو نہیں عطا کی یہ ہی سبب ہے کہ جن دیری و دیو و ملک تابع انسان ہوتے ہیں یہ کس قدر شرف ہے کہ جو نبی یا وصی نبی خلق فرمایا وہ قوم انسان سے خلق فرمایا اور سب قوموں کو اسکی اطاعت کا حکم فرمایا یہ ہی شرف کافی ہے اس کے سوا خیال تو کرو حضرت سلیمان علیہ السلام کو کہ قوم انسان سے تھے مگر کیا شرف درگاہ خداوند کریم سے ملا تھا کہ سب قوموں پر ماکم تھے یعنی جبرند و بزند وغیرہ بھی ان کے تابع حکم تھے دیو و دیری و جن پر آپ حکمرانی فرماتے تھے ہوا و ابر پر بھی اسکا حکم جاری ہونا تھا بس ایسے ایسے شرف اور کسی قوم کو مرحمت ہوئے ہیں پھر کیوں نہ آئے بود و باش کا مقام ہر قوم کے مقام سے عمدہ اور نایاب ہو ہم سب کو فخر و افتخار کرنا زیبایا ہو کہ آئیں ہم سب کو اپنے عنایت و کرم سے ہر قوم پر شرف دیا اور اشرف مخلوقات فرمایا جہاں تک ہم فخر و مباہات کریں وہ سب ہم پر زیبا ہے ہی امر کیا کم ہے اور تمام عمر اسی امر کا شکر یہ نہیں کوئی ادا کر سکتا ہے کہ انسان کو استقدر زور و طاقت عطا فرمایا ہو کہ وہ دیو و جن و دیری پر غالب آتا ہو اور سب انسان کی اطاعت و بندگی کو اپنے اوپر واجب جانے ہیں ورنہ یہ ممکن تھا کہ انسان دیو پر غالب آتا یہ صرف اسکی عنایت اور رحمت ہو ورنہ اگر ایسا ہوتا تو یہ دیو و بربڑ اور وغیرہ نسل انسان کو عالم ایجا دے سے مٹا دیتے اور سوائے ان کے کوئی ہوتا مگر وہ کیسا حکیم مطلق ہو کہ آئیں اس مرض کی دوا کے لیے ہکو ایسی طاقت مرحمت فرمائی کہ ہم دیو وغیرہ پر غالب آئے اور ان کے شر سے بچے اور رقمہ ہونے سے محفوظ ہوئے ہر جو فقر پر رستم ثانی نے کی سہرا ب ثانی نے جواب میں عرض کیا کہ جو کچھ فرمایا ہے وہ سب بجا ہے و انھی ہم آئیں ایسے بندہ گنہگار میں کہ کسب و کسب نہیں اٹھا سکتے ہیں اور ہم سے اسکی بندگی پورے طور سے نہیں ادا کی جاتی ہو اگر ہم اسکی نعمتوں کا تمام عمر اپنی شکر یہ ادا کریں اور اسی حالت میں مر جائیں اور پھر وہ ہکو زندہ کرے اور ہم پھر ادا اسے شکر یہ میں مصروف ہوں اگر اسی طور سے شکر خیر مرتبہ واقع ہو مگر ہم آپس پر بھی نہیں ادا کر سکتے ہیں دوسرے یہ امر خیال کرنے کا ہو کہ ہم سے تو اسکی اطاعت و بندگی اس طریقے سے نہیں ہو سکتی ہے کہ جس طریقے سے آئیں ہکو حکم فرمایا ہو ہمارا بال بال گنہگار ہو مگر وہ ایسا کریم کار ساز ہو کہ ہماری طرف سے باوجود ایسے ایسے گناہ کے کہ وہ ملاحظہ فرماتا ہو مگر آپس پر کچھ چشم پوشی کرنا ہو کیا عرض کیا جائے کیسا خالق برحق اور رازق مطلق ہے کہ جو اسکو مانتے ہیں آپس پر بھی وہ ہی نظر اور مرحمت ہے اور جو نہیں مانتے ہیں بلکہ اس کے قائل نہیں ہیں دوسروں کو سجدہ کرنے ہیں اور اس کے ساتھ شامل کرتے ہیں اور ایسے ایسے کلمات کہتے

میں کہ جس سے وہ بالکل بری ہو وہ کیسا کرم و رحیم ہو کہ کسی قسم کا اسے تعرض نہیں کرنا ہو برابر دشمن و
 دوست کو رکھتا ہو جیسا کہ شاعر کہتا ہو رباعی ایچ کریم کے کہ از خزانہ غیب ہر گز نہ رسا و طیفہ
 خورداری ہر دوستان را کجا کنی محروم نہ تو کہ با دشمنان نظر داری ہر خیال کرے کا مقام ہو
 جو لوگ کہ صاحب شوکت اور مرتبت اور صاحب اختیار ہیں باجو کہ صاحب مال ہیں اگر انکی نسبت
 کوئی کلام ہو وہ بالکل نشان کے خلاف کہتا ہو بالکے ملازم و خادم عدول حکمی کرنے ہیں تو وہ کیسے ناخوش
 ہوتے ہیں اگر صاحب اختیار ہیں اور کسی سے اس قسم کا فعل سرزد ہوا ہو کہ وہ لائق قتل ہو تو قتل کرنے
 ہیں با جس قسم کی چاہے ہیں سزا دیتے ہیں جو اس قابل نہیں ہیں یعنی صاحب اختیار نہیں ہیں تو وہ
 ملازم وغیرہ کو عدول حکمی میں ملازمت سے چھڑا دیتے ہیں بس میں خیال کرنا ہوں کہ اگر انکی اختیار
 میں رزق ہوتا تو وہ بند کر دیتے مگر خیال تو فرمائیے کہ وہ کیسا کرم و رحیم ہو با جو دیکھ کل اختیار رکھتا ہو اگر
 چاہے تو ایک دم میں سب کو فنا کر دے چاہے تو رزق نہ دے ایسا عادل ہو اور ایسا مالک ہو
 کہ انکے اختیار میں موت و زلیست سب کچھ ہو مگر کوئی اس سے نہیں خوف کرنا ہو اور اسکی اطاعت نہیں کرنا ہو
 بلکہ جو زبان میں آتا ہو اسکی نشان میں کہتا ہو چنانکہ اسکو سجدہ بھی نہیں کرنا پھر با شیطان با اسکی پیدا
 کیے ہوئے بندے کو با اسکی پناہی ہوئی چیز و کمون سجدہ کرنے ہیں اور اپنا خدا کہتے اور جو جی جانتا ہو خدا
 برتر کی شان میں کہتے ہیں مگر وہ اسے عدل و رحم کہ وہ کسی قسم کی سزا نہیں دیتا ہو اور ہر ایک کو
 اسکے مقدر کے موافق رزق رحمت فرماتا ہو وہ خالق بے نیاز و رب کار ساز ہو کیا اسکی تعریف بجا
 بموجب شعر برابر نظر دشمن و دوست پر نہ نہیں منحصر مغز پر پست پر نہ یہ کتنی بڑی رحمت و کرم ہو
 کہ اسنے ہم سب کے لیے بنی خلق فرمائے تاکہ ہر ایک کو اپنا کریم راہ نیک و بد سے آگاہ ہوں تاکہ یہ
 کوئی اعتراض نہ کرے کہ ہر ایک کو معلوم تھا کہ یہ راہ نیک ہو با جو ہماری عقل نے رائے دی ہے اسے عمل
 کیا ہم مستحق سزا کے نہیں ہیں اب کوئی اس امر کا عذر نہیں کر سکتا ہو کیونکہ پیغمبر و انکے ذریعے سے ہر ایک کو سب حالات
 سے آگاہ کر دیا یہ ہماری بد قسمتی ہو کہ انکے فرمانے پر عمل نہ کریں اور جو ہماری رائے ہر ایک کو رائے دے اور ہمارا
 نفس ہر ایک کو راہ بتائے اسے ہم عمل کریں اب ہم ضرور مستحق سزا کے ہیں مگر وہ ایسا رحیم ہو کہ ہم سے سراسر گناہ
 سرزد ہوتے ہیں وہ دیکھتا ہو اور اسکی سزا نہیں دیتا صرف اس خیال سے کہ شاید میل بندہ اپنے اس
 گناہ سے نادام ہوا اور میری طرف رجوع کرے کہ کتنا بڑا رحم ہو کہ اسنے درتو بہ کھول دیا ہو اور حکم دیا ہو کہ
 توبہ کرو ہم قبول کریں گے یہاں تک حکم ہو کہ مرنے کی ایک ساعت قبل تک جو توبہ اپنے گناہوں سے کرے
 تو اسکی توبہ قبول ہوتی ہو مگر ہماری آنکھوں پر ایسے غفلت کے پردے پڑے ہیں کہ ہم یہ سننے جانتے
 ہیں اسے بھی اپنے فعلوں سے باز نہیں آتے ہیں یہ کتنی بڑی اسکی پرورش اور عدالت ہو کہ اسنے
 ہر فعل بد کی سزا بردار قیامت مقرر فرمائی ہو صرف اس غرض سے کہ شاید بندہ اب بھی اپنے
 حرکات سے باز آئے بس انھیں سب امروں سے تو وہ پہچانا جاتا ہو اور خالق کہا جاتا ہو خلاصہ
 میری تقریر کا یہ ہو کہ وہ بڑا رحیم ہو اور اپنے بندوں پر بہت مہربان ہو اسکی مہربانیوں اور رحمتوں کا
 شکریہ ادا نہیں کیا جاسکتا ہو جو جب شعر اگر ہر موئے نر گرد و زبانتے نہ آید شکر او ہر گز پہلے نہ
 یہ جو تقریر سہرا ب ثانی نے کی رستم ثانی وغیرہ نے جواب میں فرمایا کہ ای فرزند منے
 اسوقت وہ تقریر کی ہو کہ جسکی تملیف نہیں ہو سکتی ہو واقعی وہ ایسا ہی خالق ہو راوی
 بیان کرنا ہو کہ اسی قسم کی تقریر کرنے ہوئے پہلے آئے تھے کہ یکایک شہر وں کی آبادی نظر آئی

دیکھا کہ تمام لوگ بھر رہے ہیں بازار میں آراستہ ہیں خرید و فروخت ہو رہی ہے کٹورہ کھنک رہا ہے ہر
مقام پر میلہ لگا ہوا ہے کہیں ناچ و رنگ ہے کوئی بیٹھا ہوا گا رہا ہے د و چار د و ست جمع ہیں کوئی باغ
کی سیر کر رہا ہے کہیں دربار آراستہ ہے کوئی بادشاہ شکار میں مصروف ہے کیونکہ یہ لوگ بلندی پر تھے
بہت دور تک کا انکو حال نظر آتا تھا یہ اسی طور سے سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے کہ سہرا ب تانی
نے دیکھا کہ ایک صحرا بہت وسیع ہے اور نہایت درجہ پر بہار اور مقام فرخت افزا ہے سبزہ منتل زمرہ
کے چمک رہا ہے کوسوں تک یہ معلوم ہوتا ہے کہ محل سبز کا فرش کیا ہوا ہے چشم کو اس کے دیکھنے سے طراوت
حاصل ہوتی ہے روح کو راحت قلب کو فرحت کئی چشمے آسمین آب صاف و شفاف سے لبریز پانی انکا ایسا
صاف ہے اور ایسی آب ہے کہ آب گو بہ خرم سے غرق آب خجالت ہوتی ہے وہ چشمے منتل جنتہ تسلسیل
کے پاک و صاف ہیں منتل آب کو خر کے اسکا پانی چمک رہا ہے ہر موج انکی ریشک دہ زلف جو ہر
جباب جو آئین پیدا ہونے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا پستان حور میں یا مقمہ نور بانی پر روشن
ہیں کیونکہ انہر عکس آفتاب کا جو بڑتا ہے اور آفتاب قریب غروب ہونے کے بعد فرخت میوہ دار
اسقدر اس صحرا میں قرینے سے لگے ہیں کہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بہشت شداد می ہے شاغین بار اثمار
سے زمین کے بو سے لے رہی ہیں طائران خوش رنگ و خوش الحان درختو نہر بیٹھے ہوئے زمرہ
سرائی کر رہے ہیں طاووسان صحرا ادھر ادھر بھر رہے ہیں کبک تمقہ زنی میں مصروف ہیں
بیل ہزار داستان گلہائے رنگارنگ کو دیکھ کر خوش ہو رہی ہیں گل خود رو ایک سمت کو
کھلے ہوئے ہیں لالے کا تختہ الگ ہے یہ معلوم ہوتا ہے صحرا میں آگ لگی ہے اور دیگر قسم کے پھول
منتل کوثر یا لالہ و بیلا و موتیا وغیرہ کے کھلا ہوا ہے ہر ایک کا تختہ الگ ہے گل مٹھدی و گل شہود
گل داودی کی ایک طرف کو بہار ہے وہ صحرا ریشک دہ گلزار شداد ہے اس صحرا کو دیکھ کر تازہ دے
کے دل میں شوق اسکی سیر کا پیدا ہوا دیکھا کہ آہو و چیتل و نیل گاؤ ایک طرف کو خوش فعلیان
کر رہے ہیں جست و خیز میں مصروف ہیں بالکل خوف صیاد نہیں ہے یہ سب واقعات دیکھ کر
دل کو جو اسکی سیر کا اشتیاق ہوا تو رستہ تانی اور ایرج نامدار سے عرض کیا کہ اگر آپ
لوگوں کی رائے ہو اور آپ اجازت فرمائیں تو اس صحرا میں دو ایک دن قیام کریں اور یہاں
کے حالات آئندہ روز وند سے دریافت کریں تاکہ معلوم ہو کہ آجکل بدیع الملک کس مقام پر
ہیں اور کس سے مقابلہ کر رہے ہیں اور یہاں کا کیا رنگ ہے پس اسی سمت کو ہمراہ آجکے کوچ
کریں یہاں کی خربین دریافت کرنا جز ضروری میرے نزدیک تو یہ امر بہتر ہے کہ اس مقام سے بڑھ کر
کوئی مقام پر فضا اور راحت افزا نہ ہو گا یہاں کی ہوا جو کھاٹیکے جو کچھ کسل راہ پر طرف ہو جاوے گا
تازہ دم ہو کر یہاں سے کوچ کرینگے شاید خداوند کریم کوئی ایسا سبب پیدا کر دے کہ کچھ لشکر
بھی جمع ہو جائے اور اسی مقام پر آخر کر یہ جو دیوہر یزاد کا لشکر ہمراہ آیا ہے پہونچانے کو اسکو
بھی رخصت کر دیں طرف پردہ قاف کے صرف انکو رہنے دیں کہ جو محافظ بارگاہ دیگر اسباب
خلسمی ہیں کیونکہ بدون انکے بارگاہ برپا ہونا محال ہے اس سبب سے کہ یہ بارگاہ خلسمی ہے
یہ جو شاہزادے نے کہا سب نے جواب دیا کہ بہتر تو ہے بھاری رائے بہت نیک ہے بلکہ
رستم تانی اور شہر یار نے فرمایا کہ یہاں قیام کرنے سے ایک فائدہ اور ہو گا کہ تاجرون
اور سوداگروں وغیرہ سے ہمارے لشکر کا بھی حال معلوم ہو گا کہ وہ لوگ کہاں ہیں اور

کس فکر میں اور اسکا کیا حال ہوا ہماری جدائی کے بیچ دغم میں اور واقعی یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ بدیع الملک آجکل کس مقام پر ہیں اور کس سے مقابلہ کر رہے ہیں اور انکی صاحبقرانی کو کچھ عروج بھی ہوا یا نہیں اور کون کون انکا سر یک ہوا اور کس قدر ملک انھوں نے اسلام آباد کیے کیونکہ بہت سے ملک بھی کفر آباد تھے اور کس ملک پر انھیں اور کفار سے معرکہ پڑا ہی اور یہ بھی معلوم ہو گا کہ کسی نے کفار اور لاد سے خروج تو نہیں کیا کیونکہ جب ہم بیان تھے تو سنا گیا تھا کہ پسر ضرورتاً فی یعنی اتر رنگ نے خروج کیا ہی اس کے ہمراہ لشکر ہی اور ایک لاکھ پنچسکان کا یعنی منجھگان تھائی ہر وہ اتر رنگ کو ترغیب دلا رہا ہو کہ تم دعویٰ خدا کی کرو کیونکہ تمہارے باب دادا خدا تھے اور دو لڑکے تو راج بدرگ حرامی کے بھی پیدا ہوئے تھے بلن سے دختر فرعون تھائی کے سنا گیا تھا انہیں ایک ساتھ ہی اور ایک پہلوان انکا بھی قصد تھا کہ خروج کریں آیا انہیں سے کسی نے خروج کیا یا نہیں اگر خروج کیا تو کہاں ہیں یا باہر سے بدیع الملک کے مارے گئے بلکہ مجبوراً یا دہر کہ جب میں اپنے لشکر سے نفیر ہو کر نکلا تھا اور شہر زریں حصار میں پہنچا تھا تو اسدن دہان ایک جلسہ تھا اور کشتی کا سامان ہو رہا تھا دریافت ہو گیا تو معلوم ہوا تھا کہ ایک پہلوان اتر رنگ کی طرف سے آیا ہوا اور اس کے پاس ایک فرمان ہو وہ ہر ایک ملک میں جاتا ہوا ورومان کے بادشاہ و حاکم سے کہنا ہو کہ اگر کوئی پہلوان ایسا ہو کہ جو مجھ کو بر کر لے اور مجھ سے مقابلہ کرے اگر میں اسکو زیر کر لوں تو جو اسکا دین ہو میں قبول کر دوں گا ورنہ وہ مع اپنے بادشاہ کے اتر رنگ پرست ہوا اور اس فرمان پر مہر کر دے کہ ہمارے یہاں کا پہلوان آگے پہلوان سے لڑا اور زیر ہوا اب کوئی پہلوان باقی نہیں ہو جو بڑے ہڈا بنے آگے دین قبول کیا اور اس فرمان پر مہر کی یا جس کے یہاں پہلوان نہ ہو وہ یہ تحریر کر کے مہر کر دے کہ ہمارے یہاں کوئی پہلوان نہیں ہو جو آگے پہلوان سے مقابلہ کرے ہڈا بنے آگے دین قبول کیا بخوشی اور مہر کر دے بس میں نے دیکھا تھا کہ کئی ملکوں سے وہ مہر کر لایا تھا کسی مقام پر تو اس سے مقابلہ ہوا تھا کسی مقام پر نہیں ہوا تھا وہ اسی غرض سے زریں حصار میں بھی آیا تھا ورومان تاجدار نے یہ اقرار کیا تھا کہ میرا جو سپہ سالار ثقیل دیو پرور ہو رہا اگر یہ زیر ہو جائیگا تو میں اتر رنگ پرستی اختیار کروں گا چنانچہ اس سے اور پہلوان اتر رنگ سے کشتی کا دن قرار ہوا تھا جس دن میں پہنچا تھا وہ دن کشتی کا تھا میں بھی اسی حالت سے یعنی درویشی کی حالت سے اس مقام پر گیا کہ جہان کشتی ہو رہی تھی میں نے دیکھا کہ اتر رنگ کے پہلوان نے زرومان کے پہلوان کو کشتی میں زیر کر لیا اور زیر کر کے لاف گداز کرنے لگا مجھ کو غصہ آ گیا میں نے اکھاڑنے میں جا کر اسکو زیر کر کے جبر کر بھینک دیا سب نے میری بہت تعریف کی اور سب میرے مرید ہوئے میری بڑی خاطر و مدارات کی میں نے زرومان کے فرزند کو فنون سپہ کری تعلیم فرمائے میرے لئے تکیہ آراستہ کیا گیا بیرون شہر میں دہان رہنا تھا میں نے چند دن میں مع بادشاہ کے سب اہل شہر کو سلمان کیا وہ لوگ میرے تابع فرمان تھے کہ مجھ کو دیواٹھا کر پردہ قاف کو لینگے بس اس سبب سے میں یقین کرتا ہوں کہ اس مرتد یعنی اتر رنگ نے ضرور خراج کیا ہو گا کیونکہ اس کے ہمراہ ایک بچہ شیطان ہو وہ ضرور اسکو درغلان کر کے نکلا ہو گا اسکا بھی مال معلوم ہو گا شہر لے رہے زنگار اور خورشید تاج گیر کا حال بیان کیا کہ ان لوگوں نے زرومان پر لشکر کشی کی تھی میں نے

ہو نکو مسلمان کیا تھا جبکہ میں اپنے لشکر سے بھائی صاحب کے فقیر ہو کر نکل جانے کی خبر پا کر اور فقیر ہو کر نکلا تھا تو قدرت خدا سے میں نے زرین حصار پر پہنچ گیا اور میں نے زر و مان کو اس آفت میں مبتلا پا کر اسکی مدد کی آن دونوں بادشاہوں کو مسلمان کیا اور مان نے میری بڑی خاطر و مدارات کی اسی مکیہ پر لا کر جگو مفیم کیا باقی حالات تو میں بیان کر چکا ہوں نہ معلوم وہ دونوں بادشاہ مسلمان رہے یا پھر کافر ہو گئے اور زر و مان سے بعد میرے گم ہو جانے کے کس طور سے پیش آئے اگلی بھی حالت دریافت کرنا پڑ ضرور ہو لہذا میرے بھی نزدیک مناسب ہو کہ اسی محراب میں قیام کیا جائے اور یہ سب حالات دریافت کیے جائیں بعدہ پھر یہاں سے کوچ کیا جائے جس طرح مناسب وقت جانا جائے یہ جو رستم ثانی و شہر یار نے فرمایا سہراب ثانی نے ان دونوں سے فرمایا کہ جو تخت و دوش پر اٹھائے ہوئے تھے کہہ نکو اس محراب میں آنا رو دو اور ہمارے حقے و بارگاہ میں اس محراب میں بر پا کرو اور تم سب جو کہ نکو ہو نجانے آئے ہو ہم سے رسید بیکر طرف پردہ قاف کے واپس جاؤ سو اسے ان پر زار و جن و دیو وغیرہ سے جو کہ ہر قسم خزانہ و بارگاہ وغیرہ ہیں کیونکہ بدو ن آئیں ان سب چیزوں کا انتظام خبر ممکن ہے ہم اس محراب میں دس بارہ دن قیام کریں گے اور حالات یہاں کے دریافت کر کے مدد مناسب ہو گا کوچ کریں گے اب ہم سبکی ہمدانی کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہاں کے حالات سے ہم بخوبی آگاہ ہیں کہ یہ مسکن و ما واپس رہا ہے ہم یہاں کی راہوں سے کامل طور سے واقف ہیں اب تمہاری ہمراہی میں ہماری بدنامی ہو یہ جو شاہزادے سے فرمایا وہ امرارہ کر کے فوراً بالائے ہوا سے مع تخت کے طرف زمین کے متوجہ ہوئے اور ایک آن میں سب نے مع کل اسباب وغیرہ کے شاہزادہ نکو اس محراب میں آنا میں اس محراب کی کیفیت بہار وغیرہ عرض کر چکا ہوں اب تمہارے کرنے کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ سہراب ثانی نے بالائے ہوا سے اسکی حالت کو ملاحظہ فرمایا تھا اس سے دو جند بہان آکر دیکھا پس تخت پر سے اتر کر حکم دیا کہ مقام مناسب دیکھ کر بارگاہ چمے وغیرہ بر پا کرو اور اب مع رستم ثانی وغیرہ کے میرے محراب میں مصروف ہوئے وہ پانچ ہزار آدم زاد بھی تختوں پر سے اترے پردہ دنیا کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے ہر ایک سجدہ شکر بجا لایا اور بگوشہ شکست محراب میں مصروف ہوئے اور مردیو و پر زار و دن وغیرہ نے جیسے برپا کیے ایک جیسے میں تمام مال و اسباب طلسمی یعنی خزانہ اور وہ صندوق جہین اشی ہزار اسلحہ طلسمی مع خفتان شب چراغی کے تھے انہیں پھر مقرر کیا اور باقی جیسے اور لوگوں کے لیے برپا کیے بارگاہ چیل چراغ سلیمانی کو برپا کیا اسکی تعریف کیا تخریرون اگر تفصیل تعریف تخریر کروں تو ایک جلد اسکی تعریف کے لیے اور تیار ہو مجھلا تخریر کرتا ہوں کہ اس بارگاہ میں پانچ ہزار ستون یا قونی و زمردی و آسمانی تھے کہ جنہر گو ہر شب چراغ نصب تھے اور تمام بارگاہ میں کار جو بی کام کیا ہوا تھا اور فرش نعلی سے بارگاہ آراستہ تھی اسیر بھی کار جو بی کام تھا نہایت تکلف سے بارگاہ چیت و پردوں و عیشہ آلات سے آراستہ تھی اور ایسا سامان تھا کہ جو بھی چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہو گا باہرین یہ نہ سالی سے اس بارگاہ کے شوق دید میں ہر فلک کی کمز میں جم آگیا ہر سات جلو خانہ تھے ہر جلو خانہ جو اسے نگار تھا جس رنگ کے جو اسے جلو خانہ تھا اس رنگ کا اس میں فرش نعلی کا تھا اسیر کا جو ب کیا ہوا تھا و دونوں طرف جواہرات کے درخت ہر جلو خانہ میں لگے ہوئے تھے جس قسم کا پھول جس درخت میں لگا ہوا تھا اسی پھول کا عطر پھرا ہوا تھا تمام بارگاہ خوشبو سے بسی ہوئی تھی اس بارگاہ میں ہزاروں کریں جواہر نگار و دنگل لباس تراش آراستہ تھے چار ہندلیان بہت کدہ نہایت نادر و نادر آراستہ تھیں انہیں غائبے پڑے ہوئے تھے ایک تخت طاؤسی وسط بارگاہ میں آراستہ تھا

اکیس زیست کا اسپر جہ الماس نگار لگا ہوا تھا صحن بارگاہ میں تمام محل کا شانی کا فرش کیا ہوا تھا اسپر جہ شہر زری
 بنا ہوا ہر قسم کے بیل بوٹے گئے اور جا بجا جواہرات کے چمن بنائے گئے طلائی گملو تین جواہرات کے چنبوٹے چھوٹے
 درخت لگے ہوئے تھے انہیں عطر ہر قسم کے پھولوں کا بھرا ہوا تھا گلے روشن گئے خود و عنبر کی خوشبو آ رہی
 تھی اندرون بارگاہ تو یہ سامان قیام پر دن بارگاہ پر لال پردہ کا ریو بی بڑا ہوا تھا ایک پر زرد بھردہ
 و رنگ سالاری صندلی زرنگار پر بیٹھا ہوا تھا بارگاہ اسقدر وسیع تھی کہ کئی ہزار کرسیاں آستین آستین
 اور تمام بارگاہ میں گو ہر شب چراغ نصب تھے مثل ستاروں کے چمک رہے تھے اور خود سے رہے گئے
 ایک بہت بڑا گونہ شب چراغ قہہ بارگاہ میں نصب تھا آفتاب کی خود سے رہا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا
 آفتاب طالع ہر وہ بارگاہ مثل آسمان کے معلوم ہوتی تھی کہ گویا نار سے نکلے ہوئے ہیں اور ماہ تابان
 طلوع کر رہا تھا بارگاہ اسقدر بلند اور رفیع تھی کہ اسکی رفعت بلندی کے آگے چرخ پرین کی بلندی بہت
 تھی اسکی کلس سے آفتاب کسب خود کرتا تھا کلس اس بارگاہ کا طلائی تھا ایک طاؤس الماس کا اسپر
 بنا ہوا تھا اسکی سر پر ایک گونہ شب چراغ بہت بڑا لگا ہوا تھا کہ جسکی ضیا باری سے تمام صحران
 و منور تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ بلندی بارگاہ پر آفتاب طالع ہر اور تمام صحران و منور کھلی ہوئی
 ہی صفت یہ تھی کہ دن کو وہ گویا ایسی خود تیا ہو کہ جیسے آفتاب اور شب کو مثل ماہ تاب کے جو گوہر شجاعت
 اس بارگاہ میں نصب ہیں وہ مثل ستاروں کے شب کو معلوم ہوتے ہیں اور دن کو مثل ذروں کے باہر سے بارگاہ
 محل سرخ کی ہر اور تمام اسپر اسطرت بھی کا رچوب کا کام بنا ہوا ہو کیسی کیسی شکار گاہیں اور میدان جنگ کی
 تصویریں مناغان جا بگشت نے بنائی ہیں کہ جنکو دیکھ کر عالم جبرت طاری ہوتا ہو نظارہ کریوالا شجر ہو کر
 ساکت ہو جانا ہر کسی قسم کی خواہش نہیں رہتی ہر بھوک و پیاس جاتی رہتی ہر اسکے نظارے سے
 طبیعت کو سیری نہیں ہوتی ہر اس بارگاہ کے ہمداد جا رہا بازارین ہیں کہ جو ہر ایک رنگارنگ بازار
 چین و فن ہر صفت یہ ہر کہ بارگاہ سے نیکر برابر بازار تک ایک بہت وسیع سڑک ہو کہ جسپر
 بجائے سرخی کے یا قوت کے سنگ ریزے پڑے ہوئے ہیں اور دونوں طرف اس سڑک کے
 چمنبندی کی ہوئی ہر وہ بازارین جو اسپر کی ہیں آستین سب دکھاندار پر زرد و قوم جن سے ہیں
 ہر ایک قسم کا سوداگر موجود ہو دکانیں خوب آراستہ ہیں یہ دوسری صفت ہو کہ ہمداد سے نیکر بازار
 میں ہو بچنے یا دربار گاہ پر ہر طرف سے بارگاہ کو راستہ گیا ہو باغ روان ہر طرف تیار ہو خوشبو
 گلے رنگارنگ سے بازارین معطر ہیں نشان بازاروں کے بلند ہیں ہوا سے بھر رہے آثر رہے
 ہیں اتنے مشک و عنبر کی خوشبو پیدا ہوتی ہو جا رہا دونوں طرف بازاروں کے بلکہ کئی کوس کے
 حلقے میں طلائی میخان لگی ہوئی ہیں کہ جن پر بلوری و الماسی گلاس چڑھے ہوئے ہیں ایک علم
 قریب بارگاہ کے نصب ہو کہ جسکو نشان چہل چراغ سلیمانی کہتے ہیں اسکا پنجہ پنجہ آفتاب کو
 شرمندہ کرتا ہو اسقدر بلند ہو کہ سر اسکا آسمان سے ملا ہو اور آستین بھی گو ہر شب چراغ نصب
 ہیں جب ہوا سے اسکو حرکت ہوتی ہو تو اس سے مدائے باصا حقران یا صا حقران کی
 آتی ہو ہر شفقہ علم سے مشک و عنبر کی خوشبو کے بجائے گلے ہیں ان سب اشیاء کے منتظم و متعمم زریوین
 خزائن طلسمی کے مالک کندان جنی و معدن جنی و مخزن جنی ہیں کہ بہ خزانہ دار ہیں اور انہیں گئے حوالے
 تمام صنایع اسلحہ وغیرہ بھی ہیں اور سلطان بارگاہ اصرا پر زرد و برابر پر زرد و تار پر زرد و
 بارہ سو پر زرد و ہیں اور وہ ہی متعمم بازاروں کے بھی ہیں اور جو کہ نشان طلسمی کو اکھٹا ہوا اسکا

نام خرم غلام پر نیراویہ باطل نشان چیل چراغی ہو نقار خانہ طلسمی بھی ایک طرف آراستہ کیا گیا ہو کہ جسکے منتظم خلیفہ پر نیراوشہنا نوازہ و جلییل پر نیراود و دیگر اور پر نیراومین اسی طور سے کئی سو دیو و بر نیراود جن اس سب اسباب طلسمی و خیرہ کے منتظم و منتظم ہیں انکو حکم ہو کہ ٹکوسو اسے اپنے کاموں کے دوسرے کاموں سے غرض نہیں ہو ہاری جنگ و پیکار میں تجھوں سے بھی نہ شریک نہونا اگر ہم حریف کے ہاتھ سے مغلوب ہوں اور وہ اگر اس مال و اسباب برفضہ کرے تو مثل ہمارے اسکی اطاعت کرنا اس سے روٹنا نہیں کیونکہ ہم قوم جن و بری و دیو سے ہو وہ تیر غالب نہ آئیگا ہاری بدنامی ہوگی اسی اقرار سے ان سبکو ہمراہ لائے ہیں ورنہ سب مال و اسباب قاف ہی میں چھوڑ آتے تھے خلاصہ یہ کہ عجب عجب نیرنجات و نیرنگ عجائبات ماورائے اس بارگاہ اور بازار و نشے ظاہر ہوتے ہیں جو کہ مشاہدہ سے علاقہ رکھنے ہیں نام عجائبات قاف و نیرنجات طلسم کے کیوں نہ ہوتے کیونکہ یہ بارگاہ و خیرہ طلسمی تھی جو کہ اس شیر کے لیے ایک مدت مدید سے طلسم میں امانت رکھے تھے سہرا ب تانی مثل حمزہ صاحبقران کے با اقبال ہو سب اولاد حمزہ نے طلسم فتح کیے ہزاروں بلکہ لاکھوں بار گاہ ہیں بھی طلسموں سے بلین مگر ایسی بارگاہ کسی کو نہ ملی باوجودیکہ بدیع الملک نے ہزاروں طلسم فتح کیے اور مثل انکے بہادر بھی کوئی نہ تھا اور ایسے جری و بہادر تھے کہ صاحبقران تانی انکو صاحبقران کر گئے مگر انکو بھی یہ سامان و یہ شوکت نہیں دستیاب ہوا جو کہ سہرا ب تانی کو ہوا بارگاہ ہم بلکہ بارگاہ سلیمانی کے ملی اگر اس بارگاہ کا نام بارگاہ سلیمانی ہو تو اسکا نام بارگاہ چیل چراغ سلیمانی ہو اگر نہ حمزہ صاحبقران کا نشان علم اثر و پایہ کے نام سے مشہور تھا تو اس شیر کے لشکر کے علم کا بھی نام نشان چیل چراغ سلیمانی ہو جس طور سے اس علم کے ہر شقہ سے بے شک و غیر آتی تھی اس علم کے بھی ہر شقہ سے اسی طور کی خوشبو آتی ہو اگر اس علم سے مدد یا صاحبقران یا صاحبقران آتی تھی تو اس سے بھی آتی ہو اگر بارگاہ سلیمانی کے ساتھ نقار خانہ سلیمانی و کوس سکندر رمی تھا اور مثل قلاہ چینی و کبابہ چینی کے شہنا نواز خرم تو اس بارگاہ کے بھی ساتھ نقار خانہ چیل چراغ سلیمانی اور کوس سلیمانی ہو کہ جسکی صدا مثل طبل سکندر رمی کے دور تک جاتی ہو اور مثل کبابہ چینی و قلاہ چینی کے بیان بھی شہنا نواز خلییل پر نیراود و جلییل پر نیراومین بارگاہ سلیمانی کے ہمراہ بازار بن ہوں تو اس کے بھی ہمراہ بازار بن ہوں خلاصہ یہ ہو کہ یہ شیر مثل اپنے جد امجد حمزہ صاحبقران کے پردہ خوف سے شوکت پیدا کر کے آیا ہو اور اس قسم کا اقبال رکھتا ہو ایسی شان و شوکت کسی اولاد حمزہ نے نہیں بہم کی ہو اس سے زیادہ زیادہ شوکت بہم پہونچائی ہو مگر اس قدر ہم بلکہ کوئی حمزہ صاحبقران کا نہیں ہوا کہ مثل انکے بارگاہ بھی ملی ہو اور سب سامان بھی اگر حمزہ صاحبقران کے پاس تیغہ عقرب سلیمانی تھا تو اس بہادر کو بھی طلسم سے تیغہ شب چراغ سلیمانی ملا ہو جو کہ مثل عقرب سلیمانی کے حمزہ صاحبقران کے پاس شہر دیو نیراود سام رکب تھا اور اب بھی ہو اس جری کو طلسم سے وہ پیشل و بعدیل مرکب ملا ہو جو کہ مانند شہر دیو نیراود کے ہو اسکا نام شہب سلیمانی ہو اسی نیراوخندان گوہر شب چراغی طلسم سے دستیاب ہو میں ہیں کہ جنکو اپنے ہمراہ لائے ہیں اور نشانہ اخزانہ ہاتھ لگا ہو طلسم سے کہ خزانہ فارون کی کیا اصل میں خدمت ناظرین میں عرض کرنا ہوں کہ ناظرین اسوقت اس شیر پر تیرہ صاحبقرانی و نیرنگ دریائے شجاعت و گل گلشن ایرج و نوجوان و تیر باغ مراد و ستم ثانی کی شوکت کو ملاحظہ کریں گے جب یہ لشکر جمع کر کے کسی طرف کوچ کریں گے اور یہ خیر شوکت و نشان لشکر تحریر کر گاہ اگر علم نے بھی مدد کی اور زمین نے بھی ملک کی یہ شیر مثل صاحبقران کے بہادر و جری اور با اقبال ہو خیر آدم برہر مطلب جب سب بارگاہ میں جھے وغیرہ بازار بن آراستہ ہو چکیں کوسون تک اس جنگل میں جھے وغیرہ رہا ہو گئے ایک تو وہ صحرا

پر ہار تھا ان سب خیموں اور بارگاہوں کے برابر ہونے اور بازو کے آستانہ ہونے سے وہ صحراؤں کی ایمن
 بن گیا یہ ثابت ہوتا تھا کہ گویا جنگل کے دن جاگ گئے ہیں ہر طرف پر زراد و جن دیو زاد با لباس زر نگار
 بصورت انسان انتظام کرنے ہوئے پھر رہے تھے اور وہ لوگ بھی کہ جنکو طاعت کرنا کیا تھا اور یہاں لائے
 تھے سب خوشی خوشی بندوبست میں مصروف تھے وہ دیو زاد اور پر زراد جو کہ پہنچانے آئے تھے وہ واپس جانے کے
 انتظام میں تھے یہاں جب سب سامان درست ہو گیا طریقہ اور قاعدہ سے تو سب رشتہ تانی نے جا کر شاہزاد و نکو
 آگاہ کیا وہ شیران دشت وغیرہ صحرائے کر رہے تھے بہت سے ہی آدمی اس سے واپس آئے یہاں اگر سامان درست پایا
 ان سبکی کا ربر داری کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے حکم فرمایا کہ کرسیاں حاضر کرو ہم تھوڑی دیر بیرون بارگاہ دیکھ کر
 یہاں کی سیر کریں گے ایک نگار کا رجوئی کہ جہیں موتیوں کی جھار لگی ہوئی تھی ستون اس کے الماس کے تھے
 بر پا کیا گیا کرسیاں جو اہر نگار آستانہ کی گئیں ان پر شاہزادے جلوہ فرما ہوئے حکم دیا کہ وہ افسر حاضر ہوں
 جو کہ ہمارے ہمراہ قاف سے ہٹ کر پہنچانے آئے ہیں یہ حکم دینا تھا کہ وہ افسر فوراً حاضر خدمت ہوئے دیر کو
 طلب کر کے حکم دیا کہ ایک نامہ ہماری طرف سے خیمین حاضر پر زاد یا شاہ پر وہ پنج قاف کے تخریر کرو
 اسکا خلاصہ مضمون یہ ہو کہ ہلوگ آپ کے اقبال و عنایت و دلچسپی سے بھرپور عافیت بلا کسی زحمت اور
 تکلیف کے صحیح و سلامت بردہ دنیا پر پہنچے اور اپنے اپنی خوشی سے ان سب دیو اور پر زاد و نکو خدمت
 کیا کیونکہ اب انکی ضرورت نہ تھی اور اپنے پہنچنے کی رسید بھی انکو دی تاکہ آئیکو اطمینان ہو اگر خدا نخواستہ
 کبھی کوئی غنیمت شکر کشی کرے یا کوئی خود سر سر کشی بر کرے ہٹو فوراً آگاہ فرمائیں گاہم حاضر خدمت ہو کر
 اسکو اس کے اعمال بد کی سزا دیں گے اس امر کا ہر وقت خیال رہے اکثر دیو و پر زاد ہمارے دہانے
 چلے آنے کی خبر یا کرم و سر کشی پر کر کہیں گے لہذا انکا اس طور سے بندوبست فرمائیں گے
 کہ ہٹو طلب فرمائیں گے زیادہ مدد اب آپ اطمینان رکھیں ہم آپ کی طرف سے کسی وقت بن غافل نہیں ہیں
 سب بزرگوں کو آداب و تسلیمات پہنچے اور خورد و نکو و طاب و رازی عمر و تری درجات فوراً اسی
 مضمون کا نامہ بعد اظہار و آداب کے تخریر کر کے سہرا ب تانی کی طرف سے نام حاضر پر زاد کے
 پیش کیا شاہزادے نے ملاحظہ فرما کے دیر کو دیا دیر نے لفافہ میں بند کر کے اور مہر کر کے دوبارہ پیش
 کیا اب شاہزادے نے وہ نامہ آن افسر و نکو دیا اور فرمایا کہ اس وقت مع کل لشکر دیو و پر زاد کے
 جو کہ ہٹو پہنچانے آیا تھا بیکر طرف بردہ قاف کے روانہ ہوا اور کہا کہ یہ نامہ بادشاہ کو دینا اور ہم
 سبکی طرف سے بہت بہت سلام و بندگی کہہ دینا اور کہہ دینا کہ زبانی ہم سے سہرا ب تانی نے
 کہہ دیا تھا کہ عرض کر دینا میری طرف سے کہ اگر کسی قسم کی حضور کو ضرورت ہو تو فوراً فرمائیں گے اور
 بذریعہ تخریر کے اطلاع دیں گے میں فوراً حاضر ہوں گا اور کہت بہت آپ کی خدمت میں اور والدہ صاحبہ
 کی خدمت میں اور ملکہ عالیہ کی خدمت میں تسلیم عرض کی ہو پس اب دیر نہ کرو یہ حکم دیکر حکم دیا کہ
 تمام لشکر کو جو کہ ہمراہ آیا ہوا انعام دیا جائے اور انکو رخصت کا خلعت مرحمت ہو فوراً بموجب حکم
 سب دیو اور پر زاد و نکو علی قدر مراتب انعام دیا گیا اور افسر و نکو خلعت وہ سب سلام رخصت
 کر کے اور کل دیو و پر زاد کو ہمراہ بیکر طرف بردہ قاف کے روانہ ہوئے کیونکہ سب سامان درست تھا
 ٹھہرنا مناسب نہ جانا بدین سبب کہ عدول حکمی ہوتی سوائے ان پر زاد و دیو زاد و دیو زاد و جنوں کے
 جو ہم بارگاہ و خزانہ وغیرہ تھے کوئی دیو و پر زاد نہ تھا اب رادی ان سبکو راہ میں طرف بردہ قاف کے روانہ رکھنا ہوا
 اسکا حال آئندہ جلد ہمارم میں تخریر کریں گے جب یہ بردہ قاف میں پہنچے اور انھوں نے یہ خبر حاضر پر زاد کو دی

اور نامہ دیا اسوقت کہا گزری اور جو معرکہ اور واقعات بعد ان شانہ زادوں کے تشریف لجانیکے گذرے ہیں اور معرکہ انصاف بریزاؤں دیگر دیوانوں کو آرسے ہوئے ہیں اور یہ شانہ زوے سب اطلب انصاف بریزاؤں کے پردہ خات میں تشریف لے گئے ہیں اور ان معرکوں کو سر کیا ہی آئندہ تحریر کر لگا اگر جلد چار تم سے ترجمہ کر نیکی صاحبان مطبع کی طرف سے اجازت ملی اگر نہ ملی تو یہ حقیر ناچار ہی خاموش ہو رہے گا استقدر ضرور عرض کر دینگا بہ سب مقامات جو کہ رہ گئے ہیں سب بمثل اور نا درات ہیں اگر یہ تحریر ہوئے تو یقین کرنا ہوں اور فضل خالق سے امید رکھتا ہوں کہ ناظرین اور دفتروں کو فراموش فرما جائے اسکے رد و رد یہ حقیر معاف فرمایا جائے ناچار ہی در نہ کبھی نہ ضم کرنا مگر کیا کروں کہ یہ حکم ہے کہ اسی جلد میں سب واقعات تمام ہوں اور یہ دفتر اسی جلد پر ختم ہو جائے ناظرین مکنتہ ہیں کی خدمت میں دست بستہ تھامس کہ کہ میری عرق ریزی کو خیال فرما کر مجھ کو داد و عنایت فرمائیں شاید کوئی غلطی ہو گئی ہو تو اسکو معاف فرمائیں واجب بود عرض خود آدم بر مطلب جب شانہ زادہ سہراب ثانی آن سب بریزاؤں وغیرہ کو رخصت فرما جائے اور وہ بموجب حکم کے روانہ ہو گئے اب اس مقام پر سوا سبے بند رہ سولہ سو بریزاؤں و دہلوزاؤں و جہانوں کے جو کہ منہم و منظم بارگاہ وغیرہ کے تھے اور کوئی و بودیری نہیں رہا انکو حکم ہے کہ بصورت اسلحہ بہا قیام کرو اور کبھی ہمارے ساتھ میدان جنگ میں نہ جانا اور نہ کبھی کسی انسان کو تکلیف و اذیت دینا اور نہ ستانا اور نہ سزا دے گے اگر کوئی انسان نکو ستائے تو اسکو بجائے خود نہ سزا دینا ہمسے نکایت کرنا ہم دریافت کر کے اسکو سزا دینگے اگر خدا نخواستہ کسی حریف سے ہم مغلوب ہوں اور وہ اس بارگاہ وغیرہ پر قبضہ کرے تو ہنگامی بطاعت منحل ہمارے کرنا اس سے برسر پر غاش نہونا بجائے ہمارے اسکو خیال کرنا اگر اسکے خلاف کیا تو سزا ملیگی سب نے بسر و خیم قبول کیا اب ان سب لوگوں کو طلب کر کے کہ جگو طلسم سے رہا کیا تھا فرمایا کہ میں اب لوگوں سے خوشی دل کشا ہوں اور گدازش کرنا ہوں کہ اب لوگوں میں جو ہیں ملک کا بہنو والا ہودہ اپنے اپنے وطن کو تشریف لے جائے میں اسے زاد راہ بھی دینگا اپنے عزیز و نون و بھانوں سے ملے کسی پر جبر نہیں کرنا ہوں کہ میرے ہمراہ رہے اپنے عزیز و نئے نہ ملے بس جو جسکی خوشی ہو مجھ سے صاف طور سے بیان کر دے یہ جو شانہ زادے نے فرمایا سب نے ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ ہم تو آپ کے قدموں کو نہ ترک کریں گے ابسا آقا د مالک ہو کہ ان ملے گا آپے ہم پر بڑا احسان فرمایا کہ ہو قید سے نجات دی ہماری جان میں بچائیں ورنہ ہم اسی مقام پر چوب ترب کر رہ جاتے اور ہو نو برسوں ہو گئے ہیں کہ ہم قید تھے ہو کہ اپنے ملک بھی نہیں پا رہیں کہ جہان رہتے تھے ہم یقین کرتے ہیں کہ ہمارے عزیز و غریب مر گئے ہو گئے کوئی بھی زندہ ہو گا اگر ہو گئے بھی تو رہے ہو کہ قبول گئے ہونگے بس ہم جا کر کیا کریں آجکو جو زمین پر ہم سے گوارہ ہو گا تب شانہ زادے نے فرمایا کہ میں منع نہیں کرنا ہوں تمکو اختیار ہے اور یہ جو تھے کہنا کہ آپے ہم سب پر بڑا احسان کیا اور جانیں بچائیں تو بہ گمان تمہارا بالکل غلط ہے نہ میں اس قابل ہوں کہ کسی پر احسان کروں نہ مجھ میں بہ قدرت ہو کہ کسی کی جان بچاؤں سب کا زندہ رکھنے والا اور مارنے والا وہ ہی خداوند کریم ہے کہ جسکے قبضہ قدرت میں ہر ایک کی جان ہے اور جسکے اختیار میں عزت و آبرو ہے وہ ہی جو چاہتا ہے وہ کرنا ہے وہ ہر شے پر قادر و توانا ہے اسنے اپنی قدرت کا ملہ سے مجھ کو اس امر کی ہدایت کی کہ میں نے جا کر اس طلسم کو فتح کیا وہ برقرار رہا یہ تحریر کر چکا تھا کیونکہ یہ بیش اتنا زندہ سب کا مالک و آقا ہے جو آپ لوگوں کی مرئی بہ فرما کر جو جس مرتبہ اور عہدہ کے لائق تھا اسکو وہ مرتبہ اور عہدہ دیا جو افسری کے قابل تھا اسکو افسر کیا جو سفاری کے لائق تھا اسکو سردار کیا چند جو بدار اور بسا ول بھی مقرر ہوئے تھوڑا سا قریب چار ہزار کے لشکر بھی تیار کیا کیونکہ

پانچزار لوگ طلسم سے رہا کر کے لائے گئے انہیں سبکو طریقے سے آراستہ کیا چونکہ ایرج ایسے جہانگیر کا رازمدود
ہمراہ تھے سب سامان آنکھوں نے درست کر لیا شکر بھی مختصر برائے حفاظت مال و اسباب کے تیار کر لیا سب
پر بند و بست ہو گیا اور وہ مختصر شکر بھی طریقہ سے آراستہ کیا اب شاہزادے و ہائے لشکر بارگاہ میں آئے بارگاہ
کو خوب آراستہ کیا یا ایسی بارگاہ دیکھی کہ کبھی نہ دیکھی تھی یہ سب سامان دیکھ کر مجدد شکر بجا لائے بس جو
افسر و سردار تھے انکو اس بارگاہ میں رہنے کے موافق جگہ مرحمت فرمائی ان کو سیونہر سے غاشیہ اٹھائے
گئے یہ سردار ان کو سیونہر پہنچے جو ذنگل با پہ تخت اول کے قریب تھا اسپر ایرج ناہدار نے سہراب ثانی
کو بمرتبہ صاحبقرانی بٹھایا اور دوسرے ذنگل پر آب روئی افزہ ہوئے اپنے بعد رستم ثانی کو بھی محنت
کی آگے بعد شہر یار کو ناکہ بزرگی اور خوردی کا خیال رہا اور مرتبہ میں فرق نہ آئے سہراب ثانی کو
جو سب سے بالا بٹھا بارہ تو سب سے خور و تھے اسکا سبب راوی نے یہ بیان کیا ہے کہ لگو شکر کا صاحبقران
کہا تھا بس صاحبقران کا مرتبہ سب سے زیادہ ہوتا ہے خواہ وہ خورد ہو خواہ بزرگ ہو بس بدین سبب
سب سے اول صندلی سہراب ثانی کی مفر کی اس طور سے اس دربار کو آراستہ کیا اور سہراب ثانی
و غیرہ سے فرمایا کہ ابھی تخت پر غاشیہ پڑا رہے دو جب کسی کو اپنے لشکر کا بادشاہ کرنا اور حوالہ مل جائے
اسکو تخت پر بٹھانا اور اسکے زیر حکومت کل لشکر ہو گا اسوقت تخت پر سے غاشیہ اٹھا جائیگا شکر میں
بادشاہ کا ہونا پر ضرور ہر دون بادشاہ کے سپاہ بیکار ہوتی ہے خبر ابھی تو کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ
نہ ابھی لشکر ہے نہ سپاہ جو بادشاہ کی ضرورت ہو جب لشکر و غیرہ جمع ہو جائیگا اسوقت کسی کو خور و کر کے
بادشاہ کیا جائیگا جو کہ لائق بادشاہت ہو اور بہار رہے ہو بس کوئی شخص تجویز کرے مفر کیا جائیگا
جب اسکا وقت آئیگا ابھی کیا فکر ہے یہ کمکر ذنگل پر جلوہ گر ہوئے سب سردار و افسر قریب سے بیٹھے
چھوٹا سا ایک دربار آراستہ ہوا اور ہر مطبخ گرم تھا ایسی بند و بست میں شام ہو گئی تھی شکر میں روشنی
ہوئی ہر طرف چراغان تھا ایک گونہ شرب چراغ کی روشنی و دھوئے چراغوں کی روشنی طلسمی روشنی
اٹک تھی چونکہ وہ بارگاہ طلسمی تھی تو ہر طرف اس بارگاہ کے گرد یہ معلوم ہوتا تھا کہ نہارون شعلین
روشن ہیں نہ توئی نہ سجات ظاہر ہونے لگے کبھی گانے کی صدا آتی تھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ نہارون
بریان گارہی ہیں کہیں رقص کی صدا آتی تھی کہ کوئی معشوق لٹاڑ بیدار و انداز گت ناچ رہی ہو
ہر مرتبہ ایک نیا باغ خود بخود دربار گاہ کے تیار ہو جاتا تھا عجیب عجیب نیرنگ پیدا ہونے لگے اس
مصراف میں یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہر طرف آگ لگی ہوئی ہو کیا تعریف ہو اس بارگاہ کی اور اسکے
سامان کی عرض کر چکا ہوں کہ اگر تعریف اسکی تحریر کروں تو ایک دفتر تیار ہو جائے اب میں
اصل قصہ کو بیان کرنا ہوں کہ سہراب ثانی و غیرہ نے خاصہ نوش فرما کے خیمہ خواہ گاہ میں جا کر
آرام فرمایا خلاصہ یہ کہ وہ شب بعد عیش و طرب بسر ہوئی آخر کو سحر ہوئی نماز و غیرہ سے فراغت
کر کے بارگاہ میں تشریف لائے سرانجے اٹھا دیے گئے صبح کا وقت تھا صبح کی سیر فرمانے لگے کچھ
سردار و افسر جو کہ مفر فرمائے تھے وہ اگر ماضی دربار ہوئے اپنے اپنے مقام پر آداب و تسلیم بجالا کر
بیٹھ گئے دربار آراستہ ہوا اسوقت رستم ثانی نے سیارہ ثانی کو اپنے زور و بد طلب فرما کر فرمایا کہ
تم بہان سے شہر زریں حصار کی طرف جاؤ اور زردمان تاجدار کو ہمارے آنے سے آگاہ کرو
مگر اس طور سے آگاہ کرنا کہ سوائے اسکے اور کسی کو نہ معلوم ہو بہ راز اور کسی پر نہ ظاہر ہو اور اسکو
مع شکر کے لے آؤ سیارہ نے عرض کیا بہت خوب اسوقت شہر یار عالیہ فرمایا سیارہ ثانی سے

کہ اس امر کو ضرور دریافت کرنا کہ زرنگار شاہ و برادر زردمان شاہ و خورشید ناج گیر جنگوں میں نے
مسلمان کیا تھا مع لشکر کے وہ سب دائر اسلام میں ہیں یا بھڑکا فر ہو گئے ہیں اگر دائر اسلام میں
ہوں تو انکو بھی مع لشکر کے ہمراہ لانا زردمان سے کہنا کہ وہ کسی نہ میر سے ہمراہ لائے مگر راز کے افشا نہ ہو گیا
بہت خیال رہے یہ کہ راجہ برج نامدار و سہراب سے شہر مارنے کا کہ میں تو فرنگستان سے اپنے لشکر کو
اور پرسیا فرنگی کو طلب کرنا مگر انکے آنے میں بہانہ راز افشا ہو جائیگا اور جو مطلب ہمارا اس پر وہ
میں ہو وہ فوٹ ہو جائیگا اس میں دو سبب ہیں اول تو ہر ایک یہ خیال کر لیا کہ یہ وہ لوگ خیر خواہ
ہیں کہ جو سوائے اپنے مالک کے کسی دوسرے کی اطاعت نہیں کرتے ہیں ضرور یہ نقابدارانکے آقا
ہیں اسی سبب سے تو یہ سب مثل غلامان حلقہ بگوش کے مطیع ہیں دوسری وجہ یہ کہ جب ان
سبکو یہ معلوم ہو گا کہ ہمارا آقا و مالک جو کہ ہم سب سے پوشیدہ فقیر ہو کر کسی طرف چلا گیا تھا اور اب
تشریف لایا ہو تو ضرور وہ لوگ خوش ہونگے اور ہر ایک سے بیان کریں گے انکو عالم خوشی و مسرت میں
بالکل اس امر کا خیال نہ رہے گا کہ ہم کسی سے نہ کہیں اسی مصلحت سے میں نے انکو نہیں طلب کیا ورنہ
ممکن تھا کہ میں سیارہ کو انکے پاس بھی روانہ کرتا یا خود جاتا ہاں جب موقع ہو گا اسوقت دیکھا جائیگا
ایرج نامدار و سہراب ثانی نے جو ابد پاکہ آبکی رائے بہت ٹھیک ہو رستم ثانی نے یہ تقریر سننے کے بعد کہ میں نے
بھی انہیں سبوں سے اپنے لشکر کو خبر نہ کی تیسرے بہت بڑی وجہ تھی کہ یہ ہی نہیں معلوم کہ میرا لشکر
ہو کہاں یہ تو بھگو آپکی زبان میں معلوم ہوا تھا کہ جب آپ حسب الطلب برائے ملک حاکم قلعہ قمر بخش آئے تھے
تو اسی زمانے میں وہ لوگ آپکے پاس جاتے تھے کیونکہ میرا حکم تھا کہ تم بعد میرے میرے بھائی کے پاس فرنگستان
میں چلے جانا چنانچہ سہراب بن لندھو حسب حکم میرے آدھرو کو مع لشکر چلا تھا کہ آپسے راہ میں
ملاقات ہوئی اور جب آپکو میرا حال معلوم ہوا تو آپ بھی فقیر ہو کر چل کھڑے ہوئے پس نہ معلوم وہ
لوگ کہاں گئے اور کس طرف میری تلاش میں سرگردان ہیں جبکہ کچھ پتہ و نشان نہیں معلوم تو ایسی حالت میں
کیونکہ انکو طلب کیا جائے میں نے ان سبکو خوار چھوڑ دیا اگر اسکی مرضی ہوگی تو وہ مجھ سے مل جائیں گے ایرج و شہیار
و سہراب ثانی نے جواب میں کہا کہ ہم کو یقین ہے کہ یہ سب لوگ ہم سے اسوقت ملینگے کہ جب بدیع الملک کے مقابلہ
سے فراغت پا کر اپنے کو ظاہر کریں گے اسوقت ان سب سے ملاقات ہوگی کیونکہ جب یہ ہمارے حالات سے
آگاہ ہونگے ان بھی ان سب سے اس امر کا پوشیدہ رہنا اچھا ہو زردمان وغیرہ کو جو طلب کیا ہو انکو میں خود بھی
سمجھاؤنگا اور یہ لوگ نونو مطیع ہوئے ہیں جو ان سے کہا جائیگا وہ بہ قبول کریں گے اور اطاعت بھی خوب کریں گے
دوسرے بہ اور حالات سے ہمارے اور ہمیشہ سے واقف بھی نہیں ہیں خوب جی دیکھ لیں گے اور وہ لوگ بدین سبب پاس
بھی کریں گے کیونکہ انکے نزدیک جیسے ہلوگ ویسے وہ لوگ وہ لوگ بہ خیال کریں گے کہ یہ سب ایک ہیں اسوقت
کسی سبب سے باہم نزاع ہو کر کل بھر باہم میل ہو جائیگا بس ایسی حالت میں ہم کیوں وہ کام کریں جو کہ ہماری
طرف سے ان سبکو خیال بد ہو اور یہ خیال ان سب کا درست ہو یہ لوگ اس حال سے آگاہ نہیں ہیں انکا ہمراہ ہونا اس
سب سے اچھا ہے کہ سیکر سیارہ ثانی سے فرمایا کہ اب تم جاؤ عرصہ نہ لگاؤ پس سیارہ ثانی اسباب ہنر سے آراستہ ہو کر
نقابیلے ہوئے طرف شہر زرنجین حصار کے روانہ ہوا راوی بیان کرتا ہے کہ ایک نامہ بھی رستم ثانی کے لئے ان مضمون
کا نام زردمان تاجدار تحریر کیا تھا کہ ای زردمان تاجدار یا شاہ زرنجین حصار آگاہ ہو کہ وہ جو درویش تمہارا
شہر میں آیا تھا جس نے پہلوان اثر رنگ کو ہلاک کیا تھا اور تمہارے سپہ سالار تقیل دیو پرور کو زبرد کیا تھا اور
تمہارے فرزند تو مان تاجدار کو قتلون سپہ گری تعلیم کی تھی جسکے لیے میں نے بیرون شہر کیہ آراستہ کیا تھا اور آٹھون

دن میل ہونا تھا جسے تلواریہ منالالت سے لگا کر شاہراہ ہدایت پر پہنچایا تھا یعنی تم سب کو خدا پرست کیا تھا تاکہ شیطان
 کے وسوسوں سے نجات دی تھی تم بخوبی اس حال سے آگاہ ہو اسی زمانہ میں ایک دیو بھگوان پر وہ قاف کو اٹھا لیا گیا
 تھا کیونکہ قاف میں ایک بادشاہ تھا کہ اسکا نام اختر بریزا دیو اس کے سپہ سالار نے اس پر لشکر کشی کی تھی بلکہ اسے
 بھگوان ایک دیو بھی لکھا تھا اسکا باپ تھا بن نے جا کر اس دیو کو کہ جب کا نام پامان تھا اس وقت دیو اسکو زیر کیا اس صلہ
 میں اختر بریزا نے اپنی دختر مضرب پری کے ہمراہ میرا عقد کیا کیونکہ وہ میرے خاندان اور میری فوت اور میری
 حالت سے واقف تھا میں اتنے زمانہ تک وہاں رہا اس پری کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا کہ جب کا نام
 سہراب ثانی رکھا تھا اس دیو پامان نے مکر سے بھگوان ایک طلسم اس مقام پر چل جرائع سیلانی نام تھا اس میں
 بھنسا دیا اور پھر لشکر کشی کر کے اپنے بادشاہ پر آیا اسی زمانہ میں میرے برادر بھجان برابر میری فقیر ہو نیکی
 حالت میں تھے اور فقیر ہو کر اپنے لشکر سے چلے گئے کہ وہ تمہارے ملک پر اس وقت آکر پہنچے کہ جب تمہارے بھائی
 زرنکار شاہ نے لشکر کشی کی تھی اور تم ان کے ہاتھ سے پریشان ہو کر قلعہ بند ہوئے تھے میرے بھائی نے کہ
 جب کا نام شہر پور ہو ملک مسلمان اور اسکو کافر پکار کر تمہاری ملک کی اس کے لشکر کو شکست دیکر اسکو مع اس کے لشکر
 کے مسلمان کیا اور نئے انکی بہت عزت و آبرو کی درویش خیال کر کے اور اسی نیکے کو انھوں نے بھی آباد
 کیا کہ جہان میں مسکن گزین ہوا تھا جنانچہ بعد کچھ عرصے کے اختر بریزا نے انکو بھی طلب کر لیا پھر بعد کچھ عرصے
 کیونکہ اہل نجوم نے اسکو خبر دی تھی کہ جہان سے آئے ان شاہ صاحب کو انھوں اسکا باپ تھا اسی نیکے برادر ایک
 درویش آئے ہیں جو کہ اسی خاندان سے ہیں جس جب تک وہ نہ آئینگے یہ درویش شکست نہ کھا بیگا جنانچہ وہ بھی
 برودہ قاف کو چلے گئے تھے انھوں نے جا کر دیو پامان کو زیر کیا اور میرے فرزند کو نون سپہ گری تعلیم کیے
 دیو پامان نے ان کے ساتھ بھی لڑ کر کیا انکو بھی بعد ایک عرصہ دراز کے اسی طلسم میں بھنسا یا پھر لشکر کشی کر کے اختر بریزا
 پر جلا پھر فرزند سہراب ثانی جو ان ہو چکا تھا اسے میدان میں آکر دیو پامان کو قتل کیا مع اسے قلعے کے اور
 طلسم کو فتح کر کے ہم سب کو رہا کیا بہت کچھ مال و اسباب ملا آگاہ ہو کہ وہ اس وقت کا صاحبقران ہی تھو تو قسیم
 ہونا ہوئے فوراً مع لشکر کے حاضر خدمت ہوا دربار ان کے قدم کو بوسہ دوا در اگر زرنکار شاہ وغیرہ مسلمان ہون
 تو انکو بھی اپنے ہمراہ لیتے آؤ ہم اب پردہ دنیا پر آئے ہیں اور اس امر سے بھی آگاہ ہو کہ ہم سب خاندان تھو صاحبقران
 سے ہیں ان کے پوتے برونے ہیں ان کے زور و طاقت کے ورثہ دار ہیں ہم فقیر نہیں ہیں نہ ہمارے بھائی فقیر تھے ہم
 و دونوں بھائی برونے ہیں حمزہ صاحبقران کے کہ چکی تھے زور و طاقت کی حالت میں تھی ہوگی کہ جنھوں نے تمام عالم میں
 نشان اسلام کو بلند کیا اور جنگ نام سے شیران دست کے اندام میں عرشہ برپا ہو چکی تلواریہ کے زور سے دیوان
 قاف فرار کرنے ہیں جنگے نعرے کی صدا ان کے بند بند ہلو ان جہان کے کانپ جائے ہیں جنگے خوف سے ہر دم گور
 ہو چکے ہیں اس قدر سام و نریمان و رستم و زالی نے نہ گونجے تیر کو اختیار کیا اور وہ ان کفن میں ملنے کو
 پوشیدہ کر لیا اس حالت پر انکی یہ حالت ہوتی ہے جب نعرے کی صدا سننے میں نہ کفن میں کانپ جلتے ہیں ہم اس شیلور
 جو ان کے پروتے ہیں کی جگہ تپ تپ سیل تن و پیل کن کہند کہ پیتیاں فرنگی برہم زن تخت مزروق شاہ
 فرنگی علم شاہ رومی جس شیر نے بیل سمیت لندھو ایسے ہمار کو اٹھا لیا تھا ہم اس بہادر کے پوتے
 ہیں کہ جب کا نام ملک قاسم اعلیٰ خشتان خونریز خاوری ہے جس بہادر نے سات برس کے سن میں
 طلسم افرسیابی کو فتح کیا اور ہمارے دن تعاقب کر کے ترک نوسن ملیا تی کو بارگاہ خسرویی میں بیک
 ضرب تیغ بیدریغ و زور کا سے کیے ایک کا بھی منہ نہ بڑا کہ انکو روکے وہ شیرانہ و تنگنا نہ اسکو قتل
 کر کے بیرون بارگاہ تشریف لائے اسی طور سے چالیس شیخون لشکر تقابریک و تمہارے لشکر کا ستھرا

کرو با اسکی دختر نیک اختر کو نکال لائے کہ جبکہ بطن سے ہمارے پیر بزرگوار ایرج نامدار پیدا ہوئے آگاہ
 ہو کہ میں ایرج نامدار کا فرزند ہوں میرا نام رستم ثانی اور میرے جانی کا نام شہر یار غالیو قار ہے
 اس نئے من میں اپنے خاندان کا کیا حال تحریر کروں اور اپنے بزرگوں کی شجاعتوں کا کیا ذکر کروں میرے
 باپ نے وہ وہ معرکے سر کیے ہیں کہ جو بڑے بڑے بہادر زمین سر کر سکتے ہیں خلاصہ جبکہ یہ کہنا محققان
 کے لقب سے مشہور ہوئے جو کہ حمزہ صاحبقران اسوقت میں صاحبقران تھے اور وہ میرے باپ کے
 بزرگ اور دادا تھے بدین سبب یہ صاحبقرانی سے دست بردار ہوئے مگر ہر مقام پر اور لوگوں سے یہ زبردست
 رہے مگر آگاہ کیا جاتا ہے کہ ہم اس خاندان بزرگ سے ہیں اس زمانے میں ہم اپنے حال کو ظاہر کرنا
 مناسب نہ سمجھتے تھے اور کچھ باہم جھمک تھی جس سبب سے فقیر ہو کر نکلے تھے مگر اس خیال میں بھی خداوند کریم
 کے فضل سے کبھی سے کم نرم ہے اور اسکی راہ میں جہاد کیا کہے جو کہ ہم سے اور ہمارے عزیز و فیسے کو فساد تھا
 بس ہم یہ خیال کر کے فقیر ہوئے تھے کہ جب تک اب ہم اور لشکر اپنے قوت بازو سے نہ پیدا کر لیں گے اور اسکی
 راہ میں جہاد کر کے ملکوں کو فتح نہ کر لیں گے اسوقت تک کسی پر ہم اپنے حال کو ظاہر نہ کرینگے چنانچہ
 خداوند کریم نے اپنے فضل و کرم سے ہمارے حسب و خواہ ہمارے خواہش کو پورا کیا بس ہم نے
 اپنے کو ظاہر کیا اور میرے برادر بکان برابر میری فقری کی حالت سننے میری تلاش میں نکلے تھے چنانچہ
 رب اکبر نے انکو بھی ہم سے ملا یا اب ہم سب اس رب کریم کے فضل و الطاف سے ایک جا ہو گئے لہذا
 ملو لکھا جاتا ہے اور خبردار کیا جاتا ہے کہ وہ عہد ذیل رب جلیل میں ہی ہوں جو کہ درویش بنکر
 تمہارے ملک میں آیا تھا اور تمکو مسلمان کیا تھا بس تم بغور دیکھتے اس نامہ کے مع لشکر کے
 میرے پاس آؤ میرے چار کے ہمراہ یہ تمکو میرے پاس لے آئیگا اور زرنگار شاہ اور فرد کو
 بھی لینے آؤ کیونکہ انکے آقا بھی یہاں موجود ہیں مگر اس امر کا ضرور خیال رہے کہ یہ حال کسی پر
 نہ ظاہر ہو کہ ہم یہاں آئے ہیں اور کوئی ہماری حالت سے آگاہ نہ ہو راز کسی پر منکشف نہ ہو ورنہ بڑی
 خرابی ہوگی ہم نے تمکو اپنا رازدار خیال کر کے تمہارا اس امر کو ظاہر کیا ہے اس امر کے پوشیدہ رکھنے
 کی ایک وجہ ہے جب تم یہاں آؤ گے تو تمکو اس امر سے آگاہ کیا جائیگا نامہ میں تحریر کیا مصلحت
 نہ تھا ورنہ اس امر کا ضرور خیال رہے کہ اس نامہ کو تخلص میں پڑھنا اور بعد پڑھنے کے چاک
 کر ڈالنا تاکہ کسی پر ظاہر نہ ہو اس راز کے پوشیدہ رکھنے کی بہت کوشش کرنا بخوشی تحریر کو بہت
 خیال کرنا اگر نامے کی تحریر عمل نہ کر دے تو بچنا و گے آئندہ تمکو اختیار ہو تو اب آخرت سے محروم
 رہ جاؤ گے سعادت جہاد سے مایوس ہونا بڑے گناہ آئندہ تمکو اختیار ہو زیادہ والسلام
 راوی بیان کرنا ہو کہ یہ نامہ تحریر کر کے سیارہ ثانی کو دیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہ نامہ زردان
 کو تخلص میں دینا اور سب حال سننے آگاہ کرنا اور اس امر کو پوشیدہ کر کے بہت تاکید زبانی کرنا
 بلکہ نامہ اپنے سامنے چاک کر ڈالنا راوی کا قول ہے کہ سیارہ ثانی نامہ دیکر طرف شہر زرچین
 کے روانہ ہوا ہے اسکو راہ میں رکھا جاتا ہے کہ اسکا حال آئندہ تحریر ہوگا اب یہاں کا حال
 نہ قیم ہوتا ہے راوی بیان کرنا ہو کہ جب رستم ثانی وغیرہ سیارہ ثانی کو طرف زرچین
 کے روانہ کر چکے بعد جانے سیارہ ثانی کے سرانجام بارگاہ انھوں کر سیر صحرا کرنے لگے یہ سیر
 کر رہے ہیں اب یہاں کا حال ملاحظہ فرمائیے کہ جہان بہ لوگ فردکش ہیں کہ یہ کون مقام ہے
 اور یہ صحرا اسکی عملداری میں ہے اور یہاں کا بادشاہ کون ہے اور کیا نام رکھتا ہے اور اسکا مذہب

کیا ہوا درگستہ بر سپاہ و لشکر اسکے پاس ہو ناظرین عالی قیام نازک خیال پر واضح ہو کہ راوی نے یوں بیان کیا
 ہے کہ جس صحرا میں رستم نامی وغیرہ نذر کش ہوئے ہیں اس صحرا کا نام دشت مصر و فیہ ہوا و بیشہ مصر و فیہ
 بھی کہتے ہیں اس بیشہ میں ایک دیوانہ رہتا ہے کہ اسکا نام مصر و ف و دیوانہ ہر بار دست اور بہادر ہے
 شل دیو کے قوی ہیکل ہے جالینس ہزار دیوانے اسکے ہمراہ ہیں ایسا بہادر ہے کہ شہر حوالی کو ایک مرت دشت
 سے ہلاک کرنا ہے پہل دست کو شل بھول کے اٹھا کر جب زمین پر دے مارتا ہے تو اسکے آنسو ان سرسہ سا ہوجاتے
 ہیں کوئی درندہ وغیرہ اس بیشہ میں اسکے خوف سے نہیں رہتا ہر شیران دشت سے اس دشت کا رہنا
 ترس کر دیا ہے کوئی انسان یا حیوان اس طرف نہیں آتا ہر وہ دیوانہ بیشہ دیوان رہتا ہے دیوان کا جو بادشاہ
 ہے اسکی طرف سے وظیفہ مقرر ہے جب کوئی مہم بادشاہ کو درپیش ہوتی ہے تو دیوانے کو اس مہم پر روانہ کرتا ہے
 دیوانہ اس جنگ کو سر کر کے جلا آتا ہے گو یا دیوان کے بادشاہ کا وہ سپہ سالار ہے اس دیوانے کے خوف
 سے کوئی بادشاہ دیوان کے بادشاہ و لشکر کشی نہیں کرتا ہے حالت اس دیوانے کی یہ ہے کہ جس مقابلہ پر گیا
 بد دن نچ و ظفر کے واپس نہ آیا آج تک کسی مقابلہ میں اسے شکست نہیں پائی ظفر سر دست ہاتھ آلی اس
 دیوانے نے اپنا مسکن اس بیشہ کو مقرر کیا ہے نہ وہ کوئی حربہ رکھتا ہے نہ خود و نہ رہہ بنتا ہے صرف ایک
 چوب دست اسکے پاس ہے آہنی جو کھ تیرا سو من کی ہے وہ ہی چوب دست لیکر دست مقابلہ کرتا ہے وہ
 حربہ اسکا بے پناہ ہے جس پر بڑا بھر ہلکا اسے پانی نہ طلب کیا اس سے پناہ پانا دشوار ہے اس قدر وہ دیوانہ
 قوی ہے کہ اس چوب دست کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر اور گر دشن و دیگر حریت برنگاتا ہے و دوسرے
 ہاتھ سے شرکت کی ضرورت نہیں ہوتی ہے اور جو دیوانے اسکے پاس ہیں وہ سب زیر کردہ اس دیوانے کے
 ہیں انہیں ایک ایک اپنے وقت کا رستم و اسفندیار ہے دیو کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے ہیں انکا طریقہ یہ ہے
 کہ جہاں انھوں نے سنا کہ کوئی لشکر یا سوداگر اور ہر سے جاتا ہے بس انہیں سے سود و سوغے اس قافلہ
 کو خواہ لشکر کو غارت کیا مال و اسباب پر قبضہ کیا اپنے مقام پر لے آئے حصہ بانٹ کر لیا بس اس طور سے وہ
 اپنی بسر کرتے ہیں اسی سبب سے نہ اور ہر سے کوئی سوداگر جاتا ہے نہ قافلہ مگر اس امر کا خیال رہے کہ
 کبھی اس اقلیم کے بادشاہ کے لشکر کو نہیں غارت کیا ہے جب سے باہم عہد و بیان ہو گیا ہے اسکا قصہ یہ ہے کہ
 ایک زمانہ میں یہ دیوانہ جب بہانہ اگر مفیم ہوا تھا تو اسے اس صحرا کو بہت ویران و بکھا بس یہ یکہ دہنا
 جو بدست لیکر اس صحرا سے جو شہر کے قریب سے جلا گیا جسکا ذکر میں آئندہ حوالہ فلم کر دنگا و راہل نہر
 کو قتل کرنا شروع کیا تاہم شہر میں قدر چھ گیا لوگ بھاگنے لگے یہ نیر بادشاہ شہر کو ہوئی آئے اس
 دیوانے کی گرفتاری کے لیے حکم دیڑی بڑی کوشش کی مگر دیوانہ اس پر ضوانہ قتل بلکہ بہت سا لشکر بادشاہ
 کا کام آیا سپہ سالار جو کہ بہت زیر دست تھا اور بادشاہ اسکو بہت عزیز رکھتا تھا اس یوانے کے ہاتھ نے
 مارا گیا جب بادشاہ بہت پریشان ہوا تو وزیروں سے صلاح کی کہ کیا کرنا چاہیے انھوں نے صلاح دی تھی
 کہ اس سے دریافت کیا جائے کہ اسکی مرضی کیا ہے جب دیوانہ سے دریافت کیا گیا تو اسے بیان کیا کہ
 اپنے بادشاہ سے کمد و کہ اس صحرا کو برے لیے گلزار بنا دے میں اس میں رہوں گا اپنا مسکن بناؤں گا
 اور میرے واسطے دس ہزار روپیہ ماہوار می مقرر کرے تو میں اس شہر کے غارت سے دست بردار
 ہوتا ہوں ورنہ تمام شہر کو غارت کر دوں گا اور بادشاہ کو قتل کر کے خود حکومت کر دوں گا جب یہ آئے
 اپنی خواہش ظاہر کی تھی تو جو لوگ دریافت کرنے کو اسکے پاس آئے تھے انھوں نے جا کر بادشاہ
 سے اس دیوانے کی خواہش کو بیان کیا تب بادشاہ نے وزیروں و مشیروں سے رائے لی

کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیے سب نے اسے دیکھ کر کہ جو دیوانہ کتا ہوا اسکو قبول فرمائیے مگر اس شرط کے ساتھ
 کہ اس سے کہیے کہ وہ اس امر کا اقرار کرے کہ ہمارے سپاہ و لشکر کو اور شہر کو اب کبھی نہ تباہ کرے
 بلکہ جو کوئی خفیہ ہتھیار کشی کرے اسے اس سے مقابلہ کرے ہماری طرف سے اس سے یہ ہوگا کہ اگر
 بادشاہ کوئی آپ پر لشکر کشی نہ کرے گا اگر کرے گا اس دیوانے کے ہاتھ سے قتل ہوگا کیونکہ یہ بہت زبردست
 ہے یہ آپکو سپہ سالار خوب ہاتھ آیا ہوا ہے اسکے ذریعہ سے بہت سے ملک آپ کے ہاتھ آئینگے آپکی حکومت کو
 ترقی ہوگی آپکے سپہ سالار سے یہ بہادر ہے جو کہ مارا گیا ہوا ہے اسکے ہاتھ سے یہ اسے بادشاہ کو بھی پسند آئی
 دیوانے کے پاس یہ نام اسی طور سے بھیجا دیوانہ نے سنے جو اب دیا کہ میں نے قبول کیا مگر ایک شرط کے ساتھ
 کہ جو کوئی اس شہر پر لشکر کشی کرے آئیگا اس سے مقابلہ کر دینگا اگر بادشاہ یہ چاہے کہ مجھ کو ہمراہ لیکر خود اور
 ملکوں پر لشکر کشی کرے اس حالت میں میں شراکت نہ کر دینگا میں اپنے مقام سے حرکت نہ کر دینگا ہاں
 شہر کی حفاظت میرے تعلق ہے اگر اس طور سے بادشاہ کو منظور ہو تو میں موجود ہوں خلاصہ یہ کہ اسی طور سے
 باہم عہد و پیمان ہوئے تھے بادشاہ نے اس صحرا کو مثل باغ کے تیار کرادیا تھا جان کہ دیوانہ مسکن گزین
 ہوا جسکی تعریف میں سابقین میں تحریر کرچکا ہوں جان رستم ثانی و غیرہ فردکش ہیں یہ سب شانزہ
 مع مال و اسباب کے فردکش ہیں اس مقام سے اور جان دیوانہ رہتا ہے دو کوس چھٹا ہوا صلہ ہے
 اسدن سے دیوانہ اس صحرا میں رہنے لگا تھا یہی شہر سے دست بردار ہو گیا اس ہزار روزیہ باہواری خزانہ
 شاہی سے اسکے پاس جانے لگا جتنا بچہ جب سے اسی عہد و پیمان پر عمل ہوتا جلا آتا ہے جو بادشاہ ہل رسیدہ
 اور لشکر کشی کر کے آیا وہ ہاتھ سے دیوانے کے مارا گیا اس ملک پر بھی یہاں کے بادشاہ کا قبضہ ہوا اس
 صحرا کو محراب مصر و فیمہ کہتے تھے جب سے دیوانہ مسکن گزین ہوا تھا اسدن سے ہمیشہ مصر و فیمہ لکھا گیا
 تھا کہ یہ کہ مصر و فیمہ دیوانہ جو کہ بہت زبردست مثل ہل مست کے ہر حرام کے لئے کھا کھا کر
 قوی تن ہوا ہے اس صحرا میں رہتا ہے جان کہ سہراب ثانی نے اپنا خیمہ و غیرہ برپا کرایا ہے انشا اللہ
 دیوانے کا حال آئندہ تحریر ہوگا اب میں حال دیوانے کے بادشاہ کا حوالہ قلم کرتا ہوں اس امر کا بھی
 خیال رہے کہ دیوانے کا کوئی مذہب نہیں ہے لاندہب ہوا اور جو دیوانے اسکے پاس ہیں وہ سب
 بھی لاندہب ہیں اور ایسوں کا مذہب کیا ہو جو کہ اپنے آپ میں منون جکے حواس خمسہ بجا منون
 بسوخت جو جی میں آیا وہ کر گذرے انکے نزدیک سب امریکسان ہیں اب ناظرین دیوانے کے
 بادشاہ کا حال ملاحظہ فرمائیں کہ دیوانہ کون ہے اور کیا ملت رکھتا ہے اور کو ملک اسکے
 قبضے میں ہیں یہ امر بھی ناظرین پر واضح طور سے ظاہر کر دینا مجھ فرض ہوتا کہ کوئی امرہ نہ جائے
 راوی کا قول یہ ہے کہ اس وقت و صحرا کے قریب باج کوس کے فاصلے پر ایک شہر نہایت وسیع و آباد
 ہے کہ نام اسکا شہر مصر و فیمہ ہے اور بادشاہ شہر کا نام مصر و فیمہ کلاہ ہے یہ بادشاہ خود بھی بہت
 زبردست ہے اور اسکے سردار و لشکر و افسر سب بھی نہایت قوی اور زبردست ہیں
 شہر نہایت آباد ہے رعایا بادل شاد ہے ہر وقت ہر گلی کوچہ میں مجمع اہل شہر کا رہتا ہے کٹورہ
 ہر وقت بجا کرنا ہے اہل شہر سب حسین ہیں خوش پوشاک ہیں گو حاکم شہر مسلمان نہیں ہے
 مگر رعایا پر در منصف عادل سپاہ بھی نہیں لاکھ رکھتا ہے بڑے بڑے افسر و سردار ہیں
 فقیر کا نام اس شہر میں نہیں ہے ہر ایک خوش ہے رات دن چمچے رہتے ہیں جلسے آراستہ رہتے
 ہیں ناچ و گانا ہوا کرتا ہے بادشاہ جو انصاف پرور ہے تو شب رعایا خوش ہے ہر ایک اپنے

بادشاہ کی سلامتی کی دعا کرنا ہو اپنے مذہب کے موافق راوی بیان کرنا ہو کہ شہر مصر و فہم کے متعلق سات شہر میں ہر شہر کی رعایت دل نشاد و آباد ہو مصر و فہم ان سکا دار السلطنت ہونے نام یہ ہیں صفدریہ منصور یہ حضور یہ مسرور یہ جمہوریہ جمالیہ شمالیہ ہر شہر میں قریب دو لاکھ کے سیاہ ہو ہر ملک زر زر ہر آبادی کی کثرت ہو عمارت بہت عمدہ اور تختہ ہو مصروف شاہ جو کہ حاکم مصر و فہم ہو وہ ان سب ملکوں کا حاکم اعلیٰ ہو مصروف شاہ کے تین فرزند ہیں اور ایک بھائی اسکے نام راوی نے یہ بیان کیے ہیں حضور کج کلاہ منصور کج کلاہ جمہور کج کلاہ برادر مصروف شاہ کا نام صفدر کج کلاہ ہو مصروف شاہ نے یہ طریقہ ایجاد کیا ہو کہ اپنے بھائی صفدر کج کلاہ کو تو شہر صفدریہ و شمالیہ کا حاکم کیا ہو اسے دو ملک اپنے بھائی کو دیے ہیں وہ حکومت کرنا ہو بہت بڑا عادل و منصف و رعایا پرور ہو ہر سال بھائی کے پاس برابر خراج بھیجے جاتا ہو چار لاکھ سیاہ چنگی ہر وقت دو لون ملکوں میں موجود رہتی ہو یعنی دو دو لاکھ ہر ملک میں صفدر کج کلاہ برادر مصروف کج کلاہ بڑا بہادر و جوانمرد ہو واقعی اپنے وقت کا سنم ہو دوسرے بہادر و دست ہو اسکی جو فوج کے افسر و سردار ہیں وہ بہت اس سے خوش ہیں یہ ایسا بہادر ہو کہ شہر کو زندہ بوقت شکار اسیر کرتا ہو جس جب کوئی وقت پڑتا ہو یعنی کوئی لشکر کشی کر کے اسکے ملکوں پر آتا ہو یہ خود ٹھکر مقابلہ کرنا ہو بھائی سے ملک کا خواستگار نہیں ہوتا ہو اور جہت کو شکست دیکر بھاگتا ہو یا مان اگر کوئی مصروف شاہ پر لشکر کشی کر کے آتا ہو تو یہ ضرور براے ملک برادر جاتا ہو اور شریک ہوتا ہو بلکہ مصروف شاہ خود طلب کرنا ہو یہ اپنے بھائی کو شہنشاہ کر کے نامہ و پیام میں یاد کرنا ہو یہ تو برادر مصروف شاہ کی حالت تحریر ہوئی خلاصہ جسکا یہ ہو کہ یہ دو لون ملک مصر و فہم کے ماتحت ہیں فرزند کلان جو مصروف شاہ کا ہو جسکا نام جمہور کج کلاہ ہو اسکو مصروف شاہ نے شہر جمہوریہ و جمالیہ کا حاکم کیا ہو یہ بھی مثل اپنے چچا کے عادل اور بہادر و دست ہو اسکے پاس بھی چار لاکھ سیاہ ہر وقت مسلح و مکمل موجود رہتی ہو اسی طریقے سے کہ دو دو لاکھ ہر ملک میں ہر مثل صفدر کج کلاہ کے کسی حریف سے بدن کیسکی ادا دے مقابلہ کرنا ہو بڑا جرمی و شجاع ہو اسکی شجاعت کی دھاس ہو یہ بھی ہر سال خراج دو لون ملکوں کا باب کی خدمت میں روانہ کرنا ہو اور جب کوئی غلام مصر و فہم پر لشکر کشی کر کے آتا ہو تو یہ بھی باب کی جا کر ملک کرنا ہو باب کو یہ بھی شہنشاہ کہتا ہو اور مصروف شاہ کے تابع حکم ہو اور جو مذہب مصروف شاہ کا ہو وہ ہی اسکا ہو اور تمام اہل شہر کا ہو اور وہ ہی مذہب برادر مصروف شاہ کا ہو خلاصہ یہ کہ یہ آٹھون شہر کے بادشاہ اور اہل شہر کا ایک مذہب ہو دوسرا فرزند جو مصروف شاہ کا ہو جسکا نام منصور کج کلاہ ہو یہ اپنے چچا اور بھائی سے بہت بہادر ہو اور شجاع اور حسین بھی ہو ان دو لون سے اسکو مصروف شاہ زیادہ جانتا ہو شہر منصور یہ و مسرور یہ کا بادشاہ کیا ہو دو ملک اسکے زیر حکومت ہیں بہت زر زر ہیں چار لاکھ سیاہ اسی طریقے سے اسکے بھی زیر حکم ہو رعایا اس سے بھی بہت خوش و خرم ہو یہ بھی مثل اپنے بھائی اور چچا نے حکومت کرنا ہو اسی طریقے سے یہ بھی خراج رعایت کیا کرنا ہو اور جب ضرورت ہوتی ہو تو یہ بھی اپنے باب کی مع لشکر کے ملک کرنا ہو راوی بیان کرنا ہو کہ ان ملکوں میں کچھ ایک ملک دوسرے ملک سے بہت دور نہیں ہو اور نیز زیادہ فاصلہ ہر طرف پانچ پانچ کوس کا فاصلہ ہو یعنی ہر شب ملک مصر و فہم سے پانچ کوس کے فاصلے پر واقع ہوئے ہیں شہر صفدریہ و شمالیہ جہاں بادشاہ صفدر کج کلاہ ہو شہر مصر و فہم کے شمال کی طرف ہو پانچ کوس کے فاصلے پر مگر یہ

و دونون شہر باہم ملے ہوئے ہیں اسی طرز سے جمہوریہ و جمالیہ جنوب کی طرف مصر و فیہ کے واقع ہوا ہے وہی
 قاصدہ باج کوس کا ہے یہ دونون ملک بھی باہم ملے ہوئے ہیں منصوریہ و مسرویہ یہ دونون ملک مصر و فیہ کے
 مغرب کی سمت واقع ہوئے ہیں اسی باج کوس کے فاصلہ پر مگر باہم ملک ملے ہوئے ہیں انہیں کچھ فاصلہ نہیں ہے یہ ملک
 حضور یہ یہ ملک مصر و فیہ سے ملا ہوا اور ان سب ملکوں کے بیچ میں واقع ہوا ہے اور اسی طور سے مصر و فیہ اور ملک
 حضور یہ بہت وسیع ملک ہے اور زر زر پر بھی ہے چنانچہ مصروف شاہ نے اپنے چھوٹے فرزند حضور کی جگہ
 کو وہ ملک دیا ہے اور مصر و فیہ بھی وہ بھی حکومت نہیں کرتا بلکہ مصروف شاہ خود ان دونون شہروں کی حکومت کرتا
 ہے چھوٹے فرزند سے الفت زیادہ رکھتا ہے کیونکہ یہ بہت حسین اور خوبصورت لڑکی اپنے بھائیوں سے اور چچا سے ہے اور ان سے
 زیادہ تر جری و شجاع و خلیق و لائق ہے ایسا بہادر ہے کہ سب اسکو رستم مصر و فیہ کے نام سے ملقب کرتے ہیں
 اسے اکثر صحرائین جاکر فیضان صحرائی کو یکہ و تنہا ہلاک کیا ہے اسی سبب سے اسکا لقب رستم مصر و فیہ ہوا ہے
 تمام سپاہ اس کے ماتحت ہے و دونون ملکوں کی ایسا بہادر ہے کہ باوجود اس کے کہ اس کے بھائی اور چچا خود بہادر ہیں
 مگر اسکی قدر کرتے ہیں کیونکہ باپ نے اسکو وہ ملک دیا ہے کہ جو دارالحکومت ہے اور بہت زر زر پر ہے مگر
 کسی نے کچھ اعتراض نہیں کیا سب خوش ہیں بس حاکم مصر و فیہ نے اپنے فرزند خور و کے شہر مصر و فیہ
 میں رہتا ہے اور بادشاہت کرتا ہے فرزند خور و ہمہ وقت اسکی خدمت میں حاضر رہتا ہے باپ کا تابع فرمان ہے
 مصروف شاہ بھی اس سے محبت رکھتا ہے کسی وقت باپ سے دور ہونا گوارہ نہیں کرتا ہے یہ پدر و پسر
 ایک روح و دو قالب ہیں سبب اسکا یہ ہے کہ یہ بہت خوبصورت ہے اور خلیق اور نہایت دلیر ہے اور خلقت آدم
 سے اب تک یہی طریقہ چلا آتا ہے کہ والدین چھوٹے لڑکے سے ہمیشہ محبت کرتے ہیں بس اسی طریقے سے مصروف شاہ
 کو یہ فرزند بہت عزیز ہے دوسرے حسین ہونے سے اور زیادہ انس ہو گیا ہے تیسرے اسکی اطاعت کرنے سے
 بھی عزیز ہوا ہے ان سب وجوہات سے مصروف شاہ اس فرزند کو عزیز رکھتا ہے اور دارالسلطنت اس کے
 لیے مقرر کیا ہے کہ بعد میرے یہاں کا حاکم ہوا اور حکومت کرے اور سب اس کے تابع فرمان ہوں نہ حضور یہ
 و مصر و فیہ اس کے پائے نام کیا ہے یہ ملک اس فرزند کے نام سے آباد کیا ہے کیونکہ جب پیدا ہوا ہے تو اس
 ملک پر مصروف شاہ نے فتح پائی ہے بس اسی کے نام سے شہر کیا ہے و لاکھ سپاہ حضور یہ میں بھی ہے اور
 چار لاکھ مصر و فیہ میں جملہ چھ لاکھ سپاہ ہے اور حضور یہ سمت مشرق مصر و فیہ کے واقع ہوا ہے ان سب
 ملکوں سے زیادہ آباد ہے خلاصہ یہ کہ مصروف شاہ مع اپنے فرزند خور و کے بیعت و عشرت حکومت
 کرتا ہے اب رہا یہ امر کہ ان سب کا دین و مذہب کیا ہے راوی نے بیان کیا ہے کہ تھوڑے عرصے سے یہ
 سب آفتاب پرست ہو گئے ہیں ورنہ یہ سب پہلے تقابریست تھے تقاسے لے بقا کو بتا خدا جانتے
 تھے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ یہ سب ہمیشہ سے تقابریست تھے انکو کل حال تقا کی جنگ و بیکار کا
 تذریعہ و خبر کے معلوم ہوتا رہتا تھا چنانچہ کئی مرتبہ مصروف شاہ کے بھائی اور اس کے فرزندوں
 نے جبکہ تقاسے اور حمزہ صاحبقران سے معرکے بڑے ہوئے تھے مصروف شاہ سے کہا کہ جگر
 خداوند کی کمک فرمائیے مصروف شاہ نے انکو یہی جواب دیا تھا کہ اول تو خداوند نے تمکو اسے کمک
 طلب نہیں کیا باوجودیکہ خداوند تم سے واقف ہیں کہ تم انکے خاص بندے ہیں سپہر انھوں نے اور تم کو جو نعمت فرمائی
 اور ملکوں میں جا کر قدم رنجہ کیا مگر خداوند تم سے اسے ہما کو کیا ضرور ہے کہ ہم باہم طلب خداوند کے جائیں ہم انکی
 بیان بندگی کرتے ہیں بھائی مانتے ہیں جان جب وہ ہما کو یاد کرے اسوقت ضرور جائینگے دوسرے یہ امر
 ہے کہ ہما کو کیا ضرور ہے کہ بیکار کا ورنہ دس ہزار مول لیں اور ایسے لوگوں سے مقابلہ کریں کہ جس کے ہاتھ سے

خداوند پریشان ہوں اور ہر ملک میں بیاہ گزین ہوتے ہیں اور بیاہ نہیں ملتی ہوں اور وہ لوگ ملکوں کو فتح کرتے جاتے ہیں جبکہ خداوند انکا کچھ نہیں کر سکتے ہیں جو کہ بیدار کو ہوائے ہن تو دوسرے کی کیا حقیقت ہو گو میں خدا پرستوں سے ڈرتا نہیں ہوں اگر مقابلہ چرے تو میرے ہی سردار غالب ہوں اور میرا ہی لشکر ظفر پاک کے وہ لوگ مغلوب ہوں مگر مجھے کیا ضرور ہے کہ بیکار کو میں دوسرے کا قصہ اپنے سر مول لوں مان اگر خداوند کی کبھی خواہش ہوگی تو ایسا ہوگا راوی کہتا ہو کہ یہ بہت مفرد رہے بلکہ اسکو لقا کا نہ طلب کرنا اور اس کے ملک میں نہ آنا بہت ناگوار ہوا اسی سبب سے یہ لقا کی ملک کو نہ آیا اور اپنے ملک میں رہا اور نہ اپنے کسی فرزند کو آنے دیا نہ بھائی کو یہ سب اپنے اپنے ملک میں بعیش و راحت حکومت کرنے رہے اور اب بھی کہے ہیں یہاں تک کہ انکو پرچہ اخبار سے معلوم ہوا کہ خداوند لقا جولد بد لکرا در خدا پرستوں کے نام سے پریشان ہو کر بالائے آسمان شریف لیگے اور اپنے فرزند زمر و ثانی کو اپنی طرف سے خدا کر گئے اب وہ خدا کی کرتے زمین میں انھوں نے آمدن سے لقا پرستی کو ترک کیا اور زمر و پرست ہو گئے ان سب ملکوں کی رعایا بھی بموجب حکم اپنے اپنے بادشاہ کے زمر و پرست ہو گئی زمر و ثانی کی بندگی کرنے لگی اسکو بخدا کی مانندی تھی مگر اس پر بھی ملک نہ کی اسی خیال میں رہے کہ جب تک خداوند نہ طلب کرینگے ہم پر لے ملک نہ جائینگے یہاں تک کہ پرچہ اخبار سے مصروف شاہ وغیرہ کو معلوم ہوا کہ خداوند زمر و پرست بھی تسلیم کرنے لگے ہوں سے پریشان ہو کر ادر جولد بد لکرا بالائے آسمان اپنے والد کے پاس شریف لیگے اب کوئی خدا میں بر نہیں ہو رہے لوگ اور جو کچھ زمر و پرست تھے سب زمر و پرست رہے یہاں تک کہ اتر رنگ بن زمر و اور چترنگ بن زمر و کے خدوچ کا حال پرچہ اخبار سے معلوم ہوا ان سب نے یعنی مصروف شاہ اور اسکے بھائی و فرزندوں نے اور دیگر اہل شہر نے اور تمام ملکوں کے باشندوں نے جو ان سبکی زیر حکومت تھے اتر رنگ پرستی اختیار کی اتر رنگ کو بخدا کی ماننے لگے اور اپنا خدا جاننے لگے بازرنگ پرستی میں مصروف تھے اور اتر رنگ خروج کر کے غا وری گیا اور دمان سے ہمشیرہ برجیس پر عاشق ہو کر شہر آفتاب ناما کو مع شکر کے گیا اور برجیس سے مقابلہ ہوا آخر کو عاجز ہو کر برجیس کی اطاعت کی اور اسکو لیکر برائے مقابلہ اہل اسلام شہر آفتاب ناما سے کوچ کیا اور مالک اہل اسلام کو تباہ کر تا ہوا سمندر پر پہونچا اور اب سمندر پر یہ برہم ہوا یہ داستان تفصیل سابق میں تحریر ہو چکی ہے ناظرین کی نگاہ کیمیا اثر سے گزر چکی ہوگی مگر یہ لوگ یعنی مصروف شاہ وغیرہ اپنے مقام سے نہ چلے اسی خیال میں رہے کہ جب تک خداوند پر لے ملک نہ طلب کرینگے ہم نہ جائینگے سب حالات معلوم ہونے پہنچے مگر اتر رنگ پرستی نہ ترک کی اتر رنگ کو خدا جانتے تھے بعد لقا و زمر و ثانی کے میں سابق میں تحریر کر چکا ہوں کہ برجیس نے یہ تدبیر کی تھی کہ جو در ملک راہ میں نہ ملے اور اسکو منظور ہوا تھا کہ جو ملک رہ گئے ہیں وہ بھی آفتاب پرست ہوں تو اسنے نامے ان ملکوں کی طرف روانہ کیے تھے جو جو کہ کافر تھے اہل اسلام کے ملکوں کو تو یہ تباہ کر رہا تھا چونکہ اسکو اہل اسلام سے مقابلہ منظور تھا بدین سبب اسنے ان ملکوں کی طرف نامے روانہ کیے تھے دوسرے یہ بھی ہوا تھا کہ اتر رنگ و چترنگ نے بھی ان ناموں کے ہمراہ اپنی اپنی طرف سے بھی اپنے پرستار و نکو تحریر کیا تھا کہ ہم نے برجیس کی اطاعت کی ہوں لہذا تم لوگ بھی اطاعت کرو اور دین آفتاب پرستی اختیار کرو چنانچہ جان جان وہ نامے پہونچے سب آفتاب پرست ہوئے خصوصاً اتر رنگ و چترنگ کی تحریر کو دیکھ کر یہ اسنے یعنی اتر رنگ و چترنگ کے بصلاح سخنگان ایسا کیا تھا

سختگان نے صلاح دی تھی کہ تم اس وقت اپنے پرستار و کچھ بچہ پر کر دو کہ وہ آفتاب پرستی اختیار کر لیں
اس امر میں یہ فائدہ ہے کہ جب برجیس کو یہ معلوم ہو گا کہ اتر رنگ و چترنگ نے ہماری اطاعت بردار سے
کمر کسی کر کے کیونکہ اپنے ماننے والوں کو ہماری بندگی کرنے پر رغبت دلائی ہے تو وہ بہت جلد ہی اور ثابت قدمی
سے اور خواہش دلی اور تمھاری خوشنودی کے لیے اہل اسلام سے مقابلہ کرے گا اور اس کے تباہ کرنے کی بہت
سرگرمی کے ساتھ کوشش کرے گا اس کی خوشی بھی ہو گی کیا عجب ہے کہ اس حرکت سے تمھاری خوش ہو کر وہ
اپنی ہمیشہ کے ہمراہ تمھارا عقد کر دے تمھارا کیا نقصان ہے بس اس امر کے ہونے سے سولے فائدہ کے
کوئی صورت نقصان کی نظر نہیں آتی ہے اور اس کی خوشی بھی ہوتی ہے کہ بد دن میری خواہش کے انھوں
نے اپنے پرستار و کچھ کو کہ انکو اپنا خدا جانتے تھے آفتاب پرستی کی طرف رغبت دلائی اور سب کو
آفتاب پرست بنایا یہ میرے سچے دوست ہیں اور خیر خواہ ہیں بلکہ اس بات کے ہونے سے اسکو ایک
قسم کا خیال پیدا ہو گا کہ معلوم ہوتا ہے کہ صرف انھوں نے اس وقت عاجز ہو کر میری اطاعت کی ہے ورنہ صدق
سے اطاعت نہیں کی ہے یہ کہہ رکھتے ہیں اتنی سی بات میں یہ امر اس کے دل سے نکل جائیگا اور جو کچھ خیال
بھی ہو گا وہ دفع ہو جائیگا اور یہ یاد رکھو کہ یہ ضرور اہل اسلام کے ہاتھ سے مارا جائیگا بس جب یہ
مارا گیا اور تمام لشکر بترجمہ قافلہ ہوے اس وقت پھر اپنے کو خدا کہنا اور سب کو اپنی پرستش کی رغبت دلاتا
جو انکار کرے اسکو قتل کرنا اور جو اقبال کرے اسکو خلعت وغیرہ سے سرفراز کرنا اور اہل اسلام
سے مقابلہ کر کے انکو بھی غارت کرنا اس امر کے کرنے میں یہ فائدہ ہے کہ آئندہ انکو اختیار ہو کہ ان
دونوں نے ایسا ہی کیا تھا کہ ان ملکوں کی طرف نامے روانہ کر دیے جو کہ ان کے قبضے میں تھے اور ان
ملکوں کی طرف بھی نامے روانہ کیے تھے اپنی طرف سے لشکر ہمراہ نامہ لے کر برجیس کے کہ جو ملک
انکو معلوم تھے کہ یہاں یہاں کے بادشاہ و اہل شہر انکو بخدائی مانتے ہیں اور ان کو آفتاب پرستی
کی طرف رغبت دلائی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جہاں نامہ برجیس کا پہونچا اس کے ساتھ خواہ نامہ
اتر رنگ کا ہوا خواہ چترنگ کا بس اس ملک کے بادشاہ نے اس نامے کو پڑھ کر اس دن سے
اتر رنگ و چترنگ پرستی ترک کر کے آفتاب پرستی اختیار کر لی چنانچہ جوار رنگ پرست
یا چترنگ پرست یا اتر پرست یا زرد پرست تھے ان لوگوں نے آفتاب پرستی کو اختیار کیا
ورنہ جو کہ اور مذہب رکھتے تھے مثل سحر پرست یا اور دیگر خداؤں کو مانتے تھے انھوں نے
ایسا نہیں کیا مگر اب آفتاب پرست بہت ہو گئے زرد پرستی بقا پرستی وغیرہ جاتی رہی
چنانچہ انھیں نامہ بردن میں سے ایک نامہ بر یہاں بھی آیا تھا یعنی شہر مصر و فیہ میں اس نے
ایک نامہ مصروف شاہ کو مع نامہ اتر رنگ کے دیا تھا اس نے پڑھ کر اور یہ خیال کر کے
کہ اس امر میں کوئی خداوند کی مصلحت ہو گی کیونکہ وہ تو خدا ہیں ہر حال سے آگاہ ہیں کسی
مصلحت سے انھوں نے اس امر کی بابت انکو خبر کیا ہے پھر فرض ہے کہ ہم انکا حکم بجالائیں بس
اس نے جواب میں عرضی لکھی تھی کہ مجھ کو ابکا فرمانا بس و چشم قبول ہے لہذا میں نے آج سے اپنے
تمام مالک میں آپ کی بندگی موقوف کر کے آفتاب پرستی کو رواج دیا یہ عرضی لکھ کر اس نے
نامہ بر کو انعام وغیرہ دیکر رخصت کر دیا تھا اور اس دن نامہ اہل شہر کو جمع کر کے اور اپنے بھائی اور دونوں
فرزندوں کو اس کے ایک ملک سے طلب کر کے انکو یہ حکم دیا کہ میرے پاس نامہ خداوند کا آیا ہے اس میں یہ تحریر ہے کہ
کے لیے تم ہماری بندگی کو ترک کر کے آفتاب پرستی اختیار کر دو نہیں ایک بہت بڑا فائدہ ہے لہذا میں انکو حکم دیتا ہوں

کہ تم بھی اپنی اپنی عملداری میں اسی دین کو رائج کر دو سوائے آفتاب پرستی کے کوئی دوسرے کی پرستش نہ کرے ورنہ
 سزا یا بیگا مصروف شاہ کے جائی اور فرزندوں نے عرض کیا تھا کہ یہ تو بڑی خیرالی ہوئی کہ آبا کی دین ترک کرنا پڑتا
 ہو اور آبا کی دین کا ترک کرنا گناہ ہو یہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ اپنے خدا کو چھوڑ کر اور ایک اسکی بنائی ہوئی شکر کو یعنی آفتاب
 پرست ہو کر وہ کوئی ایک خیال کہ ہر ہو ایسا تو نہیں ہو کہ کسی نے مکر کیا ہو اور آیکو دھوکا دیا ہو صرف اس خیال سے
 کہ خداوند اپنے اور زیادہ ناخوش ہوں اس امر کا ہلکا یقین ہو کہ خداوند ناراض تو ضرور ہونگے کیونکہ
 انکو اس امر کا ضرور خیال ہوا ہوگا کہ خداوند اول یعنی لقا کی سب سے ملک کی مگر مصروف شاہ نہ آیا
 باوجود کہ شکر کثیر رکھتا تھا نہ اپنے کسی بیٹے کو روانہ کیا نہ بھائی کو میان تک کہ خداوند اول عاجز ہو کر
 بالائے آسمان تشریف لیگے خداوند دوم یعنی زمرہ دثانی سے اور اہل اسلام سے برسوں قبل
 ہو سکے انکی بھی ملک کو نہ آیا وہ بھی بالائے آسمان چلے گئے اب میں نے خروج کیا میری بھی زیارت کو
 نہ آیا نہ ملک کی نہ معلوم یہ کیسا بندہ ہو اسکے حال پر رحم و کرم کرنا بیکار ہو اسیر آپ یہ طرہ فرماتے ہیں
 کہ انکی بندگی ترک کر کے دوسرے کی بندگی پر آمادہ ہوئے اب تو وہ بالکل ناراض ہو جائینگے ایسا
 نہو کہ خاک سیاہ کر دین آئندہ آپکو اختیار ہو ہم سب آپکے تابع فرمان ہیں مصروف شاہ
 نے جواب دیا تھا کہ میرے پاس خود خداوند کا نامہ آیا ہو جس پر خداوند کی مہر و جسوت خداوند
 اس امر کا اعتراض کریں گے کہ تم نے ہماری بندگی ترک کی میں یہ نامہ پیش کر دوں گا کہ میں نے آپکی
 مہر دیکھا ایسا کیا کوئی مقام خوف نہیں ہو ہکو لازم ہو کہ جیسا اس نامہ میں تحریر ہو ہم اس پر عمل کریں
 دوسرے پر امر ہو کہ گو یہ دین و مذہب آبا کی ہو مگر ہم نے ایسا خدا نہیں دیکھا جو کہ بندوں کے
 ہاتھ سے پریشان ہو اور بھاگا بھاگا پھرے جسکو اپنی قدرت سے پیدا کیا ہو انکو غارت نہ کر سکے
 برادر مصروف شاہ و فرزند ان مصروف شاہ نے کہا کہ خداوند اول و ثانی کا یہ قول تھا
 خدا پرستوں کی نسبت ہم نے برچہ اخبار میں دیکھا ہو کہ ہم نے ان بندوں کو عالم خواب میں خلق کیا
 ہو اور حد سے زیادہ انہیں قوت و طاقت پیدا کی ہو اسی عالم خواب میں انکی موت خلق کرنا بھول
 گئے بدین سبب یہ نہیں مر سکتے ہیں اور نہ انہیں کوئی غالب آسکتا ہو چونکہ انہیں یہ امر ظاہر ہو گیا ہو
 پس یہ مجھ سے پھر گئے ہیں اور انھوں نے دوسرا خدا پیدا کر لیا اور مجھ کو بھی انہی الفت ہی بسبب
 انکے جرمی ہونے کے اور حسین ہونے کے اس سبب سے میں انکی ہر ایک حرکت کو جائز رکھتا ہوں
 اور انہیں عذاب نہیں نازل کرتا ہوں صرف تنبیہ کے لیے کبھی کبھی اسیر کر دیتا ہوں اور پھر
 تقدیر کر کے رہا کر دیتا ہوں یہ بندے میرے بہت اچھے ہیں بس جبکہ یہ ان دونوں خداؤں کا قول
 تھا اور وہ بسبب الفت اور محبت کے انہیں تہ نازل کر سکتے اور ہمیشہ انکے ہاتھ سے عاجز
 رہے تو خداوند از رنگ کیونکر اپنے بزرگوں کے خلاف کریں یہ بھی اسی طریقے پر عمل
 کرتے ہیں یہ کوئی مقام اعتراض نہیں ہو یہ سب خدا ہیں اور خدا کی جو مصلحت ہوگی وہ کیا
 اور جو مصلحت ہوگی وہ کریں گے یہ خیال کر کے کہ یہ کیسے خدا ہیں کہ جو اپنے بندوں کے ہاتھ سے
 عاجز ہو کر بھاگتے پھرتے ہیں تبدیل مذہب کرنا یا صرف ایک خبر پر جو کہ نہ معلوم کسکی ہو
 عمل کرنا جبکہ ہکو بالکل اسکا یقین کامل نہو کہ یہ خداوند کی تحریر ہو کیونکہ نہ ہم ہر خداوندی سے
 آگاہ ہیں نہ انکے دستخط سے پھر ہم کیونکر باور کریں کہ یہ انکی تحریر ہو یا بالکل خلاف ہو
 جب تک کامل طور سے یقین نہو آئندہ آپکو اختیار ہو مصروف شاہ نے جواب دیا کہ یہ قول

تم سب کا درست ہو مگر خیال نو کرو کہ اگر ان لوگوں کی قضا کو خلق کرنا خداوند اول یعنی لقمان فراموش کر گئے
 ان سب کو عالم غفلت میں خلق کیا تو کیا خداوند ثانی نے بھی فراموش کیا جب وہ خداوند ہوئے تھے
 تو انھوں نے خدا پرستوں کی موت کو خلق کر کے فرما کر لیا ہوتا اگر یہ کوئی کئے کہ وہ کیونکر نئی طریقوں کو
 ایجاد کرتے اسی قانون کی پابندی کی جو کہ خداوند لقا جاری کر گئے اور اسی پر عمل کیا کیونکہ ایک بزرگ
 کے طریقوں میں دخل دیا جانا اور اسی طور سے خداوند اتر رنگ بھی عمل کرتے ہیں جبکہ باب نے
 کسی طریقے کو اپنے باب کے نہ بدلا تو یہ کیونکر بدلتے ہیں مان لیا مگر یہ بتاؤ کہ خدا پرستوں کی قضا
 تو خلق بھی نہیں ہوئی اور یہ سب پیارے بندے ہیں خداوند دیکھئے اس سبب سے جو وہ بتاؤ کرتے
 ہیں خداوند اسکو جائز رکھتے ہیں اور انہیں مذاب خمیں نازل کرتے ہیں علاوہ ان کے اور جو بندے
 ہیں انہیں کیون نہیں عذاب نازل کیا جاتا ہو کیا انکی بھی موت خلق کرنا فراموش ہوئی ہو کہ وہ
 جو کچھ بدعت کرتے ہیں اس پر کچھ اعتراض نہیں کیا جاتا انکو ان کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے چنانچہ جیسے
 وغیرہ کے مقابلے کو دیکھو کہ پرچہ اخبار سے ثابت ہوتا ہے کہ خداوند اتر رنگ کس شد و مد سے
 اس پر تشکر کشی کر کے گئے صرف اس غرض سے کہ اسکو اس امر کی تنبیہ دے کہ تو بندہ ہو کر دعویٰ
 خدائی کرتا ہو جو دیکھ میں نیرا خدا موجود ہوں دوسرے اسکی ہمیشہ کے ساتھ اپنا عقد کر دین
 مگر کچھ نہوسکا کسی معرکے پر آ کر خداوند عاجز آئے اور اسکی شراکت کی اور اطاعت اور اسکو
 اپنے ہمراہ بیکر برائے تنبیہ اہل اسلام کے کوچ کیا بس معلوم ہو گیا ان سب واقعات سے
 کہ کوئی نہ کوئی امر ضرور ہو خیر جو کچھ ہو انہوں میں ضرور ہو جب تخریر نامہ خداوند ترک مذہب کر کے
 آفتاب پرستی کر دینگا اس امر کا یقین ہو کہ یہ نامہ خداوند کا ہوا اور یہ مہر بھی خداوند کی ہو اسی
 سبب امر و ن کے خیال کرنے سے میرے مذہب میں ضرور ضعف آ گیا ہو اور یہ ہی سبب
 ہوا ہو کہ کروڑوں بندے جو خداوند سے پھر گئے اور خدا پرست ہو گئے ہیں انھیں واقعات
 سے بس اب انکو بھی لازم ہو کہ جیسا میں کہتا ہوں اس پر عمل کروا و تبدیل مذہب کو مصروف شاہ
 نے اسطور سے کہا کہ بھائی اور فرزندوں نے قبول کیا اور اسی دن رخصت ہو کر
 اپنے اپنے ملک کو چلے گئے تھے اور جا کر ان سب نے اہل شہر کو جمع کر کے حکم دیا تھا کہ
 آج سے آفتاب پرستی اختیار کر دینے دین آفتاب پرستی کو قبول کیا انکو کنا بون سے
 ثابت ہو گیا کہ اصل خدا اور سب کا پیدا کر نوالا آفتاب ہو اور لقا وغیرہ ان کے نائب تھے یہ خدا
 تھے مگر خود خداوند آفتاب نے انکو حکم دیا تھا کہ تم زمین پر جا کر خدائی کرو بس انھوں نے
 یہاں آ کر خدائی کی جب خداوند آفتاب کو منظور ہوا لقا کو بالائے آسمان طلب کر لیا
 اس کے بعد زمین پر رہا ان کے نائب کو طلب کر لیا تبسرا نائب یعنی اتر رنگ کو حکم
 دیا کہ اب جو سمجھنے اپنا نائب یعنی بر جیس کو زمین پر بھیجا ہو تم اسکی اطاعت کرو اور سب
 بندہ و نکو ہمارے حکم دے کہ اب سب ہماری بندگی کریں کیونکہ اب ہمکو منظور ہے کہ ایک مذہب
 ہو جائے اور سب دین مٹ جائیں لہذا ہم نے بر جیس کو اپنا نائب کیا ہے وہ سب کو قتل کر کے ایک
 مذہب کر دینگا یہ ہمارا فرزند بھی ہو اور نائب بھی لہذا اب ہم نے تبدیل مذہب کیا ہے جو حکم دیا
 تھا ہر ایک ملک کے باشندوں سے ہم کو جب اپنے حاکموں کے فرمانے کے دین آفتاب پرستی کو
 اختیار کیا لہذا شہر صدر بہ و شمالیہ میں جو کہ صفدر گنج کلاہ برادر مصروف کج کلاہ کی زیر حکومت ہو

آفتاب پرستی باری ہوئی و دون ملکوں کے اہل شہ آفتاب پرست ہوئے گو سے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے
 اور نہ سے ٹکڑے ٹکڑے کافر کے کافر ہے اسی طور سے شہر جمہوریہ و جمالیہ میں بھی آفتاب پرستی کو رواج ہوا
 جو کہ زیر حکومت جمہور کج کلاہ ہوا اور ان دونوں ملکوں میں بھی یعنی شہر منصورہ و مسروریہ میں بھی
 آفتاب پرستی کو سب نے قبول کیا مثل ان چاروں ملکوں کے باشندوں کے حکم منصور کج کلاہ فرزند
 مصروف کج کلاہ کے اور شہر مصروفیہ و حضورہ کے باشندوں کو مصروف شاہ کج کلاہ نے جمع
 کر کے آفتاب پرستی کا حکم فرمایا سب نے بسر و چشم قبول کیا تھا خلاصہ یہ کہ ان قلم میں آفتاب پرستی
 باری ہو گئی تھی سب یہاں کے باشندے آفتاب پرست ہو گئے لہذا پرستی وغیرہ سے ناک ہو گئے اب یہاں
 آفتاب پرستی ہوئی پر آدم برسر مطلب خلاصہ یہ کہ یہاں کا بادشاہ اعلیٰ و ماکم زبردست مصروف کج کلاہ ہوا
 اور جبکہ نام میں نے تحریر کیے ہیں سب اسکے باج گزار ہیں اور ماتحت ہیں یہ شہر مصروفیہ میں حکومت
 کرنا ہے ساتھ عدل و انصاف کے دشت مصروفیہ ویشہ مصروفیہ شہر مصروفیہ کی حوالی میں واقع ہوا ہے جہاں کہ
 شاہزادگان والا مقام فروکش ہوئے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ اس شہر کا طریقہ یہ کہ ہر صبح کو چند تیس شہر
 برائے سیر شہر سے ٹکڑے اس محل میں آتے ہیں اور محل کی سیر کرتے ہیں اور سرکاری نوج کے گیارہ فروش یہاں
 سے گھانٹ لیتے ہیں جنانچہ حسب قاعدہ وہ رئیس مع اپنے چند ملازموں کے برائے سیر آتے اور
 گاہ فروش بھی آتے یہاں آکر یہ واقعہ دیکھا کہ محل میں بہت سے خیمے بربا ہیں اور ایک بار گاہ بہت بڑی
 ہے کہ جسکی رفعت کے روبرو رفعت چنچ چنبری گرد ہے اس پر تمام کار جوئی کام کیا ہوا ہے کلس اسکا مثل آفتاب کے
 خود سے رہا ہے تمام دشت اسکی غوسے روشن ہے بازار میں آراستہ ہیں کچھ لشکر آترا ہوا ہے چندے لٹب ہیں بازار کے
 یہ دیکھ کر وہ رئیس حیران ہوئے کہ یہ نیا واقعہ ہے یہاں بیان آئے ہوئے ایک زمانہ گزرا ہے یہاں کبھی ایسا واقعہ نہیں دیکھا
 اگر کوئی قافلہ یا سوداگر آتا ہے تو وہ یہاں نہیں آتا ہے خوف دیوانہ بہ کون لوگ ہیں جو ہر سامان سے خیمے دیا رہا ہیں
 بربا کیے ہوئے فروکش ہیں اور ساتھ اس المینان کے کہ بازار میں بھی بربا ہیں لوگ پھر رہے ہیں کیا یہ کوئی تاجر
 جلیل القدر ہیں یا کسی ملک کے شاہزادے ہیں کہ برائے شکار آدھر آئے ہیں مگر کہنے یہ سامان جو کہ
 انکے ہمراہ ہے آج تک نہیں دیکھا ایسی بارگاہ دیکھی مقام عجب ہے کہ یہ لوگ یہاں کہاں آئے افسوس اگر
 دیوانے کو خبر ہو گئی تو وہ آکر ان سب کو قتل کرے گا اور تمام مال و اسباب لوٹ لیگا کیا کیا جائے باہم راے
 کرنے لگے اور گاہ فروشوں نے جو یہ واقعہ دیکھا وہ بھی حیران ہوئے اور وہ گھانٹ کاٹنا بھول گئے
 حیران ہو کر اس سامان کو دیکھنے لگے اور باہم کہنے لگے کہ کوئی بہت بڑا تاجر ہے یا وہ کیا عمدہ سامان اس کے
 ہمراہ ہے اسکی خبر اپنے افسر کو کرنا چاہیے وہ گھسیارے تو بدو ن گھانٹ کے دہانے طرف شہر کے واپس گئے اس
 خیال سے کہ کو تو آل شہر کو اور اپنے افسر کو آگاہ کریں ایسا نہ کہ کوئی آفت اس شہر پر آئے یا یہ تاجر یا تو
 سودا ہونے کے تباہ ہو جائیگا تو ہمارے شہر کا اور بادشاہ کا نام بدنام ہوگا گھسیارے تو آدھر کو جاتے ہیں
 اور حیران رئیسوں نے باہم صلاح کر کے اپنے چند ملازم اس طرف کو روانہ کیے اور آئے کہا کہ اس لشکر میں جا کر درپاٹ
 کر دو کہ یہ کون لوگ ہیں یا تاجر ہیں یا کسی ملک کے شاہزادے ہیں ہمارے خیال میں تو تاجر نہیں معلوم ہوئے ہیں
 ضروری کسی ملک کے شاہزادے ہیں کیونکہ یہ سامان تاجر کہاں سے لایا گیا اور اگر تاجر ہیں تو بہت بڑے تاجر اور مالدار ہیں
 انکی حفاظت کی بادشاہ سے کمر بند بیکرائی جائے ورنہ دیوانہ انکو لوٹ لیگا وہ ملازم اپنے مالکوں سے یہ سنکے آدھر کو واپس
 ہوئے یہاں شہر اس مقام پر انکے انتظار میں کھڑے رہے وہ ملازم جو راہ طح کر کے اس لشکر میں
 پہنچے تو دیکھا کہ بہت سے خیمے اور اسپہاکیں بیچو بے غبوریہ ہیں ایک بہت بڑا چمہ ہے کہ گرد

اسکے سواران جنگی کا بہرہ ہوا دھڑکوائی جانے نہیں پاتا ہر سب انسان میں مگر بہت حسین اور خوبصورت لوگ
 ہیں چہرہ حسنہ آفتاب نجات دہاوری آشکار ہیں گرد آس لشکر کے طلائی و نقری ٹیٹیان لگی ہوئی
 ہیں حد لشکر فرار دی ہر ستر کین بنی ہوئی ہیں اور آدھرا دھڑک کے چمن لگے ہوئے ہیں بازارین
 چاروں طرف آراستہ ہیں ہر قسم کا مال اور ہر قسم کی شے موجود مگر ساتھ افراط کے کشور بھی
 رہا ہوا ہل لشکر بھر رہے ہیں دکاندار بھی سب حسین ہیں لباس نفیس سے آراستہ ہیں کوئی انہیں
 کم بایہ نہیں معلوم ہوتا ہر سب مرفہ حال ہیں بڑے صاحب جمال ہیں ایک نوبت خانہ بھی ہر ایک بہت
 عمدہ نشان نصب ہے کہ اس سے خوشبو آتی ہے جب ہوا کا جھونکا آتا ہے تو خوشبو اس لشکر بھی ہر وسط میں ایک
 بار گاہ ہے کہ جسے روبرو بار گاہ فلک یا نکل بے قدر معلوم ہوتی ہے ہر کس اسکا طلائی ہر وہ تمام بار گاہ
 کا چوبی ہے جو ہر ات نصب ہے خصوصاً گوہر شب چراغ کی تو کچھ حد و انتہا نہیں ہے حد شمار سے زیادہ نصب
 ہیں دربار گاہ پر چوہا دریا ول مویہ طلائی عمدہ ہر ایک کے ہاتھ میں کھڑے ہوئے ہیں ایک درگاہ والا
 ڈنگل پر بیٹھا ہے سردار دنگی سواری کے مرکب با ساز و جام مرصع کا رجا کر لیے ہوئے ٹھل رہے ہیں
 معلوم ہوتا ہے کہ کسی بادشاہ جلیل القدر کا دربار ہے ہر دے بار گاہ کے آگے ہوئے ہیں اندر
 ایک دربار مختصر آراستہ ہر دور سے دیکھا کہ ایک تخت وسط بار گاہ میں آراستہ ہے اس پر غاشیہ بڑا
 ہوا ہے چاروں ڈنگل پر تخت کے فریضے سے کچھ ہوئے ہیں تین دنگلوں پر تو تین نقابدار بیٹھے ہوئے
 ہیں اور ایک دنگل پر ایک جوان بعد شوکت و شان متمکن ہے باقی گرد و پیش بہت سے ڈنگل
 مرصع کار و کرسیاں الماس نگار آراستہ ہیں کچھ دنگلوں و کرسیوں پر نو سردار ہیں باقی پر غاشیہ
 بڑے ہوئے ہیں بار گاہ نہایت آراستہ ہے ہزاروں قسم کے چمن صحن بار گاہ میں لگے ہوئے ہیں
 خوشبو اس سے چلی آتی ہے تمام صحرانمک ہوا ہے اب جو غور سے سامان بار گاہ کو دیکھا ہوش جانے رہے
 وہ سامان دیکھا جو کہ کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا تھا ہر ایک حیران ہو کر دیکھنے لگا اہل لشکر و سرداروں
 اور ان شاہزادوں کو جو دیکھا جو اس قسم پران ہوئے ایسے لوگ کبھی نگاہ سے نہ گذر سکتے تھے نہ یہ
 سامان بھی دیکھا تھا وہ سب خیال کرنے لگے کہ ہمارا بادشاہ یا وجو دیکھو ملکوں کا حاکم ہے اور
 ہر ملک زور و زور آباد ہے باشندے بھی حسین ہیں مگر یہ سامان اسکی بھی سرکار میں نہیں ہے
 نہ یہ رعب و داب نہ معلوم یہ کون صاحب اقبال ہیں اور کس ملک کے رہنے والے ہیں
 اور یہ سب سامان جو کہ شاہان و العزم کو بھی نہیں نصیب ہوا کہو ملا ہو نیا واقعہ ہے ہمارے
 تو جو اس جانے رہے ایک لے دوسرے کی طرف دیکھا اور اشارہ سے کہا کہ تم نے یہ
 سب سامان دیکھا آئیں جو ابد یا کہ کیا بیان کروں کچھ عقل نہیں کام کرتی ہے کہ یہ کیا معرکہ ہے
 اور یہ کون لوگ ہیں ایسا اس مقام پر رعب و داب ہے کہ کلام نہیں کیا جاتا کس سے
 دریافت کریں یہ کہہ دیان سے چلے جدھر کو جانے ہیں ایسا کچھ سامان نظر آتا ہے کہ جو اس
 جانے رہے ہیں آخر کو ایک مقام پر چند آدمی کھڑے ہوئے تھے یہ انکے قریب جا کر کھڑے
 ہوئے بائیں سٹھنے لگے وہ لوگ باہم کلام کر رہے تھے کہ واقعی کیا عمدہ مقام ہے ہمارے
 آقائے خوب کیا جو یہاں قیام فرمایا یہاں کی ہوا سے دل کو فرحت ہوتی ہے جیسا کہ ہم نے
 سنا تھا پر وہ دنیا پر بہت عمدہ عمدہ مقام ہیں ویسا ہی باہتر ہو گا جو ہمیشہ اسی مقام پر
 رہنا ہوا ہے نہائی نہ معلوم یہاں سے کوئی ملک بھی قریب ہے یا نہیں اور اگر ہے تو اس

ملک کا بادشاہ کون ہوا اور اسکا کیا نام ہے میری تو یہ رائے ہے خواہ اس صحر کے قریب ملک ہو خواہ
 نہ ہو ہمارے آقا کو لازم ہے کہ ایک بہت بڑا شہر اس مقام پر بنوایں اور اسکو آباد کریں انکو
 فضل خدا سے کسی بات کی ضرورت نہوگی وہ بڑے صاحب اقبال ہیں دوسرے نے یہ مسئلہ
 جواب دیا کہ یہ محال ہے کیونکہ یہ لوگ ایک مقام پر قیام کر نیوالے نہیں ہیں انکو ہمیشہ سفر و رہش
 رہنے ہیں کبھی یہاں کبھی وہاں پھر کیا ضرورت ہے جو ملک آباد کریں انھوں نے جس مقام پر
 جا کر قیام کیا وہ مقام شہر سے زیادہ تر آیا ہو گیا اب دیکھیے یہاں سے کس سمت کو کوچ فرمایں
 اور یہ جو گئے تھا کہ نہ معلوم یہاں سے قریب کوئی شہر بھی ہے یا نہیں اور وہاں کا بادشاہ کون ہے یہ
 امر بھی دریافت ہو جائیگا پوشیدہ نہ رہیگا ہمارے آقا نے یہاں جو قیام فرمایا ہے صرف اسی غرض
 سے کہ سب حالات دریافت کریں اس کے بعد بعد میں کو مناسب ہوگا کوچ فرمائیں گے وہ مسئلہ غامض
 ہو رہا اور قسم کی باتیں کرنے لگے یہ لوگ متناہیے جو کہ ہمارے دریافت گئے تھے جب انھوں نے دیکھا
 کہ اب اور قسم کی باتیں ہوتی ہیں تب انھوں نے دلوں کو فوی کر کے اور سامنے آکے پوچھا کہ کیا آپ لوگ
 تاجر ہیں اور یہ جو بارگاہ میں تشریف فرما ہیں یہ آپ کے افسر ہیں اور آپ لوگوں کا کس طرف سے تشریف
 لانا ہوا ہے چونکہ کل تک تو یہاں یہ سامان نہ تھا ہم اسی وقت پر آئے تھے کل پر کیا موقوف ہے ہم روز یہاں
 اس وقت پر اسے سیر آئے ہیں آج چنے آکر یہ سامان دیکھا تو ہکو فرض ہوا کہ ہم دریافت کریں لہذا آپ اس کے
 حالات اور اسے مالک کی کیفیت سے ہکو آگاہ فرمائیے تاکہ ہم اپنے بادشاہ کو جنگی سرحد میں یہ صحر ہے
 خبر کریں اور آپ کے آسنے سے آگاہ کریں یہ جو ان لوگوں نے متناہیے تو انکو نگاہ اٹھا کر سر سے ہاتھ تک
 دیکھا اسکے بعد کہا کہ یہ جو آپ لوگوں نے کہا کہ کل تک یہاں یہ سامان نہ تھا ضرور ایسا تھا مگر بادشاہوں کے
 نزدیک جنگل کو آباد کرنے میں کیا عرصہ ہوتا ہے ہلوگ کل دو پہر کو یہاں آئے ہمارے آقا کو یہ مقام
 پسند آیا انھوں نے قیام فرمایا ہے تو کچھ بھی سامان نہیں ہے اگر ہمارے آقا چاہیں تو اس سے زیادہ
 سامان بہم کریں آپ لوگ بکار کو حیران ہوئے ہیں راوی بیان کرتا ہے کہ شاہزادوں نے حکم دیا
 تھا کہ اگر کوئی دریافت کرے تو اس سے ہمارے نام نہ ظاہر کرنا یہ کہنا کہ نفاذ ارنامہ میں ہاں
 سہرا بنائی کا نام ظاہر کرنا اگر یہ دریافت کرے کہ کدھر سے آنا ہوا تو کہنا کہ بردہ قاف سے مگر
 اس سے بھی سب حال دریافت کر لینا اگر نہ بتائے تو تم بھی نہ بتانا جب تک وہ اپنا حال نہ بتائے
 بس ملازمان شاہزادگان نے ان لوگوں سے کہا کہ پہلے یہ آپ بتائیے کہ آپ کے اس دریافت کرنے سے
 غرض کیا ہے جو آپ دریافت کرتے ہیں اپنے سب مقام کی سیر کی بس اب چلے جائیے خواہ ہم تاجر
 ہیں خواہ بادشاہ ہیں کسی مقام سے آئے ہیں جب تک ہمارا جی چاہے گا یہاں قیام کریں گے
 اسکے بعد جدھر آقا کا حکم ہوگا چلے جائیں گے بلکہ آپ ہکو یہ خود بتائیں کہ آپ کہاں سے آئے ہیں اور کس
 ملک کے رہنے والے ہیں اور آپ کا بادشاہ کون ہے ہکو بہ حکم ہے کہ جو کوئی تمہارے حال کو دریافت کرے
 پہلے تم اس سے دریافت کرنا اگر وہ اپنا حال بیان کرے تو اس سے تم بھی حال بیان کرنا ورنہ کچھ نہ
 بیان کرنا لہذا پہلے آپ اپنے حال سے ہکو آگاہ فرمائیے تو ہم بیان کریں گے اور سب حال آپ پر
 ظاہر کریں گے ورنہ آپ کا تفریر کرنا بکار ہے اس طور سے جو انھوں نے تقریر کی یہ لوگ جو کہ برائے دریافت
 حال آگئے تھے ڈر گئے اور کہنے لگے کہ آپ لوگ خفا نہیں ہم ایسے تقریر نہیں کر سکتے ہیں نہ ہم آپکو
 اپنے حال سے آگاہ کر سکتے ہیں ابکی اگر مہربانی ہو تو اپنے حال سے آگاہ فرمائیے ورنہ ہکو اجازت

ہو ہم جا کر اپنے مالک سے بیان کریں وہ خود آکر اپنے حال سے آپکو آگاہ کریں اور آپ کے مال سے آگاہ ہوں
 کیونکہ انکا ہنگو حکم تھا کہ تم جا کر اس لشکر کا حال دریافت کرو ملازمان شاہزادگان نے جواب دیا کہ آپ
 لوگوں کو منع کون کرنا ہی چاہئے اپنے مالک کو لے آئیے وہ ہی آکر دریافت کریں ہم کسی سے ڈرتے
 نہیں ہیں یہ سننے کے وہ ملازم و ہائے واپس آئے اپنے مالکوں کے پاس وہ اس انتظار میں تھے کہ دیکھیں ہمارے
 ملازم کیا خبر لاتے ہیں یہ جو آکر پہونچے انھوں نے دریافت کیا کہ کیا خبر لائے پہلے تو انھوں نے تمام حال
 جمونکا اور بارگاہ کا اور بازار و ننگا جو جو دیکھا تھا سب بیان کیا اور کہا کہ سب لوگ حسین اور
 رفہ حال ہیں کوئی انھیں غریب نہیں معلوم ہوتا ہے حضور یہ شان و شوکت مصروف کج کلاہ کے بھی
 دیر بار کی نہیں ہے جو اس قافلہ کے مالک کی ہی ہنسنے پاہرے دیکھا تھا کہ وہ اندر بارگاہ کے بیٹھا ہوا ہے
 جائے خصوصاً تین نقاب پوش ہیں اور ایک نقاب پوش نہیں ہے مگر کبار عجب و دواب ہے کہ ہم بیرون بارگاہ
 تھے اور دور تھے مگر نگاہ اٹھا کر ادھر دیکھا نہ جانتا تھا بارگاہ کے پردے آئے ہوئے ہیں بارگاہ کی
 کیا تعریف کریں دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے ہمارے بادشاہ کو تو ایسی بارگاہ نصیب بھی نہیں باوجودیکہ
 آٹھ شہر و نکلے مالک ہیں ہمارے ایسے جو اس پر سب سامان دیکھ کر ہر گندہ ہوئے اور ہم ایسے
 محو ہوئے کہ کچھ دریافت نہ کر سکے چند آدمی باہم کھڑے ہوئے باتیں کر رہے تھے سنے بھی
 سنا بس یہ معلوم ہوا کہ یہ لوگ کل کسی طرف سے آئے ہیں اور ابھی یہاں قیام کرینگے اگلی تقریر
 یہ تھی کہ کیا اچھی بات ہو جو آقا اس مقام پر ایک شہر آباد کریں یہ کھراں ملازموں نے سب
 تقریر بیان کی جو کہ ملازمان سہرا بٹانی وغیرہ نے باہم کی تھی اور اسے ہوئی تھی اور کہا کہ جب
 انھوں نے یہ کہا تو ہم واپس آئے اس خیال سے جتنے اپنے بادشاہ کا نام بیان کیا نہ ملک کا پتہ
 دیا کہ شاید یہ کوئی غنیمت ہو اور بد دن الملاح لشکر لیکر شہر پر غرہ کرے ہمارا بادشاہ بے خبر ہو کسی قسم کی
 خرابی پیدا ہو کیونکہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ ساحر ہیں سوائے ساحر و نکلے یہ سامان
 کوئی بہم نہیں کر سکتا ہے وہ ایک اسم میں ہر قسم کا سامان موجود کر سکتے ہیں یہ قدرت انھیں
 کو حاصل ہے کیونکہ نہ تو ایسا لشکر ہمراہ ہے کہ لاکھوں کا ہو وہ حفاظت کرنا ہو اس سبب سے
 یہ مال و اسباب و بہ سامان بچتا ہوتا ہے ایسے کچھ لوگ معلوم ہونے لگے ہیں جو اس مال و اسباب کو ایک
 مقام سے دوسرے مقام پر لیجاتے ہوں خیال تو فرمائیے کہ کل سہ بہرنگ یہاں کچھ بھی نہ تھا ایک رات
 میں ایسا سامان مہیا ہو گیا ضرور یہ کارخانہ سحر کا ہے جتنے خیال کیا کہ اگر ہم اپنے ملک کے نام و نشان
 سے آگاہ کرتے ہیں ایسا سنو کہ یہ سحر کر کے ملک کو تباہ کر دیں انکو کون جواب دے گا یہاں تو کوئی
 ساحر بھی نہیں ہے گو یہ امر ضرور ہے کہ وہ سحر کے ذریعے سے دریافت کر سکتے ہیں انہیں پوشیدہ نہ ہے گا مگر تو
 اس کے بانی نہونگے بلکہ بہتر یہ ہو گا کہ اس حال سے بادشاہ کو آگاہ فرمائے تاکہ وہ کسی تدبیر
 سے اس واقعے کو دریافت کریں یا یہ امر ہے کہ یہ لوگ قوم دیو یا پری یا جن سے ہیں کہ یہ سب سامان
 انھوں نے ایک رات بھر میں یہاں لا کر آراستہ کر دیا ایسی قدرت انھیں تو منکو حاصل ہے یا
 ساحر کو یا جن وغیرہ کو بشر کا بہ کام نہیں ہے ہر طور سے اسی میں اچھائی دیکھی کہ نہ انکا حال دریافت
 کریں اپنا حال بیان کریں یہاں سے چلے جائیں بس ہم چلے آئے یہ جو انھوں نے بیان کیا
 ان امیرون کے پر سب سامان اور انکی باتیں سننے کے حواس جاتے رہے اور باہم کہا کہ جو یہ
 کہتے ہیں بہت اٹھیک کہتے ہیں اسکی خبر کرنا بادشاہ کو ضرور ہے کہ اسوقت خبر کریں بس

وہ امیر جو نکہ دربار میں تھے اس وقت اس سحر سے روانہ ہوئے طرف شہر کے سیر بھی نہ کی اور داخل شہر ہو کر طرف
 دربار گئے چلے آوہ ملازمان شاہزادگان نے جیسی تقریر ہوئی تھی ان ملازموں نے جو کہ دریافت حال کے
 لیے آئے تھے اپنے افسر سے جا کر سب حال بیان کیا وہ اس وقت اپنے افسر کے پاس گیا اور جواب دے
 ماتحتوں نے سنا تھا اس سے بیان کیا اس نے حاضر دربار ہو کر سہرا سب ثنائی وغیرہ کی خدمت میں آداب
 و مجرا بجا لا کر عرض کیا حکم ہوا کہ اب جو کوئی برے دریافت آئے اس کو ہمارے پاس لے آنا ہم اس کو سب
 حال سے آگاہ کر دیں گے اور اس سے بھی حال دریافت کر لینگے دیکھو اس حکم میں فرق نہوا کے موافق اس کی
 تعمیل کی جائے وہ بہت خوب کھرا اور مجرا کر کے اپنے مقام پر آیا اور اپنے ماتحتوں کو حکم شاہی سے آگاہ کیا
 انھوں نے اپنے ماتحتوں کو آگاہ کیا یہاں تو یہ بند و بست ہوا اور ہر حال میں کہ وہ رئیس داخل
 شہر ہوئے اور راہ طر کر کے دربار میں پہونچے مجرا گا دیہ سے مجرا بجا لائے اور آداب و تسلیمات کے
 قاعدہ کو بجا لا کر مصروف کچ کلاہ کو سلام کر کے اپنے مقام پر بیٹھ گئے اور وہ کلاہ فرود میں جب
 شہر میں آئے انھوں نے اپنے افسر کے پاس جا کر سب حال اس سے کہا اور کہا کہ ہم نے محراب میں
 یہ نیا واقعہ دیکھا صاحب ہمارے خیال میں یہ لوگ قوم جن سے معلوم ہوتے ہیں کیونکہ ہم کل سہ ہفتک
 اس محراب میں رہے تھے اس وقت تک کوئی نہ تھا آج صبح کو جو گئے تو ہم نے یہ سامان دیکھا بس ہم کو خوف جان
 و مال سے بھاگ آئے گھانٹے بھی نہ لائے یہ خیال کیا کہ آئیو آگاہ کریں آپ صاحب کو تو ال سے اس حال
 کی خبر کریں افسر نے جو سنا وہ اس وقت ان سب کو ہمراہ لیکر کو تو ال کے پاس آیا یہاں کو تو ال کو تو ال
 میں بیٹھا ہوا تھا بیا دے گرد و پیش جمع تھے درباری لباس پہنے ہوئے تھا دربار میں جانے کا قصد تھا
 کہ افسر کاہ فرود شان مع ان سب کے پہونچا کو تو ال کو سلام کر کے بیٹھ گیا کو تو ال نے پوچھا کہ کدھر
 آنا ہوا تب اس نے تمام کیفیت جو اپنے ماتحتوں نے سنی تھی کو تو ال کے روبرو بیان کی کو تو ال نے کہا کہ
 میں ابھی جا کر خدمت بادشاہ میں عرض کرنا ہوں بادشاہ اس کا بند و بست فرمائیں گے میں بدون ان کے حکم کے
 کوئی تدبیر نہیں کر سکتا ہوں یہ کھرا اپنے مقام سے اٹھا اور طرف دربار کے جلاہ طرف دربار کے
 جاتا ہی ناظرین کی خدمت میں ایک واقعہ اور عرض کرنا ہوں وہ یہ کہ مصروف کچ کلاہ کا حکم ہی
 چند ہر کار و نکو کہ ہر روز بوقت سحر و بوقت سہ پہر بیرون شہر برائے بالادوی جایا کر دینا نچہ آج
 جو صبح کو ہر کارے بالادوی کو نکلے جب اس دشت میں پہونچے انھوں نے بھی وہ سب سامان
 دیکھا بہت حیران ہوئے باہم صلاح کی کہ یہ کیا واقعہ ہو کل سہ ہفتک تو یہاں کچھ نہ تھا آج یہ سب
 سامان دربار میں دیکھے بارگاہ میں کیا ہے آگاہیں دربار میں منگل میں منگل ہو گیا اگر برائے دریافت حال
 اس لشکر میں جانے ہیں لیکن ایسا نہ ہو کہ اسیر ہو جائیں کیونکہ ہمارے خیال میں تو وہ امر و نہ خالی نہیں
 ہو یا تو یہ لوگ جو کہ آکر فرود کش ہوئے ہیں ساحر ہیں اور ہمارے بادشاہ پر لشکر کشی کر کے آئے ہیں کیونکہ
 اس قدر جلدی ایک رات کے عرصے میں اس سامان کا یہاں موجود ہونا خالی از علت نہیں ہو سوا ہے
 ساحر کے کہ وہ سحر سے اس سے زیادہ سامان کر سکتے ہیں اس سے کم عرصے میں باہر لوگ جن کی قوم سے
 ہیں یا دیو و برزاد کی کہ وہ یہ سامان کر سکتے ہیں اور کم بھی ہیں بس صلاح نہیں ہے کہ اس لشکر میں جا کر
 دریافت کر و صرف اس قدر چل کر بادشاہ سے عرض کر دہ جیسا حکم دینا اس پر عمل کروا کر اس لشکر میں گئے اور اسیر
 ہو گئے پھر بادشاہ کو کہو کہ خبر ہو گی ایسا نہ ہو کہ ہم اسیر ہو جائیں اور بادشاہ کو خبر نہ دے تو غافل رہے یہ لوگ یلغار کر کے
 شہر پہنچے جائیں اور شہر پر قبضہ کر لیں تو ہم پر الزام ہو کہ ہم نے جب یہ لشکر دیکھا تھا تو ہمارا کہو کہ خبر کیوں نہ کی بدو ہمارے

حکم کے کیوں گئے ہنگو اگر خبر کی ہوئی اگر ہم حکم دیتے کہ جا کر دریافت کر دو تو جانتے اگر نہ حکم دیتے ہم اور
کوئی تدبیر کرنے اس سے بہتر یہ ہو کہ چاکر خبر کریں اگر بادشاہ فرمائیں کہ حال دریافت کر دو تو بھگت گرد رہا
کرین ورنہ جو آنکو منظور ہو وہ کریں ہم تو اپنے منصب سے ادا ہو جائینگے ہمارا منصب یہ ہو کہ ہم جو
واقعہ دیکھیں اس سے اپنے حاکم کو آگاہ کر دیں پس یہ صلاح کر کے وہ ہر کارے بد و ن دریافت حال
کے بارگاہ و ججہ و غیرہ برپا دیکھ کر ان کو فرودکش یا کر طرف صہر کے روانہ ہوئے تھے اسوقت اگر ہوئے کہ
جب وہ ریسان شہر بھی آکر سلام و بجا کر کے کریم پور پہنچے تھے ابھی ہر کاروں نے دعا و ثناے شاہی
ادا کی تھی کہ کو تو ال شہر مع پیادوں کے آکر پہنچا مصروف کج کلاہ کو سلام کر کے اپنے دنگل پر پہنچ
گیا مصروف کج کلاہ کا دربار اس طور سے آراستہ ہو کہ دہنی طرف اس کے اسکا فرزند حضور کج کلاہ
رستم وقت اپنے دنگل شوکت پر پہنچا ہوا حضور رہا ہی قبضہ شہر کو چوم رہا ہی بعدہ دو دنوں طرف
افسران سپاہ و سرداران کج کلاہ و انگلوں و کریم پور پہنچے ہوئے ہیں شہر ان سلطنت و
وزیران امت و اراکین دولت حاضر ہیں دربار خوب آراستہ ہے جب کو تو ال آچکا اسکی آمد کی
وجہ سے ہر کاروں نے خاموشی اختیار کی تھی جب کو تو ال سلام کر کے پہنچا اسوقت ہر کاروں نے
مانع اٹھا کر کہا کہ جان پناہ فلک بارگاہ کی عمر دراز ہو خداوند آفتاب و نائب خداوند برجیس کا
آپ برپا رہے ہم جو براے بالادوی آج صحرابین گئے تھے دیکھا کہ وشت مصر و فیہین قریب بیشہ
مصروف دیوانہ کے بہت سے تھے برابین اور ایک بارگاہ نہایت بلند کار جوئی برابہر جسکا کلین و ججہ
خورشید پر چمک کر رہا ہی تمام بارگاہ ہر گوشہ جہاں نصب ہیں کئی کس نمک گرد آس شکر کے
نقری و ملائی شٹیان لگی ہوئی ہیں بازارین آراستہ ہیں تمام شکر بین علاوہ اشجار صحرا کے
جھنڈی کی ہوئی پر نہ تھے ایسی بارگاہ دیکھی نہ ایسے لوگ دیکھے نہ ایسا لشکر دیکھا تھے دور سے
جو دیکھا ہر ایک کو انہیں خوبصورت پایا گو بظاہر تو انسان معلوم ہونے میں مگر حسن و جمال میں
حورون و برزاد و شے وہ چند ہیں اگر حورین و برزادین و علان آئین تو یہ انسان انکے اوپر فوق
بجائیں ہمارے خیال میں یہ لوگ یا تو ساحر ہیں کیونکہ جب ہم کل سہ پہر کو گئے تھے بالادوی کو
تو پہنچے یہ کچھ سامان اس صحرا میں نہ دیکھا تھا رات بھر میں یہ سامان مہیا ہو گیا یہ کام ساحر دیکھا ہی
یا دیو و برزاد کا باجن کا انسان تو اس قدر جلد ایسا سامان مہیا نہیں کر سکتا ہو اگر ساحر ہیں تو
انھوں نے یہ موزمین اور یہ سب سامان سحر سے مہیا کیا ہی اگر دیو ہیں تو قاف سے لائے ہیں
اور ضرور ان میں حالتوں سے خالی نہیں ہوئے جو یہ سامان دیکھا ہم براے خبر اس خوف سے
شکر میں نہ گئے کہ ایسا نہ ہو کہ ہنگو اسیر کر لیں بجز یہ خیال کر کے تھے اپنے دل میں یہ خیال کیا کہ ایکو
اس حال سے آگاہ کر دیں کیونکہ اب تو اس حال سے غافل ہیں باہم صلاح کر کے آپ کی
خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ آئیں اس حال سے آگاہ کریں باقی نصرت ہی حضور اسکی بہت جلد تدبیر
فرمائیں یا جیسا حکم ہم غلاموں کو فرمائیں ہم اسکو بجالائیں یہ سب آن ہر کاروں کی زبانی اس کے بادشاہ
واہل دربار کو حیرت ہوئی فرمایا کہ تھنے جا کر دریافت نو کیا ہوتا شاید کوئی تاجر نہ آکر فرودکش
ہوا ہو جبکہ تم کل چلے آئے ہو اس کے بعد ایسا ہو ہو گئی یہ خیال کرنا کہ یہ ساحر ہیں یا قوم جن
سے ہیں بالکل غلات عقل ہی ہو نہ ہو دریافت کرنا یہ ضرور تھا انھوں نے عرض کیا کہ حضور
بجلا یہ سامان اور یہ شوکت تاجر کہاں سے لائیں گے یا یہ سامان اور یہ شوکت شاہان جلیل القدر

و ہفت کشور کو بھی میسر نہوگا تا جبر بجا رہے کی کیا حقیقت ہے جو اسکو ممکن ہو حضور بہ ضرورت ہمارے ہیں یا
نوم جن سے ہیں یوں جو حضور کی نراے ہو ہم غلام ابھی جا کر دریافت کرنے ہیں مصروف کج کلاہ
نے کہا کہ ٹھہر جاؤ یہ ککراہل دربار کی طرف دیکھا سب نے عرض کیا کہ حضور ہمارے قیاس میں
نہیں آتا ہے کہ یہ ہرکارے کیا بیان کرتے ہیں ہمارے نزدیک یہ جو کچھ انھوں نے بیان کیا بالکل خلاف
عقل ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کل اس طرف جانا بھول گئے تھے انکو یہ یاد رہا کہ ہم ہوائے ہیں اب جو گئے
تو یہ سامان دیکھا حضور انکے بیان سے تو ثابت ہوتا ہے کہ وہ سامان ہے کہ جو اسوقت بادشاہ
ہفت اقلیم کو بھی میسر نہوگا ایسے سامان کا ہم ہونا غیر ممکن ہے حضور نے بڑے اخبار کو ملاحظہ فرمایا
مہوگا اور زمین شان و شوکت نوشیروانی کو دیکھا ہوگا یہ اس سے بھی تو زیادہ بیان کرنے ہیں
خلقت آدم سے اسوقت تک جو شوکت و ثمان و عرب و داب و شیروان کا تھا کسی بادشاہ کو
میسر نہوا مان بعد نوشیروان حمزہ صاحبقران کو ممکن ہوا وہ بھی اس سبب سے کہ وہ پردہ
فات گئے واپسے عجائبات لائے اور جو اسباب اور سامان انکو میسر ہوا وہ نوشیروان کو بھی
نہ ممکن ہوا مگر پھر بھی نوشیروان کی شوکت نے لمی نہ کی یا جو شوکت و شان اولاد حمزہ نے بدایا
وہ کسی کو ممکن نہوئی مگر کیونکر بدایا کی جب تمام عالم کو درہم و برہم کر یا تب ممکن ہوئی انکے
قول سے تو شوکت نوشیروانی و شوکت حمزہ صاحبقران و اولاد حمزہ صاحبقران بالکل ہیج
معلوم ہوتی ہے پس بالکل خلاف قیاس ہی معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے کبھی کسی بادشاہ کی
شوکت نہیں دیکھی تھی اب جو دیکھی تو اسے حواس جاتے رہے انھوں نے خیال کر لیا کہ یہ سامان سوائے
جنات یا دیو زاد یا بریزاد یا ساحر کے دوسرے کو میسر نہیں ہو سکتا ہے کیا بیان کریں انکے بیان سے
ہم خیال کرتے ہیں کہ خداوند نقاد و مرد ثانی و اشرک بن زمر و ثانی و برہیس آفتاب پرست
ماکب خداوند آفتاب کی بھی کچھ شوکت نہیں ہے جو اس لشکر کے افسر کی ہے یا جو دیکھ یہ لوگ خدا
نہیں ہیں ہمارے نزدیک یہ لوگ ڈر گئے اس سبب سے کہ یہ سامان نہ دیکھا تھا اسی امر پر کتنا
بسیب خوف کے کہ آپکو آگاہ کر دیں ہمارے نزدیک ان لوگوں کو براے خبر روانہ کرنا بیکار ہے انہیں کچھ
مطلب نہ حاصل ہوگا یہ جواہل دربار نے بیان کیا مصروف کج کلاہ نے جواب دیا کہ تلوک درست گئے ہو تم
لوگوں کا قیاس درست ہے میں خود حیران ہوں کہ جو خدا تھا انکو تو یہ سامان ممکن نہ تھا باوصفیکہ تمام عالم کے پیدا
کر نبوائے تھے اور بند و نکو کھائے ممکن ہوا بقول تم سبکے انھوں نے یہ سامان کبھی نہیں دیکھا آج جو دیکھا تو اسکو
بہت خیال کیا دوسرے تمھاری رائے کے موافق یہ لوگ کل اس طرف نہیں گئے تھے آج جو گئے تو وہاں ان
لوگوں کو یہ سامان نظر آیا اب جو انھوں نے خیال کیا تو یہ اس امر کو فراموش کر گئے کہ ہم کل نہیں آئے
تھے اسکا خیال ہوا کہ ہم کل آئے تھے ہنر سامان تو کل یہاں نہ دیکھا تھا آج کہاں سے آگیا ضرور یہ کارخانہ
یا تو سحر کا ہے یا جنات و دیو زاد و بریزاد کا ہے پس اس خوف سے ہر بارے دریافت حال نہ گئے واپس
چلے آئے خیر اور کسی کو براے دریافت حال روانہ کیا جائیگا وہ ہرکارے خاموش یہ تقریریں ہیں رہا
و بادشاہ کی مستانیکے جب مصروف کج کلاہ یہ ککراہت ہوا کہ آپ لوگ اب یہ رائے دین کہ کون براے
دریافت حال جائے ابھی اہل دربار نے کچھ جواب نہ دیا تھا کہ وہ امیر جو براے سیر ہر طرف تشریف
لے جاتے تھے اور آج بھی گئے تھے جیسا کہ تحریر ہو چکا ہے کہ انھوں نے یہ سب سامان دیکھ کر اپنے ملازم کو براے
دریافت حال کے روانہ کیا تھا اور وہ تقریر پیش آئی تھی ملازم موتے سنکے وہ رئیس اس خیال سے

دربار میں آئے تھے کہ بادشاہ کو اس حال سے آگاہ کریں کہ ہر کارے اگر موجود ہوئے تھے بر بیان نہ کرنے یا نہ تھے کہ
کو تو ال آگیا بس جب سب آج کے اس وقت ہر کاروں نے بیان کیا تھا ان کے بیان کے بعد یہ واقعات ہوئے جو کہ تحریر ہوئے
میں آن امیروں نے جو دیکھا کہ ہر کاروں نے وہ ہی سب حال بیان کیا جو کہ ہم بھی دیکھ آئے ہیں اسی حال کے بیان
کرنے کے لیے یہاں آئے ہیں مگر بادشاہ کو واپس دربار کو ہر کاروں کے قول کا یقین نہ آیا یہ آٹھ کھڑے ہوئے اور ہاتھ بندھ کر
بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور جو کچھ ہر کاروں نے بیان کیا ہے وہ سب درست ہے اور سچ بیان کیا ہے ہم سب غلاموں
نے بھی یہی واقعہ دیکھا ہے اور اسی حال کے خبر کرنے کو حاضر دربار ہوئے ہیں ہم کہنے نہ پائے تھے کہ ہر کاروں نے
بیان کیا حضور جو کچھ انھوں نے بیان کیا ایک سر موجود نہیں ہے یہ ہی سب حال ہم نے بھی دیکھا ہے آپ کے یہ غلام ہمیشہ ہر روز
واسطے سیر کے آدھر کو جاتے تھے کل تک گئے تھے تو کچھ بھی نہ تھا آج جو گئے حسب قاعدہ تو یہی سامان پایا جو کہ
ہر کاروں نے عرض کیا بلکہ اس سے زیادہ تھا ہم نے اپنے ملازموں کو برائے خبر کے روانہ کیا ان سے یہ تقریر ہوئی یہ کہ
انھوں نے سب تقریر اور سب حال بیان کیا اور قیسم بیان کیا اتنا بادشاہ واپس دربار کو یقین ہوا اور زیادہ تر
جبرت ہوئی کیونکہ ان سب نے اس سے زیادہ شوکت و نشان بیان کی تھی اور حالت جو کہ ہر کاروں نے بیان کی
تھی انہوں نے نوبت ہوئی کہ کل اہل دربار مع بادشاہ کے ساکت ہو کر رہ گئے عالم جبرت ان سب پر طاری ہوا جو اس
باختہ ہو گئے ہر ایک خیال کرنیگا و لمیں کہ یہ کیا واقعہ ہے کہ جسکو سننے جبرت ہوئی ہے کچھ قیاس کام نہیں کرنا ہے ہر کاروں کے
قول کو غلط سمجھتے تھے مگر ان لوگوں کے قول کو کیونکہ غلط خیال کریں ان کے بیان سے ہر کاروں کا قول سچ ہوتا ہے ان لوگوں کو
جسوت کہنے سے کیا فائدہ ضرور اس امر کے دریافت کی کوشش کرنا چاہیے مصروف کج کلاہ اپنے ولیمین خیال کر رہا تھا
ابھی کچھ کسی سے بیان نہ کیا تھا جیسے وہ امیر ساکت ہوئے یہ کہہ کر اور سلام کر کے اپنے اپنے مقام پر بیٹھے اس وقت
کو تو ال آٹھ کھڑا ہوا اور سلام کرنے لگا کہ حضور ہیں دربار میں حاضر ہوئی کو تھا لباس میں جتنا تھا کہ افسر کاہ فروشوں کا
میرے پاس آیا اسکے ہمراہ کاہ فروش بھی تھے میں نے اس سے دریافت کیا کہ تم اس وقت کہاں آئے اُس نے کہا کہ میں ایک
نیا واقعہ بیان کرنے آیا ہوں جو کہ ان سب نے آج دشت مہر و فیہ میں دیکھا ہے ہر روز وہاں گھانس لینے جاتے تھے
کبھی ایسا واقعہ نہیں نہ آیا ہے اس واقعے کو دیکھ کر جو اس ہوئے کہ گھانس تک نہ لائے میں نے کہا کہ بیان کرتے ہیں
افسر نے یہ بیان کیا کہ یہ کاہ فروش جو آج حسب معمول قدام گھانس لینے گئے تو انھوں نے ایک لشکر مختصر اس صحرا میں
فروش پایا اور یہ بیان کیا کہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے یہ سامان دیکھا یہ سامان دیکھا بس کو تو ال نے وہ ہی کل حال
بیان کیا جو کہ کاہ فروشوں کے افسر سے سنا تھا اور ہر کاروں اور رئیسان شہر نے بادشاہ کے روبرو بیان کیا تھا
کو تو ال نے عرض کیا کہ مجھ سے کاہ فروشوں کے افسر نے بیان کیا جب مجھ سے یہ سب حال ان سب نے بیان کیا
تو میں نے خیال کیا کہ میں کو تو ال سے عرض کروں تاکہ وہ بادشاہ سے عرض کریں بادشاہ اسکی تدبیر کریں بس میں
حاضر ہوا اور بیان کیا آپ دربار شریف پہنچے ہیں بادشاہ سے عرض کریں گے گا اندامین جہرہاں آکر ہو سچا
میں نے ہر کاروں کو عرض کرنے پایا اس سبب سے نہیں عرض کیا جب وہ عرض کر چکے اور حضور کو اور دیگر
اہل دربار کو یقین نہ آیا اور ان امیران شہر نے ہر کاروں کے قول کی تصدیق کی اور انھوں نے اپنا بچشم دید واقعہ
بیان کیا تو مجھ کو بھی فرض ہوا کہ میں عرض کروں بس میں نے بھی عرض کیا جو کچھ کہ سنا تھا یہ جو کو تو ال نے بیان کیا اتنا
سب کو باکل یقین ہو گیا ہر ایک فکر کرنے لگا کہ آیا یہ کون لوگ ہیں اگر یہ خیال کیا جائے کہ تاجر ہیں تو بقول
ہر کاروں کے تاجر کے باب کو بھی تو یہ سامان ممکن نہیں ہو سکتا ہے اگر یہ خیال کیا جائے کہ کسی ملک کے
بادشاہ ہیں تو بادشاہ کے پاس ایسا سامان ہونا تھوڑی سی حکومت پر ممکن نہیں ہے اگر کوئی شاہ
جلیل القدر ہوتا تو لشکر کثیر بھی ہمراہ ہوتا دوسرے نقاب پوش ہونے کی آسکو کیا ضرورت تھی ضرور

اسمین کچھ نہ کچھ اصرار ہو مصروف کچھ کلاہ نے اپنے دل میں یہ خیال کر کے اور اہل دربار کی طرف دیکھ کر کہا کہ آپ لوگوں نے سنا جو کچھ ان امیروں کو تو ال نے بیان کیا ہر کار و نیکے قول کا تو بار و رنونا تھا مگر اب جو موافق اسکے قول کے ان سب نے بیان کیا تو یقین ہوا اب اس امر میں آپ لوگوں کی کیا رائے ہو کہ یہ کون لوگ ہیں کیونکہ دریافت کیا جائے یہ جو مصروف کچھ کلاہ نے سوال کیا اس وقت سب اہل دربار نے عرض کیا کہ ہمارے جفل کام نہیں کرتی ہر سوائے اس امر کے کہ ہم یہ کہیں کہ وہ لوگ جو کہ آ کے دشت مصر و قیہ میں فروکش ہوئے ہیں یا تو تاجر جلیل القدر ہیں کیونکہ خداوند کے رحم و کرم سے کیا بعید ہو کہ انھوں نے یہ سامان اپنی قدرت سے عطا فرمایا ہو کوئی عبادت انکی اچھی معلوم ہوئی ہو اسکے صلے میں کچھ عجب نہیں ہو یا کسی ملک کا بادشاہ ہو اسے شکار اور مہر اٹھلا ہو یہ خیال کرنا کہ قوم جن یا پرزادے ہیں بالکل نادانی ہو بہر طور خواہ تاجر ہوں خواہ کسی ملک کے شاہزادے انکا حال دریافت کرنا پر ضرور ہو کیونکہ ایسا نہ ہو کہ دیوانہ مصروف کو معلوم ہو جائے وہ آکر لوٹ لے تو بڑی خرابی ہو سراسر بدنامی ہو کہ یہ کیسے بادشاہ ہیں کہ انکی سرحد میں قزاق رہتے ہیں فافلوں کو لوٹ لیتے ہیں اور یہ اسکا نیند و بے ست نہیں کرتے ہیں کوئی ایسا شخص جائے جو تجسین و خوبی سمجھائے تاکہ وہ لوگ مان جائیں اگر تاجر ہوں تو شہر میں آکر فروکش ہوں یا جسطرف کا قصد رکھتے ہوں کوچ کر جائیں اگر تاجر نہیں ہیں کسی ملک کے شاہزادے ہیں اور برائے شکار اور مہر آئے ہیں تو کسی اور صحرائ میں جا کر صید انگنی میں مصروف ہوں اپنی جائیں دیوانہ کے ہاتھ سے بچائیں ہم سب کو بھی بدنامی ہے محفوظ رکھیں مصروف کچھ کلاہ نے جواب دیا کہ رائے تم سبکی بہت ٹھیک ہو میرے نزدیک ایسے شخص کو جانا چاہیے کہ جو رعب و داب و صولت و شوکت و دیدہ رکھتا ہو ایسے ویسوں کے کہنے سے وہ لوگ کچھ بھی خیال نہ کریں گے ٹال دینگے پس کون جائے اہل دربار نے عرض کیا کہ جسکو حکم سر کا ہو وہ جائے ہم سب غلامان جان نثار موجود ہیں مصروف کچھ کلاہ نے کہا کہ ایسے شخص کو جانا چاہیے کہ جسکے جانے سے انکی عزت و آبرو میں فرق نہ ہو اور انکے قریب اسکو جگہ ملے اور باہم کلمہ و کلام کی نوبت آئے سب نے عرض کیا کہ بھر حضور تجویز فرمائیں پس اسکے مصروف شاہ نے اپنے فرزند حضور کچھ کلاہ کی طرف دیکھا اور کہا کہ اے فرزند میرے نزدیک مناسب ہو کہ تم کچھ لوگ لیکر جاؤ اور دریافت کرو کہ کون لوگ ہیں اگر تاجر ہیں تو ایسے کہتا کہ یا تو اندرون شہر آکر فروکش ہو بازار میں دکان وغیرہ آراستہ کرو تم جو جنگل میں آکر اترے ہو اب مانو کہ کوئی لوٹ لے تو ہم بدنام ہوں یہ بھی کہتا کہ ہکو زیادہ تر خوف ہو اپنے سپہ سالار مصروف دیوانہ کا کہ وہ اس صحرائ میں رہتا ہے اسکا حکم ہے کہ کوئی یہاں نہ کر نہ اترے کیونکہ یہ صحرائے اپنی سیرگاہ مقرر کیا ہے جو کوئی یہاں آتا ہے اسکو خبر ہو جاتی ہے وہ آکر اہل فافلہ کو قتل کرنا ہی مال و اسباب اسکے ہمراہی لوٹ لیتے ہیں چالیس ہزار دیوانے اسکے ہمراہ ہیں وہ بڑا بہادر ہے آجنگ کوئی امیر غالب نہیں آیا ہے بڑے بڑے شجاع و بہادر مقابلے کو آئے سب زیر ہوئے پس مناسب ہو کہ آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں کیونکہ اسکے ہاتھ سے اپنے کو زحمت میں ڈالیں آئندہ آپکو اختیار ہو اگر اے فرزند وہ تاجر نہیں ہو کہ کوئی شاہزادہ ہے تو یہ دریافت کرنا کہ آپکا اور ہر کو کس قصد سے آنا ہوا اور کہ ہر سے شریف لائے ہیں جب سب حال معلوم ہوئے تو ایسے بیان کرنا کہ مناسب ہو کہ آپ شریف لیجائیں ورنہ دیوانہ کے ہاتھ سے پریشان ہو جائے گا اگر دیکھنا کہ بقصد مقابلہ آدھر کو آئے ہیں

نو کہنے آنا کہ آب آمادہ جنگ ہوں ہم شکر لیکر آئے ہیں اور آپ سے مقابلہ کرنے ہیں یہ بھی دریافت
 کرنا کہ دین و مذہب کیا ہے حضور کج کلام نے اپنے باپ کی تقریر کے عرض کیا کہ مجھ کو تعمیل حکم عالی
 میں کچھ غدر نہیں ہو مگر میرے نزدیک یہ بہت مناسب ہو گا کہ پہلے کوئی اور جائے اور دریافت
 کرے اور انکو بعد دریافت کے سمجھائے اگر وہ مان جائیں تو خیر ورنہ میں جا کر سمجھاؤں گا آئندہ
 جو آپ کی مرضی تاکہ یہ تو معلوم ہو کہ یہ کون لوگ ہیں بعد اس معلوم ہونے کے جس قسم کے وہ لوگ
 ہوں اسی قسم سے ان کے ساتھ برتاؤ کیا جائے مصر و فوج کلام نے کہا کہ تمھاری رائے بہت
 ٹھیک ہے پس اس وقت بادشاہ نے کو توالی سے کہا کہ تم جاؤ اور دریافت کرو اس کے بعد ہمارے
 پاس آؤ جو کچھ معاملہ پیش آئے ہم سے بیان کرو تاکہ ہم اسکا بندوبست کریں یہ جو حکم دیا کو توالی اس وقت
 دہلی گری پر سے اٹھا اور سلام کر کے باہر آیا اور مرکب پر سوار ہو کر اور چند پیادوں کو ہمراہ لیکر جلا
 مصر و فوج شاہ بیہان دربار میں کو توالی کے انتظار میں بیٹھا ہو دربار آراستہ ہو کو توالی کا حال
 آئندہ خبر ہو گا اب ادھر کا حال سماعت فرمائیے کہ بیہان بارگاہ میں سہرا بٹالی وغیرہ بیٹھے ہوئے
 ہیں سر پہ بارگاہ کے اٹھے ہوئے ہیں تماشائے گل و صنوبر ملاحظہ فرما رہے ہیں دربار آراستہ ہو کہ
 ایک طرف سے گرد بلند ہوئی شانہ زادے نے جو اس گرد کو ملاحظہ فرمایا شاگردان سیارہ ثانی سے فرمایا
 کہ خبر تولاؤ یہ گرد کیسی بلند ہوئی ہے شاگردان سیارہ ثانی یہ حکم پا کر اس گرد کی طرف چلے بارگاہ سے
 نکلا کہ جب قریب گرد پہونچے دیکھا کہ ایک تاجر مع مال و اسباب آگے چلا جاتا ہے قریب پانچ سو آدمی
 کے آگے ہمراہ ہیں ادھر اس سوداگر نے دیکھا کہ ایک لشکر و فوج مصر و فوج میں آڑا ہوا ہے چمے برابریں
 یہ جہان ہوا کہ میں کئی مرتبہ اس طرف سے گذرا مگر میں نے کبھی بیہان کسی تاجر یا بادشاہ کو اترے ہوئے
 نہیں دیکھا بسبب دیوانہ کے فوت کے آج نئی بات ہو کہ اس صحرا میں چمے وغیرہ برابریں جلا کر دیکھنا چاہیے
 اگر کوئی بادشاہ ہو تو اسکی بارگاہ میں جا کر کچھ مال و اسباب فروخت کرنا چاہیے پھر خیال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ
 وہ ہی دیوانہ ہو تو مفت میں نقصان ہو سب مال و اسباب لوٹا لے یہ قصد جو تو نے کیا ہے یہ نقصان
 رسان ہو اپنی راہ لے ادھر ان ہرکاروں نے جو کہ حکم شانہ زادہ آئے تھے سوداگر کو جو دیکھا فوراً واپس گئے
 خدمت میں شانہ زادے کی اور عرض کیا کہ یہ جو گرد بلند ہوئی تھی اور اپنے دریافت کے لیے روانہ فرمایا تھا
 ایک سوداگر مع اپنے ہمراہوں کے جاتا ہے اس کے ہمراہ جو مرکب وغیرہ ہیں یہ ان کے سمون سے گرد بلند ہوئی
 تھی شانہ زادے نے ایک سردار سے کہا کہ تم جا کر اس سوداگر کو ہمارے پاس لے آؤ ہم اس سے
 حالات دنیا و دریافت کریں تاکہ معلوم ہو کہ بدیع الملک وغیرہ کی کیا کیفیت ہے اور یہاں
 میں بس وہ سرداران ہرکاروں کو لیکر چلا اس تاجر کی طرف چونکہ وہ سوداگر شہر
 مصر و فوج کو آتا تھا یہ مقام مصر و فوج سے قریب تھا اس نے تھوڑے عرصے کے لیے وہاں
 قیام کیا تھا سب مال و اسباب اسی طور سے بارگاہ لوگ اترے تھے دم لے رہے تھے کہ یہ
 سردار اور ہرکارے اس قافلہ میں پہونچے اہل قافلہ سے پوچھا کہ تمھارا قافلہ سالار کون ہے
 انکو اس سے ایک کام ہوا اہل قافلہ نے جو معقول آدمی دیکھے تھے خوف نہ کیا فوراً بتا دیا کہ وہ
 جو سامنے گری پر بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے افسر اعلیٰ ہیں ہم سب ان کے ملازم ہیں خواجہ تاج الدین
 تمام ہر شوق سے آئے پاس تشریف لیجائیے جو کچھ کام ہوا ان سے دریافت فرمائیے یہ سردار
 آئے یہ تقریر کے خواجہ باز رگان کے پاس آیا بیہان خواجہ باز رگان گری پر بیٹھے ہوئے

تھے اور چند رفیق بھی کر سبوں پر ممکن تھے کیونکہ جب خواجہ نے بہ حکم دیا تھا کہ تھوڑی دیر یہاں قیام کر لو اور دم لے لو کیونکہ اب تو شہر قریب ہی ایک جویہاں سے کوچ کرینگے تو شہر میں جا کر قیام کرینگے مگر کوئی کو دانے گھانٹنے سے سیر و سیراب کر لو بہ حکم اسکے ملازموں نے کرسیاں بچھا دی تھیں باقی سب اسباب بار تھا مگر کوئی کو دانے گھانٹنے پانی سے سیر و سیراب کر رہے تھے اہل قافلہ اور ہر آدمی مثل رستہ تھے بدین سبب خواجہ کرسی پر بیٹھے ہوئے تھے صبح کی طرف دیکھ رہے تھے کبھی شکر ستم ثانی وغیرہ کی طرف دیکھتے تھے اور جبران ہو کر اپنے رفیقوں سے کہتے تھے کہ نہ معلوم یہ کسا شکر ہو دیوانے کا تو شکر معلوم نہیں ہوتا ہی اس شکر میں جو بارگاہ برپا ہو بہت عمدہ ہو دوسرے کلب اسکا مثل خوشید کے خود سے رہا ہو اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ دیوانہ لوٹ لیگا تو میں ضرور اس شکر میں جا کر آج شب بھر قیام کرتا کیفیت دریافت کرتا صاحب شکر سے ملتا خواجہ یہ کہہ رہے تھے کہ وہ سردار پہونچا خواجہ نے اسکو مرد معقول دیکھ کر صاحب سلامت کی بلکہ اپنی طرف سے سلام میں سبقت کی مگر جبران ہو کر کہہ کون شخص ہے اسے تعلیم کھڑا ہو گیا کہ آجے شریف لائے یہ سردار بعد صاحب سلامت کے کرسی پر بیٹھے خواجہ نے ملازموں کو اشارہ کیا کہ فون نے الایچی وغیرہ خاصا ان میں رکھ کر پیش کیں خواجہ تاج الدین بہت تعلیم و نواضع سے پیش آیا اور بافت کیا کہ آجکا مجھ ادا کرتے ہیں کے پاس کوئی فکر آنا ہوا اس سردار نے جواب دیا کہ وہ جو تم سامنے جیسے وغیرہ برپا دیکھتے ہیں اس شکر سے آیا ہوں وہاں پر شکر ایک بادشاہ جلیل القدر کا فرد کش ہے بلکہ اس شخص نے تجھو آجے پاس بھیجا ہو وہ اپنے وقت کا صاحبقران ہے یہ شکر اسی صاحبقران کا ہے اہل اسلام سے ہوا ہے تجھو آجے پاس بھیجا ہو کہ خواجہ بازرگان قافلہ سالار کو ہمارے پاس لے آؤ کیونکہ ہم اسے کچھ دنیا کا حال دریافت کرینگے تاکہ ہم حالات سے آگاہ ہوں اور یہ دریافت کرما ہو کہ آجکل شکر اسلام کس مقام پر اور اس شکر کا کون صاحبقران ہے آپ میرے ہمراہ شریف لیجیے صاحبقران کے پاس کچھ خوف نہ کریں خواجہ تاج الدین نے یہ سنے کچھ جواب نہ دیا بلکہ کسی قدر فکر کرنے لگے کہ اس سردار نے کہا کہ شاید آپ یہ خیال فرماتے ہیں کہ ہکوڑو ہکو کا دیا جاتا ہے یہ جو جیسے وغیرہ برپا ہیں انہیں فراق فرمیں ہیں ہکو جو صاحب مال دیکھا تو ڈھوکا دیتے ہیں ہم آدمی گئے اور لوٹ لیے گئے بخدا ابسا امیر ہیں ہکو بلکہ یہ شکر صاحبقرانی ہے کوئی مقام خوف نہیں ہے اس شکر کی موجودگی میں کوئی تمہ پر ظلم نہیں کر سکتا ہر حال میں سے المینان رکھو جب قسم کھا کر کہنا تو خواجہ نے جواب دیا کہ اب تجھو یقین ہوا واقعی پہلے تجھو شک گذرا تھا اب میں آپکی خدمت میں صاف صاف گزارش کرتا ہوں کہ جب میں یہاں آکر پہونچا میں نے یہاں جیسے وغیرہ برپا ہائے خیال ہوا کہ جیکر اس شکر کا حال دریافت کرنا ہو ضرور ہی آج کا دن و رات ہی مقام پر رہ کر و بیچ کو طرف غم رہے جانا سنا ہے اسکے یہ خیال ہوا کہ شاید یہ شکر فراقوں کا ہونو مفت میں سب مال و اسباب تباہ ہوگا اپنے قصد کو تسخیر کیا اس مقام پر تھوڑی دیر کے لیے ٹھہر گیا مگر غم فرماتے سب مال و اسباب بار ہو آجکے شریف لانے سے اور وہ تقریر کرنے سے بھگو یقین ہو گیا تھا کہ فراقوں نے ہکو دیکھ لیا اور ڈھوکا دیکر طلب کرنے میں اپنے اور پر فریق کر رہا تھا کہ کیوں یہاں ٹھہرا ہوا ہے جو اپنے قسم کھا کر کہنا اور میں بھی خیال کیا کہ تاج الدین تیری عقل کہ ہر ہی بھلا فراق اسطور سے کیوں اترنے لگے کہ سب دیکھ لیں انکا تو بہ کام ہو کہ وہ پوشیدہ طور سے قافلہ کو غارت کر رہے ہیں یہ خیال تو طرف ہو گیا مگر ایک خوف بھی باقی ہو وہ یہ کہ جبران آجے آفا کہ جو اب صاحبقران کہتے ہیں انکے جیسے وغیرہ برپا ہیں اسی خدمت کے قریب ایک بیشہ ہو کہ اسکو بیشہ مصروفیہ کہتے ہیں اس میں ایک دیوانہ رہتا ہے کہ ہیکانام ضرورت دیا

ایک چالیس ہزار دیوانے اسکے ہمراہ ہیں وہ بہت زبردست ہیں ہانکا بادشاہ جو ہر اسکی طرف سے اسے دس ہزار روپے
 ماسواری دیوانے کے مقرر ہیں یا جو دیکھ کر شکر کثیر رکھتا ہے مگر دیوانہ کا کچھ نہ کر سکا اسکے ہاتھ سے برنشان ہو کر یہ محو
 اسکے مسکن کے لیے مقرر کیا اور دس ہزار روپہ مایانہ مقرر کیا اسکا طریقہ یہ ہے کہ جہاں اسنے شننا کہ کسی نے بادشاہ
 پر شکر کنشی کی تو وہ اپنے پیشہ سے مع اپنے ہمراہیوں کے نکلا اور شکر حریف پر جا کر اور حریف کے شکر کو شکست دی
 سب مال و اسباب لوٹ لیا اور اپنے پیشہ کو چلا گیا یا کوئی قافلہ آفت کا مارا نا واقف ہونے سے ادھر گیا اسکی
 بھی شناسمت آگئی دیوانے نے آکر لوٹ لیا ای خوف سے یہاں کوئی قیام نہیں کرتا ہر دور نہ بہر حال قیام کرنے کے
 ہر اسی سبب سے توہین باہر یا ہر اس محرا کے اپنا قافلہ بکرا جلا تھا میں حیران تھا کہ کیا سبب ہے کہ لوگ یہاں فروش
 ہیں انکو دیوانے کا خوف نہیں ہے میری رائے میں آتا ہے کہ انکی اسکو اس حال کی خبر نہیں ہوئی ورنہ وہ ضرور آتا
 میں یہ خوف کرتا ہوں کہ مبادا میں آپکے ہمراہ چلوں اور وہ دیوانہ آپ کے تو بالکل تباہ ہو جائے گا کسی طرف کا نہ ہونگا
 دوسرے جگہ یہ بھی خیال ہوا تھا کہ معلوم ہوتا ہے یہ لوگ بھی اسی دیوانے کے ہمراہ ہیں جو یوں خوف آنے سے ہوسے
 میں بدین سبب جگہ تو کچے ہمراہ چلنے میں تامل ہے جگہ معاف فرمائیے یہ جو خواجہ نے کہا اس سردار نے کہا کہ اے
 خواجہ تم بالکل خوف نہ کرو نہ ہم فراق ہیں نہ ہمراہی دیوانہ میں سے ہیں نہ ہکو دیوانہ کا خوف ہے نہ
 تم دیوانہ سے خوف کرو اس دیوانہ کی کیا مجال جو مختاری طرف نگاہ کج سے دیکھ سکے ہمارا آقا و
 صاحبقران وہ بہادر و جوانمرد ہے کہ جسکے روبرو دیوانہ کا دم نکلتا ہے وہ دیوانے کو مثل موزعہ کے
 خیال کرتا ہے صاحبقران زمانہ ہے اسکے روبرو دیوانہ کی کیا اصل ہے دیوانے کی بھی یہ بیاخت ہے کہ جبکہ تم
 اسکے شکر میں ہو وہ آکر تبریدت کر کے ایک ڈانٹ میں تو دانت نکال کر رہ جائیگا ایک طمانجہ میں سارا دیوانہ میں
 بھول جائیگا تم بلا خوف و خطر چلو اگر تمکو ایسا ہی خوف ہے تو مناسب مال و اسباب اسی مقام پر رہنے دو
 اسی طور سے بارادرسب ملازم کو چھوڑ جاؤ صرف تم چند آدمیوں سے میرے ہمراہ میرے آقا کی خدمت میں
 چلو صاحبقران سے کلام کر کے چلے آنا جو کچھ وہ دریافت فرمائیں وہ اسنے بیان کر دینا بعدہ خدمت
 حاصل کر کے چلے آنا تمکو ہمارے خفیہ سچ کا حال معلوم ہو جائیگا خواجہ نے یہ سنے جو ایدہا کہ
 بہت خوب ہے تو فرمائیے کہ آپکے آقا اور صاحبقران کا اسم شریف کیا ہے کیونکہ یہاں ایک اور
 صاحبقران ہیں جو کہ خاندان حمزہ صاحبقران سے ہیں جبکہ لقب صاحبقران ثالث ہیں میں سنوں
 تو سہی شاید وہ ہی ہوں کیونکہ میں اُسے بخوبی واقف ہوں کئی مرتبہ انکی خدمت میں حاضر ہو چکا
 ہوں وہ تو بڑے بہادر اور جری ہیں انھوں نے تو بڑے بڑے معرکے سر کیے ہیں وہ بروئے ہیں
 حمزہ صاحبقران کے فرزند ہیں تو رالہ ہر عالیشان کے بوسے ہیں بدیع الزمان کے بدیع الملک
 انکا اسم مبارک ہے وہ ہی آجکل شکر اسلام کے صاحبقران ہیں کیونکہ انکو صاحبقران ثانی
 اپنی طرف سے صاحبقران فرما گئے ہیں اور خود مع ابسو چالیس سرداروں و عزیزوں کی طرف
 خانہ کعبہ کے شریف لینگے جب سے بدیع الملک کفار سے مقابلہ فرما رہے ہیں میں حیران ہوں
 کہ وہ یہاں کہاں سے شریف لائے کیونکہ اُسے تو اور سمندر شاہ سے شہر مشہور یہ بر معرکہ پڑا
 ہوا ہے سب اہل اسلام جہاں جہاں حکومت کرنے میں انکی کمک کو مع شکر کے چلے جانے ہیں
 سنا گیا ہے کہ کوئی مقام نہ طاق ہے وہاں بڑا معرکہ پڑے گا سب کو صاحبقران نے طلب کیا
 ہے جلد اسم مبارک سے آگاہ کرو تا کہ یہ خدشہ میرے دل سے دفع ہو کیا خدا نخواستہ صاحبقران
 نے سمندر شاہ سے شکست کھائی کہ اننے سے شکر سے یہاں آکر فروش ہوئے انکے ہمراہ تو شکر کثیر ہے جسکی

حدوات تہا نہیں ہو مگر یہ غلیل شکر کہانے آگیا کیا خدا نخواستہ سب مارے گئے جب خواجہ نے یہ کہا ہوتا
 اس سردار سے جواب دیا کہ اے خواجہ یہ وہ صاحبقران نہیں ہو بلکہ یہ صاحبقران اصلی ہیں انکا کیا کہنا
 جکا تم ذکر کرتے ہو وہ بنے ہوئے صاحبقران ہیں اور یہ اصلی صاحبقران ہیں یا تو صاحبقران اصلی
 حمزہ تھے یا یہ ہیں بھلا کیا بدیع الملک اور کیا بدیع الخصلت بھی غصب کیا یہ نسبت خاک را با عالم پاک
 یہ آفتاب وہ ایک ذرہ یہ نور وہ خاک انکے انکے کیا نسبت جو سامان دشوکت انکو حق تعالیٰ کی طرف
 سے عنایت ہوئی ہو اور جو ثوث و طافت انہیں ہو وہ بھلا بدیع الملک میں کہاں ہوگی بدیع الملک
 انکے ایک اونٹ غلام سے بھی مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں تین نقاد ہمارے صاحبقران کے ہمراہ ایسے ہیں جو کہ
 اپنے وقت تک صاحبقران ہیں انہیں سے ایک سے بھی بدیع الملک نہ رو سکیں گے جکا تم ذکر کرتے ہو وہ معلوم
 ہوا انکی صاحبقرانی کا حال ہمہ ظاہر ہو گیا کہ ایک ملک تھے نہ فتح ہو سکا ہمارے صاحبقران نے پردہ قاف میں
 وہ وہ معرکے سر کیے ہیں کہ جکا ذکر کرنا اور سننا باعث زیارتی جزا ہوتا ہو دیو یا مان ایسے دیو کو
 سر سے بلند کر کے مثل طفل مکتب کے زمین پر مار کر مثل کر باس کتہ کے جبر کہیں گے اطلال چل چراغ سلیمانی
 کو کس شد و مد سے اس کمسنی میں فتح کیا جب ہمارے صاحبقران نے یہ سنا کہ آج کل پردہ دنیا پر کفار
 کا زخم ہوا اور بہت سے ملک کفر آباد ہو گئے ہیں اور بدیع الملک سے کچھ نہیں ہو سکتا ہو وہ صرف
 ایک ہی ملک پر پھنسے ہوئے ہیں انھوں نے پردہ قاف سے دنیا کا قصد فرمایا راہ میں دیو ابلع بلند شاخ
 سے معرکہ پڑا جو کہ حضرت ثانی ہوا و رہمن دون ہزار دست سے زبردست ہو مگر ہمارے صاحبقران نے
 اسکو بھی شکست دی مثل بھول کے اٹھالیا آسنے اطاعت کی ہمارے صاحبقران اس قصد سے پردہ دنیا
 پر شریف لائے ہیں کہ جن جن کافروں نے سر اٹھا یا ہر انکو بہ نرا ہو نچائیں اور تمام دنیا میں دین اسلام کو
 رواج دیں اے خواجہ ہمارے صاحبقران صاحبقران عصر ہیں تم سن لینا کہ بدیع الملک نے بھی انکی
 اطاعت کی اور انکے ہاتھ سے سب کفار ہلاک ہوئے اس سردار نے بہت کچھ تعریف کی اور کہا کہ
 ہمارے صاحبقران کا اسم مبارک سہراب ثانی صاحبقران زمان ہی ہمارے صاحبقران کے ہمراہ
 ایک بار گاہ ایسی ہو جو کہ بدیع الملک کو نصیب نہو گی جسکا نام بارگاہ چل چراغ سلیمانی
 ہو علم چل چراغ سلیمانی ہو کہ جسکے پر شرف سے با صاحبقران یا صاحبقران کی صدا آتی ہو یہ شہر ہمارے
 صاحبقران کی صاحبقران ہونے کی گواہی دینی ہو تم بھی کس سے شبہ است دیتے ہوئے بس جلو
 عرصہ نہ کرو اس سردار نے جو اس طور سے تعریف کی ابو خواجہ تاج الدین کو اشتباہ ہوا
 کہ ذرا جلد دیکھنا چاہیے کہ یہ کون بزرگوار ہیں کہ جنھوں نے پردہ قاف سے آکر یہاں علم
 صاحبقرانی کو بلند کیا ہو کیونکہ سوائے خاندان حمزہ صاحبقران کے اور کسی خاندان میں صاحبقران نہیں
 ہوا ہو یہ ہو صاحبقران کہانے پیدا ہوئے ہیں کہ جنکی بہ استقدر تعریف کرتا ہو اور نقاد کون بزرگوار ہیں ذرا
 بارگاہ وغیرہ کو بھی دیکھا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ شکر کس قدر ہمراہ ہو اس سردار نے کہا کہ ایک بات اور
 بیان کرتا ہوں یہ بات بڑے تعجب کی ہو وہ یہ ہو کہ اسوقت ہمارے صاحبقران میں یہ قدرت ہو اور یہ
 مرتبہ انکو حاصل ہو کہ وہ ابھی جاہلین تو قاف سے شکر دیو زاد و بریزاد کو طلب کر کے تمام عالم کو مسخر کر لیں
 اور سب ابھی حاضر ہونے ہیں مگر وہ اس امر کو خلافت شجاعت خیال فرماتے ہیں بلکہ جو دیو و بریزاد انکو
 ہو نچانے آئے تھے صاحبقران نے انکو بھی رخصت کر دیا ایک بھی انہیں سے شکر نہیں فرما گو شکر غلیل
 ہو مگر یہ ہی شکر تمام عالم کی تسخیر کو کافی ہو انہیں ایک ایک اپنے وقت کا رستم و اسفند بار ہو خواجہ

میں تھے صاحبقران کے غمزدہ و روتے دیکھ کر وہ جب تھارا آنکھ سنا ہوگا تو تیر خود ہی حال ظاہر
 ہو جائیگا خواجہ نے کہا کہ میں ابھی چلتا ہوں اور شرف قدموں سے ماسکے تاپوں یہ ککڑ سب اہل قافلہ سے کہا
 کہ تم لوگ اسی مقام پر مع مال و اسباب کے ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں ذرا انکے ہمراہ جاتا ہوں وہ جو سامنے
 خیمے وغیرہ برپا ہیں وہاں تک سب سے کہہ دیا کہ بہت خوب خواجہ تاج الدین اسے چند فیقونکو ہمراہ لیکر اور
 کچھ جوہرات جو کہ پاس تھا ساتھ اسباب کے بارہ تھا پیش قیمت واسطے نذر کے لیکر اس سردار کے ہمراہ
 بیلااب جو راہ طو کر کے اس شکر مختصر کی حد میں پہنچا وہ سامان دیکھا کہ جو کبھی خواب میں بھی نہ دیکھا تھا
 دنگ ہو گیا حیران حیران اور حیران دیکھنے لگا ہر قدم پر نیا سامان نظر آتا تھا بازار میں خوب آراستہ بائیں
 چمنبندی ہر مقام پر دیکھی ستر کین معقول نظر آئیں خیمے ایسے پر تکلف برپائے کہ جو بادشاہ ہفت کشور کو
 بھی نہ نصیب ہونے خواجہ کو وہ سامان اور وہ شکر دیکھ کر شکر حمزہ صاحبقران کی شوکت یاد آگئی دل میں
 کہا کہ یہ ہی شوکت اور وہ کسی نے نہ دیکھا تھا کہ اس سلام کا محتاج حمزہ صاحبقران صاحبقران کے گویا بھی
 کم نہیں ہے مگر یہ شوکت نہیں رکھتا ہے نہ معلوم یہ کون ہیں اور یہ سامان کہاں سے ہم کہا ہو وہ ہی سب
 سامان میری نگاہ میں پھر رہا ہوا اسی طور سے بازار میں آراستہ ہوتی تھیں خواجہ سیر کرنے ہوئے
 پہنچے جاتے ہیں یہاں تک کہ ایک نثار خانہ مثل نثار خانہ سلیمانی کے آراستہ دیکھا آگے جو بیٹھے تو ایک نشان
 مثل علم اثر و پایکیر کے نصب پایا جسکے ہر شے سے یا صاحبقران یا صاحبقران کی صدا آرہی تھی جب ہوا کا
 جھوکا آنا تھا دماغ مضطرب ہو جاتا تھا گو شکر مختصر یا اگر بہت ہی شوکت کے ساتھ یا یا بہا تک کہ قریب بارگاہ
 کے پہنچے بارگاہ کو دیکھ کر دنگ ہو گئے بارگاہ کو مانند بارگاہ سلیمانی کے کسی طور سے کم نہ پایا بہت
 حیران ہوئے دل میں کہا کہ واقعی کل سامان یہاں مثل سامان حمزہ صاحبقران کے شکر کے ہر
 سر مو فرق نہیں ہے دوسرے شکر اسلام معلوم ہوتا ہے لطف ہے یہ کہ یہ لوگ بھی سلمان اور
 خدا پرست ہیں کس جوان نے جسکا نام سہراب اتانی سنا جاتا ہے گو میں نے ابھی اسکو دیکھا نہیں
 ہے نہ معلوم یہ سب شان کمان سے پیدا کیا اور کمان سے پایا بڑا صاحب انبال معلوم ہونا ہے ضرور
 یہ صاحبقران ہوا اور اسکی صاحبقرانی کو ضرور عروج ہوگا کیونکہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ نامید یافتہ
 بزرگان دین ہی میری رائے میں بہ امر آتا ہے کہ یہ سب سامان پردہ قاف سے لایا ہے کیونکہ اسکا
 غلام کتا تھا کہ ہمارے صاحبقران قاف سے شریف لائے ہیں ایسے ایسے خیال خواجہ بازارگان
 دل میں کرتے ہوئے قریب بارگاہ کے پہنچے دربار گاہ پر درگاہ سالار کو بیٹھے ہوئے دیکھا بڑی شان
 و شوکت سے خواجہ نے اسکو سلام کیا وہ سردار پردہ اٹھا کر خواجہ کو ہمراہ لیکر داخل بارگاہ ہوا خواجہ بازارگان
 نے ایک جلو خانہ کو دوسرے جلو خانہ سے زیادہ تر وسیع اور آراستہ پایاد و طرف چمن جوہرات کے بنے ہوئے
 دیکھے فرش مخملی سے آراستہ تھا بہا تک کہ صحن میں بارگاہ کے پہنچے وہاں ایسے ایسے عجائبات دیکھے جو کہ کبھی
 نہ دیکھے تھے بہت حیران ہوئے مثل آئینہ ششدر ہو کر رہ گئے یہاں تک ابوان میں پہنچے دربار کو دیکھا کہ
 ہزاروں گریبان و دنگل درصع کا نہ گچھے ہوئے ہیں انہر غاشیہ بڑے ہوئے ہیں تھوڑی سی گریبون و دنگون پر
 سردار بیٹھے ہوئے ہیں بارگاہ کے جعفر ستون ہیں سب الماس تراش ہیں انہر گوہر شجر اخ نصیب ہیں
 وسط بارگاہ میں ایک تخت طاووسی آراستہ ہوا سپر بھی غاشیہ بڑا ہے چار دنگل الماس نگار آراستہ ہیں
 تین دنگو نیرتین نقادار با قوت پوشش لصبہ عزد و قار اسلم الماس نگار لگائے ہوئے جلوہ فرما ہیں
 گو نقابین بڑی ہوئی ہیں مگر چہرہ دن سے اسقدر رعب و داب پیدا ہے کہ کوئی نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھ سکتا

ہو متور و شجاعت آشکار ہر ایک دنگل پر جو کہ سب سے بالا دست ہو اس پر ایک جوان رعنا چہرہ مثل
 آفتاب کے روشن گیسو و دیش پر پڑے ہوئے خال سبز رنگ ناشمی نمایان بعد شوکت و شان کمین
 کوئی برس بارہ ایک کا ہو گا مگر بہت خوبصورت بھرے بھرے بازو سینہ چوڑا کشادہ پیشانی حمزہ ثانی
 یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا حمزہ صاحبقران شریف فرماہن بالکل آئینے مشابہ چہرے سے آثار شجاعت
 و جوانمردی آشکار مثل شیر غرا کے جلوہ گر ہر آلات مرصع کا جسم برآ راستہ اس قدر رعب و
 مرد بہر کہ یہ ممکن نہیں جو کوئی نگاہ اٹھا کر دیکھ سکے نذر جمال بیتال سے تمام بارگاہ روشن و منور ہر
 یہ واقعہ دیکھ کر خواجہ بازرگان کے حواس جاتے رہے یہ شوکت و شان جو دیکھی سکتے ہو گیا تصویر
 صاحبقران نگاہ بین پھر گئی دل میں کہا کہ یہ ہی شوکت و یہ ہی شان تھی جبکہ حمزہ صاحبقران
 جوان تھے یہ جوان حمزہ ثانی ہو اگر اس کو امیر ثانی کہا جائے تو بہت بجا ہے معلوم ہوتا ہے
 قرینے سے کہ اسی خاندان سے ہر کوئی بیٹا یا پوتا یا پڑوتا حمزہ صاحبقران کا ہو کہ بزرگوار
 میں تھا اب بیان آیا ہے خبر معلوم ہو جائیگا خواجہ یہ خیال دلین کر رہے تھے کہ اس سردار نے بڑھکر
 عرض کیا کہ حضور خواجہ بازرگان جنکو طلب فرمایا تھا اور یہ غلام لینے کو گیا تھا حاضر ہیں کہ اس
 جوان و آن نقاداروں نے خواجہ کی طرف دیکھا خواجہ نے جھک کر سلام کیا اور بڑھکر وہ جوابات نذر
 گذرانا نذر کو قبول فرما کر حکم دیا کہ خواجہ کے بے گریسی حاضر کرو فوراً خادموں نے نقلی گریسی حاضر کی
 اشارہ کیا کہ گریسی بڑھ جاؤ ہکو آئیں کچھ دریافت کرنا ہے خواجہ سلام کر کے بیٹھ گئے مگر خواجہ نے بائیں
 شان و شوکت و رعب و دبدبہ کے وہ فروتنی و انکسار ان سب میں یا یا کہ جسکے بیان کی ضرورت
 نہیں ہے خواجہ نے دیکھا کہ باوجودیکہ یہ سامان یہ شوکت اور یہ مرتبہ و اختیار حاصل ہر گز کبر و غور
 کا نام تک نہیں ہے کہ ذرا بھی ہو جو اہل اسلام و خاندان حمزہ صاحبقران کا شعاری وہ ہی ہے
 سر مو فرق نہیں ہے خواجہ کو ان سب حالات کے مشاہدہ کرنے سے یقین کا درجہ ہوتا جاتا ہے کہ یہ
 جوان ضرور خاندان حمزہ صاحبقران سے ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا پھر حمزہ صاحبقران جوان ہوئے
 ہیں جب خواجہ گریسی بڑھ چکے اس وقت سردار نے جو کہ خواجہ کو لینے گیا تھا اپنا جانا خواجہ کے پاس
 خواجہ کا تعلیم و تواضع کرنا اپنا خواجہ سے مطلب ظاہر کرنا خواجہ کا جواب دینا جو کچھ کہ پیش آیا تھا اور اپنا خواجہ
 کا سمجھا کر لانا بیان کیا وہ جوان و نقادار یہ سب تقریریں متبسم ہوئے اور خواجہ کی طرف ملاحظہ فرما کر
 خواجہ سے مخاطب ہو کر سہراب ثانی نے فرمایا کہ واہ خواجہ آج ہم اہل اسلام کو قزاق تصور فرمایا ہے اکی زبکی
 اور دانائی سے بعید تھا بھلا قزاق یوں کھلے میدان میں آتے ہیں انکا تو پیشہ وزدی و مبارزی
 ہے خیر ہکو اسکا کچھ گلا نہیں ہے واقعی یہ امر ہے کہ انسان کو نیک و بد کا خیال کرنا بہت عمدہ بات ہے خصوصاً
 اس مقام پر کہ جہان کی حالت مخدوش ہو اس مقام پر ہوشیاری کرنا بڑی دانائی کی بات ہے اب آپ یہ فرمائیے
 کہ آپ کماٹے شریف لانے ہیں اور کس طرف شریف لے جاتے ہیں کچھ آپ کو پر وہ دنیا کی بھی حالت معلوم ہے کہ
 آج کل میان کسے کسے خرچ کیا اور کس قدر ملک اہل کفار کے ہیں جو کہ کافر و شے آباد ہیں و رشک اسلام
 کس مقام پر ہے اور کس سے مقابلہ ہو رہا ہے اور سب ممالک اہل اسلام کی کیا حالت ہے اور رشک اسلام کا بادشاہ
 کون ہے اور صاحبقران کون ہے اور حمزہ صاحبقران و صاحبقران ثانی و ان کے سردار کمان ہیں ممالک مفتوح
 حمزہ صاحبقران و حمزہ ثانی کی کیا کیفیت ہے اور جن جن ملکوں کو حمزہ صاحبقران نے اسلام آباد کیا تھا اور ان کے
 سرداروں و فرزندوں و صاحبقران ثانی وغیرہ نے وہ اسلام آباد ہیں یا نہیں اور جو جو کافر ان کے ہاتھ سے

واصل جنم ہوئے تھے انکی اولاد نے خروج تو نہیں کیا اور یہ بیان کرو کہ یہ حضرت صاحبقران کے ایرج نامدار
 اور انکے فرزند رستم ثانی و شہر یار غالب و قار مع اپنے لشکر کے کہاں تشریف فرما ہیں وہ بھی کسی کافر سے یہ مقابلہ
 نہیں با اپنے ملکو نہیں ہیں یہ سب حالات مجھے بیان کرو مجھے ملکو اسی سب حال کے دریافت کرنے کے لیے تکلیف
 دی ہو کیونکہ ہم کل یہ وہ قاف سے بیان آئے ہیں بلکہ یہاں کے حالات سے بالکل ناگاہی نہیں ہیں سب بزرگوار انکے
 اسم نامی وہاں سننا کرتے تھے اب بلکہ بھی اشتیاق ان سبکی ملاقات کا ہوا دوسرے جیسے سننا کہ اب پھر دنیا پر کفر و کافری کو
 ترنی ہو گئی ہو لہذا ہمارے پاس سب سامان صاحبقرانی جمع ہو گیا ہو دوسرے بزرگان دین نے مجھے فرمایا کہ تم اپنے
 وقت کے صاحبقران ہو لہذا دنیا پر جا کر اپنی صاحبقرانی کو ترنی دو اور امتحان کرو کہ وہ کسوتی ہو اس امر کی ذر
 و بان بدیع الملک صاحبقران ہیں انہی مقابلہ کرو ملکو حال معلوم ہو کہ کون صاحبقران ہو اور راہ خدا میں
 جہاد کرو کفار کشی پر کمزور کو کسوتا کہ مرتبہ اعلیٰ سے میں انکے فرمانے سے یہاں آیا ہوں اب میرا قصد یہ ہے کہ یہاں کے
 حالات دریافت کر کے ضبط کو مناسب جانوں کوچ کروں راہ خدا میں جہاد کروں اگر انکی مدد شامل حال
 ہو تو کفار کو قتل کر کے تمام عالم میں دین خدا کو رواج دوں اور اپنی صاحبقرانی کے دھنکے بجاؤں آئندہ جو انکی
 مرضی بندہ ہر امر میں مجبور و ناجار ہو وہ مالک و مختار ہو بندہ کچھ خیال کرنا ہو خدا جو چاہتا ہو وہ کرتا ہو میرے نزدیک
 یہاں آکر دعویٰ صاحبقرانی کرنا بسا امر دشوار ہے کیونکہ یہاں حضرت صاحبقران و صاحبقران ثانی و اولاد ہر دو
 صاحبقران و سرداران ہر دو صاحبقران کے نام کے سکے بڑھ گئے ہیں انکی قوت و طاقت کے جھنڈے
 نصب ہیں لوگوں کے دل و ذہن انکے نام کے سکے بڑھے ہوئے ہیں زور و طاقت کے دھنکے بڑھے ہوئے ہیں بھلا پھر
 مجھ ایسے حقیر کی کیا بیاقت ہو کہ ان لوگوں پر سبقت لیجاؤں اور نام پیدا کروں مگر بقول کے
 ہمت مردان مدد خدا وہ جسکو چاہتا ہو سر بلند فرماتا ہو اور جسکو چاہتا ہو پست کرتا ہو بندے
 کی کیا حقیقت ہو کہ نام پیدا کر سکے اگر انکو منظور ہو تو انشاء اللہ ہمارا بھی نام مثل ان سے ہوگا
 انکو اختیار ہو جو جب اس آید کریمہ کے تعزیر من تشاء و تیزل من تشاء و بیکت الخیر انکے
 اعلیٰ کل شئی قدر زرجہ وہ جسکو چاہتا ہو عزت دیتا ہو اور جسکو چاہتا ہو ذلت دیتا ہو
 جسکے ہاتھ خبر ہو اور تحقیق کہ تو ہی کل فسر پر قادر ہو لہذا انکو تکلیف تو ہوتی ہو اب ملکو لازم ہو
 کہ ان سب حالات سے مجھ کو آگاہ کر و جب سہرا ب ثانی اپنی اس نفیر کو تمام
 فرما چکے اسوقت خواجہ تاج الدین نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ میں بھی ایک امر کا امیدوار
 ہوں اور اس امر میں میرے حواس بجا نہیں ہیں نہ معلوم کیا کیا خیالات دل میں پیدا ہوتے ہیں
 حضور پہلے اپنے حال سے اس حقیر سے اپنا قصہ کو آگاہ فرمائیں کہ آپ کس خاندان عالی و درودان
 متعالی سے ہیں پھر مجھ سے سب حالات سماعت فرمائیں جو کہ مجھ کو معلوم ہیں گو میں کسی قدر
 تو حضور کے حال سے عقلیہ آگاہ ہو گیا ہوں اگر حکم ہو تو عرض کروں اور اگر میرا
 خیال درست ہو تو حضور فرمادین کہ تو نے بہت درست خیال کیا سہرا ب ثانی نے
 فرمایا کہ تم بیان کرو اگر درست ہو گا تو میں ضرور بیان کروں نگاہم اس امر سے اطمینان رکھو کہ میں بھی
 انکو اپنے حال سے آگاہ کروں گا یہ شکے خواجہ نے جواب دیا کہ میں تو خیال کرتا ہوں کہ آپ خاندان جن صاحبقران
 سے ہیں کیونکہ جعفر علامات و آثار و نشانیاں انکے خاندان کی ہیں وہ سب میں آپ میں پاتا ہوں
 نشا بد میرا قیاس غلطی پر منو مگر میں یہ یقین کر کے کہ سکتا ہوں کہ یہ نشانیاں سوائے ان خاندان
 کے کسی دوسرے خاندان میں نہیں ہیں یہ نشانیاں اولاد ہاشم کی ہیں بھلا اور کوئی کہاں سے لائے میں نے تو خیال کیا

سنا خدمت میں عرض کیا اب آپ بیان کریں یہ درست ہو یا غلطی پر ہوں شاہزادے نے فرمایا کہ تمہیں
 تمہیں کہا ہے کہ ہم اپنے حال سے تلو آگاہ کریں گے اور اب ہم تمہارے اس سوال کا جواب اس وقت
 دینگے کہ جب ہم تمہیں سب حالات بیان کر لو گے جو جو تمہیں دریافت کیے ہیں اطمینان رکھو ہم تمہارا
 پورے طور سے اطمینان کر دینگے مگر اپنے دل میں کہا کہ اسنے خوب شناخت کی اور رستم ثانی
 وغیرہ کی طرف دیکھا انھوں نے اشارہ سے کہا کہ خاموش رہو دیکھا جا بیگا اور اس سے حالات
 دریافت کرو شاہزادے نے فرمایا کہ ان خواجہ بزرگان بیان کر دو تب خواجہ نے یوں عرض کرنا
 شروع کیا کہ پہلے حمزہ صاحبقران نے مدائن سے لب گزرارون ملک فتح کیے تھے قیاف میں ہزار
 دیو زادوں سے لڑے جس قدر خدا نشان تھے اور خدا سے باطل تھے سب کو قتل کیا تو شیروان
 جاسے مہار نہ ملی آخر کو عاجز ہو کر بچ رہا تھا اسے اور حمزہ سمجھتا ہوں کی نوبت آئی پھر ان نو شیروان
 نے خروج کیا خلاصہ یہ کہ ہزاروں ملک اسلام آباد ہوئے سب خدا سے باطل حمزہ صاحبقران
 اور اولاد حمزہ صاحبقران کو ہاتھ پیر گئے جب حمزہ صاحبقران نے لقا کو قتل فرمایا تو اپنے مقام
 اپنے فرزند حمزہ ثانی کو صاحبقران مندرمایا اور خود خانہ کعبہ کو شریف لے گئے انھوں نے
 بھی ہزاروں ملک اسلام آباد کیے لقا کے لڑکے زمر و ثانی نے خروج کیا پھر وہ خوب
 خوب لڑا آخر کار وہ ہاتھ سے صاحبقران ثانی کے مع تورج بدرگ حرمی مارا گیا چونکہ
 صاحبقران ثانی نے قسم کھائی تھی کہ میں بعد قتل زمر و ثانی کے خانہ کعبہ کو چلا جاؤنگا چنانچہ
 وہ بھی بعد قتل زمر و ثانی کے طرف خانہ کعبہ کے شریف لے گئے اسکے ہمراہ ایک سو چالیس
 سردار و عزیز گئے انہیں امرج نامدار و نور الدین علی و قار بھی تھے اور باقی سب سردار و
 صاحبقران ثانی نے ملک تقسیم فرمائے بعد بدیع الملک یہ نور الدین کو جو کہ بہت بہادر
 اور جری تھے پھر جہان کیب اور لب صاحبقران ثالث سے لقب کیا جو کہ آئندہ اندام
 جادو حاکم طلسم آئے اپنے طلسم سے بھاگ کر طرف نہ طاق کے چلا گیا تھا پھر صاحبقران ثانی
 نے بدیع الملک سے نصیحت فرمائی کہ تم بعد قتل آئندہ اندام و بعد اسلام آباد کرو ان ملک کے
 جو کہ کھنڈ آباد ہیں اور تمام عالم کو اسلام آباد کر کے اور کافروں کو قتل کر کے خانہ کعبہ میں آنا
 اور حضور صاحبقران ثانی طرف خانہ کعبہ کے شریف لے گئے پھر اسکے بعد غلام کو اسکے حال سے آگاہی
 نہیں ہو کر اسقدر ضرور آگاہ ہوں کہ وہ خانہ کعبہ میں پہنچے راہ میں انرا ایک واقعہ سخت گذرا
 کہ کسی مقام پر وہ شریف فرماتے تھے ہزاروں دشمنوں نے ان بزرگواروں کو قتل پا کر اس صحرا
 میں آگ لگا دی چنانچہ بہت سے عزیز و صہ دار جل گئے کل کھنڈ آدمی بنے اُسے وہ خانہ کعبہ کو
 گئے اب وہ وہاں شریف فرما ہن صاحبقران اول بھی ہن و ثانی بھی راحت و آرام سے
 ہن یہ حال کو مگر معلوم ہوا کہ آگ لگا دی ان سرداروں و عزیزوں میں سے صاحبقران کے
 ایک اسد ثانی قدرت خدا سے بیکر لشکر بدیع الملک میں شریف لائے ہن میں اس زمانہ
 ہن اسی لشکر میں تھا جب وہ شریف لائے تھے انھوں نے بیان کیا تھا میں نے بھی سنا
 راوی کہتا ہے کہ صاحب دفتر نے اس طور سے خبر کیا ہے کہ خواجہ تاج الدین مینہی نے کہا تھا
 جو کہ نو شیروان نامہ و ہر مژنا یا بلا باختر و کوچک باختر و ایچ نامہ و صندلی نامہ و تورج نامہ
 و لعل نامہ میں ان دونوں صاحبقرانوں کا اور انکی اولاد و فرمایاں اور نیز خاں کے سرداروں کا اور اولاد کا تھا سنا ہے

سہرا بٹانی کے بیان کا ذرا سا بھی نہ چھوڑا اور سہرا بٹانی سنا کیے اور تعریف کیا کیے ارج
 نامہ اور دستہ ثانی دشمن تیار ہوئے و افغان چھوم جاتے تھے اب آئے دفتر آفتاب شجاعت میں جو حال
 تحریر ہوا ہے اسکا بیان کرنا شروع کیا اُسے بیان کیا کہ جب صاحبقران ثانی طرف خانہ
 کعبہ کے تشریف لیکے تو صاحبقران ثالث نے چھ ماہ تک طلسم آئینہ میں قیام فرمایا اور
 خزانہ طلسم کو نکلوا یا جب سب خزانہ نکل چکا تو لوح کو ملاحظہ فرمایا حسب ہدایت لوح مع
 لشکر کے طرف نہ طاق کے روانہ ہوئے یہاں تک کہ ایک مقام پر پہنچے کہ وہاں ایک دریا
 تھا کہ نام اسکا دریا ہے سبز رنگ تھا وہ دریا سحر کا تھا اُسکے کنارے اترے کیونکہ وہی راستہ
 نہ طاق کا تھا وہاں اتر کر حشیش کیا اور اپنے لشکر کا بادشاہ دارا بن جمشید کو کیا وہ اب لشکر
 اسلام کے بادشاہ ہیں حضور نور پڑے پڑے معرکہ دریا ہے سبز رنگ پر پڑے آخر کو خواجہ
 حفران بن عمر ثانی نے عیاری کر کے فتح کیا بعد اُسکے صاحبقران نے وہاں سے کوچ کیا
 شہر یقینہ ملا اُسکے بعد جنگ بسیار فتح کیا محرابیہ پر معرکہ پڑا وہ بھی فتح ہوا یہاں تک اقبالہ و
 امثالہ و حیرتیہ و مرادیہ کو فتح کر کے سمندریہ پر پہنچے اب سمندر شاہ سے مقابلہ ہونے
 لگا پہلے اُسکے سردار اگر لڑے وہاں سحر و ساحر کا کارخانہ ہے بڑے بڑے معرکے رہے اب
 خود سمندر شاہ لشکر لیکر براے مقابلہ نکلا یہ خلاصہ یہ کہ بدیع الملک صاحبقران ہیں اور
 آج کل سمندریہ پر لشکر ہو اور سمندر شاہ سے مقابلہ ہو رہا ہے خواجہ بازرگان نے سب
 حال جنگ و سکار دریا ہے سبز رنگ و یقینہ و محرابیہ و سمندریہ وغیرہ ابتدائے انتہا تک بیان
 کیا میں نے لیٹل کے نہیں لکھا دوسرے کہاں تک لکھا دو جلد میں مختصراً بقدر معرکہ
 بدیع الملک سے بعد صاحبقران ثانی کے جانے کے کفار سے ہوئے ہیں سب بیان کیے
 ہیں جو کہ میں دفتر آفتاب شجاعت میں تحریر کر چکا ہوں خواجہ نے بیان کیا کہ یہ تو میں نے لشکر
 اسلام کی حالت بیان کی اب آپ اُن ممالک کی حالت سماعت فرمائیے کہ جو اسلام آباد و حضور
 آج کل تمام ملک اہل اسلام کے برباد ہو گئے ہیں بہت سے تو ایسے برباد ہو گئے ہیں کہ وہاں آدمی
 نام تک نہیں ہے خاک اُڑ رہی ہے جا بجا خاک و خشت کے آثار ہیں جہاں جہاں عمارت بلند تھی
 وہاں اونچے اونچے ٹیلے ہیں جہاں جہاں حسینان جہاں و بہ جیدان مہر ملکین و شہر باران اسلام حکومت
 فرماتے ہیں اور جلوہ گر ہوتے تھے وہاں اب زراعت و زرع کے مسکن ہیں جن مقامات پر صدائے
 اذان بلند ہوتی تھی وہاں پر صدائے بوم سے کان پڑی آواز نہیں سنائی دیتی یہی ہے اتفاقاً
 زمانہ ہے حضور فرنگو شیبہ و سب خان و غیرہ تو ایسا برباد ہوا ہے کہ یہ نہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کوئی شہر بھی
 آباد تھا بہت سے ملکوں کے حاکموں نے جو کہ مسلمان تھے کافر پرستی اختیار کی بخوف جان میں
 کیا بیان کروں اب توجہ دھرماتا ہوں سوائے آفتاب پرستی کے دوسرے مذہب کا ذکر نہیں
 سنتا ہوں یا ایک زمانہ وہ تھا کہ چند ملک ایسے تھے کہ جہاں کافر آباد تھے ورنہ سوائے اہل
 اسلام کے دوسرے کی صورت نہ دکھائی دیتی تھی ہر طرف سے صدائے اذان آتی ہے کیا دل
 خوش ہوتا تھا اب سوائے گھنٹہ و ناقوس کے دوسری صداکان میں نہیں آتی ہے جو ملک اہل
 اسلام کے اس بدعت سے بچے ہیں وہاں کے حاکم بخوف جان اسے نکالنا نہیں کر سکتے ہیں یہ
 کیے ہوئے بیٹھے ہیں میں کیا حالت عرض کروں ایک گردش فلکی میں کیا ہو گیا آج کل تو آفتاب پرستی

کو اور بھی بڑا زور شور سے ہوا ہے اس مذہب کے اور سب کی خرابی تھی ان حالات کی خبر
 بدیع الملک کو بالکل نہیں ہو کہ اہل اسلام پر یہ بدعت ہو رہی ہو اگر خبر بھی ہو تو کیا کر سکتے ہیں
 وہ خود ایک بہت بڑے معرکے میں مبتلا ہیں اگر اسکو چھوڑ کر ادھر کو آئے ہیں تو سارے
 سالہا سال کی محنت برباد ہوتی ہو وہ کافر اور گمراہ تھے ہیں نہیں آئیں تو یہاں خرابی ہو رہی ہو
 دوسرے انکو یہ بھی خیال ہو کہ جو اہل اسلام کے بادشاہ ہیں اور جو حاکم شہر ہیں وہ مالک ملک
 ہیں اور سب سے بڑی اور بہادر ہیں حمزہ صاحبقران و صاحبقران ثانی کے ہمراہ معرکے لڑے
 ہوئے ہیں اور کون ظفر پاسکتا ہو اور کون ان ملکوں پر قبضہ کر سکتا ہو جو کوئی سر اٹھائے گا اپنی موت
 کی کیا ننگا کر مشیت خدا میں کسی کو کیا دخل ہو آجکل اہل اسلام کا ستارہ گردش میں ہو اگر
 ستارہ آتی ہو تو کفار کا زور ہو ستارہ کفار کا ترقی پر ہو جس پر یہ حالت ہو کہ لائق بیان کے
 نہیں ہو گشت اسلام میں جو اسے خزان کے تھونکے آ رہے ہیں ہر برگ و ثمر شجر اسلام کے لبیب
 ہو اسے کفر کے خشک ہو ہو کر گر رہے ہیں ٹری خرابی تو یہ ہو کہ بدیع الملک تو مقابلہ سمندر
 جادو میں مبتلا ہیں اور کوئی دوسرا ہی نہیں جو ان حالات کی خبر لے جو کہ عزیز اور سردار زبردست
 ہیں وہ بھی ان کے ہمراہ نہیں ہیں سوا دو صاحبزادوں کے کہ وہ دونوں ہمراہی میں ہیں مگر انکا ہونا
 نہ ہونا سب برابر ہو کیونکہ وہ مفقود الحسب ہیں اگر وہ دونوں صاحب ہوئے تو یہ حالت اہل اسلام لی
 نہونی حضور اہل اسلام پر آجکل ہزاروں مضائق ہیں کیا عرض کروں سوائے بدیع الملک
 کے کوئی خبر لینے والا نہیں ہو حمزہ صاحبقران ثانی خانہ کعبہ میں تشریف فرما ہیں انکو ان حالات
 سے بالکل آگاہی نہیں ہو ہے بدیع الملک وہ سمندر پر سمندر شاہ سے معروف جنگ
 ہیں انکو بھی خبر نہیں ہو دوسری خرابی کی بات یہ ہو اور کفار کو اس سبب سے اور زور ہوا ہو
 کہ جب قدر ممالک اسلام کے بادشاہ تھے کیا ہندوستان کیا ترکستان کیا سبھان کیا فرنگستان
 کل ممالک اہل اسلام کے بادشاہ جو کہ حمزہ صاحبقران و اولاد حمزہ صاحبقران و صاحبقران ثانی
 و ان کے سرداروں نے ملک فتح کیے ہیں ان سب کے حاکم یہ فرما گئے کہ بدیع الملک جو کہ ہمارے
 صاحبقران ہیں ان سے اور سمندر شاہ سے بہت بڑا معرکہ لڑا ہے اور زبردست طمان بہت
 بڑی جنگ ہوئی چنانچہ ہر ایک لشکر لیکر اپنی طرف سے ناکب کر کے طرف نہ طاق کے روانہ ہو گیا
 کفاروں نے جو ان ملکوں کو ان بہادروں سے خالی پایا اور دیکھا کہ لشکر بھی کم ہو اسوجہ سے
 انھوں نے دباؤ ڈالا جسے انکی اطاعت کی انکو چھوڑ دیا جسے اطاعت نہ کی اسکو مع ملک کے تباہ کیا
 چنانچہ لندھوڑ تھالی کو میں نے خود دیکھا تھا راہ میں کہ وہ مع لشکر کے براے ملک بدیع الملک
 طرف نہ طاق کے چلے جاتے تھے اسی طور سے بہت بادشاہوں اور سرداروں سے راہ میں
 ملاقات ہوئی اور ان سے بھی معلوم ہوا کہ کل بادشاہ صاحب اسلام و کل سردار اپنے اپنے مقام
 سے لشکر لیکر چلے ہیں ہر ایک ملک خالی ہیں کیا عرض کروں کہ آجکل بیان کیسا غدر مچا ہوا ہے کہ لائق
 بیان کے نہیں ہو اہل اسلام کے حال پر آجکل رحم کھانے کا مقام ہو ایک زحمت ہو تو بیان کیا
 یہ ایک فتنہ ہو کہ نئی جو کہ انکی سرپرست اور تافا ہیں انھیں سے بہت سے تو کفار سے مقابلہ میں معروف ہیں تو
 کسی ایک ایسے غائب ہوئے ہیں کہ انکی خبر تک نہیں ہو چنانچہ ان کے لشکر ان کے آقا کے غم دالم میں تھے
 تباہ اور برباد ہیں کہ جسکو یہاں کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہو انکی حالت کو دیکھ کر رونا آتا ہو حضور تافا

جو فرمایا کہ کچھ حال ستم کی تشریح داریج نامہ لکھا کہ معلوم ہو سہاگن کو حضور ارج نامہ لکھا کہ وہ بھلا ہو کہ یہ صاحب حق ان ثانی
 شریف لکھے ہیں نہ معلوم وہ بہادر زرنہ ہیں یا اس آگ میں جل گئے انکی تو خبر کچھ نہیں معلوم ہے اس کے
 رستم ثانی وہ بھی ایک مدت سے غائب ہیں جب صاحب حق ان ثانی نے بدیع الملک کو صاحب حق
 کیا ہو تو وہ شکار پرستے بھر شکار پرستے واپس نہ آئے نہ معلوم کہ وہ چلے گئے عرصہ ہوا کہ قلعہ قزوین
 پر برائے تجارت گیا تھا تو میں نے انکے لشکر کو بیرون شہر فروکش پایا تھا کہ شہر اب میں لندھو رہت
 لشکر کے سیاہ پوش فروکش ہو میں نے جو سب دریافت کیا تو انھوں نے بیان کیا ہمارا آقا و سرپرست
 ہم سب کو آفت و بلا میں اپنی مفارقت کے قبلہ کر کے ہمیشہ شیران سے شب کو فقیر ہو کر کسی طرف نکل
 گیا ہے ہم کو حکم دے گیا تھا کہ تم ہمارے برادر عزیز اللہ شہر مار عالیو تار کے پاس چلے جانا مع ہمارے
 ناموس کے وہ تم سب کو بہت اچھی طرح رکھینگے چنانچہ ہم بہت دن تک اسی مقام پر مقیم رہے اور ملاش
 کیا تو نشان نہ ملا تو وہاں سے مع ناموس آقا و محل لشکر کی طرف فرنگستان کے چلے جب بیان
 اکر ہوئے تو ہم نے شہر یار کو ایک لشکر سے مقابلہ کرتے ہوئے دیکھا انکے شریک ہو کر لڑے آخر کو
 لشکر نے کفار کے شکست کھائی جب لوٹ وغیرہ سے مہلت ملی انھوں نے ہم سے جہانے آقا
 کے حالات دریافت کیے ہم نے سب حالت بیان کی انکو بہت صدمہ ہوا اور انکا بھی لشکر لگا تھا دونوں
 لشکر اترے وہ اپنی بھاد و ج سے جا کر ملے حاکم قلعہ نے اگر قدم بوسلی حاصل کی انھوں نے ہمارے
 آقا کے ناموس کو قلعہ میں آنا را خود لشکر میں رہے شب کو وہ بھی فقیر ہو کر کسی طرف نکل گئے انکو بھی
 بہت ملاش کیا انکا بھی کہیں پتہ نہ ملا آخر کو ہمارے آقا کا عیار شہرہ ثانی فقیر ہو کر دونوں شہر
 کی تلاش میں نکلا ہے شہر یار عالیو تار کا لشکر تو پر سیساہ فرنگی کے پاس فرنگستان کو چلا گیا
 ہم بیان مقیم ہیں تھوڑی دیر انتظار کرنے میں اس کے بعد اگر آقا نہ آئے تو انکے ناموس کو لیکر بدیع الملک
 کے پاس چلے جائینگے کیا کہ میں یہ حال ہے حضور رستم ثانی و شہر یار کا کہ انکا یہ نہیں کہ انھوں
 مقام ہے کہ اہل اسلام پر کسی تباہی آئی ہے یہ جو خراج نے بیان کیا شہر اب ثانی نے فرمایا کہ ہم نے
 سب حال بیان اور تباہی کا حال بیان کیا مگر سب نے بیان کیا کہ کس کے ہاتھوں سے یہ تباہی ہوئی
 اور اب لشکر رستم ثانی و شہر یار کا کہاں ہے خراج نے بیان کیا کہ یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ لشکر
 رستم ثانی و شہر یار کا محل سماعت فرمائیے میں اس طرف آنا تھا طلسمات سے تو وہ دونوں لشکر عجوبہ
 راہ میں ملے تھے پہلے مجھ کو لشکر شہر یار ملا تھا کہ اسکا بادشاہ پر سیساہ فرنگی تھا میں اس لشکر
 میں گیا پر سیساہ فرنگی سے ملا میں نے بادشاہ سے دریافت کیا کہ اب مع لشکر کے کہاں شریف
 لیے جاتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ ایک نامہ رستم خان بن گنجاب کا آیا اس میں یہ تحریر تھا کہ اب
 لوگوں کو یہ لازم ہے کہ اسوقت اہل اسلام کی کمک فرمائیے کیونکہ آپ لوگ مذاپرست ہیں بس آپ کو لازم
 ہو کہ مع لشکر کے طرف نہ طاق کے شریف لاسے کیونکہ وہاں جو کہ آپ کے صاحب حق ان میں اونے در
 کفار سے محو کہ پڑا ہے بس بھائی میں اس نامہ کو پڑھ کر مع لشکر کے آپنی طرف سے شہر میں نائب
 کر کے اور اپنے آقا کے ناموس کو طرف قلعہ قزوین حصار کے رونہ کر کے طرف نہ طاق کے
 جاتا ہوں مقام افسوس ہے کہ ہمارے آقا کا پتہ نہ ملا حضور جو کہ مجھ کو تاجر میں اس سبب سے کل
 بادشاہ مجھے اپنا کل حال بیان کر دتے ہیں تاکہ یہ دوسروں سے بیان کریں جب تک وہ لشکر اس
 مقام پر قیام پذیر رہا میں بھی مقیم رہا لشکر طرف نہ طاق کے چلا گیا میں اپنی منزل کی طرف چلا دیا

طو کین بھین کہ لشکر رستم ثانی کا ملاعب حالت خراب سے کیا عرض کروں میں نے لشکر میں جا کر
سہراب بن لندھوڑ کے ملاقات کی اور شانزادہ رستم ثانی کا حال دریافت کیا سہراب
بن لندھوڑ نے بیان کیا کہ کچھ پہلے ملا آخر کو ہم عاجز ہو کر ایک مع ناموس لشکر کے طاق کے چلے
ہیں سنا ہے کہ بدیع الملک نے طاق کی طرف گئے ہیں اب انکی اطاعت کرینگے جس سے غیر کی
اطاعت نہیں کی جائیگی وہ پھر عزیز ہمارے آقا کے ہیں اور اچکل سہاوی بھی وہی عالیو قار
صاحبقران ہیں ای حضور یہ کہ سہراب بن لندھوڑ خوب چچن مار مار کر رونے لگے میں بھی
انکے ہمراہ رونے لگا دو دن تک انھوں نے مع لشکر کے وہاں قیام کیا میسرے دن دو توں طاق
کی طرف چلے گئے میں اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا اب خلاصہ یہ کہ ان دو توں شانزادہ ونگا لشکر نہ ملنے
سے اپنے آقا وین کے تباہ رہا اور آخر کو بریشان ہو کر بدیع الملک کے پاس چلا گیا ہے راوی بیان
کرتا ہے کہ جب شہر مار عالیو قار فقیر ہو کر لشکر سے نکل گئے تھے اور انکا لشکر اپنے مقام پر تھے
فرنگستان کو چلا گیا تھا تو سہراب بن لندھوڑ بڑن قلعہ فرخیش مع لشکر کے فرود کش رہا اور انہوں
رستم ثانی کے ملکہ وہاں اندرون قلعہ شہر بھین سہراب بن لندھوڑ ہر روز ایک مرتبہ
ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور ملکہ جو کچھ کام دیتیں انھیں اسکو بجالاتا تھا ہاں تک کہ تیار و
ثانی بھی فقیر ہو کر رستم ثانی کے تماش میں چلا گیا تھا کہ جسکی دہستان تخریر ہو چکی ہے اور وہ رستم
ثانی وغیرہ سے مل بھی گیا ہے اور انکے ہمراہ ہے اور سہراب بن لندھوڑ کی داستان جلد اول
میں اسی مقام پر ترک کی گئی تھی کہ وہ بیرون قلعہ مع لشکر کے اتر آیا ہے اور رستم ثانی و شہر مار
کے غم میں مبتلا ہے اور ملکہ اندرون قلعہ فرود کش ہے اور شوہر کے رنج و الم میں رات دن رویا کرتی ہے چنانچہ
سہراب بن لندھوڑ ہر روز ملکہ کی خدمت جا کر ملکہ کی تسکین کرتا تھا اور جو کیا اس سے فراموشی ہو جاتی
وہاں تھا جب بہت عرصہ گزرا کہی برس ہو گئے اور کچھ خبر رستم ثانی کی نہ ملی ایک دن سہراب بن لندھوڑ
نے ملکہ کی خدمت میں عرض کیا کہ ای ملکہ عالم اگر حکم ہو تو جو اہل علم کی او میں آیا ہے اور جس سے یہ امید ہے کہ آقا کی
خبر بھی ملے گی میں عرض کروں ملکہ نے کہا کہ بیان کرو اب سہراب بن لندھوڑ نے بیان کیا کہ میرے
نزدیک یہ خوب ہو گا کہ اگر حضور اجازت دیں تو میں مع حضور اور کل لشکر کے طرف نہ طاق کے
روانہ ہوں پاس بدیع الملک کے کیونکہ سنا گیا ہے کہ وہاں بدیع الملک سے اور کفار
سے بہت بڑی جنگ ہو رہی ہے اور ہر ملک کے بادشاہ لشکر لیکر بدیع الملک کے واسطے
ملک کے آ رہے ہیں جو کہ خدا پرست ہیں اور جو کہ کافر ہیں وہ بادشاہ کافر کی ملک کے آ رہے
ہیں ایک نامہ بر پاس فیروز بخت حاکم قلعہ کے نامہ رستم خان بن گنجاب لیکر آیا تھا میں نے
بھی نامہ دیکھا تھا انہیں تحریر تھا کہ تمکو لازم ہے کہ بدیع الملک کی ملک کرو وہ تمھارے
صاحبقران ہیں بس فیروز بخت بھی مع لشکر کے جائیگا حضور یقین ہے کہ وہاں کچھ خبر آقا کی
ملے کیونکہ وہاں ہر طرف سے لوگ آئینگے کسی نہ کسی کی زبانی حال معلوم ہو گا اور مال بھی یہی ہے
ہیں کہ نہ طاق پر خبر کی ملکہ نے جو یہ سنا تو فرمایا کہ ضرور چلو سہراب بن لندھوڑ ملکہ کے پاس لشکر
میں آیا تھا سبکو جمع کیا تھا سلیمان زرنگاری وغیرہ کو اور انہی راے بیان کی اور کہا تھا کہ ملکہ
کی بھی راے ہے کہ سب سے جواب دیا کہ ہنر ہو گا جب یہ راے ہوئی تھی تو پہلے سہراب بن لندھوڑ
ملکہ کو لیکر مع لشکر طرف نہ طاق کر وانا ہوا تھا انکے بعد حاکم قلعہ شہر بخش اسی سبب سے خواجہ باج لکھن

یمنی نے روبرو سہراب ثانی کے بیان کیا کہ مجھ کو لشکر رستم ثانی راہ میں ملا تھا وہ طرف نہ طاق
 کے جاتا تھا اسکا واقعہ یہ ہوا تھا ورنہ یہ ناظرین کو خیال ہوتا کہ رستم ثانی کا لشکر تو قلعہ قمر بخش بر مقیم
 تھا یہ خواجہ تاج الدین نے کیوں بیان کیا کہ نہ طاق کو جاتا تھا لہذا ناظرین کی خدمت میں خلاصہ
 طور سے عرض کر دیا کہ سبب ہوا اور اسوجہ سے لشکر ملا آدم بہرہ مطلب جب خواجہ دونوں لشکروں کا
 حال بیان کر چکا رستم ثانی کو اپنے لشکر کی حالت سن کر افسوس ہوا شہر یار کو اپنے لشکر کی حالت
 سن کر تاسف ہوا اور خیال کیا کہ ہم بھی تو نہ طاق پر جانے کے بدلے بیع الملک سے مقابلہ کرنے کو ہوا
 ملاقات ہو جا لی خاموش بیٹھے سنائے اب خواجہ نے عرض کیا کہ حضور بہان سے اہل اسلام کا سبب
 حال سماعت فرمائیں کہ یہ تباہی ان لوگوں پر کیونکر آئی اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب بدیع الملک
 طرف نہ طاق کے کوچ کر گئے تو ان کے تشریف لانے کے بعد کئی برس کے ارزننگ بن زمرہ
 ثانی نے کہ یہ اس بوجہ شیطان کا لطف ناخفین ہے شہر خوشہ نگار سے خروج کیا اسکے پاس کفار
 اور عداوت سے بوجہ بھاگ کر فرشتہ ہو گئے تھے سب جمع ہو گئے ایک لڑکا بھنگان کا بھنگان نامے لڑکا
 ہمراہ ہے اسنے اس مرشد کو درغلانا کہ اپنے باپ دادا کے خون کا عوض اہل اسلام سے لو
 تم خدا کے فرزند ہو دعویٰ خدا کی کرو چنانچہ اپنے ایسا ہی کیا بہت سے لوگ اسکو سبب دہ
 کرنے لگے بائج لاکھ کا لشکر جمع ہو گیا دو فرزند نورج حرامی تھے بطن سے دختر فرعون ثانی
 کے پیدا ہو کر پٹنا انہیں ایک صاحب سے اور ایک پہلوان بڑا نامی و گرامی مثل رستم و اسفندیا
 طاقت رکھتا ہے ان دونوں نے بھی لشکر جمع کیا اور جب سننا کہ ارزننگ نے خروج کیا یہ جا کر اسکو
 شریک ہوئے اور اسکو لشکر کا بادشاہ کیا اور اب سپہ سالار ہوئے اور سات لاکھ کا لشکر لشکر
 طرف نہ طاق کے اس فصد سے چلے کہ بدیع الملک سے مقابلہ کریں اور اسنے بزرگوں
 کے خون کا عوض لین یہ مع لشکر کے خاور میں ہوئے خاتم خاور نے شہر سے نکل کر مقابلہ کیا کہونکہ
 اہل اسلام کا ستارہ گردن میں آچکا تھا خاتم خاور نے شکست کھائی اسکو کیا ارزننگ کا تقفہ
 خاور پر ہوا مگر فرزند خاتم خاور ناموس اور کل خزانہ لیکر شہر کے دوسرے دروازے سے نکل گیا
 عمارت عذری کر کے اپنے آقا سے خاتم خاور کو رہا کر لیا اور اپنے آقا کو رہا کر کے نکال لیا یہ سب
 حرکتان کی طرف گئے یہاں شہر پر ارزننگ کا قبضہ ہوا اہل شہر سے اور ارزننگ سے عہد
 پیمان ہوا عہد نامہ لکھا گیا جب باہم عہد و پیمان ہو چکا تب پورے طور سے عملداری ہوئی تھا
 اسے ایک دن وہ مرتد یعنی ارزننگ شہر کی سیڑ کو نکلا اور اسکا گنہر طرف ملک قاسم کے مقبرہ کے ہوا
 اسنے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ ملک قاسم کا مقبرہ ہے اور یہ مقبرہ اسی کا ہے جو کہ تھا کی دختر نیک اختر
 کیستی فرد کو نکال لیا تھا یہ سنکے بہت غصہ آیا اور اس مقبرہ کو مہدم کرنے کا حکم دیا بھنگان نے اور
 درغلانا وہ مرتد آمادہ ہو گیا اہل شہر کو ادنیٰ اعلیٰ شریف و ذلیل صاحب پیشہ و اہل حرفہ سب اسنے
 گھر وں سے جان دینے پر آمادہ ہو کر گرد مقبرہ کے جمع ہوئے لاکھوں آدمیوں کا مجمع ہو گیا خدا
 کریم نے اپنی قدرت کا ملہ سے اس مقبرہ کو بجایا اور اہل شہر کو بھی ارزننگ نے تو کوئی دفعہ
 اٹھانے کھا تھا مگر جو کچھ خدا کو منظور تھا وہی ہوا کوئی کیا کر سکتا ہے اسنے ایک الباسب پیدا
 کر دیا کہ مقبرہ مہدم ہونے سے پہلے گیا میں مقبرہ کے مہدم ہونے کا واقعہ بھر عرض کر دے گا پہلے
 حضور کی خدمت میں ایک جملہ اور غرض گریوں جس سے کہ خود حضور کو ظاہر ہو جائیگا کہ مقبرہ

کیونکہ بجا وہ واقعہ یہ ہے کہ ارزننگ نے تو خروج کیا ہی تھا اور وہ اہل اسلام پر ظلم و ستم کر رہا تھا کہ وہ کافر اور پیدا ہوئے ایک چرننگ بن زمرہ کہ جو شہر گلزار یہ بین پیدا ہوا تھا ایک ساحرہ کے بطن سے جسکا نام جمود جادو تھا شاہ جاکم گلزار یہ نے چرننگ کو پرورش کیا تھو جادو ہمیشہ جمود جادو چرننگ پر عاشق ہوئی چرننگ اپنی سگی خالہ کو اپنے نصرت لایا خوب منہ کیے اور خوب اسکو راضی کیا اپنے اسکی خدائی کو درست کیا بہت بادشاہوں کو اسکا مطیع کیا اور ہندو سولہ لاکھ سپاہ ہمراہ لیکر چرننگ نے شہر گلزار یہ سے خروج کیا اس قصد سے کہ پہلے ارزننگ سے مقابلہ کر کے اسکو قتل کر دے اور اپنے خدائی کو ترقی دے اور اسکو بعد اہل اسلام سے مقابلہ کر دے اور یہ مشہور کیا کہ میں خدا سے بڑھتی ہوں اور اصلی فرزند ہوں مرد ثانی کا ارزننگ زمرہ کا غلام تھا اسنے جھوٹا دعویٰ کیا کہ میں فرزند ہوں زمرہ کا خاج بازارگان نے تمام حالات چرننگ کے خروج کے بیان کیے روبرو سہرا ب ثانی کے جو کہ میں تحریر کر چکا ہوں اسکے بعد بیان کیا کہ یہ دونوں کافر ہیں کچھ اصل نہیں رکھتے ہیں مگر ان ایک ان سب سے زیادہ دشمن قومی اور عدوے جانی اہل اسلام کا پیدا ہوا ہے کہ جو ان سب سے زبردست ہے اور جسکے ہاتھ سے ہزاروں اہل اسلام درجہ شہادت پر فائز ہوئے بلکہ اور یہ ساری خرابیاں اسکی ڈالی ہوئی ہیں اور یہ سب ملک اسی کے تباہ کیے ہوئے ہیں خداوند کریم اسکے شر و سبب اہل اسلام کو بچا دی سو دین آفتاب پرستی کو رواج دیا ہے وہ مرتد کافر ازل کی کتا ہے کہ میں فرزند ہوں خداوند آفتاب کا اور نائب ہوں مجاہد سجدہ کرو اور لوگ اسکو سجدہ کر سکتی ہیں نہ معلوم کیا خاصیت ہے اسکے جہرے میں جہان اسنے نقاب اٹھائی خود بخود لوگ سجدہ کرنے لگتے ہیں ظاہر کوئی چیز ایسی نہیں معلوم ہوتی ہے کہ جسکے سبب سے سجدہ کریں کہ کوئی چیز سحر کی ہو کہ مسحور ہو کہ سجدہ کریں جیسے کہ زمرہ شاہ کے تاج میں لعل تھا جسکو ساحر شمش بنایا تھا اسکے سبب سے لوگ اسکو سجدہ کرتے تھے اسکے پاس نہ لعل ہے نہ کوئی اور شے ہے صرف نقاب کے اٹھانے سے یہ اثر ظاہر ہوتا ہے حضور اس کافر نے شہر آفتاب نما سے خروج کیا ہے اور تمام عالم کو درہم و برہم کیا ہے اسکا واقعہ یوں ہے کہ مشرق کی طرف ایک قلم ظاہر ہوئی ہے کہ جسکا نام اقلیم خورشید ہے اسمین تیرہ ملک بہت بڑے بڑے ہیں اور ہر ملک میں ایک بادشاہ ہے اور سب کا بادشاہ اہل افشارق شاہ تھا جو کہ اب برجیں کا پیغمبر بنا ہوا ہے شہر افریقیہ بادشاہ ملک ہیں اسوقت نام فرما کر گیا ہوں اس اقلیم کا دار الحکومت تھا اب شہر آفتاب نما ہے اور ہر ملک کے باشندے علیحدہ علیحدہ دین و مذہب رکھتے تھے اب تو سب آفتاب پرست ہیں کوئی شجر پرست تھا کوئی چوہ پرست اسی طور سے سب دین باطل رکھتے تھے انھیں ملکوں میں ایک ملک ہے کہ نام اسکا شہر آفتاب نما ہے اسکا بادشاہ خورشید شاہ تھا مذہب آفتاب پرستی رکھتا تھا اسکی ایک دختر نکاح الملکہ سمین نامے بہت حسین تھی اسکے شل کوئی عورت اس اقلیم میں خوبصورت نہ تھی اسکے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ خداوند آفتاب مجھ عاشق ہیں اس فحشہ کے دل میں آفتاب کا عشق پیدا ہوا اب جو اس نے کہا کہ تم اپنی شادی کرو اسنے تصاف جواب دیا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں معشوقہ خداوند ہو کر بندہ قبول کر دے اور سندہ کے تصرف میں جاؤں خداوند میرے اوپر عاشق ہیں اور میں خداوند پروردگار کے پہرے کھڑی ہوئی آفتاب کی طرف ہونہ کیے ہوئے راز و نیاز لی باتیں کیا کرتی تھی اور کہتی تھی کہ

خداوند بتوانے فراق میں اپنے عاشق کو نہ ترپا سکیے اور میرے پاس شریف لائے اپنے وصل سے شاد فرمائیے میں انکی جدائی میں راستہ و دن ترپا کرتی ہوں کہانک ترپا بیگا کیا شریف نہ لایگا اگر کسی اتفاق سے ابراگیا تو بیقرار ہو کر کہتی تھی کہ آپ نے کہوں اسنے روئے زیا کو قفا میں پوشیدہ کر لیا ہو کہا آپ کچھ مجھے خفا میں تو یہ خیال اپنے دل میں کرتی ہوں چہ ضرر ہے گرنہیں وصل تو حسرت ہی تھی + آپ کے روئے زیا کو دریکہ کہانک میں دستی ہوں ام خداوند اسی طور سے ایک مدت گزری ایک دن جو وہ سیر باغ کو گئے کوئی ساحر اسیر عاشق تھا وہ ایک جوان حسین بکرباغ میں آیا اسدن اتفاق سے ابراگیا آئے پوچھا کہ تو کون ہو اسنے جواب دیا کہ تیرا عاشق خداوند آفتاب جسکو تو ہمیشہ طلب کیا کرتی تھی بیٹھا تھا کہ وہ خوش ہو گئی باہم دونو بعد عقد کے ہم بستر ہوئے خوب مزے اڑے آئے اسکا قفل مرستہ اپنی کلید سے کھولا شیش عصمت اور عفت کو توڑا وہ شیطان کی خالہ اسکے وصل سے شاد ہوئی حمل رکھیا اب وہ ہر روز آنے لگا دن بھر تو آتا نہیں ہے جب آفتاب غروب ہوتا ہے تب آتا ہو اسکو ایک زمانہ گزرا آثار حمل ظاہر ہونے لگے اب تو چرچا ہوا اب کو خبر ہوئی وہ قفل پر آمادہ ہوا آئے بیان کیا کہ میں خدا سے حاملہ ہوں بجو خداوند کا حمل ہو خداوند نے مجھے عقد کیا آسمان پر سے شریف لا کر آخر کو قرار پایا کہ یہ قسم کھانے آگ میں گرے اگر سچی ہو تو زندہ رہیگی ورنہ جل جاگی آئے قسم کھائی زندہ رہی سب کو یقین ہوا کہ یہ سچی ہو اسدن سے اسکی بڑی عزت ہوئی اور بعد گزرنے ایم عمل کے لڑکا پیدا ہوا اسکا خورشید شاہ نے بر حیس نام رکھا اب وہ لڑکا پور سن پانے لگا اسکے پیدا ہونے کے بعد ایک دختر پیدا ہوئی کہ جسکا نام ملکہ ثریا کے سیمین رکھا گیا وہ لڑکی نہایت حسین اور خوبصورت پیدا ہوئی اسکی تعریف کیا کروں خواجہ نے ملکہ ثریا کے سیمین کی بہت تعریف کی اور کہا کہ واقعی یہ لڑکی ہے کہ وہ حوران جنت سے اور بریزادان قاف سے جس میں ہر چیز تمام سینان جہان و زمینان نام اسکی کنیز بن ہیں اگر شیرین و نیلے ہوتیں تو اُسکے کف پا کے برابر ہی نہ کر سکتیں وہ بقیس ثانی ہے بریزادان قاف اسکی نونہان معلوم ہوتی ہیں اس ماہ بارہ کا اب سن کوئی بارہ برس کا ہوگا بلکہ پنج نوے ہے کہ اُسکو خود خداوند کریم نے اپنے یہ قدرت سے بنا یا ہو اُسکو نور کے سانچے میں ڈھالا ہو گیا بر حیس جوان ہوا اب اسکو خدا نے ترقی دی ایک قلعہ طیار کیا ہے کہ اسکا نام قلعہ آفتاب نام ہے اسکے بڑے بڑے سامان میں خواجہ نے سب سامان اور سب کیفیت بر حیس کی خدائی اور تمام اقلیم کے لوگوں کا اور اطراف جوانب کے لوگوں کا آکر آفتاب پرست ہونا اور لشکر کا اور سرداروں کا جمع ہونا خواجہ حسین کا جانا شہر آفتاب نامین اور ملکہ ثریا کے سیمین کی تصویروں کا بنانا اور خاور میں آکر ارزنگ کو تصویر دینا ارزنگ کا عاشق ہونا اور قبرہ کے کھودنے سے باز آنا اور ارزنگ نامہ پاس بر حیس کے روانہ کرنا اور سہیل شہر صولت کا مطیع ارنک ہونا ہزار سوار و نکا وہ جاک شہر نامہ لیکر آنا ارزنگ کا برہم ہو کر سولہ لاکھ سے بر حیس پر لشکر کشی کرنا راہ میں قرآن سن پھر غما سے مقابلہ ہونا اسکا مطیع ارنک ہونا ارزنگ کا اقلیم خورشید یہ میں ہو چکر قریب شہر آفتاب میں فروکش ہونا بر حیس کا اپنے پیغمبر خوشنوار شاہ کو بیس لاکھ سے برائے مقابلہ روانہ کرنا چترنگ کا قریب خاور ہو چکر خزانہ کہ ارزنگ شہر آفتاب بنا کو گیا ہے ہمیشہ بر حیس پر عاشق ہو چترنگ کا بھی مع لشکر کے یہ خبر پانے اسی طرف جانا اور وہاں ہو چکر ارزنگ و چترنگ میں جنگ

پکارا کہ ہونا چہ رنگ از رنگ نہی ناخبر ہو کر باہر صبح کرنا دونوں کا شریک ہو کر لشکر حبیب سے مقابلہ کرنا اور طریقہ جنگ لشکر حبیب
 سے آفتاب تھا ظاہر ہو کر چلانا اور اگر حریف کو قتل کرنا بہت سے ساحران لشکر از رنگ چہ رنگ کا مارا جانا اور شہاد اسلام
 میں توجہ کا یہی ڈر و جاوہ کا انا اور مقابلہ کرنا آفتاب کے سر سے قتل ہوا بصلاح جنگان از رنگ
 و چہ رنگ کا برجیں سے صبح کرنا اور برجیں کا قبل کرنا از رنگ وغیرہ کا برجیں کو درغلان کر کے
 برائے مقابلہ اہل اسلام لشکر کشی کرنا برجیں کا لشکر کثیر مراد لیکر شہر آفتاب مناسبت سے خروج کرنا
 برجی شان و شوکت سے فرنگوشیہ پر ہو کر نامہ لکھا برجیں کا حاکم فرنگوشیہ کا مقابلہ کرنا اور شہر فرنگوشیہ کا ہونا
 سے برجیں کے لشکر کے تباہ ہونا حاکم فرنگوشیہ کا فرار ہونا از رنگوشیہ پر جانا برجیں کا وہاں سے ہونچنا حاکم
 از رنگوشیہ کا شرطیہ اطاعت کرنا اسی طور سے برجیں کا مائیک اہل اسلام کو تباہ و برباد کرنے
 پر کے دین آفتاب پستی کو رواج دیتے ہوئے نہ طاق کی طرف روئے ہونا بیاں کیا و مرد
 شہر اب ثانی کا اور بیان کیا کہ طریقہ جنگ برجیں یہی کہ سکے لشکر پر ایک آسمان نیلگون یا سوسنی رنگ کا
 محیط ہوتا ہی جہاں حریف کے پہلوان ان کے لشکر برجیں کے پہلوان پر ظاہر ہوا اور آسمان شق ہوا
 اس سے آفتاب پیدا ہوا آفتاب کا طائر ہونا تھا کہ ایسی گرمی پیدا ہوتی کہ ہر ذی روح بقیار ہو گیا
 اور اس قدر عطش ہوتی کہ زبانیں نکل آئیں ہر شجر خجھر کے زمین سے شعلہ نکلنے لگے درے مثل آگ
 کے جلنے لگے پانی کھولنے لگا مگر یہ سارے آفات حریف کے لشکر میں ہو رہے تھے لشکر برجیں پر نہیں
 انکو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ وہ آفتاب بلند ہو کر اس پہلوان کے مقابلہ میں آیا کہ جو پہلوان لشکر
 برجیں سے ہم نردی اور عکس آفتاب کا عکس پہلوان حریف پر پڑا اسکی جسم سے خود بخود دھواں
 نکلا اس طور سے کہ جیسے شمع کو روشن کیجئے اور اس سے دھواں بلند ہوتا ہی بعد مختوری دیر کے پہلوان
 مقابل ہو کر لشکر برجیں کے پہلوان سے لڑا وہ خاک ہو کر گر پڑا یہ ہوا کہ وہ آفتاب کرک کر اچھڑ
 گرا اور اسکو جلا کر خاک کر دیا اس طور سے مقابلہ ہوتا تھا کہ اس حربہ سے کون بچ سکتا ہو اور
 اور اسکے روکنے کی کیا تدبیر ہو خدائی ہی بجائے اور اپنا فضل کرے اور اسکے سر سے کل اہل اسلام کو
 بجائے اور اسکے ظلم و بدعت سے پناہ دے برجیں نے جو شرط پناہ کی تھی اسکا یہ طریقہ ہو کہ جس بادشاہ
 نے اطاعت کی وہ تو مع شہر و اہل شہر کے محفوظ رہا ورنہ جان فکد ہوا وہ آفتاب طالع ہوا اور مقابلہ
 اس شہر کے آیا اسکا طالع ہونا اور مقابلہ میں آنا غضب تھا کہ مرد و دیوار و زمین سے شعلہ نکلنے
 لگے اور شہر جلنے لگا اہل شہر ہلاک ہونے لگے عمارت شہر کی گرنے لگی دم بھر میں یہ حالت ہو گئی کہ یہی
 نہ معلوم ہوتا تھا کہ بیان کبھی شہر آباد تھا حضور ارشاد فرماتے کہ اس سے کون بچ سکتا ہو خدا ہی پناہ
 فضل و کرم کو تو شاید اہل اسلام کی جان و آبرو بچو اسی خوف سے تو بزرگوار بادشاہان اسلام نے برجیں
 کی اطاعت کر لی اور دیگر مذہب کے لوگوں نے کون اپنے کو اس آفتاب میں مبتلا کرے یہ انقین
 سر پر اہل اسلام کے نازل ہوئی ہیں جنکا میں نے روبرو حضور کے ذکر کیا اور اہل اسلام آجکل ان
 مصائب میں مبتلا ہیں خداوند کریم انکے حال پر اپنا رحم فرمائے واسطہ بزرگان دین کا اور انکو اس
 آفتاب سے نجات دے دیجیے یہ بلا کیونکر اہل اسلام کے سر پر سے دفع ہوتی ہو انکو انکا ستارہ
 گردش میں ہو اور کب انکو راحت ملتی ہو ہر ایک کی یہ حالت ہو کہ بیان لیتا ہوں اور زنی سے ما یوس ہو جیتا ہو
 کہ وہ کاہر اسی طور سے قتل و غارت کر رہا ہو اعراف سمیرا کے کہ کیا ہو حضور بزرگوار اہل اسلام بگناہ
 اسکے ہاتھ سے قتل ہوئے دیجیے انکا خون کب رنگ لاتا ہو اور کون عوض لیتا ہو یقین ہو کہ صاحب حق

ثالث کے ہاتھ سے یہ اس ظلم و بیعت کی سزا یا بیگا یہ سب حال بیان کر کے خواجہ بازرگان خاموش ہو رہا سہرا ب ثانی نے جو یہ واقعات آفت خیر سے اور اہل اسلام کے تباہی کی حالت سماعت فرمائی بہت افسوس کیا اور فرمایا کہ واقعی بہت سخت آفت اور بلانازل ہوئی ہے خرد کیا جائیگا اب ہم آگے ہیں ان سب کا فوٹو کا بندوبست ہو جائیگا اس ارزنگ کی کیا یافت ہو اور قربان کی کیا حقیقت ہو اور بر جیس کیا چیز ہو سب اپنے اعمال کی سزا یا بیگے اب تمام عالم میں دین اسلام رواج پا گیا گم دیکھنا کہ کیونکر بر جیس میرے ہاتھ سے قتل ہوتا ہے فضل خدا سے اسکی اس شان و شوکت کو مٹانا ہوں میرے بھی لائق دید ہونگے یہ لکھ سہرا ب ثانی خاموش ہو گئے اب یہ حقیر ناظرین کی خدمت دست بستہ عرض کرتا ہوں کہ خواجہ تاج الدین ممبئی نے کل حالات خروج ارزنگ و خیر تباہ و خروج بر جیس مفصل رو برو رستم ثانی وغیرہ کی بیان کیجئے میں نے سبب طول کے نہیں تحریر کیے اس پر بھی بعض واقعات کو تحریر کیا گو یہ خیال خرد ہوا کہ طبع ناظرین کو گراں گذرے گا اس خیال سے تحریر کیا گو مکرر ہو گئے کہ شاید ناظرین نے فراموش فرمایا ہو اور بدون اسکے چارہ بھی نہ تھا کیونکہ سلسلہ عبارت کا نہ ملتا تھا میری اس خطا کو ناظرین معاف کریں یہ خیال کر کے داستان دوہرا ہوا اور طول کا بھی خیال ہوا میں نے پھر نہ تحریر کیا وہ سب واقعات خواجہ کے بیان کیے جو کہ میں جلد اول و دوم و جلد سوم کے بعض مقامات پر تحریر کر چکا ہوں ناظرین ملاحظہ فرما چکے ہونگے آدم بر سر مطاب سہرا ب ثانی نے خواجہ سے فرمایا کہ یہ بیان کر دو کہ اب تم کہہ رہے آتے ہو اور کہاں جاؤ گے اور تمہارے پاس کوئی تصویر ہو اس ملک کی کہ جسکی تم نے بہت تعریف کی ہے ذرا ہم بھی دیکھ لیں خواجہ نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور ایک تصویر ملکہ تریا کے سینے کی میرے پاس موجود ہے وہ مجھ کو خواجہ حسین نے بطور تحفہ دی تھی یہ کہہ کر کہ ای بھائی یہ تختہ مجھ کو اقلیم خورشید سے ہاتھ آیا تھا وہ میں نکودیتا ہوں بحفاظت رکھتا یہ آئینہ تمہارے کام آئیگا حضور جب سے وہ تصویر میرے پاس ہو اگر حضور کو اسکے ملاحظہ کی خواہش ہو تو بسم اللہ میں حاضر کرتا ہوں اور یہ جو آپ نے فرمایا کہ تم کہاں سے آتے ہو یہ غلام فی الحال ظلمات سے آتا ہے کچھ جو اسرات کی تلاش میں گیا تھا اور اب شہر مرقوفہ کو جانا ہے جو یہاں سے بہت قریب ہے اور یہ صحرا بھی اسی کی سرحد میں ہے یہاں کا بادشاہ مصروف کچھ کلاہ کے نام سے مشہور ہے اسکے تین فرزند ہیں جمہور کچھ کلاہ منصور کچھ کلاہ حضور کچھ کلاہ اور ایک بھائی جو صفہ کچھ کلاہ اور آٹھ ملک اسکے زیر حکومت ہیں اور بہت زر و زین ہیں چنانچہ مصروف نے یہ تذکرہ کیا کہ شہر صفہ و شمالیہ اپنے بھائی کو دیدیا ہے وہ ان دونوں ملکوں میں حکومت کرتا ہے اور بہت بہادر ہے اور جمہور بہ و شمالیہ اپنے بڑے فرزند کو دیدیا ہے وہ ان ملکوں کا حاکم ہے اور نہایت شجاع ہے اور شہر منصور بہ اور سرور بہ اپنے منجھلے فرزند کو رحمت کیا وہ دیا تھا بادشاہ ہے اور بہت زبردست ہے شہر مرقوفہ اور حضور یہ اپنے قند فرزند خرد کو دیدیا ہے وہاں کا حاکم ہے مگر ابھی خود حکومت کرتا ہے حضور کچھ کلاہ فرزند خرد ان سب میں بہادر اور جری ہے شہر مصروفہ ان سب ملکوں کا دار الحکومت ہے یہ سب مصروف شاہ کو باج دیتے ہیں حضور اول تو یہ سب بقا پرست رہے بعد اسکے زر و پرستی اختیار کی اسکے بعد جب ارزنگ نے خروج کیا ارزنگ پرست ہو گئے مگر اب حضور کے زمانہ سے آفتاب پرست ہو گئے ہیں جب سے بر جیس نے خروج کیا اور جیس کا نام ان کے پاس آیا لشکر بھی میٹھا رہے ساتھ عدل و انصاف کے حکومت کرنے میں مگر حضور انیت بڑی خدائی ہے

دہان مثل گوہر ناب کے لب نازک مثل گل محوسن کے نازک بامثل برگ گل سبج سینے پر چون
 انہار جو کہ عاشقوں کے پایاں کرے کوکابی ہو اور کوکاب و شاقون کے شکار دل کر لہو وانی ہو بموجہ شہر
 خانے دیدار حد بشہ دور دورہ دیدہ از پری نہ ششیدہ از جوہر گو تصویر غنی اصلی صورت نہ دلی
 غنی مگر شانزادہ کی یہ حالت ہوئی کہ ایک قدر دلہ وز تھا کہ پار گزریا تصویر کو دیکھ کر شانزادہ
 لنگڑا کے سینے پہ عاشق ہو گیا اسکے دام گیر ہو میں مجلس گیا خیال کیا کہ جسکی تصویر کو یہ حسن جمال
 یہاں اسکی اصلی صورت کیسی ہوگی دوسرے زبان فریاد تاج الدین مہینے کے سن دیکھا جو کہ ست
 خیمین ہو جیسا کہ شاعر کہتا ہے شعر نہ تنہا عشق از دیدار خستہ د * بسا کین دولت از نظار خستہ
 میں ناظرین کی نہ مت میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے بسبب طول کے باطل سراپا ملک کا نہیں تحریر کیا
 جان ملک اور شانزادہ سے عشق ہوگا وہاں سراپا تحریر ہوگا یہاں کوئی ضرورت نہ تھی صرف مختصر طور سے
 کچھ تحریر کیا کہ جسکو دیکھ کر شانزادہ عاشق ہوا یہ حالت شانزادہ کی اس تصویر کو دیکھا ہوئی کہ موندہ سے
 بسیا خستہ آفت نکل گیا مگر فوراً نقابداروں کا خیال آگیا تصویر کو ہاتھ سے رکھ دیا آئے دل کو سنبھالا
 اور صبر کیا مگر دل کی یہ حالت تھی کہ مثل باہی نے اب کے بغیر اور ہر باہی میں طیش دل کا تھا تھا ہے کہ کسی طور
 سے صاحب تصویر کو دیکھیں اور اس سے ملتی ہوں اس جو جمال کا فراق گوارا ہوگا مگر شانزادہ
 نے ضبط کر کے اور خواجہ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے خواجہ اگر تمہارا نقصان ہو تو یہ تصویر مجھ سے
 ہاتھ فروخت کر دو جو تم کو ہم اسکی قیمت ملو دین خواجہ باز رگان چونکہ مرد جہان دیدہ گرم سرد عالم خستہ
 سمجھ گیا کہ یہ جوان رعنا ملک پر عاشق ہو گیا اب ضرور بر خیس کی شامت آئی ہو یہ شریاے چہن نے
 عشق میں آدھ کو جا بیگا بر خیس سے ملک کو طلب کر لگا وہ انکار کر لگا معرکہ پڑ لگا خداوند کریم اسکو
 اسکے شر سے بچائے یہ اپنے دل میں خیال کر کے شانزادہ سے عرض کیا کہ حضور کے کس کام کی
 یہ تصویر ہو شانزادہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ بہت پسند آئی ہے کیسی کاری گری سے بنائی ہے ہم
 جزور اسکو خرید کر لے تب خواجہ نے عرض کیا اگر پسند آئی ہے تو یہ حاضر ہو کوئی قیمت کی ضرورت
 نہیں ہو میں آپ کا ایک ادنی غلام ہوں اس پرچہ کا خدلی کیا اسل ہو کہ میں آپ سے قیمت دوں
 شانزادہ نے فرمایا کہ معام ہوا تمکو یہ تصویر دینا منظور نہیں ہے جو تم ایسی تقریر کرتے ہو خواجہ نے
 عرض کیا کہ بھلا میری بھی مجال ہو کہ میں حضور سے ایک پرچہ کا غد کو عزیز کر دوں گا جو حضور کے مزاج
 میں اقدوست و محبت نہ ہو میں نہیں جانتا ہوں کہ حضور غلام سے ناراض ہوں شانزادہ نے یہ سنا حکم
 دیا کہ دس ہزار روپے سبج بابت قیمت تصویر کے اور ایک خلعت بیش قیمت وہیں ہزار روپے
 بابت اس کام کے کہ خواجہ نے اپنا راج کر کے ہمارے روبرو تمام دنیا کا حال بیان کیا خواجہ کو داجا کے
 یہ حکم دینا تھا کہ اسوقت ملازموں نے بغیر ہر و نشانی کے موافق حکم کے سب روپیہ وغیرہ لاکر خواجہ
 تاج الدین کو دیا خواجہ نے اٹھ کر سلام کیا اور وہ خلعت پہن لیا اور روپیہ وغیرہ اپنے ملازمین
 سے کہا کہ اسکو قافلہ میں لے جاؤ اور بہت صفت و ثنا شانزادہ کی کی اور دست بدمہ عین کہ ایک ہر گز
 طور سے عرض کرتا ہوں کہ حضور بیان سے تشریف لے جائیں ایسا نہ ہو کہ خدا خواستہ دہان کے ہاتھ سے
 کچھ بندگان عالی کو زحمت ہو گئے یہ عرض کر کے سب احوال دیوائے کا بیان کیا جو کہ میں نے سابق
 میں انہیں جزو میں تحریر کیا تھا شانزادہ نے فرمایا کہ خواجہ تمکو کیا ہوا ہے کہ تم ایک مرتبہ کہے ہو
 کہ وہ دیوانہ کیا چیز ہے کہ جسکے خوف سے ہم چلے جائیں خدا ایسا کرے کہ وہ دیوانہ اسوقت آجائے

تھارے سامنے تو سارا اسکا دیوانہ بن نکال دین ساری دیوانگی بھول جائے خواجہ نے عرض کیا کہ
خداوند کریم آپ کی ہمت اور طاقت میں زیادتی فرما کے ضرور ایسا ہوگا دراصل آپ کے روبرو
اسکی کیا مجال ہو اور کیا اصل ہو ہاں حضور اب آپ بھی اپنے حالات سے غلام کو آگاہ فرمیں کہ آپ
خاندان حمزہ صاحب قرآن سے ہیں یا نہیں اور انکا کہاں سے تشریف لانا ہوا ہر شاہزادہ نے
فرمایا کہ ای خواجہ تاج الدین مہنچی تم اس امر میں اصرار نہ کرو سن لو کہ میں پردہ قاف سے آیا ہوں
یہ فرما کر ایسا طلسم کو فتح کرتا اور سب واسباب لیکر طرف دنیا کے روانہ ہونا راہ میں دیوانہ بلوغ سے
مقابلہ ہونا اسکا اظہار کرتا اور ایسا پردہ دنیا پر آتا اور اس مقام پر فروکش ہونا بارگاہ وغیرہ برآ
کر اس کے جو لشکر دیو و پریزاد ہمراہ آیا تھا اسکو رخصت کرنا دیوانہ کے مقابلہ کا حال سب بیان کیا
اور فرمایا کہ یہ نقابدار بھی نہایت بہادر و جری ہیں میں ایک افکا اونا غلام ہوں یہ سب عزت انکی دی
ہوئی ہے یا خداوند کریم کی ای خواجہ تم اس امر میں اصرار نہ کرو کہ میں کون ہوں اور کس خاندان سے ہوں
اور یہ نقابدار کون ہوگا اور میں اس امر کے نہ ظاہر کرنے میں ایک مصلحت ہو اور ایک راز پوشیدہ ہو
جب اسکا وقت آئیگا ظاہر ہوگا ابھی وقت نہیں آیا صرف ایسقدر کافی ہے کہ میں ایک عبد ذلیل خداداد
جلیل ہوں اگر تم اس امر کے ظاہر کرنے کی زیادہ کوشش کرو گے اور اصرار کرو گے تو صدمہ ہوگا
اس امر کو بیان نہیں کر سکے جسوقت اسکے ظاہر ہونے کا وقت آئیگا خود ظاہر ہو جائیگا تمہیں کیا منہر ہو
ایک عالم پر ظاہر ہوگا اسوقت کے ظاہر ہونے میں نقصان ہو یہ جو سہراب ثانی نے فرمایا خواجہ نے
بھی اپنے دل میں خیال کیا کہ کیا ضرور ہوگا جو اتنے بڑے شخص کو ذرا سی بات کے لیے ناخوش کر دے
ہاں کوئی مصلحت ہوگی یہ تو ہمارا دل کو اسی دے چکا ہو اور ہمہر ظاہر ہو چکا ہو کہ یہ جوان خاندان
حمزہ صاحب قرآن میں سے ہو بھی نہ کبھی حال ظاہر ہوگا دل میں خیال کر کے خواجہ تاج الدین مہنچی سناتے
ہوئے بھر نہ اصرار کیا تھوڑی دیر کے بعد عرض کیا کہ اب غلام رخصت ہوتا ہے اجازت ہو سہراب
نے یہ فرمایا کہ ای خواجہ تم ہم سے ناخوش تو نہیں ہو اور یہ بتاؤ کہ پھر کبھی آؤ گے یا نہیں خواجہ نے
ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ غلام کبھی آپ سے ناخوش ہونے میں بھلا میری بھی یہ لیاقت ہو کہ میں آپ سے
الاک اور آپ سے ناخوش ہوں اپنے میری وہ عزت اور آبرو فرمائی کہ کوئی اسے مرتبہ کا بادشاہ
نفراتا وہ عزت کی جو کہ بڑے بڑے بادشاہوں کی موتی ہو اور یہ جو حضور نے فرمایا کہ پھر کبھی آؤ گے
کیون نہ حاضر ہونگا جب شہر مصر و قیہ سے واپس ہوئیگا اور حضور کا لشکر بیان فردکش ہوگا ضرور
حاضر ہوئیگا یا جس مقام پر لشکر ہوگا حضور سے ضرور ملائی ہوئیگا اور خدمت میں حاضر ہوئیگا ایسے قدر
کہاں ملتے ہیں یہ کہہ خواجہ نے قصد کیا کہ اٹھوں کہ شاہزادے نے فرمایا کہ خواجہ ابھی اور تھرو
اور کچھ خبریں بیان کرو خواجہ تاج الدین حالات ظلم و بدعت بر حبیب بیان کرتے لگا یہ تو
بیان حالات بر حبیب بیان کر رہا ہے شاہزادہ مع نقابداروں و اہل دربار کے سن رہا ہے ناظرین
یاد ہوگا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ کو تو اہل شہر مصر و قیہ حکم اپنے بادشاہ کے برائے دریافت حال
چل چکا ہے وہ بیان آکر ہوئیگا لشکر میں تمام عیال بات و نادات قاف دیکھا ہوا اور بر کرتا ہوا جزا
خیزان قریب دربار گاہ کے پہونچا دیکھا کہ درگاہ سالار بیٹھا ہوا ہے اسنے قصد کیا کہ اندر جاؤں کہ درگاہ سالار
نے بیٹھا کر کہا کہ یہ کون ہے ادب ہو کہ بدون اجازت جانے کا قصد رکھتا ہے کیا سمجھی کسی بادشاہ
کی دربار میں جانے کا اتفاق نہیں ہوا ہو جو یوں بیجا کانہ جانے کا قصد رکھتا ہے کیا یہ نہیں معلوم کہ

کہ ربار لگا ہو یہ دربار نقاب اربان قاف و نہنگان دریا سے مصاف و شیران وشت شجاعت و ہزبران
 باد یہ جرات و صاحبقران زمان کا ہو یہاں بہ دن اجازت کے دیو قدم نہیں رکھ سکتا ہو انسان کی
 کیا اصل ہو یہ جو ڈانٹ کر کہا کو تو ال تھم گیا اور کہا بھائی خفا کیوں ہوتے ہو میں نے یہ خیال کیا تھا
 کہ یہاں کوئی سوداگر آتا ہو میرے وغیرہ آتے ہیں مگر طریقے اور قاعدہ سے معلوم ہوا کہ
 یہ کوئی بادشاہ جلیل القدر فرود کش ہو اور تمھاری تقریر سے بھی ظاہر ہوا لہذا میں معافی کا خواستگار
 ہوں تم جا کر اپنے اقربا سے میری طرف سے عرض کرو کہ شہر مصروفیہ سے ایک تو ال شہر اپنے بادشاہ کے
 حکم سے آگیا خدمت میں کچھ عرض کرنے کو حاضر ہوا ہو اسکی بابت کیا حکم ہوتا ہو میں قواعد دربار سے بخوبی
 آگاہ ہوں سبب نادانستگی کے یہ حرت و قوع میں آئی اس خیال سے کہ یہ بارگاہ تاج کی ہو ورنہ کبھی ایسا
 نہ دیتا میں سے عرض کرتا اگر اجازت ملتی تو جاتا ورنہ واپس جاتا یہ جو کو تو ال نے کہا درگاہ سالار اپنے مقام
 سے اٹھا اور اسکو ٹھہرا کر اندر بارگاہ کے آیا ہوا کہا اسکے بعد عرض کیا کہ کو تو ال شہر مصروفیہ در دولت
 حاضر ہو جب اپنے بادشاہ کے حکم اجازت بار پائی گی چاہتا ہو کیا حکم صادر ہوتا ہو شاہزادہ نے فرمایا
 کہ اسکو اندر آنے کی اجازت دی گئی بقیہ دوزگہ سالار سلام کر کے باہر آیا خواجہ تاج الدین بوجھا ہوا
 ہو دل میں کہنے لگا کہ خدا خیر کرے کو تو ال کا آنا ہے سبب نہیں ہو معلوم ہوتا ہو کہ خبر ہو گئی کوئی پیام
 سخت بھیجا ہو مصروفیہ کی کلاہ نے ذرا سنا چاہیے کہ کیا پیام لایا ہو اور یہاں سے کیا جواب ملتا ہو یہ
 تو یہ دل میں خیال کر رہا ہو دھر درگہ سالار نے جا کر کو تو ال سے عرض کیا کہ شوق سے جاؤ تمکو طلب فرمایا
 کو تو ال پردہ اٹھا کر اندر آیا تمام سامان خارج از عقل دیکھتا ہوا جو کہ خواب میں بھی نہ دیکھا تھا قریب بار
 ہو سنا مگر گاہ پر سے ہوا کر کے بیٹھ گیا دیکھا کہ میں نقابدار بیٹھے ہوئے ہیں دنگون اور ایک جوان
 سے بالادست بیٹھا ہوا ہو اور بہت سے سردار ہیں باقی کر سیون اور دنگون غاشیہ پڑے ہیں اور تخت پر
 بھی غاشیہ پڑا ہو اس سامان سے زیادہ تر لایا جو کہ کارون وغیرہ نے بیان کیا تھا اور وہ رعب و داب
 ہو کہ کسی کے دربار میں نہ لگا کر سی رحمت ہوئی کو تو ال سلام کر کے بیٹھ گیا تھوڑی کے بعد شاہزادہ نے
 خود فرمایا کہ اے کو تو ال صاحب آنکا کہہ آتا ہوا اور آپ کے بادشاہ نے کس عرض سے آپ کو بھیجا ہو یا
 فرمایا ہے تب کو تو ال نے عرض کیا کہ ہمارے بادشاہ کو ہر کارون نے جا کر خبر دی کہ ایک قافلہ صحرا
 مصروفیہ میں آتا ہوا ہو اور یہاں کے سب حالات بیان کیے تب بادشاہ نے مجھے فرمایا کہ تم جا کر خبر
 کہ وہ کون لوگ ہیں اور کس عرض سے یہاں آئے ہیں اور کیا مذہب رکھتے ہیں کیا آپ کو نہیں معلوم
 ہو کہ یہ صحرا میری عملداری میں ہو اور یہاں ایک دیوانہ رہتا ہو جو کہ قافلون کو لوٹ لیتا ہو اور لوٹ
 کو شاہ اور بر باد کرتا ہو تم آتے دریافت کر کے آگے دیوانے کے حال سے واقف اور آگاہ کر دو اور
 کہہ دو کہ وہ یہاں سے بچے جائیں ایسا نہ ہو کہ دیوانہ انکو لوٹ لے اور وہ ہمیں شکایت کریں سو میں
 اس عرض سے آیا ہوں تاکہ انکو اس حال سے آگاہ کروں میری یہ عرض ہو کر آپ اسوقت یہاں سے
 تشریف لے جایں ایسا نہ ہو کہ وہ دیوانہ خبر پا کر آجائے اور آپ کو زحمت دے اسوقت بڑی خرابی
 ہوگی یہ جو کہ تو ال نے بیان کیا شاہزادہ نے برہم ہو کر فرمایا کہ ہم سن چکے اب آپ بچے اپنے بادشاہ
 کے حالات سے سبکو آگاہ کریں پھر ہم ان سب باتوں کا جواب دینگے کو تو ال نے کل حال جو کہ سامان
 میں تحریر ہو چکا ہو بیان کیا اور بہت کچھ شان و شوکت مصروفیہ کی کلاہ و آسکے بھائی و فرزندوں کی بیان
 کی اور جو اندری اور شجاعت دیوانے کی تب شاہزادہ نے فرمایا کہ تم اپنے بادشاہ سے ہماری طرف سے

کہنا کہ ایک بڑی مہربانی ہوئی کہ آپ نے ہم کو اس حال سے آگاہ کیا ہم آپ کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے
 ہیں مگر ہم آپ کو آگاہ کرنے میں آپ آگاہ ہوں کہ ہم تاجر نہیں ہیں بلکہ صاحبِ ان لشکر اسلام ہیں ہم
 قاف میں لشکر دیو پر نژاد سے معروف جنگ تھے جب ہم کو آگاہ کر کے مہلت ملی ان سے
 ہماری اطاعت کی تب ہم نے مردہ دنیا کا قصد کیا بیان کی خرابی کی سہارے کان تک خبر ہوئی کہ
 کافروں نے بہت سر اٹھایا ہو لہذا ہم وہاں سے یہاں آئے یہ خبر ہم کو اچھا معلوم ہوا جسے نہ مان
 قیام کیا اب ہم کو معلوم ہوا کہ اس صحرے سے قریب بھار ملک ہو اور ہم آفتاب پرست ہو لہذا ہم آگاہ
 کیا جاتا ہے کہ ہم اگر ہماری اطاعت کرو اور دین اسلام کو قبول کرو اور آفتاب پرستی کو چھوڑ دو اور توبہ کرو
 یہ دین باطل ہو ورنہ یاد رکھو کہ اس عدول ٹھکی کی وہ نرا باؤ گے کہ تمام عمر یاد کر دے تم ہم کو دیوانہ
 کے حال سے بیکار خوف دلائے ہو ہم دیوانے سے ڈرنے والے نہیں ہیں اگر وہ اس صحرے سے قریب
 رہتا ہو تو رہے اگر ہمارے آنے کی خبر پا کر آئیگا تو اپنے آنے کی خبر پائیگا یا تو ہماری اطاعت کرے گا
 یا ہمارے ہاتھ سے مارا جائیگا ہم کو کہنا تھا رہنے کہ یا اب ہم ٹھکی نصرت کرنے میں آئیدہ ٹھکی
 ہو اور بہت کچھ فرمایا کہ تو ال ساکت بچھا سنا کیا اور دل میں اپنے کہا کہ یہ جو ان کچھ دیوانہ معلوم
 ہوتا ہے تھوڑا سا تو لشکر ہمراہ ہے اس پر اتنے بڑے بادشاہ کی نسبت ایسے کلمات ناشائستہ کہہ رہا
 ہے کیا کہوں کہ مجھ کو بادشاہ کی طرف سے تقریر کرنے کی اجازت نہیں ہے ورنہ میں اس تقریر کا جواب دیتا
 یہ تو بخوبی ثابت ہو گیا کہ یہ خدا پرست ہے ان کو قضا اور ہر لائی ہے ذرا میں یہ غور نہ کیا گیا تو اور سنو یہاں
 بھی دین اسلام کو رواج دینے کے قصد سے آئے ہیں ان ملکوں کو بھی وہی ملک خیال کیا ہے کہ جنگ
 انھوں نے اسلام آباد کیا ہے اور بیان کے بادشاہوں کو اسی طبر کے بادشاہ خیال کیے ہیں یہ اپنے
 دل میں سمجھا گیا ہے اپنے بھائی جعفران کہتا ہے بیان سب صاحبِ حقانی نکلی جاگی بھانگے راستہ نہ لیا گیا تو
 خیال کیا اور دل میں کہا ادھر شاہزادہ نے اپنی تقریر ختم کر کے فرمایا کہ تم اپنے بادشاہ سے اسی
 طور سے کہہ دینا جب شاہزادہ تقریر کو ختم کر چکا تو ال سننے لگا کہ میں رخصت ہوتا ہوں تاکہ اپنے بادشاہ کو
 آپ کے حال سے آگاہ کروں اور جو آپ فرمایا ہے وہ عرض کروں اسے جلدی اسوجہ سے کی کہ مسلمانوں
 بیٹھنا نہ چاہیے کہ یہ لوگ لچھ ہوتے ہیں ایسا نہ کہ انکا سایہ بڑے جب یہ کو تو ال نے عرض کیا شاہزادہ
 نے فرمایا کہ شوق سے جا کر تم اپنے بادشاہ سے عرض کرو تو ال رخصت ہو کر آیا اور اپنے بیاد کو
 ہمراہ لیکر اپنے شہر کی طرف روانہ ہوا راہ میں یہ خیال اپنے دل میں کرتا تھا کہ مسلمان کس قدر مغرور
 ہوتے ہیں دوسرے انکے دماغ بھی خراب ہوتے ہیں راوی کہتا ہے کہ چند ہرکارے لشکر سہراب
 ثانی کی صورت تبدیل کر کے اسکے ہمراہ ہو لیے تھے کو تو ال نوادھر روانہ ہوا بعد جانے کو تو ال نے
 خواجہ تاج الدین چھی رخصت حاصل کر کے اپنے قافلہ میں سب مال و اسباب لیکر طرف شہر کے
 روانہ ہوا بیان سہراب ثانی وغیرہ نے دربار پر خاست کیا سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے
 شاہزادوں نے خاصہ نوش فرا کر آرام کیا سہراب ثانی تصویر ملک کو لیکر تخلص میں آیا اور تصویر کو
 مخاطب کر کے شعر عاشقانہ پڑھے لگا شعر الہی کو نسا دن ہو وہ سپہ میں آگے پہلو میں بیٹھی
 میں بائیں رات کو دو دو ہر دل سے بیان نکلتی وقت سپہ پر رسم ملی وغیرہ سہراب ثانی میں شریف لست
 اور باہم کھڑے ہو کر کہا کہ اب ای فرزند گیارا ہے ہو آیا کس طرف کوچ کرو گے کہنے سب جانب
 خرابی دیکھنے آئے اور کافروں کا خروج بھی سنا اور یہ بھی سنا کہ تمام لشکر برف سمندر رہنے لگا

کے گئے ہیں اور کافر بھی اسیطرت شہرون کو برباد کرتے ہوئے گئے ہیں اب اسمین تمھاری کیا
 رائے ہے سہرا بٹانی نے عرض کیا کہ میری رائے یہ ہے کہ سیارہ ثانی زرین حصار سے آئے
 دیکھے تو وہاں وغیرہ آتے ہیں یا نہیں اور یہ ملک بھی جو کہ اس مقام پر ہیں اس عرصے میں
 آباد ہو جائینگے وہ لشکر بھی آجائینگا یہاں سے طرف نہ طاق کے کو بیخ فرمائے کیونکہ یہ تو بخوبی معلوم
 ہو گیا ہے کہ بدیع الملک نے طاق پر ہیں اور وہاں تمام لشکروں کا جھانڈو ہو رہا ہے اور کافر کا ہر اسی طرف
 ملکوں کو تباہ کرتے ہوئے جاتے ہیں لہذا آپ بھی بعد ازاں سارے ثانی کے اسی طرف کو کو بیخ
 فرمائے اس مقام پر تمام لشکروں کے رو برو امتحان ہو جائیگا اور یہ جیسے کو بھی اس ظلم و عت
 کی سزا دی جائیگا اگر وہ راہ میں ملکیا تو اس سے سمجھ لینگے میری یہ رائے ہے کہ جن ملکوں کو برصغیر نے
 برباد کیا ہے انکو آباد کر دے اور اپنی اطاعت اُسنے کرانے ہوئے اور جو آفتاب پرست
 ہو گئے ہیں انکو دائرہ اسلام میں لانے ہوئے اور صاحب قرانی کو ترقی دیتے ہوئے تشریف لیجئے آپ کی
 سب اطاعت کرینگے آئندہ جو آپ کی مرضی ہو سب نے جواب دیا کہ اے فرزند تمھاری رائے بہت
 نیک ہے سمجھنے پسند کی یہ قرار پایا کہ ثانی نے سیارہ ثانی کے یہاں قیام کیا جائے اگر اس عرصے میں
 ان ملکوں کا فیصلہ ہو جائے تو ضرور نہ ہو جب سیارہ آئے تو پہلے یہاں سے فرصت کی جائیگا تو اسلام آباد
 کر کے پھر یہاں سے کو بیخ کیا جائے طرف نہ طاق کے جب یہ رائے قرار ہو گئی چاروں شانزادے
 باہر تشریف لائے تھوڑی دیر تک دربار کیا جب رات ہو گئی دربار برخواست کر کے نماز وغیرہ سے
 فراغت کر کے خاصہ نوش فرا کر اپنی اپنی خوابگاہ میں تشریف لائے سہرا بٹانی نے تصور کر کے
 پر رکھ لیا اور یہ تصور کر کے کہ ملکہ سامنے موجود ہے بائیں بقیاری کی کرنے لگا میں اس کے عشق کی
 حالت ابھی نہیں بیان کر دینکا آئندہ کی جلدوں میں تحریر کر دینکا مگر یہ خیال رہے کہ یہ مقرر ملکہ کے
 عشق میں بہت ہیں اور یہ شعر رُحاشعرون تویرے ہی تصور میں گذر جاتا ہے رات کو خواب میں
 ہر کوئی نظر آتا ہے اب راتیں فراخ کی بہت مشکل سے بسر ہوئی ہیں تمام رات آخر شماری اور بقیاری
 میں گذری ہو رخسار زرد ہو گئے ہیں خیر آدم برسر مطلب خلاصہ یہ کہ انھوں نے دورات تریب تریب
 کے بسر کی جب صبح ہوئی نماز وغیرہ سے فراغت کر کے بارگاہ میں آئے اور نقادار اور سردار
 بھی آئے دربار آراستہ ہوا انکو تو انتظار سیارہ ثانی میں رکھا جاتا ہے اب حال کو تو ال کا بیان
 ہوتا ہے کہ یہ جو خدمت شانزادہ سے رخصت ہو کر چلا تھا اور اپنے شہر میں پہونچا سیدھا طرف دربار
 کے گیا مصروف کھلاہ اسکا انتظار کر رہا تھا یہ جا کر پہونچا اور سلام کیا کرسی پر بیٹھ گیا پہلے تو تمام حال
 لشکر و بارگاہ وغیرہ کا بیان کیا بہت سب کو تعجب ہوا اس کے بعد دربار میں اپنا جانا اور پیام دینا شانزادہ
 حالات ملک وغیرہ دریافت کرنا اور اپنا بیان کرنا اس کے بعد سب حال بیان کیا کہ یہ لوگ پردہ یافت
 سے آئے ہیں اور خدا پرست ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم صاحب قران ہیں مگر ہر کوئی دلو اس نے معلوم ہوتے ہیں
 تو کہ ہے اور آپ سے مقابلہ کرنے کا قصد رکھتے ہیں یہ لکھ کر تمام و کمال جو شانزادہ نے جواب دیا تھا
 یہ مصروف کھلاہ و حضور کھلاہ و سب اہل دربار یہ جواب سنے مسکرائے اور مصروف کھلاہ
 نے اہل دربار سے کہا کہ کو تو ال کا قیام بہت ٹھیک ہے کہ یہ لوگ دیوانے ہیں بھلا انسان کجا اور دیو
 کجا نہیں ہو گا اتنا بڑا دھوکے کہ تم اگر وہ اسلام قبول کرو اگر نہ قبول کرو گے تو ہم زبردستی قبول
 کرنا ہیں گے اور یہ کہنا کہ دیوانہ کیا چیز ہے ہر کوئی اگر لوٹ لیگا اگر بیان آجیگا سزا پائیگا بڑے بڑے

دیو تو دیوانہ سے لڑ نہیں سکتے ہیں انکی کیا اصل ہو کیون کو تو ال کیا وہ لوگ بہت قوی تن ہیں
 مثل دیو کے قدر اور ہیں کو تو ال نے کہا کہ جی مثل ہمارے آپ کے ہاتھ پاؤں بھی نہیں ہیں نہ قدر
 ہو بلکہ ہم سے بزرگ زیادہ ہیں مصروف کھکلاہ نے اہل دربار کی طرف دیکھ کر کہا کہ بڑے افسوس
 کا مقام ہو کہ یہ لوگ مفت میں دیوانے کے ہاتھ سے مارے گئے اور سب مال واسباب بھی
 نارت ہوا سہمنے تو بطور خیر خواہی کے کہلا بھیجا وہ اسلئے ہم سے لڑنے پر آمادہ ہوئے کیا نیر
 کروں اہل دربار نے عرض کیا کہ ہمارے نزدیک مناسب یہ ہو کہ کوئی ذمی عزت شخص جائے
 وہ ایسا ہو کہ کچھ رعب و داب بھی رکھتا ہو اور طرز نفیر سے بھی بخوبی آگاہ ہو بہادر بھی ہو جو وہ
 تقریر کریں انکو بخوبی جواب دے تو شاید وہ مان جائیں اور دیوانے کے ہاتھ سے نجات پھیں
 ایسا لائق ہو کہ جو اپنے آپ تقریر سے انکی آتش کبر و غرور کو فرو کرے کچھ غصہ کرے خوف دلانے
 کچھ منت و سماجت کرے تو شاید کام نکلے اور آپ اس بدنامی سے بچیں کہ فلان بادشاہ کی رعیت
 میں فلان بادشاہ باکر اتر آتا تھا وہاں ایسی بد انتظامی ہو کہ اسکو قزاقوں نے لوٹ لیا بادشاہ نے خبر
 نہ لی دوسرے ہم سبکا جی چاہتا ہو کہ کسی طور سے خواہ بہشت خواہ سختی یہ سب سامان ہاتھ آتا
 کچھ ایسا اُکسے کہا جائے وہ یہ سب سامان ہیکو دیدین مصروف کھکلاہ نے کہا کہ یہ تو غیر ممکن ہے
 کہ سامان لیکو دیدین اگر یہ ضرور ہونا چاہیے کہ وہ یہاں سے چلے جائیں اول تو وہ دیوانے کے ہاتھ
 سے ہرقت پائینگے دوسرے اس امر سے کہ انھوں نے یہ جو قصد کیا ہو کہ مجھے مقابلہ کریں اور میں
 اسلام کو یہاں بھی رواج دین میں یہ نہیں چاہتا ہوں کہ میرے ہاتھ سے اہل اسلام کو تکلیف پہنچے
 اگر یہ لوگ یہاں میری ہاتھ سے مار دیے اور میں زمین پر اہل اسلام کی خوریزی ہوئی تو بھر غلہ پیدا ہوگا
 فاقہ کشی کی نوبت ہوگی دوسرے بدنامی بھی ہوگی کہ ٹھوڑے سے خدا پرست شہر مقدونیہ کی طرف
 گئے تھے اہل مصروفیہ ایسے بودی میں کہ انھوں نے جو دیکھا کہ یہ لوگ کم ہیں لاکھوں نے ملکر قتل کیا
 میں چاہتا ہوں کہ ان سب باتوں سے محفوظ رہوں یہ تم سبکی راہ بہت ٹھیک ہو کہ کوئی بہادر
 اور زبان آور جائے تو یہ کام نکلے اہل دربار سے کہہ کر انکو فرزند کی طرف دیکھا اور متوجہ ہوا اور کہا
 کہ اے فرزند تم جاؤ میں نے پہلے بھی تم سے کہا تھا کہ تم جاؤ تمھاری راہ سے ہوئی کہ کو تو ال کو پہلے
 روانہ فرمائیے شاید کچھ کام کو تو ال سے نکلے کچھ کام کو تو ال سے نہ نکلا مان یہ معلوم ہوگا کہ فلان کو
 قاف سے آئے ہیں اب بدون تمھارے جانے یہ مشکل حل نہ ہوگی حضور کھکلاہ فرزند خسرو
 مصروف کھکلاہ نے عرض کیا کہ میں ابھی جاتا ہوں یہ لکھ ملازموں کو حکم دیا کہ سامان سواری
 تیار کرو ملازموں نے فوراً سامان سواری تیار کیا حضور کھکلاہ اسنے باب سے رخصت ہو کر
 کبر کے اور چند سرداروں اور کچھ لشکر کو ہمراہ لیکر آسدن بیرون شہر اگر مقیم ہوا یہاں مصروف کھکلاہ
 نے دربار برخواست کیا وہ دن باقی اورات انتظار میں لے کر بوقت صبح مصروف کھکلاہ فرزند
 انتظار کر رہا ہو اُدھر جب صبح ہوئی بس حضور کھکلاہ کا ذکر ہونے لگا کہ وہ آج ضرور جواب
 حسب درخواست لیکر آئینگے یہاں یہ ذکر ہو رہا ہو مصروف کھکلاہ فرزند کا انتظار کر رہا ہو اُدھر جب
 صبح ہوئی بس حضور کھکلاہ سبکو ہمراہ لیکر طرف سہراب ثانی وغیرہ کی فرودگاہ سے چلا میں
 عرض کر چکا ہوں کہ چند ہر کارے کو تو ال کے ہمراہ لشکر اسلام کے آئے تھے انھوں نے داخل
 دربار ہو کر شب تقریر نشینی تھی اور حضور کھکلاہ چلا تھا تو اس کے ہمراہ بیرون شہر آئے تھے اتنی

رات بیرون شہر سر کی یہ بھی اسی لشکر میں رہے جب وہ بوقت صبح اُدھر کو چلا تو یہ پہلے سے پہلے
 کہ چکر شاہزادہ کو اسکے آگاہ کو بن راوی اب ان پر کاروں و حضور کج کلاہ کو براہ میں کھنچا
 ہو اور سہراب ثانی وغیرہ کو سیارہ ثانی کے انتظار میں اور مصروف کج کلاہ کو حضور کج کلاہ
 انتظار میں اور اب کج حال سیارہ ثانی کا تخریر کرتا ہو اور شہر زرین حصار و زریمان تاجدار و زرنگار
 شاہ وغیرہ کا کہ انکا حال بھی تخریر کرنا ضروری اور ان سب کا لشکر لیکر طرف دست مصروفیہ کے
 روانہ ہونا بیان ہو گا انشا اللہ تعالیٰ

اب دو کلمہ داستان سیارہ ثانی و شہر زرین حصار و زریمان تاجدار و زرنگار شاہ
 وغیرہ کی ملاحظہ فرمائیے و دیگر حالات متعلق داستان ہذا بعدہ اسکے یہ فقیر حال حضور
 کج کلاہ و آنا و زریمان تاجدار کا مع لشکر کے خدمت سہراب ثانی وغیرہ میں اور مقابلہ
 ہونا مصروف کج کلاہ کے لشکر سے زیر ہونا مصروف دیوانے کا مع لشکر کے
 اور کونج کرنا سہراب ثانی کا بعد ان واقعات کے طرف نہ طاق کے و دیگر
 حالات قلم بند ہونگے ناظرین ملاحظہ فرمائیں

راوی بیان کرتا ہے کہ زرنگار شاہ و خورشید ملک گہر کی داستان جلد اول میں بیان ہوئی
 تھی کہ جبکہ شہر یار نے شہر زرین حصار کو زیر کیا تھا اور یہ مسلمان ہوئے تھے صدق دل سے کلمہ شکر
 اور زریمان سے رخصت ہو کر مع اسے سرزادوں کے روانہ ہوئے تھے اپنے ملک کی طرف راہ
 میں ان دونوں بادشاہوں کو اور انکا لشکر شکست خوردہ جو کہ وہ صحرائیں پر گتہ ہو کر پوشیدہ
 ہو گیا تھا لا زرنکار شاہ مع اسے لشکر کے اپنے شہر زرنگاریہ میں آتا اور داخل شہر ہوا
 اہل شہر کو معلوم ہوا کہ ہمارا بادشاہ آتا ہے جو سردار و امیر شہر تھے وہ استقبال کر کے لے کر لشکر
 کی حالت تباہ پائی طریقہ سے معلوم ہوا کہ لشکر نے شکست کھائی ہو لشکر اگر تھکا دئی تھیں ترا
 جو لوگ تباہ تھے آئے ان سب نے مقابلہ کا حال بیان کیا اور شکست کھانے کا اور درویشی کے
 آنے کا اور زرنگار شاہ وغیرہ کے اسیر ہونے کا اور اساکوہ و صحرائیں پوشیدہ ہونا اور شکست
 کھا کر پھر بادشاہ سے ملنا بیان کیا اُدھر زرنگار شاہ داخل محل ہوا اسدن دربار نہ کیا کیونکہ
 کسل راہ کے سبب سے طبیعت تھکتی تھی دوسرے دن دربار کیا سب سردار و اہل دربار
 جو کہ بیان باقی رہے تھے وہ حاضر ہوئے اور جو کہ اسکے ہمراہ آئے تھے اور قتل ہونے سے
 بچے تھے وہ حاضر ہوئے جو سردار قتل ہو گئے تھے انکی جگہ خالی رہی و نگل سید سالار کا خانی تھا
 اب وہ رنگ دربار کا نہ تھا دوسرے وہ کبر و نخوت بھی سرسوی اسکے بالکل نکل گئی تھی جو کہ خدا رحمت
 ہو چکا ہے جب دربار آراستہ ہو چکا تب خود زرنگار شاہ نے حالات جنگ و پیکار بیان کرنا شروع
 کے بیان لگتے زریمان کا قلعہ بند ہونا اور اپنا خورشید ملک گر کا قلعہ پر حملہ کرنا اسد ثانی کا
 لشکر نکال کر کرنا اور اپنا واپس جانا دوسرے اسد کو اسیر کرنا اسکے قلعہ پر حملہ کرنا سپہ سالار کا کتبہ

ہو پنا عتب سے اہل قلعہ کی کمک ہونا درویش کا آنا سہ سالار کو زیر کر کے خندق میں اُل دینا
 لشکر سے لڑنا اہل قلعہ کا کمک کرنا اپنا اور خورشید کا اسیر ہونا دیکر سرداروں کا قتل و اسیر ہونا
 زرومان تا حبس اہل دربار کو سمجھا نا اپنا شرط کرنا درویش کا اس شرط کو پورا کرنا اپنا حضور
 کا مسلمان ہونا اور ادھر کو آنا بیان کیا کہ جس قدر سردار میرے ہمراہ آگئے ہیں اور قتل ہوئے
 سے بچے ہیں سب خدا پرست ہیں لہذا میں تم میں سب کو ہر اہیت کرتا ہوں کہ دین اسلام قبول کرو
 اور ہیت کچھ تعریف دین اسلام کی اور حمد باری بہت کلمے بیان کیے جو کہ زرومان وغیرہ کی زبان
 سننے سے بیان لیے اس طور سے بیان کیا کہ سب نے بصدق دل دین اسلام قبول کیا کل اہل دربار
 جو کہ کافر تھے اسوقت دائر اسلام میں آئے جب سب اہل دربار مسلمان ہوئے زرنکار شاہ
 نے حکم دیا کہ مادی مذاکرے کے کل لشکر ہمارا اور کل اہل لشکر اگر در دولت پر جمع ہوں ہم کچھ
 بیان کریں گے چنانچہ مادی نے مذاکرے سب آکر جمع ہوئے زرنکار شاہ نے سب اہل لشکر
 و اہل لشکر سے واقف بیان کیا اور کہا کہ میں نے تو دین اسلام اختیار کر لیا لہذا تم لوگوں کو بھی لازم
 ہو کہ باطل پرستی سے باز آؤ اور دین حق کی اطاعت کرو سب نے ایک زبان ہو کر کہا کہ انا میں
 دین ملوکم جو طریقت و مذہب آئیے اختیار کیا ہم نے بھی قبول کیا زرنکار شاہ نے سب کو علم کیا
 سب صدق دل سے مسلمان ہوئے مساجدوں کی بنادالی کئی اذان ہر طرف ہونے لگی جس قدر
 ملک زرنکار شاہ کے زیر حکومت تھے سب میں اسلام رائج ہوا اب زرنکار شاہ نے
 فوج کی بھرتی شروع کر دی پھر قریب چار لاکھ کے سپاہ ہم کر لی زرومان تاجدار سے نذر ہونا مدد
 پیام کے حالت دریافت کرتا رہتا تھا یہ بھی دریافت ہو گیا تھا کہ جس شاہ صاحب نے منجھو زیر کیا
 وہ زرومان کے مہمان ہیں اور بیرون شہر مقیم ہیں انکی سلامتی کی اور اہل اسلام کی ترقی کی
 دعا کرتا تھا یہاں تک اسکو زرومان کے نامہ سے معلوم ہوا کہ وہ شاہ صاحب غائب ہوئے زرنکار
 شاہ کو بڑا صدمہ ہوا اگر کیا کر سکتا تھا سو اسے رنج و صدمہ کے راوی کہتا ہے کہ یہ زرنکار شاہ اپنے
 ملک میں براحت و آرام ساتھ دین اسلام کو حکومت لڑتا ہے بہت خوش ہے مگر اب چندے سے جو اسے
 اہل اسلام کی تباہی کی حالت سننی ہو اور خروج برعصیں کی تو بہت متفکر ہے ہر روز خداوند کریم سے
 دعا کرتا ہے کہ اے میرے کریم کار ساز و رب نے نیاز تو ہم سب پر رحم فرما اس کا ذکر کو ادھر نہ بھیجا کہ
 ہم تازہ مسلمان ہیں ایک زمانہ تک تو عالم کفر میں مبتلا رہے اب تو ایک رہنمائی ہر اہیت سے راہ
 راست کو اختیار کیا ہے اگر وہ کافر ادھر آئیگا اور ہم سے ترک اسلام کو کہیگا اور اپنی اطاعت کو ہم ترک
 اسلام کریں گے نہ اسکی اطاعت اپنی جان دیدے گے مگر اب اس امر کو ارادہ کریں گے زرنکار شاہ
 یہ دعا کیا کرتا ہے اور یہ اسکی دینداری و ایمان کی حالت ہی میں زرنکار شاہ کو اسی حالت میں پڑنا
 ہوں اب خورشید ملک گیر کی حالت تحریر کرتا ہوں کہ یہ بھی مسلمان ہو کر مع اپنے سرداروں
 کے شہر زروین حصار سے چلا راہ میں اسکو بھی اسکا لشکر براگندہ ملا جب سب جمع ہوئے اسنے
 ایک مقام پر قیام کیا اور سب کو جمع کر کے بہت کچھ ہندو نصیحت کی اور کہا کہ میں نے تو دین اسلام
 قبول کیا اب تم لوگ بھی اس مذہب حق کو قبول کرو سب اہل لشکر نے قبول کیا جب یہ سب
 مسلمان ہوئے اس لشکر کو جمع کر کے بصد خدم و حشم طرف اپنے ملک کے روانہ ہوا جب
 قریب شہر شہو چہرہ کے پہونچا اس کے باپ کو خبر ہوئی کہ میرا فرزند آتا ہے اسنے سرداروں کو جہاں

استقبال روا کہ کیا ادھر خورشید نے بیرون شہر چھے برپا کر کے اپنے لشکر کو فروکش کیا اور اہل
لشکر سے کہا کہ میرے والد منوچہر شاہ زہرہ پرست ہیں اور میں خدا پرست ہوں اگر وہ میرے
کئے پر عمل کرے گا اور میں اسلام قبول کرے گا تو ضرور میں اسے مقابلہ نہ کر دینگا اسی سبب سے
میں نے اپنے لشکر کو بیان آمارا جو تم لوگ میرا ساتھ دو گے سب نے جواب دیا کہ ہم تو آپ کے
تابع فرمان ہیں ہمو آئے کیا عرض ہو غرض کہ خورشید مع لشکر کے بیرون شہر فروکش ہوا جن
سرداروں کو اسکی باب نے استقبال کے لئے روانہ کیا تھا آئے انے کی خبر خورشید کو ہوئی انکو
طلب کیا انھوں نے آکر بجا کیا کر سہی بیٹھنے کو ملی انھوں نے عرض کیا کہ ہمارا بادشاہ نے آپ کے
استقبال کے لیے بھیجا ہے تشریف لیجئے آگیا بادشاہ کو انتظار ہی خورشید نے کہا کہ میں دیشا ہوں یہ
کہا کر مع چند سرداروں کے آگے ہمراہ ہو گیا انھوں نے عرض کیا کہ لشکر کو بھی حکم فرمائیے کہ وہ بھی
داخل شہر ہو انھوں نے کہا کہ یہ لشکر ابھی داخل ہو گا اس کے بیان مقیم رہنے میں ایک مطلب ہو
زیادہ نہ کہ اسے کیونکہ مزاج سے آگاہ ہیں شانزادے کو ہمراہ لیکر داخل دربار ہوئے سب اہل شہر خوش
ہوئے کہ ہمارا شانزادہ آگیا اور تماشا دیکھنے کو نکلتے جب خورشید داخل دربار ہوا اسنے باب کو
سلام تک نہ کیا اس خیال سے کہ یہ کافر ہیں اور میں مسلمان ہوں بس مجھ کو زیبا نہیں ہے کہ میں سلام کروں
جائے باب ہو جائے دادا ہو جب اسنے سلام نہ کیا اور اسی طور سے اسنے دھنگل بر جو کہ اس کے
لئے دربار میں مقرر ہو اور جہاں یہ ہمیشہ بیٹھا تھا بیٹھ گیا اس کے باب کو یہ امر بہت ناگوار ہوا اسنے دل میں
خیال کیا کہ یہ ایسا مفرد ہو گیا ہے کہ سلام تک نہیں کرتا ہی یہ بہت سے تہذیب ہو گیا ہے کہ اسنے مجھ کو
سلام تک نہیں کیا اپنی قوت اور طاقت پر اسکو بڑا غرور ہے یہ اسنے دل میں خیال کر کے اہل دربار
کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آجکل کیا زمانہ میں انقلاب ہوا ہے کہ خرد بزرگوں کی کچھ بھی عزت نہیں کرتے
میں ایسی بد تہذیبی کو ترقی ہو گئی ہے باب کی بیٹے کو رو کر کچھ بھی عزت اور وقعت نہیں ہے یہ جو منوچہر
بادشاہ نے کہا اہل دربار حیران ہوئے کہ بادشاہ یہ کیانتے ہیں پھر ساتھی خیال آگیا کہ شانزادہ
جو آیا ہے اور اسنے سلام نہیں کیا یہ اسکی طرف اشارہ ہے اہل دربار ساکت سنا کے ادھر خورشید
سیجھ گیا کہ یہ میرے اوپر طعن ہے بادشاہ کی طرف موند کر کے کہا کہ یہ امر ضرور ہے کہ آپ میرے پدر بزرگوار
ہیں اور میں آپکا فرزند ہوں مجھ پر آپ کی عزت کرنا واجب و لازم ہے آپ کے قدر کرنے سے میری بے
مرتبہ افتخار کا ہے آپ کی فرمانبرداری میرے اوپر واجب ہے اور باعث میری نجات کا ہے اور ضرور مجھے شہادت
ہوئی مگر اس گستاخی کا ایک سبب ہے اور مجھ میں اور آپ میں اب بہت فرق ہے اس فرق کے سبب سے مجھ میں
نہیں ہے کہ میں آپ کو سلام کروں جب تک وہ فرق درمیان سے دفع نہ ہو گا وہ فرق یہ ہے کہ میرے اور
آپ کے دین و مذہب میں فرق ہے اور جب تک فرق نہ کھائیں نے کبھی ایسی حرکت نہیں کی یہ جو
خورشید نے کہا اب تو سب اہل دربار کے و بادشاہ کے کان کھڑے ہوئے اور سب خورشید
کی طرف متوجہ ہوئے اور دل میں خیال کرنے لگے کہ یہ کیا جملہ ہے ذرا اسکو غور سے سنا جائیے یہ
یہ فرق مذہب کیا ادھر بادشاہ نے خورشید سے کہا کہ یہ سننے کیا کہا جو تمھارا دین ہے وہ میرا
دین ہے جو تمھارا خدا ہے وہ میرا خدا ہے کچھ تمھارے دماغ میں خلل واقع ہوا ہے جو ایسی تقریر کرتے ہو
سو انکو خداوند زمرہ کے کوئی دوسرا بھی خدا ہے وہی سب کا خالق ہے ہم سب انھی کے بندے ہیں
وہ جاکتی جوت کا خدا ہے یہ جو بادشاہ نے کہا خورشید نے جواب دیا کہ انھیں خیالات نے ٹھو

تم سب کو گمراہ کر رکھا ہے وہ کیا کہیں یہی ہے جو کسی کو پیدا کرنے انکو اپنے پیلے دن کی تو خیر نہ تھی خدا است
انکے بیٹوں کو نکال لگے مڑے کے انکو خیر نہ تھی نہ خدا کی صفت نہیں ہے کہ وہ ہمارے مثل کھائے
اور پیے اور سوئے اور لباس پہنے خواجہ نشانی میں مبتلا ہو تو رنج کرے عورتوں سے مثل
ہمارے ہم بستر ہو خدا ان سب باتوں سے بے بہرہ ہو سکے نہ اولاد ہو نہ بان ہو نہ باپ ہو نہ وہ کسی سے پیدا
ہوا ہو نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے اس نے یہ سب خیر نہ اور آسمان و زمین وغیرہ اپنی قدرت سے پیدا
کین ہیں وہ ایک بندہ نور ہے وہ ہمہ وقت ہر جگہ موجود ہے اور ہر کہیں نہیں ہے وہ کسی کو دکھائی نہیں
دیتا ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا یہ لٹکاؤ تو قرعہ و غلبہ اس کے بندے سے تھے شیطان کے بہکانے کے
خدا میں بھیجے یہ اور انکے پھرتا سب درخت میں جلیقہ واقعی خدا مسلمانوں کا ہے جسکی میں نے
بندگی اختیار کی ہیں خدا پرست ہوا ہوں اور آپ کا فرہین پس میرے اور اوپر واجب نہیں ہے
کہ جب تک اب کافر ہیں میں آپ کو سلام کروں میرے اور آپ کے دین و مذہب کا فرق ہے میں
اسی لیے بیان آیا ہوں کہ آپ کو تلقین بہ دین اسلام کروں اگر آپ میرے کہنے پر عمل کریں تو
جزو نہ آپ سے مقابلہ کروں راہ خدا میں جہاد کروں اگر غالب آؤں تو یہ تمام شہر میری ہر دست
راہ راست پر آئے سب عذاب قیامت و نارد و زنج سے نجات پائیں اگر مارا جاؤں تو مجھے توبہ شہاد
تے میں آپ کو پر اہت کرتا ہوں کہ اس دین باطل کو ترک فرمائیے اور دین اسلام قبول فرمائیے کیونکہ
یہی دین برحق ہے اور یہی مذہب ملت حق ہے اور سب باطل ہیں اور انکے ماننے والے کافر ہیں اگر یہ امر
قبول نہیں ہے تو مجھے مقابلہ فرمائیے میرا خدا میرا مالک ہے وہ جسکو چاہے ظفر دے میں نے اسی سبب
سے اپنے لشکر کو بیرون شہر اتارا کہ شاید مقابلہ کی توبہ آئے اور میں حاضر خدمت ہوا یہ جو خورشید
نے کہا اہل دربار کا تو یہ حال ہوا کہ سب دنگ ہو گئے چہرے ترسے ہوئے رہے ہو اسیان اڑنے
لگیں اور خیال کرنے لگے کہ بادشاہ کا خیال درست ہے کہ شاہزادہ دیوانہ ہو گیا ہو اور سنو کہ خدا
ہو گیا ہے یہ کہنے شاہزادے کو بھگا یا جو شاہزادہ نے اپنا مذہب ترک کیا پڑی خرابی ہوئی اہل
دربار تو یہ دلون میں خیال کر رہے ہیں اور باہم اشارہ کر رہے ہیں مگر منو چہر شاہ کو خورشید
کی تقریر پر بہت غصہ آیا برہم ہو کر کہا کہ تو بہت بد مذہب ہوا ہے میرے روبرو خداوندوں کو برا
کہتا ہے دیکھ ایسا نہ کہ وہ پتھر تھرا نازل کریں اور تو غارت ہو جائے تو خداوندوں کے غضب سے تو
نہیں کرتا ہے خورشید نے جواب دیا کہ واہ کیا خوب وہ اسے کو تو ہاتھ سے اہل اسلام کے ہمانہ سے
مجھ وہ کیا تھرا نازل کریں گے ان سے کہا ہو سکتا ہے اسے دشمنوں کو تو ہٹانے کے انکی تو شمش کٹہ کر کے
وہ تھرا کیا کریں گے وہ ہیں ہی اسی لائق کہ آئین مثل انیس کے رات دن نعت و ملامت سمجھائے اور
بہت سی دلیلین بیان کیں خورشید نے اور کہا کہ اس امر سے کیا مطلب ہے اور کیا ہو گا اگر آپ
دین اسلام قبول کرنا ہو تو خیر ورنہ میں جاتا ہوں لشکر لیکر اور آپ باہر آئیے میرے آپ کے مقابلہ ہو
بادشاہ نے جواب دیا کہ تجھ کو لگا سودا ہو گیا ہے میں کوئی دیوانہ نہیں ہوں تو اپنے سودے کا علاج
کریں انہی کو درطہ ہلاکت میں مبتلا کرنا ہے اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریں گے دیکھ بھٹائیگا دین اسلام کو
کر اگر قبول بھی کر لیا ہے ہم کچھ ہلاک کر لیں گے میں شان کر لینگے خورشید نے برہم ہو کر جواب دیا
کہ میں تو دیوانہ نہیں ہوں جو مجھ کو دیوانہ تصور کرے وہ خود دیوانہ ہے یہ کہہ کر بہت کچھ کہے خدا نیت
خدا میں بیان کیے اس کے بعد کیفیت جنگ و بیکار بیان کی اور اپنے مسلمان ہونے کی حالت

بیان کی اور کہا کہ صاف صاف مجھ کو جواب دیجیے آبادین اسلام قبول کیجے گا یا نہیں اگر نہ قبول کیجے تو
 کدے بجے میں جاؤں اور آپ لشکر لیکر بیرون شہر لیجئے اور مجھے مقابلہ فرمائیے منوچہر شاہ نے کہا کہ میں
 آتا ہوں لشکر لیکر مقابلہ کرونگا یہ سننا تھا کہ خورشید اکبر کو آہوا دریا کا بھلا تم لوگ کیا دین سہل
 قبول کرو گے نہ ہمارے قلب سب تاریکی کفر کے سیاہ ہو رہے ہیں یہ کہہ کر اور اسے سرداروں کو لیکر بیرون
 دربار آیا اور مرکب پر سوار ہو کر اپنے لشکر میں آیا سب سرداروں سے حال بیان کیا انھوں نے خورشید
 کی بہت تعریف کی وہاں بعد اٹے خورشید کے بادشاہ نے اہل دربار سے کہا کہ خورشید
 مجھ ہو گیا کسی لمحہ کی محبت میں بیٹھا وہاں اسکا ذکر ہوا اس لمحہ نے بہکا کر لمحہ بنایا اسکو سزا
 دینا لازم ہوا ہمارے لشکر کو حکم دیا جائے کہ وہ سامان جنگ و ہتھیار کرے یہ حکم دیکر دربار برفا
 کیا محل میں آیا مان نے خورشید کے شوہر سے پوچھا کہ میں سن رہا ہوں کہ میرا فرزند خورشید آیا ہے
 کیا سبب ہے کہ جو یہاں آباد شاہ نے برہم ہو کر کہا کہ جی ہاں شریف تو لائے ہیں اور دربار
 میں بھی آئے تھے مگر مجھ ہو کر آئے ہیں خدا پرست ہو گئے ہیں مجھ خدا پرست کرنے آئے ہیں یہ کہہ کر
 سب واقعہ زوجہ سے بیان کیا اس نے کہا کہ بھئی کیا اس سے مقابلہ کرے گا کہ کون نہ کرونگا وہ آوارہ
 ہو گیا ہے تو میں بھی آوارہ ہو جاؤں میں نہ مقابلہ کرونگا وہ لشکر لیکر شہر میں چلا آئے گا سب کو قتل کرے گا
 اسوقت مقابلہ کرنا پڑے گا بلکہ یہ تقریر بادشاہ سے سننے کا موسیٰ ہو رہی مگر بڑا صدمہ ہوا بادشاہ کو بھی
 صدمہ ہے یہاں یہ سب رنج و صدمہ میں مبتلا ہیں اور سرداروں نے لشکر کو سامان جنگ کرنے کا حکم
 دیا اب ہر طرف یہ جرجا ہو رہا ہے کہ شاہزادہ مجھ ہو گیا بادشاہ اس سے مقابلہ کرے گا اسی ذکر میں وہ دن
 تمام ہوا کوئی مقام اس شہر میں ایسا نہ تھا کہ جہاں یہ ذکر نہ ہو کوئی شخص ایسا نہ تھا کہ جسکی زبان پر ذکر
 نہ ہو جب رات ہوئی کسب اہل شہر و بادشاہ سو رہے اسدن بادشاہ نے جھانک نہ کھا یا مارے صدمہ
 کے اب جو سوتا ہے دیدہ عکاسی تو بند ہو گئے غام خواب میں ایک میدان وسیع دیکھا اور دیکھا کہ میدان
 میں تمام میرا لشکر اور سب اہل شہر ہیں اور چاروں طرف آگ روشن ہے اور میں اور یہ سب لوگ بچپن
 میں یہ دیکھا منوچہر شاہ بہت حیران ہوا اور اہل لشکر و اہل شہر سے دریافت کرنے لگا کہ یہ کیا مقام
 ہے انھوں نے جواب دیا کہ ہم اس مقام سے خود ہی آگاہ نہیں ہیں البتہ کہ بتائیں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ
 ایک طرف سے بہت سے انسان عجیب شکل پیدا ہوئے کہ انکے تمام جسم ہیرم خشک کی طرح جل
 رہے ہیں انکے عقب میں کچھ عجیب صورت کے لوگ تھے کہ جو انسان نہیں معلوم ہو سکتے تھے یہ سب
 منوچہر شاہ خواب دیکھ رہا تھا دیکھا کہ جو کہ انکے عقب میں ہیں انکے ہاتھوں میں آگ کے گرز ہیں البتہ
 نارتے ہوئے چلے آئے ہیں یہ چلاتے ہیں تو یہ ہوئی تو یہ ہوئی منہ بڑا قصور کیا کہ جو دنیا پر اسنے کوئی
 کہلوایا ہم اپنی منزل کو ہوئے اسی طور سے وہ ایک طرف چلے گئے اب منوچہر شاہ نے دیکھا کہ
 سرداروں اس صورت کے لوگ پیدا ہوئے کہ انکے ہاتھ میں گرز میں آگ کے اور ان سبکی طرف چلے آئے
 منوچہر شاہ و اہل شہر و اہل لشکر کی طرف بکا کر کہا کہ کیوں کہے دنیا پر اپنی عمر کفر میں بسر کی اور اپنے
 خدا کو نہ پہچانا اسلئے بندوں کو سجدہ کیا یہ حال دیکھ کر منوچہر شاہ اسی غام خواب میں ایک طرف کو بھاگا
 اسکے عقب میں اور سب بھاگے وہ فرشتگان عذاب انکے پیچھے چلے آ رہے یہ سب جاتے ہیں وہ
 آگ اگر سدا رہے ہوئی ہے راہ میں ملتی ہے ایک طرف جو بھاگ کر گئے دیکھا کہ بیرون آگ ایک باجھوے
 اس میں خورشید اپنے فرزند کو منوچہر شاہ نے دیکھا کہ کرسی پر بیٹھا ہے ہمارے ہاتھ میں غائب ہیں

منوچہر شاہ نے جو اپنے فرزند کو دیکھا پکارا کہ اے فرزند مجھ کو اور اہل شہر کو واپل لشکر کو اس آفت سے بچاؤ اسے سماعت نہ کی جب کہی مرتبہ پکارا تو خورشید نے پکار کر کہا کہ لقا و زمرہ کو بچانے کو لگاؤ کہ جسکی تم پرستش کرتے تھے اور اپنا خدا جانتے تھے میں نے تاکھ لاکھ سمجھا بائیسے نہ سنا آخر کو اسکی سزا پائی اب تمھارے خدا تمکو نہیں بچائے ہیں بیکار بجتے فریاد کرتے ہو دیکھو یہ مرتبہ ہر اہل اسلام کا اور یہ حالت ہر کفار کی جو کہ تمھاری ہوا اور مجھ کو یہ مرتبہ دین اسلام کو قبول کرنے سے ملایہ جو خورشید نے پکار کر کہا اب تو منوچہر شاہ یاس ہوا اور وہ سب فرشتہ گرد لیکر قریب آگئے اب تو سب توبہ توبہ کرنے لگے استقدر توبہ توبہ کی اس خواب میں منوچہر شاہ نے اور ایسا خالی ہوا کہ انھیں کھل گئی اپنے کو سب تر خواب پر پایا مگر دل کا یہ عالم تھا کہ ہاتھوں اچھل رہا تھا اسکو اسوقت خیال آیا کہ مجھ کو لازم ہو کہ دین اسلام قبول کر تو نے عالم خواب میں سب حالت دیکھ لی دین اسلام برحق ہو اور سب باطل ہو اسی خیال میں اسکو غیظ نہ آئی جاگ کر سحر کی فوراً سب سے میلے دربار آیا وہاں سب اہل شہر سب سردار و ن و اہل لشکر نے بھی یہی خواب دیکھا ہر ایک نے قصد کر لیا کہ دین اسلام قبول کرنا چاہیے سب اہل دربار حاضر دربار ہوئے مگر عجب حالت سے کہ سب رخون کا رنگ فق تھا اپنے اپنے مقام پر اگر سر خجکا کر بیٹھ گئے کہ منوچہر شاہ نے جب سب دربار جمع ہو گیا اسوقت انکی طرف خطاب کر کے کہا کہ میں نے رات کو خواب میں عجب واقعہ دیکھا اب لوگ سنیں یہ کہ تمھارا تمام خواب بیان کیا اور کہا کہ اس عالم میں جب میری آنکھ کھلی تو میں نے یہ دیکھا خیال کیا کہ دین اسلام برحق ہو میں بوقت صبح خورشید کو طاب کر کے اس طریقہ اسلام کو یاد کرونگا اور اپنے اس مذہب کو ترک کرونگا تب وہ دل کی حالت کم ہوئی لہذا آپ لوگ کہا کہتے ہیں سب نے کہا کہ سہنے بھی یہی خواب دیکھا اور جب یہ قصد کر لیا کہ بادشاہ سے عرض کرینگے کہ آپ دین اسلام قبول کر لیں تو وہ حالت کم ہوئی لہذا ضرور شاہزادہ کو طلب فرما کر اسے طریقہ اسلام یاد دیجئے اور اور اس مذہب کو ترک فرمائیے جب یہ سب نے کہا اسوقت بادشاہ چند سردار خورشید کے پاس روانہ گئے اور گئے کہا کہ خورشید سے کہنا کہ تم دم بھر کے واسطے میرے پاس آؤ مجھے تم سے کچھ بابت دین و مذہب کے سب اہل دربار کے روبرو بحث کرنا ہو اگر تم میرے سوالوں کا پورے طور سے جواب دو گے اور مجھ کو قائل کر دو گے تو میں دین اسلام قبول کر لوں گا مع اہل شہر و اہل لشکر کے ورنہ تمھیں مقابلہ کرونگا وہ سردار روانہ ہوئے یہاں بادشاہ نے حکم دیا کہ سنا دی تمام شہر میں ندا کر دے کہ سب اہل شہر جمع ہوں اور ہمارا کل لشکر بھی در دولت پر حاضر ہو ہم کچھ سب سے سوال کرینگے سنا دی نے ندا کر دی سب اہل شہر آکر جمع ہوئے کل لشکر بھی آتا دیکھ بیرون شہر خورشید ملک گیر اپنی بارگاہ میں بیٹھا ہوا تھا سب سردار اسے لشکر کے حاضر تھے کہ خبر ہو چکی آپ کے والد کے پاس سے چند سردار آئے ہیں کہا کہ اپنے دو وہ سردار داخل بارگاہ ہوئے خورشید کو سلام کیا اور بادشاہ کا پیام دیا کہ خورشید فوراً آکر آہو گیا اور اپنے سرداروں سے کہا کہ آپ لوگ یہاں مہرے رہیں میں ابھی انکو قائل کر کے آتا ہوں انھوں نے عرض کیا کہ بہ کو خوف ہو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ کے انکے فساد ہو وہ آگیا کیلا با کہ فساد کریں خورشید نے جواب دیا کہ خدا میرا مالک و محافظ ہے مجھ کا فضل شامل حال ہو وہ کافر میرا کیلا کر سکتے ہیں میں اسکو کافی ہوں یہ کہہ کر سب سردار و ن و اہل شہر آکر آلات حرب و ضرب سے مستحکم و مکمل ہو کر ان سرداروں کے ہمراہ ہو لیا اور وہ اہل

شہر مواب قریب ہو چکا دیکھا کہ ایک طرف تمام لشکر جمع ہو اور ایک طرف تمام اہل شہر کا مجمع ہو حال
 دیکھ کر خورشید کو خیال ہوا کہ آج بہت بیدار رہے ضرور کچھ فساد ہوگا منوچہر شاہ نے دھوکا
 دیا خیر اب جو کچھ ہو نظر بند کر کے ان سرداروں کے ساتھ جو کہ لینے کو گئے تھے داخل دربار ہوا منوچہر
 غران کے دیکھا کہ دربار آراستہ ہو بادشاہ تخت پر بیٹھا ہوا ہر جیسے سب اہل دربار نے خورشید
 کو لائے دیکھا براہے عظیم کھڑے ہوئے خورشید اپنے مقام پر آکر بیٹھ گیا اور اب کی طرف موند
 کر کے بولا کہ آپ نے کیوں مجھ کو طلب کیا ہے کیا بحث کرتا ہے جلد فرمائیے منوچہر شاہ نے کہا کہ میں نے
 ایک خواب دیکھا ہے اور میرے سب اہل درباری و اہل شہر و اہل لشکر نے اسکی تعبیر دی اگر تم تعبیر
 خیال کے موافق تعبیر دو گے تو میں ضرور دین اسلام قبول کرونگا ورنہ تم سے مقابلہ کرونگا خورشید نے
 کہا کہ وہ خواب آپ بیان کریں تب بادشاہ نے اپنا خواب بیان کیا اول سے آخر تک اور کہا یہی خواب
 سب اہل شہر و اہل دربار نے دیکھا اسکی تعبیر کیا ہے خورشید نے کہا کہ وہ جو میدان وسیع سب دیکھا
 ہے وہ میدان حشر ہے وہ جو آگ اُس میدان میں مشتعل دیکھی ہے وہ آتش دوزخ ہے اور وہ جو لوگ طے
 ہوئے نظر آئے ہیں جنکے پیچھے لوگ گزر آتے ہیں لیے ہوئے وہ بھی خدا سے باطل ہیں جنکی آید گندگی
 کرتے ہیں اور فرشتگان عذاب ہیں جو انکو گزر آتے ہیں سے اذیت دے رہے تھے اور جو لوگ
 اسکے عقب میں گزر لیکر چلے ہیں وہ بھی فرشتہ عذاب کے ہیں کہ گندگاروں کو گزر آتے ہیں سے اذیت
 دیتے ہیں اور وہ جو باغ دیکھا کہ جہان میں وہ باغ جنت تھا کہ میں نے اسلام قبول کیا مجھ کو باغ رہنے
 ملا آپ کا قرعہ ہے آپ کو آگ میں جلائے گا حکم ملا اور آپ پر فرشتہ عذاب کے مقرر کیے گئے خیال
 کر لیجئے بروز قیامت یہی حال آیکا ہو گا جو کہ آنے خواب میں دیکھا یہ سنا تھا کہ منوچہر شاہ کا نب
 آئے اور کہا کہ امی فرزند میں نے دین اسلام قبول کیا اور میں نے توبہ کی مجھ کو کلمہ تعلیم کر دو خورشید
 نے باپ کو کلمہ تعلیم کیا اسکے بعد سب اہل دربار کو منوچہر شاہ مع کل اہل دربار کے صدق دل
 سے مسلمان ہوا خورشید کو لیکر بیرون دربار آیا یہاں سب کا مجمع تھا سب کو مخاطب کر کے کہا کہ
 میں نے تو دین اسلام قبول کیا جو دین اسلام قبول کرے وہ میرے شہر میں رہے ورنہ جلا جائے
 میں نے شب کو یہ خواب دیکھا اور وہ خواب بیان کیا اور جو تعبیر خورشید نے دی تھی وہ بیان کی سب
 اہل شہر و اہل لشکر نے بیان کیا کہ سمجھنے بھی یہی خواب دیکھا ہے تب سمجھتے بھی دین اسلام قبول کیا
 اور باطل پرستی کو ترک کیا اسوقت خورشید نے سب کو کلمہ تعلیم کیا وہ سب کلمہ پڑھ کر صدق دل
 سے مسلمان ہو گئے جب یہ سب مسلمان ہوئے تھے خورشید کو بری خوشی ہوئی اپنے باپ سے
 ملا اور انکے قدموں پر گر ا اور کہا کہ میری خطا کو معاف فرمائیے بادشاہ نے کلمہ سے لگا یا اسوقت علم
 دیا کہ جس قدر نیکو رہے ہوں سب مہدم کیے جائیں گے انکے مقام پر مساجد بنائی جائیں سڑت اذان
 کی صدا بلند ہوئی کوئی دوسرے مذہب کا آدمی تو یہاں نہ رہنے پائے اگر رہے تو اسکا گھر بار لوٹ
 لیا جائے وہاں کوئی دوسرے مذہب کا نہ تھا سوا اسے خدا پرست کے بادشاہ ان سب کو
 رخصت کر کے داخل محل ہوا سب اہل محل کو مسلمان کیا خورشید اپنی ماں سے ملا اسنے کلمہ
 سے لگا یا تھوڑی دیر محل میں رہا اسکے بعد باپ سے اجازت لیکر اپنے لشکر میں آما اسنے سرداروں
 سب حال بیان کیا یہاں سب پریشان ہو رہے تھے خلاصہ یہ کہ لشکر کو لیکر داخل شہر ہوا لشکر نے
 چھاؤنی میں قیام کیا آپ داخل محل ہوا وہ پذیر و سپر لبش و راحت لبس کرنے لگے جس قدر ملکات پر

حکومت منوجہر شاہ اُن سب میں دین اسلام کو رواج دیا گیا اور جو ملک خورشید کے دستے
 کیے ہوئے تھے وہاں بھی سوائے دین اسلام کے دوسرا دین نہ تھا یہ دین اسلام کی ترقی میں مصروف
 تھے انکو خرابی مالک اسلام و خراج بر حبس کی پرچہ اخبار کے ذریعہ سے خبر معلوم ہوئی اسنے امین
 سے اس نصد سے فوج کی بھرتی شروع کر دی کہ شاید بر حبس اور ہرجی آئے اور ہم سے بھی ترک
 مذہب کے لیے کہ تو ہم ترک مذہب نہیں کر سکتے اور اس سے مقابلہ کر سکتے راوی خورشید منوجہر شاہ
 کو فوج کی بھرتی میں مصروف رکھتا ہے اب حال زردمان تاجدار کا خیر کرتا ہے کہ اسکی داستان قبل
 اول میں یہاں تک تحریر ہوئی ہے کہ یہ خدمت گذاری میں شاہ صاحب کے مصروف ہے اب اسکا بھی
 بہت بڑا دربار ہوتا ہے اسکے پاس لشکر بھی کثیر ہے گیا ہے اسکا فرزند تومان تاجدار بہت زبردست ہے
 شاہ صاحب بیرون شہر تکیہ پر دو کیش میں بیٹھا ہے دن بوقت صبح جاتا ہے اسی طور سے نہانہ گزارا وہ
 وقت آیا کہ دیوطلان شہر یار کو حکم اخلاصہ سر سزا دیکھ پر سے اٹھا لیکھا اور سوار ہائی بھی چلا
 گیا ایک طرف ان دونوں صاحبوں کی داستان تو تحریر ہو چکی ہے ہاں زردمان تاجدار کا حال
 نہیں تحریر ہوا تھا اب تحریر ہوا ہے کہ اسکا ارادہ ہے سب حاضر دربار میں کہ وہ ملازم اور محافظ حاضر دربار ہوئے
 ہو کہ اسنے برائے خدمت و حفاظت شاہ صاحب مقرر کیے تھے انکو شاہ صاحب کا حکم تھا کہ تم ہم سے دو
 رہنا جب ہر کو ضرورت ہو اگر کبھی ہم طلب کر لیا کر نیکی اور جو روزمرہ کے کام میں انکے کچھ کہنے کی ضرورت
 نہیں تم درست کر جایا کرو چنانچہ وہ سب لوگ اُس صبح میں تکیہ سے دور رہتے تھے جو کام انکے متعلق
 تھا وہ اکر کر جاتا تھا پھر اپنے مقام پر چلا جاتا تھا شاہ صاحب کو دیکھتا تھا کہ بیٹھے ہوئے ہیں وہ بھی سب
 ملازم حاضر دربار ہوئے اور یوں بادشاہ سے عرض کرنے لگے کہ حضور بڑا غضب ہوا آج شاہ صاحب
 غائب ہو گئے ہم جو بوقت صبح اٹھے اور تکیہ پر سلام کو گئے تو ہم نے بستر شاہ صاحب کو خالی پایا لطف یہ ہے
 کہ دوسرے شاہ صاحب بھی نہیں ہیں لاکھ لاکھ تلاش کیا کہیں دونوں کا پتہ نہ لگا آخر کو پریشان ہو کر
 حاضر خدمت عالی ہوئے کہ انکو آگاہ کریں یہ سننا تھا کہ بادشاہ و کل اہل دربار کو بہت صدمہ ہوا اسکے
 چہرے اتر گئے خصوصاً تومان تاجدار کو تو اسقدر رنج ہوا کہ سب اہل دربار کے انسو گل چہرے
 اور بادشاہ بھی آبدیدہ ہوئے اسوقت بادشاہ نے حکم دیا کہ ساندنی سوار جائیں اور تلاش کریں ہانڈنی ہوا
 برائے تلاش روانہ ہوئے کہ کہیں پتہ نہ ملا وہ یہاں ہوں تو پتہ لے دونوں پر وہ قاف میں دیو زادوں کے
 مقابلہ کر رہے ہیں پر زرادوں سے عیش و راحت میں مصروف ہیں گانے سن رہے ہیں یہاں یہ لوگ
 انکے غم دالم میں مبتلا ہیں زردمان نے یہ ایسا طریقہ مقرر کیا ہے کہ صبح کو سوار ہو کر تکیہ پر جاتا ہے اور اسکو
 دیکھ آتا ہے اس خیال سے کہ شاید شاہ صاحب آگے کہیں لوگ مقرر کر دیے ہیں انکو حکم ہے کہ تم بیان پھر دو
 جب شاہ صاحب تشریف لائیں پھر فوراً خبر کرنا خلاصہ یہ کہ بہت تلاش کیا کہیں پتہ نہ چلا تومان تاجدار کا
 تو یہ حال ہوا ہے کہ اسنے گھٹا وغیرہ ترک کر دیا جب پتہ نہ چلا بادشاہ نے فرزند کو سمجھانا شروع کیا اور
 کہنا شروع کیا کہ وہ مثل سابق کے کسی طرف چلے گئے ہیں پھر جب جی جا ہیگا تشریف لائیں گے تم صدمہ
 نہ کرو آخر کو یہ ہوا کہ وہ حالت کم ہو گئی مثل سابق کے سب رہنے کے مکان کا ہے گا ہے شاہ صاحب کا
 خیال آجاتا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ اب زردمان کے قبضہ میں بہت سے ملک آگئے ہیں اور حکومت
 نے ترقی کی ہے یہ اسلام کی برکت ہے کہ پرچہ اخبار سے مالک اسلام کی خرابیاں معلوم ہوتی ہیں جس
 کرتا ہے اہل دربار سے کہتا ہے کہ اگر بر حبس اور آہٹا تو میں اُس سے ضرور مقابلہ کرونگا چاہے قتل

انعامت تو نہ کرونگا اب راوی زرمات کا حصار کو اس کے ملک میں بندوبست حکومت میں مصروف رکھتا ہے اور
 حال سیارہ ثانی کا تحریر کرتا ہے کہ سیارہ ثانی جو نامہ رستم ثانی کا لکیر ہیشہ مصروفیت سے طرف زرمات حصار
 کے جائز تھا راہ طوکر کے دو منزلہ سے منزلہ کر کے بعد قطع منازل و زرمات کے قریب زرمات حصار کے ہونے
 اور اس ملک پر آیا جان شہر بارہ وغیرہ نے قیام کیا تھا اسکو اسی طور سے پایا اپنا فقیر ہو کر بیٹھا یا دیا صورت
 بدلتا داخل شہر ہوا اب شہر کو پہلے سے زیادہ آباد دیکھا اور رعایا کو دل شاد وہ دن زردمان کے
 سوار ہونے کا تھا یہ شہر کی سپر کر رہا تھا کہ بادشاہ کی سواری بڑی دھوم سے نکلی اسنے پہلے سے
 زیادہ جاہ و حشم زردمان کا دیکھا زرمات حصار میں لسنے ہزاروں مسجد میں پائین بہت خوش ہوا ایک کے
 میں اتر اسنے یہ خیال کیا کہ زردمان کو عیاری سے محل سے نکال لاؤں اور اس ملک پر لیجا کر نامہ
 آقا کا دونوں یہ خیال اسنے دل میں کر کے سر امین اتراجب شب ہوئی قریب نصف شب کے اُسوقت
 سبکی نظروں سے پوشیدہ ہو کر سراسے نکلا اور محلات شامی کی طرف آنا کہ مار کر محل پر گیا
 زرمات حصار آیا خواجہ گاہ زردمان و تومان کو دریافت کیا ایک خواص کی صورت بنکر وہاں پہونچا بیہوشی
 اڑا کر سکو جو کہ پہونچتی ہوئیں بھینس کر بیٹھ گیا زردمان کا لشکارہ باندھ کر اور پشت بلا کر گھنٹہ کے
 ذریعہ سے بالائے نام آیا اور اسی کے ذریعہ سے زیرام اگر ایک مقام پر لشکارہ لیکر بھر قہر میں آیا اور تومان
 کو اسی طریقہ سے لگیا بعدہ دونوں پشتارے دوش پر اٹھا کر سب کی نگاہوں سے بھکر ہر دن شہر آیا
 اس ملک پر اور اس بنگلہ میں فرمیں آراستہ کر کے روشنی کر کے فقیرانہ رفع بیہوشی روشن کیا کہ زردمان
 و تومان کو بیہوش آیا اسنے کوان دونوں نے محل میں نہ پایا بہت حیران ہوئے کہ یہ کون مقام ہے خیال
 کیا کہ خواب دیکھ رہی ہیں کہ زردمان کی نگاہ تومان پر پڑی اتنو بھر اکر اٹھ بیٹھا اور کہا کہ ای فرزند
 ستم تم کہاں ہیں یہ کیا واقعہ ہے شبکو تو ستم تم اسنے اپنے مقام پر محل میں سو رہے تھے یہاں کہاں
 سے آئے یہ تو وہ مقام ہے اور وہ بنگلہ ہو کہ جہاں شاہ صاحب نشہ لہف فرماتے تو مان نے عرض کیا کہ
 ای بزرگائی قدر میں خود حیران ہوں کہ یہ کیا واقعہ ہے پہلے تو میں نے خواب تصور کیا تھا مگر جب آپ نے صدا
 دی تو بیشمار ہوا میری عقل کام نہیں کرتی ہو یہ تقریر پر دربار میں ہو رہی تھی کہ ایک طرف سے سیارہ
 ثانی پر نہ پر نقاب و اسے ہونے ظاہر ہوا یہ دونوں نقابدار کو دیکھ کر خیال کرنے لگے کہ شاید یہ کوئی
 چارہ دشمن ہو یہی تومان سے لے آیا ہوا ہمارے قتل کی فکر میں آیا ہے یہاں چارہ عمر لبریز ہو گیا یہ
 ملک الموت ہے یہ خیال دل میں کر کے پریشان ہوئے سیارہ نے جو انکو پریشان دیکھا گیا کہ آپ
 و دونوں صاحب پریشان نہوں میں آنکا دشمن نہیں ہوں بلکہ دوست ہوں ایک ضرورت سے آپ کو
 یہاں لایا ہوں بعد اس کے بھر ہو چکا ونگا آپ اطمینان رکھیں یہ کہتا ہوا قریب آیا اور پیچ گیا اگلی تھی
 پریشانی اس تقریر کے ہونے سے کم ہوئی جب سیارہ پیچ چکا اسنے کہا کہ اب آپ دونوں صاحب
 بگوش ہوش سنیں جو میں بات آگلی خدمت میں عرض کرتا ہوں یہ ایک راز ہے سوائے آپ کے
 یا آپ کے فرزند تومان تا حد ارس کے جو یہاں اسوقت موجود ہیں یا میں ہوں یا نرنگا شاہ عالم
 زرمات حصار کے یا خورشید ملک گیر شاہزادہ منوچہرہ کے اور کسی کو معلوم نہو ورنہ بڑی خرابی ہوگی
 اس راز کے افشا ہونے میں بہت بڑے نقصان ہیں بلکہ کچھ لوگ جو کہ آپ کے سرپرست اور محسن
 ہیں وہ ناراض ہونگے اور آگلی ناراضی آگلی خرابی کا سبب ہوگا آپ دونوں صاحب اس امر کا اقرار
 کریں کہ ہم اس راز کو افشا نہ کریں گے تو میں بیان کر دوں اور آپ قسم کھائیں یہ نقشہ ہر سنگ

زردمان و تومان ہونے اور خیال کرنے لگے ہمارے نام سے کیونکر آگاہ ہوا اور زرنکار
 شاہ و خورشید کے نام سے کیونکر واقف ہوا اور یہ کون شخص جو یہ دل میں خیال کر کے زردمان
 نے کہا کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو راز آپ مجھے بیان کرینگے وہ میں کسی پرکار و نگار اسکو اپنے محبوب
 دل و سینہ میں کتل عروس کو رکھوں گا اور مثل موت کے قلب میں اور مثل بوسے گل کے دل میں کہ مجھے
 خوشبو خنجر میں پوشیدہ رہتی ہو جب تک وہ شگفتہ نہیں ہوتا ہو اور مثل دل کے سینہ میں اسی
 طور سے تومان نے قسم کھا کر کہا اور کہا کہ آپ بیان کریں ہمکو بڑی حیرت ہو اور پریشانی ہو
 کہ یہ کیا معما ہے تب سارہ نے کہا کہ آپ زیادہ فکر نہ ہوں میں بیان کرتا ہوں کہ سنے یہ بیان
 فرمائیے کہ زرنکار شاہ و خورشید جو خدا پرست ہونے لگے وہ ابھی تک خدا پرست ہیں یا کافر
 ہو گئے ہوں اس راز سے آگاہ فرمائیے پھر میں وہ راز بیان کروں گا زردمان تا خدا نے کہا کہ وہ
 ابھی تک خدا پرست ہیں اور انکو خدا پرستی کی طرف بہت غلو ہو گئے مثل کوئی خدا پرست صاحب اعتقاد
 ہو گا انہیں نے ہر ایک اپنے ملک میں براحت و آرام حکومت کرتا ہے یہ کلمہ تمام واقعات زرنکار
 شاہ و خورشید کے زردمان و تومان نے بیان کیے سارہ نے سنے شکر خدا کیا اور کہا
 کہ اب میں راز بیان کرتا ہوں سنے وہ راز یہ ہے کہ آنگو باد ہو گا کہ ایک شاہ صاحب آب کے
 ملک میں آئے تھے انھوں نے یہاں آکر از رنگ پہلوان کو مین کشتی میں قتل کیا تھا آپ
 سپہ سالار کو زیر کیا تھا آپ نے انکی بڑی عزت و آبرو کی تھی انکے واسطے یہ تمکد اور جنگل آرا
 کیا تھا انھوں دن میلہ ہوتا تھا انھوں نے آپ کے سپہ سالار و آپ کے فرزند تومان تا خدا
 کو فنون سپہ گری تعلیم فرمائے تھے آنگو طریقہ اسلام تعلیم کیا تھا راہ ضلالت سے نکالا تھا
 قار و دوزخ سے بچایا آپ انکی بہت خاطر کرتے تھے کہ وہ غائب ہو گئے آپ کو انکا بڑا صدمہ
 ہوا لہذا آپ دین اسلام پر قائم رہے آپ کے بھائی زرنکار شاہ آپ پر لشکر کشی کیے گئے تھے
 خورشید ملک کے بھی آیا وہ دونوں شریک ہو کر آپ سے لڑے اور آپ نے مقابلہ کیا آخر کو
 شکست کھائی کیونکہ وہ لشکر کثیر رکھتے تھے دوسرے وہ جنگ دوسرے طور سے ہونے والی
 تھی انھوں نے قلعہ پر کسی مرتبہ یورش کیا ایک جوان نے سر مرتبہ ملک کی اور انکے یورش سے
 آنگو بچایا آخر کو زرنکار کے عیار زنجیری کر کے اسکو اسیر لیا صبح کو قلعہ پر زرنکار شاہ نے حملہ کیا
 سپہ سالار نے گولوں کو رد کر کے اپنے تکیہ پس خنجر پہنچایا ان کو دین خدا سے رجوع ہو کر دعا کی قدرت خدا سے اس
 صحرے ایک درویش پیدا ہوئے تھے مثل درویش سابق کے ان سے ہم شکل تھے انھوں نے
 آپ کی کمک کی اور سپہ سالار زرنکار شاہ کو زیر کر کے خندق میں ڈال دیا لشکر کو شکست دی
 زرنکار شاہ و خورشید کو اسیر لیا اب لوگوں نے درویش سابق خیال کر کے انکی بھی عزت آبرو
 کی درکار شاہ وغیرہ مسلمان ہوئے اپنے اپنے ملک کو گئے وہ درویش اس مقام پر جان
 پہلے درویش مقیم ہوئے تھے اقامت پذیر ہوئے تھے وہ جوان جو کہ قید زرنکار شاہ میں تھا وہ
 مع اپنے لشکر کے ایک طرف کو چلا گیا ان درویش کے پاس اور ایک درویش آکر مقیم ہوا
 بعد چندے کے وہ دونوں درویش غائب ہو گئے کچھ انکا پتا نہ ملا آگاہ ہو سچے کہ وہ درویش
 سابق و درویش ثانی دونوں بھائی ہیں اور عیدار درویش انکا عیار تھا اب ان درویشوں کو حال
 سنے جو کہ عیار تھا وہ بھی چند روز و ان قیام پذیر ہوا اور پھر ٹوٹے دن کے وہ بھی چلا گیا

درویش اول کا نام رستم ثانی دوم کا نام شہر یار عالی وقار اور تیسرے درویش کا نام جو کہ
 درویش چھٹا ہوا ہی سیارہ ثانی ہی جو سیارہ نے کہا لومان و زردمان حیران ہوئے کہ یہ تو
 نقادار ہیں اور کہتے ہیں کہ میں درویش ہوں اور کوئی اسکے سوا یہاں ہر نہیں مگر ساکت
 رہے سنا کیے سیارہ ثانی نے کہا کہ بھتیجی یہ کہ آپ پہچان تو لین گے ان سب صاحبوں کو
 جب دیکھیں گے خیرہ دونوں درویش جو کہ تشریف لائے تھے وہ پوسے ہیں حمزہ صاحب
 وہ سردار قلب صاحب ان زیب بارگاہ سلیمانی تھے ایرج نامدار کے فرزند تھے پوسے تھے
 ملک قائم کے وہ دونوں شیر بیشہ صاحب ان تھے ان لوگوں سے دین اسلام قائم ہوا انھیں کی
 شمشیر صاعقہ بار نے سکھ اسلام کو رواج دیا ہوا انھیں کے نام سے شیریں کو تپ آئی تہ آگاہ
 ہو کہ وہ دونوں پر دے ہیں صاحب ان کے وہ دونوں تھارے محسن و آقا ہیں ایک نے دولت
 ایمان سے بہکو سرفراز کیا دوسرے نے اگر بھاری جان و آبرو بچائی ہاتھ سے زرنگار شاہ
 اگر یہ دونوں شیر نہ آتے تو بہکو کبھی یہ مرتبہ نہ حاصل ہوتے ای زردمان تاجدار آگاہ ہو کہ اس وقت
 مصیحت اس امر کی ظاہر کرنے کی نہ تھی اب اسکا وقت آیا تم پر ظاہر کیا جاتا ہوا اور ان کو براہی
 ظاہر کرنے کی مصیحت نہیں ہو یہ امر کسی سے نہ کہنا اور فقیر ہونے کا اس کے سبب سے یہ ہوا کہ صاحب ان
 ثانی نے مہر العیال صاحب ان لشکر کیا یہ امر سیارے آقا رستم ثانی کو ناگوار ہوا وہ لشکر سے
 فقیر ہو کر نکل آئے یہاں آکر ہوئے تھو مسلمان کیا دوسرے یہ امر شوب باری میں جاری ہو چکا تھا
 کہ یہاں کے باشندے دائرہ اسلام میں آئیں وہ کیونکر نہ ہوا جب ان کے بھائی کو ان کے فقیر ہونا
 حال معلوم ہوا اور خبر ہوئی وہ بھی تلاش برادر میں فقیر ہو کر اپنے لشکر سے نکلے وہ اس وقت آکر ہوئے
 کہ جب ہم اس بلا میں مبتلا تھے اگر ہاتھ سے زرنگار شاہ و خیر کا مسلمان ہوا مشیت خدا میں جاری
 ہوا تھا کہ نہ نہ ہوتا اس کے بعد میں دونوں شانزادوں کی تلاش میں نکلا اور یہاں آکر ہوئے ایک شانزاد
 سے ملا اس کے پاس رہا اب سنبوہ دونوں شانزادے غائب ہو گئے اسکا سبب یہ ہو کہ پردہ قاف
 تشریف لے گئے ہیں سیکھو دیگرے ہاتھ کے بادشاہ اخضر برادر پر اس کے سپہ سالار نے خروج
 کیا تھا اسکی بیٹی چاشت ہوا بھلا یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ دختر شاہ ملازم کے ساتھ مشوب کیجائے
 دوسرے کجا دلوں کجا بیری زمین آسمان کا فرق رہا لون نے بادشاہ سے کہا کہ جب تک خاندان
 حمزہ سے یہاں کوئی نہ آئیگا اس وقت تک یہ دیونہ قتل ہو گا زانیہ کر کے ہمارے آقا کا پتہ دبا
 نے دیو روانہ کر کے اٹھو لیا یہ سب ہوا غائب ہونے کا آقا خوب خوب لرزے اخضر نے اپنی
 دختر کے ساتھ عقد کر دیا ایک لڑکا بطن لکھ سے پیدا ہوا کہ نہایت جری وصف سنگن ہی ہمارے
 شانزادہ نے دیو ہاں کو زیر کیا اسنے مکر کیا آقا کو طلسم میں دھوکے سے اسیر کیا خود لشکر کشی کر کے
 اخضر پر آیا جب کہ اسکو آقا کی طرف سے اطمینان ہوا پھر اخضر برادر پریشان ہوا پھر رہا لون سے
 زانیہ کرا یا انھوں نے بتایا کہ جہاں یہ درویش مقیم تھے وہاں دو درویش اور مقیم ہیں ان میں
 ایک درویش بہت خوبصورت ہے اگر وہ آئے تو یہ اجنبی سر ہو کیونکہ وہ بھی اسی خاندان سے ہے
 چنانچہ دیو آکر شہر یار کو بھی لے گیا جب صبح کو میں نے آقا کو نہ پایا تو میں بھی تلاش میں نکلا قدرت خدا
 سے میں بھی قاف میں پہنچ گیا شہر یار نے جا کر دیو ہاں کو زیر کیا فرزند رستم ثانی نے میرے
 تک آپ کے فرزندوں کو فنون سپہ گری تعلیم فرمائی انکو بھی دیو ہاں نے بکر کر کے اسی میں

گرفتار کیا اور خود لشکر لیکر اخضر مرزا پر چڑھا یا بہانہ فرزند آفاتے یعنی سہراب ثانی نے ٹھکراؤ اس سے
مقابلہ کیا اس دلو کو سات برس کے تین تین قتل کیا اور طلسم کو فتح کر کے اب و حیا و دادا کو رہا کیا دادا
کون ایرج نوجوان کو کہ ہمراہ صاحبقران ثانی کی طرف خانہ کعبہ کے جاتے تھے راہ سے ایک
ساحرہ اس طلسم کی رہنے والی خواد اور کسی مقام کی آنکھ اٹھا لگی اور اس طلسم میں قید کیا
جب طلسم فتح ہوا وہ بھی رہا ہوئے سہراب ثانی مع باب و حیا و دادا کے کل مال و اسباب طلسمی
لکھنا کے پاس آئی سب کو خوشی حاصل ہوئی ایک بہت تک وہاں رہے کہ یکایک بہانہ کا
خیال کیا چنانچہ کل مال و اسباب طلسمی لیکر اس قصد سے شریف لائے بن کہ دنیا پر جا کر کافروں کو
قتل کریں بدیع الملک جو کہ اب صاحبقران ہیں اس سے مقابلہ کریں اور امتحان صاحبقرانی کا کریں
کیونکہ انکی یہی صاحبقرانی تو باعث آوارگی ہوئی تھی دوسرے ان سب واقعات کا پیش آنا لہذا
پرستم ثانی و شہریار و ایرج نامدار نے یہ قصد کیا کہ ہم غینوں آدمی نقاب والے ہیں اور سہراب
ثانی کو صاحبقران قرار دیں اور جا کر مقابلہ کریں ایسا ہی کیا کہ سب نقابدار رہے اور قاف سے
چلے یہاں سے بندرہ فرسخ پر ایک صحرا ہے کہ وہ بہت پر فضا ہے وہاں اگر فروکش ہونے
چھوے و بارگاہین وغیرہ طلسم سے دستیاب ہوئیں تھیں برہان ہوئیں اور وہ لوگ کہ جنگو طلسم سے رہا
کیا تھا انھوں نے غلامی اختیار کی وہ ہمراہ ہیں جب یہاں آکر مقیم ہوئے تو مجھے فرمایا کہ تم شہر
زرین حصار کو جاؤ اور زردمان تاجدار کو اور اگر زرنکار شاہ و خورشید ہوں تو آگاہ کر کے
مع لشکر ہمارے پاس لاؤ مگر یہ کہدنا کہ یہ راز کسی پر ظاہر نہوا سو وقت تک کہ جب تک ہمارے اور
بدیع الملک کے باہم مقابلہ ہو کر صفائی نہو جائے اور ایک نامہ بھی مجھ کو دیا ہے کہ یہ زردمان کو
دینا وہ نامہ بھی میرے پاس ہے یہ واقعہ تھا جو کہ میں نے بیان کیا اب میں تاگندہ سے کہتا ہوں کہ
یہ راز افشا نہو آئندہ آپ کو اختیار ہے یہ لکھنا ہے موندہ پر سے نقاب اٹھالی اور کہا کہ بھائیہ کہ میں
وہی درویش ہوں یا نہیں اب جو زردمان و تو مان نے دیکھا بھائیہ کل باتوں کا یقین ہوا شہریار
کو گلے سے لگایا اور کہا کہ ہم لوگ کیا خوش قسمت تھے کہ اتنے خاندان کے شاہزادوں نے
اگر ہمراہ احسان کیا ہم خود حیران تھے کہ درویش کیسے ہیں یہ طاقت و قوت و صورت ہم نے کسی درویش
کی نہیں دیکھی اور نہ خواب میں بھی دیکھی ضرور کسی عالی خاندان سے ہیں اور شاہزادے ہیں کسی
سبب سے درویشی اختیار کی ہے خیر ہمارا قیاس بہت بھیک نکلا خداوند کریم ان دونوں نیر کو اور کو
ہمارے سر پر سلامت رکھے کہ جسے سبب سے ہم دولت دین سے تہرہ مند ہوئے اور جان آبد
بھی بھی کیا مجال ہماری ہے جو ہم اس راز کو زبان سے بھی نکالیں بیان کرنا تو دیگر ہے جو ہمارے آقا
کی مرضی ہوگی ہم اس پر عمل کریں گے اور مسترجی وہ نامہ لاؤ جو کہ آفاتے نے تحریر فرمایا ہے ہم ذرا آمین
کہ کیا غلاموں کو تحریر کیا ہے اس پر عمل کریں سیارہ نے وہ نامہ نکال کر کہہ کر سے زردمان کو دیا
زردمان نے پہلے تہرہ پر رٹھا اور آنکھوں سے لگایا لفافہ پر بوسہ دیا اس کے بعد لفافہ کو چاک
کیا نامہ کو پڑھنا شروع کیا کل مضمون نامہ سے آگاہ ہوا وہ ہی حال تحریر تھا جو کہ سیارہ نے
بیان کیا تھا ہر مقام پر راز کے پوشیدہ کرنے کی تاکید بھی تھی جب نامہ پڑھ چکا تو اس کے آئینے اپنے
پاس باجھتا پڑکھا سیارہ نے کہا کہ اسکو چاک فرمائیے کہا کہ اس نامہ میں بھی تاکید بھی ہے کہ
پڑھ کر چاک کر دالنا کہ میں ابھی کیونکر چاک کر دوں یہ نامہ تو زرنکار شاہ و خورشید کو دیکھنا ہوا

تب تو انکو یقین آئیگا سیارہ نے جواب دیا کہ واقعی تمہارا خیال بہت عجیب ہے مگر احتیاط سے
 رکھنا کوئی دوسرا دیکھنے نہ پائے یہ کہ لکھ سیارہ نے کل حالات قاف و جنگ و پیکار ابتدا سے
 انتہا تک بیان کیے جو کہ میں ان جلدوں میں لکھ چکا ہوں ناظرین ملاحظہ فرمائیے کہ میں خلاصہ یہ کہ جب
 زردمان و تومان آگاہ ہوا تو اسنے سیارہ سے کہا کہ اے بہتر صاحب اب آپ تدبیر تسلیم
 کہ میں کیونکر لشکر لیکر خدمت میں آتا کے چلون کیونکہ اس راہ کو ظاہر نہیں کر سکتا ہوں کہ وہ فقیر و
 تشریف لائے تھے فلان خاندان سے ہیں اب انھوں نے مجھ کو طلب کیا ہے میں جاتا ہوں اگر یہ ظاہر
 کرتا ہوں تو خلاف حکم ہونا ہے پھر کیا تدبیر کروں سیارہ نے کہا کہ سہل تدبیر ہے کہ میں آپ کے
 محل میں پہنچائے دیتا ہوں صبح کو اپنے برابر آستہ کریں موافق قاعدہ کے صورت تبدیل کریں
 و برابر میں آؤنگا اور آپ سے فریاد کرونگا کہ میں فلان ملک سے بھاگ کر آیا ہوں وہاں خدا پرستوں
 یہ ظلم و ستم ہو رہا ہے کہ جیسے انکو قتل کر رہا ہے انکی زبانی سن چکا ہوں کہ جیسے نے خروج کیا ہے مگر ننگا
 اب کیسے مسلمان ہیں کہ دینی بھائیوں پر کفار کا زغم ہو اور یہ ستم ہے کہ آفتاب پرستی کر دہ آفت میں تلاء
 ہیں اور آپ یہاں جن سے منہ منگے ہوئے ہیں کہ ملک نہیں کرتے ہیں حمت اسلام کیا ہوئی جس میں
 یہ قسریا درون اسوقت آپ یہ ارشاد کریں ہمجو یہ حال نہ معلوم تھا اب معلوم ہوا لہذا ہم ضرورتاً
 کرینگے اگر کوئی تو خیر و نہ دجہ شہادت پایا زندہ رہے تو ہماری کھال لے کر فرما کر تیری لشکر کا حکم فرمائیں گے اور
 لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر اپنی طرف سے یہاں کسی حکم کر کے طرف زرنکار شاہ کے چلے گا انکو
 بھی غلبہ میں اس امر سے آگاہ کر کے اور ہمراہ لیکر خوش آمد پاس چلے گا زرنکار شاہ بھی نہ ظاہر
 کریں کہ میرے بھائی زردمان نے سنا ہے کہ اہل اسلام پر کفار کا زغم ہو اس سبب سے انھوں نے
 اپنے ملک سے لشکر ہمراہ لیکر قصد کیا ہے کہ ظلم کفار سے اہل اسلام کو نجات دین میرے پاس آئے
 ہیں کہ آپ بھی شرکت کریں لہذا مجھ فرض ہے کہ میں شرکت کروں اور اہل اسلام کی کمک کروں میرا لشکر
 تیار ہو بلکہ اب سرور بار آئے اس امر کو ظاہر فرمائیں گے کہ میرا یہ قصد ہے انکو ہمراہ لیکر خوش آمد پاس
 کے پاس پہنچے بظاہر تو یہ ظاہر فرمائے اور غلبہ میں کل حال سے آگاہ فرمائے وہ بھی ہی حیلہ کریں
 کہ میں اہل اسلام کی کمک کو جاتا ہوں پس آپ تینوں صاحب مع لشکر کے میرے ہمراہ ہو لیں میں
 اس مقام پر پہنچاؤنگا کہ جہاں آقا فردکش ہیں انکا جو خبر کرونگا اب ایام کہ اہل اسلام کی کمک کو جانے میں جبکہ آپ
 انکی اطاعت کریں گے یہ اپنے کیا کیا اہل اسلام یا عرض کریں گے کہ آپ تو ان نقابداروں کی اطاعت کی یہ کون ہیں
 اسکی تدبیر ہے کہ میں جا کر انکو خبر کرونگا کہ زرنکار شاہ دغبرہ مع لشکر کے آگئے ہیں فلان مقام
 فردکش ہیں اور یہ صلح دوں گا کہ آپ جا کر انکی بارگاہ میں زردمان شاہ دغبرہ سے یہ فرمائے کہ
 کہ ہم بھی مسلمان ہیں اور ہم بھی مسلمان ہو اور ہمارا قصد ہے کہ ہم کفار پر لشکر کشی کریں لہذا تم ہماری
 اطاعت کرو آپ یہ جواب دیں کہ مجھ کو مگر اطاعت کریں کیا ہم کوئی آپ سے کم ہیں ان اس حالت میں اطاعت
 کریں گے کہ ہم تین بادشاہ ہیں اور مسلمان ہیں ہمجو یقین ہے کہ جب ہم اطاعت نہ کریں گے دونوں طرف خدا پرست
 ہیں ہمارا ان کیسے کا خون ہوگا اور یہ خون ہمارے اور آپ کے سر پر ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ مجھے قیام
 کریں اگر آپ ہم تینوں کو زیر کریں تو ہم آپ کی مع لشکر دین کے اطاعت کریں ورنہ آپ ہمارے اطاعت
 کریں وہ اسکو قبول کریں گے آپ تینوں صاحب کے بعد دیکرے مقابلہ کریں یقین کامل ہے کہ وہ زیر کر لیں گے
 پس آپ اطاعت کریں اور جدھر وہ کوچ کریں اُسے ہمراہ تشریف لے جائیے اگر اہل لشکر عرض کریں

جواب دیجئے کہ ہم کو زیر کیا پھر کیونکہ اطاعت نہ کرتے سوا اس تدبیر کے دوسری تدبیر نہیں ہے
 زردمان و تومان نے کہا کہ واقعی خوب تدبیر ہو آپ صبح کو تشریف لائیں میں پرہیزوں یہاں سے
 زرنگاری کی طرف مع لشکر کے کوچ کر دینگا خلاصہ یہ کہ سیارہ نے اس تدبیر سے زردمان
 تومان کو محل میں پہونچایا جس تدبیر سے لایا تھا اور خود اسی وقت یہاں شہر اگر ایک مقام پھر گیا
 تھوڑی دیر میں صبح ہوئی سیارہ نے نماز سہرا داکر کے اپنی صورت فریادیوں کی سی بنا کر طرف
 دربار کے رخ کیا اور چلے آدھر زردمان و تومان بیدار ہوئے نماز سحر سے فراغت کر کے دربار میں
 آئے سب اہل دربار حاضر ہوئے دربار پرستہ ہوا زردمان نے اہل دربار سے کہا کہ اگر کوئی وقت
 اہل اسلام پر بہت سخت ہے تو اس وقت ہلکانگی ملک لازم ہو کہ ہمیں جیکہ ہم بھی خدا پرست ہیں
 سنئے کہ کہ ضرور بادشاہ نے کہا کہ کل میں نے پرتھو اخبار میں دیکھا ہے پرتھو نوپس و خفیہ نوپس نے خبر کیا
 ہے کہ کوئی کافر چھپیں ہو اسکا مذہب آفتاب پرستی ہو اسنے خروج کیا ہے اور وہ جانتا ہے کہ سب
 اہل اسلام کو آفتاب پرست کر دے اگر ایسا ہو تو ضرور ہے کہ ہم اہل اسلام کی کمک کریں انکی شرکت کر کے
 دشمن سے جواب دیا کہ ضرور لازم ہے بلکہ واجب ہے کہ گفتگو ہو رہی تھی کہ سیارہ ثانی فریادیوں کی
 صورت سنئے ہوئے ہوئے اور فریاد کرنے لگے کہ ہمیں نے اہل اسلام پر خروج کیا ظان ملک
 تباہ کیا ظان ملک برباد کیا میں فرگویشہ سے بھاگ کر آیا ہوں وہ نفریر قومہ بالا جو کہ شب کو باہم قرار پائی
 تھی بیان کی اور بہت کچھ داد و بیداد کی یہ سنئے زردمان نے اہل دربار کی طرف دیکھ کر کہا کہ اب
 مجھ کو کیا کرنا لازم ہے سب نے کہا کہ اہل اسلام کی کمک کیجئے یہ سننا تھا کہ اس وقت زردمان نے حکم دیا
 کہ ہمارا لشکر تیار ہو ہم کل یہاں سے برائے کمک اہل اسلام کو بیج کر شنگے پہلے اپنے بھائی زرنگار
 شاہ کے پاس جانیئے پھر انکو ہمراہ لیکر خوش ملک کے پاس جانیئے انکو بھی اس سے آگاہ
 کر دئے وہ بھی خدا پرست ہیں انکو بھی مع لشکر کے ہمراہ لیکر تینوں صاحب ملکر اور باہم شریک ہو کر
 کفار سے مقابلہ کر نیئے اور اہل اسلام کی کمک کر نیئے اور حکم دیا کہ انکو بجاؤ اور براحت و آرام چلو
 یہی تو ہمارے رہبر ہوئے سیارہ کو بہت کچھ انعام و اکرام و حکومت دیا بعدہ دربار پر خاست کیا اور
 نے اہل لشکر کو بادشاہ کے حکم سے آگاہ کیا بارگاہ میں آئے وغیرہ نوشک خانہ سے نکالے گئے اور ان
 بار کے لئے اہل لشکر نے سالان سفر درست کیا غلہ لاکھوں میں ہمراہ لیا گیا خزانے سے روپیہ تین
 میں بھر کر ہمراہ لیجانے کے لئے مار کیا گیا اس قدر دن اور رات میں سب سامان درست ہو گیا و کھر
 دن بوقت سو قریب تین لاکھ کے لشکر ہمارے سفر ہو کر بیرون شہر جا کر مقیم ہوا چیمے وغیرہ و خزانہ گراہے
 وسط لشکر میں کر نیئے گئے دوکاندار ہمراہ لشکر ہوئے کیونکہ طریقہ ہے کہ جہاں لشکر فرود گشت ہوتا بازار
 ضرور آہستہ ہوتا ہے کہونکہ اہل لشکر کو کسی شے کی ضرورت ہو تو صحرا میں کہاں سے ہم ہو اس شب
 لشکر کے ہمراہ بازار میں ضرور ہوتی ہیں یہاں سب بیرون شہر بادشاہ کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں
 وہاں در دولت پر سب سردار موجود ہیں جو کہ ہمراہ جانیئے وہ بھی اور جو شہر میں رہنے والے بھی سواری بادشاہ
 کی آمد پرستہ ہے کہ زردمان و تومان تاجدار اہل محل کو رخصت کر کے براہ ہوئے سرداروں
 نے جو اکا سب کا سلام و محرا لیتے ہوئے باپ بیٹے دربار میں آئے زردمان نے اپنی طرف سے
 اپنے وزیر کو اسنے شہر کا حاکم کیا اور عدل و داد کرنے کی تاکید کر کے اور ایک سپاہ و چند سردار
 حفاظت شہر چھوڑ کر اور سبکو وزیر کی اطاعت کا حکم دیکر سبکو رخصت کیا اور آپ مع اپنے فرزند

تومان و سپہ سالار تھیل د بوہر دور کے و دیگر سرداروں کے سوار ہو کر سبکو رخصت کر کے بیرون شہر
 آنا اور لشکر بھی آیا جب لشکر سب آچکا تو سب سفیری پر چوب پڑی بیان سپاہ ہر تخت زردمان
 کے ایک مرکب پر سوار ہیں زردمان سے باتیں کرتے ہوئے چلے آتے ہیں جب کو سب پر چوب
 پڑی لشکر روانہ ہوا صدارے الحیل بلند ہوئی ہر سمت سے صدائے قرقواظ قوا آ رہی
 تھی بڑے خدم و خشم سے زردمان تاجدار قطع منازل و مراحل طے کر کے بعد چار روز کے
 فریب زنگار یہ ہو چکا کہ زنگار شاہ کے لشکر کے تھلے کو نکلے تھے انھوں نے لشکر
 کی آمد دیکھی آگے بڑھ کر دریافت کیا کہ یہ لشکر کس کا ہے معلوم ہوا کہ زردمان تاجدار برادر زنگار
 شاہ کا وہ اپنے بھائی کے پاس آئے ہیں دریافت کیا کہ کیوں آئے ہیں معلوم ہوا کہ ایک طرف
 نے اگر فریاد کی کہ بڑے خیر نے خروج کیا اور اہل اسلام پر ظلم کر رہا ہے یہی ملک تباہ ہو گئے ہیں میں
 فرنگیوں سے بھاگ کر آیا ہوں آپ لوگ کیسے مسلمان ہیں مگر اس نے دینی برادروں کی کمک نہیں کرتے
 ہیں انہیں ظلم و ستم ہو رہے ہیں یہ سن کر بادشاہ فوراً لشکر کو لبگرد ہر کوہ روانہ ہوئے کہ بھائی
 صاحب کو کچھ ہمراہ لے لیں کیونکہ یہ بہت بڑا معرکہ ہو رہا ہے یہ سن کر شہر میں آئے
 داخل دربار ہوئے بہان زنگار شاہ کا دربار آراستہ ہر سب حاضر دربار ہیں کہ ہر کاروں نے
 آکر جگہ لیا اور سب واقعہ لشکر کی آمد کا اور اپنے دریافت کرنے کا اور اپنے بیان کرنے کا عرض کیا
 زنگار شاہ نے سب سرداروں کو حکم دیا کہ زردمان تاجدار کا استقبال کر کے لاؤ اسکا بڑا جتہ
 ہو اور انکی قدر و عزت کرنا چاہیے کہ انھوں نے مجھے پہلے دین اسلام کو قبول کیا ہے اگر انھوں نے
 اہل اہل اسلام کا قصد کیا ہے تو میں انکا سر یک ہوں یہ حکم پا کر سردار برائے استقبال روانہ ہوئے
 اور زردمان تاجدار مع لشکر کے بیرون شہر فروکش ہوئے کچھ وغیرہ برپا ہوئے سب
 لشکر آتر آباد شاہ بارگاہ میں آکر بیٹھا دربار آراستہ ہوا زردمان نے چند ہر کار سے طرف شہر
 کے روانہ کیے تھے کہ تم جا کر خبر لاؤ کہ بھائی صاحب کن خیال و عین مصروف ہیں وہ ہر کار سے گئے اور
 یہ خبر سن کر روانہ ہوئے تھے کہ سردار برائے استقبال آتے ہیں فوراً اپنے لشکر میں آئے بادشاہ کو
 سلام کر کے عرض کیا کہ آپ کے برادر صاحب نے آپ کے آنے کی خبر پا کر سردار برائے استقبال
 روانہ کیے ہیں وہ آتے ہیں زردمان نے یہ خبر پا کر اپنے چند سرداروں کو استقبال کو روانہ
 کیا بارگاہ سے نکل کر چلے راہ میں ملاقات ہوئی سرداران زنگار شاہ اور زردمان تاجدار
 باہم بغلیں ہوئے سرداران زردمان ان سرداروں کو لبیک بارگاہ میں آکر انھوں نے سلام کیا
 کر سب کو پرستے بادشاہ نے مزاج برسی کی خبر و عاقبت پوچھی انہی بھائی کے مزاج کی کیفیت
 دریافت کی آنے کا سب دریافت کیا انھوں نے عرض کیا کہ سب کیفیت اچھی ہے سب بخیر و نجات
 ہیں آپ کی تشریف آوری کی جو خبر بادشاہ نے پائی حکم ہوا کہ استقبال کو جاؤ اور انکو ہمارے پاس
 لے آؤ لہذا ہم حاضر ہوئے ہیں تشریف چلے گئے زردمان نے سواری طلب کی مع اپنے
 فرزند و سپہ سالار و چند سردار من کے اپنے ہمراہ ہو لیا اور باقی سرداروں و لشکر کو اسی مقام
 پر رکھنے کا حکم دیا وہ سب ٹھہرے یہ اس کے ہمراہ داخل شہر ہوا شہر کو سابق سے زیادہ آباد پایا
 سرداروں کے کہا کہ یہ سب رونق و برکت دین اسلام کے ہیں بیان کر کے فریب دربار کے ہو چکی بادشاہ کو
 خبر ہوئی کہ آپ کے بھائی آئے ہیں بادشاہ خود تخت پر سے اٹھ کر نائب فرسٹ برائے استقبال

آیا اب کس کی مجال تھی کہ جو استقبال نہ کرتا زردمان مع توہان واسے سرداروں کے داخل ہوا
 ہوا ان سرداروں کے ہمراہ جو کہ لینے کو گئے تھے دیکھا کہ زنگار شاہ خود قریب لب فرس کھڑے
 ہوئے ہیں زردمان نے بھائی کو سلام کیا توہان نے چچا کو سلام کیا اور سب سرداروں نے بھائی
 سرداران زنگار شاہ نے زردمان کو بھائی دونوں بھائی بھائی بھائی بھائی بھائی بھائی بھائی بھائی بھائی
 پر بوسہ دیا زردمان نے عرض کیا کہ آپ اس قدر زحمت کیوں گوارا کی ہیں تو آپ کا خرد ہون بادشاہ نے
 جواب دیا کہ زحمت کیسی تم میرے بزرگ ہو یہ میں نے دین اسلام کی عزت کی کیونکہ تم نے مجھے پہلے دین
 حق کو قبول کیا ہے تمھارا بڑا مرتبہ یہ ہے کہ کبھی اور لا کر تخت پر اپنے دہنی طرف بھائی کو بائیں طرف بھینچے کہ
 بھائی اور سب سرداروں کو جگہ علی قدر مراتب دی جب سب بیٹھے تھے مزاج پرسی کی اس کے بعد سب
 آنے کا دریافت کیا زردمان کے ہمراہ سیارہ بھی تھا اس کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ نے اگر
 فریاد کی کہ کفار نے خروج کیا ہے اہل اسلام پر بدعت کر رہے ہیں ہزاروں خدا پرست مارے گئے
 ہیں آپ کیسے مسلمان ہیں جو انکی امداد نہیں کرتے ہیں یہ وقت امداد کرنے کا ہے پرچہ اخلا
 میں دیکھا کرتے تھے کہ واقعی بہت ظلم و ستم ہو رہا ہے مگر جب سب ایسے تھے کہ وہ مانع اس امر کے
 تھے کہ میں کمک لو جاؤں اب جو انھوں نے اگر فریاد کی اور ایک ایسا سب پیدا ہوا کہ جس کے سبب سے
 واجب ہوا کہ اب تامل نہ کیا جائے اور ایک جو میں بھی پیدا ہوا میں نے قصہ کر دیا اور جو سبب پیدا
 ہوا ہے اسکو میں غمخیز میں عرض کرونگا خلاصہ یہ کہ میں نے اسی حالت جو میں تیاری لشکر کا حکم دیا
 سیاحی خیال دل میں آیا کہ آپ کا بھی ہمراہ ہونا اور آپ کی شرکت میں اہل اسلام کی کمک لازم ہے کیونکہ آپ
 بزرگ ہیں اور ان معاملات میں بزرگوں کا ہونا پر ضرور ہے اور یہ وہ کام ہے کہ جس سے عقبا درست ہوا اور
 سعادت نیک حاصل ہو لہذا اس طرف کو روانہ ہوا اور حاضر ہوا ہوں کہ آپ بھی میرے ہمراہ شرف
 لے چلیں اور اہل اسلام کی کمک کریں گا فرد کو دفع کرنے کی کوشش فرمائیں بلکہ مناسب ہوگا کہ اگر
 خوشید ملک کے کو آئے ملک سے ہمراہ لے لیجئے یہ سن کر زنگار شاہ جواب دیا کہ تم نے خوب کہا
 کہ جو میرے پاس آئے اگر تم اکیلے چلے جاتے تو مجھ کو صدمہ ہوتا اور خوشید کو ضرور ہمراہ لے جاتے
 تم دو ایک ہفتہ قیام کرو میں خوشید کو نامہ لکھ کر طلب کرتا ہوں جب وہ آئیں تو پھر بیان سے
 سب ملکر کو بیچ کریں اس عرصہ میں تمھاری دعوت کروں زردمان نے کہا کہ آپ اب جلدی کریں
 نامہ کے تحریر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ لشکر کو تیاری کا حکم دیں اور میں اور آپ دونوں خوشید
 کے ملک پر چلیں انکو بھی ہمراہ لیکر روانہ ہوں نامہ و پیام میں عرصہ ہو گا وہاں اہل اسلام متاہ ہونگے
 اور نہ میری دعوت کی ضرورت ہے بیان بھی آپ کا ہے اور وہاں بھی آپ کا ہے تو آپ کا خرد ہوں زنگار
 شاہ نے کہا کہ تو ممکن نہیں ہے کیونکہ جب سے تم مسلمان ہوئے ہو میرے بیان آئے نہیں اب
 آئے ہو تو میں دعوت ضرور کرونگا زردمان نے بہت اصرار کیا بادشاہ نے کہا کہ اچھا جس قدر
 عرصہ میں لشکر تیار ہوا ہے دن تو میرے ہمان رہو زردمان خاموش ہو رہا بادشاہ نے سرداروں
 کو تیاری لشکر کا حکم دیا اور کہا اگلے جمع کو تہ خیمے وغیرہ نکالے جائیں خزانہ بار ہو اور اہل کار و
 سامان دعوت کا حکم دیا بعد اسکے دربار برخواست کیا صحبت خلیہ آراستہ ہوئی اس صحبت میں
 زنگار شاہ زردمان و توہان و سیارہ کے سوا کوئی نہیں رہا تب زردمان نے سب
 واقعہ جو کہ سیارہ سے سنا تھا زنگار شاہ سے بیان کیا نامہ دیکھا یا اور کہا کہ میں اتنا کی

خدمت میں جاتا ہوں اور آپ کو بھی طلب کیا ہے اور خورشید کو مع شکر کے اس امر کی پوشیدگی کی
 تاکید فرمائی تھی اس سبب سے میں نے یہ ظاہر کیا کہ میں اہل اسلام کی کمک کو جاتا ہوں یہ اسے مہتر
 صاحب نے بتائی ہے بس تعجب فرمایا ایسا نہ کہ آقا ناراض ہوں گو اسے حالت فقیری میں نیاز حاصل
 ہوا تھا جبکہ وہ فقیر تھے مگر ہمارے محسن ضرور ہیں ہمیں انکی اطاعت فرض ہے ہماؤنکی زیارت کا از حدشتیان
 ہے زرنکار شاہ یہ سب بہت خوش ہوا مثل محل کے شگفتہ ہو گیا نامہ پڑھا سر پر رکھا بعد اس کے سار
 کو بہت کچھ انعام دیا وہ صحبت برخواست ہوئی تین دن تک زردمان نمان رہا جو بچے دن سب شکر
 زرنکار شاہ فریب تین لاکھ کے آمادہ سفر ہوا سب سامان درست ہو گیا بادشاہ کو خبر کی زرنکار
 شاہ نے زردمان سے کہا کہ تم جا کر اپنے لشکر کو تیار کرو میں لشکر لیکر آتا ہوں آج ہی شہر منوچہرہ
 کی طرف کوچ کر جاؤ زردمان لشکر میں آیا سب سرداروں سے ملا حکم سفر کا دیا لشکر تیار ہوا
 ادھر زرنکار شاہ نے انہی طرف سے اپنے امون زاد بھائی کو حاکم کیا سلوک اسکی اطاعت کا حکم
 دیکر دو لاکھ سپاہ و چند سردار شہر میں چھوڑ کر مع تین لاکھ سپاہ کے اور کل سرداروں کے کوچ کیا ہر
 شہر آیا شریک لشکر زردمان ہوا دونوں لشکر باہم ملے کوس سفری بجاد دونوں لشکر طرف منوچہرہ
 کے روانہ ہوئے سارہ بھی ہمراہ ہے یہاں تک بعد قطع منازل و طومراصل کے قریب منوچہرہ کے
 پہونچے یہاں باپ بیٹے منوچہرہ شاہ و خورشید کج کلاہ لعیش و عشرت حکومت کرتے ہیں ہر روز
 دربار آراستہ ہوتا ہے ہر کاروں نے زرنکار شاہ و زردمان کے مع لشکر لے لی خبر دی اور وہ
 ہی سبب بیان کیا کہ برائے اہل اسلام جاتے ہیں یہ خبر سنے خود خورشید برائے استقبال
 آیا یہاں لشکر اتراد دونوں بھائی بارگاہ میں بیٹھے ہوئے ہیں کہ خبر آئی کہ خورشید آپ کے استقبال
 آئے ہیں انھوں نے سردار روانہ کیے وہ استقبال کر کے بارگاہ میں آکر لائے صاحب سلامت
 ہوئی ایک دوسرے سے بے فکر ہوا خورشید کو بھایا مزاج برسی کی بعد وہ گفتگو شروع ہوئی زردمان
 نے وہی تقریر شروع کی صرف اس قدر زائد کہا کہ میں نے خیال کیا کہ بھائی صاحب کو اور آپ کو ہمراہ لے لوں
 پہلے میں بھائی صاحب کی خدمت حاضر ہوا وہ بموجب میری عرض کے مع لشکر کے میرے ہمراہ ہوئے
 اب آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں کہ آپ بھی شرکت فرمائیے خورشید نے کہا کہ بسہر و چشم آپ کے
 حکم کی تعمیل کرنے کو موجود ہوں مگر اتنا امید دار ہوں کہ میں آپ صاحبوں کی دعوت کر لوں پھر جنگ کوئی
 عذر نہ ہوگا زرنکار شاہ زردمان نے کہا کہ دعوت کی کوئی ضرورت نہیں ہے اب آپ تعجب فرمائیے
 اس مہم کی واپسی کے بعد دعوت فرمائیں گے خورشید نے کہا اچھا مگر اس قدر تو مہلت دیجئے کہ میں لشکر تیار
 کر لوں جب تک لشکر تیار ہو اب شہر میں حکم مقیم ہوں اور والدہ صاحبہ سے ملاقات فرمائیے آپ کو بھی انکی
 ملاقات کا بہت اشتیاق ہے زرنکار شاہ نے کہا کہ بہتر ہے خورشید نے زردمان سے کہا کہ وہ امر کہنا چاہیے
 ہوگا کہ جو تخیلیہ میں ارشاد کرنا ہے زردمان نے کہا کہ ابھی یہ کہہ کر حکم دیا کہ تخیلیہ ہو جائے بس اس مقام
 یہ پانچ شخص ہیں سارہ اور خورشید زرنکار شاہ و زردمان و تو مان تب سارہ نے زردمان
 نے شب حالات رستم ثانی و شہر یار بیان کیے اور کہا کہ مجھ کو اور بھائی کو اور آپ کو مع لشکر طلب کیا
 ہے اور اس راز کے پوشیدہ رکھنے کا حکم فرمایا ہے اس سبب سے یہ تدبیر کی ہے اور یہ طریقہ اطاعت کرنیکا
 مہتر صاحب نے تجویز کیا ہے وہ نامہ رستم ثانی و شہر یار کا خورشید کو دکھایا خورشید بھی بہت
 خوش ہوا اور ان سب امردوں کو قبول کیا اور کہا کہ اب مجھ کو بیان دم تھو ٹھنڈا دشوار ہے میں بہت جلد

نیاری لشکر کر کے روانہ ہوتا ہوں ان بزرگواروں کی قدمبوسی از حد شتیاق ہو یہ لکھ کر اٹھا اپنے نامہ
جاگ کیا گیا خوشنیزنگار شاہ و زردمان تاجدار کو اپنے ہمراہ لیکر شہر منوچہر میں آباد ہونے
بیرون شہر فرود گشت رہے تمام شہر کی سیر کی اور داخل دربار ہوئے منوچہر شاہ نے غالب فرشتہ
کیا بہت تعظیم و تواضع سے پیش آیا بڑی خاطر و مدارات کی سبب آنے کا دریافت کیا زردمان نے وہی
سبب تقریر بیان کی ادھر خوشنیزنگار نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا سرداروں کو دودن میں دو لاکھ
سپاہ تیار ہو گئی دودن تک زردمان و زرنکار شاہ ہمسایان رہے تیسرے دن خوشنیزنگار
اپنے باپ منوچہر سے رخصت حاصل کر کے مع دو لاکھ سپاہ کے شہر سے کوچ کر کے بیرون شہر آیا
یہاں دودنوں لشکر آمادہ سفر تھے پس یہ سب باہم ایک ہو کر نینوں لشکر شریک ہو کر کوس سفری چکا
ہوئے ایک دوسرے سے باہم کرتے ہوئے طرف ہیشہ مصروفینہ کے پہنچائی سیارہ ثانی روانہ ہوئے
انگوراہ میں رکھا جانا ہوا اب میں عنان قلم کو طرف حالات سہراب ثانی و حضور کے کلاہ کے
پھیرتا ہوں صاحب دفتر بیان کرتا ہوں کہ ہیشہ مصروفینہ میں سہراب ثانی فرود گشت میں بارگاہ میں جلوہ فرما
میں دربار آراستہ ہو اور یہ عرض کر چکا ہوں کہ حضور کے کلاہ فرزند مصروف و محکماہ بموجب
حکم اپنے باپ کے اس طرف کو چل چکا تھی ہر اسے پند و نصیحت کی کہ ہر کاروں نے سہراب ثانی
و نقابداروں کو اگر خبر دی کہ فرزند مصروف و محکماہ اپنے حضور کے کلاہ آپ کو گولی پند و نصیحت کو آتا
ہو ہم دربار میں تھے کہ وہ بموجب حکم اپنے باپ کے وہاں سے روانہ ہوا ہر ہم بھی ہمراہ آئے جب
ادھر کو چلا ہم پہلے چلے آئے کہ آپ کو خبر کوں یہ سن کے نقابداروں و شاہزادہ نے حکم دیا کہ کوئی
نزد کے آنے دو بلکہ خیزد سردار برائے استقبال روانہ کیے وہ جا کر حضور کے کلاہ سے ملے بیان
کیا کہ ہم کو ہمارے آقا نے آپ کے استقبال کے لیے روانہ کیا ہے آپ کی تشریف آوری کی خبر پا کر
اسنے اپنے دل میں کہا کہ یہ تو گنگ نظر تو بہت معقول معلوم ہوتے ہیں نہ معلوم کو تو اہل نے کیا نظر
جا کر کی جو ایسے جوابات پائے ایسے ایسے خیالات دل میں کرتا ہوا ان سرداروں کے ہمراہ داخل
لشکر فیروزی اثر ہوا وہ سامان وہ عجاہرات دیکھے کہ ہوش اڑ گئے شاہزادے کا حکم حقار داروں
سب مقامات کی سیر کراتے ہوئے لانا یہاں تک کہ تمام عجائبات قاف آسکو دکھائے گئے بعد اسکے
لیکر داخل بارگاہ ہوئے اسنے وہ بارگاہ دیکھی کہ جو کبھی خواب میں بھی نہ دیکھی تھی باوجودیکہ اسکے باپ
کی بہت بڑی حکومت ہو کر ایسی بارگاہ نصیب نہیں ہو سیکھتا اس بارگاہ کو دیکھ کر اسکے موندہ سے
یہ شعر نکل گیا شعر عجیب بارگاہ و عجب کردار بے تو گوی کہ یک عرش و کرسی ہزار پہ یہاں تک
ان سرداروں نے آسکو لا کر داخل دربار کیا اسنے دربار کو خوب طور سے آراستہ پایادہی سب
سامان دیکھا جو کہ کو تو اہل نے بیان کیا تھا بلکہ اس سے زیادہ اس طور سے نقابداروں کو جلوہ کرایا
اور اس جوان کو اور دیگر سرداروں کو اسنے بطور آفتاب پستان سلام کیا کسی نے جواب سلام بدلتا
ان سرداروں نے آسکو لا کر رو برو نقابداروں کی رسی رصع کار پر بٹھا دیا اور خود اسنے اپنے
مقام پر بیٹھ گئے شاہزادہ و نقابدار بہت تعظیم و تواضع سے پیش آئے سب آنے کا دریافت کیا اسنے
پہلے تو بہت کچھ تعریف اپنے باپ کی کی کہ آسکے چچا کی پھر بھائیوں کی انیسکے بعد دیوانے کی کی اور بیان
کیا کہ والد بزرگوار نے مجھ کو آگے خدمت میں اس غرض سے بھیجا ہے کہ میں آپ کو یہاں کے حالات سے
آگاہ کروں پہلے انھوں نے کو تو اہل غم کو روانہ کیا تھا نہ معلوم اسنے کیسی تقریر کی کہ جبکا آپنے

مغرور معلوم ہوتے ہیں یہ جو تقریر آپ کرتے ہیں تو کس بھروسے پر ایسا تو لشکر بھی آپ کے ہمراہ نہیں کہ
 شہر مصر و قیہ کو تباہ فرمائے گا اس لاف و گزاف کہنے سے کیا فائدہ معلوم ہوا کہ آپ بہت یادہ کو ہیں
 قصور معاف ابھی آنکا کیا سن ہی کہ جو بڑے بڑے معرکہ آپ نے سر کیے ہیں ہر مرتبہ جو دیو کا نام زبان
 آتا ہے میں خیال کرتا ہوں کہ کسی قصہ کہانی میں سنا ہے دیو کی صورت بھی نہ دیکھی ہوگی صاحبزادے دارفہ
 ظالم ہی کہ بڑے بڑے بہادر اسکو دیکھا خوف کھاتے ہیں آپ کیا فرماتی ہیں ابھی کوئی آپ کو ڈانٹے بیٹے
 تو پوری بات موند سے نہ نکل سکے اس تقریر طولانی سے کیا حاصل خیال تو فرمائیے کہ آپ کے ہمراہ تو
 لشکر قلیل ہی اس پر آپ کو یہ دعوے ہیں ان اگر لشکر بھی ہوتا تو اسکے بھروسہ پر اساد عوے کر کے تو
 بجا تھا بھلا ہمارے لشکر کثیر کے جملہ کی یہ لشکر تاب لا سکتا ہی سمجھاے ہر لکان لشکر سے باہمال ہو چکا
 ایک ہی حملے میں بیٹہ بھی نہ معلوم ہوگا ہمارے پاس وہ لشکر کثیر ہی کہ گا و زمین اسکا بار نہیں اٹھا سکتی
 ہی کیون ان سب کا بھی اپنے ہمراہ قتل کرنا چاہتے ہر دیکھنے کو کام نہ دو ملے جاؤ بہت سرکشی آجھی نہیں موتی
 ہی یہ جو حضور کج کلام نے برسم ہو گیا اور زیادہ تر غصہ آتا شاہزادہ کو فرمایا کہ ای حضور تو اپنے باب
 سے کہہ سنا کہ جہان تک ممکن ہو سکے لشکر جمع کر کے لاتے ہم لشکر کے بھروسہ پر نہیں لڑتے ہیں
 بلکہ اپنی قوت بازو پر ناز کرتے ہیں ہم انھیں ہاتھوں سے لاکھوں کو قتل کر دیتے ہیں اپنے فضل سے وقت چلت
 و سکار کے ہمارا خدا ہماری کمک کرتا ہی ہم اپنے خدا کی ذات پر تکیہ کر کے مقابلہ کرتے ہیں وہ ایک کو
 لاکھوں پر ظفر دیتا ہی تو اس قدر اپنے لشکر پر ناز کرتا ہی وہ بڑا بودا ہی جو سپاہ کے بھروسہ پر مقابلہ کو
 ہمارا یہ دستور نہیں ہی یہ جو تو نے کہا کہ ابھی تمھارا سن کیا ہی کوئی ڈانٹ دے تو پوری بات موند سے
 نہ نکل سکے شیر کی بھی تو جمال نہیں ہی کہ ہماری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھ سکے ہمارے گھرانے کے چار برس کے
 لڑکے شیر کا اکیلے شکار کرتے ہیں میں نے تو دیو کے نام کو قصہ کہانی میں نہیں سنا ہی بلکہ مقابلہ کیا
 ہی دیو ہمارا تو نے سنا ہوگا تو اپنی حالت بیان کرتا ہی خلاصہ یہ ہی کہ بیکار کی تقریر سے کچھ فائدہ نہیں
 ہی ہم موجود ہیں تم اگر مقابلہ کرنا ہو تو بدین ہم ان ملکوں کو اسلام آباد کے ہوئے اور دیوانے کا
 دیوانہ بن نکالے ہوئے بیان سے نہ جائے اگر تم مقابلہ کو آؤ گے تو ہم خود شہر پر آ جائیے اشد قوت
 امان پانا دشوار ہوگا ہم اسی مقام پر بچا رہے لشکر کا انتظار کرینگے ہم نے صاف طور سے کہہ دیا اب کچھ
 کلام کرنے کی ضرورت نہیں ہی بیکار تقریر کر کے ہمارا دماغ نہ کھادو یہ جو شاہزادے فرمایا حضور
 کج کلام کو بہت غصہ آیا اور اٹھ کھڑا ہوا یہ کہہ کر اٹھا کھڑے آئے آپ کے مقابلہ کو لشکر بھی آتا ہی
 اور وہ دیوانہ بھی ہلکو دیکھتا ہی کہ آپ کیونکر اس دیوانے کو سزا دیتے ہیں اور لشکر کو شکست
 کیونکر دیتے ہیں اور اس شہر کو اسلام آباد کیونکر کرتے ہیں یہ کہہ کر بیرون آیا اور مرکب پر سوار
 ہو کر طرہ شہر کے روانہ ہوا یہاں بعد جانے حضور کج کلام کے سہرا ب تانی نے نقابداروں
 کی طرف دیکھا کہ کیوں میں نے کیسی تقریر کی اسکو لشکر لیکر آئے دیکھے اور دیوانے کو بھی انشا اللہ تعالیٰ ہمارے
 ظفر ہوگی خداوند کریم نے غیب سے یہ سامان ہم کر دیا اور یہ سلسلہ نکال لشکر کے جمع ہونے کا اگر یہ
 اطاعت کر لیں بظاہر تو بہادر معلوم ہوتے ہیں اور لشکر بھی خوب معقول ہوگا نقابداروں نے جواب
 دیا کہ تمھارا خیال بہت تھک ہی اس جوان کے بشرہ سے آثار شجاعت پائے جاتے ہیں اور یہ
 بھی ثابت ہوتا تھا کہ یہ منجھلا ہی کیونکہ ہر مرتبہ تلوار کے قصبہ پر ہاتھ پڑتا تھا مگر پھر سوچ کر رہنا تھا
 یہاں تو یہ تقریر ہو رہی تھی اُدھر حضور کج کلام راہ طو کر کے موند بنا کے تھو کے حضور ہی دیر میں

داخل شہر ہوا دربار میں آیا دربار کو آراستہ پایا مصروف کچ کلاہ اسکا انتظار کر رہا تھا اہل دربار سے کہہ رہا تھا کہ ابھی تک میرا فرزند نہیں آیا کیا سبب ہو کیسا منہ سے شانزادہ نکلے آیا اہل دربار نے عرض کیا کہ حضور شانزادہ شہ لیتا ہوا مگر کچھ مزاج برہم معلوم ہوتا ہوا بروہیل ہی موندہ بنائے ہوئے آتے ہیں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ کچھ سخت کلامی کی نوبت آگئی اہل دربار کہہ رہے تھے کہ حضور کچ کلاہ نے آکر باب کو سلام کیا اسنے دنگل پر بیٹھ گیا مصروف کچ کلاہ نے بدھتھوری دیر کے مزاج کی کیفیت دریافت کی کہا کہ اچھا ہوں جی کچھ نہیں بادشاہ نے کہا کہ کیا وہ ان نسبت نکلا آئی کہا کہ جی نہیں یہ کہہ کر تمام حال بیان کیا اپنا چٹانا اور باہم تقریر ہوتا اور یہ بھی کہا کہ دیوانے کو طلب مائے دہی اکیلا کافی ہے مگر میرا قصد تھا کہ میں خود جاؤں اور مقابلہ کروں مگر مجھ کو عار معلوم ہوتی ہے کہ لڑکوں سے لڑوں دیوانہ کان بکڑ کر گوشائی کر دیکھا سارا بل نکلیا بگا سب جرب زبانی بھول جا بگا مگر ایک کام ضرور کیجئے گا کہ آپ بھی مع لشکر کے دیوانے کے ہمراہ چلے گا بلکہ عمون جان و بڑے بھائی و منجھلے بھائی کو مع لشکر کے طلب فرمائیں گا صرف کثرت لشکر دکھانے کے لیے مجھ کو یقین ہے کہ اول تو کثرت لشکر ہی دیکھ کر وہ لوگ بھاگ جائیں گے اور اگر جی داری کی کثرت سیاہ دیکھ کر نہ بھاگے تو دیوانے سب کا بل نکال دیکھا ہم آپ سب کھڑے تماشہ دیکھا کرینگے جب دیوانہ زیر کر لیا گوشائی دیکھا ہم آئے دریافت کرینگے کہ یہ کیا ہوا اسوقت تو میں طرح دیکر چلا آیا گوہر مرتبہ یہ قصد ہوا کہ تلوار بکڑ کر کھڑا ہو جاؤں اور کہوں کہ آج مجھے مقابلہ کر مگر کچھ خیال کر کے طرح دی مجھ کو بڑا غصہ ہے یہ جو حضور کچ کلاہ نے کہا مصروف کچ کلاہ کو اسوقت سرداروں کو تباری لشکر کا حسم دیا اور دبیر کو طلب کر کے حکم دیا کہ ایک نامہ بنام دیوانہ اس مضمون کا تحریر کرو کہ ایک خداست مع چند شخصوں کے جو کہ نقاب ابراہین اور کچھ سیاہ بھی ہو وہ دشت مہر و فیہ میں فروکش ہوا ہے ہم نے لاکھ لاکھ اسکو بند و نصیحت کی مگر اسنے کچھ نہ سنا وہ آمادہ جنگ ہو لہذا اسکو اگر کامل طور سے گوشائی کی سزا دو اور ہم بھی لشکر لیکر اسکے مقابلہ کو جاتے ہیں صرف تمھارے مقابلہ کا متا شاد کیجئے کہ زیادہ واسلا اور میں نامہ بنام خدا رکھ کلاہ و منصور کچ کلاہ و جمہور کچ کلاہ کو تحریر کروائیں یہ مضمون ہو کہ حضور نے خدا پرست کسی طرف ادر آگئے ہیں اور کہیں سے آئے ہاتھ کچھ مال و سہا بھی عمدہ و نادرات سے آگیا ہے انکو اس پرست غور ہو وہ دشت مہر و فیہ میں اترتے ہیں ہم نے بہت بہت کہلا بھیجا کہ تم بیان سے چلے جاؤ مگر انھوں نے نہ مانا یہی جواب دیا کہ ہم ان ملکوں کو سلام دے کرینگے لہذا میں خود پہلے تماشہ کے جنگ جانے والا ہوں کیونکہ میں نے دیوانے کو طلب کیا وہ ان خدا پرستوں سے لڑ گیا اہل اسلام کے زور و طاقت و بیرونوں سپہ گری کی بہت تعریف سنتی ہے اور انکے مقابلہ کا بہت اشتیاق تھا اور یہی اتفاق سے یہ امر نصیب ہوا ہے لہذا انکو لکھا جاتا ہے کہ یہ معرکہ لائق دید ہے جو ہم لوگ بھی لشکر لیکر آئیں تمھارا انتظار کر رہا ہوں تم آؤ تو میں جاؤں مگر بہت طلب آنا ایسا ہو کہ دیوانہ پہنچ جائے اور مقابلہ شروع ہو جائے تو پھر کیا فائدہ ہو گا اور کچھ لطف بھی حاصل ہو گا آئندہ اختیار ہے دبیر نے چار دن نامے لکھ کر تیار کر کے پیش کے مصروف کچ کلاہ نے چار سائڈنی سوار طلب کر کے وہ نامے روانہ کیے ایک تو طرف صفدر تیک کے گیا ایک طرف جمہور تیک کے گیا ایک طرف منصور تیک کے ایک طرف ہشہ مہر و فیہ کے جب نامے روانہ کر چکا وہ دربار پر خاست کیا ادر سرداروں نے اہل لشکر کو سامان جنگ و سفر تیار کرنے کا حکم دیا بیان سامان جنگ

ہونے لگا مصروف کجکلاہ اس انتظار میں ہے کہ دونوں فرزند الین اور بھائی بھی آجائیں اور
دیوانے پاس سے نامے کا جواب آئے تو کوئی خبر نہ آئی اس انتظار میں رہا جاتا ہے اور
ساتھ ہی سوار جو کہ نامے لیکر روانہ ہوئے تھے شہر منصورہ و منصورہ و جمہوریہ میں پہنچے صفدر کجکلاہ و
جمہور کجکلاہ و منصور کجکلاہ کی خدمت میں بادشاہ کا ہر ایک کو نامہ دیا یہ تینوں بادشاہ اپنے اپنے
ملکوں میں حکومت کر رہے تھے دربار آراستہ تھے کہ انھوں نے پہنچ کر نامے دے کر ایک نے دوسرے
سے نامے کو پڑھوایا مضمون نامہ سے ہر ایک سے آگاہ ہو کر اپنے اہل دربار سے کہا کہ سامان سفر
میں جاسکے اور خدا پرستوں کی جنگ کا تماشہ دیکھتے ہو کہ بہت اشتیاق تھا بادشاہ کے حکم سے
ناچار ہیں ورنہ ہم کنگے ملکر جا کر خود مقابلہ کرتے ہماری خوبی نقد پر سے ہر لوگ ادا کر آگئے ہیں ورنہ
یہ جنگ دیکھ کر لائق دید ہے بہت شہرت ستیہ میں آئی ہو انکی قوت و طاقت کی بہت حلاہ سامان کرو
ہم پر سون بیان سے روانہ ہوئے ہر ایک نے نامہ ہر کو انعام دیکر رخصت کیا اور لکھنؤ و دیگر جگہ
حاضر ہوئے ہیں خلاصہ یہ کہ ہر ایک کے سرداروں نے سامان سفر درست کیا اور یہ تینوں اپنے اپنے
ملک سے دو دو لاکھ کا لشکر لیکر روانہ ہوئے اور خدمت مصروف کجکلاہ میں آکر پہنچے فرزند
باس سے ملا بھائی بھائی سے ملا انکے لشکر اترے وہاں مصروف کجکلاہ کی بھی پابندی تھی اب مصروف
نے کہا کہ دیوانے کے نامے کا جواب آئے تو کوئی خبر نہ آئی یہ تو انتظار جواب میں ہیں اور دیوانے کا حال
سماعت فرمائیے کہ یہ کچھ ماندہ ہو گیا تھا اب اسے صحت پائی گئی اور اسے اپنی صحت کا جشن خوشی
اتر اسنے کیا تھا ہر ایک دیوانے کو حکم دیا تھا کہ تا اختتام جشن کوئی اس میں شہرہ نہ جائے اس
سبب سے اسکو شہر اب ثانی کے بیان فرد کش ہونے کی خبر نہ ہوئی تھی ورنہ دم بدم کی اسکو خبر
ہوتی تھی یہ جشن میں مصروف تھا سات روز گزر چکے تھے کیا ہونکا اسنے جشن قرار دیا تھا کہ ساترانی
سوار نامہ لیکر پہنچا دیوانے کو خبر ہوئی کہ بادشاہ کے پاس سے نامہ آیا ہے اسنے نامہ ہر کو طلب
کر لیا نامہ بر سے نامہ لیکر راجا نامہ پرم جکا تھمہ لگا کر منبالت نامہ ہر لکھیا کہ اب لشکر
لیکر آسکے مقابلہ میں فروکش ہوں میں پنج دن کے بعد آؤنگا اسکا لشکر لیکر طلبہ تمام ہونے کے بعد
مجا خدا پرستوں سے مقابلہ کا بہت اشتیاق تھا خداوند آفتاب نے اپنی قدرت سے ان لوگوں کو ادا
ہو بچا دیا یہ لکھ کر ساترانی سوار کو دیا وہ جواب نامہ لیکر وہاں سے روانہ ہوا جب ساترانی سوار چلا گیا تو
نے اپنے ہمراہیوں سے کہا کہ کیا قدرت خداوندی اور خداوند آفتاب نے میری دعا قبول کی مجھے اہل
اسلام نے مقابلہ کا بہت شوق تھا کہ اُسے مقابلہ کروں کیونکہ سنتا تھا کہ وہ بہت بہادر ہیں گو کہ
تھا کہ اُنکے شہر پرستی کر کے جاتا اور مصروف کجکلاہ کو لے جاتا کہ میں نے دل میں یہ عہد کیا تھا کہ
وہ لوگ جب تک یہاں نہ آئیں گے میں اسوقت تک مقابلہ نہ کرونگا خداوند آفتاب سے یہی دعا مانگتا تھا
وہ دعا میری قبول ہوئی کہ خدا پرست یہاں آئے کہ میں بادشاہ نے اپنے نامے میں لکھا ہے کہ چند
خدا پرست کچھ لشکر لیکر آئے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ان ملکوں کو اسلام آباد کر سکتے ہیں سو بادشاہ نے
مجھ کو اُنکے مقابلہ کے لیے طلب کیا ہے میں نے لکھ دیا ہے کہ پنج روز کے بعد آؤنگا یہ سب کے سب
خوش ہوئے یہاں بھر گانا وغیرہ ہونے لگا یہ من تھر کر چکے تھیں کہ دیوانے کا کچھ مذہب نہیں ہے جسوقت
جوحی میں آیا کہنے لگتا ہے اسوقت ہی خیال آیا کہ میرا خداوند آفتاب سے جو اسنے ایسی تعریف کی ورنہ یہ
لانڈیہ ہے تو یہاں جشن میں مصروف ہو آکر نامہ بر سے جا کر بادشاہ کو جواب نامہ دیا جشن کی

بیان کی بادشاہ نے جواب پڑھ کر کہا کہ اُسے پنج دن کے بعد آنے کا اقرار کیا ہے میں جا کر کیا کروں
پرسوں بیان سے روانہ ہو گیا اُسکے آنے سے قبل پہنچ جاؤنگا خلاصہ یہ کہ ادھر تو دو دنوں کے
بیان کا جلسہ تمام ہوا اور پنج دن گزر گئے وہ اپنے جالیس تزار دیوانوں کو لیکر طرف دشت مصر و فیہ
کے روانہ ہوا ادھر سے مصروف کھلاہ مع اپنے تینوں زوکون اور بھائی کے لڑا کھسیاہ لیکر
چلا انکو راہ میں رکھا جاتا ہوا رنگا حال پہنچے خسر برہوگا

اب شتمہ حال سہراب ثانی کا ملاحظہ فرمائیے

کہ یہ اسی دشت میں بخوف و خطر فرد کش میں سیارہ کا انتظار فرما رہے ہیں یہ خیال ہو کہ سیارہ
زیرین حصار سے لے تو بندوبست کیا جائے دوسرے یہ بھی خیال ہو کہ شاید مصروف کھلاہ براے
مقابلہ آئے میں عسکرین کر چکا ہوں کہ یہ ملکہ ثریا کے سچن کی تصویر کو دیکھ کر عاشق ہو چکے ہیں دشت
دن کے تصور میں مبتلا رہتے ہیں راتیں ٹرپ ٹرپ کر بسر ہوتی ہیں یہی فکر ہو کہ کشی طور سے
کوئی محبوب تک پہنچ جاؤں مگر لبیب شرم و لحاظ کے کسی پر ظاہر نہیں کرتے ہیں دل پر حر کرتے
ہیں اور آتش فراق میں جلا کرتے ہیں قاعدہ یہ ہے کہ صبح کو دربار آ رہے ہوتے ہیں دن بھر دربار آ رہے
رہتا ہے شب کو ہر ایک جا کر اپنے اپنے مقام پر آرام کرتا ہے یہ دل سے باتیں کرتے ہیں دن بھر
دربار میں خاموش بیٹھے رہتے ہیں اگر کسی نے کچھ بات کی جواب دید باور نہ معشوق کے تصور میں
بیٹھے ہوئے دل سے باتیں کیا کرتے ہیں جب دو دن گزرے کوئی مصروف فیہ سے نہ آیا اور بیان یہ خیال
تھا کہ لشکر ضرور مقابلہ کو آگیا جب نہ آیا تو خیال کیا کہ وہ لوگ نہ آئے تھے ہم ہی کو جانا پڑ گیا یہ دل میں
خیال کر کے نقابداروں سے کہا کہ آئے دیکھا دیکھ کا فر کس قدر برہم ہو کر گیا تھا بھوکو بھین بھکا کہ شکر
لیکر آگیا وہ دن گزرے کوئی بھی نہ آیا صرف دھکیان بھین خیر اگر آپ کی رائے ہو تو کچھ بند
کیا جائے نقابداروں نے فرمایا کہ سیارہ کو آ لینے دیجئے پھر دیکھا جا گیا سہراب ثانی
خاموش ہو رہے بارگاہ میں بیٹھے ہیں اور کچھ ذکر ہو رہا تھا کہ ابراہیم کچھ بھواریسی پڑنے لگی اندھرا
ساجھا لیا بقول شاعر ہند ویشو دیو سب زکسار آید بیکشان زدہ کہ آریہ و لسیار آید آگ ملک میں حضرت عشق بوقیام کچھ
میں آئے بڑے دیکھ کر انکو وحشت ہوئی جنوں عشق لڑو کر کیا ملکہ کا تصور اور زیادہ ہوا اور خیال آیا کہ اگر سہراب نقابداروں سے
اجازت لیکر صحر اکو جلو اور شکار کھیکو شاید کچھ دل سے اور تسکین ہو طبیعت جو کھجور سی ہی کچھ بھل
جائے یہ دل میں سوچا کہ نقابداروں سے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو میں دم بھر کے لئے فزا شکار
کھیل آؤں ملاحظہ فرمائیے کہ کیا ابراہیم یہ وقت شکار کھیلنے کا ہے کیونکہ دھوب بھی نہیں ہو اور
دل بھی کھجور ابراہیم بھل جا گیا کہ میں دور نہ جاؤنگا خورسی و دیر جا کر کچھ ہرن وغیرہ شکار کر کے واپس آؤنگا
نقابداروں نے فرمایا کہ کیا ضرورت ہے سرحد غریب تمام لوگ دشمن ہو رہے ہیں خدا خواستہ کچھ افتاد
نہ پڑے یہی صحرا کیا کچھ سیر کرنے کو جو شکار کو جاؤ گے کہا کہ آپ اطمینان رکھیں میں دور نہ جاؤنگا
دو تین گھنٹے میں واپس آؤنگا یہ کہہ کر اصرار جو کیا نقابداروں نے اجازت دی خوش ہو گئے سلام کر
اٹھ کر ٹپے ہوئے اسلو تو لگائے ہوئے تھے زرہ بہت تابیاب کہنے ہوئے تھے سلام کیا اور چلے گئے
قصد کیا کہ ایک نقابدار نے فرمایا کہ کچھ لوگ بھی ہمراہ لے لو کہ انکو کیا ضرورت ہو ایک جا کر کافی
ہے میں ابھی تو آتا ہوں وہ زیادہ اصرار کرنا مناسب نہ تھے کیونکہ مزاج سے واقف ہیں یہ بارگاہ سے

باہر آئے مرکب طلب کیا خادہ نے مرکب حاضر کیا زمین و لگام سے آراستہ اسیر سوار ہوئے کے پودھا
 ناگ کا لیا ایک جا کر سہراوے لیا طرف صحرانے شکار کو طے تھوڑی دور پر جا کر ایک آہو کو شکار
 کیا اسکو قلع کر کے اس جا کر سے فرمایا کہ اسکو لشکر میں پہنچا آئیں یہاں تیرا انتظار کرتا ہوں وہ آہو
 کو اٹھا کر طرف لشکر کے چلا وہ تو ادھر کو گیا یہاں ایک آہو اور نکلا انھوں نے اسکو بھی شکار کیا
 اسی طور سے چار آہو اور صید کے کہ ایک آہو ایک تھنڈی مین سے نکلا اور جست کر کے رہنے
 آیا انھوں نے آہو تیر نشانہ تاک کر راستہ پر جو کرنگی برن کے کان میں جو صدا ہوئی وہ جست و
 کر کے بھاگا تیر خالی گیا تیر کا خالی جانا تھا کہ غصہ آگیا اس طور سے کہ جیسے شیر کو شکار کے ہاتھ سے
 نکل جانے سے غصہ آتا ہے پس مرکب کو کڑکا دیا اس کے عقب میں آگے آگے وہ آہو جست و تیر کرتا ہوا
 چلا جاتا ہے عقب میں یہ مرکب اٹھائے چلے جاتے ہیں یہ غصہ ہے کہ جہاں پر یہ آہو گیا اسکو ضرور صید کر دیتا
 بدون اس کے صید کیے ہوئے واپس نہ جاتا نکلا چاہے ہلاک ہو جاوے اب کبھی کوس نکل گئے اس کے عقب
 میں لشکر سے یہاں وہ چاکر آہو پہنچا کر آیا تو اس مقام پر شانہ زادہ کو نہ پایا اور کبھی آہو شکار
 کیے ہوئے پڑے تھے اسنے جب شانہ زادے کو نہ پایا ادھر ادھر تلاش کرنے لگا تمام صحرائیں تلاش
 کیا کہیں نہ ملا آہو یہ پریشان ہوا آگے بڑھا دیکھا کہ چند کسان کھیت کی حفاظت کر رہے ہیں کسے اسنے
 پوچھا کہ ادھر کوئی سوار تو نہیں آیا انھوں نے کہ ہاں ایک جوان بہت خوبصورت مرکب پر سوار ایک برن
 کے عقب میں مرکب ڈالے ہوئے جدھر سے تم آئے ہو آیا تھا اور سامنے چلا گیا بڑا عرصہ ہوا
 نہ معلوم کہاں نکل گیا ہو گا یہ سنکے وہ چاکر یہ خیال کر کے واپس چلا لشکر کی طرف کہ اب میرا تلاش کرنا
 بیکار ہے چل کر خبر کروں تاکہ سوار وغیرہ برائے تلاش روانہ کیے جائیں یہ لشکر میں آیا یہاں نقابدار بارگاہ
 میں پہنچے تھے آکر اسنے سب حال بیان کیا ہر ایک بہت پریشان ہوا خصوصاً رستم ثانی بہت متفرا
 ہوئے مگر خداوند کریم کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ چند سوار برائے تلاش روانہ ہوں اسیوقت سوار
 روانہ ہوئے یہاں نقابدار نے فکر میں مبتلا ہیں سوار برائے تلاش چلے میں ادھر شانہ زادہ مرکب کو
 اٹھائے ہوئے عقب میں آہو کے چلا جاتا ہے حالت یہ ہو گئی تھی کہ اب بھی از سر نو تالیاں سننے میں
 غرق ہو بیاس کی شدت ہے مرکب ہانپ رہا ہے اسکی بھی زبان نکلی ہوئی ہے پسینہ بہ رہا ہے مگر آہو کا
 کمر قضاقت نہیں چھوڑنے میں جبر خودہ بھاگتا ہے انکو اور غصہ آتا ہے یہ اور مرکب کو تیر کرتے ہیں
 کوئی دوسرا کانٹا وہ آہو بھاگا کیا یہ اس کے عقب میں چلے گئے دس بارہ کوس لشکر سے دور نکل آئے
 اب آہو تھک گیا ایک صحرائی ہو گیا ایک چشمہ آس صحرائی تھا آہو اس چشمہ پر آکر ٹھہرا اور ادھر ادھر کھاجا
 عقب میں صیاد کو نہ پایا پانی پینے لگا آہو پانی پی رہا تھا قضا بھی آگئی تھی کہ یہ مرکب کو دوڑا کر اس
 صحرائی میں پہنچے ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ وہ آہو کدھر گیا کہ انکی نگاہ پڑی کہ چشمہ پر پانی پی رہا ہے انھوں
 نے تیر چلے کہاں میں جوڑ کر اور نشانہ تاک کر اب جو رہا کیا تیسرے کدھکی آہو نے سینہ اٹھا کر دیکھا تیسرے
 صید کو تنکے صیاد کو اپنے سر پر پایا اب جست و تیر بھول گیا تیر اگر پیشانی پر بیٹھا اور نوک کر پائیکدھر گیا
 چرخ کھا کر گرایہ بھی سات ہی مرکب پر سے کودے کر سے قردلی نکال کر اسکو پیکیس ہو گیا اب
 اسکو شکار کر چکے تو بہت خوش ہوئے مرکب کو چھوڑ دیا وہ کھاس چرنے لگا پانی آسنے چشمہ سے
 پیا انھوں نے ہاتھ موندہ دھریا خود بھی پانی پیا اب جو دیکھا تو کوئی دوسرا دن گذرا تھا کہ انھوں نے
 مرکب کو شکار بند سے اس آہو کو اٹھا کر باندھا اور سوار ہو کر دھا بک کا لیا اور طرف لشکر کے چلے

ایک طرف کو موہناٹھا کر کیونکہ راہ سے واقف نہ تھے یہ اسی صورت سے چلے جاتے تھے کہ سامنے
ایک درہ کوہ نظر آیا اسکی طرف چلے جیسے قریب پہنچے انھوں نے دیکھا کہ اس درہ کوہ سے کچھ آدمی
چلے آتے ہیں مگر عجیب حالت سے کہ کچھ ترانہیں زخمی ہیں کچھ پریشان حال ہیں جھمون پر خاک بڑی ہوئی ہے کہ اگر
دیکھ کر اور مرکب کو ایک درخت کے سایہ میں روک کر کھڑے ہو گئے اور ان لوگوں نے جو کوہ دیکھا یا تو
وہ ادھر کو آتے تھے یا اسی مقام پر کھڑے ہو گئے ان لوگوں نے دیکھا کہ ایک جوان بہت خوبصورت
مرکب پر سوار آہو شکار کردہ شکار ہند سے بندھا ہوا ہے مسلح اور مکمل مگر لباس بہت عمدہ پہنے ہوئے
ادھر کو آتا تھا ہر کوہ دیکھا تو مرکب کو روک کر درخت کے سایہ میں کھڑا ہو گیا انگریز یہ گمان ہوا کہ یہ بھی کوئی
خزانہ ہے کیونکہ وہ لوگ اہل قافلہ تھے ایک سوداگر نسیم بازارگان نامی ہانسوا دیہوں کی جمعیت سے
بہت سامان و اسباب لیے ہوئے برائے تجارت جاتا تھا جب یہاں آکر پہنچا تو اس کوہ کے پاس
طرف ایک میدان پر اسہیں ایک قلعہ پر اسہیں فولاد آہن خوار ایک خزانہ رہتا ہے بارہ ہزار خزانہ کے
ہمراہ ہیں وہ ایسا زبردست ہے کہ شاہوں کے ارسال و خزانہ لوٹ لیتا ہے اکثر امیر لشکر کشی کی مگر اسکا
کچھ نہ کوئی بنا سکا لشکر نے بیل مقصود واپس آیا نسیم تاجر جو ادھر سے مع قافلہ کے گزرا اسنے خبر پائی
اس سب مال و اسباب لوٹ لیا انھوں نے قتل کے دینے میں جو انکار کیا تلواریں وہ بہت سے تھے یہ
لوگ کہہ تھے کچھ مجروح ہوئے کچھ جان سے مارے گئے جب اہل قافلہ نے دیکھا کہ مال بھی لوٹ گیا اور
ہمراہ بھی مارے گئے اور بہت سے مجروح ہوئے بس اپنی جانیں بچا کر بھاگے ادھر کو تو قافلہ کے
لوگ ہیں انہیں نسیم تاجر بھی ہے ادھر ہر دو خزانہ سب مال و اسباب لیکر لے کر گئے باہم حصہ بانٹ
ہوئے لگا نسیم تاجر اور اس کے ہمراہوں نے جو شاہزادہ کو دیکھا تو انھیں خزانہ کا شہریک دار
نے خیال کیا ایک نے دوسرے سے کہا کہ اسی بھائی مرگ تو مبارک ہے اسکا بلا سے ابھی نجات نہ ملی
تھی کہ دوسری آفت میں مبتلا ہوئے یہ جو سوار زبردخت کھڑا ہے ہر کوہ دیکھا اسنے مرکب روک لیا
یہ بھی انھیں خزانوں میں سے ہے اب یہاں طلب کریں ہمارے پاس کیا ہے جو ہم دینے کے انکار کر سکتے
یہ ہتھیار قتل کرنے پر آمادہ ہو گا بڑی خرابی ہوئی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی ضرورت سے لیا تھا جو ادھر سے
آیا ہے ایک نے کہا کہ ضرورت کیسی شکار کو لیا تھا دیکھتے نہیں ہو کہ آپ شکار ہند سے بندھا ہوا ہے
اسنے کہا کہ بھائی میرے خواہش درست نہیں ہیں تم سچ کہنے ہو یہاں یہ لوگ درہ کوہ میں کھڑے
ہوئے یہ باتیں کر رہے ہیں شاہزادہ وہاں اتنا انتظار کر رہا ہے کہ پورہ سے باہر آئیں تو ان سے
راہ دریافت کروں اور انکا حال بھی دریافت کروں تھوڑی دیر تک یہ کھڑے انتظار کیا کہ وہ لوگ
وہاں کھڑے رہے اور چاروں طرف دیکھا کہ اور سوچا کہ اب کیا تدبیر کریں کیونکہ اپنی جان
اس جوان سے بچائیں جب شاہزادہ نے دیکھا کہ وہ لوگ درہ کوہ سے باہر نہیں آتے ہیں انھوں نے
خیال اپنے دل میں کیا کہ بلکہ اسنے اسی مقام پر حال دریافت کر دیا کیا سبب ہے کہ یا تو یہ باہر کو
آتے تھے یا بھگو دیکھا اسی مقام پر کھڑے ہو گئے اور ایک دوسرے دوسرے اشارہ کرتا ہے
خیال کر کے دل میں کہا اور مرکب کو اٹھا کر چلے جب خواجہ نسیم نے شاہزادہ کو اپنی طرف آنے چوئے
دیکھا تو بڑھ کر اور بھاگ کر کہا کہ اسی بھائی بیکار تم بھگوستا ہے کہو اسنے ہمارے پاس اب کچھ
بھی نہیں ہے ایک حد بھی نہیں ہے سب تمہارے ساتھیوں نے لوٹ لیا بلکہ بہت سے ہمارے
ہمراہوں کو قتل بھی کیا اور جو کہ باقی رہے وہ مجروح ہیں ہم معیبت زدوں کے ستانے سے

تنگ کوچ نہ حاصل ہوگا سو اے ان کڑوں کے جو کہ ہمارے جسم میں ہیں اور کچھ ہمارے پاس نہیں
 ہو اگر تمھاری مرضی ہو کہ ہم برہنہ ہو جائیں تو ہم سے کہہ دو کہ ہم کپڑے بھی اتار کر نکو دیدین گرمائی
 جان کو چھوڑ دو ہم تو خود فلک ناہنجار کے ستارے ہوئے ہیں ان کے ہاتھوں سے تباہ ہوئے
 ہیں ہمارے اور ترس کھاؤ رحم کرو زیادہ ظلم و ستم اچھا نہیں ہوتا ہو بیکار کر کہا اور آنسو بھر لانا
 قریب پہنچ چکا تھا سب تقریر سنی جواب دیا کہ میں نہ سمجھا کہ کہنے کیا بیان کیا کیسا بتاؤ اور کیسا لکھا اور
 کیسے کپڑے لٹیا میرے قریب اگر بیان کرو تا کہ میں سنوں تو کہ تم کہتے ہو تسیم نے جواب دیا
 کہ بہت درست کہا میں تمھارے قریب آؤں تم ایک تلوار کا ہاتھ لگاؤ میرا سر اڑ جائے اور
 زبان تو اپنی راہ لے ہو کہ پریشان نہ کرتیرے ہمراہی اور شریک دار تو ہو لوٹ چکے ہیں
 انھوں نے میرے پاس ایک خرہرہ نہیں چھوڑا سو اے ان کڑوں کے کیوں ہم ہیکسوں کو ستاؤ
 ہو مقام ترس و رحم جو ہم سب کے حال پر دیکھ ہمارے ہمراہی سب زخمی اور مجروح ہیں شانزادہ نے
 یہ سنے فرمایا کہ تم صاف طور سے بیان کرو تا کہ میں سمجھوں تو تمھارا مطلب کیا ہے خواجہ نے کہا کہ کیا
 خوب تم تو ایسے ہی ہو کہ میرے مطلب کو نہیں سمجھتے جو ان ایسی باتیں کیوں سمجھتے گئے کہ میں تمھارا
 تو مطلب ہے شانزادہ نے فرمایا کہ اے شخص تو کچھ دیوانہ ہے جو بیہودہ جواب دیتا ہے بیان تو کر کہ تو نے
 مجھ کو کیا خیال کیا ہے اور کیا مجھے کہتا ہے میں ایک مرد مساحروں شکار کو نکلا تھا اپنے قافلے سے دور
 نکل آیا ہوں راہ تلاش کر رہا ہوں تو اپنے مفصل حال بیان کر یہ کیا تیرے اوپر آفت پڑی ہے اور
 یہ کیا تیری حالت ہے اگر میرے امکان میں ہوگا تیری کمک کرونگا تم سبکی حالت دیکھ کر مجھ کو تم سے
 ترس آتا ہے یہ جو شانزادہ نے فرمایا خواجہ نے کہا کیوں مجھ کو فقرہ دیتا ہے جبکہ ہم بہکتے ہیں کہ یہ کپڑے
 موجود ہیں اگر مرضی ہو تو ہم تیرے حوالہ کر دیں پھر ان تقریروں سے کیا فائدہ ہم لوگ کیا ترس کھاؤ
 اور کیا کمک کرو گے تمھارا تو یہ پیشہ ہے کہ جو قافلہ آتا ہوٹ لیا اب شانزادہ کو معلوم ہوا کہ یہ مجھ کو فراق
 خیال کرتے ہیں سنئے اور فرمایا کہ اے شخص قسم بخدا میں فراق نہیں ہوں تم مجھے خوف نہ کرو اپنا حال بیان کرو
 تمھاری ضرورت کمک کرونگا جسے تم ظلم و ستم کیا ہو تمھارا مال اسباب لوٹ لیا ہے میں اس کو شانزادہ کو
 اور تمھارا مال و اسباب دلا دوں گا ہمارے کنگا یہی کام ہے کہ ہیکسوں کی دقت نصیبت پر کمک کریں
 ظالموں کو سزا دیں ہم لوگ بیکار خوف کرتے ہو ہم فراق پر راحت کرتے ہیں ہم بلا خوف و خطر اپنا مال بیان
 کرو جب شانزادہ نے قسم کھا کر بیان کیا جو کہ خواجہ قسم مرد خدا پرست تھا اس کو یقین ہوا کہ یہ یقین
 سے نہیں ہے بلکہ منافق ہے اس کے سے خوف کرنا بیکار ہے اپنا حال بیان کرو اور دریافت کرو کہ یہ کون
 ہے اور ادھر کیونکر آیا ہے بلکہ اس کو گاہ کرو اور منع کرو کہ ادھر کو نہ جائے ایسا نہ کہ یہ بھی مثل ہمارے اسی
 آفت میں مبتلا ہو تو کیا فائدہ ہوگا خدا پرست معلوم ہوتا ہے یہ دل میں خیال کر کے کہا کہ اے جوان میں
 مجھے اپنی حالت بیان کروں ایک آنٹ کا مارا مبتلا ہے صدر رنج و بلاموں میں تاجر پیشہ ہوں مال تجارت
 پر میری اوقات ہے اس ملک سے اس ملک میں مالی بیکار فروخت کرتا ہوں تسیم تاجر میرا نام بادل
 اسلام سے ہوں اور جیسقدر میرے ہمراہی ہیں میں سب خدا پرست ہیں چونکہ آجکل آہل اسلام کشتار
 کر رہے ہیں انہیں بلانا نزل ہوئی ہے کوئی خدا پرست ایسا نہیں ہے کہ جو مبتلا ہے یا انہو جو صاحب ملک
 مال ہیں انہو اور قسم کی بلانا نزل ہو گا فزون کا نزع ہو جو صاحب پیشہ ہیں وہ اس بلام میں مبتلا ہیں کہ
 مال لوٹ لیا جاتا ہے فراق ستائے ہیں رہنمراہ راہ دینی کرتے ہیں تمام عالم میں غدر بچا ہوا ہے

خدا پرستوں پر آفت آئی ہوئی ہو کیا بیان کروں جو کہ آجکل حالت ہو چونکہ تینے قسم کھائی ہو خدا کی
 بس معلوم ہوا مجھ کو تم بھی خدا پرست ہو اس سبب سے بیان کرتا ہوں ورنہ پہلے میں نے اور
 میرے ہمراہیوں نے تم کو فراق تصور کیا تھا اور یہ خیال کیا تھا کہ جسکے ہاتھ کے نمستے اور تباہ
 گئے ہوئے ہیں انھیں میں کہ تم بھی ہو مجھ کو دکھا کر تینے مرکب کو روکا ہو جو کہ اگلے لباس ہو لوٹے ہو
 وہی تو تین نے کہا تھا کہ ہمارے پاس کیا ہو تمہارے ہمراہی لوٹ چکے ہیں یہ لباس ہو اگر مرضی ہو
 تو دیدین مگر شکر ہو خداوند کریم کا کہ تم انھیں سے نہیں ہو بلکہ ایک فرد نہیں اور خدا پرست و خدا
 معلوم ہوتے ہو از براے خدا ادھر کو نہ جاؤ ورنہ آفت میں مبتلا ہو گئے مثل ہم کے اس ذرہ کوہ کے
 باہر ایک بڑا ظالم و زبردست رہتا ہے کہ جسکے ہاتھ سے بیماری یہ حالت ہوئی ہو وہی مجھ کو بھی لوٹ لیا
 یہ سب لباس و ہتھیار و مرکب لیلگا اپنے کو دیدہ و دانستہ آفت میں نہ ڈال ہم تو مبتلا کے بلا ہو چکے
 ہیں لاکھوں روپیہ کا مال کھو چکے ہیں بہت جانیں تو ضائع کر چکے ہیں جو باقی رہ گئے ہیں وہ تیرے سامنے کھڑے
 ہیں اور زخمی ہیں شاہزادہ نے فرمایا کہ بیان تو کرو کہ وہ کون ہو اور کیا تم پر آفت نازل ہوئی خواہ تم
 نے کہا کہ ایوان آجکل خدا پرستوں کا یہ حال ہو کہ تمام کفار و نالوں کو لے لیا ہے برعکس ازربا کے
 فروغ کیا ہے تمام ممالک سلام تباہ ہو رہے ہیں دین آفتاب پرستی کو رواج ہو رہا ہے فرنگیوں نے وغیرہ
 ایسے برباد ہوئے ہیں کہ جسکا ذکر کرنا باعث ملال ہوتا ہے خلاصہ جسکا یہ ہو کہ اہل اسلام کی بنیادی صورت ہو
 انہیں نازل مصیبت ہو میں تاجر ہوں مال تجارت کے لیے ہوئے شہر مقدونیہ کو جاتا تھا کیونکہ میں ہمیشہ
 ممالک اہل اسلام میں تجارت کرتا تھا کافروں کے ملک میں بھی نہ جاتا تھا اب جو اہل اسلام کی بنیادی کی نوبت آئی
 اور وہ لوگ مبتلا ہوئے اب کل مال کا فروخت ہونا موقوف ہوا کیونکہ مال فروخت ہو وہ
 تو آفت میں مبتلا ہیں جو کہ خرید کرنے والے ہیں میں نے خیال کیا کہ بڑی مشکل ہوئی چلو اس مال کو کفایت
 کے ملکوں میں فروخت کرو دوسرے مجھے اہل اسلام کی مصیبت بھی نہ لگتی تیسرے یہ خیال ہوا کہ اگر تم
 ان ممالک میں رہو گے تو تم کو بھی سب مسلمان خیال کرے اذیت و تکلیف دے گئے اس سے کل جاؤ بس
 میں براے تجارت چل کھڑا ہوا اور قصد کیا کہ شہر مقدونیہ میں جا کر تجارت کروں اس آفت کی خبر نہ تھی
 یہ نہ معلوم تھا کہ مقدر برگشتہ ہو اہل اسلام پر بنیادی ہو جان جاوے آفت میں مبتلا ہو گے یہ معلوم ہوتا
 تو کیوں ادھر آتا اسی مقام پر رہنا صرف ایمان میں خلل آتا تفتیش کر لیتا یہ تو نہ ہوتا کہ جانیں بھی بچ
 ہو تین اور مال بھی برباد ہوتا مگر مقدر سے کیا زور کسی کا تقدیر میں تو یہ سب آفتیں ہی ہوئی تھیں کیونکہ
 نازل نہ ہو تین اور کیونکہ میں اس مقام پر رہتا تھا اس بحث سے تو کچھ مطلب نہیں ہوا واقعہ یہ تھا کہ میں مقدونیہ
 کو جاتا تھا کہ بیان سے بخوری دور ہر ایک جگہ ہو وہاں قافلہ اگر نہ ہو بنیاد نہ معلوم تھا کہ بیان فراق کا
 مسکن ہو اور قلعہ ہو ورنہ ادھر نہ آتا اور راستہ سے جاتا جیسے بیان اگر نہ ہو بنیاد اس حال سے غافل تھا
 ایک مرتبہ فراق اگر کرے اور سب مال لوٹ لیا جو کہ میرے ہمراہی تھے اور بہادر تھے انھوں نے ذرا
 انکار کیا یہ لوگ کہ تھے وہ زیادہ تھے وہ لوگ مارے گئے یہ لوگ جو کہ ہمراہ تھے وہ زخمی ہوئے لوگوں
 نے انکو قتل کیا اور سب مال لوٹ لیا جب میں یہ حال دیکھا تو بھاگا ان سیکھ لیا کہ اپنی جان کو بچانے
 جان کر بھاگا چلا آتا تھا کہ تلو دیکھا جو کہ جب کوئی کسی آفت میں مبتلا ہوتا ہو اور کسی دوسرے کو دیکھتا
 ہو سبب بدحواسی کے اسکو وہی سامان نظر آتا ہو کہ جہیں وہ مبتلا ہو چکا ہو بقول کسی کے کہ ساؤنچ
 اندھے کو ہر اہل کھائی دیتا ہو بس میں نے تم کو بھی فراق خیال کیا اور تیسے بھی وہ تقریر کی اس خیال

کہ شاید تم کو رحم آجائے اور اس خیال سے کہ تمہارے ہمراہی ٹوٹ چکے ہیں تم چھوڑ دو پہلے یہ خیال کیا تھا
 جب تم کو دیکھا تھا کہ بھاگ جاؤ یہ خیال ہوا کہ کہ ہر جاؤں اگر ادھر کو بھاگتا ہوں کہ جہ جہ سے آیا ہوں
 تودہ حاکم قتل کرنا ہی آگے بڑھتا ہوں تو یہ جوان بدرہا ہوتا ہے اس خیال میں مبتلا ہو کر بقول کسی کے دودھ
 کا جلا مٹھا چھونک چھونک کر مٹیا ہی آیا کہ مار گزیرہ از رسیان می ترسد عاجز ہو کر منت کرنے لگا خدا نے فضل کیا
 کہ تم انہیں سے نہ بچکے بلکہ رحم دل اور خدا ترس بن گئے اب میں تم سے بہ منت کہتا ہوں کہ جہ جہ سے آگے
 اسی طرف واپس جاؤ اپنی جان ان ظالموں کے ہاتھ سے بچاؤ وہ بڑا سفاک اور لوٹ لینے میں بیباک
 ہے اس ظالم کا نام فولاد آہن خوار ہے ایک قلعہ کوہ پر بنایا ہے آڑ میں رہتا ہے بارہ ہزار قزاق اس کے ہمراہ ہیں
 میں تو ادھر اگر تباہ ہو چکا ہوں اہل اسلام کی تباہی ہی اس کے سارے گردن میں ہے یہ لکڑی کل حال
 برقیں کے طراد مستمخا جو کہ اہل اسلام پر ہو رہا تھا بیان کیا ہی سے اوقات تھے جو کہ خواجہ
 تاج الدین مہدی نے شانزادہ سے بیان کیے تھے اور خواجہ نسیم نے کہا کہ اے جوان اپنی حال سے
 ہلکو آگاہ کر تو توں ہی اور کہہ رہے آیا ہے اور کہہ رہے جانے کا قصد ہے تم کہیں تو تمام نشانیاں خاندان
 حمزہ صاحب جفران کی ہیں تو اسی خاندان سے معلوم ہوتا ہے شانزادہ نے فرمایا کہ یہ گمان تمہارا ہی کیا ایک
 سے انسان نہیں ہونے یہ کوئی فرض نہیں ہے کہ سوائے خاندان حمزہ کے یہ نشانیاں دوسرے
 خاندان میں نہ ہوں میں پردہ قاف سے آیا ہوں بیان سے تھوڑی دور پر رہے ہمراہی آتے ہوئے
 میں میں شکار کو نکلا تھا ایک ہرن کے عقب میں چلا آیا ہوں اسکو بیان آکر شکار کیا اب لشکر لے جاتا
 تھا کہ تم سے ملاقات ہوئی میں راہ سے آگاہ نہ تھا تم کو جو دیکھا تو خیال کیا کہ ان لوگوں سے راہ دریافت کروں
 تمہاری یہ حالت دیکھی کہ تباہی میں پڑے ہوئے بہت افسوس ہوا یہ فرما کر سب حال پردہ قاف کا
 اور اپنے آنے کا بیان کیا اور فرمایا کہ تم اسی مقام پر پھڑے رہو میں اس قزاق فرساق کو سزا دیتا ہوں
 اور تمہارا مال اس سے دلائے دیتا ہوں کہ ہمارا طریقہ یہ ہے کہ جو مظلوم ہو اسکی امداد کریں ظالم کو سزا دیں
 معلوم ہوتا ہے کہ اسے بہت سزا کھایا ہے وہ میرے ہاتھ سے کہاں بچکر جاتا ہے ابھی تو اسکو سزا دیکر تمہارا بال
 لاتا ہوں تم اطمینان رکھو کیا وہ دیو سے قوت میں زیادہ ہے جب میں دیو کی حقیقت خدا کے فضل سے پہن
 سمجھا ہوں تو یہ قزاق کیا بال ہے خواجہ نسیم نے کہا کہ اے جوان خداوند کریم تیری ہمت اور حوصلہ میں برکت دے
 اور زیادہ قوت و طاقت عنایت فرمائے کہ تو نے یہ لکڑی میرے دل کو خوش کر دیا مگر ہم یہ نہیں جانتے ہیں
 کہ اسے سب سے کیسے بلایا میں مبتلا کر آیا اور ایک بندہ خدا کا ناحق خون کرایا وہ بڑا عالم
 ہے اکثر آنے لشکر لوٹ لیے ہیں خزانہ شاہی پر قبضہ کر لیا ہے اور سالکین لوٹ لینے ہیں
 پڑے پڑے بادشاہ اسکا کچھ نہ کر سکے لاکھوں کا لشکر لیکر آئے بے تیل مرام واپس گئے تو
 خدا پرست ہی ہلکے ہوئے کسی طور سے گوارا نہیں ہے اور نہ ہوگا کہ ہمارے سبب سے ایک خدا پرست
 کا خون ہو تو اکیلا ہزاروں سے کہو نہ مقابلہ کریگا ہم کبھی نہ جانے دنگے شانزادے نے فرمایا کہ انہی
 خواجہ نسیم جو قصد کرتے ہیں وہ پورا ضرور کرتے ہیں موت سے کوئی بھاگ کر نہیں جاسکتا اگر میری
 موت اسی ظالم کے ہاتھ سے ہو تو ضرور قتل ہوگا ورنہ اسکو قتل کرونگا دوسرے یہ ہمارا طریقہ اور آہن
 شجاعت و بہادری و دلوری کے بالکل خلاف ہے ہم مظلوم کی داد رسی کے لیے
 اور حل مشکل کے لیے خلق کے لیے ہیں ہمارا طریقہ یہ نہیں ہے کہ جو کوئی بلایا میں مبتلا ہو اسکو اس
 بلا سے نجات نہ دیں مظلوم کو ظالم کے پیچھے سے پھرائیں دین اسلام کی ترقی کی کوشش کریں

اب یہ غیر ممکن ہے کہ تم کو اس بلا میں مبتلا چھوڑ کر چلے جاؤں اور اس قزاق کو اس ظلم و بدعت کی سزا نہ دین
اگر تم اس کو سزا نہ دینے لگے تو وہ مثل تمھارے اور لوگوں پرستم کرے گا اور بندگان خدا کا خون ناحق ہوگا
میں ہرگز قیامت و روزِ محشر کو کیا جواب دوں گا جب وہ یہ سوال کریگا کہ ہم نے تم کو برا سے داور سی مظلومان
و بیکیان خلق فرمایا تھا اور تم نے داور سی نہ کی مظلومان کو مبتلا و بیمار سے دیا غلاموں کو سزا نہ دی موت
کیا جواب ہوگا اگر خواجه بھی فریاد رسی اور داور سی ہمارے کام آئیگی جبکہ خداوند کرم نے
ہم کو اس امر کی ہمت عطا کی ہے اور یہی تو ہم کو مرتد اعلیٰ پر ہو چکا ہے ایک تمھاری فریاد رسی سے
اور اس ظالم کی سزا دینے سے اور بندگان خدا کی جانیں اور مال بچنا ہے اب یہ امر خارج از امکان ہے
ہے کہ میں بخاؤں اور تمھارا مال اس قزاق سے نہ بھرون اور اس کو سزا نہ دوں یہ ہمارا طریقہ نہیں ہے جو زبان
سے کہا ہے اس کو لوہا کرینگے اب تم میرے ہمراہ کسی کو دو تاکہ وہ اس کی جائے سکونت کا پتہ دیکر چلا آئے
اور تم اسی مقام پر ٹھہرے رہو نہ چلو کیونکہ تم کو اس کا بہت خوف ہے کہ جو شاہزادے نے فرمایا خواجہ نے
خیال کیا کہ یہ جوان نہ مانے گا مفت اس کی جوانی پر یاد ہوئی اور جان لگی کیونکہ اس نے اپنا حال بیان کیا
اگر میں یہ جانتا تو کبھی نہ بیان کرتا خواجہ نے بہت اپنے دل میں نادم ہوا اور سوچنے لگا کہ کیا نہ بچا جائے
کہ یہ جوان اس فعل سے باز آئے یہ سوچ رہا تھا کہ شاہزادہ نے فرمایا کہ عرصہ نہ کر کسی کو ہمراہ کر دو
ایسا نہ ہو کہ وہ قزاق اور کسی طرف چلا جائے تو بھروسہ بیکار ہو گا بیکار ہو کر مرنے ہو
اس امر سے کسی طور سے باز نہ آؤں گا لہذا اسے لم بزل اور مجھ کو دہنے ہاتھ کا کھانا دینا حرام
ہے جب تک کہ میں اس قزاق کو سزا نہ دے لوں گا اور تمھارا مال اس سے نہ لے لوں گا اس طور
سے جو شاہزادے نے فرمایا اور قسم کھائی اب خواجہ ناچار ہوا اپنے ہمراہیوں کی طرف دیکھا
اور تھوڑی دیر سوچا کیا اور بار بار دل میں اپنے کہتا تھا اس خیال سے کہ تم میں سے کون
سکے ہمراہ برائے نشان دہی جائیگا وہ لوگ خواجہ کا مطلب سمجھ گئے وہ پہلے ہی سے باہم
شکاروں میں کہہ رہے تھے کہ یہ جوان کو خدا پرست ہے مگر دیوانہ ہے جب ہم باغ چھ سو آدمی ان قزاقوں کا کچھ کوٹے
تو یہ اکیلا کیا کر سکیگا اس کی قضا آئی ہے انسان کو لازم ہے کہ اپنی حد سے بات کرے بڑے خدا ترس بنے
میں خواجہ صاحب کیا باتوں میں معروف ہوئے ہیں اب اپنی راہ لیں وہ نہیں سستا ہے جو جیسا کر گیا ویسی
سزا دینا چاہئے آگاہ کر دیا اگر اُدھر جا بیگا تو معلوم ہوگا ایسا نہ ہو کہ یہ بیان باتوں میں مصروف
ہوں اُدھر سے وہ قزاق آجائیں جو کچھ مال بچ گیا ہے اور یہ کپڑے جسم میں ہیں ان کو بھی نوٹ لیا جائے
مرد بزرگ ہو کر یہ ایسے غافل ہوئے ہیں اور باتوں میں مصروف ہوئے ہیں ہمارے خیال میں تو یہ
آتا ہے کہ یہ بھی انھیں میں کا ہے یہاں سے نکال کر لیجائے گا ہم سب کو بیان بکھرا کر لوگوں کو لا کر یہ سب
بھی نوٹ لیا ہے ساری تقریر کر اور مکاری کی ہے صرف فقرہ ہے اور دھوکا دیتا ہے یہ لوگ باہم باتیں
کر رہے تھے کہ خواجہ قسم نے دیکھا ان کی طرف اور یہ خواجہ کی بیٹنی سے آگاہ ہوئے کہنے لگے کہ اے
خواجہ ہم کو اپنی جانیں دو بھرتیں ہیں کہ دیدہ و دانستہ وہاں اثر در میں جا کر گرین ابھی تو اچھے طور سے نجات
میں ملی ہے اگر آپ کی مرضی ہو کہ ہم سب مارے جائیں اور یہ کپڑے بھی لٹ جائیں تو آپ ہم کو اپنے
پاؤں سے اسی مقام پر قتل کر دیں گے کس طرف جانے کو نہ فرمائیں تو آپ نے مجھے کہا نہیں مگر ہم آپ کا نشانہ
سمجھ گئے ہیں بھلا یہ کیونکر یقین کیا جائے کہ ایک جوان ہزاروں کو قتل کر گیا کیونکہ وہ ہزاروں ہیں
کہ خدا کا ایک ایک جوان حسنہ اون پر بھاری ہے جنھوں نے ہزاروں خزانے مکاری اور اساتین

لین ہوگی اور بڑے بڑے بادشاہ انکا کچھ نکر کے ہوئے انہر ایک جوان باکریستخ پا بیگا بھلا خیال
 توڑ مایے کہ جب ہم باغ چھ سو انکا کچھ نکر کے تو یہ کیا کر سکتے آپ اپنی راہ لیجی اسی میں بہتر ہے
 آپ کو میں نے سمجھا دیا مئی نے نہ ماننے آپ کو اختیار ہے جیسا آپ کر سکتے اسکی سزا پائیں گے ہم تو ادھر نہ جا
 جائیں آپ سے ناخوش ہوں چاہیں خوش ہوں ہم میں سے ایک بھی نہ جا بیگا ہلکراپنی جان دو بھر نہیں ہر
 اس جوان کو اپنی زندگی دو بھر دی یہ جو ہمراہ ہوں نے کہا خواجہ نسیم نے دل میں کہا کہ میں نے ان سے
 کچھ کہا نہ تھا آنسپر تو انہوں نے انکار کیا بس انہیں سے کوئی نہ جا بیگا اور یہ امر سمیت کے خلاف ہے کہ ایک
 شخص تو ہمارے سبب سے اپنے کو معرض ہلاکت میں ڈالے اور ہم اسکا ساتھ نذرین گو اس امر کا یقین
 ہے کہ یہ بھی مارا جا بیگا اور جو اسکے ہمراہ جا بیگا وہ بھی مارا جا بیگا مگر بھر بھی جو اسے ساتھ لے کرے پر آمادہ ہوا
 ہمارے سبب سے ایک بلا سر ہونے اٹھائے تو یہ نفاضا حمت و شرافت کا نہیں ہے کہ اسکا ساتھ نذرین اتو
 جو کچھ سو سو میں جاؤنگا یہ دل میں سوچ کر شانزدہ سے کہا کہ آپ چلیں میں بھی چلتا ہوں انہیں سے کوئی نہ جا بیگا
 یہ سب دیتے ہیں شانزدہ سے یہ لکڑاٹکی طرف دیکھ کر کہا کہ تم لوگ بالکل بے حمت ہو جو کہ غصہ کے
 لیے ایک بلاتین اپنے کو مبتلا کرے تو اسکو لازم ہے کہ جسکے لیے وہ بلا اپنے سر پر مول لے وہ ساخ
 نہ دے یہ تو مجھے تو ارا نہ ہو گا میں خود جاؤنگا گو یہ امر ضرور ہے کہ وہاں جانے میں سوائے ہلاکت کے
 دوسرا امر نہیں ہو سکتا یہ بھی ضرور ہے کہ خداوند کریم بڑا قادر و توانا ہے شاید اس جوان کے سبب سے
 کوئی مطلب حاصل ہو یہ اکیلا ان سب پر غالب آئے تو کیا بعید ہے قدرت خدا سے وہ لوگ بولے
 کہ اسکا یقین آگیا ہو گا جو امر پیش پا افتادہ ہو اسکو دیکھنا چاہیے یا جو کہ خلاف عقل ہو اسے عمل کر چکا
 آپ تشریف لیجا میں ہم آپ کو منع نہیں کرتے میں ایک آپ کو اور ایک اس جوان کو اپنی زندگی دو بھر
 دی ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ہم زندہ ہیں تو اس سے زیادہ مال و اسباب پیدا کر سکتے اگر مر گئے تو پھر یہ مال و
 اسباب کس کام آجھا ہم محوڑے سے مال کے لیے اپنی جان کو ہر باد کرنا نہیں چاہتے ہیں نہ
 میں تو مال اور ہو جا بیگا اگر مر گئے تو یہ مال کس کام آجھا خلاف عقل کام نہیں کر سکتے گو خدا میں
 ہر طرح کی قدرت ہو مگر اسے ہلکو عقل بھی دی ہے کہ ہم نیک و بد کو خیال کریں اور اپنے کو ہلاکت
 اور سختی سے بچاؤں ہماری عقل ایسی نہیں ہے کہ ہم جان بوجھ کر اپنے کو ہلاکت میں ڈالیں خواجہ نسیم
 کہا کہ اچھا اس تقریر سے کیا فائدہ ہو اب یہ بناؤ تم بیان بھڑو گے یا نہیں صاف صاف کہندو انہوں نے
 کہا کہ گوجی تو نہیں چاہتا ہے کہ خیر قدر درویش برطان درویش کا نقشہ ہو خیر تھوڑے عرصہ تک اسکا انتظار
 کریں گے اگر آپ تشریف لائے تو خیر در نہ سمجھے جائے زیادہ نہ بھڑنگے اب آپ آگے دور سے تاک کر چلے آجھا
 خواجہ نے کہا کہ ایسا ہی کرونگا گردل میں لگا کر جب تک کل واقعہ دیکھ نہ توں گا اٹھو فٹ تک نہ آؤنگا جیسے
 یہ لوگ بھڑن چاہے نہ بھڑن اسے یہ خیال کیا اور اپنے دل میں سوچ کر کہا کہ اے جوان چلو میں ہمراہ
 ہوں شانزدہ سے نے خواجہ سے فرمایا کہ معلوم ہوا تمہارے ہمراہی نہایت بزدل ہیں اسی سبب
 قافلہ تمہارا ہر باد اور تباہ ہوا خواجہ نے جواب دیا کہ یہ امر نہیں ہے بلکہ زخمی جو ہو گئے ہیں اس سبب
 سے حیلہ و حجت کرتے ہیں آپ چلیں میں تو ہمراہ ہوں یہ سب سے ان تو گون بے شانزدہ کو جواب دیا
 کہ جی ہاں ہم تو ضرور بزدل ہیں مگر آپ بڑے جوانمرد ہیں ہم دیکھتے ہیں کہ تم اس فتنہ کو قتل کر کے مال
 دلاؤ گے شانزدہ سے نے فرمایا کہ میں تمہاری طرح بزدل نہیں ہوں خداوند کریم مالک ہے وہ ضرور
 مجھ کو فتح دیگا اس طور سے کہ تم سب کو حیرت ہوگی یہ فرما کر خواجہ نسیم سے کہا کہ چلو بس آگے آگے

بالا سے کوہ بیٹھے ہوئے ہیں دیکھو اسی طسرت دیکھ رہے ہیں شاہزادہ کتا کتا کہ اب تم چلے جاؤ میں
جاتا ہوں انکو سزا دیتا ہوں اگر خدا نے چاہا تو تمہارا مال دونوں دے دیتا ہوں انکو اپنا مطیع کرتا ہوں جب وہ
دونوں فراق بکھرے تو لاؤ فرماں آج بکھر چلے خواجہ نے کہا کہ دیکھئے اسے بکھو اور آپ کو دیکھو دو فراقوں کو
اپنے ہمراہ ہوں امین سے روانہ کیا ہے اب بھی واپس چلے وہ ابھی آئے نہیں ہیں شاہزادہ نے برم
ہو کر فرمایا کہ آج خواجہ نسیم یہ تمہیں کیا کہا کہ واپس چلے بہادر جو قصد کرتے ہیں بدوٹ اسکو پورا کیے
ہوئے واپس نہیں جاتے یہ فراق بھی یہ حقیقت رکھتے ہیں کہ میں انکے خوف سے واپس چلون اب
بدوٹ انکو راہ راست پر لائے ہوئے ہیں ان سے نہ جاؤنگا اگر تمکو خوف اپنی جان کا ہے تو تم واپس چلو
میں تو نہ جاؤنگا خواجہ نسیم ساکت ہو رہا خدا سے دعا کرنے لگا کہ ای کریم کار ساز دای رحم بے نیاز
تو اہل جوان کو ان حرامزادوں پر مظہر و منصور فرما کیونکہ اسے ہم سبھوں کی کمک کا قصد کیا ہے اور
ہمارے حال پر رحم کھایا ہے یہ تو یہ دعا کرتا ہے اور وہ لوگ اپنے ہمراہیان خواجہ نسیم پوشیدہ کھڑے ہوئے
سب واقعہ دیکھ رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دونوں دیوانہ ہو گئے ہیں ان فراقوں کو دیکھا ہے اور وہاں
دو فراق چلے ہیں مگر اسیر بھی واپس نہیں آئے ہیں کچھ بولے کہ یہ جوان واقعی بڑا بڑا دیکھو کچھ خوف نہیں
ہو بیان یہ تدبیر ہو رہی تھی ادھر جیسے شاہزادہ و خواجہ نسیم زیر کوہ پہونچے وہ فراق چلے گئے تھے
وہ بھی زیر کوہ آئے اور بیکار رہے کہ ای خواجہ نسیم دای جوان کچھ جاؤ کہ ہر جاتے ہو ہمارے آفا کا سام
سن لو شاہزادہ نے فرمایا کہ بیان کرو کیا پیام لائے ہو ہم سن رہے ہیں خواجہ نسیم نے تو کچھ نہ کہا
ساکت ہو کر رہا دم کل کیا دل میں کہنے لگا کہ دیکھئے کیا پیام لائے ہیں کہ انہیں سے ایک نے فولاد کا پیام
خواجہ نسیم سے دیا خواجہ نے کچھ جواب نہ دیا سنا کیا کہ شاہزادے نے فرمایا کہ تم سے کلام کرو ہم ضرور حاشی
منکر آئے ہیں اور ضرور تم شکوہ کر کے اور فولاد کو نرم کر کے اس ہمارے کمال دلائے گئے یہ کون
مردم ازاری حرام خواری اختیار کی ہے کہ لوگوں کو پریشان کر کے مال لوٹ لیتے تھو ہمارے مسافروں کو پریشان
کرتے ہو تم سب حرام خور ہو اور ظالم ہو یہ ظلم و ستم اچھا نہیں ہے انسان کو لازم ہے کہ مسافروں پر رحم کرے
مسافر نوازی کرے نہ یہ کہ انکا مال لوٹ لے یہ جو شاہزادے نے فرمایا دوسرے نے کہا کہ ای جوان تجھ کو ہمارے
آفانے پیام دیا ہے ہم بیان کرتے ہیں تو بیکار رہ رہے ہو کیا زور نہیں چل سکتا ہے یہ بیشہ شیران سے
اور تو کوئی ہمارا اتالیق نہیں ہے جو ہکو نصیحت کرنا ہے جو ہمارا جی چاہتا ہے وہ کرتے ہیں فولاد نے یہ پیام
بکھو دیا ہے ذرا سن یہ کہ شاہزادے سے بھی پیام فولاد دیا شاہزادہ نے یہ پیام سنے فرمایا کہ تمہاری
کیا طاقت ہے جو تم سے لباس وغیرہ لے لو گے ہمارا مال لکھتا ہے تو نہیں لے سکتا ہے یہ مال خواجہ نسیم کا
نہ خیال کرو کہ اس ہمارے کو لوٹ لیا اس مال کا بانا بہت دستور ہے بلکہ بکھو خواجہ نسیم کا بھی مال
واپس کرنا ہو گا اسی میں خیریت ہے کہ خواجہ نسیم کا کل مال اسکو دید و اور فزانی سے تو بہتر کو اب کسیکو
تکلیف نہ دینا اگر تم ہمارا مال اس میرے کہنے پر عمل نہ کرے گا تو بہت بچتا بکھا میں یہ زبردستی
مال لے لوں گا اور اس ظلم و بدعت کی نہاد و نگاہ جو اس نے کہا ہے کہ یہ بیشہ شیران ہے بیان تو کیوں آیا اگر آیا
ہو تو سب لے لیا ہو گا میرے نزدیک یہ بیشہ شیران نہیں ہے بلکہ بیشہ رواہ ہے یہ مال تو تم کیا لو گے
میں خود تمہارے مال پر قبضہ کروں گا اگر انہی بہتری چاہتا ہے تو ہمارے کہنے پر عمل کرنا کھنوں نے کہا کہ واہ
کیا خوب آپ اکیلے سب مال نہ دینگے ہم تو زبردستی لے لینگے دیکھیں بکھو نہیں دیتا ہے ہکو معلوم ہوا کہ تیری
قضا الی ہے اگر دینا ہو تو دے کیوں ہکو تکلیف ہو ورنہ ہم زبردستی کرے ہیں شاہزادے

نے برہم ہو کر فرمایا کہ تم تو کیا لے سکتے ہو اسنے ہلاک کو بلاؤ شاید وہ آکر سے لے تو لے لے ورنہ
بمال نہیں ہو اسکا بھی لے لیتا یہ جو انھوں نے سنا انھیں سوا ایک طرف شاہزادے کے جلاشاہزادے
نے فرمایا کہ کیوں ادھر آتا ہو اسی مقام پر پھر ورنہ بھٹاتے گا اسنے ہلاک کو بلاؤ کہ وہ نہ کرے تو
کیوں اپنی جان کو مفت رایگان کرنا چاہتا ہو اسنے کہا کہ میں ہی کافی ہوں تجھ ایسے بچوں کے لیے
میرا آقا بڑے بڑے معرکوں میں آتا ہو اسکو ننگ عار ہو اور اس کے مرتبہ کے خلاف ہو
کہ وہ بچھے آکر مال لے جبکہ اس کے خادم موجود ہیں ہاں اگر میں نہ لے سکوں تو وہ آگے یہ کلمہ
شاہزادے کی طرف ہاتھ بڑھایا بالاسے کوہ سے سب قزاق مع فولاد کے دیکھ رہے ہیں اور
تقریباً رہے ہیں ادھر اس درہ کو سوا ہزار اسماعیل دیکھ رہے ہیں اور خواجہ اسماعیل ایک طرف عالم حریت میں کھڑا
ہوا دیکھ رہا ہے اور دعا مانجھ و ظفر شاہزادہ کی کر رہا ہے جیسے اسنے اس قصہ سے شاہزادہ کی
طرف ہاتھ بڑھایا کہ مرکب پر سے اٹھا لون جیسے ہی اسکا ہاتھ قرب آیا شاہزادہ نے اسکا ہاتھ پکڑ لیا اور
ایک جھٹکا دیا کہ وہ توتہ کے بھل آ رہا اسکا موندہ کے بھل آتا تھا مرکب پر سے جھک کر ایک
طاہر السامارا کہ اسکا سرتن پر سے آکر کیا تن زمین پر گرا اور تڑپنے لگا یہ حال جو دوسرے نے
دیکھا یہ کہ کچھ چھٹا کہ تو نے بڑا غضب کیا کہ لازم فولاد کو اور میرے ہمراہی کو مارا ایک تو مال نہیں دتا اور
دوسرے اس پر یہ سسر زوری یہ کلمہ شاہزادہ پر تلوار کا وار کیا شاہزادہ نے یہ فرمایا کہ تجھ سے
بزدل کے وار کو گیارہ کون ترے لیے بھی یہی ملتا ہے کافی ہو جیسے تیرا ہمراہی ایک طاہر بن ہلاک
ہوا اسی طور سے تو بھی ہلاک ہوگا یہ فرما کر اسی طور سے مرکب پر پہنچے رہے جیسے اسکی تلوار قرب
آئی پھٹکی دی کہ تلوار پٹ پڑی بند دست پر ہاتھ ڈال دیا اسکی کلائی پکڑ کر جو بائیں ہاتھ سے ملایا ہار بھر پور
پڑا مثل اول کے اسکا بھی سر اڑ گیا یہ بھی گر کر ترے لگا یہ واقعہ فولاد اور دیگر قزاقوں نے دیکھا
اتنی پریشان ہوئے فولاد فوراً ان سب کو لیکر زیر کوہ آیا اور درویش شاہزادہ کے صف باز جھک کر اچھو گیا
خواجہ اسماعیل نے جو یہ قوت اور طاقت دیکھی بہت خوش ہوئے انہو ملک ملک کر دعا کرنے لگے ادھر
وہ لوگ جو درہ کوہ سے دیکھ رہے تھے یہ واقعہ دیکھ کر حیران ہوئے ایک نے دوسرے سے کہا
تمنے دیکھا اسنے جواب دیا کہ کوئی امر عجیب نہیں ہے یہ کمزور موندے مارے گئے کہاں تک قتل کرے گا
ایک نے ایک کے ہاتھ سے مارا جا گیا اگر انھیں سے کسی کے ہاتھ سے نہ مارا گیا فولاد کے ہاتھ سے
تو ضرور قتل ہوگا ادھر یہ لوگ یہ باتیں کر رہے ہیں ادھر جب سب قزاق زیر کوہ آگئے اور صف
باندھ چکے اسوقت قزاقوں نے فولاد سے کہا کہ اگر حکم ہو تو ہم مارا اس سے سب مال و اسباب
لے لیں اور اسنے ہمراہیوں کے خون کا عوض بھی لیں فولاد نے کہا کہ جاؤ یہ حکم دینا تھا کہ ایک نشان
انھیں سے قریب شاہزادہ کے آیا پہلے بہت کچھ سمجھا یا آخر کو جب شاہزادہ لے نہانا تو تلوار نیام سے
لیکر شاہزادہ پر وار کیا شاہزادہ نے تلوار اسکی بھی چھین لی اور گم زخمی میں ہاتھ ڈال کر اسکو اٹھا لیا اور
زمین پر دے مارا کہ نفس زمین ہو گیا طاہر روح نفس خیم سے بھڑک کر قتل کیا اسکا تڑپنا تھا کہ دوسرا
اور ایک کر آیا اسکو بھی شاہزادہ نے قتل کیا گم مہون تلوار اور نیزہ کے اسی طور سے باقی قزاق اور
قتل کیے اکی مرتبہ دو اور آئے شاہزادہ نے ان دونوں کو باہم لکڑا کر ہلاک کیا انھیں سے کسی کی جڑ
سے نہ ہلاک کیا یہ حال جو فولاد نے دیکھا بہت ہی پریشان ہوا اور اپنے ہمراہیوں سے کہنے لگا کہ
یہ بڑا زبردست معلوم ہوتا ہے کہ جو اسکے پاس گیا وہ ہلاک ہوا بدون میرے جانے کچھ ہو گا نام لوگوں سے

زیر ہو گا یہ لکرا اپنے مرکب کو مہر کی اور سامنے شانزادے کے آیا اور بھگارا کہ او جوان تو بہت ستورہ
 میرے کی ملازمن کو تو نے ہلاک کیا اور اپنا مال و اسباب نہ دیا آگاہ ہو کہ میرا نام فولاد آہن خواہ
 قزاقی میرا ہمیشہ سے پیشہ ہے میرے اس صحرا سے کوئی اپنا مال بچا کر نہیں جاسکتا ہے خیریت اسبہین ہی
 کہ اپنا مال و اسباب بھگودیدے اور میری اطاعت کر گو تو نے میرے بڑے بڑے زبردست ملازم
 ہلاک کیے ہیں چونکہ تو بہادر ہے اس سبب سے میں یہ چاہتا ہوں کہ تو بھی میرا شریک ہو ورنہ یاد رکھنا کہ مال
 اسباب بھی بے لونگا اور زبردستی تجکو زیر بھی کر دینگا اور ان سبکے خون کے عوض قتل بھی کر دینگا
 کیا خوب خواجہ نسیم کا حملہ تھی بنگرا آیا ہے میرے مال و لانے کو سمجھنے آج تک کسی مال نہیں پایا لیجئے ہی ہیں
 کہ تیسرے مال دلائیے کبیس اب ساری شیری شورہ بستی نکلی جاتی ہے شانزادہ سے بے جواب میں فرمایا کہ
 زیادہ بہبود نہ یک یہ میدان رزم میں نہ جاسے نرم جو تو تقریر کر رہا ہے بھلا خیال تو کر کوئی بھی ایسا ہوگا
 جو کہ بہادر ہو اور وہ اپنا مال کیلکوا اپنی خوشی سے دیرے جنگ سکے دم میں دم ہوا خون نے جام
 زبردستی لین میرے ہاتھ پانوں میں طاقت تھی میں نے اُسے مقابلہ کیا وہ میرے ہاتھ سے مارے گئے
 نہایت بودے تھے اور تو بھی بودا ہو اور فولاد تو نے یہ نام اپنا بجا رکھا ہے یہ نام تو ان لوگوں کو
 لائق ہے کہ جو جوانمرد و بہادر ہوں وہ یہ نام رکھیں تو زیبا ہے اور فولاد بھر اسے نزل کو یہ نام زیبا نہیں ہے
 تیری تو عجب حرکت دلائی ہے اور خودے پن کی ہے جو کہ قزاقی اور جوری کرے اور پوشیدہ ہو کر فاقو کوٹ
 کر وہ بہادر کب ہے بہادر وہ ہے جو کہ سر میدان سر ہو کر مقابلہ کرے خیر معلوم ہوا کہ تو بڑا بودا ہے یا بہادر
 میں دیکھتا ہوں کہ یہ سب مال و اسباب مجھے تو زبردستی لیلیگا تو آیا ہے سخت بنگرا گرین نے جنگوشل
 موم کے نرم نہ کیا تو اپنا نام نہ پایا اور بہادر نہیں ہوں نہ کبھی بہادری کا نام لونگا میں تو ضرور حمایتی
 بنگرا آیا ہوں اور ضرور تجکو زیر کر کے خواجہ نسیم کا مال و اسباب و لادو دینگا زبان بند کر اور مقابلہ کر قول شاعر
 زبان درکش و تیغ برکش غلاف کہ جائے تلخ نیست اندر مصاف یہ سب فولاد نے نیزہ بنھالا
 اور سینہ بے کینہ شانزادہ کو تاک کر وار کیا اس بہادر نے نیزہ کو نیزہ پر لیا اور خود سے الگ ہوا جیسے ہی
 سنان قریب پہنچی ایک مرتبہ دست زبردست دراز کر کے اس کش بل سے سنان نیزہ پر ہاتھ ڈالا
 کہ سنان کو بکڑ لیا اور جھٹکا دیا کہ نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا نیزہ کو الگ بھینک دیا اور کہا کہ اسی پر
 بل کرتا تھا دیکھا تو نے کہ سمجھنے تیرے حربہ کو کیر کر دیکھا اُسکے ہاتھ سے نیزہ جو چھوٹا اُسکو بہت غصہ
 آیا اور نہایت شرمندہ ہوا گرز فولادی کو اٹھا لیا اور خبردار خبردار کمر و ارکشا شانزادہ نے گرز کو
 گرز پر رکھا جیسے گرز قریب سر آیا فوراً کلمہ عمود پر ہاتھ ڈال دیا معاذ اللہ کلمہ عمود نہ ہاتھ ڈالنا اسی بہادر کا
 کام تھا اور خوب مضبوط بکیر کر اب جو زور کیا گرز کو بھی اُسکے ہاتھ سے جھینک بھینک دیا اور فرمایا کہ اسنی زور
 و طاقت یہ فولاد نام رکھا ہے دیکھ کیسا ہنسنے جگمگ رہا یا ہے کہ ہمارے روبرو مثل موم خام کے ہو گیا وہ اور
 شرمندہ ہوا اُسکے ہمراہی یہ واقعہ دیکھ کر باہم کہنے لگے کہ یہ جوان فولاد کا بنا ہوا ہے ان قلعے قزاقوں کو مارا ہوا
 حربہ کے ہمارے آقا و افسر کے بھی حنون کو بدون حربہ پرورد کے ہوئے تھیں لیکن اندونہ قلعے کے حربہ
 بکیر کچھ دگرگون طور معلوم ہوتا ہے آجنگ بڑے بڑے بہادر لشکر لکیر آئے ہمیشہ ہمارے آقا کا بھڑ
 ہوئی لاکھوں کا لشکر لوٹ لیا ہزاروں قافلہ قارت کے گئے مگر کبھی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا یہ لوگ تو یہ تصدق
 کر رہے ہیں اُدھر ہمایون خواجہ نسیم نے جو یہ رنگ دیکھا ایک نے دوسرے سے کہہ کر سمجھنے دیکھا
 جوان نے فولاد کے ہاتھ سے نیزہ بھی چین لیا اور گرز بھی واقعی صیادہ کہتا تھا و بسیاری شکلاتہ تو

ہر کوئی یقین ہوا کہ یہ غالب آئیگا اور یہ کلام کر رہے ہیں خواجہ نسیم یہ حالت دیکھ کر دل میں بہت خوش ہوا
 ہوا اور کہتا ہوں کہ خداوند کریم اس جوان کو ہر آفت سے بچائے بڑا بہادر ہے اور قولاً و فعلاً جب دیکھا کہ سر
 ہاتھ سے گزرنے لگی تھیں لیا بہت غضب ناک ہو کر تلوار میان سے لی یہ معلوم ہوا کہ غار سے اثر درخوئی اڑا تھا
 وہاں نیام پر اثر در کا گمان ہونے لگا خردار کھڑو وار کیا شاہزادہ کی آنکھ دھار تلوار سے لڑی ہوئی تھی
 جیسے تلوار قریب سر پہنچی دستا نہ مارا کہ تلوار پٹ پڑی تلوار کا پٹ پڑنا تھا کہ کھانی پھر کر ہاتھ قبضہ کر لیا
 اور قبضہ پر اسنا قبضہ کیا جیسے ہی قبضہ پر ہاتھ پڑا چالاک کو کام فرمایا دوسرا ہاتھ گزرنے میں ڈالا اور خوب
 مستحکم ہو کر گزرنے کو زور کیا وہ تو تلوار کے چھڑانے میں مصروف تھا انھوں نے زور کر کے اسکو صدر
 زمین گتے اٹھا لیا اور تلوار بھی اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی بس مرکب پر سے اٹھا کر سر سے بلند کر لیا اور
 گزرنے دیا کہ ساری فولاد خواری فراموش ہو گئی شبیب فراد عالم نظر آنے لگا ظالم نے سرکشی و فزائی کی
 خوب نر ایالی شاہزادہ نے گرد سر حرج دیکر قصد کیا کہ زمین بہاروں کے اسکے استخوان ریزہ ریزہ ہو جائے
 اور اسکے ہر ای کے فزافون نے جو یہ واقعہ دیکھا اسکے سب تلوار بن لیکر چلے شاہزادہ نے انکو اپنی طرف
 آتے ہوئے دیکھا فرمایا کہ اگر کھنے اور قدم اٹھایا میں تو فولاد کو اس طوف سے زمین پر مارا کہ پھر یہ سانس بھی نہ لیا
 فوراً ہلاک ہو جائیگا اگر تم یہ چاہتے ہو کہ تمھارا آقا ہلاک ہو اور زندہ نہ بنے تو سون سے میری طرف آؤ
 میں تم سے بھی لڑنے کو موجود ہوں یہ سننا تھا کہ وہ تم کے پاس خیال سے کہ باعث ہلاکت اپنے آقا کے ہم
 ہونے اور ہر ایوں خواجہ نسیم نے جو یہ واقعہ دوسرے دیکھا اسکے سب خوش ہو گئے اور تعریفیں کرتے
 ہوتے دوڑ کر خواجہ نسیم کی اسی مقام پر توجہ شکر ادا کیا فولاد نے جو دیکھا کہ یہ جوان اب مجھ کو زمین پر مار لگا ہوا
 دم نکل جائیگا سوائے موت کے اسکو دوسری شے نظر نہ آئی نہ کوئی صورت مفرد کھائی دی اسنے اسطالت
 میں خیال کیا کہ ایسے بہادر کی اطاعت کرنا باعث نام آوری ہو واقعی یہ جوان بڑا بہادر ہے یہ دل میں خیال
 کر کے فولاد نے کہا کہ اگر جوان امان دے میں نے تیری اطاعت کی جسکو بہادر سر سے بلند کرتے ہیں پھر
 اسکو خاکے لت پٹ نہیں کیجئے میں عزت دیکر ذلت نہیں دیتے ہیں شاہزادہ نے فرمایا کہ امان دو شہر طوں سے
 لیگی اول تو باطل پرستی ترک کر خداوند کریم کو پہچان پیدا کر کے والے لقا کیا گیدی تھا جو دھما
 من بیٹھا تھا وہ بھی منہ دھتھا اپنی کو خدا کہلوا یا اور شیطان کے بہکانے سے مرتد ہو گیا خدائی کا دعویٰ کیا
 مشہد ک اختیار کیا دوسری شرط یہ ہے خواجہ نسیم کا کل مال و اسباب جو کہ لوٹ لیا ہو دیدے اور فزائی
 سے توبہ کر تو میں امان دیتا ہوں ورنہ امان پانا تکمال ہی سیکر اس امر میں قیل و قال کر رہے فولاد نے عرض
 کیا کہ میں نے آپکا فرمانا قبول کیا ہے جو امر اور بہادر کی محکوم تھی میں نے دلیا ہی ایکو یا یا میری
 خواہش دلی پورنی ہوئی میں نے لقا پرستی ترک کی دین اسلام قبول کیا خواجہ کا کل مال و اسباب بھی
 دو لگا فزائی سے توبہ کی شاہزادہ نے سماعت فرما کر فولاد کو آہستہ زمین پر رکھ دیا وہ اٹھ کر اور دوڑ کر
 قدموں پر گر کر کاب کو بوسہ دیا شاہزادہ نے اسکو کلمہ تعلیم فرمایا وہ کل پڑھ کر مسلمان بصدق دل ہوا
 اسکے بعد اسنے اپنے ہر ایوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ میں نے اس جوان کی اطاعت اختیار کی دین
 اسلام قبول کیا لقا پرستی ترک کی اسنے دل میں عہد کیا تھا کہ جو مجھ کو زیر کرے لگا میں اسکی اطاعت کرونگا ہر
 عہد کے موافق ہوا لہذا تم بھی دین اسلام قبول کرو اور اس جوان کی اطاعت کرو اگر اسکے خلاف ہو تو بہانے
 سے چلے جاؤ میرے پاس تمھارا کچھ کام نہیں ہے میں نے فزائی سے توبہ کی یہ جو فولاد نے کہا سب سے بیکار کے
 کہنے اس جوان کی اطاعت اختیار کی دین اسلام قبول کیا فزائی سے توبہ کی ہم آپکا ساتھ نہیں

سکتے ہیں شاہزادہ سبزوئی کو بھی کلمہ پڑھایا وہ بھی از سر صدق مسلمان ہوئے خواجہ نسیم و دیگر
 قدموں پر گرا شاہزادے نے گلے سے لگایا اسے بہت تعریف کی لاکھوں دعائیں دین سب ہمراہیان خواجہ
 نسیم بھی حاضر ہوئے عذر کرنے لگے شاہزادے نے انہیں بھی مہربانی فرمائی فولاد شاہزادہ و خواجہ
 نسیم و اسکے ہمراہیوں کو لیکر مع اپنے ہمراہیوں کے بالائے کوہ آیا شاہزادہ کو مقام صدر پر بٹھایا
 نام و گلشن دریافت کیا شاہزادے نے سب واقعہ بیان کیا اور فرمایا کہ میں شکار کو نکلا تھا ایک
 ہرن کے نقاب میں ادھر آ نکلا چونکہ تم لوگوں کے مقدر میں خدا پرست ہونا تھا میں کیونکر نہ آتا شکر ہوا سکا
 کہ تم لوگ دائرہ اسلام میں آئے اب خواجہ نسیم کا مال و اسباب دو اور اسکو رخصت کر دتا کہ
 وہ اپنی راہ لے اور میں اپنے لشکر کو جاؤں فولاد نے عرض کیا کہ اب میں آپ کے قدم مبارک کو
 ترک نہ کروں گا آج آپ کی اور خواجہ کی دعوت کیوں توکل خواجہ کو رخصت کروں گا اور میں آپ کی رکا سب عادت
 انتساب کے ہمراہ مع اپنے ہمراہیوں کے آپ کے لشکر فیر ذری اثر میں چلوں گا اور ہمیشہ آپ کی خدمت
 میں مثل ادنیٰ خادموں کے اپنی کسر کروں گا ایسا آقا و سرپرست کہاں ملے گا شاہزادے نے بہت
 انکار کیا فولاد نے اصرار کیا آخر فولاد نے عرض کیا کہ آپ کے مذہب میں رد دعوت نہیں کرتے
 ہیں پھر آپ کیوں انکار فرماتے ہیں یہ سنکے شاہزادہ ناچار ہو گیا فولاد نے دعوت کا سامان کیا بٹ
 تکلف سے شاہزادہ کی مع خواجہ نسیم و اسکے ہمراہیوں کے دعوت کی اس بھر طلبہ قصہ سرود کا راستہ بنا
 رہا دوسرے دن فولاد نے خواجہ نسیم کا کل مال و اسباب جو کہ لوٹا تھا بلکہ اس میں کچھ اپنی طرف
 سے اضافہ کر دیا اور خواجہ سے کہا کہ اب تو آپ خوش ہو گئے آپ نے بڑا کام کیا آپ میرے محسن ہیں میرے
 اوپر آپ نے احسان کیا کہ مجھ کو عذاب آخرت سے نجات دلائی راہ ہدایت پر میں آپ کی بدولت
 آیا نہ آپ آقا کو ادھر جاتی بنا کر لاتے نہ مجھ کو بدلت کو میں حاصل ہوتی اسی طور سے مبتلائے ضلالت
 رہتا مرنے کا مقام میرا جہنم ہوتا میں آپ کی اس مہربانی و عنایت کا شکر ادا نہیں کر سکتا ہوں خواجہ نسیم نے
 جواب دیا کہ یہ میرا کام نہیں ہے بلکہ تجھ سے مقدر میں دائرہ اسلام میں آنا تھا وہ ظہور میں آیا اور میں تم سے
 بہت خوش ہوں یہ لکھ شاہزادے سے رخصت ہو کر مع اپنے کل مال و اسباب کے ہمراہیوں کے
 شاہزادے کو دعا مان دیتا ہوا طرقت اپنی منزل مقصود کے روانہ ہوا بعد جانے خواجہ نسیم کے شاہزادے
 نے فولاد سے فرمایا کہ اے فولاد اب تم بھی سامان چلنے کا کرو کیونکہ وہاں میرے لشکر تین گیارہ غزوا
 رفتا میرے لیے پریشان ہوئے آئے دست بستہ عرض کیا کہ حضور راج اور توقف فرمائیے کل یہ
 غلام ضرور آپ کے ہمراہ چلیگا شاہزادے نے فرمایا کہ اچھا آئیں بھی فولاد نے دعوت کی اور
 اپنے ہمراہیوں کو سامان سفر درست کرنے کا حکم دیا وہ لوگ سامان سفر درست کرنے لگے وہ دن اور
 رات تمام پہنچ کر صبح کو شاہزادے نے فولاد سے فرمایا کہ آج ضرور چلنا آئے عرض کیا کہ یہ غلام آج سہ پہر کو
 ہمراہ رکاب ضرور چلیگا حضور اطمینان رکھیں یہ عرض کر کے سامان سفر کرنے لگا شاہزادہ بالائے قلعہ
 اگر بیٹھا فولاد بھی موجود ہی ملازم سامان سفر کر رہے ہیں فولاد کے برکار سے بہت سے ادھر ادھر بھلے
 رہتے ہیں جدھر جدھر سے لشکر وغیرہ و قافلے آتے ہیں وہ آکر خبر دیتے ہیں یہ جا کر لوٹ لاتا ہے یہ پہنچتا
 ہوا شاہزادے سے کلام کر رہا تھا کہ چند برکارے حاضر ہوئے انھوں نے آکر خبر دی کہ ایک لشکر خدا
 بہت بڑا قریب نوا کھ کے مشرق کی طرف سے آتا ہے بادشاہ اس لشکر کے ہمراہ ہیں بڑا مال و سامان
 ہے چلیے اس لشکر کو لے بیٹھتے ہیں کچھ اچھا آئیگا فولاد نے یہ سن کر شاہزادے کی طرف دیکھا اور اسے کہا

کہ سمجھنے اس نعل کو ترک کیا اور توبہ کی مردم آزاری سے اور آپ کی قدموں کی برکت سے ہاتھ اٹھایا آپ نے
اگر مجھ کو مسلمان فرمایا اب ہم کو کیا لشکر آتا ہے تو آنے دو وہ ہر کار سے یہ شکے چلے گئے فولاد نے شانہ زاد سے
سے عرض کیا کہ اگر حضور نہ توبہ کر لیتے تو میں ضرور جا کر اس لشکر کو تباہ کرنا ہر کار سے بیان کرتے تھے کہ بڑا
مال و اسباب ہے کئی خزانے بھی ہمراہ ہیں غلہ بھی ہے مگر مجبور ہوں یہ شکے شاد سے فرمایا کہ ای فولاد
جس طور سے تم توڑتے تھے اور قزاقی کرتے تھے یہ طریقہ بالکل نامردی اور بودے ہے کاغذ
اگر تم کہو تو تم کو تباہی لشکر کے لوٹنے کا دکھا دیں گے سننا ہے کہ جو لشکر آتا ہے خدا پرستوں کا ہے نہ معلوم کہ جھوٹا
ہے اور کہ حرم سے آتا ہے میرا جی چاہتا ہے کہ ان لوگوں کو اپنا مطیع کر دیں پس تم اپنے ہمراہیوں کو حکم دو
کہ وہ آراستہ ہوں اور ایک نقاب بچکر لا دو کہ میں موندہ پر ڈال کر لشکر پر گروں مگر اس امر کا خیال
رہے کہ نہ تو کوئی اہل لشکر سے قتل ہو نہ انکا مال ضائع ہو صرف انکو سبک کرنا اپنا مطیع کرنا ہے بلکہ تم میں سے
کوئی مقابلہ کو نہ نکلتے میں خود میدان میں جا کر جو افسر و سپہ سالار ہوں گے انکو زیر کر لوں گا تمھاری ضرورت بھی نہو گی یہ
بھی تم اپنے ہمراہیوں سے کہ دو فولاد نے اسی وقت سبکو طلب کیا اور حکم سے شانہ زاد کے آگاہ کیا اور کہا
کہ سب مسلح و مکمل ہو اور فولاد نے ایک نقاب سبلا کر حاضر کی شانہ زاد نے وہ نقاب موندہ پر ڈالی
اس خیال سے کہ وہ بھی مسلمان ہیں اور میں بھی مسلمان ہوں ایسا نہ ہو کہ وہ مجھ کو مسلمان کیجکر مقابلہ کریں
تو پھر کچھ نہو گا یہ بھی شانہ زاد نے دل میں خیال کیا تھا کہ یہ لشکر خدا پرستوں کا ہے ضرور ملک بدیع الملک
جاتا ہے اسکو راہ میں روک کر اپنا مطیع کر دو کیونکہ تمھارے پاس اور سب تو سامان صاحبقرانی ہے لشکر خیر
ہے لشکر جمع ہو جائے تو پھر پسر بدیع الملک چلو اور بدیع الملک سے مقابلہ کرو تاکہ کچھ تو لطف بہادری
اٹھے اور بدیع الملک کو معلوم ہو کہ دست چپ والوں نے یہ شوکت ہم کی جو کہ میرے پاس نہیں ہے اور
دست چپ بہادری اور لائق صاحبقرانی ہیں جاہ صاحبقرانی انھیں برزیا ہے ایسے اے اللہ خیال کر کے یہ قصد کیا ہے
نقاب ڈالکر اور مسلح اور مکمل ہو کر مرکب پر سوار ہوئے اور فولاد بھی اور اسکے ہمراہی بھی سب تیار ہوئے
شانہ زاد نے ان ہر کاروں کو طلب کیا اور فرمایا کہ چلو مجھ کو بتا دو کہ وہ لشکر کہہ رہا ہے وہ دھوکے آگے ہے
شانہ زاد نے پودا باک کا لیا روانہ ہوئے جدھر سے لشکر آتا تھا ناظرین آگاہ ہوں کہ وہ ینون لشکر ہیں کہ جنگ
بادشاہ زردمان تاجدار و زرنکار شاہ و خورشید ملک گریں جنگو سوارہ ثانی لیکر طرف بیشہ
مصرف فیہ کے جاتا تھا ینین عرض کر چکا ہوں کہ یہ ینون بادشاہ ہم ہو کر حسب لطلب رستم ثانی وغیرہ کے
چلے ہیں چونکہ راستہ دشت مصرف فیہ کا ادھر ہی سے ہے اسی طرف جاتے تھے کہ ہر کاروں نے دیکھا
فولاد کو خبر کی فولاد مسلمان ہو چکا تھا تو یہ کہ چکا تھا خاموش ہو رہا تھا مگر شانہ زاد نے وہ خیال
کے اور فولاد سے یہ کہہ کر کہ چلو تمکو لوٹنے کا تمنا شاید دکھا دیں اسکو ہمراہ لیا اس لشکر کی طرف چلا وہ
لشکر بلا خوف و خطر قطع منازل و طر مرا حل کرتا ہوا چلا آتا ہے جہاں پر منزل کرنے کا موقع ہوا منزل کی درخ
منزل نہ کی تعجب اسقدر ہے کہ دو منزل و دو منزل کرتا ہوا آتا ہے ادھر سے یہ لشکر چلا آتا ہے ادھر سے شانہ
بارہ ہزار قزاقوں کو لے ہوئے اس لشکر کی طرف جاتا ہے تھوڑی دیر کی محنت کہ ایک میدان وسیع میں پہنچے
کہ گرد و غلیم بلند ہوئی شانہ زاد نے اس گرد کو دیکھ کر فولاد سے فرمایا کہ اسی مقام پر صفت بندی کرو
دیکھو وہ لشکر آتا ہے یہ گرد اسی لشکر کی ہے فولاد نے اس طور سے اپنے قزاقوں کو کھڑا کیا کہ جو راستہ لشکر
کے جانے کا تھا وہ روک لیا سب نے تلواریں برہنہ کر لیں اسی طور سے کھڑے ہوئے اگر جیسے لوٹنے کا
طریقہ ہوتا ہے فولاد لشکر کو آراستہ کر کے پاس شانہ زاد کے آکر کھڑا ہوا جب دامنہ گرد کا شکار ہوا

اُس سے نشان لشکر پیدا ہوئے کہ چنبر تعریف خداوند کریم مرقوم تھی وہ نشان لشکر فیلان مست ستر
اُنکے عقب میں جلوس سواری تھا پیش روان لشکر نے دیکھا کہ جدھر ہم جاتے ہیں جو ہماری راہ ہو
اسی طرف قزاق راہ رو کے کھڑے ہیں ترہنہ تلوار میں لیے ہوئے ایک نقابدار اُن قزاقوں میں ہے کہ وہ
سکے آگے مرکب پر سوار کھڑا ہے اور ایک پہلوان قوی پہلے کے پہلو میں ہے یہ واقعہ دیکھا پیش روان
لشکر اُسی مقام پر ٹھہر گئے اس خیال سے کہ اگر ہم آگے جائیں تو مقابلہ ہوگا گشت و خون کی نوبت آسکی
انجو بادشاہوں کو اس حال سے آگاہ کرین اگر وہ حکم آگے بڑھے گا دین تو بڑھیں ورنہ جیسا وہ حکم قزاق
اُنہیں عمل کرین مگر یہ لوگ طریقہ سے کھڑے ہوئے تھے کہ میدان جنگ کا فاصلہ درمیان چھوڑ کر جو کہ پیش روان
لشکر تھا اور سبکا افسر تھا اُسے ہر کاروں کو طلب کیا اور کہا کہ خبر لولاؤ ان لوگوں نے کون ہماری راہ
رو کی ہے اور یہ لوگ کون ہیں اُنکا نشان کیا ہے وہ ہر کار سے اس لشکر میں آئے اور قریب لشکر ہو چکے دریا
کیا کہ تم سبکا افسر کون ہے اہل لشکر فولاد نے کہا کہ سہا افسر و آقا جو کہ نقابدار موندہ پر نقاب ڈالے
ہو وہ ہے اور ہم سب سے آگے کھڑا ہے وہ ہر کار سے شانزادے کے قریب آئے اور کہا کہ سہا افسر نے کیا
کیا ہے کہ آپ کون لوگ ہیں اور آپ نے جو ہماری راہ رو کی ہے اس سے کیا نشان ہے شانزادے نے فرمایا
کہ یہ لوگ قزاق ہیں اور ہم نے راہ اس نشان سے رو کی ہے کہ ہلکے ہمارے مجھوں نے خبر دی ہے ایک
لشکر کثیر آتا ہے اہل اسلام کا قریب نولا کھ کے یہ مال و اسباب و غلہ و خزانہ بھی بہت ہمراہ ہے ہم سب
لوٹنے کو آئے ہیں اس سبب سے راہ رو کی ہے کہ ہم لوٹنے کے جا کر اپنے افسر سے کہہ دو کہ فریت اسی میں
ہے کہ سب مال و اسباب ہمارے حوالے کرے اور خود جدھر چلی جائے وہاں ہم ضرور لشکر کو ٹوٹ
لینے وہ ہر کار سے آگے اپنے افسر کے پاس آئے اور سب حال بیان کیا اسنے کہا کہ جا کر کہہ آؤ کہ ہم
مالک لشکر نہیں ہیں بلکہ ہر اول لشکر ہیں جو کہ مالک لشکر ہیں وہ عقب میں آتے ہیں اسقدر تامل کر دو کہ
وہ آجائیں جائے وہ مال و اسباب نکلے خوشی و دین جائے وہ مقابلہ کریں اور ہم لوگ لوٹ لو ہر کاروں نے
یہ آکر کہا شانزادے نے جواب دیا کہ اچھا مگر یہ بھی آسنے کہلا بھیجا تھا کہ ہلکے راہ دیدو تاکہ ہم نکلیا میں
اسکا یہ جواب دیا کہ یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم نکلے جانے دین ہر کاروں نے جا کر کہا اُسے کیا میری کیا ایک مقام
معتقل دیکھا ہے راتب وغیرہ اور فیلان نشان کو قریب سے قائم کیا اور جلوس سواری آنا گیا اسطرف
وہ قریب سے قائم کرتا گیا یہاں تک کہ آمد لشکر کی شروع ہوئی شانزادے نے ملاحظہ فرمایا کہ ہر ایک
سوار و پیادے زرد و زری وردیان پہنے ہوئے چلے آتے ہیں اُنھوں نے یہ جو دیکھا کہ ہمارے
پیش روان لشکر ایک طرف صفت بستہ کھڑے ہیں اور جدھر کو جاتے والے ہیں اُدھر قزاق راہ رو کے
کھڑے ہیں اُن سواروں اور پیادوں نے جو افسر پیش روان لشکر سے دریافت کیا تو اُسے سب حال بیان
کیا وہ سوار و پیادے اُسی میدان میں طریقہ سے صفت بستہ ہو گئے اب لشکر نے لگایا یہاں تک
شانزادے نے دیکھا کہ ایک تخت پر تین بادشاہ سوار ہیں وہ تخت قلب لشکر میں ہے گرد و پیش اُس تخت
تخت کے سرداران نامی مرکبوں پر سوار اسلحہ میں از سر تا پا عرق عقب ہیں لشکر بیٹھا رہا آنا ہے عقب
لشکر اور سبکدان عہد ہر داری بازاریں و خزانہ بھی وسط لشکر میں ہے شانزادہ دیکھ رہا ہے اُدھر جب اُن
بادشاہوں نے دیکھا کہ ایک طرف تمام جلوس سواری کھڑا ہے اور ہمارے لشکر کے سوار و پیادے
صفت بستہ کھڑے ہیں حکم دیا کہ تخت روک لیا جائے اب جو نگاہ دوڑا کر دیکھا تو یہ نظر آیا کہ ہمارے
لشکر کے مقابلہ میں ایک مختصر لشکر قزاقو تھا تلواریں علم کیے ہوئے کھڑا ہے اور ایک جوان نقابدار

اور ایک پہلوان قوی تن اس کے برابر اور ان کے آگے مسلح و مکمل کھڑا ہو کر کب پر سوار جب ساری
 قریب پہنچی تو ایک بادشاہ نے دوسرے بادشاہ سے کہا کہ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے لشکر
 کی راہ قزاقوں نے روکی ہے اس غرض سے کہ خزانہ وغیرہ لوٹ لیں خیر یہ جاسے کہاں ہیں انکو اس راہ
 کے روکنے کا حال معلوم ہو جائیگا یہ کہہ کر حکم دیا کہ افسر پیش روانہ لشکر کو حاضر کرو اور کل لشکر کو اس مقام پر
 صف بندی کا حکم فرمایا وہ تمام لشکر اسی میدان میں صف بستہ ہو گیا لشکر تھا کہ سمندر آیا تھا صفوں پر لشکر
 کی موجودگی کے دریا کا گمان ہوتا تھا کہ سو دن تک وہ لشکر صف بستہ ہوا تھا جب صف بندی ہو چکی
 جو بار دن نے پھر کہ افسر پیش روانہ لشکر سے کہا کہ تمکو بادشاہ طلب فرماتے ہیں وہ خود حاضر
 ہونے کا قصد کر چکا تھا یہ حکم سننے ہی خدمت بادشاہوں میں حاضر ہوا ادھر شاہزادے نے لشکر کو جو دیکھا
 تو مثل سور و بخ کے پایا مگر کچھ بھی ہراس نہ کیا دو سبب تھے ایک تو یہ تھا کہ یہ شاہزادہ کو معلوم ہو چکا
 تھا کہ یہ لوگ مسلمان ہیں انکا قتل خود شاہزادے کو منظور نہ تھا جو کثرت کا خیال ہوتا صرف جنگ و انتقام ہی
 دوسرے دیوان فاف کے لشکروں سے مقابلہ کیا دیکھا کہ خوف ہوتا شاہزادے نے جواب دیا
 اٹھا کر دیکھا تو لشکر میں ہر جوان کو ہبسا در اور منجملہ دیکھا کہ جو یہ وہ بہادر معلوم ہوتا ہے اور بادشاہوں
 بھی بہادر و جری پایا آثار شجاعت ان کے رخو نہ تھا اور دیکھا کہ جو سردار اور افسر گرد و پیش تخت میں وہ
 جری و بہادر معلوم ہوتے ہیں چہرہ ان سے ان کے شجاعت آشکارا ہر خصوصاً ایک جوان کم سن خود بخوبی ہوسے
 طرف تخت شاہی کے ہر تاج سر پر رکھے ہوئے تمام آلات حرب و ضرب سے آراستہ وہ بہت منجملہ معلوم
 ہوا ہر مرتبہ شاہزادے کی نگاہ اس پر پڑتی تھی یہ دیکھ کر شاہزادے نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر یہ لوگ
 میرے مطیع ہوں تو کیا معقول لشکر ہو اور کیا جوان ہیں انھیں بادشاہوں میں سے کسی کو اپنے لشکر کا بادشاہ
 کر دینا شاہزادہ تو یہ خیال فرما رہا ہے ادھر کن بادشاہوں نے جب وہ افسر حاضر ہوا اس سے دریافت
 کیا کہ یہ کون لوگ ہیں کہ جو راہ روئے کھڑے ہوئے ہیں اسنے عرض کیا کہ میں نے جو دریافت کیا تو معلوم
 ہوا کہ یہ قزاق ہیں اور انھوں نے اس قصد سے راہ روکی ہے کہ ہم خزانہ وغیرہ سرکاری لوٹ لیں میں نے
 پیام بھیجا تھا کہ ہلکو جانے دو راہ نہ روکو تو جواب دیا کہ سب خزانہ وغیرہ مال و اسباب ہلکو دینا اور تم چلے جاؤ
 اگر نہ دو گے تو ہم زبردستی تم کو قتل کر کے لوٹ لینگے جب میں نے یہ سنا تو کہلا بھیجا کہ اسقدر ٹھہر جاؤ
 کہ ہمارے بادشاہ ابھی تشریف نہیں لائے جسوقت وہ آجائیں تمکو اختیار ہے یہ سنا تھا کہ ان بادشاہوں
 کو بہت غصہ آیا اور برہم ہو کر کہا کہ ان قزاقوں کی یہ جرأت و لیاقت و حقیقت ہے کہ ہم سے خزانہ طلب کرتے
 ہیں اور لشکر کے غارت کرنے کا قصد رکھتے ہیں خیر دیکھا جائیگا یہ کہ اسکو رخصت کیا اور زمانہ جاری
 تے تو مان تا حد اس سے کہا کہ ای فرزند تم ان قزاقوں کے افسر کے پاس جاؤ اور انکو ہمارے
 حال سے آگاہ کرو اگر ان جائیں تو خیر ورنہ انکو اس حرکت کی نرا دیجائے یہ سننے تو مان تا حد اسنے
 اپنے پری پیکر کو مہر کر کے صف سے نکلا اور اپنے لشکر کو طح کر کے طرف لشکر شاہزادے کے چلا
 شاہزادے نے دیکھا کہ وہی جوان جو دہنی طرف تخت کے مرکب پر پیکر پر سوار کھڑا تھا اسنے لشکر
 سے نکل کر میری طرف آتا ہے وہی جوان وضع ار معلوم ہوتا ہے یہ فولاد سے فرمایا فولاد نے عرض کیا کہ
 میں خیال کرتا ہوں کہ کچھ پیام لاتا ہے شاہزادے اور فولاد میں یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ تو مان اگر
 پہنچا تو مان نے جو نقابدار سبزیوں کی طرف نگاہ کی باوجودیکہ نقاب رخ انور پر پڑی ہوئی تھی
 مگر ایسا رعب و داب سا طع و لامع تھا اور وہ دبہہ تھا کہ مبیاختہ تو مان کا ہاتھ سلام کو اٹھ گیا

نقادار نے بھی جواب سلام دیا تو مان مقابلہ میں نقادار کے مرکب روک کر کھڑا ہو گیا اور شکر
عوضہ تک دیکھا کیا بعد اسکے کہا کہ ای نقادار میں آگے پاس اس غرض بھیجا ہوا بادشاہان لشکر کا ایسا
انھوں نے دریافت کیا ہے کہ آپ نے ہمارے لشکر کی راہ کیوں روکی ہو کیا سبب ہے ہمارے
آپ ہمارے نشان کرتے ہیں ہمارا وہ نتیجے کہ ہم چلے جائیں ایک ضرورت سے جاتے ہیں ہمارے
اس روکے کا انجام خراب معلوم ہوتا ہے نقادار نے جواب دیا کہ پہلے تم بتاؤ کہ کہاں جلتے ہو اور لشکر
کہہ رہے آتا ہے اور تمھارا کیا نام ہے اور ان بادشاہوں کا کیا نام ہے تو مان نے جواب دیا کہ میں نے
سوال کیا آپ نے جواب کیا دیا نقادار نے جواب دیا کہ جب تک تم یہ نہ بتاؤ گے اس وقت تک
ہم اپنا نشانہ ظاہر کر سکتے تو مان مجبور ہوا اسنے کہا کہ ہلوگ شہر زرین حصار و زرنگار و منوچہر سے
آئے ہیں انہیں ایک بادشاہ زرین حصار کا ہے اسکا نام زردمان تاجدار ہے اور ایک بادشاہ زرنگار
کا ہے اسکا نام زرنگار شاہ ہے اور ایک بادشاہ کا نام عورشید ملک گروہ ہے فرزند منوچہر شاہ
بادشاہ منوچہر کا اور میرا نام تو مان تاجدار ہے زردمان تاجدار ہے ہم سب طرف دشت مفرقہ
کے جاتے ہیں اب آپ اپنا نشانہ ظاہر فرمائیے کہ آپ نے کیوں راہ روکی ہو شانزادے نے یہ جو
سنا اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ تو وہ لشکر ہے اور وہ بادشاہ ہیں کہ جنگو عروج و والد بزرگوار نے
بذریعہ سیارہ ثانی کے طلب کیا تھا پڑی خرابی ہوئی ہے کہ یہ لشکر تو ہمارے ہی پاس جاتا ہے
اور ہم اس لشکر سے مقابلہ کو آمادہ ہوئے ہیں خیرا بتو جو کچھ ہوا وہ ہوا اچھا ہے کہ ان لوگوں پر بھی ایسی
شوکت و قوت ظاہر ہو جاگی یہ دل میں سوچ کر کہا کہ ای جوان ہلوگ قزاق ہیشہ ہیں ہمارا یہ طریقہ ہے
جو قافلہ یا لشکر ادھر سے جاتا ہے اسپر اگر گرتے ہیں اور راہ روکتے ہیں اگر آسنے ہمارے کہنے سے اپنا
مال و اسباب ہمو دیا تو خیر ورنہ ہم اسکو قتل کر کے سب مال و اسباب لوٹ لیتے ہیں چنانچہ ہم نے
اس لشکر کی آمد نشانی اور یہ سننا کہ خزانہ وغیرہ بہت ہے بس ہم نے اگر راہ روکی خیریت اسی میں ہے کہ
مال و خزانہ وغیرہ ہمو دیا اور ہم مع لشکر جدھر جاتے ہو چلے جاوے کچھ تعرض نہ کرینگے اگر یوں نہ دے
تو ہم زبردستی چھین لینگے بیکار اہل لشکر کا خون ہم سب کے سر پر ہو گا آئندہ ہمو اختیار ہے یہ جو نقادار
نے کہا تو مان نے سننا بہت ناگوار ہوا اور برہم ہو کر کہا کہ ای نقادار یہ تمھارا خیال خام اور تصور نام
ہے اس لشکر کی طرف کوئی کج نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا ہے اگر رستم و اسفندیار بھی قبر سے اٹھ کر آئیں
اور وہ قصہ کریں تو وہ بھی غارت ہو جائیں تم قزاقوں و مکاروں کی کیا مجال اور کیا لیاقت ہے
تم اس لشکر کو لوٹ سکو یا اس لشکر کے مال و خزانہ کو ہاتھ لگا سکو یہ لشکر ان شیران و شہنشاہ
و نہربران میدان ہمایا کا ہے کہ جو گل گلشن صاحبقرانی اور مرغ شجر صاحبقرانی رونق لشکر مسلمانان و نصرت لشکر
خدا پرستان روح و جان صاحبقران زینت مسند شہریاری فروغ لشکر صاحبقرانی زمیں بارگاہ
سلیمانی ہیں جن لوگوں کی ذات نیک صفات سے دین اسلام کو ترقی ہوئی ہے جن شیران و شہنشاہ
کے زور و طاقت کی سکے پردہ دنیا سے لیکر پردہ قاف تک دلوں پر بہادریوں کے پڑے ہوئے ہیں جنکے نام
سے شیران و شہنشاہ دغا کو تپ و لرزہ چڑھتا ہے جنکے نام سے بہادریوں کے ہاتھ سے تلواروں کے قبضہ
چھوٹ جاتے ہیں شیروں کے جگر نعرہ کی صدا سے شوق ہو جاتے ہیں جن بہادریوں کے زور و طاقت
کی جھنڈے از سرودہ دنیا تا پردہ قاف گڑے ہوئے ہیں جن شجاعوں کی نہیب شمشیر سے آئینہ اسلام
چلا ہوئی جن بہادریوں کے آئینہ تلوار میں ہمیشہ فتح و ظفر کی صورت دکھائی دیتی تھی مگر ظفر ایک ادنیٰ

کنز و نصرت ایک خادمہ شہادت خانہ زاد نوٹھی ہو چکی رکاب سعادت انتساب کو اقبال و جلال ہاتھوں سے
تھامے ہوئے مثل ادنیٰ غلاموں کے دوڑتا ہی جو کہ سراج شجاعان جہان ہیں جو کہ شیران دشت شہادت
و نہنگان دریائے سطوت و صولت ہیں اسی قزاق آگاہ ہو کہ یہ لشکر صاحبقران قاف و نقابداران قاف
کا ہو اور انکی خدمت میں جاتا ہی کیوں اپنی قضا ملتا ہے ہو کہوں شامت الیٰ ہی جو اس لشکر کے روکنے اور
لوٹ لینے کا ارادہ رکھتے ہو اگر ان شیران و خاکو خبر ہو جائیگی تو وہ اگر تمھاری قوم تک کو قتل کر ڈالینگے
ایک کو زندہ بچھوڑینگے تمھارے قلعہ تک کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر خاک ساہ کر دینگے سم بادیاں
سے تمھارے قلعہ کی خاک تک اڑا دینگے اور قلعہ کو منہدم کر کے اُسے خرد نکال چلا دینگے تم اس لشکر
سے مقابلہ کرنا اور اس لشکر کا لوٹنا اور روکنا آسان خیال کرتے ہو بہت مشکل ہی کیوں اسنے کہ درطہ
ہلاکت میں ڈالتے ہو کیوں اسنے کہ دریائے مصیبت میں مبتلا کرتے ہو تمھاری کشتی حیات اس خشکی میں
غرق ہو جائیگی کیا تمھنے اس لشکر کو بھی اور کسی بادشاہ کا لشکر خیال کیا ہی یا کسی تاجر کا قافلہ تصور کیا ہی
جو لوٹ لینے کا قصد کیا ہی اپنی اس حرکت سے باز آویس اپنی راہ تو ذر نہ یاد رکھو کہ سوائے مذہب
اور بچھانے کے دوسری بات نہ ہوگی و سوائے کھافسوں لینے کے دوسرا ذر نہ ہوگا میرے کہنے پر عمل
کر دو اور راہ چھوڑ کر چلے جاؤ اپنی شامت نہ بگاڑو جب اسطور سے تو مان تا جدار نے کہا
نقابدار نے جواب دیا کہ اے تو مان آگاہ ہو کہ جو کچھ ہو ہم کسی سے خوف نہیں کرتے ہیں اس لشکر کی
کیا اصل ہو اگر دیو بھی آئے گا دھر سے مال لیکر جانے کا قصد کرے تو ہم لوٹ لین یہ لشکر کیا ہی
میرا نام نقابدار ہے جو میرے برابر بڑا ہی اسکا نام فولاد آہن خوار ہی اس صحرا میں شیران صحرائی
کو آتے ہوئے تپ آتی ہی ہمارے خوف سے رستم و اسفندیار گوشہ قبر میں جا کر دامان کفن سے
موندہ و حائب کر پوشیدہ ہوئے ہیں خیریت اسی میں کہ کہ خزانہ وغیرہ ہمارے حوالہ کر دو اور تم اپنی راہ
یو تو مان نے کہا کہ یہ تو غیر ممکن ہی نقابدار نے کہا کہ تمکو لشکر پر غرور ہی میں اس لشکر کو مور و بیخ سے کم
تصور کرتا ہوں مگر صرف خیال اس امر کا ہو کہ بیکار ان بے گناہوں کا خون نگاہ مال و اسباب پر تو میں
قبضہ کرونگا تو مان نے جواب دیا کہ اب اسکا خیال نہ کریں یہ لوگ اسی لیے ہیں شانہ زادہ نے جواب دیا
کہ اگر تم بھی اور تمھارے بادشاہ منظور کریں تو میں نے ایک تہہ میر سوچی ہو وہ یہ ہی کہ میں اپنے لشکر
سے نکلوں اور تمھارے لشکر میں جبکہ رہلوں زبردست اور بہادر ہوں اور جبکہ سردار جری اور دلدار
ہوں مع بادشاہوں کے مجھ سے مقابلہ کریں اگر انہیں سے کوئی ٹھکڑا کر لے تو میں یہ پیشہ ترک کر کے
اسکی اطاعت کروں اور اگر میں انکو زیر کر لوں تو آپ سب مع کل لشکر کے میری اطاعت کریں اس
امر سے یہ فائدہ ہوگا کہ دونوں طرف کے اہل لشکر ہلاکت سے محفوظ رہیں گے اور مصلحت حاصل ہو جائیگا
اگر میں غالب آیا تو آپ سب میرے مطیع ہوں مال و اسباب پر میرا قبضہ ہو اگر میں زیر ہو گیا تو میں
کل اپنے ہمراہیوں کے مطیع ہو جائیگا یہ جو نقابدار نے کہا تو مان نے جواب دیا کہ اے نقابدار
میں نے یہ شیرا کہنا بدل قبول کیا جو تمھنے کہا وہ ہیکو منظور ہی کیونکہ تمھنے یہ بات معقول کہی اب میں اپنے
لشکر میں جاتا ہوں اور کسی سردار کو روانہ کرتا ہوں تم کل کے مقابلہ کرنا نقابدار نے کہا کہ ضرور گر تھنے
ہیان قبول کر لیا اگر تمھارے بادشاہ رضا مند ہوئے تو کیا ہوگا تو مان نے جواب دیا کہ جو میں طو
کر جاؤنگا وہ سب منظور کرینگے اسی سبب سے تو مجھ کو سب نے روانہ کیا ہی کوئی سبب تو ایسا ہی کہ
میں نے بدون آنے دریافت کیے قبول کر لیا نقابدار نے کہا کہ بھرجا لے اور کسی پہلوان کو

برائے مقابلہ روانہ کیجئے یہ سب تو مان و مان سے جلا اور اسے لشکر میں آیا اور زردمان وغیرہ سے
 سب تقریر بیان کی اور جو کچھ اقرار کیا تھا وہ بیان کیا اور کہا کہ اس سبب سے میں نے یہ اقرار کیا
 ہو کہ کوئی نہ کوئی ضرور اس نقابدار کو زیر کر لے گا جب یہ زیر ہو جائیگا اور لشکر زیادہ ہو جائیگا تو زنگار شاہ
 وغیرہ نے جواب دیا کہ تم نے بڑی عقلمندی کی اور بڑی دانائی کی ایک سکھو براے مقابلہ روانہ کرو
 تو مان نے اسوقت ایک سردار کہ نہایت زبردست تھا اسکا نام شہر زاد تھا اسکو حکم دیا کہ اس
 نقابدار قزاق کو گرفتار کر لاؤ زردمان تاجدار کے لشکر کا نام شہر زاد یہ حکم پا کر کب کو اڑا کر میدان
 میں آیا اور سہ ہاؤں کا کھاکر بکا را کہ او نقابدار میرے مقابلہ کو آتا کہ میں تجکو باندھ کر لیجاؤں یہ صدا سننے
 نقابدار نے ہودھانکب کی بانٹ کا لیا اور قصد کیا کہ جا کر مقابلہ کروں فولاد نے عرض کیا کہ ہم غلام
 کس لیے ہیں ہم کو اجازت ہے کہ ہم جا کر مقابلہ کریں نقابدار نے فرمایا کہ میں اس سے اقرار کر چکا ہوں
 خلاف وعدہ نہ کرونگا مقابلہ کو میں خود جاؤنگا فولاد مجبور ہو گیا نقابدار مرکب کو ہمیں کر کے میدان میں آیا
 ہم نگاور ہوا شہر زاد کا مرکب گرد برد ہو گیا مرکب نقابدار اسی مقام پر قائم رہا شہر زاد نے مرکب
 سے بھال کر نیزہ مارا نقابدار نے فوفون سپہ گری رد کیا اسے تلوار کا وٹہ کیا نقابدار نے تلوار کو خالی
 دیکر گریز بخیرین ہاتھ ڈالکر شہر زاد کو صدر زین سے اٹھالیا اور فولاد کے حوالہ کیا کہ اسکو قید کو ہوا
 طلب کیا شہر زاد کو اسیر کر کے گرگ زاد مقابلہ کو آیا اسکو بھی اسیر کر لیا بخوڑی دھوکے عرصہ میں
 حیدر تہلوان و سرداران نامی لشکر زنگار شاہ و خورشید ملک گیر و زردمان تاجدار
 تھے سب نقابدار نے زیر کر لیے اب سوائے سپہ سالار زردمان ثقیل دیو و دروہ سپہ سالار
 زنگار شاہ حسام ارڈر گرد سپہ سالار خورشید ملک کے بچے تھے شیر سوار و فوجین تاجدار
 سپہ زردمان تاجدار و زردمان تاجدار و زنگار شاہ و خورشید کے اور اہل لشکر کے کوئی
 باقی نہیں رہا جب یہ واقعہ دیکھا سب نے کہ سب سردار نامی و گرامی نقابدار نے زیر کر لیے ہیں اب
 چند سردار اور بادشاہ باقی رہے ہیں اور اسیر کر لیے ہیں اسوقت ثقیل دیو و دروہ زردمان ہوا
 سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور کہا کہ او نقابدار قزاق فوفون جنگ میں بہت مشاق ہو کہ تمام
 سرداروں کو زیر کر لیا اب میرے ہاتھ سے بھاد شوار ہی میرا نام ثقیل دیو و دروہ نقابدار نے جواب
 دیا کہ میں تجکو بھی مثل اس حرف ثقیل کے کر دو اہل عوت گردا دیے ہیں اسیر کر لوں گا یہ بھی ثقالت
 غامبر ہے ثقیل مرکب اڑا کر ہم تگا و ہوا ایک ہر کب نقابدار کا بیا ہوا اور جس دم مرکب ثقیل کا اس
 مرکب کو سب بھال کر نیزہ کا وار کیا نقابدار نے نیزہ پر نیزہ گانا بھی کر ڈسویں طعن میں پیشہ ثقیل کا
 ہوائی کیا قزاقوں میں صدا سے تحسین و آفرین بلند ہوئی ثقیل نیزہ بھرا ب خالت میں غرق ہوا
 برہم ہو کر تلوار کا وار کیا نقابدار نے تلوار کو خالی دیکر اور گریز بخیرین ہاتھ ڈالکر ثقیل کو تاش
 زین سے اٹھالیا اور فولاد کے حوالہ کیا اسی ثقیل کو رستم ثانی نے پھر بھر کی کشتی میں زیر کیا
 تھا کہ سہرا ب ثانی نے چشم زدن میں زیر کر لیا ثقیل کا زیر ہو نا تھا کہ حسام ارڈر گرد سپہ سالار
 زنگار شاہ بادشاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا ہم تگا و ہوا حسام ارڈر گرد گریز بخیرین ہاتھ
 اسے گرز کا وار کیا نقابدار گرز کے وار کو رد کر کے اسکو بھی مرکب سے اٹھالیا اور فولاد کے حوالہ
 کیا تھمتن شیر سوار سپہ سالار خورشید سے اجازت لیکر نکلا اسی طور سے مثل ثقیل و حسام کے
 زیر ہوا اب تو مان تاجدار کو تاب نہ رہی اپنا مرکب نیز کر کے آٹھا آتے ہی تگا و زردمان ہوا اسکا بھی

مرکب ساق قدم بسایا ہوا اسے برہم ہو کر نیزہ کا دار کیا بند رہوین طعن من اسکا نیزہ ہوائی کر دیا
تواریسی تلوار کو خالی دیکر قاش زین سے اٹھالیا نقابدار نے اور فولاد کو خالی کیا اسکو فولاد بھی طوق و
زنجیر میں اسیر کیا اسکا اسیر ہونا تھا کہ زردمان کو تاب نہ آئی فوراً تخت کو خالی کر کے مرکب پر سوار
ہو کر میدان میں آیا آتے ہی گز کا دار کیا نقابدار نے خالی دیکر اور چھٹ کر گز زنجیر تمام کر مثل
تومان کے مرکب پر سے اٹھالیا اور فولاد کو خالی کیا اسے آتے بھی اسیر کیا یہاں شمارہ یہ
واقعہ دیکھ رہے ہیں اور دل میں کہتے ہیں کہ یہ نقابدار بلاے بیدار مان آفت جان معلوم ہوتا ہے یہ قوت
و طاقت تھے انجمن میں نہیں دیکھی جو گیا چشم زدن میں گرفتار ہو گیا یہ وہ سردار ہیں کہ سنا جاتا ہے کہ انکو
رستم ثانی وغیرہ نے دو دو پہر کے عرصہ میں زیر کیا ہوا اس نقابدار نے ہر ایک کو چشم زدن میں زیر کیا
نہ معلوم کون ہے یہ لشکر کدھر جاتا تھا بخوشی اور کس لباس میں مبتلا ہو گیا شانہ زدن کو اس حال کی خبر کرنا
چاہیے تاکہ وہ اگر کچھ تدارک کون بھی خیال میں آیا کہ اس معرکہ کا انجام دیکھ لو کہ کیا ہوتا ہے اب کون مقابلہ
کوتا جاتا ہے اب جو سوانے زرنکار شاہ و خورشید کے کوئی سردار باقی نہیں ہے جب ایسے ایسے ہوتے
و گرامی اسیر ہو گئے تو اہل لشکر کی کیا اصل ہے شمارہ یہ دل سے باتیں کر رہا تھا کہ خورشید
نے مرکب طلب کیا زرنکار شاہ نے کہا کہ میں مقابلہ کو جاؤنگا خورشید بولا کہ میں جاؤنگا بعد تکرار سب
کے یہ قرار پایا کہ دونوں مل کر مقابلہ کریں گے کیونکہ بیکار کی دیر ہو یہ تو یقین ہو کہ یہ جوان ہم دونوں
کو زیر لیا جب یہ امر قرار پایا کہ دونوں بادشاہ ایک ایک مرکب پر سوار ہو کر طے اپنے اپنے اہل لشکر
سے زردمان کے اہل لشکر سے پکار کر کہا کہ اگر ہم بھی اسیر ہو جائیں تو تم مقابلہ نہ کرنا نہ جنگ مغلوب
کرنا اس نقابدار کی اطاعت کرنا سب مال و اسباب و خزانہ اسکے سپرد کر دینا کیونکہ کیا فائدہ کہ بیکار
خون ناحق ہون اور شمارہ کی طرف موہند کر کے کہا کہ اسی نیک آقا نے من تم جاگے ہمارے آقا کو اس
واقعہ کی خبر کرنا کہ وہ غلام مع لشکر کے آتے تھے کہ راہ میں یہ واردات ہوئی مجبور ہو گئے غلاموں کی خبر
لازم ہو لشکر میں ایک ملاطمت کچ کیا کہ رام ٹرا ہوا ہے مگر یہ دونوں اہل لشکر کو اسی حالت میں چھوڑ کر مرکب
اڑا کر مقابلہ میں نقابدار کے آئے نقابدار سے فولاد نے عرض کیا کہ اے آقا اہل دونوں ملکر آتے
ہیں نقابدار نے جواب دیا کہ آنے دو کیا اندیشہ ہے اُدھر زرنکار شاہ و خورشید نے مقابلہ میں
اور پکار کر کہا کہ ہم جب جانیں کہ ہم دونوں کو اد نقابدار تو ایک مرتبہ زیر کر لے نقابدار نے جواب دیا
کہ تم دونوں ایک مرتبہ وار کرو پس زرنکار شاہ نے دہشتی طرف سے اور خورشید نے بائیں
طرف سے نقابدار پر تلوار کا دار کیا نقابدار نے دونوں کے واروں کو دست چپ و دست راست سے رو
کر کے ایک کی گز زنجیر دھنی ہاتھ سے پکڑ کر دوسرے کی بائیں ہاتھ سے پکڑ کر اب جو زور کیا برابر
دونوں کو قاش زین صدر مرکب پر سے اٹھالیا اور سر سے بلند کر لیا اور گرد سر خنجر دیکر فولاد کے حوالہ
کیا اور کہا کہ اے فولاد انکو بھی گرفتار کر دو اور ان سب قیدیوں کو قلعہ میں لے جاؤ ہم بھی جلتے ہیں اب اس لشکر
میں کون امی ہے سوائے اہل لشکر کے قینون بادشاہ تک تو گرفتار ہو گئے ہیں اب یہ بیچارے اہل
لشکر کیا مقابلہ کریں گے جب ایسے جوان مرد اور بہادر جو کہ اپنے کو وحید عصر خیال کرتے تھے میرے ہاتھ
سے اسیر ہو گئے تو انکی کیا اصل ہے اور یہ امر بھی ظاہر ہے کہ لشکر بھی بغیر سردار کے کچھ نہیں کر سکتا ہے دوسرا
اسے شام بھی ہو گئی ہے نہیں تو اس وقت تمام مال و اسباب و خزانہ برفیقہ کر لیتے اب کل صبح کو اگر قبضہ
کر لیں یہ کدھر اور اہل لشکر کی طرف موہند کر کے کہا کہ تم لوگ اطمینان رکھو کہ ہم تمھارے سردار و

و بادشاہوں کو تکلیف نہ دینے کے لئے اگر وہ ہماری اطاعت کرینگے تو ہم انکو رہا کر دینگے نہ قید رکھینگے یقیناً
 کہ وہ ضرور ہماری اطاعت کرینگے کیونکہ ہمارے آگے اقرار ہو چکا تھا دوسرے یہ امر ہے کہ ہم
 بھی خدا پرست ہیں اور اہل اسلام کے دوست ہیں ہم کو یہ نہیں منظور ہے کہ خدا پرست بیکار کو تباہ ہو
 گو قزاق ہم ضرور ہیں مگر اہل اسلام کی تباہی کے خواستگار نہیں ہیں اسی سبب سے تو ہم تم پر ایک
 مرتبہ نہیں گئے اس طور سے لڑے اب تم یہاں باطمینان تمام فردکش ہو ہم صبح کو اگر سب اہل
 و سبب پر قبضہ کرینگے اور تمہارے ہاتھوں سے زیادہ تمکو راحت دینگے یہ کہ تم کو کب کی پاک
 بھری اہل لشکر اور سردار بادشاہ ساکت بنا دیں گے نقابداران سب اسیر ہوں اور اپنے ہمراہیوں کو
 نیکو طرف قلعہ کے روانہ ہوا یہاں ہر سہ بادشاہ کے لشکر نے کچھ خیمے باہم صلاح کر کے
 برائے اس خیال سے اور یہ سوچ کر اور باہم رائے کر کے کہ دیکھیں انجام کیا ہوتا ہے اور اگر
 بھاگ جائیں تو کہاں جائیں سوائے اسکے کہ اس نقابدار کی اطاعت کریں دوسرے ہمارے
 سرداروں کا حکم بھی یہی ہے اسے جب قرار ہو گئی اسے سرداروں اور بادشاہوں کے رنج و المین
 وہ لشکر اسی مقام پر اتر کر یہ حال تھا کہ جیسے لوٹا ہوا لشکر ہوتا ہے یہ تو یہاں اترے اور نقابدار
 ان سب کو لیکر بالائے قلعہ پہنچا حکم دیا کہ ان سب کو قید کر دو مگر کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے طعام نہ
 و آب سرد سے انکی خاطر کرنا بہت راحت دیتا کیونکہ یہ سب خدا پرست ہیں اور غالی مرتبہ شہزاد
 و شہر یار زادہ اور خود بادشاہ ہیں کبھی یہ اسیر نہیں ہوئے تھے آج بھی بلا اپنا زل مو گئی ہے
 یہ فرما کر نقابدار داخل ایوان ہوا فو لاد نے ان سب کو بیت راحت و آرام سے قید کیا کسی امر
 کی تکلیف نہ دی راوی نے بیان کیا ہے کہ رات ہو گئی تھی نقابدار نے نماز وغیرہ پڑھ کر اندر
 خاصہ نوش فرما کر آرام کیا راوی ان سب کو اسیر اور نقابدار کو خواب راحت میں مبتلا رکھتا
 ہے اور اہل لشکر ہر سہ شاہ کے اسی صحرائین آئے اپنے بادشاہوں کے رنج و المین
 مبتلا رکھتا ہے اس سارہ و نقابداران سب کو پویش کا حال خبر کر رہا ہے کہ جب زرنگار شاہ و
 خورشید ملک کی گرفتار سبب نوش نے اسیر کر لیا یہ واقعہ دیکھ کر سیارہ ثانی فوراً طرف
 بیشہ مصر و قیہ کے روانہ ہوا کہ رستم ثانی و شہر آب ثانی و شہر یار و ایرج نایدار کو اس
 حال سے آگاہ کروں کہ انکا لشکر حسب الطلب نہ رہے و مان و زرنگار وغیرہ لیے آئے تھے کہ راہ
 میں ایک قلعہ قزاقوں کا ملا وہ سدر راہ ہوئے انہیں ایک نقابدار بہت زبردست تھا اسے
 سب کو زیر کر لیا جبکہ مقابلہ کی نوبت آئی اور سب خزانہ وغیرہ لوٹ لیا لشکر ان بادشاہوں کا
 اسی صحرائین مقیم ہے چل کر انکی مدد فرمائیے اور انکو رہا فرمائیے یقیناً ہے کہ وہ اگر اس نقابدار کو سزا
 نہ دینگے اور سب کو رہا کر لینگے سیارہ ثانی ایسے ایسے دل سے خیالات کرنا ہو پائے شاعر
 بارتا ہوا چلا جاتا تھا تھوڑی راہ طو کی تھی کہ رات ہو گئی اس خیال سے کہ راستہ نہ بھول جاؤں
 اسی صحرائین قیام کیا ایک شجر کے اوپر رات بسر کی صبح کو نماز سحر پڑھ کر طرف بیشہ کے روانہ
 ہوا یہ ادھر جاتا ہے اب نقابداروں نے رستم ثانی وغیرہ کا حال ملاحظہ ہو کہ یہ کم ہو جانے سے سہرا
 ثانی کے بہت پریشان تھے ہر مرتبہ قصد کرتے تھے کہ ملائیں کو جائیں مگر کچھ خیال کرتے تھے
 کہ کہہ جائیں چند سوار ہر اسے ملائیں روانہ کیے تھے وہ بھی واپس آئے تھے اور عرض کیا تھا
 کہ ہم بڑی بڑی دور ملائیں کر آئے مگر کہیں پتہ نہ ملا یہ سن کر رستم ثانی وغیرہ پریشان ہو گئے

ابھراح ہونے لگی کہ کیا کیا جائے یہ اسے قرار پائی کہ سوا اس کے کہ صبر کیا جائے اور سرفراز
 کریم کیا جائے وہ لک ہو اور جامع المتفرقین ہو کوئی نہ کوئی صورت پیدا کر دیکھا یہ لوگ یہ اسے اکر کے
 اور سوخ کے خاموش ہو رہے اور انتظار کر رہے ہیں دربار اسی طور سے آراستہ ہوتا ہے آج جو تھا
 دن ہے شانزادے کو کم ہونے کو کہ سیارہ ثانی نے یہ تدبیر کی کہ قریب لشکر آکر ہو نجا اپنی اصلی صورت
 بنائے نقاب مومنہ پر ڈالے داخل لشکر ہوا یہاں بارگاہ میں نقابدار بیٹھے ہوئے ہیں ذکر شہر اب ثانی
 کا ہو رہا ہے ادھر اہل لشکر نے جو سیارہ کو دیکھا کہ مہتر صاحب آب آگے سیارہ جنگی تقریر
 سنتا ہوا جواب سلام دیتا ہوا بارگاہ میں آیا نقابداروں کو سلام کیا نقابدار سیارہ کو دیکھ کر خوش
 ہو گئے اس خیال سے کہ سیارہ آگیا ہے اب یہ تلامش کر کے پتہ لگا لگا سیارہ قریب رستم ثانی وغیرہ
 آیا اور دیکھا کہ یہ لوگ بھی کچھ متفکر اور متردد بیٹھے ہوئے ہیں دنگل سہراب ثانی کا خالی ہو اسیر غاشیہ
 پڑا ہوا ہے اسکو یہ خیال ہوا کہ شاید کچھ طبیعت حسست ہو گئی اس سبب سے بارگاہ میں نہیں آتے ہیں
 انگریز خیمہ خاص میں ہونے قریب نقابدارانہ اگر دریافت کیا کہ سب خیریت ہے شانزادے کا مزاج کیسا ہے آپ
 لوگ متردد متفکر کیوں ہیں نقابداروں نے فرمایا کہ اسی بھائی کیسا بیان کر رہی بڑی سخت مصیبت میں مبتلا
 ہوئے ہیں پرسوں سے سہراب ثانی کا پتہ نہیں معلوم ہوتا ہے سو آران لشکر بڑی بڑی دوزخ تلامش کر گئے
 کچھ پتہ نہ ملا نہ معلوم کہاں ہیں شکار کے لیے گئے تھے یہ سنا جاتا ہے کہ آہر کے تعاقب میں مرکب کو ڈالکر
 کسی طرف چلے گئے ہیں ہم اس تردد میں ہیں اب تم آگے ہو پتہ لگا لو گے تم اپنی خیریت بیان کرو
 اور یہ بیان کرو کہ زردمان وغیرہ آگے یا نہیں آگے تو کیا جواب دیا سیارہ ثانی نے یہ سنا کہ
 پہلے تو آپ نے میرے حواس گم کر دیے شانزادے کی خبر سننے میں توبہ جو اس ہو گیا میں نے جو
 بارگاہ کو آئے خالی پایا تو یہ کہاں کیا تھا کہ وہ اسنے خیمہ خاص میں ہونے یا کسی ضرورت میں ہونے
 اس سبب سے تشریف نہیں لائے کہ اب معلوم ہوا کہ آہر کا پتہ بھی نہیں ہے میں تو اسنے پاس اور آپ
 لوگوں کے پاس ضرورت سے آیا تھا میں بھی تو ایک نئی آفت میں مبتلا ہو گیا ہوں مجھ کیسا مختصر ہو
 زردمان دوزخ نگار و خوشید و آپ کے سب سردار اور کل لشکر گراہل لشکر پر گشتی قسم کی
 شکست نہیں ہے جو ان لوگوں پر گذرتی اور آفت میں وہ لوگ مبتلا ہیں کیا بیان کروں میں اسکی خبر دینے
 کو آیا تھا تاکہ اب لوگ اٹکی کمک کریں اور انکو اس آفت سے راکھ بن جہنم وہ مبتلا ہیں بیان اگر
 دوسرا واقعہ سنا جو اس جاتے رہے دافنی بکل اہل اسلام کا ستارہ گردش میں ہے نقابداروں
 نے فرمایا کہ جلدی بیان کرو کہ کیا واقعہ ہے تب سیارہ ثانی نے اپنا شہر زرین حصار میں خانہ شکی
 عساری کر کے زردمان و تو مان کو محل سے نکال لانا اور تکیہ میں بجا کر انکو سب حال سے آگاہ
 کرنا قرار دینے کا کرنا اپنی تدبیر بتانا کہ اس طور سے جلو انکا سب حال بر جیس بیان کرنا دوسرے
 دن اسی تدبیر سے لشکر آراستہ کر کے زرنگار یہ برہمچر جانا زرنگار شاہ کا عزت و حرمت سے پیش
 آنا اپنا ہمان کرنا کل حال سکے زرنگار شاہ کا مع لشکر ہمراہ ہونا زردمان کے ان دونوں
 بادشاہوں کا ملکر منوجہر یہ پر جانا خوشید کا خبر پا کر استقبال کو آنا باہم باتیں ہونا اور سطل
 سے آگاہ ہو کر بعد مہمان بن کر رہنے کے مع لشکر کے ہمراہ ہونا سب کا اس طرف کو روانہ ہونا دوزخ
 سے منزلہ کر ستن ہونے صحرا سے فولاد میں ہو نجا ازانوں کے لئے فولاد آہن خوار و نقابدار کا اگر
 راہ روگنا باہم گفتگو ہونا نوبت بھنگ و پیکار آنا سب سرداروں و بادشاہوں کا اسیر ہونا

نقابدار کے ہاتھ سے اپنا ادھر ہر اے خبر روانہ ہونا اور وہ حالات جو تباہی ممالک اسلام و خروج
 بر حبس کے زردمان وغیرہ سے سنے تھے سب لفظاً لفظاً بیان کیے اور کہا کہ وہ لوگ اس بلابین مبتلا
 ورنہ اب تک توکب کے آگے ہوتے میرے ہمراہ آپ لوگوں کے شرف قدم بوسی سے مشرف تھی ہو چکے
 ہوتے انکی طرینا مناسب ہی کر کیا جاسے آپ خود مبتلاے رنج و نعم ہو رہے ہیں کہ نقابدار اٹھ کھڑے
 ہوئے اور کہا کہ ہم جیکر اس نقابدار کو تبترا ہو جاتے ہیں وہ اپنے دل میں کیا سمجھا ہی ساری قرآنی اصول
 جایگا ایسی سنرا پایگا اسنے اس لشکر کو بھی لا وارث خیال کیا ہی ابھی ہم اس لشکر کے وارث
 اور سرپرست موجود ہیں ہماری موجودگی میں یہ بھلا ہو سکتا ہی کہ کوئی ہمارے خیر خواہوں اور فرمان برداروں
 تکلیف دے سکے جب تک ہم زندہ ہیں خدا پرستوں کو کوئی میڑھی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا ہی جو
 تباہی و بربادی و ظلم و ستم اہل اسلام پر ہوئی ہی ہمارے یہاں نہ ہونے سے ہوئی اگر ہم ہوتے تو
 بر حبس کی یہ لیاقت و طاقت تھی کہ وہ بدعت کرتا وہ ہمارے ہاتھ سے کہاں جاتا ہی سیارہ
 ہمارے ہمراہ چلو ہمارے مقام کا پتہ بتا دوتا کہ ہم اس نقابدار کو سزا دیکر زردمان تاجدار وغیرہ
 کو رہا کریں سیارہ نے عرض کیا کہ اے آقا سے من میں اس نقابدار کی بہادری و شجاعت و زور و
 طاقت کا کیا حال عرض کروں ایسا بہادر و جری تو میری نگاہ سے نہیں گذرا ہیں نے حمزہ صاحبقران
 و صاحبقران ثانی و بی بیع الملک و آپ کے والد اپنے شانزادہ امیرج نوجوان و ملک قاسم
 علمشاہ عالی شان و دیگر سرداران اسلام و اولاد حمزہ صاحبقران کو اور آپ کو اور شہر یار عالی وقار
 کو دیکھا اور انکی جنگ دیکھا بھی دیکھی اور زور و طاقت بھی مگر یہ زور و طاقت کسی میں نہیں پایا جو کہ
 اس نقابدار سب لوگوں کا دیکھا کہ دن بھر کے عرصہ میں اسنے چھ سات سو سردار زبردست زیر
 کر لیے اور جو کیا اسکو قاتل کر کے اسکا حربہ رد کر کے اٹھا لیا اور اپنے رفیق کے حوالہ کیا اب
 سوائے اہل لشکر کے کوئی سردار زبردست پر یہ بادشاہ کے لشکر میں نہیں رہا بلکہ تنون بادشاہ
 کا سیر ہو گئے ہیں یہ واقعہ دیکھ کر میں ادھر کو آیا اے آقا گو میں آپ کے ہمراہ نہ تھا جب آپ فقیر ہو کر
 ذرین حصار میں گئے تھے اور اپنے لقیل وغیرہ کو زیر کیا تھا بادشاہ شانزادہ شہر یار نے حالت
 درویشی میں زرنگار شاہ وغیرہ کو اٹھا لیا میں نے موجود تھا مگر سنا گیا ہی کہ آپ نے لقیل کو دھیر کے
 عرصہ میں زیر کیا تھا اسی طور سے شہر یار کی حالت سنی گئی ہی مگر اس نقابدار نے کل کو پانچ یا چھ
 منٹ کے عرصہ میں زیر کر لیا ہی حربہ تک کرنے کی مہلت نہ دی سوائے ایک ایک وار کے نہیں
 اسکی جالا کی اور پھرتی کا کیا حال عرض کروں نقابداروں نے فرمایا کہ سب طالع معلوم ہو جا یگا جب ہم
 سامنا ہو گائے ہیں اب چلو دیر نہ کر دسیارہ نے کہا بسم اللہ شرف لے لے طے وہ نقابدار تھے
 سرداروں سے یہ کہہ کر باہر آئے کہ آپ لوگ لشکر سے ہوشیار رہو گناہم ابھی آتے ہیں اپنے
 رفیقوں کو رہا کرنے جاتے ہیں انکو رہا کر کے فوراً واپس آتے ہیں کیونکہ ہمکو ہر اے تلامذہ شہر
 ثانی سیارہ کو روانہ کرنا ہی دوسرے یہ بھی خیال ہی کہ ایسا نہ ہو کہ مقصوف کو کلاہ لشکر لیکر برہ
 مقابلہ آجائے اور ہمکو یہاں نہ پا کر گچ فساد برپا کرے اور لشکر کو پریشانی ہو ان سب نے عرض
 کیا کہ ہمکو بھی حکم ہو کہ ہم بھی یقین کیا کہ پھر لشکر میں کون رہیگا دوسرے زمان زیادہ مجمع کی کیا ضرورت
 ہی ہمیں بین آدمی کافی ہیں یہ کہہ کر ایک نقابدار نے ان دونوں نقابداروں کی طرف دیکھ کر کہا کہ سرے
 نزدیک مناسب ہو گا کہ آپ بھی یہاں شرف فرما رہیں میں جاتا ہوں اسکو سزا دیکر آتا ہوں اور

سب کو رہا کر کے لاتا ہوں انھوں نے جواب دیا کہ ہم ضرور جائیں گے بلکہ تم یہاں پر ٹھہر جاؤ انھوں نے
 کہا کہ یہ ممکن نہیں ہے خلاصہ یہ کہ وہ تینوں نقابداروں کو لشکر میں چھوڑ کر بیرون بارگاہ آئے
 اور مرکبوں پر سوار ہو کر طرف دشت فولاد کے سیارہ کو لیکر روانہ ہوئے ایک نقابدار نے
 دوسرے نقابدار سے کہا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ سہرا ب ثانی نے نقابدار بنکر ان سب کو زبرد
 ہو جواب دیا کہ انکو کیا ضرورت تھی جبکہ یہ انکو معلوم ہوا تھا کہ یہ سب باری خیر خواہ ہیں اور خدا پرست ہیں اور سہرا
 عیار کے ہمراہ حسب الطلب ہمارے آگے ہیں نہ کوئی دشمنی تھی نہ عداوت تھی کہ اسکا تہہ مایا آئے
 جواب دیا میری رائے تو یہی کتنی ہی شرطیں حال قتل جا بجا یہ نقابدار تو ادھر سے جاتے ہیں وہاں سے
 جب کہ صبح ہوئی شاہزادہ خواب راحت سے بیدار ہو قلعہ کے دیوان خانہ میں آکر تشریف فرما ہوا
 سب قزاق جو کہ اعلیٰ مرتبہ کے تھے اگر حاضر ہوئے فولاد بھی آیا سلام کر کے اپنے مقام پر بیٹھ گیا اسوقت
 شاہزادے فرمایا کہ لاؤ ان سب قیدیوں کو پہلے تینوں بادشاہوں تو مان تا حصار و سیہ سالاروں
 و دیگر سرداران معزز کو لانا میں انکا دیوان سمجھو گا یہ حکم دینا تھا کہ خود فولاد اٹھا اور زندان خانہ میں گیا
 یہ لوگ براحت و آرام بیٹھے ہوئے نقابدار سب کو پیش کی تعریف کر رہے ہیں کہ ہر تو قزاق مگر بہت بامروت و خلق
 معلوم ہوتا ہے کیونکہ اسے کسی قسم کی ہلکوت و کمزوری نہیں دی بلکہ راحت ملی یہ آرام و راحت بلا قید خانہ میں کیا
 واقعی برا صاحب خلق و مروت و بہادری و شجاعت ہیں ہر کہ ہر کو براے اطاعت طلب کرے گا اور اس کے گلا کاٹت
 کر ہم بھی جواب دینے کے ہم جسکے خادم ہیں اور جو لوگ ہمارے دشمن ہیں آپ اسے مقابلہ کریں اگر آپ انکو بھی
 زیر کر لیتے اور وہ آپ کی اطاعت کریں تو ہم کو بھی کوئی عذر نہ ہوگا اس امر کا ہر کو یقین ہے کہ یہ نقابدار انہر
 غالب نہ آئیں گے بلکہ مغلوب ہوگا جبکہ انھوں نے بڑے بڑے دیو قاف میں قتل کیے ہیں تو یہ نقابدار
 کیا ہی ضرور زیر ہوگا اگر خدا نخواستہ وہ بھی زیر ہو گئے تو مجبوری ہی یہی یا میں باہم پور ہی یقین کہ فولاد
 پہنچا اور کہا کہ تشریف لے چلے آپ لوگوں کو ہمارے آگے نعمت طلب دیا یا ہے یہ لوگ اسی
 طور سے مطوق و سلسل اٹھکھڑے ہوئے اور ہمراہ فولاد کے وہاں آئے کہ جہاں نقابدار تھے
 ان سب کو دیکھتے ہی حکم دیا کہ قیدان سب کے جسموں سے دور کر دو اور سب کو کرسیاں بیٹھنے کو
 دو میں یہ کہو نہ کہ گوارا کروں کہ جبکہ میں خدا پرست ہوں تو اہل اسلام میرے روبرو مقید بیٹھتے ہوں
 یہ حکم دینا تھا کہ سب کے جسموں سے قید دور کی گئی تینوں بادشاہ و تو مان بیچ میں تھے اور
 سب سردار گردن تھے یہ مروت و خلق دیکھ کر یہ لوگ اور حیران ہوئے جب سب بیٹھ چکے اسوقت
 نقابدار نے تو مان سے کہا کہ اب آپ اپنے وعدہ کے موافق میری اطاعت کریں کیونکہ میں نے
 آپ کو زیر کیا ہے پہلے تو یہ فرمائیے کہ میں نے انکو بھڑی زیر کیا یا کوئی مگر کہا سب نے کہا نہیں آج
 ہر کو بھڑی زیر کیا ہم یہ کہو نہ کہ کہیں کہ ہر کو زیر کیا اور ہم سب آپ کی اطاعت کرنے پر آمادہ رضامند
 ہیں اور ہم اپنے قول و اقرار کے پابند ہیں مگر ایک کشر طے سے ہم پہلے ہی عرض کر چکے ہیں کہ ہم
 سب نقابداران قاف کے محکوم ہیں اور فرمان بردار ہیں ہم سب اپنے اپنے ملک میں تھے کہ وہ
 پردہ قاف سے تشریف لائے فلان حجرہ میں فروکش ہوئے ہیں ہم کو طلب فرمایا ہے گو ہم سب نے
 اپنے اہل لشکر سے یہ غلام کیا ہے کہ ہم براے امداد اہل اسلام جاتے ہیں کیونکہ کفار نے اہل اسلام
 پر خراج کیا ہے بہت سے ملک تباہ کیے ہیں وہ سب ہمارے دینی بھائی ہیں انکی امداد پر ضرور ہوا
 یہ امر ایک مصلحت سے ہم نے اپنے اہل لشکر سے بیان کیا ہے مگر اصل یہ ہے جو کہ ہم نے آپ سے کہا کہ ہم اپنے

آقاؤں کے حسب الغلب مع لشکر کے انکی خدمت میں جاتے تھے کہ آپ سے مقابلہ ہوا اور ہم زبردستی
اور جس مصالحت سے یہ امر منہ پوشیدہ کیا تھا اور پوشیدہ کرینگے وہ ہم بیان نہیں کر سکتے ہیں نہ آپ
ہم سے دریافت فرمائیں ہم نے جو کہا ہے کہ ایک شرط سے اطاعت کرتے ہیں وہ شرط یہ ہے کہ آپ مع اپنے
لشکر کے ہمارے ہمراہ لشرف لے چلیں اور ان نقابداران قاف و صاحبقران قاف سے مقابلہ کریں
اگر آپ انکو زیر کر لیں گے تو ہم ضرور آپ کی مع اس کے اطاعت کرینگے یقین ہے کہ وہ بھی آپ کے مطیع ہونگے
اور اگر آپ زیر ہو گئے تو انکو اطاعت کرنا ہوگی اور نقابدار کو آپ پیشہ فزائی کا کرتے ہیں مگر مجھ کو یہ یقین
ہوتا ہے کہ آپ کسی خاندان بزرگ سے ہیں اور کسی مصالحت سے یہ پیشہ اختیار کیا ہے بھلا خزانوں میں
یہ خلق و مروت کہاں انکو اپنے کام سے کام ہی لوٹا مارا ملتے ہوئے یہ اتنی کا طریقہ ہوگا جو کہ شرف
اور عالی خاندان ہوگا اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آپ خدا پرست بھی ہیں ہاں اگر خدا نخواستہ کافر ہو
تو ہم پرستم کرتے ہم آپ کی ان حرکات سے بہت نادم ہوئے ہیں اور اپنے کو نفرت کرتے ہیں کہ ہم
کیوں لڑے یہی عذر پیش کرتے ہیں کہ آپ اس وقت بھی قول کرتے اور اب بھی یہ
فرمایا کہ آپ مجھ کو بہت صاحب مروت و صاحب خلق نظر آتے ہیں بھلا کوئی بھی اسے دشمن
بدون اطاعت کیے ہوئے قید سے رہا کر دیتا ہے جیسا کہ آپ نے کیا یہ اسی عالی خاندانی کا کار
ہے گو یہ پیشہ بہت رکھتا ہے مگر مصالحت وقت سے آپ کو یہی تمہیں پڑی کہ کوئی نہ کوئی اس میں بھید اور اسرار ضرور
ہے یہ جو تقریر زردمان و تلوامان وغیرہ نے کی نقابدار نے مسکرا کر جواب دیا کہ یہ سب آپ لوگوں کی
قدر دانی اور عزت افزائی ہے در نہ میں لائق ہوں جو پیشہ و طریقہ میرا ہے یہ کوئی عالی خاندان نہ کر سکا صرف
خدا پرست ہونے کا سبب ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ میرے ہاتھ سے کوئی خدا پرست ہلاک نہ ہو اور کافروں کی
جان کا دشمن ہوں اس قدر مال و دولت رکھتا نہیں ہوں کہ سپاہ و لشکر جمع کر کے کافروں سے مقابلہ کروں
اور جہاد کروں یہ طریقہ اختیار کیا کہ جو کافرا دھر سے مال و اسباب لیکر نکلا آسکو لوٹ لیا اگر خدا پرستوں کا
قافلہ یا لشکر آیا اسنے مال و اسباب طلب کیا اگر انھوں نے بخوشی دیا تو نصف لے لیا اور نصف واپس
کر دیا اگر وہ آمادہ قساد ہوئے جو انکا افسر اعلیٰ ہوا آسکو میدان میں نکلا اس سے مقابلہ کیا اور اس
سے یہ اقرار کر لیا کہ اگر میں زیر کر لوں گا تو نصف مال لے لوں گا اگر تم زیر کر لینا تو جو کچھ میرے قلعہ میں ہے تم
لے لینا بلکہ میں تمھاری عقل ادا نے خادموں کی اطاعت کروں گا یہ قول و اقرار کر کے مقابلہ کیا خداؤ
کریم کے فضل سے کوئی آج تک غالب ہی نہیں آیا سوائے زیر ہونے کے نہ ادھر کو کسی خدا پرست
کا قافلہ یا لشکر سوائے آپ کے یا ایک اور لشکر آیا تھا یا چند قافلہ شائزادے نے رفتہ رفتہ
مصالحت کی ہے انکو یہ منظور نہیں ہے کہ میں اپنے کو ظاہر کروں ان لوگوں پر بدہ رکھا ہے گو ظاہر
ہو جائیگا مگر آپ نے ابھی ظاہر کرنا مصالحت نہیں جانا خیر اس سے تو کوئی غرض نہیں ہے آپ یہ فرماتے
ہیں مجھ کو یہ بھی بدل منظور ہے آپ یہاں قیام کریں صرف آج کل میں آپ کے ہمراہ چلوں گا اور رفتہ
از تانی کروں گا وہ سب خوش ہو گئے ادھر نقابدار نے ان سب سرداروں کو جو کہ قید خانے
میں باقی تھے طلب کر کے رہا کیا اور کرسیاں بیٹھنے کو مرحمت کیں فولاد کو حکم دیا کہ سب کی
دعوت کا سامان کروں فولاد سامان دعوت میں ضرور ہوا یہ لوگ یہاں بخوشی بیٹھ گئے میں راوی بیان
کرتا ہوں کہ ان بادشاہوں کے لشکر کے ہر کار سے صورت تبدیل کیے ہوئے موجود تھے
خیال سے کہ دیکھیں فزاق ہمارے شاہوں اور سرداروں کے ساتھ کیوں نکر پیش آتے ہیں

انھوں نے یہ حال دیکھا اور ابھی یہاں زیر کوہ تینوں لشکر مسلح و مکمل اس قصد سے فروکش
 ہیں کہ ادھر ہر کاروں نے ہلکوا کر خبر دی کہ قزاق ہمارے بادشاہوں اور سرداروں کے ہمراہ
 یہ بدی پیش آئے ہم قلعہ پر جارہے اور تمام قزاقوں کو مع اپنے نقادار کے قتل کرینگے خواہ ہم
 سب ہلاک ہو جائیں یہاں سے زخمہ نہ جائینگے خواہ انکو قتل کریں اور اگر ہر کاروں نے یہ کہا کہ
 ساتھ عزت و حرمت کے پیش آئے اور کوئی تکلیف نہی تو جو ہمارے افسروں و بادشاہوں کی
 رائے وہ جاری رہے یہ تو اس قصد سے یہاں فروکش ہیں وہاں اور سب نے نقادار سے کہا کہ
 اگر ہلکوا جائز ہو تو ہم اپنے لشکر میں ہوائیں تاکہ اہل لشکر کو اطمینان ہو جائے کہ ہمارے
 افسر و بادشاہ رہا ہو گئے کیونکہ وہ لوگ بہت متفکر ہو گئے نقادار نے فرمایا کہ آپ ایک ایک فرمان
 اپنا دستخطی لکھ بھیجئے کہ تم سب اطمینان رکھو ہم سب اچھی طرح سے ہیں اور نقادار نے ہلکوائیاں یہاں
 کیا ہوں ہم رہا ہو گئے مقام فکر و تردد نہیں ہے تم فروکش رہو ہم کل آئینگے آپ لوگ زحمت کیوں کریں
 ان سب نے کہا کہ بہت اچھا اسوقت زرنگار شاہ نے ذرردمان و خورشید لے اس مضمین کا
 فرمان اپنے ہاتھ سے تحریر کر کے اور ہر ایک ذاپنے اپنے دستخط کر کے ایک اتنے سردار کو دیا کہ
 یہ فرمان جا کر اہل لشکر کو دینا سب حال اسے کہنا وہ ابھی چلائے تھا فرمان لیکر قصد چلنے کا کیا تھا کہ
 جو موجود تھے انھوں نے بھی یہ حال دیکھا قصد چلنے کا کیا تھا مگر یہ سب بیان آئے ہیں ادھر زیر
 کوہ ہمارے ثانی ان نقاداروں کو لیکر پہنچا دیکھا نقاداروں نے کہ ایک لشکر فروکش ہو کوسوں
 لشکر پڑا ہوا ہے مگر سب مسلح و مکمل ہے ہمارے نے کہا کہ یہی لشکر ہوا ان بادشاہوں کا نقاداروں
 نے کہا کہ وہ قزاق و نقادار کہاں ہیں سیارہ فرما کہ جہاں کی طرف روانہ ہوا تھا تو انکو اسی میدان
 میں چھوڑ گیا تھا وہ قلعہ سامنے نہیں ہے کہ قلعہ میں یقین ہے کہ قلعہ میں ہونے کے آپ ٹھہر جائیں میں ان اہل لشکر سے
 دریافت کرتا ہوں اگر وہ قلعہ میں ہیں تو آپ قلعہ میں شریف لے چلیں اور انکو رہا کریں نقاداروں نے
 فرمایا کہ بہت جلد دریافت کرو سیارہ نے منہ پر سے نقاب دور کی اور روغن عیاری نکال کر بھڑائی
 صورت وہی بنائی کہ جس صورت سے ان لوگوں کے ہمراہ آیا تھا اس خیال سے کہ اگر میں نقاب
 ڈالے ہوئے انکے پاس جاؤنگا اور دریافت کرونگا تو کوئی نہ بتائے گا یہ خیال کر گیا کہ یہ بھی انھیں میں
 ہو وہی پہلی صورت بنا کر جاؤنگا تو سب بنادینگے نقاداروں نے فرمایا کہ یہ کیا حرکت ہے سیارہ نے
 اپنا خیال ظاہر کیا اور کہا کہ میں اسی صورت سے آپ کے ہمراہ آئے شہروں سے آیا ہوں کیلئے
 اور نقاداروں کو ایک درخت کے سایہ میں کھڑا کر پائے شاطری مار کر لشکر میں آیا اہل لشکر
 نے جو اسکو دیکھا تو تحفے لگے کہ بھائی تم کہاں چلے گئے تھے ہم پر تو یہ بلانازل ہوئی اور سب حال
 بیان کیا سیارہ نے کہا کہ میں نے سب واقعہ دیکھا تھا میں تمھارے بادشاہوں و سرداروں کی
 رہائی کی فکر میں گیا تھا مجھ کو یاد آگیا کہ یہاں سے قریب ایک جنگل ہے وہ بہت سرسبز ہے اس میں نقادار
 خدا پرست مومن رہتے ہیں اور کچھ تھوڑا سا لشکر بھی آئے ہمراہ ہے مگر غم و غمہ اور مال اور سب
 بہت ہے وہ ایسے بہادر ہیں کہ استفادہ مال و اسباب لیکر صحرائیں رہتے ہیں کوئی انکا کچھ نہیں بنا سکتا
 ہے پہلے تو بہادری انکی دیکھئے دوسرے میں نے خود اپنی آنکھ سے دیکھا ہے کہ وہ دیو کو اس طور سے
 قتل کرتے ہیں کہ جیسے کوئی پیشہ گوئی ڈالتا ہے ہزاروں دیو قتل کیے ہیں اور جب کبھی اہل
 اسلام پر وقت سخت پڑا اور انکو خبر ہوئی وہ جا کر ہوئے اور کسک کی اور اس لڑائی کو فتح کیا

اور کفار کو شکست دیکر اپنے مقام پر پھر واپس آئے اکثر حمزہ صاحبقران و صاحبقران ثانی و اولاد
حمزہ کی کمک کی ہر جگہ تھا درمیان انکو چکر اس واقعہ کی خبر کر دینا وہ شاید اگر ان قزاقوں نے قیام
کو زیر کر دین اور اس حرکت کی سزا دین پس انھیں کے لئے کو گناہ تمام سب کی قسمت سے وہ مل گئے
اگر میں نہ جاتا تو وہ آج صبح کو طرف ممالک اسلام کے کوچ کر جاتے مگر کیونکہ انکو خرابی اہل اسلام کی
خبر ہو گئی تھی سب سامان درست کر چکے تھے صرف کعبہ کا انتظار تھا میں نے کرا انکو اس حال سے آگاہ کر دیا
اور سب واقعہ بیان کیا انھوں نے جواب دیا کہ ان قزاقوں و نقابدار کی بھی یہ لیاقت ہے کہ وہ خدا ترانوں
ہماری زندگی میں اذیت دین اور قید کر دین اور انکے مال کو لوٹ لیں ہم صبح کو اُدھر نہ جائیں گے تمہارے
ساتھ چلیں گے اور پہلے ان بادشاہوں کی کمک کریں گے جو کہ قزاقوں کے ہاتھ سے پریشان ہوئے
ہیں کیونکہ وہ خدا پرست ہیں دوسرے تمہارے بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ لشکر لیکر اہل اسلام
کی کمک کو چلے گئے مگر اس امر میں دو شرطیں ہیں اور دو شرطوں سے ہم انکو رہا کرنے پر موجود ہیں
ایک شرط تو یہ ہے کہ جب ہم انکو ہا کر لیں تو وہ مع اپنے کل لشکر و سرداروں کے ہماری اطاعت کریں اور
ہمکو ایسا اتفاق تصور کریں اور ہم جس طور سے کہیں اُس طور سے لشکر کو آراستہ کر کے چلیں دوسری شرط
یہ ہے کہ ہم سے اس امر کی درخواست کریں کہ آپ نقاب اپنے ہونہ پر سے دور کریں اور نہ کسی سردار
سے ہمارے حال کے مستفسر ہوں اور ہم لشکر کا انہیں سے ایک کو بادشاہ کرینگے ہم خود حکومت نہ کریں
اور وہ بادشاہ جو ہیں جب تک ہم لشکر میں رہیں اور وہ ہماری رائے کے بادشاہ کی اطاعت کریں اور
جب اپنے اپنے ملک کو جائیں پھر اختیار ہے اور ہر ایک خود بادشاہ و صاحب تاج و تخت ہے اگر یہ شرطیں
انکو قبول ہوں تو ہم جیتے ہیں میں نے کہا کہ آپ شریف چلیں وہ ضرور قبول کریں گے تو بھائیوں میں لوگو
لایا ہوں وہ سامنے زیر درخت مرکب پر سوار کھڑے ہیں اسی امر سے انکی جرأت بھی غائب ہو گئی کہ میں نے کہا
تھا کہ اُن نقابدار نے بڑے بڑے سرداروں کو جو کہ قریب سات آٹھ سو کے تھے ایک دن میں
اسیر کر لیا انھوں نے کچھ اسکا بھی خیال کیا صرف آپ ہی تینوں صاحب میرے ہمراہ چلے آئے
لشکر بھی نہ لائے اب جو تمہاری رائے ہو وہ کرو اور یہ بتاؤ کہ وہ قزاق اور نقابدار کس سب کو
لیکر کہاں گیا ہے تاکہ میں معلوم ہو تو یہ نقابدار جا کر انکو رہا کریں یہ تقریر سنکے اہل لشکر نے جواب دیا
کہ اے بھائی جو تم نے بیان کیا ہے سب سنا اور ہمکو قبول ہے مگر اس شرط سے کہ اگر یہ نقابدار ہمارے
بادشاہوں و سرداروں کو بدوں ہماری کمک کے رہا کرینگے تو اس حالت میں ہمیں قبول ہے اگر ہم سے
کمک کی خواہش کی اور ہم بھی شہید مقابلہ ہوئے تو ہمکو قبول نہیں ہے گو یہ امر ہم بدوں اپنے
بادشاہوں اور سرداروں کے قبول کرتے ہیں مگر ہمارے افسر و بادشاہ ہمکو اس قدر دوست
رکھتے ہیں کہ جو ہم عرض کر دینگے وہ اُسکو منظور فرمائیں گے اگر ان نقابداروں نے بدوں ہماری
شرکت کے ان سب کو قزاقوں کی قید سے رہا کر لیا تو ہمارے بادشاہ و سردار اور ہم سب ضرور طاعت
انکی کریں گے اور اپنا کٹا و مولا جائیں گے اور اپنا محسن و سرپرست خیال کریں گے اور آگے حکم پر
بسر و جہم عمل کریں گے اور آگے دست و پیر اپنی جانیں نثار کریں گے اے بھائی تم نے سب ہر اہل
کیا ہم اسکا لشکر یہ ادا نہیں کر سکتے ہیں خداوند کریم ہمکو اور ان نقابداروں کو جزا کے خیر دے
اور ان قزاقوں پر ظفر دے اور مراد دلی پوری فرمائے کہ انھوں نے اس وقت سخت مصیبت میں
ہماری کمک کی اور ہمارے بادشاہوں کی رہائی کے لئے آئے ہیں اے بھائی جو تم نے پوچھا کہ

قزاق ان سبکو لیکر کدھ گئے اور بھائی جب وہ نقادار ہمارے بادشاہوں کو اسیر کر چکا تو ان سب کو لیکر اندر قلعہ کے چلا گیا اور ہم سے یہ کہہ گیا کہ تم لوگ یہاں مقیم رہو میں بوقت صبح اگر سب مال و اسباب پر قبضہ کر لوں گا وہ چلا گیا ہم یہاں مقیم ہوئے تمام رات رنج و الم میں بسر کی جب سحر ہوئی ہم سب مسلح و مکمل اسلحہ سے ہوئے اور ہم نے ہر کارون کو طرف قلعہ کے یہ کہہ کر روانہ کیا کہ خبر لاؤ اگر قزاق ہمارے بادشاہوں کے ساتھ یہ نیکی پیش آئے تو خبر جو انکی مرضی وہ ہماری مرضی اور اگر یہ بدی پیش آئے تو ہم خبر پا کر اندر قلعہ کے محض جاننے اور قزاقوں کو قتل کر کے اپنے سرداروں کا عوض لینے خواہ ہم ہلاک ہوں خواہ قزاق وہ ہر کار ابھی تک نہیں آئے ہیں ہم انکا انتظار کر رہے ہیں اور انکی قصد سے مسلح و مکمل ہوئے ہیں اور زیر قلعہ آکر ٹھہرے ہیں سیارہ نے کہا کہ اب تم اطمینان رکھو یہ نقادار اکیلے جا کر رہا کیے لاتے ہیں تمکو شرکت نہ کرنا پڑیگی وہ لوگ خوش ہو گئے اور باہم کہنے لگے کہ واقعی یہ نقادار بڑے بہادر ہیں اور بڑے خدا پرست ہیں کہ اہل اسلام کے اسیری کی خبر پا کر ہر دن جانے بوجھے چلے آئے باوجودیکہ اس نقادار کے بہادری کی حالت سن چکے ہیں اور زور و طاقت کی بھی حالت سے آگاہ ہو چکے ہیں اسیر جرات کی یہ تو یہ باتیں کر رہے ہیں اور سیارہ نے جا کر نقاداروں سے سب حال کہا اور انکی تقریر بیان کی اور کہا کہ وہ قلعہ میں لیکر چلا گیا ہے یہ سننا کہ کلاخین سے ایک نقادار نے برسہم ہو کر مرگٹ اٹھایا اور کہا کہ میں ابھی جا کر قزاقوں کو منع اس نقادار سے اذیتا ہوں اور ان سب کو رہا کر تا ہوں یہ میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جاتے ہیں اندر قلعہ کے محض جاؤنگا مرگٹ کو ہمیں کیا مرگٹ نقادار کا ہمیں کرنا تھا کہ سیارہ ثانی اسی صورت سے پائے شاطری مار کر آگے نقادار کے چلا اس قصد سے کہ میں جا کر وہاں کی حالت دیکھوں کہ قزاق ان سب کے ساتھ کیونکر پیش آئے اور چھڑاں دونوں نقاداروں نے بھی اپنے اپنے مرگٹ طرف قلعہ کے ہمیں کیے اور چلے وہاں قلعہ میں فرمان تیار ہو چکا ہے اور سردار کو دیا جا چکا ہے اسنے قصد طے کیا کہ سیارہ ثانی در قلعہ پر پہونچا اور داخل قلعہ ہوا اس مقام پر آیا کہ جہاں یہ سب لوگ بیٹھے ہوئے تھے نقادار کے پاس سیارہ نے دیکھا کہ ایک طرف سردار اور غنیمت بادشاہ کریوں پر بیٹھے ہوئے ہیں گرسب رہا ہیں ایک کے تہی جسم پر قید کا نام تھیں اور دوسرے سب کرباتیں کر رہے ہیں انکے سامنے صدر میں وہ نقادار دنگل پر مثل شیر غان کے بیٹھا ہوا ہے اور سب قزاق گرد و پیش موجود ہیں اور قولاد بھی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے واقعہ دیکھ کر سیارہ حیران ہوا کہ یہ لوگ کیونکر رہتا ہوئے کیا اسکی اطاعت کر لی جیسے سیارہ وہاں پہونچا اور سب کی نگاہ بڑی غل ہوا کہ یہ کون سی جو بدون اجازت کے اندر آیا اب ان سرداروں بادشاہوں نے بھی پلٹ کر دیکھا اور نقادار سیر پویش نے بھی زردمان تاجدار وغیرہ اور اس کے سرداروں نے پہچانا کہ یہ تو وہ ہیں جو کہ ہمارے آقا کے پردہ قاف سے آنے کی خبر لائے تھے اور ہمارے ہمراہ تھے نقادار سیر پویش نے جو دیکھا تو اپنے ملازموں سے کہا کہ یہ کون سی جو یوں نے ادب بیان چلا آیا زردمان نے جو یہ کلام نقادار کا سنا کہا کہ ای نقادار انکے اسیری کا حکم نہ دینے یہ ہمارے لشکر سے ہمارے پاس آئے ہیں ہمارے حال کے دریافت کرنے کے لیے یہ سب نقادار نے منع کیا اسنے ملازموں کو وہ رک گئے اور نہ چلی ہی تھے کہ قید کر لیں اور چھڑاں ثانی فریب زردمان و زرنگار شاہ وغیرہ کے پہونچا اور جھٹ کر کان میں کہا کہ یہ کیا واقعہ گذرا اور تم کیونکر

رہا چوئے زردمان نے سب حال بیان کیا اور کہا کہ نقادار نے ہماری دعوت کی ہر تم کیوں شے
 تمہارے آنے کا کیا سبب ہوا تم تو آتے تھے مگر نقادار نے روک لیا جس نے سب کے اطمینان
 کے لیے فرمان لکھا تھا فلان سردار کو دیا تھا وہ لیکر آنا اسے قصد کیا تھا کہ تم آگے خراب تم جا کر
 سب کو مطمئن کر دینا سیارہ نے کہا کہ ہوشیار ہو جاؤ ہمارے آقا تمہارے رہا کر سنے ہو
 آتے ہیں دیکھنا کیسی سزا اس نقادار و قزاق و فولاد کو دیتے ہیں تمام قلعہ خون سے نعل کر دے
 زردمان تاجدار و زرنکار شاہ نے کہا کہ کہاں ہیں اور کب تشریف لائیں گے کہو اگر اس حال
 سے آگاہی ہوئی سیارہ نے کہا کہ جب اس نقادار نے اسیر کر لیا تو میں اس وقت لشکر سے نکل گیا
 اور جا کر انگو اس حال سے آگاہ کیا وہ سننے ہی فوراً روانہ ہوئے بھلا اب انکو تاب تھی کہ اس کے
 سردار و ہوا خواہ قید ہوں اور وہ صبر کوں آئی رہائی کو نہ آئیں اب اس نقادار کو معلوم ہوگا زردمان
 تاجدار و زرنکار شاہ وغیرہ یہ سنکے خوش ہو گئے اور کہنے لگے کہ تم کو یہ کیونکر معلوم ہوا کہ ہم سب
 یہاں ہیں سیارہ نے سب حال انکا نقاداروں کو لیکر آنا اور لشکر میں جا کر وہ تقریر کرنا اور اہل لشکر
 سے معلوم ہونا کہ قلعہ میں ہیں ایسا سب حال نقاداروں سے بیان کرنا انکا ادھر کو روانہ ہونا اسنا
 آنے پہلے یہاں آنا اس خیال سے کہ جگہ دریافت کروں اور دیکھوں کہ کیا حالت ہو سب بیان کیا یہ سنا تھا
 کہ زردمان تاجدار وغیرہ نے پٹ کر دیکھا کہ آقا آتے گئے دیکھا کہ ابھی تو تھیں آئے سیارہ سے کہا
 کہ تم تو کہتے ہو کہ آقا تشریف لاتے ہیں کہاں ہیں سیارہ نے کہا کہ میں نے یہ نہیں کہا کہ حل چلے
 ہیں میں عیار ہوں پاس شاطری مار کر چلا آیا یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ ادھر نقادار اگر قلعہ کو طرک اس رہا کر
 کے قریب پہنچا کہ جہاں یہ سب بیٹھے تھے کیونکہ اہل قلعہ سے دریافت کر لیا تھا کہ سما آقا و نقادار کہاں
 ہو انھوں نے کہا کہ وہ سامنے جو عمارت ہو دمان سب شریف فرما ہیں یہ مرکب کو ڈھٹ کر دمان آئے
 درابوان براہ قزاق بیٹھا ہوا تھا اسے جو نقادار کو دیکھا کہ یہ قصد رکھتا ہے کہ اندر مع مرکب کے جائے
 کہا کہ ایو نقادار مرکب سے اترے ہکو اپنے نام سے آگاہ فرمائے تاکہ ہم خبر کریں اجازت ملے تو جاتے
 نقادار نے فرمایا کہ ہکو اجازت کی ضرورت نہیں ہے ہم دون اجازت کے جائے گے اسے یہ قصد کیا تھا
 کہ کچھ جواب دوں کہ دیکھا وہ نقادار آپہنچے اجویہ ڈر گیا اور کہنے لگا کہ آپ کو اختیار میں منع نہیں کرنا
 ہوں ادھر جو گئے ایک مرتبہ زردمان نے پٹ کر دیکھا اور سیارہ سے کہا کہ ابھی تک آقا نہیں آئے
 نقادار سبز پوش نے زردمان سے کہا کہ تم پٹ بیٹھ کر کیا بار بار دیکھتے ہو اس شخص نے کیا تم سے کہا
 کہ تم اسکو سنکے بہت خوش ہو زردمان نے کہا کہ یہ خبر لاتے ہیں کہ تمہارے آقا آتے ہیں تمہارے
 رہا کرنے کو جنکامین نے آپ سے ذکر کیا ہے کہ ہم نقادار ان قات کے غلام ہیں ہم سب کے اسیری کی خبر
 پا کر تشریف لاتے ہیں خوب ہوا آپ اسی مقام پر پھر جائے آپ کے اور اس کے فیصلہ ہو جائیگا یہ سنکے
 نقادار نے جواب دیا کہ زہے میرے نصیب کہ وہ لوگ خود بیان تشریف لائے یہ میری کب لیاقت
 تھی میں تو خود انکی خدمت میں چلتا اور انی تقدیر آزمائی کرنا انھوں نے کیوں تکلیف کی یہ کہہ کر اپنے
 ملازموں کی طرف دیکھ کر کہا کہ اس قزاق کو جا کر منع کر دو کہ اگر نقادار آئیں تو نہ دو گجائیں لے دو ادھر
 ملازم نقادار چلے تھے منع کرنے کو اور ادھر بیٹوں نقادار اس قزاق کو ڈانٹ کر اور مع مرکب کے اندر
 گئے ایک نقادار کو بہت غصہ ہوا اور وہ سب سے آگے ہیں مرکب کو چمکا کر صحن میں پہنچے دیکھا کہ
 ایک نقادار دنگل پر بیٹھا ہوا ہے اور گرد اس کے اور بہت سے لوگ ہیں ایک بہت زبردست پہلوان اور

برابر اسکے کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور زردمان تاجدار و تومان تاجدار اور اسکے سردار کرسیوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور دو بادشاہ اور ان کے سردار بھی بیٹھے ہوئے ہیں مگر سب راہین اور اسی طرف دیکھ رہے ہیں جیسے یہ نقادار صحن میں پہنچے اور سیارہ نے دیکھا کہ زردمان سے کہ لواتا آگے ادھر نقادار نے ان سبکو دیکھ کر نعرہ کیا کہ او نقادار سبز پوش قزاق یکیا تیری حرکت تھی کہ تو نے ہمارے لشکر کے سرداروں کو اسیر کیا کیا تو آگاہ نہ تھا کہ یہ سب ہمارے پاس جاتے ہیں پس خیریت ہے کہ آپ ہماری اطاعت کر اور ہم کو اپنا آقا تصور کر ورنہ اس قلعہ کو خون سے لعل کر دوں گا اچانک زندہ نہ کھوگا تیری بھی یہ لیاقت ہے کہ تو ہمارے بہادروں کے لشکر کو لوٹے ہم لشکر میں نہ تھے ورنہ تجھ کو حال معلوم ہوتا جیسے پہنچے خبر پائی ہم فوراً تیری سرکوبی کو آگے معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہمارے آنے کی خبر سن لی تھی کہ جو ان سبکو رہا کر دیا ہم تجھ پر اس سبب سے رجم کرتے ہیں کہ تو نے انکو رہا کر دیا ورنہ ضرور قتل کرتے پس خیریت اسی میں ہے کہ آٹھ اور زوال سے ہاتھ باندھ کر حاضر ہوا اور ہماری رکاب کو بوسہ دے یہ جو نعرہ کیا اور ادھر سیارہ نے کہا کہ لواتا آگے سب نے صدائے نعرہ سنے لیکر دیکھا اور نقادار سبز پوش بھی دیکھا کہ نقادار سرخ پوش مع کرب کے چلے آتے ہیں زردمان تاجدار و زرنگار شاہ و تومان و خور بھی ہیں نقادار سبز پوش تو سمجھ گیا مگر اور سب حیران ہوئے کہ یہ کون ہیں اور یہ تو اس نقادار سے بھی بہادر اور زبردست معلوم ہوتے ہیں کہ پرانے قلعہ میں چھس آئے اور ہمارے بادشاہوں کی حمایت کرتے ہیں انکو اپنا سردار کہتے ہیں یہ کیا واقعہ ہے بیان اگر کسی نے اچھے پیش آئے ایک نقادار نے ہم سبکو زیر کر لیا یہ اسیر حکومت جتاتے ہوئے آئے فولاد قزاق نے نقادار سے کہا کہ حضور یہ کیا واقعہ ہے اور یہ کون ہے ادب ہے جو یوں بے ادبانه چلا آتا ہے اور کھمبات یہودہ یک رہا ہے مجھ کو اجازت فرمائیے کہ میں اسکو آدھا سکھا دوں اور خزانہ بھی تلوار کی دیکھنے لگے نقادار سبز نے اشارہ کیا تم ٹھہر جاؤ تم میں سے کوئی نہ بولے اور فولاد سے کہا کہ خاموش رہو وہ سب ساکت ہو گئے فولاد بھی خاموش ہو گیا ابھی سرخ پوش صحن میں تھا کہ سب نے دیکھا دو نقادار سرخ پوش اور ان کے وہ بھی بہت برہم ہو کر نکارے کہ او نقادار سبز پوش قضا تو نہیں آئی ہے ہمارے ہاتھوں سے آٹھ اور ہم سبکی اطاعت کر راوی بیان کرتا ہے کہ جب زردمان و زرنگار و خور شہید نے ان نقاداروں کو دیکھا سب کے سب کھڑے ہو گئے ان بادشاہوں کا کھڑا ہونا تھا کہ سب سردار کھڑے ہو گئے ادھر وہ نقادار سبز پوش مع اپنے سرداروں کے کھڑا ہوا اور ہاتھ جوڑ کر یہ کہتا ہوا ان نقاداروں کی طرف چلا کہ آئیے شرف لائے قدم رنجہ فرمائیے اسقدر غصہ نہ فرمائیے یہ سب موجود ہیں ان سے دریافت فرمائیے کہ میں نے انکو کسی قسم کی تکلیف نہیں دی ہے یہ کہتا ہوا چلا ادھر ان نقاداروں نے جو نقادار سبز پوش کو دیکھا ہر ایک کے دل میں محبت پیدا ہوئی اور خون غریزی نے جوش مارا ادھر زردمان و تومان و زرنگار سیارہ دیگر سرداروں نے یہ حال دیکھا اور فولاد و کل قزاق حیران ہوئے کہ یہ کیا واقعہ ہے کہ یہ نقادار ان نقادار کو دیکھ کر اسقدر مخالفت ہوا کہ ہاتھ باندھ کر اور کلام عاجزانہ کرتا ہوا ادھر کو جاتا ہے انہوں نے کچھ بات بھی نہ لی تھی اور نہ کچھ کہا تھا صرف نعرہ کیا اسیر یہ حال ہوا ادھر ان نقاداروں نے جو دیکھا اور جوش محبت پیدا ہوا یہ حیران ہوئے کہ یہ کیا سب کہ اس نقادار کو دیکھ کر ہمارے دل میں اسکی محبت پیدا ہوئی اور ہر رنگ سے میں خون غریزی جوش مارنے لگا یہی بات ہے کہ یہ نقادار بہ خیال کرتے ہوئے چلے جاتے ہیں ادھر سے وہ نقادار چلا ہے جیسے نقادار سبز پوش قریب ان نقاداروں کے پہنچا سر کو تھوکتا دیا اور کہا کہ مجھے خطا تو ہوئی معاف

فرمائی یہ سر حاضر ہو قلم فرمائی یہ ستا تھا کہ اُدھر دل میں جوش محبت پیدا ہوا دلعین خیال کیا کیا سبب ہو اس
نقابدار کو نقاب لشکر دیکھنا چاہیے جیسے نقابدار نے سر جھکا یا نقابدار سرخ پوش نے فوراً نقاب کو
اٹک دیا پردہ نقاب سے ایک آفتاب طالع ہوا نقابدار نے دیکھا کہ ابر نقاب سے خورشید آسمان
صاحبقرانی نے طلوع کیا یعنی یہ نقابدار باوقار ہمارا سرور قلب ہو اور صبر دل نا صبور ہو یعنی سہراب
ثانی ہو جو کہ آہو کے عقب میں مرکب کو ڈال کر نکل گیا تھا پتہ نہ ملا تھا بہت تلاش کیا جسکے لیے کئی دن
سے بیقرار تھے یہ دیکھنا تھا کہ نقابدار سرخ پوش نے گلے سے لگا لیا اور کہا کہ ایو فرزند یہ کیا حرکت
تھی تم تمھارے لیے کئی دن سے بیقرار تھے اور سوار برائے تلاش روانہ کیے تمھارا پتہ نہ ملا
ہو اس خداوند کریم کا کہ اسنے تم سے ملاقات کرادی ہم بہت پریشان تھے کہ تم کہاں چلے گئے ہو
خداوند کارساز نے بڑا انا فضل کیا کہ تم ہمدار نہ کیا ان واقعات کو سنکے بہت غصہ آیا تھا یہی
دل میں تھا کہ جیسے نقابدار کو دیکھنا وار کرنا بڑا فضل ہوا کہ تم اس حرکت سے باز رہے یہ جو ان سب
سرداروں اور بادشاہوں نے دیکھا کہ نقابدار سرخ پوش نے نقابدار سبز پوش کی نقاب اٹک دی
اور گلے سے لگا لیا جسکے اسنے سر کو جھکا یا اُدھر ان دونوں نقابداروں نے بھی دیکھا اور پہچانا آگے
بڑھے اور قریب آکر کہا کہ ماشاء اللہ نس سہراب ثانی نے سلام کیا اور چاہا کہ قدموں کو جوٹوں کہ
کہ ان نقابداروں نے بھی سینہ سے لگایا اُدھر سیارہ نے زردمان شادار دزرنگار شاہ
دخورشید سے کہا کہ تم اس امر سے آگاہ ہو گئے کہ یہ جوان کون ہو یہی روح تن نقابداران دسرد
قلب نقابداران زینت بارگاہ سلیمانی فرزند رستم ثانی سہراب ثانی ہو اسی جو اپنے طلسم چیل
چراغ سلیمانی کو فتح کر کے باب دحیا و داد اکر رہا کیا ہو اور سب سامان شوکت مہیا کیا ہو اسی جو ان
کو خداوند کریم کی طرف سے مرتبہ صاحبقرانی مرحمت ہوا یہی کل لشکر کا افسر ہو اور ہوگا میں جو ان کے ملانے
اور خبر کرنے کو گیا تھا تو معلوم ہوا تھا کہ یہ شیر کسی دن سے غائب ہو گئے عقب میں گیا تھا پھر نہیں
نہیں آیا یہ نقابدار بہت پریشان تھے مگر تمھاری حالت سنکے اُدھر کو چلے آئے خداوند کریم نے یہاں ہام
ملاقات کرادی معلوم ہوا کہ اس شیر نے اُدھر آکر پہلے ان قزاقوں کو زیر کیا اسکے بعد تمھارے لشکر کو کھلا
اور تمھارے سرداروں کو زیر کیا یہ سب باتیں سیارہ نے چکے سے زردمان سے کہیں
وہ اور خوش ہو گئے سیارہ نے پتھر فولاد سو کہا کہ ایو فولاد آگاہ ہو کہ یہ نقابدار جو کہ ان لوگوں کو کھا
کرنے آتے تھے تمھارے نقابدار کے عزیز مرید ہیں اور بزرگ ہیں تم بھی قدم بوسی حاصل کرو
فولاد خود حیران ہے کہ یہ کیا امر ہو اُدھر سہراب ثانی ان نقابداروں کو لیکر ایوان میں آیا اور
جائے صدر پر بٹھایا آپ بھی بیٹھا اور سب بیٹھے اسوقت سہراب ثانی سے نقابداروں نے
دریافت کیا کہ ایو فرزند نقاب پوشی اور اس واقعہ کا کیا سبب ہوا سہراب ثانی نے جواب
دیا کہ سبب نقاب پوشی کا یہ ہوا اور اب میں بھی نقاب پوش رہو نگا کہ جو مجھ کو دیکھتا ہو وہ یہ کہتا ہو
کہ تم خاندان حمزہ صاحبقران سے ہو پس اگر میں نقاب پوش نہ ہو نگا تو میرا کب پہچان لیا آپ کا
مطلب اور میرا منشا فحش ہو جا بگا اس سے بہتر یہ کہ میں بھی نقاب پوش ہوں دوسرے فراتی
کے لیے نقاب پوش ہوا تھا جب مجھ کو مخرون نے خبر دی کہ ایک بہت بڑا لشکر خدا پرستوں کا
آہا ہو میں نے فولاد سے کہا کہ چلو ہم نگو فراتی اور لوٹ کا تماشا دکھا دیں کہ یوں تو لگتے ہیں
پس میں نے آکر اس لشکر کو روکا دوسرے یہ بھی خیال میں آیا کہ کچھ تو شوکت نمائی ہو میں آپکا

لشکر نہ سمجھا تھا نہ میں نے یہ جانا تھا کہ یہ وہ لشکر ہے کہ جسکو آپ نے طلب کیا ہے ورنہ کبھی ایسی حرکت نہ کرتا جب میں مقابلہ میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ یہ وہ لشکر ہے کہ جسکو طلب کیا تھا بس اب مقابلہ سے بدون مقابلہ کے واپس جانا مناسب نہ جانا مقابلہ کیا اور سبکو زیر کر لیا اس شرط کے ساتھ کہ اطاعت کرنا اور انکو بیان لا کر رہا کر دیا کہ آپ لشرف لائے یہ سب موجود ہیں اور میں بھی حاضر ہوں نقابداروں نے فرمایا کہ تم نے خوب کیا تم بیان کرو کہ بیان کیونکر پہنچے یہ لشکر بھی تو تمہارا ہے اور ہم بھی تمہارے ہیں اب ہمارا زمانہ پیرائہ سالی کا ہے ہم قوت اور طاقت آزمائی کر چکے اب تمہاری شوکت کو دیکھ کر خوش ہو گئے ہم تو صرف برائے خدمت تمہارے ہمراہ ہیں اور اگر تمہاری برائی ہو کہ ہم نقاب پوش ہوں تو بہتر ہے مگر نقاب یا قوت رنگ ہو تو اچھا ہے سہرا ب نے قبول کیا اور تمام واقعہ خواجہ نسیم کے سامنے لے گیا اور اس کے مال کے دلانے کو ادھر آئے گا فولاد سے مقابلہ ہونے کا اور زیر کرنے کا بیان کیا نقابدار بہت خوش ہوئے سہرا ب ثانی نے فولاد سے کہا کہ آپ کے قدموں کو بوسہ دو یہ ہمارے بزرگ ہیں اور ہم انہیں کے ہمراہ پر وہ تانکے بیان آئے ہیں یہ ساری عزت و آبرو انہیں سب صاحبوں کی دی ہوئی ہے یہ سننا تھا کہ فولاد نے لشکر نقابداروں کے قدموں کو بوسہ دیا انہوں نے دست شفقت بشت دسہر بر رکھا اور سب قرآن آداب شایسی بجالائے ادھر سوارہ ثانی زردمان وغیرہ سے کہا کہ تم بھی آٹھ قدم بوسی حاصل کرو یہ لوگ کھڑے ہوئے تھے قدم بوسی کے لیے آگے بڑھے اور چاہا کہ قدموں کو بوسہ دیں نقابداروں نے زردمان وغیرہ کے سر کو سینے سے لگایا اور فرمایا کہ تمکو لازم ہے کہ ہمارے فرزند سہرا ب ثانی کی اطاعت کرو انہوں نے عرض کیا کہ ہمکو قبول ہے اور ہم نے اقرار کیا تھا کہ ہم تاج فرماں ہیں اگر انکو اب زیر فرمایا تو ہم اطاعت کرینگے اب یہ آپ کے نور و راحت قلب و جگر کا ہے تو ہمکو اس امر کی از حد خوشی ہوئی کہ ہم تو اپنے آقا اور سرپرست کے ہاتھ سے زیر ہونے کوئی مقام بخج و افسوس نہیں ہے نقابداروں نے فرمایا کہ اس کے قدموں کو بوسہ دو کہ یہی تمہارے لشکر کے مالک و افسر ہیں اور یہی صاحبقران ہیں زردمان وغیرہ نے چاہا کہ سہرا ب ثانی کے قدم چومیں کہ سہرا ب ثانی نے ان سبکو سینے سے لگایا سب مہربانی سے میں آئے وہ سب کے سب بہت خوش ہوئے سب سرداروں سے کہا کہ تم لوگ بھی قدم بوسی حاصل کرو وہ سب بھی قدم بوسی کر گئے جب یہ سب امر ہو چکے نقابداروں نے سہرا ب ثانی سے فرمایا کہ اب لشکر کو چلو کیونکہ ایسا ہوا کہ مقررہ کج کلاہ آجائے اور نہ ہمکو نہ پاکر لشکر کو پریشان کرے تو خرابی ہو سہرا ب ثانی نے جواب دیا کہ بسم اللہ لشرف لے چلیے یہ کہہ کر فولاد سے کہا کہ سامان سفر کرو فولاد تو سامان سفر میں مصروف ہوا اور اپنا لشکر درست کرنے لگا زردمان وغیرہ نے عرض کیا کہ جب تک سامان سفر درست ہو حضور ہمارے لشکر میں چلیں تاکہ ہم اپنے اہل لشکر کو اس حال سے آگاہ کریں کہ ہم نے ان نقابداروں کی اطاعت کی اور اپنے ہمراہ باکر اہل اسلام کی کمک کرینگے کیونکہ ابکا بھی تو نقد اسی طرف کا ہے فرمایا کہ چلو بس زردمان تاجدار و زرنکار شاہ وغیرہ ان نقابداروں کو اپنے ہمراہ لیکر مع اپنے کل سرداروں کے طرف اپنے لشکر کے چلے سہرا ب ثانی کے بھی موند پر نقاب سبز پڑی تھی ادھر ہر کاروں پہنچے اہل لشکر زردمان وغیرہ کو خبر دی کہ خوش ہو تمہارے سردار رہا ہوئے اور بادشاہ اور ان نقابداروں اپنے ہمراہ لیکر آگے ہیں وہ نقابدار بھی انکا فرزند کلا جو نقابدار ہمارے آقا کی کمک کو آئے ہیں سرداروں

و بادشاہوں نے ان نقابداروں کی اطاعت قبول کر لی جو اور خوشی خوشی انکو لیکر آتے ہیں مجھے غیر
 برپا کرو اور کل واقعہ بیان کیا اہل لشکر یہ خبر سنے بہت خوش ہوئے اور فوراً ایک بارگاہ برپا کی اور
 زردمان وغیرہ نقابداروں کو لیکر زیرکوتہ آئے سہراب ثانی فولاد سے یہ لکڑیاں آئے کہ تم سبکو
 لیکر زیرکوتہ آنا ہم اج ہی طرف اپنے مقام کے کوچ کرینگے جب زیرکوتہ پہنچے دیکھا کہ کل لشکر زردمان جدا
 فروکش ہو اور ایک بارگاہ برپا ہو سب اہل لشکر نے اپنے بادشاہوں اور سرداروں و نقابداروں کو
 جو دیکھا آتے ہوئے استقبال کیا اور قواعد شاہی بجالائے زردمان وغیرہ نے اپنے اہل لشکر سے پکار کر
 کہا کہ سمجھئے ان نقابداروں کی اطاعت کی کیونکہ یہ بھی حصار پرست ہیں اور ہم بھی انہوں نے
 ہمیں احسان کیا ہے اور ہم احسان فراموش نہیں ہیں ہم نے اس کے عوض میں اطاعت کی آپ ہمارے بادشاہ
 اور آقا ہیں اور ہم آپ کے ادنی غلام ہیں کبھی آپ کے حکم سے مرنا ہی نہ کریں گے نہ تم لوگ کرنا یہ
 نقابدار بڑے عالی خاندان ہیں نقابداری کا سبب بھی انشاء اللہ ظاہر ہو جائیگا یہ سنے کل اہل
 لشکر نے جواب دیا کہ ہم کو آپ کے حکم سے کوئی عذر و انکار نہیں ہے ہم آپ کے تابع فرمان ہیں جواب نے
 فرمایا وہ سمجھنے قبول کیا اور جو آکا فعل ہو وہ عمدہ ہو ہم بھلا اسمین دخل دیکھتے ہیں ہماری کیا مجال تھا
 اہل لشکر سے سنے نقابداروں کو لیکر بارگاہ میں آئے صحبت تھلا آراستہ کی اب اس مقام پر چند در
 مثل قنبر دلو پرورد حسام اثر درگ و نمنش شیر سوار و زردمان تاجدار و تومان تاجدار و زنگار
 شاہ و خورشید و سیارہ اور نقابداروں کے سوا کوئی نہ تھا ان بادشاہوں نے عرض کیا کہ ہم
 امیدوار ہیں کہ آپ ہمارے زیبا اپنا دکھا دیں تاکہ ہم زیارت کر لیں یہ سنا تھا کہ ان نقابداروں نے
 اپنے سونہ سے نقاب اٹھائی زنگار شاہ وغیرہ نے شہر یار کو بھیجا زردمان نے رستم ثانی
 کو ان شیروں کو دیکھا ابرج نامدار کی طرف دیکھا فرمایا کہ یہ ہم سب کے بزرگ ہیں اور والد نامدار
 ہیں پھر دوبارہ یہ لوگ آگھر قدم بوس ہوئے سہراب ثانی ملکی بھی قدم بوسی کی شہر یار وغیرہ نے
 پھر نقاب سونہ پر ڈالی زردمان نے نذر پیش کی نقابداروں نے اشارہ کیا کہ سہراب ثانی کی خدمت
 میں پیش کرو کہ ہمارے آقا اور افسر ہیں ان سب نے سہراب کی خدمت میں نذر گزارانی جب اس سے
 فرصت پائی اور پھر سبکو اطمینان ہو گیا سب بہت خوش ہوئے رستم ثانی و شہر یار نے سب اپنا
 اپنا واقعہ بیان کیا وہ سنے بہت مسرور ہوئے سہراب ثانی نے فرمایا کہ لشکر کو تیاری کا حکم دیا جائے
 تاکہ اپنے مقام کی طرف کوچ کریں ان سب نے سرداروں کو اپنے لشکر کی تیاری کا حکم دیا
 لشکر تیار ہونے لگا کہ اتنے عرصہ میں فولاد اپنے لشکر کو تیار کر کے حاضر ہوا یہاں بھی لشکر تیار ہو چکا
 تھا پس قزاق کو ہر اہل لشکر کر کے طرف بیشہ مصروفیہ کے روانہ کیا اسکے بعد زردمان وغیرہ کو
 تخت پر سوار کر کے سب نقابدار مرکبوں پر سوار ہوئے گو زردمان وغیرہ نے عذر کیا جواب دیا کہ تم
 لوگ تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں تمہاری حکومت نکو مبارک رہے انکو پھر عذر کرنے کا موقع نہ ملا
 خلاصہ یہ کہ لشکر کو درست کر کے نقابدار طرف بیشہ مصروفیہ کے روانہ ہوئے کہ ان وہ سردار اور
 وہ مختصر لشکر سہراب ثانی وغیرہ کا اس انتظار میں تھا کہ ابھی تک نقابدار نہیں تشریف لائے
 سب اسی فکر میں تھے کہ آخر لشکر چلا گیا تھا بعد قطع راہ کے قریب بیشہ مصروفیہ کے پہنچا سیارہ ثانی
 نے جھک کر سرداروں کو خبر کی کہ تمہارے آقا لشکر شان و شوکت تشریف لائے ہیں سہراب ثانی
 سے بھی ملاقات ہوئی وہ نقابدار سنبھلے ہوئے کہ جسے کل سرداران لشکر زردمان وغیرہ کو اس پر لیا تھا

مع بادشاہوں کے اور میں خبر دینے آیا تھا اور آقا اسکی خبر پا کر سزا دینے کو گئے تھے وہ شانزادہ
 بھائیہ شکے خوش ہوئے سب فکر و تشویش دور ہوئی کہ نشان لشکر نمودار ہوئے آمد لشکر شروع
 ہو گئی سیارہ نے فولاد سے کہا کہ لشکر کو روک لو یہی مقام سکونت آقا کا ہے اب جو سب نے
 دیکھا تو نیراز و نغمے ہر باہن اور ایک بار گاہ نہایت پر تکلف برپا ہو بازار میں آراستہ ہیں بس
 لشکر طریقہ سے اترنے لگا یہاں تک سب لشکر آکر پہنچا نقابدار قریب بارگاہ آکر اترے سردار استقبال
 کرنے لگے نقابدار داخل بارگاہ ہوئے ادھر زرنگار شاہ وغیرہ کے لشکروں کے خیمے برپا ہونے
 لگے اور بارگاہ میں بھی فولاد اپنے خیمے برپا کیے اور سب خیمے برپا ہو گئے زردمان وغیرہ اپنے خیموں
 میں اترے نقابدار اپنے بارگاہ میں اور سب سرداران بادشاہوں کے اپنے اپنے خیمے میں اترے
 فولاد اپنے خیمے میں اتر کر کو سون تک لشکر کا پیرا و پیرا اب وہ حد جو کہ لشکر کی بنائی گئی تھی اسی
 طور سے کل لشکر کے گرد بنائی گئی قریب آٹھ نو لاکھ کے یہ لشکر تھا بڑا جماد ہو گیا نقابداروں
 نے اسدن دربار نہ کیا کیونکہ شام ہو گئی تھی آنے میں اب سب لشکر ایک ہو گئے ہیں زردمان
 تاجدار وغیرہ عجائبات قاف دیکھ کر سب حیران ہوئے اور شان و شوکت دیکھ کر بہت خوش
 ہوئے اور یہ اپنے دل میں خیال کرنے لگے کہ یہ لوگ واقعی بڑے صاحب اقبال ہیں کہ یکے و تنہا فوج
 اپنے لشکر سے نکلے تھے اور یہ سامان ہم پہنچا لیا بھلا اسے کون مقابلہ کر سکتا ہے اور اہل لشکر ان
 بادشاہوں کے باہم کہہ رہے تھے کہ یہ نقابدار بڑے صاحب اقبال اور صاحب صمت ہیں
 وہ سامان اور شوکت ہم کی ہو کہ جو کہ ہم نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھے انکی اطاعت اور فرمانبرداری میں
 ضرورت و توقیر اور یہ قدر دان بھی ہیں سب خوش ہیں چونکہ رات ہو گئی تھی ہر ایک اپنے اپنے مقام پر
 راحت و آرام خواب میں مصروف ہوا لشکر میں روشنی ہو گئی طلباء بچہ نے لگا ادھر نقابداروں میں ہم
 صلح ہوئی کہ زردمان کو بادشاہ لشکر کرنا چاہیے کیونکہ لشکر میں بادشاہ کے ہونے کی بہت ضرورت
 ہوتی ہے بدین بادشاہ کے لشکر بیکار ہو بادشاہ کے ہونے سے لشکر کی شان و شوکت اور ہو جاتی
 ہے اور بادشاہ ہونے سے کوئی مشوکت نہیں ہوتی ہے پس زردمان کو بادشاہ لشکر کرین کیونکہ
 وہ سب سے پہلے دین اسلام سے مشرف ہوا ہے سب نے کہا کہ یہ اسے بہت خوب ہے جہت
 اسے قرار پا چکی ہر ایک نقابدار اپنے طریقہ خاص میں جا کر آرام پذیر ہوا سہرا ب ثانی جو اپنے خیمہ
 میں گئے یاد ملک فرما سے سمیٹن میں بیقرار ہوئے تو اپنے لگے شعر عاشقانہ پڑھنے لگے راوی بیانی
 کرتا ہے کہ وہ رات شانزادہ سے اسی بیقرار ہی میں بسر کی کہ سحر ہوئی نماز سے فراغت کر کے کہاں
 سے آراستہ ہو کر طرف بارگاہ کے چلے ادھر سب سردار نقابداروں کے اور فولاد و زردمان و
 زرنگار شاہ وغیرہ مع اپنے کل سرداروں و سپہ سالاروں کے نماز وغیرہ سے فراغت کر کے
 حاضر بارگاہ ہوئے کہ نقابدار چاروں آکر ہوئے بس سب کو علی قدر مرتبہ جگہ مرحمت فرمائی سیکڑوں
 کرسیاں و دنگل سرداروں سے ملو ہو گئے اب دربار خوب طریقہ سے آراستہ ہوا یہ تینوں
 بادشاہ نسیم تختہ پر سلام کر کے بیچ گئے سب سردار بھی بموجب حکم سلام کر کے بیٹھے نقابدار اپنے اپنے
 دنگلوں پر جلوہ فرما ہوئے اسی طریقہ سے کہ مہرا ب ثانی کو سب سے بالا دست بٹھایا اب چپ
 راستہ سے بیٹھے اس دربار کی کیا شان و شوکت بیان کیجائے جب دربار آراستہ ہو چکا
 سہرا ب ثانی نے فرمایا کہ ذرا پردے بارگاہ کے اٹھا دے جائیں ہم سیر صحرانکر سیکڑے راوی بیان کرتا ہے

عہدہ درگاہ سالاری فولاد آسن خوار کو مرحمت ہوا پس یہ داروغہ بارگاہ چیل چراغ سلیمانی مقرر کیا
 گیا ہو ماتحت ہو ان سب کا جو کہ اسکے منتظم ہیں اور قاف سے آئے ہیں دربارگاہ برآلات حرب خرب
 سے آراستہ مثل شیرخان کے بیٹھا ہوا ہو جو جب حکم بارگاہ کے پردے اٹھا دئے گئے سب بارگاہ میں بیٹھے
 ہوئے صحرا کی سیر کر رہے ہیں کہ تکا یک صحرا سے گرد و غبار کا تین بلند ہوا کہ جسے سپہر دار کو تیرہ قمار کر دیا
 روئے آفتاب پوشیدہ ہو گیا اس گرد کو بلند دیکھ کر نقابداروں نے اپنے عیار نقابدار سے فرمایا کہ
 خبر تو منگاؤ کہ یہ گرد کیسے بلند ہوئی ہو فوراً عیار نے سرکار سے برائے خبر روانہ کیے وہ سرکار سے بہت
 جلد طرف گرد کے روانہ ہوئے اور داخل گرد ہو کر دیکھا کہ ایک لشکر کٹر چلا آتا ہے نشانہ لشکر کے
 پھر و نیز تصور آفتاب بنی ہوئی ہے اور آفتاب درجیس کی تعریف تحریر ہے یہ دیکھ کر ان سرکاروں نے اہل
 سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ لشکر مصروف کجکلاہ کا ہے شہر مصروفیہ سے آتا ہے برائے گوشمالی
 ان لوگوں کے جو کہ دشت مصروفیہ میں آتے ہوئے ہیں مصروف کجکلاہ مع اپنے بھائی اور تینوں فرزند
 اور سرداروں اور نو لاکھ سپاہ کے آیا ہے وہی لشکر ہے اور مصروف دیوانہ بھی آتا ہے جسپر ہمارے
 بادشاہ کو بھروسہ ہے وہ بھی اگر ان سپکو گوشمالی دیکھا یہ دریافت کر کے وہ سرکار سے واپس آئے
 اور داخل بارگاہ ہو کر قواعد شاہی بجا لا کر عرض کیا کہ یہ گرد جو بلند ہوئی ہے یہ آمد لشکر مصروف کجکلاہ
 کی ہے کہ وہ مع اپنے بھائی صفدر کجکلاہ اور اپنے تینوں فرزندوں اور کل سرداروں اور نو لاکھ
 سپاہ کے آئے مقابلہ کے لیے آیا ہے اور خبر ہو کہ دیوانہ بھی آتا ہو گا یہ اسکے لشکر کی آمد کی گرد ہو
 یہ سننے نقابداروں نے فرمایا کہ خوب ہوا کہ آگیا ورنہ ہم خود اس طرف کا قصد کرنے والے تھے
 اب خود آیا ہے اسی مقام پر تصفیہ ہو جائیگا اپنے کردار کی سزا کیسے میں پا لینگا یہ فرما کر فرمایا کہ
 جلد لشکر پر کھڑے ہو کر آمد لشکر آفتاب پرستان دیکھیں سب نے عرض کیا کہ جو مرضی مبارک نقابدار
 یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے انکا اٹھنا تھا کہ سب اہل دربار کھڑے ہو گئے نقابدار بیرون بارگاہ آئے
 مع کل اہل دربار کے مد لشکر پر آکر کھڑے ہوئے کہ وہ گرد قریب اس صحرا کے اگر شق ہوئی دامن
 گرد شگافتہ ہوا اس سے نو سو نشان نو لاکھ سپاہ کے آثار ظاہر ہوئے اور قریب اس صحرا کے
 میدان جنگ کو چھوڑ کر ایک طرف صفت بستہ ہوئے کہ آمد جلوس سواری کی شروع ہوئی جب جلوس
 سواری بھی آچھا اب آمد لشکر شروع ہوئی سرداروں و لاکھوں سوار و پیادے آکر قائم ہوئے
 دیکھا کہ قلب لشکر میں ایک بادشاہ تخت پر سوار اور برابر اسکے میں نیم خنوں برقعین بادشاہی جھون پرچے
 ہوئے گرد و پیش افسران سپاہ و سرداران فوج مرکبوں پر حربے ضرب سے آراستہ چلے آئے ہیں اور
 وہ جوان اپنے حضور کجکلاہ جو کہ برائے تقریر آیا تھا ایک مرکب پر پیکی پر سوار ہمراہ ہو عقب میں
 کل سپاہ ہے کہ وہ لشکر آکر چھرا بادشاہ نے لشکر اترنے کا حکم دیا اب جو دشت مصروفیہ کی طرف دیکھا تو ہمارا
 دشت کو لشکر سے بھرا ہوا پایا اور دیکھا کہ چار نقابدار اور ہیں بادشاہ اور بہت سے سردار مد لشکر
 کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہیں ہمارے لشکر کی آمد کو اور اسقدر غمے و بارگاہ میں برہا ہیں کہ جسکی حد
 انتہا نہیں ہے اور بہت بڑا لشکر کثیر آتا ہوا ہے یہ دیکھ کر مصروف کجکلاہ نے حضور کجکلاہ اپنے
 فرزند سے کہا کہ ان فرزند تم تو کہتے تھے کہ مختصر لشکر ہے یہ لشکر تو بہت بڑا معلوم ہوتا ہے اور یہی نقابدار
 ہیں جو کہ مد پر کھڑے ہوئے ہیں حضور کجکلاہ نے جواب دیا کہ میں خود جہاں ہوں کہ یہ لشکر
 کہاں سے آگیا آپ کے سسر کی قسم جب میں آیا تھا تو لشکر کچھ بھی نہ تھا اسنے عرصہ میں نہ معلوم

کیونکہ ہم ہو گیا اور حضور آپ کو خوف کیا ہے سب ہمارے لشکار میں مصروف تھے جواب دیا کہ کچھ پروا نہیں ہے دیوانہ ان سب کو تہ تیغ کر گیا یہ جانے کہاں ہیں واقعی بیگم یہ ساحر معلوم ہوتے ہیں انھوں نے یہ لشکر سو کر کے ہم کیا ہے کوئی جا کر خبر لائے یہ کہ حکم پا کر ہر کار سے فوراً طرف لشکر اسلام کے روانہ ہو یہاں مصروف کھڑا ہونے لشکر کے اترنے کا حکم فرمایا اور بارگاہ میں برپا کرنے کا حکم دیا فوراً لشکر اترنے لگا غمہ برپا ہونے لگے اور بارگاہ میں بھی بازار گین آراستہ ہونے لگیں تھوڑے عرصہ میں سب لشکر اتر پڑا اور بادشاہ مع سرداروں کے بارگاہ میں آکر بیٹھا دربار آراستہ ہوا اپنے فرزندوں اور بھائی سے کہا کہ دیوانہ آجائے تو طبل جنگ بجاؤں جب مصروف کھڑا وہاں لشکر اتر چکا نقابدار تہما شالشر کی آمد کا دیکھ کر بارگاہ میں تشہیف لائے یہاں بھی دربار آراستہ ہوا نقابدار نے فرمایا کہ مصروف کھڑا ہے اپنے نزدیک ہمارے مقابلہ کے لیے بہت لشکر لے کر آیا ہے یہاں اس لشکر میں کوئی جوان ایسا نظر نہیں آتا کہ جولان مقابلہ ہو نہ لشکر نگاہوں میں سما پھر آیا ہے تو معلوم ہوا جب مقابلہ ہو گا سب اہل لشکر بھاگتے ہوئے نظر آئیں گے جب یہاں کے بہادروں کی تلواریں بلند ہونگی سب اہل دربار عرض کر رہے ہیں کہ اگر خداوند کریم نے اپنا فضل کیا تو حضور ملاحظہ فرمائیں گے کہ ہم جان نثار کیونکر کفاروں کو قتل کرتے ہیں اور اس کے خون سے ہاتھ بھرتے ہیں یہاں تقریر ہو رہی تھی اودھوہ ہر کار کی داخل لشکر اسلام ہوئے حال دریافت کیا کہ کل تک تو یہاں یہ لشکر نہ تھا صرف تھوڑا سا لشکر تھا آج یہ لشکر کہاں سے آگیا ان لوگوں نے کل حال بیان کیا کہ ہم برائے مدد اہل اسلام جاتے تھے کہ ایک نقابدار نے ہمارے بادشاہ میں اور سرداروں کو راہ میں روکا اور زہر کیا یہ نقابدار ہمارے خبر اسیر ہونے کی پا کر برائے کمک گئے وہ نقابدار آپکا فرزند نکلا سب کو جھوڑ دیا ہمارے بادشاہوں نے اطاعت کی چونکہ ہم بھی خدا پرست تھے ہماری آگہی اک جانی ہوئی یہ وہی لشکر ہے ہر کار سے یہ خبر دریافت کر کے اپنے لشکر میں آئے اور رزاحنل بارگاہ مصروف کھڑا ہوا سب حال سے آگاہ کیا جو کہ دریافت کیا تھا مصروف کھڑا اور فرزند اہل دربار سے کہا کہ یہ نقابدار مجھ کو بڑے صاحب اقبال معلوم ہوتے ہیں کہ لشکر انکو بدون مشقت کے مل گیا اور انکی آنکھ صاحب اقبال ہونے میں شک نہیں ہے سب نے عرض کیا کہ آپ کے اقبال و مرتبہ کے آگے انکا اقبال کچھ کام نہ بیگا ملاحظہ فرمائیے گام مصروف کھڑا ہونے لگا کہ ابھی تک دیوانہ نہیں آیا کیا جاے حضور کھڑا ہوا منصور کھڑا ہوا و جمہور کھڑا ہوا و صفدر کھڑا ہوا و دیگر سرداروں نے مصروف کھڑا ہونے سے عرض کیا کہ آپ طبل جنگ بجاوے ہم غلامان سرکار مقابلہ کر سکیں اور ان سب کو قتل کر سکیں دیوانہ نہیں آیا نہ آئے کیا ہم سب دیوانے کے بھروسہ پر مطمئن کر لیں ان کے قوت بازو و اپنی زور و طاقت پر بھروسہ رکھتے ہیں اگر دیوانہ نہ آئے تو ہم حریف سے مقابلہ نہ کریں اور مغلوب ہو جائیں یہ ممکن نہیں ہے چاہے دیوانہ آئے چاہے نہ آئے ہم مقابلہ کر سکیں آپ طبل جنگ بجاوے مصروف کھڑا ہونے لگا کہ بھگتو بھروسہ دیوانہ پر ہو اور اس کے بھروسہ میں تو حکومت کرتا ہوں میرا سارا دار و مدار دیوانہ پر ہے اگر وہ نہ آئے تو ضرور میں مقابلہ نہ کروں اور حریف کی اطاعت کروں اگر تم سب کی یہ رائے ہو اور تم لوگو اپنی ذات پر بھروسہ ہو تو میں طبل جنگ بجاتا ہوں مقابلہ کرنا سب نے جواب دیا کہ آپ ضرور طبل جنگ بجاوے ہم مقابلہ کر سکیں مصروف کھڑا ہونے لگا کہ اگر آپ لوگوں کی رائے اور مرضی ہو تو میں ان لوگوں کو نامہ لکھ کر پھر آگاہ کروں گا ایک مرتبہ

کو تو ال اور اس نے فرزند کو روانہ کر کے اور بہت کچھ نصیحتیں کیچیں کہ وہ لوگ یہاں کے جانے سے
انکار کر چکے اور کہ چلے ہیں کہ ہم مقابلہ کرینگے اور ان ملکوں کو اسلام آباد کرینگے مگر خبر بری گفتگو زبانی
گفتگو سے اچھی ہوئی تو سب سے سب نے جواب دیا کہ مناسب ہے اسوقت مصروف کھلاہ
دیر سے کہا کہ ایک نامہ اس مضمون کا تحریر کرو بنام نقابداران کہ آپ لوگ آگاہ ہوں کہ ہم نے کوئٹہ
پہلے آپ کے پاس روانہ کیا اور آپ سے کہلا بھیجا کہ آپ یہاں سے اور کسی طرف چلے جائیں کہیں ایسا نہ
کہ دیوانہ آپ کے آنے کی خبر پا کر اڑے اور آپ کو لوٹ لے اور اذیت دے آپ نے کچھ نہ سنا
بلکہ یہ جواب دیا کہ ہم ان ملکوں کو اسلام آباد کرینگے یہ سنکے ہم نے پھر اپنے فرزند حضور کھلاہ کو روانہ کیا اور
وہ ہی کہلا بھیجا آپ نے وہی جواب دیا جس پر ہم لشکر برائے مقابلہ آئے ہیں اب ہم پھر آپ کو تحریر کرتے
ہیں کہ اسی میں بہتری ہو اور اچھا ہے کہ آپ یہاں سے شرف لیجائیں اور کسی طرف اور ان خیالوں سے
بازائیں کہ ہم ان ملکوں کو اسلام آباد کرینگے ان کے دیوانہ کے ہاتھ سے اپنی جان بچائیں ورنہ بڑی خرابی ہوگی
گو ہم لوگ زحمت کر کے آئے ہیں اور لشکر لاکھوں کر سیکھوا سکا کچھ خیال نہیں ہو آپ لوگوں کے جان و مال کا
بدست خیال ہو اور یہ امر بہت مشکل ہے کہ یہ ملک اسلام آباد ہوں بس مناسب یہ ہے کہ کبھی دیوانہ نہیں
آیا ہو آپ چلے جائیں تو بہتر ہوگا اپنے کو زحمت میں نہ ڈالیں آئندہ آپ کو اختیار ہو اطلاعاً تحریر کیا
یہ مضمون مصروف کھلاہ نے دیر سے لکھوا کر اس پر اپنی مہر کر کے ایک ہول کے ہاتھ روانہ کیا کہ حکم
نام ہر بر مصروف تھا اور کہا کہ جواب لاؤ وہ سردار نامہ لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا
لشکر گزارین ہر کار سے بصورت تبدیل موجود تھے یہ خبر پا کر اور نامہ بر کو آدھ روانہ ہوئے
جب قریب پہونچے تو خوب سیر کی اور بازارین کو گاہیں راستہ دیکھ کر لشکر میں آئے داخل ہوا
ہو کر زمین ادب کو لب عیودیت سے بوسہ دیا اور دعا و ثنا کر کے عرض کیا کہ مصروف کھلاہ نے
بخدمت حضور نامہ روانہ کیا ہے ہر بر مصروف نے ایک سردار سے وہ نامہ لیکر آیا ہے نقابداروں نے فرمایا
کہ آئے دو اور فولاد کو حکم بھیجا کہ جب نامہ بر آئے تو انہیں آئے دینا یہاں دربار خوب آراستہ ہے کہ
ہر بر مصروف نے سب دعاؤں کر کے اور سیر لشکر کرنا ہوا دربار گاہ پر پہونچا اور فولاد سے کہا کہ خبر کرو
کہ ایک نامہ ہر بر مصروف کھلاہ کا نامہ لیکر آیا ہے فولاد نے کہا کہ یہاں پہلے ہی خبر ہو چکی ہے اجازت
ہو جاؤ وہ نامہ بر بردہ اٹھا کر اندر گیا اب جو دیکھتا تو وہ نیرنگ قاف دیکھے کہ خواں جاتے تھے
یہاں تک ایوان میں پہونچا وہ دربار آراستہ پایا اور دیکھا کہ ہزاروں شیرخان کرسیوں ونگوں
بیٹھے ہوئے ہیں دربار مثل دربار شاہان حسل کے آراستہ ہے نامہ بر نے سب درجہ بدرجہ سلام کیا
کرسی بیٹھے کو زحمت ہوئی سلام کر کے بیٹھا دریافت کیا نقابداروں نے کہ تم کہہ رہے آئے ہو
جواب دیا کہ نامہ لیکر اپنے بادشاہ کا آیا ہوں کہا کہ نامہ لاؤ اس نے کمر سے نامہ نکال کر پیش کیا
نقابدار نے نامہ لیکر دیر کو دیا دیر سے نامہ لیکر پڑھا اور نقابدار سب اہل دربار مضمون نامہ سے آگاہ
ہوئے نقابداروں نے دیر سے کہا کہ نامہ کی بہت برکت ہے کہ ہم مقابلہ منظور ہو اور یہاں سے
جانا منظور نہیں ہے ہم ضرور ان ملکوں کو اسلام آباد کرینگے اور وہ دیوانہ کیا حقیقت رکھتا ہے کہ ہم کو
سزا دیگا اس نظر پر بھی اور تحریر بھیجے کچھ فائدہ نہیں ہے اور دیر ہوئی ہے تم آگے ورنہ ہم خود لشکر لیکر
آئے اور ان ملکوں کو اسلام آباد کرتے ہو لازم یہ ہے کہ مع اسنبال لشکر و سرداروں کے اگر ہماری
اطاعت کرو اور دین اسلام قبول کرو ورنہ پچھا وگے آئندہ تم کو اختیار ہو زیادہ کیا تحریر کیا جا

یہ لکھو اگر اس سر کو دیا وہ سلام کر کے کرسی پر سے اٹھ کر بیرون بارگاہ آیا اور اپنے مرکب پر سوار ہو کر لشکر اسلام کو طر کر کے اپنے لشکر میں آیا داخل بارگاہ ہو کر بادشاہ کو جواب نامہ دیا اور خود اپنی کرسی پر بیٹھ گیا مصروف کج کلاہ نے دیر کو دیا اسے پڑھا جب یہ معلوم ہوا کہ انگو سو اسے جنگ پیکار کے دوسری بات منظور نہیں ہے مصروف نے سرداروں و فرزندوں کی طرف دیکھا کہ طبل جنگ بجائے ہیں ہم مقابلہ کرینگے مصروف نے انکا ایما اور منشا پا کر حکم دیا کہ طبل جنگ ہمارے لشکر میں بجے صبح کو ہم ان خدا پرستوں سے نکل کر مقابلہ کرینگے یہ حکم دینا تھا کہ نقارہ پرجوب پڑی تمام اہل لشکر کفار کو معلوم ہوا کہ طبل جنگ بجا صبح کو مقابلہ ہوگا سب سامان جنگ میں مصروف ہوئے آلات حرب حرب کو درست کرنے لگے ادھر سرداروں نے جا کر نقابداروں کو خبر دی کہ لشکر کفار میں طبل جنگ بجا اُسکا قصد ہے کہ صبح کو نکلا کر میدان جنگ میں غلامان حضور سے مقابلہ کریں باقی خیریت ہے پھر سکے نقابداروں نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی کوس رزمی بچہ ہم کل میدان جنگ میں جا کر ان کافروں کو سزا دینگے اور خدا پرست کرینگے یہ حکم دینا تھا کہ سیارہ مانی نے نقار خانہ میں آکر طبل حمل جرائے سلیمان پر جوٹ لگائی صدا سے طبل مشکل طبل سکندری بلند ہوئی بیان بھی اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ صبح کفار سے مقابلہ ہوگا یہاں بھی سامان جنگ و پیکار ہونے لگا نقابداروں نے دربار برخواست کیا اور ہر امیون نے ادب بجالائے اور سب سردار اپنے اپنے مقام پر آئے زردمان جدا وغیرہ اپنی اپنی بارگاہ میں آئے سرداروں کو سامان جنگ کا حکم دیا نقابدار اپنے اپنے خیمے میں آکر بیٹھے ادھر مصروف کج کلاہ نے ہر بر سے نقابداروں کے لشکر اور دربار کا حال پوچھا اپنے سب حال بیان کیا جو کچھ دیکھا تھا بعد اس دریافت کرنے کے مصروف کج کلاہ نے بھی دربار نقابداروں سے سب سردار اور فرزند کج کلاہ آکر سامان جنگ کرنے لگے وہ دن دونوں لشکروں کو سامان جنگ میں گذرا شب بھی سب مصروف سامان جنگ میں رہے طبل جنگ بیدارنگ بجا کیا طبل دونوں طرف پھرنے لگا صدا سے حاضر باش و ناظر باش و بیدار باش کی بلند ہوئی وہ شب رزمی سامان میں بسر ہوئی سحر ہوئی نور سحری نے ظاہر ہو کر تمام عالم کو روش کیا باہتتاب مع ستاروں کے مغرب میں یہاں ہو گیا نور شیدہ خاد نے غور کیا تمام عالم کو نور سے معمور کیا طائر زفر بھی کرنے لگے تسم سحری کے جھوٹے آنے لگے گل لالہ و صنوبر شگفتہ ہو کر خوشبودینے لگے لشکر اسلام میں صدا سے اذان بلند ہوئی سب نے بیدار ہو کر نماز سحر سے فراغت کر کے آلات حرب خرب سے اپنے کو درست کیا در دولت پر آکر حاضر ہوئے نقابدار بھی برآمد ہوئے سب کا ہوا و سلام ہوا بعد سلام و تحن کے مرکب پر سوار ہو کر سرداروں و کل اہل لشکر کو لیکر میدان کی طرف روانہ ہوئے ادھر سے مصروف شاہ و اس کے کل سردار و کل لشکر پرستش آفتاب تابان سے فراغت کر کے مسلح و مکمل ہو کر طرف جنگاہ کے چلے ادھر یہ آکر پہونچے ادھر لشکر اسلام صف آرا ہونے لگا صفین دونوں لشکروں کی آراستہ ہو گئیں نقابداروں نے سہراب ثانی کو کمر تہ صاحب قرانی جالیں قدم آگے لشکر کے زیر سایہ علم چل چرائی کھڑا کیا سب صفین درست ہو گئیں جب لشکر کفار میں بھی صف آرا ہو چکی نقیبوں نے نکلا کر نقابت کی گریختوں نے کھاکا کہا مذمت دنیا کی بیان کی نقیب نقابت کر کے اپنے لشکر میں آئے جب نقیب داخل لشکر ہوئے اسوقت ہر ہر فرزند باز مصروف کج کلاہ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور ہر ایک کھاکر مبارز طلب کیا لشکر اسلام سے ایک سردار نقابداروں

اجازت لیکر میدان میں آیا نیز پر سے مقابلہ کیا وہ سردار گنام اہل اسلام ہاتھ سے مرنے کے مارا گیا اور ایک سردار نکلا وہ بھی درجہ شہادت پر فائز ہوا دوسرا جوان اہل اسلام کے نیزہ کے ہاتھ سے مارا گئے قتل ہو گیا اور اپنے بادشاہ اور نقاداروں سے اجازت لیکر آیا نیز پر سے مقابلہ کیا اس کے ہاتھ سے مارا گیا اور بھی شہدائے کفار کے لشکر سے نکلے وہ سب مارے گئے اور اسیر ہوئے یہ رنگ جو اہل اسلام کی جنگ کا مصروف نے دیکھا حضور کی کلاہ اور اپنے بھائی صفدر کی کلاہ سے کیا کہ تم نے دیکھا کہ کیونکر یہ لوگ ہمارے سرداروں پر غالب آئے اگر یہی رنگ جنگ رہا تو تمام لشکر خاتمہ ہو جائیگا ادھر کے دو مارے گئے ادھر کے ایک نے دھن قتل کیے اور پانچ اسیر ہوئے دو بہر دن باقی بچے تقریر مصروف کی سنکے صفدر نے اپنے مرکب کو صف سے نکالا اور میدان کا قصد کیا اپنے بھائی سے اجازت لیکر میدان میں آیا القیل سے مقابلہ کیا القیل کا اس کے ہاتھ سے مجروح ہونا تھا کہ حسام اثر درگیر اجازت لیکر آیا خوب لڑا وہ بھی صفدر کے ہاتھ سے مجروح ہوا خود خورشید نقاداروں سے اجازت لیکر میدان میں آیا اور مقابلہ کیا یہ بھی مجروح ہوا اب ان نقاداروں میں سے ایک نقادار نے مرکب کو ہمیں کیا اور دونوں نقاداروں سے اجازت لیکر میدان میں آیا صفدر سے مقابلہ کیا لگا وراں ہوا مرکب صفدر کا ساتھ قدم لپٹا ہوا اور مرکب نقادار کا ایک قدم صفدر نے برہم ہو کر نیزہ مارا نقادار نے صفدر کا نیزہ ہوائی کیا اس نے گرز مارا گرز کو گرز پر روکا اور رد کیا اب باہم تلوار چلنے لگی نقادار نے اس کے وار کو رد کر دیا ہر ایک مقام پر موقع پا کر قبضہ تلوار قبضہ کر لیا اور قصد کیا کہ تلوار چھین لیں صفدر نے بھی بہت زور کیا اسی کشمکش میں نقادار نے گرز بھر میں صفدر کے ہاتھ ڈال دیا اور زور کیا صفدر بھی لیٹ پڑا مرکبوں پر زور ہونے لگے آخر کو دونوں مرکبوں پر سے کودے کشتی ہوئے گل نقادار نے پھر بھر کے کشتی میں زیر کیا اور مشکین باندھ لیں چونکہ شام ہو گئی تھی اور مصروف کھکلاہ کو بھٹائی کا زیر ہونا بہت ناگوار ہوا اور بڑا صدمہ ہوا طبل بجا لگشت بجوا دیا نقادار اس نقادار پر زور نثار کرتے ہوئے مع لشکر کے فرد گاہ بردا پس آئے صفدر کو اسیر کیا دربار آراستہ ہوا مصروف مصحح مل در بخور اپنی فرد گاہ بردا پس آیا لشکر لے کر کوئی مصروف دربار گیا اہل دربار و فرزندوں سے کہا کہ تم نے واقعہ دیکھا یہ لوگ بدون دیوانہ کے زیر نہو گئے حضور کی کلاہ وغیرہ نے کہا کہ طبل جنگ بجو اسے ہم مقابلہ کر سیکے عمون جان کا عمون لینے مصروف نے ان سب کی رائے سے طبل جنگ بجوا لیا لشکر اسلام میں بھی طبل جنگ بجات رات بھر دونوں لشکروں میں طبل جنگ بجا کیا ساراں جنگ ہوا کیا رات تمام کہوئی صبح کو دونوں لشکر اگر صف آرا ہوئے لشکر کفار سے جمہور کھکلاہ اپنے باپ سے اجازت لیکر آج لشکر زرنگار شاہ کے کئی گنام سردار زخمی و مجروح و شہید ہیں زرنگار شاہ نے خود نکل کر مقابلہ کیا وہ بھی مجروح ہوا آج دوسرا نقادار میدان میں اجازت لیکر آیا لگا وراں ہوا جمہور کے لوگ گرد برد کردیا نیزہ ہوائی کیا تلوار کی نوبت آئی آخر کار مرکبوں پر سے اتر کر کشتی لڑنے لگے صفدر کے قریب نقادار نے جمہور کو کشتی میں زیر کیا اور باندھ کر عید کے حوالے کیا یہ حال دیکھ کر مصروف کو صدمہ ہوا طبل بجا وادادونوں لشکر فرد گاہ بردا پس آئے کہیں گھوٹیں دونوں طرف آراستہ ہوا مصروف نے بصلاح فرزند ان خود پھر طبل جنگ بجوا لیا لشکر اسلام میں بھی کوس حربی بجا

رات بھر دونوں لشکروں میں سامان جنگ اکٹھا کیا اور طبل بجا کیا یہاں تک کہ سحر ہوئی دونوں لشکریوں
 میں اگر صرف آراہوں کے لقبوں نے ثقاہت کی بعد صف آرائی و ثقاہت کے منظور کی گلاہ
 باپ سے اجازت لیکر میدان میں آیا اہل اسلام کے لشکر سے ہم نبرد طلب کیا آج لشکر خورشید
 سے کسی سردار مجروح ہوئے اور سہ ہونے آج تیسرا نقابدار میدان میں آیا اور
 اگر منظور سے ہم تگاور ہوا منظور کے مرکب کو گرد برد کردیا منظور نے مرکب بھال
 نقابدار پر نیزہ کا وار کیا نقابدار نے نیزہ ہوائی کیا اسنے تلوار کا وار کیا تلوار کے وار کو سیر
 رد کر کے اپنے وار کیا اسنے بھی خالی دیا اسکے جو وار کیا نقابدار نے اسکی گلائی پر ہاتھ
 ڈال دیا وہ بھی لیٹ پڑا کشتی ہونے لگی انجام کار نقابدار نے منظور کو بھی زیر کیا اور مشکین
 باندھ کر عیار کے حوالے کیا چونکہ منظور جو زیر ہوا مصروف تھا گلاہ کو بڑا صدمہ ہوا اسی
 رنج و صدمہ میں طبل باز بجا کر اپنے لشکر کو لیکر پڑا و پروا پس آیا لشکر اسلام بھی خوشی و
 غری واپس آیا دونوں لشکروں نے گزین کھیلین دربار دونوں طرف آراستہ ہوئے مصروف
 کو بڑا صدمہ تھا اور اسکا قصد تھا کہ آج طبل جنگ نہ بجاؤں مگر حضور کی گلاہ نے ضد کر کے
 طبل جنگ بجا دیا لشکر اسلام میں بھی کوس حزنی پر حوب پڑی دونوں لشکروں میں سامان
 جنگ ہونے لگا دربار برخواست ہوئے رات سامان جنگ میں بسر ہوئی صبح کو دونوں لشکر
 میدان جنگ میں آکر صف آرا ہوئے بعد صف آرائی و ثقاہت کے حضور کی گلاہ اپنے باپ
 سے اجازت لیکر میدان جنگ میں آیا مبارز طلب کیا آج لشکر زرومان تاجدار کے اہل لشکر
 کے ہاتھ سے اسکے کئی سردار زخمی ہوئے اور دو شہید ہوئے نقابداروں نے قصد نکلنے کا کیا تھا
 ابھی نکلنے نہ تھے کہ نقابدار جہلم نے جو بکرتیہ صاحبہ رانی آگے لشکر کے کھڑا تھا اپنے
 مرکب کی باگ لے اور نقابداروں کی خدمت میں پہونچ کر یوں اجازت لی کہ آپ لوگ اپنے
 مقابلہ کے ہنر دکھائیے اب غلام کی باری ہو نقابداروں نے اجازت دی مرکب مہتر کیا
 اور میدان میں آیا ہمت گاور ہوا حضور کا مرکب دس قدم سپا ہوا اور مرکب نقابدار صرف
 حرکت کر کے رکھا حضور کو بڑا غصہ آیا مرکب گورانوں میں منتقل کرتے ہی خبردار کیا نقابدار
 پر نیزہ کا وار کیا نقابدار نے بجالا کی سنان نیزہ کو بجا کر نیزہ پر ہاتھ ڈال دیا اور اب جو ہمت
 دیا نیزہ ہاتھ سے حضور کو چھوٹ گیا یہ نیزہ بحر آب خجالت میں غرق ہو گیا نقابدار نے نیزہ کو
 دور پھینک دیا لشکر اسلام سے نعرہ تکرار بلند ہوا اور نقابداروں نے بہت تعریف کی نقابدار
 نے سلام کیا حضور نے ہریم ارا سے ہر سے گزرا تھا کہ نقابدار بجا وار کیا نقابدار نے اس
 ترکیب سے خالی دیا کہ حضور لرزے لشکر میں خود زمین کی طرف جلائیں نقابدار نے بجالا کی
 مرکب کو چھ کر گز بنجر میں حضور کے ہاتھ ڈال دیا اور مستحکم کر کے اب جو زور کیا حضور کی گلاہ
 کو مع گز کا فاش زمین سے اٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے زمین پر مارا اور عیار کے حوالے کیا
 عیار مشکین باندھ کر گلاہ یہ حال دیکھ کر مصروف کی گلاہ کو بہت غصہ آیا قصد کیا کہ جنگ مغلوبہ
 کر دے کہ آدھ نقابدار نے مبارز طلب کیا اب مصروف نے خود قصد کیا تھا کہ نقابدار کے
 مقابلہ کو جاؤں کہ حواسے گرد بلند ہوئی اور اسقدر گرد بلند ہوئی کہ روئے آفتاب پوشیدہ
 ہو گیا دونوں لشکروں نے جو گرد کو دیکھا سب سی طرف متوجہ ہوئے مصروف بھی دیکھنے لگا

اور نقابدار بھی کہتے لگا کہ یہ کسی گرد بلند ہوئی مصروف کو یہ گمان ہوا کہ شاید اہل اسلام کی کمک آئی اور اہل اسلام نے یہ خیال کیا کہ کفار کی کمک آئی مگر وہ گرد آمد دیوانہ کی بلند ہوئی تھی کہ وہ مصروف کھلاہ کی کمک کو حسب الطلب اسکے چل چکا تھا اب آتا ہی مصروف نے جو غور کیا اور دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ گرد طرے بیشہ مصروف کے بلند ہوئی ہو اسکو تفتین ہوا کہ دیوانہ میری کمک کو آیا ہو مگر اس پر بھی ہر کاروں کو برائے خبر کے روانہ کیا اور لشکر اسلام سے بھی ہر کارہ روانہ ہوئے جب دیوانہ لشکروں کے ہر کارہ روانہ ہوئے وہ ہر کارے بہت جلد جب قریب گرد ہوئے دیکھا کہ ایک دیوانہ مرکب پر سوار آلات حرب و ضرب سے آراستہ بال سر کے بھروسے بھروسے اڑتے ہوئے لال لال آنکھیں آستینیں خاک گریبان خاک سر و منہ پر راہ کی خاک ایک خوب دست ہاتھ میں لیے ہوئے آگے آگے چلا آتا ہو مگر وحشت دیوانہ میں کئی چہرہ سے ظاہر ہو عجب میں اور بہت سے دیوانے قریب چالیں ہزار کے آتی بھی یہی حالت دیوانہ کی کبھی تلواریں برہنہ کرتے ہیں انہیں جوانکی صورت آنگوہ و نظر آتی ہو تو تعجب لگا کے ہیں قلعہ داران مارتے ہیں پھر تلواروں کو بنام میں کرتے ہیں اس دیوانہ کا یہ عالم ہو کہ کثرت وحشت سے کبھی مرکب کے دوڑا کر ادھر چلا گیا کبھی ادھر کبھی اپنے ہمراہیوں کے قول میں گھس گیا اس صورت سے اور اس ترکیب سے لشکر کو لیے چلا آتا ہو ہر کاران لشکر مصروف کھلاہ نے بھاننا کہ یہ تو دیوانہ مصروف ہی ہمارے کمک کو آتا ہو وہ ہر کاری خیال دیکھ کر پھر اور ہر کاران لشکر اسلام بھی اس دیوانے کی آمد کو دیکھ کر اپنی نظر کی طرف واپس آئے ادھر مصروف کھلاہ کو ہر کاروں نے خبر دی کہ مبارک ہو کہ آگاہ سہ سالہ حسب الطلب آپ کے آتا ہی یعنی مصروف دیوانہ سے اپنے ہمراہیوں کے یہ اسی کے آمد کی گرد ہی مصروف کھلاہ یہ خبر ہر کاروں کی زبانی سننے خوش ہوا ہے ہر ایک رونق سی آگئی وہ چو ملال و رنج بھائی دہیوں کے اسیر ہو جانے کا دلیر ہمدادہ دفع ہو گیا قوت آگئی کہ دیوانہ آگیا اسی کی ذات پر ہر دوسہ تھا گرد کی طرف دیکھے لگا بلکہ جو سردار تھے آنگوہ راہ نیکر طرف کر کے چلا ادھر گرد و لشکر اسلام کے نقابداروں سے کہا کہ حضور ایک دیوانہ اس صورت کا مع چالیں ہزار دیوانوں کے ادھر کو آتا ہو باقی خبریت ہی یہ غبار آسکے آنے سے بلند ہوا ہی نقابداروں نے فوراً خیال کر لیا کہ وہی مصروف دیوانہ ہو گا کہ جب کا خوف ہو کہ ہر مرتبہ مصروف کھلاہ دلاتا ہو اور دلاتا آتا ہو تو کیا خوف ہو نقابدار چہارم جہ کہ صاحبقران ہو اور میدان میں حضور کھلاہ کو زیر چکا ہو مرکب پر سوار کھڑا ہوا گرد کی طرف دیکھ رہا ہو اور لشکر اسلام بھی اسی طرف دیکھ رہا ہو سب نے دیکھا کہ ہر کاروں نے مصروف کھلاہ سے ملکر کچھ کہا مصروف کھلاہ مع چند سرداروں کے خود اس گرد کی طرف چلایا سب اس طرف متوجہ ہیں کہ دامنہ گرد کا بھٹا اور اس سے ایک دیوانہ مع لشکر دیوانوں کے پیدا ہوا سب نے دیکھا کہ سب برہنہ سر میں آستینیں گریبان چاکہ ہیں بال سر دن کے ہوا سے اڑ رہے ہیں آنکھوں میں لال لال دھڑکے ہوئے ہیں وحشتانہ حرکتیں کرتے ہوئے چلے آتے ہیں نقابدار صاحبقران و دیگر نقابدار و لشکر اسلام نے دیوانہ کو دیکھ کر خیال کیا کہ یہی دیوانہ مصروف ہی دیوانہ نے زبان پھونکا اور ایک مرتبہ گھبرا کر ادھر ادھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ دو لشکر صفت آ رہے ہیں لشکر مصروف کھلاہ کو دیوانہ نے بھاننا لیا اسلام کو لشکر کو حریف خیال کر کے ایک چنچ اس زور سے ماری کہ تمام صحرا ہل گیا اسکا چنچ مارنا تھا کہ سب

دیوانوں نے چھین مارنا شروع کیا تو ارین کھنچ لیں دیوانے نے لٹکر دیکھا تو اسنے دیکھا کہ مصروف
 کج کلاہ مع چند سرداروں کے میری طرف آتا ہوا دھڑکیا تو اسنے کی نظر نقابدار پر جا پڑی دیکھا کہ
 ایک جوان مرکب پر سوار نقاب موندہ پر ڈالے میدان میں کھڑا ہوا ہے اور میری طرف دیکھ کر مسکرا
 ہوا اسنے پھر چھین مار ماری اور قصد کیا کہ نقابدار پر جا بیرون دیوانوں نے قصد کیا کہ ہم لشکر بجا بڑھیں
 یہ منشا دیوانے کا مصروف کج کلاہ سمجھ گیا مرکب کو ٹھاکر دیوانہ کو قریب آیا مصروف کو سلام کیا مصروف نے جواب سلام
 دیکر دیوانے کو منع کیا کہ اسوقت مقابلہ کو نہ جاؤ کل جانا آج تم بھگے ہوئے ہو دیوانہ یہ کلام
 سنکے خاموش ہو رہا مصروف کج کلاہ دیوانے کو مع اسکے ہمراہیوں کے لیکر لشکر میں آیا اور
 طبل بازی کر اسیوقت فرو دکاہ پرواہیں آیا نقابدار بھی اپنے لشکر میں آیا اور مع لشکر کے
 قیام گاہ پر واپس آیا اہل لشکر نے گزین کھولیں دربار آراستہ ہوا کہ دھڑکیا تو اسنے قریب لشکر مصروف
 کج کلاہ کھلے تانکر اترے مصروف کا لشکر بھی پڑا اور آرا مصروف نے دربار کیا اسسب دربار
 حاضر ہوئے دیوانہ بھی دنگل برآ کر بیٹھا مصروف کج کلاہ نے عرصہ کا سب دریافت کیا دیوانے
 نے جواب دیا کہ میں نے اپنی صفت پانے کا جلسہ کیا تھا جب اس سے فراغت ہوئی تو میں آیا
 تم اپنی حالت بیان کرو کہ یہ کون لوگ ہیں مصروف کج کلاہ نے کہا کہ یہ لوگ خدا پرست ہیں
 اور قاف سے آئے ہیں اور یہاں آکر اترے ہیں اپنے کو صاحبقران و نقابداران قاف کہتے ہیں
 مجھوانکے آنے کی خبر ہوئی پہلے میں نے کوئی حال کو انکے پاس بھیجا اسنے اگر سب کچھ سمجھا یا اور درانا اور
 دھمکایا اور تمنا خوش دلایا انھوں نے کچھ نہ سنایا یہی جواب دیا کہ ہم ان ملکوں کو اسلام آباد کر سکے
 پھر میں نے اپنے فرزند حضور کج کلاہ کو بھیجا اسنے بہت کچھ کہا سنا مگر انھوں نے نہ مانا اور وہی جوابے یا
 شب مجھ غصہ آیا میں نے تکرار طلب کیا اور اسنے دونوں فرزندوں اور بھائی کو طلب کیا جب وہ آئے
 تو میں لشکر لیکر یہاں آیا اب جو آکر دیکھا تو یہ لشکر کثیر فروکش پایا پہلے اسقدر لشکر نہ تھا یہ سمجھ کر ہند نصیحت
 کی جب جواب جنگ آیا تو طبل جنگ بجوایا مقابلہ ہوا بہت سے سردار میرے لشکر کے زخمی ہوئے
 اور مارے گئے میرے بھائی اور فرزندوں نے مقابلہ کیا وہ سب نقابداروں کے ہاتھ سے
 زیر ہوئے اور گرفتار ہو گئے جس نقابدار کو تھے میدان میں کھڑا ہوا دیکھا تھا اسنے آج میرے
 فرزند حضور کج کلاہ کو زیر کیا ہے میرا قصد مقابلہ کو جانے کا تھا کہ تمھارے آند کی خبر پا کر کھٹک گیا یہ
 واقعہ ہی تمھاری آند کے غصے نے یہ سانچہ پیش کیا اگر تم آج اتے تو کبھی یہ واقعہ پیش نہ آتا وہ لوگ
 سزا پائے ہوئے مصروف کج کلاہ نے کل حال اپنے اسے آخر تک بیان کیا دیوانہ ساکت
 بیٹھا سنا گیا جب مصروف بنیان کر چکا دیوانہ نے کہا کہ جو او طبل جنگ میں کل ان سبکو
 قتل کرونگا اور جو اسیر ہو گئے ہیں انکو رہا کرونگا آپ اطمینان رکھیں مصروف کج کلاہ نے
 یہ سنکے حکم دیا کہ طبل جنگ بنام ہمارے سپہ سالار مصروف دیوانہ کے یہ حکم دینا تھا کہ فوراً
 نقارہ برجوب پڑی اہل لشکر کو معلوم ہوا کہ صبح کو مقابلہ ہوگا سب سپاہیان جنگ میں مصروف ہوئے
 اور سرداران لشکر اسلام نے طبل جنگ کے بجے کی خبر لشکر اسلام میں پہونچائی عرض کیا کہ جو دیوانہ آیا ہے
 وہ کل نکلکر مقابلہ کریگا اسکے نام پر طبل سجا ہوا یہاں بھی ہو چاہے حکم نقابداران کو س زخمی برجوب
 پڑی طبل جیل چراغ سلیمانی گڑا یا سبکو معلوم ہوا کہ کل پھر مقابلہ ہوگا سب سپاہان جنگ میں
 مصروف ہوئے دونوں طرف کے دربار برخاست ہوئے دیوانہ اپنے مقام پر آیات بھر دونوں

طرف طبل بجا کیا سامان ہوا کیا یہاں تک کہ سفیدہ سحری ڈھلور کیا اہل لشکر اسلام نما و وغیرہ
 سے فراغت کر کے مسلح و کھل تو کر میدان آئے اُدھر سے مصروف کھلاہ دیوانے کو میرا لنگر
 اور مع کل لشکر کے صف آرا کو اس طرف سے نقابدار ہونے کفار نے صف آرائی کی دیوانے
 ایک طرف صف بستہ ہوئے اُدھر لشکر اسلام نصدا احتشام صف آرا ہوا نقابدار چارم مرتبہ معاصر
 زیر سایہ علم چیل چراغ سلیمانی جالین قدم آگے مرکب پر سوار کھڑا ہوا جب صف آرائی ہو چکی
 دونوں طرف سے نسب نکلے نقابت کی نقیب نقابت کر کے جیسے طے کے صفوں پر سنا
 سا جھا گیا مثل صف ترکان کے کہ یکایک مصروف کھلاہ سے اجازت لیکر مصروف دیوانے اپنے
 صف سے مرکب کو ہمیز کر کے نکلا اور میدان میں آیا سر اپا میدان کا دیکھا یا جب خود بھی غرق
 عرق ہوا اور مرکب بھی اس وقت اہل اسلام کی طرف دھکے بکھا رہا کہ ای فرقہ خدا پرستان وای
 زبردستان تمہیں سے جسکو تمنا ہے مرکب ہو میرے مقابلہ کو آئے تمہیں یہاں اگر بہت فساد برپا کیا
 اور مصروف کھلاہ میرے بادشاہ کو بہت بریشان کیا تھا شانہ زار دن کو اسیر کر لیا چونکہ تمہاری قضا
 یہ تھی اس وقت تک اس سبب سے محکوم نہ ہوئی ورنہ اب تک کیا تمہارا خاتمہ ہو گیا ہوتا گو بادشاہ
 نے کو بہت بہت سمجھایا اور ہند و نصیحت کی اور میرا خوف بھی دلایا اس پر بھی تمکو خیال نہ آیا اور تمہیں یہ بھی آ
 دیا کہ ہم ان ملکین کو بھی اسلام آباد کرینگے یہ امر بالکل ناممکن ہے تمکو میرا خوف نہیں ہے جیسے تک میں تھا
 جو چاہتا تھے کہا اسی میں تیری ہو اور اچھالی ہو کہ جنگو جنگو تمہیں اسیر کیا ہو انکو رہا کر دو اور اگر بادشاہ
 کی اطاعت کرو اور جو دین و مذہب بادشاہ کا ہو اسکو قبول کرو یا یہاں سے بچے جاؤ اور سب مال و
 اسباب محکوم دید و دہن بہت بھتاؤ گے آئندہ تمکو اختیار ہو یہ جو دیوانہ نے کہا سب اہل اسلام نے
 جواب دیا کہ کیا یہودہ بک رہا ہے بڑے بڑے تو اس مال و اسباب کو لے سکتے ہیں تیری کیا
 مجال ہے دیوانہ بولا کہ بھر مقابلہ کو آؤ معلوم ہوا کہ تم سبکی قضا میرے ہاتھ سے آئی ہے میں میدان
 میں موجود ہوں یہ کلام اسکا تمام نہ ہوا تھا کہ نقابدار اول نے جسے صفدر کھلاہ کو زیر کیا تھا
 ناگ لی اور مرکب کو ہمیز کر کے نقابداروں سے اجازت لیکر میدان میں آیا سب دیکھ رہے ہیں
 کہ آتے ہی شنگاہ ہوا دس قدم مرکب دیوانے کا بسا ہوا اور چار قدم مرکب نقابدار کا ہٹا دونوں
 مرکبوں کو رائون سے مسل کر مقابل ہوئے دیوانہ نے نیزہ اٹھا کر مارا نقابدار نے نیزے کو
 نیزہ پر دکا لگی غزو باری ہوئے نقابدار نے جالینوں میں نیزہ دیوانہ کا ہوائی کیا دیوانہ کو بہت
 غصہ آیا اُدھر کھینک کر بغیر آہر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے وار کو دیوانہ کے سپر پر رد کیا اور اپنا
 وار کیا تلوار پٹنے لگی ایک مقام پر جو دیوانہ نے وار کیا نقابدار نے سپر کو پناہ کر کے یہ قصد کیا
 کہ مرکب کو بڑھا کر تلوار چھین لوں مرکب کو جو ہمیز کیا مرکب نے سکندری کھائی نقابدار مرکب کو سمجھا
 لگے خود سر پر سے گر پڑا شیریش کی وہ وار کر چکا تھا تلوار سے ہرگز بھی نا دوا و آرائی نقابدار
 نے دستا نہ مارا تلوار چھین کر نکل گئی چادر خون کی موہنے پر آئی اُدھر دیوانہ قصد کیا کہ دوسرا کروں
 کہ دوسرے نقابدار نے بکار کر کہا کہ دست خود را نگہدار میں خیرا حرف آتھو سنا اُدھر نقابدار
 نے زخم سر کو چھینکی سے پکڑ کر قصد کیا کہ دیوانہ پر وار کروں چونکہ خون بہت نکلا تھا سب بھل
 نہ سکا عکس آئے لگا کہ دوسرا نقابدار اجازت لیکر آہو سنا نقابدار کو واپس کیا طرف لشکر کے
 خود مقابلہ کیا دیوانہ اسے بھی سمجھا در ہوا بس قدم مرکب دیوانہ کا ہٹا اور چار قدم مرکب

نقابدار کا دیوانہ نے دوسرا نیزہ ہاتھ میں لیا نقابدار پر نیزہ مارا نقابدار نے نیزہ دیوانہ کا ہتھکڑیاں
 طعن میں ہوائی کیا دیوانہ نے برہم ہو کر اسی تھنہ کا وار کیا کہ جس سے نقابدار اول کو مجروح
 کیا تھا نقابدار دوم نے بھی تلوار کو سپر بر رو کا وار چلنے لگے نقابدار دوم کے مرکب کا پانوں
 وہاں پر ایک موش خانہ تھا بتا رہا اسے بھی سکندری کھائی کہ یہ تو مرکب کے سنبھال نے موش
 موش نے دیوانہ نے موقع پا کر وار کیا تھنہ سر پر پڑا دو ابرو اتر آئے نقابدار نے برہم ہو کر داستانہ مارا کہ تلوار تو
 نکل گئی مگر چادر خون موندہ پر آئی نقابدار نے رومال سے خون پاک کر کے اور زخم سر کو باندھ کر
 وار کیا دیوانہ نے خالی ذی جھکا جو ہو پنا زخم کھل گیا نقابدار جھکا کر اترے دوسرا وار
 کیا موقع دیکھ کر زخم سر جو پار ہوا یہ واقعہ دیکھ کر نفستہ وار کو دیوانہ نے مبارک طلب
 کیا اکی مرتبہ تیسرا نقابدار نکلا جسے منظور جگہ گویا کہ زبیر کیا تھا دیوانہ گرد اسیر کا اٹھا کر مہنگا
 ہوا نکلا اور سچے مرکب نقابدار کا تین قدم لپٹا ہوا اور مرکب دیوانہ کا بارہ قدم دیوانہ نے مرکب
 کو سنبھال کر کہا کہ او نقابدار تو دیکھ چکا ہے کہ میں نے نقابداروں کو مجروح کر چکا ہوں پھر نیزہ سے
 مقابلہ کو آیا نقابدار نے فرمایا کہ تو وار کر اس تقریر سے کیا حاصل دیوانہ نے تیسرا نیزہ طلب کیا
 اور نفستہ وار کے مارا نیزہ بازی ہوئے لگی طعن پر طعن چلنے لگی تیسری طعن میں نیزہ نقابدار نے
 دیوانہ کے ہاتھ سے نکال دیا دیوانہ کو غصہ آ گیا برہم ہو کر مہون آگاہ کہ تیغ کا وار کیا ہے چک
 نقابدار نے دیکھی سپر کو سپاہ کیا وار کو رد کیا اور رد و بدل ہونے لگی نقابدار سوم نے بھی یہی
 قصہ کیا کہ تلوار کھائی مڑو کر تھیں ہون مرکب کو جو مہینہ کیا مرکب نے سکندری کھائی تیغ سر پر پڑا
 دو ابرو اتر آئے زخم کاری لگا نقابدار نے داستانہ مارا تیغ سر سے نکلا مگر خون اس قدر جاری ہوا
 کہ تمام نقابدار کا جسم دوب گیا نقابدار نے جرات کر کے زخم سر کو پکڑ کر اپنا وار کیا دیوانہ سٹا
 مگر تلوار مرکب پر پڑی کہ اسکی گردن قلم ہو گئی مرکب پکڑ کر گرنے لگا دیوانہ کو ڈیرا اور اس قصہ سے
 چلا کہ نقابدار مرکب کو بے کرون اُدھر لگان جو ہو پنا زخم سر نقابدار سے خون جاری ہوا اہل اسلام
 دوڑ پڑے نقابدار کو مع مرکب کے بجا کر لشکرین لے گئے یہاں لاکھ ٹانگے تینوں نقابداروں کے سر میں
 اڑے برہم کی میاں چڑھائیں چونکہ نقابدار بہادر و جری تھے جب ٹانگے وغیرہ لگ چکا تھا بھیجے
 اُدھر یہ واقعہ صاف جفران سے دیکھا کہ اس دیوانہ نے تینوں نقابداروں کو مجروح کیا ناب نہی کتب
 کو مہینہ کر کے اب اجازت کس سے لین میدان کی طرف چلے اُدھر بہتر نقابداروں کو ہو پنا دھنقر
 ہو کر انہی اپنے مقام پر آئے اور کھڑے ہو گئے اسی حالت زخم داری میں اور دیکھنے لگے نقابدار اور اُدھر
 سے چلا اُدھر مصروف کھلاہ نے جو دیکھا کہ نقابدار چارم دیوانہ سے لڑنے کو آتا ہے فوراً نیزہ مرکب
 دیوانہ کے لئے روانہ کیا خادم نے لا کر حاضر کیا دیوانہ مرکب پر سوار ہوا کہ نقابدار آہو ہوا ہوا
 نے مرکب کے لقمہ لگا کر آگے بڑھایا نقابدار نے بھی مرکب کو بقصد لگا ور زنی مہینہ کیا لگا ور چلے گئے
 دیکھا کہ مرکب نقابدار ایک قدم اور مرکب دیوانہ پندرہ قدم لپٹا ہوا دیوانہ نے کہا کہ تو بھی میرے
 ہاتھ سے مجروح ہو گا یہ کہکرت نیزہ سینہ سے کینہ نقابدار چارم پر مارا نقابدار نے سنان نیزہ کو سنان
 نیزہ پر گاتھا نیزہ بازی ہونے لگی پچیسویں طعن میں نقابدار نے نیزہ دیوانہ کا ہوائی کر دیا اور ایک
 روایتیں راوی نے یوں بیان کیا ہے کہ نقابدار نے ایک مقام پر موقع پا کر سنان نیزہ پر ہاتھ ڈالا
 اور چکا دیکر نیزہ دیوانہ کے ہاتھ سے چھین لیا یہ واقعہ دیکھ کر لشکر اسلام سے صدائے تحسین اُڑی

بلند ہوئی نقابداروں نے بہت تعریف کی دیوانہ بہت نجل ہوا اور کہنے لگا کہ یہ تلوار تم نقابداروں کا خون
جات چکی ہے خبردار ہو جاؤ میں دار کرتا ہوں یہ کہہ کر دار کیا نقابدار نے دار کو تلوار کے تلوار پر رکھا اپنا وار
کیا لگی تلوار چلنے اب جو نقابدار نے کئی دار روکے دیوانہ نے یہ کہہ کر دار کیا نقابدار اس دار سے
بچ دار کیا بس نقابدار نے بھر پور جو تلوار تلوار پر ماری تلوار نقابدار سے تلوار دیوانہ کی ٹوٹ کر گری پھر
غریب لشکر اسلام سے نعرہ تعریف کا بلند ہوا اب دیوانہ کو تاب نہ رہی اس کے قریب تھا اسیر اسکی
جو بدست رکھی ہوئی تھی پھر سو من کی اسکو اٹھا کر اور خبردار کہہ کر دار کیا اور کہا کہ اس دار سے بچ تو جا اس سے
کہہ کوہ ٹوٹ جاتی ہے نقابدار نے گزر اس جو بدست کے دار کو روکا حلقہ کی صدا بلند ہوئی خراج
شکل کر بلاست ہو گئے جلز زمین خن ہو گیا گا وزمین کانپ گئی غبار بلند ہوا نقابدار ترق گردین پوشیدہ ہو گیا
ادھر نقابداروں نے کلچہ پر ہاتھ رکھ لیا اور سیارہ ثانی کی طرف اشارہ کیا کہ خبر تو لاؤ وہ چھاگل آب
لے کر طرف گردے چلا آؤ دیوانہ نے صدادی کہ زدم و پست کر دم یہ کہہ رہا تھا کہ بکا یک سب کو یہ معلوم
ہوا کہ برج خاکی سے آفتاب طالع ہوا سیارہ قریب گرد نہ پہونچا تھا کہ نقابدار دل گردے پیدا ہوا
نقابداروں نے جو نقابدار کو دیکھا کہ صحیح سلامت دل گردے نکلا اُدھر نقابدار نے نکل کر فرمایا کہ
کرازدی و کراپست کر دی میں تیرا حریف موجود ہوں دیوانہ نے جو نقابدار کو زندہ سلامت دیکھا اور
دیکھا کہ اسی طور سے گزر ہاتھ میں علم ہے بہت حیران ہوا اور چپٹ کر دار کیا چوب دست کا دار نقابدار
گزر روکا ایک مرتبہ غبار وغیرہ بلند ہوا نقابدار نے اس کے دار کو روک کر کہا کہ او دیوانے تو دو دار
کر چکا اب میں دار کروں دیوانے نے کہا کہ شوق سے دار کر نقابدار نے اپنے گرز کو ایک ہاتھ سے
چرخ دے کر جو دیوانہ پر مارا دیوانے نے جو بدست پر روکا حلقہ پیدا ہوا دیوانہ گردین پوشیدہ
ہو گیا اور اسکی آنکھیں بند ہو گئیں از سر تا پا سینہ میں غرق ہو گیا واقعہ دیکھ کر مصروف کلاہ نے
عیاروں کو علم دیا کہ جا کر خبر لو عیار دوڑ کر اور چپٹ کر قریب گرد آئے پانی کا چھینٹا مارا اگر کو بچھا کر اندر کے
دیکھا کہ دونوں ہاتھ تو مثل ستون کے بلند ہیں مگر دیوانہ از سر تا پا غرق عرق ہے ہرین سے سینہ جاری
ہے غشی طاری ہے مرکب عرق زمین ہے آواز دی گئی مرتبہ بیکار کچھ صدائے آبی پانی کا چھینٹا دیا تب اس نے
انکھ کھولی اور انکھ کھول کر کہا کہ کیوں خیریت ہے عیار نے کہا کہ آپ کی طبیعت کیسی ہے حریف لاقت زنی کر رہا ہے
دیوانہ نے یہ سنے کہ کیا قیامت کی ضرب تھی مجھ کو اپنی قوت بازو نے بچایا اگر کوئی میرے مقام پر ہوتا
تو استخوان اس کے سرمہ سا ہو جاتے یہ کہہ کر مرکب کو جو نہیں کیا اسکو مردہ پایا یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ مرکب گیا
یہ واقعہ دیکھ کر دیوانہ کو بہت غصہ آیا وہی جو بدست لے کر اس گردے یہ کہتا ہوا نکلا کہ او نقابدار
تو نے غضب کیا کہ میرے مرکب کو ہلاک کیا میں تیرے مرکب کو کب زندہ چھوڑتا ہوں نقابدار نے جو دیکھا
کہ دیوانہ اور قصدے آتا ہے فوراً مرکب پر سے کو دیرے اُدھر دیوانہ قریب آگیا یہ دیکھا کہ نقابدار
مرکب پر سے کود پڑا کہنے لگا کہ تو نے چالاکی کر کے خوب اپنے مرکب کو بچایا یہ بھی نہ معلوم ہوتا کہ مرکب
مرکب گیا اس طور سے پڑ کر تا نقابدار نے فرمایا کہ اظہار تو بکیتا گیا ہے اس کلام پر دیوانہ کو اور
غصہ آیا اور ہریم ہو کو دولا کہ بے روئی تو اس جو بدست کو اب کی مرتبہ یہ کہہ نقابدار پر وار کیا دونوں
پیدل ہیں جیسے نقابدار نے دیکھا کہ دیوانے نے چوب دست کا دار کیا بس پتیرا بدل کر خالی دیا
چوب دست زمین پر پڑی کہ غرق زمین ہو گئی اُدھر نقابدار نے پتیرا بدل کر آؤستی و چالاکی کر کر بھیر
دیوانہ کو نیچہ زبردست سے پکڑا اور جب تک دیوانہ چوب دست کو نہ کر سکتے جلز سے نعرہ اسدا کبر

کھینچ کر یا حیدر کرار بدد کمراب جو زور کیا دیوانہ کو مع چوب دست کے اٹھا لیا پہلے ہی زور میں سر سے بلند کیا اور
 اگر دوسرے چرخ سے کر زمین پر دے مارا اور چھاتی پر سوار ہوئے اسکو دبا کر کہا کہ بتا شناخت پروردگار میں کیا کتاب ہے
 یہ زور و طاقت دیکھ کر مصروف کج کلاہ کے تو جو اس جاتے رہے رنگ روغن ہو گیا منہ پر ہوا ایسا
 اڑنے لگیں چہرے اہل لشکر مصروف کج کلاہ کے مثل آفتاب کے زرد ہو گئے دیوانوں نے اپنے افسر کو زیر
 دیکھ کر قصد کیا کہ ایک مرتبہ حملہ کریں مصروف نے منع کیا اور کہا کہ دیوانوں کو رحم کر دے تو وہ ظالم تھا رسے
 آقا کو مار ڈالے گا کیونکہ وہ اس کے قبضہ میں ہے دیکھو میں جا کر رہا کیے لانا ہوں راوی بیان کرتا ہے کہ دیوانہ
 کے زیر ہونے سے مصروف کے جھکے چھوٹ گئے سارے اس بل جاتا رہا اس نے خیال کیا کہ اب ان لوگوں سے
 لڑنا بیکار ہے ان سے کوئی ٹکرو نہ کرنا زیبائے کہ جسکو یہ پورا نہ کر سکیں اگر واقعی یہ لوگ صاحب اقبال ہیں اور
 اور جسکی خبر میرے مرشد نے دی تھی یہ وہی لوگ ہیں تو پھر انکی اطاعت کرنا اور انکا دین قبول کرنا بضرورت ہے یہ
 و مردل میں سوچ کر اس کے اہل لشکر نے بھی جنگ مغلوبہ کا قصد کیا تھا ان کو بھی منع کیا اور آپ مرگب کو نمین کر کے
 طرف نقابدار کے چلا ان نقابداروں نے جو مصروف کو آتے ہوئے دیکھا گو مجروح تھے وہ اُدھر سے
 چلے نقابدار کی تعریف کرتے ہوئے اُدھر لشکر اسلام میں ہر طرف ستقریت کی صدا بلند تھی ہر ایک نقابدار
 حجام کے زور و طاقت کی تعریف کر رہا تھا اُدھر نقابدار نے جو دیوانہ سے کہا کہ دین اسلام قبول کر یہ کلام
 سننا تھا کہ دیوانہ رونے لگا جب وہ چین مار کر رونے لگا تو نقابدار اسکی چھاتی پر سے اُتر پڑا اور دیوانہ
 اسی طور سے پڑا ہوا ہی اور رو رہا ہی کہ مصروف کج کلاہ آکر پہنچا یہ واقعہ دیکھ کر حیران ہوا کہ دیوانہ
 رو رہا ہی اور نقابدار اس کے قریب کھڑا ہی اُدھر سے مصروف پہنچا اُدھر سے نقابدار آئے
 نقابدار بھی یہ واقعہ ملاحظہ کر کے حیران ہوئے کہ مصروف کج کلاہ نے بڑھ کر دیوانہ سے کہا کہ اُدھر
 دیوانے نے نور و تاب کیوں ہے کیا تجھ سے نقابدار نے کہا کہ تو رونے لگا دیوانہ نے گریہ کو ضبط کر کے کہا
 کہ اے بادشاہ مجھ سے نقابدار کتاب ہے کہ دین اسلام قبول کر اور میں منصف ہوں نقابدار مجھ کو بزرگ حکما
 کیونکر ہو سکتا ہے کہ انکار کروں خلاف انصاف و شجاعت ہوتا ہے رونا اس امر پر آیا کہ میرا خواب جھوٹا
 ہوتا ہے اور جو مجھ سے خواب میں ایک بزرگ نے فرمایا تھا اسکے خلاف پیش آیا میں کیونکر کہوں کہ میرا خواب
 جھوٹا تھا اس وقت تک تو جو فرمایا تھا وہ پیش آیا اور جس قدر کہا تھا اسکے خلاف نہ ہوا مگر اب خلاف ہوتا ہے
 میں رونا اس سبب سے ہوں کہ یہ کیا ہوا اب کیا کروں روؤں نہ تو کیا کروں حیران ہوں میں کیونکر اس امر کو
 یقین کر لوں کہ میرا خواب دروغ ہے ایسے خواب جھوٹے نہیں ہوتے ہیں مصروف نے کہا کہ اُدھر دیوانے نے
 کچھ بیان تو کر کے کیا دیکھا ہے ہم لوگ بھی تو سنیں دیوانہ نے کہا کہ میں نے قبل میں خواب دیکھا تھا کہ ایک
 مقام پر وہاں آتش روشن ہے لوگ مجھ کو آگ کی جوت سے جلے گرفتار کر کے اور قصد کیا کہ اس آگ میں
 ڈال دیں کہ ایک بزرگ نورانی صورت تشریف لائے اور فرمایا کہ اسکو آگ میں نہ ڈالو یہ قابل آگ نہیں ہے
 انھوں نے جواب دیا کہ یہ کافر ہے اسکے ایمان کا کچھ ٹھکانا نہیں ہے فرمایا کہ یہ کافر ہیں ہے اسکے ایمان کا ٹھکانا
 ہے آخر میں خدا پرست ہو گا راہ خدا میں جہاد کرے گا یہ جو فرمایا ان لوگوں نے محکو چھوڑ دیا انھوں
 نے ان لوگوں سے فرمایا کہ یہ ایک جوان خدا پرست و عالی خاندان و صاحب قرآن زمانہ کافرین ہو گا اور
 اسکے رکاب سعادت انتساب میں رہ کر کفار کشی کرے گا یہ جو فرمایا وہ لوگ میب صوت محکو چھوڑ کر چلے
 گئے جب وہ چلے گئے تو ان بزرگ نے مجھ سے فرمایا کہ اے مصروف دیوانہ آگاہ ہو کہ تو ایک شاہزادے
 کا رفیق ہو گا وہ شاہزادہ تھا میں پیدا ہو چکا ہے تو اسکی صورت دیکھے گا جو کہ مجھ کو زیر کرے گا اور تو سوچے

اُس جوان کے دوسرے بہترین ہو گا یہ فرما کر اشارہ کیا میں نے دیکھا کہ ایک مہجین لباس زربنگا رہنے سے
چلی آتی ہے وہ مہجین قریب اُس مرد بزرگ کے آکر کھڑی ہوئی آنکھوں نے اُس مہجین سے فرمایا کہ اُس
دیوانے کو اُس شاہزادے کو دکھا دو جو کہ اس دیوانے کو زیر کرے گا جسکا یہ رفیق ہو گا اُس
مازنین نے مجھ کو ایک طفل کو دکھایا کہ عجیب سن رکھتا تھا اور اُس عالم طفلی میں وہ رعب و داب تھا
کہ میں دیکھ کر کانپ گیا میرے اندام میں رعبہ بڑ گیا میں کانپنے لگا اُس قدر خوف طاری ہوا کہ میں نے
کہا کہ اسی مرد بزرگ میں نے دیکھ لیا فرمایا کہ خوب پہچان نے یہی لڑکا سرکشان قات کو قتل کر کے
اور تمام قات کو اُن کے جسمِ شمس سے پاک کر کے پردہ دنیا پر جانے لگا اور تجھ کو زیر کرے گا تو اسکا رفیق
ہو گا اور سوائے اسکے آج کے کوئی تیرے پشت زمین سے نہ لٹکائیگا تو سب پر غالب ہو گا میں نے
قصہ کیا کہ اُس طفل کا اور اُنکا نام دریافت کر دن کہ وہ میری نگاہوں سے غائب ہوئے میری آنکھ
جو کھلی تھو اپنے کو بسترِ خواب پر پایا مگر وہ سب سامان میری آنکھوں کیسے تھے تھا اور میرے اندام میں رعبہ
تھا اُس دن سے آج تک کسی نے مجھ کو زیر نہ کیا میں ہی سب پر غالب آیا اور جب اُس طفل کی صورت
کا خیال کیا میرے روبرو تصویر اسکی بھر گئی اور وہ چل ہو گیا جو کہ خواب میں ہوا تھا میں نے ہمیشہ سے آکر اس
مقام پر مسکن گزین ہوا اور اب نے میرا مشاہدہ مقرر فرمایا میں بسر کرنے لگا مگر مجھ کو اُس خواب کا
خیال تھا جب میں ہمیشہ مصروف فیہ میں مقیم ہوا ایک دن خواب میں وہ مرد بزرگ پھر تشریف لائے
اُن کے ہمراہ ایک نقابدار تھا مگر کم سن میں نے اُن کے قدم چومے اور آنکھوں نے فرمایا کہ
اسی مصروف دیوانہ آگاہ ہو کہ اُس شاہزادے نے جو ان ہو کر طلسمِ حیل جبرائیل سلیمانی
فتح کیا اسے باب و دادا و حیا کو رہا کیا تمام دیوانان قات کو پست کیا اُنکے آتش نے قصہ کیا اسی
طرف پردہ دنیا کے اسکے ہمراہ تین نقابدار ہون گئے اور وہ خود بھی نقابدار ہو گیا اور وہ صاحبِ جبرائیل
زمانہ ہی تمام عالم کو کفر سے پاک کرے گا جب وہ نقابدار با وقار پردہ دنیا پر تشریف لائے گا
تو اُس زمانہ میں آفتاب پرستی کو ترقی ہوگی تمام ممالک اسلام تباہ ہون گئے وہ صاحبِ اقبال
اگر سب کو اسلام آباد کرنے کا بڑے بڑے زبردستوں کو زیر کرے گا انہی صاحبِ جبرائیل کا ڈنگا بھی لٹکا
دین اسلام کو از سر نو اسکے قدم کی برکت سے ترقی ہوگی بڑے بڑے بادشاہ اسکے غلامی اختیار
کرینگے اسی مقام پر یعنی ہمیشہ مصروف فیہ پر وہ آکر اترے گا تجھ کو زیر کرے گا تجھ کو لازم ہو کہ اسکی
اطاعت اور غلامی اختیار کرنا اور دین اسلام قبول کرنا اگر اسکے کہنے کے خلاف کرے گا تو
ذلیل ہو گا بلکہ مصروف ج کلاہ سے بھی کہنا کہ وہ بھی اطاعت کریں اور دین اسلام قبول کریں
وہ عنقریب آنے والا ہے اسی مصروف دیوانہ اگر تو اسکو دیکھے تو پہچان لے میں نے عرض کیا
کہ ضرور آپ مجھ کو اُس بلند اقبال کو عالم طفلی میں دکھائیے میں جب تک وہ بالکل طفل منیر تھا مگر
اسکی صورت میرے صفحہ دل پر اس طور سے نقش ہو گئی تھی کہ کبھی فراموش نہ ہوئی اگر ہزار برس کے بعد
دیکھوں تب بھی پہچان لوں یہ سماعت فرما کر نقابدار کی طرف اشارہ کیا نقابدار نے اپنے
منہ پر سے نقاب تو دور کیا میں نے جو غور کر کے دیکھا اسکو تو اسی طفل کو پایا کہ سنہرہ آغاز تھا اور
وہ رعب و داب اور جاہ و جلال تھا کہ میں کانپنے لگا رعبہ بڑ گیا تمام جسم میں کانپنے کی سی حالت
ہو گئی خط رعب و داب سے تمام اندام میں لرزہ تھا یہ قدرت نہ تھی کہ اُنکو اٹھا کر دیکھ سکوں اور وہ
حسن و جمال تھا کہ نگاہ خیر کی کرتی تھی جب میں دیکھ چکا اشارہ کیا کہ نقاب ڈال لو آنکھوں نے

نقاب ڈال لی مجھ سے فرمایا کہ یہ وہی طفل ہے اور یہی تجھ کو زیر کرے گا اسکے مین نے اوصاف بیان کیے
 ہیں پس جب یہ تجھ کو زیر کرے تو ضرور اطاعت کرنا اور اس کے کہنے کے بموجب دین اسلام قبول کرنا
 یہ فرمان گنج نقابدار کے غائب ہو گئے اب جو میری آنکھ کھلی اپنے بستر پر تھا وہ صورت پیش نگاہ
 تھی آج تک میں ان نقابداروں کے انتظار میں ہوں یہ امر ضرور ہے کہ جو کچھ ان بزرگوں نے فرمایا تھا
 وہ سب پیش آیا اسکے خلاف نہ ہوا نہ میں کسی سے آج تک زیر ہوا سب پر غالب آیا اب وہی زمانہ
 ہے کہ آفتاب پرستی کو ترقی ہو مگر اس قدر خلاف ہوا کہ انھوں نے فرمایا تھا کہ نقابداران قاف کے
 ہاتھ سے تو زیر ہو گا بلکہ اس نقابدار کے ہاتھ سے زیر ہو گا جو کہ صاحب جقران ہو گا تو میں وہی سب
 سامان پاتا ہوں اور وہی زمانہ ہے مگر اب جو خیال کرتا ہوں تو یہ وہ نقابدار نہیں ہے بھلا کیوں نہ کہ میں
 اسکی اطاعت کروں اسی سب سے رہتا ہوں کہ یہ کیا ہوا انھوں نے تو فرمایا تھا کہ تو کسی سے زیر نہ ہو گا
 سو اسے نقابدار قاف کے پھر میں کیوں اس نقابدار سے زیر ہوا پس ہم اسی امر کا ہے یہ جو دیوانہ
 نے کہا اسی وقت مصروف کج کلاہ نے کہا کہ تیرا خواب سچا ہے یہ نقابدار بھی کہے ہیں کہ ہم قاف
 سے آئے ہیں یہ سب مال و کسباب طلسمی بیان کرتے ہیں یہ تیرا قول ہے کہ جب آفتاب پرستی کو
 ترقی ہوگی تو انھوں نے فرمایا تھا کہ وہ نقابدار ہمیشہ مصروفیہ میں آکر پہنچیں گے اور قاف
 سے آئیں گے اور تجھ کو نقابدار زیر کرے گا تو اب وہی زمانہ ہے کہ آفتاب پرستی کو ترقی ہوئی ہے یہاں
 تک کہ میں آفتاب پرست ہوا ہوں اور یہ نقابدار قاف سے آئے ہیں اور نقابدار ہی
 نے تجھ کو زیر کیا ہے اور یہ بھی تو کہتا ہے کہ فرمایا تھا کہ وہ صاحب جقران زمان ہو کہ میں اسد ہو گا یہ بھی اپنے کو
 صاحب جقران کہتے ہیں پھر کیوں نہیں اطاعت کرتا ہے دیوانہ نے جویشنا مصروف کج کلاہ کی
 طرف سے منہ پھیر لیا اور کہا کہ میں ان سے دریافت کرتا ہوں اگر یہ سب اسی واقعہ کو بیان کرنے
 تو یقین آئے گا اور اس جو ان کو میں بخوبی پہچانتا ہوں جہاں دیکھوں پہچان لوں جس نے تجھ کو زیر
 کیا ہے اگر وہ اپنی صورت نقاب الٹ کر دکھائے اور میں اسی کو دیکھوں تو البتہ اطاعت کروں
 یہ تمہارے مصروف کج کلاہ سے منہ پھیر کر ان نقابداروں کی طرف متوجہ ہو کر ان سے سب مال دریافت
 آنے کا کیا تب نقابداروں نے کل مال قاف کا و طلسم کے فتح کرنے کا اور اُدھر سے اُدھر آنے کا
 یعنی قاف سے دنیا پر سب بیان کیا تب دیوانے نے کہا کہ اچھا آپ اپنی صورت دکھائیں نقابدار
 نے نقابدار چہارم سے کہا کہ آہ صاحب جقران آپ دیوانے کو نقاب الٹ کر صورت دکھاؤں
 تاکہ یہ ایمان لائے اور اسکا شک دفع ہو آپ کی صاحب جقرانی اور شریف آوری کی اور اس کے
 زیر ہونے کی آپ کے ہاتھ سے مردِ بزرگ اسکو خیر خواہ میں دے گئے ہیں آپ ضرور وہی صاحب جقران
 ہیں تاہم باقی بزرگان ہیں یہ جو نقابداروں نے کہا نقابدار نے اپنے منہ پر سے نقاب اٹھا دی
 یہ معلوم ہوا کہ اسے آفتاب نکل آ رہا تھا نقاب کا دور ہونا تھا کہ برقی چمک گئی سب کی نگاہیں
 تجھ کی گئیں دیوانے نے جو غور کر کے دیکھا اسی جو ان اور صاحب جقران کو اپنے سامنے جلوہ گر پایا
 کہ جسکو خواب میں دیکھا تھا اور مردِ بزرگ نے دکھایا تھا یہ دیکھنا تھا کہ ایک کتبہ اٹھلا اور دوڑ کر قدموں پر
 گرا یہ کہہ رہی تو میرا آقا ہے اسی کی بابت فرمایا تھا کہ یہ صاحب جقران زمان ہے نقابدار قاف ہی
 تجھ کو آکر زیر کرے گا میرا خواب سچا نکلا میں نے اسکی اطاعت کی اور غلامی یہ میرے آقا ہیں میرا
 خواب سچا تھا میں حیران تھا کہ خواب جھوٹا ہوتا اور قول مردِ بزرگ کیوں کر دروغ ہوا خداوند کریم نے

میری مراد پوری کی اسی سبب سے میں نے آج تک کوئی دین اختیار کیا تھا لاندہ رہا اور لاندہ ہی میں اپنی زندگی بسر کی اب میں صاحبقران اور اپنے آقا کی بدولت راہ راست پر آیا آتش دوزخ سے نجات پائی یہ کلمہ قد موع کو بوسہ دیا آنکھیں کھلیں اور کہا کہ اے آقا مجھ کو کلمہ تعلیم فرمائیے شاہزادے نے اس کے سسر کو آٹھا کر گلے سے لگا باہت شفقت فرمائی کلمہ طیبہ تعلیم فرمایا وہ کلمہ پڑھ کر از سرمد قی مسلمان ہوا نقابداروں کو اس کے مسلمان ہونے کی بہت خوشی ہوئی جب مصروف دیوانہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو چکا تب اُس نے مصروف کج کلاہ سے کہا کہ اے بادشاہ تم بھی دین اسلام قبول کرو مع اپنے کل لشکر کے اور صاحبقران میرے آقا کی اطاعت کرو ورنہ بہت خراب ہو گے مجھ کو دربار کا حکم تھا کہ مصروف کج کلاہ سے بھی کہنا کہ وہ کفری سے توبہ کرے دین اسلام قبول کرے اور صاحبقران و نقابداران قات کی اطاعت کرے مصروف کج کلاہ نے جواب دیا کہ تیرا کہنا بہت درست اور بجا ہے اور مجھ کو تیرے کہنے کا یقین ہے مگر میں اس وقت تک دین اسلام و انکی اطاعت قبول نہ کروں گا جب تک کہ میری شرط پور نہ پوری کر نیلے ہوں اگر میری شرط پوری کر دیں تو میں بھی مع لشکر و اپنے فرزندوں و بھائی و سرداروں کے و کل اہل شہر بلکہ اپنے ملکوں کی رعایا سب مسلمان ہونگا غرض کہ وہ کلاہ اے مصروف دیوانہ تمہاری شرط پوری ہوتی ہے تو اپنے خواب کے موافق پایا اس سبب سے دین اسلام قبول کیا مجھ کو کیونکر یقین ہو کہ یہ وہی نقابدار ہیں اور وہی صاحبقران یہ جوان ہے کہ جسکی مجھ کو خبر دی گئی ہے ہاں اگر یہ وہی نقابدار ہیں اور وہی صاحبقران ہیں تو میری شرط کو بھی پورا کر نیلے میں بھی ایمان لاؤں گا ورنہ میں توبہ قبول کروں گا ہر ایک کو اپنے فعل کا اختیار ہے تم میرے اوپر زیادتی نہیں کر سکتے ہونہ زبردستی کر سکتے ہو تم نے جو خواب میں دیکھا تھا اور تم سے مرد بزرگ نے کہا تھا تم نے مجھ سے بیان کر دیا اب تم پری ہو گئے اب مجھ کو اختیار ہے دیوانہ یہ سننے کی طاقت ہو اگر از مد غصہ پایا یہ ہی جی چاہا کہ مصروف کج کلاہ کو مار ڈالے اُس کے طریقہ کو نقابدار سمجھ گئے کہ سہرا بٹائی نے ایشارہ کیا اور منع کیا طاقت ہو کر رہ گیا کچھ حرکت نہ کر سکا اور نقابداروں نے مصروف کج کلاہ سے دریافت کیا کہ تمہاری کیا شرط ہے بیان کر دو اگر خداوند کریم نے اپنا فضل کیا اور یہ بھی منظور ہوا کہ تم مسلمان ہو تو ہم ہمد خدا اسکو بھی پورا کر نیلے مصروف کج کلاہ نے جواب دیا کہ آپ اس وقت اپنی فرودگاہ پر تشریف لے جائیں میں توجہ تشریف حاضر ہو کر اپنی شرط کو بیان کروں گا آپ کو شش فرمائیں کیونکہ اس وقت آپ بھی دن بھر کے شغل سے ہوتے ہیں اور میں بھی تھکا ہوا ہوں آپ بھی شب بھر آرام کوں میں بھی آرام کروں گا صبح کو حاضر ہو کر عرض کروں گا نقابداروں نے فرمایا کہ بہتر ہے تم صبح کو ضرور آنا مصروف کج کلاہ نے جواب دیا کہ ضرور حاضر ہوں گا دیوانہ بولا کہ یہ مکار ہے مگر کرتا ہے حال جائے گا اب بھرنے آئے گا اسکو جانے نہ دے مجھ کو حکم فرمائیے کہ میں اسکی مشکین باندھ لوں یہ کلمہ قصد کیا کہ مصروف کو شبہ کہوں کہ پھر نقابدار نے آنکھ دکھائی اور فرمایا کہ ہم منع کرتے ہیں تم نہیں سناتے ہو دیوانہ کا بکرہ گیا مصروف کج کلاہ ہ سلام کر کے اپنے لشکر کی طرف چلا اور دیوانہ و اہل لشکر مصروف کج کلاہ دیکھ رہے تھے کہ یا تو نقابدار نے زمین پر دیوانہ کو دے مار کر سینہ پر سوار ہوا تھا یا خود اتر پڑا جب کہ بادشاہ پہونچا اور اُدھر سے نقابدار آئے نقابدار دیوانہ کے سینہ پر سے اتر پڑا اور پھر بائیں ہونے لگے لیکن یہ لوگ حیران تھے کہ دیوانہ قدم پر نقابدار کے گردا گرد یہ لوگ حیران ہوئے مگر کچھ سے ہوئے ہیں اس خیال سے کہ بادشاہ سے سب حال معلوم ہو گا اہل اسلام بھی یہ سب واقعہ دیکھا گئے اور خوش ہو گئے جب دیوانہ نے دیکھا کہ مصروف کج کلاہ چلا گیا اس نے اپنے دیوانوں کی طرف دیکھ کر ادر پار کر کہا کہ اے بھائیو میں

اس نقابدار کی اطاعت کی اور دین اسلام قبول کیا جسکو میرا ساتھ دینا ہو وہ میرے پاس لشکر مصروف
 کج کلاہ سے جدا ہو کر چلے آئے ہیں نے کل نہ ہوں کی پرستش ترک کی یہ جو دیوانہ نے کہا اسی وقت
 چالیس ہزار دیوانے لشکر مصروف کج کلاہ سے علیحدہ ہو کر دیوانہ کے پاس چلے آئے دیوانہ نے
 ان سب کو قدحوں پر نقابداروں کے گراہ کلمہ تعلیم کیا وہ کلمہ پڑھ کر از سر صدیق سب کے سب مسلمان
 ہو گئے اور مصروف کج کلاہ جو اپنے لشکر میں پہنچا اسی وقت جبل باز گشت بجوا کر اپنی فرد گاہ پر
 آیا لشکر نے کمر کھولی اس دن مصروف شاہ نے بسبب رنج و صدمہ کے دربار نہ کیا اپنے خیمہ میں جا کر
 بیٹھ رہا سب سردار بھی اپنے اپنے مقام پر چلے گئے اور جب مصروف جبل باز بجوا کر چلا گیا اور دیوانہ
 مع اپنے ہمراہی دیوانوں کے دین اسلام سے مشرف ہوا نقابدار اسکو اپنے ہمراہ لے کر جبل باز
 بجوا کر نقابدار چہارم یعنی صاحبقران زمان پر زینار کرتے ہوئے قیام گاہ پر آئے اور دیوانہ
 اور اس کے ہمراہیوں کے لیے مقام معقول مقرر فرمایا کل دیوانے وہاں اترے لشکر اسلام نے کمر کھولی
 اور دربار آراستہ ہوا سب حاضر دربار ہوئے مصروف دیوانہ کو دست چپ بین و نگل مرحمت ہوا اور
 جو دیوانے مغز تھے انکو بارگاہ میں جگہ ملی وہ سب سے ملکر حکم دیا گیا کہ انسانیت سے بچنا و خشت نہ کرنا
 اور نہ کسی اہل لشکر کو اذیت دینا و نہ سزا دینا و نہ ہر ایک کا دم نکلا دیوانوں میں سے کوئی کسی اہل لشکر کو
 ستانا نہ تھا اگر کوئی لشکر کی انکی طرف سے نکل گیا یہ اسکو دیکھ کر اور بارے خوف کے ذریعہ نکال کر رہ
 گئے بول نہ سکے اور تو دربار آراستہ ہوا سب کو دیوانہ کے زیر ہونے کی بہت خوشی ہو نقابداروں نے
 حکم فرمایا کہ ارباب نشاط حاضر ہوں ارباب نشاط حاضر ہوئے نایب و گمان شروع ہوا تا نصف شب جلسہ عیش و
 عشرت برپا رہا سب مصروف تماشاے نایب و رنگ رہے جب دو پہرات آئی نقابداروں نے برفاسط
 جلسہ کا حکم فرمایا خیمہ خاص میں تشریف لائے نقابدار چہارم یعنی سہراب ثانی فراق ملکہ تریاے
 سیماں تن میں تریاے اور سب سردار اور بادشاہ اپنے اپنے مقام پر آئے دیوانہ کے لیے جو
 خیمہ برپا کیا گیا تھا دیوانہ اس خیمہ میں آکر رفیق اپنے مقام پر آئے جو کہ ان کے لیے مقرر کیے گئے تھے
 خلاصہ یہ کہ وہ رات بامرحمت بسر کی صبح طلوع ہوئی سب سردار نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر داخل بارگاہ
 چھل چراغ سلیمانی ہوئے نقابدار بھی اپنے اپنے خیمہ سے فراغت کر کے آئے سب نے تعظیم کی اپنے اپنے
 و نگل پر بیٹھے دربار آراستہ ہوا دیوانہ بھی آیا اور جب مصروف کج کلاہ بیدار ہوا لباس وغیرہ سے آراستہ
 ہو کر چند سرداروں وغیرہ کو اپنے ہمراہ لے کر مثل مبارک کج کلاہ محارب کج کلاہ و طارب کج کلاہ
 و خار ب کج کلاہ و مصارب کج کلاہ و ہمسن کج کلاہ کے طرف لشکر اسلام کے چلا نقابداروں کو
 ہر کاروں نے خبر دی کہ مصروف کج کلاہ آیا ہے نقابداروں نے ان چند سرداروں کو حکم فرمایا کہ
 برائے استقبال جاؤ یعنی عشرت گاہ باز و مغرب زین قارب تمشیر باز و قارب کر زین و مظفر
 زین نگاری مظفر زین حصار سی و فحاش سن منو جھری یہ سردار جن کے نام تحریر ہوئے ہیں آداب
 سجا لاکر بیرون بارگاہ آئے اور طرف مصروف کج کلاہ کے چلے راہ میں ملاقات کی صاحب سلامت باہم
 ہوئی ایک نے دوسرے کا فراموش ہو چھا سرداران اسلام نے کھنا کہ ہم کو ہمارے آقا نے آپ کے استقبال کو
 بھیجا ہے آپ تشریف لے چلین چنانچہ مصروف کج کلاہ ہمراہ سرداران اسلام کے مع اپنے سرداروں کے
 داخل لشکر ہوا وہ اسکو سیر کرتے ہوئے سب عجائبات دکھاتے ہوئے بارگاہ کی طرف لے چلے وہ وہ نیرنگات
 اسنے دیکھے جو کہ کبھی خواب میں بھی نہ دیکھے تھے لشکر کثیر پایا اور اس قلعہ سے لشکر اترتا تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ

شہر آیا وہ ایک سمت بازار بن آراستہ ہیں ایک طرف نقارخانہ ایک جانب دیکھا کہ دیوانے اترے ہوئے ہیں
 سب دیوانے مصروف کج کلاہ کو دیکھ کر تھقہ لگانے لگے ٹھن کرنے لگے مصروف کج کلاہ ان سرداروں
 کے ہمراہ دیوانوں کی حرکتوں پر ہنستا ہوا قریب بارگاہ آیامکب پر سے اتر کر مع سرداروں کے داخل بارگاہ
 ہوا وہ بارگاہ دیکھی کہ جسکی عظمت و رفعت کے روبرو بارگاہ خلکی گردن تھی جب دربار میں آیا اسادر بار آراستہ
 پایا کہ شاہان ہفت کشور کا بھی نہ ہوگا مصروف نے دیکھا کہ دربار نہیں ہے بیشہ شیران ہے ایک شیر اپنے
 مقام پر بیٹھا ہوا جھوم رہا ہے جو شش جماعت میں بس مصروف کج کلاہ نے بطریق آفتاب پرستان سلام
 کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا سب خاموش تھے رہے مگر دیوانہ کو غصہ آگیا تیوری خرچا کر بولا کہ اے
 مصروف یہ کونسی حرکت ہے یہاں کون آفتاب پرست ہے جو تو نے اس طریقے سے سلام کیا ہے کیا اسکی
 سرداروں مصروف نے قصد کیا تھا کہ سرداروں کے نقابدار حمارم نے جو کہ صاحبقران ہے نگاہ تندہ لوٹ
 کی طرف دیکھا اور کہا کہ تم اپنی حرکت سے باز نہیں آتے ہو تم کو متعجبی کر دیا ہے وہی حرکت کیے جاتے ہو خاموش
 بیٹھے ہیں رہتے ہو سرداروں کی دیوانہ کانپ کر رہ گیا مصروف کج کلاہ کے لیے کرسیاں سامنے
 آراستہ کی گئیں نین صاحبقران کے فرمان کہ آپ تشریف لائیے اسکی باتوں پر نہ خیال فرمائیے یہ تو
 دیوانہ ہے مصروف سلام کر کے کرسی پر بیٹھ گیا اور سب سردار بھی اس کے ہمراہ ہی کے بیٹھے اس وقت
 نقابداروں نے حکم دیا کہ لاؤ قیدیوں کو تھے صف کج کلاہ حضور کج کلاہ وغیرہ کو مگر قید کو دور کر کے لانا
 جو بدار نے جا کر داروغہ زندان کو حکم شاہی سے آگاہ کیا داروغہ اسوقت طرف زندان کے چلا دیا ان باہم
 حضور کج کلاہ وغیرہ یہ کلام کر رہے تھے یسین چلے تھے کہ دیوانہ زیر ہو کر مطیع ہوا اور مسلمان ہو گیا باخوام
 سے بھی کہا تھا انھوں نے جواب دیا کہ میں ایک شرط رکھتا ہوں جب وہ پوری ہوگی تب دین اسلام قبول
 کر دن گاہ اور آفتاب پرستی ترک کر دیں گے اور آج آنے کا اقرار کیا ہے تب یہ باہم راہے ہوئی تھی کہ اگر
 نقابدار ہم کو بھی طلب کر کے وہیلے ترک مذہب کے اور اطاعت کرنے کو کہیں گے تو یہ جواب دین گے
 کہ اگر بادشاہ کی آپ شرط پوری کر لیں اور بادشاہ اطاعت تھکی کر نیلے آفتاب پرستی ترک کر کے اسلام قبول
 کر لیں تو ہم بھی مسلمان ہوں گے ورنہ ہم کو معاف فرمایا جائے وہ ضرور اس امر کو قبول کر لیں گے یہاں یہ
 راہے ہو رہی ہے کہ داروغہ زندان مع آہن گردن کے پہونچا اور ان سب سے کہا کہ آپ کو صاحبقران نے
 طلب فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ رہا کر کے لانا لہذا یہ آہن گردن حاضر ہیں ان سے قید کو دفع کرائیے وہ سب
 خوش ہو گئے اور ہر ایک نے نقابداروں کے خلق و مردت کی بہت تعریف اپنے دل میں کی آہن گردن
 نے قید کو دفع کیا وہ سب ہی بہادر اور شجاع تھے ممکن تھا کہ جب قید دور ہو گئی تھی بھاگ جاتے نہیں ہمراہ
 داروغہ زندان کے دربار میں آئے دربار کو خیروں سے بھرا ہوا پایا دیوانہ کو ایک طرف بیٹھے ہوئے دیکھا دیکھا کہ
 مصروف کج کلاہ سامنے نقابداروں کے مع سرداروں کے بغرت و حرمت کرسی پر بیٹھا ہوا ہے انھوں
 نے بھی آکر بطور آفتاب پرستان سلام کیا مصروف کج کلاہ نے جواب سلام دیا مصروف دیوانہ
 تاویج کھا کر رہ گیا بخوف نقابدار نہ بولی سکا اشارہ ہوا کہ ان سب کو بھی مصروف کج کلاہ کی صف
 میں جگہ دو وہ سب بھی سلام کر کے بیٹھ گئے تب نقابداروں نے مصروف کج کلاہ سے کہا کہ تم کو دین
 اسلام کے قبول کرنے میں کیا عذر ہے جو عذر ہو بیان کرو اسنے جواب دیا کہ میں کل بھی عرض کر چکا ہوں کہ ایک
 شرط رکھتا ہوں اگر وہ آپ اور فرمائیے اور میں امتحان بھی کروں تب مجھ کو کوئی عذر نہ ہوگا اور یقین کروں گا کہ آپ
 وہی نقابدار ہیں اور وہی صاحبقران ہیں کہ جسکی مجھ کو میرے مرشد نے خبر دی تھی نقابدار نے فرمایا کہ وہ

وہ شرط بیان کرو مصروف نے عرض کیا کہ عرض کرتا ہوں نقاید ارنے جب مصروف سے یہ جواب پایا تو ان لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے صفدر راج کلاہ و منصور راج کلاہ و جمہور راج کلاہ و حضور راج کلاہ آپ لوگوں کو تو کوئی عذر نہ ہوگا کیونکہ آپ کو تو مردی و مردانگی سر میدان زیر کیا ہے اور آپ لوگ بہادر بھی ہیں انھوں نے جواب میں عرض کیا کہ بجا ارشاد ہوا گو مقام عذر نہیں ہے مگر جب کہ ہمارے بزرگ نے ایک شرط کی ہے اور آپ اسکے پورا کرنے پر بھی آمادہ ہیں تو ہم بھی عرض کرتے ہیں کہ اگر آپ نے وہ شرط پوری کی اور یہ مع اہل لشکر و اہل شہر کے مسلمان ہوئے اور آپ کی اطاعت کی تو ہم کو بھی جو عذر نہیں ہے اُس وقت ہم سب بھی مسلمان ہوں گے اور آپ کی غلامی اختیار کرینگے سوائے اسکے کوئی عذر نہیں ہے کیونکہ یہ ہمارے بزرگ ہیں اور ہم ان کے تابع ہیں اگر یہ نہ اسلام قبول کرینگے تو ہم بھی نہ قبول کرینگے اُس حالت میں معاف فرمائے جائیں نقاید ارنے فرمایا کہ معلوم ہوا آپ لوگ بھی مصروف راج کلاہ کے ساتھ مسلمان ہوں گے بعد پوری ہونے شرط کے خیر یہ فرما کر مصروف راج کلاہ سے کہا کہ ہاں اس شرط کو بیان کرو تب مصروف نے یوں تقریر کو آغاز کیا اور اس طور سے سخن سردی شروع کی کہ اے نقاید ارنان ذی وقار جس قدر لوگ یہاں ان ملکوں کے رہنے والے حاضر ہیں وہ کوئی اس بزرگ سے آگاہ نہیں ہے حتیٰ کہ میرے فرزند و بھائی تک واقف نہیں ہیں گو میں حضور راج کلاہ کو جو کہ میرا چھوٹا فرزند ہے اور بہت ہی فلیق ہے بہت عزیز رکھتا ہوں مگر وہ بھی اس امر سے آگاہ نہیں ہے مگر اس وقت سب کے روبرو بیان کرتا ہوں سب صاحب خوب غور سے سماعت کریں وہ شرط یہ ہے کہ اسکو بہت عرصہ ہوا قریب بیس برس کے جب کہ میرے والد نے انتقال کیا اور یہ حکومت میرے زیر نگین ہوئی اور میں بادشاہ مستقل ہوا تو میں ایک دن مع وزیر و اہل امر کے برائے شکار گیا کیونکہ مجھ کو شکار کا بہت شوق تھا بہانے سے تھوڑی دور پر ایک بھرا تھا دھان جا کر مقیم ہوا چونکہ رات ہو گئی تھی اُس دن شکار کے لیے نہ گیا بوقت صبح رفیقوں کو ہمراہ لے کر اسے شکار خانہ لے گئے تیرے شکار کے ایک آہو بہت خوبصورت سامنے سے پیدا ہوا میرے دل میں یہ سمجھا کہ اسکو زندہ لے کر ملکوں اسکے عقب میں مرکب کو جھینر کیا وہ جست کر کے نکل گیا مجھ کو غصہ آیا میں نے مرکب ڈال دیا غلام یہ کہ سب ہمراہ ہی پیچھے رہ گئے میں اسکے عقب میں اکیلا نکلا چلا گیا پھر اسی تو میری تلاش میں مصروف ہوئے میں اُس آہو کے عقب میں کوئی دس بارہ گز پر پہونچا گو وہ مقام بھی میری عمارت میں تھا جہاں میں اس سے آگاہ نہ تھا دھان پر جا کر میں نے اسے پکڑ لیا اور اسے پکڑ کر لے کر چلا رہا تھا بھول گیا اور کسی طرف چلا گیا تھوڑا رستہ چل گیا تھا کہ ایک بہار نظر آیا وہ گودہ خال شکوہ بہت بلند تھا اور سینہ اور گلون سے از قلعہ گودہ نا پائین ملو تھا ارشاد میں جاری تھیں میں بیاسہ از حد تمام کب پر سے اترا مرکب کو چھوڑ دیا وہ چراہیں مصروف ہوا میں نے متوجہ ہوا یا پانی یا فریب بھی سیر و سیراب ہوا میں طرف مرکب کے چلا بہ مجاؤ نہ معلوم تھا کہ یہاں کچھ راج بھی ہے اور آئین شہر بھی رہتا ہے جب میں مرکب کے قریب پہونچا میں نے شکار کے ایک طرف سے شیر کے بولنے کی آواز سنی میں نے خیال کیا دل میں کہ جنگل تو ہے شیر کا نہ ہونا عجیب ہے ہونا توئی مقام عجیب نہیں ہے یہاں سے چلو ایسا نہ ہو کہ شیر آپ سے تو خرابی ہو صحرائی جانور سے جہاں تک ممکن ہو اپنے کو بچائے یہ دل میں جہاں کر کے قصد کیا کہ مرکب پر سوار ہوں ابھی سواری نہ ہو تھا کہ میری نگاہ گودہ کے اوپر جا پڑی میں نے دیکھا کہ ایک مرد بزرگ بارش سفید بالاسے گودہ میں سے ہونے چہرہ آنکا مثل آفتاب کے روشن ہے مگر وضع فقیرانہ ہے آنکو جو بیان کے دیکھا دل میں خیال کیا کہ کوئی شاہ صاحب ہوں گے ان کے رہنے کا یہ مقام ہے ایسے لوگ تو ایسے مقام پر رہتے ہیں کہ جہاں

آبادی نہ ہو آب شیکریاں بالکل جاتا رہا مین انکو دیکھ رہا ہوں اور قصد کرتا ہوں کہ ان کی خدمت میں جاؤں
دریافت کروں پھر خیال کرتا ہوں کہ ضرورت ہی کیا ہے ابسانہ ہو کہ خفا ہوں اور دعا سے بددین تو خرابی ہو اور
ان لوگوں کی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے اس فکر و تشویش میں تھا کہ ایک مرتبہ صدیے شیر قریب سے
آئی اب جو پھر دیکھا تو میں نے دیکھا کہ ایک شیر اور شیرنی دونوں میری طرف غرائے ہوئے چلے آئے
میں شیر دہنی طرف ہے اور شیرنی بائیں طرف ہے یہ دیکھ کر میری روح پر وار کر گئی میں نے خیال کیا کہ بڑے
بھتے شکار کو آئے تھے خود شکار ہو گئے اب ان دونوں سے جان کا بچنا دشوار ہے میں نے خیال کیا کہ اگر
شیر کو مارتا ہوں شیرنی ہلاک کرے گی شیرنی پر حملہ کرتا ہوں تو شیر ہلاک کرتا ہے جب مجھ میں اس وقت
بتلا تھا اور امید زسیت قطع ہو چکی تھی اسی فکر میں تھا کہ کیا کروں اور یہی دیکھ رہا ہوں کہ وہ مرد بزرگ
بالا سے کوہ شیعے ہوئے اسی طرف دیکھ رہے ہیں میں تو اسی فکر و خیال میں تھا کہ ان دونوں سے کیونکر
اپنے کو بچاؤں کہ وہ زودادہ بالکل قریب آ گئے اب مجھ کو امید زسیت بالکل قطع ہو گئی اور اپنی ہلاکت
کی امید قوی ہو گئی میں نے خیال کر لیا کہ اب بچنا دشوار ہے تم ہی حملہ کرو ایک پر ایک تو مار لو یہ قصد کر کے
قبضہ تلواریں ہاتھ رکھا تھا مگر میری یہ حالت تھی کہ کانٹ رہا تھا چہرے کا رنگ فق تھا کبھی ایسا اتفاق پڑا نہ تھا
کہ پہلو سے آواز آئی کہ اے مصروف کج کلاہ خوف نہ کر اس قدر بدحواس نہ ہو اپنے حواسوں کو درست کر
یہ جنگلی کتے تیرا کیا کر سکتے ہیں اپنے کو سنبھال کیسا مرد ہے یہ جو صدا آئی اس آواز کا ایسا کچھ اثر میرے دل پر
ہوا کہ وہ بدحواسی جاتی رہی اب خود دہنی طرف پلٹ کر دیکھا تو ان مرد بزرگ کو اپنے برابر کھڑا پایا انکو دیکھنا تھا
کہ میرا دل قوی ہو گیا بس میں نے قصد کیا کہ شیروں پر حملہ کروں فرمایا کہ کیا ضرورت ہے یہ ابھی چلے جاتے ہیں
یہ فرما کر بکارسے کہ او کتو کیا تم اس سے آگاہ نہیں ہو کہ یہ کون ہے یہ بادشاہ ہے تم اسی کی عملداری میں رہتے ہو
اسی کی رعایا ہو اور اسی کی ہلاکت کا قصد کرتے ہو بڑے نیک حرام ہو جاؤ اپنے مقام پر جا کر بیٹھو اس سے بولو
وہ بڑی خلی ہوئی یہ جو فرمایا تو وہ میری طرف آئے تھے یا ایک مرتبہ پلٹ کر ان کے قدم پر دونوں زودادہ
گر بڑے ان مرد بزرگ نے انکی سر و پشت پر ہاتھ بھیرا اور فرمایا کہ کوئی اپنے بادشاہ سے ایسی حرکت
کرنا ہے یہ تمہارا بادشاہ ہے اسے اپنے مقام کی طرف چلے جاؤ اس طور سے کلام کیا کہ جیسے کوئی انسان سے
کلام کرتا ہے انھوں نے بھی اس طور سے اطاعت کی کہ جیسے غلام انکا کی اطاعت کرتا ہے قدموں پر سے سر
اٹھا کر جھڑے آئے تھے اسی طرف چلے گئے جب یہ واقعہ پیش آیا اور میری جان ان شیروں سے بچی تو
میں دوڑ کر ان مرد بزرگ کے قدموں پر گر اس میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ بہت بڑے اڈار ہیں کہ جنگی اطاعت
جا فوراً اس طور سے کرتے ہیں یا تو یہ بالا سے کوہ شریف فرماتے یا یہاں شریف لے آئے صاحب کرامات
بھی ہیں میں عرض کرنے لگا کہ آپ نے بڑی مہربانی میرے حال پر فرمائی اور میری جان بچائی آپ بندگان
خاص خداوند تھا سے ہیں آپ ہی لوگوں کے قدم کی برکت سے دنیا قائم ہے یہ شیر مجھ کو ہلاک کر چکے تھے اب
اپنے نام نامی واسم گرامی سے آگاہ فرمائیے آپ میرے مرخدا اور میرے مالک ہیں یوں جو میں نے
عرض کیا اور قدم چومے میرا سر قدموں پر سے اٹھا کر فرمایا کہ اے مصروف کج کلاہ میں کیا کسی کی
جان بچاؤنگا سب کا بچانے والا اور زندہ کرنے والا اور مارنے والا اور رزق دینے والا خداوند کریم
رہے بیکشا ہے جس نے زمین و آسمان شجر و شجر بہشت و درخ کو ایک لفظ کن سے پیدا کیا اور ہم سب
اسکے بندے ہیں وہ ہمارا خالق ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا تھا بھی اُسکا ایک بندہ ہے مگر
وہ سبب بھکانے بلیس کے مرید ہو گیا خدا کی کا دعویٰ کیا اب میرے سامنے اُسکا نام نہ لینا ورنہ

میں ناراض ہو گیا یہ جو فرمایا میں کانٹے لگا اور ڈر گیا میں نے عرض کیا کہ کیا آپ خدا پرست ہیں فرمایا کہ ضرور
 ہم اپنے خالق کی عبادت کرتے ہیں سو اسے اس کے اور بھی کوئی خدا ہے چونکہ میں نے یہ کرامات و برکتیں اعلیٰ
 دیکھی تھیں میں کامیاب ہو گیا میں نے اس وقت عرض کیا کہ مجھ کو بھی مسلمان فرمائیے فرمایا کہ اگر مصروف
 حج کلاہ میں ایک فقیر گوشہ نشین ہوں اس جنگل میں رات دن اس کی بندگی کرتا ہوں اس کا ایک
 عبد گنہگار ہوں مجھ کو اس سے مطلب نہیں ہے کہ کسی کو مسلمان کروں یا ملک بملک بھرا کروں ہر ایک
 کو مسلمان کرتا ہوں یہ کام غازیوں اور بہادروں کا ہے جو کہ راہ خدا میں جہاد کرتے ہیں اس کی راہ میں
 اپنے کو ہلاک کرے میں کا ذوق کو قتل کرتے ہیں یہ کام بہادر نہیں ہے اور نہ ہی تیرے خدا پرست ہونے کا
 زمانہ آیا ہے اگر تو خدا پرست ہو اور تیری قوم کو معلوم ہو تو سب تجھ کو قتل کر ڈالیں گے میرے سبب
 سے تیری جان جائے گی انشا اللہ تیرا خدا پرست کرنے اور دین اسلام میں لانے والا عنقریب آنے
 والا ہے کہ جسے قدم کی برکت سے یہ سب سبز زمین اسلام آباد ہوگی وہ صاحب قرآن زمان ہوگا وہ
 تجھ کو مسلمان کرے گا تو ابھی جلدی نہ کر اور میں تجھ کو مسلمان نہیں کر سکتا ہوں یہ خدمت میرے تعلق
 نہیں ہے یہ انھیں لوگوں کا حصہ ہے جو کہ راہ خدا میں دن رات جہاد کرتے ہیں اور اپنے مال کو صرف
 کرتے ہیں صاحب لشکر و سپاہ ہیں اور ہم لوگ تو عبادت کے لیے خلق زمانے گئے ہیں ہم کو عبادت
 و بندگی کا حکم دیا گیا ہے ہم یہ کام نہیں کر سکتے ہیں بس تو اپنے ملک کو جا ہم کو نہ ستا ہم تو عرصہ ہوتا ہے
 ہمارا وقت عبادت ہے تب میں نے مقرر جو ترک عرض کیا کہ دوام و دن کا اسید وار ہوں اس کی اجازت
 ملے اور آگاہ ہوں فرمایا کہ بہت جلد بیان کر عرض کیا میں نے کہ ایک تو اپنے اسم نامی سے آگاہ فرمائیے
 دوسرے مقام سکونت سے تاکہ میں دوسرے سے حاضر ہو کر قدم بوسی حاصل کیا کروں شرف
 زیارت سے مشرف ہوا کروں کیونکہ یہ امر میری عزت و برکت کا سبب ہوگا فرمایا کہ جا تجھ کو ان باتوں
 سے کیا مطلب تو حکومت کر تو ایسے امروں میں نہ پڑ میں نے عرض کیا کہ بدون دریافت و اجازت
 کے یہاں سے نہ جاؤنگا نہ حضور کو جانے دوں گا فرمایا کہ ہم ایک اسکے ذیل بندے ہیں ہمارا کیا نام
 گناہ بندے ہیں اور ہمارا جائے قیام کہاں جہاں حکم ملا تر رہے اسکے درگاہ کے ہیں نہ مال و دولت
 ہے کہ جس کے لیے مکان و محل سرا ہو نہ کوئی نامی ہیں کہ ہر ایک کو اپنے نام سے آگاہ کریں نہ کوئی کمال
 رکھتے ہیں کہ اسکے سبب سے ہمارے پاس لوگ آئیں اور کچھ نفع اٹھائیں ایسے لوگوں کے مقام و
 سکونت و نام کے دریافت کرنے اور ان کے پاس آنے سے کیا حاصل میں نے عرض کیا کہ میں تو
 بدون اس امر کے طرحیے ہوئے نہ جاؤنگا میں نے تو کچھ نفع ایسا تجھ پر کر لیا ہے جب میں بہت مصروف
 ہوا اس وقت فرمایا کہ اس عبد ذلیل رب جلیل کو درویش دریدہ گریبان کہتے ہیں نے اب تو تیری
 جوشی ہو گئی میں نے عرض کیا کہ مقام سکونت سے بھی آگاہ فرمائیے پہلے تو بہت انکار کیا مگر میں
 نے نہ مانا تو فرمایا کہ یہی صحرا مدت سے اس گنہگار کا مسکن ہے اور یہی مدفن ہے اسی صحرا میں میں
 بیٹھا ہوا اس کی یاد کیا کرتا ہوں اور قدس عبادت کرتا ہوں اگر قبول ہوئی اور مجھ کو میرا خالق بروز
 قیامت بخش دیوے تو کیا بعید ہے اس کی رحمت ہے مجھ کو تو اسید نہیں ہے وہ بڑا کریم کارساز ہے اس
 مصروف حج کلاہ ایک مدت سے میں اسی جنگل میں قیام پذیر ہوں وہ سائے کوہ ہے اس پر میرا
 چھوڑا ہے اسی میں رہتا ہوں اسی صحرا کے رب و مقرر کھا کر زندگی بسر کرتا ہوں اور یہی ہم لوگوں کی
 خوراک ہے آج تک مجھ کو کسی نے نہیں دیکھا نہ کوئی میرے حال سے آگاہ ہے پندرہ برس کا عرصہ

ہونے کو آیا ہر جب سے بین بیان ہوں ہزاروں قافلہ ادھر سے گئے لاکھوں مسافر کسی نے نہ دیکھا
نہ بین نے اپنے کو دیکھا یا کیونکہ بین اس لائق نہ تھا آج حسن اتفاق سے بین بالائے کوہ اکر کھڑا ہوا
جولگی اور اچھی معلوم ہوئی بیٹھ گیا سیر کرنے لگا کہ تو آہو کے عقب بین مرکب ڈالے ہوئے ادھر آیا اور
تو نے آہو کو اسیر کیا بین بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا مگر تو نے کچھ ادھر خیال نہ کیا جب تو آہو کو اسیر کر کے لے چلا
ادھر کو اٹکا تو بیاسہ تھا اور تیرا مرکب تو نے اتر کر بانی بنایا بی بی کر چلا تھا کہ شہر نے اکر گھیر لیا تو ریشیان
ہوا مجھ کو تیرے حلق پر رحم آیا بین نے اکر انکو ہٹکا دیا وہ غلے گئے کوئی بین نے کہاں کیا تیری تھانہ تھی لے
اب تو تیرا مطلب ہو گیا مگر ایک ادھر کا بہت خیال رہے کہ اس حال سے کسی کو آگاہ نہ کرنا ورنہ ہم ہمت
ناراض ہوں گے اور تیری بھی جان نہ بچے گی ہم تو بیان سے ملے جائیں گے مگر تو ہلاک کر ڈالا جائے گا
بین نے اسی وقت ان کے سر کی قسم کھائی اور فرمایا کہ کسی کو اس حال سے آگاہ نہ کرونگا بلکہ اپنے فرزند
نک کو نہ آگاہ کرونگا فرمایا کہ مان اسکا بہت خیال رہے بین نے عرض کیا کہ ضرور مگر بین اس کو ہر کیونکر
آؤنگا کیونکہ مجھ کو نہ اسکا رستہ معلوم ہے نہ اسکا زینہ فرمایا کہ آنے کی کیا ضرورت ہے بین نے عرض کیا کہ
حضور یہ نہ فرمائیں یہ جو بین نے عرض کیا فرمایا کہ اچھا میرے ساتھ چل بس مجھ کو درہ کوہ میں لے گئے وہاں
ایک سہ درہی تھی اسی میں تشریف لائے ایک زینہ لگھا ہوا تھا فرمایا کہ اسی پر سے انا تو میرے پاس پہنچ جائیگا
نے اب اپنے مقام کو جا میرے وقت عبادت میں ہرج ہوتا ہے یہ فرما کر غائب ہو گئے بین جو تیز وں
درہ آیا تو بین نے دیکھا کہ بالائے کوہ تشریف فرما بین میں نے سلام کیا اور مرکب پر سوار ہو کر چلا جب
اُس صحرا سے تھوڑی دور چلا اور اسکی حد سے نکلا مجھ کو سیدھی راہ مل گئی میں اسی راہ سے چلا تھوڑی
راہ چوکی تھی کہ میرے ہمراہی ملے مجھ کو تلاش کر رہے تھے میرے پاس آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ اب
کہاں تشریف لے گئے تھے ہم بڑے عرصہ سے تلاش کر رہے ہیں اور ریشیان تھے میں نے جواب دیا
کہ اس آہو کے تعاقب میں گیا تھا اسے تری دور جا کر چوٹ تھانی میں لے آئے اسے اسیر کیا اور نکل کر
ادھر کو چلا آیا جلو اب مقام فرودگاہ پر میں ان سب کو نے کراہے فرودگاہ پر آیا مگر کسی سے کچھ حالی نہ
کہا وہاں کے شہر میں آیا حکومت کرتے لگا بیان تک کہ میں نے اس حال کو اپنی زوجہ نک سے
اور فرزند وں تک سے نہ کہا اب میں نے کیا طریقہ اختیار کیا کہ چوتھے روز شکار کے بہانے جاتا ہوں
اکیلا اور اسی صحرا میں پہنچ کر اسی زینہ کے ذریعہ سے خدمت میں شاہ صاحب کے جاتا ہوں باپا
کوہ ایک چھپر چڑھا ہوا تھا اُسکے گرد ٹٹکیاں لگی ہوئی تھیں ایک بوریا بچھا ہوا تھا اسیر و مرد خدا جلوہ فرما
تھا عبادت خدا کرتا تھا میں نے لاکھ لاکھ کہا کہ میں سامان دست کردار نہ قبول کیا کئی مرتبہ جواہر و روپے
لے کر گیا نہ لیا میں جب جاتا تھا وہ تھوڑی دیر تک مجھ کو نید و نصیحت بابت رعایا پروری و انصاف
کے اور حد نیت خدا میں کچھ کلمہ اپنی زبان سے فرمایا کرتے تھے میں جب عرض کرتا تھا کہ میں دین اسلام
قبول کر لوں تو فرماتے تھے کہ غریب تمہارا خدا دست کرنے والا آتا ہے وہ صاحب حق ان ہر دم اُسکے
ہاتھ سے مسلمان ہو گئے اور وہی گفتگو سے سابقہ فرماتے تھے میں اپنے ہمراہیوں کو منع کر جاتا تھا اور قسم
دے جاتا تھا کہ کوئی میرے ہمراہ نہ آئے اگر کسی نے عدول علی کی اور میرے بعد ادھر یا تو راہ بھول گیا
شاہ صاحب مجھ کو خبر دیتے تھے کہ فلاں سردار بھار یا فلاں ملازم ادھر کو تمہارے عقب میں آتا تھا
مگر راہ بھول گیا اسکو سزا دینا کسی اور علت میں اس جرم پر سزا نہ دینا ایک گھنٹہ سے زیادہ قیام
نہ کرنے دیتے تھے جہاں گھنٹہ بھر کھڑا فرمایا کہ نے اب جاؤ میں بھی چلا آتا تھا میں اُنکا از حد مزید ہو گیا تھا

اسی طور سے بندرہ برس گذرے پانچ برس کا عرصہ ہوتا ہے کہ ایک دن جو میں خدمت میں گیا مجھ کو دیکھ کر فرمایا کہ لو خدا حافظ اب ہم جاتے ہیں حرکت دنیا کرنے ہیں اور تم کو خبر دیتے ہیں کہ اب غنیمت وہ بہادر اور دلاور صاحب حقراں تشریف لائے گا جو کہ اس سرزمین کو اسلام آباد کرے گا وہ صاحب حقراں زمان ہر وہ بڑا صاحب اقبال ہے آج کل پرودہ قاتلین دیوان قاتل سے مقابلہ کر رہا ہے اس نے طلسم چل چراغ سلیمانی فتح کیا ہے اپنے باب و داد و حیا کو رہا کیا ہے دیوان مان ایسے دیو کو مارا ہے وہی صاحب اقبال بہان تشریف لائے گا اور ان ننگوں کو اسلام آباد کرے گا اور ہم کو لازم ہے کہ اسکی اطاعت کرنا ورنہ بہت بچتا و گئے ہیں نے عرض کیا کہ یہ تو فرمایا ہے کہ کیا مجھ سے کوئی خطا ہوئی جو آپ تشریف لے جاتے ہیں بہان سے اور اس کے آنے کی علامت کیا ہے فرمایا کہ اے مصروف جگ کلاہ آگاہ ہو کہ ایک کا فر ہے بر جلیس نامے اس نے خروج کیا ہے وہ آفتاب پرست ہے از رنگ بخت رنگ وغیرہ بھی اس کے شریک ہو گئے ہیں جن کو تو اپنا خدا کتا ہے اب تمام دنیا میں کفر بہت پھیل گیا ہے آفتاب پرستی کو ترستی ہو رہی ہے ہر طرف کفر و کافری کا رواج ہے گو یہ باتیں تجھ کو ناگوار ہوتی ہو مگر میں تو حق حق کہونگا بر جلیس نے بہت سے ملک اہل اسلام کے برباد کئے ہیں اب ہر طرف آفتاب پرستی کو ترستی ہے اسی سبب سے میں جاتا ہوں کہ کفرستان میں رہ کر کیا کروں اب میرا رہنا اچھا نہیں ہے سبب اسکا یہ ہے کہ بہان جی آفتاب پرستی کو رواج ہو گا تو بھی آفتاب پرست ہو گا تیرے پاس اسکا نامہ آنے والا ہے بس میں اس درہ میں جا کر عبادت خدا کروں گا جہاں سب کی نگاہوں سے پوشیدہ رہوں گا اب تم نہ آنا اگر آؤ گے تو بہت خراب ہو گے میں تم کو خبر دیتا ہوں اب میں اسوقت ظاہر ہوں گا کہ جب وہ صاحب حقراں بہان تشریف لائے گا اور مجھ کو اس درہ کوہ سے نکالے گا تب میں اس کے ہمراہ بہان سے نکلون گا اس امر کے زمیندار رکھو کہ بہان سے نہیں جاؤں گا اسی درہ کوہ میں ہوں اس کے آنے کی علامت تم کو بتائے دیتا ہوں یہ ہو کہ تمھارے زیر نگیں جس قدر ملک ہیں سب لوگ آفتاب پرست ہوں گے اور تمام عالم میں آفتاب پرستی کی ترستی اب سے زیادہ ہوگی جب اسکو چار برس کا عرصہ ہو گا بس وہ صاحب حقراں تشریف لائے گا اس کے ہمراہ تین نقابدار سرخ پوش ہوں گے وہ خود بھی نقاب پوش ہو گا اس کے ہمراہ ہزاروں مچھے اور بارگاہیں و مال اسباب بے شمار اور ایک علم زرنگار ہو گا اور لشکر مختصر ہو گا اور پاسبان طلسمی ہو گا دیووری اس کے تابع ہوں گے بیشہ مطہر و قیہ کے قریب دشت مصروفیہ میں فرود کش ہو گا تم کو خبر ہوگی کہ ایک شخص لشکر مختصر لے کر آیا پہلے تم کو تو ال کو روانہ کر دے گا وہ جواب صاف دے گا پھر اپنے فرزند کو اسکو بھی وہی جواب ملے گا تم لشکر کشی کر کے جاؤ گے وہ نقابدار حصار بھائی و فرزندوں کو گرفتار کریں گے اس کے بعد دیوانہ مقابلہ کرے گا وہ ان نقابداروں کو مجروح کرے گا صاحب حقراں اس دیوانہ کو زیر کرے گا اور دین اسلام قبول کرنے کو کہے گا دیوانہ روئے گا تم بھی اس مقام پر موجود ہو گے جب دریافت کر دے گا وہ خواب بیان کرے گا اور اسی صاحب حقراں کی بابت وہ خواب ہوں گے صورت دیکھ کر وہ مسلمان ہو گا تم کے گاتم کو لازم ہے کہ اسکی اطاعت کرنا اور دین اسلام قبول کرنا اور اگر امتحان تم کو منظور ہو تو اس صاحب حقراں سے میرا حال بیان کرنا اور اس درہ کوہ کا بیہ دنیا اور کتنا کہ مجھ کو تب آپ کا یقین ہو گا کہ آپ وہی ہیں ان شاہ صاحب سے جا کر ملاقات فرمائیے اور انکو باہر لائیے وہ قبول کرے گا اور

سیرے پاس آئے گا اور میں اُسکے ہمراہ باہر آؤنگا اور وہی زمانہ سرسٹا ہوئے گا اور دین اسلام کی
ترقی پانے کا اور سب کافروں کے مارے جانے کا ہے اُس کے ہاتھ سے برہمیں آفتاب پرست
دارزننگ چترنگ وغیرہ قتل ہوں گے اور مصروف کلاہ جو کوئی سوائے اُسکے آج سے اس
درم کوہ میں قدم رکھے گا وہ اس طورے اٹھا کر زمین پر دے مارا جائے گا کہ اُسکے استخوان چور چور
ہو جائیں گے اور روح غالب سے نکل جائے گی اب تم نہ آنا اور نہ کسی آمد کا انتظار کرنا یہ بھی کہنے
دیتا ہوں کہ تم سب باتیں فراموش کرو گے تم کو بالکل یاد نہ رہے گی جب وہ آئے گا اور دیوانہ کو
زیر کسے گا اُس وقت تم کو یاد آئے گی اب جاؤ جو گزرنے والا تھا وہ سب بیان کر دیا میں دیوانے
رخصت ہو کر چلا آیا انھوں نے منع کر دیا تھا میں اُس دن سے نہ گیا مگر بطور امتحان کے کسی آدمی
میں نے اُس ذرہ کی طرف روانہ کیے واقعی وہ اس طور سے بھٹکے گئے کہ اُن کے استخوان رزہ رزہ
ہو گئے اور طائر روح نفس جسم سے نکل کر پردار کر گئی اور میں بموجب اُن کے زمانے کے تمام حال
بھول گیا اُسی زمانہ میں پرچہ اخبار سے برہمیں کی حالت معلوم ہوئی مابہ آیا میں آفتاب پرست
ہوا عرصہ چار برس کا ہوا ہے آفتاب پرست ہوئے کہ آپ کے آنے کی خبر پہنچی کو تو ال کو بھیجا
آپ سے وہی پیام سنا جو کہ شاہ صاحب نے فرمایا تھا فرزند کو بھیجا وہی جواب پایا یا لشکر لے کر
برائے مقابلہ آیا جیسا فرمایا تھا ویسا ہی پیش آیا وہی سب سامان نظر سے گذرا وہی چار نقادار
تھے مگر محکوم شک رہا اور سب حال فراموش تھا میرا بھائی اور فرزند زیر ہوئے دیوانے نے مقابلہ
کیا نقاداروں کو زخمی کیا ابھی تک وہ واقعہ یاد نہ آیا جب آپ نے دیوانہ کو زیر کیا اور میں قریب آیا
دیوانہ نے جواب بیان کیا اور صورت دیکھ کر مسلمان ہوا اور مجھ سے مسلمان ہونے کو کہا تو سب
حال یاد آیا اور کل احوال کی صداقت ہوئی خیال آیا کہ سح فرمایا تھا میرے مرشد نے گو میں نے
پہلے ہی قصد کیا تھا کہ کوئی شرط کروں آپ سے جو کہ مشکل ہو اور مگر کروں مگر جب یہ واقعہ یاد آیا تو
میں نے آپ سے عرض کیا کہ اگر میری شرط ادا فرمائیے گا تو میں مسلمان ہونگا بس میری یہ خواہش
ہے کہ اگر آپ وہی نقادار ان قاف اور صاحبقران ہیں تو درہ کوہ میں جا کر ان شاہ صاحب
سے ملے اور انکو باہر لائیے تاکہ میرا شک دفع ہو اور میں مسلمان ہوں ورنہ غیر ممکن ہے نقاداروں
نے فرمایا کہ ہم تجاری شرط کو ضرور پورا کریں گے اور امتحان کریں گے تم ہمارے ہمراہ چلو یہ فرما کر حکم دیا
کہ سواریک حاضر کی جائیں ہم اسی وقت جا کر انکی شرط کو ادا کریں گے مصروف کلاہ نے عرض
کیا کہ جب ہی مجھ کو اطمینان ہو گا نقاداروں نے فرمایا کہ چلو درہ کوہ میں جا کر امتحان کریں گے
ترنگار شاہ وغیرہ نے عرض کیا کہ ہم بھی ہمراہ چلیں گے فرمایا کہ چلو بس زرنگار شاہ اور
زر دمان تاجدار وغیرہ اور چند سرداران اسلام و مصروف دیوانہ و مصروف کلاہ مع
بھائی و فرزندوں کے سرداروں کے نقاداروں کے بیرون بارگاہ آئے یہاں تک حاضر تھے
سب مرکبوں پر سوار ہوئے مصروف کلاہ نقاداروں کو ہمراہ لے کر روانہ ہوا عند لشکر سے
نکل کر اُس طرف کو کہ جہاں درویش صیدہ گریبان غائب ہوئے تھے طرف مشرق کی راہ میں دیوانہ
نے نقاداروں سے عرض کیا کہ یہ بڑا متکا رہی مگر کیا ہے آپ کو مبتلا ہے عذاب کرنے کے لیے
جاتا ہے ایسا نہ ہو کہ آپ کسی بلا میں مبتلا ہو جائیں تو بڑی خرابی ہو آپ نہ تشریف لے جائیں اگر یہ
ایمان نہیں قبول کرنا ہے تو میں اسے ابھی قتل کرتا ہوں فرمایا کہ حامل ہوں ہم سے یہ کیا کرے گا ہم

نہ در جائے ہمارا طریقہ ہی ہے کہ جو ہم سے شرط کتابی بدوان اسکی شرط پوری کیے ہوئے اسپر کسی قسم کا
دباؤ نہیں دیتے ہیں دیوانہ نے مصروف کی طرف دیکھ کر کہا کہ اگر میرے آقا کا ایک بال چھو گیا
تو میں تجھ کو مع تیرے لشکر کے قتل کروں گا تو نے مکر تو کیا ہی نقابداروں نے منع کیا یہاں تک
اسی طور سے باتیں کرتے ہوئے ایک صحرا میں پہنچے جو کہ بہت وسیع اور نہایت سرسبز خاہر قسم کے
گلوں کے درخت تھے ہوئے تھے طائر بول رہے تھے کہ مصروف نے کہا یہی وہ جنگل ہے کہ یہ قریب ہمیں
کوہ کے لایا کہ جیسر شاہ صاحب تشریف رکھتے تھے عرض کیا کہ یہ ہی کوہ فلک شکوہ ہے سب نے اس کوہ فلک شکوہ
کو دیکھا بہت ہی بلند اور ہر قسم کے گلوں سے اور سبھو سے ازبائین کوہ ناسر کوہ شکوہ ملے پایا آشارین جاری
دیکھیں مصروف نے بتایا کہ اسی مقام پر تیرا شیر دن سے گھیرا تھا اور اسی مقام پر اگر ان بزرگوں سے بجا یا
وہ سانسے کوہ پر تشریف فرما تھے یہی درہ ہے کہ اسی کے ذریعہ سے کوہ پر میں جاتا تھا اور اب اسی درہ میں کوئی
نہیں جا سکتا ہے اب تشریف لے جاؤں نقابداروں نے فرمایا کہ ایک قیدی درجہ انقش کو
طلب کرو ہم اسکو بھیج کر دیکھ تو میں اور تم کو بھی دکھاؤں کہ اتنی تک دو آبر باقی ہے اور لوگ بھی دیکھ لیں تاکہ
کوئی اعتراض نہ کرے کہ اب یہ درہ اور دفع ہو گیا ہو گا اس سبب سے چلے گئے دوسرے یہ بھی معلوم ہو جائے
ہر ایک کو کہ یہ وہی درہ کوہ ہے اور جو علامت بادشاہ نے بیان کی اسوقت تک موجود ہے اس وقت
مصروف نے ایک قیدی کو طلب کیا فوراً حاضر کیا لیا جب قیدی آیا اسکو چھوڑ دیا اور کہا کہ گو تو وہی قیدی
ضرور ہے مگر ہم نے تجھ کو اس شرط سے چھوڑ دیا کہ تو اس درہ کے اندر سے ہو کر جلد پیرا تیرا جد جی جائے جا
کوئی منع نہ کرے گا چونکہ اسکی قنات آچکی تھی اور وہ کا فر بھی تھا یہ جو اس سے کہا وہ بہت خوش ہوا اور
فوراً قدم اٹھا کر چلا چلے ہی قریب درہ کوہ پہونچا اور قسید کیا کہ اندر درہ کے جاؤں کسی نے اس طور سے
اٹھا کر بھینکا کہ تمام استخوان بزرہ بزرہ ہو گئے پس کر جو رہو گیا خیر روح نفس جسم جس کو چھوڑ کر بھاگی
یہ جو واقعہ گذر سب نقابداروں نے سب کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ سب صاحبوں نے ملاحظہ کیا اب تو
کوئی شک نہیں رہا یہ یہی درہ ہے جو اب دبا کہ جب شک تھا اب شک ہی نقابداروں نے
نقابدار چہارم یعنی صاحبقران سے اس طور سے فرمایا کہ اے فرزند اسم اللہ کو تشریف لے جاؤ سپرد
خداوند کریم کیا یہ کام تمہارے ہاتھ سے پورا ہو گا کیونکہ تم ہاتھ مارا سد جوان ہوسات برس کے سن میں
حکام فتح کیا دیو ماماں کو مارا ہم لوگ اب ضعیف ہوئے جو ہمارا زبانہ جرات کا خاواہ گذر گیا ہم نے بھی بڑے بڑے
کام کیے اب تمہاری نام آوری اور بہادری کا زبانہ ہی ہم کو میر ہوئے ہیں صرف تمہارے ہمراہ تمہاری خدمت
کے لیے ہیں اب ہم سے یہ کام نہ ہو گا دوسرے تم نے سن چکی لیا کہ خواب میں کسی مرد بزرگ نے دیوانہ سے
کہا کہ تجھ کو سوائے صاحبقران کے اور کوئی ریزہ کرے گا اور تمہاری صورت عالم رویا میں اسکو دکھائی اور
فرمایا کہ یہی ریزہ کرے گا تم کے اسے زیر کیا وہ تمہاری صورت دیکھ کر ایمان لایا تیسرے مصروف نے بھی بیان کیا
کہ شاہ صاحب نے خبر دی تھی کہ وہ صاحبقران قاف سے آئے گا اور مصروف دیوانہ کو بزرگ سے گا
اسکے ہمراہی میں نقابدار ہوں گے بس اب تم ضرور صاحبقران زبان ہو ایمان کوئی شک نہیں ہے
اب تم تامل نہ کرو شوق سے درہ کوہ میں جاؤ اسکی شرط کو ادا کرو یہ جو نقابداروں نے دیا یا صاحبقران
مرکب پر سے کود پڑے آداب بجالائے اور کہا کہ غلام جاتا ہے فرمایا کہ تم صاحبقران کو مد من اللہ اللہ اللہ
بزرگان ہو اب ریزہ کو صاحبقران سے پہنچے سلام کیا اور ایک سے قسمت ہونے لگے جب سب سے صحت ہو گئے ہوت
مصروف کج کلاہ سے کہا کہ اب ہم تمہاری شرط پوری کرتے چلتے ہیں یہی آپے نول پر قائم رہنا

اس وقت انکار نہ کرنا کہ جب ہم شرط ادا کر دیں اگر اس وقت انکار کیا تو خرابی ہوگی معصومیت کج کلاہ لے
 مگر باندھ کر عرض کیا کہ اب آپ تشریف لے جائیں ایسا نہ ہو کہ تجھ کو عیب دشمنانہ ہے ہر دو میں سے ایک
 ادا کیے ہوئے مع اپنے فرزندوں و سرداروں دہلی لشکر دینے ملکوں کے باشندوں کے مسلمان ہوتا ہوں
 آپ کی اطاعت کرنا ہوں اور اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ آپ وہی صاحب جفران اور وہی نقابدار ہیں
 کہ جسکی خبر شاہ صاحب نے دی مگر میں یہ نہیں جانتا ہوں کہ آپ ایسا جو ان فصاحت پر فرمایا کہ اب تو یہ غیر ممکن
 ہے کہ ہم اس شرط کو ادا نہ کریں اور اندر درہ کے جا کر اسے ملاقات کریں وہ ہمارے منتظر ہوں گے اور انکو باہر
 نہ لائیں جب کہ انکا تشریف لانا ضروری اور ہمارے ہی جائے پر منحصر ہے ہم کو خود انکی زبانت اور قدم بوسی
 کا اشتیاق ہے ایسے صاحب کمال سے ملنا ہر ہی عمدہ بات پر ہم کو خود ان کے پاس اب جاتا ضرور ہے یہ
 فرما کر اور سب سے رخصت ہو کر قدم اٹھا کر چلے نقابداروں نے فرمایا کہ خداوند کریم تمہاری مراد پوری کرے
 اور تم کو اس مہم پر بھی فتح دے سب سے پہلے کیا صاحب جفران قدم اٹھا کر بادشاہ سرور راہ طے کرنے کے قریب
 درہ پہنچے سب نے دیکھا کہ کچھ دور چھڑ کر داخل درہ ہوئے مرتے اس قدر تو سب نے دیکھا کہ جب صاحب جفران
 نے اندر درہ کے قدم رکھا تو ایک چمک سی ہوئی مگر نہ کسی نے صاحب جفران کو انکار پیدا کیا نہ دے مارا یہ
 دیکھ کر سب خدا پرست سجدہ شکر بجالائے خصوصاً نقابداروں کو انہ تو بہت خوش ہوا یہاں سب
 انتظار صاحب جفران میں بیرون درہ کھڑے ہیں اور چلے صاحب جفران قریب درہ پہنچے اور کچھ
 دیر ٹھہر کر اندر درہ کے قدم رکھا ایک برق چمکی کہ جس سے کسی قدر انھوں میں صاحب جفران کے خبر گیری
 ہوئی فوراً وہ چمک بر طوت ہو گئی اور آواز آئی کہ اسلام علیک یا صاحب جفران زبان و تائید یافتہ
 بزرگان مؤمنان اس قدر قاتی کا فرمان خوش آمدی و صفاء اور دی فوراً صاحب جفران نے جواب دیا کہ
 علیک السلام اور بزرگ جواب سلام دے کر جو دیکھا تو کیا دیکھا کہ ایک تلامیہ سے رد و کراہی اس
 تیلے نے کہا کہ یا صاحب جفران آپ میرے ہمراہ چلے میں آپ کو اپنے آقا کے پاس پہنچا دوں کیونکہ انھوں
 نے مجھ کو اسی لیے بیان فرمایا تھا اور آپ کی سب شانیاں بتا دی ہیں و کہد انکا کہیں یہ شایان نہ پاؤں گو
 ہلاک کرنا اور جو ان علامات اور نشانوں کے موافق ہو وہی صاحب جفران ہوا مسلمان ہمارے پاس سے آنا
 اس اس دن سے یہ غلام موجب حکم بیان موجود تھا جو کوئی خبر آیا وہ ہلاک ہوا یہاں تک کہ حضور تشریف لائے
 لے اب آپ تشریف لے جائیں یہ سننا تھا کہ صاحب جفران سجدہ شکر بجالائے اور ہمراہ اس تیلے کے چلے
 اب صاحب جفران نے دیکھا کہ آگے آگے ایک سایہ چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ سایہ ایک سہ درے کے قریب
 پہنچا اور داخل سہ درہ ہوا اس میں ایک دروازہ تھا وہ فوراً کھل گیا وہ سایہ اندر دروازہ کے گیا صاحب جفران
 بھی بلا حوت چلے گئے پھر تاریکی سی ہو گئی ایک زینہ لگا ہوا تھا اس زینہ کی راہ سے وہ سایہ ایک اور دروازہ کے
 پاس پہنچا وہ دروازہ بھی کھل گیا اب بخوبی روشنی ہوئی صاحب جفران غیب سایہ میں اس دروازہ میں بھی داخل
 ہوئے جب اندر پہنچے تو دیکھا کہ ایک منبر با عجمی تھا ہر قسم کے سیسے کے تخت بھی ہیں جو لوں کے چھ
 سر پہنچے ہوئے ہیں ہر چاروں کے نفس آفرین ہیں ایک مختصر بارہ دری بھی ہے اس کے آگے
 چوڑا ہے صاحب جفران سب با عجمی کی سیر کرتے ہوئے اس سایہ کے ہمراہ عقب میں چلے جاتے ہیں
 یہاں تک کہ وہ سایہ اندر بارہ دری کے آیا اور ایک سہ درہ کی طرف چلا جب قریب سہ درہ کے پہنچا
 تو صاحب جفران نے ایک بزرگ کو اس سہ درہ میں ایک بوئے بے جلوہ گرد دیکھا کہ نمت باندھے ہوئے کرنا
 پہنچے ہوئے سر کے بالی ویش تک سفید کر کے اس قدر نور پیشانی سے ساطع اور لامع ہے کہ تمام بارہ دری

روشن ہو کر پورے پر ایک سجادہ بچھا ہوا ہے اس پر جلوہ فرمایا میں سامنے رحل پر صحیفہ ابراہیمی کھلا ہوا ہے
اسکی تلاوت فرما رہے ہیں چہرے سے نشان بزرگی و کمال پیدا ہو ایک طرف ایک آفتاب و سبوحہ گلی و
انجورہ رکھا ہے سوائے اسکے اور کوئی شے نہیں ہے صاحب جفران نے دیکھا کہ وہ سایہ قریب سے درہ پہنچ کر
غائب ہو گیا یہ پس پشت آکر کھڑے ہو گئے یہ پورے کے قریب کھڑے نہ ہونے پائے تھے کہ غیب سے کسی نے ان
مرد بزرگ سے کہہ دیا کہ کوئی تمہارے پس پشت آیا ہے یا تو مصروف تلاوت و عبادت تھے یا ایک قریب پلٹ کر دیکھا
آٹکا دیکھنا تھا کہ صاحب جفران نے خجک کر سلام کیا جو ایدہا کہ علیک اسلام ای صاحب جفران انام ورتے
بر باد کشتہ کا فرمان بد انجام اتی آیا و کرتے دے دین اسلام سے ملکوں کے خوش آمدی و صفا آوردی
یہ کھراٹھ کھڑے ہوئے صاحب جفران نے دوڑ کر قدم کو بوسہ دیا انھوں نے سر کو اٹھا کر سینہ سے لگا یا
صاحب جفران نے ہاتھ جوئے انھوں سے لگائے مصافحہ کیا ان مرد بزرگ نے لاکر صاحب جفران کو اپنے
برابر بٹھایا صاحب جفران مودب بیٹھے دروش نے تمام حالات دریافت فرمائے صاحب جفران نے سب
حالات قاف کے بیان کیے اور رحل حال پر چالیس کے خرون کا جو کہ ناجروں کی زبانی سنا تھا بیان کیا شاہ
صاحب نے ارشاد فرمایا کہ وہ تمام ملکوں کو برباد کر کے سمندر یہ کی طرف گیا ہے انشاء اللہ وہ تمہارے
ناخبر سے مارا جائے گا اور ان سب ملکوں کو جو جو اس نے برباد کیے ہیں تم آباد کرو گے اور یہ کفرستان تمہارے
قدم کی برکت سے سلام آباد ہو گا صاحب جفران نے جواب دیا کہ یہ سب آپ بزرگوں کی دعا کا اثر ہے اور خداوند
کریم کی عنایت سے کیون نہ ہو وہ کیونکر نہ مغرور و ممتاز ہو کہ جس کے آپ ایسے سر پرست ہو جو ہوں نے
حضرت شریف نے پلین بیرون درہ و مان سب مستطہ ہیں اور آپ کی ریاضت و قدم بوسی کا ہر ایک کو شہدائی
ہر شاہ صاحب نے فرمایا کہ اچھا چلتا ہوں جلدی کسی امر کی ہے آئے ہو تو ٹھہرو پھر مان و ناک تو فقیروں
کے بیان کا کھانا لوگو میں اس ناکہ نہیں ہوں مگر ایسے با مردوں اور صاحب خلق سے امید ہے کہ میرے
کئے کو قبول کرو گے صاحب جفران نے فرمایا کہ اس امر کی کیا ضرورت ہے وہاں بھی حضرت ہی کا ہے اور بیان
بھی میں تو آپ کا ایک ادنی خادم ہوں جواب دیا کہ ہماری ہی خوشی ہے اور تم تو ہمارے نور نظر و نور بصیر
طاقت قلب و فکر ہمارے مالک و قاف ہو تمہارے تشریف لائے سے ہماری غرت ہے یہ فرما کر اور کھڑے ہو کر
دستک دی کہ صاحب جفران نے دیکھا کہ خید لوگ بصورت نورانی ظاہر ہوئے اور ہاتھ باندھ کر کھڑے
ہوئے راوی بیان کرتا ہے کہ یہ موکل ہیں جو کہ تابع کیے ہیں زبرد عملیات کے جب وہ حاضر ہوئے فرمایا
کہ یہ صاحب جفران زمان ہیں ہمارے قہان ہیں ہم نے ان کی دعوت کی ہے تو کچھ سامان کرنا چاہیے مگر
بہت جلد وہ یہ سن کر اور یہ چمک کر بہت خوب غائب ہوئے یہاں شاہ صاحب نے صاحب جفران سے
فرمایا کہ جب میں نے دیکھا کہ اب آفتاب پرستی کو ترقی ہونے لگی اور ظلمت کفر نور اسلام پر غلبہ کرنے لگی
تب میں مصروف حج کلاہ کو ان سب حالات سے آگاہ کر کے غائب ہو گیا اور اس درہ کو وہ میں
چلا آیا اور ایک موکل زینہ کوہ پر مقرر کیا اور کہہ دیا کہ جو کوئی آئے اسکو دے مارتا اور حسین یہ نشان ہیں
اسکو ہمارے پاس لے آنا کہ وہ صاحب جفران ہے اور نشان بتا دے تھے اسنے ایسا ہی کیا یہ بائین
ہو رہی تھیں کہ وہ موکل چند خوان لے کر حاضر ہوئے سامنے رکھ دئے انہیں ہر قسم کا نفیس و لذیذ طعام
نشاہ صاحب نے فرمایا کہ ای صاحب جفران بسم اللہ کرو صاحب جفران نے جواب دیا کہ حضرت
بھی تو شریک ہوں یہ سن کر شاہ صاحب نے بھی شرکت کی ہاتھ دھوئے دونوں بزرگوں اور طعام نوش
کرنے لگے پس ذائقہ کا کھانا تھا کہ سہرا بٹائی نے اپنی عمر بحر میں کبھی نہ کھایا تھا باوجود کے کہ قاف

کے رہنے والے تھے میوہ وغیرہ بھی کھا باج کھا چکے ہاتھ منہ دھو کر فراغت ہوئی تب شاہ صاحب نے فرمایا کہ سید الشہید تشریف لے چلے یہ کہلر شاہ صاحب نے دستک دی کہ ایک تخت اگر موجود ہو شاہ صاحب کے تخت پر بھی بس تخت پر قدم رکھا اور صاحبقران سے اشارہ کیا کہ آؤ بس صاحبقران بھی تخت پر تشریف لائے شاہ صاحب نے اسے برابر بٹھا لیا وہ تخت بلند ہو کر ایک طرف کو روانہ ہوا یہ تو اُدھر سے آئے ہیں یہاں بیرون درہ سب انتظار کر رہے ہیں اور جو عرصہ ہوتا ہے انتشار زیادہ ہوتا جاتا ہے خصوصاً نقابدار و زرنکار شاہ و غیر سرداران اسلام و دیوانہ بہت بے قرار تھے سب کی نگاہ طرف درہ کوہ کے تھی دیوانہ ہر مرتبہ مصروف کج کلاہ کی طرف دیکھ کر کہتا ہے کہ اُدھر صرف تو نے کمر سے میرے آقا کو بھیجا تو ہر اگر خدا بخوастہ گوئی رحمت انکو پہونچی اور وہ کسی بلا میں مبتلا ہوے تو یا در کھ کہ میں تجھ کو مع تیرے فرزند و بھائی و سرداروں کے قتل کروں گا ایک کوزندہ چھوڑوں گا تو بڑا مکار و دغا باز ہے میں تو آقا سے پہلے ہی عرض کرنا تھا کہ یہ مکاری کرتا ہے انھوں نے میری عرض کو سماعت نہ فرمایا خیر تو میرے ہاتھ سے جانا کہان ہے دیوانہ یہ کہہ رہا ہے اور شبیر رہنہ ہاتھ میں ہر نگاہ طرف مصروف کے کبھی دیکھتا ہے کبھی درہ کی طرف یہاں یہ حالت تھی کہ یکایک صاحبقران مع شاہ صاحب دست بر سوار پہلو سے کوہ سے نمودار ہوئے پہلے نگاہ دیوانہ کی تھی اسنے دیکھا کہ ایک تخت بالائے ہوا چلا آتا ہے اسپر ایک مرد پیر بارش سفید بیٹھا ہے چہرہ سے آثار بزرگی و جلالت آشکار ہیں صاحب کمال فقیرانہ وضع ہے نور رخ سے پیدا ہے کمال ہویدا ہے کہ تخت خود بخود چلا آتا ہے دہشتی طرف شاہ صاحب کے نقابدار یعنی صاحبقران جلوہ در ہیں، دیکھتے ہیں دیوانہ چلا آتا کہ وہ میرے آقا سے نامدار مع شاہ صاحب کے تشریف لائے مصروف کج کلاہ کی شرط کو ادا کیا یہ اسکا کہنا تھا کہ سب نے پلٹ کر دیوانہ کی طرف دیکھا کیونکہ سب درہ کوہ کی طرف دیکھ رہے تھے جسے اُدھر کو دیکھا تو وہی سب سامان نظر آیا صاحبقران و شاہ صاحب کو ایک تخت پر یا یا مصروف کج کلاہ تو سہان گیا مگر اور کسی نے نہ پہچانا کیونکہ کسی نے دیکھا نہ تھا مصروف دیکھتا تھا مگر بے یقینے اور وضع سے ہر ایک سمجھ گیا کہ یہی شاہ صاحب ہیں کیونکہ کرتہ پہنے ہوئے تھے نہمت باندھے ہوئے تھے تخت پر بیٹھے ہوئے تھے برابر ان کے صاحبقران تھے مگر چہرہ شاہ صاحب سے آثار کمال ظاہر تھے دیوانہ تو یہ کہلر فرط خوشی سے اُسی طرف چلا تھا نقابداروں نے شاہ صاحب و صاحبقران کو آتے ہوئے دیکھا نقابدار بھی مع سرداروں کے برائے استقبال بھرے اور یہ خیال کیا کہ استقبال لازم ہے کیونکہ خداوند کریم نے جب کہ صاحبقران کیا اور یہ مرتبہ عطا کیا تو بھگوان بھی لازم ہے کہ ہم غرت و توقیر کون یہ سب اُدھر سے چلے اُدھر چلا شاہ صاحب و صاحبقران نے انکو اپنی طرف آئے ہوئے دیکھا تخت کو ہوا سے طرف زمین کے مایل کیا تخت زمین پر آکر پہونچا یہ سب ابھی قریب پہونچ گئے اب ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ پہلے ہم صاحبقران و شاہ صاحب سے ملین اور قدم بوسی و دست بوسی حاصل کریں انکے دوسرے برسبقت پہنچ کر کھنایا اُدھر جیسے ہی تخت زمین پر آنا شاہ صاحب نے اتر کر تخت پر سے فرمایا کہ وہ بزرگوار کون ہیں جو کہ ان سب کے بزرگ اور صاحب شوکت ہیں اور جنھوں نے برسوں راہ خدا میں جہاد کیا اور آٹھارہ برس صاحبقرانی کی پہلے میں ان سے ملونگا کیونکہ انکا ہر امر احیا ہے دوسرے فقیر گ فاندان اور سب کے بزرگ ہیں جو کہ اسوقت یہاں موجود ہیں اور بہادر و جری و شجاع بھی بہت ہیں ان کے معر کے مجھ کو سبجوبی معلوم ہیں اور جو انھوں نے کام کیے ہیں وہ بھی معلوم ہیں چاہئے مل لونگا اس کے بعد اور بزرگواروں نے ملونگا یہ کہنا تھا کہ نقابدار سوم کے اپنے کو طرف شاہ صاحب

کے بڑھایا اور قریب پہنچ کر قصد کیا کہ قدموں کو بوسہ دین کہ شاہ صاحب نے گلے سے لگایا انھوں نے
 ہاتھ جوئے مصافحہ کیا شاہ صاحب بہت شفقت سے پیش آئے بہت تعریف فرمائی اور کہا کہ تم سب ہمارے
 اور منجا ہدراہ خدا کوئی نہیں ہے یہ فرما کر اپنے پہلو میں کھڑا کیا اب رستم ثنائی کی طرف مخاطب ہوئے
 اور فرمایا کہ آپ نے بھی وہ کام فرمائے ہیں کہ کوئی کیا کرے گا رستم ثنائی نے تعظیم و احترام سے بھی یہی
 قصد کیا تھا کہ قدموں کو بوسہ دوں کہ درویش نے گلے سے لگایا انھوں نے ہاتھ جوئے اعلیٰ بھی بہت تعریف کی
 شاہ صاحب نے انکو اپنے بائیں طرف کھڑا کیا اسی طرح سے نقابدار اول سے لے کر تعریف کر کے ہر ایک
 رستم ثنائی کے کھڑا کیا اب ندومان تا حدار و زرنکار شاہ وغیرہ سرداران اسلام سے لے کر ایک
 نے شاہ صاحب کے ہاتھوں کو بوسہ دیا قدم جوئے شاہ صاحب نے شفقت کلام کیا اور ہر بانی سے
 پیش آئے دیوانہ سے لے کر فرمایا کہ شاہ باغ در حیات تو نے بڑا کام کیا تو نظر کردہ ہر بزرگان دین کا تو نے
 خوب مطابق خواب کے عمل کیا دیوانہ قدموں پر گرا شاہ صاحب نے اسکا سر سینے سے لگایا اب متوجہ ہوئے
 طرف مصروف وغیرہ کے اور فرمایا کہ ابھی تم کو کچھ شک و شبہ ہے جو ایمان نہیں لاتے ہو اب تو لازم ہے کہ ایمان
 لاؤ اور اسے کل اہل لشکر و کل ملکوں کے باشندوں کو مسلمان کرو مصروف نے دست بستہ عرض کیا کہ
 اب کوئی مجھ کو عذر نہیں ہے مجھ کو کلمہ تعلیم فرمائیے میں تو قبل ہی سے کئی مرتبہ آپ کی خدمت میں عرض کر چکا ہوں
 کہ مجھ کو علم ہو تو دین اسلام قبول کروں آیا نے فرمایا تھا کہ ابھی وہ زمانہ نہیں آیا تھا کہ مسلمان کرنے والا لگایا
 وہ تم کو مسلمان کرے گا مجھ کو جب عذر تھا اب سب امت میں نے آپ کے ارشاد کے موافق گئے ہیں شاہ
 صاحب نے فرمایا کہ اب میں کہتا ہوں کہ دین اسلام قبول کر دے عرض کیا کہ کلمہ تعلیم ہو شاہ صاحب نے
 صاحب جقران سے فرمایا کہ ان سب کو بھی کلمہ تعلیم فرمائیے صاحب جقران نے مصروف ج کلاہ وغیرہ کو
 کلمہ طیبہ تعلیم فرمایا مصروف ج کلاہ مع اپنے فرزندوں و بھائیوں و سرداروں کے جو کہ اس کے ہمراہ
 یہاں آئے تھے کلمہ پڑھ کر از سر صدق دائرہ اسلام میں آئے ملت بیضا اختیار کی مسلمان ہوئے اب
 قدم پر شاہ صاحب و نقابداروں کے گئے یہ سب شفقت پیش آئے جب یہ سب مسلمان ہوئے
 اس وقت نقابداروں نے شاہ صاحب سے عرض کیا کہ ہماری فرودگاہ پر تشریف لے چلے ومان بھی
 لوگوں کو آپ کی زیارت کا اشتیاق ہے شاہ صاحب نے فرمایا کہ بسم اللہ چلے نقابدار شاہ صاحب
 و کل سرداروں و بادشاہوں کو ہمراہ لے کر قیام گاہ پر آئے لشکر میں غل پڑ گیا کہ صاحب جقران نے
 مصروف ج کلاہ کی شرط پوری کی شاہ صاحب کی خدمت میں جا کر ان سے ملاقات کی انکو بیرون درہ
 لائے مصروف ج کلاہ مع اپنے فرزندوں و بھائی و سرداروں وغیرہ کے مسلمان ہوئے اب اہل لشکر نے
 ان سب کا استقبال کیا ہر ایک نے شاہ صاحب کی قدم پوسی حاصل کی یہاں تک کہ بارگاہ میں آئے
 یہاں جو سردار تھے وہ بھی زیارت سے مشرف ہوئے قدم کو شاہ صاحب کے ہر ایک نے بوسہ دیا تخت شاہ
 صاحب کا برابر تخت شہری کے بچھایا گیا شاہ صاحب تخت پر جلوہ فرما ہوئے نقابدار اپنے اپنے
 ونگل پر زردمان و زرنکار شاہ وغیرہ اپنے اپنے مقام پر پہنچ کر کل سرداران اسلام کے کمال و صف
 ج کلاہ وغیرہ کو مع سرداروں کے بجلی شاہ صاحب دست چپ کی طرف جگہ ملی جب سب بیٹھ چکے
 اس وقت شاہ صاحب نے صاحب جقران سے فرمایا کہ تم کو خدا جقرانی مبارک ہو اور ان بیٹوں
 نقابداروں سے فرمایا کہ آپ انکے بزرگ ہیں جو کہ یہ صاحب جقران تائید خدا سے ہوئے ہیں انکو لازم ہے
 کہ انکی اطاعت کیجئے اور بموجب ان کے حکم کے عمل فرمائیے گا یہ آپ سب کے افسر ہیں انھوں نے

جواب دیا کہ ہم کو کوئی عذر نہیں ہے ہم نے خود ہی قبل سے انکو اپنا افسر مقرر کیا تھا اب شاہ صاحب سب اہل
دربار کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ اے اہل دربار میں آپ سب صاحبزادوں سے کتنا ہوں کہ آپ لوگ
بھی صاحبزادوں کی اطاعت سے باہر قدم نہ رکھئے گا اور جو انکی اطاعت کرے گا اسکا بڑا مرتبہ ہوگا وہ
مرتبہ اعلیٰ مانے گا اور جو خلاف حکم عمل کرے گا ذلیل و خوار ہوگا سب نے ایک زبان ہو کر جواب دیا کہ
ہم نے بدی و جان انکی اطاعت قبول کی ہم کو کوئی عذر نہیں ہے یہ ہمارے آقا اور سرپرست ہیں ہم ان
کے ادنی غلام و خادم سے بدتر ہیں جب یہ سب جواب دے گئے اس وقت شاہ صاحب نے بنظر رحم
صاحبزادوں کی کمر بھلائی اور تمام ہتھیار اپنے دست بھانک سے صاحبزادوں کے لٹکانے اور
کمر باندھنے فرمایا کہ اب تم کو کوئی زیرینیں کر سکتا ہے گو قبل میں بھی تم پر کوئی غالب نہ آتا مگر اب کسی طرح
غالب آئے گا حتیٰ کہ بدیع الملک جو جوان اس وقت صاحبزادوں کا ثالث ہیں وہ بھی تم پر غالب
نہ آئیں گے یہ فرما کر کچھ اسمائے الہی باز و یکڑ کر اور کچھ دعائیں پڑھ کر دم کین اور ایک تعویذ باز و پربانند
فرمایا کہ یہ تعویذ کسی وقت اپنے پاس سے جدا نہ کرنا حتیٰ کہ وقت غسل کے بھی جدا نہ ہو اسکی بڑی عتیقا
کڑنا کیونکہ بڑی مشقت سے تیار ہوا ہے اسکی بڑے بڑے فائدے ہیں اور یہ بہت نفع بخشے گا ہر بلا و
آفت سے بچائے گا شر سے کافروں کے بسبب اس کے تم کو امان رہے گی یہ کہہ کر فرمایا کہ اے صاحبزادوں
تم کو مبارک ہو کہ تم قاتل ہو اور قتل کرنے والے بر جلیس آفتاب پرست اور بھانے والے ہو دین
آفتاب پرستی کے اور بر باد کرنے والے ہو کافروں کے اور قتل کرنے والے از رنگ وغیرہ کے اور
قائم کرنے والے ہو دین اسلام کے تمام عالم میں تمھارے دست زبردست سے بڑے بڑے بہادر و جوی
زیر ہوں گے اور تمھاری اطاعت کرنے والے اور لاکھوں کافروں کا مارے جائیں گے اور اصل جنم ہو گے تم اب تیغ سے
کٹناقت کفر کو پاک کر دے گے نور اسلام کو جلادو گے ظلمت کفر کو مٹاؤ گے یہ جو آج کل آفتاب پرستی کا
چرچا ہے اور کافروں نے سراٹھایا ہے تم بکست کر دے گے تمھارے قدم کی برکت سے کفر دور ہوگا دین اسلام
پھیلے گا تم سب بہادر اور جوی اور مجاہد ہو گے نہیں ہے تم مثل اپنے دادا و بردار وغیرہ کے کوس صاحبزادوں
پیشاؤ گے اے صاحبزادوں اب غم کو لازم یہ ہے کہ یہاں سے بہت جلد مع لشکر فیضان کے روانہ نہ طاق
کے کوچ کر دو کہ وہاں سب کافر جمع ہیں کافروں کو قتل کرو بدیع الملک سے مقابلہ کر کے اپنی
صاحبزادوں کی کار امتحان کر لو اسی سرزمین پر لاکھوں کافر تمھاری شمشیر ابدار کے لقمہ ہوں گے تم فتح
کرنے والے ہو شہر آفتاب شما و اقلیم خورشید یہ کے تم فاتح ہو غلصات کے تم کو لازم ہے
کہ بہت جلد یہاں کے کوچ کرو اور جن ملکوں کو بر جلیس نفعہ حرام نے برباد کیا ہے انکو پھر سے آباد
کر لے ہوئے اور دین اسلام کو رواج دیے ہوئے صاحبزادوں کے ڈنکے بجاتے ہوئے تائبان
اسلام کے بلند کرتے ہوئے اور ان ملکوں کو اسلام آباد کرتے ہوئے کہ جو جو آفتاب پرستی کرنے
لگے ہیں اور ان سے اپنی اطاعت و فرمان برداری کا اقرار لیتے ہوئے اور جو ملک کافروں کے
راہ میں ملین انکو فتح کرتے ہوئے زیر نہ طاق ہوئو کہ وہاں بڑے معرکہ رہیں گے یہ کہہ کر فرمایا کہ
تم کو لازم ہے کہ تم کسی کو اپنے لشکر کا بادشاہ کر دو کہ بدوین بادشاہ کے لشکر بیکار رہے صاحبزادوں نے
عرض کیا کہ جو جواب سے ارشاد فرمایا میں اس کے موافق عمل کروں گا اور اب بادشاہ کے جواب سے
فرمایا کہ تو آپ خود فرمائیں کہ کس بادشاہ کو دین شاہ صاحب نے فرمایا کہ یہ نقابدار آپ کے ہمراہ ہیں
ان میں جو بزرگ ہو انکو بادشاہ فرمائیے جب یہ بادشاہ صاحب سے فرمایا اس وقت نقابداروں

نقاد اردن نے جواب دیا کہ حضور ہم نے آج تک کبھی حکومت نہیں کی سوائے جنگ و سیکار کے ہم لوگ
 تاج بخش ہیں تاج گیر نہیں ہیں یہ مرتبہ اور کسی کو مرحمت فرمائے اسکو جو کہ ہمیشہ سے حکومت کرتے آئے ہیں
 ہم سے یہ بارتہ اٹھے گا ہم لوگ لائق کرنے اور قتل کرنے کے ہیں دوسرے امر کے قابل نہیں
 ہیں بس اور کسی کو تجویز فرمائے نقاد اردن نے جواب دیا کہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ میرے
 نزدیک مناسب ہے کہ زردمان تاجدار کو بادشاہ فرمائے کیونکہ یہ مرد جہان دیدہ بہادر و جری
 ہے دوسرے یہ امر ہے کہ یہ دن معرکہ جنگ و سیکار کے اسلام لایا ہے اور اس طرف کے بادشاہوں میں باقی
 الاسلام ہے اور سب دبا و درخون جان سے مسلمان ہوئے ہیں جب کہ معرکہ خرا اور زیر ہوئے زردمان
 تاجدار نے بد دن ان سب اردن کے بخوشی خاطر اسلام قبول کیا یہ خوشاہ صاحب نے فرمایا تب
 تھانہ اردن نے جواب دیا کہ ہم نے قبل ہی اس امر کے لیے زردمان کو تجویز کیا تھا اور ہمارا قصد
 تھا کہ انکو بادشاہ کون مگر جو دن ہم نے اس امر کے لیے مقرر کیا تھا اس دن مصروف جنگ کلاہ
 مع لشکر کے آگئے جنگ و سیکار کی ٹھہری ہوئی ہے دو تجویز معطل ہوئی اب اپنے فرما ہے ہم اسکو سر و خیم بجا
 لائینگے یہ سماعت کر کے فقیر صاحب نے زردمان تاجدار سے فرمایا کہ اب کو صا خیر ان نے
 اپنے لشکر کا بادشاہ فرمایا یہ سب آپ کی اطاعت کرنے کے لیے آپ کو بادشاہت لشکر اسلام کی مبارک
 ہو اور یہ مرتبہ آپ کو خداوند کریم نصیب کرے اور آپ کو لازم ہے کہ اسکو قبول فرمائے زردمان تاجدار
 نے کہا کہ میں اس امر سے معاف فرمایا جاؤں کیونکہ میں اس منصب طویل و امر عظیم کے لائق نہیں ہوں
 میں اس بار کی برداشت نہیں کر سکتا ہوں میں کجا اور یہ حکومت کجا یہ درکار ہے مقدار بھلا آفتاب
 جہان تاب کی کہاں برابر ہو سکتا ہے میں خاک پا سے اہل اسلام ہوں یہ مرتبہ کیونکر قبول کروں کہ
 آسمان شوکت اجلالی پر قدم رکھوں بھلا میرا یہ مقدور ہے کہ ایسے مرتبہ عالی کی خواہش کروں اور
 اس کے موافق عمل کروں میں تو اپنے میں اس امر کی اہانت و طاقت نہیں پاتا ہوں یہ سب آپ
 کی قدرت دانی اور مہربانی و غث افراتی ہے کہ مجھ ایسے بندہ ناخیر و حقیر کو اس مرتبہ کے لیے تجویز فرمائے ہیں
 میں تو اپنے میں یہ لیاقت نہیں پاتا ہوں اور کسی کو تجویز فرمائے فقیر صاحب نے فرمایا کہ اگر زردمان
 تاجدار تم کو یہ مرتبہ قبول کرنا ہو گا انکار نہ کرو اور اسی کتا ہے کہ زردمان نے انکار میں بہت بھرا ہوا کیا
 مگر نہ نقاد اردن نے مانا نہ فقیر صاحب نے تب زردمان نے کہا یہ سب آپ کی عنایت و غلام لوار کی
 و مہربانی ہے کہ مجھ ایسے ناخیر کو یہ مرتبہ عنایت کیا میں کسی طور سے انکار نہیں کر سکتا ہوں آپ کے فرمانے
 کو بسر و خیم بجا لاؤنگا یہ شکلی فقیر صاحب نے زردمان تاجدار کو بہت کچھ بابت انصاف پروری وعدہ
 گسترہ در عیا پروری کی شد و تسکین فرمائی اسکے بعد نقاد اردن نے فرمایا کہ ان کی سخت نشانی کا
 جاسہ قرار دیجئے اور انکو بادشاہ کر کے یہاں سے کوچ فرمائیے انھوں نے جواب دیا کہ بہت بہتر تب
 شاہ صاحب نے اہل دربار و کل سرداروں و زرنکار شاہ و خورشید ملک گیر و مصروف کج کلاہ
 وغیرہ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اب لوگ آج سے زردمان کو اپنا بادشاہ و مالک بعد نقاد اردن کے
 سمجھے گا اور زردمان کے حکم سے باہر قدم نہ رکھے گا اور اطاعت سے باہر نہ ہو جائے گا سب نے جواب دیا
 کہ ہم کبھی نہ ان کے حکم سے سرتابی نہ کرتے یہ ہمارے سر مشد اور آقا ہیں اور ہم ان کے ادنیٰ غلام ہیں
 اسوقت فقیر صاحب نے نقاد اردن سے فرمایا کہ لشکر میں منادی کی جائے کہ ہم نے زردمان
 تاجدار کو کلی لشکر کا بادشاہ کیا اب سب اہل لشکر انکو اپنا بادشاہ تصور کریں اور اب میں تم سے

رخصت ہو کر اپنے عبادت خانہ کی طرف مسجانا ہوں کیونکہ میری عبادت میں فرق ہوتا ہے، لویہ تعویذ و جب
 تم کو کوئی ضرورت ہو اور کوئی مشکل پیش آئے اس تعویذ کو جو رات جلا کر اور غسل کر کے کھولنا اور جو دعا
 اسمین تحریر ہے اسکو پانچ مرتبہ پڑھنا میں تمہارے پاس آؤنگا اور جیسی مشکل ہوگی اسکے حل ہونے کی
 تدبیر بتاؤنگا جب تم طلب کرو گے فوراً حاضر ہوں گا۔ اب مجھ کو رخصت کر دو وہ تعویذ تو صاحب جقران
 نے تسلیم کر کے لے لیا مگر پانچ جوڑ کر عرض کیا کہ جہاں حضور نے اس قدر رحمت فرمائی ہے میری خواہش
 یہ ہے کہ پانچ جوڑ کے لیے اور رحمت فرمائیں اور جو زمانہ و نزل مجھ کو میسر ہے میں حاضر کروں اسکو اسلش
 فرمائیں تاکہ برکت کا سبب ہو اور میں سب میں سرشار ہوں میں یہ چاہتا ہوں کہ حضور کی دعوت کر لوں
 اور خوب زیارت سے بہرہ یاب ہو لوں نہ معلوم اب کب زیارت نصیب ہو اور آپ کے روبرو زردمان
 کو بادشاہ بھی کروں فقیر صاحب نے فرمایا کہ یہ تو بڑی مشکل ہوئی اور تم نے وہ بات کہی کہ جو میرے مکان
 سے خارج ہے نہ تو میں ٹھہر سکتا ہوں نہ دعوت سے انکار کر سکتا ہوں جب خمسہ میں گرفتار ہوا ہوں اگر یہ
 جانتا تو کبھی نہ آتا تم نے بہت رحمت میں اسے کو بھی ڈالا اور مجھ کو بھی بابا میرا کھانا کیا ہے نان جو د آب گرم
 یہ کافی ہے لاؤ مجھ کو دے دو میں اسے مقام پر رکھاؤنگا مگر مجھ کو جانے دو صاحب جقران و دیگر نقابداروں
 نے عرض کیا کہ یہ تو ناممکن ہے کہ ہم آپ کو تشریف لے جانے زین آپ کی مہربانی و درہ پروری سے
 یہ امر بعید ہے جب سب نے بہت اصرار کیا اس وقت فرمایا کہ پانچ روز تو بہت ہیں میں اتنے زمانہ
 تک نہیں ٹھہر سکتا ہوں مان دو روز کا مضائقہ نہیں ہے گو یہ بھی میرے اوپر ہے مگر تمہاری خوشی منظور
 ہے تم لوگوں کا ناراضہ کرنا منظور نہیں ہے ہر پرسوں بوقت سہ پہر میں چلا جاؤنگا تب سب نے عرض کیا کہ
 بہت خوبہ ہے یہ کام زیادہ تکلیف نہیں دے سکتے ہیں نہ آپ کو ناخوش کر سکتے ہیں آپ کے تابع حکم ہیں
 یہ لکھ اسی وقت صاحب جقران و نقابداروں نے سرداروں سے فرمایا کہ منادی ندا کر دے کہ ہم نے
 اپنے لشکر کا بادشاہ زردمان باجدار کو کیا سب اسکی اطاعت کریں رو کر کار پر درازین شاہی کو
 طلب دیا کہ حکم دیا کہ سامان تخت نشینی و دعوت بہت جلد تیار کیا جائے یہ جو حکم فرمایا اسی وقت منادی
 نے تمام لشکر میں منادی کر دی سب اہل لشکر کو معلوم ہو گیا کہ کل اہل لشکر کے مالک نقابدار تھے انھوں
 نے اپنی طرف سے زردمان کو بادشاہ کیا سب بہت خوش ہوئے اور حرا ہلکاروں نے سامان دعوت
 و تخت نشینی کرنا شروع کیا مصروف کچ کلاہ نے عرض کیا کہ اگر اجازت ہو تو جو لشکر قریب نوا لاؤ
 کے ہمارے ہمراہ آیا ہے اسمین جو سردار ہیں ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے ہیں ہم لوگ جا کر انکو مسلمان
 کریں اور بیان لا کر اسی لشکر میں شامل کریں بعدہ بعد ختم دعوت و جلسہ آئے انے ملک میں جا کر
 سب اہل شہر اور جو لشکر دیان ہے اسکو بھی مسلمان کر نیلے اصحاب جقران نے فرمایا کہ شوق سے
 جاؤ یہ حکم پا کر مصروف کچ کلاہ وغیرہ دربار سے اٹھ کر بیرون بارگاہ آئے اور کہیں پر سوار ہو کر
 راہ میں نقابداروں کے اقبال و حرات و عزت و شان و شوکت و سبب طلسم کی توثیق کرنے
 ہوئے اپنے لشکر میں آئے اہل لشکر نے جو بادشاہ اور حضور کچ کلاہ وغیرہ کو آتے ہوئے دیکھا استقبال
 کیا یہ درغل بارگاہ ہوئے سب سردار آ کر حاضر ہوئے اور کیفیت دریافت کی انھوں نے سب کیفیت بیان کی اور
 کہا کہ ہم نے اطاعت کر لی اور دین اسلام قبول کر لیا تم میں سے جسکو یہ امر منظور ہو کہ دین اسلام اختیار
 کریں تو ہمارے ساتھ ہو ورنہ ہمارے لشکر سے نکل جاؤ اور بیان نہ ٹھہر دیکو نہ ہمارے پاس کا وردن
 کا کام نہیں ہے جب یہ سب سامنے آئے تو جواب دیا کہ اگر آپ نے دین اسلام اختیار کیا تو ہم نے بھی اختیار

کیا ہم آپ کے تابع فرمان ہیں ہم کو کلمہ تعلیم فرمائیے جسکو آپ پڑھ کر مسلمان ہوئے ہیں تب مصروف
 نے سننے کلمہ تعلیم فرمایا کل اہل دربار کلمہ پڑھ کر از سر صدق مسلمان ہو گئے اُس وقت جب کہ نو لاکھ
 لشکر کے افسر مسلمان ہوئے ان بادشاہوں نے حکم دیا کہ کل لشکر جمع ہو بہ جب حکم سب لشکر جمع ہوا
 اہل لشکر سے بھی سب کیفیت مسلمان ہونے کی ان بادشاہوں نے بیان کی اور وہی تقریر اہل لشکر
 سے جی کی جو کہ سرداروں سے کی تھی انھوں نے وہی جواب دیا یہاں تک کہ کل لشکر کلمہ پڑھ کر از سر صدق و
 صفا مسلمان ہوا اُس وقت مصروف کج کلامہ لشکر کو مع سرداروں و خیمے و بارگاہوں وغیرہ کے
 لے کر چلا آیا اور شریک لشکر اسلام ہوا ایک طرف اسکا لشکر اتر آئیے وغیرہ برپا ہوئے یہ سب
 سرداروں کو بلکہ داخل دربار ہوا نقابداروں کے قدموں پر گرایا نقابداروں نے بہت شہر بانی فرمائی اُن
 سب نے شاہ صاحب کی قدم بوسی حاصل کی اُنکو چلہ دست چپ بین علی قدر مرتب و محنت ہوئی راوی
 بیان کرتا ہے کہ اب لشکر قریب سترہ لاکھ ستر ہزار کے ہی اور قریب دو ہزار سرداروں کے دربار میں بیٹھے
 ہوئے ہیں کو سو بیٹک سو اے سواد لشکر کے دوسری ستر نظر نہیں آتی تھی ہزاروں خیمے برپا ہیں یہاں
 تک کہ اٹھاروں نے سامان دعوت و محنت کشینی بہت جامد تیار کر لیا جلسہ آراستہ ہوا برے دھم
 سے نقابداروں نے درویش دریدہ گریبان کی دعوت کی تمام اہل لشکر کو ہر قسم کا کھانا تقسیم کیا گیا
 و ردیان زر نگار و محنت ہوئیں ہر طرف جلسہ رقص و سرود برپا ہوا سو اے اُس بارگاہ کے کہ
 جہاں شاہ صاحب جلوہ فرماتے و دردن اور شب بیدیش و عشرت بسر کی بوقت سحر نقابداروں نے
 بموجب حکم شاہ صاحب زر و دیان تاجدار کو غسل کرا ما دار و غنہ خزانہ کو طلب کر کے صندوق
 اسلمہ طلسمی و پوشاک طلسمی طلب فرمایا دار و غنہ خزانہ و پوشاک خانہ و اسلمہ خانہ نے سب اشیاء لاکر
 حاضرین خود صا جعفران و نقابداروں نے زر و دیان کو پوشاک طلسمی اسلمہ طلسمی سے آراستہ
 کیا تاج طلسمی سر پر رکھا بعد شان و شوکت آراستہ و پیرا ستہ کیا خود صا جعفران نے
 بھی زرہ طلسمی و خود طلسمی و کل اسلمہ طلسمی اپنے جسم پر آراستہ کے قندیل چراغ سلیمانی کمر سے
 لٹکایا نقابدار بھی اسلمہ و لباس طلسمی سے آراستہ ہوئے اس کے بعد صا جعفران کے تو مان
 تاجدار و قنصل و یوروز وغیرہ کو مع دس ہزار سپاہ کے سپاہ زر و دیان کے انتخاب کر کے
 اپنے قریب طلب کیا اپنی طور سے لشکر زر نگار شاہ حسام ازورگر بہرام ماہی صورت وغیرہ کو
 مع آٹھ ہزار سپاہ کے کل لشکر زر نگار سے انتخاب کر لیا بعدہ لشکر خورشید ملک گہرے تھمتن
 شیر سوار غنیمت تیز باز جوہہ سرداروں کو مع آٹھ ہزار سپاہ کے منتخب کیا اور طلب فرمایا لشکر مصروف
 کج کلامہ وغیرہ کو مع آٹھ ہزار سپاہ کے منتخب کیا اور طلب فرمایا حضور کج کلامہ کو مع آٹھ ہزار سپاہ
 منتخب کر کے اپنے سامنے طلب کیا صفدر کج کلامہ سے محارب کج کلامہ کو مع آٹھ ہزار کے
 اسی طور سے انتخاب کر کے طلب کیا جمہور کج کلامہ کے لشکر سے محارب کج کلامہ کو مع سات ہزار
 کے انتخاب فرمایا منصور کج کلامہ کے لشکر سے محارب کج کلامہ کو مع سات ہزار سپاہ کے منتخب
 فرمایا اور مصروف دیوانے کے لشکر سے مع مصروف دیوانے کے آٹھ ہزار دیوانے کے منتخب فرمائے
 فولاد آتش خوار کو مع تین ہزار کے انتخاب کیا اور ان پانچ ہزار لوگوں کو اپنے قریب طلب فرمایا کہ
 جسکو پردہ قاف سے ریا کر کے لائے تھے یہ سب آٹھ ہزار جوئے علاوہ سرداروں کے اُن
 سب کو خضمان طلسمی و گوہر شب چراغی و محنت فرمائیے اور کلب طلسمی و اسلمہ طلسمی یہ سب آداب

و تسلیمات بجا لائے اور اپنے اپنے قریب پرناز کرنے لگے حکم فرمایا کہ آپ لوگ اپنے اپنے لشکر کو جمع اہلے کرب
 قریب تخت شاہی ہمیشہ رہنا کیجئے گا اور متصل علم چیل چراغ تسلیماتی کے سب سے غرض کیا کہ بہت خوبہ لوگ نہ
 پوشاکوں در سلک کو لگا کر جو کھڑے ہوئے تمام صحرائین نور چیل کیا اسوقت کی کیا کیفیت تحریر میں جائے
 یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہزاروں آفتاب زمین پر لٹکے ہوئے ہیں شب سمان تھا کیا عرض کروں ناچار ہوں
 در نہ اس تخت نشینی کے جلسہ کو بہت عمدہ طور سے تحریر کرتا تھا اور سی مقام پر جلد چارم میں لشکر کی نشان
 و شوکت تحریر کروں گا اگر اجازت ملے جب صاحب قرآن بہ بند و بست رکھے اسوقت زردمان کو
 تخت پر سوار کر کے مع ان اہل ہزار سواران خفتان پوش کے وجود رکب پر سوار ہو کر بڑے شان و
 شوکت سے بارگاہ میں لائے سب جلوس طلسمی آئے آگے چلا آتا تھا لشکر کل صف بستہ کھڑا تھا
 کو سطلسمی پر چوب پڑھی تھی شہنا نواز مبارکباد لگا رہے تھے سب سردار و بادشاہ دربار گاہ پر براہ
 استقبال موجود تھے اور سب خوشنودختہ نقیب ہوتے جاتے تھے یہاں تک قریب بارگاہ لاکر تخت پر سے
 اتارا لشکر میں سلامی ہوئی ملکوں کو جلوہ ملا باجے کھینے لگے سب سردار و بادشاہ و صاحب قرآن و
 نقابدار زردمان کو ہاتھوں ہاتھ تخت کے قریب لائے درویش صاحب نے اپنے ہاتھ سے غائب تخت
 کا اٹھایا اور زردمان کا ہاتھ پکڑ کر تخت پر بٹھایا کھنڈہ نذر دیا شاہ صاحب کا نذر دینا تھا کہ صاحب قرآن
 نے شمشیر نذر دی اور نقابداروں نے نذر دی اب تو نذرین گذرنے لگیں ہزار ذبا و علی نے نذر دی اب
 کسی کی یہ بھی طاقت تھی کہ نذر نہ دیتا آدمی سلامی کے باجے کھینے لگے تو بین فیر ہونے لگیں ایک سو گیس
 ضرب سنان کی فیر ہوئی مبارکباد گائی جانے لگی انعام تقسیم ہونے لگا جاگیر و منصب سب کو مرحمت
 ہونے لگے درخزانہ و کیا گیا فقرا و مساکین کو زر کثیر مرحمت ہوا صاحب قرآن اپنے دنگل صاحب قرآنی پر
 جلوہ فرما ہوئے نقابدار اپنے اپنے دنگل پر اور بادشاہ کو تخت نیم تختوں پر بیٹھے سردار اپنے اپنے مقام پر
 سوار تھے تالی نقاب ڈالے ہوئے اپنے شاگردوں کو لیے ہوئے سائے کسی زرنگار پر بیٹھا ہوا ہوا اور
 سب خشتہ سے طلائی پر تھے بین درگہ سالار لباس طلسمی پہنے ہوئے ہتھیار لگائے ہوئے دنگل پر بیٹھا
 ہوا ہوا وہ اسی ہزار خفتان پوش سوار سی بادشاہ کی پہونچا کر اپنے مقام پر آئے سرداران کے دربار میں
 وجود دہیں سر پر زردمان تاجدار کے چکر گردش کر رہا ہوا چیل بالی ہما کا ہو رہا ہوا تخت طاؤسی کو
 اسوقت خود ناز تھا کہ میرے اوپر بادشاہ اسلام نے جلوہ فرمایا جانب دربان جو بدرعہ و بادوں
 حاضر ہیں ناح ہوا ہوا اس دن کی خوشی کا کیا حال تحریر ہو بہر حق باسد پر پانچا سب خوش ہو رہے تھے
 درویش صاحب بھی شریف فرماتے کہ یکا یک آئے کھڑے ہوئے اور سب اہل دربار کی طرف مخاطب ہو کر
 فرمایا کہ میں دوبارہ آپ سب صاحبوں سے پھر کستا ہوں کہ اول آقا و مالک آپ سب لوگوں کے صاحب قرآن
 و نقابداران عالی شان ہیں انکی اطاعت سے باہر نہ ہونا اور بعد انکے آپ کے بادشاہ و فرمان روا
 و ظل اللہ و جہان پناہ زردمان شاہ تاجدار ہیں انکے ہی حکم سے سرتابی نہ فرمائیے گا ہر ایک بادشاہ
 جو کہ یہاں موجود ہے اسکو لازم ہے کہ اپنے اپنے ملکوں میں ان کے نام کا گز و سکہ جاری کرے سب نے ایک
 زبان ہو کر غرض کیا کہ ہم نے قبول کیا یہ فرما کر ومان سے اٹھ کر اپنے خیمے میں تشریف لائے اب یہاں تاج
 و رنگ ہونے لگا طلسمی آئے ہیں اور مگر کرتے ہیں انعام پاتے ہیں اور چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ
 دن بھر بھی کرشمہ رہا شب ہوئی آتش بازی چھوٹی سب کو کھانا تقسیم ہوا خب بھر بھی جائے ہر بار صبح
 ہوئی دوپہر دن تک جلسہ ہر بار بعد دوپہر کے جلسہ برخواست ہوا سب اپنے اپنے مقام پر آ گئے

تھوڑی دیر آرام کیا کہ سہ پہر کا وقت ہوا اس وقت پھر سب اکٹھے ہوئے تب شاہ صاحب نے صاحب قرآن
 و نقادارون و بادشاہ اسلام زردمان تاجدار و زرنگار شاہ و مصروف کج کلاہ و کل اہل دربار
 و سردارون سے فرمایا کہ ہم رخصت ہوئے ہیں ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ جی تو نہیں چاہتا ہی مگر مجبور ہیں
 اس وقت سب کو پھر تیسری مرتبہ نصیحت و نید کیا اور زردمان کو بہت کچھ سمجھایا اور صاحب قرآن اور
 نقادارون کو بہت نید و نصیحت فرمائی بعدہ سب سے رخصت ہو کر بیرون بارگاہ آئے کئے تعویذ نے شریف
 لانے کا صاحب قرآن کو دے دیے یہ سب اہل دربار مع بادشاہ و صاحب قرآن کے تادہ بارگاہ آئے
 یہاں آکر پھر سب کو شاہ صاحب نے نید و نصیحت کی اور ہر ایک سے رخصت ہو کر اپنے تخت پر سوار ہوئے
 وہ تخت بالا سے ہوا و روانہ ہوا شاہ صاحب و مان سے اپنے عبادت خانہ میں آئے اور مصروف عبادت
 پروردگار ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ اسکا حال آئندہ وقت پر تحریر ہوگا اور جو کار نمایان انکی ذات فیض
 آیات سے سرزد ہون گئے وہ بھی جلد ہمارے میں تحریر ہوں گے اگر اجازت ملی انقصہ جب شاہ صاحب
 شریف لے گئے صاحب قرآن و بادشاہ و نقادار سب کو لے کر بارگاہ میں واپس آئے پھر دربار آستہ
 ہوا ہر ایک شاہ صاحب کی تعریف کر رہا تھا یہاں تک کہ صاحب قرآن نے بادشاہ سے کہا اب حکم دینا
 ہوں کہ سارا ن سفر دست کیا جائے کیونکہ شاہ صاحب فرمائے ہیں کہ بہت جلد یہاں سے کوئی گزروں یا
 کہ بہت سبب آئے ہو حکم فرمائیے اس وقت صاحب قرآن نے زرنگار شاہ و خورشید و
 مصروف کج کلاہ وغیرہ و دیگر سردارون سے فرمایا کہ اہل لشکر کو آگاہ کر دے کہ سب سامان سفر ہیا گزین
 اب ہم یہاں سے کوچ طرقت نہ طاق کے کریں گے اس وقت مصروف کج کلاہ وغیرہ نے عرض
 کیا کہ ہم کو اس قدر اجازت ملے کہ ہم اپنے اپنے ملک میں جائز اہل شہر و دیگر عزیزان و یگانوں و ان سرداروں
 و ان اہل لشکر کو مسلمان کر آئیں جو کہ وہاں ہیں اور بادشاہ اسلام کے نام کا گزوسکہ جاری کریں اور
 مساجد کی تعمیر کا حکم دیں فرمایا کہ بہتر ہے مگر بہت جلد آنا سب سامان تیار رکھے گا ادھر تم آئے اور کوچ
 کر دیا عرض کیا کہ بہت خوب بس مصروف کج کلاہ و حضور کج کلاہ و صفدر و جمہور و منصو
 مع تھوڑے سردارون بہت لشکر کے رخصت ہو کر بیرون لشکر آئے بعد جانے انکے خورشید و
 زرنگار شاہ نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہم بھی ایک ایک نامہ اپنے اپنے ملک کی طرف روانہ کر دیں اور
 بہ تحریر کر دیں کہ اب آج سے گزوسکہ کے ہمارا نام نکالی کر زردمان کا نام درج کیا جائے اور ان کے
 نام سے گزوسکہ جاری کیا جائے فرمایا بہتر ہوگا ان دونوں نے جی ایک ایک نامہ اسی مسنون کا جو کہ
 بیان ہوا تحریر کر کے ساتھی سوار کے ماتھ روانہ کیا جب نامہ خیر زرنگار شاہ و منوچہر یہ بن ہو گیا تب
 زرنگار شاہ نے اسی دن سے جس قدر ملک زبردست زرنگار شاہ تھے ان میں زرنگار شاہ
 کے نام کا گزوسکہ موقوف کر کے زردمان شاہ کے نام کا جاری کیا اسی طرح منوچہر شاہ نے
 بموجب اپنے فرزند کی تحریر کر کے اپنا نام گزوسکہ سے نکالی زر زردمان شاہ کے نام کا گزوسکہ جاری کیا
 انھیں جسب یہ نامہ جائے اس وقت صاحب قرآن و بادشاہ نے دربار بزمیاست کیا سب اپنے اپنے
 مقام پر آئے سردارون و دیگر بادشاہون نے اپنے اپنے اہل لشکر کو حکم دیا جعفرانی و شاہی نے
 بارگاہ کیا اسی وقت سے سامان سفر ہونے لگا یہاں سامان سفر ہو رہا ہی اور صاحب قرآن مصروف
 کج کلاہ کے انتظار میں ہیں کہ وہ آئے تو روانہ ہوں طرقت نہ طاق کے جو مصروف نے لشکر سے
 حکم کر حضور کج کلاہ کو طرف حضور یہ کے روانہ کیا اور کہا کہ تم جا کر اس ملک کو اسلام آباد کر کے اور گزوسکہ

بنام بادشاہ جاری کر کے اور سب بند و بست کر کے کچھ لشکر لے کر بہت جلد لشکر اسلام بین آوین مصر و قیہ
 بین سب بند و بست کر کے آتا ہوں حضور اودھ کو روانہ ہوا صفدر کو بھی لکھا اسکے ملکوں کی طرف جمہور کو
 اسکے ملکوں کی طرف منصور کو اسکے ملکوں کی طرف روانہ کیا اور خود مصر و قیہ کی طرف روانہ ہوا خلاصہ یہ
 کہ حضور حج کلاہ نے جاتے ہی اہل شہر و اہل لشکر کو جمع کر کے سب واقفہ بیان کیا اور سب سے یہی کہا کہ ہم
 نے مذہب اسلام قبول کیا لہذا جو اسلام قبول کرے وہ ہمارے ملک میں رہے ورنہ چلا جائے سب
 اہل شہر و اہل لشکر نے دین اسلام قبول کیا اپنے آفتاب کے منہم کر کے مساجد کی بنیاد ڈالی اور گز و سہ
 بنام بادشاہ جاری کر کے ایک لاکھ سپاہ تہرین چھوڑ کر ایک لاکھ ہمراہ لے کر طرف لشکر اسلام کے روانہ
 ہوا اسی طور سے مصر و قیہ نے بھی شہر کو جمع کل اہل شہر و اہل لشکر و غریزوں کو مسلمان کر کے اور گز و سہ
 جاری کر کے اور اپنی طرف سے نائب مقرر کر کے ایک لاکھ سپاہ لے کر اور ایک لاکھ ہمارے حفاظت تہر
 چھوڑ کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا صفدر نے بھی یہی بند و بست کر کے اور ایک لاکھ لشکر اپنے
 ملک سے لے کر جلا اوجہ و منصور بھی اپنے اپنے ملکوں کو اسلام آباد کر کے اور ایک ایک لاکھ سپاہ
 ہمراہ لے کر طرف لشکر اسلام کے چلے خلاصہ یہ کہ شہر مصر و قیہ و حضور یہ دہ قندریہ و شمالیہ و
 جمہوریہ و جمالیہ و مسروریہ و منصور یہ پانچوں ملک اسلام آباد ہوئے اور یہاں بھی گز و سہ
 بنام زردمان تاجدار بادشاہ لشکر اسلام جاری ہوا یہ سب تو اُدھر لشکر اسلام لے کر آئے ہیں اپنے
 اپنے ملکوں کا بند و بست کر کے وہاں لشکر اسلام بین سب سامان سفر درست ہو گیا خزانے وغیرہ بار
 ہو گئے یہ بادشاہ جو آئے ہیں ان کے ہمراہ جی خزانے ہیں اور سب خیمہ وغیرہ اربابوں پر بار ہیں ضروری
 ضروری چند خیمے برپا ہیں اور بارگاہ ہیں اور کل اہل لشکر کا مال و اسباب بھی بندھا ہوا تیار جو صرف
 اب صاحب جفران کو مصروف حج کلاہ وغیرہ کا انتظار ہے ایک دن بوقت سحر دربار آراستہ تھا
 بادشاہ تخت پر جلوہ فرماتے صاحب جفران و نقابدار اپنے اپنے دنگل پر رونق افروز تھے اور سب سردار
 اپنے اپنے مقام پر بیٹھے تھے کہ ہر کارون نے آکر زمین ادب کو بوسہ دے کر بعد دعا بیتا کے عرض کر کے
 کہ شہر یار کی عمر دراز ہو حضور حج کلاہ و مصروف حج کلاہ وغیرہ اپنے اپنے ملکوں کو اسلام آباد
 کر کے مع سپاہ و لشکر کے آئے ہیں قریب ہوئے ملک ہیں یہ سبکے صاحب جفران و بادشاہ نے چند
 سرداروں کو حکم فرمایا کہ انکا استقبال کرنے کے لاؤ اور کہہ دینا کہ لشکر کو یہ حکم دے دین کہ وہ اسباب
 جو کہ بارگاہ سکونہ اتارن اسی طور سے بار رہنے دین کیونکہ یہاں سب سامان درست ہے صرف تم ہی
 لوگوں کا انتظار تھا کل کوچ کر دیا جائے گا وہ سردار بموجب حکم بیرون بارگاہ آئے اور طرف مصروف
 حج کلاہ وغیرہ کے چلے اُدھر سے وہ چلے آئے تھے راہ میں ملاقات ہوئی یہ یا بچوں بادشاہ اپنے
 شہرے علیٰ غلو علیٰ غلو چلے تھے مگر راہ میں سب ایک ہو گئے تھے اسی وجہ سے ہم ہو کر آئے یہ سردار جا کر ہوئے
 ملاقات ہوئی ایک دوسرے سے ملا ان سرداروں نے بادشاہوں کو صاحب جفران کا حکم سنایا انھوں
 نے کہا کہ بہت خوب یہاں تک کہ وہ لشکر بھی یا بچ لاکھ کل اسی لشکر میں اکثر شامل ہوا اور اسی طور سے
 سب اسباب بارگاہ لشکر آتے رہے یا بچوں بادشاہ اور ان کے سردار ہمراہ ان سرداروں کے بارگاہ میں
 آئے سب نے بادشاہ و صاحب جفران و نقابداروں کو سلام و بجا کیا اور یہ یا بچوں بادشاہ اپنے
 نیم تختوں پر بیٹھے جو سردار نازہ آئے تھے انکو بھی کرسیاں مرحمت ہوئیں راوی بیان کرتا ہے کہ سب
 کل لشکر ہمراہ ان نقابداروں کے ہائیس لاکھ سترہ ہزار کا ہے اور دو ہزار پانسو سردار و افسر

پہلوان بارگاہ بین ملاوہ بادشاہوں و نقابداروں و دیگر مغز سرداروں کے کرسیوں و دنگوں پر
 بیٹھے ہیں اب دربار خوب رونق کا ہوتا ہے جب یہ پانچوں بادشاہ آجکے تو اسی دن صاحبقران
 نے بصلاح نقابداران سلسل دیو پرورد و مقارن بج کلاہ چمنی ام شیر پیکر مغفرتیغ زن کو
 ہر اول لشکر کے امانہ بارگاہ حمل چرخ سلیمانی کا مع کل اسباب طلسمی و بازاروں کے و مع اُنکے
 منتظموں اور مہتمموں کے دو لاکھ سپاہ سے روانہ فرمایا سرداران مذکور امانہ لے کر اسی دن روانہ ہوئے
 بعد اُنکے روانہ کرنے کے حکم دیا کہ کل صبح کو کل لشکر تیار ہو کر آمادہ سفر ہے یہ حکم دے کر دربار برخواست
 کیا سرداروں نے لشکر کو اس علم سے آگاہ کیا کہ لشکرین بند و بست ہونے لگا باقی سب اپنے اپنے
 مقام پر آئے ناظرین کو اس امر کا خیال رہے کہ صاحبقران فراق ملکہ ثریا سے سیمین بن شب
 و روز میرا رہتے ہیں کسی وقت ملکہ کا خیال دل سے دور نہیں ہوتا ہی بیان تک کہ وہ رات جی اسی عالم
 میں تمام ہوئی سحر ہوئی سب سردار اور بادشاہ سامان سفر سے درست ہو کر اور کل لشکر تیار ہو کر صفین
 باندھ کر کھڑا ہوا بعد فراغت نماز کے کہ نقابدار بھی نماز سے فراغت کر کے برآمد ہوئے سب کا مجرا ہوا
 کہ صاحبقران تشریف لائے اُنکو بھی سب نے سلام کیا کہ آمد بادشاہ کی شروع ہوئی بادشاہ برآمد
 ہوئے سب کا مجرا ہوا سب سے پہلے صاحبقران و نقابداروں کا مجرا ہوا ماحوشینہ پر رکھا کہ آپ
 لوگوں کی چلہ میرے دل میں ہے پھر اور بادشاہوں اور مغز سرداروں کا مجرا ہوا پھر تو سلام کل لشکر نے
 کیا بادشاہ تخت پر سوار ہوئے اب صاحبقران نے بند و بست کیا کہ مضمون بج کلاہ کو مع دو
 لاکھ سپاہ کے اور اُن کے سرداروں کے روانہ کیا اُنکے بعد جمہور بج کلاہ کو بھی مع دو لاکھ سپاہ اور
 ایک علم کے روانہ کیا اُنکے عقب میں صفدر بج کلاہ کو مع دو لاکھ سپاہ اور ایک علم اور خزانہ کے
 روانہ فرمایا اُنکے عقب میں خورشید ملک کمر کو مع دو لاکھ سپاہ ہزار سپاہ اور خزانہ و علم اور
 سرداروں کے روانہ کیا اُنکے عقب میں مصروف بج کلاہ کو مع دو لاکھ سپاہ اور خزانہ اور سرداروں اور
 ایک علم کے روانہ کیا مصروف کے بعد زرنکار شاہ کو مع سرداروں و خزانہ و علم اور دو لاکھ سپاہ
 ہزار سپاہ کے روانہ فرمایا جب سب روانہ ہوئے اور ہر ایک کو حکم دیا تھا کہ ایسے مقام پر نہرنا اگر کوئی ملک
 کا فرمایا اسلام آما دیکھ لے کہ جہان گل لشکر فرخشاں ہوئے اور کسی شہر کی تکلیف نہ ہو خصوصاً بانی لشکر کو
 ملے جائے کیونکہ لشکر کثیر ہے ایسا نہ ہو کہ قلت آب ہو تو بڑی زحمت ہو جب ان سب کو روانہ کر دیے تو
 تو یہ بند و بست کیا کہ بادشاہ کو تخت پر سوار کیا وہ اسی ہزار سوار جو کہ لباس طلسمی سے آراستہ تھے اُنکو
 گرد و تخت مقرر فرمایا مع اُن کے افسروں کے اور نقابداروں کے اُن کے عہدہ کے موافق آپ زریں سپاہ
 علم شیر پیکر چیل چرخ سلیمانی آکر قائم ہوا علمدار نے بحریرا کھول دیا یا صاحبقران یا صاحبقران کی صدا
 اُنکے لگی جلوس سواری بڑھا صاحبقران ساٹھ لاکھ سپاہ ہزار سپاہ کو اپنے ہمراہ لے کر مع بادشاہ
 و نقابداروں کے روانہ ہوئے کس طلسمی پر چوب پڑی جلوس سواری بڑھا اس تزک و احتشام
 سے سواری صاحبقرانی طرف نہ طاق کے روانہ ہوئی اب یہ طرف نہ طاق کے برائے مقابلہ اس
 بند و بست سے تشریف لے جاتے ہیں راوی ان سب کو راہ میں رکھتا ہے انشاء اللہ اعلیٰ داستان
 جلد چہارم میں تحریر و نگارش حیات و شمار و بشرط اجازت ملنے کے اب دیکھیے یہ لشکر کہاں پہنچتا ہے
 اور کب ان کے مقابلے بیان ہوتے ہیں اور پہلے کس ملک پر پہنچتا ہے اور کیا واقعہ گذرتا ہے یہ سب
 حالات جلد چہارم میں انشاء اللہ تعالیٰ تحریر ہوں گے اب راوی اس مقام پر اس داستان جلالت

عنوان کو ترک کرنا ہر اور دوسری داستان تحریر ہونی ہر بین آپ لوگوں کی خدمت میں دست بستہ ہمارا
 کرتا ہوں کہ اس امر سے ناچار و مجبور ہو گیا ہوں کہ اجازت و حکم یہ ہے کہ اسی جلد میں تمام کردینے سے اسی
 سبب سے ہر مقام پر اختصار کے ساتھ تحریر کیا ورنہ اسی داستان کو کہ تسلیم دس بارہ جڑوں میں لکھا
 کم سے کم پچیس جڑوں میں تحریر کرنا ہر مقام پر تیزی طبع اور اپنی عرق ریزی کا نتیجہ دکھانا یہ دفتر اسے
 نشانہ ادا کے نام سے لکھا کروں ناچار ہو گیا پر وہ فائنات سے آنا ہی اختصار کے ساتھ تحریر کیا اور جو
 جو عجائبات ہمراہ لائے ہیں انکا لکھ ذکر نہیں کیا مقابلے جو ہوئے وہ بھی بہت مختصر طور سے ہوئے اس
 امر کی خسرت رہ گئی کہ کسی دان شکر کا میدان میں پہنچنا نہ تحریر کر سکا نہ مقابلہ کو مفصل طور سے ورنہ ان
 نقابداروں کے مقابلے لشکر مصروف کج کلاہ سے اور سرداروں کو زیر کرنا انکا اگر تحریر کرنا تو یہ جلد
 تمام و کمال اسی حالات سے مملو ہو جاتی مگر سبب خوف اہل مطبع کے مجملہ تحریر کیا یا مقابلہ نقابداروں کا
 مصروف دیوانے سے بالکل مجملہ تحریر کیا یا مقابلہ صاحبقران یعنی نقابدار چارم کا مصروف دیوانے
 سے بالکل مختصر حالت سے لکھا اور حالات مصروف کج کلاہ کے سلطان ہونے کے اور درویش دریدہ
 گریبان کی تشریف لائے کے ساتھ اختصار کے تحریر ہوئے یا یہاں جشن تخت نشینی و دعوت شام صاحب
 کو کچھ بھی نہ تحریر کر سکا بسبب اختصار کے اور اس خوف کے بر خیز ہونے کے ہیں اور ابھی بہت کچھ تحریر
 کرنا ہر یا رو انکی لشکر نقابداران طرٹ نہ طاق بالکل مختصر طور سے تحریر کیا یا ان اگر یہ امر نہ ہوتا اور یہ
 حکم نہ ملا ہوتا تو ناظرین ملاحظہ فرماتے کہ میں ان سبب واقعات کہ کس طور سے تحریر کرنا وہ عبارت اور
 وہ سامان دکھاتا تاکہ سمان بندہ حاتم اور یہ معلوم ہوتا کہ لشکر سامنے چلا جاتا ہے یا مقابلہ ہو رہا ہے یا جشن
 برپا ہے مگر حکم سے ناچار ہو گیا ناظرین کو کچھ بھی نہ دکھا سکا افسوس اسکا ہے کہ آپ لوگ ناراض ہوں گے
 خیر میری خطا کو معاف فرمائیں یہ قصور مجھ سے عالم مجبوری میں سرزد ہوا ہے انکی ذات مجمع الصفات
 سے امید قوی کس عاصی کو ہے کہ میرا قصور معاف ہو گا آپ لوگ اطمینان رکھیں انشاء اللہ تعالیٰ
 اگر حیات نے وفا کی اور مطبع سے اجازت بھی ملی اور آپ لوگوں نے بھی خواہش کی تو جلد چارم میں
 شان و شوکت اس لشکر ظفر اثر کی اور آمد لشکر اور صف آرائی اور مقابلہ نقابداروں کا اور ملکوں کو
 اسلام آباد کرنا اور آنا درویش کا اور مقابلہ بر جیس سے اور عشق ملکہ تر یا سے سیمین ساتھ صاحبقران
 کے تحریر ہو گا جب یہ سب حالات تحریر ہو کر نظر ناظرین والا ملکین سے گذرے گئے اسوقت ناظرین میری
 عرق ریزی کی یقین ہے کہ داد عنایت فرمائیں اور جو کوئی غلطی یا سو ہو گیا ہو گا اسکو معاف کرینگے
 کیونکہ آپ لوگوں کی ذات ستودہ صفات عجب پوشش پر کسی کے غیب کو آپ لوگ ظاہر نہیں فرماتے
 میں اسکو حجاب سینہ میں مثل دل کے پوشیدہ فرماتے ہیں اور یہ بھی امید ہے کہ اگر شاید کوئی غلطی یا سو
 یا کسی مقام پر عبارت بے ربط یا کوئی مقام رہ گیا ہو اسکو بھی معاف فرمائیے گا اور خطا سمجھ کر اور غیب
 خیال کر کے دل کے اندر حجاب سینہ میں پوشیدہ فرمائیے گا کیونکہ انسان ہوں اور سو و خطا انسان کی آپ
 و گل میں ہر زیادہ کیا عرض کروں انہی آپ لوگوں کو اپنی قدرت کا ملکہ بہت مرتبہ اعلیٰ پر فائز فرمائے اور
 ترقی جاہ و جلال مرحمت فرمائے اب میں اس داستان کو اسی مقام پر ختم کرتا ہوں اور داستان
 سمندر شاہ جاو و صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک لوجوان و حالات طلسم گنجورہ سلیمانی اور
 واقعات فتح طلسم تحریر کرنا ہوں اور تیکس ناظرین کرنا ہوں تاکہ نظر کیا اثر ناظرین گذرے اور آپ لوگ مجھ کو طعت
 میں فراموش سے سرفراز فرمائیں زیادہ وہاں

اب دو کلمہ داستان سمندر جا دو اسکا طلسم بن ہو چننا و دیگر واقعات و داستان
صاحبقران ثالث یعنی بدیع الملک نوجوان کا و اقل طلسم ہونا اور فتح کرنا طلسم کو و
دیگر حالات جلالت عنوان قلم بند ہو کر پیشکش ناظرین نے ہیں ناظرین ملاحظہ کریں
اور منجگو میری عرق ریزی و جان کا ہی کئی داد عنایت فرما کر میرے غنچہ دل کو
شگفتہ فرمائیں اب شمع حال سمندر جا دو قلم بند ہوتا ہے اس کے بعد حال صاحبقران
ثالث حوالہ قلم عجلت رقم ہو گا و باقی دیگر حالات متعلق داستان ہذا غزل بجا
ساقی نامہ غزل

پیر پین نہیں عاشق ہوں جانی سلیمان ہم ہیں امیر محبوب جانی گملا سودے میں آن زلفوں کا دراز یہ کوں آتا ہے ان سے قہر کسی کو وہی دے گا کب سب زلزلہ ہی ترے کوچے کے مشتاقوں کے آگے وہ محسوس ہوں دیا ہی قابلہ نے یقین ہو دیدہ بارگاہ میں کو وہ خطا ہے یا دگاہ حسن رفتہ نکلے تو تھے قاصد کے نہیں بات یہ مشت خاک ہو مقبول درگاہ سے ہیں بوسہ خسارہ صاف سفیدی ہو کے ہو کا فور چہند طلانی ہو دن آتش طور کی طرح	رجی ہو سے بھی بہن ترانی بچنے ہن مجھے ملے پس ثانی ریشان خواب بھی یہ زندگانی گرے جالے ہیں سر دہستانی جو دیتا ہے شہر آب ارغوانی جنم ہے بہشت آسمانی جسے غسل شہر آب ارغوانی کرے عینک طلب یہ ناتوانی وہ سبیرہ ہے گلستان کی نشانی گر لایا ہے پیغام زبانی صبر کی پناہ تھا ہوں نہر بانی یا ہر جم نے آئینہ کا پانی کوئی ملتا ہے یہ داغ جوانی کسی پردہ نشین کی لین ترانی
---	--

بلیست یا بشنوا میری ہمدرد داستان ۴ کہ باز آدم بر سر داستان پو طلسم بند ان عالی در راہ سماں حلقہ کشد دنی
و طلسم کشا باطلسم فصاحت اس داستان جلالت عنوان کو اس طرح صفحہ قرطاس پر تحریر کرتے ہیں
کہ ناظرین کو یاد ہو گا کہ یہ داستان بیان تک بیان ہوئی ہے کہ سمندر جا دو و اما تو سے صاحبقران ثالث
یعنی بدیع الملک نوجوان کے شکست کھا کر بھاگا تھا اور ایک صحرائین آ کر مقیم ہوا تھا لشکر خلافت
خوردہ اس کے پاس آ کر جمع ہوا تھا پس سمندر جا دو نے اپنے کل لشکر کو جو کہ اس کے پاس جمع ہوا تھا و
صحرائے طاق کے روز کیا تھا دو جو دو نوں و بیرون و چند ہزاروں و عیاروں و ناموس کو لے کر
تحت سوار ہو کر روانہ ہوا تھا و آخر صاحبقران ثالث نے سمندر جا دو پر قبضہ کیا تھا تمام ملک
اسلام آباد کیا تھا ملک سیم و خضر سمندر کا عقد ہوا سہرا اب جا دو کے کیا تھا سیم کو دمان کا

دی اپنے سر اٹھا تھا سب سردار بھی ہو گئے تھے اسکا سر اٹھانا تھا کہ طائر نے اہوا سامنے درخت پر آکر بیٹھا آواز دی کہ اے دیر طلسم و تنشی مشاق جا دو آگاہ ہو کہ سمندر جا دو حاکم شہر سمندر یہ مع اپنے ناموس اور چند سرداروں مغز کے داخل طلسم ہو کر آب کی خدمت میں آتا ہے داخل باغ ہو چکا ہے یہ کہہ کر وہ طائر جل کر خاک ہو گیا اس کے جسم سے شعلہ نکلا اسے جلادیا اور جو وہ طائر جل کر آدھرا سمندر جا دو مع سرداروں و ناموس کے رو کر و تنشی طلسم کے پہونچا جو کہ تنشی طلسم و اس کے سردار سمندر کو پہونچا تھے سب نے یہاں آکر سرداروں کو دیکھا اس سبب سے کہ نہ کہا کیونکہ طائر خبر دے چکا تھا ہر ایک سردار مشاق گئے رو رو وینر لگی ہوئی تھی وہ اپنے کام میں مصروف تھے مشاق نے سمندر سے کچھ بھی نہ کہا صرف سمندر کی طرف دیکھ کر اپنا سر جھکا لیا اور مصروف لگے یہاں ہوا سمندر جا دو و سامنے کھڑا ہے یہاں کے طریقہ سے بخونی آگاہ ہے سابق میں تحریر کر چکا ہوں جب کہ صاحب قرآن ثالث نے حالات طلسم دریافت کیے تھے تو ابوان نے بیان کیا تھا کہ جو کوئی سامنے مشاق تنشی طلسم کے جاتا ہے کھڑا رہتا ہے وہ اسوقت اس شخص کے آنے کی خبر کرتا ہے جیسا حکم ہوتا ہے اس پر عمل کرتا ہے ان طریقوں سے سمندر آگاہ ہے سامنے کھڑا ہے اور تنشی نے تحریر کر کے کہ سمندر جا دو مع سرداروں و ناموس کے آئے ہیں ان کے بارے میں کہا حکم جسا در ہوتا ہے یہ لکھ کر کاغذ پر لکھا ایک تھونکا ہوا کا آگاہ کہ وہ کاغذ آگاہ بعد بخوری دیر کے وہ کاغذ پھر پیر پیر ہوا تنشی نے وہ اٹھا کر دیکھا اس میں یہ تحریر تھا کہ سمندر جا دو کو مع سرداروں و ناموس کے ہمارے پاس بھیج دو راہی بیان کرتا ہے کہ جب تنشی طلسم کاغذ لکھ کر پیر رکھتا ہے اور پھر کرتا ہے کہ ہوا چلتی ہے وہ کاغذ آگاہ کر بادشاہ کے پاس جاتا ہے وہ دیکھ کر اس کاغذ پر جیسا مناسب ہوتا ہے حکم تحریر کرتا ہے اسی طور سے اسوقت بھی ہوا کہ جب اس نے کاغذ لکھ کر رکھا اور پھر کیا وہ کاغذ آگاہ کر ملا گیا وہاں گنجویشاہ اپنے ابوان میں بھیجا ہوا تھا دربار آگاہ تھا سب سردار حاضر تھے کہ اسکی غرضی پاس گنجویشاہ کے پہونچی گنجویشاہ نے اس عرضی کو دیکھا لکھ دیا تھا کہ سمندر جا دو کو مع سرداروں و ناموس کے روانہ کر دو وہ کاغذ اسی طور سے آگاہ اور یہاں پہونچا آدھرا جب گنجویشاہ یہ حکم لکھ کر روانہ کر چکا اسوقت اسے سرداروں سے لئے لگا کہ بڑا غضب ہوا کہ سمندر جا دو نے اہل اسلام کے ہاتھوں سے سمندر یہ بڑا شکست کھائی اہل اسلام کا قبضہ ہو گیا سمندر وہاں سے بھاگا اب لوگوں کو یاد ہو گا کہ تجوڑ ازمانہ گذرا ہو گا کہ سمندر جا دو کا میرے پاس نامہ آیا تھا اور اٹھین یہ تحریر تھا کہ میری کمک کرو میں نے انکار کیا تھا اور اسی سبب سے کہ کیا ضرورت ہے کہ میں بیکار اہل اسلام کو ایسا دشمن بناؤں اور اس خیال سے میں نے ان کو گون اور ان غیزوں اور دوستوں کو اپنے منع کر دیا تھا اور ان کے پاس سے ان پروانوں کو لے لیا کہ جسکے ذریعہ سے وہ یہاں آئے تھے کہ ایسا نہ ہو کہ لشکر اسلام کا بھاگ ان لوگوں کے ہمراہ یہاں چلا آئے اور کوئی خرابی طلسم میں واقع ہو مگر میں یہ دیکھتا ہوں کہ ضرور اس طلسم میں بھی خرابی ہوگی کیونکہ سمندر جا دو اہل اسلام سے شکست کھا کر اور بھاگ کر یہاں آتا ہے جب اہل اسلام کو یہ معلوم ہو گا کہ سمندر جا دو بھاگ کر طلسم سمندر یہ میں گیا ہے اور حاکم طلسم نے دامن نہا دیا ہے یقین ہے کہ وہ ضرور ادھر کو اسکی فکر میں آئیں گے اور یہ تدبیر کرینگے کہ اس طلسم کو فتح کر کے سمندر کو قتل کریں اور وہ وہ لوگ ہیں کہ جنھوں نے ہزاروں طلسم فتح کیے ہیں تو اس طلسم کی کیا اصل ہے انکا اقبال ایسا ہے کہ کوئی ان کے اقبال کی برابری نہیں کر سکتا ہے معلوم ہوا کہ

اب عمر طلسم تمام ہو گئی ہے جب تو یہاں سمندر بھاگ کر آیا ہے اہل دربار نے عرض کیا کہ یہ ہے یہاں سب کے پاس کے پردے یہاں کے آنے کے لیے تھے تو سمندر نے بھی لے لیا ہوتا ان کے پاس کیوں رہتے دیا جو وہ یہاں آئے اور بربادی طلسم کی صورت پیدا ہونے کے ساتھ ان ہوئے بادشاہ نے فرمایا کہ سمندر جادو کے پاس میرا دیا ہوا اور وہ نہیں ہے انکو خود ایوان تاجدار ملک نہ طلاق سے دیا ہے اور ایک طلسم بھی تعلیم کیا ہے وہ بین کہہ دکر لے سکتا تھا اور کینو نکر سمندر کو منع کر سکتا تھا میرا دیا ہوا ہوتا تو ضرور منع کرتا اور یہاں لے لیتا ہے وہ نہ استیلا کر بین یہ تم سے کہے دیتا ہوں کہ طاقت سمندر خوش ہو جاوے ناراض وہ اگر مجھ سے ملک طلب کرے گا اور کہے گا کہ میری ملک کرو تو بین خلاف انکار کرونگا اور یہ کہونگا کہ آپ یہاں تشریف رکھیں جب اہل اسلام یہاں آئیں گے اور ہم سے آپ کو طلب کریں گے اس وقت جہاں تک کہیں ہوگا ہم مقابلہ کریں گے اور نہ آپ کو دینگے جب وہ بہت پریشان کریں گے تو ہر تو اسکان سے خارج ہے کہ ہم آپ کو ان کے خوالہ کریں اسوقت بین مقابلہ کریں گے اور کوشش کریں گے اور جہاں تک ممکن ہوگا انکو قتل کریں آئندہ جو مرضی خداوند بکر بین بیرون طلسم جا کر ان سے مقابلہ نہ کرے گا کسی اور مقام پر نہ آپ کے ہمراہ لشکر کرونگا اگر یہ منظور ہو تو قیام فرمائیے ورنہ آپ کو اختیار ہے اور یہی بین ہے جو زیر لیا ہے اس کے خلاف کبھی نہ کرونگا سرداروں نے عرض کیا کہ یہ آپ کی رائے بہت ٹھیک ہے یہاں بہ بائین ہو رہی ہیں اُدھر وہاں باغ منشی طلسم بن سمندر جادو وغیرہ کھڑے ہیں کہ وہ حکم ہو نہا اس حکم کا پہنچنا نہا منشی طلسم جو آگاہ ہوا اس نے سرکار کو دستک دی کہ بڑے زور سے اندھی علی اور اس شدت سے بیرون علی اور خاک آڑی کہ سمندر مع سرداروں و ناموس کے اس غبار میں پوشیدہ ہو گیا اور سب کی آنکھیں خود بخود بند ہو گئیں اور قدم اٹھ گئے تھوڑے عرصہ کے بعد پھر قدم زمین پر پونچے لوگوں کے بولنے کی صدا ان لوگوں کے کان میں آئی اب جو خیال کیا تو نہ وہ ہوا تھی نہ کچھ شور و غل تھا آنکھیں کھولیں تو اپنے کو ایک دربار میں پایا دیکھا کہ ایک بہت وسیع ایوان ہے بہت خوشنما تھا ہوا ہے حاجب درباران بسا دل و چوہدر موجود ہیں ایک بادشاہ تاج سر پر رکھے ہوئے تخت پر بیٹھا ہوا ہے گردن پیش ارکین دولت و شیران سلطنت کر سیون پر بیٹھے ہوئے ہیں وزیرین پشت کھڑا ہوا ہے یہ سردار و ناموس جو کہ سمندر کے ہمراہ آئے تھے ان میں سے کسی نے نہ پہچانا مگر سمندر شاہ کسی مرتبہ آچکا ہے وہ بخوبی پہچانتا ہے اس نے پہچان لیا کہ بین دربار کچھو رشاہ میں کڑا ہوا ہوں سمندر کو وہ جاہ و چشم دیکھ کر ایسا جاہ و چشم و شان و شوکت یاد آگئی ایک مرتبہ آہ سرد بھر کر آسمان کی طرف دیکھا اور دل میں خیال کیا کہ ایک دن وہ تھا کہ بین اسی طور سے تخت پر بیٹھا تھا اور سب سردار حاضر رہتے تھے خوب دربار آراستہ ہوتا تھا جب یہاں کبھی انکی ملاقات کو آتا تھا تو یہ بھی بسبب اس حکومت کے غرت کرتے تھے یا آج یہ نوبت پہنچی کہ نہ تخت رہا نہ ملک رہا نہ سردار رہے کہ وہنا مع چند سرداروں سے بھاگ کر یہاں آئے ہیں باسید ملک کوئی خبر بھی نہیں لیتا ہے کہ تم کون ہو سمندر تو یہ اپنے دل میں خیال کر رہا تھا اُدھر کچھو رشاہ کی نگاہ سمندر پر پڑی اور اس کے سرداروں پر پڑی ناموس بھی سمندر کے سمندر کے ہمراہ تھے چونکہ کا خون میں وہ دستہ تو ہی نہیں سب انکی عزتیں باہر نکلتی ہیں خصوصاً سارو میں اسی سبب سے سمندر نے اپنے ناموس کو ہمراہ لیا تھا اور ہر مقام پر ہمراہ تھا یہاں بھی موجود ہے جسے کچھو رشاہ نے سمندر کو دیکھا گو دل نہ چاہتا تھا کہ استقبال کروں مگر وہ سچوں سے اہل تو یہ خیال کیا کہ یہ بہت بڑا بادشاہ تھا اسوقت اس پر دقت پڑا کہ بھاگ کر ہمارے پاس آیا ہے اور ہم سے ملک کا خواستگار ہے ضرور غرت کرنا چاہیے کیونکہ جب یہ ساقی بین آتا تھا جب کہ عالم تھا تو ہم غرت کرتے تھے

زمانہ کارنگ ایک طہر نہیں رہتا ہی گاہے چین و گاہے چان بھر خداوند اسکے دن بھر دین اور حکومت نصیب ہو تو یہ ضرور شکایت کرتے کہ جب ہم بھاگ کر گئے تھے تو آپ نے ہمارے کھڑے نہ کی دوسرے یہ کہ اسانہ ہو کہ بے مددئی سے پیش آؤں اور غرت نہ کروں یہ خداوند کو تحریر کریں اور خداوند یہ حالی سننے مجھ سے ناراض ہوں تو بڑی خرابی ہو یہ خیال کر کے اٹھ کھڑے ہوا اور طرف سمندر جا دو کے چلا اسکا اٹھنا تھا کہ سب سردار آئے اور ہمراہ ملے ادھر سے کنجور شاہ چلا آدھر سے سمندر جا دو منع اپنے سرداروں کے طرہ ایوان کے چلا کہ راہ میں دونوں کے باہم ملا تھا ہوئی اور صاحب سلامت ہوئی کنجور شاہ نے دڑ کر سمندر جا دو کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ آپ کا فراج کیسا ہے سمندر نے اپنے سرداروں سے کہہ دیا تھا کہ یہ جو تخت پر بیٹھا ہے یہی کنجور شاہ حاکم ظلم ہے اور یہ سب اسکے اہل دربار ہیں کنجور شاہ کے اہل دربار تو سمندر کو بخولی سچاتے تھے جب بادشاہوں میں صاحب سلامت ہو چکی کنجور شاہ کے سرداروں نے سمندر کو بھرا کیا اور سلام اسی طور سے سمندر جا دو کے سرداروں نے کنجور شاہ کو کنجور شاہ سمندر جا دو کو اپنے ہمراہ لے کر مع سرداروں کے ایوان میں آیا سمندر کو اپنے برابر تخت پر بٹھادی اور سرداروں و داناؤں کو کرسیاں مرحمت کیں جو کثیرین غلام تھے وہ اپنے اپنے آفاقی و مالک کی پس پشت کھڑے ہوئے جب سب سردار کنجور شاہ و سمندر کے بیچ ملے اسوقت کنجور شاہ نے داروغہ محلات کو طلب فرما کر حکم دیا کہ چند محل لایق شاہوں کے رہنے کے آراستہ و سیرستہ کر دو برائے سمندر شاہ کہ آپ ہمارے دھان ہیں اور شریف لائے ہیں ہم کو انکی خاطر و مدارات کرنا زیبا ہے اور انکے سرداروں و داناؤں کے قیام کے لائق ہوں اور کسی شے کی تکلیف نہ ہو اور نہ کسی شے کی احتیاج ہو سب موجود ہے ہر ایک کا زمانہ کے داروغہ کو طلب کر کے اس حکم محل سے آگاہ کیا ان سب نے فوراً بند و بست کیلئے کئی محل عالی شان برائے سمندر جا دو کل سامان سے آراستہ کیے خادم و خدمتکار وغیرہ مقرر کیے ادھر کنجور شاہ نے بعد فراج پرسی کے شب اس طور سے آنے کا سمندر جا دو سے دریافت کیا سمندر شاہ نے ایک آہ سرد بھر کر اور آب دیدہ ہو کر جواب دیا کہ میں اپنی آوارگی و تنہا ہی کا کیا حال بیان کروں اس فلک ناہنکار و زمانہ غدار کے ہاتھوں سے تنہا ہو کر ادھر آیا ہوں اس خیال سے کہ شاید تم میرے حال پر رحم کھا کر میری کمک و مدد کرو کنجور شاہ نے جواب دیا کہ واقعہ تو بیان فرمائیے کہ کیا بات تھ گدرا تب سمندر شاہ نے بھاگ کر آنا آئینہ اندام جا دو کا نہ طاق میں دد من پناہ دینا ایوان نامدار کا آئینہ اندام جا دو حاکم ظلم اسنو کو وراے انکسیر حروانہ کرنا طرہ بیابان ہونٹناک کے آئینہ اندام کے عقب میں روزانہ ہونا بدیع الملک کا بکھڑا جعفر ان ثانی دصا جعفر ان ثانی کا بدیع الملک کو صاحب حق ثالث مقرر کر کے طرہ خانہ کعبہ نے خانہ بونچنا بدیع الملک کا کنارے دریائے سندھ رنگ کے دشت بسیار افرامین اور جشن تحت نشینی کرنا آنا حضور شاہ کا شہر صنوبر پر سے اور دعوت کرنا دیوالوں کا یعنی دیوانہ ہوت و مہووت کا دوزخ ہونا بدیع الملک سے اور ان سب کا مسلمان ہونا یہ خبر ہونا ملکہ سحران سید پوش خواہر ملکہ ماہیان طوفان کش اسکا جناب جا دو و دسہراب جا دو کو روانہ کرنا برائے انیسری بدیع الملک وغیرہ مارا جانا جناب جا دو اور شریک ہونا سہراب کا اور مسلمان ہونا اور کر کے انما یس سحران کے سحران کا مقابلہ کرنا لشکر اسلام کے ایسا یہ فرما کر روانہ کرنا سحاب جا دو و شجر باد کو صنوبر پر پر آٹکا سب اہل شہر کو شجر بنا کر اور صنوبر پر شاہ کو مع

سرداروں و ناموس کو اسیر کر کے لانا آفتاب جادو اپنے سپہ سالار کو مع اسیروں کے خدمت
 ملکہ سحران میں روانہ کرنا بارے ایک سحران خواجہ ثالث خضران بن عثمانی و دیگر عیاروں کا دریا کے اس
 بارے عیاری کر کے آفتاب جادو کو تیار کیا بعد اُس کے سحران کو خواجہ ثالث کا بھراکت سحراب
 جادو عیاری سے قتل کرنا مایمان طوفان کش کا اپنی بہن کے مرنے سے بہت برہم ہونا اور جو عیار
 اس بار آئے تھے اُنکو مبتلا سے سحر کر کے برائے شکار رہا ہی جانا اس خیال سے کہ جو ستارے خراب آئے ہیں
 اُنکی نخست دفع ہو جائے خواجہ ثالث کا عیاری کر کے مایمان طوفان کش کو قتل کرنا ٹھنڈا رہتے
 سب بزرگ کا اور انما لشکر اسلام کا شہرہ یقینیں بر اور مقابلہ یقین خود درست سے اور یقین کا خدا
 پرست ہونا اور انما لشکر غزالان آہو چشم و دیگر ساحرون کو برائے کنگ یقین خود درست روانہ
 کرنا لشکر غزالان وغیرہ کا مسلمان ہونا اہل اسلام کا محرابیہ و اقبالیہ و امثالیہ و مرادیہ و حریمیہ
 آنا اور ان سب کا دین اسلام قبول کرنا اور ہمسدیریہ بر آنا اور اپنے سرداروں کو برائے مقابلہ روانہ
 کرنا قسیم و جسم وغیرہ کے مقابلے و اور اکی وغیرہ کے معرکے اور ان سب کا مانع سے خدا پرستوں کے
 مارا جانا اور لشکر کشی کو گلبہ روشن شدن کا مسلمان ہونا کہ زمرہ کا نباء ہونا آفاق شاہ کا شریک اہل اسلام
 ہونا آنا عشاق نہ طافی کا اسکا مقابلہ کرنا اور اس کے ارسو کا مننا سکا لاسکان بنانا خواجہ ثالث
 کا اسکو منانا اور قتل کرنا و عیاریان خواجہ ثالث و دیگر عیاران لشکر اسلام کی و انما لشکر الوان نہ طافی
 کا اور اہل اسلام سے مقابلہ کرنا آخر کار اسکا بھی عاجز ہو کر چلا جانا بسبب عیاری خواجہ ثالث کے
 اپنا خود لشکر کشی کرنا اپنا نامہ وغیرہ لکھ کر سب کو طلب کرنا لشکر اسلام ہونا اور
 اپنا نامہ لکھنا کچھ شہ کو برائے کنگ و اسکا جواب آنا بعد جواب آنے کے لشکر کے مقابلہ اہل اسلام
 میں جانا مقابلہ ہونا عشاق حجرہ نشین کا سب ساحران اسلام کو اسیر کرنا آنا الوان کا عین وقت
 پر اور لڑنا عشاق سے آنا سو باقی برقی فرج کا مع نیمہ عشاق کش کے مارا جانا عشاق کا
 جنگ مغلوبہ کا دفع ہونا اور اپنا سخت کھانا اہل اسلام سے و لشکر کا تباہ ہونا اور اپنا بھاگ کر حوا میں
 آنا و مان لشکر کا جمع ہونا لشکر کو طرف صحرا سے نہ طافی کے روانہ کر کے اپنا دھر کو آنا بیان کیا اور یہ بھی
 بیان کیا کہ میرے پاس ایک صند و قحہ عطا کیا ہوا خداوند کا تھا اسہن یہ خاصیت تھی کہ ایک تلوار تھی
 جہاں اُس صند و قحہ کو کھولا تو تلوار جھٹ کر بالائے آسمان گئی اور وہاں سے حرکت پر گری اُس کے دور کا نام
 کیے وہ صند و قحہ میری دختر نے مجھ سے لئے کہا سنے یار و آشنا سحراب کو دیا اور اسی طور کا ایک
 اور صند و قحہ دلمان رکھ دیا میں نے اسی صند و قحہ جان کر کے ایک ساحر کے لئے محمد و نہ کیا تھا کہ اس کے ذریعہ
 سے لشکر اسلام کو غارت کرنا سحراب نے آکر اس ساحر کو قتل کیا میں نے اُس کیسور بدہ رجب بہت
 غم و غم کیا تو میری دایہ کسی عیاری سے سحراب سے وہ صند و قحہ حاصل کیا یہ میں ملکا خضر تاجی زلف سے
 ملاقات ہوئی اُس سے سب حال بیان کیا وہ راجہ کو قتل کر کے وہی صند و قحہ لے کر اپنے ملک کی طرف
 روانہ ہوئی ای بھائی یہ یہ خرابیاں واقع ہوئیں یہ یہ آفتیں نازل ہوئیں اپنے ہاتھ بانوں اپنے دشمن ہو گئے
 عزیزوں نے ساتھ چھوڑ دیا دوستوں کا کیا ذکر ہے آپ بیکانوں نے منہ موڑ لیا سب نے دشمنی پر کمر کسی
 جب کہ اولاد نے یہ حرکت کی تو پھر اردوں کا ذکر بیکار ہو کر چلا آہ سے بڑی امید تھی کہ اب میری ہر حال میں
 بھراکت کر نیلے مگر بسبب گردش تقدیر کے آپ کو نامہ لکھا اور کمال طلب کی آپ نے بھی جواب صاف
 دیا اس امر کی آپ کی ذات سے امید تھی ضرورہ تو جو چھوڑنا تھا ہوا اب میں آپ کے پاس اس غرض

سے آیا ہوں کہ میری ملک فرمایے میرے ہمراہ لشکر لے کر بیرونِ ظلم تشریف لے چلے اور اہل اسلام سے
مقابلہ کر کے انکو شکست دے دیے اور میرا تمام ملک اُن کے قبضہ سے نکال کر میرے حوالہ فرمایا۔ اسی
بیان کرنا ہے کہ سمندر شاہ نے کل اہل اسلام کا اور ایسا جو کہ ان تینوں جلدوں میں تحریر ہوا ہے ابتدا
سے آخر تک بیان کیا جب سب حال کنجور شاہ سن چکا اسوقت جواب دیا کہ آپ کا نامہ ضرور آیا اور
میں نے وہ جواب ضرور تحریر کیا اور اس وقت یہ آپ سے کتا ہوں کہ یہ امر غیر ممکن ہے کہ میں لشکر لے کر
آپ کے ہمراہ بیرونِ ظلم چلوں اور آپ کی ملک کروں مجھ کو کیا ضرورت ہے کہ بیکار دردمنوں کوں اور اہل
اسلام کو اپنا دشمن بناؤں اور اس مقام اور ظلم کی خرابی اُن کے ہاتھوں سے کراؤں یہ تو بالکل خلاف
عقل ہے آپ تشریف لائے ہیں تو تشریف رکھیں یہاں آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوگی نہ بیان آپ کو
کوئی سنا سکتا ہے نہ بیان اہل اسلام آسکتے ہیں فرض کر دم کہ وہ لشکر کشی کر کے آئے تو اسے مقابلہ کتنا چاہیگا
یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ آپ کو یہاں سے لے جا سکیں یا قتل کر سکیں نہ یہ ممکن ہے کہ میں آپ کے ہمراہ چلوں
اور بیرونِ ظلم جا کر اُن سے مقابلہ کروں مجھ کو اس قسم کی مدد سے معاف فرمایا میں اپنے مقام سے
حرکت نہ کروں گا یہاں جو آپ نے گا اُس سے لڑوں گا یہ جو کنجور شاہ نے جواب دیا سمندر شاہ دو کی امید
قطع ہو گئی وہ جو امید تھی کہ کنجور شاہ میری ملک لے جائے اور لشکر لیکر میرے ہمراہ آئے گا اس جواب سے
بالکل امید جاتی رہی صرف اس قدر تو سمندر نے جواب دیا کہ اب کیا کریں یہ زمانہ کی خوبی اور تقدیر کی
خوبی ہے آج کل کوئی کسی کا بڑے وقت میں ساتھ نہیں دیتا ہے جب وقت سخت ہوتا ہے تو عزیز سا تو
چھوڑ دے ہیں ہاتھ پاؤں جواب دیتے ہیں دشمن ہو جاتے ہیں دوست ہوں کا کیا ذکر ہے حیران تو جوڑی ہے
اشکو اٹھا بیٹھے یہ لکھ کر سمندر شاہ ساکت ہو رہا بعد تھوڑی دیر کے کنجور شاہ نے دربارِ رضا ست
کیا سب اپنے اپنے مقام پر کنجور شاہ کے سردار آئے سمندر شاہ کو لوگوں نے لا کر اُن مکانوں میں
اتار دیا کہ اُن کے لیے آراستہ کیے تھے سب سرداروں کو الگ الگ مقام دے سمندر شاہ کے لیے
نہایت عمدہ محل مقرر کیا سب سردار سمندر شاہ کے اُن مقاموں میں آکر مسکن گزین ہوئے سمندر
شاہ مع ناموس گئے اُس محل میں آکر اتر سب سامان سے آراستہ پایا بعد تھوڑی دیر کے سرکار
کنجور شاہ سے ہر ایک کے لیے کھانا آتا سب نے کھانا کھا یا جب سب اطمینان سے بیٹھے اور ناموس
سمندر شاہ اور خود سمندر کو براحت ملی اور اطمینان اس امر سے ہوا کہ اب حریف یہاں نہیں
آسکتا ہے جب تک ظلم فتح نہ ہو اسوقت سمندر نے اپنے وزیروں امراق و شلاق و دیگر سرداروں
کو طلب کیا اور کہا کہ تم نے کنجور شاہ کی بے اعتنائی اور کج خلقی دیکھی کس طور سے جواب صاف دیا
اب یہ امید تو قطع ہو گئی کہ یہ ہماری ملک کریں لشکر لے کر خود یا کسی سردار کو ہمراہ کریں کہ وہ اہل اسلام
سے بیرونِ ظلم مقابلہ کرے رہا یہ امر کہ اگر اہل اسلام یہاں آئے تو اسوقت میں یہ امر ضرور ہوگا کہ یہ
اُن کے دفع کرنے کی کوشش کر کے صرف ظلم کے سجانے کی غرض سے نہ میرے سبب سے اس حالت
میں یہاں رہنا اور انکی رہنمائی توڑنا اور نیکابوں میں حقیر ہونا کیا ضرور ہے یہاں سے اور کسی طرف چل
یا جو تم لوگوں کی برائے ہو وہ بیان کرو میری تو عقل آج کل بالکل خراب ہو رہی ہے شلاق و امراق
و دیگر سرداروں نے جواب دیا کہ ہم نے سب حال دیکھا اب آپ کو یہ لازم ہے کہ جیسی کنجور شاہ نے
بے اعتنائی اور بے دردی کی ہے اور اپنے کدورت سے سچا یا ہے تو آپ بھی یہاں سے نہ چلے اسی مقام
پر تشریف رکھیں اہل اسلام ضرور آپ کے تعاقب میں آئیں گے اسوقت یہ ضرور قبول آپ کے ظلم کے

بچانے کی کوشش کر نیلے بس انکو زحمت ہوگی اگر یہ غالب آئے تو آپ کی مراد حاصل ہوئی آپ یہاں سے
 جائز انے ملک پر قبضہ فرمائیے گا اگر وہ لوگ غالب آئے تو یہ ملک بھی شل آب کے ملک سے تباہ ہوگا
 گنجو رشاہ بھی بے دست دیا ہوگا اسوقت کی بے مروتی کی ضرایے گا اگر آپ یہاں سے ملے
 جائے گا تو یہ امر نہ ہوگا یہ ظلم نہ ہوگا کہ اس ظلم کو بھی برباد کر ایسے ملنے وہ بھی گنجو رشاہ
 کو اس امر پر غور ہے کہ ہم صاحب ظلم ہیں کیوں کسی کی ملک کو نہ یہ غور ہے کہ ہم بھی اس لائق ہیں
 کہ ہمارے پاس لوگ کرناہ لیتے ہیں اور ہم سے ملک کے خواستگار ہونے ہیں دوسرے یہ امر ہے کہ
 آپ نے فرمایا تھا کہ اگر گنجو رشاہ ملک نہ کرے گا تو میں عرض نہ دست خداوندین روانہ کر دنگا اور
 ان سے ملک کا خواستگار ہونگا لہذا عرضی کل واقعات کی خدمت خداوندین روانہ فرمائیے وہاں
 سے ضرور ملک آئے گی یا گنجو رشاہ کو ظلم ہوگا کہ سمندر شاہ کی ملک کو اسوقت یہ ناچار ہو کر
 ضرور ملک کر نیلے آپ کا مطلب حاصل ہوگا سمندر شاہ نے کہا کہ یہ اسے تمہاری بہت دست
 ہے تا جواب عرضی میں ضرور یہاں قیام کر دنگا اور ضرور کوئی نہ کوئی یتیم پیدا ہوگا یا تو ملک آئے گی
 یا گنجو رشاہ کو ظلم لگے گا میں کل ہی عرضی روانہ کر دنگا اور موافق تمہاری رائے کے عمل کر دنگا یہ
 باتیں ہو رہی تھیں کہ ایک خادم نے اگر عرض کیا کہ ذریعہ غم گنجو رشاہ آپ کی ملاقات کے لئے
 تشریف لائے ہیں سمندر شاہ نے کہا کہ تشریف لائیں اور اسے سردار دن سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ
 کوئی پیام گنجو رشاہ نے بھیجا ہے اس پیام کو بھی سننا چاہیے راوی بیان کرتا ہے کہ ذریعہ غم گنجو رشاہ
 کہ اسکا نام سمندر روس جا دوہر بڑا کا ذکر و سیاہ قلب ہے اہل اسلام کا دشمن جاتی ہے اور
 شک حرام بھی ہے جب اسے دیکھا کہ بادشاہ نے سمندر شاہ کی ملک سے انکار کیا تو اسکو بڑا
 صدمہ ہوا اسے گھر پر آیا اور خیال کیا کہ کسی تدبیر سے بادشاہ کو قتل کر کے سمندر کو تخت حکومت پر بٹھائیے
 اسی رائے کے لئے سمندر نے پاس آیا ہے جب سمندر نے طلب کیا تو یہ اندر آیا سمندر نے اسکی
 تعظیم کی اسے برابر سمندر بٹھا مافراج پر سی کی سبب آئے کا دریافت کیا اس منکار و نمک حرام نے
 کہا کہ میں غرض کرتا ہوں مگر خلیہ جاہتا ہوں سمندر نے جواب دیا کہ آپ اطمینان رکھیں ان میں
 کوئی ایسا نہیں ہے کہ جو آپ بیان کریں اسکو کسی سے بیان کریں تب اسنے کہا کہ آپ نے بادشاہ کی
 حالت کو ملاحظہ فرمایا آپ تو بامید ملک اور امداد دنیا خیال کر کے اور دوستی سابقہ پر غور نہ کر کے
 تشریف لائے انھوں نے آپ کے ساتھ یہ بے مروتی فرمائی پہلے جواب نامہ اس طور کا تحریر کیا مگر آپ
 نے اسکا بھی خیال نہ کیا تشریف لائے اسپر یہ واقعہ گذرا مجھ کو ترا صدمہ ہوا اصل امر یہ ہے کہ ان کے
 دل میں محبت خدا پرستوں کی ہے اسی سبب سے یہ مقابلہ سے انکار کرتے ہیں اور میں آپ سے کئے دنگا
 ہوں کہ ادھر اہل اسلام نے اگر اس ظلم پر لشکر کشی کی اور مقابلہ کی نوبت آئی یہ شراکت کر لیں گے
 اور شریک ہو کر ظلم کو فتح کر ادینگے اور یہ ملک بھی قبضہ خدا پرستان میں ہو جائے گا بس میں اس لئے
 حاضر ہوا ہوں کہ میں مدت سے بادشاہ سے ناراض ہوں اور اس امر کا جو بیان ہوں کہ اگر کوئی اس امر کو
 قبول کرے کہ ہم یہاں کی حکومت کر نیلے تو میں بادشاہ کو امیر کر کے اسکو حاکم کر دوں میں خود حکومت
 کرتا مگر سبب یہ ہے کہ یہاں کی حکومت میں شرط ہے کہ جو بادشاہ ہو وہ حاکم یہاں کا ہو سکتا ہے خواہ اسی
 ظلم کا بادشاہ ہو خواہ بیرون ظلم کا یا اسکو الوان تاجدار بادشاہ کرے اگر بادشاہ نہ ہوگا
 کوئی سردار یا ذریعہ ہوگا وہ زمین حاکم ہو سکتا ہے اگر وہ کسی طریقہ سے حاکم بنایا جائے گا اور تخت پر

بغرض حکمرانی قدم رکھے گا فوراً ہلاک ہوگا سو بسبب خوف ہلاکت کے بین بھی اور سب سردار اس نام سے باز ہیں اور
خوف کرتے ہیں اور آپ بادشاہ بھی ہیں اور ایوان تاجدار کی طرف سے شہر سمندر یہ کے بادشاہ تھے اگر آپ
اس امر کو قبول کریں تو بین بادشاہ کے قتل کی فکر کریں اور اس قسم کو یوں پاک کریں کہ انکو قتل کر کے آپ کو
بیان کا بادشاہ کریں آپ لشکر کثیر ہمراہ لے کر بیرون طلسم جا کر خدا پرستوں سے مقابلہ کریں اور انکو شکست
دے کر شہر سمندر یہ کو بھی اسی طلسم میں شریک فرما بین عنایت خداوند سے آپ ساخزیر دست ہیں اور
آپ کے ہمراہ ساخران زبردست بھی ہیں ان سب کاموں کا خوب بندوبست ہو گا بین اس وقت اسی غرض
سے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کا نشتا دریافت کر کے اس امر میں کوشش کریں کیونکہ بادشاہ کا قتل ہونا امر شان
نہیں ہے وہ حاکم طلسم ہے اور تحفہ جات طلسمی کا مالک ہے جب تک وہ پکس ہوں گے کسی کا دسترس
نہ ہوگا ماسوائے طلسم کے کسی کے ہاتھ سے نہ مارا جائے گا اگر قلعہ طلسم کی اطاعت نہ کرے گا اور اگر
اطاعت کرے گا تو کچھ بھی نہ ہوگا بس بہت کوشش کرنا ہوگی تب یہ کام ہوگا سمندر یہ جو یہ تقویٰ بہت
خوش ہو گیا اور جاسہ خصم بین ملک ہو گیا سیندر روس کو جواب دیا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو کیا اچھی بات
ہے میں تمہارا دشمنوں دشمنوں کا اور وہ مرتبہ اعلیٰ بیٹا کہ تم تمام عمر یاد کرو گے اور میں اس امر کو خوشی خاطر
قبول کرتا ہوں تم دیکھنا کہ جو تم نے تدبیر سوچی ہے اگر پوری ہوگی اور میں حاکم طلسم ہوا تو کس طرح سے ان
خدا پرستوں کو قتل کرتا ہوں کہ ماہیان دیا درغان ہوا ان کے مالی برہم کھائیں اور محبور رحم نہ آئے
سمندر روس ملک حرام نے کہا کہ آپ اطمینان رکھیں میں ضرور اس کام کو انجام دوں گا تب سمندر
نے دور اسے جو سرداروں نے اسکے لشکر دی تھی اپنا دوست سمندر روس کو جان کر بیان کی اور کہا کہ
بین عرضی خدمت خداوند میں روانہ کرنا ہوں دیکھوں دلمان سے کیا جواب دے گا ہے جب تک جواب آئے
دلمان کے تم اس عرصہ میں بیان یہ تدبیر کرو سمندر روس سے جواب دیا کہ یہ اسے آپ کی بہت عمدہ
شوق سے عرضی تحریر فرمائیے میں بیان اسکی تدبیر کرتا ہوں جو میں نے گزارش کیا ہے آپ کیا بھلا میں
کنجور شاہ کو زندہ بھی چھوڑتا ہوں اگر قتل نہ کر سکا تو اسے سیر ضرور کر لوں گا اور سب تحفہ جات لے کر اور آپ
کے خواجہ کر کے آپ کو بیان کا بادشاہ کریں گا اسی قسم کی باتیں بڑے عرصہ تک ہوئیں اور باہم مشورہ
کے قتل کنجور شاہ و عرضی روانہ کرنے کی اخیر اسے یہ قرار پائی کہ سمندر شاہ کنجور شاہ سے یہ فرما میں کہ
میں ایک عرضی خدمت خداوند میں روانہ کرنا چاہتا ہوں برائے طلب ملک آپ سمندر مہربانی فرمائیے کہ
میری عرضی روانہ فرمادیجئے اگر آپ ملک سے انکار فرمائے ہیں تو یہ کام نکر دیجئے آئیں کوئی آپ کا نقصان
نہیں ہے وہ ضرور اسکو قبول کریں گے سوائے ان کے دوسرے کی یہ حالت نہیں ہے کہ بیان سے عرضی
روانہ کر سکے بیان وہ روانہ کر سکتے ہیں سمندر شاہ نے کہا کہ کل میں لکھا اور عرضی لکھا روانہ کرادوں گا
جب میرا یہ فرما چکی سب اسے اپنے مقام پر آئے ذریعہ کنجور شاہ بھی اپنے مقام پر آیا اور اس فکر میں
بتلا ہوا کہ کس تدبیر سے بادشاہ کو قتل کریں یا سیر کریں اور کسی تدبیر سے تحفہ جات طلسمی لے لیں
کہ جس کے لیے سے بادشاہ پر دست رس ہو اگر بدوں اسکے تحفہ جات نہ لے جائیں فکر قتل با گرفتاری
کی جائے گی تو مشکل ہوگی اور دسترس نہ ہوگا یہ تو شب بھر اپنے مقام پر اسی فکر میں بتلا رہا تب نہایت
آدھر سمندر نے بعد ملے سمندر روس کے اپنے فیرون و سرداروں سے کہا کہ درحقی خداوند بہت بڑا
دوست پیدا کر دیا اور ایک حکومت اگر ہاتھ سے جاتی رہی تو دوسری سلطنت اس سے ہٹ کر ملنے کی
تدبیر کر دی کہ جسکی بڑے بڑے بادشاہ ہوں کو از رو بھی اور یہ میری خوش تقدیری اور نیک بینی کا سبب ہے

کہ خود گنجور شاہ کے دوست دشمن ہو گئے اور میری ہمارا ہی پر کسی دائمی گنجور شاہ نے بڑی بے مروتی اور کج خلقی
 کو کام فرمایا تھا ایسی بات گنجور شاہ کو میرے ساتھ نہ سنا تھی بقول اُسکے وزیر کے ضرور اُسکے دل میں اہل اسلام
 کی نفرت ہر اسی سبب سے اُسے جواب نامہ میں بھی انکار ملک سے تحریر کیا اور جب میں یہاں آیا اور میں نے
 ملک کی خواہش کی اُسے اُسی نفرت کے سبب سے انکار کیا ضرور ایسا ہو گا کہ یہ شریک اہل اسلام ہو گا
 اور انکا قبضہ طلسم پر کر دینا ایسے شخص کا قتل یا اسیر کرنا لازم ہے یہ اُسی بے مروتی اور کج خلقی کی منشا ہے جو
 اُسکے دوست اور خیر خواہ و ملازم دشمن ہو گئے میرا کیا نقصان ہے جو میں انکار کرتا وہی لوگ اسکا بندہ بست
 کر کے مجھ کو بلا رحمت و بلا مشقت ایک حکومت وسیع بیلگی میں کیوں انکار کروں سب نے جواب دیا کہ
 واقعی بہت عمدہ بات ہے جیسا آپ کا گمان ہے اور جو سندروس نے کہا ہے اگر ایسا ہو تو کیا خوب ہو کیسی
 حکومت ہے سمندر شاہ نے کہا کہ یہ قدرت خداوند ہے کہ بدن خواہش کے لوگوں نے ہم سے خواہش کی
 اگر ایسا ہو تو کیا عجیب زمین عرضی تو کل ضرور تحریر کر کے روانہ کرونگا تا اُنے جواب عرضی کے اگر یہاں
 سندروس نے جو تحریر ہم سے کی ہے اسکا بندہ بست کر دیا اور میں بادشاہ ہو گیا تو پھر کیا ہو دیکھنا کہ پھر کیوں نگران اہل اسلام کا مقابلہ کرتا
 ہوں و کیوں کر شکست دیتا ہوں اور اگر اس عرصہ میں کچھ بندہ بست نہ ہو اور وہاں سے ملک آگئی تو اسکو ہمراہ لے کر جاؤ گا اور
 مقابلہ کرونگا اب مجھ کو ہر طرح سے اطمینان ہے ان دو کاموں میں سے ایک ضرور میری خواہش کے موافق ہو گا کل ضرور
 گنجور شاہ کے ذریعہ سے عرضی روانہ کرونگا یہ کمزور سرداروں کو رخصت کر کے داخل محل ہوا سردار اپنے مقام پر
 آئے وہاں تمام ہونے کو گنجور شاہ نے دربار کیا سب سردار گنجور شاہ حاضر ہوئے سندروس وزیر بھی آیا مگر وہ اور فکریں تھیں کہ سمندر شاہ
 سے اپنے سرداروں کے تکرار گنجور شاہ نے استقبال کر لیا اپنے برابر بیٹھا یا جب دربار آراستہ ہو چکا اُس وقت
 سمندر شاہ نے گنجور شاہ سے کہا کہ آپ نے ملک سے انکار فرمایا اور واقعی آپ کا خیال بہت درست
 ہے لہذا میں یہ چاہتا ہوں کہ ایک عرضی بخد مت خداوند نہ طاق روانہ کروں اور اس میں اپنی حالت تحریر
 کروں اور خداوند سے ملک کا خواستگار ہوں تا جواب عرضی یہاں مقیم رہوں اگر ملک آجائے تو اُسکے
 ذریعہ سے بیرون طلسم جا کر جہاں چاہے رہے ہوں اُن سے مقابلہ کروں بھلا فرشتگان قدرت سے کون
 لڑ سکتا ہے خدا پرست مغلوب ہونے اور میں غالب ہونگا میرا ملک مجھ کو مل جائے گا اہل اسلام کے قبضہ
 سے نکل آئے گا اور اگر ملک نہ آئی اور کچھ جواب دینا تو جیسا حکم ہو گا اُس پر عمل کرونگا یقین ہے کہ اس میں
 تو کوئی آپ کا نقصان نہ ہو اور آپ میری خواہش کے موافق عرضی بذریعہ اسے روانہ کر دیں گنجور شاہ
 نے جواب دیا کہ میرا کوئی نقصان نہیں ہے آپ عرضی تحریر فرمائیں میں اُسے روانہ کرونگا اور جواب ملے گا
 وہ مجھ کا یہ غم ہے سمندر شاہ نے شہلاقی کی طرت دیکھا وہ داوات و قلم لے کر سامنے آیا سمندر نے کہا
 کہ ایک عرضی ہماری طرت سے بخد مت خداوند تحریر کرو اس میں کل حالت ہو اور تحریر کرو کہ یا خداوند
 میں نے قبل بھی ایک عرضی بذریعہ مرتخ ستارہ پیشانی اپنے دوست کے روانہ کی ہے وہ مجھ کو ایک نفٹ
 سے بچانے کو آئے تھے اور یہی کہہ دیا ہے کہ میری تمام حالت جو کہ آپ نے اپنی آنکھ سے ملاحظہ فرمائی
 اور میں نے بیان کی ہے خد مت خداوند میں عرض کر دیجیے گا یقین ہے کہ وہ عرضی بخد مت عالی پہونچی ہو
 اب میں دوسری عرضی نہ اور تحریر کرتا ہوں میرے حال پر از راہ خداوندی رحم فرمائیے دشمنوں کے
 شر سے نجات دیجیے میری ملک و مائے کسی فرشتہ مقرب بارگاہ کو حکم فرمائیے کہ وہ اگر میری ملک کرے
 اور میرا ہر ستون کو تباہ و غارت کر کے میرا ملک اُسکے قبضہ سے نکال کر میرے حوالہ کرے آپ ان پر اپنا
 خطاب نازل فرمائیے اب انھوں نے بہت سراٹھایا ہے اور آپ کے بندگان خاص کو بہت ستایا ہے

آپ کے خاص بندے اُنکے ہاتھ سے بہت عاجز و پریشان ہو رہے ہیں اُنکا یہ قصد ہے کہ وہ طرہ خداوند کے
 بھی رخ کرین میں بھاگ کر اُسے ہاتھ سے شکست کھا کر طلسم گنجورہ تسلیمانی میں پاس گنجور شاہ کے
 امید سے آیا تھا اور اب یہاں اُن خدا پرستوں کے خوف سے پوشیدہ بیٹھا ہوں آپ کی مہربانی اور کرم خداوندی
 کا منتظر ہوں مجھ کو گنجور شاہ کے پاس اُن سے یہ امید تھی کہ وہ میری کمک کریں گے اور میرا ملک قبضہ مسلما
 سے مقابلہ کر کے نکال کر میرے حوالہ کر دیں گے انھوں نے اس امر سے انکار کیا اور یہ فرمایا کہ تم یہاں قیام کرو
 جب خدا پرست یہاں آکر تم کو مجھ سے طلب کریں گے اور طلسم پر لشکر کشی کریں گے تو اُس حالت میں میں اُن سے
 مقابلہ کروں گا اور اُنکو شکست دوں گا یہاں تم سے کوئی نہیں قبول سکتا ہے اطمینان رکھو لہذا میں نے پریشان
 ہو کر اپنی کل حالت آپ کی خدمت میں بذریعہ عرضی ہذا کے گذارش کی ہر امیدوار کرم خداوندی ہوں اور
 یہ چاہتا ہوں کہ میری کمک فرمائی جاوے اور اہل اسلام پر تہم نازل فرمایا جائے ایسا نہ ہو کہ وہ اس طلسم
 کو بھی اگر درہم و برہم کرین اور آپ کے ہنگام کو قتل و غارت کرین کیونکہ انھوں نے اب بہت سر
 کشی پر مگر کسی ہر گیری بہت جلد خبر لیجئے اور کمک فرمائیے ورنہ میں ہلاک ہو جاؤں گا یہ مضمون جو سمندر شاہ
 نے شلاق سے کہا بس شلاق نے پہلے تو بہت کچھ القاب و آداب بڑے شد و بد سے تحریر کیا اسکے بعد
 انھوں نے اس واقعے کی کہ آنا بدیع الملک کا دست ہمارا فراموش اور مقابلہ دیوانوں سے اور سلمان ہونا
 صنوبر شاہ وغیرہ کا اور مارا جانا حباب جادو کا اور مقابلہ سحران با شکر اسلام و مارا جانا آفتاب جادو
 و سحران و ماہیان کا اور دنیا دریاے سنہرے رنگ کا اور سلمان ہونا سہراب و غزالان و دیگر ساحر و
 کا و لشکر کشی اہل اسلام کی طرف یقینہ و محرابیہ کے یقین خود پرست و محراب شاہ کا بعد مقابلہ سلمان
 ہونا و اقبال شاہ و امثال شاہ وغیرہ کا بدون مقابلہ سلمان ہونا اور لشکر اسلام کا قریب سمندر سے آنا اور
 یہاں کے محل مقابلہ مع دیگر واقعات کے و آفاق شاہ وغیرہ کا شریک اہل اسلام ہو کر سمندر شاہ سے
 مقابلہ کرنا بعد اُنکی معرکوں کے جو سمندر شاہ کا لشکر لے کر مقابلہ اہل اسلام میں جانا اور جنگ و پیکار کا آغاز
 ہونا اور مارا جانا عشاق جبرہ نشین کا شکست کھانا سمندر شاہ کا بھاگ کر آنا طلسم گنجورہ میں
 گنجور شاہ سے کمک کی خواہش کرنا اُنکا انکار کرنا سب تحریر کیا ساتھ تفصیل کے کوئی واقعہ فرو گذاشت
 نہیں کیا جو چچان جلد دن میں تحریر ہو چکا ہے ناظرین کو یاد ہو گا جب یہ سب حالات لکھ چکا ہوں تو
 مضمون جو سمندر شاہ نے بتایا تھا وہ لکھ لکھ کر عرضی طیار کر کے بخدشت سمندر شاہ پیش کی
 سمندر شاہ نے عرضی کو دیکھا بہت پسند کیا شلاق نے اسکو صاف کر کے اُس پر مہر سمندر شاہ
 کی کی لقا قریب بند کر کے اُس پر بھی مہر کر کے پیش کیا اب سمندر شاہ نے وہ عرضی وزیر سے لے کر گنجور شاہ
 کو دی اور کہا کہ اسکو مہربانی کر کے روانہ فرما دیجئے کہ بہت جلد اور تاکید کر دیجئے گلے جانے والے سے
 کہ اسکا جواب بہت جلد لے کر آئے راوی کہتا ہے کہ گنجور شاہ نے وہ عرضی سمندر کے ہاتھ سے لے کر اپنے
 پاس رکھی وزیر گنجور شاہ دیکھ رہا تھا اور جل رہا تھا اس فکر میں ہے کہ کیا تہم کر دے کیونکہ بادشاہ کو قتل
 یا اسیر کر دے اور سمندر کو بادشاہ کر دے یہ تمک حرام تو اس فکر میں ہوا کہ گنجور شاہ نے وزیر سے کہا کہ
 ایک عرضی ہماری طرف سے بھی تم اس مضمون کے بعد القاب و آداب خداوندی کے تحریر کرو کہ میں
 خدمت خداوندی میں دست بستہ عرض پر داز ہوں کہ میں یہ حکم خداوند اس طلسم کا بادشاہ چلا آتا ہوں
 اور ہمیشہ یا بندہ حکم خداوندی رہا ہوں میرے حال پر ہمیشہ عنایت و مہربانی مہذول رہتی ہے آج کل بھی
 وہی مہربانی ہے میں کہتا ہوں کہ اسکا سبب یہ ہے کہ اول تو مجھ کو یہ حکم خداوند

تھا اور یہ کہ تم اپنے طلسم کو چھوڑ کر کبھی باہر نہ جانا اور نہ کسی پر لشکر کشی کرنا جب تک وہ تمہارے طلسم کی طرف
 نہ آئے اور تم پر لشکر کشی نہ کرے اسوقت تک کسی سے مقابلہ نہ کرنا لہذا میں اسی حکم پر پابند رہا اسی سبب سے
 میں نے انکار کیا نہ خود براے ملک لشکر لے کر گیا نہ کسی کو روانہ کیا جب نامہ سمندر شاہ کا دربارہ طلب
 ملک آیا صاف انکار کیا اب سمندر شاہ خود اہل اسلام کے ہاتھ سے شکست کھا کر اور بھاگ کر بحالت
 خراب طلسم میں تشریف لائے میں نے انکو مہمان کیا اور بہت کچھ اطمینان اُنکا کیا جب انھوں نے ملک
 کی خواہش کی میں نے انکار کیا اور کہہ دیا کہ جب کوئی ادھر لشکر کشی کر کے آئے گا تو مقابلہ کروں گا واقعی یہ
 امر یہ کہ اُنکی حالت بہت خراب ہو ان پر رحم واجب ہو اور اُنکی ملک کرنا بھی لازم ہو وہ اسوقت واجب
 ہیں پس جب میں نے ملک کرنے سے انکار فرمایا تو انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ میں ایک عرضی بہ خدمت
 خداوند اپنے محل حالات کی تحریر کرتا ہوں گو خداوند عالم الغیب ہیں وہ سب حالات سے آگاہ ہونگے
 مگر مجھکو بھی فرض ہے کہ میں آگاہ کر کے ملک طلب کروں لہذا تم وہ عرضی میری اپنے ذریعہ سے بخد مت
 خداوند بھیج دو میں نے منظور کر کے اُنکی عرضی مع اپنی عرضی کے روانہ کی ہر امیدوار ہوں کہ جواب سے
 سرفراز ہوں میں بھی اور سمندر شاہ بھی وہ یہاں تشریف فرما ہیں اور جواب کے منتظر ہیں دوسرے
 سبب انکار ملک کا یہ بھی ہے اور تھا کہ کوئی حکم خداوند کا میرے نام نہیں آیا تھا اور نہ آیا ہے کہ تم سمندر شاہ
 کی ملک کرو پس میں کیونکر بدون حکم عالی ملک کرنا خلافت حکم کر کے مورد قہر خداوندی ہوتا جیسے سمندر شاہ
 نے خلافت حکم بدون اجازت خداوند اہل اسلام سے مقابلہ کر کے اپنی حالت کی کہ ایک ایک کے پاس
 دامن پناہ لیتا ہے اور ملک کی خواہش کرتا ہے یہ اس عدول حکمی کا سبب ہے لہذا میں یہ عرضی پیش
 کر کے مع عرضی سمندر شاہ کے امیدوار ہوں کہ جیسا میرے نام حکم صادر ہوا اس پر عمل کروں اور
 سمندر شاہ کی دست بستہ سفارش بھی کرتا ہوں کہ خداوند اسکی ملک فرمائیں وہ بہت پریشان
 ہر زیادہ حد ادب جب یہ سب عبارت گنجور شاہ نے بیان کی دہرے بہت عمدہ طور سے تحریر کر کے
 پیش کی گنجور شاہ نے دیکھ کر دہر کو دیا اور کہا کہ صاف کرو دہر نے قرطاس طلائی پر خط طغرا لکھا اور
 لکھ کر لفافہ میں بند کر کے مہر کی تپ گنجور شاہ نے دہر کو عرضی سمندر شاہ کی دی اور کہا کہ اسکو بھی
 اسی کے ساتھ ملفوف کر دوںے دونوں عرضیاں ایک لفافہ میں ملفوف کر کے اور اس پر مہر کر کے گنجور شاہ
 کے روبرو پیش کیں اسوقت گنجور شاہ نے وہ عرضیاں لے کر سامنے رکھیں اور ایک کتاب جو سامنے
 رکھی تھی اُسکو اٹھایا اور کھولا اُس میں سے کچھ دیکھ کر بڑھا اور دستک دی دستک کا دینا تھا کہ ایک مرتبہ
 تمام دربار کی زمین گور لزلہ سا ہوا سب نے دیکھا کہ برابر تخت گنجور شاہ کے زمین شق ہوئی اور ایک
 ساحر بہت قوی ہیکل بد شکل تمام جسم سے اس کے شعلہ نکلتے ہوئے پیدا ہوا اور آئے ہی گنجور شاہ
 کو سلام کیا سب اہل دربار کو بغور اس نے دیکھا کہ گنجور شاہ نے اشارہ کیا ایک کرسی خالی تھی کداس
 کرسی پر بیٹھ جاؤ وہ سلام کر کے بیٹھ گیا اور کہا کہ گیون آپ نے مجھکو یاد فرمایا ہے گنجور شاہ نے کہا کہ بیان
 کرتا ہوں یہ کہ حکم دیا کہ انکو شراب پلاؤ اور خلعت دو ساقی نے شراب پلائی خلعت مرحمت ہو جب
 وہ شراب پی چکا اُسکا دماغ بادہ ناب سے گرم ہوا اسوقت گنجور شاہ نے اس ساحر سے کہا کہ یہ عرضی
 میری بخد مت خداوند ہو بخاد و اور اسکا جواب لا دو بہت فروری عرضی ہے بہت جلد جواب لانا یہ کہ کرو
 اسکو دی اسنے عرضی ہاتھ میں لے کر کہا کہ آپ واقف ہیں کہ وہاں سے جواب عرصہ میں آتا ہے میں اسے
 امکان ہر کوشش کروں گا کہ جہاں تک ممکن ہوگا بہت جلد آؤں گا اگر عرصہ ہو تو مترود نہ ہو جیسے تھا

کنجور شاہ نے کہا کہ تم کو شش اس امر کی ضرورت کہ جواب جلد ملے اگر جلدی نہ ملے تو خیر جب ملے تب
 آنا مگر خالی نہ آنا جواب ملے کر آنا اُسے جواب دیا کہ بہت خوب یہ کہہ کر اُس ساحر نے دستک دینی کہ دویر اسکے
 دونوں شانوں پر پیدا ہوئے اور وہ عرضی لے کر بیرون ایوان آیا اور ایک طرف کوڑ کر چلا یہ ساحر تو عرضی
 سمندر شاہ و کنجور شاہ کی بے کمرط و طاق کے جاتا ہر دیکھے اب کیا جواب ملے کر آتا ہر اور کیا
 جواب آتا ہر بعد جانے ساحر کے کنجور شاہ نے دربار برخواست کیا اور اپنے محل میں انتظار جواب
 عرضی کرنے لگا وزیر کنجور شاہ اپنے مقام پر آیا اور اس فکر میں مصروف ہوا کہ کس طور سے بادشاہ کو قتل
 یا اسیر کروں سمندر شاہ مع اپنے سرداروں کے اپنے مقام پر آیا اور جواب عرضی کا منتظر ہوا اب ان سب کو
 اپنی اپنی فکر میں مبتلا رکھا جاتا ہر یعنی ساحر کو طرط و طاق کے روان چھوڑا جاتا ہر کہ وہ عرضیان لے کر
 جاتا ہر سمندر شاہ کو طلسم میں مقیم رکھا جاتا ہر انتظار جواب عرضی میں اور وزیر بدتر کنجور شاہ
 کو فکر قتل کنجور شاہ میں اور میں اس کتاب کو اسی مقام پر تمام کرتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ بشرط حیات
 دیکھا جائے گا والسلام خیر الختام تمام شد کتاب ہذا فقط

تقریظ از جانب مصنف کتاب ہذا

ہزار ہزار شکر اُس خداے برتر کا کہ جس نے تمام عالم کو خلق فرمایا اور انسان کو اشرن مخلوق ثابت بنایا اور
 مجھ ایسے ناچیز و حقیر کو یہ مرتبہ عنایت فرمایا کہ اہل فہم و اہل سخن قدر فرمائے ہیں ورنہ میں اس لائق نہ تھا
 کہ یہ میری قدر ہوتی اور میرے کلام کو لوگ پسند فرماتے یا کسی کی عنایت و بندہ نوازی ہر شکور خداوند
 کریم کا کہ جلد سوم دفتر آفتاب شجاعت بحسن و خوبی تمام ہوئی اور مجھ کو خداوند کریم نے اس بار سے
 سبکدوش فرمایا اب میری دعا خداوند تعالیٰ سے یہ ہر کہ پسند خاطر ناظرین نکتہ فہم و دقیقہ رس ہو اور
 شائقین و ناظرین ملاحظہ فرما کر مجھ کو خلعت تحسین و آفرین سے سرفراز فرمائیں لیکن حقیر و ناچیز خدمت
 شائقین و ناظرین دست بستہ عرض بردار ہوں کہ اگر کوئی غلطی یا بے ربطی عبارت یا کوئی مقام پر کسی
 قسم کا نقصان واقع ہوا ہو تو اسکو معاف فرمائیے گا کیونکہ انسان سمجھ و نسیان سے مرکب ہر اُسکے
 آب و گل میں نسیان ہر اور آپ لوگ پردہ پوش و عیب پوش ہیں مجھ کو امید فوری ہر آپ لوگوں کی
 ذات والا صفات سے کہ ضرور اگر کوئی غلطی یا کوئی نقص نظر کیا اثر سے گذرے گا اُسکو خیال فرمائے گا
 بلکہ پردہ دل میں پوشیدہ فرما کر میری عرق ریزی کی طرف خیال فرما کر خلعت تحسین و آفرین سے
 سرفراز فرمائیے گا میری رب العالمین سے یہ دعا ہر کہ وہ ماصدوسی سال جناب معلی القاب حاتم
 وقت دستگیر بیگان غریب و سرلخت نواز یعنی جناب منشی پراک نر امین صاحب بہادر نطلہ العالی
 کو سلامت و باکرامت رکھے کہ جو میری قدر فرمائے ہیں اور آپ لوگوں کو بھی کہ آپ بھی قدر فرماتے
 ہیں اُمی آمین یا رب العالمین تمام شد والسلام فقط

خاتمہ الطبع

الحمد للہ والنتہ کہ جلد سوم دفتر آفتاب شجاعت بخیر و خوبی اختتام کو پہنچی اور منظور نظر نگاریاں ہنر پرور ہوئی
 اور کمال حسن و خوبی سے بعرق ریزی مہمان سلیقہ شعار و فصیح مولوی محمد اسماعیل قدیم کار پرداز مطبع ہذا
 اپریل سنہ ۱۳۹۱ء انجام پذیر ہوئی

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
عبر پ	سے ممتاز ہوئے اور بے تعین موجب مناسب	عبر پ	طہسم نوخیز جمشیدی - جلد اول
عبر پ	حکم اختتام اس قصہ عجیب کی واسطے دیا گیا یہ	عبر پ	ایضاً جلد دوم
عبر پ	کتاب دربار شاہی میں ہمیشہ پڑھی جاتی تھی لیکن	عبر پ	ایضاً جلد سوم
عبر پ	چونکہ زبان اسکی فارسی تھی رفتہ رفتہ بوجہ ترقی	عبر پ	قصہ بھگت دروہ حصہ - مطبوعہ غیر
۱۲ روپے	اردو سے معطی کے اسکا رواج جاننا ہر اس زمانہ میں	۱۲ روپے	حصہ چہارم -
عبر پ	کہ فارسی کا رواج کا عدم ہو گیا تو اتنی بڑی	عبر پ	پیر تا بالغ درد و حصہ -
عبر پ	کتاب کا اردو میں شائع ہونا مناسب تھا لہذا	عبر پ	سوانح عمری عمر و عیار -
عبر پ	ان اجلا کے ترجمے اور طبع میں کارخانہ نے جو	عبر پ	سیرت محمدیہ -
عبر پ	صرف کثیر کیا وہ اظہر من الشمس ہے پہلے دہلی میں خواجہ	عبر پ	سوانح عمری شیطان -
عبر پ	امان صاحب نے اول جلد چھوڑ کر چند جلدوں کے	عبر پ	الف لیلہ دنیا زاد - بطور ناول
عبر پ	ترجمے کیے مگر ترجمہ کرتے کرتے انکا پیمانہ عمر بڑھ گیا	عبر پ	الف لیلہ نثر - بطور ناول معروف یہ
عبر پ	اصل کتاب کی زبان فارسی اٹھارہ جلد میں ہیں	عبر پ	شبستان حیرت -
عبر پ	اور ترجمہ ہر ایک جلد میں دو دو جلد میں شریک	عبر پ	پھول والوں کی سیر - مطبوعہ غیر
عبر پ	ہیں جسکی نو جلدیں بہ تفصیل ذیل ہیں -	عبر پ	انوان الصفا - اردو چھاپہ ٹیپ مطبوعہ غیر
عبر پ	۱۔ جلد مہدی نامہ -	عبر پ	ترجمہ اردو ابن سن کرو سو - چھاپہ ٹیپ
عبر پ	۲۔ جلد دو حہ الالبصار - موسوم بہ معزال دین نامہ	عبر پ	نہایت دلچسپ ناول قابل دیدہ - مطبوعہ غیر
عبر پ	۳۔ جلد ضیاء الالبصار - موسوم بہ جمشید نامہ -	عبر پ	ترجمہ داستان امیر حمزہ بالقصور - ہر چہار
عبر پ	۴۔ جلد شمس النہار - ترجمہ خورشید نامہ -	عبر پ	دفتر مسلسل ہندسہ ترجمہ مولوی عبداللہ
عبر پ	۵۔ جلد مطلع الانوار -	عبر پ	نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین -
عبر پ	۶۔ جلد خزینۃ الاسرار -	عبر پ	بوستان خیال - مصنف محمد تقی خان ان کو
عبر پ	۷۔ جلد نور الانوار - ترجمہ خورشید نامہ -	عبر پ	سیر تقی خیال بھی کہتے ہیں باشندہ گجرات - یہ
عبر پ	۸۔ جلد مشرق الآثار - ترجمہ خورشید نامہ -	عبر پ	باکمال بعد سلطنت محمد شاہ بادشاہ دہلی میں
عبر پ	۹۔ جلد تفریح الاحرار - ترجمہ معزال دین نامہ	عبر پ	وارد ہوئے انکو قہ گولی سے بہت شوق تھا
عبر پ	الف لیلہ بالقصور - دو کالم میں مشہور افسانہ	عبر پ	انکے ہمایوں داستان امیر حمزہ بیان ہوا
عبر پ	ہزار اور ایک رات کا عربی میں ہر اسکا ترجمہ	عبر پ	لرتی تھی یہ بھی سننے جاتے تھے آخر انھوں
عبر پ	اردو میں پنجاب مطبع نمشی طوطا رام شایان	عبر پ	نے چند اجزا ایک قصہ تازہ کے تصنیف کر کے
عبر پ	مرحوم نے کیا تھا - بہ مزید نظر ثانی جناب	عبر پ	اس محفل میں سنائے لوگوں نے بہت پسند
عبر پ	مولوی محمد حامد علی خان متخلص بہ حامد	عبر پ	کئے جب اس قصہ دلاؤن کی شہرت ہوئی
عبر پ	کاغذ سفید خانی -	عبر پ	دربار شاہی میں طلب کیے گئے اور خلعت فاخر
عبر پ	قصہ اگر گل - قصہ مشہور	عبر پ	

قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب
	قصہ جات نظم		فسانہ عجائب جلی قلم بالتصویر - بعبارت
۹ روپے	الف لیلہ منظوم - کی متفرق جلدیں حسب ذیل فروخت میں ہیں - کامل مجلد -	۹ روپے	زنگین و نگین از مرزا حبیب علی بیگ سرور کاغذ سفید گندہ -
۱۲ روپے	جلد اول از منشی طوطا رام شایان -	۷ روپے	ایضاً - کاغذ خالی گندہ -
۱۰ روپے	ایضاً - جلد دوم - کاغذ سفید		الف لیلہ بالتصویر - کامل ہر جہاں جلد
۶ روپے	ایضاً - جلد سوم -		یکجائی مترجمہ مولانا محمد حامد علی خان صاحب مطبوعہ ۱۹۲۷ء
۱۳ روپے	ایضاً - جلد چہارم - از منشی شادی لال صاحب کاغذ خالی و سفید -	۵ روپے	۱ - کاغذ سفید چکنا -
۷ روپے	بحر دانش - مطبوعہ غیر	۱۲ روپے	۲ - کاغذ رسمی سفید -
۸ روپے	آہ وحشی - ترجمہ ہنس جواہر از منشی محمد احسن بلگرامی -	۲ روپے	قصہ سند باد جہازی - ماخوذ از قصہ الف لیلہ
۶ روپے	قصہ ماہی گیر -	۲ روپے	کامروپ کا جادو - اردو کاغذ سفید -
	نامک ہمت عالی - معروف بگل بکاؤلی	۷ روپے	جادوہ تسخیر - قصہ دل چسپ از نواب محمد حیدر علی خان صاحب -
۲ روپے	حصہ اول مولفہ مولوی الہی بخش صاحب -		فسانہ عجائب متوسط قلم - مصنفہ مرزا رجب علی بیگ سرور مرحوم -
۳ روپے	قصہ ماہ رمضان - از عبداللہ خان -	۶ روپے	ایضاً - بلا تصویر خفی قلم حسب مراتب بالا -
۹ روپے	قصہ قاضی جوہر - حق و عقل کا انجان -	۳ روپے	سروش سخن بالتصویر - بجواب فسانہ عجائب از سید نضر الدین حسین مودودی -
۶ روپے	قصہ جحیمہ -	۵ روپے	ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا -
۶ روپے	قصہ شاہ روم - بالتصویر -	۴ روپے	طلسم حیرت - افسانہ دلچسپ از منشی جعفر علی تخلص کشیون -
۶ روپے	قصہ شیخ منصور - از شیخ احمد متخلص برسا	۳ روپے	باغ و بہار - معروف بہ قصہ چار و دہشت بالتصویر
۴ روپے	سنگاسن تپسی - از منشی کمسن لال -	۳ روپے	ایضاً - بلا تصویر حسب مراتب بالا -
۲ روپے	گلزار ابراہیم - قصہ حضرت ابراہیم ادہم -		لطائف النظر فا - مرتبہ منشی دیبی پرشاد صاحب جس میں ڈیڑھ سو سے زیادہ عمدہ عمدہ تر افاق پُراق لطیفے ہیں -
۱۲ روپے	چشمہ شیرین - قصہ شیرین و فرح -		تفریح الطلبة - مرتبہ منشی دیبی پرشاد صاحب جس میں ۱۰۰ نتیجہ خیز حکایات مع تناسخ و فوائد ہیں اور لطف یہ کہ کوئی بھی حکایت فرضی و خیالی نہیں ہے -
۶ روپے	جوگن نامہ - از میان باطن اکبر آبادی -		
	ایجاد رنگین - حکایات فصیح از رنگین دہلوی -		
۱ روپے	مجموعہ - چوبیس نامہ و بی نامہ وانیونی نامہ از منشی مینی رام -		
۳ روپے	بدماوت اردو - از عبرت و عشرت -		
۱ روپے	فسانہ عجائب منظوم - از منشی بھولانا تھم		